سُنن ابن ماجہ (اردو) (مترجم)

جلد اوّل

کتاب السنة - أبواب المساجد والجماعات

أحادیث: 01 - 802

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

ترجمہ و فوائد: مولانا عطاء اللہ ساجد

تحقیق و تخریج: حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی

دارُالسّلام

دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.darussalam.com

• الریاض۔ العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 • الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 • سویلم فون: 2860422 01
• مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 • قصیم (بریدہ): فون/فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
• مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 • مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155
• جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 • الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
• خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328 • ینبع البحر فون/فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ • ہوسٹن فون: 7220419 713 001 • نیویارک فون: 6255925 718 001
لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

• 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
موبائل: 4212174 0321-8484569 0322 • غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی طارق روڈ بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937
اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 0092 51 2281513 موبائل: 0321 5370378

ح مكتبة دار السلام، ١٤٢٨ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
ابن ماجه، محمد بن يزيد
سنن ابن ماجه اللغة الاردية. / محمد بن يزيد ابن ماجه - الرياض، ١٤٢٨ هـ
ص: ٦٣٢ مقاس: ١٤×٢١ سم
ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨ (مجموعة)
١-٨-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ١)
١- الحديث - سنن ٢- الحديث - الكتب الستة أ. العنوان
ديوي ٢٣٥,٦ ١٤٢٨/٤٨٩٨
رقم الإيداع: ١٤٢٨/٤٨٩٨
ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨
١-٨-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ١)

جلد اوّل

سُنن ابنِ ماجہ

(مترجم)

کتاب السنة ــ أبواب المساجد والجماعات احادیث: 1 ــ 802

تالیف

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ
حافظ آصف اقبال حفظہ اللہ
مولانا ابو محمد محمد اجمل حفظہ اللہ
حافظ عبدالخالق حفظہ اللہ
مولانا عثمان منیب حفظہ اللہ

دار السلام
DARUSSALAM

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

نضّر الله امرأً سمع منا حديثًا فحفظه حتى يبلّغه

صدق حبيب الله ﷺ

"اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ اور شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی، پھر اُسے یاد کر کے لوگوں تک پہنچا دیا۔"

(سنن ابوداؤد، العلم، حدیث ۳۶۶۰)

اَلَا اِنِّی اُوْتِیْتُ الْکِتَابَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ

اَلَا اِنِّی اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ

”اچھی طرح سُن لو! مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ
اس کی مثل (سنت) بھی ، خبردار! مجھے قرآن دیا گیا ہے
اور اس کے ساتھ اس کی مثل (سُنّت) بھی۔“ (مسند احمد ۴/۱۳۰)

فہرست مضامین (جلد اول)

عرضِ ناشر

بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اسلام نے دو مستند حوالے اور راستے پیش کیے ہیں۔ ان میں سے ایک راستہ قرآن حکیم کی آیات بینات سے ملتا ہے جب کہ اس سے ہم آہنگ ایک دوسرا جادۂ شریعت ہے جسے ہم سنت یا حدیث کہتے ہیں۔ قرآن مجید نے اپنی اصولی اور اجمالی تعلیمات کی تشریح وتفسیر اور توضیح وتصریح کے لیے خود سنت اور اسوۂ حسنہ کی ضرورت کو بیان کیا ہے۔ قرآن مجید کے احکام ونصوص کی وضاحت کے لیے اگر ذخیرۂ احادیث موجود نہ ہو تو دین وشریعت کا ماخذ اوّل خود چیستان بن جائے گا۔ پیش نظر رہے کہ احادیث میں شریعت کا جو تشریحی اور توضیحی سرمایہ موجود ہے' نبی ﷺ کو یہ علم بھی اللہ تعالیٰ سے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے سے میسر آتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کو وحی متلو اور حدیث کو وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔

عربی زبان میں ''حدیث'' کا لفظ گفتگو' نئی بات' قابل ذکر واقعہ' نئی چیز یا کلام کے معنی میں مستعمل ہے' مگر جب یہ ایک اصطلاح کے طور پر استعمال ہو تو اس سے مراد رسول کریم ﷺ کے اقوال وافعال اور اعمال واحوال ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور رسالت سے متعلق راویوں (صحابۂ کرام اور ان کے فیض یافتگان) کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے' وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو سنت' خبر اور اثر بھی کہتے ہیں۔ یہ تمام ذخیرۂ حدیث قولی' فعلی یا تقریری نوعیت کا ہے' البتہ بعض حضرات نے آپ ﷺ کے شمائل (خصائل و عادات) کو بھی گنجینۂ حدیث میں شامل رکھا ہے۔

ذخیرۂ حدیث کی حجیت' صداقت اور شرعی حیثیت ایک امر مسلم ہے۔ رسول کریم ﷺ کی بعثت کے آغاز ہی سے قلم وقرطاس اور تحریر ونگارش کا سلسلہ شروع ہوا۔ ﴿اَلَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ (العلق) اور ﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ﴾ (القلم) کی آیات کے حوالے سے عہد رسالت میں کتابت کے فن کو فروغ ملا۔ عرب وحجاز کے لوگ جو استحضار (حفظ وضبط) کو اپنا شرف وافتخار سمجھتے تھے' اب ان کے ہاں تحریر وتسوید کا پہلو بھی سامنے آیا۔ کتب میں قرآن مجید کے پچاس سے زائد کاتبوں کا تذکرہ ملتا ہے جبکہ احادیث کی روایت وکتابت کا عہد بہ عہد ایک

وسیع نظام دکھائی دیتا ہے۔عہدِ رسالت میں قرآنِ مجید کے علاوہ جن امور کو با قاعدہ لکھا جار ہا تھا' وہ درج ذیل تھے:

اسلامی ریاست کے سرکاری مراسلے' مکتوبات نبوی' دستورِ مملکت' خطبات نبوی' معاہدات' ہبہ نامے' امان نامے' مردم شماری' غلاموں کی آزادی کے پروانے' مختلف علاقوں اور صوبوں کے گورنروں اور عمال کے نام سرکاری ہدایات' بیت المال میں آمد وخرچ کی تفصیلات اور متعدد صحابہ کا ذخیرۂ احادیث جو آپ کے افعال کی رؤیت یا گفتگو کی سماعت پر مشتمل ہوتا تھا...... کمال ضبط واحتیاط سے مختلف چیزوں پر لکھے ہوئے اس گرانقدر سرمائے کے علاوہ عہدِ صحابہ میں احادیث کے ذخیرے کو جس توجہ اور ذمے داری کے ساتھ لکھا گیا' اس کی مستند تفصیلات ہمارے سامنے موجود ہیں۔

نبی ﷺ نے متعدد مواقع پر بہت سے صحابۂ کرام ؓ کو ہدایت کی کہ وہ آپ سے حاصل ہونے والے علم کو لکھ لیا کریں۔ خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر یمن کے ابوشاہ کی درخواست پر اسے لکھوایا گیا۔

عہدِ نبوی اور دورِ صحابہ کی ان روایات کو جب بعد کے طبقات وادوار میں جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی تو اس کے حوالے سے روایت ودرایت' جرح وتعدیل اور اصطلاحات حدیث کا ایک ایسا علم وجود میں آیا جس نے اس ذخیرۂ حدیث کی حفاظت' ثقاہت' وضاحت اور استناد میں ایک سائنٹیفک اسلوب فراہم کیا۔ان علوم الحدیث میں اسماء الرجال تو تاریخ عالم کا ممتاز ترین علم اور فن ہے جس کے متعلق "الإصابة في تمييز الصحابة" کو ایڈٹ کرتے ہوئے جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے اپنے مقدمہ میں یہ تاریخی الفاظ لکھے:

"دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری اور نہ آج کہیں موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم المرتبت فن ایجاد کیا ہو جس کے باعث پانچ لاکھ مسلمانوں کے احوال معلوم ہوسکتے ہیں۔"

ہمیں اعتراف ہے کہ دشمنان اسلام' منافقین اور بعض دجالوں نے احادیث کو اپنی جانب سے وضع کرکے پھیلانے کی کوشش کی۔اس موقع پر محدثین نے جس ایمانی غیرت' مشاہداتی قوت' علمی ادراک' تاریخی ذوق اور سائنسی شعور کے ساتھ ان وضّاعین کا مقابلہ کیا اور ذخیرۂ حدیث سے ان کی جعلی روایات کو نکال باہر کیا' یہ تاریخ علوم انسانی کا سب سے بڑا افتخار ہے۔اس سلسلے میں ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ کیجیے:

خلیفہ ہارون الرشید (170ھ تا193ھ) نے ایک زندیق کو گرفتار کرکے اس کے قتل کا حکم صادر کردیا جو وضع حدیث کے جرم میں گرفتار تھا۔اس موقع پر اس زندیق نے ہارون سے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ ان چار

ہزار احادیث کا کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں اور ان میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے' حالانکہ ان میں ایک لفظ بھی رسول کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا؟ اس پر ہارون نے کہا:

[أين أنت يا عدوّالله من أبي إسحاق الفزاري وعبدالله بن المبارك ينخلانها' فيخرجانها حرفًا حرفًا]

''اے اللہ کے دشمن! تو ابو اسحاق فزاری اور عبداللہ بن مبارک سے بچ کر کہاں جائے گا جو ان (وضعی احادیث) کو چھلنی کی طرح چھان کر ان کا ایک ایک حرف نکال باہر پھینکیں گے؟''

یہ حقیقت الم نشرح ہے کہ اس امت کی ہدایت کے لیے قرآن کے بعد حدیث کے چشمۂ صافی کو محدثین عظام رحمہم اللہ کی علمی اور تحقیقی کاوشوں نے استناد اور اعتماد عطا کر دیا۔ روایت و درایت' جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کے علوم و فنون کی روشنی میں جب تمام ذخیرۂ حدیث کی تنقیحات و تصریحات سامنے آ گئیں تو تدوینِ حدیث کا عظیم الشان مرحلہ شروع ہوا۔ کتب ستہ کے علاوہ مصنفات' جوامع' سنن' مسانید' معاجم' مستدرکات اور مستخرجات کا عظیم ذخیرہ محدثین عظام رحمہم اللہ کی جلیل القدر محنت و ریاضت اور عقیدت و مسئولیت کے نتیجے میں امت کے ہاتھ آیا جس کے ہزاروں مخطوطات عہد بہ عہد شروح و حواشی اور تحقیق و تخریج کے ساتھ مرتب ہوئے جو آج بھی عالمی کتب خانوں میں اربابِ تحقیق کی توجہات کا مرکز ہیں مگر ان میں صحاح ستہ گل سر سبد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ایک مدت سے میرے دل میں اس بات کی آرزو تھی کہ صحاح ستہ کا جدید اور شگفتہ اُردو زبان میں ایسا ترجمہ پیش کیا جائے جس میں ہر ہر حدیث کے نتائج و فوائد بھی درج کیے جائیں اور ان تمام ممکنہ مقامات پر جہاں کسی عصری اور زمانی موضوع پر کوئی حدیث بیان کی گئی ہو' اس پر ایک تفصیلی اور تحقیقی شذرہ اس اسلوب سے لکھا جائے کہ دورِ جدید میں شبہات کی دلدل میں گھرا ہوا ذہن کامل اطمینان اور مکمل یقین حاصل کر سکے' چنانچہ دارالسلام نے اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کے لیے برصغیر کے اہل علم اور محققین کی خدمات حاصل کیں جو کتب ستہ کے تراجم و فوائد پر بڑی دل جمعی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ وللّٰہ الحمد کہ سنن اربعہ میں سے ایک جزو اعظم سنن ابی داود پر کام مکمل ہو چکا ہے اور اب سنن ابن ماجہ کا وقیع کام آپ کے سامنے ہے۔

اس مجموعے کی جملہ احادیث کی تخریج عظیم محقق حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے کی ہے' جس کی تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض رفقائے ادارہ مولانا سلیم اللہ زمان اور حافظ عبدالخالق حفظہما اللہ نے نہایت جاں فشانی اور ذمے داری

سے نبھائے۔ ترجمہ کی متن کے ساتھ مراجعت اور کتابیات کے ابتدائیے مولانا ابومحمد محمد اجمل (فاضل مدینہ یونیورسٹی) نے بڑی محنت سے تحریر کیے ہیں۔

عہدِ حاضر کے فاضل مفسر ومترجم اور مؤلف کتب کثیرہ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ مدیر شعبۂ تحقیق وتصنیف دارالسلام لاہور اور ان کے معاونین مولانا ابوعبداللہ محمد عبدالجبار' حافظ محمد آصف اقبال' حافظ عبدالخالق' مولانا محمد عثمان منیب ﷾ نے دن رات کی ان تھک محنت سے اس پر نظر ثانی اور علمی وتحقیقی فوائد ومسائل کا اضافہ کیا جبکہ کتاب کی تصحیح وتنقیح اور پروف ریڈنگ کی ذمہ داری مذکورہ علمائے کرام کے علاوہ مولانا غلام مرتضی ﷾ نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ادا کی ہے۔ علاوہ ازیں حافظ محمد آصف اقبال نے حدیث کی صحت وضعف کے اعتبار سے فوائد ومسائل میں حک واضافہ کیا ہے' نیز وہ مسائل جو تفصیل اور تحقیق کے متقاضی تھے' ان پر تحقیقی بحث کی ہے۔

سنن ابن ماجہ (اُردو) کی تیاری کے فنی مراحل کمپوزنگ' ڈیزائننگ وغیرہ میں محمد عامر رضوان' اخلاص الحق ساجد' شیخ محمد یعقوب اور عبدالجبار غازی نے اسے خوب سے خوب تر بنانے میں بھرپور محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین.

ان جملہ احباب کی شبانہ روز محنت کے باعث سنن ابن ماجہ کا یہ ترجمہ ان شاء اللہ العزیز اُردوخواں حضرات' علمائے دین' قانون دانوں' اساتذہ' طلبہ اور عامۃ المسلمین میں قبولیت حاصل کرے گا۔ اس سلسلے میں برادرعزیز حافظ عبدالعظیم اسد نے اس منصوبے کی تکمیل کے لیے جس محنت' انہماک اور ذمے داری کا مظاہرہ کیا ہے' اللہ تعالیٰ انھیں اس کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ قارئین محترم سے درخواست ہے کہ وہ کتب ستہ کے بقیہ جاری شدہ منصوبے کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق خاص سے اسے جلد از جلد مکمل کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین.

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مدیر: دارالسلام الریاض۔ لاہور

رجب 1427ھ/ اگست 2006ء

حرفِ آغاز

دینِ اسلام قال اللہ وقال الرسول ﷺ کا نام ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے قرآنِ مجید کے الفاظ کی تعلیم بھی دی اور اس کی قولی وعملی تشریح اور وضاحت کا فریضہ بھی انجام دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (النحل:۴۴) ''اور ہم نے آپ پر یہ ذکر (قرآن) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے بیان کریں جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا تاکہ وہ غور وفکر کریں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث مبارکہ کو سنا' یاد کیا' لکھا اور انھیں عملی طور پر اپنی زندگی میں سمو لیا' پھر'' فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ'' کے حکم کی تعمیل میں علم کے اس نور کو پھیلانا شروع کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے نبیٔ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ارشادات نبوی کا پہلا مجموعہ تیار کیا جو'' صحیفۂ صادقہ'' کے نام سے معروف ہوا۔ روایت حدیث اور تدوینِ حدیث کا یہ مبارک سلسلہ تیسری صدی ہجری میں اپنے عروج کو پہنچ گیا۔ اسی دور میں مسند احمد بن حنبل جیسا ضخیم ذخیرۂ حدیث جمع ہوا' نیز حدیث کے چھ اہم ترین مجموعے منصۂ شہود پر آئے جنھیں امتِ اسلامیہ ''صحاحِ ستہ'' یا ''کتبِ ستہ'' کے نام سے جانتی ہے۔ علمائے اسلام نے ان چھ کتابوں کو انتہائی اہمیت دی اور ان کی تدریس وتفہیم اور شرح وتفسیر کا سلسلہ ہر دور میں جاری رہا اور اب تک جاری ہے۔ سنن ابن ماجہ بھی ان چھ کتابوں میں سے ایک ہے جس پر کام کرنے کا مجھے موقع ملا ہے۔ والحمد لله على ذلك.

دارالسلام کی خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دینِ حق کی خدمت اور قرآن وحدیث کی نشر واشاعت کا شرف بخشا ہے۔ میں دارالسلام کے احباب اور بالخصوص اس کے مدیر جناب عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ اور ان کے دستِ راست محترم حافظ عبدالعظیم اسد حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے مجھے بھی خدمتِ حدیث کا کام کرنے کی ترغیب دی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ مجھے یہ کام اپنی بساط سے بڑھ کر نظر آرہا تھا لیکن ان محبانِ مکرم کے محبت و شفقت بھرے اصرار نے ہمت بندھائی اور اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

میں نے کوشش کی ہے کہ ترجمہ سادہ وسلیس ہونے کے ساتھ ساتھ متنِ حدیث سے قریب تر ہو۔ اس مقصد

کے لیے میں نے سنن ابن ماجہ کے مختلف تراجم سے حسب ضرورت استفادہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ "النهاية في غريب الحديث والأثر لابن الأثير" سے بہت مدد ملی ہے۔ فوائد ومسائل کے لیے زیادہ تر متن حدیث کو مدنظر رکھا گیا ہے اور اس سے جو مسائل معمولی غور وفکر کے بعد سامنے آتے ہیں' بیان کیے ہیں' البتہ کہیں کہیں بعض مسائل کے لیے دیگر مراجع سے استفادہ کیا گیا ہے' مثلاً: فتح الباری' سبل السلام' نووی شرح صحیح مسلم اور نیل الاوطار وغیرہ۔

میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اس کام کی تکمیل میں معاونت فرمائی' نظر ثانی فرمائی یا کسی بھی انداز سے اس میں تعاون فرمایا۔

مجھے احساس ہے کہ کتاب کا مقام ومرتبہ جس بلند معیار کا تقاضا کرتا ہے' میں اپنی علمی اور عملی کوتاہیوں پر اس سے بہت پیچھے رہ گیا ہوں۔ اگر یہ کام کسی بڑی علمی شخصیت کے ہاتھوں انجام پاتا تو بے شمار فوائد وبرکات کا حامل ہوتا۔ اب یہ جیسا کچھ بھی ہے' قارئین کے سامنے ہے۔ اس میں جو لغزش یا غلطی ہے وہ میری کم فہمی یا علمی تہی دامنی کا نتیجہ ہے اور اگر دیکھنے والوں کو اس میں کوئی خوبی نظر آئی ہے تو وہ سراسر اللہ عزوجل کا احسان اور اس کی ذرہ نوازی ہے اور اس کے بعد میرے محترم اساتذۂ کرام کی محنت وشفقت کا نتیجہ ہے جو چٹائیوں پر بیٹھ کر سنگریزوں کو لعل وگہر میں تبدیل کرنے کی سعی کرتے رہے۔ ان میں سے جو حضرات اس عالم آب وگل سے تشریف لے جا چکے' اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرما کر انھیں جنت کے اعلیٰ درجات عطا فرمائے' اور جو حضرات ابھی اس جہانِ رنگ وبو کو آباد کیے ہوئے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے اور زیادہ سے زیادہ طالبانِ علم کو ان کے چشمہ ہائے فیض سے سیراب ہونے کی توفیق بخشے اور خدمتِ دین کی اس حقیر کوشش کو ان کے لیے بلندیٔ درجات کا ذریعہ بنائے' جن کی کوششوں سے میں قلم اٹھانے کے قابل ہوا۔ آمین۔

عطاء اللہ ساجد

گوجرانوالا

رجب 1427ھ / اگست 2006ء

شخصی تعارف

اس کتاب کے فاضل مترجم مولانا عطاء اللہ ساجد ﷾، فاضل مدینہ یونیورسٹی، سینئر استاد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالا ہیں، جنھوں نے بڑی عمدگی کے ساتھ اس کا ترجمہ مکمل کیا اور اکثر و بیشتر احادیث کے فوائد و مسائل بھی تحریر کیے۔ نعمت پور، ریاست پٹیالہ (بھارت) کے ایک مہاجر گھرانے سے تعلق رکھنے والے عطاء اللہ ساجد نے بی اے کے بعد دو سال جامعہ محمدیہ گوجرانوالا میں پڑھا اور جید علماء سے کسب فیض کیا، پھر جامعہ اسلامیہ (گوجرانوالا) میں مولانا محمد اعظم ﷾ (مدیر الامتحانات وفاق المدارس السّلفیہ) سے ترمذی اور ابوداود پڑھیں۔ مزید دو سال جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں تعلیم حاصل کی اور مولانا عبدالسلام کیلانی ﷾ سے صحیح مسلم اور مولانا محمد عبدہ الفلاح ؒ سے بخاری شریف پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ 1396ھ/1976ء میں جامعہ سلفیہ سے فراغت پا کر انھیں مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم اور الشہادۃ العالیہ کی سند حاصل کرنے کا موقع ملا۔ مدینہ سے سند فضیلت حاصل کرنے کے بعد جامعہ ابی بکر الاسلامیہ (کراچی) میں بطور مدرس 18 سال کام کیا اور ربیع الاول 1418ھ سے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالا میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

مولانا عطاء اللہ ساجد ﷾ نے تدریس کے علاوہ بعض عربی کتابوں کا اُردو میں ترجمہ کیا ہے جن میں چند نمایاں کتب درج ذیل ہیں:

- منهاج المسلم (ابوبکر جابر الجزائری ﷾) ترجمہ: ''مسلمان کا طرزِ حیات'' مع تخریج احادیث۔
- اقتضاء الصراط المستقيم في...... أصحاب الجحيم (ابن تیمیہ ؒ) ترجمہ: ''مسئلہ تشبہ بالکفار۔''
- فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء سعودی عرب، جلد دوم.
- الحسنة والسيئة (ابن تیمیہ ؒ) ترجمہ: ''مسئلۂ خیر و شر۔''
- سنن ابن ماجہ، ترجمہ و فوائد جو اس وقت پیش خدمت ہے۔
- ''خطبات جمعہ'' مولانا عبدالسلام بستوی ؒ کے ''اسلامی خطبات'' میں سے پچاس سے زائد منتخب خطبات ترمیم و اضافہ کے ساتھ۔

مقدمہ

قرآن کریم کے بعد شرعی احکام ودلائل کا دوسرا ماخذ حدیث رسول ہے۔حدیث کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے اقوال' افعال اور تقریرات پر ہوتا ہے۔تقریر سے مراد ایسے امور ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کیے گئے لیکن آپ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی بلکہ خاموش رہ کر اس پر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرما دیا۔ان تینوں قسم کے علومِ نبوت کے لیے بالعموم چار الفاظ استعمال کیے گئے ہیں: ① خبر ② اثر ③ حدیث ④ سنت (جن کا تذکرہ اصطلاحات محدثین میں تفصیلاً آ رہا ہے۔)

اوّل الذکر دو لفظوں (خبر اور اثر) کے مقابلے میں ثانی الذکر الفاظ (حدیث اور سنت) کا استعمال علومِ نبوت کے لیے عام ہے اور اس میں اتنا خصوص پیدا ہو گیا ہے کہ جب بھی حدیث یا سنت کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے نبی ﷺ کے اقوال وافعال اور تقریرات ہی مراد ہوتے ہیں۔اس مفہوم کے علاوہ کسی اور طرف ذہن منتقل ہی نہیں ہوتا۔اگرچہ بعض لوگوں نے حدیث اور سنت کے مفہوم میں بھی فرق کیا ہے اور اس کی بابت مختلف اقوال بیان کیے ہیں لیکن یہ سب باتیں صحیح نہیں۔محدثین نے سنت اور حدیث کے مفہوم کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے۔وہ سنت اور حدیث دونوں کو مترادف اور ہم معنی سمجھتے ہیں۔اسی طرح سنت سے صرف عادات واطوار مراد لے کر ان کی شرعی حجیت سے انکار بھی غلط ہے جو کہ انکارِ حدیث کا ایک چور دروازہ ہے۔اور اسی طرح صرف اعمال مستمرہ (دائمی عمل) کو قابل عمل کہنا' احادیث کے ایک بہت بڑے ذخیرے کا انکار اور منکرین حدیث کی بہ انداز دیگر ہم نوائی ہے۔علاوہ ازیں حدیثِ رسول کو بظاہر قرآن کے خلاف باور کرا کے اسے رد کرنا بھی اہل اسلام کا شیوہ نہیں ۔ یہ طریقہ بھی صرف اہل زیغ اور اہل اہواء کا ہے جنھوں نے موافقتِ قرآن کے خوش نما عنوان سے بے شمار احادیثِ رسول کو ٹھکرا دیا۔

اسلام کی ابتدائی دو صدیوں کے بعد معتزلہ نے بعض احادیث کا انکار کیا لیکن اس سے ان کا مقصود اپنے گمراہ کُن عقائد کا اثبات تھا۔اسی طرح گزشتہ ایک ڈیڑھ صدی پہلے نیچر پرستوں نے احادیث کی حجت شرعیہ میں مین میکھ نکالی' اس سے بھی ان کا مقصود اپنی نیچر پرستی کا اثبات اور معجزاتِ قرآنی کی من مانی تاویلات تھا۔نیچر پرستوں

کا یہی گروہ اب مستشرقین کی ''تحقیقات نادرہ'' سے متاثر' ساحرانِ مغرب کے افسوں سے مسحور اور شاہدِ تہذیب کی عشوہ طرازیوں سے مرعوب ہو کر ایک منظم طریقے سے قومِ رسولِ ہاشمی کو ان کی تہذیب و معاشرت سے محروم کرنا اور اسلامی اقدار و روایات سے بیگانہ کر کے تہذیب جدید کے سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہے۔

بہر حال حدیث اور سنت' رسول اللہ ﷺ کے اقوال' افعال اور تقریرات کو کہا جاتا ہے اور یہ بھی قرآن کریم کی طرح دین کا مأخذ' شریعت کا مصدر اور مستقل بالذات قابل استناد ہے۔ حدیث رسول سے استفادے اور استناد کے لیے چند امور کا جاننا ضروری ہے جو حسب ذیل ہیں:

چند قابل غور و فکر پہلو

1- اللہ کا نازل کردہ دین ایک ہی ہے اور وہ اسلام اور صرف اسلام ہے۔ ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران: ۳/۱۹) ''بے شک اللہ کے نزدیک دین تو اسلام ہی ہے۔'' ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْناً فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (آل عمران:۳/۸۵) ''اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دین چاہے تو وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا' اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں ہوگا۔'' اس دین کو تھامنے کا حکم دیا اور جُدا جُدا ہونے سے منع فرمایا: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران:۳/۱۰۳) اور اپنے رسول کے ذریعے سے بھی اس کا اعلان کروایا۔ ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ (الأنعام:۶/۱۵۳) ''یہ میرا سیدھا راستہ ہے' تم اِسی کی پیروی کرو' اور کئی راستوں کے پیچھے مت لگو' وہ تمھیں اس سیدھے راستے سے پلٹا دیں گے۔''

2- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر تَفَرُّق سے روکا ہے جس کا مطلب فرقوں اور گروہوں میں بٹ جانا ہے۔ علاوہ ازیں نبی ﷺ نے بھی ایک ہی راستے پر چلنے کی تلقین فرمائی ہے اور دوسرے تمام راستوں کو غلط قرار دیا ہے۔ اِس اعتبار سے حق کا راستہ ایک ہی ہو سکتا ہے نہ کہ متعدد۔ عقل و نقل کے اعتبار سے متعدد راستے بہ یک وقت کس طرح ''حق'' ہو سکتے ہیں؟ قرآن تو کہتا ہے ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾ (یونس:۱۰/۳۲) ''حق ایک ہی ہے' باقی سب گمراہی۔''

3- یہ دین اسلام یا صراطِ مستقیم کیا ہے؟ اور کہاں ہے؟ یہ بنیادی طور پر دو چیزوں پر مشتمل ہے: ایک قرآن مجید اور دوسری حدیث رسول مقبول ﷺ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

[تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا، كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ] (موطأ إمام مالك، كتاب القدر، حديث:٣)

''میں تمھارے اندر دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ تم جب تک اِن دونوں کو تھامے رہو گے، ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری، اس کے نبی کی سنت۔''

4- یہ دین، سابقہ دینوں کی طرح غیر محفوظ نہیں رہا۔ چونکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے یہی دین راہ نجات ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا اور فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر:۱۵/۹)

''ہم ہی نے اس "الذکر" کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

﴿الذکر﴾ سے مراد قرآن مجید ہے، جو محفوظ ہے۔ اِس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا ہے اور نہ آئندہ ہی ہو سکے گا۔ چونکہ حدیثِ رسول کے بغیر اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ناممکن تھا، اس لیے اس کی حفاظت کے مفہوم میں حدیث کی حفاظت بھی شامل ہے، چنانچہ حدیث کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے محدثین کا گروہ پیدا فرمایا جس نے بے مثال کاوش و محنت سے حدیث کی حفاظت کا عظیم الشان کام سرانجام دیا۔

اِس لیے اس دین کے مآخذ صرف اور صرف قرآنِ کریم اور احادیث صحیحہ ہیں، البتہ ان کو سمجھنے کے لیے صحابۂ کرام کے منہج اور سلف صالحین کی تعبیر و تشریح سے استفادہ ضروری ہے۔

5- ائمۂ کرام میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ان کی بات حرفِ آخر ہے بلکہ اس کے برعکس انھوں نے یہ کہا ہے کہ ان سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ اِسی لیے انھوں نے اس امر کی بھی تاکید کی ہے کہ ان کے قول کے مقابلے میں صحیح حدیث آ جائے تو ہماری بات کو چھوڑ دینا اور حدیث پر عمل کرنا۔ علاوہ ازیں خود ان کا بھی کئی باتوں میں رجوع ثابت ہے۔ اور بعض مسائل میں ان کے شاگردوں کی بھی یہ صراحت موجود ہے کہ یہ حدیث ہمارے استاد اور امام کے سامنے نہیں تھی، اس لیے انھوں نے اس کے برعکس رائے اختیار کی۔ اگر انھیں یہ حدیث مل جاتی تو وہ یقیناً اپنی رائے سے رجوع کر لیتے۔ دراصل ائمہ کے دور میں احادیث کی جمع و تدوین اور ان کی جانچ

پرکھ کا وہ کام نہیں ہوا تھا جو کتب ستہ اور دیگر کتابوں کے مؤلفین نے کیا۔ چونکہ ان کے سامنے احادیث کے یہ مجموعے نہیں تھے' اس لیے وہ تو اپنی اجتہادی خطا پر معذور بلکہ ماجور ہی ہوں گے لیکن احادیث صحیحہ کے مجموعے مرتب ومُدَوَّن ہو جانے کے بعد' حدیث کے مقابلے میں' کسی فقہی رائے پر اصرار کرنے کا اور مختلف انداز سے حدیثوں کو مسترد کرنے کا کیا جواز ہے؟

6- اِن ائمہ کے شاگردانِ رشید نے بہت سے مسائل میں دلیل کی بنیاد پر اپنے ائمہ اور اساتذہ سے اختلاف کیا ہے۔ اور اس اختلاف کے باعث کسی نے انھیں قابل مذمت نہیں گردانا بلکہ یہ اختلاف ان کی حق گوئی اور علمی قابلیت پر ہی محمول کیا گیا' چنانچہ آج بھی اگر دلیل شرعی کی بنا پر کوئی عالم دین ائمہ کرام کی بعض آراء سے اختلاف کرتا ہے تو وہ حق بجانب ہے اور اس کے اس نقطۂ نظر کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہیے۔

چند گزارشات سنن اربعہ کے حوالے سے

سنن اربعہ سے مراد سنن ابو داود' سنن ترمذی' سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں ''صحاح سِتّہ'' کی اصطلاح معروف اور زبان زد عام و خاص ہے۔ اور اس سے حدیث کی چھ کتابیں مراد ہوتی ہیں۔ چار مذکورہ سنن اربعہ اور صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ ان آخری دو کتابوں کو الگ ''صحیحین'' کہا جاتا ہے۔ ان آخرالذکر دونوں کتابوں کی بابت تو اہل سُنّت کے ہاں یہ بات مسلّمہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں۔ ان میں کوئی بھی روایت سند کے اعتبار سے ضعیف نہیں ہے' اِسی لیے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اِن دونوں کتابوں کی بابت کہا ہے:

[اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على أن جميع ما فيهما من المتصل المرفوع' صحيح بالقطع وإنهما متواتران الى مصنّفَيهِما وإنه كل من يهوّن أمرهما' فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين] (حجة الله البالغة : ۱۳۴/۱ طبع المكتبة السلفية' لاهور)

''صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی بابت محدثین کا اتفاق ہے کہ ان میں جتنی بھی متصل مرفوع احادیث ہیں' وہ قطعی طور پر صحیح ہیں اور وہ اپنے مصنفین تک متواتر ہیں' نیز یہ کہ جو شخص بھی ان دونوں (مجموعہ ہائے حدیث) کی شان گھٹاتا ہے' وہ بدعتی ہے اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کا پیروکار ہے۔''

البتہ سنن اربعہ کی بابت سب تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں کچھ حصہ ضعیف احادیث کا بھی ہے' انھیں "صَحِیحَین" کے ساتھ ملا کر جو "صحاح سِتّہ" (حدیث کی چھ صحیح کتابیں) کہا جاتا ہے' اسکی وجہ ان میں صحاح کی تعداد کا زیادہ ہونا اور ضعاف کا کم ہونا ہے۔ گویا انھیں بہ حیثیت مجموعی صحیح قرار دیا گیا ہے' نہ کہ اس اعتبار سے کہ وہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی طرح تمام تر صحیح ہیں' تاہم "صحاح ستہ" کی اصطلاح سے عوام میں یہ تأثر ضرور پھیلا کہ یہ چھ کی چھ کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں اور علماء سے تعلق رکھنے والا ایک بہت بڑا طبقہ بھی' جو فنِ نقدِ حدیث اور اسماء الرجال سے بالعموم ناآشنا ہے' کسی حدیث کے سنن اربعہ میں سے کسی ایک کے اندر ہونے کو صحت کے لیے کافی سمجھتا ہے۔ بالخصوص بحث و جدال میں اس اصطلاح سے خوب فائدہ اُٹھایا جاتا ہے' اور ان کتابوں کا حوالہ دے کر ان کی ضعیف احادیث کو بھی صحیح باور کرایا جاتا ہے۔ علماء کی اکثریت کے لیے یہ معلوم کرنا کہ ان میں صحیح کون سی ہے اور ضعیف کون سی' نہایت مشکل امر تھا' کیونکہ اصولِ حدیث اور اسماء الرجال میں دسترس کے بغیر یہ فیصلہ کیا ہی نہیں جاسکتا۔ اور علوم حدیث میں اس قسم کی مہارت اور عبور رکھنے والے علماء نہایت قلیل ہوتے ہیں۔

یہ صورتِ حال عرصۂ دراز سے یوں ہی چلی آ رہی تھی کہ اس دَور میں محدثِ عصر اور عظیم محقق علامہ شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (متوفی 1999ء) کو اللہ تعالیٰ نے تجدیدی شان کے ساتھ احادیث کی تحقیق کا مہتم بالشان کام کرنے کی توفیق سے نوازا۔ شیخ کی مساعیٔ حسنہ کی بدولت تحقیقِ حدیث کا یہ کام' جو مؤلفینِ کتبِ حدیث کے بعد جمود یا تساہل کا شکار چلا آ رہا تھا' نئے آہنگ اور نئے عزم کے ساتھ شروع ہوا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ایک طرف تو اپنے تلامذہ کی ایسی ٹیم تیار کی جو شیخ ہی کی طرح تحقیقِ حدیث کے محدثانہ ذوق سے بہرہ ور ہے' اور دوسری طرف خود بھی نہایت وسیع پیمانے پر تحقیقِ حدیث کا کام سرانجام دیا جس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے:

ان کی ایک عظیم خدمتِ حدیث یہ ہے کہ انھوں نے سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق اور چھان پھٹک کر کے ضعیف اور صحیح دونوں قسم کی روایات کی نشاندہی کر دی جس سے اس بات کی وضاحت ہوگئی کہ اِن چاروں کتابوں کی حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی طرح' ساری کی ساری' صحیح نہیں ہیں۔ اور کسی حدیث کا محض سُنن میں ہونا ہی اس کے مستند ہونے کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ محدثانہ اصول کی روشنی میں ان کی صحت و ضعف کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ شیخ رحمہ اللہ نے فیصلہ کر کے اور دو دو حصوں میں تقسیم کر کے علماء کو آسانی مہیا فرما دی۔ اب ہر عالم جو تحقیقِ حدیث کے فن سے آشنائی یا اس میں درک اور تجربہ نہیں رکھتا (اور اکثریت ایسے ہی علماء کی ہے) وہ بھی ان میں موجود

روایات سے آگاہی حاصل کرسکتا ہے کہ کون سی روایت صحیح ہے اور کون سی ضعیف۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ کا یہ موقف بھی تھا کہ ''صحاح ستہ'' کی اصطلاح قابلِ اصلاح ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ بخاری و مسلم کو صحیحین (حدیث کے دو صحیح مجموعے) اور باقی چار کتابوں کو سننِ اربعہ کہا جائے اور صحاحِ ستہ کی اصطلاح ترک کردی جائے تاکہ لوگ سنن اربعہ کو بھی صحیحین کی طرح صحیح احادیث کا مجموعہ نہ سمجھیں اور ان سب کو کتب ستہ سے تعبیر کیا جائے۔

حدیث کی نشر و اشاعت میں دار السلام کا شاندار کردار: ان تمہیدی گزارشات اور شیخ البانی کی خدمات کے تذکرے کے بعد ضروری ہے کہ ''دار السلام'' کے اربابِ بست و کشاد کے جذبۂ خدمتِ حدیث کا ذکر کیا جائے، جن میں برادر عزیز حافظ عبدالعظیم اسد جنرل منیجر دار السلام لاہور اور برادرِ عظیم مولانا عبدالمالک مجاہد ڈائریکٹر جنرل دار السلام، الریاض، لاہور، حفظہما اللہ سب سے نمایاں ہیں۔ دار السلام نے جب یہ فیصلہ کیا کہ کتب ستہ کو اردو میں از سرِ نو نئے تراجم اور فوائد کے ساتھ شائع کیا جائے، کیونکہ مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ کے تراجم کی زبان کی قدامت کی وجہ سے ایک نئے ترجمے کی شدید ضرورت محسوس کی جارہی تھی تو معاً ان کے ذہن میں یہ بھی آیا کہ تحقیقِ حدیث کا جو ذوق عام ہوا ہے (جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں بیان ہوئی) اس کے پیشِ نظر سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر ان کو اردو زبان میں شائع کرنا اس ذوق کی نفی ہے جب کہ ضرورت اس ذوق کی نشو و نما اور اس کی آبیاری کرنے کی ہے۔ یہ اگرچہ نہایت کٹھن کام تھا اور اس کے لیے کثیر وسائل کی ضرورت تھی، جس کے لیے عام ناشرین تیار نہیں ہوتے، لیکن دار السلام کے پیشِ نظر چونکہ محض تجارت نہیں تھی، بلکہ منہجِ محدثین کے مطابق حدیث کی خدمت اور عوام کی صحیح دینی رہنمائی تھی، اس لیے انھوں نے دنیوی نفع نقصان سے بالا ہو کر محض رضائے الٰہی کی خاطر یہ فیصلہ کیا کہ چاہے اس پر کتنے ہی وسائل صرف ہو جائیں، ہم سنن اربعہ کو ان کی احادیث کی تحقیق کے بغیر شائع نہیں کریں گے۔

چنانچہ جہاں کتب ستہ کے اردو تراجم و فوائد کے لیے مختلف علماء کی خدمات حاصل کی گئیں، وہاں سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق کے لیے شیخ زبیر علی زئی حفظہ اللہ (حضرو، اٹک) کی خدمات حاصل کی گئیں۔ شیخ زبیر علی زئی عظیم محقق، خدمتِ حدیث کے جذبے سے بہرہ ور، تحقیق حدیث کے ذوق سے آشنا اور فن اسماء الرجال کے ماہر ہیں۔ علومِ حدیث پر بھی ان کی نظر گہری ہے اور فقہائے محدثین کی طرح صحیح حدیث کو ضعیف سے ممیز کرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں اور اس کام کی اہلیت و صلاحیت بھی، چنانچہ دار السلام کی درخواست پر مولانا موصوف نے سننِ اربعہ کی مکمل

تحقیق وتخریج کی ہے' جو ان شاء اللہ اردو ایڈیشن کے علاوہ عربی اور انگریزی ایڈیشنوں میں بھی شامل ہو گی۔ کتبِ ستہ کے عربی اور انگلش ایڈیشن بھی (مع تخریج) دار السلام کی طرف سے ان شاء اللہ عنقریب اشاعت پذیر ہوں گے۔ اس تحقیق وتخریج میں شیخ زبیر علی زئی نے ہر حدیث پر اپنی تحقیق کے مطابق حکم لگایا ہے کہ وہ صحیح' حسن یا ضعیف ہے۔ صحیح یا حسن ہے تو اس کی تخریج کی ہے' یعنی بتایا ہے کہ وہ حدیث کتبِ ستہ میں سے کس کس کتاب میں ہے اور کہاں کہاں ہے۔ بعض جگہ حسبِ ضرورت دوسری حدیث کی کتابوں کے حوالے بھی ہیں۔ اور اگر روایت ضعیف ہے تو مختصراً وجہ ضعف بھی بیان کر دی ہے' مثلاً: اس میں فلاں راوی مُدلِّس ہے اور اس نے اسے عَنْ کے ساتھ بیان کیا ہے' ایسی حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے' اِلّا یہ کہ تحدیث کی صراحت مل جائے' یا مثلاً: اس میں فلاں راوی ضعیف ہے' یا آخر عمر میں وہ سوءِ حفظ اور اختلاط کا شکار ہو گیا تھا' ایسے راویوں کی بعد الاختلاط کی روایات بھی ضعیف ہوتی ہیں۔

قارئینِ کرام سے ایک گزارش

ہمارے وہ معزز کرم فرما جن کی نظر سے دار السلام کی مطبوعہ کتبِ ستہ گزریں گی' ہماری ان سے گزارش ہے کہ وہ ان کتب کو پڑھتے پڑھاتے وقت سب سے پہلے اپنی نیتوں کو خالص کر لیں' یعنی ان کے دل میں یہ نیت ہو کہ ہمیں نبیٔ کریم ﷺ کی ایک ایک حدیث کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہے اور اس کو دوسروں کی رائے کے مقابلے میں ترجیح دینی ہے۔

دوسرے' اللہ سے صحیح راستے کی رہنمائی کی دعا کریں' یہ ہم ہر نماز میں پڑھتے بھی ہیں۔ ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ ''اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا'' لیکن ترجمہ نہ جاننے کی وجہ سے اس کا ہمیں صحیح معنوں میں احساس وشعور نہیں ہوتا۔ آپ دل کی گہرائیوں سے یہ دعا کریں' اور خاندانی طور پر یا مخصوص ماحول کے زیرِ اثر آپ نے جس مسلک کو اپنایا ہوا ہے' اس پر قانع نہ رہیں اور ہدایت کی طلبِ صادق اپنے دل میں پیدا کریں اور اس کے پانے کی دعا بھی کریں۔

تیسرے' یہ کہ اللہ نے آپ کو عقل وفہم سے نوازا ہے' اسے آپ جس طرح اپنی دنیا بہتر سے بہتر بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں' ہماری استدعا ہے کہ اپنی آخرت سنوارنے کے لیے بھی اسے استعمال کریں۔ آپ دنیا کے اتنے ہی اسباب ووسائل پر قناعت نہیں کرتے جو آپ کو اپنے والدین سے ورثے میں ملتے ہیں' بلکہ آپ اپنی

محنت اور جدوجہد کے ذریعے سے اس میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس دنیا کے لیے تو' جو عارضی' فانی اور چند روزہ ہے' آپ شب وروز مصروف رہیں' زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے لیے وقف رکھیں' اپنی تمام توانائیاں اس پر صرف کرتے رہیں' آپ کی دوستیاں اور دشمنیاں بھی اسی محور پر گھومیں' لیکن آخرت کی زندگی' جو دائمی ہے جسے فنا اور زوال نہیں' اس کی بہتری اور اصلاح کے لیے آپ کے پاس نہ کوئی وقت ہو اور نہ اس کے لیے آپ اپنی عقل وفہم کو استعمال کرنے کی ضرورت ہی محسوس کریں بلکہ انھی مذہبی روایات پر عمل کر لینے کو کافی سمجھتے رہیں جو آپ کو اپنے خاندان یا ماحول سے ورثے میں ملیں۔ یہ عدل وانصاف نہیں ہے' اللہ کی دی ہوئی نعمتِ عقل وفہم کا صحیح استعمال نہیں ہے بلکہ یہ اپنے نفس پر اور اپنی آل اولاد پر ظلم ہے۔ آپ اپنے آپ کو بھی اور اپنی آل اولاد کو بھی اس خُسرانِ آخرت سے بچانے کی کوشش کریں جو صراطِ مستقیم سے انحراف کی صورت میں آپ کا مقدر بن سکتا ہے۔ اور اس کا طریقہ وہی ہے جو ہم نے گزشتہ سطور میں بیان کیا ہے۔

ہمارا طرزِ عمل اور عنداللہ باز پُرس کا احساس: جہاں تک ہمارا تعلق ہے' ہم بھی مذکورہ باتوں سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اور الحمدللہ' ہم اللہ عزوجل کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم نے حدیث کی صحت وضُعف کا فیصلہ کرنے میں کسی حزبی تعصب اور جانب داری کا مظاہرہ نہیں کیا ہے' اپنے ذہنی تحفظات کو سامنے نہیں رکھا ہے اور اپنے خاندان اور ماحول کے اثرات کو اس پر اثر انداز نہیں ہونے دیا ہے' بلکہ پوری امانت ودیانت سے نقد وتحقیق کے محدثانہ اصول ہی کی روشنی میں احادیث کو جانچا اور پرکھا ہے اور پھر انھی مسائل کا اثبات یا ان کی اَرجَحِیَّت کا فیصلہ کیا ہے جو احادیثِ صحیحہ کا اقتضا ہے۔ احادیث کو توڑ مروڑ کر ان کی دُور از کار تاویل کرنا یا صحیح حدیث کو ضعیف اور ضعیف حدیث کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا' یا بلا دلیل کسی حدیث کو ناسخ یا منسوخ قرار دینا' یہ سب طریقے ہمارے نزدیک دجل وتلبیس اور کتمانِ حق کی ذیل میں آتے ہیں۔ ہم ان سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور قارئین کرام کو بھی پورے اعتماد واذعان سے یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہمارا دامن ان تمام چابک دستیوں سے یکسر پاک ہے۔ محدثانہ اصول کے انطباق میں ہم سے غلطی ہوسکتی ہے' معلومات میں کمی یا عدم رسائی کی وجہ سے غلطی ہوسکتی ہے' فہم واستنباط میں ہم سے غلطی ہوسکتی ہے (اور ان پر متنبہ کرنے والوں کے ہم ممنون ہوں گے اور ان شاء اللہ ان غلطیوں کی اصلاح کر دی جائے گی) لیکن ان کوتاہیوں میں الحمدللہ کسی قسم کی بددیانتی کا عنصر شامل نہیں ہے' مسلکی پس منظر کا دخل نہیں ہے' کسی اور جذبے اور مفاد کی اس میں کارفرمائی نہیں ہے۔ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ.

چند باتیں تصحیح وطباعت کے حوالے سے

اب صحیحین اور سننِ اربعہ کے ترجمہ وفوائد' تصحیح ونظر ثانی اور اشاعت کے بارے میں چند گزارشات۔ جب دارالسلام نے کتبِ ستہ کے اُردو ترجمے کا پروگرام بنایا تو مختلف علماء اور شیوخ الحدیث کو ایک ایک کتاب کے ترجمہ وفوائد کا کام دے دیا گیا' چنانچہ انھوں نے اپنا اپنا کام مکمل کر کے ادارے کے سپرد کر دیا۔ صرف صحیح بخاری کے ترجمہ وفوائد کا کام ابھی جاری ہے' اس کی تکمیل اب تک بہ وجوہ نہیں ہو سکی۔ دوسری کتابوں کے طباعتی مراحل کی تکمیل تک امید ہے کہ اس کے ترجمہ وتحشیہ کا کام بھی ان شاءاللہ مکمل ہو جائے گا۔

ان ترجمہ شدہ کتابوں کی کمپوزنگ' ترجمہ ومتن کا مقابلہ' فوائد وتراجم میں ترمیم واصلاح اور اضافہ اور پھر پروف ریڈنگ' علاوہ ازیں سننِ اربعہ کی حد تک تحقیق وتخریج کی وجہ سے احادیث کی صحت وضعف کی روشنی میں فوائد میں تبدیلی وغیرہ' اور اس طرح کے دیگر بہت سے امور' جن سے عام لوگ تو آشنا نہیں ہیں' لیکن طباعت کی دنیا سے آگاہی رکھنے والے ان مراحل کی مشکلات اور درجہ بدرجہ کٹھنائیوں سے باخبر ہیں۔ بالخصوص جب مقصد صرف دولت کمانا نہ ہو' بلکہ اصل مقصد ہر لحاظ سے معیاری کتب عوام کو فراہم کرنا ہو' جیسا کہ دارالسلام کا نصب العین (Motto) ہے' تو اس راہ کی دشواریوں میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

ہم اس توفیقِ الٰہی پر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہیں کہ جو کچھ بھی ہوا ہے' اس کے کرم اور توفیق ہی سے ہوا ہے اور آئندہ بھی جو کچھ ہوگا' اس کے کرم ہی سے ہوگا۔

ہمارے ہاتھ اسی کی بارگاہ میں اس التجا کے لیے پھیلے ہوئے ہیں کہ وہ بقیہ کتابوں کی بھی جلد از جلد تکمیل کی توفیق ہمیں عنایت فرمائے اور راستے کی تمام مشکلات کو ہمارے لیے آسان فرما دے۔ قارئینِ کرام سے بھی خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

❁ **کلماتِ تشکر و امتنان:** ارشادِ نبوی: [مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ] (سنن الترمذي' حديث: ۱۹۵۵) ''جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا' اس نے اللہ کا شکر بھی نہیں کیا۔'' کی روشنی میں مذکورہ دونوں عظیم القدر بھائیوں (عبدالمالک مجاہد اور حافظ عبدالعظیم اسد) کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات صبر وضبط اور ایثار وقربانی کا غیر معمولی مظاہرہ نہ کرتے جو انھوں نے اِس عظیم منصوبے کے لیے کیا

ہے' تو یہ کام بظاہر نہایت مشکل تھا۔ یہ عظیم کام اللہ تعالیٰ نے ان دونوں عظیم بھائیوں کے لیے مقدر کر رکھا تھا جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے ایک صدی کے بعد ان کے نصیب میں رکھ دی۔ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ عُمُرِهِمَا وَجُهُوْدِهِمَا وَتَقَبَّلَ اللّٰهُ مَسَاعِيْهِمَا، آمین.

- سنن ابن ماجہ کے اس ترجمے میں' شیخ زبیر علی زئی ﷾ کی تخریج و تحقیق کے علاوہ ادارے کے حسب ذیل رفقائے گرامی نے تصحیح و پروف ریڈنگ اور ترمیم و اصلاح کے فرائض سرانجام دیے ہیں۔
- مولانا سلیم اللہ زمان اور ابوالحسن حافظ عبدالخالق ﷾ دونوں نے بڑی ذمے داری اور محنت سے تخریج و تحقیق کی تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض سرانجام دیے۔
- مولانا محمد اجمل ﷾ (فاضل مدینہ یونیورسٹی) نے ترجمے کی متن کے ساتھ مراجعت اور کتابیات کے ابتدائیے بڑی محنت اور جاں فشانی سے تحریر کیے۔
- مولانا ابوعبداللہ محمد عبدالجبار' حافظ محمد آصف اقبال' حافظ عبدالخالق' مولانا محمد عثمان منیب ﷾ نے اس کتاب پر نظر ثانی اور علمی و تحقیقی فوائد و مسائل کی تصحیح و تنقیح میں راقم الحروف کی معاونت کی اور بڑی عرق ریزی اور محنت سے تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کا کام بھی سرانجام دیا۔
- حافظ محمد آصف اقبال ﷾ نے حدیث کی صحت وضعف کے اعتبار سے فوائد و مسائل میں حک و اضافہ کیا ہے' نیز وہ مسائل جو تفصیل اور تحقیق کے متقاضی تھے' ان پر ضروری حد تک گفتگو کی ہے۔

آخر میں راقم الحروف نے پوری کتاب پر نظر ثانی کر کے اور حسب ضرورت اصلاح و ترمیم اور اضافے کر کے اس کو آخری شکل دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم منصوبے کے بقیہ حصوں کی تکمیل کی بھی توفیق عطا فرمائے اور جلد از جلد انھیں بھی منظر عام پر لانے کے اسباب و وسائل مہیا فرمائے۔ و یرحم اللّٰه عبداً قال آمینا.

حافظ صلاح الدین یوسف

مدیر: شعبۂ تحقیق و تالیف و ترجمہ

دارالسلام' 36/B لوئر مال' لاہور

۱۲۴/۴۰ شاداب کالونی' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور

رجب 1427ھ - اگست 2006ء

مقدمة التحقيق

سنن ابن ماجہ تحقیق وتخریج احادیث کا اسلوب

إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، أَمَّابَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَالْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے ''سنن اربعہ'' (سنن ابوداود' سنن ترمذی' سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ) کی تحقیق وتخریج کی توفیق بخشی' وَالْحَمْدُلِلّٰهِ.

سنن اربعہ میں سے سنن ابن ماجہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس پر تعلیق وتحقیق کو میں نے عربی زبان میں "تسهيل الحاجة فى مختصر تخريج سنن ابن ماجه" کے عنوان سے مکمل کیا' یہی سنن ابن ماجہ (اُردو) میں تحقیق وتخریج کے نام سے شامل ہے۔ تسهيل الحاجة في مختصر تخريج سنن ابن ماجه میں راقم الحروف کے منہج وعمل کو جاننے کے لیے درج ذیل نکات کا جاننا ضروری ہے:

- سنن ابن ماجہ میں دو طرح کی حدیثیں ہیں:

  (ا) جو صحیحین (صحیح بخاری وصحیح مسلم) یا صحیحین میں سے کسی ایک کتاب میں موجود ہیں۔

  (ب) جو صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود نہیں ہیں۔

میری تحقیق میں صحیح بخاری وصحیح مسلم کی تمام (مرفوع مُسند) روایات صحیح ہیں جیسا کہ علمائے امت کا بھی اس بات پر اتفاق ہے۔ دوسری روایات پر میں نے صحت وضعف کے لحاظ سے حکم لگا دیا ہے' مثلاً: دیکھیے حدیث: ۵ إسناده حسن اور حدیث: ۱۱ إسناده ضعيف.

- جن روایات پر ضعف کا حکم لگایا گیا ہے' وہاں وجہِ ضعف بھی مختصراً بیان کر دی ہے' مثلاً: دیکھیے حدیث: 19 کی سند [حدثنا أبوبكر بن الخلاد الباهلي: حدثنا يحيى بن سعيد' عن شعبة' عن ابن عجلان أنبأنا عون بن عبدالله' عن عبدالله بن مسعود] پر ضعف کا حکم لگانے کے بعد لکھا

ہے: [هذا إسناد فيه انقطاع ✱ عون بن عبدالله لم يسمع من عبدالله بن مسعود]
''اس کی سند میں انقطاع ہے' یعنی عون بن عبداللہ کا حضرت عبداللہ بن مسعود سے سماع ثابت نہیں ہے۔''

- جس روایت کو حسن یا صحیح قرار دیا گیا ہے اگر اس کی تصحیح و تحسین کسی دوسرے محدث سے ثابت ہے تو اس کا حوالہ دے دیا ہے' دیکھیے حدیث: ۸۷۔
- سنن ابن ماجہ کی جو روایات صحیحین اور دوسری کتابوں میں موجود ہیں ان کی تخریج میں صرف صحیحین پر اکتفاء کرتے ہوئے عام طور پر صحیحین ہی کا حوالہ دیا ہے' مثلاً: حدیث نمبر: ۱۰ وأخرجه مسلم' حالانکہ یہ روایت سنن ترمذی (حدیث: ۲۲۲۹) میں بھی موجود ہے۔
- أخرجه البخاري' وأخرجه مسلم کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ یہ روایت من وعن اسی متن کے ساتھ صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ روایت اس سند کے ساتھ مختصراً یا مطولاً صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود ہے۔ اصل متن کا مفہوم ایک ہے' الفاظ میں کمی بیشی اور اختلاف ہوسکتا ہے۔
- اہل تحقیق کے نزدیک صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح حاصل ہے' لہٰذا تخریج میں صحیح بخاری کو مقدم کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر تخریج میں صحیح مسلم کا ذکر اس لیے پہلے آیا ہے کہ ان روایات کی سند کا زیادہ حصہ صحیح مسلم میں ہے' مثلاً: دیکھیے حدیث: ۵۸' (أخرجه مسلم من حديث سفيان بن عيينة ...... والبخاري من حديث مالك) اسے درج ذیل جدول کے ساتھ سمجھ لیں:

سالم بن عبداللہ عن أبیہ
↓
زہری
↓ (زہری سے دو راستے)

- مالک ← عبداللہ بن یوسف ← امام بخاری
- سفیان بن عیینہ ←
  - ابوبکر بن ابی شیبہ' عمرو الناقد' زہیر بن حرب ← امام مسلم
  - سہل بن ابی سہل' محمد بن عبداللہ بن یزید ← امام ابن ماجہ
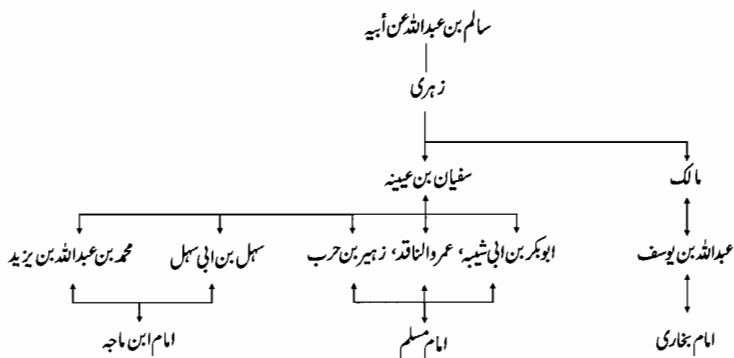
سندِ مذکور میں امام مسلمؒ امام ابن ماجہ کے زیادہ قریب ہیں' لہٰذا ان کا ذکر مقدم کیا گیا ہے۔

- بعض فوائد حدیثیہ' مثلاً: تصریحِ سماع مدلس وغیرہ کی وجہ سے صحاحِ ستہ سے باہر کے حوالے بھی دیے ہیں' دیکھیے حدیث:۳۵' أخرجه أحمد من حديث محمد بن إسحاق به' وهو صرح بالسماع عنده.
- مدلسین کے بارے میں دو باتیں مدنظر رہیں:

(ا) جن پر تدلیس کا الزام بالکل باطل ہے' مثلاً: امام بخاری' امام مسلم' ابوقلابہ الجرمی' مکحول الشامی' زید بن اسلم' جبیر بن نفیر' حماد بن اسامہ وغیرہم' یہ تمام ائمہ وُرُوات طبقۂ اولیٰ کے ہیں۔ ان کی مُعَنْعَن (عَنْ کے لفظ سے بیان کردہ) روایات' بغیر کسی قرینۂ صارفہ کے سماع پر محمول ہیں۔

(ب) جن پر تدلیس کا الزام ثابت ہے' مثلاً: قتادہ' اعمش' سفیان ثوری' ابواسحاق السبیعی وغیرہم' ان کی غیر صحیحین میں معنعن روایت' عدم سماع و عدمِ متابعت کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [لَا نَقْبَلُ مِنْ مُّدَلِّسٍ حَدِيثًا حَتّٰى يَقُولَ فِيهِ حَدَّثَنِي أَوْ سَمِعْتُ] (كتاب الرسالة ص:۳۸۰) یعنی ''ہم مدلس کی صرف وہی حدیث قبول کرتے ہیں جس میں حَدَّثَنِي کے الفاظ ہوں' یا تصریحِ سماع (یا معتبر متابعت) ہو۔'' تدلیس کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول ہی راجح ہے۔

بعض علماء سفیان ثوری' سفیان بن عیینہ' اعمش وغیرہم کی معنعن روایات کو صحیح اور حسن بصری' ابوالزبیر' ابواسحاق وغیرہم کی معنعن روایات کو ضعیف کہتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ منہج صحیح نہیں ہے بلکہ مدلسین کے بارے میں واضح اور دوٹوک موقف اختیار کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے میرا رسالہ ''التأسيس في مسئلة التدليس۔''

- جس راوی کی توثیق و تضعیف میں محدثین کرام کا اختلاف ہے وہاں عدمِ تطبیق اور عدمِ جمع بین الاقوال کی صورت میں راقم الحروف نے جمہور محدثین کو ہر جگہ ترجیح دی ہے۔
- اسماء الرجال کے متساہل ماہرین' مثلاً: امام ترمذی' ابن حبان اور حاکم وغیرہم کا اگر کسی راوی کی توثیق پر تفرد الواحد ہے تو ایسے راوی کو مستور و مجہول قرار دیا ہے اگر توثیق کرنے والے دو ہیں' مثلاً: امام ترمذی و ابن حبان' تو موثق راوی کو حسن الحدیث وصدوق قرار دیا ہے۔

تنبیہ : بعض علماء امام عجلی کو متساہل سمجھتے ہیں، راقم الحروف کے نزدیک یہ موقف صحیح نہیں ہے بلکہ امام عجلی عام محدثین امام احمد اور ابن معین وغیرہم کی طرح معتدل ہیں۔

- روایت کی تصحیح و تحسین، اس کے ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے، مثلاً: نافع بن محمود المقدسی کی حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے حسن یا صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا یہ راوی دارقطنی اور بیہقی کے نزدیک ثقہ ہے۔ نیز دیکھیے نصب الرایۃ: ۱/۴۹ و ۳/۲۶۴، ۲۶۴ و السلسلۃ الصحیحۃ :۷/۱۶، حدیث:۳۰۰۷- ایسے راوی کو مجہول یا مستور قرار دینا غلط ہے۔
- تصحیح حدیث و تحسین میں شواہد و متابعات کا بھی اعتبار کیا گیا ہے، لہٰذا بعض روایات کو شواہد و متابعات کے ساتھ صحیح اور حسن قرار دیا گیا ہے۔
- ان منہجی اصولوں کے باوجود انسان خطا کا پتلا ہے۔ یہاں میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میری جس تحقیق و تخریج میں خطا ثابت ہوئی تو مجھے رجوع کرنے میں تامل نہیں ہوگا۔ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ !
- راویوں پر جرح و تعدیل میں راقم الحروف نے اسماء الرجال کی اصل کتابوں کی طرف رجوع اور مکمل تحقیق کر کے اعدل الاقوال اور راجح قول لکھا ہے، اگر کسی سابق محدث کا حوالہ بغیر تنبیہ کے دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اس سے متفق ہوں۔

ابو طاہر حافظ زبیر علی زئی

اگست 2006ء

حالاتِ زندگی امام ابن ماجہ رحمہ اللہ

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ علمِ حدیث کے اُن درخشندہ ستاروں میں سے ہیں جو افقِ عالم پر آج بھی روشن اور تاباں ہیں۔ آپ کا شمار فنِ حدیث کے جلیل القدر اور عظیم ترین ائمہ میں ہوتا ہے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ کا نام اُن ائمۂ ستہ کی فہرست میں آتا ہے جن کی کتبِ حدیث کو مسلمانوں کے ہاں قبولِ عام حاصل ہے۔

دوسرے ائمہ کی طرح امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بھی خدمتِ حدیث میں بڑا نام کمایا اور تدوینِ حدیث میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے پوری زندگی گلستانِ حدیث کی آبیاری کرتے ہوئے گزاری۔ فرامینِ نبوی کی جمع و تدوین کے لیے مختلف ممالک کی طرف رختِ سفر باندھا اور اپنے دور کے عظیم شیوخ الحدیث و محدثین سے کسبِ فیض اور حدیثِ نبوی کے لوٴلوٴ آبدار سے نہ صرف اپنے ہی دامن کو بھرا بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی ان کو یکجا کر دیا۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ حدیث، تفسیر اور تاریخ کے بہت بڑے عالم تھے، خصوصاً علمِ حدیث میں تو آپ حافظ اور ماہرِ فن گردانے جاتے تھے، اسی لیے حافظ شمس الدین ذہبی، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور دیگر ناقدینِ فن نے علمِ حدیث میں آپ کی امامت، رفعتِ شان، وسعتِ نظر، حفظِ حدیث اور ثقاہت کا اعتراف کیا ہے اور آپ کی علمی و فنی خدمات کو سراہا ہے۔

۞ نام و نسب: ابو عبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ الربعی القزوینی المعروف بابن ماجہ۔ آپ عجمی الاصل تھے۔ ربعی، ربیعہ کی طرف نسبت ہے اور یہ نسبتِ وَلاء ہے اور اپنے علاقے قزوین (ایران) کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ قزوینی کہلاتے ہیں۔

آپ ابن ماجہ کے نام سے معروف ہیں۔ اس کے متعلق علامہ زبیدی رحمہ اللہ نے تاج العروس میں مختلف اقوال ذکر کیے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ''ماجہ'' آپ کی والدہ کا نام ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے اور شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ بھی بستان المحدثین میں نقل کرتے ہیں: [وصحیح آنست که ماجه

(بتخفيفِ جيم) مادر او بود] یعنی صحیح بات یہ ہے کہ ماجہ آپ کی والدہ تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ''ابن ماجہ'' میں الف کے ساتھ امتیاز کیا گیا ہے تا کہ معلوم ہو کہ ابن ماجہ' محمد کی صفت ہے نہ کہ عبداللہ کی۔ بعض علماء کے نزدیک ماجہ آپ کے والد گرامی کا لقب تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ واللّٰه أعلم.

ولادت اور ابتدائی تعلیم: 209 ہجری بمطابق 824 عیسوی میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی' چنانچہ یاقوت بن عبداللہ الحموی نے جعفر بن ادریس کی تاریخ قزوین کے حوالے سے نقل کیا ہے: مَاتَ أبو عبداللّٰه سنة ٢٧٣ هـ و سمعتهٗ يقول ولدتُّ سنة ٢٠٩ هـ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کا عہدِ طفولیت اگرچہ پردۂ خفا میں ہے' تاہم معلوم ہوتا ہے کہ عام دستور کے مطابق ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد امام صاحب نے علم حدیث کی طرف رجوع کیا اور اس کی ابتدا اپنے ہی شہر سے کی جو اس وقت علم حدیث کا گہوارہ بن چکا تھا۔

علمی سفر: اپنے شہر اور گردونواح کے شیوخ سے کسبِ فیض کے بعد 230 ہجری میں جب آپ کی عمر تقریباً 21'22 سال تھی۔ آپ نے تلاشِ علم حدیث کے لیے دوسرے ممالک کی طرف رختِ سفر باندھا' چنانچہ ابن الجوزی ''المنتظم'' میں لکھتے ہیں: ''پھر آپ نے خراسان' عراق' حجاز' مصر اور شام کے شہروں کے سفر کیے اور محدثین کی مجالس میں حاضر ہوتے رہے۔''

امام حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "ارتحل إلى العراقين و مصر و شام" یعنی آپ نے عراقین (کوفہ و بصرہ)' مصر اور شام کی طرف سفر کیے۔ علاوہ ازیں آپ نے مکہ اور مدینہ کے شیوخ سے بھی استفادہ کیا اور پھر بغداد کی طرف سفر کیا جو اس وقت بقول امام ذہبی رحمہ اللہ کے "دارالإسناد العالي والحفظ و منزل الخلافة والعلم" تھا۔''

اسی پر بس نہیں بلکہ آپ نے اپنے علمی ذوق کی تسکین اور حدیث نبوی کی جمع و تدوین کے لیے دمشق' حمص' مصر' اصفہان' عسقلان اور نیشاپور تک کے اساطینِ علم و حدیث کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حدیث نبوی کے حصول کے لیے کتنی تگ و دو اور سعی کی اور ان جواہر پاروں کو جمع کرنے کے لیے اپنے دور کے تقریباً تمام علمی مراکز تک رسائی حاصل کی اور اکابر محدثین کی مجالس میں حاضر ہو کر استفادہ کیا اور اپنے قلب و ذہن کو حدیث نبوی سے منور کیا۔

۞ اساتذۂ کرام: امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کو اپنے وقت کے عظیم محدثین سے شرفِ تلمذ حاصل رہا جن میں مکی' مدنی اور قزوینی محدثین بھی شامل ہیں' چنانچہ مدینے میں آپ کے اساتذہ میں حافظ ابن مصعب الزبیری' احمد بن ابوبکر العوفی اور حافظ ابراہیم بن المنذر شامل ہیں جبکہ مکے میں آپ نے حافظ جلوانی ابومحمد حسن بن علی الخلال' حافظ زبیر بن بکار قاضیٔ مکہ' حافظ سلمہ بن شبیب وغیرہم سے استفادہ کیا۔ اہل قزوین میں سے عمرو بن رافع بجلی' اسماعیل بن توبہ اور محمد بن ابو خالد القزوینی قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ جبارہ بن المغلس' ابوبکر بن ابی شیبہ' نصر بن علی الجهضمی' محمد بن یحییٰ نیشاپوری' ابوبکر بن خلاد باہلی' محمد بن بشار' علی بن محمد الطنافسی اور علی بن منذر آپ کے قابل ذکر اساتذہ ہیں۔

۞ تلامذہ: امام ابن ماجہ رحمہ اللہ سے کسبِ فیض کرنے والے حضرات کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔ آپ کے تلامذہ نہ صرف قزوین ہی میں تھے بلکہ ہمدان' اصفہان' بغداد اور دنیا کے دیگر علمی مراکز تک پھیلے ہوئے تھے۔ ان میں علی بن سعید بن عبداللہ الفلانی' ابراہیم بن دینار الجرشی' احمد بن ابراہیم القزوینی' حافظ ابویعلی الخلیلی اور ابوعمرو احمد بن محمد بن حکیم المدنی الاصفہانی قابل ذکر ہیں۔

۞ سنن ابن ماجہ کے راوی: آپ کے وہ شاگردانِ خاص جنھیں سنن ابن ماجہ روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا' اُن میں سے چند قابل ذکر یہ ہیں: ابوالحسن القطان' سلیمان بن یزید' ابوجعفر محمد بن عیسیٰ' ابوبکر حامد الابہری۔

۞ اہلِ علم کی طرف سے اعترافِ عظمت: امام ابن ماجہ رحمہ اللہ اپنے دور کے عظیم محدث' مفسر اور مؤرخ تھے۔ فن حدیث میں آپ کے علمی مقام و مرتبہ کا اعتراف ہر دور کے علماء و ماہرین فن نے کیا ہے۔

- امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''امام ابن ماجہ حافظ الحدیث' ناقدِ فن' راست باز اور وسیع علم رکھنے والے تھے۔'' تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی رحمہ اللہ ان کی بابت لکھتے ہیں: ''آپ بہت بڑے حافظ اور اہل قزوین میں سے محدث و مفسر تھے۔''
- ابویعلی خلیلی کہتے ہیں: ''آپ بہت ثقہ' قابل حجت اور علوم حدیث کی معرفت رکھنے والے تھے۔''
- علامہ سندی کہتے ہیں: ''آپ ائمۃ المسلمین میں سے بلند مرتبہ' پرہیز گار اور بالاتفاق ثقہ امام تھے۔''

✱ امام صاحب کی تصنیفی خدمات: امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے تحصیل علم کے بعد تالیف و تصنیف میں بھی دلچسپی لی اور الباقیات الصالحات کے طور پر تین بڑی کتابیں چھوڑیں جو درج ذیل ہیں:

① **السنن:** اس کا شمار صحاح ستہ (کتب ستہ) میں ہوتا ہے اور درجے کے لحاظ سے یہ چھٹی کتاب ہے۔ اس کا تذکرہ آئندہ صفحات میں تفصیل سے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

② **التفسیر:** یہ ایک بہت بڑی تفسیر تھی جس میں آپ نے احادیث' آثارِ صحابہ و تابعین کو بالاسناد جمع کیا تھا۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے تفسیر طبری کے بعد تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن ماجہ کو بڑی تفاسیر میں شمار کیا ہے۔ البدایہ میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اسے بہت بڑی تفسیر قرار دیا ہے۔

③ **التاریخ:** یہ بھی مؤلف کی جلالتِ علمی کی مظہر ہے اور ان کے علم و فضل کے مطابق ایک اہم تاریخ ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اسے تاریخ کامل کہا اور مشہور مؤرخ ابن خلکان نے اسے تاریخ ملیح کہا ہے لیکن افسوس کہ مؤخر الذکر دونوں کتابیں اب ناپید ہیں۔

وفات: 22 رمضان المبارک 273 ہجری بمطابق 887 عیسوی کو 64 سال کی عمر میں پیر کے دن آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور دارِ فانی سے رحلت فرما کر دارِ بقا میں تشریف فرما ہوئے۔ اللّٰھم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه.

آپ کی تجہیز و تکفین میں آپ کے برادران ابوبکر اور عبداللہ اور صاحبزادہ عبداللہ پیش پیش تھے۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بھائی عبداللہ نے پڑھائی۔

متعدد شعراء نے آپ کی وفات حسرت آیات پر دردناک مرثیے بھی لکھے۔ محمد بن اسود قزوینی کا ایک شعر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تہذیب التہذیب میں ذکر کیا ہے ؎

لقد أوهى دعائم عرش علم　　وضعضع ركنه فقد ابن ماجه

''ابن ماجہ کی موت نے ایوانِ علم کی بنیادوں کو کمزور کر دیا اور اس کے ستون کو ہلا کر رکھ دیا۔''

سنن ابن ماجہ اور اس کی امتیازی خصوصیات

احادیثِ نبویہ کو تحریری صورت میں محفوظ کرنے کا کام عہدِ نبوی میں شروع ہو چکا تھا' تاہم یہ انفرادی مجموعے تھے۔ ان کا مقصد صرف احادیث کو قلم بند کرنا تھا اور ان میں کوئی خاص ترتیب پیش نظر نہ تھی۔ بعد ازاں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دورِ خلافت (99 تا 101 ہجری) میں سرکاری طور پر اس پر توجہ دی گئی' تاہم زیادہ کام انفرادی کاوشوں پر ہی مشتمل تھا' پھر دوسری صدی میں موطأ اور مسند الشافعی جیسی معرکہ آرا کتب مرتب ہوئیں لیکن تدوین حدیث کا سنہری دور تیسری صدی ہجری ہے جس میں بہت سے مجموعے مرتب ہوئے۔ ان میں کتب ستہ' جنھیں صحاح ستہ بھی کہا جاتا ہے' بھی شامل ہیں اور انھی کتب ستہ میں سنن ابن ماجہ بھی ہے۔ اس کا شمار کتب ستہ میں آخری کتاب کی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔ سنن ابن ماجہ کو پانچویں صدی ہجری کے آخر میں کتب ستہ میں داخل کیا جانے لگا۔ اس کے بعد ہر دور میں یہ کتاب اپنی حیثیت منواتی گئی۔ صحت وقوت کے لحاظ سے صحیح ابن حبان' سنن دارمی' سنن دارقطنی اور دوسری کئی کتب سنن ابن ماجہ سے برتر تھیں لیکن ان کتب کو وہ پذیرائی اور قبول عام حاصل نہ ہوسکا جو سنن ابن ماجہ کو ہوا۔ یاد رہے علمائے حدیث کی اصطلاح میں ''السنن'' اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں احادیثِ احکام کتاب الطھارۃ سے لے کر کتاب الوصایا تک فقہی ترتیب سے جمع کی گئی ہوں۔

سنن ابن ماجہ کی اہمیت وافادیت کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی یہ تصنیف جب امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کے سامنے پیش کی تو انھوں نے اس کتاب کو دیکھتے ہی کہا: ''اگر یہ کتاب لوگوں کو میسر آ گئی تو موجودہ تمام جوامع یا ان میں سے اکثر معطل ہو جائیں گی۔'' امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کا یہ قول حرف بحرف صحیح ثابت ہوا اور سنن ابن ماجہ کی مقبولیت کے سامنے کئی جوامع' مسانید اور سنن بہت پیچھے رہ گئیں۔

❁ زمانۂ تالیف: امام ابن ماجہ رحمہ اللہ 230 ہجری کے بعد تلاشِ حدیث کی غرض سے اپنے وطن سے نکلے۔ اسی دوران میں انھوں نے اپنی کتاب السنن ترتیب دی اور امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کے سامنے پیش کی۔ امام ابوزرعہ کی وفات 264 ہجری میں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنن ابن ماجہ کی تالیف 230 سے 260 ہجری کے درمیانی

عرصے میں ہوئی۔

سنن ابن ماجہ اہل فن کی نظر میں: ● ابن اثیر رحمہ اللہ کا قول ہے: ''یہ کتاب انتہائی مفید اور فقہی اعتبار سے بہت نفع بخش ہے لیکن اس میں ضعیف بلکہ منکر احادیث بھی پائی جاتی ہیں۔''

● امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر ابو عبداللہ اس کتاب کو ضعیف اور کمزور احادیث سے مکدر نہ کرتے تو یہ بہت اچھی کتاب تھی۔''

● حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "تقریب التهذيب" میں اس کتاب کو "جامع جيد" کہا ہے، یعنی یہ کتاب نہایت عمدہ ہے۔

کتب حدیث میں سنن ابن ماجہ کا درجہ: شروع شروع میں ابن السکن اور ابن مندہ رحمہما اللہ وغیرہ نے کتب حدیث میں سے صرف چار کا انتخاب کیا اور انھیں ''اصولِ اربعہ'' کا نام دیا۔ اصول اربعہ میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود اور سنن نسائی تھیں۔ بعد میں سنن ترمذی کو بھی ان میں شامل کر لیا گیا۔ یوں ''اصول خمسہ'' کی اصطلاح وضع ہوئی، پھر پانچویں صدی کے آخر میں حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ نے سنن ابن ماجہ کو اصولِ خمسہ کے ساتھ شامل کیا اور اسے "سادس الستة" قرار دیا اور کتاب شروط الأئمة الستة لکھ کر اسے مستقل طور پر کتب ستہ میں شامل کر دیا۔ بعد میں حافظ عبدالغنی المقدسی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الکمال میں ابن طاہر کی متابعت کی لیکن بعض علماء نے موطأ امام مالک کو اس کی جگہ کتب ستہ میں شامل کیا۔ ان میں سے پہلے شخص ابن طاہر کے ہم عصر رزین بن معاویہ العبدری رحمہ اللہ ہیں اور بعد میں ابن الاثیر رحمہ اللہ نے بھی انھی کا اتباع کرتے ہوئے موطأ کو "سادس الستة" قرار دیا لیکن حافظ ابن حجر، امام ابن کثیر اور ابن خلکان رحمہم اللہ کے اقوال سے سنن ابن ماجہ کے کتب ستہ کی آخری کتاب ہونے کے اشارے ملتے ہیں اور یہی اقوال راجح معلوم ہوتے ہیں۔

سنن ابن ماجہ کی امتیازی خصوصیات: سنن ابن ماجہ کی کچھ امتیازی خصوصیات ہیں جن کی بنا پر یہ دوسری کتب حدیث سے ممتاز ہوتی ہے اور انھی خصوصیات کی وجہ سے اسے یہ بلند مقام اور قبول عام ملا اور یہ ہر دور کے علماء کی توجہ کا مرکز بھی رہی۔ اس کی وہ امتیازی خصوصیات درج ذیل ہیں:

● کتاب کا اسلوب انتہائی شاندار ہے اور تراجم ابواب کی احادیث سے مطابقت نہایت واضح ہے۔ اس میں کسی قسم کی الجھن یا پیچیدگی نہیں ہے، نیز ابواب کی فقہی رعایت اور ترتیبِ احادیث سے استنباطِ مسائل میں

کوئی دقت نہیں ہوتی۔

- حسنِ ترتیب وتبویب کے لحاظ سے بھی سنن ابن ماجہ کو خاص امتیاز حاصل ہے اور یہ کتاب تکرار سے بھی مبرا ہے۔ یہ ایک ایسی خوبی ہے جو بقیہ کتب اصول میں ناپید ہے۔
- کتاب مختصر ہونے کے باوجود احکام ومسائل میں نہایت جامع ہے۔ اسی جامعیت کی وجہ سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب التہذیب میں اسے ''جامع جید'' لکھا ہے۔
- متعدد مقامات پر احادیث کے غریب ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اگرچہ اس معاملے میں امام ترمذی رحمہ اللہ مشہور ہیں لیکن امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے خاص ابواب میں جو غرابت کا حکم لگایا ہے وہ دوسری کتب میں نہیں ملتا۔
- بعض روایات مخصوص شہروں کے محدثین کے ساتھ خاص ہوتی تھیں اور دوسرے شہروں میں اس کو روایت کرنے والے نہیں ہوتے تھے۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ اس قسم کی روایات نقل کرتے وقت بتا دیتے ہیں کہ یہ فلاں شہر والوں کی روایت ہے۔
- امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں 482 صحیح احادیث کا اضافہ کیا ہے جو باقی کتب خمسہ میں نہیں ہیں۔
- سنن ابن ماجہ میں 3002 احادیث ایسی ہیں جو باقی کتب خمسہ میں بھی موجود ہیں لیکن امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے انھیں دوسرے طرق سے روایت کیا ہے، یعنی کتب خمسہ میں وہ متون ان طرق سے نہیں ہیں۔ اس طرح امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے احادیث میں کثرتِ طرق سے زیادہ قوت پیدا کر دی ہے اور یہ سنن ابن ماجہ کا ایسا امتیاز ہے جو کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں۔
- سنن ابن ماجہ میں 1339 احادیث ایسی بھی ملتی ہیں جو کتب خمسہ میں نہیں ہیں۔ علماء نے انھیں ''الزوائد'' کے نام سے مدون بھی کیا ہے۔ ان زوائد ہی کی وجہ سے سنن ابن ماجہ کو سادس ستہ ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

شرائط: امام ابن ماجہ رحمہ اللہ رواۃِ حدیث کے انتخاب کے معاملے میں وسیع المشرب ہیں اور ہر قسم کے راویوں کی روایت قبول کر لیتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی سنن میں ایسی روایات لانا چاہتے تھے جو دوسری کتب اصول میں نہیں اور اسی وجہ سے انھوں نے راویوں کے ضعف کو بھی برداشت کر لیا ہے۔

تعداد مرویات اور ان کی فنی حیثیت: ابوالحسن القطان رحمہ اللہ کے بقول سنن ابن ماجہ میں 32 کتب، 1510

ابواب اور 4000 احادیث شامل ہیں جبکہ علامہ محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق یہ کتاب 37 کتب' 1560 ابواب اور 4341 احادیث پر مشتمل ہے اور یہی ترقیم راجح ہے۔

سنن ابن ماجہ کی 1339 زوائد میں سے فواد عبدالباقی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق 428 صحیح' 199 حسن' 613 ضعیف اور 99 مرویات منکر وموضوع ہیں۔ شیخ ناصر الدین رحمہ اللہ نے ضعیف ابن ماجہ کے نام سے جو کتاب تالیف کی ہے اس میں ضعیف احادیث کی تعداد 948 ہے۔

✪ شروحاتِ ابن ماجہ: دوسری کتب خمسہ کی طرح سنن ابن ماجہ کی افادیت واہمیت اور شہرت ومقبولیت کی وجہ سے اس پر قابل قدر شروحات وحواشی لکھے گئے۔ کچھ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

① **شرح سنن ابن ماجه:** یہ شرح حافظ علاؤ الدین مغلطائی بن قلیج رحمہ اللہ نے آٹھویں صدی ہجری میں لکھی۔ یہ پانچ جلدوں پر مشتمل تھی لیکن نامکمل رہی۔

② **ماتمس إليه الحاجة إلى سنن ابن ماجه:** یہ شرح شیخ سراج الدین عمر بن علی بن الملقن رحمہ اللہ نے 801 ہجری میں لکھی۔ یہ زوائد ابن ماجہ کی شرح ہے جو کہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں غریب الفاظ کی شرح اور مشکل اسماء والکنی کا ضبط ہے۔

③ **الديباجة على سنن ابن ماجه:** یہ شیخ کمال الدین محمد بن موسیٰ الدمیری رحمہ اللہ' صاحب حیاۃ الحیوان الکبری' کی تالیف ہے اور یہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔

④ **شرح ابن ماجه:** یہ کتاب شیخ برہان الدین حلبی رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ بہت ہی لطیف تعلیق ہے۔

⑤ **مصباح الزجاجة:** یہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کا مختصر حاشیہ ہے۔

⑥ **كفاية الحاجة فى شرح ابن ماجه:** یہ شیخ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی رحمہ اللہ کا حاشیہ ہے۔ علامہ سندھی بارہویں صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں۔ اس حاشیے میں علامہ سندھی نے غریب الفاظ کے حل' الفاظ کے ضبط اور بیان اعراب کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔ یہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کے حاشیے سے قدرے جامع ہے۔

⑦ **رفع العجابة عن سنن ابن ماجه:** یہ مولانا وحید الزمان رحمہ اللہ کا ترجمہ وتشریح ہے۔

⑧ **إنجاح الحاجة:** یہ شیخ عبدالغنی المجددی الدہلوی رحمہ اللہ کا حاشیہ ہے۔

⑨ **تعلیق سبط ابن العجمی:** یہ حافظ سبط ابن العجمی رحمہ اللہ کی سنن ابن ماجہ پر ایک عمدہ تعلیق ہے۔

⑩ **إنجاز الحاجة بشرح سنن ابن ماجه:** یہ شرح پاکستان کے نامور سلفی عالم دین الشیخ الاستاذ محمد علی جانباز حفظہ اللہ نے عربی میں لکھی ہے۔ یہ انتہائی مفید اور جامع شرح ہے۔ اس میں انھوں نے ہر حدیث کی تخریج کے بعد اس پر صحت وضعف کا حکم لگایا ہے' حدیث میں آنے والے راویوں کے مختصر حالات زندگی بیان کیے ہیں' اسماء الرجال اور اماکن کا ضبط کیا ہے' امام ابن ماجہ کی روایت کردہ حدیث کی ہم معنی دیگر روایات بھی نقل کر دی ہیں' نیز شرح کرتے ہوئے مذاہب فقہاء کا ذکر ان کی مستند کتب سے کیا ہے اور ہر فقیہ کے دلائل کا قرآن وسنت کی رُو سے غیر جانبداری کے ساتھ تجزیہ کرنے کے بعد راجح موقف کا ذکر بھی کیا ہے اور ہر جلد کے آخر میں اعلام المترجمین کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ ان تمام خصوصیات کی وجہ سے یہ شرح واقعی نہایت عمدہ' جامع اور افادیت کی حامل ہے لیکن ابھی زیر تکمیل ہے۔ تقریباً نصف کتاب کی شرح چھ ضخیم جلدوں میں منظر عام پر آ چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ اسے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور شارح کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ (آمین)

حدیث کی اقسام

- قَولی حدیث
- فِعلی حدیث
- تَقریری حدیث
- شَمَائِلِ نَبوِی

حدیث کی اقسام ـــــــــــ نسبت کے اعتبار سے

- حَدِیث قُدسِی
- مَرفُوع
- مَوقُوف
- مَقطُوع

حدیث کی اقسام ـــــــــــ راویوں کی تعداد کے اعتبار سے

- مُتَواتِر
- خَبَرِ وَاحِد
  - مَشهُور
  - مُستَفِیض
  - عَزِیز
  - غَرِیب
    - غَرِیبِ مُطلَق
    - غَرِیبِ نِسبِی

مقبول حدیث کی اقسام

- صَحِیح لِذَاتِهٖ
- صَحِیح لِغَیرِهٖ
- حَسَن لِذَاتِهٖ
- حَسَن لِغَیرِهٖ

مقبول حدیث کے درجات

- مُتَّفَق عَلَیه
- اَفرادِبُخَارِی
- اَفرَادِمُسلِم
- صَحِیحٌ عَلٰی شَرطِهِمَا
- صَحِیحٌ عَلٰی شَرطِ البُخَارِی
- صَحِیحٌ عَلٰی شَرطِ مُسلِم
- صَحِیحٌ عَلٰی شَرطِ غَیرِهِمَا

❶ مردود حدیث کی اقسام ـــــــــــ انقطاع سند کے اعتبار سے

- مُعَلَّق
- مُرسَل
- مُعضَل
- مُنقَطِع
- مُدَلَّس
- مُرسَل خَفِی
- مَعلُول یا مُعَلَّل

❷ مردود حدیث کی اقسام ـــــــــــ راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے

- مَترُوك
- مَوضُوع
- رِوَایَةُ الفَاسِق
- رِوَایَةُ المُبتَدِع

❸ مردود حدیث کی اقسام ـــــــــــ راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے

- مَقلُوب
- مُدرَج
- اَلمَزِید فِی مُتَّصِلِ الأسَانِید
- شَاذ
- مُنکَر
- رِوَایَة سَیِّئُ الحِفظ
- رِوَایَة کَثِیرُالغَفلَه
- رِوَایَة فَاحِشُ الغَلَط
- رِوَایَة المُختَلِط
- مُضطَرب
- مُعَلَّل

❹ مردود حدیث کی اقسام ـــــــــــ راوی کے مجهول ہونے کی وجہ سے

- مُبهَم
- رِوَایَةُ مَجهُولِ العَین
- رِوَایَةُ مَجهُولِ الحَال

اصطلاحاتِ محدثین

۞ حدیث کی تعریف: رسول اللہ ﷺ سے متعلق راویوں کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے' وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو بعض دفعہ سنت' خبر اور اثر بھی کہا جاتا ہے۔

۞ بنیادی اقسام:

- قَوْلی حَدِیْث : وہ حدیث جس میں آپ کا فرمان مذکور ہو۔
- فِعلی حَدِیْث : وہ حدیث جس میں آپ کا فعل مذکور ہو۔
- تَقْرِیری حَدِیْث : وہ حدیث جس میں آپ کا کسی بات پر خاموش رہنا مذکور ہو۔
- شَمَائِل نَبَوِی : وہ احادیث جن میں آپ کے عادات و اخلاق یا بدنی اوصاف مذکور ہوں۔

نوٹ : کسی حدیث کی اصل عبارت "مَتْن" کہلاتی ہے۔ متن سے پہلے' راویوں کے سلسلے کو سند کہتے ہیں۔ سند کا کوئی راوی حذف نہ ہو تو وہ "مُتَّصِل" ہوتی ہے ورنہ "مُنْقَطِع۔"

۞ نسبت کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

- حَدِیْث قُدْسِی: اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جسے نبیٔ اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو' راویوں کے ذریعے سے ہم تک پہنچا ہو اور قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔
- مَرْفُوع : وہ حدیث جس میں کسی قول' فعل یا تقریر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔
- مَوْقُوف: وہ حدیث جس میں کسی قول' فعل یا تقریر کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔
- مَقْطُوع: وہ حدیث جس میں کسی قول یا فعل کو تابعی یا تبع تابعی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

۞ راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

- مُتَواتِر: وہ حدیث جس میں تَوَاتُر کی چار شرطیں پائی جائیں:

(۱) اسے راویوں کی بڑی تعداد روایت کرے۔

(ب) انسانی عقل و عادت ان کے جھوٹا ہونے کو محال سمجھے۔

(ج) یہ کثرت عہد نبوت سے لے کر صاحب کتاب محدث کے زمانے تک سند کے ہر طبقے میں پائی جائے۔ (د) حدیث کا تعلق انسانی مشاہدے یا سماعت سے ہو۔

نوٹ: راویوں کی جماعت جس نے ایک استاد یا زیادہ اساتذہ سے حدیث کا سماع کیا ہو' "طبقہ" کہلاتی ہے۔

- خَبَرِ واحد : وہ حدیث جس میں متواتر حدیث کی شرطیں جمع نہ ہوں۔ اس کی چار قسمیں ہیں:
- مَشْهُور : وہ حدیث جس کے راویوں کی تعداد ہر طبقے میں دو سے زیادہ ہو مگر یکساں نہ ہو' مثلاً کسی طبقے میں تین' کسی میں چار اور کسی میں پانچ راوی اسے بیان کرتے ہوں۔
- مُسْتَفِيض : وہ حدیث جس کے راوی ہر طبقے میں دو سے زیادہ اور یکساں تعداد میں ہوں یا سند کے اول و آخر میں ان کی تعداد یکساں ہو۔
- عَزِيز : وہ حدیث جس کے راوی کسی طبقے میں صرف دو ہوں۔
- غَرِيب : وہ حدیث جسے بیان کرنے والا کسی زمانے میں صرف ایک راوی ہو۔ اگر وہ صحابی یا تابعی ہے تو اسے غَرِيبِ مُطْلَق کہیں گے اور اگر کوئی اور راوی ہے تو اسے غَرِيبِ نِسَبِي کہیں گے۔

نوٹ: مذکورہ بالا اقسام میں سے متواتر حدیث علم الیقین کی حد تک سچی ہوتی ہے۔ باقی اقسام مقبول یا مردود ہو سکتی ہیں۔

قبول و رَدّ کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

- مَقْبُول : وہ حدیث جو واجب العمل ہو۔
- مَرْدُود : وہ حدیث جو مقبول نہ ہو۔

مقبول حدیث کی اقسام و درجات (شرائطِ قبولیت کے اعتبار سے):

① صَحِيح لِذَاتِهٖ ② صَحِيح لِغَيْرِهٖ ③ حَسَن لِذَاتِهٖ ④ حَسَن لِغَيْرِهٖ

- صَحِيح لِذَاتِهٖ : وہ حدیث جس میں صحت کی پانچ شرطیں پائی جائیں:

(ا) اس کی سند متصل ہو' یعنی ہر راوی نے اسے اپنے استاد سے اخذ کیا ہو۔

(ب) اس کا ہر راوی عادل ہو' یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو' صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو' شائستہ طبیعت کا مالک اور با اخلاق ہو۔

(ج) وہ کَامِلُ الضَّبط ہو' یعنی حدیث کو تحریر یا حافظے کے ذریعے سے کما حقہ محفوظ کرے اور آگے پہنچائے۔

(د) وہ حدیث شاذ نہ ہو (ھ) معلول نہ ہو۔ (شاذ اور معلول کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔)

- حَسَن لِذَاتِہٖ: وہ حدیث جس کے بعض راوی صحیح حدیث کے راویوں کی نسبت خَفِیفُ الضَّبْط (ہلکے ضبط والے) ہوں، باقی شرطیں وہی ہوں۔

نوٹ: حَسَن لِذَاتِہٖ کا درجہ صَحِیح لِغَیْرِہٖ کے بعد ہے مگر تعریفات کو آسان تر کرنے کیلئے ترتیب بدلی گئی ہے۔

- صَحِیح لِغَیْرِہٖ: جب حسن حدیث کی ایک سے زائد سندیں ہوں تو وہ حسن کے درجے سے ترقی کر کے صحیح کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ اسے صحیح لغیرہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے غیر (دوسری سندوں) کی وجہ سے درجۂ صحت کو پہنچی۔
- حَسَن لِغَیْرِہٖ: وہ حدیث جس کی متعدد سندیں ہوں، ہر سند میں معمولی ضعف ہو مگر متعدد سندوں سے اس ضعف کی تلافی ہو جائے تو وہ حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔

✿ صحیح حدیث کی اقسام و درجات (کتب حدیث میں پائے جانے کے اعتبار سے:)

- مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ: وہ حدیث جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں پائی جائے متفق علیہ کہلاتی ہے اور صحت کے سب سے اعلیٰ درجہ پر ہوتی ہے۔
- اَفْرَادِ بُخَارِی: ہر وہ حدیث جو صحیح بخاری میں پائی جائے، صحیح مسلم میں نہ پائی جائے۔
- اَفْرَادِ مُسْلِم: ہر وہ حدیث جو صحیح مسلم میں پائی جائے، صحیح بخاری میں نہ پائی جائے۔
- صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِھِمَا: وہ حدیث جو صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں نہ پائی جائے لیکن دونوں ائمہ کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔
- صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِي: وہ حدیث جو امام بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح بخاری میں موجود نہ ہو۔
- صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِم: وہ حدیث جو امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح مسلم میں موجود نہ ہو۔
- صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ غَیْرِھِمَا: وہ حدیث جو امام بخاری و امام مسلم کے علاوہ دیگر محدثین کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

✿ مردود حدیث کی اقسام انقطاع سند کی وجہ سے:

- مُعَلَّق: وہ حدیث جس کی سند کا ابتدائی حصہ یا ساری سند ہی (عمداً) حذف کر دی گئی ہو۔

- مُرْسَل: وہ حدیث جسے تابعی بلا واسطہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرے۔
- مُعْضَل: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے دو یا دو سے زیادہ راوی اکٹھے حذف ہوں۔
- مُنْقَطِع: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے ایک یا ایک سے زائد راوی مختلف مقامات سے حذف ہوں۔
- مُدَلَّس: وہ حدیث جس کا راوی کسی وجہ سے اپنے استاد یا استاد کے استاد کا نام (یا تعارف) چھپائے لیکن سننے والوں کو یہ تأثر دے کہ میں نے ایسا نہیں کیا' سند متصل ہی ہے' حالانکہ اس سند میں راویوں کی ملاقات اور سماع تو ثابت ہوتا ہے مگر متعلقہ روایت کا سماع نہیں ہوتا۔
- مُرْسَل خَفِی: وہ حدیث جس کا راوی اپنے ایسے ہم عصر سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ثابت نہ ہو۔
- مَعْلُول یا مُعَلَّلُ: وہ حدیث جو بظاہر مقبول معلوم ہوتی ہو لیکن اس میں ایسی پوشیدہ علت یا عیب پایا جائے جو اسے غیر مقبول بنا دے۔ ان عیوب وعلل کا پتہ چلانا ماہرینِ فن ہی کا کام ہے۔ ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔

مردود حدیث کی اقسام راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے:

- رِوَایَةُ الْمُبْتَدِعِ: وہ حدیث جس کا راوی بِدْعَتِ مُکَفِّرَہ کا قائل و فاعل ہو لیکن اگر راوی کی بدعت' مکفرہ نہ ہو اور وہ عادل وضابط بھی ہو تو پھر اس کی روایت معتبر ہوگی یاد رہے بدعت مکفرہ (کافر بنانے والی بدعت) سے ارتداد لازم آتا ہے۔
- رِوَایَةُ الْفَاسِقِ: وہ حدیث جس کا راوی کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو لیکن حد کفر کو نہ پہنچے۔
- مَتْرُوك: وہ حدیث جس کا راوی عام بول چال میں جھوٹ بولتا ہو اور محدثین نے اس کی روایت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہو۔
- مَوْضُوع: وہ حدیث جس کے راوی نے کسی موقع پر حدیث کے معاملہ میں جھوٹ بولا ہو' ایسے راوی کی ہر روایت کو موضوع (من گھڑت) کہتے ہیں۔

مردود حدیث کی اقسام راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے:

- مُصَحَّف: وہ حدیث جس کے کسی لفظ کی ظاہری شکل تو درست ہو مگر نقطوں' حرکات یا سکون وغیرہ کے بدلنے سے اس کا تلفظ بدل گیا ہو۔
- مَقْلُوب: وہ حدیث جس کے الفاظ میں راوی کی بھول سے تقدیم و تاخیر واقع ہوگئی ہو یا سند میں ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی رکھا گیا ہو۔

- مُدْرَج: وہ حدیث جس میں کسی جگہ راوی کا اپنا کلام عمداً یا سہواً درج ہو جائے اور اس پر الفاظِ حدیث ہونے کا شبہ ہوتا ہو۔
- اَلْمَزِیْد فِیْ مُتَّصِلِ الْأَسَانِیْد: جب دو راوی ایک ہی سند بیان کریں' ان میں ایک ثقہ اور دوسرا زیادہ ثقہ ہو۔ اگر ثقہ راوی اس سند میں ایک راوی کا اضافہ بیان کرے تو اس کی روایت کو مزید فی متصل الأسانید کہتے ہیں۔
- شَاذّ: وہ حدیث جس کا راوی مقبول (ثقہ یا صدوق) ہو اور بیان حدیث میں اپنے سے زیادہ ثقہ یا اپنے جیسے بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (شاذ کے بالمقابل حدیث کو محفوظ کہتے ہیں۔)
- مُنْکَر: وہ حدیث جس کا راوی ضعیف ہو اور بیان حدیث میں ایک یا زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (منکر کے بالمقابل حدیث کو معروف کہتے ہیں۔)
- رِوَایَۃُ سَیِّئِ الْحِفْظ : وہ حدیث جس کا راوی سیئ الحفظ' یعنی پیدائشی طور پر کمزور حافظے والا ہو۔
- رِوَایَۃُ کَثِیْرِ الْغَفْلَۃ: وہ حدیث جس کا راوی شدید غفلت یا کثیر غلطیوں کا مرتکب ہو۔
- رِوَایَۃُ فَاحِشِ الْغَلَط: وہ حدیث جس کے راوی سے فاش قسم کی غلطیاں سرزد ہوں۔
- رِوَایَۃُ الْمُخْتَلِط: وہ حدیث جس کا راوی بڑھاپے یا کسی حادثے کی وجہ سے یادداشت کھو بیٹھے یا اس کی تحریر کردہ احادیث ضائع ہو جائیں۔
- مُضْطَرِب: وہ حدیث جس کی سند یا متن میں راویوں کا ایسا اختلاف واقع ہو جو حل نہ ہو سکے۔

مردود حدیث کی اقسام راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے:

- رِوَایَۃُ مَجْھُوْلِ الْعَیْن :وہ حدیث جس کا راوی مجہول العین ہو' یعنی اس کے متعلق ائمۂ فن کا کوئی ایسا تبصرہ نہ ملتا ہو جس سے اس کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا پتہ چل سکے اور اس سے روایت کرنے والا بھی صرف ایک ہی شاگرد ہو جس کے باعث اس کی شخصیت مجہول ٹھہرتی ہو۔
- رِوَایَۃُ مَجْھُوْلِ الْحَال: وہ حدیث جس کا راوی مجہول الحال ہو' یعنی اس کے متعلق ائمۂ فن کا کوئی تبصرہ نہ ملتا ہو اور اس سے روایت کرنے والے کل دو آدمی ہوں جس کے باعث اس کی شخصیت معلوم اور حالت مجہول ٹھہرتی ہو۔ ایسے راوی کو مستور بھی کہتے ہیں۔
- مُبْھَم: وہ حدیث جس کی سند میں کسی راوی کے نام کی صراحت نہ ہو۔

کتب احادیث کی اقسام

- کُتُبِ صِحَاح: ہر وہ کتاب جس کے مؤلّف نے اپنی کتاب میں صحیح روایات لانے کا التزام کیا ہو اور ''صحیح'' کے لفظ کو کتاب کے نام کا حصہ بنایا ہو۔ ایسی کتاب کی روایات کم از کم اس کے مؤلّف کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ خود ہی کسی حدیث کی علت بیان کر دے تو اس سے اس کتاب کے صحیح ہونے پر حرف نہیں آتا۔
- صِحَاح سِتَّہ: حدیث کی چھ کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداود، سنن نسائی، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ انھیں ''اُصولِ سِتَّہ'' یا ''کُتُبِ سِتَّہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ پہلی دو کتابیں ''صحیحین'' کہلاتی ہیں اور یہ صرف اپنے مؤلّفین کے نزدیک ہی صحیح نہیں ہیں بلکہ پوری امت کے نزدیک صحت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ ان پر اعتراض برائے اعتراض کرنے والا شخص، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بقول، اجماعِ امت کا مخالف اور بدعتی ہے جبکہ آخری چار کتابوں کو سنن اربعہ کہتے ہیں۔ گو ان میں ضعیف احادیث موجود ہیں، تاہم صحیح حدیثوں کی کثرت کی وجہ سے اکثر علماء انھیں ''صحاح ستہ'' میں شمار کرتے ہیں۔
- جَامِع: جس کتاب میں اسلام سے متعلق تمام موضوعات، مثلاً: عقائد، احکام، تفسیر، جنت، دوزخ وغیرہ سے تعلق رکھنے والی احادیث روایت کی گئی ہوں، مثلاً: صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ۔
- سُنَن: جس کتاب میں صرف عملی احکام سے متعلق احادیث فقہی تبویب و ترتیب پر جمع کی گئی ہوں، مثلاً: سنن ابی داود۔
- مُسْنَد: جس کتاب میں ایک صحابی یا متعدد صحابہ کی روایات کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو، مثلاً: مسند احمد، مسند حمیدی۔
- مُسْتَخْرَج: جس کتاب میں مصنف کسی دوسری کتاب کی حدیثوں کو اپنی سندوں سے روایت کرے، مثلاً: مستخرج اسماعیلی علی صحیح البخاري.

- مُسْتَدْرَك: جس کتاب میں مصنف ایسی روایات جمع کرے جو کسی دوسرے مصنف کی شرائط کے مطابق ہوں لیکن اس کی کتاب میں نہ ہوں' مثلاً: مستدرک حاکم۔
- مُعْجَم: جس کتاب میں مصنف ایک خاص ترتیب کے ساتھ اپنے ہر استاد کی روایات کو الگ الگ جمع کرے' مثلاً: معجم طبرانی۔
- اَرْبَعِین: جس کتاب میں کسی ایک یا مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں' مثلاً: اربعین نووی' اربعین ثنائی وغیرہ۔
- جُزْء: وہ کتاب جس میں صرف ایک راوی یا ایک موضوع کی روایات جمع کی گئی ہوں' جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی "جُزْءُ رَفْعِ الْیَدَیْنِ" اور "جُزْءُ الْقِرَاءَ ةِ خَلْفَ الْإِمَامِ" یا امام بیہقی رحمہ اللہ کی "کِتَابُ الْقِرَاءَ ةِ خَلْفَ الْإِمَامِ" وغیرہ۔

کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

① پہلا طبقہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور موطأ امام مالک پر مشتمل ہے۔ موطأ امام مالک زمانۂ تالیف کے لحاظ سے صحیحین سے متقدم لیکن مرتبہ و مقام کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے ہم خیال علماء کی رائے کے مطابق اس کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ دوسرے محدثین کے نزدیک اس کی منقطع یا مرسل روایات (مختلف کتابوں میں) دیگر سندوں سے متصل ہیں (لیکن صرف اتصالِ سند صحت حدیث کے لیے کافی نہیں ہوتا)

② دوسرا طبقہ سنن اربعہ پر مشتمل ہے۔ بعض کے نزدیک مسند احمد اور سنن دارمی بھی غالباً اسی طبقے میں شامل ہیں۔ ان کے مؤلفین علم حدیث میں متبحر تھے، ثقاہت و عدالت اور ضبط حدیث میں معروف تھے۔ انھوں نے جن مقاصد اور شرائط کو مدنظر رکھا، ان کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ ان کی کتابوں کو ہر دور کے محدثین اور دیگر اہل علم میں بے پناہ پذیرائی ملی۔

③ وہ مسانید، جوامع اور مصنفات جو صحاح ستہ سے پہلے یا ان کے زمانے میں یا ان کے بعد لکھی گئیں۔ ان کے مؤلفین کی غرض محض احادیث کو جمع کرنا تھا یہی وجہ ہے کہ ان میں ہر قسم کی احادیث پائی جاتی ہیں۔ محدثین میں گو یہ کتابیں اجنبی نہیں، تاہم زیادہ معروف و مقبول بھی نہیں، چنانچہ جو احادیث پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں موجود نہیں بلکہ صرف اسی طبقے کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں، فقہاء نے ان کا زیادہ استعمال نہیں کیا اور محدثین نے بھی ان کی صحت و سقم، قبول و رد، اور تشریح و توضیح کا زیادہ اہتمام نہیں کیا، مثلاً: مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن اَبی شیبہ، مسند طیالسی، بیہقی، طحاوی اور طبرانی وغیرہ۔

④ وہ کتابیں جن کے مؤلفین نے زمانۂ دراز کے بعد ان احادیث کو جمع کیا جو پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں نہیں تھیں بلکہ ایسے مجموعوں میں پائی جاتی تھیں جن کی (علمی دنیا میں) کوئی وقعت نہ تھی۔ یہ احادیث عموماً

واعظین کے استدلالات، حکماء کے اقوال زرّیں اور اسرائیلی روایات پر مشتمل ہیں جنھیں ضعیف راویوں نے سہواً یا عمداً احادیث نبویہ سے خلط ملط کر دیا یا کتاب وسنت کے بعض احتمالات ہیں جنھیں بعض جاہل صوفیا نے بالمعنی روایت کر دیا اور انھیں مرفوع احادیث سمجھ لیا گیا یا چند احادیث سے جملے منتخب کر کے ایک نئی حدیث بنا دی گئی وغیرہ، مثلاً: ابن حبان کی "كِتَابُ الضُّعَفَاء" ابن عدی کی "اَلْكَامِل" خَطِيب بَغْدَادِي، أَبُو نُعَيْم أَصْبَهَانِي، اِبْنِ عَسَاكِر، جَوْرَقَانِي، اِبْنِ نَجَّار اور دَيْلَمِي کی کتب۔ اسی طرح "مُسْنَد خَوَارِزْمِي" اِبْنِ جَوْزِی اور ملّا علی قاری کی "اَلْمَوْضُوعَات" وغیرہ بھی اسی طبقے میں شامل ہیں۔

⑤ اس طبقے کی کتابوں میں وہ احادیث شامل ہیں جو فقہاء، صوفیاء، مؤرخین اور مختلف فنون کے ماہرین کی زبانوں پر مشہور تھیں، نیز وہ احادیث بھی شامل ہیں جو بے دین زبان دانوں نے کلام بلیغ سے وضع کیں اور ان کے لیے سندیں بھی گھڑ لیں۔

- پہلے اور دوسرے طبقے کی کتابوں پر محدثین کا کامل اعتماد ہے۔ انھیں ہمیشہ ان کتابوں سے وابستگی رہی ہے۔
- تیسرے طبقے کی احادیث سے استدلال کرنا ان ماہرین حدیث کا کام ہے جو راویوں کے حالات اور حدیث کی مخفی علتوں کے جاننے والے ہوں۔ عموماً ایسی احادیث خود دلیل نہیں بن سکتیں، البتہ کسی مقبول حدیث کی تائید میں پیش کی جا سکتی ہیں۔
- پہلے دو طبقوں کی احادیث کی تقویت میں چوتھے طبقہ کی احادیث کو جمع کرنا اور ان سے استدلال کرنا علمائے متأخرین کا محض تکلف ہے۔ اہل بدعت اسی قسم کی احادیث سے اپنے اپنے مذاہب کی تائید میں شواہد مہیا کرتے ہیں لیکن محدثین کے نزدیک اس طبقہ کی احادیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ (مُلَخَّص از حُجَّةُ اللهِ الْبَالِغَة)

مصادر اور مراجع کا مفہوم:

- مَصَادِر: وہ کتب جن میں مصنفین نے احادیث کو اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہو۔ مذکورہ بالا طبقات میں جو درجہ بندی کی گئی ہے ان میں عموماً مصادر ہی مراد ہیں۔
- مَرَاجِع: وہ کتب جن میں احادیث کو مختلف مصادر سے منتخب کر کے جمع کیا گیا ہو۔ ان کی تین اقسام ہیں:

(ا) وہ مراجع جن میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے، مثلاً: "اَللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَان فِيمَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الشَّيْخَانِ" اور "عُمْدَةُ الْأَحْكَام" وغیرہ۔

(ب) وہ مراجع جن میں عموماً مستند مصادر سے احادیث منتخب کی گئی ہیں لیکن ان میں ضعیف احادیث بھی موجود ہیں جیسے "مِشْکٰوۃُ الْمَصَابِیح' رِیَاضُ الصَّالِحِین' اَلتَّرْغِیْبُ وَالتَّرْھِیْب' بُلُوْغُ الْمَرَام" وغیرہ۔

(ج) وہ مراجع جن میں کسی معیار اور تحقیق کے بغیر بہت سے مستند اور غیر مستند مصادر سے احادیث لے کر جمع کر دی گئی ہوں مثلاً: "کَنْزُ الْعُمَّال" وغیرہ۔

نوٹ: دوسری اور تیسری قسم کے مراجع میں مذکور کسی حدیث سے تحقیق کے بغیر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

✱ دو مقبول احادیث کے ظاہری تعارض کو دور کرنے کی مختلف صورتیں

① سب سے پہلے ان کا کوئی ایسا مشترک مفہوم مراد لیا جائے گا جس سے ہر حدیث پر عمل کرنا ممکن ہو جائے اور اس سلسلے میں اس مفہوم کو ترجیح دی جائے گی جو کسی تیسری حدیث میں بیان ہوا ہو یا فقہائے محدثین نے اسے بیان کیا ہو۔

② اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر یہ تحقیق کی جائے گی کہ آیا ان میں سے کوئی حدیث منسوخ تو نہیں ہے۔ اس صورت میں منسوخ کو چھوڑ کر ناسخ پر عمل کیا جائے گا۔

③ اگر نسخ کا ثبوت نہ ملے تو پھر ایک حدیث کو کسی مسلک کا لحاظ کیے بغیر محض وجوہِ ترجیح (فنی خوبیوں) کی بنا پر ترجیح دی جائے گی اور دوسری حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا' مثلاً: کوئی حدیث صحت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو یا اعلیٰ طبقے کی کسی کتاب میں مروی ہو تو کمتر درجے یا طبقے کی حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا...... وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: اگر مقبول اور مردود حدیثوں کا تعارض آئے گا تو وہاں مردود حدیث کو رد کر کے صرف مقبول حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

سنن ابن ماجہ سے استفادے کا طریقہ

- **تعارفِ کتاب:** سنن ابن ماجہ حدیث کے بنیادی مراجع میں سے ہے۔ کتب ستہ (صحاح ستہ) میں صحیحین (صحیح بخاری وصحیح مسلم) کے بعد اسے ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس کتاب کی ترتیب موضوع وار ہے۔ اسے امام ابن ماجہ رحمہ اللہ (209ھ تا 273ھ) نے موضوع کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: (1) ابواب (2) ذیلی ابواب (3) احادیث۔ اس تقسیم وترتیب کو اصطلاح میں ''فقہی ترتیب'' یا ''فقہی تبویب'' (باب بندی) کا نام دیا جاتا ہے۔ سنن ابن ماجہ کی کل کتابیں 37 اور کل احادیث 4341 ہیں۔
- **ابواب:** سب سے پہلے کتاب کی فقہی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے موضوع کے اعتبار سے عنوان قائم کیا گیا ہے، مثلاً ''أبواب الطهارة و سننها' أبواب ماجاء في الجنائز وغیرہ۔ اس طرز پر سنن ابن ماجہ کے کل 37 ابواب بنتے ہیں جن کی الگ سے ایک صفحے میں فہرست دے دی گئی ہے۔
- **ذیلی ابواب:** کتاب میں ''فقہی موضوعات'' میں سے ہر موضوع کے متعلق عناوین دیے گئے ہیں، مثلاً: ''أبواب الطهارة و سننها کے 139 ذیلی ابواب قائم کیے گئے ہیں، اسی طرح أبواب الأذان، أبواب المساجد وغیرہ۔
- **احادیث:** ہر باب اور عنوان کے تحت احادیث کو خوبصورت معنوی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے جو حسب ضرورت کسی باب میں کم اور کسی باب میں زیادہ ہیں۔ قارئین کرام کو جس مسئلے کے متعلق حدیث تلاش کرنی ہو، انھیں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔
- **المعجم اور التحفة:** سنن ابن ماجہ کے عربی حصے میں ابواب اور ہر ذیلی باب کے شروع میں (المعجم) اور آخر میں (التحفة) کا لفظ آتا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(ا) ''المعجم'' سے مراد ''المعجم المفهرس لألفاظ الحديث'' کتاب ہے جو سات آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے یہ کتاب کتب تسعہ (9 کتابیں) یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداود، جامع ترمذی، سنن نسائی،

سنن ابن ماجہ، مسند احمد، مؤطا امام مالک اور سنن دارمی کی احادیث کے متن کی مادے کے اعتبار سے حروفِ تہجی کا لحاظ رکھتے ہوئے فہرست ہے۔ اس کا مقصد حدیث کے متن کی تلاش میں آسانی پیدا کرنا ہے کہ ایک حدیث ان مذکورہ بالا کتابوں میں کہاں کہاں بیان کی گئی ہے۔ احادیث کی سات آٹھ جلدوں پر مشتمل یہ فہرست مستشرقین کی ٹیم (غیر مسلم اسکالرز) نے 1922ء سے 1987ء تک 65 سال کے طویل عرصے میں مرتب کی۔

ب) "التحفة" سے مراد "تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف" ہے۔ یہ کتاب جمال الدین ابوحجاج یوسف مزّی ﷫ نے مرتب کی۔ اسے امام مزّی ﷫ نے 696ھ سے 722ھ تک، تقریباً 27 سال کے طویل عرصے میں تیار کیا۔ یہ کتب ستہ کے علاوہ "السنن الكبرىٰ للنسائي" اور "شمائل ترمذي" کی احادیث کے متن کی فہرست ہے جس کا اسلوب صحابہ کرام، ان کے شاگرد تابعین، اور ان کے شاگرد تبع تابعین کے ناموں کے حوالے سے، حروف تہجی کے اعتبار سے، ان کی احادیث کو جمع کرنا ہے۔ اس ترتیب کو اصطلاح میں "مسند" کہا جاتا ہے۔ سنن ابن ماجہ عربی حصے میں "المعجم" اور "التحفة" کے ساتھ کچھ نمبر دیے گئے ہیں جن سے رہنمائی کی گئی ہے کہ یہ احادیث "المعجم المفهرس" اور "تحفة الأشراف" میں کہاں کہاں آئی ہیں تاکہ قاری ان کتابوں کی مدد سے احادیث کے دیگر مراجع تک بآسانی پہنچ جائے۔ محققین کو حدیث کی تلاش میں ان کتابوں سے بہت آسانی ہو گئی ہے۔

- **رقم الحدیث:** محمد فؤاد عبدالباقی ﷫ نے آج سے ساٹھ ستر سال پہلے صحیحین اور سنن ابن ماجہ کی احادیث کے شروع میں حدیث نمبر کا اضافہ کیا تاکہ احادیث کی تلاش آسان ہو جائے۔ اسے عربی میں "رقم الحدیث" کہتے ہیں۔ اب تقریباً حدیث کی تمام کتابوں کے شروع میں حدیث نمبر کا سلسلہ ملتا ہے۔ آپ ان نمبروں کے ذریعے سے مطلوبہ حدیث کو فوراً تلاش کر سکتے ہیں۔
- **سند حدیث:** محدث حدیث بیان کرتے وقت اپنے استاد سے لے کر ہر راویٔ حدیث کو صحابیٔ رسول تک بیان کرتا ہے، راویوں کے اس سلسلے کو "سند" کہا جاتا ہے۔
- **متن حدیث:** سند کے اختتام پر جو کلام شروع ہوتا ہے، اسے "متن" کہا جاتا ہے۔
- **فوائد و مسائل:** اُردو ایڈیشن میں ہر حدیث کا مفہوم واضح کرنے کے لیے اور اس حدیث سے جو جو مسائل اخذ ہو سکتے ہیں انھیں بیان کرنے کے لیے "فوائد و مسائل" کا عنوان دیا گیا ہے۔ فوائد و مسائل لکھتے وقت

قرآن مجید اور دیگر کتب احادیث سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جن کا مکمل حوالہ درج کیا گیا ہے۔ بعض اوقات فوائد کے ضمن میں حدیث کے نمبر کا حوالہ دیا جاتا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ اس حدیث نمبر کے ذریعے سے مزید فوائد بھی دیکھ سکتے ہیں۔

قارئین کرام سنن ابن ماجہ کے اس اُردو ایڈیشن میں ہر صفحہ کے آخر میں مذکور احادیث کی تحقیق و تخریج بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ ایک فنی چیز ہے جس سے بھرپور فائدہ تو علمائے کرام اور ماہرین فن حدیث ہی صحیح معنوں میں اٹھا سکتے ہیں مگر اس میں حدیث کی صحت وضعف کا حکم ضرور دیکھا جا سکتا ہے کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی ضعیف ہے۔ اس سلسلے میں چند بنیادی اصطلاحاتِ حدیث بھی پیچھے ذکر کی جا چکی ہیں جن کو پڑھ کر ذہن نشین کرنا مفید ہوگا۔

سنت کی اہمیت وفضیلت

* سنت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: لغت میں سنت کا مطلب ہے :[اَلسِّیرَۃُ وَالطَّرِیقَۃُ حَسَنَۃً کَانَتُ أَوُ قَبِیحَۃً] ''سیرت اور طریقہ' خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔''

ارشاد نبوی ﷺ ہے:[مَنُ سَنَّ فِي الإِسُلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہُ أَجُرُھَا وَ أَجُرُ مَنُ عَمِلَ بِھَا بَعُدَہُ مِنُ غَیرِ أَنُ یَنُقُصَ مِنُ أُجُورِھِمُ شَيْءٌ......] (صحیح مسلم' الزکاۃ' باب الحث علی الصدقۃ......' حدیث:۱۰۱۷) ''جس شخص نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا' اسے اس کا اجر ملے گا اور بعد میں عمل کرنے والے تمام افراد کے اجر کے برابر بھی اجر ملے گا' جبکہ ان کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔''

اصطلاح میں محدثین نے سنت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:[کُلُّ مَا أُثِرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِنُ قَوُلٍ أَوُفِعُلٍ أَوُتَقُرِیرٍ أَوُصِفَۃٍ] ''نبی اکرم ﷺ سے منقول قول' فعل' تقریر یا صفت خَلقی یا خُلقی کو سنت کہتے ہیں۔''

آپ کے قول کی مثال جیسے آپ کا ارشاد گرامی ہے:[صَلُّوا کَمَا رَأَیُتُمُونِي أُصَلِّي](صحیح

البخاری، الأذان، باب الأذان للمسافرین إذا کانوا جماعة...... حدیث:۶۳۱) ''نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔''

آپ کے فعل کی مثال: [کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُسَوِّیْ صُفُوْفَنَا إِذَا قُمْنَا لِلصَّلاَۃِ فَإِذَا اسْتَوَیْنَا کَبَّرَ] (سنن أبي داود، الصلاۃ، باب تسویة الصفوف، حدیث:۶۶۵) ''جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں درست فرماتے تھے، پھر جب ہم برابر ہو جاتے تو آپ تکبیر کہتے۔''

آپ کی تقریر کی مثال: [کُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ رَکْعَتَیْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلاَۃِ الْمَغْرِبِ...... کَانَ یَرَانَا نُصَلِّیْھِمَا فَلَمْ یَأْمُرْنَا وَلَمْ یَنْھَنَا] (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب رکعتین قبل صلاۃ المغرب، حدیث:۸۳۶) ''رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم غروبِ آفتاب کے بعد، نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں (نفل) پڑھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے لیکن آپ نے ہمیں اس کا حکم دیا اور نہ منع کیا۔''

* سنت کی فضیلت واہمیت فرامین باری تعالیٰ کی روشنی میں: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو قرآن مجید کا لاثانی معجزہ عطا کر کے تمام بلغائے عرب، فصحاء، ادباء اور شعراء کا ناطقہ بند کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی کو قرآن مجید کے ارشادات کی تفسیر، تشریح، توضیح اور بیان کے لیے مقرر فرما کر انسانیت پر احسان عظیم فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَیْھِمْ وَ لَعَلَّھُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (النحل:۴۴) ''یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں شاید کہ وہ غور وفکر کریں۔''

چونکہ آپ کی حیثیت شارح قرآن اور مفسر کی ہے تو آپ کے اتباع اور پیروی کا مکمل حکم دے دیا گیا اور آپ کی سنت کو اختیار کرنے کا لازمی حکم دیا گیا: ﴿وَأَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلاَ تُبْطِلُوْا أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد:۳۳) ''اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔'' گویا سنتِ رسول کی خلاف ورزی کا حتمی نتیجہ اعمال کی بربادی ہے۔ نیز ارشاد ہے: ﴿وَمَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ

وَمَانَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ (الحشر:۷) ''تمھیں جو کچھ رسول دے اُسے لے لو اور جس سے روک دے (اُس سے) رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔''

چونکہ رسول اللہ ﷺ ارشادات ربانی ہی کی توضیح وتبیین فرماتے ہیں اور اپنی مرضی اور منشا سے کچھ نہیں فرماتے' لہٰذا فرمان نبوی کی پیروی کو ارشاد ربانی ہی کی پیروی قرار دیا گیا ہے: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:۸۰) ''جو شخص رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرے تو اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔'' لہٰذا جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اتباع کریں گے انھیں نہایت عزت واحترام اور ذی وقار مقام عطا کیا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقاً﴾ (النساء:۶۹) ''جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے' یعنی انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین۔ ان لوگوں کی رفاقت کتنی اچھی ہے۔'' جبکہ نافرمانوں کے لیے سخت ترین سزا کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِداً فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ (النساء:۱۴) ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں ہمیشہ رہے گا۔ ایسے لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

* **اتباع سنت کی فضیلت ارشادات نبویہ کی روشنی میں:** رسول اکرم ﷺ کے ارشادات جس طرح اعمال میں قابل اطاعت ہیں اسی طرح عقائد ومعاملات میں واجب الاتباع ہیں۔ ان میں فرق کرنا سراسر گمراہی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى' قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّأْبٰى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبٰى] (صحيح البخاري' الاعتصام بالكتاب والسنة' باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ' حديث:۷۲۸۰) ''میری امت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے انکار کیا۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون شخص انکار کرے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کیا۔''

چنانچہ ہر وہ عمل جو سنت نبوی کے مطابق نہ ہو وہ بے اجر اور باطل و مردود ہوگا۔ ارشاد نبوی ہے: [مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ] (صحيح مسلم، الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور، حديث:١٧١٨) ''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہ ہوا تو وہ مردود ہے۔'' اس لیے اعمال، عقائد، معاملات اور عبادات میں اتباع سنت ہی کے ذریعے سے اجر و ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے جبکہ سنت کی پیروی اور اتباع میں دین و دنیا کی فلاح و کامیابی ہے۔

* **سنت کا مقام، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تعامل کی روشنی میں:** صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم وہ عظیم ہستیاں ہیں جنھوں نے اپنی زندگیوں کو سنت رسول کے آئینے میں ڈھال کر ہمارے لیے شاندار اُسوہ چھوڑا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہر حال اور ہر وقت اتباع سنت کو واجب مانتے تھے۔ اس سلسلے میں کوئی ڈھیل انہیں گوارا نہیں تھی۔ آج منکرین سنت نے جو حیلے گھڑ لیے ہیں ان کا تصور بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں نہیں تھا۔ اگر کبھی کسی شخص نے سنت سے اعراض کرنے کی جسارت کی تو اسے نہایت سخت سرزنش کی گئی۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو چھوٹی چھوٹی کنکریاں پانی میں پھینک رہا تھا تو آپ نے اسے کہا: کنکریاں مت پھینکو کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ نہ تو شکار کر سکتی ہیں نہ دشمن کا کچھ نقصان کرتی ہیں، البتہ کسی (راہ گیر) کا دانت توڑیں گی یا اس کی آنکھ پھوڑیں گی۔ کچھ دیر بعد دیکھا تو وہ آدمی پھر وہی حرکت کر رہا تھا۔ آپ اس پر سخت ناراض ہوئے اور کہا: میں تجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سناتا ہوں اور تو پھر بھی وہی حرکت کر رہا ہے۔ جاؤ میں تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔ (صحيح البخاري، الصيد والذبائح، باب الخذف والبندقة، حديث:٥٤٧٩) اس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے عمل سے سنت کے واجب الاتباع ہونے کو ہم تک منتقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہر حال میں سنت رسول پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آراء الرجال کی بے وقعتی اور بے حیثیتی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

[إِيَّاكُمْ وَ أَصْحَابَ الرَّأْيِ فَإِنَّهُمْ أَعْدَاءُ السُّنَنِ أَعْيَتْهُمْ أَحَادِيثُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَحْفَظُوهَا فَقَالُوا بِالرَّأْيِ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا] (مفتاح الجنة فی الاحتجاج بالسنة،ص:۴۷)
''اصحاب رائے سے بچو کیونکہ وہ سنت رسول کے دشمن ہیں۔ وہ فرامین رسول کو یاد کرنے سے عاجز آ گئے تو انھوں نے اپنی رائے سے احکام بیان کرنے شروع کر دیئے' اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔''

✸ **مقام سنت اقوال ائمہ کی روشنی میں:** سنت کا مقام و مرتبہ سلف صالحین اور ائمۂ امت کے نزدیک نہایت بلند تھا۔ ان کے نزدیک سنت کی اتباع ہر حال میں واجب تھی' لٰہذا وہ ہر وقت سنت پر کاربند رہتے اور اسی کی پیروی کا حکم دیتے تھے۔ اقوال ائمہ سے یہ بات پوری طرح عیاں ہے۔

① جناب ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[إِذَا حَدَّثْتَ الرَّجُلَ بِالسُّنَةِ فَقَالَ : دَعْنَا مِنْ هٰذَا وَ حَدِّثْنَا مِنَ الْقُرْآنِ فَاعْلَمْ أَنَّهُ ضَالٌّ مُضِلٌّ] (مفتاح الجنة، ص:۳۵)''جب آپ کسی شخص کو سنت نبوی بیان کریں اور وہ کہے کہ سنت کو رہنے دیں' ہمیں قرآن سے مسائل بیان کریں تو جان لو کہ وہ گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا ہے۔''

② امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُخْطِئُ وَ أُصِيبُ ، فَانْظُرُوا فِي قَوْلِي فَكُلُّ مَاوَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَةَ فَخُذُوا بِهِ وَمَالَمْ يُوَافِقِ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوهُ](أعلام الموقعين:۱/۸۱)''بلاشبہ میں ایک انسان ہوں جس سے کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے اور کبھی حق بات بھی صادر ہوتی ہے' لٰہذا میری آراء کو غور سے دیکھو' جو کتاب وسنت کے مطابق ہو اسے قبول کر لو اور جو اس کے موافق نہ ہو اسے ترک کر دو۔''

③ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مشہور فرمان ہے:[اَلْحَدِيثُ الضَّعِيفُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ آرَاءِ الرِّجَالِ] (حقيقة الفقه،ص:۸۸ بحواله رد المحتار (المعروف فتاوٰی شامی' لابن عابدين) شرح درالمختار:۱/۵۱)''مجھے ضعیف حدیث: لوگوں کی آراء سے زیادہ محبوب ہے۔''

④ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے:[أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ مَنِ اسْتَبَانَتْ لَهُ سُنَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَحِلَّ لَهُ أَنْ يَدَعَهَا بِقَوْلِ أَحَدٍ] (حقيقة الفقه،ص:۹۳ بحواله ناظورة الحق،ص:۲۶)

''سب مسلمانوں کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت واضح ہو جانے کے بعد اُسے کسی دوسرے کے قول کی وجہ سے چھوڑنا جائز نہیں۔

⑤ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [خُذُوا عَمَلَكُم مِنْ حَيْثُ أَخَذَهُ الأَئِمَّةُ وَلَا تَقْنَعُوا بِالتَّقْلِيدِ فَإِنَّ ذٰلِكَ عَمًى فِي الْبَصِيرَةِ] (حقیقة الفقه'ص:۹۷ بحواله میزان الشعرانی: ۱/۱۷) ''اپنا علم وہاں سے لو جہاں سے امام لیتے ہیں اور تقلید پر قناعت نہ کرو کیونکہ یہ عقل وبصیرت کے باوجود اندھا پن ہے۔''

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ...) كتاب السُّنَّة (التحفة ١)

سنت کی اہمیت وفضیلت

(المعجم ١) - باب اتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ١)

باب:۱- سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا بیان

١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوهُ، وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا».

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کام کا میں تمھیں حکم دوں' اس پر عمل کرو اور جس سے منع کروں' اس سے باز رہو۔''

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کا ہر حکم واجب التعمیل ہے۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات سے یہی حکم ثابت ہوتا ہے۔ ② جس کام سے نبی ﷺ منع فرمادیں' اس سے بچنا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر:۷) ''اور رسول جو بھی تمھیں (حکم) دے اسے لے لو اور جس سے تمھیں روک دے اس سے رک جاؤ۔'' ③ اس سے یہ اصول ثابت ہوتا ہے کہ [اَلْأَمْرُ لِلْوُجُوْبِ] یعنی (بالعموم) امر وجوب کے لیے ہوتا ہے' البتہ دوسرے قرائن کی موجودگی میں استحباب یا جواز بھی مراد ہو سکتا ہے۔

٢- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک میں تمھیں (کسی معاملہ میں آزاد) چھوڑے رکھوں' تب تک تم بھی مجھے چھوڑے رکھو'

١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٥ من حديث شريك به، وانظر الحديث الآتي.

٢ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب توقيره ﷺ ... الخ، ح: ١٣٣٧ بعد، ح: ٢٣٥٧ من طريقين عن الأعمش به، وأصله عند البخاري، ح: ٧٢٨٨، وله طرق أخرى.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَخُذُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَانْتَهُوا».

(بلاوجہ سوال نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء علیہم السلام سے سوالات کرنے اور (پھر) ان (کے احکام) کی مخالفت کرنے کی وجہ ہی سے ہلاک ہوئے' لہٰذا جب میں تمھیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب ہمت اس کی تعمیل کرو اور جب کسی کام سے منع کردوں تو اس سے رک جاؤ۔"

فوائد ومسائل: ① دنیوی معاملات میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ کام جائز ہے جس سے قرآن وحدیث نے منع نہ کیا ہو۔ اس کے برعکس عبادات میں وہی کام جائز ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہو۔ اس لیے دینی امور میں نیا ایجاد کیا ہوا کام بدعت ہے' دنیوی معاملات میں نہیں۔ ② ایسے فرضی مسائل کے بارے میں بحث مباحثہ کرنے سے گریز کرنا چاہیے' جن کا عملی معاملات سے کوئی تعلق نہیں۔ ③ پیغمبر علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی ہلاکت کا باعث ہے۔ ④ اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی وجہ سے ایک حکم کی تعمیل کی طاقت نہیں رکھتا' تو وہ اللہ کے ہاں مجرم نہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرۃ:۲۸۶) "اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا۔" ⑤ جس کام سے شریعت نے منع کیا ہو' اس سے مکمل طور پر پرہیز کرنا ضروری ہے۔

٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ».

۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی' اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔"

فوائد ومسائل: ① یہ مسئلہ قرآن مجید میں بھی ان الفاظ میں بیان ہوا ہے: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:۸۰) "جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی' اس نے (اصل میں) اللہ کی اطاعت کی۔" اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ شریعت کے احکام اپنی رائے اور پسند کے مطابق نہیں' بلکہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی کے مطابق بیان فرماتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم:۳'۴) "وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے' بلکہ وہ تو وحی ہے جو (ان پر) نازل کی جاتی ہے۔" یہی وجہ ہے کہ خود نبی اکرم ﷺ بھی ان احکام پر اسی طرح عمل کرتے تھے جس طرح دوسرے مومنین' بلکہ نبی علیہ السلام تو

٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٥٢، ٢٥٣ عن أبي معاوية ووكيع به، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ح: ٢٩٥٧، ومسلم، ح: ١٨٣٥ وغيرهما

عام مومنوں سے بھی کہیں زیادہ تقویٰ اور عمل صالح کا اسوۂ حسنہ پیش فرماتے تھے۔ ② قرآن مجید' فرامین نبوی اور صحابہ وتابعین کرام کے اقوال' سنت نبوی کی پیروی اور اتباع کو لازم ٹھہراتے ہیں۔ اس سلسلے میں چند فرامین درج ذیل ہیں:

(ا) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''لوگو! اصحاب الرائے سے بچو' کیونکہ وہ سنت کے دشمن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو حفظ کرنے سے عاجز آ گئے تو انھوں نے اپنی رائے سے مسائل بیان کرنے شروع کر دیے۔ اس طرح خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔'' دیکھیے: (مفتاح الجنة في الاحتجاج بالسنة' ص:۴۷)

(ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ کو عصر کے بعد دو رکعت نفل نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: ''مت پڑھا کرو۔'' وہ کہنے لگے: میں تو پڑھوں گا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ نے عصر کے بعد نفل نماز سے منع کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمھیں ان دو رکعتوں پر ثواب کی بجائے سزا ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ (الأحزاب:۳۶) ''کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔'' (سنن الدارمي' المقدمة' باب ما يتقى من تفسير حديث النبي ﷺ وقول غيره عند قوله ﷺ' حديث:۴۳۸)

(ج) حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب تو کسی شخص کو سنت نبوی کی تعلیم دے اور وہ کہے: سنت نبوی کو چھوڑیے قرآن سے تعلیم دیں۔ تو جان لو ایسا شخص گمراہ ہے۔'' دیکھیے: (مفتاح الجنة' ص: ۳۵)

(د) امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے ایک شخص کو فرمان نبوی سنایا تو وہ کہنے لگا: فلاں فلاں شخص تو ایسے ایسے کہتے ہیں۔ امام صاحب کہتے ہیں: میں تجھے فرمان نبوی سناتا ہوں اور تو مجھے لوگوں کی آراء سناتا ہے؟ جا! آج کے بعد میں تیرے ساتھ بات نہیں کروں گا۔'' دیکھیے: (إيقاظ الهمة لاتباع نبي الأمة' ص:۱۲۳) اسلاف کے اس طرز عمل سے ثابت ہوا کہ ائمہ کی تقلید اور لوگوں کی آراء کی پیروی قطعاً درست اور جائز نہیں۔

③ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تقلید کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: [وَالتَّقْلِيْدُ قَبُوْلُ قَوْلِ الْغَيْرِ بِلَا دَلِيْلٍ' فَكَأَنَّهٗ لِقَبُوْلِهٖ جَعَلَهٗ قِلَادَةً فِيْ عُنُقِهٖ] (شرح قصيدة امالى' ص:۳۴) ''کسی دوسرے کی بات بغیر دلیل کے قبول کرنا تقلید ہے۔ گویا کہ مقلد شخص نے امام کے قول کو قبول کر کے گلے کا ہار بنا لیا ہے۔'' ④ تقلید کی ابتدا خیر القرون کے بعد چوتھی صدی ہجری میں ہوئی۔ اس سے پہلے یہ بدعت موجود نہ تھی بلکہ صحابۂ کرام' تابعین کرام اور ان کے شاگرد قرآن وسنت کی پیروی ہی کو واجب سمجھتے تھے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [اِعْلَمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا قَبْلَ الْمِائَةِ الرَّابِعَةِ غَيْرَ مُجْمِعِينَ عَلَى التَّقْلِيدِ الْخَالِصِ لِمَذْهَبٍ وَّاحِدٍ] ''جان لو کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے لوگ کسی ایک خالص مذہب کی تقلید پر متفق نہ تھے۔'' (حجة الله البالغة' ص: ۱۵۷) ⑤ تقلید کے رد میں صحابۂ کرام اور ائمۂ مذاہب کے فرامین ملاحظہ ہوں:

(ا) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی روح قبض کی نہ ان سے وحی منقطع کی حتی کہ ان کی امت کو لوگوں کی آراء سے بے پروا فرما دیا۔'' دیکھیے: (حقيقة الفقة' ص:۷۵)

(ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''کیا تمھیں اللہ کا خوف نہیں آتا کہ وہ تمھیں عذاب میں مبتلا کر دے یا تمھیں زمین میں دھنسا دے، تم کہتے ہو رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا تھا اور فلاں شخص نے یوں فرمایا ہے، یعنی فرمان نبوی کے مقابلے میں کسی شخص کی رائے کو پیش کرنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔'' (حقيقة الفقة' ص: ۷۶)

(ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''تم میں سے کوئی شخص دین کے بارے میں کسی کی تقلید نہ کرے کہ اگر وہ (متبوع) مومن رہا تو اس کا مقلد بھی مومن رہے گا اور اگر وہ کافر ہوا تو اس کا مقلد بھی کافر ہو جائے گا۔ اس اعتبار سے یہ تقلید بلاشبہ برائی میں اسوہ ہے۔ (الإيقاظ لهمم أولى الأبصار) أعاذنا الله منه.

(د) حضرت عبداللہ بن معتمر کہتے ہیں: [لَا فَرْقَ بَيْنَ بَهِيمَةٍ تَنقَادُ وَإِنْسَانٍ يُقَلِّد] ''مقلد شخص اور حیوان میں کوئی فرق نہیں۔'' (حقيقة الفقة' ص: ۷۸)

(ھ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [لَا تُقَلِّدْنِي وَلَا تُقَلِّدَنَّ مَالِكًا وَلَا غَيرَه وَخُذِالْأَحْكَامَ مِنْ حَيْثُ أَخَذُوا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنة] (حقيقة الفقه' ص:۹۰) ''میری تقلید نہ کرنا' نہ مالک کی نہ کسی اور کی تقلید کرنا۔ احکام کو وہاں سے حاصل کرو جہاں سے انھوں نے حاصل کیے ہیں' یعنی کتاب و سنت سے۔'' نیز فرمایا: ''کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ میری دلیل سے واقف ہوئے بغیر میرے کلام کا فتویٰ دے۔'' (حقيقة الفقة' ص:۸۸)

(و) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر شخص کی بات قبول بھی کی جا سکتی ہے اور رد بھی' سوائے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے (وہ واجب الاتباع ہے۔)

(ز) امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب تم دیکھو کہ میرا قول حدیث نبوی کے خلاف ہے تو حدیث نبوی پر عمل کرو اور میرے قول کو دیوار پر دے مارو۔'' نیز فرمایا: [إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِى] (عقد الجيد و حجة الله البالغة: ۱/۱۵۷) ''جب صحیح حدیث مل جائے تو میرا مذہب وہی ہے۔''

(ح) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کسی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کلام کی گنجائش نہیں۔'' (کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے کسی کی رائے کی کوئی اہمیت نہیں۔)

(ط) امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [هَلْ يُقَلِّدُ إِلَّا عَصِيٌّ] ''تقلید نافرمان ہی کرتا ہے۔''

(ی) علامہ جار اللہ حنفی فرماتے ہیں: [إِنْ كَانَ لِضَلَالٍ أُمٌّ فَالتَّقْلِيدُ أُمُّهُ] ''اگر گمراہی کی کوئی ماں ہوتی تو وہ تقلید ہی ہوتی۔'' [حقيقة الفقة' ص:۵۱-۵۸] ائمہ سلف کے مذکورہ اقوال سے معلوم ہوا کہ گمراہی کا اصل اور اس کی جڑ تقلید ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے اور تقلید سے نجات دے۔ آمین.

٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثاً لَمْ يَعْدُهُ وَلَمْ يُقَصِّرْ دُونَهُ.

۴- حضرت ابوجعفر محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتے' تو نہ اس میں اضافہ کرتے اور نہ کمی کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا حدیث پر عمل اور بدعت سے اجتناب کا جذبہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ارشادات نبویہ پر حرف بحرف عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس میں کوتاہی کرتے نہ اس میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے نبی علیہ السلام سے آگے قدم رکھنے کی کوشش کرتے تھے کیونکہ قرآن مجید نے اس کام سے منع فرمایا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (الحجرات:١) ''اے ایمان والو! اللہ سے اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔'' ② اس حدیث کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے جو ارشاد مبارک سنتے تھے' اسے بعینہ اسی طرح روایت فرماتے' الفاظ میں کمی بیشی نہ کرتے۔ حدیث کو بالمعنی روایت کرنا اگرچہ جائز ہے' تاہم محدثین روایت باللفظ کو افضل قرار دیتے تھے۔

٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ الأَفْطَسُ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَذْكُرُ الْفَقْرَ وَنَتَخَوَّفُهُ. فَقَالَ: «آلْفَقْرَ تَخَافُونَ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُصَبَّنَّ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًّا حَتَّى لَا يُزِيغَ قَلْبَ أَحَدِكُمْ إِزَاغَةً إِلَّا هِيَهْ. وَأَيْمُ اللهِ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ».

۵- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' جب کہ ہم فقر کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے اور اس سے خوف کا اظہار کر رہے تھے' تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم فقر سے ڈرتے ہو؟ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم پر دنیا (اتنی زیادہ) برسا دی جائے گی' حتی کہ کسی کے دل کو اس کے سوا کوئی چیز مائل نہیں کرے گی (ہر شخص اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔) اللہ کی قسم! میں تمھیں روشن (چاند کی راتوں جیسی) شریعت پر چھوڑ رہا ہوں' جس کے رات اور دن برابر ہیں۔''

٤_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٨٢ من حديث محمد بن سوقة به مطولاً.

٥_[إسناده حسن] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٤٧ عن هشام به.

قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: صَدَقَ وَاللهِ، رَسُولُ اللهِ ﷺ تَرَكَنَا وَاللهِ، عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ واللہ! آپ ہمیں ایسی روشن شریعت پر چھوڑ کر تشریف لے گئے ہیں، جس کے رات اور دن برابر ہیں۔

فوائد و مسائل: ① مفلسی بھی اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہوتی ہے، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ تلاش رزق کے حرام طریقے اختیار کر لیتے ہیں اور دولت کی فراخی بھی آزمائش ہے جس کی وجہ سے انسان فخر، تکبر اور لالچ جیسی بیماریوں کا شکار ہو کر بہت سے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ مال کا فتنہ مفلسی کے فتنے سے زیادہ شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر آزمائش سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ ② اگر قناعت کی دولت حاصل نہ ہو تو دنیا کے مال و دولت کی کثرت کے باوجود دل مطمئن نہیں ہو پاتا بلکہ مزید حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور یہی اندھی حرص بالآخر تباہی کا باعث ہوتی ہے۔ انسان کے سامنے ہر وقت صرف دنیا ہی رہتی ہے، آخرت بالکل فراموش ہو جاتی ہے۔ ③ شریعت کے مسائل واضح ہیں جنھیں سمجھنا آسان ہے اور اللہ کے احکام آسان ہیں، جن پر عمل کرنا مشکل نہیں۔ ④ رات اور دن برابر ہونے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں رات اور دن جیسا فرق موجود نہیں، بلکہ ہر چیز واضح اور روشن ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح آفتاب نبوت (آپ ﷺ) کی موجودگی میں حق اور باطل، صحیح اور غلط کا امتیاز واضح ہے۔ اسی طرح اس آفتاب ہدایت کے غروب (وفات نبوی) کے بعد بھی کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کی روشنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے، جس کی بنیاد پر غلط و صحیح اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنا بالکل آسان ہے۔

٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ».

٦- حضرت قُرّہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے ایک گروہ کو ہمیشہ (اللہ تعالیٰ کی) مدد حاصل رہے گی، ان کی مدد نہ کرنے والا ان کا کچھ بگاڑ نہ سکے گا، تا آنکہ قیامت قائم ہو جائے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کو یہ شرف بخشا ہے کہ وہ اس طرح مکمل طور پر گمراہ نہیں

٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في أهل الشام، ح: ٢١٩٢ من حديث شعبة به، وقال "هٰذا حديث حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٨٥١ (ابن بلبان)، ح: ٦١، ٦٨٣٤.

ہوگی جس طرح سابقہ امتیں گمراہ ہوگئیں کہ ان میں سے کوئی بھی صراط مستقیم پر قائم نہ رہا۔ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰه. ② دین حق قیامت تک کے لیے محفوظ ہے' کیونکہ قرآن مجید بھی محفوظ ہے اور حدیث نبوی بھی روایتاً اور عملاً محفوظ ہے۔ ③ حدیث میں جس جماعت کا ذکر کیا گیا ہے' اکثر علماء نے اس سے "اصحاب الحدیث" کو مراد لیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو مطاع مطلق قرار نہیں دیتے۔ کوئی شخص ارشاد نبوی اور اسوۂ نبوی پر جس قدر زیادہ عمل کرنے والا ہوگا' وہ اسی قدر اس حدیث کا زیادہ مصداق ہوگا۔ ④ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اہل حق کو ابتلاء وآزمائش سے محفوظ رکھا جائے گا' بلکہ مطلب یہ ہے کہ آزمائش انھیں راہ حق سے ہٹا نہیں سکے گی۔ جس طرح امام مالک' امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر بزرگان دین کے حالات زندگی سے ظاہر ہے کہ آخر کار اللہ نے انھیں عزت دی اور ان کا موقف ہی درست تسلیم کیا گیا کیونکہ وہ قرآن وسنت کی نصوص پر مبنی تھا۔ ⑤ "قیامت تک" سے مراد یہ ہے کہ قیامت سے پہلے جب تک اسلام باقی رہے گا کیونکہ بنی آدم کی آخری نسل کی' جن پر قیامت قائم ہوگی' کیفیت یہ ہوگی کہ وہ اللہ کا نام تک نہ لیں گے جیسے نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت نہیں آئے گی حتی کہ (یہ کیفیت ہوجائے گی کہ) زمین میں "اَللّٰہ" "اَللّٰہ" نہیں کہا جائے گا۔" (صحيح مسلم' الإيمان' باب ذهاب الإيمان آخر الزمان' حديث:١٤٨)

٧- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلْقَمَةَ نَصْرُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ الأَسْوَدِ، وَكَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَوَّامَةً عَلَى أَمْرِ اللهِ لاَ يَضُرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا».

٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں سے ایک گروہ اللہ کے احکام پر ہمیشہ پوری طرح قائم رہے گا' اس کی مخالفت کرنے والا اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

٨- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيحٍ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ زُرْعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عِنَبَةَ الْخَوْلاَنِيَّ، وَكَانَ قَدْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ مَعَ

٨- حضرت ابو عنبہ خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے...... یہ وہ (صحابی) ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے...... انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: "اللہ

٧ـ [إسناده حسن] * نصر بن علقمة الحمصي وثقه دحيم الشامي، وابن حبان، وله شاهد عند أحمد: ٢/ ٣٢١، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٨٥٣.

٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٠٠ عن الهيثم بن خارجة عن الجراح به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٨٨، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح".

رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لاَ يَزَالُ اللهُ يَغْرِسُ فِي هٰذَا الدِّينِ غَرْساً يَسْتَعْمِلُهُمْ فِي طَاعَتِهِ».

تعالیٰ اس دین میں ہمیشہ (نئے) پودے لگاتا رہے گا اور ان سے اپنی اطاعت میں کام لیتا رہے گا۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوعنبہ خولانی رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابی ہیں' انھوں نے تحویل قبلہ کے حکم سے پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے بھی نماز پڑھی ہے' جیسا کہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنے سے قبل سولہ سترہ مہینے نماز پڑھتے رہے تھے۔ ② دین اسلام کی توسیع کسی خاص زمانہ تک محدود نہیں' بلکہ ہر دور میں لوگ دوسرے مذاہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے اور امت مسلمہ ان کی صلاحیتوں سے مستفید ہوتی رہے گی۔ ③ اسلام میں کوئی شخص محض اس بنیاد پر کسی اہمیت کا مستحق نہیں ہوجاتا کہ وہ پشت ہاپشت سے مسلمان آباء واجداد کی اولاد ہے بلکہ ہر فرد اپنے اعمال و کردار اور اپنی خدمات کی وجہ سے اسلامی معاشرے میں اپنا مقام پیدا کرتا ہے۔ ④ ہر دور میں اور ہر معاشرے کی ضروریات کے مطابق قرآن وحدیث کی رہنمائی میں علمی اور عملی کام کی گنجائش باقی رہے گی۔ اس لیے یہ کہنا درست نہیں کہ فلاں میدان میں اسلام کی خدمت کا کام اتنا زیادہ ہوچکا ہے کہ اب مزید کام کی ضرورت نہیں۔ اس کام کی توفیق جس طرح نسلاً کسی مسلمان کو مل سکتی ہے' اسی طرح کسی نومسلم کو بھی یہ شرف حاصل ہوسکتا ہے۔

٩- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَامَ مُعَاوِيَةُ خَطِيباً فَقَالَ: أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا وَطَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرُونَ عَلَى النَّاسِ، لاَ يُبَالُونَ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلاَ مَنْ نَصَرَهُمْ».

٩- حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کے والد شعیب بن محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور (خطبے کے دوران میں) فرمایا: ''تمھارے علماء کہاں ہیں؟ تمھارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''قیامت قائم نہ ہوگی مگر میری امت کی ایک جماعت لوگوں پر غالب رہے گی' انھیں کوئی پروا نہیں ہوگی کہ کوئی ان کو ذلیل وخوار کرے یا ان کی مدد کرے۔''

فوائد ومسائل: ① ''تمھارے علماء کہاں ہیں؟'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمھیں شک ہے تو ان کبار صحابہ رضی اللہ عنہم

٩ـ [صحيح] حجاج عنعن، ولأصل الحديث طرق كثيرة عند البخاري، ح: ٣٦٤١، ومسلم، ح: ١٠٣٧ بعد، ح: ١٩٢٣ وغيرهما عن معاوية رضي الله عنه.

سے پوچھ لو وہ بھی میری تائید کریں گے یا یہ مطلب ہے کہ علماء تمھیں یہ حدیثیں کیوں نہیں سناتے؟ ④ غالب رہنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ دلائل و براہین کی قوت کے ساتھ گمراہ فرقوں پر غالب رہیں گے یا یہ مطلب ہے کہ ظاہری غلبہ بھی انجام کار اہل حق ہی کو حاصل ہوگا۔ ⑤ علمائے حق کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ صحیح بات کا پرچار کرتے ہیں اور غلط کام اور غلط عقیدے پر تنقید کرتے ہیں' اس سلسلے میں یہ نہیں دیکھتے کہ ان کی حمایت کرنے والے کم ہیں یا زیادہ اور مخالفت کرنے والے قوت و اقتدار کے کس مقام پر فائز ہیں۔ امام مالک' امام احمد بن حنبل اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ جیسے اکابر کی زندگیاں اس کا بہترین نمونہ ہیں۔

١٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ مَنْصُورِينَ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ».

١٠- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور اس کی مدد کی جاتی رہے گی' ان کی مخالفت کرنے والے انھیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے' حتی کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آ جائے۔''

ملحوظہ: حدیث نمبر ٦ اور ٩ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

١١- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ [عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ]: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَالِدًا يَذْكُرُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَخَطَّ خَطًّا. وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَمِينِهِ، وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَسَارِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ فِي الْخَطِّ الْأَوْسَطِ فَقَالَ: «هٰذَا سَبِيلُ اللهِ». ثُمَّ تَلَا

١١- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے' آپ ﷺ نے ایک خط کھینچا' (پھر) اس کی دائیں طرف دو خط کھینچے اور بائیں طرف بھی دو خط کھینچے۔ پھر درمیان والے خط پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''یہ اللہ کا راستہ ہے۔'' پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا......﴾ ''اور یہ میرا راستہ ہے سیدھا' لہٰذا اس

١٠- أخرجه مسلم، الإمارة، باب قوله ﷺ لا تزال طائفة . . . الخ، ح: ١٩٢٠ من حديث أيوب عن أبي قلابة به.

١١- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩٧ عن عبدالله بن محمد عن أبي خالد به * مجالد ضعيف (تلخيص المستدرك: ٢/ ٥٩٧) لبعض الحديث شواهد عند ابن حبان (موارد)، ح: ١٧٤١ وغيره، وصححه الحاكم: ٢/ ٣١٨، والذهبي، وحديث أحمد: ١/ ٤٣٥ يغني عنه.

هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِي مُسْتَقِيمًا فَٱتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِۦ﴾. [الأنعام: ١٥٣] کی پیروی کرو' اور (دوسری) راہوں پر نہ چلو' ورنہ وہ تمھیں اس (اللہ) کی راہ سے دور کر دیں گی۔"

فوائد و مسائل: ① یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے تھوڑے سے الفاظ کے ردّو بدل کے ساتھ مسند احمد میں ہے' اس کے محققین نے اسے حَسَن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية: ٢٠٨/٧' ٤٣٦) نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح ابن ماجہ میں درج کیا ہے' اس اعتبار سے یہ روایت بعض اہل علم کے نزدیک ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت ہے۔ ② سیدھا راستہ جو اللہ تک پہنچاتا ہے' ایک ہی ہے' جبکہ گمراہی کے راستے بہت سے ہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے گمراہی کو ظاہر کرنے کے لیے سیدھے خط کے دونوں طرف خط کھینچے۔ اس طرح اس میں غالباً یہ اشارہ تھا کہ گمراہی بعض اوقات غلو اور افراط کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور بعض اوقات تفریط اور کوتاہی کی صورت میں' غلو کی وجہ سے بدعات ایجاد ہوتی ہیں اور شرکیہ اعمال و عقائد اختیار کیے جاتے ہیں' جبکہ تفریط کی وجہ سے فرائض و سنن کی بجا آوری میں کوتاہی ہوتی ہے اور گناہوں کی جرأت پیدا ہوتی ہے اور آخر کار کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ④ سیدھا راستہ افراط و تفریط کے درمیان ہے۔ خواہ اس کا تعلق عقائد سے ہو (جیسے مُعَطِّلَہ اور مشبّہہ کے درمیان اہل سنت کا راستہ) یا اعمال سے ہو (جیسے اسراف اور بخل کے درمیان جائز مقام پر خرچ کرنے کا طریقہ۔) ④ علمی مسائل کی وضاحت کے لیے اَشکال وغیرہ سے مدد لینا درست ہے۔ آج کے دور میں کلاس میں بلیک بورڈ کا استعمال' یا جدید سمعی و بصری اشیاء کا استعمال شریعت کے منافی نہیں' الا یہ کہ کسی صورت یا کسی چیز کا استعمال شریعت کی واضح تعلیمات کے خلاف ہو۔ ⑤ ارشادات نبویہ قرآن مجید کی وضاحت پر مبنی ہیں اس لیے بعض اوقات نبی ﷺ مسئلے کی متعلقہ آیت بھی ذکر فرما دیتے تھے اور بعض اوقات ذکر نہیں فرماتے تھے۔ بہرحال کوئی صحیح حدیث قرآن مجید کے خلاف نہیں' اگر کوئی حدیث بظاہر کسی آیت کے خلاف محسوس ہوتی ہو تو محدثین آیت اور حدیث کی وضاحت اس انداز سے فرما دیتے ہیں کہ اِشکال دور ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی مثالیں خود رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ملتی ہیں۔ ⑥ اللہ کا راستہ ایک ہی ہے۔ چار یا پانچ یا چھ نہیں۔ اور وہ ایک راستہ وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات اور عملی اسوہ سے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ فروعی مسائل میں ائمہ کرام کے اختلافات محض اجتہادی اختلاف ہیں' ان کی بنیاد پر امت کا الگ الگ گروہوں میں تقسیم ہو جانا درست نہیں۔ بدقسمتی سے بہت سے علماء نے ائمہ کرام کے اجتہادات کو اتنی زیادہ اہمیت دے دی کہ انھیں قرآن و حدیث کی نصوص سے بھی بالاتر سمجھ لیا گیا۔ اسی جمود اور تقلیدی طرز عمل کی وجہ سے امت مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئی۔ اب اسی تقسیم کو تقسیم ربانی سمجھ کر کہا جاتا ہے کہ سب حق پر ہیں' حالانکہ حق ایک ہی ہو سکتا ہے نہ کہ بیک وقت سب کے سب۔ اس حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ حق ایک ہی ہے نہ کہ متعدد۔ اللہ کا راستہ ایک ہی ہے نہ کہ چار پانچ۔

(المعجم ۲) - **بَابُ تَعْظِيمِ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَالتَّغْلِيظِ عَلٰى مَنْ عَارَضَهُ** (التحفة ۲)

باب:۲- حدیث رسول کی تعظیم اور اس کی مخالفت کرنے والے پر سختی کرنے کا بیان

۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ جَابِرٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ الْكِنْدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُوشِكُ الرَّجُلُ مُتَّكِئًا عَلٰى أَرِيكَتِهِ يُحَدَّثُ بِحَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِي فَيَقُولُ: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. فَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَلَالٍ اسْتَحْلَلْنَاهُ، وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ، أَلَا وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللهُ».

۱۲- حضرت مقدام بن معدی کرب کندی ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب (ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ) آدمی اپنے تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا اسے میری کوئی حدیث سنائی جائے گی تو کہے گا: ہمارے اور تمھارے درمیان (فیصلہ کرنے والی) اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔ ہمیں اس میں جو چیز حلال ملے گی، اسے حلال مانیں گے، اور جو چیز اس میں حرام پائیں گے، ہم اسے حرام قرار دیں گے۔ سن لو! جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ نے حرام فرمایا، وہ بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح اللہ کا حرام کیا ہوا۔“

فوائد و مسائل: ① [أَرِيكَةٌ] لغت میں اس چارپائی یا تخت کو کہتے ہیں جسے مزین کر کے رکھا گیا ہو۔ اہل عرب نئی دلھن کے لیے پردوں وغیرہ سے مزین کر کے جو چارپائی تیار کرتے تھے، اسے بھی [أَرِيكه] کہتے ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ حدیث کا انکار کرنا، بھرے پیٹ والے ناز و نعمت کے شیدائیوں کا کام ہے جو آراستہ پلنگ یا تخت پر ٹیک لگا کر بیٹھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ② مولانا وحید الزمان خان ؒ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ پیش گوئی عبداللہ چکڑالوی پر صادق آتی ہے، جو برصغیر پاک و ہند میں انکار حدیث کا فتنہ کھڑا کرنے والوں کا ایک سرغنہ تھا۔ مولانا فرماتے ہیں: ”اس حدیث میں منکرین حدیث کے بانی عبداللہ چکڑالوی کی طرف بھی اشارات پائے جاتے ہیں، جو لفظ بلفظ پورے ہوئے۔ جن لوگوں نے عبداللہ چکڑالوی کو شیخ چٹو کے طویلے میں پلنگ پر تکیہ لگائے دیکھا ہے وہ آج بھی عینی شہادت دے سکتے ہیں کہ یہ حدیث لفظ بلفظ پوری ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی حدیث کا مضمون وحی ہوتا تھا، ورنہ آپ کی پیش گوئی لفظ بلفظ پوری نہ ہوتی۔“ (ترجمہ سنن ابن ماجہ از وحید الزمان خاں - حاشیہ حدیث ہذا) ③ جس طرح قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنا فرض ہے اور قرآن مجید میں منع کیے ہوئے کاموں کا ارتکاب حرام ہے، اسی

۱۲- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، العلم، باب ما نهي عنه أن يقال . . . الخ، ح: ۲۶۶۴ من حديث معاوية بن صالح به، وقال: "هٰذا حديث حسن غريب من هٰذا الوجه" وصححه الحاكم: ۱/ ۱۰۹.

طرح حدیث سے بھی فرضیت اور حرمت ثابت ہوتی ہے۔ دونوں میں فرق کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ قرآن مجید میں بعض خواتین سے نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا ہے' مثلاً ماں' بہن' بیٹی وغیرہ' جبکہ حدیث سے خالہ اور بھانجی یا پھوپھی اور بھتیجی کو بیک وقت نکاح میں رکھنا بھی حرام ثابت ہوتا ہے۔ ان دونوں کی حرمت میں کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح نماز کے لیے کعبہ شریف کو قبلہ قرار دیے جانے کی آیات نازل ہونے سے پہلے نبئ اکرم ﷺ اور تمام صحابۂ کرام ؓ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے' کیونکہ اس وقت یوں ہی نماز ادا کرنا فرض تھا' حالانکہ یہ حکم قرآن مجید میں نازل نہیں ہوا تھا۔

١٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، فِي بَيْتِهِ، أَنَا سَأَلْتُهُ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، ثُمَّ مَرَّ فِي الْحَدِيثِ قَالَ: أَوْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئاً عَلَى أَرِيكَتِهِ، يَأْتِيهِ الأَمْرُ مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ، فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللهِ اتَّبَعْنَاهُ».

١٣- حضرت ابورافع ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ پلنگ پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو' اسے میرے احکام میں سے کوئی حکم یا ممانعت پہنچے اور وہ کہہ دے: میں نہیں جانتا' ہم جو کچھ اللہ کی کتاب میں پائیں گے' اس کی پیروی کریں گے۔''

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے احکام کی تعمیل جس طرح ان حضرات پر فرض تھی جو براہ راست نبی ﷺ سے سنتے تھے' اسی طرح ان لوگوں پر بھی فرض ہے جن تک یہ حکم دوسروں کے واسطے سے پہنچتے ہیں۔ البتہ اس کے لیے ضروری ہے کہ واسطہ قابل اعتماد ہو۔ چنانچہ محدثین کے اصولوں کی روشنی میں جو حدیث صحیح یا حسن ثابت ہو جائے اس کی تعمیل ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ② حدیث کو سن کر یہ کہنا کہ ''میں نہیں جانتا'' انکار اور تکبر کا اظہار ہے۔ گویا اس شخص کے نزدیک ارشاد نبوی کی کوئی اہمیت نہیں اور یہ بہت بڑا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ٦٣) ''جو لوگ نبی کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں' انھیں ڈرنا چاہیے کہیں وہ کسی آزمائش میں مبتلا نہ ہو جائیں' یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے۔'' ③ حدیث کا انکار درحقیقت قرآن کا انکار ہے کیونکہ قرآن میں واضح طور پر نبی ﷺ کی اطاعت واتباع کا حکم دیا گیا ہے

١٣- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في لزوم السنة، ح: ٤٦٠٥، والترمذي، ح: ٢٦٦٣ من حديث سفيان به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ١٣، والحاكم، والذهبي(١/١٠٨، ١٠٩).

اور قرآن مجید کی قولی اور عملی تشریح کو نبی علیہ السلام کا مقصد بعثت قرار دیا ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ میں حدیث کا انکار سب سے پہلے خوارج نے کیا، جن کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ بننے والے جانور سے آر پار ہو جاتا ہے۔'' (صحیح مسلم، الزکاۃ، باب ذکر الخوارج و صفاتھم، حدیث: ۱۰۶۳)

۱۴- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ، فَهُوَ رَدٌّ».

۱۴- حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے دین میں وہ چیز ایجاد کرے جو (اصل میں) اس میں (شامل) نہیں ہے، تو وہ مردود ہے۔''

فوائد و مسائل: ① [فِي أَمْرِنَا] سے مراد دینی اور شرعی معاملات ہیں یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام ہیں، اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ ''دین'' کیا ہے۔ دین کے جو معاملات عبادات یا عقائد سے تعلق رکھتے ہیں ان میں اپنی رائے سے کمی بیشی کرنا ''بدعت'' کہلاتا ہے۔ اسی کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (صحیح مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، حدیث: ۸۶۷) دنیوی معاملات، مثلاً لباس کے مختلف انداز، کھانا پکانے کے علاقائی طریقے یا کاشت کاری کے جدید آلات کا استعمال ان کا شرعی ''بدعت'' سے تعلق نہیں۔ لیکن ان میں وہ کام بہر حال منع ہوں گے جو شریعت کے بیان کردہ عام اصولوں کے خلاف ہوں گے، مثلاً ایسا لباس جو پردہ کے بنیادی مقصد کو پورا نہ کرے، یا غیر مسلموں کا لباس سمجھا جاتا ہو، وغیرہ۔ ② [فَهُوَ رَدٌّ] ''وہ نا قابل قبول ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ عمل قبول نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کی تردید اور اس سے منع کرنا چاہیے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگا اور اس پر ثواب کے بجائے گناہ ہوگا۔ ③ وہ کام، جس سے اللہ کے نبی ﷺ نے کسی خاص وجہ سے اجتناب فرمایا ہو، در آں حالیکہ آپ اس کی خواہش رکھتے ہوں، وہ بنیادی طور پر جائز ہوتا ہے، جب وہ رکاوٹ دور ہو جائے تو اسے انجام دینا بدعت میں شامل نہیں ہوگا۔ مثلاً نبی اکرم ﷺ کا پورے ماہ رمضان میں نماز تراویح پڑھانے سے اجتناب، تاکہ وہ فرض نہ ہو جائے، یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی ﷺ کی زندگی میں قرآن مجید کو ایک نسخہ کی صورت میں جمع نہ کرنا، کیونکہ ہر وقت نئی آیات نازل ہونے یا کسی پہلی آیت کے منسوخ ہونے کا امکان موجود تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو یہ امکان باقی نہ رہا، اس لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کا ایک مستند نسخہ تیار کر لیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کا باجماعت اہتمام کرنے کا حکم دیا۔

۱۴ـ أخرجه البخاري، الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، ح: ۲۶۹۷، ومسلم، الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ... الخ، ح: ۱۷۱۸ من حديث إبراهيم بن سعد به.

١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ بْنِ الْمُهَاجِرِ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ. فَقَالَ الأَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ. فَأَبَى عَلَيْهِ. فَاخْتَصَمَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اسْقِ يَا زُبَيْرُ. ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ» فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَا زُبَيْرُ، اسْقِ. ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ» قَالَ: فَقَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللهِ، إِنِّي لَأَحْسِبُ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾. [النساء: ٦٥]

١٥- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف حرہ کی ان برساتی ندیوں کے متعلق دعویٰ پیش کیا، جن سے وہ کھجوروں (کے باغات) کو سیراب کرتے تھے۔ انصاری نے کہا: پانی چھوڑ دو کہ گزر کر (میرے کھیت میں) آ جائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ دونوں اپنا جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے، تو آپ نے فرمایا: ''زبیر! (اپنے باغ کو) سینچ کر اپنے پڑوسی کے لیے پانی چھوڑ دیا کرو۔'' انصاری نے ناگواری کا اظہار کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! (آپ نے یہ فیصلہ) اس لیے (کیا ہے) کہ وہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ (یہ سن کر) اللہ کے رسول ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ پھر فرمایا: ''زبیر! باغ کو پانی دو، پھر پانی کو روکے رکھو حتی کہ منڈیروں تک پہنچ جائے (اور باغ خوب سیراب ہو جائے۔)'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرے خیال میں تو یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ ...... يُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ ''قسم ہے آپ کے رب کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلاف میں آپ کو منصف نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلے پر دل میں کوئی ناگواری بھی محسوس نہ کریں اور (اسے) پوری طرح تسلیم کر لیں۔''

فوائد و مسائل: ① دریا اور ندی وغیرہ کے پانی پر ان لوگوں کا حق فائق ہے جن کی زمین میں پانی پہلے پہنچتا ہے،

١٥ـ أخرجه البخاري، المساقاة، باب سكر الأنهار، ح: ٢٣٥٩، ٢٣٦٠، ومسلم، الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ، ح: ٢٣٥٧ من حديث الليث بن سعد به.

ان کی ضرورت پوری ہونے کے بعد ان کے ساتھ والوں کا حق ہے۔ ② ہمسائے کی ضرورت کا خیال رکھنا مسلمان کا اخلاقی فرض ہے۔ ③ فیصلہ کرتے وقت بہتر ہے کہ اس انداز سے فیصلہ کیا جائے جس میں دونوں فریقوں کو فائدہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ (النسآء: ۱۲۸) ''صلح کرنا بہتر ہے۔'' ④ حق دار کو پورا حق دلایا جائے تو یہ بھی درست ہے' اگرچہ اس سے دوسرے فریق کو فائدہ نہ پہنچے' جیسے رسول اللہ ﷺ نے پہلے جو فیصلہ کیا تھا' اس میں فریقین کے فائدے کو مدنظر رکھا تھا۔ بعد میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو پورا حق دلوا دیا۔ ⑤ منڈیر سے مراد چھوٹی سی دیوار سے مشابہ حد بندی ہے' یعنی اتنا پانی دو کہ کھیت پورا بھر جائے۔ اس کا اندازہ علمائے کرام نے پاؤں کے ٹخنے تک بیان کیا ہے' یعنی اتنا پانی ہو جائے کہ کھیت میں پاؤں رکھیں تو ٹخنوں تک پانی پہنچے۔ یا اس سے مراد وہ منڈیر ہے جو کھجور کے ہر ایک درخت کے گرد بنائی جاتی ہے' تاکہ تھالے (گڑھے) میں پانی بھر جائے۔ ⑥ ناگوار بات سن کر دل میں ناراضی پیدا ہونا اور چہرے پر اس کا اثر ظاہر ہونا بشری تقاضا ہے' لیکن غصے کا اثر فیصلے پر نہیں پڑنا چاہیے۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''قاضی کو غصے کی حالت میں دو افراد کے درمیان فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔'' (صحیح البخاری' الأحکام' باب هل یقضی القاضی أویفتی وهو غضبان' حدیث:۷۱۵۸' وصحیح مسلم' الأقضیة' باب کراهة قضاء القاضی وهو غضبان' حدیث: ۱۷۱۷) نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی خصوصی حفاظت حاصل تھی' اس لیے آپ غصے کی حالت میں بھی ہر بات حق اور درست ہی فرماتے تھے' جبکہ کوئی اور شخص اس سے معصوم نہیں۔ ⑦ بدظنی بری چیز ہے' جس کی بنیاد شیطانی وسوسے پر ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اس شخص نے نبی ﷺ کے بارے میں بھی یہ تصور کر لیا کہ نبی ﷺ نے فیصلہ کرتے ہوئے قرابت کا لحاظ کیا ہے۔ ⑧ ایمان کا تقاضا ہے کہ اختلاف کے موقع پر قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے اور پھر اس فیصلے کو خوش دلی سے قبول بھی کیا جائے۔ تاہم نبی ﷺ کے بعد کوئی عالم یا قاضی معصوم نہیں' اس سے نادانستہ طور پر غلطی کا صدور ہو سکتا ہے۔ اسی لیے سلف صالحین کو جب اپنی غلطی کا احساس ہوتا تھا تو وہ اپنے فیصلے اور فتوے سے رجوع فرما لیا کرتے تھے۔ اب بھی علمائے حق کا یہی شیوہ ہے اور ہونا چاہیے۔

١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللهِ أَنْ يُصَلِّينَ فِي الْمَسْجِدِ» فَقَالَ ابْنٌ

۱۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے منع نہ کرو۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ایک بیٹے نے کہا: ہم تو انھیں منع کریں گے۔ سالم رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: میں تجھے اللہ

١٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب استئذان المرأة زوجها . . . الخ، ح: ٨٧٣ من حديث معمر به مختصرًا، ورواه مسلم، ح: ٤٤٢/ ١٣٥ من حديث ابن شهاب الزهري به، نحو المعنٰى.

لَهُ: إِنَّا لَنَمْنَعُهُنَّ، فَقَالَ: فَغَضِبَ غَضَباً شَدِيداً، وَقَالَ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَتَقُولُ: إِنَّا لَنَمْنَعُهُنَّ؟.

کے رسول ﷺ کی حدیث سناتا ہوں اور تو کہتا ہے ہم تو منع کریں گے۔

فوائد و مسائل: ① عورتوں کو نماز با جماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں جانا جائز ہے۔ تاہم گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ناراضی ذاتی وجوہات کی بنا پر نہیں ہوتی تھی، لیکن کوئی غلط کام ہوتے دیکھ کر یا غلط بات سن کر وہ برداشت نہیں کرتے تھے۔ البتہ غلط کام سے روکنے کے لیے موقع محل کی مناسبت سے مناسب طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ ③ جہاں زجر و توبیخ کے زیادہ مؤثر ہونے کی امید ہو وہاں یہ طریقہ اختیار کرنا بھی جائز ہے۔ ④ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے جناب بلال رحمہ اللہ کا مقصد ارشاد نبوی کی تعمیل سے انکار نہیں تھا، بلکہ مقصد یہ تھا کہ آج کل عورتیں گھر سے نکلتے ہوئے ضروری آداب کا کماحقہ خیال نہیں رکھتیں، اس لیے انھیں اجازت نہیں دینی چاہیے، لیکن ان کے الفاظ چونکہ ظاہری طور پر نامناسب تھے، اس لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انتہائی ناراضی کا اظہار فرمایا۔ مسند احمد کی روایت (۳۶/۲) میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب تک زندہ رہے ان سے بات تک نہ کی۔

١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ وأَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِساً إِلَى جَنْبِهِ ابْنُ أَخٍ لَهُ، فَخَذَفَ فَنَهَاهُ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا. وَقَالَ: «إِنَّهَا لاَ تَصِيدُ صَيْداً وَلاَ تَنْكِي عَدُوًّا، وإِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ». قَالَ: فَعَادَ ابْنُ أَخِيهِ يَخْذِفُ، فَقَالَ: أُحَدِّثُكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا، ثُمَّ عُدْتَ تَخْذِفُ؟ لاَ أُكَلِّمُكَ أَبَداً.

١٧- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا ایک بھتیجا ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے (دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر دور) کنکری پھینکی، تو انھوں نے اسے منع کیا اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے اس حرکت سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے: ”اس سے شکار ہوتا ہے نہ دشمن زخمی ہوتا ہے (یعنی کوئی فائدہ نہیں، لیکن) یہ کسی کا (حادثاتی طور پر) دانت توڑ دیتی ہے اور (کسی کی) آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔“ (کچھ دیر بعد) ان کے بھتیجے نے پھر یہی حرکت کی تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تجھے بتا رہا ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، تو پھر بھی یہ حرکت کرتا ہے، میں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے ہر غلط اور نقصان دہ کام سے منع فرمایا ہے، اگرچہ بظاہر وہ معمولی ہو، کیونکہ

١٧- أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ما يستعان به على الاصطياد والعدو... الخ، ح: ١٩٥٤ من حديث الثقفي وغيره به.

بعض اوقات ایک کام بظاہر معمولی نظر آتا ہے' لیکن اس کا انجام معمولی نہیں ہوتا۔ ④ کسی گناہ کے عام ہو جانے کی وجہ سے بھی ہم اسے معمولی سمجھ لیتے ہیں' حالانکہ اللہ کے ہاں وہ بڑا گناہ ہوتا ہے' اس لیے صغیرہ گناہوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ ③ ہر وہ کام جس میں کوئی دینی یا دنیوی فائدہ نہ ہو اور نقصان کا اندیشہ ہو' اس سے بچنا ہی چاہیے۔ ④ گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو تنبیہ کرنے کے لیے اور اس کے گناہ سے نفرت کے اظہار کے لیے ملاقات ترک کر دینا جائز ہے' تاکہ وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے۔ ⑤ ہر اس کام سے اجتناب ضروری ہے جس سے کسی مسلمان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

١٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنِي بُرْدُ بْنُ سِنَانٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُبَادَةَ ابْنَ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيَّ، النَّقِيبَ، صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزَا مَعَ مُعَاوِيَةَ أَرْضَ الرُّومِ. فَنَظَرَ إِلَى النَّاسِ وَهُمْ يَتَبَايَعُونَ كِسَرَ الذَّهَبِ بِالدَّنَانِيرِ، وَكِسَرَ الْفِضَّةِ بِالدَّرَاهِمِ. فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَأْكُلُونَ الرِّبَا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَبْتَاعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، لَا زِيَادَةَ بَيْنَهُمَا وَلَا نَظِرَةَ». فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: يَا أَبَا الْوَلِيدِ! لَا أَرَى الرِّبَا فِي هٰذَا إِلَّا مَا كَانَ مِنْ نَظِرَةٍ، فَقَالَ عُبَادَةُ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ رَأْيِكَ! لَئِنْ أَخْرَجَنِي اللهُ لَا أُسَاكِنُكَ بِأَرْضٍ لَكَ عَلَيَّ فِيهَا إِمْرَةٌ. فَلَمَّا قَفَلَ لَحِقَ بِالْمَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا

١٨- حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ نے' جو (بیعت عقبہ میں) انصار کے نمائندے تھے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں روم کے علاقے میں جہاد کیا۔ (وہاں) انھوں نے دیکھا کہ لوگ سونے کی ڈلیوں کے بدلے دیناروں کا اور چاندی کی ڈلیوں کے بدلے درہموں کا لین دین کر رہے ہیں۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! تم تو سود کھا رہے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر' نہ اس میں زیادتی ہو نہ ادھار۔'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوالولید! میرے خیال میں سود وہی ہے جس میں ادھار ہو۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان سناتا ہوں اور آپ مجھے اپنی رائے بتاتے ہیں' اگر اللہ تعالیٰ مجھے (اس جہاد سے صحیح سلامت) واپس لے گیا تو میں اس علاقے میں نہیں رہوں گا جہاں مجھ پر آپ کی حکومت ہو۔ جب وہ جہاد سے واپس ہوئے تو (حضرت

١٨ـ[إسناده حسن] * قبيصة له رؤية، فالسند متصل أو من مراسيل الصحابة، وله شواهد عند مسلم وغيره، وانظر الحديث الآتي: ٢٢٥٤.

أَقْدَمَكَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ؟ فَقَصَّ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، وَمَا قَالَ مِنْ مُسَاكَنَتِهِ. فَقَالَ: ارْجِعْ يَا أَبَا الْوَلِيدِ! إِلَى أَرْضِكَ، فَقَبَّحَ اللهُ أَرْضاً لَسْتَ فِيهَا وَأَمْثَالُكَ، وَكَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ: لاَ إِمْرَةَ لَكَ عَلَيْهِ وَاحْمِلِ النَّاسَ عَلَى مَا قَالَ، فَإِنَّهُ هُوَ الأَمْرُ.

معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام جانے کے بجائے) مدینہ جا پہنچے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوالولید! آپ یہاں کیوں تشریف لے آئے؟ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ بیان فرمایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے کے بارے میں جو کچھ کہا تھا' وہ بھی بیان فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوالولید! اپنے علاقے میں واپس چلے جایئے' اللہ برا کرے اس علاقے کا' جس میں آپ اور آپ جیسے افراد نہ ہوں۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا: عبادہ رضی اللہ عنہ پر آپ کی کوئی حکومت نہیں اور عبادہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا ہے' لوگوں سے اسی کے مطابق عمل کراؤ' کیونکہ (شریعت کا) حکم یہی ہے۔

فوائد و مسائل: ① سونے کا سونے سے' یا چاندی کا چاندی سے تبادلہ صرف اسی صورت میں جائز ہے جب دونوں طرف مقدار برابر ہو اور دونوں فریق بیک وقت ادائیگی کر دیں۔ البتہ اگر سونے کا تبادلہ چاندی سے کیا جائے تو دونوں کی مقدار برابر ہونے کی شرط نہیں' تاہم دونوں طرف سے ادائیگی ایک ہی مجلس میں ہو جانی چاہیے۔ اسی پر قیاس کر کے کہا جا سکتا ہے کہ پرانے کرنسی نوٹوں کا نئے نوٹوں سے تبادلہ بھی انھی شروط کے ساتھ جائز ہے۔ مثلاً سو روپے کے نئے نوٹوں کے بدلے ایک سو دس روپے کے پرانے نوٹ لینا دینا جائز نہیں۔ ② حدیث نبوی کے مقابلے میں کسی کی رائے معتبر نہیں' اگرچہ وہ ایک صحابی کی رائے ہو۔ تاہم ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک صحابی نے حدیث سے ایک مطلب سمجھا ہے' دوسرے صحابی کی رائے میں اس سے وہ مسئلہ نہیں نکلتا یا وہ دوسری حدیث کو راجح سمجھتا ہے۔ اس صورت میں دونوں آراء کو سامنے رکھ کر غور کیا جا سکتا ہے کہ کون سا قول زیادہ صحیح ہے۔ اس اجتہاد میں اگر غلطی ہو جائے تو عنداللہ معاف ہے۔ ③ صحابۂ کرام کی نظر میں حدیث کی اہمیت اتنی زیادہ تھی کہ حدیث سے ہٹ کر ایک رائے ظاہر کی گئی تو صحابیٔ رسول اس قدر ناراض ہوئے کہ انھوں نے وہ علاقہ ہی چھوڑ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے اس جذبہ کی قدر کی حتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم دے دیا کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ تمھارے ماتحت نہیں ہوں گے۔ ④ جب کسی مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی مختلف آراء ہوں تو وہ رائے زیادہ قابل قبول ہوگی جس کی تائید قرآن و حدیث سے ہو جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں آراء معلوم ہونے پر اس قول کو ترجیح دی جو فرمان نبوی سے ثابت تھا اور اسے قانوناً نافذ کر دیا۔

١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْخَلَّادِ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ أَنْبَأَنَا عَوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَظُنُّوا بِرَسُولِ اللهِ ﷺ الَّذِي هُوَ أَهْنَاهُ وَأَهْدَاهُ وَأَتْقَاهُ.

۱۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب میں تمھیں اللہ کے رسول ﷺ کی کوئی حدیث سناؤں تو تم رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وہ گمان رکھو جو زیادہ بہتر اور ہدایت وتقویٰ سے قریب تر ہو۔

٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. قَالَ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثاً فَظُنُّوا بِهِ الَّذِي هُوَ أَهْنَاهُ وَأَهْدَاهُ وَأَتْقَاهُ.

۲۰- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب میں تمھیں اللہ کے رسول ﷺ کی کوئی حدیث سناؤں تو تم اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں وہ گمان رکھو' جو زیادہ بہتر اور ہدایت وتقویٰ سے قریب تر ہو۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ایسی صحیح حدیث سامنے آئے جس سے بظاہر کوئی نامناسب مفہوم سمجھ میں آتا ہو' تو اس کی تشریح ایسے انداز سے کی جانی چاہیے' جس سے وہ ظاہری قباحت باقی نہ رہے' کیونکہ بعض اوقات ایک حدیث کو ایک سے زیادہ انداز سے سمجھا جانا ممکن ہوتا ہے۔ اس صورت میں اس کا وہ مطلب صحیح ہوگا' جس کی تائید قرآن مجید اور دوسری صحیح احادیث سے ہوتی ہو۔ ② جس طرح قرآن مجید کی بعض آیات میں ایسے مسائل بیان کیے گئے ہیں جو عقل سے ماورا ہیں (خلاف عقل نہیں) اسی طرح بعض اوقات کسی حدیث میں بھی ایسا مسئلہ بیان ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں صحیح طرز عمل یہی ہے کہ حدیث پر ایمان رکھا جائے اور کہا جائے کہ اس کا مطلب کما حقہ اللہ ہی جانتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات یا قبر اور برزخ کے حالات بیان کرنے والی احادیث۔ یہی طرز عمل سب سے بہتر اور ہدایت وتقویٰ سے قریب تر ہے۔

١٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٨٥، ٤١٥ عن يحيى به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه انقطاع * عون ابن عبدالله لم يسمع من عبدالله بن مسعود".

٢٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٢٢، ١٢٦ من حديث شعبة به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، رجاله محتج بهم في الصحيحين".

٢١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ: حَدَّثَنَا الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا أَعْرِفَنَّ مَا يُحَدَّثُ أَحَدُكُمْ عَنِّي الْحَدِيثَ وَهُوَ مُتَّكِيءٌ عَلَى أَرِيكَتِهِ فَيَقُولُ: اقْرَأْ قُرْآناً. مَا قِيلَ مِنْ قَوْلٍ حَسَنٍ فَأَنَا قُلْتُهُ».

٢١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے علم میں یہ بات نہیں آنی چاہیے (اس سے اجتناب کرو) کہ تم میں سے کسی کو میری حدیث سنائی جائے اور وہ اپنے پلنگ پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور (میری حدیث سن کر) کہہ دے: قرآن پڑھو۔ (بات یہ ہے کہ) جو بھی اچھی بات کہی گئی ہے وہ میں نے کہی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ اس کے آخری جملے کی تردید عشرۂ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی اس متواتر حدیث سے ہوتی ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس نے جان بوجھ کر جھوٹی بات (اپنے پاس سے بنا کر) میرے ذمے لگائی، اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالینا چاہیے (وہ جہنمی ہے۔'') (صحيح البخاري، العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، حديث:١١٠) اس لیے جو بات نبی اکرم ﷺ نے نہیں فرمائی، اسے آپ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا جائز نہیں، اگرچہ وہ بات فی نفسہٖ اچھی ہی ہو، البتہ اس حدیث کے پہلے حصے کی تائید اس باب کی پہلی اور دوسری حدیث (حدیث نمبر١٢ اور ١٣) سے ہوتی ہے۔ ② ضعیف حدیث وہ ہے جس میں ''صحیح'' اور ''حسن'' حدیث کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں۔ ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے بارے میں علماء کی تین آراء ہیں: (ا) جمہور محدثین، محققین اور محتاط علمائے کرام ضعیف حدیث کو قابل حجت اور قابل عمل نہیں مانتے، خواہ اس کا تعلق احکام سے ہو یا فضائل اعمال سے۔ (ب) کچھ محدثین اور علمائے کرام فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب میں ضعیف حدیث کو قبول کر لیتے ہیں۔ (ج) جبکہ ایسے علماء بھی ہیں جو فضائل اعمال میں چند شرائط کے ساتھ ضعیف حدیث کو قبول کرتے ہیں۔ مثلاً: ① وہ ضعیف حدیث شدید ضعیف نہ ہو۔ ② وہ حدیث کسی عام کے تحت داخل ہو۔ ③ اس پر عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا یقین نہ رکھا جائے تاکہ نبی ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جسے آپ نے ارشاد نہیں فرمایا۔ لیکن ان شرائط پر عمل نہایت مشکل ہے، لہٰذا دیانت واحتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ضعیف حدیث کو قبول نہ کیا جائے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ آدَمَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: وَحَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ

٢٢- حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے کہا: بھتیجے! جب میں تمھیں اللہ کے رسول ﷺ کی کوئی حدیث سناؤں تو اس کے مقابلے میں مثالیں نہ بیان کیا کرو۔

٢١_[ضعيف] * عبدالله بن سعيد المقبري متروك (تقريب)، وله طريق آخر ضعيف عند أحمد: ٢/ ٤٨٣، ٣٦٧.
٢٢_[إسناده حسن] انظر، ح: ٤٨٥.

سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لِرَجُلٍ: يَا ابْنَ أَخِي! إِذَا حَدَّثْتُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثاً فَلا تَضْرِبْ لَهُ الأَمْثَالَ.

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ الْكَرَابِيسِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، مِثْلَ حَدِيثِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ.

(حدیث نمبر ۲۰) جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' امام ابن ماجہ نے یہاں اسی حدیث کی ایک اور سند بھی بیان کی ہے' حدیث کے الفاظ دوبارہ ذکر نہیں کیے۔

فوائد و مسائل: ① اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث سنتے ہی اس پر عمل کرتے تھے اور چون و چرا نہیں کرتے تھے۔ ② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے طرز عمل کو غلط قرار دیتے ہوئے تنبیہ فرمائی ہے جس نے حدیث سن کر عقلی موشگافیوں کے ذریعے سے اس پر اعتراض کرنے کی کوشش کی تھی۔

(المعجم ٣) - باب التَّوَقِّي فِي الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٣)

باب:۳- رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کا بیان

٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الْبَطِينُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: مَا أَخْطَأَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ عَشِيَّةَ خَمِيسٍ إِلَّا أَتَيْتُهُ فِيهِ. قَالَ: فَمَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ لِشَيْءٍ قَطُّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ عَشِيَّةٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَ، فَنَكَسَ. قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَهُوَ قَائِمٌ مُحَلَّلَةً أَزْرَارُ قَمِيصِهِ، قَدِ اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ، وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ.

۲۳- حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ہر جمعرات کو بلاناغہ دن ڈھلے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا' میں نے انھیں کبھی یہ کہتے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے۔ ایک دن انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... (اس کے بعد) سر جھکا لیا (خاموش ہو گئے) میں نے آپ کی طرف نظر اٹھائی تو دیکھا کہ وہ قمیص کے بٹن کھولے کھڑے ہیں' آنکھیں بھر آئی ہیں اور رگیں پھول گئی ہیں (حدیث بیان کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی) آخر فرمایا: آپ ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا تھا' یا اس سے

٢٣_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤٥٢ عن معاذ وغيره به، وصححه البوصيري.

قَالَ : أَوْ دُونَ ذٰلِكَ ، أَوْ فَوْقَ ذٰلِكَ ، أَوْ قَرِيباً مِنْ ذٰلِكَ ، أَوْ شَبِيهاً بِذٰلِكَ .

کم وبیش یا اس سے قریب یا اس سے ملتے جلتے الفاظ فرمائے تھے۔

فوائد ومسائل: ① عمرو بن میمون ؒ ہر جمعرات کو عبداللہ بن مسعود ؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے کیونکہ حضرت ابن مسعود ؓ ہفتہ وار علمی مجلس منعقد کیا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ آپ سے ایک سے زیادہ بار علم و وعظ کی مجلس قائم کرنے کی درخواست کی گئی تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی مناسب موقع اور وقت کے لحاظ سے نصیحت کرتے تھے تاکہ سامعین اکتاہٹ کا شکار نہ ہو جائیں۔ (صحیح البخاري' العلم' باب من جعل لأهل العلم أياماً معلومة' حدیث: ۷۰) اس لیے علم سکھانے یا وعظ ونصیحت کرنے کے لیے ایک وقت مقرر کر لینا مناسب ہے' تاکہ لوگ آسانی سے استفادہ کر سکیں۔ ② حدیث میں [عَشِيَّة] کا لفظ ہے۔ جس کا ترجمہ ہم نے ''دن ڈھلے'' کیا ہے۔ عربی زبان میں [عَشِيَّة] کا لفظ سورج ڈھلنے سے غروب آفتاب تک کے لیے بولا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے اس مجلس کا وقت ظہر کی نماز کے بعد مقرر ہو یا عصر کے بعد۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. ③ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ حدیث کی لفظاً روایت سے اس لیے اجتناب کرتے تھے کہ کوئی ایسا لفظ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے نہیں فرمایا۔ تاہم بہت سے صحابۂ کرام روایت باللفظ ہی کرتے تھے۔ حدیث کی روایت دونوں طرح درست ہے۔ روایت باللفظ افضل ہے' اور روایت بالمعنی میں احتیاط زیادہ ہے۔ ④ روایت حدیث کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اگر حدیث کے الفاظ پوری طرح یاد نہ ہوں تو حدیث بیان کر کے کہے: [أَوْ كَمَا قَالَ] ''یہ الفاظ' یا جو الفاظ آپ نے فرمائے'' جیسا کہ آئندہ روایت میں حضرت انس بن مالک ؓ کا عمل مذکور ہے۔

٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، قَالَ : كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ إِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثاً فَفَرَغَ مِنْهُ قَالَ : أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ .

۲۴- امام محمد بن سیرین ؒ نے فرمایا: حضرت انس بن مالک ؓ جب رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان فرماتے' تو اس کو مکمل کرنے کے بعد فرماتے: [أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ] ''یا جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔''

٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ح : وَحَدَّثَنَا

۲۵- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ؒ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے زید بن ارقم ؓ سے عرض

٢٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٠٥ عن معاذ به، وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد صحيح على شرط الشيخين، فقد احتجا لجميع رواته' .

٢٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٧٠، ٣٧١، ٣٧٢ عن غندر وغيره به، وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد صحيح، رجاله كلهم ثقات، محتج بهم في الكتب الستة' .

مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: قُلْنَا لِزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ: كَبِرْنَا وَنَسِينَا وَالْحَدِيثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَدِيدٌ.

کیا کہ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی حدیثیں سنائیے۔ انھوں نے فرمایا: ہم بوڑھے ہو گئے ہیں اور بھولنے لگے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرنا بہت مشکل کام ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حدیث نبوی کو بہت اہم اور عظیم چیز سمجھتے تھے۔ اس لیے صرف وہی بات روایت کرتے تھے جو اچھی طرح یاد ہوتی۔ ② اس سے محدثین نے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ ایک عالم کو جب بڑھاپے کی وجہ سے احادیث بیان کرنے میں غلطیاں ہونے لگیں تو اس کے لیے روایت حدیث ترک کر دینا مناسب ہے۔ ③ علمائے کرام کو چاہیے کہ وہ اپنی تقریروں اور خطبوں میں صرف وہی احادیث بیان کریں جن کے بارے میں انھیں یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ وہ صحیح یا حسن درجے کی ہیں اور ضعیف روایات سے اجتناب کرنا چاہیے۔

٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: جَالَسْتُ ابْنَ عُمَرَ سَنَةً فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْئاً.

٢٦- امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں سال بھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مجلس میں حاضر رہا (اس دوران میں) میں نے انھیں کبھی رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز بیان کرتے نہیں سنا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی رسول اللہ ﷺ کا نام لے کر اسی وجہ سے روایت نہیں کرتے تھے جس وجہ سے مذکورہ بالا دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم احتیاط کرتے تھے یعنی وہ ڈرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے نام سے سہواً ایسے الفاظ بیان نہ ہو جائیں جو آپ نے نہیں فرمائے۔ ② اس کا یہ مطلب نہیں کہ صحابۂ کرام دین کی تبلیغ نہیں کرتے تھے بلکہ بات یہ ہے کہ ان کا طریقہ مختلف تھا وہ لوگوں کو بتاتے تھے کہ فلاں کام فرض ہے فلاں حرام فلاں کام کرنا جائز ہے اور فلاں کام سے اجتناب بہتر ہے۔ وہ حضرات یہ مسائل ان احادیث کی روشنی ہی میں بیان فرماتے تھے جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھیں لیکن آپ کا نام بالعموم نہیں لیتے تھے۔

٢٦ـ أخرجه البخاري، أخبار الآحاد، باب خبر المرأة الواحدة، ح: ٧٢٦٧، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح: ١٩٤٤ من حديث توبة العنبري عن الشعبي به مطولاً، وحديث ابن أبي السفر أخرجه أحمد: ٢/ ١٥٧

٢٧- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيثَ، وَالْحَدِيثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَأَمَّا إِذَا رَكِبْتُمُ الصَّعْبَ وَالذَّلُولَ، فَهَيْهَاتَ.

٢٧- حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انھوں نے فرمایا: ہم حدیثیں یاد کیا کرتے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ کی حدیثیں یاد کی جاتی ہیں، لیکن جب تم نے سخت اور نرم زمین پر چلنا شروع کر دیا تو (تم پر اعتماد) دور کی بات ہے۔

فوائد و مسائل: ① احادیث نبویہ شرعی حجت ہیں، اس لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پوری کوشش اور تندہی سے حدیثیں سنتے اور یاد کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں بچپن کی عمر سے گزر رہے تھے، اس لیے آپ ﷺ سے بہت کم حدیثیں سن سکے، البتہ بعد میں کبار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت سی حدیثیں سن سن کر یاد کیں، حتی کہ ان کا شمار کثیر الروایت صحابۂ کرام میں ہونے لگا۔ ② اصل دلیل صرف فرمان نبوی ہے، دوسرے حضرات کے فتووں کا وہ مقام نہیں ہو سکتا، اس لیے ہر مسئلہ میں قرآن و حدیث سے دلیل تلاش کرنا ضروری ہے۔ ③ صحابہ و تابعین کے اقوال سے وہاں کام لیا جا سکتا ہے جہاں حدیث نبوی نہ ملے۔ اس لیے تابعین صحابۂ کرام کے اقوال بھی لکھ لیتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس عمل کو مناسب نہیں سمجھا کہ حدیث نبوی کے ساتھ دوسروں کے اقوال لکھے جائیں، اس لیے توجہ دلائی کہ حدیثیں یاد کرو، اقوال اور فتوے نہیں۔ ④ سخت اور نرم زمین پر چلنے کا مطلب ہے کہ تم قابل قبول اور ناقابل قبول روایات میں امتیاز نہیں کرتے۔ [اَلصَّعْبُ وَالذَّلُول] کا ایک ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے: ”تم نے اڑیل اور مطیع جانوروں پر سواری کرنا شروع کر دی۔“ حالانکہ اڑیل جانور سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہر راوی سے روایت نہ لی جائے بلکہ صرف قابل اعتماد اور ثقہ حضرات کی روایت قبول کی جائے تاکہ نادانستہ طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے فرمائی ہی نہیں۔

٢٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ قَرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: بَعَثَنَا عُمَرُ بْنُ

٢٨- حضرت قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں کوفہ روانہ فرمایا اور ہمیں رخصت کیا۔ (اس موقع پر) آپ

٢٧ـ أخرجه مسلم في مقدمة صحيحه، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء ... الخ، ح:٧ من حديث عبدالرزاق به.

٢٨ـ [إسناده ضعيف] * مجالد تقدم، ح:١١، وتابعه بيان في رواية سفيان بن عيينة (المستدرك: ١/ ١٠٢) لكنه عنعن، وصححه الحاكم.

الْخَطَّابِ إِلَى الْكُوفَةِ وَشَيَّعَنَا . فَمَشَى مَعَنَا إِلَى مَوْضِعٍ يُقَالُ لَهُ صِرَارٌ . فَقَالَ : أَتَدْرُونَ لِمَ مَشَيْتُ مَعَكُمْ؟ قَالَ : قُلْنَا : لِحَقِّ صُحْبَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلِحَقِّ الأَنْصَارِ . قَالَ : لَكِنِّي مَشَيْتُ مَعَكُمْ لِحَدِيثٍ أَرَدْتُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ بِهِ، فَأَرَدْتُ أَنْ تَحْفَظُوهُ لِمَمْشَايَ مَعَكُمْ . إِنَّكُمْ تَقْدَمُونَ عَلَى قَوْمٍ ، لِلْقُرْآنِ فِي صُدُورِهِمْ هَزِيزٌ كَهَزِيزِ الْمِرْجَلِ . فَإِذَا رَأَوْكُمْ مَدُّوا إِلَيْكُمْ أَعْنَاقَهُمْ وَقَالُوا : أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ . فَأَقِلُّوا الرِّوَايَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ أَنَا شَرِيكُكُمْ .

ہمارے ساتھ چلتے چلتے مقام ’’صِرَار‘‘ تک پہنچ گئے‘ تب فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ میں کیوں تمھارے ساتھ چل کر آیا ہوں؟ ہم نے عرض کیا: (ہمارے) اصحاب رسول ﷺ ہونے کا حق سمجھتے ہوئے اور انصار کے حق (کی ادائیگی) کے خیال سے۔ فرمایا: بلکہ میں تو اس لیے تمھارے ساتھ چل کر آیا ہوں کہ میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا تھا۔ میں نے چاہا کہ میرے اس چلنے کی وجہ سے تم اسے یاد رکھو۔ (تاکہ تمھیں یاد رہے کہ یہ وہ اہم نصیحت ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے اتنی دور ہمارے ساتھ آ کر ہمیں کی تھی۔) تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جن کے سینے قرآن کی وجہ سے اس طرح جوش مار رہے ہیں جس طرح ہنڈیا ابلتی ہے‘ جب وہ تمھیں دیکھیں گے تو گردنیں اٹھا کر تمھاری طرف متوجہ ہوں گے اور کہیں گے: یہ محمد ﷺ کے ساتھی ہیں۔ تو اللہ کے رسول ﷺ کی حدیثیں کم بیان کرنا‘ (جب تم اس پر عمل کرو گے تو) پھر میں بھی (اجر میں) تمھارا شریک ہوں گا۔

فائدہ: اس روایت سے منکرین حدیث‘ حدیث کی اہمیت کے گھٹانے پر استدلال کرتے ہیں‘ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اگر صحیح بھی ہو تو اس سے مراد احادیث کے بیان کرنے میں احتیاط کو ملحوظ رکھنے کی طرف توجہ مبذول کرانا تھا‘ اور یہ ایسی بات ہے جس کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ گویا اس سے اصل مقصد احادیث کو تحقیق کے ساتھ بیان کرنے کی اہمیت کو بیان کرنا تھا تاکہ نبی ﷺ کی طرف غلط نسبت نہ ہو۔

٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ،

٢٩- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہم سفر رہا۔ (پورے سفر

٢٩ـ [إسناده صحيح] وأصله عند البخاري، المغازي، باب "إذ همت طائفتان منكم ... الخ"، ح:٤٠٦٢، ٢٨٢٤ من حديث السائب رضي الله عنه، أطول منه.

قَالَ : صَحِبْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلٰى مَكَّةَ ، فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِحَدِيثٍ وَاحِدٍ .

میں) میں نے آپ کو نبی ﷺ سے ایک حدیث بھی روایت کرتے نہیں سنا۔

فائدہ: اس کی وجہ وہی احتیاط ہے جو صحابۂ کرام کی عادت تھی' تاہم وہ لوگوں کو مسائل بیان فرماتے اور ان کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے اور یہ سب کچھ احادیث ہی سے ماخوذ ہوتا تھا۔

(المعجم ٤) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَعَمُّدِ الْكَذِبِ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٤)

باب:۴- رسول اللہ ﷺ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے

٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى قَالُوا : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ سِمَاكٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» .

۳۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا' اسے چاہیے کہ (جہنم کی) آگ میں اپنا ٹھکانا بنا لے۔''

فوائد و مسائل: ① جھوٹ باندھنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے پاس سے کوئی بات بنا کر نبی ﷺ کی طرف منسوب کر دے اور اسے حدیث کے طور پر پیش کرے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ② اسی سے محدثین نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ جب کسی موقع پر کوئی ضعیف حدیث بیان کرنے کی ضرورت پڑے تو سامعین کو بتا دیا جائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس سے استدلال درست نہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ ضعیف حدیث کے متعلق یہ یقین نہیں ہوتا کہ یہ واقعی اللہ کے رسول ﷺ نے فرمائی ہے یا راوی نے غلطی سے اس طرح بیان کر دی ہے۔ ③ جہنم کی آگ میں ٹھکانا بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ضرور جہنم میں جائے گا۔ اسے یقین کر لینا چاہیے کہ اس کے اس گناہ کی وجہ سے جہنم میں اس کے لیے جگہ متعین ہو چکی ہے' لیکن اگر وہ توبہ کر لے اور سب کو بتا دے کہ اس کی بیان کردہ فلاں فلاں حدیث خود ساختہ ہے تو امید کی جا سکتی ہے کہ اس کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ تاہم محدثین اس کے بعد بھی اس کی روایت قبول نہیں کرتے۔ ④ یہ حدیث [مُتَوَاتِر] ہے۔ حافظ ابن صلاح ؒ نے فرمایا ہے کہ اسے باسٹھ صحابۂ کرام ؓ نے روایت

٣٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب في لزوم تقوى الله عند الفتح والنصر، ح: ٢٢٥٧ من حديث شعبة عن سماك به مطولاً، وقال: "هٰذا حديث حسن صحيح".

کیا ہے جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

٣١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى قَالاَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَكْذِبُوا عَلَيَّ، فَإِنَّ الْكَذِبَ عَلَيَّ يُولِجُ النَّارَ».

۳۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر جھوٹ نہ باندھو' جھوٹی بات میرے ذمے لگانا آگ (جہنم) میں داخل کر دیتا ہے۔''

٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ - حَسِبْتُهُ قَالَ: مُتَعَمِّداً - فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر جھوٹ بولا ......میرا گمان ہے آپ نے یہ بھی فرمایا: جان بوجھ کر...... تو اسے چاہیے کہ (جہنم کی) آگ میں اپنا ٹھکانا بنا لے۔''

فوائد و مسائل: ① راوی (غالباً حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ) کو یہ شک ہے کہ ''مُتَعَمِّدًا'' کا کلمہ بھی فرمایا یا نہیں اور باقی حدیث میں کوئی شک نہیں۔ ② یہ راوی کی دیانتداری ہے کہ اسے حدیث رسول ﷺ کے کلمات میں سے جس کلمہ پر شک تھا اس نے اس کا برملا اظہار کر دیا۔ ③ دیگر روایات سے واضح ہے کہ ''مُتَعَمِّدًا'' کا کلمہ حدیث رسول میں شامل ہے۔ اسے راوی کا شک کہنا درست نہیں ہے۔

٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۳۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر جھوٹ بولا' اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنا لے۔''

٣١ـ أخرجه البخاري، العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، ح:١٠٦، ومسلم، المقدمة، باب تغليظ الكذب علٰى رسول الله ﷺ، ح:١، من حديث شعبة عن منصور به.

٣٢ـ **[صحيح]** أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في تعظيم الكذب علٰى رسول الله ﷺ، ح:٢٦٦١ من حديث الليث به، وقال: "هٰذا حديث حسن غريب صحيح من هٰذا الوجه من حديث الزهري".

٣٣ـ **[صحيح متواتر]** أخرجه أحمد:٣/ ٣٠٣ عن هشيم به، وصرح بالسماع عنده، والحديث متواتر كما في "الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة" وغيره.

٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میرے ذمّے وہ بات لگائی جو میں نے نہیں کہی' اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنا لے۔''

٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّيْمِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى هٰذَا الْمِنْبَرِ: «إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيثِ عَنِّي، فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ فَلْيَقُلْ حَقًّا أَوْ صِدْقاً. وَمَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۳۵- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر یہ فرماتے سنا ہے: ''مجھ سے بکثرت حدیثیں بیان نہ کرو اور جو شخص میری طرف منسوب کر کے کوئی بات کہے' وہ حق سچ بات کہے' جس نے میری طرف نسبت کر کے وہ بات کہی' جو میں نے نہیں کہی اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنا لے۔''

٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ أَبِي صَخْرَةَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ: مَا لِيَ لاَ أَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَمَا أَسْمَعُ ابْنَ مَسْعُودٍ وَفُلاَناً وَفُلاَناً؟ قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أُفَارِقْهُ

۳۶- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے (اپنے والد) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو اللہ کے رسول ﷺ سے اس طرح حدیثیں بیان کرتے نہیں سنتا جس طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں صحابی کو سنتا ہوں؟ فرمایا: میں نے جب سے اسلام قبول کیا ہے نبی ﷺ سے (آپ کی وفات تک کبھی) جدا نہیں ہوا' لیکن میں نے آپ ﷺ سے ایک کلمہ سنا ہے (جس کی وجہ

٣٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٠١ من حديث محمد بن عمرو به، وهو حسن الحديث (ميزان الإعتدال: ٦٧٣/٣)، وللحديث طرق كثيرة جدًا.

٣٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩٧ من حديث محمد بن إسحاق به، وهو صرح بالسماع عنده.

٣٦ـ أخرجه البخاري، العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، ح: ١٠٧ من حديث شعبة به.

مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً يَقُولُ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

سے روایت حدیث سے اجتناب کرتا ہوں) آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا' اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنالے۔''

٣٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

٣٧- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا' اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب جھوٹی روایت کو ''موضوع'' کہتے ہیں۔ موضوع روایت کے متعلق چند اصول درج ذیل ہیں: ✿ موضوع روایت کو بیان کرنا بالاتفاق حرام ہے' ہاں تنبیہ کی غرض سے بیان کرنا درست ہے۔ ✿ موضوع روایت کو پہچاننے کے لیے چند قواعد درج ذیل ہیں: (الف) جھوٹا شخص اقرار کرلے کہ اس نے نبی علیہ السلام کا نام لے کر فلاں فلاں جھوٹ گھڑا ہے جیسا کہ ابوعصمہ نوح بن ابی مریم نے قرآنی سورتوں کے فضائل گھڑے تھے اور اس کا اقرار بھی کیا تھا۔ (ب) ایسے اساتذہ سے سننے کا دعویٰ کرے جو اس کی پیدائش سے قبل فوت ہو گئے ہوں یا ان سے زندگی بھر ملاقات نہ ہوئی ہو۔ (ج) کوئی شخص اپنے گروہ کے فضائل اور مخالفین کی مذمت میں روایت بیان کرے۔ (د) روایت کے الفاظ انتہائی رکیک ہوں کہ زبان نبوی سے ان کا نکلنا محال ہو۔ ✿ موضوع روایات کو گھڑنے کے چند اسباب علمائے کرام نے بیان کیے ہیں۔ موضوع روایت کو بیان کرنا یا فضائل اعمال میں ان کو قابل عمل سمجھنا یا لوگوں کو اس کی تبلیغ کرنا' ان اسباب سے ان کی قباحت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ مثلاً: اپنے مذہب کی حمایت اور دوسرے مذہب کی مذمت میں احادیث گھڑنا۔ حکمرانوں کا تقرب حاصل کرنا۔ اسلام میں طعن وتشنیع' طلبِ رزق' شہرت کا حصول وغیرہ۔ ✿ موضوع روایات سے عصمت انبیاء پر حرف آتا ہے۔ ائمہ وعلماء کی بے ادبی ہوتی ہے اور اسلام کا روشن چہرہ دھندلا جاتا ہے' نیز بدعات کے فروغ کا ایک اہم سبب موضوع روایات بھی ہیں' لہٰذا ان روایات کو بیان کرنا بالکل حرام ہے۔ ✿ موضوع روایات کی قباحت واضح کرنے کے لیے چند مثالیں: (الف) عمر بن موسیٰ نامی جھوٹے نے نبی علیہ السلام پر یہ بہتان باندھا کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب غصے میں ہوتا ہے تو وحی عربی زبان میں نازل کرتا ہے اور جب راضی ہوتا ہے تو وحی فارسی میں نازل کرتا ہے۔'' اس کے جواب میں اسماعیل نامی کذاب نے یہ روایت گھڑی: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ زبان فارسی ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہے۔'' (ب) مامون بن

٣٧_[صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩ من حديث عطية بن سعد العوفي به، وهو "تابعي معروف، ضعيف الحفظ، مشهور بالتدليس القبيح" (طبقات المدلسين/المرتبة الرابعة)، وانظر أيضًا، ح: ١١٢٩، والحديث متواتر كما تقدم، ح: ٣٣.

احمد دجّال نے امام شافعی رحمہ اللہ کی مذمت اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تعریف میں یہ روایت بنائی ہے' آپ نے فرمایا: ''میری امت میں ایک شخص محمد بن ادریس ہوگا جو میری امت کے لیے ابلیس سے زیادہ نقصان دہ ہے' جبکہ ایک شخص ابوحنیفہ ہوگا وہ میری امت کا سراج ہے۔'' ❁ موضوع روایات کی معرفت کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ نہایت مفید ہے: ❁ كتاب الموضوعات / لأبي الفرج عبدالرحمٰن بن علي بن الجوزي. ❁ اللآلي المصنوعة / للإمام السيوطي. ❁ سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة / للشيخ الألباني.

(المعجم ٥) - باب مَنْ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ [حَدِيثاً] وَهُوَ يَرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ (التحفة ٥)

باب:۵-جس حدیث کے متعلق معلوم ہو کہ وہ جھوٹ ہے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا منع ہے

٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثاً وَهُوَ يَرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبَيْنِ».

۳۸-حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے میری طرف نسبت کر کے کوئی حدیث بیان کی' حالانکہ اس کے خیال میں وہ جھوٹ ہے تو وہ بھی دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جس طرح جھوٹی حدیث گھڑنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے' اسی طرح اس جعلی حدیث کو دوسروں تک پہنچانا بھی بڑا جرم ہے۔ ایسی حدیث روایت کرنے والا اسے گھڑنے والے کے ساتھ گناہ میں شریک ہے' لہٰذا وہ بھی اسی وعید کا مستحق ہے' جو حدیث گھڑنے والے کے حق میں وارد ہے' یعنی وہ جہنمی ہے۔ ② [الكَاذِبَينِ] حدیث کا یہ لفظ دو طرح سے پڑھا گیا ہے' تثنیہ کے صیغے سے [الكَاذِبَينِ] اور جمع کے صیغہ سے [اَلْكَاذِبِيْنَ] مذکورہ بالا ترجمہ تثنیہ کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔ جمع کے لحاظ سے ترجمہ یوں ہوگا: ''وہ بھی جھوٹ بولنے والوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔'' اس اختلاف سے اصل مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ③ ان دو جھوٹوں سے مراد دو مدعی نبوت ہیں' مسیلمہ کذاب یمامہ (نجد) میں اور اسود عنسی یمن میں۔ دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعوی کر دیا تھا' اس لیے جس نے کوئی حدیث گھڑی تو گویا اس نے دعوٰی کیا کہ وہ نبی ہے کیونکہ قرآن کی طرح حدیث بھی ایک طرح سے وحی ہے کیونکہ یہ بھی اللہ کی طرف سے الہام ہوتی ہے۔ جمع والا معنی کرنے سے مراد ہوگا کہ قیامت تک جتنے نبوت کا

٣٨ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة، الأدب، باب ما ذكر من علامة النفاق: ٨/ ٥٩٥، ح: ٢٥٦٠٧ * ابن ابي ليلٰى تابعه شعبة في رواية والأعمش، والحديث الآتي شاهد له، وانظر، ح: ٤٠.

دعویٰ کرنے والے آئیں گے، وہ بھی ان میں سے ایک ہوگا۔ ایک حدیث میں آپ نے قیامت سے پہلے پہلے تیس کذاب ودجال (جھوٹے نبیوں) کا ذکر فرمایا ہے (مسند أحمد: ۱۰۴/۲) اور جھوٹی روایت گھڑنے والے کو ان کے ساتھ شمار کیا ہے۔ ④ لوگوں کو خبردار کرنے کے لیے ایسی روایت بیان کرنا جائز ہے تاکہ وہ اس سے دھوکا کھا کر اس پر عمل نہ کر بیٹھیں، کیونکہ اس صورت میں مقصود دھوکا دینا نہیں، بلکہ دھوکے سے بچانا ہوتا ہے۔

٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثاً وَهُوَ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبَيْنِ».

۳۹- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ سے کوئی حدیث بیان کرتا ہے اور اس کے خیال میں وہ جھوٹ ہے، وہ بھی جھوٹ بولنے والے دو افراد میں سے ایک ہے۔''

٤٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَوَى عَنِّي حَدِيثاً وَهُوَ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبَيْنِ».

۴۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ سے کوئی حدیث روایت کرتا ہے اور اس کے علم کے مطابق وہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹ بولنے والے دو افراد میں سے ایک ہے۔''

حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ [عَبْدِ اللهِ]: أَنْبَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الأَشْيَبُ عَنْ شُعْبَةَ. مِثْلَ حَدِيثِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ.

محمد بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں جناب حسن بن موسیٰ نے شعبہ سے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی مثل حدیث بیان کی۔

٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۱- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

٣٩ـ أخرجه مسلم في مقدمة صحيحه، باب وجوب الرواية عن الثقات . . . الخ عن ابن أبي شيبة به.

٤٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند(١/ ١١٢، ح: ٩٠٣) عن عثمان ابن أبي شيبة به.

٤١ـ أخرجه مسلم، المقدمة، باب وجوب الرواية عن الثقات . الخ عن ابن أبي شيبة به، وفيه: "عن شعبة ◀◀

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ وَهُوَ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبَيْنِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میری طرف منسوب کر کے کوئی حدیث بیان کرتا ہے اور اس کے علم کے مطابق وہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹ بولنے والے دو افراد میں سے ایک ہے۔''

فائدہ: ان روایات میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کا عذاب مذکور ہے اور حقیقت میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنا تمام جہان کے جھوٹ سے بدتر ہے۔

(المعجم ٦) - بَابُ اتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ (التحفة ٦)

باب:٦-ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کی پیروی کا بیان

٤٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرِ ابْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ يعني: ابنَ زَبْرٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي الْمُطَاعِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ. فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! وَعَظْتَنَا مَوْعِظَةَ مُوَدِّعٍ، فَاعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ. فَقَالَ: «عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا. وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا

۴۲- حضرت عرباض بن ساریہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور ایک متاثر کن وعظ فرمایا' جس سے دل (اللہ کی ناراضی اور عذاب سے) خوف زدہ ہو گئے اور آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں ایسے نصیحت فرمائی ہے جس طرح رخصت کرنے والا نصیحت کیا کرتا ہے' آپ ہم سے کوئی عہد و پیمان لے لیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور حکم سن کر تعمیل کرو اگرچہ (تمھارا حاکم) کوئی حبشی غلام ہو۔ اور تم میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے' تو میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کرنا' اسے ڈاڑھوں سے پکڑ کر رکھنا' (اس پر مضبوطی سے قائم رہنا) اور نئے نئے کاموں سے

◄◄ وسفيان عن حـ...

٤٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢٤٨، ح: ٦٢٢، والحاكم: ١/ ٩٧ من حديث عبدالله بن العلاء به، وله علة غير قادحة، وانظر الحديث الآتي.

عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَالأُمُورَ الْمُحْدَثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ».

پرہیز کرنا' کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① رخصت کے وقت نصیحت اور وصیت کرنا مسنون ہے۔ ② تقوی کی اہمیت۔ تقوی کا مطلب ہے اللہ کی ناراضی سے بچنے کے لیے برے کاموں سے پرہیز کیا جائے' تا کہ جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں۔ ③ شرعی حاکم کی فرماں برداری فرض ہے' الا یہ کہ وہ کوئی ایسا حکم دے جو واضح طور پر خلاف شریعت ہو۔ ④ نبی ﷺ نے فرمایا کہ امت میں بہت سے اختلافات ہوں گے' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمانوں میں مذہبی اور سیاسی بنیادوں پر بہت سے اختلافات پیدا ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ کا پہلے سے اس کی خبر دے دینا آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ ⑤ اختلافات میں فیصلہ کن چیز قرآن وحدیث ہے۔ سنت نبوی کی یہ اہمیت قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُم فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (النسآء:٥٩) ''اگر کسی معاملے میں تمھارا اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لے جاؤ اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو' یہ طرز عمل بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔'' ⑥ خلفائے راشدین کی زندگی بھی قرآن وحدیث پر عمل کی روشن مثال ہے۔ انھوں نے اسلام کی تعلیمات براہ راست رسول اللہ ﷺ سے حاصل کی تھیں' اس لیے ان کا فہم دین قابل اعتماد ہے۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ خود نبی ﷺ نے ان حضرات کو ''ہدایت یافتہ'' فرمایا ہے۔ ⑦ خلفائے راشدین اور دیگر صحابۂ کرام قرآن وسنت پر عمل کرتے تھے اور بدعات سے اجتناب کرتے تھے' اس لیے بدعات سے پرہیز ضروری ہے۔ ⑧ بدعت کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کر کے بعض بدعات کو اچھی اور جائز قرار دینا درست نہیں' البتہ وہ ایجادات جن کا تعلق دین سے نہیں' جائز دنیوی امور سے ہے' انھیں شرعاً بدعت نہیں کہا جاتا' اس لیے ان کا استعمال درست ہے۔

٤٣ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مَنْصُورٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السَّوَّاقُ قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ: وَعَظَنَا

۴۳- حضرت عرباض بن ساریہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایسا) وعظ فرمایا' جس کے اثر سے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور دل (اللہ کی ناراضی اور عذاب سے) خوف زدہ ہو گئے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ تو ایسا وعظ ہے جیسے کسی رخصت کرنیوالے کی نصیحت' تو آپ ہم سے کیا

٤٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في لزوم السنة، ح:٤٦٠٧، والترمذي، ح:٢٦٧٦، وقال: "حسن صحيح"، ورواه أحمد:(١٢٦/٤) عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وصححه ابن حبان:(١٠٢)، والحاكم:١/ ٩٥، ٩٦، والذهبي.

رَسُولُ اللهِ ﷺ مَوْعِظَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ. فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ هٰذِهِ لَمَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ. فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ قَالَ: «قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا. لاَ يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ، مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلاَفاً كَثِيرًا. فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ. وَعَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا. فَإِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الأَنِفِ، حَيْثُمَا قِيدَ انْقَادَ».

وعدہ لیتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں تمھیں روشن (شریعت) پر چھوڑ رہا ہوں۔ جس کی رات بھی دن کی طرح (روشن) ہے‘ میرے بعد وہی شخص کج روی اختیار کرے گا جو ہلاک ہونے والا ہے۔ تم میں سے جو کوئی زندہ رہے گا‘ وہ جلد بہت اختلاف دیکھے گا‘ لہٰذا تمھیں میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا جو طریقہ معلوم ہو اسی کو اختیار کرنا۔ اسے ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑنا۔ اور (امیر کی) اطاعت کو لازم پکڑنا اگر چہ وہ حبشی غلام ہو کیونکہ مومن تو نکیل والے اونٹ کی طرح ہوتا ہے جہاں لے جایا جائے‘ چلا جاتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① شرعی احکام سے روگردانی ہلاکت کا باعث ہے۔ ② مومن شرعی احکام کی اتباع کرتا ہے‘ اگر چہ بظاہر مشکل ہوں۔ مومن کو اونٹ کے ساتھ تشبیہ اس لیے دی گئی ہے کہ وہ اپنے مالک کے حکم کے مطابق چلتا ہے‘ اگر چہ سفر مشکل ہی ہو۔ ③ اسلام نے غلامی کے سلسلے میں جو دور رس اصلاحات کیں اور جس طرح انھیں بہ تدریج تمام انسانی حقوق سے نوازا‘ ان ہی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کی بنیاد پر اعلیٰ سے اعلیٰ منصب پر بھی فائز ہو سکتے ہیں۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کو یہی ہدایت ہے کہ وہ اس پر ناک بھوں نہ چڑھائیں‘ بلکہ اس کی اُس حیثیت کو تسلیم کریں جو اسے اس کی ذہنی و دماغی صلاحیتوں کی وجہ سے حاصل ہوئی ہو۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق قرون ثلاثہ کے بعد امت محمدیہ میں وسیع اختلاف ہوا‘ نئے نئے مذاہب اور گمراہ فرقوں نے جنم لیا۔ ہر ایک نے اپنا اپنا امام اور پیشوا ٹھہرالیا ہے کہ اختلاف کے وقت اس کی طرف رجوع کرے اور رسول اللہ ﷺ کی وصیت کو بھول گئے ہیں‘ حالانکہ آپ نے وصیت کی تھی کہ اختلاف کے وقت میری اور خلفائے راشدین کی سنت پر چلنا۔

٤٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْمِسْمَعِيُّ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ

۴۴- حضرت عرباض بن ساریہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی‘ پھر چہرۂ مبارک ہماری طرف پھیر لیا اور ایک پر تاثیر وعظ فرمایا...... اس کے بعد راوی نے پوری

٤٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، ح: ٤٦٠٨ من حديث ثور به، انظر الحديث السابق.

سَارِيَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنا رَسُولُ اللهِ ﷺ حدیث بیان کی۔
صَلاَةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَوَعَظَنَا
مَوْعِظَةً بَلِيغَةً. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

فوائد ومسائل: ① نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مسنون ہے۔ ② وعظ ونصیحت کے لیے فرض نماز کے بعد کا وقت مناسب ہے' کیونکہ اس موقع پر مسلمان جمع ہوتے ہیں اور توجہ سے امام کی بات سنتے ہیں۔ تاہم وعظ اس قدر طویل نہیں ہونا چاہیے کہ سامعین اکتاہٹ محسوس کرنے لگیں۔

(المعجم ٧) - بَابُ اجْتِنَابِ الْبِدَعِ وَالْجَدَلِ (التحفة ٧)

باب: ۷- بدعات اور غیر ضروری بحث وتکرار سے پرہیز کرنے کا بیان

* بدعت کی تعریف: ہر وہ کام جسے دین میں تقرب الٰہی کے حصول کے لیے ایجاد کیا گیا ہو اور اس کی صحت پر کوئی دلیل کتاب اللہ' سنت رسول اور صحابہ کے عمل سے نہ ہو۔

* بدعت کے رد میں علمائے سلف کے اقوال: (ا) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اسے اچھا ہی گمان کرتے ہوں۔'' (شرح اعتقاد أهل السنة: ۹۲/۱) (ب) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس شخص نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی' اسے مستحسن جانا تو گویا اس نے حضرت محمد ﷺ کو رسالت میں خیانت کا مرتکب قرار دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ ''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا۔'' لہٰذا جو چیز اس دن (حجۃ الوداع کے دن) دین نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں۔'' (کتاب الاعتصام' ص: ۶۴' إيقاظ الهمة' ص: ۱۴۳) (ج) حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس نے کسی بدعتی کی عزت اور احترام کیا اس نے اسلام کو برباد کرنے میں تعاون کیا۔'' (شرح اعتقاد أهل السنة: ۱۳۹/۱) (د) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔'' (شرح الاعتقاد: ۱۳۹/۱)

* بدعات کی ابتدا اور پھیلاؤ کے اسباب: ① بدعت کی غلط تقسیم: بدعت کو دو قسموں میں تقسیم کر کے بے شمار خرافات کو دین میں داخل کر دیا گیا ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے' حالانکہ ہر بدعت گمراہی ہے' مثلاً بدعت حسنہ کے نام سے نیا دین متعارف کروا دیا گیا ہے جس میں ولایت' طریقت' سلوک' بیعت' اجازت' عنایت' فیض' مراقبہ' چلہ' سماع' رقص' حال' وجد' عرس' چہلم' چادر پوشی' قبر کا غسل' میلاد' گیارہویں اور اسی قسم کی بے شمار گمراہیاں شامل ہیں۔ ② آباؤ اجداد کی پیروی: اکثر جہلاء اپنے باپ دادا کی رسومات کو دین سمجھ کر اپناتے ہیں اور پھر دین و دنیا کی بربادی پر شاداں وفرحاں پھرتے ہیں' مثلاً مزاروں پر حاضری' عرس میں شرکت' سالانہ فاتحہ خوانی' محفل میلاد اور برسیاں منانا محض بدعت کے سوا کچھ نہیں' جنھیں بدکردار سیاستدان' خودغرض مولوی صاحبان اور آباؤ اجداد کی اندھی تقلید میں مبتلا جہلاء

خوب پروان چڑھا رہے ہیں۔ ③ **بزرگان کی محبت میں غلو:** جہلاء قرآن وسنت کی تعلیمات سے دور ہونے کے باوجود بزرگوں کی محبت کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔اسی اندھی محبت کی وجہ سے طرح طرح کی بدعات کے ذریعے سے بزرگوں کی خوشنودی اور تقرب کے حصول کی کوشش کرتے ہیں۔ ④ **دین سے دوری:** بدعات کی ابتدا اور ترقی ہمیشہ بے دین اور جہلاء میں ہوئی ہے۔قرآن وسنت کی تعلیم سے بے رغبتی بدعات کی دلدل کو ہر روز وسیع کر رہی ہے۔ ⑤ **علماء کی مجرمانہ خاموشی:** علمائے حق کی خاموشی بدعات کے فروغ کا بہت بڑا سبب ہے۔جب علمائے حق بدعات کا پرزور رد نہیں کرتے تو عوام انھیں دین سمجھ کر اپنا لیتے ہیں۔ ⑥ **حکمرانوں کی سرپرستی:** بدعمل اور بدکردار حکمران عوام کو مشغول رکھنے کے لیے مختلف بدعات کی سرپرستی کرتے ہیں تاکہ عوام بدعات کو دین وثواب سمجھ کر ان میں مصروف رہیں اور خود حکمران اپنی عیاشیوں میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ کریں۔جیسا کہ وطن عزیز میں چند برسوں سے محافل میلاد، تعزیہ اور ماتم کے جلوسوں میں ہو رہا ہے۔ ⑦ **سالانہ بدعات کی ایک جھلک:** عہد حاضر میں بدعت نے جس طرح تیز رفتاری سے ترقی کی ہے شاید ہی کسی اور شعبے نے ایسی ترقی کی ہو۔سال بھر میں کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں کسی نہ کسی بدعت کی محفل نہ سجتی ہو۔سال بھر کی مشہور ومعروف بدعات کچھ یوں ہیں: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ماتم، تعزیہ اور رونے پیٹنے کی بدعات، نبی اکرم ﷺ کی ولادت کے نام پر محافل میلاد کا انعقاد، شب برات اور شب معراج کی محفلیں، گیارہویں شریف، تیجہ، ساتواں، چالیسواں، اجرت پر قرآن پڑھانا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ تمام بدعات سے بچنے اور سنت نبوی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔ ⑧ **بدعتی شخص اسلام اور علمائے اسلام کی نظر میں:** قرآن وسنت کی اتباع چھوڑ کر لوگوں کی آراء اور بدعات کو اختیار کرنے والا شخص اسلام اور علمائے اسلام کی نظر میں انتہائی برا ہے۔اس سلسلے میں فرامین نبوی اور اقوال علماء درج ذیل ہیں: ❁ رسول اکرم ﷺ نے بدعتی کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: ''مدینہ منورہ عَیر پہاڑ سے لے کر ثور تک حرم ہے، جس شخص نے اس میں کوئی بدعت رائج کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔'' (صحيح البخاري، فضائل المدينة، باب حَرَم المدينة حديث:١٨٧٠، وصحيح مسلم، الحج، حديث:١٣٧٠) ❁ نیز ارشاد نبوی ہے: ''جس شخص نے لوگوں کو ہدایت کی دعوت دی، اسے اس ہدایت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا اور ان کے اپنے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس شخص نے گمراہی کی طرف بلایا، اسے گمراہی پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا جب کہ ان کے اپنے گناہوں میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔'' (صحيح مسلم، العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة......، حديث:٢٦٧٤) ❁ حضرت ہشام بن حسان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بدعتی شخص کا روزہ، نماز، حج، جہاد، عمرہ، صدقہ خیرات، غلام آزاد کرنا، نفلی عبادات اور فرض عبادت کچھ بھی قبول نہیں فرماتا۔ (كتاب الاعتصام:١/١١٣) ❁ حضرت ایوب سختیانی فرماتے ہیں: بدعتی شخص نماز روزے میں جتنی محنت کرتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ (كتاب الاعتصام: ١/١١٣) ❁ امام ابوالجوزاء رحمہ اللہ بدعتی کے ساتھ اپنی نفرت کا

اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بدعتی شخص کے پاس بیٹھنے سے کہیں زیادہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرا گھر بندروں اور خنزیروں سے بھر جائے (اور میں ان کی مجلس اختیار کرلوں۔) (الاعتصام: ۹۱/۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بدعتی شخص سے سلام لینا بھی گوارا نہیں فرماتے تھے۔ ایک شخص نے آ کر کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے سنا ہے کہ اس نے فلاں بدعت شروع کی ہے اگر یہ صحیح ہے تو اسے میری طرف سے سلام مت پہنچانا۔ (سنن الدارمی' المقدمہ' باب اجتناب أهل الأهواء والبدع والخصومة' حديث:۳۹۷)

٤٥- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلاَ صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ، يَقُولُ: «صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ». وَيَقُولُ: «بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ». وَيَقْرِنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى. ثُمَّ يَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ. فَإِنَّ خَيْرَ الأُمُورِ كِتَابُ اللهِ. وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ». وَكَانَ يَقُولُ: «مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلأَهْلِهِ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَعَلَيَّ وَإِلَيَّ».

۴۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہوجاتیں' آواز بلند ہوجاتی اور غصہ تیز ہوجاتا۔ (یوں محسوس ہوتا) گویا آپ (دشمن کے) لشکر سے خوف دلاتے ہوئے کہہ رہے ہیں: وہ صبح یا شام کو حملہ آور ہونے والا ہے اور آپ اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر فرماتے: ''مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے جس طرح دو انگلیاں (ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں۔'') علاوہ ازیں فرماتے: ''اما بعد! بہترین چیز اللہ کی کتاب ہے' اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے۔ اور بدترین کام نئے ایجاد کردہ کام (بدعتیں) ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' اور فرماتے تھے: ''جو شخص (مرتے وقت) مال چھوڑ جائے' وہ اس کے گھر والوں کا ہے اور جو (اپنے ذمے) قرض چھوڑ جائے یا بیوی بچوں کو (لاوارث) چھوڑ جائے تو (اس کی ادائیگی اور ان کی کفالت) میرے ذمے ہے۔''

فوائد و مسائل: ① خطبے کا اصل مقصد غلطیوں پر تنبیہ کرنا اور ان کے برے انجام سے ڈرانا ہے' لہٰذا خطبہ میں حالات کے مطابق عوام کی غلطیوں کی نشاندہی اور صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کرنا ضروری ہے۔ ② موضوع کی مناسبت سے خطبے میں جذباتی رنگ اختیار کرنا بھی درست ہے۔ ③ صراط مستقیم کا خلاصہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ

٤٥- أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح: ٨٦٧ من حديث عبدالوهاب به.

ﷺ کی پیروی ہے۔ ④ خطبے کے دوران میں انگلی سے اشارہ مسنون ہے اور کوئی بات سمجھانے کے لیے مناسب اشارات سے مدد لینا درست ہے۔ ⑤ قرب قیامت کی صراحت میں یہ اشارہ موجود ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ جس طرح درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں ہوتی' اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے بعد قیامت سے پہلے کسی کو نبی بنا کر مبعوث نہیں کیا جائے گا' البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول نبی اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کے منافی نہیں' کیونکہ انھیں نبوت پہلے مل چکی تھی اور اب وہ شریعت محمدی کے مطابق عمل کریں گے۔ ⑥ قیامت قریب ہونے میں امت کے افراد کے لیے یہ سبق ہے کہ وہ دنیا میں منہمک ہو کر قیامت کو فراموش نہ کردیں بلکہ زیادہ توجہ سے آخرت کے لیے تیاری کریں۔ ⑦ بدعت کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کرنا درست نہیں بلکہ ہر بدعت سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑧ فوت ہونے والے کا ترکہ قرآن وحدیث میں بیان کیے ہوئے اصولوں کے مطابق وارثوں میں تقسیم ہونا چاہیے' حکام اس میں تبدیلی کرنے کا حق نہیں رکھتے بلکہ ان کا فرض ہے کہ ہر وارث کے لیے اس کے مقررہ حصے کا حصول یقینی بنائیں۔ ⑨ لاوارث اور ضرورت مند افراد کی کفالت کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اس حالت میں فوت ہو کہ اس کے ذمہ قرض ہو لیکن وہ اتنا مال نہ چھوڑ گیا ہو جس سے قرض ادا ہو سکے تو اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ بیت المال سے اس کا قرض ادا کرے اور اس کے پسماندگان کے جائز اخراجات پورے کرے۔

٤٦ – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ الْمَدَنِيُّ أَبُو عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا هُمَا اثْنَتَانِ: الْكَلَامُ وَالْهَدْيُ، فَأَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللهِ، وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، أَلَا وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ، فَإِنَّ شَرَّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ،

۴۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چیزیں دو ہی ہیں: کلام اور عملی طریقہ' تو بہترین کلام اللہ کا کلام ہے اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے۔ خبردار! نئے نئے کاموں سے بچو' سب سے برے کام وہ ہیں جو (دین میں) نئے ایجاد کیے گئے ہوں اور ہر نو ایجاد عمل بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ خبردار! تم میں لمبی زندگی کا خیال پیدا نہ ہو جائے ورنہ تمھارے دل سخت ہو جائیں گے۔ خبردار! جو کچھ آنے والا ہے وہ قریب ہی ہے' دور تو وہ ہے جو آنے والا نہیں۔ خبردار! بدنصیب وہ ہے جو ماں

٤٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٢٥ من حديث محمد بن جعفر به مختصرًا * أبوإسحاق "مشهور بالتدليس، وهو تابعي ثقة" (طبقات المدلسين للحافظ ابن حجر/المرتبة الثالثة) وعنعن، وأكثر ألفاظ الحديث صحيحة في أحاديث أخرى.

وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ. أَلاَ لاَ يَطُولَنَّ عَلَيْكُمُ الأَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوبُكُمْ، أَلاَ إِنَّ مَا هُوَ آتٍ قَرِيبٌ، وَإِنَّمَا الْبَعِيدُ مَا لَيْسَ بِآتٍ. أَلاَ إِنَّمَا الشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ، وَالسَّعِيدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ: أَلاَ إِنَّ قِتَالَ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ، وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثٍ. أَلاَ وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ لاَ يَصْلُحُ بِالْجِدِّ وَلاَ بِالْهَزْلِ، وَلاَ يَعِدِ الرَّجُلُ صَبِيَّهُ ثُمَّ لاَ يَفِي لَهُ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّهُ يُقَالُ لِلصَّادِقِ: صَدَقَ وَبَرَّ. وَيُقَالُ لِلْكَاذِبِ: كَذَبَ وَفَجَرَ. أَلاَ وَإِنَّ الْعَبْدَ يَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّاباً».

کے پیٹ میں بدنصیب قرار پا گیا اور خوش نصیب وہ ہے جس نے دوسروں (کے برے انجام) سے نصیحت حاصل کر لی۔ خبردار! مومن سے جنگ کرنا کفر ہے اور اسے گالی دینا فسق ہے۔ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے (مسلمان) بھائی سے قطع تعلق کیے رہے۔ خبردار! جھوٹ سے بچو' جھوٹ نہ سنجیدگی سے بولنا جائز ہے اور نہ مذاق میں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ آدمی اپنے بچے سے کوئی وعدہ کرے پھر اسے پورا نہ کرے۔ بلاشبہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ سچے کے بارے میں کہا جاتا ہے: اس نے سچ بولا اور نیکی کا کام کیا اور جھوٹے کو کہا جاتا ہے: اس نے جھوٹ بولا اور گناہ کا ارتکاب کیا۔ خبردار! (بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ) بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے حتی کہ اللہ کے ہاں اسے کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اس کے اکثر جملے صحیح حدیثوں میں بھی آئے ہیں' اس لیے وہ صحیح ہیں' جہاں جہاں وہ روایات آئیں گی' وہاں ان سے متعلقہ فوائد بھی ذکر کر دیے جائیں گے۔ إن شاء الله.

٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ

۴۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿هُوَ الَّذِیٓ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ ايٰتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ......وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ ''وہی ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی' اس کی کچھ آیات محکم

٤٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤٨/٦ عن إسماعيل به، وله طريق آخر، متفق عليه عن ابن أبي مليكة عن القاسم بن محمد عنها، رضي الله عنها.

عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَلاَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ عَلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ مِنْهُ ءَايَـٰتٌ مُّحْكَمَـٰتٌ هُنَّ أُمُّ ٱلْكِتَـٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَـٰبِهَـٰتٌ﴾ -إِلٰى قَوْلِهِ-: ﴿وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُوْلُواْ ٱلْأَلْبَـٰبِ﴾ [آل عمران: ۷]

(واضح) ہیں' جو اس کتاب کی اصل ہیں اور کچھ دوسری متشابہات (غیر واضح) ہیں' تو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو متشابہ (غیر واضح) ہیں' ان کا مقصد محض فتنے اور تاویل کی تلاش ہوتا ہے' حالانکہ ان کی اصل حقیقت سے اللہ کے سوا کوئی واقف نہیں اور علم میں پختگی رکھنے والے کہتے ہیں: ہمارا ان (متشابہات) پر ایمان ہے' یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو عقل مند ہی حاصل کرتے ہیں۔''

فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِيهِ، فَهُمُ الَّذِينَ عَنَاهُمُ اللهُ، فَاحْذَرُوهُمْ».

پھر فرمایا: ''اے عائشہ! جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ان (متشابہات) کے بارے میں بحث کرتے ہیں تو (جان لو کہ) یہی وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے (اس آیت میں) مراد لیا ہے' لہٰذا ان سے بچو۔''

فوائد و مسائل: ① قرآن مجید کی بعض آیات احکام پر مشتمل ہیں جو واضح ہیں' یا صحیح احادیث سے ان کی وضاحت ہو جاتی ہے اور ان پر عمل کرنے میں کوئی مشکل نہیں' اس طرح کی سب آیات محکم ہیں۔ بعض آیات کا تعلق عقائد سے ہے' مثلاً توحید' رسالت' قیامت وغیرہ۔ قرآن مجید اور احادیث میں ان کی تفصیل موجود ہے اور ان کے دلائل بھی مذکور ہیں' یہ بھی محکم ہیں۔ اس کے برعکس بعض آیات ایسی بھی ہیں جن کا واضح مفہوم متعین نہیں کیا جا سکتا' مثلاً حروف مقطعات۔ ان پر اس حد تک ایمان لانا کافی ہے کہ یہ بھی قرآن کا جز ہیں اور اللہ کا کلام ہیں جن کی تلاوت پر اسی طرح ثواب ملتا ہے جس طرح دوسری آیات کی تلاوت باعث ثواب ہے۔ اس سے زیادہ جستجو کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح وہ معاملات جن کا تعلق عالم غیب سے ہے ان پر بھی اس انداز سے ایمان لانا کافی ہے کہ یہ اشیاء یقیناً موجود ہیں' یا یہ حالات یقیناً پیش آنے والے ہیں اور ان کی جو تفصیلات قرآن و حدیث میں مذکور ہیں' وہ ہمارے لیے کافی ہیں' اس سے زیادہ تحقیق و تفتیش کی ضرورت نہیں' مثلاً فرشتے اللہ کی ایک اطاعت گزار مخلوق ہیں جو اپنے اپنے متعین دائرۂ کار میں مصروف عمل ہیں۔ یا قیامت کے دن بندوں کے اعمال کا وزن ہو گا۔ اس پر ایمان لانا چاہیے۔ یہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ اعمال تو غیر مادی اشیاء ہیں اور وزن مادی اشیاء کا ہوتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے جس طرح کے ترازو سے چاہے گا ان کا وزن کر لے گا۔ اسی طرح عذاب قبر کا تعلق بھی عالم غیب سے ہے۔ اس لیے یہ اعتراض بے جا ہے کہ ہمیں کافروں اور بدکاروں کی قبروں میں عذاب کے آثار نظر نہیں آتے اور نیک لوگوں کی قبروں میں نعمت کے آثار نظر نہیں آتے۔ ان مسائل میں جتنی زیادہ بحث و تمحیص کی جائے' لغزش کے

امکانات اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں' لہٰذا ان پر مجمل ایمان کافی ہے۔ ② متشابہات میں بلاضرورت بحث سے پرہیز ہی علمائے حق کا طریقہ ہے۔ ③ اس قسم کے معاملات کو زیر بحث لانے سے فتنے کے دروازے کھلتے ہیں' لہٰذا جو لوگ اس قسم کے مباحث چھیڑیں ان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے تا کہ وہ عوام کے ایمان کے لیے خطرہ نہ بنیں۔

٤٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ. ح: وَحَدَّثَنَا حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ». ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾. [الزخرف: ٥٨]

۴۸- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''کچھ لوگ ہدایت پر تھے' پھر اس کے بعد گمراہی اختیار کر لی تو انھیں جھگڑے ہی نصیب ہوئے۔'' پھر نبی ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾ ''بلکہ یہی لوگ جھگڑالو ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① حق کے مقابلے میں باطل اور جھوٹی گفتگو کرنے کا نام ''جدل'' ہے۔ ② اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ حق و باطل میں امتیاز فرما دیں' پھر کچھ لوگ ایمان لے آتے ہیں کچھ حق واضح ہو جانے کے باوجود باطل پر اڑے رہتے ہیں' پھر مومن کہلانے والوں میں سے بھی بعض پختہ اور کامل ایمان کے حامل ہوتے ہیں' بعض لوگ کمزور ایمان والے ہوتے ہیں' جن کے بارے میں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ غلط راستہ اختیار کر لیں گے' اس لیے ایمان والوں کو استقامت کی دعا کرتے رہنا چاہیے تا کہ ایمان پر خاتمہ ہو۔ ③ بعض اوقات پختہ ایمان والوں کی آئندہ نسل کمزور ایمان والی یا ایمان سے محروم بھی ہو سکتی ہے۔ یہ لوگ دنیوی مفاد کے لیے اپنے آپ کو مسلمان کہلانا بھی ضروری سمجھتے ہیں اور اسلام کی تعلیمات پر کما حقہ عمل کرنے کی ہمت بھی نہیں پاتے، چنانچہ وہ کوشش کرتے ہیں کہ اپنی غلط روی کے جواز کے لیے کسی آیت یا حدیث سے الٹا سیدھا استدلال کر کے اپنے ضمیر کو بھی مطمئن کر لیں اور ناقدین کو بھی خاموش کر دیں لیکن چونکہ ان کے دلائل کمزور ہوتے ہیں' لہٰذا بحث و مباحثہ کا ایک دروازہ کھل جاتا ہے اور ان کی نفس پرستی کی وجہ سے امت کا اتحاد پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ ④ اختلافات کے خاتمے کا فطری اور درست طریقہ یہ ہے کہ بحث و مباحثہ اخلاص کے ساتھ حق کی تلاش کے جذبہ سے کیا جائے۔ جب ایک موقف صحیح ثابت ہو جائے تو اسے تسلیم کر لیا جائے۔

٤٨ـ **[إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، التفسير، باب ومن سورة الزخرف، ح: ٣٢٥٣ من حديث محمد بن بشر وغيره، وقال: "هٰذا حديث حسن صحيح"، وصححه الحاكم، والذهبي.

٤٩- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْعَسْكَرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَبُوهَاشِمِ ابْنِ أَبِي خِدَاشٍ الْمَوْصِلِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِحْصَنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبْلَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَقْبَلُ اللهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْماً وَلاَ صَلاَةً، وَلاَ صَدَقَةً، وَلاَ حَجًّا، وَلاَ عُمْرَةً، وَلاَ جِهَادًا، وَلاَ صَرْفًا، وَلاَ عَدْلاً. يَخْرُجُ مِنَ الإِسْلاَمِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ».

۴۹- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بدعتی کا روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز' نہ صدقہ' نہ حج' نہ عمرہ' نہ جہاد' نہ نفل' نہ فرض۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال نکل جاتا ہے۔''

٥٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ الْخَيَّاطُ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْمُغِيرَةِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبَى اللهُ أَنْ يَقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتَّى يَدَعَ بِدْعَتَهُ».

۵۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے بدعتی کا عمل قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے حتی کہ وہ شخص بدعت ترک کر دے۔''

٥١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ، وَهَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ

۵۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص باطل پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کر دے' اس کے لیے جنت کے اطراف میں

٤٩_ [إسناده موضوع] * محمد بن محصن العكاشي كذاب كما قال الإمام ابن معين وغيره، (تهذيب التهذيب).

٥٠_ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٣٩ من حديث عبدالله بن سعيد الأشج به * أبوزيد، وأبوالمغيرة مجهولان كما في التقريب وغيره.

٥١_ [حسن] أخرجه الترمذي، البروالصلة، باب ماجاء في المراء، ح: ١٩٩٣ من حديث ابن أبي فديك به، وقال: "حديث حسن" * سلمة ضعيف (تقريب)، وله شاهد حسن عند أبي داود، الأدب، باب في حسن الخلق وغيره، ح: ٤٨٠٠.

وَرْدَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ قَصْرٌ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ، وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا، وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلاَهَا».

ایک محل تیار کیا جائے گا اور جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کردے' اس کے لیے جنت کے وسط میں (محل) تیار کیا جائے گا اور جو شخص اپنے اخلاق اچھے کرلے' اس کے لیے (جنت کے) بلندترین حصے میں محل تیار کیا جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① کسی بھی دینی یا دنیوی معاملے میں اختلاف ہوجائے تو اسے ختم کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ (النساء:١٢٨) ''صلح بہتر ہے۔'' ② جب کوئی شخص اپنی غلطی محسوس کرلے تو اسے چاہیے کہ اس آیت کی تلاوت کرے تاکہ اختلاف ختم ہوجائے۔ یہ عمل اس قدر عظیم ہے کہ اس کی جزا کے طور پر جنت میں ایک محل ملے گا۔ ③ دنیوی معاملات میں یہ ممکن ہے کہ انسان اپنا جائز حق چھوڑ کر جھگڑا ختم کردے۔ باہمی اتفاق واتحاد کے لیے دی گئی یہ قربانی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت عظیم عمل ہے جس کا انعام یہ ہے کہ ایسے شخص کو جنت کے درمیان میں ایک عمدہ محل ملے گا۔ ④ مسلمان کے اخلاق اعلیٰ درجے کے ہونے چاہییں تاکہ روزمرہ کے معاملات خوش اسلوبی سے چلتے رہیں' خوش خلقی' برداشت اور نرم خوئی کی صفات سے مزین ہوکر لڑائی جھگڑے کے امکانات ہی ختم کردیے جائیں۔ معاشرے میں اس قسم کے افراد جتنے زیادہ ہوں گے' اتنا ہی امن وامان زیادہ ہوگا' اس لیے ایسا شخص مذکورہ بالا دونوں قسم کے افراد سے بلندتر مقام کا حامل ہے اور جنت میں بھی اسے ان سے اعلیٰ تر مقام حاصل ہوگا۔

(المعجم ٨) - باب اجْتِنَابِ الرَّأْيِ وَالْقِيَاسِ (التحفة ٨)

باب:٨- رائے اور قیاس سے پرہیز کا بیان

٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ إِدْرِيسَ، وَعَبْدَةُ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ. ح: وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَحَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،

٥٢- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے دلوں سے سلب کرلے' بلکہ وہ علماء کو فوت کرکے علم کو اٹھائے گا۔ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہل سردار مقرر کرلیں گے' پھر ان سے (مسائل) پوچھے جائیں

٥٢ـ أخرجه البخاري، العلم، باب كيف يقبض العلم، ح:١٠٠، ومسلم، العلم، باب رفع العلم وقبضه... الخ، ح:٢٦٧٣ من حديث هشام به، وتابعه أبوالأسود عندهما، والبخاري أيضًا، الاعتصام، باب ما يذكر من ذم الرأي وتكلف القياس، ح:٧٣٠٧ بلفظ "فيفتون برأيهم فيضلون ويضلون... الخ".

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ لاَ يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعاً، يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، فَإِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوساً جُهَّالاً، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا».

گے تو وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے۔ (اس طرح خود) گمراہ ہوں گے اور (دوسروں کو بھی) گمراہ کریں گے۔"

فوائد و مسائل: ① مسلمان شرعی علوم سے یک بارگی محروم نہیں ہوں گے بلکہ بتدریج یہ نوبت آئے گی کہ معاشرے سے علماء ختم ہو جائیں گے اس طرح شرعی علوم کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ ② اس خطرناک صورت حال سے حتی الامکان محفوظ رہنے کے لیے مسلمان معاشرے کا فرض ہے کہ وہ شرعی علوم کے ماہر علماء پیدا کرے اور اس مقصد کے لیے ہر ممکن کوشش کرے۔ ③ عالم کا فرض ہے کہ وہ علم یعنی قرآن و حدیث کی روشنی میں فتوی دے، محض اپنی رائے اور قیاس پر اعتماد کرتے ہوئے فتوی نہ دے۔ ④ شرعی دلائل کو نظر انداز کرتے ہوئے محض عقل کی روشنی میں شرعی مسائل پر رائے دینے کی کوشش گمراہی ہے جس کے نتیجے میں عوام میں بھی گمراہی پھیلتی ہے۔ ⑤ نصوص پر عقلی دلائل کو ترجیح دینے سے شریعت کی اہمیت کم ہوتی ہے جس کے نتیجے میں طرح طرح کے فتنے پھیلتے ہیں۔ ماضی میں خوارج، معتزلہ اور دیگر گمراہ فرقوں کے وجود میں آنے کا باعث بھی یہی تھا اور دور حاضر میں بھی عقل ہی کے نام سے طرح طرح کے فتنے پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کا علاج یہی ہے کہ قرآن و حدیث کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے اور ہر پیش آمدہ مسئلے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح موقف کو واضح کیا جائے۔

٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ، حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ مُسْلِمِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُفْتِيَ بِفُتْيَا غَيْرِ ثَبَتٍ، فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ».

٥٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو بغیر دلیل کے فتوی دیا گیا (اور اس نے اس غلط فتوی پر عمل کر لیا) تو اس کا گناہ اس پر ہے جس نے اسے فتوی دیا۔"

٥٣- **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، العلم، باب التوقي في الفتيا، ح: ٣٦٥٧ من حديث عبدالله بن يزيد به، وصححه الحاكم، والذهبي.

فوائد ومسائل: ① عام آدمی کا فرض ہے کہ وہ علماء سے مسئلہ دریافت کرے اور علماء کو چاہیے کہ قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں جواب دیں۔ ② بغیر دلیل کے محض عقل کی روشنی میں فتویٰ دینا گناہ ہے کیونکہ سائل کا اعتماد عالم پر ہوتا ہے' اگر وہ غلط فتویٰ دے گا تو سائل کی غلطی کی ذمہ داری عالم پر ہوگی۔

٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنِي رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ، وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ أَنْعُمٍ، هُوَ الإِفْرِيقِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ، فَمَا وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ، آيَةٌ مُحْكَمَةٌ، أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ، أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ».

۵۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علم تین چیزیں ہیں' اور جو کچھ ان کے علاوہ ہے وہ اضافی ہے (اس کے بغیر گزارہ ہوسکتا ہے۔) محکم آیات' ثابت شدہ سنتیں اور مالی حقوق جو عدل پر مبنی ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① سند کے لحاظ سے یہ روایت ضعیف ہے، تاہم قرآن وحدیث کے علم کی اہمیت اور ضرورت دوسرے بہت سے دلائل سے ثابت ہے۔ اسی طرح علم میراث کی اہمیت بھی محتاج وضاحت نہیں۔ ② محکم آیت سے مراد یہ ہے کہ وہ آیت منسوخ ہو' نہ متشابہ۔ قرآن وحدیث میں ناسخ اور منسوخ کا علم بھی بہت اہمیت کا حامل ہے' اس کے بغیر کسی بھی مسئلے میں فیصلہ کرتے ہوئے غلطی ہوسکتی ہے۔ ③ ثابت شدہ سنت سے مراد یہ ہے کہ وہ سنت بسند صحیح رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو اور منسوخ بھی نہ ہو۔ ④ مالی حقوق کے عدل پر مبنی ہونے سے مراد یہ ہے کہ مالی معاملات میں شرعی استحقاق کے بغیر کچھ لینا دینا ظلم ہے اور اس سے دنیا میں فساد پھیلتا ہے' اس لیے مسلمان کو ان امور کی لازمی تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے اور ان میں سے ایک علم میراث ہے۔

٥٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ سَجَّادَةُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ

۵۵- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے جب مجھے یمن بھیجا تو فرمایا: ''تم ہرگز فیصلہ نہ کرنا مگر (یقینی) علم کے مطابق اور اگر کسی معاملے میں مشکل پڑ جائے تو توقف

٥٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب ما جاء في تعليم الفرائض، ح: ٢٨٨٥ من حديث عبدالرحمٰن الإفريقي به، وهو ضعيف كشيخه(تقريب)، والحديث ضعفه الذهبي في تلخيص المستدرك: ٤/ ٣٣٢، وله شواهد ضعيفة.

٥٥- [إسناده موضوع] * محمد بن سعيد المصلوب كذاب كما قال النسائي وغيره (تهذيب التهذيب).

جَبَلٍ، قَالَ: لَمَّا بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: «لاَ تَقْضِيَنَّ وَلاَ تَفْصِلَنَّ إِلَّا بِمَا تَعْلَمُ، وَإِنْ أَشْكَلَ عَلَيْكَ أَمْرٌ، فَقِفْ حَتَّى تُبَيِّنَهُ أَوْ تَكْتُبَ إِلَيَّ فِيهِ».

کرنا حتی کہ (صورت حال) واضح طور پر سمجھ لے (اور تحقیق کرلے) یا اس کے بارے میں مجھے لکھ دینا۔"

٥٦- **حَدَّثَنَا** سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَمْ يَزَلْ أَمْرُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُعْتَدِلاً حَتَّى نَشَأَ فِيهِمُ الْمُوَلَّدُونَ، وَأَبْنَاءُ سَبَايَا الأُمَمِ، فَقَالُوا بِالرَّأْيِ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا».

٥٦- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: "بنی اسرائیل کا معاملہ درست رہا حتی کہ ان میں دوسری قوموں کی لونڈیوں کی اولاد پیدا ہوگئی۔ (بڑے ہوکر) انھوں نے اپنی رائے سے مسائل بیان کیے تو وہ گمراہ ہوئے اور (دوسروں کو بھی) گمراہ کیا۔"

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي الْإِيمَانِ (التحفة ٩)

باب:٩-ایمان سے متعلق احکام ومسائل

٥٧- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ أَوْ سَبْعُونَ بَاباً أَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ. وَأَرْفَعُهَا قَوْلُ- لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ-

٥٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایمان کے ساٹھ یا ستر سے زیادہ شعبے ہیں۔ ان میں سب سے معمولی (کم تر درجہ) راستے سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا ہے اور سب سے بلند "لا الہ الا اللہ" کہنا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔"

٥٦ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الطبراني كما في الجامع الصغير للسيوطي * عبدة لم يلق ابن عمرو (تحفة الأشراف: ٦/ ٣٦٠)، وحارثة ابن أبي الرجال ضعيف (تقريب)، وله شاهد ضعيف عند البزار.

٥٧ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب أمور الإيمان، ح: ٩، ومسلم، الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان . . . الخ، ح: ٣٥ من حديث ابن دينار به، وأخرجه مسلم من حديث سهيل به.

وَالْحَياءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ».

حدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ - جَمِيعاً - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے

فوائد ومسائل: ① ایمان کی مثال ایک درخت کی سی ہے' توحید ورسالت پر ایمان اس کی جڑ ہے اور اعمال صالحہ شاخیں اور دنیوی اور اخروی فوائد اس کے پھل ہیں' اگر درخت کی جڑ باقی نہ رہے تو درخت بھی قائم نہیں رہ سکتا' البتہ اگر کوئی شاخ کٹ جائے تو درخت پھر بھی قائم رہتا ہے اگرچہ ناقص ہو جاتا ہے۔ اسی طرح گناہوں سے ایمان میں نقص پیدا ہوتا ہے اور نیکیوں سے ایمان کی تکمیل وترقی ہوتی ہے۔ ② سبھی نیکیاں ایمان کی شاخیں ہیں لیکن سب سے اہم کلمۂ توحید لا إله إلا الله کا زبان سے اقرار ہے کیونکہ اسی کے نتیجے میں اسے ایمان کے دیگر فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ زبان کے ساتھ اقرار کے بغیر ایمان معتبر نہیں۔ ③ کسی نیکی کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کرنا درست نہیں کیونکہ مومن کے دل میں نیکی کی خواہش ایمان ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے' اس لیے وہ ایمان کی شاخ ہے۔ ④ حیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے' البتہ اس سے وہ بے جا حیا مراد نہیں جو انسان کو دینی مسائل پوچھنے سے' علم حاصل کرنے سے یا نیکی کا کوئی اور کام کرنے سے روک دے۔ ⑤ ایمان میں زبانی اعمال بھی شامل ہیں اور قلبی اعمال بھی اور دوسرے اعضاء وجوارح سے انجام دیے جانے والے اعمال بھی' مثلاً "لا إله إلا الله" کا اقرار زبان کا عمل ہے' اس پر یقین رکھنا دل کا عمل ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا دیگر اعضاء کا عمل ہے۔ یہ سب ایمان کی شاخیں اور اس کے اجزاء ہیں۔ ⑥ ہر وہ عمل اچھا اور مطلوب ہے جس سے عام انسانوں کو فائدہ پہنچے۔ ضروری نہیں کہ وہ فائدہ صرف مسلمانوں تک محدود ہو' بشرطیکہ اس سے اسلام کے کسی اور حکم کی مخالفت نہ ہوتی ہو۔ ⑦ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان کے کئی جز ہیں اور جس چیز کے اجزاء ہوتے ہیں اس چیز میں کمی وبیشی ضرور ہوتی ہے' لہٰذا ایمان میں بھی کمی بیشی ہوتی ہے۔ ⑧ ایمان کی ان شاخوں پر عمل کے اعتبار سے جس قدر مومن مضبوط ہوگا اس کا ایمان بھی زیادہ ہوگا اور جس قدر کمزور ہوگا اس کا ایمان بھی اسی قدر کم ہوگا۔

٥٨- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ،

٥٨- حضرت سالم رحمہ اللہ نے اپنے والد (حضرت

٥٨ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان ... الخ، ح: ٣٦ من حديث سفيان به، وأخرجه البخاري، الإيمان، باب الحياء من الإيمان، ح: ٢٤ وغيره من حديث مالك عن الزهري به.

وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ: «إِنَّ الْحَيَاءَ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ».

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کی' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ اپنے بھائی کو حیا کے متعلق نصیحت کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① حیا سے مراد وہ اخلاقی کیفیت ہے جس کی وجہ سے انسان معیوب امور سے پرہیز کرتا ہے اور حق دار کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا۔ ② حیا مومن کی خوبی ہے' اس لیے ہر وہ چیز یا عمل جو انسان کو بے حیائی پر آمادہ کرے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی بہت سی شاخیں ہیں جن میں کمی بیشی ممکن ہے' لہٰذا ایمان میں بھی کمی بیشی ہوتی ہے۔ ④ حیا کے متعلق نصیحت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسے کہہ رہا تھا کہ اتنی زیادہ شرم اچھی نہیں ہے لیکن نبی ﷺ نے اس کی اصلاح فرمادی۔ ⑤ جب کسی سے کوئی غلط بات سننے میں آئے جسے وہ صحیح سمجھ رہا ہو تو اس کی غلط فہمی دور کر کے صحیح بات واضح کر دینی چاہیے۔ یہ بھی نہی عن المنکر کی ایک صورت ہے۔ ⑥ بعض لوگ فطری طور پر شرمیلے ہوتے ہیں۔ ان کی تربیت کر کے ان کا رخ نیکیوں کی طرف موڑ دیا جائے تو یہ زیادہ مفید ہوتا ہے۔

٥٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ.ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنِ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ، وَلاَ يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ».

٥٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہوگا' وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہوگا' وہ آگ (جہنم) میں داخل نہیں ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① تکبر ایک بہت مذموم وصف ہے۔ تکبر کی حقیقت رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے واضح ہوتی ہے: [اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ] (صحيح مسلم' الإيمان' باب تحريم الكبر و بيانه'

٥٩- أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم الكبر وبيانه، ح: ٩١ من حديث سويد بن سعيد وغيره به.

حدیث:۹۱) ''تکبر کا مطلب حق بات کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔'' ② اگر تکبر کی بنا پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں پر ایمان لانے سے انکار کیا جائے تو اس کی سزا دائمی جہنم ہے کیونکہ یہ ایمان کے سراسر منافی ہے اور اگر تکبر اس قسم کا ہے کہ کوئی شخص مال و دولت، حسن و جمال، جاہ و منصب وغیرہ کی وجہ سے دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے حق بات ماننے سے انکار کرتا ہے، تو یہ تکبر بھی اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، جس کی وجہ سے وہ جہنم کی سزا بھگتے بغیر جنت میں نہیں جا سکے گا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے اسے معاف کر دے۔

٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا خَلَّصَ اللهُ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ النَّارِ وَأَمِنُوا، فَمَا مُجَادَلَةُ أَحَدِكُمْ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَقِّ يَكُونُ لَهُ فِي الدُّنْيَا، أَشَدَّ مُجَادَلَةً مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لِرَبِّهِمْ فِي إِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ أُدْخِلُوا النَّارَ، قَالَ: يَقُولُونَ: رَبَّنَا! إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا، وَيَصُومُونَ مَعَنَا، وَيَحُجُّونَ مَعَنَا فَأَدْخَلْتَهُمُ النَّارَ، فَيَقُولُ: اذْهَبُوا فَأَخْرِجُوا مَنْ عَرَفْتُمْ مِنْهُمْ، فَيَأْتُونَهُمْ فَيَعْرِفُونَهُمْ بِصُوَرِهِمْ، لاَ تَأْكُلُ النَّارُ صُوَرَهُمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ النَّارُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ إِلَى كَعْبَيْهِ، فَيُخْرِجُونَهُمْ، فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا! أَخْرَجْنَا مَنْ قَدْ أَمَرْتَنَا، ثُمَّ يَقُولُ: أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزْنُ دِينَارٍ مِنَ الإِيمَانِ، ثُمَّ مَنْ كَانَ

٦٠- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) مومنوں کو جہنم سے نجات دے دے گا اور وہ امن میں ہو جائیں گے تو پھر وہ اپنے ان بھائیوں کے بارے میں جو (گناہوں کی کثرت کی وجہ سے) جہنم میں چلے گئے، اس قدر اصرار سے اپنے رب سے بار بار عرض کریں گے کہ دنیا میں اپنے بھائی سے اپنے حق کے لیے اس طرح جھگڑا نہ کیا ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! یہ ہمارے بھائی ہیں، ہمارے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے، ہمارے ساتھ حج کرتے تھے، تو نے انھیں (اپنے عدل کی بنا پر) جہنم میں داخل کر دیا (اب اپنے فضل سے انھیں معاف فرما دے)، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ، جنھیں تم پہچانتے ہو (جہنم سے) نکال لو۔ وہ ان (دوزخیوں) کے پاس آئیں گے اور انھیں ان کی شکلوں سے پہچان لیں گے۔ آگ ان کی صورتیں نہیں کھائے گی (چہرے نہیں جلیں گے)، آگ نے کسی کو آدھی پنڈلیوں تک جلا دیا ہوگا، کسی کو ٹخنوں تک جلا دیا ہوگا، وہ انھیں نکال لائیں

٦٠- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإيمان، باب زيادة الإيمان، ح:٥٠١٣ من حديث عبدالرزاق به: ٨/١١٢، ١١٣.

فِي قَلْبِهِ وَزْنُ نِصْفِ دِينَارٍ، ثُمَّ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ». قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْ هٰذَا فَلْيَقْرَأْ: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا﴾. [النساء: ٤٠]

گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے رب! جن کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا' انھیں ہم نے نکال لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا: جس کے دل میں ایک دینار کے وزن برابر ایمان ہے اسے بھی نکال لو' پھر (ارشاد ہوگا) جس کے دل میں نصف دینار کے وزن برابر (ایمان ہے' اسے بھی نکال لو) اس کے بعد (یہاں تک حکم ہو جائے گا کہ) جس کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہے (اسے بھی جہنم سے نکال لو۔'') حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جسے یقین نہ آئے وہ اس آیت کو پڑھ لے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا' اور اگر (کسی کی) کوئی نیکی ہوگی تو اسے کئی گنا بڑھا دے گا اور اسے اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① قیامت کے دن شفاعت کبریٰ تو صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لیے مخصوص ہے لیکن دیگر انبیائے کرام علیہم السلام اور مومنین کو بھی درجہ بدرجہ شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ ② کوئی نبی یا ولی اپنی مرضی سے کسی گناہ گار کو جہنم سے نجات نہیں دے سکتا بلکہ وہ حضرات اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے اور اپنے گناہ گار بھائیوں کے حق میں درخواست کریں گے' پھر جن کے حق میں اللہ چاہے گا شفاعت قبول فرما کر انھیں جہنم سے نجات دے دے گا۔ ③ گناہ گار مومن جہنم کی آگ میں اپنے چہروں کی وجہ سے پہچانے جائیں گے کہ یہ مومن ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ نیک مومن گناہ گاروں کو سجدوں کے نشانات سے پہچانیں گے۔ (صحیح بخاری' الرقاق' باب الصراط جسر جهنم' حدیث: ٦٥٧٣) اس سے نماز کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے۔ ④ گناہ گاروں کو جہنم میں ان کے گناہوں کے مطابق کم یا زیادہ عذاب ہوگا۔ ⑤ تمام مومنوں کا ایمان برابر نہیں بلکہ کم زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ ⑥ اللہ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ کم سے کم ایمان والا بھی نجات پا جائے گا لیکن مشرکین کو نجات نہیں ملے گی' انھوں نے جو نیکیاں خلوص سے کی ہوں گی' ان کا بدلہ یہ ملے گا کہ ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی لیکن وہ عذاب دائمی ہوتا رہے گا۔ ⑦ اس سے اللہ کا عدل ثابت ہوتا ہے کہ کافروں کو بھی عذاب میں برابر نہیں رکھا جائے گا اور اس کی رحمت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ تھوڑی نیکیوں پر زیادہ ثواب مل جائے گا۔

٦١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ نَجِيحٍ، وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ - وَنَحْنُ فِتْيَانٌ حَزَاوِرَةٌ - فَتَعَلَّمْنَا الإِيمَانَ قَبْلَ أَنْ نَتَعَلَّمَ الْقُرْآنَ، ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ، فَازْدَدْنَا بِهِ إِيمَاناً.

۶۱- حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہمیں نبی ﷺ کا ساتھ نصیب ہوا جب کہ ہم بھرپور جوان تھے' تو ہم نے قرآن کا علم حاصل کرنے سے پہلے ایمان سیکھا' پھر ہم نے قرآن سیکھا تو اس سے ہمارے ایمان میں اضافہ ہوگیا۔

فوائد ومسائل: ① حدیث میں [حَزَاوِرَة] کا لفظ وارد ہوا ہے' جس کا واحد [حَزَوَّر] ہے۔ اس سے مراد عمر کا وہ حصہ ہے جب جوانی کی پوری قوت حاصل ہوجاتی ہے۔ اس عمر میں نوجوانی کا کھلنڈرا پن ختم ہو چکا ہوتا ہے' لہٰذا انسان ہر کام کی طرف سنجیدگی سے توجہ دیتا ہے اور اسے اچھی طرح سمجھ سکتا ہے اور بڑھاپا ابھی شروع نہیں ہوتا کہ انسان یاد کرنے اور عمل کرنے کی مشقت برداشت نہ کر سکے۔ ان صحابۂ کرام نے اس عمر میں دین کا علم حاصل کیا جو اس مقصد کے لیے بہترین عمر ہے۔ ② علم کا اصل مقصد عمل ہے' لہٰذا طالب علم کو چاہیے کہ جو علم حاصل کرے اس پر عمل بھی کرے تاکہ علم یاد بھی رہے اور اس کا فائدہ یعنی رضائے الٰہی بھی حاصل ہو۔ ③ طالب علم کو ابتدائی مرحلے میں صرف مسائل بتانے چاہییں۔ ان کے دلائل یا اختلافی مسائل کے دلائل کی تفصیل اور راجح قول کی وجہ ترجیح وغیرہ بعد کے مراحل میں بیان ہونے چاہییں۔ ④ توحید اور عقائد کا علم عبادات و معاملات کے علم سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مکی دور میں جو قرآنی سورتیں نازل ہوئی ہیں ان میں زیادہ زور عقیدے پر ہے۔ اور مدنی دور میں زیادہ تر معاملات بیان ہوئے۔ ⑤ علم میں اضافے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ⑥ روایت کا آخری جملہ ایمان میں کمی بیشی پر دلیل ہے۔

٦٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نِزَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صِنْفَانِ مِنْ هٰذِهِ

۶۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی دو جماعتیں ایسی ہیں' جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں: مُرجِئَه اور قَدَرِيَّه۔''

٦١ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ١٦٥، ح: ١٦٧٨ من حديث وكيع وغيره به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، رجاله ثقات".

٦٢ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، القدر، باب ماجاء في القدرية، ح: ٢١٤٩ من حديث محمد بن فضيل به، وقال: "هٰذا حديث حسن غريب صحيح" * نزار ضعيف (تقريب)، وله شاهد ضعيف عند الترمذي.

الأُمَّةِ لَيْسَ لَهُمَا فِي الإِسْلَامِ نَصِيبٌ: الْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ».

فوائد و مسائل: ① یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے، تاہم مرجئہ اور قدریہ فرقوں کا وجود ایک مسلمہ تاریخی حقیقت ہے اس لیے ذیل میں ان کے عقائد کا تذکرہ اور اہل سنت سے ان کے فرق و اختلاف کی تفصیل بیان کرنی مناسب معلوم ہوتی ہے۔[المُرجئه، الإرجاء] کے معنی ''مؤخر کرنا'' یا ''امید دلانا'' ہیں۔[مُرجئه] کو مُرجئه کہنے کی چند وجوہات ہو سکتی ہیں: * [مُرجئه] عمل کو نیت اور اعتقاد سے مؤخر کرتے ہیں۔* ان کا یہ کہنا ہے کہ ایمان کے ساتھ معصیت کچھ مضر نہیں جیسا کہ کفر کے ساتھ اطاعت مفید نہیں۔ * کبیرہ گناہ کے مرتکب شخص کے معاملے کو آخرت کے دن تک مؤخر کرنا۔ دنیا میں اس کے جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔* حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت میں پہلے نمبر سے چوتھے نمبر پر مؤخر کرنا۔ ② مُرجئہ کی اقسام: مُرجئہ کے مندرجہ ذیل فرقے ہیں: ○الجهمية الصالحية ○الشِّمرية ○اليُونسية ○اليونانية ○النَّجّارية ○الغَيْلانية ○الحَنَفية ○الشبيبية ○المَعاذية ○المريسية ○الكرّامية. ③ مرجئہ کے چند اہم عقائد یہ ہیں: ۞ ان کے نزدیک جس شخص نے کلمۂ طیبہ کا اقرار کر لیا وہ ہرگز دوزخ میں نہیں جائے گا اگرچہ کفر و شرک کی ہر غلاظت میں ملوث ہو جائے۔ ۞ ان کے نزدیک ایمان صرف قول کا نام ہے عمل اس میں شامل نہیں اس لیے چاند سورج اور بت کو سجدہ کرنا کفر نہیں بلکہ صرف کفر کی علامت ہے۔ ۞ ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی بلکہ ایک فاسق و فاجر شخص کا ایمان انبیاء اور فرشتوں کے ایمان کے برابر ہوتا ہے۔ ۞ یہ صفات الٰہی کے منکر ہیں اور قیامت کے روز دیدار الٰہی کے بھی منکر ہیں۔ ④ مرجئہ کے مقابلے میں اہل سنت والجماعت کے عقائد: مرجئہ اور دیگر فرقوں کے مقابلے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ عدل و انصاف پر مبنی ہے اور اس کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت نبوی کی صریح نصوص ہیں اس لیے ان کے عقیدے میں کسی قسم کی کجی یا تضاد نہیں ہے بلکہ ان کا عقیدہ صاف سیدھا اور برحق ہے۔ اہل سنت والجماعت کے چند اہم عقائد یہ ہیں:

○ ان کے نزدیک ایمان اقرار لسانی تصدیق قلبی اور اعمال کے مجموعے کا نام ہے۔ اعمال ایمان سے خارج نہیں۔ نیکیوں سے ایمان بڑھتا ہے اور گناہوں سے اس میں کمی آتی ہے۔ اس کی دلیل قرآن مجید کی متعدد آیات ہیں جن میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَّ هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾(التوبة:۱۲۴) ''اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا ہے؟ چنانچہ جو لوگ ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں۔'' امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں متعدد عناوین کے تحت اس مسئلے کو بیان کیا ہے، مثلاً: [إِنَّ الْإِيْمَانَ هُوَ الْعَمَلُ، الصَّلَاةُ مِنَ الْإِيْمَانِ، اَلزَّكَاةُ مِنَ

الْإِيُمَانِ، اِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ مِنَ الْإِيُمَانِ، زِيَادَةُ الْإِيُمَانِ وَ نُقُصَانُهٗ] آیات قرآنی اور صحیح احادیث کی روشنی میں یہ واضح فرمایا ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں اور اطاعت سے ایمان میں اضافہ اور نافرمانی سے اس میں کمی ہوتی ہے۔

○ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ مومن اپنے بعض گناہوں کی بنا پر دوزخ میں جا سکتا ہے لیکن وہ اپنے ایمان کی وجہ سے ایک نہ ایک دن جہنم سے نکل آئے گا، ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔ اس کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا اقرار کیا اور اس کے دل میں جَو کے وزن کے برابر ایمان ہوا وہ جہنم سے نکل آئے گا اور جس نے لا اله الا اللّٰه کو مان لیا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر ایمان ہوا وہ دوزخ سے نکل آئے گا، جس نے لا اله الا اللّٰه کی تصدیق کی اور اس کے دل میں ذرے کے برابر ایمان ہوا وہ بھی آگ سے نجات پا لے گا۔'' (صحیح البخاری، الإیمان، باب زیادة الإیمان و نقصانه، حدیث: ۴۴) نیز آپ کا ارشاد گرامی ہے: [مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اَنْجَتْهُ يَوْمًا مِّنْ دَهْرِهٖ اَصَابَهٗ قَبْلَ ذٰلِكَ مَا اَصَابَهٗ] ''جس شخص نے لا اله الا اللّٰه کا اقرار کیا اسے یہ کلمۂ طیبہ جہنم سے ایک نہ ایک دن نجات دلا دے گا اگرچہ اس سے پہلے اسے کچھ عذاب ہو بھی چکا ہو۔'' (حلیة الأولیاء: ۴۶/۵، وشعب الإیمان، باب فی الإیمان باللّٰه عزوجل، حدیث: ۹۷، ۹۸) یہ حکم اس شخص کا ہے جس نے لا اله الا اللّٰه کا اقرار کیا اور تمام واجبات و شرائط کا لحاظ رکھا اور خود کو کفر و شرک سے محفوظ رکھا۔ واللّٰه اعلم.

○ اہل سنت والجماعت اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات پر ایمان رکھتے ہیں اور اس میں تشبیہ، تمثیل، تکییف یا تاویل کے بغیر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی شان اور علو مرتبہ کے لائق ہیں۔ کسی مخلوق کی صفت کے ساتھ ان کی مشابہت لازم نہیں آتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ ''اس جیسی کوئی چیز نہیں۔'' نیز اہل سنت والجماعت قیامت کے روز مومنوں کو دیدار الٰہی ہونے کے قائل ہیں، اس کی دلیل میں صحیحین کی یہ روایت پیش کی جاتی ہے: ''صحابۂ کرام نے نبیٔ اکرم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کر سکیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی مشکل پاتے ہو؟'' صحابہ نے عرض کیا: نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''کیا سورج کو دیکھنے میں تمھیں کوئی دقت ہوتی ہے جبکہ اس کے سامنے کوئی بادل بھی نہ ہو؟'' صحابہ نے عرض کیا: نہیں، اے اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا: ''تم اسی طرح بلا مشقت و رکاوٹ اپنے رب کا دیدار کرو گے......'' (صحیح البخاری، التوحید، باب قول اللّٰه تعالٰی ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ حدیث: ۷۴۳۷ وصحیح مسلم، الإیمان، باب معرفة طریق الرّؤیة، حدیث: ۱۸۲)

٦٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۶۳- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے

٦٣_ أخرجه مسلم، الإيمان، ح: ٨ من حديث وكيع به.

وَكِيعٌ، عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ شَعْرِ الرَّأْسِ، لاَ يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ سَفَرٍ، وَلاَ يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، قَالَ: فَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَهُ إِلَى رُكْبَتِهِ، وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا الإِسْلاَمُ؟ قَالَ: «شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامُ الصَّلاَةِ، وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَحَجُّ الْبَيْتِ». فَقَالَ: صَدَقْتَ، فَعَجِبْنَا مِنْهُ، يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا الإِيمَانُ؟ قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلاَئِكَتِهِ، وَرُسُلِهِ، وَكُتُبِهِ، وَالْيَوْمِ الآخِرِ، وَالْقَدَرِ، خَيْرِهِ وَشَرِّهِ». قَالَ: صَدَقْتَ. فَعَجِبْنَا مِنْهُ، يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنَّكَ إِنْ لاَ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ». قَالَ: فَمَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: «مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ». قَالَ: فَمَا أَمَارَتُهَا؟ قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا - قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي: تَلِدُ الْعَجَمُ الْعَرَبَ - وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ، يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبِنَاءِ». قَالَ: ثُمَّ قَالَ: فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ ثَلاَثٍ، فَقَالَ:

فرمایا: ہم نبی ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا جس کے کپڑے انتہائی سفید اور سر کے بال انتہائی سیاہ تھے‘ اس پر سفر کے اثرات (گرد وغبار اور تھکن وغیرہ) نظر نہیں آ رہے تھے اور اسے ہم میں سے کوئی پہچانتا نہیں تھا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا‘ اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے‘ پھر اس نے کہا: اے محمد! اسلام کیا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں‘ نماز قائم کرنا‘ زکاۃ دینا‘ رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔“ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ آپ ﷺ سے سوال کرتا ہے اور (خود ہی) تصدیق بھی کرتا ہے (کہ آپ کا جواب صحیح ہے)‘ پھر اس نے کہا: اے محمد! ایمان کیا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(ایمان یہ ہے کہ) تو اللہ پر‘ اس کے فرشتوں پر‘ اس کے رسولوں پر‘ اس کی کتابوں پر‘ قیامت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔“ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ آپ ﷺ سے سوال بھی کرتا ہے اور آپ کی تصدیق بھی کرتا ہے‘ پھر اس نے کہا: اے محمد! احسان کیا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(احسان یہ ہے کہ) تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے‘ اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھتا ہے۔“ اس نے کہا: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: ”جس سے اس کے متعلق پوچھا جا رہا ہے‘ وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔“ اس نے کہا: اس کی علامت کیا ہے؟ آپ نے

«أَتَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ؟» قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «ذَاكَ جِبْرِيلُ، أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ مَعَالِمَ دِينِكُمْ».

فرمایا: ''(قرب قیامت کی علامتیں یہ ہیں) لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی...... وکیع رحمہ اللہ نے کہا: یعنی عجم کی عورتوں سے عربوں کی اولاد ہوگی...... اور یہ کہ تم ایسے لوگوں کو دیکھو گے جن کے پیروں میں جوتیاں نہیں، جسم پر کپڑے نہیں، مفلس ہیں (کھانے کو خوراک نہیں) بکریاں چراتے ہیں، (لیکن پھر ان کے پاس اتنی دولت آ جائے گی کہ) ایک دوسرے سے بڑھ کر بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین دن بعد نبی ﷺ مجھ سے ملے تو فرمایا: ''کیا تم کو معلوم ہے وہ آدمی کون تھا؟'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ جبریل علیہ السلام تھے، تم لوگوں کو تمھارے دین کی اہم باتیں سکھانے آئے تھے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث ''حدیث جبریل'' کے نام سے مشہور ہے، اس میں دین کے اہم مسائل مذکور ہیں۔ اس میں عبادات بھی ہیں، دل اور باقی جسم کے اعمال بھی، واجبات، سنن اور مستحبات بھی اور ممنوع اور مکروہ امور بھی۔ ② ''اسلام'' سے ظاہری اعمال مراد ہیں جن کو دیکھ کر کسی کے مسلم یا غیر مسلم ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور ''ایمان'' سے قلبی تصدیق و یقین مراد ہے جس پر آخرت میں نجات کا دارومدار ہے۔ ''احسان'' بھی ایمان ہی کا اعلیٰ درجہ ہے جس کے سبب عبادت میں حسن پیدا ہوتا ہے۔ ③ اکثر اوقات جب ''ایمان'' کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے باطنی تصدیق کے ساتھ ساتھ ظاہری اعمال بھی مراد ہوتے ہیں۔ اسی طرح ''اسلام'' سے وہ اسلام مراد ہوتا ہے جس سے آخرت میں نجات حاصل ہوگی، یعنی دلی تصدیق کی بنیاد پر نیک اعمال کی انجام دہی، اس لحاظ سے ''ایمان'' اور ''اسلام'' ہم معنی ہو جاتے ہیں جب کہ الگ الگ ذکر ہوں، البتہ جب کسی مقام پر ''ایمان'' اور ''اسلام'' دونوں اکٹھے مذکور ہوں تو ایمان سے قلبی تصدیق مراد ہوتی ہے اور اسلام سے ظاہری اطاعت کے اعمال جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا﴾ (الحجرات:۱۴) ''بدو کہتے ہیں ہم ایمان لائے، آپ کہہ دیجیے (حقیقت میں) تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے (مخالفت چھوڑ کر مطیع ہو گئے۔'') ④ اللہ کی عبادت اس طرح کرنا جیسے کہ اللہ کی ذات روبرو ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قلبی توجہ، انابت، خشوع، خوف ورجا وغیرہ کی کیفیات اپنے کمال پر ہوں، ورنہ اللہ کی زیارت دنیا میں رہتے ہوئے ممکن نہیں، کوئی مخلوق اسے برداشت نہیں کر سکتی، البتہ جنت میں مومنوں کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا، اس میں کوئی شک نہیں، قرآن وحدیث کی

کی واضح نصوص میں اس کی صراحت موجود ہے' البتہ اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ دیکھیے (صحیح البخاري' حدیث:۷۴۳۷ اور صحیح مسلم' حدیث :۱۸۲) ⑤ قیامت قائم ہونے کا وقت بالتعیین کوئی نہیں جانتا' پیغمبر نہ فرشتے' صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے کیونکہ وہی علام الغیوب ہے۔⑥ قیامت کی بہت سی علامات حدیثوں میں وارد ہیں' ان میں کچھ قیامت سے کافی پہلے واقع ہو چکی ہیں' مثلاً: بعثت نبوی' ارض حجاز سے ظاہر ہونے والی آگ' جس سے شام کے شہر بصری میں بھی روشنی ہوگئی' یہ واقعہ ۶۵۴ھ میں پیش آیا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (فتح الباری شرح صحیح البخاري' کتاب الفتن' باب خروج النار) اور بعض ابھی ظاہر ہونے والی ہیں' مثلاً: ظہور دجال اور امام مہدی کا ظہور' نزول مسیح علیہ السلام اور یاجوج و ماجوج کا خروج۔ یہ بڑی بڑی علامات ہیں' زیر نظر حدیث میں چھوٹی علامات ذکر کی گئی ہیں۔ ⑦[أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا] ''لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی'' اس جملے کی وضاحت کئی طرح سے کی گئی ہے: (ا) ایک مطلب یہ ہے کہ لونڈیوں کی کثرت ہو جائے گی اور لونڈیوں سے جو اولاد ہوگی' وہ آقا کی اولاد ہونے کی وجہ سے آقا کے حکم میں ہوگی جبکہ ان کی ماں لونڈی ہی کہلائے گی اور بیٹی اپنی ماں کی مالک قرار دی جائے گی۔ حضرت وکیع رحمہ اللہ کا قول اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (ب) ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اولاد اپنے والدین کا ادب واحترام کرنے کے بجائے ان سے گستاخی اور سرکشی کا رویہ رکھے گی اور ان پر اس طرح حکم چلائے گی جس طرح آقا اپنے غلاموں اور لونڈیوں سے درشت سلوک روا رکھتے ہیں۔ (ج) ایک رائے یہ بھی سامنے آئی ہے کہ اس حدیث میں جدید دور میں پیدا ہونے والے بعض مسائل کی طرف اشارہ ہے' مثلاً: ایسے تجربات کیے گئے ہیں جن میں مذکر اور مؤنث کے مادۂ تولید کو مؤنث کے جسم سے باہر ملا کر تجربہ گاہ میں جنین وجود میں لایا گیا جسے بعد میں کسی اور مؤنث کے جسم میں رکھ کر تخلیقی مراحل کی تکمیل ہوئی۔ اس طرح مولود جس کے جسم میں پیدا ہوا' اس کے مادۂ تولید سے پیدا نہیں ہوا۔ ان تجربات کے نتیجے میں یہ عین ممکن ہے کہ کوئی دولت مند میاں بیوی اپنا جنین کسی غریب عورت کے جسم میں پروان چڑھائیں جو تھوڑی سی اجرت کے بدلے یہ مشقت برداشت کرنے پر تیار ہو سکتی ہے' جب بچہ پیدا ہوگا تو دولت مند میاں بیوی ہی اس کے ماں باپ مانے جائیں گے' اور جس عورت نے اس کی پیدائش کی تکلیف اٹھائی ہوگی' وہ اجیر یا مملوک ہی رہے گی اور پیدا ہونے والا بچہ اسے اپنی ماں نہیں بلکہ نوکرانی ہی تصور کرے گا اور خود وہ عورت بھی اپنی یہی حیثیت سمجھے گی۔ موجودہ دور میں اخلاقی اقدار جس تیزی سے روبہ زوال ہیں' اس کے مدنظر یہ کچھ بعید نہیں کہ عملاً یہ صورت رواج پا جائے۔ واللہ اعلم. یورپ میں' جہاں عفت و پاک دامنی کا تصور ختم ہو گیا ہے' اب اس قسم کی صورتیں اختیار کی جانے لگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلامی معاشروں کو اس اخلاقی پستی سے محفوظ رکھے۔ ⑧ جب غربت کے بعد دولت نصیب ہو تو صحیح طرز عمل یہ ہے کہ اللہ کی اس نعمت کا شکر کرتے ہوئے ناداروں کی ضروریات بھی پوری کی جائیں تاکہ اخروی فوائد بھی حاصل ہو سکیں' جیسے قارون کو اس کی قوم کے افراد نے کہا تھا: ﴿وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ﴾(القصص:۷۷) ''اور جو کچھ اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول اور

جیسے اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی (دوسروں پر) احسان کر۔'' ⑨ محض اپنے فائدے اور راحت کے لیے اور فخر و مباہات کے لیے لمبی چوڑی عمارتیں بنانا درست نہیں۔ ⑩ عقائد اور اعمال یہ سب دین ہے' لہٰذا اخروی نجات کے لیے صحیح عقیدہ اور صحیح عمل دونوں ضروری ہیں۔ ⑪ تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ ابد تک جو کچھ ہو گا اللہ کو وہ سب کچھ پہلے سے معلوم ہے۔ اب جو کچھ ہوتا ہے وہ اس کے اس علم کے مطابق ہوتا ہے جو اس نے لکھ رکھا ہے۔ تقدیر کے اچھے برے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہمارے لیے بظاہر خیر ہے' مثلاً: تندرستی' خوشحالی' پیداوار کی کثرت اور فراوانی یا جسے ہم شر قرار دیتے ہیں' مثلاً: قحط سالی' آلام و مصائب' یہ سب کچھ اس کی مرضی اور حکمت کے مطابق ہو رہا ہے۔ اسے خیر و شر مخلوق کے لحاظ سے فرمایا گیا ہے ورنہ اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت و مصلحت ہوتی ہے' اس کے لحاظ سے وہ خیر ہی ہوتا ہے۔ ⑫ جبریل امین علیہ السلام کا قرآنی وحی لے کر آنا تو مشہور و معروف ہے' علاوہ ازیں دین اسلام کے مسائل کی توضیح و تعلیم کے لیے جبریل علیہ السلام کا آنا بھی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ ⑬ دینی و اسلامی مسائل سیکھنے کے متعدد طریقے ہیں' ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ سوالات و جوابات کی مجلس و نشست قائم کی جائے' اس انداز سے مسائل خوب ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ ⑭ سائل کو مسئول کے سامنے گھٹنے ٹیک کر ادب و احترام سے بیٹھنا چاہیے اور انداز گفتگو نہایت نرم اور مؤدبانہ ہونا چاہیے۔ ⑮ جبریل امین علیہ السلام نے سفید لباس اختیار کیا تھا' نیز رسول اللہ ﷺ نے سفید لباس پر رغبت دلائی ہے اور خود بھی پسند کیا ہے حتی کہ مُردوں کے لیے بھی سفید کفن کو منتخب کیا۔ (جامع الترمذي' الأدب' باب ماجاء في لبس البياض' حديث : ٢٨١٠)

٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا الإِيمَانُ؟ قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلاَئِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَلِقَائِهِ، وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الآخِرِ». قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا الإِسْلاَمُ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ وَلاَ تُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً، وَتُقِيمَ الصَّلاَةَ الْمَكْتُوبَةَ، وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ

۶۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایمان کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ایمان یہ ہے) کہ تو اللہ پر' اس کے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر' اس کے رسولوں پر اور اس سے ملاقات پر ایمان لائے اور دوبارہ زندہ ہونے پر بھی ایمان لائے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے' فرض نماز قائم

٦٤_أخرجه البخاري، الإيمان، باب سؤال جبريل النبي ﷺ . . . الخ، ح: ٥٠، ومسلم، الإيمان، باب الإيمان ماهو؟ وبيان خصاله، ح: ٩ من حديث إسماعيل به.

الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ». قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا الإِحْسَانُ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لاَ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ». قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: «مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا. إِذَا وَلَدَتِ الأَمَةُ رَبَّتَهَا فَذٰلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْغَنَمِ فِي الْبُنْيَانِ فَذٰلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ». فَتَلا رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌۢ بِأَىِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌۢ﴾. [لقمان: ٣٤]

کرے، فرض کا ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! احسان کیا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: ''جس سے اس کے متعلق پوچھا جا رہا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا لیکن میں تجھے اس کی علامتیں بتاتا ہوں۔ جب لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی تو یہ اس کی ایک علامت ہے، جب بکریوں کے چرواہے ایک دوسرے کے مقابلے میں لمبی چوڑی عمارتیں بنائیں تو یہ بھی اس کی علامت ہے، (لیکن اس کے وقت کا تعین) ان پانچ چیزوں میں شامل ہے جنھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ ''قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہ بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ (مادہ کے) رحموں میں کیا ہے اور کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کسی کو معلوم نہیں کہ اس کو کس زمین میں موت آئے گی، یقیناً اللہ تعالیٰ علم رکھنے والا باخبر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مستقبل کا صحیح علم صرف اللہ کو ہے۔ آیت مبارکہ میں مذکور تمام امور کا تعلق مستقبل سے ہے۔ قیامت کے متعلق جو علامات بیان کی گئی ہیں ان کے ظہور کا متعین وقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، چہ جائیکہ قیامت کے وقت کا تعین کرنے کی کوشش کی جائے، اسی طرح دوسرے امور بھی ہیں جن کے متعلق انسان اندازے لگاتا رہتا

ہے جو صحیح بھی ہو سکتے ہیں اور غلط بھی' مثلاً: بادل دیکھ کر ہم بارش کی امید کر سکتے ہیں لیکن سو فیصد یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ یہ بادل برسے گا یا بغیر برسے ہی آگے گزر جائے گا۔ اسی طرح آثار وعلامات کی روشنی میں بچے کی امید کر سکتے ہیں لیکن ان کا مذکر یا مؤنث ہونا' ذہین یا کم عقل ہونا' کسی جسمانی یا ذہنی معذوری میں مبتلا ہونا وغیرہ ایسے امور ہیں جن کے بارے میں کوئی شخص مکمل وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہم مستقبل کے پروگرام تو بنا سکتے ہیں لیکن ناگہانی رکاوٹوں اور اچانک پیش آنے والے حالات سے قبل از وقت واقف نہیں ہو سکتے' اسی طرح کسی کی زندگی اور موت کے بارے میں صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ انسان صرف اندازہ کر سکتا ہے لیکن یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس کا اندازہ بالکل صحیح ہوگا۔ ② اگر عالم کو کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو اسے چاہیے کہ کہہ دے ''مجھے معلوم نہیں'' اور اسے اپنی عزت وشان کے منافی نہ سمجھے۔ ③ عالم کو چاہیے کہ سوال کرنے والے کو نرمی اور محبت سے سمجھائے' ناراضی کا اظہار نہ کرے۔

٦٥- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلاَمِ بْنُ صَالِحٍ أَبُو الصَّلْتِ الْهَرَوِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُوسَى الرِّضَا، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الإِيمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ وَقَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالأَرْكَانِ». قَالَ أَبُو الصَّلْتِ: لَوْ قُرِىءَ هٰذَا الإِسْنَادُ عَلَى مَجْنُونٍ لَبَرَأَ.

٦٥- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ایمان نام ہے دل سے (اللہ کی) معرفت کا' زبان سے اقرار اور (جسم کے) اعضاء کے ساتھ (اس کے مطابق) عمل کرنے کا۔'' ابوصلت نے کہا: اگر یہ سند کسی مجنون پر پڑھی جائے تو وہ تندرست ہو جائے۔

٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى، قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

٦٦- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اس

٦٥ـ [إسناده موضوع] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ١/ ١٢٨ من حديث الهروي به * أبوالصلت الهروي كذاب، كذبه أبوحاتم وغيره (تهذيب)، وتوثيق ابن معين له لا يزيده إلا وهنًا، كما في هامش الفوائد المجموعة للشوكاني، ح: ١٠٣، باب صلوٰة الجماعة.

٦٦ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه، ح: ١٣، ومسلم، الإيمان، باب الدليل علٰى أن من خصال الإيمان . . . الخ، ح: ٤٥ من حديث شعبة به.

جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ - أَوْ قَالَ لِجَارِهِ - مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ».

وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے...... یا فرمایا: اپنے ہمسائے کے لیے...... بھی وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں مسلمانوں کی باہمی خیر خواہی کی فضیلت اور اس کی ترغیب ہے۔ ② دوسرے مسلمان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہیے جیسا کوئی شخص اپنے لیے پسند کرتا ہے، مثلاً: جس طرح کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی اسے دھوکا دے، اسی طرح اسے چاہیے کہ وہ بھی دوسروں کو دھوکا نہ دے، جس طرح ایک شخص یہ پسند کرتا ہے کہ مشکل میں اس کی مدد کی جائے، اسے بھی چاہیے کہ مشکلات میں دوسروں کی مدد کرے۔ ③ عام طور پر انسان اپنے حقوق کے بارے میں بہت حساس ہوتا ہے لیکن اپنے فرائض کے متعلق غفلت کا ارتکاب کرتا ہے، حالانکہ وہ بھی کسی کے حقوق ہیں، اگر ہر شخص دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے تو سب کے حقوق محفوظ ہو جائیں گے اور معاشرے میں امن وامان قائم ہو جائے گا۔ ④ اخلاق حسنہ ایمان کی تکمیل کا باعث ہیں، ان کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا، جس کے نتیجے میں آخرت میں عذاب ہوسکتا ہے۔

٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ، وَوَالِدِهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

٦٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہیں ہوسکتا حتی کہ میں اسے اس کی اولاد، والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو جاؤں۔''

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ سے محبت ایمان کی بنیاد ہے جس قدر محبت پختہ ہوگی، اسی قدر ایمان بھی زیادہ ہوگا۔ محبت میں کمی بیشی ایمان میں کمی بیشی کی دلیل ہے۔ ② محبت کا معیار زبانی دعویٰ نہیں بلکہ اطاعت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِی﴾ (آل عمران:٣١) ''کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔'' ③ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت دوسروں سے زیادہ ہونے کا پتہ تب چلتا ہے جب اولاد کی محبت، والدین کی محبت یا کسی بزرگ یا دوست کی محبت کسی ایسے کام کا تقاضا کرے جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہو، پھر اگر نبی ﷺ کی محبت زیادہ ہوگی تو دوسروں کی ناراضی کی پروا نہیں ہوگی بلکہ

٦٧- أخرجه البخاري، الإيمان، باب حب الرسول من الإيمان، ح:١٥، ومسلم، الإيمان، باب وجوب محبة رسول الله ﷺ، ح:٤٤ من حديث شعبة به.

انسان دوسروں کو ناراض کر کے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم اور اسوہ پر عمل کرے گا' اگر دوسروں کی محبت زیادہ ہوگی تو شریعت کی مخالفت کا ارتکاب کر کے انھیں خوش کرنے کی کوشش کی جائے گی جو ایمان کے مطلوبہ معیار کے خلاف ہے۔اسی طرح قوم اور قبیلہ کے رسم ورواج کی بھی یہی حیثیت ہے۔

٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلاَ تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوَ لاَ أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلاَمَ بَيْنَكُمْ».

٦٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک مومن نہ بن جاؤ اور (کامل) مومن نہیں بن سکتے جب تک باہم محبت کرنے والے نہ بن جاؤ۔کیا میں تمھیں وہ کام نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تمھارے اندر ایک دوسرے کی محبت پیدا ہوجائے؟ آپس میں ''سلام'' کو رواج دو۔''

فوائد ومسائل: ① دخول جنت کے لیے ایمان لازمی شرط ہے۔② باہمی محبت ایمان کی تکمیل کا ذریعہ ہے' اس لیے وہ تمام کام کرنے چاہییں جن سے باہمی محبت پیدا ہو اور ان کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے جن سے باہمی نفرت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔③ ایک دوسرے کو سلام کرنا آپس میں اچھے تعلقات قائم کرنے اور قائم رکھنے کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔دوسری احادیث میں بعض دیگر امور بھی بیان ہوئے ہیں' مثلاً: مصافحہ کرنا' معانقہ کرنا' تحفہ تحائف دینا۔دیکھیے: (موطأ امام مالك: ۲/۹۰۸' حديث: ۱۷۳۱' والأدب المفرد' حديث: ۵۹۴)

٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ

٦٩- حضرت عبداللہ (بن مسعود) ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔''

٦٨ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون . . . الخ، ح: ٥٤ عن ابن أبي شيبة به.

٦٩ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر، ح: ٤٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان قول النبي ﷺ . . . الخ، ح: ٦٤ من حديث أبي وائل به، وأخرجه أيضًا البخاري، ح: ٧٠٧٦، ومسلم، ح: ٦٤ من حديث الأعمش به.

وَقِتَالُهُ كُفْرٌ» .

فوائد ومسائل: ① چونکہ مسلمانوں میں باہمی تعلقات کا خوش گوار ہونا شرعاً مطلوب ہے' اس لیے شریعت نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے جن سے تعلقات خراب ہونے کا اندیشہ ہو' ان میں ایک چیز گالی گلوچ بھی ہے جو ایک اچھے مسلمان کی شان کے لائق نہیں' اس لیے اسے فسق یعنی نافرمانی اور گناہ قرار دیا گیا ہے۔ ② مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے' اس سے وہ کفر مراد نہیں جس کی وجہ سے کوئی شخص اسلام سے خارج ہو جاتا ہے بلکہ اس سے مراد ایسا کام ہے جو مسلمان کی شان کے خلاف ہے' یعنی علماء کی اصطلاح میں [كُفْرٌ دُونَ كُفْرٍ] "چھوٹا کفر ہے۔" قرآن مجید میں ہے: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾ (الحجرات: ۹) "جب مسلمانوں کی دو جماعتوں میں لڑائی ہو جائے تو ان میں صلح کرا دیا کرو۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی کے باوجود وہ مومن ہی رہتے ہیں' کافر نہیں ہو جاتے۔

٧٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ فَارَقَ الدُّنْيَا عَلَى الْإِخْلَاصِ لِلّٰهِ وَحْدَهُ، وَعِبَادَتِهِ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، مَاتَ وَاللهُ عَنْهُ رَاضٍ» .

۷۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایک اللہ کے لیے خلوص رکھتے ہوئے اور کسی کو اس کا شریک نہ مان کر صرف اس کی عبادت کرتے ہوئے' نماز پڑھتے اور زکاۃ دیتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوا' اس کی موت اس حال میں آتی ہے کہ اللہ اس سے راضی ہوتا ہے۔"

قَالَ أَنَسٌ: وَهُوَ دِينُ اللهِ الَّذِي جَاءَتْ بِهِ الرُّسُلُ، وَبَلَّغُوهُ عَنْ رَبِّهِمْ قَبْلَ هَرْجِ الْأَحَادِيثِ، وَاخْتِلَافِ الْأَهْوَاءِ .

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کا دین یہی ہے جسے رسول لے کر آئے اور جسے انھوں نے اپنے رب کی طرف سے (بندوں کو) پہنچایا' بعد میں (سچی جھوٹی) باتیں خلط ملط ہو گئیں اور طرح طرح کی من مرضی کی باتیں سامنے آ گئیں۔

وَتَصْدِيقُ ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللهِ، فِي آخِرِ مَا

اس کی تصدیق اللہ کی کتاب کی ان آیات سے ہوتی

٧٠ـ [ضعيف] أخرجه الطبري في تفسيره: ٦/ ٣٢٠، التوبة: ٥ من حديث أبي جعفر به، وصححه الحاكم: ٢/ ٣٣٢، وحسّنه المنذري برمزه، وضعفه البوصيري، رجاله موثقون عند الجمهور لكن قال ابن حبان في الربيع بن أنس: "الناس يتقون حديثه ما كان من رواية أبي جعفر عنه لأن في أحاديثه عنه اضطرابًا كثيرةً" (الثقات).

نَزَلَ. يَقُولُ اللهُ : ﴿فَإِن تَابُوا﴾ - قَالَ : خَلْعُ الأَوْثَانِ وَعِبَادَتِها : - ﴿وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا الزَّكَوٰةَ﴾ . [التوبة : ٥]

ہے جو آخر میں نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَاِنْ تَابُوْا﴾ ''پس اگر وہ توبہ کریں۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یعنی اوثان سے دست کش ہو جائیں اور ان کی عبادت ترک کر دیں۔ ﴿وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ﴾ ''اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔''

وَقَالَ فِي آيَةٍ أُخرَى : ﴿فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا الزَّكَوٰةَ فَإِخْوَٰنُكُمْ فِي الدِّينِ﴾ . [التوبة : ١١]

دوسری آیت میں فرمایا: ﴿فَاِنْ تَابُوا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ ''اگر وہ توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں تو وہ بھی تمھارے دینی بھائی ہیں۔''

حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى الْعَبْسِيُّ : حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ مِثْلَهُ .

ابو حاتم نے عبید اللہ بن موسیٰ سے، انھوں نے ابو جعفر الرازی سے، انھوں نے ربیع بن انس سے اسی مفہوم کی ایک مرسل روایت بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① پہلی آیت کے مکمل الفاظ یہ ہیں: ﴿فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ۔ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبة:٥) ''پھر جب حرمت کے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، انھیں گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرو، ان کی تاک میں ہر گھات میں جا بیٹھو۔ (لیکن) اگر وہ توبہ کر لیں، نماز کے پابند ہو جائیں اور زکاۃ ادا کرنے لگیں تو انکی راہ چھوڑ دو یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' اس کی وضاحت حضرت انس نے یوں کی ہے کہ توبہ سے مراد شرک سے توبہ ہے۔ ② ان آیات سے معلوم ہوا کہ کسی قوم کو مسلمان اسی وقت تسلیم کیا جا سکتا ہے جب وہ توحید و رسالت کے اقرار کے ساتھ ساتھ عملی مسائل یعنی نماز اور زکاۃ کو بھی اختیار کریں۔ انکار کی صورت میں انھیں کافر قرار دے کر جہاد کیا جائے گا جس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسی آیت سے استدلال کر کے مانعین زکاۃ کے خلاف جہاد کیا تھا۔ ③ یہ روایت تو ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ باتوں کی تائید صحیح روایات سے ہوتی ہے۔

٧١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ : حَدَّثَنَا

۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ

٧١ـ [صحيح متواتر] * الحسن موصوف بتدليس الإسناد (طبقات المدلسين/ المرتبة الثانية) وعنعن، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري ومسلم وغيرهما عن أبي هريرة رضي الله عنه، وهو من الأحاديث المتواترة .

أَبُو النَّضْرِ : حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ» .

ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد کروں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔“

فوائد ومسائل: ① اللہ کی راہ میں جنگ کرنا مسلمانوں کا اجتماعی فریضہ ہے جس کا مقصد انسانوں کو غیر اللہ کی عبادت سے ہٹا کر صرف اللہ کی عبادت پر قائم کرنا ہے۔ ② کسی شخص کے اسلام میں واقعی داخل ہوجانے کا ثبوت تین چیزیں ہیں: توحید ورسالت کا اقرار کرنا' نماز باقاعدگی سے ادا کرنا اور اسلام کے مالی حق یعنی زکاۃ کی ادائیگی کرنا۔ ③ مذکورہ بالا آیات اور حدیث میں اسلام کے صرف تین ارکان کا ذکر کیا گیا ہے۔ (اقرار شہادتین' نماز اور زکاۃ) اس کی وجہ یہ ہے کہ شہادتین کے بغیر تو اسلام میں داخل ہونے کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ نماز ایسی اجتماعی عبادت ہے جو ہر مسلمان پر ہر حال میں ادا کرنا فرض ہے' اس لیے اسے اسلام اور کفر کے درمیان امتیازی علامت قرار دیا گیا ہے اور زکاۃ اگرچہ صرف مال داروں پر فرض ہے لیکن اسلامی حکومت دولت مندوں سے اس کی وصولی اور ناداروں میں اس کی تقسیم کا جس طرح اہتمام کرتی ہے' اس بنا پر یہ بھی مسلم اور غیر مسلم میں واضح امتیاز کا باعث بن جاتی ہے کیونکہ زکاۃ صرف مسلمانوں سے لی جاتی ہے اور مسلمانوں ہی میں تقسیم کی جاتی ہے۔ ④ اس حدیث میں دو ارکان (روزہ اور حج) کا ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ روزہ ایک پوشیدہ عبادت ہے اگر ایک شخص بغیر روزہ رکھے اپنے آپ کو روزے دار باور کرانا چاہے تو اس کے لیے ایسا کرنا ممکن ہے۔ اور حج اول تو سب مسلمانوں پر فرض ہی نہیں' دوسرے صاحب استطاعت افراد پر بھی زندگی میں ایک ہی بار فرض ہے۔ علاوہ ازیں جس قوم کے خلاف جنگ کی جارہی ہے وہ اگر روزہ رکھنے اور حج کرنے کا اقرار بھی کریں تو اس کے عملی اظہار کے لیے انھیں خاص مہینوں کا انتظار کرنا پڑے گا' لہٰذا جنگ کرنے یا نہ کرنے کا تعلق ایسے کاموں سے قائم کرنا حکمت کے منافی ہے۔ واللہ اعلم.

٧٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَهْرَامٍ ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «أُمِرْتُ أَنْ

٧٢- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں' اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔“

٧٢ـ[**صحيح متواتر**] وقال البوصيري : "هٰذا إسناد حسن" ، انظر الحديث السابق .

أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ».

٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الرَّازِيُّ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا نِزَارُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالاَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَيْسَ لَهُمَا فِي الإِسْلاَمِ نَصِيبٌ: أَهْلُ الْإِرْجَاءِ، وَأَهْلُ الْقَدَرِ».

۷۳-حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں' مرجئہ اور قدریہ۔''

نوٹ: یہ حدیث ضعیف ہے' تاہم مرجئہ اور قدریہ کی وضاحت حدیث نمبر:٦٢ کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ الْبُخَارِيُّ سَعِيدُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ مُجَاهِدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالاَ: الإِيمَانُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ.

۷۴-حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے' ان دونوں نے فرمایا: ایمان میں اضافہ اور کمی ہوتی ہے۔

٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ الْبُخَارِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ

۷۵-حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے۔

٧٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٩٤٨ عن يونس به، وضعفه البوصيري * نِزار تقدم، ح: ٦٢، وله شواهد ضعيفة عند الترمذي وغيره.

٧٤ـ [إسناده ضعيف جدًا] * عبدالوهاب "متروك، وقد كذبه الثوري" (تقريب)، ومفهوم الأثر صحيح، مروي بالتواتر عن ثقات أئمة المسلمين رحمهم الله.

٧٥ـ [إسناده ضعيف] * إسماعيل بن عياش كان يدلس (طبقات المدلسين/ المرتبة الثالثة) وعنعن،والحارث لم أجد من وثقه، وفيه علل أخرى.

حَرِيزِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنِ الحارِثِ، أَظُنُّهُ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: الإِيمَانُ يَزْدَادُ وَيَنْتَقِصُ.

فوائد ومسائل: ① یہ دونوں آثار اگرچہ سنداً ضعیف ہیں' اور مرفوعاً ثابت نہیں لیکن یہ بات سلف سے متواتر نقل ہوتی چلی آئی ہے اور مشہور ہے' اس لیے ایمان میں کمی بیشی' اہل سنت کے ہاں مسلم ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''صحیح بخاری'' میں ''کتاب الایمان'' کے پہلے باب میں اس کے ثبوت میں قرآن مجید کی متعدد آیات ذکر فرمائی ہیں اور اس کے بعد کئی ابواب میں ایسی احادیث ذکر فرمائی ہیں جن سے نیک اعمال کا اجزائے ایمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ جس چیز کے اجزا ہوں' ان میں سے اگر ایک یا چند جز مفقود ہوں تو وہ چیز ناقص ہو جاتی ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لیے فتح الباری کے متعلقہ ابواب کا مطالعہ مفید ہوگا۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي الْقَدَرِ (التحفة ١٠)

باب: ۱۰- تقدیر سے متعلق احکام ومسائل

٧٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ [الرَّقِّيُّ]: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، وَأَبُومُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ أَنَّهُ: «يُجْمَعُ خَلْقُ أَحَدِكُمْ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْماً، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللهُ إِلَيْهِ الْمَلَكَ، فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، فَيَقُولُ: اُكْتُبْ عَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَقِيٌّ

۷۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے حدیث سنائی وہ (خود بھی) سچے تھے' اور انھیں (اللہ کی طرف سے بھی) سچی خبر ملی۔ (آپ نے فرمایا:) ''انسان کا مادۂ تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن (قطرے کی صورت میں) جمع رہتا ہے' پھر اتنی ہی مدت کے لیے (جمے ہوئے خون کی) پھٹکی یا لوتھڑا بن جاتا ہے' پھر اتنا ہی عرصہ گوشت کا ٹکڑا بنا رہتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جسے چار باتوں (کے لکھنے) کا حکم دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کے اعمال' اس کی عمر اور اس کا رزق لکھ دے اور یہ بھی کہ وہ بدقسمت ہوگا یا خوش قسمت۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ

٧٦ـ أخرجه البخاري، القدر، ح: ٦٥٩٤ وغيره، ومسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي . . . الخ، ح: ٢٦٤٣ من حديث الأعمش به، وأخرجه مسلم أيضًا من حديث أبي معاوية ووكيع به.

أَمْ سَعِيدٌ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا. وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا».

میں میری جان ہے! ایک آدمی جنتیوں والے عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے' پھر اس پر (تقدیر کی) تحریر غالب آ جاتی ہے اور وہ جہنمیوں والا عمل کر کے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ (اسی طرح) ایک آدمی جہنمیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے حتی کہ وہ جہنم سے ایک ہاتھ دور رہ جاتا ہے' پھر اس پر (تقدیر کا) لکھا غالب آ جاتا ہے' چنانچہ وہ جنتیوں والا عمل کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ ابد تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے' اس کا علم پہلے سے اللہ کو ہے اور اس نے اسے لکھ رکھا ہے۔ اب جو کچھ ہوتا ہے وہ اس کے ازلی علم کے مطابق ہی ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ نے گناہ گار کو گناہ کرنے پر مجبور کیا ہے۔ انسان اللہ کی دی ہوئی طاقت ہی سے نیکی یا گناہ کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ اختیار چھین لیتا لیکن وہ ایسا نہیں کرتا' البتہ اسے پہلے سے معلوم ہے کہ فلاں بندہ اس اختیار کو صحیح طریقے سے استعمال کر کے اس کی خوشنودی حاصل کر لے گا اور فلاں بندہ اس اختیار کے غلط استعمال کی وجہ سے اللہ کو ناراض کر کے سزا کا مستحق ہو جائے گا۔ ② انسان کے نیک و بد اعمال' اس کی عمر' اس کا رزق اور اس کا جنتی یا جہنمی ہونا ایک خاص وقت پر اللہ کے بتانے سے فرشتوں کے علم میں آتا ہے اور وہ لکھ لیتے ہیں' اگرچہ یہ فیصلے ازل میں ہو چکے ہیں اور لوح محفوظ میں درج ہو چکے ہیں۔ ③ ماں کے پیٹ میں انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل ہیں۔ ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں تبدیلی بتدریج ہوتی ہے لیکن پہلے چالیس دن تک اس کی کیفیت مادۂ تولید سے قریب تر ہوتی ہے جبکہ دوسرے مرحلہ میں وہ دیکھنے میں خون سے زیادہ مشابہ محسوس ہوتا ہے۔ تیسرے مرحلے میں اعضاء بننے لگتے ہیں لیکن مجموعی طور پر وہ نرم گوشت کے ٹکڑے سے مشابہ نظر آتا ہے۔ ④ ہر انسان کی عمر مقرر ہے۔ اس سے پہلے فوت نہیں ہو سکتا' لہٰذا بندے کو جان کے خوف سے ایمان ترک نہیں کرنا چاہیے بلکہ ایمان کی حفاظت کے لیے جان قربان کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ⑤ ہر انسان کا رزق مقرر ہو چکا ہے جو اسے بہرحال ملنا ہے' بندے کی آزمائش اس چیز میں ہے کہ وہ اس کے حصول کے لیے کون سے ذرائع اختیار کرتا ہے۔ مقررہ رزق حلال طریقے سے بھی مل جائے گا اور جو چیز تقدیر میں نہیں وہ ناجائز ذرائع اختیار کرنے سے بھی نہیں ملے گی، اس لیے اللہ پر توکل کرتے ہوئے رزق حلال حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ⑥ کسی شخص کے بارے میں بالیقین جنتی یا جہنمی ہونے کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ یہ بات صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کون جنت میں جانے والا ہے اور کون جہنم کا ایندھن بننے والا ہے' البتہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنا ضروری ہے اور کسی نیک آدمی کے بارے میں اظہار خیال

کرتے ہوئے یہی کہنا چاہیے کہ ہمارے خیال میں وہ نیک آدمی تھا اور ہم اللہ کی رحمت سے امید رکھتے ہیں کہ وہ جنت میں جائے گا' البتہ جن افراد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یا اس کے نبی ﷺ نے بتادیا ہے' ان کے جنتی یا جہنمی ہونے کے بارے میں یقین رکھنا چاہیے' مثلاً: ابولہب اور اس کی بیوی کا جہنمی ہونا' جیسے سورۂ لہب میں مذکور ہے یا عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم کا جنتی ہونا وغیرہ۔ ⑦ کسی غیر مسلم یا گناہ گار کو تبلیغ کی جائے اور وہ قبول نہ کرے تو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اسے ہرگز ہدایت نہیں ملے گی کیونکہ اس کا علم صرف اللہ کو ہے ممکن ہے آخری وقت میں ہدایت نصیب ہوجائے' جیسے ایک یہودی لڑکے کو مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ نے اسلام لانے کو کہا' تو وہ اسلام لے آیا اور فوت ہوگیا۔ (صحیح البخاری' الجنائز' باب إذا أسلم الصبی فمات هل یُصلی علیه......' حدیث:۱۳۵۶) ⑧ مومن کو نیکیوں پر فخر نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ کا خوف رکھتے ہوئے استقامت کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی: ﴿فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ﴾ (یوسف: ۱۰۱) ''اے زمین اور آسمان کے بنانے والے! تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا دوست اور کارساز ہے' مجھے اسلام کی حالت میں فوت کرنا اور نیکوں میں شامل کر دینا۔''

٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاسِنَانٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ خَالِدٍ الْحِمْصِيِّ، عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ، قَالَ: وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنْ هٰذَا الْقَدَرِ، خَشِيتُ أَنْ يُفْسِدَ عَلَيَّ دِينِي وَأَمْرِي، فَأَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، فَقُلْتُ: أَبَاالْمُنْذِرِ! إِنَّهُ قَدْ وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنْ هٰذَا الْقَدَرِ فَخَشِيتُ عَلَى دِينِي وَأَمْرِي، فَحَدِّثْنِي مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ، لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ، فَقَالَ: لَوْ أَنَّ اللهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ، وَأَهْلَ أَرْضِهِ لَعَذَّبَهُمْ، وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ لَكَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوْ كَانَ لَكَ مِثْلُ

٧٧- ابن دیلمی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میرے دل میں تقدیر کے مسئلہ میں شبہ پیدا ہوا' جس سے مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں وہ میرا دین اور کام (معاملات) تباہ نہ کردے' چنانچہ میں حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا: ابومنذر! میرے دل میں تقدیر کے بارے میں شبہ پیدا ہوگیا ہے جس سے مجھے اپنے دین اور معاملات کے بارے میں (خرابی کا) خوف ہے۔ مجھے اس کے متعلق کچھ فرمائیے' شاید اس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ بخش دے۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ (تمام) آسمانوں والوں اور (تمام) زمین والوں کو عذاب دینا چاہے' تو دے سکتا ہے۔ یہ اس کا ان پر ظلم نہیں ہوگا۔ اور اگر ان پر رحمت کرے' تو اس کی رحمت ان کے اعمال

٧٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في القدر، ح: ٤٦٩٩ من حديث أبي سنان به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٨١٧.

جَبَلِ أُحُدٍ ذَهَباً ، أَوْ مِثْلُ جَبَلِ أُحُدٍ تُنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللهِ مَا قُبِلَ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ، فَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ ، وَأَنَّكَ إِنْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هٰذَا دَخَلْتَ النَّارَ ، وَلاَ عَلَيْكَ أَنْ تَأْتِيَ أَخِي ، عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَتَسْأَلَهُ ، فَأَتَيْتُ عَبْدَ اللهِ ، فَسَأَلْتُهُ فَذَكَرَ مِثْلَ مَا قَالَ أُبَيٌّ ، وقَالَ لِي : وَلاَ عَلَيْكَ أَنْ تَأْتِيَ حُذَيْفَةَ ، فَأَتَيْتُ حُذَيْفَةَ فَسَأَلْتُهُ ، فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالاَ ، وَقَالَ : ائْتِ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَاسْأَلْهُ ، فَأَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَسَأَلْتُهُ ، فَقَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «لَوْ أَنَّ اللهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمٰوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ لَعَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ لَكَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ ، وَلَوْ كَانَ لَكَ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَباً ، أَوْ مِثْلُ جَبَلِ أُحُدٍ ذَهَباً تُنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللهِ مَا قَبِلَهُ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ ، فَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ ، وَأَنَّكَ إِنْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هٰذَا دَخَلْتَ النَّارَ» .

سے بہتر ہوگی۔ اور اگر تیرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو یا اُحد پہاڑ جتنا مال ہو اور تو اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے، تو تیرا یہ عمل قبول نہیں ہوگا جب تک کہ تو تقدیر پر ایمان نہ لائے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے جو مصیبت تجھے پہنچی ہے وہ تجھ سے ٹلنے والی نہ تھی (اسے بہر حال آنا ہی تھا) اور جو مصیبت تجھے نہیں پہنچی، وہ تجھے پہنچنے والی نہ تھی اور (یہ جان لے کہ) اگر تیری موت اس عقیدے کے سوا کسی اور عقیدے پر ہوئی تو تُو جہنم میں داخل ہوگا۔ اور اگر تو میرے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر یہ مسئلہ پوچھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ ابن دیلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا، انھوں نے بھی وہی بات فرمائی جو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی۔ اور فرمایا: اگر تو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائے (اور مسئلہ دریافت کرے) تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا، انھوں نے وہی بات فرمائی جو دوسرے دونوں حضرات نے فرمائی تھی۔ اور فرمایا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان سے پوچھ لو۔ پھر میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے مسئلہ پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے آپ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ (تمام) آسمانوں والوں اور (سب) زمین والوں کو عذاب دینا چاہے تو دے سکتا ہے، یہ اس کا ان پر ظلم نہیں ہوگا اور اگر ان پر رحمت کرے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہوگی۔ اور اگر تیرے پاس اُحد جتنا سونا ہو یا اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو اور تو

اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو وہ تیرا یہ عمل قبول نہیں کرے گا حتی کہ تو ساری تقدیر پر ایمان لائے اور (یقین کے ساتھ) جان لے کہ جو مصیبت تجھے پہنچی ہے وہ تجھ سے ٹلنے والی نہ تھی اور جو مصیبت تجھے نہیں پہنچی وہ تجھے پہنچنے والی نہ تھی۔ اور (جان لے کہ) اگر تیری موت اس عقیدے کے سوا کسی اور عقیدے پر ہوئی تو تو جہنم میں داخل ہوگا۔"

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے مسئلہ تقدیر کی وضاحت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے اس لیے مخلوق کے بارے میں اس کا ہر فیصلہ حق ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾ (الأنبیاء: ۲۳) "وہ جو کچھ کرے اس سے اس کے متعلق سوال نہیں کیا جاسکتا اور ان (مخلوقات) سے سوال کیا جائے گا (اور ان کا مواخذہ ہوگا۔)" یعنی اللہ تعالیٰ کے کسی کام پر اعتراض کرنا درست نہیں کیونکہ اس کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ حکمت ہماری سمجھ میں بھی آئے یا ہمیں بتائی بھی جائے۔ ② جو مصیبت آنی ہے وہ بہر حال آ کر رہے گی خواہ انسان اس سے ڈرتے ہوئے نیکی کا راستہ چھوڑ کر غلط روی بھی اختیار کر لے۔ اور جو راحت اور نعمت قسمت میں ہے وہ بہر حال ملے گی اگرچہ اس سے پہلے مشکلات ومصائب ہی کیوں نہ آئیں اس لیے اللہ پر توکل کرتے ہوئے اس کی رحمت کی امید رکھنی چاہیے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (یوسف: ۸۷) "اللہ کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں جو کافر لوگ ہیں۔" ③ صحابۂ کرام پختہ اور گہرے علم کے حامل تھے جس کی وجہ سے ان کا ایمان بھی کامل اور قوی تھا۔ تقدیر جیسے بظاہر مشکل مسئلے میں بھی انھیں وہ یقین وعرفان حاصل تھا جس کی وجہ سے وہ اطمینان کی دولت سے مالا مال تھے اور اس بارے میں وہ شکوک وشبہات کا شکار نہیں تھے۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کا احترام کرتے اور ایک دوسرے کے علم کا اعتراف کرتے تھے۔ علمائے دین کا بھی ایک دوسرے کے بارے میں یہی رویہ ہونا چاہیے۔ ⑤ کسی مسئلے میں اطمینان قلب کے حصول کے لیے ایک سے زیادہ علمائے کرام سے مسئلہ پوچھا جاسکتا ہے۔ ⑥ صحابۂ کرام کے فتاویٰ قرآن وحدیث سے ماخوذ ہوتے تھے بلکہ اکثر اوقات وہ ارشاد نبوی ہی نقل کر دیتے تھے اگرچہ یہ صراحت نہ کریں کہ یہ ارشاد نبوی ہے۔ ⑦ محدثین کے ہاں یہ اصول ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ایسے اقوال جن کا تعلق اجتہاد سے نہیں ہوتا مرفوع کے حکم میں ہوتے ہیں مثلاً: اس مسئلے میں دیگر صحابۂ کرام نے تو حدیث کے مرفوع ہونے کی صراحت نہیں کی لیکن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے وضاحت فرمادی کہ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہیں۔ ⑧ تقدیر کا یہ مسئلہ ایمان کے بنیادی مسائل میں سے ہے اور تقدیر پر ایمان لائے

بغیر کسی انسان کا ایمان قابل اعتبار نہیں ہوتا، لہٰذا تقدیر کا انکار جہنم کی سزا کا باعث بن جاتا ہے۔

٧٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنَّا جُلُوساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَبِيَدِهِ عُودٌ، فَنَكَتَ فِي الأَرْضِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَلاَ نَتَّكِلُ؟ قَالَ: «لَا، اِعْمَلُوا وَلاَ تَتَّكِلُوا، فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ» ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ﴾. [الليل: ٥-١٠]

٧٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، آپ اس کے ساتھ زمین میں لکیریں لگانے لگے (جیسے کوئی شخص گہری سوچ میں ہو تو کرتا ہے)، پھر آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانا جنت یا جہنم میں لکھ دیا گیا ہے۔'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! پھر ہم (لکھے ہوئے پر) بھروسا نہ کرلیں؟ فرمایا: ''نہیں، عمل کرو (لکھے ہوئے پر) بھروسا نہ کرو، ہر کسی کے لیے وہ کام آسان ہوجاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: ﴿فَأَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى ○ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ○ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى ○﴾ ''جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور (اپنے رب سے) ڈرا۔ اور اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم بھی اسے آسان راستے کی سہولت دیں گے، لیکن جس نے بخل کیا اور بے پروائی کی اور اچھی بات کی تکذیب کی تو ہم بھی اس کو تنگی اور مشکل کے اسباب میسر کردیں گے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں تقدیر الٰہی کا ثبوت ہے۔ ② ہر انسان کے انجام کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور یوں جنت یا جہنم میں اس کا ٹھکانا مقرر ہے۔ ③ تقدیر علم الٰہی کا نام ہے، بندے کو مجبور کرنے کا نام نہیں۔ ④ جنت اور جہنم میں داخلے کا تعلق بندوں کے اعمال سے ہے۔ کسی کو معلوم نہیں کہ اس کی قسمت میں کیا ہے، اس لیے نیک اعمال کرنے کی کوشش کرنا اور گناہوں سے بچتے رہنا فرض ہے۔ ⑤ تقدیر پر ایمان کا مطلب یہ نہیں کہ انسان محنت اور

٧٨ـ أخرجه البخاري، التفسير، سورة: "والّيل إذا يغشٰى"، باب قوله: "وأما من بخل واستغنٰى"، ح: ٤٩٤٧ وغيره، ومسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي . . . الخ، ح: ٢٦٤٧ من حديث وكيع به، وله طرق عندهما.

کوشش ترک کردے بلکہ اسے چاہیے کہ اللہ کے احکام کی تعمیل میں پیش آنے والے خطرات سے خوف زدہ نہ ہو اور مشکلات میں گھر کر اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائے کیونکہ اگر قسمت میں کامیابی لکھی ہے تو وہ ان مشکلات و مصائب کے بعد مل کر رہے گی اور اگر نہیں تو محنت اور نیت کا ثواب تو ضرور ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی ضائع نہیں فرماتا۔ ⑥ جو جاہل لوگ فسق و فجور میں مشغول رہتے ہیں اور کہتے ہیں جو تقدیر میں ہے وہی ہوگا' یہ ان کی حماقت ہے بلکہ عمل سعادت وشقاوت کی علامت ہیں' جس کے عمل اچھے ہیں امید ہے کہ وہ سعید ہوگا اور جس کے برے ہیں' اندیشہ ہے کہ وہ شقی ہوگا۔ بہر حال ہر ایک کو اچھے اعمال میں رغبت کرنی چاہیے اور گناہ سے بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص پر چوری کی حد لگانے لگے' تو وہ کہنے لگا: ''تقدیر میں یوں ہی لکھا تھا' میرا کیا قصور ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''تقدیر کے مطابق ہی ہم تمھارا ہاتھ کاٹ رہے ہیں' اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔''

٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ. اِحْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، واسْتَعِنْ بِاللهِ وَلاَ تَعْجَزْ، فَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلاَ تَقُلْ: لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، وَلٰكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اللهُ، وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ «لَوْ» تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ».

٧٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''طاقت ور مومن کمزور مومن سے بہتر اور اللہ کو زیادہ پیارا ہے۔ اور ہر ایک میں خیر موجود ہے۔ جو چیز تجھے فائدہ دیتی ہے اس میں رغبت کر اور اللہ سے مدد مانگ۔ عاجز نہ بن۔ اگر تجھے کوئی مصیبت آ جائے تو یوں نہ کہہ: ''اگر میں اس طرح کرتا' تو یوں نہ ہوتا۔'' بلکہ یوں کہہ: ''اللہ نے یہی مقدر کیا تھا اور اللہ نے جو چاہا کیا۔'' کیونکہ (لفظ لَوْ) ''اگر'' سے شیطان کا کام شروع ہو جاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جسمانی' ذہنی اور مالی قوت اللہ کی ایک نعمت ہے' اس نعمت کو نیکی کے کاموں میں استعمال کرنا چاہیے۔ ② جو شخص کسی قسم کی قوت میں دوسروں سے کم تر ہے وہ بھی خیر سے محروم نہیں۔ ممکن ہے کہ ایک قوت کے لحاظ سے کم زور شخص' دوسری قوت کے لحاظ سے قوی ہو' لہٰذا اللہ تعالیٰ نے کسی کو جو صلاحیت بھی عنایت فرمائی ہو' اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا اور اسے نیکی کے حصول و فروغ اور برائی سے بچنے اور بچانے کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ ③ دنیوی فوائد کے حصول کی کوشش کرنا توکل کے منافی نہیں' البتہ اس کے لیے ناجائز ذرائع اختیار کرنا' یا دنیوی فوائد کی حرص کو

٧٩ـ أخرجه مسلم، القدر، باب الإيمان بالقدر والإذعان له، ح: ٢٦٦٤ عن ابن أبي شيبة به.

ذہن پر اس طرح سوار کر لینا کہ زیادہ توجہ ادھر ہی رہے، درست نہیں ہے۔ ④ شریعت میں یہ چیز مطلوب نہیں کہ کوئی شخص خود محنت کر کے کمانے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے بجائے دوسروں پر بوجھ بن کر بیٹھ جائے۔ اس رویہ کو توکل قرار دینا غلط ہے، البتہ جو شخص کسی واقعی عذر کی وجہ سے روزی نہیں کما سکتا، وہ معذور ہے اور مسلمان معاشرے کا فرض ہے کہ اس کی ضروریات پوری کرے۔ ⑤ کوئی کام کرنے سے پہلے غور وفکر کرنا چاہیے اور معاملے کے مختلف پہلوؤں پر غور اور مشورہ کر لینا چاہیے، لیکن اگر بعد میں کسی وجہ سے نتائج توقع کے خلاف نکلیں تو معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں اور سمجھ لیں کہ اس میں بھی اللہ کی کوئی حکمت ہوگی، اگر مگر کہنے سے تقدیر الٰہی کے انکار کا پہلو نکلتا ہے اور یہ شیطانی فعل ہے کہ آدمی کو خلاف توقع نتیجہ نکلنے پر حسرت دلواتا ہے اور تقدیر کا منکر بناتا ہے۔ ⑥ کسی کام کا نتیجہ خلاف توقع نکلنے کے بعد جب اس کی تلافی ممکن نہ ہو، تو منفی سوچوں میں گھر جانا، نہ صرف بے فائدہ بلکہ نقصان دہ ہے۔ بعد میں یہ کہنے کا کوئی فائدہ نہیں: ''کاش میں نے فلاں کام یوں کر لیا ہوتا، کاش میں فلاں کام اس طرح نہ کرتا۔'' البتہ اپنے کام کا تنقیدی جائزہ لینا درست ہے تاکہ جو غلطی ہوئی ہے، دوبارہ اس سے بچا جائے۔

٨٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَيَعْقُوبُ ابْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، سَمِعَ طَاوساً يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسٰى، فَقَالَ لَهُ مُوسٰى: يَا آدَمُ! أَنْتَ أَبُونَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ، فَقَالَ لَهُ آدَمُ: يَا مُوسٰى! اصْطَفَاكَ اللهُ بِكَلاَمِهِ وَخَطَّ لَكَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهِ، أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً؟ فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى، فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى، فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى» ثَلاَثاً.

٨٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبئ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی آپس میں بحث ہوگئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے آدم! آپ ہمارے والد ہیں، آپ نے ہمیں محرومی کا شکار کر دیا اور گناہ کا ارتکاب کر کے ہمیں جنت سے نکلوا دیا۔ آدم علیہ السلام نے انھیں فرمایا: اے موسیٰ! اللہ نے آپ کو شرف ہم کلامی کے لیے منتخب فرمایا اور آپ کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر تورات دی، کیا آپ مجھے اس بات پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ نے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے میری قسمت میں لکھ دی تھی؟ چنانچہ بحث میں آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے، آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔'' (تین مرتبہ آپ نے فرمایا۔)

٨٠- أخرجه البخاري، القدر، باب تحاج آدم وموسٰى عند الله، ح: ٦٦١٤، ومسلم، القدر، باب حجاج آدم وموسٰى صلى الله عليهما وسلم، ح: ٢٦٥٢ من حديث سفيان بن عيينة به.

فوائد ومسائل: ① حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی یہ ملاقات، ممکن ہے جنت میں ہوئی ہو، ممکن ہے عالم ارواح میں۔ واللہ اعلم. ② حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقصد حضرت آدم علیہ السلام کو یہ طعنہ دینا نہیں کہ انھوں نے غلطی کیوں کی کیونکہ وہ غلطی تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دی تھی۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى﴾ (طٰہٰ: ۱۲۲) ”پھر انھیں ان کے رب نے نوازا، ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان کی رہنمائی کی۔“ ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ کی وجہ سے تمام انسانوں کو دنیا کی مشکلات ومصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کے جواب میں وضاحت فرمادی کہ یہ مصائب تو پہلے ہی تقدیر میں لکھے جا چکے تھے اور ان کا فیصلہ بہت پہلے ہو چکا تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا: ”آدم علیہ السلام غالب آ گئے۔“ یہ تکرار تاکید کے لیے تھی تاکہ بخوبی علم ہو جائے کہ آدم علیہ السلام سے جو کچھ ہوا وہ تقدیر الٰہی اور مشیت الٰہی کا اجرا تھا۔

٨١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ: بِاللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْقَدَرِ».

۸۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا حتی کہ وہ چار چیزوں پر ایمان رکھے: اللہ پر جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس بات پر کہ میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں، موت کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے پر اور تقدیر پر۔“

فائدہ: اس حدیث میں ایمان کے بنیادی مسائل کا ذکر ہے، جن میں تقدیر پر ایمان بھی شامل ہے۔

٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: دُعِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۸۲- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو ایک انصاری لڑکے کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے بلایا گیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس (بچے) کو مبارک ہو، وہ تو جنت کی ایک چڑیا ہے، اس نے نہ کوئی گناہ کیا اور نہ گناہ

٨١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، القدر، باب ماجاء أن الإيمان بالقدر خيره وشره، ح: ٢١٤٥ من حديث شعبة عن منصور به، وذكر كلامًا، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وفيه علة قادحة * ربعي سمعه من رجل (من بني أسد) عن علي رضي الله عنه به، راجع مسند الطيالسي، ح: ١٠٦، وأبي يعلى، ح: ٣٧٦ وغيرهما، وهٰذا الرجل لم أعرفه، فالسند ضعيف، وللحديث شواهد عند ابن أبي عاصم في السنة، ح: ١٣٤ وغيره.

٨٢ـ أخرجه مسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة... الخ، ح: ٢٦٦٢ عن ابن أبي شيبة به.

إِلٰى جِنَازَةِ غُلَامٍ مِنَ الأَنْصَارِ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! طُوبٰى لِهٰذَا، عُصْفُورٌ مِنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ. قَالَ: «أَوَ غَيْرُ ذٰلِكَ يَا عَائِشَةُ؟ إِنَّ اللهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ أَهْلاً، خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلاَبِ آبَائِهِمْ، وَخَلَقَ لِلنَّارِ أَهْلاً، خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلاَبِ آبَائِهِمْ».

کی عمر کو پہنچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! یہ بات نہیں' اللہ تعالیٰ نے جنت کے لیے کچھ افراد پیدا کیے ہیں' انھیں اس کے لیے پیدا کیا جب کہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے اور جہنم کے لیے کچھ افراد پیدا کیے ہیں' انھیں اس کے لیے پیدا کیا ہے جب کہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت عائشہ ؓ نے جس یقین کے ساتھ اس لڑکے کو جنتی کہا آپ ﷺ کو پسند نہ آیا اور فرمایا کہ اس کا علم محض اللہ تعالیٰ کے پاس ہے' علامہ نووی ؒ نے کہا ہے کہ اہل علم کا اس امر پر اجماع ہے کہ مسلمانوں کے سب بچے جنتی ہیں' چنانچہ متعدد احادیث بھی اس فیصلے کی مؤید ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث شاید تب فرمائی ہو جب اس کا آپ کو علم نہ ہو اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے علم عنایت فرما دیا۔ ② اس روایت سے تقدیر کا ثبوت ملتا ہے۔

٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ ابْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ يُخَاصِمُونَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْقَدَرِ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾. [القمر: ٤٨، ٤٩]

٨٣- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قریش کے مشرک تقدیر کے مسئلہ میں بحث کرنے کے لیے نبی ﷺ کے پاس آئے' تو یہ آیت نازل ہوگئی: ﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ 'جس دن انھیں چہروں کے بل آگ میں گھسیٹا جائے گا (اور ان سے کہا جائے گا:) تم دوزخ کی آگ لگنے کا مزا چکھو۔ بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازے کے مطابق پیدا کی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس آیت اور حدیث سے بھی تقدیر کا ثبوت ملتا ہے۔ ② کفار کے لیے جہنم کا سخت عذاب مقدر ہے۔ ③ واضح اور قطعی مسئلے میں اختلاف اور بحث کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

٨٣ـ أخرجه مسلم، القدر، باب كل شيء بقدر، ح: ٢٦٥٦ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا يَحْيَـى بْنُ عُثْمَانَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَـى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ لَهَا شَيْئاً مِنَ الْقَدَرِ، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَكَلَّمَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقَدَرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيهِ لَمْ يُسْأَلْ عَنْهُ».

٨٤-حضرت عبداللہ بن ابی مُلیکہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تقدیر کے بارے میں کچھ کہا' تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص تقدیر کے بارے میں گفتگو کرے گا' اس سے قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال ہوگا اور جو شخص اس موضوع پر کلام نہیں کرے گا' اس سے قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔''

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَاهُ خَازِمُ ابْنُ يَحْيَـىٰ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَـى بْنُ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ابوالحسن القطان نے کہا: ہمیں خازم بن یحییٰ نے' انھیں عبدالملک بن سنان نے انھیں یحییٰ بن عثمان نے اسی (مالک بن اسماعیل) کی مثل روایت بیان کی۔

٨٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أَصْحَابِهِ وَهُمْ يَخْتَصِمُونَ فِي الْقَدَرِ، فَكَأَنَّمَا يُفْقَأُ فِي وَجْهِهِ حَبُّ الرُّمَّانِ مِنَ الْغَضَبِ، فَقَالَ: «بِهٰذَا أُمِرْتُمْ أَوْ لِهٰذَا خُلِقْتُمْ؟ تَضْرِبُونَ الْقُرْآنَ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، بِهٰذَا هَلَكَتِ الأُمَمُ قَبْلَكُمْ».

٨٥-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک روز رسول اللہ ﷺ باہر صحابہ کے پاس تشریف لائے تو وہ تقدیر کے بارے میں بحث کر رہے تھے۔ آپ کا چہرۂ مبارک غصے سے اس قدر سرخ ہوگیا' گویا اس پر انار کے دانے نچوڑ دیے گئے ہیں۔ (تب) نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے؟ یا کیا تمھیں اس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے؟ تم قرآن کی آیات کو ایک دوسری سے ٹکرا رہے ہو۔ تم سے پہلی امتیں اسی وجہ سے تباہ ہوئی تھیں۔''

٨٤ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الآجري في الشريعة (ص: ٢١٤ علٰى تصحيف في السند، باب ترك البحث والتنفير ... الخ) من حديث يحيٰى به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لاتفاقهم علٰى ضعف يحيى بن عثمان"، وشيخه لين الحديث (تقريب).

٨٥ـ **[إسناده حسن]** أخرجه أحمد: ١٧٨/٢، عن أبي معاوية به، وقال البوصيري في الزوائد: "هٰذا إسناد صحيح، رجاله ثقات".

قَالَ : فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو : مَا غَبَطْتُ نَفْسِي بِمَجْلِسٍ تَخَلَّفْتُ فِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا غَبَطْتُ نَفْسِي بِذٰلِكَ الْمَجْلِسِ وَتَخَلُّفِي عَنْهُ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی کسی مجلس سے غیر حاضر رہنے پر خوشی نہیں ہوئی جس طرح اس مجلس میں موجود نہ ہونے پر خوشی ہوئی۔

فوائد و مسائل: ① تقدیر اسرار الٰہی میں سے ایک سرّ (راز) ہے' اس پر مجمل ایمان لانا کافی ہے' اسی طرح دوسرے غیبی امور کے بارے میں بھی جس قدر بتا دیا گیا' اسے مان لینا کافی ہے اور جس چیز کی وضاحت نہیں کی گئی' اس کی تفصیل معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ ② قرآن و حدیث کی نصوص کی وضاحت اس انداز سے کرنی چاہیے کہ ان میں ٹکراؤ پیدا نہ ہو' ورنہ امت میں اختلاف و افتراق پیدا ہوتا ہے اور قرآن و حدیث پر ایمان میں فرق آنے کا اندیشہ ہے۔ ③ قرآن و حدیث کے مطالعے کا اصل مقصد اخلاق و عمل کی اصلاح ہے۔ اگر کوئی شخص محض زور خطابت کے اظہار کے لیے یا اپنے علم و فضل کا رعب جمانے کے لیے پیچیدہ مسائل میں مشغول ہوتا ہے' تو یہ اصل مقصد کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہے۔ ④ نصیحت کرتے ہوئے موقع محل کی مناسبت سے بعض اوقات غصے کا اظہار بھی کیا جا سکتا ہے' خصوصاً جب کہ نصیحت کرنے والا قابل احترام شخصیت کا حامل ہو اور سامعین پر اس کے غصے کا منفی اثر پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ ⑤ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اس مجلس میں موجود نہیں تھے۔ کسی دوسرے صحابی نے انھیں یہ واقعہ سنایا، تاہم محدثین کے اصول کے مطابق یہ حدیث ''صحیح'' ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ سے حدیث براہ راست سننے والے صحابی کا نام نہ بھی لیا جائے لیکن اس سے سن کر روایت کرنے والا بھی صحابی ہو تو ایسی حدیث بالاتفاق صحیح ہوتی ہے کیونکہ تمام صحابہ ''عادل'' (قابل قبول اور قابل اعتماد) ہیں۔ ⑥ صحابی کو اس مجلس سے غیر حاضری پر اس لیے خوشی ہوئی کہ حاضرین پر نبی کریم ﷺ نے خفگی کا اظہار فرمایا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو اگر نیکی کی توفیق مل جائے یا وہ کسی گناہ سے بچ جائے تو اس پر خوشی کا اظہار کرنا فخر و ریا میں شامل نہیں بلکہ نیکی کی محبت اور گناہ سے نفرت کی علامت ہے جو ایمان کا ایک حصہ ہے۔

٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي حَيَّةَ، أَبُو جَنَابٍ الْكَلْبِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ

٨٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''بیماری ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی' بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں' نہ الو کوئی چیز ہے۔'' ایک اعرابی اٹھ کر آپ کے قریب آیا اور کہا: اے

٨٦ـ [حديث صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤، ٢٥ عن وكيع به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٩/ ٣٩، ٤٠ * يحي ابن أبي حية ضعفوه لكثرة تدليسه، وأبوه مجهول (تقريب)، وسيأتي هٰذا الحديث مكررًا: ٣٥٤٠، وللحديث شواهد عند البخاري، الطب، باب لا هامة، ح: ٥٧٧٠ وغيره.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ وَلاَ هَامَةَ». فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ الْبَعِيرَ يَكُونُ بِهِ الْجَرَبُ فَيُجْرِبُ الْإِبِلَ كُلَّهَا؟ قَالَ: «ذٰلِكُمُ الْقَدَرُ، فَمَنْ أَجْرَبَ الأَوَّلَ؟».

اللہ کے رسول! دیکھیے نا' ایک اونٹ کو خارش کی بیماری ہوتی ہے' وہ تمام اونٹوں کو خارش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ''یہ تقدیر ہے' پہلے اونٹ کو خارش کس سے لگی؟''

فوائد ومسائل: ① عام طور پر تصور کیا جاتا ہے کہ اگر کسی بیمار کے پاس کوئی تندرست آدمی اٹھتا بیٹھتا ہے یا اس کے ساتھ کھاتا پیتا ہے یا اس کا لباس استعمال کرتا ہے تو اسے بھی وہی بیماری لگ جاتی ہے جو مریض کو تھی۔ عرف عام میں ایسی بیماریوں کو متعدی بیماریاں کہا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بیماری اس طرح ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی' البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ جس وجہ سے پہلے آدمی کے جسم میں مرض پیدا ہوا ہے' وہی وجہ کسی اور شخص میں بھی پائی جائے اور وہ بھی بیمار ہو جائے۔ جدید طب میں جراثیم کا نظریہ بہت مقبول ہے لیکن یہ جراثیم بھی بحکم الٰہی اثر انداز ہوتے ہیں' گویا دوسرے مریض کے بیمار ہونے کی اصل وجہ حکم باری تعالیٰ ہے نہ کہ مریض کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ اس کے علاوہ ہومیو پیتھک نظریۂ علاج جراثیم کو امراض کا سبب ہی تسلیم نہیں کرتا' اس لیے اس نظریے کے مطابق بھی مرض کا ایک شخص سے دوسرے کو منتقل ہونا ایک غلط تصور ہے۔ ② عرب لوگ پرندوں اور جنگلی جانوروں کے گزرنے سے شگون لیتے تھے۔ کوئی شخص کوئی کام کرنا چاہتا تو کسی بیٹھے ہوئے پرندے یا ہرن وغیرہ کو پتھر مار کر بھگاتا' اگر وہ دائیں جانب جاتا تو سمجھا جاتا کہ کام صحیح ہو جائے گا' اگر بائیں طرف جاتا تو سمجھا جاتا کہ کامیابی نہیں ہوگی۔ اس طرح کے کام محض توہم پرستی کا مظہر ہیں' جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ آج کل بھی اس طرح کے توہمات پائے جاتے ہیں' مثلاً: کسی لنگڑے یا یک چشم انسان سے ملاقات ہو جائے تو اسے نحوست کا باعث قرار دینا۔ کالی بلی راستہ کاٹ جائے تو سمجھنا کہ کام نہیں ہوگا یا کسی خاص عدد (مثلاً تیرہ کا عدد) یا کسی خاص دن (مثلاً منگل) یا کسی خاص مہینہ (مثلاً ماہ صفر یا شوال) کو نامبارک قرار دینا بھی اسی میں شامل ہے۔ کوئی نقش بنا کر اس کے خانوں میں انگلی رکھنا یا اس قسم کے فال ناموں سے قسمت معلوم کرنے کی کوشش کرنا سب ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ ③ مشرکین عرب میں ایک غلط تصور یہ بھی پایا جاتا تھا کہ اگر مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی روح اُلّو کی شکل اختیار کر کے بھٹکتی اور چیختی پھرتی ہے اور انتقام کا مطالبہ کرتی ہے۔ اس غلط تصور کی وجہ سے ان لوگوں میں نسل در نسل انتقام اور قتل و غارت کا سلسلہ جاری رہتا تھا' حالانکہ اس کی کوئی حقیقت نہیں تھی' اسی طرح اُلّو کو منحوس تصور کرنا غلط ہے۔ وہ بھی دوسری مخلوقات کی طرح اللہ کی ایک مخلوق ہے جس کا انسانوں کی قسمت سے کوئی تعلق نہیں۔

٨٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

٨٧- جناب شعبی ؒ سے روایت ہے' انھوں نے

٨٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح:١٣٥ من حديث عبدالأعلى به، وقال

يَحْيَى بْنُ عِيسَى الْجَرَّارُ، عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى ابْنِ أَبِي الْمُسَاوِرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ الْكُوفَةَ، أَتَيْنَاهُ فِي نَفَرٍ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْكُوفَةِ، فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: «يَا عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ! أَسْلِمْ تَسْلَمْ» قُلْتُ: وَمَا الإِسْلَامُ؟ فَقَالَ: «تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، وَتُؤْمِنُ بِالأَقْدَارِ كُلِّهَا، خَيْرِهَا وَشَرِّهَا، حُلْوِهَا وَمُرِّهَا».

کہا: جب حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تو کوفہ کے چند فقہاء کی معیت میں ہم بھی حاضر خدمت ہوئے، ہم نے ان سے عرض کیا: آپ نے جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے، ہمیں بھی سنائیے۔ انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”عدی بن حاتم! اسلام قبول کر لے سلامت رہے گا۔“ میں نے کہا: اسلام کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں اور تو ہر قسم کی، اچھی بری، شیریں و تلخ تقدیر پر ایمان لائے۔“

٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ غُنَيْمِ ابْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الْقَلْبِ مَثَلُ الرِّيشَةِ، تُقَلِّبُهَا الرِّيَاحُ بِفَلَاةٍ».

٨٨- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دل کی مثال ایک پر کی سی ہے جسے ہوائیں چٹیل میدان میں الٹاتی پلٹاتی رہتی ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① پرندے کا اکھڑا ہوا ایک پر بہت ہلکی چیز ہوتا ہے جسے معمولی ہوا بھی سیدھے سے الٹا اور الٹے سے سیدھا کر سکتی ہے۔ اگر وہ کسی کھلے میدان میں ہو تو ظاہر ہے ہوا اس پر زیادہ اثر انداز ہوگی کیونکہ وہاں ہوا کے اثر کو کم کرنے والی کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ اور وہ بڑی تیزی سے الٹ پلٹ ہوتا ادھر سے ادھر اور یہاں سے وہاں اڑتا پھرے گا، انسان کے دل کی بھی یہی حالت ہے۔ اس پر مختلف جذبات و احساسات تیزی سے اثر انداز ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ کبھی نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے کبھی گناہ کی طرف، کبھی اس میں محبت کے لطیف جذبات موج زن ہوتے ہیں کبھی نفرت کی آندھی چڑھ آتی ہے۔ دل کی اس کیفیت سے فائدہ اٹھا کر شیطان اسے گناہوں میں ملوث

البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، لاتفاقهم علٰى ضعف عبدالأعلى".

٨٨- [حديث صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٢٢٨ عن ابن نمير وغيره به * الرقاشي تابعه الجريري عند أحمد: ٤/ ٤١٩، وله شاهد صحيح عند أحمد: ٤/ ٤٠٨.

کر دیتا ہے لہٰذا کسی کو نیکی کی راہ پر گامزن دیکھ کر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ضرور جنت میں جائے گا اور نہ کسی کو گناہوں میں غرق دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ لازماً جہنمی ہے' اس لیے نیکی کی توفیق ملے تو اللہ سے استقامت کی دعا کرنی چاہیے اور گناہ ہو جائے تو اشک ندامت کا نذرانہ لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو جانا چاہیے' ایسا نہ ہو کہ گناہوں کی آندھی اسے رحمت سے بہت دور لے جائے۔ ② چونکہ دل کی کیفیات کسی بھی لمحے تبدیل ہو سکتی ہیں' اس لیے انسان اپنے انجام کے بارے میں مطمئن نہیں ہو سکتا۔ ضروری ہے کہ ایمان پر وفات کی دعا کی جائے اور ہر قدم پر اللہ تعالیٰ سے ہدایت و رہنمائی کی درخواست کی جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا کرتے تھے: [يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى طَاعَتِكَ] (مسند احمد: ۴۱۸/۲) ''اے دلوں کو پھیرنے والے! میرا دل اپنی اطاعت و فرمانبرداری پر ثابت رکھ۔''

۸۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي يَعْلَى، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِي جَارِيَةً، أَعْزِلُ عَنْهَا؟ قَالَ: «سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَهَا» فَأَتَاهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ: قَدْ حَمَلَتِ الْجَارِيَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا قُدِّرَ لِنَفْسٍ [شَيْءٌ] إِلاَّ هِيَ كَائِنَةٌ».

۸۹- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری ایک لونڈی ہے' کیا میں اس سے عزل کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''جو اس کی قسمت میں ہے وہ اسے مل ہی جائے گا۔'' بعد میں وہ صحابی دوبارہ حاضر ہوا اور کہا: لونڈی امید سے ہو گئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ کسی کی قسمت میں ہوتا ہے' وہ ہو کے رہتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① تدبیر کے باوجود تقدیر غالب آ جاتی ہے لیکن یہ چیز تدبیر کے استعمال میں رکاوٹ نہیں۔ انسان کو اپنی کوشش کرنی چاہیے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے۔ ② عزل کا مطلب یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی یا لونڈی سے مجامعت میں مشغول ہو' جب محسوس کرے کہ انزال قریب ہے تو پیچھے ہٹ جائے تاکہ انزال باہر ہو اور حمل قرار نہ پائے۔ یہ گویا اس دور کا ''خاندانی منصوبہ بندی'' کا طریقہ تھا۔ ③ لونڈی سے عزل جائز ہے کیونکہ اس کا امید سے ہونا' مالک کی خدمت میں رکاوٹ کا باعث ہوتا ہے اور لونڈی رکھنے کا بڑا مقصد گھر کا کام کاج اور مالک کی خدمت ہے' البتہ آزاد عورت (بیوی) سے عزل کرنا اس کی اجازت سے مشروط ہے۔

۸۹ـ [حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۱۳، ۳۸۸ من حديث الأعمش به، وصححه البوصيري، وله شاهد حسن عند أحمد وغيره، وحسنه الهيثمي في المجمع: ٤/ ٢٩٦.

٩٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسٰى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ، وَلاَ يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِخَطِيئَةٍ يَعْمَلُهَا».

٩٠-حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف نیکی ہی عمر میں اضافے کا باعث ہوتی ہے اور تقدیر کو محض دعا ہی ٹالتی ہے' بلاشبہ انسان کو بعض اوقات ایک گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک حسن درجے کی ہے جو عندالمحدثین قابل حجت ہوتی ہے' البتہ اس حدیث کا آخری حصہ [وإنّ الرّجل......] انسان اپنے برے عمل کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے' کسی معتبر سند سے ثابت نہیں بلکہ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ موضوع ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' حديث:١٥٤' و الضعيفة' حديث:١٧٩) ② نیکی کا ثواب جس طرح آخرت میں بلندیٔ درجات اور ابدی نعمتوں کا باعث ہوتا ہے' اسی طرح نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی نعمت' عزت اور مزید نیکی کی توفیق سے نوازتا ہے' اسی طرح برے عمل کی سزا دنیا اور آخرت دونوں میں ملتی ہے' اِلاّ یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے۔ ③ عمر میں اضافے کے مختلف مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ (ا) یعنی عمر میں برکت ہوتی ہے اور وہ اچھے کاموں میں صرف ہوتی اور ضائع ہونے سے بچ جاتی ہے۔ (ب) نیکیوں کی توفیق ملتی ہے جس کی وجہ سے مرنے کے بعد بھی ثواب پہنچتا رہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا﴾ (الكهف:٤٦) ''باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے اچھی ہیں۔'' (ج) فرشتوں کو یا ملک الموت کو اس کی جو عمر معلوم تھی' اس میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ فرشتوں کے لحاظ سے اضافہ ہے' اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم تھا کہ یہ شخص فلاں نیکی کرے گا جس کے انعام کے طور پر اس کی عمر میں اس قدر اضافہ کر دیا جائے گا۔ ④ تقدیر بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ جس مصیبت سے انسان ڈرتا ہے' دعا کی برکت سے رک جاتی ہے۔ اور آئی ہوئی مصیبت رفع ہو جاتی ہے۔ جس طرح حضرت یونس علیہ السلام کو دعا کی وجہ سے مچھلی کے پیٹ سے نجات مل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَوْ لَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ (الصّٰفّٰت: ١٤٣' ١٤٤) ''اگر وہ (اللہ کی) پاکیزگی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہو جاتے' تو لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک اس (مچھلی) کے پیٹ ہی میں رہتے۔'' یہاں بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تبدیلی فرشتوں کے علم کے مطابق تبدیلی ہے'

٩٠ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي في الكبرٰى (تحفة الأشراف: ٢/ ١٣٣، مختصرًا)، وأحمد: ٥/ ٢٧٧، ٢٨٢ عن وكيع به، وحسنه العراقي، ولبعض الحديث شاهد حسن عند الترمذي، ح: ٢١٣٩، وسيأتي هٰذا الحديث مكررًا، ح: ٤٠٢٢.

اللہ کے علم میں تبدیلی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم تھا کہ فلاں شخص دعا کرے گا' پھر اس کی مشکل حل ہو جائے گی۔

⑤ اس میں دعا کی ترغیب پائی جاتی ہے' اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دعا بھی جائز اسباب میں سے ہے جسے اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں بلکہ عین توکل ہے۔

٩١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَفَّافُ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! الْعَمَلُ فِيمَا جَفَّ بِهِ الْقَلَمُ وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ أَمْ فِي أَمْرٍ مُسْتَقْبَلٍ؟ قَالَ: «بَلْ فِيمَا جَفَّ بِهِ الْقَلَمُ وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ، وَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ».

٩١- حضرت سُراقہ بن جُعشُم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا عمل ان امور میں شامل ہے جنھیں لکھ کر قلم خشک ہو گیا اور اس کے بارے میں تقدیر کا فیصلہ ہو چکا یا اس کا تعلق آئندہ (فیصلہ ہونے والے معاملات) سے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بلکہ وہ ان امور میں شامل ہے جن کو لکھ کر قلم خشک ہو گیا اور اس کا اندازہ ہو چکا اور ہر ایک کے لیے وہ کام آسان ہو جاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا۔''

فائدہ: انسان کے نیک اور بد ہونے کا تعلق بھی تقدیر سے ہے لیکن بندے کو اس کا علم نہیں۔ وہ شریعت کے مطابق عمل کرنے کا مکلف ہے۔ مزید وضاحت کے لیے حدیث ٧٦ کے فوائد ملاحظہ فرمائیے۔

٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مَجُوسَ هٰذِهِ الأُمَّةِ الْمُكَذِّبُونَ بِأَقْدَارِ اللهِ، إِنْ مَرِضُوا فَلاَ تَعُودُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلاَ تَشْهَدُوهُمْ، وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلاَ تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ».

٩٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کے مجوسی وہ ہیں جو اللہ کی تقدیر کا انکار کرتے ہیں' اگر وہ بیمار ہو جائیں' تو ان کی عیادت نہ کرو' اگر مر جائیں' تو ان کے جنازے میں نہ جاؤ اور اگر ان سے ملاقات ہو' تو انھیں سلام نہ کہو۔''

٩١ـ [صحيح] وقال البوصيري: "مجاهد لم يسمع من سراقة"، وله شاهد عند مسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي . . . الخ، ح: ٢٦٤٨، وبه صح الحديث.

٩٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٣٢٨ عن ابن المصفّى به، وضعفه البوصيري * ابن جريج وشيخه عنعنا، ولبعض الحديث طرق أخرى.

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے' تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ نے شواہد کی بنیاد پر اسی روایت کو آخری جملے [وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلا......] کے بغیر حسن کہا ہے۔ دیکھیے: (تخریج احادیث المشکوۃ' حدیث: ۱۰۷' و ظلال الجنة فی تخریج السنة' حدیث: ۳۲۸) ② منکرین تقدیر کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف خیر کا خالق ہے' شر کا خالق انسان ہے۔ اس طرح انھوں نے گویا ہر انسان کو خالق مان لیا۔ مجوسی دو خداؤں کے قائل ہیں ایک خیر کا خالق (یزدان) اور ایک برائی کا خالق (اہرمن۔) اس طرح یہ دونوں (منکرین تقدیر اور مجوس) شر کا خالق اللہ تعالیٰ کے بجائے کسی اور کو مانتے ہیں جب کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور بدی' خیر اور شر دونوں کا خالق ہے' اور بندہ ان اعمال کا فاعل اور مرتکب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بندے کو نیکی اور بدی کرنے کی طاقت بخشی ہے اور اسے دونوں میں سے کوئی ایک راستہ منتخب کرنے کا اختیار دیا ہے۔ کوئی فرد نفس امّارہ اور شیطان کے دھوکے میں آ کر غلط راہ منتخب کر لیتا ہے اور اللہ کو ناراض کر کے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ کوئی اللہ کی توفیق سے سیدھی راہ پر چلتا اور اللہ کو راضی کر کے اس کے انعامات کا مستحق بن جاتا ہے۔

(المعجم ۱۱) - بَابٌ: فِي فَضَائِلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ۱۱)

باب: ۱۱- رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے فضائل ومناقب

* صحابی کی تعریف: لغت میں صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے شخص کی صحبت ومعیت اختیار کرتا ہے' خواہ مختصر مدت ہی کے لیے ہو۔ محدثین کرام کے نزدیک ہر وہ مسلمان شخص صحابی ہے' جس نے نبیٔ اکرم ﷺ سے کوئی فرمان نقل کیا یا نبیٔ کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اصطلاح میں صحابی کی جامع مانع تعریف یہ ہے: [مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَيَاتِهِ مُسْلِمًا وَّمَاتَ عَلَى إِسْلَامِهِ] "صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں نبیٔ کریم ﷺ کی زیارت آپ کی حیات مبارکہ میں کی اور پھر ایمان پر اس کی وفات ہوئی۔" اس تعریف کی رو سے مندرجہ ذیل اوصاف کے حامل اشخاص صحابہ میں شمار نہ ہوں گے۔ (ا) وہ شخص جس نے آپ کی زیارت آپ کی وفات کے بعد اور دفن سے پہلے کی' جیسے عرب کا مشہور شاعر ابوذویب خویلد بن خالد ہذلی ہے کیونکہ اس نے آپ کی زیارت آپ کی وفات کے بعد اور دفن سے پہلے کی تھی۔ (ب) جس شخص نے حالت کفر میں آپ سے ملاقات کی اور آپ کی وفات کے بعد اسلام لایا' جیسے شاہ روم کا سفیر تنوخی ہے۔ (ج) وہ شخص جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا اور پھر حالت کفر ہی میں مر گیا' جیسے ابن خَطَل' عبیداللہ بن جحش اور ربیعہ بن امیہ بن خلف وغیرہ۔ (د) جو شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا' پھر اس نے اسلام قبول کر لیا اور مسلمان ہی فوت ہوا تو ایسے شخص کے صحابی ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ صحیح ترین بات یہی ہے کہ وہ صحابی ہے۔ چاہے وہ نبیٔ اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں دوبارہ مسلمان ہو گیا' جیسے عبداللہ بن ابی سرح ہیں یا آپ کی وفات کے بعد دوبارہ اسلام لایا ہو' جیسے اشعث بن قیس ہیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دوبارہ مسلمان ہوئے۔ (مقدمة الإصابة' ص: ۱۶۱)

✸ **جنات کا حکم:** نبیٔ کریم ﷺ انس وجن، سب کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا﴾ (الفرقان:۱) ''بہت بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تا کہ وہ تمام جہان والوں کے لیے ڈرانے والا بن جائے۔'' اسی طرح جب نبیٔ کریم ﷺ نے جنوں کو دعوت اسلام دی تو مسلمان ہونے والے جنوں نے اس کا اظہار اس طرح سے کیا: ﴿وَاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ○ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ○ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ (الجن:۱۳، ۱۴، ۱۵) ''ہم تو ہدایت کی بات سنتے ہی اس پر ایمان لا چکے اور جو بھی اپنے رب پر ایمان لائے گا اسے کسی نقصان کا اندیشہ ہے نہ ظلم کا۔ ہاں ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض بے انصاف ہیں۔ چنانچہ جو فرمانبردار ہو گئے انھوں نے تو راہ راست کا قصد کیا، اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔'' صحیح مسلم میں نبیٔ کریم ﷺ کا فرمان ہے: [فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَّ مَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ] (صحیح مسلم، المساجد و مواضع الصلاة، باب المساجد و مواضع الصلاة، حديث:۵۲۳) ''مجھے انبیائے کرام ؊ پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے: مجھے جامع کلمات عطا ہوئے، دشمنوں پر رعب طاری کر کے میری نصرت کی گئی ہے، غنیمتیں میرے لیے حلال کر دی گئی ہیں، پوری زمین میرے لیے باعث پاکیزگی اور سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے، مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنایا گیا ہے اور میرے ساتھ نبیوں کے سلسلے کو ختم کر دیا گیا ہے۔''

✸ **صحابی کی معرفت کے طریقے:** اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا انتہائی عظیم اور بلند مقام و مرتبہ رکھا ہے، اسی لیے آپ کی صحبت اختیار کرنے والی پاکباز ہستیوں کو بھی بڑا اعلیٰ اور ذی شان مقام ملا۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی بے ایمان، صحابہ کے اس مقام و مرتبے اور مسلمانوں کے دلوں میں صحابہ کی عظیم محبت کو دیکھ کر للچا جائے اور مصطفیٰ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے بغیر ہی صحابی ہونے کا دعویٰ کر دے تا کہ مسلمانوں کے نزدیک باعزت مقام پا لے جیسا کہ رتن ہندی نامی بدبخت نے یہ دعویٰ کیا تھا حالانکہ وہ ساتویں صدی ہجری میں پیدا ہوا تھا۔ امام ذہبی ؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: رتن ہندی ایک دجال و کذاب شخص ہے جو ساتویں صدی ہجری میں ظاہر ہوا اور اس نے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا، حالانکہ صحابۂ کرام ؓ جھوٹ نہیں بولتے جب کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے معاملے میں کتنا جرأت مند ہے (کس دلیری سے جھوٹ بول رہا ہے،) لہٰذا کسی شخص کے صحابی ہونے یا نہ ہونے کی معرفت حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔ علمائے کرام نے اس کے لیے چند درج ذیل قواعد بنائے ہیں:

① **التواتر:** یعنی کسی شخص کے صحابی ہونے کی خبر لوگوں کی اتنی بڑی تعداد سے منقول ہو کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا محال ہو، مثلاً: حضرات ابوبکر، عمر، عثمان، علی ؓ وغیرہ کا صحابی ہونا۔

② **شہرت:** کوئی شخص صحابی مشہور و معروف ہو لیکن یہ خبر تواتر کی حد تک نہ پہنچے، مثلاً: حضرت ضمام بن ثعلبہ اور عکاشہ بن

محصن رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

③ صحابی کسی دوسرے شخص کے بارے میں خبر دے کہ وہ صحابی ہے، جیسے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت حُمَمَہ بن ابو حُمَیَہ دوسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دی کہ وہ صحابیٔ رسول ہیں۔

④ تابعی کسی کے صحابی ہونے کی خبر دے جبکہ تابعی عادل اور ایماندار ہو۔

⑤ کوئی شخص اپنے بارے میں نبیٔ کریم ﷺ کی زندگی میں خبر دے کہ وہ صحابی ہے کیونکہ نبیٔ کریم ﷺ کی وفات کے بعد یہ دعویٰ قبول نہ ہوگا کہ اس نے نبیٔ کریم ﷺ کو دیکھا ہے یا آپ سے کوئی فرمان سنا ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ صحیح بخاری میں نبیٔ کریم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے کہ آپ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا: ''آج زمین میں جو بھی زندہ ہے وہ سو سال بعد ختم ہو چکا ہوگا۔'' (صحیح البخاری، العلم، باب السمر فی العلم، حدیث:۱۱۶) اس حدیث سے علماء نے فیصلہ کیا ہے کہ اس مدت کے گزرنے کے بعد کسی کے صحابی ہونے کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

✱ **صحابۂ کرام کا مقام ومرتبہ:** اللہ رب العزت نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو نبیٔ آخر الزماں بنا کر مبعوث فرمایا تو انھیں تا قیامت باقی رہنے والی شریعت مطہرہ سے سرفراز فرمایا۔ اس شریعت کے احکام، قواعد وضوابط اور سنہری تعلیمات کو نبی الرحمت ﷺ سے لے کر امت تک پہنچانے کے لیے ایسی پاکباز، امین وصادق اور عالی ہمت شخصیات کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جنھیں صحابۂ رسول کہتے ہیں۔ تمام علماء کے نزدیک تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم انتہائی ایماندار، دیانتدار اور شرف ومنزلت کے لحاظ سے نہایت بلند ہیں کیونکہ ان کی امانت ودیانت اور پاکبازی کی شہادت خود اللہ عزوجل اور رسول مقبول ﷺ نے دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا، وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ، وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ، وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (حشر:۸،۹) ''(فے کا مال) ان مہاجر فقراء کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال دیے گئے ہیں، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ راست باز ہیں۔ اور (ان کے لیے) جنھوں نے اس گھر (مدینہ) میں اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنا لی ہے اور اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انھیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو۔ اور (بات یہ ہے کہ) جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب ہے۔'' نیز ان کامیاب ہونے والوں کے متعلق فرمایا کہ یہ لوگ اللہ سے اور اللہ ان سے راضی ہو چکا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ، وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ، وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَداً ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (التوبة:١٠٠) ''اور جو مہاجرین وانصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

لیکن صد افسوس کہ چند بدنصیب ان پاکباز وامانتدار ہستیوں کے خلاف اپنی زبان وقلم استعمال کر کے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرتے ہیں۔ ان عظیم شخصیات پر انگلیاں اٹھا کر خود اپنی ذات کو تار تار کر رہے ہیں۔ کوئی اپنی زبان دراز کرتا ہے تو کہتا ہے کہ فلاں صحابیٔ رسول غیر فقیہ ہے' اس لیے اس کی روایت قابل قبول نہیں تو کوئی کہتا ہے کہ فلاں صحابیٔ رسول کی روایت اس لیے قبول نہیں کیونکہ یہ ہمارے موقف کے خلاف ہے اور اس طرح اپنی مطلب براری کے لیے فرمان نبوی اور ان فرامین کو امت تک پہنچانے والی عظیم ہستیوں پر کیچڑ اچھال کر خود کو تباہ وبرباد ہونے والوں کی صف میں شامل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق بن جاتے ہیں: ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾ (التوبة:٣٢) ''وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ انکاری ہے مگر اسی بات کا کہ اپنا نور پورا کرے گا گو کافر ناخوش رہیں۔'' خود کو محب رسول کہنے کے دعویدار' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن وتشنیع کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے یہ ارشادات عالیہ بھول جاتے یا صحابہ دشمنی میں اندھے ہو جاتے ہیں کہ انھیں یہ فرامین دکھائی نہیں دیتے۔ نبیٔ کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے بارے میں فرمایا: [لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ' فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ] (صحيح البخاري' فضائل اصحاب النبي ﷺ' حديث:٣٦٧٣) ''میرے صحابہ کو گالیاں مت دینا' اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کرے تو وہ صحابہ کے خرچ کیے ہوئے ایک مد یا نصف مد کے (اجر وثواب کے) برابر نہیں ہو سکتا۔'' صحابۂ کرام پر طعن وتشنیع کے تیر چلانے والے اور حب رسول کے دعویدار' حدیث رسول کے اس آئینے سے اپنا چہرہ بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: [خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْقَرْنُ الَّذِيْ بُعِثْتُ فِيْهِمْ' ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ' ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ] (صحيح مسلم' فضائل الصحابة' حديث:٢٥٣٥) ''میری اس امت کا بہترین گروہ وہ ہے جن لوگوں میں میں مبعوث ہوا ہوں' پھر جو ان کے بعد ہیں' پھر جو ان کے بعد ہیں (وہ بہترین ہیں۔'') اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد جو بھی آئے گا وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام ومرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا' خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم' فاضل' فقیہ اور محدث ہو۔ وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم حدیث کو پہنچ سکتا ہے نہ فہم قرآن کو' ان کے حفظ واتقان کو پہنچ سکتا ہے نہ ان کی امانت ودیانت کو۔ واللہ اعلم۔

* اہل علم کا صحابۂ کرام کو خراج تحسین: (ا) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ عدول (امانتدار اور دیانتدار) ہیں۔ خواہ وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی جھگڑوں میں شریک ہوا ہو یا نہ۔ (ب) امام ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب آپ کسی ایسے شخص کو دیکھیں جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتا ہے تو خوب جان لو کہ وہ

زندیق ہے کیونکہ اللہ کا رسول حق ہے، قرآن مجید حق ہے، شریعت محمدی حق ہے اور یہ ساری چیزیں ہم تک صحابہ رضی اللہ عنہم نے پہنچائی ہیں۔ زندیق لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری ان ہستیوں کو مجروح کر دیں تاکہ کتاب وسنت کے احکام کو رد کرسکیں اس لیے یہ جرح کرنے والے خود مجروح ہیں۔ (مقدمة الإصابة، ص: ۲۲) (ج) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! صحابیٔ رسول کا نبی ﷺ کے ساتھ ایک معرکے میں شریک ہونا جس میں اس کے چہرے پر غبار پڑے تم میں سے کسی کی عمر بھر کی نیکیوں سے افضل ہے، خواہ اسے حضرت نوح علیہ السلام جتنی عمر ہی کیوں نہ ملی ہو۔'' (مسند احمد: ۱/۱۸۷) (د) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس شخص نے سنت نبوی کی پیروی کی اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں اپنی زبان کو سلامت رکھا، پھر اسی حالت میں اس کی موت آئی تو وہ قیامت والے دن انبیائے کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا اگرچہ اس کے اعمال کم ہی ہوں۔ (ایقاظ الهمة لاتباع نبی الامة، ص: ۷۶)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی، پھر علی رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد عشرۂ مبشرہ کے باقی چھ افراد حضرت طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، عبدالرحمان بن عوف اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس تقسیم کے باوجود تمام صحابہ کا احترام اور تعظیم برابر ہے، کسی ایک کی محبت میں دوسرے صحابیٔ رسول پر طعن کرنا ہرگز درست نہیں ہے بلکہ ہر کسی کا ادب و احترام لازم ہے۔

* صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے کتاب وسنت کے عظیم ذخیرہ کو حفظ کرنے کے اسباب: (ا) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت اُمی (اَن پڑھ) تھی۔ لکھنے پڑھنے کا رواج عام تھا ان کی زندگی میں اس کی زیادہ ضرورت تھی، اس لیے کہ وہ ہر چیز کو اپنے حافظے میں محفوظ کرنے کے عادی تھے، لہٰذا انھوں نے اسی منفرد طریقے سے کتاب وسنت کے وسیع و عریض ذخیرے کو محفوظ کر کے امت تک منتقل کر دیا، اگرچہ چند صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کتاب اللہ اور سنت رسول کو لکھتے بھی تھے اور بعد کے ادوار میں اس کا باقاعدہ اہتمام بھی کیا گیا تاکہ یہ عظیم ذخیرہ ہر طرح سے محفوظ ومامون ہو جائے۔

(ب) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی قوت حافظہ اور ذہانت وفطانت ضرب المثل تھی۔ تاریخ کے اوراق ان کے حافظے اور ذہانت کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔ ان میں سے کتنے ہی ایسے ہیں جنھوں نے طویل وعریض کلام کو ایک ہی بار سنا اور اسے لفظ بلفظ حفظ کر لیا۔ ان کے سینوں میں واقعاتِ ماضی کی تفصیلات اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ بالکل محفوظ تھیں۔ ان کی اسی صفت نے قرآن وسنت کے محفوظ کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

(ج) سادہ طرز زندگی: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عیش وعشرت کی زندگی کے خواہاں تھے، نہ مال ودولت کی حرص ان کو دن رات کاروبار میں مشغول رہنے پر مجبور کرتی تھی، بلکہ انتہائی سادہ زندگی اور معاشرت نے ان کو قرآن وسنت کی حفاظت کے لیے وافر وقت مہیا کیا اور وہ اس سعادت عظمیٰ سے مشرف ہو گئے۔

(د) اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سچی محبت نے چشم فلک کو وہ مناظر دکھائے ہیں کہ نہ اس نے اس سے قبل دیکھے ہوں گے نہ کبھی بعد میں دیکھنے کو ملیں گے۔ اس سچی محبت نے محبوب کی ہر ہر ادا کو انتہائی

محبت وعقیدت کے ساتھ محفوظ کر کے آئندہ نسلوں تک پہنچا دیا۔

(ھ) **قرآن وسنت کی فصاحت وبلاغت:** عرب لوگ اپنے شعراء کا نفیس کلام بڑے ذوق وشوق سے سنا کرتے تھے اور اسے بڑی عقیدت سے یاد کرتے تھے۔ لیکن جب قرآن کی فصاحت وبلاغت نے تمام فصحائے عرب کو چیلنج کیا اور انھیں شکست فاش دی' تو صحابہ کی قرآن وسنت کے ساتھ محبت وعقیدت کئی گنا بڑھ گئی اور وہ دن رات قرآن اور حدیث کو یاد کرنے میں لگ گئے۔

(و) **ترغیب وترہیب:** قرآن اور حدیث میں بہت سے ایسے فرامین ہیں جن میں قرآن وسنت کو حفظ کرنے والوں کے لیے اجر عظیم کی خوش خبری سنائی گئی ہے جبکہ اعراض کرنے والے کو دردناک سزا سے ڈرایا گیا ہے۔ جیسے: ﴿كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا آيَاتِهِ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (ص:۲۹) ''یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں اور عقل منداس سے نصیحت حاصل کریں۔'' اور جیسے فرمان الٰہی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ (البقرۃ:۱۵۹' ۱۶۰) ''جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں' ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے' مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور بیان کر دیں تو میں ان کی توبہ قبول کر لیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہوں۔'' نیز رسول کریم ﷺ نے فرمایا: [خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهٗ] (صحیح البخاری' فضائل القرآن' حدیث:۵۰۲۷) ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھتا ہے اور اسے دوسروں کو سکھاتا ہے۔''

(ز) کلامُ اللہ اور کلامِ رسول کی بے شمار نصوص اسلامی واقعات وحوادثات کے متعلق ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان واقعات کی تفصیلات اور ان کے بارے میں شرعی فیصلوں کو یاد رکھا جس سے یہ نصوص ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئیں، جیسے جنگ بدر واُحد وغیرہ کے متعلق آیات واحادیث ہیں یا جبرائیل علیہ السلام کی لمبی حدیث ہے جس میں اسلام وایمان کے ارکان کا بیان اور قرب قیامت کی بعض علامات کا ذکر ہے۔

(ح) **رسول اللہ ﷺ کی سنہری تعلیم وتربیت:** نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کی تعلیم وتربیت میں ایسا احسن انداز اختیار فرمایا کہ قرآن وسنت کی تعلیمات صحابہ کے اذہان میں نقش ہوتی گئیں۔ آپ واقعات اور مثالوں سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سمجھاتے اور کبھی سوال وجواب کی نشست سے ان کی تربیت فرماتے۔ اگر کسی صحابی کو غلطی کرتے ہوئے دیکھتے تو ایسے پیارے انداز سے تصحیح فرماتے کہ وہ تصحیح ان کے ذہنوں میں نقش ہو جاتی۔

(ی) **کتاب وسنت کے مطابق سیرت وکردار:** قرآن وسنت کو محفوظ کرنے میں ایک اہم سبب یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی سیرت کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھال لیا۔ ان کا طرز عمل یہ رہا کہ جس چیز کو اللہ اور اس

کے رسول حرام قرار دیتے' اسے ترک کر دیتے اور جسے حلال قرار دیتے اسے اپنا لیتے۔ اس طرح عمل سے علم راسخ ہوتا گیا اور آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ ہوتا گیا۔

✵ **صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں علمائے اسلام کی تالیفات:** صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تفصیلی حالاتِ زندگی جاننے کے لیے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے:

عربی کتب	مصنف	عربی کتب	مصنف
✮ الاصابة فی تمییز الصحابة	حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ	✮ طبقات ابن سعد	ابن سعد رحمہ اللہ
✮ الاستیعاب	حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ	✮ البداية و النهاية	حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
✮ اُسُد الغابة	حافظ ابن اثیر رحمہ اللہ	✮ سیر اعلام النبلاء	حافظ ذہبی رحمہ اللہ

اُردو کتب	مصنف	اُردو کتب	مصنف
① حیات صحابہ کے درخشاں پہلو	مولانا محمود احمد غضنفر	⑤ سیر الصحابیات	مولانا سعید انصاری
② جرنیل صحابہ	؍	⑥ حیاۃ الصحابۃ	مولانا محمد یوسف کاندھلوی
③ حکمران صحابہ	؍	⑦ سیر الصحابہ و اسوۂ صحابہ	رفقائے دار المصنفین
④ شمع رسالت کے تیس پروانے۔ اور دیگر تالیفات	طالب ہاشمی	⑧ حیاۃ الصحابۃ	مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی

✵ **صحابہ رضی اللہ عنہم کے درجات ومراتب:** علمائے کرام نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اسلام میں سبقت کے لحاظ سے درجہ بندی کی ہے۔ سب سے بہترین درجہ بندی امام حاکم رحمہ اللہ نے کی ہے جو درج ذیل ہے: (۱) پہلے درجے میں وہ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں جو مکہ مکرمہ میں اوائل اسلام میں مشرف بہ اسلام ہوئے، جیسے حضرت ابوبکر' علی' عثمان اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہم۔ (۲) دار الندوہ میں کفار کے مسلمانوں کے بارے میں صلاح ومشورے سے پہلے مسلمان ہونے والے صحابہ۔ (۳) ہجرت حبشہ کی سعادت پانے والے۔ (۴) پہلی بیعت عقبہ کے شرکاء صحابۂ کرام۔ (۵) دوسری بیعت عقبہ میں شامل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم۔ (۶) وہ مہاجر صحابہ جو نبیٔ اکرم ﷺ کو مدینہ منورہ داخل ہونے سے قبل قباء بستی میں آ کر ملے۔ (۷) جنگ بدر میں شرکت کرنے والے صحابۂ عظام۔ (۸) وہ صحابہ جو جنگ بدر اور صلح حدیبیہ کے درمیانی عرصہ میں ہجرت کر کے مدینہ پہنچے۔ (۹) حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان کے شرکاء۔ (۱۰) صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں ہجرت کرنے والے صحابہ۔ (۱۱) فتح مکہ کے دن اسلام قبول کرنے والے صحابہ۔ (۱۲) وہ ننھے منے

صحابہ جنھوں نے فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے دن رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔

✷ سب سے پہلا صحابی اور سب سے آخر میں وفات پانے والا صحابی: سب سے پہلے آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر الصدیق، عورتوں میں حضرت خدیجہ، بچوں میں حضرت علی، غلاموں میں حضرت بلال اور آزاد ہونے والے غلاموں میں حضرت زید رضی اللہ عنہم اسلام لائے۔ سب سے آخر میں حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ ۱۱۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان سے پہلے ۹۹ ہجری میں حضرت محمود بن ربیع فوت ہوئے۔ مختلف شہروں کے لحاظ سے آخر میں فوت ہونے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نام درج ذیل ہیں:

(1	حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ	۸۸ ہجری	مدینہ منورہ
(2	حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ	۱۱۰ ہجری	مکہ مکرمہ
(3	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۹۳ ہجری	بصرہ
(4	حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ	۸۶ ہجری	کوفہ
(5	حضرت عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ	۸۸ ہجری	شام
(6	حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ	۸۶ ہجری	مصر
(7	حضرت ہرماس بن زیاد باہلی رضی اللہ عنہ	۱۰۲ ہجری	یمامہ
(8	حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ	۶۶ ہجری	افریقہ
(9	حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ	۷۳ ہجری	خراسان
(10	حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ	۷۰ ہجری	اصبہان
(11	حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ	۵۷ ہجری	سمرقند
(12	(سب سے آخری بدری انصاری صحابی) حضرت ابواسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ	۶۰ ہجری	---
(13	(جبکہ آخری بدری مہاجر صحابی) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (عشرۂ مبشرہ صحابہ میں بھی سب سے آخر میں فوت ہونے والے ہیں)	۵۶ ہجری	---
(14	ازواج مطہرات میں سب سے آخر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں	۶۳ ہجری	---

✱ عبادلہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم: محدثین اور فقہائے کرام اپنی کتب میں ایک اصطلاح ''عبادلہ صحابہ'' استعمال کرتے ہیں۔ یہ عبداللہ کی جمع ہے۔ اس سے مندرجہ ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہوتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عبداللہ بن زبیر' حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم۔ جب یہ چار صحابۂ کرام کسی بات پر اتفاق کر لیں تو علماء کہتے ہیں یہ ''عبادلہ'' کا فرمان ہے اور یہ عبادلہ میں سے فلاں فلاں کی رائے ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجموعی تعداد کے بارے میں کوئی حتمی رائے نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ دنیا کے مختلف گوشوں میں دعوت وارشاد اور قتال وجہاد کے لیے تشریف لے گئے تھے' اس لیے ان کی مجموعی تعداد کتنی ہے کوئی اندازہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم.

✱ کثیر الروایہ صحابۂ کرام: تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ارشادات نبویہ کو امت تک پہنچانے میں کوئی کمی وکوتاہی نہیں کی' البتہ کچھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایسے تھے جنھوں نے تمام کاروبارِ زندگی ترک کر کے ارشادات نبوی سننے' انھیں یاد کرنے اور امت محمدیہ تک پہنچانے کے لیے خود کو وقف کر رکھا تھا' اس لیے ایسے صحابۂ کرام کے روایت کردہ فرامین نبویہ دوسرے صحابہ کی نسبت زیادہ ہیں۔ حفاظ کے اس قافلے کے سالار صحابہ رضی اللہ عنہم یہ ہیں:

صحابی کا نام	روایات	صحابی کا نام	روایات
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	5364	حِبر الأمة حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	1660
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	2630	حضرت جابر رضی اللہ عنہ	1540
حضرت انس رضی اللہ عنہ	2286	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ	1170
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	2210	--	--

✱ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے مشہور مفتیان کے نام یہ ہیں: ① حضرت ابوہریرہ ② حضرت عمر فاروق ③ حضرت علی ④ حضرت ابن مسعود ⑤ حضرت ابن عمر ⑥ حضرت ابن عباس ⑦ حضرت زید بن ثابت ⑧ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم۔ امام ابن حزم نے ان صحابہ کے علاوہ ۱۴۰ مفتیان کرام ذکر فرمائے ہیں لیکن ان کے فتاوٰی کی تعداد کم ہے۔ (دیکھیے: مقدمة الاصابة فی تمییز الصحابة: ۷-۹۰)

✱ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی چند دلچسپ معلومات: ۞ اسلام اور کفر کے پہلے معرکے بدر کے موقع پر مکہ ومدینہ کے ہر گھر میں حق وباطل کی کشمکش تھی اگر کسی گھر میں باپ مومن تھا' تو بیٹا مشرک' اگر ماں کافر تھی' تو اولاد مسلمان ہو چکی تھی لیکن حق وباطل کے اس معرکے میں حضرت معن کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ انھوں نے اس معرکے میں مسلمانوں کی طرف سے اپنے باپ حضرت یزید اور دادے حضرت اخنس کے ساتھ شرکت کی۔

۞ اس جنگ کا ایک انوکھا واقعہ یہ ہے کہ اس میں سات مسلمان بھائیوں نے بھی شرکت کی۔ ان کے نام حضرت

معاذ‘ معوذ‘ ایاس‘ خالد‘ عاقل‘ عامر اور عوف ہیں۔ (عفراء بنت عبید‘ الإصابة فی تمییز الصحابة: ۸/۲۴۰)

- ان سب سے دلچسپ واقعہ حضرت ام ابان بنت عتبہ کا ہے کہ ان کے دو بھائی ابوحذیفہ اور مصعب اور ایک چچا معمر مسلمانوں کی طرف سے شریک ہوئے جبکہ دو بھائی ولید اور ابوعزیز اور ایک چچا شیبہ کافروں کی طرف سے لڑے۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ خوش بختی ہے کہ ان کا خاندان چوتھی نسل تک صحابہ میں شامل ہے، یعنی ان کے والد محترم ابوقحافہ‘ آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن اور پوتے محمد۔
- صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے اسماء میں یہ دلچسپ انکشاف ہے کہ صحابہ اور تابعین میں ''عبدالرحیم'' نامی کوئی ہستی موجود نہیں۔
- صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلے بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کی۔
- سب سے پہلے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور جس صحابی نے مسجد بنائی وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہیں۔ (الطبقات لابن سعد: ۳/۲۳۴)
- اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے سب سے پہلے تیراندازی حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے کی۔
- جنگ بدر میں سب سے پہلے شہید صحابی حضرت مہجع ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۷/۲۵۱‘ حدیث: ۳۵۷۷۲)

(۱/۱۱) فَضْلُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ]

(۱/۱۱)-حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

✱ **پیدائش اور نام ونسب:** آپ نبیٔ اکرم ﷺ سے ڈھائی سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا مبارک نام ونسب یہ ہے: عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی التیمی‘ ابوبکر بن ابوقحافہ‘ خلیفۂ رسول ﷺ۔ آپ کا نسب چھٹی پشت میں نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ مل جاتا ہے۔ آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ ''بکر'' عربی زبان میں جوان اونٹ کو کہتے ہیں۔ آپ کی اس کنیت کی وجہ تسمیہ میں مندرجہ ذیل آراء پائی جاتی ہیں: (ا) چونکہ آپ اونٹوں کے ساتھ خاص محبت وانس رکھتے تھے اور ان کی دیکھ بھال میں خاص مہارت و شغف رکھتے تھے‘ اس لیے آپ کو ابوبکر (اونٹوں کا باپ یا اونٹوں سے محبت وشفقت رکھنے والا) کہا جانے لگا۔ (ب) جب کہ بعض علماء نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے‘ اس لیے آپ کو ابوبکر کہا جانے لگا۔ (ج) علامہ زمخشری کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نیک اعمال اور پاکیزہ فضائل میں پیش پیش ہوتے تھے‘ لہٰذا لوگوں نے آپ کو ابوبکر کہنا شروع کردیا، یعنی نیکیوں میں سبقت لے جانے والا۔

✱ **لقب:** آپ کا لقب عتیق ہے۔ ایک روز نبیٔ اکرم ﷺ تشریف فرما تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے انھیں دیکھ کر فرمایا: [أَنْتَ عَتِيقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ] ''آپ کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد فرمادیا

ہے۔''اسی دن سے آپ کا لقب [عتیق] ''آگ سے آزاد کردہ'' پڑ گیا۔(جامع الترمذی' حدیث:۳۶۷۹)
جب کہ نبیٔ کریم ﷺ کی وفات کے بعد مسلمانوں نے آپ کو خلیفۂ رسول کا لقب دیا۔حضرت ابوبکر الصدیق اپنی قوم کے معزز اور بلند مرتبہ فرد تھے۔علم الأنساب کے ماہر اور ایک کامیاب تاجر تھے۔تجارت کے ساتھ ساتھ انتہائی کامیاب مبلغ دین بھی تھے۔ابتدائے اسلام میں آپ کی دعوت سے عشرۂ مبشرہ میں سے درج ذیل کبار صحابہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔حضرت عثمان' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم۔

جب آپ نے اسلام قبول کیا تو اس وقت آپ کے پاس چالیس ہزار دینار یا درہم تھے۔آپ نے یہ ساری رقم اسلام کی خدمت میں خرچ کر دی۔خصوصاً مسلمان ہونے والے غلاموں کو آزاد کرنے کا اہتمام کیا۔آپ نے حضرت بلال' عامر بن فہیرہ' زنیرہ نہدیہ اور اس کی بیٹی' بنی مومل کی لونڈی اور ام عمیس رضی اللہ عنہم کو فی سبیل اللہ آزاد کروایا۔
نبیٔ کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ نے مسلمانوں کی قیادت کی۔آپ کی مدت خلافت تقریباً دو سال تین ماہ اور دس دن ہے۔اس طرح آپ تریسٹھ برس کی عمر میں ۲۲ جمادی الاخریٰ میں فوت ہوگئے۔رضی اللّٰہ عنہ و ارضاہ.

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے چار شادیاں کیں۔آپ کی ازواج اور اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے:

- قتیلہ بنت عبدالعزیٰ: آپ کی یہ بیوی مسلمان نہ ہوئی تو آپ نے اسے طلاق دے دی۔حضرت عبداللہ بن ابی بکر اور حضرت اسماء ذات النطاقین رضی اللہ عنہما انہی کے بطن سے تھے۔
- حضرت ام رومان: یہ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہوئیں۔ان کے بطن سے حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔
- حضرت اسماء بنت عمیس: یہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی زوجۂ محترمہ تھیں۔حضرت جعفر کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے ان سے نکاح کرلیا۔محمد بن ابوبکر انہی کے بطن سے ہیں۔
- حضرت حبیبہ بنت خارجہ: آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مؤاخاتی بھائی حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ کی لخت جگر ہیں۔ آپ کے بطن سے حضرت ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

✱ حلیہ مبارک: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گورے چٹے' دبلے پتلے اور موزوں قامت تھے۔آپ کی پیشانی بلند' ستا ہوا چہرہ' گھنگریالے بال اور صاحب وجاہت وعظمت تھے۔آپ فطرتاً کم گو' سنجیدہ اور باوقار تھے۔

✱ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین: آپ کی وفات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان جذبات کا اظہار کیا:''اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔اللہ کی قسم ساری امت میں آپ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔آپ سب سے بڑھ کر مخلص' اللہ سے خوف کھانے والے اور رسول اللہ ﷺ کے معتمد علیہ تھے۔آپ نے سب سے بڑھ کر اسلام کو نفع پہنچایا۔رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ صحبت آپ کو ملی' اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔آپ نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا جب لوگوں نے آپ کو تکالیف دیں۔واللہ! آپ

اسلام کا مضبوط قلعہ تھے اور کفار کو ذلیل وخوار کرنے والے تھے۔ آپ کی حجت میں غلطی ہوئی نہ آپ کی بصیرت میں ضعف آیا۔ آپ نے شاندار خلافت کی اور شریعت کی ایسی پاسبانی کی جو کسی نبی کے خلیفہ کے نصیب میں نہیں آئی۔ آپ بلانزاع وتفرقہ خلیفۂ برحق تھے اور آپ ایسے ہی تھے جیسے رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا تھا: کمزور بدن، قوی ایمان، منکسر مزاج اور اللہ کے ہاں آپ عالی مرتبت تھے۔ زمین پر بزرگ اور مومنوں میں افضل تھے۔ آپ نے باطل کو اکھاڑ کر پھینک دیا اور اسلام اور مسلمانوں کو مضبوط بنایا۔ واللہ! رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی وفات سے بڑھ کر مسلمانوں پر کبھی کوئی مصیبت نہیں پڑے گی۔''

٩٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلاَ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خَلِيلٍ مِنْ خُلَّتِهِ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيلاً لاَتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلاً، إِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللهِ» قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي نَفْسَهُ.

۹۳- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میں ہر دوست کی دوستی سے مستغنی ہوں۔ اگر میں کسی (انسان) کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن تمھارا ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔'' حدیث کے راوی وکیع رحمہ اللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ساتھی سے خود کو مراد لیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① [خلیل] کا لفظ [خلت] سے ماخوذ ہے۔ یہ محبت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے جس میں شراکت ممکن نہیں۔ اس سے کم درجے کی محبت ایک سے زیادہ افراد سے ممکن ہے، اس لیے نبی ﷺ نے محبت کا لفظ تو دوسروں کے لیے بھی فرمایا ہے، لیکن خلت کا اطلاق کسی اور پر نہیں حتی کہ سب سے افضل اور نبی ﷺ کے سب سے مقرب صحابی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی یہ مقام نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت محمد ﷺ کو حاصل ہوا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدِ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا، کَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا] (صحیح مسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المساجد على القبور... الخ، حدیث:۵۳۲) ''اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا ہے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔'' ② اس حدیث سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت ظاہر ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں محبت کے اعلیٰ ترین درجے کے قابل قرار دیا۔

٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

۹۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ

٩٣ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ح: ٢٣٨٣ من حديث وكيع وغيره به.

٩٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨١١٠ عن أبي معاوية به، وصححه ابن حبان، وله شواهد ◀◀

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ : حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ، مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ» قَالَ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! هَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ: يَارَسُولَ اللهِ!

ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کبھی کسی مال سے اس قدر فائدہ حاصل نہیں ہوا' جس قدر ابوبکر کے مال سے مجھے فائدہ حاصل ہوا ہے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) آبدیدہ ہو گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بھی اور میرا مال بھی آپ ہی کے لیے تو ہے۔

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف کہا ہے' تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ نے مجموعی طرق کو سامنے رکھتے ہوئے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' حدیث:۲۷۱۸) ② اللہ کا قرب نیک اعمال سے حاصل ہوتا ہے۔ جس قدر نیکیاں زیادہ ہوں گی اسی قدر مقام بھی بلند ہو گا، ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان بعد کے لوگوں سے زیادہ اعلیٰ اور اکمل تھا' اس لیے ان کے اعمال میں خلوص بھی زیادہ تھا' چنانچہ ان کے بظاہر معمولی اعمال بھی بعد والوں کے بظاہر عظیم اعمال سے افضل شمار ہوئے۔ خصوصاً جن حالات میں ان حضرات نے مالی قربانیاں دیں بعد کے مسلمانوں کو وہ حالات پیش نہیں آئے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَاتَسُبُّوا اَصْحَابِیْ' فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ] (صحیح البخاری' فضائل أصحاب النبی ﷺ' باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا' حدیث:۳۶۷۳) ''میرے صحابہ کو برا نہ کہو' تم میں سے کوئی اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے' تو کسی صحابی کے ایک مُد بلکہ آدھے مُد (کے ثواب) تک نہیں پہنچ سکتا۔'' ④ اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلوص اور نبی اکرم ﷺ سے ان کی محبت بھی ظاہر ہے کہ اپنے اعمال پر فخر نہیں کیا' بلکہ اپنے مال کو نبئ کریم علیہ السلام ہی کا مال قرار دیا، جیسے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان مے کنی

منت ازو شناس کہ بخدمت گذاشتت

''احسان نہ جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کر رہا ہے' بلکہ اس کا احسان سمجھ کہ اس نے تجھے اپنی خدمت میں رکھ چھوڑا ہے۔'' ⑤ امام' قائد یا لیڈر کو چاہیے کہ اپنے ساتھیوں کی خدمات کو اہمیت دے اور ان کا اعتراف کرے تاکہ دوسروں کو بھی دین کی خدمت کا شوق پیدا ہو اور وہ ان حضرات کا کماحقہ احترام بھی کریں' اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش بھی کریں۔ ⑥ جس شخص کے متعلق یہ خیال ہو کہ اس کی تعریف سے اس کے دل میں تکبر اور فخر کے جذبات پیدا نہیں ہوں گے' کسی حکمت کے پیش نظر اس کی موجودگی میں بھی اس کی تعریف کی جا سکتی ہے۔ عام حالات میں کسی کے

◆ ضعيفة عند الترمذي، ح: ٣٦٦١، والحميدي، ح: ٢٥١ وغيرهما.

کے سامنے اس کی تعریف کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ⑥ اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا صرف ایک پہلو (انفاق فی سبیل اللہ) ذکر کیا گیا ہے، جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے اور بھی بہت سے پہلو ہیں جو مختلف احادیث میں مذکور ہیں۔

٩٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ، إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، لاَ تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ! مَا دَامَا حَيَّيْنِ».

٩٥- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر اور عمر تمام پہلے پچھلے ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہیں، نبیوں اور رسولوں کے علاوہ۔ اے علی! جب تک وہ دونوں زندہ ہیں، انہیں یہ بات نہ بتانا۔“

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے، وہ اس روایت کی تحقیق میں رقم طراز ہیں کہ اس روایت کے بعض الفاظ کی تائید میں کچھ طرق حسن درجے کے بھی ہیں، علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحیحة، حدیث: ٨٢٤) لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ ② ادھیڑ عمر جنتیوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس عمر میں فوت ہوئے، ورنہ جنت میں عمروں کا فرق نہیں ہوگا، بلکہ سب لوگ ہمیشہ کی جوانی سے لطف اندوز ہوں گے۔ ③ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غیر نبی خواہ کتنے بلند مرتبہ پر پہنچ جائے، نبی کے برابر یا اس سے افضل نہیں ہوسکتا۔ ④ اس میں صراحت ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ہیں، یعنی امت محمدیہ اور سابقہ امتوں کے تمام مومنوں سے افضل ہیں۔ ⑤ اس میں اشارہ ہے کہ یہ حضرات نبی اکرم ﷺ کے بعد خلافت کے مستحق ہیں۔ چونکہ جنت میں اہل جنت کے سردار ہوں گے، تو دنیا میں بھی انہی کو مومنوں کا سردار ہونا چاہیے۔ ⑥ نبی ﷺ نے شیخین رضی اللہ عنہما کو براہ راست یہ خبر نہیں دی تا کہ دل میں فخر نہ آ جائے کیونکہ غیر نبی معصوم نہیں ہوتا۔

٩٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو

٩٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٩٥- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب أبوبكر وعمر سيدا . . . الخ، ح: ٣٦٦٦ من حديث الشعبي به * الحارث ضعيف عند الجمهور، ولبعض الحديث طرق حسنة عند عبدالله بن أحمد في زوائد المسند، وابن عدي وغيرهما، وانظر، ح: ١٠٠.

٩٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحروف والقراءات، ح: ٣٩٨٧، والترمذي، المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ح: ٣٦٥٨ من حديث عطية العوفي به، تقدم، ح: ٣٧، وقال الترمذي: "حسن"، ◄◄

ابْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى يَرَاهُمْ مَنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ كَمَا يُرَى الْكَوْكَبُ الطَّالِعُ فِي الأُفُقِ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا».

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''(جنت میں) اونچے درجے والوں کو ان سے کم تر درجات والے اس طرح دیکھیں گے جیسے آسمان کے کسی افق میں طلوع ہونے والا ستارہ دیکھا جاتا ہے۔ بلاشبہ ابوبکر اور عمر ؓ ان (بلند درجات والوں) میں سے ہیں' بلکہ ان سے بھی اچھے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت کو بھی ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے' اور مزید لکھا ہے کہ اس روایت کے کچھ حصے کا حسن درجے کا شاهد ملتا ہے' علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے مجموعی طرق کے اعتبار سے اسے صحیح قرار دیا ہے' دیکھیے: (الروض النضير في ترتيب و تخريج معجم الطبراني الصغير' حديث:٩٧٠) لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ ② جنت کے درجات کا فرق' کوئی معمولی فرق نہیں' اس لیے مومن کو بلند سے بلند درجات کے حصول کے لیے زیادہ سے زیادہ محنت اور کوشش کرنی چاہیے۔ ③ افق میں طلوع ہونے والا ستارہ اگرچہ دیکھنے میں زیادہ بلند محسوس نہیں ہوتا' لیکن درحقیقت بہت بلندی پر ہوتا ہے۔ جنت کے مختلف درجات میں مذکور نعمتیں سرسری نظر میں ایک دوسری سے بہت زیادہ مختلف محسوس نہیں ہوتیں' مگر حقیقت میں ان کا باہمی فرق اتنا زیادہ ہے کہ اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا۔ ④ آسمان میں چمکنے والا ستارہ زمین سے بہت زیادہ دور ہوتا ہے۔ اسی طرح اہل جنت کے درجات کا فرق بھی بہت زیادہ ہے۔ ⑤ أَنْعَمَا کا ایک مفہوم زیادہ ہونا ہے ، یعنی شیخین ؓ کا درجہ بہت زیادہ ہے۔ دوسرا یہ لفظ ''نعمت'' سے ماخوذ بھی ہوسکتا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ یہ حضرات بہت نعمتوں میں ہیں اور اللہ کے بے شمار انعامات سے سرفراز ہیں۔ ⑥ اس حدیث میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کے بلند درجات کی تصریح ہے۔ اس طرح اس حدیث میں ان دونوں جلیل القدر صحابیوں کے لیے جنت کی واضح خوشخبری ہے۔

٩٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۹۷- حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ میں کتنا

◄◄ وحسنه البغوي، ولبعض الحديث شاهد حسن عند الطبراني في الأوسط: ٧/ ٦، ح: ٦٠٠٣.

٩٧_[حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب اقتدوا باللَّذَيْنِ من بعدي أبي بكر وعمر، ح: ٣٦٦٢ من حديث سفيان به، وقال: حسن الخ، وسقط منه مولى لربعي، وله شاهد حسن عند الترمذي، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٢١٩٣.

مُؤَمَّلٌ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مَوْلًى لِرِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لاَ أَدْرِي مَا قَدْرُ بَقَائِي فِيكُمْ، فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي» وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ.

عرصہ تمھارے اندر موجود رہوں گا' لہٰذا میرے بعد (خلیفہ بننے والے) دو افراد کی پیروی کرنا۔" یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا۔

فوائد و مسائل: ① اس میں شیخین رضی اللہ عنہما کی خلافت کا واضح اشارہ ہے۔ ② کسی بھی ادارہ' تنظیم یا جماعت کے سربراہ کو چاہیے کہ اپنی تربیت کے ذریعے سے ایسے افراد تیار کرے جو اس کے بعد کام کو خوش اسلوبی سے چلا سکیں۔ ③ جماعت کے سر برآوردہ افراد کو اہمیت دی جانی چاہیے' تاہم سربراہ کے بعد اس کا مقام لینے والے کا تعین اہل حل و عقد کے مشورے ہی سے ہوگا۔ ④ شیخین کی رائے اور اجتہاد دیگر صحابۂ کرام اور ائمۂ عظام کی رائے سے وزنی اور قیمتی ہے بلکہ قابل اتباع ہے۔

٩٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَمَّا وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ، اكْتَنَفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ، أَوْ قَالَ يُثْنُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ، وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ قَدْ زَحَمَنِي وَأَخَذَ بِمَنْكِبِي، فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ، ثُمَّ قَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَداً أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَأَيْمُ اللهِ، إِنْ كُنْتُ لأَظُنُّ لَيَجْعَلَنَّكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ

٩٨- حضرت ابن ابو ملیکہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی میت کو چارپائی پر لٹایا گیا تو جنازہ اٹھانے سے پیشتر لوگ اردگرد جمع ہو کر ان کے لیے دعائیں کرنے لگے۔ یا فرمایا: جنازہ اٹھانے سے پہلے ان کی تعریف کرنے لگے اور ان کے لیے دعائیں کرنے لگے۔ میں بھی ان میں شامل تھا۔ میں (اپنے خیالات سے) اس وقت چونکا' جب مجھے ایک شخص کا دھکا لگا' اور اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت فرمائی۔ پھر بولے: آپ سے بڑھ کر کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس کے عملوں جیسے

٩٨ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب... الخ، ح: ٣٦٨٥، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضي الله عنه، ح: ٢٣٨٩ من حديث ابن المبارك به.

مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَذٰلِكَ أَنِّي كُنْتُ أُكَثِّرُ أَنْ أَسْمَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ». فَكُنْتُ أَظُنُّ لَيَجْعَلَنَّكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ.

اعمال لے کر میں اللہ کے پاس جانے کی خواہش رکھتا ہوں۔ اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے ساتھ رکھے گا۔ کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ سے اکثر اس قسم کے الفاظ سنا کرتا تھا، آپ فرماتے تھے: ''میں اور ابوبکر اور عمر (فلاں جگہ) گئے، میں اور ابوبکر وعمر داخل ہوئے۔ میں اور ابوبکر اور عمر باہر نکلے۔'' اس لیے مجھے (پہلے ہی) یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور آپ کے دونوں ساتھیوں سے ملا دے گا۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بہت مقام تھا کیونکہ نبی کریم ﷺ ہر معاملے میں ان دونوں حضرات (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے، اس لیے تمنا کرتے تھے کہ کاش ان جیسے اعمال کی توفیق ملے۔ ③ نیکی کے کاموں میں اپنے سے افضل شخصیت کے اتباع کی کوشش کرنا مستحسن عمل ہے، البتہ دنیا کے مال ودولت میں یا برے کاموں میں اپنے سے آگے بڑھے ہوئے شخص پر رشک کرنا درست نہیں۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے شیخین کو اکثر ساتھ رکھنے اور ان کا تذکرہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے نزدیک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا تمام صحابہ سے بڑھ کر مرتبہ ومقام تھا۔

٩٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ: «هٰكَذَا نُبْعَثُ».

٩٩- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان (چلتے ہوئے گھر سے) باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا: ''ہمیں اس طرح (قبروں سے) اٹھایا جائے گا۔''

١٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو شُعَيْبٍ، صَالِحُ بْنُ

١٠٠- حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ

٩٩_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب قوله ﷺ لأبي بكر وعمر هٰكذا نبعث . . . الخ، ح: ٣٦٦٩ من حديث سعيد به، وقال: "وسعيد بن مسلمة ليس عندهم بالقوي".

١٠٠_ [إسناده حسن] وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٢١٩٢ من حديث مالك بن مغول به.

الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ . قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ، إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ» .

کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پہلے اور پچھلے معمر جنتیوں کے سردار ہیں لیکن نبیوں اور رسولوں کے سوا۔''

فائدہ: نبی وہ ہے جس پر وحی اترے اور رسول اس سے خاص ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ رسول وہ ہے جو کتاب و شریعت جداگانہ رکھتا ہو اور کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہو اور نبی جو اس کے قدم بقدم ہو۔ مبلغ ہو۔ وحی دونوں پر آتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو' حدیث: ۹۵ کے فوائد و مسائل۔

١٠١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ، قَالَا : حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ : قِيلَ : يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ : «عَائِشَةُ» قِيلَ : مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ : «أَبُوهَا» .

۱۰۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا شخص آپ کو سب سے زیادہ پیارا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''عائشہ۔'' عرض کیا گیا مردوں میں سے کون؟ فرمایا: ''ان کے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ۔)''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بھی واضح ہے۔ ② ابوبکر اور عائشہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے محبوب ترین افراد تھے۔ جو شخص ان سے محبت کرے گا وہ بھی رسول کریم ﷺ کا محبوب ہوگا اور جو بغض و عداوت رکھے گا' وہ مبغوض ہوگا۔

(۱۱/۲) فَضْلُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (۱۱/۲)- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

✸ پیدائش اور نام ونسب: آپ کا نام اور نسب یوں ہے: عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب القرشی العدوی۔ آپ کی کنیت ابوحفص اور لقب امیر

١٠١- [صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب من فضل عائشة رضي الله عنها، ح : ٣٨٩٠ عن أحمد بن عبدة به، وقال : "حسن صحيح غريب من هٰذا الوجه من حديث أنس"، وأخرج البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث عمرو بن العاص نحوه.

المومنین اور الفاروق ہے۔ آپ کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم ہیں۔ آپ کی ولادت بعثت نبوی سے تیس سال قبل ہوئی۔

* حلیہ مبارک: آپ بڑے دراز قامت، خوب صورت اور سرخ وسفید تھے۔ جسم بھرا ہوا تھا۔ ڈاڑھی اور مونچھیں خوب گھنی تھیں۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔

ابتدا میں آپ اسلام اور مسلمانوں کے سخت خلاف تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی دعا سے آپ مسلمان ہو گئے جس سے دین اسلام کو بے حد تقویت ملی۔ آپ جاہلیت میں قریش کے سفیر تھے۔ قریش اور دوسرے قبائل کی باہمی لڑائیوں کے تصفیے کے لیے قریش آپ کو بھیجا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو "الفاروق" کا لقب عطا فرمایا۔ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی زبان اور دل پر حق جاری فرما دیا ہے۔ عمر الفاروق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے حق و باطل میں فرق کر دیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے متعدد شادیاں کیں۔ آپ کی اولاد میں سے ام المومنین حضرت حفصہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جلالت قدر تو محتاج وضاحت نہیں۔ اور عبیداللہ اور عاصم رضی اللہ عنہما کا شمار عظیم الشان صحابہ میں ہوتا ہے۔ دیگر اولاد اور ازواج کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ام کلثوم بنت جرول: ان کا تعلق بنو خزاعہ سے تھا۔ انھوں نے اسلام قبول نہیں کیا اور نہ ہجرت کی، اس لیے ان کا نکاح ٹوٹ گیا۔ ان سے حضرت عمر کے بیٹے حضرت عبیداللہ اور زید اصغر پیدا ہوئے۔
- زینب بنت مظعون: یہ آپ کی سب سے پہلی زوجۂ محترمہ تھیں۔ اسلام لانے کے بعد مکہ ہی میں فوت ہوئیں۔ ان کے بطن سے حضرت عبداللہ، حضرت حفصہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔
- جمیلہ بنت ثابت: ان کا تعلق انصار کے قبیلے اوس سے تھا۔ ان سے حضرت عاصم پیدا ہوئے۔
- قریبۃ بنت ابی امیہ: یہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، مگر مسلمان نہ ہوئیں، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں ۶ ہجری میں طلاق دے دی۔
- عاتکہ بنت زید: یہ حضرت سعید بن زید، جو عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں، کی ہمشیرہ تھیں۔ ان سے حضرت عمر کے بیٹے عیاض پیدا ہوئے۔
- ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے خاندان نبوت سے شرف قرابت پیدا کرنے کے لیے نکاح کیا۔ حق مہر میں چالیس ہزار درہم کی خطیر رقم ادا کی۔ یہ نکاح حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے مضبوط اور پر خلوص تعلقات کی دلیل ہے۔ ان سے حضرت عمر کے بیٹے زید اکبر اور رقیہ پیدا ہوئے۔
- ام حکیم بنت حارث: ان سے آپ کی بیٹی فاطمہ پیدا ہوئیں۔ اس کے علاوہ آپ کے صاحب زادے عبدالرحمٰن اوسط کی والدہ لہیہ، عبدالرحمٰن اصغر کی والدہ سکینہ اور زینب کی والدہ فکیہہ ام ولد تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ ہجری میں ماہ ذی الحجہ کی ۲۶ تاریخ کو فیروز ابولؤلؤہ کے زہر آلود خنجر سے شدید زخمی ہوئے اور اتوار کے روز ۲۴ ہجری محرم کی پہلی تاریخ کو شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کا عہد خلافت دس سال، پانچ ماہ اور اکیس دن رہا۔

* حضرت عبداللہ بن عباس کی مدح سرائی: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کے بعد' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ آگ آپ کے جسم کو کبھی نہ چھوئے گی۔ یہ سن کر آپ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں اور فرمایا: میرے بھائی! اس معاملے میں تمھارا علم بہت تھوڑا ہے۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو ساری زمین کے خزانے آنے والی آزمائش سے نجات کے لیے خرچ کر دیتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ آپ کو صرف اتنا ہی دیکھنا پڑے گا جتنا اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں فرمایا ہے: ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ (سورة مريم : ٧١) ''اور تم میں سے ہر کسی کا گزر اس پر سے ہو گا۔'' یعنی پل صراط پر سے جو جہنم پر قائم ہوگا۔ چونکہ ہمیں یقین ہے کہ آپ امیر المومنین' امین المومنین اور سید المومنین ہیں' کتاب وسنت کے مطابق آپ فیصلے فرماتے تھے' واللہ! آپ کی امارت نے روئے زمین کو عدل سے بھر دیا اور آپ نے امانت کا حق ادا کر دیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑی خوشی ہوئی اور فرمایا: اے عبداللہ بن عباس! کیا تم میرے لیے اس کی گواہی دو گے؟ انھوں نے کہا: ہاں میں آپ کے لیے اس کی شہادت دوں گا۔

١٠٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ : أَخْبَرَنِي الْجُرَيْرِيُّ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ شَقِيقٍ قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ : أَيُّ أَصْحَابِهِ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ؟ قَالَتْ : أَبُو بَكْرٍ . قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّهُمْ؟ قَالَتْ : عُمَرُ . قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّهُمْ؟ قَالَتْ : أَبُو عُبَيْدَةَ .

١٠٢- حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: نبی ﷺ کو اپنے کس صحابی سے سب سے زیادہ محبت تھی؟ انھوں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے۔ میں نے کہا: ان کے بعد کون (زیادہ محبوب تھے؟) فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے ان تین عظیم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ چونکہ ان تینوں سے نبیٔ اکرم ﷺ کو انتہائی محبت تھی' اس لیے وہ اللہ کے بھی بہت پیارے تھے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی ممتاز صحابۂ کرام سے زیادہ محبت کا سبب ان کے امتیازی اوصاف ہیں ، مثلاً: حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے اس وجہ سے محبت تھی کہ وہ اس دور میں اسلام لائے جب حق کو قبول کرنا طرح طرح کے مصائب وآفات کو دعوت دینے کے مترادف تھا اور پھر دین کی اشاعت وقوت کا سبب بنے۔ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے اس لیے محبت تھی کہ جہاد فی سبیل اللہ میں ان کا ایک خاص مقام تھا اور نبی ﷺ کی وفات کے بعد بھی ان کی سربراہی میں مسلمان افواج نے بہت زیادہ فتوحات حاصل کیں۔

١٠٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه . . . الخ، ح : ٣٦٥٧ من حديث الجريري به ، وقال : "حسن صحيح" * الجُرَيري حدث به قبل اختلاطه ، ورواه عنه جماعة .

١٠٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ خِرَاشٍ الْحَوْشَبِيُّ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! لَقَدِ اسْتَبْشَرَ أَهْلُ السَّماءِ بِإِسْلَامِ عُمَرَ.

۱۰۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا: اے محمد ﷺ! عمر کے اسلام لانے سے آسمان والے (فرشتے) بھی خوش ہوگئے ہیں۔

١٠٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ: أَنْبَأَنَا دَاوُدُ بْنُ عَطَاءٍ [الْمَدَنِيُّ]، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُهُ الْحَقُّ عُمَرُ، وَأَوَّلُ مَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَأْخُذُ بِيَدِهِ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ».

۱۰۴- حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حق تعالیٰ سب سے پہلے جس شخص سے مصافحہ کرے گا اور سب سے پہلے جسے سلام کہے گا اور جسے سب سے پہلے ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا' وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔''

١٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، أَبُو عُبَيْدٍ الْمَدِينِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْمَاجِشُونِ: حَدَّثَنِي الزَّنْجِيُّ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً».

۱۰۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اسلام کو خاص طور پر عمر بن خطاب کے ذریعے سے قوت بخش۔''

١٠٣ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن عدي: ٤/ ١٥٢٥ من حديث ابن خراش به، وصححه الحاكم: ٣/ ٨٤ * ابن خراش "ضعيف، وأطلق عليه علي بن عمار الكذب" (تقريب)، وضعفه الجمهور.

١٠٤ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ١٢٤٥ عن إسماعيل الطلحي به، وضعفه البوصيري، وقال في داود بن عطاء: "قد اتفقوا على ضعفه".

١٠٥ـ **[إسناده ضعيف]** وضعفه البوصيري * عبدالملك وشيخه ضعيفان عند الجمهور، وله شاهد صحيح عند الحاكم: ٣/ ٨٣، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، فالحديث صحيح دون قوله "خاصة".

فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم شواہد کی بنا پر صحیح ہے' لیکن اس روایت میں مذکور لفظ [خَاصَّةً] صحیح نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے اسی حدیث کی تحقیق و تخریج۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ ٦ نبوت یعنی ہجرت سے سات سال پہلے کا ہے دیکھیے: (الرحیق المختوم' از مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری' ص: ١٤٥) جب کہ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً ایک برس کی ہوگی' اس لیے اگر یہ دعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے متعلق ہے' تو ظاہر ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی' کسی اور صحابی سے یہ حدیث سنی ہوگی۔ لیکن اس بنا پر اس حدیث کو ضعیف نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس صورت میں یہ ''مراسیل صحابہ'' میں شمار ہوگی جو محدثین کے نزدیک صحیح ہیں۔ لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ دعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے لیے نہ ہو۔ اور نبیٔ کریم ﷺ نے یہ دعا اس زمانے میں فرمائی ہو جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجیت میں آ چکی تھیں اور اس طرح انھوں نے آپ ﷺ سے براہ راست سنی ہو۔ اس صورت میں اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آئندہ زندگی کے کارہائے نمایاں مراد ہوں گے' جن میں روم و ایران جیسی طاقت ور کافر حکومتوں کی شکست' اور اسلامی سلطنت کی حیرت انگیز حد تک توسیع بھی شامل ہے۔ ③ نبیٔ اکرم ﷺ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرنا' ان کی فضیلت کی واضح دلیل ہے۔

١٠٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَبُو بَكْرٍ، وَخَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ.

١٠٦- حضرت عبداللہ بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ فرما رہے تھے: اللہ کے رسول ﷺ کے بعد سب سے افضل انسان ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل انسان عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے قائل تھے' اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف جو اس قسم کے اقوال منسوب ہیں' جن میں اس کے برعکس بات کہی گئی ہے' وہ من گھڑت ہیں۔

١٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ

١٠٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''میں سو رہا تھا' میں نے (خواب میں) اپنے

١٠٦ـ [صحيح] * عبدالله بن سلمة حسن الحديث، لم يضر اختلاطه في رواية عمرو بن مرة، كذا حققته في تخريج مسند الحميدي، ح: ٥٧، وله طرق عند البخاري وغيره، وهو من الأحاديث المتواترة.

١٠٧ـ أخرجه البخاري، فضائل الصحابة، باب مناقب عمر بن الخطاب . . . الخ، ح: ٣٦٨٠، وغيره من حديث الليث به.

الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا أَنَا بِامْرَأَةٍ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَنْبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالَتْ: لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِراً». قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ: فَبَكٰى عُمَرُ، فَقَالَ: أَعَلَيْكَ، بِأَبِي وَأُمِّي، يَا رَسُولَ اللهِ! أَغَارُ؟.

آپ کو جنت میں دیکھا' (وہاں) مجھے ایک محل کے پاس ایک عورت وضو کرتی نظر آئی۔ میں نے کہا: یہ محل کس کا ہے؟ اس نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ مجھے ان کی غیرت یاد آ گئی' اس لیے میں (محل کے اندر جانے کے بجائے) واپس آ گیا۔'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) رو پڑے اور بولے: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں آپ سے غیرت کر سکتا ہوں۔

فوائد ومسائل: ① انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے' لہٰذا یہ خواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قطعی جنتی ہونے کی دلیل ہے۔ ② محل کے قریب وضو کرنے سے غالباً یہ مراد ہے کہ محل سے ملحق باغ میں ندی سے وضو کر رہی تھی۔ گویا اس طرح وہ محل ہی میں تھی۔ واللہ اعلم۔ ③ قائد اور لیڈر کو اپنے ساتھیوں کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے' خاص طور پر ان کی عزت کو اپنی عزت سمجھنا چاہیے۔ ④ اس سے اس عقیدت اور محبت کا اندازہ ہوتا ہے جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم' خصوصاً کبار صحابہ رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے لیے رکھتے تھے۔ چونکہ نبی سے محبت ایمان کا جز ہے' اس لیے اس محبت کی شدت بھی ایمان کی قوت اور کمال کی علامت ہے۔ ⑤ جنت میں حدث اور نجاست نہیں ہوگی' لہٰذا یقیناً یہ وضو نظافت و لطافت کی خاطر ہوگا۔

١٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلٰى، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ غُضَيْفِ ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ، يَقُولُ بِهِ».

١٠٨- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق رکھ دیا ہے' وہ اسی کے مطابق بات کرتے ہیں۔'' (رضی اللہ عنہ)

فوائد ومسائل: ① یہ صدیقین کی شان ہے کہ ان کی طبیعت حق سے اس قدر مانوس اور باطل سے اس قدر دور ہو جاتی ہے کہ ان کے لیے غلط بات کہنا یا غلط کام کرنا ممکن نہیں رہتا۔ ویسے بھی مومن جھوٹ سے پرہیز کرتا ہے۔ لیکن

١٠٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الخراج والإمارة، باب في تدوين العطاء، ح: ٢٩٦٢ من حديث ابن إسحاق به، وصححه الحاكم، والذهبي، وله شواهد عند أحمد وغيره.

اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ معصوم عن الخطا ہو جاتے ہیں۔ کسی بات میں غلط فہمی ہو جانا اور بات ہے اور جان بوجھ کر غلط کام کرنا بالکل مختلف چیز ہے۔ معصوم صرف پیغمبر ہوتے ہیں کیونکہ انھیں وحی کی رہنمائی حاصل ہوتی ہے' ان سے اگر کوئی خلاف اَولیٰ کام ہو جائے تو فوراً متنبہ کر دیا جاتا ہے جبکہ امتی کو یہ چیز حاصل نہیں ہوتی۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں متعدد ایسے واقعات پیش آئے ہیں جب انھوں نے اپنی رائے اور فہم کے مطابق کوئی بات کی' تو اللہ تعالیٰ کا حکم بھی اسی کے مطابق نازل ہوا۔ پردے کا حکم' جنگ بدر کے قیدیوں کا مسئلہ' مقام ابراہیم کے نزدیک نماز' رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبیّ کے جنازے کا مسئلہ وغیرہ مشہور مثالیں ہیں۔ دیکھیے: (سنن الکبریٰ للبیهقي: ۷/۸۸) گویا یہ اصابت رائے اللہ کا خصوصی انعام اور فضل تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔

(۱۱/۳) فَضْلُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۱/۳)- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

✱ **پیدائش اور نام ونسب:** آپ کا نسب یوں ہے: سیدنا عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قریشی اموی۔ اس طرح آپ کا نسب پانچویں پشت میں رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور ابوعمرو ہے جبکہ ذوالنورین اور امیر المومنین آپ کے لقب ہیں۔ آپ کی والدہ اروٰی بنت کریز' رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی بیضاء کی صاحب زادی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اصحاب فیل کے واقعہ کے چھ سال بعد پیدا ہوئے اور بعثت نبوی کے وقت آپ کی عمر ۳۶ برس تھی۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مسلمان ہونے والے چوتھے شخص تھے۔

✱ **حلیہ مبارک:** حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میانہ قامت اور خوب صورت شخصیت کے مالک تھے۔ رنگت میں سرخی اور شخصیت میں وجاہت تھی۔ آپ کے شانے کشادہ' پنڈلیاں بھری ہوئی' ہاتھ لمبے اور ان پر بال تھے۔ سر کے بال گھنگریالے تھے۔ ڈاڑھی گھنی تھی اور بالوں کو زرد خضاب لگاتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی بنائی ہوئی شورٰی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا خلیفہ منتخب کیا اور ۲۴ ہجری کو محرم کے ابتدائی ایام میں آپ کی بیعت کی گئی۔ تقریباً ۱۲ سال بطور خلیفہ امت مسلمہ کی خدمت کرنے کے بعد آپ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری کو جمعہ کے دن شہید کر دیے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۲ سال تھی۔ آپ کی شہادت وہ سانحہ تھی جس کے بعد مسلمان کبھی متفق ومتحد نہ ہو سکے۔ آپ کی شہادت پر صحابۂ کرام کے رنج وغم کی جھلک ان کے مندرجہ ذیل تاثرات میں دیکھی جاسکتی ہے:

(الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس عظیم سانحہ کا علم ہوا تو اپنے صاحب زادوں حضرت حسن اور حسین کو سرزنش کی کہ انھوں نے حضرت عثمان کا آخری دم تک دفاع کیوں نہ کیا۔ پھر بڑے دکھ بھرے انداز میں فرمایا: الٰہی! میں عثمان کے خون سے بری ہوں اور اے لوگو! اب تم پر ہمیشہ تباہی رہے گی۔ (ب) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عثمان

کے خون سے وہ رخنہ پیدا ہو گیا ہے جسے پہاڑ بھی بند نہیں کر سکتا۔ (ج) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگو! تمھاری بداعمالی کی سزا میں کوہ اُحد تم پر ٹوٹ پڑے تو بجا ہوگا۔ (د) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر ساری مخلوق اس قتل میں شریک ہوتی تو قوم لوط کی طرح اس پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوتی۔ (ھ) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: عثمان دھلے ہوئے کپڑے کی طرح پاک صاف ہو گئے' لوگوں نے انھیں قتل کر دیا' حالانکہ وہ سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور اللہ کا خوف کھانے والے تھے۔ (و) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگوں نے اس عظیم انسان کو قتل کر ڈالا جس کی پیشانی پر سجدوں کے نشان تھے اور وہ ساری رات تلاوت قرآن میں مشغول رہتا تھا۔ (ز) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس (عثمان) کی قبر میں بخشش' سخاوت اور سیاست دفن ہو گئی اور نیکی جو سب سے آگے بڑھ جاتی تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کل آٹھ نکاح کیے۔ آپ کی ازواج اور اولاد کے نام یہ ہیں:

- حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ: ان سے آپ کے بیٹے عبداللہ پیدا ہوئے۔ انہی کی نسبت سے آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔
- حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ: حضرت رقیہ کی وفات کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اپنی دوسری پیاری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان سے کیا' اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ذوالنورین (دونوروں والے) ہے۔
- فاختہ بنت غزوان: ان سے عبداللہ اصغر پیدا ہوئے۔
- ام عمرو بنت جندب: ان سے آپ کے بیٹے عمرو' خالد' ابان' عمر اور مریم پیدا ہوئے۔
- فاطمہ بنت ولید بن عبدشمس: ان سے آپ کے بیٹے ولید' سعید اور ام سعد پیدا ہوئے۔
- ام البنین بنت عیینہ بن حصن الفزاریہ: ان کے بطن سے عبدالملک پیدا ہوئے۔
- رملہ بنت شیبہ: ان سے آپ کی تین صاحبزادیاں تھیں: عائشہ' ام ابان اور ام عمرو۔
- نائلہ بنت الفرافصہ: ان سے ایک صاحبزادی مریم پیدا ہوئیں۔ ان کے علاوہ آپ کی ایک اور صاحبزادی ام البنین پیدا ہوئیں جن کی والدہ لونڈی تھیں۔

۱۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، عُثْمَانُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

۱۰۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کا جنت میں ایک ساتھی ہوتا ہے اور وہاں میرا ساتھی عثمان بن عفان ہے۔''

۱۰۹-[ضعيف] * عثمان بن خالد متروك الحديث (تقريب)، وله شاهد ضعيف عند الترمذي، ح: ۳۶۹۸.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ فِي الْجَنَّةِ، وَرَفِيقِي فِيهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ».

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنتی ہونا بہت سی صحیح احادیث کی بنا پر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

١١٠- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، عُثْمَانُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ عُثْمَانَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: «يَا عُثْمَانُ! هٰذَا جِبْرِيلُ أَخْبَرَنِي أَنَّ اللهَ قَدْ زَوَّجَكَ أُمَّ كُلْثُومٍ، بِمِثْلِ صَدَاقِ رُقَيَّةَ، عَلَى مِثْلِ صُحْبَتِهَا».

١١٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مسجد کے دروازے کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا: ''عثمان! یہ جبریل علیہ السلام ہیں' انھوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نکاح ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے رقیہ رضی اللہ عنہا کے مہر کے برابر مہر پر کر دیا ہے' اس شرط پر کہ ان سے بھی اسی طرح حسن سلوک کرو جس طرح رقیہ رضی اللہ عنہا سے کرتے تھے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث بھی ضعیف ہے، تاہم تاریخی اعتبار سے یہ درست ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کی تھی' جب وہ وفات پا گئیں تو آپ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے دیا۔ ② رسول اللہ ﷺ کا ایک کے بعد دوسری بیٹی کو عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نہایت خوش تھے اور ان کے حسن سلوک کے معترف تھے۔

١١١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا، فَمَرَّ

١١١- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہ بہت قریب ہے۔ (اسی اثنا میں) ایک صاحب گزرے جنھوں نے سر پر چادر لی ہوئی تھی' تو رسول اللہ ﷺ نے

١١٠_ [ضعيف] انظر الحديث السابق.

١١١_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٤٣ من حديث هشام به، وتابعه مطر الوراق عنده: ٤/ ٢٤٢، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد منقطع، قال أبوحاتم * محمد بن سيرين لم يسمع من كعب بن عجرة" وله شواهد عند الترمذي، ح: ٣٧٠٤ وغيره.

رَجُلٌ مُقَنَّعٌ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰذَا، يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدَى». فَوَثَبْتُ فَأَخَذْتُ بِضَبْعَيْ عُثْمَانَ، ثُمَّ اسْتَقْبَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: هٰذَا؟ قَالَ: «هٰذَا».

فرمایا: ''اس (فتنے کے) دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا۔'' میں جلدی سے اٹھا' عثمان رضی اللہ عنہ کے دونوں بازو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: کیا یہ شخص؟ آپ نے فرمایا: ''(ہاں) یہی شخص۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے بتانے سے مستقبل کی بہت سی باتیں بیان فرمائیں جو بعینہ اسی طرح واقع ہوئیں' یہ آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے' بہت سی باتیں ابھی واقع ہونا باقی ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ تمام پیش گوئیاں اپنے اپنے وقت پر پوری ہوں گی، تاہم مستقبل کی کسی خبر کو نبی ٔ کریم ﷺ کی پیش گوئی قرار دینے سے پہلے یہ معلوم کر لینا چاہیے کہ کیا وہ صحیح سند سے ثابت بھی ہے یا نہیں؟ ② فتنوں کی پیشگی خبر دینے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اس موقع پر صحیح راستے پر قائم رہیں اور گمراہ نہ ہو جائیں' اس کے علاوہ جب وہ واقعہ پیش آتا ہے جس کی خبر دی گئی تھی تو مومن کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ③ اس سے معلوم ہوا کہ مفسدین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جو الزامات لگائے تھے وہ سراسر غلط تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا طرز عمل درست تھا۔ ''خلافت وملوکیت'' نامی کتاب میں واقعات کو اس انداز سے پیش کیا گیا ہے جس سے ان الزامات کے درست ہونے کا تاثر ملتا ہے۔ اس غلط فہمی کے ازالہ کے لیے حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ کی کتاب ''خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت'' کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ حقیقت حال سے صحیح آگاہی ہو۔ ④ فتنہ سے مراد مفسدین کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جھوٹے الزامات لگا کر فساد پھیلانا ہے جس کے نتیجہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کا سانحہ پیش آیا۔

١١٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عُثْمَانُ إِنْ وَلَّاكَ اللهُ هٰذَا الأَمْرَ يَوْماً، فَأَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تَخْلَعَ قَمِيصَكَ الَّذِي قَمَّصَكَ اللهُ، فَلَا تَخْلَعْهُ» يَقُولُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ النُّعْمَانُ:

١١٢- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اے عثمان! اگر اللہ تعالیٰ کسی دن تجھے خلافت کی ذمہ داری بخشے' پھر منافق تجھ سے وہ قمیص اتروانا چاہیں جو اللہ نے تجھے پہنائی ہو' تو اسے مت اتارنا۔'' آپ ﷺ نے تین بار یہی بات فرمائی۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ نے لوگوں کو یہ حدیث کیوں نہیں سنائی تھی؟ انھوں

١١٢ـ [صحيح] أخرجه الترمذي (وقال: حديث حسن غريب)، المناقب، باب منع النبي ﷺ عثمان . . . الخ، ح: ٣٧٠٥، وفي سنده تصحيف مطبعي، من حديث ربيعة به، وزاد في السند: "عبدالله بن عامر" * ربيعة سمعه من عبدالله بن أبي قيس عن النعمان به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٩٦.

فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ : مَا مَنَعَكِ أَنْ تُعْلِمِي النَّاسَ بِهٰذَا؟ قَالَتْ : أُنْسِيتُهُ.

نے کہا: میں اسے بھلا دی گئی تھی۔

فوائد ومسائل: ① اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ابتلا پیش آنے کی خبر ہے۔ جو اسی طرح پیش آئی جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا۔ یہ آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔ ② اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے۔ ③ ملک کا حکمران جب نظم ونسق سنبھالے ہوئے ہو تو معمولی حیلے بہانوں سے اس کے خلاف تحریک چلا کر فتنہ وفساد برپا کرنا درست نہیں۔ اِلّا یہ کہ وہ کفر وشرک کو تقویت دینے اور اسلام کے ضعف جیسے جرائم کا مرتکب ہو۔ ④ اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالفین کے منافق ہونے کی صراحت ہے۔ ⑤ راوی کا بعض احادیث میں غلطی کر جانا یا بھول جانا اسے ضعیف قرار دینے کے لیے کافی نہیں، خصوصاً جب کہ اسے بعد میں یاد آ جائے اور وہ اصلاح کر لے البتہ جس شخص سے بکثرت غلطی ہوتی ہو تو وہ حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ضعیف قرار پاتا ہے۔

١١٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ : «وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي بَعْضَ أَصْحَابِي» قُلْنَا : يَارَسُولَ اللهِ! أَلاَ نَدْعُو لَكَ أَبَابَكْرٍ؟ فَسَكَتَ. قُلْنَا : أَلاَ نَدْعُو لَكَ عُمَرَ؟ فَسَكَتَ. قُلْنَا : أَلاَ نَدْعُو لَكَ عُثْمَانَ؟ قَالَ : «نَعَمْ» فَجَاءَ عُثْمَانُ، فَخَلاَ بِهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَلِّمُهُ، وَوَجْهُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ، قَالَ قَيْسٌ : فَحَدَّثَنِي أَبُو سَهْلَةَ، مَوْلَى عُثْمَانَ : أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ، يَوْمَ الدَّارِ : إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْداً، فَأَنَا صَائِرٌ إِلَيْهِ.

١١٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی (آخری) بیماری کے دوران میں فرمایا: ''میرا جی چاہتا ہے کہ میرے پاس میرا ایک صحابی ہو۔'' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجیں؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ ہم نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کو بلا لیں؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ ہم نے کہا: عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا لیں؟ فرمایا: ''ہاں'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہو گئے۔ نبی ﷺ نے ان سے تنہائی میں گفتگو فرمائی۔ آپ ﷺ گفتگو فرماتے جاتے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے کے تأثرات تبدیل ہوتے جاتے تھے۔ حضرت قیس رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ انھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوسہلہ رحمہ اللہ نے بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محاصرہ کے ایام میں فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا

١١٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢١٤ عن وكيع به، والترمذي، ح: ٣٧١١ مختصرًا، وقال: "حسن صحيح غريب" * إسماعيل صرح بالسماع عند ابن أبي شيبة علٰى بعض الإختلاف فيه.

ہے اور میں اس پر قائم ہوں۔

وَقَالَ عَلِيٌّ فِي حَدِيثِهِ: وَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ.

حضرت علی (بن محمد) نے اپنی حدیث میں کہا: میں صبر کرتے ہوئے اس پر قائم ہوں۔

قَالَ قَيْسٌ: فَكَانُوا يُرَوْنَهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ.

حضرت قیس رحمہ اللہ نے فرمایا: سب لوگوں (صحابہ و تابعین) کا خیال ہے کہ اس حدیث میں محاصرہ والے دن کی طرف اشارہ تھا۔

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے انتہائی مقرب اور ہم راز تھے۔ ② وعدے سے مراد اللہ کے رسول ﷺ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وہی وصیت ہے کہ مفسدین کے غلط مطالبات کے سامنے مت جھکنا اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا۔ ③ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اطاعت رسول کا جذبہ بے مثال ہے کہ اپنی جان دینا قبول فرمالیا' لیکن اہل باطل کے سامنے نہیں جھکے اور اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ادب و احترام کا یہ حال ہے کہ باغیوں کے خلاف فوجی ایکشن سے صرف اس لیے پرہیز کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے شہر میں خون ریزی نہ ہو۔ ④ آنے والے واقعات کی پیشگی اطلاع رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔

(١١/٤) فَضْلُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۱/۴)-حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

* پیدائش اور نام ونسب: آپ کا نام ونسب یوں ہے: علی بن ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہ۔ آپ کی والدۂ محترمہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے۔ آپ کی کنیت ابوتراب' ابوالحسن اور ابوسبطین ہے۔ آپ بعثت نبوی سے دس سال پہلے پیدا ہوئے۔ آپ کی پرورش اور تربیت نبی اکرم ﷺ اور آپ کی زوجۂ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کی۔ بچوں میں سب سے پہلے آپ اسلام لائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی بیعت کی۔

* حلیہ مبارک: حضرت علی رضی اللہ عنہ قوی الجثہ تھے۔ درمیانہ قد' چوڑا چکلا سینہ جس پر بال تھے۔ دست و بازو مضبوط' شانے چوڑے اور پر گوشت اور کولھے بھاری تھے۔ آپ کا رنگ کھلتا ہوا گندمی' بڑی بڑی آنکھیں' شگفتہ چہرہ' کشادہ پیشانی اور ڈاڑھی مبارک دراز تھی۔ آپ کی شخصیت سے وجاہت و ذہانت ٹپکتی تھی۔ آپ کو تریسٹھ برس کی عمر میں ۴۰ ہجری ۱۷ رمضان المبارک کو جمعہ کے روز ایک سازش کے ذریعے سے شہید کر دیا گیا۔ آپ کی مدت خلافت ۴ سال ۹ ماہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پہلی شادی نبی اکرم ﷺ کی لخت جگر سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ اس مبارک نکاح

سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے حضرت حسن، حسین اور محسن اور دو صاحبزادیاں حضرت زینب الکبریٰ اور حضرت ام کلثوم الکبریٰ عطا فرمائیں۔ آپ نے حضرت فاطمہ کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی، البتہ ان کی وفات کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل نکاح کیے:

- خولہ بنت جعفر: ان سے آپ کے بیٹے محمد پیدا ہوئے جو شیعہ کے ایک اہم امام مانے جاتے ہیں۔
- ام البنین بنت حزام: ان سے چار بیٹے عباس اکبر، عثمان، جعفر اکبر اور عبداللہ پیدا ہوئے۔
- لیلیٰ بنت مسعود: ان کا تعلق بنو تمیم سے تھا۔ ان کے بطن سے عبداللہ اور ابوبکر پیدا ہوئے۔
- اسماء بنت عمیس خثعمیہ: ان سے دو بیٹے یحییٰ اور عون پیدا ہوئے۔
- صہباء بنت ربیعہ: ان سے عمر اکبر اور رقیہ پیدا ہوئے۔
- امامہ بنت ابو العاص: ان سے محمد اوسط پیدا ہوئے۔
- ام سعید بنت عروہ بن مسعود: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں ام الحسین اور رملہ کبریٰ کی والدہ محترمہ۔ ان کے علاوہ ایک بیٹے محمد اصغر ہیں جن کی والدہ لونڈی تھیں۔

آپ کے عہد میں مسلمان باہم متحد نہ ہو سکے بلکہ ان کے درمیان دو خوفناک جنگیں صفین اور جمل ہوئیں۔ جن میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔ یہ جنگیں اجتہادی غلطی کا نتیجہ تھیں، اس لیے علمائے اہل سنت والجماعت کسی ایک گروہ پر لعن طعن نہیں کرتے اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گروہ حق پر تھا۔ بالآخر آپ کی شہادت کے بعد حضرت حسن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح سے مسلمانوں میں ایک بار پھر اتحاد کی فضا بہتر ہو گئی۔

١١٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ الأُمِّيُّ ﷺ أَنَّهُ لاَ يُحِبُّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلاَ يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ.

۱۱۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبیٔ اُمی ﷺ نے مجھے بالتاکید خبر دی کہ مجھ سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا، اور مجھ سے صرف منافق ہی نفرت کرے گا۔

فوائد ومسائل: ① کبار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کی خدمت اور دفاع میں بے مثال کارنامے انجام دیے ہیں، اس لیے اسلام سے محبت رکھنے والے ہر شخص کے دل میں ان کی محبت اور قدر ومنزلت ہے۔ اور اسلام کے دشمنوں کے لیے ان کا وجود سوہان روح تھا۔ ایسے ہی عظیم افراد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں، اس لیے ان سے محبت، ایمان کی

١١٤ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الدليل على أن حب الأنصار . . . الخ، ح: ٧٨ من حديث وكيع وأبي معاوية به.

علامت اور ان سے دشمنی منافقت کی علامت ہے۔ ② محبت سے مراد وہ غلو نہیں جو بعض اہل بدعت میں پایا جاتا ہے، مثلاً: بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبیوں کی طرح معصوم قرار دے دیا۔ بعض نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے افضل قرار دے دیا۔ بعض ان میں خدائی صفات کے قائل ہوئے اور بعض نے انھیں خود خدا ہی قرار دے دیا جو انسانی صورت میں زمین پر اتر آیا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کی نذر و نیاز یا مصائب ومشکلات میں انھیں پکارنا' یا علی' یا علی مدد کے نعرے لگانا اور نادعلی وغیرہ کے اذکار پڑھنا' ہاتھ کے ایک پنجے کی شکل بنا کر اسے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیتے ہوئے حل مشکلات کا باعث سمجھنا' سب شرکیہ اعمال ہیں جن کا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے نہ وہ ان سے راضی ہیں۔ ان امور کا اس محبت سے کوئی تعلق نہیں جو ایمان کی علامت ہے۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں جو اختلافات ہوئے وہ اجتہادی اختلافات تھے' اگرچہ ان میں سے بعض کا نتیجہ' منافقین کی سازشوں کی وجہ سے' جنگ وجدال کی صورت میں بھی ظاہر ہوا۔ ان مشاجرات کی وجہ سے کسی صحابی کو منافق قرار دینا بہت بڑی جسارت ہے اور یہ اہل بدعت کی علامت ہے۔ اہل سنت کے نزدیک ان مشاجرات کے بارے میں کف لسان (خاموش رہنا اور ایک دوسرے کو خطا کار قرار نہ دینا) بہتر ہے۔

١١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ: «أَلاَ تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى؟».

۱۱۵- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میرے ساتھ تیری وہ نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی؟''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد اس وقت فرمایا تھا' جب نبی علیہ السلام غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ کے انتظام کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جہاد سے پیچھے رہنے پر افسوس ہوا اور عرض کیا: آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ اس پر نبی ﷺ نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔ (صحيح البخاري' المغازي' باب غزوة تبوك' حديث:۴۴۱۶) ② بعض لوگوں نے اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے' وہ کہتے ہیں: حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے خلیفہ ہیں۔ اس بنا پر وہ لوگ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر اعتراض کرتے

١١٥ـ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب علي بن أبي طالب القرشي ... الخ، ح:٣٧٠٦، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ح:٢٤٠٤ عن محمد بن بشار به.

ہیں کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق لے لیا۔ درحقیقت یہ محض مغالطہ ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت عارضی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں تھی۔ اسی طرح غزوۂ تبوک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت عارضی تھی اور نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں تھی۔ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ نہیں بنے کیونکہ ان کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہو چکی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کا منصب حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے سنبھالا تھا۔ اس حدیث کی روشنی میں اگر رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مستقل تسلیم کر بھی لی جائے تو اس امر کی کوئی دلیل نہیں کہ یہ خلافت بلافصل ہوگی۔

١١٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ: أَخْبَرَنِي حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ الَّتِي حَجَّ، فَنَزَلَ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ، فَأَمَرَ الصَّلَاةَ جَامِعَةً، فَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ، فَقَالَ: «أَلَسْتُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟» قَالُوا: بَلَى. قَالَ: «أَلَسْتُ أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ؟» قَالُوا: بَلَى. قَالَ: «فَهٰذَا وَلِيُّ مَنْ أَنَا مَوْلَاهُ، اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، اللَّهُمَّ عَادِ مَنْ عَادَاهُ».

۱۱۶- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے جو حج ادا فرمایا اس سے واپسی پر سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ نے راستے میں ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا اور نماز میں سب کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ (نماز کے بعد) آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ”کیا مومنوں پر میرا حق ان کی جانوں سے زیادہ حق نہیں؟“ انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر فرمایا: ”کیا ہر مومن پر میرا حق اس کی ذات سے زیادہ حق نہیں؟“ صحابہ نے کہا: یقیناً ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”جس کا میں دوست ہوں یہ بھی اس کا دوست ہے۔ اے اللہ! جو اس (علی) سے دوستی رکھے تو اس سے دوستی رکھ۔ اے اللہ! جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔“

فوائد ومسائل: ① حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں یہ کلمات آپ ﷺ نے اس وقت فرمائے تھے جب حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم مقام پر پہنچے تھے۔ اس محبت وموالات کو بیان کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب یمن سے واپس آئے تو کچھ لوگ ان پر شاکی تھے۔ ② بعض لوگوں نے اس حدیث سے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ دوستی کا خلافت سے کوئی تعلق نہیں۔ ③ اس سے خوارج کی، جنھوں نے حضرت علی کی فضیلت کا انکار کیا اور ان غالی شیعہ کی مذمت ثابت ہوتی ہے، جنھوں نے

١١٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٨١ من حديث حماد به، وضعفه البوصيري * علي بن زيد بن جدعان ضعيف (تقريب)، وأصل الحديث (من كنت مولاه فعلي مولاه) صحيح متواتر، راجع "نظم المتناثر" وغيره.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی زندگی میں ''خدا'' کہا تھا' چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں سزائے موت دی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری' استتابة المرتدین' حدیث:٦٩٢٢) ④ اس حدیث سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی محبت رکھنا ضروری ہے' نہ کہ بغض وعناد۔ ⑤ بعض کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ دیکھیے' (الصحیحة' حدیث:١٧٥٠)

١١٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلٰى: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: كَانَ أَبُو لَيْلَى يَسْمُرُ مَعَ عَلِيٍّ، فَكَانَ يَلْبَسُ ثِيَابَ الصَّيْفِ فِي الشِّتَاءِ، وَثِيَابَ الشِّتَاءِ فِي الصَّيْفِ. فَقُلْنَا: لَوْ سَأَلْتَهُ. فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ إِلَيَّ وَأَنَا أَرْمَدُ الْعَيْنِ، يَوْمَ خَيْبَرَ. قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي أَرْمَدُ الْعَيْنِ، فَتَفَلَ فِي عَيْنِي، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ» قَالَ: فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا وَلاَ بَرْداً بَعْدَ يَوْمِئِذٍ. وَقَالَ: «لَأَبْعَثَنَّ رَجُلاً يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ، لَيْسَ بِفَرَّارٍ» فَتَشَرَّفَ لَهُ النَّاسُ، فَبَعَثَ إِلٰى عَلِيٍّ، فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ.

١١٧- حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ رات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ گفتگو میں شریک ہوتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سردیوں میں گرمیوں کا لباس اور گرمیوں میں سردیوں کا لباس پہن لیا کرتے تھے۔ ہم نے (ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ سے) کہا' آپ ان (علی رضی اللہ عنہ) سے اس کے متعلق دریافت کریں۔ (انھوں نے دریافت کیا تو) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (جنگ) خیبر کے روز اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بلا بھیجا' جب کہ میری آنکھیں دکھتی تھیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے آشوب چشم ہے۔ آپ نے میری آنکھوں میں لعاب دہن لگایا' اور فرمایا: ''اے اللہ! اس سے گرمی اور سردی دور کردے۔'' اس دن کے بعد سے مجھے گرمی یا سردی محسوس نہیں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ضرور ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اس سے اللہ اور اس کے رسول کو محبت ہے' وہ بھاگنے والا نہیں۔'' لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور انھیں جھنڈا عطا فرمایا۔

١١٧- [إسناده ضعيف] * محمد بن أبي ليلٰى ضعفه الجمهور، قاله البوصيري، ح: ٨٥٤، ولحديثه شواهد عند النسائي في الكبرٰى، وأحمد وغيرهما.

فوائد ومسائل: ① غزوۂ خیبر ہجرت کے ساتویں برس ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو یہود خیبر پر فتح و کامیابی عطا فرمائی' تو رسول اللہ ﷺ نے یہود سے پیداوار کی نصف کھجوروں پر مزارعت کا معاہدہ کر لیا۔ واضح رہے مقام خیبر مدینہ سے شام کی طرف ہے جو قلعوں اور کھجوروں کی سرزمین ہے۔ ② تابعین حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ ایسے سوالات کرنے کی جرأت نہیں کرتے تھے جن کا تعلق براہ راست علم سے نہ ہو' اس لیے انھوں نے جب یہ معلوم کرنا چاہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لباس میں موسم کا لحاظ کیوں نہیں رکھتے تو اپنے اس ساتھی کے ذریعے سے پوچھا جو ان سے نسبتاً بے تکلفی رکھتے تھے۔ ③ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاص شرف ہے کہ فوج کی قیادت کے لیے انھیں خاص طور پر طلب کیا گیا۔ ④ لعاب دہن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کی بیماری کا دور ہو جانا نبیٔ اکرم ﷺ کا ایک معجزہ ہے جو آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کامل مومن ہونے کی دلیل ہے جس سے خوارج کی تردید ہو جاتی ہے۔ ⑥ یہ واقعہ صحیحین کی روایات سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری' المغازی' حدیث:۴۲۱۰' و صحیح مسلم' الجهاد' حدیث:۱۲۰) تاہم ان میں سردی اور گرمی سے متاثر نہ ہونے کا ذکر نہیں۔ اس کا ذکر صرف زیر بحث روایت میں ہے جس کی سند میں ایک راوی ''محمد بن ابی لیلیٰ'' ضعیف ہے۔ اور امام بوصیری وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ جس روایت کے بیان کرنے میں وہ متفرد ہو وہ قابل حجت نہیں۔ اور گرمی سردی والی بات بیان کرنے میں یہ متفرد ہے' اس لیے روایت کا یہ حصہ صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔ ⑦ گزشتہ حدیث میں جو ''مولیٰ'' کا لفظ آیا تھا اس روایت سے واضح ہوا کہ وہاں محبّ اور دوست مراد ہے۔

١١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَبُوهُمَا خَيْرٌ مِنْهُمَا».

۱۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں' اور ان کے والد ان سے افضل ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت ہے۔ ② یہ افضلیت جزوی ہے کیونکہ انھیں صرف جوانوں کے سردار قرار دیا گیا ہے۔ معمر جنتی حضرات اس میں شامل نہیں' اسی طرح ان کی افضلیت صرف امتیوں پر ہے' انبیائے کرام علیہم السلام کا درجہ بہر حال بلند ہے۔ ③ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جوانی میں فوت نہیں ہوئے لیکن ان جنتیوں کے سردار ہیں جو جوانی کی عمر میں فوت ہوئے۔ کسی جماعت کا

١١٨ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ٣/ ١٦٧ من حديث محمد بن موسى به، وقال الذهبي: "معلى متروك"، وكذبه ابن المديني وغيره، فالسند موضوع، ولهذا المتن طريق حسن عند الحاكم أيضًا، وصححه، ووافقه الذهبي.

سردار ایسا شخص بھی مقرر کیا جا سکتا ہے جو بعض لحاظ سے ان میں شامل نہ ہو۔ واللہ اعلم.

١١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى، قَالُوا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، وَلاَ يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا عَلِيٌّ».

۱۱۹- حضرت حُبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں' میری طرف سے صرف علی رضی اللہ عنہ ہی ادا کریں گے۔''

فوائد و مسائل: ① ''علی مجھ سے ہے۔'' اس جملے سے مقصود انتہائی قرابت اور گہرے تعلق کا اظہار ہے، جیسے حضرت طالوت نے اپنے مومن ہمراہیوں سے فرمایا تھا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّيْ﴾ (البقرة:۲۴۹) ''اللہ تعالیٰ تمھیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے' جس نے اس سے (پانی) پی لیا' وہ مجھ سے نہیں' اور جو اسے نہ چکھے' وہ مجھ سے ہے (میرا مخلص ساتھی ہے۔'') ② ادا کرنے سے مراد پیغام پہنچانا اور اعلان کرنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ براءت نازل فرمائی اور اس میں کافروں کو چار مہینے کا الٹی میٹم دے دیا گیا کہ اس عرصہ میں اسلام قبول کر لیں یا جزیرۂ عرب سے نکل جائیں' تو ان آیات کا اعلان کرنے کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ معاہدہ ختم کرنے کے لیے آپ کا قریبی رشتہ دار ہونا چاہیے کہ عرب اپنے رواج کے مطابق اس کے اعلان کو کماحقہ اہمیت دے سکیں' اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا گیا کہ آئندہ مشرک حرم مکی میں نہ آئیں اور کوئی شخص بے لباس ہو کر طواف نہ کرے اور یہ کہ مشرکین کے لیے چار ماہ کی مہلت ہے' اس عرصہ میں اگر وہ مسلمان نہ ہوئے تو انھیں ملک سے نکال دیا جائے گا۔ اس موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ چونکہ علی رضی اللہ عنہ کا مجھ سے قرابت کا تعلق زیادہ ہے' اس لیے یہ اہم اعلان وہی کریں گے۔ ③ اس سے زندگی میں مالی حقوق کی ادائیگی بھی مراد ہو سکتی ہے، یعنی انھیں اختیار دیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے خرید و فروخت وغیرہ کے معاملات نپٹائیں۔ وفات کے بعد ان حقوق کی ادائیگی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے اگر کسی کو کچھ عطا فرمانے کا وعدہ کیا تھا اور اسے پورا کرنے کا موقع نہ ملا یا کوئی اور مالی ذمہ داری تھی' تو نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان تمام کی ادائیگی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کی۔ (صحیح البخاری' کتاب الکفالة' باب من تكفّل عن ميت دينًا فليس له أن يرجع' حديث:۲۲۹۶)

١١٩ـ [حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب علي مني وأنا من علي، ح:٣٧١٩ عن إسماعيل به، وقال: "حسن غريب صحيح" * شريك تابعه إسرائيل وغيره، وأبوإسحاق صرح بالسماع.

١٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ، عَنْ عَبَّادِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: أَنَا عَبْدُ اللهِ، وَأَخُو رَسُولِهِ ﷺ. وَأَنَا الصِّدِّيقُ الأَكْبَرُ، لاَ يَقُولُهَا بَعْدِي إِلَّا كَذَّابٌ، صَلَّيْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِينَ.

۱۲۰- حضرت عباد بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے رسول کا بھائی ہوں' میں صدیق اکبر ہوں' میرے بعد یہ بات وہی کہے گا جو انتہائی جھوٹا ہے۔ میں نے دوسروں سے سات سال پہلے نماز پڑھی ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اسے ''باطل'' قرار دیا ہے۔ درایتاً بھی غور کیا جائے تو اولاً حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سات سال تک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے والے صرف وہی تھے' جبکہ نزول نبوت سے سات سال تک کا عرصہ تو بہت طویل ہے۔ ابتدائی تین سال کی خاموش تبلیغ کے نتیجہ میں ہی مکہ مکرمہ میں اسلام کی دعوت بہت سے حضرات قبول کر چکے تھے اور ثانیاً حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے اللہ تعالیٰ کے صالح' منکسر المزاج بندے یہ فخریہ کلمات کس طرح کہہ سکتے تھے کہ ''میں ہی صدیق اکبر ہوں۔'' اس لحاظ سے یہ روایت واقعی سخت ضعیف اور باطل ہے۔

١٢١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ، وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فِي بَعْضِ حَجَّاتِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدٌ، فَذَكَرُوا عَلِيًّا، فَنَالَ مِنْهُ. فَغَضِبَ سَعْدٌ، وَقَالَ: تَقُولُ هٰذَا لِرَجُلٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ

۱۲۱- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس (ملاقات کے لیے) گئے۔ (اثنائے گفتگو میں) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ چھڑ گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق کچھ تنقیدی الفاظ کہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور فرمایا: آپ ایسے شخص کے بارے میں یہ بات کہہ رہے ہیں جس کے متعلق میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جس کا مولیٰ میں ہوں' علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا مولیٰ

١٢٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الحاكم: ٣/ ١١١، ١١٢، وتعقبه الذهبي، والحديث في الخصائص للنسائي
* عباد بن عبدالله ضعيف (تقريب).

١٢١ـ [صحيح] * ابن سابط لم يسمع من سعد رضي الله عنه كما قال ابن معين، وللحديث شواهد عند مسلم وغيره.

مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلاً يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ»؟.

(دوست) ہے۔'' اور میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ نے (علی رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''تیرا مجھ سے وہی تعلق ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا' البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اور میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: ''آج میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ (اور وہ جھنڈا علی رضی اللہ عنہ کو ملا۔)''

فوائد ومسائل: ① حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان بعض اختلافات ہوئے تھے' جن کی وجہ سے بعض مفسدین کی ریشہ دوانیوں سے جنگ وجدل تک نوبت پہنچی۔ یہ محض اجتہادی اختلاف تھا' اس بنا پر ہم لوگوں کے لیے جائز نہیں کہ کسی صحابی کے حق میں زبان طعن دراز کریں۔ ② کسی کی عدم موجودگی میں اس پر تنقید مناسب نہیں۔ ③ اگر کسی شخص پر اس کی عدم موجودگی میں تنقید کی جائے تو حاضرین کو چاہیے کہ اس کے حق میں بات کریں اور اس کی خوبیاں ذکر کریں۔ ④ اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعدد فضائل مذکور ہیں۔ جن میں سے بعض کی تفصیل گزشتہ احادیث میں بیان ہو چکی ہے۔

(۱۱/۵) فَضْلُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۱/۵)-حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

* **پیدائش اور نام ونسب:** نام ونسب یوں ہے: حضرت زبیر بن عوّام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی قریشی اسدی۔ آپ کی والدۂ محترمہ حضرت صفیہ نبیٔ اکرم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ آپ کے دادا حضرت خدیجہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے والد تھے۔ آپ کی والدۂ محترمہ نے آپ کی کنیت ابو طاہر رکھی جبکہ آپ نے ابوعبداللہ کنیت اختیار کی۔ تقریباً ۱۵ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا تو آپ مسلمانوں میں چوتھے یا پانچویں نمبر پر تھے۔ آپ نے ہجرت مدینہ اور ہجرت حبشہ کا شرف حاصل کیا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے مؤاخاۃ میں انھیں سلمہ بن سلامہ بن وقش کا بھائی بنایا۔ حضرت زبیر ان دس خوش نصیبوں میں سے ہیں جنھیں رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی۔ اس کے علاوہ انھیں یہ عظیم شرف حاصل ہے کہ حضرت عثمان' عبدالرحمٰن بن عوف' مقداد اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ نے آپ کو اپنی اولاد کے بارے میں وصیت کی تھی' لہٰذا وہ ان صحابہ کی اولاد کے مال کی حفاظت کرتے تھے اور اپنے ذاتی مال سے ان کی دیکھ بھال فرماتے تھے۔ جنگ جمل میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے سے رک گئے اور لشکر سے الگ ہو کر وادیٔ سباع میں تشریف لے گئے۔ وہاں حالت

نماز میں ابن جرموز نامی شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تقرب کے حصول کے لیے آپ کو شہید کر دیا۔ جب یہ شخص انعام واکرام کے لالچ میں آپ کی تلوار لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حاضری کی اجازت نہ دی بلکہ فرمایا: ''حضرت زبیر کے قاتل کو جہنم کی خوش خبری سنا دو۔'' اس طرح آپ ۳۶ ہجری میں جمادی الاولی کی دس تاریخ کو جمعرات کے دن شہید ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۶۴ سال تھی۔ رضی اللہ عنہ.

✱ **حلیہ مبارک:** حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بڑے وجیہ اور خوب صورت شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا قد دراز، جسم متوازن، رنگ گندمی، ڈاڑھی چھدری اور سر کے بال لمبے تھے۔ شہادت کے وقت تک صحت انتہائی شاندار تھی۔

✱ **ازواج واولاد:** آپ کی ازواج اور اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے:

- **اسماء بنت ابی بکر:** ان سے آپ کی بڑی نامور اولاد پیدا ہوئی، مثلاً: حضرت عبداللہ، عروہ، منذر، عاصم، مہاجر، خدیجۃ الکبری، ام الحسن اور عائشہ۔
- **امۃ بنت خالد بن سعید بن عاص:** ان کے بطن سے خالد، عمرو، حبیبہ، سودہ اور ہند پیدا ہوئے۔
- **رباب بنت انیف بن عبید:** حضرت مصعب، حمزہ اور رملہ ان سے پیدا ہوئے۔
- **زینب:** عبیدہ اور جعفر دو بیٹے ان سے پیدا ہوئے۔
- **ام کلثوم بنت عقبہ:** ان سے صرف ایک بیٹی زینب پیدا ہوئی۔
- **حلال بنت قیس:** ان سے بھی ایک بیٹی خدیجۃ الصغری پیدا ہوئیں۔

١٢٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمَ قُرَيْظَةَ: «مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟» فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، فَقَالَ: «مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟» قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، ثَلَاثاً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ».

۱۲۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو قریظہ کی جنگ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دشمن کی خبر کون لائے گا؟'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ ﷺ نے (دوبارہ) فرمایا: ''دشمن کی خبر کون لائے گا؟'' زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ تین بار ایسے ہی ہوا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر (رضی اللہ عنہ) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بنو قریظہ کے خلاف مہم، جنگ خندق کے فوراً بعد شروع ہوئی تھی، اس طرح سے دونوں غزوات

١٢٢ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب فضل الطليعة، ح: ٢٨٤٦، ٤١١٣، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبير رضي الله عنهما، ح: ٢٤١٥ من حديث سفيان الثوري به.

گویا ایک ہی ہیں۔ یہاں یوم بنو قریظہ سے مراد جنگ احزاب کے ایک دن کا واقعہ ہے۔ ② "حواری" سے مراد جاں نثار ساتھی ہے۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں (حواریوں) نے کہا تھا: ﴿نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ (الصف: ۱۴) "ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں۔" ③ اس سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی عظمت اور شان ظاہر ہوتی ہے کہ نبی علیہ السلام نے انھیں مقرب ترین ساتھیوں میں شمار فرمایا۔

١٢٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

۱۲۳- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے جنگ احد کے دن میرے لیے اپنے والدین کو جمع (ذکر) فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① والدین کا ذکر اور جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: "میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔" جنگ میں بہادری سے لڑنے کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کی حوصلہ افزائی کے طور پر یہ الفاظ فرمائے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت زبیر کے لیے اپنے والدین کو اس وقت بھی جمع کیا جب وہ بنو قریظہ کی خبر لے کر آئے تھے۔ (صحیح البخاری، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب الزبیر...... الخ، حدیث: ۳۷۲۰) ② غزوۂ اُحد کے دوران میں ہی آپ ﷺ نے حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے بھی فرمایا تھا: "تیر چلاؤ! میرے ماں باپ تم پر قربان۔" (صحیح البخاری، الأدب، باب قول الرجل: فداك ابي وامي، حدیث: ۶۱۸۴) ③ حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہما دونوں "عشرۂ مبشرہ" میں شامل ہیں۔

١٢٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَهَدِيَّةُ ابْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ لِي عَائِشَةُ: يَا عُرْوَةُ! كَانَ أَبَوَاكَ مِنَ ﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ

۱۲۴- حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا: عروہ! تمھارے والد اور نانا ان لوگوں میں شامل ہیں، جنھوں نے زخمی ہونے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی تعمیل کی، یعنی ابوبکر اور زبیر رضی اللہ عنہما۔

١٢٣ـ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب الزبير بن العوام رضي الله عنه، ح: ٣٧٢٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبير رضي الله عنهما، ح: ٢٤١٦ من حديث هشام به.

١٢٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي عن سفيان به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

بَعۡدِ مَآ أَصَابَهُمُ ٱلۡقَرۡحُ﴾ [آل عمران: ۱۷۲] أَبُو بَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ.

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے: ﴿الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ (آل عمران: ۱۷۲) ”جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو قبول کیا‘ اس کے بعد کہ انھیں زخم لگ چکے تھے‘ ان میں سے جنھوں نے نیکی کی اور پرہیزگاری اختیار کی‘ ان کے لیے بہت زیادہ اجر ہے۔“ ② اس آیت میں غزوۂ احد کے بعد کے حالات کی طرف اشارہ ہے۔ مشرکین جب واپس ہوئے تو راستے میں انھیں خیال آیا کہ ہم نے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا موقع گنوا دیا ہے‘ چنانچہ انھوں نے واپس پلٹ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا‘ رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ خطرہ محسوس کیا کہ مکی لشکر دوبارہ حملہ کرنے کی کوشش کر سکتا ہے، چنانچہ آپ نے اعلان فرما دیا کہ جنگ احد میں حصہ لینے والے تمام مجاہد دوبارہ کوچ کریں۔ آپ نے آٹھ میل دور حمراء الاسد تک تعاقب کیا‘ جب مشرکین کو یہ خبر پہنچی تو وہ مرعوب ہو گئے اور مدینہ پر حملہ کیے بغیر واپس چلے گئے۔ (دیکھیے: الرحیق المختوم‘ ص: ۳۸۶) ③ حضرت عروہ بن زبیر‘ حضرت عائشہ ؓ کے بھانجے ہیں۔ ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ ہیں۔ اس طرح حضرت ابوبکر ؓ ان کے نانا اور حضرت زبیر بن عوام ؓ ان کے والد ہوئے۔

(۱۱/٦) فَضْلُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۱/٦)- حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ کے فضائل ومناقب

✵ نام ونسب اور فضائل: نام ونسب یوں ہے: طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب قریشی تیمی اور کنیت ابو محمد ہے۔ آپ کو اسلام میں متعدد فضیلتیں حاصل ہیں مثلاً: آپ خوش نصیب و بلند مرتبہ عشرۂ مبشرہ صحابہ میں سے ایک ہیں۔ اسلام قبول کرنے میں سبقت لینے والوں میں آپ کا نمبر آٹھواں اور ابوبکر صدیق کی دعوت و تبلیغ سے اسلام لانے والوں میں پانچواں نمبر ہے۔ اسی طرح آپ حضرت عمر فاروق ؓ کی بنائی ہوئی شوریٰ کے رکن بھی تھے۔ آپ کا تعلق حضرت ابوبکر صدیق کے خاندان سے ہے۔ اسلام لانے کے بعد آپ کے بڑے بھائی عثمان نے آپ کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ ایک ہی رسی میں جکڑ کر سخت مارا پیٹا۔ حضرت عمر اسی واقعہ کی وجہ سے اپنے ان دو ساتھیوں کو ”قرینین“ کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ نے سترہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا اور آپ مکہ کے ان چند شرفاء میں سے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ نبی ﷺ نے انھیں سخاوت کی وجہ سے فَیَّاض کا لقب عطا فرمایا۔ غزوۂ حنین میں شجاعت دکھائی تو نبی ﷺ نے طلحة الجود کا لقب عطا کیا۔ حضرت طلحہ کو ایک ایسا شرف حاصل ہے جو دوسرے کسی صحابی کو نہیں‘ انھوں نے چار شادیاں کیں اور ان چاروں میں وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے ہم زلف تھے، یعنی انھوں نے ام المومنین حضرت عائشہ کی بہن ام کلثوم‘ ام المومنین حضرت زینب

کی بہن حمنہ' ام المومنین ام حبیبہ کی بہن فارعہ اور ام المومنین ام سلمہ کی بہن رقیہ سے شادی کی۔

* حلیہ مبارک: آپ درمیانے قد' گندمی رنگ' شگفتہ صورت اور باریک ناک والے تھے۔ آخر دم تک چاق چوبند تھے اور بڑھاپے کے آثار ظاہر نہیں ہوئے تھے۔

آپ جنگ جمل میں مروان بن حکم کے تیر سے زخمی ہو کر فوت ہوئے۔ اس طرح آپ ۶۴ برس کی عمر میں ۳۶ ہجری کو جمعرات کے دن جمادی الآخرہ کی دس تاریخ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کل سات شادیاں کیں اور دو لونڈیاں بھی آپ کے پاس تھیں۔ ان سے کل گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

۱۲۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو ابْنُ عَبْدِ اللهِ الأَوْدِيُّ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الصَّلْتُ الأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ طَلْحَةَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «شَهِيدٌ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ».

۱۲۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: "یہ شہید ہے جو زمین پر چل رہا ہے۔"

فوائد و مسائل: ① اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (الصحیحة' رقم:۱۲۶) اس میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خوش خبری ہے جو ایک عظیم سعادت ہے۔ ② آپ کی شہادت جنگ جمل کے موقع پر ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشاجرات میں جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے وہ اللہ کے ہاں مجرم نہیں' ورنہ انھیں شہادت کی خبر نہ دی جاتی۔

۱۲۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ

۱۲۶- حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا: "یہ ان میں سے ہے جنھوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔"

۱۲۵ـ [ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب أبي محمد طلحة بن عبيدالله رضي الله عنه، ح: ۳۷۳۹ من حديث الصلت بن دينار به، وقال: "غريب" * الصلت متروك كما قال أحمد وغيره (تهذيب)، وللحديث شواهد ضعيفة، ولم أجد له طريقًا صحيحًا ولا حسنًا، والحديث الآتي شاهد له معنوي.

۱۲۶ـ [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الأحزاب، ح: ۳۲۰۲ من حديث إسحاق به، وقال: "غريب"، وصححه الحاكم، وتعقبه الذهبي * إسحاق بن يحيٰي ضعيف (تقريب)، وله طريق حسن عند الترمذي، ح: ۳۲۰۳، وقال: "حسن غريب".

ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: نَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى طَلْحَةَ، فَقَالَ: «هٰذَا مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ».

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾ (الاحزاب: ۲۳) ''مومنوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے جو عہد اللہ سے کیا تھا' اسے سچا کر دکھایا۔ بعض نے تو اپنا وعدہ پورا کر دیا اور بعض (موقع کے) منتظر ہیں اور انھوں نے (اپنے عزم میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔'' ② اس میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا شرف ہے کہ انھیں شہادت سے پہلے وعدہ پورا کرنے والا قرار دے دیا گیا۔ گویا انھوں نے اب تک جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں وہ اتنے زیادہ اور اتنے عظیم ہیں کہ انھیں شہادت سے پہلے ہی شہیدوں کے بلند مقام کا حامل قرار دیا جا سکتا ہے۔ ③ اس میں ان کے مخلص مومن ہونے کی گواہی بھی ہے اور یہ کہ ان کا اللہ سے کیا ہوا وعدہ' ایک سچا وعدہ ہے جو خلوص قلب سے کیا گیا ہے۔

۱۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا إِسْحَاقُ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ».

۱۲۷- حضرت موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا' ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ انھوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ''طلحہ (رضی اللہ عنہ) ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔''

۱۲۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ، وَقٰى بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَوْمَ أُحُدٍ.

۱۲۸- حضرت قیس سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دیکھا جو شل ہو چکا تھا' انھوں نے جنگ اُحد میں اس سے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① جنگ اُحد میں کافروں کے حملوں کا مرکز نبی اکرم ﷺ کی ذات تھی۔ اس وقت جب کہ مسلمان منتشر ہو چکے تھے' حضرت طلحہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما کی بے مثال بہادری کی وجہ سے مشرکین اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ② ہاتھ سے دفاع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دشمن کی طرف سے آنے والے تیروں

۱۲۷ـ [حسن] انظر الحديث السابق.

۱۲۸ـ [صحيح] أخرجه البخاري، المغازي، باب إذ همت طائفتان منكم أن تفشلا والله وليهما، ح: ٤٠٦٣ من حديث وكيع به.

کے سامنے اپنا ہاتھ کر دیا تا کہ نبی ﷺ محفوظ رہیں۔ جس کی وجہ سے ہاتھ شل ہو گیا۔ غالباً ڈھال فوری طور پر دست یاب نہ تھی۔

(۱۱/۷) فَضْلُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

(۱۱/۷)۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

* پیدائش اور نام ونسب: نام ونسب یوں ہے: سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب قریشی زہری اور کنیت ابواسحاق ہے۔ آپ ہجرت نبوی سے تقریباً تیس سال پہلے پیدا ہوئے۔ آپ عشرۂ مبشرہ میں سے ایک، عرب کے شاہسوار، حضرت عمر کی شوریٰ کے اہم رکن اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سب سے پہلے عرب تیرانداز ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ اسلام لانے والوں میں آپ کا تیسرا نمبر ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے آپ نے کوفہ شہر کی بنیاد رکھی اور اسے خوب صورت سائنسی طریق پر استوار کیا۔

* حلیہ مبارک: آپ بلند قامت، فربہ جسم اور قوی ومضبوط تھے۔ بال گھنے تھے۔ آخری عمر میں خضاب لگاتے تھے۔ آپ نے پچاس سال کی عمر میں وادیٔ عقیق مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

* ازواج واولاد: آپ نے نو شادیاں کیں، ان سے آپ کے اٹھارہ بیٹے اور اتنی ہی بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ سب سے بڑے بیٹے، اسحاق کے نام پر ابواسحاق کنیت رکھی۔

۱۲۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَإِنَّهُ قَالَ لَهُ، يَوْمَ أُحُدٍ: «ارْمِ سَعْدُ! فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي».

۱۲۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے سوا کسی صحابی کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے ماں باپ قربان ہونے کے الفاظ نہیں سنے۔ صرف انھیں آپ ﷺ نے غزوۂ اُحد کے موقع پر فرمایا تھا: ''سعد! تیر چلاؤ، میرے ماں باپ تم پر قربان۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی یہ سعادت حاصل ہے، جیسے حدیث ۱۲۳ میں بیان ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یا تو اس کا علم نہیں ہوا یا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے براہ راست یہ الفاظ نہیں سنے، جبکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ الفاظ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں فرمائے گئے۔ ② دشمن پر تیراندازی کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی تلوار سے مقابلہ کرنے کی ہے۔ موجودہ دور میں پھینکنے والے آلات کی بہت اہمیت ہے، خواہ وہ

۱۲۹ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب المجن ومن يترس بترس صاحبه، ح:۲۹۰۵، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۶۱۸۴، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، ح: ۲۴۱۱ من حديث سعد به.

رائفل یا کلاشنکوف کی گولی ہو یا کسی قسم کے توپ یا ٹینک کا گولہ یا میزائل وغیرہ ہوں' ان سب کا کافروں کے خلاف استعمال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا باعث ہے' لہٰذا مسلمانوں کو جہاد کی تیاری کے لیے ہر قسم کا اسلحہ تیار کرنا چاہیے اور اس کا استعمال سیکھنا چاہیے۔

١٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمَ أُحُدٍ، أَبَوَيْهِ، فَقَالَ: «اِرْمِ سَعْدُ! فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي».

۱۳۰- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جنگِ اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے اپنے والدین کا نام لیا' یعنی یوں فرمایا ''اے سعد! تیر چلاؤ' میرے ماں باپ تم پر قربان۔''

١٣١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَخَالِي يَعْلَى، وَوَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ.

۱۳۱- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں پہلا عربی ہوں' جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔

فائدہ: جہاد میں کسی بھی کام میں سبقت اور پیش قدمی باعث فخر ہے۔ اور اللہ کے احسان کے تذکرہ کے طور پر بطور امتنان وتشکر اس قسم کا شرف ذکر کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔

١٣٢- حَدَّثَنَا مَسْرُوقُ بْنُ الْمَرْزُبَانِ:

۱۳۲- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت

١٣٠ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب إذ همت طائفتان منكم أن تفشلا . . . الخ، ح: ٤٠٥٧، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، ح: ٢٤١٢ من حديث يحيٰى به.

١٣١ـ أخرجه البخاري، فضائل الصحابة، باب مناقب سعد بن أبي وقاص الزهري، ح: ٣٧٢٨، ومسلم، الزهد، باب الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر، ح: ٢٩٦٦ من حديث إسماعيل به.

١٣٢ـ [صحيح] أخرجه البخاري، فضائل الصحابة، باب مناقب سعد بن أبي قاص الزهري، ح: ٣٧٢٧ مر حديث ابن أبي زائدة به.

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ، وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ.

ہے انھوں نے فرمایا: جس دن میں نے اسلام قبول کیا' اس دن کسی اور شخص نے اسلام قبول نہیں کیا۔ سات دن تک میں مسلمانوں کی تعداد کا ایک تہائی رہا ہوں۔

فوائد ومسائل: ① ''ایک تہائی'' کا مطلب یہ ہے کہ مجھ سے پہلے صرف دو افراد نے اسلام قبول کیا تھا' میرے اسلام لانے سے مسلمانوں کی کل تعداد تین ہوگئی۔ سات دن تک کوئی اور صاحب اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔
② یہاں آزاد جواں مرد افراد کے اسلام لانے کا ذکر ہے۔ ورنہ آپ سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (خاتون)' زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (غلام)' حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ (نوعمر)' اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ آزاد حضرات میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے مسلم ہیں۔ ان کے بعد صرف ایک صاحب کے بعد حضرت سعد بن ابووقاص رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اس طرح ''اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن'' کے خطاب کے حامل ہوئے' جو ایک عظیم شرف ہے۔

(١١/٨) فَضَائِلُ الْعَشَرَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ

(۱۱/۸)- عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب

١٣٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْمُثَنَّى، أَبُو الْمُثَنَّى النَّخَعِيُّ، عَنْ جَدِّهِ رِيَاحِ بْنِ الْحَارِثِ، سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَاشِرَ عَشَرَةٍ فَقَالَ: «أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ فِي الْجَنَّةِ» فَقِيلَ لَهُ: مَنِ

۱۳۳- حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دس افراد کی ایک مجلس میں دسویں فرد کی حیثیت سے تشریف فرما تھے (آپ کے ساتھ نو صحابی تھے۔) آپ نے فرمایا: ''ابوبکر جنتی ہیں' عمر جنتی ہیں' عثمان جنتی ہیں' علی جنتی ہیں' طلحہ جنتی ہیں' زبیر جنتی ہیں' سعد جنتی ہیں' عبدالرحمٰن جنتی ہیں۔'' ان سے پوچھا گیا: (آپ نے آٹھ افراد کے نام لیے ہیں) نویں صاحب کون ہیں؟ فرمایا: ''میں۔''

١٣٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في الخلفاء، ح: ٤٦٥٠ من حديث صدقة به.

التَّاسِعُ؟ قَالَ: «أَنَا».

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں نو افراد کے جنتی ہونے کی خبر ہے۔ ان کے ساتھ دسویں صحابی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان دس حضرات کو "عشرۂ مبشرہ" کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ دس صحابۂ کرام جنھیں اللہ کے رسول ﷺ نے جنت کی خوش خبری دی ہے۔ یہ دس حضرات تمام صحابۂ کرام سے افضل ہیں۔ بعض دیگر مواقع پر رسول اللہ ﷺ نے بعض دیگر افراد کو بھی جنت کی بشارت دی ہے، لیکن ان حضرات کا مقام عشرۂ مبشرہ کے برابر نہیں۔ ② حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے تواضع کے طور پر اپنا نام نہیں لیا۔ جب پوچھا گیا تب بتانا پڑا۔

١٣٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «اُثْبُتْ حِرَاءُ! فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ». وَعَدَّهُمْ: رَسُولُ اللهِ ﷺ، وأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وابْنُ عَوْفٍ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ.

۱۳۴- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "حراء (پہاڑ)! ٹھہر جا، تجھ پر صرف نبی، صدیق اور شہید ہیں۔" راوی نے ان حضرات کو شمار کیا (جو پہاڑ پر تھے، اور کہا): اللہ کے رسول ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمن بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں مذکور صحابہ کی فضیلت واضح ہے کہ وہ بہت سے مواقع پر نبئ اکرم ﷺ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ ② یہ بات آپ علیہ السلام نے اس وقت فرمائی جب حراء پہاڑ پر زلزلہ آیا۔ نبئ اکرم علیہ السلام کے "ٹھہر جا" کہنے سے وہ ٹھہر گیا۔ یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔ ③ حراء ایک پہاڑ ہے جو مکہ شہر سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے، قبل از بعثت آپ ﷺ وہاں جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔

(١١/٩) فَضْلُ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]

(۱۱/۹)- حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی فضیلت

✱ پیدائش ووفات اور نام ونسب: نام ونسب یوں ہے: عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ

١٣٤ـ [حسن] أخرجه أبوداود، السنة، باب في الخلفاء، ح: ٤٦٤٨ من حديث حصين به، وصححه الترمذي، ح: ٣٧٥٧، وابن حبان.

بن حارث بن فہر قریشی۔ آپ اپنی کنیت ابوعبیدہ اور والد کی بجائے دادا الجراح کے نام سے مشہور ہوئے۔ فہر پر آپ کا نسب' نبی اکرم ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپ کا والد مسلمان نہیں ہوا اور جنگ بدر کے دن اپنے ہی بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق کی دعوت پر ۲۹ برس کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ اس طرح مسلمان ہونے والے خوش نصیبوں میں آپ کا نواں نمبر ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ دراز قد' دبلے پتلے' لمبوترے چہرے' ابھرے سینے اور چھدری ڈاڑھی والے تھے۔ رخسار گوشت سے خالی تھے اور سامنے کے دو دانت غزوۂ اُحد میں ٹوٹ گئے تھے۔ آپ نے ۱۸ ہجری میں طاعون عمواس میں وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۵۸ برس تھی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ آپ کی اولاد میں صرف دو بیٹے یزید اور عمیر تھے اور والدہ کا نام ہند بنت جابر ہے۔

١٣٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. جَمِيعاً عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ ابْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ، لِأَهْلِ نَجْرَانَ: «سَأَبْعَثُ مَعَكُمْ رَجُلاً أَمِيناً، حَقَّ أَمِينٍ». قَالَ: فَتَشَرَّفَ لَهُ النَّاسُ، فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ.

۱۳۵- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجران والوں سے کہا: ''میں تمھارے ساتھ ایک دیانت دار آدمی بھیجوں گا' جو کماحقہ دیانت دار ہے۔'' لوگوں کو جستجو ہوئی۔ آپ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

فوائد ومسائل: ① نجران کا علاقہ مکہ اور یمن کے درمیان ہے اور یہ لوگ عیسائی مذہب کے پیروکار تھے۔ ۹ ہجری میں ان کا وفد مدینہ منورہ آیا اور نبی اکرم ﷺ سے بعض مسائل پر گفتگو کی' آپ ﷺ نے انھیں اسلام کی دعوت دی۔ انھوں نے انکار کیا تو آیاتِ مباہلہ نازل ہوئیں۔ انھوں نے آپس میں کہا: اگر محمد ﷺ واقعی نبی ہیں تو ان سے مباہلہ کر کے ہم تباہی سے نہیں بچ سکتے' چنانچہ انھوں نے جزیہ دینے کا وعدہ کر کے صلح کر لی۔ اور عرض کیا کہ ایک دیانت دار آدمی روانہ فرمائیں' آپ نے صلح کا مال وصول کرنے کے لیے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور اسی موقع پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ بعد میں یہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ دیکھیے: (الرحيق المختوم' ص: ۶۰۴ تا ۶۰۶) ② مالی ذمہ داریوں کے لیے دیانت دار آدمی کا تعین کرنا چاہیے۔ دوسری صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ دیانت داری اہم ترین شرط ہے جو اس قسم کے منصب کے لیے ضروری ہے۔

١٣٥ـ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب أبي عبيدة بن الجراح رضي الله عنه، ح: ٣٧٤٥ وغيره، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي عبيدة بن الجراح رضي الله عنه، ح: ٢٤٢٠ من حديث أبي إسحاق به.

١٣٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لأَبِي عُبَيْدَةَ ابْنِ الْجَرَّاحِ: «هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الأُمَّةِ».

۱۳۶- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''یہ اس امت کا دیانت دار آدمی ہے۔''

فائدہ: اسی وجہ سے انھیں ''امین الامت'' کہا جاتا ہے۔

(١٠/١١) فَضْلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۰/۱۱)- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل

* حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: نام ونسب: عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم الہذلی۔ آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ آپ کی والدہ کا نام ام عبد بنت عبدِوَدّ ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان ہوئے۔ آپ خود فرماتے تھے کہ میں مسلمان ہونے والوں میں چھٹا شخص تھا' اس وقت روئے زمین پر ہمارے علاوہ کوئی مسلمان نہ تھا۔ آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ سے براہ راست قرآن مجید کی ۷۰ سورتیں سیکھیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ۳۲ ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور ان کی وصیت کے مطابق انھیں رات کے وقت دفن کیا گیا۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً ۶۳ برس تھی۔

* حضرت عبداللہ بن مسعود کے خوب صورت کلام کا ایک نمونہ: آپ فرماتے ہیں: جو شخص آخرت کا طالب ہو اسے دنیا کا خسارہ برداشت کرنا ہوگا۔ اور جو شخص دنیا کا خواہش مند ہے اسے آخرت کا خسارہ ہوگا' لہٰذا' اے لوگو! باقی رہنے والی زندگی کی خاطر فانی دنیا کا خسارہ برداشت کرلو۔

١٣٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ كُنْتُ مُسْتَخْلِفاً أَحَداً عَنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ، لَاسْتَخْلَفْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ».

۱۳۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو خلیفہ مقرر کرتا تو ام عبد کے بیٹے (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ مقرر کرتا۔''

١٣٦_[صحيح] انظر الحديث السابق.

١٣٧_[إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، ح: ٣٨٠٨ من حديث أبي إسحاق به، وقال: "غريب إنما نعرفه من حديث الحارث عن علي"، [انظر، ح: ٩٥].

فائدہ: بعض شارحین نے یہاں خلیفہ سے کسی خاص لشکر کی امارت یا کسی اور معاملے میں جانشین بنانا وغیرہ مراد لیا ہے، لیکن یہاں تاویل وغیرہ کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ یہ روایت ہی ضعیف ہے۔

١٣٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ بَشَّرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلٰى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ».

١٣٨- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے انھیں خوشخبری دی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص قرآن کو اس طرح تروتازہ پڑھنا چاہتا ہے جس طرح وہ نازل ہوا' اسے چاہیے کہ ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قراءت کے مطابق پڑھے۔“

فوائد ومسائل: ① اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے انداز تلاوت کی تعریف ہے کہ انتہائی صحت حروف کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں۔ تروتازہ قراءت سے مراد' بغیر تغیر کے تلاوت کرنا ہے۔ ② جس طرح قرآن مجید کو سمجھنا اور عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح اس کی صحیح اور عمدہ انداز سے تلاوت کرنا بھی ضروری اور قابل تعریف ہے۔ اس سے علم تجوید اور قراءت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ③ مسلمان بھائی کو ایسی بات بتا دینا اللہ کے ہاں محبوب ترین اعمال میں سے ہے جس سے اسے خوشی حاصل ہو جس طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خوش خبری دی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی تلاوت کو پسند فرمایا ہے اور اس کے مطابق پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔

١٣٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ، وَأَنْ تَسْتَمِعَ سِوَادِي حَتّٰى أَنْهَاكَ».

١٣٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا اذن (گھر میں آنے کے لیے) یہی ہے کہ پردہ اٹھاؤ' اور تم میری رازدارانہ گفتگو بھی سن سکتے ہو' حتی کہ میں منع کر دوں۔“

١٣٨ـ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٤٤٥، ٤٥٤ من حديث عاصم به * أبوبكر بن عياش تابعه زائدة وغيره، وباقي السند حسن.

١٣٩ـ [صحيح] أخرجه مسلم، السلام، باب جواز جعل الإذن رفع حجاب، أو غيره من العلامات، ح: ٢١٦٩ من حديث عبدالله بن إدريس وغيره به.

فائدہ: ① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اکثر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ کام کاج کے لیے اکثر حاضر ہونا پڑتا تھا، چنانچہ ان کے لیے استیذان کے حکم میں نرمی کر دی گئی۔ قرآن مجید میں غلاموں اور لونڈیوں کو بھی تین اوقات کے علاوہ باقی کسی بھی وقت آنے جانے کے لیے بار بار اجازت مانگنے سے معاف رکھا گیا ہے۔ (سورۂ نور: ۵۸)

(۱۱/۱۱) فَضْلُ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

(۱۱/۱۱)- حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے فضائل

* حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ: نام ونسب: عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ، اور کنیت ابوالفضل ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں۔ آپ کی والدہ نتیلہ بنت جناب بن کلب، وہ پہلی عربی خاتون ہیں جنھوں نے بیت اللہ شریف کو ریشمی غلاف پہنایا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عباس بچپن میں گم ہو گئے تو آپ کی والدہ نے نذر مانی کہ اگر ان کا بچہ مل گیا تو وہ بیت اللہ شریف کو ریشمی غلاف پہنائیں گی، لہٰذا حضرت عباس کے ملنے پر انھوں نے بیت اللہ شریف کو غلاف پہنایا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبیِ اکرم ﷺ سے دو سال بڑے تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے اور بیت اللہ میں حاجیوں کو زمزم پلانے کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ آخری عمر میں بینائی ختم ہو گئی تھی۔ مدینہ منورہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دو سال قبل جمعہ کے روز ۱۲ رمضان کو فوت ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۸ برس تھی۔ آپ کی اولاد میں حضرت عبداللہ، عبیداللہ اور قثم رضی اللہ عنہم نہایت بلند مرتبہ شخصیات ہیں۔

۱۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سَبْرَةَ النَّخَعِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: كُنَّا نَلْقَى النَّفَرَ مِنْ قُرَيْشٍ، وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ، فَيَقْطَعُونَ حَدِيثَهُمْ، فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَحَدَّثُونَ، فَإِذَا رَأَوُا

۱۴۰- حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: قریش کے کچھ لوگ باتیں کر رہے ہوتے، ہم ان سے ملتے (ان کی مجلس میں جا پہنچتے) تو وہ بات چیت ختم کر دیتے۔ ہم نے یہ بات اللہ کے رسول ﷺ کو بتائی تو آپ نے فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ باتیں کر رہے ہوتے ہیں پھر جب میرے گھر والوں میں سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو بات چیت ختم کر دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم! کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا

۱۴۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ٧٥ من حديث محمد بن طريف به * محمد بن كعب لم يسمع من العباس رضي الله عنه، قاله يعقوب بن شيبة، وفيه علة أخرى.

الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي قَطَعُوا حَدِيثَهُمْ، وَاللهِ، لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الإِيمَانُ حَتَّى يُحِبَّهُمْ لِلَّهِ وَلِقَرَابَتِهِمْ مِنِّي».

حتی کہ وہ ان سے اللہ کے لیے اور ان سے میری قرابت کا لحاظ رکھتے ہوئے محبت رکھے۔"

١٤١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ اتَّخَذَنِي خَلِيلاً كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً، فَمَنْزِلِي وَمَنْزِلُ إِبْرَاهِيمَ فِي الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُجَاهَيْنِ، وَالْعَبَّاسُ بَيْنَنَا مُؤْمِنٌ بَيْنَ خَلِيلَيْنِ».

١٤١- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا ہے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔ قیامت کے دن جنت میں میرا مقام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام دونوں آمنے سامنے ہوں گے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ (ہم دونوں کے) اللہ کے دو خلیلوں کے درمیان ایک مومن ہوں گے۔"

فائدہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل میں یہاں منقول دونوں حدیثیں صحیح نہیں ہیں، تاہم وہ ایک جلیل القدر صحابی اور رسول اللہ ﷺ کے عم بزرگوار ہیں۔ یہ شرف واعزاز بھی کچھ کم نہیں۔

(١١/١٢) فَضْلُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَيْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ

(۱۱/۱۲)- حضرت حسن اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم کے فضائل

✱ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ: پیدائش اور نام ونسب: حسن بن علی بن ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف قریشی ہاشمی۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے لاڈلے نواسے، فاطمۃ الزہراء کے چہیتے بیٹے اور علی حیدر کے قابل فخر سپوت ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے آپ کا نام حسن اور کنیت ابو محمد رکھی۔ ۳ ہجری میں ۱۵ رمضان المبارک کو پیدا ہوئے اور تقریباً ۴۶ برس کی عمر مبارک گزار کر ۴۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ آپ کی موت کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے آپ کو زہر پلا دیا تھا جس سے تقریباً ۴۰ روز آپ کا خون پیشاب کے رستے خارج ہوتا رہا۔ بالآخر اسی مرض سے وفات پا گئے۔ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع الغرقد (جنت البقیع) میں آپ کو دفن کیا گیا۔

١٤١- **[إسناده موضوع]** أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ٣٢ من حديث عبدالوهاب به ✱ وعبدالوهاب كذبه أبوحاتم وغيره (تهذيب).

حضرت فضل بن دکین بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ پریشان ہو گئے۔ اسی اثنا میں ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہا: اے ابومحمد! یہ کیسی پریشانی ہے؟ آپ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہی اپنے عزیز والدین حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کو جا ملیں گے۔ اپنے نانا نبی اکرم ﷺ اور نانی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کریں گے۔ اپنے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت جعفر کے پاس جاؤ گے، اپنے ماموں قاسم، طیب اور ابراہیم کی زیارت کرو گے، اپنی خالاؤں رقیہ، ام کلثوم اور زینب کا دیدار کرو گے۔ (لہٰذا یہ پریشانی نہیں ہونی چاہیے) یہ سن کر آپ کا غم جاتا رہا اور آپ کی طبیعت خوش ہو گئی۔

* حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما: پیدائش اور نام ونسب: حسین بن علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قریشی ہاشمی۔ آپ رسول اکرم ﷺ کے چہیتے نواسے، فاطمۃ الزہرا کے لاڈلے بیٹے، حسن رضی اللہ عنہ کے محبوب بھائی اور جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ ۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ نبی کریم ﷺ کے سینے سے لے کر باقی بدن میں مشابہ تھے جبکہ حضرت حسن آپ سے سر سے سینے تک مشابہ تھے۔ کوفیوں کی غداری کی وجہ سے آپ ۶۱ ہجری میں ماہ محرم میں جمعہ کے روز شہید کر دیے گئے۔

١٤٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْحَسَنِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ، فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ» قَالَ: وَضَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ.

۱۴۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ”اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔ اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر۔“ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے انھیں سینے سے لگا لیا۔

فوائد ومسائل: ① اس میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ ان سے محبت اللہ کی محبت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ② اپنے بچوں سے محبت کا اظہار کرنا، معاشرہ میں بلند مقام رکھنے والوں کی شان کے منافی نہیں بلکہ اخلاق حسنہ میں شامل ہے۔

١٤٣ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي عَوْفٍ

۱۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جس نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما

١٤٢ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب ما ذكر في الأسواق، ح: ٢١٢٢، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل الحسن والحسين رضي الله عنهما، ح: ٢٤٢١ من حديث سفيان به، مطولاً ومختصرًا.

١٤٣ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨١٦٨ من حديث سفيان الثوري به، وصححه البوصيري، وله شواهد صحيحة عند الطبراني، والحاكم وغيرهما، وصحح بعضها الحاكم، والذهبي.

أَبِي الْجَحَّافِ، وَكَانَ مَرْضِيًّا، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي».

سے محبت کی' اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا' اس نے مجھ سے بغض رکھا۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پیارے نواسے تھے۔ اور نبی علیہ السلام سے محبت کا تقاضا ہے کہ ان کے پیاروں سے بھی پیار ہو۔ اسی وجہ سے دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت بھی ایمان کا جز ہے۔ اور ان کے بارے میں دل میں نامناسب جذبات رکھنا ایمان کے منافی ہے۔ ② اہل بیت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت صرف زبانی دعوے والی چیز نہیں' بلکہ ان کے اسوہ پر عمل کرنا اصل محبت ہے۔ ③ کسی بھی صحابی سے سرزد ہونے والی اجتہادی غلطیوں کو بنیاد بنا کر ان کے خلاف باتیں کرنا یا ان کی معمولی لغزشوں کو بڑے جرائم باور کرانے کی کوشش کرنا درست نہیں۔ جس طرح بعض لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر عائد کیے گئے غلط الزامات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کرنے والے مفسدین کا موقف درست ثابت کرنا چاہا ہے۔ اس کے برعکس بعض دوسرے لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ خوارج نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں کو کافر قرار دیا' یہ سب غلط ہیں۔ صحابۂ کرام کا اختلاف اجتہادی اختلاف تھا جس میں غلطی پر بھی ثواب ہے۔ اس موضوع پر ابن العربی رحمہ اللہ کی کتاب "العواصم من القواصم" کا مطالعہ مفید ہے۔ اردو میں ''خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت۔'' (مصنفہ حافظ صلاح الدین یوسف ﷾) کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

١٤٤- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ أَنَّ يَعْلَى بْنَ مُرَّةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى طَعَامٍ دُعُوا لَهُ: فَإِذَا حُسَيْنٌ يَلْعَبُ فِي السِّكَّةِ، قَالَ: فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَامَ الْقَوْمِ، وَبَسَطَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَفِرُّ هٰهُنَا وَهٰهُنَا، وَيُضَاحِكُهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى

۱۴۴- حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کھانے کی دعوت دی گئی تھی۔ وہ لوگ نبی ﷺ کے ساتھ وہاں جانے کے لیے روانہ ہوئے' دیکھا تو گلی میں حسین رضی اللہ عنہ کھیل رہے تھے۔ نبی ﷺ نے دوسروں سے آگے بڑھ کر (حسین رضی اللہ عنہ کو پکڑنے کے لیے) ہاتھ پھیلا دیے۔ وہ ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ نبی ﷺ انھیں ہنساتے رہے۔ آخر انھیں پکڑ لیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا' اور

١٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، مناقب حلمه ووضعه ﷺ الحسن والحسين بين يديه، ح: ٣٧٧٥ من حديث ابن خثيم به، وقال: "حديث حسن"، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٢٢٤٠، والحاكم: ٣/ ١٧٧، والذهبي، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن، رجاله ثقات"، وله طرق أخرى.

أَخَذَهُ، فَجَعَلَ إِحْدٰى يَدَيْهِ تَحْتَ ذَقَنِهِ، والأُخْرٰى فِي فَأْسِ رَأْسِهِ فَقَبَّلَهُ، وَقَالَ: «حُسَيْنٌ مِنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْناً، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الأَسْبَاطِ».

دوسرا ہاتھ ان کے سر کے پچھلے حصے پر رکھا اور انھیں چوم لیا۔ پھر فرمایا: ''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں' جو حسین سے محبت کرے' اللہ اس سے محبت کرے اور حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں۔''

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا ہمیں علی بن محمد نے وکیع سے انہوں نے سفیان سے سابقہ روایت کی مثل بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی کھانے کی دعوت دے تو قبول کرنا مسنون ہے۔ ② چھوٹے بچے گلی میں کھیلیں تو جائز ہے۔ ③ اظہار محبت کے لیے بچے کو تھامنا' چہرے کو بوسہ دینا سنت رسول ﷺ ہے۔ ④ ''سبط'' کے معنی نواسہ ہیں مگر اس کا اطلاق قبیلے پر بھی ہوتا ہے۔ اس سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت ظاہر کرنا مقصود ہے کہ وہ اکیلے ہی ایک قبیلے کی سی شان کے حامل ہیں۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اکیلے ہی ایک امت کی سی شان رکھتے ہیں۔ (النحل: ۱۲۰)

١٤٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ، وَعَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ صُبَيْحٍ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ: «أَنَا سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ، وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ».

۱۴۵- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرات علی' فاطمہ' حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''جس سے تم صلح کرو' میری بھی اس سے صلح ہے اور جس سے تم جنگ کرو' اس سے میری بھی جنگ ہے۔''

فائدہ: اس قسم کی روایات سے ان صحابہ وتابعین کی مذمت پر استدلال کیا جاتا ہے' جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا مبینہ طور پر یا واقعتاً اختلاف ہوا' حالانکہ اوّل تو یہ روایت ہی ضعیف ہے۔ ثانیاً اگر غور کیا جائے تو اس سے ان لوگوں کی مذمت نکلتی ہے جنھوں نے علی رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت اور ان کی اطاعت ونصرت کا دعویٰ کیا اور پھر ان سے غداری کر کے انھیں شہید کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ایک خارجی کے ہاتھ سے ہوئی اور خوارج شروع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پارٹی میں شامل تھے' بعد میں مخالف ہوئے۔ اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ بلانے والے اور بعد میں انھیں شہید کرنے والے بھی وہی تھے جو ان سے محبت کا دعویٰ رکھتے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ

١٤٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب ماجاء في فضل فاطمة [بنت محمد ﷺ] رضي الله عنها، ح: ٣٨٧٠ من حديث أسباط به، وقال: "غريب" * وصُبَيْحٌ مولى أم سلمة ليس بمعروف، ولم يوثقه غير ابن حبان.

نے حضرت معاویہ ؓ سے صلح کر لی۔ اس روایت کی روشنی میں معاویہ ؓ مخالفین میں سے خارج ہو گئے' لہٰذا ان پر طعن کرنے کا کوئی جواز نہیں رہا۔

(۱۱/۱۳) فَضْلُ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ

(۱۱/۱۳)۔ حضرت عمار بن یاسر ؓ کے فضائل

٭ حضرت عمار بن یاسر ؓ: نام ونسب: عمار بن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن حصین العنسی۔ آپ کی کنیت ابوالیقظان ہے۔ آپ کی والدۂ محترمہ کا نام سمیہ ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں اپنے والد اور والدہ کے ساتھ اسلام لائے اور کفار کی اذیتیں برداشت کیں۔ حضرت علی ؓ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے اور شامی لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ۳۷ ہجری میں ۹۳ برس کی عمر میں شہید ہوئے۔

١٤٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَاسْتَأْذَنَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِئْذَنُوا لَهُ، مَرْحَباً بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ».

۱۴۶- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عمار بن یاسر ؓ نے آنے کی اجازت چاہی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دو۔ اس پاک کیے ہوئے پاک باز کو خوش آمدید۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت عمار' ان کے والد یاسر اور والدہ سمیہ ؓ ان عظیم صحابۂ کرام میں شامل ہیں جنھوں نے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا اور کفار کے ہاتھوں بہت سی تکلیفیں برداشت کیں' اس لیے نبی ﷺ کی نظر میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ② پاک کیے ہوئے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اخلاص نصیب فرمایا ہے اور ایسی عادات وخصائل سے پاک فرما دیا ہے جو ایک کامل ایمان والے مومن کی شان کے لائق نہیں۔ ③ دوستوں کو مرحبا اور خوش آمدید کہنا بھی اخلاق حسنہ میں شامل ہے۔

١٤٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۱۴۷- حضرت ہانی بن ہانی ؒ سے روایت ہے'

١٤٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب عمار بن ياسر ... الخ، ح:٣٧٩٨ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، ورواه شعبة عن أبي إسحاق به عند أحمد وغيره.

١٤٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ١٢/ ١٢٠، ١٢١، وصححه ابن حبان ٭ أبوإسحاق وتلميذه عنعنا، تقدم، ح:٤٦، وله شواهد ضعيفة عند النسائي، والحاكم وغيرهما، والله أعلم.

الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِيءِ بْنِ هَانِيءٍ قَالَ: دَخَلَ عَمَّارٌ عَلٰى عَلِيٍّ، فَقَالَ: مَرْحَباً بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مُلِيءَ عَمَّارٌ إِيمَاناً إِلٰى مُشَاشِهِ».

حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انھوں نے فرمایا: پاک کیے ہوئے پاک باز کو خوش آمدید! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا: ''عمار رضی اللہ عنہ سرتاپا ایمان سے معمور ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے خالص مومن ہونے کی شہادت ہے۔ ② جس شخص کے بارے میں فخر وتکبر میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو' اس کے سامنے اس کی تعریف کی جاسکتی ہے۔ ③ یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔

۱۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا جَمِيعاً: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ سِيَاهٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَمَّارٌ، مَا عُرِضَ عَلَيْهِ أَمْرَانِ إِلَّا اخْتَارَ الأَرْشَدَ مِنْهُمَا».

۱۴۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار رضی اللہ عنہ پر جب بھی دو کام پیش کیے گئے' تو انھوں نے زیادہ صحیح کام کا انتخاب کیا۔''

فوائد ومسائل: ① دو کام پیش کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ایسا موقع پیش آئے جب دو میں سے ایک کام کا انتخاب کرنا پڑے' تو عمار رضی اللہ عنہ کا انتخاب صحیح ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق ہے جو نبی اکرم ﷺ کے اتباع کا نتیجہ ہے' تاہم اس بنا پر انھیں معصوم عن الخطا قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ یہ صرف نبی کی شان ہوتی ہے۔ ② اس سے اور اس قسم کی دوسری احادیث سے یہ دلیل لی گئی ہے کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلاف کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف زیادہ درست تھا کیونکہ جنگ کے دوران میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

۱۴۸ـ [ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب عمار بن ياسر . . . الخ، ح: ۳۷۹۹ من حديث عبيدالله ابن موسٰى به، وقال: "حسن غريب" * حبيب عنعن، وله شاهد ضعيف عند أحمد، وصححه الحاكم، والذهبي، وفيه تدليس وانقطاع.

حمایت کی تھی۔③ اس روایت کی صحت کی تصریح بھی بعض محققین نے کی ہے۔

(۱۱/۱۴) فَضْلُ سَلْمَانَ وَأَبِي ذَرٍّ وَالْمِقْدَادِ

(۱۱/۱۴)۔ حضرت سلمان، ابوذر اور مقداد رضی اللہ عنہم کے فضائل

٭ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: نام ونسب: آپ سے آپ کے نسب کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: میں سلمان بن الاسلام ہوں۔ اسلام سے پہلے آپ کا نسب یوں ہے: مابہ بن بوذخشان بن مورسلان بن بھبوذان بن فیروز بن سہرک۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی جبکہ آپ سلمان الخیر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ اصفہان کے ایک مجوسی گھرانے میں پیدا ہوئے، پھر عیسائیت کی تعلیم وتربیت میں ایک عرصہ گزارا بالآخر اسلام کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے اسلام لانے کا رقت انگیز واقعہ سیرت ابن ہشام، صفۃ الصفوہ اور اسد الغابہ میں پڑھا جا سکتا ہے۔ اور ان کی اپنی بھی ایک روایت مسند احمد میں ہے جس میں خود انھوں نے اپنی سرگزشت بیان کی ہے، مسند احمد کے محققین نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ (الموسوعة الحديثية: ۳۹/ ۱۴۰) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے۔ مؤرخین کا ایک گروہ ان کی عمر ڈھائی سو سال سے ساڑھے تین سو سال تک بتلاتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے، تو یہ ان کے حق میں خارق عادت (کرامت) بات ہوگی۔ لیکن حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ پہلے میں بھی اسی بات کا قائل تھا، لیکن پھر میں نے اس سے رجوع کر لیا، میرے خیال میں ان کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز نہیں۔ (الإصابة: ۳/ ۱۱۹، بتحقيق جديد) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا نصیحت آموز خط جو الدین النصیحہ کی خوب صورت تعبیر بھی ہے۔ نبی علیہ السلام نے حضرت سلمان کو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما کا بھائی بنایا تھا۔ حضرت ابودرداء شام کے علاقے میں چلے گئے جبکہ حضرت سلمان نے عراق کو اپنا مسکن بنایا۔ حضرت ابودرداء نے وہاں سے یہ خط لکھا: ''السلام علیکم! بھائی سلمان! آپ کے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے کثیر اولاد اور مال سے نوازا ہے۔ اور میں ارض مقدس میں رہ رہا ہوں۔ حضرت سلمان نے درج ذیل خوب صورت جواب لکھا: ''وعلیکم السلام! بھائی ابودرداء! آپ نے اپنے کثیر مال اور اولاد کی خبر دی ہے، خوب یاد رکھیں کہ خیر، وافر مال اور کثیر اولاد میں نہیں بلکہ خیر تو یہ ہے کہ آپ کی بردباری اور تحمل بڑھے اور آپ کا علم آپ کے لیے مفید ہو۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ارض مقدس کو مسکن بنائے ہوئے ہیں تو یقین جانیں کہ زمین کسی کے لیے کچھ عمل نہیں کرتی، لہٰذا نیک اعمال کو پورے اخلاص سے ادا کریں اور اپنے آپ کو اس دنیا سے جانے والا مسافر سمجھیں۔

٭ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ: نام ونسب: جندب بن جنادہ بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار الغفاری، آپ کی کنیت ابوذر ہے اور اسی سے آپ مشہور ہیں۔ آپ جب مکہ مکرمہ میں اسلام لائے تو مسلمانوں میں آپ کا چوتھا یا پانچواں نمبر تھا۔ ۳۲ ہجری میں آپ ربذہ مقام پر فوت ہوئے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ زہد وتقویٰ میں بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ سرکاری ہدایا اور مناصب سے دور بھاگتے تھے۔ دنیا سے

بےزاری اور آخرت کا شوق آپ کا نصب العین رہا۔

✱ حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ: نام ونسب: مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود البھرانی۔ زمانۂ جاہلیت میں آپ اسود بن عبد یغوث الزہری کے حلیف بنے۔ اسود نے آپ کو منہ بولا بیٹا بنالیا۔ اسی وجہ سے آپ کو مقداد بن اسود بھی کہا جاتا ہے۔ اسی نام سے آپ مشہور ہوگئے۔ مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے اسلام کا اعلان کرنے والوں میں آپ بھی شامل تھے۔ جنگ بدر میں مسلمانوں میں سے صرف آپ ہی کے پاس گھوڑا تھا۔ اس طرح جہاد فی سبیل اللہ میں پہلا مسلمان گھوڑ سوار ہونے کا اعزاز بھی آپ کو ملا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں آپ ستر برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

١٤٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي رَبِيعَةَ الْإِيَادِيِّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ، وَأَخْبَرَنِي: أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: «عَلِيٌّ مِنْهُمْ» يَقُولُ ذٰلِكَ ثَلاَثاً: «وَأَبُو ذَرٍّ، وَسَلْمَانُ، وَالْمِقْدَادُ».

۱۴۹- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے چار حضرات سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون کون ہیں؟ فرمایا ''ان میں سے ایک علی رضی اللہ عنہ ہیں۔'' یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی۔ پھر فرمایا: ''اور ابوذر سلمان اور مقداد رضی اللہ عنہم۔''

١٥٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلاَمَهُ سَبْعَةٌ: رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَبُو بَكْرٍ،

۱۵۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: سب سے پہلے اسلام کا اظہار کرنے والے سات حضرات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ابوبکر عمار ان کی والدہ سمیہ صہیب بلال اور مقداد رضی اللہ عنہم۔ رسول اللہ کو تو اللہ نے آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کے ذریعے سے (مشرکین کی اذیتوں سے) محفوظ رکھا

١٤٩_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب تسميته ﷺ أربعة أمر بحبهم وأن الله يحبهم، ح:٣٧١٨ عن إسماعيل به، وقال: "حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث شريك"، وهو مذكور في المدلسين (للحافظ ابن حجر/ المرتبة الثانية) لعله كان يدلس بعد اختلاطه، وأما شيخه فهو حسن الحديث، وثقه الجمهور.

١٥٠_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٤٠٤ عن يحيي به، وصححه ابن حبان(الإحسان)، ح:٧٠٨٣، والحاكم: ٣/ ٢٨٤، والذهبي.

وَعَمَّارٌ، وَأُمُّهُ سُمَيَّةُ، وَصُهَيْبٌ، وَبِلَالٌ، وَالْمِقْدَادُ. فَأَمَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَمَنَعَهُ اللهُ بِعَمِّهِ أَبِي طَالِبٍ، وَأَمَّا أَبُو بَكْرٍ فَمَنَعَهُ اللهُ بِقَوْمِهِ، وَأَمَّا سَائِرُهُمْ، فَأَخَذَهُمُ الْمُشْرِكُونَ وَأَلْبَسُوهُمْ أَدْرَاعَ الْحَدِيدِ وَصَهَرُوهُمْ فِي الشَّمْسِ، فَمَا مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وَاتَاهُمْ عَلَى مَا أَرَادُوا، إِلَّا بِلَالاً، فَإِنَّهُ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِي اللهِ، وَهَانَ عَلَى قَوْمِهِ، فَأَخَذُوهُ، فَأَعْطَوْهُ الْوِلْدَانَ، فَجَعَلُوا يَطُوفُونَ بِهِ فِي شِعَابِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقُولُ: أَحَدٌ، أَحَدٌ.

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ نے ان کی قوم کے ذریعے سے محفوظ رکھا، باقی جو حضرات تھے انھیں مشرکوں نے پکڑ لیا، انھیں لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا، چنانچہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس نے (جان بچانے کے لیے، زبان سے) مشرکین کے مطلب کی بات نہ کہہ دی ہو، سوائے بلال رضی اللہ عنہ کے۔ انھوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کی پروا نہ کی اور ان کی قوم کی نظر میں بھی ان کی کوئی قدر نہ تھی (اس لیے کوئی ان کی حمایت میں نہیں بولتا تھا) کافروں نے انھیں پکڑ کر بچوں کے حوالے کر دیا، وہ انھیں مکہ کی گھاٹیوں میں لیے (گھسیٹتے) پھرتے تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے تھے: اَحد اَحد (اللہ ایک ہے، ایک ہے۔)

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی جسمانی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔ لیکن مذکورہ بالا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جو تکلیفیں برداشت کیں، وہ بہت شدید تھیں۔ ابوطالب کو اہل مکہ میں ایک معزز مقام حاصل تھا، لہٰذا بہت سے لوگ ابوطالب کا احترام کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کو تکلیف دینے سے اجتناب کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے قبیلے کا لحاظ کر کے چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ انھیں جسمانی طور پر تکلیفیں بالکل نہیں پہنچیں، البتہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ کو بے حد تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے مشرکین کی موافقت میں زبان سے جو کچھ کہا، اس سے ان کے مقام ومرتبہ میں کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ ایسے موقع پر جب مصائب برداشت سے باہر ہو جائیں، جان بچانے کے لیے کلمۂ کفر کہنے کی اجازت خود قرآن نے دی ہے۔ (دیکھیے سورۂ نحل: ۱۰۶) ③ اس سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی استقامت وعظمت ظاہر ہوتی ہے کہ انھوں نے رخصت کے بجائے عزیمت کا راستہ اختیار کیے رکھا، اور زبان سے کبھی ایک بار بھی ان کی مرضی کے مطابق کوئی لفظ نہیں بولا، حالانکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جو تکلیفیں دی گئی ہیں، وہ اتنی شدید ہیں کہ ان کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

۱۵۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ،

۱۵۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ کی راہ میں تکلیفیں

۱۵۱- [**إسناده صحيح**] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب أحاديث عائشة وأنس وعلي وأبي هريرة . . . الخ، ح: ۲٤۷۲ من حديث حماد به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۵۲۸.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ أُوذِيتُ فِي اللهِ وَمَا يُؤْذَى أَحَدٌ، وَلَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَالِثَةٌ، وَمَا لِي وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ، إِلَّا مَا وَارَى إِبِطُ بِلَالٍ».

آئیں جب کسی اور کو تکلیفیں نہیں دی جاتی تھیں۔ اور مجھے اللہ کی راہ میں خوف زدہ کیا گیا جب کسی اور کو ڈرایا دھمکایا نہیں جاتا تھا۔ بعض اوقات مجھ پر تیسری رات بھی اس حال میں آجاتی تھی کہ میرے لیے اور بلال کے لیے کھانے کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی جسے کوئی ذی روح کھا سکے، مگر اتنی سی مقدار میں کہ جسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بغل چھپا لے۔"

فوائد و مسائل: ① چونکہ توحید کی دعوت لے کر کھڑے ہونے والے حضرت نبیِ اکرم ﷺ ہی تھے، اس لیے مشرکین کے ظلم و جور کا اولین نشانہ بھی آپ ﷺ ہی کی ذات اقدس تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ نے ان کے مظالم برداشت کیے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق کی طرف دعوت دینے والے کو صبر و استقامت کا مظاہرہ دوسروں سے زیادہ کرنا چاہیے تاکہ وہ دوسروں کے لیے اسوہ بن سکے۔ ② حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان جاں نثار صحابۂ کرام میں سے ہیں جنھوں نے اولیں دور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ مصائب برداشت کیے ہیں۔ اس سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

(١١/١٥) فَضَائِلُ بِلَالٍ

(11/15)- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے فضائل

✽ **حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ:** نام و نسب: بلال بن رباح الحبشی آپ کی کنیت ابو عبدالکریم یا ابو عبداللہ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام حمامہ ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن اور خزانچی تھے۔ مکہ کے بنو جمح کے غلام تھے۔ ابتدائے اسلام میں مسلمان ہوگئے اور مشرکین کے ظلم و ستم برداشت کیے۔ ابوجہل اور امیہ بن خلف نے طرح طرح کے ظلم آپ پر ڈھائے۔ انھیں شدید گرمی میں ریت پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا یا آوارہ لڑکوں کے حوالے کر دیے جاتے اور وہ آپ کو جانوروں کی طرح گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے۔ حضرت ابوبکر صدیق سے منظر دیکھا نہ جاتا، لہٰذا بنو جمح کو منہ مانگی قیمت دے کر اللہ کی رضا کے لیے آزاد کر دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ۶۰ سال سے زائد عمر گزار کر اس دار فانی سے ۲۰ ہجری میں شام کے علاقے میں فوت ہوئے۔ (اسد الغابۃ: ۴۱۵-۴۱۸)

١٥٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ سَالِمٍ

۱۵۲- حضرت سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کسی شاعر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت

١٥٢ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائده: ٢/ ٩٠ من حديث أبي أسامة به (راجع أطراف المسند: ٣/ ٣٦٥) ✽ عمر بن حمزة صدوق ولكنه لا يحتج به في غير صحيح مسلم.

أَنَّ شَاعِرًا مَدَحَ بِلاَلَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ، [فَقَالَ : بِلاَلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ] خَيْرُ بِلاَلٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : كَذَبْتَ ، لاَ . بَلْ : بِلاَلُ رَسُولِ اللهِ خَيْرُ بِلاَلٍ .

بلال رحمہ اللہ کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہہ دیا: عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے بلال ہر بلال سے اچھے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: تو جھوٹ کہتا ہے' نہیں' بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلال (رضی اللہ عنہ) ہر بلال سے اچھے ہیں۔

(١١/١٦) فَضَائِلُ خَبَّابٍ

(۱۱/۱۶)-حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے فضائل

* حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ: نام ونسب' خباب بن الارت بن جندلہ بن سعد بن خزیمہ التمیمی۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ یا ابواحمد یا ابویحییٰ ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں کسی قبیلے کی لوٹ مار کی وجہ سے غلام بن گئے اور مکہ مکرمہ میں فروخت کر دیے گئے۔ ام انمار بنت سباع الخزاعیہ نے آپ کو خرید لیا۔ ابتدائے اسلام میں مسلمان ہونے اور بآواز بلند اسلام کا اظہار کرنے والوں میں آپ کا چھٹا نمبر ہے۔ کفار نے انھیں تپتے ہوئے پتھروں سے اذیتیں دیں جس سے آپ کی کمر کا گوشت جل بھن گیا' لیکن ان سب باتوں کے باوجود بھی آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ تلواریں ڈھالنے کا کام کرتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی تالیف قلب کے لیے آپ کے پاس تشریف لاتے۔ اس کی خبر آپ کی مالکہ کو ہوئی تو اس نے تپتا ہوا لوہا آپ کے سر پر رکھ کر اذیت دینا شروع کر دی۔ حضرت خباب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ نے دعا فرمائی: ''الٰہی! خباب کی مدد فرما۔'' ام انمار مالکہ کے سر میں ایسی بیماری لگ گئی کہ وہ کتوں کی طرح چیخنے اور بھونکنے لگی۔ اسے اس کا علاج یہ بتایا گیا کہ سر میں گرم سلاخ سے داغ لگواؤ' لہٰذا اس کے حکم سے حضرت خباب رضی اللہ عنہ اس کے سر پر سلاخ گرم کر کے لگاتے تو اسے چند لمحوں کے لیے سکون ملتا پھر وہی کیفیت ہو جاتی۔ اسے کہتے ہیں: ''جیسی کرنی ویسی بھرنی۔'' ۳۷ ہجری میں آپ طویل بیماری کے بعد فوت ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور کوفہ میں دفن ہونے والے پہلے آپ ہیں۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۳ برس تھی۔ (أسد الغابة: ۲/۱۴۷-۱۵۰)

١٥٣ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، وَعَمْرُو ابْنُ عَبْدِ اللهِ ، قَالاَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ قَالَ : جَاءَ خَبَّابٌ إِلَى عُمَرَ ، فَقَالَ : أُدْنُ ، فَمَا أَحَدٌ أَحَقَّ بِهٰذَا الْمَجْلِسِ مِنْكَ ،

۱۵۳- حضرت ابولیلیٰ کندی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انھوں نے فرمایا: قریب آ کر بیٹھو' اس جگہ بیٹھنے کا حق آپ سے زیادہ کسی کو نہیں' سوائے عمار رضی اللہ عنہ کے۔ پھر حضرت خباب رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشرکین کی اذیتوں

١٥٣ـ [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري * أبوإسحاق عنعن وشيخه حسن الحديث ، وللحديث شواهد ضعيفة عند ابن سعد : ٣/ ١٦٥ وغيره .

إِلَّا عَمَّارٌ، فَجَعَلَ خَبَّابٌ يُرِيهِ آثَارًا بِظَهْرِهِ مِمَّا عَذَّبَهُ الْمُشْرِكُونَ.

کے نتیجے میں کمر پر پڑ جانے والے نشانات دکھانے لگے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض ائمہ کے نزدیک صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی کرنے والے تھے۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو اپنے قریب بٹھایا' اس سے ان کی عزت افزائی بھی مقصود تھی اور اظہار محبت بھی۔ ③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں حضرت عمار' حضرت خباب اور دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جنھوں نے اللہ کی راہ میں تکلیفیں برداشت کی تھیں' بہت زیادہ قابل قدر اور قابل احترام تھے۔ ④ جو لوگ دین کے لیے محنت کریں اور تکلیفیں برداشت کریں' مسلمان حکومتوں یا جماعتوں کے قائدین کو چاہیے کہ ان کو کماحقہ مقام اور عزت وشرف سے نوازیں۔ ⑤ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخموں کے نشانات دکھانا ریاکاری میں شامل نہیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان تمام شدائد کے عینی گواہ تھے جو سابق الاسلام صحابۂ کرام کو مشرکین کے ہاتھوں برداشت کرنے پڑے تھے بلکہ (بطور تحدیث نعمت) مقصد اللہ کے احسانات کو یاد کرنا تھا کہ اس نے ان ایام میں استقامت بخشی اور بعد میں اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اور ان مصائب سے نجات بخشی۔

١٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي دِينِ اللهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ أُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيناً، وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ».

۱۵۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں' امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اللہ کے دین میں سب سے سخت عمر رضی اللہ عنہ ہیں' سب سے زیادہ سچی حیا والے عثمان رضی اللہ عنہ ہیں' زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں' اللہ کی کتاب کے زیادہ عالم اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں' حلال وحرام کا زیادہ علم رکھنے والے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں اور علم میراث کے زیادہ ماہر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ سنو! ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین (دیانت دار فرد) ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔''

١٥٤- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل وزيد بن ثابت . . . الخ، ح: ٣٧٩١ من حديث عبدالوهاب به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، والحاكم * أبوقلابة لا يعرف له تدليس، قاله أبوحاتم، وللحديث طرق أخرى.

١٥٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ مِثْلَهُ [عِنْدَ ابْنِ قُدَامَةَ، غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ فِي حَقِّ زَيْدٍ: «وَأَعْلَمُهُمْ بِالْفَرَائِضِ»].

۱۵۵- دوسری سند سے اسی حدیث میں یہ الفاظ ہیں ''فرائض (وارثوں کے حصوں) کا زیادہ علم رکھنے والے زید بن ثابت ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی امتیازی خوبیاں بیان کی گئی ہیں' ہر صحابی جس صفت میں دوسروں سے ممتاز ہے اس کا ذکر کیا گیا ہے' تاہم تمام صحابۂ کرام میں ہر قسم کی خوبیاں موجود تھیں۔ ② قائد کو اپنے ساتھیوں کی خوبیوں کا علم ہونا چاہیے تاکہ ہر شخص کو وہ فرائض سونپے جائیں جنھیں وہ ادا کرنے کی اہلیت زیادہ رکھتا ہو۔ ③ مختلف علماء الگ الگ شعبوں میں مہارت رکھتے ہیں' ہر علم کے لیے اس کے ماہر عالم کی طرف رجوع کرنا چاہیے' ان سب کی اہمیت' معاشرے میں ان کی ضرورت اور ان کی قدر و منزلت برابر ہے۔

(١١/١٧) فَضْلُ أَبِي ذَرٍّ

(۱۱/۱۷)- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

١٥٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ وَلاَ أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ مِنْ رَجُلٍ أَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ أَبِي ذَرٍّ».

۱۵۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ''ابوذر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر بات میں سچا آدمی نہ زمین نے اٹھایا' نہ آسمان نے اس پر سایہ کیا۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ روئے زمین پر آسمان کے نیچے ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ راست گفتار کوئی نہیں۔ یہ ان کے ہر حال میں سچ بولنے کی تعریف ہے۔ ② اس سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں راست گفتاری کے علاوہ اور بہت سی خوبیاں بھی تھیں' جن

١٥٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٥٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب أبي ذر الغفاري رضي الله عنه، ح: ٣٨٠١ من حديث ابن نمير به، وقال: "حسن" * ابن عمير ضعيف مدلس، وله شاهد حسن عند الترمذي، ح: ٣٨٠٢، وحسنه، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي.

میں وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے افضل تھے۔ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر باقی خلفائے راشدین، پھر عشرۂ مبشرہ میں سے باقی حضرات اور ان کے بعد مختلف اعتبارات سے صحابۂ کرام کی افضلیت ہے۔ رضي الله تعالىٰ عنهم.

(۱۱/۱۸) فَضْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

(11/18)- حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

✱ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ: نام ونسب: سعد بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل الانصاری، آپ کی کنیت ابوعمرو اور والدہ کا نام کبشہ بنت رافع ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ داعیٔ اسلام حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے، اسلام لانے کے بعد قبیلے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا: تم سب خواتین وحضرات سے بات کرنا میرے لیے حرام ہے حتی کہ تم مسلمان ہو جاؤ، لہٰذا وہ سب مسلمان ہو گئے، اس طرح اسلام کے لیے آپ بڑے بابرکت ثابت ہوئے۔ جنگ خندق میں ایک تیر آپ کو لگا جس سے خون بند نہیں ہوتا تھا، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا خیمہ مسجد نبوی میں لگوا دیا تاکہ تیمارداری میں سہولت رہے پھر وہ زخم بند ہو گیا۔ تیر لگنے کے بعد حضرت سعد نے یہ دعا مانگی: الٰہی اگر قریش کے ساتھ جنگ باقی رہے تو مجھے زندہ رکھ کیونکہ جس قوم نے تیرے نبی کو تکالیف دیں، اسے جھٹلایا اور مکہ سے ہجرت پر مجبور کیا، مجھے اس سے جنگ کرنا بے حد پسند ہے اور اگر ان کے ساتھ جنگ ختم ہو گئی ہے تو میرے اس زخم کو شہادت کا باعث بنا اور بنوقریظہ کے یہودیوں کے بارے میں میری آنکھیں ٹھنڈی کیے بغیر مجھے موت نہ دینا۔ پھر جب بنوقریظہ کا خاتمہ ہو گیا تو آپ کا زخم دوبارہ پھوٹ پڑا اور اسی سے آپ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی آپ کو دفن کر کے لوٹے تو آپ کے آنسو آپ کی ڈاڑھی مبارک پر گر رہے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ۵ ہجری میں ماہ شوال میں ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ۳۷ برس تھی۔

۱۵۷- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ سَرَقَةٌ مِنْ حَرِيرٍ، فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَتَدَاوَلُونَهَا بَيْنَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَعْجَبُونَ مِنْ هٰذَا؟» فَقَالُوا لَهُ: نَعَمْ. يَارَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ!

۱۵۷- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ریشمی کپڑا بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ حاضرین اسے ہاتھ میں لے لے کر دیکھنے لگے (کہ کتنا عمدہ ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت میں سعد بن

۱۵۷_ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب كيف كانت يمين النبي ﷺ، ح: ٦٦٤٠ من حديث أبي الأحوص به.

لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هٰذَا» .

معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نہ صرف جنتی ہیں بلکہ ان کو جنت کی اعلیٰ نعمتیں میسر ہوں گی۔ ② جنت کی نعمتوں میں ہر قسم کے کپڑے ہیں حتی کہ رومال بھی ہیں۔ ③ دنیا کی قیمتی سے قیمتی چیز بھی جنت کی معمولی سی چیز کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ④ ہدیہ قبول کرنا چاہیے اگرچہ مشرک ہی کا ہو۔ واضح رہے کہ یہ ہدیہ "قبا" تھی جسے والیٔ دومۃ الجندل کے بھائی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا۔ ⑤ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں۔ قبیلۂ اوس کے سردار تھے۔ جنگ بدر میں شرکت کا شرف حاصل ہوا، غزوۂ خندق میں انھیں تیر لگا، اس سے شہادت پائی۔

١٥٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ» .

١٥٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر رحمان کا عرش بھی جھوم اٹھا۔"

فوائد ومسائل: ① مومن کی روح جب آسمان پر جاتی ہے تو جہاں جہاں سے گزرتی ہے، سب فرشتے خوش ہوتے ہیں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر جب ان کی روح مبارک آسمانوں پر گئی تو عرش الٰہی کو بھی اس کی آمد پر خوشی ہوئی اور اس میں خوشی کے اظہار کے طور پر حرکت پیدا ہوئی۔ ② اللہ کی مخلوق جو انسان کی نظر میں بے جان اور سمجھ بوجھ سے خالی ہے، حقیقت میں ایسے نہیں، بلکہ بے جان مخلوق میں بھی شعور اور احساس ہے لیکن وہ انسان کے حواس سے بالاتر ہے۔ ③ بعض علماء نے عرش کی خوشی سے مقرب فرشتوں کی خوشی مراد لی ہے۔ واللہ اعلم۔

(١١/١٩) فَضْلُ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ

(١١/١٩)- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے فضائل

* حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: نام ونسب: جریر بن عبداللہ بن جابر بن مالک بن نصر بجلی۔ آپ کی کنیت ابوعمرو یا ابوعبداللہ اور والدہ کا نام بجیلہ بنت صعب ہے، اسی نسبت سے آپ البجلی کہلاتے ہیں۔ حضرت جریر بن عبداللہ ١٠ ہجری میں رمضان المبارک میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔ ٥١ یا ٥٤ ہجری

١٥٨- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب مناقب سعد بن معاذ رضي الله عنه، ح: ٣٨٠٣، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل سعد بن معاذ رضي الله عنه، ح: ٢٤٦٦ من حديث الأعمش به.

میں آپ نے وفات پائی۔

١٥٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلاَ رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي، وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِياً مَهْدِيًّا».

۱۵۹- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب سے میں نے اسلام قبول کیا' اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی حاضر خدمت ہونے سے منع نہیں فرمایا اور جب بھی مجھے دیکھا' میرے روبرو مسکرائے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا' تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: ''اے اللہ! اسے ثابت قدمی نصیب فرما اور اسے ہدایت دینے والا' ہدایت یافتہ بنا دے۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت جریر رضی اللہ عنہ دراز قد' خوبصورت اور خوش شکل تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انھیں اس امت کا یوسف کہا کرتے تھے۔ ② ''حاضر ہونے سے منع نہیں فرمایا۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ اپنے گھر میں تشریف فرما ہوتے تھے یا کسی خاص مجلس میں رونق افروز ہوتے تھے' اگر میں حاضری کی اجازت چاہتا تو مجھے ضرور اجازت مل جاتی تھی۔ کبھی حاضری سے منع نہیں کیا گیا' یعنی حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کا خصوصی قرب حاصل تھا۔ ③ ملاقات کے وقت مسکرانا خوشی کا مظہر ہے' جو محبت کی علامت ہے کیونکہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کی ملاقات سے خوشی ہوتی ہے' اس سے نبی کریم ﷺ کی خوش خلقی اور خندہ پیشانی کی عادت مبارکہ بھی معلوم ہوتی ہے۔ ④ گھوڑ سواری ایک فن ہے جس کا حصول ایک مجاہد کے لیے بہت ضروری ہے' حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو یہ شکایت تھی کہ گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتے تھے' گرنے کا خطرہ محسوس کرتے تھے' اس لیے انھوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتائی۔ کسی بزرگ ہستی کو اپنی کسی کمزوری سے آگاہ کرنا درست ہے تاکہ کوئی مناسب مشورہ حاصل ہو یا دعا ہی مل جائے۔ ⑤ جب کسی بزرگ سے دعا کی درخواست کی جائے تو اسے چاہیے کہ دعا کر دے' انکار نہ کرے۔

(١١/٢٠) فَضْلُ أَهْلِ بَدْرٍ

(۱۱/۲۰)- جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل

١٦٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ

۱۶۰- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

١٥٩ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من لا يثبت على الخيل، ح: ٣٠٣٥، وح: ٦٠٨٩ عن ابن نمير، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل جرير بن عبدالله رضي الله عنه، ح: ٢٤٧٥ من حديث قيس به.

١٦٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٦٥ عن وكيع به * سفيان عنعن، وله طريق آخر محفوظ عند البخاري في◄◄

وأَبُوكُرَيْبٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ، أَوْ مَلَكٌ، إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا تَعُدُّونَ مَنْ شَهِدَ بَدْراً فِيكُمْ؟ قَالُوا: خِيَارَنَا، قَالَ: كَذٰلِكَ هُمْ عِنْدَنَا، خِيَارُ الْمَلاَئِكَةِ.

انھوں نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام یا فرمایا: ایک فرشتہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: تم میں سے جو لوگ جنگ بدر میں شریک ہوئے' تم لوگ انھیں کیا مقام دیتے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم انھیں اپنے میں افضل شمار کرتے ہیں۔ فرشتے نے کہا' اسی طرح ہماری نظر میں وہ (فرشتے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے دوسرے) فرشتوں میں افضل ہیں۔

فوائد ومسائل: ① ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے نے انسانی صورت میں ظاہر ہو کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بات چیت کی۔ سابقہ امتوں میں بھی فرشتوں کے بعض انسانوں کے سامنے ظاہر ہو کر ان کے ساتھ بات چیت کرنے کے واقعات ہوئے ہیں جس طرح حضرت مریم علیہا السلام اور فرشتے کی بات چیت ہوئی تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ فرشتے نے نبی اکرم ﷺ کے واسطے سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بات کی ہو' جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام پہنچایا تھا۔ ② اس حدیث سے بدر میں شریک ہونے والے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ بدری صحابہ کی تعداد مشہور روایت کے مطابق تین سو تیرہ ہے جبکہ دوسرے اقوال کے مطابق ان کی تعداد تین سو چودہ یا تین سو سترہ ہے۔ (دیکھیے: فتح الباری' ۷/۳۶۴' حدیث: ۳۹۵۶) ③ فرشتوں کا نزول جنگ بدر کے علاوہ دوسرے موقعوں پر بھی ہوا لیکن جو فرشتے اس موقع پر حاضر تھے' وہ دوسروں سے افضل ہیں۔ ④ جہاد کی بہت فضیلت ہے کہ اس سے انسان تو کیا فرشتوں کو بھی شرف حاصل ہو جاتا ہے۔

١٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، جَمِيعاً عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي،

١٦١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھیوں کو برا بھلا مت کہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی اگر احد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ کی راہ میں) خرچ کر دے' تو ان کے ایک مُد' بلکہ آدھے مُد تک نہیں پہنچ سکتا۔''

◀ صحيحه (فتح): ٧/ ٣٩٥، ح: ٣٩٩٢.

١٦١ـ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب، ح: ٣٦٧٣، ومسلم، فضائل الصحابة، باب تحريم سب الصحابة رضي الله عنهم، ح: ٢٥٤٠ من حديث الأعمش به، في الأصل وصحيح مسلم: "عن أبي هريرة رضي الله عنه"، والصواب "عن أبي سعيد" كما في صحيح البخاري وغيره.

فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِ[هِمْ] وَلاَ نَصِيفَهُ».

فوائد و مسائل: امام مزی رحمہ اللہ تحفۃ الاشراف میں لکھتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ کے جن نسخوں میں یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کاتبوں کی غلطی ہے کیونکہ صحاح ستہ میں یہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بہرحال اس غلطی سے حدیث کی صحت پر اثر نہیں پڑتا کیونکہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔ ② اس حدیث میں اہل بدر کی تخصیص نہیں شاید مصنف اس باب میں اس حدیث کو اس لیے لائے ہیں کہ اس عموم میں بدری صحابۂ کرام بھی داخل ہیں۔ ③ اس حدیث میں خطاب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے مسلمانوں سے ہے۔ بعد کے مسلمانوں کا ایک بڑا عمل بھی وہ مقام نہیں رکھتا جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بظاہر ایک معمولی عمل رکھتا ہے۔ ④ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال کا مقام اس قدر بلند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اس وقت یہ قربانیاں دی تھیں جب اسلام کی بنیاد رکھی جا رہی تھی اور ان چند نفوس قدسیہ کے سوا پوری دنیا میں اسلام کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا، علاوہ ازیں نبی ﷺ کی صحبت کا شرف ایسا عظیم شرف ہے جس کا متبادل بڑے سے بڑا نیک عمل نہیں ہو سکتا۔ بڑے سے بڑا تابعی ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کا مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ مُدّ ماپنے کا ایک پیمانہ ہے جو صاع کے چوتھے حصے کے برابر ہوتا ہے اور صاع کی صحیح مقدار دو کلو اور سو گرام ہے، تاہم غلے کی جنس کے اختلاف کی وجہ سے یہ مقدار ڈھائی کلو تک ہو سکتی ہے۔

١٦٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو ابْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ نُسَيْرِ بْنِ ذُعْلُوقٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ. فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ.

۱۶۲- حضرت نسیر بن ذعلوق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کو برا نہ کہو، ایک صحابی کا (نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں) گھڑی بھر ٹھہرنا، تم میں سے کسی کی زندگی بھر کے عملوں سے بہتر ہے۔

(١١/٢١) فَضْلُ الأَنْصَارِ

(۱۱/۲۱)- انصار کی فضیلت

✱ انصار: لفظ ''انصار'' ناصر کی جمع ہے جس کے معنی ''مددگار'' کے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے

١٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد في كتابه "فضائل الصحابة" : ١٥ عن وكيع به * سفيان الثوري مذكور في المدلسين وإن كان تدليسه قليلاً (طبقات المدلسين/ المرتبة الثانية)، ولم أجد تصريح سماعه، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، رجاله ثقات".

ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ منورہ میں دو بڑے قبیلے آباد تھے: اَوس جس کے سردار کا نام سعد بن معاذ تھا اور خزرج جس کے رئیس سعد بن عبادۃ تھے۔ اوس اور خزرج دو بھائی تھے۔ ان کی والدہ کا نام قیلہ تھا۔ عرب کے مشہور قبیلۂ ازد کی تمام شاخیں، جن میں قبیلۂ اوس اور خزرج بھی شامل ہیں، حارثہ بن عمرو پر جا کر مل جاتی ہیں۔ اوس اور خزرج نے مسلمان ہو کر نبی ﷺ کی مدد اور تعاون کا معاہدہ کیا تو آپ نے ان دو قبیلوں کو عزت و شرف عطا کرتے ہوئے "انصار" کا نام عطا فرمایا۔ (صحیح البخاری، مناقب الانصار، حدیث: ۳۷۷۶)

١٦٣ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو ابْنُ عَبْدِاللهِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ الأَنْصَارَ أَحَبَّهُ اللهُ. وَمَنْ أَبْغَضَ الأَنْصَارَ أَبْغَضَهُ اللهُ». قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ لِعَدِيٍّ: أَسَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ؟ قَالَ: إِيَّايَ حَدَّثَ.

۱۶۳- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "جو انصار سے محبت کرے گا، اللہ اس سے محبت کرے گا، اور جو انصار سے بغض رکھے گا، اللہ اس سے بغض رکھے گا۔" شعبہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے عدی سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ حدیث حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے (خود) سنی ہے؟ تو انھوں نے کہا مجھے انھوں نے ہی یہ حدیث بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① انصار نے رسول اللہ ﷺ کی اس وقت مدد کی تھی، جب آپ ﷺ اور مہاجر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر انتہائی سخت حالات تھے حتی کہ ان کے لیے اپنے وطن میں ٹھہرنا ممکن نہیں رہ گیا تھا۔ اس کے بعد انصار نے مالی طور پر بھی مہاجر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ہر ممکن تعاون کیا، پھر کفار سے جنگوں میں مہاجرین کے شانہ بشانہ جانی اور مالی قربانیاں پیش کیں، اس لیے انصار سے محبت دراصل اسلام اور پیغمبر اسلام سے محبت کا مظہر ہے، اور اللہ تعالیٰ کی محبت ایسے پاک باز لوگوں ہی کے لیے ہے۔ اور اسلام کے ان جاں نثاروں سے نفرت، دراصل اسلام اور پیغمبر اسلام سے نفرت کا مظہر ہے جس کا کسی مسلمان سے تصور نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا انصار سے نفرت کسی منافق ہی کے دل میں ہو سکتی ہے۔ ② کسی سے محبت کرنا اور کسی سے بغض رکھنا اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جو اس روایت سے ثابت ہو رہی ہے۔

١٦٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الأَنْصَارُ شِعَارٌ

۱۶۴- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انصار بدن سے متصل لباس (کی طرح) ہیں اور دوسرے لوگ چادر (کی طرح) ہیں۔ اگر لوگ ایک وادی یا گھاٹی اختیار کریں اور انصار

١٦٣ـ أخرجه البخاري، ح: ٣٧٨٣، ومسلم، ح: ٧٥ من حديث شعبة به.

١٦٤ـ [صحيح] * عبدالمهيمن ضعيف (تقريب)، ولحديثه شواهد كثيرة عند البخاري ومسلم وغيرهما.

وَالنَّاسُ دِثَارٌ، وَلَوْ أَنَّ النَّاسَ اسْتَقْبَلُوا وَادِياً أَوْ شِعْباً، واسْتَقْبَلَتِ الأَنْصَارُ وَادِياً، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ، وَلَوْلاَ الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءاً مِنَ الأَنْصَارِ».

دوسری وادی کی طرف چلیں' تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا۔ اور اگر ہجرت نہ ہوتی' تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔"

فوائد و مسائل: ① اس کی سند میں ایک راوی عبدالمہیمن ہے جو ضعیف ہے لیکن یہ حدیث دوسری صحیح سندوں سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے۔ (صحيح البخاري' كتاب مناقب الانصار' باب قول النبي ﷺ: لولا الهجرة لكنت امرأً من الإنصار' حديث:۳۷۷۹' وصحيح مسلم' كتاب الزكاة' باب إعطاء المؤلفة قلوبهم على الإسلام و تصبر من قوى إيمانه' حديث :۱۰۵۹) اس لیے یہ حدیث صحیح ہے۔ ② یہ ارشاد مبارک رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے بعد فرمایا تھا۔ غنیمتوں کی تقسیم میں رسول اللہ ﷺ نے نئے مسلمان ہونے والے افراد کو زیادہ حصہ دیا تا کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو جائے اور ایمان پختہ ہو جائے' اس پر بعض انصار کو یہ احساس ہوا کہ انھیں بھی برابر حصہ ملنا چاہیے تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں بالکل نہیں دیا تھا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے واضح فرمایا کہ انصار کی جاں نثاری اور بہادری کا انکار نہیں' لیکن چونکہ وہ آپ ﷺ کے زیادہ مقرب اور ایمان میں زیادہ مضبوط ہیں' اس لیے ان کے ایمان پر اعتماد کر کے ان کے بجائے دوسرے افراد کو دیا گیا جنھیں تالیف قلب کی ضرورت تھی۔ ③ اس ارشاد مبارک سے انصار کا بلند مقام واضح ہوتا ہے اور یہ کہ نبی کریم ﷺ کی نظر میں بھی انصار کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ ④ اس حدیث میں انصار کو "شعار" اور دوسرے مسلمانوں کو "دثار" فرمایا گیا ہے۔ شعار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو پہننے والے کے جسم سے مس ہوتا ہے اور دثار وہ لباس ہوتا ہے جو شعار کے اوپر پہنا جاتا ہے۔ اس تشبیہ سے مقصود' اس بات کا اظہار تھا کہ انصار رسول اللہ ﷺ کے خصوصی قرب کے شرف سے مشرف ہیں۔ ⑤ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہجرت ایک عظیم عمل ہے اسی طرح مہاجرین کی مدد اور نصرت بھی ایک عظیم عمل ہے۔ ⑥ مہاجرین کے بعد انصار سب سے افضل ہیں۔

١٦٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ الأَنْصَارَ، وَأَبْنَاءَ الأَنْصَارِ، وَأَبْنَاءَ أَبْنَاءِ الأَنْصَارِ».

۱۶۵- حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "اللہ انصار پر رحمت فرمائے' انصار کے بیٹوں پر اور انصار کے پوتوں پر۔"

١٦٥ـ [إسناده ضعيف] * كثير العوفي ضعيف، أفرط من نسبه إلى الكذب (تقريب)، ولم يثبت تكذيبه عن الشافعي ولا عن أبي داود لجهالة حال الآجرى، وحديث مسلم، ح: ٢٥٠٦ يغني عن حديثه.

فائدہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے‘ البتہ دوسری روایات میں صحیح سند سے یہ الفاظ مروی ہیں: ”اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور انصار کی اولاد کی‘ اور انصار کی اولاد کی اولاد کی۔“ (صحيح مسلم‘ كتاب فضائل الصحابة‘ باب من فضائل الأنصار‘ حديث:٢٥٠٦) یعنی یہ روایت [رَحِمَ اللّٰهُ الْاَنْصَارَ] کی بجائے [اَللّٰهم اغفر للانصار] کے الفاظ کے ساتھ صحیح ہے۔

(٢٢/١١) فَضْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ

(٢٢/١١)-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل

* حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: نام ونسب: عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قریشی ہاشمی۔ آپ نبی اکرم ﷺ کے چچازاد جبکہ حضرت خالد بن ولید کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ بے پناہ علم کی وجہ سے بحر یعنی علم کا سمندر اور حبر الأمة کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ شعب ابوطالب میں مسلمانوں کے ایام اسیری میں پیدا ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے لعاب مبارک سے انھیں گھٹی دی۔ آپ کی والدہ کا نام لبابہ بنت حارث ہے۔ آپ کے وسیع علم کی ایک جھلک حضرت عبیداللہ بن عبداللہ کے اس فرمان میں دیکھی جا سکتی ہے‘ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر فقہ‘ شعر‘ حدیث رسول‘ خلفائے راشدین کے فیصلوں‘ لغت عربی‘ تفسیر القرآن‘ حساب‘ فرائض اور اجتہاد میں کوئی عالم نہیں دیکھا۔ آپ ایک دن فقہ کا درس دیتے‘ تو فقہ کے علاوہ کوئی چیز بیان نہ کرتے۔ تفسیر‘ غزوات‘ شعر‘ فقہ اور عربوں کے حالات کے لیے الگ الگ دن مقرر فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں ٦٨ ہجری کو ٧١ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

١٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَيْهِ، وَقَالَ: «اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ وَتَأْوِيلَ الْكِتَابِ».

١٦٦- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سینے سے لگایا اور فرمایا: ”اے اللہ! اسے حکمت سکھا دے اور کتاب (قرآن مجید) کا مطلب سکھا دے۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں حکمت یعنی دانائی سے مراد حدیث کا علم ہے‘ قرآن مجید میں یہ لفظ اس مفہوم میں وارد ہے۔ ارشاد ہے: ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (البقرة:١٢٩) (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ! ان میں رسول مبعوث فرما‘ جو) ”انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے۔“ ② اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کی یہ

١٦٦ـ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب ذكر ابن عباس رضي الله عنهما، ح:٣٧٥٦ من حديث خالد به.

دعا قبول فرمائی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علم تفسیر میں وہ بلند مقام ملا کہ انھیں امیر المفسرین کہا گیا۔ ''تفسیر ابن عباس'' قرآن کی مشہور تفسیر ہے جو بازار سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ ③ چھوٹے بچوں کو خصوصاً جو بزرگوں کی خدمت کریں' دعا دینی چاہیے۔ ④ بچوں کو اظہار شفقت کے لیے سینے سے لگانا جائز ہے۔ بشرطیکہ لوگوں کے دلوں میں غلط قسم کے شکوک وشبہات پیدا ہونے کا خدشہ نہ ہو۔ ⑤ علم نافع کے حصول کی دعا ایک بہترین دعا ہے کیونکہ اس سے دنیا میں بھی عزت ملتی ہے اور آخرت میں بھی بلند درجات حاصل ہوتے ہیں۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي ذِكْرِ الْخَوَارِجِ (التحفة ١٢)

باب:١٢-خوارج کا بیان

✱ **خوارج:** خوارج سے مراد ہر وہ شخص ہے جو مسلمانوں کے متفقہ حکمران کے خلاف بغاوت کرے' خواہ وہ بغاوت خلفائے راشدین کے خلاف ہو یا ان کے بعد کے حکمرانوں کے خلاف۔ خوارج کے اکابر میں اشعث بن قیس کندی' مسعر بن فدکی تمیمی اور زید بن حصین طائی شامل ہیں۔ خوارج کے کئی نام ہیں' مثلاً: (ا) **حکمیه**: انھیں حکمیہ اس لیے کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے منصفوں اور ان کے فیصلے کو رد کر دیا تھا اور کہا تھا: حکم اللہ ہی کا ہے۔ (ب) **حروریه**: یہ حروریہ بھی کہلاتے ہیں کیونکہ یہ مقام حروراء میں ٹھہرے تھے۔ (ج) [**شُراة**] انھیں شراۃ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کا گمان ہے کہ انھوں نے اپنی جانیں اللہ کی رضا کے لیے فروخت کر دی ہیں۔ (د) **مارقة**: دین سے نکل جانے کی وجہ سے انھیں مارقہ کہا جاتا ہے۔

✱ **خوارج کے عقائد:** خوارج کے چند اہم عقائد' جو اہل سنت والجماعت کے عقائد سے متصادم ہیں' یہ ہیں' مثلاً: (ا) حکمرانوں کے خلاف اسلحہ اٹھانا' انھیں قتل کرنا اور ان کے مال لوٹنا' ان کے نزدیک جائز ہے۔ (ب) اپنے مخالفین کو کافر کہتے ہیں۔ (ج) حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کو طعن و تشنیع کرتے ہیں اور ان پر کفر کا حکم لگاتے ہیں۔ (د) عذاب قبر' حوض کوثر اور شفاعت پر ایمان نہیں رکھتے۔ (ھ) ان کا گمان ہے کہ جس شخص نے ایک بار جھوٹ بولا یا کوئی چھوٹا بڑا گناہ کیا اور بغیر توبہ کیے فوت ہو گیا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ (و) اپنے امام کے سوا کسی کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتے اور اوقات نماز میں تاخیر کو جائز سمجھتے ہیں۔ (ز) اجنبی عورت سے بغیر ولی کے نکاح کو درست مانتے ہیں نیز متعہ ان کے ہاں حلال ہے۔ (ح) چاند دیکھے بغیر روزہ رکھنا اور چاند دیکھے بغیر عید منانا درست ہے۔

خوارج کے اہم فرقوں میں أزارقه' نجدات' ثعالبہ اور اباضیہ ہیں۔ موجودہ دور میں صرف اباضیہ فرقہ مملکت عمان' جنوب لیبیا اور مغرب میں موجود ہے۔ مصر' یمن' اردن اور پاکستان کی بعض جماعتوں میں ان کے عقائد اور اثرات پائے جاتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الملل والنحل' امام محمد بن عبدالکریم الشهرستانی رحمه الله. غنية الطالبين' شیخ عبدالقادر جیلانی رحمه الله. الموسوعة الميسرة فی الأديان والمذاهب والأحزاب المعاصره' دکتور مانع بن حماد)

١٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: وَذَكَرَ الْخَوَارِجَ، فَقَالَ: فِيهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ، أَوْ مُودَنُ الْيَدِ، أَوْ مَثْدُونُ الْيَدِ، وَلَوْلاَ أَنْ تَبْطَرُوا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ، عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ، قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ؟ قَالَ: إِي، وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. ثَلاَثَ مَرَّاتٍ.

۱۶۷- حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے خوارج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ان میں ایک آدمی ہے جس کا ہاتھ ادھورا ہے یا فرمایا: ناقص ہے یا فرمایا: چھوٹا سا ہے۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم فخر کرنے لگو گے تو میں تمھیں بتا دیتا کہ انھیں قتل کرنے والوں کے لیے اللہ نے حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک سے کیا کچھ (ثواب و انعامات کا) وعدہ کیا ہے۔ حضرت عبیدہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے عرض کیا: کیا آپ نے یہ باتیں حضرت محمد ﷺ سے (براہ راست) سنی ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین بار فرمایا: رب کعبہ کی قسم! ہاں۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے خوارج کے بارے میں تفصیل سے بیان فرمایا اور وہ واقعات اسی طرح پیش آئے جس طرح آپ نے بیان فرمائے تھے۔ یہ آپ ﷺ کی نبوت کی ایک دلیل ہے۔ ② اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی فضیلت ہے جنھوں نے خوارج سے جنگ کی۔ ③ تاکید کے طور پر قسم کھانا جائز ہے۔

١٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلاَمِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّاسِ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلاَمِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَمَنْ لَقِيَهُمْ فَلْيَقْتُلْهُمْ، فَإِنَّ

۱۶۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آخری زمانے میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے کم عمر (نوجوان) کم عقل (بظاہر) بڑی اچھی باتیں کریں گے قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے آگے نہیں بڑھے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر (نشانہ بننے والے) شکار سے گزر جاتا ہے۔ جو شخص انھیں ملے اسے چاہیے کہ انھیں قتل کرے جو کوئی انھیں قتل کرے گا اسے اللہ سے ان کے قتل کرنے کا ثواب ملے گا۔“

١٦٧ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ح:١٠٦٦ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

١٦٨ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في صفة المارقة، ح:٢١٨٨ من حديث أبي بكر بن عياش به، وقال: "حسن صحيح"، ولحديثه شواهد كثيرة عند البخاري ومسلم وغيرهما.

قَتْلَهُمْ أَجْرٌ عِنْدَ اللهِ لِمَنْ قَتَلَهُمْ» .

فوائد ومسائل: ① ''آخری زمانے'' کا مطلب بعض علماء نے خلافت راشدہ کا آخری زمانہ مراد لیا ہے کیونکہ یہ خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ظاہر ہوئے تھے' ممکن ہے قیامت کے قریب بھی ایسے لوگ سامنے آئیں جو انہی گمراہیوں کا شکار ہوں جن میں خارجی مبتلا تھے۔ واللہ اعلم. ② بدعت' خواہ عقیدہ میں ہو یا عمل میں' کم عقلی کی دلیل ہے۔ گویا بدعت کو وہی شخص ایجاد یا اختیار کرتا ہے جو دین کی سمجھ نہیں رکھتا یا دین کو ناقص سمجھتا ہے۔ ③ گمراہ فرقے اپنی گمراہی کی تائید میں ایسی چیزیں پیش کرتے ہیں' جن سے کم علم آدمی دھوکا کھا جاتا ہے اور ان باتوں کو پختہ دلائل سمجھ بیٹھتا ہے' لیکن اگر ان کے مزعومہ دلائل کو قرآن وحدیث کی روشنی میں پرکھا جائے تو ان کی غلطی واضح ہو جاتی ہے۔ ④ قرآن کے گلے سے آگے نہ گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ زبان سے قرآن پڑھیں گے' لیکن اس کا اثر ان کے دلوں پر نہ ہوگا یا ان کے دل قرآن کی صحیح سمجھ سے محروم ہوں گے۔ ⑤ بدعتی اپنے خود ساختہ اقوال و افعال ہی کو اسلام سمجھتا ہے' اس لیے وہ اصلی اسلام سے محروم ہو جاتا ہے۔ جس طرح وہ تیر جو شکار کیے جانے والے جانور میں سے آر پار گزر جائے' کہنے کو تو اس کا تعلق بھی اس جانور سے قائم ہوا ہے' لیکن حقیقت میں وہ تعلق کالعدم ہے۔ اسی طرح خوارج یا دوسرے اہل بدعت کا تعلق بظاہر تو اسلام سے قائم ہوتا ہے کیونکہ وہ شہادتین کا اقرار کرتے ہیں اور مسلمانوں والے اعمال کرتے ہیں' لیکن بدعت کی وجہ سے ان کی نیکیاں غیر مقبول اور کالعدم ہو جاتی ہیں' اس طرح اسلام سے ان کا تعلق قائم نہیں رہ پاتا۔ ⑥ اہل بدعت کو پہلے سمجھانا چاہیے اور ان کی غلطیاں واضح کرنی چاہییں' پھر بھی اگر وہ باز نہ آئیں اور عام مسلمانوں کے لیے گمراہی کا باعث بننے لگیں تو اسلامی حکومت کو ان سے باغیوں کا سا سلوک روا رکھ کے' بزور قوت ان کے فتنہ کا خاتمہ کرنا چاہیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی پہلے خوارج کو سمجھانے کے لیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا تھا جس کے نتیجے میں ان میں سے بہت سے افراد کی سمجھ میں بات آ گئی اور انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کر لی۔ جو بغاوت پر مصر رہے ان سے جنگ کی گئی۔ (البداية والنهاية: ۲۹۲/۴) ⑦ فتنے کا خاتمہ کرنے کے لیے اسلامی حکومت سے تعاون نیک کام ہے' جس پر ثواب ملے گا۔

١٦٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ فِي الْحَرُورِيَّةِ شَيْئاً؟ فَقَالَ: سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ

۱۶۹- حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا' کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے حروریہ کے بارے میں کوئی ارشاد سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو ایسی جماعت کا ذکر کرتے سنا ہے جو بہت عبادت

١٦٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٣، ٣٤ عن يزيد به، وإسناده حسن، وأصله متفق عليه (البخاري، ح: ٥٠٥٨، ومسلم، ح: ١٠٦٤).

قَوْماً يَتَعَبَّدُونَ «يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِمْ وَصَوْمَهُ مَعَ صَوْمِهِمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، أَخَذَ سَهْمَهُ فَنَظَرَ فِي نَصْلِهِ فَلَمْ يَرَ شَيْئاً، فَنَظَرَ فِي رِصَافِهِ فَلَمْ يَرَ شَيْئاً، فَنَظَرَ فِي قِدْحِهِ فَلَمْ يَرَ شَيْئاً. فَنَظَرَ فِي الْقُذَذِ فَتَمَارٰى هَلْ يَرٰى شَيْئاً أَمْ لاَ».

کریں گے (حتی کہ) ''تم ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو معمولی سمجھو گے۔ (لیکن) وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے۔ تیر انداز تیر کو پکڑ کر اس کا پھل دیکھتا ہے' اسے (شکار ہونے والے جانور کا) کچھ بھی (پھل سے لگا ہوا) نظر نہیں آتا' پٹھے کو دیکھتا ہے' تو کچھ نظر نہیں آتا' تیر کی لکڑی کو دیکھتا ہے تو کچھ نظر نہیں آتا' پھر تیر کے پروں کو دیکھتا ہے تو شک ہوتا ہے کہ (جانور کے خون وغیرہ کا) کچھ (اثر) نظر آرہا ہے یا نہیں؟''

فوائد و مسائل: ① خوارج' نماز روزہ وغیرہ نیک اعمال میں بہت محنت کرتے تھے حتی کہ صحابہ بھی دیکھیں تو تعجب کریں۔ لیکن عقیدے کی خرابی کے ساتھ نیک عمل میں جتنی بھی محنت کی جائے' کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ② اس حدیث میں تیر کے مختلف حصوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ نصل (پھل) تیر کے اس حصے کو کہتے ہیں جو لوہے کا بنا ہوتا ہے اور تیز دھار ہونے کی وجہ سے زخمی کرتا ہے۔ رصاف وہ پٹھے جو تیر میں وہاں ہوتے ہیں جہاں لوہے کا پھل لکڑی سے ملتا ہے۔ قدح: تیر کی وہ لمبی لکڑی جس کے سرے پر نصل لگایا جاتا ہے۔ قذذ: اُن پروں کو کہتے ہیں جو تیر کے پچھلے حصے میں ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تیر کے کسی حصے میں شکار شدہ جانور کا خون یا گوشت کا ٹکڑا تک نہیں لگا بلکہ تیر اسے لگ کر اتنی تیزی سے پار ہو گیا کہ بالکل صاف نکل گیا۔ اسی طرح یہ لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور سیدھے باہر نکل گئے۔ اسلام کی دینی اور اخلاقی تعلیمات کا کچھ اثر قبول نہیں کیا۔ ③ اگرچہ خوارج کی گمراہی واضح ہے اور صحیح اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں' اسی لیے محدثین کا ایک گروہ ان کے کافر ہونے کا قائل ہے، تاہم علماء کی اکثریت نے اس کے باوجود انھیں مرتد یا غیر مسلم قرار نہیں دیا بلکہ گمراہ اور باغی ہی فرمایا ہے۔

١٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

۱۷۰- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے' وہ ان کے گلوں سے آگے نہیں بڑھے گا' وہ دین سے اس طرح نکل

١٧٠ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب الخوارج شر الخلق والخليقة، ح: ١٠٦٧ من حديث سليمان به.

اللهِ ﷺ: «إِنَّ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي، أَوْ سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي، قَوْماً يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لاَ يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لاَ يَعُودُونَ فِيهِ، هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ». قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّامِتِ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَافِعِ بْنِ عَمْرٍو، أَخِي الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ فَقَالَ: وَأَنَا أَيْضاً قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

جائیں گے جس طرح تیر نشانہ بننے والے جانور میں سے گزر جاتا ہے' پھر وہ (دین میں) واپس نہیں آئیں گے۔ وہ تمام مخلوقات میں سے بدترین افراد ہوں گے۔'' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے شاگرد عبداللہ بن صامت رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کے بھائی رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: میں نے بھی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

فوائد و مسائل: ① قرآن کے حلق (گلے) سے آگے نہ گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں پر قرآن کا اثر نہیں ہوگا یا ان کے دل قرآن مجید کو سمجھنے سے عاری ہوں گے۔ ② اہل بدعت جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ ③ اس حدیث سے دلیل لی گئی ہے کہ بدعتی فرقوں کے لوگ امت میں شامل ہیں' یعنی دنیوی معاملات میں ان سے مسلمانوں والا سلوک کیا جائے گا' البتہ وہ گمراہ اور فاسق ہیں۔ واللہ اعلم.

١٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُوالأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَقْرَأَنَّ الْقُرْآنَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلاَمِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ».

۱۷۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے۔ (اس کے باوجود) وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح نشانہ بننے والے جانور میں سے تیر آر پار ہو جاتا ہے۔''

فائدہ: امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو خوارج کے باب میں ذکر کیا ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اس حدیث میں مذکور افراد سے مراد خوارج ہیں' تاہم حدیث کے الفاظ عام ہیں' لہٰذا اس وعید میں بعد کے زمانوں والے وہ لوگ بھی شامل ہو سکتے ہیں جو بظاہر مسلمان کہلاتے اور قرآن و حدیث پڑھتے ہیں' لیکن ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ غیر اسلامی رسم و رواج اور خلاف اسلام اعمال کو عین اسلام ثابت کیا جائے اور اس مقصد کے لیے وہ کبھی تو قرآن و حدیث کی نصوص میں معنوی تحریف کرتے ہیں' کبھی صحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں' کبھی کہتے

١٧١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٥٦ من حديث سماك به، وسلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة، انظر "سير أعلام النبلاء": ٥/ ٢٤٨ وغيره، وللحديث شواهد، ومعنى الحديث صحيح، انظر الحديث الآتي.

ہیں کہ موجودہ حالات اور ترقی کے اس دور میں اسلام کے فلاں فلاں احکام قابل عمل نہیں رہے۔اس طرح اسلام کے نام سے اسلام کے خلاف کام کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔آمین.

١٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْجِعِرَّانَةِ وَهُوَ يَقْسِمُ التِّبْرَ وَالْغَنَائِمَ، وَهُوَ فِي حِجْرِ بِلاَلٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: اِعْدِلْ يَا مُحَمَّدُ! فَإِنَّكَ لَمْ تَعْدِلْ. فَقَالَ: «وَيْلَكَ! وَمَنْ يَعْدِلُ بَعْدِي إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟» فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ! حَتَّى أَضْرِبَ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذَا فِي أَصْحَابٍ، أَوْ أُصَيْحَابٍ لَهُ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ».

۱۷۲-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جعرانہ مقام پر مال غنیمت اور سونا تقسیم کر رہے تھے جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جھولی میں تھا۔ایک آدمی نے کہا: اے محمد! (ﷺ) انصاف کیجیے آپ نے انصاف نہیں کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس ہے تجھ پر! اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر میرے بعد اور کون انصاف کرے گا؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''یہ شخص بھی اپنے ان ساتھیوں میں شامل ہے جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے سے آگے نہیں گزرے گا' وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ بننے والے جانور میں سے پار ہو جاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جس شخص نے یہ گستاخی کی اس کا نام ذُوالخُوَیصِرَہ تھا۔اور یہ واقعہ غزوۂ حنین کے بعد پیش آیا۔جب نبیٔ کریم ﷺ نے جِعِرَّانہ کے مقام پر غزوۂ حنین سے حاصل ہونے والا مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم فرمایا۔② نبیٔ اکرم ﷺ کے کسی عمل یا فرمان پر اعتراض کرنا یا اسے غلط قرار دینا یا آپ ﷺ کے کسی حکم کو نا قابل عمل قرار دینا منافقوں کا شیوہ ہے' مومن سے ایسی حرکت کا صدور ممکن نہیں۔③ اس واقعہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کے حلم و عفو اور صبر و برداشت کی ایک اعلیٰ مثال ہے کہ ایسی گستاخی کے باوجود آپ ﷺ نے اسے سزا نہیں دی۔④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس شخص کو منافق قرار دے کر قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو نبیٔ اکرم ﷺ نے ان کی تردید نہیں فرمائی۔گویا اس شخص کے منافق ہونے کی تصدیق فرمائی' تاہم حکمت کی بنا پر اسے سزائے موت دینے سے احتراز فرمایا۔⑤ اس شخص کی حرکت میں ارشاد نبوی کی حجت کا انکار پایا جاتا ہے' بعد میں خوارج نے بھی بہت سی احادیث کا انکار کیا کیونکہ ان کے خیال میں وہ قرآن کے اس مزعومہ مفہوم کے خلاف تھیں جو ان کے خیال میں قرآن کا صحیح مطلب تھا۔لیکن اہل سنت کی نظر میں قرآن مجید کی آیات کا وہی مطلب درست ہوتا ہے جس کی تائید صحیح احادیث سے ہو۔

١٧٢ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ح: ١٠٦٣ من حديث أبي الزبير به.

١٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الأَزْرَقُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْخَوَارِجُ كِلاَبُ النَّارِ».

۱۷۳- حضرت ابن ابو اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خارجی جہنم کے کتے ہیں۔''

١٧٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَنْشَأُ نَشْءٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ» قَالَ ابْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ». أَكْثَرَ مِنْ عِشْرِينَ مَرَّةً. «حَتَّى يَخْرُجَ فِي عِرَاضِهِمُ الدَّجَّالُ».

۱۷۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ایک جماعت پیدا ہوگی جو قرآن پڑھیں گے' وہ ان کے حلق سے آگے نہیں گزرے گا' جب بھی (ان میں سے) کوئی گروہ ظاہر ہوگا' کاٹ دیا جائے گا۔'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات: ''جب کوئی گروہ ظاہر ہوگا' کاٹ دیا جائے گا۔'' بیس سے زیادہ دفعہ سنی ہے۔ اور فرمایا: ''حتی کہ ان میں سے دجال ظاہر ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خوارج کے غلط خیالات سے تھوڑے لوگ متاثر ہوں گے' اکثر مسلمان ان کے معاملہ میں حق پر قائم رہیں گے۔ اور وہ ان گمراہوں سے جنگ کر کے ان کا قلع قمع کرتے رہیں گے۔ ② یہ گمراہی امت میں بعد کے زمانوں میں بھی ظاہر ہوتی رہے گی، تاہم ان کا مقابلہ کرنے والے اہل حق اپنا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ ③ معلوم ہوتا ہے کہ دجال بھی اسی انداز سے باطل کو حق ثابت کرنے کی کوشش کرے گا اور لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ اس کو اور اس کے گروہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کاٹ دیں گے۔

١٧٥- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۱۷۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''آخر زمانے میں' یا فرمایا: اس امت میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں

١٧٣ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٥ عن إسحاق به، وله شاهد حسن، انظر، ح: ١٧٦.

١٧٤ـ [إسناده حسن] وصححه البوصيري، وله شواهد عند أحمد والحاكم وغيرهما.

١٧٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، السنة، باب في قتال الخوارج، ح: ٤٧٦٦ من حديث عبدالرزاق به، بألفاظ مختلفة، وصححه الحاكم، والذهبي * قتادة مشهور بالتدليس (طبقات المدلسين/ المرتبة الثالثة)، وعنعن، وحديث البخاري: ٧٥٦٢ يغني عنه.

«يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَوْ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، أَوْ حُلُوقَهُمْ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، إِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ، أَوْ إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ، فَاقْتُلُوهُمْ».

گے اور وہ ان کے حلقوں سے آگے نہیں گزرے گا' ان کی علامت سر منڈانا ہے' جب تم انھیں دیکھو' یا فرمایا: جب تم ان سے ملو' تو انھیں قتل کرو۔''

فوائد و مسائل: ① اس روایت کی تحقیق کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے' البتہ صحیح بخاری کی حدیث (۷۵۶۲) اس سے کفایت کرتی ہے' علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا معلوم ہوا یہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت ہے۔ ② سر کا منڈانا' خارجیوں کی علامت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جو بھی سر منڈائے وہ خارجی ہے بلکہ صرف یہ مطلب ہے کہ ان میں یہ عادت پائی جائے گی' ورنہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ سر منڈاتے تھے جبکہ خارجی ان کے سخت دشمن تھے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے سکھوں کی علامات بیان کرتے ہوئے ان کی ایک علامت ڈاڑھی رکھنا بیان کی جائے' تو لوگ ہر پوری ڈاڑھی رکھنے والے کو سکھ کہنا شروع کر دیں۔ ظاہر بات ہے ایسا کہنا یا سمجھنا سوائے جہالت کے کچھ نہیں۔ اسی طرح بعض اہل بدعت' اہل حدیث کو سنت کے مطابق لمبی نماز پڑھنے' ذوق و شوق سے تلاوت کرنے اور فیشنی بال رکھنے کی بجائے سر کے بال منڈانے پر' انھیں خوارج باور کراتے ہیں' جو حقائق کے بھی یکسر خلاف ہے' جہالت کا مظاہرہ بھی ہے اور سنت پر اور صحیح اسلام پر عمل کرنے کی اہمیت و فضیلت سے انکار بھی۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ منها. ③ ''انھیں قتل کر دو'' اس کا مطلب ہے ان سے جنگ کرو تاکہ ان کا فتنہ ختم ہو جائے۔

١٧٦ - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ يَقُولُ: «شَرُّ قَتْلَى قُتِلُوا تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ، وَخَيْرُ قَتِيلٍ مَنْ قَتَلُوا، كِلاَبُ أَهْلِ النَّارِ. قَدْ كَانَ هٰؤُلاَءِ مُسْلِمِينَ فَصَارُوا كُفَّاراً»، قُلْتُ: يَا أَبَا أُمَامَةَ! هٰذَا شَيْءٌ تَقُولُهُ؟ قَالَ: بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۱۷۶- حضرت ابو غالب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ لوگ (خارجی) آسمان کے نیچے قتل ہونے والے بدترین افراد ہیں اور جنھیں یہ لوگ قتل کر دیں وہ بہترین مقتول (شہید) ہیں۔ یہ جہنمیوں کے کتے ہیں' یہ مسلمان تھے' پھر کافر ہو گئے۔ میں نے کہا: ابو امامہ! کیا یہ آپ کی (اپنی) رائے ہے؟ انھوں نے کہا: بلکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے۔

١٧٦_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، التفسير، باب ومن سورة آل عمران، ح: ٣٠٠٠ من حديث حماد بن سلمة وغيره عن أبي غالب به، وقال: "حديث حسن".

فوائد و مسائل: ① اس میں خارجیوں کی شدید مذمت ہے اور ان کے کافر اور دوزخی ہونے کی صراحت ہے۔ ② اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عقائد کفریہ ہیں' جن کی وجہ سے انھیں اسلام سے نکل کر کفر اختیار کر لینے والے قرار دیا گیا ہے۔ ③ خارجیوں سے جنگ کرنے والے مسلمانوں کو بلند مقام اور فضیلت حاصل ہے۔ ④ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ انھوں نے خارجیوں سے جنگ کی اور ایک خارجی کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ (التحفة ١٣)

باب: ١٣- فرقۂ جہمیہ نے جس چیز کا انکار کیا

١٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، وَوَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي يَعْلَى، وَوَكِيعٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا جُلُوساً عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ، لَا تَضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا». ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾. [ق: ٣٩]

١٧٧- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے' آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا: ''تم عنقریب اپنے رب کو دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو' تمھیں اس کے دیدار میں مشقت نہیں ہوگی' لہٰذا اگر تم سے ہو سکے کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے والی نمازوں کے بارے میں مغلوب نہ ہو جاؤ' تو ضرور ایسا کرو۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾ ''سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کریں۔''

فوائد و مسائل: ① فرقۂ جہمیہ' جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے' اس بدعتی فرقے کا اہل سنت سے کئی مسائل میں اختلاف ہے' مثلاً: یہ لوگ بندے کو مجبور محض قرار دیتے ہیں' اسی لیے انھیں جبریہ بھی کہتے ہیں اور اللہ کی صفات کا انکار کرتے ہیں۔ وہ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ صفات الٰہی تسلیم کرنے سے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ ماننا پڑتا ہے جو

١٧٧ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: "وجوه يومئذ ناضرة . . . الخ"، ح: ٧٤٣٤، ٧٤٣٥، وغيره، ومسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ح: ٦٣٣ من حديث إسماعيل به.

اللہ کی شان کے لائق نہیں' حالانکہ اہل سنت اللہ کی صفات کو مخلوقات کی صفات کے مشابہ قرار نہیں دیتے بلکہ کہتے ہیں کہ جس طرح اس کی ذات بندوں کی ذات سے مشابہ نہیں' اسی طرح اس کی صفات بندوں کی صفات سے مشابہ نہیں' جس طرح اس کی ذات کو موجود ماننے سے تشبیہ لازم نہیں آتی' اسی طرح اس کی صفات کو تسلیم کرنے سے اس کی بندوں سے تشبیہ لازم نہیں آتی بلکہ بندوں کی صفات بندوں کی حالت سے مناسبت رکھتی ہیں اور اللہ کی صفات ویسی ہیں جیسی اس کی شان کے لائق ہیں اور یہ تشبیہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (شوریٰ:۱۱) یعنی اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ خوب سننے والا دیکھنے والا ہے۔ ② اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا دیدار ممکن ہے' قیامت کو اور جنت میں مومنوں کو اللہ کا دیدار ہوگا۔ دنیا میں اس لیے ممکن نہیں کہ موجودہ جسم اور موجودہ قوتوں کے ساتھ بندہ اللہ کے دیدار کی تاب نہیں لا سکتا بلکہ اس دنیا کی کوئی قوت اس کی زیارت کی متحمل نہیں ہو سکتی اسی لیے جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے (دیکھیے: سورۃ الاعراف:۱۴۳) لیکن عالم آخرت میں اللہ تعالیٰ بندوں کو طاقت عطا فرمائے گا کہ وہ اللہ کی تجلی کو برداشت کر سکیں۔ ③ اس حدیث کا مقصد اللہ تعالیٰ کو چاند سے محض تشبیہ دینا نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں لاکھوں افراد بیک وقت چاند کو دیکھ سکتے ہیں اور انھیں اس میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی' اسی طرح جنت میں بے شمار مومن بیک وقت دیدار الٰہی کا شرف حاصل کر سکیں گے اور انھیں اس میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ ④ نماز با قاعدگی سے ادا کرنا' بالخصوص نماز فجر اور عصر قضا نہ ہونے دینا بہت بڑا نیک عمل ہے' جس کا بدلہ زیارت باری تعالیٰ ہے۔ ⑤ اس کا مطلب یہ نہیں کہ باقی تین نمازوں کی کوئی اہمیت نہیں' بلکہ جو شخص فجر اور عصر با قاعدگی سے ادا کرتا ہے' وہ دوسری نمازیں بدرجہ اولیٰ با قاعدگی سے ادا کرتا ہے کیونکہ فجر کی نماز کے وقت نیند اور سستی کا غلبہ ہوتا ہے اور عصر کے وقت کاروبار وغیرہ کے روزمرہ کاموں میں انتہائی مصروفیت ہوتی ہے' اس لیے انھیں بروقت اور با جماعت ادا کرنا دوسری نمازوں کی نسبت مشکل ہے۔ جو شخص یہ مشکل کام کر لیتا ہے' وہ دوسری نمازیں بھی آسانی سے ادا کر سکتا ہے اور اس طرح جنت میں داخل ہونے اور اللہ کی زیارت سے مشرف ہونے کی امید رکھ سکتا ہے۔ ⑥ چاند کے ساتھ تشبیہ دینے میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے علو (اوپر ہونے) کا بھی اثبات ہے۔

۱۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى الرَّمْلِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۱۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھیں چودھویں رات کو چاند دیکھنے میں مشقت ہوتی ہے؟'' صحابہ نے کہا: جی

۱۷۸ـ [صحيح] * الأعمش كان يدلس (طبقات المدلسين/ المرتبة الثانية، والتلخيص الحبير: ۱/ ۱۹، ح: ۱۱۸۱) وعنعن، ولحديثه شواهد كثيرة، انظر الحديث السابق والآتي، ومسند الإمام أحمد: ۲/ ۳۸۹، وأخرجه مسلم، ح: ۲۹٦۸ من حديث أبي صالح به، نحو المعنى.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَضَامُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟» قَالُوا: لاَ. قَالَ: «فَكَذٰلِكَ لاَ تَضَامُّونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

نہیں۔ فرمایا: ''اسی طرح قیامت کے دن تمھیں اپنے رب کی زیارت میں کوئی مشکل نہیں ہوگی۔''

فائدہ: حدیث میں لفظ ''تَضَامُّون'' وارد ہے۔ اس کا مفہوم بھیڑ اور ازدحام کی وجہ سے مشقت اور تکلیف کا پیش آنا ہے۔ جب بہت سے لوگ ایک چیز کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہوں تو جو لوگ اس کے قریب ہوتے ہیں وہ آسانی سے دیکھ لیتے ہیں جب کہ پیچھے والے لوگ آسانی سے نہیں دیکھ سکتے۔ یہ صورت اس وقت پیش آتی ہے جب وہ چیز چھوٹی ہو اور انسانوں کے ہجوم میں چھپ جائے۔ چاند بڑا اور بلند ہونے کی وجہ سے بھیڑ میں چھپ نہیں سکتا اس لیے دیکھنے والوں کی تعداد جتنی بھی ہو آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی زیارت میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی جس طرح پورا چاند دیکھنے میں دشواری پیش نہیں آتی۔

١٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَرَى رَبَّنَا؟ قَالَ: «تَضَامُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِي الظَّهِيرَةِ فِي غَيْرِ سَحَابٍ؟» قُلْنَا: لاَ. قَالَ: «فَتَضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فِي غَيْرِ سَحَابٍ؟» قَالُوا: لاَ. قَالَ: «إِنَّكُمْ لاَ تَضَارُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ إِلَّا كَمَا تَضَارُّونَ فِي رُؤْيَتِهِمَا».

١٧٩- حضرت ابوسعید (خدری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھیں دوپہر کے وقت سورج کو دیکھنے میں کوئی دشواری پیش آتی ہے جبکہ (آسمان پر) بادل بھی نہ ہو؟'' ہم نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ''کیا تمھیں چودھویں رات کو چاند دیکھنے میں دشواری ہوتی ہے جب کہ بادل بھی نہ ہو؟'' صحابہ نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ''تمھیں اللہ کی زیارت میں اتنی ہی دشواری ہوگی جتنی سورج اور چاند دیکھنے میں ہوتی ہے۔''

١٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ

١٨٠- حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا قیامت

١٧٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٦ من حديث الأعمش به، وانظر الحديثين السابقين.

١٨٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، السنة، باب في الرؤية، ح: ٤٧٣١ من حديث يعلى به، وصححه الحاكم، والذهبي.

سَلَمَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكِيعِ بْنِ حُدُسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ قَالَ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَنَرَى اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ وَمَا آيَةُ ذٰلِكَ فِي خَلْقِهِ؟ قَالَ: «يَا أَبَا رَزِينٍ! أَلَيْسَ كُلُّكُمْ يَرَى الْقَمَرَ مُخْلِياً بِهِ؟» قَالَ، قُلْتُ: بَلٰى. قَالَ: «فَاللهُ أَعْظَمُ، وَذٰلِكَ آيَةٌ فِي خَلْقِهِ».

کو ہم اللہ کی زیارت کریں گے؟ اور اس کی مخلوق میں اس کی کیا نشانی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابورزین! کیا تم میں سے ہر شخص چاند کو اس طرح نہیں دیکھتا گویا وہ اکیلا ہی اسے دیکھ رہا ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں (ایسے ہی ہوتا ہے۔) فرمایا: ''اللہ زیادہ عظمت والا ہے اور یہ (چاند) مخلوقات میں اس کی نشانی ہے۔''

فائدہ: ''گویا اکیلا ہی دیکھ رہا ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ دیکھنے والوں کی کثرت کے باوجود کسی کو اسے دیکھنے میں کوئی مشقت یا دشواری پیش نہیں آتی۔

١٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكِيعِ بْنِ حُدُسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ضَحِكَ رَبُّنَا مِنْ قُنُوطِ عِبَادِهِ وَقُرْبِ غِيَرِهِ» قَالَ، قُلْت: يَا رَسُولَ اللهِ! أَوَ يَضْحَكُ الرَّبُّ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قُلْتُ: لَنْ نَعْدَمَ مِنْ رَبٍّ يَضْحَكُ خَيْرًا.

۱۸۱- حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا رب بندوں کی مایوسی پر ہنستا ہے حالانکہ اس کی طرف سے حالات کی تبدیلی قریب ہوتی ہے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا رب تعالیٰ ہنستا ہے؟ فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے کہا: ہم ایسے رب کی خیر سے کبھی محروم نہیں ہوں گے جو ہنستا ہے۔

١٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يَعْلَى ابْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكِيعِ بْنِ حُدُسٍ، عَنْ عَمِّهِ

۱۸۲- حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بادل میں تھا' اس (بادل) کے نیچے بھی ہوا نہ

١٨١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١١، ١٢ من حديث حماد به * وكيع حسن الحديث، جهله ابن القطان وغيره، ووثقه ابن حبان، والترمذي، والحاكم وغيرهم.

١٨٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، التفسير، باب ومن سورة هود، ح: ٣١٠٩ من حديث يزيد به، وقال: "هٰذا حديث حسن".

أَبِي رَزِينٍ قَالَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ؟ قَالَ: «كَانَ فِي عَمَاءٍ، مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ، وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ، وَمَا ثَمَّ خَلْقٌ، عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ».

تھی' اور اس کے اوپر بھی ہوا نہ تھی' اور نہ وہاں کوئی اور مخلوق تھی۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔''

فوائد و مسائل: ① [مَاتَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ] کا ترجمہ بعض علماء نے یوں کیا ہے ''جس کے نیچے بھی ہوا تھی' اور اوپر بھی۔'' اس صورت میں ''ما'' موصولہ ہوگا۔ لیکن محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ نے سنن ابن ماجہ کے حاشیے میں لکھا ہے کہ ''ما'' نافیہ ہے' موصولہ نہیں۔ ہم نے ترجمہ اسی قول کے مطابق کیا گیا ہے۔ ② کَانَ فِی عَمَاءٍ (اللہ تعالیٰ عماء میں تھا) اس کے ایک معنی تو بادل ہیں۔ ایک معنی یہ کیے گئے ہیں کہ اس سے مراد ایسی چیز ہے جو انسانی فہم سے ماوراء ہو' یعنی اس سوال کا جواب عقل سے ماوراء ہے۔ بہر حال ان توضیحات و تاویلات کی ضرورت تب پیش آتی ہے جب حدیث قابل استدلال ہو۔ جیسا کہ ہمارے محقق نے اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ لیکن اس حدیث کے ضعیف ہونے کی وجہ سے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے' اس میں تاویل کی ضرورت نہیں۔

١٨٣ - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ عَرَضَ لَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ! كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ فِي النَّجْوٰى؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ، ثُمَّ يُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُ؟ فَيَقُولُ: يَارَبِّ! أَعْرِفُ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ مِنْهُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَبْلُغَ

۱۸۳- حضرت صفوان بن محرز مازنی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے' ہم بھی ان کے ساتھ تھے' اچانک ایک آدمی سامنے آ گیا' اس نے کہا: اے ابن عمر! آپ نے رسول اللہ ﷺ کو سرگوشی کے بارے میں کیا فرماتے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''قیامت کے دن بندے کو رب کے قریب کیا جائے گا' حتی کہ اللہ تعالیٰ اس پر پردہ ڈال دے گا' اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا۔ فرمائے گا: کیا تو (فلاں گناہ کو) جانتا ہے؟ بندہ کہے گا: یارب! پہچانتا ہوں

١٨٣ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "ويقول الأشهاد هؤلاء الذين كذبوا"، ح: ٤٦٨٥ كما في تحفة الأشراف: ٥/ ٤٣٧ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، ومسلم، التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى على المؤمنين ... الخ، ح: ٢٧٦٨ من طريق آخر عن قتادة به.

قَالَ: إِنِّي سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ»، قَالَ: «ثُمَّ يُعْطَى صَحِيفَةَ حَسَنَاتِهِ، أَوْ كِتَابَهُ، بِيَمِينِهِ»، قَالَ: «وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيُنَادَى عَلَى رُؤُوسِ الأَشْهَادِ».

(میں نے یہ گناہ کیا ہے۔) حتی کہ جب اقرار سے اس کی وہ حالت ہو جائے گی' جو اللہ چاہے گا (جب بندے کو یقین ہو جائے گا کہ اب ضرور سخت سزا ملے گی) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں پر پردہ ڈال دیا تھا اور آج انھیں تیرے لیے معاف کرتا ہوں' پھر اسے نیکیوں والی کتاب دائیں ہاتھ میں دے دی جائے گی۔ اور کافر یا منافق کو سب حاضرین (اہل محشر) کے سامنے پکار کر کہا جائے گا: ﴿هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا۔ سنو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔''

قَالَ خَالِدٌ: فِي «الأَشْهَادِ» شَيْءٌ مِنَ انْقِطَاعٍ.

﴿هَٰٓؤُلَآءِ ٱلَّذِينَ كَذَبُوا۟ عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ﴾. [هود: ١٨]

خالد (بن حارث) نے فرمایا: [عَلٰى رُؤُوسِ الْأَشْهَادِ] ''سب حاضرین کے سامنے۔'' یہ لفظ منقطع سند سے مروی ہے' باقی پوری حدیث کی سند متصل ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی صفت ''کلام'' کا ثبوت ملتا ہے۔ اہل سنت کا اس مسئلہ میں یہ موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے' جس سے چاہتا ہے' جو چاہتا ہے' کلام فرماتا ہے اور مخاطب اس کلام کو سنتا ہے اور یہ امر حروف و اصوات کے بغیر ممکن نہیں جیسا کہ آگے وضاحت آ رہی ہے۔ جن آیات و احادیث میں اللہ کے کلام کرنے کا ذکر آیا ہے' علمائے حق ان کی تاویل نہیں کرتے' بلکہ اسے حقیقت پر محمول کرتے ہیں' البتہ اللہ کی صفت کلام کو مخلوق کے کلام سے تشبیہ نہیں دیتے۔ ② اللہ کا کلام اس انداز سے بھی ہو سکتا ہے کہ صرف ایک فرد سنے' جیسے اس حدیث میں ہے' اسی لیے اسے ''سرگوشی'' فرمایا گیا ہے یا جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے ﴿وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا﴾ (مریم:٥٢) ''ہم نے اسے سرگوشی کے لیے اپنا قرب بخشا۔'' اور اس انداز سے بھی ہو سکتا ہے کہ زیادہ افراد سنیں' جیسے جنت میں اللہ تعالیٰ تمام مومنین سے فرمائے گا کہ میں آئندہ کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔ ③ اس میں اللہ کی عظیم رحمت کا تذکرہ ہے' جس کی وجہ سے مومن اللہ سے مغفرت کی امید رکھتے ہیں' نیز مجرموں کی رسوائی بھی مذکور ہے جس کی وجہ سے مومن اللہ سے ڈرتے ہیں کیونکہ ایمان میں امید اور خوف دونوں شامل ہیں۔

١٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الْعَبَّادَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ الرَّقَاشِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَا أَهْلُ الْجَنَّةِ فِي نَعِيمِهِمْ إِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُورٌ، فَرَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ، فَإِذَا الرَّبُّ قَدْ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! قَالَ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ: ﴿سَلَٰمٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ﴾ [يس: ٥٨] قَالَ: فَيَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَلَا يَلْتَفِتُونَ إِلَى شَيْءٍ مِنَ النَّعِيمِ مَا دَامُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ حَتَّى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَيَبْقَى نُورُهُ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْهِمْ فِي دِيَارِهِمْ».

۱۸۴- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت اپنی نعمتوں (سے لطف اندوز ہونے) میں (مشغول) ہوں گے' اچانک ایک نور نمایاں ہوگا۔ وہ سر اٹھائیں گے تو (دیکھیں گے کہ) رب ان کے اوپر جلوہ افروز ہوگا۔ وہ فرمائے گا: اے جنت والو! تم پر سلامتی ہے۔ اس آیت مبارکہ میں یہی مذکور ہے: ﴿سَلَٰمٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ﴾ (یٰس: ۵۸) ''مہربان رب کی طرف سے سلام کہا جائے گا۔'' اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھے گا اور وہ اس کا دیدار کریں گے' جب تک وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے رہیں گے' جنت کی کسی نعمت کی طرف توجہ نہیں دیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ پردے میں ہوجائے گا اور ان کے گھروں میں اس کی طرف سے نور اور برکت رہ جائے گی۔''

١٨٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ، فَيَنْظُرُ مِنْ عَنْ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ، ثُمَّ يَنْظُرُ مِنْ [عَنْ] أَيْسَرَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ، ثُمَّ يَنْظُرُ أَمَامَهُ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ، فَمَنِ

۱۸۵- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص سے اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا' جب کہ بندے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ بندہ اپنی دائیں طرف نظر کرے گا' تو وہی اعمال نظر آئیں گے جو اس نے آگے بھیجے' پھر بائیں طرف نظر کرے گا' تو وہی اعمال نظر آئیں گے جو اس نے آگے بھیجے' پھر سامنے نظر اٹھائے گا' تو سامنے (جہنم کی) آگ نظر آئے گی' لہٰذا جو شخص

١٨٤ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * الفضل الرقاشي ضعيف جدًا، جرحه أحمد وغيره (تهذيب).

١٨٥ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب، ح: ٦٥٣٩، ٧٤٤٣، ومسلم، الزكوٰة، باب الحث على الصدقة ولو . . . الخ، ح: ١٠١٦ من حديث الأعمش به.

اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَلْيَفْعَلْ».

کسی بھی طرح آگ سے بچ سکتا ہے' وہ ضرور اپنا بچاؤ کرے' اگرچہ آدھی کھجور کے ذریعے سے ہی ہو سکے۔"

فوائد و مسائل: ① اس حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کی صفت "کلام" کا ثبوت ہے۔ ② بندے کو اپنے اعمال کا خود ہی حساب دینا پڑے گا' اس لیے کسی بزرگ کی سفارش وغیرہ پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ ③ جہنم سے بچاؤ کے لیے نیک اعمال ضروری ہیں۔ ④ صدقہ بھی اللہ کے عذاب سے محفوظ رکھنے والا نیک عمل ہے۔ ⑤ اگر بڑا نیک عمل کرنے کی طاقت نہ ہو تو چھوٹا عمل کر لینا چاہیے' کچھ نہ کرنے سے چھوٹی نیکی بھی بہتر ہے۔ ⑥ کسی نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے' خلوص کے ساتھ کی گئی چھوٹی سی نیکی بھی اللہ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

۱۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ، عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ الأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ، آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ».

۱۸۶- حضرت عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو جنتیں چاندی کی ہیں' ان کے برتن اور ان میں موجود سب چیزیں چاندی کی ہیں۔ اور دو جنتیں سونے کی ہیں' ان کے برتن اور ان میں موجود سب کچھ سونے کا ہے اور لوگوں کو اللہ کی زیارت سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ سوائے اس کے کہ اللہ کے چہرۂ اقدس پر کبریائی کی چادر ہوگی۔ جنت عدن میں (یہ زیارت ہوگی۔")

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں دیدار الٰہی کا اثبات ہے۔ ② اہل جنت جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ کی زیارت ہو سکے گی۔ صرف اللہ تعالیٰ کی کبریائی کی چادر دیدار سے مانع ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و فضل کا اظہار کرے گا تو وہ مانع دور اور دیدار کا شرف حاصل ہو جائے گا۔ ③ "اللہ تعالیٰ کے چہرۂ اقدس پر کبریائی کی چادر ہوگی۔" اس امر کو یوں ہی تسلیم کرنا ہوگا' تاویل کی ضرورت نہیں' ورنہ انکار لازم آئے گا۔ ④ جنت کی نعمتیں بے شمار اور بے مثال ہیں۔ قرآن و حدیث میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ صرف اس حد تک ہے جس قدر انسان سمجھ سکیں۔ جنت کی چاندی اور سونا بھی دنیا کی چاندی اور سونے کی طرح نہیں' بلکہ اس قدر عمدہ اور اعلیٰ ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ⑤ ان جنتوں کی چیزیں سونے چاندی کی ہوں گی' مثلاً: برتن' پلنگ' تخت' اور درخت وغیرہ۔ واللہ اعلم.

۱۸۶- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "ومن دونهما جنتان"، ح: ٤٨٧٨، ٤٨٨٠، ٧٤٤٤، ومسلم، الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين . . . الخ، ح: ١٨٠ من حديث أبي عبدالصمد به.

١٨٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: تَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾ [يونس: ٢٦] وَقَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ، نَادَى مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللهِ مَوْعِداً يُرِيدُ أَنْ يُنْجِزَكُمُوهُ، فَيَقُولُونَ: وَمَا هُوَ؟ أَلَمْ يُثَقِّلِ اللهُ مَوَازِينَنَا، وَيُبَيِّضْ وُجُوهَنَا، وَيُدْخِلْنَا، الْجَنَّةَ وَيُنْجِنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَوَاللهِ، مَا أَعْطَاهُمُ اللهُ شَيْئاً أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ - يَعْنِي: إِلَيْهِ - وَلَا أَقَرَّ لِأَعْيُنِهِمْ».

١٨٧-حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ ''جنھوں نے نیکی کی ان کے لیے بہترین (جزا) ہے اور مزید (انعام بھی۔'') اور فرمایا: ''جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جہنمی جہنم میں پہنچ جائیں گے تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا: اے جنت والو! اللہ نے تم سے ایک وعدہ کر رکھا ہے اب وہ اسے پورا کرنا چاہتا ہے وہ کہیں گے: وہ کیا ہے؟ (کیا ابھی اور نعمت بھی باقی ہے؟) کیا اللہ تعالیٰ نے ہماری نیکیوں کے وزن بھاری نہیں کر دیے؟ اور ہمارے چہرے سفید نہیں کر دیے ہمیں جنت میں داخل نہیں۔ کر دیا اور جہنم سے نجات نہیں دے دی؟ (اب اس سے بڑھ کر کون سی نعمت ہو سکتی ہے جو ملنے والی ہے؟) آپ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ پردہ ہٹا دے گا تو لوگ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ اللہ کی قسم! اللہ نے انھیں کوئی نعمت عطا نہیں کی ہوگی جو اپنی زیارت سے زیادہ پیاری اور اس سے زیادہ آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی ہو۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ کا دیدار سب سے عظیم اور سب سے خوش کن نعمت ہے جو اہل جنت کو حاصل ہوگی اور یہ ان کے لیے سب سے محبوب نعمت ہوگی۔ ② جنت میں داخل ہونا بھی ایک نعمت ہے جو دیدار الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے اس لیے بعض صوفیاء کا یہ کہنا درست نہیں کہ نیکی کرتے ہوئے جنت کی طمع یا جہنم کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ صرف اللہ کی ذات مطلوب ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے نیک مومنوں کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ یوں دعا کرتے ہیں: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (البقرة:٢٠١) ''اے ہمارے مالک! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی نصیب فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے۔''

١٨٧ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب إثبات رؤية المومنين . . . الخ، ح: ١٨١ من حديث حماد بن سلمة به.

١٨٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ تَمِيمِ ابْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الأَصْوَاتَ، لَقَدْ جَاءَتِ الْمُجَادِلَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَأَنَا فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ، تَشْكُو زَوْجَهَا، وَمَا أَسْمَعُ مَا تَقُولُ: فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا﴾. [المجادلة: ١]

١٨٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام آوازوں کو سنتا ہے' تکرار کرنے والی خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں کمرے کے ایک کونے میں تھی۔ وہ (نبی علیہ السلام سے) اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھی اور مجھے اس کی بات سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِی تُجَادِلُكَ فِی زَوْجِهَا﴾ ''اللہ تعالیٰ نے اس (عورت) کی بات سن لی جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں تکرار کر رہی تھی۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث کو اس باب میں بیان کرنے کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ سمیع یعنی سننے والا ہے اور سننا اس کی صفت ہے' لیکن اللہ کی صفات بندوں کی صفات کی طرح نہیں۔ ہلکی سے ہلکی آواز اس کے علم سے باہر نہیں کیونکہ اس کی دیگر صفات کی طرح سننے کی صفت بھی لامحدود ہے۔ ② اس حدیث اور آیت میں جس خاتون کا ذکر کیا گیا ہے اس کا نام خولہ ؓ ہے جو مالک بن ثعلبہ کی بیٹی تھیں' ان کے خاوند حضرت اوس بن صامت ؓ نے ان سے ظہار کر لیا' اس وقت تک ظہار کے کالعدم ہونے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا' اس لیے نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنے خاوند پر حرام ہو گئی ہے۔'' اس نے اپنے حالات عرض کیے کہ جدائی کی صورت میں بہت سی مشکلات پیدا ہوں گی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی' تب اللہ تعالیٰ نے سورۂ مجادلہ میں اس کا حل نازل فرما دیا۔ (سنن ابی داود' الطلاق' باب في الظهار' حديث: ٢٢١٤) ③ ظہار کا مطلب ہے بیوی کو ماں سے تشبیہ دے کر خود پر حرام کر لینا' مثلاً: کوئی شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے: ''تو میرے لیے اس طرح ہے جیسے میری ماں۔'' اسلام سے قبل اس صورت میں مرد اور عورت کا تعلق ہمیشہ کے لیے منقطع ہو جاتا تھا اور بیوی کو واقعی ماں کے برابر سمجھ لیا جاتا تھا۔ سورۂ مجادلہ میں واضح کیا گیا ہے کہ بیوی کو ماں کہنے سے وہ ماں نہیں بن جاتی' لیکن اس طرح کہنا گناہ کی بات ہے۔ یہ گناہ اس صورت میں معاف ہو سکتا ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے' یہ ممکن نہ ہو تو مسلسل دو ماہ روزے رکھے جائیں' اگر درمیان میں ناغہ ہو جائے تو نئے سرے سے گنتی شروع کی جائے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے' جب تک یہ کفارہ ادا نہ کر لیا جائے' میاں بیوی کو صنفی تعلقات قائم کرنے کی اجازت نہیں۔ ④ بعض لوگ کسی اجنبی عورت کو ماں' بہن یا بیٹی کہہ

١٨٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٦/ ١٦٨، ح: ٣٤٦٠ من حديث الأعمش به، وعلقه البخاري في التوحيد، باب قول الله تعالى: "وكان الله سميعًا بصيرًا" قبل، ح: ٧٣٨٦، وانظر، ح: ٢٠٦٣.

دیتے ہیں یا کوئی عورت کسی مرد کو اپنا بھائی یا بیٹا قرار دے لیتی ہے' حالانکہ اس سے کوئی حقیقی محرم والا رشتہ نہیں ہوتا' پھر اس منہ بولے رشتے کی بنا پر آپس میں پردہ ختم کر دیا جاتا ہے' یہ سب غلط اور شرعاً گناہ ہے جس سے اجتناب کرنا اور توبہ کرنا ضروری ہے۔ ⑤ نبی ﷺ حکم الٰہی کے پابند تھے' اپنی مرضی سے حلال و حرام نہیں فرما سکتے تھے۔ جب وحی نازل ہوئی تو حکم بیان فرما دیا۔

١٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ بِيَدِهِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ: رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي».

١٨٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ سے اپنی ذات کے بارے میں یہ تحریر فرما دیا ہے: میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی۔''

فائدہ: اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت اور صفت غضب کا ثبوت ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مبارک کا ذکر ہے۔ ان تمام پر بلا تشبیہ ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ہاتھ کا مطلب قدرت لینا بھی درست نہیں کیونکہ اس طرح دو صفات کو ایک صفت کے معنی میں لینے سے دوسری صفت کا انکار ہوتا ہے۔ اللہ کے دو ہاتھوں کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَامَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ (صٓ:٧٥) ''فرمایا: اے ابلیس! تجھے اسے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا۔''

١٩٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ الْحِزَامِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو

١٩٠- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب جنگ احد میں (میرے والد) عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے' تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے جابر! کیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد سے کیا فرمایا؟'' دوسری سند سے اس حدیث میں یہ لفظ ہیں

١٨٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب إن رحمتي تغلب غضبي، ح: ٣٥٤٣ من حديث ابن عجلان به، وقال: "حسن صحيح غريب" * ابن عجلان صرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٤٣٣، وانظر، ح: ٤٢٩٥.

١٩٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ح: ٣٠١٠ عن يحيي بن حبيب به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، والحاكم، وانظر، ح: ٢٨٠٠، وله شواهد عند أحمد وغيره.

ابْنِ [حَرَامٍ]، يَوْمَ أُحُدٍ، لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «يَا جَابِرُ! أَلاَ أُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللهُ لِأَبِيكَ؟» وَقَالَ يَحْيٰى فِي حَدِيثِهِ، فَقَالَ: «يَا جَابِرُ! مَا لِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا؟» قَالَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! اسْتُشْهِدَ أَبِي وَتَرَكَ عِيَالاً وَدَيْناً، قَالَ: «أَفَلاَ أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللهُ بِهِ أَبَاكَ؟» قَالَ: بَلٰى يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «مَا كَلَّمَ اللهُ أَحَداً قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحاً، فَقَالَ: يَا عَبْدِي! تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ. قَالَ: يَا رَبِّ! تُحْيِينِي فَأُقْتَلُ فِيكَ ثَانِيَةً. فَقَالَ الرَّبُّ سُبْحَانَهُ: إِنَّهُ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لاَ يَرْجِعُونَ، قَالَ: يَارَبِّ! فَأَبْلِغْ مَنْ وَرَائِي قَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًۢا ۚ بَلْ أَحْيَآءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾». [آل عمران: ١٦٩]

کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے جابر! کیا بات ہے‘ میں تجھے شکستہ دل دیکھ رہا ہوں؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے والد شہید ہو گئے اور بچے اور قرض چھوڑ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تجھے خوشخبری نہ دوں کہ اللہ نے تیرے والد سے کس انداز سے ملاقات کی؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ضرور فرمائیے‘ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جس سے بھی کلام کیا ہے‘ پردے کے پیچھے سے کیا ہے‘ لیکن تیرے والد سے بغیر حجاب کے کلام فرمایا۔ اور فرمایا: میرے بندے! مجھ سے کسی تمنا کا اظہار کر‘ میں تجھے عطا فرماؤں گا۔ عبداللہ ؓ نے کہا: یارب! مجھے زندہ کر دے‘ میں دوبارہ تیری راہ میں قتل ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا یہ فیصلہ پہلے سے ہو چکا ہے کہ انھیں دنیا میں واپس نہیں بھیجا جائے گا۔ انھوں نے کہا: یارب! پھر میرے پسماندگان کو پیغام پہنچا دے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا‘ بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ ”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیے گئے انھیں مردہ نہ سمجھو‘ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس‘ انھیں رزق دیا جاتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ اپنے صحابۂ کرام کی غمی خوشی میں شریک ہوتے تھے۔ اس طرح ہر قائد اور سربراہ کو اپنے ساتھیوں اور ماتحتوں کی خوشی غمی کا خیال رکھنا چاہیے اور ان کے ساتھ اپنائیت کا سلوک کرنا چاہیے۔ ② فوت ہونے والے کے پس ماندگان کو ایسے انداز سے تسلی تشفی دینی چاہیے جس سے ان کے غم میں تخفیف ہو۔ ایسا انداز اختیار کرنے اور ایسی بات کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے‘ جس سے اس کے غم میں اضافہ ہو اور اسے تکلیف ہو۔ ③ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا ثبوت ہے۔ ④ فوت ہونے کے بعد انسان عالم آخرت میں داخل ہو جاتا ہے‘ اس لیے وہاں اسے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے اور اس کے دیدار کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔ ⑤ اس حدیث سے شہداء کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ ⑥ حضرت عبداللہ بن حرام ؓ کا مقام عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے خود ان کی

خواہش دریافت کی۔ ⑦ شہادت کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ شہید دوبارہ اس کے حصول کے لیے دنیا میں آنے کی خواہش رکھتا ہے۔ شہید کے علاوہ کوئی اور جنتی دوبارہ دنیا میں آنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ ⑧ فوت ہونے والوں کا دنیا سے رابطہ منقطع ہو جاتا ہے اور وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتے اور اس سے عقیدۂ ''تناسخ ارواح'' کا بھی رد ہوتا ہے۔ ⑨ شہداء کی زندگی بھی دوسرے لوگوں کی طرح برزخی زندگی ہے' دنیوی نہیں۔ اس زندگی میں وہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی صورت میں جنت میں کھاتی پیتی اور اس کی نعمتوں سے متمتع ہوتی ہیں۔ (صحیح مسلم' الإمارة' باب بیان أن أرواح الشھداء فی الجنة' حدیث: ۱۸۸۷)

۱۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يَضْحَكُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الآخَرَ، كِلاَهُمَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَيُسْتَشْهَدُ، ثُمَّ يَتُوبُ اللهُ عَلَى قَاتِلِهِ، فَيُسْلِمُ، فَيُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيُسْتَشْهَدُ».

۱۹۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ دو آدمیوں (کے معاملے) سے ہنستا ہے کہ ان میں سے ایک' دوسرے کو قتل کرتا ہے اور وہ دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (وہ اس طرح ہوتا ہے کہ) ایک شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ قاتل (کو توبہ کی توفیق دیتا ہے اور اس) کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ وہ اسلام قبول کر کے اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے (اس طرح قاتل اور مقتول دونوں شہید ہو کر جنت حاصل کر لیتے ہیں۔'')

فوائد و مسائل: ① اس سے اللہ کی صفت ضِحك (ہنسنا) کا ثبوت ملتا ہے لیکن اللہ کی صفات پر ایمان رکھنے کے باوجود انھیں مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینا جائز نہیں۔ ② اللہ کا ہنسنا اس کی رضامندی اور خوشنودی کا اظہار ہے اور رضا (خوشنودی) بھی اللہ کی ایک صفت ہے۔ ③ انسانوں کے انجام کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے' بڑے سے بڑے مجرم کے بارے میں یہ امید کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت سے نواز دے' اس لیے جب تک کسی شخص کی موت کفر پر نہیں ہوتی اس کے بارے میں یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اسے ہدایت نصیب نہیں ہوگی' لہٰذا اسے تبلیغ کرتے رہنا چاہیے۔ ④ اسلام قبول کرنے کی وجہ سے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں' اس لیے دوسرے آدمی کو ایک مومن کے قتل کے باوجود جہنم کی سزا نہیں ملی۔

۱۹۱ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان الرجلين يقتل أحدهما الآخر يدخلان الجنة، ح: ۱۸۹۰ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

١٩٢ - حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَيُونُسُ ابْنُ عَبْدِ الأَعْلٰى، قَالا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقْبِضُ اللهُ الأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ. أَيْنَ مُلُوكُ الأَرْضِ».

۱۹۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو ہاتھ میں لے لے گا اور آسمان کو دائیں ہاتھ سے لپیٹ دے گا، پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟''

فوائد و مسائل: ① اس سے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ثبوت ملتا ہے، تاہم اللہ کی ان صفات کے بارے میں اپنے ذہن سے کوئی تصور تراش لینا درست نہیں، جتنی بات بتائی گئی اس پر ایمان لانا اور اللہ کی صفات کو مخلوق سے تشبیہ نہ دینا ضروری ہے۔ ② موجودہ آسمان قیامت کے دن ختم ہو جائیں گے۔ قرآن مجید میں اس کے لیے لپیٹنے کا لفظ بھی آیا ہے: ﴿وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِينِهِ﴾ (الزمر:٦٧) ''اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں، لپٹے ہوئے ہوں گے۔'' اور پھٹ جانے کا بھی ذکر ہے: ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ (الانشقاق:١) ''جب آسمان پھٹ جائے گا۔'' ③ دنیا کا اقتدار اور بادشاہی ایک امتحان اور آزمائش ہے، اصل بادشاہی اللہ ہی کی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ﴾ (آل عمران:٢٦) ''کہہ دیجیے اے اللہ! اے بادشاہی کے مالک! تو جسے چاہتا ہے بادشاہی دے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہی چھین لیتا ہے۔'' قیامت کو یہ حقیقت بالکل واضح ہو کر سامنے آ جائے گی۔

١٩٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي ثَوْرٍ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمِيرَةَ، عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: كُنْتُ

۱۹۳- حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں بطحاء مقام پر ایک جماعت میں تھا۔ مجلس میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ ایک بدلی گزری تو آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''تم لوگ اسے کیا کہتے ہو؟'' انھوں نے کہا:

١٩٢- أخرجه البخاري، الرقاق، باب يقبض الله الأرض يوم القيامة، ح: ٦٥١٩، ٧٣٨٢، ومسلم، صفات المنافقين، باب صفة القيامة والجنة والنار، ح: ٢٧٨٧ من حديث يونس بن يزيد به.

١٩٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، السنة، باب في الجهمية، ح: ٤٧٢٣ عن محمد بن الصباح به، والترمذي، ح: ٣٣٢٠، وقال: "حسن غريب" * سماك اختلط وابن عميرة لا يعرف له سماع من الأحنف.

بِالْبَطْحَاءِ فِي عِصَابَةٍ، وَفِيهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَمَرَّتْ بِهِ سَحَابَةٌ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا، فَقَالَ: «مَا تُسَمُّونَ هٰذِهِ؟» قَالُوا: السَّحَابَ. قَالَ: «وَالْمُزْنُ» قَالُوا: وَالْمُزْنُ. قَالَ: «وَالْعَنَانُ» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالُوا: وَالْعَنَانُ. قَالَ: «كَمْ تَرَوْنَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ؟» قَالُوا: لاَ نَدْرِي. قَالَ: «فَإِنَّ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا إِمَّا وَاحِدًا أَوِ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا وَسَبْعِينَ سَنَةً، وَالسَّمَاءُ فَوْقَهَا [كَذٰلِكَ]» حَتَّى عَدَّ سَبْعَ سَمٰـوَاتٍ «ثُمَّ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، بَحْرٌ. بَيْنَ أَعْلاَهُ وَأَسْفَلِهِ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ، ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ أَوْعَالٍ، بَيْنَ أَظْلاَفِهِنَّ وَرُكَبِهِنَّ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ، ثُمَّ عَلٰى ظُهُورِهِنَّ الْعَرْشُ، بَيْنَ أَعْلاَهُ وَأَسْفَلِهِ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ، ثُمَّ اللهُ فَوْقَ ذٰلِكَ، تَبَارَكَ وَتَعَالٰى».

سحاب۔ فرمایا: ''اور بادل بھی (کہتے ہو۔'') انھوں نے کہا: اور بادل بھی۔ فرمایا: ''اور ابر بھی۔'' انھوں نے کہا: اور ابر بھی۔ فرمایا: ''تمھارے خیال میں تم سے آسمان کا فاصلہ کس قدر ہے؟'' انھوں نے کہا: ہمیں تو معلوم نہیں۔ فرمایا: ''تم سے اس کا فاصلہ اکہتر یا بہتر یا تہتر سال کا ہے۔ اس سے اوپر آسمان (کی موٹائی) بھی اسی قدر ہے۔'' حتی کہ آپ ﷺ نے سات آسمان (اس انداز سے) شمار فرمائے۔ پھر فرمایا: ''پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے اس کے اوپر کے حصے اور نیچے کے حصے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے۔ اس سے اوپر آٹھ مینڈھے ہیں (عرش اٹھانے والے فرشتے' جن کی صورت مینڈھوں کی سی ہے۔) ان کے کھروں اور گھٹنوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے۔ پھر ان کی پشتوں پر عرش الٰہی ہے' اس کے اوپر کے حصے اور نیچے کے حصے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے۔ پھر اللہ اس سے بھی اوپر ہے' وہ برکتوں والا اور بلندیوں والا ہے۔''

١٩٤- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَضَى اللهُ أَمْراً فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلاَئِكَةُ أَجْنِحَتَهَا خُضْعَاناً

۱۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے' تو فرشتے فرمان الٰہی سن کر اپنے پر ہلا کر خشوع کا اظہار کرتے ہیں۔ (وہ آواز اتنی پر ہیبت ہوتی ہے) گویا وہ ہموار پتھر پر زنجیر (کے ٹکرانے کی آواز)

١٩٤ـ أخرجه البخاري، التفسير، سورة سبأ، باب "حتى إذا فزع عن قلوبهم ... الخ"، ح: ٤٨٠٠، ٧٤٨١ من حديث سفيان به.

لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ ، فـ ﴿إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُواْ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُواْ ٱلْحَقَّ وَهُوَ ٱلْعَلِيُّ ٱلْكَبِيرُ﴾ [سبأ : ٢٣] قَالَ ، فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُو السَّمْعِ بَعْضُهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ ، فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ ، فَيُلْقِيهَا إِلٰى مَنْ تَحْتَهُ ، فَرُبَّمَا أَدْرَكَهُ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا إِلَى الَّذِي تَحْتَهُ ، فَيُلْقِيهَا عَلٰى لِسَانِ الْكَاهِنِ أَوِ السَّاحِرِ ، فَرُبَّمَا لَمْ يُدْرَكْ حَتَّى يُلْقِيَهَا ، فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ ، فَتَصْدُقُ تِلْكَ الْكَلِمَةُ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ» .

ہے۔حتی کہ جب ان کے دلوں سے خوف کا اثر ختم ہوتا ہے تو (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں: تمھارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں: سچ فرمایا' اور وہ بلندیوں والا' کبریائی والا ہے۔ پھر چوری چھپے سننے والے اسے سننے کی کوشش کرتے ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں۔تو (ان میں سے کوئی) ایک لفظ سن لیتا ہے اور اپنے سے نیچے والے کو بتاتا ہے۔کبھی تو اسے شہاب ثاقب آلیتا ہے' قبل اس سے کہ وہ اپنے سے نیچے والے کو بتائے' جسے وہ جادوگر یا کاہن کی زبان پر جاری کرے۔ اور کبھی اس تک نہیں پہنچتا حتی کہ وہ اپنے سے نیچے والے کو بتا دیتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ (اپنے پاس سے) سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ ان میں سے سچی بات وہی ثابت ہوتی ہے جو آسمان سے سنی گئی تھی۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کا کلام آواز و الفاظ سے ہوتا ہے جسے فرشتے سنتے ہیں۔ ② فرشتے اللہ کی عظمت و کبریائی کا شعور رکھتے ہیں' اس لیے وہ اللہ کا کلام سن کر فروتنی کا اظہار کرتے ہیں۔لیکن انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکام سن کر زیادہ لرزاں و ترساں رہنا چاہیے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے زیادہ مرتبہ و مقام عطا کیا ہے۔ ③ اوپر والے جن نیچے والے جنوں کو وہ بات بتاتے ہیں جو انھوں نے اپنے اوپر موجود فرشتوں سے سنی ہوتی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام اوپر سے نازل ہوتا ہے۔اس سے اللہ تعالیٰ کا علو اور اوپر ہونا ثابت ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا تصور درست نہیں' البتہ اپنے علم کے اعتبار سے وہ ہر جگہ ہے' یعنی ہر چیز سے وہ باخبر ہے۔ ④ جنوں کو بھگانے کے لیے شعلے مارے جاتے ہیں' یہ شعلے جنوں کو تباہ بھی کر سکتے ہیں۔ ⑤ کاہنوں اور نجومیوں کا تعلق شیاطین سے ہوتا ہے اس لیے علم نجوم' جوتش وغیرہ سب شیطانی علوم ہیں۔مسلمانوں کو ان پر یقین نہیں رکھنا چاہیے' بلکہ ایسی چیزوں کے مطالعہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ⑥ کاہنوں اور نجومیوں کی باتیں اکثر غلط اور جھوٹ ہوتی ہیں' کبھی کوئی بات صحیح نکل آتی ہے اور وہ بھی وہ بات ہوتی ہے جو کسی شیطان نے کسی فرشتے سے سن کر نجومی کو بتا دی ہوتی ہے' اس لیے ان پر اعتماد کرنا درست نہیں' بلکہ سخت گناہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی نجومی (یا رمّال) کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا' اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔''
(صحیح مسلم' السلام' باب تحریم الکھانۃ واتیان الکھان' حدیث:۲۲۳۰)

۱۹۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ، فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ لاَ يَنَامُ، وَلاَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ، وَيُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ، حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْ كَشَفَهُ لأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهٰى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ».

۱۹۵- حضرت ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر (خطبہ دیا' اس میں) پانچ باتیں ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سوتا نہیں' نہ سونا اس کی شان کے لائق ہے' وہ میزان کو جھکاتا اور بلند کرتا ہے' اس کی طرف دن کے عملوں سے پہلے رات کے عمل' اور رات کے عملوں سے پہلے دن کے عمل بلند کیے جاتے ہیں' اس کا پردہ نور ہے' اگر وہ اسے ہٹا دے' تو اس کے چہرۂ مبارک کے جلوے سے اس کی وہ تمام مخلوق جل جائے جس تک اس کی نظر پہنچتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ عزوجل کی بعض صفات بیان فرمائی ہیں' ان پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ ② عقیدے کے مسائل بہت اہم ہیں' لہٰذا انھیں وضاحت سے بیان کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی اہمیت کے پیش نظر خطبے میں انھیں بیان فرمایا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ سنیں اور سمجھ سکیں۔ ③ نیند اور آرام مخلوقات کی ضرورت ہے تاکہ کام کرنے سے جو تھکاوٹ اور کمزوری پیدا ہوتی ہے' اس کا مداوا ہو جائے' اللہ تعالیٰ حيّ و قیوّم ہے' جو تمام مخلوقات کو قائم رکھنے والا ہے' اس لیے نہ تو اللہ تعالیٰ کو تھکاوٹ لاحق ہوتی ہے' نہ آرام اور نیند کی ضرورت پیش آتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ﴾ (قٓ:۳۸) ''یقیناً ہم نے آسمان و زمین' اور جو کچھ ان کے درمیان ہے' سب کو (صرف) چھ دن میں پیدا کیا اور ہمیں تکان نے چھوا تک نہیں۔'' اس طرح قرآن مجید نے بائبل کی غلطی کی اصلاح کر دی' بائبل میں عہد قدیم کی کتاب خروج' باب: ۲۰' فقرہ: ۱۱ کے الفاظ یہ ہیں: ''کیونکہ خداوند نے چھ دن میں آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ ان میں ہے' وہ سب بنایا' اور ساتویں دن آرام کیا۔ اس لیے خداوند نے سبت کے دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا۔'' ④ میزان (ترازو) کو جھکانے اور بلند کرنے کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اپنی حکمت کے مطابق کسی کو روزی کم دیتا ہے' کسی کو زیادہ۔ ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اعمال اس کی طرف بلند ہوتے ہیں' اور رزق اس کے پاس سے نازل ہوتا ہے' جس طرح تولتے وقت ترازو کے پلڑے اوپر نیچے ہوتے ہیں۔ ⑤ اعمال اللہ ہی کے سامنے پیش ہوتے ہیں' کسی اور کے سامنے نہیں' لہٰذا عمل کرتے وقت اس کی رضا

۱۹۵ــ أخرجه مسلم، الإيمان، باب في قوله عليه السلام "إن الله لا ينام ... الخ"، ح: ۱۷۹ من حديث أبي معاوية به.

پیش نظر رہنی چاہیے۔⑥ اعمال کی یہ پیشی مختلف اعتبارات سے الگ الگ مدت کے بعد ہوتی ہے، جیسے اس حدیث میں ہے کہ چوبیس گھنٹے میں دو بار عمل پیش ہوتے ہیں، دوسری حدیث میں ہے کہ سوموار اور جمعرات کو بندوں کے اعمال اللہ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم، البر والصلة والآداب، باب النهي عن الشحناء والتهاجر، حديث:٢٥٦٥) والله اعلم. ⑦ بندہ اس فانی جسم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کر سکتا۔ نور کا پردہ اس کے اور مخلوق کے درمیان حائل ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا، کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ نور ہے، میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟'' ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''میں نے ایک نور دیکھا ہے۔'' (صحيح مسلم، الإيمان، باب في قولهﷺ: نُورٌ أَنّٰى أُرَاه، و في قوله: رَأَيْتُ نُورًا، حديث:١٧٨) یعنی صرف نور کا پردہ دیکھا ہے، ذات اقدس کی زیارت نہیں ہوئی، البتہ جنت میں مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی جیسے گزشتہ احادیث میں بیان ہوا۔ ⑧ اس فانی کائنات کی کوئی چیز اللہ کی تجلی برداشت نہیں کر سکتی۔ جب اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر تجلی فرمائی، تو پہاڑ بھی اسے برداشت نہ کر سکا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا﴾ (الأعراف:١٤٣) ''جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس (تجلی) نے اس کے پرخچے اڑا دیے۔''

١٩٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَا يَنَامُ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ، حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ كُلَّ شَيْءٍ أَدْرَكَهُ بَصَرُهُ» ثُمَّ قَرَأَ أَبُو عُبَيْدَةَ: ﴿أَنْ بُورِكَ مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾. [النمل: ٨]

١٩٦- حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سوتا نہیں، نہ سونا اس کی شان کے لائق ہے۔ وہ میزان کو جھکاتا اور بلند کرتا ہے۔ اس کا پردہ نور ہے اگر وہ اسے ہٹا دے تو اس کے چہرۂ مبارک کا جلوہ ہر اس چیز کو جلا دے جس پر اس کی نظر پڑے۔'' اس کے بعد (حضرت ابو موسیٰ ؓ کے شاگرد) حضرت ابو عبیدہ ؒ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ''بابرکت ہے وہ جو اس آگ میں ہے، اور برکت دیا گیا ہے وہ جو اس کے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ دنیا کی آگ نہ تھی بلکہ اللہ کا نور تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے ''حجابه النور'' کہ اس کا پردہ ''نور'' یا ''آگ'' ہے۔ ② ''اور جو اس کے آس پاس ہے۔'' یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرشتے۔ (تفسیر

١٩٦- [صحيح] انظر الحديث السابق.

ابن جریر: ۱۱/۱۶۵)

۱۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَمِينُ اللهِ مَلأَى، لاَ يَغِيضُهَا شَيْءٌ، سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، وَبِيَدِهِ الأُخْرَى الْمِيزَانُ، يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُ، قَالَ: أَرَأَيْتَ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ اللهُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مِمَّا فِي يَدَيْهِ شَيْئاً».

۱۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرپور ہے' کوئی شے اس (کے خزانوں) کو کم نہیں کرتی' وہ رات دن فراواں عطا فرماتا ہے۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں میزان ہے' وہ ترازو کو اونچا کرتا ہے اور جھکاتا ہے۔ غور کرو جب سے اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے' (تب سے اب تک) کس قدر (بے حساب) خرچ کر دیا ہوگا؟ اس کے باوجود جو کچھ اس کے ہاتھوں میں ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں اللہ کے لیے ''ہاتھ'' اور ''ہاتھوں'' کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ بھی ان صفات میں سے ہے جن پر بلاتشبیہ اور بلاتاویل ایمان لانا چاہیے' قرآن مجید میں اللہ کے لیے ''دو ہاتھوں'' کا ذکر متعدد مقامات پر ہے' مثلاً: (دیکھیے سورۂ صٓ: ۷۵) ② اس حدیث میں اللہ کے ایک ہاتھ کو ''دایاں'' کہا گیا ہے' عربی میں لفظ ''یمین'' ہے جس میں یمن' یعنی برکت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے: [كِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ] (صحيح مسلم' الإمارة' باب فضيلة الأمير العادل' حديث: ۱۸۲۷) ''اللہ کے دونوں ہاتھ یمین ہیں'' یعنی ایک کو یمین (دایاں' بابرکت) کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے ہاتھ میں برکت نہیں۔ اس کے دونوں ہاتھ ہی بابرکت ہیں۔ ③ ترازو کو اونچا کرنے اور جھکانے کا مطلب ہے کسی کو کوئی نعمت زیادہ دینا' اور کسی کو (حکمت کی بنا پر) کم دینا یا کبھی زیادہ دینا اور کبھی کم دینا یا کبھی کسی کو کوئی نعمت زیادہ دینا اور دوسرے کو کوئی اور نعمت زیادہ دینا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۔ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ (الحجر: ۲۱) ''ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے موجود ہیں (لیکن) ہم اسے ایک مقرر اندازے کے مطابق نازل کرتے ہیں۔'' ④ اللہ کے خزانے ختم ہونا تو درکنار ان میں کمی بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اسے کسی بھی چیز کے حصول کے لیے کسی کا محتاج نہیں ہونا پڑتا' نہ کوئی محنت کرنا پڑتی ہے۔ بلکہ اس کا ارادہ ہی ہر مخلوق کو ہر قسم کی نعمتیں عطا فرمانے کے لیے کافی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ﴾ (یٰس: ۸۲) ''وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے' تو اسے اتنا فرما دینا کافی ہے کہ ہو جا' وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔'' ⑤ جب اللہ کے خزانے بے شمار ہیں' بھرپور ہیں' ان میں کمی بھی نہیں ہوتی' تو انسان کو چاہیے کہ

۱۹۷- [صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة المائدة، ح: ۳۰۴۵ من حديث يزيد به، وقال: "حسن صحيح" * ابن إسحاق عنعن، وللحديث طرق عند البخاري ومسلم وغيرهما.

اپنی ہر حاجت اسی کے سامنے پیش کرے اور سب کچھ اسی سے مانگے۔ کیونکہ جن وانس کے سوا ہر مخلوق اسی سے سوال کرتی ہے اور وہ سب کو دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَسْئَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ (الرحمٰن: ۲۹) ''سب آسمان وزمین والے اسی سے مانگتے ہیں' ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔''

۱۹۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: «يَأْخُذُ الْجَبَّارُ سَمٰوَاتِهِ وَأَرَضِيهِ بِيَدِهِ - وَقَبَضَ بِيَدِهِ فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُهَا - ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْجَبَّارُ! أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟» قَالَ، وَيَتَمَيَّلُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ، حَتَّى إِنِّي أَقُولُ: أَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ؟

۱۹۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے' آپ فرما رہے تھے: ''جبار اپنے آسمانوں کو اور اپنی زمین کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا۔'' یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی مٹھی بند کی' پھر اسے کھولنے اور بند کرنے لگے۔ (فرمایا:) ''پھر فرمائے گا: جبار تو میں ہوں' (دنیا کے نام نہاد) جبار (آج) کہاں ہیں؟ متکبر کہاں ہیں؟'' آپ ﷺ (نے یہ الفاظ اس قدر جوش سے ارشاد فرمائے کہ) دائیں بائیں جھکنے لگے یہاں تک کہ میں نے منبر کی طرف نظر کی' تو وہ نیچے تک اتنا ہل رہا تھا کہ میں (دل میں) کہہ رہا تھا کہیں وہ (منبر) رسول اللہ ﷺ کو گرا تو نہ دے گا؟

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ثبوت ملتا ہے۔ ہاتھ سے مراد ''قدرت'' لینا باطل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مٹھی بند کر کے بات کو واضح فرما دیا ہے' پھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ذرہ بھر تعجب نہ ہوا' ورنہ خلاف عقل بات سمجھ کر ضرور سوال کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کو من وعن تسلیم کرتے تھے۔ کما یلیق بجلالہ. ② اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کا پتہ چلتا ہے کہ اتنی عظیم اور وسیع مخلوق اللہ تعالیٰ کے لیے ایک معمولی ذرے کی طرح ہے۔ ③ وعظ میں مناسب موقع پر جوش یا غضب کا اظہار جائز ہے۔ ④ تکبر (بڑائی کا اظہار) بہت بری خصلت ہے جو انسان جیسی ضعیف اور حقیر مخلوق کے لائق نہیں' البتہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان ہی اس لائق ہے کہ وہ تکبر یعنی بڑائی اور عظمت کے اظہار کی صفت سے متصف ہو۔

۱۹۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

۱۹۹- حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ سے

۱۹۸_ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب صفة القيامة والجنة والنار، ح: ۲۷۸۸ من حديث عبدالعزيز وغيره به.

۱۹۹_ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ۷۷۳۸ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به، وقال ◀◀

صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنِي النَّوَّاسُ ابْنُ سَمْعَانَ الْكِلَابِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ قَلْبٍ إِلَّا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ، إِنْ شَاءَ أَقَامَهُ وَإِنْ شَاءَ أَزَاغَهُ». وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَا مُثَبِّتَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ» قَالَ: «وَالْمِيزَانُ بِيَدِ الرَّحْمٰنِ يَرْفَعُ أَقْوَامًا وَيَخْفِضُ آخَرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''ہر دل رحمان کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے' وہ چاہے اسے سیدھا (ہدایت پر قائم) رکھے' چاہے تو ٹیڑھا (اور گمراہ) کر دے۔'' اور اللہ کے رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے: [يَا مُثَبِّتَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ] ''اے دلوں کو ثابت رکھنے والے! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر قائم رکھ۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''میزان رحمان کے ہاتھ میں ہے' وہ قیامت تک کچھ لوگوں کو بلند کرتا رہے گا اور کچھ لوگوں کو پست کرتا رہے گا۔''

فوائد و مسائل: ① مصنف اس حدیث کو اللہ تعالیٰ کی صفت ''اصابع'' (انگلیوں) کے اثبات کے لیے لائے ہیں' اس قسم کی تمام حدیثوں میں سلف کا مسلک یہی ہے کہ ان پر بلا تشبیہ ایمان لانا چاہیے۔ ② ہدایت' اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لیے اس سے ہدایت اور ثابت قدمی کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے ثابت قدمی کے لیے دعا کی' اس کی وجہ یہ ہے کہ دین کے داعی کو قدم قدم پر جو مشکلات پیش آتی ہیں' ان میں اسے اللہ کی نصرت و توفیق کی ہر لمحہ ضرورت رہتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں اپنے عجز اور احتیاج کا اظہار ہے جو عبادت کی بنیادی اور مرکزی چیز ہے' اور رسول اللہ ﷺ نے ہر قسم کی عبادت کی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ امت بھی اس سے سبق حاصل کرے اور نبی ﷺ کی اقتدا کرتے ہوئے ہر امتی اللہ سے استقامت کی دعا کرتا رہے۔ ④ عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے' وہ جسے چاہتا ہے دنیا میں سربلندی' قوت' شان اور ہدایت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے پستی' ضعف' ذلت اور گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور یہ بات اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کون سا فرد یا گروہ کس درجہ کی عزت یا ذلت کا مستحق ہے' یہ پیمانہ کسی اور کے ہاتھ میں نہیں۔ ⑤ بلندی اور پستی' عزت اور ذلت وغیرہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے انسان کے اپنے اعمال کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے' بعض اوقات یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے اور اس کے مطابق انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات کا مستحق ہوتا ہے۔

۲۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ

۲۰۰- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے'

◀◀ البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح".

۲۰۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۸۰ من حديث مجالد به * مجالد تقدم حاله، ح: ۱۱، وتلميذه مجهول (تقريب)، ولبعض الحديث شاهد ضعيف عند البزار.

الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَيَضْحَكُ إِلَى ثَلَاثَةٍ: لِلصَّفِّ فِي الصَّلَاةِ، وَلِلرَّجُلِ يُصَلِّي فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، وَلِلرَّجُلِ يُقَاتِلُ- أُرَاهُ قَالَ - خَلْفَ الْكَتِيبَةِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تین افراد کو دیکھ کر ہنستا ہے (اور خوش ہوتا ہے)' نمازیوں کی صف' اور جو شخص رات کے اوقات میں نماز پڑھتا ہے' اور جو شخص (فوج کے) دستے کے پیچھے (ساتھیوں کا دفاع کرتے ہوئے) جنگ کرتا ہے۔“

٢٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عُثْمَانَ - يَعْنِي: ابْنَ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيَّ - عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ فِي الْمَوْسِمِ، فَيَقُولُ: «أَلَا رَجُلٌ يَحْمِلُنِي إِلَى قَوْمِهِ، فَإِنَّ قُرَيْشاً قَدْ مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي».

۲۰۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ حج کے ایام میں لوگوں سے ملاقاتیں کرتے تھے اور فرماتے تھے: ”کیا کوئی آدمی ہے جو مجھے اپنی قوم میں لے جائے؟ قریش تو مجھے اپنے رب کے کلام کی تبلیغ سے روکتے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① لوگوں سے ملاقاتیں کرنے کا مطلب ہے کہ حج کے ایام میں عرب کے ہر علاقے سے لوگ مکے آتے تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ امید رکھتے تھے کہ شاید ان میں سے کوئی شخص یا قبیلہ ایسا ہو جو تبلیغ کے کام میں آپ ﷺ کی مدد کرے اور مخالفین کو مخالفت سے منع کرے تا کہ لوگ حق کو سمجھ کر قبول کر سکیں۔ ② دنیوی معاملات میں' اسباب کی حد تک' کسی سے تعاون اور مدد مانگنا توحید کے منافی نہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (المائدۃ:۲) ”نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔“ ③ اس سے اللہ کی صفت کلام کا ثبوت ملتا ہے اور یہ کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جبرئیل کا یا کسی اور کا نہیں۔ اس سے معتزلہ کی تردید ہو جاتی ہے۔

٢٠٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

۲۰۲- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ

٢٠١ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، السنة، باب في القرآن، ح: ٤٧٣٤، والترمذي، ح: ٢٩٢٥ من حديث إسرائيل به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب" * سالم مذكور في المدلسين (المرتبة الثانية)، ولا يثبت هٰذا عنه، والله أعلم.

٢٠٢ـ **[حسن]** أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٦٨٩، وحسنه البوصيري * الوزير محله الصدق، ولحديثه طرق أخرى، وله طريق موقوف في شعب الإيمان، وعلقه البخاري في صحيحه ◀◀

الْوَزِيرُ بْنُ صَبِيحٍ : حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَلْبَسٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ [الرحمن : ٢٩] قَالَ : «مِنْ شَأْنِهِ أَنْ يَغْفِرَ ذَنْباً، وَيُفَرِّجَ كَرْباً، وَيَرْفَعَ قَوْماً، وَيَخْفِضَ آخَرِينَ».

آیت مبارکہ ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ ''ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔'' کی وضاحت کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھی اس کی شان ہے کہ وہ گناہ معاف کرتا ہے' پریشانی دور کرتا ہے' کسی قوم کو بلندیوں سے نوازتا ہے اور کسی کو پست کر دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے اللہ کی صفات فعلیہ کا ثبوت ملتا ہے' جن کا ظہور ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر کے اس سے بے تعلق نہیں ہو گیا جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مخلوق کے تمام معاملات چند خاص نیک بندوں کے ہاتھوں میں ہیں' اللہ تعالیٰ نے انھیں مختار بنا دیا ہے کہ جو چاہیں کریں' حقیقت یہ ہے کہ تمام اختیارات اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں: ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾ (الاعراف:۵۴) ''پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے' اور حکم دینا (اور تمام اختیارات) بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔'' ③ گناہوں کی معافی بھی اسی کی شان ہے' اس معاملے میں اللہ اور بندے کے درمیان کوئی واسطہ حائل نہیں' بعض گمراہ لوگ یہاں بھی واسطوں کے قائل ہیں۔ عیسائیوں کے خیال میں گناہوں کی معافی پادری یا پوپ کا کام ہے' ہندوؤں کے خیال میں برہمن کے توسط کے بغیر معبود سے رابطہ ممکن نہیں اور اسی کے ذریعے سے گناہ معاف ہو سکتے ہیں' جبکہ قرآن کہتا ہے: ﴿وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (آل عمران:۱۳۵) ''اللہ کے سوا کون گناہ معاف کر سکتا ہے؟''

(المعجم ١٤) - بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً (التحفة ١٤)

باب:۱۴- اس شخص کا بیان جس نے اچھا یا برا طریقہ جاری کیا

٢٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا كَانَ لَهُ

۲۰۳- حضرت جریر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اچھا طریقہ جاری کیا اور اس پر عمل کیا گیا' اسے اس کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے ثواب کے برابر (مزید ثواب) ملے گا جو اس پر عمل کریں گے۔ ان (بعد والوں) کے ثواب میں

◀◀: ٨/ ٧٩٨ قبل حديث: ٤٨٧٨.

٢٠٣ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب الحث على الصدقة . . . الخ، ح: ١٠١٧، العلم، باب من سن سنة حسنة . . . الخ، ح: ١٥ عن محمد بن عبدالملك وغيره به.

جْرُهَا ، وَمِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لاَ يَنْقُصُ بْنَ أُجُورِهِمْ شَيْئاً ، وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً عُمِلَ بِهَا كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ هَا لاَ يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئاً » .

کوئی کمی نہیں ہوگی۔اور جس شخص نے براطریقہ ایجاد کیا' پھراس پر عمل کیا گیا' اسے اس کا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے گناہ کے برابر (مزید گناہ) ہوگا' جو اس پر عمل کریں گے' ان (بعد والوں) کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① سنت کے لغوی معنی طریقے کے ہیں' اچھا ہو یا برا۔اس حدیث میں یہ لفظ اپنے لغوی معنی ہی میں استعمال ہوا ہے۔علم حدیث اور اصول حدیث میں سنت میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں' خواہ وہ آپ ﷺ کا ارشاد (قولی حدیث) ہو یا آپ ﷺ کا عمل (فعلی حدیث) یا ایسی چیز جو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کی گئی اور آپ ﷺ نے علم ہونے کے بعد اس سے منع نہیں فرمایا یا اس کی تردید نہیں فرمائی۔ (تقریری حدیث) فقہاء سنت سے مراد وہ اچھا کام لیتے ہیں جو فرض و واجب نہ ہو' اسے مستحب بھی کہا جاتا ہے' نیز سنت کا لفظ بدعت کے مقابلے میں بھی بولا جاتا ہے' یعنی وہ عقیدہ و عمل جس کا وجوب' استحباب یا جواز شریعت سے ثابت ہو اور بدعت سے مراد وہ عمل ہے جسے ثواب سمجھ کر کیا جائے' حالانکہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہ ہو۔② اچھا طریقہ جاری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک اچھے کام کی ضرورت تھی اور کوئی اسے نہیں کر رہا تھا۔یا کسی سنت پر عمل متروک ہو چکا تھا' اس نے شروع کیا تو اسے دیکھ کر دوسروں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔یا کسی مشروع کام کو فروغ دینے کے لیے نیا طریقہ اختیار کیا۔محض اپنی رائے سے کسی کام کو اچھا قرار دے کر ایجاد کرنا بدعت ہے جس پر ثواب کی بجائے گناہ ہوگا۔③ براطریقہ جاری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو برائی پہلے کسی معاشرے میں موجود نہیں تھی' ایک آدمی نے وہ کام کیا' اسے دیکھ کر دوسرے بھی وہ کام کرنے لگے۔ارشاد نبوی ہے: ''جو جان بھی ظلم سے قتل کی جاتی ہے' اس کے خون ناحق کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) کے سر ہوتا ہے کیونکہ وہی وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل (ناحق) کا طریقہ جاری کیا۔'' (صحیح البخاری' الاعتصام' باب إثم من دعا الی ضلالة' حدیث:۷۳۲۱' وصحیح مسلم' القسامة' باب إثم من سنّ القتل' حدیث:۱۶۷۷) ④ اس کی وضاحت اس پس منظر سے بھی ہوتی ہے' جس میں نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا: واقعہ یوں ہے کہ قبیلہ بنو مضر کے افراد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کی ظاہری حالت قابل رحم تھی' انھیں مناسب لباس بھی دستیاب نہ تھا۔اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو صدقہ دینے کی ترغیب دی' سب سے پہلے ایک انصاری صحابی درہم و دینار سے بھری ہوئی اتنی بھاری تھیلی لے کر حاضر ہوا کہ اس کے ہاتھ سے گری جا رہی تھی۔اس کے بعد تو اتنی کثرت سے صدقات آئے کہ ایک طرف کھانے پینے کی چیزوں کا ڈھیر لگ گیا' دوسری طرف کپڑوں کا ڈھیر لگ گیا۔اس موقع پر آپ ﷺ نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔(صحیح مسلم' الزکاة' باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة أو کلمة طیبة...... الخ' حدیث:۱۰۱۶) ⑤ دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والوں کو احتیاط سے کام لینا چاہیے تاکہ وہ ضعیف

اور موضوع احادیث کو دیکھ کر کسی ایسے کام کی دعوت دینا شروع نہ کر دیں جو صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے ورنہ نہ صرف محنت ضائع ہو جائے گی بلکہ وہ بہت بڑے گناہ کا بوجھ اٹھا لیں گے۔ ⑥ جب کسی کو گناہ کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو شیطان عموماً یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ یہ گناہ کر لینے میں ہمارا کوئی نقصان نہیں' گناہ تو اس کو ہوگا جس نے ہمیں گناہ کی طرف بلایا ہے' یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ غلط کام کا ارتکاب کرنے والا اس کی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتا' البتہ اسے گناہ کی طرف بلانے والے کا گناہ زیادہ شدید ہے' اس لیے وہ بھی اس مجرم کے جرم میں برابر کا شریک سمجھا جائے گا اور سزا کا مستحق ہوگا۔ ⑦ اس حدیث میں نیکی کی تبلیغ کرنے والوں کے لیے بہت بڑی خوش خبری ہے۔ ایک آدمی کی محنت سے جتنے آدمی کسی نیکی کو اختیار کریں گے' ان کے ثواب کے برابر اس کے نامۂ اعمال میں ثواب خود بخود درج ہوتا چلا جائے گا۔ ⑧ ثواب اور گناہ کا' دعوت دینے والے کے حساب میں جمع ہونا خود بخود ہوتا ہے' اس میں عمل کرنے والے کے قصد یا نیت کو کوئی دخل نہیں' لہٰذا اس حدیث سے ایصال ثواب کے مروجہ تصور پر استدلال درست نہیں' ورنہ ایصال ثواب کی طرح ایصال گناہ کا تصور بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔

٢٠٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَثَّ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَجُلٌ: عِنْدِي كَذَا وَكَذَا قَالَ، فَمَا بَقِيَ فِي الْمَجْلِسِ رَجُلٌ إِلاَّ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ بِمَا قَلَّ أَوْ كَثُرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَنَّ خَيْراً فَاسْتُنَّ بِهِ، كَانَ لَهُ أَجْرُهُ كَامِلاً، وَمِنْ أُجُورِ مَنِ اسْتَنَّ بِهِ وَلاَ يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً، وَمَنِ اسْتَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً، فاسْتُنَّ بِهِ، فَعَلَيْهِ وِزْرُهُ كَامِلاً، وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِي اسْتَنَّ بِهِ، وَلاَ يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئاً».

٢٠٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے (حاضرین کو) اس کی مدد کی ترغیب دلائی۔ (حاضرین میں سے) ایک آدمی نے کہا: میرے پاس اتنا مال ہے (میں اسے بطور صدقہ دیتا ہوں) چنانچہ مجلس میں سے ہر شخص نے اسے (حسب استطاعت) کم یا زیادہ صدقہ دیا' کوئی بھی صدقہ دیے بغیر نہ رہا۔ تب اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اچھا طریقہ جاری کیا' پھر اس (طریقہ) پر عمل کیا گیا' اسے اس کا پورا ثواب ملے گا' اور ان لوگوں (کے برابر عمل) کا ثواب بھی' جنھوں نے اس کی پیروی کی' اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس نے برا طریقہ (گناہ کا کام) شروع کیا' پھر اس (طریقہ) پر عمل کیا گیا' اسے اس کا پورا گناہ ہوگا' اور ان لوگوں (کے برابر عمل) کا گناہ بھی' جنھوں نے اس کی

٢٠٤_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٥٠ عن عبدالصمد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح" وسقط "عن أبيه" من الأصل، وزدته من تحفة الأشراف وغيره.

پیروی کی' البتہ ان کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔''

٢٠٥- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «أَيُّمَا دَاعٍ دَعَا إِلَى ضَلاَلَةٍ فَاتُّبِعَ، فَإِنَّ لَهُ مِثْلَ أَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَهُ وَلاَ يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئاً، وَأَيُّمَا دَاعٍ دَعَا إِلَى هُدًى فَاتُّبِعَ، فَإِنَّ لَهُ مِثْلَ أُجُورِ مَنِ اتَّبَعَهُ، وَلاَ يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً».

۲۰۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بلانے والا کسی گمراہی کی طرف بلائے' پھر اس کی پیروی کی جائے تو اسے ان لوگوں کے گناہ کے برابر (گناہ) ہوگا جنھوں نے اس کی پیروی کی' اور ان کے اپنے گناہ میں بھی کمی نہیں ہوگی۔ اور جس بلانے والے نے ہدایت کی طرف بلایا' پھر اس کی پیروی کی گئی تو اسے بھی پیروی کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا' اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی۔''

فائدہ: گمراہی سے شرک' بدعت' فسق و فجور اور وہ تمام کام مراد ہیں جو شریعت میں منع اور حرام ہیں۔ جو کسی ایسے کام کی طرف بلائے یا ترغیب دے یا تعاون کرے' اسے اتنا گناہ ہوگا جتنا اس کی وجہ سے اس غلط کام کا ارتکاب کرنے والے تمام لوگوں کو مجموعی طور پر ہوگا' اور ہدایت سے مراد توحید' اتباع سنت' واجبات کی ادائیگی اور گناہ سے اجتناب وغیرہ جیسے اعمال ہیں۔ ان کی دعوت دینے والے کو اتنا ثواب ہوگا جتنا اس سے متاثر ہو کر اس نیکی کا کام کرنے والے تمام افراد کو مجموعی طور پر ہوگا۔

٢٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنِ اتَّبَعَهُ، لاَ يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلاَلَةٍ،

۲۰۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہدایت کی طرف بلایا' اسے پیروی کرنے والوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا' اس سے ان کے اجر و ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔ اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا' اسے پیروی کرنے والوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا' اس سے ان کے گناہوں میں کمی نہیں آئے گی۔''

٢٠٥ـ [إسناده حسن] وضعفه البوصيري * الراوي عن أنس رضي الله عنه حسن الحديث، راجع نيل المقصود، ح: ١٥٨٥.

٢٠٦ـ أخرجه مسلم، العلم، باب من سن سنةً حسنةً أو سيئةً . . . الخ، ح: ٢٦٧٤ من حديث العلاء به.

فَعَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنِ اتَّبَعَهُ، لاَ يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئاً».

۲۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ (إِسْمَاعِيلُ أَبُو إِسْرَائِيلَ)، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً [فَ]عُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كَانَ لَهُ أَجْرُهُ وَمِثْلُ أُجُورِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً، وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهُ وَمِثْلُ أَوْزَارِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئاً».

۲۰۷- حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اچھا طریقہ جاری کیا' اس پر اس (کی وفات) کے بعد عمل ہوتا رہا' اسے اس کا اپنا ثواب بھی ملے گا اور ان لوگوں کے برابر (مزید) ثواب بھی ملے گا' البتہ ان کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جس نے برا رواج نکالا' پھر اس کے (مرنے کے) بعد اس پر عمل ہوتا رہا' اسے اس کا اپنا گناہ بھی ہوگا اور ان لوگوں کے گناہ کے برابر (مزید) گناہ بھی ہوگا' البتہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔''

۲۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو إِلٰى شَيْءٍ إِلَّا وُقِفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لاَزِماً لِدَعْوَتِهِ، مَا دَعَا إِلَيْهِ، وَإِنْ دَعَا رَجُلٌ رَجُلاً».

۲۰۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دعوت دینے والا کسی (اچھی یا بری) چیز کی طرف دعوت دیتا ہے' وہ قیامت کے دن اس طرح کھڑا کیا جائے گا کہ وہ اپنی دعوت کے عمل سے جدا نہیں ہو سکے گا' جس چیز کی طرف بھی اس نے دعوت دی ہو اگرچہ کسی آدمی نے ایک ہی آدمی کو دعوت دی ہو۔''

(المعجم ۱۵) - بَابُ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً قَدْ أُمِيتَتْ (التحفة ۱۵)

باب:۱۵- مردہ سنت زندہ کرنے والے شخص کے (اجر) کا بیان

۲۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۰۹- حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۰۷ـ [صحيح] ولشواهده انظر الأحاديث السابقة من، ح: ۲۰۳ إلى، ح: ۲۰٦.

۲۰۸ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۱۱۲ عن ابن أبي شيبة به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف * ليث هو ابن أبي سليم ضعفه الجمهور".

۲۰۹ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، ح: ۲٦۷۷ من حديث كثير به، وقال: "حسن" * كثير تقدم حاله، ح: ۱٦٥.

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي فَعَمِلَ بِهَا النَّاسُ، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لاَ يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً، وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً فَعُمِلَ بِهَا، كَانَ عَلَيْهِ أَوْزَارُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لاَ يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِ مَنْ عَمِلَ بِهَا شَيْئاً».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری کسی سنت کو زندہ کیا' پھر اس پر لوگوں نے عمل کیا' اسے اس سنت پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا' اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جس نے کوئی بدعت ایجاد کی' پھر اس پر عمل کیا گیا' اسے عمل کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا' اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ① مردہ سنت سے مراد وہ ثابت شدہ شرعی عمل ہے جس کو لوگوں نے جہالت یا سستی کی وجہ سے ترک کر دیا ہو' خواہ وہ فرض و واجب ہو یا مستحب و مندوب۔ اور اسے زندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے دوبارہ معاشرے میں رواج دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے ظاہر ہے کہ دعوت دینے والے کو خود بھی اس پر سختی سے عمل پیرا ہونا پڑے گا اور دوسروں کو بھی اس کی تبلیغ کرنی ہوگی۔ پھر جب لوگ اس پر تعجب کا اظہار کریں گے اور اس سے روکنے کی کوشش کریں گے تو استقامت کا مظاہرہ کرنا ہوگا' اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ ② اس روایت میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے جو بدعات کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور مسلمانوں میں اسے رائج کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اہل علم کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کا سخت مقابلہ کریں کیونکہ بدعت سنت کی مخالف ہے' جیسے جیسے بدعت رائج ہوتی ہے لوگوں کی توجہ سنت کی طرف سے ہٹتی چلی جاتی ہے' جس کے نتیجہ میں ایک وقت وہ آتا ہے کہ سنت مردہ ہو جاتی ہے' چنانچہ اسے زندہ کرنے کے لیے نئے سرے سے محنت کرنی پڑتی ہے' چنانچہ سنتوں کو قائم رکھنے کے لیے بدعتوں کی پرزور تردید کی ضرورت ہے۔ ③ بعض ائمہ نے شواہد کی بنیاد پر اس روایت کی تصحیح کی ہے۔

٢١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي، فَإِنَّ لَهُ مِنَ

۲۱۰- حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''جس نے میری کسی ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مردہ ہو گئی تھی' اسے ان لوگوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا جو اس پر عمل کریں گے' اس سے

٢١٠- [ضعيف جدًا] انظر الحديث السابق.

الأَجْرِ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنَ النَّاسِ، لاَ يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِ النَّاسِ شَيْئاً، وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً لاَ يَرْضَاهَا اللهُ وَرَسُولُهُ، فَإِنَّ عَلَيْهِ مِثْلَ إِثْمِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنَ النَّاسِ، لاَ يَنْقُصُ مِنْ آثَامِ النَّاسِ شَيْئاً».

(پیروی کرنے والے) لوگوں کے ثواب میں بالکل کمی نہیں آئے گی۔ اور جس نے کوئی بدعت ایجاد کی جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں' اسے ان لوگوں کے گناہ کے برابر گناہ ہوگا جو اس پر عمل کریں گے۔ اس سے (پیروی کرنے والے) لوگوں کے گناہ میں بالکل کمی نہیں آئے گی۔"

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے' تاہم جہاں تک مردہ سنت کے زندہ کرنے پر اجر وثواب کا اور اسی طرح بدعت کے ایجاد کرنے پر سخت گناہ ملنے کا تعلق ہے' وہ دوسری احادیث سے بھی ثابت ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ فَضْلِ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (التحفة ١٦)

باب:١٦- قرآن کا علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے والے کی فضیلت

٢١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ - قَالَ شُعْبَةُ -: «خَيْرُكُمْ». - وَقَالَ سُفْيَانُ:- «أَفْضَلُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ».

٢١١- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔" ایک روایت میں راوی سفیان کے یہ لفظ ہیں: "تم میں سے افضل وہ ہے......"

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید اللہ کا کلام ہے' لہٰذا اس کا علم حاصل کرنا بھی دوسرے علوم سے افضل ہے اور اس کی تعلیم دینا بھی دوسرے علوم پڑھانے سے افضل ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کے ہاں بندوں کی افضلیت کا دارومدار اعمال پر ہے جب کہ دنیا میں عام طور پر مال ودولت' حسن وجمال' یا عہدہ ومنصب کو افضلیت کا معیار سمجھا جاتا ہے جو درست نہیں۔ ③ اس حدیث میں قرآن مجید کا علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے کی ترغیب ہے۔ ④ قرآن مجید کے علم میں قرآن مجید کے الفاظ کی تلاوت وتجوید سیکھنا اور سکھانا بھی شامل ہے اور اس کا ترجمہ وتفسیر بھی' چونکہ حدیث نبوی بھی قرآن کی وضاحت ہے' اس لیے حدیث کا علم حاصل کرنے والا اور اس کی تعلیم دینے والا بھی اس شرف میں

٢١١- أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب خيركم من تعلم القرآن وعلمه، ح: ٥٠٢٧، ٥٠٢٨ من حديث علقمة به.

شریک ہے۔⑤ قرآن پر عمل نہ کرنے والا اس شرف میں شریک نہیں جیسے کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

٢١٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ».

۲۱۲- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے افضل وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور اس کی تعلیم دے۔''

٢١٣- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ» قَالَ: وَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هٰذَا، أُقْرِىءُ.

۲۱۳- عاصم بن بہدلہ نے حضرت مصعب بن سعد سے اور انھوں نے اپنے والد حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے وہ لوگ بہتر ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں۔'' عاصم نے کہا: مصعب بن سعد نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر اس جگہ بٹھایا کہ میں قرآن پڑھاؤں۔

فوائد و مسائل: ① سند میں مذکور عاصم رحمہ اللہ قراءت کے مشہور امام ہیں۔ ② جس شخص میں کسی اچھے کام کی صلاحیت موجود ہو اسے اس کام کا مشورہ دینا چاہیے اور اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے تاکہ اس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے اور خود اسے بھی اس نیک کام کی وجہ سے ثواب اور فائدہ حاصل ہو۔

* عاصم بن ابونجود: آپ کوفہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے۔ حضرت علی بن عبدالرحمٰن سلمی اور زر بن حبیش سے قرآن کریم پڑھا' کبار تابعین سے تعلیم حاصل کی اور اپنے استاد محترم علی بن عبدالرحمٰن کے بعد قرآن کریم کی تعلیم دینے کی ذمہ داری سنبھالی۔ اس عرصے میں آپ سے ابوبکر' حفص بن سلیمان اور مفضل بن محمد جیسے عظیم قراء نے قرآنی قراءات کی تعلیم لی۔ آپ انتہائی خوش آواز' قاریٔ قرآن اور بہت زیادہ نماز ادا کرنے والے عابد و زاہد تھے۔ اکثر اوقات گھر سے کسی کام کی غرض سے نکلتے لیکن جب مسجد کے قریب پہنچتے تو یہ کہتے ہوئے نفل ادا کرنے کے لیے مسجد میں داخل ہو جاتے: ''ضروریات پوری ہوتی رہیں گی' پہلے نماز پڑھ لیں۔'' آپ کا شمار

٢١٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٢١٣ـ [إسناده ضعيف جدًا] والحديث صحيح، أخرجه الدارمي: ٢/ ٤٣٧، فضائل القرآن باب: ٢، ح: ٣٣٣٩ من حديث الحارث به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف الحارث بن نبهان"، وهو متروك كما في التقريب، وح: ٢١١ وغيره يغني عن حديثه.

قراءات سبعہ کے مشہور و معروف قرائے کرام میں ہوتا ہے۔ آپ ۱۲۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

٢١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الأُتْرُجَّةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلاَ رِيحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ، طَعْمُهَا مُرٌّ وَلاَ رِيحَ لَهَا».

۲۱۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنجبین کی سی ہے جس کا ذائقہ بھی اچھا ہے اور بو بھی خوش گوار ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا' اس کی مثال خشک کھجور کی سی ہے کہ اس کا ذائقہ اچھا ہے لیکن (اس میں) خوشبو نہیں۔ جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال نازبو کی سی ہے' اس کی خوشبو تو اچھی ہے لیکن ذائقہ تلخ ہے۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا' اس کی مثال تُمّے کی سی ہے۔ اس کا ذائقہ بھی تلخ ہے اور خوشبو بھی نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① قرآن کی تلاوت اور اس پر عمل دونوں خوبیاں ہیں اور دونوں مطلوب ہیں۔ تلاوت ظاہری خوبی ہے جسے خوشبو سے تشبیہ دی گئی ہے اور عمل باطنی خوبی ہے کیونکہ اس میں ایمان' اخلاص' اللہ سے محبت' خشیت الٰہی اور تقویٰ جیسے باطنی اعمال بھی شامل ہیں' اس لیے اسے ذائقے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تلاوت کو خوشبو سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہو کہ اسے ہر خاص و عام سن لیتا ہے جب کہ عمل کا اندازہ اسی کو ہوتا ہے جس کو واسطہ پڑے جس طرح ذائقے کا علم اسی کو ہوتا ہے جو پھل کو چکھے۔ ② اَلْاُتْرُجَّه: (ترنجبین) لیموں کے خاندان سے تعلق رکھنے والا ایک پھل ہے۔ اس کا رنگ بھی خوش کن ہوتا ہے اور ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے۔ ③ اَلرَّیْحَانَة: اصل میں ہر اس پودے کو کہتے ہیں جس سے خوشبو آئے' عام طور پر یہ لفظ نازبو کے لیے مستعمل ہے لیکن دوسرے خوشبودار پودوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ ④ منافق کا عقیدہ اور سیرت تلخ اور خراب ہوتی ہے مگر قراءت قرآن کی وجہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے اس لیے اس کی مثال ایسے پھول سے دی ہے جس کی خوشبو دور سے بھی محسوس ہوتی ہے لیکن کھانے کے لائق ہرگز نہیں ہوتا۔

٢١٤_ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب إثم من راءى بقراءة القرآن . . . الخ، ح: ٥٠٥٩ وغيره، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب فضيلة حافظ القرآن، ح: ٧٩٧ من حديث يحيى به.

٢١٥- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بُدَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلَّهِ أَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: «هُمْ أَهْلُ الْقُرْآنِ، أَهْلُ اللهِ وَخَاصَّتُهُ».

۲۱۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے کچھ افراد اللہ والے ہوتے ہیں۔'' صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ''قرآن والے' وہی اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ''قرآن والے'' یعنی قرآن پڑھنے والے' یاد کرنے والے' احادیث رسول ﷺ کے ذریعے سے اس کا فہم حاصل کرنے والے' اس پر عمل کرنے والے' اور اس کی تبلیغ کرنے والے' یہ سب قرآن والوں میں شامل ہیں۔ ② قرآن کے ساتھ تعلق رکھنے والے اللہ کے خاص بندے اور اس کے مقرب ہیں' لہٰذا قیامت اور جنت میں بھی ان پر خصوصی انعامات ہوں گے۔ اور یہ بہت بڑا شرف ہے کہ اللہ نے انھیں ''اپنے'' قرار دیا ہے۔

٢١٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي عُمَرَ، عَنْ كَثِيرِ ابْنِ زَاذَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ [ضَمْرَةَ]، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَحَفِظَهُ أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبَ النَّارَ».

۲۱۶- حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے قرآن پڑھا اور اسے حفظ کیا' اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے افراد کے حق میں اس کی شفاعت قبول کرے گا جن پر (گناہوں کی وجہ سے) جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔''

٢١٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ

۲۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ

٢١٥ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى في فضائل القرآن، ح: ٤٥٦، والحاكم: ١/ ٥٥٦ من حديث ابن مهدي به، وصححه المنذري، والبوصيري.

٢١٦ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل قارىء القرآن، ح: ٢٩٠٥ من حديث أبي عمر حفص بن سليمان القاري به، وقال: "غريب . . ." وليس له إسناد صحيح * وحفص بن سليمان يضعف في الحديث" بل هو متروك الحديث، وشيخه مجهول.

٢١٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب ماجاء في سورة البقرة وآية الكرسي، ح: ٢٨٧٦ من ◀◀

الأَوْدِيُّ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ ابْنِ جَعْفَرٍ ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ ، عَنْ عَطَاءٍ مَوْلٰى أَبِي أَحْمَدَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَاقْرَءُوهُ وَارْقُدُوا ، فَإِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ وَمَنْ تَعَلَّمَهُ فَقَامَ بِهِ ، كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكاً يَفُوحُ رِيحُهُ كُلَّ مَكَانٍ ، وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَرَقَدَ وَهُوَ فِي جَوْفِهِ ، كَمَثَلِ جِرَابٍ أُوكِيَ عَلٰى مِسْكٍ» .

ﷺ نے فرمایا: ’’قرآن سیکھو‘ پھر اسے پڑھو اور سو رہو۔ (رات کو نماز میں تلاوت کرو‘ لیکن ساری رات نماز نہ پڑھو بلکہ کچھ وقت آرام بھی کرو) کیونکہ قرآن‘ اسے سیکھنے والے اور اس کے ساتھ قیام کرنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے چمڑے کی ایک تھیلی کستوری سے بھری ہوئی ہو اور اس کی خوشبو ہر جگہ مہکتی ہو۔ اور جس نے قرآن سیکھا‘ پھر سو رہا حالانکہ قرآن اس کے سینے میں ہے اس کی مثال اس طرح ہے جیسے چمڑے کی تھیلی میں کستوری ہو اور اس کا منہ (رسی وغیرہ سے کس کر) باندھ دیا گیا ہو۔‘‘

٢١٨- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ بِعُسْفَانَ ، وَكَانَ عُمَرُ اسْتَعْمَلَهُ عَلٰى مَكَّةَ ، فَقَالَ عُمَرُ : مَنِ اسْتَخْلَفْتَ عَلٰى أَهْلِ الْوَادِي؟ قَالَ : اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أَبْزٰى . قَالَ : وَمَنِ ابْنُ أَبْزٰى؟ قَالَ : رَجُلٌ مِنْ مَوَالِينَا . قَالَ عُمَرُ : فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى؟ قَالَ : إِنَّهُ قَارِىءُ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى ، عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ ، قَاضٍ . قَالَ عُمَرُ : أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ ﷺ قَالَ : «إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ

٢١٨- حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عسفان کے مقام پر حضرت نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ انھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ وادیٔ مکہ کے باشندوں پر (ان کے معاملات کی دیکھ بھال کے لیے) اپنا نائب کسے مقرر کر کے آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں نے ابن ابزی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن ابزی کون صاحب ہیں؟ انھوں نے کہا: ہمارے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے ایک مولیٰ کو ان پر حاکم مقرر کر دیا؟ انھوں نے کہا: وہ کتاب اللہ کے عالم ہیں‘ علم میراث کے بھی عالم ہیں‘ اور فیصلہ کرنے کی

◄◄ حديث أبي أسامة به، وقال: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

٢١٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه . . . الخ، ح:٨١٧ من حديث إبراهيم به.

أَقْوَاماً وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ».

صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھارے نبی ﷺ نے (واقعی سچ) فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب (کے علم اور اس پر عمل) کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو بلند مقام عطا فرمائے گا اور اس (سے اعراض) کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو پست (اور ذلیل) کر دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① اس واقعہ کے راوی ابوطفیل عامر بن واثلہ ان صحابۂ کرام میں سے ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کے دوران میں بچپن کی عمر میں تھے۔ امام مسلم رحمہ اللہ کے قول کے مطابق آپ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ آپ کی وفات ۱۱۰ ہجری میں ہوئی۔ حضرت نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر قبول اسلام کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت ابن ابزیٰ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمٰن ہے' قبیلۂ بنوخزاعہ سے ولاء کا تعلق ہے' یہ بھی صغار صحابہ میں سے ہیں۔ ② خلافت راشدہ کے دوران میں کسی بھی سرکاری منصب کے لیے اہلیت کا معیار صرف علم و عمل تھا' نہ کہ قبیلہ و خاندان۔ ③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آزاد کردہ غلام کو عہدہ دینے پر جو تعجب کا اظہار کیا' اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایسے افراد کو عہدے کا اہل نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ نافع رضی اللہ عنہ نے ابن ابزیٰ رضی اللہ عنہ کو اس عہدے پر فائز کرتے ہوئے کس معیار کو پیش نظر رکھا ہے۔ جب معلوم ہوا کہ وہ واقعی اس عہدے کے اہل ہیں تو ان کے تقرر پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ ④ ارشاد نبوی میں صرف کتاب اللہ (قرآن مجید) کا ذکر ہے لیکن کتاب اللہ کا عالم وہی کہلا سکتا ہے جو حدیث کا علم بھی رکھتا ہو کیونکہ حدیث نبوی قرآن مجید کی تشریح اور عملی تفسیر ہے۔

۲۱۹- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ غَالِبٍ الْعَبَّادَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ الْبَحْرَانِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ: لأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ،

۲۱۹- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: ''ابوذر! اگر تو صبح کو (علم سیکھنے کے لیے) نکلے اور اللہ کی کتاب کی ایک آیت سیکھ لے' یہ تیرے لیے سو رکعت (نفل) نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اگر تو صبح نکل کر علم کا ایک باب سیکھ لے' خواہ اس پر عمل کر سکے یا نہ کر سکے' یہ

۲۱۹ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في جامع بيان العلم وفضله: ١/ ٢٥ من حديث عبدالله بن زياد به، وحسنه المنذري، وضعفه العراقي، والبوصيري وغيرهما * علي بن زيد تقدم حاله، ح: ١١٦، وتلميذه والعباداني مستوران.

خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ، وَلأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَاباً مِنَ الْعِلْمِ، عُمِلَ بِهِ أَوْ لَمْ يُعْمَلْ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ أَلْفَ رَكْعَةٍ».

تیرے لیے ہزار رکعت (نفل) نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔''

(المعجم ١٧) - بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَآءِ وَالْحَثِّ عَلٰى طَلَبِ الْعِلْمِ (التحفة ١٧)

باب:۱۷- علماء کی فضیلت اور حصول علم کی ترغیب

٢٢٠- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلٰى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ».

۲۲۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① عام طور پر ''فقہ'' سے نماز روزہ جیسے امور اور خرید و فروخت جیسے معاملات میں جائز ناجائز واجب و مستحب اور ان کی شروط ارکان و آداب وغیرہ مراد لیے جاتے ہیں عقائد و اخلاق وغیرہ کو الگ علوم تصور کیا جاتا ہے لیکن قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں جہاں فقہ و تفقہ جیسے الفاظ آئے ہیں ان سے یہ اصطلاحی معنی مراد نہیں بلکہ وہاں مطلقاً دین کا علم و فہم مراد ہوتا ہے جس میں عبادات و معاملات کے ساتھ ساتھ اصلاح قلب تزکیۂ نفس اخلاق حسنہ اور عقائد صحیحہ وغیرہ سبھی مراد ہوتے ہیں۔ جس کو ان چیزوں کا علم حاصل ہو جائے وہ اللہ کے حقوق بھی ادا کرسکتا ہے اپنی ذات کے حقوق بھی اور احباب و اقارب کے علاوہ عام مسلمانوں اور اصحاب اقتدار کے حقوق بھی ادا کرسکتا ہے۔ اس طرح اس کی زندگی قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھل کر دینی و دنیوی خیر و برکت کا ذریعہ بن جاتی ہے اور وہ دوسروں کے لیے بھی سراپا رحمت بن جاتا ہے اور یہی وہ خیر عظیم ہے جس سے بڑھ کر کوئی خیر نہیں۔ ② دین و دنیا کی یہ برکات وہی شخص حاصل کرسکتا ہے جو مذکورہ بالا امور کے بارے میں شرعی احکام سے واقف ہو لہٰذا اس سے علم دین سیکھنے کی اہمیت اور ضرورت واضح ہوتی ہے۔ ③ اس سے دین کے معلمین و مدرسین کا بلند مقام بھی واضح ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد یہ سب کچھ علماء ہی سے حاصل ہوسکتا ہے۔ اور خود رسول اللہ ﷺ کا منصب بھی ایک معلم کا تھا جیسے کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (البقرة:۱۲۹) ''(وہ پیغمبر) انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا۔'' یہی حکمت وہ فہم دین ہے جسے اس حدیث میں فقہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

٢٢٠ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الصغير، ح: ٨١٠ من حديث معمر به، ورواه أحمد: ٢/ ٢٣٤ عن عبدالأعلى به * الزهري عنعن، وله شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ٧١، ومسلم، ح: ١٠٣٧ وغيرهما.

٢٢١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «اَلْخَيْرُ عَادَةٌ، وَالشَّرُّ لَجَاجَةٌ، وَمَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ».

۲۲۱- حضرت معاویہ بن ابوسفیان ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’نیکی عادت ہے اور گناہ ایک جھگڑا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① ’’نیکی عادت ہے‘‘ اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدھا راستہ انسان کی فطرت ہے۔ ایک فطرت سلیم کا مالک نیکی کے راستے پر چلنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں کرتا، البتہ غلط ماحول کی وجہ سے یا شیطان کے وسوسہ و مکر کی وجہ سے بعض اوقات انسان برائی کی راہ پر چل پڑتا ہے اس کے باوجود اس کا ضمیر اسے جھنجھوڑتا رہتا ہے۔ چنانچہ جب بھی انسان گناہ کی زندگی چھوڑ کر نیکی کی طرف آتا ہے، اسے ایک روحانی خوشی اور دلی اطمینان کی وہ کیفیت نصیب ہوتی ہے جو گناہ کی بظاہر خوبصورت زندگی میں حاصل نہیں ہو سکی تھی۔ اسلام کی تعلیمات اسی فطرت سلیم کے مطابق ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ﴾ (الروم: ۳۰) یعنی ’’اللہ کا قانون و دین وہی ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں، یہی مضبوط دین ہے۔‘‘ ② ’’گناہ ایک جھگڑا ہے۔‘‘ مطلب یہ ہے کہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا اپنے اندر ایک کشمکش محسوس کرتا ہے۔ نفس امارہ اسے گناہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور توبہ سے روکتا ہے جب کہ ضمیر اسے گناہ سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگرچہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا بظاہر وہ کام کر رہا ہوتا ہے جو اس کا جی چاہتا ہے اس کے باوجود اسے خوشی حاصل نہیں ہوتی، دنیا کی دولت اسے اطمینان قلب مہیا کرنے سے قاصر رہتی ہے، سوائے اس کے کہ اس کا ضمیر بالکل مردہ ہو جائے اور اس کی فطرت مسخ ہو جائے۔

٢٢٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ جَنَاحٍ، أَبُو سَعِيدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۲۲۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ’’ایک فقیہ (دین کی صحیح سمجھ رکھنے والا عالم) شیطان کو ایک ہزار (جاہل)

٢٢١ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٨٥، وصححه ابن حبان، ح: ٨٢ * الوليد صرح بالسماع المسلسل عند الطبراني.

٢٢٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، ح: ٢٦٨١ من حديث الوليد به، وقال: "غريب" * روح بن جناح ضعفه الجمهور، واتهمه ابن حبان وغيره.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ».

عبادت گزار افراد سے زیادہ ناگوار اور بھاری ہوتا ہے۔''

۲۲۳- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ جَمِيلٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ أَتَيْتُكَ مِنَ الْمَدِينَةِ، مَدِينَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُ بِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَمَا جَاءَ بِكَ تِجَارَةٌ؟ قَالَ: لاَ. قَالَ: وَلاَ جَاءَ بِكَ غَيْرُهُ؟ قَالَ: لاَ. قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْماً سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقاً إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضاً لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، حَتَّى الْحِيتَانِ فِي الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَاراً وَلاَ دِرْهَماً، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ،

۲۲۳- حضرت کثیر بن قیس ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ابودرداء ؓ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آ گیا' اس نے کہا: ابودرداء! میں مدینہ سے آیا ہوں...... اللہ کے رسول ﷺ کے شہر سے...... کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک حدیث نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں (اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کی زبانی وہ حدیث سنوں۔) ابودرداء ؓ نے فرمایا: آپ تجارت کے سلسلے میں تو نہیں آئے؟ اس نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: کسی اور کام سے بھی نہیں آئے؟ اس نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: (اگر یہ بات ہے تو ایک خوش خبری سن لو:) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''جو شخص علم کی تلاش میں کسی راہ پر چلتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرما دیتا ہے اور فرشتے علم کے متلاشی سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پر جھکا دیتے ہیں اور علم کے طلب گار کے لیے آسمان اور زمین کی ہر مخلوق دعائے مغفرت کرتی ہے حتی کہ پانی میں مچھلیاں بھی (اس کے لیے دعائیں کرتی ہیں) اور عالم کو عبادت گزار پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی فضیلت چاند کو باقی تمام ستاروں پر حاصل ہے۔ علماء انبیائے کرام کے وارث ہیں' نبیوں نے وراثت

۲۲۳ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، العلم، باب في فضل العلم، ح:٣٦٤١ من حديث عبدالله بن داود، والترمذي، ح:٢٦٨٢، وقال: "وليس إسناده عندي بمتصل"، وصححه ابن حبان * داود ضعيف وكذا شيخه، وللحديث شواهد كثيرة ضعيفة.

أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ».

میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے انھوں نے تو علم کا ترکہ چھوڑا ہے جس نے اسے حاصل کیا' اس نے (نبیوں کی وراثت میں سے) وافر حصہ پالیا۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض دوسرے محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ ② علماء کو مسجد میں علم سکھانے کے لیے بیٹھنا چاہیے یا ایسی جگہ علمی مجلس منعقد کرنی چاہیے جہاں کسی کو ان کے پاس آنے سے رکاوٹ نہ ہو اور ہر امیر و غریب' ادنیٰ و اعلیٰ مستفید ہو سکے۔ ③ کسی بڑے عالم سے علم حاصل کرنے کے لیے ایک شہر سے دوسرے شہر جانا بہت اچھا کام ہے۔ ④ حصول علم کے لیے سفر کرنے والے سے اللہ کی ہر مخلوق خوش ہوتی اور اسے دعائیں دیتی ہے۔ ⑤ بالواسطہ سنی ہوئی حدیث کو بڑے عالم سے براہ راست سننے کی کوشش کرنا مستحب ہے' اسے محدثین کی اصطلاح میں عالی سند کا حصول کہتے ہیں۔ ⑥ استاد کو چاہیے کہ طالب علم کو علم کی اہمیت اور فضیلت سے باخبر کرے تاکہ اسے خوشی ہو اور شوق میں اضافہ ہو اور اس طرح وہ بہتر استفادہ کر سکے۔ ⑦ عالم' عبادت گزار سے افضل ہے کیونکہ عالم دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے جب کہ عابد صرف اپنے لیے کوشش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ عبادت کے لیے بھی علم کی ضرورت ہے ورنہ بدعات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے جس سے بجائے اللہ کی رضا حاصل ہونے کے اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ ⑧ علماء کا یہ بہت بڑا شرف ہے کہ وہ نبیوں کے روحانی وارث ہیں۔ لیکن یہ بلند مقام ان پر اتنی ہی بڑی ذمہ داری بھی عائد کرتا ہے کہ وہ حق واضح کریں' حق کی طرف بلائیں' باطل سے منع کریں' اور اس راہ میں کسی خوف یا لالچ کو خاطر میں نہ لائیں' جس طرح انبیائے کرام نے اس علم کی تبلیغ میں جدوجہد' صبر' اخلاص اور للہیت کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ ⑨ انبیائے کرام کا مالی ترکہ دوسرے لوگوں کی طرح وارثوں پر تقسیم نہیں ہوتا بلکہ وہ عام مسلمانوں پر صدقہ ہوتا ہے۔ ⑩ انبیاء کی میراث سے حصہ لینے کا دروازہ بند نہیں ہوا' ہر شخص اپنی محنت کے مطابق اس علمی میراث میں سے حصہ لے سکتا ہے کیونکہ یہ میراث نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس مقدس میراث میں سے زیادہ سے زیادہ حصہ حاصل کرے۔ ⑪ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ فرشتے طالب علم کے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ سے یہ مفہوم نہیں نکلتا۔ ''وضع'' کا لفظ ''رفع'' کے مقابلے میں ہے' اس کے لیے اس کے معنی پروں کا جھکانا بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ ''قدموں'' کا لفظ حدیث میں نہیں۔ فرشتوں کا پروں کو جھکانا محبت اور احترام کا اظہار ہے۔ واللہ اعلم.

٢٢٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ شِنْظِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

۲۲۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور علم کو نااہلوں کے سامنے رکھنے والا ایسے

٢٢٤- [إسناده ضعيف جدًا] * حفص تقدم، ح: ٢١٦، وله طرق كلها ضعيفة.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ».

ہے جیسے خنزیروں کو جواہرات' موتیوں اور سونے کے ہار پہنانے والا۔"

فوائد و مسائل: ① "ہر مسلمان" سے مراد مرد اور عورتیں سبھی ہیں کیونکہ شریعت کے احکام پر عمل کرنا مردوں اور عورتوں سبھی پر فرض ہے' لہٰذا انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ کیا جائز ہے کیا ناجائز۔ نبی اکرم ﷺ نے مردوں اور عورتوں سب کو دین سکھایا اور اس کے مسائل بتائے۔ ② یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کا پہلا حصہ (طلب علم کی فرضیت) معناً صحیح ہے' یعنی احکام شریعت کا ضروری علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

٢٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ. واللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلائِكَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ أَبْطَأَ

٢٢٥- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی مسلمان کی ایک دنیاوی پریشانی دور کی' اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور کرے گا' اور جس نے مسلمان کا پردہ رکھا' اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کا پردہ رکھے گا۔ اور جس نے کسی مشکل میں مبتلا شخص پر آسانی کی' اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا' اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں مشغول رہتا ہے۔ اور جو شخص علم کی تلاش میں راستہ طے کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے' اور جب بھی کچھ لوگ اللہ کے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور اسے باہم سیکھتے سکھاتے ہیں' تو فرشتے ان کے گرد حلقہ کر لیتے ہیں' ان پر سکینت نازل ہوتی ہے' ان پر رحمت سایہ فگن ہو جاتی ہے' اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس

٢٢٥ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ٢٦٩٩ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ».

والے (مقرب فرشتوں) میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔ اور جس کا عمل اسے پیچھے کر دے اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح کا عمل ہوتا ہے اسی طرح کا بدلہ ملتا ہے۔ ② اعمال کی جزا و سزا صرف آخرت ہی میں نہیں بلکہ کچھ جزا و سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔ ③ اس میں مختلف نیک اعمال کی ترغیب ہے، مثلاً: پریشانی کے موقع پر مسلمان کی مدد کرنا، اس کے عیوب کی پردہ پوشی اور اس کے لیے آسانیاں مہیا کرنے کی کوشش کرنا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے باہمی معاملات کی بنیاد محبت اور خیر خواہی پر ہونی چاہیے۔ ④ بھائی کی مدد صرف نیک کام میں کرنی چاہیے، غلط کام میں مدد کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسے اس غلط کام اور گناہ سے روکا جائے۔ ⑤ مسلمان کی پردہ پوشی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کوئی خامی، کوتاہی، عیب یا غلطی جو عام لوگوں کو معلوم نہیں، اس کی تشہیر نہ کی جائے بلکہ اسے تنہائی میں سمجھایا جائے تاکہ اس کی اصلاح ہو جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کے جرائم پر پردہ ڈال کر اس کے حق میں جھوٹی گواہی دی جائے۔ ⑥ حصول علم کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات درجات کی بلندی کا باعث اور دخول جنت کا ذریعہ ہیں، لہٰذا ان مشکلات سے گھبرا کر طلب علم سے پہلو تہی نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان پر صبر کرنا چاہیے۔ ⑦ علمی حلقہ جات اللہ کی خصوصی رحمت کے مورد ہیں، لہٰذا درس قرآن و حدیث کی مجلس ہو یا مدارس دینیہ میں کسی علم کی کلاس، اس میں حاضری کا اہتمام کرنا چاہیے اور غیر حاضری سے زیادہ سے زیادہ اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑧ طالب علم کا یہ شرف بہت عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ مقرب فرشتوں کے سامنے ان کا ذکر کرتا اور خوشنودی کا اظہار فرماتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حصول علم، تقرب الٰہی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ⑨ اللہ کے ہاں مقام و مرتبے کا دارومدار ایمان و عمل پر ہے، حسب و نسب اور قوم و قبیلہ پر نہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت بلال حبشی، صہیب رومی اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ بلند مراتب پر فائز ہو گئے، حالانکہ ان کا رسول اللہ ﷺ سے کوئی نسبی یا خاندانی تعلق نہیں تھا۔ لیکن ابوجہل اور ابولہب جیسے افراد محروم رہ گئے، حالانکہ وہ نسبی طور پر نبی ﷺ سے بہت قریب تھے۔

٢٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ: أُنْبِطُ الْعِلْمَ.

۲۲۶- حضرت زر بن حبیش رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا کہ میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے کہا: کس کام سے آئے ہو؟ میں نے کہا: علم (حاصل کر کے لوگوں میں) پھیلانے کے لیے۔ انھوں نے کہا: میں نے اللہ

٢٢٦_[إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٩، ٢٤٠ عن عبدالرزاق به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٧٩.

قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ خَارِجٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ إِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ أَجْنِحَتَهَا، رِضاً بِمَا يَصْنَعُ».

کے رسول ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر سے علم کی تلاش میں نکلتا ہے اس کے عمل سے خوش ہو کر فرشتے اس کے لیے پر جھکاتے ہیں۔''

٢٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ صَخْرٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ جَاءَ مَسْجِدِي هٰذَا، لَمْ يَأْتِهِ إِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ أَوْ يُعَلِّمُهُ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَمَنْ جَاءَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ إِلَى مَتَاعِ غَيْرِهِ».

۲۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: ''جو شخص میری اس مسجد میں آئے' اور اس کا ارادہ صرف کوئی اچھی بات سیکھنا یا سکھانا ہو (کوئی دنیوی غرض نہ ہو) تو اس کا درجہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا سا ہے۔ اور جو شخص کسی اور مقصد کے لیے (مسجد میں) آیا۔ وہ اس آدمی کی طرح ہے جس کی نظر کسی اور کے مال پر ہو۔''

فوائد و مسائل: ① مسجد کی تعمیر کا مقصد جہاں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت ہے' وہیں اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ وہ دین کی نشر و اشاعت کا مرکز اور علم سیکھنے سکھانے کا ادارہ ہے۔ مسجد نبوی بھی علم کا ایک عظیم مرکز تھی' جس میں رسول اللہ ﷺ تعلیم کتاب و حکمت کا فریضہ بھی انجام دیتے تھے اور تربیت و تزکیۂ نفس کا بھی' اس لیے جب کوئی مسلمان مسجد میں آتا ہے تو اس کی نیت انہی بلند مقاصد کے حصول کی ہونی چاہیے' تبھی وہ مسجد کے بابرکت ماحول سے صحیح استفادہ کر سکے گا۔ ② مسجد میں غیر ضروری باتیں اور لڑائی جھگڑے مسجد کے ادب کے منافی ہیں' جن سے مسجد کا تقدس متاثر ہوتا ہے چنانچہ ایسی حرکتیں کرنے والا نہ صرف مسجد کی برکات سے محروم رہتا ہے بلکہ گناہ گار بھی شمار ہوتا ہے۔ ③ علوم دینیہ کا سلسلۂ درس و تدریس بھی ایک قسم کا جہاد ہے کیونکہ قتال فی سبیل اللہ کا مقصد لوگوں کو کفر کی گمراہی سے نکال کر اسلام کے نور سے مستفید کرنا ہے۔ چنانچہ اگر علم و تعلیم کے مراکز موجود نہیں ہوں گے تو غیر مسلموں اور نو مسلموں کو اسلام کی تعلیم دینا مشکل ہو جائے گا اور جہاد کا اصل مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ ④ جو شخص مسجد میں نہ عبادت و ذکر الٰہی کے لیے آیا' نہ علم سیکھنے سکھانے کے لیے' اس نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا' جس طرح کوئی شخص بازار میں' جا کر نہ کچھ خریدتا ہے' نہ بیچتا ہے' اسے کوئی دنیوی منافع حاصل نہیں ہوتا' بازار میں جو سامان پڑا ہے وہ اس کا نہیں' محض اسے دیکھ

٢٢٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤١٨ من حديث حاتم بن إسماعيل به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، والبوصيري.

لینے سے اس کی کوئی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ وہ بازار سے کوئی بھی دنیوی فائدہ حاصل کیے بغیر لوٹ آتا ہے۔ اسی طرح مسجد میں بے مقصد جا کر بیٹھ رہنے والا آدمی دینی فوائد سے محروم رہتا ہے۔

٢٢٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي عَاتِكَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعِلْمِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ، وَقَبْضُهُ أَنْ يُرْفَعَ» وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ هٰكَذَا، ثُمَّ قَالَ: «الْعَالِمُ وَالْمُتَعَلِّمُ شَرِيكَانِ فِي الأَجْرِ، وَلاَ خَيْرَ فِي سَائِرِ النَّاسِ».

٢٢٨- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس علم (علم دین) کو اس کے قبض ہونے سے پہلے پہلے حاصل کرلو۔ قبض (ہونے کا مطلب) یہ ہے کہ اسے اٹھالیا جائے گا۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی ملا کر (اشارہ کیا اور) فرمایا: ”عالم اور طالب علم ثواب میں شریک ہیں اور دوسرے لوگوں میں کوئی خیر نہیں۔“

٢٢٩- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلاَلٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ بَعْضِ حُجَرِهِ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا هُوَ بِحَلْقَتَيْنِ: إِحْدَاهُمَا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ وَيَدْعُونَ اللهَ، وَالأُخْرٰى يَتَعَلَّمُونَ وَيُعَلِّمُونَ. فَقَالَ النَّبِيُّ: «كُلٌّ عَلٰى خَيْرٍ، هٰؤُلاَءِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ وَيَدْعُونَ اللهَ، فَإِنْ

٢٢٩- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے ایک حجرۂ مبارک سے باہر نکلے اور مسجد میں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ وہاں دو حلقے ہیں، ایک حلقے کے لوگ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اور اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ دوسرے حلقے کے لوگ علم سیکھنے اور سکھانے میں مشغول تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سب لوگ نیکی میں مشغول ہیں، یہ لوگ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں اور اللہ سے دعائیں کر رہے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو انھیں (ان کی مطلوبہ چیزیں) دے دے گا، اور اگر چاہے گا تو

٢٢٨_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الكبير: ٨/ ٦٢، ح: ٧٨٧٥ من حديث عثمان بن أبي العاتكة به * علي بن يزيد ضعيف جدًا، وكذا تلميذه.

٢٢٩_ [ضعيف] وضعفه العراقي * داود متروك، وشيخه ضعفه الجمهور، وابن زياد تقدم، ح: ٥٤، وللحديث لون آخر عند الدارمي، وإسناده ضعيف لضعف الإفريقي وشيخه.

شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ، وَهٰؤُلاَءِ يَتَعَلَّمُونَ وَيُعَلِّمُونَ، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً» فَجَلَسَ مَعَهُمْ.

نہیں دے گا۔اور یہ لوگ علم سیکھ رہے ہیں اور سکھا رہے ہیں اور مجھے بھی علم سکھانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' چنانچہ آپ ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ مَنْ بَلَّغَ عِلْماً (التحفة ١٨)

باب:١٨-علم کی باتیں دوسروں تک پہنچانے والے کی فضیلت

٢٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، أَبِي هُبَيْرَةَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا. فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ» زَادَ فِيهِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: «ثَلاَثٌ لاَ يُغَلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ: إِخْلاَصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ، وَالنُّصْحُ لأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ».

٢٣٠-حضرت زید بن ثابت ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جس نے میرا کلام سنا' پھر اسے (دوسروں تک) پہنچا دیا۔بعض لوگوں کے پاس فقہ کی بات ہوتی ہے' اور وہ خود فقیہ نہیں ہوتے۔بعض لوگ فقہ کی بات اپنے سے زیادہ فقیہ آدمی تک پہنچا دیتے ہیں۔'' علی بن محمد کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے:''مسلمان کا دل تین چیزوں میں خیانت نہیں کرتا' عمل کو خالصتاً اللہ کے لیے انجام دینا' مسلمانوں کے ائمہ کی خیر خواہی کرنا اور مسلمانوں کی جماعت میں شامل رہنا۔''

فوائد ومسائل:①اس حدیث میں حدیث کا علم حاصل کرنے اور اس کی تبلیغ وتعلیم کے شرف کا بیان ہے کہ یہ کام انجام دینے والوں کو اللہ کے رسول ﷺ نے دعا دی ہے۔② حدیث میں [نَضَّرَ اللّٰہ] کا لفظ ہے۔اس کا اصل مفہوم دل کی خوشی کے اثرات کا چہرے پر ظاہر ہونا ہے جس کی وجہ سے چہرہ روشن اور چمکتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔③ اس میں تعلیم حدیث کا ایک فائدہ بیان کیا گیا ہے۔بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی کو حدیث یاد ہوتی ہے لیکن وہ استنباط اور اجتہاد نہیں کرسکتا۔جب وہ حدیث دوسرے آدمی تک پہنچتی ہے تو وہ اس سے مختلف مسائل اخذ کر لیتا ہے۔ یا حدیث سنانے والے نے جو اس سے مسائل اخذ کیے ہیں' ہوسکتا ہے سننے والا اس سے زیادہ مسائل اخذ کرلے۔ ④اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا' ممکن ہے بعد کے زمانے کا ایک آدمی اپنے سے پہلے

٢٣٠ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٥/ ١٥٤، ح: ٤٩٢٤ من حديث ابن نمير وغيره به، ليث تقدم، ح: ٢٠٨، ولحديثه شواهد قوية عند أبي داود، والحاكم وغيرهما.

زمانے والوں سے زیادہ اجتہاد کر سکتا ہو یا آئندہ زمانے میں ایسے حالات پیش آئیں کہ نئے اجتہاد کی ضرورت ہو' تب اس زمانے کے علماء ان احادیث کی روشنی میں شریعت کا منشا سمجھنے کی کوشش کریں جو ان تک پہنچی ہیں' لہٰذا جس طرح پہلے زمانے کے لوگ حدیث پڑھنے پڑھانے کی ضرورت رکھتے تھے' اسی طرح متاخر زمانہ والے بھی حدیث کی تعلیم و تعلم کے محتاج ہیں۔ ⑤ دل کے خیانت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ان تین معاملات میں کوتاہی نہیں کرتا اور ان تین کاموں سے جی نہیں چراتا۔ اس سے ان تین اعمال کی اہمیت اور فضیلت واضح ہوتی ہے۔ ⑥ مسلمانوں کے ائمہ سے مراد علماء اور حکام ہیں۔ علماء کی خیر خواہی ان کا احترام اور خدمت ہے' اور ان کی غلطیوں سے درگزر کر کے ان کے صحیح اقوال پر عمل پیرا رہنا بھی اس میں شامل ہے' ہاں پورے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے انھیں کسی غلطی پر متنبہ کیا جا سکتا ہے۔ حکام کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے جو احکام شریعت سے متصادم نہ ہوں' ان کی تعمیل کی جائے اور جو احکامات شرعاً غلط ہوں' ان کی غلطی ان پر واضح کی جائے' نیز ان کی ہدایت اور اصلاح کے لیے دعا کی جائے' ان سے بغاوت نہ کی جائے تاکہ ملک میں فتنہ و فساد برپا نہ ہو۔ ⑦ مسلمانوں کی جماعت میں شامل رہنے کا مطلب یہ ہے کہ تفرقہ پیدا نہ کیا جائے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے مسلمانوں کے دشمنوں کو فائدہ اور مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

٢٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْخَيْفِ مِنْ مِنًى. فَقَالَ: «نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ».

٢٣١- حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں مقام خیف پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جس نے میرا کلام سنا' پھر اسے (دوسروں تک) پہنچا دیا۔ بعض لوگوں کے پاس فقہ کی بات ہوتی ہے اور وہ فقیہ نہیں ہوتے۔ بعض لوگ فقہ کی بات اپنے سے زیادہ فقیہ آدمی تک پہنچا دیتے ہیں۔''

حدّثنا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي، يَعْلَى؛ ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ

محمد بن اسحاق کے دوسرے دو شاگردوں یعلیٰ اور سعید بن یحییٰ نے یہ روایت ان (محمد بن اسحاق) سے بیان کی تو محمد بن اسحاق اور امام زہری کے درمیان واسطہ بیان نہیں کیا۔

٢٣١- [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ١٢٧، ح١٥٤٢ من حديث ابن نمير به * ابن إسحاق عنعن، وشيخه عبدالسلام بن أبي الجنوب ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد وغيره.

ابْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

۲۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثاً فَبَلَّغَهُ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَحْفَظُ مِنْ سَامِعٍ».

۲۳۲- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے' جس نے ہماری کوئی بات سنی' پھر اسے (دوسروں تک) پہنچایا' بعض اوقات جسے حدیث پہنچائی جاتی ہے' وہ (براہ راست) سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نام کے متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں۔ اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب صرف عبداللہ (صحابی) لکھا ہو تو مراد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے۔ ② اس حدیث میں بشارت ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد بھی ہر دور میں حفاظ حدیث موجود رہیں گے اگرچہ ان کی تعداد کسی دور میں بہت زیادہ اور کسی دور میں کم ہوگی۔ ③ حفظ حدیث سے عموماً حدیث کو زبانی یاد رکھنا مراد لیا جاتا ہے لیکن تحریری طور پر حدیث کو محفوظ کر لینا بھی حفظ حدیث میں شامل ہے۔ ائمۂ حدیث نے دونوں طرح حدیث کو محفوظ کیا ہے بلکہ صحابۂ کرام میں سے متعدد حضرات حدیث تحریری طور پر محفوظ رکھتے تھے اور زبانی بھی یاد کرتے تھے اور روایت کرتے تھے۔ مثلاً: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما وغیرہ۔

۲۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، أَمْلاَهُ عَلَيْنَا: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ رَجُلٍ آخَرَ هُوَ أَفْضَلُ فِي نَفْسِي مِنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ،

۲۳۳- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن خطبہ دیا اور فرمایا: ''جو شخص حاضر ہے' وہ غیر موجود تک (میری یہ باتیں) پہنچا دے۔ بعض اوقات جس شخص کو بات پہنچائی جاتی ہے' وہ (براہِ راست) سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔''

۲۳۲ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في الحث على تبليغ السماع، ح: ۲٦٥۷ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان.

۲۳۳ـ [إسناده صحيح جليل] وأصله متفق عليه باختلاف يسير، البخاري، الحج، باب الخطبة أيام منىً، ح: ۱۷٤۱، ومسلم، القسامة، باب تغليظ تحريم الدماء ... الخ، ح: ۱٦۷۹.

فَقَالَ: «لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهُ، أَوْعَى لَهُ مِنْ سَامِعٍ».

٢٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، عَنْ بَهْزِ ابْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلاَ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ».

۲۳۴- حضرت معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو! جو شخص موجود ہے، وہ غیر موجود تک پہنچا دے۔''

فائدہ: غیر موجود میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کسی دوسری جگہ پر موجود تھے، نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد نہیں سن رہے تھے اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اس زمانے میں موجود نہیں تھے، بعد میں پیدا ہوئے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے انھیں نبی علیہ السلام کے ارشادات سنائے۔

٢٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ: حَدَّثَنِي قُدَامَةُ بْنُ مُوسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُصَيْنِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ يَسَارٍ، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ».

۲۳۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو لوگ موجود ہیں، وہ انھیں پہنچا دیں جو موجود نہیں۔''

٢٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۳۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

٢٣٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٥ من حديث بهز به، وحسنه البوصيري.

٢٣٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، التطوع، باب من رخص فيهما ... الخ، ح:١٢٧٨، والترمذي، ح:٤١٩ عن أحمد بن عبدة من حديث قدامة به، وقال: "غريب" ✽ ابن الحصين مجهول (تقريب)، والحديث السابق يغني عنه.

٢٣٦ـ [حسن] أخرجه أحمد عن أبي المغيرة عن معان به، وهو ضعيف لين الحديث، وللحديث طريق حسن عند ابن عبدالبر في كتاب العلم.

الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْحَلَبِيُّ، عَنْ مُعَانِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ عَبْدِالْوَهَّابِ بْنِ بُخْتٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَضَّرَ اللهُ عَبْداً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا، ثُمَّ بَلَّغَهَا عَنِّي. فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جس نے میرا کلام سنا' اسے یاد رکھا' پھر میری طرف سے (روایت کرتے ہوئے) اسے (دوسروں تک) پہنچا دیا۔ بعض لوگوں کے پاس فقہ (اور علم) کی بات ہوتی ہے اور وہ خود فقیہ نہیں ہوتے۔ بعض لوگ فقہ کی بات اپنے سے زیادہ فقیہ آدمی تک پہنچا دیتے ہیں۔

(المعجم ١٩) - بَابُ مَنْ كَانَ مِفْتَاحاً لِلْخَيْرِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- جو شخص نیکی کی چابی ہو

٢٣٧- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلْخَيْرِ، مَغَالِيقَ لِلشَّرِّ، وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلشَّرِّ، مَغَالِيقَ لِلْخَيْرِ، فَطُوبٰى لِمَنْ جَعَلَ اللهُ مَفَاتِيحَ الْخَيْرِ عَلٰى يَدَيْهِ، وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللهُ مَفَاتِيحَ الشَّرِّ عَلٰى يَدَيْهِ».

٢٣٧- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ لوگ نیکی کی چابیاں اور برائی کے تالے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ برائی کی چابیاں اور نیکی کے تالے ہوتے ہیں۔ اس شخص کو مبارک ہو جس کے ہاتھ میں اللہ نے نیکی کی چابیاں دے دیں اور اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جس کے ہاتھ میں اللہ نے برائی کی چابیاں دے دیں۔''

فوائد و مسائل: ① کسی شخص کے چابی اور تالا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ہاتھ میں نیکی یا برائی کی چابی ہے جس سے وہ اس کے دروازے کھولتا چلا جاتا ہے' چنانچہ جو شخص نیکی کی چابی والا ہوتا ہے' اسے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو نیکی کی طرف لائے' ایسا شخص برائی کا تالا ہوتا ہے' یعنی وہ گناہ کی راہیں بند کرتا اور لوگوں کو اس سے روکتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص شیطان کا ساتھی بن جائے وہ برائی کے دروازے کھولنے والا بن جاتا

٢٣٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم على اختلاف في السند * محمد بن أبي حميد ضعيف، وللحديث طرق ضعيفة عند ابن أبي عاصم وغيره.

ہے جس سے بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور جہنم کی راہ پر چلتے ہیں' ایسا شخص نیکی کے لیے تالا بن جاتا ہے' یعنی نیکی کے دروازے بند کرتا اور لوگوں کو سیدھی راہ سے روکتا ہے۔ ② نیکی کی طرف بلانا' نیکی کے کام میں تعاون کرنا اور ایسے کام کرنا جس سے لوگ نیکی کی طرف راغب ہوں' بڑی سعادت کی بات ہے۔ خاص طور پر جب کہ اس شخص کے ہاتھ میں اقتدار واختیار بھی ہو۔ اس کے برعکس برائی کی طرف بلانا' گناہوں میں تعاون کرنا اور لوگوں کو گناہ کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرنا شیطان کی اتباع اور بڑی شقاوت کی بات ہے' ایسا شخص جہنم کی راہ پر چلتا اور چلاتا ہے۔ جب اسے اقتدار واختیار مل جائے تو وہ زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے اور اہل ایمان کے لیے فتنہ بن جاتا ہے' لہٰذا دائمی شقاوت اور تباہی یعنی جہنم کی سزا اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنها.

٢٣٨- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ، أَبُو جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ هٰذَا الْخَيْرَ خَزَائِنُ، وَلِتِلْكَ الْخَزَائِنِ مَفَاتِيحُ فَطُوبٰى لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللهُ مِفْتَاحاً لِلْخَيْرِ، مِغْلاَقاً لِلشَّرِّ، وَوَيْلٌ لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللهُ مِفْتَاحاً لِلشَّرِّ، مِغْلاَقاً لِلْخَيْرِ».

٢٣٨- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نیکی کے کچھ خزانے ہیں اور ان خزانوں کی چابیاں ہیں۔ مبارک ہے اس بندے کو جسے اللہ نے نیکی کی چابی اور برائی کا تالا بنا دیا' اور تباہی ہے اس بندے کے لیے جسے اللہ نے برائی کی چابی اور نیکی کا تالا بنا دیا۔''

فائدہ: بعض محققین نے مذکورہ دونوں روایتوں کو حسن قرار دیا ہے' تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' حديث: ١٣٣٢' و ظلال الجنة' رقم: ٢٨٨' ٢٨٩)

(المعجم ٢٠) - بَابُ ثَوَابِ مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- لوگوں کو نیکی کی تعلیم دینے والے کا ثواب

٢٣٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

٢٣٩- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں

٢٣٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الأصبهاني في الحلية: ٨/ ٣٢٩ من حديث هارون بن سعيد به، وقال: "غريب" ... الخ * عبدالرحمٰن بن زيد ضعيف كما في التقريب وغيره.

٢٣٩- [إسناده ضعيف] أخرجه الآجري في "أخلاق العلماء" * عثمان بن عطاء الخراساني ضعيف، وكذا أبوه، وحفص بن عمر مجهول (تقريب)، وله شواهد، منها الحديث السابق: (٢٢٣).

حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّهُ لَيَسْتَغْفِرُ لِلْعَالِمِ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ، حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْبَحْرِ».

نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: "عالم کے لیے ہر وہ چیز دعائے مغفرت کرتی ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے حتیٰ کہ سمندر میں مچھلیاں بھی (اس کے حق میں دعائے مغفرت کرتی ہیں۔")

فوائد و مسائل: ① بعض محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے' تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعلیق الرغیب: ۱/۵۹' ۶۰) ② آسمان کی مخلوقات سے مراد فرشتے ہیں اور زمینی مخلوقات میں تمام حیوانات' جمادات' حشرات' پرندے اور سمندری مخلوقات وغیرہ شامل ہیں۔ اور نیک آدمی کی برکات سے تمام مخلوقات مستفید ہوتی ہیں۔ ③ حیوانات و جمادات میں بھی شعور پایا جاتا ہے اگرچہ ہمیں اس کا احساس نہ ہو' اس لیے وہ اپنے اپنے طریقے سے اللہ کی عبادت بھی کرتے ہیں' انھیں اللہ کی محبت و خشیت بھی حاصل ہے۔ اسی وجہ سے وہ اللہ کے نیک بندوں سے محبت اور نافرمان گناہ گاروں سے نفرت رکھتے ہیں۔ ④ اس حدیث سے معلم اور مبلغ کا شرف اور اللہ کے ہاں ان کا بلند مقام ظاہر ہوتا ہے' یہ تعلیم و تبلیغ تقریر سے ہو یا تحریر سے یا تدریس کی صورت میں ہو بشرطیکہ وہ خود بھی اپنے علم کے مطابق عمل کریں۔

٢٤٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «مَنْ عَلَّمَ عِلْماً، فَلَهُ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهِ. لاَ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الْعَامِلِ».

۲۴۰- حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جو (کسی کو) علم سکھاتا ہے' اسے اس پر عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے اور عمل کرنے والے کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔"

فائدہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ علم سکھانا بھی ایک طرح کی تبلیغ ہے اور نیکی کی دعوت دینے والے کے لیے مذکورہ ثواب حدیث نمبر: ۲۰۵ اور ۲۰۶ میں بیان ہو چکا ہے۔

٢٤١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي كَرِيمَةَ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنِي زَيْدُ

۲۴۱- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انسان (مرنے کے بعد) اپنے پیچھے جو کچھ چھوڑ کر جاتا ہے ان میں سے بہترین چیزیں تین

٢٤٠_ [إسناده حسن] انفرد به ابن ماجه.

٢٤١_ [حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، وصححه ابن حبان، والمنذري.

ابْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِهِ ثَلَاثٌ: وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ، وَصَدَقَةٌ تَجْرِي يَبْلُغُهُ أَجْرُهَا، وَعِلْمٌ يُعْمَلُ بِهِ مِنْ بَعْدِهِ».

ہیں: نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا کرے، صدقہ جاریہ جس کا ثواب اسے پہنچتا رہے، اور وہ علم جس پر اس کے بعد عمل ہوتا رہے۔"

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ، [عَنْ] مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ سِنَانٍ الرَّهَاوِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، يَعْنِي أَبَاهُ: حَدَّثَنِي زَيْدُ ابْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوالحسن القطان نے اپنے استاذ ابوحاتم کی سند سے ابوقتادہ سے یہی روایت سماع کے صیغے سے بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① انسان کی زندگی انتہائی مختصر اور محدود ہے۔ انسان کی کوشش ہونی چاہیے کہ اس مختصر مدت میں ایسے کام کرلے جو اسے موت کے بعد فائدہ دیں۔ ان میں سے وہ اعمال خاص اہمیت رکھتے ہیں جن کا ثواب مسلسل حاصل ہوتا رہے۔ ایسے اعمال کی وجہ سے وہ تھوڑے وقت میں بھی زیادہ کمائی کرسکتا ہے اس لیے انھیں بہترین ترکہ قرار دیا گیا ہے۔ ② انسان کو مرنے کے بعد ان اعمال کا ثواب ملتا رہتا ہے جن کا دوسروں کو فائدہ حاصل ہوتا رہے۔ اس حدیث میں بطور مثال تین چیزیں ذکر کی گئی ہیں۔ ③ اولاد اللہ کی عظیم نعمت ہے، خواہ بیٹے ہوں یا بیٹیاں۔ اس نعمت پر شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کی اچھی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ اچھے مسلمان اور معاشرے کے مفید رکن بن سکیں۔ نیک اولاد زندگی میں بھی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دنیوی معاملات میں دست وبازو بنتی ہے اور والدین کی وفات کے بعد بھی ان کے لیے درجات کی بلندی کا باعث بنتی ہے۔ جب اولاد والدین کے حق میں خلوص سے دعا کرے تو فوت شدہ والدین کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ ④ فوت شدہ بزرگوں کے لیے دعا کا کوئی مخصوص وقت یا مخصوص طریقہ نہیں۔ قل، دسواں، چالیسواں، برسی وغیرہ محض رسمیں ہیں جو ہندوؤں کی نقل میں مسلمانوں نے اختیار کرلی ہیں، شرعی طور پر ان کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا ان پر ثواب کی امید بھی نہیں رکھی جاسکتی۔ اس کے علاوہ ایصال ثواب کے مروج طریقے بھی قرآن وسنت سے ثابت نہیں ہیں۔ ⑤ صدقہ جاریہ سے مراد ایسی چیز ہے جس کا فائدہ دیر تک حاصل ہوتا رہے، مثلاً: جہاں لوگوں کو پانی کے حصول میں مشکل پیش آتی ہو وہاں پانی کا انتظام کرنا، کسی بے کار آدمی کو کوئی ہنر سکھا دینا جس سے وہ حلال روزی کماتا رہے وغیرہ۔ ⑥ کسی کو علم

سکھانا یا کوئی مفید علمی کام کرنا بھی ایک ایسا عمل ہے جس کا ثواب جاری رہتا ہے۔ محدثین کرام رحمہم اللہ کی تصنیفات اور دوسری علمی تالیفات بھی اس میں شامل ہیں، جب تک ان سے استفادہ کیا جاتا رہے گا مصنفین کو ثواب پہنچتا رہے گا۔

٢٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا مَرْزُوقُ بْنُ أَبِي الْهُذَيْلِ : حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ : حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ الأَغَرُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ، عِلْماً عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَداً صَالِحاً تَرَكَهُ، وَمُصْحَفاً وَرَّثَهُ، أَوْ مَسْجِداً بَنَاهُ أَوْ بَيْتاً لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْراً أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ، يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ» .

۲۴۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کو وفات کے بعد جو نیک عمل پہنچتے ہیں، ان میں یہ بھی ہیں: جس علم کی تعلیم دی اور اسے پھیلایا، نیک اولاد جو پیچھے چھوڑی، قرآن مجید کا نسخہ جو کسی کو وراثت میں ملا، مسجد جو اس نے تعمیر کی، مسافر خانہ جو اس نے قائم کیا، نہر جو اس نے جاری کی یا صدقہ جو اس نے اپنی زندگی میں صحت کی حالت میں نکالا، ان سب کا ثواب اس کی موت کے بعد اسے ملتا رہتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعليق الرغيب: ١/٥٧، ٥٨ و ارواء الغليل: ٦/٢٩) ② اس حدیث میں بطور مثال چند اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جو کسی کی وفات کے بعد بھی گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا باعث بنتے رہتے ہیں، گویا اس کا عمل اب بھی جاری ہے۔ ③ حدیث میں مذکور تمام اعمال ایسے ہیں جو فوت ہونے والے نے اپنی زندگی میں خود کیے تھے، بعد میں کسی کی طرف سے قرآن پڑھنا یا نماز ادا کرنا اس میں شامل نہیں۔ ④ صدقہ وہی افضل ہے جو انسان اپنی زندگی میں صحت کی حالت میں دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ کی راہ میں کیے جانے والے دوسرے اخراجات کا حال ہے۔ جب کوئی شخص شدید بیمار ہو جائے اور محسوس ہو کہ اب آخری وقت قریب ہے اس وقت صدقہ خیرات کرنا یا اس کی وصیت کرنا وہ مقام نہیں رکھتا۔ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: ”جو صدقہ تو اس وقت کرے جب تو تندرست ہو، مال سے محبت رکھتا ہو، فقر سے ڈرتا ہو اور تونگری کی امید رکھتا ہو۔ اور اتنی دیر نہ کر کہ جان حلق میں آ پہنچے پھر تو کہے فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا دے دینا۔ اب تو وہ مال انہی کا ہو چکا۔“ (صحيح البخاري، الزكاة، باب : فضل صدقة الشحيح الصحيح، حديث: ١٤١٩)

٢٤٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الايمان، وصححه ابن خزيمة، وحسنه المنذري ☆ الوليد لم يصرح بالسماع المسلسل، وشيخه ضعفه الجمهور .

٢٤٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبِ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ طَلْحَةَ، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْماً، ثُمَّ يُعَلِّمَهُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ».

۲۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان آدمی کسی چیز کا علم حاصل کرے' پھر اپنے مسلمان بھائی کو اس کی تعلیم دے۔''

(المعجم ٢١) - بَابُ مَنْ كَرِهَ أَن يُوطَأَ عَقِبَاهُ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- جس نے ساتھیوں کا پیچھے چلنا پسند نہ کیا

٢٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَا رُئِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ مُتَّكِئاً قَطُّ، وَلاَ يَطَأُ عَقِبَيْهِ رَجُلاَنِ.

۲۴۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو کبھی اس حال میں نہیں دیکھا گیا کہ آپ ٹیک لگا کر کھانا کھا رہے ہوں' نہ اس حال میں دیکھا گیا کہ دو آدمی آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے ہوں۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: وَحَدَّثَنَا حَازِمُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ السَّامِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ، صَاحِبُ الْقَفِيزِ، حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوالحسن القطان نے اپنی عالی سند سے یہی حدیث حماد بن سلمہ کے دوسرے دو شاگردوں سے بھی بیان کی ہے۔

٢٤٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه المزي في تهذيب الكمال عن يعقوب به * الحسن عنعن، تقدم، ح: ١٧، وضعفه البوصيري.

٢٤٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في الأكل متكئًا، ح: ٣٧٧١ عن موسى بن إسماعيل به * شعيب هو ابن محمد بن عبدالله بن عمرو، وقوله "عن أبيه" أي عن جده عبدالله بن عمرو كما في تحفة الأشراف: ٦/ ٣٠٢، ح: ٨٦٥٦، ونحوه في المستدرك: ٤/ ٢٧٩.

فوائد و مسائل: ① [مُتَّكِئًا] کا مطلب یہ ہے کہ کھانا کھاتے ہوئے کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھا جائے' بعض علماء نے اس کا مطلب ایک ہاتھ زمین پر ٹکا کر بیٹھنا یا چارزانو بیٹھنا بیان کیا ہے۔ چونکہ ٹیک لگا کر یا زمین پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنا متکبروں کا طریقہ ہے اور چارزانو بیٹھ کر وہ آدمی کھاتا ہے جو زیادہ کھانے کا عادی اور پیٹو ہو اس لیے نبی ﷺ نے اس سے پرہیز فرمایا۔ ② ایک آدمی آگے آگے چل رہا ہو اور دوسرے لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلیں' اس سے آگے والے کا تکبر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود کو دوسروں سے افضل سمجھتا ہے اور نہیں چاہتا کہ دوسرے افراد اس کے برابر چلیں' علاوہ ازیں اس میں پیچھے چلنے والوں کی تحقیر ہے اور وہ بھی گویا اپنے آپ کو اس سے کم تر سمجھتے ہیں۔ ③ اس چیز کو احترام قرار نہیں دیا جا سکتا جس چیز کو اللہ کے رسول ﷺ نے ناپسند کیا ہو۔ ④ بعض لوگوں میں یہ رواج ہے کہ جب پیر یا بزرگ چارپائی پر بیٹھا ہو تو وہ اس کے پاس چارپائی پر نہیں بیٹھتے بلکہ زمین پر بیٹھتے ہیں۔ یہ بھی بہت غلط رواج ہے کیونکہ اس میں پیچھے پیچھے چلنے سے بھی زیادہ حقارت پائی جاتی ہے۔

٢٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا مُعَانُ بْنُ رِفَاعَةَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ، فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ نَحْوَ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، وَكَانَ النَّاسُ يَمْشُونَ خَلْفَهُ، فَلَمَّا سَمِعَ صَوْتَ النِّعَالِ وَقَرَ ذٰلِكَ فِي نَفْسِهِ، فَجَلَسَ حَتَّى قَدَّمَهُمْ أَمَامَهُ، لِئَلَّا يَقَعَ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ مِنَ الْكِبْرِ.

۲۴۵- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی ﷺ شدید گرمی میں بقیع الغرقد کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ دوسرے حضرات آپ ﷺ کے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ آپ نے ان کے جوتوں کی آواز سنی تو ناگواری محسوس ہوئی' لہٰذا آپ علیہ السلام بیٹھ گئے حتی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو آگے نکل جانے دیا تاکہ آپ کے دل میں فخر کی کوئی کیفیت پیدا نہ ہو جائے۔

٢٤٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ ، عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَشٰى ، مَشٰى

۲۴۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ چلتے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ سے آگے چلتے تھے اور آپ کے پیچھے فرشتوں کے لیے جگہ چھوڑ دیتے تھے۔

٢٤٥ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٢٢٨، ٢٤٥ لضعف معان وعلي بن يزيد.

٢٤٦ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٢ عن وكيع به، وصححه البوصيري * الثوري عنعن، وحديث أبي عوانة عن الأسود شاهد له عند أحمد: ٣/ ٣٩٧، ٣٩٨، ح: ١٥٣٥٥، وحديث شعبة (المستدرك: ٤/ ٢٨١) يخالفه، والله أعلم.

أَصْحَابُهُ أَمَامَهُ، وَتَرَكُوا ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ.

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کچھ لوگ بزرگ شخصیت کے آگے چلیں اور کچھ پیچھے چلیں تو یہ درست ہے' ممنوع صرف اس وقت ہے جب سب لوگ پیچھے چلیں۔ ② بزرگ شخصیت کے آگے چلنا ادب کے منافی نہیں۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْوَصَاةِ بِطَلَبَةِ الْعِلْمِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۲- طالبان علم کے حق میں وصیت

٢٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ رَاشِدٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدَةَ، عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «سَيَأْتِيكُمْ أَقْوَامٌ يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَقُولُوا لَهُمْ: مَرْحَباً مَرْحَباً بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَاقْنُوهُمْ».

۲۴۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے پاس لوگ علم کی تلاش میں آئیں گے۔ جب تم انھیں دیکھو تو کہو: مرحبا' خوش آمدید جن کے حق میں اللہ کے رسول ﷺ نے وصیت کی۔ اور انھیں وہ چیز دو جو ذخیرہ کیے جانے کے قابل ہے۔''

قُلْتُ لِلْحَكَمِ: مَا «اقْنُوهُمْ؟» قَالَ: عَلِّمُوهُمْ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاذ محمد بن حارث فرماتے ہیں: میں نے اپنے استاد حکم بن عبدہ سے پوچھا: قابل ذخیرہ چیز دینے کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ انھیں علم سکھاؤ۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک حسن ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' حدیث: ۲۸۰) ② اس سے معلوم ہوا کہ حدیث نبوی وہ علم ہے جو انتہائی توجہ اور شوق سے حاصل کیے جانے کے لائق ہے۔ صحابۂ کرام نے نبئ اکرم ﷺ سے یہ علم حاصل کیا اور آپ ﷺ نے انھیں خوش خبری دی کہ ان سے بھی یہ علم حاصل کرنے کے لیے دور دراز سے لوگ آئیں گے۔ چنانچہ ہر دور میں مسلمان اس مبارک علم کے لیے ایک شہر سے دوسرے شہر بلکہ ایک ملک سے دوسرے ملک سفر کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ③ مبارک باد کے لائق ہیں وہ طالبان علوم نبویہ جنھیں خوش آمدید کہنے کی وصیت خود نبئ اکرم ﷺ نے کی ہے' دوسرے علوم وفنون کو یہ شرف حاصل

٢٤٧- **[إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في الاستيصاء بمن يطلب العلم، ح: ٢٦٥٠ من حديث أبي هارون به، وذكر كلامًا * وأبوهارون متروك، وكذبه حماد بن زيد وابن معين وغيرهما.

نہیں اگر چہ ان کا سیکھنا بھی مسلمان معاشرے کی ضرورت ہے۔ ④ علمائے دین کو چاہیے کہ طلبہ سے شفقت ومحبت کا اظہار کریں اور انھیں دینی علوم کے شرف اور مقام ومرتبہ سے آگاہ کریں تاکہ طلبہ توجہ اور محنت سے یہ علم حاصل کریں اور اس کے راستے میں آنے والی مشکلات کو صبر وحوصلہ سے برداشت کریں۔ ⑤ أَقْنُوهم (انھیں قابل ذخیرہ چیز دو) کا لفظ قُنْيَة سے ماخوذ ہے اور قنية اس چیز کو کہتے ہیں جسے جمع کیا جائے اور سنبھال کر رکھا جائے۔ علم بھی ایسی چیز ہے جسے زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے اور پھر اسے یاد رکھا جانا چاہیے۔ لکھ کر' دہرائی اور مذاکرہ کے ذریعے سے اسے ذہن نشین کرنا اور سمجھنا چاہیے تاکہ وہ محفوظ رہے اور فراموش ہو کر ضائع نہ ہو جائے۔

٢٤٨- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ هِلاَلٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى الْحَسَنِ نَعُودُهُ حَتَّى مَلأْنَا الْبَيْتَ، فَقَبَضَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ نَعُودُهُ حَتَّى مَلأْنَا الْبَيْتَ، فَقَبَضَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَى مَلأْنَا الْبَيْتَ، وَهُوَ مُضْطَجِعٌ لِجَنْبِهِ، فَلَمَّا رَآنَا قَبَضَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّهُ سَيَأْتِيكُمْ أَقْوَامٌ مِنْ بَعْدِي يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ، فَرَحِّبُوا بِهِمْ، وَحَيُّوهُمْ وَعَلِّمُوهُمْ».

۲۴۸- اسماعیل (بن مسلم) سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم حضرت حسن (بصری) رحمہ اللہ کی عیادت کے لیے ان کے ہاں گئے (ہم لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ) کمرہ ہم لوگوں سے بھر گیا' حسن (بصری) رحمہ اللہ نے اپنے پاؤں سمیٹ لیے اور فرمایا: (ایک بار) ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے ان کے ہاں گئے حتی کہ کمرہ بھر گیا تو انھوں نے بھی پاؤں سمیٹ لیے تھے اور فرمایا تھا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حتی کہ کمرہ بھر گیا' آپ ﷺ پہلو کے بل لیٹے ہوئے تھے۔ ہمیں دیکھ کر قدم مبارک سمیٹ لیے۔ پھر فرمایا: ''میرے بعد تمھارے پاس بہت سے لوگ علم کی طلب میں آئیں گے' تم انھیں خوش آمدید کہنا' انھیں دعائیں دینا اور انھیں تعلیم دینا۔''

قَالَ: فَأَدْرَكْنَا، وَاللهِ، أَقْوَاماً، مَا رَحَّبُوا بِنَا وَلاَ حَيَّوْنَا وَلاَ عَلَّمُونَا، إِلَّا بَعْدَ أَنْ كُنَّا نَذْهَبُ إِلَيْهِمْ فَيَجْفُونَا.

حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہمیں تو ایسے لوگ ملے جنھوں نے ہمیں نہ مرحبا کہا' نہ دعائیں دیں اور تعلیم بھی اس طرح دی کہ ہم ان کے پاس جاتے تھے اور وہ ہم سے بے رخی کا اظہار کرتے تھے۔

٢٤٨_ **[إسناده موضوع]** مُعلّى بن هلال كذاب، اتفق النقاد علٰى تكذيبه.

فائدہ: حسن بصری رحمہ اللہ تابعی ہیں ان کے اساتذہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور کبار تابعین ہیں۔ ان حضرات کے متعلق یہ تصور کرنا دشوار ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ نامناسب رویہ اختیار کرتے تھے۔

٢٤٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، قَالَ: مَرْحَباً بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَنَا: «إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ، وَإِنَّهُمْ سَيَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، فَإِذَا جَاءُوكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْراً».

٢٤٩- ابوہارون عبدی سے روایت ہے، اس نے فرمایا: ہم لوگ جب حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ فرماتے: انھیں خوش آمدید جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے وصیت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا: ''لوگ (دین میں) تمھارے تابع ہیں، وہ دنیا کے (دور دراز) علاقوں سے تمھارے پاس دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لیے آئیں گے۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ جب وہ تمھارے پاس آئیں تو ان سے بھلائی کرنا۔''

(المعجم ٢٣) - بَابُ الانْتِفَاعِ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ بِهِ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣- علم سے فائدہ اٹھانا اور اس پر عمل کرنا

٢٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لاَ يَنْفَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لاَ يُسْمَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لاَ يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لاَ تَشْبَعُ».

٢٥٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی ایک دعا یہ بھی تھی: [اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَایَنْفَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَایُسْمَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس علم سے جو فائدہ نہ دے، اس دعا سے جو قبول نہ ہو، اس دل سے جو (تیرے سامنے) عاجزی نہ کرے اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو۔''

٢٤٩- [ضعيف جدًا] انظر، ح:٢٤٧.

٢٥٠- [صحيح] أخرجه النسائي: ٨/ ٢٨٤، ح:٥٥٣٨ من حديث أبي خالد به، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح:١٥٤٨، والنسائي، ح:٥٥٣٩، وصححه الحاكم، والذهبي.

فوائد و مسائل: ① دعا بھی ایک عبادت ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ مختلف موقعوں پر مختلف دعائیں کرتے تھے۔ اس میں امت کے لیے تعلیم بھی ہے کہ اس طرح دعا کیا کرو۔ ② قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بہت سی دعائیں مذکور ہیں' انسان موقع محل کی مناسبت سے ان میں سے کوئی بھی دعا منتخب کر سکتا ہے۔ ویسے تو اپنے الفاظ میں اور اپنی زبان میں بھی دعا کرنا درست ہے لیکن زبان رسالت سے جو دعائیں ادا ہوئی ہیں ان کی سی برکت دوسری دعاؤں میں نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ ان الفاظ میں دعا مانگنے سے نبی اکرم ﷺ کی اقتدا و اتباع کا جو شرف حاصل ہوتا ہے' وہ دوسرے الفاظ سے نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ الفاظ بظاہر کتنے ہی خوبصورت اور عمدہ ہوں۔ ③ علم نافع' جس کی دعا اس حدیث میں کی گئی ہے' اس سے مراد وہ علم ہے جس پر عمل بھی ہو کیونکہ عمل صالح ہی سے دنیا و آخرت میں فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ ④ وہ دعا جو سنی نہ جائے' یعنی قبول نہ ہو۔ اس سے پناہ کا مطلب یہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میری تمام دعائیں قبول فرمائے اور مجھے پورے آداب کے ساتھ ایسی دعا کرنے کی توفیق بخشے جو اللہ کے ہاں شرف قبولیت حاصل کر سکے۔ ④ ''سیر نہ ہونے والے نفس'' سے مراد دنیا کی دولت' شہرت' منصب وغیرہ کا حریص نفس ہے۔ زیادہ سے زیادہ علم نافع کی طلب اور موجود علم سے سیر نہ ہونا ایک اچھی خصلت ہے' اس لیے حکم دیا گیا ہے: ﴿وَقُل رَّبِّ زِدْنِى عِلْمًا﴾ (طٰه:١١٤) ''(اے نبی!) آپ کہیے: اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔'' ⑤ اس میں علم نافع کی فضیلت ہے کیونکہ اس کے لیے خود رسول اللہ ﷺ نے بھی دعا کی ہے۔

٢٥١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي، وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَزِدْنِي عِلْماً. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ».

٢٥١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِى بِمَا عَلَّمْتَنِى' وَعَلِّمْنِى مَايَنْفَعُنِى' وَزِدْنِى عِلْمًا۔ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ] ''اے اللہ! تو مجھے جو علم نصیب فرمائے اس سے مجھے فائدہ پہنچا اور مجھے وہ علم دے جو مجھے فائدہ دے اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ اور ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شواہد مستدرک حاکم میں ہیں لیکن ان کی صحت وضعف کی طرف اشارہ نہیں کیا' جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت میں مذکور لفظ [والحمد لله على كل حال] کے علاوہ باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے

٢٥١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب "سبق المفردون . . . الخ"، ح: ٣٥٩٩ من حديث ابن نمير به، وذكر كلامًا * موسى بن عبيدة ضعيف، وشيخه مجهول (تقريب)، ولبعض الحديث شواهد عند الحاكم: ١/ ٥١٠.

لیے دیکھیے: (المشکاۃ' التحقیق الثانی للألبانی' حدیث: ۳۴۹۳) ② اس میں علم نافع کے حصول کی درخواست کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی ہے کہ جو علم پہلے حاصل ہو چکا ہے' اللہ اسے بھی نفع بخش بنا دے۔

۲۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ و[سُرَيْجُ] ابْنُ النُّعْمَانِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ، أَبِي طُوَالَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْماً مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ، لاَ يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضاً مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» يَعْنِي: رِيحَهَا.

۲۵۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو علم اللہ کی رضا کے لیے حاصل کیا جاتا ہے' جس نے اسے دنیا کا مال و متاع حاصل کرنے کے لیے سیکھا' اسے قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں آئے گی۔''

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: أَنْبَأَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوالحسن القطان نے اپنی عالی سند سے یہی حدیث فلیح بن سلیمان کے شاگرد سعید بن منصور سے بھی بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① جس طرح دوسرے نیک اعمال کے لیے اخلاص نیت شرط ہے اسی طرح حصول علم کے لیے بھی خلوص ضروری ہے۔ ② علم حاصل کرتے وقت یہ نیت نہیں ہونی چاہیے کہ اس سے دنیوی فوائد حاصل ہوں گے۔ صاحب اخلاص کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ذلیل نہیں فرماتا اور اپنے فضل سے اس کی دنیاوی ضروریات پوری ہونے کے اسباب مہیا فرما دیتا ہے' اس لیے یہ سوچ کر دینی علم سے محروم نہیں رہنا چاہیے کہ عالم دین کو دنیا نہیں ملتی۔ ③ جنت کی خوشبو نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ جنت سے بہت دور ہو گا حتی کہ جنت کا نظر آنا تو در کنار اس کی خوشبو بھی نہیں پہنچے گی۔ دنیا میں ایسا ہوتا ہے کہ جہاں نظر نہیں پہنچتی وہاں خوشبو پہنچ جاتی ہے۔ جنت سے اس قدر دوری کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم میں جائے گا۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهَا. ④ دنیا کمانے کے لیے دینی علم سیکھنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ ایسا شخص دنیا کے لالچ میں غلط مسائل بیان کرتا ہے تاکہ لوگ اس سے خوش ہو کر اس کی خدمت کرتے رہیں۔ اس طرح وہ ہدایت کے بجائے گمراہی پھیلانے والا بن جاتا ہے۔ ⑤ دنیوی علوم اس غرض سے حاصل کرنا کہ ان کے ذریعے سے رزق

۲۵۲ـ **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، العلم، باب في طلب العلم لغير الله، ح: ٣٦٦٤ عن ابن أبي شيبة به مختصرًا، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي.

حلال کمایا جائے' اس وعید میں شامل نہیں۔

۲۵۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا أَبُو كَرِبٍ الأَزْدِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ، أَوْ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ، أَوْ لِيَصْرِفَ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ، فَهُوَ فِي النَّارِ».

۲۵۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس لیے علم حاصل کرتا ہے کہ بے علم (عوام) سے بحث کرے یا علماء کے مقابلے میں فخر کا اظہار کرے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائے' وہ جہنم میں جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① جو شخص بغیر اخلاص کے علم حاصل کرتا ہے اس کا مقصد عام طور پر یہی باتیں ہوتی ہیں جو حدیث میں مذکور ہوئیں۔ ایسا شخص نیت کی خرابی کے جرم میں جہنم کی سزا کا مستحق ہوگا۔ ② بے عمل علماء عام طور پر نئے نئے مسئلے نکالتے رہتے ہیں تاکہ عوام انھیں عالم سمجھیں۔ خصوصاً ایسے اجتہادی مسائل جن میں سلف کے درمیان اختلاف رہا ہے یا ایک عمل دو طریقوں سے جائز ہے اور ان میں سے ایک طریقہ رائج ہو گیا ہے' ان میں نئے سرے سے اختلاف پیدا کرنا مستحسن نہیں' البتہ اگر کوئی مسنون عمل معاشرہ میں متروک ہو گیا ہے یا کوئی بدعت رائج ہو گئی ہے تو اس سنت کا احیاء اور بدعت کی تردید ضروری ہے۔ ③ اگر کسی مقام پر اختلافی مسئلہ بیان کرنے کی ضرورت ہو تو اسے اس انداز سے بیان کرنا چاہیے جس سے دوسرا موقف رکھنے والے علماء کی تحقیر اور توہین نہ ہو۔ اور اگر کسی عالم سے بحث مباحثہ کی نوبت آ جائے تو مخاطب کا پورا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے ادب کے دائرے میں بات چیت ہونی چاہیے' گالی گلوچ علماء کی شان کے لائق نہیں بلکہ ایسی حرکتیں عدم خلوص کی علامت ہیں۔ ④ بعض لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ عوام میں ان کا نام زیادہ مشہور ہو اور ان کے نام کے ساتھ لمبے چوڑے القاب لکھے اور بولے جائیں یا کسی مذہبی اور سیاسی تنظیم میں ان کو اونچا عہدہ اور منصب ملے' اس مقصد کے لیے وہ اپنی تشہیر اور دوسرے علماء کی تحقیر کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے اختیار کرتے ہیں۔ یہ سب کام خلوص سے محرومی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ علماء کو چاہیے کہ اپنی ذات کا کڑا احتساب کرتے رہیں تاکہ شیطان کے داؤ سے محفوظ رہ سکیں۔ اس سلسلہ میں ''تلبیس ابلیس'' (مصنفہ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ) امام ابن القیم کی ''الداء والدواء'' اور اس قسم کی دوسری کتابوں کا مطالعہ مفید ہے۔ ⑤ بعض محققین نے شواہد کی بنا پر اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المشكاة للألباني' حدیث: ۲۲۵'۲۲۶) علاوہ ازیں ہمارے فاضل محقق نے بھی تحقیق میں اس کے شواہد کا تذکرہ کیا ہے لیکن ان کی صحت و ضعف کی طرف اشارہ نہیں کیا۔ بہرحال روایت شواہد کی وجہ سے قابل حجت ہے۔ واللہ اعلم.

۲۵۳ـ [إسناده ضعيف] * حماد ضعيف، وشيخه مجهول(تقريب)، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۲٦٥٤.

٢٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ : أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ، قَالَ : «لاَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوا بِهِ الْعُلَمَاءَ ، وَلاَ لِتُمَارُوا بِهِ السُّفَهَاءَ ، وَلاَ تَخَيَّرُوا بِهِ الْمَجَالِسَ . فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ ، فَالنَّارُ النَّارُ» .

۲۵۴- حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''علم اس لیے حاصل نہ کرو کہ علماء کے مقابلہ میں فخر کا اظہار کرو' نہ اس لیے کہ کم عقل لوگوں سے بحث کرو' نہ اس لیے کہ مجلس میں ممتاز مقام حاصل کرو۔ جس نے ایسا کیا تو (اس کے لیے) آگ ہے' آگ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① بعض محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح الترغیب للألبانی' حدیث:۱۰۲) نیز ہمارے محقق نے بھی اس کے دیگر شواہد کا تذکرہ کیا ہے لیکن ان کی صحت وضعف کی طرف اشارہ نہیں کیا' بہر حال یہ روایت شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ ② [فَالنَّارَ النَّارَ] کا جملہ دو طرح پڑھا گیا ہے۔ اگر پیش سے [فَالنَّارُ النَّارُ] پڑھا جائے تو وہ ترجمہ ہوگا جو بیان ہوا۔ اگر زبر سے فَالنَّارَ النَّارَ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا ''یہ آگ کا مستحق ہے۔'' یا' اسے چاہیے کہ آگ سے ڈرے۔''

٢٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : أَنْبَأَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيِّ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : «إِنَّ أُنَاساً مِنْ أُمَّتِي سَيَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ ، وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ ، وَيَقُولُونَ : نَأْتِي الأُمَرَاءَ فَنُصِيبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِينِنَا ، وَلاَ يَكُونُ ذٰلِكَ ، كَمَا لاَ يُجْتَنٰى مِنَ الْقَتَادِ إِلَّا الشَّوْكُ ، كَذٰلِكَ لاَ يُجْتَنٰى مِنْ قُرْبِهِمْ إِلَّا» .

۲۵۵- حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ دین کا علم حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے۔ (پھر) وہ کہیں گے: ہم حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں' ان کی دنیا سے کچھ حاصل کر لیں گے اور اپنا دین بچا کر الگ ہو جائیں گے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ جس طرح قتاد (ایک قسم کا کانٹوں والا درخت) سے صرف کانٹے ہی حاصل ہو سکتے ہیں (پھل نہیں) اس طرح ان کے پاس جا کر کچھ حاصل نہیں ہوگا سوائے......''

٢٥٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في العلم، وصححه ابن حبان، ح: ٩٠، والحاكم: ١/ ٨٦، والذهبي * ابن جريج وشيخه عنعنا، وله شواهد.

٢٥٥ـ [إسناده ضعيف] * الوليد بن مسلم "ثقة لكنه كثير التدليس والتسوية" (تقريب) وعنعن.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: كَأَنَّهُ يَعْنِي: الْخَطَايَا.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد محمد بن صباح رحمہ اللہ نے فرمایا: یعنی سوائے گناہوں کے۔

٢٥٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ سَيْفٍ، عَنْ أَبِي مُعَاذٍ الْبَصْرِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَيْفٍ، عَنْ أَبِي مُعَاذٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ؟ قَالَ: «وَادٍ فِي جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ أَرْبَعَمِائَةِ مَرَّةٍ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَنْ يَدْخُلُهُ؟ قَالَ: «أُعِدَّ لِلْقُرَّاءِ الْمُرَائِينَ بِأَعْمَالِهِمْ، وَإِنَّ مِنْ أَبْغَضِ الْقُرَّاءِ إِلَى اللهِ الَّذِينَ يَزُورُونَ الأُمَرَاءَ».

٢٥٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جُبُّ الْحُزْن سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جُبُّ الْحُزْن (غم کا کنواں) کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جہنم کی ایک وادی ہے جس سے باقی جہنم بھی روزانہ چار سو دفعہ پناہ مانگتی ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا: ''یہ وادی ان قاریوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اپنے اعمال میں ریاکاری کرتے ہیں اور اللہ کے ہاں سب سے قابل نفرت قُراء وہ ہیں جو حکمرانوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔''

قَالَ الْمُحَارِبِيُّ: الْجَوَرَةَ. قَالَ أَبُوالحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَازِمُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابنُ نُمَيرٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ النَّصرِيِّ، وكَانَ ثِقَةً، ثم ذَكَرَ الحَدِيثَ نَحْوَهُ بِإِسْنَادِهِ.

محاربی نے فرمایا: یعنی ظالم حکمرانوں سے ملتے ہیں۔

ابوالحسن القطان رحمہ اللہ نے معاویۃ النصری اور وہ ثقہ تھے کی سند سے سابقہ روایت کی مثل حدیث بیان کی۔

حدّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُوغَسَّانَ، مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے (حدیث کے راوی ابن سیرین) کے بارے میں راوی کا تردد بھی

٢٥٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزهد، باب، ح: ٢٣٨٣ من حديث المحاربي به، وقال: "حسن غريب" * عمار ضعيف الحديث وكان عابدًا، وشيخه مجهول(تقريب).

عَمَّارُ بْنُ سَيْفٍ، عَنْ أَبِي مُعَاذٍ، قَالَ مَالِكُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ: قَالَ عَمَّارٌ: لاَ أَدْرِي مُحَمَّدٌ أَوْ أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ.

بیان کیا کہ وہ محمد بن سیرین ہے یا انس بن سیرین۔

٢٥٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ النَّصْرِيِّ، عَنْ نَهْشَلٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: لَوْ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ وَوَضَعُوهُ عِنْدَ أَهْلِهِ لَسَادُوا بِهِ أَهْلَ زَمَانِهِمْ، وَلٰكِنَّهُمْ بَذَلُوهُ لِأَهْلِ الدُّنْيَا لِيَنَالُوا بِهِ مِنْ دُنْيَاهُمْ، فَهَانُوا عَلَيْهِمْ، سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِداً، هَمَّ آخِرَتِهِ، كَفَاهُ اللهُ هَمَّ دُنْيَاهُ، وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ فِي أَحْوَالِ الدُّنْيَا، لَمْ يُبَالِ اللهُ فِي أَيِّ أَوْدِيَتِهَا هَلَكَ».

۲۵۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: اگر علماء علم کی حفاظت کرتے اور اسے اہل لوگوں کے سامنے پیش کرتے تو (اس کی برکت سے) اپنے زمانے والوں کے سردار بن جاتے۔ لیکن انھوں نے علم دنیا داروں کی خدمت میں پیش کر دیا تاکہ اس کے ذریعے سے ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل کرلیں، چنانچہ وہ ان (کی نگاہوں) میں بے قدر ہو گئے۔ میں نے تمھارے نبی ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ”جس شخص نے اپنے تمام تفکرات کو ایک ہی فکر یعنی فکر آخرت میں ڈھال لیا، اللہ اسے دنیا کے تفکرات سے بچا لیتا ہے، اور جسے مختلف معاملات دنیاوی کی فکر رہتی ہے (اور وہ ان میں مشغول ہو کر آخرت کو فراموش کر دیتا ہے) اللہ کو اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ کس وادی میں جا کر تباہ ہوتا ہے۔“

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَازِمُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ النَّصْرِيِّ، وَكَانَ ثِقَةً، ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ بِإِسْنَادِهِ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوالحسن القطان نے یہ روایت اپنی عالی سند سے ابن نمیر کے دوسرے دو شاگردوں ابوبکر بن ابی شیبہ اور محمد بن عبداللہ بن نمیر سے بھی سابقہ روایت کی طرح بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو دنیا کے معاملات میں بھی آخرت کے فائدہ اور

٢٥٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن أبي شيبة، وضعفه البوصيري * نهشل بن سعيد متروك، وكذبه إسحاق بن راهويه، وانظر، ح: ٤١٠٦.

نقصان کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ مومن آخرت کے فائدہ کے لیے دنیا کا نقصان برداشت کر لیتا ہے اس لیے اس کو اس قربانی پر غم اور افسوس نہیں ہوتا بلکہ خوشی ہوتی ہے' اس طرح وہ دنیا کے تفکرات سے گویا محفوظ ہو جاتا ہے۔ ② آخرت کو فراموش کرنے کا برا نتیجہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور وہ یہ کہ انسان ہمیشہ فکر و غم میں مبتلا رہتا ہے' اس سے جو چیز چھن جاتی ہے اس پر سخت غمگین ہوتا ہے جبکہ مومن کو کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے کیونکہ اسے آخرت میں بہتر جزا ملنے کی امید ہوتی ہے۔ ③ بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٢٥٨- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ، [وَأَبُوبَدْرٍ]، عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ الْهُنَائِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ الْهُنَائِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ خَالِدِ بْنِ دُرَيْكٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللهِ، أَوْ أَرَادَ بِهِ غَيْرَ اللهِ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۲۵۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غیر اللہ کے لیے علم طلب کیا یا اس سے اللہ کے سوا کسی اور کا ارادہ کیا' اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔''

٢٥٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَاصِمٍ الْعَبَّادَانِيُّ: حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَشْعَثَ بْنَ سَوَّارٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لاَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوا بِهِ الْعُلَمَاءَ، أَوْ لِتُمَارُوا بِهِ السُّفَهَاءَ، أَوْ لِتَصْرِفُوا وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْكُمْ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ، فَهُوَ فِي النَّارِ».

۲۵۹- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ''علم کو اس غرض سے حاصل نہ کرو کہ علماء کے مقابلے میں فخر کا اظہار کرو یا کم عقل لوگوں سے بحث کرو' یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرو۔ جس نے یہ کام کیا' وہ جہنمی ہے۔''

٢٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۲۶۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ

٢٥٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، العلم، باب فيمن يطلب بعلمه الدنيا، ح: ٢٦٥٥ من حديث محمد بن عباد به، وقال: "حسن غريب" * خالد بن دريك لم يدرك ابن عمر رضي الله عنهما.

٢٥٩ـ [ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف" * بشير بن ميمون متروك متهم، وأشعث بن سوار ضعيف (تقريب)، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق، ح: ٢٥٤.

٢٦٠ـ [ضعيف] قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لاتفاقهم علٰى ضعف عبدالله بن سعيد"، وهو متروك كما في ◀◀

أَنْبَأَنَا وَهْبُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الأَسَدِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ، وَيُجَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ، وَيَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللهُ جَهَنَّمَ».

ﷺ نے فرمایا: ''جس نے علم اس لیے حاصل کیا کہ اس کی وجہ سے علماء کے مقابلے میں فخر کرے یا کم عقل لوگوں سے بحث کرے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرے' تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔''

(المعجم ٢٤) - بَابُ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴-علم کی بات پوچھے جانے پر علم چھپانے والے (کے گناہ) کا بیان

٢٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يَحْفَظُ عِلْماً فَيَكْتُمُهُ، إِلاَّ أُتِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْجَماً بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ».

۲۶۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو علم (کا کوئی مسئلہ) یاد ہو' پھر اس نے چھپالیا' وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اسے آگ کی لگام پڑی ہوگی۔''

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ، أَيِ الْقَطَّانُ: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ ابْنُ زَاذَانَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوالحسن القطان نے یہ روایت اپنی عالی سند سے عمارہ بن زاذان کے دوسرے شاگرد ابوالولید کی سند سے بھی اسی طرح بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① امام خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے وہ علم مراد ہے جس کا سائل کو علم ہونا انتہائی ضروری ہے' مثلاً: نماز کا طریقہ وغیرہ۔ نفلی علوم کے بارے میں یہ وعید لازم نہیں آتی' مثلاً: نحو' صرف یا منطق و فلسفہ کا علم۔ ② بعض اوقات ایک مسئلہ سائل کی ذہنی سطح سے بلند ہوتا ہے جسے سمجھنا اس کے لیے دشوار ہوتا ہے' مثلاً: ایک عام آدمی جو صرف یہ سمجھ سکتا ہے کہ حدیث صحیح ہوتی ہے یا ضعیف۔ وہ اگر ضعف کے اسباب یا کسی راوی کے بارے میں علمائے جرح و

التقريب، وله شواهد منها، ح: ٢٥٤، ٢٥٩.

٢٦١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، العلم، باب كراهية منع العلم، ح: ٣٦٥٨، والترمذي، ح: ٢٦٤٩ من حديث علي بن الحكم به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٩٥، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ٩٦، والحاكم: ١٠٢/١ وغيرهما.

تعدیل کے اقوال کے بارے میں سوال کرے تو اسے مناسب طریقے سے ٹالا جا سکتا ہے جیسے نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ چاند کے گھٹنے بڑھنے کی کیا وجہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں وجہ بیان کرنے کی بجائے اس کی حکمت اور فائدہ بیان فرما دیا۔ ارشاد ہے: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾ (البقرة:١٨٩) ''لوگ آپ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں' فرما دیجیے وہ لوگوں کے لیے وقت (کے اندازے) کا ذریعہ ہے' خصوصاً حج کے لیے۔'' اسی طرح جب روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا گیا: ﴿قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ﴾ (بنی اسرائیل:٨٥) فرما دیجیے روح میرے رب کے حکم سے ہے۔'' یعنی اللہ کے حکم سے ایک چیز پیدا ہو گئی ہے جس کی حقیقت تم نہیں سمجھ سکتے۔ ③ جس شخص کے بارے میں یہ خدشہ ہو کہ وہ علم کا ناجائز استعمال کرے گا اسے بھی جواب دینے سے گریز کیا جا سکتا ہے۔ حجاج بن یوسف نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے سخت سزا کیا دی ہے؟ انھوں نے عرنیین کا واقعہ بیان فرمایا جس میں ہے کہ قبیلۂ عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے انھیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی تو وہ بیمار ہو گئے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے ان کے علاج کے لیے اونٹوں کا دودھ اور ان کا پیشاب تجویز فرمایا۔ آپ نے انھیں صدقے کے اونٹوں کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ اپنا علاج کر سکیں۔ یہ لوگ جب صحت یاب ہو گئے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ لوٹ لیے اور آپ کے چرواہے کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی گرفتاری کے لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر بھیجا جو انھیں گرفتار کر کے لے آیا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیے اور ان کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلائیاں پھیر دیں اور انھیں دھوپ میں پیاسے ڈال دیا حتی کہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ انھوں نے آپ کے چرواہے کو اسی طرح قتل کیا تھا' لہٰذا انھیں ان کے عمل کے مطابق سزا دی گئی۔ (صحيح البخاري' الوضوء' باب أبوال الإبل والدواب ...... الخ' حديث:٢٣٣) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: کاش وہ یہ حدیث بیان نہ کرتے کیونکہ حجاج بن یوسف اسی حدیث سے دلیل لے کر لوگوں کو سخت اذیتیں دیتا تھا۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر' سورۂ مائدہ:٣٣) ④ جب کسی کا امتحان لینے کی غرض سے سوال کیا جائے تاکہ اس کی علمی استعداد کا صحیح اندازہ ہو سکے تو جس سے سوال کیا گیا ہے اسے اس کی معلومات کے مطابق جواب دینے کا موقع دینا چاہیے' دوسرے آدمی کا اس کی مدد کرنا درست نہیں کیونکہ اس سے امتحان کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات اس کی وجہ سے ایک لائق آدمی کی حق تلفی ہو جاتی ہے اور نا اہل آدمی کو وہ مقام مل جاتا ہے جس کا وہ مستحق نہیں۔ امتحان میں ناجائز ذرائع استعمال کر کے کامیاب ہونا اس وعید کے تحت بھی آتا ہے: [اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ' كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ] (صحيح مسلم' اللباس' باب النهي عن التزوير في اللباس وغيره' والتشبع بما لم يعط' حديث:٢١٢٩) ''جس شخص کو ایک چیز حاصل نہیں اور وہ تکلفاً خود کو اس سے بہرہ ور ظاہر کرتا ہے' اس نے گویا جھوٹ کے دو کپڑے پہن رکھے ہیں۔''

٢٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الأَعْرَجِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: وَاللهِ! لَوْلاَ آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى مَا حَدَّثْتُ عَنْهُ - يَعْنِي: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - شَيْئاً أَبَداً. لَوْلاَ قَوْلُ اللهِ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَتَيْنِ. [البقرة: ١٧٤، ١٧٥]

٢٦٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں نبی ﷺ کی کوئی حدیث بیان نہ کرتا، یعنی اگر یہ آیتیں نہ ہوتیں: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝﴾ ”بے شک جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھر رہے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا' نہ انھیں پاک کرے گا' اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو اور بخشش کے بدلے عذاب کو خرید لیا ہے۔ یہ لوگ آگ کا عذاب کس قدر برداشت کرنے والے ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ ہجری میں اسلام لائے۔ اس طرح انھیں تقریباً چار سال تک خدمت نبوی میں رہ کر علم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ آپ کی وفات ۵۸ یا ۵۹ ہجری میں ہوئی۔ اس طرح آپ کو اس دور میں علم کی نشر و اشاعت کا موقع ملا جب بہت سے کبار صحابہ وفات پا چکے تھے یا انھیں مختلف انتظامی عہدوں پر فائز ہونے کی وجہ سے تعلیم و تبلیغ کا اتنا موقع نہیں ملتا تھا۔ ان حالات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی کی تعلیم و تدریس کو اپنا مشن بنا لیا۔ اس پر بعض لوگوں نے ایسی باتیں کیں کہ آپ اتنی زیادہ حدیثیں بیان کرتے ہیں جبکہ بعض دوسرے صحابہ جن کو زیادہ عرصہ صحبت نبوی کا شرف حاصل ہے' وہ اتنی حدیثیں بیان نہیں کرتے۔ اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

٢٦٢_ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب ماجاء في الغرس، ح: ٢٣٥٠ من حديث ابن سعد، ومن غيره، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي هريرة الدوسي رضي الله عنه، ح: ٢٤٩٢ بغير هٰذا اللفظ، من حديث الزهري به.

وضاحت فرمائی کہ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں علم چھپانے کے جرم کا مرتکب قرار نہ دیا جاؤں۔ ② کتب احادیث میں جتنی حدیثیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اتنی کسی اور صحابی سے مروی نہیں۔ اس کے مندرجہ بالا اسباب کے علاوہ کچھ اور اسباب بھی ہیں مثلاً (ا) مہاجر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تجارت وغیرہ کو وقت دیتے تھے تاکہ حلال روزی کما کر اپنے اہل وعیال کا حق ادا کریں۔ اسی طرح اکثر انصاری صحابہ زراعت پیشہ تھے اور انھیں بھی اس میں کافی وقت صرف کرنا پڑتا تھا جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحابِ صفہ میں سے تھے جو فکر معاش کی طرف توجہ نہ دیتے ہوئے تحصیل علم میں مشغول رہتے تھے۔ اسی وجہ سے اکثر بھوک بھی برداشت کرتے تھے۔ (ب) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صرف نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل نہیں کرتے تھے بلکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہوتے یا کسی اور مصروفیت میں ہوتے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث اور مسائل معلوم کرتے رہتے تھے۔ (ج) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصی شرف حاصل ہے کہ آپ کے لیے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفظ علم کی خصوصی دعا کی تھی۔ دیکھیے: (صحيح البخاری، العلم، باب حفظ العلم، حديث:١١٨، وصحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي هريرة الدوسي رضی اللہ عنہ، حديث:٢٤٩٢) ③ روایت میں ذکر کردہ آیات مبارکہ سے کتمان علم کی شناعت اور اس کی شدید سزا معلوم ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ضرورت علم چھپانا کبیرہ گناہ ہے۔

٢٦٣ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا لَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا، فَمَنْ كَتَمَ حَدِيثاً فَقَدْ كَتَمَ مَا أَنْزَلَ اللهُ».

٢٦٣- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب امت کے پچھلے لوگ پہلوں پر لعنت کرنے لگیں، اس وقت جس نے کوئی حدیث چھپائی، اس نے اللہ کی نازل کردہ چیز کو چھپالیا۔“

٢٦٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ

٢٦٤- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

٢٦٣ـ [موضوع] أخرجه ابن عدي وغيره من طرق عن خلف به * عبدالله بن السري لم يدرك محمد بن المنكدر، بل سمع هٰذا الحديث من سعيد بن زكريا المدائني عن عنبسة بن عبدالرحمٰن متروك، رماه أبوحاتم بالوضع عن محمد بن زاذان (وهو متروك) عن ابن المنكدر به كما في المعجم الأوسط للطبراني، ح: ٤٣٢.

٢٦٤ـ [حسن] قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، فيه يوسف بن إبراهيم، قال ابن حبان: روى عن أنس ما ليس من حديثه، لا تحل الرواية عنه"، وانظر، ح: ٢٦٦.

سَلِيم: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ، أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ».

آپ نے فرمایا: ''جس سے علم کی کوئی بات دریافت کی گئی' پھر اس نے اسے چھپایا' اسے قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی۔''

فوائد و مسائل: ① چھپانے کا مطلب ہے کہ اسے صحیح مسئلہ معلوم تھا' پھر بھی اس نے کسی معقول عذر کے بغیر اسے ظاہر نہ کیا۔ ② لِجام عربی زبان میں لگام کے اس حصے کو کہتے ہیں جو گھوڑے وغیرہ کے منہ میں ہوتا ہے اور لوہے کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ لگام کا جو حصہ سوار کے ہاتھ میں ہوتا ہے اسے زِمام کہتے ہیں۔ ③ اس سے علم چھپانے کی سخت سزا ثابت ہوتی ہے۔

٢٦٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ حِبَّانَ بْنِ وَاقِدٍ الثَّقَفِيُّ، أَبُو إِسْحَاقَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَأْبٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَتَمَ عِلْماً مِمَّا يَنْفَعُ اللهُ بِهِ فِي أَمْرِ النَّاسِ، أَمْرِ الدِّينِ، أَلْجَمَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ».

٢٦٥- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے علم کی کوئی ایسی بات چھپائی جس سے اللہ لوگوں کو دین کے معاملے میں فائدہ پہنچاتا ہے' اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آگ کی لگام ڈالے گا۔''

٢٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَفْصِ بْنِ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: حَدَّثَنَا أَبُو إِبْرَاهِيمَ، إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْكَرَابِيسِيُّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

٢٦٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس سے علم کا کوئی ایسا مسئلہ پوچھا گیا جو اسے معلوم تھا' پھر بھی اس نے اسے چھپایا' اسے قیامت کے دن آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔''

٢٦٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، فيه محمد بن دأب، كذبه أبوزرعة وغيره، ونسب إلى وضع الحديث".

٢٦٦ـ [حسن] * الكرابيسي لين الحديث، ولحديثه شاهد عند أبي داود، ح: ٣٦٥٨، وانظر، ح: ٢٦١.

اللهِ ﷺ: «مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ يَعْلَمُهُ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ».

فائدہ: جو مسئلہ معلوم نہ ہو اسے اپنی رائے سے بنا کر بیان کرنا بھی بڑا گناہ ہے۔ ہاں تلاش کے باوجود قرآن یا حدیث میں سے نہ ملے' تب اجتہاد کرنا جائز ہوتا ہے۔

طہارت کی اہمیت وفضیلت

✵ طہارت کے لغوی معنی: لغت میں، میل سے صاف ہونے، نجاست سے پاک ہونے اور ہر عیب دار قول وفعل سے بری ہونے کا نام ''طہارت'' ہے۔

✵ اصطلاحی تعریف: شریعت میں حدثِ اصغر (بے وضو ہونے) کے بعد وضو کرنے اور حدثِ اکبر (جنبی ہونے) کے بعد غسل کرنے کو ''طہارت'' کہتے ہیں۔

✵ طہارت کی ضرورت و اہمیت: اسلام طہارت و نظافت کا دین ہے۔ اس میں پیروکاروں کو نجاست اور گندگی سے دور رہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو جسم، لباس، رہنے سہنے کی جگہ، کھانے پینے، غرضیکہ تمام امور حیات میں طہارت وصفائی کا پابند بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی اور امت کے رہنما و مرشد کو صفائی وستھرائی کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ (المدثر: ۷۴/ ۵،۴) ''(اے نبی!) اپنے کپڑے صاف رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔''

اسلام کا پہلا درس طہارت ہی ہے۔ اسلام کے بنیادی اور اہم رکن نماز کے لیے رسول اکرم ﷺ نے

طہارت کی شرط لگائی ہے۔ اگر پہلے سے باوضو ہو تو دوبارہ وضو کرنے کی ترغیب دلائی' صفائی کے اہتمام میں مسواک کی فضیلت واہمیت واضح فرمائی' پانی موجود نہ ہو تو تیمم مشروع فرما کر سہولت مہیا کر دی تا کہ مسلمان ہر حالت میں صفائی وستھرائی کو اپنی زندگی کا لازمہ بنائیں۔ اس طرح اسلام کا سارا نظام صفائی و ستھرائی پر منحصر ہے۔ نبیٔ کریم ﷺ نے خود اپنی ذات کا شاندار اسوہ پیش کیا ہے' آپ ہر نماز سے پہلے' گھر داخل ہوتے ہوئے اور صبح بیدار ہونے کے بعد کثرت سے مسواک کرتے۔ لباس وجسم کی صفائی کا اہتمام فرماتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو ترغیب بھی دلاتے، مثلاً: ایک صحابی میلے کچیلے اور بوسیدہ کپڑے پہنے خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا: ''کیا تمھارے پاس مال نہیں ہے؟'' وہ کہنے لگا: کیوں نہیں' اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی نعمت عطا کی ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تمھارے رہن سہن میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار بھی ہونا چاہیے۔'' (مجمع الزوائد: ١٣٢/٥' وسلسلة الأحاديث الصحيحة: ٣١١/٣)

اسلام کے اس روشن اور پاک صاف نظام کے مقابلے میں یہودیت' عیسائیت' ہندومت' بدھ مت یا سکھ مت کو دیکھیں تو ان کی ساری زندگی غلاظت وگندگی میں غرق نظر آتی ہے۔ غسل وصفائی سے ناآشنا یہ اقوام پلیدی ونجاست کی پیداوار میں دن رات اضافے کا باعث بن رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو اسلامی نظام طہارت سے تعجب ہوتا ہے جیسا کہ ایک یہودی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بطور طنز کہا: سنا ہے آپ کا رسول آپ کو رفع حاجت کے طریقے بھی سکھاتا ہے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بغیر کوئی خفت اور شرمندگی محسوس کیے کمال خود اعتمادی اور فخر وسرشاری سے جواب دیا: ہاں ہمارا نبی ہمیں ہر بات کی تعلیم دیتا ہے حتی کہ رفع حاجت کے آداب بھی سکھاتا ہے۔ اس پر یہود ونصارٰی اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الطهارة' باب الاستطابة' حديث: ٢٦٢)

اسی تعلیم وتربیت کے سائے میں پرورش پانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف وتوصیف خود رب العالمین نے بیان کی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ (التوبة: ١٠٨/٩) ''اس (مسجد قباء) میں ایسے لوگ (نماز پڑھتے) ہیں جو طہارت کو بہت پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ طہارت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' یہ آیت کریمہ اہل قباء کی شان میں نازل ہوئی جو قضائے حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرتے تھے اور جنابت کے بعد غسل کرتے تھے۔ اسلام کے اسی نظام

طہارت کی شان واہمیت بیان کرتے ہوئے رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں: [اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ] (صحيح مسلم' الطهارة' باب فضل الوضوء، حديث: ٢٢٣) ''طہارت نصف ایمان ہے۔'' اسلام کے نظام طہارت نے انسان کے اشرف المخلوقات ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے جبکہ غیر مسلم اقوام کے نظام ہائے حیات کو دیکھ کر انسانیت شرمندہ ہو جاتی ہے۔ حیوانات اور ان کی زندگی میں کچھ فرق محسوس نہیں ہوتا' اس لیے ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ اسلام میں وہ نظام ہے جو پوری انسانیت کا رہنما اور قائد ہو سکتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ١) أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا (التحفة ٢)

طہارت کے مسائل اور اس کی سنتیں

(المعجم ١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي مِقْدَارِ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ١)

باب:۱- وضو اور غسل جنابت کے لیے پانی کی مقدار کا بیان

٢٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ، عَنْ سَفِينَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ.

۲۶۷- حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک مُد (پانی) سے وضو اور ایک صاع (پانی) سے غسل کر لیا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① ''صاع'' پیمائش کا ایک پیمانہ ہے جس کی مقدار ۵ رطل اور تہائی یعنی $5\frac{1}{3}$ رطل ہے۔ کلوگرام کے حساب سے اس کی مقدار دو کلو سو گرام اور بعض کے نزدیک ڈھائی کلو ہے۔ [مُد] صاع کے چوتھائی ($\frac{1}{4}$ صاع) کو کہتے ہیں اس کی مقدار پانچ سو پچیس گرام ہے۔ مائعات کے لیے صاع تقریباً دو لیٹر سے کچھ زائد اور مُد اس سے چوتھائی سمجھا جا سکتا ہے۔ ② غسل اور وضو کے لیے یہ مقدار ذکر کرنے کا یہ مقصد نہیں کہ اس سے کم یا زیادہ پانی استعمال کرنا جائز نہیں۔ مقصد محض ایک اندازہ بیان کرنا ہے تاکہ بلاوجہ بہت زیادہ پانی ضائع نہ کیا جائے بلکہ تھوڑے پانی کو اس طریقے سے استعمال کیا جائے کہ پوری طرح صفائی حاصل ہو جائے، البتہ صدقۂ فطر وغیرہ میں ''صاع'' سے کم مقدار میں غلہ ادا کرنا درست نہیں۔

٢٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۶۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

٢٦٧ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة . . . الخ، ح: ٣٢٦ عن ابن أبي شيبة به.

٢٦٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ما يجزئ من الماء في الوضوء، ح: ٩٢ من حديث همام به.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک مُد (پانی) سے وضو اور ایک صاع (پانی) سے غسل فرماتے تھے۔

٢٦٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ.

٢٦٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مُد (پانی) سے وضو اور ایک صاع (پانی) سے غسل فرماتے تھے۔

٢٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الصَّبَّاحِ، وَعَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالاَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ يَحْيَى بْنِ زَبَّانَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُجْزِىءُ مِنَ الْوُضُوءِ مُدٌّ، وَمِنَ الْغُسْلِ صَاعٌ» فَقَالَ رَجُلٌ: لاَ يُجْزِئُنَا، فَقَالَ: قَدْ كَانَ يُجْزِىءُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ، وَأَكْثَرُ شَعَرًا: يَعْنِي: النَّبِيَّ ﷺ.

٢٧٠- حضرت عقیل بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کے لیے ایک مُد (پانی) اور غسل کے لیے ایک صاع (پانی) کافی ہے۔'' ایک آدمی نے کہا: ہمارے لیے تو کافی نہیں ہوتا۔ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کو تو کافی ہوتا تھا جو تجھ سے افضل تھے اور ان کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے' یعنی نبی ﷺ۔

فائدہ: حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ پانی استعمال کرنے کا مقصد اگر طہارت اور صفائی ہے تو رسول اللہ ﷺ صفائی پسند تھے۔ اگر احتیاط مطلوب ہے تو نبی اکرم ﷺ زیادہ متقی تھے۔ اگر یہ خیال ہے کہ بال زیادہ ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے بال بھی تجھ سے کم نہ تھے' لہٰذا سائل کا زیادہ پانی استعمال کرنا محض شک اور وسوسہ کی وجہ سے ہوسکتا ہے یا اسراف کی وجہ سے' اور اس سے بچنا ضروری ہے۔

٢٦٩ـ [صحيح] * الربيع بن بدر متروك (تقريب)، وله شواهد كثيرة جدًا، منها الحديث السابق: ٢٦٧.

٢٧٠ـ [صحيح] قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف حبان ويزيد"، ولكن له شواهد عند البخاري وغيره.

(المعجم ٢) - بَابُ لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ (التحفة ٢)

باب:۲-اللہ تعالیٰ بغیر پاکیزگی کے نماز قبول نہیں فرماتا

٢٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، أَبُو بِشْرٍ، خَتَنُ الْمُقْرِئِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ ابْنِ أُسَامَةَ، عَنْ أَبِيهِ أُسَامَةَ بْنِ عُمَيْرٍ الْهُذَلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةً إِلَّا بِطُهُورٍ، وَلَا يَقْبَلُ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ».

۲۷۱-حضرت اُسامہ بن عُمیر ہذلی ؓ سے روایت ہے‘ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ پاکیزگی کے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا اور خیانت کے مال میں سے (دیا ہوا) صدقہ قبول نہیں فرماتا۔‘‘

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، وشَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ نے ایک تیسری سند یعنی ابوبکر بن ابی شیبہ کی سند سے مذکورہ حدیث کی مثل بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① ’’پاکیزگی‘‘ سے مراد وضو اور غسل ہے۔ نماز کے لیے شرط ہے کہ نمازی حدث اصغر‘ حدث اکبر اور ظاہری نجاست سے پاک ہو۔ ظاہری نجاست‘ دھونے سے‘ حدث اصغر وضو سے اور حدثِ اکبر غسل سے دور ہوتا ہے۔ ’’حدث‘‘ سے مراد انسان کا ایسی حالت میں ہونا ہے جس سے وضو یا غسل کرنا ضروری ہو‘ جیسے باوضو شخص کی ہوا خارج ہو جائے یا وہ قضائے حاجت کر لے تو اس کا وضو برقرار نہیں رہتا۔ یہ حالت حدث اصغر کہلاتی ہے۔ اور اگر وہ بیوی سے ہم بستر ہوا ہے یا ویسے ہی اسے احتلام ہو گیا ہے تو یہ حالت حدثِ اکبر کہلاتی ہے۔ ایسی حالت میں غسل ضروری ہے۔ مزید تفصیل آئندہ ابواب میں اپنے مقام پر آئے گی۔ ② قبول نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ثواب نہیں ملتا اور اگر وہ فرض نماز ہے تو انسان کے ذمہ اس کی ادائیگی باقی رہتی ہے۔ ③ ’’خیانت کے مال‘‘ کے لیے حدیث میں لفظ ’’غُلُول‘‘ استعمال ہوا ہے‘ اس سے مراد مال غنیمت میں کی ہوئی خیانت ہے، یعنی جہاد میں کافروں سے حاصل ہونے والے مالِ غنیمت کے مجاہدین میں باقاعدہ تقسیم ہونے سے پہلے اگر کوئی مجاہد اس میں سے

٢٧١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب فرض الوضوء، ح:٥٩ من حديث شعبة به، وصححه ابن حبان.

کوئی چیز اپنے قبضے میں رکھتا ہے تو یہ مسلمانوں کے اجتماعی مال میں خیانت ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔اس طریقے سے حاصل ہونے والا مال حرام کمائی میں شامل ہے' لہٰذا اس کو اگر نیکی کے کسی کام میں خرچ کیا جائے تو وہ اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں' یعنی جس طرح مال کو خرچ کرتے وقت حلال وحرام مصرف کا خیال رکھنا ضروری ہے اسی طرح مال کے حصول میں بھی حلال وحرام میں تمیز کرنا ضروری ہے۔

٢٧٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَقْبَلُ اللهُ صَلاَةً إِلَّا بِطُهُورٍ، وَلاَ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ».

٢٧٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پاکیزگی کے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا اور خیانت کے مال میں سے صدقہ قبول نہیں فرماتا۔''

٢٧٣- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو زُهَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لاَ يَقْبَلُ اللهُ صَلاَةً بِغَيْرِ طُهُورٍ، وَلاَ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ».

٢٧٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ پاکیزگی کے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا اور خیانت کے مال میں سے صدقہ قبول نہیں فرماتا۔''

٢٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَقْبَلُ اللهُ صَلاَةً بِغَيْرِ طُهُورٍ، وَلاَ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ».

٢٧٤- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پاکیزگی کے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا اور خیانت کے مال میں سے صدقہ قبول نہیں فرماتا۔''

٢٧٢_ أخرجه مسلم، الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة، ح: ٢٢٤ من حديث سماك به.

٢٧٣_ [صحيح] والسند ضعفه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

٢٧٤_ [صحيح] قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف الخليل بن زكريا، انظر، ح: ٢٧٢".

(المعجم ٣) - بَابٌ: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ (التحفة ٣)

باب:۳- پاکیزگی نماز کی کنجی ہے

٢٧٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ».

۲۷۵- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کی کنجی' پاکیزگی ہے اور نماز کی تحریم (اس میں پابندیاں لگانے والی چیز) تکبیر ہے اور نماز کی تحلیل (اس میں پابندیاں ختم کرنے والی چیز) سلام ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جس طرح کنجی کے بغیر تالا نہیں کھلتا' اسی طرح حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہوئے بغیر نماز میں داخل ہونا ممکن نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ طہارت نماز کے لیے شرط ہے۔ ② تکبیر' یعنی اللہ اکبر کہنے سے نماز کے منافی تمام امور ممنوع ہو جاتے ہیں' اس لیے نماز میں داخل ہوتے وقت کہی جانے والی پہلی تکبیر کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے نماز میں اس کی وہی حیثیت ہے جو حج میں ''احرام'' باندھنے کی ہے جس سے حاجی پر کچھ پابندیاں لگ جاتی ہیں۔ ③ تکبیر تحریمہ سے لگنے والی پابندیاں اس وقت اٹھتی ہیں جب نمازی سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوتا ہے' اس لیے اسے ''تحلیل'' کہا گیا ہے، یعنی جو چیزیں نماز میں حرام اور ممنوع تھیں' اب وہ حلال اور جائز ہو گئیں۔ ④ نماز میں داخل ہونے کا طریقہ تکبیر ہی ہے' اس کے علاوہ کسی دوسرے کلمے سے یا کسی دوسری زبان میں اللہ کا نام لے کر انسان نماز میں داخل نہیں ہو سکتا۔ بعض علماء کا یہ موقف درست نہیں کہ اللہ کا نام کسی طرح سے بھی لے لیا جائے نماز شروع ہو جاتی ہے' خواہ ''اللہ اعظم'' کہا جائے یا ''اللہ کبیر'' وغیرہ۔ ⑤ بعض علماء کی رائے ہے کہ نمازی نماز کے باقی اعمال پورے کرنے کے بعد سلام کی بجائے کوئی ایسا عمل کر لے جو نماز کے منافی ہو تو نماز مکمل ہو جاتی ہے جبکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے سلام۔ اس کے متعلق احادیث (حدیث:۹۱۴ تا ۹۱۷) آگے آئیں گی۔

٢٧٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، طَرِيفِ

۲۷۶- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز کی کنجی' پاکیزگی ہے اور نماز کی

٢٧٥- [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب فرض الوضوء، ح:٦١ من حديث وكيع به، وحسنه البغوي، والنووي.

٢٧٦- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في تحريم الصلاة وتحليلها، ح:٢٣٨، من حديث أبي سفيان به، وحسنه، وانظر الحديث السابق فإنه شاهد له.

السَّعْدِيِّ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ ، مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ السَّعْدِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ».

تحریم (اس میں پابندیاں لگانے والی چیز) تکبیر ہے' اور نماز کی تحلیل (اس میں پابندیاں ختم کرنے والی چیز) سلام ہے۔''

(المعجم ٤) - بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى الْوُضُوءِ (التحفة ٤)

باب:۴-وضو کی حفاظت کرنا

٢٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اسْتَقِيمُوا وَلَنْ تُحْصُوا. وَاعْلَمُوا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ».

۲۷۷-حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''سیدھی راہ پر قائم رہو اور تم (کما حقہ) قائم نہیں رہ سکو گے' اور تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمھارا بہترین عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت مومن ہی کرتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''سیدھی راہ پر قائم رہو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ دین اسلام پر قائم رہو، جیسے حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اپنی اولاد کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا: ﴿فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ (البقرۃ:۲/۱۳۲) ''تمھیں جب بھی موت آئے' اسلام پر آئے۔'' دوسرا مطلب یہ ہے کہ افراط وتفریط سے بچ کر راہ اعتدال پر قائم رہو۔ نہ ذکر وعبادت سے بے پروائی کرو' نہ خود پر اتنا بوجھ ڈال لو کہ اس پر کار بند رہنا دشوار ہو جائے۔ ② [لَنْ تُحْصُوا] کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص اس انداز سے نیکی کی راہ پر قائم نہیں رہ سکتا کہ اس سے کوئی غلطی اور کوتاہی سرزد نہ ہو' نہ یہ ممکن ہے کہ ذکر' شکر اور عبادت کا حق ادا کر سکے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے: ﴿عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ﴾ (المزمل:۷۳/۲۰) ''اسے معلوم ہے کہ تم پوری طرح نباہ نہ سکو گے۔'' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: [لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ' أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ] (صحيح مسلم' الصلاة' باب ما يقال في الركوع والسجود؟ حديث: ٤٨٦) ''(اے اللہ!) میں تیری پوری پوری تعریف نہیں کر سکتا' تو

٢٧٧ـ [حسن] * سالم لم يسمع من ثوبان رضي الله عنه، وللحديث شاهدان حسنان عند أحمد: ٥/ ٢٨٠، ٢٨٢ وغيره، وصححه ابن عبدالبر وغيره.

ایسے ہی ہے جیسے تو نے اپنی ثنا فرمائی۔'' ③ وضو کا قائم رہنا یا ٹوٹ جانا ایسی چیز ہے جس کا علم دوسروں کو عام طور پر نہیں ہوتا اور اس معاملے کو آسانی سے پوشیدہ رکھا جا سکتا ہے۔ اس کا اہتمام محض اسی یقین کی بنا پر ہوسکتا ہے کہ دوسرے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں' اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ وضو کی حفاظت کا مطلب اولاً سردیوں اور گرمیوں میں پوری طرح اعضاء کو دھونا ہے۔ ثانیاً وضو کرتے وقت اعضاء کو توجہ سے دھونا کہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔ اور ثالثاً زیادہ سے زیادہ اوقات میں باوضو رہنا بھی ہوسکتا ہے اور یہ کام ایمان کی قوت کے بغیر انجام نہیں دیا جا سکتا۔ ④ ایمان ایک قلبی کیفیت ہے جس کا اظہار اعمال سے ہوتا ہے۔ اعمال میں اہم ترین عمل نماز ہے۔ فرضی نماز تو اتنا اہم عمل ہے کہ اسے کفر اور ایمان کے درمیان امتیاز کے لیے ایک علامت قرار دیا گیا ہے۔ متقین کی سب سے اہم صفت اور اخروی فلاح وکامیابی کے لیے اولین شرط نماز کو قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھیے سورۃ البقرۃ:۲/۲-۵) نفل نماز کی اپنی ایک اہمیت ہے۔ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ نے جب نبی اکرم ﷺ سے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ وہ جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت چاہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس مقام کے حصول کا طریقہ بتایا اور فرمایا: [فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ] (صحيح مسلم' الصلاة' باب فضل السجود والحث عليه' حديث:٤٨٩) ''سجدوں کی کثرت کے ذریعے سے اپنے نفس کے خلاف میری مدد کرو۔''

٢٧٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اسْتَقِيمُوا وَلَنْ تُحْصُوا. وَاعْلَمُوا أَنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةَ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ».

۲۷۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سیدھی راہ پر قائم رہو' اور تم (کماحقہ) قائم نہیں رہ سکو گے' اور تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمھارا افضل عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت مومن ہی کرتا ہے۔''

٢٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ أَسِيدٍ، عَنْ أَبِي حَفْصٍ الدِّمَشْقِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، يَرْفَعُ الْحَدِيثَ قَالَ: «اسْتَقِيمُوا، وَنِعِمَّا إِنِ اسْتَقَمْتُمْ،

۲۷۹- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سیدھی راہ پر قائم رہو اور کتنا اچھا ہو اگر تم قائم رہ سکو' اور تمھارا بہترین عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت مومن ہی کرتا ہے۔''

٢٧٨ـ [حسن] ضعفه البوصيري، وانظر الحديث السابق وتخريجه.

٢٧٩ـ [إسناده ضعيف] * إسحاق بن أسيد فيه ضعف، وشيخه مجهول.

وخَيْرُ أَعْمَالِكُمُ الصَّلاَةُ، وَلاَ يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ».

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے' جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ارواء الغلیل: ۲/ ۱۳۷)

(المعجم ٥) - بَابُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الْإِيمَانِ (التحفة ٥)

باب: ۵- وضو نصف ایمان ہے

٢٨٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورٍ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ، عَنْ أَخِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلأُ الْمِيزَانَ، وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ مِلْءُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ، وَالصَّلاَةُ نُورٌ، وَالزَّكَاةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو، فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا، أَوْ مُوبِقُهَا».

۲۸۰- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پورا (اچھی طرح) وضو کرنا نصف ایمان ہے اور الحمدللہ سے (اعمال کا) ترازو بھر جاتا ہے اور تسبیح وتکبیر سے آسمان اور زمین پُر ہو جاتے ہیں' نماز نور ہے' زکاۃ دلیل ہے' صبر روشنی ہے' قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف ایک حجت ہے' ہر شخص صبح کو اپنے آپ کو فروخت کرتا ہے' خود کو آزاد کر لیتا ہے یا تباہ کر لیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① [إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ] سے مراد وضو کرتے وقت اعضاء کو اس طرح دھونا ہے کہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔ اس مقصد کے لیے توجہ اور احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ خصوصاً جب پانی کم ہو یا سردی کی وجہ سے ٹھنڈا پانی استعمال کرنا دشوار ہو یا انسان جلدی میں ہو تو اعضائے وضو پوری طرح نہیں دھوئے جاتے۔ ایسے مواقع پر وضو پوری طرح سنوار کر کرنا یقیناً ایمان کی علامت ہے۔ ② صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے: [اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ] (صحيح مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء، حديث: ٢٢٣) ''پاکیزگی نصف ایمان ہے۔''

٢٨٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٥/ ٥ـ ٨، ح: ٢٤٣٧ من حديث محمد بن شعيب به (وأخوه زيد)، وأخرجه مسلم، ح: ٢٢٣ عن زيد أبي سلام عن أبي مالك الأشعري به.

اس میں وضو اور غسل کے علاوہ ظاہری نجاست سے جسم اور لباس کو پاک رکھنا بھی شامل ہے۔ ③ ''ترازو'' سے مراد اعمال کا وزن کرنے والی ترازو کا نیکیوں کا پلڑا ہے۔ [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] میں اللہ کی تعریف بھی ہے کہ وہ ان تمام صفاتِ حمیدہ سے متصف ہے جو اس کی شان کے لائق ہیں بلکہ مخلوقات میں بھی جو قابل تعریف صفات پائی جاتی ہیں' وہ اسی کی دی ہوئی اور اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں' اس لحاظ سے بھی اور ان صفات کی وجہ سے بھی وہی قابل تعریف قرار پاتا ہے۔ چونکہ یہ کلمہ [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات کا اظہار ہے اس لیے اس کا مقام اس قدر بلند ہے کہ اگر پورے شعور و احساس کے ساتھ یہ لفظ ادا کیا جائے تو اکیلا ہی نیکیوں کا پلڑا پر کرنے کے لیے کافی ہے۔ علاوہ ازیں [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] اللہ کے لیے شکر کا اظہار بھی ہے جس میں یہ اقرار بھی شامل ہے کہ ہر نعمت اللہ ہی سے ملی ہے اور یہ اس کا احسان اور فضل ہے' ورنہ مخلوق ذاتی طور پر کسی نعمت کا استحقاق نہیں رکھتی حتی کہ ہمارا وجود اور تخلیق بھی سراسر احسان اور فضل ہی ہے' لہٰذا مخلوق کو فخر وتکبر کے بجائے شکر و امتنان ہی زیبا ہے' اس لیے [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] کا لفظ اتنی عظمت کا حامل ہے کہ نیکیوں کے پلڑے کو پر کر دیتا ہے۔ ④ [سُبْحَانَ اللّٰهِ] کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام اوصاف وافعال سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ اس طرح یہ لفظ تمام سَلبی صفات کا جامع ہے جس طرح [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] تمام ایجابی اور اثباتی صفات کا جامع ہے۔ ان دونوں کے اجتماع سے اللہ تعالیٰ کی ہمہ پہلو صفات کا اقرار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ] اتنا عظیم الشان ذکر ہے کہ آسمان سے زمین تک سب کو محیط ہے کیونکہ تمام کائنات میں اللہ کی ان صفاتِ مقدسہ ہی کی کارفرمائی اور انہی کا ظہور ہے۔ ⑤ نماز کو نور قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ گناہوں سے باز رکھتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ﴾ (العنکبوت: ۴۵/۲۹) ''یقیناً نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔'' جس طرح روشنی کی وجہ سے انسان اپنے فائدے اور نقصان کی چیزوں کو معلوم کر لیتا ہے' اسی طرح نماز کی وجہ سے دل میں نیکیوں سے محبت اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ ⑥ زکاۃ دلیل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس شخص کے ایمان کا دعوی سچ ہے۔ اللہ کی راہ میں خلوص کے ساتھ مال خرچ کرنا تبھی ممکن ہے اگر دل میں یہ یقین اور ایمان موجود ہو کہ آخرت میں اس کی جزا ملے گی۔ اسی طرح نفلی صدقات بھی قیامت کے دن نجات کا باعث بنیں گے۔ ⑦ صبر سے مراد اللہ کی اطاعت اور نیکی پر استقامت بھی ہے اور گناہ کی طرف دعوت دینے والے اسباب اور خواہشات کا مقابلہ کرتے ہوئے تقوی اختیار کرنا بھی' اس کے علاوہ دنیا میں پیش آنے والے حادثات ومصائب کے موقع پر جزع فزع سے پرہیز کرنا اور گناہ کی طرف راغب نہ ہونا بھی صبر میں شامل ہے۔ یہ وصف ایک روشنی کی طرح زندگی کے سفر میں ہر قدم پر رہنمائی کرتا ہے۔ بعض علماء نے صبر کی وضاحت روزہ سے کی ہے کیونکہ روزہ بھی گناہ کے جذبات کو مغلوب کر کے دل کو روشن کر دیتا ہے۔ ⑧ قرآن مجید اس لیے نازل کیا گیا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے ، چنانچہ جو شخص اس کی تلاوت کرتا اور اس پر عمل کرتا ہے' قرآن مجید قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گا۔ جو شخص اس کی پروا نہیں کرے گا اور عمل نہیں کرے گا' قرآن مجید اس کے خلاف گواہی دے گا۔ قرآن مجید کی بعض سورتوں کے' مثلاً: سورۂ بقرہ اور آل

عمران کے بارے میں بھی وارد ہے کہ وہ پڑھنے والے کے حق میں گواہی دیں گی اور شفاعت کریں گی۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن و سورة البقرة، حديث:٨٠٤) ⑨ انسان کی نجات کا دارومدار اس کے عملوں پر ہے۔ اس کو حدیث میں ایک مثال کے ذریعے سے واضح کیا گیا ہے۔ ہر شخص کے سامنے صبح کے وقت دونوں راستے کھلے ہوتے ہیں نیکی کا بھی اور برائی کا بھی۔ اور یہ انسان کے اپنے اختیار میں ہے کہ وہ خود کو اس دن کے لیے اللہ کے ہاتھ فروخت کرتا ہے یا شیطان کے ہاتھ۔ جس نے اللہ کی اطاعت اختیار کر لی اور اس کی پسند کے نیک اعمال کیے اس نے نجات حاصل کر لی اور جس نے اپنی لگام شیطان کے ہاتھ میں دے دی اور اس کی پسند کے کام کرتا رہا، اس نے خود کو تباہ کر لیا۔

(المعجم ٦) - [بَابُ] ثَوَابِ الطُّهُورِ (التحفة ٦)

باب:٦- طہارت کا ثواب

٢٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لاَ يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلاَةُ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً، حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ».

٢٨١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب وضو کرتا ہے اور اچھی طرح (خوب سنوار کر) وضو کرتا ہے، پھر مسجد میں آتا ہے، اسے نماز کے علاوہ کوئی اور مقصد گھر سے نہیں نکالتا، (ایسا شخص) جو قدم بھی اٹھاتا ہے، اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے۔ (اسے مسلسل یہ ثواب ملتا رہتا ہے) حتی کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① وضو کرتے ہوئے اچھی طرح سنوار کر وضو کرنے کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ ② بعض اوقات انسان مسجد میں آتا ہے تو اس کا مقصد کسی آدمی سے ملاقات کرنا یا کوئی اور ضرورت پوری کرنا ہوتا ہے مگر ساتھ نماز بھی پڑھ لیتا ہے۔ اس صورت میں نماز کے ثواب میں کمی نہیں آتی لیکن جب صرف نماز کے لیے گھر سے نکلے کوئی اور مقصد نہ ہو تو ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ ③ نماز اتنا عظیم عمل ہے کہ اس کے لیے مسجد میں آنے کا اس قدر ثواب ہے تو خود نماز اگر پورے آداب و شروط کا خیال رکھتے ہوئے پڑھی جائے تو کتنی رحمتیں اور برکتیں حاصل ہوں گی اور یہ نماز کس قدر بلندئ درجات کا باعث ہو گی! ④ اللہ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ اس نے بظاہر معمولی نظر آنے والے اعمال کے لیے بہت زیادہ اجر و ثواب مقرر کر رکھا ہے، پھر بھی اگر انسان جہنم سے چھٹکارا پا کر جنت حاصل نہ کر سکے تو یہ حقیقتاً

٢٨١_[صحيح] وهو متفق عليه في حديث أطول منه، وسيأتي طرفه، ح: ٧٧٤.

انسان کی بہت بڑی کوتاہی ہے۔ ⑤ مسجد کی بجائے اپنے گھر' دفتر اور دکان وغیرہ سے وضو کر کے مسجد میں آنے کا ثواب زیادہ ہے۔

٢٨٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ فِيهِ وَأَنْفِهِ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ وَجْهِهِ، حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ يَدَيْهِ، فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ رَأْسِهِ، حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ رِجْلَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ، وَكَانَتْ صَلَاتُهُ، وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً».

٢٨٢- حضرت عبداللہ صنابحی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرتا ہے اور (وضو کرتے ہوئے) کلی کرتا اور ناک میں پانی ڈالتا ہے تو اس کے منہ اور ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں' پھر جب چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ نکل جاتے ہیں حتی کہ اس کی آنکھوں کے پپوٹوں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے گناہ نکل جاتے ہیں' پھر جب سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے گناہ نکل جاتے ہیں حتی کہ کانوں میں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں حتی کہ پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ پھر اس کی نماز اور اس کا مسجد کی طرف چل کر جانا مزید (درجات میں بلندی کا باعث) ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جسم سے گناہوں کے نکل جانے کا مطلب گناہوں کی معافی ہے۔ ② وضو سے معاف ہونے والے گناہ' صغیرہ گناہ ہیں۔ کبیرہ گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا پھر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے معاف کر دے۔ اس کے علاوہ اگر گناہوں کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو معافی کے لیے ان حقوق کی ادائیگی ضروری ہے یا صاحب حقوق معاف کر دے۔ ③ پپوٹوں اور ناخنوں سے گناہوں کے نکل جانے کا مطلب تمام گناہوں کی معافی ہے۔ گناہوں کو ظاہری میل کچیل سے تشبیہ دی گئی ہے' جسم کے بعض حصوں سے میل کچیل دور کرنے کے لیے زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے جب یہ بھی صاف ہو گئے تو باقی جسم یقیناً صاف ستھرا ہو چکا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وضو سے تمام صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں کوئی باقی نہیں رہتا۔ واللہ اعلم

٢٨٢ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ١/ ٧٤، ٧٥، ح: ١٠٣ من حديث زيد به.

٢٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ يَدَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ وَجْهِهِ، فَإِذَا غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ ذِرَاعَيْهِ وَرَأْسِهِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ رِجْلَيْهِ».

۲۸۳- حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر جب اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے بازو دھوتا ہے اور اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے بازوؤں اور سر سے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں سے گناہ گر جاتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ''گر جانے'' سے مراد گناہوں کی معافی ہے۔ جس طرح پانی کے ساتھ ظاہری میل کچیل دور ہو جاتا ہے' اسی طرح وضو کے ساتھ باطنی میل کچیل (گناہوں) سے صفائی ہو جاتی ہے۔ ② ہاتھوں کے گناہوں سے مراد وہ غلطیاں اور کوتاہیاں ہیں جن کا تعلق ہاتھوں سے ہے۔ اسی طرح چہرے کے گناہوں سے مراد نامناسب الفاظ کی ادائیگی' یا ایسی بات سننا جس کا سننا درست نہیں' یا ایسی چیز کی طرف دیکھنا جسے دیکھنا جائز نہیں اور اس طرح کے دیگر اعمال ہیں۔ اگر وہ معمولی کوتاہی ہے تو صغیرہ گناہ ہے جو وضو سے معاف ہو جائے گا۔ اگر جان بوجھ کر اہتمام سے کیا ہوا عمل ہے تو کبیرہ گناہ ہے جس کے لیے توبہ کی ضرورت ہے۔

٢٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ

۲۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا (پوچھا) گیا: آپ نے اپنی امت کے جن افراد کو نہیں دیکھا' انھیں (قیامت کے دن) کس طرح پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ وضو کے نشانات سے پنج کلیان' چتکبرے ہوں گے۔''

٢٨٣ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١١٤ عن محمد بن جعفر غندر به مطولاً * يزيد مجهول، وشيخه ضعيف (تقريب)، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق: ٢٨٢.

٢٨٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الطيالسي في مسنده، ح: ١٥٢ عن هشام بن عبدالملك به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٦، وحسنه البوصيري.

لَمْ تَرَ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: «غُرٌّ مُحَجَّلُونَ، بُلْقٌ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ».

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ کے شاگرد ابوحسن قطان نے ابوحاتم کے واسطے سے بھی مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① [غُرٌّ] اَغَرُّ کی جمع ہے جس سے مراد وہ جانور (گھوڑا وغیرہ) ہوتا ہے جس کی پیشانی سفید ہو اور [مُحَجَّل] وہ جانور ہوتا ہے جس کی ٹانگیں سفید ہوں۔ [بُلْقٌ] اَبْلَق کی جمع ہے یعنی وہ گھوڑا جو کچھ سیاہ اور کچھ سفید ہو۔ اس قسم کا گھوڑا سیاہ گھوڑوں میں ممتاز ہوتا ہے اور دور سے پہچانا جاتا ہے۔ ② اس سے امت محمدیہ کا شرف ظاہر ہوتا ہے کیونکہ وضو کے اثر سے اعضائے وضو کا نورانی ہونا اس امت کا خاص امتیاز ہے۔ ③ اعضاء کا نورانی ہونا' وضو کا اثر فرمایا گیا ہے۔ گویا بے نماز مسلمان اس امتیازی شرف سے محروم ہوں گے اور وہ غیر مسلموں سے ممتاز نہیں ہو سکیں گے۔ اس سے بڑھ کر بدنصیبی کیا ہو سکتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ' امتی ہونے کا دعوی رکھنے والے کسی شخص کو پہچاننے ہی سے انکار کر دیں؟

٢٨٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنِي شَقِيقُ ابْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي حُمْرَانُ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَاعِداً فِي الْمَقَاعِدِ، فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي مَقْعَدِي هٰذَا تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هٰذَا، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هٰذَا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَلَا تَغْتَرُّوا».

٢٨٥- حضرت عثمان ؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت حمران ؒ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عثمان بن عفان ؓ کو مقام ''مقاعد'' پر بیٹھے دیکھا' (وہاں) انھوں نے پانی منگوا کر وضو کیا' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی مقام پر بیٹھے دیکھا تھا' آپ نے بھی اسی طرح کا وضو کیا تھا جس طرح میں نے یہ وضو کیا ہے' پھر فرمایا تھا: ''جو شخص میرے اس وضو جیسا وضو کرے گا' اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' اور (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''اور مغرور نہ ہو جانا۔'' (یا ''تم دھوکا نہ کھانا۔'')

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ

امام ابن ماجہ ؒ نے ہشام بن عمار کے واسطے سے

٢٨٥- **[إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٦٦/١ من طريق الأوزاعي به بالطريق الأول، والثاني أيضًا صحيح، وللحديث طرق كثيرة عن حمران به.

ابْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ: حَدَّثَنِي حُمْرَانُ، عَنْ عُثْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

بھی مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① [مَقَاعِد] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس یا مسجد کے پاس ایک جگہ تھی جہاں لوگ فارغ اوقات میں مل بیٹھتے تھے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبیٔ اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کو یاد رکھتے تھے' ان کے مطابق عمل کرتے اور دوسروں کو اسی طرح کر کے دکھاتے تھے تاکہ اچھی طرح سمجھ میں آ جائیں۔ ③ تعلیم کا ایک مؤثر طریقہ یہ بھی ہے کہ استاد خود کام کر کے دکھائے تاکہ شاگرد اسے دیکھ کر اس کے مطابق کرنے کی کوشش کریں۔ خصوصاً وضو' نماز' حج' عمرہ وغیرہ جیسے عملی مسائل میں یہ طریقہ بہت مفید ہے۔ ④ ''مغرور نہ ہونا'' یا ''دھوکا نہ کھانا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ایک عمل کا اتنا زیادہ ثواب دیکھ کر نیکی کے دوسرے اعمال میں کوتاہی نہ کرے۔ یا یہ سوچ کر گناہوں کی جرأت نہ کرے کہ کوئی بات نہیں' وضو سے معاف ہو ہی جائیں گے۔ یہ بے خوفی خود ایک گناہ اور دھوکا ہے۔ یا کوئی شخص یہ سوچ کر غرور نہ کرے کہ میرے سب گناہ معاف ہو چکے ہیں اور میں بالکل پاک باز اور پاک دامن ہوں۔

(المعجم ٧) - بَابُ السِّوَاكِ (التحفة ٧)

باب:۷- مسواک کا بیان

٢٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَأَبِي، عَنِ الْأَعْمَشِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ وَ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

۲۸۶- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز تہجد کے لیے بیدار ہوتے تھے تو مسواک کے ساتھ اپنا منہ صاف کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اسلام میں طہارت اور پاکیزگی کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے، اس لیے عبادت کے موقع پر ظاہری صفائی کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔ وضو کے ساتھ ساتھ ظاہری صفائی کا ایک ذریعہ مسواک بھی ہے جس کے

٢٨٦- أخرجه البخاري، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، ح: ٨٨٩، ومسلم، الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره، ح: ٢٥٥ من حديث سفيان به، وله طرق عندهما، ورواه مسلم عن ابن نمير به.

بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت تاکید فرمائی ہے۔ ② منہ اور زبان اللہ کے ذکر کا ذریعہ ہیں' لہٰذا اللہ کا نام لینے کے لیے ان کی صفائی کا اہتمام ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز کے لیے وضو کو شرط قرار دیا گیا ہے جس میں منہ کی صفائی کرنے والی دو چیزیں شامل ہیں' یعنی کلی اور مسواک۔ ③ نیند کی وجہ سے منہ میں ایک بو پیدا ہو جاتی ہے جس کے ازالے کے لیے بیدار ہونے پر منہ کی صفائی اور مسواک کی ضرورت ہے، خواہ یہ بیداری نفل نماز (تہجد) کے لیے ہو یا فرض نماز (فجر) کے لیے۔

٢٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ و عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلاَةٍ».

٢٨٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انھیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

فوائد و مسائل: ① مشقت میں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے یہ خطرہ محسوس کیا کہ اس حکم پر عمل کرنا امت کے لیے دشوار ہوگا کیونکہ ایسے مواقع پیش آ سکتے ہیں جب مسواک موجود نہ ہو' یا آسانی سے دستیاب نہ ہو تو لوگوں کے لیے مشکل بن جائے گی۔ ② حکم دینے کا مطلب ہے ضروری قرار دے دینا کیونکہ استحبابی حکم تو اب بھی موجود ہے لیکن واجب نہیں کہ اس کے بغیر وضو ہی نہ ہو۔ ③ رسول اللہ ﷺ امت کے حق میں انتہائی شفیق تھے، اس لیے آپ نے حسب امکان مشکل احکام نہیں دیے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے بھی یہی دعائیں کرتے رہے کہ مشکل احکام میں نرمی کی جائے جیسا کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بار بار درخواست فرما کر پچاس نمازوں کے حکم میں تخفیف کروائی۔ ④ شریعت محمدیہ کی یہ خوبی ہے کہ اس میں آسانیاں بہم پہنچائی گئی ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی: [إِنِّي أُرْسِلْتُ بِحَنِيفِيَّةٍ سَمْحَةٍ] (مسند احمد:٦/١١٦) ''بلاشبہ مجھے آسان حنفی دین دے کر بھیجا گیا ہے۔'' تاہم آسانی کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی حکم ایسا نہیں جو نفس پر شاق ہو۔ کیونکہ نفس امارہ تو ہر نیکی سے بدکتا اور ہر گناہ کی طرف بھاگتا ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ شریعت کے جس حکم پر عمل نہیں کرنا چاہتے' اس کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ مجبوری ہے اور دین میں تنگی نہیں۔ یہ طرز عمل درست نہیں کیونکہ یہ شریعت کی پیروی نہیں' اپنے نفس کی پیروی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَاجَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ﴾ (البقرة:٢/٨٥)

٢٨٧- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٣٠٣٤-٣٠٣٧ عن عبيدالله بن عمر به.

''کیا تم کچھ کتاب پر ایمان لاتے ہو اور کچھ کا انکار کر دیتے ہو؟ تم میں سے جو کوئی ایسا کام کرے اس کا بدلہ دنیا کی زندگی میں رسوائی ہے اور آخرت میں انھیں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیا جائے گا۔'' ⑤ ''ہر نماز کے وقت'' ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ اگر وضو سے پہلے مسواک نہیں کی گئی لیکن نماز شروع کرتے وقت مسواک کر لی ہے تو پھر بھی درست ہے۔ ⑥ اس روایت سے ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔

۲۸۸- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ : حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَسْتَاكُ.

۲۸۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کو دو دو رکعت نماز پڑھتے رہتے تھے پھر (ہر دو رکعت سے) فارغ ہو کر مسواک کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثيه مسند إمام أحمد: ۳/۳۷۲، حديث: ۱۸۸۲، وصحيح الترغيب للألباني، حديث: ۲۰۸، وصحيح أبي داود للألباني، حديث: ۵۲) لہٰذا مذکورہ حدیث دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ ② نماز تہجد میں رسول اللہ ﷺ کا اکثر عمل یہی تھا کہ دو دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔ اور وتر سمیت گیارہ رکعت ادا کرتے تھے۔ (صحيح البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، حديث: ۹۹۲ والتهجد، باب قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيره، حديث: ۱۱۴۷) ③ پہلے بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز تہجد کے لیے تیاری کے وقت بھی مسواک کرتے تھے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۸۶) یہاں ذکر ہے کہ تہجد کی ہر دو رکعتوں سے فارغ ہو کر بھی مسواک کرتے تھے۔ اگر یہ روایت صحیح ہے (جیسا کہ بعض حضرات نے اس کی تصحیح کی ہے) تو ممکن ہے کہ کبھی کبھار اس طرح کرتے ہوں۔ واللہ اعلم.

۲۸۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ

۲۸۹- حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسواک کیا کرو کیونکہ مسواک منہ صاف

۲۸۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۲۱۸ عن عثام به، والنسائي في الكبرٰى، وصححه الحاكم: ۱/۱۴۵، والذهبي * سليمان الأعمش عنعن، تقدم، ح: ۱۷۸، وسيأتي، ح: ۱۳۲۱.

۲۸۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۸/۲۶۲، ح: ۷۸۷۶ من حديث عثمان بن أبي العاتكة به، وانظر، ح: ۲۲۸.

أَبِي الْعَاتِكَةِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَسَوَّكُوا، فَإِنَّ السِّوَاكَ مِطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ، مَا جَاءَنِي جِبْرِيلُ إِلَّا أَوْصَانِي بِالسِّوَاكِ، حَتَّى لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيَّ وَعَلٰى أُمَّتِي، وَلَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَفَرَضْتُهُ لَهُمْ، وَإِنِّي لَأَسْتَاكُ حَتَّى لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ أُحْفِيَ مَقَادِمَ فَمِي».

کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والی ہے۔ جبریل علیہ السلام جب بھی میرے پاس آئے' مسواک کی تاکید ضرور کی حتی کہ مجھے خوف محسوس ہوا کہ مجھ پر اور میری امت پر وہ (مسواک) فرض کر دی جائے گی۔ اور اگر مجھے امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں اسے ان پر فرض کر دیتا۔ میں تو اس قدر مسواک کرتا ہوں کہ مجھے خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ منہ کا اگلا حصہ چھیل ڈالوں گا۔''

٢٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ: قُلْتُ: أَخْبِرِينِي، بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْدَأُ إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا دَخَلَ يَبْدَأُ بِالسِّوَاكِ.

۲۹۰- حضرت شریح بن ہانی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: مجھے یہ بتائیے کہ رسول اللہ ﷺ جب (باہر سے) آپ کے پاس آتے تو سب سے پہلے کیا کرتے تھے؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی علیہ السلام جب گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نماز کے اوقات کے علاوہ بھی مسواک کا اہتمام فرماتے تھے۔ ② بعض فقہاء نے کچھ ایسی شرطیں لگائی ہیں جو کسی دلیل سے ثابت نہیں، مثلاً: مسواک کا ایک بالشت ہونا یا پانی کے بغیر مسواک نہ کرنا' وغیرہ۔

٢٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ [كَنِيزٍ]، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَاجٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ:

۲۹۱- حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: تمھارے منہ قرآن کے راستے ہیں' لہٰذا انھیں مسواک کے ذریعے سے پاک صاف رکھا کرو۔

٢٩٠ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ٢٥٣ من حديث المقدام به.

٢٩١ـ [**إسناده ضعيف**] أخرجه الأصبهاني في الحلية: ٤/ ٢٩٦ من حديث مسلم بن إبراهيم به مرفوعًا، وضعفه البوصيري * بحر ضعيف (تقريب)، وفيه علة أخرٰى، وله شاهد ضعيف، انظر التلخيص الحبير: ١/ ٧٠، ح: ٦٩.

إِنَّ أَفْوَاهَكُمْ طُرُقُ الْقُرْآنِ، فَطَيِّبُوهَا بِالسِّوَاكِ.

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث موقوف ہے' یعنی صحابی کا قول ہے' نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد نہیں، تاہم مسواک کی فضیلت واہمیت مرفوع احادیث سے ثابت ہے ② ''تمھارے منہ قرآن کے راستے ہیں'' کا مطلب ایک دوسری روایت کی رُو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور قرآن سنتا ہے حتی کہ قرآن سنتے سنتے اس کے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ فرشتہ اپنا منہ' پڑھنے والے کے منہ پر رکھ دیتا ہے' پھر پڑھنے والا جو آیت بھی پڑھتا ہے تو وہ فرشتے کے اندر چلی جاتی ہے، اسی لیے فرمایا کہ قرآن پڑھتے وقت منہ کو صاف رکھو۔ (الصحیحۃ' حدیث: ۱۲۱۳) اسی روایت کی بنیاد پر شیخ البانی نے اس کی تصحیح بھی کی ہے۔ بہرحال قرآن مجید کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ منہ کو پاک صاف رکھا جائے۔ ③ منہ کو پاک صاف رکھنے کا تقاضا یہ بھی ہے کہ بدبودار اشیاء سے پرہیز کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ پیاز وغیرہ سے پرہیز فرماتے تھے' حالانکہ وہ حرام نہیں، اس لیے منشیات سے بدرجۂ اولیٰ پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ وہ حرام بھی ہیں اور بدبودار بھی۔ سگریٹ اور تمباکو وغیرہ بھی سخت بدبودار اشیاء ہیں اور ان میں کوئی فائدہ بھی نہیں جب کہ نقصانات بے شمار ہیں، اس لیے ان کا استعمال ''بے جا مال ضائع کرنے'' کے تحت آتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ○ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوٓا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۲۶' ۲۷) ''اور بے جا خرچ نہ کر۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔'' اسی طرح گالی گلوچ' فحش کلامی' جھوٹ' فریب اور اس طرح کے دوسرے اعمال سے بھی منہ کو پاک رکھنا ضروری ہے۔

(المعجم ٨) - بَابُ الْفِطْرَةِ (التحفة ٨)

باب: ٨- امورِ فطرت کا بیان

٢٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ، وَنَتْفُ

۲۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فطرت پانچ چیزیں ہیں' یا فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: ختنہ' (زیرناف بالوں کی صفائی کے لیے) لوہے کی چیز استعمال کرنا' ناخن تراشنا' بغلوں کے بال اکھاڑنا اور مونچھیں کاٹنا۔''

٢٩٢ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب قص الشارب، ح: ٥٨٨٩، ومسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ٢٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في جزءه: (١١).

الْإِبِطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ».

فوائد ومسائل: ① ''فطرت'' اس سے مراد دین فطرت کے وہ امور ہیں جو تمام انبیائے کرام کی سنت ہیں اور تمام انبیاء کی شریعتوں میں ان پر عمل ہوتا رہا ہے۔ اس سے ان اعمال کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ ان پانچوں کا تعلق انسان کی ظاہری صفائی سے ہے اور جب شریعت ان کا حکم دے تو حکم کی تعمیل سے باطنی طہارت میں بھی اضافہ ہوگا۔ ② ''ختنہ'' اس سے مراد ہے' مرد کے عضو خاص سے ابتدائی حصہ پر موجود پردے کو کاٹ دینا حتی کہ حشفہ (عضو کا ابتدائی حصہ) ظاہر ہو جائے۔ طبی نقطۂ نظر سے بھی یہ عمل بہت مفید ہے کیونکہ اس پردے کے اندر میل کچیل جمع ہونے سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس کی صفائی پر عام طور پر توجہ نہیں دی جاتی۔ اس کے علاوہ اس کے اندر پیشاب کے قطرات رہ جاتے ہیں جن کی وجہ سے جسم اور کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں۔ بائبل میں بھی ختنہ کو ایک دائمی شرعی حکم قرار دیا گیا ہے جو کبھی منسوخ نہیں ہوگا۔ (دیکھیے: کتاب پیدائش' باب: ١٧' فقرات: ٩ تا ١٤) اسی لیے یہودی ختنہ کرتے ہیں۔ عہد جدید کے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی ختنہ کیا گیا تھا۔ (دیکھیے: انجیل لوقا' باب: ٢' فقرہ: ٢١) ③ ''استحداد'' (لوہا استعمال کرنا) اس سے مراد اعضائے مخصوصہ کے اردگرد اُگے ہوئے بالوں کو دور کرنا ہے، خواہ لوہے کی بنی ہوئی کسی چیز (استرے وغیرہ) سے ہو' یا اس مقصد کے لیے تیار شدہ پاؤڈر یا کریم وغیرہ سے ہو۔ ④ بغلوں کے بال اکھاڑنا ہی مسنون ہے۔ اکھاڑنے کے بعد دوبارہ صفائی کی ضرورت کافی دیر کے بعد ہوتی ہے' البتہ مونڈنے سے بھی صفائی کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ ⑤ ناخن بڑھ جائیں تو ان میں میل کچیل جمع ہو جاتا ہے، اس لیے صفائی کا تقاضا بھی ہے کہ انھیں کاٹ دیا جائے۔ فیشن کے طور پر ناخن بڑھا لینا خلافِ فطرت بھی ہے اور ان کے ٹوٹنے کا خطرہ بھی رہتا ہے جس سے نقصان اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، نیز ناخن کاٹنے سے انسان اور حیوان میں قدرتی فرق برقرار رہتا ہے۔ ⑤ مونچھیں بڑھانا عجمی غیر مسلموں کا رواج تھا۔ ان کو دیکھ کر عربوں نے بھی یہ طریقہ اختیار کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں کاٹنے اور خوب پست کرنے کا حکم دیا۔ یہ پانچوں امور نظافت وطہارت سے تعلق رکھتے ہیں اور نظافت وطہارت تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں مطلوب اور مستحسن رہی ہے۔ میلا کچیلا یا ناپاک رہنا غیر مسلموں، مثلاً: ہندو جوگیوں یا عیسائی راہبوں کا طریقہ ہے اور ان کی خود ساختہ پابندیاں ہیں جن کا کسی آسمانی شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ⑥ صفائی اور طہارت کے ان تمام افعال میں دائیں جانب سے شروع کرنا مسنون ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''نبی اکرم ﷺ جوتا پہننے میں' کنگھی کرنے میں' پاکیزگی حاصل کرنے میں (وضو اور غسل میں) اور ہر کام میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔'' (صحیح البخاري' الوضوء' باب التيمن في الوضوء والغسل، حديث: ١٦٨' وصحيح مسلم' الطهارة' باب التيمن في الطهور وغيره حديث: ٢٦٨)

٢٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ [ابنِ] الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، والسِّوَاكُ، وَالاِسْتِنْشَاقُ بِالْمَاءِ، وَقَصُّ الأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ» يَعْنِي: الاِسْتِنْجَاءَ.

قَالَ زَكَرِيَّا: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ. إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ.

٢٩٣-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس چیزیں فطرت سے ہیں: مونچھیں کاٹنا' ڈاڑھی بڑھانا' مسواک کرنا' (دوران وضو) ناک میں پانی ڈالنا' ناخن تراشنا' انگلیوں کے جوڑ دھونا' بغلوں کے بال اکھاڑنا' زیر ناف بال مونڈنا اور پانی استعمال کرنا' یعنی استنجا کرنا۔''

(حدیث کے ایک راوی) حضرت مصعب ؒ نے (حدیث روایت کرتے ہوئے) فرمایا: میں دسویں چیز بھول گیا ہوں' شاید کلی کرنا ہو۔

فوائد و مسائل: ① ڈاڑھی بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے کاٹا نہ جائے جس طرح مونچھوں کے بال کاٹ دیے جاتے ہیں۔ ڈاڑھی منڈانا حرام ہے اور منڈانے والا فاسق ہے کیونکہ وہ ان احادیث کی مخالفت کرتا ہے جن میں ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عمر ؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ' وَوَفِّرُوا اللِّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ] (صحيح البخاری' اللباس' باب تقليم الأظفار' حديث:٥٨٩٢' و صحيح مسلم' الطهارة' باب خصال الفطرة' حديث: ٢٥٩) ''مشرکوں کی مخالفت کرو' ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کتراؤ۔'' اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: [جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحٰى' وَ خَالِفُوا الْمَجُوسَ] (صحيح مسلم' الطهارة' باب خصال الفطرة' حديث:٢٦٠) ''مونچھوں کو کتراؤ' ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔'' داڑھی منڈانے پر اصرار کرنا کبیرہ گناہ ہے' جو شخص منڈائے اسے نصیحت کرنا اور ڈاڑھی منڈانے سے منع کرنا واجب ہے اگر ایسا کوئی شخص قیادت یا کسی دینی مرکز میں ہو تو اسے اور بھی زیادہ تاکید کے ساتھ سمجھانا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں احادیث میں مونچھوں کی کانٹ تراش کے لیے دو لفظ استعمال ہوئے ہیں ایک ہے ''احفاء'' جس کے معنی خوب اچھی

٢٩٣ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ٢٦١ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

طرح مونڈنا ہیں اور دوسرا ہے ''قص'' جس کے معنی قینچی وغیرہ سے کاٹنے کے ہیں' لہٰذا اس مسئلہ میں شرعاً دونوں طرح اختیار ہے' لہٰذا ہماری رائے میں یہ کہنا جائز نہیں کہ مونچھوں کو خوب اچھی طرح مونڈنا مثلہ یا بدعت ہے کیونکہ ایسا کہنا مذکورہ نص کے خلاف ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت صحیحہ کی موجودگی میں کسی کے قول کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔
④ انگلیوں کے جوڑوں میں میل کچیل جمع ہو جاتا ہے' اس لیے وضو اور غسل کے موقع پر ان مقامات کو زیادہ توجہ سے صاف کرنا چاہیے اسی طرح جسم کے وہ حصے جہاں میل کچیل جمع ہونے کا زیادہ امکان ہوتا ہے' غسل کے دوران میں ان کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے' ویسے بھی اگر ان مقامات کی طرف توجہ نہ دی جائے تو بعض اوقات وہاں پانی نہیں پہنچ پاتا اور غسل نہیں ہوتا۔

٢٩٤- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مِنَ الْفِطْرَةِ الْمَضْمَضَةُ وَالاِسْتِنْشَاقُ وَالسِّوَاكُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَالاِسْتِحْدَادُ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَالاِنْتِضَاحُ وَالاِخْتِتَانُ».

۲۹۴- حضرت عمار بن یاسر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چیزیں فطرت سے ہیں: کلی کرنا' ناک میں پانی ڈالنا' مسواک کرنا' مونچھیں کاٹنا' ناخن کاٹنا' بغلوں کے بال اکھاڑنا' (زیر ناف صفائی کے لیے) لوہے کی چیز استعمال کرنا' انگلیوں کے جوڑ دھونا' چھینٹے مارنا اور ختنہ کرنا۔''

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ نے یہ روایت حماد بن سلمۃ کے دوسرے شاگرد عفان بن مسلم کی سند سے بھی اسی طرح بیان کی ہے۔

فائدہ: ''چھینٹے مارنا'' یعنی وضو کے بعد ازار پر پانی کے چھینٹے ڈالنا۔ اس کی حکمت بظاہر عدم طہارت کے وسوسے کا ازالہ ہے۔ واللہ اعلم. یہ روایت صحیح روایات کے ہم معنی ہے' اس لیے بعض محققین نے اسے حسن یا صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية: ٣٠/٢٦٨)

٢٩٥- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلاَلٍ

۲۹۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے

٢٩٤_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، ح: ٥٤ من حديث حماد بن سلمة به * علي بن زيد تقدم: ح: ١١٦، وشيخه مجهول.
٢٩٥_ أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ٢٥٨ من حديث جعفر به.

الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ، وَنَتْفِ الْإِبِطِ وَتَقْلِيمِ الأَظْفَارِ أَنْ لاَ نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً.

کہ انھوں نے فرمایا: مونچھیں کاٹنے' زیر ناف بال مونڈنے' بغلوں کے بال اکھاڑنے اور ناخن کاٹنے کے لیے ہمارے لیے یہ حد مقرر کی گئی ہے کہ انھیں چالیس راتوں سے زیادہ نہ چھوڑیں۔"

فائدہ: جب بھی ضرورت محسوس ہو یہ اعمال انجام دے لینے چاہییں لیکن اگر دیر بھی ہو جائے تو چالیس دن سے زیادہ تاخیر نہیں ہونی چاہیے ورنہ گناہ گار ہوگا۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ چالیس دن سے پہلے صفائی ہی نہ کی جائے۔

(المعجم ٩) - بَابُ مَا يَقُولُ [الرَّجُلُ] إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ (التحفة ٩)

باب:٩- بیت الخلاء میں جاتے وقت آدمی کیا کہے؟

٢٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالاَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ ابْنِ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوشَ مُحْتَضَرَةٌ، فَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ».

٢٩٦- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ بیت الخلاء (شیطانوں کے) حاضر ہونے کی جگہیں ہیں۔ چنانچہ جب تم میں سے کوئی (بیت الخلاء میں) داخل ہو تو اسے یوں کہنا چاہیے: [اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ] "اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنّیوں سے۔"

حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى: [حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ]؛ ح: وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ. قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہی روایت اپنے دوسرے دو اساتذہ جمیل بن حسن عتکی اور ہارون بن اسحاق کی سندوں سے بھی یہ روایت اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے بیان کی ہے۔

٢٩٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، ح:٦ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

عَوْفٍ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

فوائد ومسائل: ① ناپاک مذکر ومؤنث جنوں سے مراد شیطان جنات ہیں جو محض شرارت کے طور پر انسانوں کو تنگ کر کے خوش ہوتے ہیں۔ ② شیاطین اپنی ناپاک فطرت کی وجہ سے ناپاک مقامات ہی کو پسند کرتے ہیں' اس لیے بیت الخلاء میں ان کا آنا جانا ہوتا ہے۔ ③ شیطان اس جگہ اس لیے بھی آتے ہیں کہ ہر انسان طبعی طور پر وہاں جانے پر مجبور ہوتا ہے۔ اور وہاں وہ اللہ کا ذکر بھی نہیں کر سکتا' اس لیے وہاں شیطان انسان کے دل میں ہر قسم کے غلط سلط خیالات اور وسوسے آسانی سے ڈال سکتا ہے۔ ④ شیطان کے اس شر سے بچنے کے لیے مذکورہ بالا دعا ایک آسان طریقہ ہے۔ اس کی برکت سے وہ ہمیں نہ جسمانی نقصان پہنچا سکتا ہے' نہ گندے خیال کے ذریعے سے پریشان کر سکتا ہے۔ ⑤ مذکورہ بالا دعا بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنی چاہیے جیسے کہ صحیح بخاری کی ایک روایت میں صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاری' الوضوء' باب مایقول عند الخلاء' حدیث:۱۴۲) کیونکہ اس مقام پر زبان سے اللہ کا ذکر کرنا ادب کے منافی ہے۔ اگر کسی میدان وغیرہ میں قضائے حاجت کے لیے جائے تو کپڑے کھولنے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

٢٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ بَشِيرِ بْنِ سَلْمَانَ: حَدَّثَنَا خَلاَّدٌ الصَّفَّارُ، عَنِ الْحَكَمِ النَّصْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِتْرُ مَا بَيْنَ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ، إِذَا دَخَلَ الْكَنِيفَ، أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللهِ».

٢٩٧- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی آدم (انسانوں) کے پردے کے اعضاء اور جنوں کی نظروں کے درمیان یہ چیز پردہ بن جاتی ہے کہ جب کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو بِسْمِ اللّٰہ کہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت کی صحت وضعف میں اختلاف ہے۔ ہمارے فاضل محقق شیخ علی زئی اور سنن ابن ماجہ کے ایک دوسرے معروف محقق ڈاکٹر بشار عواد کے نزدیک یہ ضعیف اور احمد شاکر مصری اور شیخ البانی ؒ کے نزدیک صحیح ہے۔ (سنن ابن ماجہ بہ تحقیق الدکتور بشار عواد) ② مذکورہ بالا دعا کے ساتھ ''بسم اللہ'' بھی کہنا چاہیے یا پہلے ''بسم اللہ'' کہہ کر پھر دعا پڑھ لے۔ ③ جن ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ ان کے شر سے بچاؤ کے لیے ہم وہ طریقے

٢٩٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ما ذكر من التسمية عند دخول الخلاء، ح: ٦٠٦ عن محمد ابن حميد به، وقال: "غريب . . . وإسناده ليس بذاك القوي" * أبوإسحاق عنعن، تقدم، ح: ٤٦، وللحديث شواهد، كلها ضعيفة.

اختیار نہیں کر سکتے جو برے انسانوں کے شر سے بچاؤ کے لیے اختیار کرتے ہیں' اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کی شرارتوں سے بچاؤ کے لیے یہ روحانی ذرائع دیے ہیں۔ان سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔④ ''بسم اللہ'' کہنے سے جن' انسان کے اعضائے مستورہ کو نہیں دیکھ سکتے۔جس طرح انسانوں کی نظروں سے بچنے کے لیے بیت الخلاء میں داخل ہونے کی ضرورت ہوتی ہے' اسی طرح جنوں کی نظروں سے بچنے کے لیے ''بسم اللہ'' کہنا بھی ضروری ہے۔

٢٩٨- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا دَخَلَ الْخَلاءَ قَالَ: «أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ».

۲۹۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو کہتے تھے: [اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ] ''میں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

٢٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ يَعْجِزْ أَحَدُكُمْ، إِذَا دَخَلَ مِرْفَقَهُ أَنْ يَقُولَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ، الْخَبِيثِ الْمُخْبِثِ، الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ».

۲۹۹- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو اس بات سے عاجز نہیں ہونا چاہیے کہ جائے ضرورت میں داخل ہوتے وقت یوں کہہ لے: [اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُبِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں گندے' پلید' ناپاک' گندے کام سکھانے والے مردود شیطان سے۔''

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَقُلْ فِي حَدِيثِهِ: مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ، إِنَّمَا قَالَ: مِنَ الْخَبِيثِ الْمُخْبِثِ، الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

ابوحاتم نے ابن ابی مریم سے اسی طرح روایت بیان کی لیکن اس نے اپنی روایت میں [مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ] کے الفاظ بیان نہیں کیے بلکہ صرف [مِنَ الْخَبِيثِ الْمُخْبِثِ] کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

٢٩٨ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء، ح: ٣٧٥، من حديث إسماعيل وغيره به.

٢٩٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٨/ ٢٤٩، ح: ٧٨٤٩ من حديث سعيد بن أبي مريم به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٢٢٨ لحال علي بن يزيد.

(المعجم ١٠) - **بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ** (التحفة ١٠)

باب:١٠- بیت الخلاء سے باہر آ کر کیا پڑھے؟

٣٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي [بُكَيْرٍ]: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَسَمِعْتُهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ، قَالَ: «غُفْرَانَكَ».

٣٠٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر آتے تھے تو فرماتے تھے: [غُفُرَانَكَ] ''اے اللہ! میں تیری بخشش کا طلب گار ہوں۔''

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: وَأَخْبَرَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ النَّهْدِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، نَحْوَهُ.

ابوغسان النہدی نے بھی اسرائیل سے اسی (یحیٰی بن ابی بکیر) کی مثل روایت بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① قضائے حاجت سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی حکمت یہ ذکر کی گئی ہے کہ انسان اتنے عرصے تک زبان سے ذکر کرنے سے محروم رہتا ہے۔ اس فطری کوتاہی کو اداً اپنی طرف منسوب کر کے مغفرت کی دعا کی گئی ہے۔ یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ نجاست کا جسم سے نکل جانا بھی اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے۔ ہم اس کی کما حقہ ادائیگی نہیں کر سکتے، اس لیے معافی کے طلب گار ہیں۔ ② یہ دعا بیت الخلاء سے باہر آ کر پڑھنی چاہیے۔ اگر میدان وغیرہ میں ہو تو فارغ ہو کر کپڑے درست کرنے کے بعد پڑھنی چاہیے۔

٣٠١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ وَقَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الأَذَى وَعَافَانِي».

٣٠١- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے: [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ اَذْهَبَ عَنِّى الْاَذٰى وَعَافَانِىْ] ''اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ سے نجاست (یا تکلیف دہ چیز) کو دور کر دیا اور مجھے عافیت بخشی۔''

٣٠٠ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا خرج من الخلاء، ح: ٣٠ من حديث إسرائيل به، وحسنه الترمذي، ح: ٧، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

٣٠١ـ **[إسناده ضعيف]** وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف" * إسماعيل بن مسلم المكي ضعيف الحديث

(المعجم ۱۱) - بَابُ ذِكْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَى الْخَلَاءِ وَالْخَاتَمِ فِي الْخَلَاءِ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱- بیت الخلاء میں اللہ کا ذکر کرنا اور انگوٹھی لے کر جانا

۳۰۲- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الْبَهِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

۳۰۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ''تمام اوقات'' سے مراد یہ ہے کہ خواہ باوضو ہوں یا نہ ہوں' اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔ یعنی زبانی ذکر کے لیے طہارت کا وہ اہتمام ضروری نہیں جو نماز وغیرہ کے لیے ضروری ہے۔ ''تمام اوقات'' کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح نماز کے لیے بعض اوقات مکروہ ہیں' اللہ کے ذکر کے لیے اس طرح کوئی وقت مکروہ نہیں۔ ② بعض علماء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ تلاوت قرآن مجید کے لیے جس طرح حدثِ اصغر سے پاک ہونا' یعنی باوضو ہونا ضروری نہیں۔ اسی طرح حدث اکبر' یعنی جنابت سے پاک ہونا بھی شرط نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید بھی ذکر ہے۔ لیکن اولاً تو ''اللہ کے ذکر'' کا متبادر مفہوم ''سُبْحَانَ اللّٰه' اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' وغیرہ جیسے اذکار ہیں' جن کے زبان سے ادا کرنے کو ''تلاوتِ قرآن نہیں'' سمجھا جاتا۔ ثانیاً حالتِ جنابت میں تلاوت ممنوع ہونے کی متعدد احادیث مروی ہیں۔ جو اگرچہ الگ الگ ضعیف ہیں' لیکن علماء کے ایک گروہ کے نزدیک باہم مل کر وہ قابل استدلال ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کا ضعف شدید نہیں' اس لیے ان کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ جنابت کی حالت میں تلاوت سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے' الا یہ کہ کوئی ناگزیر صورت پیش آ جائے۔ لیکن علماء کا ایک دوسرا گروہ جس میں امام بخاری' امام ابن تیمیہ اور امام ابن حزم ؒ جیسے حضرات بھی شامل ہیں' کہتا ہے کہ ممانعت کی تمام احادیث ضعیف ہیں، اس لیے جنبی اور حائضہ بھی قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۳۰۳- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۳۰۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے

◄(تقريب)، وفيه علل أخرى، وله شاهد ضعيف عند ابن السني، ح: ۲۲ وغيره.

۳۰۲ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة وغيرها، ح: ۳۷۳ من طريق ابن أبي زائدة به، وعلقه البخاري، كتاب الأذان، باب هل يتتبع المؤذن فاه . . . الخ، قبل، ح: ٦۳٤.

۳۰۳ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الخاتم يكون فيه ذكر الله تعالى يدخل به الخلاء، ح: ۱۹ عن نصر به، وقال: "هذا حديث منكر"، وصححه الترمذي، ح: ۱۷٤٦، وضعفه النسائي (تحفة الأشراف: ۱/ ۳۸٥) * ابن جريج مشهور بالتدليس، ولم أجد تصريح سماعه.

الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلاَءَ وَضَعَ خَاتَمَهُ.

کہ نبی ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو انگوٹھی اتار دیتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف' بلکہ منکر ہے۔ صحیح روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی لیکن پھر آپ نے وہ اتار دی۔ دیکھیے: (سنن ابوداود' الطهارة' باب الخاتم يكون فيه ذكرالله يدخل به الخلاء' حديث:١٩) بنابریں بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت نبی ﷺ واقعی انگوٹھی اتار دیتے تھے یا نہیں؟ اس کی بابت کوئی صحیح صریح روایت نہیں، تاہم ادب واحترام کا تقاضا ہے کہ ایسی انگوٹھی یا کتاب وغیرہ جس میں اللہ کا نام ہو' بیت الخلاء میں لے جانا مناسب نہیں۔

(المعجم ١٢) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ (التحفة ١٢)

باب:١٢- غسل خانے میں پیشاب کرنے کی کراہت کا بیان

٣٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ».

۳۰۴- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے' رسول ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے غسل خانے میں ہرگز پیشاب نہ کرے کیونکہ زیادہ تر وسوسے اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ابْنُ مَاجَهْ: [قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ:] سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيَّ يَقُولُ: إِنَّمَا هٰذَا فِي الْحَفِيرَةِ. فَأَمَّا الْيَوْمَ، [فَلاَ]، فَمُغْتَسَلاَتُهُمُ الْجِصُّ وَالصَّارُوجُ وَالْقِيرُ، فَإِذَا بَالَ فَأَرْسَلَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، لاَ بَأْسَ بِهِ.

جناب علی بن محمد طنافسی ؒ فرماتے ہیں: یہ حکم ایسے (کچے) غسل خانوں کے بارے میں ہے جن کا پانی گڑھے میں جمع ہوتا ہے۔ آج کل یہ حکم نہیں۔ چونکہ اب لوگ غسل خانوں کی تعمیر میں چونا' قلعی اور تارکول استعمال کرتے ہیں (اس لیے پختہ فرش پر پانی نہیں ٹھہرتا اور ایسی دیواروں میں بھی جذب نہیں ہوتا) لہٰذا جب آدمی

٣٠٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في البول في المستحم، ح:٢٧ من حديث عبدالرزاق به واستغربه الترمذي، ح:٢١، وصححه الحاكم، والذهبي * الحسن عنعن، تقدم، ح:٧١، وحديث أبي داود ح:٢٧ يغني عنه.

پیشاب کر کے اس جگہ پانی بہا دے تو کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید کہا ہے کہ اس روایت سے سنن ابوداود کی حدیث نمبر ۲۷ کفایت کرتی ہے جو کہ صحیح الاسناد ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بہرحال احتیاط اور احترام سنت کا تقاضا یہی ہے کہ غسل خانے میں پیشاب کرنے سے اجتناب ہی کیا جائے۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- کھڑے ہوکر پیشاب کرنا

٣٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ وَ هُشَيْمٌ وَ وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتٰى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ عَلَيْهَا قَائِمًا.

۳۰۵- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ پہنچے اور وہاں کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔

فوائد و مسائل: ① پیشاب کرنے کے لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ بیٹھ کر اس حاجت سے فراغت حاصل کی جائے۔ نبئ اکرم ﷺ کی اکثر عادت مبارکہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی تھی۔ ② اس مقام پر نبئ اکرم ﷺ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ ممکن ہے اس کا سبب امت کو یہ بتانا ہو کہ یہ بھی جائز ہے تاکہ اگر کسی کو کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو وہ حرج محسوس نہ کرے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے کوئی ایسی ضرورت محسوس کی ہو، مثلاً: بیٹھ کر پیشاب کرنے کی صورت میں جسم یا کپڑوں پر چھینٹے پڑنے کا اندیشہ محسوس ہوا ہو یا کسی عذر کی وجہ سے بیٹھنے میں مشقت محسوس ہوئی ہو۔ واللہ اعلم. تاہم یہ احتیاط ضروری ہے کہ پیشاب کے چھینٹے کپڑے یا جسم پر نہ پڑیں۔ ③ کچھ لوگوں کی کوڑا پھینکنے کی جگہ کا مطلب یہ ہے کہ اس محلے کے لوگ اپنا کوڑا کرکٹ وہاں پھینکا کرتے تھے۔ ④ نبی ﷺ نے پیشاب کے لیے وہ جگہ اس لیے پسند فرمائی کہ وہاں دیوار کی اوٹ موجود تھی اس لیے پردے کا اہتمام بہتر طور پر ممکن تھا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، حديث:۲۷۳)

٣٠٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ

۳۰۶- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی قوم کی کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ

٣٠٥ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب البول قائمًا وقاعدًا، ح: ٢٢٤ وغيره، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ٢٧٣ من حديث الأعمش به.

٣٠٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٤٦ من طريق آخر عن عاصم بن بهدلة وغيره به.

عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتٰى سُبَاطَةَ قَوْمٍ، فَبَالَ قَائِمًا.

پہنچے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

قَالَ شُعْبَةُ: قَالَ عَاصِمٌ يَوْمَئِذٍ، وَهٰذَا الأَعْمَشُ يَرْوِيهِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، وَمَا حَفِظَهُ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ مَنْصُورًا فَحَدَّثَنِيهِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتٰى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا.

امام شعبہ کے استاد عاصم بیان کرتے ہیں کہ اعمش اس حدیث کو ابو وائل کے واسطے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' ان سے بھول ہو گئی ہے (کہ اصل میں یہ حدیث مغیرہ بن شعبہ کی ہے' اعمش نے غلطی سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا نام لے دیا ہے۔) امام شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے منصور سے پوچھا تو انھوں نے مجھے ابو وائل کے واسطے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کسی قوم کی کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ پہنچے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

توضیح: سند کا اختلاف امام ابن ماجہ نے خود واضح کر دیا ہے جس سے واضح ہے کہ اس اختلاف کا حدیث کی صحت پر اثر نہیں پڑتا۔ چونکہ حضرت حذیفہ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہما دونوں صحابی ہیں' اس لیے ان دونوں میں سے جس نے بھی رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہو حدیث صحیح ہوگی' ضعیف نہیں ہوگی۔ بنا بریں سنداً حدیث صحیح ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ فِي الْبَوْلِ قَاعِدًا (التحفة ١٤)

باب:۱۴- بیٹھ کر پیشاب کرنا

٣٠٧- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْمِقْدَامِ ابْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَالَ قَائِمًا فَلاَ تُصَدِّقْهُ، أَنَا رَأَيْتُهُ يَبُولُ قَاعِدًا.

۳۰۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جو شخص تمھیں یہ بات بتائے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا' اس کی تصدیق نہ کرنا۔ میں نے آپ ﷺ کو (ہمیشہ) بیٹھ کر پیشاب کرتے دیکھا ہے۔

٣٠٧ـ **[حسن]** أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في النهي عن البول قائمًا، ح:١٢ من حديث شريك به، وتابعه إسرائيل وغيره(السنن الكبرٰى للبيهقي: ١/ ١٠١، ١٠٢).

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ نفی ان کی اپنی معلومات کے مطابق ہے کیونکہ گھر میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام ہمیشہ بیت الخلاء ہی میں بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔ گزشتہ حدیث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے گھر سے باہر کا واقعہ بیان کیا ہے جس کا ام المومنین رضی اللہ عنہا کو علم نہیں ہوا' اس لیے دونوں اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔

٣٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ [بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ]، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ : رَآنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ : وَأَنَا أَبُولُ قَائِمًا، فَقَالَ : «يَا عُمَرُ لاَ تَبُلْ قَائِمًا» فَمَا بُلْتُ قَائِمًا، بَعْدُ.

٣٠٨- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا: ''عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔'' (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

٣٠٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ : حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ : حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ : نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَبُولَ قَائِمًا.

٣٠٩- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَزِيدَ، أَبَا عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيَّ يَقُولُ: قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ - فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ: أَنَا رَأَيْتُهُ يَبُولُ قَاعِدًا - قَالَ: الرَّجُلُ أَعْلَمُ بِهٰذَا مِنْهَا.

امام ابن ماجہ نے اپنے استاد احمد بن عبدالرحمٰن مخزومی کے واسطے سے حدیث عائشہ کے بارے میں حضرت سفیان ثوری سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: اس مسئلہ میں مردوں کو زیادہ معلومات ہو سکتی ہیں۔ یعنی امام سفیان ثوری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان: ''میں نے آپ ﷺ کو (ہمیشہ) بیٹھ کر پیشاب کرتے دیکھا ہے۔'' پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث (حدیث: ٣٠٥) کو ترجیح دی ہے۔

٣٠٨- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ١٠٢ من طريق عبدالرزاق به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، عبدالكريم متفق علٰى تضعيفه".

٣٠٩- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي في الكامل: ٥/ ٢٠١٣ من حديث أبي عامر العقدي به، وضعفه البوصيري * عدي بن الفضل متروك (تقريب).

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَكَانَ مِنْ شَأْنِ العَرَبِ الْبَوْلُ قَائِماً، أَلاَ تَرَاهُ، فِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ يَقُولُ: قَعَدَ يَبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ.

احمد بن عبدالرحمٰن مخزومی نے فرمایا: عربوں میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا رواج تھا، اس لیے عبدالرحمٰن بن حسنہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں: (یہودیوں نے کہا) یہ تو بیٹھ کر پیشاب کرتے ہیں جس طرح عورتیں پیشاب کیا کرتی ہیں۔

فائدہ: روایت: ۳۰۸،۳۰۹ دونوں سنداً ضعیف ہیں اس لیے قابل حجت نہیں اور ان سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی، تاہم نبی ﷺ کا عام معمول بیٹھ کر ہی پیشاب کرنے کا تھا' اس لیے ہر مسلمان کا معمول بھی یہی ہونا چاہیے۔ اصل اور اہم مسئلہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا ہے' اس میں کوتاہی کی گنجائش نہیں کیونکہ اس پر سخت وعید احادیث میں آئی ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ كَرَاهَةِ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِيْنِ وَالِاسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِيْنِ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- دائیں ہاتھ سے عضو خاص کو چھونا اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا ممنوع ہے

٣١٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبِ بْنِ أَبِي الْعِشْرِينَ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلاَ يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلاَ يَسْتَنْجِ بِيَمِينِهِ».

۳۱۰- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جب کوئی شخص پیشاب کرے تو اسے چاہیے کہ عضو خاص کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔''

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ بِإِسْنَادِهِ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ نے امام اوزاعی رحمہ اللہ کے دوسرے شاگرد ولید بن مسلم کی سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① اسلامی تہذیب کی یہ خوبی ہے کہ اس میں طہارت و نظافت کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اس ضمن میں استنجا کے آداب کی تعلیم بھی دی گئی ہے۔ اس حدیث میں یہ ادب بیان ہوا ہے کہ اعضائے مخصوصہ کو چھونے

٣١٠ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب لا يمسك ذكره بيمينه إذا بال، ح: ١٥٤ من حديث الأوزاعي به، وغيره، ومسلم، الطهارة، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، ح: ٢٦٧ من حديث يحيىٰ به.

کی ضرورت پیش آئے تو دایاں ہاتھ استعمال نہ کیا جائے۔ اسی طرح استنجا کرتے وقت بھی دایاں ہاتھ نجاست سے دور رہنا چاہیے۔ ② دائیں اور بائیں ہاتھ میں امتیاز بھی اسلامی تہذیب کے آداب میں سے ہے۔ دایاں ہاتھ ان کاموں کے لیے ہے جو شرعاً' عرفاً یا طبعاً پسندیدہ ہوں اور بایاں ہاتھ ان کاموں کے لیے ہے جو عرفاً یا طبعاً ناپسندیدہ ہوں۔ استنجا کرنا انسانی ضرورت ہے' ورنہ طبیعت مقام نجاست کو چھونا پسند نہیں کرتی' یہی وجہ ہے کہ اس کے لیے بایاں ہاتھ مقرر کیا گیا ہے۔ پسندیدہ معاملات میں نبی ﷺ دایاں ہاتھ استعمال کرتے اور دائیں جانب کو ترجیح دیتے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں' مثلاً: وضو کرنے' کنگھی کرنے اور جوتے پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند کرتے تھے۔ (صحيح البخاري' الوضوء' باب التيمن في الوضوء والغسل' حديث:١٦٨' و صحيح مسلم' الطهارة' باب التيمن في الطهور وغيره' حديث:٢٦٨)

٣١١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ صُهْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ: مَا تَغَنَّيْتُ وَلاَ تَمَنَّيْتُ وَلاَ مَسِسْتُ ذَكَرِي بِيَمِينِي مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ.

٣١١- حضرت عثمان بن عفان ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے نہ کبھی گانا گایا' نہ جھوٹ بولا' اور نہ عضو خاص کو دائیں ہاتھ سے چھوا' جب سے میں نے اس (ہاتھ) سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔

٣١٢- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلاَنَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَطَابَ أَحَدُكُمْ، فَلاَ يَسْتَطِبْ بِيَمِينِهِ. لِيَسْتَنْجِ بِشِمَالِهِ».

٣١٢- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جب استنجا کرے تو دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے' اسے اپنے بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا چاہیے۔''

(المعجم ١٦) - بَابُ الاِسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ (التحفة ١٦)

باب ١٦:- استنجا کے لیے پتھر کا استعمال' نیز لید اور ہڈی سے ممانعت

٣١١ـ [إسناده ضعيف جدًا] * الصلت بن دينار متروك الحديث، كما قال أحمد وغيره (تهذيب التهذيب).

٣١٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، ح:٨ من حديث محمد بن عجلان به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

٣١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ أُعَلِّمُكُمْ، إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلاَ تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلاَ تَسْتَدْبِرُوهَا». وَأَمَرَ بِثَلاَثَةِ أَحْجَارٍ، وَنَهٰى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ، وَنَهٰى أَنْ يَسْتَطِيبَ الرَّجُلُ بِيَمِينِهِ.

٣١٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھارے لیے اس طرح ہوں جس طرح اولاد کے لیے باپ ہوتا ہے۔ (اس لیے) میں تمھیں (بظاہر معمولی سمجھے جانے والے امور کی بھی) تعلیم دیتا ہوں۔ جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور اس کی طرف پیٹھ بھی نہ کرو۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے تین ڈھیلے استعمال کرنے کا حکم دیا' لید اور ہڈی استعمال کرنے سے منع فرمایا' اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① شریعت کے تمام احکام اہم ہیں، اس لیے جس طرح فرائض کا اہتمام کیا جاتا ہے آداب پر بھی عمل پیرا ہونا چاہیے۔ ② امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کو ہر قسم کے مسائل سے آگاہ کرے' البتہ موقع محل اور مناسب انداز کا خیال رکھنا چاہیے۔ ③ پیشاب یا پاخانہ کے وقت کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے یا پیٹھ کر کے بیٹھنا جائز نہیں۔ علمائے کرام نے اس حکم کو میدان اور کھلی جگہ کے لیے قرار دیا ہے کیونکہ بیت الخلاء کے اندر کعبہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الوضوء' باب التبرز في البيوت' حديث:١٤٨' و صحيح مسلم' الطهارة' باب الاستطابة' حديث:٢٦٦) ④ تین ڈھیلے استعمال کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ صفائی اچھی طرح ہو جائے۔ اگر پانی سے صفائی کی جائے تو ڈھیلے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔ لید اور ہڈی سے استنجا منع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو جنوں کے لیے خوراک بنایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''لید اور ہڈیوں کے ساتھ استنجا نہ کرو کیونکہ یہ جنوں میں سے تمھارے (مسلمان) بھائیوں کی خوراک ہے۔'' (جامع الترمذي' الطهارة' باب ماجاء في كراهية مايستنجىٰ به' حديث:١٨) دوسری وجہ یہ ہے کہ لید' گوبر خود ناپاک ہے' لہٰذا اس سے طہارت حاصل نہیں ہو سکتی جیسے کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔

٣١٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ - قَالَ: لَيْسَ

٣١٤- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا: ''مجھے تین پتھر لا دو۔'' میں دو پتھر اور

٣١٣_[حسن] انظر الحديث السابق.

٣١٤_أخرجه البخاري، الوضوء، باب لا يستنجىٰ بروث، ح:١٥٦ من حديث زهير به.

أَبُو عُبَيْدَةَ ذَكَرَهُ، وَلٰكِنْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الأَسْوَدِ، - عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى الْخَلاَءَ، فَقَالَ: «ائْتِنِي بِثَلاَثَةِ أَحْجَارٍ» فَأَتَيْتُهُ بِحَجَرَيْنِ وَرَوْثَةٍ فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ، وَقَالَ: «هِيَ رِجْسٌ».

ایک لید لے آیا۔ آپ ﷺ نے دونوں پتھر لے لیے اور لید پھینک دی اور فرمایا: ''یہ ناپاک ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ اگر تین ڈھیلے نہ ملیں تو دو ڈھیلوں پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے، تاہم افضل یہی ہے کہ تین ڈھیلوں سے صفائی کی جائے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ تیسرا ڈھیلا آپ نے خود ڈھونڈ لیا ہو۔ ② ساتھی یا شاگرد سے چھوٹی موٹی خدمت لینا درست ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ اس میں کراہت محسوس نہ کرتا ہو۔

٣١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، جَمِيعاً عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي خُزَيْمَةَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي الاِسْتِنْجَاءِ ثَلاَثَةُ أَحْجَارٍ لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ».

۳۱۵- حضرت خزیمہ بن ثابت ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''استنجا میں تین پتھر (استعمال) ہوتے ہیں' ان میں گوبر' لید نہ ہو۔''

فائدہ: [رَجِيعٌ] کا لفظ گوبر' لید اور انسانی فضلہ سب کے لیے بولا جاتا ہے۔ یہاں اس کا ترجمہ گوبر اور لید اس لیے کیا گیا ہے کہ دوسری احادیث میں [رَوْثٌ] کا لفظ ہے جو گدھے گھوڑے وغیرہ کی لید کے لیے بولا جاتا ہے۔ جب لید اور گوبر سے استنجا منع ہے تو انسانی فضلہ کا استعمال بدرجۂ اولیٰ منع ہوگا۔ اس سے ماقبل کی روایت سے بھی' جو صحیح ہے' گوبر اور لید کے عدم استعمال کا اثبات ہوتا ہے' اس لیے معناً یہ روایت بھی صحیح ہے۔

٣١٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

۳۱۶- حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے کہ بعض مشرکین ان کا مذاق اڑانے لگے' ایک مشرک نے کہا:

٣١٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الاستنجاء بالأحجار، ح: ٤١ من حديث هشام به * عمرو ابن خزيمة لم يوثقه غير ابن حبان.

٣١٦ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ٢٦٢ من حديث وكيع به وغيره.

ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، وَالأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَالَ لَهُ بَعْضُ الْمُشْرِكِينَ، وَهُمْ يَسْتَهْزِئُونَ بِهِ: إِنِّي أَرَى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةِ، قَالَ: أَجَلْ. أَمَرَنَا أَنْ لاَ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ، وَلاَ نَسْتَنْجِيَ بِأَيْمَانِنَا، وَلاَ نَكْتَفِيَ بِدُونِ ثَلاَثَةِ أَحْجَارٍ، لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ وَلاَ عَظْمٌ.

میں دیکھتا ہوں کہ تمھارا ساتھی (محمد ﷺ) تمھیں سب کچھ سکھاتا ہے حتی کہ پاخانہ کرنا بھی (سکھاتا ہے۔) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں' آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم (قضائے حاجت کے لیے) قبلہ کی طرف منہ نہ کریں' اور دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کریں' اور تین پتھروں سے کم استعمال نہ کریں' ان میں لید یا ہڈی شامل نہ ہو۔

فوائد ومسائل: اسلام دین فطرت ہے، اس لیے اس نے انسان کی زندگی کے کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا حتی کہ وہ مسائل بھی جنھیں زیر بحث لانا عام طور پر پسند نہیں کیا جاتا ان میں بھی ہدایت کی ضروری تفصیل موجود ہے۔ علاوہ ازیں اسلامی تعلیمات میں نہ یہودیت کی سی ناروا سختی ہے' نہ نصرانیت کی سی بے لگام اباحیت، بلکہ ایک حسین اعتدال موجود ہے۔ ② غیر مسلم اقوام کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ وہ اسلام کی خوبیوں کو بھی خامیاں بنا کر پیش کرتے ہیں۔ بعض مسلمان جو ذہنی طور پر ان سے مرعوب ہوتے ہیں' وہ اس کے جواب میں معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور تاویل یا انکار کے ذریعے سے اسلام کو ان کے غیر اسلامی تصورات کے مطابق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسلام کے احکام کی خوبیاں اور غیر اسلامی افکار کی خامیاں واضح کی جائیں کیونکہ اسلام ہی راہ ہدایت ہے اور کافروں کا گمراہ ہونا کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بھی معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کے بجائے انھیں مسکت جواب دیا' یعنی ہمیں تو اللہ کے نبی ﷺ نے بیت الخلاء کے آداب سکھائے ہیں اور یہ کوئی شرم کی بات نہیں۔ شرم کی بات تو یہ ہے کہ تم جیسے لوگوں کو قضائے حاجت کی بھی تمیز نہیں۔ ③ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے قضائے حاجت کے جو چار آداب ذکر کیے ہیں' ان سے اسلامی تہذیب کی دوسری تہذیبوں پر برتری واضح ہے۔ اپنے اپنے قبلہ کا احترام ہر مذہب کے ہاں مسلّم ہے لیکن اس احترام کے لیے جس طرح کی ہدایات اسلام نے دی ہیں' دوسرے مذاہب میں موجود نہیں۔ عبادت کے موقع پر جس طرف منہ کیا جاتا ہے قضائے حاجت کے وقت اس طرف منہ کرنے سے اجتناب اس احترام کا ایک واضح مظہر ہے۔ یہود ونصاریٰ میں ان کے قبلے کے لیے اس قسم کے احترام کی کوئی مثال موجود نہیں۔ دائیں اور بائیں ہاتھ کو الگ الگ کاموں کے لیے مخصوص کرنا بھی اسلامی تہذیب کی ایک نمایاں خوبی ہے۔ دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لیے مخصوص ہے اور بایاں ہاتھ صفائی سے متعلقہ امور کے لیے۔ غیر مسلموں میں اس طرح کا کوئی امتیاز نہیں۔ خاص طور پر نصاریٰ میں تو قضائے حاجت کے بعد جسم کی صفائی کی بھی

وہ اہمیت نہیں جو فطرت سلیم کا تقاضا ہے۔ اس کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر کھانا کھالینا تہذیب سے کس قدر دور ہے، یہ محتاج وضاحت نہیں۔ تین ڈھیلے استعمال کرنے کا حکم بھی صفائی کی اہمیت واضح کرتا ہے، یعنی قضائے حاجت کے بعد جسم کی اس قدر صفائی ہو جانی چاہیے کہ نجاست لگے رہنے کا احتمال نہ رہے۔ اسی طرح لید، گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ مسلمان جنوں اور ان کے جانوروں کی خوراک ہے، نیز غذائی اشیاء کو استنجے کے لیے استعمال کرنا ایک قابل نفرت فعل ہے جسے کوئی صاحب عقل پسند نہیں کر سکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے مسلمان جنوں سے فرمایا تھا: ''تمھارے لیے ہر وہ ہڈی ہے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، وہ تمھارے ہاتھ میں آئے گی تو بہت زیادہ گوشت والی ہو جائے گی اور ہر مینگنی تمھارے جانوروں کے لیے چارہ ہوگی۔'' اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''تم ان دونوں چیزوں سے استنجا نہ کرو کیونکہ یہ تمھارے بھائیوں کا طعام ہے۔'' (صحیح مسلم، الصلاة، باب الجهر بالقراءة في الصبح والقراءة على الجن، حديث:٤٥٠)

(المعجم ١٧) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ (التحفة ١٧)

باب: ١٧- پیشاب پاخانے کے وقت قبلہ رو ہونے کی ممانعت کا بیان

٣١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيَّ، يَقُولُ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لاَ يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ» وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَ النَّاسَ بِذٰلِكَ.

٣١٧- حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: سب سے پہلے میں نے ہی رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے کوئی قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب نہ کرے۔'' اور سب سے پہلے میں نے ہی لوگوں کو یہ حدیث سنائی۔

٣١٨- حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ، أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،

٣١٨- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قضائے حاجت کے لیے جانے والے کو قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع

٣١٧- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩١ من حديث الليث به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والبوصيري وغيرهم.

٣١٨- أخرجه البخاري، الوضوء، باب لا تستقبل القبلة ببول ولا غائط ... الخ، ح: ١٤٤، وح: ٣٩٤، ومسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ٢٦٤ من حديث الزهري به.

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الَّذِي يَذْهَبُ إِلَى الْغَائِطِ الْقِبْلَةَ، وقَالَ: «شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا».

کیا اور فرمایا: ''مشرق یا مغرب کی طرف منہ کیا کرو۔''

فوائد و مسائل: ① مدینہ منورہ سے بیت اللہ شریف جنوب کی طرف ہے، اس لیے جو شخص جنوب کی طرف منہ کرے اس کا منہ قبلہ کی طرف ہوگا اور جو شخص شمال کی طرف منہ کرے اس کی پشت قبلہ کی طرف ہوگی، جب کہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرنے سے قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے لحاظ سے مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔ جو مقامات کعبہ شریف سے مشرق یا مغرب میں واقع ہیں ان کے لیے شمال یا جنوب کی طرف منہ کرنا درست ہوگا۔ اور مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرنا ممنوع ہوگا کیونکہ اصل وجہ کعبہ کی طرف منہ یا پشت ہونا ہے، نہ کہ کسی خاص سمت کو اہمیت دینا۔ ② اگلے باب کی احادیث سے واضح ہے کہ یہ پابندی کھلے مقام کے لیے ہے بیت الخلاء اگر اس رخ بنے ہوئے ہوں تو ان میں بیٹھنا جائز ہے، تاہم بیت الخلاء بناتے وقت اگر یہ خیال رکھا جائے کہ وہ قبلہ رخ نہ ہوں تو بہتر ہے۔

٣١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلاَلٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى الْمَازِنِيُّ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ مَوْلَى الثَّعْلَبِيِّينَ، عَنْ مَعْقِلِ ابْنِ أَبِي مَعْقِلٍ الأَسَدِيِّ، وَقَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَتَيْنِ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ.

٣١٩- حضرت معقل بن ابو معقل اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو نبی ﷺ کے صحابی ہیں، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے پاخانہ پیشاب کرتے وقت دونوں قبلوں (کعبہ اور بیت المقدس) کی طرف منہ کرنے سے ہمیں منع فرمایا۔

٣٢٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ

٣٢٠- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دی کہ آپ علیہ السلام نے پیشاب یا پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف

٣١٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، ح: ١٠ من حديث عمرو به * أبوزيد مجهول كما في التقريب وغيره.

٣٢٠ـ [صحيح] * ابن لهيعة وشيخه عنعنا، فالسند ضعيف، وانظر، ح: ٣١٨، والذي قبله.

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّهُ شَهِدَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وبَوْلٍ

منہ کرنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشاب یا پاخانے کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا۔ اس انداز کا مقصد محض تاکید ہے اور یہ اشارہ بھی ہے کہ انھوں نے یہ حدیث براہ راست آپ ﷺ سے سنی ہے' کسی اور صحابی کے واسطے سے نہیں' اس لیے وہ اس قدر یقین سے بیان کرتے ہیں جس طرح گواہی صرف چشم دید یقینی معاملے پر ہو سکتی ہے۔

٣٢١- قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو سَعِيدٍ، عُمَيْرُ بْنُ مِرْدَاسٍ الدَّوْنَقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَبُو يَحْيَى الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَانِي أَنْ أَشْرَبَ قَائِمًا، وَأَنْ أَبُولَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ.

٣٢١- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا گیا ہے۔ بعض علماء اس نہی کو تنزیہ پر محمول کرتے ہیں' یعنی کھڑے ہو کر پانی پینا جائز تو ہے لیکن بہتر نہیں کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر بھی پانی پیا ہے۔ بعض دیگر علماء اسے جائز نہیں سمجھتے کیونکہ صحیح مسلم میں یہ ارشاد نبوی ہے: [لَا يَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ قَائِمًا' فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ] (صحيح مسلم' الأشربة' باب في الشرب قائما' حديث: ٢٠٢٦) ''تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر (پانی وغیرہ) نہ پیے اور جو بھول کر پی لے' اسے چاہیے کہ قے کر دے۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جواز کو مجبوری کی حالت پر محمول کرنا چاہیے' یعنی اگر بیٹھنے کے لیے مناسب جگہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر پانی پی لے ورنہ پرہیز کرے۔ واللہ اعلم

(المعجم ١٨) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ فِي الْكَنِيفِ، وَإِبَاحَتِهِ دُونَ الصَّحَارِي (التحفة ١٨)

باب: ١٨- قبلہ کی طرف منہ کرنا بیت الخلاء میں جائز ہے' صحرا میں نہیں

٣٢١- [صحيح] انظر الحديث السابق، هٰذا الحديث من زوائد القطان.

٣٢٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ : حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالاَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ : أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمَّهُ وَاسِعَ ابْنَ حَبَّانَ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ : يَقُولُ أُنَاسٌ : إِذَا قَعَدْتَ لِلْغَائِطِ فَلاَ تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَلَقَدْ ظَهَرْتُ، ذَاتَ يَوْمٍ مِنَ الأَيَّامِ، عَلَى ظَهْرِ بَيْتِنَا، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَاعِداً عَلَى لَبِنَتَيْنِ، مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، هٰذَا حَدِيثُ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ .

۳۲۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: کچھ لوگ کہتے ہیں جب تم قضائے حاجت کے لیے بیٹھو تو تمھارا چہرہ قبلہ کی طرف نہیں ہونا چاہیے۔ میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے دو کچی اینٹوں پر بیٹھے دیکھا۔ یہ روایت یزید بن ہارون کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ گھر ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی رہائش گاہ تھا جو راویٔ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ہمشیرہ تھیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الوضوء' باب التبرز فی البیوت' حدیث:۱۴۸) بہن کا گھر ہونے کی وجہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے اپنا گھر کہہ دیا۔ ② حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ انھوں نے نبی علیہ السلام کو بے پردہ دیکھا۔ بات یہ ہے کہ بیت الخلاء کی دیوار چھوٹی ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک نظر آیا جس سے معلوم ہوا کہ آپ کی پشت کعبہ شریف کی طرف اور چہرۂ مبارک بیت المقدس کی طرف ہے۔ کچی اینٹوں کا آپ کو پہلے سے علم تھا کہ یہاں بیٹھنے کے لیے کچی اینٹیں رکھی ہوئی ہیں۔ (دیکھیے: فتح الباري:۱/۳۲۵)

٣٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا

۳۲۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٣٢٢ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب التبرز في البيوت، ح:١٤٩ من حديث يزيد بن هارون وغيره، ومسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح:٢٦٦ من حديث يحي بن سعيد به .

٣٢٣ـ [ضعيف] وضعفه البوصيري * عيسَى بن أبي عيسَى الخياط متروك كما في التقريب وغيره، وله شاهد ضعيف عند أحمد: ٢/ ٩٩ .

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، عَنْ عِيسَى الْخَيَّاطِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي كَنِيفِهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ.

انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت الخلاء میں قبلے کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہوئے دیکھا۔

قَالَ عِيسٰى: فَقُلْتُ ذٰلِكَ لِلشَّعْبِيِّ، فَقَالَ: صَدَقَ ابْنُ عُمَرَ وَصَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ، أَمَّا قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ: فِي الصَّحْرَاءِ لاَ يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلاَ يَسْتَدْبِرْهَا، وَأَمَّا قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ، فَإِنَّ الْكَنِيفَ لَيْسَ فِيهِ قِبْلَةٌ، اسْتَقْبِلْ فِيهِ حَيْثُ شِئْتَ.

(حدیث کی سند میں ایک راوی) ''عیسیٰ خیاط'' بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام شعبی سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: حضرت ابن عمر ؓ نے بھی سچ کہا اور حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بھی سچ کہا۔ ابو ہریرہ ؓ کی حدیث کا مطلب ہے کہ صحرا (اور کھلے میدان) میں قبلے کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے نہ بیٹھے' اور ابن عمر ؓ کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بیت الخلاء کے اندر قبلے کا خیال رکھنا ضروری نہیں' وہاں تم جدھر چاہو منہ کر سکتے ہو۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ابو حاتم نے عبید اللہ بن موسیٰ سے اسی (محمد بن یحییٰ) کی مثل روایت بیان کی۔

فوائد و مسائل: حضرت ابن عمر ؓ کی یہ روایت اس سند سے تو ضعیف ہے' تاہم دوسرے طرق سے اس کا حسن ہونا ثابت ہے۔ عیسیٰ خیاط (اور انھیں حناط بھی کہتے ہیں۔ دیکھیے: تقریب التهذيب: ۵۳۵۲) نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کی جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے' غالباً اس سے مراد صحیح مسلم کی وہ حدیث ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ ؓ نے نبیٔ اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا: ''جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے بیٹھے تو قبلے کی طرف منہ بھی نہ کرے اور پیٹھ بھی نہ کرے۔'' (صحيح مسلم' الطهارة' باب الاستطابة' حديث: ٢٦٥) اور ابن عمر ؓ کی حدیث یہی ہے جو زیر مطالعہ ہے جس میں چار دیواری کے اندر اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں حافظ ابن حجر ؒ نے وضاحت کی ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ کسی غرض سے چھت پر چڑھے تو ان کی نظر اچانک نبی ﷺ پر پڑ گئی' جان بوجھ کر انھوں نے نہیں دیکھا، تاہم اس اچانک نظر سے یہ شرعی حکم معلوم ہو گیا کہ چار دیواری کے اندر ایسا کرنا جائز ہے۔ (الموسوعة الحديثية' ٨/٢١٦) ② علامہ وحید الزمان نے فرمایا ہے کہ نبی ﷺ سے قبلے کی طرف منہ کرنے اور پیٹھ کرنے کی احادیث بھی مروی ہیں اور ان سے ممانعت کی احادیث بھی موجود ہیں۔ ان میں تطبیق دو طرح ہو سکتی ہے۔

ایک تو یہ کہ نہی تحریمی ہے لیکن ممانعت صرف صحرا اور کھلی جگہ میں ہے' عمارت میں جائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نہی کو تنزیہی قرار دیا جائے تو اجتناب افضل ہوگا اور نبی علیہ السلام کے فعل سے جواز ثابت ہوگا۔ (ترجمہ سنن ابن ماجہ از علامہ وحید الزمان...... بتصرف)

٣٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَوْمٌ يَكْرَهُونَ أَنْ يَسْتَقْبِلُوا بِفُرُوجِهِمُ الْقِبْلَةَ. فَقَالَ: «أُرَاهُمْ قَدْ فَعَلُوهَا، اسْتَقْبِلُوا بِمَقْعَدَتِي الْقِبْلَةَ».

٣٢٤- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں ذکر ہوا کہ کچھ لوگ بیت الخلاء میں قبلہ کی طرف منہ کرنا مکروہ سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ وہ عملی طور پر بھی اجتناب کرتے ہوں گے۔ میری جائے ضرورت کا رخ قبلہ کی طرف کر دو۔''

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ عَبْدَكَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ، مِثْلَهُ.

ابو الحسن القطان نے کہا: یحیی بن عبدك نے عبدالعزیز بن مغیرہ سے' انھوں نے خالد حذاء سے' انھوں نے خالد بن ابی الصلت سے سابقہ روایت کی مثل بیان کیا۔

٣٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ، فَرَأَيْتُهُ، قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ، يَسْتَقْبِلُهَا.

٣٢٥- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو وفات سے ایک سال پہلے اس طرف منہ کرتے دیکھا۔

٣٢٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٧ عن وكيع به * خالد وثقه ابن حبان وحده، وجهله أحمد وغيره، وضعفه عبدالحق، وفيه علل أخرٰى.

٣٢٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الرخصة في ذٰلك، ح: ١٣ عن محمد بن بشار به، وحسنه الترمذي، ح: ٩، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

فائدہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ممانعت کو منسوخ سمجھتے ہیں لیکن اگر نہی کو کھلی جگہ کیلیے خاص قرار دیا جائے یا اجتناب کو افضل اور منہ کرنے کو جائز سمجھ لیا جائے تو اسے منسوخ قرار دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ١٩) - بَابُ الِاسْتِبْرَاءِ بَعْدَ الْبَوْلِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- پیشاب کے بعد اس کے قطرات سے بچاؤ حاصل کرنا

٣٢٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ يَزْدَادَ الْيَمَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلْيَنْتُرْ ذَكَرَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ».

٣٢٦- حضرت عیسیٰ بن یزداد یمانی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص پیشاب کرے تو عضو کو تین بار سونت لے (زور سے دبا کر کھینچے تا کہ اس کے اندر جو قطرات ہیں، وہ نکل جائیں۔)“

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ، [فَذَكَرَ] نَحْوَهُ.

ابوالحسن بن سلمہ نے کہا کہ علی بن عبدالعزیز نے ابو نعیم سے زمعہ کے واسطے سے اسی (محمد بن یحییٰ) کی مثل روایت بیان کی۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ مَنْ بَالَ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- جس نے پیشاب کے بعد پانی استعمال نہ کیا

٣٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَحْيَى التَّوْأَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ يَبُولُ،

٣٢٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ پیشاب کے لیے (باہر) تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پانی لے کر آپ کے پیچھے چلے تو آپ نے فرمایا: ”عمر یہ کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: پانی۔

٣٢٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٧ عن وكيع به، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف . . . وزمعة ضعيف"، وانظر، ح: ٥٠١ * وعيسى بن يزداد مجهول الحال.

٣٢٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الاستبراء، ح: ٤٢ من حديث عبدالله بن يحيىٰ التوأم به، وهو ضعيف كما في التقريب.

فَاتَّبَعَهُ عُمَرُ بِمَاءٍ، فَقَالَ: «مَا هٰذا؟ يَا عُمَرُ!» قَالَ: مَاءٌ. قَالَ: «مَا أُمِرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ، وَلَوْ فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُنَّةً».

آپ نے فرمایا: ''مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ جب بھی پیشاب کروں' تو وضو بھی کروں۔ اگر میں ایسا کروں گا تو یہ (لازمی) سنت بن جائے گی۔''

(المعجم ٢١) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَلَاءِ عَلٰى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱- راستے پر قضائے حاجت کی ممانعت کا بیان

٣٢٨- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْحِمْيَرِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ: كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يَتَحَدَّثُ بِمَا لَمْ يَسْمَعْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَيَسْكُتُ عَمَّا سَمِعُوا، فَبَلَغَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ، فَقَالَ: وَاللهِ! مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ هٰذَا. وَأَوْشَكَ مُعَاذٌ أَنْ يَفْتِنَكُمْ فِي الْخَلَاءِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذاً، فَلَقِيَهُ، فَقَالَ مُعَاذٌ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو! إِنَّ التَّكْذِيبَ بِحَدِيثٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ نِفَاقٌ، وَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى مَنْ قَالَهُ، لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَ: الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ، وَالظِّلِّ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ».

۳۲۸- ابوسعید حمیری سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ وہ احادیث بیان کیا کرتے تھے جو دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں سنی ہوتی تھیں اور جو حدیثیں دوسروں نے سنی ہوتی تھیں معاذ رضی اللہ عنہ انھیں بیان نہیں کرتے تھے۔ ان کی بیان کردہ کوئی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوئی تو انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان نہیں سنا۔ ممکن ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ (کے یہ حدیث بیان کرنے) کی وجہ سے تم لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاؤ۔ یہ بات حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تک بھی پہنچ گئی۔ (ایک موقع پر) ان کی آپس میں ملاقات ہوئی تو معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے جھوٹ بولنا منافقت ہے۔ جو شخص ایسی بات کرے گا' خود گناہ گار ہوگا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ''لعنت کا سبب بننے والے تین کاموں سے اجتناب کرو' یعنی گھاٹ پر' سائے میں اور راستے کے درمیان قضائے حاجت کرنے سے (پرہیز کرو۔'')

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

٣٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب المواضع التي نهي عن البول فيها، ح: ٢٦ من حديث نافع ابن يزيد به، قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، فيه أبوسعيد . . . روايته عن معاذ مرسلة".

سے یہ حدیث مروی ہے لیکن اس میں دو مقامات سے ممانعت کا ذکر ہے، گھاٹ کا ذکر نہیں۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الطهارة' باب النهي عن التخلي في الطرق و الظلال' حديث:٢٦٩) علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ اس حدیث سے یہ استدلال صحیح ہے کہ گھاٹ سمیت ایسی تمام جگہوں پر بول و براز کرنا صحیح نہیں جس سے دوسروں کو تکلیف ہو۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: الإرواء' حدیث:٦٢) ② ''گھاٹ'' سے مراد دریا یا تالاب وغیرہ کا کنارہ ہے جہاں سے پانی لینے کے لیے یا دوسرے مقاصد کے لیے عام لوگوں کی آمد و رفت ہو۔ ③ ''سائے'' سے مراد وہ سایہ ہے جہاں گرمی اور دھوپ سے بچنے کے لیے لوگ ٹھہرتے ہوں۔ یہاں پاخانہ کرنے سے عام لوگوں کو تکلیف ہو گی اور وہ اس سائے سے فائدہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اگر کوئی درخت ایسی جگہ اگا ہوا ہو جہاں عام لوگوں کو آنے جانے کی ضرورت نہیں پڑتی تو اس کے سائے میں قضائے حاجت کی گنجائش ہے جیسے کہ حدیث: ٣٣٨' ٣٣٩ میں ذکر ہوگا۔ ④ ''راستے کے درمیان'' مراد یہ ہے کہ عین راستے میں قضائے حاجت نہ کی جائے۔ جس سے آنے جانے والوں کو تکلیف ہو۔ ہاں راستے سے ایک طرف ہٹ کر جہاں سے لوگ نہیں گزرتے' فراغت حاصل کی جا سکتی ہے۔

٣٢٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ : قَالَ سَالِمٌ : سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ : حَدَّثَنَا جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِيَّاكُمْ وَالتَّعْرِيسَ عَلٰى جَوَادِّ الطَّرِيقِ، وَالصَّلَاةَ عَلَيْهَا، فَإِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَّاتِ وَالسِّبَاعِ، وَقَضَاءَ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا، فَإِنَّهَا [مِنَ] الْمَلَاعِنِ» .

٣٢٩ - حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستے کے درمیان (رات کو آرام کرنے اور سونے کے لیے) نہ ٹھہرو' اور وہاں نماز نہ پڑھو کیونکہ یہ سانپوں اور درندوں کا ٹھکانا ہے' اور وہاں قضائے حاجت نہ کرو کیونکہ یہ لعنت کا باعث ہے۔''

فوائد و مسائل: ① رات کو جب راستے پر انسانوں کی آمد و رفت رک جاتی ہے تو موذی جانور اور حشرات اپنے ٹھکانوں سے نکل آتے ہیں اور ان راستوں سے گزرتے ہیں، اس لیے اگر کوئی مسافر لیٹ کر سو رہا ہو تو ممکن ہے کوئی سانپ بچھو وغیرہ اسے نقصان پہنچائے۔ ② اس حدیث سے بھی راستے میں قضائے حاجت کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ ③ بعض محققین نے [وَالصَّلَاةَ عَلَيْهَا] کے الفاظ کے علاوہ اسے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' حديث : ٢٤٣٣)

٣٢٩۔ [ضعيف] قال الإمام أحمد في عمرو بن سلمة : "روىٰ عن زهير أحاديث بواطيل" (تهذيب)، وللحديث طرق ضعيفة عند أحمد: ٣/ ٣٠٥، ٣٨١ وغيره.

٣٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ قُرَّةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُصَلّٰى عَلٰى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ، أَوْ يُضْرَبَ الْخَلَاءُ عَلَيْهَا، أَوْ يُبَالَ فِيهَا.

٣٣٠-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے راستے میں نماز پڑھنے سے یا قضائے حاجت کرنے سے یا پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ التَّبَاعُدِ لِلْبَرَازِ فِي الْفَضَاءِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢-میدان میں قضائے حاجت کے لیے (لوگوں سے) دور جانا

٣٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ، أَبْعَدَ.

٣٣١-حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو دور تشریف لے جاتے تھے۔

فائدہ: پردے کے اعضاء کو دوسروں کی نظروں سے چھپانا ہر حال میں فرض ہے۔ پیشاب وغیرہ کی حاجت کے وقت انسان کو اپنا جسم کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس مقصد کے لیے بیت الخلاء میں جانا چاہیے تاکہ دوسروں سے پردہ قائم رہے۔ اگر میدان میں یہ ضرورت پیش آئے تو دوسروں سے اس قدر دور چلے جانا چاہیے کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی چیز کی اوٹ میں فراغت حاصل کر لی جائے' مثلاً: کسی دیوار یا درخت کے پیچھے چلا جائے بشرطیکہ وہاں ممانعت کی کوئی دوسری وجہ نہ ہو' یعنی وہ درخت عام لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ کے طور پر استعمال نہ ہوتا ہو۔

٣٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا [عُمَرُ] بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ

٣٣٢-حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ

٣٣٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في المعجم الكبير: ١٢/ ٢٨١، ح: ١٣١٢٠ من حديث عمرو بن خالد الحراني به * ابن لهيعة يدلس عن الضعفاء (انظر طبقات المدلسين/ المرتبة الخامسة)، والسند ضعفه البوصيري.

٣٣١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب التخلي عند قضاء الحاجة، ح: ١، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، والحاكم، والذهبي.

٣٣٢ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف عمر بن المثنى والأشجعي وهو مستور كما في التقريب، وقال أبوزرعة: "عطاء لم يسمع من أنس"، وللحديث شواهد كثيرة.

الْمُثَنَّى، عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَتَنَحَّى لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ جَاءَ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ.

قضائے حاجت کے لیے دور تشریف لے گئے' پھر واپس آ کر وضو کے لیے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا۔"

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن وضو ٹوٹ جانے کے بعد وضو کر لینے اور ہر وقت باوضو رہنے کے استحباب میں کوئی شک نہیں۔

٣٣٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ يَعْلَى ابْنِ مُرَّةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ، إِذَا ذَهَبَ إِلَى الْغَائِطِ، أَبْعَدَ.

۳۳۳- حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو دور تشریف لے جاتے تھے۔

٣٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ، - قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: وَاسْمُهُ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيدَ - عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ وَالْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي قُرَادٍ قَالَ: حَجَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ فَأَبْعَدَ.

۳۳۴- حضرت عبدالرحمٰن بن ابو قراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ہمراہ حج کیا۔ (راستے میں) آپ قضائے حاجت کے لیے گئے تو (لوگوں سے) دور تشریف لے گئے۔

٣٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا

۳۳۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں

٣٣٣ـ [حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف يونس بن خباب"، والحديث السابق، ح: ٣٣١ شاهد له.

٣٣٤ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ١/ ١٧، ١٨، ح: ١٦ من حديث يحيىٰ بن سعيد به، وحسنه الحافظ في الإصابة (٢/ ٤١٩ ت: ٥١٨٥).

٣٣٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب التخلي عند قضاء الحاجة، ح: ٢ من حديث إسماعيل به، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، ولبعض الحديث شواهد عند أبي داود، ح: ١ وغيره.

إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لاَ يَأْتِي الْبَرَازَ حَتَّى يَتَغَيَّبَ، فَلاَ يُرٰى.

روانہ ہوئے۔ (سفر کے دوران میں) رسول اللہ ﷺ اس وقت تک قضائے حاجت نہیں کرتے تھے جب تک کہ نظروں سے اوجھل نہ ہوجاتے اور کسی کو نظر نہ آتے۔

٣٣٦- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ كَثِيرِ بْنِ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ بِلاَلِ بْنِ الحارِثِ الْمُزَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ أَبْعَدَ.

٣٣٦-حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو دور چلے جاتے۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ الارْتِيَادِ لِلْغَائِطِ وَالْبَوْلِ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣-پیشاب اور پاخانہ کے لیے مناسب جگہ تلاش کرنا

٣٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ حُصَيْنٍ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَيْرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ، مَنْ فَعَلَ [ذٰلِكَ] فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لاَ، فَلاَ حَرَجَ، وَمَنْ تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ، وَمَنْ لاَكَ فَلْيَبْتَلِعْ، مَنْ فَعَلَ ذاكَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لاَ، فَلاَ حَرَجَ، وَمَنْ أَتَى الْخَلاَءَ فَلْيَسْتَتِرْ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا كَثِيباً مِنْ

٣٣٧-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو ڈھیلے استعمال کرے وہ طاق تعداد میں استعمال کرے۔ جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا۔ جس نے نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔ جس نے (دانتوں میں) خلال استعمال کیا تو (کھانے کے جو ذرے وغیرہ نکلیں انھیں) پھینک دے اور جو کچھ زبان کے ذریعے سے (دانتوں کے درمیان سے) نکل آئے اسے نگل لے۔ جس نے اس طرح کیا تو اچھا کیا۔ جس نے نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔ جو شخص قضائے حاجت کے لیے جائے اسے چاہیے کہ پردہ

٣٣٦ـ [حسن] انظر، ح:١٦٥ لضعف كثير العوفي، وتلميذه مستور، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق: ٣٣١، ٣٣٤، وهو بها حسن.

٣٣٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الاستتار في الخلاء، ح:٣٥، وصححه ابن حبان * حصين مجهول كما في التقريب.

رَمْلٍ فَلْيَمْدُدْهُ عَلَيْهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ ابْنِ آدَمَ. مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لاَ، فَلاَ حَرَجَ».

کرے۔ اگر ریت کی ڈھیری کے سوا کوئی اوٹ نہ ملے تو (مزید ریت جمع کر کے) اس میں اضافہ کر لے (تاکہ مناسب حد تک پردے کے قابل ہو جائے) کیونکہ شیطان انسان کی دبر سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہے۔ جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا۔ جس نے نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔“

٣٣٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ، وَزَادَ فِيهِ: «وَمَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوتِرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لاَ، فَلاَ حَرَجَ، وَمَنْ لاَكَ فَلْيَبْتَلِعْ».

٣٣٨- اسی حدیث کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ”جو سرمہ لگائے تو طاق تعداد میں لگائے۔ جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا۔ جس نے نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔ اور جو شخص زبان کے ذریعے سے (دانتوں کے درمیان سے) کچھ نکالے تو اسے چاہیے کہ نگل لے۔“

٣٣٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَرَادَ أَنْ يَقْضِيَ حَاجَتَهُ، فَقَالَ لِي: «ائْتِ تِلْكَ الأَشَاءَتَيْنِ» قَالَ وَكِيعٌ: - يَعْنِي: النَّخْلَ الصِّغَارَ. - «فَقُلْ لَهُمَا: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكُمَا أَنْ تَجْتَمِعَا». فَاجْتَمَعَتَا، فَاسْتَتَرَ بِهِمَا، فَقَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ قَالَ لِي: «ائْتِهِمَا، فَقُلْ لَهُمَا: لِتَرْجِعْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا إِلَى مَكَانِهَا» فَقُلْتُ لَهُمَا فَرَجَعَتَا.

٣٣٩- حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہما اپنے والد (مرہ بن وہب ثقفی) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے قضائے حاجت کا ارادہ کیا تو مجھ سے فرمایا: ”کھجور کے ان دو چھوٹے پودوں کے پاس جا کر انھیں کہو: اللہ کے رسول تمھیں حکم دیتے ہیں کہ آپس میں مل جاؤ۔“ چنانچہ وہ مل گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے ذریعے سے پردہ فرما کر حاجت پوری کی پھر مجھ سے فرمایا: ”ان کے پاس جا کر کہو: تم میں سے ہر پودا اپنی اپنی جگہ واپس چلا جائے۔“ میں نے انھیں کہا تو وہ اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

٣٣٨- [ضعيف] انظر الحديث السابق، وسيأتي، ح: ٣٤٩٨.

٣٣٩- [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٠ عن وكيع به * الأعمش عنعن، وتقدم، ح: ١٧٨، والمنهال لم يسمع من يعلى، وفيه علة أخرى، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٣٠١٠ وغيره.

فوائد ومسائل: ① یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ نے درختوں کو ان کی جگہ سے منتقل کر دیا اور پھر انھیں دوبارہ ان کی جگہ واپس پہنچا دیا، مزید یہ کہ درختوں کو اللہ کے رسول ﷺ نے براہ راست حکم نہیں دیا بلکہ صحابی نے ان تک پیغام پہنچایا اور انھوں نے تعمیل کی۔ یہ صحابی کی کرامت ہے۔ ② اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے موقع پر پردے کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ کھجور کا ایک پودا پردے کے لیے کافی نہیں سمجھا حتی کہ اللہ کے حکم سے دوسرا پودا اس کے ساتھ مل کر زیادہ پردہ ہو گیا۔

٣٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدَفٌ أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ.

۳۴۰- حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے موقع پر کسی ٹیلے یا کھجوروں کے جھنڈ کی آڑ لینا زیادہ پسند فرماتے تھے۔

فائدہ: درخت کی آڑ میں قضائے حاجت کرنا درست ہے جب کہ وہ درخت پھل والا نہ ہو۔ کھجور کا پھل ایک خاص موسم میں اتارا جاتا ہے' اس لیے دوسرے موسموں میں اس سے پھل حاصل کرنے کے لیے اس کے پاس جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ سائے کے لیے بھی کھجور کے باغ سے تو فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ الگ لگے ہوئے درختوں کو اس مقصد کے لیے اہمیت نہیں دی جاتی' البتہ چھوٹے قد کے درخت جو پھل لگنے کی عمر کو نہیں پہنچے ہوتے' اچھا پردہ فراہم کرتے ہیں۔

٣٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلِ بْنِ خُوَيْلِدٍ: حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: عَدَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الشِّعْبِ فَبَالَ، حَتَّى إِنِّي آوِي لَهُ مِنْ فَكِّ وَرِكَيْهِ حِينَ بَالَ.

۳۴۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ راستے سے ہٹ کر گھاٹی کی طرف چلے گئے اور (وہاں جا کر) پیشاب کیا۔ جب آپ نے پیشاب کیا تو میں آپ کے قریب (منہ دوسری طرف کر کے کھڑا) تھا تاکہ آپ کی پشت ظاہر نہ ہو۔

٣٤٠ـ [صحيح] أخرجه مسلم، الحيض، باب التستر عند البول، ح: ٣٤٢ من حديث مهدي به.

٣٤١ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * محمد بن ذكوان ضعيف (تقريب).

(المعجم ٢٤) - **بَابُ النَّهْيِ عَنِ الاجْتِمَاعِ عَلَى الْخَلَاءِ وَالْحَدِيْثِ عِنْدَهُ** (التحفة ٢٤)

باب:۲۴-قضائے حاجت کے وقت ایک دوسرے کے قریب بیٹھنا اور باتیں کرنا منع ہے

٣٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ: أَنْبَأَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ عَلٰى غَائِطِهِمَا، يَنْظُرُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلٰى عَوْرَةِ صَاحِبِهِ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَمْقُتُ عَلٰى ذٰلِكَ».

۳۴۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قضائے حاجت کرتے وقت دو آدمی باتیں نہ کریں کہ ہر ایک کی نظر اپنے ساتھی کے پردے کے اعضاء پر پڑ رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ اس (غلط کام) سے سخت ناراض ہوتا ہے۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْوَرَّاقُ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ هِلَالٍ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: وَهُوَ الصَّوَابُ.

محمد بن یحییٰ (مذکورہ روایت جب) عکرمہ بن عمار کے (دوسرے) شاگرد سلم بن ابراہیم الوراق سے بیان کرتے ہیں تو راوی کا نام (ہلال بن عیاض کی بجائے) عیاض بن ہلال بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی درست اور صحیح ہے۔

حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ ابْنِ عَمَّارٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، نَحْوَهُ.

محمد بن حمید (مذکورہ روایت جب) عکرمہ بن عمار کے (تیسرے) شاگرد سفیان ثوری سے بیان کرتے ہیں تو راوی کا نام (ہلال بن عیاض اور عیاض بن ہلال کی بجائے) عیاض بن عبداللہ بیان کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① حدیث کی اس سند میں ضعف ہے' البتہ یہی حدیث دوسری صحیح سندوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ دیکھیے: (صحيح الجامع الصغير' حديث:۲۰۱۳) ② جب

٣٤٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب كراهية الكلام عند الخلاء، ح:١٥، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي * عكرمة مضطرب الحديث عن يحيىٰ بن أبي كثير.

انسان قضائے حاجت کے وقت اپنے ستر کو کھولے ہوئے ہو تو اسے بات چیت کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ شرم و حیا کے منافی ہے' اسی لیے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ ③ باتیں کرنا اس لیے بھی منع ہے کہ باتیں کرتے وقت انھیں ایک دوسرے کے قریب بیٹھنا پڑے گا جس کی وجہ سے پردے کا اہتمام نہیں ہو سکے گا اور ایک دوسرے کے پوشیدہ اعضاء پر نظر پڑے گی اور کسی کے پردے کے اعضاء کو دیکھنا اور اپنے پوشیدہ اعضاء کسی کو دکھانا گناہ ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے

٣٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ.

۳۴۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① ٹھہرے ہوئے پانی سے مراد تالاب وغیرہ کا وہ پانی ہے جو جاری نہیں۔ ایسے پانی میں اگر لوگ پیشاب کرتے رہیں گے تو وہ انتہائی گندا ہو جائے گا اور قابل استعمال نہیں رہے گا۔ ② اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر پانی بہ رہا ہو' جیسے ندی' نہر یا دریا کا پانی ہوتا ہے تو اس میں پیشاب کرنا منع نہیں، تاہم اجتناب بہتر ہے کیونکہ یہ صفائی اور نظافت کے خلاف ہے۔

٣٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ».

۳۴۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔''

٣٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

۳۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی

٣٤٣ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ٢٨١ عن محمد بن رمح وغيره به.

٣٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب البول في الماء الراكد، ح: ٧٠ من حديث ابن عجلان به.

٣٤٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف ** ابن أبي فروة اسمه إسحاق، متفق على تركه".

ابْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ النَّاقِعِ».

میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔"

(المعجم ٢٦) - بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْبَوْلِ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦- پیشاب سے انتہائی احتیاط کی تاکید

٣٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَفِي يَدِهِ الدَّرَقَةُ، فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَلَسَ فَبَالَ إِلَيْهَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: انْظُرُوا إِلَيْهِ، يَبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ، فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: «وَيْحَكَ! أَمَا عَلِمْتَ مَا أَصَابَ صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَرَضُوهُ بِالْمَقَارِيضِ، فَنَهَاهُمْ [عَنْ ذٰلِكَ]، فَعُذِّبَ فِي قَبْرِهِ».

٣٤٦- حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں ایک ڈھال تھی۔ (آپ ﷺ کو پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی تو) اسے (زمین پر) رکھا اور اس کی طرف رخ کر کے بیٹھ کر پیشاب کیا۔ کسی نے کہا: ان صاحب کو دیکھو اس طرح پیشاب کرتے ہیں جس طرح عورت کیا کرتی ہے۔ نبی ﷺ نے اس کی بات سن لی۔ چنانچہ فرمایا: "تجھ پر افسوس! کیا تجھے معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کے اس آدمی کے ساتھ کیا ہوا؟ ان لوگوں کو جب (کپڑے وغیرہ کو) پیشاب لگ جاتا تو قینچیوں سے کاٹ دیا کرتے تھے (کیونکہ ان کی شریعت میں یہی حکم تھا) اس نے انھیں اس سے منع کر دیا تو اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔"

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى: أَنْبَأَنَا الأَعْمَشُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ نے اعمش کے دوسرے شاگرد عبیداللہ بن موسیٰ سے اسی (ابو معاویہ) کی مثل روایت بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① کھلی جگہ پیشاب کرتے ہوئے پردے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ یہ پردہ درخت' دیوار وغیرہ سے بھی ہوسکتا ہے اور اپنے پاس موجود کسی چیز سے بھی کیا جا سکتا ہے جیسے آپ ﷺ نے ڈھال کو پردے کے طور پر

٣٤٦ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الاستبراء من البول، ح:٢٢ وغيره * فيه الأعمش، ولم أجد تصريح سماعه، وتقدم، ح:١٧٨.

استعمال فرمایا۔ ② بے پردگی اور بے حیائی غیر مسلموں کی عادت ہے۔ وہ مسلمانوں کی شرم وحیا اور عفت پر طعنہ زنی کرتے ہیں تاکہ مسلمان بھی ان کی سی عادات واطوار اختیار کرلیں۔ لیکن سچے مسلمان کو ان کے طعنوں کی پروا نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان پر واضح کرنا چاہیے کہ تمھارا رسم ورواج اور تمھارے طریقے غلط اور قابل ترک ہیں۔ ③ یہود ونصاریٰ میں بھی اصل شرعی حکم شرم وحیا' پردہ اور طہارت وپاکیزگی کے اہتمام کا ہے۔ موجودہ تہذیب کے مظاہر خود ان کی شریعت اور ان کے انبیائے کرام ﷺ کی سیرت کے خلاف ہیں۔ ④ گناہ کی طرف دعوت دینا یا نیکی اور اچھائی سے منع کرنا بہت بڑا جرم ہے جس کی سزا قیامت سے پہلے قبر میں بھی مل سکتی ہے۔ ⑤ اس سے عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے۔ ⑥ [إِذَا اَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَرَضُوهُ بِالْمَقَارِيضِ] ''جب ان لوگوں کو پیشاب لگ جاتا تو قینچیوں سے کاٹ دیا کرتے تھے۔'' اس میں ابہام ہے کہ کس چیز کو کاٹتے تھے؟ ابوداود کی ایک روایت میں [جِلد] چمڑے کے الفاظ ہیں اور ابوداود ہی کی ایک دوسری روایت میں [جَسد] جسم کا ذکر ہے۔ جسد کے لفظ کو شیخ البانی ؒ نے منکر کہا ہے اور جِلد سے مراد چمڑے کا لباس لیا ہے جو پہنا جاتا ہے۔ اس طرح کاٹی جانے والی چیز جسم کا حصہ نہیں بلکہ لباس (کپڑا یا چمڑا) ہوتا تھا جسے پیشاب لگ جاتا تھا۔ صحیح بخاری کی روایت سے بھی اسی باب کی تائید ہوتی ہے۔ اس روایت کے الفاظ ہیں: [إِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اَحَدِهِمْ قَرَضَهُ] (صحیح البخاری' حدیث:٢٢٦) ''جب ان میں سے کسی کے کپڑے کو پیشاب لگ جاتا' تو وہ اسے کاٹ دیتا تھا۔''

٣٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَبْرَيْنِ جَدِيدَيْنِ، فَقَالَ: «إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ. وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ».

٣٤٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دو نئی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''ان دونوں (آدمیوں) کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کا عادی تھا۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو قبر کے اندر کے حالات سے آگاہ کر دیا گیا۔ اس کی حیثیت ایک معجزے کی ہے اور معجزہ نبی کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ ممکن ہے وحی کے ذریعے اطلاع دی گئی ہو۔ ② اس واقعہ سے قبر میں عذاب کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ ③ پیشاب سے بچنے کا مطلب یہ ہے کہ جسم اور لباس کو پیشاب کے چھینٹوں سے بچایا جائے اور پیشاب سے فارغ ہو کر مٹی یا پانی سے استنجا کیا جائے۔ ④ یہاں پیشاب سے مراد انسان کا پیشاب ہے کیونکہ اس

٣٤٧ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الجريدة على القبر، ح:١٣٦١ من حديث أبي معاوية، ومسلم، الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول . . . الخ، ح:٢٩٢ من حديث الأعمش به.

حدیث میں ''اپنے پیشاب سے'' کے الفاظ ہیں۔ جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کے پیشاب سے بھی بچنا ضروری ہے' البتہ گائے' بھینس وغیرہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کے بارے میں شریعت نے نرمی کی ہے تاہم صفائی کے نقطۂ نظر سے ان کے پیشاب سے بھی اجتناب کرنا بہتر ہے۔ ⑤ ''کسی بڑی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا'' کا مطلب یہ ہے کہ پیشاب سے بچنا مشکل کام نہ تھا۔ اگر ذرا سی توجہ اور احتیاط سے کام لیتا تو پیشاب کے چھینٹوں سے خود کو بچا سکتا تھا۔ ⑥ چغلی [نَمِيمَة] کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کی کہی ہوئی بات دوسرے کو بتائی جائے تاکہ دونوں میں جھگڑا ہو جائے یا ان کی باہمی محبت ختم ہو جائے۔ یہ بات سچ بھی ہو تو اس طرح لگائی بجھائی کے طور پر ایک دوسرے کو جا بتانا سخت گناہ ہے۔ اور اگر جھوٹ ہو تو گناہ کی شناعت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کسی کے عیوب اس کی غیر موجودگی میں ذکر کرنا بھی چغلی (غیبت) اور بڑا گناہ ہے، تاہم بعض اوقات کسی کی غیر موجودگی میں اس کے عیب کا ذکر جائز بھی ہوتا ہے۔ علماء نے جائز غیبت میں چھ امور ذکر کیے ہیں: ① مظلوم کا حاکم یا کسی ایسے شخص کے پاس ظالم کی شکایت کرنا جو اسے سزا دے سکے یا ظلم سے منع کر سکے۔ ② کسی کو برائی سے روکنے کے لیے دوسرے سے مدد حاصل کرنا مقصود ہو جب کہ یہ امید ہو کہ یہ شخص اسے برائی سے روک سکتا ہے۔ ③ مسئلہ پوچھتے وقت صورتِ حال کی وضاحت کے لیے۔ ④ مسلمانوں کی خیر خواہی کرتے ہوئے کسی کے شر سے بچانا مقصود ہو تو اس کا عیب بیان کرنا ضروری ہے' مثلاً: حدیث کی سند کے راوی کا ضعف بیان کرنا' یا جب کسی سے رشتہ ناتا کرنے' کاروبار میں شراکت کرنے یا اس کے پاس امانت رکھنے کے بارے میں مشورہ کیا جائے تو مشورہ دینے والے کو چاہیے کہ اگر ایسا شخص اس قابل نہیں تو مشورہ لینے والے کو حقیقت حال سے آگاہ کر دے۔ ⑤ جو شخص سرعام گناہ یا بدعت کا ارتکاب کرتا ہو اس کے اس عیب کو اس کی غیر موجودگی میں بیان کرنا جائز ہے تاکہ سب لوگ مل جل کر اسے اس سے منع کر سکیں۔ ⑥ کوئی شخص کسی جسمانی نقص یا عیب کی وجہ سے خاص نام سے معروف ہو جائے تو اس شخص کا ذکر اس نام سے کیا جا سکتا ہے' جیسے لنگڑا یا ٹنڈا وغیرہ، بشرطیکہ اس سے توہین و تنقیص مقصود نہ ہو۔ (رياض الصالحين' باب بيان مايباح من الغيبة)

٣٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ».

٣٤٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عذاب قبر زیادہ تر پیشاب (سے احتیاط نہ کرنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔''

٣٤٨- [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٨ عن عفان به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ١/ ١٢٢، وصححه الحاكم، والذهبي، والبوصيري * الأعمش عنعن، وتقدم، ح: ١٧٨، وله شاهد حسن عند النسائي، ح: ١٣٤٤.

٣٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ: حَدَّثَنِي بَحْرُ بْنُ مَرَّارٍ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: «إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيُعَذَّبُ فِي الْبَوْلِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَيُعَذَّبُ فِي الْغِيبَةِ».

۳۴۹- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''ان دو شخصوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور عذاب بھی کسی بڑے کام کی وجہ سے نہیں ہو رہا۔ ایک کو تو پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے اور دوسرے کو غیبت کی سزا مل رہی ہے۔''

فائدہ: ان گناہوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ بڑے نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ صغیرہ گناہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان سے بچنا کوئی بہت دشوار اور زیادہ محنت طلب کام نہیں تھا بلکہ معمولی سی احتیاط کے ساتھ ان دونوں جرائم سے پرہیز ممکن تھا۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ الرَّجُلِ يُسَلَّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبُولُ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- پیشاب کرنے والے کو سلام کہنا

٣٥٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حُضَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ وَعْلَةَ، أَبِي سَاسَانَ الرَّقَاشِيِّ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذِ بْنِ [عُمَيْرِ] ابْنِ جُدْعَانَ؛ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ

۳۵۰- حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ وضو کر رہے تھے۔ میں نے سلام کہا تو آپ نے جواب نہ دیا۔ جب آپ ﷺ وضو سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''میں نے سلام کا جواب صرف اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ میں بے وضو تھا۔''

٣٤٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٩ عن وكيع به * بحر سمع هٰذا الحديث من عبدالرحمٰن بن أبي بكرة عن أبيه، مسند أحمد: ٥/ ٣٥، ٣٦، وهو متهم بالاختلاط ولم يتبين تحديثه به قبل اختلاطه، فالسند ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق: ٣٤٧.

٣٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الرجل يرد السلام وهو يبول، ح: ١٧ * الحسن عنعن، وتقدم، ح: ١٧.

[السَّلَامَ]، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ وُضُوئِهِ، قَالَ «إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي مِنْ أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ، إِلَّا أَنِّي كُنْتُ عَلٰى غَيْرِ وُضُوءٍ».

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے سعید بن ابی عروبہ کے دوسرے شاگرد الانصاری سے بھی یہ روایت اسی طرح بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم یہی روایت ایک دوسرے طریق سے صحیح مسلم میں ہے، اس میں صرف یہاں تک بیان ہے کہ نبی ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحیض، باب التیمم، حدیث: ۳۷۰) لہٰذا یہ بات تو صحیح ثابت ہوئی کہ پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے سلام کا جواب نہ دیا جائے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ سلام کا جواب یا اللہ کا ذکر وضو کے بغیر جائز نہیں۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شخص کو سلام نہ کیا جائے۔ ③ لیکن اگر کوئی شخص سلام کرے تو فوری طور پر اس کا جواب نہ دیا جائے، البتہ مستحب ہے کہ فراغت کے بعد وضو یا تیمم کر کے سلام کا جواب دے دیا جائے جیسا کہ اگلی حدیث کے فوائد میں نبی ﷺ کے عمل کا حوالہ آ رہا ہے، اس لیے اس کے استحباب میں کوئی شک نہیں۔

٣٥١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، فَلَمَّا فَرَغَ، ضَرَبَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ فَتَيَمَّمَ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

۳۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی پاس سے گزرا، اس نے آپ ﷺ پر سلام کیا۔ نبی ﷺ نے جواب نہ دیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو زمین پر دونوں ہاتھ مار کر تیمم کیا، پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کی یہ سند ضعیف ہے، البتہ اس قسم کا واقعہ دوسری صحیح سند سے بھی مروی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوجہیم بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''نبی اکرم ﷺ بئر جمل کی طرف سے تشریف لا رہے تھے کہ ایک آدمی آپ کو ملا۔ اس نے سلام کہا تو نبی ﷺ نے جواب دینے سے پہلے دیوار پر ہاتھ مار کر چہرے اور ہاتھوں پر پھیرے (تیمم کیا) پھر سلام کا جواب دیا۔ (صحیح البخاری، التیمم، باب التیمم فی

٣٥١ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري * وفيه مسلمة بن علي، وهو متروك كما في التقريب وغيره.

الحضر اذا لم يجد الماء وخاف فوت الصلاة' حديث:٣٣٧) ② کسی عذر اور مشغولیت کی وجہ سے سلام کا جواب مؤخر کرنا جائز ہے۔ ③ امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ تیمم کے لیے سفر شرط نہیں۔ سورۂ مائدہ کی آیت ٦ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تیمم سفر ہی کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آیت میں ان حالات کا ذکر ہے جن میں عام طور پر تیمم کی ضرورت پیش آ سکتی ہے' یہ مطلب نہیں کہ ان حالات کے علاوہ تیمم جائز نہیں۔

٣٥٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللهِ؛ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ «إِذَا رَأَيْتَنِي عَلَى مِثْلِ هٰذِهِ الْحَالَةِ فَلَا تُسَلِّمْ عَلَيَّ، فَإِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ، لَمْ أَرُدَّ عَلَيْكَ».

٣٥٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی پاس سے گزرا تو اس نے سلام کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''جب تم مجھے اس حالت میں دیکھو تو سلام نہ کہا کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو میں تمھیں جواب نہیں دوں گا۔''

فائدہ: قضائے حاجت یا پیشاب میں مشغولیت کے موقع پر سلام کا جواب دینا درست نہیں' اس لیے بہتر ہے کہ ایسی صورت حال میں سلام نہ کہا جائے۔ واللہ اعلم۔

٣٥٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ الْعَسْقَلَانِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ.

٣٥٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی پاس سے گزرا۔ اس نے سلام کہا تو آپ نے جواب نہ دیا۔

٣٥٢_ [حسن] أخرجه ابن عدي: ٧/ ٢٥٧٤ من حديث الحكم بن موسٰى ثنا عيسى بن يونس به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن لأن سويدًا لم ينفرد به".

٣٥٣_ أخرجه مسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٧٠ من حديث سفيان به.

(المعجم ٢٨) - **بَابُ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ** (التحفة ٢٨)

باب:٢٨-پانی سے استنجا کرنا

٣٥٤- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ قَطُّ إِلَّا مَسَّ مَاءً.

٣٥٤- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کبھی بیت الخلاء سے تشریف لائے ہوں اور پانی استعمال نہ کیا ہو۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا گھر میں معمول پانی سے استنجا کرنے کا تھا کیونکہ اس سے زیادہ اور بہتر صفائی حاصل ہوتی ہے۔ ② گھر سے باہر رسول اللہ ﷺ عموماً ڈھیلوں سے استنجا کرتے تھے۔ لیکن بعض اوقات باہر بھی پانی لے جاتے تھے۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔

٣٥٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ، أَبُو سُفْيَانَ، [قَالَ:] حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الأَنْصَارِيُّ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا۟ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُطَّهِّرِينَ﴾، [التوبة: ١٠٨] قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ! إِنَّ اللهَ قَدْ أَثْنَى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُورِ، فَمَا طُهُورُكُمْ؟» قَالُوا: نَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَنَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ. قَالَ: «فَهُوَ ذَاكَ فَعَلَيْكُمُوهُ».

٣٥٥- حضرت ابو ایوب انصاری حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّونَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ ''اس مسجد میں ایسے آدمی (نماز پڑھتے) ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ بھی پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے انصار کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے تمھاری صفائی پسندی کی تعریف کی ہے۔ تمھاری صفائی کیسی ہوتی ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی بات ہے۔ اس کو اختیار کیے رکھنا۔''

فوائد ومسائل: ① وضو اور غسل جنابت تو تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ صرف پانی سے استنجا ایسی چیز ہے جس پر

٣٥٤ـ [إسناده ضعيف] * إبراهيم النخعي كان يدلس (طبقات المدلسين/ المرتبة الثانية) وعنعن.

٣٥٥ـ [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ١٠٥ من حديث عتبة به، وصححه الحاكم: ١/ ١٥٥، والذهبي * عتبة حسن الحديث.

بعض لوگوں کا عمل نہ کرنا ممکن ہے جس کی وجہ سے عمل کرنے والے قابل تعریف ہوں۔ بہر حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مٹی پر اکتفا کرنے کے بجائے پانی استعمال کرنا افضل ہے۔② آیت مبارکہ میں جس مسجد کا ذکر ہے اس سے بعض علماء نے مسجد نبوی اور بعض نے مسجد قباء مراد لی ہے، تاہم دونوں مساجد کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے اور دونوں مساجد میں نماز پڑھنے والے طہارت اور نظافت کا اہتمام کرنے والے تھے۔

٣٥٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِي، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْسِلُ مَقْعَدَتَهُ ثَلاَثاً، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَعَلْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ دَوَاءً وَطُهُورًا.

٣٥٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (استنجا کرتے وقت) پشت تین بار دھوتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: ہم نے اس عمل کو اختیار کیا تو اسے علاج بھی پایا اور پاکیزگی کا باعث بھی۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ. حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، نَحْوَهُ.

أبوالحسن بن سلمہ قطان نے اپنی سند سے بھی مذکورہ روایت کی طرح بیان کیا ہے۔

٣٥٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَزَلَتْ فِي أَهْلِ قُبَاءٍ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواْ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُطَّهِّرِينَ﴾ [التوبة: ١٠٨] قَالَ: كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ فَنَزَلَتْ فِيهِمْ هٰذِهِ الآيَةُ».

٣٥٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آیت مبارکہ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ ”اس مسجد میں ایسے آدمی (نماز پڑھتے) ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ بھی پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“ قباء والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ فرمایا: وہ پانی سے استنجا کرتے تھے تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔“

٣٥٦ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه زيد العمي وهو ضعيف . . ." * وجابر وهو ضعيف، رافضي كما في التقريب، وقال ابن رجب "جابر الجعفي ضعفه الأكثرون".

٣٥٧ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الاستنجاء بالماء، ح: ٤٤، والترمذي وقال: "غريب" * يونس ضعيف، وشيخه مجهول الحال، والحديث السابق، ح: ٣٥٥ شاهد له.

فائدہ: صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو نبی علیہ السلام نے مسجد نبوی کو اس آیت کا مصداق قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الحج' باب بیان ان المسجد الذي اسس علی التقوی هو مسجد النبي ﷺ بالمدینة' حدیث:١٣٩٨) تاہم مسجد قباء کی بنیاد بھی خود رسول اللہ ﷺ نے رکھی ہے اس لیے اسے بھی تقوی کی بنیاد پر تعمیر شدہ [لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى] پاک لوگوں کی مسجد قرار دیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ مَنْ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ بَعْدَ الِاسْتِنْجَاءِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩- جس نے استنجا کے بعد ہاتھ زمین پر رگڑے

٣٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، [عَنْ] إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ اسْتَنْجٰى مِنْ تَوْرٍ، ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ.

٣٥٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قضائے حاجت کی، پھر پیتل کے برتن سے (پانی لے کر) استنجا کیا، پھر ہاتھ زمین پر رگڑ کر صاف کیا۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ شَرِيكٍ، نَحْوَهُ.

أبوالحسن بن سلمہ قطان نے یہ حدیث شریک کے دوسرے شاگرد سعید بن سلیمان الواسطی کی سند سے اسی کی مثل بیان کی۔

فائدہ: مٹی پر ہاتھ مل کر دھونے سے صفائی زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ آج کل اس مقصد کے لیے صابن وغیرہ کا استعمال بھی درست ہے، تاہم یہ واجب نہیں۔ صرف پانی سے ہاتھ دھو لینا بھی کافی ہے۔

٣٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ نَبِيَّ

٣٥٩- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ درختوں کے ایک جھنڈ میں داخل ہوئے اور قضائے حاجت کی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے پانی

٣٥٨_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الرجل يدلك يده بالأرض إذا استنجى، ح: ٤٥، وصححه ابن حبان.

٣٥٩_[حسن] أخرجه النسائي: ١/ ٤٥، الطهارة، باب دلك اليد بالأرض بعد الاستنجاء، ح: ٥١ من حديث أبان به، وصححه ابن خزيمة: ١/ ٤٧، وح: ٨٩ * إبراهيم صدوق لكنه لم يسمع من أبيه، وللحديث شواهد كثيرة.

اللهِ ﷺ دَخَلَ الْغَيْضَةَ فَقَضٰى حَاجَتَهُ، فَأَتَاهُ جَرِيرٌ بِإِدَاوَةٍ مِنْ مَاءٍ فَاسْتَنْجٰى مِنْهَا، وَمَسَحَ يَدَهُ بِالتُّرَابِ.

کا برتن حاضر کیا' چنانچہ آپ نے اس سے استنجا فرمایا اور ہاتھ کو مٹی سے رگڑا۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ تَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ (التحفة ٣٠)

باب:٣٠- برتن ڈھانک کر رکھنا

٣٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَمَرَ[نَا] النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نُوكِيَ أَسْقِيَتَنَا وَنُغَطِّيَ آنِيَتَنَا.

٣٦٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے مشکیزوں کا منہ باندھ دیا کریں اور برتنوں کو ڈھانک دیا کریں۔

فوائد ومسائل: ① اسلام نے اپنی تعلیمات میں حفظانِ صحت کے اصولوں کو بھی مدنظر رکھا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ حدیث مبارک ہے جس میں کھانے پینے کی چیزوں کو نقصان دہ اشیاء سے محفوظ رکھنے کے لیے ڈھانک کر رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ② پانی میں مضر صحت اشیاء' گرد وغبار وغیرہ بہت جلد مل جاتی ہیں۔ جب پانی کی مقدار کم ہو جیسے کہ گھر کے برتنوں میں ہوتی ہے تو تھوڑی سی آلودگی بھی پانی کو ناقابل استعمال بنا سکتی ہے۔ پانی کے مشکیزے کا منہ باندھ کر رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ اس طرح پانی آلودگی سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کے خراب ہونے کا اندیشہ نہیں رہتا۔ ③ برتن خواہ پانی کے ہوں یا کھانے کے ان پر ڈھکن وغیرہ ضرور رکھنا چاہیے تاکہ ان میں گرد وغبار یا کیڑے مکوڑے داخل نہ ہو سکیں کیونکہ بعض حشرات خطرناک بھی ہو سکتے ہیں۔ خاص طور پر رات کے وقت چھوٹے موٹے حشرات اپنے بلوں سے باہر نکلتے ہیں' وہ کھانے پینے کی چیزوں میں داخل ہو سکتے ہیں' اس لیے رات کو برتن ڈھانکنے کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأشربة' باب تغطية الإناء' حديث: ٥٦٢٣)

٣٦١- حَدَّثَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ وَ يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ: حَدَّثَنَا حَرِيشُ بْنُ

٣٦١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ میں رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے لیے تین ڈھانکے ہوئے برتن تیار رکھتی تھی۔ ایک برتن

٣٦٠ـ أخرجه مسلم، من حديث الليث بن سعد عن أبي الزبير به مطولاً، انظر، ح: ٣٤١٠، ٣٧٧١ من هٰذا الكتاب.

٣٦١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد ضعيف، حريش بن خريت متفق على ضعفه'، وانظر، ح: ٣٤١٢.

[الْخِرِّيتِ]: أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَصْنَعُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ ثَلاَثَةَ آنِيَةٍ مِنَ اللَّيْلِ مُخَمَّرَةً: إِنَاءً لِطَهُورِهِ، وَإِنَاءً لِسِوَاكِهِ، وَإِنَاءً لِشَرَابِهِ.

آپ کے وضو کے لیے ایک آپ کے مسواک کے لیے اور ایک آپ کے پینے کے لیے۔

٣٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ، عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُطَهَّرُ بْنُ الْهَيْثَمِ: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لاَ يَكِلُ طُهُورَهُ إِلَى أَحَدٍ وَلاَ صَدَقَتَهُ الَّتِي يَتَصَدَّقُ بِهَا، يَكُونُ هُوَ الَّذِي يَتَوَلَّاهَا بِنَفْسِهِ.

۳۶۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی پاکیزگی (وضو وغیرہ) اور اپنا صدقہ جو کسی کو دینا ہوتا تھا' کسی کے سپرد نہیں کرتے تھے بلکہ یہ کام خود کرتے تھے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ غَسْلِ الْإِنَاءِ مِنْ وُلُوغِ الْكَلْبِ (التحفة ٣١)

باب:۳۱- برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے دھونا چاہیے

٣٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَضْرِبُ جَبْهَتَهُ بِيَدِهِ وَيَقُولُ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ! أَنْتُمْ تَزْعُمُونَ أَنِّي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ: لِيَكُونَ لَكُمُ الْمَهْنَأُ وَعَلَيَّ الإِثْمُ، أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي

۳۶۳- جناب ابو رزین رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے پیشانی پر ہاتھ مارا اور کہا: اے عراق والو! تمھارا یہ خیال ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بول رہا ہوں؟ (اس کا نتیجہ یہ ہوگا) کہ تمھیں فائدہ حاصل ہو جائے اور مجھے گناہ ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جب تم میں سے

٣٦٢ـ [إسناده ضعيف] قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، علقمة بن أبي جمرة مجهول، ومطهر بن الهيثم ضعيف".

٣٦٣ـ [إسناده ضعيف] * أبومعاوية موصوف بالتدليس (طبقات المدلسين/ المرتبة الثانية)، والأعمش تقدم، ح:١٧٨، وعنعنا، وأخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح:٢٧٩ من طريق آخر عن الأعمش به مختصرًا، المرفوع فقط، وروايات المدلسين في الصحيحين محمولة على السماع.

إِنَاءِ أَحَدِكُمْ ، فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ» .

کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے چاہیے کہ اس (برتن) کو سات بار دھوئے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کتے کا منہ اور اس کا لعاب ناپاک ہے جس سے پانی بھی ناپاک ہو جاتا ہے اور برتن بھی، اس لیے حکم ہے کہ جس پانی میں کتا منہ ڈالے اسے گرا دیا جائے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الطھارۃ، باب حکم ولوغ الکلب، حدیث: ۲۷۹) ② جس برتن میں کتا منہ ڈالے اسے سات بار دھونا ضروری ہے۔ ③ اس کے علاوہ اس برتن کو ایک مرتبہ مٹی سے مانجھنا بھی ضروری ہے۔ جیسے کہ صحیح مسلم کے مذکورہ بالا باب میں مذکور احادیث میں صراحت ہے۔ مٹی کا استعمال شروع میں بھی ہو سکتا ہے اور آخر میں بھی کیونکہ ایک روایت میں ہے: [أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ] ’’پہلی بار مٹی سے مل کر دھوؤ۔‘‘ اور ایک روایت میں ہے: [عَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ] ’’اس کو آٹھویں بار مٹی سے مل کر دھوؤ۔‘‘ سات بار پانی سے دھونے کے ساتھ جب ایک بار مٹی استعمال کی جائے گی تو یہ مٹی کا استعمال گویا آٹھویں بار دھونا ہے۔ ④ کتے کے لعاب میں باؤلا پن کے جراثیم ہوتے ہیں جو ایک دو بار دھونے سے ختم نہیں ہوتے۔ اس کے علاوہ مٹی میں جراثیم کش خاصیت پائی جاتی ہے، اس لیے شریعت نے کتے کے جوٹھے کے بارے میں خاص طور پر یہ حکم دیا ہے' دوسرے جانوروں کے بارے میں نہیں دیا۔ ⑤ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا پیشانی پر ہاتھ مارنا افسوس اور تعجب کے لیے ہے کہ تم لوگوں کو میری بات پر یقین کیوں نہیں آتا؟ معلوم ہوتا ہے کہ اہل عراق میں شروع سے قابل احترام ہستیوں کا احترام کم تھا، اس لیے وہ مدینہ سے مقرر ہو کر جانے والے گورنروں پر بھی بے جا تنقید کرتے رہتے تھے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دارالحکومت بنایا تو انھیں بھی پریشان کرتے رہے۔ عراق ہی سے خوارج کا فتنہ شروع ہوا اور یہیں معتزلہ فرقہ پیدا ہوا۔ ⑥ یہ روایت ہمارے محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ دیگر بہت سے محققین کے نزدیک صحیح ہے۔

٣٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ» .

۳۶۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا پی لے تو اسے چاہیے کہ اس (برتن) کو سات بار دھوئے۔‘‘

٣٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

۳۶۵- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت

٣٦٤- أخرجه البخاري، الوضوء، باب إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبعًا، ح: ١٧٢، ومسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ٢٧٩ من حديث مالك به.

٣٦٥- أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ٢٨٠ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَعَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب برتن میں کتا پی لے تو اسے سات بار دھوؤ اور آٹھویں مرتبہ مٹی کے ساتھ صاف کرو۔''

٣٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ».

٣٦٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا پی لے تو اسے چاہیے کہ اس (برتن) کو سات بار دھوئے۔''

(المعجم ٣٢) - بَابُ الْوُضُوءِ بِسُؤْرِ الْهِرَّةِ وَالرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٣٢)

باب:٣٢-بلی کے جوٹھے پانی سے وضو کا بیان

٣٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: أَنْبَأَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبٍ، وَكَانَتْ تَحْتَ بَعْضِ وَلَدِ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّها صَبَّتْ لِأَبِي قَتَادَةَ مَاءً يَتَوَضَّأُ بِهِ، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ، فَأَصْغٰى لَهَا الْإِنَاءَ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ

٣٦٧- حضرت کبشہ بنت کعب رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کی بیوی تھیں' ان سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے لیے برتن میں پانی ڈال کر رکھا تا کہ وہ وضو کرلیں۔ (اتنے میں) ایک بلی آ کر (اس سے پانی) پینے لگی۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے برتن جھکا دیا (تا کہ وہ آسانی سے پانی پی لے)' (حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا) میں ان کی طرف (تعجب سے) دیکھنے لگی تو انھوں نے فرمایا: میری بھتیجی!

٣٦٦ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٣٦٥، ح: ١٣٣٥٧ من حديث سعيد بن أبي مريم به * عبدالله العمري عن نافع قوي، قواه أحمد وابن معين، وانظر، ح: ١٢٩٩ ـ تنبيه: قال الحافظ المزي في الأطراف: "وقع في بعض النسخ عن عبيدالله وهو وهم".

٣٦٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب سؤر الهرة، ح: ٧٥ من حديث مالك به، وصححه الترمذي، ح: ٩٢، وابن خزيمة، وابن حبان، والبخاري، والدارقطني، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا ابْنَةَ أَخِي أَتَعْجَبِينَ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ أَوِ الطَّوَّافَاتِ».

کیا تمھیں تعجب ہو رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ناپاک نہیں۔ یہ تو (ہر وقت گھروں میں) آتی جاتی رہتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بزرگوں کی خدمت اور چھوٹوں پر شفقت اور ان کی تربیت ضروری ہے۔ ② بے زبان جانوروں پر رحم کرنا چاہیے۔ ③ بلی کا جوٹھا ناپاک نہیں۔ ④ اسلام سہولت اور آسانی والا دین ہے۔ چونکہ بلیوں کو گھروں میں آنے سے روکنا ممکن نہیں' اس لیے ان کے بارے میں حکم نرم کردیا گیا ہے۔

٣٦٨- **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ حَارِثَةَ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَتَوَضَّأُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، قَدْ أَصَابَتْ مِنْهُ الْهِرَّةُ قَبْلَ ذٰلِكَ.

٣٦٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے وضو کرلیا کرتے تھے جب کہ اس میں سے پہلے بلی نے پانی پیا ہوتا تھا۔

٣٦٩- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ، - يَعْنِي: أَبَا بَكْرٍ الْحَنَفِيَّ:- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْهِرَّةُ لاَ تَقْطَعُ الصَّلاَةَ، لِأَنَّهَا مِنْ مَتَاعِ الْبَيْتِ».

٣٦٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلی (کے نمازی کے آگے سے گزرنے) سے نماز نہیں ٹوٹتی کیونکہ وہ گھر کی اشیاء میں سے ہے۔''

(المعجم ٣٣) - **بَابُ الرُّخْصَةِ بِفَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ** (التحفة ٣٣)

باب: ٣٣- عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے استعمال کی رخصت

٣٦٨_ **[إسناده ضعيف]** قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف حارثة بن أبي الرجال"، وانظر، ح: ٥٦.

٣٦٩_ **[إسناده حسن]** أخرجه ابن عدي: ٤/ ١٥٨٦ من حديث محمد بن بشار بندار به، وصححه الحاكم: ١/ ٢٥٤، ٢٥٥، والذهبي، وابن خزيمة ❊ عبدالرحمٰن بن أبي الزناد حسن الحديث كما حققته في "نور العينين في إثبات رفع اليدين".

٣٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَفْنَةٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَغْتَسِلَ أَوْ يَتَوَضَّأَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا، قَالَ: «الْمَاءُ لاَ يُجْنِبُ».

٣٧٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی ایک زوجۂ محترمہ ؓ نے ایک ٹب میں (پانی لے کر) غسل کیا۔ اس کے بعد نبی ﷺ غسل یا وضو کرنے کے لیے تشریف لائے تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جنبی تھی۔ تو (آپ ﷺ نے) فرمایا: ''پانی ناپاک نہیں ہوتا۔''

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق کے نزدیک یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم صحیح مسلم کی حدیث میں یہی بات بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ ؓ کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے غسل فرمالیا کرتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الحیض' باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة...... حدیث:٣٢٣) غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی ؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کا مستعمل بقیہ پانی پاک اور قابل استعمال رہتا ہے۔

٣٧١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اغْتَسَلَتْ مِنْ جَنَابَةٍ، فَتَوَضَّأَ وَاغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهَا.

٣٧١- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ازواج مطہرات ؓ میں سے کسی زوجۂ محترمہ نے غسل جنابت کیا۔ ان کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے نبی ﷺ نے وضو اور غسل فرمالیا۔

٣٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ،

٣٧٢- حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت میمونہ ؓ سے روایت بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے غسل جنابت سے بچے ہوئے پانی سے غسل فرمایا۔

٣٧٠- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الماء لا يجنب، ح:٦٨ من حديث أبي الأحوص به، وصححه الترمذي، ح:٦٥، ولكن سلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة كما تقدم، ح:١٧١، ولبعض الحديث شواهد عند مسلم، ح:٣٢٣ وغيره.

٣٧١- [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٣٧٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٣٠ عن أبي داود الطيالسي به، وانظر، ح: ٣٧٠ لعلته.

عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ بِفَضْلِ غُسْلِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ.

توضیح: مذکورہ بالا روایات میں ام المومنین ؓ کا نام ذکر نہیں کیا گیا ہے۔اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت میمونہ ؓ تھیں۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ (التحفة ٣٤)

باب:۳۴-اس (پانی سے وضو اور غسل) کی ممانعت

٣٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي حَاجِبٍ، عَنِ الْحَكَمِ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ.

۳۷۳-حضرت حکم بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے آدمی کو وضو کرنے سے منع فرمایا۔

٣٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ، وَلٰكِنْ يَشْرَعَانِ جَمِيعاً.

۳۷۴-حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے آدمی غسل کرے یا مرد کے بچے ہوئے پانی سے عورت غسل کرے۔ بلکہ (یہ حکم دیا کہ) دونوں اکٹھا شروع کردیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ابْنُ مَاجَه: الصَّحِيحُ هُوَ

ابوعبداللہ ابن ماجہ (مؤلف سنن ابن ماجہ) نے کہا:

٣٧٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب النهي عن ذٰلك، ح: ٨٢ عن ابن بشار به، وحسنه الترمذي، ح: ٦٤، وصححه ابن حبان.

٣٧٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/ ١١٦، ١١٨ من حديث أبي حاتم الرازي به، ووقفه شعبة عن عاصم به، وقال الدارقطني: "وهٰذا موقوف صحيح وهو أولٰى بالصواب".

الأَوَّلُ، وَالثَّانِي وَهَمٌ.

صحیح پہلی بات ہے۔ دوسری وہم ہے۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوحَاتِمٍ، وَأَبُو عُثْمَانَ الْمُحَارِبِيُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، نَحْوَهُ.

ابوالحسن بن سلمہ نے کہا' ہمیں ابو حاتم اور ابوعثمان محاربی نے بیان کیا' ان دونوں نے کہا کہ ہمیں معلیٰ بن اسد نے سابق روایت کی طرح بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① امام ابن ماجہ ؒ نے فرمایا: صحیح اوّل ہے اور ثانی وہم ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلی روایت صحیح ہے اور دوسری میں راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جو مسئلہ پہلے باب میں ذکر ہوا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل کر سکتے ہیں' وہ صحیح ہے۔ اور دوسرے باب والا مسئلہ' یعنی اس کا منع ہونا راجح نہیں۔ ② بعض علماء نے اس نہی کی بابت لکھا ہے کہ یہ نہی یا تو رخصت سے پہلے کی ہے یا احتیاط پر محمول ہے۔ اور صحیح تر وہی ہے جو پچھلے باب میں مذکور ہوا کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کے استعمال شدہ اور بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتے ہیں۔

٣٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَهْلُهُ يَغْتَسِلُونَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَلاَ يَغْتَسِلُ أَحَدُهُمَا بِفَضْلِ صَاحِبِهِ.

٣٧٥- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ اور آپ کی زوجہ ایک ہی برتن سے (پانی لے لے کر) غسل کر لیا کرتے تھے لیکن ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ میاں بیوی اکٹھے بھی غسل کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے بھی غسل کر سکتے ہیں۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ يَغْتَسِلاَنِ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- میاں بیوی ایک برتن سے پانی لے کر غسل کر سکتے ہیں

٣٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ ح:

٣٧٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے

٣٧٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٧٧ من حديث إسرائيل به، وانظر، ح: ٩٥ لعلته.

٣٧٦- أخرجه مسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة . . . الخ، ح: ٣١٩ عن ابن رمح، وابن أبي شيبة وغيرهما به.

وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

غسل کرلیا کرتے تھے۔

فائدہ: ایک برتن سے غسل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک بڑے برتن میں پانی رکھا ہوا ہو اور میاں بیوی دونوں اسی میں سے پانی لے لے کر نہالیں' یہ جائز ہے۔

٣٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

٣٧٧- ام المومنین حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرلیا کرتے تھے۔

٣٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الأَشْعَرِيُّ، عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اغْتَسَلَ وَمَيْمُونَةُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، فِي قَصْعَةٍ، فِيهَا أَثَرُ الْعَجِينِ.

٣٧٨- حضرت ام ہانی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور حضرت میمونہ ؓ نے ایک ٹب (میں پانی لے کر اس) سے غسل کیا جب کہ اس (برتن) میں (گوندھے ہوئے) آٹے کا اثر تھا۔

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید اس کی بابت لکھتے ہیں کہ سنن النسائی کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے جبکہ شیخ البانی ؒ نے مذکورہ روایت ہی کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الإرواء:١/٦٤)' لہٰذا معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت قابل حجت ہے۔ ② آٹا لگا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ برتن میں آٹا گوندھا گیا تھا' بعد میں برتن صاف کرتے وقت کچھ تھوڑا بہت ادھر اُدھر لگا ہوا رہ گیا۔ اسی برتن میں پانی ڈال لیا

٣٧٧- أخرجه مسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء . . . الخ، ح: ٣٢٢، وابن أبي شيبة وغيره به.

٣٧٨- **[إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي: ١/ ١٣١، الطهارة، باب ذكر الاغتسال في القصعة التي يعجن فيها، ح: ٢٤١ من حديث إبراهيم به * عبدالله بن أبي نجيح أكثر عن مجاهد، وكان يدلس عنه، وصفه بذلك النسائي (طبقات المدلسين/ المرتبة الثالثة)، وحديث النسائي: ٤١٥ يغني عنه.

گیا۔چونکہ آٹا پاک چیز ہے اور اگر اس میں سے معمولی مقدار میں پانی میں مل بھی گیا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

٣٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الأَسَدِيُّ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَزْوَاجُهُ يَغْتَسِلُونَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

٣٧٩-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات ایک ہی برتن سے غسل کرلیا کرتے تھے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس ام المومنین کے گھر میں رسول اللہ ﷺ غسل فرماتے ان کے ساتھ ہی ایک برتن میں غسل کر لیتے تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ ایک سے زیادہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بیک وقت اکٹھی غسل کرتی ہوں کیونکہ عورت کو دوسری عورت سے وہ اعضاء چھپانا ضروری ہیں جو خاوند سے چھپانا ضروری نہیں۔

٣٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا كَانَتْ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلاَنِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

٣٨٠-ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن میں سے غسل کر لیتے تھے۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ يَتَوَضَّآنِ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ (التحفة ٣٦)

باب:٣٦-مرد اور عورت ایک ہی برتن میں سے وضو کر سکتے ہیں

٣٨١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّأُونَ عَلَى

٣٨١-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مرد اور عورتیں ایک ہی برتن میں سے وضو کرلیا کرتے تھے۔

٣٧٩ـ [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ١/٣٦، وانظر، ح: ١٤٩ لعلته، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق: ٣٧٨.

٣٨٠ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب القبلة للصائم، ح: ١٩٢٩، ومسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء . . . الخ، ح: ٣٢٤ من حديث هشام الدستوائي به، وللحديث طرق.

٣٨١ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب وضوء الرجل مع امرأته وفضل وضوء المرأة، ح: ١٩٣ من حديث مالك به.

عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

فوائدومسائل: ① گزشتہ باب میں بیان ہوا کہ میاں بیوی ایک ہی برتن میں سے پانی لے کر اکٹھے غسل کر سکتے ہیں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اکٹھے وضو بھی کر سکتے ہیں۔اس باب کی احادیث سے صراحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ یہ درست ہے۔ ② مردوں اور عورتوں کے اکٹھے وضو کرنے سے مراد خاوند بیوی کا اکٹھے وضو کرنا بھی ہو سکتا ہے اور محرم مردوں عورتوں کا مل کر وضو کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے کیونکہ وضو کے اعضاء محرم کے سامنے ظاہر کیے جا سکتے ہیں۔ محرم سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے، مثلاً: ماں بیٹا' بہن بھائی اور باپ بیٹی وغیرہ۔ عورت کو ان رشتہ داروں سے پردہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔وہ افراد جن سے نکاح وقتی طور پر حرام ہے' محرم نہیں ہیں' مثلاً: سالی اور بہنوئی کا رشتہ محرم کا نہیں ہے کیونکہ سالی سے نکاح صرف اس وقت تک حرام ہے جب تک اس کی بہن (بیوی) نکاح میں ہے۔اگر بیوی فوت ہو جائے یا اسے طلاق ہو جائے تو اس کی بہن (سالی) سے نکاح جائز ہے۔

٣٨٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي النُّعْمَانِ، - وَهُوَ ابْنُ سَرْجٍ - عَنْ أُمِّ صُبَيَّةَ الْجُهَنِيَّةِ قَالَتْ: رُبَّمَا اخْتَلَفَتْ يَدِي وَيَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْوُضُوءِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

٣٨٢-حضرت ام صُبیہ جہنیہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک ہی برتن میں سے وضو کرتے ہوئے بعض اوقات میرا ہاتھ اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ یکے بعد دیگرے (برتن میں) پڑتا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ابْنُ مَاجَه: سَمِعْتُ مُحَمَّداً يَقُولُ: أُمُّ صُبَيَّةَ هِيَ خَوْلَةُ بِنْتُ قَيْسٍ، فَذَكَرْتُ لِأَبِي زُرْعَةَ، فَقَالَ: صَدَقَ.

امام ابوعبداللہ ابن ماجہ نے فرمایا: میں نے محمد (بن یحییٰ ذہلی) سے سنا' وہ کہتے تھے' ام صبیہ' خولہ بنت قیس ہے۔یہ بات میں نے ابوزرعہ سے ذکر کی تو انھوں نے کہا' محمد نے سچ کہا۔

توضیح: ممکن ہے یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہو یا شاید ان کا نبی ﷺ سے کوئی ایسا رشتہ ہو جس کی وجہ سے پردہ واجب نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

٣٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا

٣٨٣-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ اور

٣٨٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء بفضل المرأة، ح: ٧٨ من حديث أسامة به.

٣٨٣ـ [صحيح] إسناده ضعيف لعنعنة حبيب، وأما المتن فصحيح، وله طرق كثيرة * حبيب يكثر التدليس (طبقات المدلسين/ المرتبة الثالثة).

دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ : حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمَا كَانَا يَتَوَضَّآنِ جَمِيعًا لِلصَّلاَةِ .

نبی ﷺ نماز کے لیے وضول کر (اکٹھے) کرلیا کرتے تھے۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ (التحفة ٣٧)

باب:٣٧-نبیذ سے وضو کرنا

٣٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالاَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ أَبِيهِ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ أَبِي فَزَارَةَ الْعَبْسِيِّ ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ ، لَيْلَةَ الْجِنِّ «عِنْدَكَ طَهُورٌ؟» قَالَ : لاَ . إِلاَّ شَيْءٌ مِنْ نَبِيذٍ فِي إِدَاوَةٍ . قَالَ : «تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ» فَتَوَضَّأَ . هٰذَا حَدِيثُ وَكِيعٍ .

٣٨٤-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنوں سے ملاقات والی رات ان سے فرمایا: ''کیا تمھارے پاس وضو کا پانی ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی نہیں' بس چمڑے کے برتن میں تھوڑی سی نبیذ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پاک کھجوریں ہیں اور پاک کرنے والا پانی ہے۔'' پھر نبی علیہ السلام نے (اسی پانی سے) وضو کرلیا۔ یہ روایت وکیع کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''نبیذ'' عرب کا خاص مشروب ہے جو وہ خشک کھجور یا منقّی پانی میں بھگوئے رکھنے سے تیار کرتے تھے جیسے ہمارے ہاں املی اور آلو بخارے سے شربت تیار کرتے ہیں۔ ② بعض علماء نے اس حدیث کی وجہ سے اس شربت (نبیذ) سے وضو کرنا جائز قرار دیا ہے لیکن یہ روایت چونکہ ضعیف ہے' اس لیے اس سے استدلال صحیح نہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی راجح یہی ہے کہ اگر کسی کے پاس پانی نہ ہو اور شربت (نبیذ) موجود ہو تو وہ شربت سے وضو نہ کرے بلکہ تیمم کرے۔ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کی تمام سندوں کو ضعیف قرار دے کر یہ فیصلہ دیا ہے کہ نبیذ سے کسی حال میں وضو جائز نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے :(شرح معاني الآثار: ٥٧/١، ٥٨

٣٨٤ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء بالنبيذ، ح: ٨٤ من حديث أبي فزارة به، وقال الترمذي، ح: ٨٨ "أبوزيد رجل مجهول عند أهل الحديث"، والحديث ضعفه ابن حبان، والطحاوي وغيرهما بل قال السيد جمال: "أجمع المحدثون علٰى أن هٰذا الحديث ضعيف".

وجامع الترمذی تحقیق احمد محمد شاکر' حدیث:۸۸)④ ''جنوں والی رات'' سے مراد یہ واقعہ ہے کہ ایک رات کچھ مسلمان جن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ آپ جنوں کے اجتماع میں وعظ ونصیحت ارشاد فرمائیں اور انھیں دینی مسائل سے آگاہ کریں، چنانچہ نبی ﷺ ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور جنوں کو وعظ ونصیحت فرمائی۔ یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے۔

٣٨٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ : حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ : حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الْحَجَّاجِ ، عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِابْنِ مَسْعُودٍ ، لَيْلَةَ الْجِنِّ : «مَعَكَ مَاءٌ؟» قَالَ : لَا . إِلَّا نَبِيذًا فِي سَطِيحَةٍ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ ، صُبَّ عَلَيَّ» قَالَ : فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ ، فَتَوَضَّأَ بِهِ .

٣٨٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جنوں والی رات اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے فرمایا: ''کیا تمھارے پاس پانی ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ لیکن مشکیزے میں نبیذ موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پاک کھجوریں ہیں اور پاک کرنے والا پانی ہے' مجھ پر ڈالو۔'' میں نے (نبیذ کو) نبی ﷺ (کے ہاتھوں) پر انڈیلا اور آپ ﷺ نے اس کے ساتھ وضو کیا۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ (التحفة ٣٨)

باب:٣٨-سمندر کے پانی سے وضو کرنا

٣٨٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ : حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ ، هُوَ مِنْ آلِ ابْنِ الأَزْرَقِ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ

٣٨٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ''اے اللہ کے رسول! ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے لیتے ہیں۔ اگر ہم اس سے وضو کرلیں تو پیاسے رہ جائیں گے (پینے

٣٨٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني : ١/ ٧٦ عن ابن لهيعة به ، وقال : تفرد به ابن لهيعة ، وهو ضعيف الحديث ، وقال البوصيري : "هٰذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة " يعني أنه حدث به بعد اختلاطه ، والحديث ضعفه البزار أيضًا .

٣٨٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود ، الطهارة ، باب الوضوء بماء البحر ، ح : ٨٣ من حديث مالك به ، وصححه الترمذي ، ح : ٦٩ ، والبخاري ، وابن خزيمة ، وابن حبان وغيرهم .

يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ، وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

کے لیے پانی نہیں رہے گا) تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا پانی پاک کرنے والا اور اس کا مرا ہوا جانور حلال ہے۔''

فوائد ومسائل: ① سوال کرنے والے صحابی کا نام طبرانی کی روایت میں ''عبداللہ'' مذکور ہے اور مسند احمد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق قبیلۂ بنومدلج سے تھا۔ دیکھیے: (سبل السلام شرح بلوغ المرام: ١/١٠) ② سمندر کے پانی کا ذائقہ عام پانی سے مختلف ہوتا ہے۔ غالباً اسی وجہ سے صحابی کے ذہن میں اشکال پیدا ہوا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ سمندر کا پانی پاک بھی ہے اور پاک کرنے والا بھی، اس لیے اس کو وضو وغیرہ کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ③ سمندر کے مرے ہوئے جانور سے مراد وہ جانور ہے جو پانی میں رہنے والا ہے۔ وہ جس طرح زندہ پکڑا جائے تو حلال ہوتا ہے اسی طرح اگر سمندر میں مرجائے یا سمندر سے باہر آ کر مرجائے تو بھی حلال ہے۔ اسے خشکی کے جانور کی طرح ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ﴾ (المائدة:٥/٩٦) ''تمھارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال قرار دیا گیا ہے۔'' البتہ خشکی میں رہنے والا جانور اگر پانی میں ڈوب کر مرجائے تو وہ حرام ہے کیونکہ وہ ''مردہ سمندری جانور'' نہیں بلکہ ''خشکی کا مردہ جانور'' ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الذبائح والصيد' باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة' حديث: ٥٤٨٤) ④ صحابی نے صرف سمندر کے پانی کے بارے میں پوچھا تھا نبی ﷺ نے پانی کے ساتھ ساتھ سمندر کے جانور کے بارے میں بھی بتادیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر عالم محسوس کرے کہ سائل کو کوئی دوسرا مسئلہ بتانے کی بھی ضرورت ہے جو اس نے نہیں پوچھا تو اس کے پوچھے ہوئے مسئلے کے ساتھ دوسرا مسئلہ بھی بتادینا چاہیے۔ ⑤ بعض جانور پانی میں بھی زندہ رہ سکتے ہیں اور خشکی میں بھی۔ کیا انھیں پانی کے جانوروں میں شمار کرنا چاہیے یا خشکی کے جانوروں میں؟ حدیث میں ان میں سے صرف مینڈک کا ذکر آتا ہے۔ اس کے بارے میں سنن ابن ماجہ میں ایک حدیث مروی ہے جس میں مینڈک کو قتل کرنے کی ممانعت ہے۔ اس حدیث کے بارے میں محمد فواد عبدالباقی نے کہا ہے: [في الزوائد : في إسناده ابراهيم بن الفضل المخزومي' وهو ضعيف] ''زوائد میں لکھا ہے کہ اس کی سند میں ابراہیم بن فضل مخزومی ہے اور وہ ضعیف ہے۔'' لیکن علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح سنن ابن ماجہ'' میں ذکر کیا ہے۔ ایک اور حدیث امام ابن حجر رحمہ اللہ نے بلوغ المرام میں ذکر کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طبیب کو دوا میں ڈالنے کے لیے مینڈک مارنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ حافظ ابن

حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے' امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ امام ابوداود اور امام نسائی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔'' دیکھیے: (بلوغ المرام' کتاب الأطعمة' حدیث:١٣) اس حدیث کی روشنی میں ایسے جانوروں سے پرہیز ہی صحیح معلوم ہوتا ہے جو پانی اور خشکی دونوں جگہ پر زندہ رہ سکتے ہیں۔ واللہ اعلم.

٣٨٧- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مَخْشِيٍّ، عَنِ ابْنِ الْفِرَاسِيِّ قَالَ: كُنْتُ أَصِيدُ وَكَانَتْ لِي قِرْبَةٌ أَجْعَلُ فِيهَا مَاءً، وَإِنِّي تَوَضَّأْتُ بِمَاءِ البحر ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

٣٨٧- حضرت ابن فراسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں شکار کیا کرتا تھا اور میرے پاس ایک مشک تھی' میں اس میں پانی ڈال لیا کرتا تھا۔ میں نے سمندر کے پانی سے وضو کیا' پھر رسول اللہ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرا ہوا جانور حلال ہے۔''

٣٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، هُوَ ابْنُ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ مَاءِ الْبَحْرِ، فَقَالَ: «هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ. الْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

٣٨٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے سمندر کے پانی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرا ہوا جانور حلال ہے۔''

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْحَسَنِ الْهِسِنْجَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، هُوَ ابْنُ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ

(امام ابن ماجہ کے شاگرد) ابوالحسن بن سلمۃ نے امام احمد بن حنبل کے دوسرے شاگرد علی بن الحسن الھسنجانی سے مذکورہ بالا روایت کی مانند بیان کیا۔

٣٨٧- [إسناده ضعيف] * مسلم بن مخشي مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وأما ابن الفراسي فلم أجد من وثقه، والحديث السابق، ح: ٣٨٦ يغني عنه.

٣٨٨- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٧٣، وهذا من زيادات ابن القطان.

النَّبِيِّ ﷺ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(المعجم ٣٩) - **بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَعِينُ عَلَى وُضُوئِهِ فَيَصُبُّ عَلَيْهِ** (التحفة ٣٩)

باب:۳۹-وضو میں دوسرے آدمی سے مدد لینا اور اس کا پانی ڈالنا

٣٨٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّيْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ، فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَتِ الْجُبَّةُ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ، فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، ثُمَّ صَلَّى بِنَا.

۳۸۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کسی کام سے تشریف لے گئے۔ جب آپ واپس آئے تو میں پانی کا برتن لے کر حاضر ہوا۔ میں نے پانی ڈالا تو نبی ﷺ نے دونوں ہاتھ دھوئے' پھر چہرۂ مبارک دھویا' پھر اپنے بازو دھونے کا ارادہ کیا تو جبہ کی آستینیں تنگ معلوم ہوئیں' چنانچہ آپ نے جبہ کے نیچے سے بازو نکال لیے اور انھیں دھویا اور موزوں پر مسح کیا' پھر ہمیں نماز پڑھائی۔

فوائد ومسائل: ① مقام ومرتبہ یا عمر کے لحاظ سے بڑوں کی خدمت کرنا اور ان کی ضرورت کی چیزوں کو بروقت تیار رکھنا مستحسن ہے۔ ② چھوٹوں سے خدمت لینا جائز ہے اگرچہ وہ خدمت ایسے کام میں ہو جو عبادت سے تعلق رکھتا ہو۔ ③ اس حدیث میں وضو کی پوری تفصیل نہیں' بعض اہم امور کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے معروف طریقے سے پورا وضو کیا۔ ④ اس سے موزوں پر مسح کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ⑤ بہر حال وضو کرنا ضروری ہے چاہے اس میں مشقت ہی ہو جیسے رسول اللہ ﷺ نے مکمل وضو کرنے کے لیے بازو دھوئے' حالانکہ جبہ اتارنے میں دشواری تھی۔

٣٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ

۳۹۰- حضرت رُبَیّع بنت معوذ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں وضو کا برتن لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ''پانی ڈالو۔''

٣٨٩_ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في الجبة الشامية، ح: ٣٦٣، ٣٨٨، ٢٩١٨، ٥٧٩٨، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ٢٧٤ من حديث الأعمش به، مطولاً ومختصرًا، بألفاظ متقاربة.

٣٩٠_ [إسناده ضعيف] * ابن عقيل ضعيف، والحديث حسن دون قوله «أخذ ماءً جديدًا»، انظر سنن أبي داود برقم: ١٢٦، طبعه دارالسلام.

الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمِيضَأَةٍ، فَقَالَ: «اسْكُبِي». فَسَكَبْتُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ، وَأَخَذَ مَاءً جَدِيداً، فَمَسَحَ بِهِ رَأْسَهُ، مُقَدَّمَهُ وَمُؤَخَّرَهُ، وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثَلاَثاً ثَلاَثاً.

میں نے پانی ڈالا تو آپ نے اپنا چہرۂ مبارک اور دونوں بازو دھوئے۔ پھر نیا پانی لیا اور اس کے ساتھ سر کے اگلے اور پچھلے حصے کا مسح کیا اور اپنے پاؤں کو تین تین بار دھویا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ربیع ؓ صغار صحابیات میں سے ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں کم سن تھیں۔ انصار کے قبیلۂ بنونجار سے تعلق تھا۔ ان کے والد حضرت معوذ ابن عفراء ؓ جنگ بدر میں شریک تھے۔ ② ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن دیگر شواہد کی بنا پر حدیث میں مذکور جملے [أَخَذَ مَاءً جَدِيدًا] کے سوا باقی روایت قابل حجت ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے بھی اس روایت کی بابت یہی حکم لگایا ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابوداود حدیث: ۱۱۷، ۱۲۲) ③ پورے سر کا مسح کرنا مسنون ہے جیسا کہ صحیح روایات میں بیان ہوا ہے۔ اس میں "سر کے اگلے اور پچھلے حصے" کے مسح کرنے کا بیان ہے اس سے مراد پورے سر کا مسح ہی ہے۔

٣٩١- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنِي حُذَيْفَةُ بْنُ أَبِي حُذَيْفَةَ الأَزْدِيُّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ: صَبَبْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْمَاءَ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، فِي الْوُضُوءِ.

۳۹۱- حضرت صفوان بن عسال ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے سفر اور حضر میں نبی ﷺ کو وضو کرانے کے لیے (آپ کے ہاتھوں اور پاؤں پر) پانی ڈالا۔

٣٩٢- حَدَّثَنَا كُرْدُوسُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ رَوْحٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، رَوْحُ بْنُ عَنْبَسَةَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْبَسَةَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَدَّتِهِ، أُمِّ أَبِيهِ،

۳۹۲- رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی حضرت رقیہ ؓ کی لونڈی حضرت ام عیاش ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کو وضو کرایا کرتی تھی۔ میں کھڑی ہوتی تھی اور آپ بیٹھے ہوتے تھے۔

٣٩١ـ [إسناده ضعيف] * الوليد بن عقبة مجهول (تقريب)، وشيخه مستور.

٣٩٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٥/ ٩١، ح: ٢٣٤ من حديث كردوس به، وقال البوصيري: "هذا إسناد مجهول وعبدالكريم مختلف فيه"، وهو ضعيف كما في التقريب، وشيخه مجهول ... الخ، فالسند مظلم.

أُمُّ عَيَّاشٍ، وَكَانَتْ أَمَةً لِرُقَيَّةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كُنْتُ أُوَضِّيءُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، أَنَا قَائِمَةٌ وَهُوَ قَاعِدٌ.

(المعجم ٤٠) - بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَيْقِظُ مِنْ مَّنَامِهِ هَلْ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَّغْسِلَهَا (التحفة ٤٠)

باب:۴۰-کیا آدمی نیند سے بیدار ہو کر بغیر دھوئے، ہاتھ پانی کے برتن میں ڈال سکتا ہے؟

٣٩٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا: فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي فِيمَ بَاتَتْ يَدُهُ».

۳۹۳-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص رات کو سو کر جاگے تو برتن میں اپنا ہاتھ نہ ڈالے جب تک اس پر دو تین بار پانی نہ ڈال لے۔ (ہاتھ دھو کر پانی میں ڈالے) کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① رات اور دن کا حکم ایک ہی ہے۔ حدیث میں رات کا لفظ اس لیے بولا گیا ہے کہ انسان رات ہی کو زیادہ سوتا ہے۔ ② پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھو لینے کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ نیند میں انسان کو اپنے افعال وحرکات کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا، اس لیے ممکن ہے کہ ہاتھ ناک وغیرہ یا پردے کے اعضاء کو یا زمین پر سونے کی صورت میں مٹی وغیرہ میں لگ جائے' لہٰذا صفائی اور طہارت کا تقاضا ہے کہ نیند سے جاگ کر ہاتھ دھو لیے جائیں۔ ③ دو تین دفعہ دھونے کا حکم اس لیے ہے کہ ہاتھ اچھی طرح صاف ہو جائے اور کسی قسم کا شک باقی نہ رہے' اس لیے اگر ایک بار دھونے سے صفائی کا یقین ہو جائے تو کافی ہے۔ ④ بعض علماء نے ''برتن'' کے لفظ سے استدلال کیا ہے کہ یہ حکم ہر قسم کے برتن کے لیے ہے' البتہ نہر اور حوض وتالاب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حوض اور تالاب کا پانی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس میں قلیل نجاست مل جانے سے وہ ناپاک نہیں ہوتا اور مذکورہ بالا صورت میں تو یہ نجاست بھی یقینی نہیں بلکہ نجاست کا محض احتمال ہے۔

٣٩٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء إذا استيقظ أحدكم من منامه . . . الخ، ح: ٢٤ من حديث الوليد به، وقال: "هٰذا حديث حسن صحيح"، وأصله عند مسلم، ح: ٢٧٨ وغيره.

٣٩٤- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ : أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، وَجَابِرُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلاَ يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا».

۳۹۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو برتن میں ہاتھ نہ ڈالے حتی کہ ہاتھ دھولے۔“

٣٩٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَكَّائِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ النَّوْمِ فَأَرَادَ أَنْ يَتَوَضَّأَ، فَلاَ يُدْخِلْ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا، فَإِنَّهُ لاَ يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ، وَلاَ عَلٰى مَا وَضَعَهَا».

۳۹۵- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی نیند سے بیدار ہو کر وضو کرنا چاہے تو وضو کے پانی میں ہاتھ نہ ڈالے جب تک اسے دھو نہ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ اس نے کس چیز پر ہاتھ رکھا ہے۔“

[قَالَ أَبو إِسحاقَ: الصَّحِيحُ جَابِرٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ].

ابواسحاق نے کہا: صحیح سند جابر عن ابی ہریرہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں تین بار دھونے کی صراحت ہے۔ حدیث ۳۹۳ میں ”دو یا تین بار“ دھونے کا ذکر ہے، اس لیے علماء کہتے ہیں کہ تین بار دھونا بہتر ہے، واجب نہیں۔

٣٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،

۳۹۶- حضرت حارث سے روایت ہے کہ حضرت علی ؓ نے پانی منگوایا، پھر پانی میں ہاتھ ڈالنے سے

٣٩٤ـ [صحيح] إسناده فيه نظر، أخرجه الدارقطني: ١/ ٤٩، ح: ١٢٦، وصححه البوصيري علٰى شرط مسلم، والحديث السابق شاهد له.

٣٩٥ـ [حسن] أخرجه الدارقطني: ١/ ٤٨، ح: ١٢٥ من حديث زياد بن عبدالله البكائي به، وقال: إسناد حسن، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، رجاله ثقات" * أبوالزبير المكي مشهور بالتدليس (طبقات المدلسين / المرتبة الثالثة) وعنعن، وللحديث شواهد.

٣٩٦ـ [حسن] وله شواهد عند البيهقي: ١/ ٤٧ وغيره، وانظر، ح: ٩٥ لعلته، وفيه علل أخرٰى، فالسند ضعيف، وحسن بالشواهد.

عَنِ الْحارِثِ، قَالَ: دَعَا عَلِيٌّ بِمَاءٍ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الإِنَاءَ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَنَعَ.

پہلے ہاتھ دھوئے' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

(المعجم ٤١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ فِي الْوُضُوءِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱-وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا

٣٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ رُبَيْحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لاَ وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ».

۳۹۷-حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کا وضو نہیں جو وضو کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا۔''

فوائد ومسائل: ①اس حدیث کی روشنی میں بعض علماء نے وضو کے شروع میں "بِسْمِ اللّٰہ" پڑھنے کو واجب قرار دیا ہے اور بعض علماء نے اسے سنت قرار دیا ہے۔ان کے نزدیک ''وضو نہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ ''کما حقہ مکمل وضو نہیں۔'' لیکن یہ تاویل بلا دلیل ہے۔② اگر "بِسْمِ اللّٰہ" بھول گئی اور وضو کے دوران میں یاد آئی تو فوراً پڑھ لے' تاہم وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بھول چوک معاف ہے۔

٣٩٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا يَزِيدُ

۳۹۸-حضرت سعید بن زید ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی نماز نہیں جس کا

٣٩٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤١ عن أبي أحمد به، وحسنه البوصيري * ربيح وثقه ابن حبان، وابن عدي، ولحديثه شواهد كثيرة.

٣٩٨ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في التسمية عند الوضوء، ح: ٢٦ عن الحسن بن علي الخلال به * ابن عياض كذاب، ولحديثه طريق آخر عند الترمذي وغيره، وانظر الحديث السابق، فإنه يغني عن حديث ابن عياض وأمثاله.

ابْنُ عِيَاضٍ : حَدَّثَنَا أَبُو ثِفَالٍ، عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّتَهُ بِنْتَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ تَذْكُرُ أَنَّهَا سَمِعَتْ أَبَاهَا سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لاَ وُضُوءَ لَهُ، وَلاَ وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ».

وضو نہیں اور اس کا وضو نہیں جس نے اس میں اللہ کا نام نہ لیا ہو۔"

٣٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالاَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ سَلَمَةَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لاَ وُضُوءَ لَهُ، وَلاَ وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ».

٣٩٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں اور اس کا وضو نہیں جس نے (وضو کرتے وقت) اللہ کا نام نہ لیا ہو۔"

٤٠٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لاَ وُضُوءَ لَهُ، وَلاَ وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ، وَلاَ صَلاَةَ لِمَنْ لاَ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ. وَلاَ صَلاَةَ لِمَنْ لم يُحِبَّ الأَنْصَارَ».

٤٠٠- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں اور اس کا وضو نہیں جس نے (وضو کرتے وقت) اللہ کا نام نہ لیا ہو اور اس کی نماز نہیں جو نبی ﷺ پر درود نہیں پڑھتا۔ اور جو انصار سے محبت نہیں رکھتا اس کی بھی نماز نہیں۔"

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ : حَدَّثَنَا

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوالحسن بن سلمة

٣٩٩_ **[حسن]** أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في التسمية على الوضوء، ح :١٠١ من حديث محمد بن موسٰى به وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، تقدم، ح :٣٩٧ وهو بها حسن.

٤٠٠_ **[إسناده ضعيف]** وقال البوصيري : "هٰذا إسناد ضعيف لاتفاقهم علٰى ضعف عبدالمهيمن".

أَبُوحَاتِمٍ : حَدَّثَنَا عُبَيْسُ بْنُ مَرْحُومٍ الْعَطَّارُ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ بْنُ عَبَّاسٍ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

نے عبدالمهیمن بن عباس کے دوسرے شاگرد عبیس بن مرحوم عطار سے اسی طرح روایت بیان کی۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ اسی باب کی حدیث نمبر ۳۹۸ کو حسن قرار دیا ہے جس میں [لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ ، وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ] کے الفاظ ہیں۔ اور مذکورہ روایت میں یہ اضافہ ہے [وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يُحِبَّ الْأَنْصَارَ] اس اضافے کے شواہد نہیں مل سکے جس کی بنا پر یہ قابل حجت نہیں ہے اس کے علاوہ باقی روایت قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی آخری دو جملوں کے سوا باقی روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابن ماجه، حديث:۳۲٦، والضعيفة، حديث:۲۱٦۷، ۴۷۰٦)

(المعجم ٤٢) - بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوءِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲- وضو میں دائیں طرف سے شروع کرنا

٤٠١- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ : حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ؛ ح : وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي الطُّهُورِ إِذَا تَطَهَّرَ، وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ، وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ.

۴۰۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ کو وضو میں یہ بات پسند تھی کہ جب وضو کریں تو دائیں طرف سے شروع کریں اور جب کنگھی کریں تو دائیں طرف سے کنگھی کرنا شروع کریں اور جب جوتا پہنیں تو پہلے دایاں جوتا پہنیں۔

فوائد ومسائل: ① [طُهُور] سے مراد ہر وہ عمل ہے جس کا تعلق پاکیزگی اور صفائی سے ہو۔ یہاں اس سے مراد وضو اور غسل ہے۔ ② ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: [وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ] ”اور اپنے ہر کام میں“ یعنی دوسرے کاموں میں بھی دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔ (صحيح البخاري، الوضوء، باب التيمن في الوضوء والغسل، حديث:١٦٨، وصحيح مسلم، الطهارة، باب التيمن في الطهور وغيره، حديث:٢٦٨)

٤٠١ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب التيمن في الوضوء والغسل، ح:١٦٨ وغيره، ومسلم، الطهارة، باب التيمن في الطهور وغيره، ح:٢٦٨ من حديث أبي الأحوص عن أشعث به.

لیکن اس سے بعض چیزیں مستثنیٰ ہیں' مثلاً: استنجا کرنا' مسجد سے باہر نکلنا' جوتا اتارنا' ناک صاف کرنا اور اس قسم کے دوسرے کام جن میں طبعی کراہت پائی جاتی ہے۔③ جو کام صرف ایک ہاتھ سے کیے جاتے ہیں۔ ان میں [تَیَمُّن] سے مراد دائیں ہاتھ سے کام کرنا ہوگا، مثلاً: مصافحہ کرنا' کوئی چیز لینا یا دینا' لکھنا وغیرہ۔ بعض علماء نے اس حدیث کی روشنی میں کہا ہے کہ گھڑی بھی دائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے۔

٤٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَأُوا بِمَيَامِنِكُمْ».

۴۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم وضو کرو تو دائیں طرف سے شروع کرو۔''

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوحَاتِمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ وَابْنُ نُفَيْلٍ وَغَيْرُهُمَا، قَالُوا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوالحسن بن سلمہ نے زہیر کے دو شاگردوں یحییٰ بن صالح اور ابن نفیل سے اسی طرح روایت بیان کی۔

(المعجم ٤٣) - بَابُ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ (التحفة ٤٣)

باب:۴۳- ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

٤٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غُرْفَةٍ وَاحِدَةٍ.

۴۰۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی چلو سے کلی بھی کی اور ناک میں پانی بھی ڈالا۔

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ میں پانی لے کر کچھ پانی سے کلی کر لی جائے اور باقی پانی ناک

٤٠٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الانتعال، ح:٤١٤١ ❊ الأعمش عنعن، وتقدم، ح:١٧٨، ورواه شعبة عنه بلفظ "كان إذا لبس ثوبًا بدأ بميامنه"، وهو الصحيح.

٤٠٣ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الوجه باليدين من غرفة واحدة، ح:١٤٠ من حديث زيد به مطولاً.

میں ڈال کر ناک صاف کی جائے۔ ناک کے لیے الگ سے پانی نہ لیا جائے۔ تین بار یہی عمل دہرایا جائے۔ ② یہ بھی جائز ہے کہ پہلے تین بار کلی کر لی جائے' پھر تین بار ناک میں پانی ڈالا جائے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ بعض علماء نے اس طریقے کو بہتر قرار دیا ہے' بعض نے دوسرے کو۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر دونوں کام ایک ہی چلو سے کر لے تو جائز ہے۔ لیکن ہمیں الگ الگ پانی لینا زیادہ پسند ہے۔ (جامع الترمذي' الطهارة' باب المضمضة والاستنشاق من كف واحد' حديث:۲۸) حدیث کی رو سے زیادہ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی چلو سے کلی کی جائے اور ناک میں پانی ڈالا جائے کیونکہ ایک چلو سے کلی اور ناک صاف کرنے والی روایات سند کے لحاظ سے زیادہ قوی اور مستند ہیں۔

٤٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ ثَلَاثًا، وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ.

۴۰۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا' تو ایک چلو سے تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا۔

٤٠٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ الْعُكْلِيُّ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَأَلَنَا وَضُوءًا، فَأَتَيْتُهُ بِمَاءٍ، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ.

۴۰۵- حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور وضو کے لیے پانی طلب فرمایا: میں نے پانی حاضر کیا تو آپ ﷺ نے ایک چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔

(المعجم ٤٤) - بَابُ الْمُبَالَغَةِ فِي الِاسْتِنْشَاقِ وَالِاسْتِنْثَارِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- ناک میں اچھی طرح پانی ڈالنا اور اسے خوب صاف کرنا

٤٠٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا

۴۰۶- حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٤٠٤ـ [صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١٢٣ عن ابن أبي شيبة به مطولاً * شريك تابعه غير واحد، وله شواهد كثيرة.

٤٠٥ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب من مضمض واستنشق من غرفة واحدة، ح: ١٩١، ومسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ح: ٢٣٥ من حديث خالد بن عبدالله به مطولاً ومختصرًا.

٤٠٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المضمضة والاستنشاق، ح:٢٧ من حديث

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَنْصُورٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوالأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلاَلِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْثُرْ، وَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ».

انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جب تو وضو کرے تو ناک صاف کیا کر اور جب (قضائے حاجت کے بعد) ڈھیلے استعمال کرے تو طاق تعداد میں استعمال کر۔"

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف ناک میں پانی ڈال لینا ہی کافی نہیں بلکہ ضرورت ہو تو ناک کو اچھی طرح صاف کرنا چاہیے۔ ② استنجا کے لیے تین ڈھیلے استعمال کرنا ضروری ہیں۔ اگر تین سے زیادہ ڈھیلے استعمال کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو کر سکتا ہے' تاہم ان کی تعداد طاق ہونی چاہیے۔ واللہ اعلم۔

٤٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ قَالَ: «أَسْبِغِ الْوُضُوءَ، وَبَالِغْ فِي الاِسْتِنْشَاقِ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا».

۴۰۷- حضرت لقیط بن صبرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں ارشاد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وضو اچھی طرح پورا کر' اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کر' سوائے اس کے کہ تو روزے سے ہو۔"

فوائد ومسائل: ① "اسباغ وضو" سے مراد یہ ہے کہ وضو اس طرح توجہ سے کیا جائے کہ دھوئے جانے والے اعضاء میں سے کسی عضو کا کوئی حصہ خشک نہ رہے۔ اس طرح تین تین بار اعضاء کو دھونا اور مل کر دھونا یہ بھی "اسباغ" (وضو پورا کرنے) میں شامل ہے۔ ② [اِسْتِنْشَاق] کا مطلب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈال کر اسے اوپر تک پہنچانے کی کوشش کی جائے جس طرح سانس لیتے وقت ہوا اندر کو کھنچی جاتی ہے۔ لیکن روزے کی حالت میں اس سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ پانی ناک کے راستے حلق میں نہ چلا جائے۔

٤٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۰۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

◀◀ منصور به، وقال: حسن صحيح.

٤٠٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الاستنثار، ح: ١٤٢ من حديث يحي بن سليم به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

٤٠٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الاستنثار، ح: ١٤١ من حديث وكيع به.

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ قَارِظِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ أَبِي غَطَفَانَ الْمُرِّيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اسْتَنْثِرُوا مَرَّتَيْنِ بَالِغَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو تین بار اچھی طرح ناک صاف کرو۔''

فائدہ: [اِسْتِنْثَار] کا مطلب ہے کہ ناک سے پانی وغیرہ اس طرح نکالا جائے جس طرح سانس کے دوران میں ہوا ناک سے نکالی جاتی ہے۔

٤٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، وَدَاوُدُ بْنُ عَبْدِاللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ».

۴۰۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے' اسے چاہیے کہ ناک جھاڑے' اور جو (استنجا کے لیے) ڈھیلے استعمال کرے' اسے چاہیے کہ طاق تعداد میں استعمال کرے۔''

(المعجم ٤٥) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً** (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- وضو کے اعضاء ایک ایک بار دھونا

٤١٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ [بْنُ عَبْدِ اللهِ النَّخَعِيُّ]، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ الثُّمَالِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ، قُلْتُ لَهُ: حُدِّثْتَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

۴۱۰- حضرت ثابت بن ابی صفیہ ثمالی سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر سے پوچھا: کیا آپ کو حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ایک بار (اعضاء دھو کر) وضو کیا؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' میں نے کہا: اور (یہ حدیث بھی کہ) دو دو بار اور تین تین بار (اعضاء دھو کر

٤٠٩ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب الاستنثار في الوضوء، ح: ١٦١، ومسلم، الطهارة، باب الإيتار في الاستنثار والاستجمار، ح: ٢٣٧ من حديث الزهري به.

٤١٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء مرةً ومرتين وثلاثًا، ح: ٤٥ من حديث شريك به * ثابت بن أبي صفية ضعيف رافضي (تقريب)، والحديث صحيح لكثرة الشواهد له.

وَثَلَاثًا ثَلَاثًا؟ قَالَ: نَعَمْ.

وضو کیا؟) انھوں نے فرمایا: ہاں۔

٤١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ غُرْفَةً غُرْفَةً.

۴۱۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایک ایک چلو لے کر وضو کیا۔

٤١٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ: أَنْبَأَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ شُرَحْبِيلَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ تَوَضَّأَ وَاحِدَةً وَاحِدَةً.

۴۱۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے غزوۂ تبوک کے دوران میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایک ایک بار (اعضاء دھوکر) وضو کیا۔

فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے حسن اور الموسوعة الحديثية کے محققین نے صحیح لغیرہ قرار دیا ہے نیز انھوں نے کہا ہے کہ اس مسئلہ کی بابت صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دفعہ وضو کیا تو وضو کے اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند أحمد: ١/٢٩٣، حديث:١٤٩، ١٥١)

(المعجم ٤٦) - بَابُ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا (التحفة ٤٦)

باب:۴۶- وضو کے اعضاء تین تین بار دھونا

٤١٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ الدِّمَشْقِيُّ،

۴۱۳- حضرت شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عثمان اور حضرت علی

٤١١ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء مرةً مرةً، ح:١٥٧، وأبوداود، الطهارة، باب الوضوء مرةً مرةً، ح:١٣٨، وغيرهما من حديث سفيان الثوري به.

٤١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣ من حديث رشدين به، وعلقه الترمذي، وقال البوصيري: "هو إسناد ضعيف لضعف رشدين بن سعد"، وتابعه ابن لهيعة عند أحمد، وسنده ضعيف لأنه لم يعلم تحديث ابن لهيعة به قبل اختلاطه.

٤١٣ـ [إسناده حسن] أخرجه البزار في البحر الزخار: ٢/ ٥١، ح: ٣٩٤ من حديث عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان به.

عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا يَتَوَضَّآنِ ثَلاَثًا ثَلاَثًا، وَيَقُولاَنِ: هٰكَذَا كَانَ وُضُوءُ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

ؓ کو دیکھا کہ وہ تین تین بار (اعضاء دھوکر) وضو کرتے تھے اور فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ کا وضو اس طرح ہوا کرتا تھا۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَاهُ أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(امام ابن ماجہ ؒ کے شاگرد) ابوالحسن بن سلمۃ نے کہا: ہمیں ابوحاتم نے ابونعیم سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان سے اسی طرح حدیث بیان کی۔

٤١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثَلاَثًا ثَلاَثًا، وَرَفَعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

۴۱۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے تین تین بار اعضاء دھوکر وضو کیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کا عمل قرار دیا۔

٤١٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ حَيَّانَ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلاَثًا ثَلاَثًا.

۴۱۵- حضرت عائشہ ؓ اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تین تین بار اعضاء دھوکر وضو کیا۔

٤١٦- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ فَائِدٍ، أَبِي الْوَرْقَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى

۴۱۶- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے تین تین بار (اعضاء دھوکر) وضو کیا اور سر کا مسح

٤١٤ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ١/ ٦٢، ٦٣، الطهارة، باب الوضوء ثلاثًا ثلاثًا، ح: ٨١ من حديث الأوزاعي به * رواية مطلب عن ابن عمر مرسلة، قاله أبوحاتم الرازي، والوضوء ثلاثًا، ثابت عن رسول الله ﷺ، انظر الحديث السابق وغيره.

٤١٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبويعلى في مسنده، ح: ٤٦٩٥، ومسند أحمد: ٢/ ٣٤٨ من طريق عطاء عن أبي هريرة.

٤١٦ـ [صحيح] قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف" * فائد بن عبدالرحمٰن قال فيه البخاري: منكر الحديث، وقال الحاكم: "روى عن ابن أبي أوفى أحاديث موضوعةً"، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلاَثًا ثَلاَثًا، وَمَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّةً.

ایک بار کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ تین تین بار اعضاء دھونے میں سر کا مسح شامل نہیں، وہ ایک ہی بار ہوگا۔

٤١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ ثَلاَثًا ثَلاَثًا.

۴۱۷- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تین تین بار (اعضائے وضو دھوکر) وضو کرتے تھے۔

٤١٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلاَثًا ثَلاَثًا.

۴۱۸- حضرت رُبَیِّع بنت معوذ ابن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین تین بار (اعضاء دھوکر) وضو کیا۔

390

(المعجم ٤٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا (التحفة ٤٧)

باب: ۴۷- وضو میں اعضاء کو ایک بار، دو بار اور تین بار دھونا

٤١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنِي مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ زَيْدٍ الْعَمِّيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنِ

۴۱۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک بار وضو کیا اور فرمایا: ''یہ وہ وضو ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتا۔'' پھر دو دو بار وضو کیا تو فرمایا: ''یہ مقام ومرتبہ

٤١٧ـ [صحيح] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٢٠٨ لعلته، وحديث: ٤١٥ شاهد له.

٤١٨ـ [حسن] * سفيان الثوري تابعه بشر بن المفضل عند أبي داود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ١٢٦ مطولاً.

٤١٩ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه زيد العمي، وهو ضعيف، وابنه عبدالرحيم متروك بل كذاب، ومعاوية بن قرة لم يلق ابن عمر، قاله ابن أبي حاتم في العلل، وصرح به الحاكم في المستدرك"، وللحديث طرق كلها ضعيفة.

ابْنِ عُمَرَ قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاحِدَةً وَاحِدَةً. فَقَالَ: «هٰذَا وُضُوءُ مَنْ لاَ يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَلاَةً إِلَّا بِهِ» ثُمَّ تَوَضَّأَ ثِنْتَيْنِ ثِنْتَيْنِ، فَقَالَ: «هٰذَا وُضُوءُ الْقَدْرِ مِنَ الْوُضُوءِ». وَتَوَضَّأَ ثَلاَثًا، وَقَالَ: «هٰذَا أَسْبَغُ الْوُضُوءِ، وَهُوَ وُضُوئِي وَوُضُوءُ خَلِيلِ اللهِ إِبْرَاهِيمَ، وَمَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا ثُمَّ قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فُتِحَ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ».

رکھنے والا وضو ہے۔'' اور تین تین بار وضو کیا تو فرمایا: ''یہ سب سے کامل وضو ہے۔ یہ میرا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا وضو ہے۔ جو شخص اس طرح وضو کرے پھر فارغ ہو کر پڑھے: [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ جس میں سے وہ چاہے داخل ہو جائے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم اس میں مذکور مسائل دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ ② ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار وضو کی احادیث بھی پہلے گزر چکی ہیں اور وضو کے بعد مذکورہ بالا دعا آگے حدیث: ۴۷۰ میں آ رہی ہے۔ یہ دعا صحیح مسلم میں بھی مروی ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الطھارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، حدیث: ۲۳۴)

٤٢٠ - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ قَعْنَبٍ، أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَرَادَةَ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ الْحَوَارِيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً، فَقَالَ: «هٰذَا وَظِيفَةُ الْوُضُوءِ» أَوْ قَالَ: «وُضُوءُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْهُ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ لَهُ صَلاَةً» ثُمَّ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا وُضُوءُ مَنْ

۴۲۰- حضرت اُبی بن کعب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور ایک ایک بار وضو کیا، پھر فرمایا: ''یہ لازمی وضو ہے۔'' یا فرمایا: ''یہ ایسا وضو ہے کہ جس نے یہ وضو نہ کیا اللہ اس کی نماز قبول نہیں کرتا۔'' پھر دو دو بار وضو کیا اور فرمایا: ''جو شخص یہ وضو کرے گا اللہ اسے دگنا ثواب دے گا۔'' پھر تین تین بار وضو کیا اور فرمایا: ''یہ میرا اور مجھ سے پہلے رسولوں کا وضو ہے۔''

٤٢٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ١/ ٨١ من حديث إسماعيل به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، زيد بن الحواري هو العمي ضعيف، وكذلك الراوي عنه"، وانظر، ح: ٣٥٦.

تَوَضَّأَهُ أَعْطَاهُ اللهُ كِفْلَيْنِ مِنَ الأَجْرِ» ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلاَثًا ثَلاَثًا، فَقَالَ: «هٰذَا وُضُوئِي وَوُضُوءُ الْمُرْسَلِينَ [مِنْ] قَبْلِي».

(المعجم ٤٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَصْدِ فِي الْوُضُوءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّعَدِّي فِيهِ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸-وضو میں میانہ روی اختیار کرنے کا اور زیادتی کے مکروہ ہونے کا بیان

٤٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُتَيِّ بْنِ ضَمْرَةَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلْوُضُوءِ شَيْطَانًا يُقَالُ لَهُ وَلَهَانُ، فَاتَّقُوا وَسْوَاسَ الْمَاءِ».

۴۲۱-حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کا بھی ایک شیطان ہے جسے ''ولہان'' کہتے ہیں' اس لیے پانی کے وسوسے سے بچو۔''

٤٢٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي يَعْلَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوءِ، فَأَرَاهُ ثَلاَثًا ثَلاَثًا، ثُمَّ قَالَ: هٰذَا الْوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا، فَقَدْ أَسَاءَ وتَعَدَّى وظَلَمَ».

۴۲۲-حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے وضو کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے تین تین بار (اعضاء دھو کر) وضو کر کے دکھایا' پھر فرمایا: ''وضو یہ ہوتا ہے۔ جس نے اس پر اضافہ کیا' اس نے برا کیا' حد سے تجاوز کیا اور ظلم کیا۔''

فوائد ومسائل: ① تعلیم کا ایک مؤثر طریقہ یہ بھی ہے کہ کام کر کے دکھایا جائے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ عملی مسائل کی تفہیم میں اس طریقے سے فائدہ اٹھائیں۔ ② [هٰذَا الْوُضُوءِ] ''یہ ہوتا ہے وضو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وضو کا صحیح طریقہ یہ ہے۔ ③ ''اضافہ کرنے'' سے یہ مراد ہے کہ تین بار سے زیادہ کسی عضو کو دھوئے۔ ④ ''اضافے'' کی ایک

٤٢١ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كراهية الإسراف في الوضوء بالماء، ح: ٥٧ عن ابن بشار به، وضعفه * خارجة بن مصعب متروك، ويدلس عن الكذابين، راجع التقريب وغيره.

٤٢٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء ثلاثًا ثلاثًا، ح: ١٣٥ وغيره، وصححه ابن خزيمة وغيره.

صورت یہ بھی ہے کہ پانی کے استعمال میں فضول خرچی کرے' لہٰذا اس سے بھی بچنا چاہیے۔

٤٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ كُرَيْباً يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنَّةٍ وُضُوءًا، يُقَلِّلُهُ، فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ.

۴۲۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رات کو اپنی خالہ (ام المومنین) حضرت میمونہ ؓ کے ہاں ٹھہرا۔ (رات کو) نبی ﷺ اٹھے' آپ نے ایک مشک سے وضو کیا اور وضو بھی مختصر کیا (کم پانی استعمال کیا) میں اٹھا اور میں نے بھی ویسے ہی کیا جیسے آپ ﷺ نے کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں اس کے بعد نبی ﷺ کی نماز تہجد کا ذکر ہے جس میں حضرت ابن عباس ؓ بھی بطور مقتدی شریک تھے۔ ② نفلی عبادت میں بھی بچوں کو شریک کرنا چاہیے تاکہ انھیں اس کی عادت ہو جائے۔ ③ وضو میں ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا درست نہیں ہے بلکہ تھوڑے پانی کے ساتھ ہلکا وضو کر لینا بھی کافی ہے۔ ④ صحابۂ کرام ؓ ہر کام میں نبی ﷺ کے طریقے پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے' خواہ وہ کام واجب ہو یا مستحب۔

٤٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلاً يَتَوَضَّأُ فَقَالَ: «لاَ تُسْرِفْ، لاَ تُسْرِفْ».

۴۲۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا تو فرمایا: ''فضول خرچی نہ کر' فضول خرچی نہ کرو۔''

٤٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ [حُيَيِّ] بْنِ عَبْدِاللهِ الْمَعَافِرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۴۲۵- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد ؓ وضو کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پاس سے گزرے تو فرمایا: ''یہ کیا اسراف ہے؟'' انھوں

٤٢٣ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب التخفيف في الوضوء، ح:١٣٨، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح:٧٦٣، وح:١٨٦ من حديث ابن عيينة به.

٤٢٤ـ [إسناده موضوع] قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، الفضل بن عطية ضعيف، وابنه كذاب، وبقية مدلس".

٤٢٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:٢/ ٢٢١ عن قتيبة به، وضعفه الحافظ في التلخيص، والبوصيري في الزوائد، وانظر، ح:٣٣٠.

الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِسَعْدٍ، وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: «مَا هٰذَا السَّرَفُ؟». فَقَالَ: أَفِي الْوُضُوءِ إِسْرَافٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ».

نے کہا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ فرمایا: ''ہاں' اگر چہ تم بہتے دریا پر (اس کے کنارے بیٹھے) ہو۔''

(المعجم ٤٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ (التحفة ٤٩)

باب:۴۹-کامل وضو کرنا

٤٢٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى [بْنُ سَالِمٍ]، أَبُو جَهْضَمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ.

۴۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خوب کامل وضو کرنے کا حکم دیا۔

توضیح: ''اسباغ'' کی وضاحت کے لیے حدیث ۴۰۷ کا فائدہ نمبر ① ملاحظہ فرمائیں۔

٤٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلاَ أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يُكَفِّرُ اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ؟» قَالُوا: بَلٰى. يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الصَّلاَةِ».

۴۲۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''کیا میں تمھیں وہ اعمال نہ بتاؤں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ غلطیاں معاف فرما دیتا ہے اور نیکیوں میں اضافہ فرما دیتا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں! اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت کامل (سنوار کر) وضو کرنا جب (سردی وغیرہ کی وجہ سے) دل نہ چاہتا ہو' اور مسجدوں کی طرف زیادہ قدم اٹھانا' اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔''

٤٢٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب قدر القراءة في صلاة الظهر والعصر، ح: ٨٠٨ من حديث موسى بن سالم به، وصححه الترمذي، ح: ١٧٠١.

٤٢٧ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/٣ من حديث زهير به.

فوائد ومسائل: ① نیک اعمال سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ خلوص کے ساتھ اور سنت کے مطابق ادا کیے گئے ہوں۔ ② مسجدوں کی طرف زیادہ قدم اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر گھر مسجد سے دور ہو تب بھی مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کی جائے۔ اسی طرح بار بار مسجد میں جانا بھی زیادہ قدم اٹھانے میں شامل ہے' یعنی نماز کے بعد مسجد سے باہر گھر یا بازار میں حلال روزی کمانے میں یا دوسری جائز مصروفیات میں مشغول ہو جائے اور دوسری نماز کا وقت آنے پر پھر مسجد کی طرف چل پڑے۔ اس سے بھی نیکیوں میں اضافہ ہوتا اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ③ نماز کا انتظار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے کاروبار یا دوسرے کاموں میں مصروف ہو کر نماز کو فراموش نہ کر دے اور کوئی نماز بے وقت ادا کرے' نہ ترک کرے۔ بلکہ کام کاج کے دوران میں بھی اس کی توجہ نماز کی طرف ہو تا کہ جوں ہی نماز کا وقت آئے وہ مسجد کی طرف چل دے۔ ایک روایت میں اسے ''سرحدوں کی حفاظت'' کا نام دیا گیا ہے' گویا یہ بھی ایک قسم کا جہاد ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الطهارة' باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره' حديث: ٢٥١)

٤٢٨- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ كَثِيرِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «كَفَّارَاتُ الْخَطَايَا إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَإِعْمَالُ الأَقْدَامِ إِلَى الْمَسَاجِدِ، [وَانْتِظَارُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الصَّلاَةِ»].

۴۲۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''غلطیوں کے کفارے یہ ہیں: اس وقت کامل وضو کرنا جب دل نہ چاہتا ہو' اور مسجدوں کی طرف (چلنے کے لیے) پاؤں کام میں لانا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔''

فائدہ: قدموں کے ذکر سے اشارہ ملتا ہے کہ پیدل چل کر مسجد میں آنا سواری پر آنے کی نسبت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٥٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ (التحفة ٥٠)

باب: ۵۰- ڈاڑھی کا خلال کرنا

٤٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ

۴۲۹- حضرت عمار بن یاسر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ڈاڑھی

٤٢٨ـ [إسناده حسن] انفرد به ابن ماجه.

٤٢٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في تخليل اللحية، ح: ٢٩، ٣٠ من حديث سفيان به * عبدالكريم ضعيف (تقريب)، وسعيد بن أبي عروبة كثير التدليس، وانظر، ح: ١٧٥، فالسند ضعيف، والحديث الآتي يغني عنه.

أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلاَلٍ، عَنْ عَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلاَلٍ، عَنْ عَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ.

مبارک کا خلال کرتے دیکھا۔

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اگلی روایت اس سے کفایت کرتی ہے' علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الروض النضير في ترتيب و تخريج معجم الطبراني الصغير' رقم:٤٧٥) بہر حال یہ روایت قابل حجت ہے۔ ② امام ابن اثیر نے اپنی کتاب "النهايه" میں ''خلال'' کی وضاحت یوں فرمائی ہے: [اَلتَّخْلِيْلُ تَفْرِيْقُ شَعْرِ اللِّحْيَةِ وَاَصَابِعِ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ فِي الْوُضُوْءِ] (النهاية في غريب الحديث والأثر' ٧٣/٢- مادة "خلل") ''خلال کرنے کا مطلب ہے وضو میں ڈاڑھی کے بالوں اور ہاتھوں پاؤں کی انگلیوں میں ہاتھ کی انگلیاں پھیرنا۔'' اس کا مقصد یہ ہے کہ پانی اعضائے وضو کے زیادہ سے زیادہ حصوں تک پہنچ جائے۔ ③ امام ابن قیم ؒ نے فرمایا: نبی ﷺ کبھی کبھی ڈاڑھی کا خلال کرتے تھے اور اس پر پابندی نہیں فرماتے تھے..... اسی طرح انگلیوں کے خلال میں بھی آپ ﷺ دوام نہیں فرماتے تھے۔ (زادالمعاد: ٦٨/١ طبع مصر' فصل في هديه في الوضوء) لیکن انھوں نے کبھی کبھی کرنے کی کوئی دلیل ذکر نہیں کی بلکہ بعض روایات میں حکم بھی ملتا ہے جس سے دوام کا پہلو راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم.

٤٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ الْقَزْوِينِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ الأَسَدِيِّ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عُثْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ.

۴۳۰- حضرت عثمان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو ڈاڑھی مبارک کا خلال کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈاڑھی کا خلال کرنا سنت ہے۔

٤٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۳۱- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے'

٤٣٠- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في تخليل اللحية، ح: ٣١ من حديث عبدالرزاق به، وقال: "هٰذا حديث حسن صحيح".

٤٣١- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف يحيى بن كثير وشيخه".

حَفْصِ بْنِ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، أَبُو النَّضْرِ، صَاحِبُ الْبَصْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ لِحْيَتَهُ وَفَرَّجَ أَصَابِعَهُ مَرَّتَيْنِ.

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تھے تو ریش مبارک کا خلال کرتے اور (خلال کرنے کے لیے) اپنی انگلیاں کھولتے' دوبار ایسا کرتے۔

٤٣٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ قَيْسٍ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ عَرَكَ عَارِضَيْهِ بَعْضَ الْعَرْكِ، ثُمَّ شَبَكَ لِحْيَتَهُ بِأَصَابِعِهِ مِنْ تَحْتِهَا.

۴۳۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تھے تو رخساروں کے بالوں کو تھوڑا سا ملتے تھے۔ پھر ڈاڑھی میں نیچے کی طرف انگلیاں ڈال کر خلال کرتے تھے۔

٤٣٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ الْكِلاَبِيُّ: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ السَّائِبِ الرَّقَاشِيُّ، عَنْ أَبِي سَوْرَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ.

۴۳۳- حضرت ابو ایوب انصاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا تو ڈاڑھی مبارک کا خلال کیا۔

(المعجم ٥١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ (التحفة ٥١)

باب:۵۱- سر کے مسح کا بیان

٤٣٤- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالاَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ

۴۳۴- حضرت عمرو بن یحییٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے (اپنے والد) عمرو بن یحییٰ کے

٤٣٢_ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه عبدالواحد، وهو مختلف فيه"، وضعفه الجمهور.

٤٣٣_ [صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف أبي سورة، وواصل الرقاشي"، وللحديث شواهد كثيرة جدًا".

٤٣٤_ أخرجه البخاري، الوضوء، باب مسح الرأس كله، ح: ١٨٥، ومسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ح: ٢٣٥.

ابْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ، قَالَ: أَنْبَأَنَا مَالِكُ ابْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ - وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو ابْنِ يَحْيٰى: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ. فَدَعَا بِوَضُوءٍ، فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلٰى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

دادا حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا آپ مجھے (عملی طور پر) دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو کرتے تھے؟ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں (ابھی دکھا دیتا ہوں۔) انھوں نے پانی طلب فرمایا' پھر اپنے ہاتھوں پر پانی ڈال کر دو بار ہاتھ دھوئے۔ پھر تین بار کلی کی اور ناک صاف کی' پھر تین بار چہرہ دھویا' پھر کہنیوں تک بازو دو دو بار دھوئے' پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا' (مسح کے دوران میں) ہاتھوں کو آگے بھی لائے اور پیچھے بھی لے گئے۔ (مسح کرنا) سر کے اگلے حصے سے شروع کیا' پھر گدی تک ہاتھوں کو لے گئے' پھر واپس اسی جگہ لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا۔ اس کے بعد دونوں پاؤں دھوئے۔

فوائد و مسائل: ① زبانی سنے ہوئے مسئلہ کو مزید بہتر طور پر سمجھنے کے لیے دوبارہ پوچھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ② کوئی کام عملی طور پر کر کے دکھانا تعلیم کا ایک مؤثر اور مفید طریقہ ہے جس سے مسئلہ بہتر طور پر سمجھ میں آتا ہے اور زیادہ اچھی طرح یاد رہتا ہے۔ ③ وضو کے بعض اعضاء کو دو دو بار اور بعض کو تین تین بار دھونا جائز ہے' البتہ سر کا مسح ایک ہی بار کرنا چاہیے۔ ④ سر کے مسح میں کانوں کا مسح بھی شامل ہے جسے راوی نے اس روایت میں اختصار کے طور پر ترک کر دیا ہے جس طرح پاؤں دھونے کی تعداد ذکر نہیں کی۔ حدیث بیان کرنے کا اصل مقصد یہ وضاحت کرنا ہے کہ مسح پورے سر کا ہوتا ہے کچھ حصے کا نہیں۔ ⑤ ''ہاتھوں کو آگے لائے اور پیچھے لے گئے'' اس جملے میں مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ یہ دونوں کام کیے۔ یہ مطلب نہیں کہ پہلے ہاتھوں کو پیچھے سے آگے لائے اور بعد میں آگے سے پیچھے لے گئے' اس لیے فوراً اس کی وضاحت فرما دی۔

٤٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: رَأَيْتُ

۴۳۵- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا تو سر کا مسح ایک ہی بار کیا۔

٤٣٥_[صحيح] وله شواهد عند البخاري، الوضوء، باب مسح الرأس مرةً، ح: ١٩٢ وغيره.

رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّةً.

فائدہ: یعنی جس طرح دوسرے اعضاء دو دو یا تین تین بار دھوئے، مسح دو یا تین بار نہیں کیا۔

٤٣٦- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّةً.

۴۳۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سر کا مسح ایک بار کیا۔

٤٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ رَاشِدٍ الْبَصْرِيُّ، عَنْ يَزِيدَ، مَوْلَى سَلَمَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّةً.

۴۳۷- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا تو سر کا مسح ایک بار کیا۔

٤٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَمَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّتَيْنِ.

۴۳۸- حضرت ربیع بنت معوذ ابن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو دو بار سر کا مسح کیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہی روایت ابن عفراء رضی اللہ عنہا سے سنن ابوداود میں بھی ہے اور وہاں ہمارے فاضل محقق نے حسن قرار دیا ہے، علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی حسن قرار دیا ہے۔ بہر حال یہ روایت قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ ② اس روایت میں سر کے مسح کو دو بار کرنے کا ذکر ہے جو کہ بیان جواز کے لیے ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ راوی کی تعبیر ہے۔ راوی کا مطلب ہے ایک بار ہاتھ پیچھے سے آگے کو لائے اور دوسری بار آگے سے پیچھے کو لیکن پہلی بات زیادہ درست ہے۔

٤٣٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٣٧ـ [صحيح] قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف يحيى بن راشد . . . "، والحديث السابق شاهد له.

٤٣٨ـ [إسناده ضعيف والحديث حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ١٢٦ من حديث ابن عقيل به مطولاً، ومعنى الحديث: أنه بدأ بمقدم (فهذه مرةٌ)، ثم بمؤخر رأسه (وهذه مرةٌ ثانيةٌ) * ابن عقيل تقدم، ح: ٣٩٠ وللحديث شواهد.

(المعجم ٥٢) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ** (التحفة ٥٢)

باب:۵۲-کانوں کے مسح کا بیان

٤٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَسَحَ أُذُنَيْهِ، دَاخِلَهُمَا بِالسَّبَّابَتَيْنِ، وَخَالَفَ إِبْهَامَيْهِ إِلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ، فَمَسَحَ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا.

۴۳۹-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (وضو کے دوران میں) کانوں کا مسح کیا۔ ان کی اندرونی طرف کا مسح شہادت کی انگلیوں سے کیا اور انگوٹھے کانوں کے باہر کی طرف لے آئے پھر ان کا باہر اور اندر سے مسح کیا۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح بھی کرنا ہے۔ ② کانوں کی اندرونی طرف سے وہ حصہ مراد ہے جو چہرے سے متصل ہونے کی وجہ سے دیکھنے والے کو نظر آتا ہے۔ اور بیرونی طرف سے وہ حصہ مراد ہے جو سر سے متصل ہونے کی وجہ سے سامنے سے دیکھنے پر نظر نہیں آتا۔

٤٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ ظَاهِرَ أُذُنَيْهِ وَبَاطِنَهُمَا.

۴۴۰-حضرت رُبَیِّع ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کیا تو کانوں کے باہر اور اندر مسح کیا۔

٤٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَدْخَلَ

۴۴۱-حضرت رُبَیِّع بنت معوذ ابن عفرا ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے وضو کیا تو اپنے کانوں کے سوراخوں میں انگلیاں داخل کیں۔

٤٣٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣...

٤٤٠ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٤/ ٢٦٩، ٢٧٠، ح: ٦٨٣ من حديث ابن أبي شيبة به، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي، ح: ٤٤٢.

٤٤١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ١٣١ من حديث وكيع به.

إِصْبَعَيْهِ فِي جُحْرَيْ أُذُنَيْهِ.

٤٤٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ، ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا.

۴۴۲- حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو سر کا مسح کیا' اور کانوں کا بھی باہر اندر سے مسح کیا۔

(المعجم ٥٣) - **بَابُ الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ** (التحفة ٥٣)

باب: ۵۳- کان سر کا حصہ ہیں

٤٤٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ».

۴۴۳- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کان سر میں شامل ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سر کا مسح کیا جاتا ہے کانوں کا بھی مسح کیا جائے۔ یہ چہرے کے ساتھ دھونے کے حکم میں شامل نہیں ہیں، اس لیے چہرہ دھوتے وقت کان نہ دھوئے جائیں۔ ② جو پانی سر کے مسح کے لیے لیا ہے اسی سے کانوں کا مسح کر لیا جائے' یعنی کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی ضروری نہیں۔

٤٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ» وَكَانَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً، وَكَانَ يَمْسَحُ الْمَأْقَيْنِ.

۴۴۴- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کان سر میں شامل ہیں۔'' اور آپ ﷺ ایک بار سر کا مسح کرتے تھے اور آنکھوں کے کونوں کا مسح کرتے تھے۔

٤٤٢- [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ١٢٢، ١٢٣ من حديث الوليد بن مسلم به.

٤٤٣- [حسن] قال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن إن كان سويد بن سعيد حفظه"، وله شواهد، انظر الحديث الآتي.

٤٤٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ١٣٤ من حديث حماد بن زيد به * شهر وتلميذه متكلمان فيهما ولكن حديثهما لا ينزل عن درجة الحسن، وله شواهد.

٤٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحُصَيْنِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ ابْنِ عُلَاثَةَ ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «الأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ» .

۴۴۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کان سر کا حصہ ہیں۔''

(المعجم ٥٤) - **بَابُ تَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ** (التحفة ٥٤)

باب:۵۴- انگلیوں کا خلال کرنا

٤٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ : حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيُّ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصِرِهِ .

۴۴۶- حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے اپنے دونوں قدموں کی انگلیوں کا خلال فرمایا۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ : حَدَّثَنَا خَلَّادُ ابْنُ يَحْيَى الْحُلْوَانِيُّ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوالحسن القطان نے یہی روایت اپنی سند سے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

فائدہ: ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے درمیان بعض اوقات پانی اچھی طرح نہ پہنچنے کی وجہ سے جگہ خشک رہ جاتی ہے' اس لیے ان کا خلال کرنا چاہیے۔ ہاتھوں کی انگلیوں کے خلال کا ذکر اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

٤٤٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ

۴۴۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

٤٤٥ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف عمرو بن الحصين"، وهو متروك كما في التقريب.

٤٤٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب غسل الرجل، ح:١٤٨ من حديث ابن لهيعة به، وحسنه الترمذي، ح:٤٠ * ابن لهيعة صرح بالسماع، وتابعه الليث بن سعد وغيره.

٤٤٧ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في تخليل الأصابع، ح:٣٩ عن إبراهيم به، وقال: "هٰذا حديث حسن غريب"، وحسنه البخاري * موسٰى سمع من صالح قبل اختلاطه.

الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ ابْنِ جَعْفَرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَالِحٍ، مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَاجْعَلِ الْمَاءَ بَيْنَ أَصَابِعِ رِجْلَيْكَ وَيَدَيْكَ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز کے لیے اٹھے تو کامل وضو کر' اور ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے درمیان پانی پہنچا۔''

٤٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الأَصَابِعِ».

۴۴۸- حضرت عاصم بن لقیط بن صبرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کامل وضو کر اور انگلیوں میں خلال کر۔''

٤٤٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقَاشِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ حَرَّكَ خَاتَمَهُ.

۴۴۹- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تھے تو اپنی انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے (تاکہ اس کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے۔)

(المعجم ٥٥) - بَابُ غَسْلِ الْعَرَاقِيبِ (التحفة ٥٥)

باب:۵۵- ایڑیاں دھونا

٤٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۵۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو وضو کرتے دیکھا' (آپ نے دیکھا کہ جو افراد وضو کر چکے تھے) ان کی ایڑیاں چمک رہی تھیں (جو پاؤں اچھی طرح

٤٤٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٧.

٤٤٩ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف معمر وأبيه".

٤٥٠ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما، ح: ٢٤١ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

عَمْرٍو قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ قَوْماً يَتَوَضَّؤُونَ، وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحُ، فَقَالَ: «وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ».

نہ دھونے کی وجہ سے واضح طور پر خشک نظر آ رہی تھیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے' وضو اچھی طرح مکمل کرو۔''

فوائد ومسائل: ① اس سے ظاہر ہے کہ وضو میں پیروں کو دھونا چاہیے مسح کافی نہیں۔ مسح صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب باوضو حالت میں موزے یا جرابیں پہنی ہوں' یا پاؤں پر کوئی زخم ہو اور پانی سے نقصان کا اندیشہ ہو۔ ② وضو کے اعضاء کے ایسے حصے جہاں پانی نہ پہنچنے کا امکان ہوتا ہے انھیں توجہ سے دھونا چاہیے تاکہ خشک نہ رہ جائیں۔ اسی طرح فرض غسل کے دوران میں جسم کے ان حصوں تک توجہ سے پانی پہنچانا چاہیے جن کے خشک رہ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ③ کسی جماعت کے بعض افراد سے غلطی ہو جائے تو بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان کا نام لینے کے بجائے عام تنبیہ یا نصیحت کر دی جائے' البتہ بعض حالات میں انفرادی طور پر متنبہ کرنا زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ ④ امام بخاری ؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ وضو میں پاؤں دھونا ضروری ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے جن صحابہ کو دیکھ کر یہ ڈانٹ پلائی تھی انھوں نے وضو کرتے ہوئے پاؤں پر مسح کیا تھا اور انھیں دھویا نہ تھا۔ (صحیح البخاري' الوضوء' باب غسل الرجلين ولا يمسح على القدمين' حديث:١٦٣' و صحيح مسلم' الطهارة' باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما' حديث:٢٤١) ⑤ ایک صاحب ایمان آدمی بھی اپنے کسی گناہ کی وجہ سے جہنم کے عذاب کا شکار ہو سکتا ہے لیکن اس کی سزا دائمی نہیں ہوگی، البتہ کافر و مشرک کا عذاب دائمی ہوگا۔ ⑥ ''ویل'' کا مطلب تباہی اور ہلاکت ہے۔

٤٥١- [قَالَ الْقَطَّانُ:] حَدَّثَنَا أَبُوحَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ».

۴۵۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔''

٤٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنِ ابْنِ

۴۵۲- حضرت ابوسلمہ ؒ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت عائشہ ؓ نے (اپنے بھائی) حضرت

٤٥١ـ [صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/ ٩٤، الطهارة، باب وجوب غسل القدمين والعقبين، ح: ٣١٢ عن عروة به.

٤٥٢ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٠، ح: ٢٤٦٢٤ من حديث ابن عجلان به، وصرح بالسماع، وله شواهد عند مسلم، ح: ٤٤١ وغيره.

عَجْلاَنَ ؛ ح : وَحَدَّثنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ : رَأَتْ عَائِشَةُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَتْ : أَسْبِغِ الْوُضُوءَ . فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ» .

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا تو فرمایا: کامل وضو کیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ''ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔''

فائدہ: حدیث میں [عَرَاقِیب] کا لفظ ہے جو ''عُرقُوب'' کی جمع ہے۔ اس سے مراد دونوں ٹخنوں کے درمیان کا پیچھے والا وہ حصہ ہے جو ایڑی سے اوپر ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا ضروری ہیں اور پیچھے سے بھی اسی کے برابر پاؤں دھونے چاہییں۔

٤٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ : حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ» .

۴۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔''

٤٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي كَرِبٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ» .

۴۵۴- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''ایڑیوں (عراقیب) کے لیے آگ کا عذاب ہے۔''

٤٥٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ،

۴۵۵- حضرت خالد بن ولید' حضرت یزید بن

٤٥٣_ أخرجه مسلم، الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكمالها، ح : ٢٤٢ من حديث سهيل به .

٤٥٤_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد : ٣/ ٣٦٩ من حديث شعبة عن أبي إسحاق به، وقال البوصيري : "هٰذا إسناد رجاله ثقات" .

٤٥٥_ [صحيح] وقال البوصيري : "هٰذا إسناد حسن، ما علمت في رجاله ضعفًا" قلت : شيبة لم يوثقه غير ابن حبان، والوليد لم يصرح بالسماع المسلسل ، وأصل الحديث صحيح متواتر .

وَعُثْمَانُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الدِّمَشْقِيَّانِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَةُ بْنُ الأَحْنَفِ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الأَشْعَرِيِّ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ الأَشْعَرِيُّ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَيَزِيدَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَشُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ كُلُّ هٰؤُلاَءِ سَمِعُوا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتِمُّوا الْوُضُوءَ، وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ».

ابو سفیان، حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت عمرو بن عاص ؓ ان سب سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''وضو پورا کرو، ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔''

(المعجم ٥٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الْقَدَمَيْنِ (التحفة ٥٦)

باب: ٥٦- دونوں پاؤں دھونے کا بیان

٤٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ طُهُورَ نَبِيِّكُمْ ﷺ.

٤٥٦- حضرت ابو حیہ ؒ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت علی ؓ کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کیا تو اپنے دونوں قدم ٹخنوں تک دھوئے، پھر فرمایا: میں نے چاہا کہ تم لوگوں کو تمھارے نبی ﷺ کے وضو کا طریقہ (عملی طور پر) دکھادوں۔

فائدہ: وضو میں پاؤں کا دھونا بہت سے صحابہ سے مروی ہے بلکہ جس جس صحابی نے بھی رسول اللہ ﷺ سے وضو کا طریقہ روایت کیا ہے ان سب نے پاؤں دھونے کا ذکر کیا ہے۔ چونکہ شیعہ حضرات اس کا انکار کرتے ہیں، اس لیے مصنف ؒ نے حضرت علی ؓ کا پاؤں دھونا ثابت کیا ہے۔

٤٥٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ،

٤٥٧- حضرت مقدام بن معدیکرب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو اپنے پاؤں تین تین

٤٥٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح:١١٦، وصححه الترمذي، وانظر، ح:٤٦ لعلته.

٤٥٧ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٠/ ٢٧٧ من حديث الوليد به، وتابعه أبوالمغيرة عند أبي داود، ح:١٢١ وغيره، وحسنه الحافظ، والبوصيري.

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ الْمِقْدَامِ ابْنِ مَعْدِيكَرِبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلاَثًا ثَلاَثًا .

بار دھوئے۔

٤٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ قَالَتْ: أَتَانِي ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَأَلَنِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ - تَعْنِي: حَدِيثَهَا الَّذِي ذَكَرَتْ - أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ النَّاسَ أَبَوْا إِلَّا الْغَسْلَ، وَلاَ أَجِدُ فِي كِتَابِ اللهِ إِلَّا الْمَسْحَ .

۴۵۸- حضرت رُبَیِّع ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا' یعنی وہ حدیث جس میں انھوں نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو پاؤں دھوئے (جب حضرت رُبَیِّع ؓ نے حدیث بیان کی تو) حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: لوگ پاؤں دھونے کا ذکر کرتے ہیں' مجھے تو قرآن مجید میں صرف مسح کا ذکر ملتا ہے۔

فائدہ: قرآن مجید میں ہے: ﴿فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُ وْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (المائدة:٦) اس میں متواتر روایت ﴿اَرْجُلَكُمْ﴾ (لام مفتوح) ہے جس کا عطف ﴿وُجُوهَكُمْ﴾ پر ہے۔ یعنی "جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوؤ اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پیر ٹخنوں تک دھوؤ۔" لیکن ایک شاذ قراءت ﴿اَرْجُلِكُمْ﴾ (لام مکسور) ہے' اس صورت میں اس کا عطف ﴿بِرُءُ وْسِكُمْ﴾ پر ہوگا' اور معنی ہوں گے' اپنے سروں اور پیروں کا مسح کرو۔ حضرت ابن عباس ؓ کی بات اس شاذ قراءت پر مبنی ہو سکتی تھی۔ چونکہ یہ روایت ہی صحیح نہیں ہے، اسی لیے شیخ البانی ؒ نے حضرت ابن عباس ؓ کے اس قول کو "منکر" قرار دیا ہے۔ صحیح بات متواتر قراءت کے مطابق ہی اس آیت کا مفہوم ہے اور اس کی رُو سے قرآن میں پیروں کے دھونے ہی کا ذکر ہے نہ کہ مسح کا۔

(المعجم ٥٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ عَلٰى مَا أَمَرَ اللهُ تَعَالٰى (التحفة ٥٧)

باب: ۵۷- اللہ کے حکم کے مطابق وضو کرنا

٤٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۴۵۹- حضرت عثمان بن عفان ؓ سے روایت ہے

٤٥٨ـ [إسناده ضعيف] وحسنه البوصيري، ولأثر ابن عباس طرق عنه (راجع تفسير ابن كثير: ٢/ ٢٥ وغيره) ولعله رجع إلى قول الجمهور لما قال: رجعت إلى الغسل (أيضًا، ص: ٢٤) * ابن عقيل ضعيف تقدم، ح: ٣٩٠ .

٤٥٩ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، ح: ٢٣١ عن ابن بشار وغيره به .

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَامِعِ ابْنِ شَدَّادٍ، أَبِي صَخْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ حُمْرَانَ يُحَدِّثُ أَبَا بُرْدَةَ فِي الْمَسْجِدِ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللهُ، فَالصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ».

کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس طرح مکمل وضو کرتا ہے جس طرح اللہ نے حکم دیا ہے تو اس کی فرض نمازیں ان کے درمیانی اوقات کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔“

فائدہ: اس قسم کی احادیث سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ نمازی جتنے بھی گناہ کرتا رہے کوئی حرج نہیں کیونکہ نماز کے آداب اور خشوع وخضوع میں کمی سے گناہوں کی معافی میں بھی کمی آ جاتی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نماز کی توفیق ہی حاصل نہ رہے بلکہ بعض اوقات نماز اتنی ناقص ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کو مزید ناراض کر لیتا ہے۔

٤٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّهَا لَا تَتِمُّ صَلَاةٌ لِأَحَدٍ حَتَّى يُسْبِغَ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللهُ تَعَالَى، يَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ».

۴۶۰- حضرت رفاعہ بن رافع ؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے تو آپ نے فرمایا: ”کسی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ اپنا وضو اس طرح کامل طور پر نہ کرے جس طرح اسے اللہ نے حکم دیا ہے۔ (یعنی) اپنا چہرہ اور کہنیوں تک بازو دھوئے، سر کا مسح کرے اور ٹخنوں تک پاؤں دھوئے۔“

فوائد و مسائل: ① وضو میں نقص سے نماز متاثر ہوتی ہے اور اس کا پورا ثواب نہیں ملتا۔ ② وضو کا کامل طریقہ وہ ہے جو گزشتہ احادیث میں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔ ③ یہ حدیث سورۂ مائدہ کی مذکورہ آیت کی تفسیر ہے جس سے واضح ہے کہ قرآن مجید میں بھی پیروں کے دھونے ہی کا حکم ہے نہ کہ مسح کرنے کا۔

٤٦٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ٨٥٨ من حديث حجاج به، وصححه الحاكم، والذهبي.

(المعجم ٥٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّضْحِ بَعْدَ الْوُضُوءِ (التحفة ٥٨)

باب:٥٨-وضو کے بعد چھینٹے مارنا

٤٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: قَالَ مَنْصُورٌ: حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثُمَّ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَنَضَحَ بِهِ فَرْجَهُ.

۴۶۱-حضرت حکم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا' پھر پانی کا ایک چلو لے کر اپنے ستر پر چھڑکا۔

فوائد ومسائل: ① یہ عمل وضو کا حصہ نہیں' تاہم وضو کے بعد ایسا کرنا سنت ہے۔ ② جسم کے خاص حصے (شرم گاہ) پر پانی چھڑکنے کا مطلب اس کپڑے پر پانی کے چھینٹے ڈالنا ہے جس سے جسم کا وہ حصہ چھپا ہوا ہے۔ ③ علمائے کرام نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ اس سے پیشاب کا قطرہ نکل جانے کے وسوسے کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

٤٦٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَّمَنِي جِبْرَائِيلُ الْوُضُوءَ، وَأَمَرَنِي أَنْ أَنْضَحَ تَحْتَ ثَوْبِي، لِمَا يَخْرُجُ مِنَ الْبَوْلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ».

۴۶۲-حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے وضو کرنے کا طریقہ بتایا' اور مجھے حکم دیا کہ میں وضو کے بعد آ جانے والے پیشاب (کے قطروں کے شبہ سے بچنے) کے لیے کپڑے کے نیچے چھینٹے مار لیا کروں۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' البتہ دوسری احادیث سے جبریل علیہ السلام کا نبی ﷺ کو وضو کی تعلیم دینا ثابت ہے۔ اور اسی طرح وضو کے بعد شرم گاہ والی جگہ پر چھینٹے مارنا بھی دیگر صحیح اور حسن درجے کی احادیث سے ثابت ہے۔

٤٦١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الانتضاح، ح:١٦٨ من حديث منصور به، وصححه الحاكم، والذهبي.

٤٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٦١ من حديث ابن لهيعة به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة"، وانظر، ح: ٣٣٠.

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ؛ [ح: وَ] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ التِّنِّيسِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوالحسن بن سلمہ نے ابن لہیعہ کے دوسرے دو شاگردوں ابوحاتم اور عبداللہ بن یوسف التنیسي سے اسی طرح روایت بیان کی۔

٤٦٣- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ سَلَمَةَ الْيَحْمَدِيُّ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ».

۴۶۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو وضو کرے تو (شرم گاہ والے حصے کے کپڑے پر) چھینٹے مار لیا کر۔''

٤٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنَضَحَ فَرْجَهُ.

۴۶۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو اپنے ستر پر پانی کے چھینٹے مارے۔

(المعجم ٥٩) - بَابُ الْمِنْدِيلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ وَبَعْدَ الْغُسْلِ (التحفة ٥٩)

باب: ۵۹- وضو اور غسل کے بعد رومال استعمال کرنا

٤٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ، مَوْلٰى عَقِيلٍ: حَدَّثَهُ أَنَّ أُمَّ هَانِىءٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ حَدَّثَتْهُ: أَنَّهُ لَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ، قَامَ

۴۶۵- حضرت ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''جس سال مکہ فتح ہوا رسول اللہ ﷺ نہانے کے پانی کی طرف گئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے لیے پردہ تان دیا (تو آپ ﷺ نے غسل فرمایا) اس کے بعد آپ نے اپنا

٤٦٣- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في النضح بعد الوضوء، ح: ٥٠ من حديث سلم بن قتيبة به، وقال: "هٰذا حديث غريب، وسمعت محمدًا (البخاري) يقول: الحسن بن علي الهاشمي منكر الحديث".

٤٦٤- [حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف قيس وشيخه"، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ١٦٦، ١٦٧، ١٦٨ وغيره.

٤٦٥- أخرجه البخاري، الغسل، باب التستر في الغسل عند الناس، ح: ٢٨٠ وغيره، ومسلم، الحيض، باب تستر المغتسل بثوب ونحوه، ح: ٣٣٦ من حديث أبي مرة به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى غُسْلِهِ. فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ، ثُمَّ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ.

کپڑا لے کر جسم پر لپیٹ لیا۔

فوائد ومسائل: ① پانی کی طرف جانے کا مفہوم یہ ہے کہ گھر میں ایک طرف برتن میں نہانے کے لیے پانی رکھا گیا اور آپ ﷺ نہانے کے لیے وہاں تشریف لے گئے۔ ② نہاتے وقت جسم پر چھوٹا کپڑا موجود ہو تب بھی مزید پردہ کرنا یا غسل خانے میں کپڑا پہن کر نہانا افضل ہے، تاہم اگر پردے میں نہاتے وقت جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تب بھی جائز ہے۔ ③ نہانے کے بعد جب کپڑا جسم پر لپیٹا جائے تو وہ جسم پر موجود قطرات کو جذب کر لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کپڑے یا تولیے سے جسم خشک کرنا جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

٤٦٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعْنَا لَهُ مَاءً فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ أَتَيْنَاهُ بِمِلْحَفَةٍ وَرْسِيَّةٍ فَاشْتَمَلَ بِهَا، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى أَثَرِ الْوَرْسِ عَلٰى عُكَنِهِ.

۴۶۶- حضرت قیس بن سعد ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم نے آپ کے لیے پانی رکھا تو آپ نے غسل فرمایا۔ ہم نے آپ ﷺ کو ورس سے رنگی ہوئی ایک چادر پیش کی تو آپ نے وہ چادر اوڑھ لی۔ (مجھے وہ منظر اس طرح یاد ہے) گویا میں (اب بھی) آپ کے شکم مبارک کے شکن پر ورس کا نشان دیکھ رہا ہوں۔

٤٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِثَوْبٍ، حِينَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَرَدَّهُ وَجَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ.

۴۶۷- حضرت ام المومنین میمونہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے غسل جنابت کیا تو میں نے آپ کی خدمت میں کپڑا (تولیہ وغیرہ) پیش کیا، آپ ﷺ نے اسے واپس کر دیا اور (جسم پر سے ہاتھ کے ساتھ) پانی جھاڑنے لگے۔

٤٦٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/٦، ٧ عن وكيع به * محمد بن شرحبيل مجهول (تقريب)، وانظر، ح: ٤٦٤، ٨٥٤ لعلة أخرى.

٤٦٧ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب المضمضة والاستنشاق في الجنابة، ح: ٢٥٩ وغيره، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ٣١٧، ٣٣٧ من حديث الأعمش به مطولاً ومختصرًا.

فائدہ: نبی ﷺ نے کپڑا اس لیے واپس کر دیا کہ اسے ضروری نہ سمجھ لیا جائے تاکہ اس سے امت کے لیے مشکل پیدا نہ ہو، پھر کسی موقع پر ایک آدمی کے لیے بدن پونچھنے کے لیے الگ کپڑا موجود نہ ہو تو وہ حرج محسوس کرے گا۔

٤٦٨- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَأَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ قَالاَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ السِّمْطِ: حَدَّثَنَا الْوَضِينُ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ مَحْفُوظِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ، فَقَلَبَ جُبَّةَ صُوفٍ كَانَتْ عَلَيْهِ، فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ.

۴۶۸- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا' پھر اس کے بعد جسم مبارک پر پہنا ہوا اُونی جُبہ الٹ کر اس سے چہرۂ مبارک صاف کر لیا۔

(المعجم ٦٠) - بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ الْوُضُوءِ (التحفة ٦٠)

باب:۶۰- وضو کے بعد پڑھنے کی دعا

٤٦٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَزَيْدُ ابْنُ الْحُبَابِ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهْبٍ، أَبُو سُلَيْمَانَ النَّخَعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ الْعَمِّيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ، ثَلاَثَ مَرَّاتٍ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فُتِحَ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، مِنْ أَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ».

۴۶۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا' پھر تین بار یوں کہا: [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں' وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔''

٤٦٨ـ **[إسناده ضعيف]** صححه البوصيري مع قوله: "وفي سماع محفوظ عن سلمان نظر" يعني أنه منقطع.
٤٦٩ـ **[إسناده ضعيف]** وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه زيد العمي، وهو ضعيف"، وانظر، ح: ٣٥٦.

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ الْقَطَّانُ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرٍ : حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ بِنَحْوِهِ.

(امام ابن ماجہ ؒ کے شاگرد) ابوالحسن بن سلمہ القطان نے کہا کہ ابونعیم کے شاگرد ابراہیم بن نصر نے سابقہ روایت کی مثل بیان کی۔

توضیح: یہ روایت زید العمی کی وجہ سے سنداً ضعیف ہے لیکن ایک دفعہ دعا پڑھنے کی احادیث صحیح ہیں جیسے کہ اگلی حدیث میں مذکور ہے' نیز ایک دفعہ پڑھنے کی مذکورہ بالا فضیلت صحیح مسلم میں بھی مروی ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الطھارۃ' باب الذکر المستحب عقب الوضوء' حدیث: ۲۳۴)

٤٧٠- حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِيُّ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَطَاءٍ الْبَجَلِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ. ثُمَّ يَقُولُ : أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ».

۴۷۰- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی مسلمان وضو کرتا ہے اور وضو بھی اچھا کرتا ہے' پھر کہتا ہے: [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں' وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔''

فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ دعا ان الفاظ میں بھی مروی ہے [أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ] (صحیح مسلم' الطھارۃ' باب الذکر المستحب عقب الوضوء' حدیث: ۲۳۴) ② جنت کے دروازے کھول دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے نیکی کے دروازے کھل گئے ہیں۔ جو نیکیاں وہ شخص وضو کے بغیر ادا نہیں کر سکتا تھا' اب کر سکتا ہے' لہٰذا اب جو نیکی چاہے انجام دے لے۔ اور یہ مطلب بھی ہے کہ وفات کے بعد اس کے لیے جنت کے سب دروازے کھل جائیں گے۔ اسے جنت میں داخل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ ③ داخل ہونے کے لیے تو ایک دروازہ بھی کافی ہوتا ہے لیکن زیادہ دروازوں کا کھلنا اس کی عزت افزائی کے لیے ہے تا کہ اس کا مقام و مرتبہ واضح ہو اور اسے بہت زیادہ خوشی حاصل ہو۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٦١) - بَابُ الْوُضُوءِ بِالصُّفْرِ (التحفة ٦١)

باب:۶۱- پیتل کے برتن میں وضو کرنا

٤٧٠- أخرجه مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، ح : ٢٣٤ من طريق آخر من حديث عقبة به .

٤٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ الْمَاجِشُونِ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ، صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخْرَجْنَا لَهُ مَاءً فِي تَوْرٍ مِنْ صُفْرٍ، فَتَوَضَّأَ بِهِ.

۴۷۱- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم نے پیتل کے ایک برتن میں پانی پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا۔

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ پیتل کے برتن بنانا اور کھانے پینے میں ان کا استعمال جائز ہے۔ ② پیتل کی انگوٹھی یا کوئی اور زیور پہننے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے پیتل کی انگوٹھی پہننے والے سے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ مجھے تم سے بتوں کی بو آ رہی ہے؟'' (جامع الترمذي' اللباس' باب ماجاء في خاتم الحديد' حديث:١٧٨٥' و سنن ابي داود' الخاتم' باب ماجاء في خاتم الحديد' حديث: ۴۲۲۳' و سنن النسائي' الزينة' باب مقدار مايجعل في الخاتم من الفضة' حديث:٥١٩٧) شیخ عبدالقادر ارناؤوط نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (حاشية جامع الأصول :۴/۷۱۴)

٤٧٢- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهُ كَانَ لَهَا مِخْضَبٌ مِنْ صُفْرٍ، قَالَتْ: كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيهِ.

۴۷۲- حضرت ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے ہاں پیتل کا ایک ٹب ہوا کرتا تھا۔ انھوں نے فرمایا: میں اس میں پانی ڈال کر رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی تھی۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ پیتل کے برتن میں پانی ڈال کر رکھا جا سکتا ہے لہٰذا اس سے وضو بھی جائز ہے۔

٤٧١ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب الغسل والوضوء في المخضب . . . الخ، ح:١٩٧، ومسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ح:٢٣٦.

٤٧٢ـ [حسن] أخرجه أحمد:٦/ ٣٢٤ من طريق آخر عن عبيدالله به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

٤٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ ابْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فِي تَوْرٍ.

۴۷۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تور (ایک قسم کے کھلے منہ کے برتن) میں پانی لے کر وضو کیا۔

(المعجم ٦٢) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ (التحفة ٦٢)

باب:۶۲- نیند کی وجہ سے وضو کرنا

٤٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنَامُ حَتَّى يَنْفُخَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي، وَلاَ يَتَوَضَّأُ.

۴۷۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سو جاتے تھے حتی کہ خراٹے لینے لگتے، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

قَالَ الطَّنَافِسِيُّ: قَالَ وَكِيعٌ: - تَعْنِي: وَهُوَ سَاجِدٌ-.

وکیع بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین ؓ کی مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کو بعض اوقات سجدے میں نیند آ جاتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا جبکہ آگے آنے والی حدیث (۴۷۷) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سو جانے والے کو دوبارہ وضو کرنے کا حکم دیا ہے' اس لیے اس مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور لیٹ کر سو جانے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ ٹیک لگا کر سونا بھی لیٹ کر سونے کے حکم میں ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کی اس حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ آپ ﷺ جس نیند کے بعد وضو نہیں کرتے تھے وہ بیٹھے بیٹھے ہوتی تھی یا لیٹ کر۔ اگر بیٹھے ہوئے سونا مراد ہو تو کوئی اشکال نہیں۔ اگر لیٹ کر ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ نبی ﷺ کا خاصہ ہے کیونکہ آپ ﷺ کے حواس نیند میں بھی قائم رہتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے: [تَنَامُ عَيْنِي وَلاَ يَنَامُ قَلْبِي] (صحيح البخاري، المناقب، باب كان النبي ﷺ

٤٧٣_ [حسن] تقدم، ح: ٣٥٨.

٤٧٤_ [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٥ عن وكيع به * الأعمش عنعن، وتقدم، ح: ١٧٨، ولحديثه شواهد كثيرة، وهٰذا لا خلاف فيه بين العلماء.

تنام عينه ولا ينام قلبه' حديث:٣٥٦٩) ''میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل نہیں سوتا۔'' امام نووی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کی شرح میں اسی عنوان سے باب باندھا ہے۔ ''بَابُ الدَّلِيلِ أَنَّ نَوْمَ الْجَالِسِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ'' ''اس بات کی دلیل کہ بیٹھ کر سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔'' ④ اس مسئلہ میں جو مختلف اقوال ہیں ان میں سے ایک کی طرف حضرت وکیع کے قول سے اشارہ ہوتا ہے۔ وکیع نے اس حدیث کو نماز کے اندر سو جانے پر محمول کیا ہے۔ اسی بنا پر بعض علماء کا خیال ہے کہ رکوع، سجدے یا قیام کی حالت میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا لیکن یہ قول بھی پہلے قول سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے کیونکہ نماز کی کسی ہیئت میں سونا، لیٹ کر سونا نہیں اور وضو لیٹ کر سونے سے ٹوٹتا ہے۔ واللہ اعلم۔

٤٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَامَ حَتَّى نَفَخَ. ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى.

۴۷۵- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سو گئے حتی کہ خراٹے لینے لگے، پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھ لی۔

٤٧٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ حُرَيْثِ بْنِ أَبِي مَطَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، أَبِي هُبَيْرَةَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ نَوْمُهُ ذٰلِكَ وَهُوَ جَالِسٌ. [- يَعْنِي: النَّبِيَّ ﷺ -].

۴۷۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی وہ نیند بیٹھے بیٹھے تھی۔

٤٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنِ الْوَضِينِ بْنِ

۴۷۷- حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آنکھیں سرین کا بندھن

٤٧٥ـ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٤٢٦ من حديث يحيىٰ به * حجاج بن أرطاة عنعن، والحديث السابق شاهد له، ولهما شواهد أخرىٰ.

٤٧٦ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه حريث بن أبي مطر، وهو ضعيف".

٤٧٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الوضوء من النوم، ح: ٢٠٣ من حديث بقية به * ابن عائذ عن علي مرسل كما قال أبوزرعة وأبوحاتم، وله شاهد ضعيف، وله شواهد أخرىٰ.

عَطَاءٍ، عَنْ مَحْفُوظِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ الأَزْدِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْعَيْنُ وِكَاءُ السَّهِ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ».

ہیں' لہٰذا جو شخص سو جائے' اسے چاہیے کہ وضو کرے۔''

فوائد ومسائل: ① تھیلی میں اشرفیاں وغیرہ ڈال کر اس کا منہ جس دھاگے یا رسی وغیرہ سے باندھا جاتا ہے اسے ''وِکاء'' کہتے تھے۔ جب تک وکاء نہ کھولا جائے تھیلی میں سے کوئی چیز نہیں نکل سکتی۔ گویا وہ تھیلی کے اندر کی چیزوں کا محافظ ہے۔ اسی طرح بیداری کی حالت میں انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وضو قائم ہے یا ہوا خارج ہونے کی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے۔ جب آنکھیں نیند سے بند ہو جائیں تو جسم پر کنٹرول نہیں رہتا' گویا بندھن کھل جاتا ہے اور ہوا خارج ہو جانے کا احساس نہیں ہوتا، اس لیے نیند ہی کو وضو توڑنے والا قرار دیا گیا ہے۔ ② نیند عام حالات میں وضو ٹوٹنے کا باعث بنتی ہے' اس لیے نیند سے وضو کا حکم دیا گیا۔ اسی طرح شریعت میں بعض دوسرے احکام میں بھی ایک چیز کا باعث بننے والی شے کو اسی چیز والا حکم دے دیا جاتا ہے تاکہ انسان شکوک وشبہات کا شکار نہ رہے' مثلاً: ایک مشروب زیادہ مقدار میں پینے سے نشہ ہوتا ہے تو اس کی کم مقدار کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ انسان یہ تصور کرے کہ فلاں شراب کا ایک گلاس پینے سے نشہ نہیں ہوگا، پھر یہ سوچ کر ایک گلاس پی لے اور اسے نشہ ہو جائے، اس لیے ایک گلاس بھی حرام ہے اگرچہ نشہ نہ ہو۔ ③ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن'' کہا ہے۔

٤٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ.

۴۷۸- حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم تین دن تک اپنے موزے نہ اتاریں سوائے اس کے کہ جنابت کی وجہ سے (غسل کرنا پڑے۔ تب تو اتارنا ہی پڑیں گے) لیکن پیشاب' پاخانے یا نیند کی وجہ سے (موزے اتارنے کی ضرورت نہیں۔)

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح پیشاب یا پاخانے کے بعد وضو کی ضرورت ہوتی ہے' اسی طرح نیند کے بعد بھی وضو کی ضرورت ہوتی ہے۔ ② وضو میں پاؤں دھونا ضروری ہیں لیکن اگر موزے پہنے ہوئے ہوں تو ان پر مسح کر لینا کافی ہے بشرطیکہ پہننے سے پہلے پورا وضو کیا ہو اور اس میں پاؤں بھی دھوئے ہوں۔ (صحیح

٤٧٨ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم، ح: ٩٦ وغيره، والنسائي، ح: ١٢٦، ١٢٧ وغيرهما من حديث عاصم به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

مسلم' الطهارة' باب المسح على الخفين' حديث:٢٧٢) ③ تین دن کی یہ مدت مسافر کے لیے ہے۔ مقیم صرف ایک دن رات تک مسح کر سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (موزوں پر مسح کے لیے) مسافر کے لیے تین دن رات کی مدت مقرر فرمائی ہے اور مقیم کے لیے ایک دن رات کی۔ (صحيح مسلم' الطهارة' باب التوقيت في المسح على الخفين' حديث:٢٧٦)

(المعجم ٦٣) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ (التحفة ٦٣)

باب:٦٣- شرم گاہ کو چھونے سے وضو کرنا چاہیے

٤٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

٤٧٩- حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی شخص اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے۔"

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کے اعضاء کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (اگر بغیر کپڑے کے ہاتھ لگے۔) ② بعض علماء نے اس حدیث پر یہ شبہ وارد کیا ہے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس سے اکثر واسطہ پیش آتا ہے' پھر اس کا تعلق مردوں سے ہے لیکن اس کو روایت کرنے والی صرف ایک خاتون ہیں۔ یہ شبہ اس لیے قابل اعتنا نہیں کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ حدیث بیان کر کے فرمایا ہے: [وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ' وَ أَبِي أَيُّوبَ' وَ أَبِي هُرَيْرَةَ' وَ أَرْوَى ابْنَةِ أُنَيْسٍ' وَ عَائِشَةَ' وَ جَابِرٍ' وَ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ' وَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللّٰه عنهم اجمعين] یعنی یہ مسئلہ مذکورہ بالا آٹھ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ جن میں پانچ مرد اور تین خواتین ہیں۔ ان میں سے بعض صحابہ کی احادیث اسی باب میں آ رہی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ مسئلہ صرف مردوں کے لیے نہیں بلکہ عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے پردہ کے خاص مقام کو ہاتھ لگا لیتی ہے تو اسے وضو دوبارہ کرنا چاہیے۔ ③ بعض علماء نے اس حدیث کی صحت پر یہ شبہ ذکر کیا ہے کہ بعض راویوں نے "عروة عن بسرة" ذکر کیا ہے اور بعض نے سند میں "عروة عن مروان عن بسرة" کہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت عروہ نے یہ حدیث مروان رحمہ اللہ کے واسطے سے بھی سنی ہے اور براہ راست حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا سے بھی سنی ہے۔ یہ واقعہ

٤٧٩- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر، ح: ٨٣ من حديث هشام به، وقال: "حسن صحيح"، وراجع سنن أبي داود، ح: ١٨١ بتعليقي "نيل المقصود".

امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں تفصیل سے روایت کیا ہے۔حضرت مروان جب مدینہ کے گورنر تھے تو ایک دن ان کی مجلس میں وضوتوڑنے والی چیزوں کے موضوع پر گفتگو شروع ہوگئی۔مروان نے کہا: عضو خاص کو ہاتھ لگانے سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے۔حضرت عروہ نے فرمایا: نہیں ٹوٹتا۔مروان نے کہا: مجھے حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث سنائی ہے لیکن عروہ کو اطمینانِ قلب حاصل نہ ہوا۔مروان نے مجلس میں حاضر ایک آدمی سے کہا: جاؤ حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ کر آؤ۔اس نے واپس آکر بتایا کہ واقعی حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا اسی طرح فرماتی ہیں۔(سنن النسائي' الطهارة' باب الوضوء من مس الذكر' حديث:۱۶۳) اس کے بعد عروہ نے حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے خود بھی براہ راست یہ حدیث سنی(مستدرك حاكم: ۱/۱۳۶'۱۳۷) مزید تفصیل کے لیے جامع ترمذی میں اس حدیث پر شیخ احمد شاکر کی مفصل تحقیق ملاحظہ فرمائیے۔

٤٨٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ، جَمِيعاً، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ، فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ».

۴۸۰-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب کوئی شخص اپنے عضو خاص کو ہاتھ لگائے تو اس پر لازم ہے کہ وضو کرے۔''

٤٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْعَلاَءُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ

۴۸۱-حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا:''جو شخص اپنے عضو تناسل کو ہاتھ لگائے' اسے چاہیے کہ وضو کرے۔''

٤٨٠ـ[حسن] * عقبة مجهول (تقريب)، لم يوثقه غير ابن حبان، والحديث السابق شاهد له.

٤٨١ـ[حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ١٣٠ من حديث الهيثم به، قاله البوصيري، والحديث حسنه أبوزرعة الرازي.

عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

٤٨٢- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

۴۸۲- حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''جو شخص اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے' تو اسے چاہیے کہ وضو کرے۔''

(المعجم ٦٤) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٦٤)

باب:۶۴- مذکورہ صورت میں وضو نہ کرنے کی اجازت

٤٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ طَلْقٍ الْحَنَفِيَّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، سُئِلَ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ، فَقَالَ: «لَيْسَ فِيهِ وُضُوءٌ، إِنَّمَا هُوَ مِنْكَ».

۴۸۳- حضرت قیس بن طلق حنفی اپنے والد (حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: میں نے سنا کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے عضو خاص کو ہاتھ لگانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے وضو لازم نہیں آتا' وہ بھی تیرا ایک حصہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① [هُوَ مِنْكَ] ''وہ تیرا ایک حصہ ہے'' یعنی جس طرح جسم کے کسی اور حصے کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح پیشاب کے عضو کو ہاتھ لگانے سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ ② حضرت طلق رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صحیح ہے۔ لیکن یہ حکم منسوخ ہے۔ حضرت طلق رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی کے فوراً بعد مدینہ منورہ تشریف لائے تھے جب مسجد نبوی تعمیر ہو رہی تھی۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے اس کو منسوخ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے' پہلی بات یہ ہے کہ اس حدیث میں مذکور حکم

٤٨٢ـ [حسن] أخرجه الطبراني: ٤/ ١٤٠، ح: ٣٩٢٨ من حديث عبدالسلام به إلا أنه قال: عبدالرحمٰن بن عبدالقاري، ولعله الراجح كما يظهر من تهذيب الكمال وغيره، وفيه علل، منها ابن أبي فروة متفق على تركه، انظر، ح: ٣٤٥ لحاله، فالسند ضعيف جدًا، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق، ح: ٤٧٩.

٤٨٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣، وأبوداود، ح: ١٨٣ من حديث محمد بن جابر به، وهو ضعيف جدًا، لكنه لم ينفرد به، بل تابعه الثقة عبدالله بن بدر عند أبي داود، ح: ١٨٢ وغيره.

اس صورت حال کے مطابق ہے جس پر عضو خاص کو چھونے سے وضو کا حکم آنے سے پہلے لوگ عمل پیرا تھے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب تک کسی چیز کے ناقض ہونے کا حکم نازل نہ ہو' نبی ﷺ اس کی وجہ سے وضو کا حکم نہیں دے سکتے۔ جب یہ بات ہے تو پھر جب نبی ﷺ نے وضو کا حکم دے دیا تو پہلا حکم یقیناً منسوخ ہو گیا۔ اور یقینی ناسخ حکم کو چھوڑ کر یقینی منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کے اس فرمان سے کہ ''وہ تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے'' واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ ارشاد وضو کا حکم آنے سے پہلے فرمایا گیا تھا کیونکہ اگر بعد کی بات ہوتی تو آپ ﷺ یہ الفاظ نہ فرماتے بلکہ بیان فرماتے کہ (وضو کرنے کا) وہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں اس وقت کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا' اس لیے عضو خاص کی حیثیت بھی دوسرے اعضاء کی سی تھی۔ (المحلیٰ:۱/۲۳۹) بعض علماء نے دونوں روایات کے درمیان اس طرح بھی تطبیق دی ہے کہ جس روایت میں وضو نہ ٹوٹنے کا ذکر ہے' تو اس کا مطلب' کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگنا ہے' اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اور جس روایت میں وضو ٹوٹنے کا ذکر ہے' اس سے مراد بغیر کپڑے کے ہاتھ لگنا ہے' اس صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا۔

٤٨٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ، فَقَالَ: «إِنَّمَا هُوَ جُزْءٌ مِنْكَ».

۴۸۴- حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عضو خاص کو چھونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ تو تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔''

(المعجم ٦٥) - بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ (التحفة ٦٥)

باب:۶۵- آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا

٤٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «تَوَضَّأُوا

۴۸۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز میں آگ تبدیلی کر دے' اس (کے کھانے کی وجہ) سے وضو کرو۔'' حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: کیا میں گرم پانی (پی کر اس کی وجہ)

٤٨٤ـ [إسناده ضعيف جدًا] قال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه جعفر بن الزبير، وقد اتفقوا علٰى ترك حديثه واتهموه".

٤٨٥ـ [حسن] تقدم، ح: ٢٢، وأخرجه الترمذي، ح: ٧٩ من حديث سفيان به، وأخرج أحمد: ١/ ٣٦٦ بإسناد صحيح عن ابن عباس هذه المناظرة، بأنه قال لأبي هريرة رضي الله عنه: "ما أبالي مما توضأت، أشهد لرأيت رسول الله ﷺ أكل كتف لحم ثم قام إلى الصلاة وما توضأ" فالكل عنده حجة والكل معذور

مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ». فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَتَوَضَّأُ مِنَ الْحَمِيمِ؟ فَقَالَ لَهُ: يَا ابْنَ أَخِي! إِذَا سَمِعْتَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثًا، فَلاَ تَضْرِبْ لَهُ الأَمْثَالَ.

سے بھی وضو کروں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے! جب تم رسول اللہ کی کوئی حدیث سنو تو مثالیں نہ بیان کیا کرو۔

فوائد ومسائل: ① "جس چیز میں آگ تبدیلی پیدا کر دے" اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے آگ پر پکا کر یا بھون کر تیار کیا گیا ہو۔ ② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف تھا کہ یہ حکم وجوبی نہیں ہے کیونکہ انھوں نے خود رسول اللہ ﷺ کو گوشت کھا کر دوبارہ وضو کیے بغیر نماز پڑھتے دیکھا تھا، اس لیے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کے لیے سوال کیا۔ لیکن حضرت ابو ہریرہ نے غالباً آپ ﷺ کا یہ عمل نہیں دیکھا' اس لیے وہ اپنے موقف پر قائم رہے یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس اجازت کا علم تو ہو لیکن وہ چاہتے ہوں کہ لوگ افضلیت کو اختیار کریں۔ ③ جب حدیث میں کسی حکم کو عام رکھا گیا ہو تو اسے عام ہی سمجھنا چاہیے حتی کہ دوسرے دلائل سے معلوم ہو جائے کہ فلاں صورت اس عموم میں شامل نہیں۔ ④ آئندہ باب کی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکم وجوبی نہیں' یعنی آگ کی پکی ہوئی چیز کھا پی کر وضو کرنا لازمی نہیں' بہتر اور افضل ہے۔

٤٨٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

۴۸۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس چیز کو آگ نے چھوا ہو' اس (کے کھانے پینے کی وجہ) سے وضو کرو۔"

٤٨٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ الأَزْرَقُ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلٰى أُذُنَيْهِ وَيَقُولُ: صُمَّتَا، إِنْ لَمْ أَكُنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

۴۸۷- حضرت یزید بن ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنے ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ کر فرماتے تھے: (یہ کان) بہرے ہو جائیں' اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہ سنا ہو: "جس چیز کو آگ نے چھوا ہو' اس کی وجہ سے وضو کرو۔"

٤٨٦ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب الوضوء مما مست النار، ح: ٣٥٣ من طريق آخر عن عروة به.

٤٨٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] ﷺ خالد بن يزيد كذبه ابن معين فيما يرويه عن أبيه، والجمهور على ضعفه، وقال البوصيري: "ولم ينفرد به" أي بهذا الحديث.

(المعجم ٦٦) - **بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ** (التحفة ٦٦)

باب:٦٦-مذکورہ صورت میں وضو نہ کرنے کی اجازت

٤٨٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ كَتِفاً، ثُمَّ مَسَحَ يَدَيْهِ بِمِسْحٍ كَانَ تَحْتَهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ، فَصَلَّى.

۴۸۸-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے (بکری کے) شانے کا گوشت تناول فرمایا' پھر اپنے ہاتھ اس ٹاٹ سے صاف کر لیے جو آپ کے نیچے بچھا ہوا تھا' پھر آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور نماز ادا کی۔

فوائد ومسائل: ①اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا باب والا حکم لازمی نہیں بلکہ افضل ہے'یا وضو کا حکم منسوخ ہے جیسے کہ امام شافعی ؒ کا ارشاد ہے۔شیخ احمد شاکر نے بھی نسخ ہی کو ترجیح دی ہے۔یا مذکورہ بالا باب میں وضو سے مراد ہاتھ'منہ دھونا ہے جبکہ اس باب میں شرعی وضو مراد ہے' جو لازمی نہیں۔② جس ٹاٹ اور دری سے آپ نے ہاتھ صاف کیے شاید وہ ٹاٹ اور دری ہی اس قسم کی ہوگی کہ اس سے ہاتھ صاف کیا جا سکتا تھا' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ گوشت وغیرہ کھانے کے بعد کلی کرنا اور پانی سے ہاتھ دھونا بھی ضروری نہیں بلکہ صرف کپڑے اور تولیے وغیرہ سے صاف کر لینا بھی درست ہے۔اسی طرح ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کر لینا بھی کافی ہے۔

٤٨٩- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ [بْنُ عُيَيْنَةَ،] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ خُبْزًا وَلَحْمًا، وَلَمْ يَتَوَضَّؤُوا.

۴۸۹-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ' ابوبکر اور عمر ؓ نے روٹی گوشت کھایا اور وضو نہ کیا۔

٤٩٠- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۹۰-امام زہری ؒ سے روایت ہے' انھوں نے

٤٨٨ـ[**إسناده ضعيف**] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في ترك الوضوء مما مست النار، ح:١٨٩ من حديث أبي الأحوص به، وانظر، ح:١٧١ لعلته.

٤٨٩ـ[**صحيح**] أخرجه أحمد:٣/٣٠٧، ٣٨١ عن سفيان به مختصرًا، وله شواهد كثيرة.

٤٩٠ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق، ح:٢٠٨ وغيره، ومسلم، الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح:٣٥٥ من حديث الزهري به.

الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَضَرْتُ عَشَاءَ الْوَلِيدِ أَوْ عَبْدِ الْمَلِكِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قُمْتُ لِأَتَوَضَّأَ، فَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ أَكَلَ طَعَامًا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

فرمایا: میں (خلیفہ) ولید یا (خلیفہ) عبدالملک کے ساتھ رات کے کھانے پر موجود تھا۔ جب نماز کا وقت ہوا تو میں وضو کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ تو حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ نے فرمایا: میں اپنے والد (حضرت عمرو ؓ) کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دی کہ آپ نے آگ سے تیار شدہ کھانا تناول فرمایا' اور پھر نیا وضو کیے بغیر نماز ادا فرمائی۔

(اس پر) حضرت علی بن عبداللہ بن عباس نے فرمایا: میں بھی اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عباس ؓ) کے بارے میں یہی گواہی دیتا ہوں۔

فائدہ: گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ پختہ یقین کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں۔ اس کا مقصد اپنے بیان کی تاکید ہے۔

٤٩١- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِكَتِفِ شَاةٍ، فَأَكَلَ مِنْهُ، وَصَلَّى وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً.

۴۹۱- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بکری کے کندھے کا گوشت پیش کیا گیا۔ آپ نے اس میں سے تناول فرمایا' پھر نماز پڑھی اور پانی کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔

٤٩٢- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ: أَنْبَأَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ الأَنْصَارِيُّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ

۴۹۲- حضرت سوید بن نعمان انصاری ؓ سے روایت ہے کہ صحابہ ؓ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف (جہاد کے لیے) روانہ ہوئے۔ جب وہ مقام صہباء پر پہنچے تو نبی ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی پھر

٤٩١ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه النسائي: ١/١٠٧، ١٠٨، الطهارة، باب ترك الوضوء مما غيرت النار، ح: ١٨٢ من حديث جعفر به.

٤٩٢ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب من مضمض من السويق ولم يتوضأ، ح: ٢٠٩، وغيره من حديث يحيى به.

رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلٰى خَيْبَرَ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ صَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِأَطْعِمَةٍ، فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِسَوِيقٍ، فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، فَمَضْمَضَ فَاهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ.

کھانا طلب فرمایا تو آپ کی خدمت میں صرف ستو پیش کیے گئے (اور کوئی چیز موجود نہیں تھی)' سب نے کھایا پیا۔ پھر آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی' پھر کھڑے ہو کر ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی۔

فائدہ: ستو' بھنے ہوئے جو پیس کر بنائے جاتے ہیں' اس لیے اس سے بھی ثابت ہوا کہ آگ سے تیار کردہ چیز کھا پی کر وضو کرنا ضروری نہیں۔

٤٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ، فَمَضْمَضَ وَغَسَلَ يَدَيْهِ وَصَلَّى.

۴۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے شانے کا گوشت تناول فرمایا' پھر کلی کی' ہاتھ دھوئے اور نماز ادا کی۔

(المعجم ٦٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ (التحفة ٦٧)

باب: ۶۷- اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا

٤٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ؟ فَقَالَ: «تَوَضَّأُوا مِنْهَا».

۴۹۴- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کے گوشت سے وضو کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس سے وضو کرو۔''

٤٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۴۹۵- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٤٩٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٩ من حديث سهيل به، وهو في جزءه: (١٠) رواية عبدالعزيز بن المختار.

٤٩٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء من لحوم الإبل، ح: ١٨٤، وصححه الترمذي، ح: ٨١.

٤٩٥ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب الوضوء من لحوم الإبل، ح: ٣٦٠ من حديث جعفر به.

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، وَإِسْرَائِيلُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَتَوَضَّأَ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ وَلَا نَتَوَضَّأَ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ.

انھوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کریں' اور بھیڑ بکری کا گوشت کھا کر وضو نہ کریں۔

فوائد ومسائل: ① گزشتہ باب میں گوشت کھا کر وضو نہ کرنے کا بیان تھا لیکن اس میں جو واقعات ہیں وہ سب بکری کے گوشت سے متعلق ہیں جب کہ زیر مطالعہ باب کی احادیث میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے' بلکہ دوسری حدیث میں تو صراحت سے اونٹ اور بکری کے مسئلہ میں فرق واضح کیا گیا ہے۔ ② بعض علماء نے اس حکم کو منسوخ قرار دیا ہے کیونکہ حضرت جابر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل آگ کی پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہ کرنا تھا۔ (سنن ابي داود' الطهارة' باب في ترك الوضوء ممامست النار' حديث:١٩٢' وسنن النسائي' الطهارة' باب ترك الوضوء مما غيرت النار' حديث:١٨٥) لیکن حضرت جابر ؓ کی یہ حدیث عام ہے اور زیر بحث حدیث خاص ہے' اس لیے دونوں میں تعارض نہیں۔ اونٹ کے گوشت میں براء بن عازب ؓ کی حدیث پر عمل ہوگا' یعنی اسے کھانے کے بعد وضو کیا جائے اور دوسرے جانوروں کے گوشت میں حضرت جابر ؓ کی حدیث پر کہ اسے کھانے کے بعد نیا وضو کیے بغیر بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

٤٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ ابْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ - وَكَانَ ثِقَةً، وَكَانَ الْحَكَمُ يَأْخُذُ عَنْهُ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَوَضَّأُوا مِنْ أَلْبَانِ الْغَنَمِ وَتَوَضَّأُوا مِنْ أَلْبَانِ الْإِبِلِ».

۴۹۶- حضرت اسید بن حضیر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بکریوں کا دودھ پی کر وضو نہ کرو' اور اونٹنیوں کا دودھ پی کر وضو کرو۔''

٤٩٦ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف حجاج بن أرطاة وتدليسه، لاسيما وقد خالف غيره".

٤٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عُمَرَ بْنِ هُبَيْرَةَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تَوَضَّأُوا مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ، وَلاَ تَتَوَضَّأُوا مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ، وَتَوَضَّأُوا مِنْ أَلْبَانِ الْإِبِلِ، وَلاَ تَوَضَّأُوا مِنْ أَلْبَانِ الْغَنَمِ، وَصَلُّوا فِي مُرَاحِ الْغَنَمِ، وَلاَ تُصَلُّوا فِي مَعَاطِنِ الْإِبِلِ».

۴۹۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''اونٹوں کا گوشت کھا کر وضو کرو' بکریوں کا گوشت کھا کر وضو نہ کرو اور اونٹنیوں کا دودھ پی کر وضو کرو' بکریوں کا دودھ پی کر وضو نہ کرو اور بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرو' اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھو۔''

(المعجم ٦٨) - بَابُ الْمَضْمَضَةِ مِنْ شُرْبِ اللَّبَنِ (التحفة ٦٨)

باب:۶۸- دودھ پی کر کلی کرنا

٤٩٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَضْمِضُوا مِنَ اللَّبَنِ فَإِنَّ لَهُ دَسَمًا».

۴۹۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''دودھ پی کر کلی کر لیا کرو کیونکہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① کلی کے حکم کی جو وجہ بیان کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقصد منہ کی صفائی ہے اور اس کا وضو کے رہنے یا ٹوٹنے سے تعلق نہیں۔ ② اسلام میں صفائی کی بہت اہمیت ہے' اس لیے وضو میں بھی کلی اور مسواک کو مشروع کیا گیا ہے۔ کھانے پینے کے بعد منہ میں چکناہٹ کا باقی رہنا حفظانِ صحت کے اصول کے منافی

٤٩٧ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "فيه بقية، وهو مدلس وقد رواه بالعنعنة، وشيخه خالد مجهول الحال".

٤٩٨ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب شرب اللبن، وقول الله عزوجل "من بين فرث ودم"، ح: ٥٦٠٩ من حديث الأوزاعي، ومسلم، الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح: ٣٥٨ من حديث الزهري به بغير هذا اللفظ.

ہے، اس لیے دودھ پی کر یا کوئی اور مرغن غذا کھا کر منہ کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

٤٩٩- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَرِبْتُمُ اللَّبَنَ فَمَضْمِضُوا، فَإِنَّ لَهُ دَسَمًا».

۴۹۹- حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب تم دودھ پیو تو کلی کر لیا کرو کیونکہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔''

٥٠٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَضْمِضُوا مِنَ اللَّبَنِ، فَإِنَّ لَهُ دَسَمًا».

۵۰۰- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دودھ پی کر کلی کر لیا کرو کیونکہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔''

٥٠١- **حَدَّثَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السَّوَّاقُ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَلَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَاةً وَشَرِبَ مِنْ لَبَنِهَا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ فَاهُ، وَقَالَ: «إِنَّ لَهُ دَسَمًا».

۵۰۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک بکری دوہ کر دودھ پیا، پھر پانی منگوا کر کلی کی اور فرمایا: ''اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔''

(المعجم ٦٩) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ (التحفة ٦٩)

باب: ۶۹- بوسہ لینے سے وضو کرنا

٤٩٩ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٣/ ٣١٠، ٣١١، ح: ٧٠٣ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ١/ ٥٧، وحسنه الحافظ في الفتح.

٥٠٠ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ١٢٥، ح: ٥٧٢١ من حديث أبي مصعب وغيره به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، عبدالمهيمن قال فيه البخاري: منكر الحديث"، والحديث السابق شاهد له.

٥٠١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: في زمعة: وقد ضعفه الجمهور، وانظر، ح: ٣٢٦.

٥٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَبَّلَ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، قُلْتُ: مَنْ هِيَ إِلَّا أَنْتِ، فَضَحِكَتْ.

۵۰۲- جناب عروہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک بیوی کا بوسہ لیا' پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔ (عروہ کہتے ہیں) میں نے کہا: وہ ضرور آپ ہی ہوں گی تو آپ ہنس دیں۔

فوائد ومسائل: ① عروہ حضرت عائشہ ؓ کے بھانجے تھے۔ ② بیوی کا بوسہ لینے یا پیار کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا بشرطیکہ مذی کا خروج نہ ہو۔ ③ یہ حدیث وضاحت کرتی ہے کہ قرآن مجید میں عورتوں کو چھونے کے بعد پانی کے استعمال (وضو یا غسل) کا جو ذکر ہے اس سے مراد جماع ہے کہ اس کے بعد غسل فرض ہے۔ اگر پانی نہ ہو تو تیمم کر لیں۔ بعض علماء نے اس آیت سے یہ سمجھا ہے کہ خاص خواہش کے ساتھ بیوی کو محض چھو لینے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے' اس لیے اس کے بعد پانی کی عدم موجودگی میں تیمم کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن پہلا موقف راجح ہے۔ ④ میاں بیوی کے خصوصی تعلقات سے متعلق مسائل بھی بیان کرنا ضروری ہیں کیونکہ ان کا تعلق بھی دین سے ہے' تاہم ان کے بیان میں اشارہ کنایہ کا اسلوب زیادہ مناسب ہے۔ اتنی زیادہ صراحت درست نہیں جو حیا کے منافی ہو۔

٥٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ زَيْنَبَ السَّهْمِيَّةِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُقَبِّلُ وَيُصَلِّي وَلاَ يَتَوَضَّأُ، وَرُبَّمَا فَعَلَهُ بِي.

۵۰۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ وضو کرتے' پھر بوسہ لیتے اور (دوبارہ) وضو کیے بغیر نماز پڑھ لیتے اور بعض اوقات آپ میرے ساتھ بھی یہ کرتے۔

(المعجم ٧٠) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَذْيِ (التحفة ٧٠)

باب: ۷۰- مذی خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

٥٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۵۰۴- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے

٥٠٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء من القبلة، ح: ١٧٩، والترمذي، ح: ٨٦ من حديث وكيع به، وضعفه البخاري، وله شاهد عند البزار وإسناده حسن، انظر نصب الراية:(١/ ٧٤).

٥٠٣ـ [إسناده ضعيف] قال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف حجاج هو ابن أرطاة كان يدلس وقد رواه بالعنعنة".

٥٠٤ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المني والمذي، ح: ١١٤ من حديث هشيم به،◀◀

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ: «فِيهِ الْوُضُوءُ، وَفِي الْمَنِيِّ الْغُسْلُ».

فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے مذی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس سے وضو ہے اور منی سے غسل ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذی سے مراد وہ لیس دار پانی ہے جو بیوی سے دل لگی کے دوران میں صنفی خواہش کی وجہ سے عضو خاص سے خارج ہوتا ہے۔ اس کے خروج سے شہوت ختم نہیں ہوتی۔ منی سے مراد وہ گاڑھا سفید پانی ہے جو صنفی عمل کی تکمیل پر خارج ہوتا ہے اور اس سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے۔ ② مذی سے غسل فرض نہیں ہوتا' صرف وضو کر لینا کافی ہے۔ وضو کا یہ فائدہ ہے کہ اس سے ذہن ان خیالات سے دوسری طرف منتقل ہو جاتا ہے اور انتشار کی کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ ③ یہ مسئلہ پوچھنے کی ضرورت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیش آئی تھی لیکن آپ نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست نہیں پوچھا کیونکہ آپ ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رشتہ ایسا تھا جس کی وجہ سے شرم وحیا یہ مسئلہ پوچھنے میں حائل تھی' اس لیے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے واسطے سے دریافت کیا۔ (صحيح البخاري' العلم' باب من استحيا فأمر غيره بالسؤال' حديث: ١٣٢) اس سے معلوم ہوا کہ بالواسطہ معلوم ہونے والی حدیث یا مسئلہ بھی اسی طرح قابل اعتماد اور واجب العمل ہے جس طرح براہ راست حاصل ہونے والا علم' بشرطیکہ واسطہ ثقہ (قابل اعتماد) ہو۔

٥٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَدْنُو مِنِ امْرَأَتِهِ فَلاَ يُنْزِلُ؟ قَالَ: «إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَنْضِحْ فَرْجَهُ - يَعْنِي: لِيَغْسِلْهُ - وَيَتَوَضَّأْ».

٥٠٥- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر مرد اپنی بیوی کے قریب جائے اور انزال نہ ہو (تو کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو یہ صورت حال پیش آئے تو وہ اپنی شرم گاہ پر پانی ڈال لے' یعنی استنجا کر لے اور وضو کر لے۔''

فائدہ: ''قریب جانے'' سے مراد پیار وغیرہ کے مراحل ہیں' جماع مراد نہیں ہے کیونکہ جماع سے غسل فرض ہو

وقال: "حسن صحيح" * يزيد بن أبي زياد ضعيف كما في التقريب وغيره، وانظر، ح: ١٤٧١، ٢١١٦، ولحديثه شواهد صحيحة، انظر الحديث الآتي.

٥٠٥- [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في المذي، ح: ٢٠٧ من حديث مالك به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وله طريق آخر عند مسلم وغيره.

جاتا ہے اگرچہ انزال نہ بھی ہو۔(صحیح البخاري' الغسل' باب اذا التقی الختانان' حدیث:۲۹۱' وصحیح مسلم' الحیض' باب نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل بالتقاء الختانین' حدیث:۳۴۸)

٥٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً، فَأُكْثِرُ مِنْهُ الاغْتِسَالَ. فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّمَا يُجْزِيكَ، مِنْ ذٰلِكَ، الْوُضُوءُ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي؟ قَالَ: «إِنَّمَا يَكْفِيكَ كَفٌّ مِنْ مَاءٍ تَنْضِحُ بِهِ مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرٰى أَنَّهُ أَصَابَ».

۵۰۶- حضرت سہل بن حُنَیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے مذی کی وجہ سے بہت مشقت برداشت کرنی پڑتی تھی (کیونکہ) میں اس کی وجہ سے بہت کثرت سے (بار بار) غسل کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”تجھے اس سے وضو کافی ہے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو میرے کپڑے کو لگ جائے اس کا کیا کروں؟ فرمایا: ”تجھے پانی کا ایک چلو کافی ہے۔ جہاں تیرا خیال ہے کہ وہ لگ گئی ہے وہاں (چلو بھر پانی) چھڑک دے۔“

٥٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ أَبِي حَبِيبِ بْنِ يَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ أَتَى أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَمَعَهُ عُمَرُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا، فَقَالَ: إِنِّي وَجَدْتُ مَذْياً، فَغَسَلْتُ ذَكَرِي وَتَوَضَّأْتُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوَ يُجْزِىءُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

۵۰۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ وہ (گھر سے) باہر تشریف لائے۔ (بات چیت کے دوران میں حضرت ابی نے) فرمایا: مجھے مذی آ گئی تھی تو میں نے عضو خاص کو دھو کر وضو کیا ہے (اس لیے باہر آنے میں دیر ہوئی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ (وضو کر لینا) کافی ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: کیا آپ نے یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ سے (خود) سنا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

٥٠٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في المذي، ح: ٢١٠ من حديث ابن إسحاق به، وصححه الترمذي، ح: ١١٥، وابن خزيمة، وابن حبان.

٥٠٧ـ [إسناده ضعيف] * أبوحبيب مجهول(تقريب)، وأصله في الصحيحين من حديث علي بن أبي طالب، والمقداد بن الأسود، قاله البوصيري.

توضیح: یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے، تاہم صحیح احادیث کی روشنی میں یہ مسئلہ درست ہے کہ مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

(المعجم ٧١) - **بَابُ وُضُوءِ النَّوْمِ** (التحفة ٧١)

باب:٧١-سوتے وقت وضو کرنا

٥٠٨- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ لِزَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ: يَا أَبَا الصَّلْتِ! هَلْ سَمِعْتَ فِي هٰذَا شَيْئاً؟ فَقَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَدَخَلَ الْخَلاَءَ، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ، ثُمَّ نَامَ.

٥٠٨- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو اٹھ کر بیت الخلاء تشریف لے گئے اور ضروری حاجت سے فارغ ہوئے۔ پھر چہرۂ مبارک اور دونوں ہاتھ دھوئے اور سو گئے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَنْبَأَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ: أَنْبَأَنَا بُكَيْرٌ، عَنْ كُرَيْبٍ، قَالَ: فَلَقِيتُ كُرَيْباً فَحَدَّثَنِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں ابوبکر بن خلاد باہلی نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے شعبہ سے، انہوں نے سلمہ بن کہیل سے، انہوں نے بکیر سے، انہوں نے کریب سے، انہوں نے ابن عباس کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی کی مثل روایت بیان کی۔

فائدہ: سوتے وقت باوضو سونا باعث ثواب ہے۔(صحیح البخاري، الوضوء، باب فضل من بات على الوضوء، حديث:٢٤٧، وصحيح مسلم، الذكر والدعاء، باب مايقول عندالنوم وأخذ المضجع، حديث:٢٧١٠) لیکن باوضو سونا ضروری نہیں۔ ہاتھ منہ دھونا بھی کافی ہے بلکہ بے وضو سونے میں حرج نہیں، اگرچہ نہانے کی حاجت ہو۔ جیسے کہ حدیث:٥٨١ تا ٥٨٣ میں ذکر ہوگا۔

(المعجم ٧٢) - **بَابُ الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ. وَالصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوءٍ وَّاحِدٍ** (التحفة ٧٢)

باب:٧٢-ہر نماز کے لیے الگ الگ وضو کرنا، اور ایک وضو سے سب نمازیں پڑھ لینا

٥٠٨ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء إذا انتبه من الليل، ح:٦٣١٦، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح:٧٦٣ من حديث سفيان الثوري به مطولاً.

٥٠٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، وَكُنَّا نَحْنُ نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

۵۰۹-حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے جب کہ ہم لوگ تمام نمازیں ایک وضو سے پڑھ لیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ایک نماز کے لیے کیا ہوا وضو جب تک باقی ہو، نیا وضو کیے بغیر دوسری فرض اور نفل نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔ ② پہلا وضو ٹوٹے بغیر بھی دوسری نماز کے لیے دوبارہ وضو کیا جاسکتا ہے اور یہ طریقہ، یعنی وضو پر وضو کرنا افضل ہے، البتہ اگر پہلا وضو ٹوٹ جائے تو دوسری نماز کے لیے نیا وضو کرنا ضروری ہے۔ (صحیح البخاري، الوضوء، باب لاتقبل صلاۃ بغیر طھور، حدیث:۱۳۵، وصحیح مسلم، الطھارۃ، باب وجوب الطھارۃ للصلاۃ، حدیث:۲۲۴)

٥١٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

۵۱۰-سلیمان بن بریدہ ؒ اپنے والد (حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی ؓ) سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہر نماز کے لیے (نیا) وضو کیا کرتے تھے۔ جس دن مکہ فتح ہوا، اس دن آپ ﷺ نے سب نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں۔

فائدہ: نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ یہی تھی کہ آپ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتے تھے لیکن فتح مکہ کے دن آپ نے تمام نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں۔ اس کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں: ❀ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا صرف آپ کے لیے واجب ہو اور امت کے لیے واجب نہ ہو۔ پھر یہ وجوب فتح مکہ کے دن ختم کر دیا گیا اور ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا افضل ہونا باقی رہ گیا۔ ❀ آپ کا یہ فعل مستحب تھا مگر آپ نے اس ڈر سے ترک کر دیا کہ کہیں امت پر فرض قرار نہ دے دیا جائے جیسا کہ آپ نے نماز تراویح کو باجماعت ادا کرنا چھوڑ دیا تھا۔ دیکھیے: (فتح الباری:۱/۴۱۲)

٥١١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ:

۵۱۱-حضرت فضل بن مبشر ؒ سے روایت ہے،

٥٠٩- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من غير حدث، ح: ٢١٤ من حديث عمرو به مختصرًا.

٥١٠- أخرجه مسلم، الطهارة، باب جواز الصلوات كلها بوضوء واحد، ح: ٢٧٧ من حديث سفيان الثوري به مختصرًا.

٥١١- [إسناده ضعيف] قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، الفضل بن مبشر ضعفه الجمهور" والحديث السابق ◄◄

حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُبَشِّرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ هٰذَا، فَأَنَا أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کو ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھتے دیکھا۔ (حضرت فضل ؒ نے فرمایا) میں نے کہا: آپ نے یہ کیا کیا؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا تھا' چنانچہ میں بھی ویسے ہی کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① کسی عالم کو کوئی ایسا کام کرتے دیکھیں جو پہلے ہمیں معلوم نہ ہو تو عالم سے اس کے بارے میں پوچھ لینا یا دلیل دریافت کرنا احترام کے منافی نہیں۔ ② عوام میں سے کوئی شخص اگر عالم کی کسی بات پر تنقید کرے تو عالم کو چاہیے کہ خفگی کا اظہار نہ کرے بلکہ مسئلے کی وضاحت کر دے۔ ③ یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن معناً درست ہے جس طرح کہ سابقہ روایت میں گزر رہا ہے۔

(المعجم ٧٣) - بَابُ الْوُضُوءِ عَلٰى طَهَارَةٍ (التحفة ٧٣)

باب:٧٣- باوضو ہونے کے باوجود دوبارہ وضو کرنا

٥١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ الْهُذَلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فِي مَجْلِسِهِ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى، ثُمَّ عَادَ إِلٰى مَجْلِسِهِ. فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى، ثُمَّ عَادَ إِلٰى مَجْلِسِهِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى، ثُمَّ عَادَ إِلٰى مَجْلِسِهِ، فَقُلْتُ: أَصْلَحَكَ اللهُ، أَفَرِيضَةٌ أَمْ سُنَّةٌ، الْوُضُوءُ

٥١٢- حضرت ابوغُطَیف ہُذَلی ؒ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں مسجد میں حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب ؓ کی مجلس میں ان کے ارشادات سن رہا تھا۔ جب نماز کا وقت ہوا تو انھوں نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی' پھر اپنی جگہ پر آ بیٹھے' پھر جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو آپ نے اٹھ کر وضو کیا' نماز پڑھی' اور پھر اپنی جگہ پر آ بیٹھے۔ پھر جب مغرب کی نماز کا وقت ہوا تو آپ نے اٹھ کر وضو کیا' نماز پڑھی' پھر اپنی جگہ تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے (یہ ارشاد فرمایئے کہ) ہر نماز کے لیے وضو کرنا فرض ہے یا سنت؟ انھوں نے فرمایا: تم نے میرا یہ عمل

ح: ٥١٠ يغني عنه.

٥١٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الرجل يجدد الوضوء من غير حدث، ح: ٦٢، وضعفه الترمذي، ح: ٥٩، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه عبدالرحمٰن بن زياد، وهو ضعيف ومع ضعفه كان يدلس".

عِنْدَ كُلِّ صَلاَةٍ؟ قَالَ: أَوَ فَطِنْتَ إِلَيَّ، وَإِلٰى هٰذَا مِنِّي؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: لاَ. لَوْ تَوَضَّأْتُ لِصَلاَةِ الصُّبْحِ لَصَلَّيْتُ بِهِ الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا، مَا لَمْ أُحْدِثْ، وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰى كُلِّ طُهْرٍ فَلَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ» وَإِنَّمَا رَغِبْتُ فِي الْحَسَنَاتِ.

محسوس کر لیا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے فرمایا: نہیں (یہ فرض نہیں ہے) اگر میں صبح کی نماز کے لیے وضو کروں تو اس کے ساتھ سب نمازیں پڑھ سکتا ہوں جب تک وضو نہ ٹوٹے۔ بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ''جو شخص پاک (باوضو) ہونے کے باوجود وضو کرتا ہے اسے دس نیکیاں ملتی ہیں۔'' اور میں بھی نیکیوں کی رغبت رکھتا ہوں۔

(المعجم ٧٤) - بَابُ لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ (التحفة ٧٤)

باب: ۷۴- حدث کے بغیر وضو کرنا ضروری نہیں

٥١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ؛ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلاَةِ فَقَالَ: «لا، حَتّٰى يَجِدَ رِيحًا، أَوْ يَسْمَعَ صَوْتًا».

۵۱۳- حضرت عباد بن تمیم رحمہ اللہ اپنے چچا حضرت عبداللہ بن یزید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اگر کوئی آدمی نماز میں کچھ محسوس کرے (اسے شک پڑے کہ ہوا خارج ہوئی ہے تو کیا کرے؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں (وضو کرنے نہ جائے) حتی کہ بو محسوس کرے' یا آواز سنے۔''

فوائد ومسائل: ① ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' خواہ آواز آئے یا نہ آئے۔ ② محض شک سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو جائے۔ ③ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہوا خارج ہونے کے علاوہ کسی اور چیز سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ پیشاب پاخانہ وغیرہ سے وضو ٹوٹنا صحیح دلائل سے ثابت ہے۔ یہاں صرف یہ مسئلہ بتایا گیا ہے کہ وضو ٹوٹنے کا یقین یا ظن غالب ہونا چاہیے' محض وہم اور شک کی بنیاد پر وضو کے لیے نہیں جانا چاہیے۔

٥١٤- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ

۵۱۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ سے نماز میں (وضو ٹوٹنے کا) شبہ پیدا ہونے کے

٥١٣ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، ح:١٣٧، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن من تيقن الطهارة . . . الخ، ح:٣٦١ من حديث ابن عيينة به.

٥١٤ـ [صحيح] * المحاربي متهم بالتدليس وعنعن، ولحديثه شواهد.

الزُّهْرِيِّ: أَنْبَأَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ التَّشَبُّهِ فِي الصَّلاَةِ، فَقَالَ: «لاَ يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا».

بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز چھوڑ کر نہ جائے حتی کہ آواز سنے یا بو محسوس کرے۔“

٥١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ وُضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ».

۵۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آواز یا بو کے بغیر وضو (دوبارہ کرنا ضروری) نہیں ہوتا۔“

٥١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ [خَبَّابٍ] يَشُمُّ ثَوْبَهُ، فَقُلْتُ: مِمَّ ذٰلِكَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لاَ وُضُوءَ إِلَّا مِنْ رِيحٍ أَوْ سَمَاعٍ».

۵۱۶- حضرت محمد بن عمرو بن عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت سائب بن خباب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنا کپڑا سونگھ رہے تھے میں نے عرض کی: اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”وضو (واجب) نہیں ہے مگر آواز کی وجہ سے یا بو کی وجہ سے۔“

(المعجم ٧٥) - بَابُ مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِي لَا يُنَجَّسُ (التحفة ٧٥)

باب: ۷۵- کس قدر پانی ناپاک نہیں ہوتا؟

٥١٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ

۵۱۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

٥١٥ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب الدليل على أن من تيقن الطهارة . . . الخ، ح: ٣٦٢ من حديث سهيل به، وصححه الترمذي، ح: ٧٤ من حديث وكيع.

٥١٦ـ [إسناده ضعيف] قال البوصيري: "عبدالعزيز ضعيف"، وله شاهد ضعيف عند أحمد: ٣/ ٤٢٦، ح: ١٥٥٩١.

٥١٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ما ينجس الماء، ح: ٦٤ من حديث ابن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة: ١/ ٤٩، ح: ٩٢.

الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ بِالْفَلَاةِ مِنَ الْأَرْضِ، وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ».

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے صحرا میں موجود پانی (کے قدرتی تالابوں) کے بارے میں پوچھا گیا جن سے چوپائے اور درندے پانی پیتے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب پانی کی مقدار دو مٹکوں کے برابر ہو جائے تو کوئی چیز اسے ناپاک نہیں کرتی۔''

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے محمد بن اسحاق کے دوسرے شاگرد عبداللہ بن مبارک کے واسطے سے اسی طرح کی روایت بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① [قُلَّةٌ] بڑے مٹکے کو کہتے ہیں۔ عرب میں مقام ہَجَر کے بنے ہوئے مٹکے معروف تھے۔ یہ مٹکا اتنا بڑا ہوتا تھا کہ اس میں ڈھائی مشکیں پانی آتا تھا، اس لیے دو مٹکوں کی مقدار پانچ مشک پانی کے برابر ہے۔ علمائے کرام نے دو مٹکے پانی کی مقدار پانچ سو رطل بیان کی ہے۔ ایک رطل آدھ سیر یعنی چالیس تولے کے برابر ہے۔ اس طرح پانچ مشک پانی کی مقدار تقریباً دو سو چالیس کیلوگرام یا بعض حضرات کے نزدیک دو سو ستائیس کلوگرام بنتی ہے۔ یعنی اگر کسی تالاب میں اندازاً اس قدر پانی موجود ہو تو اس میں سے پانی لے کر وضو وغیرہ کر لینا چاہیے ② بعض حضرات نے [قُلَّةٌ] کا مطلب پہاڑ کی چوٹی کیا ہے۔ ان کے خیال میں اس سے پانی کی کوئی خاص مقدار مراد نہیں بلکہ بہت زیادہ پانی مراد ہے گویا وہ اتنا زیادہ ہے کہ پہاڑ کی چوٹی ڈوب جائے۔ یہ مطلب اس لیے درست نہیں کہ سوال ان تالابوں کے بارے میں ہے جو میدان میں بارش وغیرہ کے پانی سے بن جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی مقدار کو پہاڑوں سے تشبیہ دی جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر حدیث کا مقصد یہی ہوتا تو نبی ﷺ مطلقاً منع فرما دیتے کہ ان چشموں اور تالابوں سے وضو نہ کیا کرو کیونکہ ان کے ناپاک ہونے کا احتمال ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر مراد محض کثرت ہوتی تو یہ کہا جاتا کہ پہاڑ جتنا پانی۔ دو کا عدد واضح کرتا ہے کہ اس سے خاص مقدار مراد ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ پہاڑ سے تشبیہ بلندی میں دی جا سکتی ہے' گہرائی کے لیے پہاڑ سے تشبیہ دینا قرین قیاس نہیں۔ ③ بعض روایات میں اس حدیث کے یہ لفظ ہیں: [لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ] ''وہ ناپاکی کا حامل نہیں ہوتا۔'' (جامع الترمذي' الطهارة' باب:٥٠' حديث:٦٧) بعض حضرات نے اس کی یہ تشریح

کی ہے کہ اس مقدار میں پانی نجاست کا متحمل نہیں ہوتا' یعنی ناپاک ہو جاتا ہے۔ زیر بحث حدیث کے الفاظ سے اس تاویل کی غلطی ظاہر ہوتی ہے اور اصل معنی متعین ہو جاتا ہے۔ وہ یہ کہ اتنا پانی کثیر (زیادہ) پانی کے حکم میں ہوتا ہے' لہٰذا تھوڑی نجاست سے اس کے پاک صاف ہونے کی صفت ختم نہیں ہو جاتی۔

٥١٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ الْمُنْذِرِ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ، لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ» .

۵۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب پانی دو یا تین مٹکے ہو تو اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔''

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ : حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ، وَأَبُو سَلَمَةَ ، وَابْنُ عَائِشَةَ الْقُرَشِيُّ قَالُوا : حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوحسن بن سلمہ قطان نے یہی روایت اپنی عالی سند سے، یعنی بواسطہ ابو حاتم وابو ولید وغیرہ، حماد سے امام ابن ماجہ کے واسطے کے بغیر بیان کی ہے۔

فائدہ: دوسری روایات سے واضح ہے کہ اصل تحدید دو مٹکے ہی ہے۔ اگر پانی اس سے کم ہو تو اس میں کوئی ناپاک چیز گرنے پر وہ ناپاک ہو جائے گا' خواہ اس کا رنگ بو، اور ذائقہ کچھ بھی تبدیل نہ ہو۔ لیکن اس سے زیادہ پانی صرف اسی صورت میں ناپاک سمجھا جائے گا جب نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ' بو یا ذائقہ تبدیل ہو جائے۔

(المعجم ٧٦) - بَابُ الْحِيَاضِ (التحفة ٧٦)

باب:۷۶- حوضوں کا حکم

٥١٩- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْحِيَاضِ الَّتِي بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ ، تَرِدُهَا السِّبَاعُ وَالْكِلَابُ وَالْحُمُرُ ، وَعَنِ الطَّهَارَةِ مِنْهَا؟

۵۱۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے مکہ اور مدینہ کے درمیان (راستے میں) واقع ان حوضوں کے متعلق دریافت کیا گیا جن سے درندے' کتے اور گدھے پانی پی جاتے ہیں' کیا ان (کے پانی) سے پاکیزگی حاصل کی جا سکتی ہے (وضو اور غسل وغیرہ کیا جا سکتا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ

٥١٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥١٩ـ [إسناده ضعيف جدًا] قال البوصيري : "هٰذا إسناد ضعيف" ، وانظر ، ح : ٢٣٨ .

فَقَالَ: «لَهَا مَا حَمَلَتْ فِي بُطُونِهَا، وَلَنَا مَا غَبَرَ، طَهُورٌ».

انھوں نے اپنے پیٹوں میں ڈال لیا' وہ ان کا ہے اور جو (پانی) بچ گیا' وہ ہمارے لیے پاک کرنے والا ہے۔"

٥٢٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ طَرِيفِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: انْتَهَيْنَا إِلَى غَدِيرٍ، فَإِذَا فِيهِ جِيفَةُ حِمَارٍ، قَالَ: فَكَفَفْنَا عَنْهُ، حَتَّى انْتَهَى إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ» فَاسْتَقَيْنَا وَأَرْوَيْنَا وَحَمَلْنَا.

٥٢٠- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ (سفر کے دوران میں) ایک تالاب پر پہنچے' دیکھا تو اس میں ایک گدھے کی لاش پڑی تھی۔ ہم نے اس سے (پانی لینے سے) اجتناب کیا حتی کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔" چنانچہ ہم نے پانی پیا' (جانوروں کو) پلایا' اور (مشکیزوں وغیرہ میں) ساتھ لے لیا۔

٥٢١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ: أَنْبَأَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ، إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَلَوْنِهِ».

٥٢١- حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی سوائے اس کے جو اس کی بو' ذائقے یا رنگ پر غالب آجائے۔"

فائدہ: یہ روایت بعض ائمہ کے نزدیک اگرچہ ضعیف ہے' تاہم اس بات پر اجماع ہے کہ جب نجاست کی وجہ سے کوئی وصف بدل جائے تو پانی پاک کرنے والا نہیں رہتا۔

(المعجم ٧٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ الصَّبِيِّ الَّذِي لَمْ يَطْعَمْ (التحفة ٧٧)

باب: ٧٧- شیرخوار بچے کے پیشاب کا حکم

٥٢٠- [إسناده ضعيف جدًا] قال البوصيري: "هذا إسناد فيه طريف بن شهاب، وقد أجمعوا على ضعفه".

٥٢١- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه رشدين، وهو ضعيف، واختلف عليه مع ضعفه"، ويغني عنه الإجماع، انظر الإجماع لابن المنذر، ص: ٣٣ نص: ١١، ١٢ وغيره.

٥٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ: بَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي حِجْرِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَعْطِنِي ثَوْبَكَ وَالْبَسْ ثَوْبًا غَيْرَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ، وَيُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الأُنْثَى».

۵۲۲- حضرت لبابہ بنت حارث ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت حسین بن علی ؓ نے نبی ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اپنا کپڑا مجھے دیجیے اور خود کوئی اور کپڑا پہن لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے کے پیشاب سے تو چھینٹے مارے جاتے ہیں اور لڑکی کے پیشاب کی وجہ سے (کپڑا) دھویا جاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اگر شیر خوار بچہ (جس کا دودھ نہ چھڑایا گیا ہو) کپڑے پر پیشاب کر دے تو کپڑا دھونا ضروری نہیں اور اگر بچی پیشاب کر دے تو کپڑا دھونا چاہیے۔ ② بچے کے پیشاب کی وجہ سے دھونے کی بجائے چھینٹے مارنے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ بچی کا پیشاب کپڑے پر ایک جگہ لگتا ہے اسے دھونا آسان ہے جبکہ بچے کا پیشاب بکھر کر کپڑے کے زیادہ حصے پر یا زدہ کپڑوں پر پڑتا ہے اس لیے اسے دھونے میں مشقت ہے اور چونکہ شیر خوار بچے کو یہ شعور نہیں ہوتا کہ گود میں پیشاب کرنا ہے یا نہیں اس لیے یہ صورت حال اکثر پیش آ جاتی ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر یہ آسانی فرما دی کہ بچے کے پیشاب کی وجہ سے کپڑے کو دھونے کا حکم نہیں دیا جس طرح مشقت کی وجہ سے بلی کے جھوٹے کو پاک قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس سے بچاؤ بہت دشوار ہے البتہ جب بچہ کھانا کھانے کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے اس قدر شعور حاصل ہو چکا ہوتا ہے کہ وہ پیشاب کی حاجت ہونے پر بتا سکتا ہے لہٰذا اس وقت اس کے پیشاب سے اجتناب آسانی سے ممکن ہوتا ہے۔

٥٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِصَبِيٍّ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ، وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

۵۲۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں ایک (شیر خوار) بچہ لایا گیا۔ اس نے آپ ﷺ (کے کپڑوں) پر پیشاب کر دیا آپ نے وہاں پانی چھڑک دیا اور کپڑا دھویا نہیں۔

٥٢٢- [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، ح: ٣٧٥ من حديث أبي الأحوص به، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي.

٥٢٣- أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله، ح: ٢٨٦ من حديث هشام به.

٥٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ: دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَرَشَّ عَلَيْهِ.

۵۲۴- حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا ایک (شیر خوار) بچہ لے کر حاضر ہوئی جو (ابھی) کھانا نہیں کھاتا تھا۔ اس نے آپ ﷺ (کے کپڑوں) پر پیشاب کر دیا تو آپ علیہ السلام نے پانی منگوایا اور اس پر چھڑک دیا۔

٥٢٥- حَدَّثَنَا حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالاَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: أَنْبَأَنَا أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ، فِي بَوْلِ الرَّضِيعِ: «يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلاَمِ، وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ».

۵۲۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شیر خوار کے پیشاب کے بارے میں فرمایا: ''لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے۔''

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ مُوسَى بْنِ مَعْقِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْمِصْرِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ الشَّافِعِيَّ عَنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ: «يُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلاَمِ، وَيُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ» وَالْمَاءَانِ جَمِيعًا وَاحِدٌ، قَالَ: لِأَنَّ بَوْلَ الْغُلاَمِ مِنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ، وَبَوْلَ الْجَارِيَةِ مِنَ اللَّحْمِ وَالدَّمِ، ثُمَّ قَالَ

ابو الحسن بن سلمہ نے کہا' ہمیں احمد بن موسیٰ نے' ان کو ابو الیمان مصری نے بیان کیا کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے اس حدیث نبوی کے متعلق سوال کیا (جس میں یہ حکم ہے کہ) ''لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے اور لڑکی کے پیشاب سے کپڑا دھویا جائے۔'' (میں نے پوچھا اس فرق کی کیا وجہ ہے جبکہ) دونوں پیشاب ایک ہی چیز ہیں؟ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے

٥٢٤ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب بول الصبيان، ح: ٢٢٣، ومسلم، الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله، ح: ٢٨٧ من حديث الزهري به.

٥٢٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، ح: ٣٧٨ من حديث معاذ به، وسنده ضعيف لعنعنة قتادة، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

لِي: فَهِمْتَ؟ أَوْ قَالَ: لَقِنْتَ؟ قَالَ، قُلْتُ: لاَ. قَالَ: إِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَمَّا خَلَقَ آدَمَ خُلِقَتْ حَوَّاءُ مِنْ ضِلَعِهِ الْقَصِيرِ، فَصَارَ بَوْلُ الْغُلاَمِ مِنَ الْمَاءِ والطِّينِ، وَصَارَ بَوْلُ الْجَارِيَةِ مِنَ اللَّحْمِ وَالدَّمِ، قَالَ، قَالَ لِي: فَهِمْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ لِي: نَفَعَكَ اللهُ بِهِ.

کہ لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے ہے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے ہے۔ پھر کہا سمجھ گئے؟ میں نے کہا: جی نہیں (میں نہیں سمجھا) فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو (انھیں مٹی اور پانی سے پیدا کیا اور) حوا علیہا السلام ان کی چھوٹی پسلی سے پیدا ہوئی۔ گویا لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے وجود میں آیا ہے (جس سے آدم علیہ السلام بنے تھے) اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے (جس سے حوا علیہا السلام کی تخلیق ہوئی) اب سمجھ گئے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے فرمایا: اللہ تجھے اس (علم وفہم) سے فائدہ دے۔

٥٢٦- **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَ مُجَاهِدُ ابْنُ مُوسٰى وَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ: أَخْبَرَنَا أَبُو السَّمْحِ قَالَ: كُنْتُ خَادِمَ النَّبِيِّ ﷺ فَجِيءَ بِالْحَسَنِ أَوِ الْحُسَيْنِ، فَبَالَ عَلٰى صَدْرِهِ، فَأَرَادُوا أَنْ يَغْسِلُوهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رُشَّهُ، فَإِنَّهُ يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ، وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلاَمِ».

۵۲۶- حضرت ابو سمح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کا خادم ہوا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو لایا گیا' (وہ اس وقت دودھ پیتے بچے تھے)' انھوں نے نبی ﷺ کے سینہ مبارک پر پیشاب کر دیا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دھونا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی چھڑک دو کیونکہ لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب سے پانی چھڑکا جاتا ہے۔''

٥٢٧- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ،

۵۲۷- حضرت عمرو بن شعیب' ام کرز سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے کے

٥٢٦ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، الطهارة، أيضًا، ح: ٣٧٦ عن عباس وغيره به، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي.

٥٢٧ـ **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٦/ ٤٢٢، ٤٤٠، ٤٦٤ من حديث أبي بكر الحنفي به، قال البوصيري: "هٰذا إسناد منقطع، عمرو بن شعيب لم يسمع من أم كرز" والحديث السابق شاهد له.

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْضَحُ، وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ».

پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے۔"

فائدہ: مذکورہ تمام روایات سے واضح ہے کہ شیر خوارگی کے ایام میں لڑکی کے پیشاب سے کپڑے کو دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مار لینے کافی ہوں گے۔

(المعجم ٧٨) - بَابُ الْأَرْضِ يُصِيبُهَا الْبَوْلُ كَيْفَ تُغْسَلُ (التحفة ٧٨)

باب: ٧٨- اگر زمین پیشاب زدہ ہو جائے تو اسے کس طرح دھویا جائے؟

٥٢٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَوَثَبَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُزْرِمُوهُ»، ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ، فَصَبَّ عَلَيْهِ.

٥٢٨- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک بدو نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ کچھ لوگ (اسے روکنے کے لیے) اس کی طرف بھاگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کا پیشاب بند نہ کرو۔" پھر پانی کا ایک ڈول منگوایا اور اس پر بہا دیا۔

٥٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي وَلِمُحَمَّدٍ، وَلَا تَغْفِرْ لِأَحَدٍ مَعَنَا، فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «لَقَدِ احْتَظَرْتَ وَاسِعًا» ثُمَّ وَلَّى، حَتَّى إِذَا كَانَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَشَجَ يَبُولُ، فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ،

٥٢٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ (مسجد میں) تشریف فرما تھے کہ ایک بدو مسجد میں آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ! مجھے اور محمد (ﷺ) کو بخش دے اور ہمارے ساتھ کسی اور کی بخشش نہ کرنا۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: "تو نے ایک وسیع چیز (رحمت الٰہی) کو محدود کر دیا۔" پھر وہ (اعرابی) واپس پلٹا۔ ابھی مسجد ہی کے ایک حصے میں تھا کہ (کھڑا ہو کر) پاؤں ایک دوسرے سے دور کر کے پیشاب کرنے لگا۔ اسی اعرابی صحابی (رضی اللہ عنہ) نے دین کی

٥٢٨- أخرجه البخاري، الأدب، باب الرفق في الأمر كله، ح: ٦٠٢٥، ومسلم، الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسات . . . الخ، ح: ٢٨٤ من حديث حماد بن زيد به.

٥٢٩- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٠٣ من حديث محمد بن عمرو به، وأصله عند البخاري، الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، ح: ٦٠١٠.

بَعْدَ أَنْ فَقِهَ فَقَامَ إِلَيَّ، بِأَبِي وَأُمِّي، فَلَمْ يُؤَنِّبْ وَلَمْ يَسُبَّ، فَقَالَ: «إِنَّ هٰذَا الْمَسْجِدَ لاَ يُبَالُ فِيهِ، وَإِنَّمَا بُنِيَ لِذِكْرِ اللهِ وَلِلصَّلاَةِ». ثُمَّ أَمَرَ بِسَجْلٍ مِنْ مَاءٍ، فَأُفْرِغَ عَلٰى بَوْلِهِ.

سمجھ آ جانے کے بعد (اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! آپ اٹھ کر میرے پاس آئے، مجھے نہ ڈانٹا، نہ برا بھلا کہا، بس یہ فرمایا: ''یہ مسجد ایسی جگہ ہے کہ اس میں پیشاب نہیں کیا جاتا، یہ تو اللہ کے ذکر اور نماز کے لیے تعمیر کی گئی ہے۔'' پھر آپ نے پانی کا ڈول طلب فرمایا جو پیشاب پر بہا دیا گیا۔

فوائد و مسائل: ① دین سے ناواقف آدمی کی بڑی غلطی بھی برداشت کرنی چاہیے۔ اسے اچھے طریقے سے بتایا جائے کہ یہ کام درست نہیں۔ ② اس سے رسول اللہ ﷺ کی شفقت، بردباری اور حکمت واضح ہوتی ہے کہ آپ نے خود بھی نہیں ڈانٹا، جھڑکا اور صحابۂ کرام ؓ کو بھی منع فرما دیا۔ ③ نبی ﷺ نے اعرابی کو مسجد میں پیشاب کر لینے دیا کیونکہ وہ شروع کر چکا تھا۔ اگر اس دوران میں روکا جاتا تو اچانک پیشاب رکنے کی وجہ سے کوئی مرض پیدا ہو سکتا تھا۔ یا وہ خوف زدہ ہو کر بھاگتا تو پیشاب کے قطروں سے مسجد دور تک ناپاک ہو جاتی اور خود اس کا جسم اور لباس بھی آلودہ ہوتا۔ فوراً نہ رکنے کی وجہ سے زمین کا صرف وہی ٹکڑا ناپاک ہوا جو ہو چکا تھا۔ اور اس کا جسم اور کپڑے بھی ناپاک نہ ہوئے۔ ④ اعرابی نے دعا میں جو غلطی کی تھی، نبی علیہ السلام نے اس کی طرف توجہ مبذول فرما دی، حالانکہ اس غلطی کی وجہ اس کی آپ ﷺ سے محبت و عقیدت تھی۔ ⑤ مسجد کو نجاست اور کوڑے کرکٹ سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ ⑥ نماز کے علاوہ بھی مسجد میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔ عین وقت پر مسجد میں آنا اور سلام پھیرتے ہی نکل بھاگنا اچھی عادت نہیں۔ ⑦ کچی زمین کو پیشاب کی نجاست سے پاک کرنے کے لیے پانی کا ایک ڈول بہا دینا کافی ہے۔ پانی کے ساتھ پیشاب کے باقی ماندہ اثرات بھی زمین میں جذب ہو جائیں گے تو زمین پاک ہو جائے گی، زمین کھودنے کی ضرورت نہیں۔ پختہ فرش کو بھی پانی کا ڈول بہا کر پاک کیا جا سکتا ہے۔ جب پانی وہاں سے آگے گزر جائے تو فرش پاک ہو جائے گا۔

٥٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ الْهُذَلِيِّ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: وَهُوَ عِنْدَنَا ابْنُ أَبِي حُمَيْدٍ؛ أَنْبَأَنَا أَبُو الْمَلِيحِ الْهُذَلِيُّ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ قَالَ: جَاءَ

٥٣٠- حضرت واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے کہا: اے اللہ! مجھ پر اور محمد (ﷺ) پر رحمت فرما اور ہم پر نازل ہونے والی اپنی رحمت میں کسی اور کو شریک نہ کرنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس! تو نے

٥٣٠- [حسن] وقال السندي نقلاً عن البوصيري: "إسناد حديث واثلة بن الأسقع ضعيف لاتفاقهم علٰى ضعف عبيدالله الهذلي . . ."، وهو متروك الحديث كما في التقريب وغيره، والحديث السابق شاهد له

أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ! ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا، وَلاَ تُشْرِكْ فِي رَحْمَتِكَ إِيَّانَا أَحَدًا، فَقَالَ: «لَقَدْ حَظَرْتَ وَاسِعًا، وَيْحَكَ! أَوْ وَيْلَكَ!» قَالَ، فَشَجَ يَبُولُ، فَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ: مَهْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «دَعُوهُ» ثُمَّ دَعَا بِسَجْلٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ.

لامحدود کو محدود کر دیا۔" صحابہ کہتے ہیں: وہ اعرابی ٹانگیں کھول کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابۂ کرام ؓ نے کہا: رک، رک۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو۔" پھر پانی کا ایک ڈول منگوا کر اس جگہ بہا دیا۔

(المعجم ٧٩) - بَابُ الْأَرْضِ يُطَهِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا (التحفة ٧٩)

باب: ٧٩- زمین کا ایک حصہ دوسرے حصے کو پاک کر دیتا ہے

٥٣١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَارَةَ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي، فَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ، فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ».

٥٣١- حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی ایک لونڈی سے روایت ہے، انھوں نے نبی ﷺ کی زوجۂ مطہرہ ام المومنین ام سلمہ ؓ سے مسئلہ پوچھا، اور کہا: میں عورت ہوں، (قمیص کا) دامن لمبا رکھتی ہوں (جو چلتے وقت زمین سے چھوتا ہے) میرا گزر گندی جگہ سے بھی ہوتا ہے (تو کیا میں دامن دھویا کروں؟) ام المومنین ؓ نے کہا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "اسے بعد والی (پاک) زمین پاک کر دیتی ہے۔"

فائدہ: گندی جگہ سے گزرتے وقت اگر کپڑا اسے چھو جاتا ہے یا جوتے اسے لگتے ہیں تو اس کی وجہ سے وسوسے میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے اگر کوئی نجاست کپڑے یا جوتے کو لگی ہوئی نظر نہیں آ رہی تو سمجھنا چاہیے کہ وہ صاف زمین پر چلنے کی وجہ سے خود بخود پاک ہو گیا ہے۔ ہاں اگر کوئی چیز اسے لگی ہے تو پھر یقیناً وہ نجس ہے، اسے دھونا ضروری ہے۔

٥٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

٥٣٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ کسی

٥٣١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الأذى يصيب الذيل، ح: ٣٨٣ من حديث مالك به * أم ولد لإبراهيم اسمها حميدة، وثقها ابن الجارود: (١٤٢)، والعقيلي بقوله "هٰذا إسناد صالح جيد" (الضعفاء: ٢/ ٢٥٧).

٥٣٢ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه ابن أبي حبيبة، واسمه إبراهيم بن إسماعيل، متفق علىٰ ◀◀

إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْيَشْكُرِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي حَبِيبَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا نُرِيدُ الْمَسْجِدَ فَنَطَأُ الطَّرِيقَ النَّجِسَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الأَرْضُ يُطَهِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا».

نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم مسجد کی طرف آتے ہیں تو راستے میں ناپاک جگہ پر بھی پاؤں پڑتا ہے (ہم کیا کریں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین کا ایک قطعہ دوسرے قطعے (سے حاصل ہونے والی نجاست سے جوتے یا قدم) کو پاک کر دیتا ہے۔''

٥٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسٰى، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ [بَنِي] عَبْدِ الأَشْهَلِ، قَالَتْ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ طَرِيقًا قَذِرَةً، قَالَ: «فَبَعْدَهَا طَرِيقٌ أَنْظَفُ مِنْهَا؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «فَهٰذِهِ بِهٰذِهِ».

۵۳۳- قبیلۂ بنو عبدالاشہل کی ایک خاتون (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھا، میں نے کہا: میرے (گھر) اور مسجد کے درمیان راستہ گندا (اور کوڑے کرکٹ والا) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بعد صاف راستہ بھی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں فرمایا: ''اس سے اس کی تلافی ہو جائے گی۔''

فوائد ومسائل: ① ناپاک زمین پر چلنے سے اگر پاؤں کو کوئی محسوس نجاست نہ لگی ہو تو اس کے بعد صاف زمین پر چلنے سے پاؤں پاک ہو جاتے ہیں دھونا ضروری نہیں۔ اس کی تائید زمین پر گھسٹنے والے کپڑے کے مسئلہ سے بھی ہوتی ہے (دیکھیے اسی باب کی پہلی حدیث) ② اسلام میں خواہ مخواہ کی سخت پابندیاں نہیں۔ یہ دین اسلام کی خوبی ہے کہ وہ آسانیوں کا دین ہے۔ ③ صفائی اور طہارت کا مناسب اہتمام کرنا چاہیے لیکن اس حد تک غلو نہیں کرنا چاہیے کہ انسان وسوسوں کا شکار ہو کر رہ جائے۔

(المعجم ٨٠) - بَابُ مُصَافَحَةِ الْجُنُبِ (التحفة ٨٠)

باب: ۸۰- جنبی سے مصافحہ کرنا

٥٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۵۳۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

◀◀ ضعفه، والراوي (عنه) مجهول (الحال)".

٥٣٣- [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الأذى يصيب الذيل، ح: ٣٨٤ من حديث زهير عن عبدالله بن عيسٰى به.

٥٣٤- أخرجه البخاري، الغسل، باب عرق الجنب وإن المسلم لا ينجس، ح: ٢٨٣، ٢٨٥، ومسلم، الحيض، باب الدليل علٰى أن المسلم لا ينجس، ح: ٣٧١ عن ابن أبي شيبة وغيره من حديث حميد الطويل به.

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ لَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ، فَانْسَلَّ، فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا جَاءَ، قَالَ: «أَيْنَ كُنْتَ يَاأَبَا هُرَيْرَةَ؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَقِيتَنِي وَأَنَا جُنُبٌ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ حَتَّى أَغْتَسِلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُؤْمِنُ لاَ يَنْجَسُ».

مدینہ کی گلیوں میں سے کسی گلی میں ان کی ملاقات نبی ﷺ سے ہوئی اور وہ اس وقت جنبی تھے۔ وہ خاموشی سے چلے گئے۔ نبی ﷺ نے ان کی عدم موجودگی کو محسوس فرمایا۔ جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ابو ہریرہ تم کہاں (چلے گئے) تھے؟‘‘ انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! جب آپ مجھ سے ملے تو میں جنبی تھا۔ مجھے اچھا نہ لگا کہ نہائے بغیر آپ کے پاس بیٹھوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مومن ناپاک نہیں ہوتا۔‘‘

فوائد و مسائل: ① ’’جنابت‘‘ ایک حکمی نجاست ہے‘ حسی نہیں‘ یعنی اس حالت میں انسان پر شرعی طور پر کچھ پابندیاں لگ جاتی ہیں‘ وہ اس طرح ناپاک نہیں ہو جاتا جس طرح ظاہری نجاست لگ جانے سے جسم یا لباس کا وہ حصہ ناپاک ہو جاتا ہے جہاں نجاست لگی ہو۔ ② مومن کا بدن پاک ہوتا ہے‘ خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ‘ اس لیے جنبی سے مصافحہ کرنا‘ اس کے پاس بیٹھنا‘ اس کا کھانا پینا سب جائز ہے۔ لیکن جنبی کے لیے کھانے پینے کے لیے وضو کر لینا مناسب ہے بلکہ اسی حالت میں سونا چاہے تب بھی وضو کر لینا افضل ہے تا کہ مکمل طہارت نہیں تو جزوی طہارت ہی حاصل ہو جائے۔ (صحیح البخاري‘ الغسل‘ باب نوم الجنب‘ حدیث:۲۸۷) ③ بزرگوں کا احترام کرنا چاہیے۔ ④ بزرگوں اور استادوں کو چاہیے کہ اپنے چھوٹوں اور شاگردوں کا خیال رکھیں‘ ان کے حالات سے ضروری حد تک باخبر رہیں تا کہ حسب ضرورت ان کی مدد اور رہنمائی کر سکیں۔

٥٣٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، جَمِيعًا، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ وَاصِلٍ الأَحْدَبِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَقِيَنِي وَأَنَا جُنُبٌ، فَحِدْتُ عَنْهُ، فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ، فَقَالَ: «مَا لَكَ؟» قُلْتُ: كُنْتُ جُنُبًا، قَالَ

۵۳۵- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے میری ملاقات ہوئی جب کہ میں حالت جنابت میں تھا تو میں آپ ﷺ سے الگ ہو گیا اور غسل کیا‘ پھر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تمھیں کیا ہوا تھا کہ مجھ سے الگ ہو گئے؟‘‘ میں نے کہا: میں جنبی تھا‘ اللہ کے رسول نے فرمایا: ’’یقیناً مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔‘‘

٥٣٥- أخرجه مسلم، الحيض، باب الدليل على أن المسلم لا ينجس، ح: ٣٧٢ من حديث وكيع به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ لاَ يَنْجُسُ».

(المعجم ٨١) - بَابُ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ٨١)

باب:٨١- اگر کپڑے کو منی لگ جائے تو

٥٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الثَّوْبِ يُصِيبُهُ الْمَنِيُّ، أَنَغْسِلُهُ أَوْ نَغْسِلُ الثَّوْبَ كُلَّهُ؟ قَالَ سُلَيْمَانُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصِيبُ ثَوْبَهُ، فَنَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فِي ثَوْبِهِ إِلَى الصَّلاَةِ، وَأَنَا أَرٰى أَثَرَ الْغَسْلِ فِيهِ.

٥٣٦- جناب عمرو بن میمون ؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت سلیمان بن یسار ؒ سے سوال کیا کہ اگر کپڑے کو منی لگ جائے تو کیا ہم صرف اسی حصے کو دھولیں یا پورا کپڑا دھوئیں؟ حضرت سلیمان ؒ نے فرمایا: حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: نبی ﷺ کے کپڑے کو بھی وہ چیز لگ جاتی تھی تو ہم کپڑے کو دھو کر اسے اتار دیتے تھے پھر وہی کپڑا پہن کر نماز پڑھنے تشریف لے جاتے اور مجھے کپڑے میں دھونے کا نشان نظر آ رہا ہوتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① اگر کپڑے کے ایک حصے پر نجاست لگ جائے تو پورا کپڑا دھونا ضروری نہیں صرف اتنا حصہ دھولینا کافی ہے جس سے نجاست دور ہو جائے۔ ② مادہ منویہ اگر گیلا ہو تو کپڑے کو دھونا چاہیے۔ خشک ہو تو کھرچ ڈالنا کافی ہے پھر کپڑے کو رگڑ کر جھاڑ دے۔ ③ یہ دھونا یا کھرچنا نظافت وصفائی کے لیے ہے۔

(المعجم ٨٢) - بَابٌ: فِي فَرْكِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ (التحفة ٨٢)

باب:٨٢- مادہ منویہ کو کپڑے پر سے کھرچ دینا

٥٣٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، جَمِيعًا عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رُبَّمَا فَرَكْتُهُ

٥٣٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: بعض اوقات میں اس چیز کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے پر سے خود اپنے ہاتھ سے کھرچتی تھی۔

٥٣٦ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل المني وفركه وغسل ما يصيب من المرأة، ح: ٢٢٩ـ٢٣٢، ومسلم، الطهارة، باب حكم المني، ح: ٢٨٩ من حديث عمرو بن ميمون به.

٥٣٧ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم المني، ح: ٢٨٨ من حديث الأعمش به باختلاف يسير.

بْنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِيَدِي .

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ منی کو ناخن وغیرہ کے ساتھ کپڑے سے اتار دینا کافی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں اس کے بعض اجزا کپڑے میں رہ جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود کپڑا پاک صاف ہی قرار دیا جائے گا' دھونا ضروری نہیں۔

۵۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: نَزَلَ بِعَائِشَةَ ضَيْفٌ، فَأَمَرَتْ لَهُ بِمِلْحَفَةٍ لَهَا صَفْرَاءَ، فَاحْتَلَمَ فِيهَا، فَاسْتَحْيَى أَنْ يُرْسِلَ بِهَا، وَفِيهَا أَثَرُ الاِحْتِلَامِ، فَغَمَسَهَا فِي الْمَاءِ، ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ أَفْسَدَ عَلَيْنَا ثَوْبَنَا؟ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَفْرُكَهُ بِإِصْبَعِهِ، رُبَّمَا فَرَكْتُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِإِصْبَعِي.

۵۳۸- حضرت ہمام بن حارث رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک مہمان آ گیا۔ انھوں نے (رات کو سونے کے لیے) اسے ایک زرد لحاف دلوا دیا۔ اسے احتلام ہو گیا۔ (صبح کے وقت) اسے اس بات سے شرم محسوس ہوئی کہ وہ کپڑا اس حال میں (ام المومنین کے پاس) بھیجے کہ اس میں احتلام کا نشان ہو۔ اس نے لحاف پانی میں ڈبو کر (گیلا کر کے) بھیج دیا (تاکہ سارا لحاف گیلا ہونے کی وجہ سے وہ نشان نظر نہ آئے۔ صرف متاثرہ حصہ دھونے پر اکتفا نہ کیا۔) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس نے ہمارا کپڑا کیوں خراب کر دیا؟ (اب یہ اتنا موٹا کپڑا کب خشک ہو گا؟) اگر وہ اسے انگلی سے کھرچ ڈالتا تو کافی ہوتا۔ میں بھی بعض اوقات رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے یہ چیز اپنی انگلی سے کھرچ دیا کرتی تھی۔

۵۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَجِدُهُ فِي ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَحُتُّهُ عَنْهُ.

۵۳۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: بعض اوقات مجھے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے پر وہ چیز نظر آتی تو میں اسے کھرچ کر اتار دیتی تھی۔

۵۳۸- [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في المني يصيب الثوب، ح: ۱۱٦ من حديث أبي معاوية به، وقال: "هٰذا حديث حسن صحيح"، وانظر الحديث السابق فإنه شاهد له.

۵۳۹- أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم المني، ح: ۲۸۸ عن ابن أبي شيبة به مختصرًا.

فائدہ: یہ حکم اس صورت میں ہے جب مادہ منویہ اس قدر گاڑھا ہو کہ خشک ہو کر رگڑنے سے اتر جائے۔ اگر رقیق ہو تو وہ کپڑے میں سرایت کر جاتا ہے اور نشان ڈال دیتا ہے۔ تب وہ رگڑنے سے صاف نہیں ہوتا۔ اس صورت میں مناسب ہے کہ کپڑے کا وہ حصہ دھو لیا جائے تا کہ صفائی حاصل ہو جائے۔

(المعجم ٨٣) - بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ (التحفة ٨٣)

باب: ٨٣- ہم بستری کے وقت جو کپڑا پہنا ہوا ہو' اسی کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے

٥٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، إِذَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ أَذًى.

٥٤٠- حضرت معاویہ بن ابوسفیان ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی ہمشیرہ' یعنی نبی ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت ام حبیبہ ؓ سے سوال کیا: کیا رسول اللہ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے جس میں صحبت کی ہوتی؟ انھوں نے کہا: ہاں' اگر اس میں ناپاکی کا اثر نہ ہوتا۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ ازدواجی عمل کے لیے الگ لباس رکھنا ضروری نہیں۔ ② جنابت کی وجہ سے وہ لباس ناپاک نہیں ہو جاتا جو صنفی عمل کے دوران میں جسم پر ہو۔ ہاں اگر کپڑے پر کچھ لگ جائے تو وہاں سے کپڑا دھو کر نماز پڑھ لے، ورنہ دھونے کی بھی ضرورت نہیں۔

٥٤١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ الأَزْرَقُ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى الْخُشَنِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً، فَصَلَّى بِنَا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُتَوَشِّحًا بِهِ، قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ

٥٤١- حضرت ابو درداء ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ نے ایک ہی کپڑا زیب تن کر کے ہمیں نماز پڑھائی جب کہ آپ نے اس کے دونوں کنارے مخالف سمتوں میں ڈال رکھے تھے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر بن خطاب ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

٥٤٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الصلاة في الثوب الذي يصيب أهله فيه، ح: ٣٦٦ من حديث الليث به، وله طرق كثيرة عند ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما، وانظر، ح: ٦٣٨.

٥٤١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه الحسن بن يحيٰى، اتفق الجمهور علٰى ضعفه".

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا رَسُولَ اللهِ! تُصَلِّي بِنَا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: «نَعَمْ. أُصَلِّي فِيهِ، وَفِيهِ» أَيْ قَدْ جَامَعْتُ فِيهِ.

آپ ہمیں ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھا دیتے ہیں؟ فرمایا: ''ہاں' میں اس کو پہن کر نماز پڑھ لیتا ہوں' اگرچہ اسے پہن کر مباشرت بھی کی ہو۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کپڑا بڑا ہو اور اسے اوڑھ کر جسم کے اکثر حصے چھپ جائیں تو نماز کے لیے کافی ہے' یعنی یہ ضروری نہیں کہ نماز پڑھتے وقت دو یا تین کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔ ② امام ہو یا مقتدی سر ڈھانپ کر نماز ادا کرنا ضروری نہیں۔ گو مستقل طور پر ننگے سر رہنا مستحسن طریقہ نہیں۔ ③ یہ حکم مرد کے لیے ہے۔ عورت کے لیے ضروری ہے کہ اس کے سر پر اوڑھنی بھی ہو' یعنی اگر عورت لمبی قمیص پہن لے جس سے اس کے پاؤں چھپ جائیں اور سر پر کپڑا لے لے تو صرف دو کپڑوں میں اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ ④ ہمارے فاضل محقق نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت معناً اور متناً صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ روایت میں ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٥٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ الزِّمِّيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ: يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يَأْتِي فِيهِ أَهْلَهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ. إِلاَّ أَنْ يَرٰى فِيهِ شَيْئًا، فَيَغْسِلَهُ».

۵۴۲- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا: کسی نے بیوی کے پاس جاتے وقت جو کپڑا پہن رکھا ہو' کیا وہی پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' اگر اس میں کوئی چیز نظر آئے (جو دھونے کے لائق ہو) تو اسے دھو لے۔''

(المعجم ٨٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ (التحفة ٨٤)

باب:۸۴- موزوں پر مسح کرنا

٥٤٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۵۴۳- حضرت ہمام بن حارث سے روایت ہے'

٥٤٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٨٩ من حديث عبيدالله به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، رجاله ثقات"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٦، وأعله أحمد، وأبوحاتم بعلة غير قادحة.

٥٤٣ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في الخفاف، ح: ٣٨٧، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ٢٧٢ من حديث الأعمش به

وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: بَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ لَهُ: أَتَفْعَلُ هٰذَا؟ قَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِي؟ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهُ.

انھوں نے کہا: حضرت جریر بن عبداللہ ؓ نے پیشاب کیا۔ اس کے بعد وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ انھیں کہا گیا: آپ بھی یہ کام کرتے ہیں؟ فرمایا: مجھے کیا رکاوٹ ہے؟ (میں کیوں نہ کروں؟) جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اِس طرح کرتے دیکھا ہے۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ: كَانَ يُعْجِبُهُمْ حَدِيثُ جَرِيرٍ، لِأَنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ.

ابراہیم نے کہا: لوگوں کو حضرت جریر ؓ کی حدیث بہت پسند آئی کیونکہ وہ سورۂ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد اسلام لائے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہاں سورۂ مائدہ کی طرف جو اشارہ کیا گیا ہے اس سے مراد سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ٦ ہے جس میں وضو کا طریقہ بیان کرتے ہوئے پاؤں دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔ ② اگر حضرت جریر ؓ سورۂ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے ہوتے اور رسول اللہ ﷺ کا موزوں پر مسح کرنا بیان فرماتے تو یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ مسح کا حکم مذکورہ بالا آیت سے منسوخ ہوگیا۔ لیکن حضرت جریر ؓ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا تو ثابت ہوا کہ یہ حکم منسوخ نہیں ہوا۔ حضرت جریر ؓ ١٠ھ میں اسلام لائے تھے۔ ③ موزوں پر مسح کرنے کی روایات ٨٠ صحابہ سے مروی ہیں جن میں حضرات عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔ ④ موزوں پر مسح کو منسوخ قرار دینے والی روایات اور قصے ناقابل اعتبار اور ناقابل احتجاج ہیں۔ دیکھیے: (حاشیہ وحید الزمان خان' حدیث: ٥٤٣)

٥٤٤- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا أَبِي، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، جَمِيعًا عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ.

٥٤٤- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

٥٤٤_[صحيح] تقدم، ح: ٣٠٥.

٥٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ، فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ، حَتَّى فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

۵۴۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت مغیرہ ؓ ایک برتن میں پانی لے کر آپ کے ساتھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ غزوۂ تبوک کا واقعہ ہے جیسا کہ موطأ: (۱/۱۱ حدیث: ۷۵) میں اس کی وضاحت ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے اتنی دور جاتے تھے کہ کوئی نہ دیکھے: (سنن ابن ماجہ حدیث: ۳۳۱ تا ۳۳۶) جب کوئی صحابی پانی لے کر ساتھ جاتا تھا تو وہ بھی ایک مقام پر رک جاتا تھا' اس کے بعد آپ ﷺ اکیلے پانی لے کر کسی آڑ میں' یا ساتھی سے کافی دور تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت مغیرہ ؓ کے ساتھ بھی ایسے ہی ہوا جیسے کہ سنن ابن ماجہ حدیث: ۳۸۹ سے معلوم ہوتا ہے۔

٥٤٦- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ ذٰلِكَ؟ فَاجْتَمَعَا عِنْدَ عُمَرَ، فَقَالَ سَعْدٌ لِعُمَرَ: أَفْتِ ابْنَ أَخِي فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. فَقَالَ عُمَرُ: كُنَّا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَمْسَحُ عَلَى

۵۴۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے حضرت سعد بن مالک ؓ کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا تو فرمایا: کیا آپ لوگ اس طرح کرتے ہیں (مسح کر لیتے ہیں' پاؤں نہیں دھوتے؟) اس کے بعد حضرت عمر ؓ کے پاس دونوں کی باہم ملاقات ہو گئی تو حضرت سعد ؓ نے حضرت عمر ؓ سے فرمایا: میرے بھتیجے (ابن عمر ؓ) کو موزوں پر مسح کا مسئلہ بتا دیجیے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور موزوں پر مسح کر لیا کرتے تھے' اس میں

٥٤٥ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب إذا أدخل رجليه وهما طاهرتان، ح: ٢٠٦، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ٢٧٤ من حديث الليث به، ورواه مسلم عن محمد بن رمح وغيره به.

٥٤٦ـ [صحيح] أخرجه البزار في البحر الزخار: ١/ ٢٤٨، ح: ١٣٨ عن عمران بن موسٰى به، وصححه ابن خزيمة: ١/ ٩٣، ح: ١٨٤ * سعيد تابعه معمر عند أحمد: ١/ ٣٥ وغيره، وللحديث شواهد كثيرة

خِفَافِنَا، لاَ نَرٰى بِذٰلِكَ بَأْسًا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَإِنْ جَاءَ مِنَ الْغَائِطِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر چہ کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آیا ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں (تب بھی مسح کر لیتے تھے۔)

فوائد ومسائل: ① ایک عالم شخص بھی بعض اوقات کسی مسئلہ سے ناواقف ہوسکتا ہے' اس سے اس کی شان میں فرق نہیں آتا، اس لیے علمائے کرام کہا کرتے ہیں: [مَنْ حَفِظَ حُجَّةٌ عَلٰى مَنْ لَّمْ يَحْفَظْ] ''جسے ایک مسئلہ یا حدیث یاد ہے وہ حجت ہے اس شخص پر جسے یاد نہیں۔'' ② اختلاف کے موقع پر اپنے سے بڑے عالم سے مسئلہ معلوم کر لینا چاہیے۔ ③ عالم کو چاہیے کہ مسئلہ دلیل کے ساتھ بیان کر دے تاکہ سائل کو اطمینان ہو جائے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دلیل دی کہ یہ عمل ہم نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں آپ کے سامنے کیا ہے اور آپ نے منع نہیں فرمایا' لٰہذا یہ جائز اور درست ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کوئی کام کیا جائے اور آپ منع نہ کریں تو اس سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ ایسی حدیث کو ''تقریری حدیث'' کہتے ہیں۔ نبی علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کی خاموشی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ ممکن ہے وہ شخص اس کے جواز یا کراہت کا قائل ہو یا خاموشی کی وجہ کوئی اور ہو۔

٥٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَأَمَرَنَا بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

۵۴۷- حضرت سہل ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا اور ہمیں بھی موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔

٥٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْمُثَنّٰى، عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ:

۵۴۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ پانی ہے؟'' پھر آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ پھر لشکر سے آملے اور انھیں نماز پڑھائی۔

٥٤٧- **[إسناده ضعيف]** أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ١٢٥، ح: ٥٧٢٣ من حديث أبي مصعب به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، عبدالمهيمن ضعفه الجمهور".

٥٤٨- **[إسناده ضعيف]** قال في الزوائد: "هٰذا إسناد ضعيف منقطع، قال أبوزرعة: عطاء الخراساني لم يسمع من أنس، وقال العقيلي: عمر بن المثنى حديثه غير محفوظ".

«هَلْ مِنْ مَاءٍ؟» فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ، ثُمَّ لَحِقَ بِالْجَيْشِ، فَأَمَّهُمْ.

٥٤٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا دَلْهَمُ بْنُ صَالِحٍ الْكِنْدِيُّ، عَنْ حُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْكِنْدِيِّ، عَنِ ابنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدٰى لِلنَّبِيِّ ﷺ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذِجَيْنِ، فَلَبِسَهُمَا، ثُمَّ [تَوَضَّأَ وَ]مَسَحَ عَلَيْهِمَا.

۵۴۹-حضرت ابن بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نجاشی نے نبی ﷺ کی خدمت میں دوسادہ سیاہ موزے تحفہ کے طور پر ارسال کیے۔آپ نے انھیں پہنا' پھر وضو کیا اوران پر مسح کیا۔

فائدہ: سابقہ تینوں روایات سنداً ضعیف ہیں جبکہ مسئلہ' یعنی موزوں پر مسح کرنا صحیح ہے اور صحیحین کی روایات سے ثابت ہے۔

(المعجم ٨٥) - **بَابٌ: فِي مَسْحِ أَعْلَى الْخُفِّ وَأَسْفَلِهِ** (التحفة ٨٥)

باب:۸۵-موزوں پر اوپر نیچے (دونوں طرف) مسح کرنا

٥٥٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ وَرَّادٍ، كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَسَحَ أَعْلَى الْخُفِّ وَأَسْفَلَهُ.

۵۵۰-حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موزے کے اوپر بھی مسح کیا اور نیچے بھی۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے اس سے مسئلۃ الباب کا اثبات نہیں ہوتا بلکہ مسئلہ یہی ہے کہ مسح صرف موزوں کے اوپر والے حصے پر ہوگا۔

٥٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى

۵۵۱-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں

٥٤٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ١٥٥ وغيره * دَلْهَم ضعيف.

٥٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب كيف المسح، ح: ١٦٥ من حديث الوليد به، والترمذي، ح: ٩٧، وفيه علة الانقطاع، وتدليس الوليد بن مسلم.

٥٥١ـ [إسناده ضعيف] * بقية مدلس وعنعن، وشيخه ضعيف أو مجهول، راجع التقريب وغيره، وانظر، ح: ٧١٢.

الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُنْذِرٌ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَتَوَضَّأُ وَيَغْسِلُ خُفَّيْهِ، فَقَالَ بِيَدِهِ، كَأَنَّهُ دَفَعَهُ: «إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْمَسْحِ». وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ هٰكَذَا: مِنْ أَطْرَافِ الأَصَابِعِ إِلٰى أَصْلِ السَّاقِ، وَخَطَّطَ بِالأَصَابِعِ.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو وضو کر رہا تھا اور (پاؤں دھونے کے بجائے پاؤں میں پہنے ہوئے) موزے دھو رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اسے متوجہ کرنے کے لیے) ہاتھ سے اسے (ہلکا سا) دھکیلا اور فرمایا: ''مجھے مسح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔'' اور (اس کی وضاحت کرتے ہوئے) اپنے ہاتھوں کو (پاؤں کی) انگلیوں سے شروع کر کے پنڈلی کے شروع تک لے گئے اور انگلیوں سے (گویا) خط کھینچے۔

(المعجم ٨٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ لِلْمُقِيمِ وَالْمُسَافِرِ (التحفة ٨٦)

باب:٨٦- مقیم اور مسافر کے لیے موزوں پر مسح کی مدت

٥٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِىءٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَتِ: ائْتِ عَلِيًّا فَسَلْهُ، فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنِّي، فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَمْسَحَ، لِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَلِلْمُسَافِرِ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ.

٥٥٢- حضرت شریح بن ہانی ؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہ ؓ سے موزوں پر مسح کا مسئلہ پوچھا تو انھوں نے فرمایا: حضرت علی ؓ کے پاس جاؤ کیونکہ انھیں یہ مسئلہ مجھ سے زیادہ معلوم ہے۔ میں حضرت علی ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے مسح کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں مسح کا حکم دیا کرتے تھے۔ مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ موزوں پر مسح کی مدت مقرر ہے اور یہ مدت مسافر کے لیے مقیم سے زیادہ ہے۔ ② اگر مسافر موزے نہ اتارے تو تین دن رات اور مقیم ایک دن رات تک وضو میں پاؤں دھونے کے بجائے صرف مسح پر اکتفا کر سکتا ہے۔ موزے اتارنے کی صورت میں پاؤں دھونا ضروری ہیں۔ ③ مسح کی ابتدا حدث کے بعد پہلے مسح سے شمار کی جائے گی۔ ④ سائل کو اپنے بڑے عالم کے پاس جانے کو کہنا، علم چھپانے میں شامل نہیں، بلکہ

٥٥٢ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين، ح: ٢٧٦ من حديث الحكم به.

حقیقت کا اظہار اور دوسرے کے علم وفضل کا اعتراف ہے جس سے تواضع کا اظہار ہوتا ہے۔

٥٥٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْمُسَافِرِ ثَلاَثًا، وَلَوْ مَضَى السَّائِلُ عَلَى مَسْأَلَتِهِ لَجَعَلَهَا خَمْسًا.

۵۵۳- حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے تین دن کی مدت مقرر فرمائی ہے۔ لیکن اگر سائل مزید مدت کے لیے اجازت مانگتا تو آپ ﷺ پانچ دن کی بھی اجازت دے دیتے۔

٥٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ، يُحَدِّثُ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلاَثَةُ أَيَّامٍ» أَحْسِبُهُ قَالَ: «وَلَيَالِيهِنَّ لِلْمُسَافِرِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ».

۵۵۴- حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسافر کے لیے موزوں پر مسح کی مدت تین دن ہے۔" غالباً یہ بھی فرمایا: "اور تین رات۔"

٥٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي خَثْعَمٍ الْيَمَامِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! ﷺ مَا الطُّهُورُ عَلَى

۵۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! موزے پہن کر وضو کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "مسافر کے لیے تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات (مسح کرنا درست ہے۔")

٥٥٣- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب التوقيت في المسح، ح: ١٥٧ من حديث إبراهيم التيمي به، وصححه الترمذي، ح: ٩٥، وابن معين، وابن حبان.

٥٥٤- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٥٥- [إسناده ضعيف] * عمر بن عبدالله ضعيف كما في التقريب وغيره، والحديث الآتي يغني عنه.

الْخُفَّيْنِ؟ قَالَ: «لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ».

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن معناً صحیح ہے یعنی مسئلہ درست ہے جیسا کہ آئندہ آنے والی حدیث میں مذکور ہے غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

٥٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَبِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُهَاجِرُ أَبُو مَخْلَدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ، إِذَا تَوَضَّأَ وَلَبِسَ خُفَّيْهِ ثُمَّ أَحْدَثَ وُضُوءًا، أَنْ يَمْسَحَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ، وَلِلْمُقِيمِ، يَوْمًا وَلَيْلَةً.

٥٥٦- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے مسافر کو اجازت دی کہ جب وہ وضو کر کے موزے پہنے پھر نیا وضو کرے تو تین دن رات تک مسح کرے اور مقیم کے لیے ایک دن رات (مسح کرنے کی اجازت دی۔)

(المعجم ٨٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ بِغَيْرِ تَوْقِيتٍ (التحفة ٨٧)

باب: ٨٧- غیر معینہ مدت کے لیے مسح کرنا

٥٥٧- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى، وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيَّانِ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ قَطَنٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ عِمَارَةَ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ الْقِبْلَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا، أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَمْسَحُ

٥٥٧- حضرت ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ وہ صحابی ہیں جن کے گھر میں اللہ کے رسول ﷺ نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے (قبلہ تبدیل ہونے کا حکم نازل ہونے سے پہلے اسلام لائے تھے۔) انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: کیا میں موزوں پر مسح کر لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' انھوں نے کہا: ایک دن؟ (پھر) کہا: دو دن؟ (پھر) کہا: تین دن؟ حتی کہ سات دن تک جا پہنچے۔ نبی

٥٥٦_ [إسناده حسن] أخرجه أبويعلى (كما في تهذيب الكمال: ٢٨/ ٥٨٢ ترجمة مهاجر) عن محمد بن بشار بندار به، وزاد: "وكان أبوبكرة لا يمسح على الخفين" * المهاجر حسن الحديث على الراجح، وباقي السند صحيح.

٥٥٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب التوقيت في المسح، ح: ١٥٨ من حديث يحيى بن أيوب به، وقال ابن معين أحد رواته: "إسناده مظلم"، وقال النووي: "هو حديث ضعيف باتفاق أهل الحديث".

عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ قَالَ: «نَعَمْ». قَالَ: يَوْمًا؟ قَالَ: «وَيَوْمَيْنِ» قَالَ: وَثَلاَثًا؟ حَتَّى بَلَغَ سَبْعًا. قَالَ لَهُ: «وَمَا بَدَا لَكَ».

ﷺ نے اس سے کہا: ''جب تک تمھارا جی چاہے۔''

فائدہ: یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے، تاہم اگلے ایک اثر صحابہ میں بہ وقتِ ضرورت تین دن سے زیادہ مسح کرنے کا جواز ملتا ہے۔

٥٥٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ ابْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَلَوِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنْ مِصْرَ، فَقَالَ: مُنْذُ كَمْ لَمْ تَنْزِعْ خُفَّيْكَ؟ قَالَ: مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، قَالَ: أَصَبْتَ السُّنَّةَ.

٥٥٨- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے کہ وہ مصر سے حضرت عمر ؓ کے پاس (مدینہ منورہ) آئے۔ حضرت عمر ؓ نے پوچھا: تم نے کتنی مدت سے موزے نہیں اتارے؟ انھوں نے کہا: جمعہ سے جمعہ تک (ہفتہ بھر۔) حضرت عمر ؓ نے فرمایا: تم نے سنت کے مطابق عمل کیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ اثر صحیح ہے۔ امام ابن تیمیہ ؒ نے بھی اس کی توثیق کی ہے اور اپنے ایک سفر کا بھی ذکر کیا ہے جس میں ان کو بھی اس مسئلے پر بہ امر مجبوری عمل کرنا پڑا تھا، تاہم یہ اثر سابقہ باب کی احادیث سے بظاہر متعارض نظر آتا ہے لیکن اہل علم نے ان کے درمیان اس طرح تطبیق دی ہے کہ جن احادیث میں موزوں پر مسح کی مدت مقرر کی گئی ہے ان پر عمل اس وقت ہوگا جب مسافر کے لیے تین دن رات کے بعد موزوں کو اتارنے میں مشقت و تکلیف نہ ہو، البتہ سفر طویل ہو اور قافلے کے چھوٹ جانے کا خطرہ ہو یا موزوں کو اتارنا مشقت و کلفت کا باعث ہو تو پھر موزوں پر مسح کرنا غیر معینہ مدت کے لیے ہوگا جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر ؓ نے کیا تو حضرت عمر ؓ نے [أَصَبْتَ السُّنَّةَ] ''تم نے سنت نبوی کو پالیا۔'' کہہ کر ان کی تحسین فرمائی۔ واللہ اعلم۔ ② حضرت عقبہ بن عامر ؓ دمشق سے مدینہ منورہ فتح دمشق کی خوشخبری لے کر آئے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة: ٢٣٩/٦، حديث: ٢٦٢٢)

ملحوظہ: سنن ابوداود کے فوائد میں حضرت ابی بن عمارہ کی حدیث کے تحت اس کے ضعف کی توصراحت ہے لیکن

٥٥٨- [إسناده حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: (٧/ ١٠٧ ترجمة البلوي) من حديث أبي عاصم به.

حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ اس میں بیان نہیں ہو سکا' جس کی رو سے بہ وقت ضرورت تین دن سے زیادہ مسح کرنے کا جواز ہے۔

(المعجم ٨٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ (التحفة ٨٨)

باب:٨٨- جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنا

٥٥٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ الأَوْدِيِّ، عَنِ الْهُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ.

٥٥٩- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

فوائد ومسائل: ① امام ابوداود رحمہ اللہ اور بعض دیگر علماء نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے لیکن امام ترمذی رحمہ اللہ اور بعض دیگر علماء نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تنقید کرنے والے علماء نے فرمایا ہے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کرنے کی روایت صحیح ہے۔ مصر کے مشہور عالم الشیخ احمد محمد شاکر نے فرمایا ہے کہ یہ تنقید درست نہیں کیونکہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے ان کے شاگردوں نے ان کی مختلف احادیث روایت کی ہیں۔ کسی نے موزوں پر مسح کی حدیث روایت کی' کسی نے عمامہ پر مسح کی اور کسی نے جرابوں پر مسح کی۔ یہ سب احادیث صحیح ہیں۔ انھیں ایک دوسرے کے خلاف قرار دے کر بعض کو راوی کی غلطی قرار دینا درست نہیں۔ (جامع الترمذي' الطهارة' باب ماجاء في المسح على الجوربين والنعلين' حديث:٩٩' حاشيه از احمد محمد شاكر) ② امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرات علی بن ابوطالب' عبداللہ بن مسعود' براء بن عازب' انس بن مالک' ابوامامہ' سہل بن سعد' عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (سنن ابو داود' الطهارة' باب المسح على الجوربين' حديث:١٥٩) ③ امام دولابی نے ''الکنٰی والاسماء'' (١/٨٨) میں سند کے ساتھ حضرت ازرق بن قیس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھیں وضو کی ضرورت پیش آئی تو انھوں نے چہرہ اور بازو دھوئے اور اُون کی جرابوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا: کیا آپ ان پر مسح کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: یہ بھی موزے ہیں لیکن اون کے بنے ہوئے ہیں۔ حضرت انس بن

٥٥٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب المسح على الجوربين، ح:١٥٩ من حديث وكيع به، وصححه الترمذي، ح:٩٩، قلت: سفيان الثوري، تقدم حاله في التدليس، ح:١٦٢، ولم أجد تصريح سماعه، وللحديث شواهد كثيرة، ولكنها ضعيفة، وإجماع الصحابة يغني عنه.

مالک رضی اللہ عنہ نے واضح کیا ہے کہ جرابوں پر "خف" (موزے) کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے یعنی ان کے فرمان کے مطابق عربی زبان میں "خف" سے مراد وہ لباس ہوتا ہے جس سے پاؤں چھپ جائیں خواہ وہ چمڑے کے موزے ہوں یا اونی یا سوتی جرابیں۔ (مزید تفصیل کے لیے جامع ترمذی کے مذکورہ بالا باب پر علامہ احمد محمد شاکر کا حاشیہ ملاحظہ کیجیے) ④ اہل عرب کے جوتے کھلے ہوتے تھے۔ جوتے کے تلے پر صرف چمڑے کے ایک دو باریک ٹکڑے ہوتے تھے لہٰذا جرابوں پر مسح کرنے کے لیے جوتے اتارنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ ہوائی چپل وغیرہ کی صورت میں اس حدیث پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ روایت کا مطلب جرابوں اور جوتوں پر الگ الگ مسح کرنا بھی ہے یعنی آپ ﷺ نے صرف جرابوں پر مسح کیا اور بعض دفعہ صرف بند جوتوں پر مسح کیا۔

٥٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ وَ بِشْرُ بْنُ آدَمَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عِيسَى ابْنِ سِنَانٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَرْزَبٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ.

٥٦٠- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

قَالَ الْمُعَلَّى فِي حَدِيثِهِ: لاَ أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: وَالنَّعْلَيْنِ.

(عیسیٰ بن یونس کے شاگرد) معلیٰ بن منصور نے اپنی حدیث میں کہا کہ میرے علم میں تو یہ ہے کہ انہوں نے صرف "و النعلين" ہی کہا۔

(المعجم ٨٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ (التحفة ٨٩)

باب:٨٩- پگڑی پر مسح کرنے کا بیان

٥٦١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ

٥٦١- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر اور سر کے کپڑے پر مسح کیا۔

٥٦٠- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٢٨٤، ٢٨٥ من حديث المعلّى به، وقال: "الضحاك بن عبدالرحمٰن لم يثبت سماعه من أبي موسٰى، وعيسى بن سنان ضعيف"، والسند ضعفه أبوداود وغيره، وقال البوصيري: "سنده ضعيف"، وله شواهد كثيرة ضعيفة، منها الحديث السابق.

٥٦١- أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، ح: ٢٧٥ من حديث عيسى بن يونس وغيره به.

الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ بِلَالٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ.

فوائد ومسائل: ① سر کا مسح سر پر بھی کیا جا سکتا ہے' پگڑی یا دوپٹے پر بھی' اور سر پر شروع کر کے پگڑی پر مکمل کرنا بھی درست ہے۔ صرف چوتھائی سر کے مسح کا کوئی واضح ثبوت نہیں۔ ② اس حدیث میں خمار سے مراد پگڑی یا سر پر بندھا رہنے والا کپڑا' سر بندھن وغیرہ ہے۔ ③ پگڑی کا مسح صحابۂ کرام ؓ کی ایک جماعت سے مروی ہے' چنانچہ امام ترمذی ؒ لکھتے ہیں یہ قول صحابۂ کرام ؓ کی ایک جماعت کا ہے ان میں حضرت ابوبکر' عمر اور انس ؓ شامل ہیں اور حضرت ابوامامہ' سعد بن مالک اور ابو درداء ؓ سے اس کے متعلق روایت منقول ہے۔ ④ اکثر حضرات کے نزدیک مسح عمامہ کے لیے طہارت (وضو کر کے پگڑی باندھنا) شرط نہیں۔

٥٦٢- حَدَّثَنَا دُحَيْمٌ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ؛ [ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ]: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْعِمَامَةِ.

٥٦٢- حضرت جعفر بن عمرو اپنے والد (حضرت عمرو بن حریث مخزومی ؓ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

٥٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي الْفُرَاتِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ، مَوْلٰى زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ، فَرَأَى رَجُلاً يَنْزِعُ خُفَّيْهِ لِلْوُضُوءِ، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: امْسَحْ عَلٰى خُفَّيْكَ وَعَلٰى خِمَارِكَ

٥٦٣- حضرت زید بن صوحان کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو مسلم ؒ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سلمان ؓ کے ساتھ تھا۔ انھوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ وضو کرنے کے لیے موزے اتار رہا ہے۔ سلمان ؓ نے اس سے فرمایا: موزوں' عمامے اور سر کے اگلے حصے پر مسح کر لو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر اور سر کے کپڑے پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

٥٦٢- أخرجه البخاري، الوضوء، باب المسح على الخفين، ح: ٢٠٥ من حديث الأوزاعي به.
٥٦٣- [إسناده ضعيف] أخرجه الطيالسي في مسنده، ح: ٦٥٦ عن داود به.

وَبِنَاصِيَتِكَ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ.

٥٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ، أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي مَعْقِلٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ. فَأَدْخَلَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ، فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ، وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ.

۵۶۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور آپ نے قطر کا بنا ہوا عمامہ پہنا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے عمامہ کے نیچے ہاتھ ڈال کر سر کے اگلے حصے کا مسح کیا اور عمامہ مبارک کو کھولا نہیں۔

أبواب التيمم...... تیمّم کے احکام ومسائل

(المعجم ٩٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيَمُّمِ (التحفة ٩٠)

باب: ۹۰- تیمّم کی مشروعیت کا بیان

٥٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّهُ قَالَ: سَقَطَ عِقْدُ عَائِشَةَ، فَتَخَلَّفَتْ لِالْتِمَاسِهِ، فَانْطَلَقَ أَبُوبَكْرٍ إِلَى عَائِشَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهَا فِي حَبْسِهَا النَّاسَ، فَأَنْزَلَ

۵۶۵- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گر پڑا۔ وہ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئیں (اس وجہ سے قافلہ بھی رک گیا۔) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور لوگوں کے رکنے کا باعث بن جانے پر ان پر ناراضی کا اظہار فرمایا۔ (چونکہ اس مقام پر وضو کے لیے

٥٦٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب المسح على العمامة، ح:١٤٧ من حديث ابن وهب به * أبومعقل لا يعرف كما في ميزان الاعتدال وغيره.

٥٦٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب التيمم، ح:٣١٨ من حديث الزهري به، إسناده منقطع ولكن له طرق صحيحة، انظر سنن أبي داود، ح:٣٢٠ وغيره.

اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ، الرُّخْصَةَ فِي التَّيَمُّمِ، قَالَ فَمَسَحْنَا يَوْمَئِذٍ إِلَى الْمَنَاكِبِ، قَالَ فَانْطَلَقَ أَبُوبَكْرٍ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: مَا عَلِمْتُ إِنَّكِ لَمُبَارَكَةٌ.

پانی موجود نہیں تھا) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی اجازت نازل فرما دی۔ (صحابی فرماتے ہیں:) اس دن ہم نے کندھوں تک مسح کیا۔ (اس کے بعد) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور کہا: مجھے معلوم نہ تھا کہ تم اس قدر باعث برکت ہو۔

فوائد و مسائل: ① خاوند کو مناسب حد تک بیوی کی دل جوئی کرنی چاہیے اگرچہ اس میں کچھ مشقت بھی ہو۔ ② والدین اپنی اولاد کی غلطی پر زبانی تنبیہ اور جسمانی تادیب سے کام لے سکتے ہیں۔ ③ اس سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شرف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی ایک وقتی تکلیف کی وجہ سے تمام مسلمانوں کو تیمم جیسی سہولت کی نعمت حاصل ہوگئی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اسی موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس فضیلت کا اظہار فرمایا تھا۔ (دیکھیے: حدیث: ۵۶۸) ④ تیمّم میں کندھوں تک ہاتھ پھیرنے کا حکم منسوخ ہے۔ صرف چہرے اور ہتھیلیوں کا مسح کافی ہے جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت ہے۔

٥٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارٍ [بْنِ يَاسِرٍ] قَالَ: تَيَمَّمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى الْمَنَاكِبِ.

۵۶۶- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کندھوں تک تیمّم کیا۔

٥٦٧- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، جميعًا عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «جُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا».

۵۶۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے زمین مسجد اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دی گئی ہے۔''

٥٦٦ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ١/ ١٦٨، الطهارة، باب التيمم في السفر، ح: ٣١٥ من حديث صالح عن الزهري به.

٥٦٧ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاة، ح: ٥٢٣ من حديث إسماعيل بن جعفر به مطولاً.

فوائد ومسائل: ① زمین کے مسجد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے لیے مسجد ضروری نہیں مسجد سے باہر بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے، سوائے ممنوعہ مقامات یا ناپاک جگہ کے، مثلاً: عین راستے پر، قبرستان میں، اور بعض دیگر مقامات جن کی تفصیل حدیث: ۷۴۵، ۷۴۶ اور ۷۴۷ میں مذکور ہے۔ لیکن فرض نماز میں کسی عذر کے بغیر جماعت سے پیچھے رہنا جائز نہیں۔ ② زمین پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دی گئی ہے، کا مطلب یہ ہے کہ عذر کے موقع پر وضو اور غسل کے بجائے تیمّم سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔

٥٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً، فَهَلَكَتْ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ أُنَاسًا فِي طَلَبِهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ، فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: جَزَاكِ اللهُ خَيْرًا، فَوَاللهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً.

٥٦٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت اسماء ؓ سے ایک ہار عاریتاً لیا، (سفر کے دوران میں ایک مقام پر) وہ ہار گم ہو گیا۔ نبی ﷺ نے چند افراد اس کو تلاش کرنے کے لیے بھیجے۔ (اس دوران میں) نماز کا وقت ہو گیا تو ان افراد نے وضو کیے بغیر نماز پڑھ لی (کیونکہ ان کے پاس پانی نہیں تھا) جب وہ (ہار تلاش کر کے) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے اس چیز کی شکایت کی۔ تب تیمّم کی آیت نازل ہو گئی۔ حضرت اسید بن حضیر ؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے! آپ پر جب بھی کوئی مشکل آئی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تو اس (مشکل) سے نجات دے دی اور اس میں مسلمانوں کے لیے کوئی برکت عنایت فرما دی۔

(المعجم ٩١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيَمُّمِ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً (التحفة ٩١)

باب: ۹۱- تیمّم کے لیے (زمین پر) ایک بار ہاتھ مارنا

٥٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

٥٦٩- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ سے روایت

٥٦٨ـ أخرجه البخاري، فضائل الصحابة، باب فضل عائشة رضي الله عنها، ح: ٣٧٧٣، ٥١٦٤، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٦٧ من حديث أبي أسامة وغيره به.

٥٦٩ـ أخرجه البخاري، التيمم، باب التيمم للوجه والكفين، ح: ٣٤٣ عن ابن بشار مختصرًا، ح: ٣٣٨ وغيره، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٦٨ من حديث شعبة به.

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلاً أَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ، فَقَالَ عُمَرُ: لاَ تُصَلِّ، فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: أَمَا تَذْكُرُ، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ، فَأَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدِ الْمَاءَ، فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ [لَهُ،] فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ» وَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدَيْهِ إِلَى الأَرْضِ، ثُمَّ نَفَخَ فِيهِمَا، وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ.

ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اگر مجھے جنابت کی حالت پیش آ جائے اور پانی نہ ملے (تو کیا کروں؟) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز نہ پڑھ (جب پانی ملے گا تو غسل کر کے قضا نماز پڑھنا۔) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے کہا: امیر المومنین! کیا آپ کو یاد نہیں جب میں اور آپ دونوں ایک لشکر میں تھے۔ ہمیں غسل کی حاجت پیش آئی اور پانی نہ ملا (اس وقت بھی) آپ نے تو نماز نہیں پڑھی تھی، میں نے زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر نماز پڑھ لی تھی۔ پھر جب میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ واقعہ عرض کیا، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے تو اتنا ہی کافی تھا۔'' اور (یہ کہہ کر) نبی ﷺ نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے، پھر ان میں پھونک ماری اور چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر مسح کیا۔

فوائد و مسائل: ① اس سے تیمم کا طریقہ معلوم ہوا کہ پاک زمین پر ہاتھ مار کر ان پر پھونک ماری جائے، پھر وہ ہاتھ چہرے پر پھیر لیے جائیں اور پھر دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے پر پھیر لیا جائے تو تیمم مکمل ہو جاتا ہے۔ بازوؤں اور پاؤں پر ہاتھ پھیرنے کی ضرورت نہیں، نہ سر اور کانوں کا مسح کیا جائے گا۔ ② یہ تیمم جس طرح وضو کا قائم مقام ہوتا ہے اسی طرح غسل کا بھی قائم مقام ہو جاتا ہے۔ غسل کی حاجت ہونے کی صورت میں پورے جسم پر مٹی پہنچانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ③ جب کسی مسئلہ میں کوئی نص موجود نہ ہو تو اجتہاد کرنا جائز ہے۔ ④ دو مجتہدین کے اجتہاد میں باہم اختلاف پایا جائے تو ہر مجتہد اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کر سکتا ہے۔ ⑤ مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو سکتی ہے لیکن وہ اس غلطی کی وجہ سے گناہ گار نہیں ہوگا۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو وہ نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا جو انھوں نے تیمم کے بجائے زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر ادا کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجتہادی غلطی کی بنا پر کیا جانے والا عمل بعد میں صحیح مسئلہ معلوم ہونے پر دوبارہ ادا کرنا ضروری نہیں، البتہ آئندہ کے لیے صحیح مسئلہ پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ⑦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ پیش آنے والا یہ واقعہ یاد نہیں رہا، اس لیے سائل کو نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا فقیہ غلط فہمی کا شکار ہو کر کسی مسئلہ میں غلط موقف اختیار کر سکتا ہے کیونکہ وہ معصوم نہیں، لہٰذا اختلافی مسائل میں زیادہ قوی موقف کو ترجیح دینا چاہیے، خواہ اس کا قائل کوئی بھی عالم ہو۔ کسی خاص عالم ہی کے

قول کو اختیار کرنے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ ⑧ تیمّم میں زمین پر ہاتھ مار کر ان میں پھونک مارنے کا مقصد یہ ہے کہ زائد غبار اتر جائے کیونکہ مقصد صرف حکم کی تعمیل ہے' جسم کو غبار آلود کرنا نہیں۔

٥٧٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْحَكَمِ، وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ أَنَّهُمَا سَأَلاَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى عَنِ التَّيَمُّمِ، فَقَالَ: أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَمَّارًا أَنْ يَفْعَلَ هٰكَذَا، وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الأَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهُمَا، وَمَسَحَ عَلٰى وَجْهِهِ.

قَالَ الْحَكَمُ: وَيَدَيْهِ، وَقَالَ سَلَمَةُ: وَمِرْفَقَيْهِ.

٥٧٠- حضرت حکم اور حضرت سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن ابواوفی ؓ سے تیمّم کا مسئلہ دریافت کیا' تو انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے حضرت عمار ؓ کو اس طرح کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ کہہ کر انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے' پھر انھیں جھاڑا اور انھیں اپنے چہرے پر پھیر لیا۔

حکم نے کہا: اور اپنے ہاتھوں پر پھیر لیا۔ اور سلمہ بن کہیل نے کہا: اور اپنی کہنیوں پر پھیر لیا۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ایک راوی (حکم) نے کہا: چہرے پر ہاتھ پھیرنے کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو مل لیا (اور یہی بات صحیح ہے) اور دوسرے راوی (سلمہ) نے کہا کہ پھر اپنے ہاتھوں کو کہنیوں پر پھیر لیا۔ یہ بات ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دوسرے راوی کے الفاظ: ''اپنی کہنیوں پر پھیر لیا'' کو بعض محققین نے منکر قرار دیا ہے اور باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

(المعجم ٩٢) - بَابٌ: فِي التَّيَمُّمِ ضَرْبَتَيْنِ (التحفة ٩٢)

باب: ٩٢- تیمّم کے لیے زمین پر دو مرتبہ ہاتھ مارنا

٥٧١- حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ [الْمِصْرِيُّ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ حِينَ تَيَمَّمُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ،

٥٧١- حضرت عمار بن یاسر ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے جب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تیمّم کیا تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا تو انھوں نے مٹی پر ہاتھ مارے اور ہاتھ میں مٹی نہیں پکڑی' پھر ایک بار چہرے پر ہاتھ پھیر لیے۔ پھر دوبارہ زمین پر ہاتھ مارے اور ہاتھوں

٥٧٠ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٨٥٤ لعلته.

٥٧١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٦٥.

فَأَمَرَ الْمُسْلِمِينَ فَضَرَبُوا بِأَكُفِّهِمُ التُّرَابَ وَلَمْ يَقْبِضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا فَمَسَحُوا بِوُجُوهِهِمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ عَادُوا فَضَرَبُوا بِأَكُفِّهِمُ الصَّعِيدَ مَرَّةً أُخْرٰى فَمَسَحُوا بِأَيْدِيهِمْ.

پر مسح کیا۔

توضیح: حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے زیادہ روایات ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مارنے کی ہیں۔ خود حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا فتوی بھی ایک بار ہاتھ مار کر تیمم کرنے کا ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے جامع ترمذی میں بیان کیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور وہ کئی اسناد سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور یہی قول متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے' جن میں حضرت علی' حضرت عمار اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ اور متعدد تابعین کا بھی یہی قول ہے جن میں حضرت شعبی' عطاء اور مکحول رحمہم اللہ بھی شامل ہیں' ان سب نے فرمایا: تیمم میں چہرے اور ہاتھوں کے لیے ایک ہی ضرب ہے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ اس کے بعد امام ترمذی نے دو ضربوں کے قائلین کے نام لیے ہیں' جن میں صحابہ بھی ہیں اور تابعین بھی اور ائمۂ فقہ بھی، اس لیے دونوں طریقوں پر عمل کیا جا سکتا ہے لیکن ایک دفعہ ہاتھ مارنے والی روایت پر عمل کرنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم. (دیکھیے: جامع الترمذي' الطهارة' باب ماجاء في التيمم' حديث:١٤٤) امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دو مرتبہ ہاتھ زمین پر مارنے والی تمام روایات میں مقال (گفتگو) ہے (ضعف ہے) اگر یہ روایات صحیح ہوتیں تو ان پر عمل کرنا متعین ہوتا کیونکہ اس میں ایک بات زیادہ ہے جسے قبول کرنا ضروری ہوتا، اس لیے حق بات یہ ہے کہ صحیحین کی اس روایتِ عمار ہی کو کافی سمجھا جائے جس میں ایک مرتبہ ہاتھ زمین پر مارنے کا ذکر ہے' جب تک کہ دو مرتبہ والی روایت صحیح ثابت نہ ہو جائے۔ (نيل الأوطار:١/٢٦٤)

(المعجم ٩٣) - بَابٌ: فِي الْمَجْرُوحِ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ فَيَخَافُ عَلٰى نَفْسِهِ إِنِ اغْتَسَلَ (التحفة ٩٣)

باب:٩٣- زخمی کو اگر غسل کرنے کی ضرورت میں (موت یا شدتِ مرض کا) خطرہ محسوس ہو تو (تیمم کر لے)

٥٧٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبِ بْنِ أَبِي الْعِشْرِينَ:

٥٧٢- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کا سر

٥٧٢ـ [صحيح] رواه أبوداود، ح:٣٠٣٧ من حديث الأوزاعي أنه بلغه عن عطاء به، وصرح الأوزاعي بالسماع من عطاء عند الحاكم:١/١٧٨، فحديث ابن عباس صحيح، وللحديث طرق أخرٰى، وحديث عطاء: لو غسل جسده . . . الخ، ضعيف لإرساله.

حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُ أَنَّ رَجُلاً أَصَابَهُ جُرْحٌ فِي رَأْسِهِ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ أَصَابَهُ احْتِلاَمٌ، فَأُمِرَ بِالاِغْتِسَالِ، فَاغْتَسَلَ، فَكُزَّ، فَمَاتَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللهُ، أَوَ لَمْ يَكُنْ شِفَاءَ الْعِيِّ السُّؤَالُ».

زخمی ہو گیا۔ اس کے بعد (ایک دن) اسے احتلام ہو گیا۔ (اس نے صحابۂ کرام ؓ سے مسئلہ پوچھا) تو اسے نہانے کا حکم دیا گیا۔ اس نے غسل کیا تو (سردی کی شدت کی وجہ سے) بیمار ہو گیا اور (اسی بیماری سے) فوت ہو گیا۔ نبی ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو فرمایا: ''انھوں نے اسے قتل کر دیا' اللہ انھیں ہلاک کرے۔ کیا پوچھ لینا لاعلمی کا علاج نہیں؟''

قَالَ عَطَاءٌ: وَبَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ غَسَلَ جَسَدَهُ وَتَرَكَ رَأْسَهُ، حَيْثُ أَصَابَهُ الْجِرَاحُ».

حضرت عطاء ؒ نے فرمایا: ہمیں روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''کاش وہ باقی جسم دھو لیتا اور سر کو رہنے دیتا جہاں اسے زخم تھا۔''

فوائد ومسائل: ① اگر پانی بہت ٹھنڈا ہو اور گرم کرنے کا انتظام نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے نہانے سے ہلاکت یا بیماری کا خوف ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ عذر ختم ہونے پر غسل کرنا فرض ہوگا۔ ② حدیث میں [کُزَّ] کا لفظ ہے' یعنی اسے کزاز کی بیماری لاحق ہو گئی۔ یہ بیماری سردی کی شدت کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے۔ ③ زخم کا ذکر کرنے سے اشارہ ملتا ہے کہ اس کی بیماری کا ایک سبب وہ زخم بھی تھا۔ گویا اس کی وفات کی وجہ شدت کی سردی بھی تھی' لیکن اس کے ساتھ ساتھ زخم پر ٹھنڈا پانی پڑنے کی وجہ سے اس کی بیماری نے اس قدر شدت اختیار کر لی کہ وہ فوت ہو گیا۔ ④ فتوی دینے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے' لہٰذا سائل کے حالات کو مدنظر رکھ کر مسئلہ بتانا چاہیے۔ ⑤ اگر مسئلے میں کسی قسم کا اشکال ہو تو فتوی دینے سے پرہیز کرنا چاہیے اور اپنے سے بڑے عالم کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دینا چاہیے۔ ⑥ غلطی پر تنبیہ کے لیے سخت الفاظ سے بھی زجر وتوبیخ جائز ہے بشرطیکہ اس سے نامناسب ردعمل کا خطرہ نہ ہو۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ بظاہر بددعا ہیں ''اللہ انھیں تباہ کرے۔'' لیکن آپ ﷺ کا مقصد بددعا کرنا نہیں بلکہ ناراضی کا اظہار تھا۔ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی جو قبول ہوئی کہ اگر کسی مسلمان کے حق میں بددعا کے الفاظ زبان سے نکلیں تو وہ اس کے لیے رحمت اور مغفرت کا باعث بن جائیں۔ (صحیح مسلم' البر والصلة' باب من لعنه النبيﷺ وسبه...... الخ' حدیث:۲۶۰۰) ⑧ اسلامی شریعت کی بنیاد چونکہ آسانی اور سہولت پر ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ نے عذر میں مبتلا لوگوں کے لیے عبادات کے ادا کرنے میں حسب عذر تخفیف کر دی ہے تاکہ وہ کسی حرج اور مشقت کے بغیر اپنی عبادات ادا کر سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج:۲۲/۷۸) ''اور (اللہ تعالیٰ نے) تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔'' اور فرمایا:

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرة:٢/١٨٥) ''اللہ تمھارے حق میں آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا۔'' اور فرمایا: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن:٦٤/١٦) ''سو جہاں تک ہو سکے، تم اللہ سے ڈرو۔'' اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے: [إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ] (صحيح البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، حديث:٧٢٨٨، وصحيح مسلم، الحج، باب فرض الحج مرة في العمر، حديث:١٣٣٧) ''جب میں تمھیں کوئی حکم دوں تو مقدور بھر اطاعت بجا لاؤ۔'' اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''دین آسان ہے۔'' (صحيح البخاري، الإيمان، باب الدين يسر، حديث:٣٩)

مریض کو جب پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرنے کی استطاعت نہ ہو، یعنی حدث اصغر ''وضو نہ ہونے'' کی صورت میں وضو اور حدث اکبر ''ناپاکی'' کی صورت میں غسل کرنے سے عاجز ہو یا اس سے مرض میں اضافے کا خوف ہو یا بیماری کے درست ہونے میں تاخیر کا اندیشہ ہو تو وہ تیمّم کر لے، یعنی دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر ایک بار مارے اور اپنی انگلیوں کے اندر کے حصے کو اپنے چہرے پر پھیرے اور ہتھیلیوں کو دونوں ہاتھوں پر پھیرے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ﴾ (المائدة:٥/٦) ''اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی لو اور اس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (کر کے تیمّم) کر لو۔'' جو شخص پانی کے استعمال سے عاجز ہو اس کا حکم وہی ہے، جو اس شخص کا ہے جس کے پاس پانی ہی نہ ہو کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِىءٍ مَا نَوَى] (صحيح البخاري، بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي الى رسول الله ﷺ، حديث:١) ''تمام اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کے لیے صرف وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔'' مریض کے حالات مختلف ہوتے ہیں، مثلاً: مرض معمولی ہو اور پانی کے استعمال سے ہلاکت، بیماری میں اضافے، شفایابی میں تاخیر اور درد میں نمایاں اضافے کا کوئی خدشہ نہ ہو، جیسے سر درد یا ڈاڑھ میں درد وغیرہ ہو یا مریض کے لیے گرم پانی کا استعمال ممکن ہو اور اس سے اسے کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو تو اس کے لیے تیمّم جائز نہیں۔ چونکہ تیمّم کا جواز نفی ضرر کے لیے ہے اور یہاں کوئی ضرر ہے ہی نہیں اور پانی بھی اس کے پاس موجود ہے، لہٰذا اس کے لیے پانی کا استعمال واجب ہے۔ اگر مریض ایسا ہو کہ پانی کے استعمال سے اسے ہلاکت، یا کسی عضو کے ناکارہ ہونے یا کسی موذی مرض کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے مریض کے لیے تیمّم جائز ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ (النساء:٤/٢٩) ''اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو، بلاشبہ اللہ تم پر مہربان ہے۔'' اگر مرض ایسا ہے کہ آدمی چل پھر نہیں سکتا اور اس کے پاس کوئی اور انسان بھی نہیں جو اسے پانی مہیا کر سکے تو اس کے لیے بھی تیمّم جائز ہے۔ جس شخص کے جسم پر زخم ہوں یا پھوڑے پھنسیاں ہوں یا کوئی عضو ٹوٹا ہوا

ہو یا مرض ایسا ہو کہ پانی کا استعمال نقصان دہ ہو اور وہ جنبی ہو جائے تو اس کے لیے سابقہ دلائل کی بنیاد پر تیمم کرنا جائز ہے اور اگر اس کے لیے جسم کے صحیح حصے کا دھونا ممکن ہو تو اسے دھونا واجب ہوگا اور باقی حصے کا تیمّم کر لے۔ اگر مریض کسی ایسی جگہ ہو جہاں پانی نہ ہو' مٹی بھی نہ ہو اور نہ کوئی ایسا شخص موجود ہو جو مٹی یا پانی لا کر دے سکے تو وہ حسب حال اسی طرح نماز پڑھ لے' نماز کو مؤخر کرنا جائز نہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن: ۱۶/۶۴) ''سو جہاں تک ہو سکے تم اللہ سے ڈرو۔'' سلسل البول کا وہ مریض جو علاج معالجہ سے بھی صحیح نہ ہو سکتا ہو تو اسے وقت ہونے کے بعد ہر نماز کے لیے وضو کرنا چاہیے اور جسم کے اس حصہ کو دھو لینا چاہیے جہاں پیشاب لگا ہو۔ اگر مشقت نہ ہو تو نماز کے لیے الگ پاک کپڑے استعمال کرے ورنہ اس کے لیے معافی ہے اور وہ انہی کپڑوں میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور رسول اللہ ﷺ کے فرمودات سے اس سہولت کا استنباط ہوتا ہے۔ سلسل البول کے مریض کو احتیاط کرنی چاہیے کہ پیشاب اس کے کپڑوں' جسم اور نماز کی جگہ کو نہ لگے۔ یاد رہے کہ تیمم بھی ہر اس چیز سے باطل ہو جاتا ہے جس سے وضو باطل ہوتا ہے' نیز پانی کے استعمال کی قدرت کے حاصل ہونے' یا معدوم ہونے کی صورت میں پانی کے مل جانے سے بھی تیمّم باطل ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٩٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ٩٤)

باب: ۹۴- غسل جنابت کا طریقہ

٥٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلاً، فَاغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَأَكْفَأَ الْإِنَاءَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلاَثًا، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى فَرْجِهِ، ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالأَرْضِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاَثًا، وَذِرَاعَيْهِ ثَلاَثًا، ثُمَّ أَفَاضَ الْمَاءَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ،

۵۷۳- ام المومنین میمونہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا تو آپ نے غسل جنابت کیا۔ (پہلے) بائیں ہاتھ سے برتن کو جھکا کر دائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور تین بار اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر اپنی شرم گاہ پر پانی ڈالا (اور استنجا کیا)' پھر زمین پر ہاتھ رگڑا (اور صاف کر لیا) پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ تین بار چہرہ مبارک دھویا' اور تین بار بازو دھوئے۔ پھر باقی جسم پر پانی بہا لیا۔ پھر ایک طرف ہو کر دونوں پاؤں دھو لیے۔

٥٧٣_[صحيح] تقدم، ح: ٤٦٧.

ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ.

فوائد ومسائل: ① پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھونے چاہییں۔ ② استنجا کرنے کے بعد مٹی پر ہاتھ رگڑنے سے صفائی اچھی طرح ہو جاتی ہے۔ اس مقصد کے لیے صابن کا استعمال بھی درست ہے۔ ③ غسل کے دوران میں وضو کرتے ہوئے پاؤں نہ دھوئے جائیں۔ غسل سے فارغ ہو کر دھوئے جائیں۔

٥٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرٍ التَّيْمِيُّ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ عَمَّتِي وَخَالَتِي، فَدَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ، فَسَأَلْنَاهَا: كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ غُسْلِهِ مِنَ الْجَنَابَةِ، قَالَتْ: كَانَ يُفِيضُ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يُدْخِلُهَا الْإِنَاءَ، ثُمَّ يَغْسِلُ رَأْسَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى جَسَدِهِ، ثُمَّ يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ، وَأَمَّا نَحْنُ فَإِنَّا نَغْسِلُ رُؤُوسَنَا خَمْسَ مِرَارٍ، مِنْ أَجْلِ الضَّفْرِ.

۵۷۴- حضرت جمیع بن عمیر تیمی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اپنی پھوپھی جان اور خالہ جان کے ہمراہ گیا۔ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کے موقع پر کیا طریقہ اختیار کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ تین بار ہاتھوں پر پانی ڈالتے تھے اس کے بعد پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالتے پھر تین بار اپنا سر مبارک دھوتے پھر اپنے جسم مبارک پر پانی بہاتے۔ اس کے بعد نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ لیکن ہم بال گندھے ہوئے ہونے کی وجہ سے پانچ بار سر دھوتی ہیں۔

فائدہ: اس روایت میں پانچ بار سر دھونے کا جو ذکر ہے وہ صحیح نہیں کیونکہ صحیح روایات میں عورت کو بھی مرد کی طرح سر پر تین مرتبہ ہی پانی ڈالنے کا حکم ہے۔

(المعجم ٩٥) - بَابٌ: فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ٩٥)

باب: ۹۵- غسل جنابت کے احکام ومسائل

٥٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۵۷۵- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٥٧٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، ح: ٢٤١ من حديث صدقة به * صدقة وجُمَيع ضعيفان، ضعفهما الجمهور.

٥٧٥ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب من أفاض على رأسه ثلاثًا، ح: ٢٥٤، ومسلم، الحيض، باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثًا، ح: ٣٢٧ من حديث أبي إسحاق به.

حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: تَمَارَوْا فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا أَنَا فَأُفِيضُ عَلٰى رَأْسِي ثَلاَثَ أَكُفٍّ».

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں غسل جنابت کے بارے میں بحث ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو اپنے سر پر تین لپ (پانی) ڈالتا ہوں۔“

فوائد ومسائل: ① اگر سر میں صحیح طریقے سے پانی ڈالا جائے تو تین لپوں میں پورا سر اچھی طرح تر ہوسکتا ہے۔ ویسے بھی ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا فضول خرچی ہے جس سے اللہ کے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ② بحث ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس موضوع پر بات چیت شروع ہوگئی۔ ہر کسی نے بتایا کہ وہ غسل جنابت کس طرح کرتا ہے۔ ③ تعلیم وتربیت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی مسئلہ میں شاگردوں کی رائے فرداً فرداً دریافت کی جائے۔ اس کے بعد استاد صحیح بات بتائے تاکہ ہر طالب علم اپنی غلطی معلوم کر کے اسے اچھی طرح یاد رکھ سکے۔ ④ اس حدیث میں غسل جنابت کے مسائل میں سے صرف ایک مسئلہ بیان کیا گیا ہے، ممکن ہے رسول اللہ ﷺ نے پورا طریقہ بیان کیا ہو، راوی نے صرف اہم مسئلہ ذکر کر دیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باقی مسائل ذکر نہ کیے ہوں کیونکہ صحابہ نے وہ باتیں صحیح بتائی ہوں گی، جو بات ان سے رہ گئی نبی ﷺ نے اس کا ذکر فرما دیا۔ واللہ اعلم۔

٥٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، جَمِيعًا عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَهُ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَقَالَ: ثَلاَثًا. فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّ شَعْرِي كَثِيرٌ، فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ كَانَ أَكْثَرَ شَعْرًا مِنْكَ وَأَطْيَبَ.

٥٧٦- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے غسل جنابت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: تین (لپ پانی سر پر ڈالو۔) اس شخص نے کہا: میرے بال بہت زیادہ ہیں۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال تم سے زیادہ تھے، اور وہ تم سے زیادہ پاکیزہ تھے۔

فوائد ومسائل: ① ”وہ تم سے زیادہ پاکیزہ تھے۔“ اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تم سے زیادہ

٥٧٦- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أحمد: ٣/ ٥٤، ٧٣ من حديث وكيع، وابن فضيل به، ولم يذكره في تحفة الأشراف * عطية تقدم، ح: ٣٧، وفضيل يروي عن عطية الموضوعات، قاله ابن حبان في المجروحين، والحديث الآتي يغني عنه.

صفائی اور طہارت کا اہتمام کرنے والے تھے۔ اس کے باوجود تین لپ پانی آپ کے لیے کافی ہوتا تھا' اس لیے تمھارے لیے بھی یہ کافی ہونا چاہیے۔ دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ نبی علیہ السلام کے بال تجھ سے زیادہ پاک تھے کیونکہ نبی ﷺ طہارت کا خوب خیال رکھتے تھے۔ بہرحال دونوں انداز سے نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے کہ صفائی کے لیے زیادہ پانی ضائع کرنا ضروری نہیں۔ مناسب طریقے سے سر دھویا جائے تو تھوڑا پانی بھی کفایت کرسکتا ہے۔ ② مذکورہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن معناً صحیح ہے کیونکہ بعد والی صحیح روایت میں یہی بات بیان کی گئی ہے۔

٥٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَا فِي أَرْضٍ بَارِدَةٍ، فَكَيْفَ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ؟ فَقَالَ ﷺ: «أَمَّا أَنَا فَأَحْثُو عَلَى رَأْسِي ثَلاَثًا».

٥٧٧- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں سرد علاقے میں رہتا ہوں تو غسل جنابت کیسے کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو اپنے سر پر تین لپ ڈالتا ہوں۔''

٥٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَأَلَهُ رَجُلٌ: كَمْ أُفِيضُ عَلَى رَأْسِي وَأَنَا جُنُبٌ؟ قَالَ: [كَانَ] رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحْثُو عَلَى رَأْسِهِ ثَلاَثَ حَثَيَاتٍ، قَالَ الرَّجُلُ: إِنَّ شَعْرِي طَوِيلٌ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَكْثَرَ شَعْرًا مِنْكَ وَأَطْيَبَ.

٥٧٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ان سے ایک آدمی نے سوال کیا: جب میں جنبی ہوں تو (غسل کرتے وقت) سر پر کتنا پانی ڈالا کروں؟ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک پر تین لپ (پانی) ڈالا کرتے تھے۔ اس شخص نے کہا: میرے بال لمبے ہیں۔ ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال تجھ سے زیادہ تھے اور زیادہ پاکیزہ تھے۔

(المعجم ٩- بَابٌ: فِي الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ (التحفة ٩٦)

باب: ٩٦- غسل کے بعد وضو کرنا

٥٧٧- أخرجه مسلم، الحيض، باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثًا، ح: ٣٢٩ من حديث جعفر به بغير هٰذا اللفظ.

٥٧٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٥١ من حديث القطان عن ابن عجلان به، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

٥٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ، وَإِسْمَاعِيلُ ابْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لاَ يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۵۷۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① اس کی وجہ یہ ہے کہ غسل کرتے وقت پہلے استنجا کر کے وضو کر لیتے تھے۔ اس کے بعد اعضائے مستورہ و مخصوصہ کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے، اس لیے غسل والے وضو ہی سے نماز پڑھ لیتے تھے۔ ② مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ روایت میں مذکور مسئلہ فی نفسہ صحیح ہے، غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند إمام احمد: ۴۰/۴۵۴، ۴۵۵، حدیث: ۲۴۳۸۹)

(المعجم ٩٧) - بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يَسْتَدْفِيءُ بِامْرَأَتِهِ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ (التحفة ٩٧)

باب: ۹۷- آدمی غسل کر کے گرمی حاصل کرنے کے لیے عورت کے ساتھ لیٹ سکتا ہے جبکہ عورت نے ابھی غسل نہ کیا ہو

٥٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ حُرَيْثٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ يَسْتَدْفِيءُ بِي قَبْلَ أَنْ أَغْتَسِلَ.

۵۸۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کرتے تھے۔ پھر میرے غسل کرنے سے پہلے مجھ سے (لپٹ کر) گرمی حاصل کرتے تھے۔

٥٧٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء بعد الغسل، ح: ١٠٧ عن إسماعيل بن موسى به، وقال: "حسن صحيح"، وقواه ابن سيد الناس، وصححه الحاكم، والذهبي كما في نيل المقصود: (٢٥٠) * أبوإسحاق مدلس وعنعن.

٥٨٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الرجل يستدفيء بالمرأة بعد الغسل، ح: ١٢٣ من حديث وكيع عن حريث بن أبي مطر به * وحريث ضعيف كما في التقريب وغيره، ومع ذلك قال الترمذي: "ليس بإسناده بأس".

فائدہ: حدیث ۵۳۴، ۵۳۵ میں بیان ہوا کہ جنبی کا جسم ناپاک نہیں ہوتا، یعنی نجاست حکمی (جنابت) نجاست حسی (پیشاب وغیرہ) کی طرح نہیں۔ اس لحاظ سے مرد غسل کرنے کے بعد اگر اپنی جنبی بیوی کے ساتھ لیٹے تو کوئی حرج نہیں، تاہم یہ حدیث ضعیف ہے، لہٰذا اسے رسول اللہ ﷺ کا عمل کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(المعجم ٩٨) - بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يَنَامُ كَهَيْئَتِهِ لَا يَمَسُّ مَاءً (التحفة ٩٨)

باب:۹۸- جنبی، پانی استعمال کیے بغیر سو سکتا ہے

٥٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُجْنِبُ ثُمَّ يَنَامُ وَلاَ يَمَسُّ مَاءً، حَتَّى يَقُومَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَيَغْتَسِلَ.

۵۸۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جنابت کی کیفیت پیش آتی تھی، پھر آپ پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سو جاتے تھے حتی کہ بعد میں اٹھ کر غسل فرما لیتے۔

فوائد ومسائل: ① پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سونے کا مطلب یہ ہے کہ غسل نہیں کیا اور وضو بھی نہیں کیا، اسی طرح سو گئے۔ ② ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن دیگر روایات کی رو سے بہتر اور افضل یہ ہے کہ وضو کر کے سویا جائے جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

٥٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، إِنْ كَانَتْ لَهُ إِلٰى أَهْلِهِ حَاجَةٌ قَضَاهَا. ثُمَّ يَنَامُ كَهَيْئَتِهِ لاَ يَمَسُّ مَاءً.

۵۸۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اگر اپنے اہل سے قربت کی ضرورت محسوس فرماتے تو اپنی یہ حاجت پوری کر لیتے، پھر پانی کو ہاتھ لگائے بغیر اسی حالت میں سو جاتے۔

٥٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۵۸۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ

٥٨١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في الجنب ينام قبل أن يغتسل، ح: ١١٨ من حديث أبي بكر بن عياش به، وصححه البيهقي، وابن حزم * أبو إسحاق عنعن، وصرح بالسماع عند البيهقي: ١/٢٠١، ٢٠٢، ولكن السند إليه ضعيف.

٥٨٢ـ [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٥٨٣ـ [ضعيف] انظر، ح: ٥٨١ والذي بعده.

وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُجْنِبُ ثُمَّ يَنَامُ كَهَيْئَتِهِ لاَ يَمَسُّ مَاءً.

رسول اللہ ﷺ جنبی ہوتے تھے تو پانی کو ہاتھ لگائے بغیر اسی حالت میں سو جاتے تھے۔

قَالَ سُفْيَانُ: فَذَكَرْتُ الْحَدِيثَ يَوْمًا، فَقَالَ لِي إِسْمَاعِيلُ: يَا فَتًى! يُشَدُّ هٰذَا الْحَدِيثُ بِشَيْءٍ.

سفیان کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے اس حدیث کا ذکر کیا تو اسماعیل نے فرمایا: لڑکے! اس حدیث کو کسی چیز سے مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

توضیح: اسماعیل کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث صرف ''ابواسحاق عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا'' کی سند سے مروی ہے، لہٰذا کوئی دوسری سند بھی ہونی چاہیے جس سے ابواسحاق کی تائید ہو، تاہم دوسرے طرق سے یہ روایت صحیح یا حسن قرار پاتی ہے۔ (اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احمد شاکر مصری رحمہ اللہ کی تعلیق ترمذی: ١/٢٠٢)

(المعجم ٩٩) - بَابُ مَنْ قَالَ لَا يَنَامُ الْجُنُبُ حَتَّى يَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ (التحفة ٩٩)

باب: ٩٩- اس قول کی دلیل کہ جنبی کو نماز والا وضو کیے بغیر نہیں سونا چاہیے

٥٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ، وَهُوَ جُنُبٌ، تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

٥٨٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جب نہانے کی حاجت ہوتی اور آپ (نہائے بغیر) سونا چاہتے تو نماز والا وضو کر لیتے تھے۔

توضیح: یہ حدیث گزشتہ باب کی احادیث کی نسبت زیادہ قوی ہے، تاہم وہ روایات بھی صحیح ہیں، اس لیے ان میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ جن میں وضو کرنے کا ذکر ہے، اس کو استحباب پر محمول کیا جائے گا، اور جن میں وضو کیے بغیر سو جانے کا ذکر ہے، اس سے مراد جواز ہوگا۔

٥٨٥- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

٥٨٥- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

٥٨٤- أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له ... الخ، ح: ٣٠٥ عن محمد بن رمح وغيره به.

٥٨٥- أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له ... الخ، ح: ٣٠٦ من حديث عبيدالله به.

الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلٰى: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ، «نَعَمْ. إِذَا تَوَضَّأَ».

کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: جب ہم میں سے کوئی شخص حالت جنابت میں ہو تو کیا وہ سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، جب وضو کر لے (تو سو جائے۔)''

٥٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ كَانَ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ بِاللَّيْلِ، فَيُرِيدُ أَنْ يَنَامَ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ يَنَامَ.

٥٨٦- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رات کو جنبی ہو جاتے تھے، پھر سونا چاہتے تھے، تو (مسئلہ پوچھنے پر) رسول ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وضو کر لیں، پھر سو جائیں۔

(المعجم ١٠٠) - بَابٌ: فِي الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ الْعَوْدَ تَوَضَّأَ (التحفة ١٠٠)

باب: ١٠٠-جنبی دوبارہ مباشرت کرنا چاہے تو وضو کر لے

٥٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَتٰى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ، فَلْيَتَوَضَّأْ».

٥٨٧- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے، پھر دوبارہ جانا چاہے تو وضو کر لے۔''

فائدہ: یہ وضو واجب نہیں، مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا فائدہ یہ ہے کہ دوبارہ مقاربت کے لیے نشاط (توانائی) پیدا ہو جاتی ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابن خزیمۃ، الوضوء، جماع أبواب فضول التطهير والاستحباب من غير إيجاب، باب ذكر الدليل على أن الأمر بالوضوء عند إرادة الجماع أمر ندب وإرشاد، حديث: ۲۲۱)

٥٨٦- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٥٥ من حديث يزيد به.

٥٨٧- أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له ... الخ، ح: ٣٠٨ من حديث عاصم به.

(المعجم ١٠١) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَغْتَسِلُ مِنْ جَمِيعِ نِسَائِهِ غُسْلاً وَّاحِدًا** (التحفة ١٠١)

باب:١٠١-تمام بیویوں سے مقاربت کے بعد ایک ہی غسل کافی ہے

٥٨٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَأَبُو أَحْمَدَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلٰى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَّاحِدٍ.

٥٨٨- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تمام بیویوں کے پاس جانے کے بعد ایک ہی غسل کر لیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① جس شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں' وہ سب کی باری مکمل ہونے کے بعد ایک ہی رات میں سب بیویوں سے مقاربت کرسکتا ہے۔ ② اگر ایک سے زیادہ بیویوں سے ایک ہی رات میں مقاربت کی جائے تو ہر مقاربت کے بعد الگ الگ غسل کرنا ضروری نہیں' آخر میں ایک ہی غسل کافی ہے۔ ③ اگر ہر بیوی سے مقاربت کے بعد غسل کرے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ اگلے باب میں مذکور ہے۔

٥٨٩- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ غُسْلاً، فَاغْتَسَلَ مِنْ جَمِيعِ نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ.

٥٨٩- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے پانی رکھا' تو آپ نے ایک ہی رات میں تمام ازواج مطہرات ؓ سے مقاربت کے بعد (ایک ہی بار) غسل کیا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اور متناً ومعناً صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں مذکور ہے۔

(المعجم ١٠٢) - **بَابٌ: فِيمَنْ يَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ وَاحِدَةٍ غُسْلاً** (التحفة ١٠٢)

باب:١٠٢-ہر بیوی کے پاس جا کر غسل کرنا

٥٩٠- **حَدَّثَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ:

٥٩٠- حضرت ابورافع ؓ سے روایت ہے کہ نبی

٥٨٨ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الرجل يطوف علٰى نسائه بغسل واحد، ح: ١٤٠ من حديث الثوري به، وتابعه ابن المبارك عند النسائي: ١/ ١٤٣، ١٤٤، ح: ٢٦٤، وأصله في صحيح البخاري وغيره.

٥٨٩ـ [إسناده ضعيف] * صالح هٰذا "ضعيف يعتبر به" كما في التقريب.

٥٩٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الوضوء لمن أراد أن يعود، ح: ٢١٩ من حديث حماد به * سلمى وثقها ابن حبان، والحاكم: ٢/ ٣١١، والذهبي.

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَمَّتِهِ سَلْمٰى، عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ عَلٰى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ، وَكَانَ يَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلاَ تَجْعَلُهُ غُسْلاً وَّاحِدًا؟ فَقَالَ: «هُوَ أَزْكٰى وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ».

ﷺ ایک رات تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس گئے۔ آپ ان میں سے ہر ایک کے گھر میں غسل کرتے رہے۔ کسی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ایک ہی غسل کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس (طریقے) میں صفائی' پاکیزگی اور طہارت زیادہ ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صفائی اور نظافت کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ خوشبو کو بے حد پسند کرتے تھے جبکہ بو اور بو والی اشیاء کو انتہائی ناپسند کرتے تھے' لہٰذا پیاز' لہسن یا اس قسم کی دوسری اشیاء جن کو کھانے سے منہ سے ناگوار بو محسوس ہوتی ہے' آپ نے نماز کے لیے آنے سے قبل استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ١٠٣) - بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ (التحفة ١٠٣)

باب: ۱۰۳- جنبی (غسل کیے بغیر) کھا پی سکتا ہے

٥٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، وَغُنْدَرٌ، وَوَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ، وَهُوَ جُنُبٌ، تَوَضَّأَ.

۵۹۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جب غسل کی حاجت ہوتی اور (اسی دوران میں) آپ کچھ تناول فرمانا چاہتے تو (کھانے سے پہلے) وضو کر لیتے۔

فائدہ: اس وضو سے نماز والا وضو بھی مراد ہو سکتا ہے' جیسے حدیث: ۵۹۲ میں آ رہا ہے۔ اور لغوی وضو یعنی ہاتھ منہ دھونا بھی مراد ہو سکتا ہے۔ جیسے صحیح ابن خزیمہ میں خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جب غسل کی حاجت ہوتی اور (اسی دوران میں) آپ کچھ کھانا تناول فرمانا چاہتے تو دونوں ہاتھ دھو لیتے' پھر کھانا تناول فرما لیتے۔ (صحيح إبن خزيمه' الوضوء' جماع أبواب فضول التطهير......' باب ذكر الدليل على أن الأمر بالوضوء للجنب عند إرادة الأكل أمر ندب و إرشاد و فضيلة و إباحة' حديث : ۲۱۸)

٥٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ

۵۹۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٥٩١ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له . . . الخ، ح: ٣٠٥ عن ابن أبي شيبة به.

٥٩٢ـ [إسناده ضعيف] * شرحبيل وثقه ابن حبان، وضعفه جمهور الأئمة، قاله الهيثمي، نيل المقصود: ٤٨١٣.

هَيَّاجٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ صَبِيحٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُوَيْسٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْجُنُبِ، هَلْ يَنَامُ أَوْ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِذَا تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ».

انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے جنبی کے متعلق سوال کیا گیا: کیا وہ سو سکتا ہے یا کھا پی سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، جب وضو کر لے جس طرح نماز کے لیے وضو ہوتا ہے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن متناً ومعناً صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث: ۵۸۵ اور صحیح مسلم کی حدیث نمبر: ۳۰۶ میں بھی یہی مسئلہ بیان ہوا ہے غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

(المعجم ١٠٤) - بَابُ مَنْ قَالَ يُجْزِئُهُ غَسْلُ يَدَيْهِ (التحفة ١٠٤)

باب: ۱۰۴- اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے کہ جنبی کے لیے ہاتھ دھونا کافی ہے

٥٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ، وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ يَدَيْهِ.

۵۹۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ حالت جنابت میں (غسل کرنے سے پہلے) کچھ تناول فرمانا چاہتے تو اپنے ہاتھ دھو لیتے۔

فائدہ: کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا مستحب ہے اگرچہ جنبی نہ ہو لیکن جب جنبی ہو تو ہاتھ دھونا ضروری اور وضو کر لینا مستحب ہے۔

(المعجم ١٠٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ (التحفة ١٠٥)

باب: ۱۰۵- بے وضو قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا بیان

٥٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ قَالَ:

۵۹۴- حضرت عبداللہ بن سلمہ ؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں حضرت علی بن ابو طالب (ؓ) کی خدمت میں حاضر ہوا' انھوں نے (مسائل بیان

٥٩٣_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤، وله شواهد عند مسلم.

٥٩٤_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الجنب يقرأ القرآن، ح: ٢٢٩، وقال الترمذي، ح: ١٤٦ "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

دَخَلْتُ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْتِي الْخَلاَءَ، فَيَقْضِي الْحَاجَةَ، ثُمَّ يَخْرُجُ، فَيَأْكُلُ مَعَنَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَلاَ يَحْجُبُهُ، وَرُبَّمَا قَالَ: وَلاَ يَحْجُزُهُ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ إِلَّا الْجَنَابَةُ.

کرتے ہوئے) فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء میں جاتے، قضائے حاجت سے فارغ ہو کر باہر تشریف لاتے تو ہمارے ساتھ روٹی گوشت بھی تناول فرماتے اور قرآن کی تلاوت بھی کرتے۔ آپ ﷺ کو جنابت کے سوا کوئی چیز قرآن (کی تلاوت) سے مانع نہیں ہوتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں ہر حالت میں قرآن مجید پڑھاتے تھے جب تک جنابت سے نہ ہوتے۔ (جامع الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في الرجل يقرأ القرآن على كل حال مالم يكن جُنُبًا، حدیث:۱۴۶) امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کر کے فرمایا: [حَدِيثُ عَلِيٍّ [هٰذَا] حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ) ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔'' اس حدیث کو امام حاکم نے بھی صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔ ② حائضہ اور جنبی قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ اس مسئلے میں علمائے کرام کے قابل ذکر تین اقوال ہیں: (ا) حائضہ عورت اور جنبی شخص مطلقاً تلاوت قرآن کر سکتے ہیں۔ یہ رائے امام بخاری، ابن حزم اور دیگر ائمہ کی ہے۔ (ب) حائضہ عورت اور جنبی شخص مطلقاً تلاوت نہیں کر سکتے۔ یہ جمہور علمائے کرام کی رائے ہے۔ (ج) تیسری رائے یہ ہے کہ حائضہ عورت اور جنبی شخص کے لیے تلاوت کرنا مکروہ تنزیہی ہے یعنی اگر وہ تلاوت نہ کریں تو یہ افضل و بہتر ہے لیکن اگر تلاوت کرنا چاہیں تو کوئی حرج بھی نہیں۔ یہ رائے مندرجہ ذیل اسباب کی بنا پر راجح ہے۔ جمہور علماء جو تلاوت سے منع کے قائل ہیں ان کے تمام دلائل ضعیف اور نا قابل استدلال ہیں، مثلاً: حدیث: [لَا تَقْرَإِ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْآنِ] (جامع الترمذی، الطهارة، باب ماجاء في الجنب والحائض، انهما لا يقرآن القرآن، حدیث:۱۳۱، و إرواء الغليل:۱/۲۰۶) اور [فَإِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَّلَا جُنُبٍ] (ابوداود، حدیث: ۲۳۲) اور اگر کوئی دلیل صحیح بھی ہے تو اس سے استدلال کرنا محل نظر ہے، مثلاً: آیت قرآنی: ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ (الواقعة:۵۶/۷۹) سے استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ یہاں [مُطَهَّرُونَ] سے مراد فرشتے ہیں جیسا کہ سیاق سے واضح ہوتا ہے۔ جن علمائے کرام کے نزدیک مطلقاً تلاوت قرآن مجید جائز ہے ان کے دلائل عمومی ہیں اور ان سے مطلقاً جواز کا مفہوم لینا بھی محل نظر ہے کیونکہ ان عمومی دلائل کے باوجود بعض صورتیں ایسی ملتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے وضو نہ ہونے کی وجہ سے احتیاط پر عمل کیا ہے، جیسے آپ نے اس شخص کے سلام کا جواب نہیں دیا تھا جس نے آپ کو ایسے وقت میں سلام کہا جب آپ بے وضو تھے، پھر آپ نے طہارت کے بعد اس کے سلام کا جواب دیا۔ ایسے ہی دلائل کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عدم طہارت کی حالت میں

تلاوت قرآن سے اجتناب کرنا بہتر ہے جبکہ جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ ③ عہد حاضر میں بچیوں کے مدارس میں یہ مسئلہ عام طور پر پیش آتا رہتا ہے۔ کبھی استانی اس مشکل کا شکار ہوتی ہے تو کبھی طالبات کو اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے' لہٰذا ان مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ مسئلہ مذکورہ میں محتاط اور قرین انصاف رائے یہی ہے کہ بغیر طہارت کے تلاوت کرنا مکروہ ہے اور ضرورت و حاجت کے وقت اس کی اجازت ہے۔ واللہ اعلم.

٥٩٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ الْجُنُبُ وَلاَ الْحَائِضُ».

٥٩٥- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنبی اور حائضہ قرآن نہ پڑھیں۔''

٥٩٦- قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: وحَدَّثَنَا أَبُوحَاتِمٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَقْرَأُ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ شَيْئاً مِنَ الْقُرْآنِ».

٥٩٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنبی اور حائضہ قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں۔''

(المعجم ١٠٦) - بَاب: تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ (التحفة ١٠٦)

باب:١٠٦- ہر ہر بال کے نیچے جنابت ہے

٥٩٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ [وَجِيهٍ:] حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

٥٩٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بال کے نیچے جنابت ہے، اس لیے بالوں کو دھو ڈالو اور جلد کو صاف کرو۔''

٥٩٥- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الجنب والحائض: أنهما لا يقرآن القرآن، ح:١٣١ من حديث إسماعيل به * موسى مدني، ورواية إسماعيل عن الحجازيين ضعيفة كما في التهذيب وغيره، وهو حسن الحديث عن أهل بلده الشاميين، انظر، ح:١٥٩٧.

٥٩٦- [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٥٩٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، ح:٢٤٨، والترمذي، ح:١٠٦، وقال: "حديث الحارث بن وجيه حديث غريب، لا نعرفه إلا من حديثه، وهو شيخ ليس بذلك".
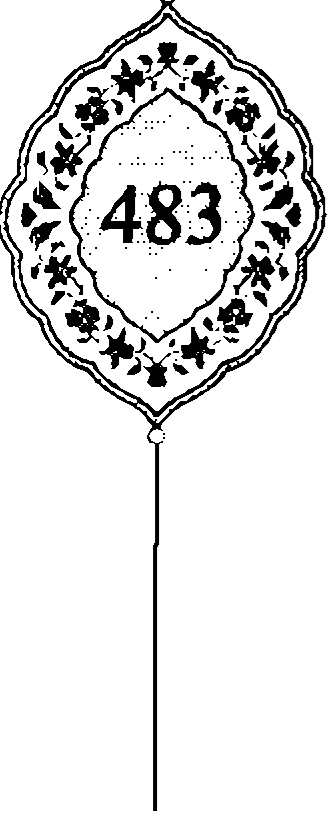
سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً، فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ، وَأَنْقُوا الْبَشَرَةَ».

٥٩٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنِي أَبُوأَيُّوبَ الأَنْصَارِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَأَدَاءُ الأَمَانَةِ، كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهَا». قُلْتُ: وَمَا أَدَاءُ الأَمَانَةِ؟ قَالَ: «غُسْلُ الْجَنَابَةِ، فَإِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً».

۵۹۸- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں' جمعہ دوسرے جمعے تک اور امانت کی ادائیگی ان کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے۔'' میں نے عرض کیا: امانت کی ادائیگی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ''جنابت کا غسل کیونکہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جنابت کے غسل کو امانت کی ادائیگی سے تعبیر کیا گیا ہے' یعنی جیسے امانت صاحب امانت کو ادا کرنا ضروری ہے' ایسے ہی جنابت کا غسل بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ غسل کے بغیر جنابت کی ناپاکی زائل نہیں ہو گی۔ ② جن اعمال کی بابت کہا گیا ہے کہ وہ کفارہ بن جاتے ہیں تو ان سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ کسی عمل سے نہیں بلکہ خالص توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت سے۔

٥٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ [مَوْضِعَ] شَعْرَةٍ مِنْ جَسَدِهِ، مِنْ جَنَابَةٍ، لَمْ يَغْسِلْهَا، فُعِلَ

۵۹۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غسل جنابت میں جسم کی بال برابر جگہ بھی چھوڑ دی اور اسے نہ دھویا' اسے آگ کا اتنا اتنا (بہت زیادہ) عذاب دیا جائے گا۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی وجہ سے میں نے اپنے بالوں سے دشمنی اختیار کر لی۔ آپ سر کے بال کاٹ دیا کرتے تھے۔

٥٩٨ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: (٤/ ١٥٥، ح: ٣٩٨) من حديث هشام بن عمار به، أورده الضياء في المختارة، وانظر، ح: ٣٥٥ لحال السند، والحديث الآتي شاهد لبعضه.

٥٩٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، ح: ٢٤٩ من حديث حماد به، وصححه ابن جرير، والحافظ في التلخيص الحبير.

بِهِ كَذَا وَكَذَا، مِنَ النَّارِ». قَالَ عَلِيٌّ: فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ شَعْرِي، وَكَانَ يَجُزُّهُ.

فائدہ: سر کے بال رکھنا اگرچہ افضل ہے بشرطیکہ انگریزی طریقے کے نہ ہوں بلکہ سنت کے مطابق، یعنی پٹے بال ہوں، تاہم بال منڈا دینے بھی جائز ہیں۔

(المعجم ١٠٧) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ (التحفة ١٠٧)

باب: ١٠٧- جس عورت کو نیند میں مرد کی طرح احتلام ہو

٦٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَتْهُ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ» فَقُلْتُ: فَضَحْتِ النِّسَاءَ، وَهَلْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تَرِبَتْ يَمِينُكِ، فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا إِذًا؟».

٦٠٠- حضرت ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم ؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور مسئلہ پوچھا کہ اگر عورت کو خواب میں وہ کچھ نظر آئے جو مرد کو نظر آتا ہے (تو اس کا کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، جب اسے پانی نظر آئے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔'' (ام المومنین نے فرمایا) میں نے کہا: (اے ام سلیم!) تم نے عورتوں کو رسوا کر دیا ہے، بھلا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیرا بھلا ہو! پھر اس کی اولاد اس سے مشابہ کیوں ہوتی ہے؟''

فوائد و مسائل: ① عورت، عالم دین مرد سے ہر قسم کا مسئلہ پوچھ سکتی ہے لیکن انداز اور الفاظ کا انتخاب مناسب اور حیا کے تقاضوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ ② ام المومنین ؓ کو اس سوال پر تعجب ہوا کیونکہ انھیں کبھی ایسی صورت حال پیش نہیں آئی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں میں یہ صورت حال شاذ و نادر پیش آتی ہے جبکہ مردوں میں یہ ایک معمول کا مسئلہ ہے۔ ③ صرف خواب میں مباشرت کا عمل یا ایسی کوئی چیز نظر آنے سے غسل فرض نہیں ہوتا بلکہ انزال سے غسل فرض ہوتا ہے، اس لیے اگر جسم یا لباس پر مادہ منویہ لگا ہوا نظر آئے تو غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے، خواہ خواب یاد ہو یا نہ ہو۔ ④ [تَرِبَتْ يَمِينُكِ] کے لفظی معنی ہیں: ''تیرے داہنے ہاتھ کو مٹی لگے۔'' لیکن اہل عرب اس قسم کے

٦٠٠ـ أخرجه البخاري، العلم، باب الحياء في العلم، ح: ١٣٠، ٢٨٢، ٣٣٢٨، ٦٠٩١، ٦١٢١، ومسلم، الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها، ح: ٣١٣ من حديث هشام به.

محاورات تعجب یا ڈانٹ کے موقع پر بولتے ہیں' لفظی مطلب مقصود نہیں ہوتا۔⑤ چونکہ بچے کی تخلیق میں مرد اور عورت دونوں کے پانی کا دخل ہوتا ہے' اس لیے بچہ کبھی باپ یا ددھیالی رشتہ داروں سے مشابہت رکھتا ہے' کبھی ماں اور ننھیالی رشتہ داروں سے۔ ارشاد نبوی کا مطلب یہ ہے کہ جب عورت میں یہ پانی موجود ہے جس سے بچے کی تخلیق ہوتی ہے' تو وہ خواب میں جسم سے خارج بھی ہو سکتا ہے' لہٰذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

٦٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، وَعَبْدُ الأَعْلٰى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَتْ ذٰلِكَ، فَأَنْزَلَتْ، فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ» فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيَكُونُ هٰذَا؟ قَالَ: «نَعَمْ، مَاءُ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أَبْيَضُ، وَمَاءُ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ، فَأَيُّهُمَا سَبَقَ أَوْ عَلاَ، أَشْبَهَهُ الْوَلَدُ».

٦٠١- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جسے خواب میں وہ چیز نظر آئے جو مرد کو نظر آیا کرتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اسے یہ چیز نظر آئے اور اسے انزال ہو جائے تو اس پر غسل کرنا واجب ہے۔'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! کیا ایسے بھی ہو جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' مرد کا پانی گاڑھا اور سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا اور زرد ہوتا ہے۔ ان دونوں میں سے جو بھی سبقت لے جائے یا غالب آ جائے' بچہ اس سے مشابہ ہوتا ہے۔''

٦٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ: «لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ

٦٠٢- حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ اگر عورت خواب میں وہی دیکھے جو کچھ مرد دیکھتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر غسل فرض نہیں جب تک اسے انزال نہ ہو۔ جس طرح مرد پر غسل واجب نہیں جب تک اسے انزال نہ ہو۔''

٦٠١ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة . . . الخ، ح: ٣١١ من حديث سعيد به.

٦٠٢ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٦/٤٠٩ عن وكيع به * علي بن زيد تقدم، ح: ١١٦، وتابعه عطاء الخراساني عند النسائي: (١/ ١١٥، ح: ١٩٨)، وعطاء كان "يدلس" كما في التقريب وغيره، ولم أجد تصريح سماعه، والحديث السابق: ٦٠١ يغني عنه.

حَتَّى تُنْزِلَ. كَمَا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ غُسْلٌ حَتَّى يُنْزِلَ».

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ سابقہ روایت (۶۰۱) اس سے کفایت کرتی ہے جو کہ حسن ہے' لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے' علاوہ ازیں دیگر محققین نے اس روایت کو شواہد کی بنا پر حسن کہا ہے۔ ② اس مسئلے میں مرد اور عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے' یعنی اگر جسم اور کپڑے صاف ہوں تو خواہ کسی طرح کا خواب دیکھا ہو' غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ ③ بچے کا ماں سے یا باپ سے مشابہ ہونے کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ شکل وصورت میں ماں سے یا باپ سے مشابہ ہوتا ہے اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اولاد کے مذکر یا مؤنث ہونے کا تعلق مذکورہ بالا معاملے سے ہے۔

(المعجم ١٠٨) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ النِّسَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ** (التحفة ١٠٨)

باب:۱۰۸-عورتوں کے غسل جنابت کا بیان

٦٠٣- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ فَقَالَ: «إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُفِيضِي عَلَيْكِ مِنَ الْمَاءِ فَتَطْهُرِينَ». أَوْ قَالَ: «فَإِذَا أَنْتِ قَدْ طَهُرْتِ».

۶۰۳- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سر کے بالوں کی مینڈھیاں مضبوطی سے بناتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لیے انھیں کھولا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے یہی کافی ہے کہ سر پر پانی کی تین لپیں ڈال لے' پھر اپنے (پورے جسم) پر پانی بہالے' تو پاک ہوجائے گی۔'' یا فرمایا: ''بس تو پاک ہوگئی۔''

فائدہ: جس طرح مرد کے لیے ضروری ہے کہ سر کی جلد کو بھی باقی جسم کی طرح تر کرے' عورت کے لیے بھی غسل جنابت میں یہ تاکید ہے' البتہ بالوں کی مینڈھیاں اچھی طرح بنی ہوئی ہوں تو انھیں نہ کھولے کیونکہ اس میں مشقت ہے لیکن اگر اس کے بال ڈھیلے ڈھالے گوندھے ہوئے ہوں یا کھلے ہوئے ہوں تو بالوں کو خوب دھونا چاہیے۔

٦٠٣ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، ح: ٣٣٠ عن ابن أبي شيبة وغيره.

٦٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: بَلَغَ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَأْمُرُ نِسَاءَهُ، [إِذَا اغْتَسَلْنَ،] أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُوسَهُنَّ، فَقَالَتْ: يَا عَجَبًا لِابْنِ عَمْرٍو هٰذَا، أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُؤُوسَهُنَّ، لَقَدْ كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ نَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، فَلَا أَزِيدُ عَلٰى أَنْ أُفْرِغَ عَلٰى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ.

۶۰۴- حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنی خواتین کو حکم دیتے ہیں کہ جب وہ غسل کریں تو سر (کی مینڈھیاں وغیرہ) کھول لیا کریں۔ ام المومنین نے فرمایا: عبداللہ بن عمرو پر تعجب ہے! (کہ وہ عورتوں کو غسل کے لیے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں) وہ انھیں یہ حکم کیوں نہیں دے دیتے کہ اپنے سر منڈوا دیا کریں۔ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کرتے تھے، میں تو اس سے زیادہ نہیں کرتی تھی کہ سر پر تین بار پانی ڈال لیتی تھی۔ (نبی ﷺ مجھے بال کھولنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔)

(المعجم ١٠٩) - بَابُ الْجُنُبِ يَنْغَمِسُ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ أَيُجْزِئُهُ (التحفة ١٠٩)

باب: ۱۰۹- کیا جنبی کے لیے ٹھہرے ہوئے پانی میں غوطہ لگا لینا کافی ہے؟

٦٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ أَنَّ أَبَا السَّائِبِ، مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ: حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ» فَقَالَ: كَيْفَ يَفْعَلُ؟ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! قَالَ: يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا.

۶۰۵- حضرت ہشام بن زہرہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو سائب رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص جنبی ہو تو ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔'' ابو سائب نے کہا: اے ابو ہریرہ! پھر وہ کیا کرے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی چیز میں پانی لے کر غسل کر لے۔

فوائد ومسائل: ① ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرنے سے ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ اگر اس میں ایک کے

٦٠٤ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، ح: ٣٣١ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

٦٠٥ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن الاغتسال في الماء الراكد، ح: ٢٨٣ عن أحمد بن عيسٰى وغيره به.

بعد دوسرا آدمی غسل کرے گا تو وہ جلد ہی نا قابل استعمال ہو جائے گا۔ جب کہ الگ پانی لے کر نہانے سے باقی پانی صاف ستھرا رہے گا اور دوسرے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ ④ یہ اسلام کی خوبی ہے کہ اس نے طہارت و نظافت میں ان آداب کی طرف رہنمائی کی ہے جن کی طرف عام طور پر توجہ مبذول نہیں ہوتی۔

(المعجم ١١٠) - بَابُ الْمَاءِ مِنَ الْمَاءِ (التحفة ١١٠)

باب:۱۱۰-انزال سے غسل واجب ہوتا ہے

٦٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَقَالَ: «لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ؟» قَالَ: نَعَمْ. يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُقْحِطْتَ، فَلَا غُسْلَ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ».

۶۰۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری صحابی کے پاس گئے اور اسے بلوایا۔ وہ (گھر سے) نکلا تو اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”شاید ہم نے تجھے جلدی میں ڈال دیا؟“ اس نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”جب تجھے (کسی وجہ سے) جلدی پڑ جائے (اور تجھے فارغ ہونے سے پہلے پیچھے ہٹنا پڑے) یا تجھے انزال نہ ہو تو تجھ پر غسل فرض نہیں، صرف وضو کرنا ضروری ہے۔“

٦٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سُعَادٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ».

۶۰۷- حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی (کا استعمال) پانی (کے خروج) سے واجب ہوتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی سے عمل زوجیت میں مشغول ہو، پھر

٦٠٦- أخرجه البخاري، الوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين من القبل والدبر، ح: ١٨٠، ومسلم، الحيض، باب بيان أن الجماع كان في أول الإسلام . . . الخ، ح: ٣٤٥ من حديث شعبة به.

٦٠٧- [صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الذي يحتلم ولا يرى الماء: ١/ ١١٥، ح: ١٩٩ من حديث سفيان به، وله شواهد عند مسلم، ح: ٣٤٣ وغيره.

انزال سے قبل الگ ہونا پڑے تو غسل واجب نہیں ہوگا۔لیکن یہ حکم شروع میں تھا' بعد میں منسوخ ہو گیا۔اب حکم یہ ہے کہ ہم بستری کے بعد غسل واجب ہے' چاہے انزال یا نہ ہو جیسا کہ اگلے باب کی روایات سے واضح ہے۔ ② ''پانی پانی سے واجب ہوتا ہے۔'' اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اگر خواب میں کوئی ایسی صورت حال نظر آئے جس سے غسل فرض ہوا کرتا ہے لیکن بیدار ہونے پر جسم یا کپڑوں پر اس کے اثرات نظر نہ آئیں تو غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔غسل صرف اس صورت میں ضروری ہوگا جب اس کے اثرات عملی طور پر جسم یا کپڑوں پر موجود ہوں جیسے کہ حدیث:٦١٢ میں بیان ہوگا۔اس معنی کے لحاظ سے یہ حدیث منسوخ نہیں۔

(المعجم ١١١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي وُجُوبِ الْغُسْلِ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ (التحفة ١١١)

باب:١١١-جب شرم گاہیں مل جائیں تو (محض دخول سے) غسل واجب ہو جاتا ہے

٦٠٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ، وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ، قَالاَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ: أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ، فَعَلْتُهُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ، فَاغْتَسَلْنَا.

٦٠٨- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب (مرد اور عورت کے) ختنے (شرم گاہیں) باہم مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔میں نے اور رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل کیا تو ہم نے غسل کیا۔

فائدہ: ختنے ملنے سے مراد جنسی اعضاء کا ملنا' یعنی عمل مباشرت ہے۔مطلب یہ ہے کہ جب جنسی ملاپ کا عمل شروع کر دیا جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ انزال نہ بھی ہو۔

٦٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ، عَنِ

٦٠٩- حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اسلام کے ابتدائی دور میں رخصت تھی

٦٠٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء: إذا التقى الختانان وجب الغسل، ح:١٠٨، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، وابن القطان.

٦٠٩ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء: أن الماء من الماء، ح:١١٠ من حديث يونس بن يزيد به، وقال: "حسن صحيح" * الزهري تابعه أبوحازم عند أبي داود، ح:٢١٥ وغيره، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والدارقطني، والبيهقي.

الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ: أَنْبَأَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، قَالَ: إِنَّمَا كَانَتْ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ أُمِرْنَا بِالْغُسْلِ، بَعْدُ.

(کہ جماع کی صورت میں جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں ہوتا تھا) بعد میں ہمیں غسل کرنے کا حکم دے دیا گیا۔

٦١٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ، ثُمَّ جَهَدَهَا، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

۶۱۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مرد عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے تو غسل واجب ہو گیا۔“

فائدہ: چار شاخوں کے درمیان بیٹھنے سے مراد عورت کے قریب جانا اور کوشش سے مراد دخول کا عمل انجام دینا ہے یعنی غسل واجب ہونے کے لیے انزال شرط نہیں۔

٦١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ، وَتَوَارَتِ [الْحَشَفَةُ]، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

۶۱۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ختنے باہم مل جائیں اور سپاری چھپ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔“

فائدہ: سپاری (حشفہ) عضو خاص کے اس حصے کو کہتے ہیں جس پر ختنہ سے پہلے پردہ ہوتا ہے اور ختنہ کرنے سے وہ حصہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ ختنے باہم ملنے کا مفہوم وہی ہے جو سپاری کے (عورت کے مقام مخصوص میں) چھپ جانے کا ہے۔ یہ روایت ماقبل کی روایت کے ہم معنی ہے اس لیے بعض نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

٦١٠ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب إذا التقى الختانان، ح: ٢٩١، ومسلم، الحيض، باب نسخ: "الماء من الماء"، ووجوب الغسل بالتقاء الختانين، ح: ٣٤٨ من حديث هشام به، وللحديث شواهد كثيرة.

٦١١ـ **[إسناده ضعيف]** قال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف حجاج وهو ابن أرطاة، وتدليسه، وقد رواه بالعنعنة"، وللحديث شواهد ضعيفة، والحديث السابق، ح: ٦٠٨ يغني عنه.

(المعجم ١١٢) - **بَابُ مَنِ احْتَلَمَ وَلَمْ يَرَ بَلَلاً** (التحفة ١١٢)

باب:١١٢- جسے خواب میں احتلام ہو لیکن کپڑے گیلے نہ ہوں

٦١٢- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ الْعُمَرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَرَأَى بَلَلاً، وَلَمْ يَرَ أَنَّهُ احْتَلَمَ، اغْتَسَلَ، وَإِذَا رَأَى أَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ وَلَمْ يَرَ بَلَلاً، فَلاَ غُسْلَ عَلَيْهِ».

٦١٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہو اور اسے (جسم یا کپڑوں پر) گیلا پن (مادہ منویہ) نظر آئے اور اسے خواب یاد نہ ہو، وہ غسل کرے اور اگر اسے محسوس ہو کہ اس نے خواب (میں غسل واجب کرنے والا عمل) دیکھا ہے اور (بیدار ہونے پر) گیلا پن نظر نہ آئے تو اس پر کوئی غسل نہیں۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم یہ روایت اور بھی کئی طرق سے مروی ہے، بنابریں بعض محققین کے نزدیک یہ روایت ان طرق کی وجہ سے قوی ہو جاتی ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية: ٤٣/٢٦٥، ٢٦٦)، شیخ البانی ؒ نے بھی اسے حسن کہا ہے۔ دیکھیے: (مشکوٰة للألباني، حدیث:٤٤١)، علاوہ ازیں صحیح مسلم کی روایت سے بھی اس میں بیان کردہ مسئلے کا اثبات ہوتا ہے، وہ روایت یہ ہے کہ حضرت ام سلیم ؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور پوچھا کہ کیا احتلام ہونے کی صورت میں (جس طرح مرد غسل کرتا ہے) عورت پر بھی غسل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، جب وہ پانی دیکھے۔“ (صحیح مسلم، الحیض، حدیث: ٣١٣)۔ اس سے واضح ہے کہ اس معاملے میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ خواب (حالت نیند) میں جس کو بھی احتلام ہو جائے، اسے یاد ہو یا نہ یاد ہو لیکن اگر اس کے کپڑے گیلے ہوں تو اس پر غسل واجب ہے بشرطیکہ اس کے کپڑے اس طرح گیلے نہ ہوں جیسے پیشاب سے گیلے ہوتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔ اور اگر اسے خواب میں احتلام تو یاد ہو لیکن اس کی کوئی علامت (نمی) اس کے کپڑوں پر نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہوگا۔

(المعجم ١١٣) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاسْتِتَارِ عِنْدَ الْغُسْلِ** (التحفة ١١٣)

باب:١١٣- نہاتے وقت پردے کا اہتمام کرنا

٦١٣- **حَدَّثَنَا** الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ

٦١٣- حضرت ابو سمح ؓ سے روایت ہے،

٦١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الرجل يجد البلة في منامه، ح: ٢٣٦، والترمذي، ح: ١١٣ من حديث حماد بن خالد به، وقال الترمذي: "عبدالله (العمري) ضعفه يحيى بن سعيد القطان من قبل حفظه في الحديث".

٦١٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، ح: ٣٧٦ عن العباس وغيره،

الْعَنْبَرِيُّ، وَأَبُو حَفْصٍ، عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ، وَمُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ: أَخْبَرَنِي مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو السَّمْحِ قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ، قَالَ: «وَلِّنِي» فَأُوَلِّيهِ قَفَايَ، وَأَنْشُرُ الثَّوْبَ فَأَسْتُرُهُ بِهِ.

انھوں نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ آپ جب غسل کرنا چاہتے تو فرماتے: ''مجھ سے رخ پھیر لو۔'' میں آپ کی طرف پیٹھ کر لیتا اور کپڑا پھیلا کر آپ کو پردہ کر دیتا۔

فائدہ: کسی کے سامنے بے لباس ہونا جائز نہیں' البتہ تنہائی میں یا پردے میں کسی ضرورت کے تحت لباس اتارنا جائز ہے۔

٦١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَبَّحَ فِي سَفَرٍ، فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُخْبِرُنِي، حَتَّى أَخْبَرَتْنِي أُمُّ هَانِيءٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّهُ قَدِمَ عَامَ الْفَتْحِ، فَأَمَرَ بِسِتْرٍ فَسُتِرَ عَلَيْهِ، فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ سَبَّحَ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ.

۶۱۴- حضرت عبداللہ بن نوفل سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے (صحابۂ کرام سے) سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں نفل پڑھے ہیں؟ کوئی شخص مجھے (یہ مسئلہ) بتانے والا نہ ملا۔ آخر مجھے ام ہانی بنت ابو طالب ؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال (مکہ مکرمہ) تشریف لائے' آپ نے حکم دیا تو آپ پر پردہ کیا گیا' چنانچہ آپ نے غسل کیا پھر آٹھ رکعت نفل ادا کیے۔

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ نہاتے وقت پردہ کر لینا چاہیے اگرچہ جسم پر مختصر لباس موجود بھی ہو۔ اس چیز کا اشارہ اس بات سے ملتا ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ہانی ؓ سے بات چیت کی' اور ابن ہبیرہ کو امان عطا فرمائی۔ (صحیح مسلم' صلاة المسافرين' باب استحباب صلاة الضحى......' حدیث: ٣٣٦ قبل حدیث: ٧٢٠) جب کہ قضائے حاجت کے وقت ستر کھول کر باتیں کرنے پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے جیسے

◀◀ وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي.

٦١٤ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى . . . الخ، ح: ٣٣٦بعد حديث: ٧١٩، من حديث الزهري به باختلاف يسير.

کہ حدیث: ۴۴۲ میں بیان ہوا ہے، اس لیے اس موقع پر غسل کرتے ہوئے نبی ﷺ نے یقیناً مختصر لباس پہنا ہوا ہوگا ورنہ ام ہانی ؓ سے کلام نہ فرماتے۔ ② فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں مسافر کی حیثیت سے ٹھہرے ہوئے تھے، اس کے باوجود نماز ضحیٰ ادا فرمائی جو نفلی نماز ہے، البتہ آپ سفر میں سنن رواتب (فرض نماز سے پہلے اور بعد میں پڑھی جانے والی سنتیں) نہیں پڑھتے تھے۔

٦١٥- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحِمَّانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِمَارَةَ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَغْتَسِلَنَّ أَحَدُكُمْ بِأَرْضِ فَلاَةٍ، وَلاَ فَوْقَ سَطْحٍ لاَ يُوَارِيهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ يَرٰى، فَإِنَّهُ يُرٰى».

۶۱۵- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص کھلے میدان میں غسل نہ کرے نہ ایسی چھت پر غسل کرے جس پر پردہ نہ ہو سکے۔ اگر وہ کسی کو نہیں دیکھتا تو اس پر تو نظر پڑتی ہے۔“

(المعجم ١١٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ لِلْحَاقِنِ أَنْ يُصَلِّيَ (التحفة ١١٤)

باب: ۱۱۴- پیشاب، پاخانہ کی حاجت ہو تو نماز پڑھنا منع ہے

٦١٦- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ، وَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ، فَلْيَبْدَأْ بِهِ».

۶۱۶- حضرت عبداللہ بن ارقم ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے جانا چاہتا ہو اور نماز کھڑی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ پہلے حاجت سے فراغت حاصل کرے۔“

فائدہ: اس کی حکمت یہ ہے کہ اگر اسی کیفیت میں نماز شروع کرے گا تو توجہ نماز کی طرف نہیں ہو سکے گی اور اطمینان سے نماز ادا نہیں کر سکے گا، اس لیے ضروری ہے کہ اس حاجت سے فارغ ہو کر نماز شروع کرے تا کہ توجہ اور

٦١٥ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، أبوعبيدة، قيل: لم يسمع من أبيه عبدالله بن مسعود، والحسن بن عمارة مجمع علىٰ ترك حديثه".

٦١٦ـ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، الطهارة، باب أيصلي الرجل وهو حاقن، ح: ٨٨ من حديث هشام به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

اطمینان سے نماز پڑھ سکے۔

٦١٧- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ السَّفْرِ بْنِ نُسَيْرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ حَاقِنٌ.

۶۱۷-حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی پیشاب روکے ہوئے نماز پڑھے۔

٦١٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ إِدْرِيسَ الأَوْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَيَقُومُ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلاَةِ وَبِهِ أَذًى».

۶۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اس حال میں نماز کے لیے کھڑا نہ ہو کہ اسے پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو۔''

٦١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ صَالِحٍ، [عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ] عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لاَ يَقُومُ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ حَاقِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ».

۶۱۹-حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مسلمان پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہوتے ہوئے (نماز کے لیے) کھڑا نہ ہو حتی کہ ہلکا پھلکا ہو جائے (حاجت سے فارغ ہو جائے۔'')

(المعجم ١١٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ الَّتِي قَدْ عَدَّتْ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا قَبْلَ أَنْ يَسْتَمِرَّ بِهَا الدَّمُ (التحفة ١١٥)

باب:۱۱۵-استحاضہ کی مریضہ عورت کو اگر یہ بیماری شروع ہونے سے پہلے کی ماہانہ عادت کے ایام معلوم ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟

٦١٧ـ[صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٦٠ عن زيد بن الحباب به مطولاً، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه السفر وهو ضعيف"، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي، ح: ٦١٩.

٦١٨ـ[صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ٢/ ٤٢٢ به، وقال البوصيري: "رجاله ثقات"، وله شواهد.

٦١٩ـ[حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب أيصلي الرجل وهو حاقن؟، ح: ٩٠، وحسنه الترمذي، ح: ٣٥٧، والبغوي.

٦٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَشَكَتْ إِلَيْهِ الدَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ، فَانْظُرِي إِذَا أَتٰى قَرْؤُكِ فَلاَ تُصَلِّي، فَإِذَا مَرَّ الْقَرْءُ فَتَطَهَّرِي، ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقَرْءِ إِلَى الْقَرْءِ».

٦٢٠- حضرت فاطمہ بنت ابو حبیش ؓ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خون (جاری رہنے) کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو ایک رگ ہے' تم خیال رکھا کرو' جب تمھارا حیض شروع ہو جائے تو نماز نہ پڑھو۔ جب حیض ختم ہو جائے تو غسل کر لو' پھر حیض (کے ختم ہونے) سے حیض (کے شروع ہونے) تک نماز ادا کرو۔''

فائدہ: یہ روایت ہمارے محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ متناً و معناً درست ہے جیسا کہ اگلی روایت میں یہی مسئلہ بیان ہوا ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دوسرے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

٦٢١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ؛ ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلاَ أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلاَةَ؟ قَالَ: «لاَ، إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ، وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلاَةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ

٦٢١- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ بنت ابو حبیش ؓ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: ''اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضہ کی شکایت ہے' میں تو پاک ہی نہیں ہوتی۔ تو کیا میں نماز کو (بالکل) چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' یہ تو ایک رگ ہے' یہ حیض نہیں۔ جب حیض آئے تو نماز پڑھنا چھوڑ دے' جب ختم ہو جائے تو اپنے جسم سے خون کو دھو ڈال اور (غسل کر کے) نماز ادا کر۔'' یہ حدیث وکیع کی ہے۔

٦٢٠- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في المرأة تستحاض . . . الخ، ح : ٢٨٠ من حديث الليث به * المنذر لم يوثقه غير ابن حبان، وقال الذهبي : "لا يعرف" .

٦٢١- أخرجه مسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح : ٣٣٣ من حديث وكيع وحماد بن زيد به .

وَصَلِّي». هٰذَا حَدِيثُ وَكِيعٍ.

فوائد ومسائل: ① حیض اور استحاضہ میں یہ فرق ہے کہ حیض صحت کی حالت میں مہینے میں چند دن کے لیے آتا ہے جب کہ استحاضہ بیماری کا خون ہے جو حیض کے ایام کے علاوہ آتا ہے۔ اس کے علاوہ حیض کا خون شروع کے ایام میں سیاہی مائل ہوتا ہے اور آخری ایام میں زردی مائل ہو جاتا ہے جبکہ استحاضہ کا رنگ سرخ ہی رہتا ہے تبدیل نہیں ہوتا۔ رنگ کے فرق کی وجہ سے عورتیں ان میں تمیز کر لیتی ہیں۔ ② رگ سے مراد یہ ہے کہ یہ ایک بیماری ہے۔ حسب معمول آنے والا خون نہیں، اس لیے اس پر وہ احکام لاگو نہیں ہوتے جو عادت کے ایام پر ہوتے ہیں۔ ③ استحاضہ کی مریض عورت کو بھی صحت مند عورت کی طرح حیض ختم ہونے پر غسل کرنا چاہیے، اس کے بعد صحت مند عورت کی طرح نماز روزہ ادا کرنا چاہیے۔ اسے مسجد میں جانا، قرآن پاک کی تلاوت کرنا، اور خاوند کا اس سے مباشرت کرنا بھی جائز ہے کیونکہ اس پر حیض کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔

٦٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ -إِمْلَاءً عَلَيَّ مِنْ كِتَابِهِ، وَكَانَ السَّائِلُ غَيْرِي-: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ: كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً طَوِيلَةً، قَالَتْ: فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخْبِرُهُ، قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ عِنْدَ أُخْتِي زَيْنَبَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، قَالَ: «وَمَا هِيَ؟ أَيْ هَنْتَاهْ» قُلْتُ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً طَوِيلَةً كَبِيرَةً، وَقَدْ مَنَعَتْنِي الصَّلَاةَ وَالصَّوْمَ، فَمَا تَأْمُرُنِي فِيهَا؟ قَالَ: «أَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ، فَإِنَّهُ يُذْهِبُ

٦٢٢- حضرت ام حبیبہ بنت جحش ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: مجھے طویل عرصے تک بکثرت استحاضہ آتا رہا تھا۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ آپ کو (اپنی کیفیت) بتا کر مسئلہ معلوم کروں۔ مجھے اپنی بہن زینب ؓ کے گھر رسول اللہ ﷺ مل گئے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اے خاتون! کیا کام ہے؟'' میں نے کہا: مجھے طویل عرصے تک بکثرت استحاضہ آتا رہتا ہے جس کی وجہ سے میں نماز روزہ ادا نہیں کر سکتی، تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تیرے لیے روئی تجویز کرتا ہوں کیونکہ وہ خون کو جذب کر لیتی ہے۔'' میں نے کہا: وہ تو اس سے زیادہ ہے...... اس کے بعد راوی نے پوری حدیث شریک کی حدیث کی مثل بیان کی۔

٦٢٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ما روي أن المستحاضة تغتسل لكل صلاة، ح: ٢٨٨ من حديث ابن عقيل به ✽ وابن عقيل ضعيف تقدم، ح: ٣٩٠.

الدَّمَ». قُلْتُ: هُوَ أَكْثَرُ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ شَرِيكٍ.

فائدہ: روئی تجویز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ میں تجھے یہ مشورہ دیتا ہوں کہ خون کی جگہ روئی رکھ کر اوپر سے کپڑا باندھ لے تاکہ خون اسی روئی میں جذب ہوتا رہے اور دوسرے کپڑے بار بار خراب نہ ہوں اور تو اطمینان سے نماز وغیرہ ادا کرلے۔ یہ حدیث اور آگے آنے والی حدیث ۶۲۵ معناً صحیح ہیں کیونکہ دونوں صحیح روایات کے ہم معنی ہیں۔

٦٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلاَ أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلاَةَ؟ قَالَ: «لاَ، وَلٰكِنْ دَعِي قَدْرَ الأَيَّامِ وَاللَّيَالِي الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ». قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ: «وَقَدْرَهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَاسْتَذْفِرِي بِثَوْبٍ، وَصَلِّي».

۶۲۳- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ایک عورت نے نبی ﷺ سے سوال کیا، اس نے کہا: مجھے استحاضہ آتا ہے تو میں پاک ہی نہیں ہوتی۔ تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، جتنے دن رات تجھے (بیماری شروع ہونے سے پہلے ہر ماہ) حیض آیا کرتا تھا اتنے عرصہ تک (نماز) چھوڑ دیا کر۔“ ابوبکر (بن ابوشیبہ) کی ایک روایت میں یوں ہے: ”اس مقدار کے مطابق مہینے میں سے، اس کے بعد غسل کر لے اور لنگوٹ باندھ لے پھر نماز پڑھ لے۔“

فوائد ومسائل: ① یہ حکم اس صورت میں ہے جب عادت کی مقدار معلوم ہو۔ ② استحاضہ کی طرح اگر کسی کو اور کوئی ایسی بیماری ہے جس میں اس کا وضو برقرار نہیں رہتا، مثلاً: ہوا کا بار بار خارج ہونا یا پیشاب کے قطروں کا آنا تو ایسا شخص شرعاً معذور ہے۔ وہ نماز نہ چھوڑے بلکہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرے اور اس وضو سے ایک نماز سے متعلقہ فرائض، سنن اور نوافل ادا کرے۔ ③ یہ روایت بھی صحیح روایات کے ہم معنی ہونے کی وجہ سے صحیح ہے۔

٦٢٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَأَبُوبَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ

۶۲۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت فاطمہ بنت ابوحبیش ؓ نبی ﷺ کی

٦٢٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في المرأة تستحاض . . . الخ، ح: ٢٧٦ من حديث عبيدالله به، إلا أنه قال: عن سليمان عن رجل من الأنصار * والرجل مجهول، والله أعلم.

٦٢٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب من قال تغتسل من طهر إلى طهر، ح: ٢٩٨، وضعفه يحيى القطان وابن معين * الأعمش تقدم، ح: ١٧٨، وحبيب، ح: ٣٨٣ عنعنا.

الأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلاَ أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلاَةَ؟ قَالَ: «لاَ، إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ، وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ، اجْتَنِبِي الصَّلاَةَ أَيَّامَ مَحِيضِكِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَتَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلاَةٍ، وَإِنْ قَطَرَ الدَّمُ عَلَى الْحَصِيرِ».

خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضہ کی شکایت ہے' اس لیے میں پاک نہیں ہوتی۔ تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' وہ تو (بیماری کی) ایک رگ ہے۔ یہ حیض (کا خون) نہیں۔ حیض کے ایام میں نماز سے اجتناب کر' اس کے بعد غسل کر لے اور ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کر اگرچہ چٹائی پر خون ٹپکتا رہے۔''

فائدہ: استحاضہ کی مریضہ عورت غسل کر کے دو نمازوں کو ملا کر پڑھے تو افضل ہے۔ اگر وہ الگ الگ نماز کے لیے صرف وضو پر اکتفا کرے تو بھی درست ہے۔ یہ روایت بھی معناً صحیح ہے' تاہم بعض کے نزدیک اس میں آخری الفاظ ''اگرچہ چٹائی پر خون ٹپکتا رہے'' صحیح نہیں ہیں۔

٦٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى، قَالاَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمُسْتَحَاضَةُ تَدَعُ الصَّلاَةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلاَةٍ، وَتَصُومُ وَتُصَلِّي».

۶۲۵- حضرت عدی بن ثابت انصاری رحمہ اللہ اپنے والد سے' اور وہ عدی کے نانا حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''استحاضہ والی عورت حیض کے ایام میں نماز چھوڑ دے' پھر غسل کر لے اور ہر نماز کے لیے وضو کرے اور روزے بھی رکھے' نماز بھی پڑھے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' البتہ دیگر شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الارواء' حديث: ٢٠٧)

(المعجم ١١٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ إِذَا اخْتَلَطَ عَلَيْهَا الدَّمُ فَلَمْ تَقِفْ عَلَى أَيَّامِ حَيْضِهَا (التحفة ١١٦)

باب:۱۱۶- اگر استحاضہ کی مریضہ کو خون کی پہچان نہ ہو' اور اسے حیض کے ایام کا پتہ نہ چلے تو؟

٦٢٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، الباب السابق، ح:٢٩٧، وضعفه * أبواليقظان ابن عمير تقدم، ح:١٥٦، وشيخه مجهول الحال، راجع التقريب وغيره.

٦٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُوالْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتِ: اسْتُحِيضَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ، وَهِيَ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، سَبْعَ سِنِينَ، فَشَكَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، وَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلاَةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي».

٦٢٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت ام حبیبہ بنت جحش ؓ جو حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ کی اہلیہ تھیں سات سال استحاضہ کی بیماری میں مبتلا رہیں۔ (آخر کار) انھوں نے نبی ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ حیض نہیں یہ تو (بیماری کی) ایک رگ ہے۔ جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھ۔“

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلاَةٍ، ثُمَّ تُصَلِّي، وَكَانَتْ تَقْعُدُ فِي مِرْكَنٍ لِأُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، حَتَّى إِنَّ حُمْرَةَ الدَّمِ لَتَعْلُو الْمَاءَ.

حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔ وہ اپنی بہن (ام المومنین) زینب بنت جحش ؓ کے ٹب میں (پانی ڈال کر غسل کے لیے) بیٹھ جاتیں حتیٰ کہ خون کی سرخی پانی پر آ جاتی۔

فوائد ومسائل: ① ”جب حیض آئے“ یعنی جب وہ دن آئیں جن میں اسے بیماری سے پہلے حیض آیا کرتا تھا تو اب بھی انہی دنوں کو حیض کے ایام شمار کر لے یا رنگ کی تبدیلی اور خون کی کثرت وغیرہ سے اندازہ ہو کہ حیض شروع ہو گیا ہے تو نماز روزہ چھوڑ دے۔ جب محسوس ہو کہ اب صرف بیماری کا خون جاری ہے تو ایام حیض سے فراغت پر غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے۔ ② حضرت ام حبیبہ بنت جحش ؓ کا ہر نماز کے لیے غسل کرنا ان کا اجتہاد تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے صرف ایک بار غسل کرنا معلوم ہوتا ہے جو حیض ختم ہونے پر ہر عورت پر فرض ہوتا ہے۔ دوسری احادیث میں روزانہ تین بار یا روزانہ ایک بار غسل کرنے کا جو حکم ہے وہ افضلیت کے لیے ہے۔

(المعجم ١١٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِكْرِ إِذَا ابْتَدَأَتْ مُسْتَحَاضَةً أَوْ كَانَ لَهَا أَيَّامُ حَيْضٍ فَنَسِيَتْهَا (التحفة ١١٧)

باب: ۱۱۷- جس کنواری عورت کو شروع ہی سے استحاضہ آتا ہو یا اسے حیض کے ایام یاد نہ رہے ہوں

٦٢٦- أخرجه البخاري، الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح:٣٢٧، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ٣٣٤ من حديث الزهري به.

٦٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهَا اسْتُحِيضَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي اسْتُحِضْتُ حَيْضَةً مُنْكَرَةً شَدِيدَةً، قَالَ لَهَا: «احْتَشِي كُرْسُفاً» قَالَتْ لَهُ: إِنَّهُ أَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ، إِنِّي أَثُجُّ ثَجًّا. قَالَ: «تَلَجَّمِي وَتَحَيَّضِي فِي كُلِّ شَهْرٍ فِي عِلْمِ اللهِ سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ، ثُمَّ اغْتَسِلِي غُسْلاً، فَصَلِّي وَصُومِي ثَلَاثَةً وَعِشْرِينَ، أَوْ أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ، وَأَخِّرِي الظُّهْرَ وَقَدِّمِي الْعَصْرَ، وَاغْتَسِلِي لَهُمَا غُسْلاً، وَأَخِّرِي الْمَغْرِبَ وَعَجِّلِي الْعِشَاءَ، وَاغْتَسِلِي لَهُمَا غُسْلاً، وَهٰذَا أَحَبُّ الأَمْرَيْنِ إِلَيَّ.

٦٢٧- حضرت حمنہ بنت جحش ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں انھیں استحاضے کی بیماری تھی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: مجھے بہت بری طرح شدید استحاضہ آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''روئی رکھ لیا کرو۔'' انھوں نے کہا: وہ تو اس سے زیادہ شدید ہے۔ وہ تو بہتا ہی چلا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لنگوٹ باندھ لیا کرو اور اللہ کے علم پر اعتماد کر کے ہر مہینے چھ سات دن حیض شمار کر لو۔ پھر غسل کر لو اور تئیس چوبیس دن نماز روزہ ادا کرو۔ ظہر کو دیر سے اور عصر کو جلدی پڑھ لو اور ان دونوں (نمازوں) کے لیے ایک بار غسل کر لیا کرو۔ (اسی طرح) مغرب کی نماز دیر سے اور عشاء کی نماز جلدی پڑھ لیا کرو' اور ان دونوں کے لیے ایک بار غسل کرو اور یہ طریقہ مجھے زیادہ پسند ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کے علم پر اعتماد کرنے سے مراد یہ ہے کہ تم اپنے اندازے سے حیض اور طہر کے ایام شمار کرو۔ اگر اس میں کچھ کمی بیشی ہو گئی تو اللہ معاف کرنے والا ہے۔ اسے یہ بھی علم ہے کہ حیض کے اصل ایام کون سے ہیں' اور وہ تمھارے عذر سے بھی باخبر ہے۔ ② ارشاد نبوی ''یہ طریقہ مجھے زیادہ پسند ہے۔'' ظاہر کرتا ہے کہ روزانہ تین بار غسل کرنا فرض نہیں لیکن اس میں طہارت اور صفائی کا بہت زیادہ اہتمام ہے' اس لیے نبی ﷺ نے پسند فرمایا۔ ③ اس حدیث میں ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل اور مغرب وعشاء کے لیے ایک غسل کا ذکر ہے۔ دوسری روایات میں فجر کے لیے بھی ایک غسل کا ذکر ہے۔ (جامع الترمذی' الطهارة' باب ماجاء فی المستحاضة أنها تجمع بين الصلاتين بغسل واحد' حديث:١٢٨) ④ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے اور اس میں یا اس

٦٢٧_[ضعيف] تقدم، ح: ٦٢٢.

جیسی دیگر روایات میں ہر دو نماز کے لیے ایک غسل اور فجر کے لیے ایک غسل (تین غسلوں) کا حکم استحباب پر محمول ہے ورنہ استحاضہ والی عورت کے لیے ایک ہی غسل کافی ہے‘ یعنی اس وقت جب وہ حیض سے پاک ہو۔

(المعجم ١١٨) - بَابٌ: فِي مَا جَاءَ فِي دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ١١٨)

باب:١١٨-اگر کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے

٦٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ هُرْمُزَ أَبِي الْمِقْدَامِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ، قَالَ: «اغْسِلِيهِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ، وَحُكِّيهِ وَلَوْ بِضِلَعٍ».

٦٢٨-حضرت ام قیس بنت محصن ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کپڑے کو حیض کا خون لگ جانے کا مسئلہ پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے بیری کے پتوں اور پانی کے ساتھ دھوڈالو اور اسے کھرچ دو‘ خواہ لکڑی سے کھرچو۔“

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ حیض کا خون نجس ہے جسے دھونا ضروری ہے۔ ② پانی میں بیری کے پتے ڈال کر ابالا جائے تو اس پانی کے ساتھ صفائی بہتر طور پر ہو سکتی ہے۔ میت کو غسل دینے کے لیے بھی اسی طریقے سے پانی تیار کیا جاتا ہے۔ ③ بعض اوقات صرف پانی ڈالنے سے خون نہیں اترتا‘ اس صورت میں کپڑے کو رگڑ کر اچھی طرح صاف کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے بعد اگر معمولی نشان رہ جائے تو معاف ہے۔ ④ ”ضِلَع“ پسلی کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد پسلی جیسی لمبی اور پتلی لکڑی ہے۔

٦٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، قَالَتْ:

٦٢٩-حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے کپڑے کو لگ جانے والے حیض کے خون کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”انگلیوں سے مل کر دھولے اور

٦٢٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب المرأة تغسل ثوبها الذي تلبسه في حيضها، ح: ٣٦٣ من حديث يحيٰى به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

٦٢٩ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الدم، ح: ٢٢٧، ٣٠٧، ومسلم، الطهارة، باب نجاسة الدم وكيفية غسله، ح: ٢٩١ من حديث هشام به.

سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُونُ فِي الثَّوْبِ. قَالَ: «اقْرُصِيهِ وَاغْسِلِيهِ وَصَلِّي فِيهِ».

اسے پہن کر نماز پڑھ لے۔"

٦٣٠- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَتْ إِحْدَانَا لَتَحِيضُ ثُمَّ تَقْرُصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضِحُ عَلٰى سَائِرِهِ، ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ.

٦٣٠- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم میں سے کسی کو حیض آتا تھا تو پاک ہونے پر وہ انگلیوں سے مل کر کپڑے سے خون اتار دیتی تھی' پھر (وہاں سے) کپڑا دھو لیتی' اور باقی کپڑے پر چھینٹے مار لیتی اور اسے پہن کر نماز پڑھ لیتی تھی۔

فائدہ: جس کپڑے میں ایام آئے ہوں' اگر خون نہ لگا ہو تو وہ پاک ہے' اگر خون لگ جائے تو دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور پاک کپڑا پہن کر نماز درست ہے' شک نہیں کرنا چاہیے' تاہم اگر ایام مخصوصہ کے لیے الگ لباس مخصوص کر لے تو جائز ہے۔ (صحیح البخاری' الحیض' باب من اتخذ ثیاب الحیض سوی ثیاب الطهر' حدیث:۳۲۳)

(المعجم ١١٩) - بَابُ الْحَائِضِ لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ (التحفة ١١٩)

باب:۱۱۹- عورت حیض کے دنوں میں چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضا نہ دے

٦٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْهَا: أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ؟ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قَدْ كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ

٦٣١- حضرت معاذہ عدویہ ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ سے ایک عورت نے سوال کیا: کیا حیض والی عورت نماز کی قضا دے گی؟ حضرت عائشہ ؓ نے اس سے کہا: کیا تو حروری (خارجی) ہے؟ ہمیں نبی ﷺ کی موجودگی میں حیض آتا تھا' پھر ہم پاک ہو جاتی تھیں تو آپ ﷺ نے ہمیں (کبھی) نماز کی قضا دینے کا

٦٣٠- أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل دم المحيض، ح:٣٠٨ من حديث ابن وهب به.

٦٣١- أخرجه البخاري، الحيض، باب لا تقضي الحائض الصلاة، ح:٣٢١ من حديث قتادة، ومسلم، الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، ح:٣٣٥ من حديث معاذة به.

ثُمَّ نَطْهُرُ، وَلَمْ يَأْمُرْنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.

حکم نہیں فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① عورت حیض کی حالت میں نماز نہیں پڑھ سکتی۔ (صحیح البخاري' الحیض' باب ترك الحائض الصوم' حدیث:۳۰۴) ۔ اس مسئلہ پر بعض خوارج کے سوا تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے' اس لیے حضرت عائشہ ؓ نے اس خاتون کے سوال پر تعجب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے سوال تو خارجی کرتے ہیں۔ ② یہ اللہ کا عورتوں پر احسان ہے کہ اس نے ان ایام کی چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیا ورنہ ہر مہینے آٹھ دس دن کی مسلسل قضا نمازیں ادا کرنا بہت مشکل ہوتا۔ اس کے برعکس روزے سال میں ایک ہی دفعہ آتے ہیں' لہٰذا چھوٹے ہوئے آٹھ دس روزے سال کے گیارہ مہینوں میں کسی وقت رکھ لینا مشکل نہیں۔ ③ عبادات میں یہ اصول ہے کہ کوئی عمل اس وقت تک واجب نہیں ہوتا جب تک اس کا حکم نہ دیا جائے۔ اس سے حضرت عائشہ ؓ نے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ان نمازوں کی قضا واجب ہوتی تو نبی ﷺ ضرور حکم فرماتے۔ اس کے برعکس معاملات میں جواز اور اباحت اصل ہے۔ جب تک کسی کام کی ممانعت کی دلیل نہ ہو' وہ جائز ہی سمجھا جائے گا۔ اس اصول کو ''براءت اصلیہ'' کہتے ہیں۔

(المعجم ١٢٠) - بَابُ الْحَائِضِ تَتَنَاوَلُ الشَّيْءَ مِنَ الْمَسْجِدِ (التحفة ١٢٠)

باب:۱۲۰- حائضہ (ہاتھ بڑھا کر) مسجد سے کوئی چیز لے سکتی ہے

٦٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَهِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ». فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: «لَيْسَتْ حَيْضَتُكِ فِي يَدِكِ».

۶۳۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''مجھے مسجد میں سے مصلّٰی (جائے نماز) اٹھا دو۔'' میں نے عرض کیا: میں حیض سے ہوں۔ نبی ؑ نے فرمایا: ''تمھارا حیض تمھارے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① حیض ونفاس کی حالت میں عورت کے لیے مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔ ② مسجد سے باہر کھڑے ہو کر مسجد سے ضرورت کی کوئی چیز اٹھا لینا' یا مسجد میں کوئی چیز رکھ دینا' مسجد میں داخل ہونے کے حکم میں نہیں بلکہ یہ جائز ہے۔

٦٣٢- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٦ بإسناد صحيح عن عبدالله البهي قال: حدثتني عائشة أن رسول الله ﷺ كان في المسجد فقال للجارية: "ناوليني الخمرة".

٦٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُدْنِي رَأْسَهُ إِلَيَّ وَأَنَا حَائِضٌ، وَهُوَ مُجَاوِرٌ، - تَعْنِي: مُعْتَكِفاً، - فَأَغْسِلُهُ وَأُرَجِّلُهُ.

۶۳۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے اور میں حیض سے ہوتی تھی تو آپ اپنا سر مبارک میرے قریب کر دیتے چنانچہ میں سر دھو دیتی اور کنگھی کر دیتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① معتکف آدمی کسی معقول عذر کے بغیر مسجد سے باہر نہیں نکل سکتا۔ ② مسجد سے سر باہر نکالنا مسجد سے نکلنے کے حکم میں نہیں، جس طرح مسجد میں ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز لینا دینا مسجد میں داخل ہونے کے حکم میں نہیں۔ ③ جب عورت ایام حیض میں ہو تو اس سے مباشرت کے سوا دوسری کوئی بھی خدمت لینا جائز ہے۔ ④ اعتکاف کی حالت میں سر دھونا اور نہانا جائز ہے۔

٦٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ، عَنْ أُمِّهِ، [عَنْ] عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضَعُ رَأْسَهُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ، وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ.

۶۳۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میری گود میں سر رکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کر لیتے تھے جب کہ میں حیض سے ہوتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① اس سے بھی ثابت ہوا کہ حائضہ کا جسم پاک ہے سوائے اس مقام کے جس کا تعلق خون سے ہے۔ ② زبانی قرآن مجید پڑھنے کا حکم مصحف کو ہاتھ لگانے سے مختلف ہے۔

(المعجم ١٢١) - بَابُ مَا لِلرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ إِذَا كَانَتْ حَائِضًا (التحفة ١٢١)

باب: ۱۲۱- مرد اپنی حائضہ بیوی سے کس قدر قریب ہو سکتا ہے؟

٦٣٣- أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله، ح: ٢٩٥ من حديث هشام به، وسيأتي: ١٧٧٨، وعن ابن جريج، ح: ٢٩٦، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض . . . الخ، ح: ٢٩٩ عن زهير بن معاوية، كلاهما عن هشام به.

٦٣٤- أخرجه البخاري، الحيض، باب قراءة الرجل في حجر امرأته وهي حائض، ح: ٢٩٧، وح: ٧٥٤٩، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها . . . الخ، ح: ٣٠١ من حديث منصور به.

٦٣٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، [عَنْ] عَبْدِ الْكَرِيمِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، جَمِيعاً عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا، إِذَا كَانَتْ حَائِضاً، أَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَأْتَزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا، ثُمَّ يُبَاشِرُهَا، وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبَهُ؟

٦٣٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم (امہات المومنین) میں سے کوئی جب خاص ایام میں ہوتی تو خون کی شدت وکثرت کے ایام میں بھی نبی ﷺ اسے ازار باندھنے کو کہتے پھر اس سے مباشرت فرماتے (جسم کے ساتھ جسم ملا کر لیٹ جاتے) (لیکن) تم میں سے کسی کو اپنی خواہش پر اتنا قابو ہے جتنا قابو رسول اللہ ﷺ کو اپنی خواہش پر حاصل تھا؟

فوائد ومسائل: ① حیض کے ایام میں عورت سے جنسی عمل حرام ہے۔ ② ہم بستری کے علاوہ عورت سے قریب ہونا اس کے ساتھ لیٹنا معانقہ کرنا پیار کرنا سب کچھ جائز ہے۔ ③ ان ایام میں اس جائز قربت سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے ایسا نہ ہو کہ مرد اپنی خواہش پر قابو نہ رکھ سکے اور مباشرت کر بیٹھے۔ ④ جس شخص کے جذبات میں اس قدر شدت باقی نہ رہی ہو جتنی عام طور پر جوانی میں ہوتی ہے اس کے لیے مباشرت کے سوا دوسرے مبادیات کا ارتکاب جائز ہے تاہم احتیاط بہتر ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا ضبط نفس انتہائی کمال کی مثال ہے کہ باوجود انتہائی طاقت کے اپنی ذات پر زبردست کنٹرول رکھتے تھے۔ ⑥ مباشرت کے معنی ہم بستری (صحبت کرنے) کے بھی ہیں اور بیوی کے ساتھ صرف بوس وکنار کرنے کے بھی یہاں یہ لفظ اسی دوسرے معنی کے لیے استعمال ہوا ہے۔

٦٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،

٦٣٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم (امہات المومنین) میں سے کوئی جب ایام

٦٣٥- أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح: ٣٠٢، ومسلم، الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ٢٩٣ من حديث علي بن مسهر به.

٦٣٦- أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح: ٣٠٠، ٢٠٣٠، ٢٠٣١، ومسلم، الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ٢٩٣ من حديث منصور به.

عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا، إِذَا حَاضَتْ، أَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَأْتَزِرَ بِإِزَارٍ، ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.

سے ہوتی تو نبی ﷺ اسے تہ بند باندھ لینے کا حکم دیتے' پھر اس سے مباشرت (بوس وکنار) فرماتے۔

٦٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي لِحَافِهِ، فَوَجَدْتُ مَا تَجِدُ النِّسَاءُ مِنَ الْحَيْضَةِ، فَانْسَلَلْتُ مِنَ اللِّحَافِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَفِسْتِ؟» قُلْتُ: وَجَدْتُ مَا تَجِدُ النِّسَاءُ مِنَ الْحَيْضَةِ، قَالَ: «ذٰلِكَ مَا كَتَبَ اللهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ»، قَالَتْ: فَانْسَلَلْتُ، فَأَصْلَحْتُ مِنْ شَأْنِي، ثُمَّ رَجَعْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَالَيْ فَادْخُلِي مَعِي فِي اللِّحَافِ». قَالَتْ: فَدَخَلْتُ مَعَهُ.

٦٣٧- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے لحاف میں (لیٹی ہوئی) تھی' مجھے حیض شروع ہونے کا احساس ہوا' جس طرح عورتوں کو ہوتا ہے' میں آہستگی کے ساتھ لحاف سے نکل گئی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھیں خون آ گیا ہے؟'' میں نے کہا: مجھے حیض کی وہ کیفیت محسوس ہوئی ہے جو عورتوں کو ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ چیز تو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے۔'' ام المومنین نے فرمایا: میں خاموشی سے اٹھ گئی اور اپنی حالت کو درست کیا۔ پھر واپس آئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''لحاف میں میرے پاس آ جاؤ۔'' انہوں نے کہا چنانچہ میں نے بھی آپ کے ساتھ لحاف لے لیا۔

فائدہ: حالت درست کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کپڑوں کو آلودہ ہونے سے بچانے کیلیے معمول کے مطابق بندوبست کر لیا۔

٦٣٨- حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ

٦٣٨- حضرت معاویہ بن ابوسفیان ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ (اور اپنی ہمشیرہ) حضرت ام حبیبہ ؓ سے سوال کیا: آپ کا ایام حیض میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کس طرح ہوتا تھا؟

٦٣٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٤ من حديث محمد بن عمرو به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، رجاله ثقات".

٦٣٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢٥ عن محمد بن سلمة به * ابن إسحاق تابعه ليث بن سعد، انظر، ح: ٥٤٠.

ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ، سَأَلْتُهَا: كَيْفَ كُنْتِ تَصْنَعِينَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْحَيْضَةِ؟ قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا، فِي فَوْرِهَا أَوَّلَ مَا تَحِيضُ، تَشُدُّ عَلَيْهَا إِزَارًا إِلَى أَنْصَافِ فَخِذَيْهَا، ثُمَّ تَضْطَجِعُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

انھوں نے فرمایا: جب ہم (ازواج مطہرات) میں سے کسی کو حیض شروع ہوتا تو وہ نصف رانوں تک چادر لپیٹ لیتی، پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لیٹ جاتی۔

(المعجم ١٢٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ الْحَائِضِ (التحفة ١٢٢)

باب: ۱۲۲- حائضہ سے مباشرت کی ممانعت کا بیان

٦٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَكِيمٍ الأَثْرَمِ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَتَى حَائِضاً، أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا، أَوْ كَاهِناً، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ».

۶۳۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے حیض والی عورت سے مباشرت (صحبت) کی یا عورت کی دبر میں مباشرت (صحبت) کی یا کسی کاہن کے پاس گیا (اور اس سے غیبی معاملات کے بارے میں کچھ پوچھا) اور اس کی کہی ہوئی بات کو سچ مان لیا تو اس نے محمد (ﷺ) پر نازل کی جانے والی چیز کے ساتھ کفر کیا۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں جن کاموں سے منع کیا گیا ہے وہ سب حرام ہیں۔ ② ان اعمال کے مرتکب افراد کو شریعت اسلامی کے ساتھ کفر کرنے والے قرار دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کافروں کے کام ہیں مسلمان کو ایسے کاموں سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ اللہ نے عورت سے مباشرت کا ایک فطری طریقہ مقرر کیا ہے جس کے نتیجے میں اولاد پیدا ہوتی ہے۔ پاخانے (دبر) کا راستہ اس مقصد کے لیے نہیں بنایا گیا ہے یہ غیر فطری طریقہ ہے جس میں حضرت لوط علیہ السلام کی بدکردار قوم سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ ④ بعض لوگوں نے عورت سے خلاف فطرت فعل کو جائز قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ اس کے لیے اس آیت سے استدلال کیا ہے: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ (البقرة: ۲/۲۲۳) ”تمھاری عورتیں تمھارے لیے کھیتی (کی طرح) ہیں تو اپنی کھیتی میں آؤ جیسے چاہو۔“ ان کا یہ استدلال درست نہیں کیونکہ (ا) عورت کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کھیت وہی

٦٣٩- [حسن] أخرجه أبوداود، الكهانة والتطير، باب في الكهان، ح: ٣٩٠٤، والترمذي، ح: ١٣٥، وذكر كلامًا في تعليله * حكيم الأثرم وثقه الجمهور، ولحديثه شواهد عند مسلم وغيره.

ہوتا ہے جہاں بیج ڈالا جائے تو اُگے' پاخانے کا راستہ اس قابل نہیں۔ پیدائش کا تعلق اگلے راستے ہی سے ہے۔(ب) ایام حیض میں آگے کے راستے سے بھی پرہیز کا حکم دیا گیا ہے اور وجہ یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ نجاست ہے۔ دوسرا راستہ تو صرف نجاست ہی کے لیے ہے' وہ کیسے حلال ہوسکتا ہے۔(ج) اگر ﴿أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ کا ترجمہ "جہاں سے چاہو" کیا جائے تو بھی اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پیچھے کے رخ سے ہو کر آگے کے مقام میں دخول کرے تو جائز ہے' جس طرح براہ راست آگے کے رخ سے آ کر دخول جائز ہے جیسے کہ حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔ دیکھیے:(صحیح مسلم' النکاح' باب جواز جماعه امرأته في قبلها' من قدامها و من ورائها' من غير تعرض للدبر' حدیث:١٤٣٥) ⑤ "کاہن" اس شخص کو کہتے ہیں جو غیب کی باتیں جاننے کا دعویٰ رکھتا ہے یا مستقبل کے بارے میں بتاتا ہے۔ ہمارے ہاں جو نجوم' رمل' جفر کے نام سے قسمت بتانے کا دعویٰ کرتے ہیں' وہ سب اس وعید میں شامل ہیں۔ ان کی بتائی ہوئی کوئی بات سچ ثابت ہو جائے تو بھی ان لوگوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کے پاس جا کر کچھ پوچھنا ہی گناہ ہے اگرچہ ان کی بتائی ہوئی بات پر یقین نہ کرے۔ ارشاد نبوی ہے: "جو کسی کاہن کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات پوچھی تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔" (صحیح مسلم' السلام' باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان' حدیث:٢٢٣٠)

(المعجم ١٢٣) - بَابٌ: فِي كَفَّارَةِ مَنْ أَتَى حَائِضًا (التحفة ١٢٣)

باب:١٢٣-حیض کی حالت میں مقاربت کا کفارہ

٦٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فِي الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ، وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ: «يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ».

٦٤٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایام حیض میں عورت سے مباشرت کرنے والے کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے۔"

فوائد ومسائل: ① جو شخص ایام حیض میں مباشرت (صحبت) کر لے' اسے چاہیے کہ کفارہ ادا کرے تاکہ اس کا یہ گناہ معاف ہو جائے۔ ② دینار سونے کا ایک سکہ تھا' جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عرب میں رائج تھا۔ اس کا

٦٤٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في إتيان الحائض، ح: ٢٦٤ من حديث يحيى به، وصححه أحمد، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

وزن ساڑھے چار ماشے (۴ گرام ۳۷۴ ملی گرام) ہوتا تھا' اس لیے اگر کسی سے یہ کام سرزد ہو جائے تو اسے چاہیے کہ تقریباً ساڑھے چار گرام خالص سونے کی جتنی قیمت بنے' اتنی رقم خیرات کرے۔ یہ صدقہ کسی غریب مسکین اور مستحق فرد کو دینا چاہیے۔ ③ شیخ احمد شاکر نے جامع ترمذی کے حاشیے میں صراحت کی ہے کہ ''دینار یا نصف دینار'' راوی کا شک نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اختیار ہے کہ خواہ ایک دینار صدقہ کر دے یا نصف دینار' حکم کی تعمیل ہو جائے گی۔ اس سے انھوں نے استنباط کیا ہے کہ یہ صدقہ واجب نہیں کیونکہ اگر واجب ہوتا تو یہ نہ کہا جاتا کہ چاہے تو پورا واجب ادا کرے' چاہے آدھا واجب ادا کرے۔ ④ بعض سلف نے ایک دینار اور آدھے دینار کے حکم میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اگر حیض کے شروع کے ایام ہوں جب خون سرخ ہوتا ہے تو پورا دینار دے' اگر آخری ایام ہوں جب خون زردی مائل ہوتا ہے تو آدھا دینار دے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اگر طاقت ہو تو پورا دینار ادا کرے' تنگ دست ہو تو آدھا دینار صدقہ کر دے۔

(المعجم ١٢٤) - بَابٌ: فِي الْحَائِضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ (التحفة ١٢٤)

باب:۱۲۴-حیض سے فارغ ہو کر غسل کرنے کا طریقہ

٦٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا، وَكَانَتْ حَائِضاً: «انْقُضِي شَعْرَكِ وَاغْتَسِلِي».

قَالَ عَلِيٌّ فِي حَدِيثِهِ: «انْقُضِي رَأْسَكِ».

۶۴۱-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ حیض سے فارغ ہوئیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بال کھول دو اور غسل کرو۔''

علی بن محمد کی روایت میں ہے: ''اپنا سر کھول دو۔''

فوائد ومسائل: ① سر کھولنے سے مراد یہ ہے کہ گوندھے ہوئے بال کھول کر سر دھویا جائے۔ یہ حکم غسل جنابت میں نہیں ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۶۰۳' ۶۰۴) ② بعض حضرات صحیح مسلم میں وارد الفاظ [فَأَنْقُضُهُ لِلْحَيْضَةِ وَالْجَنَابَةِ؟ فَقَالَ لاَ](صحيح مسلم' الحيض' باب حكم ضفائر المغتسلة' حديث:۳۳۰) سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عورت کے لیے غسل حیض میں بالوں کا کھولنا ضروری نہیں ہے' لیکن صاحب عون اور شیخ البانی ؒ نے صراحت کی ہے کہ صحیح مسلم کے ایک طریق میں [الحيضة] کا جو اضافہ ہے' وہ شاذ ہے۔ اصل روایت [الحيضة] کے بغیر ہی محفوظ ہے۔ دیکھیے: (عون المعبود' الطهارة' باب المرأة هل تنقض شعرها عندالغسل' و الصحيحة' للألباني' حديث:۱۸۸)

٦٤١ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ١/ ٧٩ به، وصححه المجد ابن تيمية وغيره، وأصله في الصحيحين.

٦٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُهَاجِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ صَفِيَّةَ تُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْمَحِيضِ، فَقَالَ: «تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَاءَهَا وَسِدْرَهَا فَتَطْهُرُ، فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ، أَوْ تَبْلُغُ فِي الطُّهُورِ، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكاً شَدِيداً، حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً [فَتَطْهُرُ] بِهَا»، قَالَتْ أَسْمَاءُ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ تَطَهَّرِي بِهَا» قَالَتْ عَائِشَةُ: -كَأَنَّهَا تُخْفِي ذٰلِكَ- [تَتَبَّعِي] بِهَا أَثَرَ الدَّمِ، قَالَتْ: وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَقَالَ: «تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَاءَهَا فَتَطْهُرُ، فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ أَوْ تَبْلُغُ فِي الطُّهُورِ، حَتَّى تَصُبَّ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جَسَدِهَا». فَقَالَتْ عَائِشَةُ: نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الأَنْصَارِ! لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ.

۶۴۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اسماء (بنت شکل انصاریہ) رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے حیض کے غسل کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”عورت کو چاہیے کہ پانی اور بیری کے پتے لے لے' پھر صفائی کرے اور اچھی طرح صفائی کرے۔“ یا فرمایا: ”بہت زیادہ صفائی کرے (جسم کو خوب صاف کرے)' پھر سر پر پانی ڈال کر خوب ملے حتی کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر سارے بدن پر پانی بہائے پھر روئی کا خوشبودار پھاہا لے کر اس سے طہارت کرے۔“ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اس کے ساتھ کیسے طہارت حاصل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! اس کے ساتھ طہارت کرو۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آہستہ سے کہا: اس کو خون کے مقام پر لگا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی ﷺ سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”عورت کو چاہیے کہ پانی لے' پھر صفائی کرے اور اچھی طرح صفائی کرے۔“ یا فرمایا: ”بہت زیادہ صفائی کرے۔ پھر سر پر پانی ڈال کر ملے حتی کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر اپنے جسم پر پانی بہا لے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انصار کی عورتیں بھی بہت اچھی عورتیں تھیں۔ انھیں دین کے مسائل سیکھنے سے حیا مانع نہیں ہوتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① حیض کے غسل میں صفائی کا اہتمام غسل جنابت کی نسبت زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اس کی

٦٤٢- أخرجه مسلم، الحيض، باب استحباب استعمال المغتسلة من الحيض فرصةً من مسك في موضع الدم، ح: ٣٣٢(ج) من ابن بشار وغيره به.

نوبت نسبتاً زیادہ دیر بعد آتی ہے۔② پانی میں بیری کے پتے ڈال کر جوش دینے سے وہ پانی زیادہ صفائی کرنے والا بن جاتا ہے۔③ مقام مخصوص پر خوشبو لگانے کا مقصد یہ ہے کہ ناگوار بو ختم ہو جائے۔④ جنسی امور سے متعلق مسئلہ بتاتے وقت صریح الفاظ کے بجائے اشارے کنائے سے کام لینا چاہیے تاکہ مسئلہ بھی بتا دیا جائے اور شرم وحیا بھی قائم رہے۔⑤ علم حاصل کرنے سے شرمانا درست نہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں انسان ہمیشہ جاہل رہتا ہے اور ممکن ہے کہ خلافِ شریعت کام کا ارتکاب کرتا رہے۔

(المعجم ١٢٥) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَسُؤْرِهَا** (التحفة ١٢٥)

باب:۱۲۵-حائضہ کے ساتھ مل کر کھانا اور اس کا جوٹھا کھا پی لینا درست ہے

٦٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمِقْدَامِ ابْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَتَعَرَّقُ الْعَظْمَ وَأَنَا حَائِضٌ، فَيَأْخُذُهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ كَانَ فَمِي، وَأَشْرَبُ مِنَ الْإِنَاءِ، فَيَأْخُذُهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ كَانَ فَمِي، وَأَنَا حَائِضٌ.

۶۴۳-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایام حیض میں ہوتی تھی تو (بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ) میں ہڈی والی بوٹی سے دانتوں کے ساتھ گوشت نوچتی تو رسول اللہ ﷺ اس (بوٹی) کو لے لیتے اور جہاں میں نے منہ لگایا تھا وہیں سے منہ لگا کر اس ہڈی سے گوشت نوچتے۔ میں برتن میں پانی پیتی تو رسول اللہ ﷺ وہیں منہ رکھ (کر پانی پی) لیتے جہاں میں نے منہ رکھا ہوتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ کا بدن پاک ہوتا ہے۔ اور یہ نجاست حکمی ہے سوائے خون کے کہ وہ حسی نجاست ہے۔② حائضہ کا منہ اور لعاب دہن بھی پاک ہے اس لیے اس کا جوٹھا کھانا اور اس کا جوٹھا پینا جائز ہے۔③ خاوند کو بیوی کے ساتھ مل کر کھانا پینا چاہیے کیونکہ اس سے محبت کا اظہار بھی ہوتا ہے اور محبت میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔④ خاوند بیوی کا باہم اظہار محبت کے لیے بے تکلفی کا مظاہرہ کرنا عزت وشرف کے منافی نہیں۔

٦٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا لَا يَجْلِسُونَ مَعَ الْحَائِضِ فِي بَيْتٍ، وَلَا يَأْكُلُونَ وَلَا

۶۴۴-حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ یہودی گھر میں حائضہ عورت کے پاس نہیں بیٹھتے تھے نہ (اس کے ساتھ مل کر) کھاتے پیتے تھے۔ نبی ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا گیا (اور مسئلہ دریافت کیا گیا) تو اللہ تعالیٰ

٦٤٣ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها . . . الخ، ح: ٣٠٠ من حديث المقدام به.
٦٤٤ـ أخرجه مسلم، الحيض، الباب السابق، ح: ٣٠٢ من حديث حماد به مطولاً.

يَشْرَبُونَ. قَالَ: فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ﴾ [البقرة: ٢٢٢]. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الْجِمَاعَ».

نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ﴾ ''اور آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں' فرما دیجیے' وہ گندگی ہے' سو تم حیض (کے ایام) میں عورتوں سے الگ رہو۔'' (اس کی وضاحت کرتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جماع کے سوا سب کچھ کر سکتے ہو۔''

فوائد ومسائل: ① سابقہ شریعتوں میں احکام' شریعت محمدی کی نسبت سخت تھے۔ بعض مسائل میں خود یہود نے سختی پیدا کر لی تھی' انہی میں طہارت ونجاست کے مسائل بھی تھے۔ چنانچہ یہودی ان ایام میں عورت کو الگ کمرے یا خیمے میں رہنے کا حکم دیتے تھے کیونکہ ان کی رائے میں وہ جس بستر پر بیٹھ جائے' جو کپڑا پہن لے' یا جس چیز کو ہاتھ لگا دے وہ ناپاک ہو جاتی ہے حتی کہ اگر کوئی شخص اس کے بستر کو چھو لے تو وہ بھی ناپاک ہو جاتا ہے اور اسے غسل کرنا پڑتا ہے۔ (دیکھیے عہد نامہ قدیم' کتاب احبار' باب ۱۵' فقرہ: ۱۹ تا ۲۳) ② اسلام میں طہارت اور صفائی کی بہت اہمیت ہے لیکن یہود جیسے سخت احکام نہیں' اس لیے حیض ونفاس کے ایام میں مباشرت تو جائز نہیں لیکن عورت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا' کھانا پینا' پیار کرنا' ساتھ لیٹنا سب کچھ جائز ہے' البتہ مباشرت حرام ہے جیسے کہ گزشتہ ابواب میں بھی بیان ہوا۔ ③ جس شخص کو خطرہ محسوس ہو کہ پیار کرنے کی صورت میں وہ اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکے گا اور ممنوع کام کا ارتکاب کر بیٹھے گا تو اسے اس اجازت سے فائدہ اٹھانے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے' اس کے لیے بہتر ہے کہ ان ایام میں بیوی سے دور ہی رہے۔

(المعجم ١٢٦) - بَابٌ: فِي مَا جَاءَ فِي اجْتِنَابِ الْحَائِضِ الْمَسْجِدَ (التحفة ١٢٦)

باب: ۱۲۶- حائضہ عورت مسجد میں داخل ہونے سے پرہیز کرے

٦٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ، عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ

۶۴۵- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس مسجد کے صحن میں داخل ہوئے اور بلند آواز سے اعلان فرمایا: ''کسی جنبی یا

٦٤٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٢٧/ ٢٧١، ٢٧٢ (ترجمة محدوج) من حديث أبي نعيم به مطولاً * أبو الخطاب وشيخه مجهولان (تقريب)، والحديث ضعفه صاحب الزوائد، وحديث أبي داود، ح: ٣٣٢ يغني عنه.

الْهَجَرِيِّ، عَنْ مَحْدُوجِ الذُّهْلِيِّ، عَنْ جَسْرَةَ قَالَتْ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَرْحَةَ هٰذَا الْمَسْجِدِ، فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهِ: «إِنَّ الْمَسْجِدَ لاَ يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَلاَ حَائِضٍ».

حائضہ کو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔''

ملحوظہ: اس حدیث کی سند بعض کے نزدیک ضعیف اور بعض کے نزدیک شواہد کی بنا پر حسن ہے' اس لیے اس میں بیان کردہ مسئلہ صحیح ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے۔

(المعجم ١٢٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ تَرٰى بَعْدَ الطُّهْرِ الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ (التحفة ١٢٧)

باب: ۱۲۷- عورت اگر پاک ہونے کے بعد زرد یا مٹیالے رنگ کا پانی دیکھے' تو؟

٦٤٦- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، عَنْ شَيْبَانَ النَّحْوِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمَرْأَةِ تَرٰى مَا يَرِيبُهَا بَعْدَ الطُّهْرِ قَالَ: «إِنَّمَا هِيَ عِرْقٌ أَوْ عُرُوقٌ».

۶۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں' جسے پاک ہونے کے بعد کوئی مشکوک چیز نظر آئے' فرمایا: ''وہ ایک رگ ہے۔'' یا فرمایا: ''وہ رگیں ہیں۔''

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: يُرِيدُ بَعْدَ الطُّهْرِ بَعْدَ الْغُسْلِ.

محمد بن یحییٰ نے کہا: پاک ہونے کے بعد سے مراد غسل کے بعد ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے' البتہ دیگر شواہد کی بنا پر معناً صحیح ہے' غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ② پاک ہونے کا مطلب ہے کہ حیض ختم ہو جانے کے بعد جب غسل کر لے' پھر زرد یا مٹیالے رنگ کا پانی نظر آئے تو اسے حیض نہ سمجھے بلکہ وہ ایک بیماری کی سی کیفیت ہے' البتہ عادت کے ایام کے اندر اس

٦٤٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ما روي أن المستحاضة تغتسل لكل صلاة، ح: ٢٩٣ من حديث يحيٰى به، والبيهقي: ١/ ٣٣٧ من حديث شيبان به ✽ أم بكر مجهولة الحال، وللحديث شواهد.

وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک رنگ بالکل سفید نہ ہو جائے یا خون بالکل بند نہ ہو جائے۔

٦٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ : لَمْ نَكُنْ نَرَى الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ شَيْئاً .

۶۴۷- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم زرد اور مٹیالے پانی کو کچھ نہیں سمجھتی تھیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيُّ : حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ : كُنَّا لاَ نَعُدُّ الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ شَيْئاً .

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا ہمیں محمد بن یحییٰ نے محمد بن عبداللہ الرقاشی سے بواسطہ وہیب عن ایوب حضرت ام عطیہ سے بیان کیا انھوں نے کہا: ہم زرد اور مٹیالے پانی کو کچھ نہیں سمجھتی تھیں۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : وُهَيْبٌ أَوْلاَهُمَا، عِنْدَنَا بِهٰذَا .

محمد بن یحییٰ نے کہا اس حدیث کو بیان کرنے میں وہیب ہمارے نزدیک (معمر سے) زیادہ قابل اعتماد ہیں۔

فوائد ومسائل: ① مطلب یہ ہے کہ ہماری نظر میں وہ حیض شمار نہیں ہوتا تھا۔ پہلی حدیث میں مذکور ہے کہ یہ حکم پاک ہونے کے بعد ہے اگر زرد یا مٹیالے رنگ کے بعد پھر سرخ خون آ جائے تو یہ سب حیض میں شمار ہوگا۔ ② امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد جناب محمد بن یحییٰ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو دو سندوں سے بیان کیا ہے۔ ایک سند میں ہے کہ ایوب نے یہ حدیث ابن سیرین رحمہ اللہ سے اور انھوں نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے سنی جب کہ دوسری سند میں ایوب اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے درمیان حفصہ کا واسطہ ہے۔ محمد بن یحییٰ نے دوسری سند کو ترجیح دی ہے تاہم اس اختلاف سے حدیث کی صحت میں فرق نہیں پڑتا کیونکہ ابن سیرین اور حفصہ دونوں ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

(المعجم ١٢٨) - بَابُ النُّفَسَاءِ كَم تَجْلِسُ (التحفة ١٢٨)

باب: ۱۲۸- نفاس والی عورت کتنا عرصہ نماز روزہ سے پرہیز کرے؟

٦٤٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۶۴۸- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

٦٤٧ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب الصفرة والكدرة في غير أيام الحيض، ح: ٣٢٦ من حديث أيوب به، الحديث الأول والثاني أيضًا صحيح.

٦٤٨ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ماجاء في وقت النفساء، ح: ٣١١ من حديث علي بن عبدالأعلٰى به، وصححه الحاكم، والذهبي، وحسنه النووي.

الْجَهْضَمِيُّ : حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الأَعْلٰى، عَنْ أَبِي سَهْلٍ، عَنْ مُسَّةَ الأَزْدِيَّةِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ : كَانَتِ النُّفَسَاءُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَجْلِسُ أَرْبَعِينَ يَوْماً، وَكُنَّا نَطْلِي وُجُوهَنَا بِالْوَرْسِ مِنَ الْكَلَفِ.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں نفاس والی عورت چالیس دن بیٹھی رہتی تھی۔ اور ہم چھائیوں کا علاج کرنے کے لیے چہروں پر ورس لگاتی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① نفاس سے مراد وہ خون ہے جو عورت کو بچے کی پیدائش کے بعد آتا ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر علماء کا رجحان چالیس دن کی طرف ہی ہے' اس کے بعد بھی اگر خون جاری رہے تو اسے استحاضہ سمجھا جائے اور عورت غسل کر کے نماز روزہ ادا کرنا شروع کر دے۔ اگر اس سے کم مدت میں خون بند ہو جائے تو چالیس دن تک پرہیز کرنا ضروری نہیں' پاک ہونے کے بعد غسل کر کے نماز روزہ شروع کر دینا چاہیے۔ ② ورس ایک بوٹی ہے۔ عورتیں اس سے چھائیوں کا علاج کرتی تھیں۔ یہ بوٹی اور بھی متعدد امراض میں مفید ہے۔

٦٤٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ سَلَّامِ بْنِ سُلَيْمٍ أَوْ سَلْمٍ، شَكَّ أَبُو الْحَسَنِ. -وَأَظُنُّهُ هُوَ أَبُو الأَحْوَصِ، - عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَّتَ لِلنُّفَسَاءِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ.

٦٤٩- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نفاس والی عورت کے لیے چالیس دن کی مقدار مقرر کی ہے' سوائے اس کے کہ اس مدت سے پہلے طہر نظر آ جائے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ مسئلہ دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ١٢٩) - بَابُ مَنْ وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ (التحفة ١٢٩)

باب:١٢٩- جو شخص حائضہ بیوی سے مباشرت کرلے

٦٥٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ :

٦٥٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٦٤٩- [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري * المحاربي كان يدلس وعنعن، وسلّام هو الطويل كما قال البيهقي : ١/ ٣٤٣، وهو متروك كما في التقريب وغيره، وللحديث شواهد كثيرة.

٦٥٠- [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الكفارة في ذٰلك، ح : ١٣٧ من حديث عبدالكريم (أبي أمية) به، وانظر، ح : ٦٤٠، فإنه شاهد له.

حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ، إِذَا وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ، أَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِنِصْفِ دِينَارٍ.

ہے انھوں نے فرمایا: جب کوئی شخص حیض کی حالت میں بیوی سے مباشرت (صحبت) کر لیتا تو نبی ﷺ اسے آدھا دینار صدقہ کرنے کا حکم دیتے تھے۔

فائدہ: اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے حدیث: ۶۴۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیے۔

(المعجم ١٣٠) - بَابٌ: فِي مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ (التحفة ١٣٠)

باب: ۱۳۰- حائضہ کے ساتھ مل کر کھانا درست ہے

٦٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: عَنْ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ، فَقَالَ: «وَاكِلْهَا».

۶۵۱- حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حائضہ کے ساتھ مل کر کھانا کھانے کا حکم دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ مل کر کھالیا کرو۔''

فائدہ: اس مسئلہ کی وضاحت حدیث: ۶۴۳ کے تحت گزر چکی ہے۔

(المعجم ١٣١) - بَابٌ: فِي الصَّلَاةِ فِي ثَوْبِ الْحَائِضِ (التحفة ١٣١)

باب: ۱۳۱- حائضہ کا کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنا

٦٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ

۶۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور میں

٦٥١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في المذي، ح:٢١٢ من حديث العلاء به، وحسنه الترمذي، ح:١٣٣.

٦٥٢- أخرجه مسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح:٥١٤ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي، وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ، وَأَنَا حَائِضٌ، وَعَلَيَّ مِرْطٌ لِي، وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ.

آپ کے قریب (لیٹی ہوئی) تھی جب کہ میں حیض سے تھی۔ میں نے ایک چادر اپنے اوپر لے رکھی تھی اور اس کا ایک حصہ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر تھا۔

فائدہ: کوئی کپڑا محض حائضہ کے پہننے اوڑھنے سے ناپاک نہیں ہوجاتا جب تک اسے خون نہ لگ جائے اگر خون لگ جائے تو اتنی جگہ سے کپڑا دھو کر پہنا یا اوڑھا جاسکتا ہے اور اسی کے ساتھ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

٦٥٣- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى وَعَلَيْهِ مِرْطٌ، بَعْضُهُ عَلَيْهِ، وَعَلَيْهَا بَعْضُهُ، وَهِيَ حَائِضٌ.

۶۵۳- ام المومنین حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (گھر میں نفل) نماز پڑھی۔ آپ نے چادر اوڑھ رکھی تھی جس کا کچھ حصہ نبی ﷺ پر تھا اور کچھ حصہ ان پر تھا۔ اور وہ حالت حیض میں تھیں۔

(المعجم ١٣٢) - بَابٌ: إِذَا حَاضَتِ الْجَارِيَةُ لَمْ تُصَلِّ إِلَّا بِخِمَارٍ (التحفة ١٣٢)

باب: ۱۳۲- جب لڑکی بالغ ہو جائے تو (سر پر) اوڑھنی لیے بغیر نماز نہ پڑھے

٦٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَاخْتَبَأَتْ مَوْلَاةٌ لَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حَاضَتْ؟» فَقَالَتْ نَعَمْ، فَشَقَّ لَهَا مِنْ عِمَامَتِهِ، فَقَالَ: «اخْتَمِرِي بِهٰذَا».

۶۵۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تو ان کی ایک آزاد کردہ لونڈی چھپ گئی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے حیض آ گیا ہے؟“ ام المومنین نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے اپنی پگڑی کے کپڑے میں سے پھاڑ کر ایک حصہ اسے دیا اور فرمایا: ”اسے اوڑھنی بنالو۔“

٦٥٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الرخصة في ذٰلك، ح: ٣٦٩ من حديث سفيان به، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٣٣٣، ومسلم، ح: ٥١٣.

٦٥٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٢/ ٢٢٩ به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه عبدالكريم، وهو ابن أبي المخارق، ضعفه أحمد وغيره، بل قال ابن عبدالبر مجمع علٰى ضعفه".

٦٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ وَأَبُو النُّعْمَانِ، [قَالاَ]: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ الْحارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ يَقْبَلُ اللهُ صَلاَةَ الحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ».

۶۵۵-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں کرتا۔''

فوائد ومسائل: ① عورت کے لیے نماز میں سر چھپانا لازمی ہے' خواہ تنہائی میں نماز پڑھ رہی ہو جہاں اس پر کسی کی نظر نہ پڑتی ہو۔ یہ سر چھپانا پردے کے لیے نہیں کیونکہ محرم رشتہ داروں سے سر چھپانا فرض نہیں۔ ② عورت کا ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ مرد کا یہ حکم نہیں' وہ ننگے سر نماز پڑھ سکتا ہے' تاہم مرد کے لیے بھی عادتاً ننگے سر رہنا ناپسندیدہ امر ہے۔

(المعجم ١٣٣) - بَابُ الْحَائِضِ تَخْتَضِبُ (التحفة ١٣٣)

باب:۱۳۳-حائضہ عورت مہندی لگا سکتی ہے

٦٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَخْتَضِبُ الْحَائِضُ؟ فَقَالَتْ: قَدْ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَخْتَضِبُ، فَلَمْ يَكُنْ يَنْهَانَا عَنْهُ.

۶۵۶-حضرت معاذہ ؒ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے سوال کیا' کیا حیض والی عورت مہندی (یا کوئی دوسرا خضاب) لگا سکتی ہے؟ ام المومنین ؓ نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے پاس ہوتیں اور خضاب لگا لیتی تھیں' آپ ﷺ ہمیں منع نہیں فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① منع نہ کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ جائز ہے۔ جب کوئی کام رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کیا جائے اور آپ اس سے منع نہ کریں تو اس سے اس کام کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ جس حدیث میں اس قسم کے کسی واقعہ کا ذکر ہوا سے ''تقریری حدیث'' کہتے ہیں۔ ② ''خضاب'' ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو ہاتھوں وغیرہ پر یا سر کے بالوں پر لگایا جائے اور اس سے ہاتھوں یا بالوں کا رنگ بدل جائے۔ مہندی بھی خضاب ہی کی ایک صورت ہے۔ ③ مہندی

٦٥٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب المرأة تصلي بغير خمار، ح:٦٤١ من حديث حماد به، وحسنه الترمذي، ح:٣٧٧، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

٦٥٦ـ [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، حجاج هو ابن منهال، وأيوب هو السختياني".

لگانا جس طرح طہر کے ایام میں جائز ہے اسی طرح حیض کے ایام میں بھی جائز ہے۔

(المعجم ١٣٤) - بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَبَائِرِ (التحفة ١٣٤)

باب: ۱۳۴- پٹیوں پر مسح کرنا

٦٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: انْكَسَرَتْ إِحْدٰى زَنْدَيَّ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَمْسَحَ عَلَى الْجَبَائِرِ.

۶۵۷- حضرت علی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میری ایک کلائی ٹوٹ گئی میں نے نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے مجھے پٹیوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: أَنْبَأَهُ الدَّبَرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، نَحْوَهُ.

(امام ابن ماجہ ؒ کے شاگرد) ابوالحسن بن سلمہ نے کہا انھیں دبری نے عبدالرزاق سے سابقہ روایت کی مثل بیان کیا۔

فائدہ: اس روایت میں بیان کردہ مسئلہ درست ہے کیونکہ ایسا شخص شرعاً معذور ہے۔

(المعجم ١٣٥) - بَابُ اللُّعَابِ يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ١٣٥)

باب: ۱۳۵- کپڑے کو تھوک لگ جائے تو کوئی حرج نہیں

٦٥٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حَامِلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَلٰى عَاتِقِهِ، وَلُعَابُهُ يَسِيلُ عَلَيْهِ.

۶۵۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ حضرت حسین بن علی ؓ کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور ان کا لعاب بہ کر آپ پر گر رہا تھا۔

٦٥٧ـ [إسناده موضوع] قال الإمام أحمد في عمرو بن خالد الواسطي: "كذاب، يروي عن زيد بن علي عن آبائه أحاديث موضوعة يكذب".

٦٥٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٤٧ عن وكيع به، إلا أنه قال: "الحسن بن علي" وهو الراجح، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح".

فوائد ومسائل: ① انسان کے منہ کا لعاب پاک ہے۔ ② بچے کو گود میں یا کندھے پر اٹھانا بلند مقام ومنصب کے منافی نہیں۔

(المعجم ١٣٦) - بَابُ الْمَجِّ فِي الْإِنَاءِ (التحفة ١٣٦)

باب: ١٣٦- برتن میں کلی کرنا

٦٥٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِدَلْوٍ، فَمَضْمَضَ مِنْهُ، فَمَجَّ فِيهِ مِسْكاً أَوْ أَطْيَبَ مِنَ الْمِسْكِ، وَاسْتَنْثَرَ خَارِجاً مِنَ الدَّلْوِ.

٦٥٩- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کی خدمت میں (پانی کا) ڈول حاضر کیا گیا' آپ نے اس میں سے پانی لے کر کلی کی' پھر ڈول میں کلی کی جو کستوری کی طرح یا کستوری سے پاکیزہ تر تھی اور آپ نے ڈول سے باہر ناک صاف کی۔

٦٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ ابْنِ الرَّبِيعِ وَكَانَ قَدْ عَقَلَ مَجَّةً؛ مَجَّهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي دَلْوٍ مِنْ بِئْرٍ لَهُمْ.

٦٦٠- امام زہری نے حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی اور یہ وہ صحابی ہیں جنھیں وہ کلی یاد تھی جو رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈول میں کی تھی جس میں ان کے ایک کنویں سے پانی لیا گیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت محمود بن ربیع بن سراقہ رضی اللہ عنہ انصار کے قبیلۂ بنو خزرج سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے' تب یہ واقعہ پیش آیا۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اس لیے ایسے کیا کہ گھر والوں کے لیے برکت کا باعث ہو۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے جسم سے مس ہونے والی چیزوں میں برکت ہے' اس لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کے بال مبارک اور دوسری اشیاء کو محفوظ رکھا' لیکن صحابہ وتابعین نے کسی اور بزرگ شخصیت (صحابی یا تابعی) سے تعلق رکھنے والی اشیاء کو بطور تبرک محفوظ نہیں رکھا۔ ④ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر منہ میں پانی لے کر حضرت محمود رضی اللہ عنہ کے چہرے پر پھینکا تھا' یعنی بچوں سے دل لگی کرنا جائز ہے۔ ⑤ اس حدیث سے امام بخاری نے استدلال کیا ہے کہ پانچ سال کا بچہ جب حدیث سنے تو یہ سند شمار کی جائے گی۔ (صحیح البخاري' العلم' باب متى يصح سماع الصغير' حديث: ٧٧)

٦٥٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣١٥، ٣١٦، ٣١٨ من حديث مسعر به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد منقطع * عبدالجبار لم يسمع من أبيه شيئًا قاله ابن معين، والبخاري".

٦٦٠ـ [صحيح] انظر، ح: ٧٥٤.

(المعجم ١٣٧) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَرٰى عَوْرَةَ أَخِيهِ (التحفة ١٣٧)

باب:۱۳۷-کسی کی شرم گاہ کا دیکھنا منع ہے

٦٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ تَنْظُرِ الْمَرْأَةُ إِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلاَ يَنْظُرِ الرَّجُلُ إِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ».

۶۶۱-حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت' دوسری عورت کے ستر کو نہ دیکھے' اور کوئی مرد کسی مرد کے ستر کو نہ دیکھے۔''

فوائد ومسائل: ① اسلام میں عصمت وعفت کی حفاظت اور پاک دامنی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اسی مقصد کے لیے اسلام میں بہت سے احکامات' ہدایات اور قوانین موجود ہیں' مثلاً (ا) بدکاری کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے۔ (ب) اس جرم کے مرتکب کے لیے سخت ترین سزا مقرر کی گئی ہے۔ (ج) نکاح پر اس حد تک زور دیا گیا ہے کہ غلاموں اور بیواؤں تک کی شادی کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ﴾ (النور:۳۲) ''تم میں سے جو بے نکاح ہوں (بیوائیں' رنڈوے' کنوارے) اور تمھارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک خصلت ہوں ان کا نکاح کر دو۔'' (د) نکاح کرنے والوں کو خوشحالی کی خوش خبری دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (النور:۳۲) ''اگر وہ تنگ دست ہوں گے تو اللہ انھیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔'' (ر) جو نوجوان کسی وجہ سے نکاح نہ کر سکے اسے بکثرت نفلی روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تا کہ جذبات قابو میں رہیں۔ (صحيح البخاري' النكاح' باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من استطاع منكم الباءة فليتزوج......' حديث:۵۰۶۵) (ز) مردوں اور عورتوں دونوں کو نظر کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا۔ ارشاد ہے: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ (النور:۳۰) ''مومنوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔'' ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ (النور:۳۱) ''اور مومن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔'' (ز) نامحرم مردوں سے پردے کا حکم دیا گیا۔ (سورۂ نور' آیت: ۳۱) (ح) دوسروں کے گھروں میں جاتے وقت اجازت طلب کرنے کا حکم دیا گیا۔ (سورۂ نور' آیت: ۵۹) (ط) خاص اوقات

٦٦١ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات، ح: ٣٣٨ عن ابن أبي شيبة به مطولاً.

میں بچوں کو بھی بلا اجازت بڑوں کے پاس جانے سے منع کیا گیا ہے۔ (سورۂ نور: ۵۸)

انہی ہدایات میں سے یہ ہدایت بھی ہے جو زیر مطالعہ حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ پردہ صرف اجنبی مرد اور عورت کے درمیان ہی نہیں بلکہ مرد مرد سے اور عورت عورت سے ایسا انداز اختیار نہ کرے جو شرم وحیا کے منافی ہو۔ اس موضوع پر تفصیل کے لیے دیکھیے: (ڈاکٹر فضل الٰہی ﷾ کی تصنیف "اَلتَّدَابِیْرُ الْوَاقِیَۃ مِنَ الزِّنَا" یا اس کا اردو ترجمہ "اسلام کا نظامِ عفت") ② مرد کے لیے مرد سے جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں پیشاب اور پاخانہ کے اعضاء بالاتفاق شامل ہیں۔ ران میں اختلاف ہے۔ امام بخاری ؒ نے اگرچہ ران کو پردے کے اعضاء میں شمار نہیں کیا، تاہم ان کے ہاں بھی احتیاط اسی میں ہے کہ اسے چھپایا جائے۔ (صحیح البخاری، الصلاۃ، باب مایذکر فی الفخذ)
③ عورت کو بھی دوسری عورت کے مذکورہ بالا اعضاء دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بچے کی پیدائش یا اس قسم کی مجبوری کے موقعوں پر بھی صرف وہی عورت دیکھے جس کے بغیر کام نہیں نکلتا۔ دوسری عورتوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔
④ عورت کو اپنی چھاتیاں بھی دوسری عورت کے سامنے ظاہر نہیں کرنی چاہییں۔

٦٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ مَوْلًى لِعَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا نَظَرْتُ، أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَطُّ.

۶۶۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی شرم گاہ کو کبھی نہیں دیکھا۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَانَ أَبُو نُعَيْمٍ يَقُولُ: عَنْ مَوْلَاةٍ لِعَائِشَةَ.

ابوبکر نے کہا: ابونعیم (حضرت عائشہ ؓ کے غلام کی بجائے) حضرت عائشہ ؓ کی لونڈی سے بیان کیا کرتے تھے۔

(المعجم ١٣٨) - بَابُ مَنِ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَقِيَ مِنْ جَسَدِهِ لُمْعَةٌ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ كَيْفَ يَصْنَعُ (التحفة ١٣٨)

باب: ۱۳۸- اگر غسل جنابت کے دوران میں جسم کا کوئی تھوڑا سا حصہ خشک رہ جائے تو کیا کرے؟

٦٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

۶۶۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٦٦٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٦٣ عن وكيع به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، مولى عائشة لم يسم" * أبونعيم تابعه ابن مهدي عند أحمد: ٦/ ١٩٠.

٦٦٣_ [ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، أبوعلي الرحبي اسمه حسين بن قيس، أجمعوا على ◄◄

وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا مُسْلِمُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الرَّحَبِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اغْتَسَلَ مِنْ جَنَابَةٍ، فَرَأَى لُمْعَةً لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ، فَقَالَ بِجُمَّتِهِ فَبَلَّهَا عَلَيْهَا.

ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے غسل جنابت کیا' پھر آپ کو تھوڑی سی جگہ (خشک) نظر آئی جسے پانی نہیں پہنچا تھا' چنانچہ آپ نے اپنے بالوں کو اس جگہ پر نچوڑ کر تر کرلیا۔

قَالَ إِسْحَاقُ، فِي حَدِيثِهِ: فَعَصَرَ شَعْرَهُ عَلَيْهَا.

جناب اسحاق نے اپنی حدیث میں کہا کہ آپ نے اپنے بالوں کو اس پر نچوڑا۔

٦٦٤- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ، ثُمَّ أَصْبَحْتُ فَرَأَيْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظُّفُرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْهِ بِيَدِكَ أَجْزَأَكَ».

۶۶۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے غسل جنابت کیا اور فجر کی نماز پڑھی۔ دن چڑھا تو مجھے ایک ناخن کے برابر جگہ نظر آئی جہاں (غسل کے دوران میں) پانی نہیں پہنچا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اس جگہ (گیلا) ہاتھ پھیر دیتا تو کافی ہوتا۔''

فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں' اس لیے ان سے وہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا جو ان میں بیان ہوا ہے۔ گویا ایسی صورت میں غسل یا وضو کا اعادہ ضروری ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ١٣٩) - بَابُ مَنْ تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعًا لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ (التحفة ١٣٩)

باب:۱۳۹- وضو کے دوران میں (بے احتیاطی سے) جگہ خشک رہ جائے تو کیا کرے؟

٦٦٥- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى:

۶۶۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

◄◄ ضعفه " وله شاهد ضعيف في مراسيل أبي داود، ح:٧، ومصنف ابن أبي شيبة: ١/ ٤١، ح: ٤٤٤.

٦٦٤ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف محمد بن عبيدالله" العرزمي لأنه متروك (تقريب).

٦٦٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب تفريق الوضوء، ح: ١٧٣ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن ◄◄

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، وَقَدْ تَوَضَّأَ وَتَرَكَ مَوْضِعَ الظُّفْرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ».

آدمی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے وضو کیا تھا' اور ناخن کے برابر جگہ چھوڑ دی تھی' وہاں پانی نہیں پہنچا تھا۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ''واپس جا کر اچھی طرح وضو کرو۔''

فائدہ: اگر نماز سے پہلے وضو کے اعضاء میں کوئی جگہ خشک نظر آ جائے تو دوبارہ وضو کرنا چاہیے اور اگر نماز کے بعد معلوم ہو تو دوبارہ وضو کر کے نماز بھی دوبارہ پڑھے جیسے اگلی حدیث میں صراحت ہے۔

٦٦٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ. ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلاً تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ الظُّفْرِ عَلَى قَدَمِهِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَالصَّلاَةَ، قَالَ، فَرَجَعَ.

٦٦٦- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے وضو کیا (لیکن) پاؤں پر ایک ناخن کے برابر جگہ (خشک) چھوڑ دی۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ دوبارہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔ چنانچہ وہ شخص (وضو کرنے کے لیے مسجد سے) واپس چلا گیا۔

خزيمة.

٦٦٦ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب وجوب استيعاب جميع أجزاء محل الطهارة، ح: ٢٤٣ من حديث معقل عن أبي الزبير به.

نماز کی فضیلت واہمیت

✱ صلاۃ کے لغوی معنی: ❁ جمہور علمائے لغت اور فقہاء کے نزدیک صلاۃ کے لغوی معنی ''دعا'' کے ہیں۔ جیسے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ (التوبة: ۹/۱۰۳) ''اور (آپ) ان کے لیے دعا کیجیے۔'' جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے: [إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلٰى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ كَانَ صَائِماً فَلْيُصَلِّ وَ إِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ] (صحيح مسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلٰى دعوة، حديث: ۱۴۳۱) ''جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے، اگر روزے سے ہو تو (اہل خانہ کے لیے خیر و برکت کی) دعا کر دے اور اگر روزے سے نہ ہو تو کھانا کھا لے۔''

❁ یہ بھی کہا گیا ہے کہ صَلَاۃ، صَلَيْتُ سے مشتق ہے۔ عرب کہتے ہیں: [صَلَيْتُ الْعُودَ عَلَى النَّارِ] ''میں نے لکڑی کو آگ پر تپا کر سیدھا کیا۔'' گویا نمازی بھی نماز پڑھنے سے سیدھا ہو جاتا ہے۔

❁ کچھ علمائے لغت فرماتے ہیں کہ صَلَاۃ، صَلَوَيْن سے مشتق ہے۔ امام عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صَلَوَيْن سے مراد سرین کی دو اُبھری ہوئی ہڈیاں ہیں اور چونکہ نمازی رکوع و سجود کرتے وقت ان دو

ہڈیوں کو حرکت دیتا ہے، اس لیے اس کے اس فعل کو صَلَاۃ کہا جاتا ہے۔

- بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ صَلَاۃ ، اَلْمُصَلِّي سے مشتق ہے۔ مُصَلِّیٰ گھڑ دوڑ میں دوسرے نمبر پر آنے والے گھوڑے کو کہتے ہیں کیونکہ اس کا منہ پہلے نمبر پر آنے والے گھوڑے کی سرین کی ہڈیوں کے قریب ہو جاتا ہے۔
- بعض علماء کا خیال ہے کہ صَلَاۃ کی اصل تعظیم ہے۔ نماز کو صَلَاۃ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔

* **صلاۃ کے شرعی معنی:** صلاۃ ان چند مخصوص اقوال وافعال کا نام ہے جو تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتے ہیں اور تسلیم، یعنی سلام پھیرنے پر ختم کیے جاتے ہیں۔

* **اللہ تعالیٰ کے صلاۃ بھیجنے کے معنی:** اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر صلاۃ بھیجنے کا مطلب رحمت کرنا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے، حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے زکاۃ کا مال دے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے مال وصول کر کے آل ابی اوفیٰ کے لیے دعا فرماتے ہوئے کہا: [اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ أَبِي أَوْفٰی] ''اے اللہ! آل ابی اوفیٰ پر رحمت نازل فرما۔'' دیکھیے:

(صحیح البخاري، الدعوات، باب ھل یصلی علی غیر النبي...... الخ، حدیث:٦٣٥٩)

* **فرشتوں کا صلاۃ بھیجنا:** فرشتوں کے صلاۃ بھیجنے سے مراد مومن مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے استغفار ورحمت کرنا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَ مَلٰٓئِکَتُہٗ﴾ (الأحزاب:٤٣) ''وہی (اللہ) ہے جو تم پر رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔'' امام ابن الاعرابی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ کا مطلب رحمت نازل فرمانا ہے جبکہ مخلوق، مثلاً: جنوں، فرشتوں اور انسانوں کی صلاۃ، قیام، رکوع، سجود، دعا اور تسبیح ہے۔ پرندوں اور کیڑوں مکوڑوں کی صلاۃ اللہ کی تسبیح بیان کرنا ہے۔

* **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کا مطلب:** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ کا مطلب، اللہ تعالیٰ کا رحمت نازل فرمانا، دنیا میں آپ کی عزت وتکریم کو بلند کرنا، آپ کی دعوت کو پھیلانا، آپ کی شریعت کو دوام بخشنا اور آخرت میں شفاعت کبریٰ اور اجر وثواب کئی گنا بڑھا کر عطا کرنا ہے۔

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''شریعت میں نماز چند مخصوص افعال کا نام ہے، لہٰذا جب شرع میں

نماز کا حکم آئے گا تو یہ حکم شرعی نماز پر لاگو ہوگا نہ کہ لغوی پر' نماز کتاب اللہ' سنت رسول اور اجماع امت سے واجب ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ (البینة:۵/۹۸) ''انھیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں' اس کے لیے دین کو خالص رکھیں۔ یکسو ہو کر (اس کی بندگی کریں) اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔'' جبکہ ارشاد نبوی ہے: [بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، وَ إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَ إِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَ صِيَامِ رَمَضَانَ وَ حَجِّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا] (صحيح البخاري، الإيمان، دعاؤكم إيمانكم...... الخ، حديث:۸، و صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان أركان الإسلام...... الخ، حديث:۱۶) ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں' اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ دینا' رمضان کے روزے رکھنا اور صاحب استطاعت کا بیت اللہ کا حج کرنا۔'' امت کا اجماع ہے کہ نماز ارکان اسلام میں سے ہے جسے ادا کرنا واجب ہے اور اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔ دیکھیے: (شرح سنن النسائی، المسمی ذخیرة العقبٰی فی شرح المجتبٰی للشیخ الأتیوبی، ص:۵-۱۳)

٭ نماز کی فضیلت واہمیت: نماز دین اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم اور بنیادی رکن ہونے کے علاوہ قرب الٰہی کے حصول کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ پیارے نبی ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور مومن کو دکھوں اور تکلیفوں سے نجات دینے والی ہے۔ پریشانیوں اور مصائب میں مومن کا ہتھیار اور کامیاب و کامران ہونے والوں کے لیے جنت کی کنجی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلَاةِ﴾ (البقرہ:۲/۴۵) ''اللہ تعالیٰ سے صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو۔'' ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اپنے خادم خاص حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کو خوش ہو کر فرماتے ہیں: ''ربیعہ مانگو کیا مانگتے ہو؟'' وہ عرض کرتے ہیں: اے اللہ کے رسول ﷺ! جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ربیعہ! تو پھر کثرت سجود سے میری مدد کرو۔'' (سنن ابی داود، التطوع باب وقت قیام النبي من اللیل، حدیث:۱۳۲۰) اس طرح رسول مقبول ﷺ نے اپنے خادم خاص کو جنت اور جنت میں رفاقت

خاص کے حصول کی کنجی نماز کی صورت میں عطا فرمائی۔ نماز وہ عبادت ہے جس کا اہتمام پہلے انبیائے کرام علیہم السلام بھی کرتے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں دعا گو ہیں: ﴿رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلۡ دُعَآءِ﴾ (ابراھیم: ۴۰/۱۴) ''اے میرے پروردگار مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا۔ اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما۔'' اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اوصاف حسنہ میں نماز کی ادائیگی اور اپنی اولاد کو اس کی تلقین کرنا بھی شامل ہے۔ ارشاد ہے: ﴿وَ کَانَ یَاۡمُرُ اَہۡلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ﴾ (مریم: ۵۵/۱۹) ''وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیتے تھے۔'' نماز قائم کرنا اور اسے خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا' جماعت کی پابندی کرنا اور مسجدوں کو اپنے سجدوں سے آباد کرنا' اہل ایمان کی علامت اور خوبی ہے' جبکہ نماز میں کوتاہی کرنا' اسے ضائع کرنا اور مسجدوں کو بے آباد و ویران بنانا منافقوں کی نشانی ہے جو ہلاک و برباد ہونے والے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ﴾ (المؤمنون: ۱/۲۳-۲) ''یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔'' اور منافقین کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَ اِذَا قَامُوۡۤا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوۡا کُسَالٰی یُرَآءُوۡنَ النَّاسَ وَ لَا یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیۡلًا﴾ (النساء: ۱۴۲/۴) ''اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یادِ الٰہی تو بس برائے نام ہی کرتے ہیں۔'' امام الانبیاء کا اسوۂ مبارکہ دیکھیں تو پوری زندگی نماز سے روشن و تابندہ نظر آتی ہے۔ حالت امن ہو یا جنگ' مقیم ہوں یا مسافر' گرمی ہو یا سردی' تندرستی ہو یا بیماری' ہر حالت میں آپ نماز سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے نظر آتے ہیں۔ فرض نمازوں کے علاوہ' اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے' کبھی تہجد ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں تو کبھی نماز اشراق' کبھی تحیۃ الوضو تو کبھی تحیۃ المسجد۔ حیات طیبہ کے آخری دنوں میں حالت مرض میں بھی جس چیز کی انتہائی فکر ہوتی ہے وہ نماز ہی تھی۔ بے ہوشی سے افاقہ ہوتا تو فوراً دریافت فرماتے: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟'' اور پھر اس دنیا سے الوداع ہوتے وقت امت کو آخری وصیت یہ فرمائی: [اَلصَّلَاۃَ وَمَا مَلَکَتۡ أَیۡمَانُکُمۡ] (سنن ابن ماجہ' الجنائز' باب ماجاء في ذکر مرض رسول اللہ ﷺ' حدیث: ۱۶۲۵' و مسند احمد: ۲۹۰/۶) اس سے نماز کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

نماز جس قدر اہم ہے' اسی طرح اس کا طریقۂ ادائیگی بھی نہایت اہم ہے۔ اپنے من مانے اور من

گھڑت طریقوں سے ادا کی ہوئی نماز قطعاً قابل قبول نہ ہوگی بلکہ نماز کی قبولیت کے لیے یہ شرط ہے کہ یہ نبیٔ کریم ﷺ کے اسوۂ مبارکہ کے عین مطابق ہو۔ فرمان نبوی ہے: [صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي] (صحیح البخاري، الأذان، باب الأذان للمسافرين...... الخ، حديث:٦٣١) ''نماز اس طرح ادا کرو جس طرح تم نے مجھے ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔'' لہٰذا نماز کو تمام سنن مبارکہ، واجبات اور مستحباب کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ کسی بھی سنت مبارکہ کو کمتر اور حقیر سمجھتے ہوئے یا جاہلانہ تاویلات کا سہارا لے کر ترک کرنا انتہائی جسارت ہوگی۔ جو نماز سنت نبوی کے مطابق ہوگی اس کے اجر و ثواب کا اندازہ پیارے نبی ﷺ کے اس فرمان سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''تمھارا کیا خیال ہے اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور وہ اس نہر میں روزانہ پانچ مرتبہ نہائے، تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی رہ جائے گا؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں، کسی قسم کا میل کچیل باقی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازوں کی مثال بھی ایسے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان نمازوں کے ذریعے سے گناہ مٹا دیتا ہے۔'' (صحیح البخاري، مواقيت الصلاة، الصلوات الخمس كفارة، حديث:٥٢٨، و صحيح مسلم، المساجد، باب المشي إلى الصلاة...... الخ، حديث:٦٦٧)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم٢) كِتَابُ الصَّلَاةِ (التحفة ٣)

نماز سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - أَبْوَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلَاةِ (التحفة ١)

باب:١-اوقاتِ نماز کے احکام ومسائل

٦٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: «صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ» فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي، أَمَرَهُ فَأَذَّنَ الظُّهْرَ فَأَبْرَدَ بِهَا، وَأَنْعَمَ

٦٦٧-حضرت بریدہ بن حصیب ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نماز کے اوقات کے متعلق سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ دو دن ہمارے ساتھ نمازیں پڑھو۔‘‘ تو جب سورج ڈھلا آپ نے حضرت بلال ؓ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان کہی‘ پھر حکم دیا تو انھوں نے ظہر کی اقامت کہی (اور نماز ادا کی گئی)‘ پھر نبی ﷺ نے حکم دیا تو انھوں نے عصر کی اقامت کہی‘ جب کہ سورج بلند‘ سفید اور روشن تھا‘ پھر حکم دیا تو انھوں نے مغرب کی اقامت کہی جب سورج غروب ہوا‘ پھر جب شفق غروب ہوگئی تو انھیں حکم دیا اور انھوں نے عشاء کی اقامت کہی‘ پھر جب صبح صادق طلوع ہوئی تو انھیں حکم دیا اور انھوں نے فجر کی اقامت کہی۔ (اس طرح پانچوں نمازیں اوّل وقت میں ادا فرمائیں۔) جب دوسرا دن ہوا تو انھیں حکم دیا اور انھوں نے ٹھنڈی کر کے ظہر کی اذان دی اور خوب ہی ٹھنڈی کی‘

٦٦٧ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات، ح:٣٣٨ عن ابن أبي شيبة به مطولاً.

أَنْ يُبْرِدَ بِهَا ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ ، وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ، أَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِي كَانَ ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ، قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَمَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ، وَصَلَّى الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَا ، ثُمَّ قَالَ : «أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟» فَقَالَ الرَّجُلُ : أَنَا ، يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ : «وَقْتُ صَلَاتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ» .

پھر عصر کی نماز پڑھی جب کہ سورج بلند تھا' لیکن کل کی نسبت تاخیر فرمائی' پھر شفق غروب ہونے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھی اور تہائی رات گزرنے کے بعد عشاء کی نماز ادا فرمائی' پھر فجر کی نماز خوب روشن کر کے پڑھی' پھر فرمایا: ''نماز کے اوقات پوچھنے والا کہاں ہے؟'' اس نے کہا' اللہ کے رسول! وہ میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اوقات تم نے دیکھے ہیں' تمھاری نمازوں کے اوقات ان کے درمیان ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① اوقات کی تعلیم کے لیے رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر اوّل وقت اور آخر وقت میں نمازیں پڑھ کر دکھائیں۔ اس سے تعلیم میں عملی اسوہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ② نماز میں افضل یہ ہے کہ اوّل وقت میں ادا کی جائے لیکن آخری وقت میں ادا کرنے سے بھی ادا ہو جاتی ہے۔ ③ تعلیم کے لیے یا کسی اور جائز مقصد کے پیش نظر افضل کام چھوڑ کر غیر افضل جائز کام اختیار کیا جا سکتا ہے لیکن اسے مستقل عادت بنانا درست نہیں۔ ④ نماز ظہر کا وقت سورج ڈھلتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ ڈھلنے کا مطلب یہ ہے کہ سورج اپنی سب سے زیادہ بلندی تک پہنچ کر نیچے آنا شروع ہو جائے، اس کا اندازہ سائے سے ہوتا ہے جب کہ دیوار وغیرہ کا سایہ مشرق کی طرف زمین پر نظر آ جائے۔ ⑤ ظہر کی نماز ٹھنڈی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ گرمی کی شدت کم ہونے کا انتظار کیا جائے۔ موسم گرما میں دوپہر کو بہت شدت کی گرمی ہوتی ہے۔ اس لیے زوال کے فوراً بعد نماز پڑھنے کی بجائے کچھ ٹھہر کر ادا کی جا سکتی ہے' البتہ سردی کے موسم میں اس انتظار کی ضرورت نہیں۔ ⑥ اس حدیث میں عصر کا وقت دونوں دنوں میں ملتے جلتے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے' یعنی فرمایا گیا ہے کہ ''سورج بلند تھا'' بلندی کی مقدار کی وضاحت آئندہ احادیث سے ہوگی۔ ⑦ مغرب کا وقت سورج کی ٹکیا افق سے غائب ہو جانے پر شروع ہوتا ہے اور شفق ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی طرف آتی ہے۔ ⑧ عشاء کا وقت شفق غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا آخری وقت اس حدیث کی روشنی میں تہائی رات معلوم ہوتا ہے۔ بعض دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عشاء کی نماز آدھی رات تک ادا کی جا سکتی ہے' مثلاً: صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کی قولی حدیث موجود ہے جس میں نبیٔ کریم علیہ السلام نے نماز کے اوقات بیان کرتے ہوئے عشاء کی نماز کے بارے میں فرمایا: [وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ] (صحيح مسلم' المساجد' باب أوقات الصلوات الخمس' حديث:٦١٢) ''اور عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک ہے۔'' ⑨ فجر کی نماز کا وقت صبح صادق کے طلوع سے شروع ہوتا ہے' لیکن سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے پڑھ لینی چاہیے' البتہ کسی عذر کی بنا پر تاخیر ہو جائے تو سورج طلوع ہونے سے پہلے

ایک رکعت بھی ادا ہو جائے تو بروقت ادائیگی ہی سمجھی جائے گی۔ ارشاد نبوی ہے: ''جسے سورج نکلنے سے پہلے نماز صبح کی ایک رکعت مل گئی' اسے صبح کی نماز مل گئی اور جسے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت مل گئی' اسے عصر کی نماز مل گئی۔'' (صحيح البخاري' مواقيت الصلاة' باب من أدرك من الفجر ركعة' حديث:٥٧٩' و صحيح مسلم' المساجد' باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة' حديث:٦٠٨) ⑩ نماز کے اوقات ان دو ایام میں ادا شدہ نمازوں کے اوقات کے درمیان میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر نماز کے ابتدائی اور آخری اوقات بتا دیے گئے ہیں جو شخص ان دو اوقات کے درمیان کسی وقت نماز ادا کر لے گا' اس کی نماز ادا ہو جائے گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہیے کہ اوّل وقت کو چھوڑ کر وقت کی ابتدا و انتہا کے عین درمیان کے وقت کو نماز کے لیے متعین کر دیا جائے کیونکہ اگر یہ مطلب قرار دیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صرف درمیان کے تھوڑے سے وقت میں نماز ادا کرنی چاہیے۔ اس طرح نماز کے اوقات میں جو گنجائش ہے وہ ختم ہو جائے گی' مثلاً: اگر مذکورہ دو دنوں میں نبیٔ اکرم ﷺ نے عصر کی نماز پہلے دن تین بجے ادا کی ہو اور دوسرے دن پانچ بجے' تو اس جملہ سے یہ مطلب لینا درست نہیں کہ صحیح وقت چار بجے ہے ورنہ یہ لازم آئے گا کہ ان دونوں دنوں میں نمازیں بے وقت ادا ہوئیں۔ اور یہ بات صریحاً غلط ہے۔

٦٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ كَانَ قَاعِداً عَلَى مَيَاثِرِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فِي إِمَارَتِهِ عَلَى الْمَدِينَةِ، وَمَعَهُ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، فَأَخَّرَ عُمَرُ الْعَصْرَ شَيْئاً، فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ: أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ نَزَلَ فَصَلَّى إِمَامَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اِعْلَمْ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ! قَالَ: سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ

۶۶۸- امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جن دنوں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ مدینہ کے گورنر تھے' (ایک دن) وہ (زہری) ان کے گدے پر بیٹھے تھے' ان کے ساتھ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بھی تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عصر کی نماز میں تاخیر کر دی تو عروہ نے ان سے کہا: سنو! جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے امام بن کر نمازیں پڑھائیں (اس طرح نماز کے اوقات کا تعین وحی کی روشنی میں ہوا، اس لیے نماز میں دیر کرنا درست نہیں۔) عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: عروہ! غور تو کرو' تم کیا کہہ رہے ہو؟ عروہ نے کہا: میں نے بشیر بن ابو مسعود

٦٦٨- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، ح: ٣٢٢١، ومسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ٦١٠ من حديث الليث به، ورواه مسلم عن محمد بن رمح وغيره.

صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ». يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ.

کو یہ کہتے سنا کہ میں نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کا یہ ارشاد سنا: ''جبریل علیہ السلام نازل ہوئے' انھوں نے میری امامت کی' تو میں نے ان کے ساتھ (ان کی اقتدا میں) نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔'' آپ ﷺ نے انگلیوں سے گن کر پانچ نمازوں کا ذکر کیا۔''

فوائد و مسائل: ① قرآن مجید میں نماز کو وقت پر پڑھنے کا حکم ہے جیسے کہ ارشاد ہے: ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾ (النسآء: ۴/ ۱۰۳) ''مومنوں پر مقررہ اوقات میں نماز ادا کرنا فرض ہے۔'' اس کی وضاحت بھی وحی کے ساتھ عملی طور پر کی گئی۔ ② اوقات نماز کی تعیین کے لیے جبریل علیہ السلام کا ہر نماز کے وقت نازل ہونا' نماز کی اور خصوصاً نماز باجماعت کی اہمیت واضح کرتا ہے۔ اس سے نماز کی بروقت ادائیگی کی اہمیت بھی واضح ہے۔ ③ اسلامی معاشرے میں بڑے سے بڑا عہدے دار تنقید سے بالاتر نہیں لیکن تنقید کرتے وقت ادب و احترام کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ④ اگر مسئلہ واضح نہ ہو تو مسئلہ بتانے والے سے وضاحت طلب کی جا سکتی ہے' یہ احترام کے منافی نہیں۔ ⑤ اگر کوئی شخص حدیث سن کر کسی اشکال کی وجہ سے اسے تسلیم کرنے میں توقف کرے' تو اسے حدیث کا منکر قرار نہیں دینا چاہیے بلکہ اس کے اشکال کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ ⑥ حدیث کو باسند اور باحوالہ بیان کرنے سے وہ سامعین کے لیے زیادہ قابل قبول ہو جاتی ہے۔ ⑦ حدیث کی سندیں بیان کرنے کا سلسلہ تابعین کے دور ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ جس کے نتیجے میں صحیح اور ضعیف احادیث میں امتیاز کرنا آسان ہو گیا۔

(المعجم ٢) - بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْفَجْرِ (التحفة ٢)

باب: ٢- فجر کی نماز کا وقت

٦٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يُصَلِّينَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى أَهْلِهِنَّ فَلَا

٦٦٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مومن خواتین نبی ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز (باجماعت) ادا کیا کرتی تھیں' اس کے بعد وہ گھروں کو واپس جاتیں تو انھیں کوئی نہ پہچان سکتا' یعنی اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

٦٦٩- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح ... الخ، ح: ٦٤٥ عن ابن أبي شيبة وغيره.

يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ. - تَعْنِي: مِنَ الْغَلَسِ -.

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز اوّل وقت میں ادا کرتے تھے۔ ② نمازوں میں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شریک ہوتی تھیں۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ نبی ﷺ وعظ و نصیحت فرماتے یا آپ سے مسائل دریافت کیے جاتے، تو عورتیں بھی سنتیں اور دین کا علم حاصل کرتیں۔ بعض اوقات کوئی عورت خود بھی کوئی مسئلہ دریافت کر لیتی تھی۔ اب بھی عورتیں آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز کے لیے مسجد میں آنا چاہیں تو انھیں منع نہیں کرنا چاہیے اگرچہ گھر میں نماز پڑھنا عورتوں کے لیے مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ ③ ام المومنین کی وضاحت سے پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کے پہچانے نہ جانے کا سبب یہ ہوتا تھا کہ نماز سے فراغت کے وقت اتنی روشنی نہیں ہوتی تھی کہ معلوم ہو سکے کہ چادر اوڑھ کر جانے والی یہ عورت کون ہے؟ زیادہ روشنی میں باپردہ ہونے کے باوجود اس عورت کو پہچانا جا سکتا ہے جو رشتہ داروں میں سے ہو یا مرد اس سے واقف ہو۔ ④ فجر میں قراءت طویل ہونے کے باوجود اتنی جلدی فارغ ہو جانے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز بہت جلد کھڑی ہو جاتی تھی اور نماز اوّل وقت میں ادا کی جاتی تھی۔ ⑤ عورتیں نماز کا سلام پھیرنے کے بعد ذکر اذکار کے لیے نہیں بیٹھتی تھیں بلکہ فوراً اٹھ کر چلی جاتی تھیں، جب کہ مرد اس وقت تک نہیں اٹھتے تھے جب تک تمام عورتیں مسجد سے چلی نہ جاتیں۔ جیسے کہ دیگر احادیث میں صراحت ہے۔

٦٧٠- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، وَالأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: ﴿وَقُرْءَانَ ٱلْفَجْرِ إِنَّ قُرْءَانَ ٱلْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾. [الإسراء: ٧٨] قَالَ: «تَشْهَدُهُ مَلاَئِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ».

٦٧٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آیات کریمہ ﴿وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ ”اور فجر کی تلاوت یقیناً فجر کی نماز میں ......فرشتے...... حاضر ہوتے ہیں“ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ”اس میں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① اس سے نماز فجر کی فضیلت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس فضیلت میں اس کے ساتھ عصر کی نماز بھی شریک ہے۔ ② فرشتوں کی حاضری کی وضاحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے اندر اپنی اپنی باری پر کچھ فرشتے رات کو اور کچھ فرشتے دن کو آتے

٦٧٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٧٤ عن أسباط به، والترمذي، ح: ٣١٣٥ من حديث عبيد بن أسباط بسنده عن أبي هريرة رضي الله عنه به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٧٤، والحاكم: ١/ ٢١٠، ٢١١، والذهبي، وللحديث شواهد عند البخاري وغيره، تفسير ابن كثير: ٣/ ٥٣، ٥٤.

ہیں۔ اور وہ (دونوں گروہ) فجر اور عصر کی نمازوں میں (باہم) جمع ہوتے ہیں' پھر جو فرشتے رات کو تمھارے ساتھ رہے ہیں (فجر کی نماز کے بعد) اوپر (آسمانوں میں) چلے جاتے ہیں۔ ان سے ان کا رب سوال کرتا ہے' حالانکہ اسے زیادہ علم ہے' (فرماتا ہے) تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں: ہم نے انھیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے' اور ہم ان کے پاس گئے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔'' (صحیح مسلم' المساجد ومواضع الصلاۃ' باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما' حديث:٦٣٢) فرشتوں کی گواہی سے مومنوں کی عظمت اور شان ظاہر ہوتی ہے۔

٦٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا نَهِيكُ بْنُ يَرِيمَ الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا مُغِيثُ بْنُ سُمَيٍّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَقْبَلْتُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ، فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ الصَّلاَةُ؟ قَالَ: هٰذِهِ صَلاَتُنَا كَانَتْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَلَمَّا طُعِنَ عُمَرُ أَسْفَرَ بِهَا عُثْمَانُ.

٦٧١- حضرت مغیث بن سُمَی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کی' جب انھوں نے سلام پھیرا تو میں نے حضرت عبداللہ بن عمر و رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر کہا: یہ کیا نماز ہے؟ (اتنی سویرے نماز پڑھا دی؟) انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ یہی نماز (اسی وقت) پڑھتے تھے۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا (ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا) تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روشنی ہونے پر نماز پڑھانے لگے۔

فوائد و مسائل: ① نماز فجر کا افضل اور مسنون وقت اوّل وقت ہی ہے' اس لیے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں اسی پر عمل رہا۔ ② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فجر کی نماز کو روشنی ہونے پر ادا کرنا ایک وقتی مصلحت کے تحت تھا۔ مستقل تبدیلی نہیں تھی۔ اسی لیے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے تاخیر کی ضرورت محسوس نہ کرتے ہوئے اصل سنت کے مطابق اوّل وقت نماز فجر ادا فرمائی۔ ③ اگر کسی وجہ سے کوئی ایسا رواج شروع ہو جائے جو بہتر نہ ہو' تو موقع ملنے پر اسے ختم کر کے صحیح رواج جاری کر دینا چاہیے۔

٦٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، سَمِعَ

٦٧٢- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''صبح کو روشن کرو' اس میں زیادہ ثواب

٦٧١ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/٤٥٦ من حديث الأوزاعي به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح"، وحسنه البخاري.

٦٧٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب وقت الصبح، ح: ٤٢٤ من حديث سفيان به، وتابعه يحيىٰ عند ◄◄

عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ - وَجَدُّهُ بَدْرِيٌّ - يُخْبِرُ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَصْبِحُوا بِالصُّبْحِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلأَجْرِ، أَوْ لأَجْرِكُمْ».

ہے۔" یا فرمایا: "اس سے تمھیں زیادہ ثواب ملے گا۔"

فائدہ: "صبح کو روشن کرو" کا یہ مطلب لینا کہ فجر کی نماز اس وقت پڑھی جائے جب خوب روشنی پھیل جائے (جیسا کہ احناف کے ہاں معمول ہے) غلط ہے کیونکہ یہ مفہوم نبی ﷺ کے عمل کے خلاف ہے۔ آپ ہمیشہ غلس "اندھیرے میں اوّل وقت" میں فجر کی نماز پڑھتے رہے۔ اس لیے اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ فجر کی نماز اس وقت ادا کی جائے جب صبح صادق طلوع ہو جانے کا یقین ہو جائے۔ صبح کاذب میں ادا نہ کی جائے یا پھر یہ مطلب ہے کہ قراءت طویل کرو تا کہ نماز سے فارغ ہو تو صبح روشن ہو چکی ہو کیونکہ گزشتہ احادیث سے اوّل وقت پڑھنے کی فضیلت ظاہر ہے۔

(المعجم ٣) - بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ (التحفة ٣)

باب:٣- نمازِ ظہر کا وقت

٦٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ.

٦٧٣- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔

فوائد و مسائل: ① ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے جیسے کہ آیت مبارکہ ﴿أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ﴾ (بنی اسرائیل:١٧/٧٨) "نماز قائم کریں، سورج کے ڈھلنے پر۔" سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ ② نبی ﷺ کا عمل اوّل وقت میں نماز ادا کرنا ہے۔

٦٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ

٦٧٤- حضرت ابو برزہ اسلمی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دوپہر کی نماز، جسے تم لوگ ظہر کہتے ہو، اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا۔

◄ النسائي: ١/ ٢٧٢، ح: ٥٤٨، وللحديث طرق أخرى، وصححه ابن حبان.

٦٧٣ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت في غير شدة الحر، ح: ٦١٨ عن ابن بشار وغيره به.

٦٧٤ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب ما يكره من السمر بعد العشاء، ح: ٥٩٩ من حديث يحيى، ◄

قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي صَلاَةَ الْهَجِيرِ الَّتِي تَدْعُونَهَا الظُّهْرَ، إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ.

٦٧٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ حَرَّ الرَّمْضَاءِ، فَلَمْ يُشْكِنَا.

٦٧٥- حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے زمین کی تپش کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری شکایت دور نہ فرمائی۔

قَالَ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ نَحْوَهُ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) قطان نے کہا: ہمیں ابوحاتم نے انصاری سے انھوں نے حضرت عوف رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① [اَلرَّمْضَاءُ] اس ریت کو کہتے ہیں جو سورج کی دھوپ سے تپ کر گرم ہو چکی ہو۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی درخواست یہ تھی کہ چونکہ دھوپ سے ریت گرم ہو جاتی ہے تو گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز ادا کرتے وقت اس پر سجدہ کرنا دشوار ہوتا ہے۔ اگر نماز کچھ مؤخر کر لی جائے جس سے ریت کی حرارت میں کمی ہو جائے تو مناسب ہو گا لیکن رسول اللہ ﷺ نے یہ درخواست منظور نہ فرمائی بلکہ گرمی کے موسم میں بھی جلدی نماز پڑھاتے رہے۔ ③ دوسری احادیث میں گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنے کا ذکر ہے۔ (جیسے آگے باب: ۴ میں احادیث آ رہی ہیں۔) اس کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑی سی تاخیر ہو سکتی ہے لیکن مزید تاخیر کی گنجائش نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تاخیر کرتے کرتے نماز کو اس کے آخر وقت میں ادا کریں۔

٦٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ

٦٧٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے نبی ﷺ سے زمین کی تپش

◄◄ ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها . . . الخ، ح: ٦٤٧ من حديث سيار أبي المنهال به.

٦٧٥_ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر . . . الخ، ح: ٦١٩ من حديث أبي إسحاق.

٦٧٦_ [صحيح] أخرجه البزار (كشف): ٣٧٠، ومختصر الحافظ ابن حجر: ٢٢٧ عن أبي كريب وغيره به، وقال: "لا نعلم رواه بهٰذا الإسناد إلا معاوية عن سفيان" (الثوري): ١٦٢، ولم أجد تصريح سماعه، وفيه علة أخرٰى، وله شواهد، منها الحديث السابق.

[جُبَيْرٍ]، عَنْ خِشْفِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حَرَّ الرَّمْضَاءِ، فَلَمْ يُشْكِنَا.

کی شکایت کی' تو آپ ﷺ نے ہماری شکایت دور نہ فرمائی۔

(المعجم ٤) - بَابُ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ (التحفة ٤)

باب:۴- سخت گرمی کے ایام میں ظہر کو ٹھنڈا کرنا

٦٧٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

۶۷۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گرمی شدید ہو تو نماز ٹھنڈی کرلو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔''

فوائد و مسائل: ① شدید گرمی میں نماز کو قدرے تاخیر سے ادا کرنے میں یہ حکمت ہے کہ گرمی کی شدت نماز میں توجہ اور خشوع سے رکاوٹ بنتی ہے' اس لیے گرمی کی تخفیف کے وقت نماز زیادہ توجہ سے ادا کی جا سکے گی' تاہم یہ تاخیر بہت زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ ② گرمی کی شدت کو جہنم کی بھاپ کی وجہ قرار دیا گیا ہے' اس کو بعض علماء نے تشبیہ اور مجاز پر محمول کیا ہے لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ اسے حقیقت پر محمول کیا جائے کیونکہ ظاہری حالات کے کچھ اسباب' ہمیں معلوم ہوتے ہیں اور کچھ ایسے اسباب بھی ہوتے ہیں جن کا تعلق عالم غیب' مثلاً: فرشتوں یا جنت اور جہنم سے ہوتا ہے۔ عالم غیب پر ایمان لانے کے بعد اس کے بعض امور کا ظاہری دنیا کے معاملات سے متعلق ہونا' کسی اشکال کا باعث نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم نے رب سے شکایت کرتے ہوئے عرض کیا: یا رب' میرا ایک حصہ دوسرے کو کھائے جا رہا ہے (میری حرارت خود میرے لیے نا قابل برداشت ہوئی جاتی ہے۔) تو اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی' ایک سانس سردی کے موسم میں' اور ایک سانس گرمی کے موسم میں۔ تم لوگ جو سخت ترین گرمی (کی لہر) یا سخت ترین سردی (کی لہر) محسوس کرتے ہو' وہ یہی ہے۔'' (صحيح البخاري' بدء الخلق' باب صفة النار وأنها مخلوقة' حديث:٣٢٦٠' وصحيح مسلم' المساجد' باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر لمن يمضي إلى جماعة و يناله الحر في طريقه' حديث:٦١٧)

٦٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا

۶۷۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول

٦٧٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه مالك في الموطأ: ١/ ١٦ به.

٦٧٨ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر . . . الخ، ح: ٦١٥ عن محمد بن ◄◄

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گرمی شدید ہو تو ظہر کی نماز ٹھنڈی کر لو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔''

٦٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

٦٧٩- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظہر کو ٹھنڈا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔''

٦٨٠- حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ بِالْهَاجِرَةِ، فَقَالَ لَنَا: «أَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

٦٨٠- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ظہر کی نماز دوپہر کے وقت (زوال سے فوراً بعد) پڑھا کرتے تھے، تو آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''نماز ٹھنڈی کر لو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن متناً ومعناً صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ احادیث میں یہی مسئلہ بیان ہوا ہے۔

٦٨١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

٦٨١- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظہر کو ٹھنڈا کر لو۔''

◄◄ رمح وغيره به.

٦٧٩- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة النار وأنها مخلوقة، ح: ٣٢٥٩ من حديث الأعمش به.

٦٨٠- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٥٠ عن إسحاق به * شريك عنعن، وتقدم، ح: ١٤٩، ولأصل الحديث شواهد كثيرة، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

٦٨١- [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح".

ﷺ: «أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ».

(المعجم ٥) - بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ (التحفة ٥)

باب:۵-نمازعصر کا وقت

٦٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ، فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي، وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

۶۸۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ادا فرماتے تھے جب کہ سورج بلند اور روشن ہوتا تھا۔ (اس کے بعد) اگر کوئی شخص مدینہ کی نواحی بستیوں میں جاتا تو وہاں پہنچنے تک سورج ابھی بلند ہوتا تھا۔

فائدہ: ① سورج روشن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے رنگ میں زردی نہیں ہوتی تھی بلکہ سفید ہوتا تھا۔ جب کہ تاخیر کی صورت میں سورج کا رنگ تبدیل ہو کر زرد یا سرخ ہو جاتا ہے۔ ② [عَوَالِی] سے مراد مدینہ کی کچھ نواحی بستیاں ہیں جو مدینہ سے نجد کی سمت واقع ہیں۔ ان میں سے کوئی بستی دو تین میل کے فاصلے پر ہے کوئی چار میل یا زیادہ سب سے زیادہ فاصلہ آٹھ میل ہے۔ ③ اس روایت سے عصر کے وقت کا کوئی واضح تعین نہیں ہو پاتا کیونکہ ''عوالی'' بستیوں کا فاصلہ ایک دوسری سے بہت مختلف ہے۔ علاوہ ازیں سال کے مختلف موسموں میں عصر کے بعد مغرب تک کا وقت بھی کم وبیش ہوتا رہتا ہے تاہم اس سے یہ بات ضرور واضح ہوتی ہے کہ آپ عصر کی نماز اول وقت میں ادا فرمالیا کرتے تھے لیکن یہ اول وقت کون سا تھا؟ اس کی وضاحت اس روایت سے ہو جاتی ہے جس میں آپ نے ظہر کی نماز سورج کے ڈھلتے ہی پڑھ لی اور عصر کی نماز اس وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ (سنن النسائي، المواقيت، باب أول وقت العصر، حديث:٥٠٥) اس سے عصر کی نماز کا اول وقت یقیناً متعین ہو جاتا ہے اور وہ ہے (اصلی سایہ نکال کر) سائے کا ایک مثل ہو جانا۔

٦٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِي، لَمْ

۶۸۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے عصر کی نماز ادا فرمائی اور ابھی میرے صحن میں دھوپ موجود تھی ابھی سایہ (دیوار پر) نہ چڑھا تھا۔

٦٨٢ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر، ح: ٦٢١ عن محمد بن رمح به.

٦٨٣ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت العصر، ح:٥٤٦، ومسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ٦١١ من حديث سفيان به.

يُظْهِرْهَا الْفَيْءُ بَعْدُ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے عصر کی نماز جلدی ادا فرمائی کیونکہ اگر دیر کی جائے تو سایہ پورے صحن میں پھیل جائے گا اور دیوار پر چڑھنا شروع ہو جائے گا۔

(المعجم ٦) - بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ (التحفة ٦)

باب:٦- نماز عصر کی پابندی ضروری ہے

٦٨٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: «مَلأَ اللهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَاراً، كَمَا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى».

٦٨٤- حضرت علی بن ابو طالب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خندق کے موقع پر ارشاد فرمایا: ''جس طرح ان لوگوں نے ہمیں عصر کی نماز سے روک دیا' اللہ (اس کی سزا کے طور پر) ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔''

فوائد و مسائل: ① جو شخص بددعا کا مستحق ہو اسے بددعا دینا جائز ہے۔ ② دینی نقصان دنیوی نقصان سے زیادہ اہم ہے۔ ③ نماز عصر کی اہمیت دوسری نمازوں سے زیادہ ہے۔ ④ اس واقعہ کا یہ پہلو انتہائی قابل توجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنھیں اللہ تعالیٰ نے [رحمة للعالمين] فرمایا ہے جب ان کی زندگی کا شدید ترین دن تھا' یعنی جب نبی ﷺ طائف تشریف لے گئے اور مشرکین نے نہ صرف یہ کہ آپ ﷺ کی بات نہ سنی اور انتہائی گستاخی سے پیش آئے' بلکہ بچوں کو نبئ اکرم ﷺ کے پیچھے لگا دیا' جنھوں نے اس حد تک سنگ باری کی کہ نبئ اکرم ﷺ کا جسد اطہر لہولہان ہو گیا' اس وقت بھی آپ نے ان کو بددعا دینے سے اجتناب کیا لیکن جب جنگ خندق میں مصروفیت کی وجہ سے عصر کی نماز رہ گئی تو طائف میں خاموش رہنے والی زبان سے بھی بددعا نکل گئی۔ اور بددعا بھی اتنی شدید کہ اللہ کرے ان کے گھروں میں آسمان سے آگ برسے اور جب مر جائیں تو قبروں میں بھی جہنم کی آگ کا ایندھن بنے رہیں۔ ان لوگوں کو غور کرنا چاہیے جو محض کاہلی کی وجہ سے یا کھیل کود میں مصروفیت کی وجہ سے یا کاروبار یا کسی دوسری مشغولیت کی وجہ سے نماز چھوڑ دیتے ہیں' ان کا یہ عمل آپ ﷺ کی نظر میں کس قدر قابل نفرت اور کتنا عظیم جرم ہے۔ اللہ ہمیں اپنے غضب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

٦٨٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

٦٨٥- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے'

٦٨٤- [إسناده حسن] أخرجه البزار في البحر الزخار: ٢/ ١٨٠، ١٨١، ح: ٥٥٧ عن أحمد بن عبدة به.

٦٨٥- [صحيح] أخرجه مسلم، المساجد، باب التغليظ في تفويت صلاة العصر، ح: ٦٢٦ب من حديث سفيان بن عيينة به.

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ».

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جس کی عصر کی نماز فوت ہو گئی گویا اس کے اہل وعیال اور مال و دولت (سب کچھ) تباہ و برباد ہو گئے۔“

فوائد ومسائل: ① ایک دنیادار کی نظر میں اس سے بڑا کوئی نقصان نہیں ہو سکتا کہ اس کے بیوی بچے اور رشتہ دار سب ایک ہی بار ہلاک ہو جائیں‘ اس کے مویشی مر جائیں‘ مکان اور عمارتیں زمین بوس ہو جائیں‘ روپیہ پیسہ لوٹ لیا جائے‘ اس کا گھر رہے نہ در‘ اور وہ کوڑی کوڑی کا محتاج ہو جائے لیکن نبی اکرم ﷺ کی نظر میں اتنا بڑا نقصان‘ اس نقصان کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو ایک نماز کے چھوڑنے سے ہوتا ہے۔ جس نے نفسِ امارہ کی بات مان کر اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر عصر کی صرف ایک نماز چھوڑ دی‘ اس کا نقصان اسی طرح ناقابل تلافی ہے جس طرح مذکورہ بالا مثال میں بدقسمت آدمی کا نقصان ناقابل تلافی ہے۔ ② عصر کی نماز کی اہمیت دوسری نمازوں سے زیادہ ہے‘ اس لیے قرآن مجید نے اس نماز کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وقت کاروباری مصروفیت کا ہوتا ہے اور انسان تھوڑے سے دنیوی فائدے کے لیے اللہ کو بھول جاتا ہے لیکن دنیا کا بڑے سے بڑا منافع اس نقصان کا بدل نہیں ہو سکتا‘ جو اس نماز کے ضائع کرنے سے ہو سکتا ہے کیونکہ فائدہ تو دنیا کا ہے اور نقصان آخرت کا۔ اور دنیا کے تمام خزانے اور تمام نعمتیں اللہ کی نظر میں مچھر کے پر جتنی وقعت بھی نہیں رکھتیں۔ ارشاد نبوی ہے: ”اگر دنیا کی وقعت اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔“ (جامع الترمذي‘ الزهد‘ باب ماجاء في هوان الدنيا على الله عزوجل‘ حديث:٢٣٢٠) ③ نماز فوت ہونے کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نماز وقت پر ادا نہیں ہوئی‘ اگرچہ بعد میں پڑھ لی۔ اس صورت میں اس کے نقصان کی مثال وہ ہے جو بیان ہوئی۔ جس نے بالکل چھوڑ دی‘ اس کا نقصان تو اس سے بہت زیادہ ہے۔ ④ روایت کے آخری کلمات کے یہ معنی بھی کیے گئے ہیں۔ ”گویا وہ شخص اہل وعیال اور مال و دولت سمیت تباہ و برباد ہو گیا۔“

٦٨٦- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَبَسَ الْمُشْرِكُونَ

٦٨٦- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: مشرکین نے نبی ﷺ کو عصر کی نماز نہ پڑھنے دی‘ حتی کہ سورج غروب ہو گیا‘ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”انھوں نے ہمیں درمیانی نماز سے روک دیا‘ اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔“

٦٨٦- أخرجه مسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلاة الوسطٰى هي صلاة العصر، ح:٦٢٨ من حديث محمد بن طلحة به.

النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلاَةِ الْعَصْرِ، حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: «حَبَسُونَا عَنْ صَلاَةِ الْوُسْطٰى، مَلأَ اللهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَاراً».

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے' جس کی تاکید قرآن مجید میں ان الفاظ میں وارد ہے: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ (البقرہ: ۲/۲۳۸) ''نمازوں کی حفاظت کرو اور (خاص طور پر) درمیانی نماز کی۔'' ② نماز سے روکنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا حملہ جاری رہا' جس کی وجہ سے ہم لوگ جنگ میں مشغول رہے اور نماز پڑھنے کا موقع نہ ملا۔ ③ جہاد ایک عظیم عمل ہے' جسے حدیث میں بجا طور پر ''اسلام کے کوہان کی بلندی'' فرمایا گیا ہے۔ (جامع الترمذی' الإیمان' باب ماجاء فی حرمة الصلوٰة' حدیث: ۲۶۱۶) لیکن جہاد کے اس عظیم ترین عمل میں مشغولیت بھی نماز چھوڑنے کا جواز نہیں بن سکتی۔ نماز کی اہمیت جہاد سے بھی بڑھ کر ہے۔

(المعجم ٧) - بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ (التحفة ٧)

باب: ۷- نمازِ مغرب کا وقت

٦٨٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيَنْظُرُ إِلٰى مَوَاقِعِ نَبْلِهِ.

۶۸۷- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہم لوگ مغرب کی نماز پڑھ کر ایسے وقت میں فارغ ہو جاتے تھے کہ آدمی اپنا تیر گرنے کی جگہ دیکھ سکتا تھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى، نَحْوَهُ.

ابو یحییٰ زعفرانی نے ابراہیم بن موسیٰ کے واسطے سے مذکورہ حدیث کی مثل بیان کیا۔

فوائد و مسائل: ① تیر گرنے کی جگہ دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ نظر اتنی دور تک کام کرتی تھی کہ کوئی شخص تیر چلائے تو اندھیرا کم ہونے کی وجہ سے اسے اپنا تیر زمین پر گرتا ہوا نظر آئے۔ ② اتنی جلدی فارغ ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ سورج غروب ہوتے ہی نماز مغرب ادا کی جاتی تھی' اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ نماز مختصر ہوتی تھی' اس میں دوسری

٦٨٧ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب، ح: ٥٥٩، ومسلم، المساجد، باب بيان أن أول وقت المغرب عند غروب الشمس، ح: ٦٣٧ من حديث الوليد به.

نمازوں کی طرح طویل قراءت نہیں ہوتی تھی۔

٦٨٨- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ.

٦٨٨- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز مغرب اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج اوٹ میں چھپ جاتا۔

فائدہ: اوٹ (پردے) میں چھپ جانے کا مطلب یہ ہے کہ سورج کی ٹکیہ پوری طرح غروب ہو جاتی اور اس کا کوئی کنارہ بھی نظر نہ آتا' یعنی سورج مکمل طور پر غروب ہونے پر نماز مغرب کا وقت شروع ہوتا ہے۔

٦٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى: أَنْبَأَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ [عُمَرَ] بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَزَالُ أُمَّتِي عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى تَشْتَبِكَ النُّجُومُ».

٦٨٩- حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت اس وقت تک دین فطرت (دین اسلام) پر قائم رہے گی' جب تک مغرب میں اتنی تاخیر نہ کرے کہ ستارے خوب نکل آئیں۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ابْنُ مَاجَه: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيٰى يَقُولُ: اضْطَرَبَ النَّاسُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ بِبَغْدَادَ. فَذَهَبْتُ أَنَا وأَبُو بَكْرٍ الأَعْيَنُ إِلَى الْعَوَّامِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ، فَأَخْرَجَ إِلَيْنَا أَصْلَ أَبِيهِ، فَإِذَا الْحَدِيثُ فِيهِ.

امام ابوعبداللہ ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے محمد بن یحییٰ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ لوگ بغداد میں اس حدیث کے بارے میں مضطرب ہوئے تو میں اور ابوبکر الاعین عوام بن عباد بن عوام کے پاس گئے تو وہ اپنے باپ کی اصل (کتاب) ہمارے پاس لائے' تو اس میں یہ حدیث موجود تھی۔

٦٨٨ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب، ح: ٥٦١، ومسلم، المساجد، باب بيان أن أول وقت المغرب . . . الخ، ح: ٦٣٦ من حديث يزيد به.

٦٨٩ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٤٨ من حديث إبراهيم بن موسٰى به، بزيادة معمر قبل قتادة * قتادة وشيخه عنعنا، ولحديثهما شواهد عند أبي داود، ح: ٤١٨ وغيره، والحديث حسنه البوصيري.

فوائد و مسائل: ① نماز اوّل وقت پڑھنا افضل ہے' خاص طور پر مغرب کی نماز میں تاخیر کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ اس کا وقت دوسری نمازوں کی نسبت کم ہوتا ہے۔ ② نمازوں کو تاخیر سے پڑھنا بھی دین سے ایک قسم کی روگردانی ہے۔ ③ بعض زیادہ روشن ستارے ایسے بھی ہیں کہ سورج غروب ہوتے ہی ظاہر ہو جاتے ہیں' اس لیے چند ستاروں کا نظر آ جانا تاخیر کی علامت نہیں جب تک ستارے کافی تعداد میں نہ نکل آئیں۔ ④ [تَشْتَبِكَ] کا لفظ شبكة (جال) سے بنایا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ستارے اس کثرت سے نظر آنے لگیں کہ آسمان پر ستاروں کا جال بچھ جائے۔

(المعجم ۸) - بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ (التحفة ۸)

باب:۸- نمازِ عشاء کا وقت

٦٩٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ».

۶۹۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر مشقت ہوگی' تو میں انھیں عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیتا۔''

فوائد و مسائل: ① دوسری نمازوں کے برعکس عشاء کی نماز میں تاخیر افضل ہے' لہٰذا اسے اوّل وقت نماز پڑھنے کی فضیلت اور اس کے حکم کی حدیثوں سے مستثنیٰ سمجھنا چاہیے۔ ② تاخیر صرف اس حد تک کرنی چاہیے کہ عام نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ ③ عوام کی تکلیف کا لحاظ کرتے ہوئے افضل کام کو چھوڑ کر غیر افضل اختیار کرنا جائز ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ عام طور پر عشاء کی نماز شفق غروب ہوتے ہی ادا نہیں کرتے تھے بلکہ تاخیر فرماتے تھے اور یہ تاخیر کم زیادہ ہوتی رہتی تھی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عشاء کی نماز میں اگر لوگ زیادہ ہوتے تو نبی علیہ السلام جلدی نماز پڑھ لیتے' اگر کم ہوتے تو تاخیر فرما دیتے۔ (صحيح البخاري' مواقيت الصلاة' باب وقت العشاء إذا اجتمع الناس أو تأخروا' حديث:٥٦٥)

٦٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ

۶۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز کو تہائی رات یا نصف رات تک

٦٩٠ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ٢٥٢ من حديث سفيان به.

٦٩١ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في تاخير صلاة العشاء الآخرة، ح: ١٦٧ من حديث عبيدالله بن عمر به، وقال: "حسن صحيح"، وللحديث طرق أخرٰى.

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لأَخَّرْتُ صَلاَةَ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِ اللَّيْلِ».

مؤخر کرتا۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز نصف رات سے پہلے پڑھ لینی چاہیے کیونکہ نبی علیہ السلام نے زیادہ سے زیادہ آدھی رات تک تاخیر کی خواہش ظاہر فرمائی' البتہ نماز باجماعت نمازیوں کی سہولت کے مطابق مناسب وقت پر ادا کرنی چاہیے۔

٦٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَماً؟ قَالَ: نَعَمْ. أَخَّرَ لَيْلَةً صَلاَةَ الْعِشَاءِ إِلٰى قَرِيبٍ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ. فَلَمَّا صَلَّى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا. وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلاَةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلاَةَ».

قَالَ أَنَسٌ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيصِ خَاتَمِهِ.

٦٩٢- حضرت حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا' کیا نبی ﷺ نے انگوٹھی بنوائی تھی؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' ایک رات آپ ﷺ نے عشاء کی نماز کو آدھی رات کے قریب تک مؤخر کیا۔ جب نماز پڑھ چکے تو چہرۂ مبارک ہماری طرف کر کے فرمایا: ''لوگوں نے نماز پڑھ لی اور سو گئے اور تم جب تک نماز کے انتظار میں رہو گے (ثواب کے اعتبار سے) نماز ہی میں (شمار) ہو گے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (مجھے اب بھی وہ منظر یاد ہے) گویا نبی ﷺ کی انگوٹھی کی چمک میری نظروں کے سامنے ہے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا اکثر عمل عشاء کی نماز جلدی پڑھنے کا ہے' یعنی اتنی زیادہ تاخیر نہیں فرماتے تھے۔ کبھی کبھی یہ عمل افضیلت کے اظہار کے لیے اختیار فرماتے تھے۔ ② نواب وحید الزمان خان نے عملاً جلدی پڑھنے اور قولاً تاخیر کی فضیلت بیان کرنے کی حدیثوں میں تطبیق دیتے ہوئے کہا ہے کہ اگر سب مقتدی جاگنے پر راضی ہوں اور تاخیر میں ان کو تکلیف نہ ہو' تو تاخیر کرنا افضل ہے' ورنہ اوّل وقت میں پڑھ لینا افضل ہے۔ واللہ اعلم. ③ نماز کے بعد وعظ و نصیحت کی جا سکتی ہے۔ ④ نماز کا انتظار بہت فضیلت والا عمل ہے۔ ⑤ انگوٹھی پہننا جائز ہے' تاہم مرد صرف چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے' سونے کا استعمال مرد کے لیے جائز نہیں۔ (سنن ابن ماجه' اللباس'

٦٩٢ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ١/ ٦٨، المواقيت، باب ما يستحب من تأخير العشاء، ح: ٥٤٠ عن محمد بن المثنى وغيره به، وأصله في الصحيحين، البخاري، ح: ٦٦١، ومسلم، ح: ٦٤٠.

باب لبس الحرير والذهب للنساء، حديث:٣٥٩٥)

٦٩٣- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلاَةَ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ لَمْ يَخْرُجْ حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ. فَخَرَجَ، فَصَلَّى بِهِمْ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا. وَأَنْتُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلاَةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلاَةَ، وَلَوْلاَ الضَّعِيفُ وَالسَّقِيمُ أَحْبَبْتُ أَنْ أُؤَخِّرَ هٰذِهِ الصَّلاَةَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ».

٦٩٣- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی' پھر (عشاء کی نماز کے لیے) باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی' پھر آپ باہر تشریف لائے اور انھیں نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا: ''لوگوں نے نماز پڑھ لی اور سو گئے اور تم جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے' نماز ہی میں رہے۔ اگر کمزور اور بیمار افراد نہ ہوتے تو مجھے یہی پسند تھا کہ اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کروں۔''

(المعجم ٩) - بَابُ مِيقَاتِ الصَّلاَةِ فِي الْغَيْمِ (التحفة ٩)

باب:٩- بادل ہونے کی صورت میں نماز کا وقت

٦٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ بُرَيْدَةَ الأَسْلَمِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ، فَقَالَ: «بَكِّرُوا بِالصَّلاَةِ فِي الْيَوْمِ الْغَيْمِ، فَإِنَّهُ مَنْ فَاتَتْهُ صَلاَةُ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهُ».

٦٩٤- حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک جنگ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا: ''بادل والے دن نماز جلدی پڑھ لیا کرو کیونکہ جس کی عصر کی نماز چھوٹ گئی' اس کے عمل ضائع ہو گئے۔''

٦٩٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب وقت العشاء الآخرة، ح: ٤٢٢ من حديث داود به.

٦٩٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦١ عن وكيع عن الأوزاعي به، والصواب "عن عمه" أبي المهلب كما في صحيح ابن حبان (موارد)، ح: ٢٥٦ وغيره، ولفظه "... فإنه من ترك الصلاة فقد كفر"، وله شواهد عند البخاري وغيره.

فائدہ: گناہ کی وجہ سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ عصر کی نماز کا چھوٹ جانا بڑا گناہ ہے۔ جس کی وجہ سے دن بھر کے عمل ضائع ہو سکتے ہیں۔

(المعجم ١٠) - بَابُ مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا (التحفة ١٠)

باب: ١٠- نیند یا بھول کی وجہ سے نماز چھوٹ جانے کا بیان

٦٩٥- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَغْفُلُ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ يَرْقُدُ عَنْهَا، قَالَ: «يُصَلِّيهَا إِذَا ذَكَرَهَا».

٦٩٥- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی آدمی نماز پڑھنا بھول جائے یا سویا رہ جائے (تو کیا کرے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب یاد آئے' اسی وقت نماز پڑھ لے۔''

فوائد و مسائل: ① بھول اور نیند عذر ہے جس کی وجہ سے نماز میں تاخیر کا گناہ نہیں ہوتا' بشرطیکہ اس میں بے پروائی کو دخل نہ ہو۔ ② بھول سے رہ جانے والی نماز یاد آنے پر فوراً ادا کر لینی چاہیے' بلاوجہ مزید تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ ③ اگر نیند سے اس وقت بیدار ہو' جب نماز کا وقت گزر چکا ہو' تو اسی وقت نماز پڑھ لے' بشرطیکہ کراہت کا وقت نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا] (صحيح البخاري' مواقيت الصلاة' باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس' حديث:٥٨٢) ''جان بوجھ کر نماز سورج طلوع یا غروب ہوتے وقت نہ پڑھو۔'' جس شخص کو مکروہ وقت میں نماز یاد آئی' یا اس وقت جاگا تو وہ مکروہ وقت گزار کر نماز پڑھے۔

٦٩٦- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا».

٦٩٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو اسے چاہیے کہ جب اسے یاد آئے' پڑھ لے۔''

٦٩٧- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى:

٦٩٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں

٦٩٥_ أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة . . . الخ، ح: ٦٨٤ من حديث قتادة به، بألفاظ متقاربة.

٦٩٦_ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٦٩٧_ أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة . . . الخ، ح: ٦٨٠ عن حرملة به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ، فَسَارَ لَيْلَةً، حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ، وقَالَ لِبِلاَلٍ: «اِكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ» فَصَلَّى بِلاَلٌ مَا قُدِّرَ لَهُ، وَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ، فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلاَلٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ، مُوَاجِهَ الْفَجْرِ، فَغَلَبَتْ بِلاَلاً عَيْنَاهُ، وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ بِلاَلٌ وَلاَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَوَّلَهُمُ اسْتِيقَاظاً، فَفَزِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَيْ بِلاَلُ!» فَقَالَ بِلاَلٌ: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «اقْتَادُوا» فَاقْتَادُوا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئاً، ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَمَرَ بِلاَلاً فَأَقَامَ الصَّلاَةَ، فَصَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلاَةَ قَالَ: «مَنْ نَسِيَ صَلاَةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللهَ - عَزَّ وَجَلَّ - قَالَ: ﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكۡرِيٓ﴾» [طه: ١٤] قَالَ، وكَانَ ابنُ شِهابٍ يَقْرَؤُهَا لِلذِّكْرٰى.

نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ خیبر سے واپس آئے تو ایک رات سفر جاری رکھا' جب نیند آنے لگی تو رات کے آخری حصے میں آرام کے لیے ٹھہرے۔ نبی علیہ السلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''آج رات ہمارے لیے (وقت کا) خیال رکھنا۔'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے رہے جب تک ان کی قسمت میں ہوئی۔ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابۂ کرام سو گئے۔ جب فجر کا وقت قریب ہوا' بلال فجر (کے طلوع ہونے کی سمت' یعنی مشرق) کی طرف منہ کر کے اپنی سواری سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ (تاکہ جونہی فجر طلوع ہو' اذان کہہ دیں) وہ سواری سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ انھیں نیند آ گئی۔ نہ بلال رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے' نہ کوئی اور صحابی بیدار ہوا' حتی کہ انھیں دھوپ (کی گرمی) محسوس ہوئی۔ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھلی۔ تو رسول اللہ ﷺ گھبرا گئے۔ فرمایا: ''اے بلال!'' بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان' جس ذات نے آپ کو (بیداری سے) روک لیا' اسی نے مجھے بھی روک لیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''کوچ کرو۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی سواریوں کو تھوڑی دور چلایا۔ پھر آپ ﷺ نے (قافلہ روک کر) وضو کیا' اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے نماز کی اقامت کہی۔ آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ''جس شخص کو نماز کی ادائیگی یاد نہ رہے' اسے چاہیے کہ جب یاد آئے نماز پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِی﴾ ''اور نماز

قائم کرو میری یاد کے لیے۔"
امام زہری ؒ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے:
(وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِلذِّكْرَى) "اور نماز قائم کرو یاد کے وقت۔"

فوائد و مسائل: ① نبئ اکرم ﷺ کی نظر میں نماز کی اتنی اہمیت تھی کہ سفر میں تھکاوٹ کے موقع پر آرام کرتے ہوئے بھی یہی خیال تھا کہ نماز لیٹ نہ ہو جائے۔ اس لیے حضرت بلال ؓ کی باقاعدہ ڈیوٹی لگا دی تا کہ فجر کی نماز بروقت پڑھی جائے۔ ② حضرت بلال ؓ نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لیے پورا اہتمام کیا۔ ایک یہ کہ بقیہ رات نماز پڑھتے رہے تا کہ نیند نہ آ جائے اور پھر جب اذان کا وقت قریب ہوا تو بھی پوری مستعدی سے مشرق کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے تا کہ جونہی صبح صادق طلوع ہو' اذان کہہ دیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے ذمہ کوئی اجتماعی کام لگایا جائے' اسے چاہیے کہ اس کی ادائیگی کے لیے بہتر سے بہتر انداز سے کوشش کرے۔ ③ کسی قوم یا جماعت کے سربراہ کو چاہیے کہ اگر اجتماعی کام میں کوئی خلل واقع ہو تو اس کے ذمہ دار سے باز پرس کرے' تا کہ دوسرے لوگ اپنے فرائض میں کوتاہی کرنے سے اجتناب کریں۔ ④ اگر معلوم ہو کہ کام میں خلل کی وجہ ذمہ دار کی بے پروائی یا عمداً کوتاہی نہیں تو اس کا عذر قبول کیا جائے اور اسے مزید توبیخ نہ کی جائے۔ ⑤ قافلہ کو اس مقام سے چلا کر کچھ دور ٹھہر جانے میں یہ حکمت ہو سکتی ہے کہ سستی ختم ہو کر تمام افراد ہوشیار اور چست ہو جائیں تا کہ نماز میں نیند اور سستی کا اثر باقی نہ رہے۔ ⑥ قضا شدہ نماز بھی باجماعت ادا کی جا سکتی ہے۔ ⑦ حدیث میں مذکور آیت کی دو قراء تیں ہیں اور دونوں صحیح ہیں۔ پہلی قراءت جو ہمارے ہاں رائج ہے۔ [اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِى] اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا اصل مقصد اللہ کی یاد ہے' لہٰذا نماز پوری توجہ سے ادا کرنا ضروری ہے۔ دوسری قراءت [اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِلذِّكْرَى] سے زیر بحث مسئلہ کی دلیل بنتی ہے۔ اس صورت میں اس کا مطلب "نصیحت کے لیے" بھی ہو سکتا ہے۔ اور "یاد کے لیے" یا "یاد کے وقت" بھی، حدیث میں یہی آخری مطلب مراد ہے۔ اس سے دلیل لیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ اگر کسی وجہ سے کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو یاد آتے ہی فوراً ادا کر لینی چاہیے، بلاوجہ مزید تاخیر کرنا مناسب نہیں۔

٦٩٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: ذَكَرُوا تَفْرِيطَهُمْ فِي النَّوْمِ، فَقَالَ: نَامُوا حَتَّى طَلَعَتِ

٦٩٨- حضرت ابو قتادہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: صحابۂ کرام ؓ نے نیند میں اپنی تقصیر کا ذکر کیا' یعنی یہ تقصیر کہ وہ سورج نکلنے تک سوئے رہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سوتے ہوئے (تاخیر ہو جانے

٦٩٨- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في من نام عن صلاة أونسيها، ح: ٤٣٧، وصححه ابن خزيمة.

الشَّمْسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ، فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلاَةً، أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، وَلِوَقْتِهَا مِنَ الْغَدِ».

میں) کوئی کوتاہی نہیں، تقصیر (گناہ) تو جاگتے ہوئے (تاخیر کر دینے میں) ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا سویا رہ جائے تو جب اسے یاد آئے (یا جب بیدار ہو) اسی وقت نماز پڑھ لے اور اگلے دن اس کے وقت پر ادا کرے۔"

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَبَاحٍ: فَسَمِعَنِي عِمْرَانُ ابْنُ الْحُصَيْنِ وَأَنَا أُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ فَقَالَ: يَافَتَى! انْظُرْ كَيْفَ تُحَدِّثُ فَإِنِّي شَاهِدٌ لِلْحَدِيثِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ: فَمَا أَنْكَرَ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئاً

(حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد) حضرت عبداللہ بن رباح نے کہا: میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بھی سن لیا، انھوں نے فرمایا: لڑکے! توجہ سے حدیث بیان کرو، اس حدیث (کے ارشاد فرمائے جانے) کے موقع پر میں بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ (میں نے حدیث بیان کی تو) انھوں نے حدیث میں کسی غلطی کی نشان دہی نہیں کی۔

فوائد ومسائل: ① اگلے دن وقت پر ادا کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ایک نماز دوبارہ ادا کی جائے۔ ایک بار عذر کی وجہ سے وقت گزر جانے کے بعد، اور دوسری دفعہ اگلے دن صحیح وقت پر، یعنی دوسرے دن ایک نماز دوبارہ نہیں پڑھی جائے گی۔ ایک پہلے دن کی، ایک دوسرے دن کی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آئندہ احتیاط کرے، بار بار نماز بے وقت نہ پڑھے۔ ② چھوٹوں کو بزرگوں کی موجودگی میں حدیث یا علمی مسائل بیان کرنا درست ہے تاکہ اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اصلاح کر دی جائے۔ ③ حدیث کی روایت میں احتیاط کی ضرورت ہے، ایسا نہ ہو کہ حدیث میں غلطی سے کوئی بات ذکر کر دی جائے جو اصل میں حدیث میں شامل نہ ہو اور سامعین اسے حدیث سمجھ کر اس پر عمل کرنا شروع کر دیں۔

(المعجم ١١) - بَابُ وَقْتِ الصَّلاَةِ فِي الْعُذْرِ وَالضَّرُورَةِ (التحفة ١١)

باب: ١١- عذر اور ضرورت کی صورت میں نماز کا وقت

٦٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ

٦٩٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت مل گئی، اسے عصر کی نماز مل گئی اور جسے

٦٩٩ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب من أدرك من الفجر ركعةً، ح: ٥٧٩، ومسلم، المساجد، باب من أدرك ركعةً . . . الخ، ح: ٦٠٨ من حديث زيد به.

يَسَارٍ، وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنِ الأَعْرَجِ، يُحَدِّثُونَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَهَا، وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَهَا».

سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت مل گئی' اسے فجر کی نماز مل گئی۔"

فوائد و مسائل: ① دوسری حدیث میں ارشاد نبوی ہے: [وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ] (صحيح مسلم' المساجد' باب أوقات الصلوات الخمس' حديث:٦١٢) "جب سورج کی دھوپ کا رنگ تبدیل ہو جائے تو عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔" لیکن اگر کسی مجبوری یا عذر کی وجہ سے اس وقت کے اندر نماز نہ پڑھی جا سکے تو سورج غروب ہونے تک پڑھی جا سکتی ہے حتی کہ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے ایک رکعت بھی پڑھی جائے تو نماز قضا نہیں ہوتی' ادا ہی ہوتی ہے لیکن عصر کی نماز میں محض سستی کی وجہ سے بلا عذر اس قدر تاخیر کرنا منع ہے۔ ایسی نماز کو رسول اللہ ﷺ نے "منافق کی نماز" قرار دیا ہے۔ (صحيح مسلم' المساجد' باب استحباب التبكير بالعصر' حديث:٦٢٢) ② فجر کی نماز کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سورج طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت پڑھی جائے تو وہ وقت کے اندر ہی ادا شدہ قرار پاتی ہے۔ ③ بعض علماء نے کچھ فقہی قاعدوں کے ذریعے سے فجر اور عصر کی نماز میں فرق کیا ہے۔ ان کے نزدیک عصر کی نماز میں تو یہ مسئلہ درست ہے جو زیر مطالعہ حدیث میں مذکور ہے' البتہ فجر کی نماز میں اگر نماز پڑھتے ہوئے سورج نکل آئے تو ان کی رائے میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ حدیث کے واضح حکم کی موجودگی میں قیاس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے فجر اور عصر دونوں نمازوں میں حدیث میں مذکور حکم ہی درست ہے۔

٧٠٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، وَ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى، الْمِصْرِيَّانِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ

٧٠٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پا لی اس نے فجر کی نماز پا لی۔ اور جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پا لی' اس نے عصر کی نماز پا لی۔"

٧٠٠- أخرجه مسلم، المساجد، باب من أدرك ركعةً من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، ح: ٦٠٩ من حديث يونس ابن يزيد به.

الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا ، وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا» .

حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ : حَدَّثَنَا عَبْدُالأَعْلٰى : حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں جمیل بن حسن نے عبدالاعلیٰ سے، انھوں نے معمر سے، انھوں نے ابوسلمۃ سے، انھوں نے حضرت ابوہریرہ سے بیان کیا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر سابقہ روایت کی طرح بیان کیا۔

(المعجم ١٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ النَّوْمِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَعَنِ الْحَدِيثِ بَعْدَهَا (التحفة ١٢)

باب:١٢- عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد باتیں کرنا ممنوع ہے

٧٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، وَعَبْدُالْوَهَّابِ ، قَالُوا : حَدَّثَنَا عَوْفٌ ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ ، سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ . وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا .

٧٠١- حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کو دیر سے پڑھنا پسند کرتے تھے اور اس سے پہلے سونا اور اس کے بعد باتیں کرنا ناپسند فرماتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① عشاء کی نماز سے پہلے سو جانے سے خطرہ ہے کہ نماز کے لیے آنکھ نہ کھلے اور نماز فوت ہو جائے، یا آنکھ کھلے تو سستی کا غلبہ ہو، جس کی وجہ سے عشاء کی نماز توجہ اور دل جمعی کے ساتھ نہ پڑھی جا سکے۔ اس لیے نماز پڑھ کر سونا چاہیے۔ ② عشاء کے بعد باتیں کرنا بھی اسی لیے نامناسب ہے کہ اس کی وجہ سے نماز فجر کے لیے اٹھنے میں تاخیر ہو جانے کا خطرہ ہے، البتہ کوئی ضروری بات چیت یا علمی مسائل کا بیان اور وعظ و نصیحت جائز ہے۔ (صحيح البخاري، العلم، باب العلم والعظة بالليل و باب السمر في العلم، حديث:١١٥، ١١٦) تاہم خیال رکھنا چاہیے کہ اس کا سلسلہ زیادہ طویل نہ ہو جائے تاکہ فجر کی نماز بروقت ادا کی جا سکے۔ بنا بریں دینی و تبلیغی جلسوں کا

٧٠١- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب ما يكره من النوم قبل العشاء، ح:٥٦٨ من حديث عبدالوهاب الثقفي به .

رات گئے تک جاری رہنا شرعاً محل نظر ہے۔ اس عام رواج کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

۷۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلَى الطَّائِفِيُّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا نَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْلَ الْعِشَاءِ، وَلاَ سَمَرَ بَعْدَهَا.

۷۰۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سوتے نہیں تھے اور عشاء کے بعد باتیں نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے نبی ؑ کی عمومی عادت مبارکہ بیان کی ہے ورنہ بعض اوقات عشاء کے بعد آپ ﷺ کا بات چیت کرنا اور نصیحت کرنا احادیث سے ثابت ہے۔

۷۰۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ، وَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: جَدَبَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ السَّمَرَ بَعْدَ الْعِشَاءِ - يَعْنِي: زَجَرَنَا -.

۷۰۳- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عشاء کے بعد باتیں کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے دیگر شواہد کی بنا پر اسے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۲۱۲/۶، ۲۱۳ والصحيحة، رقم: ۲۴۵۳) ② اس سے مراد عربوں کی قدیم عادت کے مطابق رات کو شعر و شاعری اور قصہ گوئی کی محفلیں برپا کرنا ہے' بامقصد اور ضروری بات چیت منع نہیں۔

۷۰۲ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦٤ من حديث الطائفي به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

۷۰۳ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٨٨، ٣٨٩، ٤١٠ من حديث عطاء به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٤٠، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٠٣١، وقال البوصيري: "... عطاء بن السائب اختلط بآخره، ومحمد ابن فضيل روى عنه بعد الاختلاط"، وكذا سائر من رواه عنه، ولأصل الحديث شواهد بغير هٰذا اللفظ.

(المعجم ١٣) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُقَالَ صَلَاةُ الْعَتَمَةِ (التحفة ١٣)

باب:١٣-نمازعشاء کو "عتمہ" کہنے کی ممانعت کا بیان

٧٠٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ، فَإِنَّهَا الْعِشَاءُ، وَإِنَّهُمْ لَيُعْتِمُونَ بِالْإِبِلِ».

٧٠٤-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: "اعرابی تمھاری نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آ جائیں' یہ عشاء ہے' وہ لوگ اونٹنیوں (کا دودھ اندھیرے کے وقت دوہنے) کی وجہ سے اسے عتمہ (اندھیرے کی نماز) کہتے ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید میں عشاء کی نماز کا ذکر اس کے نام سے آیا ہے' جہاں یہ حکم ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد بچے اور غلام بھی اجازت لے کر گھر اور کمرے میں آئیں۔ (سورۂ نور:٥٨) اعرابیوں نے مغرب کی نماز کو عشاء اور عشاء کی نماز کو عتمہ کہنا شروع کر دیا تھا۔ اس سے خطرہ ہوا کہ لوگ اس حکم کو عشاء کی بجائے' مغرب کی نماز کے متعلق نہ سمجھ لیں' اس لیے شرعی اصطلاح کو اس طرح تبدیل کر دینا' کہ غلط فہمی کا اندیشہ ہو' درست نہیں۔ ② عتمہ اندھیرے کو کہتے ہیں چونکہ وہ لوگ شام کو کافی تاخیر سے' یعنی اندھیرا ہونے پر اونٹنیوں کا دودھ دوہتے تھے' اسی وجہ سے انھوں نے نماز عشاء کو عتمہ کہنا شروع کر دیا۔ بعض احادیث میں نماز عشاء کو عتمہ کے نام سے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس لیے اس نہی کو تنزیہی قرار دینا چاہیے' یعنی عشاء کو عتمہ کہنے سے بچنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم.

٧٠٥- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. ح: وحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَغْلِبَنَّكُمُ

٧٠٥-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "اعرابی تمھاری نماز کے نام کے بارے میں تم پر غالب نہ آ جائیں۔"

ابن حرملہ نے اپنی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: "یہ عشاء ہے۔ وہ اندھیرا ہونے پر دودھ دوہنے کی وجہ سے اس (نماز) کو بھی عتمہ (اندھیرے کی نماز) کہتے ہیں۔"

٧٠٤ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ٦٤٤ من حديث سفيان به.

٧٠٥ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٨ عن يحي القطان عن ابن عجلان قال حدثني سعيد عن أبي هريرة به . . . الخ.

الأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلاَتِكُمْ». زَادَ ابْنُ حَرْمَلَةَ: «فَإِنَّمَا هِيَ الْعِشَاءُ، وَإِنَّمَا يَقُولُونَ الْعَتَمَةُ لِإعْتَامِهِمْ بِالْإِبِلِ».

اذان کی مشروعیت

✸ **اذان کی لغوی تعریف:** لغت میں اذان سے مراد کسی شخص کو کسی چیز کی اطلاع دینا، خبر دینا یا اس چیز کے بارے میں بتانا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ﴾ (التوبة:۹/۳) ''اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو صاف اطلاع ہے۔'' نیز ارشاد ہے: ﴿وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ﴾ (الحج:۲۲/۲۷) ''اور لوگوں میں حج کی منادی کر دیں۔'' لیکن جب ﴿اَذَّنَ يُؤَذِّنُ تَأْذِيْنًا﴾ سے اذان، اسم مراد لیں گے تو اس کے معنی نماز کے وقت کی خبر دینا ہوں گے۔'' (النهاية:۱/۳۴)

✸ **اذان کی شرعی و اصطلاحی تعریف:** اذان کی اصطلاحی تعریف یہ ہے: [اَلْإِعْلَامُ بِوَقْتِ الصَّلَاةِ بِأَلْفَاظٍ مَخْصُوْصَةٍ] ''مخصوص کلمات کے ساتھ نماز کے وقت کی اطلاع دینا اذان ہے۔'' (نيل الأوطار:۲/۳۵)

✸ **اذان کی مشروعیت:** جب تک رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں رہے، مسلمانوں کو جمع کرنے، عبادت کے وقت کی اطلاع دینے اور ناگہانی معاملات کی خبر دینے کے لیے [اَلصَّلَاةُ جَامِعَةً] ''نماز کے لیے آ ؤ جو جمع کرنے والی ہے۔'' کے کلمات سے منادی کی جاتی تھی، پھر جب نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ نے دیکھا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی اپنی عبادات کی اطلاع کے لیے الگ الگ شعار مقرر کر

رکھے ہیں، نبیٔ اکرم ﷺ کو مسلمانوں کی عبادت کے لیے اکٹھا کرنے کے شعار اور طریقے کی فکر لاحق ہوئی تو آپ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا، کسی نے یہودیوں کی طرح نرسنگا یا عیسائیوں کی مثل بگل بجانے کا مشورہ دیا تو بعض نے مجوسیوں کی طرح آگ جلانے کی رائے دی۔ لیکن آپ نے یہ تمام آراء کفار کی مشابہت کی وجہ سے رد فرما دیں اور پھر 1 ہجری میں وحی الٰہی اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے خواب کے بعد موجودہ اذان کے کلمات مسلمانوں کے شعار کے طور پر مقرر فرما دیے۔ اس کے بعد آپ نے ساری زندگی، سفر ہو یا حضر، رات ہو یا دن، کبھی بھی اذان کو ترک نہیں کیا جبکہ ناگہانی حالات اور مشورہ طلب معاملات میں مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے [اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ] کے الفاظ کو برقرار رکھا۔ اذان جہاں نماز کے وقت کی اطلاع اور جماعت میں حاضر ہونے کی دعوت ہے وہاں اسلام کا عظیم شعار بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ جنگوں کے دوران میں بستیوں پر حملہ کرنے سے پہلے انتظار کرتے، اگر اذان کی آواز سنائی دیتی تو حملہ کرنے سے رک جاتے وگرنہ حملہ کر دیتے۔ اس طرح اذان سے مسلمان اور کافر بستیوں کی عمدہ تفریق ہو گئی ہے۔ اذان مختصر مگر جامع الفاظ پر مشتمل ہے، اس میں عقیدے کے مسائل نہایت عمدگی سے بیان ہوئے ہیں۔ مؤذن [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہہ کر اللہ عزوجل کے وجود اور کمال کا اعلان کرتا ہے، پھر [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کا اظہار کر کے توحید الٰہی کا اقرار اور تمام معبودان باطلہ کا انکار کرتا ہے۔ اس کے بعد رسالت محمدی کا اقرار کر کے نبیٔ رحمت کو اپنا ہادی اور مرشد ماننے کا اعلان کرتا ہے۔ اس گواہی اور اقرار کے بعد اپنے ہم مذہبوں کو رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہے تاکہ ان سب کو ابدی نعمتیں اور لازوال انعام ربانی حاصل ہو سکے۔ (دیکھیے: فتح الباری: ۱۰۲/۲)

* **اذان کے متعلق چند ضروری مسائل:** ❁ نماز پنجگانہ اور جمعہ کے لیے اذان دینا واجب ہے۔ نماز پنجگانہ کی جماعت سفر میں ہو یا حضر میں، اپنے وقت پر ہو یا نیند یا بھولنے کی وجہ سے وقت کے بعد ہو، اذان اور اقامت کہنا ضروری ہے، سوائے عرفہ کے دن ظہر اور عصر کی جماعت کے اور مزدلفہ کی رات مغرب اور عشاء کی جماعت کے کیونکہ ان کے لیے ایک اذان اور الگ الگ اقامت کہی جاتی ہے۔ اس کی دلیل نبیٔ اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: [صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ] ”نماز اس طرح ادا کرو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے،

جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان کہے اور تم میں سے بڑا جماعت کرائے۔"
(صحیح البخاري ' الأذان' باب الأذان للمسافرین إذا کانوا جماعة...... الخ' حدیث:۶۳۱)
نیز آپ کا فرمان ہے:[فَأَذِّنَا وَأَقِیمَا] "پھر اذان کہیں اور جماعت کرائیں۔" (صحیح البخاري' الأذان' باب اثنان فَما فوقهما جماعة' حدیث:۶۵۸)

- چونکہ اذان فرض نماز کے وقت ہونے کی اطلاع ہے اس لیے نفل نمازوں کے لیے اذان مسنون نہیں ہے' جیسے نماز عیدین' نماز چاشت' نماز کسوف وخسوف وغیرہ۔
- وقت سے پہلے اذان کہنا درست نہیں۔
- اذان کھڑے ہو کر کہنا اور بلند جگہ پر کہنا افضل ہے لیکن آج کل لاؤڈ سپیکر کے ذریعے سے یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٣) أَبوَابُ الأَذَانِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا (التحفة . . .)

اذان کے مسائل اور اس کا طریقہ

(المعجم ١) - بَابُ بَدْءِ الْأَذَانِ (التحفة ١٤)

٧٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ، مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ [الْمَدَنِيُّ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ هَمَّ بِالْبُوقِ، وَأَمَرَ بِالنَّاقُوسِ فَنُحِتَ، فَأُرِيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ فِي الْمَنَامِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلاً عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ، يَحْمِلُ نَاقُوساً، فَقُلْتُ لَهُ: يَا عَبْدَ اللهِ! تَبِيعُ النَّاقُوسَ؟ قَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ قُلْتُ: أُنَادِي بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: أَفَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ تَقُولُ: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ. أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا

باب:۱-اذان کا آغاز

۷۰۶-حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نرسنگا بجوانے کا ارادہ فرمایا' اور ناقوس (کی تیاری) کا حکم دیا تو وہ تراش لیا گیا۔ (اس کے بعد) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب آیا۔ وہ فرماتے ہیں: مجھے (خواب میں) دو سبز کپڑے پہنے ہوئے ایک مرد نظر آیا' وہ ناقوس اٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے اسے (خواب میں) کہا: اللہ کے بندے! ناقوس بیچو گے؟ اس نے کہا: آپ اس کا کیا کریں گے؟ میں نے کہا: میں اس کے ساتھ نماز کا اعلان کروں گا۔ اس نے کہا: میں آپ کو اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا آپ یوں کہیں: [الله أكبر الله أكبر] ''اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے۔'' [الله أكبر الله أكبر] ''اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے۔'' [اشهد ان لا اله الا

٧٠٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب كيف الأذان، ح: ٤٩٩، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والبخاري وغيرهم، وحديث الحكمي ضعيف.

اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلاَةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلاَةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ. اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. قَالَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ، حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا رَأَى. قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! رَأَيْتُ رَجُلاً عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوساً، فَقَصَّ عَلَيْهِ الْخَبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ رَأَى رُؤْيَا، فَاخْرُجْ مَعَ بِلاَلٍ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَلْقِهَا عَلَيْهِ، وَلْيُنَادِ بِلاَلٌ، فَإِنَّهُ أَنْدٰى صَوْتاً مِنْكَ». قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ بِلاَلٍ إِلَى الْمَسْجِدِ. فَجَعَلْتُ أُلْقِيهَا عَلَيْهِ وَهُوَ يُنَادِي بِهَا، قَالَ فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالصَّوْتِ، فَخَرَجَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَى.

اللّٰه] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''[أشهد أن لا إله إلا اللّٰه] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''[أشهد أن محمدا رسول اللّٰه] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد(ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔''[أشهد أن محمدا رسول اللّٰه] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد(ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔'' [حي على الصلاة] ''نماز کی طرف آؤ۔'' [حي على الصلاة] ''نماز کی طرف آؤ۔'' [حي على الفلاح] ''کامیابی کی طرف آؤ۔'' [حي على الفلاح] ''کامیابی کی طرف آؤ'' [اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر] ''اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے۔'' [لا إله إلا اللّٰه] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ (بیدار ہوئے تو گھر سے) نکلے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور آپ ﷺ کو اپنا خواب سنایا' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے ایک آدمی نظر آیا جو دو سبز کپڑے پہنے ہوے تھا اس کے پاس ناقوس تھا۔ (اس طرح) پوری بات بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے ساتھی نے ایک خواب دیکھا ہے۔'' (پھر عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا:) ''تم بلال (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مسجد میں جاؤ اور انھیں یہ الفاظ بتلاؤ۔ اور بلال (رضی اللہ عنہ) (ان الفاظ کے ساتھ بلند آواز سے) اعلان کردیں کیونکہ تمھاری نسبت ان کی آواز بلند ہے۔'' میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا۔ میں انھیں (اذان کے الفاظ) بتاتا گیا اور وہ (اس کے مطابق) اذان کہتے گئے۔ حضرت عبداللہ

بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (اذان کی) آواز سنی تو وہ بھی گھر سے باہر تشریف لے آئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! قسم ہے اللہ کی مجھے بھی ایسا ہی خواب آیا ہے جیسا انھیں (عبداللہ رضی اللہ عنہ کو) آیا ہے۔

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ الْحَكَمِيُّ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ الأَنْصَارِيَّ قَالَ فِي ذٰلِكَ:

حضرت ابوبکر حکمی (ابن ماجہ کے شیخ) سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق یہ شعر کہے ہیں:

أَحْمَدُ اللهَ ذَا الْجَلاَلِ وَذَا الإِكْـ
رَامِ حَمْداً عَلَى الأَذَانِ كَثِيراً

''مجھ کو اذان سکھائی میرے رب ذوالجلال نے'
احسان ہوا خاص رب قدیر کا۔

إِذْ أَتَانِي بِهِ الْبَشِيرُ مِنَ اللّـ
ـهِ فَأَكْرِمْ بِهِ لَدَيَّ بَشِيراً

بھیجا سکھانے اپنے فرشتے کو تین رات' رتبہ بڑھائے
اس اپنے بشیر کا۔

فِي لَيَالٍ وَالَى بِهِنَّ ثَلاَثٍ
كُلَّمَا جَاءَ زَادَنِي تَوْقِيراً

وہ تین رات آ کے سکھاتا رہا مجھے' اعزاز یوں بڑھتا
رہا تیرے فقیر کا

(ترجمہ اشعار از مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری)

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نیک مومن کی رہنمائی بعض اوقات خواب کے ذریعے سے بھی کر دیتا ہے' اس لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔'' ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: ''نیک خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔'' (صحیح مسلم' الرؤيا' باب فی کون الرؤيا من الله ......الخ' حدیث: ٢٢٦٣) ② محض خواب سے کوئی شرعی مسئلہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا خواب نبی اکرم ﷺ کی منظوری سے شرعی حکم قرار پایا' اس لیے اگر کوئی خواب بظاہر شریعت کے حکم کے خلاف ہو تو یا تو وہ اللہ کی طرف سے نہیں' شیطان کی طرف سے ہوتا ہے یا اس کا وہ مطلب نہیں ہوتا جو بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ ③ نرسنگا ایک قسم کا بگل ہوتا ہے جس میں پھونک ماری جاتی ہے تو زور کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ یہودی اس کے ذریعے سے اپنی عبادت کے وقت کا اعلان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کی تجویز پیش ہوئی اور آپ ﷺ نے بھی سوچا کہ اگر یہ تجویز قبول کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن اسے عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ ④ دوسری تجویز ناقوس کی پیش کی گئی۔ ناقوس دو لکڑیاں ہوتی ہیں جنھیں ایک دوسرے پر مارا جاتا ہے تو آواز پیدا ہوتی ہے۔ عیسائی بعض خاص موقعوں پر

ناقوس بجاتے ہیں۔ یہ تجویز پہلی تجویز کی نسبت بہتر تھی کیونکہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے اور وہ یہود کی نسبت مسلمانوں سے ذہنی طور پر قریب ہوتے ہیں' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس تجویز کو زیادہ پسند فرمایا' تاہم محسوس یہی کیا گیا کہ ہمارا طریقہ دوسری قوموں سے ممتاز ہونا چاہیے۔ ⑤ ایک تجویز یہ بھی پیش کی گئی تھی کہ نماز کے وقت آگ جلائی جائے۔ دن میں دھوئیں کی وجہ سے اور رات کو روشنی سے لوگ متوجہ ہو جائیں اور نماز کے لیے آ جائیں لیکن یہ تجویز مجوس سے مشابہت کی وجہ سے رد کر دی گئی۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تجویز پیش کی کہ ایک آدمی نماز کے وقت اعلان کر دیا کرے۔ یہ تجویز پسند کی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! اٹھو' نماز کے لیے آواز دو۔'' اس اعلان کے لیے اذان کے کلمات حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خواب کے بعد موجودہ صورت میں متعین ہو گئے۔ (صحيح البخاري' الأذان' باب بدء الأذان ، حديث:٦٠٤) ⑥ دینی امور میں بھی انتظامی معاملات مسلمانوں کے آپس کے مشورے سے طے کرنے چاہییں' البتہ جس معاملے میں شریعت کی واضح ہدایت آ جائے' وہاں مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں' اس پر عمل کرنا چاہیے۔ ⑦ اس واقعہ میں حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا اثبات ہے۔ ⑧ مؤذن ایسا شخص مقرر کرنا چاہیے جس کی آواز زیادہ بلند ہو۔ ⑨ اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی خاص شرف عطا فرمائے تو فخر کی نیت سے نہیں بلکہ شکر کی نیت سے اللہ کی نعمت اور احسان کا ذکر کرنا درست ہے۔

٧٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَشَارَ النَّاسَ لِمَا يُهِمُّهُمْ إِلَى الصَّلَاةِ، فَذَكَرُوا الْبُوقَ، فَكَرِهَهُ مِنْ أَجْلِ الْيَهُودِ، ثُمَّ ذَكَرُوا النَّاقُوسَ، فَكَرِهَهُ مِنْ أَجْلِ النَّصَارٰى، فَأُرِيَ النِّدَاءَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَطَرَقَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٧٠٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے مشورہ کیا کیونکہ نماز (باجماعت) کے لیے (آنے میں) انھیں مشکل پیش آتی تھی۔ (کیونکہ بیک وقت جمع نہیں ہو پاتے تھے۔) حاضرین نے نرسنگے کا ذکر کیا لیکن آپ ﷺ نے یہودیوں (سے موافقت) کی وجہ سے اسے ناپسند فرمایا۔ پھر انھوں نے ناقوس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے نصاریٰ کی وجہ سے اسے ناپسند فرمایا۔ اسی رات ایک انصاری صحابی حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو (خواب میں) اذان دکھائی گئی۔ انصاری

٧٠٧- [إسناده ضعيف جدًا] * الزهري عنعن وهو مذكور في المدلسين (المرتبة الثالثة)، وتلميذه عباد المدني حسن الحديث، ومحمد بن خالد ضعيف جدًا، متهم بالكذب كما في التهذيب وغيره، ولبعض الحديث شواهد عند البخاري، ح:٦٠٣، ٦٠٤، ومسلم، ح:٣٧٧، ٣٧٨ وغيرهما.

لَيْلاً ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلاَلاً بِهِ ، فَأَذَّنَ .

صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس رات کو آئے (اور اپنا خواب سنایا) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو حکم دیا اور انھوں نے اذان کہی۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ : وَزَادَ بِلاَلٌ ، فِي نِدَاءِ صَلاَةِ الْغَدَاةِ، الصَّلاَةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ. فَأَقَرَّهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ .

ایک روایت میں ہے کہ بلال ؓ نے صبح کی اذان میں ان الفاظ کا اضافہ فرمایا: [اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] ”نماز نیند سے بہتر ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے اسے قائم رکھا۔

قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَى، وَلٰكِنَّهُ سَبَقَنِي .

حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! مجھے بھی اس جیسا خواب آیا تھا لیکن وہ مجھ سے سبقت لے گئے۔

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام ؓ کے ہاں یہ اصول مسلم تھا کہ یہود ونصاریٰ کی نقل کرنا اچھا کام نہیں۔ اس مسئلہ پر امام ابن تیمیہ ؒ کی کتاب ”اقتضاء الصراط المستقیم فی مخالفة أصحاب الجحیم“ (اُردو ترجمہ ”فکر وعقیدہ کی گمراہیاں اور صراط مستقیم کے تقاضے“ شائع کردہ دارالسلام۔ الریاض' لاہور) میں تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ② فجر کی اذان میں [اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] کے اضافے کو بھی رسول اللہ ﷺ کی منظوری حاصل ہے' اس لیے یہ بھی سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابومحذورہ ؓ کو اذان سکھاتے ہوئے فرمایا: ”اگر صبح کی نماز (کی اذان) ہو تو کہو [اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ اَللّٰهُ أَكْبَرَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] (سنن أبي داود' الصلاة' باب کیف الأذان' حدیث: ۵۰۰' ۵۰۱' ۵۰۴) ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس روایت کے بعض حصے کے شواہد بخاری ومسلم میں ہیں۔ غالباً انہی شواہد کی وجہ سے دیگر محققین نے اس روایت کے بعض حصوں کو صحیح قرار دیا ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ التَّرْجِيعِ فِي الْأَذَانِ (التحفة ١٥)

باب:۲- اذان میں شہادتین کے کلمات دوبارہ کہنا

٧٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ يَحْيٰى، قَالاَ : حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ : أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ

۷۰۸- حضرت عبداللہ بن محیریز ؒ سے روایت ہے' وہ (بچپن میں) یتیم ہونے کی وجہ سے حضرت ابومحذورہ بن مِعیَر ؓ کے زیر کفالت رہے تھے۔ جب

٧٠٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٢/ ٥، ٦، ح: ٦٣٣ من حديث أبي عاصم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٧٩، وابن حبان (الإحسان)، ح: ١٦٨٠، والحديث الآتي شاهد له.

عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ، وَكَانَ يَتِيماً فِي حِجْرِ أَبِي مَحْذُورَةَ ابْنِ مِعْيَرٍ، حِينَ جَهَّزَهُ إِلَى الشَّامِ، فَقُلْتُ لِأَبِي مَحْذُورَةَ: أَيْ عَمِّ! إِنِّي خَارِجٌ إِلَى الشَّامِ، وَإِنِّي أُسْأَلُ عَنْ تَأْذِينِكَ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ قَالَ: خَرَجْتُ فِي نَفَرٍ، فَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، فَأَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالصَّلَاةِ، عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَسَمِعْنَا صَوْتَ الْمُؤَذِّنِ وَنَحْنُ عَنْهُ مُتَنَكِّبُونَ، فَصَرَخْنَا نَحْكِيهِ، نَهْزَأُ بِهِ، فَسَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا قَوْماً فَأَقْعَدُونَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: «أَيُّكُمُ الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ قَدِ ارْتَفَعَ؟» فَأَشَارَ إِلَيَّ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، وَصَدَقُوا، فَأَرْسَلَ كُلَّهُمْ وَحَبَسَنِي، وَقَالَ لِي: «قُمْ فَأَذِّنْ». فَقُمْتُ، وَلَا شَيْءَ أَكْرَهُ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا مِمَّا يَأْمُرُنِي بِهِ، فَقُمْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَلْقَى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ التَّأْذِينَ هُوَ بِنَفْسِهِ، فَقَالَ: «قُلْ: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ». ثُمَّ قَالَ لِي: «ارْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً

انھوں نے ابن محیریز رحمہ اللہ کو شام بھیجا تو انھوں نے ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے کہا' چچا جان! میں شام جارہا ہوں' (وہاں) مجھ سے آپ کی اذان کے بارے میں سوال کیا جائے گا (لہٰذا مجھے مسئلہ سنا اور سمجھا دیجیے)۔ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں چند افراد کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ راستے میں ایک مقام پر (ٹھہرے وہیں) رسول اللہ ﷺ کے پڑاؤ میں رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے اذان دی۔ ہم نے بھی مؤذن کی آواز سنی۔ اس وقت ہم لوگ آپ ﷺ سے برگشتہ تھے۔ ہم مؤذن کا مذاق اڑاتے ہوئے بلند آواز سے اس کی نقل اتارنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہماری آواز سنی تو چند افراد کو ہماری طرف بھیج دیا۔ انھوں نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے لا بٹھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے وہ کون ہے جس کی آواز مجھے (زیادہ) بلند سنائی دی تھی؟'' سب کے سب لوگوں نے میری طرف اشارہ کر دیا۔ اور ان کی بات درست تھی۔ (واقعتاً میں سب سے بلند آواز تھا۔) نبی ﷺ نے ان سب کو چھوڑ دیا اور مجھے روک لیا اور فرمایا: ''اٹھو' اذان دو۔'' میں کھڑا تو ہو گیا لیکن (اس وقت میری کیفیت یہ تھی کہ) مجھے رسول اللہ ﷺ سے اور آپ کے اس حکم سے انتہائی نفرت محسوس ہو رہی تھی۔ (بہرحال) میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے خود (ایک ایک کلمہ کر کے) اذان سکھائی۔ فرمایا: ''کہو [اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر' اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر۔ أشہد أن لا إلہ إلا اللّٰہ' أشہد أن لا إلہ إلا اللّٰہ۔ أشہد أن محمدا

رَسُولُ اللهِ. حَيَّ عَلَى الصَّلاَةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلاَةِ. حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ. اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ». ثُمَّ دَعَانِي حِينَ قَضَيْتُ التَّأْذِينَ فَأَعْطَانِي صُرَّةً فِيهَا شَيْءٌ مِنْ فِضَّةٍ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى نَاصِيَةِ أَبِي مَحْذُورَةَ، ثُمَّ أَمَرَّهَا عَلٰى وَجْهِهِ، مِنْ بَيْنِ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ عَلٰى كَبِدِهِ، ثُمَّ بَلَغَتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ سُرَّةَ أَبِي مَحْذُورَةَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ». فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَمَرْتَنِي بِالتَّأْذِينِ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، قَدْ أَمَرْتُكَ». فَذَهَبَ كُلُّ شَيْءٍ كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ كَرَاهِيَةٍ، وَعَادَ ذٰلِكَ كُلُّهُ مَحَبَّةً لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَدِمْتُ عَلٰى عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ، عَامِلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمَكَّةَ، فَأَذَّنْتُ مَعَهُ بِالصَّلاَةِ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

رسول اللّٰه، أشهد أن محمدا رسول اللّٰه]'' پھر فرمایا: ''بلند آواز سے کہو: [أشهد أن لا إله إلا اللّٰه، أشهد أن لا إله إلا اللّٰه۔ أشهد أن محمدا رسول اللّٰه، أشهد أن محمدا رسول اللّٰه۔ حي على الصلاة، حي على الصلاة۔ حي على الفلاح، حي على الفلاح۔ اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر۔ لا إله إلا اللّٰه]۔'' جب میں نے پوری اذان کہہ لی تو مجھے بلا کر ایک تھیلی دی، اس میں کچھ چاندی تھی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھا، پھر ان کے چہرے پر پھیرا، پھر ان کے سینے پر، پھر ان کے جگر پر حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی ناف تک جا پہنچا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تجھے برکت دے، اور تجھ پر برکت نازل فرمائے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے مکہ میں اذان دینے پر مقرر فرمائیں گے؟ ارشاد ہوا: ''ہاں، میں نے تمھیں مقرر کیا۔'' (اس دوران میں) میرے دل میں رسول اللہ ﷺ سے جتنی نفرت تھی سب ختم ہو چکی تھی، (بلکہ) وہ سب کی سب رسول اللہ ﷺ کی محبت میں تبدیل ہو چکی تھی۔ میں مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ گورنر حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، میں ان کے پاس اللہ کے رسول ﷺ کے حکم سے اذان دیتا رہا۔

قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ذٰلِكَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَامَحْذُورَةَ، عَلٰى مَا أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَيْرِيزٍ.

عبدالعزیز نے کہا: عبداللہ بن محیریز کی طرح مجھے اس شخص نے بھی خبر دی جس نے ابو محذورہ کو پایا۔

فوائد ومسائل: ① یتیم بچوں کی کفالت ایک عظیم نیکی ہے جس پر جنت میں رسول اللہ ﷺ کا پڑوس ملنے کی بشارت دی گئی ہے۔ کفالت میں جس طرح جسمانی ضروریات خوراک، لباس وغیرہ کا پورا کرنا ضروری ہے، اسی طرح روحانی ضروریات یعنی دین کی تعلیم اور اخلاق حسنہ کی تربیت بھی ضروری ہے۔ ② یہ نبی ﷺ کی حکمت کا کمال ہے کہ جہاں بھی جوہر قابل نظر آیا' اس کی صلاحیتوں کو نکھار کر اس سے دین کا کام لے لیا۔ ایک اچھے داعی کو بھی عوام میں جوہر قابل کی پہچان کا ملکہ حاصل ہونا چاہیے' اور ایسے افراد کی مناسب تربیت کر کے انھیں اسلام کا خادم بنانا چاہیے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی بلند آواز سن کر یہ فیصلہ کیا کہ اسے مؤذن بنا دیا جائے۔ اس طرح ہر شخص کو اس کی صلاحیتوں کے مطابق کام دینا چاہیے تاکہ وہ اسے بہتر طور پر انجام دے سکے۔ ④ دین سے ناواقف افراد کو قریب کرنے کے لیے ان کی غلطیوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے، اسی طرح نادان بچوں اور غافل نوجوانوں کو بھی قریب کرنا چاہیے۔ اس کے بعد ان کی اصلاح و تربیت کی جائے تاکہ دوبارہ غلطی نہ کریں اور ان کا کردار بہتر ہو جائے۔ ⑤ بچوں کے جسم پر شفقت سے ہاتھ پھیرنا' ان کے دل میں محبت پیدا کرنا ہے بشرطیکہ کسی قسم کی غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو جیسے بڑے اور چھوٹے کی عمر میں کافی فرق نہ ہونے کی صورت میں ایسے شکوک و شبہات پیدا ہو سکتے ہیں جن کا نتیجہ الزامات اور بدنامی کی صورت میں نکلا کرتا ہے۔ ⑥ تربیت میں انفرادی توجہ کی بھی خاص اہمیت ہے تاکہ ہر فرد کی صلاحیتیں پروان چڑھ سکیں۔ ⑦ بچوں کو حوصلہ افزائی کے لیے مناسب انعام دینا بھی بہت مفید ہے' یہ انعام نقد بھی ہو سکتا ہے' کسی عام استعمال کی چیز کی صورت میں اور دعا یا حوصلہ افزائی اور تعریف کے چند کلمات کی صورت میں بھی۔ ⑧ اگر کسی عہدے کی اہلیت رکھنے والا' اس عہدے کی درخواست پیش کرے تو اسے وہ ذمہ داری سونپی جا سکتی ہے اگرچہ عہدے کا لالچ رکھنا اچھی بات نہیں۔ ⑨ اذان میں شہادتین کے کلمات دو دو بار کہنے کے بعد دوسری بار پھر دو دو بار کہنا ''ترجیع'' کہلاتا ہے' اور یہ سنت ہے۔ عرف عام میں اسے دہری اذان کہتے ہیں۔ مؤذن چاہے اکہری اذان (بلا ترجیع) کہہ لے' چاہے دہری اذان (ترجیع کے ساتھ) کہہ لے' دونوں طرح جائز ہے۔

٧٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَامِرٍ الأَحْوَلِ أَنَّ مَكْحُولاً حَدَّثَهُ، أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ مُحَيْرِيزٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ الأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، الأَذَانُ «اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ

٧٠٩- حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے اذان کے انیس کلمات' اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔ اذان یہ ہے: [اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر' اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر۔ أشھد أن لا إلہ إلا اللّٰہ' أشھد أن لا إلہ إلا اللّٰہ۔ أشھد أن محمدا رسول اللّٰہ' أشھد أن محمدا رسول اللّٰہ۔'' أشھد أن لا الہ إلا اللّٰہ' أشھد أن

٧٠٩ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب صفة الأذان، ح: ٣٧٩ من حديث عامر به.

أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ. أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ. أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ. حَيَّ عَلَى الصَّلاَةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلاَةِ. حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ. اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ». وَالْإِقَامَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً «اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ. أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ. حَيَّ عَلَى الصَّلاَةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلاَةِ. حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ. قَدْ قَامَتِ الصَّلاَةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلاَةُ. اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

لا إله إلا الله۔ أشهد أن محمدا رسول الله، أشهد أن محمدا رسول الله۔ حي على الصلاة، حي على الصلاة۔ حي على الفلاح، حي على الفلاح۔ الله أكبر الله أكبر۔ لا إله إلا الله] ''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز کی طرف آؤ، نماز کی طرف آؤ۔ کامیابی کی طرف آؤ، کامیابی کی طرف آؤ۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

اور اقامت کے سترہ کلمات یہ ہیں:

[الله أكبر الله أكبر، الله أكبر الله أكبر۔ أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله۔ أشهد أن محمدا رسول الله، أشهد أن محمدا رسول الله۔ حي على الصلاة، حي على الصلاة۔ حي على الفلاح، حي على الفلاح۔ قد قامت الصلاة، قد قامت الصلاة۔ الله أكبر الله أكبر۔ لا إله إلا الله] ''اللہ سب سے بڑا ہے،

اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز کی طرف آؤ' نماز کی طرف آؤ۔ کامیابی کی طرف آؤ' کامیابی کی طرف آؤ۔ نماز کھڑی ہوگئی' نماز کھڑی ہوگئی۔ اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① بعض حضرات نے کہا ہے کہ اذان میں ترجیع حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی غلط فہمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے شہادتین کو دوبارہ اس لیے کہلوایا تھا کہ توحید و رسالت اچھی طرح دل میں جاگزیں ہو جائے۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے غلطی سے سمجھ لیا کہ اذان کا طریقہ ہی یہی ہے۔ لیکن ان حضرات کی یہ بات درست نہیں کیونکہ اگر اس طرح کے فرضی امکانات تصور کر کے ترجیع کا انکار کیا جائے تو کوئی دوسرا شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اصل کلمات ایک بار ہی ہیں (جس طرح اکہری اقامت میں ہوتے ہیں)' توحید کو ذہن نشین کرانے کے لیے بار بار الفاظ کہلوائے۔ ظاہر ہے کہ اس کا کوئی قائل نہیں۔ علاوہ ازیں اگر حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں مکہ مکرمہ میں غلط اذان دیتے تو اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو وحی کے ذریعے سے اطلاع فرما دیتا اور نبی ﷺ ان تک یہ حکم پہنچا دیتے۔ ② احناف حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اقامت تو لے لیتے ہیں اور اسی پر ان کا عمل ہے جبکہ اسی حدیث میں وارد اذان کو ترک کر دیتے ہیں اور ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک حدیث صرف وہی معتبر ہے یا اس کا اتنا ہی حصہ معتبر ہے جو قول امام کے مطابق ہو۔ أعاذنا الله منه.

(المعجم ٣) - بَابُ السُّنَّةِ فِي الْأَذَانِ (التحفة ١٦)

باب:٣-اذان کا طریقہ

٧١٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ،

۷۱۰- حضرت سعد قرظ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے مؤذن تھے، ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

٧١٠_ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف أولاد سعد القرظ، عمار وسعد وعبدالرحمٰن".

مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِلاَلاً أَنْ يَجْعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، وَقَالَ: «إِنَّهُ أَرْفَعُ لِصَوْتِكَ».

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کانوں میں انگلیاں ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''اس سے تمھاری آواز بلند ہو جائے گی۔''

فائدہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم یہ مسئلہ صحیح ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔

٧١١- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِالأَبْطَحِ، وَهُوَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ، فَخَرَجَ بِلاَلٌ، فَأَذَّنَ فَاسْتَدَارَ فِي أَذَانِهِ، وَجَعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ.

۷۱۱- حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں مقام ابطح پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ایک سرخ خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ (خیمہ سے) نکلے انھوں نے اذان دی اور اذان کے دوران میں (دائیں بائیں) گھومے اور اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالیں۔

فوائد و مسائل: ① سفر میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے بھی اذان کہنی چاہیے۔ ② اذان کے دوران میں گھومنے کا مطلب [حي على الصلاة] اور [حي على الفلاح] کہتے وقت منہ دائیں اور بائیں طرف پھیرنا ہے۔ ③ اس میں اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنے کا ثبوت ہے۔

٧١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَصْلَتَانِ مُعَلَّقَتَانِ فِي أَعْنَاقِ الْمُؤَذِّنِينَ لِلْمُسْلِمِينَ: صَلاَتُهُمْ وَصِيَامُهُمْ».

۷۱۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤذنوں کی گردنوں پر مسلمانوں کی دو چیزوں کی ذمہ داری ہے، ان کی نماز اور ان کے روزے۔''

٧١١ـ [حسن] وانظر، ح: ٤٩٦ لعلته، وللحديث طرق أخرى عند الترمذي، ح: ١٩٧ وغيره.

٧١٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لتدليس بقية بن الوليد" وتقدم، ح: ٥٥١، وشيخه مروان بن سالم "متروك"، ورماه الساجي وغيره بالوضع، (تقريب).

٧١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ بِلاَلٌ لاَ يُؤَخِّرُ الأَذَانَ عَنِ الْوَقْتِ، وَرُبَّمَا أَخَّرَ الإِقَامَةَ شَيْئاً.

۷۱۳- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کو وقت سے مؤخر نہیں کرتے تھے البتہ اقامت میں بعض اوقات تاخیر کر دیتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی وجہ سے اسے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۳۴/۴۳۵، حدیث: ۲۰۸۴۹، وإرواء الغليل، رقم: ۲۲۷) لہٰذا شواہد کی بنا پر یہ حدیث قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ ② اذان اس چیز کا اعلان ہے کہ نماز کا وقت شروع ہو گیا ہے، اس لیے اذان اول وقت دینی چاہیے جب کہ اقامت نماز شروع ہونے کی اطلاع ہے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت اقامت کہتے تھے جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے آتے۔ ③ اگر امام کو نماز پڑھانے کے لیے آنے میں مقررہ وقت سے کچھ تاخیر ہو جائے تو امام کا انتظار کرنا چاہیے۔ جلدی مچانا اور فوراً کسی دوسرے آدمی کو آگے کر دینا درست نہیں۔ ہاں اگر معلوم ہو کہ امام صاحب موجود نہیں اور وہ نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں نہیں آئیں گے پھر کسی اور شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

٧١٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: كَانَ آخِرُ مَا عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ لاَ أَتَّخِذَ مُؤَذِّناً يَأْخُذُ عَلَى الأَذَانِ أَجْراً.

۷۱۴- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھے سب سے آخر میں جو وصیت فرمائی تھی وہ یہ تھی کہ میں ایسا مؤذن مقرر نہ کروں جو اذان دینے کی اجرت وصول کرے۔

فوائد و مسائل: ① مؤذن کا تقرر امام کا منصب ہے۔ ② حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یہ نصیحت اس وقت فرمائی تھی جب انھیں ان کے قبیلے کا امام مقرر کیا تھا۔ دیکھیے: (سنن ابي داود، الصلاة، باب أخذ الأجر على التأذين، حديث: ۵۳۱، وسنن النسائي، الأذان، باب اتخاذ المؤذن الذى لايأخذ على أذانه أجرا، حديث: ۶۷۳) ③ اجتماعی خدمت میں افضل یہ ہے کہ اجرت نہ لی جائے، تاہم اس کی خدمت کا

٧١٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطيالسي: ٧٧٠ عن شريك نحو المعنى * شريك عنعن، وحديث أبي داود، ح: ٤٠٣ يغني عنه.

٧١٤ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية أن يأخذ المؤذن على الأذان أجرًا، ح: ٢٠٩ من حديث أشعث ابن عبدالملك الحمراني به، وقال: "حسن صحيح"، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٥٣١ وغيره.

مناسب معاوضہ دیا جائے تو مناسب ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب خلافت کا منصب سنبھالا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ امیر المومنین کے ضروری اخراجات بیت المال سے پورے کیے جائیں گے، تاہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت وصول شدہ تنخواہ واپس کر دینے کی وصیت فرمائی تاکہ ان کی یہ اجتماعی خدمت' فی سبیل اللہ شمار ہو۔

٧١٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَسَدِيُّ، عَنْ أَبِي إِسْرَائِيلَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ بِلاَلٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أُثَوِّبَ فِي الْفَجْرِ، وَنَهَانِي أَنْ أُثَوِّبَ فِي الْعِشَاءِ.

٧١٥- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فجر کی نماز میں تثویب کا حکم دیا' اور عشاء کی نماز میں تثویب سے منع فرمایا۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے اور دیگر محققین نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے' تاہم مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسئلہ مصنف ابن أبي شيبة اور سنن الكبرى للبيهقي میں صحیح سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ فجر کی اذان میں [حي على الفلاح] کے بعد [الصلاة خير من النوم] دو مرتبہ کہنا سنت ہے۔ (مصنف ابن أبي شيبة: ١/ ٢٠٨' وسنن الكبرى للبيهقي: ١/ ٤٢٣) نیز اس روایت میں تثویب سے مراد [الصلاة خير من النوم] کہنا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٣٩/ ٣٢٧' ٣٢٨)

٧١٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ بِلاَلٍ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يُؤْذِنُهُ بِصَلاَةِ الْفَجْرِ، فَقِيلَ: هُوَ نَائِمٌ. فَقَالَ: الصَّلاَةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلاَةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، فَأُقِرَّتْ

٧١٦- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فجر کی نماز کی اطلاع دینے کے لیے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ ابھی آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: [اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ' اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ] ''نماز نیند سے بہتر ہے۔ نماز نیند سے بہتر ہے۔'' تب یہ کلمہ فجر کی اذان میں مقرر

٧١٥_ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التثويب في الفجر، ح: ١٩٨ من حديث محمد بن عبدالله الزبيري به، وذكر كلامًا، وقال: "أبوإسرائيل . . . وليس بذٰلك القوي عند أهل الحديث"، وفيه علة أخرٰى.

٧١٦_ **[إسناده ضعيف]** وقال البوصيري: "رجاله ثقات إلا أنَّ فيه انقطاعًا، سعيد بن المسيب لم يسمع من بلال".

فِي تَأْذِينِ الْفَجْرِ، فَثَبَتَ الأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ.

کر دیا گیا۔ پھر اسی پر عمل جاری رہا۔

فائدہ: مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (تخریج فقه السيرة: ٢٠٣) نیز [الصلاة خير من النوم] کی بابت گزشتہ حدیث کا فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔

٧١٧- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا الإِفْرِيقِيُّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الحارِثِ الصُّدَائِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَمَرَنِي فَأَذَّنْتُ، فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَخَا صُدَاءٍ قَدْ أَذَّنَ، وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ».

٧١٧- حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اذان دی۔ (جماعت کے وقت) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبیلۂ بنو صداء کے آدمی نے اذان دی ہے اور جو کوئی اذان دے وہی اقامت کہے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ مؤذن ہی تکبیر بھی کہے تاہم ہماری مساجد کی بالعموم جو صورت حال ہے اس کے پیش نظر مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ مؤذن ہی کو تکبیر کہنے کا پابند کیا جائے تاکہ انتشار کا دروازہ نہ کھلے۔ چونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ نمازی اکثر شوق تکبیر میں ایک دوسرے سے الجھتے ہیں جو بعض دفعہ نزاع وجدال کی صورت اختیار کر لیتا ہے بنابریں انتظامی مصلحت کے تحت مؤذن ہی کو تکبیر کا پابند بنا دینا نہایت مناسب بات ہے گو شرعاً یہ ضروری نہیں ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَا يُقَالُ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ (التحفة ١٧)

باب: ۴- اذان سن کر کیا کہنا چاہیے؟

٧١٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ

٧١٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مؤذن اذان دے تو جس طرح وہ کہتا ہے اسی طرح تم بھی کہو۔''

٧١٧- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الرجل يؤذن ويقيم آخر، ح: ٥١٤، والترمذي، ح: ١٩٩، وقال: "إنما نعرفه من حديث الإفريقي وهو ضعيف عند أهل الحديث".

٧١٨- **[حسن]** وعلقه الترمذي، ح: ٢٠٨ * الزهري عنعن، وتقدم، ح: ٧٠٧، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد معلول ..."، وله شواهد، انظر، ح: ٧٢٠.

الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقُولُوا مِثْلَ قَوْلِهِ».

فائدہ: [حَيَّ عَلَى الصَّلاَ ةِ] اور [حَيَّ عَلَى الْفَلاَح] کے جواب میں [لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلا بِاللّٰه] کہنا چاہیے۔ باقی تمام الفاظ کے جواب میں اذان ہی کے الفاظ دہرائے جائیں' دیکھیے: (صحیح مسلم' الصلاۃ' باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه...... الخ، حدیث:٣٨٥)

٧١٩- حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ، أَبُوالْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا أَبُوبِشْرٍ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي أُمُّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا كَانَ عِنْدَهَا فِي يَوْمِهَا وَلَيْلَتِهَا، فَسَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يُؤَذِّنُ، قَالَ كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ».

٧١٩- حضرت ام المومنین ام حبیبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی باری کے دن اور رات ان کے ہاں تشریف فرما تھے۔ اس دوران میں آپ ﷺ نے مؤذن کو اذان دیتے سنا تو ام المومنین ؓ نے سنا کہ آپ نے بھی اسی طرح کہا جس طرح مؤذن نے کہا۔

٧٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ».

٧٢٠- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جب مؤذن [اللّٰه أكبر' اللّٰه أكبر] کہے تو اسے سن کر سننے والا بھی [اللّٰه أكبر' اللّٰه أكبر] کہے۔ اسی طرح ہر کلمہ کے بعد جواب دیتا جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ مؤذن کے فارغ ہونے کے بعد سننے والا

٧١٩ـ [حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، وأحمد: ٦/ ٤٢٥، ٤٢٦، وقال الحافظ في التهذيب: ٥/ ٢٧٢ "أخرج ابن خزيمة حديثه في صحيحه فهو ثقة عنده"، ولحديثه شواهد.

٧٢٠ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادي، ح: ٦١١، ومسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه . . . الخ، ح: ٣٨٣ من حديث مالك به.

پوری اذان دہرائے۔دیکھیے : (صحیح مسلم ،الصلاۃ' باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمع...... الخ، حدیث:٣٨٥)

٧٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلاَمِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ».

٧٢١- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مؤذن کی اذان سن کر یہ الفاظ کہے:[وَ أَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ' رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا' وَ بِالْإِسْلَامِ دِينًا' وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا] ''اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔اس کا کوئی شریک نہیں'اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر' اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔'' اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① توحید و رسالت کا اقرار اسلام کی بنیاد ہے اور اسی پر نجات کا دارومدار ہے۔② اللہ کی ربوبیت پر راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ربوبیت پر ایسا ایمان ہو جیسے ایمان کا حق ہے۔ یہ احساس کی تمام نعمتیں وہی ہمیں دے رہا ہے' اور مسلسل ہماری ضرورت کی ہر چیز بہم پہنچا رہا ہے' اس سے شکر اور محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے' اس لیے مومن کی اللہ سے محبت بے مثال ہوتی ہے۔ یہ محبت اس کا مزید قرب حاصل کرنے کے لیے ہر نیکی پر آمادہ کرتی اور ہر گناہ سے اجتناب پر مجبور کرتی ہے۔ اس کے بعد ساری امیدیں اللہ ہی سے وابستہ ہو جاتی ہیں' جس کو یہ مقام حاصل ہو جائے' وہ یقیناً اللہ کی رحمت سے جنت میں جائے گا۔③ اسلام کو اپنا دین تسلیم کر لینا یہ ہے کہ یہ یقین پیدا ہو جائے کہ اس دین کی ہر بات حق اور ہر ہدایت بعینہٖ درست ہے جس میں کسی قسم کی کوئی خامی اور خرابی نہیں۔ غیر مسلموں کا کوئی عقیدہ' کوئی رسم ورواج اور کوئی ادب اسلام کی عظیم تہذیب سے برتر نہیں۔ جب یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے پھر یہ ممکن نہیں رہتا کہ ہم کسی معاملہ میں رہنمائی کے لیے غیر مسلموں کی طرف دیکھیں بلکہ ہر شعبۂ حیات اور زندگی کے ہر پہلو میں اسلام کی تعلیمات سے رہنمائی ملتی ہے اور اس پر دل مطمئن ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہی وہ ایمان ہے جو آج کل کے اکثر مسلمانوں میں مفقود ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا ہر معاشرہ عملی طور پر غیر مسلم معاشرہ بنا ہوا ہے اور اسلام کی برکات سے محروم ہے۔④ حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت پر راضی ہونے کا

٧٢١ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن، ح: ٣٨٦ عن محمد بن رمح وغيره به.

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہی اسلام کی اصل تعبیر ہے جس پر عمل کرنا ہمارا مقصود ہے۔ گزشتہ انبیائے کرام علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ ہمیں ان پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح کسی امتی کا یہ مقام نہیں کہ اس کی ہر بات آنکھ بند کر کے مان لی جائے۔ مسلمانوں کی اجتماعیت کا مرکز ومحور صرف رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہے جیسے کہ علامہ اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ۔۔۔ اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

خود کو مصطفیٰ ﷺ تک پہنچاؤ کیونکہ انہی کی ذات سراپا دین ہے۔ اگر تم نبی ﷺ تک نہیں پہنچتے تو باقی سب کچھ ابولہب ہی کا طریقہ ہے۔

٧٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، وَالْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْأَلْهَانِيُّ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّداً الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوداً الَّذِي وَعَدْتَّهُ، إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

٧٢٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ، اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَّهُ] ”اے اللہ! اے اس کامل پکار اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد (ﷺ) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انھیں اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔“ قیامت کے دن اس کے حق میں شفاعت کی اجازت مل جائے گی۔“

فوائد ومسائل: ① قیامت کے دن شفاعت ہوگی۔ سب سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام شفاعت کریں گے، ان کے بعد درجہ بدرجہ مومنوں کو شفاعت کی اجازت ملے گی۔ ② شفاعت صرف وہی شخص کرے گا جسے اللہ کی طرف سے اجازت ملے گی اور وہ شفاعت بھی محدود تعداد میں کچھ افراد کے حق میں کر سکے گا، قرآن مجید کا حافظ، جو اس کی تعلیمات پر عمل کرنے والا ہو، شفاعت کرے گا۔ شہید بھی شفاعت کریں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا ہے کہ شہید کی شفاعت اس کے عزیز واقارب میں سے ستر افراد کے حق میں قبول کی جائے گی۔ دیکھیے: (جامع الترمذي، فضائل الجهاد، باب في ثواب الشهيد، حديث: ١٦٦٣) ③ ”وسیلہ“ جنت کے سب سے بلند اور عظیم ترین

٧٢٢- أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء عند النداء، ح: ٦١٤ عن علي بن عياش به.

مقام کا نام ہے' جو کائنات کے عظیم ترین اور افضل ترین انسان' یعنی حضرت محمد ﷺ کے لیے خاص ہے۔ (صحیح مسلم' الصلاۃ' باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه......الخ ، حدیث:٣٨٤) ④ ''مقام محمود'' سے مراد شفاعت کبریٰ کا وہ مقام ہے جو صرف خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے لیے مخصوص ہے۔ اس موقع پر تمام اولین و آخرین رسول اللہ ﷺ کی تعریف کریں گے۔ ⑤ مسنون دعا صرف اسی قدر ہے جو حدیث میں ذکر ہوئی۔ بعض لوگ مسنون دعاؤں میں اپنی طرف سے اضافہ کر لیتے ہیں یا مختلف مواقع کے لیے اپنی طرف سے دعائیں بنا لیتے ہیں۔ ایسی خود ساختہ دعاؤں اور اضافوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ٥) - بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ وَثَوَابِ الْمُؤَذِّنِينَ (التحفة ١٨)

باب:٥- اذان کی فضیلت اور مؤذنوں کا ثواب

٧٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ [عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ] عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ أَبُوهُ فِي حِجْرِ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُو سَعِيدٍ: إِذَا كُنْتَ فِي الْبَوَادِي، فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالأَذَانِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لاَ يَسْمَعُهُ جِنٌّ وَلاَ إِنْسٌ وَلاَ شَجَرٌ وَلاَ حَجَرٌ، إِلَّا شَهِدَ لَهُ».

٧٢٣- حضرت عبدالرحمٰن بن ابو صعصعہ ؒ (جو حضرت ابو سعید خدری ؓ کی کفالت میں تھے) سے روایت ہے' انھوں نے کہا: مجھ سے حضرت ابو سعید ؓ نے فرمایا: جب تم جنگل میں ہو تو اذان بلند آواز سے دیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے: ''جو بھی جن' انسان' درخت یا پتھر اس (مؤذن) کی آواز سنے گا' (قیامت کو) اس کے حق میں گواہی دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① جہاں انسان اکیلا ہو اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کے ارادے سے اذان کہہ کر نماز پڑھے' اس کا ثواب گزشتہ احادیث میں بیان ہو چکا ہے۔ ایسے موقع پر یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ اذان کی آواز بلند کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ کوئی انسان تو سننے والا موجود نہیں جو اذان سن کر نماز باجماعت میں شریک ہونے کے لیے آ جائے۔ لیکن زیر مطالعہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے موقع پر بھی اذان بلند آواز ہی سے کہنا مستحب ہے۔ ② بے جان چیزیں بھی ایک قسم کا شعور رکھتی ہیں اگرچہ ہمیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔ ③ قیامت اور آخرت کے حالات اس دنیا کے قوانین اور حالات سے مختلف ہیں۔ وہاں بے جان چیزیں بھی انسان کے حق میں یا اس کے خلاف گواہی دیں گی بلکہ خود انسان کے اعضاء بھی اس کے خلاف گواہ بن جائیں گے جیسے کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَ أَيْدِيهِمْ وَ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النور:٢٤/٢٤) ''جس دن ان

٧٢٣- أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع الصوت بالنداء، ح:٦٠٩ وغيره من حديث عبدالرحمن بن عبدالله به.

کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔'' اسی طرح مؤذن کے حق میں شجر و حجر گواہی دیں گے۔ ④ اللہ کے ہاں مؤذن کی شان بہت بلند ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ اذان نماز باجماعت کا ذریعہ ہے' یعنی بڑی نیکی سے تعلق رکھنے کی وجہ سے بعض چھوٹی نیکیوں کی قدر و قیمت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے، ان نیکیوں کو بھی معمولی سمجھ کر ان سے بے پروائی نہیں کرنی چاہیے۔

٧٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي يَحْيٰى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ مَدٰى صَوْتِهِ، وَيَسْتَغْفِرُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ، وَشَاهِدُ الصَّلَاةِ يُكْتَبُ لَهُ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ حَسَنَةً، وَيُكَفَّرُ لَهُ مَا بَيْنَهُمَا».

٧٢٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے' وہاں تک اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ ہر تر اور خشک چیز اس کے حق میں دعائے مغفرت کرتی ہے اور (اذان سن کر) نماز کے لیے حاضر ہونے والے کے لیے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور اس کے دو نمازوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① آواز پہنچنے کی حد تک گناہوں کی معافی کا یہ مطلب ہے کہ اگر اتنے زیادہ گناہ ہوں کہ اتنی وسیع جگہ کو پر کر دیں تو وہ بھی معاف ہو جائیں گے۔ ② نماز باجماعت ادا کرنے والے کے لیے پچیس نیکیاں لکھی جانے کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ اسے نماز کا ثواب پچیس گنا ملے گا جیسے کہ دوسری احادیث میں پچیس گنا اور ستائیس گنا ثواب کی صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری' الأذان' باب فضل صلاۃ الجماعۃ، حدیث: ٦٤٥' ٦٤٦)

٧٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقاً يَوْمَ

٧٢٥- حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی۔''

٧٢٤- **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رفع الصوت بالأذان، ح: ٥١٥ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

٧٢٥- أخرجه مسلم، الصلاة، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه، ح: ٣٨٧ عن إسحاق بن منصور وغيره به.

الْقِيَامَةِ».

فائدہ: گردنیں لمبی ہونے سے ان کی سر بلندی اور سرفرازی کی طرف اشارہ ہے اور گردن کا حقیقت میں لمبا ہونا بھی مراد ہو سکتا ہے اور ظاہری معنی مراد لینا ہی زیادہ قرین صواب ہے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب دوسرے لوگ پیاس کی وجہ سے پریشان ہو کر سر جھکائے ہوئے ہوں گے یا گناہوں کی وجہ سے نادم اور شرمندہ ہوں گے، اس لیے سرنگوں ہوں گے لیکن مؤذن اس وقت خوش اور آسودہ حال ہوں گے۔

٧٢٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى، أَخُو سُلَيْمٍ الْقَارِي، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ قُرَّاؤُكُمْ».

۷۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان وہ لوگ دیں جو زیادہ بہتر (نیک) ہوں، اور تمھیں نماز وہ افراد پڑھائیں جو قرآن پڑھنے والے (حافظ اور عالم) ہوں۔''

٧٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُخْتَارُ بْنُ غَسَّانَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الأَزْرَقُ الْبُرْجُمِيُّ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، ح: وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَذَّنَ مُحْتَسِباً سَبْعَ سِنِينَ، كَتَبَ [اللهُ] لَهُ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ».

۷۲۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ثواب کی نیت سے سات سال (مسلسل) اذان دی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم سے نجات لکھ دیتا ہے۔''

٧٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى،

۷۲۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،

٧٢٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من أحق بالإمامة، ح: ٥٩٠ عن عثمان به * حسين بن عيسٰى ضعيف، ضعفه الجمهور.

٧٢٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] * جابر الجعفي تقدم حاله، ح: ٣٥٦، وللجعفي طريق آخر عند الترمذي، ح: ٢٠٦ واسْتَغْرَبَهُ، والحديث ضعفه العقيلي، والبغوي وغيرهما.

٧٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي وغيره، وصححه الحاكم: ١/ ٢٠٥، والذهبي * ابن جريج مدلس

وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَذَّنَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَكُتِبَ لَهُ، بِتَأْذِينِهِ، فِي كُلِّ يَوْمٍ، سِتُّونَ حَسَنَةً، وَلِكُلِّ إِقَامَةٍ ثَلاثُونَ حَسَنَةً».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص بارہ برس تک اذان دیتا ہے‘ اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے‘ اور اس کے لیے روزانہ اذان کے عوض ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر اقامت کے عوض تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔‘‘

فائدہ: محض اللہ کی رضا کے لیے پابندی کے ساتھ اذان دینا ایک مشکل کام ہے جسے وہی شخص انجام دے سکتا ہے جس کے دل میں ایمان موجود ہو اور مسلسل بارہ سال تک یہ ذمہ داری نبھانا تو بہت ہی حوصلے کا کام ہے جسے اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق کے بغیر انجام دینا ممکن نہیں‘ اس لیے یہ فریضہ ادا کرنے والے کے لیے یہ عظیم خوش خبری دی گئی ہے۔ یہ روایت بعض کے نزدیک صحیح ہے۔

(المعجم ٦) - بَابُ إِفْرَادِ الْإِقَامَةِ (التحفة ١٩)

باب: ٦- اکہری تکبیر کہنا

٧٢٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: الْتَمَسُوا شَيْئاً يُؤْذِنُونَ بِهِ عِلْماً لِلصَّلاَةِ، فَأُمِرَ بِلاَلٌ أَنْ يَشْفَعَ الأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ.

۷۲۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کسی ایسی چیز کی تلاش تھی جس کو علامت بنا کر وہ نماز کی اطلاع دے سکیں۔ (آخر کار) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان میں دو دو بار کلمات کہیں اور اقامت میں ایک ایک بار کہیں۔

فائدہ: واقعے کی تفصیل کے لیے گزشتہ صفحات میں حدیث: ۷۰۶‘ ۷۰۸ اور ۷۰۹ ملاحظہ کیجیے۔

٧٣٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۷۳۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت

◀◀ وعنعن، وفيه علة أخرى، وله شاهد ضعيف عند الحاكم.

٧٢٩ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب بدء الأذان، ح: ٦٠٣، ومسلم، الصلاة، باب الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة إلا كلمة الإقامة فإنها مثناة، ح: ٣٧٨ من خالد الحذاء به.

٧٣٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

الْجَهْضَمِيُّ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ : أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ .

بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہیں اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار۔

٧٣١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ ، مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ : حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَذَانَ بِلَالٍ كَانَ مَثْنٰى مَثْنٰى . وَإِقَامَتُهُ مُفْرَدَةٌ .

٧٣١- حضرت سعد بن عمار بن سعد سے روایت ہے، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان دوہری اور اقامت اکہری ہوتی تھی۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے جبکہ متناً ومعناً صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔

٧٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ ، عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ : حَدَّثَنِي مَعْمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ ، مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ : حَدَّثَنِي أَبِي ، مُحَمَّدُ ابْنُ عُبَيْدِ اللهِ ، عَنْ أَبِيهِ عُبَيْدِ اللهِ ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ : رَأَيْتُ بِلَالاً يُؤَذِّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَثْنٰى مَثْنٰى ، وَيُقِيمُ وَاحِدَةً .

٧٣٢- حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ، جو نبی ﷺ کے غلام تھے، سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہتے دیکھا۔

فوائد ومسائل: ① اذان کی طرح اقامت اکہری اور دوہری دونوں طرح ثابت ہے۔ ② اگر اذان اکہری ہو تو اقامت بھی اکہری ہوگی جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی روایات میں ہے جبکہ [قَد قَامَتِ الصَّلاةُ] کے الفاظ دو بار کہے جائیں گے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت بلال کو یہی حکم تھا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے الفاظ ایک ایک بار کہیں۔ اور یہی افضل و بہتر ہے۔ لیکن اگر اذان دوہری کہی جائے تو پھر اقامت بھی دوہری کہی جائے گی جیسا کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، لہٰذا اکہری اذان کے ساتھ ہمیشہ دوہری اقامت کہنا درست نہیں۔ واللہ اعلم۔ دیکھیے: (صحيح البخاري ، الأذان ، باب بدء الأذان ، حديث:٦٠٣، ٦٠٦،

٧٣١_[إسناده ضعيف] انظر ، ح : ٧١٠ لعلته ، والحديث السابق ، ح : ٧٢٩ يغني عنه .

٧٣٢_[إسناده ضعيف] وقال البوصيري : "هٰذا إسناد ضعيف لاتفاقهم على ضعف معمر بن محمد بن عبيدالله وأبيه محمد" .

وسنن أبی داود، الصلاة، باب فی الإقامة، حدیث:۵۱۰،۵۱۱) ③ یہ روایت صحیح روایات کے ہم معنی ہے اس لیے بعض حضرات نے اس کو صحیح بھی کہا ہے۔

(المعجم ٧) - بَابُ إِذَا أُذِّنَ وَأَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا تَخْرُجْ (التحفة ٢٠)

باب:۷- اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت کا بیان

٧٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: كُنَّا قُعُوداً فِي الْمَسْجِدِ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِي، فَأَتْبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ بَصَرَهُ حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ.

۷۳۳- حضرت ابوشعثاء رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ (اسی اثناء میں) مؤذن نے اذان کہی۔ ایک آدمی مسجد سے اٹھا اور چل دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھتے رہے حتی کہ وہ مسجد سے نکل گیا۔ تب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی حکم عدولی کی ہے۔

فائدہ: اذان کے بعد بلا عذر مسجد سے نکلنا منع ہے البتہ کوئی معقول عذر ہو تو پھر گنجائش ہے۔

٧٣٤- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُثْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَهُ الأَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ خَرَجَ، لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ، وَهُوَ لاَ يُرِيدُ الرَّجْعَةَ، فَهُوَ مُنَافِقٌ».

۷۳۴- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مسجد میں اذان ہو جانے کے بعد مسجد سے نکل گیا، وہ کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں نکلا اور واپس آنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا تو وہ منافق ہے۔“

٧٣٣- أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن الخروج من المسجد إذا أذن المؤذن، ح: ٦٥٥ عن ابن أبي شيبة به.

٧٣٤- [ضعيف] * ابن أبي فروة تقدم، ح: ٣٤٥، عبدالجبار ضعيف كما في التقريب وغيره، ولبعض الحديث شواهد عند الطبراني في الأوسط: ٤/ ٥٠١، ٥٠٢، ح: ٣٨٥٤، والبيهقي: ٣/ ٥٦ وغيرهما، ترغيب: ١/ ١٨٩، وقال رواته محتج بهم في الصحيح.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' رقم:٢٥١٨) ② اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے بلاوجہ نماز با جماعت کی فضیلت کو ترک کیا ہے اور نیکی سے محبت رکھنے والا مومن ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔

مساجد کی اہمیت وفضیلت

اسلامی ریاست اور مسلم معاشرے کی تعمیرات میں سب سے اہم عمارت مسجد ہے۔ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کائنات میں آنے کے بعد سب سے پہلے المسجد الحرام کو تعمیر کیا' امتدادِ زمانہ کے باعث اس کے آثار مٹ گئے تو اسی مقام پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسماعیل ذبیح علیہما السلام نے حرم کعبہ کی تعمیر نو کی۔ اس اولین عبادت گاہ کے بعد سب سے اہم مسجد الاقصیٰ ہے' جسے واقعۂ معراج کے باعث بہت اہمیت حاصل ہے۔ ان ہر دو مساجد کے بعد مسجد نبوی کو ایک خصوصی فضیلت حاصل ہے۔ صحیح احادیث کے مطابق کسی مسلمان کے لیے ان مذکورہ تین مساجد کے علاوہ زیارت (تقرب) کی نیت سے سفر کرنا درست نہیں ہے۔

ابتدائے اسلام میں مکہ مکرمہ میں صرف حرم کعبہ ہی میں عبادت اور نوافل ادا کیے جاتے رہے' مگر ہجرت کے بعد جب منظم اسلامی ریاست وجود میں آئی تو سب سے پہلے قباء کے مقام پر آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے مسجد تعمیر کی اور پھر مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کی جس میں آپ کے علاوہ انصار ومہاجرین نے ذوق وشوق سے حصہ لیا۔

ان تاریخی مساجد کے علاوہ آج مسلم اور غیر مسلم ممالک میں بلا مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں مسجدیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ ان کے علاوہ عالم اسلام میں گزشتہ نصف صدی میں جس قدر مساجد تعمیر ہوئی ہیں' یہ امت مسلمہ اور اس کے نیک دل حکمرانوں کی دین وشریعت سے دلچسپی کا آئینہ دار ہیں۔ احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد کی بے جا تزئین وآرائش کی نسبت ان کی آبادی پر زیادہ توجہ دی جانی چاہیے۔ مسجدوں کی سادگی اور پاکیزگی مطلوب ہے' البتہ موسمی اور مقامی جغرافیائی حالات کے باعث ان کی تعمیر اور سٹرکچر (ساخت) میں پختگی کو ملحوظ رکھنا درست ہے۔ مسجدوں کی وسعت اور فراخی بھی اسی صورت میں مطلوب ہے کہ وہ نمازیوں اور ذاکرین کے ساتھ آباد ہوں۔ نبی ٔ مکرم ﷺ نے پوری روئے زمین کو مسجد قرار دے کر اس کائنات کی پاکیزگی پر توجہ دلائی ہے۔ یوں تو شرعاً نماز ہر پاک جگہ پر ادا کی جا سکتی ہے مگر مساجد کے احکام وآداب صرف انھی مقامات پر لاگو ہوں گے جہاں باقاعدہ مسجد کی چار دیواری اور تعمیر موجود ہو۔ عالم اسلام کی بتدریج وسعت کے نتیجے میں مسلمانوں نے شرعی ضوابط کے ساتھ غیر مسلموں کے معابد کو یا تو گرا کر مسجدیں تعمیر کیں یا ان کی عمارتوں کی ہیئت کو اس درجہ تبدیل کر دیا کہ وہ مسجد کی اصطلاح کے زمرے میں شمار کی جا سکیں۔ مسجد کے لیے زمین کی خریداری' عمارت اور دوسری ضروریات کے لیے ساز وسامان کی فراہمی پر روپیہ صرف کرنا ایک مستحسن عمل ہے' جس کی بابت صحیح احادیث میں فرمایا گیا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی مسجد کی تعمیر پر بھی اللہ تعالیٰ جنت کے گھر کی خوشخبری دیتا ہے۔ مساجد میں روشنی' وضو اور دیگر ضرورتوں کی فراہمی کے لیے اجرت کا وصول کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی بلا معاوضہ زمین' عمارت کے سامان کی فراہمی یا دیگر ضروریات کا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے انتظام کرے تو جائز اور مستحسن ہے۔ یوں تو روئے زمین کے ہر پاکیزہ قطعے پر نماز ادا کرنا درست ہے مگر صحیح احادیث کے مطابق درج ذیل مقامات پر نماز کی ادائیگی درست نہ ہوگی: کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ' جانوروں کے ذبح خانے' قبرستان' شارع عام کے درمیان' غسل خانے' اونٹوں کے باڑے اور کعبۃ اللہ کی چھت۔ آپ ﷺ نے مسجدوں میں تھوک دینے اور بلغم تھوکنے اور ناک سنکنے سے منع فرمایا۔ انھیں شارع عام اور راہ گزر بنانے' ہتھیاروں کی نمائش' تیر اور کمان کی ورزش کرنے اور ان میں کچے گوشت اور دوسری بدبودار اشیاء کے لانے سے منع کیا۔ جب بدبودار اشیاء استعمال کر کے مسجد میں آنا منع ہے تو ان کا لانا

کیسے درست ہوسکتا ہے۔ اسی طرح مسجدوں میں فیصلے تو کیے جاسکتے ہیں مگر ان پر عمل درآمد کے لیے قصاص یا کوڑے نہیں لگائے جاسکتے۔ مسجد کے احاطے کو خرید وفروخت اور منڈی کا درجہ نہ دیا جائے' البتہ ان کے مالی انتظام کے لیے اگر مساجد کے وہ بیرونی حصے جن کا مسجد کے افعال میں کوئی دخل نہ ہو' تعمیر کرنا اور کرایے پر دینے کا جواز ہے۔ لیکن اگر مساجد کے ماحول کو مارکیٹ کے ماحول میں تبدیل کرنے سے احتراز کیا جائے تو زیادہ مستحسن ہے۔ مساجد میں لغو' بے معنی اور شرک سے لتھڑی ہوئی شاعری' نغمہ گوئی یا گائیکی ممنوع ہے۔

مساجد اسلامی معاشرت کی تعمیر میں بہت بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کو اسلامی ریاست کا دارالخلافہ' غزوات وسرایا کی تنظیم' امور سلطنت کی مشاورت' بیت المال' دارالقضا' جامعۃ العلوم' سول سیکرٹریٹ' سٹیٹ گیسٹ ہاؤس اور بعض اوقات دیگر مثبت اور مخصوص تعمیری مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا ہے مگر قرآن مجید نے مساجد کو اللہ تعالیٰ کے ذکر وعبادت کے لیے مخصوص کیا جہاں پر رکوع وسجود' مسنون اذکار ووظائف' وعظ وتبلیغ' تلاوت قرآن اور درس وتدریس کی مشغولیت ہی سب سے بہتر امور ہیں۔

مساجد کی خدمت اور ان کی آباد کاری کے لیے انتظام وانصرام مسلمانوں کا بنیادی فرض ہے مگر آج کل جس زور وشور سے مساجد کو غیر مسنون اعمال کے لیے استعمال کیا جارہا ہے اس پر سنجیدگی سے غور وفکر کی ضرورت ہے۔ مساجد کی اہمیت وفضیلت اور ان کے بارے میں دیگر احکام وآداب کے مطالعے کے لیے آئندہ صفحات کی احادیث اور ان کے فوائد ومسائل کا مطالعہ کیجیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤) أَبْوَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ (التحفة ...)

مسجد اور نماز با جماعت کے مسائل

(المعجم ١) - بَابُ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِداً (التحفة ٢١)

باب:۱-اللہ کی رضا کے لیے مسجد تعمیر کرنے والے کا ثواب

٧٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْجَعْفَرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعاً عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُرَاقَةَ الْعَدَوِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ بَنٰى مَسْجِداً يُذْكَرُ فِيهِ اسْمُ اللهِ، بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ».

۷۳۵-حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''جس نے مسجد کی تعمیر کی' جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر تیار کرے گا۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کے ذکر سے مراد نماز کی ادائیگی بھی ہے اور دیگر اذکار و وظائف بھی۔ اس کے علاوہ اس میں وعظ و تبلیغ اور درس و تدریس بھی شامل ہے۔ ② مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والے کے لیے یہ عظیم خوش خبری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

٧٣٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٠ بسنده عن ليث به * عثمان بن عبدالله عن عمر مرسل (تهذيب الكمال وغيره)، وللحديث شواهد صحيحة.

٧٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِداً، بَنَى اللهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ».

۷۳۶- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ (کی رضا حاصل کرنے) کے لیے مسجد تعمیر کی' اللہ اس کے لیے جنت میں ویسا ہی (گھر) تیار کرے گا۔''

فوائد و مسائل: ① ''اللہ کے لیے'' مسجد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ خلوص سے یہ عمل کیا جائے۔ اخلاص کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ ② ''ویسا ہی گھر'' فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مسجد کو دوسرے گھروں پر فضیلت حاصل ہوتی ہے' جنت میں اس شخص کو ایسا گھر ملے گا جو دوسرے لوگوں کے گھروں سے عمدہ اور افضل ہوگا۔ یا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ جس قدر عمدہ مسجد بنانے کی کوشش کرے گا' اسی نسبت سے جنت کا گھر بھی عمدہ ہوگا۔

٧٣٧- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو الأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ [مِنْ مَالِهِ]، بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ».

۷۳۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے مال سے اللہ کے لیے مسجد تعمیر کی' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر تیار کرے گا۔''

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن معناً صحیح ہے کیونکہ مسئلہ وہی ہے جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔

٧٣٨- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَشِيطٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ النَّوْفَلِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ،

۷۳۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کے لیے قطات کے گھونسلے جتنی یا اس سے بھی چھوٹی مسجد بنائی' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر تیار کرے گا۔''

٧٣٦ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل بناء المساجد والحث عليها، ح: ٥٣٣ من حديث عبدالحميد به.

٧٣٧ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، الوليد مدلس، وابن لهيعة ضعيف"، والحديث السابق شاهد له.

٧٣٨ـ [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح".

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ بَنَىٰ مَسْجِداً لِلَّهِ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ، أَوْ أَصْغَرَ، بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ».

فوائد ومسائل: ① ''قطات'' کبوتر کی طرح کا ایک چھوٹا سا پرندہ ہے' جو زمین ہی پر تھوڑی سی جگہ بنا کر وہاں انڈے دے دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بشارت صرف بڑی اور عظیم مسجد تعمیر کرنے والے کے لیے نہیں بلکہ جو شخص مسجد کی تعمیر میں معمولی سا حصہ بھی لینا چاہے، اور وہ اسی قدر حصہ لے سکتا ہے' اسے بھی پورا ثواب ملے گا۔ ② اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کی ظاہری مقدار کی بجائے اس خلوص اور کوشش کی اہمیت ہے' جو کوئی شخص کسی نیکی کے لیے کرتا ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ تَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ (التحفة ٢٢)

باب: ۲- مسجدوں کی سجاوٹ

٧٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ».

۷۳۹- حضرت انس بن مالک ڈاٹٹڈ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت نہیں آئے گی' حتی کہ لوگ مسجدوں میں فخر کرنے لگیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① جن اعمال کو قرب قیامت کی علامت قرار دیا گیا ہے' وہ ناپسندیدہ ہیں' یعنی یہ اعمال وہ لوگ کریں گے جو دین کی اصل روح سے بے گانہ اور دین کی صحیح تعلیمات سے ناواقف ہوں گے۔ ② ''مسجدوں میں فخر'' کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں: ایک تو یہ کہ مسجدوں میں دین سیکھنے سکھانے یا ذکر وتلاوت اور نماز میں مشغول ہونے کے بجائے ایسی باتوں میں مشغول ہو جائیں گے جن میں ایک دوسرے پر مال ودولت وغیرہ میں کثرت پر فخر کا اظہار ہوگا جو مسجد سے باہر بھی نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ مسجدوں کی تعمیر میں فخر کریں گے۔ ان کی توجہ مسجد کی آبادی اور نماز باجماعت کی پابندی کی طرف ہونے کے بجائے مسجدوں کی ظاہری شان وشوکت کی طرف ہوگی۔ یہ دونوں کام برے ہیں اور ان سے اجتناب ضروری ہے۔ امام ابن ماجہ ؒ نے اس حدیث کو جس عنوان کے تحت ذکر کیا ہے' اس سے اشارہ ملتا ہے کہ ان کے نزدیک حدیث کا دوسرا مطلب زیادہ صحیح ہے۔ ③ باب کا عنوان

٧٣٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في بناء المساجد، ح: ٤٤٩ من حديث حماد به، وصححه ابن خزيمة: ٢/ ٢٨٢.

"تشييد المساجد" ہے۔ اس تَشْيِيد کے دو مطلب ہیں: ایک لمبی چوڑی عمارتیں بنانا جیسے کہ ہم آج کل دیکھتے ہیں کہ مسجدیں تو بہت وسیع بنائی جاتی ہیں' عمارت بلند و بالا تیار کی جاتی ہے لیکن نماز کے وقت بمشکل ایک آدھ صف پر ہوتی ہے جبکہ اصل اہمیت اس بات کو ہے کہ ہر نماز کے وقت تمام مسلمان مسجد میں آ کر نماز پڑھیں' پھر اگر ضرورت محسوس کی جائے تو مسجد میں مزید جگہ شامل کر لی جائے۔ تَشْيِيد کا دوسرا مطلب ہے عمارت کو چونا گچ بنانا' قدیم زمانے میں عمارت کو محفوظ بنانے کا یہ طریقہ تھا۔ آج کل بہتر سے بہتر سیمنٹ سریا وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے' سنگ مرمر اور ٹائلوں سے دیواروں اور چھت کو مضبوط اور مزین کیا جاتا ہے' جبکہ اس سے زیادہ ضرورت ایمان و تقویٰ کو مضبوط کرنے کی اور مسجدوں میں پابندی سے حاضر ہونے کی ہے' البتہ مقامی موسمی حالات کے لحاظ سے تعمیر میں مناسب حفاظتی تدابیر کا خیال رکھنا منع نہیں۔

٧٤٠- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَجَلِيُّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرَاكُمْ سَتُشَرِّفُونَ مَسَاجِدَكُمْ بَعْدِي كَمَا شَرَّفَتِ الْيَهُودُ كَنَائِسَها، وَكَمَا شَرَّفَتِ النَّصَارٰى بِيَعَهَا».

٧٤٠- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں دیکھتا ہوں (مجھے یقین ہے) کہ تم لوگ میرے بعد اس طرح اونچی اونچی مسجدیں بناؤ گے' جس طرح یہودیوں نے اپنے عبادت خانے اور عیسائیوں نے اپنے گرجے اونچے اونچے بنائے۔''

٧٤١- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا سَاءَ عَمَلُ قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا زَخْرَفُوا مَسَاجِدَهُمْ».

٧٤١- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس قوم کے اعمال خراب ہو جاتے ہیں' وہ مسجدوں کو مزین کرنے لگتی ہے۔''

(المعجم ٣) - بَابُ أَيْنَ يَجُوزُ بِنَاءُ الْمَسَاجِدِ (التحفة ٢٣)

باب: ٣- مسجد کس جگہ بنانا جائز ہے؟

٧٤٠- [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، فيه ليث وهو ابن أبي سليم ضعيف، وجبارة بن المغلس وهو كذاب"، والبجلي مستور.

٧٤١- [إسناده ضعيف جدًا] انظر الحديث السابق لعلته، وح: ٤٦.

٧٤٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ مَوْضِعُ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ لِبَنِي النَّجَّارِ، وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ وَمَقَابِرُ لِلْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: «ثَامِنُونِي بِهِ». قَالُوا: لاَ نَأْخُذُ لَهُ ثَمَناً أَبَداً، قَالَ: فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْنِيهِ وَهُمْ يُنَاوِلُونَهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «أَلاَ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ» قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يَبْنِيَ الْمَسْجِدَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ.

۷۴۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مسجد نبوی کی جگہ (مسجد بننے سے پہلے) بنونجار کی ملکیت تھی۔ وہاں کھجور کے کچھ درخت اور مشرکوں کی چند قبریں تھیں۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''مجھ سے اس زمین کا سودا کرلو۔'' انھوں نے کہا: ہم تو اس کی قیمت ہرگز نہیں لیں گے۔ (اس جگہ کو مسجد کے لیے وقف کر دیا) چنانچہ نبی ﷺ نے تعمیر شروع کر دی اور صحابۂ کرام آپ ﷺ کو گارا مٹی دیتے جاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اے اللہ! انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دے۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسجد کی تعمیر سے پہلے نبی ﷺ جہاں نماز کا وقت ہو جاتا' وہیں نماز پڑھ لیتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① مسجد کے لیے زمین خریدنا جائز ہے اور زمین کا مالک مسجد کے لیے انتظامیہ کے ہاتھ زمین فروخت کر سکتا ہے۔ اسی طرح مسجد کے دوسرے کاموں کے لیے' مثلاً: تعمیر و مرمت' پانی اور بجلی کے نظام کی تنصیب کی محنت پر اجرت وصول کرنا جائز ہے۔ ② مسجد کے لیے زمین مفت دے دینا' یا مسجد کے کام بلا معاوضہ کر دینا اور مسجد کی ضرورت کی اشیاء بلا قیمت دے دینا' افضل اور بہت ثواب کا باعث ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ ثواب کے کام میں بنفس نفیس شریک ہوتے تھے۔ اسی طرح محلے یا قبیلے کا معزز فرد اور عالم اگر خود ایسے کاموں میں شریک ہو تو اچھی بات ہے کیونکہ اس سے دوسروں کو ترغیب ہوتی ہے اور جو لوگ پہلے سے کام میں شریک ہیں' ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ④ غیر مسلموں کی قبروں کا وہ احترام نہیں جو مسلمانوں کی قبروں کا ہے' اس لیے انھیں بوقت ضرورت مسمار کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ قبرستان میں نماز پڑھنا منع ہے لیکن اگر قبروں کے نشانات ختم ہو جائیں تو وہ جگہ عام زمین کے حکم میں ہو جائے گی' پھر وہاں مسجد بنائی جا سکتی ہے۔ ⑥ اسی طرح بت خانہ اور گرجا وغیرہ مسمار کر کے وہاں مسجد تعمیر کرنا درست ہے۔ یا عمارت میں اس انداز سے تبدیلی کر لی جائے کہ ظاہری طور پر بت خانہ یا گرجا معلوم نہ ہو' مسجد معلوم ہو۔ ⑦ ایسے شعر پڑھنا اور سننا جائز ہیں' جن کے الفاظ و معانی میں کوئی خلاف شریعت چیز نہ ہو لیکن موسیقی کے آلات

٧٤٢ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية . . . الخ، ح: ٤٢٨، ١٨٦٨، وغيرهما، ومسلم، المساجد، باب ابتناء مسجد النبي ﷺ، ح: ٥٢٤ من حديث أبي التياح به.

کا استعمال حرام ہے۔ ⑧ جہاں مسجد قریب نہ ہو وہاں کسی بھی مناسب جگہ نماز ادا کی جا سکتی ہے، اس سے اس جگہ پر مسجد کے احکام لاگو نہیں ہوں گے جب تک مسجد کی نیت سے عمارت نہ بنالی جائے۔

٧٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الدَّلَّالُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَ مَسْجِدَ الطَّائِفِ حَيْثُ كَانَ طَاغِيَتُهُمْ.

۷۴۳- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں طائف میں اس جگہ مسجد بنانے کا حکم دیا' جہاں ان کا بت ہوا کرتا تھا۔

فائدہ: یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ بات دوسرے دلائل کی رو سے صحیح ہے۔ طائف کی یہ مسجد بھی وہیں تعمیر ہوئی تھی جہاں لات بت کا بت خانہ اور آستانہ تھا۔ معلوم ہوا کہ حکومت اسلامیہ میں کفار کے معابد کو مساجد میں تبدیل کرنا جائز ہے' بالخصوص اس صورت میں جب کہ کسی ملک کو فتح کیا جائے۔ نیز تاریخی طور پر یہ بھی ثابت ہے کہ عالمگیر بادشاہ نے بھی ہندوستان میں کفار کے معابد پر مساجد تعمیر کروائیں' دیکھیے: عون المعبود.

٧٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَسُئِلَ عَنِ الْحِيطَانِ تُلْقَى [فِيهَا] الْعَذِرَاتُ، فَقَالَ: «إِذَا سُقِيَتْ مِرَاراً فَصَلُّوا فِيهَا». يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

۷۴۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ان باغوں کے بارے میں سوال کیا گیا' جن میں نجاست (کھاد کے طور پر) ڈالی جاتی ہے' تو انھوں نے فرمایا: جب انھیں کئی بار پانی دے دیا جائے تو (اس کے بعد) ان میں نماز پڑھ لو۔ انھوں نے یہ بات نبی ﷺ کی طرف منسوب کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① [حِيطَان] حائط کی جمع ہے جس کے لغوی معنی چار دیواری کے ہیں۔ اہل عرب باغوں کے گرد چار دیواری بناتے تھے' اس لیے باغ کو بھی حائط کہا جاتا ہے۔ اس حدیث میں اگر حائط سے مراد چار دیواری ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ اس خالی جگہ پر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے۔ اگر حائط سے باغ مراد ہو تو کوڑا کرکٹ یا گوبر وغیرہ ڈالنے کا مقصد اس سے کھاد کا فائدہ حاصل کرنا ہی ہو سکتا ہے۔ ② روایت ضعیف ہے' اس لیے اس سے وہ مسئلہ ثابت

٧٤٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في بناء المساجد، ح: ٤٥٠ من حديث أبي همام به * محمد بن عبدالله بن عياض لم يوثقه غير ابن حبان فهو مجهول الحال.

٧٤٤ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لتدليس ابن إسحاق" * وعمرو بن عثمان بن سيار الرقي ضعيف كما في التقريب.

نہیں ہوتا جو اس میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم خشک زمین پر نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ ساری زمین کو نبی ﷺ (اور آپ کی امت) کے لیے سجدہ گاہ اور پاک بنا دیا گیا ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ (التحفة ٢٤)

باب:۴- جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

٧٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ يَحْيٰى، عَنْ أَبِيهِ . وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ، إِلَّا الْمَقْبُرَةَ وَالْحَمَّامَ».

۷۴۵- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبرستان اور غسل خانے کے سوا ساری زمین مسجد ہے۔“

فوائد و مسائل: ① جہاں قبر سامنے ہو وہاں نماز پڑھنے سے منع ہونے میں یہ حکمت ہے کہ ظاہری طور پر قبر کو سجدہ کی صورت نہ بنے۔ اگرچہ ارادہ قبر یا صاحب قبر کو سجدہ کرنے کا نہ ہو۔ نماز جنازہ میں بھی رکوع اور سجدہ مقرر نہیں کیا گیا کیونکہ میت سامنے ہوتی ہے تاکہ ظاہری طور پر بھی سجدہ کی صورت نہ بن جائے' اسی وجہ سے جو شخص کسی کے جنازہ میں شریک نہیں ہو سکا' وہ بعد میں اس کی قبر پر جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' حدیث:۱۵۲۷' ۱۵۳۳) ② بعض لوگ کسی نبی یا ولی کی قبر کے پاس مسجد بنا لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مدفون ہستی کی برکات کی وجہ سے یہاں نماز پڑھنا افضل ہے' حالانکہ یہ بھی شرعاً منع ہے' اگرچہ نماز پڑھتے وقت قبر سامنے نہ بھی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بزرگوں اور انبیاء کی قبروں پر عبادت گاہیں بنانا یہود و نصاریٰ کی عادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔“ (صحيح البخاري' الصلوٰة' حديث:۴۳۵' ۴۳۶ و صحيح مسلم ' المساجد' باب النهي عن بناء المساجد على القبور...... حديث:۵۲۹) ③ بعض لوگ مسجد میں قبر کے جواز کے لیے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حطیم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر ہے حالانکہ وہ کعبہ کا حصہ ہے۔ اسی طرح مسجد نبوی میں نبی اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر اور عمر ؓ کی قبریں ہیں۔ یہ دلیل اس لیے درست نہیں کہ حطیم میں اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر ہونا ثابت بھی ہو تو اس کا نشان مٹ چکا ہے' لہٰذا وہ قبر کے حکم میں نہیں رہی۔ اور نبی اکرم ﷺ اور شیخین ؓ کی قبریں مسجد نبوی سے باہر بنائی

٧٤٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في المواضع التي لا تجوز فيها الصلاة، ح: ٤٩٢، وعلقه الترمذي من حديث حماد به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

گئی تھیں۔ ان کو مسجد میں شامل کرنے کا حکم نہ اللہ نے دیا' نہ اس کے رسول ﷺ نے' نہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا۔ بعد کے زمانوں کے غلط کام کسی شرعی مسئلہ کی دلیل نہیں بن سکتے۔ ویسے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارکہ' جس میں یہ قبریں موجود ہیں' چاروں طرف سے بند ہے' وہاں جانا ممکن نہیں' اس طرح گویا انھیں مسجد سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود محتاط علمائے کرام یہی کہتے ہیں کہ اگر دور حاضر کے حکام اس حصے کو دیوار کے ذریعے سے مسجد سے الگ کر دیتے جہاں آنے جانے کا راستہ بالکل الگ ہوتا تو یہ بہت بہتر ہوتا۔

٧٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبِيرَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُصَلَّى فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ: فِي الْمَزْبَلَةِ، وَالْمَجْزَرَةِ، وَالْمَقْبَرَةِ، وقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَالْحَمَّامِ، ومَعَاطِنِ الْإِبِلِ، وَفَوْقَ الْكَعْبَةِ.

۷۴۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سات جگہوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا: کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ' مذبح (جانور ذبح کرنے کی جگہ) میں' قبرستان میں' عام راستے میں' غسل خانے میں' اونٹوں کے باڑے میں' اور کعبہ شریف کے اوپر (چھت پر۔)

٧٤٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ، وَ مُحَمَّدُ ابْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «سَبْعُ مَوَاطِنَ لاَ تَجُوزُ فِيهَا الصَّلاَةُ: ظَاهِرُ بَيْتِ اللهِ، وَالْمَقْبَرَةُ، وَالْمَزْبَلَةُ،

۷۴۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات جگہ نماز پڑھنا جائز نہیں۔ بیت اللہ کی چھت پر' قبرستان میں' کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ' مذبح (جانور ذبح کرنے کی جگہ) میں' غسل خانے میں' اونٹوں کے باڑے میں' اور عام راستے کے درمیان میں۔''

٧٤٦- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية ما يصلى إليه وفيه، ح:٣٤٦ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به، وقال: "إسناده ليس بذاك القوي، وقد تكلم في زيد بن جبيرة من قبل حفظه"، وهو متروك كما في التقريب وغيره، وقال الساجي: "حدث عن داود بن الحصين بحديث منكر جدًا" (التهذيب)، والحديث الآتي يغني عنه.

٧٤٧- [إسناده ضعيف] أخرجه البزار (البحر الزخار)، ح:١٦١، وأحمد بن سلمان النجاد في مسند عمر، ح:٧١ من طريق أبي صالح كاتب الليث عن الليث عن عبدالله بن عمر العمري عن نافع به، وكذا علقه الترمذي، ح:٣٤٧، والعمري سقط ذكره من سند ابن ماجه،راجع التلخيص: ١/ ٢١٥ وغيره * وأبو صالح ضعيف في غير ما يروى عنه الحذاق كالبخاري وغيره، والحديث ضعفه البوصيري.

وَالْمَجْزَرَةُ، وَالْحَمَّامُ، وَعَطَنُ الْإِبِلِ، وَمَحَجَّةُ الطَّرِيقِ».

فوائد ومسائل: ① روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود یہ مسئلہ درست ہے کہ نجاست کی جگہ پر نماز پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ نبی ﷺ کا حکم ہے کہ مسجدوں کو پاک صاف رکھا جائے اور وہاں خوشبو استعمال کی جائے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۷۵۸) ② مذبح (جانور ذبح کرنے کی جگہ) میں بھی یہ سب کچھ پایا جاتا ہے اس لیے وہاں بھی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ غسل خانے اور قبرستان میں ممانعت کی حدیث صحیح ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۷۴۵)

(المعجم ٥) - بَابُ مَا يُكْرَهُ فِي الْمَسَاجِدِ (التحفة ٢٥)

باب: ۵- مسجدوں میں جو کام مکروہ ہیں

٧٤٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جَبِيرَةَ الأَنْصَارِيُّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «خِصَالٌ لاَ تَنْبَغِي فِي الْمَسْجِدِ: لاَ يُتَّخَذُ طَرِيقاً، وَلاَ يُشْهَرُ فِيهِ سِلاَحٌ، وَلاَ يُقْبَضُ فِيهِ بِقَوْسٍ وَلاَ يُنْشَرُ فِيهِ نَبْلٌ، وَلاَ يُمَرُّ فِيهِ بِلَحْمٍ نَيِّءٍ، وَلاَ يُضْرَبُ فِيهِ حَدٌّ وَلاَ يُقْتَصُّ فِيهِ مِنْ أَحَدٍ، وَلاَ يُتَّخَذُ سُوقاً».

۷۴۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کام مسجد میں کرنے مناسب نہیں، وہ یہ ہیں: اسے راہ گزر نہ بنایا جائے، اس میں کسی ہتھیار کی نمائش نہ کی جائے، کمان نہ پکڑی جائے، (ترکش سے) تیر نہ نکالے جائیں، اس میں کچا گوشت نہ لے جایا جائے، (مجرم پر) حد نہ لگائی جائے، کسی سے قصاص نہ لیا جائے اور اسے بازار نہ بنایا جائے (خرید وفروخت نہ کی جائے۔)“

٧٤٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،

۷۴۹- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب بن محمد ؒ) سے، اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ

٧٤٨ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه ابن عدي، انظر، ح: ٧٤٦ لعلته، وضعفه البوصيري.

٧٤٩ـ **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة، ح: ١٠٧٩ من حديث ابن عجلان به، وحسنه الترمذي، ح: ٣٢٢ * ابن عجلان صرح بالسماع عند أحمد.

عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْبَيْعِ وَالِابْتِيَاعِ وَعَنْ تَنَاشُدِ الأَشْعَارِ فِي الْمَسَاجِدِ.

انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید وفروخت اور شعر گوئی سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے گزشتہ حدیث نمبر (۷۴۸) میں مذکور ایک اور مسئلہ کی تائید ہوگئی یعنی ''مسجد کو بازار نہ بنایا جائے۔'' کیونکہ خرید وفروخت میں سودے پر اکثر تکرار ہوتی ہے جس سے شور پیدا ہوتا ہے اور وہ مسجد کے ادب کے منافی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مسجد میں خرید وفروخت کی صورت میں لوگ بیچنے کی چیزیں مسجد میں لانا شروع کر دیں گے جس سے نماز کی جگہ تنگ ہو جائے گی اور لوگ مسجد میں عبادت کے بجائے خرید وفروخت کے لیے آنے لگیں گے، گویا مسجد بنانے کا اصل مقصد متاثر ہوگا۔ ② [تَنَاشُد] کا مطلب ایک دوسرے کے مقابلے میں شعر پڑھنا ہے۔ جس طرح اہل عرب جاہلیت میں اپنے اپنے قبیلے کی تعریف میں قصیدے کہتے تھے۔ اسی طرح وہ اشعار جن کا مضمون اخلاق سے گرا ہوا یا خلاف شریعت ہو وہ مسجد سے باہر بھی پڑھنے جائز نہیں مسجد میں تو بالاولیٰ منع ہوگا۔ اس کے برعکس جن شعروں میں توحید کی طرف دعوت اور اخلاق حسنہ کی ترغیب ہو یا کفر وشرک کی تردید اور کفار کی مذمت ہو ایسے اشعار کا مسجد میں پڑھنا سننا جائز ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت اور تائید سے مسجد نبوی میں اس قسم کے شعر پڑھا کرتے تھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاری، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، حديث: ۳۲۱۲)

۷۵۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ: حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ يَقْظَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِينَكُمْ وَشِرَارَكُمْ وَبَيْعَكُمْ وَخُصُومَاتِكُمْ وَرَفْعَ أَصْوَاتِكُمْ وَإِقَامَةَ حُدُودِكُمْ وَسَلَّ سُيُوفِكُمْ، وَاتَّخِذُوا عَلٰى أَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ، وَجَمِّرُوهَا فِي

۷۵۰- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنی مسجدوں کو بچوں، دیوانوں، بد خصلت لوگوں، خرید وفروخت، جھگڑوں، شور وغوغا، حدیں لگانے اور تلواریں کھینچنے سے دور رکھو اور ان کے دروازوں کے قریب استنجا اور وضو کی جگہ بناؤ اور جمعہ کے دن ان میں خوشبو (اگر بتی وغیرہ) سلگاؤ۔''

۷۵۰- **[إسناده موضوع]** * الحارث تقدم، ح: ۲۱۳، وعتبة ضعيف (تقريب)، وأبوسعيد المصلوب كذاب كما في التهذيب وغيره، وفيه علة أخرى.

الْجُمَعِ».

(المعجم ٦) - بَابُ النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٢٦)

باب:٦-مسجد میں سونا

٧٥١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٧٥١-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں مسجد میں سوجایا کرتے تھے۔

فائدہ: مسافر یا کوئی اور شخص ضرورت پڑنے پر اگر مسجد میں سوجائے تو جائز ہے لیکن اس کو معمول نہیں بنانا چاہیے۔ اسی طرح نماز کے لیے آئے ہوئے آدمی کو جماعت کے انتظار میں بیٹھے ہوئے نیند آجائے تو کوئی حرج نہیں۔

٧٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ يَعِيشَ بْنَ قَيْسِ بْنِ طِخْفَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «انْطَلِقُوا» فَانْطَلَقْنَا إِلٰى بَيْتِ عَائِشَةَ وَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتُمْ نِمْتُمْ هٰهُنَا، وَإِنْ شِئْتُمُ انْطَلَقْتُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ» قَالَ: فَقُلْنَا: بَلْ نَنْطَلِقُ إِلَى الْمَسْجِدِ.

٧٥٢-حضرت یعیش بن قیس بن طخفہ اپنے والد ؓ سے روایت کرتے ہیں' وہ اصحاب صفہ میں سے تھے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''آؤ چلیں۔'' ہم حضرت عائشہ ؓ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے (وہاں جا کر) ہم نے کھایا پیا۔ (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''چاہو تو یہاں سو رہو' چاہو تو مسجد میں چلے جاؤ۔'' ہم نے عرض کیا: ہم تو مسجد ہی میں چلے جائیں گے۔

(المعجم ٧) - بَاب أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلُ (التحفة ٢٧)

باب:٧-سب سے پہلے کون سی مسجد بنی؟

٧٥١ـ[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٢ من حديث عبيدالله به.

٧٥٢ـ[صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في الرجل ينبطح على بطنه، ح: ٥٠٤٠ من حديث يحيىٰ: أخبرنا أبوسلمة به مطولاً، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٦٠، وله شاهد حسن عند ابن حبان، ح: ١٩٥٩، والحاكم: ٤/ ٢٧١.

۷۵۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلُ؟ قَالَ: «الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ» قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «ثُمَّ الْمَسْجِدُ الأَقْصَى» قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: «أَرْبَعُونَ عَاماً، ثُمَّ الأَرْضُ لَكَ مُصَلًّى، فَصَلِّ حَيْثُ مَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ».

۷۵۳- حضرت ابوذر غفاری ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد حرام۔'' میں نے کہا: پھر کون سی؟ فرمایا: ''پھر مسجد اقصیٰ۔'' میں نے کہا: ان کے درمیان کتنی مدت کا فرق ہے؟ فرمایا: ''چالیس سال۔ پھر ساری زمین تیرے لیے نماز کی جگہ ہے جہاں وقت آ جائے' وہیں نماز پڑھ لے۔''

فوائد و مسائل: ① اس تعمیر سے مراد ان مسجدوں کی اولین تعمیر ہے جو حضرت آدم ؑ کے ہاتھوں انجام پائی۔ جب حضرت ابراہیم و اسماعیل ؑ نے کعبہ شریف کی تعمیر کی' اس وقت سابقہ تعمیر کے نشانات مٹ چکے تھے۔ حضرت سلیمان ؑ کے ہاتھوں بیت المقدس کی تعمیر بھی اس کی پہلی تعمیر نہیں تھی۔ ② اس سے ان دو مسجدوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ روئے زمین پر ان دو کے علاوہ صرف مسجد نبوی ہی ایک ایسی مسجد ہے' جس کی زیارت کے لیے با قاعدہ اہتمام کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''کجاوے کس کے (بغرض تقرب) سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف: مسجد حرام' میری مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔'' (صحیح البخاری' جزاء الصید' باب حج النساء' حدیث: ۱۸۶۴) ③ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض زیارت (تقرب) کی نیت سے کسی اور مسجد کی طرف سفر کر کے جانا بھی جائز نہیں ہے تو مزاروں وغیرہ کی زیارت کی نیت سے سفر بالا ولیٰ منع ہوگا۔ ④ قبروں کی زیارت شرعاً جائز ہے لیکن اس کا مقصد آخرت کی یاد اور موت سے عبرت حاصل کرنا ہے۔ یہ مقصد اپنی بستی کے قبرستان کی زیارت سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ خوبصورت گنبدوں' دیدہ زیب عمارتوں میلوں ٹھیلوں اور نام نہاد عرسوں سے یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ بالخصوص آج کل کے معروف مزاروں کے عرسوں میں تو چہل پہل کے علاوہ مرد و زن کے اختلاط سے مزید بے شمار مفاسد جنم لے رہے ہیں' لہٰذا ان میں شرکت سے پرہیز ضروری ہے۔ ⑤ ساری زمین کے مسجد ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ دنیا کی تمام مساجد اجر و ثواب کے لحاظ سے برابر ہیں۔ نماز کے وقت جو مسجد قریب ہو' وہاں نماز پڑھ لی جائے اور اگر مسجد قریب نہ ہو تو بھی مذکورہ بالا احادیث میں ذکر کردہ ممنوع مقامات کو چھوڑ

۷۵۳- أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: ١٠، ح: ٣٣٦٦، وح: ٣٤٢٥، ومسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاة، ح: ٥٢٠ من حديث الأعمش به.

کر کسی بھی پاک جگہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

(المعجم ٨) - بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ (التحفة ٢٨)

٧٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ الأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ قَدْ عَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ دَلْوٍ فِي بِئْرٍ لَهُمْ، عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ السَّالِمِيِّ، وَكَانَ إِمَامَ قَوْمِهِ بَنِي سَالِمٍ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْراً مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: جِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! ﷺ إِنِّي قَدْ أَنْكَرْتُ مِنْ بَصَرِي، وَإِنَّ السَّيْلَ يَأْتِي فَيَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِي، وَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَأْتِيَنِي فَتُصَلِّيَ فِي بَيْتِي مَكَاناً أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى، فَافْعَلْ. قَالَ: «أَفْعَلُ». فَغَدَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ، بَعْدَمَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، وَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنْتُ لَهُ، وَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ: «أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ؟» فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ احْتَبَسْتُهُ عَلَى خَزِيرَةٍ تُصْنَعُ لَهُمْ.

باب:٨- گھروں میں نماز کی جگہ مقرر کر لینا درست ہے

٧٥٤- حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' یہ وہ صحابی ہیں جن کے گھر میں رسول اللہ ﷺ نے ڈول سے پانی لے کر ان کے کنوئیں میں کلی فرمائی تھی' انھوں نے حضرت عتبان بن مالک سالمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی' جو اپنے قبیلے بنو سالم (کی مسجد میں ان) کے امام تھے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جنگ بدر میں بھی شرکت فرمائی تھی۔ انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری نظر کمزور ہو گئی ہے' اور سیلاب آتا ہے تو میں اپنے قبیلے کی مسجد تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہاں سے گزرنا میرے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میرے ہاں تشریف لا کر میرے گھر میں ایک جگہ نماز ادا فرمائیں' اور میں وہاں نماز پڑھا کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اچھا) میں آؤں گا۔'' جب دن کافی چڑھ آیا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ آپ نے (اندر آنے کی) اجازت طلب فرمائی' میں نے اجازت دے دی۔ آپ بیٹھے نہیں' پہلے فرمایا: ''تم اپنے گھر میں کس جگہ چاہتے ہو کہ میں وہاں نماز پڑھوں؟'' میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کر دیا جہاں میں نماز پڑھنا چاہتا تھا (اور وہ جگہ اس مقصد کے

٧٥٤_ أخرجه البخاري، الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس، ح: ١٨٩ وغيره، ومسلم، المساجد، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة لعذر، ح: ٣٣ بعد، ح: ٦٥٧ من حديث الزهري به.

لیے مخصوص کی تھی۔) رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ ہم نے آپ کے پیچھے صف بنالی تو آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھادی۔ پھر میں نے نبی ﷺ کو کھانا کھلانے کے لیے روک لیا جو ابھی تیار ہو رہا تھا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہما صغار صحابہ میں سے ہیں، یعنی جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تھی تو ان کا بچپن کا دور تھا۔ جب کلی کرنے کا یہ واقعہ پیش آیا اس وقت حضرت محمود رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک پانچ سال تھی۔ اس سے محدثین نے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ جو بچہ پانچ سال کی عمر میں کسی محدث سے حدیث سنے، اس کا سماع معتبر ہے۔ یہ بچہ بڑا ہو کر یہ حدیث روایت کر سکتا ہے اور وہ روایت قبول کی جائے گی۔ بشرطیکہ کوئی اور ایسا سبب نہ پایا جائے جس سے حدیث ضعیف ہو جائے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا کنوئیں میں کلی فرمانا برکت کے لیے تھا۔ آپ کے لعاب دہن سے متعدد مواقع پر برکت کا ظہور ہوا ہے جو حدیث اور سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، المغازي، باب غزوة حديبية، حديث: ۴۱۵۱) ③ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت محمود رضی اللہ عنہ کے چہرے پر بھی کلی کی تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، العلم، باب متی یصح سماع الصغیر، حدیث: ۷۷) اس سے مقصد محض دل لگی اور بچے کو خوش کرنا تھا، لہٰذا بچوں سے ایسی دل لگی جس سے انھیں پریشانی نہ ہو، جائز ہے اور یہ بزرگانہ شفقت کا ایک لطیف انداز ہے۔ ④ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کے گھر اور مسجد کے درمیان نشیبی جگہ تھی۔ بارش کے موقع پر وہاں سے پانی گزرتا تھا، جس سے راستہ بند ہو جاتا تھا اور پانی میں سے گزر کر مسجد تک پہنچنا دشوار ہو جاتا تھا۔ اس قسم کے عذر کے موقع پر گھر میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ مسجد میں حاضری واجب نہیں۔ لیکن معمولی بارش کو نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانے کا بہانہ بنالینا درست نہیں۔ ⑤ جس کو دعوت دی جائے، وہ اپنے ساتھ کسی اور کو بھی لاسکتا ہے، بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ میزبان کو اس سے زحمت نہیں ہوگی بلکہ مزید خوشی ہوگی۔ ورنہ بلائے ہوئے مہمان کے ساتھ بن بلائے چلے جانا درست نہیں، میزبان کو حق ہے کہ اسے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الأطعمة، باب الرجل يدعى إلى طعام فيقول: وهذا معي، حديث: ۵۴۶۱) ⑥ جس کو بلایا گیا ہو، اسے بھی گھر میں داخل ہوتے وقت اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے۔ ⑦ گھر میں نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر لینا جائز ہے۔ ⑧ کسی اچھے کام کی ابتدا کے موقع پر کسی نیک اور بزرگ شخصیت سے ابتدا کروانا درست ہے۔ ⑨ نفل نماز باجماعت ادا کرنا جائز ہے۔ نماز تہجد باجماعت کے متعدد واقعات کتب احادیث میں مروی ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل...... حديث: ۱۱۲۹) اور زیر مطالعہ حدیث کے مطابق چاشت کی نماز جماعت سے ادا کی گئی۔ ⑩ قرآن مجید میں حکم ہے کہ کھانے کے لیے جس وقت بلایا گیا ہو، اسی وقت جانا چاہیے، بہت پہلے جا کر کھانا تیار ہونے کا انتظار کرنا اچھا نہیں۔ (سورۂ احزاب،

آیت: ۵۳) زیر مطالعہ حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے اس میں پہلے سے کھانے کا پروگرام نہیں تھا۔ جب نبی ﷺ تشریف لے آئے تو کھانا تیار کیا جانے لگا اور نبی ﷺ سے گزارش کی گئی کہ تھوڑا انتظار فرمالیں۔ یہ صورت قرآن مجید میں مذکورہ صورت سے مختلف ہے۔ حدیث میں جس کھانے کے لیے (خَزِيرَة) کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ ایک خاص قسم کا کھانا ہے جو اس دور میں عرب میں رائج تھا۔ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے بہت سے پانی میں پکاتے تھے جب خوب گل جاتا تو اس میں آٹا ڈال دیتے تھے اور تیار ہونے پر پیش کرتے تھے۔

٧٥٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ [الخِرَقِيُّ]: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ أَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنْ تَعَالَ فَخُطَّ لِي مَسْجِداً فِي دَارِي أُصَلِّي فِيهِ، وَذٰلِكَ بَعْدَمَا عَمِيَ، فَجَاءَ فَفَعَلَ.

۷۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میرے گھر تشریف لا کر میرے لیے گھر میں ایک مسجد (نماز کی جگہ) مقرر کر دیجیے جہاں میں نماز پڑھا کروں۔ اس وقت وہ صحابی نابینا ہو چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اس صحابی کی فرمائش پوری کی۔

فائدہ: یہ صحابی حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں جیسے کہ گزشتہ حدیث میں صراحت ہے۔

٧٥٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْجَارُودِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَنَعَ بَعْضُ عُمُومَتِي لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَاماً، فَقَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ تَأْكُلَ فِي بَيْتِي وَتُصَلِّيَ فِيهِ، قَالَ، فَأَتَاهُ، وَفِي الْبَيْتِ فَحْلٌ مِنْ هٰذِهِ الْفُحُولِ، فَأَمَرَ بِنَاحِيَةٍ مِنْهُ، فَكُنِسَ وَرُشَّ فَصَلَّى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ.

۷۵۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے ایک چچا جان نے نبی ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ انھوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لا کر کھانا تناول فرمائیں اور نماز بھی ادا فرمائیں، چنانچہ نبی ﷺ تشریف لے آئے۔ گھر میں ایک پرانی چٹائی تھی، انھوں نے اس کے ایک حصے کو صاف کرا کے اس پر پانی چھڑکوا دیا (تاکہ نرم ہو جائے۔) نبی ﷺ نے (کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی اس چٹائی پر) نماز ادا فرمائی اور ہم نے بھی آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔

٧٥٥- [إسناده حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح".

٧٥٦- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٢٩، ١١٢ عن ابن أبي عدي، غيره باختلاف يسير في المطبوع، وانظر أطراف المسند: ١/ ٤٢٨.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ابْنُ مَاجَه: الْفَحْلُ هُوَ الْحَصِيرُ الَّذِي قَدِ اسْوَدَّ.

امام ابوعبداللہ ابن ماجہ ؒ نے فرمایا کہ (روایت میں مذکور) "فحل" سے مراد ایسی چٹائی ہے جو (کثرت استعمال کی وجہ سے) سیاہ ہو چکی ہو۔

(المعجم ٩) - بَابُ تَطْهِيرِ الْمَسَاجِدِ وَتَطْيِيبِهَا (التحفة ٢٩)

باب:٩- مسجدوں کو پاک صاف رکھنا اور خوشبو لگانا

٧٥٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي الْجَوْنِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَخْرَجَ أَذًى مِنَ الْمَسْجِدِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ».

٧٥٧- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسجد سے کوڑا کرکٹ نکالا' اللہ اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر کرے گا۔''

٧٥٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ، وَأَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ: أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِالْمَسَاجِدِ أَنْ تُبْنٰى فِي الدُّورِ، وَأَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ.

٧٥٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں تعمیر کی جائیں' انھیں پاک صاف رکھا جائے اور انھیں خوشبو لگائی جائے۔

فوائد ومسائل: ① شہر میں صرف ایک مرکزی مسجد ہونا کافی نہیں بلکہ ہر محلے میں مسجد ہونی چاہیے تاکہ مسلمان آسانی سے نماز باجماعت میں شریک ہوسکیں۔ ضرورت کے مطابق مناسب فاصلے پر دوسری مسجد بنائی جاسکتی ہے۔ ② مسجدوں کو صاف ستھرا رکھنا ضروری ہے کیونکہ اسلام میں صفائی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ ③ خوشبو سے مراد اگربتی وغیرہ سلگانا ہے۔

٧٥٧- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، مسلم هو ابن يسار لم يسمع من أبي سعيد الخدري، ومحمد فيه لين".

٧٥٨- [إسناده صحيح] انظر الحديث الآتي.

٧٥٩- حَدَّثَنَا رِزْقُ اللهِ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُتَّخَذَ الْمَسَاجِدُ فِي الدُّورِ وَأَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ.

۷۵۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مسجدیں بنانے، انھیں پاک رکھنے اور انھیں خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے۔

٧٦٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْرَجَ فِي الْمَسَاجِدِ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ.

۷۶۰- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: سب سے پہلے جس نے مسجدوں میں چراغ روشن کیے وہ حضرت تمیم داری ؓ ہیں۔

(المعجم ١٠) - بَابُ كَرَاهِيَةِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٣٠)

باب:۱۰- مسجد میں تھوکنے کی کراہت کا بیان

٧٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ أَبُو مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي جِدَارِ

۷۶۱- حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مسجد کی دیوار پر بلغم نظر آیا، آپ ﷺ نے ایک کنکری لے کر اسے کھرچ دیا، پھر فرمایا: ''کوئی شخص جب بلغم تھوکنا چاہے، تو سامنے نہ تھوکے، نہ دائیں طرف تھوکے، اسے چاہیے کہ بائیں طرف تھوکے یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے۔''

٧٥٩ـ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، الصلاة، باب اتخاذ المساجد في الدور، ح: ٤٥٥ من حديث زائدة به، وصححه ابن حبان.

٧٦٠ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** وقال البوصيري: "في إسناده خالد بن إياس، وقد اتفقوا على ضعفه"، وهو متروك الحديث كما في التقريب.

٧٦١ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب حك المخاط بالحصى من المسجد، ح: ٤٠٨، ٤٠٩ وغيره، ومسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد، ح: ٥٤٨ من حديث إبراهيم بن سعد وغيره به.

الْمَسْجِدِ، فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا، ثُمَّ قَالَ: «إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ، وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَبْزُقْ عَنْ شِمَالِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى».

فوائد ومسائل: ① مسجد کو صاف ستھرا رکھنا ضروری ہے۔ ② ایسی حرکات سے پرہیز کرنا چاہیے جو مسجد کی صفائی کے منافی ہوں۔ ③ اگر مسجد کی زمین کچی ہو اور اس پر چٹائی وغیرہ بچھی ہوئی نہ ہو تو پاؤں کے نیچے تھوکنا جائز ہے کیونکہ پاؤں سے رگڑے جانے پر وہ زمین میں جذب ہو جائے گا۔ ④ بائیں طرف تھوکنا اس وقت جائز ہے جب اس طرف کوئی دوسرا نمازی نہ ہو‘ ورنہ اپنے پاؤں کے نیچے تھوکے۔ ⑤ پختہ فرش پر اور چٹائی یا قالین پر تھوکنا جائز نہیں کیونکہ یہ صفائی کے منافی ہے‘ البتہ رومال وغیرہ میں تھوک سکتا ہے۔ اگر نماز میں مشغول نہ ہو تو وضو کی جگہ جا کر اس قسم کی ضرورت پوری کرنی چاہیے۔ ⑥ سفر وغیرہ میں آج کل بھی یہ صورت پیش آ سکتی ہے کہ کوئی انسان کھلی جگہ پر نماز پڑھ لے‘ جبکہ قریب کوئی مسجد نہ ہو۔ اس صورت میں اگر زمین پر کوئی کپڑا نہیں بچھایا گیا تو زیر مطالعہ حدیث کے مطابق عمل کرنا جائز ہے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کا اپنے ہاتھ سے دیوار صاف کر دینا اعلیٰ اخلاق اور تواضع کی بہترین مثال ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس غلطی کا ارتکاب کرنے والے کا تعین کرنا‘ یا اس سے مخاطب ہونا مناسب نہیں سمجھا۔ نبی ﷺ کے خود صفائی کر دینے سے دیکھنے والوں کو اور خود غلطی کرنے والے کو یقیناً زبردست تنبیہ ہو گئی۔ ⑧ چونکہ دیوار کچی تھی‘ اس لیے صفائی کے لیے کنکری سے کھرچ دیا گیا۔

٧٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَحَكَّتْهَا، وَجَعَلَتْ مَكَانَهَا خَلُوقاً، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَحْسَنَ هٰذَا».

۷۶۲- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو مسجد میں قبلے کی طرف (دیوار پر) بلغم نظر آیا۔ آپ ﷺ اس قدر غضب ناک ہوئے کہ چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔ (یہ دیکھ کر) ایک انصاری خاتون نے آ کر اسے کھرچ دیا اور اس جگہ خوشبو لگا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہت خوب!“

فوائد ومسائل: ① غلط کام دیکھ کر ناراضی کا اظہار کرنا جائز ہے۔ ② بعض اوقات چہرے کے تاثرات ہی تنبیہ کے لیے کافی ہوتے ہیں۔ ③ اچھا کام کرنے والے کے کام کی تعریف کرنا جائز ہے تاکہ دوسروں کی توجہ اس اچھائی

٧٦٢- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ٢/ ٥٢، ٥٣، المساجد، باب تخليق المساجد، ح: ٧٢٩ من حديث عائذ به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٩٦ * حميد الطويل ثقة مدلس (تقريب، المرتبة الثالثة من طبقات المدلسين)، ولم أجد تصريح سماعه، والحديث علله البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ٦٠.

کی طرف ہو اور وہ بھی اس طرح اچھے کام کرنے کی کوشش کریں اور اس شخص کی حوصلہ افزائی ہو۔ ④ انعام اور سزا تربیت کا ایک اصول ہے اگرچہ وہ صرف چند الفاظ کی صورت میں ہو یا موقع کی مناسبت سے کسی اور انداز میں۔ ⑤ سردار، افسر، استاد یا بزرگ کا اپنے ماتحت، زیردست، شاگرد یا ملازم کے اچھے کام کی تعریف کرنا اس خوشامد میں شامل نہیں جو ایک بری عادت ہے، نہ منہ پر تعریف کرنے کی اس صورت میں شامل ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔ ⑥ بعض محققین نے اس حدیث کو حسن یا صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (الصحيحة، رقم: ٣٠٥٠)

٧٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، وَهُوَ يُصَلِّي بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ، فَحَكَّهَا. ثُمَّ قَالَ، حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ، كَانَ اللهُ قِبَلَ وَجْهِهِ، فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ وَجْهِهِ فِي الصَّلَاةِ».

٧٦٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ مسجد میں قبلے کی طرف (دیوار پر) بلغم نظر آیا۔ آپ ﷺ نے اسے کھرچ دیا۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو اللہ اس کے چہرے کی طرف ہوتا ہے، لہٰذا کسی کو نماز کے دوران میں سامنے کی طرف نہیں تھوکنا چاہیے۔''

فوائد و مسائل: ① نماز میں بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی بندگی کا اظہار کرتا ہے، لہٰذا اس وقت سامنے تھوکنا اس ادب واحترام کے منافی ہے جس کا اختیار کرنا ایسے موقع پر ضروری ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کے نمازی کے سامنے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ③ اس سے بعض لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ اگر وہ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے تو بائیں طرف اور نیچے تھوکنا بھی منع ہونا چاہیے کیونکہ ان کے بقول وہاں بھی اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ اس مسئلہ میں صحیح موقف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لحاظ سے آسمانوں سے اوپر، عرش عظیم پر ہے لیکن اس کا علم، قدرت اور رحمت ہر شے کو محیط ہے۔ محدثین کرام کا یہی مسلک ہے جس کے دلائل قرآن وحدیث میں اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰهٰ: ٥) ''وہ رحمٰن ہے جس نے عرش پر قرار پکڑا ہے۔'' جبکہ حدیث میں اس کی دلیل مشہور ومعروف حدیث جاریہ ہے۔ حضرت معاویہ سلمی کہتے ہیں کہ میری ایک لونڈی تھی جو احد پہاڑ اور جوانیہ کے درمیان میری بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا

٧٦٣- أخرجه البخاري، الأذان، باب هل يلتفت لأمر ينزل به؟ أو يرى شيئًا ... الخ، ح: ٧٥٣، من طريق الليث به، ومسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة وغيرها ... الخ، ح: ٥٤٧ من حديث نافع به.

آیا اور بکریوں میں سے ایک کو اٹھا کر لے گیا۔ (مجھے اس کی غفلت پر غصہ آیا) تو میں نے اس کو زور سے تھپڑ مارا۔ (پھر مجھے ندامت محسوس ہوئی) تو میں نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کر دیا۔ نبئ کریم ﷺ نے بھی اسے سخت ناپسند کیا۔ میں نے خواہش ظاہر کی کہ کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ لونڈی کو بلا لاؤں۔ جب وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس سے پوچھا: ''اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟'' اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے۔ آپ نے سوال کیا: ''میں کون ہوں؟'' لونڈی نے جواب دیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سن کر آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں لونڈی کو آزاد کر دوں کیونکہ یہ مومنہ ہے۔ (صحيح مسلم ' المساجد' باب تحريم الكلام في الصلاة ...... الخ ' حديث: ٥٣٧) نیز اللہ تعالیٰ اپنے علم' قدرت' رحمت اور حفاظت کے ساتھ اپنے نیک بندوں کا ساتھ دیتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَ قَالَ اللّٰهُ إِنِّي مَعَكُمْ﴾ (المائدة: ١٢) ''اور اللہ نے فرمایا: ''میں تمہارے ساتھ ہوں۔'' حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یعنی اپنی حفاظت اور مدد کے ساتھ۔'' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاللّٰهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ﴾ (البقرہ: ١٩) ''اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے (اپنی قدرت ومشیت سے۔'') حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد مبارک: ﴿قَالَ لَا تَخَافَآ إِنَّنِي مَعَكُمَآ أَسْمَعُ وَ أَرٰى﴾ (طٰہٰ: ٤٦) ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم بالکل خوف نہ کھاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں اور سنتا دیکھتا رہوں گا۔'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یعنی اپنی نصرت وتائید اور حفاظت کے ساتھ تمہارے ساتھ ہوں گا۔ اس معنی کی وضاحت کے لیے دیگر فرامین الٰہی اور احادیث نبویہ بکثرت موجود ہیں۔ والحمدلله على ذلك.

٧٦٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَكَّ بُزَاقاً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ.

۷۶۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں قبلے کی دیوار پر لگا ہوا تھوک کھرچ دیا۔

(المعجم ١١) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِنْشَادِ الضَّوَالِّ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٣١)

باب: ۱۱- گم شدہ چیزوں کا اعلان مسجد میں کرنا منع ہے

٧٦٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ سَعِيدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ

۷۶۵- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔ (نماز کے بعد) ایک آدمی بولا: مجھے کون سرخ اونٹ کی

٧٦٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٨ عن وكيع به، ومسلم، ح: ٥٤٩.

٧٦٥- أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن نشد الضالة في المسجد . . . الخ، ح: ٥٦٩ من حديث وكيع به.

أَبِيهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الأَحْمَرِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لاَ وَجَدْتَهُ، إِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ».

اطلاع دے گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تجھے وہ (اونٹ) نہ ملے۔ مسجدیں تو جس کام کے لیے بنی ہیں' اسی کے لیے ہی بنی ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① [ضَالَّه] گمشدہ جانور کو کہا جاتا ہے' تاہم دوسری گمشدہ اشیاء پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ ② اس بددعا کا مقصد اس اعلان سے ناپسندیدگی کا اظہار ہے۔ یہ بھی تنبیہ کا ایک اسلوب ہے۔ ③ مسجدوں کی تعمیر کا مقصد نماز کی ادائیگی' وعظ و نصیحت اور تعلیم و تعلم ہے' مسجد سے باہر گم ہونے والی چیزوں کی تلاش نہیں۔

٧٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، جَمِيعاً عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ إِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ.

۷۶۶- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے گمشدہ چیز کا اعلان مسجد میں کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٧٦٧- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَسَدِيِّ أَبِي الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَمِعَ رَجُلاً يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لاَ رَدَّ اللهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا».

۷۶۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا: ''جو شخص کسی کو گمشدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرتے سنے' اسے چاہیے کہ کہے: اللہ کرے وہ چیز تجھے نہ ملے کیونکہ مسجدیں اس لیے نہیں بنائی گئیں۔''

٧٦٦- [حسن] تقدم، ح: ٧٤٩.

٧٦٧- أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن نشد الضالة في المسجد . . . الخ، ح: ٥٦٨ من حديث ابن وهب به.

(المعجم ١٢) - **بَابُ الصَّلَاةِ فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ وَمُرَاحِ الْغَنَمِ** (التحفة ٣٢)

باب:۱۲-اونٹوں اور بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کا بیان

٧٦٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ لَمْ تَجِدُوا إِلَّا مَرَابِضَ الْغَنَمِ وَأَعْطَانَ الْإِبِلِ، فَصَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَلاَ تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ».

۷۶۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھیں اونٹوں اور بکریوں کے باڑے کے سوا کوئی جگہ نہ ملے' تو بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لو' اونٹوں کے باڑے میں نہ پڑھو۔''

فائدہ: اس میں یہ حکمت ہے کہ اگر کوئی بکری سینگ وغیرہ مارنے کی کوشش کرے تو نمازی اس کو سنبھال سکتا ہے' اس سے جان کا خطرہ نہیں۔ لیکن اگر اونٹ شرارت پر آمادہ ہو جائے تو اسے سنبھالنا زیادہ مشکل ہوتا ہے اور اگر اچانک حملہ کر دے تو جان کا بھی خطرہ ہے۔ ویسے بیٹھے ہوئے اونٹ کی طرف منہ کر کے رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الصلاة' باب الصلاة إلى الراحلة والبعير والشجر والرحل' حديث:٥٠٧)

٧٦٩- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا [هُشَيْمٌ،] عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَلاَ تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ، فَإِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِينِ».

۷۶۹- حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرو اور اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھو' کیونکہ وہ شیطانوں سے پیدا ہوئے ہیں۔''

٧٦٨ـ [حسن] أخرجه الدارمي: ١/ ٣٢٣، ح: ١٣٩١ من حديث يزيد به، وصححه الترمذي، ح: ٣٤٨، وابن خزيمة، ح: ٧٩٥، وابن حبان (موارد)، ح: ٣٣٦، والبوصيري * هشام عنعن، ولحديثه شاهد عند الترمذي، ح: ٣٤٩ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٩٦، وانظر، ح: ٧٧٠.

٧٦٩ـ [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة، ح: ٣٨٧٧ عن هشيم به، والنسائي: ٢/ ٥٦، ح: ٧٣٦ من طريق آخر عن الحسن به، وانظر، ح: ٧١ لعلته، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

فائدہ: شیطانوں سے پیدا ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان میں شرارت کی عادت پائی جاتی ہے۔ اونٹ کا کینہ مشہور ہے' اس لیے خطرہ رہتا ہے کہ موقع پا کر نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔ ورنہ پیشاب اور مینگنیاں تو بکریوں اور اونٹوں دونوں کے باڑوں میں ہوتی ہیں۔

٧٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ رَبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيُّ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ: قَالَ: «لَا يُصَلَّى فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ، وَيُصَلَّى فِي مُرَاحِ الْغَنَمِ».

٧٧٠- حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھی جائے' بکریوں کے باڑے میں پڑھ لی جائے۔''

(المعجم ١٣) - بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ (التحفة ٣٣)

باب:١٣- مسجد میں داخل ہونے کی دعا

٧٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَقُولُ: «بِسْمِ اللهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ». وَإِذَا خَرَجَ قَالَ: «بِسْمِ اللهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ».

٧٧١- رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو فرماتے تھے: [بِسْمِ اللّٰهِ' وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي' وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ] ''اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں' اور اللہ کے رسول پر سلام ہوئے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' اور جب (مسجد سے) باہر تشریف لاتے تو فرماتے تھے: [بِسْمِ اللّٰهِ' وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي

٧٧٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٤، أطراف المسند: ٢/ ٤٢٧ عن زيد به.

٧٧١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء ما يقول عند دخوله المسجد، ح: ٣١٤ من حديث إسماعيل به، وقال: "حديث حسن وليس إسناده بمتصل" * ليث بن أبي سليم تقدم حاله، ح: ٢٠٨، وانظر الحديث الآتي فإنه يغني عنه.

أَبْوَابَ فَضْلِكَ] ''اللہ کے نام سے باہر نکلتا ہوں اور اللہ کے رسول پر سلام ہو' اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔''

فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید کہا ہے کہ اس روایت سے اگلی روایت کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں بعض محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

٧٧٢- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ ابْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ، وَعَبْدُ الْوَهَّابِ ابْنُ الضَّحَّاكِ قَالاَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ ابْنِ سُوَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. ثُمَّ لْيَقُلِ: اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ».

٧٧٢- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ نبی ﷺ پر سلام بھیجے' پھر کہے: [اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ] ''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' اور جب باہر نکلے تو کہے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ] ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔''

فائدہ: مسجد میں داخل ہونے کا مقصد عبادت ہے جو اللہ کی رحمتوں کے نزول کا باعث ہے' اس لیے مسجد میں آتے وقت اللہ سے رحمت کا سوال کیا جاتا ہے۔ مسجد سے باہر نکل کر انسان دیگر کاموں میں مشغول ہوتا ہے' جن کا تعلق اس کے معاش سے ہوتا ہے' اس لیے اس وقت اللہ سے اس کا فضل مانگا جاتا ہے تاکہ حلال اور بابرکت روزی حاصل ہو۔

٧٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ:

٧٧٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جب

٧٧٢ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب ما يقول إذا دخل المسجد، ح: ٧١٣ب من حديث عمارة به.

٧٧٣ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى (عمل اليوم والليلة، ح: ٩٠) عن ابن بشار به، وسنده حسن، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح،ورجاله ثقات"، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٣٢١، وابن خزيمة، ح: ٤٥٢، والحاكم: ١/ ٢٠٧، والذهبي، وذكر النسائي له علةً غير قادحة.

حَدَّثَني سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَلْيَقُلِ: اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ وَلْيَقُلِ: اللَّهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ».

مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر سلام بھیجے اور کہے: [اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ] ''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' اور جب باہر نکلے تو نبی ﷺ پر سلام بھیجے اور کہے: [اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] ''اے اللہ! مجھے مردود شیطان سے محفوظ رکھ۔''

فائدہ: شیطان سے پناہ مانگنے میں یہ حکمت ہے کہ مسجد میں انسان اللہ کے ذکر اور عبادت میں مشغول ہوتا ہے جس کی وجہ سے شیطان کا داؤ نہیں لگتا لیکن جب انسان مسجد سے باہر نکلتا ہے تو شیطانوں کو موقع ملتا ہے کہ خرید و فروخت اور دیگر معاملات میں اسے گمراہ کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اس وقت انسان کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ جائے تاکہ شیطان کے شر سے محفوظ رہ سکے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ٣٤)

باب:۱۴- نماز کے لیے (مسجد کی طرف) چلنے کا بیان

٧٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لاَ يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، لاَ يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً، حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ، مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ».

۷۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرتا ہے' اور وضو بھی خوب سنوار کر کرتا ہے' پھر مسجد کی طرف آتا ہے تو صرف نماز کے لیے (گھر سے) نکلتا ہے' نماز کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہوتا' تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے' اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے' اور ایک گناہ معاف کرتا ہے۔ (اس کو اسی طرح ثواب ملتا رہتا ہے) حتی کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے' پھر جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو جب تک وہ نماز کی وجہ سے رکا رہتا ہے (ثواب کے لحاظ سے) نماز ہی میں (شمار) ہوتا ہے۔''

٧٧٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٨١.

فوائد و مسائل: ①اس حدیث میں نماز با جماعت کی فضیلت بیان ہوئی ہے کیونکہ نفلی نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ارشاد نبوی ہے: ''مرد کی بہترین نماز (وہ ہوتی ہے جو) اس کے گھر میں (ادا کی جاتی) ہے' سوائے فرض نماز کے۔'' (صحیح البخاری' الأدب' باب مایجوز من الغضب والشدة لأمراللہ تعالیٰ' حدیث:۶۱۱۳) سنن ابن ماجہ میں بھی اس مسئلہ کی حدیثیں موجود ہیں۔(دیکھیے' حدیث:۱۳۷۵ تا ۱۳۷۸) ②وضو اچھی طرح کرنا ثواب کا باعث ہے۔③مسجد میں آنے کا مقصد نماز کے علاوہ کوئی اور جائز کام بھی ہوسکتا ہے۔یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص یہ سوچ کر مسجد میں آئے کہ فلاں کام بھی ہوجائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی لیکن اسے وہ ثواب نہیں ملے گا جو صرف نماز کے لیے آنے پر ملتا ہے جب کہ اس کے ساتھ کوئی اور کام انجام دینا پیش نظر نہ ہو۔④نماز کے لیے مسجد تک راستہ طے کرنے کا ثواب اس قدر عظیم ہے کہ ہر ہر قدم پر درجے بلند ہوتے اور گناہ معاف ہوتے ہیں تو خود نماز اللہ کے ہاں کس قدر عظیم عمل ہے اور نماز با جماعت کا کس قدر ثواب ہے' اس کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے' بشرطیکہ وہ نماز پورے آداب اور خشوع وخضوع سے ادا کی جائے۔⑤نماز با جماعت کے انتظار میں مسجد میں بیٹھ رہنے کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے' اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ اذان ہوتے ہی مسجد میں آجائیں۔اذان کے بعد یہ سوچ کر گھر میں بیٹھ رہنا کہ ابھی کافی وقت ہے' بڑی محرومی کا باعث ہے۔

٧٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ، وَأْتُوهَا تَمْشُونَ، وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا».

۷۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی اقامت ہوجائے تو نماز کے لیے دوڑ کر نہ آؤ بلکہ (معمول کے مطابق مناسب رفتار سے) اطمینان سے چلتے ہوئے آؤ' پھر جتنی نماز (جماعت کے ساتھ) مل جائے پڑھ لو اور جو چھوٹ جائے وہ (بعد میں) پوری کرلو۔''

فوائد و مسائل: ①نماز با جماعت بہت ثواب والا عمل ہے' اس کے حصول کی کوشش کرنا اچھی بات ہے لیکن اس مقصد کے لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ گھر سے بروقت روانہ ہوں۔گھر سے روانہ ہوتے وقت دیر کردینا اور پھر نماز میں ملنے کے لیے بھاگنا درست نہیں۔②اطمینان سے چلنے کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی اس قدر آہستہ چلے گویا اسے نماز با جماعت کی کوئی پروا نہیں۔مقصد یہ ہے کہ وقار کے ساتھ اللہ کے دربار میں حاضر ہو۔③بھاگ کر جماعت سے ملنے کے ممنوع ہونے میں یہ حکمت ہوسکتی ہے کہ نماز میں ملنے تک سانس نہ پھول جائے کیونکہ اس صورت میں نماز خشوع

۷۷۵_أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة . . . الخ، ح: ٦٠٢ من حديث إبراهيم به.

خضوع اور توجہ سے ادا نہیں کی جا سکے گی۔ واللہ اعلم. ④ جو شخص نماز با جماعت میں اس وقت ملتا ہے جب امام ایک یا زیادہ رکعت ادا کر چکا ہو‘ اس کے لیے ضروری ہے کہ امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے بلکہ نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرے۔ علمائے کرام کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جو رکعتیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھی جائیں گی‘ وہ نمازی کی آخری رکعتیں ہوں گی یا ابتدائی رکعتیں؟ اس حدیث میں مذکور الفاظ سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ امام کے ساتھ پڑھی ہوئی رکعتیں مقتدی کی ابتدائی رکعتیں ہیں‘ صحیح بخاری میں بھی [فَأَتِمُّوا] ”پورا کرو“ کے الفاظ ہیں۔ (صحیح البخاری‘ الأذان‘ باب لایسعی إلی الصلاۃ وَلْیَأتھا بالسکینۃ والوقار‘ حدیث:٦٣٦) صحیح مسلم میں بھی زیادہ روایات میں اسی طرح ہے‘ البتہ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: [وَاقْضِ مَاسَبَقَكَ] (صحیح مسلم‘ المساجد‘ باب استحباب إتیان الصلاۃ بوقار و سکینۃ......‘ حدیث:٦٠٢) اس سے یہ دلیل لی گئی ہے کہ بعد میں پڑھی جانے والی رکعتیں اصل میں پہلی رکعتیں ہیں‘ یعنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کی قضا ہے۔ علامہ محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے حاشیہ میں فرمایا ہے: یہاں قضا سے مراد صرف فعل (ایک کام کو انجام دینا) ہے‘ وہ قضا مراد نہیں جو فقہاء کی اصطلاح ہے جیسے کہ اس آیت مبارکہ میں ہے ﴿فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ﴾ (حٰم السجدۃ:١٢) ”اللہ تعالیٰ نے انھیں سات آسمان بنا دیا“ اور اس آیت میں: ﴿فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ﴾ (البقرہ:٢٠٠) ”جب تم اپنے اعمالِ حج پورے کرلو......“ اور اس آیت مبارکہ میں ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ﴾ (الجمعۃ:١٠) ”جب نماز پوری ہو جائے۔“ اور جیسے کہا جاتا ہے قضیتُ حق فلان ”میں نے فلاں کا حق ادا کر دیا۔“ ان تمام مقامات پر قضا سے مراد کوئی کام کرنا اور اسے انجام دینا ہے۔“ حدیث کی مشہور کتاب بلوغ المرام کی شرح سبل السلام میں امام امیر صنعانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اس مسئلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ بعد میں آنے والا امام کے ساتھ جو نماز پڑھتا ہے‘ وہ اس کی پہلی رکعتیں ہوتی ہیں یا آخری؟ صحیح بات یہ ہے کہ وہ پہلی ہی ہوتی ہیں۔“ واللہ اعلم.

٧٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يُكَفِّرُ اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ؟». قَالُوا: بَلَى.

٧٧٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمھیں وہ عمل نہ بتاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دیتا ہے اور نیکیوں میں اضافہ فرما دیتا ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں‘ اللہ کے رسول! (فرما دیجیے) آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت وضو پورا (سنوار کر) کرنا‘ جب دل نہ چاہتا ہو اور مسجدوں کی طرف زیادہ قدم اٹھانا اور (ایک) نماز کے

٧٧٦_[حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣ عن أبي عامر عن زهير به.

يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَى إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ».

بعد (دوسری) نماز کا انتظار کرنا۔''

فائدہ: یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۴۲۷۔

٧٧٧- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللهَ غَداً مُسْلِماً، فَلْيُحَافِظْ عَلَى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ، فَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى، وَإِنَّ اللهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ﷺ سُنَنَ الْهُدٰى، وَلَعَمْرِي، لَوْ أَنَّ كُلَّكُمْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ، لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ، مَعْلُومُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ الرَّجُلَ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَدْخُلَ فِي الصَّفِّ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، فَيَعْمِدُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيُصَلِّي فِيهِ، فَمَا يَخْطُو خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَ اللهُ لَهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً.

۷۷۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کل اسلام کی حالت میں ملے' اسے چاہیے کہ وہ پابندی سے پانچوں نمازیں وہاں ادا کیا کرے جہاں ان کی اذان ہوتی ہے۔ (مساجد میں جماعت کے ساتھ) اس لیے کہ وہ ہدایت والے کاموں میں سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی ﷺ کے لیے ہدایت کے کام مقرر کیے ہیں۔ میری زندگی کی قسم! اگر تم سب گھروں میں نماز پڑھنے لگو تو اپنے نبی ﷺ کی سنت چھوڑ بیٹھو گے اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت چھوڑ دی تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ نماز با جماعت سے صرف وہی منافق پیچھے رہتا تھا' جس کا نفاق (سب کو) معلوم ہوتا تھا۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ (بیمار) آدمی کو دو آدمیوں کے سہارے سے لایا جاتا تھا حتی کہ وہ صف میں شامل ہو جاتا۔ اور جو شخص وضو کرتا ہے اور وضو اچھی طرح بنا سنوار کر کرتا ہے' پھر مسجد کی طرف روانہ ہوتا ہے اور اس میں (پہنچ کر) نماز پڑھتا ہے تو وہ جو قدم بھی طے کرتا ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک غلطی

٧٧٧_ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٨٢ من حديث إبراهيم به * وإبراهيم بن مسلم الهجري ضعيف الحديث كما في التهذيب وغيره، ولكن تابعه علي بن الأقمر عند أحمد: ١/ ٤١٤، ٤١٥.

معاف فرماتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث موقوف ہے‘ یعنی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نہیں بلکہ ایک صحابی (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے متعدد فرامین ہیں لیکن انھوں نے جو باتیں فرمائی ہیں‘ وہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہ کر ہی سیکھی ہیں۔ خصوصاً آخری مسئلہ گزشتہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کے طور پر بھی بیان ہو چکا ہے۔ ② حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی نظر میں صحیح مسلمان وہ ہے جو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا عادی ہو۔ ورنہ مرنے کے بعد جب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا تو مسلم کی حیثیت سے پیش نہیں ہوگا۔ ③ [سُنَنُ الْهُدٰى] ”ہدایت کے کام“ سُنَن‘ سُنَّة کی جمع ہے‘ اس کا مطلب وہ راستہ ہے جس پر بہت لوگ چلتے ہوں۔ اس لیے یہ لفظ رسم و رواج کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ نماز باجماعت مسلمانوں کی علامت اور شعار ہے اور مسجد کا وجود ثابت کرتا ہے کہ اس بستی میں مسلمان رہائش پذیر ہیں۔ اگر نماز باجماعت کا رواج ختم ہو جائے تو مسلم اور غیر مسلم آبادی میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ ④ چونکہ نماز باجماعت اسلام کی علامت ہے‘ اس لیے مومن اس میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں باجماعت نماز کی اہمیت سب سے بڑھ کر تھی۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو تحریری طور پر جو ہدایات جاری کی تھیں ان میں فرمایا تھا: [إِنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ......] ”میری نظر میں تمھارا سب سے اہم کام نماز ہے۔ جو شخص نماز کی محافظت کرتا ہے‘ وہ اپنے دین کو محفوظ کر لیتا ہے۔ اور جو شخص اسے ضائع کر دیتا ہے وہ دوسرے فرائض میں زیادہ کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے۔“ (موطأ للإمام مالك‘ باب وقوت الصلوة‘ حديث:٦) ⑤ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا نماز باجماعت میں شریک ہونے کے لیے اہتمام بھی ثابت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک کسی شدید عذر کے بغیر نماز باجماعت سے پیچھے رہنا جائز نہ تھا۔ اس لیے جو بیمار آدمی چل کر مسجد میں نہیں آ سکتا تھا وہ دوسروں کے سہارے مسجد میں آتا تھا لیکن گھر میں نماز نہیں پڑھتا تھا۔ ⑥ اس میں سنت کی پیروی کی ترغیب ہے کیونکہ سنت سے گریز گمراہی کا باعث ہے۔

٧٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْمُوَفَّقِ أَبُو الْجَهْمِ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ

۷۷۸- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نماز کے لیے گھر سے نکلا اور یہ دعا پڑھی‘ اللہ تعالیٰ اپنے چہرۂ مبارک سے اس کی طرف توجہ فرماتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں بخشش کی دعا کرتے ہیں۔“ (دعا یہ ہے:) [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ، وَ أَسْأَلُكَ

٧٧٨ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد مسلسل بالضعفاء، عطية هو العوفي (ح:٣٧)، وفضيل بن مرزوق، والفضل بن الموفق كلهم ضعفاء".

السَّائِلِينَ عَلَيْكَ، وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَايَ هٰذَا، فَإِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشَراً وَلاَ بَطَراً وَلاَ رِيَاءً وَلاَ سُمْعَةً، وَخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، فَأَسْأَلُكَ أَنْ تُعِيذَنِي مِنَ النَّارِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي، إِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ أَقْبَلَ اللهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، وَاسْتَغْفَرَ لَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ».

بِحَقِّ مَمْشَايَ هذَا فَإِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا وَ لَا بَطَرًا، وَ لَا رِيَاءً وَ لَا سُمْعَةً، وَ خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ وَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، فَأَسْأَلُكَ أَنْ تُعِيذَنِي مِنَ النَّارِ وَ أَنْ تَغْفِرَلِی ذُنُوبِی، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ]

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، مانگنے والوں کے تجھ پر حق کی وجہ سے، اور میں (نماز کے لیے) اپنے اس چلنے کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں نہ فخر کرتے ہوئے نکلا ہوں، نہ اتراتے ہوئے، نہ ریا کاری کے لیے، نہ شہرت کے لیے، میں تو تیری ناراضی سے بچنے کے لیے، اور تیری رضا کے حصول کے لیے نکلا ہوں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے جہنم سے پناہ دے دے، اور میرے گناہ معاف فرما دے، تیرے سوا گناہوں کو یقیناً کوئی نہیں بخش سکتا۔''

٧٧٩- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ رَاشِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمَشَّاءُونَ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي الظُّلَمِ، أُولٰئِكَ الْخَوَّاضُونَ فِي رَحْمَةِ اللهِ».

۷۷۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اندھیروں میں مسجدوں کی طرف زیادہ چل کر جانے والے ہی اللہ کی رحمت میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔''

٧٨٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ

۷۸۰- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت

٧٧٩ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، أبورافع أجمعوا على ضعفه، والوليد بن مسلم مدلس (تقدم، ح: ٢٥٥)، وقد عنعنه".

٧٨٠ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة: ٢/ ٣٧٧، ح: ١٤٩٨ في صحيحه عن الحلبي به ✽ الشيرازي وثقه العجلي، وابن خزيمة، والحلبي، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

الْحَلَبِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ الشِّيرَازِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيَبْشَرِ الْمَشَّاءُونَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِنُورٍ تَامٍّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اندھیروں میں (مسجدوں کی طرف) بکثرت چلنے والوں کے لیے قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری ہے۔''

فائدہ: قیامت کے دن کا ایک مرحلہ وہ بھی ہے جب انسان مکمل اندھیرے میں ہوں گے۔ اس وقت مومنوں کا سفران کے ایمان اور عمل صالح کی روشنی میں طے ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (التحریم: ٨) ''ان کا نوران کے آگے آگے اور دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمارا نور مکمل فرمادے اور ہماری مغفرت فرما' یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔'' جب کہ کافر اس نور سے محروم ہوں گے۔ منافقوں کو شروع میں نور ملے گا جو کچھ فاصلہ طے ہونے کے بعد بجھ جائے گا۔ جو نیک اعمال اس نور کی تکمیل کا باعث ہیں ان میں ایک عمل یہ بھی ہے کہ نماز باجماعت کے لیے جاتے وقت راستے کی تاریکی کی پروانہ کی جائے۔

٧٨١- **حَدَّثَنَا** مَجْزَأَةُ بْنُ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدٍ، مَوْلَى ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الصَّائِغُ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

٧٨١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اندھیروں میں مسجدوں کی طرف زیادہ چلنے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کے حصول کی خوشخبری دے دو۔''

(المعجم ١٥) - **بَاب: الْأَبْعَدُ فَالْأَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَعْظَمُ أَجْرًا** (التحفة ٣٥)

باب: ١٥- مسجد میں زیادہ دور سے آنے والوں کا ثواب زیادہ ہے

٧٨٢- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٧٨٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول

٧٨١ـ [حسن] * الصائغ مجهول وتلميذه مستور، والحديث السابق شاهد له، وضعفه البوصيري.

٧٨٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ماجاء في فضل المشي إلى الصلاة، ح: ٥٥٦ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه الحاكم، والذهبي.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الأَبْعَدُ فَالأَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَعْظَمُ أَجْراً».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسجد سے زیادہ دور ہو' پھر جو اس سے بھی زیادہ دور ہو' تو اس کا ثواب پہلے شخص سے بھی زیادہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اس میں ان لوگوں کے لیے نماز باجماعت کی ترغیب ہے جن کی رہائش مسجد سے دور ہو۔ ② نیکی کے کاموں میں اگر کچھ مشقت اور مشکل پیش آئے تو اس سے گھبرانا نہیں چاہیے کیونکہ مشقت برداشت کرنے والے کو ثواب بھی زیادہ حاصل ہوگا۔ ③ اپنے آپ کو خواہ مخواہ مشقت میں ڈالنا' شریعت میں مطلوب نہیں' تاہم شریعت کی آسانی کے نام سے بے عملی اور سستی کا رویہ اختیار کرنا بھی درست نہیں۔ افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کے راستہ پر قائم رہنا چاہیے۔

٧٨٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ، بَيْتُهُ أَقْصَى بَيْتٍ بِالْمَدِينَةِ، وَكَانَ لاَ تُخْطِئُهُ الصَّلاَةُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ، فَتَوَجَّعْتُ لَهُ، فَقُلْتُ: يَافُلاَنُ! لَوْ أَنَّكَ اشْتَرَيْتَ حِمَاراً يَقِيكَ الرَّمَضَ، وَيَرْفَعُكَ مِنَ الْوَقَعِ وَيَقِيكَ هَوَامَّ الأَرْضِ فَقَالَ: وَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ بَيْتِي بِطُنُبِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ. قَالَ، فَحَمَلْتُ بِهِ حِمْلاً حَتَّى أَتَيْتُ [بَيْتَ] النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ، فَذَكَرَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَذَكَرَ أَنَّهُ يَرْجُو فِي أَثَرِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ».

٧٨٣- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک انصاری صحابی کا گھر مدینے میں سب سے دور تھا۔ (اس کے باوجود) اس کی کوئی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (باجماعت) ادا ہونے سے نہیں رہتی تھی۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس پر ترس آیا' میں نے کہا: فلاں صاحب! اگر آپ ایک گدھا خرید لیں تو (راستے میں) ریت کی گرمی برداشت کرنے سے' اور پتھروں سے ٹھوکر لگ جانے سے محفوظ رہیں' اور زمین کے کیڑے مکوڑوں (سانپ' بچھو وغیرہ) سے بھی بچ جائیں۔ اس نے کہا: قسم ہے اللہ کی! مجھے تو یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر محمد ﷺ کے گھر سے ملا ہوا ہو۔ اس کے یہ الفاظ مجھے بہت گراں محسوس ہوئے حتی کہ میں نے نبی ﷺ کے در اقدس پر حاضر ہو کر یہ بات عرض کر دی۔ نبی ﷺ نے اسے طلب فرما کر دریافت فرمایا تو اس

٧٨٣- أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، ح: ٦٦٣ من حديث عباد وغيره به.

نے آپ ﷺ کے سامنے بھی وہی بات کہہ دی۔ اور کہا کہ اسے اپنے قدموں کے نشانات پر ثواب کی امید ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے جس ثواب کی نیت کی ہے' وہ تجھے مل جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نیکیاں حاصل کرنے کا کس قدر شوق رکھتے تھے' یہ واقعہ اس کی ایک ادنیٰ مثال ہے کہ دور دراز کے راستے کی مشقت صرف اس لیے گوارا ہے کہ دور سے چل کر آنے میں ثواب زیادہ ہوگا۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی باہمی ہمدردی بھی قابل اتباع ہے کہ ایک صحابی اپنے ساتھی کی مشقت کو اس طرح محسوس کرتا ہے گویا وہ مشقت خود اسے لاحق ہے' اس لیے اسے مناسب مشورہ دیتا ہے۔ ③ مسلمان کی خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اسے اچھا مشورہ دیا جائے اگرچہ اس نے مشورہ طلب نہ کیا ہو۔ ④ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے اس صحابی کی بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی تاکہ آپ ﷺ اسے نصیحت فرمائیں' اس لیے اگر کسی کے بارے میں یہ خیال ہو کہ وہ فلاں بزرگ کی نصیحت قبول کرے گا' تو اس بزرگ کو اس ساتھی کی غلطی' اصلاح کی نیت سے بتا دینا جائز ہے' البتہ اسے ذلیل کرنے کی نیت سے بتانا درست نہیں۔ ⑤ کسی کی شکایت پہنچے تو تحقیق کیے بغیر اس کے بارے میں کوئی نامناسب رائے قائم نہیں کرنی چاہیے۔ بہتر ہے کہ خود نامناسب الفاظ کہنے والے سے دریافت کر لیا جائے کہ اس کا ان الفاظ سے کیا مطلب ہے؟ ⑥ مومن کی اچھی نیت ثواب کا باعث ہے۔

٧٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى، مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَرَادَتْ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْ دِيَارِهِمْ إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ، فَكَرِهَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعْرُوا الْمَدِينَةَ، فَقَالَ: «يَا بَنِي سَلِمَةَ! أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ؟» فَأَقَامُوا.

۷۸۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قبیلۂ بنو سلمہ کے افراد نے چاہا کہ اپنی موجودہ رہائش ترک کر کے مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ نبی ﷺ کو یہ بات اچھی نہ لگی کہ وہ مدینہ کے اطراف کو خالی چھوڑ دیں' اس لیے آپ نے فرمایا: ''اے بنو سلمہ! کیا تمھیں اپنے قدموں سے ثواب کی امید نہیں؟'' چنانچہ وہ لوگ (وہیں) اقامت پذیر رہے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے انھیں مسجد نبوی کے قریب رہائش اختیار کرنے سے منع فرمایا تاکہ شہر کی سرحدیں محفوظ رہیں اور دشمن اچانک حملہ نہ کر سکیں۔ ② بنو سلمہ کا مقصد بھی نیک تھا لیکن ان کے رہائش تبدیل نہ کرنے میں مسلمانوں کا اجتماعی فائدہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انفرادی مفاد پر اجتماعی فائدے کو فوقیت حاصل ہے

٧٨٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب احتساب الآثار، ح: ٦٥٥، ٦٥٦، ١٨٨٧ من حديث حميد به، وله شواهد عند مسلم، المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، ح: ٦٦٥ وغيره.

بشرطیکہ اس سے کوئی بڑی خرابی لازم نہ آتی ہو۔③ مسجد سے دور رہنے والوں کو بھی نماز باجماعت میں شریک ہونا لازم ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ انھیں گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیتے۔

٧٨٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ الأَنْصَارُ بَعِيدَةً مَنَازِلُهُمْ مِنَ الْمَسْجِدِ. فَأَرَادُوا أَنْ يَقْتَرِبُوا فَنَزَلَتْ: ﴿وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَءَاثَٰرَهُمْ﴾ قَالَ، فَثَبَتُوا.

٧٨٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: انصار (میں سے بعض حضرات) کے گھر مسجد سے دور تھے۔ انھوں نے قریب آنا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَنَكْتُبُ مَاقَدَّمُوا وَاٰثَارَهُمْ﴾ ''جو کچھ انھوں نے آگے بھیجا' ہم وہ بھی لکھ لیتے ہیں اور ان کے نشانات بھی لکھتے ہیں۔'' چنانچہ وہ لوگ (وہیں) ٹھہرے رہے۔

فائدہ: اہل عزیمت کے لیے مسجد سے دور رہنا افضل ہے لیکن عام لوگ جو نماز کا اس قدر اہتمام کرنے کے عادی نہ ہوں' ان کے لیے مسجد کے قریب رہنا بہتر ہے تاکہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کا ارتکاب نہ ہو جائے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي جَمَاعَةٍ (التحفة ٣٦)

باب:١٦-نماز باجماعت کی فضیلت

٧٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ، تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ، بِضْعاً وَعِشْرِينَ دَرَجَةً».

٧٨٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز اس کے گھر یا بازار میں پڑھی ہوئی نماز سے بیس سے زیادہ درجے افضل ہے۔''

فوائد ومسائل: ① دنیا میں ہمیں عمل کی جو مہلت ملی ہے' وہ بہت مختصر سی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے بعض اعمال کا ثواب بہت زیادہ رکھا ہے۔ ہمیں اللہ کی اس رحمت سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ

٧٨٥- [حسن] أخرجه ابن جرير في تفسيره من حديث إسرائيل به، وسنده ضعيف، وضعفه البوصيري، وانظر، ح:١٧١ لعلته، وله طريق آخر، ضعيف شاذ عند الطبراني في الكبير، وللحديث شواهد عند مسلم، ح:٦٦٥، والبزار، وابن أبي حاتم وغيرهم، انظر سنن الترمذي بتحقيقي، ح:٣٢٢٦.

٧٨٦- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في مسجد السوق، ح:٤٧٧، ومسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد . . . الخ، ح:٦٤٩ من حديث أبي معاوية به مطولاً ومختصرًا.

ثواب حاصل کرنے کے لیے نماز ہمیشہ با جماعت ادا کرنی چاہیے۔ ② اس حدیث میں [بِضْعًا وَ عِشْرِيْنَ] کا لفظ ہے۔ بِضْع کا لفظ تین سے نو تک بولا جاتا ہے۔ اس کی وضاحت اگلی حدیثوں سے ہوتی ہے' جن میں ''پچیس گنا'' اور ''ستائیس گنا'' کے الفاظ وارد ہیں۔ ③ اس عدد کا مطلب یہ ہے کہ ثواب اس حد تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر نماز میں توجہ' خشوع وخضوع اور اطمینان میں نقص ہوگا تو ثواب میں بھی کمی ہو جائے گی۔

٧٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فَضْلُ الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ جُزْءاً».

٧٨٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز با جماعت تم میں سے کسی اکیلے کی نماز سے پچیس حصے افضل ہے۔''

٧٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ خَمْساً وَعِشْرِينَ دَرَجَةً».

٧٨٨- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا' گھر میں نماز پڑھنے سے پچیس درجے زیادہ (اجر وثواب کا باعث) ہے۔''

٧٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ رُسْتَهْ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ

٧٨٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا' آدمی کے اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔''

٧٨٧ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله "إن قرآن الفجر كان مشهودًا" ح: ٤٧١٧، ومسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة . . . الخ، ح: ٦٤٩ وغيرهما من طرق عن الزهري به باختلاف يسير.

٧٨٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ماجاء في فضل المشي إلى الصلاة، ح: ٥٦٠ من حديث أبي معاوية به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي.

٧٨٩ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة . . . الخ، ح: ٦٥٠ من حديث يحيى القطان به.

وَحْدَهُ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً».

فائدہ: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے یا ستائیس نمازوں کا؟ دونوں مفہوم کی احادیث مروی ہیں۔ اس کے بارے میں علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ اس کا تعلق نماز کی ادائیگی عمدہ ہونے' خشوع و خضوع اور آداب وشرائط کے ساتھ ادا کرنے سے ہے۔ کسی کو پچیس گنا ثواب ملتا ہے اور کسی کو ستائیس گنا۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے پچیس گنا ثواب کا وعدہ فرمایا تو نبیٔ اکرم ﷺ نے اس کے مطابق امت کو بتا دیا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ثواب میں اضافہ کر کے ستائیس گنا کر دیا تو نبی ﷺ نے اس کے مطابق خبر دے دی۔ واللہ اعلم.

٧٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلاَةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلاَةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ أَرْبَعاً وَعِشْرِينَ أَوْ خَمْساً وَعِشْرِينَ دَرَجَةً».

۷۹۰- حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا جماعت سے نماز پڑھنا' آدمی کے اکیلے نماز پڑھنے سے چوبیس یا پچیس درجے زیادہ (ثواب کا باعث) ہوتا ہے۔''

(المعجم ١٧) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ (التحفة ٣٧)

باب:۱۷- نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانا سخت گناہ ہے

٧٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلاَةِ فَتُقَامَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ أَنْطَلِقَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ

۷۹۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا تھا کہ نماز کی اقامت کہلواؤں' پھر کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے' پھر جو لوگ نماز میں حاضر نہیں ہوتے' ان کے پاس کچھ مردوں کو لکڑی کے گٹھوں کے ساتھ لے جاؤں اور ان (پیچھے رہ جانے والوں) کو گھروں سمیت آگ

٧٩٠ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في فضل صلاة الجماعة، ح: ٥٥٤ من حديث شعبة عن أبي إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وابن معين، وابن المديني، والذهلي وغيرهم، أخرجه النسائي، ح: ٨٤٤ من حديث شعبة عن أبي إسحاق به.

٧٩١ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، ح: ٥٤٨ من حديث أبي معاوية به، وهو حديث متفق عليه عن الأعمش به، والبخاري، ح: ٦٥٧، ومسلم، ح: ٦٥١.

حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لاَ يَشْهَدُونَ الصَّلاَةَ، فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ». سے جلادوں۔''

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے لیے نماز باجماعت میں حاضری ضروری ہے کیونکہ نفلی نیکی ادا نہ کرنے پر سزا نہیں دی جاتی۔ ② مجرموں پر اچانک چھاپہ مارنا اور انہیں گھر سے نکلنے پر مجبور کرنا جائز ہے۔ ③ یہ سختی ان لوگوں کے لیے ہے جو بلا عذر جماعت ترک کرتے ہیں کیونکہ بارش وغیرہ کے موقع پر خود رسول اللہ ﷺ نے مؤذن سے کہلوایا تھا: [أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ] ''اپنے خیموں یا گھروں میں نماز پڑھ لو۔'' (صحیح البخاری، الأذان، باب الرخصة فی المطر والعلة أن يصلي في رحله، حديث:٦٦٦) ④ رسول اللہ ﷺ نے اس ارادے پر اس لیے عمل نہیں فرمایا کہ گھروں میں عورتیں اور بچے بھی ہوتے ہیں جن پر نماز باجماعت میں حاضری ضروری نہیں۔ ⑤ اگرچہ نماز باجماعت سے بلا عذر پیچھے رہنا سخت گناہ ہے، تاہم جو شخص عذر کی وجہ سے یا بلا عذر پیچھے رہ جائے اس کی نماز اکیلے ہو جائے گی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم نہیں دیا کہ ایسا شخص ضرور کسی اور شخص کو ساتھ ملا کر جماعت سے نماز ادا کرے، البتہ اگر وہ کسی کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کرے تو اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت ثواب زیادہ ہوگا۔

٧٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، عَنِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ، قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنِّي كَبِيرٌ، ضَرِيرٌ، شَاسِعُ الدَّارِ، وَلَيْسَ لِي قَائِدٌ يُلاَوِمُنِي، فَهَلْ تَجِدُ مِنْ رُخْصَةٍ؟ قَالَ: «هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «مَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً».

٧٩٢- حضرت ابن ام مکتوم ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: میں بوڑھا اور نابینا ہوں، میرا گھر دور ہے اور کوئی میری مرضی کے مطابق مجھے (مسجد میں) لانے والا نہیں، تو کیا مجھے (جماعت کے بغیر گھر میں نماز پڑھنے کی) اجازت مل سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اذان سنتے ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں، فرمایا: ''تم کو (نماز باجماعت سے پیچھے رہنے کی) کوئی اجازت نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق ؒ مذکورہ حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن صحیح مسلم کی روایت (٦٥٣) اس سے کفایت کرتی ہے۔ تفصیل کے لیے حدیث کی تحقیق وتخریج ملاحظہ فرمائیں۔ نیز دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٤٣/٢٤، ٢٤٤، ٢٥٥) ② اس حدیث سے نماز باجماعت کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن

٧٩٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، الباب السابق، ح: ٥٥٢ من حديث عاصم بن بهدلة به * أبورزين عن ابن أم مكتوم مرسل، وحديث مسلم، ح: ٦٥٣، وأبي داود: ٣/ ٥٥٢ يغني عنه.

ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو جماعت کے بغیر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی' حالانکہ ان کے متعدد عذر موجود تھے: (ا) وہ معمر تھے' (ب) نابینا تھے۔ (ج) ان کا گھر دور تھا۔ (د) ان کے گھر کا کوئی فرد ایسا نہیں تھا جو انھیں مسجد میں لانے کا فرض مستقل طور پر انجام دے سکے۔ (ھ) جو شخص انھیں مسجد میں لاتا تھا' وہ بھی ان کی مرضی کے مطابق خدمت انجام نہیں دیتا تھا' بلکہ اپنی سہولت کو زیادہ مدنظر رکھتا تھا۔ [لَيْسَ لِي قَائِدٌ يُلَاوِمُنِي] ''کوئی میری مرضی کے مطابق لانے والا نہیں۔'' کا یہی مطلب ہے۔ (و) ان کے گھر اور مسجد کے درمیان نشیبی علاقہ تھا' جس میں بارش کے موقع پر پانی جمع ہو جاتا تھا۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: (صلاة الجماعة' أهميتها و فضلها۔ تصنیف: ڈاکٹر فضل الٰہی۔) ③ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو جماعت سے پیچھے رہنے کی اجازت نہیں دی تاکہ انھیں زیادہ سے زیادہ ثواب ملے۔ اس کا مقصد ترغیب تھا ورنہ نابینا آدمی اگر مسجد میں آنے میں دشواری محسوس کرے تو اسے گھر میں نماز پڑھنا جائز ہے جیسے کہ نبی ﷺ نے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی تھی۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' حديث: ٧٥٤) ④ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اذان کے متعلق پوچھا کہ آواز پہنچتی ہے یا نہیں؟ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ جو شخص آبادی سے دور قیام پذیر ہو' جہاں عام طور پر اذان کی آواز نہیں پہنچتی' وہ وہیں نماز ادا کر سکتا ہے۔

٧٩٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ: أَنْبَأَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ، فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ».

٧٩٣- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اذان سن کر (نماز کے لیے مسجد میں) نہیں آتا' اس کی کوئی نماز نہیں' سوائے کسی عذر کی صورت کے۔''

فائدہ: نماز نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے نماز کا پورا ثواب نہ ملے گا یا وہ اس کی برکات سے محروم رہے گا۔

٧٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، وَابْنُ عُمَرَ أَنَّهُمَا سَمِعَا النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادِهِ: «لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجَمَاعَاتِ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ

٧٩٤- حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا: ''لوگوں کو جماعت ترک کرنے سے باز آ جانا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر ضرور مہر لگا دے گا' پھر وہ ضرور غافلوں میں شامل ہو جائیں گے۔''

٧٩٣_ [صحيح] أخرجه ابن حبان، ح: ٤٢٦ من حديث عبدالحميد بن بيان به * وهشيم صرح بالسماع عند بحشل في تاريخ واسط(ص٢٠)، وصححه، والحاكم، والذهبي، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ٥٥١، وإسناده ضعيف.

٧٩٤_ أخرجه مسلم، الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة، ح: ٨٦٥ من حديث الحكم به.

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ، ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ».

فوائد و مسائل: ① بعض افراد کی غلطی کو سب کے سامنے بیان کرنے سے مقصد یہ ہے کہ دوسرے لوگ ان کی غلطی کو اختیار نہ کریں اور سب لوگ متنبہ ہو جائیں۔ ② کسی کا نام لیے بغیر غلطی پر تنبیہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انھیں اپنی غلطی کا احساس بھی ہو جائے اور ان کی عزت بھی محفوظ رہے۔ ③ بعض گناہوں کی وجہ سے دلوں پر مہر بھی لگ سکتی ہے جس کے نتیجے میں آئندہ نیکیوں کی توفیق سلب ہو سکتی ہے۔ ④ نماز با جماعت کا ترک اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی سزا دنیا ہی میں دل پر مہر لگ جانے کی صورت میں مل سکتی ہے۔ ⑤ غفلت سے مراد یہ ہے کہ انسانوں کو اپنے فائدے کا احساس اور شوق باقی نہ رہے اور اپنے نقصان کا احساس اور اس سے خوف باقی نہ رہے۔ یہ ایک بہت بڑی روحانی بیماری ہے جس کی وجہ سے خطرہ ہے کہ انسان نیکی اور بدی کا شعور ہی کھو بیٹھے اور آخر کار جہنم میں جا پہنچے۔ أعاذنا الله من ذٰلك.

٧٩٥- **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْهُذَلِيُّ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزِّبْرِقَانِ ابْنِ عَمْرٍو الضَّمْرِيِّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ عَنْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ، أَوْ لَأُحَرِّقَنَّ بُيُوتَهُمْ».

٧٩٥- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو چاہیے کہ جماعت ترک کرنے سے باز آ جائیں ورنہ میں ضرور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں گا۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے اس ارادے پر عمل نہیں فرمایا کیونکہ گھروں میں عورتیں اور بچے ہوتے ہیں جن پر جماعت میں حاضری فرض نہیں۔ ان کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے درگزر فرمایا لیکن جماعت سے پیچھے رہنا رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا باعث تو ہے ہی، چنانچہ اسے ایک کبیرہ گناہ شمار کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ فِي جَمَاعَةٍ (التحفة ٣٨)

باب: ١٨- نماز عشاء اور نماز فجر با جماعت ادا کرنے کی فضیلت

٧٩٦- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنِي عِيسَى

٧٩٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عشاء کی نماز اور فجر کی نماز میں کیا کچھ ہے۔ تو وہ ضرور ان دونوں نمازوں میں حاضر ہوں، خواہ انھیں گھسٹتے ہوئے

٧٩٥_[صحيح] إسناده ضعيف لعلل، والحديث السابق شاهد له.

٧٩٦_[إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٣٨٧ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

ابْنُ طَلْحَةَ : حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ ، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي صَلاَةِ الْعِشَاءِ وَصَلاَةِ الْفَجْرِ ، لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً» .

آنا پڑے۔“

فوائد و مسائل: ① ”کیا کچھ“ سے مراد ان نمازوں کا بہت زیادہ ثواب اور ان کی برکات ہیں۔ ② یہ برکات اور رحمتیں صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہیں کہ یہ نمازیں با جماعت ادا کی جائیں۔ ③ [حَبْوًا] کے معنی ہیں: ہاتھوں کے سہارے چلنا‘ یا گھٹنوں یا سرینوں کے بل گھسٹ گھسٹ کر چلنا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر لوگوں کو ان نمازوں کی اہمیت کا کماحقہ احساس ہو جائے تو کبھی ان سے غیر حاضر نہ رہیں‘ خواہ مسجد تک آنے میں انھیں کتنی ہی تکلیف اور مشقت برداشت کرنی پڑے۔

٧٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : أَنْبَأَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِنَّ أَثْقَلَ الصَّلاَةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلاَةُ الْعِشَاءِ وَصَلاَةُ الْفَجْرِ ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً» .

٧٩٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”منافقوں پر جو نمازیں سب سے بھاری ہیں‘ وہ عشاء کی نماز اور فجر کی نماز ہے۔ اور اگر انھیں معلوم ہوتا کہ ان میں کیا کچھ ہے تو وہ ضرور حاضر ہوتے‘ خواہ گھسٹ کر آنا پڑتا۔“

فوائد و مسائل: ① نیکی کے کاموں پر جسمانی راحت و آسائش کو ترجیح دینا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ مومن اللہ کی رضا کے لیے نیکی کرتا ہے‘ ثواب کی امید کی وجہ سے مشکل نیکی بھی اس کے لیے آسان ہوتی ہے۔ منافق ایمان سے محروم ہونے کی وجہ سے ثواب آخرت کا طلب گار نہیں ہوتا‘ اسے مجبوراً نماز پڑھنی پڑتی ہے تاکہ اسے مسلمان سمجھا جائے‘ لہٰذا نیکی کا کام اسے ایک بیگار کی طرح دشوار محسوس ہوتا ہے۔ عشاء اور فجر کی نمازوں میں چونکہ جسمانی طور پر مشقت ہے اور ان کے لیے نفس سے جہاد کرنا پڑتا ہے‘ اس لیے منافق ان کو زیادہ دشوار محسوس کرتے ہیں۔ ② جو شخص پابندی سے اور شوق کے ساتھ یہ نمازیں ادا کرتا ہے وہ عملی طور پر ثابت کر دیتا ہے کہ وہ نفاق سے بری ہے۔ ③ جو عبادت نفس پر زیادہ شاق ہو‘ اس کا ثواب زیادہ ہوتا ہے بشرطیکہ وہ خلاف سنت نہ ہو۔

٧٩٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

٧٩٨- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے‘

٧٩٧ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد . . . الخ، ح: ٦٥١ من حديث أبي معاوية به .

٧٩٨ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري : "عمارة لم يدرك أنسًا ولم يلقه"، وانظر، ح: ٧٥ لعلة أخرى .

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ [غَزِيَّةَ] عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدٍ جَمَاعَةً أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، لاَ تَفُوتُهُ الرَّكْعَةُ الأُولٰى مِنْ صَلاَةِ الْعِشَاءِ، كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا عِتْقاً مِنَ النَّارِ».

نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''جو شخص کسی مسجد میں چالیس رات (مسلسل) باجماعت نماز ادا کرے' اس کی نماز عشاء کی پہلی رکعت (جماعت سے) نہ چھوٹے' اللہ تعالیٰ اس عمل کی وجہ سے اس کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''چالیس رات'' سے مراد چالیس دن رات کی مسلسل مدت ہے۔ ② چالیس دن مسلسل باجماعت نماز ادا کرنے سے اس کی عادت ہو جاتی ہے' پھر آئندہ زندگی میں جماعت کی پابندی کرنے کی توفیق مل جاتی ہے جس کا نتیجہ اللہ کی رضا کا حصول اور جہنم سے آزادی ہے۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے تاہم اس میں الفاظ: [لَا تَفُوتُهُ الرَّكْعَةُ الْأُولٰى......] ''اس کی نماز عشاء کی پہلی رکعت نہ چھوٹے۔'' ثابت نہیں' ان الفاظ کے بغیر ان کے نزدیک یہ صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' رقم: ٢٦٥٢)

(المعجم ١٩) - بَابُ لُزُومِ الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلاَةِ (التحفة ٣٩)

باب: ١٩- مساجد میں زیادہ وقت گزارنے اور نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت

٧٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، كَانَ فِي صَلاَةٍ مَا كَانَتِ الصَّلاَةُ تَحْبِسُهُ، وَالْمَلاَئِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ. يَقُولُونَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ، مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ».

٧٩٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی (مسلمان) جب مسجد میں داخل ہوتا ہے تو جب تک وہ نماز کی وجہ سے رکا ہوا ہے' وہ (ثواب کے لحاظ سے) نماز ہی میں (شمار) ہوتا ہے۔ اور (نماز کے بعد) جب تک وہ اس جگہ بیٹھا رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی' تب تک فرشتے اس کے حق میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما' اے اللہ! اس پر رحم فرما! اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔ (اس کو یہ دعائیں ملتی رہتی ہیں) جب تک وہاں اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے اور جب

٧٩٩ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في مسجد السوق، ح: ٤٧٧ من حديث أبي معاوية به مطولاً.

تک وہ اس جگہ کسی کو تکلیف نہ دے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① مسجد میں جماعت کھڑی ہونے سے کافی پہلے جانا چاہیے تاکہ سنتیں اور نوافل وغیرہ ادا کیے جا سکیں یا ذکر و تلاوت سے ثواب حاصل کیا جائے۔ ② فرض نماز کے انتظار میں بیٹھنے سے نماز جتنا ثواب ملتا ہے۔ اس اثنا میں کیا جانے والا ذکر اور پڑھے جانے والے نوافل مزید ثواب کا باعث ہوتے ہیں۔ ③ فرض نماز ادا کرنے کے بعد اسی مقام پر بیٹھ کر مسنون اوراد و وظائف میں مشغول رہنا بہت زیادہ اجر و ثواب کا کام ہے۔ ④ باوضو رہنا ثواب اور فضیلت کا باعث ہے۔ ⑤ بُو سے جس طرح انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے' اسی طرح فرشتے بھی اس سے اذیت محسوس کرتے ہیں اس لیے بو پیدا ہونے کے بعد فرشتے نمازی کے حق میں دعا کرنا بند کر دیتے ہیں۔ ⑥ ’’جب تک تکلیف نہ دے۔‘‘ اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ زبان سے نامناسب بات کہہ کر کسی نمازی کو تکلیف نہ دے۔ بے وضو ہو جانے کی بو سے بھی نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے' ممکن ہے یہی مراد ہو۔ واللہ اعلم۔

٨٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا تَوَطَّنَ رَجُلٌ مُسْلِمٌ الْمَسَاجِدَ لِلصَّلَاةِ وَالذِّكْرِ إِلَّا تَبَشْبَشَ اللهُ لَهُ كَمَا يَتَبَشْبَشُ أَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ إِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ».

٨٠٠- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جو مسلمان مرد نماز اور ذکر کے لیے مسجدوں میں پابندی سے حاضر ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ اس سے ایسا خوش ہوتا ہے' جس طرح مسافر کے گھر والے اس کے گھر آنے پر خوش ہوتے ہیں۔‘‘

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کا خوش یا ناراض ہونا اس کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کے بارے میں سلف صالحین کا مسلک یہ ہے کہ ان پر بلا تاویل ایمان لایا جائے۔ نہ ان کا انکار کیا جائے اور نہ انھیں مخلوق کی صفات سے تشبیہ دی جائے۔ ② مسجد میں نماز' ذکر اور تلاوت وغیرہ جیسے نیک کاموں کے لیے جانا چاہیے۔ ایسے کاموں سے پرہیز کرنا چاہیے جو مسجد کے ادب کے منافی ہیں۔ ③ [تَوَطَّنَ] کا لفظی مطلب ہے وطن بنالینا۔ یہاں مراد ہے پابندی سے مسجد میں حاضری دینا اور ممکن حد تک زیادہ وقت مسجد میں گزارنا۔

٨٠١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ

٨٠١- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

٨٠٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطيالسي، ح: ٢٣٣٤ عن ابن أبي ذئب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٠٣، وابن حبان (الإحسان)، ح: ١٦٠٧، والحاكم: ١/ ١٣، والذهبي.

٨٠١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٦، ١٨٧ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه البوصيري، وله علة ◀◀

ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْمَغْرِبَ، فَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ، وَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُسْرِعاً، قَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ، وَقَدْ حَسَرَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: «أَبْشِرُوا، هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَاباً مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ، يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلاَئِكَةَ، يَقُولُ: انْظُرُوا إِلٰى عِبَادِي قَدْ قَضَوْا فَرِيضَةً وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ أُخْرٰى».

مغرب کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد جسے واپس جانا تھا' واپس چلا گیا' اور جسے بیٹھنا تھا وہ بیٹھا رہا۔ (اتنے میں) رسول اللہ ﷺ تیزی سے تشریف لائے' آپ کا سانس پھولا ہوا تھا اور آپ نے گھٹنوں سے کپڑا اٹھا رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''خوش ہو جاؤ' تمھارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھولا ہے اور فرشتوں کے سامنے تمھارا ذکر فخر سے کر رہا ہے۔ فرما رہا ہے: میرے بندوں کو دیکھو' انھوں نے ایک فرض ادا کیا ہے اور دوسرے فرض (کی ادائیگی کے وقت) کا انتظار کر رہے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا بہت عظیم عمل ہے۔ ② گھٹنا ستر میں شامل نہیں۔ ③ اللہ تعالیٰ مومن بندوں کے نیک اعمال سے خوش ہوتا ہے۔ ④ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ہم کلام ہوتا ہے۔ کلام اللہ کی صفت ہے وہ جب چاہتا ہے جس سے چاہتا ہے کلام فرماتا ہے' قیامت کو ہر انسان سے براہ راست کلام فرمائے گا اور حساب لے گا' اہل جنت سے اپنی رضا اور خوشنودی کے اظہار کے لیے اور اہل جہنم سے اپنے غضب کے اظہار کے لیے کلام فرمائے گا۔ ⑤ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ہم کلام اس لیے ہوتا ہے کہ انھوں ہی نے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک روز کہا تھا کہ آدم کی اولاد تیری نافرمانی کرے گی' خون بہائے گی اور فساد برپا کرے گی۔

٨٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ، فَاشْهَدُوا لَهُ بِالإِيمَانِ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَٰجِدَ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ﴾ الآيَةَ». [التوبة: ١٨]

٨٠٢- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی کو مسجدوں میں جاتے دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ......﴾ ''اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے......''

◀◀ غير قادحة، وله شاهد عند أحمد: ٢/ ٢٠٨، وإسناده ضعيف.

٨٠٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة التوبة، ح: ٣٠٩٣، وقال: "حسن غريب" * دراج صدوق، وفي حديثه عن أبي الهيثم ضعف كما في التقريب وغيره، وصححه ابن حبان، وابن خزيمة، والحاكم، والذهبي.
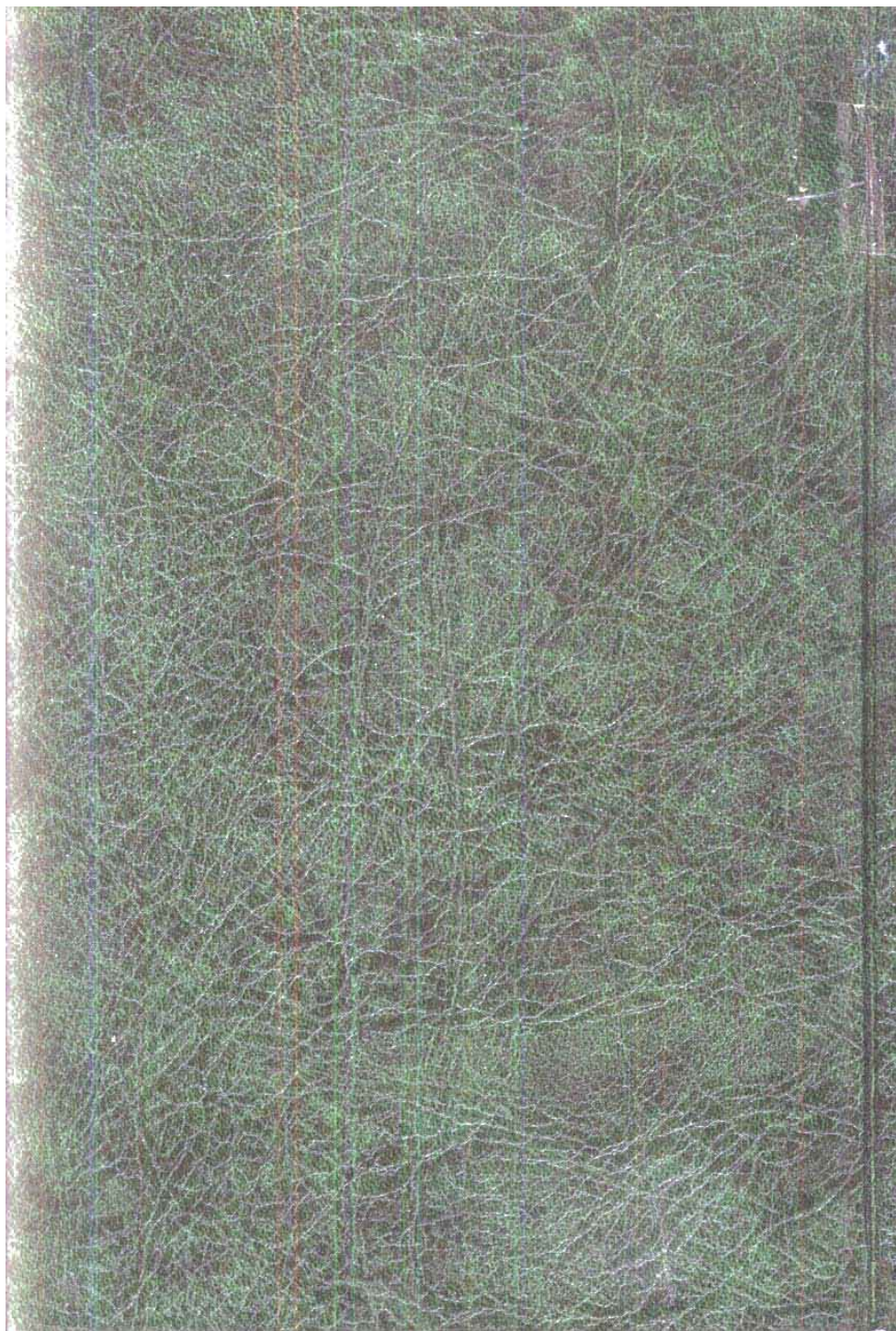
سُنن ابن ماجہ (اردو) (مترجم)

جلد دوم

أبواب إقامة الصلوات ـ أبواب الصيام

أحاديث: 803 - 1782

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

ترجمہ و فوائد: مولانا عطاء اللہ ساجد

تحقیق و تخریج: حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی

دارالسلام

جلد دوم

سنن ابن ماجہ

(مترجم)

أبواب إقامة الصلوات ـــ أبواب الصيام احادیث: 803 ـــ 1782

تالیف

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ
حافظ آصف اقبال حفظہ اللہ

مولانا ابو محمد محمد اجمل حفظہ اللہ
حافظ عبدالخالق حفظہ اللہ

مولانا عثمان منیب حفظہ اللہ

فہرست مضامین (جلد دوم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٥) أَبْوَابُ إِقَامَةِ الصَّلَوَاتِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا (التحفة . . .)

نماز کی اقامت اور اس کا طریقہ

(المعجم ١) - بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ (التحفة ٤٠)

باب:۱- نماز شروع کرنے کا بیان

٨٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: «اللهُ أَكْبَرُ».

۸۰۳- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلے کی طرف منہ کرتے' اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور کہتے: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] ''اللہ سب سے بڑا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نماز میں قبلے کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ (البقرة:۱۴۴) ''(اے نبی!) اپنا چہرہ مسجد حرام (احترام والی مسجد) کی طرف پھیر لیجیے اور (اے مومنو!) تم جہاں بھی ہو' (نماز میں) اپنے چہرے اس کی طرف کیا کرو۔'' ② مسجد حرام سے مراد وہ مسجد ہے جس میں خانہ کعبہ واقع ہے۔ اس مسجد کے اندر نماز پڑھتے ہوئے کعبہ شریف کی طرف منہ کرنا ضروری ہے کیونکہ اصل قبلہ وہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ شریف کے قریب دو رکعت نماز ادا کی' پھر فرمایا: ''یہ قبلہ ہے۔'' (صحيح البخاري' الصلاة' باب قوله تعالى: واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى' حديث:۳۹۸) بیت اللہ سے دور نماز پڑھتے ہوئے صرف اس سمت کا اندازہ کر لینا کافی ہے کیونکہ انسان اپنی طاقت کے مطابق ہی حکم کی تعمیل کا مکلف ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾

٨٠٣ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ١١٦ من حديث أبي أسامة به، وصححه ابن حبان، ح: ٤٤٢.

(البقرة:۲۸۶) ''اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری عائد نہیں فرماتا۔'' ③ نفلی نماز سواری پر ادا کرتے ہوئے اگر چہرہ کسی دوسری طرف بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں' نماز درست ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ سواری پر نفل نماز ادا کر لیتے تھے' خواہ آپ کا چہرۂ مبارک کسی طرف ہوتا اور وتر بھی سواری ہی پر پڑھ لیتے تھے' البتہ فرض نماز سواری پر ادا نہیں کرتے تھے۔'' (صحيح البخاري' الوتر' باب الوتر في السفر' حديث:۱۰۰۰' وصحيح مسلم' صلاة المسافرين' باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت' حديث:۷۰۰) تاہم آغاز میں سواری کا رُخ قبلے کی طرف کر لیا جائے جیسا کہ ابوداود کی روایت میں نبی ﷺ کے اس طرح کرنے کی صراحت ہے۔ (سنن أبي داود' صلاة السفر' حديث:۱۲۲۵) نماز شروع کرنے کے بعد سواری کا رُخ پھر جدھر بھی ہو جائے' کوئی حرج نہیں۔ ④ نماز شروع کرتے وقت' رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھ کر بھی رفع یدین کرنا سنت ہے جیسے کہ اگلے ابواب میں بیان ہوگا۔ دیکھیے: (حدیث:۸۵۸' ۸۵۹) ⑤ کانوں تک ہاتھ اٹھانا بھی درست ہے اور کندھوں تک بھی۔ (حوالہ مذکورہ بالا) ⑥ نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا ''تکبیر تحریمہ'' کہلاتا ہے کیونکہ اس سے نمازی پر کچھ پابندیاں لگ جاتی ہیں اور ''تحریم'' کا مطلب پابندی لگانا ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ' وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ' وَ تَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ] ''پاکیزگی (وضو) نماز کی چابی ہے اور اس کی پابندیاں عائد کرنے والی چیز تکبیر ہے اور پابندی ختم کرنے والی چیز سلام ہے۔'' (جامع الترمذي' الطهارة' باب ماجاء أن مفتاح الصلاة الطهور' حديث:۳)

٨٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيُّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ صَلَاتَهُ يَقُولُ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ».

۸۰۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ' وَتَبَارَكَ اسْمُكَ' وَ تَعَالٰى جَدُّكَ' وَ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ] ''اے اللہ! تو پاک ہے' ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور تیرا نام برکتوں والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

فائدہ: تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے متعدد دعائیں مروی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے۔ بہتر ہے کہ کبھی کوئی دعا پڑھی جائے' کبھی کوئی۔

٨٠٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك، ح: ٧٧٥ من حديث جعفر به، وصححه ابن خزيمة.

٨٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ سَكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، قَالَ فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، فَأَخْبِرْنِي مَا تَقُولُ. قَالَ: «أَقُولُ: اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَالثَّوْبِ الأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ».

٨٠٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو تکبیر اور قراءت کے درمیان تھوڑی دیر خاموش رہتے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان تکبیر اور قراءت کے درمیان آپ خاموش رہتے ہیں۔ ارشاد فرمایئے کہ آپ اس وقت کیا پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں کہتا ہوں: [اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَ بَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَالثَّوْبِ الْأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ] ”اے اللہ! میرے درمیان اور میرے گناہوں کے درمیان اس طرح دوری ڈال دے جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ کر دیا ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے پانی، برف اور اولوں کے ذریعے سے میرے گناہوں سے صاف کر دے۔“

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو علم کا اس قدر شوق تھا کہ خود رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیتے تھے اور یہ انتظار نہیں کرتے تھے کہ خود آپ ﷺ بیان فرمائیں، البتہ بعض اوقات اس خیال سے توقف کرتے تھے کہ یہ سوال رسول اللہ ﷺ کو ناگوار محسوس نہ ہو۔ اور بلاضرورت سوال کرنے سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ ② گناہوں سے فاصلہ کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور توفیق کے ساتھ گناہوں سے محفوظ رکھے اور ہم گناہوں کا ارتکاب تو درکنار، ان کے قریب بھی نہ پھٹکیں۔ ③ گناہوں کو میل کچیل سے تشبیہ دی جاتی ہے اس لیے انتہائی صفائی کو سفید کپڑے کی صفائی سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ سفید کپڑے کو زیادہ توجہ اور اہتمام سے صاف کیا جاتا ہے کہ اگر معمولی سا بھی داغ یا دھبہ رہ گیا تو بہت برا محسوس ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف فرما دے۔ ④ گناہ جہنم

٨٠٥- أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، ح: ٧٤٤، ومسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ٥٩٨ من حديث عمارة به.

میں لے جانے کا باعث ہیں' ان سے روح بے چینی محسوس کرتی ہے جس طرح جسم ظاہری گرمی سے بے چینی محسوس کرتا ہے۔ اس لیے گناہوں سے صفائی کے لیے زیادہ ٹھنڈی اشیاء کا ذکر کیا گیا ہے کہ دل کو ٹھنڈک اور تسکین حاصل ہو جائے۔⑤ نبی اکرم ﷺ معصوم تھے لیکن اظہار عبودیت کے لیے اور امت کو تعلیم دینے کے لیے استغفار فرماتے تھے۔

٨٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَبْدُاللهِ بْنُ عِمْرَانَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا حَارِثَةُ بْنُ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ قَالَ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلاَ إِلٰهَ غَيْرُكَ».

(المعجم ٢) - بَابُ الاسْتِعَاذَةِ فِي الصَّلاَةِ (التحفة ٤١)

باب:٢- نماز میں تعوذ پڑھنے کا بیان

٨٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْعَنَزِيِّ، عَنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلاَةِ، قَالَ: «اللهُ أَكْبَرُ كَبِيراً، اللهُ أَكْبَرُ كَبِيراً» ثَلاَثاً. «الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيراً، الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيراً» ثَلاَثاً. «سُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَأَصِيلاً» ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ

٨٠٧- حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو تین بار فرماتے: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا' اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا] ''اللہ بڑا ہے' سب سے بڑا' اللہ بڑا ہے' سب سے بڑا'' پھر تین بار فرماتے: [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَثِيرًا' اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَثِيرًا] ''سب تعریف اللہ ہی کی ہے' بہت زیادہ تعریف۔ سب تعریف اللہ ہی کی ہے۔ بہت زیادہ تعریف۔'' پھر تین بار کہتے: [سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا] ''میں صبح شام اللہ کی

٨٠٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما يقول عند افتتاح الصلاة، ح: ٢٤٣ من حديث أبي معاوية به، وانظر، ح: ٥٦ لعلته، وح: ٨٠٤ شاهد له.

٨٠٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، ح: ٧٦٤ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ».

تسبیح و تقدیس کرتا ہوں۔'' (اور بعد میں یہ کلمات بھی پڑھتے:) [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَ نَفْخِهِ وَ نَفْثِهِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں مردود شیطان سے' اس کے (شرارت کے ساتھ) چھونے سے' اس کی پھونک سے اور اس کے تھتکارنے سے۔''

قَالَ عَمْرٌو: هَمْزُهُ الْمُوتَةُ، وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ، وَنَفْخُهُ الْكِبْرُ.

حضرت عمرو (بن مرہ) ؒ نے فرمایا: اس کے چھونے سے مراد موتہ کی بیماری ہے۔ اور اس کا تھتکارنا (خلاف شریعت) شاعری ہے' اور اس کی پھونک تکبر ہے۔

٨٠٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَهَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ».

٨٠٨- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ' وَ هَمْزِهِ وَ نَفْخِهِ وَ نَفْثِهِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں مردود شیطان سے' اس کے چھونے سے' اس کی پھونک سے اور اس کے تھتکارنے سے۔''

قَالَ: هَمْزُهُ الْمُوتَةُ، وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ، وَنَفْخُهُ الْكِبْرُ.

راوی بیان کرتے ہیں کہ: اس کے چھونے سے مراد موتہ کی بیماری ہے' اور اس کا تھتکارنا شاعری ہے' اور اس کی پھونک تکبر ہے۔

فوائد و مسائل: ① [هَمْزٌ] کا مطلب ہے دوسرے کے جسم میں ہاتھ کی انگلیاں زور سے چبھونا جس سے اسے تکلیف محسوس ہو۔ موتہ ایک بیماری ہے جو شیطان کے اثر سے ہوتی ہے اور جنون یا مرگی کے دورے سے مشابہ ہے۔ اس میں انسان کو اپنا ہوش نہیں رہتا۔ دورہ ختم ہونے پر مریض پوری طرح ہوش و حواس میں آ جاتا ہے۔ ② [نَفثٌ] سے پھونک مارنے کا وہ انداز مراد ہوتا ہے جسے دم کرتے ہوئے اختیار کیا جاتا ہے۔ فحش شاعری' گندے گانے اور بے ہودہ اشعار شیطان کی ترغیب کا نتیجہ ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں' البتہ اخلاقی اور معاشرتی خرابیاں اور نقصانات واضح ہیں' اس لیے ان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا ضروری ہے۔ [نَفثٌ] کا مطلب وسوسہ بھی ہو سکتا ہے۔ ③ [نَفخٌ]

٨٠٨ـ [حسن] سنده ضعيف، وانظر الحديث السابق، فهو شاهد له.

سے مراد پھونک مارنے کا وہ انداز ہے جیسے کسی چیز میں ہوا بھری جاتی ہے یا زور سے کسی چیز پر پھونک ماری جاتی ہے۔ دعا میں اس سے مراد فخر وتکبر کی کیفیت ہے جس کی وجہ سے انسان دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور خود کو ان سے برتر محسوس کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے اور بہت سی اخلاقی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

(المعجم ٣) - **بَابُ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ٤٢)

باب:٣- نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا

٨٠٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَؤُمُّنَا، فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ.

٨٠٩- حضرت ہُلب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ قیام میں سنت ہاتھ باندھنا ہے چھوڑنا نہیں جس طرح بعض حضرات ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ ② پکڑنے سے مراد بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا ہے جیسے کہ حدیث: ٨١١ میں آ رہا ہے۔ ③ صحیح بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھنا چاہیے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة' حديث:٧٤٠)' یعنی حدیث: ٨١١ میں "ید" سے مراد ہتھیلی نہیں بلکہ بازو ہے۔ اس طرح دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور ہاتھ باندھنے کی وہ کیفیت متعین ہو جاتی ہے جو صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتی ہے۔ ④ قیام میں دونوں ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں جیسے کہ متعدد احادیث میں مروی ہے۔ حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: "میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اپنے سینے پر رکھا۔" (صحيح ابن خزيمة' الصلاة' باب وضع اليمين على الشمال في الصلاة قبل افتتاح القراءة' حديث:٤٧٩) اس کے حاشیے میں شیخ البانی ؒ لکھتے ہیں: اس کی سند ضعیف ہے لیکن یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ دوسری کئی سندوں سے اسی سے ملتے جلتے الفاظ میں مروی ہے۔ اس کی مزید تائید سینے پر ہاتھ باندھنے کی دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ یہ احادیث مسند احمد' طبرانی' ابن ابی حاتم اور بیہقی میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ (الحاكم:٢/٥٣٧' والبيهقي:٢/٣٠' ٢٩ والطبراني:٣٠/٣٢٥).

٨٠٩_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في وضع اليمين على الشمال في الصلاة، ح:٢٥٢ من حديث أبي الأحوص به، وقال: "حديث حسن"، وأحمد:٥/٢٢٦ بإسناد صحيح عن سماك بسنده به، وفيه: "رأيت النبي ﷺ... يضع هٰذه على صدره" يعني في الصلاة، وإسناده حسن.

٨١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، ح: وحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي، فَأَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ.

۸۱۰- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیا۔

٨١١- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاتِمٍ: أَنْبَأَنَا هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي زَيْنَبَ السُّلَمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا وَاضِعٌ يَدِي الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى، فَأَخَذَ بِيَدِي الْيُمْنَى فَوَضَعَهَا عَلَى الْيُسْرَى.

۸۱۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے میں نے (نماز میں) اپنے دائیں ہاتھ پر بایاں ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور اسے بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔

فائدہ: بعض اوقات غلطی پر تنبیہ کرنے کے لیے عملی طور پر فوراً اصلاح کر دینا مناسب ہوتا ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ (التحفة ٤٣)

باب:۴- نماز میں قراءت کی ابتدا کرنا

٨١٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ

۸۱۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے قراءت کی ابتدا فرماتے تھے۔

٨١٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، ح: ٧٢٦ من حديث بشر بن المفضل به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٨٠، ٧١٤، وابن حبان: ١/ ٤٨٥، والترمذي، ح: ٢٩٢ وغيرهم.

٨١١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة، ح: ٧٥٥ من حديث هشيم به، وحسنه الحافظ في الفتح.

٨١٢- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة، وما يفتتح به ويختم به . . . الخ، ح: ٤٩٨ من حديث حسين المعلم به مطولاً.

عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾.

[الفاتحة: ١]

فائدہ: ﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن﴾ سے قراءت شروع کرنے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ قراءت میں سورۂ فاتحہ ضرور پڑھتے تھے اس کے بعد کوئی دوسری سورت یا آیات تلاوت کرتے تھے۔ اس صورت میں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ بھی اونچی آواز میں پڑھنا ثابت ہوگا کیونکہ وہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ ہی شامل ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ کی آیت جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔ ﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ﴾ سے شروع کرتے تھے۔ صحابۂ کرام ؓ سے دونوں طرح کی روایات آئی ہیں۔ امام ترمذی ؒ نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ جہر سے پڑھنے کے قائلین میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر ؓ کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں اور ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ آہستہ پڑھنے والوں میں خلفائے اربعہ ؓ کے اسمائے گرامی بیان کیے ہیں۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء في ترك الجهر ببسم الله الرحمٰن الرحيم' حديث:٢٤٤ و باب من رأى الجهر ببسم الله الرحمٰن الرحيم' حديث:٢٤٥)

٨١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ح: وَحَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾.

٨١٣- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ ﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن﴾ سے قراءت شروع کرتے تھے۔

٨١٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَ عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى:

٨١٤- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ قراءت کی ابتدا ﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن﴾ سے کرتے تھے۔

٨١٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، ح:٧٤٣، ومسلم، الصلاة، باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة، ح:٣٩٩ من حديث قتادة به.

٨١٤ـ [صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، أبوعبدالله الدوسي، ابن عم أبي هريرة مجهول الحال" وبشر فقيه ضعيف الحديث" (تقريب)، وله شواهد صحيحة.

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي [عَبْدِ] اللهِ، ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾.

٨١٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَايَةَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَقَلَّمَا رَأَيْتُ رَجُلاً أَشَدَّ عَلَيْهِ فِي الْإِسْلَامِ حَدَثاً مِنْهُ، فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقْرَأُ ﴿بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ! إِيَّاكَ وَالْحَدَثَ، فَإِنِّي صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ، وَمَعَ عُمَرَ، وَمَعَ عُثْمَانَ، فَلَمْ أَسْمَعْ رَجُلاً مِنْهُمْ يَقُولُهُ، فَإِذَا قَرَأْتَ فَقُلْ: ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾.

٨١٥- حضرت یزید بن عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے انھوں نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ) کے بارے میں فرمایا: میں نے اسلام میں بدعت سے نفرت کرنے میں ان سے سخت افراد شاذ ونادر ہی دیکھے ہیں۔ انھوں نے مجھے (نماز میں) ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھتے سنا۔ تو فرمایا: بیٹا! بدعت سے اجتناب کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں بھی نمازیں پڑھی ہیں اور ابوبکر، عمر اور عثمان ؓ کے ساتھ بھی۔ میں نے ان میں سے کسی کو ایسے پڑھتے نہیں سنا۔ اس لیے جب تم قراءت کرو تو کہو: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾.

(المعجم ٥) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ (التحفة ٤٤)

باب: ٥- نمازِ فجر میں قراءت کا بیان

٨١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ،

٨١٦- حضرت قطبہ بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھتے سنا: ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ﴾ (ق:١٠)

٨١٥- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في ترك الجهر ببسم الله الرحمٰن الرحيم، ح: ٢٤٤ من حديث إسماعيل به، وقال: "حديث حسن" * وابن عبدالله بن مغفل، اسمه يزيد كما في مسند أحمد: ٤/ ٨٥، وسنن الترمذي، ولم أجد من وثقه غير الترمذي، فهو مجهول الحال، أخرجه النسائي، ح: ٩٠٩ من طريق آخر عن قيس بن عباية به.

٨١٦- أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٥٧ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ﴾. [ق: ١٠]

''اور ہم نے کھجور کے بلند و بالا درخت پیدا کیے' جن کے خوشے تہ بہ تہ ہوتے ہیں۔''

فائدہ: سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن مجید میں سے کسی بھی مقام سے حسب خواہش تلاوت کی جاسکتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (المزمل: ٢٠) ''جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لو۔'' اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں سورۂ قٓ کی تلاوت فرمائی۔

٨١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَصْبَغَ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ، كَأَنِّي أَسْمَعُ قِرَاءَتَهُ ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾. [التكوير: ١٥، ١٦]

٨١٧- حضرت عمرو بن حریث ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ فجر کی نماز میں قراءت فرما رہے تھے۔ (مجھے وہ تلاوت اس طرح یاد ہے) گویا میں اب بھی آپ سے یہ آیات سن رہا ہوں: ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ' الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾ ''میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے' چلنے والے' چھپنے والے ستاروں کی۔''

٨١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَهُ أَبُو الْمِنْهَالِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ.

٨١٨- حضرت ابو برزہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک تلاوت کرتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک عمومی اندازہ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس سے کم یا زیادہ مقدار جائز نہیں۔ آیتیں لمبی ہوں تو ساٹھ آیات پڑھ لی جائیں' مثلاً: سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک دونوں میں تیس تیس آیات ہیں تو دو رکعتوں میں دو سورتیں پڑھنے سے ساٹھ آیات ہو جائیں گی۔ اور مختصر آیات والی سورتوں میں سے سو آیات تلاوت کر لی جائیں' مثلاً: سورۂ

٨١٧- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب القراءة في الفجر، ح: ٨١٧ من حديث إسماعيل به، وله طريق آخر عند مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٥٦ وغيره.

٨١٨- أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٦١ من حديث أبي المنهال به.

واقعہ دونوں رکعتوں میں تقسیم کرکے پڑھ لی جائے جس کی چھیانوے آیات ہیں۔ اگر آیات زیادہ لمبی ہوں جیسے سورۂ بقرہ وغیرہ میں ہیں' تو تعداد اس سے کم بھی ہوسکتی ہے۔ جس قدر تلاوت آسانی سے ہوسکے اور مقتدی آسانی سے سن سکیں' جائز ہے۔

٨١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا، فَيُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقْصِرُ فِي الثَّانِيَةِ. وَكَذٰلِكَ فِي الصُّبْحِ.

٨١٩- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو ظہر کی پہلی رکعت میں طویل قراءت کرتے تھے اور دوسری رکعت میں (اس سے) کم قراءت کرتے تھے۔ صبح کی نماز بھی اسی طرح پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس میں یہ حکمت ہے کہ پہلی رکعت میں طبیعت میں نشاط اور آمادگی ہوتی ہے' اس لیے زیادہ قرآن پڑھا اور سنا جاسکتا ہے جب کہ دوسری رکعت میں جسم تھکاوٹ محسوس کرتا ہے اور طبیعت کی آمادگی اس درجہ کی نہیں رہتی' اس لیے قراءت نسبتاً مختصر کردی جانی چاہیے۔ اور اس میں یہ فائدہ بھی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جماعت مل جائے اور پہلی رکعت فوت نہ ہو۔

٨٢٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِالْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أَتَى عَلَى ذِكْرِ عِيسَى، أَصَابَتْهُ شَرْقَةٌ، فَرَكَعَ. - يَعْنِي: سَعْلَةً -.

٨٢٠- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں سورۃ المومنون تلاوت فرمائی۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو آپ ﷺ کو کھانسی آگئی تو آپ رکوع میں چلے گئے۔

٨١٩ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ٤٥١ من حديث ابن أبي عدي به، وله طرق أخرى عند البخاري، ومسلم وغيرهما به باختلاف يسير.

٨٢٠ـ [صحيح] وله طريق آخر عند مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٥٥ عن عبدالله بن السائب به، وعلقه البخاري في صحيحه قبل، ح: ٧٧٤.

فوائد ومسائل: ① حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر سورۂ مومنون کی آیت (٥٠) میں وارد ہے۔ جہاں تین رکوع مکمل ہوتے ہیں، گویا رسول اللہ ﷺ مزید تلاوت کرنا چاہتے تھے لیکن کھانسی کی وجہ سے تلاوت ختم کر دی۔ اس سے بھی حدیث: ۸۱۸ کی تائید ہوتی ہے جس میں ساٹھ سے سو تک آیات پڑھنے کا ذکر ہے۔ ② اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں پوری سورت کا پڑھنا لازم نہیں۔ ③ اگر دوران قراءت میں امام کو کوئی ایسا عارضہ پیش آ جائے کہ قراءت کو جاری رکھنا مشکل ہو تو اسے قراءت ختم کر کے رکوع میں چلے جانا چاہیے۔

(المعجم ٦) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٤٥)

باب: ٦- جمعہ کے دن نماز فجر میں قراءت

٨٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُخَوَّلٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الٓمٓ تَنزِيلُ﴾، [السَّجْدَة] وَ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ﴾. [الإنسان]

۸۲۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ﴿الٓمٓ تَنزِيلُ﴾ اور ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

34

فوائد ومسائل: ① ائمہ مساجد کو چاہیے کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں یہ سورتیں پڑھا کریں۔ اگرچہ کوئی اور سورت پڑھنے سے بھی نماز درست ہوگی لیکن ان سورتوں کا پڑھنا مسنون ہے۔ ② اس میں شاید یہ حکمت ہوگی کہ ان دونوں سورتوں میں انسان کی پیدائش، خاتمہ، آدم علیہ السلام، جنت، دوزخ اور قیامت کا ذکر ہے۔ اور یہ سب باتیں جمعہ کے دن ہونے والی ہیں اور کچھ ہو چکی ہیں۔

٨٢٢- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ

۸۲۲- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن نماز فجر میں ﴿الٓمٓ تَنزِيلُ﴾ اور ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

٨٢١ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ح: ٨٧٩ من حديث وكيع وغيره به.

٨٢٢ـ [صحيح] سنده ضعيف، والحديث السابق شاهد له.

الْفَجْرِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الٓمٓ تَنزِيلُ﴾، وَ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى ٱلْإِنسَٰنِ﴾.

٨٢٣- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الٓمٓ تَنزِيلُ﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى ٱلْإِنسَٰنِ﴾.

۸۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ﴿الٓمّ تَنزِيل﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَان﴾ پڑھا کرتے تھے۔

٨٢٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ: أَنْبَأَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الٓمٓ تَنزِيلُ﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى ٱلْإِنسَٰنِ﴾.

۸۲۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ﴿الٓمّ تَنزِيل﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَان﴾ پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ إِسْحَاقُ: هٰكَذَا حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ عَبْدِ اللهِ، لَا أَشُكُّ فِيهِ.

اسحاق راوی بیان کرتے ہیں ہمیں عمرو نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ میں اس میں کسی قسم کا شک نہیں کرتا۔

(المعجم ٧) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ (التحفة ٤٦)

باب:۷- ظہر اور عصر کی نمازوں میں قراءت

٨٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۸۲۵- حضرت قزعہ (بن یحییٰ بصری) سے روایت

٨٢٣- أخرجه البخاري، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة، ح: ٨٩١، ومسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ح: ٨٨٠ من حديث إبراهيم به.

٨٢٤- [إسناده حسن] وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

٨٢٥- أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ٤٥٤ من حديث معاوية بن صالح به.

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ قَزَعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: لَيْسَ لَكَ فِي ذٰلِكَ خَيْرٌ، قُلْتُ: بَيِّنْ. رَحِمَكَ اللهُ. قَالَ: كَانَتِ الصَّلَاةُ تُقَامُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ، فَيَخْرُجُ أَحَدُنَا إِلَى الْبَقِيعِ، فَيَقْضِي حَاجَتَهُ، فَيَجِيءُ، فَيَتَوَضَّأُ، فَيَجِدُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ.

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق سوال کیا۔ انھوں نے فرمایا: تیرے لیے اس میں بھلائی نہیں۔ میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، بیان فرما دیجیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ظہر کی اقامت کہی جاتی تھی تو ہم میں سے ایک شخص بقیع کی طرف جاتا، (وہاں پہنچ کر) حاجت سے فارغ ہوتا، پھر واپس آ کر وضو کرتا اور (جب مسجد میں پہنچتا تو) رسول اللہ ﷺ کو ظہر کی پہلی رکعت میں پالیتا۔

فوائد ومسائل: ① ''بقیع'' اس جگہ کا نام ہے جسے آج کل ''جنت البقیع'' کہتے ہیں، یہ مدینہ کا قبرستان ہے، رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس کے ایک حصے میں قبریں تھیں، باقی خالی میدان تھا۔ اس وقت مسجد نبوی کی عمارت بھی تھوڑے سے رقبے پر بنی ہوئی تھی۔ ② ''اس میں تیرے لیے بھلائی نہیں۔'' مطلب یہ ہے کہ علم کا مقصد عمل کرنا ہے اور آپ لوگ اس کے مطابق عمل کر کے اتنی لمبی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ پھر پوچھنے کا کیا فائدہ؟ ③ پہلی رکعت کو طویل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ زیادہ لوگ پوری نماز باجماعت کا ثواب حاصل کر لیں۔ ④ اگر نمازی لمبی نماز پڑھنے میں مشقت محسوس نہ کریں تو نماز کو معمول سے زیادہ طول دیا جا سکتا ہے ورنہ مناسب حد تک تخفیف کرنے کا حکم ہے۔

٨٢٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، قَالَ، قُلْتُ لِخَبَّابٍ: بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ.

٨٢٦- حضرت ابومعمر رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگوں کو ظہر اور عصر میں رسول اللہ ﷺ کی قراءت کا کس طرح علم ہوتا تھا؟ انھوں نے فرمایا: آپ کی ریش مبارک کی حرکت سے۔

فوائد ومسائل: ① سری اور جہری تمام نمازوں میں قراءت ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: [فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللهِ أَسْمَعْنَاكُمْ، وَمَا أَخْفَى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ] (صحيح البخاري،

٨٢٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلاة، ح:٧٤٦، ٧٦٠، ٧٦١ من حديث الأعمش به.

الأذان، باب القراءة في الفجر، حديث:٧٧٢) ''قراءت ہر نماز میں ہوتی ہے' جو کچھ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سنایا' ہم تمھیں سناتے ہیں اور جو کچھ نبی ﷺ نے ہم سے چھپایا' ہم تم سے چھپاتے ہیں۔'' یعنی جن رکعتوں میں رسول اللہ ﷺ نے جہری قراءت کی' ہم بھی جہری قراءت کرتے ہیں اور جن نمازوں یا رکعتوں میں آپ ﷺ نے سرّی قراءت کی' ہم بھی سری قراءت کرتے ہیں۔ ② سرّی نمازوں اور رکعتوں میں قراءت کی صورت یہ ہے کہ ہونٹوں کو کلمات کے مطابق حرکت دی جائے محض دل میں پڑھنا کہ ہونٹوں کی حرکت نہ ہو کافی نہیں۔ ③ نماز میں امام کی طرف نظر اٹھ جانے سے نماز میں خلل نہیں آتا۔ ④ سرّی نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کی حرکت سے صحابۂ کرام نے اندازہ لگایا کہ رسول اللہ ﷺ قراءت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض اوقات کسی آیت کا کچھ حصہ آواز سے پڑھ دینے سے بھی صحابۂ کرام ؓ کو آپ کی قراءت کا علم ہو جاتا تھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الأذان، باب القراءة في العصر، حديث:٧٦٢)

٨٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَارَأَيْتُ أَحَداً أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فُلَانٍ. قَالَ: وَكَانَ يُطِيلُ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، وَيُخَفِّفُ الْأُخْرَيَيْنِ، وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ.

٨٢٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے فلاں سے زیادہ کسی کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہ نہیں دیکھی۔ حضرت سلیمان بن یسار ؒ نے فرمایا: وہ صاحب ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں طویل قراءت کرتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں تخفیف فرماتے تھے اور عصر کی نماز (ظہر کے مقابلے میں) ہلکی پڑھاتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① علامہ وحید الزمان ؒ بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص حضرت علی ؓ تھے یا عمر بن عبدالعزیز یا عمر بن سلمہ ؓ' یعنی حضرت ابو ہریرہ ؓ کا اشارہ ان حضرات میں سے کسی ایک کی طرف ہے کہ ان کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے بہت ملتی جلتی ہے۔ ② عصر کی نماز ظہر کی نماز سے ہلکی پڑھنا مسنون ہے تاہم اس میں بھی پہلی رکعتیں نسبتاً طویل اور آخری رکعتیں مختصر ہونی چاہییں۔

٨٢٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا

٨٢٨- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے'

٨٢٧ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٢/ ١٦٧، ١٦٨، الافتتاح، باب تخفيف القيام والقراءة، ح: ٩٨٣ من حديث الضحاك به، وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٢٠، وابن حبان (الإحسان)، ح: ١٨٣٧.

٨٢٨ـ [إسناده ضعيف] * زيد تقدم حاله، ح: ٣٥٦، ٣٦٩، وتلميذه "اختلط بآخره" كما قال البوصيري، وغيره، وسماع الطيالسي منه بعد اختلاطه كما في التقييد والإيضاح للعراقي ص: ٤٣١، وحديث مسلم، ح: ٤٥٢ يغني عنه.

أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدٌ الْعَمِّيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: اجْتَمَعَ ثَلَاثُونَ بَدْرِيًّا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: تَعَالَوْا حَتَّى نَقِيسَ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيمَا لَمْ يَجْهَرْ فِيهِ مِنَ الصَّلَاةِ فَمَا اخْتَلَفَ مِنْهُمْ رَجُلَانِ، فَقَاسُوا قِرَاءَتَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ بِقَدْرِ ثَلَاثِينَ آيَةً، وَفِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ، وَقَاسُوا ذٰلِكَ فِي الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ النِّصْفِ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ.

انھوں نے فرمایا: (ایک بار) تیس بدری صحابہ ؓ (ایک جگہ) جمع ہو گئے۔ انھوں نے (آپس میں) کہا: آیئے رسول اللہ ﷺ کی سری نمازوں میں قراءت (کی مقدار) کا اندازہ کریں۔ ان میں سے کسی دو میں اختلاف نہیں ہوا (اور انھوں نے بالاتفاق فیصلہ دیا) ان کا اندازہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی قراءت ظہر کی پہلی رکعت میں تیس آیتوں کے برابر ہوتی تھی اور دوسری رکعت میں اس سے نصف اور عصر کی نماز کے بارے میں ان کا اندازہ یہ تھا کہ وہ ظہر کی آخری رکعتوں سے نصف ہوتی تھی۔

فائدہ: مذکورہ بالا روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم معناً صحیح ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: ''نبی ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تیس تیس آیات کے برابر قراءت کرتے تھے اور پچھلی رکعتوں میں پندرہ آیتوں کے برابر یا فرمایا: اس (تیس) سے نصف اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر قراءت کرتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں اس سے نصف۔'' دیکھیے: (صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر و العصر، حديث:٤٥٢)

(المعجم ٨) بَابُ الْجَهْرِ بِالْآيَةِ أَحْيَانًا فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ (التحفة ٤٧)

باب:٨- ظہر اور عصر کی نماز میں کبھی کبھار کوئی آیت آواز سے پڑھ دینا

٨٢٩- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ

٨٢٩- حضرت ابوقتادہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے ہوئے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں آیت سنا دیتے تھے۔

٨٢٩ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في العصر، ح:٧٦٢، ٧٧٩ من حديث هشام، ومسلم، الصلاة باب القراءة في الظهر، ح:٤٥١ من حديث يحيى به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ مِنْ صَلاَةِ الظُّهْرِ، وَيُسْمِعُنَا الآيَةَ أَحْيَاناً.

فوائد ومسائل: ① سری نماز میں کوئی آیت یا لفظ آواز سے پڑھنے سے نماز میں نقص نہیں آتا۔ ② ممکن ہے رسول اللہ ﷺ اس انداز سے قراءت کا اظہار اس لیے کرتے ہوں کہ صحابۂ کرام ؓ کو معلوم ہو جائے کہ سری نماز میں فاتحہ کے بعد کسی بھی مقام سے قراءت کی جا سکتی ہے۔ واللہ أعلم.

٨٣٠- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا الظُّهْرَ، فَنَسْمَعُ مِنْهُ الآيَةَ بَعْدَ الآيَاتِ مِنْ سُورَةِ لُقْمَانَ وَالذَّارِيَاتِ.

٨٣٠- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں ظہر کی نماز پڑھاتے تھے اور ہمیں چند آیتوں کے بعد ایک آیت سورۂ لقمان اور ذاریات کی سنائی دیتی تھی۔

(المعجم ٩) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلاَةِ الْمَغْرِبِ (التحفة ٤٨)

باب: ٩- نماز مغرب میں قراءت

٨٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّهِ - قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: هِيَ: لُبَابَةُ - أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلاَتِ عُرْفاً.

٨٣١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے اپنی والدہ (حضرت لبابہ ؓ) سے روایت کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ (سورۂ مرسلات) پڑھتے سنا۔

٨٣٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ٢/ ١٦٣، الافتتاح، باب القراءة في الظهر، ح: ٩٧٢ من حديث سلم به، وانظر، ح: ٤٦ لعلته.

٨٣١ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ٧٦٣، ٤٤٢٩، ومسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٦٢ من حديث الزهري به.

٨٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ.

قَالَ جُبَيْرٌ، فِي غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيثِ: فَلَمَّا سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ: ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ﴾ كَادَ قَلْبِي يَطِيرُ. [الطور: ٣٥ تا ٣٨]

٨٣٢- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے سنا۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ نے ایک اور حدیث کے دوران میں فرمایا: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیات پڑھتے سنا: ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ...... فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ﴾ ''کیا وہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے (خود بخود) پیدا کیے گئے ہیں؟ یا وہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ کیا انھوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ وہ لوگ یقین نہیں رکھتے۔ یا کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں؟ یا وہ (ان خزانوں کے) داروغے ہیں؟ یا کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ وہ اس پر (چڑھ کر آسمان کی باتیں) سن لیتے ہیں؟ (اگر ایسا ہے) تو پھر چاہیے کہ ان کا سننے والا کوئی روشن دلیل پیش کرے۔'' تو قریب تھا کہ میرا دل اڑ جائے گا۔

فائدہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں مشرکوں کی طرف سے شریک تھے۔ مسلمانوں نے جن غیر مسلموں کو جنگ میں گرفتار کیا تھا ان میں یہ بھی شامل تھے۔ جب انھیں گرفتار کر کے مدینہ لایا گیا' اس دوران میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے مغرب کی نماز میں قرآن سنا۔ (صحيح البخاري' الجهاد' باب فداء المشركين' حديث: ٣٠٥٠) اس موقع پر ان کے دل میں ایمان جاگزیں ہو گیا۔ (صحيح البخاري' المغازي' باب: ١٢' حديث: ٤٠٢٣) قرآن کے اس اثر کو زیر مطالعہ حدیث میں انھوں نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ قرآن سن کر مجھے یوں محسوس ہوا گویا میرا دل سینے سے نکل جائے گا' یعنی دل پر قرآن کا اس قدر اثر ہوا کہ دل اسلام قبول کرنے کے لیے بے تاب ہو گیا۔

٨٣٢- أخرجه البخاري، التفسير، سورة "والطور"، ح: ٤٨٥٤ من حديث سفيان، وعن غيره، ومسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٦٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

٨٣٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ: ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾.

٨٣٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ مغرب کی نماز میں ﴿قُلْ يَآأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَد﴾ تلاوت کیا کرتے تھے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ (التحفة ٤٩)

باب: ١٠- نماز عشاء میں قراءت

٨٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ جَمِيعاً عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَاءَ الآخِرَةَ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ.

٨٣٤- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز عشاء ادا کی انھوں نے فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ پڑھتے سنا۔

٨٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، جَمِيعاً، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، مِثْلَهُ، قَالَ: فَمَا سَمِعْتُ

٨٣٥- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے مذکورہ بالا ارشاد فرما کر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوش آواز یا اچھی قراءت کرنے والا کوئی انسان نہیں سنا۔

٨٣٣- [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب: ٤/ ٤٩ من حديث أحمد بن بديل به، وقال ابن عدي: "حدث عن حفص بن غياث وغيره أحاديث أنكرت عليه وهو ممن يكتب حديثه على ضعفه"، والحديث طعن فيه أبوزرعة الرازي، والدارقطني وغيرهما (تهذيب الكمال وغيره)، فالجرح مقدم.

٨٣٤- أخرجه البخاري، الأذان، باب الجهر في العشاء، ح: ٧٦٧، ٧٦٩، ٤٩٥٢، ٧٥٤٦، ومسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٤ عن يحيى بن سعيد وغيره من حديث عدي به.

٨٣٥- [صحيح] انظر الحديث السابق.

إِنْسَاناً أَحْسَنَ صَوْتاً أَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ.

فائدہ: قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے کوشش کرنی چاہیے کہ بہترین انداز سے اور خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کی جائے لیکن گانے' موسیقی کا انداز اختیار کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

٨٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ، فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ».

٨٣٦- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل ؓ نے اپنے مقتدیوں کو عشاء کی نماز پڑھائی اور اس میں طویل قراءت کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم (ایسی سورتیں) پڑھا کرو: ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى۔ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت معاذ ؓ عشاء کی نماز نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں ادا کرنے کے بعد اپنے محلے کی مسجد میں جا کر نماز کی امامت کیا کرتے تھے۔ ایسی صورت میں جب کہ ان کی نماز مسجد نبوی کی نماز سے بھی لیٹ ادا ہوتی تھی' طویل قراءت لوگوں کے لیے مزید مشقت اور گرانی کا باعث ہوتی حتی کہ بعض لوگوں نے آ کر نبی ﷺ سے ان کی شکایت بھی کی جس پر آپ ﷺ نے حضرت معاذ ؓ کو تنبیہ فرمائی۔ (صحيح مسلم' الصلاة' باب القراءة في العشاء' حديث:٤٦٥) ② اس موقع پر شکایت کرنے والے صاحب کو ایک اور وجہ سے بھی مشقت ہوئی۔ وہ محنت مشقت سے روزی کمانے والے آدمی تھے۔ مزدوری سے فارغ ہو کر آئے۔ دو اونٹ ساتھ تھے۔ دیکھا مسجد میں جماعت کھڑی ہے تو نماز میں شامل ہو گئے۔ کچھ دن بھر کی تھکاوٹ' کچھ اونٹوں کا فکر' کچھ جلدی گھر پہنچ کر کھانے پینے اور آرام کی خواہش۔ ادھر حضرت معاذ ؓ نے سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ اب معلوم نہیں حضرت معاذ ؓ تلاوت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے کہاں تک پڑھتے چلے جائیں' چنانچہ اس صحابی نے جماعت سے الگ ہو کر اپنی نماز پڑھی اور چلے گئے۔ حضرت معاذ ؓ نے اسے نامناسب خیال کیا اور تنقید کے طور پر کچھ ارشاد فرما دیا۔ انھیں خبر ملی تو رسول اللہ ﷺ سے جا شکایت کی۔ تب آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' باب من شكا إمامه إذا طوّل' حديث:٧٠٥) ③ امام کو نماز میں کمزور اور ضرورت مند مقتدیوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ④ اگر کسی سے شکایت ہو تو اس کے متعلق کسی اعلیٰ شخصیت کو بتانا غیبت میں شامل نہیں کیونکہ اس سے غلطی کی تلافی اور اس کی اصلاح مقصود ہے۔ ⑤ عشاء کی نماز میں قراءت مختصر ہونی چاہیے۔ اس میں مذکورہ بالا سورتیں یا اس مقدار میں تلاوت کرنا مسنون ہے۔

٨٣٦ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٥ عن محمد بن رمح وغيره مطولاً.

(المعجم ١١) - **بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ** (التحفة ٥٠)

باب:١١- امام کے پیچھے (سورۂ فاتحہ) پڑھنا

٨٣٧- **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسَهْلُ ابْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَ إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ».

٨٣٧- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی' اس کی کوئی نماز نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اس سے ثابت ہوا کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا نماز کا رکن ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ② ''کوئی نماز نہیں'' کا مطلب ہے کہ فرض اور نفل نماز' امام' مقتدی اور اکیلے کی نماز' سب کا ایک ہی حکم ہے' یعنی سب کے لیے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ ③ بعض حضرات اس حدیث کو آیت مبارکہ ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (المزمل:٢٠) کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے: ''پڑھو قرآن میں سے جو آسان ہو۔'' حقیقت یہ ہے کہ آیت مبارکہ اس حدیث شریف سے متعارض نہیں جیسے کہ آیت کے ابتدائی حصے سے واضح ہوتا ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابۂ کرام ؓ سمیت رات کو کئی کئی گھنٹے تہجد پڑھتے تھے۔ اب اس حکم میں تخفیف کردی گئی ہے۔ اب چھ یا آٹھ گھنٹے نماز پڑھنا ضروری نہیں بلکہ ہر شخص اپنی ہمت اور شوق کے مطابق کم یا زیادہ وقت تک تہجد پڑھ سکتا ہے۔ اس کا سورۂ فاتحہ کے وجوب سے کوئی تعارض نہیں۔ آیت اور حدیث کو ملا کر مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ سورۂ فاتحہ لازماً پڑھو' اس کے بعد باقی قرآن میں سے جتنا آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لو۔ ویسے بھی سورۂ فاتحہ اتنی مشکل نہیں کہ اسے ''آسانی سے پڑھی جانے والی قراءت'' کے حکم کے خلاف سمجھا جائے۔

٨٣٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ، أَنَّ

٨٣٨- حضرت ابوسائب ؒ سے روایت ہے انھوں نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں

٨٣٧ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها . . . الخ، ح: ٧٥٦، ومسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٤ من حديث ابن عيينة به.

٨٣٨ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٥ من حديث ابن جريج به، وفي رواية الحميدي (نسخة ديوبندية: ٩٧٤) "قال عبدالرحمٰن: فقلت لأبي هريرة: فإني أسمع قراءة الإمام فغمزني بيده، فقال: يافارسي: أو قال يا ابن الفارسي! اقرأ بها في نفسك".

أَبَاالسَّائِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ، غَيْرُ تَمَامٍ». فَقُلْتُ: يَاأَبَاهُرَيْرَةَ فَإِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ، فَغَمَزَ ذِرَاعِي، وَقَالَ: يَا فَارِسِيُّ! اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ.

ام القرآن (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھی تو وہ (نماز) ناقص ہے ' نامکمل ہے۔'' (ابوسائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! کبھی میں امام کے پیچھے بھی ہوتا ہوں (تو پھر بھی پڑھوں؟) انھوں نے میرے بازو کو دبایا اور فرمایا: اے فارسی! اسے اپنے جی میں (آہستہ) پڑھ لے۔

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ نماز کا رکن ہے۔ مقتدی اور اکیلے دونوں پر فرض ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ ② نقص دو طرح کا ہوتا ہے' مثلاً: ایک انسان کا بازو یا پاؤں کٹ جائے تو انسان زندہ رہ سکتا ہے اگرچہ وہ ناقص ہوگا لیکن اگر کسی کا سر کاٹ دیا جائے یا دل نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے سے ہونے والے نقص کو عام طور پر پہلی قسم کا نقص قرار دے دیا جاتا ہے لیکن یہ قول درست نہیں کیونکہ مرفوع حدیث سے ثابت ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] ''جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے' وہ کفایت نہیں کرتی۔'' (صحيح ابن خزيمة' الصلاة' جماع أبواب الأذان والإقامة' باب ذكر الدليل على أن الخداج...... هو النقص الذي لاتجزئ الصلاة معه...... ' حدیث:٤٩٠) کفایت نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی پڑھی ہوئی نماز کافی نہیں' دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ ③ [اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ] ''دل میں پڑھ لے'' اس کا مطلب زبان کو حرکت دیے بغیر دل میں سوچنا نہیں کیونکہ اسے قراءت (پڑھنا) نہیں کہا جاتا بلکہ اس طرح پڑھنا مراد ہے کہ ساتھ کھڑا ہوا نمازی آواز نہ سنے۔ اس طرح پڑھنا استماع اور انصات کے خلاف بھی نہیں ہے جیسا کہ قراءت فاتحہ خلف الامام کو استماع اور انصات کے خلاف باور کرا کے اس حکم نبوی سے انکار کیا جاتا ہے۔

٨٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ. ح: وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ جَمِيعاً عَنْ أَبِي سُفْيَانَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا

٨٣٩- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی کوئی نماز نہیں جو فرض اور نفل نماز کی ہر رکعت میں ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت نہیں پڑھتا۔''

٨٣٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١/ ٣٦١، ح: ٣٦٣٢ عن ابن فضيل به وانظر، ح: ٥٢٠ لحال أبي سفيان طريف بن شهاب، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف".

صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ: اَلْحَمْدَ وَسُورَةً، فِي فَرِيضَةٍ أَوْ غَيْرِهَا».

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورت کا پڑھنا بھی ضروری ہے لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے صرف سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور دوسری سورت کا پڑھنا مستحب ہے' واجب (فرض) نہیں۔ (إنجاز الحاجة)

٨٤٠- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجَزَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ صَلاَةٍ لاَ يُقْرَأُ فِيهَا بِأُمِّ الْكِتَابِ، فَهِيَ خِدَاجٌ».

۸۴۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا: ''ہر وہ نماز جس میں ام الکتاب (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھی جائے وہ خداج (ناقص) ہے۔''

٨٤١- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السُّكَيْنِ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ السَّلَعِيُّ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ صَلاَةٍ لاَ يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَهِيَ خِدَاجٌ، فَهِيَ خِدَاجٌ».

۸۴۱- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے' وہ ناقص ہے' وہ ناقص ہے۔''

٨٤٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ

۸۴۲- حضرت ابو درداء ؓ سے روایت ہے' ان سے ایک شخص نے سوال کیا: کیا میں اس وقت بھی قراءت کیا کروں جب امام قراءت کر رہا ہو؟ حضرت ابو درداء

٨٤٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٧٥ عن ابن إسحاق قال حدثني يحيى بن عباد به الخ، باختلاف يسير، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

٨٤١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠٤، ٢١٥.

٨٤٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في كتاب القراءة، (ح: ٣٥٧ ط باكستان) من حديث إسحاق بن سليمان به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه معاوية بن يحيى الصدفي أبو روح، وهو ضعيف".

الْخَوْلاَنِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَقْرَأُ وَالإِمَامُ يَقْرَأُ؟ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ: أَفِي كُلِّ صَلاَةٍ قِرَاءَةٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَ هٰذَا.

ؓ نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا تھا: کیا ہر نماز میں قراءت ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا: یہ تو واجب ہوگئی۔

٨٤٣- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ، بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، وَفِي الأُخْرَيَيْنِ، بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

۸۴۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ امام کے پیچھے ظہر اور عصر کی نمازوں میں پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھتے تھے اور بعد کی دو رکعتوں میں (صرف) سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① امام کے پیچھے بھی سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ ② سری نمازوں میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھ لینے کے بعد دوسری سورت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي سَكْتَتَيِ الْإِمَامِ (التحفة ٥١)

باب: ۱۲- امام کے دو سکتوں کا بیان

٨٤٤- **حَدَّثَنَا** جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ جَمِيلٍ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُالأَعْلٰى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: سَكْتَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ. فَكَتَبْنَا إِلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

۸۴۴- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے دو سکتے یاد ہیں۔ حضرت عمران بن حصین ؓ نے اس سے اتفاق نہ کیا تو ہم نے مدینہ میں حضرت ابی بن کعب ؓ کو (خط) لکھا (کہ اس مسئلہ میں فیصلہ دیں) انھوں نے (جوابی طور پر) لکھ بھیجا کہ حضرت سمرہ ؓ نے (صحیح) یاد

٨٤٣ـ [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ١٧٠ من حديث محمد بن يحيى به، قال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

٨٤٤ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب السكتة عند الافتتاح، ح: ٧٨٠، ٧٩٩ من حديث سعيد به، وحسنه الترمذي، ح: ٢٥١ ✽ الحسن عن سمرة كتاب، والرواية عن كتاب صحيحة عند الجمهور.

بِالْمَدِينَةِ، فَكَتَبَ أَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ.

رکھا ہے۔

قَالَ سَعِيدٌ: فَقُلْنَا لِقَتَادَةَ: مَا هَاتَانِ السَّكْتَتَانِ؟ قَالَ: إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ، وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ.

سعید رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم نے قتادہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا: یہ دو سکتے کون کون سے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: (ایک تو) جب نماز میں داخل ہوتے ہیں اور (ایک) جب (امام) قراءت سے فارغ ہوتا ہے۔

ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: وَإِذَا قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾.

دوسرے موقع پر قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا ہے۔"

قَالَ: وَكَانَ يُعْجِبُهُمْ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ، أَنْ يَسْكُتَ حَتَّى يَتَرَادَّ إِلَيْهِ نَفَسُهُ.

حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: صحابۂ کرام کو یہ بات پسند تھی کہ جب امام قراءت سے فارغ ہو تو تھوڑا سا خاموش ہو جائے حتی کہ اس کا سانس درست ہو جائے۔

٨٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ، وَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِشْكَابَ. قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ، قَالَ سَمُرَةُ: حَفِظْتُ سَكْتَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ. سَكْتَةً قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَسَكْتَةً عِنْدَ الرُّكُوعِ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ. فَكَتَبُوا إِلَى الْمَدِينَةِ إِلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَصَدَّقَ سَمُرَةَ.

٨٤٥- حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے دو سکتے یاد ہیں۔ ایک سکتہ قراءت سے پہلے اور ایک سکتہ رکوع سے پہلے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ان سے اتفاق نہ کیا۔ چنانچہ انھوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف مدینہ منورہ خط لکھا۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی تائید فرمائی۔

فائدہ: اس تفصیل سے تین سکتے (تھوڑا خاموش رہنا) معلوم ہوتے ہیں۔ ایک سکتہ تکبیر تحریمہ کے بعد (جس میں حمد وثنا پڑھی جاتی ہے) دوسرا سکتہ سورۂ فاتحہ کے خاتمے پر (تاکہ امام کا سانس درست ہو جائے' نیز آمین اور قراءت قرآن کے درمیان امتیاز ہو جائے۔) تیسرا سکتہ قراءت سے فراغت کے بعد' رکوع میں جانے سے قبل (اس کا مقصد بھی سانس درست کرنا ہے۔) بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ امام کے ساتھ ساتھ اپنے جی میں نہ پڑھے بلکہ ان سکتات میں سے کسی ایک سکتے میں پڑھ لے لیکن یہ موقف اس لیے صحیح نہیں کہ نبی ﷺ نے یہ سکتے اس

٨٤٥- [حسن] انظر الحديث السابق.

مقصد کے لیے نہیں کیے تھے' اس لیے یہ نہایت مختصر ہوتے تھے' علاوہ ازیں صحابۂ کرام ؓ نے بھی ان سکتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا التزام نہیں کیا۔ اس لیے صرف سکتات ہی میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی اجازت دینے والے موقف کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے۔

(المعجم ١٣) - **بَابٌ: إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا** (التحفة ٥٢)

باب: ١٣- جب امام قراءت کرے تو خاموش رہو

٨٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا، وَإِذَا قَالَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾، فَقُولُوا: آمِينَ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا صَلَّى جَالِساً فَصَلُّوا جُلُوساً أَجْمَعِينَ».

٨٤٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے' چنانچہ جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو' جب وہ قراءت کرے تو خاموش رہو اور جب وہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھے تو تم آمین کہو' جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو' جب وہ [سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے' تو کہو [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] ''اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریفیں ہیں'' جب وہ سجدہ کرے' تو تم سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

فوائد و مسائل: ① مقتدی کو اپنی حرکات و سکنات میں امام سے آگے بڑھنا منع ہے بلکہ امام سے پیچھے رہنا چاہیے۔ ② امام کی قراءت کے وقت خاموش رہنے کا مطلب یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد جب امام دوسری سورت پڑھے تو مقتدی خاموشی سے سنیں وہ کوئی دوسری سورت نہ پڑھیں سورۂ فاتحہ کے بارے میں حضرت ابوہریرہ ؓ کی روایت میں گزر چکا ہے کہ مقتدی کو فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے۔ دیکھیے: (حدیث:٨٣٨) ③ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کا بھی کوئی اور عذر نہ ہونے کے باوجود بیٹھ کر نماز ادا کرنے کا حکم منسوخ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بیماری کی شدت کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ حضرت ابوبکر ؓ آپ کے ساتھ کھڑے تھے اور تمام صحابۂ کرام ؓ نے بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ ضعف کی وجہ سے بلند آواز

٨٤٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يصلي من قعود، ح: ٦٠٤ من حديث أبي خالد به، وصححه الإمام مسلم، وله شاهد في صحيحه، والحديث لا يدل على منع الفاتحة خلف الإمام، انظر، ح: ٨٣٨.

سے تکبیر نہیں کہہ سکتے تھے' اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی تکبیر سن کر بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے تاکہ تمام نمازی سن سکیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' باب حد المریض أن یشھد الجماعة' حدیث:٦٦٤)

٨٤٧- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي غَلَّابٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَرَأَ الإِمَامُ فَأَنْصِتُوا، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ ذِكْرِ أَحَدِكُمُ التَّشَهُّدُ».

٨٤٧- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام قراءت کرے تو خاموش رہو اور جب وہ قعدہ تک پہنچ جائے تو سب سے پہلے اللہ کا جو ذکر کرو وہ تشہد ہونا چاہیے۔''

٨٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِأَصْحَابِهِ صَلاَةً، نَظُنُّ أَنَّهَا الصُّبْحُ. فَقَالَ: «هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟» قَالَ رَجُلٌ: أَنَا. قَالَ: «إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ».

٨٤٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی جو غالباً صبح کی نماز تھی۔ (نماز کے بعد) فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے قراءت کی ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کہہ رہا تھا' کیا وجہ ہے کہ مجھ سے تلاوت قرآن میں کشمکش ہو رہی ہے؟''

فوائد ومسائل: ① جہری نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد امام کی قراءت خاموشی سے سننی چاہیے۔ ② تشہد میں سب سے پہلے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ...... آخر تک پوری دعا' اس کے بعد درود شریف اور پھر دوسری دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

٨٤٩- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ

٨٤٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی...... اس

٨٤٧- أخرجه مسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح: ٤٠٤ من حديث جرير به مختصرًا، وانظر الحديث السابق.

٨٤٨- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من رأى القراءة إذا لم يجهر، ح: ٨٢٦ من حديث الزهري به، وحسنه الترمذي، ح: ٣١٢، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

٨٤٩- [صحيح] انظر الحديث السابق.

الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَزَادَ فِيهِ، قَالَ: فَسَكَتُوا بَعْدُ، فِيمَا جَهَرَ فِيهِ الإِمَامُ.

کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی' اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے۔ اس کے بعد صحابہ نے ان نمازوں میں خاموشی اختیار فرمائی جن میں امام بلند آواز سے قراءت کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے علاوہ تلاوت کی ممانعت جہری نمازوں میں ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: [فَلَا تَقْرَءُوا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ] (سنن أبي داود' الصلاة' أبواب تفريع استفتاح الصلاة' باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب' حديث:٨٢٤) ''جب میں جہری قراءت کروں تو صرف سورۂ فاتحہ پڑھا کرو۔'' البتہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں مذکور ہے کہ ایسا ہی واقعہ کسی سری نماز میں بھی پیش آیا تھا کہ ظہر یا عصر کی نماز میں کسی مقتدی نے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا: (صحيح مسلم' الصلاة' باب نهي المأموم عن جهره بالقراءة خلف إمامه' حديث:٣٩٨) ② امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں اس حدیث پر جو عنوان ذکر فرمایا ہے' اس سے اشارہ ملتا ہے کہ مقتدی نے سورۃ الاعلیٰ بلند آواز سے پڑھی تھی۔ کشمکش کے الفاظ سے بھی اس کا اشارہ ملتا ہے۔ واللہ أعلم. خلاصہ یہ ہے کہ جہری نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد مقتدی کو کچھ نہیں پڑھنا چاہیے' البتہ سری نماز میں دوسری سورت پڑھ سکتا ہے لیکن بلند آواز سے نہ پڑھے۔

٨٥٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقِرَاءَةُ الإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ».

٨٥٠- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قراءت اسی کی قراءت ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کر کے کہا جاتا ہے کہ مقتدی کو قراءت کی ضرورت نہیں' امام کی قراءت ہی اس کے لیے کافی ہے لیکن یہ حدیث سخت ضعیف ہے' اس لیے اس سے استدلال صحیح نہیں۔

٨٥٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الدارقطني: ١/ ٣٣١ من حديث الحسن بن صالح به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، جابر هو ابن يزيد الجعفي متهم"، وله شواهد، كلها ضعيفة، وصنف فيه شيخنا الإمام أبومحمد بديع الدين شاه الراشدي السندي رحمه الله كتابًا مستقلاً وبين أنه حديث ضعيف من جميع طرقه * أبوالزبير مدلس كما تقدم، ح: ٣٩٥.

(المعجم ١٤) - **بَابُ الْجَهْرِ بِآمِينَ** (التحفة ٥٣)

باب:١٤- بلند آواز سے آمین کہنا

٨٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٨٥١- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قراءت کرنے والا (امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی' اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو اس وقت آمین کہنی چاہیے جب امام آمین کہے اگرچہ مقتدی کی قراءت امام سے آگے پیچھے ہی ہو۔ ② اس سے امام کا بلند آواز سے آمین کہنا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ مقتدی اس کی آواز سن کر آمین کہیں گے۔ ③ نمازی کی آمین کا فرشتوں کی آمین سے مل جانے کا کیا مطلب ہے؟ اس کی تشریح مختلف انداز سے کی گئی ہے: (ا) وقت میں موافقت' یعنی جس وقت فرشتے آمین کہیں' اسی وقت نمازی آمین کہیں۔ (ب) خلوص میں موافقت: فرشتوں کا ہر عمل اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ اگر نمازی بھی اسی طرح اخلاص کے ساتھ آمین کہے تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (ج) خشوع میں موافقت: آمین دعا ہے اور دعا میں خشوع قبولیت کا باعث ہے۔ فرشتوں کے اعمال میں خشوع پایا جاتا ہے' اسی طرح مومن کی دعا اور خصوصاً آمین میں خشوع اور ادب و احترام ہونا چاہیے۔ ④ امام بخاری نے یہ حدیث اس عنوان کے تحت ذکر کی ہے: باب جهر المأموم بالتأمين ''مقتدی کا بلند آواز سے آمین کہنا۔'' (صحيح البخاري' الأذان' باب جهر المأموم بالتأمين' حديث:٧٨٢)

٨٥٢- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَجَمِيلُ ابْنُ الْحَسَنِ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ، وَ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ

٨٥٢- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قراءت کرنے والا (امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی' اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

٨٥١- أخرجه البخاري، الدعوات، باب التأمين، ح:٦٤٠٢ من حديث سفيان به.

٨٥٢- أخرجه البخاري، الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، ح:٧٨٠، ومسلم، الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح:٤١٠ من حديث الزهري به.

الْحَرَّانِيُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، جَمِيعاً عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٨٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ، ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: تَرَكَ النَّاسُ التَّأْمِينَ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ: «﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ ﴿٧﴾﴾» قَالَ: «آمِينَ» حَتَّى يَسْمَعَهَا أَهْلُ الصَّفِّ الأَوَّلِ، فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ.

٨٥٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کہتے تھے تو (بلند آواز سے) آمین کہتے تھے حتی کہ پہلی صف والے سن لیتے' پھر اس (آمین کی) آواز سے مسجد گونج اٹھتی۔

فائدہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے' تاہم یہ مسئلہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة' حديث: ٤٦٤) امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے (مقتدی) حضرات نے آمین کہی حتی کہ مسجد گونج اٹھی۔ (صحيح البخاري' الأذان' باب جهر الإمام بالتأمين)

٨٥٤- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ حُجَيَّةَ

٨٥٤- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب آپ نے ﴿وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کہا تو فرمایا: ''آمین۔''

٨٥٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التأمين وراء الإمام، ح: ٩٣٤ من حديث صفوان به، وانظر، ح: ٨١٤ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف".

٨٥٤ـ [صحيح] وقال البوصيري: "ابن أبي ليلى هو محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ليلى، ضعفه الجمهور . . .". وله شواهد صحيحة.

ابْنِ عَدِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ: «وَلاَ الضَّالِّينَ» قَالَ: «آمِينَ».

٨٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَعَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ قَالَ: «آمِينَ». فَسَمِعْنَاهَا مِنْهُ.

۸۵۵- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی جب نبی ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کہا تو فرمایا: ''آمین'' ہم سب نے آپ کی آمین سنی۔

٨٥٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلاَمِ وَالتَّأْمِينِ».

۸۵۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہودی تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا سلام اور آمین پر تم سے حسد کرتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① آپس میں سلام اور نماز میں آمین کہنا مسلمان معاشرے کی ایک ایسی خوبی ہے جسے غیر مسلم بھی محسوس کرتے ہیں۔ ② حسد کی وجہ سے وہ خود تو اس نیکی کو اختیار نہیں کرتے' البتہ یہ خواہش ضرور رکھتے ہیں کہ مسلمان ایسی خوبیوں سے محروم ہو جائیں۔ ③ آپس میں ملاقات کے وقت مسلمانوں کا طریقہ ''السلام علیکم'' اور ''وعلیکم السلام'' کہنا ہے جو مختصر الفاظ کا ایک جملہ ہونے کے باوجود ایک بہترین دعا ہے۔ یہود و نصاریٰ اولاً تو ہاتھ کے اشارے پر اکتفا کرتے ہیں یا ''ہیلو ہائے'' کے الفاظ بولتے ہیں جن میں دعا کا عنصر سرے سے شامل نہیں یا ''گڈ مارننگ' گڈ ایوننگ'' جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جس میں خیر کی خواہش محدود کر دی گئی ہے۔ ''صبح بخیر'' ''شب

٨٥٥ـ [صحيح] * عبدالجبار لم يسمع من أبيه كما في التهذيب وغيره، وأبوإسحاق تقدم، ح:٤٦، وابن عياش ضعيف على الراجح، وللحديث شواهد صحيحة عند أبي داود، ح:٩٣٢، ٩٣٣ وغيره.

٨٥٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:٩٨٨ عن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح:١٥٨٥، والمنذري، والبوصيري، وحسنه الهيثمي في المجمع: ٢/ ١١٣، وقال المنذري في الترغيب: ١/٣٩٦،ح: ٧١٩، "رواه الطبراني في الأوسط بإسناد حسن، ولفظه قال: إن اليهود قد سئموا دينهم، وهم قوم حُسّد ولم يحسدوا المسلمين على أفضل من ثلاث، رد السلام وإقامة الصفوف وقولهم خلف إمامهم في المكتوبة آمين".

بخیر‘‘ وغیرہ کے الفاظ بھی انھی کی نقل ہیں جب کہ مسلمانوں کا طریقہ دعا پر مبنی ہے اور دعا بھی محدود وقت کے لیے نہیں۔ ان لوگوں کا رویہ قابل افسوس ہے جو اس بہترین دعا کو چھوڑ کر غیر مسلموں کے فضول اور بے فائدہ جملے اختیار کرتے ہیں۔ ④ ’’آمین‘‘ کا مطلب ہے ’’قبول فرما‘‘ یہ لفظ گویا مفصل دعا کے بعد مختصراً انھی دعاؤں کی تکرار ہے۔ یہود و نصاریٰ بھی یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ہوسکتا ہے یہ انھوں نے مسلمانوں ہی سے سیکھا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے انبیائے کرام کی جو تعلیمات تحریف سے بچ کر ان تک پہنچ گئی ہیں' ان میں یہ بھی شامل ہو' اس لیے وہ نہیں چاہتے کہ یہ خوبیوں بھرا لفظ مسلمانوں کے استعمال میں آئے۔ ان کی حالت تو وہ ہے جو قرآن مجید نے بیان کی ہے کہ ﴿مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ (البقرة:١٠٥) ’’اہل کتاب اور (دیگر) مشرکین اور کافر یہ پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمھارے رب کی طرف سے کوئی بھی بھلائی نازل ہو۔‘‘ مسلمانوں کو چاہیے کہ کافروں کے بہکاوے میں نہ آئیں اور سلام اور آمین جیسے پاکیزہ آداب سے کنارہ کش نہ ہوں۔

٨٥٧- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الْخَلَّالُ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ أَبُو مُسْهِرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ صُبَيْحٍ الْمُرِّيُّ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى آمِينَ. فَأَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ آمِينَ».

٨٥٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’یہودی تم سے کسی بات پر اتنا حسد نہیں کرتے' جتنا تم سے آمین پر حسد کرتے ہیں' اس لیے آمین کثرت سے کہا کرو۔‘‘

(المعجم ١٥) - **بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ** (التحفة ٥٤)

باب: ١٥- رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھانا (رفع الیدین کرنا)

٨٥٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،

٨٥٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے'

٨٥٧- **[إسناده ضعيف جدًا]** وقال البوصيري: 'هذا إسناد ضعيف لاتفاقهم على ضعف طلحة بن عمرو'.

٨٥٨- أخرجه مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين ... الخ، ح: ٣٩٠ من حديث سفيان بن عيينة به، أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع اليدين في التكبيرة الأولى ... الخ، ح: ٧٣٥، ٧٣٦، ٧٣٨، ومسلم وغيرهما من طرق عن الزهري به، وهو من الأحاديث المتواترة كما في نظم المتناثر وغيره.

وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَأَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ. وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں کندھے کے برابر بلند کر لیتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو بھی رفع یدین کرتے) اور آپ ﷺ سجدوں کے درمیان ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا (رفع الیدین کرنا) بالاتفاق مسنون ہے۔ ② اس حدیث میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے دوسری احادیث میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا مذکور ہے اس لیے دونوں طرح سنت ہے۔ کبھی کندھوں تک ہاتھ اٹھا لینے چاہییں، کبھی کانوں تک۔ ③ رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت بھی رفع الیدین مسنون ہے۔ ④ حافظ زین الدین ابو الفضل عبد الرحیم عراقی رحمہ اللہ نے ''تقریب الأسانید'' میں فرمایا ہے: ''رفع الیدین کی حدیثیں پچاس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں جن میں حضرات عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔'' (طرح التثریب: ۲/۲۵۴) ان میں سے صحاح ستہ میں مندرجہ ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم سے رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کی احادیث مروی ہیں: ❊ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (صحاح ستہ) ❊ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ (صحاح ستہ سوائے ترمذی) ❊ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ (صحاح ستہ سوائے ترمذی) ❊ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ، ابوداود) ❊ حضرت عمیر بن حبیب لیثی رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ) ❊ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ، ابوداود، ترمذی) ❊ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ، ابوداود) ❊ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ، ابوداود) ❊ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ، ابوداود) ❊ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ) ❊ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (ابن ماجہ، ابوداود) ❊ حضرت انس رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ) ❊ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما (ابن ماجہ) ❊ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما (ابوداود) ❊ حضرت ابو قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ (ترمذی) ❊ امام ترمذی رحمہ اللہ نے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں جن سے رفع الیدین کی احادیث مروی ہیں، ان میں سے اکثر کے نام مذکورہ بالا حضرات میں شامل ہیں۔ انھوں نے ان کے علاوہ ❊ حضرت عمر اور ❊ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے نام بھی ذکر کیے ہیں۔ امام احمد، بیہقی، دارقطنی اور طبرانی رحمہم اللہ نے بعض دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہ مسئلہ روایت کیا ہے۔

٨٥٩- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ:

٨٥٩- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت

٨٥٩ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين . . . الخ، ح: ٣٩١ من حديث قتادة به. ◀◀

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا قَرِيباً مِنْ أُذُنَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں کانوں کے قریب لے جاتے۔ اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے۔

٨٦٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلاَةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلاَةَ، وَحِينَ يَرْكَعُ، وَحِينَ يَسْجُدُ.

٨٦٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے دیکھا' جب نماز شروع کرتے' جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔

٨٦١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا رِفْدَةُ بْنُ قُضَاعَةَ الْغَسَّانِيُّ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عُمَيْرِ بْنِ قَتَادَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ فِي الصَّلاَةِ الْمَكْتُوبَةِ.

٨٦١- حضرت عمیر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرض نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

◀◀ وله طرق أخرىٰ عند البخاري، ح: ٧٣٧، ومسلم وغيرهما، وانظر الحديث السابق.

٨٦٠ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٥٩٥ لعلته، والسند ضعفه البوصيري، وللحديث طريق آخر عند أبي داود، ح: ٧٣٨ وغيره بغير هٰذا اللفظ، بإثبات رفع اليدين قبل الركوع وبعده، وإسناده صحيح، وصححه ابن خزيمة وغيره.

٨٦١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه رفدة بن قضاعة وهو ضعيف، وعبدالله لم يسمع من أبيه شيئا".

٨٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُهُ، وَهُوَ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِماً، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «اللهُ أَكْبَرُ» وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، فَإِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» رَفَعَ يَدَيْهِ فَاعْتَدَلَ، فَإِذَا قَامَ مِنَ الثِّنْتَيْنِ، كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ.

٨٦٢- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے دس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں فرمایا جن میں حضرت قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ بھی تھے: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز (کا طریقہ) تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ آپ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہوتے اور اپنے ہاتھ اتنے بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر اٹھالیتے' پھر کہتے: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] پھر جب رکوع کرنا چاہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں کندھوں کے برابر بلند کرلیتے' جب [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہتے تو رفع یدین کرتے اور سیدھے کھڑے ہوجاتے' جب وہ دو رکعتیں پڑھ کر (تیسری رکعت کے لیے) اٹھتے تو [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے' حتی کہ کندھوں کے برابر بلند کرلیتے جیسے نماز شروع کرتے وقت کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے دیگر مقامات کے علاوہ دو رکعت پڑھ کر التحیات سے اٹھ کر بھی رفع الیدین کا ثبوت ملتا ہے۔ مزید برآں اس پر دس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی گواہی ہے کیونکہ کسی نے انکار نہیں کیا۔

٨٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ

٨٦٣- حضرت عباس بن سہل ساعدی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت ابوحمید (ساعدی)' حضرت ابواسید ساعدی' حضرت سہل بن سعد اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم (ایک مجلس میں) جمع ہوگئے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا۔ تو ابوحمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سب سے زیادہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی نماز

٨٦٢- [صحيح] تقدم، ح: ٨٠٣.

٨٦٣- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، ح: ٧٣٤ من حديث أبي عامر به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم.

بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ حِينَ كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَاسْتَوٰى حَتّٰى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلٰى مَوْضِعِهِ.

سے واقف ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو [اَللّٰهُ أَكْبَر] کہا اور رفع الیدین کیا۔ پھر جب رکوع کے لیے [اَللّٰهُ أَكْبَر] کہا تو رفع الیدین کیا' پھر کھڑے ہوئے تو رفع الیدین کیا' اور سیدھے کھڑے ہوگئے حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر واپس آگئی۔

فائدہ: رکوع سے اٹھ کر بالکل سیدھا کھڑا ہونا ضروری ہے۔ پوری طرح کھڑا ہوئے بغیر جلدی سے سجدہ میں چلے جانا خلاف سنت ہے' ہر ہڈی کے اپنی جگہ پہنچ جانے کا یہی مطلب ہے۔

٨٦٤- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو أَيُّوبَ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

٨٦٤- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب فرض نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے' تو [اَللّٰهُ أَكْبَر] کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ وہ کندھوں کے برابر (بلند) ہوجاتے۔ جب رکوع کرنا چاہتے تو اسی طرح کرتے' جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو (پھر) اسی طرح کرتے۔

٨٦٥- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ [رِيَاحٍ]، عَنْ

٨٦٥- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

٨٦٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من ذكر أنه يرفع يديه إذا قام من الثنتين، ح: ٧٤٤ من حديث سليمان به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، وأحمد وغيرهم.

٨٦٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، فيه عمر بن رياح، وقد اتفقوا على تضعيفه" * وهو "متروك، وكذبه بعضهم" (تقريب).

عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ.

٨٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَكَعَ.

٨٦٦- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

٨٦٧- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي، فَقَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ.

٨٦٧- حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے دل میں کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو (توجہ سے) دیکھوں گا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے' قبلہ کی طرف منہ کیا' اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتی کہ وہ آپ کے کانوں کے برابر ہو گئے۔ جب آپ نے رکوع کیا تو پھر انھیں اسی طرح اٹھایا جب رکوع سے سر اٹھایا تو اسی طرح انھیں بلند کیا۔

٨٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ: أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ

٨٦٨- حضرت ابو زبیر ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت جابر بن عبداللہ ؓ جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور فرماتے:

٨٦٦- [صحيح] أخرجه أبويعلى في مسنده، ح: ٣٧٩٣ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، وزاد: "وإذا رفع رأسه من الركوع"، وعلله الدارقطني فالسند ضعيف، وهو صحيح بالشواهد الصحيحة * حميد الطويل ثقة مدلس (تقريب) وعنعن، ذكره الحافظ في المرتبة الثالثة من المدلسين.

٨٦٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة، ح: ٧٢٦ من حديث بشر به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما.

٨٦٨- [إسناده حسن] * أبوالزبير صرح بالسماع عند السراج(ق٢٥/ ١).

[رَأْسَهُ] مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَيَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَرَفَعَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ يَدَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ.

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ (ابوزبیر رحمہ اللہ کے شاگرد) حضرت ابراہیم بن طہمان رحمہ اللہ نے (حدیث بیان کرتے وقت) کانوں تک ہاتھ اٹھائے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ الرُّكُوعِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٥٥)

باب:١٦-نماز میں رکوع (کرنے کا طریقہ)

٨٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ لَمْ يَشْخَصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ، وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ.

٨٦٩-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنا سر نہ اونچا رکھتے نہ اسے (بہت زیادہ) جھکا دیتے بلکہ (ان دونوں حالتوں کے) درمیان میں رکھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے رکوع کرنے کا صحیح طریقہ معلوم ہوتا ہے کہ سر اور کمر برابر رکھے جائیں۔

٨٧٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا صُلْبَهُ، فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ».

٨٧٠-حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی نہیں کرتا‘ اس کی نماز درست نہیں۔“

فوائد ومسائل: ① رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی کرنے کا مطلب اطمینان سے رکوع اور سجدہ ادا کرنا ہے‘ یعنی رکوع کرتے وقت پوری طرح جھک جائے جس طرح رکوع کا صحیح طریقہ ہے۔ اور سجدہ کرتے وقت پوری طرح اطمینان سے سجدہ کرے جس طرح سجدے کا مسنون طریقہ ہے۔ ② نماز کے ارکان اطمینان اور اعتدال کے ساتھ ادا

٨٦٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٨١٢.

٨٧٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ٨٥٥ من حديث الأعمش به، وحسنه الحافظ في الفتح.

نہ کرنے سے نماز قبول نہیں ہوتی۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا جس نے نماز کے افعال جلدی جلدی بلا اطمینان ادا کیے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الأذان، باب أمر النبي ﷺ الذي لایتم رکوعه بالإعادة، حدیث: ۷۹۳)

۸۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَدْرٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ، وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ: خَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ، فَلَمَحَ بِمُؤْخِرِ عَيْنِهِ رَجُلاً لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ - يَعْنِي: صُلْبَهُ - فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ، قَالَ: «يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ».

۸۷۱- حضرت علی بن شیبان ؓ جو اپنے قبیلے کے وفد میں شامل تھے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ (اپنے علاقے سے) روانہ ہوکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے آپ ﷺ کی بیعت کی اور آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ آپ ﷺ نے آنکھ کے کنارے سے ایک آدمی کو دیکھا کہ رکوع اور سجدہ صحیح ادا نہیں کر رہا تھا، یعنی کمر سیدھی نہیں کر رہا تھا۔ جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے مسلمانوں کی جماعت! اس شخص کی کوئی نماز نہیں جو رکوع اور سجدہ میں کمر سیدھی نہیں کرتا۔''

فوائد ومسائل: ① دین کا علم حاصل کرنے کے لیے سفر کر کے بڑے علماء کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے۔ ② چہرے کا رخ موڑے بغیر آنکھ کے کنارے سے دیکھ کر دوسرے کی حرکات وسکنات کا علم ہو جائے تو نماز میں فرق نہیں پڑتا، گردن موڑ کر دیکھنا منع ہے۔ ③ جماعت میں ایک شخص سے کوئی غلطی ہو جائے تو سب کو مسئلہ بتا دینا چاہیے تاکہ دوسرے بھی اس غلطی سے اجتناب کریں اور غلطی کرنے والے کا پردہ بھی رہ جائے۔

۸۷۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ رَاشِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ وَابِصَةَ بْنَ مَعْبَدٍ

۸۷۲- حضرت وابصہ بن معبد ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ﷺ جب رکوع کرتے تھے تو کمر اس قدر برابر کرتے تھے کہ اگر کمر پر پانی ڈالا جائے تو ٹھہر جائے۔

۸۷۱۔ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣ من حديث ملازم به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

۸۷۲۔ [ضعيف] ضعفه البوصيري، وإسناده ضعيف جدًا، وللحديث شواهد ضعيفة.

يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي، فَكَانَ إِذَا رَكَعَ سَوَّى ظَهْرَهُ، حَتَّى لَوْ صُبَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ لَاسْتَقَرَّ.

فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (الروض النضير في ترتيب و تخريج معجم الطبراني الصغير' رقم:٧٨ وصفة الصلاة للألباني رحمہ اللہ)

(المعجم ١٧) - بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ (التحفة ٥٦)

باب:١٧- رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا بیان

٨٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَكَعْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَطَبَّقْتُ، فَضَرَبَ يَدِي وَقَالَ: قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا، ثُمَّ أُمِرْنَا أَنْ نَرْفَعَ إِلَى الرُّكَبِ.

٨٧٣- حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے قریب (نماز پڑھتے ہوئے) رکوع کیا تو تطبیق کی۔ انھوں نے میرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: ہم پہلے اس طرح کیا کرتے تھے پھر ہمیں حکم دیا گیا کہ (ہاتھ) گھٹنوں کے اوپر رکھیں۔

فوائد ومسائل: ① ''تطبیق'' کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو ملا کر انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر رانوں کے درمیان ہاتھ رکھے جائیں۔ رکوع کا یہ طریقہ منسوخ ہو چکا ہے۔ ② جو حکم منسوخ ہو چکا ہو اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ ③ رکوع کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھے جائیں جس طرح گھٹنوں کو پکڑا جاتا ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء أنه يجافي يديه' عن جنبيه في الركوع' حديث:٢٦٠)

٨٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

٨٧٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رکوع کرتے تھے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے تھے اور بازوؤں کو (پہلوؤں سے) دور

٨٧٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب وضع الأكف على الركب في الركوع، ح: ٧٩٠، ومسلم، المساجد، باب الندب إلى وضع الأيدي على الركب في الركوع ونسخ التطبيق، ح: ٥٣٥ من حديث مصعب به، أخرجه مسلم من حديث إسماعيل به.

٨٧٤ـ [حسن] انظر، ح: ٥٦ لعلته، وللحديث شواهد حسنة عند أبي داود وغيره.

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَيُجَافِي بِعَضُدَيْهِ.

رکھتے تھے۔

فائدہ: رکوع اور سجدہ دونوں میں بازوؤں کو جسم سے دور رکھنا چاہیے۔ جیسے کہ حدیث: ۸۸۰ اور ۸۸۶ میں ذکر ہوگا۔

(المعجم ١٨) - بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (التحفة ٥٧)

باب: ۱۸- رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کیا پڑھے؟

٨٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» قَالَ: «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

۸۷۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] کہتے تو (اس کے بعد) [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے اٹھتے تو [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] کہتے' پھر جب سیدھے کھڑے ہو جاتے تو [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] یا [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہتے۔ (صحیح البخاري' الأذان' باب التكبير إذا قام من السجود' حديث: ۷۸۸) ② تحمید کا جملہ مختلف انداز سے مروی ہے جس طریقے سے بھی پڑھا جائے درست ہے یعنی [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] یا [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] یا [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] یا [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ]۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الصلاۃ' باب مایقول إذا رفع رأسه من الركوع' حديث: ۴۷۶' ۴۷۷)

٨٧٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

۸۷۶- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام کہے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] ''اللہ اس کی بات سنتا ہے جو اس کی تعریف کرتا ہے'' تو کہو: [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] ''اے

٨٧٥ـ [صحيح] وللحديث طرق عند البخاري، ح: ٨٠٣، ٨٠٤ وغيره.

٨٧٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: يهوي بالتكبير حين يسجد، ح: ٨٠٥، ومسلم، الصلاة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١١ من حديث سفيان بن عيينة به مطولاً.

ہمارے رب! اور تیرے لیے ہی سب تعریفیں ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''اللہ تعریف کرنے والوں کی بات (یا تعریف) سنتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ ہر کسی کی ہر بات سنتا ہے۔ یہاں سننے سے مراد خوشنودی اور قبولیت کے ساتھ سننا ہے۔ گویا امام مقتدیوں کو ترغیب دلا رہا ہے کہ اللہ کی تعریف کرو اور خوشخبری دے رہا ہے کہ وہ سنتا اور قبول کرتا ہے' اس لیے مقتدی اللہ کی تعریف کرتے ہیں۔ ② ''جب امام کہے...... تب تم کہو......'' ان الفاظ سے بعض علماء نے یہ استنباط کیا ہے کہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہنا امام کا کام ہے۔ مقتدیوں کا نہیں۔ اور [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] صرف مقتدی کہیں' امام نہ کہے لیکن یہ استدلال درست نہیں جیسے کہ گزشتہ حدیث میں امام' یعنی نبی ﷺ کا دونوں اذکار پڑھنا مذکور ہے' اس لیے تقسیم کا تصور درست نہیں۔

٨٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

٨٧٧- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو۔''

فائدہ: تسمیع [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] تحمید [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد] اور دیگر دعاؤں میں منفرد' امام اور مقتدی سب ہی شریک ہوں' احادیث کے عموم کا یہی تقاضا ہے۔ امام شافعی' مالک' عطاء' ابوداود' ابو بردہ' محمد بن سیرین' اسحاق اور داود رحمہم اللہ کا میلان اسی طرف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الأوطار' باب مایقول في رفعه من الرکوع و بعد انتصابه: ۲/۲۷۹) جبکہ کچھ لوگ دوسری طرف بھی گئے ہیں۔ جیسے کہ امام شعبی رحمہ اللہ کا یہ قول بیان ہوا ہے۔ لیکن پہلی صورت ہی راجح ہے۔

٨٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

٨٧٨- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو فرماتے تھے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ'

٨٧٧- [إسناده حسن] وله شواهد عند مسلم، ح: ٤٧٧ وغيره، وهو بها صحيح.

٨٧٨- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، ح: ٤٧٦ من حديث وكيع وغيره به.

قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ».

وَ مِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ] ''اللہ نے سن لی جس نے بھی اس کی تعریف کی' اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے (سب) تعریفیں ہیں' آسمانوں اور زمین کے بھراؤ کے برابر اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو اس کے بعد چاہے۔''

فوائد ومسائل: ① نماز کا اصل مقصد ذکر الہٰی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي﴾ (طٰہٰ:۱۴) ''میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔'' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز کے رکوع وسجود اور قومہ وجلسہ وغیرہ میں پڑھنے کے لیے بہت سے اذکار سکھائے ہیں۔ ان اذکار اور دعاؤں کو یاد کرنا چاہیے اور نمازوں میں پڑھتے رہنا چاہیے۔ بالخصوص تہجد کی نماز میں طویل دعائیں اور اذکار پڑھ کر زیادہ سے زیادہ ثواب اور قرب الہٰی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ② بعض روایات میں مذکورہ بالا الفاظ کے بعد یہ اضافہ ہے: [أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَاقَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، اَللّٰهُمَّ لَامَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّمِنْكَ الْجَدُّ] ''اے تعریفوں اور عظمتوں والے! بندہ (تیری تعریف میں) جو کچھ بھی کہے' اس میں سب سے سچی بات یہ ہے۔ اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ کہ اے اللہ! جو کچھ تو عطا فرمائے' اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک لے' وہ چیز کوئی دے نہیں سکتا' کسی (دنیوی) شان وشوکت والے کی شان وشوکت تیرے غضب سے بچاؤ کے لیے اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔'' (صحیح مسلم' الصلاۃ' باب مایقول إذا رفع رأسه من الركوع' حدیث:٤٧٧)

٨٧٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُولُ: ذُكِرَتِ الْجُدُودُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: جَدُّ فُلَانٍ فِي الْخَيْلِ، وَقَالَ آخَرُ: جَدُّ فُلَانٍ فِي الْإِبِلِ، وَقَالَ آخَرُ: جَدُّ فُلَانٍ فِي الْغَنَمِ، وَقَالَ آخَرُ: جَدُّ فُلَانٍ فِي الرَّقِيقِ، فَلَمَّا قَضَى

٨٧٩- حضرت ابو جحیفہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ (اس اثنا میں) آپ کے پاس (دنیوی) خوش قسمتی (اور مال دولت) کا ذکر کیا گیا۔ ایک نے کہا: فلاں گھوڑوں کے لحاظ سے بڑا خوش نصیب ہے۔ (بہت سے گھوڑے اس کی دولت ہیں) دوسرے نے کہا: فلاں کی خوش قسمتی اونٹوں سے ہے۔ ایک اور بولا: فلاں کی اچھی قسمت بکریوں سے ہے۔ ایک اور بولا: فلاں لونڈی غلاموں کے لحاظ سے

٨٧٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٢/ ١٣٣، ١٣٤، ح: ٣٥٥ من حديث شريك به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، أبوعمر لا يعرف حاله"، وهو مجهول كما في التقريب وغيره.

رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاتَهُ، وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ الرَّكْعَةِ، قَالَ: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ». وَطَوَّلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَوْتَهُ بِـ: الْجَدِّ، لِيَعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ كَمَا يَقُولُونَ.

بڑا خوش بخت ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کی اور آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: [اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمٰوَاتِ، وَ مِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ] ”اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے (سب) تعریف ہے۔ آسمانوں بھر زمین بھر اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر۔ اے اللہ! جو کچھ تو عنایت فرمائے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو کچھ تو روک لے (اور نہ دینا چاہے) وہ چیز کوئی دے نہیں سکتا اور کسی (دنیوی) قسمت (اور مال و دولت) والے کی (ظاہری) خوش قسمتی (اور دولت) اسے تجھ سے (بچانے میں) کام نہیں آ سکتی۔“ رسول اللہ ﷺ نے (آخری جملہ) [ذَالْجَدِّ] فرماتے وقت آواز کو طول دیا کہ ان (صحابہ) کو معلوم ہو جائے کہ حقیقت وہ نہیں جو وہ لوگ کہہ رہے ہیں۔

(المعجم ١٩) - بَابُ السُّجُودِ (التحفة ٥٨)

باب: ١٩- سجدوں کا بیان

٨٨٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى يَدَيْهِ، فَلَوْ أَنَّ بَهْمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ.

٨٨٠- حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں (اور بازوؤں) کو (پہلوؤں سے) الگ کرتے۔ اگر کوئی میمنا سامنے سے (بازوؤں کے نیچے سے) گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔

٨٨٠ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الاعتدال في السجود ووضع الكفين على الأرض . . . الخ، ح:٤٩٦ من حديث سفيان به.

فائدہ: سجدہ کرتے وقت بازو پہلوؤں سے اور پیٹ رانوں سے الگ ہونا چاہیے۔

٨٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ [عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ] بْنِ أَقْرَمَ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي بِالْقَاعِ مِنْ نَمِرَةَ، فَمَرَّ بِنَا رَكْبٌ وَأَنَاخُوا بِنَاحِيَةِ الطَّرِيقِ، فَقَالَ لِي أَبِي: كُنْ فِي بَهْمِكَ حَتَّى آتِيَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَأَسْأَلُهُمْ، قَالَ: فَخَرَجَ. وَجِئْتُ - يَعْنِي: دَنَوْتُ - فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُمْ. فَكُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عُفْرَتَيْ إِبْطَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ كُلَّمَا سَجَدَ.

قَالَ ابْنُ مَاجَه: النَّاسُ يَقُولُونَ: عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ، وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: يَقُولُ النَّاسُ: عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَ صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى، وَ أَبُو دَاوُدَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَقْرَمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

٨٨١- حضرت عبداللہ بن اقرم خزاعی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''میں نمرہ کے میدان میں اپنے والد کے ساتھ تھا۔ ہمارے پاس سے ایک قافلے کا گزر ہوا۔ ان لوگوں نے راستے کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ مجھے اباجان نے کہا: تم بکریوں میں رہو (ان کا خیال رکھو۔) میں ان لوگوں (قافلہ والوں) کے پاس جا کر ان سے بات چیت کروں گا۔ ابا جان چلے گئے میں بھی قریب چلا گیا دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ نماز کا وقت ہوا تو میں نے ان کے ساتھ نماز (باجماعت) ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو مجھے آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

امام ابن ماجہ ؒ نے کہا: لوگ راوی کا نام عبیداللہ بن عبداللہ لیتے ہیں جبکہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا کہ لوگ راوی کو عبداللہ بن عبیداللہ کہتے ہیں۔

امام ابن ماجہ ؒ نے ایک دوسری سند سے اپنے استاد محمد بن بشار سے بھی عبیداللہ بن عبداللہ بن اقرم خزاعی عن ابیہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① سفر کے دوران میں رستے میں ٹھہرنا پڑے تو سڑک پر ٹھہرنے کے بجائے نیچے اتر کر ایک طرف ٹھہرنا چاہیے۔ ② صحابۂ کرام ؓ کی نظر میں نماز باجماعت کی اہمیت اس قدر زیادہ تھی کہ حضرت عبداللہ ؓ نے بکریوں کو اپنی جگہ چھوڑ کر نماز باجماعت میں شرکت کی۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کرتے وقت بازوؤں کو

٨٨١- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التجافي في السجود، ح: ٢٧٤ من حديث داود به، وقال حسن.

پہلوؤں سے ملا کر نہیں رکھا' اس لیے صحابہ کو نبی ﷺ کی بغلیں اچھی طرح نظر آ گئیں۔ ④ بغلوں کی سفیدی کے لیے [عُفْرَة] کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد ایسا سفید رنگ ہے جس میں سیاہی کی ہلکی سی آمیزش ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کی جلد مبارک کا رنگ بالکل سفید تھا اور بالوں کے اگتے ہوئے سرے سیاہ رنگ کے تھے' ان دونوں کے ملنے سے بغلوں کا رنگ سیاہی مائل سفید نظر آیا۔ ⑤ بغلوں کے بال اکھاڑنا مسنون ہے۔ جب بال اتنے چھوٹے ہوں کہ اکھاڑنا مشکل ہو' اس وقت جسم کے سفید رنگ سے مل کر مذکورہ بالا کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ بال بہت بڑھے ہوئے نہیں تھے ورنہ عفرہ (خاکستری رنگ) کے بجائے سواد (سیاہی) کا لفظ بولا جاتا۔ صفائی کا تقاضا ہے کہ جسم کے غیر ضروری بال مناسب حد سے زیادہ نہ بڑھنے دیے جائیں' بروقت صفائی کر لی جائے۔

٨٨٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

٨٨٢- حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ سجدہ کرتے تھے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنے (زمین پر) رکھتے تھے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تھے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھاتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے نہیں بلکہ ہاتھ زمین پر رکھنے چاہییں جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے' چاہیے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه' حدیث:٨٤٠) نیز صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے تھے۔ (صحيح البخاري' الأذان' باب:١٢٨) حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث کی سند جید ہے جیسے کہ امام نووی اور زرقانی نے لکھا ہے اور حافظ ابن حجر ؒ نے ابو ہریرہ ؓ کی حدیث کو حدیث وائل کی نسبت قوی تر لکھا ہے۔ دیکھیے: (تمام المنة: ١٩٣' ١٩٤) حافظ ابن حجر ؒ کی ترجیح بھی یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے اونٹ کی مشابہت سے بچتے ہوئے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنے چاہییں۔ عام محدثین اور حنابلہ اسی کے قائل ہیں مگر احناف اور شوافع حضرت وائل ؓ والی (ضعیف) روایت پر عامل ہیں اور پہلے گھٹنے رکھتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي' تمام المنة)

٨٨٢ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الصلاة، باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه، ح: ٨٣٨ عن الحسن بن علي وغيره به، وحسنه الترمذي، ح: ٢٦٨ * شريك تقدم، ح: ١٤٩، ولم أجد تصريح سماعه.

٨٨٣- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، وَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ».

۸۸۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔“

فائدہ: ”سات ہڈیوں“ سے مراد جسم کے سات اعضاء ہیں جن کی وضاحت اگلی حدیث میں ہے۔

٨٨٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ، وَلَا أَكُفَّ شَعَراً وَلَا ثَوْباً».

۸۸۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات (اعضاء) پر سجدہ کروں اور بالوں یا کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔“

قَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: فَكَانَ أَبِي يَقُولُ: الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، وَكَانَ يَعُدُّ الْجَبْهَةَ وَالْأَنْفَ وَاحِداً.

ابن طاوس رحمہ اللہ نے کہا: میرے والد (ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد حضرت طاوس رحمہ اللہ) فرمایا کرتے تھے: یعنی دو ہاتھ، دو گھٹنے، دو قدم (اور پیشانی اور ناک) وہ پیشانی اور ناک کو ایک ہی عضو شمار کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سجدے میں یہ ساتوں اعضاء زمین پر لگنے چاہئیں۔ ② ناک اور ماتھے کو ایک عضو اس لیے شمار کیا گیا کیونکہ اگلی حدیث میں اس کے لیے ”چہرے“ کا لفظ آیا ہے۔ ③ سجدہ کرتے وقت اگر بال زمین پر لگتے ہوں تو پروا نہیں کرنی چاہیے۔ بالوں، کپڑوں وغیرہ کو زمین پر موجود معمولی سی گرد و غبار سے بچانے کی کوشش میں سجدے اور اس کے اذکار کی طرف توجہ نہیں رہتی جو نماز میں نقص کا باعث ہے۔ ④ بالوں کو سمیٹنے کا مطلب ان کا جوڑا بنانا بھی ہے جو نماز میں منع ہے۔ عورتوں کو بھی چاہیے کہ نماز میں چوٹی کو جوڑے کی طرح نہ لپیٹیں بلکہ لٹکی رہنے دیں۔ ⑤ وضو کرنے کے لیے قمیص وغیرہ کے جو بازو چڑھائے گئے ہوں، نماز

أخرجه البخاري، الأذان، باب لا يكف شعرًا، ح: ٨١٥، ٨١٦، ومسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود ... ، ح: ٤٩٠ من حديث حماد بن زيد وغيره به.

أخرجه البخاري، الأذان، باب السجود على الأنف، ح: ٨١٢، ومسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود ... ، ح: ٤٩٠ من حديث ابن طاوس به.

شروع کرنے سے قبل انھیں کھول لیا جائے۔

۸۸۵- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ: وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ».

۸۸۵- حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا: ’’جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں۔ اس کا چہرہ' اس کے دونوں ہاتھ' اس کے دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔‘‘

فائدہ: سجدہ اللہ کے حضور بندے کی عاجزی کے اظہار کا سب سے افضل طریقہ ہے۔ اس موقع پر جسم کے سات اعضاء زمین کو چھوتے ہیں' گویا یہ سب اعضاء عملی طور پر عبودیت کا اظہار کر رہے ہیں۔ دل کے خشوع اور اعضاء کے زمین کو چھونے کا مجموعہ اصل سجدہ ہے۔ بندے کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس کا سجدہ زیادہ کامل ہو تا کہ اللہ کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی حاصل ہو سکے۔

۸۸٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا أَحْمَرُ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَأْوِي لِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِمَّا يُجَافِي بِيَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ إِذَا سَجَدَ.

۸۸٦- رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت احمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں (اور بازوؤں) کو پہلوؤں سے اتنا دور کرتے کہ ہمیں (اس مشقت کی کیفیت کو دیکھ کر) ترس آتا۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ٥٩)

باب: ۲۰- رکوع اور سجدے کی تسبیحات کا بیان

۸۸۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْبَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ

۸۸۷- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَسَبِّحْ

۸۸۵ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود . . . الخ، ح: ٤٩١ من حديث ابن الهاد به.

۸۸٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صفة السجود، ح: ٩٠٠ من حديث عباد به.

۸۸۷ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده، ح: ٨٦٩ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن حبان، والحاكم، ووافقه الذهبي مرة: ٢/ ٤٧٧.

مُوسَى بْنِ أَيُّوبَ الْغَافِقِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّي إِيَاسَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ ابْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿فَسَبِّحْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلْعَظِيمِ﴾ [الحاقة: ٥٢] قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ» فَلَمَّا نَزَلَتْ: «سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى» قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ».

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ ”اپنے عظمت والے رب کے نام کی تسبیح کیجیے۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”یہ کام اپنے رکوع میں کرو۔“ اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ ”اپنے رب کے نام کی تسبیح کیجیے جو سب سے بلند ہے۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”یہ کام اپنے سجدوں میں کرو۔“

٨٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي الأَزْهَرِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا رَكَعَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

٨٨٨- حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ جب آپ رکوع کرتے تو تین بار [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيم] کہتے اور جب سجدہ کرتے تو تین بار [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] کہتے۔“

فائدہ: تین بار یہ تسبیحات کہنا رکوع اور سجدہ کی کم از کم مقدار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز تہجد کے رکوع وسجود میں بھی یہ تسبیحات پڑھی ہیں جبکہ یہ رکوع وسجود انتہائی طویل تھے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' صلاة المسافرین' باب استحباب تطویل القراءة في صلاة اللیل' حدیث:٧٧٢) اس حدیث کو بعض حضرات نے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (الإرواء رقم:٣٣٣)

٨٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ

٨٨٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا

٨٨٨- [إسناده ضعيف] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣٣/ ٢٦ من حديث ابن ماجه به، انظر، ح: ٣٣٠ لعلته أبوالأزهر مستور، وللحديث شواهد مرفوعة وموقوفة عند ابن أبي شيبة وغيره.

٨٨٩- أخرجه البخاري، التفسير، سورة إذا جاء نصر الله، باب٢، ح: ٤٩٦٨، ومسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٤ من حديث جرير به، وله طرق أخرى وغيرهما.

مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

کثرت سے پڑھتے تھے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ] "اے اللہ! میں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں' اے اللہ! مجھے بخش دے۔" آپ (اس دعا کے ذریعے سے) قرآن پر عمل کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① رکوع اور سجدے میں بہت سے اذکار مروی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ نمازی کو چاہیے کہ کبھی کوئی دعا پڑھ لے کبھی کوئی۔ ② سورۂ نصر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ (النصر:٣) "اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کیجیے' اور اس سے مغفرت کا سوال کیجیے۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے اس حکم کی تعمیل اس طرح کی کہ رکوع اور سجدے میں مذکورہ بالا دعا بار بار پڑھتے رہے۔

٨٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْهُذَلِيِّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، ثَلَاثًا، فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ، وَإِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا. فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ، وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ».

٨٩٠- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص رکوع کرے تو اسے چاہیے کہ رکوع میں تین بار کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ] "پاک ہے میرا رب عظمتوں والا۔" جب اس نے ایسا کیا تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور جب کوئی شخص سجدہ کرے تو سجدے میں تین بار کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى] "پاک ہے میرا رب سب سے بلند و برتر" جب اس نے ایسا کیا تو اس کا سجدہ مکمل ہو گیا اور یہ کم از کم مقدار ہے۔"

(المعجم ٢١) - بَابُ الْاعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ (التحفة ٦٠)

باب:٢١- سجدوں میں اعتدال کا بیان

٨٩٠- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب مقدار الركوع والسجود، ح: ٨٨٦ من حديث ابن أبي ذئب به، وقال: "هٰذا مرسل، عون لم يدرك عبدالله"، وقال الترمذي: "ليس إسناده بمتصل، عون لم يلق ابن مسعود"، ح: ٢٦١ * وإسحاق بن يزيد مجهول (تقريب).

٨٩١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ، وَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ».

٨٩١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص سجدہ کرے تو اعتدال کو اختیار کرے اور اپنے بازو اس طرح نہ پھیلائے جس طرح کتا پھیلاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① سجدے میں اعتدال کا مطلب یہ ہے کہ نہ اتنا اونچا رہے کہ سجدے کے بعض اعضاء زمین پر نہ لگیں نہ اتنا نیچا ہو جائے کہ پورے بازو زمین پر لگ جائیں یا پیٹ رانوں سے مل جائے۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ نہ بہت لمبا سجدہ کرے نہ بہت مختصر لیکن زیادہ طویل سجدہ اس وقت منع ہوگا جب اس کی اقتدا میں کوئی اور بھی نماز پڑھ رہا ہو خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔ ② کتا جب زمین پر اطمینان سے بیٹھتا ہے تو پورے ہاتھ زمین پر پھیلا لیتا ہے۔ سجدے میں اس طرح بازو پھیلانا درست نہیں بلکہ ہتھیلیاں زمین پر لگی ہونی چاہییں اور کہنیاں زمین سے بلند رہیں جیسے کہ گزشتہ احادیث میں بیان ہوا۔

٨٩٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلَا يَسْجُدْ أَحَدُكُمْ وَهُوَ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ».

٨٩٢- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''سجدے میں اعتدال اختیار کرو اور سجدہ کرتے وقت کتے کی طرح بازو (زمین پر) نہ پھیلاؤ۔''

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ٦١)

باب: ٢٢- دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ)

٨٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٨٩٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

٨٩١- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الاعتدال في السجود، ح: ٢٧٥ من حديث الأعمش به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٤٤ * الأعمش عنعن، وتقدم، ح: ١٧٨، ولحديثه شاهد متفق عليه، البخاري، ح: ٥٣٢، ٨٢٢، ومسلم، ح: ٤٩٣ من حديث أنس نحوه، انظر الحديث الآتي.

٨٩٢- متفق عليه، انظر الحديث السابق.

٨٩٣- [صحيح] تقدم، ح: ٨١٢.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِماً، فَإِذَا سَجَدَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِساً، وَكَانَ يَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک پوری طرح کھڑے نہ ہو جاتے۔ اور جب سجدہ کر کے سر اٹھاتے' اس وقت تک (دوسرا) سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک اچھی طرح بیٹھ نہ جاتے اور آپ اپنا بایاں پاؤں بچھا لیتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا ''قومہ'' کہلاتا ہے۔ اس مقام پر پڑھی جانے والی بعض دعائیں باب: ١٨ میں بیان ہو چکی ہیں۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا ''جلسہ'' کہلاتا ہے۔ اس کے اذکار باب: ٢٣ میں بیان ہوں گے۔ ② قومہ اور جلسہ نماز کا اسی طرح ضروری حصہ ہیں جس طرح رکوع اور سجدہ نماز کے ضروری اجزا ہیں' رسول اللہ ﷺ نے نماز میں غلطی کرنے والے صحابی کو اس کی غلطیوں پر متنبہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''...... پھر رکوع کر' حتی کہ اطمینان سے رکوع کر لے' پھر سر اٹھا حتی کہ ٹھیک طرح کھڑا ہو جائے' پھر سجدہ کر حتی کہ اطمینان سے سجدہ کر لے' پھر سر اٹھا حتی کہ اطمینان سے بیٹھ جائے۔ پھر سجدہ کر حتی کہ اطمینان سے سجدہ کر لے......'' (صحیح البخاري' الأذان' باب أمر النبي ﷺ الذي لايتم ركوعه بالإعادة' حديث: ٧٩٣) ③ سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھا جائے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھا جائے۔ آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بایاں پاؤں دائیں پاؤں کے نیچے سے نکال دیا جائے اور زمین پر بیٹھا جائے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' باب سنة الجلوس في التشهد' حديث: ٨٢٨)

٨٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ».

٨٩٤- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''دو سجدوں کے درمیان اس طرح نہ بیٹھ کہ سرین اور ایڑیاں زمین پر ہوں اور دونوں پنڈلیاں کھڑی ہوں۔''

٨٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوَابٍ: حَدَّثَنَا

٨٩٥- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ

٨٩٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية الإقعاء بين السجدتين، ح: ٢٨٢ من حديث عبيدالله به، وانظر، ح: ٩٥ لعلته.

٨٩٥ـ [ضعيف] انظر الحديث السابق، وحديث مسلم، ح: ٤٩٨ يغني عنه.

أَبُونُعَيْم النَّخَعِيُّ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى وَأَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَلِيُّ! لاَ تُقْعِ إِقْعَاءَ الْكَلْبِ».

نے فرمایا: ''اے علی! کتے کی طرح ایڑیوں پر مت بیٹھ۔''

فائدہ: ''ایڑیوں پر بیٹھنا'' اقعاء کا ترجمہ ہے۔ اقعاء کی دوصورتیں ہیں: ایک صورت ممنوع ہے ایک جائز۔ ممنوع صورت یہ ہے کہ پنڈلیاں کھڑی کر کے سرین زمین پر رکھ کر بیٹھے اور ہاتھ زمین پر رکھے۔ یہ صورت کتے کے بیٹھنے سے مشابہ ہے اس لیے صحیح احادیث سے اس ضعیف حدیث کی تائید ہوتی ہے کیونکہ صحیح احادیث میں کتوں اور درندوں کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ جائز صورت یہ ہے کہ دوسجدوں کے درمیان بیٹھتے وقت دونوں پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھے جب کہ پنڈلیاں اور گھٹنے زمین پر ہوں۔ اسی کو حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے سنت قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم' المساجد' باب جواز الإقعاء علی العقبین ' حدیث:٥٣٦)

٨٩٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا الْعَلاَءُ أَبُو مُحَمَّدٍ. قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَلاَ تُقْعِ كَمَا يُقْعِي الْكَلْبُ ضَعْ أَلْيَتَيْكَ بَيْنَ قَدَمَيْكَ، وَأَلْزِقْ ظَاهِرَ قَدَمَيْكَ بِالأَرْضِ».

٨٩٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب تو سجدے سے سر اٹھائے تو اس طرح نہ بیٹھ جس طرح کتا بیٹھتا ہے۔ اپنے سرین اپنے قدموں کے درمیان رکھ اور پاؤں کی اوپر کی سمت زمین سے ملادے۔''

(المعجم ٢٣) - بَابُ مَا يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ٦٢)

باب:٢٣- (نمازی) دوسجدوں کے درمیان (جلسہ میں) کیا کہے

٨٩٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

٨٩٧- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی

٨٩٦_ [إسناده ضعيف جدًا] * العلاء متروك، ورماه أبوالوليد بالكذب (تقريب)، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف الخ".

٨٩٧_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، ح: ٧٧٢ من حديث الأعمش به مطولاً، ولم يسق هٰذا اللفظ.

حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ حُذَيْفَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الأَحْنَفِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي».

ﷺ دو سجدوں کے درمیان یوں کہا کرتے تھے: [رَبِّ اغْفِرْلِي، رَبِّ اغْفِرْلِي] ''اے میرے رب! مجھے بخش دے' اے میرے رب! میری مغفرت فرما۔''

٨٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ صَبِيحٍ، عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ حَبِيبَ ابْنَ أَبِي ثَابِتٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي وَارْفَعْنِي».

٨٩٨- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز (تہجد) میں دو سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) یوں کہتے تھے: [رَبِّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي وَارْفَعْنِي] ''اے میرے رب! میری مغفرت فرما' مجھ پر رحم کر' میرے نقص دور فرما' مجھے رزق دے اور مجھے بلندی عطا فرما۔''

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٥/٧٣، حديث: ٢٨٩٥، وصفة الصلاة' للألباني ؒ، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد: ٢/١٦٣، ١٦٤، حديث: ٨٩٨) بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ ② یہ دعا قدرے مختلف الفاظ سے جامع الترمذی اور سنن ابوداود میں بھی موجود ہے۔ ذیل میں ان دونوں روایات کے مطابق بھی دعا درج کی جاتی ہے تاکہ آپ ان میں سے جس طریقے سے چاہیں دعا پڑھ سکیں: (ا) [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي] (جامع الترمذي' الصلاة' باب مايقول بين السجدتين' حديث: ٢٨٤)

٨٩٨ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء بين السجدتين، ح: ٨٥٠ من حديث كامل به، واستغربه الترمذي، وصححه الحاكم، والذهبي * حبيب عنعن، وانظر، ح: ٣٨٣ لتدليسه .

"اے اللہ! میری مغفرت فرما' مجھ پر رحم کر' میرے نقص دور فرما' مجھے ہدایت دے' اور مجھے رزق دے۔" (ب) [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي] "اے اللہ! میری مغفرت فرما' مجھ پر رحم کر' مجھے عافیت بخش' مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔" (سنن أبي داود' الصلاة' باب الدعاء بين السجدتين' حديث:٨٥٠)

④ اس دعا کا پڑھنا سنت ہے مگر کچھ لوگ اس سے غافل ہیں بلکہ زیادہ ہی غافل ہیں۔ امام شوکانی رحمہ اللہ اس پر اس انداز میں افسوس کا اظہار کرتے ہیں: "لوگوں نے صحیح احادیث سے ثابت شدہ سنت کو چھوڑ رکھا ہے' اس میں ان کے محدث' فقیہ' مجتہد اور مقلد سبھی شریک ہیں' نہ معلوم یہ لوگ کس چیز پر تکیہ کیے ہوئے ہیں۔" (نيل الأوطار:٢/٢٩٣)' نیز شیخ ابن باز رحمہ اللہ اور کچھ دیگر علماء اور ائمہ کم از کم [رَبِّ اغْفِرْلِي' رَبِّ اغْفِرْلِي] پڑھنے کو واجب قرار دیتے ہیں۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَهُّدِ (التحفة ٦٣)

باب:٢٤- تشہد کا طریقہ

٨٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللهِ قَبْلَ عِبَادِهِ. السَّلَامُ عَلَى جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَعَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ. - يَعْنُونَ الْمَلَائِكَةَ -. فَسَمِعَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَى اللهِ، فَإِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا جَلَسْتُمْ فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا

٨٩٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم جب نبی ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرتے تو کہتے: "بندوں کی طرف سے اللہ کو سلام' جبرائیل کو سلام' میکائیل کو سلام' فلاں فلاں فرشتوں کو سلام۔" رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (یہ کہتے) سن لیا تو فرمایا: "یوں نہ کہو: [اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ] "اللہ کو سلام" اللہ تعالیٰ تو خود السلام (سلامتی بخشنے والا) ہے جب تم (تشہد میں) بیٹھو تو کہو: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ' السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ' السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِاللهِ الصَّالِحِينَ] "تمام آداب وتسلیمات اللہ ہی کے لیے ہیں اور تمام نمازیں اور پاکیزہ اعمال بھی اسی کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔" جب

٨٩٩ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب التشهد في الآخرة، ح:٨٣١، ٨٣٥، ٦٢٣٠، ومسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح:٤٠٢ من حديث الأعمش به، وله طرق عندهما.

وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذٰلِكَ أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

بندہ یہ کہتا ہے تو دعا آسمان اور زمین میں موجود ہر نیک بندے (انسان، جن اور فرشتے) کو پہنچ جاتی ہے۔ (پھر کہو:) [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ، عَنْ مَنْصُورٍ، وَالأَعْمَشِ، وَحُصَيْنٍ، وَأَبِي هَاشِمٍ، وَحَمَّادٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ. وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ وَأَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مذکورہ بالا روایت کی مانند حدیث بیان کی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، وَمَنْصُورٍ، وَحُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ. ح: قَالَ: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ وَالأَسْوَدِ وَأَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ التَّشَهُّدَ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "نبی ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ تشہد سکھاتے تھے۔" اس کے بعد راوی نے مذکورہ حدیث کی مثل بیان کیا۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے اقوال و افعال سے پرہیز کرنا چاہیے جو اس کے ادب کے منافی ہوں۔ ② بعض اوقات غلط فہمی کی بنا پر انسان ایک لفظ کو مناسب تصور کرتا ہے، حالانکہ وہ نامناسب ہوتا ہے۔ جب ایسی کسی غلطی پر متنبہ کیا جائے تو فوراً اصلاح کر لینی چاہیے۔ ③ [التحیات] ان الفاظ کو کہا جاتا ہے جن کے ذریعے سے لوگ ایک دوسرے کے لیے نیک جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ اسلامی تہذیب میں اس مقصد کے لیے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ جیسے الفاظ مقرر ہیں۔ اللہ کے لیے تحیات سے مراد وہ

عبادتیں ہیں جن کا تعلق زبان اور گویائی سے ہے' مثلاً: اللہ کی تعریف' شکر' ذکر' دعا' قسم وغیرہ۔ یہ سب عبادتیں اللہ کا حق ہیں' ان میں کسی اور کو شریک کرنا درست نہیں۔ مخلوق کی کسی ظاہری خوبی کی تعریف جس میں عبادت کے جذبات شامل نہیں ہوتے وہ اس عبادت میں شامل نہیں۔ ④ [الصلوات] صلاۃ کی جمع ہے جس کے لغوی معنی دعا اور شرعی معنی نماز کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد بدنی عبادتیں ہیں' مثلاً: رکوع' سجدہ' قیام' طواف اور روزہ وغیرہ۔ کسی کے لیے احتراماً جھکنا یا کسی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا یا اللہ کے گھر کے سوا کسی چیز' قبر' عمارت اور درخت وغیرہ کا طواف کرنا شرک ہے۔ سجدۂ تعظیمی پہلی شریعتوں میں جائز تھا' اب حرام ہے۔ یہ اور اس قسم کی تمام عبادتیں صرف اللہ کا حق ہیں۔ ⑤ [الطیبات] پاک چیزیں' پاک اعمال۔ اس سے مالی عبادتیں مراد لی گئی ہیں' مثلاً: زکوۃ' صدقات' نذر و نیاز وغیرہ۔ مخلوق میں سے کسی کے نام کی نذر جائز نہیں' خواہ وہ مالی نذر ہو یا بدنی۔ ان تین الفاظ میں ہر قسم کی عبادات اللہ ہی کے لیے خاص ہونے کا اقرار ہے اور یہی توحید ہے۔ ⑥ دوسروں کے حق میں دعا کرتے وقت اپنے لیے بھی دعا کر لینی چاہیے۔ اسی طرح جب اپنے لیے دعا کرنا مقصود ہو تو دوسروں کو بھی شامل کر لینا چاہیے۔ خصوصاً جو مسلمان بھائی نظروں سے اوجھل اور جسمانی طور پر دور ہوں ان کے لیے دعا کرنا خلوص کی علامت ہے۔ ممکن ہے اس کی برکت سے دعا مانگنے والے کی اپنے حق میں دعا قبول ہو جائے۔ ⑦ زمین اور آسمان میں موجود نیک بندوں میں تمام نیک انسان' جن اور تمام فرشتے شامل ہو جاتے ہیں' اس لیے جبریل' میکائیل ﷩ وغیرہ کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسنون دعاؤں میں جو جامعیت اور خوبی ہے وہ خود ساختہ دعاؤں میں نہیں' لہٰذا مسنون اذکار کو چھوڑ کر غیر مسنون دعاؤں اور اذکار میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔ دعائے گنج العرش' درود تاج' درود ماہی' درود لکھی وغیرہ کے نام سے بہت سی چیزیں مشہور ہیں جن کی کوئی بنیاد نہیں۔ ⑧ التحیات کی دعا میں مختلف روایات میں الفاظ کا معمولی فرق ہے۔ صحیح سندوں سے روایت شدہ الفاظ کے مطابق جیسے بھی پڑھ لیا جائے درست ہے۔ ان میں سے بعض آئندہ روایات میں مذکور ہیں۔

٩٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، فَكَانَ يَقُولُ: «التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ

٩٠٠- حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ [اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ' السَّلَامُ عَلَیْكَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهُ' السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ' أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا

٩٠٠_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح: ٤٠٣ عن محمد بن رمح وغيره به.

وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ’’برکتوں والے آداب‘ پاکیزہ عبادات‘ اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکات (نازل) ہوں‘ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو‘ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔‘‘

فوائد و مسائل: ① قرآن کی طرح دعا سکھانے کا مطلب یہ ہے کہ بہت اہتمام اور توجہ سے یہ دعا سکھائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا نماز میں ضرور پڑھنی چاہیے۔ ② جس طرح قرآن کے الفاظ گھٹا بڑھا لینا جائز نہیں لیکن بعض الفاظ کئی طرح نازل ہوئے ہیں اور ان طریقوں میں سے کسی بھی طریقے سے انھیں پڑھنا درست ہے۔ اسی طرح جو دعائیں کئی طرح مروی ہیں انھیں انھی روایت شدہ طریقوں میں سے کسی بھی طریقے سے پڑھا جاسکتا ہے۔ ③ [أَيُّهَا النَّبِيُّ] ’’اے نبی!‘‘ سے مقصود رسول اللہ ﷺ کو سنانا نہیں بلکہ یہ الفاظ اسی طرح پڑھے جاتے ہیں جس طرح قرآن مجید کے الفاظ پڑھے جاتے ہیں‘ مثلاً: ﴿يٰنُوحُ‘ يَا إِبْرَاهِيمُ‘ يٰأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ‘ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا‘ يٰأَيُّهَا النَّاسُ‘ يٰبَنِيٓ اٰدَمَ‘ يِفِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ﴾ وغیرہ۔ ان کو پڑھتے وقت قاری انھیں مخاطب کرنے کی نیت نہیں رکھتا اور نہ حاضر و موجود سمجھتا ہے۔

٩٠١- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلٰى : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ . ح : وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ، وَهِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ ، عَنْ قَتَادَةَ .

وَهٰذَا حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَنَا وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا ، وَعَلَّمَنَا صَلاَتَنَا ، فَقَالَ : «إِذَا

٩٠١- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ہمارے لیے ہماری سنتیں بیان فرمائیں اور ہمیں نماز کی تعلیم دی‘ (اسی دوران میں) فرمایا: ’’جب تم نماز پڑھو‘ اور قعدہ تک پہنچ جاؤ تو تم میں سے (ہر) کسی کو سب سے پہلے یوں کہنا چاہیے: [اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ‘ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ‘ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ‘ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ

٩٠١- [صحيح] تقدم، ح: ٨٤٧ مختصرًا، وهٰذا طرف منه.

صَلَّيْتُمْ، فَكَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ، فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، سَبْعُ كَلِمَاتٍ هُنَّ تَحِيَّةُ الصَّلَاةِ».

مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ''پاکیزہ آداب اور عبادات اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (نازل) ہوں' ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' یہ سات جملے نماز کا تحیہ (التحیات) ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① نماز کے افعال و اذکار جس ترتیب سے بتائے گئے ہیں' انھیں اسی ترتیب سے پڑھنا چاہیے' البتہ جن مقامات پر ترتیب ضروری نہ ہونے کا قرینہ موجود ہو وہاں ترتیب ضروری نہیں۔ ② سات جملے اس لیے فرمایا گیا ہے کہ التحیات' الصلوات اور الطیبات تینوں اہم مسائل ہیں' اس لیے اسے ایک جملے کے بجائے تین جملے شمار کیا گیا۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام کے لیے دعا چوتھا جملہ اور تمام مومنین کے لیے دعا پانچواں جملہ ہے۔ شہادتین ''توحید اور رسالت کی گواہی'' چھٹے اور ساتویں جملے پر مشتمل ہیں۔ واللہ أعلم. ③ توحید پر صحیح ایمان کے لیے ضروری ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی عبدیت اور رسالت دونوں پر ایمان رکھا جائے' کفار کی طرح نبی ﷺ کی رسالت سے انکار کیا جائے' نہ انھیں اس طرح الوہیت کے مقام پر فائز قرار دیا جائے جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہہ دیا تھا کہ مسیح علیہ السلام ہی اللہ ہیں جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ (المائدة:١٧) ''وہ لوگ یقیناً کافر ہو گئے جنھوں نے یہ کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔''

٩٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُوالزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: «بِاسْمِ اللهِ وَبِاللهِ، التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ

٩٠٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ (اور وہ اس طرح ہے): [بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ' اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ' السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ' السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ' أَشْهَدُ أَنْ لَا

٩٠٢- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ٢/ ٢٤٣، التطبيق، نوع آخر من التشهد، ح: ١١٧٦، ٣/ ٤٣، ح: ١٢٨٢ من حديث أيمن به، وانظر، ح: ٣٩٥ لعلته.

وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ».

إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ] ''اللہ کے نام سے' اللہ کی توفیق سے' زبانی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

(المعجم ٢٥) - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٦٤)

باب:۲۵- نبی ﷺ پر درود شریف کے پڑھنے کا بیان

٩٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ [وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ] كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ».

۹۰۳- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ہمیں آپ کو سلام کہنے کا طریقہ تو معلوم ہو چکا ہے لیکن درود کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ۔ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ] ''اے اللہ! اپنے بندے اور رسول محمد (ﷺ) پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ اور محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔''

٩٠٣- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "إن الله وملئكته يصلون على النبي"، ح: ٤٧٩٧، ٦٣٥٨ من حديث يزيد به.

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الأحزاب:٥٦) ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی ان پر درود پڑھو اور سلام عرض کرو۔'' صحابہ ؓ نے اس آیت کی وضاحت دریافت فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔ ② سلام کہنے کا طریقہ نماز کے باہر تو وہی ہے جو عام مسلمانوں کا باہمی سلام ہے۔ صحابہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو اس معروف طریقے سے سلام عرض کرتے تھے۔ نماز کے اندر سلام کا طریقہ پچھلے باب میں بیان ہو چکا' اس لیے صحابۂ کرام ؓ نے کہا کہ سلام ہمیں معلوم ہے۔ ③ صلاۃ کا مطلب دعا' رحمت اور درود ہے۔ نماز کو بھی صلاۃ اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ دعاؤں پر مشتمل ہے۔ مومنوں اور فرشتوں کی طرف سے نبی پر درود بھی ایک دعا ہے جیسے کہ درود شریف کے الفاظ سے واضح ہے۔ اللہ کی طرف سے نبی پر صلاۃ (درود) کا مطلب انسانوں اور فرشتوں کی دعا قبول کر کے اپنے نبی پر رحمت نازل کرنا اور اس کے درجات بلند کرنا ہے۔ ④ درود کا حکم نازل ہونے پر صحابۂ کرام ؓ نے اپنی طرف سے مناسب الفاظ جمع کر کے دعا نہیں بنائی بلکہ رسول اللہ ﷺ سے اس کا طریقہ معلوم کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اذکار کے الفاظ وہی درست ہوتے ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہوں۔ ان الفاظ میں کمی بیشی کرنا یا اپنے پاس سے اذکار بنا لینا درست نہیں' نہ ان خود ساختہ اذکار کا کوئی ثواب ہے۔ ⑤ آل سے عام طور پر اولاد مراد لی جاتی ہے لیکن شریعت کی اصطلاح میں آل سے مراد وہ سب لوگ ہوتے ہیں جو کسی عظیم شخصیت سے محبت رکھنے والے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ اسی طرح کسی دنیوی سردار کے ساتھی اور متبعین کو بھی اس کی آل کہا جا سکتا ہے جیسے کہ قرآن مجید میں آل فرعون کے الفاظ وارد ہیں حالانکہ فرعون کی کوئی صلبی اولاد نہ تھی اسی وجہ سے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بیٹے کے طور پر پالنا منظور کر لیا تھا۔ ⑥ درود شریف کے لیے مختلف الفاظ صحیح احادیث میں وارد ہیں۔ ان میں سے کسی بھی صحیح روایت کے مطابق درود شریف پڑھ لینا درست ہے۔ اس سلسلے میں بعض روایات اسی باب میں آ رہی ہیں۔

٩٠٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى،

٩٠٤- حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے بیان کیا کہ حضرت کعب بن عجرہ ؓ مجھے ملے تو فرمایا: کیا میں تمھیں ایک تحفہ نہ دوں؟ (وہ یہ ہے کہ ایک بار) رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے تو ہم نے کہا: ہم آپ کو سلام کہنے کا

٩٠٤ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الصلاة على النبي ﷺ، ح:٦٣٥٧، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح:٤٠٦ من حديث شعبة به، وله طريق آخر جميل عند البخاري، أحاديث الأنبياء، باب(١٠)، ح:٣٣٧٠.

قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: أَلاَ أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً؟ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقُلْنَا: قَدْ عَرَفْنَا السَّلاَمَ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ الصَّلاَةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ. اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

طریقہ تو جانتے ہیں' درود کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ' إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ تو یقیناً قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔ تو یقیناً قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔''

٩٠٥- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ طَالُوتَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَاجِشُونُ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أُمِرْنَا بِالصَّلاَةِ عَلَيْكَ. فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ

٩٠٥- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تو ہم آپ پر کس طرح درود پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ۔ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ' إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ) پر' آپ کی ازواج مطہرات پر اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی اور محمد (ﷺ) پر آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے

٩٠٥- أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب(١٠)، ح: ٣٣٦٩، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٧ من حديث مالك به.

مَّجِيدٌ».

جہانوں میں ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔"

٩٠٦- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ بَيَانٍ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي فَاخِتَةَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّ ذٰلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ، قَالَ، فَقَالُوا لَهُ: فَعَلِّمْنَا، قَالَ، قُولُوا: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ، [وَقَائِدِ] الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوداً يَغْبِطُهُ بِهِ الأَوَّلُونَ وَالآخِرُونَ. اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

٩٠٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب تم رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھو تو درود کو مزین کرو' تمھیں کیا معلوم کہ وہ آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا جاتا ہو۔ ساتھیوں نے کہا: ہمیں سکھا دیجیے (کہ کس طرح مزین کر کے درود پڑھیں) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یوں کہو: [اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَ رَحْمَتَكَ وَ بَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ' وَ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ' مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ' وَ قَائِدِ الْخَيْرِ' وَ رَسُولِ الرَّحْمَةِ. اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] "اے اللہ! اپنے درود' رحمت اور برکات نازل فرما' رسولوں کے سردار' متقین کے امام' انبیاء کے خاتم (حضرت) محمد (ﷺ) پر جو تیرے بندے' تیرے رسول' نیکی کے امام' نیکی کے رہبر اور رحمت کے رسول ہیں۔ اے اللہ! انھیں مقام محمود پر فائز فرما جہاں ان پر پہلے اور پچھلے (سب جن اور انسان) رشک کریں

٩٠٦- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "المسعودي ... اختلط بآخره"، وانظر التقييد والإيضاح: (٤٣٠-٤٣٣)، ولم يثبت هل سمع زياد منه قبل اختلاطه أو بعده، والثاني أظهر.

گے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔''

٩٠٧- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الحارِثِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ، فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ».

٩٠٧- حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان مجھ پر درود پڑھتا ہے' فرشتے اس وقت تک اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود پڑھتا رہتا ہے۔ اب بندہ چاہے یہ عمل کم کرے یا زیادہ کرلے (اس کی مرضی ہے۔'')

فائدہ: اس حدیث سے درود شریف کی فضیلت اور فائدہ واضح ہوتا ہے اور اس میں بکثرت درود پڑھنے کی ترغیب ہے۔ درود کی فضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے' اس لیے بعض حضرات نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٢٤/ ٣٥١، ٣٥٢)

٩٠٨- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ».

٩٠٨- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر درود پڑھنا فراموش کر دیا' وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔''

٩٠٧- [إسناده ضعيف] * عاصم ضعيف كما في التقريب وغيره، وضعفه الجمهور (مجمع الزوائد: ٨/ ١٥٠)، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف"، وله شواهد عند إسحاق القاضي في الصلاة على النبي ﷺ، ح: ٣ وغيره.

٩٠٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٢/ ١٨٠ من حديث جبارة به، وله شواهد عند البيهقي: ٦/ ٢٨٦، وإسماعيل القاضي في الصلاة على النبي ﷺ، ح: ٤١-٤٤ وغيرهما، انظر، ح: ٧٤٠ لعلته.

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (الصحیحة' رقم: ۲۳۳۷' و فضل الصلاة علی النبي ﷺ بتحقیق الشیخ الباني رحمه الله' رقم: ۴۱'۴۲) ② نیکیاں جنت میں لے جاتی ہیں جو شخص درود جیسی عظیم نیکی سے غفلت کرتا ہے وہ دوسری بہت سی نیکیوں سے بھی غافل ہوگا اور ایسے شخص کا جنت میں جانا مشکل ہے۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ مَا يُقَالُ فِي التَّشَهُّدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٦٥)

باب: ۲۶- تشہد اور درود (کے بعد) کے اذکار

٩٠٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

۹۰۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب آخری تشہد سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرے' جہنم کے عذاب سے' قبر کے عذاب سے' زندگی اور موت کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔“

فوائد و مسائل: ① آخری تشہد میں سلام سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور اپنی حاجات طلب کرنے کا موقع ہے۔ اس موقع کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: [ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو] (صحیح البخاري' الأذان' باب مايتخير من الدعاء بعد التشهد وليس بواجب' حدیث: ۸۳۵) ”پھر (تشہد کے بعد) اسے جو دعا زیادہ پسند ہو وہ منتخب کرلے اور دعا کرے۔“ ② پسند کی دعا منتخب کرنے کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعائیں واجب نہیں' البتہ ثواب کا باعث ہیں۔ امام بخاری رحمه الله نے اس حدیث سے یہی استنباط فرمایا ہے۔ ③ ”اسے چاہیے کہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے۔“ اس حکم کی تعمیل اس طرح ہو سکتی ہے کہ ہم پڑھیں: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں جہنم کے عذاب سے' قبر کے عذاب سے' زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔“ یہ دعا الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ مختلف روایات میں

٩٠٩- أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٨٨ من حديث الوليد بن مسلم به.

آئی ہے' مثلاً: ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَ أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَ أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ فِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ] (صحيح البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، حديث:٨٣٢) ''اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میں گناہ اور تاوان (قرض وغیرہ) سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

٩١٠- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِرَجُلٍ: «مَا تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ؟» قَالَ: التَّشَهُّدَ ثُمَّ أَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ، أَمَا وَاللهِ مَا أُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ، فَقَالَ: «حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ».

٩١٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟'' اس نے کہا: میں تشہد پڑھتا ہوں' پھر اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ قسم ہے اللہ کی! مجھے وہ دعائیں تو آتی نہیں جو آپ آہستہ آہستہ پڑھتے رہتے ہیں یا جو معاذ رضی اللہ عنہ گنگناتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم بھی یہی کچھ گنگناتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① [دَنْدَنَة] اس کلام کو کہتے ہیں جو سمجھ میں نہ آئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے آپ کی طرح لمبی لمبی دعائیں نہیں آتیں' میں تو مختصر سی دعا مانگتا ہوں۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اس کی دعا کو پسند فرمایا کیونکہ یہ مختصر اور جامع ہے۔ اور سب سے اہم چیز بلکہ عبادات کا مقصود ہی یہ ہے کہ آخرت میں اللہ کی رضا حاصل ہو جائے۔ ③ [حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ] ''ہم بھی اس کے بارے میں گنگناتے ہیں۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری لمبی چوڑی دعاؤں کا مقصود بھی یہی ہے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ کی رضا حاصل ہو اور اس کے غضب سے محفوظ رہیں۔ ④ صوفیا میں جو مشہور ہے کہ ہم صرف اللہ کی محبت کی وجہ سے عمل کرتے ہیں' جنت کی خواہش میں یا جہنم کے خوف سے نہیں کرتے' یہ سوچ درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ اللہ کے عظیم ترین اور مقرب ترین بندے ہیں' بندے پر اللہ کے حقوق اور اللہ سے محبت کے آداب سے جس قدر نبی ﷺ واقف تھے' کوئی اور اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا اس کے باوجود آپ ﷺ نے جنت کی دعا کی اور جہنم سے پناہ مانگی کیونکہ جنت اللہ کی نعمتوں کا نام ہے اور جنت ہی میں اللہ کا دیدار ہوگا' اس لیے جنت سے اعراض اصل میں اللہ کے قرب سے اعراض ہے جو محبت الٰہی کے منافی ہے اور جہنم سے بے

٩١٠_ [صحيح] أخرجه ابن حبان (موارد)، ح:٥١٤ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وصححه ابن خزيمة، ح:٧٢٥، والبوصيري، والنووي، وأخرجه أبوداود، ح:٧٩٢ من طريق آخر به، وله شواهد عند أبي داود، ح:٥٩٩، ٧٩٣ وغيره.

خوفی اللہ کے غضب سے بے خوفی ہے جو اہل ایمان کا شیوہ نہیں۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ (التحفة ٦٦)

باب: ۲۷- تشہد میں (انگلی سے) اشارہ کرنا

٩١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عِصَامِ بْنِ قُدَامَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعاً يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى فِي الصَّلَاةِ، وَيُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ.

۹۱۱- حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو نماز میں دائیں ران پر دایاں ہاتھ رکھے ہوئے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے دیکھا۔

فوائد و مسائل: ① تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے۔ ② اشارہ صرف دائیں ہاتھ کی انگلی سے کرنا چاہیے۔ (دیکھیے: حدیث: ۹۱۳) ③ اشارہ کرتے وقت ہاتھ کی کیفیت کا ذکر اگلی حدیثوں میں آ رہا ہے۔

٩١٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ حَلَّقَ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطٰى، وَرَفَعَ الَّتِي تَلِيهِمَا، يَدْعُو بِهَا فِي التَّشَهُّدِ.

۹۱۲- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے انگوٹھے اور درمیان کی انگلی سے حلقہ بنایا اور اس کے قریب کی انگلی (شہادت کی انگلی) کو اٹھایا' آپ تشہد میں اس کے ساتھ (اشارہ کرتے ہوئے) دعا کر رہے تھے۔

٩١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ

۹۱۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کی انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی اٹھاتے' اس کے ساتھ دعا کرتے اور آپ نے بایاں ہاتھ اپنے

٩١١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإشارة في التشهد، ح: ٩٩١ من حديث عصام به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان * مالك بن نمير وثقه ابن خزيمة وابن حبان.

٩١٢ـ [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

٩١٣ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة وكيفية وضع اليدين على الفخذين، ح: ٥٨٠ من حديث عبدالرزاق به.

النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، فَيَدْعُو بِهَا، وَالْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ، [بَاسِطَهَا] عَلَيْهَا.

گھٹنے پر پھیلا کر رکھا ہوا ہوتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① انگلی سے اشارہ تشہد میں ہوتا ہے' سجدوں کے درمیان جلسے میں نہیں۔ اس حدیث میں ''نماز میں'' بیٹھنے کا مطلب ''تشہد میں'' بیٹھنا ہے جیسے کہ حدیث:۹۱۲ سے واضح ہے۔ ② تشہد میں بایاں ہاتھ تو اسی طرح رکھا جائے گا جس طرح سجدوں کے درمیان جلسہ میں ہوتا ہے۔ دائیں ہاتھ کا ایک طریقہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ انگوٹھے کو درمیانی انگلی کے ساتھ ملا کر حلقہ بنایا جائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا جائے۔ اس صورت میں چھوٹی دونوں انگلیاں بند رکھی جائیں گی۔ (سنن أبي داود ' الصلاة' تفريع أبواب الركوع والسجود...... باب الإشارة في التشهد' حديث:۹۸۷) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھا شہادت کی انگلی کی نچلی پور پر رکھا جائے اور باقی تینوں انگلیاں بند ہوں۔ اسے حدیث میں ترپن کے عدد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' المساجد' باب صفة الجلوس في الصلاة......' حديث:۵۸۰) اہل عرب میں اعداد کے جو خاص اشارات رائج تھے ان کے مطابق ترپن کا عدد اسی طرح بنتا ہے' اس لیے اس کیفیت کو اس لفظ سے ظاہر کیا گیا۔ ③ انگلی کے ساتھ دعا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دعا کے دوران میں انگلی اٹھا کر اشارہ کیا جائے۔ ④ یہ اشارہ ابتدا سے انتہا' یعنی سلام پھیرنے تک کیا جائے۔ ⑤ اشارے کے ساتھ انگلی کو حرکت دینا یا دیتے رہنا ضروری نہیں ہے۔ بعض لوگ صرف [إِلَّا اللّٰه] پر انگلی کو اٹھاتے اور پھر رکھ دیتے ہیں' یہ بالکل بے بنیاد ہے اور بعض لوگ مسلسل حرکت دیتے رہتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں۔ بعض روایات میں [يُحَرِّكُهَا] کے الفاظ تو آتے ہیں لیکن اس کا مطلب بھی [يَدْعُو بِهَا يا يُشِيرُ بِهَا] ہی ہے' یعنی دعا یا اشارہ کرتے۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ التَّسْلِيمِ (التحفة ٦٧)

باب:۲۸- سلام پھیرنے کا طریقہ

٩١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ

۹۱۴- حضرت عبداللہ (بن مسعود) ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے حتی کہ آپ کے رخساروں کی سفیدی نظر آتی۔ (اور فرماتے:) [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ]

٩١٤ـ [صحيح] * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح:٤٦، وأصل الحديث صحيح، أخرجه أبوداود، ح:٩٩٦ وغيرهم، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان.

شِمَالِهِ، حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ». ''تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔''

فوائد و مسائل: ① نماز سے فارغ ہونے کا طریقہ سلام پھیرنا ہے جیسے کہ حدیث:۲۷۵ اور ۲۷۶ میں بیان ہوا ہے۔ ② سلام پھیرنے کے مختلف طریقے وارد ہیں' مثلاً: (ا) لسلام علیکم و رحمة الله - السلام علیکم و رحمة الله۔ (جیسے حدیث:۹۱۶ میں آرہا ہے۔) (ب) السلام علیکم ورحمة الله و برکاته - السلام علیکم و رحمة الله وبرکاته۔ (بلوغ المرام لابن حجر' الصلاة ' باب صفة الصلاة ' حدیث:۲۵۲) (ج) صرف ایک سلام کے ساتھ نماز سے فارغ ہونا بھی درست ہے۔ ایک سلام کہتے ہوئے تھوڑا سا دائیں طرف منہ کرنا چاہیے۔ (جامع الترمذي' الصلاة باب:۱۰۶' حدیث:۲۹۶)

٩١٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ.

۹۱۵- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا کرتے تھے۔

٩١٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ».

۹۱۶- حضرت عمار بن یاسر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے حتی کہ آپ کے رخساروں کی سفیدی نظر آتی اور فرماتے: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ] ''تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔ تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔''

٩١٥- أخرجه مسلم، المساجد، باب السلام للتحليل من الصلاة عند فراغها وكيفيته، ح:٥٨٢ من حديث إسماعيل به.

٩١٦- [صحيح] * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح:٤٦، وأبوبكر بن عياش تقدم، ح:٨٥٥، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح:٩٩٧ وغيره، والسند حسنه البوصيري.

٩١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ [بُرَيْدِ] بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: صَلَّى بِنَا عَلِيٌّ، يَوْمَ الْجَمَلِ صَلَاةً ذَكَّرَنَا صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَسِينَاهَا، وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ تَرَكْنَاهَا، فَسَلَّمَ عَلَى يَمِينِهِ وَعَلَى شِمَالِهِ.

۹۱۷- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جنگ جمل کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایسی نماز پڑھائی کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی یاد دلا دی جسے ہم فراموش کر چکے تھے یا (کوتاہی کی وجہ سے) چھوڑ بیٹھے تھے۔ (اس نماز میں) انھوں نے دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ مَنْ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً (التحفة ٦٨)

باب:۲۹- ایک طرف سلام پھیرنا بھی درست ہے

٩١٨- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ [الْمَدَنِيُّ]، أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ ابْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَلَّمَ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ.

۹۱۸- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سامنے کی طرف ایک ہی سلام پھیرا۔

٩١٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ [الصَّنْعَانِيُّ:] حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ.

۹۱۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سامنے کی طرف ایک سلام پھیرا کرتے تھے۔

٩١٧ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق لعلته، ومع ذٰلك صححه البوصيري.

٩١٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ١٢٢، ح: ٥٧٠٣ من حديث عبدالمهيمن به، وانظر، ح: ١٦٤ لعلته.

٩١٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب منه أيضًا، ح: ٢٩٦ من حديث عمرو بن أبي سلمة (الشامي) عن زهير به، وقال: قال محمد بن إسماعيل (البخاري): "زهير بن محمد، أهل الشام يروون عنه مناكير ... الخ"، وكذا قال أحمد وغيره، وللحديث شواهد كلها ضعيفة.

٩٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فَسَلَّمَ مَرَّةً وَّاحِدَةً.

۹۲۰- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز ادا فرمائی تو ایک ہی سلام پھیرا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ باب میں تینوں روایات ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہیں جبکہ مسئلہ فی نفسہٖ درست ہے کیونکہ یہ دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (مسند أحمد:٢/٢٣٦' و سنن أبي داود' التطوع' باب في صلاة الليل' حديث:١٣٣٥) غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح ابن ماجه' حديث:٩١٨'٩١٩'٩٢٠) ② سامنے کی طرف سلام کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح دونوں طرف سلام پھیرتے وقت چہرہ پوری طرح پھیرا جاتا ہے' اس طرح نہیں پھیرا بلکہ تھوڑا سا دائیں منہ پھیرا' جیسے حدیث:۹۱۴ کے فوائد میں ذکر ہوا۔

(المعجم ٣٠) - **بَابُ رَدِّ السَّلَامِ عَلَى الْإِمَامِ** (التحفة ٦٩)

باب:۳۰- امام کو سلام کا جواب دینا

٩٢١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْهُذَلِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَرُدُّوا عَلَيْهِ».

۹۲۱- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب امام سلام کہے تو اسے (سلام کا) جواب دو۔''

٩٢٢- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ الْقَاسِمِ: أَنْبَأَنَا

۹۲۲- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم

٩٢٠_[إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف يحيى بن راشد" يعني المازني البراء.

٩٢١_[ضعيف] * أبوبكر الهذلي (البصري) أخباري متروك الحديث (تقريب)، وله شاهد ضعيف عند ابن خزيمة، ١٧١١.

٩٢٢_[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الرد على الإمام، ح:١٠٠١ من حديث قتادة به، وصححه الحاكم، والذهبي * قتادة مدلس تقدم، ح:١٧٥، ولم أجد تصريح سماعه في هٰذا الحديث.

هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُسَلِّمَ عَلَى أَئِمَّتِنَا، وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ.

اپنے اماموں کو سلام کہیں اور ہم ایک دوسرے کو سلام کہیں۔"

فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں' اس لیے ان سے جواب دینے کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔

(المعجم ٣١) - **بَابٌ: وَلَا يَخُصُّ الْإِمَامُ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ** (التحفة ٧٠)

باب:٣١- امام صرف اپنے لیے دعا نہ مانگے

٩٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَؤُمُّ عَبْدٌ، فَيَخُصَّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُونَهُمْ. فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ».

٩٢٣- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی بندہ نماز پڑھائے تو انھیں (نمازیوں کو) چھوڑ کر صرف اپنے لیے دعا نہ کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو ان کی خیانت کی۔"

(المعجم ٣٢) - **بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ** (التحفة ٧١)

باب:٣٢- سلام کے بعد کی دعائیں اور اذکار

٩٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَنْتَ

٩٢٤- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تھے تو (سلام کے بعد) صرف اتنا عرصہ بیٹھتے تھے کہ یہ دعا پڑھ لیتے: [اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] "اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھی سے سلامتی (حاصل ہوتی) ہے' اے عظمت و بزرگی والے! تو بہت برکتوں والا ہے۔"

٩٢٣ـ [حسن] تقدم، ح: ٦١٩.

٩٢٤ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، ح: ٥٩٢ عن ابن أبي شيبة (وغيره) به.

السَّلاَمُ وَمِنْكَ السَّلاَمُ. تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلاَلِ وَالإِكْرَامِ».

فوائد ومسائل: ① فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ ② مسنون دعا صرف اسی قدر ہے جو اس حدیث میں بیان ہوئی۔ باقی جملے لوگوں کے خود ساختہ ہیں' مثلاً: [وإليك يرجع السلام' حيّنا ربنا بالسلام' وأدخلنا دارالسلام]۔ اسی طرح [تبارکت] کے بعد [ربنا و تعاليت] کے الفاظ بھی اضافہ شدہ ہیں۔ ان زائد جملوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ ''صرف اتنا عرصہ بیٹھتے'' کا مطلب یہ ہے کہ قبلہ رخ صرف اتنا عرصے بیٹھتے ورنہ ذکر واذکار کے لیے طویل عرصہ تک بیٹھنا سنت سے ثابت ہے۔ (صحيح مسلم' المساجد' باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته' حديث: ٥٩٤)

٩٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ مَوْلًى لِأُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ، إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ يُسَلِّمُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْماً نَافِعاً، وَرِزْقاً طَيِّباً، وَعَمَلاً مُتَقَبَّلاً».

٩٢٥- حضرت ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب صبح کی نماز سے سلام پھیرتے تو فرماتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ رِزْقًا طَيِّبًا وَّعَمَلاً مُتَقَبَّلاً] ''اے اللہ! میں تجھ سے فائدہ دینے والے علم' پاک رزق اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① یہ ایک جامع دعا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اکثر ایسی دعائیں مانگتے تھے جو جامع ہوں اور تھوڑے الفاظ میں زیادہ فائدے کی چیزوں کی دعا ہو جائے۔ ② علم نافع سے مراد وہ علم ہے جس پر انسان کو عمل کی توفیق نصیب ہو اور اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے یعنی تحریر وتقریر اور اسوۂ حسنہ کے ذریعے سے دوسروں تک پہنچے تاکہ وہ بھی عمل کر کے اس شخص کی نیکیوں میں اضافے کا باعث ہوں۔ ③ پاک رزق سے مراد حلال رزق ہے جو جائز طریقے سے کمایا گیا ہو۔ ④ قبول ہونے والا عمل وہ ہے جو خالص نیت سے اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے اور سنت کے مطابق ادا کیا جائے۔

٩٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

٩٢٦- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے

٩٢٥_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٠٥، ٣٢٢ من حديث شعبة به ✽ مولى لأم سلمة، اسمه عبدالله بن شداد كما في تقريب التهذيب والنكت الظراف: ١٣/ ٤٦ وغيرهما، فالسند صحيح، وله شاهد ضعيف عند الطبراني في الصغير، ح: ٧٣٥، وقال الهيثمي في المجمع: ١٠/ ١١١، "ورجاله ثقات".

٩٢٦_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في التسبيح عند النوم، ح: ٥٠٦٥ من حديث شعبة عن عطاء به، وقال الترمذي، ح: ٣٤١٠: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان.

إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، وَأَبُو يَحْيَى التَّيْمِيُّ، وَ[ابْنُ] الأَجْلَحِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَصْلَتَانِ لاَ يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَهُمَا يَسِيرٌ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ. يُسَبِّحُ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ عَشْراً، وَيُكَبِّرُ عَشْراً، وَيَحْمَدُ عَشْراً» فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ: «فَذٰلِكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ، وَأَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ، وَإِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ سَبَّحَ وَحَمِدَ وَكَبَّرَ مِائَةً، فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ، وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ، فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ» قَالُوا: وَكَيْفَ لاَ يُحْصِيهِمَا؟ قَالَ: «يَأْتِي أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ، وَهُوَ فِي الصَّلاَةِ، فَيَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا، حَتَّى يَنْفَكَّ الْعَبْدُ لاَ يَعْقِلُ، وَيَأْتِيهِ وَهُوَ فِي مَضْجَعِهِ، فَلاَ يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتَّى يَنَامَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزوں پر جو شخص بھی پابندی سے عمل کرتا ہے جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ چیزیں (کام) آسان ہیں (لیکن) ان پر عمل کرنے والے کم ہیں۔ ہر نماز کے بعد دس دفعہ [سُبْحَانَ اللّٰهِ] کہے' دس دفعہ [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہے اور دس دفعہ [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] کہے۔'' صحابی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اس عدد کا اشارہ کیا اور فرمایا: ''یہ زبان سے کہنے میں (پانچوں نمازوں کے حساب سے) ایک سو پچاس (کلمات) ہیں اور (قیامت کے دن نیکیوں کے) ترازو میں (ایک نیکی کا اجر دس گنا کے اعتبار سے) ایک ہزار پانچ سو ہوں گے۔ اور جب اپنے بستر پر جائے تو [سُبْحَانَ اللّٰهِ] اور [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] اور [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] (سب ملا کر کل) سو مرتبہ کہہ لے' یہ زبان سے کہنے میں سو ہیں اور ترازو میں (دس گنا کے حساب سے) ایک ہزار۔ بھلا تم میں سے کون ہے جو دن میں ڈھائی ہزار گناہ کرتا ہو؟'' (جب کہ نیکیاں وہ ڈھائی ہزار کماتا ہو۔) صحابہ نے عرض کیا: انسان پابندی سے یہ دونوں عمل کیوں نہیں کر سکتا؟ فرمایا: ''ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے کہ شیطان آجاتا ہے اور اسے کہتا ہے: فلاں بات یاد کر' فلاں بات یاد کر حتی کہ بندہ (نماز سے) غافل ہو جاتا ہے اور جب بندہ بستر پر جاتا ہے تو شیطان آجاتا ہے اور اسے سلانے لگتا ہے حتی کہ آدمی کو نیند آجاتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نیکی کے کام کے بارے میں کوشش ہونی چاہیے کہ اسے ہمیشہ کیا جائے کیونکہ ہمیشہ کیا جانے والا تھوڑا سا نیک عمل مجموعی طور پر بہت زیادہ ہو جاتا ہے لیکن کبھی کبھار کیا جانے والا زیادہ عمل اس سے کم رہ جاتا ہے۔ ② شیطان نیکی سے روکنے کے لیے ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ اس کی شرارتوں سے ہوشیار رہے

تاکہ وہ دھوکا دینے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ ③ فرض نمازوں کے بعد [سُبْحَانَ اللّٰهِ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ أَكْبَر] دس دس بار کہنا بھی درست ہے اور تینتیس تینتیس بار کہنا بھی جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ④ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملنے کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (الأنعام:١٦٠) ''جو شخص نیکی کا کام کرے گا' اس کو دس گنا (ثواب) ملے گا۔'' ⑤ آسانی سے انجام دیے جانے والے نیک کام کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کر دینا چاہیے۔ بعض بظاہر معمولی کام حقیقت میں بڑے اجر وثواب کا باعث ہوتے ہیں۔ ⑥ سنت سے ثابت چھوٹی چھوٹی دعائیں اوراذکار لمبے لمبے غیر مسنون اوراد ووظائف سے بہتر ہیں۔ ⑦ ''یہ ایک سو پچاس کلمات ہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ تیس کلمات جب پانچ فرض نمازوں کے بعد کہے جائیں گے تو ایک سو پچاس مجموعہ ہوگا۔

٩٢٧- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ بِشْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ - وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ-: يَا رَسُولَ اللهِ! ذَهَبَ أَهْلُ الأَمْوَالِ وَالدُّثُورِ بِالأَجْرِ، يَقُولُونَ كَمَا نَقُولُ وَيُنْفِقُونَ وَلاَ نُنْفِقُ. قَالَ لِي: «أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ أَدْرَكْتُمْ مَنْ قَبْلَكُمْ وَفُتُّمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، تَحْمَدُونَ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ وَتُسَبِّحُونَهُ، وَتُكَبِّرُونَهُ ثَلاَثاً وَثَلاَثِينَ، وَثَلاَثاً وَثَلاَثِينَ، وَأَرْبَعاً وَثَلاَثِينَ».

٩٢٧- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ سے عرض کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے خود کہا: اے اللہ کے رسول! مال ودولت والے تو اجر وثواب لے گئے (اور ہم غریب پیچھے رہ گئے) زبان سے ادا کی جانے والی عبادت جس طرح ہم کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں اور وہ (اپنے مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور ہم (استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے) خرچ نہیں کرتے۔ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو گے تو آگے نکل جانے والوں کو جا لو گے اور پیچھے رہ جانے والے تم تک نہ پہنچ سکیں گے۔ ہر نماز کے بعد تینتیس' تینتیس اور چونتیس بار [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' سُبْحَانَ اللّٰهِ] اور [اَللّٰهُ أَكْبَر] کہا کرو۔

قَالَ سُفْيَانُ: لاَ أَدْرِي أَيَّتُهُنَّ أَرْبَعٌ.

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں ان میں سے کون سا کلمہ چونتیس بار ہے۔

٩٢٧- [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي من حديث سفيان به، وصححه ابن خزيمة، ح:٧٤٨، وله طرق عند أحمد:٥/١٥٨ وغيره.

فوائد و مسائل: ① نیکیوں میں مسابقت کا جذبہ قابل قدر ہے۔ ② ذکر الٰہی بعض اوقات مالی عبادات سے بھی زیادہ ثواب کا باعث ہوتا ہے۔ ③ آگے نکل جانے والوں کو پا لینے کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بہت سی دوسری نیکیاں کر کے تم سے زیادہ بلند درجات تک پہنچ گئے ہیں' تم ذکر الٰہی کی برکت سے ان سے زیادہ درجات حاصل کر سکتے ہو۔ اور ذکر الٰہی سے غافل، دوسری نیکیاں زیادہ کرنے والے تمھارے جتنے درجات حاصل نہیں کر سکتے' اس لیے دوسری نیکیوں کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی کی طرف بھی توجہ ضروری ہے۔ ④ یہاں راوی کو شک ہے کہ تینوں کلمات میں سے کون سا کلمہ چونتیس بار ہے۔ دوسری روایات سے اس کا یقین ہو جاتا ہے کہ چونتیس بار کہا جانے والا کلمہ الله أكبر ہے۔

(سنن أبي داود' الأدب' باب في التسبيح عند النوم' حديث:٥٠٦٢)

٩٢٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ. ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي شَدَّادٌ، أَبُوعَمَّارٍ: حَدَّثَنِي أَبُوأَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ: حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ».

٩٢٨- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار [اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ] کہتے' پھر فرماتے: [اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ' تَبَارَكْتَ يَاذَالْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ] ''اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھی سے سلامتی (حاصل ہوتی) ہے۔ اے عظمت و بزرگی والے! تو بہت برکتوں والا ہے۔''

(المعجم ٣٣) - بَابُ الانْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٧٢)

باب: ٣٣- نماز سے فارغ ہو کر کس طرف منہ کرے؟

٩٢٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ

٩٢٩- حضرت ہُلب طائی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو

٩٢٨ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، ح:٥٩١ من حديث الوليد بن مسلم به.

٩٢٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب كيف الانصراف من الصلاة؟ ح:١٠٤١ من حديث شعبة عن سماك بن حرب به، وحسنه الترمذي، والنووي في المجموع، وصححه ابن عبدالبر في الاستيعاب، وانظر، ح:٨٠٩.

قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَمَّنَا النَّبِيُّ ﷺ فَكَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ جَانِبَيْهِ جَمِيعاً.

دونوں طرف سے پھرتے تھے۔

فائدہ: نماز سے فارغ ہو کر امام کا قبلے سے رخ پھیر کر مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مسنون ہے۔ اس مقصد کے لیے دائیں طرف سے بھی گھوم کر مقتدیوں کی طرف منہ کیا جا سکتا ہے اور بائیں طرف سے بھی۔ دونوں طرح درست ہے۔

٩٣٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ فِي نَفْسِهِ جُزْءاً، يَرَى أَنَّ حَقًّا لِلَّهِ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ. قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، أَكْثَرُ انْصِرَافِهِ عَنْ يَسَارِهِ.

٩٣٠- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: کوئی شخص اپنے کام میں شیطان کا حصہ مقرر نہ کر لے۔ (وہ اس طرح) کہ صرف دائیں طرف سے گھومنا اللہ کا حق (اور اپنا فرض) سمجھ لے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر بائیں طرف سے گھومتے دیکھا ہے۔

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بدعت سے اس قدر احتیاط فرماتے تھے کہ بظاہر معمولی نظر آنے والے امور میں بھی سنت پر من وعن عمل کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ ② غیر واجب اور مستحب کو واجب کی طرح اختیار کر لینا درست نہیں۔ ایسے معاملات میں کبھی کبھار دوسرے طریقہ پر بھی عمل کر لینا چاہیے۔ ③ شیطان انسان کو افراط و تفریط دونوں طریقوں سے گمراہ کرتا ہے۔ نفل کو فرض کا درجہ دینا بھی ایک غلو ہے اس لیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے شیطان کا حصہ قرار دیا ہے۔

٩٣١- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ

٩٣١- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو نماز سے (فارغ ہو کر) دائیں طرف مڑتے بھی دیکھا ہے اور

٩٣٠- أخرجه البخاري، الأذان، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال، ح:٨٥٢، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال، ح:٧٠٧ من حديث الأعمش به.

٩٣١- [إسناده حسن] أخرجه أحمد:٢/١٧٤، ١٧٩، ٢٠٥، ٢١٥ من حديث حسين المعلم به، وقال البوصيري: "رجاله ثقات".

قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْفَتِلُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ فِي الصَّلَاةِ.

بائیں طرف بھی۔

٩٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ [هِنْدٍ] بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ، ثُمَّ يَلْبَثُ فِي مَكَانِهِ يَسِيراً قَبْلَ أَنْ يَقُومَ.

۹۳۲- حضرت ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے تھے تو آپ کے سلام پھیرتے ہی عورتیں اٹھ کھڑی ہوتی تھیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اٹھنے سے پہلے کچھ دیر اپنی جگہ تشریف رکھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① عورتوں کا مردوں کے ساتھ نماز باجماعت میں شریک ہونا مسنون ہے' تاہم ان کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الصلاة' باب ماجاء في خروج النساء إلى المسجد' حدیث:٥٦٧) ② سلام پھیرنے کے بعد عورتوں کے جلدی اٹھ جانے میں یہ حکمت ہے کہ مردوں سے اختلاط نہ ہو۔ عورتوں کی صفیں بھی اسی لیے پیچھے ہوتی ہیں کہ وہ جلدی مسجد سے نکل جائیں۔ آج کل عورتیں جمعہ کی نماز میں شرکت کے لیے مسجد میں اور عیدین کی نماز کے لیے عیدگاہ میں جاتی ہیں' ان کی جگہیں اور دروازے اگرچہ مردوں سے الگ ہوتے ہیں لیکن باہر نکل کر گزرگاہوں میں مردوں سے اختلاط ہو جاتا ہے جس سے بچنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ ظاہر بات ہے کہ یہ بات شرعاً نامناسب ہے۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَوُضِعَ الْعَشَاءُ (التحفة ٧٣)

باب:۳۴- جب جماعت کھڑی ہو اور کھانا سامنے آ جائے

٩٣٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَابْدَأُوا بِالْعَشَاءِ».

۹۳۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔''

٩٣٢- [صحيح] أخرجه البخاري، الأذان، باب التسليم، ح: ٨٣٧، ٨٤٩، ٨٧٠ من حديث إبراهيم بن سعد به.

٩٣٣- أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام الذي يريد أكله في الحال . . . الخ، ح: ٥٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

فوائد ومسائل: ① جب بھوک لگی ہوئی ہو اور کھانا تیار ہو تو نماز کے دوران میں توجہ کھانے کی طرف رہے گی اور نماز کما حقہ ادا نہیں ہو سکے گی' اس لیے بھوک کی صورت میں پہلے کھانا کھا لینا بہتر ہے تاکہ دلجمعی سے نماز ادا کی جاسکے۔ ② اگر کھانا تیار ہونے میں دیر ہو تو نماز پڑھ لینی چاہیے کیونکہ اس صورت میں نماز میں تاخیر سے کوئی فائدہ نہیں۔ ③ دین اسلام دین فطرت ہے' اس میں جسم اور روح دونوں کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے ایک حسین توازن قائم کر دیا گیا ہے۔ ہندو جوگیوں یا عیسائی راہبوں کی طرح محض جسم کو تکلیف دینے کو نیکی سمجھ لینا گمراہی ہے۔

٩٣٤- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَابْدَأُوا بِالْعَشَاءِ».

قَالَ: فَتَعَشَّى ابْنُ عُمَرَ لَيْلَةً، وَهُوَ يَسْمَعُ الْإِقَامَةَ.

٩٣٤- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔''

امام نافع ؒ نے فرمایا: ایک رات حضرت ابن عمر ؓ نے کھانا کھایا' حالانکہ انھیں اقامت کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

٩٣٥- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ جَمِيعاً عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَأُوا بِالْعَشَاءِ».

٩٣٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کھانا (سامنے) آ جائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔''

فائدہ: نماز سے پہلے کھانا کھا لینے کا حکم شدید بھوک ہی کی صورت میں ہے بصورت دیگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے گریز' سخت نامناسب ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ (التحفة ٧٤)

باب: ٣٥- بارش والی رات میں جماعت میں شریک ہونا

٩٣٤ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب إذا حضر العشاء فلا يعجل عن عشائه، ح: ٥٤٦٣، ٥٤٦٤، ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام . . . الخ، ح: ٥٥٩ من حديث أيوب به.

٩٣٥ـ أخرجه البخاري، الباب السابق، ح: ٥٤٦٥، ومسلم، الباب السابق، ح: ٥٥٨ من حديث هشام به.

٩٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ: خَرَجْتُ فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ، فَلَمَّا رَجَعْتُ اسْتَفْتَحْتُ، فَقَالَ أَبِي: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: أَبُوالْمَلِيحِ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَأَصَابَتْنَا سَمَاءٌ لَمْ تَبُلَّ أَسَافِلَ نِعَالِنَا، فَنَادٰى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ: «صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ».

٩٣٦- حضرت ابوملیح عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں ایک بارش والی رات میں (نماز کے لیے گھر سے) نکلا۔ جب واپس آ کر دروازہ کھلوایا تو والد صاحب (حضرت اسامہ بن عمیر ہذلی رضی اللہ عنہ) نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا: ابوملیح ہوں۔ فرمایا: میں نے تو دیکھا ہے کہ ہم لوگ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (اس دوران میں ہلکی سی) بارش ہوگئی جس سے ہمارے جوتوں کے تلوے بھی گیلے نہ ہوئے۔ (لیکن) رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے (نبی ﷺ کے حکم سے) اعلان کر دیا کہ ”اپنے ٹھکانوں پر (خیموں میں) نماز پڑھ لو۔“

فوائد ومسائل: ① بارش کے موقع پر گھر میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ ② ایسے موقع پر مؤذن کو اذان میں یہ اعلان کر دینا چاہیے کہ [صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] ”اپنی اقامت گاہوں پر نماز پڑھ لو۔“ ③ جب کسی سے پوچھا جائے کہ آپ کون ہیں تو جواب میں اپنا نام لینا چاہیے۔ ”میں ہوں“ کہنا مناسب نہیں۔

٩٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنَادِي مُنَادِيهِ، فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ، أَوِ اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ ذَاتِ الرِّيحِ: «صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ».

٩٣٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا مؤذن بارش اور تیز ہوا والی سرد رات میں اعلان کر دیا کرتا تھا: ”گھروں میں نماز پڑھ لو۔“

٩٣٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

٩٣٨- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

٩٣٦- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الجمعة في اليوم المطير، ح: ١٠٥٩ من حديث خالد به وله طرق أخرى عند أبي داود، ح: ١٠٥٧ وغيره، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

٩٣٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة أو الليلة المطيرة، ح: ١٠٦٠، ١٠٦١ من حديث أيوب به، وله طرق عند البخاري، ح: ٦٦٦، ومسلم، ح: ٦٩٧ وغيرهما.

٩٣٨- [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٨٦٦ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به * عباد صدوق، رمي بالقدر، وكان يدلس، وتغير بآخره (تقريب)، وصرح بالسماع، ولحديثه شواهد، انظر الحديثين السابقين والآتي.

عَبْدِالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يَوْمِ مَطَرٍ: «صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ».

ہے کہ نبی ﷺ نے بارش والے دن جمعے کے روز فرمایا: ”گھروں میں نماز پڑھ لو۔“

٩٣٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ أَنْ يُؤَذِّنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَطِيرٌ. فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ. ثُمَّ قَالَ: نَادِ فِي النَّاسِ فَلْيُصَلُّوا فِي بُيُوتِهِمْ. فَقَالَ لَهُ النَّاسُ: مَا هٰذَا الَّذِي صَنَعْتَ؟ قَالَ: قَدْ فَعَلَ هٰذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّي، تَأْمُرُنِي أَنْ أُخْرِجَ النَّاسَ مِنْ بُيُوتِهِمْ فَيَأْتُونِي يَدُوسُونَ الطِّينَ إِلٰى رُكَبِهِمْ.

٩٣٩- حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک بار) جمعہ کے دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مؤذن کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ اس دن بارش ہو رہی تھی۔ مؤذن نے کہا: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ] پھر (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مؤذن سے) فرمایا: لوگوں میں اعلان کر دو کہ گھروں میں نماز پڑھ لیں۔ (مؤذن نے صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ کہہ کر باقی اذان مکمل کر دی) لوگوں نے انھیں کہا: آپ نے یہ کیا (عجیب کام) کر دیا؟ انھوں نے فرمایا: یہ کام تو انھوں نے بھی کیا تھا جو مجھ سے افضل تھے (رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح اذان کہلوائی تھی) کیا آپ مجھ سے یہ چاہتے ہیں کہ میں لوگوں کو گھروں سے نکالوں اور وہ گھٹنوں تک کیچڑ میں دھنستے ہوئے میرے پاس (نماز باجماعت کی ادائیگی کے لیے) آئیں؟

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ [صَلُّوا فِي الرِّحَالِ] کے کلمات [حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ] اور [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] کے عوض کہے جائیں گے۔ ② اسلام آسانی والا دین ہے، اس میں بہت سی رخصتیں موجود ہیں، اس کے باوجود اس کے احکام پر عمل میں کوتاہی کرنا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ ③ جو مسئلہ کبھی کبھار سامنے آتا

٩٣٩_ أخرجه البخاري، الأذان، باب الكلام في الأذان، ح: ٦١٦، ومسلم، صلوة المسافرين، باب الصلاة في الرحال في المطر، ح: ٦٩٩ من حديث عاصم وغيره به.

ہے' اکثر لوگ اس سے واقف نہیں ہوتے۔ ان کے اعتراض پر ناراض ہونے کے بجائے مسئلہ کی وضاحت کر دینی چاہیے۔ ④ بارش کی وجہ سے گھروں میں نماز کی اجازت صرف پنجگانہ نمازوں ہی کے لیے نہیں بلکہ جمعہ کی نماز کا بھی یہی حکم ہے۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي (التحفة ٧٥)

باب:٣٦- نمازی کا سترہ

٩٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي، وَالدَّوَابُّ تَمُرُّ بَيْنَ أَيْدِينَا، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَضُرُّهُ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».

٩٤٠- حضرت طلحہ بن عبید اللہ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نماز پڑھ رہے تھے اور جانور ہمارے سامنے سے گزر رہے تھے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: ''کسی کے سامنے کجاوے کی پچھلی لکڑی جتنی چیز (سترہ کے طور پر) موجود ہو تو آگے سے گزرنے والا اسے کوئی نقصان نہ دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو جہاں عام لوگوں کا اس کے آگے سے گزرنے کا اندیشہ ہو تو سترہ رکھ لینا مسنون ہے۔ ② سترہ کس طرح کا یا کتنا اونچا ہو؟ اس کی حد اس حدیث سے متعین ہو جاتی ہے کہ وہ کجاوے کی پچھلی لکڑی جتنا ہو۔ یہ تقریباً سوا یا ڈیڑھ فٹ ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے سترہ کم از کم سوا یا ڈیڑھ فٹ اونچا ہونا چاہیے۔ ③ اس میں اشارہ ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے کوئی شخص گزرے تو نمازی کی نماز متاثر ہوگی۔ اس سے بعض علماء نے یہ مراد لیا ہے کہ خشوع و خضوع میں فرق پڑتا ہے جب کہ سترہ ہونے کی صورت میں نمازی کی توجہ محدود جگہ میں رہتی ہے۔ صحیح مسلم میں ارشاد نبوی ہے کہ بغیر سترہ کے نماز پڑھنے والے کی نماز عورت' گدھے اور کالے کتے کے گزرنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ (صحیح مسلم' الصلاۃ' باب قدر مایستر المصلي' حدیث:٥١٠) سنن ابن ماجہ میں (حدیث:٩٤٩) المرأۃ الحائض کے الفاظ ہیں جس سے مراد بالغ عورت ہے۔ ممکن ہے اس سے یہ مراد ہو کہ عورت ایام حیض میں ہو تو اس کے گزرنے سے نماز ٹوٹتی ہے ورنہ نہیں لیکن پہلا مفہوم زیادہ صحیح محسوس ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. ④ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ (مصری) نے سنن ابوداود کی حدیث [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ] (سنن أبي داود' الصلاۃ' باب من قال لا یقطع الصلاۃ شيء' حدیث:٧١٩) ''نماز کسی چیز کے گزرنے سے نہیں ٹوٹتی۔'' کو ان تمام احادیث کا ناسخ قرار دیا ہے۔ اور مزید کہا ہے کہ (سنن دارقطني:٣/٣٦٧، وسنن الکبرٰی للبیھقي:٢/٢٧٨)

٩٤٠_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى سترة . . . الخ، ح: ٤٩٩ من حديث ابن نمير وغيره به.

کی روایت سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (جامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء أنه لايقطع الصلاة إلا الكلب والحمار والمرأة ' حديث:٣٣٨ حاشيه شيخ احمد شاکر رحمہ اللہ) ④ سترے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص گزرنا چاہے تو سترے سے پرے گزر جائے' سترے اور نمازی کے درمیان سے نہ گزرے۔

٩٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ [رَجَاءٍ] الْمَكِّيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ تُخْرَجُ لَهُ حَرْبَةٌ فِي السَّفَرِ، فَيَنْصِبُهَا فَيُصَلِّي إِلَيْهَا.

٩٤١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: سفر میں نبی ﷺ کی خدمت میں برچھی پیش کی جاتی تھی۔ آپ اسے (زمین میں) گاڑ کر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ سفر میں بھی سترے کا اہتمام فرماتے تھے۔

٩٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حَصِيرٌ يُبْسَطُ بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهُ بِاللَّيْلِ، يُصَلِّي إِلَيْهِ.

٩٤٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی ایک چٹائی تھی جسے دن کے وقت بچھا دیا جاتا تھا اور رات کے وقت آپ اسے آڑ بنا کر اس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس سے گھر میں سترے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔

٩٤٣- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

٩٤٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی شخص نماز پڑھے تو چہرے کے

٩٤١ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ٤٩٤، ومسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى سترة . . . الخ، ح: ٥٠١ من حديث عبيدالله بن عمر به مطولاً .

٩٤٢ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب صلاة الليل، ح: ٧٣٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره . . . الخ، ح: ٧٨٢ من حديث سعيد المقبري به مطولاً .

٩٤٣ـ [ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الخط إذا لم يجد عصًا، ح: ٦٨٩، ٦٩٠ من حديث إسماعيل به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وضعفه سفيان بن عيينة، والطحاوي، والدارقطني، والبغوي في شرح السنة وغيرهم، وهو الصواب .

ابْنُ أُمَيَّةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ جَدِّهِ حُرَيْثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئاً، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصاً، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَخُطَّ خَطًّا، ثُمَّ لاَ يَضُرُّهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».

آگے کوئی چیز (سترے کے طور پر) رکھ لے اگر کچھ نہ ملے تو عصا گاڑ لے اگر وہ بھی نہ ملے تو لکیر کھینچ لے پھر اس کے آگے سے جو کچھ بھی گزر جائے گا اسے کوئی نقصان نہ دے گا۔‘‘

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس روایت سے خط کھینچنے کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي (التحفة ٧٦)

باب: ۳۷- نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ

٩٤٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَرْسَلُونِي إِلَى زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي، فَأَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لأَنْ يَقُومَ أَرْبَعِينَ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».

۹۴۴- حضرت بسر بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: (کچھ افراد نے) مجھے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’اس کے آگے سے گزرنے کی نسبت چالیس تک ٹھہرے رہنا بہتر ہے۔‘‘

قَالَ سُفْيَانُ: فَلاَ أَدْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً، أَوْ شَهْراً، أَوْ صَبَاحاً، أَوْ سَاعَةً.

حضرت سفیان (بن عیینہ) رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ حدیث میں چالیس سال کا لفظ ہے یا (چالیس) مہینے یا دن یا گھڑیاں۔

فوائد ومسائل: ① نمازی کے آگے سے گزرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے بچنے کے لیے طویل مدت تک ٹھہرنا پڑے تو ٹھہرنا چاہیے۔ ② محدثین کرام حدیث کی روایت میں اس قدر احتیاط سے کام لیتے تھے کہ جس لفظ کے بارے میں شک ہوا اس کی وضاحت کر دی اس لیے قابل اعتماد سند کے ساتھ روایت ہونے والی حدیث پر عمل کرنا

٩٤٤- [صحيح] انظر الحديث الآتي.

واجب ہے' البتہ ضعیف حدیث میں چونکہ نبی علیہ السلام کی طرف نسبت یقینی نہیں ہوتی' اس لیے اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔

٩٤٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَرْسَلَ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ الأَنْصَارِيِّ يَسْأَلُهُ: مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّي؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِي أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَخِيهِ وَهُوَ يُصَلِّي، كَانَ لَأَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ». قَالَ: لاَ أَدْرِي أَرْبَعِينَ عَاماً، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْراً، أَوْ أَرْبَعِينَ يَوْماً «خَيْرٌ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ».

٩٤٥- حضرت بسر بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوجہیم انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیغام بھیجا (کہ یہ بتایئے) آپ نے نبی ﷺ سے نمازی کے آگے سے کسی کے گزرنے کے بارے میں کیا سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ''اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ جب اس کا بھائی نماز پڑھ رہا ہو تو اس (نمازی) کے آگے سے گزرنے کا کیا گناہ ہے تو چالیس...... معلوم نہیں چالیس سال فرمایا' یا چالیس ماہ یا چالیس دن...... تک ٹھہرنے کو بہتر سمجھے۔''

٩٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِي أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَخِيهِ، مُعْتَرِضاً فِي الصَّلاَةِ، كَانَ لَأَنْ يُقِيمَ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْخَطْوَةِ الَّتِي خَطَاهَا».

٩٤٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی کو معلوم ہو کہ اپنے بھائی کے سامنے سے ایک طرف سے دوسری طرف گزرنے پر' جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو' کتنا گناہ ہے تو وہ اپنے اٹھائے ہوئے ایک قدم کی نسبت سو سال تک ٹھہرے رہنا بہتر سمجھے۔''

(المعجم ٣٨) - بَابُ مَا يَقْطَعُ الصَّلاَةَ (التحفة ٧٧)

باب: ٣٨- کس چیز کے گزرنے سے نماز ٹوٹتی ہے؟

٩٤٥_ أخرجه البخاري، الصلاة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ح: ٥١٠، ومسلم، الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ٥٠٧ من حديث أبي النضر به.

٩٤٦_ [إسناده ضعيف] * عبيدالله ليس بالقوي (تقريب)، وعمه مستور، قال الإمام الشافعي: لا نعرفه (تهذيب).

٩٤٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِعَرَفَةَ، فَجِئْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ عَلَى أَتَانٍ، فَمَرَرْنَا عَلَى بَعْضِ الصَّفِّ، فَنَزَلْنَا عَنْهَا وَتَرَكْنَاهَا، ثُمَّ دَخَلْنَا فِي الصَّفِّ.

۹۴۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ میدان عرفات میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں اور فضل رضی اللہ عنہ ایک گدھی پر سوار ہوکر آئے، اور ہم صف کے کچھ حصے کے سامنے سے گزرے' پھر ہم اس سے اترے اور اسے چھوڑ دیا' پھر ہم صف میں شامل ہو گئے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گدھا گزر جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی جب کہ حدیث: ۹۵۰ تا ۹۵۲ میں آ رہا ہے کہ گدھے کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن نماز نہ ٹوٹنے پر اس حدیث سے استدلال قوی نہیں کیونکہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے امام نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے نہیں گزرے تھے۔

٩٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ قَيْسٍ، هُوَ قَاصُّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ [أُمِّهِ]، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي حُجْرَةِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَمَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ عَبْدُ اللهِ، أَوْ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ بِيَدِهِ. فَرَجَعَ. فَمَرَّتْ زَيْنَبُ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا، فَمَضَتْ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «هُنَّ أَغْلَبُ».

۹۴۸- حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے بیان فرمایا: رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کے سامنے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ یا عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہما گزرنے لگے تو نبی ﷺ نے ہاتھ (کے اشارے) سے روکا' وہ واپس پلٹ گئے' پھر حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا گزرنے لگیں تو آپ ﷺ نے ہاتھ سے اسی طرح منع کیا لیکن وہ گزر گئیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''عورتیں غالب آ جاتی ہیں۔''

فائدہ: حضرت عبداللہ' عمر اور زینب رضی اللہ عنہم حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے

٩٤٧ـ أخرجه البخاري، العلم، باب متى يصح سماع الصغير، ح: ٧٦، ٤٩٣، ٨٦١، ١٨٥٧، ٤٤١٢، ومسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى السترة . . . الخ، ح: ٥٠٤ من حديث الزهري به مختصرًا ومطولاً.

٩٤٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٤ عن وكيع به، وقال: "عن أمه" * قيس المدني مجهول (تقريب)، وفي بعض الأسانيد: عن أمه، وهي مجهولة الحال أيضًا، راجع التهذيب وغيره، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف . . . الخ".

بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ ؓ سے نکاح کیا اور ان بچوں نے رسول اللہ ﷺ کے زیر سایہ پرورش پائی' اس لیے یہ حضرات صغار صحابہ میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ انھیں بچپن میں آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ تاہم بیان کردہ واقعہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث ضعیف ہے۔

٩٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ الأَسْوَدُ، وَالْمَرْأَةُ الْحَائِضُ».

۹۴۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کالا کتا اور حیض والی (یا بالغ) عورت نماز توڑ دیتے ہیں۔''

٩٥٠- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ أَبُو طَالِبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ [زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى]، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ».

۹۵۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت' کتا اور گدھا نماز توڑ دیتے ہیں۔''

٩٥١- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ».

۹۵۱- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت' کتا اور گدھا نماز توڑ دیتے ہیں۔''

٩٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۹۵۲- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ

٩٤٩- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقطع الصلاة، ح: ٧٠٣ من حديث يحيى به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما، ولا يضره إيقاف من أوقفه.

٩٥٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٩ عن معاذ به، قتادة عنعن، وتقدم، ح: ١٧٥، ولحديثه شواهد، انظر، ح: ٩٥٢ وغيره، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح".

٩٥١- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٨٦، ٥/ ٥٧ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * الحسن تقدم، ح: ٧١، وقتادة تقدم، ح: ١٧٥، وسعيد، تقدم، ح: ٤٢٩، وعنعنوا، والحديث الآتي شاهد له.

٩٥٢- أخرجه مسلم، الصلاة، باب قدر ما يستر المصلي، ح: ٥١٠ عن محمد بن بشار وغيره به.

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ هِلاَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلاَةَ، إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ، الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ الأَسْوَدُ».

نے فرمایا: ''جب آدمی کے سامنے کجاوے کی پچھلی لکڑی جیسی کوئی چیز (سترہ کے طور پر) موجود نہ ہو تو عورت' گدھا اور کالا کتا نماز توڑ دیتے ہیں۔''

قَالَ، قُلْتُ: مَا بَالُ الأَسْوَدِ مِنَ الأَحْمَرِ؟ فَقَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي، فَقَالَ: «الْكَلْبُ الأَسْوَدُ شَيْطَانٌ».

حضرت عبداللہ بن صامت رحمہ اللہ نے عرض کیا: سیاہ اور سرخ میں فرق کی کیا وجہ ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس طرح تو نے مجھ سے پوچھا ہے' اسی طرح میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کالے کتے کو نمازی کے سامنے لاتا ہے یا خود شیطان کتے کی صورت بن کر آ جاتا ہے تاکہ نمازی کی توجہ اس کی طرف ہو جائے۔ ویسے بھی بعض جانوروں میں شیطان سے مناسبت پائی جاتی ہے اور ان میں شرارت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ ② ان کے گزرنے سے واقعی نماز ٹوٹ جاتی ہے' اس کی بابت اختلاف ہے۔ علماء کا ایک گروہ نماز ٹوٹ جانے کا قائل ہے جیسا کہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ نماز ٹوٹنے سے مراد خشوع خضوع میں کمی ہے۔ ایک تیسری رائے یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ حدیث ہے' [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ] (سنن أبي داود' الصلاة' باب من قال لا يقطع...... ' حديث:١٧١٩) ''نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی'' لیکن پہلا موقف راجح ہے کیونکہ اس کی تائید ایک اور صحیح حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے: [تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ مَمَرِّ الْحِمَارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ] (الصحيحة: ٧/ ٩٥٩' حديث:٣٣٢٣) ''گدھے' عورت اور سیاہ کتے کے گزرنے پر نماز لوٹائی جائے۔'' اور جنھوں نے [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ] سے استدلال کیا ہے ان کے نزدیک تو اس عموم سے وہ تین چیزیں خارج ہوں گی جن کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور وہ ہیں: عورت' گدھا اور کالا کتا۔ اس حدیث کے عموم سے مذکورہ تینوں چیزیں مستثنیٰ ہوں گی یعنی ان کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی اور اس کا اعادہ ضروری ہوگا' البتہ ان کے علاوہ کسی چیز کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٩) - بَابُ ادْرَأْ مَا اسْتَطَعْتَ (التحفة ٧٨)

باب: ٣٩- آگے سے گزرنے والے کو ممکن حد تک روکنا

٩٥٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى أَبُوالْمُعَلَّى، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، فَذَكَرُوا الْكَلْبَ وَالْحِمَارَ وَالْمَرْأَةَ، فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي الْجَدْيِ؟ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي يَوْماً، فَذَهَبَ جَدْيٌ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَبَادَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْقِبْلَةَ.

٩٥٣- حضرت حسن عرنی ؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی مجلس میں نماز توڑنے والی چیزوں کی بات چلی تو حاضرین نے کتے‘ گدھے اور عورت کا ذکر کیا۔ ابن عباس ؓ نے فرمایا: آپ لوگوں کا میمنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک میمنا آپ کے سامنے سے گزرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ جلدی سے قبلے کی طرف آگے بڑھ گئے۔

فوائد ومسائل: ① نمازی کو چاہیے کہ سامنے سے کسی بھی چیز کو نہ گزرنے دے۔ ② رسول اللہ ﷺ اس لیے آگے بڑھ گئے کہ آگے سے گزرنے کا راستہ کم ہو جائے اور میمنا پیچھے سے گزر جائے۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔

٩٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا. وَلَا يَدَعْ [أَحَداً] يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يَمُرُّ، فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ».

٩٥٤- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ سترہ (سامنے رکھ کر اس) کی طرف نماز پڑھے اور اس سے قریب ہو کر کھڑا ہو اور کسی کو سامنے سے گزرنے نہ دے۔ اگر کوئی گزرنے لگے تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اگر نمازی ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں اسے خیال ہو کہ کوئی آگے سے گزر سکتا ہے تو اسے سترہ ضرور رکھ لینا چاہیے۔ ② دیوار یا ستون بھی سترہ بن سکتا ہے۔ ③ نمازی اور سترے کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیے ورنہ سترے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ ④ اگر کوئی شخص نمازی اور سترے کے درمیان سے گزرنا چاہے تو اسے اشارے سے روکنا چاہیے، نہ رکے تو سختی سے روکنا چاہیے۔ اگر دھکا دینا پڑے تو اس طرح ہی روک

٩٥٣- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات، إلا أنه منقطع، قال أحمد وابن معين: لم يسمع الحسن (العرني) من ابن عباس".

٩٥٤- أخرجه مسلم، الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ٥٠٥ من حديث زيد به.

دے۔ "لڑنے" سے یہی مراد ہے۔⑤ گزرنے والے کو شیطان کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شیطان کے بہکانے کی وجہ سے یہ کام کر رہا ہے یا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ شیطان ہے جو اسے گزرنے پر مجبور کر رہا ہے جیسے کہ اگلی روایت میں ہے۔

٩٥٥- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ، وَالْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُنْكَدِرِيُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَلاَ يَدَعْ أَحَداً يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ، فَإِنَّ مَعَهُ الْقَرِينَ».

٩٥٥- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص جب نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہیے کہ کسی کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے۔ اگر وہ (گزرنے والا پیچھے ہٹنے سے) انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے کیونکہ اس کے ساتھ ایک ساتھی (شیطان) ہے۔"

وَقَالَ الْمُنْكَدِرِيُّ: فَإِنَّ مَعَهُ الْعُزَّى.

منکدری نے کہا: اس کے ساتھ عزی ہے۔

(المعجم ٤٠) - **بَابُ مَنْ صَلَّى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ** (التحفة ٧٩)

باب: ۴۰- اگر نمازی کے سامنے کوئی چیز ہو

٩٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ.

٩٥٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو نماز (تہجد) ادا کرتے تھے اور میں آپ کے سامنے قبلے کی طرف اس طرح لیٹی ہوئی ہوتی تھی جس طرح جنازہ پڑا ہوتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① جنازے کی طرح لیٹنے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح جنازہ نمازیوں کے سامنے رکھا ہوتا ہے کہ ایک طرف سر اور ایک طرف پاؤں ہوتے ہیں میں بھی اسی طرح لیٹی ہوتی تھی کہ ایک طرف سر ہوتا تھا اور پاؤں اس جگہ ہوتے تھے جہاں نبی ﷺ نے سجدہ کرنا ہوتا تھا۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرنا چاہتے تو ام المومنین رضی اللہ عنہا پاؤں سمیٹ لیتی تھیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الصلاة، باب التطوع خلف المرأة، حديث: ٥١٣) ② اگر نمازی کے سامنے کوئی لیٹا ہوا ہو تو اس کا وہ حکم نہیں جو آگے سے گزرنے والے کا ہے۔

٩٥٥_ أخرجه مسلم، الصلاة، الباب السابق، ح: ٥٠٦ عن هارون بن عبدالله وغيره به.
٩٥٦_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ٥١٢ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

٩٥٧- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَ سُوَيْدُ ابْنُ سَعِيدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُهَا بِحِيَالِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٩٥٧- حضرت زینب بنت ابوسلمہ ؓ نے اپنی والدہ (ام المومنین ام سلمہ ؓ) سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان (ام المومنین ؓ) کا بستر رسول اللہ ﷺ کے سجدہ کے مقام کے برابر ہوتا تھا۔

فائدہ: نماز پڑھتے وقت اگر نمازی کی بیوی قریب لیٹی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اس صورت میں یہ شبہ نہیں کرنا چاہیے کہ نماز کے دوران میں اس کی طرف توجہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر واقعی اس قسم کی صورت حال پیش آ جائے کہ نمازی طرف کما حقہ توجہ نہ رہ سکے تو اجتناب کر سکتا ہے ورنہ جواز میں کوئی شبہ نہیں۔

٩٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا بِحِذَائِهِ، وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ.

٩٥٨- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے برابر (لیٹی) ہوتی تھی۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو بعض اوقات مجھے آپ کا کپڑا چھو جاتا۔

فائدہ: ام المومنین ؓ کا مقصد یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ سے بہت قریب آرام فرما رہی ہوتی تھیں حتی کہ سجدہ کرتے وقت آپ ﷺ کی چادر مبارک ام المومنین ؓ کے جسم کو چھوتی تھی۔

٩٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

٩٥٩- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٩٥٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الفرش، ح: ٤١٤٨ من حديث يزيد به.

٩٥٨- أخرجه البخاري، الصلاة، باب: (٣٠)، ح: ٣٣٣، ٣٧٩، ٣٨١، ٥١٧، ٥١٨، ومسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ٥١٣ عن ابن أبي شيبة وغيره من حديث الشيباني به [والمساجد، باب جواز الجماعة في النافلة . . . الخ، ح: ٥١٣].

٩٥٩- [حسن] * أبوالمقدام هشام بن زياد متروك (تقريب)، وله علة أخرى عند مسلم في مقدمة صحيحه(٦ : ٩)، وتابعه متروك مثله: صالح بن حسان، عند ابن ماجه، ح: ١١٨١ وغيره، ولهما طريق آخر مظلم، ضعيف عند أبي داود، ح: ٦٩٤ وغيره، الراوي عن محمد بن كعب وعبدالملك بن محمد مجهولان، وعبدالله بن يعقوب مجهول الحال، وله طريق حسن عند الطبراني في الأوسط: ٦/ ١١٨، ح: ٥٢٤٢.

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ : حَدَّثَنِي أَبُو الْمِقْدَامِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُصَلَّى خَلْفَ الْمُتَحَدِّثِ وَالنَّائِمِ.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے باتیں کرنے والے اور سوئے ہوئے کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① گزشتہ حدیثوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ سوئے ہوئے انسان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس حدیث سے اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے اس لیے اس نہی کو تنزیہ پر محمول کیا جائے گا' یعنی اس سے اجتناب بہتر ہے جبکہ اس سے نماز کے خشوع اور توجہ میں فرق آتا ہو۔ ② جب سامنے کچھ لوگ بیٹھے باتیں کر رہے ہوں تب بھی نماز سے توجہ ہٹتی ہے' اس لیے ایسی جگہ نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

(المعجم ٤١) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُسْبَقَ الْإِمَامُ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ٨٠)

باب: ۴۱- امام سے پہلے رکوع اور سجدہ کرنا منع ہے

٩٦٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُنَا أَنْ لَا نُبَادِرَ الْإِمَامَ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا. وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا.

۹۶۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمیں تعلیم دیتے تھے کہ ہم رکوع اور سجدے میں امام سے جلدی نہ کریں۔ (اور فرماتے تھے کہ) جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر (اللہ اکبر) کہو اور جب وہ سجدہ کرے تب تم سجدہ کرو۔

فوائد و مسائل: ① نماز شروع کرتے وقت اور ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے وقت امام سے پہلے حرکت کرنا سخت منع ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے وقت رسول اللہ ﷺ سے اس قدر پیچھے رہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جاتے تو جب تک آپ ﷺ زمین پر سر مبارک نہ رکھ دیتے' صحابۂ کرام ؓ قومے ہی میں کھڑے رہتے' سجدے کے لیے نہ جھکتے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' باب متى يسجد من خلف الإمام؟ حديث: ۶۹۰' وصحيح مسلم' الصلاة' باب متابعة الإمام والعمل بعده' حديث: ۴۷۴)

٩٦٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٤٠ عن محمد بن عبيد به، وأخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن مبادرة الإمام بالتكبير وغيره، ح: ٤١٥ من حديث عيسى بن يونس عن الأعمش به.

٩٦١- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلاَ يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ؟».

۹۶۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا اسے اس بات سے خوف نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے؟“

فوائد و مسائل: ① اس قدر سخت وعید سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام سے پہلے رکوع اور سجدے سے سر اٹھانا بہت بڑا گناہ ہے۔ ② عام طور پر اللہ تعالیٰ گناہوں کی اس قسم کی سزا دنیا میں نہیں دیتا لیکن ایسا ممکن ہے کہ کسی شخص کو دنیا ہی میں سزا مل جائے بالخصوص جب وہ عناد یا تکبر کی بنا پر گناہ کا ارتکاب کرے۔ ③ امام سے پہلے سر اٹھا لینے سے اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس جلد بازی کے ذریعے سے وہ امام سے پہلے نماز سے فارغ تو نہیں ہو سکتا‘ پھر ایسی بے فائدہ حرکت حماقت ہی تو ہے۔

٩٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ دَارِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ، فَإِذَا رَكَعْتُ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعْتُ فَارْفَعُوا، وَإِذَا سَجَدْتُ فَاسْجُدُوا، وَلاَ أُلْفِيَنَّ رَجُلاً يَسْبِقُنِي إِلَى الرُّكُوعِ، وَلاَ إِلَى السُّجُودِ».

۹۶۲- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا بدن بھاری ہو گیا ہے تو جب میں رکوع کروں تب رکوع کیا کرو‘ جب میں سر اٹھاؤں تب تم سر اٹھاؤ اور جب میں سجدہ کروں تب تم سجدہ کرو۔ میں کسی آدمی کو ہرگز ایسا کرتے نہ دیکھوں کہ وہ مجھ سے پہلے رکوع یا سجدہ میں چلا جائے۔“

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں سختی سے تنبیہ کی گئی ہے کہ امام سے پہلے نہ رکوع کیا جائے اور نہ

٩٦١- أخرجه مسلم، الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما، ح: ٤٢٧ من حديث حماد بن زيد به.

٩٦٢- [صحيح] * أبوإسحاق تقدم، ح: ٤٦، ودارم مجهول(تقريب)، فالسند ضعيف، له شواهد، منها الحديث الآتي.

سجدہ۔ ② رسول اللہ ﷺ کا جسم مبارک عمر کے تقاضے کی وجہ سے قدرے بھاری ہو گیا تھا' ممکن ہے کسی نوجوان چست آدمی کو یہ خیال آ جائے کہ نبی ﷺ تو جسمانی کیفیت کی وجہ سے نماز آہستہ رفتار سے پڑھتے ہیں' ہم لوگ جو جلدی کر سکتے ہیں تو ہمیں جلدی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ نبی ﷺ نے واضح فرما دیا کہ مقتدیوں کو بہرحال امام سے پیچھے رہنا چاہیے۔

٩٦٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوبِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تُبَادِرُونِي بِالرُّكُوعِ وَلاَ بِالسُّجُودِ، فَمَهْمَا أَسْبِقْكُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتُ، تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ، وَمَهْمَا أَسْبِقْكُمْ بِهِ إِذَا سَجَدْتُ، تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ، إِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ».

٩٦٣- حضرت معاویہ بن ابو سفیان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے پہلے رکوع یا سجدہ نہ کرو۔ میں رکوع کرتے وقت تم سے جس قدر بھی آگے ہوں گا' جب میں رکوع سے سر اٹھاؤں گا تو تم مجھ سے مل جاؤ گے۔ اور سجدہ کرتے وقت میں تم سے جتنا بھی آگے ہوں گا' جب میں (سجدے سے) سر اٹھاؤں گا تو تم مجھ سے مل جاؤ گے۔ میرا بدن بھاری ہو گیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جب مقتدی امام کے بعد رکوع میں جائے گا تو سر اٹھاتے وقت بھی وہ امام سے اتنا ہی پیچھے ہو گا' اسی طرح مقتدی کا رکوع بھی اتنا ہی طویل ہو جائے گا' جتنا طویل امام کا رکوع ہے۔ یہی کیفیت قومے' سجدے اور جلسے کی ہے۔ ② رکوع' سجدہ' قومہ اور جلسہ چونکہ ایسے ارکان ہیں' جن میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور دعائیں اور تسبیحات پڑھی جاتی ہیں' اس لیے امام کے بعد سر اٹھانے والے کو سنت کے مطابق نماز پڑھانے والے امام سے یہ خطرہ نہیں کہ امام میرے اٹھنے تک قومے یا جلسے سے فارغ نہ ہو جائے۔ تعدیل ارکان کے ساتھ نماز پڑھنے والے امام کا مقتدی' امام سے پیچھے رہنے کے باوجود اس کے ساتھ ارکان میں شامل ہو جاتا ہے۔ حدیث کا یہی مطلب ہے کہ بعد میں رکوع اور سجدہ کرنے کے باوجود تم تمام ارکان میں میرے ساتھ شامل رہو گے' لہٰذا جلدی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

(المعجم ٤٢) - بَابُ مَا يُكْرَهُ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٨١)

باب:۴۲- جو اعمال نماز میں مکروہ ہیں

٩٦٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يؤمر به المأموم من اتباع الإمام، ح: ٦١٩ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والبوصيري.

٩٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا هَارُونُ [بْنُ هَارُونَ] بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهُدَيْرِ التَّيْمِيُّ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ يُكْثِرَ الرَّجُلُ مَسْحَ جَبْهَتِهِ، قَبْلَ الْفَرَاغِ مِنْ صَلاَتِهِ».

۹۶۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جہالت کی بات ہے کہ آدمی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے بار بار پیشانی پر ہاتھ پھیرتا رہے۔“

فائدہ: یہ حدیث ہارون تیمی کی وجہ سے ضعیف ہے، تاہم بلا ضرورت بار بار کی حرکات سے اجتناب کا حکم صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، المساجد، باب كراهة مسح الحصى و تسوية التراب في الصلاة، حديث:۵۴۶)

٩٦٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، وَإِسْرَائِيلُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ تُفَقِّعْ أَصَابِعَكَ وَأَنْتَ فِي الصَّلاَةِ».

۹۶۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں انگلیاں مت چٹخاؤ۔“

٩٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ سُفْيَانُ بْنُ زِيَادٍ الْمُؤَدِّبُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ فِي الصَّلاَةِ.

۹۶۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز کے دوران میں منہ ڈھانک لے۔

٩٦٤_[إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، فيه هارون بن هارون، وقد اتفقوا علٰى تضعيفه".

٩٦٥_[إسناده ضعيف] انظر، ح: ٩٥ لعلته * وأبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح: ٤٦.

٩٦٦_[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب السدل في الصلاة، ح: ٦٤٣ من حديث الحسن بن ذكوان عن سليمان الأحول عن عطاء به * الحسن هٰذا كان يدلس عن عمرو بن خالد الواسطي وغيره (وهو كذاب كما في التهذيب وغيره)، فتدليسه شر التدليس، وعنعن.

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے' بنا بریں اسے حسن ماننے کی صورت میں نماز کے دوران میں منہ پر کپڑا ڈالنا یا کپڑے سے منہ چھپانا ممنوع ہوگا' اس عمل کو اہل عرب سدل سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں لفظ سدل کا بھی ذکر آیا ہے۔ دیکھیے: (مسند أحمد:٢/٢٩٥'٣٤١'٣٤٥'٣٤٨' و سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٦٤٣'٦٤٤)

٩٦٧- حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ [الْمَقْبُرِيِّ]، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا قَدْ شَبَّكَ أَصَابِعَهُ فِي الصَّلَاةِ، فَفَرَّجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

٩٦٧- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کے دوران میں انگلیوں میں انگلیاں ڈالے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس (کے دونوں ہاتھوں) کی انگلیوں کو الگ الگ کر دیا۔

٩٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ، وَلَا يَعْوِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْهُ».

٩٦٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو جمائی آئے تو اسے چاہیے کہ منہ پر ہاتھ رکھ لے اور آواز نہ نکالے کیونکہ شیطان اس سے ہنستا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① [لَا يَعْوِي] کا مطلب ہے کہ جانور (کتے یا بھیڑیے وغیرہ) کی طرح آواز نہ نکالے۔ یہ لفظ صحیح سند سے مروی نہیں لیکن بہ حیثیتِ مجموعی حدیث کا مفہوم صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ② جمائی کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ نامناسب آواز نہ نکلے۔ ارشاد نبوی ہے: ''جمائی شیطان کی طرف سے ہے' اسے جہاں تک ہو سکے روک دے کیونکہ جب وہ (جمائی لینے والا) ''ہا'' کہتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔'' (صحيح البخاري'

٩٦٧ـ [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح:٤٤٤ وغيره من طرق عن ابن عجلان به، وصرح بالسماع في رواية الثوري عند الطبراني في الكبير:١٩/١٥٣، ح:٣٣٤ * وسعيد المقبري سمعه من رجل عن كعب به، رواه الترمذي، ح:٣٨٦ وغيره، والرجل لعله أبوثمامة الحناط، ومن طريقه أخرجه أبوداود، ح:٥٦٢ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح:٤٤١، وابن حبان (الإحسان)، ح:٢٠٣٦، وإسناده حسن، ولبعض الحديث شواهد عند ابن خزيمة، والحاكم وغيرهما.

٩٦٨ـ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح:٢٦٠ لعلته، وحديث البخاري، ح:٦٢٢٣ يغني عنه.

الأدب' باب اذا تثاءب فليضع يده على فيه ' حديث:٦٢٢٦) ④ شیطان کے ہنسنے کی وجہ یا تو انسان کا مذاق اڑانا ہے یا وہ خوشی سے ہنستا ہے کیونکہ جمائی سستی اور کاہلی کی علامت ہے جو شیطان کو پسند ہے' اس لیے کہ کاہلی کی وجہ سے انسان بہت سی نیکیوں سے محروم رہ جاتا ہے۔

٩٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْبُزَاقُ وَالْمُخَاطُ وَالْحَيْضُ وَالنُّعَاسُ فِي الصَّلَاةِ، مِنَ الشَّيْطَانِ».

٩٦٩- حضرت عدی بن ثابت انصاری اپنے والد سے اور وہ عدی کے نانا (حضرت عبداللہ بن یزید بن زید خطمی انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں تھوکنا' ناک صاف کرنا' حیض آ جانا اور اونگھ آنا شیطان کی طرف سے ہے۔''

(المعجم ٤٣) - بَابُ مَنْ أَمَّ قَوْماً وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ (التحفة ٨٢)

باب:٤٣- جو شخص لوگوں کی امامت کرے اور وہ اس کی امامت سے ناخوش ہوں

٩٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ابْنُ سُلَيْمَانَ، وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلَاةٌ: الرَّجُلُ يَؤُمُّ الْقَوْمَ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، وَالرَّجُلُ لَا يَأْتِي الصَّلَاةَ إِلَّا دِبَاراً - يَعْنِي: بَعْدَمَا يَفُوتُهُ الْوَقْتُ - . وَمَنِ اعْتَبَدَ مُحَرَّراً».

٩٧٠- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی: ایک وہ شخص جو لوگوں کا امام بن جائے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں اور وہ شخص جو وقت گزر جانے کے بعد ہی نماز کے لیے آتا ہے اور وہ شخص جو کسی آزاد کو غلام بنالے۔''

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے حدیث کے پہلے حصے ''یعنی اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جو لوگوں کا امام بن جائے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔'' کو صحیح قرار دیا ہے۔ حدیث کا یہ جملہ اگلی حدیث میں بھی آ رہا ہے جسے ہمارے محقق نے حسن قرار دیا ہے بنابریں یہ جملہ

٩٦٩ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء أن العطاس في الصلاة من الشيطان، ح:٢٧٤٨ من حديث شريك به، وانظر، ح:١٥٦ لعلته، وفيه علة أخرى.

٩٧٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، ح:٥٩٣ من حديث عبدالرحمٰن الإفريقي به * الافريقي تقدم، ح:٥٤، وشيخه عمران المعافري ضعيف (تقريب).

قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح الترغیب للألباني، رقم: ۴۸۳، ۴۸۶ و ضعیف سنن ابن ماجه، رقم: ۲۰۵) ② امام کے لیے یہ وعید اس وقت ہے جب نمازیوں کی اس سے ناراضی کی شرعاً معقول وجہ ہو مثلاً: وہ کسی اور اہلیت رکھنے والے آدمی کو امام مقرر کرنا چاہتے ہوں یا اس کے فسق وفجور کی وجہ سے اسے امام بنانا پسند نہ کرتے ہوں لیکن اگر وہ اس لیے ناراض ہوں کہ امام انھیں شرک وبدعت سے یا غلط کاریوں سے منع کرتا ہے یا سنت کے مطابق اطمینان سے اور اول وقت نماز پڑھاتا ہے یا اس قسم کی کوئی اور وجہ ہو تو امام گناہ گار نہیں، مقتدیوں کی غلطی ہے انھیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ ③ آخری وقت میں نماز ادا کرنے اور کسی آزاد آدمی کو اغوا کر کے غلام بنا لینے کا گناہ دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ تاہم نماز کے قبول نہ ہونے کی روایت صحیح نہیں۔ جیسے کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے۔ ④ بلا عذر نماز آخر وقت میں پڑھنے پر وعید آئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ منافق کی نماز ہے۔ وہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے حتی کہ جب وہ (غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے اور) شیطان کے سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو یہ اٹھ کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے جن میں اللہ کو بہت کم یاد کرتا ہے۔'' (صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التبکیر بالعصر، حدیث: ۶۲۲) ⑤ آزاد آدمی کو اغوا کر کے غلام بنا لینا بھی بہت بڑا جرم ہے جس کی شناعت احادیث میں وارد ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تین آدمیوں کے خلاف قیامت کے دن میں خود مدعی ہوں گا...... اور ایک وہ آدمی جس نے کسی آزاد کو (غلام بنا کر) بیچ دیا اور اس کی قیمت کھالی۔''

(صحیح البخاري، البیوع، باب إثم من باع حرا، حدیث: ۲۲۲۷)

٩٧١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَرْحَبِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا تَرْتَفِعُ صَلَاتُهُمْ فَوْقَ رُؤُوسِهِمْ شِبْرًا: رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَأَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ».

۹۷۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی بلند نہیں ہوتی: وہ آدمی جو لوگوں کا امام بن جائے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ وہ عورت جس کی رات اس حال میں گزرے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو اور وہ دو بھائی جو ایک دوسرے سے قطع تعلق کیے ہوئے ہوں۔''

٩٧١ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١١/ ٤٤٩، ح: ١٢٢٧٥ من حديث يحيى الأرحبي به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٣٧٧، والبوصيري، وحسنه النووي، والعراقي ✽ عبيدة بن الأسود "صدوق ربما دلّس" (تقريب)، وعنعن، ولحديثه شاهد حسن عند الترمذي، ح: ٣٦٠، وقال: "حسن غريب".

فوائد ومسائل: ① نماز کا آسمان کی طرف بلند ہونا قبولیت کی علامت ہے اور بلند نہ ہونا عدم قبولیت کو ظاہر کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ② بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے بعض خاص نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں' جیسے اس حدیث میں مذکورہ گناہ' نماز کے ضائع ہونے کا باعث ہیں۔ ③ عورت کے لیے ضروری ہے کہ خاوند کو خوش رکھنے میں کوتاہی نہ کرے' خصوصاً صنفی تعلقات کا فرض ادا کرنے سے انکار نہ کرے' الا یہ کہ معقول شرعی عذر ہو' اس صورت میں خاوند کو خود اس کی مجبوری کا احساس کرنا چاہیے۔ ④ جس طرح عورت کے لیے ضروری ہے کہ مرد کی صنفی خواہش پوری کرے اسی طرح مرد کا بھی فرض ہے کہ عورت کی خواہش کا لحاظ رکھے اور اس کا صنفی حق ادا کرے۔ حدیث میں صرف عورت کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عام طور پر تکلف یا انکار کا اظہار عورت کی طرف سے ہوتا ہے مرد کی طرف سے نہیں۔

(المعجم ٤٤) - بَابُ الاثْنَانِ جَمَاعَةٌ (التحفة ٨٣)

باب:٤٤- دو آدمی جماعت ہیں

٩٧٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَمْرِو ابْنِ جَرَادٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اثْنَانِ، فَمَا فَوْقَهُمَا، جَمَاعَةٌ».

٩٧٢- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو یا دو سے زیادہ افراد جماعت ہیں۔''

٩٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

٩٧٣- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں ایک رات اپنی خالہ (ام المومنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا۔ رات کو نبی ﷺ نماز (تہجد) ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں آپ کی بائیں طرف جا کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

فوائد ومسائل: ① دو افراد نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں۔ ② نفل نماز خصوصاً نماز تہجد باجماعت ادا کرنا درست

٩٧٢- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٣/ ٦٩ من حديث الربيع بن بدر به، وانظر، ح: ٢٦٩ لعلته، وفيه علل أخرى، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف ... الخ".

٩٧٣- أخرجه البخاري، الأذان، باب ميمنة المسجد والإمام، ح: ٧٢٨ من حديث عاصم به.

ہے۔③ امام کے ساتھ اگر صرف ایک مقتدی ہو تو مقتدی کو دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے اگرچہ وہ نابالغ ہی ہو۔ ④ اگر کوئی شخص اکیلا نماز شروع کرے اور بعد میں دوسرا آدمی ساتھ مل جائے تو وہ امامت کی نیت کر سکتا ہے۔⑤ نماز کی ضرورت کے لیے آگے پیچھے یا دائیں بائیں حرکت کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔⑥ اگر مقتدی غلطی سے بائیں طرف کھڑا ہو جائے تو نماز کے دوران ہی میں اسے دائیں طرف آنے کا اشارہ کر دینا چاہیے۔ اسی طرح اگر دو آدمی باجماعت نماز ادا کر رہے ہوں اور تیسرا آدمی آ جائے تو پہلے مقتدی کو پچھلی صف میں چلے جانا چاہیے یا امام آگے بڑھ جائے۔

٩٧٤- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ، فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

٩٧٤- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے۔ میں آ کر آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے علاوہ ازیں اس حدیث کے بعض حصوں کے شواہد صحیح ابن خزیمہ میں ہیں بنابریں یہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے تحقیق وتخریج حدیث ہذا۔

٩٧٥- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: [صَلَّى] رَسُولُ اللهِ ﷺ بِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ، وَبِي، فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَصَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَلْفَنَا.

٩٧٥- حضرت انس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں میں سے ایک خاتون کو اور مجھے نماز پڑھائی تو مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا اور خاتون نے ہمارے پیچھے (کھڑے ہو کر) نماز پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① پہلے بیان ہوا ہے کہ اگر مقتدی دو ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب دونوں مرد ہوں۔ جب ایک مرد اور ایک عورت مقتدی ہوں تو مرد کو امام کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے عورت کے

٩٧٤- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٥٩٢ لعلته، وصححه ابن خزيمة، ولبعض الحديث شواهد عند ابن خزيمة، ح: ١٥٣٦، ١٦٧٤ وغيره، وحديث مسلم، ح: ٣٠١٠ يغني عنه.

٩٧٥- أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة والصلاة على حصير . . . الخ، ح: ٦٦٠ من حديث شعبة به.

ساتھ نہیں اگرچہ وہ نابالغ ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اگر دو مرد اور ایک عورت مقتدی ہوں تو دونوں مرد امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور عورت ان کے پیچھے اکیلی کھڑی ہو۔ ② مرد کا صف کے پیچھے اکیلے کھڑا ہونا درست نہیں' جب کہ عورت اکیلی کھڑی ہو سکتی ہے جبکہ اس کے ساتھ کوئی اور عورت کھڑی ہونے والی نہ ہو۔ ③ عورت محرم ہو یا غیر محرم' ایک ہی حکم ہے' اسے مرد کے ساتھ کھڑے نہیں ہونا چاہیے۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ مَنْ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَلِيَ الْإِمَامَ (التحفة ٨٤)

باب:۴۵- امام کے قریب کس کا کھڑا ہونا مستحب ہے؟

٩٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ: «لَا تَخْتَلِفُوا، فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، لِيَلِيَنِّي مِنْكُمْ أُولُو الأَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ».

۹۷۶- حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز کے وقت ہمارے کندھوں کو ہاتھ لگا کر فرماتے تھے: ''آگے پیچھے مت ہونا ورنہ تمھارے دلوں میں اختلاف پڑ جائے گا۔ میرے قریب تمھارے عقل منداور سمجھ دار افراد کھڑے ہوں' پھر جوان سے (عمر کے لحاظ سے) قریب تر ہوں' پھر جوان سے قریب تر ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① نماز باجماعت ادا کرتے وقت نمازیوں کی صف بالکل سیدھی ہونی چاہیے۔ نمازیوں کو ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہیں ہونا چاہیے۔ ② امام کو چاہیے کہ مقتدیوں کی صفوں کا خیال رکھے اور انھیں صفیں سیدھی رکھنے کی تاکید کرے۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی تعمیل اس طرح کرتے تھے کہ ایک دوسرے کے ساتھ خوب مل کر کھڑے ہوتے تھے حتی کہ کندھے سے کندھا' قدم سے قدم اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا لیتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' باب إلزاق المنكب بالمنكب' والقدم بالقدم في الصف' حدیث:۷۲۵' و سنن أبي داود' الصلاة' باب تسوية الصفوف' حديث:٦٦٢) ④ صفوں کا ٹیڑھا ہونا اور نمازیوں کا ایک دوسرے سے ہٹ کر کھڑا ہونا' اختلافات اور جھگڑے پیدا ہونے کا باعث ہے۔ اس طرح باہم مل کر کھڑے ہونے سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے اور اختلافات ختم ہوتے ہیں' اس لیے اس سنت پر توجہ اور اہتمام سے عمل کرنا چاہیے۔ ⑤ اگلی صفوں میں معمر افراد اور صاحب علم حضرات کو کھڑا ہونا چاہیے۔ اس کے بعد نوجوان اور نسبتاً

٩٧٦- أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها . . . الخ، ح: ٤٣٢ من حديث سفيان بن عيينة وغيره به.

کم علم والے کھڑے ہوں' پھر بچے اور آخر میں عورتوں کی صف ہونی چاہیے۔⑥ جوانوں کو چاہیے کہ بزرگوں کے مقام اور ان کی عظمت کا لحاظ رکھیں۔

٩٧٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ أَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ، لِيَأْخُذُوا عَنْهُ.

٩٧٧- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ مہاجر اور انصار آپ کے قریب (اگلی صفوں میں) کھڑے ہوں۔ تاکہ آپ سے (نماز کے مسائل عملی طور پر) سیکھ سکیں۔

فائدہ: مہاجرین اور انصار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو زیادہ اہمیت دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ عقل اور حافظہ کے لحاظ سے عام لوگوں سے برتر تھے' چنانچہ ایسے حضرات اگر نبی ﷺ کے قریب کھڑے ہوں گے تو وہ مسائل کو اچھی طرح سمجھ کر یاد رکھ سکیں گے اور دوسروں کو بھی سمجھا سکیں گے۔ جب کہ آبادی سے دور رہنے والے اور کبھی کبھار حاضر خدمت ہونے والے ان صلاحیتوں میں اس مقام پر فائز نہیں تھے' وہ لوگ ضرورت پڑنے پر نبی ﷺ سے یا کبار صحابہ سے مسائل پوچھ سکتے تھے۔

٩٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي الأَشْهَبِ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا، فَقَالَ: «تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِي، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لاَ يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ».

٩٧٨- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے (بعض) صحابہ کو پیچھے رہتے دیکھا تو فرمایا: ''آگے بڑھو اور میری اقتدا کرو' تمھارے بعد والے تمھاری اقتدا کریں۔ کچھ لوگ پیچھے رہنے کے عادی ہو جاتے ہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ انھیں پیچھے رہنے دیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگلی صف میں جگہ موجود ہو تو آگے بڑھ کر وہاں کھڑا ہونا چاہیے۔ اس خیال سے پیچھے کھڑے رہنا درست نہیں کہ کوئی اور آ کر اگلی صف مکمل کر دے گا' البتہ اگر علم یا عمر میں برتر شخص موجود ہو تو اسے آگے بڑھنے کا موقع دینا چاہیے۔ ② پہلی صف والے نمازی امام کو دیکھ کر رکوع وسجدہ کرتے ہیں۔ پچھلی صفوں والے اپنے سے اگلی صفوں کے نمازیوں کو دیکھ کر رکوع سجدہ کر لیتے ہیں اگرچہ امام کی آواز اچھی طرح سنائی نہ دے رہی ہو۔ یہ بھی امام کی اقتدا ہی ہے۔ ③ نیکی کے کاموں میں کوتاہی آخرت میں محرومی کا باعث ہے۔ ④ ''اللہ انھیں پیچھے رہنے دیتا ہے۔''

٩٧٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبويعلى، ح: ٣٨١٦ عن عبدالوهاب الثقفي به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٨٧، والحاكم: ١/ ٢١٨، والذهبي * حميد الطويل صرح بالسماع عند البيهقي: ٣/ ٩٧، وللحديث شواهد كثيرة.

٩٧٨- أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها . . . الخ، ح: ٤٣٨ من حديث أبي الأشهب به.

اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دنیا میں علم و فضل کے لحاظ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ آخرت میں وہ جنت کے اعلیٰ درجات سے محروم رہ جائیں گے یا جہنم سے نکلنے میں دوسروں سے پیچھے رہ جائیں گے۔ ⑤ نیکی کی دعوت دیتے وقت اس کے دنیوی اور اخروی فوائد ذکر کرنا اور کوتاہی کی صورت میں حاصل ہونے والے دنیوی اور اخروی نقصانات کو واضح کرنا' تربیت کی ایک مفید صورت ہے۔

(المعجم ٤٦) - بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ؟ (التحفة ٨٥)

باب: ۴۶- امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

٩٧٩- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي، فَلَمَّا أَرَدْنَا الانْصِرَافَ قَالَ لَنَا: «إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا، وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا».

۹۷۹- حضرت مالک بن حویرث ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں اور میرا ایک ساتھی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ہم نے واپس (وطن) جانے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم لوگ اذان اور اقامت کہنا اور تمھارا امام وہ بنے جو تم دونوں میں سے زیادہ بڑا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① سفر میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ② دو آدمی بھی جماعت سے فرض نماز ادا کر سکتے ہیں۔ ③ اذان یا اقامت کوئی بھی آدمی کہہ سکتا ہے' خواہ بڑی عمر والا ہو یا کم عمر۔ ④ امامت کا زیادہ مستحق قرآن زیادہ جاننے والا ہے لیکن چونکہ یہ دونوں صحابی اکٹھے ہی آئے تھے' لہٰذا قرآن کے علم میں دونوں برابر تھے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے عمر کا لحاظ فرمایا۔

٩٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ ضَمْعَجٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ، فَإِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً، فَلْيَؤُمَّهُمْ

۹۸۰- حضرت ابو مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو وہ آدمی نماز پڑھائے جو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) زیادہ پڑھا ہوا ہو۔ اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو پھر وہ شخص امام بنے جس نے ہجرت (دوسروں سے) پہلے کی ہو۔ اگر ہجرت بھی اکٹھے کی ہو تو وہ شخص نماز پڑھائے جو ان میں سے عمر میں بڑا

٩٧٩- أخرجه البخاري، الأذان، باب اثنان فما فوقهما جماعة، ح: ٦٥٨ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ٦٧٤ من حديث خالد الحذاء به، وله طرق عندهما.

٩٨٠- أخرجه مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ٦٧٣ عن محمد بن بشار وغيره به.

أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانَتِ الْهِجْرَةُ سَوَاءً، فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًّا، وَلاَ يُؤَمَّ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ وَلاَ فِي سُلْطَانِهِ، وَلاَ يُجْلَسْ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ، إِلَّا بِإِذْنٍ، أَوْ بِإِذْنِهِ».

ہو۔ اور کوئی شخص کسی کے گھر میں یا اس کے دائرۂ اقتدار میں امامت نہ کروائے اور اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کی مخصوص نشست گاہ پر نہ بیٹھے۔''

فوائد ومسائل: ① امامت کا زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو دوسروں سے افضل ہو اور افضلیت کا معیار نہ مال و دولت ہے نہ خاندان اور قبیلہ بلکہ دین کا علم افضلیت کا معیار ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ قرآن مجید کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کے مفہوم اور مسائل سے بھی آگاہی حاصل کرتے تھے' اس لیے جسے قرآن زیادہ یاد ہوتا تھا' وہ علم میں بھی برتر ہوتا تھا۔ ③ دینی علوم میں سب سے اہم قرآن مجید کا علم ہے۔ اس کے بعد سنت نبوی اور حدیث شریف کا مرتبہ ہے جو قرآن مجید کی تشریح ہے۔ ④ قرآن کا عالم اگر عمر میں چھوٹا ہو تب بھی بڑی عمر والوں کی نسبت امامت کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ حضرت عمرو بن سلمہ جرمی ؓ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اپنے قبیلے کی امامت کراتے تھے کیونکہ انھیں قرآن زیادہ یاد تھا' اس وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی۔ (سنن النسائي' الإمامة' باب إمامة الغلام قبل أن يحتلم' حديث:٧٩٠' وسنن أبي داود' الصلاة' باب من أحق بالإمامة؟ حديث:٥٨٥) ⑤ جو شخص امامت کا زیادہ حق رکھتا ہے اس کی اجازت یا فرمائش پر دوسرا آدمی امام بن سکتا ہے۔ ⑥ مخصوص نشست سے مراد وہ جگہ ہے جہاں کوئی شخص اپنے منصب ومرتبے کے مطابق بیٹھنے کا حق رکھتا ہے یا گھر میں جہاں وہ عام طور پر بیٹھا کرتا ہے' مثلاً: کسی سرکاری ملازم اور عہدے دار کے دفتر میں اس کی خاص کرسی یا گھر میں کسی بزرگ کے بیٹھنے کی خاص جگہ' وہاں دوسرے آدمی کو بلا اجازت نہیں بیٹھنا چاہیے کیونکہ یہ بڑوں کے احترام کے منافی ہے' البتہ اگر صاحب حق اجازت دے تو وہاں بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٤٧) - بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ (التحفة ٨٦)

باب:۴۷- امام کے فرائض

٩٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ ابْنُ سُلَيْمَانَ أَخُو فُلَيْحٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ: كَانَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ يُقَدِّمُ فِتْيَانَ قَوْمِهِ، يُصَلُّونَ بِهِمْ، فَقِيلَ لَهُ: تَفْعَلُ، وَلَكَ

۹۸۱- حضرت ابوحازم ؒ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ اپنے قبیلے کے نوجوانوں کو آگے بڑھاتے تھے کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ان سے عرض کیا گیا' آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ کو قدیم الاسلام صحابی ہونے کا شرف

٩٨١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، عبدالحميد (ابن سليمان) اتفقوا على تضعيفه"، ولبعض الحديث شواهد.

مِنَ الْقِدَمِ مَا لَكَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الإِمَامُ ضَامِنٌ، فَإِنْ أَحْسَنَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَإِنْ أَسَاءَ، يَعْنِي، فَعَلَيْهِ وَلاَ عَلَيْهِمْ».

حاصل ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا: ''امام ذمے دار ہے۔ اگر اچھے طریقے سے نماز پڑھائے تو اسے بھی ثواب ہوگا اور مقتدیوں کو بھی ثواب ہوگا اور اگر اس نے غلطی کی تو وہ گناہ گار ہوگا' مقتدی گناہ گار نہیں ہوں گے۔''

فوائد ومسائل: ① امامت ایک بھاری ذمہ داری ہے۔ امام کو اس کا احساس کرنا چاہیے۔ ② تربیت کے لیے نوجوانوں کو امام بنایا جا سکتا ہے۔ ③ افضل فرد کی موجودگی میں غیر افضل کی اقتدا میں نماز درست ہے۔ ④ اگر ایک شخص ذمے داری کا اہل ہونے کے باوجود تواضعاً وہ ذمے داری نہ اٹھائے جب کہ اس کام کے اہل دوسرے افراد موجود ہوں تو جائز ہے۔ ⑤ امام کی غلطی کی ذمے داری مقتدیوں پر نہیں' تاہم اگر وہ اہلیت رکھنے والے کو چھوڑ کر ایسے شخص کو امام بنائیں گے جو اس منصب کا اہل نہیں تو نا اہل امام کے تعین کی ذمے داری ان پر ہوگی۔ ⑥ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے لکھا ہے لیکن دیگر شواہد کی بنا پر متناً ومعناً صحیح ہے' غالباً اسی بنا پر شیخ البانی ؒ اور دکتور بشار عواد نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' رقم: ۱۷۶۷' وسنن ابن ماجه بتحقيق دكتور بشار عواد' رقم: ۹۸۱)

٩٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أُمِّ غُرَابٍ، عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا عَقِيلَةُ، عَنْ سَلاَمَةَ بِنْتِ الْحُرِّ أُخْتِ خَرَشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُومُونَ سَاعَةً، لاَ يَجِدُونَ إِمَاماً يُصَلِّي بِهِمْ».

۹۸۲- حضرت خرشہ ؓ کی ہمشیرہ حضرت سلامہ بنت حر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ''لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ ایک گھڑی کھڑے ہوئے (ایک دوسرے کو امامت کے لیے دھکیلیں گے) انھیں کوئی امام نہیں ملے گا جو نماز پڑھا سکے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم معنوی طور پر صحیح ہے' اس لیے کہ قرب قیامت' شرعی علم کی ناقدری ہو جائے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک دوسرے سے کہے گا کہ تم امامت کراؤ' میں اس کا اہل نہیں ہوں کیونکہ وہ سب علم شریعت سے بے بہرہ ہوں گے' اس لیے جو صاحب صلاحیت ہو' یعنی علم وفضل سے بہرہ ور ہو تو بلاوجہ اس پر عمل نہ کرے۔

٩٨٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في كراهية التدافع عن الإمامة، ح: ٥٨١ من حديث أم غراب به * أم غراب وعقيلة لا يعرف حالهما.

٩٨٣- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ أَنَّهُ خَرَجَ فِي سَفِينَةٍ، فِيهَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ، فَحَانَتْ صَلاَةٌ مِنَ الصَّلَوَاتِ، فَأَمَرْنَاهُ أَنْ يَؤُمَّنَا، وَقُلْنَا لَهُ: إِنَّكَ أَحَقُّنَا بِذٰلِكَ، أَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَبٰى، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَمَّ النَّاسَ فَأَصَابَ، فَالصَّلاَةُ لَهُ وَلَهُمْ، وَمَنِ انْتَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ [شَيْئاً،] فَعَلَيْهِ، وَلاَ عَلَيْهِمْ».

٩٨٣- حضرت ابوعلی ہمدانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ ایک کشتی میں سفر پر روانہ ہوئے۔ کشتی میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ (سفر کے دوران میں) نماز کا وقت ہو گیا' ہم نے ان سے درخواست کی کہ نماز پڑھا دیں اور ہم نے ان سے عرض کیا: آپ اس (امامت) کا زیادہ حق رکھتے ہیں کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں' انھوں نے انکار کر دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ''جو شخص لوگوں کا امام بنے اور صحیح طریقے سے نماز پڑھائے تو اسے بھی نماز کا ثواب ملے گا اور ان کو بھی۔ اور اگر اس نے نماز میں کوئی کوتاہی (اور غلطی) کی تو اسے گناہ ہوگا' انھیں نہیں۔''

فائدہ: اس میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی احتیاط اور ان کے ورع وتقویٰ کا بیان ہے کہ وہ کوتاہی کے ڈر سے دینی فرائض کی ذمے داری لینے میں تأمل کرتے تھے۔

(المعجم ٤٨) - بَابُ مَنْ أَمَّ قَوْماً فَلْيُخَفِّفْ (التحفة ٨٧)

باب: ۴۸- امام کو چاہیے کہ وہ ہلکی نماز پڑھائے

٩٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ: فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي لأَتَأَخَّرُ فِي صَلاَةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلاَنٍ، لِمَا يُطِيلُ بِنَا

٩٨٤- حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میں تو فلاں صاحب کی وجہ سے فجر کی نماز سے پیچھے رہ جاتا ہوں کیونکہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ

٩٨٣- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب جُماع الإمامة وفضلها، ح: ٥٨٠ من حديث عبدالرحمن ابن حرملة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله طرق عند البخاري وغيره.

٩٨٤- أخرجه البخاري، العلم، باب الغضب في الموعظة والتعليم إذا رأى ما يكره، ح: ٩٠، ٧٠٢، ٧٠٤، ٦١١٠، ٧١٥٩، ومسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ٤٦٦ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، أخرجه مسلم عن ابن نمير عن أبيه به.

فِيهَا، قَالَ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَطُّ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَباً مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُجَوِّزْ. فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ».

ﷺ جس قدر اس دن غضب ناک ہوئے' میں نے کسی وعظ کے دوران میں آپ ﷺ کو اس قدر جلال کی کیفیت میں نہیں دیکھا۔ (آپ نے اس وعظ کے دوران میں) فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے کچھ لوگ (مقتدیوں کو) متنفر کر دیتے ہیں۔ جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے' اسے چاہیے کہ اختصار سے کام لے کیونکہ ان میں کمزور بھی ہوتے ہیں' بوڑھے بھی اور ضرورت مند بھی۔''

فوائد ومسائل: ① کسی ذمہ دار یا افسر کی شکایت اس سے بالاتر شخصیت کے سامنے پیش کرنا غیبت میں شامل نہیں۔ ② نماز باجماعت سے جان بوجھ کر پیچھے رہنا جائز نہیں لیکن امام کے طویل نماز پڑھانے کی وجہ سے اس شخص کے جان بوجھ کر پیچھے رہنے پر نبی ﷺ ناراض نہیں ہوئے بلکہ اسے ایک معقول عذر قرار دیا۔ ③ نماز میں تخفیف مناسب ہے لیکن تخفیف کا مطلب بہت زیادہ مختصر کر دینا نہیں بلکہ تقریباً اتنی مقدار میں تلاوت کریں جتنی رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ آپ ﷺ نماز فجر میں ساٹھ سے سو آیات تک تلاوت کرتے تھے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' باب القراءة في صلاة الفجر' حديث:٨١٨) ④ ضرورت مند کا مطلب یہ ہے کہ نماز باجماعت میں ایسے مسلمان بھی شریک ہوتے ہیں جنھیں نماز کے بعد کوئی ضروری کام کرنا ہوتا ہے اور طویل قراءت سے انھیں پریشانی ہوتی ہے۔

٩٨٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوجِزُ وَيُتِمُّ الصَّلَاةَ.

٩٨٥- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مختصر اور کامل نماز پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس سے نماز کی تخفیف کا مطلب واضح ہو گیا کہ ارکان کی ادائیگی پورے خشوع اور اطمینان سے کی جائے لیکن تلاوت اور تسبیحات کی مقدار اتنی زیادہ نہ ہو کہ مقتدی پریشان ہوں۔

٩٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا

٩٨٦- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت

٩٨٥_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ٤٦٩ من حديث حماد بن زيد به.

٩٨٦_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٥ عن محمد بن رمح وغيره به.

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: صَلَّى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الأَنْصَارِيُّ بِأَصْحَابِهِ صَلاَةَ الْعِشَاءِ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِنَّا، فَصَلَّى، فَأُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ. فَقَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ، دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ مَا قَالَ لَهُ مُعَاذٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَتُرِيدُ أَنْ تَكُونَ فَتَّانًا يَا مُعَاذُ؟ إِذَا صَلَّيْتَ بِالنَّاسِ فَاقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ».

معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں (مقتدیوں) کو عشاء کی نماز پڑھائی تو بہت طویل کر دی۔ ہمارے قبیلے کے ایک آدمی نے جماعت سے الگ ہو کر (اکیلے) نماز پڑھ لی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو انھوں نے فرمایا: وہ منافق ہے۔ (کیونکہ اس نے جان بوجھ کر نماز باجماعت ترک کی ہے۔) اس آدمی کو یہ خبر ملی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو بات حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہی تھی وہ آپ ﷺ کے گوش گزار کی۔ (بعد میں جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو) نبی ﷺ نے فرمایا: ”معاذ! تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہتے ہو؟ جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو (ایسی سورتیں) پڑھا کرو: ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى۔ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾۔“

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں نماز باجماعت کی اہمیت بہت زیادہ تھی اس لیے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس قدر شدید ردعمل کا اظہار فرمایا۔ ② جس کی شکایت کی گئی ہو اس کا موقف بھی معلوم کرنا چاہیے تاکہ فریقین کی بات سن کر صحیح نتیجے تک پہنچا جا سکے۔ ③ عشاء کی نماز میں قراءت مختصر ہونی چاہیے۔

٩٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ مُطَرِّفِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ يَقُولُ: كَانَ آخِرَ مَا عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ أَمَّرَنِي عَلَى الطَّائِفِ، قَالَ

٩٨٧- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے نبی ﷺ نے آخری نصیحت اس وقت کی جب مجھے طائف کا امیر (گورنر) مقرر کیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”عثمان! نماز مختصر پڑھایا کرنا اور کمزور افراد کی مناسبت سے لوگوں (کی قوت برداشت) کا اندازہ کرنا کیونکہ ان میں بوڑھے بچے بیا

٩٨٧_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب أخذ الأجر على التأذين، ح: ٥٣١ من حديث مطرف به، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

لِي: «يَا عُثْمَانُ! تَجَاوَزْ فِي الصَّلَاةِ وَاقْدِرِ النَّاسَ بِأَضْعَفِهِمْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَالصَّغِيرَ وَالسَّقِيمَ وَالْبَعِيدَ وَذَا الْحَاجَةِ».

دور سے آنے والے اور ضرورت مند (سب طرح کے لوگ) ہوتے ہیں۔''

٩٨٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَدَّثَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ أَنَّ آخِرَ مَا قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَمَمْتَ قَوْماً فَأَخِفَّ بِهِمْ».

۹۸۸- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے آخری بات یہ فرمائی: ''جب تو لوگوں کا امام بنے تو ان پر تخفیف کرنا (نماز ہلکی پڑھانا۔'')

(المعجم ٤٩) - بَابُ الْإِمَامِ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ إِذَا حَدَثَ أَمْرٌ (التحفة ٨٨)

باب: ۴۹- کوئی خاص وجہ پیش آنے پر امام نماز کو مختصر کر سکتا ہے

٩٨٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ، وَإِنِّي أُرِيدُ إِطَالَتَهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي مِمَّا أَعْلَمُ لِوَجْدِ أُمِّهِ بِبُكَائِهِ».

۹۸۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز شروع کرتا ہوں اور میرا ارادہ طویل نماز پڑھانے کا ہوتا ہے پھر مجھے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو نماز مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اس کے رونے سے اس کی ماں پریشان ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① نماز کے طویل یا مختصر کرنے سے قراءت کو طویل یا مختصر کرنا مراد ہے دوسرے ارکان کے اذکار میں بھی کسی حد تک اختصار ممکن ہے۔ ② امام کو مقتدیوں کے حالات کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ③ عورتیں مسجد میں آ کر باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں اور اپنے ساتھ چھوٹے بچوں کو بھی لا سکتی ہیں۔

٩٩٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي كَرِيمَةَ

۹۹۰- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت

٩٨٨- أخرجه مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ٤٦٨ من حديث شعبة به.

٩٨٩- أخرجه البخاري، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، ح: ٧٠٩، ٧١٠، ومسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ٤٧٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٩٩٠- [صحيح] * الحسن تقدم، ح: ٧١، وتلميذه عنعنا، وقد تقدم، ح: ٧١ والحديث السابق شاهد له.

الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُلَاثَةَ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ حَسَّانٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي الصَّلَاةِ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو میں نماز میں اختصار کر دیتا ہوں۔''

٩٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، وَبِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَقُومُ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ».

٩٩١- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ اسے طویل کرنے کا ہوتا ہے پھر مجھے کسی بچے کے رونے کی آواز آجاتی ہے تو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ بچے کی ماں کو پریشانی ہو۔''

(المعجم ٥٠)- بَابُ إِقَامَةِ الصُّفُوفِ (التحفة ٨٩)

باب:٥٠- صفیں سیدھی کرنا

٩٩٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ السُّوَائِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟» قَالَ: قُلْنَا: وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُوَلَ، وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ».

٩٩٢- حضرت جابر بن سمرہ سوائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (صحابۂ کرام سے) فرمایا: ''تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صفیں بناتے ہیں؟'' راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا: فرشتے اپنے رب کے حضور کس طرح صف بندی کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔''

٩٩١ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، ح: ٧٠٧، ٨٦٨ من حديث بشر به.

٩٩٢ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة ... الخ، ح: ٤٣٠ من حديث وكيع وغيره عن الأعمش به مطولاً.

فوائد ومسائل: ① شریعتِ اسلامیہ میں عبادت کے طریقے فرشتوں کی عبادت کے طریقوں سے مشابہ ہیں اور یہ بہت بڑا شرف ہے۔ ② فرشتے اللہ کی عبادت کے لیے صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ ③ جب تک پہلی صف مکمل نہ ہو جائے دوسری صف شروع نہیں کرنی چاہیے اسی طرح دوسری کے بعد تیسری اور تیسری کے بعد چوتھی صف بنائی جائے۔ ④ صف میں کھڑے ہوتے وقت ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہونا چاہیے دو آدمیوں کے درمیان خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیے۔ صحابۂ کرام ؓ ایک دوسرے کے کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہوتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' باب إلزاق المنكب بالمنكب' والقدم بالقدم في الصف' حدیث: ٧٢٥)

٩٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبِي، وَبِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلاَةِ».

٩٩٣- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفیں درست کرو کیونکہ صفیں درست کرنا نماز کی تکمیل میں شامل ہے۔''

فوائد ومسائل: ① صفیں درست کرنے سے مراد انھیں سیدھا کرنا ہے یعنی سب لوگ برابر کھڑے ہوں ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہ ہوں۔ ② صفیں ٹیڑھی رکھنے اور باہم مل کر کھڑے نہ ہونے سے نماز ناقص ہوتی ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔

٩٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَوِّي الصَّفَّ حَتَّى يَجْعَلَهُ مِثْلَ الرُّمْحِ أَوِ الْقِدْحِ، قَالَ:

٩٩٤- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صف کو (انتہائی اہتمام سے) سیدھا کرتے تھے حتی کہ نیزے یا تیر کی طرح (سیدھی) کر دیتے۔ (ایک بار) آپ ﷺ نے ایک آدمی کا سینہ (صف سے) آگے بڑھا ہوا دیکھا تو رسول اللہ

٩٩٣- أخرجه البخاري، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، ح: ٧٢٣، ومسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها ... الخ، ح: ٤٣٣ من حديث شعبة به.

٩٩٤- أخرجه مسلم، الصلاة، الباب السابق، ح: ٤٣٦ من حديث سماك به باختلاف يسير.

فَرَأَى صَدْرَ رَجُلٍ [نَاتِئًا]، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ».

ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفیں سیدھی کرو ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور تمھارے درمیان اختلاف پیدا کردے گا۔''

فائدہ: قوم میں اختلاف واتفاق کے کچھ ظاہری اسباب ہوتے ہیں اور کچھ روحانی اسباب بھی ہوتے ہیں جن کا احساس عام لوگوں کو نہیں ہوتا۔ اختلاف کے انہی اسباب میں سے ایک سبب نماز کے دوران میں صف کا سیدھا نہ ہونا بھی ہے جب کہ صف سیدھی کرنے سے دلوں میں اتفاق اور محبت پیدا ہوتی ہے' اس لیے اماموں کو اس چیز کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے اور مقتدیوں کو بھی چاہیے کہ صفیں سیدھی رکھنے اور مل کر کھڑے ہونے پر خاص طور پر توجہ دیں۔

٩٩٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ، وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللهُ بِهَا دَرَجَةً».

٩٩٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں اور جو شخص صف کا شگاف پر کرے گا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کردے گا۔''

فوائد ومسائل: ① صف کا شگاف پر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر صف میں دو آدمی ایک دوسرے سے اتنے دور کھڑے ہیں کہ درمیان میں ایک آدمی کی جگہ ہے تو بعد میں آنے والا اس جگہ کھڑا ہو جائے ورنہ انھیں کہے کہ آپس میں مل جاؤ تاکہ درمیان میں خالی جگہ باقی نہ رہے۔ ② اگر پہلی صف کے کنارے پر آدمی کی جگہ باقی ہو اور لوگ پچھلی صف میں کھڑے ہوگئے ہوں تو بعد میں آنے والا اگلی صف کے کنارے پر خالی جگہ میں کھڑا ہو جائے' یہ بھی صف ملانے میں شامل ہے۔ ③ صف میں جس مقام پر خالی جگہ ہو' اس مقام کے نمازیوں کو چاہیے کہ ہر شخص امام کی طرف ملتا چلا جائے۔ امام سے دائیں طرف والا ہر شخص اپنے بائیں ساتھی سے ملے اور امام سے بائیں طرف والا ہر شخص اپنے دائیں ساتھی سے ملے۔ اس طرح شگاف پر ہو جائے گا۔ اگر اس کے برعکس ملیں گے تو شگاف پر نہیں ہوگا یا لوگوں کو امام سے دور ہٹنا پڑے گا جو مناسب نہیں۔

(المعجم ٥١) - بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ (التحفة ٩٠)

باب:٥١- اگلی صف کی فضیلت

٩٩٥_ [حسن] * هشام حجازي، وانظر، ح:٥٩٥ لعلة هذا السند، وله شواهد عند ابن حبان، ح:٣٩٤ وصاحب الترغيب والترهيب: ١/ ٣٢٢ وغيرهما.

٩٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلَاثًا، وَلِلثَّانِي مَرَّةً.

٩٩٦- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اگلی صف والوں کے لیے تین بار دعائے مغفرت فرماتے تھے اور دوسری صف کے لیے ایک بار۔

فوائد ومسائل: ① نیکی کے کام میں مسابقت ایک اچھا کام اور شرعاً مطلوب ہے۔ ② اچھے کام کی ترغیب کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کام کے کرنے والے کو دعا دی جائے۔ ③ جس طرح پہلی صف دوسری سے افضل ہے اسی طرح دوسری صف بھی تیسری سے افضل ہے کیونکہ دوسری صف کے لیے دعا کی گئی اور تیسری صف والوں کے لیے نہیں کی گئی۔

٩٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ ابْنَ مُصَرِّفٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْسَجَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ».

٩٩٧- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پہلی صف پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔''

٩٩٦- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٢٦، ١٢٧ من حديث هشام الدستوائي به، وصححه الحاكم: ١/ ٢١٤، والذهبي، وأخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢٥٦، ح: ٦٣٩ من حديث أبي بكر بن أبي شيبة نحوه، ورواه شيبان النحوي عن يحيى بن أبي كثير عن محمد بن إبراهيم عن خالد بن معدان أن جبير بن نفير حدثه أنه سمع عرباض بن سارية ... الخ، وأخرجه الطبراني وغيره * ومحمد بن إبراهيم تابعه بحير بن سعد عند أحمد: ٤/ ١٢٨، والنسائي: ٢/ ٩٢، ٩٣، ح: ٨١٨، وبه صح الحديث.

٩٩٧- [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٠٤ عن يحيى القطان ومحمد بن جعفر به، وقال البوصيري: "إسناد حديث البراء صحيح، ورجاله ثقات"، وله شاهد عند أبي داود، ح: ٥٤٣ وغيره، وانظر، ح: ٩٩٩.

فائدہ: نیکی کا ہر کام رحمت باری تعالیٰ کا باعث ہے لیکن جن نیکیوں کے بارے میں خوشخبری دی گئی ہے ان کا مقام زیادہ بلند اور ان کی اہمیت زیادہ ہے۔

٩٩٨- حَدَّثَنَا أَبُوثَوْرٍ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لَكَانَتْ قُرْعَةٌ».

٩٩٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ پہلی صف میں کیا کچھ (اجر و ثواب اور رحمت و برکت) ہے تو قرعہ اندازی ہوتی۔''

فوائد و مسائل: ① نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اچھی بات ہے۔ ② جب استحقاق میں سب برابر ہوں تو پھر قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا درست ہے۔

٩٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ».

٩٩٩- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ پہلی صف پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔''

(المعجم ٥٢) - بَابُ صُفُوفِ النِّسَاءِ (التحفة ٩١)

باب: ٥٢- عورتوں کی صفیں

١٠٠٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ

١٠٠٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کی بہترین صفیں آخری ہیں

٩٩٨_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها . . . الخ، ح: ٤٣٩ من حديث أبي قطن به .

٩٩٩_ [صحيح] * محمد بن المصفى صرح بالسماع، وله شاهد تقدم، ح: ٩٩٧، وقال البوصيري: 'هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" .

١٠٠٠_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها . . . الخ، ح: ٤٤٠ من حديث عبدالعزيز الدراوردي عن سهيل عن أبيه به . . . وهو في جزءه(٢٥).

أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا».

اور سب سے نکمی (کم ثواب والی) صفیں پہلی ہیں۔ اور مردوں کی بہترین صفیں پہلی ہیں اور سب سے نکمی صفیں آخری ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① بہترین صف سے مراد وہ صف ہے جس میں ثواب سب سے زیادہ ہے اور سب سے نکمی صف سے مراد وہ صف ہے جس میں ثواب سب سے کم ہے' تاہم ثواب اس میں بھی موجود ہے۔ ② عورتوں کی پچھلی صفوں کے افضل ہونے کی حکمت یہ ہے کہ وہ مردوں کے اختلاط سے دور ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے عورت کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

١٠٠١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ مُقَدَّمُهَا، وَشَرُّهَا مُؤَخَّرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ مُؤَخَّرُهَا، وَشَرُّهَا مُقَدَّمُهَا».

١٠٠١- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مردوں کی بہترین صفیں آگے والی ہیں اور (ان کی) سب سے نکمی صفیں پیچھے والی ہیں۔ اور عورتوں کی بہترین صفیں پیچھے والی ہیں اور (ان کی) سب سے نکمی (اور کم ثواب والی) صفیں آگے والی ہیں۔"

(المعجم ٥٣) - **بَابُ الصَّلَاةِ بَيْنَ السَّوَارِي فِي الصَّفِّ** (التحفة ٩٢)

باب: ٥٣- ستونوں کے درمیان صف بنا کر نماز پڑھنے کا بیان

١٠٠٢- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ، أَبُو طَالِبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، وَ أَبُو قُتَيْبَةَ،

١٠٠٢- حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد (حضرت قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں

١٠٠١ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٣١ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه زائدة عنده: ٣/ ٢٩٣، ٣٨٧ * وابن عقيل ضعيف، تقدم، ح: ٣٩٠، وقال البوصيري: "هذا إسناد حسن"، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٤٤٠ وغيره.

١٠٠٢ـ [حسن] * هارون مستور (تقريب)، وقتادة تقدم، ح: ١٧٥، وأخرج أبوداود، ح: ٦٧٣ وغيره عن أنس قال: "كنا نتقي هذا على عهد رسول الله ﷺ"، وفيه قصة، وحسنه الترمذي، وصححه الحاكم، والذهبي، وإسناده صحيح.

قَالاَ: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُنْهَى أَن نَصُفَّ بَيْنَ السَّوَارِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَنُطْرَدُ عَنْهَا طَرْداً.

نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ستونوں کے درمیان صف بنانے سے منع کیا جاتا تھا اور اس سے سختی کے ساتھ روکا جاتا تھا۔

فائدہ: نماز باجماعت کے دوران میں اگر صف کے درمیان ستون حائل ہو تو صف ٹوٹ جاتی ہے اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اگر جماعت نہ ہو رہی ہو تو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس وقت نمازیوں کا وہاں کھڑا ہونا صف نہیں کہلائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ شریف کے اندر دو ستونوں کے درمیان نماز ادا کی تھی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الصلاة، باب الأبواب و الغلق للكعبة والمساجد، حديث: ٤٦٨)

(المعجم ٥٤) - بَابُ صَلَاةِ الرَّجُلِ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ (التحفة ٩٣)

باب: ۵۴- صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا بیان

١٠٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَدْرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ، وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ، قَالَ: خَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَبَايَعْنَاهُ، وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ، قَالَ: ثُمَّ صَلَّيْنَا وَرَاءَهُ صَلَاةً أُخْرَى، فَقَضَى الصَّلَاةَ، فَرَأَى رَجُلاً فَرْداً يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ، قَالَ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ نَبِيُّ اللهِ ﷺ حِينَ انْصَرَفَ قَالَ: «اسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ، لَا صَلَاةَ لِلَّذِي خَلْفَ الصَّفِّ».

۱۰۰۳- حضرت علی بن شیبان ؓ جو ایک وفد میں شامل ہو کر تشریف لائے تھے، ان سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم (اپنے علاقے سے) روانہ ہوئے (اور مدینہ منورہ تک سفر کیا) حتی کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور آپ ﷺ کی بیعت کی۔ ہم نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی، پھر آپ کے پیچھے ایک اور نماز پڑھی۔ آپ نے نماز مکمل کی تو دیکھا کہ ایک آدمی صف کے پیچھے اکیلا کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ (جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو) اللہ کے نبی ﷺ اس کے پاس گئے اور فرمایا: ''شروع سے نماز پڑھو۔ صف کے پیچھے (اکیلا) کھڑے ہونے والے کی کوئی نماز نہیں۔''

١٠٠٣- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣ من حديث ملازم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٦٩، وابن حبان (موارد)، ح: ٤٠١، ٤٠٢، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

فوائد و مسائل: ① صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونا منع ہے اور نماز نہیں ہوتی۔ یہ تب ہے جب صف میں کھڑے ہونے کی جگہ ہو اور وہ اس کے باوجود پچھلی صف میں اکیلا ہی کھڑا ہو جائے۔ اگر اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو پھر اس کی مجبوری ہے' امید ہے اسے معذور سمجھا جائے گا۔ باقی رہی بات اگلی صف سے کسی کو کھینچ کر ساتھ ملانے کی تو وہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔ ② اگر عورت کے ساتھ کھڑے ہونے کے لیے دوسری عورت موجود نہ ہو تو عورت مردوں کی صف میں کھڑی نہیں ہو سکتی' اسے اکیلے ہی کھڑا ہو جانا چاہیے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' باب المرأة وحدها تكون صفا' حديث:٧٢٧)

١٠٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي زِيَادُ ابْنُ أَبِي الْجَعْدِ، فَأَوْقَفَنِي عَلَى شَيْخٍ بِالرَّقَّةِ، يُقَالُ لَهُ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، فَقَالَ: صَلَّى رَجُلٌ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيدَ.

١٠٠٤- حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو نبی ﷺ نے اسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا۔

فائدہ: بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود پچھلی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی ہوگی' اس لیے نبی ﷺ نے اسے نماز دہرانے کا حکم دیا۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ فَضْلِ مَيْمَنَةِ الصَّفِّ (التحفة ٩٤)

باب: ۵۵- صف کی دائیں جانب کی فضیلت

١٠٠٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ

١٠٠٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ صفوں کی دائیں جانب پر رحمتیں نازل کرتا ہے اور فرشتے اس کے لیے

١٠٠٤ـ [صحيح] أخرجه الحميدي، وأحمد: ٤/ ٢٢٨ وغيرهما من طرق عن حصين بن عبدالرحمن به، وقال الترمذي "حسن"، ح: ٢٣٠، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ٦٨٢ وغيره، وصححه ابن حبان، وأحمد، وإسحاق وغيرهم.

١٠٠٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من يستحب أن يلي الإمام في الصف وكراهية التأخر، ح: ٦٧٦ عن عثمان بن أبي شيبة به، وله لفظ صححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوفِ».

دعائے خیر کرتے ہیں۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ ہر اس کام میں دائیں طرف کو ترجیح دیتے تھے جو طبعاً یا شرعاً مستحسن ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کا ارشاد ہے: ''رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں (جیسے) وضو کرنے' کنگھی کرنے اور جوتے پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔'' (صحیح البخاري' الوضوء' باب التیمن في الوضوء والغسل' حدیث:١٦٨' وصحیح مسلم' الطھارۃ' باب التیمن في الطھور وغیرہ' حدیث:٢٦٨) اس حدیث کی روشنی میں نماز میں کھڑے ہوتے وقت بھی ممکن حد تک دائیں طرف کھڑے ہونے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ روایت صحیح ابن خزیمہ' مسند احمد اور سنن بیہقی وغیرہ میں یہ ایں الفاظ مروی ہے: [إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ] ''اللہ تعالیٰ صفوں کے ملانے والوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔'' اور امام بیہقی' شیخ البانی اور مسند احمد کے محققین کے نزدیک یہ روایت انھی الفاظ کے ساتھ محفوظ اور صحیح ہے۔ گویا ان کے نزدیک اس حدیث میں [مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ] کی بجائے [يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ] ہی کے الفاظ ہیں۔ ملاحظہ ہو: (تمام المنۃ' ص:٢٨٨' وضعیف سنن أبي داود' رقم:٦٧٦' والموسوعۃ الحدیثیۃ (مسند أحمد) ج:٤٠/٢٢٣' رقم الحدیث:٢٤٣٨١) اس اعتبار سے اس حدیث سے صفوں کے ملانے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے نہ کہ امام کے دائیں جانب کھڑے ہونے کی فضیلت کا جس کا مطلب یہ ہے کہ امام کے دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہونا یکساں ہے۔ اصل فضیلت صف بندی کا صحیح طریقے سے اہتمام کرنے میں ہے' تاہم ہر معاملے میں دائیں جانب کی جو عمومی فضیلت ہے' اس کے تحت امام کی داہنی جانب باعث فضیلت ہو سکتی ہے۔ واللہ أعلم.

١٠٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ - قَالَ مِسْعَرٌ -: مِمَّا نُحِبُّ أَوْ مِمَّا أُحِبُّ أَنْ نَقُومَ عَنْ يَمِينِهِ.

١٠٠٦- حضرت براء ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہمیں...... یا فرمایا: مجھے...... یہ بات پسند تھی کہ ہم دائیں طرف کھڑے ہوں۔

١٠٠٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب يمين الإمام، ح: ٧٠٩ من حديث وكيع وغيره به.

١٠٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ أَبُو جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْكِلَابِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ مَيْسَرَةَ الْمَسْجِدِ تَعَطَّلَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ عَمَّرَ مَيْسَرَةَ الْمَسْجِدِ، كُتِبَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْأَجْرِ».

١٠٠٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے عرض کیا گیا: مسجد کی بائیں جانب تو بالکل خالی ہوگئی۔ (لوگ ثواب کی نیت سے دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسجد کی بائیں جانب کو آباد کیا اسے دگنا ثواب ملے گا۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس سے اس میں بیان کردہ فضیلت کا اثبات نہیں ہوتا' تاہم پہلی صف بالکل چھوڑ کر دوسری صف میں کھڑا ہونا درست نہیں۔ ویسے بھی پہلی صف دوسری سے افضل ہے تو پہلی صف کا بایاں حصہ بھی دوسری صف کے دائیں حصے سے افضل ہوگا۔

(المعجم ٥٦) - بَابُ الْقِبْلَةِ (التحفة ٩٥)

باب:٥٦- قبلے کا بیان

١٠٠٨- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ طَوَافِ الْبَيْتِ، أَتَى مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا مَقَامُ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ، الَّذِي قَالَ اللهُ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾. [البقرة: ١٢٥]

١٠٠٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب طواف کعبہ سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ مقام ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ''تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کرلو۔''

قَالَ الْوَلِيدُ: فَقُلْتُ لِمَالِكٍ: أَهٰكَذَا قَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا﴾ قَالَ نَعَمْ.

ولید بن مسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا انھوں نے یہ لفظ اسی طرح

١٠٠٧- [إسناده ضعيف] أخرجه الطرسوسي في مسند ابن عمر، ح: ٩٥ من حديث عمرو بن عثمان به، وانظر، ح: ٢٠٨ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف ليث بن أبي سليم".

١٠٠٨- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحروف والقراءات، باب(١)، ح: ٣٩٦٩ من حديث جعفر به مختصرًا، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وأصله في صحيح مسلم، ح: ١٢١٨.

پڑھا تھا۔ وَاتَّخِذُوا (خا کے کسرہ کے ساتھ)؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

١٠٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى؟ فَنَزَلَتْ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾. [البقرة: ١٢٥]

١٠٠٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاش! آپ مقام ابراہیم کے قریب نماز پڑھیں' تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ''تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کر لو۔''

فوائد و مسائل: ① مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ اس پتھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں۔ ② طواف کے بعد مقام ابراہیم کے قریب دو رکعت نماز ادا کرنی چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''نبی اکرم ﷺ تشریف لائے' بیت اللہ کے گرد سات چکر لگا کر طواف کیا' مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اور صفا مروہ کے درمیان چکر لگائے (سعی کی۔'') (صحيح البخاري' الصلاة' باب قوله تعالى: واتخذوا من مقام إبراهيم مصلى' حديث:٣٩٥) ③ مقام ابراہیم کے قریب نماز ادا کرتے وقت منہ کعبہ کی طرف ہی کرنا چاہیے' بعض ناواقف لوگ مقام ابراہیم کی طرف منہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ کعبہ کی طرف چہرہ نہ رہے۔ یہ درست نہیں کیونکہ قبلہ تو کعبہ شریف کی عمارت ہی ہے۔ ④ اگر مقام ابراہیم کے قریب جگہ نہ ملے تو مسجد حرام میں کہیں بھی دو رکعت نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ ⑤ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ ان کے دل میں وہی خواہش پیدا ہوئی جس کا حکم اللہ تعالیٰ نازل فرمانے والا تھا۔ اس کے علاوہ بھی کئی چیزیں ایسی ہیں کہ احکام نازل ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی اور آسمان سے اسی کے مطابق احکام نازل ہو گئے۔ (صحيح البخاري' الصلاة ' باب ماجاء في القبلة...... الخ' حديث:٤٠٢)

١٠١٠- حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ

١٠١٠- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھارہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کیں' پھر آپ

١٠٠٩ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ما جاء في القبلة . . . الخ، ح:٤٠٢ من حديث هشيم به.

١٠١٠ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح:٤٦، وح:٨٥٥ لعلته، وأصل الحديث متفق عليه، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

رَسُولِ اللهِ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْراً، وَصُرِفَتِ الْقِبْلَةُ إِلَى الْكَعْبَةِ بَعْدَ دُخُولِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ بِشَهْرَيْنِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا صَلَّى إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ أَكْثَرَ تَقَلُّبَ وَجْهِهِ فِي السَّمَاءِ، وَعَلِمَ اللهُ مِنْ قَلْبِ نَبِيِّهِ ﷺ أَنَّهُ يَهْوَى الْكَعْبَةَ، فَصَعِدَ جِبْرِيلُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ وَهُوَ يَصْعَدُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، يَنْظُرُ مَا يَأْتِيهِ بِهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ الآيَة [البقرة: ١٤٤] فَأَتَانَا آتٍ، فَقَالَ: إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ صُرِفَتْ إِلَى الْكَعْبَةِ، وَقَدْ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَنَحْنُ رُكُوعٌ فَتَحَوَّلْنَا، فَبَنَيْنَا عَلَى مَا مَضَى مِنْ صَلَاتِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا جِبْرِيلُ! كَيْفَ حَالُنَا فِي صَلَاتِنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟» فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ [البقرة: ١٤٣].

ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے دو ماہ بعد کعبہ کو قبلہ مقرر کر دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے تو اکثر آسمان کی طرف چہرہ مبارک اٹھاتے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کے دل کی کیفیت معلوم تھی کہ وہ کعبہ شریف (کو قبلہ بنانے) کی خواہش رکھتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام (آسمان کی طرف) بلند ہوئے تو جب وہ آسمان اور زمین کے درمیان بلند ہوتے جا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ یہ معلوم کرنے کی خواہش رکھتے تھے کہ جبریل علیہ السلام کیا وحی لے کر نازل ہوں گے۔ (آخر کار) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ...... الآية﴾ ''ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھتے ہیں......'' ہمارے پاس ایک آدمی آیا' اس نے کہا: قبلہ (بیت المقدس سے) کعبہ کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ ہم نے دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی تھیں (اور ابھی نماز مکمل نہیں ہوئی تھی) ہم رکوع میں تھے (جب یہ خبر ملی) ہم نے (فوراً) رخ پھیر لیا اور جو نماز پڑھی جا چکی تھی' اس پر باقی نماز کی بنا کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے جبریل! ہماری بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حال ہوگا؟'' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ تمھارے ایمان (تمھاری نمازیں) ضائع نہیں کرے گا۔''

فوائد و مسائل: ① یہ روایت سخت ضعیف (بلکہ منکر) ہے۔ خود اس حدیث کے الفاظ میں بھی تعارض ہے۔ پہلے

جملے میں اٹھارہ مہینے اور دوسرے جملے میں دو مہینے کی مدت بیان کی گئی ہے۔ ② یہ واقعہ صحیح بخاری میں بھی مروی ہے لیکن اس میں اٹھارہ مہینے کے بجائے سولہ یا سترہ مہینے کے الفاظ ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الإیمان' باب الصلاة من الإیمان' حدیث:٤٠) اور بخاری کی روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں اپنے گھر سے ٢٧ صفر کو اور غار ثور سے یکم ربیع الاول کو روانہ ہوئے تھے اور ٨ ربیع الاول کو قباء میں تشریف فرما ہوئے۔ جب کہ تحویل قبلہ کا حکم دوسرے سال رجب کے وسط میں نازل ہوا۔ اس طرح یہ درمیانی مدت سولہ ماہ اور کچھ دن بنتی ہے۔ واللہ أعلم. ③ قبلے کی تبدیلی کے بعد نبی اکرم ﷺ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے جو نماز سب سے پہلے ادا کی وہ نماز عصر تھی۔ (حوالہ مذکورہ بالا) ④ انصار کا نماز کے دوران میں حکم معلوم ہونے پر فوراً کعبہ کی طرف رخ کر لینے کا ذکر بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ (حوالہ مذکورہ بالا) ⑤ ایک قابل اعتماد آدمی کی بیان کردہ خبر یا حدیث پر اعتماد کر کے عمل کر لینا چاہیے۔ ⑥ اگر کوئی شخص اپنے یقین کے مطابق قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہو' پھر اسے نماز کے دوران میں معلوم ہو جائے کہ قبلہ کا رخ دوسری طرف ہے تو نماز کے دوران میں ہی ادھر منہ کر لینا چاہیے۔ اس کی پہلی نماز درست ہے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

١٠١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ».

١٠١١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔"

فوائد و مسائل: ① مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ عین جنوب میں واقع ہے' اس لیے اہل مدینہ کے لیے سمت قبلہ کا تعین مشکل نہیں۔ دوسرے شہروں کے مسلمان اپنے اپنے شہر کی مناسبت سے نماز ادا کرتے ہیں کیونکہ مختلف شہروں سے کعبہ شریف کی سمت مختلف ہے۔ ② جو شخص مسجد حرام میں نماز ادا کر رہا ہو وہ کعبہ شریف کی عمارت کو دیکھ کر عین اس کی طرف منہ کر سکتا ہے لیکن دور کے لوگ اس بات کے مکلف نہیں کہ عین عمارتِ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ ان کے لیے اندازے سے سمت قبلہ کا تعین کر لینا ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة:٢٨٦) "اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کام کرنے کا پابند نہیں کرتا۔"

١٠١١ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء أن ما بين المشرق والمغرب قبلة، ح: ٣٤٢، ٣٤٣ من حديث أبي معشر به، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ٣٤٤، وقال: "حسن صحيح".

(المعجم ٥٧) - **بَابُ مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يَرْكَعَ** (التحفة ٩٦)

باب:۵۷- مسجد میں داخل ہونے والا نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے

١٠١٢- **حَدَّثَنَا** إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ».

۱۰۱۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔''

١٠١٣- **حَدَّثَنَا** الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ».

۱۰۱۳- حضرت ابوقتادہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔''

فوائد و مسائل: ① اس نماز کو تحیۃ المسجد کہا جاتا ہے۔ ② مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے اگر کوئی اور نماز' مثلاً: سنت یا فرض پڑھ لیں تو تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جاتی ہے۔ الگ سے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ③ بعض علماء مکروہ اوقات میں بھی تحیۃ المسجد پڑھنے کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل حدیث کا عموم ہے کہ ''جب بھی کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت پڑھے۔'' اس عموم میں کراہت کے اوقات بھی داخل ہیں۔ نبی ﷺ نے کسی وقت کا استثناء نہیں کیا۔ جب کہ دوسرے علماء اس عموم میں کراہت کے اوقات کو داخل نہیں کرتے' اس لیے ان کے نزدیک اوقات کراہت میں دیگر نفلی نمازوں کے علاوہ تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنا بھی جائز نہیں۔ ایک تیسری رائے یہ ہے کہ پڑھنے کا جواز ہے لیکن بچنا بہتر ہے۔ واللہ أعلم.

١٠١٢- [صحيح] قال البوصيري: "هٰذا إسناد رجاله ثقات إلا أنه منقطع، قال أبوحاتم: "المطلب بن عبدالله عن أبي هريرة مرسل"، والحديث الآتي شاهد له.

١٠١٣- أخرجه البخاري، الصلاة، باب: إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، ح: ٤٤٤، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين . . . الخ، ح: ٧١٤ من حديث مالك به.

(المعجم ٥٨) - بَابُ مَنْ أَكَلَ الثُّومَ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ (التحفة ٩٧)

باب:٥٨- لہسن کھا کر مسجد میں آنا منع ہے

١٠١٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيِّ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَطِيباً، أَوْ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أُرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ، هٰذَا الثُّومُ وَهٰذَا الْبَصَلُ. وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرَّجُلَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، يُوجَدُ رِيحُهُ مِنْهُ، فَيُؤْخَذُ بِيَدِهِ حَتَّى يُخْرَجَ إِلَى الْبَقِيعِ، فَمَنْ كَانَ آكِلَهَا لَا بُدَّ، فَلْيُمِتْهَا طَبْخاً.

١٠١٤- حضرت معدان بن ابوطلحہ یعمری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔ یا فرمایا کہ انھوں نے جمعہ کے دن خطبہ دیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: لوگو! تم دو پودے کھاتے ہو جنھیں میں برا ہی سمجھتا ہوں یعنی یہ لہسن اور یہ پیاز۔ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیکھا کرتا تھا کہ اگر کسی (کے منہ) سے اس (لہسن یا پیاز) کی بو محسوس کی جاتی تو اسے ہاتھ سے پکڑ کر (مسجد سے باہر) بقیع کی طرف نکال دیا جاتا' اس لیے جو شخص انھیں کھانا چاہے' اسے چاہیے کہ پکا کر ان کی بو ختم کرلے۔

فوائد ومسائل: ① لہسن اور پیاز کا استعمال حرام نہیں ورنہ انھیں پکانے کا حکم نہ دیا جاتا۔ ② بدبودار چیز کھا پی کر مسجد میں آنا منع ہے۔ ③ تمباکونوشی سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ تمباکو' حقہ اور سگریٹ وغیرہ کی بو لہسن اور پیاز کی بو سے زیادہ سخت اور زیادہ ناگوار ہوتی ہے۔ ④ بعض روایات میں [کُرَّاث] (گیندنا) کا بھی ذکر ہے۔ یہ بھی پیاز سے مشابہ ایک پودا ہے۔ اس کے علاوہ بعض علماء نے مولی کو بھی مذکورہ بالا اشیاء کے حکم میں رکھا ہے کیونکہ اس میں بھی ایک حد تک ناگوار بو پائی جاتی ہے۔

١٠١٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،

١٠١٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے یہ پودا' یعنی لہسن کھایا ہو تو

١٠١٤ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب نهي من أكل ثومًا أو بصلاً أو كراثًا أو نحوها . . . الخ، ح: ٥٦٧ عن ابن أبي شيبة وغيره به، وانظر، ح: ٣٣٦٣.

١٠١٥ـ أخرجه مسلم، المساجد، الباب السابق، ح: ٥٦٣ من حديث معمر عن الزهري به.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الثُّومِ، فَلَا يُؤْذِينَا بِهَا فِي مَسْجِدِنَا هٰذَا».

وہ ہماری مسجد میں اس کی بو کے ساتھ ہمیں ایذا نہ پہنچائے۔“

قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَكَانَ أَبِي يَزِيدُ فِيهِ، الْكُرَّاثَ وَالْبَصَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. يَعْنِي أَنَّهُ يَزِيدُ عَلٰى حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الثُّومِ.

(امام زہری کے شاگرد) ابراہیم بن سعد نے فرمایا: میرے والد حضرت ابوہریرہ ؓ کی اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے ”گیندنا اور پیاز“ کے الفاظ کا اضافہ فرماتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① ابراہیم بن سعد ؒ کے والد سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف ؓ ہیں‘ یعنی سعد بن ابراہیم ؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ ؓ سے یہی حدیث روایت کی ہے لیکن اس میں صرف لہسن نہیں بلکہ لہسن‘ پیاز اور گیندنا تینوں کا ذکر کیا ہے۔ ② اس حدیث میں صراحت ہے کہ مسجد میں آنے سے پہلے ان چیزوں کے کھانے سے منع کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس کی بو سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حکمت کی بنا پر جمعہ کی نماز کے لیے آنے والوں کو نہا کر صاف کپڑے پہن کر آنے کا حکم دیا تھا۔

١٠١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ شَيْئاً فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسْجِدَ».

١٠١٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اس پودے میں سے کچھ کھایا ہو وہ مسجد میں ہرگز نہ آئے۔“

فائدہ: مسلمان مرد کو بلا عذر نماز باجماعت سے پیچھے رہنا منع ہے‘ اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ بدبودار چیز کا کھانا‘ جماعت سے پیچھے رہ جانے کے لیے ایک معقول عذر ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز کا وقت قریب ہو تو ان چیزوں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔ اسی طرح خواتین گھر میں نماز پڑھتے وقت احتیاط رکھیں کہ نماز سے پہلے کچا لہسن یا پیاز استعمال نہ کریں۔

١٠١٦- أخرجه البخاري، الأذان، باب ماجاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ح: ٨٥٣ وغيره، ومسلم، المساجد، باب نهي من أكل ثومًا أو بصلاً أو كراثًا أو نحوها . . . الخ، ح: ٥٦١ من حديث عبيدالله به.

(المعجم ٥٩) - **بَابُ الْمُصَلِّي يُسَلَّمُ عَلَيْهِ كَيْفَ يَرُدُّ** (التحفة ٩٨)

باب:۵۹-نمازی سلام کا جواب کس طرح دے

١٠١٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَسْجِدَ قُبَاءٍ يُصَلِّي فِيهِ، فَجَاءَتْ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ، فَسَأَلْتُ صُهَيْباً، وَكَانَ مَعَهُ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ.

۱۰۱۷- حضرت زید بن اسلم ؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مسجد قباء میں نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لائے۔ متعدد انصاری حضرات حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کرنے لگے۔ زید بن اسلم ؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت صہیب ؓ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ (اس موقع پر) سلام کا جواب کس طرح دیتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مسجد قباء کی زیارت اور وہاں نماز ادا کرنے کے لیے اہتمام سے جانا مسنون ہے البتہ دوسرے شہر سے سفر کر کے مدینے جاتے وقت زیارت مسجد نبوی کی نیت کرنی چاہیے۔ اس کے بعد مدینہ کی دوسری مساجد اور مسجد قباء کی زیارت کے لیے جا سکتا ہے۔ ② جب کوئی عالم یا بزرگ محلے میں تشریف لائے تو عوام کو چاہیے کہ اس سے ملنے اور علمی استفادہ کرنے کے لیے حاضر ہوں۔ ③ نمازی کو دوسرا آدمی سلام کہہ سکتا ہے۔ ④ اگر نمازی کو سلام کہا جائے تو وہ نماز کے دوران میں اشارے سے جواب دے زبان سے جواب نہ دے۔ ⑤ نماز کے دوران میں کسی قسم کا ضروری اشارہ کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

١٠١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَةٍ. ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِي،

۱۰۱۸- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے نبی ﷺ نے کسی کام سے بھیجا۔ جب میں (واپس) خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے اشارہ کیا (اور اشارے سے جواب دیا) جب نبی ﷺ (نماز سے)

١٠١٧ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٣/ ٥، ٦، السهو، باب رد السلام بالإشارة في الصلاة، ح: ١١٨٨ من حديث سفيان به * زيد بن أسلم صرح بالسماع عند ابن خزيمة: ٢/ ٤٩، ح: ٨٨٨، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٢٥٨، والحاكم: ٣/ ١٢، والذهبي، وله شواهد كثيرة.

١٠١٨ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ٥٤٠ عن محمد بن رمح وغيره به.

فَقَالَ: «إِنَّكَ سَلَّمْتَ عَلَيَّ آنِفاً وَأَنَا أُصَلِّي».

فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور فرمایا: ''ابھی ابھی تم نے مجھے سلام کیا تھا اور میں نماز پڑھ رہا تھا۔ (اس لیے زبان سے جواب نہیں دے سکا۔)''

١٠١٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ، فَقِيلَ لَنَا: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلاً.

1019- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نماز میں (ایک دوسرے کو) سلام کر لیا کرتے تھے۔ پھر ہمیں فرمایا گیا: نماز میں مصروفیت ہوتی ہے۔

فائدہ: جب نماز میں بات چیت کرنے کی اجازت تھی تو سلام بھی کیا جاتا تھا' بعد میں یہ حکم دے دیا گیا کہ کوئی نمازی نماز کے دوران میں دوسرے آدمی کو سلام نہ کرے' اس کے لیے نماز کی مصروفیت کافی ہے۔ پوری توجہ سے ادعیہ اور اذکار میں مصروف رہے۔ لیکن گزشتہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازی خود تو کسی کو سلام نہیں کر سکتا' تاہم اسے سلام کیا جا سکتا ہے۔ وہ زبان سے تو سلام کا جواب نہیں دے سکتا' البتہ اشارے سے جواب دے سکتا ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابُ مَنْ يُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ (التحفة ٩٩)

باب: ٦٠- لاعلمی کی وجہ سے قبلہ کے سوا دوسرے رخ پر نماز ادا کرنا

١٠٢٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سَعِيدٍ، أَبُو الرَّبِيعِ السَّمَّانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي

1020- حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور قبلے کی سمت معلوم نہ ہو سکی۔ ہم نے (اندازے سے) نماز پڑھی اور (زمین پر) نشان لگا لیے۔ جب سورج طلوع ہوا تو معلوم ہوا کہ

١٠١٩ـ [صحيح مرفوع] * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح:٤٦، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وأخرج البخاري، ح:١١٩٩، ١٢١٦، ٣٨٧٥، ومسلم، ح:٥٣٨ من حديث الأعمش عن إبراهيم عن علقمة عن ابن مسعود به مرفوعًا، أطول منه.

١٠٢٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الرجل يصلي لغير القبلة في الغيم، ح:٣٤٥ من حديث أشعث بن سعيد السمان به، وقال: "هٰذا حديث ليس إسناده بذاك . . ." * وأشعث تابعه عمرو بن قيس عند الطيالسي، ح:١١٤٥، وعاصم ضعيف كما تقدم، ح:٩٠٧، وله شاهد ضعيف عند البيهقي وغيره.

سَفَرٍ، فَتَغَيَّمَتِ السَّمَاءُ وَأَشْكَلَتْ عَلَيْنَا الْقِبْلَةُ، فَصَلَّيْنَا، وَأَعْلَمْنَا، فَلَمَّا طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِذَا نَحْنُ قَدْ صَلَّيْنَا لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ، فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾. [البقرة: الآية: ١١٥]

ہم نے قبلے کے سوا (کسی اور طرف) نماز پڑھی ہے۔ ہم نے نبی ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمادی: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ ''تم جدھر بھی رخ کرو اُدھر ہی اللہ کا چہرہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر بادل وغیرہ کی وجہ سے قبلے کا رخ معلوم نہ ہو سکے تو اندازے سے رخ متعین کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس اندازے میں اگر غلطی ہو جائے تو معاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة:٢٨٦) ''اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کام کرنے کا مکلف نہیں فرماتا۔'' ② اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ غلطی سے قبلے کے سوا دوسری طرف پڑھی ہوئی نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ امام ترمذی ؒ نے فرمایا: ''اکثر علماء نے یہی موقف اختیار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''اگر کوئی شخص بادل کی وجہ سے قبلے کے سوا دوسری طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے' پھر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس نے قبلہ رخ نماز ادا نہیں کی تو اس کی وہ نماز درست ہے۔ سفیان ثوری' ابن مبارک' احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ ؒ کا یہی موقف ہے۔'' (جامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء في الرجل يصلي لغير القبلة في الغيم' حديث:٣٤٥) ③ اگر نماز کے دوران میں پتہ چل جائے تو نمازی کو چاہیے کہ نماز کے دوران میں ہی قبلہ رخ ہو جائے اور باقی نماز صحیح رخ پر مکمل کرلے۔ جیسے کہ اہل قباء نے تحویل قبلہ کی خبر سن کر نماز کے دوران میں ہی رخ تبدیل کر لیا تھا۔ ④ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (الإرواء' رقم:٢٩١)

(المعجم ٦١) - بَابُ الْمُصَلِّي يَتَنَخَّمُ (التحفة ١٠٠)

باب:٦١- نماز کے دوران میں بلغم تھوکنا

١٠٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا صَلَّيْتَ

١٠٢١- حضرت طارق بن عبداللہ محاربی ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے سامنے ہرگز نہ تھوکنا' نہ دائیں طرف تھوکنا' البتہ بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک سکتے ہو۔''

١٠٢١ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في كراهية البزاق في المسجد، ح:٤٧٨ من حديث منصور به، والترمذي، ح:٥٧١، وقال: "حديث حسن صحيح".

فَلاَ تَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَلاَ عَنْ يَمِينِكَ، وَلٰكِنِ ابْزُقْ عَنْ يَسَارِكَ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِكَ».

فوائد ومسائل: ① نماز کے دوران میں سامنے کی طرف تھوکنا ادب کے منافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، المساجد والجماعات، باب كراهية النخامة في المسجد، حديث: ٧٦١ تا ٧٦٤) ② دائیں طرف بھی احترام والی سمت ہے، اس لیے اس طرف بھی نہیں تھوکنا چاہیے۔ بائیں طرف اگر دوسرا نمازی کھڑا ہو تو اس طرف بھی تھوکنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر ادھر کوئی نہ ہو تو تھوکنا جائز ہے۔ ③ مسجد میں بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوکنا اس صورت میں جائز ہے جب مسجد کی زمین اس قسم کی ہو جو رطوبت کو جذب کر سکتی ہو ورنہ مسجد کو آلودہ کرنا جائز نہیں۔ خصوصاً جب کہ چٹائی یا قالین پر نماز پڑھ رہا ہو تو اسے آلودہ کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں۔ اس صورت میں رومال استعمال کرنا چاہیے جیسے کہ اگلی حدیث میں صراحت ہے۔

١٠٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَهُ (يَعْنِي رَبَّهُ) فَيَتَنَخَّعُ أَمَامَهُ؟ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُسْتَقْبَلَ فَيُتَنَخَّعَ فِي وَجْهِهِ؟ إِذَا بَزَقَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقَنَّ عَنْ شِمَالِهِ، أَوْ لِيَقُلْ هٰكَذَا فِي ثَوْبِهِ».

ثُمَّ أَرَانِي إِسْمَاعِيلُ يَبْزُقُ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ يَدْلُكُهُ.

١٠٢٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مسجد کی قبلے والی دیوار پر بلغم لگا ہوا نظر آیا۔ آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ ایک آدمی رب کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہوتا ہے، پھر اپنے سامنے بلغم تھوک دیتا ہے؟ کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے سامنے آ کر اس کے چہرے پر تھوک دیا جائے؟ جب کسی کو تھوکنا ہو تو اپنی بائیں طرف تھوک لے یا اپنے کپڑے میں اس طرح کر لے۔“

(امام ابن ماجہ ؒ کے استاد حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ نے فرمایا:) امام اسماعیل ابن علیہ ؒ نے (اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے مجھے یوں کر کے دکھایا کہ) کپڑے میں تھوکا، پھر کپڑے کو مل دیا۔

١٠٢٢- أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة وغيرها ... الخ، ح: ٥٥٠ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

١٠٢٣- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى شَبَثَ ابْنَ رِبْعِيٍّ بَزَقَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا شَبَثُ! لاَ تَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْهَى عَنْ ذٰلِكَ، وَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي أَقْبَلَ اللهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، حَتَّى يَنْقَلِبَ أَوْ يُحْدِثَ حَدَثَ سُوءٍ».

۱۰۲۳- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت شَبَث بن ربعی ؒ کو سامنے کی طرف تھوکتے دیکھ کر فرمایا: اے شبث! اپنے سامنے مت تھوکا کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا چہرۂ مبارک اس کی طرف متوجہ فرما دیتا ہے حتی کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے یا کوئی برا کام کرے۔''

فائدہ: ''برا کام'' کرنے سے مراد ایسا کام ہے جو نماز کے ادب کے خلاف ہو' مثلاً: سامنے تھوکنا' گھور مارنا' کپڑوں یا کنکریوں سے کھیلنا۔ مزید فوائد کے لیے ملاحظہ کیجیے' حدیث: ۷۶۳۔

١٠٢٤- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ، وَعَبْدَةُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَزَقَ فِي ثَوْبِهِ، وَهُوَ فِي الصَّلاَةِ، ثُمَّ دَلَكَهُ.

۱۰۲۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں کپڑے میں تھوکا' پھر اسے مل دیا۔

(المعجم ٦٢) - بَابُ مَسْحِ الْحَصٰى فِي الصَّلاَةِ (التحفة ١٠١)

باب: ۶۲- نماز کے دوران میں کنکریوں پر ہاتھ پھیرنا

١٠٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ

۱۰۲۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا' اس نے

١٠٢٣ـ [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٩٢٤ من طريق آخر عن عاصم به، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ٨٥٥ لعلته.

١٠٢٤ـ [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١٠٢٥ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة، ح: ٨٥٧ عن ابن أبي شيبة وغيره به مطولاً، وانظر، ح: ١٠٩٠.

أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا».

فضول کام کیا۔"

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں مسجدوں کے فرش پختہ نہیں ہوتے تھے' اس لیے وہاں کنکریاں بچھا دی جاتی تھیں تا کہ کپڑوں کو مٹی نہ لگے۔ ② کنکریوں کو چھونے سے مراد بلا ضرورت چھونا ہے جو ادب کے منافی ہے۔ اسی طرح چٹائی کے تنکوں سے کھیلنا یا نیچے بچھائی ہوئی کسی بھی چیز کی طرف اس طرح متوجہ ہونا کہ نماز سے توجہ ہٹ جائے' نامناسب ہے۔

١٠٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فِي مَسْحِ الْحَصٰى فِي الصَّلَاةِ: «إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَمَرَّةً وَاحِدَةً».

١٠٢٦- حضرت معیقیب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کے بارے میں فرمایا: "اگر تم نے ضرور یہ کام کرنا ہو تو ایک بار کر لو۔"

فوائد و مسائل: ① نماز کے دوران میں اگر محسوس کیا جائے کہ کنکریاں زیادہ اونچی نیچی ہیں جو چہرے میں چبھ کر نماز سے توجہ ہٹانے کا باعث بن رہی ہیں تو ایک بار ہاتھ پھیر کر معمولی سی برابر کر لی جائیں۔ زیادہ تکلف کرنا مناسب نہیں۔ ② نماز میں خشوع کے منافی حرکت کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے' اس لیے زیادہ حرکات سے ثواب بہت زیادہ کم ہو سکتا ہے جو مومن کے لیے انتہائی خسارے کا باعث ہے۔

١٠٢٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

١٠٢٧- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الٰہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے' اس لیے اسے چاہیے کہ (دوران نماز میں) کنکریوں پر ہاتھ نہ پھیرے۔"

١٠٢٦_ أخرجه البخاري، العمل في الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، ح: ١٢٠٧، ومسلم، المساجد، باب كراهة مسح الحصى وتسوية التراب في الصلاة، ح: ٥٤٦ من حديث يحيى به.

١٠٢٧_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، ح: ٩٤٥ من حديث سفيان به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحافظ في بلوغ المرام، ح: ٢٣٨، ٢٣٩ باب الحث على الخشوع في الصلاة.

ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلاَةِ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ، فَلاَ يَمْسَحِ الْحَصٰى».

(المعجم ٦٣) - بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الْخُمْرَةِ (التحفة ١٠٢)

باب:٦٣- چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا

١٠٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ: حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ.

۱۰۲۸- ام المومنین حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ چھوٹی چٹائی پر نماز ادا فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① [خُمْرَة] اس چھوٹی سی چٹائی کو کہتے ہیں جس پر نمازی سجدہ کرتے وقت چہرہ رکھ لے۔ یہ کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی بھی ہو سکتی ہے اور بورے کا ٹکڑا بھی۔ بڑی چٹائی کو عربی زبان میں [خُمْرَة] نہیں کہا جاتا۔ ② زمین پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درست ہے اگرچہ زمین پر کوئی چیز نہ بچھائی گئی ہو۔ اس طرح اگر چٹائی اتنی چھوٹی ہو کہ سجدہ کے بعض اعضاء اس پر آتے ہوں اور بعض نہ آتے ہوں تو بھی درست ہے۔

١٠٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى حَصِيرٍ.

۱۰۲۹- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے چٹائی پر نماز ادا فرمائی۔''

فائدہ: [حَصِير] بڑی چٹائی ہوتی ہے جس پر کھڑے ہو کر نماز ادا کی جا سکے یا ایک سے زیادہ افراد اس پر نماز ادا کر سکیں۔

١٠٣٠- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى:

۱۰۳۰- حضرت عمرو بن دینار ؒ سے روایت ہے

١٠٢٨ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة على الخمرة، ح: ٣٨١ من حديث سليمان الشيباني به.

١٠٢٩ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ٥١٩ من حديث أبي معاوية وغيره به.

١٠٣٠ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٢٦ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف . . ."، وحديث البخاري، ح: ٦٢٠٣، ومسلم، ح: ٢١٥٠ يغني عنه.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: صَلَّى ابْنُ عَبَّاسٍ، وَهُوَ بِالْبَصْرَةِ عَلٰى بِسَاطِهِ، ثُمَّ حَدَّثَ أَصْحَابَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عَلٰى بِسَاطِهِ.

انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں اپنے بچھونے پر نماز پڑھی' پھر اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اپنے بچھونے پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن بخاری و مسلم کی روایات اس سے کفایت کرتی ہیں' غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح أبوداود' رقم:٦٦٥) ② [بِسَاط] ہر اس چیز کو کہا جا سکتا ہے جو زمین پر بچھائی جاتی ہے' خواہ وہ چٹائی ہو یا قالین یا کوئی کپڑا وغیرہ۔ نبی علیہ السلام کے زمانہ مبارکہ میں اہل عرب چارپائی پر سونے کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ اکثر اوقات زمین پر بستر بچھا کر سو جاتے تھے۔ ایسے بستر پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٦٤) - بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثِّيَابِ فِي الْحَرِّ وَالْبَرْدِ (التحفة ١٠٣)

باب:٦٤- گرمی یا سردی سے بچاؤ کے لیے کپڑے پر سجدہ کرنا

١٠٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: جَاءَنَا النَّبِيُّ ﷺ. فَصَلَّى بِنَا فِي مَسْجِدِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، فَرَأَيْتُهُ وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلٰى ثَوْبِهِ إِذَا سَجَدَ.

١٠٣١- حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور بنو عبدالاشہل کی مسجد میں ہمیں نماز پڑھائی۔ میں نے آپ ﷺ کو سجدہ کے دوران میں دونوں ہاتھ کپڑے پر رکھے ہوئے دیکھا۔

١٠٣٢- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَشْهَلِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ

١٠٣٢- حضرت ثابت بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنو عبدالاشہل کے محلے (کی مسجد) میں نماز ادا فرمائی اور آپ نے ایک چادر

١٠٣١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٣٤، ٣٣٥ عن أبي بكر بن أبي شيبة به * إسماعيل بن أبي حبيبة "فيه ضعف" (تقريب).

١٠٣٢ـ [إسناده ضعيف] * إبراهيم بن إسماعيل ضعيف (تقريب)، وتلميذه إسماعيل اعترف بأمر عظيم، ولا يحتج به إلا ما رواه البخاري ومسلم عنه (راجع التهذيب وهدي الساري وغيرهما).

ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَعَلَيْهِ كِسَاءٌ مُتَلَفِّفٌ بِهِ، يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيْهِ، يَقِيهِ بَرْدَ الْحَصٰى.

اوڑھ رکھی تھی۔ کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لیے (سجدہ کرتے وقت) اس پر ہاتھ رکھ لیتے تھے۔

١٠٣٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ غَالِبٍ الْقَطَّانِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ، فَإِذَا لَمْ يَقْدِرْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ جَبْهَتَهُ، بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ.

١٠٣٣- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ سخت گرمی میں نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے۔ جب کوئی زمین پر اپنی پیشانی نہ رکھ سکتا تو اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر لیتا۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہو جاتا ہے کہ زمین کی گرمی یا سردی سے بچاؤ کے لیے کپڑے پر سجدہ کرنا درست ہے۔ ② زمین پر پیشانی نہ رکھ سکنے کا مطلب یہ ہے کہ زمین بہت گرم ہوتی تھی' اس لیے جب چہرہ زمین کو چھوتا تھا تو تکلیف محسوس ہوتی تھی۔

(المعجم ٦٥) - بَابُ التَّسْبِيحِ لِلرِّجَالِ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّصْفِيقِ لِلنِّسَاءِ (التحفة ١٠٤)

باب: ٦٥- نماز میں مرد (امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے) سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں

١٠٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

١٠٣٤- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نماز کے دوران میں اگر امام کو غلطی لگ جائے تو اسے متنبہ کرنے کے لیے سبحان اللہ کہنا

١٠٣٣ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب السجود على الثوب في شدة الحر، ح: ٣٨٥، وح: ١٢٠٨، ومسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر . . . الخ، ح: ٦٢٠ من حديث بشر به.

١٠٣٤ـ أخرجه البخاري، العمل في الصلاة، ح: ١٢٠٣، ومسلم، الصلاة، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة . . . الخ، ح: ٤٢٢ من حديث سفيان به.

چاہیے۔② اگر کوئی مرد امام کو غلطی کا اشارہ نہ دے تو عورتیں بھی امام کو غلطی پر متنبہ کر سکتی ہیں۔③ لیکن عورتوں کو سبحان اللہ نہیں کہنا چاہیے بلکہ ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مارنا چاہیے۔④ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ عورت کو چاہیے کہ بلاضرورت مردوں کو آواز نہ سنائے۔⑤ نماز کے بعض مسائل میں مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق ہے۔ یہ مسئلہ بھی ان میں سے ایک ہے۔

١٠٣٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

١٠٣٥- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ کہنا مردوں کا کام ہے اور تالی بجانا عورتوں کا کام ہے۔“

١٠٣٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، وَعُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلنِّسَاءِ فِي التَّصْفِيقِ، وَلِلرِّجَالِ فِي التَّسْبِيحِ.

١٠٣٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو تالی بجانے کی اجازت دی ہے اور مردوں کو سبحان اللہ کہنے کی۔

157

(المعجم ٦٦) - بَابُ الصَّلَاةِ فِي النِّعَالِ (التحفة ١٠٥)

باب: ٦٦- جوتے پہن کر نماز پڑھنا

١٠٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ

١٠٣٧- حضرت ابن ابی اوس رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے دادا حضرت اوس رضی اللہ عنہ بعض

١٠٣٥ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الأول فتأخر الأول . . . الخ، ح: ٦٨٤، ١٢٠١، ١٢٠٤، ١٢١٨، ١٢٣٤، ٢٦٩٠، ٢٦٩٣، ٧١٩٠، ومسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم . . . الخ، ح: ٤٢١ من طرق عن أبي حازم به مطولاً بألفاظ متقاربة المعنى.

١٠٣٦ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد حسن" * سويد بن سعيد ضعفه الأئمة من أجل اختلاطه، ولا يحتج به إلا ما يروي عنه مسلم في صحيحه، وقال ابن معين فيه: "حلال الدم" وقال: "لو كان لي فرس ورمح لغزوت سويدًا" (راجع الميزان وغيره)، والحديث السابق يغني عنه.

١٠٣٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٠ عن محمد بن جعفر غندر به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح"، وللحديث شواهد.

سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْسٍ قَالَ: كَانَ جَدِّي أَوْسٌ، أَحْيَانًا يُصَلِّي، فَيُشِيرُ إِلَيَّ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَأُعْطِيهِ نَعْلَيْهِ، وَيَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ.

اوقات نماز پڑھ رہے ہوتے تو نماز کے دوران ہی میں مجھے اشارہ کرتے تو میں انھیں جوتے دے دیتا۔ وہ فرمایا کرتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جوتے پہن کر نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔

فوائد و مسائل: ① نماز میں اشارہ کرنا جائز ہے۔ ② نماز کے دوران میں جوتے پہن لینا یا اتار دینا جائز ہے۔ ③ جوتے پہن کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور اتار کر بھی' البتہ اگر جوتوں میں نجاست لگی ہوئی نظر آ رہی ہو تو ایسے جوتے پہن کر نماز درست نہیں جب تک کہ انھیں صاف نہ کر لیا جائے۔ مٹی وغیرہ لگی ہو تو شک نہیں کرنا چاہیے۔

١٠٣٨- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي حَافِيًا وَمُنْتَعِلًا.

١٠٣٨- حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جوتے اتار کر نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جوتے پہن کر بھی۔

١٠٣٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي النَّعْلَيْنِ وَالْخُفَّيْنِ.

١٠٣٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو جوتے اور موزے پہن کر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت معناً صحیح ہے۔ علاوہ ازیں دوسرے محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٧/٤٠٥، ٤٠٦)

(المعجم ٦٧) - بَابُ كَفِّ الشَّعَرِ وَالثَّوْبِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٠٦)

باب: ٦٧- نماز میں بالوں اور کپڑوں کو سمیٹنا

١٠٤٠- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ:

١٠٤٠- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

١٠٣٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، ح: ٦٥٣ من حديث حسين المعلم به.

١٠٣٩ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٤٦ لعلته، وقال البوصيري: "فيه أبوإسحاق السبيعي، اختلط بآخره".

١٠٤٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٨٨٣.

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وَأَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ لَا أَكُفَّ شَعَرًا وَلَا ثَوْبًا».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں بال یا کپڑے نہ سمیٹوں۔''

فوائد و مسائل: ① بال سمیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ انھیں اکٹھا کر کے اس طرح جوڑا بنالیا جائے جس طرح عورتیں جوڑا بنالیتی ہیں' نماز میں اس طرح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر پہلے سے جوڑا بنایا ہوا ہو تو کھول کر نماز پڑھیں۔ ② کپڑے سمیٹنے کا مفہوم یہ ہے کہ سجدہ کرتے وقت کپڑوں کو مٹی سے بچانے کے لیے سمیٹنے کی کوشش کرنا مناسب نہیں۔ ③ حدیث کے ظاہر الفاظ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی حالت میں یہ کام ممنوع ہیں لیکن سلف نے کہا ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے بھی بال اکٹھے ہوں یا کپڑے سمٹے ہوئے ہوں تو انھیں کھول دیا جائے اور پھر نماز شروع کی جائے۔ (المرعاة و إنجاز الحاجة)

١٠٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أُمِرْنَا أَلَّا [نَكُفَّ] شَعَرًا [وَلَا ثَوْبًا]، وَلَا نَتَوَضَّأَ مِنْ مَوْطَإٍ.

١٠٤١- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم (نماز میں) بال یا کپڑے نہ سمیٹیں' اور (ناپاک جگہ پر) پاؤں پڑ جانے کی وجہ سے وضو نہ کریں۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ معناً صحیح ہے کیونکہ اس روایت میں بیان کردہ باتیں دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہیں' غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء: ۱/ ۱۹۸' حدیث: ۱۸۳) ② اگر پاؤں ناپاک ہو جائیں تو صرف پاؤں دھو لیے جائیں' پورا وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر نجاست ظاہر نہ ہو تو محض جگہ کے ناپاک ہونے کے شک کی بنیاد پر پاؤں دھونے کا تکلف نہیں کرنا چاہیے۔

١٠٤٢- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا

١٠٤٢- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت

١٠٤١- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الرجل يطأ الأذى برجله، ح: ٢٠٤ من حديث ابن إدريس وغيره به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * الأعمش عنعن، وانظر، ح: ١٧٨ لعلته.

١٠٤٢- [حسن] أخرجه أحمد (أطراف المسند: ٦/ ٢٢١) عن محمد بن جعفر به * أبوسعد المدني، لم أجد من وثقه وقيل أنه شرحبيل بن سعد، ح: ٥٩٢، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٦٤٦.

خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ شُعْبَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي مُخَوَّلٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعْدٍ، رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، يَقُولُ: رَأَيْتُ أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، رَأَى الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَهُوَ يُصَلِّي، وَقَدْ عَقَصَ شَعْرَهُ، فَأَطْلَقَهُ، أَوْ نَهَى عَنْهُ، وَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَاقِصٌ شَعْرَهُ.

ابورافع ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت حسن بن علی ؓ کو بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے بال کھول دیے یا اس طرح کرنے سے منع فرمایا' اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی مرد بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھے۔

(المعجم ٦٨) - بَابُ الْخُشُوعِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٠٧)

باب:۶۸-نماز میں خشوع کا ہونا

١٠٤٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَرْفَعُوا أَبْصَارَكُمْ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ تَلْتَمِعَ»، يَعْنِي: فِي الصَّلَاةِ.

۱۰۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آسمان کی طرف نظریں نہ اٹھاؤ' مبادا اچک لی جائیں۔'' یعنی نماز میں اوپر نظر نہ اٹھاؤ۔

فوائد ومسائل: ① خشوع میں یہ بات بھی شامل ہے کہ نظریں جھکا کر کھڑے ہوں۔ کسی وجہ سے قبلے کی طرف نظر اٹھ جائے تو جائز ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' باب رفع البصر إلی الإمام في الصلاة' حدیث:۷۴۶) ② نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا بھی اسی طرح منع ہے جس طرح دائیں بائیں دیکھنا منع ہے۔ ③ بعض اوقات گناہوں کی سزا دنیا میں بھی مل سکتی ہے۔

١٠٤٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۱۰۴۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

١٠٤٣ـ [صحيح] أخرجه أبويعلى في مسنده، ح:٥٥٠٩ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح:٢٢٨١، والبوصيري * الزهري عنعن، وتقدم، ح:٧٠٧، وأخرج أحمد:٥/ ٢٩٥، واللفظ له، والنسائي عن الزهري حدثني عبيدالله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود أن رجلاً من أصحاب النبي ﷺ حدثه، الخ نحوه، وإسناده صحيح.

١٠٤٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة، ح: ٧٥٠ من حديث قتادة به.

الْجَهْضَمِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْماً بِأَصْحَابِهِ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ : «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ». حَتَّى اشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ : «لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ أَوْ لَيَخْطَفَنَّ اللهُ أَبْصَارَهُمْ».

ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام کو نماز پڑھائی' جب نماز سے فارغ ہوئے تو چہرہ مبارک نمازیوں کی طرف کیا اور فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں؟'' پھر نبی ﷺ نے اس بارے میں سخت الفاظ فرمائے: ''انھیں اس حرکت سے باز آ جانا چاہیے ورنہ اللہ ضرور ان کی بینائی سلب فرمالے گا۔''

١٠٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : «لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ، أَوْ لَا تَرْجِعُ أَبْصَارُهُمْ».

۱۰۴۵- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ (نماز میں) آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں' انھیں ضرور باز آ جانا چاہیے ورنہ ان کی نظریں واپس (زمین کی طرف) نہیں لوٹیں گی (بلکہ چھین لی جائیں گی۔'')

١٠٤٦- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا : حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَانَتِ امْرَأَةٌ تُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ، حَسْنَاءُ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْتَقْدِمُ فِي الصَّفِّ الأَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا، وَيَسْتَأْخِرُ

۱۰۴۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک انتہائی خوش شکل خاتون نبی ؑ کی اقتدا میں نماز ادا کیا کرتی تھیں۔ کچھ حضرات اس لیے اگلی صف میں کھڑے ہونے کا اہتمام کرتے کہ اس خاتون پر نظر نہ پڑے جبکہ بعض افراد (جان بوجھ کر) پیچھے رہ جاتے تا کہ پچھلی صف میں کھڑے ہوں۔ ان میں سے جب کوئی رکوع کرتا تو اپنی بغلوں کے نیچے سے اس

١٠٤٥ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن رفع البصر إلى السماء في الصلاة، ح : ٤٢٨ من حديث الأعمش به.

١٠٤٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن [باب] ومن سورة الحجر، ح : ٣١٢٢ من حديث نوح به * عمرو بن مالك النكري ضعيف عند البخاري (تهذيب التهذيب : ١/ ٣٣٦)، ووثقه ابن حبان وحده مع قوله : "يخطىء ويغرب"، وقال ابن عدي في أبي الجوزاء : "حدث عنه عمرو بن مالك قدر عشرة أحاديث غير محفوظة".

بَعْضُهُمْ حَتَّى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ، فَإِذَا رَكَعَ قَالَ هٰكَذَا، يَنْظُرُ مِنْ تَحْتِ إِبْطِهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا ٱلْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا ٱلْمُسْتَـْٔخِرِينَ﴾ [الحجر: ٢٤] فِي شَأْنِهَا.

طرح دیکھتا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ﴾ ''تم میں سے جو لوگ آگے بڑھنے والے ہیں' ہم انھیں بھی جانتے ہیں اور جو پیچھے رہنے والے ہیں وہ بھی ہمیں معلوم ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے' اسی لیے یہ سارا واقعہ ہی بے بنیاد ہے۔ ② ہر عمل میں نیت کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے۔ ③ عورتوں کا فرض نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں آنا جائز ہے۔ ④ اس آیت کو ماقبل اور مابعد سے ملا کر پڑھا جائے تو آیات کا مفہوم یوں بنتا ہے: ''اور بلاشبہ ہم ہی زندگی اور موت دیتے ہیں اور بے شک ہم ہی (بالآخر ہر چیز کے اور ہر شخص کے) وارث ہیں۔ اور یقیناً تم میں سے آگے بڑھنے والے بھی ہمارے علم میں ہیں اور پیچھے ہٹنے والے بھی۔ آپ کا رب ان (سب) کو جمع کرے گا' وہ یقیناً بڑی حکمتوں والا اور بڑے علم والا ہے۔'' (الحجر: ۲۳ تا ۲۵) اس سیاق کی روشنی میں ''آگے بڑھنے والوں'' اور ''پیچھے ہٹنے (یا پیچھے رہ جانے) والوں'' کا مطلب پہلے فوت ہو جانے والے اور ان کے پس ماندگان بھی ہو سکتا ہے اور نیک کاموں میں سبقت لے جانے والے اور کوتاہی اور سستی سے کام لینے والے بھی۔

(المعجم ٦٩) - بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ (التحفة ١٠٨)

باب: ۶۹- ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنا

١٠٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَحَدُنَا يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ؟».

۱۰۴۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھ لے (تو کیا حکم ہے؟) نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا ہر کسی کو دو کپڑے میسر ہوتے ہیں؟''

فوائد ومسائل: ① مرد ایک کپڑا اوڑھ کر نماز ادا کر سکتا ہے۔ عربوں میں ایک کپڑا اوڑھنے کا طریقہ یہ تھا کہ کمر پر

١٠٤٧ـ أخرجه البخاري، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفًا به، ح: ٣٥٨، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ٥١٥ من حديث الزهري به.

کپڑا تہہ بند کی طرح رکھ کر آگے کی طرف لا کر اس کا دایاں سرا بائیں کندھے پر ڈال لیا جائے اور بایاں پلو دائیں کندھے پر ڈال لیا جائے۔ اس طرح ایک ہی کپڑے سے ستر بھی چھپ جائے گا' پیٹ وغیرہ بھی اور کندھے بھی۔ گویا ایک بڑے کپڑے سے دو کپڑوں کا کام چل جاتا ہے۔ ② اگر کپڑا چھوٹا ہو اور مذکورہ بالا طریقے سے اوڑھنا ممکن نہ ہو تو دوسرا کپڑا بھی استعمال کرنا چاہیے۔ ایک کپڑے کو تہہ بند کی طرح باندھ لیا جائے اور دوسرے کو چادر کی طرح اوڑھ لیا جائے اگر اوڑھا نہ جا سکتا ہو تو کندھوں پر ڈال لیا جائے کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو۔'' (صحيح البخاري' الصلاة' باب إذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه' حديث:٣٥٩) ③ حدیث میں [عَاتِق] کا لفظ ہے۔ جس کا ترجمہ ''کندھا'' کیا گیا ہے۔ کندھے کے لیے دوسرا لفظ ''منکب'' ہے۔ جو اس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے جو اردو میں ''کندھے'' کا متعارف مفہوم ہے۔ ''عاتق'' کا اصل مطلب منکب اور گردن کے درمیان کی جگہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جسم کے بالائی حصہ پر بھی کوئی لباس یا کپڑا ہونا چاہیے۔ ④ اگر کپڑا ایک ہی ہو اور اسے اوڑھا نہ جا سکتا ہو تو تہہ بند کی طرح باندھ کر نماز پڑھ لی جائے۔ ارشاد نبوی ہے: ''اگر کپڑا کھلا ہو تو اس میں لپٹ جاؤ اور اگر تنگ ہو تو اسے تہہ بند بنا لو۔'' (صحيح البخاري' الصلاة' باب إذا كان الثوب ضيقا' حديث:٣٦١) ⑤ عورت کو نماز میں اپنا تمام جسم ڈھانپنا چاہیے۔

١٠٤٨ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ : حَدَّثَنَا عُمَرُ ابْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُتَوَشِّحًا بِهِ.

١٠٤٨- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ ایک کپڑا توشح کے انداز سے اوڑھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔

فائدہ: [تَوَشُّح] سے مراد وہ طریقہ ہے جو گزشتہ حدیث کے فائدہ نمبر ① میں بیان کیا گیا ہے یا یہ کہ کپڑے کا جو کنارہ دائیں کندھے پر ہے اسے بائیں بغل کے نیچے سے نکالے اور جو بائیں کندھے پر ہے اسے دائیں بغل کے نیچے سے نکالے' پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینے پر گرہ دے لے۔

١٠٤٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

١٠٤٩- حضرت عمر بن ابوسلمہ ؓ سے روایت ہے

١٠٤٨_ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٢٩.

١٠٤٩_ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفًا به، ح: ٣٥٤-٣٥٦، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ٥١٧ من حديث هشام به.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُتَوَشِّحاً بِهِ، وَاضِعاً طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ.

انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھتے دیکھا' نبی ﷺ نے اسے توشح کے انداز سے اوڑھ رکھا تھا اور اس کے دونوں سرے آپ ﷺ کے کندھوں پر تھے۔

١٠٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ حَنْظَلَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ الْمَخْزُومِيُّ، عَنْ مَعْرُوفِ بْنِ مُشْكَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِالْبِئْرِ الْعُلْيَا فِي ثَوْبٍ.

١٠٥٠-حضرت عبدالرحمٰن بن کیسان رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت کیسان بن جریر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: میں نے بئر علیا کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا۔

١٠٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُتَلَبِّباً بِهِ.

١٠٥١-حضرت کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ایک کپڑا سینے پر گرہ دے کر ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھتے دیکھا۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتوں کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں لیکن ان سے ماقبل حدیث:١٠٤٩ ان سے کفایت کرتی ہے' غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ دونوں روایتوں کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابن ماجہ' حدیث:٨٦٩'٨٧٠)

(المعجم ٧٠) - بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ (التحفة ١٠٩)

باب:٧٠-قرآن مجید کے سجدوں کا بیان

١٠٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٠٥٢-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول

١٠٥٠- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ١٩٥، ح: ٤٣٧ من حديث إبراهيم بن محمد به * عبدالرحمٰن بن كيسان مستور(تقريب)، والحديث السابق يغني عنه.

١٠٥١- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ١/ ٣١٣ عن محمد بن بشر به، وحسنه البوصيري، وانظر الحديث السابق لعلته.

١٠٥٢- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، ح: ٨١ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي، يَقُولُ: يَاوَيْلَهُ! أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ، فَسَجَدَ، فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ، فَأَبَيْتُ، فَلِيَ النَّارُ».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب آدم علیہ السلام کا بیٹا سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر رونے لگتا ہے۔ وہ کہتا ہے: ہائے افسوس! آدم علیہ السلام کے بیٹے کو سجدے کا حکم ہوا' اس نے سجدہ کر لیا تو اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم ہوا تھا' میں نے (سجدہ کرنے سے) انکار کر دیا تو میرے لیے جہنم ہے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① سجدہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ایک عظیم عمل ہے۔ جس کا بہت زیادہ ثواب ہے' خواہ وہ فرض سجدہ ہو جیسے فرض اور نفل نمازوں کے سجدے یا نفل سجدہ ہو جیسے سجدۂ شکر اور سجدۂ تلاوت۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ’’اللہ کو سجدے زیادہ کیا کر کیونکہ تو اللہ کے لیے جو سجدہ بھی کرے گا' اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تیرا درجہ بلند کر دے گا اور تیرا گناہ معاف کر دے گا۔‘‘ (صحیح مسلم' الصلاة' باب فضل السجود والحث علیہ' حدیث:۴۸۸) ② سابقہ شریعتوں میں احترام کے طور پر کسی کو سجدہ کرنا جائز تھا۔ شریعت محمدیہ میں سجدۂ تعظیمی حرام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا یا حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین اور بھائیوں کا سجدہ کرنا ہمارے لیے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا۔ جس طرح شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شراب نوشی سے اب شراب کے جواز کا ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ③ اس حدیث سے سجدۂ تلاوت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے' تاہم دوسرے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں' البتہ مستحب اور ثواب کا باعث یقیناً ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الجمعة' باب ماجاء من لم یسجد فیه' حدیث:۵۷۶) محض سستی کی وجہ سے ثواب حاصل کرنے کا یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

۱۰۵۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ: يَاحَسَنُ! أَخْبَرَنِي جَدُّكَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

۱۰۵۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور عرض کیا: میں نے رات کو خواب دیکھا گویا میں ایک درخت کی طرف (منہ کر کے' اسے سترہ بنا کر) نماز پڑھ رہا ہوں۔ میں نے (نماز

۱۰۵۳ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء مايقول في سجود القرآن، ح:٥٧٩ من حديث محمد بن يزيد به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم: ١/ ٢١٩، ٢٢٠، والذهبي والوهم.

قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ، فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، كَأَنِّي أُصَلِّي إِلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ، فَقَرَأْتُ السَّجْدَةَ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي، فَسَمِعْتُهَا تَقُولُ: اللَّهُمَّ احْطُطْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَاكْتُبْ لِي بِهَا أَجْرًا، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا.

میں) سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کیا۔ مجھے سجدہ کرتے دیکھ کر درخت نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے اس (درخت) کو (سجدہ میں) یوں کہتے سنا: [اَللّٰهُمَّ احْطُطْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا' وَاكْتُبْ لِي بِهَا أَجْرًا' وَ اجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا] ''اے اللہ! اس سجدے کی وجہ سے میرے گناہوں کا بوجھ اتار دے اور میرے لیے اس کا ثواب لکھ دے اور اسے اپنے پاس میرے لیے ذخیرہ بنا دے۔''

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے (اس کے بعد) دیکھا کہ نبی ﷺ نے سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کیا۔ میں نے آپ کو سجدہ میں وہی دعا پڑھتے سنا جو ان صاحب نے (خواب میں) درخت کی کہی ہوئی بیان کی تھی۔

فوائد و مسائل: ① یہ شخص حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تھے جیسا کہ دوسری روایت میں تصریح ہے۔ دیکھیے: (تحفة الأحوذي: ١٦٠/٣، حديث: ٥٧٩) ② سجدۂ تلاوت میں مذکورہ بالا دعا پڑھنا مسنون ہے۔ ③ شرعی مسائل خواب سے ثابت نہیں ہوتے۔ یہ دعا اس لیے سنت نہیں کہ صحابی نے خواب میں سنی تھی بلکہ اس لیے سنت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر اسے پڑھا ہے۔ ④ شجر و حجر اللہ کی عبادت کرتے ہیں لیکن ہمیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔ خواب میں اللہ تعالیٰ نے صحابی کو ایک حقیقت کی اطلاع دی جس کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَ كَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ﴾ (الحج: ١٨) ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ اور سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور بہت سے لوگ بھی (اللہ کو سجدہ کرتے ہیں) اور بہت سے لوگوں پر عذاب ثابت ہو چکا ہے (کیونکہ وہ اللہ کو سجدہ نہیں کرتے۔)''

١٠٥٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَمْرٍو

۱۰۵۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

١٠٥٤ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٧١ من طريق آخر عن الأعرج به مطولاً، في الأصل: "عن أبي رافع"، وصححته من تحفة الأشراف وغيره * وابن جريج صرح بالسماع عند ◄◄

الأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ [عُبَيْدِ اللهِ بْنِ] أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، أَنْتَ رَبِّي، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي شَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ».

جب سجدہ کرتے تھے تو کہتے تھے:[اَللّٰھُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَ بِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، أَنْتَ رَبِّي، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي شَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ] ''اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا' تجھ پر ایمان لایا' تیری اطاعت قبول کی' تو میرا مالک ہے' میرے چہرے نے اس کے لیے سجدہ کیا جس نے اس کے کان اور اس کی آنکھیں بنائیں۔ اللہ بہت برکتوں والا ہے۔ بہترین پیدا کرنے والا ہے۔''

فائدہ: حدیث میں مذکور دعا' عام سجدے کی دعا ہے۔ سجدۂ تلاوت کی دعا اس سے قبل حدیث (۱۰۵۳) میں گزر چکی ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سجدۂ تلاوت کی جو دعا ان الفاظ سے مروی ہے:[سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَ قُوَّتِهِ] (جامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء مايقول في سجود القرآن' حدیث:۵۸۰) ''میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی قدرت وطاقت سے اس کے کان بنائے اور آنکھیں بنائیں۔'' مستدرک حاکم میں ان الفاظ کے بعد یہ بھی ہے:[فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ](المستدرك للحاكم:۱/۲۲۰) ''پس اللہ بہت برکتوں والا ہے' بہترین پیدا کرنے والا ہے۔'' یہ دراصل عام سجدے میں پڑھی جانے والی دعا ہے جیسا کہ صحیح مسلم (حدیث:۷۷۱) کی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے اور سجدۂ تلاوت کی دعا وہ ہے جو حدیث:۱۰۵۳ میں گزری۔ سجدہ تلاوت کی دعا کی تحقیق کی بابت دیکھیے: (سنن ابوداود (اُردو) مطبوعہ دارالسلام' حدیث:۱۴۱۴ کا فائدہ)

(المعجم ٧١) - [بَابُ] عَدَدِ سُجُودِ الْقُرْآنِ (التحفة ١١٠)

باب:۷۱- قرآن مجید کے سجدوں کی تعداد

١٠٥٥- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الحارِثِ، عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ

۱۰۵۵- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیے۔ ان میں سے ایک سورۂ نجم میں ہے۔

أحمد: ١/ ١١٩.

١٠٥٥- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في سجود القرآن، ح: ٥٦٨ من حديث ابن وهب به ● عمر بن حيان الدمشقي مجهول (تقريب)، بينه وبين أم الدرداء رجل مجهول، راجع سنن الترمذي، ح: ٥٦٩ وغيره.

عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ: حَدَّثَنِي أَبُو الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ سَجَدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً، مِنْهُنَّ النَّجْمُ.

١٠٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَائِدٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنِ الْمَهْدِيِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُيَيْنَةَ بْنِ خَاطِرٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَجَدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً، لَيْسَ فِيهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ شَيْءٌ: الأَعْرَافُ، وَالرَّعْدُ، وَالنَّحْلُ، وَبَنِي إِسْرَائِيلَ، وَمَرْيَمُ، وَالحَجُّ، وَسَجْدَةُ الْفُرْقَانِ، وَسُلَيْمَانُ سُورَةِ النَّمْلِ، وَالسَّجْدَةُ، وَفِي ص، وَسَجْدَةُ الْحَوَامِيمِ.

١٠٥٦- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیے۔ ان میں مفصل سورتوں میں کوئی سجدہ نہیں۔ (یہ سجدے ان سورتوں میں ہیں) سورۂ اعراف، سورۂ رعد، سورۂ نحل، سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ مریم، سورۂ حج، اور سورۂ فرقان کا سجدہ، اور سورۂ نمل کا حضرت سلیمان کے واقعہ والا سجدہ۔ سورۂ سجدہ، سورۂ ص اور حم والی سورت کا سجدہ (سورۂ حم السجدہ۔)

فوائدومسائل: ① سنن ابن ماجہ کے اکثر نسخوں میں سورۂ نمل کے بجائے ''سلیمان سورۃ النحل'' کے الفاظ ہیں۔ راویوں نے حضرت سلیمان ؑ کا ذکر غالباً اس لیے کیا کہ اسے سورۂ نمل (میم سے) پڑھا جائے کیونکہ اسی سورت میں حضرت سلیمان ؑ کا ذکر ہے۔ غلطی سے سورۂ نحل (حاء سے) نہ پڑھا جائے۔ اس کے باوجود مطبوعہ نسخوں میں ح سے نحل ہی لکھا گیا۔ حالانکہ سورۂ نحل کا ذکر اس حدیث میں سورۂ رعد کے بعد موجود ہے۔ ② یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ صحیح احادیث سے پندرہ سجدے ثابت ہیں۔

١٠٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى:

١٠٥٧- حضرت عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے

١٠٥٦_ [إسناده ضعيف] * المهدي بن عبدالرحمٰن مجهول(تقريب)، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف عثمان بن فائد".

١٠٥٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، سجود القرآن، باب تفريع أبواب السجود وكم سجدة في القرآن ح:١٤٠١ من حديث ابن أبي مريم به، وحسنه المنذري، والنووي، وضعفه عبدالحق، وابن القطان الفاسي *

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سَعِيدٍ الْعُتَقِيُّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُنَيْنٍ - مِنْ بَنِي عَبْدِ كِلَالٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقْرَأَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ، مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمُفَصَّلِ، وَفِي الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں پندرہ سجدے پڑھائے جن میں تین مفصل سورتوں میں ہیں اور سورۂ حج میں دو سجدے ہیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم صحیح احادیث سے قرآن مجید میں ۱۵ سجدوں کا ذکر ملتا ہے۔ جبکہ احناف اور شوافع ۱۴ سجدوں کے قائل ہیں۔ احناف سورۂ حج میں ایک سجدے کے قائل ہیں جبکہ سورۂ حج میں دو سجدوں کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے' یہ احادیث اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے کچھ شواہد بھی ہیں جو ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر' سورة الأنبياء' آیت:۱۸) نیز محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (تعلیقات المشکاة' الصلاة' حدیث:۱۰۳۰) نیز ابوداود کی حدیث کو' جس میں سورۂ حج کے دو سجدوں کا ذکر ہے' ہمارے محقق نے حسن قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: (سنن ابوداود' حدیث ۱۴۰۲ کی تحقیق وتخریج) شوافع سورۂ ص کے سجدے کے قائل نہیں ہیں جبکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''میں نے نبی کریم ﷺ کو سورۂ ص کا سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔'' (صحیح البخاري' سجود القرآن' حدیث:۱۰۶۹) الحاصل احادیث سے قرآن پاک میں ۱۵ سجدوں کا ذکر ملتا ہے' لہٰذا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ۱۵ مقامات پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔

١٠٥٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ وَ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾.

۱۰۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورۂ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ اور سورۂ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدۂ تلاوت کیا۔

١٠٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۰۵۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

الحارث بن سعيد مجهول الحال.

١٠٥٨_ أخرجه مسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ٥٧٨ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

١٠٥٩_ [صحيح] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في السجدة في "إذا السماء انشقت" ... الخ: ٥٧٤ من

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ فِي ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾.

ﷺ نے سورۂ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ میں سجدہ کیا۔

قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَذْكُرُهُ غَيْرَهُ.

امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا کہ یہ حدیث یحییٰ بن سعید کی حدیث ہی ہے' ان کے علاوہ میں نے کسی کو اسے بیان کرتے نہیں سنا۔

(المعجم ٧٢) - بَابُ إِتْمَامِ الصَّلَاةِ (التحفة ١١١)

باب:٧٢-نماز کی کامل ادائیگی کا بیان

١٠٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي نَاحِيَةٍ [مِنَ] الْمَسْجِدِ، فَجَاءَ فَسَلَّمَ، فَقَالَ: «وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ» فَرَجَعَ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ بَعْدُ». قَالَ، فِي

١٠٦٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک طرف بیٹھے تھے۔ اس نے (نماز کے بعد) آ کر آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وعلیکم السلام' دوبارہ جا کر نماز پڑھ' تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' اس نے واپس (اپنی جگہ) جا کر پھر نماز پڑھی' پھر آ کر نبی ﷺ کو سلام عرض کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وعلیکم السلام' جا کر نماز پڑھ' تو نے ابھی نماز نہیں پڑھی۔'' تیسری بار اس آدمی نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول!

◄◄ حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، وهو مخرج في مسند الحميدي، ح: ٩٩٨ بتحقيقي، وله شواهد عند مسلم وغيره.

١٠٦٠ـ أخرجه البخاري، الاستيذان، باب من رد فقال: عليك السلام، ح: ٦٢٥١، ومسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة ... الخ، ح: ٣٩٧ من حديث ابن نمير به، ولفظ البخاري: "ثم اسجد حتى تطمئن ساجدًا، ثم ارفع حتى تطمئن جالسًا، ثم اسجد حتى تطمئن ساجدًا، ثم ارفع حتى تطمئن جالسًا، ثم افعل ذلك في صلاتك كلها".

الثَّالِثَةِ: فَعَلِّمْنِي يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ. ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ قَائِماً، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَاعِداً، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا».

مجھے (نماز پڑھنے کا طریقہ) سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز کے لیے جانے لگے تو (پہلے) سنوار کر کامل وضو کر' پھر قبلے کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہہ' پھر قرآن میں سے جو تیرے لیے آسان ہو پڑھ' پھر رکوع کر حتی کہ اطمینان سے رکوع کر لے' پھر سر اٹھا حتی کہ اطمینان سے کھڑا ہو جائے' پھر سجدہ کر حتی کہ اطمینان سے سجدہ کر لے' پھر سر اٹھا حتی کہ اطمینان سے بیٹھ جائے' پھر ساری نماز اسی طریقے سے ادا کر۔''

فوائد و مسائل: ① نماز کی صحت کے لیے وضو شرط ہے' اس لیے وضو توجہ اور احتیاط سے کرنا چاہیے تاکہ اس میں کوئی نقص نہ رہ جائے۔ ② نماز کے لیے قبلہ رخ ہونا شرط ہے' البتہ نفلی نماز سواری پر ادا کرتے وقت سواری کا رخ جدھر بھی ہو' نماز جاری رکھی جائے۔ (صحيح البخاري' التقصير' باب صلاة التطوع على الدواب' وحيثما توجهت' حديث:١٠٩٣' وصحيح مسلم' صلاة المسافرين' باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت' حديث:٧٠٠) البتہ یہ ضروری ہے کہ نماز شروع کرتے وقت سواری کا رخ قبلے کی طرف ہو۔ جیسا کہ سنن ابوداود کی روایت میں صراحت ہے۔ (سنن أبي داود' صلاة السفر' باب التطوع على الراحلة والوتر' حديث:١٢٢٥) ③ نماز کی ابتدا تکبیر سے ہوتی ہے۔ جیسے کہ سنن ابن ماجہ کی حدیث:٢٧٥ میں ذکر ہوا۔ ارشاد نبوی ہے ''نماز میں پابندیاں لگانے والی چیز تکبیر ہے اور پابندیاں ختم کرنے والی چیز سلام ہے۔'' ④ ''قرآن میں سے جو آسان ہو۔'' اس سے مراد سورۂ فاتحہ ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی یا اس سے مراد سورۂ فاتحہ کے بعد کی تلاوت ہے کہ اس میں کم زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں۔ سورۂ فاتحہ کا وجوب دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (صحيح البخاري' الأذان' باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها...... ' وحديث:٧٥٦' وصحيح مسلم' الصلاة' باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة...... ' حديث:٣٩٤) ''جس شخص نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔'' علاوہ ازیں ارشاد نبوی ہے: ''جب میں بلند آواز سے قراءت کروں تو سورۂ فاتحہ کے سوا قرآن میں سے کچھ نہ پڑھو۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب' حديث:٨٢٣) ⑤ رکوع اور سجدے کے دیگر مسائل گزشتہ ابواب میں بیان ہو چکے ہیں۔ ⑥ اس حدیث میں سب سے اہم مسئلہ جسے پوری تاکید سے واضح کیا گیا ہے' وہ یہ ہے کہ نماز کے ارکان پورے اطمینان سے ادا کرنا ضروری ہیں۔ جلدی جلدی پڑھی ہوئی نماز اللہ کے ہاں قبول نہیں کیونکہ نماز کا اصل مقصد ہی اللہ کا ذکر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي﴾ (طٰه:١٤) ''میری یاد کے لیے نماز قائم کیجیے۔''

١٠٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فِيهِمْ أَبُوقَتَادَةَ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالُوا: لِمَ؟ فَوَاللهِ مَا كُنْتَ بِأَكْثَرِنَا لَهُ تَبَعَةً، وَلَا أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً، قَالَ: بَلٰى. قَالُوا: فَاعْرِضْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، وَيَقِرَّ كُلُّ عُضْوٍ مِنْهُ فِي مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ مُعْتَمِدًا، لَا يَصُبُّ رَأْسَهُ وَلَا يُقْنِعُ، مُعْتَدِلًا، ثُمَّ يَقُولُ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، حَتَّى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ إِلٰى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ وَيُجَافِي بَيْنَ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَخُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَجْلِسُ عَلٰى رِجْلِهِ

١٠٦١- حضرت محمد بن عمرو بن عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو دس صحابہ کی موجودگی میں یہ کہتے سنا۔ ان دس حضرات میں سے ایک حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابوحمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ دیگر صحابہ نے کہا: ایسے کیوں کر ہوسکتا ہے جب کہ آپ ہم سے زیادہ اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی کرنے والے نہیں۔ (ہم بھی تو ہر چھوٹے بڑے مسئلے میں نبی ﷺ کی پوری پوری اتباع کرنے کی کوشش کرتے ہیں) نہ تمھیں ہم سے پہلے نبی ﷺ کی ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا۔ ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں۔ (اس کے باوجود بات یہی ہے) ان حضرات نے کہا: تب بیان کیجیے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے تھے' پھر اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر اٹھا لیتے اور (ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے تو) آپ ﷺ کا ہر عضو اپنے اپنے مقام پر ٹھہر جاتا (بلا ضرورت حرکت نہ کرتے) پھر قراءت کرتے' پھر اللہ اکبر کہتے اور اپنے ہاتھ بلند کرتے حتی کہ کندھوں کے برابر اٹھا لیتے' پھر رکوع کرتے اور اپنے ہاتھ گھٹنوں پر مضبوطی سے رکھتے (رکوع کے دوران میں) نہ اپنا سر بہت زیادہ جھکا دیتے اور نہ بلند رکھتے (بلکہ اعتدال سے رکوع کرتے۔ پھر [سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ]

١٠٦١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٨٠٣ مختصرًا، وأخرجه أبوداود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، ح: ٧٣٠، ٩٦٣ وغيره من حديث أبي عاصم به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والبخاري، وابن تيمية، وابن القيم وغيرهم * عبدالحميد بن جعفر وثقه أكثر العلماء كما قال الزيلعي في نصب الراية: ١/ ٣٤٤.

الْيُسْرٰى حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ إِلٰى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَصْنَعُ فِي الرَّكْعَةِ الأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ، ثُمَّ يُصَلِّي بَقِيَّةَ صَلاَتِهِ هٰكَذَا، حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي يَنْقَضِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ وَجَلَسَ عَلٰى شِقِّهِ الأَيْسَرِ، مُتَوَرِّكاً، قَالُوا: صَدَقْتَ، هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ.

کہتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں کندھوں کے برابر بلند کر لیتے۔ (اور سیدھے کھڑے ہو جاتے) حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ ٹھہر جاتی' پھر زمین کی طرف جھکتے اور (سجدے کے دوران میں) اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے' پھر سر اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے۔ جب سجدہ کرتے تو پاؤں کی انگلیوں کو زمین پر لگاتے' پھر سجدہ کرتے' پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھ جاتے حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی' پھر کھڑے ہوتے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح (تمام ارکان ادا) کرتے' پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر کر دیتے' جس طرح نماز شروع کرتے وقت (رفع یدین) کیا تھا۔ پھر باقی نماز بھی اسی طرح ادا کرتے حتی کہ جب وہ رکعت ہوتی جس میں سلام پھیرنا ہوتا تو (تشہد میں بیٹھتے وقت) ایک پاؤں کو (بائیں پاؤں کو) ایک طرف نکال دیتے اور تورک کے طریقے سے جسم کا بایاں حصہ زمین پر رکھ کر بیٹھتے۔ حاضرین نے کہا: آپ نے سچ کہا' اللہ کے رسول ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دین کے مسائل سیکھ کر زبانی بھی یاد رکھے اور عملی طور پر بھی۔ اسی طرح ان کے شاگردوں نے بھی حتی کہ وہ مسائل کسی کمی بیشی کے بغیر ہم تک پہنچ گئے۔ ② علمی مذاکرہ مسائل کو سمجھنے اور یاد رکھنے کے لیے ایک بہترین طریقہ ہے۔ ③ آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے طریقے سے مختلف ہے اور وہ ہے تورک کا طریقہ جس کی وضاحت اس حدیث میں ہے۔ تین اور چار رکعت والی نماز میں پہلے تشہد میں اسی طرح بیٹھا جاتا ہے جس طرح سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہیں۔ اگر دو رکعت نماز ہو تو اس کا پہلا تشہد ہی آخری تشہد ہے' لہٰذا اس میں تورک کے طریقے سے بیٹھنا چاہیے۔ ④ حدیث میں مذکور دیگر مسائل کی وضاحت گذشتہ ابواب میں اپنے اپنے مقام پر ہو چکی ہے۔

١٠٦٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ سَمَّى اللهَ، وَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَيُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَيُجَافِي بِعَضُدَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيُقِيمُ صُلْبَهُ، وَيَقُومُ قِيَاماً هُوَ أَطْوَلُ مِنْ قِيَامِكُمْ قَلِيلاً، ثُمَّ يَسْجُدُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ، وَيُجَافِي بِعَضُدَيْهِ مَا اسْتَطَاعَ فِيمَا رَأَيْتُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَجْلِسُ عَلَى قَدَمِهِ الْيُسْرَى، وَيَنْصِبُ الْيُمْنَى، وَيَكْرَهُ أَنْ يَسْقُطَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ.

١٠٦٢- حضرت عمرہ رحمہا اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہ ؓ سے سوال کیا: رسول اللہ ﷺ کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب وضو کرتے وقت برتن میں ہاتھ ڈالتے تو اللہ کا نام لیتے (بسم اللہ پڑھتے) اور اچھی طرح کامل وضو کرتے' پھر قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ پھر تکبیر (تحریمہ) کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے' پھر رکوع کرتے تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے اور بازوؤں کو (پہلوؤں سے) الگ رکھتے' پھر اپنا سر اٹھاتے اور اپنی کمر مبارک سیدھی کر لیتے اور قومے میں کھڑے رہتے' جو تمھارے قومے سے تھوڑا سا طویل ہوتا تھا' پھر سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھ قبلے کی طرف رکھتے اور میں نے دیکھا ہے کہ جہاں تک ہو سکتا بازوؤں کو (پہلوؤں سے) دور رکھتے' پھر سر اٹھاتے اور بائیں قدم پر بیٹھ جاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور بائیں پہلو پر جھکنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

(المعجم ٧٣) - بَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١١٢)

باب:۷۳- سفر میں نماز قصر ادا کرنا

١٠٦٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عُمَرَ قَالَ: صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ، وَالْجُمُعَةُ رَكْعَتَانِ، وَالْعِيدُ

١٠٦٣- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: سفر کی نماز دو رکعت ہے' جمعے کی نماز دو رکعت ہے اور عید کی نماز دو رکعت ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک کی رُو سے یہ مکمل ہیں' ناقص نہیں۔

١٠٦٢ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٥٦ لعلته.

١٠٦٣ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٣/ ١١١، الجمعة، باب عدد صلاة الجمعة، ح: ١٤٢١ من حديث شريك به. وقال: "عبدالرحمٰن بن أبي ليلى لم يسمع من عمر"، وانظر الحديث الآتي * شريك تابعه شعبة وغيره، انظر البحر الزخار للبزار، ح: ٣٣١ وغيره.

رَكْعَتَانِ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ، عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

فوائد ومسائل: ① ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں چار رکعت فرض ہیں لیکن سفر میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ اب سفر میں چار کے بجائے صرف دو رکعت پڑھ لینا کافی ہے۔ ② نماز قصر ادا کرنے سے ثواب میں کمی نہیں ہوتی بلکہ چار رکعت ہی کا ثواب ملتا ہے۔ ③ جمعے کی نماز ظہر کے وقت ادا کی جاتی ہے لیکن اس میں چار رکعت کے بجائے دو رکعت ہی فرض ہے۔

١٠٦٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: أَنْبَأَنَا يَزِيدُ ابْنُ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ، وَالْفِطْرُ وَالْأَضْحٰى رَكْعَتَانِ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ، عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

١٠٦٤- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: سفر کی نماز دو رکعت ہے جمعے کی نماز دو رکعت ہے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہ مکمل ہیں ناقص نہیں۔

١٠٦٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَيْهِ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قُلْتُ: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَوٰةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ [النساء: ١٠١] وَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ؟ قَالَ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ

١٠٦٥- حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا' میں نے کہا: (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:) ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگر تمھیں ڈر ہو کہ کافر تمھیں ستائیں گے۔'' اب تو لوگوں کو یہ خوف باقی نہیں رہا (تو کیا اب بھی قصر کرنا جائز ہے؟) حضرت عمر

١٠٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤٩٠ من حديث محمد بن بشر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٢٥، وما قالوا في تعليله فليس بعلة قادحة.

١٠٦٥ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٦ عن ابن أبي شيبة، وغيره به.

رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: «صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللهُ بِهَا عَلَيْكُمْ، فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ».

ؓ نے فرمایا: مجھے بھی اسی طرح حیرت ہوئی تھی جس طرح آپ کو ہوئی ہے تو میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تم پر اللہ نے ایک صدقہ کیا ہے تو اس کا صدقہ قبول کرو۔''

فوائد ومسائل: ① نماز قصر اللہ کی طرف سے ایک انعام ہے اسے قبول کرنا چاہیے۔ ② اس میں اشارہ ہے کہ سفر میں قصر کرنا افضل ہے۔ ③ آیت مبارکہ میں نماز قصر کو خوف کی حالت سے مشروط کیا گیا ہے لیکن حدیث سے وضاحت ہوگئی کہ یہ شرط اس وقت کے حالات کے اعتبار سے تھی' اب خوف کے علاوہ بھی سفر میں قصر کرنا جائز ہے۔ ④ دشمن کے مقابلے کے وقت نماز خوف میں بھی قصر درست ہے بلکہ اس حالت میں سفر کی نسبت احکام مزید نرم ہو جاتے ہیں اور نماز کا طریقہ بھی بدل جاتا ہے جن کی تفصیل آگے حدیث: ۱۲۵۸ تا ۱۲۶۰ میں آئے گی۔ إن شاء الله تعالى.

١٠٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَصَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ، وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ: إِنَّ اللهَ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ يَفْعَلُ.

۱۰۶۶- حضرت امیہ بن عبداللہ بن خالد ؒ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے کہا: ہمیں قرآن مجید میں حضر کی نماز (جب سفر کی حالت میں نہ ہوں) اور نماز خوف کا ذکر تو ملتا ہے لیکن سفر کی نماز کا ذکر نہیں ملتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ہماری طرف (نبی بنا کر) بھیجا جب کہ ہمیں (دین کے کسی مسئلے کا) کوئی علم نہ تھا تو ہم نے جس طرح حضرت محمد ﷺ کو کرتے دیکھا ہے' ہم اسی طرح عمل کریں گے۔

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید میں احکام مختصر طور پر بیان کیے گئے ہیں جن کی تشریح احادیث سے ہوتی ہے' اس لیے دونوں پر ایمان رکھنا اور عمل کرنا ضروری ہے۔ ② صحیح حدیث قرآن مجید کے خلاف نہیں ہو سکتی' البتہ یہ ممکن ہے کہ قرآن مجید میں ایک حکم مطلق یا عام استعمال ہوا ہو اور حدیث سے معلوم ہو کہ یہ حکم مطلق نہیں بلکہ فلاں شرط سے مقید ہے یا یہ حکم عام نہیں بلکہ فلاں فلاں صورت کے ساتھ خاص ہے' ایسی حدیث کو قرآن کے خلاف یا قرآن کے حکم

١٠٦٦ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ٣/ ١١٧، تقصير الصلاة في السفر، ح: ١٤٣٥ من حديث الليث به، وأخرجه أيضًا: ١/ ٢٢٦، الصلاة، باب كيف فرضت الصلاة، ح: ٤٥٨ من حديث محمد بن عبدالله الشعيثي عن عبدالله بن أبي بكر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٤٦، وابن حبان، ح: ١٠١، والحاكم: ١/ ٤٠٨، ووافقه الذهبي.

پر اضافہ کہہ کر ترک کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ اضافہ نہیں بلکہ قرآن کی وہ تبیین (وضاحت) ہے جو نبی ﷺ کا منصب تھا۔

١٠٦٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ بِشْرِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنْ هٰذِهِ الْمَدِينَةِ لَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهَا.

١٠٦٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب اس مدینہ شریف سے (سفر پر) روانہ ہوتے تھے تو دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے (پورے سفر میں دوگانہ پڑھتے رہتے) حتی کہ واپس مدینہ شریف پہنچ جاتے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث میں قصر نماز کی مسافت کی بابت اجمال ہے جبکہ صحیح مسلم کی روایت میں تفصیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر کرتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے۔ (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:٦٩١) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ مسافتِ قصر کے بارے میں صحیح ترین اور صریح ترین روایت یہی ہے۔ (فتح الباري:٢/ ٥٦٧) تاہم اس مسئلہ کی بابت تمام روایات اور اقوال کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز قصر کرنے کے لیے مذکورہ حدیث میں جو مسافت بیان ہوئی ہے وہ محض احتیاط کی بنا پر ہے کہ آدمی اگر تین فرسخ' یعنی ٢٢' ٢٣ کلومیٹر شہر کی حدود سے باہر جائے تو وہ نماز قصر ادا کر سکتا ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ سے کم سفر کرتے تو اس میں قصر نہ کرتے اور نہ شریعت ہی میں مسافت قصر کی کوئی تحدید کی گئی ہے بلکہ عرف میں اگر دو یا تین میل کی مسافت کو بھی سفر کہا جاتا ہو تو شرعاً اس میں بھی قصر جائز ہوگی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اسی مسافت قصر کی بابت فرماتے ہیں کہ نماز قصر کی ابتدا کے بارے میں صحیح یہ ہے کہ اس کے لیے کسی مسافت کی قید نہیں بلکہ شہر کی حدود پار کرنے ہی سے قصر شروع ہو جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري:٢/ ٥٦٧)

١٠٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، وَ جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: افْتَرَضَ اللهُ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ

١٠٦٨- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی ﷺ کی زبان اقدس سے حضر میں چار رکعت نماز فرض کی ہے اور سفر میں دو رکعت۔

١٠٦٧- [صحيح] * بشر بن حرب الندبي ضعفه الجمهور، وقال العجلي: "ضعيف الحديث وهو صدوق" (تهذيب)، وله شواهد عند البخاري، ح: ١١٠٢، ومسلم، ح: ٦٨٩ وغيره.

١٠٦٨- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٧ من حديث أبي عوانة به.

ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعاً، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ.

(المعجم ٧٤) - بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١١٣)

باب:۷۴- سفر میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا

١٠٦٩- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، وَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، وَطَاوُسٍ: أَخْبَرُوهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُعْجِلَهُ شَيْءٌ، وَلَا يَطْلُبَهُ عَدُوٌّ، وَلَا يَخَافَ شَيْئاً.

۱۰۶۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سفر میں مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے تھے حالانکہ آپ کو نہ تو کسی وجہ سے جلدی ہوتی تھی نہ کوئی دشمن آپ کے تعاقب میں ہوتا تھا اور نہ آپ کو کوئی خوف ہوتا تھا۔

١٠٧٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فِي السَّفَرِ.

۱۰۷۰- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر سفر میں ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔

فوائد و مسائل: ① سفر میں جس طرح نماز قصر کرنا جائز ہے اسی طرح دو نمازوں کو ملا کر ایک وقت میں پڑھ لینا بھی جائز ہے۔ ② سفر میں نمازیں جمع کرنے کے دو طریقے ہیں' ایک تو یہ کہ پہلی نماز کو مؤخر کر کے دوسری نماز کے وقت میں ادا کیا جائے' یعنی ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھی جائے اور مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھی جائے۔ اسے جمع تاخیر کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دوسری نماز کو معروف وقت سے پہلے' پہلی نماز کے وقت ہی میں پڑھ لیا

١٠٦٩_ [إسناده ضعيف] * إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع الأنصاري ضعيف كما في التقريب وغيره، وانظر، ح: ٢٢٥٠، ٢٣٨٧.

١٠٧٠_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، ح: ٧٠٦ من حديث أبي الزبير به.

جائے یعنی عصر کو ظہر کے وقت اور عشاء کو مغرب کے وقت پڑھ لیا جائے۔ اسے جمع تقدیم کہتے ہیں۔ دیکھیے: (جامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الجمع بين الصلاتين، حديث:٥٥٣)

(المعجم ٧٥) - بَابُ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١١٤)

باب:٧٥- سفر کے دوران میں نفل نماز

١٠٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ، فَصَلَّى بِنَا، ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَهُ وَانْصَرَفَ، قَالَ فَالْتَفَتَ فَرَأَى أُنَاساً يُصَلُّونَ، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ، قَالَ: لَوْكُنْتُ مُسَبِّحاً لَأَتْمَمْتُ صَلَاتِي، يَا ابْنَ أَخِي! إِنِّي صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ، حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ. ثُمَّ صَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ، حَتّٰى قَبَضَهُمُ اللهُ، وَاللهُ يَقُولُ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب: ٢١].

١٠٧١- حضرت حفص بن عاصم بن عمر رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھا۔ انھوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ہم نماز سے فارغ ہوئے اور وہ بھی فارغ ہوئے۔ انھوں نے نظر اٹھائی تو کچھ لوگ نماز پڑھتے نظر آئے۔ فرمایا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: نفل (یا سنت وغیرہ) پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے کہا: اگر مجھے نفلی نماز پڑھنی ہوتی تو میں اپنی فرض نماز ہی پوری کر لیتا۔ بھتیجے! میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفروں میں رہا ہوں، وفات تک آپ نے سفر میں کبھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی، پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہم سفر رہا تو (انھیں بھی ایسے ہی دیکھا کہ) انھوں نے دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی، پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہم سفر رہا، انھوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی، پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو انھوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی۔ ان سب کا اپنی اپنی وفات تک یہی عمل رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ”تمھارے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں اچھا نمونہ ہے۔“

١٠٧١ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة، ح:١١٠٢، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح:٦٨٩ من حديث عيسى بن حفص به مطولاً ومختصرًا.

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین ؓ کا عمل یہی ہے کہ سفر کے دوران میں فرض نماز سے پہلے یا بعد سنتیں نہ پڑھی جائیں۔ ② سفر کے دوران میں دیگر نفل نمازیں ادا کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ سفر کے دوران میں سواری پر نماز نفل ادا کرتے تھے۔ حضرت جابر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ سواری پر نماز پڑھتے تھے خواہ سواری کا منہ کسی طرف ہو۔ (نماز شروع کرنے کے بعد صرف شروع میں ایک مرتبہ قبلہ رخ ہو کر نیت باندھتے) پھر جب فرض ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو (سواری سے) اتر کر قبلہ رو ہو جاتے۔'' (صحیح البخاري' الصلاة' باب التوجه نحو القبلة حيث كان' حديث:٤٠٠) ③ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد و عمل معلوم ہونے کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی' تاہم اگر تاکید کے لیے دیگر علماء کا عمل یا فرمان بھی ذکر کر دیا جائے تو جائز ہے' جیسے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے خلفائے راشدین ؓ کا عمل بیان کیا۔

١٠٧٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ طَاوُساً عَنِ السُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي طَاوُسٌ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَصَلَاةَ السَّفَرِ، فَكُنَّا نُصَلِّي فِي الْحَضَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا، وَكُنَّا نُصَلِّي فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا.

١٠٧٢- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضر کی نماز بھی مقرر فرمائی اور سفر کی نماز بھی۔ (فرض نماز کا تعین واضح فرمایا) ہم لوگ حضر میں فرض سے پہلے بھی (سنت) نماز پڑھتے تھے اور فرض کے بعد بھی اور (اسی طرح) ہم لوگ سفر میں بھی فرض سے پہلے اور فرض کے بعد (سنت) نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں بھی سنتیں پڑھی جا سکتی ہیں' اگر کوئی پڑھنا چاہے۔

(المعجم ٧٦) - بَابُ كَمْ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ الْمُسَافِرُ إِذَا أَقَامَ بِبَلْدَةٍ (التحفة ١١٥)

باب: ٧٦- جب مسافر کسی شہر میں ٹھہر جائے تو کتنا عرصہ نماز قصر ادا کرے

١٠٧٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٠٧٣- حضرت عبدالرحمن بن حمید زہری ؓ سے

١٠٧٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٢ عن وكيع به، وقال البوصيري: "هذا إسناد حسن لقصور أسامة بن زيد عن درجة أهل الحفظ والضبط وباقي رجال الإسناد ثقات" * أسامة حسن الحديث كما حققته في نيل المقصود، ح: ٣٩٤، يسر الله لنا طبعه.

١٠٧٣ـ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب إقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه، ح:٣٩٣٣، ومسلم،

حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ : سَأَلْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، مَاذَا سَمِعْتَ فِي سُكْنٰى مَكَّةَ؟ قَالَ : سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «ثَلَاثًا لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ» .

روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے مکہ میں ٹھہرنے کے بارے میں کون سی حدیث سنی ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے سنا' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مہاجر کو (منیٰ سے) واپسی پر (مکہ میں) تین دن رہنے کی اجازت ہے۔''

فائدہ: اس سے استنباط کیا گیا ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی مقام پر ٹھہرنا وہاں رہائش کے حکم میں ہے۔ مہاجرین کو دوبارہ مکہ میں رہائش اختیار کرنے کی اجازت نہ تھی تا کہ ان کی ہجرت کا ثواب قائم رہے۔ نبی ﷺ نے انھیں تین دن ٹھہرنے کی اجازت دی۔ اس کا مطلب ہے کہ تین دن ٹھہرنا مقیم ہونے کے حکم میں نہیں' چنانچہ کوئی مسافر کسی مقام پر تین دن ٹھہرے تو نماز قصر ادا کرے۔ اور بعض کے نزدیک یہ مدت چار دن ہے' جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے۔

١٠٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ : أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ : حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فِي أُنَاسٍ مَعِي ، قَالَ : قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ .

۱۰۷۴- حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے اور میرے ساتھ چند افراد کو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کی چار تاریخ کو مکہ تشریف لائے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کو صبح کے وقت مکہ مکرمہ تشریف فرما ہوئے اور یہاں سے یوم الترویہ (۸ ذوالحجہ) کو منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس میں یہ ارشاد ہے کہ چار دن ٹھہرنے کی صورت میں بھی دوگانہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ الغرض قصر نماز کے لیے دنوں کی تعیین میں یہ روایت پہلی روایت سے زیادہ واضح اور فیصلہ کن ہے۔ واللہ أعلم. تاہم دونوں ہی موقف صحیح ہیں۔

١٠٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

۱۰۷۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

الحج، باب جواز الإقامة بمكة للمهاجر منها . . . الخ، ح:١٣٥٢ من حديث عبدالرحمٰن به بألفاظ مختلفة متقاربة المعنى.

١٠٧٤ـ أخرجه البخاري، الشركة، باب الاشتراك في الهدي والبدن، وإذا أشرك الرجل رجلاً في هديه بعد ما أهدى، ح:٢٥٠٥، ٢٥٠٦، ومسلم، الحج، باب في المتعة بالحج والعمرة، ح:١٢١٦ من حديث ابن جريج به مطولاً.

١٠٧٥ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب ماجاء في التقصير، وكم يقيم حتى يقصر، ح:١٠٨٠، ٤٢٩٨، ٤٢٩٩ من حديث عاصم وغيره به مطولاً ومختصرًا.

ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْماً يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَنَحْنُ إِذَا أَقَمْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْماً، نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعاً.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے انیس دن قیام فرمایا اور دو دو رکعتیں پڑھتے رہے اس لیے ہم بھی انیس دن ٹھہرتے ہیں تو دو دو رکعتیں پڑھتے ہیں جب اس سے زیادہ ٹھہرتے ہیں تو چار رکعت پڑھتے ہیں۔

فائدہ: یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں انیس دن ٹھہرنے کا ارادہ کر کے نہیں رہے تھے بلکہ اس موقع پر نبی ﷺ ''مسافر متردد'' کی حیثیت سے قیام پذیر تھے اور متردد مسافر جو روانہ ہونے کی نیت رکھتا ہو لیکن کسی وجہ سے روانہ نہ ہو سکے وہ اگرچہ طویل عرصہ تک رکا رہے مقیم کے حکم میں نہیں ہوتا اور نماز قصر ادا کر سکتا ہے۔

١٠٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ بْنُ الصَّيْدَلاَنِيِّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقَامَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً يَقْصُرُ الصَّلاَةَ.

١٠٧٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں پندرہ دن ٹھہرے اور نماز قصر ادا کرتے رہے۔

١٠٧٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، وَعَبْدُالأَعْلَى، قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ

١٠٧٧- حضرت انس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے تو نبی ﷺ دو دو رکعت نماز ادا کرتے رہے حتی کہ ہم واپس آ گئے۔

١٠٧٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، صلاة السفر، باب متى يتم المسافر؟، ح: ١٢٣١ من حديث محمد بن سلمة به، وله شاهد قوي عند النسائي، وبه صح الحديث.

١٠٧٧ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب ماجاء في التقصير وكم يقيم حتى يقصر، ح: ١٠٨١، ٤٢٩٧، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٩٣ من حديث يحيى بن أبي إسحاق به.

رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلٰى مَكَّةَ نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا.

قُلْتُ: كَمْ أَقَامَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: عَشْراً.

(یحییٰ بن ابواسحاق کہتے ہیں:) میں نے کہا: نبی ﷺ مکہ میں کتنا عرصہ قیام پذیر رہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دس دن۔

فائدہ: تردد کی صورت میں مدت کا تعین نہیں، جتنا عرصہ بھی ٹھہریں نماز قصر ادا کر سکتے ہیں۔

(المعجم ٧٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ (التحفة ١١٦)

باب: ۷۷- نماز چھوڑنے والے کا حکم

١٠٧٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ».

۱۰۷۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندے اور کفر کے درمیان (تعلق قائم کرنے والا عمل) ترک نماز ہے۔“

فوائد و مسائل: ① نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے جو ہر نبی کی شریعت میں فرض رہی ہے، مثلاً: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلی وحی کے موقع ہی پر حکم ہوا: ﴿إِنَّنِيٓ أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاعْبُدْنِي وَ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيٓ﴾ (طٰہٰ: ١٤) ”یقیناً میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب گہوارے میں کلام کیا تو فرمایا: ﴿قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِي مُبٰرَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَ أَوْصٰنِي بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَادُمْتُ حَيًّا﴾ (مریم: ٣٠، ٣١) ”(عیسیٰ نے) کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا ہے۔ اور مجھے برکت والا بنایا ہے جہاں بھی میں ہوں اور مجھے زندگی بھر نماز اور زکاۃ پر پابند رہنے کا حکم دیا ہے۔“ ② نماز کو یہ اہمیت اس لیے حاصل ہے کہ اسلام کی تمام تعلیمات کا محور عقیدۂ توحید ہے۔ توحید تمام معبودان باطلہ سے ہٹا کر ایک اللہ کی طرف لے آتی ہے۔ جو شخص ایک اللہ کی عبادت بھی نہ کرنا چاہے، اسے اللہ پر ایمان رکھنے والا کیسے سمجھا جا سکتا ہے۔ ③ بے نماز کو اکثر علمائے کرام نے کافر قرار دیا ہے، البتہ بعض علمائے کرام سستی کی بنا پر نماز ترک کرنے والے کو کافر قرار نہیں دیتے، تاہم انکار کرنے والا ان کے نزدیک بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

١٠٧٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في رد الإرجاء، ح: ٤٦٧٨ من حديث وكيع به، وأخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، ح: ٨٢ من طريق آخر عن أبي الزبير به.

١٠٧٩ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ».

۱۰۷۹- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے درمیان اور ان (کافروں اور مشرکوں) کے درمیان جو عہد ہے، وہ نماز ہے۔ جس نے اسے چھوڑ دیا، اس نے کفر کیا۔''

١٠٨٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ، فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ».

۱۰۸۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''بندے اور مشرک کے درمیان محض ترک نماز ہی (رابطہ) ہے۔ جب اس نے نماز چھوڑ دی تو وہ مشرک ہو گیا۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا شرک ہے۔ جو شخص نماز نہیں پڑھتا، اس نے اللہ کی عبادت چھوڑ دی اور شیطان کی عبادت شروع کر دی کیونکہ اللہ کے حکم کے خلاف شیطان کی بات ماننا دراصل شیطان کی عبادت ہے۔ پھر شیطان کے پجاری کے مشرک ہونے میں کیا شک ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (الروم:٣١) ''اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔'' یعنی مومنوں کو دین کی طرف بلاتے ہوئے اور نصیحت کرتے ہوئے آخر میں یہ نصیحت کی کہ مشرکوں سے نہ ہو جاؤ۔ گویا کہ مشرک نماز نہیں پڑھتے لیکن مومن تو اسے چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ② ترک نماز کے سوا کسی کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر یا مشرک قرار نہیں دیا جا سکتا سوائے ان اعمال کے جو واقعتاً کفر اور شرک کے اعمال ہیں۔ جہاں ان اعمال پر ''کفر'' کا لفظ بولا گیا ہے وہاں یہ مطلب ہے کہ یہ اعمال مسلمانوں کو زیب نہیں دیتے، یہ تو کافر ہی کریں تو کریں، مثلاً: ارشاد نبوی ہے: [سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ] (صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان قول النبي ﷺ سباب المسلم فسوق و قتاله كفر، حديث:٦٤) ''مسلمان سے گالی گلوچ کرنا گناہ ہے اور اس

١٠٧٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في ترك الصلاة، ح: ٢٦٢١ من حديث علي بن الحسين وغيره به، وقال: "حسن صحيح غريب".

١٠٨٠ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف يزيد بن أبان الرقاشي" وهو "زاهد ضعيف" (تقريب)، وفيه علة أخرى قادحة.

سے جنگ کرنا کفر ہے۔" اس کے ساتھ ساتھ آپس میں لڑنے والوں کو مسلمان بھی قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾ (الحجرات:٩) "اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دیا کرو۔" ③ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم معناً صحیح ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح الترغيب' للألباني' رقم:٥٦٧'٥٦٥ و سنن ابن ماجه' الدكتور بشار عواد' حديث:١٠٨٠)

(المعجم ٧٨) - بَابٌ: فِي فَرْضِ الْجُمُعَةِ (التحفة ١١٧)

باب:٧٨- جمعے کی فرضیت کا بیان

١٠٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْعَدَوِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! تُوبُوا إِلَى اللهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا، وَبَادِرُوا بِالأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ أَنْ تُشْغَلُوا، وَصِلُوا الَّذِي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ، وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُرْزَقُوا وَتُنْصَرُوا وَتُجْبَرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِي مَقَامِي هٰذَا، فِي يَوْمِي هٰذَا، فِي شَهْرِي هٰذَا، مِنْ عَامِي هٰذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ تَرَكَهَا فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدِي، وَلَهُ إِمَامٌ عَادِلٌ أَوْ جَائِرٌ، اسْتِخْفَافاً بِهَا، أَوْ جُحُوداً لَهَا،

١٠٨١- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو ارشاد فرمایا: "لوگو! مرنے سے پہلے پہلے اللہ کے سامنے توبہ کر لو' مشغول ہو جانے سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کر لو' اللہ کا بکثرت ذکر کر کے اور خفیہ و ظاہر صدقات کثرت سے ادا کر کے اپنے رب سے اپنا تعلق استوار کر لو (اس کے نتیجہ میں) تمھیں رزق ملے گا' تمھاری مدد کی جائے گی اور تمھارا حال ٹھیک ہو جائے گا۔ جان لو اس سال کے اس مہینہ میں' آج کے دن اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے تم پر قیامت تک کے لیے جمعہ فرض کر دیا ہے۔ جو شخص عادل یا ظالم حکمران کی موجودگی میں' میری زندگی میں یا میری وفات کے بعد' جمعے کی نماز کو غیر اہم سمجھتے ہوئے یا اس (کی فرضیت) کا انکار کرتے ہوئے جمعے کو ترک کرے گا' (میں اسے بددعا دیتا ہوں کہ) اللہ کرے! اس کے بکھرے ہوئے کام نہ سمٹیں اور اس

١٠٨١- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٣/ ٩٠، ١٧١ من حديث الوليد بن بكير به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان، تقدم، ح:١١٦، وعبدالله بن محمد العدوي" * والعدوي هٰذا "متروك، رماه وكيع بالوضع" (تقريب)، والوليد لين الحديث (أيضًا).

فَلاَ جَمَعَ اللهُ لَهُ شَمْلَهُ، وَلاَ بَارَكَ لَهُ فِي أَمْرِهِ، أَلاَ ! وَلاَ صَلاَةَ لَهُ، وَلاَ زَكَاةَ لَهُ، وَلاَ حَجَّ لَهُ، وَلاَ صَوْمَ لَهُ، وَلاَ بِرَّ لَهُ حَتَّى يَتُوبَ، فَمَنْ تَابَ، تَابَ اللهُ عَلَيْهِ. أَلاَ ! لاَ تَؤُمَّنَّ امْرَأَةٌ رَجُلاً، وَلاَ يَؤُمَّ أَعْرَابِيٌّ مُهَاجِراً، وَلاَ يَؤُمَّ فَاجِرٌ مُؤْمِناً، إِلَّا أَنْ يَقْهَرَهُ بِسُلْطَانٍ، يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ».

کے کاموں میں برکت نہ ہو۔ سنو! اس شخص کی (جو بلاعذر جمعہ ترک کرے) کوئی نماز نہیں' اس کی کوئی زکاۃ نہیں' اس کا کوئی حج نہیں' اس کا کوئی روزہ نہیں' (یہ اعمال قبول نہیں ہوں گے) اس کی کوئی نیکی (قبول) نہیں حتی کہ توبہ کرلے جو کوئی توبہ کرلے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ خبردار! کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ کرے' کوئی خانہ بدوش کسی مہاجر کا امام نہ بنے' کوئی فاسق کسی (نیک) مومن کا امام نہ بنے' سوائے اس کے کہ وہ اسے قوت وغلبہ سے مجبور کر دے اور اسے اس کی تلوار اور کوڑے کا خوف ہو۔''

١٠٨٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، أَبُوسَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ قَائِدَ أَبِي حِينَ ذَهَبَ بَصَرُهُ، فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ بِهِ إِلَى الْجُمُعَةِ فَسَمِعَ الأَذَانَ اسْتَغْفَرَ لِأَبِي أُمَامَةَ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، وَدَعَا لَهُ، فَمَكَثْتُ حِيناً أَسْمَعُ ذٰلِكَ مِنْهُ، ثُمَّ قُلْتُ فِي نَفْسِي: وَاللهِ إِنَّ ذَا لَعَجْزٌ، إِنِّي أَسْمَعُهُ كُلَّمَا سَمِعَ أَذَانَ الْجُمُعَةِ يَسْتَغْفِرُ لِأَبِي أُمَامَةَ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ، وَلاَ أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ لِمَ هُوَ؟ فَخَرَجْتُ بِهِ كَمَا كُنْتُ أَخْرُجُ

١٠٨٢- حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب میرے والد کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی تو میں ان کا رہبر ہوا کرتا تھا۔ میں جب بھی آپ کو جمعے کے لیے لے جاتا تو آپ (جمعے کی) اذان سن کر حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ ؓ کے حق میں دعائے مغفرت اور دعائے خیر فرماتے۔ میں کچھ عرصہ ان کی زبان سے مسلسل یہی بات سنتا رہا۔ آخر میں نے دل میں (اپنے آپ سے) کہا: یہ تو کم عقلی کی بات ہے کہ میں ان سے اس کی وجہ دریافت نہ کروں حالانکہ میں ہر جمعے کو جب بھی وہ جمعے کی اذان سنتے ہیں' انھیں حضرت ابوامامہ ؓ کے حق میں دعائے مغفرت اور دعائے خیر کرتے سنتا ہوں۔ (آخر کار ایک بار) میں انھیں حسب معمول نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے لے کر

١٠٨٢- [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الجمعة في القرى، ح:١٠٦٩ من حديث ابن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي، والبيهقي وغيرهم.

بِهِ إِلَى الْجُمُعَةِ. فَلَمَّا سَمِعَ الأَذَانَ اسْتَغْفَرَ كَمَا كَانَ يَفْعَلُ. فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَتَاهُ أَرَأَيْتَكَ صَلاَتَكَ عَلَى أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ كُلَّمَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ بِالْجُمُعَةِ لِمَ هُوَ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ كَانَ أَوَّلَ مَنْ صَلَّى بِنَا صَلاَةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ فِي نَقِيعِ الْخَضِمَاتِ فِي هَزْمٍ مِنْ حَرَّةِ بَنِي بَيَاضَةَ. قُلْتُ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَرْبَعِينَ رَجُلاً.

چلا۔ جب انھیں اذان کی آواز سنائی دی تو انھوں نے اپنے معمول کے مطابق (حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ ؓ کے حق میں) دعا کی۔ میں نے عرض کیا: ابا جان! آپ جب بھی جمعے کی اذان سنتے ہیں حضرت اسعد بن زرارہ ؓ کو دعائیں دیتے ہیں' اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے فرمایا: پیارے بیٹے! سب سے پہلے انھوں نے ہمیں جمعے کی نماز پڑھائی تھی جب کہ رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ سے (ہجرت کر کے مدینہ) تشریف نہیں لائے تھے۔ انھوں نے یہ نماز حرہ بنی بیاضہ میں نقیع الخضمات کے میدان میں پڑھائی تھی۔ میں نے کہا: اس دن آپ کتنے افراد (اس نماز میں شریک) تھے؟ انھوں نے فرمایا: چالیس آدمی تھے۔

فوائد ومسائل: ① نماز جمعہ مشہور قول کے مطابق ہجرت کے بعد فرض ہوئی۔ اس صورت میں ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں حضرت اسعد ؓ کا نماز جمعہ پڑھانا محض ایک تبلیغی پروگرام کی حیثیت رکھتا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن نماز ظہر کے بعد کچھ وعظ ونصیحت کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اس عمل کو پسند فرما کر ہجرت نبوی کے زمانہ میں اسے فرض کر دیا۔ ② حرہ مدینہ منورہ سے باہر پتھریلا میدانی علاقہ ہے۔ غالباً شہر کے اندر کوئی مناسب مقام ایسا نہیں ہوگا جہاں مسلمان مشرکوں کی مداخلت سے محفوظ رہ کر تبلیغی اجتماع منعقد کر سکیں۔ ③ قوم کے ایسے افراد کی خوبیوں کا اعتراف کرنا چاہیے جن کی وجہ سے مسلمانوں کو دینی یا اجتماعی فائدہ ہوا ہو اور انھیں دعائے خیر سے یاد کرنا چاہیے۔ ④ چالیس افراد کے شریک ہونے سے یہ سمجھنا درست نہیں کہ جمعے کی ادائیگی کے لیے چالیس افراد کی موجودگی ضروری ہے بلکہ غیر مسلموں کے کسی شہر میں جب تین چار مسلمان بھی موجود ہوں تو انھیں اپنی اجتماعیت قائم رکھنے کے لیے باجماعت نماز اور جمعے کا اہتمام کرنا چاہیے اگرچہ جمعے اور جماعت کے لیے مسجد موجود نہ ہو۔

١٠٨٣ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الأَشْجَعِيُّ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ؛ وَعَنْ

١٠٨٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ کے پہچاننے کی توفیق نہیں دی۔ (چنانچہ)

١٠٨٣- أخرجه مسلم، الجمعة، باب هداية هذه الأمة ليوم الجمعة، ح: ٨٥٦ من حديث محمد بن فضيل به.

أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَضَلَّ اللهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا. كَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمُ السَّبْتِ. وَالأَحَدُ لِلنَّصَارٰى. فَهُمْ لَنَا تَبَعٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. نَحْنُ الآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، وَالأَوَّلُونَ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلاَئِقِ».

یہودیوں کے لیے ہفتے کا دن (مقرر) ہو گیا اور عیسائیوں کے لیے اتوار۔ وہ لوگ (ہفت روزہ عبادت میں) قیامت تک ہم سے پیچھے رہیں گے۔ ہم دنیا والوں میں آخری (امت) ہیں اور قیامت کے دن ہم اوّل ہوں گے' یعنی سب لوگوں سے پہلے حساب کتاب ہو جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① ہفتے کے سات دنوں میں جمعے کا دن سب سے افضل ہے۔ ② امت محمدیہ دوسری امتوں سے افضل ہے۔ اس کی فضیلت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے امت محمدیہ کا حساب کتاب ہو گا' اس طرح اس امت کے نیک لوگ دوسری امتوں کے صالحین سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ ③ اس دن کی فضیلت کا تقاضا ہے کہ اسے اہمیت دی جائے۔ خاص طور پر نماز جمعہ کے لیے پورے اہتمام سے تیاری کر کے بروقت مسجد میں حاضری دی جائے۔ ④ اس دن کی فضیلت کے چند مظاہر کا ذکر اگلے باب میں آ رہا ہے۔

(المعجم ٧٩) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الْجُمُعَةِ (التحفة ١١٨)

باب: ۷۹- جمعے کے دن کے فضائل

١٠٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الأَيَّامِ، وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللهِ. وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يَوْمِ الأَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ. فِيهِ خَمْسُ خِلاَلٍ. خَلَقَ اللهُ فِيهِ آدَمَ. وَأَهْبَطَ اللهُ فِيهِ آدَمَ إِلَى الأَرْضِ. وَفِيهِ تَوَفَّى اللهُ آدَمَ. وَفِيهِ سَاعَةٌ لاَ يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا

۱۰۸۴- حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کا دن تمام دنوں کا سردار ہے' اللہ کے ہاں اس کی عظمت سب سے زیادہ ہے۔ وہ تو اللہ کے ہاں عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن سے زیادہ عظمت والا ہے۔ اس میں پانچ باتیں ہیں (جو اس کی افضلیت کا باعث ہیں:) اس دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا' اسی دن اللہ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا' اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فوت کیا' اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے کہ اس میں بندہ اللہ سے جو کچھ مانگے' اللہ اسے وہی کچھ دے دیتا ہے جب تک کسی حرام

١٠٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٣٠ من حديث زهير به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن" * ابن عقيل ضعيف، تقدم، ح: ٣٩٠.

الْعَبْدُ شَيْئاً إِلَّا أَعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَاماً. وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ. مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلاَ سَمَاءٍ وَلاَ أَرْضٍ وَلاَ رِيَاحٍ وَلاَ جِبَالٍ وَلاَ بَحْرٍ إِلَّا وَهُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ».

چیز کا سوال نہ کرے' اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ ہر مقرب فرشتہ' آسمان' زمین' تمام ہوائیں' پہاڑ اور سمندر جمعے کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث سنداً ضعیف ہے' تاہم مذکورہ روایت کے بعض الفاظ' یعنی ''اس میں پانچ باتیں ہیں..... سے آخر تک'' کی دیگر صحیح شواہد سے تائید وتوثیق ہوتی ہے۔ ② حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق انسانوں پر اللہ کا عظیم احسان ہے کیونکہ ہم سب انہی کی اولاد ہیں اور انسان ہونے کی حیثیت سے تمام مخلوقات سے افضل ہیں' بشرطیکہ ایمان اور عمل صالح کی دولت حاصل ہو۔ ③ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے فرمایا تھا: ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ (البقرة:٣٠) ''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔'' حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر نزول اس خلافت ارضی کے وعدہ کی تکمیل تھی۔ اس دنیا کی زندگی میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ موقع عنایت فرمایا ہے کہ ہم نیک اعمال کر کے اللہ کا قرب اور بلند درجات حاصل کر لیں' اس لحاظ سے حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر اترنا بھی ہم پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ ④ مومن کے لیے وفات بھی اللہ کا احسان ہوتی ہے کیونکہ موت کا مرحلہ طے ہونے پر ہی دنیا کی آزمائش کی مدت ختم ہوتی ہے اور نیکیوں کے انعامات حاصل ہونے کا وقت آتا ہے۔ جنت میں داخلہ اور اللہ عزوجل کی زیارت موت کے بعد ہی ممکن ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے جمعے کا دن اس لیے اہم تھا کہ اس دن وہ فوت ہو کر جنت میں پہنچ گئے اور ہمارے لیے اس کی یہ اہمیت ہے کہ ہمارے جد امجد پر اللہ کا یہ احسان جمعے کے دن ہوا۔ ⑤ جمعے کے دن کا ایک شرف یہ بھی ہے کہ اس میں دعا کی قبولیت کا ایک خصوصی وقت موجود ہے جس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لیے مومن جو کچھ چاہے مانگ سکتا ہے اور حاصل کر سکتا ہے۔ ⑥ جمعے کی اس خاص گھڑی کے تعین میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث کے مطابق وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز ختم ہونے تک کے عرصہ میں ہے۔ (صحيح مسلم' الجمعة' باب في الساعة التي في يوم الجمعة' حديث:٨٥٣) ایک دوسری حدیث کے مطابق وہ عصر اور مغرب کے درمیان دن کی آخری ساعت ہے۔ (سنن أبي داود' الصلاة' أبواب الجمعة' باب الإجابة أية ساعة هي في يوم الجمعة' حديث:١٠٤٨)' یعنی اگر پورے دن کے بارہ حصے کیے جائیں تو آخری حصہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ ⑦ قیامت کا دن اللہ کی رحمت کا دن ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ مجرموں اور گناہ گاروں کو سزا ملنے کا دن بھی ہے۔ اس دن بہت سے ہولناک واقعات پیش آنے والے ہیں۔ اس احساس کی وجہ سے تمام مخلوق جمعے کے دن خوف زدہ رہتی ہے کہ شاید یہی جمعہ قیامت کا دن ہو۔

١٠٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فِيهِ خُلِقَ آدَمُ. وَفِيهِ النَّفْخَةُ. وَفِيهِ الصَّعْقَةُ. فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ، يَعْنِي بَلِيتَ؟ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ».

١٠٨٥- حضرت شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارا سب سے افضل دن جمعے کا دن ہے۔ اس میں آدم ؑ کو پیدا کیا گیا ہے' اسی دن صور میں پھونک ماری جائے گی' اسی میں بے ہوشی طاری ہوگی' لہٰذا اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو' تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب آپ کا جسم مبارک خاک ہو جائے گا تب کس طرح ہمارا درود آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٢٦/٨٤'٨٥'٨٦ و إرواء الغليل للألباني' رقم الحديث: ٤) لہٰذا راجح یہی ہے کہ مذکورہ حدیث میں بیان کردہ باتیں درست اور قابل عمل ہیں۔ والله أعلم. ② [نَفْخَة] کا مطلب پھونک مارنا ہے۔ اس سے مراد ایک خاص فرشتے (حضرت اسرافیل ؑ) کا اس خاص چیز میں پھونک مارنا ہے جسے قرآن مجید میں ''الصور'' کے نام سے ذکر کیا گیا ہے' یعنی قرنا یا بگل۔ یہ قیامت کے مراحل کی ابتدا ہے۔ ③ نفخات تین ہیں: ایک نَفخہ سے اس وقت موجود تمام ذی روح مخلوق بے ہوش ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ (الزمر: ٦٨) ''صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان اور زمین والے سب کے سب بے ہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے۔'' دوسرے نَفخہ سے ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ ارشاد ہے: ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ○ وَّ حُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً﴾ (الحاقة: ١٣'١٤) ''چنانچہ جب صور میں ایک پھونک ماری جائے گی اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر

١٠٨٥- [إسناده ضعيف] فيه علة قادحة * عبدالرحمٰن بن يزيد الذي يروي عنه حسين الجعفي، وأبوأسامة هو ابن تميم الضعيف، غير ابن جابر الثقة كما حققه البخاري، وأبوداود، وابن أخي حسين الجعفي وغيرهم، وهو الصواب، ومن طريقه أخرجه أبوداود، ح: ١٠٤٧ وغيره من مسند أوس بن أوس رضي الله عنه.

دیے جائیں گے۔'' تیسرے نفخہ سے تمام مخلوق دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔ ارشاد ہے: ﴿ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ﴾ (الزمر:٦٨) ''پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا' پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔'' ④ درود شریف ایک افضل عمل ہے اور جمعے کا دن بھی افضل ہے' لہٰذا جمعے سے درود شریف کو ایک مناسبت حاصل ہے جس کی بنا پر جمعے کے دن درود شریف زیادہ پڑھنا چاہیے۔ ⑤ درود شریف پیش کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی جاتی ہے تاکہ رسول اللہ ﷺ کو امت کے نیک اعمال سے خوشی حاصل ہو ورنہ تمام اعمال کا ثواب اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ ⑥ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جونہی درود شریف پڑھا جاتا ہے' رسول اللہ ﷺ کو فوراً اطلاع دی جاتی ہے۔ ممکن ہے کسی مناسب وقت پر اطلاع دی جاتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ براہ راست کسی کا درود نہیں سنتے نہ قریب سے' نہ دور سے بلکہ فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ قریب سے سننے کی روایت سنداً صحیح نہیں۔ ⑦ اس سے برزخی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ اس زندگی پر ایمان رکھنا ضروری ہے لیکن اسے دنیا کی زندگی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ قبر میں مدفون شخص کا اپنے جسم سے تعلق بھی عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسے مسائل میں اپنی رائے سے کچھ نہیں کہنا چاہیے۔ صرف اتنی بات مان لی جائے جس کی صراحت قرآن مجید یا صحیح حدیث میں موجود ہو۔

١٠٨٦- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةُ مَا بَيْنَهُمَا مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ».

١٠٨٦- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعے (کی نماز) سے (گزشتہ) جمعے تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جب کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① صغیرہ گناہ نیکیوں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں۔ ② کبیرہ گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ ③ بعض کبیرہ گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں نیک اعمال کرنے کے باوجود صغیرہ گناہ معاف نہیں ہوتے۔

(المعجم ٨٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١١٩)

باب:٨٠- جمعے کے دن غسل کرنا

١٠٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٠٨٧- حضرت اوس بن اوس ثقفی ؓ سے روایت

١٠٨٦ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة . . . الخ، ح: ٢٣٣ من حديث العلاء به مطولاً.

١٠٨٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الغسل للجمعة، ح: ٣٤٥ من حديث ابن المبارك به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَنِي أَبُو الأَشْعَثِ حَدَّثَنِي أَوْسُ بْنُ أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ، وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ، وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الإِمَامِ، فَاسْتَمَعَ، وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا».

ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ”جس نے جمعے کے دن غسل کیا اور کرایا' اوّل وقت میں آیا' (خطبہ میں) شروع سے حاضر رہا' پیدل چل کر آیا' سوار ہو کر نہ آیا' امام سے قریب ہو کر توجہ سے (خطبہ) سنا' (خطبے کے دوران میں) فضول حرکت نہ کی' اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل' یعنی ایک سال کے روزے اور قیام کا ثواب ملے گا۔“

فوائد و مسائل: ① [غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ] کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سر دھویا اور نہایا' یعنی اہتمام سے غسل کیا اور پوری صفائی حاصل کی۔ دوسرا مطلب' جس کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے' یہ ہے کہ اپنی بیوی کا صنفی حق ادا کیا جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جمعے کو آتے ہوئے راستے میں عورتوں پر ناجائز انداز سے نظر نہیں پڑے گی۔ ② اگر مسجد دور ہو تو سوار ہو کر آنا جائز ہے' تاہم پیدل چل کر آنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ ③ جس طرح نماز باجماعت میں اگلی صفوں کا ثواب زیادہ ہے اسی طرح خطبہ سننے کے لیے امام کے قریب بیٹھنا افضل ہے اس کے لیے جلدی مسجد میں آنا پڑے گا جو خود ایک نیکی ہے اور اسکے نتیجے میں اگلی صفوں میں جگہ مل جائے گی۔ ④ جمعے کی نماز کے ساتھ ساتھ خطبے کی بھی بہت اہمیت ہے' اس لیے خطبہ پوری توجہ سے سننا چاہیے۔ خطبے کے دوران میں بات چیت میں مشغول ہونا یا کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہونا خطبے کے مقصد کے منافی ہے۔ ⑤ تھوڑا عمل بھی اگر اخلاص کے ساتھ اور سنت کے مطابق کیا جائے تو اس کا بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔ ⑥ معمولی سستی کی وجہ سے اتنا عظیم ثواب چھوڑ دینا بہت بڑی محرومی ہے۔

١٠٨٨ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ، عَلَى الْمِنْبَرِ: «مَنْ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ».

۱۰۸۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر (کھڑے ہو کر) یہ فرماتے سنا: ”جو شخص جمعہ پڑھنے آئے اسے چاہیے کہ (پہلے) غسل کرے۔“

◄◄ وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط الشيخين، وحسنه البغوي: وله طريق آخر عند الترمذي، وحسنه، ح: ٤٩٦.

١٠٨٨ـ **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٢/ ٤٢ عن عمر بن عبيد الطنافسي به * أبو إسحاق صرح بالسماع عند أحمد: ١٤٥/٢، وله شواهد كثيرة جدًا.

١٠٨٩ - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ».

۱۰۸۹- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بالغ شخص پر جمعے کے دن غسل کرنا واجب ہے۔''

فوائد و مسائل: ① واجب سے مراد افضل اور بہتر ہے کیونکہ دوسری احادیث سے غسل نہ کرنے کی اجازت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے کہ اگلے باب میں حدیثیں آ رہی ہیں۔ ② جمعے کی ادائیگی بالغ مردوں پر فرض ہے' بچوں اور عورتوں پر نہیں۔ ③ بچے اور عورتیں اگر جمعے کی نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد میں نہ آنا چاہیں تو ان کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں۔

(المعجم ٨١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٢٠)

باب:۸۱- غسل نہ کرنے کی اجازت

١٠٩٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَدَنَا وَأَنْصَتَ وَاسْتَمَعَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا».

۱۰۹۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اچھی طرح سنوار کر وضو کیا' پھر جمعہ پڑھنے آیا تو (امام سے) قریب ہو کر (بیٹھا) اور خاموشی سے توجہ کے ساتھ (خطبہ) سنا' اس کے دونوں جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور مزید تین دن کے بھی۔ اور جو کنکریوں کو ہاتھ لگائے' اس نے فضول حرکت کی۔''

فوائد و مسائل: ① آداب کا پوری طرح لحاظ رکھتے ہوئے نماز جمعہ کی ادائیگی سے دس دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ② اس قسم کی احادیث سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ایک نیکی کر لینے کے بعد اب مزید کسی نیکی کی ضرورت

١٠٨٩ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور . . . الخ، ح:٨٥٨ من حديث سفيان بن عيينة، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال . . . الخ، ح:٨٤٦ من حديث صفوان به.

١٠٩٠ـ [صحيح] تقدم، ح:١٠٢٥.

نہیں' نہ گناہوں سے اجتناب کی ضرورت ہے کیونکہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کا نیک عمل کس حد تک قابل قبول ہے' لہٰذا زیادہ سے زیادہ نیکی کے کام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

١٠٩١ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَبِهَا وَنِعْمَتْ. يُجْزِئُ عَنْهُ الْفَرِيضَةُ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ».

١٠٩١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعے کے دن (جمعے کی نماز کے لیے آتے وقت) وضو کیا تو کافی ہے اور اچھا ہے اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل عمل ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت سے ابوداود کی روایت کفایت کرتی ہے' غالباً اسی وجہ سے دوسرے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا یہ روایت محققین کے نزدیک قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② غسل کرنا جمعے کی صحت کے لیے شرط نہیں' تاہم مستحب (پسندیدہ) امر ہے۔ ③ اگر کسی مصروفیت کی وجہ سے غسل نہ کر سکیں اور جمعے کا وقت ہو جائے تو وضو کر کے جمعہ کے لیے چلے جانا چاہیے کیونکہ خطبہ سننے کی اہمیت غسل سے زیادہ ہے۔

(المعجم ٨٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهْجِيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ (التحفة ١٢١)

باب:٨٢- جمعہ کے لیے جلدی مسجد میں پہنچنا چاہیے

١٠٩٢ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

١٠٩٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جمعے کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے آ جاتے ہیں جو لوگوں کے نام ان کے درجات کے مطابق ترتیب سے لکھتے رہتے

١٠٩١ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٠٨٠ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف . . ."، وحديث أبي داود، ح: ٣٥٤ يغني عنه، وهو حديث حسن، وحسنه الترمذي، والبغوي، وصححه ابن خزيمة، ولفظه عند أبي داود: "من توضأ فبها ونعمت ومن اغتسل فهو أفضل".

١٠٩٢ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل التهجير يوم الجمعة، ح: ٨٥٠ من حديث سفيان به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح".

قَالَ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ مَنَازِلِهِمْ. الأَوَّلَ فَالأَوَّلَ. فَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ، وَاسْتَمَعُوا الْخُطْبَةَ. فَالْمُهَجِّرُ إِلَى الصَّلَاةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً. ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَمُهْدِي بَقَرَةٍ. ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَمُهْدِي كَبْشٍ. حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ. زَادَ سَهْلٌ فِي حَدِيثِهِ: فَمَنْ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا يَجِيءُ بِحَقٍّ إِلَى الصَّلَاةِ».

ہیں۔ پھر جب امام (خطبہ دینے کے لیے) نکلتا ہے تو وہ اپنے صحیفے لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں تو نماز (جمعہ) کے لیے جلدی آنے والا اونٹ کی قربانی دینے والے کی طرح (ثواب پاتا) ہے' پھر جو اس کے بعد آتا ہے وہ ایسے ہے جیسے گائے (بطور صدقہ) قربان کرنے والا' جو اس کے بعد آتا ہے وہ ایسے ہے جیسے مینڈھا قربان کرنے والا......'' اللہ کے نبی ﷺ نے مرغی اور انڈے کا بھی ذکر فرمایا۔ (حدیث کے راوی) سہل نے اپنی حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ کیا: ''پھر جو اس کے بعد آتا ہے' وہ اپنا فرض ادا کرنے کے لیے نماز پڑھنے آتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کے ہاں نماز جمعہ کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ اس میں حاضر ہونے والوں کے نام لکھنے کے لیے خاص طور پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ② پہلے آنے والوں کا درجہ بھی اللہ کے ہاں زیادہ ہے' اس لیے ان کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ ③ یہ خاص ثواب ان لوگوں کو ملتا ہے جو خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے ہیں۔ خطبہ شروع ہونے کے بعد آنے والوں کو خطبہ سننے کا ثواب ملے گا اور نماز جمعہ کا ثواب بھی ملے گا لیکن وہ خاص ثواب نہیں ملے گا جو جلدی آنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔ ④ خطبہ سننا بھی ایک عظیم نیکی ہے حتی کہ فرشتے بھی خطبہ توجہ سے سنتے ہیں۔ ⑤ خطبہ سننے کے دوران میں فرشتے نام لکھنا بند کر دیتے ہیں۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ خطبے کے دوران میں کوئی غیر متعلق حرکت کرنا درست نہیں۔ ⑥ بعض روایات میں [اَلْمُهْدِي] کے بجائے [كَأَنَّمَا قَرَّبَ] کے الفاظ ہیں۔ (صحيح البخاري' الجمعة' باب فضل الجمعة' حديث:٨٨١) اس سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر جس طرح اونٹ' گائے' دنبے اور بکرے وغیرہ کی قربانی دی جاتی ہے' مرغی اور انڈے کی قربانی بھی ہو سکتی ہے۔ یہ رائے درست نہیں کیونکہ عید کی قربانی کے لیے أُضْحِيَة اور أَضَاحِي کا لفظ خاص ہے۔ جس سے فعل ضَحّٰی آتا ہے۔ قَرَّبَ سے مراد اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی چیز پیش کرنا ہے' وہ عید الاضحیٰ کے موقع پر جانور قربان کرنا بھی ہو سکتا ہے اور صدقے کے طور پر جانور' نقد رقم' خوراک یا کوئی بھی چیز پیش کرنا ہو سکتا ہے جس کا اُضحیہ سے کوئی تعلق نہیں۔

١٠٩٣ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ.

١٠٩٣- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت

١٠٩٣ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٢٥٦، ح: ٦٨٨٠ من حديث سعيد بن بشير به ✿ وسعيد هذا ◄◄

عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَرَبَ مَثَلَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ التَّبْكِيرِ، كَنَاحِرِ الْبَدَنَةِ، كَنَاحِرِ الْبَقَرَةِ، كَنَاحِرِ الشَّاةِ، حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جمعہ کی اور اس میں جلدی حاضر ہونے کی مثال ایسے بیان فرمائی (کہ یہ عمل کرنے والا ایسے ہے) جیسے اونٹ قربان کرنے والا' گائے کی قربانی دینے والا' بکری کی قربانی دینے والا حتی کہ آپ نے مرغی کا ذکر بھی کیا۔

١٠٩٤- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَوَجَدَ ثَلَاثَةً، وَقَدْ سَبَقُوهُ. فَقَالَ: رَابِعُ أَرْبَعَةٍ. وَمَا رَابِعُ أَرْبَعَةٍ بِبَعِيدٍ. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ يَجْلِسُونَ مِنَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى قَدْرِ رَوَاحِهِمْ إِلَى الْجُمُعَاتِ. الأَوَّلَ وَالثَّانِيَ وَالثَّالِثَ». ثُمَّ قَالَ: رَابِعُ أَرْبَعَةٍ. وَمَا رَابِعُ أَرْبَعَةٍ بِبَعِيدٍ.

١٠٩٤- حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعے کے لیے گیا' انھوں نے دیکھا کہ ان سے پہلے تین افراد (مسجد میں) آ چکے ہیں تو انھوں نے فرمایا: چار میں چوتھا ہوں اور چار میں چوتھا (افضلیت سے) دور نہیں۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا: ''قیامت کے دن لوگ جمعے میں جلدی آنے کی ترتیب سے اللہ کے قریب بیٹھیں گے۔ پہلا' پھر دوسرا' پھر تیسرا۔'' پھر فرمایا: چار افراد میں چوتھا اور چار افراد میں چوتھے نمبر پر آنے والا دور نہیں۔

(المعجم ٨٣) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الزِّينَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ** (التحفة ١٢٢)

باب: ٨٣- جمعے کے دن اچھا لباس پہننے کا بیان

١٠٩٥- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ

١٠٩٥- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعے کے دن منبر پر

◄◄ ضعيف (تقريب)، وشيخه عنعن، تقدم، ح: ١٧٥ - إن صح عنه - ولسعيد سند آخر عن شيخه عند الطبراني، ح: ٦٩٦٨، وله شواهد، منها الحديث السابق.

١٠٩٤- **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٦٢٠ عن كثير بن عبيد به، وحسنه البوصيري ¤ الأعمش عنعن وتقدم، ح: ١٧٨، وأما عبدالمجيد بن أبي رواد فوثقه الجمهور كما قال البوصيري.

١٠٩٥- **[حسن]** أخرجه أبوداود، الصلاة، باب اللبس للجمعة، ح: ١٠٧٨ من حديث ابن وهب به مطولاً.

الحارِثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ [سَعْدٍ]، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ، عَلَى الْمِنْبَرِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ: «مَا عَلَى أَحَدِكُمْ لَوِ اشْتَرَى ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوَى ثَوْبِ مِهْنَتِهِ».

(خطبے کے دوران میں) یہ فرماتے سنا: ”کیا حرج ہے اگر تم میں سے کوئی آدمی کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعے کے دن (نماز جمعہ کی حاضری) کے لیے دو کپڑے خرید لے۔“

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَيْخٌ لَنَا، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد) ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن یحییٰ بن حبان کے دوسرے شاگرد عبدالحمید بن جعفر سے عبداللہ بن سلام کے بیٹے یوسف کے واسطے سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

فوائد و مسائل: ① جمعے کی نماز کے لیے خاص طور پر عمدہ کپڑے پہننے چاہییں۔ ② جمعے کے خطبے میں وہ مسائل بھی بیان کرنے چاہییں جن کا تعلق عملی معاملات سے ہو۔ ③ جمعے کے لیے صفائی کا اہتمام معمول سے زیادہ ہونا چاہیے۔

١٠٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَرَأَى عَلَيْهِمْ ثِيَابَ النِّمَارِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا عَلَى أَحَدِكُمْ، إِنْ وَجَدَ سَعَةً أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَةٍ، سِوَى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهِ».

١٠٩٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جمعے کے دن عوام سے خطاب فرمایا تو آپ نے دیکھا کہ انھوں نے (روزمرہ استعمال کی) چادریں اوڑھ رکھی ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا حرج ہے کہ تم میں سے کسی آدمی کے پاس گنجائش ہو تو (وہ روزمرہ کے) کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعے کے لیے (خاص طور پر) کپڑے تیار کر لے۔“

فوائد و مسائل: ① روزمرہ کے کپڑے جن کو پہن کر محنت مزدوری کا کام کیا جاتا ہے وہ ادنی قسم کے ہوتے ہیں

١٠٩٦ـ [حسن] وصححه البوصيري، وانظر، ح: ٩١٩، وقال أحمد في أحاديث عمرو بن أبي سلمة عن زهير: 'بواطيل' (تهذيب)، وله شواهد، منها الحديث السابق.

جب کہ خاص موقعوں کے لیے بہتر کپڑے بنائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کام کے کپڑوں کی صفائی کا اس قدر اہتمام بھی نہیں کیا جاتا۔ ② جمعے کے لیے الگ تیار کیے ہوئے صاف ستھرے اور عمدہ کپڑے پہننے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہننے والے کی نظر میں اس عبادت کی زیادہ اہمیت ہے۔ ③ جمعہ مسلمانوں کا ہفت روزہ تہوار ہے اور عیدین سالانہ تہوار۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ غیر مسلموں کے تہواروں کو اہمیت نہ دیں اور ان میں حصہ نہ لیں بلکہ اسلامی تہواروں کو اہمیت دیں۔ جمعے میں عمدہ لباس پہننا اس اہمیت کا اعتراف اور اظہار ہے۔ ④ اگر کوئی شخص الگ لباس نہ بنا سکے تو بھی حرج نہیں لیکن صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔

١٠٩٧- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَحَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَدِيعَةَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَحْسَنَ غُسْلَهُ، وَتَطَهَّرَ فَأَحْسَنَ طُهُورَهُ، وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ، وَمَسَّ مَا كَتَبَ اللهُ لَهُ مِنْ طِيبِ أَهْلِهِ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ وَلَمْ يَلْغُ وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الأُخْرٰى».

١٠٩٧- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعے کے دن اچھی طرح غسل کرے' اچھی طرح سنوار کر وضو کرے' اپنا بہترین لباس پہنے اور اللہ نے اس کی قسمت میں گھر والوں کی جو خوشبو لکھی ہو وہ لگا لے' پھر جمعہ پڑھنے آئے تو فضول حرکات نہ کرے اور دو آدمیوں کے درمیان جدائی نہ کرے (اکٹھے بیٹھے ہوئے دو آدمیوں کے درمیان نہ بیٹھے) تو اس کے اس جمعے اور دوسرے جمعے کے درمیان کے (پورے ہفتے کے) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① وضو اور غسل توجہ سے اچھی طرح کرنا' جمعے کی اہمیت کا اعتراف ہے۔ ② جمعے کے لیے خوشبو لگا کر آنا چاہیے۔ اگر مرد کے پاس خوشبو نہ ہو تو بیوی کی خوشبو استعمال کر سکتا ہے۔ ③ مرد اور عورت کے استعمال کی خوشبو میں فرق ہے۔ مرد کی خوشبو تیز مہک والی اور عورت کی خوشبو ہلکی مہک والی ہونی چاہیے۔ دیکھیے: (سنن النسائي' الزينة' باب الفصل بين طيب الرجال وطيب النساء' حديث: ٥١٢٠) عورت تیز مہک والی خوشبو استعمال نہیں کر سکتی۔ مرد ضرورت پڑنے پر ہلکی مہک والی خوشبو استعمال کر سکتا ہے۔ ④ بعد میں آ کر اگلی صف میں جگہ بنانے کی کوشش کرنا اور پہلے سے آئے ہوئے نمازیوں کو پریشان کرنا درست نہیں۔

١٠٩٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٧٧ عن يحيى القطان به * وابن عجلان صرح بالسماع عنده، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٦٣.

١٠٩٨- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذَا يَوْمُ عِيدٍ، جَعَلَهُ اللهُ لِلْمُسْلِمِينَ. فَمَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ. وَإِنْ كَانَ طِيبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ. وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ».

١٠٩٨- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ عید کا دن ہے جو اللہ نے مسلمانوں کے لیے مقرر کیا ہے، لہٰذا جو شخص جمعہ پڑھنے آئے، اسے چاہیے کہ غسل کر کے آئے۔ اگر خوشبو موجود ہو تو لگا لے اور مسواک ضرور کیا کرو۔''

فائدہ: مسواک کا عام نمازوں کے لیے بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ جمعے کے لیے زیادہ توجہ سے اس کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ اس کا طہارت اور صفائی سے خاص تعلق ہے۔

(المعجم ٨٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٢٣)

باب: ٨٤- جمعے کا وقت

١٠٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

١٠٩٩- حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ دوپہر کا آرام جمعے کے بعد ہی کیا کرتے تھے اور کھانا بھی جمعے کے بعد ہی کھایا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① قیلولے کا وقت دوپہر ہے لیکن جمعے کے دن صحابۂ کرام ؓ اس وقت آرام نہیں کرتے تھے تاکہ جمعے کے لیے اوّل وقت حاضر ہو سکیں۔ ② کھانا بھی نماز کے بعد تک مؤخر کرنے کی یہی وجہ ہے۔ ممکن ہے کہ اس وجہ سے بھی کھانا بعد میں کھاتے ہوں کہ اگر پہلے کھانا کھا لیا تو خطبے کے دوران میں نیند کا غلبہ ہو جائے گا۔

١٠٩٨ـ [حسن] وقال البوصيري: "فيه صالح بن أبي الأخضر لينه الجمهور"، ولحديثه شواهد عند مالك: ٦٥/١، والبيهقي: ٢٤٣/٣ وغيرهما.

١٠٩٩ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب قول الله تعالى: "فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله"، ح: ٩٣٩، ومسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس، ح: ٨٥٩ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم به.

١١٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ إِيَاسَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ، فَلاَ نَرٰى لِلْحِيطَانِ فَيْئاً نَسْتَظِلُّ بِهِ.

۱۱۰۰- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھ کر واپس لوٹتے تھے تو ہمیں دیواروں کا اتنا سایہ نہیں ملتا تھا کہ اس سائے میں چل سکیں۔

فوائد ومسائل: ① جمعے کی نماز بھی ظہر کی طرح زوال کے فوراً بعد ادا کی جاتی ہے۔ ② جمعے کا خطبہ مختصر ہونے کی وجہ سے جلد فراغت ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے دیواروں کا سایہ کافی نہیں ہوتا تھا' بعض علماء نے اس سے یہ استنباط کیا ہے کہ جمعے کی نماز زوال سے پہلے ادا کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ حجاز میں گرمی کے موسم میں زوال کے وقت بالکل سایہ نہیں ہوتا جبکہ سردی کے موسم میں زوال کے وقت شمال کی طرف کافی طویل سایہ ہو جاتا ہے' اس وجہ سے گرمی کے ایام میں زوال سے کافی عرصہ بعد بھی سایہ مختصر ہوتا ہے۔

١١٠١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ النَّبِيِّ ﷺ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ كَانَ يُؤَذِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ الْفَيْءُ مِثْلَ الشِّرَاكِ.

۱۱۰۱- نبی اکرم ﷺ کے مؤذن حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جمعے کے دن اس وقت اذان کہتے تھے جب سایہ تسمے کے برابر ہوتا تھا۔

فائدہ: ''قیلولہ'' دوپہر کے وقت آرام کرنے کو کہتے ہیں جو عام ایام میں ظہر سے پہلے کیا جاتا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جمعے کے دن جمعے کی تیاری میں مصروفیت کی وجہ سے نماز جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔

١١٠٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا

۱۱۰۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے

١١٠٠ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ٤١٦٨، ومسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس، ح: ٨٦٠ من حديث يعلى المحاربي به.

١١٠١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، وعبدالرحمٰن أجمعوا على تضعيفه، وأما أبوه فقال ابن القطان لا يعرف حاله، وحال أبيه".

١١٠٢ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب: وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ح: ٩٠٥، ٩٤٠ من حديث حميد◄

الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنَّا نُجَمِّعُ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَقِيلُ.

فرمایا: ہم لوگ جمعہ پڑھتے تھے پھر واپس آ کر قیلولہ کرتے تھے۔

(المعجم ٨٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٢٤)

باب:٨٥- جمعے کے خطبے کا بیان

١١٠٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، أَبُوسَلَمَةَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ. يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا جَلْسَةً. زَادَ بِشْرٌ: وَهُوَ قَائِمٌ.

١١٠٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو خطبے دیتے تھے اور ان کے درمیان تھوڑا سا بیٹھتے تھے۔

بشر نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① جمعے کے دو خطبے ہوتے ہیں۔ ② خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے الا یہ کہ کوئی معقول عذر ہو۔ ③ دو خطبوں کے درمیان فاصلہ کرنے کے لیے تھوڑا سا بیٹھنا چاہیے۔ ④ دونوں خطبوں میں وعظ اور نصیحت کرنی چاہیے۔ حضرت جابر بن سمرہ ؓ نے فرمایا: نبی ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے تھے۔ ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔ (خطبوں میں) قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے تھے۔ (صحیح مسلم' الجمعة' باب ذکر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة' حديث:٨٦٢)

١١٠٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ

١١٠٤- حضرت عمرو بن حریث ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے دیکھا اور آپ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا۔

الطويل به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١١٠٣ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب القعدة بين الخطبتين يوم الجمعة، ح:٩٢٨ من حديث بشر به، وح:٩٢٠، ومسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة، ح:٨٦١ من حديث عبيدالله به.

١١٠٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح:١٣٥٩ من حديث مساور به.

عَلَى الْمِنْبَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

فوائد و مسائل: ① خطبے کے لیے منبر پر کھڑے ہونا مسنون ہے۔ ② سیاہ رنگ کا کپڑا پہننا جائز ہے لیکن ہمارے ملک میں ایک فرقہ ماتم اور شعار کے طور پر سیاہ لباس پہنتا ہے ان کی مشابہت سے بچنے کے لیے مکمل سیاہ لباس سے اجتناب بہتر ہے، خصوصاً محرم کے مہینہ میں، تاہم صرف سیاہ پگڑی پہننے سے مشابہت نہیں ہوتی، اس لیے یہ جائز ہے۔

١١٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا، غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقْعُدُ قَعْدَةً، ثُمَّ يَقُومُ.

۱۱۰۵- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، تاہم (اثنائے خطبہ میں) ایک بار بیٹھتے تھے، پھر کھڑے ہو جاتے تھے (اور دوسرا خطبہ دیتے تھے۔)

١١٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا. ثُمَّ يَجْلِسُ. ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْرَأُ آيَاتٍ. وَيَذْكُرُ اللهَ. وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا، وَصَلاَتُهُ قَصْدًا.

۱۱۰۶- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو کر قرآن مجید کی آیات تلاوت فرماتے اور اللہ کو یاد کرتے۔ نبی ﷺ کا خطبہ متوسط ہوتا تھا اور نماز بھی متوسط ہوتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① خطبے میں قرآن مجید کی آیات پڑھ کر ان کی روشنی میں مسائل بیان کرنے چاہییں۔ ② خطبہ بہت طویل ہو نہ بہت مختصر بلکہ درمیانہ انداز اختیار کرنا چاہیے۔ ③ نماز بہت مختصر نہیں ہونی چاہیے۔ بعض خطباء انتہائی مختصر سورتوں کی تلاوت کرتے ہیں یا لمبی سورت کی تین چار آیتیں پڑھنے پر اکتفا کرتے ہیں یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔

١١٠٥ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة، ح: ٨٦٢، والنسائي، صلاة العيدين، باب قيام الإمام في الخطبة: ٣/ ١٨٦، ح: ١٥٧٥ من حديث شعبة عن سماك به بألفاظ متقاربة.

١١٠٦ـ أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، وأبو داود، الصلاة، باب الرجل يخطب على قوس، ح: ١١٠١ من حديث سفيان الثوري عن سماك به.

١١٠٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَطَبَ فِي الْحَرْبِ، خَطَبَ عَلٰى قَوْسٍ. وَإِذَا خَطَبَ فِي الْجُمُعَةِ، خَطَبَ عَلٰى عَصًا.

۱۱۰۷- (نبی ﷺ کے مؤذن) حضرت سعد القرظ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب جنگ کے دوران میں خطبہ دیتے تو کمان ہاتھ میں لے کر خطبہ دیتے اور جب جمعے کا خطبہ دیتے تو عصا ہاتھ میں لے کر خطبہ دیتے۔

١١٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سُئِلَ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا أَوْ قَاعِدًا؟ قَالَ: أَوَمَا تَقْرَأُ ﴿وَتَرَكُوكَ قَآئِمًا﴾؟

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: غَرِيبٌ. لاَ يُحَدِّثُ بِهِ إِلَّا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحْدَهُ.

۱۱۰۸- حضرت عبداللہ (بن مسعود) ؓ سے روایت ہے ان سے سوال کیا گیا: کیا نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے یا بیٹھ کر؟ انھوں نے فرمایا: کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے: ﴿وَتَرَكُوكَ قَآئِمًا﴾ ''وہ آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔''

امام ابوعبداللہ (ابن ماجہ) نے کہا یہ حدیث غریب ہے اسے ابن ابی شیبہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ آیت اس طرح ہے: ﴿وَ إِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوآ إِلَيْهَا وَ تَرَكُوكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِندَ اللهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ وَاللهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ (الجمعة:١١) ''جب وہ کوئی سودا بکتا دیکھتے ہیں یا کوئی تماشا نظر آ جاتا ہے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ کہہ دیجیے: اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ کھیل اور تجارت سے کہیں بہتر ہے۔ اور اللہ بہترین روزی رساں ہے۔'' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ ② صحیح بخاری اور تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے آ کر کہا: دحیہ بن خلیفہ تجارت کا مال لے کر آ گئے ہیں۔ یہ سن کر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چند افراد رہ گئے، چنانچہ مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ (صحيح البخاري، التفسير، باب ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا﴾، حديث: ٤٨٩٩، وتفسير

١١٠٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٠٦ من حديث هشام بن عمار به، وانظر، ح: ١١٠١ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف".

١١٠٨ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" * الأعمش عنعن، وتقدم، ح: ١٧٨، ورواه ابن فضيل عنه عن إبراهيم عن علقمة به مرسلاً، وأخرجه ابن أبي شيبة في المصنف (ط دار الكتب العلمية: ١/ ٤٤٨، ٤٤٩، ح: ٥١٨٣، الصلوات، باب: ٣٤٣).

ابن كثير، تفسير سورة الجمعة) اس روایت کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ خطبۂ جمعہ اور اسی طرح عید کا خطبہ سننا بھی ضروری ہے، نیز نماز پڑھ کر خطبہ سنے بغیر چلے جانا گناہ ہے۔ واللہ أعلم. ④ مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حدیث:۱۱۰۸، و صحیح سنن ابن ماجه للألباني، حدیث:۹۱۶)

١١٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ سَلَّمَ.

۱۱۰۹- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب منبر پر تشریف فرما ہوتے تو (حاضرین کو) سلام کہتے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ اس مسئلہ کی تائید وتوثیق میں دیگر روایات بھی مروی ہیں جو کہ سنداً کچھ کمزور ہیں لیکن کم از کم سلام کی مشروعیت ومسنونیت پر دلالت کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ روایت کی تحقیق کرتے ہوئے زہیر الشاویش اور شعیب الارناؤط نے شرح السنۃ کے حاشیہ میں اس کے دیگر شواہد کا ذکر کیا ہے، نیز انھوں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی بابت لکھا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد یہ دونوں حضرات اس مسئلہ پر عمل کیا کرتے تھے، نیز حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا بھی یہی عمل نقل کیا ہے۔ دیکھیے: (شرح السنة:۴/ ۲۴۲، ۲۴۳) شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ابن ماجہ کی مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الأجوبة النافعة، ص:۵۸) الحاصل مذکورہ مسئلہ کی بابت تمام روایات کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خطیب کا جمعہ سے قبل سلام کہنا مستحب ومندوب ہے، نیز اس مسئلہ کی بابت تمام روایات کو جمع کرنے کے بعد مذکورہ بالا روایت کو صحیح تسلیم نہ بھی کیا جائے تو کم از کم یہ روایت حسن لغیرہ بن جاتی ہے جو کہ محدثین کے نزدیک قابل عمل اور قابل حجت ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٨٦) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاسْتِمَاعِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا** (التحفة ١٢٥)

باب:۸۶- خطبہ توجہ کے ساتھ خاموشی سے سننا چاہیے

١١١٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۱۱۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ

١١٠٩- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٠٤، ٢٠٥، ٢٩٨، ٢٩٩ من حديث عمرو بن خالد به، وقال: "تفرد به ابن لهيعة"، وانظر، ح: ٣٣٠ لعلته، وضعفه البوصيري، وله شواهد ضعيفة عند عبدالرزاق، وابن أبي شيبة وغيرهما.

١١١٠- أخرجه البخاري، الجمعة، باب الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب، ح: ٩٣٤، ومسلم، الجمعة، باب في الإنصات يوم الجمعة في الخطبة، ح: ٨٥١ من حديث الزهري به.

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ: أَنْصِتْ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ».

نے فرمایا: ''جمعے کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو (اس وقت) اگر تم نے اپنے ساتھی سے کہا: خاموش رہو تو تم نے فضول گوئی کی۔''

فوائد ومسائل: ① خطبہ مکمل خاموشی سے سننا چاہیے۔ ② خطبے کے دوران میں کسی سے بات کرنا یا اس کی بات کا جواب دینا منع ہے۔ ③ خطبے کے دوران میں حاضرین میں سے کوئی شخص اگر امام سے کوئی ضروری بات کہنا چاہتا ہو تو اجازت ہے جیسے ایک شخص نے خطبے کے دوران میں آ کر رسول اللہ ﷺ سے بارش کے لیے دعا کی درخواست کی اور اگلے جمعے خطبے کے دوران میں بارش بند ہونے کی دعا کے لیے درخواست کی گئی۔ (صحيح البخاري، الجمعة، باب الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة، حديث: ٩٣٣) اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلیک غطفانی ؓ سے کلام فرمایا جیسے کہ اگلے باب میں آ رہا ہے البتہ سامعین کو متوجہ رکھنے کے لیے ان سے بار بار کوئی سوال کرنا اور ان کا آواز بلند اجتماعی طور پر جواب دینا یا نعرے لگانا درست نہیں۔

١١١١- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَبَارَكَ، وَهُوَ قَائِمٌ. فَذَكَّرَنَا بِأَيَّامِ اللهِ. وَأَبُو الدَّرْدَاءِ أَوْ أَبُو ذَرٍّ يَغْمِزُنِي. فَقَالَ: مَتَى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّورَةُ. إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهَا إِلَّا الآنَ. فَأَشَارَ إِلَيْهِ، أَنِ اسْكُتْ. فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ: سَأَلْتُكَ مَتَى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّورَةُ فَلَمْ تُخْبِرْنِي؟ فَقَالَ أُبَيٌّ: لَيْسَ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ الْيَوْمَ إِلَّا مَا

١١١١- حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن کھڑے ہو کر (خطبے کے دوران میں) سورۂ تبارك (الملك) تلاوت فرمائی۔ اور اللہ کے ایام (اور ماضی کے سچے واقعات) کے ذریعے سے ہمیں نصیحت فرمائی۔ حضرت ابو درداء ؓ یا حضرت ابو ذر ؓ نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر کے کہا: یہ سورت کب نازل ہوئی؟ میں نے تو اب (پہلی بار) سنی ہے۔ انھوں نے اشارے سے کہا: خاموش! نماز سے فارغ ہو کر انھوں نے کہا: میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ یہ سورت کب نازل ہوئی آپ نے بتایا ہی نہیں۔ حضرت اُبی ؓ نے فرمایا: آپ کو آج نماز میں سے صرف یہی

١١١١- [إسناده حسن] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٥/ ١٤٣ من حديث عبدالعزيز به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

لَغَوْتَ. فَذَهَبَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. وَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي قَالَ أُبَيٌّ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَدَقَ أُبَيٌّ».

حصہ ملا ہے کہ آپ نے فضول گوئی کی ہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا اور حضرت ابی ؓ کی بات بھی بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابی نے درست کہا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① خطبے کے دوران میں اگر کوئی مخاطب کرے تو اسے جواب نہ دیا جائے۔ ② اشارے سے خاموش کرانا کلام کرنے میں شامل نہیں۔ ③ خطبے کے دوران میں کلام کرنے سے جمعے کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٨٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ١٢٦)

باب: ۸۷- اگر کوئی خطبے کے دوران میں مسجد میں پہنچے تو کیا کرے

١١١٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، سَمِعَ جَابِراً. وَأَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: دَخَلَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: «أَصَلَّيْتَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ».

۱۱۱۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت سلیک غطفانی ؓ مسجد میں آئے تو نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (ان سے) پوچھا: ”تم نے نماز پڑھی ہے؟“ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تب دو رکعتیں پڑھ لو۔“

وَأَمَّا عَمْرٌو فَلَمْ يَذْكُرْ سُلَيْكاً.

حدیث کے راوی عمرو بن دینار نے سلیک (کے داخل ہونے) کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ خطبے کے دوران میں آنے والے کو بھی دو رکعت پڑھ کر بیٹھنا چاہیے تو دوسرے اوقات میں آنے والے کو بدرجۂ اولیٰ دو رکعت پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔ ② ان دو رکعتوں کو تحیۃ المسجد بھی قرار دیا گیا ہے اور جمعے کی سنتیں بھی' تاہم مذکورہ بالا صورت میں دو رکعت سے زیادہ پڑھنا درست نہیں۔ ہاں خطبہ شروع ہونے سے پہلے (دو دو رکعت کر کے) جتنی چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (صحيح البخاري' الجمعة' باب الدهن للجمعة ' حديث:٨٨٣)

١١١٢ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب: إذا رأى الإمام رجلاً جاء وهو يخطب أمره أن يصلي ركعتين، ح: ٩٣٠، ٩٣١، ١١٦٦، ومسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ٨٧٥ من حديث عمرو بن دينار به، وأخرجه أيضًا من حديث أبي الزبير به.

١١١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: «أَصَلَّيْتَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ».

۱۱۱۳- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا۔ آپ نے فرمایا: تو نے نماز پڑھی ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تب دو رکعتیں پڑھ لے۔''

١١١٤- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ. قَالَا: جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَصَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا».

۱۱۱۴- حضرت ابوہریرہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ نبی ﷺ نے انھیں کہا: ''کیا تم نے آنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تب دو رکعتیں پڑھ لو اور ہلکی پڑھنا۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ مذکورہ روایت [قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ] کے الفاظ کے بغیر صحیح مسلم اور ابوداود میں بھی مروی ہے جس کا ذکر صاحب تحقیق نے نیچے حاشیہ میں کیا ہے اور سنن ابوداود (حدیث:۱۱۱۶) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت [قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ] کے الفاظ کے بغیر صحیح ہے۔

(المعجم ٨٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ تَخَطِّي النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٢٧)

باب:۸۸- جمعے کے دن لوگوں کے اوپر سے گزرنے کی ممانعت کا بیان

١١١٣ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الركعتين إذا جاء الرجل والإمام يخطب، ح: ٥١١ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، ولفظ الحميدي في مسنده: "ثنا سفيان قال ثنا محمد بن عجلان قال ثنا عياض بن عبدالله بن سعد بن أبي سرح . . . الخ".

١١١٤ـ [إسناده ضعيف] وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٣٩٩، ح: ٤٣٤ * وحفص بن غياث وصفه أحمد، والدارقطني بالتدليس (المرتبة الأولى من المدلسين عند الحافظ)، ولم أجد تصريح سماعه، والمدلس لا يحتج بعنعنته في غير الصحيحين على الراجح، وأخرجه مسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ٨٧٥ من طريق الأعمش به، ولم يذكر قوله: "قبل أن تجيء".

١١١٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَجُلاً دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ. فَجَعَلَ يَتَخَطَّى النَّاسَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ وَآنَيْتَ».

۱۱۱۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جمعے کے دن رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا' وہ (قریب آ کر بیٹھنے کے لیے) لوگوں کے اوپر سے گزرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ جا' تو نے لوگوں کو تکلیف پہنچائی اور دیر سے آیا۔''

فوائد ومسائل: ① جمعے کے لیے جلدی جانا چاہیے تاکہ امام سے قریب تر مناسب جگہ مل سکے۔ ② اگر دیر ہو جائے تو پیچھے ہی جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے۔ ③ آگے جانے کی کوشش میں دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث بننا مناسب نہیں۔ ④ اگر کوئی نمازی نامناسب حرکت کرے تو امام اسے خطبے کے دوران میں منع کر سکتا ہے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے اور وہ اس کام سے اجتناب کریں۔

١١١٦- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتُّخِذَ جِسْراً إِلَى جَهَنَّمَ».

۱۱۱۶- حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعے کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں' اسے جہنم تک پہنچنے کے لیے پل بنا دیا گیا۔''

(المعجم ٨٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ نُزُولِ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ (التحفة ١٢٨)

باب: ۸۹- امام کے منبر سے اترنے کے بعد بات چیت کرنا

١١١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۱۱۱۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

١١١٥ـ [صحيح] * المحاربي مدلس (المرتبة الثالثة عند الحافظ) وعنعن، والحسن تقدم حاله في التدليس، ح: ٧١، وللحديث شواهد صحيحة عند أبي داود، ح: ١١١٨ وغيره.

١١١٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، ح: ٥١٣ عن أبي كريب به، وقال: "غريب" * رشدين تقدم، ح: ٥٢١، وزبان بن فائد: "ضعيف الحديث مع صلاحه وعبادته" (تقريب)، وفيه علة أخرى.

١١١٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود السجستاني، الصلاة، باب الإمام يتكلم بعد ما ينزل من المنبر، ح: ١١٢٠ من حديث جرير به، وضعفه البخاري وغيره * جرير بن حازم وصفه البيهقي وغيره بالتدليس، ولم أجد تصريح سماعه.

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُكَلَّمُ فِي الْحَاجَةِ، إِذَا نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

کہ نبی ﷺ جمعے کے دن (خطبے سے فارغ ہو کر) جب منبر سے اترتے تو آپ سے ضرورت کی بات چیت کر لی جاتی تھی۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اس قسم کا ایک واقعہ' جس میں دورانِ خطبہ میں' خطبہ چھوڑ کر سائل سے گفتگو کرنے کا ذکر ہے' صحیح مسلم (الجمعة' حديث:٨٧٦) میں ہے۔ علاوہ ازیں اس قسم کا واقعہ کسی نماز کے موقع پر بھی پیش آیا تھا جیسا کہ جامع الترمذی میں ہے: ''نماز کی اقامت کہہ دی گئی تو ایک شخص نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا حتی کہ کچھ لوگوں کو اونگھ آنے لگی۔'' (جامع الترمذي' حديث:٥١٨) بنابریں مسئلہ یوں ہی ہے کہ اگر امام یا کوئی شخص کوئی ضروری بات کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں مگر اہل جماعت کو اذیت نہیں ہونی چاہیے۔

(المعجم ٩٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٢٩)

باب:٩٠- نماز جمعہ کی قراءت کا بیان

١١١٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَدَنِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ. فَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ. فَصَلَّى بِنَا أَبُوهُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْأُولَى. وَفِي الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ.

١١١٨- حضرت عبیداللہ بن ابورافع رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مروان نے مدینہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا اور خود مکہ تشریف لے گئے۔ جمعے کے دن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون کی تلاوت کی۔

قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ. فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ. فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا.

حضرت عبیداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو چکے تو میں انھیں ملا' میں نے انھیں کہا: آپ نے (آج نماز میں) وہ دو سورتیں پڑھی ہیں جو کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ (نماز میں) پڑھا کرتے تھے۔

١١١٨- أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ٨٧٧ عن ابن أبي شيبة، وغيره به.

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ سورتیں پڑھتے سنا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① جمعہ کی نماز میں مذکورہ بالا دو سورتیں پڑھنا مسنون ہے تاہم دیگر سورتوں کی قراءت بھی جائز ہے جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ ہر چھوٹی بڑی چیز میں رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے تھے۔ اس لیے حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ ؓ کا عمل اتباع رسول ﷺ ہی پر مشتمل تھا۔

١١١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ: أَنْبَأَنَا ضَمْرَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَتَبَ الضَّحَّاكُ ابْنُ قَيْسٍ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَخْبِرْنَا، بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، مَعَ سُورَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: كَانَ يَقْرَأُ فِيهَا ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

١١١٩- حضرت عبید اللہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ضحاک بن قیس ؓ نے حضرت نعمان بن بشیر ؓ کو خط لکھا: ہمیں یہ بتایئے کہ نبی ﷺ جمعے کے دن سورۂ جمعہ کے ساتھ دوسری کون سی سورت پڑھتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: نبی ﷺ اس نماز میں ﴿هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (سورة الغاشية) پڑھتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس میں جمعے کی نماز میں سورۂ غاشیہ کی تلاوت کا ذکر ہے جب کہ گزشتہ حدیث میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورتوں کی تلاوت میں اختیار ہے۔ ② تحریری طور پر مسئلہ پوچھنا اور بتانا درست ہے۔ ③ تحریر بھی اسی طرح قابل اعتماد ہے جس طرح براہ راست سنی ہوئی حدیث بشرطیکہ یقین ہو یہ تحریر فلاں صاحب ہی کی ہے۔

١١٢٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ أَبِي عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

١١٢٠- حضرت ابو عنبہ خولانی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعے کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔

١١١٩- أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ٨٧٨ من حديث سفيان بن عيينة به، إلا أن فيها "... سوى سورة الجمعة؟".

١١٢٠- [صحيح] ✽ الوليد عنعن، تقدم، ح: ٢٥٥، وله شاهد صحيح عند مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ٨٧٨ وغيره.

(المعجم ٩١) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً** (التحفة ١٣٠)

باب:٩١- جس کو جمعے کی ایک رکعت ملے

١١٢١- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيَصِلْ إِلَيْهَا أُخْرٰى».

١١٢١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جسے جمعے کی ایک رکعت ملے وہ اس کے ساتھ دوسری ملا لے۔“

فوائد ومسائل: ① جو شخص کسی وجہ سے جمعے کی نماز میں بروقت نہ پہنچ سکے اسے اگر ایک رکعت امام کے ساتھ مل گئی تو اس کی وہ نماز جمعے کی شمار ہوگی اس لیے اسے صرف ایک رکعت مزید پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے۔ ② اس میں اشارہ ہے کہ اگر ایک رکعت سے کم ملے تو اس کی جمعے کی نماز نہیں ہوئی تب اسے ظہر کی نماز چار رکعت پڑھنی چاہیے۔

١١٢٢- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلاَةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ».

١١٢٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے نماز کی ایک رکعت مل گئی اسے (نماز) مل گئی۔“

١١٢٣- **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ

١١٢٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے جمعے کی نماز یا کسی اور نماز کی ایک رکعت مل گئی اسے وہ نماز مل گئی۔“

١١٢١ـ [صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، عمر بن حبيب متفق على تضعيفه"، وللحديث شاهد عند الدارقطني: ٢/ ١٢، ح: ١٥٩٢، وإسناده حسن لذاته، وأخرج البيهقي: ٣/ ٢٠٤ وغيره بإسناد صحيح عن ابن عمر قال: "من أدرك ركعةً من الجمعة فقد أدركها إلا أنه يقضي ما فاته".

١١٢٢ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب من أدرك من الصلاة ركعةً، ح: ٥٨٠، ومسلم، المساجد، باب من أدرك ركعةً من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، ح: ٦٠٧ من حديث الزهري به.

١١٢٣ـ [صحيح] انظر، ح: ٧٠٧ لعلته، وانظر، ح: ١١٢١ لشواهده، وصححه ابن حجر في بلوغ المرام.

الأَيْلِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ أَوْ غَيْرِهَا، فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ».

فائدہ: اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ جسے جماعت کے ساتھ ایک رکعت مل گئی تو وہ جماعت کے ثواب سے محروم نہیں رہا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اگر ایک رکعت وقت کے اندر پڑھ لی پھر وقت ختم ہو گیا تو وہ نماز قضا نہیں ہوئی، مثلاً: فجر کی ایک رکعت پڑھی تھی کہ سورج طلوع ہو گیا یا عصر کی ایک رکعت پڑھی تھی کہ سورج غروب ہو گیا، اس صورت میں اسے اپنی نماز مکمل کر لینی چاہیے، تاہم بلا عذر اس قدر تاخیر کرنا منع ہے۔

(المعجم ٩٢) - **بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَيْنَ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ** (التحفة ١٣١)

باب: ٩٢- کتنی دور سے جمعے کے لیے آنا ضروری ہے

١١٢٤- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: إِنَّ أَهْلَ قُبَاءٍ كَانُوا يُجَمِّعُونَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

١١٢٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: قباء کے رہنے والے جمعے کے دن جمعے کی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں ادا کرتے تھے۔

(المعجم ٩٣) - **بَابٌ: فِيمَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ** (التحفة ١٣٢)

باب: ٩٣- بلا عذر جمعہ چھوڑنا گناہ ہے

١١٢٥- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنِي عُبَيْدَةُ بْنُ سُفْيَانَ

١١٢٥- صحابی رسول حضرت ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اہمیت نہ دیتے ہوئے تین بار جمعے کی نماز ترک کر دی، اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی۔''

١١٢٤- [إسناده حسن] وضعفه البوصيري ❊ عبدالله العمري عن نافع قوي كما تقدم، ح: ٧٤٧.

١١٢٥- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجمعة، ح: ١٠٥٢ من حديث محمد بن عمرو به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ، وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، تَهَاوُناً بِهَا، طُبِعَ عَلَى قَلْبِهِ».

فوائد ومسائل: ① [تَهَاوُنًا] کا لفظ هَيِّنٌ سے تعلق رکھتا ہے جس کا مطلب معمولی اور غیر اہم چیز ہے۔ انسان جس چیز کو اہمیت نہیں دیتا' اس کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی سے کام لیتا ہے' اس لیے اس لفظ کا ترجمہ ''سستی کرتے ہوئے'' بھی کیا جاتا ہے۔ ② دل پر مہر لگ جانا بعض گناہوں کی سزا کے طور پر ہوتا ہے جس کے نتیجے میں دل خیر وشر میں امتیاز سے محروم ہو جاتا ہے' پھر اس کو نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت نہیں رہتی۔ جب دل کی بیماری اس درجہ تک پہنچ جائے تو پھر ہدایت کی امید بہت ہی کم رہ جاتی ہے۔ مومن کو اس خطرناک مرحلے سے بچنے کے لیے نمازوں کا' خاص طور پر جمعے کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔

١١٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَسِيدِ بْنِ أَبِي أَسِيدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا [عَبْدُ] اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ أَسِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا، مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ، طَبَعَ اللهُ عَلَى قَلْبِهِ».

۱۱۲۶- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مجبوری کے بغیر تین بار جمعے کی نماز ترک کی' اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔''

١١٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مَعْدِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ

۱۱۲۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! (توجہ سے سنو!)

١١٢٦_ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٦٥٧، وعلى هوامش النسخ الهندية من المجتبى، من حديث ابن وهب به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١١٢٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ٢٩٢ من حديث محمد بن بشار به، وقال: "صحيح على شرط مسلم"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨٥٩، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف معدي بن سليمان"، وله شاهد ضعيف جدًا عند أبي يعلى، ح: ٢١٩٨، وشاهد آخر عند الطبراني في الأوسط: ١/ ٢٢٤، ٢٢٥، ح: ٣٣٨، وإسناده ضعيف، راجع المجمع: ٢/ ١٩٣، وله شواهد أخرى عند المنذري في الترغيب والترهيب: ١/ ٥٠٩_٥١٢.

أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلاَ هَلْ عَسٰى أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَّخِذَ الصُّبَّةَ مِنَ الْغَنَمِ عَلٰى رَأْسِ مِيلٍ أَوْ مِيلَيْنِ، فَيَتَعَذَّرَ عَلَيْهِ الْكَلأُ، فَيَرْتَفِعَ. ثُمَّ تَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلاَ يَجِيءُ وَلاَ يَشْهَدُهَا. وَتَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلاَ يَشْهَدُهَا. وَتَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلاَ يَشْهَدُهَا. حَتّٰى يُطْبَعَ عَلٰى قَلْبِهِ».

ممکن ہے ایک آدمی (شہر سے) ایک دو میل کے فاصلے پر چند بکریاں لیے ہوئے ہو' اسے گھاس ملنے میں مشکل پیش آ جائے اور وہ مزید دور چلا جائے' پھر جمعے کا دن آئے اور وہ آ کر جمعے کی نماز میں شریک نہ ہو' پھر (دوسرا) جمعہ آ جائے اور وہ (اس بار بھی) حاضر نہ ہو' پھر (تیسرا) جمعہ آئے اور وہ حاضر نہ ہو حتی کہ اس کے دل پر مہر لگا دی جائے۔"

١١٢٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ».

۱۱۲۸- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے جان بوجھ کر جمعہ چھوڑ دیا' اسے چاہیے کہ ایک دینار صدقہ کرے۔ اگر اس کے پاس (ایک دینار) نہ ہو تو آدھا دینار صدقہ کرے۔"

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے جمعہ چھوڑنے سے وہ کفارہ ثابت نہیں ہوتا جو اس میں بیان ہوا ہے' تاہم بغیر شرعی عذر کے جمعہ چھوڑنا سخت گناہ ہے۔

(المعجم ٩٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٣٣)

باب: ۹۴- جمعے سے پہلے نماز (سنت) کا بیان

١١٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ

۱۱۲۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعے (کی فرض نماز) سے پہلے چار رکعتیں

١١٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٦٦٢، والمجتبى كما ذكره شيخنا الإمام عطاء الله الفوجياني في التعليقات السلفية: ١/ ١٦١ عن نصر بن علي به * قتادة عنعن، وتقدم، ح: ١٧٥، وله سند آخر عن قدامة بن وبرة عن سمرة به، أخرجه النسائي في المجتبى: ٣/ ٨٩، ح: ١٣٧٢، وأبوداود، ح: ١٠٥٣ وغيرهما * وقدامة لم يسمع من سمرة كما قال البخاري.

١١٢٩ـ [إسناده موضوع] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد مسلسل بالضعفاء، عطية متفق على ضعفه، وحجاج مدلس، ومبشر بن عبيد كذاب، وبقية هو ابن الوليد يدلس بتدليس التسوية".

مُبَشِّرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوفِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعاً، لاَ يَفْصِلُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ.

پڑھتے تھے اور ان میں فاصلہ نہیں کرتے تھے۔ (ایک سلام سے پڑھتے تھے۔)

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً موضوع ہے۔ نبی کریم ﷺ سے جمعے سے قبل رکعتوں کی کوئی تعیین کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں' نہ قول سے اور نہ آپ ﷺ کے عمل ہی سے بلکہ نبی کریم ﷺ جب منبر پر رونق افروز ہو جاتے تو اذان شروع ہو جاتی اور اذان کے بعد آپ کسی وقفہ کے بغیر خطبہ شروع فرما دیتے اور یہ کھلے مشاہدے کی بات تھی۔ علامہ عراقی فرماتے ہیں کہ کسی صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے یہ منقول نہیں کہ آپ جمعہ سے پہلے کوئی مقررہ رکعتوں پر مشتمل نماز پڑھتے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ' امام ابن قیم اور دیگر محققین وعلمائے حدیث کی تحقیق یہی ہے کہ جمعہ سے قبل مقررہ تعداد میں سنن ونوافل ثابت نہیں' البتہ جو شخص امام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے مسجد میں پہنچ جائے وہ بلا تعیین جتنی سنتیں اور نوافل پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جونہی امام خطبہ شروع کرے' نوافل پڑھنا بند کردے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتاوی ابن تیمیة: ۲۴/ ۱۸۸' ۲۰۰' و زادالمعاد: ۱/ ۴۳۲' ۴۴۰)

(المعجم ٩٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٣٤)

باب: ۹۵- جمعے کے بعد (سنت) نماز کا بیان

١١٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ، انْصَرَفَ، فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ.

۱۱۳۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' کہ وہ جب جمعے کی نماز پڑھتے تو واپس جا کر گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے' پھر فرماتے: رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نفلی نماز اور سنتیں گھر میں ادا کرتے تھے تاہم مسجد میں بھی سنتیں پڑھنا جائز ہے۔

١١٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ

۱۱۳۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعے کے بعد دو رکعت نماز (سنت) ادا کرتے تھے۔

۱۱۳۰۔ أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، ح: ٨٨٢ من حديث محمد بن رمح وغيره به.

۱۱۳۱۔ أخرجه مسلم (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان بن عيينة به.

شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ.

١١٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوا أَرْبَعاً».

۱۱۳۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم جمعے کے بعد نماز پڑھو تو چار رکعت (سنت) پڑھو۔‘‘

فائدہ: معلوم ہوا کہ جمعے کی فرض نماز کے بعد دو رکعت سنت بھی ادا کی جا سکتی ہے اور چار رکعت بھی اور بعض نے ان دونوں کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ مسجد میں پڑھے تو چار سنتیں پڑھے (دو دو کر کے یا بہ یک سلام) اور گھر جا کر پڑھے تو دو رکعت پڑھے۔ (مرعاۃ)

(المعجم ٩٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِلَقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، وَالِاحْتِبَاءِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ١٣٥)

باب: ۹۶- جمعے کے دن نماز سے پہلے (مسجد میں) حلقے بنا کر بیٹھنے اور خطبے کے دوران میں گوٹ مارنے (کی ممانعت) کا بیان

١١٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، جَمِيعاً عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُحَلَّقَ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ.

۱۱۳۳- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن نماز سے پہلے مسجد میں حلقے بنانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: جمعے کی نماز کے لیے وقت سے پہلے آنا ثواب کا باعث ہے لیکن پہلے آ کر ذکر و تلاوت وغیرہ میں مشغول ہونا چاہیے، الگ الگ ٹولیاں بنا کر ادھر ادھر کی باتیں کرنا اس مقصد کے منافی، مسجد کے ادب کے خلاف اور نمازیوں کے لیے پریشانی کا باعث ہے۔

١١٣٢ـ أخرجه مسلم، الجمعة، ح: ٨٨١ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

١١٣٣ـ [حسن] تقدم ح: ٧٤٩.

١١٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الِاحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، يَعْنِي وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ.

۱۱۳۴- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا' یعنی جب امام خطبہ دے رہا ہو۔

فائدہ: حدیث میں مذکور بیٹھنے کی کیفیت احتباء کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لیے دونوں ہاتھ باندھ لینا یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا۔ عرب لوگ اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے۔ خطبے کے دوران میں اس طرح بیٹھنا درست نہیں کیونکہ اس سے نیند آ جاتی ہے اور خطبے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں شرم گاہ کے ننگا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(المعجم ٩٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٣٦)

باب: ۹۷- جمعے کی اذان کا بیان

١١٣٥- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ. وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: مَا كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ. إِذَا خَرَجَ أَذَّنَ، وَإِذَا نَزَلَ أَقَامَ. وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ كَذٰلِكَ. فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ، وَكَثُرَ النَّاسُ، زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ

۱۱۳۵- حضرت سائب بن یزید ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا تو ایک ہی مؤذن تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ (خطبہ دینے کے لیے گھر سے) باہر تشریف لاتے (اور منبر پر تشریف رکھتے) تو وہ اذان کہتا اور جب (خطبے سے فارغ ہو کر) منبر سے اترتے تو وہ اقامت کہہ دیتا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کا معمول بھی یہی تھا۔ پھر جب حضرت عثمان ؓ خلیفہ ہوئے اور (نماز کے لیے آنے والے) لوگوں کی کثرت ہو گئی تو

١١٣٤ـ [حسن] انظر، ح: ١١٢٩ لعلته، وفيه علة أخرٰى، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ١١١٠ وغيره.

١١٣٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب النداء يوم الجمعة، ح: ١٠٨٨ من حديث ابن إسحاق به، وعنده زيادة منكرة، وأصل الحديث أخرجه البخاري، ح: ٩١٢، ٩١٣، ٩١٥، ٩١٦ وغيره من حديث الزهري به، وأخرج الطبراني في الكبير: ٧/ ١٧٤، ح: ٦٦٤٦ بإسناد صحيح عن سليمان التيمي عن الزهري به، وفيه: "كان النداء على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما عند المنبر".

عَلٰى دَارٍ فِي السُّوقِ، يُقَالُ لَهَا الزَّوْرَاءُ. فَإِذَا خَرَجَ أَذَّنَ، وَإِذَا نَزَلَ أَقَامَ.

انھوں نے بازار میں ایک گھر (کی چھت) پر تیسری اذان مزید کہلوائی۔ اس جگہ کا نام زَوْرَاء تھا (جہاں مؤذن یہ اذان کہتا تھا) جب حضرت عثمان ؓ (خطبے کے لیے) تشریف لاتے تو وہ اذان کہتا اور جب (منبر سے) نیچے اترتے تو وہ اقامت کہتا۔

فوائد ومسائل: ① خطبہ شروع ہونے سے پہلے جو اذان کہی جاتی ہے' رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں جمعے کے لیے صرف وہی اذان ہوتی تھی' پھر نماز شروع کرتے وقت اقامت کہی جاتی تھی جسے دوسری اذان کا نام دیا گیا۔ ان دو اذانوں (اذان اور اقامت) کے علاوہ جو اذان ہے' اسے یہاں تیسری اذان کہا گیا ہے کیونکہ وہ ان دونوں کے بعد شروع ہوئی اور یہ وہ اذان ہے جو خطبہ شروع ہونے سے کافی پہلے کہی جاتی ہے تاکہ لوگ جمعے کی تیاری کر کے بروقت مسجد میں پہنچ سکیں۔ ② فجر کی اذان سے پہلے بھی ایک اور اذان کہی جاتی ہے جسے عرف عام میں ''تہجد کی اذان'' کہتے ہیں۔ اس کی حکمت بھی یہی ہے کہ مسلمان فجر کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائیں تاکہ ضروری حاجات سے فارغ ہو کر وضو وغیرہ کر کے بروقت فجر کی نماز کے لیے مسجد میں پہنچ سکیں۔ حضرت عثمان ؓ نے فجر کی اس پہلی اذان پر قیاس کرتے ہوئے جمعے کی پہلی اذان شروع کی کیونکہ جس طرح سے فجر سے پہلے کا وقت غفلت کا ہوتا ہے' اسی طرح جمعے سے پہلے کا وقت بھی مصروفیت کی وجہ سے ایک طرح غفلت کا وقت ہی ہوتا ہے' لہٰذا وقت سے پہلے ہی توجہ دلانے اور ہوشیار کرنے کے لیے اذان کہی جاتی ہے۔ ③ حضرت عثمان ؓ نے جمعے کی پہلی اذان مسجد سے باہر بازار میں کہلوائی تاکہ زیادہ لوگ متوجہ ہو سکیں۔ آج کے دور میں لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے مسجد کے اندر کہی ہوئی اذان سے بھی یہی مقصد حاصل ہو جاتا ہے' اس لیے اس اذان کا مسجد سے باہر ہونا ضروری نہیں۔ ④ جمعے کی پہلی اذان خلفائے راشدین کی سنت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: ''میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت اختیار کرو۔'' (سنن ابن ماجہ' حدیث:٤٢) سنت نبوی کے مطابق صرف ایک اذان کہنا یا خلیفۂ راشد کی سنت کے مطابق دو اذانیں کہنا' دونوں طرح جائز ہے' تاہم سنت نبوی کے مطابق ایک ہی اذان کہنا زیادہ بہتر ہے۔ البتہ بعض اہل علم کے نزدیک لاؤڈ سپیکر اور گھڑیوں کے عام ہونے کی وجہ سے' موجودہ دور میں' پہلی اذان کا جواز بھی باقی نہیں رہتا' تاہم جہاں یہ چیزیں نہ ہوں تو وہاں ضرورت کے مطابق اس پر عمل کرنا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٩٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ وَهُوَ يَخْطُبُ (التحفة ١٣٧)

باب: ٩٨- خطبے کے وقت امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہیے

١١٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، اسْتَقْبَلَهُ أَصْحَابُهُ بِوُجُوهِهِمْ.

۱۱۳۶- حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب منبر پر کھڑے ہوتے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے چہرے نبی ﷺ کی طرف کر لیتے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن اس کے موقوف اور مرفوع شواہد کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے' لہٰذا خطبے کے دوران میں امام کی طرف رخ کرنا مستحب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اپنی صحیح میں یہی مسئلہ بیان کیا ہے اور یہ باب قائم کیا ہے "باب استقبال الناس الإمام إذا خطب" یعنی دوران خطبہ میں امام لوگوں کی طرف اور لوگ امام کی طرف رخ رکھیں اور ترجمۃ الباب میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کا عمل بھی یہی نقل کیا ہے۔ (صحیح البخاري، الجمعة، قبل حديث:۹۲۱) علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحيحة' رقم الحديث:۲۰۸۰)

(المعجم ٩٩) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِي الْجُمُعَةِ** (التحفة ١٣٨)

باب:۹۹- جمعے کے دن میں وہ خاص وقت جس میں (دعا کی قبولیت کی) امید ہوتی ہے

١١٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً، لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ، قَائِمٌ يُصَلِّي، يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ» وَقَلَّلَهَا بِيَدِهِ.

۱۱۳۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعے (کے دن) میں ایک گھڑی ہے جو مسلمان آدمی اسے اس حال میں پا لے کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو' وہ اس گھڑی میں اللہ سے جو بھلائی مانگے گا (دنیا کی ہو یا آخرت کی)' اللہ اسے وہ چیز دے دے گا۔" آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ گھڑی مختصر سی ہے۔

فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق یہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز ختم ہونے تک کے

١١٣٦ـ [إسناده ضعيف] وللحديث شواهد موقوفة عند البخاري، ح:٩٢١، ومرفوعة عند البيهقي وغيرهما * ثابت أبو عدي مجهول الحال كما في التقريب وغيره، ولم يذكر من حدثه به.

١١٣٧ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء في الساعة التي في يوم الجمعة، ح:٦٤٠٠، ومسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، ح:٨٥٢ من حديث أيوب به.

وقفہ میں ہے۔(صحیح مسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، حديث:٨٥٣) ⑨ اس مسئلے میں بعض دیگر اقوال آئندہ روایات میں آ رہے ہیں۔

١١٣٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ مِنَ النَّهَارِ، لَا يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا الْعَبْدُ شَيْئاً إِلَّا أُعْطِيَ سُؤْلَهُ» قِيلَ: أَيُّ سَاعَةٍ؟ قَالَ: «حِينَ تُقَامُ الصَّلَاةُ إِلَى الانْصِرَافِ مِنْهَا».

١١٣٨- حضرت عمرو بن عوف مزنی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”جمعے کے دن میں ایک گھڑی ہے اس میں بندہ اللہ سے جو کچھ مانگے اللہ اسے اس کی مطلوبہ چیز دے دیتا ہے۔“ عرض کیا گیا: وہ کون سی گھڑی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جب نماز کھڑی ہو جائے (اس وقت سے لے کر) نماز سے فارغ ہونے تک۔“

١١٣٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: قُلْتُ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ: إِنَّا لَنَجِدُ فِي كِتَابِ اللهِ: فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا شَيْئاً إِلَّا قَضَى لَهُ حَاجَتَهُ.

١١٣٩- حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: ہم اللہ کی کتاب (تورات) میں پاتے ہیں کہ جمعے کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ اس وقت جو کوئی مومن بندہ نماز پڑھتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے اللہ اس کی حاجت پوری فرما دیتا ہے۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَأَشَارَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ. فَقُلْتُ: صَدَقْتَ، أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ. قُلْتُ: أَيُّ سَاعَةٍ هِيَ؟ قَالَ: «هِيَ

حضرت عبداللہ بن سلام ؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا: یا ساعت سے بھی کم۔ میں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا یا ایک ساعت سے بھی کم۔ میں نے

١١٣٨ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الساعة التي ترجى في يوم الجمعة، ح: ٤٩٠ من حديث كثير به، وقال: "حسن غريب"، وله شواهد عند مسلم، ح: ٨٥٣ وغيره.

١١٣٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٥١ من حديث الضحاك به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات على شرط الصحيح".

آخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ». قُلْتُ: إِنَّهَا لَيْسَتْ سَاعَةَ صَلَاةٍ قَالَ: «بَلٰى. إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا صَلَّى ثُمَّ جَلَسَ، لَا يَحْبِسُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ».

عرض کی: وہ گھڑی کون سی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دن کی آخری گھڑی ہے۔'' میں نے عرض کی: وہ تو نماز کا وقت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں ہاں مومن بندہ جب نماز پڑھ کر بیٹھ رہتا ہے' وہ نماز کے علاوہ کسی اور وجہ سے نہیں رکا ہوتا' وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعے کے دن کا آخری حصہ بھی دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ ② ''گھڑی'' سے وقت کی کوئی متعین مقدار مراد نہیں ہوتی بلکہ کچھ وقت مراد ہوتا ہے۔ ''ساعت سے کم'' یا ''گھڑی کا ایک حصہ'' یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ وقت بہت قلیل ہوتا ہے۔ ③ نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ رہنا بہت ثواب کا کام ہے بشرطیکہ ذکر و تلاوت وغیرہ میں وقت گزارا جائے اور فضول باتیں نہ کی جائیں۔

(المعجم ١٠٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ (التحفة ١٣٩)

باب: ١٠٠- بارہ رکعت سنت مؤکدہ کا بیان

١١٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ، عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. أَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ».

١١٤٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پابندی سے بارہ رکعت سنتیں پڑھتا ہے' اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر کر دیا جاتا ہے۔ ظہر سے پہلے چار رکعتیں' ظہر کے بعد دو رکعتیں' مغرب کے بعد دو رکعتیں' عشاء کے بعد دو رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں۔''

فوائد و مسائل: ① سب سے اہم نماز تو فرائض ہیں لیکن مؤکدہ سنتوں کی بھی بہت زیادہ اہمیت ہے' لہٰذا ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ ② ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھنا بھی جائز ہے۔ (صحيح البخاري' التهجد'

١١٤٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعةً من السنة ... الخ، ح: ٤١٤ من حديث إسحاق بن سليمان به، وقال: "غريب"، وضعفه النسائي * مغيرة وثقه الجمهور، ولحديثه شواهد عند مسلم، ح: ٧٢٨ وغيره.

باب التطوع بعد المكتوبة' حديث:١١٧٢، وصحيح مسلم' صلاة المسافرين' باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض و بعدهن' و بيان عددهن' حديث:٧٢٩) ③ ظہر کے فرضوں کے بعد چار سنتیں پڑھنا بھی درست ہے جیسے کہ حدیث:١١٦٠ میں آئے گا۔ ④ مؤکدہ کا مطلب ہے تاکیدوالی سنتیں' یعنی فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نبی ﷺ نے جن سنتوں کو پابندی کے ساتھ ادا کیا یا ادا کرنے کی فضیلت واہمیت بیان فرمائی' ان کو سنن مؤکدہ یا سنن راتبہ کہا جاتا ہے۔

١١٤١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

١١٤١- ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے دن رات میں (فرضوں کے علاوہ) بارہ رکعتیں پڑھیں' اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① بارہ رکعت سے مراد وہی مؤکدہ سنتیں ہیں جن کی تفصیل گزشتہ حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ ② جنت میں گھر تعمیر ہونا ان نمازوں کا اجر ہے۔ اگر دوسرے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل بھی ہو جائے تب بھی اس عمل کے ثواب پر خاص طور پر ایک گھر ملے گا۔ ③ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت نمازیں پابندی سے ادا کرنے والے کے گناہ معاف ہو جائیں گے جس کی وجہ سے وہ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہونے کا اہل ہو جائے گا' لہٰذا محض سستی اور بے پروائی کی وجہ سے سنتیں چھوڑ دینا بری بات ہے۔

١١٤٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ

١١٤٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دن میں بارہ رکعتیں پڑھیں' اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا جائے گا' فجر سے پہلے دو رکعتیں' ظہر سے پہلے دو رکعتیں'

١١٤١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، الباب السابق، ح: ٤١٥ من حديث المسيب به، وقال: "حسن صحيح"، وله طرق عند مسلم، ح: ٧٢٨ وغيره.

١١٤٢ـ [ضعيف] أخرجه النسائي في الصغرٰى، ح: ١٨١٢، والكبرٰى، ح: ١٤٧٨ من حديث محمد بن سليمان به، وقال: "هٰذا الحديث عندي خطأ، ومحمد بن سليمان ضعيف".

ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ أَظُنُّهُ قَالَ قَبْلَ الْعَصْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَظُنُّهُ قَالَ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ».

ظہر کے بعد دو رکعتیں اور غالباً آپ نے یہ بھی فرمایا: عصر سے پہلے دو رکعتیں اور مغرب کے بعد دو رکعتیں۔ اور غالباً یہ بھی فرمایا: عشاء کے بعد دو رکعتیں۔"

(المعجم ١٠١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (التحفة ١٤٠)

باب:۱۰۱- فجر سے پہلے دو رکعتوں کا بیان

١١٤٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

۱۱۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ صبح صادق طلوع ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

223

فائدہ: علامہ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث اصل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے' تاہم اس کی وجہ سے حدیث کے قابل اعتماد ہونے میں فرق واقع نہیں ہوتا۔ دیکھیے: (صحیح ابن ماجه' حدیث:۹۴۴)

١١٤٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ، كَأَنَّ الأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ.

۱۱۴۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صبح (کے فرضوں) سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے' (اور اتنی ہلکی پڑھتے) گویا آپ کے کانوں میں اقامت کی آواز آ رہی ہے۔

فوائد و مسائل: ① نماز ہلکی پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ رکوع اور سجدہ وغیرہ اطمینان سے ادا نہ کیے جائیں بلکہ تسبیحات کی تعداد اور تلاوت کی مقدار میں کمی مراد ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتوں میں سورۂ ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت کیا کرتے تھے اور یہ سب سے مختصر سورتوں میں سے ہیں۔

١١٤٣ـ [صحيح] * سفيان بن عيينة عنعن، وله شاهد عند مسلم، ح: ٧٢٣ من حديث سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن الزهري عن سالم عن أبيه عن حفصة به.

١١٤٤ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب ساعات الوتر، ح: ٩٩٥، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٤٩(ب) من حديث حماد بن زيد به.

(صحیح مسلم' صلاة المسافرين' باب استحباب ركعتي سنة الفجر ......' حدیث:۷۲۶' وسنن ابن ماجه' حدیث:۱۱۴۸-۱۱۵۰) بعض اوقات ان رکعتوں میں قدرے طویل قراءت بھی کر لیتے تھے۔(صحیح مسلم' حوالۂ مذکور بالا)

١١٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ إِلَى الصَّلَاةِ.

۱۱۴۵- حضرت حفصہ بنت عمر ؓ سے روایت ہے کہ جب صبح کی اذان ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ نماز (فرض) کے لیے جانے سے پہلے ہلکی سی دو رکعتیں ادا فرماتے۔

١١٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

۱۱۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب وضو کرتے تھے تو دو رکعت نماز ادا فرماتے' پھر نماز کے لیے (مسجد میں) تشریف لے جاتے۔

فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت صحیح مسلم کی روایت کا اختصار ہے' اس میں ہے کہ ان دو رکعتوں سے مراد فجر کی سنتیں ہیں نہ کہ وضو کی سنتیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الضعیفة' رقم:۴۱۸۱) علاوہ ازیں امام ابن ماجہ ؒ نے بھی اس روایت کو "فجر سے پہلے دو رکعتوں کا بیان" نامی عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔

١١٤٧- حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الإِقَامَةِ.

۱۱۴۷- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ اقامت کے وقت دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

(المعجم ١٠٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (التحفة ١٤١)

باب:۱۰۲- فجر کی سنتوں کی قراءت کا بیان

١١٤٥ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان بعد الفجر، ح:٦١٨، ١١٧٣، ١١٨١، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما . . . الخ، ح: ٧٢٣ من حديث نافع به .

١١٤٦ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح"، وانظر، ح:٤٦، ١٠٣٩ لعلته .

١١٤٧ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٩٥ لعلته .

١١٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۱۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فجر سے پہلے کی دو رکعتوں (سنتوں) میں ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت فرمائی۔“

فائدہ: کسی اور مقام سے قرآن مجید پڑھنا بھی درست ہے۔ (دیکھیے‘ فوائد حدیث: ۱۱۴۴)

١١٤٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيَّانِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْرًا. فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۱۴۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے ایک ماہ تک رسول اللہ ﷺ (کی نماز) کا مشاہدہ کیا تو آپ فجر کی سنتوں میں ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

فائدہ: سری نماز میں قدرے بلند آواز میں تلاوت کرنا یا چند الفاظ بلند آواز سے پڑھ دینا جس سے قریب کھڑے آدمی کو معلوم ہو جائے‘ جائز ہے۔

١١٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۱۵۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ انھوں

١١٤٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما وتخفيفهما . . . الخ، ح:٧٢٦ من حديث مروان الفزاري به.

١١٤٩ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في تخفيف ركعتي الفجر وما كان النبي ﷺ يقرأ فيهما، ح:٤١٧ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن"، وللحديث شواهد عند مسلم، ح:٧٢٦ وغيره.

١١٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:٦/ ٢٣٩ عن يزيد به، وصححه ابن حبان، ح:٦١٠، وابن خزيمة، ح:١١١٤ من حديث إسحاق بن يوسف الأزرق عن الجريري، وقواه الحافظ في الفتح:٣/ ٤٧ * الجريري اختلط، وسماع يزيد بن هارون وإسحاق الأزرق منه بعد اختلاطه (التقييد والإيضاح، ص:٤٢٧)، وللحديث شواهد.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. وَكَانَ يَقُولُ: «نِعْمَ السُّورَتَانِ هُمَا، يُقْرَأُ بِهِمَا فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾».

نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ فجر (کی فرض نماز) سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ''یہ دو سورتیں کتنی اچھی ہیں، جو فجر کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۴۳/۱۴۸، ۱۴۹، والصحيحة رقم الحديث: ۶۴۶) نیز دکتور بشار عواد اس حدیث کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن متناً صحیح ہے کیونکہ اس سے قبل روایات میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ۱۱۵۰)

(المعجم ١٠٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ (التحفة ١٤٢)

باب: ۱۰۳- اقامت ہو جانے کے بعد فرض نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں

١١٥١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ. ح: وَحَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ. قَالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ».

۱۱۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔''

حدثنا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ،

امام ابن ماجہ نے ایک تیسری سند سے مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

١١٥١ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن في إقامة الصلاة... الخ، ح: ٧١٠ من حديث روح وغيره به.

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ.

فائدہ: جب جماعت کھڑی ہوتو اس کے ساتھ مل جانا چاہیے' اس وقت کوئی سنتیں یا نفل پڑھنا درست نہیں' بنا بریں اگر کوئی شخص سنتیں پڑھ رہا ہو اور جماعت کھڑی ہو جائے تو سنتیں چھوڑ کر جماعت کے ساتھ مل جانا چاہیے یہی بات راجح اور اقرب الی الصواب ہے۔ البتہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر سنتیں یا نوافل' جو وہ ادا کر رہا ہے' تکبیر تحریمہ سے قبل مکمل ہونے کا یقین ہو تو وہ مکمل کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ واللہ أعلم.

١١٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سَرْجِسَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلاَةِ الْغَدَاةِ، وَهُوَ فِي الصَّلاَةِ. فَلَمَّا صَلَّى قَالَ لَهُ: «بِأَيِّ صَلاَتَيْكَ اعْتَدَدْتَ؟».

۱۱۵۲- حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں ایک آدمی کو فجر سے پہلے کی دو سنتیں پڑھتے دیکھا' نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو نے اپنی دونوں نمازوں میں سے کس کا اعتبار کیا ہے؟''

فوائد و مسائل: ① اس عبارت کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تو نے کس نماز کو اپنا مقصد قرار دیا ہے؟ یعنی کیا تیرا مقصود وہ نماز تھی جو اکیلے پڑھی یا وہ جس کی جماعت ہو رہی تھی؟ چونکہ گھر سے آتے وقت اصل مقصد فرض نماز کی ادائیگی ہوتا ہے تو اس پر دوسری کو ترجیح دینا درست نہیں۔ سنتیں تو گھر میں بھی ادا کی جا سکتی ہیں' مسجد میں آنے کا اصل مقصد وہ نہیں ہوتیں۔ ② اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ جماعت کھڑی ہو تو فجر کی سنتیں پڑھنا درست نہیں بلکہ جماعت کے ساتھ شامل ہونا ضروری ہے۔

١١٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ. قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ وَقَدْ أُقِيمَتْ صَلاَةُ الصُّبْحِ، وَهُوَ

۱۱۵۳- حضرت عبداللہ بن مالک' ابن بُحَینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک نماز پڑھتے ہوئے آدمی کے پاس سے گزرے جب کہ نماز فجر کی اقامت ہو چکی تھی۔ نبی ﷺ نے اس سے کچھ فرمایا' مجھے معلوم نہ ہوا کہ کیا فرمایا۔ جب وہ نماز سے

١١٥٢ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ٧١٢ من حديث أبي معاوية وغيره به.

١١٥٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة، ح: ٦٦٣، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ٧١١ من حديث إبراهيم به.

يُصَلِّي. فَكَلَّمَهُ بِشَيْءٍ لاَ أَدْرِي مَا هُوَ. فَلَمَّا انْصَرَفَ أَحَطْنَا بِهِ نَقُولُ لَهُ: مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ لِي: «يُوشِكُ أَحَدُكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ الْفَجْرَ أَرْبَعاً».

فارغ ہوا تو ہم اس کے گرد جمع ہو کر پوچھنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے تجھ سے کیا فرمایا تھا؟ اس نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا: ''ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص فجر کی چار رکعتیں پڑھ لے۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا مقصد نرم الفاظ میں اس کام سے روکنا تھا' یعنی اقامت کے بعد تو فرض نماز ہوتی ہے' تم نے سنتوں کو بھی فرضوں کے ساتھ ملا دیا' گویا چار فرض بنا لیے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اقامت کے بعد جماعت کھڑی ہونے سے پہلے سنت پڑھنے سے منع فرمایا تو جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنتیں پڑھنا بدرجۂ اولیٰ منع ہوگا۔

(المعجم ١٠٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ صَلاَةِ الْفَجْرِ مَتٰى يَقْضِيهِمَا (التحفة ١٤٣)

باب: ۱۰۴- جس کی فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں' وہ کب پڑھے؟

١١٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَيْسِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يُصَلِّي بَعْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَصَلاَةَ الصُّبْحِ مَرَّتَيْنِ؟» فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا. قَالَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ.

۱۱۵۴- حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے ایک آدمی کو فجر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا صبح کی نماز دو دفعہ پڑھ رہے ہو؟'' اس شخص نے عرض کیا: میں نے فجر سے پہلے کی دو رکعتیں (سنتیں) نہیں پڑھی تھیں' وہ (اب) پڑھی ہیں تو نبی ﷺ خاموش ہو گئے۔

فوائد ومسائل: ① نماز پڑھنے والے یہ صحابی خود حضرت قیس رضی اللہ عنہ تھے۔ اپنا نام لیے بغیر واقعہ بیان فرمایا ہے۔ جامع ترمذی کی روایت میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ یہ خود ان کا واقعہ ہے۔ (جامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء فيمن تفوته الركعتان قبل الفجر يصليهما بعد صلاة الصبح' حديث:۴۲۲) ② جو کام بظاہر غلط ہو'

١١٥٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، التطوع، باب من فاتته متى يقضيهما، ح:١٢٦٧ من حديث ابن نمير به، والترمذي، ح:٤٢٢، وتكلم فيه، وله شاهد صحيح عند ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما، وصححه الحاكم، والذهبي.

اس پر ناراضی کا اظہار کرنے سے پہلے وضاحت طلب کر لینا مناسب ہے تاکہ اگر وضاحت قابل قبول ہو تو فہمائش کی ضرورت پیش نہ آئے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا خاموش ہو جانا' اس کام کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ ایسے امور جو رسول اللہ ﷺ کے علم میں آئے اور آپ نے ان سے منع نہیں فرمایا' سب جائز ہیں۔ انھیں ''تقریری سنت'' کہا جاتا ہے۔

١١٥٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَامَ عَنْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. فَقَضَاهُمَا بَعْدَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

١١٥٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نیند کی وجہ سے فجر کی سنتیں نہ پڑھ سکے تو آپ نے سورج طلوع ہونے کے بعد ان کی قضا دی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج طلوع ہونے کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہیں' تاہم انھیں ''قضا'' قرار دیا گیا ہے' اس لیے طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لینا بہتر ہے کیونکہ وہ نماز فجر ہی کا ایک حصہ ہیں' جنھیں فجر کے وقت ہی میں پڑھ لیا گیا تو قضا نہیں ہوئیں۔

(المعجم ١٠٥) - بَابٌ: فِي الْأَرْبَعِ الرَّكَعَاتِ قَبْلَ الظُّهْرِ (التحفة ١٤٤)

باب: ١٠٥- ظہر سے پہلے چار سنتیں

١١٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَرْسَلَ أَبِي إِلَى عَائِشَةَ: أَيُّ صَلاَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ أَنْ يُوَاظِبَ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ. يُطِيلُ فِيهِنَّ الْقِيَامَ، وَيُحْسِنُ فِيهِنَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ.

١١٥٦- حضرت قابوس رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت ابو ظبیان حصین بن جندب رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے والد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس (کسی کو) یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کون سی نماز پر دوام کرنا زیادہ پسند کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے جن میں طویل قیام فرماتے اور رکوع اور سجدے خوب اچھی طرح کرتے۔

١١٥٥- [صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد رجاله ثقات" قلت: مروان عنعن، ولحديثه شواهد صحيحة في حديث ليلة التعريس.

١١٥٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٣ عن جرير (ابن عبدالحميد) به * قابوس "فيه لين" (تقريب).

١١٥٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُعَتِّبٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ قَرْثَعٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ. لاَ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ. وَقَالَ: «إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ».

۱۱۵۷- حضرت ابو ایوب (خالد بن زید انصاری) ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سورج ڈھلنے پر ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان میں سلام کے ساتھ فاصلہ نہیں کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جب سورج ڈھل جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔‘‘

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے لیکن اس میں الفاظ: ’’ان میں سلام کے ساتھ فاصلہ نہیں کرتے تھے‘‘ صحیح نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظہر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت سنتیں بہ یک سلام اور دو دو کر کے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے تاہم دو دو کر کے پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ ② یہ وقت اعمال کی قبولیت کا ہے۔ ③ ظہر کا وقت سورج ڈھلتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔

(المعجم ١٠٦) - بَابُ مَنْ فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ (التحفة ١٤٥)

باب:۱۰۶- ظہر کی پہلی چار سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھے؟

١١٥٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَزَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ، صَلاَّهَا بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ

۱۱۵۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی جب ظہر کی پہلی چار سنتیں چھوٹ جاتیں تو آپ انھیں ظہر کی بعد والی دو سنتوں کے بعد ادا کر لیتے تھے۔

١١٥٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، التطوع، باب الأربع قبل الظهر وبعدها، ح: ١٢٧٠ من حديث عبيدة به، وقال: "عبيدة ضعيف"، وضعفه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ١٢١٤.

١١٥٨ـ [ضعيف] أخرجه الترمذي، ح: ٤٢٦ من طريق عبدالله بن المبارك عن خالد الحذاء به، وقال: "حسن غريب" * قيس ضعيف عند الجمهور، وتفرد بقوله: "صلاها بعد الركعتين بعد الظهر"، ولم يذكره ابن المبارك، والله أعلم.

بَعْدَ الظُّهْرِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا قَيْسٌ عَنْ شُعْبَةَ.

امام ابوعبداللہ (ابن ماجہ) نے کہا، اس روایت کو قیس عن شعبہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا۔

(المعجم ١٠٧) - **بَابٌ: فِيمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ** (التحفة ١٤٦)

باب: ۱۰۷- ظہر کی بعد والی دو سنتیں چھوٹ جائیں تو کیا کرے؟

١١٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَرْسَلَ مُعَاوِيَةُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَانْطَلَقْتُ مَعَ الرَّسُولِ فَسَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ. فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ يَتَوَضَّأُ فِي بَيْتِي لِلظُّهْرِ، وَكَانَ قَدْ بَعَثَ سَاعِياً. وَكَثُرَ عِنْدَهُ الْمُهَاجِرُونَ. وَقَدْ أَهَمَّهُ شَأْنُهُمْ، إِذْ ضُرِبَ الْبَابُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ جَلَسَ يُقَسِّمُ مَا جَاءَ بِهِ. قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتَّى الْعَصْرِ. ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلِي فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: «شَغَلَنِي أَمْرُ السَّاعِي أَنْ أُصَلِّيَهُمَا بَعْدَ الظُّهْرِ. فَصَلَّيْتُهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ».

۱۱۵۹- حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کسی کو بھیجا۔ میں بھی اس کے ساتھ گیا۔ اس نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ وصول کرنے کے لیے ایک آدمی بھیجا تھا اور آپ کے پاس بہت سے مہاجرین جمع ہو گئے تھے (جو زکاۃ وصدقات کے مستحق تھے) اور نبی ﷺ ان کے بارے میں بہت فکر مند تھے۔ (انہی ایام میں ایک دن نبی ﷺ میرے گھر میں ظہر کی نماز کے لیے وضو کر رہے تھے) کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ ظہر کی نماز پڑھانے کے بعد آپ (مسجد میں) بیٹھ کر اس (زکاۃ وصول کرنے والے) کا لایا ہوا (زکاۃ کا) مال (مستحق افراد میں) تقسیم کرنے لگے۔ آپ عصر تک اسی کام میں مشغول رہے۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام میرے گھر میں تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں، پھر فرمایا: ”میں زکاۃ وصدقات لانے والے کے معاملہ میں مصروف ہونے کی وجہ سے ظہر کے بعد ان دو رکعتوں کو نہیں پڑھ سکا تھا، اس لیے میں نے عصر کے بعد پڑھ لیں۔“

١١٥٩ـ [إسناده ضعيف] وحسنه البوصيري، وانظر، ح: ٥٠٤ لعلته.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے منکر قرار دیا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کا ثبوت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات سے ملتا ہے' اسی لیے بعض محققین نے اس روایت کی سند کو تو ضعیف قرار دیا ہے لیکن فی نفسہٖ مسئلہ یعنی عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۴۴/۲۰۹، ۲۱۰، ۲۵۶، ۲۵۷، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ۱۱۵۹) ② ظہر کی پچھلی دو سنتیں مؤکدہ سنتوں میں سے ہیں اور ان کا پڑھنا مستحب ہے۔ ③ ممنوع وقت میں کسی مشروع سبب سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ ④ عصر کے بعد ان رکعات کی ہمیشگی نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت تھی۔

(المعجم ١٠٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا (التحفة ١٤٧)

باب: ۱۰۸- ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعت اور بعد میں بھی چار رکعت (سنت) پڑھنے کا بیان

١١٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ] الشُّعَيْثِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَنْبَسَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا، حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ».

۱۱۶۰- ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے' اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام فرما دیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا بھی درست ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۱۴۰، فائدہ: ۲) ظہر کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ (حدیث: ۱۱۴۰) لیکن پہلے بھی چار اور بعد میں بھی چار رکعات پڑھنا افضل ہے۔ ② ظہر کے بعد کی رکعتوں میں سے دو کو سنت اور دو کو نفل قرار دینا درست نہیں' یہ چاروں سنتیں ہیں جس طرح پہلی چاروں سنتیں ہیں' حالانکہ اس وقت بھی دو پڑھی جا سکتی ہیں لیکن اس کی وجہ سے ان میں سے دو کو نفل نہیں کہا جاتا۔ ③ جہنم پر حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جنت میں چلا جائے گا' خواہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ویسے ہی معاف کر کے اسے جنت میں داخل کر دے یا تھوڑی سی سزا دے کر پھر جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل کر دے۔ ④ نیکیوں پر اللہ کی رحمت کی امید رکھنی چاہیے لیکن اس کے عذاب سے بے خوف ہونا جائز نہیں کیونکہ

١١٦٠- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب [منه] آخر، ح: ٤٢٧ من حديث يزيد بن هارون به، وقال: "حسن غريب وقد روي من غير هذا الوجه".

بندے کو علم نہیں اس کا کون سا عمل قابل قبول ہے اور کون سا نہیں اور قابل قبول اعمال میں سے بھی معلوم نہیں کس کا کتنا ثواب ملے گا' تھوڑا یا زیادہ' یہ اللہ ہی جانتا ہے۔

(المعجم ١٠٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ (التحفة ١٤٨)

١١٦١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، وَأَبِي، وَإِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ ضَمْرَةَ السَّلُولِيِّ، قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ تَطَوُّعِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالنَّهَارِ فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَا تُطِيقُونَهُ. فَقُلْنَا: أَخْبِرْنَا بِهِ نَأْخُذْ مِنْهُ مَا اسْتَطَعْنَا. قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يُمْهِلُ. حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا، يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمِقْدَارِهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ هٰهُنَا، يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ، قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ يُمْهِلُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا، يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مِقْدَارَهَا مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ هٰهُنَا قَامَ فَصَلَّى أَرْبَعًا. وَأَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ. وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا. وَأَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ. يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ. وَمَنْ

باب:١٠٩- دن کے وقت کون سی نفل نماز ادا کرنا مستحب ہے؟

١١٦١- حضرت عاصم بن ضمرہ سلولی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی دن کی نفلی نماز دریافت کی' انھوں نے فرمایا: تم وہ نہیں پڑھ سکتے۔ ہم نے کہا: آپ بیان تو فرمائیں' ہم سے جس قدر ہو سکے گا عمل کر لیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو ٹھہر جاتے حتی کہ جب سورج ادھر' یعنی مشرق کی طرف اتنا بلند ہو جاتا جتنا عصر کے وقت اُدھر' یعنی مغرب کی طرف بلند ہوتا ہے تو آپ اٹھ کر دو رکعتیں ادا کرتے۔ اس کے بعد توقف فرماتے حتی کہ جب سورج اس طرف' یعنی مشرق کی طرف اتنا بلند ہو جاتا جتنا ظہر کے وقت اُس طرف' یعنی مغرب کی طرف ہوتا ہے تو اٹھ کر چار رکعتیں پڑھتے' پھر جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے اور عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور دو دو رکعتوں کے درمیان مقرب فرشتوں' نبیوں اور ان کی پیروی کرنے والے مسلمانوں اور مومنوں کے لیے سلامتی کی دعا کا فاصلہ کرتے۔

١١٦١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب كيف كان يتطوع النبي ﷺ بالنهار، ح: ٥٩٨، ٥٩٩ من حديث شعبة عن أبي إسحاق به، وقال: "هٰذا حديث حسن".

تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ.

قَالَ عَلِيٌّ: فَتِلْكَ سِتَّ عَشْرَةَ رَكْعَةً. تَطَوُّعُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالنَّهَارِ. وَقَلَّ مَنْ يُدَاوِمُ عَلَيْهَا.

(اس کے بعد) حضرت علی ؓ نے فرمایا: یہ سولہ رکعتیں ہوئیں جو رسول اللہ ﷺ کی دن کے وقت کی نفلی نماز تھی۔ اس پر پابندی سے عمل کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔

قَالَ وَكِيعٌ: زَادَ فِيهِ أَبِي: فَقَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِحَدِيثِكَ هٰذَا مِلْءَ مَسْجِدِكَ هٰذَا ذَهَباً.

حدیث کے راوی وکیع کہتے کہ میرے باپ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: حضرت حبیب بن ابی ثابت ؒ نے (یہ حدیث سن کر) فرمایا: ابواسحاق! اس حدیث کے عوض اگر مجھے آپ کی مسجد بھر سونا بھی ملے تو مجھے پسند نہیں (یہ حدیث اتنی دولت سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے بہت سی نفلی نمازیں پڑھی ہیں یا ان کی ترغیب دی ہے جن میں بعض کا ذکر اس حدیث میں کیا گیا ہے۔ ② سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ بھی نفلی نمازوں میں شامل ہیں' تاہم ان کی اہمیت عام نفلی نمازوں سے زیادہ ہے۔ ③ اس حدیث میں سنن مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کے علاوہ نماز اشراق اور ضحیٰ (چاشت) کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ روزانہ پڑھی جانے والی نفلی نمازیں ہیں' اسی طرح نماز تہجد بھی روزانہ پڑھی جانے والی نفلی نماز ہے جو رات کو ادا کی جاتی ہے۔ یہ ایسی نفلی نمازیں ہیں جن کا وقت مقرر ہے۔ ④ بعض نفلی نمازیں ایسی ہیں جن کا وقت مقرر نہیں' مثلاً: تحیۃ الوضوء' تحیۃ المسجد' نماز حاجت' نماز شکر وغیرہ' ان کا ذکر حدیث کی کتابوں میں اپنے اپنے مقام پر وارد ہے۔ ⑤ اشراق کا وقت سورج تھوڑا سا بلند ہونے سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز ایک مثل سایہ ہونے تک پڑھی جا سکتی ہے۔ ⑥ ضحیٰ کی نماز کا وقت اشراق کا وقت شروع ہونے کے کچھ دیر بعد شروع ہوتا ہے' یعنی جب سورج خاصا اوپر چڑھ آئے اور دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے۔ ٹھیک دوپہر (زوال) کے وقت نماز پڑھنا منع ہے۔ ⑦ صحیح احادیث میں صلاۃ الاوّابین کا بھی ذکر آتا ہے جس کا وقت یہ بتلایا گیا ہے کہ جب اونٹ کے بچوں کے سم گرمی کی شدت سے جھلنے لگیں اور یہ وقت زوال سے پہلے پہلے ہے۔ بعض نے ضحیٰ کا وقت بھی یہی بتلایا ہے۔ واللہ اعلم. ⑧ محدثین کے ہاں علم کی قدر و قیمت اتنی زیادہ تھی کہ ان کی نظر میں ایک حدیث سونے چاندی کے ایک بڑے خزانے سے زیادہ قیمتی تھی۔ ⑨ اس میں عصر کی چار سنتیں ایک سلام سے پڑھنا مذکور ہے کیونکہ درمیان میں سلام سے مراد معروف سلام نہیں بلکہ مومنوں کے لیے دعا مراد ہے۔

(المعجم ١١٠) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ** (التحفة ١٤٩)

باب:١١٠- مغرب کے فرضوں سے پہلے دو سنتوں کا بیان

١١٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَ وَكِيعٌ، عَنْ كَهْمَسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ» قَالَهَا ثَلَاثًا. قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: «لِمَنْ شَاءَ».

١١٦٢- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین بار فرمایا: ''ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔'' تیسری بار فرمایا: ''جو کوئی چاہے (پڑھ لے۔)''

فوائد ومسائل: ① بعض اوقات اقامت کو بھی اذان کہہ دیا جاتا ہے۔ جمعے کی پہلی اذان کو اسی مفہوم میں ''تیسری اذان'' کہا گیا ہے۔ دیکھیے: (حدیث:١١٣٥) اس حدیث میں بھی اقامت کو اذان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہر اذان کے بعد سنتیں پڑھی جائیں گی' جیسے ظہر' عصر' عشاء اور فجر سے پہلے۔ اسی طرح مغرب کی اذان کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے بھی سنتیں ہیں' اور وہ کتنی ہیں' صرف دو سنتیں کیونکہ دوسری روایات میں اس کی صراحت موجود ہے' تاہم یہ غیر مؤکدہ ہیں کیونکہ ان کو نبی ﷺ نے پڑھنے والے کی چاہت پر چھوڑ دیا ہے۔ ② یہ نماز اذان ختم ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے جیسے کہ اذان اور اقامت کے ''درمیان'' کے لفظ سے ظاہر ہے۔ ③ [لِمَنْ شَاءَ] سے ظاہر ہے کہ یہ سنت ''غیر مؤکدہ'' ہے۔

١١٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنْ كَانَ الْمُؤَذِّنُ لَيُؤَذِّنُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيُرَى أَنَّهَا الْإِقَامَةُ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يَقُومُ

١١٦٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مؤذن اذان دیتا تو لوگ مغرب سے پہلے دو رکعت (سنت) پڑھنے کے لیے اس کثرت سے کھڑے ہو جاتے کہ محسوس ہوتا اقامت ہوگئی ہے۔

١١٦٢ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: بين كل أذانين صلاة لمن شاء، ح: ٦٢٧ من حديث كهمس به، ومسلم، صلاة المسافرين، باب بين كل أذانين صلاة، ح: ٨٣٨ من حديث أبي أسامه ووكيع به.

١١٦٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٨٢ عن محمد بن جعفر به ※ وعلي بن زيد تقدم، ح: ١١٦، ولحديثه شواهد صحيحة عند البخاري، ح: ٦٢٥ وغيره نحوه.

فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ.

فوائد ومسائل: ① مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعت سنت غیر مؤکدہ پڑھنا صحابۂ کرام ؓ کا معمول تھا۔ ② اقامت ہونے پر نماز باجماعت کی ادائیگی کے لیے سب لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صحابۂ کرام ؓ مغرب کی پہلی سنتیں پڑھنے کے لیے بھی اسی طرح کھڑے ہو جاتے تھے' یعنی تمام صحابہ پڑھتے تھے۔ ③ بعض لوگ شبہ پیش کرتے ہیں چونکہ نماز مغرب کا وقت مختصر ہوتا ہے اس لیے اس سے پہلے سنتیں پڑھنے سے فرض نماز کی ادائیگی میں تاخیر ہو جاتی ہے لیکن یہ شبہ درست نہیں کیونکہ فرض سے پہلے اور بعد کی سنتیں اسی نماز کا حصہ ہوتی ہیں' اس لیے سنتوں کی ادائیگی کو فرض میں تاخیر کا سبب قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ فرض نماز کا مسنون وقت یہی ہے کہ اذان کے بعد دو رکعت سنت پڑھ کر جماعت کھڑی ہو۔

(المعجم ١١١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ (التحفة ١٥٠)

باب: ١١١- مغرب کے بعد دو سنتیں پڑھنے کا بیان

١١٦٤- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

١١٦٤- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ مغرب کی نماز ادا فرماتے' پھر میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعت ادا فرماتے۔

فوائد ومسائل: ① مغرب کے بعد کی یہ دو سنتیں مؤکدہ ہیں جن کی فضیلت اور اہمیت حدیث: ١١٤٠ میں بیان ہوئی ہے۔ ② سنتیں اور نوافل گھر میں ادا کرنا افضل ہے سوائے تحیۃ المسجد کے جو مسجد کے ساتھ مخصوص ہے۔

١١٦٥- حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ

١١٦٥- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ ہمارے ہاں (یعنی)

١١٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٠ عن هشيم قال أنا خالد به مطولاً، أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح: ٧٣٠ من حديث هشيم به نحوه مطولاً.

١١٦٥ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٢٥١، ح: ٤٢٩٥ من حديث أبي اليمان الحكم بن نافع عن إسماعيل بن عياش به * وإسماعيل تقدم، ح: ٧٥، ٥٩٥، والمحفوظ ما رواه إبراهيم بن سعد عن ابن إسحاق حدثني: عاصم بن عمر بن قتادة الأنصاري عن محمود بن لبيد به، من غير ذكر رافع بن خديج، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٠٠ من طريق آخر عن ابن إسحاق به، وهٰذا الأمر للاستحباب، راجع سنن أبي داود، ح: ١٣٠١ وغيره.

مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَنِي عَبْدِالأَشْهَلِ. فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ فِي مَسْجِدِنَا. ثُمَّ قَالَ: «ارْكَعُوا هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فِي بُيُوتِكُمْ».

بنوعبدالاشہل کے محلے میں تشریف لائے۔ آپ نے ہماری مسجد میں ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی' پھر فرمایا: ''یہ دو رکعتیں اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① قائد اور بڑے عالم کو چاہیے کہ اپنے زیر اثر علاقے کا دورہ کرے تاکہ عوام کے حالات سے براہ راست واقف ہو سکے۔ ② جب مسجد میں بڑا عالم تشریف لے آئے تو مسجد کے امام کو چاہیے کہ اسے نماز پڑھانے کا موقع دے۔ ③ سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے' تاہم بعض احادیث سے اشارہ ملتا ہے کہ مسجد میں پڑھنا بھی جائز ہے۔

(المعجم ١١٢) - بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ (التحفة ١٥١)

باب: ۱۱۲- مغرب کے بعد والی سنتوں میں قراءت کا بیان

١١٦٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَاقِدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا بَدَلُ ابْنُ الْمُحَبَّرِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ زِرٍّ وَ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلاَةِ الْمَغْرِبِ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۱۶۶- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مغرب (کے فرضوں) کے بعد کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو بعض محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: الصحيحة' رقم: ۳۳۲۸۔

١١٦٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الركعتين بعد المغرب والقراءة فيهما، ح:٤٣١ من حديث بدل به مختصرًا * وعبدالملك ضعيف كما في التقريب وغيره، وللحديث شواهد ضعيفة عند النسائي، ح:٩٩٣ وغيره.

(المعجم ١١٣) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّتِّ الرَّكَعَاتِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ** (التحفة ١٥٢)

باب:۱۱۳- مغرب کے بعد چھ رکعت نماز کا بیان

١١٦٧- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ الْعُكْلِيُّ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ ابْنُ أَبِي خَثْعَمٍ [الْيَمَامِيُّ]: أَنْبَأَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ، عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً».

۱۱۶۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی نامناسب بات منہ سے نہ نکالی، اس کے لیے یہ نماز بارہ برس کی عبادت کے برابر ہو جائے گی۔''

(المعجم ١١٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ** (التحفة ١٥٣)

باب:۱۱۴- نماز وتر کا بیان

١١٦٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَاشِدٍ الزَّوْفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ [أَبِي مُرَّةَ] الزَّوْفِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ الْعَدَوِيِّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، لَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ. الْوِتْرُ، جَعَلَهُ اللهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ».

۱۱۶۸- حضرت خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمھیں مزید ایک نماز عطا فرمائی ہے، وہ تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے، وہ نماز وتر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے عشاء کی نماز سے صبح صادق طلوع ہونے تک کے وقت میں مقرر کیا ہے۔''

١١٦٧ـ [**إسناده ضعيف جدًا**] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع ست ركعات بعد المغرب، ح: ٤٣٥ من حديث زيد بن الحباب العكلي به، وقال: "سمعت محمد بن إسماعيل (البخاري) يقول: عمر بن عبدالله ابن أبي خثعم منكر الحديث، وضعفه جدًا".

١١٦٨ـ [**إسناده ضعيف**] أخرجه أبوداود، الوتر، باب استحباب الوتر، ح: ١٤١٨ من حديث الليث به، واستغربه الترمذي، وصححه الحاكم، والذهبي، وقال ابن حبان: "إسناده منقطع ومتنه باطل"، وحديث أحمد: ٦/٧ يغني عنه.

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مسند احمد کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہ حدیث: [لَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ] "وہ تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔" کے بغیر صحیح ہے۔ علاوہ ازیں مسند احمد کی روایت جس کی بابت ہمارے محقق نے کہا ہے کہ یہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے' میں بھی یہ الفاظ' یعنی سرخ اونٹوں سے بہتر ہے' نہیں ہیں' لہٰذا مذکورہ روایت ان الفاظ کے بغیر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (الموسوعة الحديثية مسند أحمد بن حنبل: ٣٩/ ٢٧١' والصحيحة' رقم: ١٠٨' ١١٤١' والإرواء' رقم: ٤٢٣) ② نماز وتر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔ ③ نماز وتر کا وقت عشاء کی نماز سے شروع ہو جاتا ہے۔ اگر عشاء اول وقت پڑھی جائے تو اس کے فوراً بعد وتر پڑھا جا سکتا ہے' تاہم رات کے آخری حصے میں نماز تہجد کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ ④ صبح صادق طلوع ہونے پر وتر کا وقت ختم اور نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

١١٦٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ ضَمْرَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: إِنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ. وَلاَ كَصَلاَتِكُمُ الْمَكْتُوبَةِ. وَلٰكِنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَوْتَرَ، ثُمَّ قَالَ: «يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ أَوْتِرُوا. فَإِنَّ اللهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ».

١١٦٩- حضرت عاصم بن ضمرہ سلولی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وتر لازمی نہیں ہے اور نہ تمھاری فرض نمازوں کی طرح ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے نماز وتر ادا کی ہے اور فرمایا: "اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر (اکیلا) ہے' وتر کو پسند کرتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سنداً ضعیف جبکہ دیگر محققین نے صحیح اور حسن قرار دیا ہے اور انھی محققین کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٢/ ٣١٣' وصحيح أبوداود (مفصل)' حديث: ١٢٧٤) ② "وتر" سے پوری نماز تہجد بھی مراد ہو سکتی ہے اور تہجد کے آخر میں پڑھی جانے والی چند رکعتیں بھی۔ احادیث میں یہ لفظ ان دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس حدیث میں اگر نماز تہجد مراد ہو تو وہ نفلی نماز ہے' تاہم اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے اور اگر تہجد کی

١١٦٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الوتر، باب استحباب الوتر، ح: ١٤١٦ من حديث أبي إسحاق به، وحسنه الترمذي، وانظر، ح: ٤٦، ولم أجد تصريح سماع أبي إسحاق، وله شواهد كلها ضعيفة، وأخرج أحمد: ١٠٧/١ بإسناد صحيح عن أبي إسحاق سمعت عاصم بن ضمرة يحدث عن علي رضي الله عنه قال: "ليس الوتر بحتم كالصلاة ولكن سنة فلا تدعوه، قال شعبة: ووجدته مكتوبًا عندي، وقد أوتر رسول الله ﷺ"، وإسناده حسن.

آخری رکعتیں مراد ہوں جو عرف عام میں وتر کہلاتی ہیں تو انھیں سنت مؤکدہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ③ ''وتر'' کے لفظی معنی ''طاق'' ہیں' یعنی وہ عدد جو دو پر تقسیم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور ایک کا عدد سب سے پہلا طاق عدد ہے۔ نماز وتر یا نماز تہجد مع وتر بھی طاق عدد میں ہوتی ہے' اس لیے بھی وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ ④ جو عمل اللہ کو پسند ہو' وہ مومن کو بھی پسند ہوتا ہے' اس لیے اس پر اہتمام سے عمل کرنا چاہیے۔

١١٧٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الأَبَّارُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ. فَأَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ». فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا يَقُولُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: «لَيْسَ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ».

١١٧٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ وتر (اکیلا) ہے اور وتر (طاق عدد) کو پسند کرتا ہے' قرآن والو! وتر (کی نماز) پڑھا کرو۔'' ایک اعرابی نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ فرمایا: ''تیرے لیے یا تیرے ساتھیوں کے لیے نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① آخری جملہ غالباً صحابی کا ارشاد ہے۔ جب اعرابی نے ارشاد نبوی کا مطلب دریافت کرنا چاہا تو صحابی نے کہا کہ نماز تہجد اور اس طرح کے دوسرے مشکل اعمال پر تمھارا عمل پیرا ہونا مشکل ہے' اس لیے تم یہ مسائل دریافت نہ کرو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جب اعرابی نے یہ سوال کیا تو یہ جواب کسی صحابی کے بجائے خود رسول اللہ ﷺ نے دیا ہو کہ تم لوگ صرف فرائض پر عمل پیرا رہو تو وہ تم لوگوں کی نجات کے لیے کافی ہے۔ نفلی نمازیں اور تہجد وغیرہ تو وہ لوگ ادا کر سکتے ہیں جو نیکیوں کا بہت زیادہ شوق رکھتے ہوں۔ واللہ أعلم۔ ② قرآن والوں سے اگر حافظ قرآن مراد ہوں تو وتر سے نماز تہجد مراد ہوگی اور اعرابی لوگ قرآن کے حافظ نہیں ہوتے تھے' اس لیے کہا گیا کہ اس مسئلہ کا تعلق تم جیسے عوام سے نہیں۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے گذشتہ حدیث کا فائدہ نمبر ① ملاحظہ ہو۔

(المعجم ١١٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقْرَأُ فِي الْوِتْرِ (التحفة ١٥٤)

باب: ١١٥- نماز وتر میں تلاوت کا بیان

١١٧١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١١٧١- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

١١٧٠- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الوتر، باب استحباب الوتر، ح:١٤١٧ عن عثمان به، وانظر، ح:١٧٨ لعلته.

١١٧١- [صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب ما يقرأ في الوتر، ح:١٤٢٣ عن عثمان (وغيره) به * والأعمش عنعن، وأخرج الدارقطني:٢/ ٣١ بإسناد حسن عن فطر عن زبيد عن سعيد به، وإسناده قوي، وللحديث طرق◀◀

حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الأَبَّارُ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ طَلْحَةَ وَزُبَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلٰى، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الكَافِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ.

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہاں وتر سے مراد وہ نماز ہے جو تہجد کے آخر میں پڑھی جاتی ہے۔ یہ ایک رکعت کی صورت میں بھی ادا کی جاسکتی ہے تین یا پانچ رکعتوں کی صورت میں بھی۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ حدیث: ۱۱۹۰) ② وتروں میں مذکورہ بالا سورتیں پڑھنا مسنون ہے۔

١١٧٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ ابْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾، وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۱۷۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ أَبُو بَكْرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ. قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی ایک اور حدیث، ایک دوسری سند سے بیان کی ہے۔

١١٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ،

۱۱۷۳- حضرت عبدالعزیز بن جریج ؒ سے

◀ أخرى، وصححه ابن حبان.

١١٧٢ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في ما يقرأ به في الوتر، ح: ٤٦٢ من حديث أبي إسحاق به * أبوإسحاق عنعن، والحديث السابق شاهد له.

١١٧٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الوتر، باب ما يقرأ في الوتر، ح: ١٤٢٤ من حديث محمد بن سلمة به، وحسنه الترمذي، ح: ٤٦٣ * وخصيف ضعفه الجمهور من جهة حفظه، وعبدالعزيز بن جريج مثله، ولم يسمع من ▶▶

وَأَبُو يُوسُفَ الرَّقِّيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِيُّ. قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَأَلْنَا عَائِشَةَ، بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾، وَفِي الثَّانِيَةِ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾، وَفِي الثَّالِثَةِ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ.

روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے حضرت عائشہ ؓ سے دریافت کیا: رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں کیا پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ دوسری رکعت میں ﴿قُلْ يَآأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے شواہد بھی ہیں لیکن ان شواہد کی بابت صحت اور ضعف کا حکم نہیں لگایا، اسی طرح سنن ابوداود (حدیث:۱۴۲۴) کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ "معوذتین" کے علاوہ بقیہ حدیث کے شواہد موجود ہیں' نیز شیخ البانی ؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح أبوداود (مفصل) حدیث:۱۲۸۰) اسی طرح الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل کے محققین نے بھی اسے معوذتین پڑھنے کے سوا صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند أحمد: ۴۲/۷۹٬۸۰) الحاصل: مذکورہ روایت معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) کے علاوہ قابل عمل اور قابل حجت ہے' کیونکہ باقی تین سورتوں کے پڑھنے کا ذکر گزشتہ احادیث: (۱۱۷۱' ۱۱۷۲) میں بھی ملتا ہے جن کو ہمارے فاضل محقق نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١١٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِرَكْعَةٍ (التحفة ١٥٥)

باب:۱۱۶- ایک رکعت وتر پڑھنا درست ہے

١١٧٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى. وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ.

۱۱۷۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کو دو دو رکعت کر کے نماز پڑھتے تھے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔

◀◀ عائشة رضي الله عنها، وله شواهد.

١١٧٤ـ[صحيح] تقدم، ح: ١١٤٤.

فوائد و مسائل: ① تہجد کی نماز دو دو رکعت کر کے ادا کی جاتی ہے۔ ② تہجد کے بعد ایک وتر پڑھ لینا کافی ہے لیکن ایک سلام سے تین یا پانچ رکعت بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ ③ ایک وتر پڑھنے کی بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ] (سنن أبي داود' الوتر' باب كم الوتر' حديث:١٤٢٢) ''جو کوئی ایک رکعت وتر پڑھنا چاہے تو ایک رکعت (وتر) پڑھے۔'' اس سے بلا فصل بھی ایک رکعت وتر پڑھنے کا جواز ملتا ہے۔ اگرچہ آپ کے عمل سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ نوافل کی ادائیگی کے بعد ہی آپ نے ایک رکعت وتر پر اکتفا کیا ہے۔ آپ کے اس عمل کو قوی حدیث کے مخالف نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ جیسے آپ کا عمل امت کے لیے قابل اتباع ہے ویسے ہی آپ کا قول اور تقریر بھی قابل عمل ہیں۔ صرف ایک رکعت وتر پر اکتفا کی موافقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے عمل سے بھی ہوتی ہے ان کے بارے میں مروی ہے کہ وہ نماز عشاء مسجد نبوی میں ادا کرنے کے بعد صرف ایک رکعت وتر ہی پڑھا کرتے تھے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند أحمد:٣/٦٣' ومصنف عبدالرزاق:٣/٢١'٢٢' وابن أبي شيبة:٢/٢٩٢)

١١٧٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى. وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ». قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ غَلَبَتْنِي عَيْنِي، أَرَأَيْتَ إِنْ نِمْتُ قَالَ: اجْعَلْ أَرَأَيْتَ عِنْدَ ذٰلِكَ النَّجْمِ. فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا السِّمَاكُ. ثُمَّ أَعَادَ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى. وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ قَبْلَ الصُّبْحِ».

١١٧٥- حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور وتر ایک رکعت ہے۔'' ابو مجلز کہتے ہیں: میں نے کہا: یہ فرمایئے کہ اگر میری آنکھ لگ جائے؟ یہ فرمایئے کہ اگر میں سو یا رہ جاؤں (پھر وتر کیسے پڑھوں؟) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فرمایئے فرمایئے کو اس ستارے کے پاس پھینک دو۔ میں نے سر اٹھایا تو مجھے سماک ستارہ نظر آیا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دوبارہ یہی حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور وتر صبح صادق سے پہلے کی ایک رکعت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حدیث پر پوری طرح عمل کرتے تھے اور اس میں شبہ کرنے والے یا اگر مگر کے سوالات نکالنے والے پر ناراض ہوتے تھے۔ ② اگر خیال ہو کہ فجر سے پہلے آنکھ نہیں کھلے گی تو عشاء کے بعد ہی تہجد اور وتر کی نماز ادا کر لینی چاہیے۔ دیکھیے: (حدیث:١١٨٧)

١١٧٥- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٥٢ من حديث أبي مجلز به مختصرًا.

١١٧٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ. قَالَ: سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَجُلٌ فَقَالَ: كَيْفَ أُوتِرُ؟ قَالَ: أَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ. قَالَ: إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَقُولَ النَّاسُ: الْبُتَيْرَاءُ. فَقَالَ: سُنَّةُ اللهِ وَرَسُولِهِ. يُرِيدُ: هٰذِهِ سُنَّةُ [اللهِ] وَرَسُولِهِ ﷺ.

١١٧٦- حضرت مطلب بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: میں وتر کیسے پڑھوں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک رکعت وتر پڑھ لیا کرو۔ اس نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ لوگ کہیں گے یہ دم کٹی نماز ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے یعنی یہ اللہ (کی مقرر کی ہوئی) اور رسول اللہ ﷺ کی (فرمائی ہوئی) سنت ہے۔

١١٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَلِّمُ فِي كُلِّ ثِنْتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ.

١١٧٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ تین وتر بھی دو سلاموں کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے اور پھر ایک رکعت پڑھتے۔ اس اعتبار سے تین وتر دو سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے اگرچہ ایک سلام اور ایک تشہد کے ساتھ بھی جائز ہے۔

(المعجم ١١٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ (التحفة ١٥٦)

باب: ١١٧- (نماز) وتر میں دعائے قنوت کا بیان

١١٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١١٧٨- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

١١٧٦ـ [إسناده ضعيف] وقال أبوحاتم: "روايته(أي رواية المطلب) عن ابن عباس وابن عمر مرسلة" (التهذيب وغيره).

١١٧٧ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٦ب من حديث الزهري به مطولاً، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١١٧٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب القنوت في الوتر، ح: ١٤٢٥، ١٤٢٦ من حديث أبي إسحاق به، وحسنه الترمذي، ح: ٤٦٤، وصححه ابن خزيمة، والنووي في الأذكار.

حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ ابْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: عَلَّمَنِي جَدِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ «اللَّهُمَّ عَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ. وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ. وَاهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ. وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ. وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ. إِنَّكَ تَقْضِي وَلاَ يُقْضَى عَلَيْكَ. إِنَّهُ لاَ يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ. سُبْحَانَكَ رَبَّنَا تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ».

انھوں نے فرمایا: مجھے میرے نانا جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ سکھائے تھے کہ انھیں وتروں کے قنوت میں پڑھا کروں: [اَللّٰھُمَّ عَافِنِي فِیمَنْ عَافَیْتَ...... تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ] ''اے اللہ! تو جنھیں عافیت بخشا ہے' مجھے بھی ان میں (شامل کر کے) عافیت بخش اور جن سے تو محبت رکھتا ہے' ان میں (شامل کر کے) مجھ سے محبت رکھ اور جنھیں تو نے ہدایت دی' ان میں (شامل کر کے) مجھے بھی ہدایت دے اور تو نے جو بھی فیصلہ کیا ہے' اس کے شر سے مجھے محفوظ فرما اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما' یقیناً تو ہی فیصلے کرتا ہے' تیرے مقابلے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا اور جسے تو دوست رکھے' وہ کہیں ذلیل نہیں ہو سکتا' اے ہمارے رب تو پاک ہے' تو برکتوں والا اور رفعتوں والا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① یہاں دعائے قنوت کا مقام بیان نہیں کیا گیا کہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں۔ مستدرک حاکم کی روایت میں رکوع سے بعد کی صراحت ہے۔ (المستدرك: ۱۷۲/۳) لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اس کے مقابلے میں زیادہ صحیح روایات میں دعائے قنوتِ وتر کا مقام رکوع سے پہلے بیان ہوا ہے' اس لیے یہی راجح ہے۔ اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ ② بعض روایات میں اس دعا میں مزید الفاظ بھی ہیں۔ سنن بیہقی اور سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں [وَالَیْتَ] کے بعد ہے: [وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ] ''تو جس سے دشمنی کرے اسے عزت نہیں مل سکتی۔'' (سنن أبي داود' الوتر' باب القنوت في الوتر' حديث: ١٤٢٥ والسنن الكبرىٰ للبيهقي: ٢٠٩/٢) سنن نسائی کی روایت: (۱۷۴۷) کے آخر میں یہ جملہ ہے: [وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ] ''اور اللہ تعالیٰ نبی محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائے۔'' لیکن حافظ ابن حجر' امام قسطلانی اور امام زرقانی ؒ نے ان الفاظ کو ضعیف قرار دیا ہے' تاہم ان الفاظ کو دعا کے آخر میں پڑھ لینے میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ ابوحلیمہ معاذ انصاری کے بارے میں ہے کہ وہ قنوت وتر میں رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھا کرتے تھے۔ دیکھیے: (فضل الصلاة على النبي ﷺ' از اسماعيل قاضي' رقم: ۱۰۷) اور یہ واقعہ حضرت عمر ؓ کے دور کا ہے۔ اس اثر کو حافظ ابن حجر اور شیخ البانی ؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صفة صلاة النبي: ص: ۱۸۰) اسی طرح حضرت ابی بن کعب ؓ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ بھی قنوت وتر میں نبیٔ کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھا کرتے تھے' اس اثر کی سند بھی صحیح ہے۔ اسے امام ابن

خزیمہ ؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صفة الصلاة النبي' ص:۱۸۰) ③ [نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوبُ إِلَيْكَ] کے الفاظ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں' لہٰذا ان الفاظ کو دوران دعا میں پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ یہ ایک عظیم دعا ہے جس میں توحید کے مختلف پہلو دعا کے انداز میں واضح کیے گئے ہیں۔ مومن کو چاہیے کہ توحید کا عقیدہ اس کے مطابق رکھے۔

١١٧٩ - حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ [عَمْرٍو]: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمْرٍو الْفَزَارِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ الْوِتْرِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ. وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ. لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ. أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

۱۱۷۹- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں کے آخر میں یوں (دعا) فرماتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ' وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ' وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ' لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ' أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ] ''اے اللہ! میں تیری ناراضی سے بچتے ہوئے تیری خوشنودی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے بچتے ہوئے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں اور میں تجھ سے (تیرے غیض وغضب سے) تیری (رحمت کی) امان چاہتا ہوں' میں تیری تعریفیں شمار نہیں کرسکتا' تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی صفات بیان فرمائی ہیں۔''

فائدہ: دعائے قنوت جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوئی' اس کی جگہ یہ دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

(المعجم ١١٨) - بَابُ مَنْ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوتِ (التحفة ١٥٧)

باب:۱۱۸- قنوت میں ہاتھ نہ اٹھانے کا بیان

١١٨٠ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا

۱۱۸۰- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ اپنی کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے

١١٧٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب القنوت في الوتر، ح:١٤٢٧ من حديث حماد به، وحسنه الترمذي، ح:٣٥٦٦، وصححه الحاكم: ١/٣٠٦، والذهبي.

١١٨٠ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح:٣٥٦٥ من حديث يزيد بن زريع، وح:١٠٣١، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، ح:٨٩٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ لاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا عِنْدَ الاسْتِسْقَاءِ. فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

تھے مگر بارش کی دعا کرتے وقت ہاتھ (اس قدر) بلند کرتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ جاتی۔

فوائد ومسائل: ① امام ابن ماجہ ؒ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ دعائے قنوت میں ہاتھ نہ اٹھائے جائیں لیکن سنن بیہقی میں حضرت انس ؓ سے قنوت میں ہاتھ اٹھانا مذکور ہے۔ (السنن الكبرى للبيهقي: ۲/۲۱۱) بعض دیگر احادیث میں اور مواقع پر بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا وارد ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الجهاد' باب الإمداد بالملائكة في غزوة بدر' و إباحة الغنائم' حديث:١٧٦٣' وصحيح البخاري' الحج' باب إذا رمى الجمرتين...... ' حديث:١٧٥١) اس لیے اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ بارش کی دعا میں ہاتھ زیادہ بلند کرتے تھے جب کہ دوسرے اوقات میں اس طرح ہاتھ بلند نہیں کیے بلکہ کم بلند کیے۔ ② دعائے قنوتِ وتر میں نبی ﷺ نے ہاتھ اٹھائے یا نہیں؟ اس کی بابت کوئی صراحت نہیں ہے' البتہ دعائے قنوتِ نازلہ میں (جو رکوع کے بعد آپ نے مانگی ہے) آپ کا ہاتھ اٹھانا ثابت ہے' اس لیے اس پر قیاس کرتے ہوئے دعا قنوت وتر میں بھی ہاتھ اٹھانے صحیح ہوں گے۔ علاوہ ازیں بعض صحابہ سے دعائے قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے اس لیے ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا بہتر ہے' گو جواز بغیر ہاتھ اٹھائے بھی ہے۔

(المعجم ١١٩) - بَابُ مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ (التحفة ١٥٨)

باب:۱۱۹- ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا

١١٨١ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ حَسَّانَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَعَوْتَ اللهَ بِبَاطِنِ كَفَّيْكَ. وَلاَ تَدْعُ بِظُهُورِهِمَا. فَإِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ».

۱۱۸۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اللہ سے دعا کرے تو سیدھی ہتھیلیوں کے ساتھ دعا کر اور ہاتھوں کی پشت کے ساتھ (ہاتھ الٹے کر کے) دعا مت کر۔ اور جب تو (دعا سے) فارغ ہو جائے تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لے۔“

١١٨١_ [ضعيف جدًا] تقدم تحت، ح: ٩٥٩، وسيأتي، ح: ٣٨٦٦ وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد ضعيف لاتفاقهم على ضعف صالح بن حسان'.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے اس سے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کا اثبات نہیں ہوتا' تاہم بعض علماء نے شواہد کی بنا پر اس روایت کو حسن لغیرہ تسلیم کیا ہے۔ علاوہ ازیں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے' اس لیے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کو مطلقاً ناجائز نہیں کہا جا سکتا' البتہ قنوتِ وتر و نازلہ میں قنوت پڑھنے کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کی ضرورت نہیں' اس لیے کہ اس کا ثبوت صحابہ سے بھی نہیں ملتا۔

(المعجم ١٢٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ (التحفة ١٥٩)

باب: ۱۲۰- دعائے قنوت رکوع سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں اور رکوع کے بعد بھی

١١٨٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ الْيَامِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

۱۱۸۲- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے تو رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① دعائے قنوت' وتروں کی آخری رکعت میں بھی پڑھی جاتی ہے اور خاص مواقع پر فرض نمازوں میں بھی جسے قنوتِ نازلہ کہتے ہیں۔ ② مختلف روایات میں رکوع سے پہلے بھی قنوت مذکور ہے اور رکوع کے بعد بھی' اس لیے دونوں طرح جائز ہے' چاہے پہلے پڑھ لیں' چاہے بعد میں لیکن زیادہ بہتر اور افضل یہی ہے کہ دعائے قنوتِ وتر رکوع سے پہلے پڑھی جائے کیونکہ بعد میں پڑھنے والی روایت میں ضعف ہے' البتہ دعائے قنوتِ نازلہ رکوع کے بعد پڑھی جائے گی جیسا کہ احادیث میں اس کی بابت صراحت ہے۔ واللہ أعلم.

١١٨٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سُئِلَ عَنِ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ: كُنَّا نَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ.

۱۱۸۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: ہم رکوع سے پہلے بھی قنوت پڑھ لیا کرتے تھے اور رکوع کے بعد بھی۔

١١٨٢ـ [صحيح] تقدم تحت ح: ١١٧١، وأخرجه النسائي: ٣/ ٢٣٥ قيام الليل، ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر أبي بن كعب في الوتر، ح: ١٧٠٠ عن علي بن ميمون به * سفيان تابعه فطر وغيره.

١١٨٣ـ [حسن] وقال البوصيري: "إسناده صحيح، ورجاله ثقات" * حميد الطويل عنعن وتقدم، ح: ٨٦٦، ولحديثه شواهد معنوية.

فائدہ: یہ بعض صحابہ کا عمل ہے ورنہ نبی ﷺ کا عمل قنوتِ نازلہ میں رکوع کے بعد ہی پڑھنے کا ہے۔

١١٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوتِ، فَقَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ.

١١٨٤- جناب محمد ؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے قنوت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد دعائے قنوت فرمائی۔

فائدہ: یہاں حدیث میں اختصار ہے۔ اصل میں یہ وہی حدیث ہے جس میں یہ درج ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مہینہ مسلسل پانچوں فرض نمازوں میں رکوع کے بعد قنوتِ نازلہ پڑھی۔

(المعجم ١٢١) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ آخِرَ اللَّيْلِ** (التحفة ١٦٠)

باب:١٢١- رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنا

١١٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ. مِنْ أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ، وَانْتَهَى وِتْرُهُ حِينَ مَاتَ فِي السَّحَرِ.

١١٨٥- حضرت مسروق ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے ہیں رات کے شروع میں بھی اور درمیان میں بھی اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو (ان دنوں) آپ کے وتر (عام طور پر) سحر کے وقت ختم ہوتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① وتر کا وقت تہجد کے بعد ہے۔ رات کے ہر حصے میں وتر پڑھنے سے رات کے ہر حصے میں تہجد پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا غالب معمول رات کے نصف آخر میں جاگنے کا تھا۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے حصے میں سوتے اور آخری حصے میں اٹھ کر نماز پڑھتے تھے پھر اپنے بستر پر آرام فرماتے تھے جب مؤذن اذان دیتا تو جلدی سے اٹھ کھڑے ہوتے...... (صحیح البخاري، التهجد، باب من نام أوّل الليل و أحيا آخره، حديث:١١٤٦) یہ صورت غالباً وہی ہے جس کا ذکر اس حدیث مبارک میں ہے:

١١٨٤ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب القنوت قبل الركوع وبعده، ح: ١٠٠١، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات ... الخ، ح: ٦٧٧ب من حديث أيوب به.

١١٨٥ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ ... الخ، ح: ٧٤٥ب من حديث أبي حصين به.

"اللہ کو سب سے محبوب نماز داود علیہ السلام کی نماز ہے' اور اللہ کو سب سے محبوب روزہ داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔ وہ نصف رات سوتے' (پھر) تہائی رات قیام فرماتے' (پھر) رات کا چھٹا حصہ سوتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے' ایک دن نہیں رکھتے تھے۔" (صحيح البخاري' التهجد' باب من نام عندالسحر' حديث:١١٣١) ④ رسول اللہ ﷺ نے آخری عمر میں جو معمول اختیار فرمایا' وہ صبح صادق تک نماز پڑھنے کا تھا' تاہم فجر کی سنتیں پڑھ کر تھوڑی دیر لیٹ جاتے تھے۔

١١٨٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. مِنْ أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ، وَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ.

١١٨٦- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے ہیں۔ رات کے شروع میں بھی اور درمیان میں بھی اور آپ کے وتر سحر تک ختم ہوتے تھے۔

فائدہ: صبح صادق تک وتر ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رات کے بالکل آخری حصے میں وتر پڑھے حتی کہ جب فارغ ہوئے تو اذان کا وقت ہو گیا' یعنی فجر کی اذان سے پہلے وتر پڑھے' یہ نماز وتر کا آخری وقت ہے۔

١١٨٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ خَافَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَسْتَيْقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ لِيَرْقُدْ. وَمَنْ طَمِعَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَيْقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ. فَإِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ. وَذٰلِكَ أَفْضَلُ».

١١٨٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کو یہ خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نہیں جاگ سکے گا' وہ رات کی ابتدا میں (عشاء کے بعد) وتر پڑھ کر سو جائے اور جسے یہ امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں جاگ پڑے گا' اسے چاہیے کہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصے میں تلاوت (سننے) کے لیے (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔"

١١٨٦_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٣٧، ٨٦ عن محمد بن جعفر، وعن وكيع به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١١٨٧_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب من خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله، ح: ٧٥٥ من حديث الأعمش به.

فوائد ومسائل: ① رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنا افضل ہے۔ ② اس وقت وتر سے پہلے کچھ نوافل بھی ادا کر لینا افضل ہے۔ ③ فرشتے تلاوت قرآن مجید سے محبت رکھتے ہیں' اس لیے مومن کی تلاوت سننے کے لیے خاص طور پر جمع ہو جاتے ہیں۔ ④ فرشتوں کا یہ اجتماع رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے۔

(المعجم ١٢٢) - **بَابُ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرٍ أَوْ نَسِيَهُ** (التحفة ١٦١)

باب: ۱۲۲- اگر نیند یا بھول کی وجہ سے وتر رہ جائیں تو کیا کرے؟

١١٨٨ - حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ [الْمَدَنِيُّ]، وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ، فَلْيُصَلِّ إِذَا أَصْبَحَ، أَوْ ذَكَرَهُ».

۱۱۸۸- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وتر چھوڑ کر سو یا رہے (اور اسے جاگ نہ آئے) یا اسے یاد نہ رہے تو اسے چاہیے کہ صبح کو یاد آنے پر وتر پڑھ لے۔''

فائدہ: اس حدیث میں نماز وتر کی اہمیت کا اثبات ہے کہ اگر وہ سوئے رہ جانے سے یا بھول جانے کی وجہ سے رہ جائے تو یاد آنے اور جاگنے کے بعد اسے پڑھ لے' اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی قضا بھی ضروری ہے اور اس حدیث کی رُو سے اسے فجر کی نماز سے پہلے' یا نماز فجر کے بعد پڑھ لیا جائے کیونکہ مکروہ اوقات میں قضا شدہ نماز کی قضا جائز ہے۔ ایک دوسری رائے اس سلسلے میں یہ ہے کہ وتر اپنے وقت میں نہ پڑھے جا سکیں تو پھر انھیں پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اس موقف کی تائید میں بھی بعض روایات آتی ہیں لیکن بعض علماء کے نزدیک یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو عمداً وتر چھوڑ دیں۔ دیکھیے: (حاشیہ ترمذی' احمد محمد شاکر ۳۳۳/۲) اور بعض روایات میں نبی ﷺ کا یہ عمل بیان ہوا ہے کہ اگر کبھی نیند یا بیماری کی وجہ سے آپ کا قیام اللیل رہ جاتا تو آپ سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعت پڑھتے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' باب: ۱۸' حدیث: ۷۴۶) اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ جس کے وتر رہ جائیں تو وہ سورج نکلنے کے بعد اس کی قضا جفت کی شکل میں دے' یعنی ایک وتر کی جگہ دو رکعت' تین وتر کی جگہ چار رکعات پڑھے لیکن ہمارے خیال میں ایسا اس شخص کے لیے ضروری ہوگا جو قیام اللیل (نماز تہجد) کا عادی ہو' عام شخص کیلئے وتروں کی قضا' وتر ہی کی شکل میں مناسب معلوم ہوتی ہے۔

١١٨٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى،

۱۱۸۹- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے'

١١٨٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر، ح: ١٤٣١ بإسناد صحيح عن زيد بن أسلم به، وصححه الحاكم، والذهبي، والعراقي وغيرهم.

١١٨٩ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٥٤ من◀◀

وَأَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔''

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ حَدِيثَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاهٍ.

امام ابن ماجہ ؒ کے استاد جناب محمد بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن (بن زید بن اسلم) کی روایت (حدیث:۱۱۸۸) ضعیف ہے۔''

فائدہ: جناب محمد بن یحییٰ نے اس حدیث کو غالباً اس لیے ضعیف قرار دیا ہے کہ وہ سابقہ حدیث سے بظاہر متعارض ہے لیکن کہا جاسکتا ہے کہ پہلی حدیث میں عذر (نیند یا بھول) کی صورت میں حکم مذکور ہے اور دوسری حدیث میں اصل حکم کا ذکر ہے جس پر عمل کرنا چاہیے۔ اس لحاظ سے تعارض نہیں ہوگا۔

(المعجم ١٢٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِثَلَاثٍ وَخَمْسٍ وَسَبْعٍ وَتِسْعٍ (التحفة ١٦٢)

باب:۱۲۳- تین، پانچ، سات اور نو وتر پڑھنے کا بیان

١١٩٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْوِتْرُ حَقٌّ. فَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِخَمْسٍ. وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِثَلَاثٍ. وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۱۹۰- حضرت ابوایوب انصاری ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وتر ضروری ہیں، لہٰذا جو شخص پانچ رکعت وتر پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو شخص تین وتر پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو شخص ایک وتر پڑھنا چاہے پڑھ لے۔''

فوائد ومسائل: ① [اَلْوِتْرُ حَقٌّ] سے بعض علماء نے وتر کے وجوب پر استدلال کیا ہے، حالانکہ یہی لفظ جمعے کے

◄◄ حديث معمر به.

١١٩٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب كم الوتر؟، ح: ١٤٢٢ من حديث الزهري به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، والنووي وغيرهم، والحديث صحيح مرفوعًا وموقوفًا.

غسل کے لیے بھی استعمال ہوا ہے لیکن اسے واجب نہیں کہا جاتا' تاہم اس حدیث کی بنا پر وتر کو سنت مؤکدہ تو سمجھا ہی جاسکتا ہے۔ ② ایک سلام سے پانچ وتر بھی پڑھے جاسکتے ہیں اور تین وتر بھی۔ ③ تین وتر پڑھنے کا ارادہ ہو تو پہلے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا جائے' پھر ایک وتر پڑھا جائے۔ یہ تین وتر پڑھنے کا افضل طریقہ ہے۔ یا پھر تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں جن میں دو رکعت کے بعد تشہد نہ پڑھا جائے۔

١١٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ [زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى]، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْتِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ. فَيَبْعَثُهُ اللهُ فِيمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ. فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ. لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ. فَيَدْعُو رَبَّهُ. فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ. ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ. ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ. ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللهَ، وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُو رَبَّهُ وَيُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ. ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيماً يُسْمِعُنَا. ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ. فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً. فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَخَذَ اللَّحْمَ، أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

١١٩١- حضرت سعد بن ہشام رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرتے ہوئے کہا: ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر (تہجد) کے متعلق ارشاد فرمائیے۔ انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے لیے مسواک اور (وضو کے لیے) پانی تیار رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ رات کے جس حصے میں نبی علیہ السلام کو اٹھانا چاہتا' اٹھا دیتا' آپ مسواک کرتے' وضو کرتے' پھر نو رکعت نماز پڑھتے' اس میں صرف آٹھویں رکعت پر (تشہد کے لیے) بیٹھتے تو اپنے رب سے دعائیں کرتے۔ (یعنی) اللہ کا ذکر کرتے' اس کی تعریف فرماتے اور دعائیں پڑھتے' پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے۔ کھڑے ہو کر نویں رکعت پڑھتے' پھر (تشہد میں) بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے' اس کی تعریفیں کرتے' رب سے دعائیں مانگتے اور اس کے نبی پر درود پڑھتے' پھر (قدرے بلند آواز سے) سلام پھیرتے جو ہمیں سن جائے' پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔ یہ گیارہ رکعتیں ہوئیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور جسم مبارک بھاری ہو گیا تو آپ سات وتر پڑھتے تھے اور سلام کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

١١٩١- [صحيح] أخرجه النسائي، قيام الليل، كيف الوتر بتسع؟، ح: ١٧٢١ من حديث سعيد به مختصرًا * سعيد وقتادة صرحا بالسماع عند البيهقي: ٢/ ٤٩٩، وأخرجه مسلم في صحيحه، ح: ٧٤٦ عن أبي بكر بن أبي شيبة به مختصرًا.

فوائد ومسائل: ① نو رکعت وتر اصل میں نماز تہجد مع وتر ہے جو ایک سلام سے پڑھی جاتی ہے۔ ② نو وتر پڑھتے وقت آٹھ رکعت کے بعد تشہد پڑھنا چاہیے۔ ③ وتر کی نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ وتر سب سے آخر میں پڑھے' رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے: [إجْعَلُوا آخِرَ صَلاَ تِكُم بِاللَّيْلِ وِتْرًا] (صحيح مسلم' صلاة المسافرين' باب صلاة الليل مثنى مثنى' والوتر ركعة من آخر الليل' حديث:٧٥١) "اپنی رات کی نماز وتر پر ختم کرو۔" دو رکعت بعد میں پڑھنا بھی اس حکم کے خلاف نہیں کیونکہ یہ اسی طرح ہیں جس طرح مغرب کی نماز کے بعد دو سنتیں ہیں۔ ④ تہجد کی نماز آٹھ رکعت سے کم پڑھنا بھی جائز ہے۔

١١٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِسَبْعٍ أَوْ بِخَمْسٍ. لاَ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ وَلاَ كَلاَمٍ.

۱۱۹۲- حضرت ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سات یا پانچ رکعت وتر پڑھتے تھے' ان کے درمیان سلام یا کلام کے ساتھ تفریق نہیں کرتے تھے (ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے۔)

(المعجم ١٢٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١٦٣)

باب:۱۲۴- سفر میں نماز وتر کا بیان

١١٩٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ. لاَ يَزِيدُ عَلَيْهِمَا. وَكَانَ يَتَهَجَّدُ مِنَ اللَّيْلِ. قُلْتُ: وَكَانَ يُوتِرُ؟

۱۱۹۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سفر میں دو رکعت (فرض) ادا کرتے تھے' اس سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور نبی ﷺ (سفر میں) رات کو تہجد بھی پڑھتے تھے۔ (سالم فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: آپ ﷺ (سفر میں) وتر بھی پڑھتے تھے؟" ابن عمر ؓ نے فرمایا: ہاں۔

١١٩٢ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٣/ ٢٣٩، قيام الليل، باب كيف الوتر بخمس وذكر الاختلاف على الحكم في حديث الوتر، ح: ١٧١٥، ١٧١٦ من حديث منصور به * الحكم بن عتيبة ربما دلس وعنعن، وأخرج الطبراني: ٣٧٨/٢٣، ح: ٨٩٥ عنه عن مقسم عن ابن عباس عن أم سلمة به، وللحكم طريق آخر عند النسائي، ح: ١٧١٧، ولحديثه شواهد معنوية.

١١٩٣ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٥٦ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف . . . الخ".

قَالَ: نَعَمْ.

١١٩٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ عُمَرَ قَالَا: سَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ. وَهُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ. وَالْوِتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ.

۱۱۹۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سفر کی نماز دو رکعت مقرر فرمائی ہے۔ یہ مکمل نماز ہے ناقص نہیں اور سفر میں وتر پڑھنا سنت ہے۔

(المعجم ١٢٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ جَالِسًا (التحفة ١٦٤)

باب: ۱۲۵- وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھنے کا بیان

١١٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا مَيْمُونُ بْنُ مُوسَى الْمَرَئِيُّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ.

۱۱۹۵- حضرت ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کے بعد بیٹھ کر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

١١٩٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ. ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ. فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، قَامَ فَرَكَعَ.

۱۱۹۶- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک وتر پڑھتے تھے پھر دو رکعتیں پڑھتے ان میں قراءت بیٹھ کر کرتے جب رکوع کرنا ہوتا تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے۔

١١٩٤ـ[إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، انظر الحديث السابق لعلته.

١١٩٥ـ[صحيح] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء لا وتران في ليلة، ح: ٤٧١ عن محمد بن بشار به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

١١٩٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٨ب من حديث يحيى به نحو المعنى باختلاف يسير، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

فائدہ: وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا جائز ہے جو بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہیں اور کھڑے ہو کر بھی لیکن بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔(صحیح البخاري' التقصیر' باب صلاۃ القاعد' حدیث:۱۱۱۵)

(المعجم ١٢٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الضِّجْعَةِ بَعْدَ الْوِتْرِ وَبَعْدَ رَكْعَتَي الْفَجْرِ (التحفة ١٦٥)

باب:۱۲۶- وتر اور فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنے کا بیان

١١٩٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ وَ سُفْيَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كُنْتُ أُلْفِي أَوْ أَلْقَى النَّبِيَّ ﷺ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَّا وَهُوَ نَائِمٌ عِنْدِي.

قَالَ وَكِيعٌ: تَعْنِي بَعْدَ الْوِتْرِ.

۱۱۹۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رات کے آخری حصے میں رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ اپنے ہاں سوئے ہوئے پاتی تھی۔

وکیع ؒ بیان کرتے ہیں: یعنی وتر کے بعد۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا اکثر معمول نصف رات کے بعد تہجد شروع کر کے فجر سے گھنٹہ دو گھنٹے پہلے فارغ ہو جانے کا تھا' اس لیے صبح صادق کے وقت رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہوتے تھے لیکن بہت دفعہ رات کے آخر تک بھی نماز میں مشغول رہتے تھے جیسے کہ دوسری روایات میں مذکور ہے۔ ② ہر شخص اپنی سہولت کے مطابق رات کے کسی حصے میں نماز تہجد ادا کر سکتا ہے اور اس کا وقت بھی کم وبیش ہو سکتا ہے۔

١١٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

۱۱۹۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب فجر کی دو (سنت) رکعتیں پڑھ لیتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

فائدہ: فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا سنت ہے لیکن نبی اکرم ﷺ سے بعض اوقات نہ لیٹنا بھی ثابت ہے۔ حضرت

١١٩٧ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح:١١٣٣ من حديث سعد به، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح:٧٤٢ من حديث مسعر به.

١١٩٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد:٦/ ٤٨، ٤٩ عن إسماعيل به، أخرجه البخاري، ح:٦٢٦ وغيره، ومسلم، ح:٧٣٦، وغيرهما من حديث الزهري به مطولاً.

عائشہ ؓ ہی سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو اگر میں جاگ رہی ہوتی تو آپ مجھ سے بات چیت کرتے ورنہ لیٹ جاتے حتی کہ آپ کو نماز (کی اقامت ہو جانے) کی اطلاع دی جاتی۔

(صحيح البخاري' التهجد' باب من تحدث بعد الركعتين ولم يضطجع' حديث:١١٦١)

١١٩٩ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي سُهَيْلُ ابْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ.

١١٩٩- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھتے تو لیٹ جاتے۔

(المعجم ١٢٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ (التحفة ١٦٦)

باب:١٢٧- سواری پر وتر پڑھنے کا بیان

١٢٠٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ. فَتَخَلَّفْتُ فَأَوْتَرْتُ. فَقَالَ: مَا خَلَفَكَ؟ قُلْتُ: أَوْتَرْتُ. قَالَ: أَمَا لَكَ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟ قُلْتُ: بَلٰى. قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلٰى بَعِيرِهِ.

١٢٠٠- حضرت سعید بن یسار ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے ہمراہ (سفر میں) تھا' میں (راستے میں رک گیا اور) ان سے پیچھے رہ گیا اور (سواری سے اتر کر) وتر پڑھ لیے۔ (جب دوبارہ ان سے جا ملا) تو انھوں نے پوچھا: تم پیچھے کیوں رہ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا: میں نے وتر پڑھے ہیں۔ فرمایا: کیا تمھارے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں اچھا نمونہ نہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں' ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ ہی پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① نماز وتر کی ادائیگی کے لیے سواری سے اترنا ضروری نہیں لیکن فرض نماز زمین ہی پر ادا کی جائے۔ ② سفر میں وتر پڑھے جاتے ہیں۔ ③ سفر میں ساتھیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ ④ اگر کسی ساتھی کی غلطی معلوم

١١٩٩_ [صحيح] * عمر بن هشام روى عن أبي حاتم الرازي وهو لا يروي إلا عن ثقة عنده، وباقي السند صحيح، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق.

١٢٠٠_ أخرجه البخاري، الوتر، باب الوتر على الدابة، ح: ٩٩٩، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ٧٠٠ من حديث مالك به.

ہوتو اسے اچھے طریقے سے صحیح مسئلہ بتا دینا چاہیے۔

١٢٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الأَسْفَاطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ ابْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ.

۱۲۰۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سواری پر وتر پڑھ لیتے تھے۔

(المعجم ١٢٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ أَوَّلَ اللَّيْلِ (التحفة ١٦٧)

باب:۱۲۸- شروع رات میں وتر پڑھنے کا بیان

١٢٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ: «أَيَّ حِينٍ تُوتِرُ؟» قَالَ: أَوَّلَ اللَّيْلِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ. قَالَ: «فَأَنْتَ يَا عُمَرُ؟» فَقَالَ: آخِرَ اللَّيْلِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ، فَأَخَذْتَ بِالْوُثْقَى. وَأَمَّا أَنْتَ يَا عُمَرُ، فَأَخَذْتَ بِالْقُوَّةِ».

۱۲۰۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”کس وقت وتر پڑھتے ہو؟“ انھوں نے کہا: عشاء کے بعد رات کے شروع میں پڑھ لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عمر! تم (کب وتر پڑھتے ہو؟“) انھوں نے کہا: رات کے آخری حصے میں (پڑھتا ہوں۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر! تم نے زیادہ پختہ اور قابل اعتماد کام اختیار کیا اور عمر! تم نے قوت والا کام اختیار کیا۔“

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں ابوداود سلیمان بن توبہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① نماز وتر رات کے ابتدائی حصے میں بھی ادا کی جاسکتی ہے اور آخری حصے میں بھی۔ ② شروع

١٢٠١ـ [صحيح] أخرجه محمد بن نصر المروزي في قيام الليل، ص: ٢٧٨ من حديث عباد عن عكرمة به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف عباد بن منصور" قلت: وله شواهد، انظر الحديث السابق.

١٢٠٢ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٩، ٣٣٠ من حديث زائدة به، قال البوصيري: "هذا إسناد حسن"، والسند الثاني حسن، وقد صححه البوصيري، وله شواهد عند أبي داود، ح: ١٤٣٤ وغيره.

رات میں تہجد اور وتر پڑھنے کا یہ فائدہ ہے کہ قضا ہو جانے کا خطرہ نہیں رہتا لیکن رات کے آخر میں تہجد پڑھنا عزم اور حوصلے والوں کا کام ہے اس لیے وہ افضل ہے۔

(المعجم ١٢٩) - بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٦٨)

باب:۱۲۹- نماز میں بھول واقع ہو جانے کا بیان

١٢٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَزَادَ أَوْ نَقَصَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَالْوَهْمُ مِنِّي، فَقِيلَ لَهُ: يَارَسُولَ اللهِ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ. أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ. فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ» ثُمَّ تَحَوَّلَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۰۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اس میں (بھول کر) کمی بیشی ہو گئی۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا: وہم مجھے ہوا ہے (یاد نہیں رہا کہ استاد محترم حضرت علقمہ رحمہ اللہ نے کمی کا لفظ فرمایا تھا یا زیادتی کا۔) عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز میں کچھ اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایک انسان ہی ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو (کبھی کبھار) میں بھی بھول جاتا ہوں تو جب کسی سے بھول ہو جائے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لیا کرے۔“ پھر نبی ﷺ نے (قبلے کی طرف) منہ پھیرا اور دو سجدے کیے۔

فوائد ومسائل: ① نماز میں بھول عام طور پر شیطان کے وسوسے اور انسان کی غفلت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ نماز میں اس نقص کے ازالے کے لیے سجدہ سہو مقرر کیا گیا ہے۔ ② سجدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز کا اظہار ہے۔ گویا مسلمان اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اظہار کرتا ہے کہ اللہ ہی ہر عیب ونقص سے پاک ہے۔ ③ سجدہ عبادت کی ایک اعلیٰ صورت ہے اس لیے شیطان اسے ناپسند کرتا ہے۔ مومن جب نماز میں غلطی ہو جانے پر سجدے کرتا ہے تو اس سے شیطان کی تذلیل ہوتی ہے کہ اس نے بندے کو نماز کے ثواب سے محروم کرنا چاہا لیکن بندے کو سجدوں کا مزید ثواب مل گیا۔ ④ نبی اکرم ﷺ کو نماز میں بھول پیش آ جانے میں اللہ کی خاص حکمت تھی۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ بھول کی صورت میں شرعی حکم کیا ہے اور سجدے کا کیا طریقہ ہے۔

١٢٠٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا

۱۲۰۴- حضرت عیاض بن ہلال انصاری رحمہ اللہ سے

١٢٠٣- أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢ من حديث علي بن مسهر به.

١٢٠٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال يتم على أكثر ظنه، ح: ١٠٢٩ من حديث إسماعيل◂◂

إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى: حَدَّثَنِي عِيَاضٌ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، فَقَالَ: أَحَدُنَا يُصَلِّي فَلاَ يَدْرِي كَمْ صَلَّى. فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ».

روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے سوال کیا اور کہا: ایک آدمی نماز پڑھتا ہے (لیکن نماز کے دوران میں) اسے معلوم ہی نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے (وہ کیا کرے؟) ابوسعید ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اسے معلوم نہ رہے کہ کتنی نماز پڑھی ہے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔“

فوائد ومسائل: ① بیٹھے بیٹھے سجدے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے نماز یا رکعت دوبارہ پڑھنے کے لیے اٹھنے کی ضرورت نہیں‘ صرف سہو کے دو سجدے کر لینا کافی ہیں۔ ② اس میں اشارہ ہے کہ سجدۂ سہو سلام سے پہلے کیا جائے گا۔ ③ یہ حدیث مزید تفصیل سے آگے آرہی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۲۱۰)

(المعجم ١٣٠) - بَابُ مَنْ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَهُوَ سَاهٍ (التحفة ١٦٩)

باب: ۱۳۰- بھول کر ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھنے کا بیان

١٢٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلاَّدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ خَمْساً. فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلاَةِ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟». فَقِيلَ لَهُ. فَثَنَى رِجْلَهُ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۰۵- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: ایک بار نبی ﷺ نے ظہر کی نماز کی پانچ رکعتیں پڑھیں۔ آپ سے کہا گیا: کیا نماز (کی رکعتوں) میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بات کیا ہے؟“ آپ کو بتایا گیا (کہ پانچ رکعتیں پڑھی گئی ہیں۔) تب آپ ﷺ نے پاؤں موڑا اور دو سجدے کر لیے۔

فوائد ومسائل: ① بھول چوک انسانی فطرت ہے جس کا ظہور عبادت کے دوران میں بھی ہو سکتا ہے اس لیے غفلت تو قابل مؤاخذہ ہو سکتی ہے‘ بھول نہیں۔ ② نبوت کا منصب انسانوں کو عطا کیے جانے میں یہ حکمت بھی ہے کہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لیے نبی کا اسوۂ رہنمائی کے لیے موجود ہو۔ ③ یہ صحابۂ کرام ؓ کا نبی اکرم ﷺ کے

◄◄ به، وحسنه الترمذي، ح: ٣٩٦، وصححه الحاكم، والذهبي.

١٢٠٥- أخرجه البخاري، الصلاة، باب ماجاء في القبلة ومن لم ير الإعادة . . . الخ، ح: ٤٠٤ من حديث يحيى، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢ من حديث شعبة به.

لیے احترام کا اظہار ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو غلطی پر محمول کرنے کے بجائے ایک بہتر سوچ کا اظہار کیا کہ ممکن ہے نماز کے دوران میں وحی کے ذریعے سے نماز کی رکعات میں اضافہ کر دیا گیا ہو۔ مسلمانوں کو بھی اپنے ائمہ اور قائدین کے بارے میں حسن ظن سے کام لینا چاہیے۔ ④ نبی کریم ﷺ نے بھول پر متنبہ کرنے پر صحابۂ کرام ؓ پر خفگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ ان کی بات تسلیم کر کے بھول سے ہو جانے والی غلطی کا ازالہ فرما دیا' قائد کا اپنے ساتھیوں سے یہی رویہ ہونا چاہیے۔ ⑤ سجدۂ سہو سلام پھیرنے کے بعد بات چیت ہو جانے کے بعد بھی درست ہے۔

(المعجم ١٣١) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَامَ مِنَ اثْنَتَيْنِ سَاهِيًا (التحفة ١٧٠)

باب:۱۳۱- دو رکعت کے بعد بھول کر (تشہد پڑھے بغیر) اٹھ کھڑا ہو تو کیا کرے؟

١٢٠٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةً، أَظُنُّ أَنَّهَا الْعَصْرُ. فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّانِيَةِ قَامَ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ. فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۰۶- حضرت ابن بحینہ (عبداللہ بن مالک ؓ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نماز پڑھائی' وہ غالباً عصر کی نماز تھی' دوسری رکعت پڑھ کر نبی ﷺ (تشہد کے لیے) بیٹھنے سے پہلے ہی (بھول کر) کھڑے ہو گئے' پھر جب سلام سے پہلے کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے دو سجدے کر لیے۔

فوائد و مسائل: ① درمیانی تشہد بھولے سے رہ جائے تو آخر میں سجدۂ سہو کر لینا چاہیے۔ ② سجدۂ سہو سلام سے پہلے بھی جائز ہے اور سلام کے بعد بھی۔ دیکھیے: (حدیث:۱۲۱۳) ③ سہو کے دو سجدے ہوتے ہیں۔

١٢٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، وَابْنُ فُضَيْلٍ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ. ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ،

۱۲۰۷- حضرت ابن بحینہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے۔ (تشہد کے لیے) بیٹھنا یاد نہ رہا۔ (باقی نماز پڑھنے کے بعد) جب آپ سلام کے سوا باقی نماز سے فارغ ہو گئے تو سہو کے دو سجدے کر لیے اور سلام پھیر دیا۔

١٢٠٦_ أخرجه البخاري، الأذان، باب من لم ير التشهد الأول واجبًا، ح: ٨٢٩ وغيره، ومسلم، المساجد، الباب السابق، ح: ٥٧٠ من حديث الزهري به.

١٢٠٧_ [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه مسلم، ح: ٥٧٠ من حديث يحي به.

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ أَنَّ ابْنَ بُحَيْنَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ فِي ثِنْتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ نَسِيَ الْجُلُوسَ. حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَ، سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس روایت سے پہلی حدیث میں مذکور شک دور ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ وہ نماز عصر کی نہیں' ظہر کی تھی۔

١٢٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَلَمْ يَسْتَتِمَّ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ. فَإِذَا اسْتَتَمَّ قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ».

۱۲۰۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص دو رکعتیں پڑھ کر (التحیات پڑھے بغیر) اٹھ کھڑا ہوا اور ابھی پوری طرح کھڑا نہ ہوا ہو (کہ یاد آجائے) تو وہ بیٹھ جائے۔ اگر پوری طرح کھڑا ہو چکا ہو (پھر یاد آئے) تب نہ بیٹھے (زائد رکعت پوری کر کے) سہو کے سجدے کر لے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت معناً اور متناً صحیح ہے کیونکہ حدیث میں مذکور مسئلہ کی بابت ابوداود کی روایت: (۱۰۳۶) کی تحقیق میں ہمارے شیخ لکھتے ہیں کہ یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے لیکن آئندہ آنے والی روایت: (۱۰۳۷) اس سے کفایت کرتی ہے' لہٰذا معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسئلہ ہمارے محقق کے نزدیک بھی درست اور صحیح ہے' مذکورہ روایت صرف سنداً کمزور ہے۔ دیکھیے: (سنن ابوداود (أردو) حدیث: ۱۰۳۶' مطبوعہ دارالسلام) علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحیحة' رقم: ۳۲۱)' نیز مسند احمد کے محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۰/۱۰۰' ۱۰۱' ۱۶۱' ۱۶۲) ② اس سے واضح ہوا کہ غلطی سے شروع ہو جانے والی زائد رکعت اگر شروع کر لی جائے تو اسے پورا کرنا چاہیے۔ ③ بھول کر زائد رکعت پڑھی جائے تو بھی سجدۂ سہو کر لینا کافی ہے۔

١٢٠٨ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من نسي أن يتشهد وهو جالس، ح:١٠٣٦ من حديث سفيان الثوري به، وضعفه ابن المنذر بعضه * جابر الجعفي تقدم حاله، ح:٣٥٦، وتابعه إبراهيم بن طهمان، وقيس بن الربيع.

(المعجم ١٣٢) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَرَجَعَ إِلَى الْيَقِينِ** (التحفة ١٧١)

باب:۱۳۲- نماز میں شک ہو جائے تو یقین پر اعتماد کیا جائے

١٢٠٩- **حَدَّثَنَا** أَبُو يُوسُفَ الرَّقِّيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ [أَحْمَدَ] الصَّيْدَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالْوَاحِدَةِ، فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً. وَإِذَا شَكَّ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهَا ثِنْتَيْنِ. وَإِذَا شَكَّ فِي الثَّلَاثِ وَالأَرْبَعِ فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا. ثُمَّ لِيُتِمَّ مَا بَقِيَ مِنْ صَلَاتِهِ حَتَّى يَكُونَ الْوَهْمُ فِي الزِّيَادَةِ. ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ».

۱۲۰۹- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جب کسی کو دو اور ایک کے درمیان شک ہو جائے تو وہ ایک رکعت شمار کرے اور دو اور تین کے درمیان شک ہو تو دو رکعتیں شمار کر لے۔ اگر تین اور چار کے درمیان شک پڑ جائے تو تین رکعتیں سمجھ لے' پھر باقی نماز پوری کر لے حتی کہ شک اضافے کے بارے میں رہ جائے' پھر سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔''

١٢١٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْغِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِينِ. فَإِذَا اسْتَيْقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَّةً، كَانَتِ الرَّكْعَةُ

۱۲۱۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز (کی رکعتوں) میں شک ہو جائے تو وہ شک کو چھوڑ کر یقین پر بنا کرے' پھر جب اسے (نماز) مکمل ہو جانے کا یقین ہو جائے تو (آخر میں) دو سجدے کر لے۔ اگر اس کی نماز مکمل ہو گئی تھی (اور ایک رکعت زائد پڑھی گئی ہے) تو وہ رکعت نفل بن جائے گی اور اگر نماز (واقعی) کم تھی تو

١٢٠٩ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب فيمن يشك في الزيادة والنقصان، ح: ٣٩٨ من حديث ابن إسحاق به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه الحاكم (١/ ٣٢٤، ٣٢٥)، والذهبي * وابن إسحاق صرح بالسماع عند أبي يعلى، ح: ٨٣٩.

١٢١٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧١ من حديث زيد به.

نَافِلَةً. وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً، كَانَتِ الرَّكْعَةُ لِتَمَامِ صَلاَتِهِ، وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ رَغْمَ أَنْفِ الشَّيْطَانِ».

اس رکعت سے نماز مکمل ہو جائے گی اور دو سجدوں سے شیطان کی ناک خاک آلود ہو جائے گی۔"

فوائد ومسائل: ① اگر نماز کے دوران میں شک ہو جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو غور کرنا اور سوچنا چاہیے۔ جس عدد پر دل زیادہ مطمئن ہو اسی کا اعتبار کر کے نماز مکمل کر کے سجدۂ سہو ادا کرنا چاہیے جیسے کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔ ② اگر شک میں دونوں پہلو برابر ہوں تو کم پر یقین کرے جیسے کہ حدیث: ۱۲۰۹ میں مذکور ہے کیونکہ کم تعداد میں شک نہیں' زیادہ میں شک ہے۔ ③ اگر غلطی سے ایک رکعت زائد پڑھی گئی ہے تو سجدۂ سہو ایک رکعت کے قائم مقام ہو کر دو نفل کا ثواب مل جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ اس نے ہماری کوتاہی کو بھی ہمارے لیے باعث ثواب بنا دیا اور دو سجدوں کو اس موقع پر پوری رکعت کے برابر کر دیا۔ ④ شک کی صورت میں اگر نماز پوری پڑھی گئی تھی اور سجدۂ سہو بھی کر لیا تو یہ شیطان کی ذلت کا باعث ہے کیونکہ شیطان نے چاہا تھا کہ بندے کی نماز خراب ہو اور وہ پریشان ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سجدوں کی وجہ سے اس کی نماز کو خراب ہونے سے بچا لیا اور قبول فرما لیا' اس طرح شیطان کا مقصد پورا نہیں ہوا اور وہ ذلیل ہوا۔ ⑤ "ناک پر مٹی لگنا" محاورہ ہے جس کا مطلب ذلت اور خواری ہوتا ہے۔

(المعجم ١٣٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَتَحَرَّى الصَّوَابَ (التحفة ١٧٢)

باب: ۱۳۳- نماز میں شک ہو جانے کی صورت میں سوچ کر صحیح صورت معلوم کرنا

١٢١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ شُعْبَةُ: كَتَبَ إِلَيَّ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ. قَالَ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلاَةً لاَ نَدْرِي أَزَادَ أَوْ نَقَصَ. فَسَأَلَ. فَحَدَّثْنَاهُ فَثَنَى رِجْلَهُ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا

۱۲۱۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھائی اس میں معلوم نہیں اضافہ ہو گیا یا کمی رہ گئی؟ پھر آپ نے (صحابہ سے) پوچھا' ہم نے بتا دیا (کہ یہ غلطی ہوئی ہے) نبی علیہ السلام نے پاؤں موڑ کر قبلے کی طرف منہ کر لیا اور دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا' پھر ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا: "اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آتا تو میں تم کو بتا دیتا۔ میں تو صرف ایک انسان ہوں جس طرح تم لوگ

١٢١١- أخرجه البخاري، الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، ح: ٤٠١، ومسلم، المساجد، الباب السابق، ح: ٥٧٢ من حديث منصور به.

بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: «لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلاَةِ شَيْءٌ لأَنْبَأْتُكُمُوهُ. وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ. فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي. وَأَيُّكُمْ مَا شَكَّ فِي الصَّلاَةِ فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذٰلِكَ مِنَ الصَّوَابِ، فَيُتِمَّ عَلَيْهِ وَيُسَلِّمَ وَيَسْجُدَ سَجْدَتَيْنِ».

بھول جاتے ہو اسی طرح مجھ سے بھی بھول ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔ اور تم میں سے جس کو نماز میں شک ہو جائے تو وہ (سوچ کر) صحت سے قریب تر بات معلوم کرے' پھر اس کے مطابق نماز پوری کرے، سلام پھیرے اور دو سجدے کر لے۔''

فوائد و مسائل: ① ''معلوم نہیں اضافہ ہوا یا کمی ہوئی۔'' یہ شک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نہیں بلکہ ابراہیم نخعی کو ہوا ہے کہ ان کے استاد حضرت علقمہ نے حدیث سناتے وقت کون سا لفظ استعمال کیا تھا۔ ② حدیث: ۱۲۰۵ میں وضاحت موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بھول کر ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دی تھیں۔

١٢١٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ [مِسْعَرٍ]، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلاَةِ، فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

۱۲۱۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو نماز میں شک پڑ جائے تو اسے چاہیے کہ صحیح بات (سوچ کر) معلوم کرے' پھر دو سجدے کر لے۔''

قَالَ الطَّنَافِسِيُّ: هٰذَا الأَصْلُ، وَلاَ يَقْدِرُ أَحَدٌ يَرُدُّهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد علی بن محمد طنافسی بیان کرتے ہیں کہ یہ اصل ہے۔ اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

فائدہ: طنافسی کے قول کا مطلب یہ ہے کہ شک کی بنا پر سجدۂ سہو کا لازم ہونا ایک متفق علیہ مسئلہ ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں' باقی تفصیلات میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

(المعجم ١٣٤) - بَابُ فِيمَنْ سَلَّمَ مِنْ ثِنْتَيْنِ أَوْ ثَلاَثٍ سَاهِيًا (التحفة ١٧٣)

باب: ۱۳۴- دو یا تین رکعت پڑھ کر بھولے سے سلام پھیر دینا؟

١٢١٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،

۱۲۱۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

١٢١٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٢١٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب السهو في السجدتين، ح: ١٠١٧ عن أبي كريب محمد بن العلاء وغيره به.

وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَ أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَهَا فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ ذُوالْيَدَيْنِ: يَا رَسُولَ اللهِ أَقَصُرَتْ أَوْ نَسِيتَ؟ قَالَ: «مَا قَصُرَتْ وَمَا نَسِيتُ» قَالَ: إِذًا، فَصَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ. قَالَ: «أَكَمَا يَقُولُ ذُوالْيَدَيْنِ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے بھول کر دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ ایک آدمی جسے ذوالیدین کہتے تھے' اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہ نماز کم ہوئی ہے اور نہ میں بھولا ہوں۔'' انھوں نے عرض کیا: اگر یہ بات ہے تو (عرض یہ ہے کہ) آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا جس طرح ذوالیدین کہتا ہے (ویسے ہی ہوا ہے؟'') صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ تب نبی ﷺ نے آگے بڑھ کر دو رکعتیں پڑھائیں' پھر سلام پھیرا' پھر سہو کے دو سجدے کیے۔

فوائد ومسائل: ① غلطی سے کم رکعتیں پڑھی جائیں تو چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھ کر سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ ② امام کا نمازیوں سے اس بارے میں بات کرنا کہ نماز پوری پڑھی گئی ہے یا نہیں اور نمازیوں کا امام کو بتانا' پہلی پڑھی ہوئی نماز کو کالعدم نہیں کر دیتا کیونکہ یہ بات چیت جان بوجھ کر نماز کے اندر نہیں کی گئی' اس لیے نماز شروع سے نہیں پڑھنی پڑے گی۔ ③ سجدۂ سہو سلام کے بعد بھی درست ہے۔

١٢١٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ يَسْتَنِدُ إِلَيْهَا. فَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ يَقُولُونَ: قَصُرَتِ الصَّلَاةُ. وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. فَهَابَاهُ أَنْ يَقُولَا لَهُ شَيْئًا وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ طَوِيلُ الْيَدَيْنِ، يُسَمَّى ذَا الْيَدَيْنِ. فَقَالَ:

۱۲۱۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں پچھلے وقت کی ایک نماز (ظہر یا عصر کی) دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ مسجد میں ایک لکڑی تھی (غالباً ستون ہوگا)' نبی ﷺ اس سے ٹیک لگا کر تشریف رکھا کرتے تھے' پھر (سلام پھیرنے کے بعد) نبی ﷺ اٹھ کر اس لکڑی کی طرف چلے۔ جن افراد کو (جانے کی) جلدی تھی وہ یہ کہتے ہوئے چل دیے: نماز کم ہوگئی ہے۔ حاضرین میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ وہ آپ

١٢١٤ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره، ح: ٤٨٢ من حديث ابن عون به، أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٣ من حديث محمد بن ميرين به.

يَارَسُولَ اللهِ أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ: «لَمْ تَقْصُرْ وَلَمْ أَنْسَ» قَالَ: فَإِنَّمَا صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ: «أَكَمَا يَقُولُ ذُوالْيَدَيْنِ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ.

سے کچھ عرض کرنے سے ڈرے (کہ نبی ﷺ کو ناگوار نہ گزرے) لوگوں میں ایک لمبے ہاتھوں والے صاحب بھی تھے' جو ذوالیدین کے نام سے معروف تھے' انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ سے بھول ہو گئی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ نماز کم کی گئی ہے اور نہ میں بھولا ہوں۔'' انھوں نے عرض کیا: آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا (ایسے ہی ہوا ہے) جس طرح ذوالیدین کہتا ہے؟'' صحابہ نے کہا: جی ہاں' تب رسول اللہ ﷺ نے اٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں' پھر سلام پھیرا' پھر دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔

فوائد و مسائل: ① نماز باجماعت کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ سکتے ہیں اگرچہ مسجد ہی میں دوسری جگہ بیٹھنے کا ارادہ ہو' تاہم نماز کی جگہ بیٹھ رہنا ثواب کا باعث ہے۔ ایسے شخص کے لیے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث:۷۹۹) ② کسی کی بات کی تحقیق کر لینا اس پر عدم اعتماد کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ یقین میں اضافے کے لیے ہوتا ہے۔ ③ اگر کوئی شخص اپنی کسی خاص جسمانی ساخت (مثلاً چھوٹا قد یا دبلا جسم وغیرہ) کی وجہ سے کسی خاص نام سے مشہور ہو جائے تو اسے اس نام سے ذکر کرنا جائز ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کو ذوالیدین (ہاتھوں والا) کہہ کر یاد فرمایا کیونکہ ان کے ہاتھ لمبے تھے لیکن اس نام سے پکارنے سے تحقیر ظاہر ہوتی ہو تو یہ نام نہ لیں بلکہ بہتر نام سے ذکر کریں۔ ④ سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا جائے تو اس کے بعد دوبارہ سلام پھیرنا چاہیے۔

١٢١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ. ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ

۱۲۱۵- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا' پھر اٹھ کر حجرے میں تشریف لے گئے۔ ایک لمبے ہاتھوں والے صاحب' حضرت خرباق ؓ نے (باہر سے) آواز دی: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی ہے؟ آپ غصے کی کیفیت میں چادر گھسیٹتے

١٢١٥- أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٤ من حديث عبدالوهاب الثقفي وغيره به.

الْحُجْرَةَ. فَقَامَ الْخِرْبَاقُ، رَجُلٌ بَسِيطُ الْيَدَيْنِ، فَنَادٰى: يَارَسُولَ اللهِ أَقَصُرَتِ الصَّلاَةُ؟ فَخَرَجَ مُغْضَباً يَجُرُّ إِزَارَهُ. فَسَأَلَ، فَأُخْبِرَ. فَصَلَّى تِلْكَ الرَّكْعَةَ الَّتِي كَانَ تَرَكَ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ.

ہوئے باہر تشریف لائے اور (حاضرین سے معاملہ دریافت کیا' آپ کو اس کی خبر دی گئی تو نبی علیہ السلام نے جو رکعت (غلطی سے) چھوڑ دی تھی وہ پڑھائی' پھر سلام پھیرا' پھر دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔

فوائد و مسائل: ① حدیث: ۱۲۰۷ میں بیان ہوا ہے کہ وہ نماز ظہر کی تھی' صحیح بخاری کی ایک روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (صحيح البخاري' الأذان' باب هل يأخذ الإمام- إذاشك- بقول الناس؟' حديث:۷۱۵) ② مذکورہ بالا روایات میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار کے بجائے دو رکعتیں ادا کی تھیں' تین نہیں۔ یہ روایات زیادہ صحیح ہیں' تاہم اس معمولی اختلاف کے باوجود اصل مسئلہ ثابت ہے کہ بھول کر رکعتیں کم پڑھی جائیں تو معلوم ہونے پر باقی نماز پڑھ کر سجدۂ سہو کیا جائے گا' پوری نماز دہرانے کی ضرورت نہیں' چاہے امام اور مقتدیوں کے درمیان گفتگو بھی ہو جائے۔

(المعجم ١٣٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ (التحفة ١٧٤)

باب: ۱۳۵- سلام سے پہلے سجدۂ سہو کرنے کا بیان

١٢١٦ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِي صَلاَتِهِ، فَيَدْخُلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَفْسِهِ حَتَّى لاَ يَدْرِي زَادَ أَوْ نَقَصَ. فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ. ثُمَّ يُسَلِّمْ».

۱۲۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''شیطان نماز کے دوران میں کسی کے پاس آتا ہے' پھر اس کے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے (وسوسے ڈالتا ہے) حتی کہ نمازی کو معلوم نہیں رہتا کہ اس نے زیادہ نماز پڑھی ہے یا کم۔ جب یہ صورت پیش آئے تو (نمازی کو چاہیے کہ) سلام سے پہلے دو سجدے کر لے' پھر سلام پھیر دے۔''

فوائد و مسائل: ① نماز سب سے اہم عبادت اور بندے کا اللہ سے تعلق قائم کرنے والا عمل ہے' اس لیے شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ بندے کو اس سے فائدہ نہ اٹھانے دے۔ ② خیالات کو نماز میں مرکوز کرنے کی کوشش کرنی چاہیے' پھر بھی اگر توجہ نہ رہے تو جب خیال آئے پھر نماز کی طرف توجہ کر لے۔ ③ نماز کے دوران میں خیالات

١٢١٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال يتم على أكثر ظنه، ح: ١٠٣٢ من حديث ابن إسحاق به، وانظر سنن أبي داود، ح: ١٠٣٠ وغيره.

کسی اور طرف متوجہ ہو جانے کی وجہ سے بعض اوقات نماز کی رکعات میں شک ہو جاتا ہے' اس صورت میں جب فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے تو سجدۂ سہو کر لینا چاہیے۔ ④ سجدۂ سہو سے متعلق بعض مسائل گزشتہ ابواب میں ذکر کیے جا چکے ہیں۔

١٢١٧- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ: أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ بَيْنَ ابْنِ آدَمَ وَبَيْنَ نَفْسِهِ. فَلاَ يَدْرِي كَمْ صَلَّى. فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ».

١٢١٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان انسان کے اور اس کے دل کے درمیان مداخلت کرتا ہے' چنانچہ اس (نمازی) کو معلوم نہیں رہتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے۔ جب یہ صورت حال پیش آئے تو اسے چاہیے کہ سلام سے پہلے دو سجدے کر لے۔''

فائدہ: مذکورہ بالا صورت میں سوچنا چاہیے کہ کتنی رکعتیں ہوئی ہیں' جس طرف دل زیادہ مائل ہو' اسی کو صحیح تعداد سمجھ کر نماز پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ کم تعداد کو صحیح سمجھ کر نماز پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر لے۔

(المعجم ١٣٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلاَمِ (التحفة ١٧٥)

باب: ۱۳۶- سلام کے بعد سجدۂ سہو

١٢١٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلاَمِ. وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ ذٰلِكَ.

١٢١٨- حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سلام کے بعد سہو کے سجدے کیے' پھر بیان فرمایا کہ نبی ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

١٢١٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ،

١٢١٩- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے

١٢١٧- [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٨٣ من حديث فليح عن سلمة بن صفوان به بنحو المعنى.

١٢١٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٧٦ عن سفيان به، ولفظ الحميدي في مسنده: "سفيان ثنا منصور" به، وله شواهد عند مسلم، ح: ٥٧٢، والبخاري، ح: ٤٠١ وغيرهما.

١٢١٩- [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من نسي أن يتشهد وهو جالس، ح: ١٠٣٨ عن عثمان بن أبي شيبة ◄◄

وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ سَالِمٍ الْعَنْسِيِّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «فِي كُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ».

فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''ہر بھول میں دو سجدے ہیں' سلام پھیرنے کے بعد۔''

فوائد و مسائل: ① ''ہر بھول'' کا مطلب یہ ہے کہ غلطی خواہ کمی کی ہو یا زیادتی کی' اس کا ازالہ سہو کے دو سجدوں سے ہو جاتا ہے۔ ② اگر یقین ہو جائے کہ نماز کی رکعتیں کم پڑھی گئی ہیں تو چھوٹی ہوئی رکعت یا رکعتیں پڑھ کر سجدۂ سہو کرنا چاہیے جیسے گزشتہ ابواب میں بیان ہوا۔ ③ سہو کے سجدے سلام سے پہلے بھی کیے جا سکتے ہیں اور سلام کے بعد بھی۔ زیر مطالعہ حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ سلام سے پہلے سجدۂ سہو نہیں ہو سکتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر سہو میں سلام کے بعد بھی سجدے کرنا درست ہے۔

(المعجم ١٣٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الصَّلَاةِ (التحفة ١٧٦)

باب: ۱۳۷- نماز پر بنا کرنے کا بیان

١٢٢٠- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى التَّيْمِيُّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، مَوْلَى الأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَكَبَّرَ. ثُمَّ أَشَارَ إِلَيْهِمْ، فَمَكَثُوا. ثُمَّ انْطَلَقَ فَاغْتَسَلَ. وَكَانَ رَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً. فَصَلَّى بِهِمْ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «إِنِّي خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ جُنُباً.

۱۲۲۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز کے لیے (گھر سے) تشریف لائے اور اللہ اکبر کہہ دیا۔ (تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دی)' پھر صحابہ کو اشارہ کیا تو وہ (نماز کی حالت میں) ٹھہرے رہے۔ آپ نے جا کر غسل فرمایا۔ (واپس آئے تو) آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ چنانچہ آپ نے نماز پڑھائی اور فارغ ہو کر فرمایا: ''میں جنابت کی حالت میں تمھارے پاس آ گیا تھا اور مجھے یاد ہی نہیں رہا تھا کہ میں نماز میں کھڑا ہو گیا۔''

◀◀ وغيره به.

١٢٢٠- [حسن] وضعفه البوصيري ﷺ عبدالله بن موسى التيمي "صدوق كثير الخطاء" (تقريب)، يعني أنه ضعيف من جهة حفظه، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٢٧٥، ومسلم، ح: ٦٠٥ وغيرهما.

وَإِنِّي نَسِيتُ حَتَّى قُمْتُ فِي الصَّلاَةِ».

فوائد ومسائل: ① امام کے سہو سے مقتدیوں کی نماز خراب نہیں ہوتی۔ نبی اکرم ﷺ نے بھول کر جنابت کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہی لیکن مقتدیوں کی تکبیر تحریمہ درست تھی‘ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں نماز کی حالت میں کھڑے رہنے کا اشارہ فرما دیا۔ ② اس حدیث سے بِنا کا مسئلہ تب ثابت ہو سکتا ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ نے تکبیر تحریمہ دوبارہ نہ کہی ہو لیکن اس میں یہ اشکال ہے کہ حالت جنابت میں کہی ہوئی تکبیر تحریمہ کو درست ماننا پڑے گا‘ اس لیے نبی ﷺ نے تکبیر تحریمہ یقیناً دوبارہ کہی ہوگی اور اس صورت میں بنا کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ أعلم.

١٢٢١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ، فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ. ثُمَّ لْيَبْنِ عَلٰى صَلاَتِهِ، وَهُوَ فِي ذٰلِكَ لاَ يَتَكَلَّمُ».

١٢٢١- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جسے نماز میں قے آ جائے یا نکسیر پھوٹے یا کوئی چیز پیٹ میں سے منہ میں آئے یا مذی نکلے تو اسے چاہیے کہ (نماز چھوڑ کر) چلا جائے‘ وضو کرے‘ پھر اپنی نماز پر بنا کر لے بشرطیکہ اس اثنا میں کلام نہ کرے۔“

(المعجم ١٣٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَحْدَثَ فِي الصَّلاَةِ كَيْفَ يَنْصَرِفُ (التحفة ١٧٧)

باب: ١٣٨- جس کا نماز کے دوران میں وضو ٹوٹ جائے‘ وہ نماز چھوڑ کر کس طرح جائے؟

١٢٢٢ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عَبِيدَةَ ابْنِ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَأَحْدَثَ، فَلْيُمْسِكْ عَلٰى أَنْفِهِ، ثُمَّ

١٢٢٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کا وضو ٹوٹ جائے تو اسے چاہیے کہ اپنی ناک پکڑ کر (وضو کے لیے) چلا جائے۔“

١٢٢١_ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد ضعيف، لأنه من رواية إسماعيل عن الحجازيين وهي ضعيفة'، وفيه علة أخرى.

١٢٢٢_ [صحيح] ☆ عمر بن علي المقدّمي كان يدلس شديدًا (تقريب) وعنعن، وتابعه عمر بن قيس وهو متروك، وتابعهما ابن جريج عند أبي داود، ح: ١١١٤، والفضل بن موسٰى عند الحاكم وغيره.

لِيَنْصَرِفْ».

حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

فوائد ومسائل: ① ناک پر ہاتھ رکھنے کا یہ فائدہ ہے کہ دیکھنے والے سمجھیں گے شاید نکسیر پھوٹی ہے اس لیے نماز چھوڑ کر صف سے نکل گیا ہے ورنہ صف سے نکلتے ہوئے شرم آئے گی کیونکہ لوگ محسوس کریں گے کہ اس کی ہوا خارج ہوئی ہے۔ ② اس حدیث سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن یہ استدلال قوی نہیں کیونکہ نکسیر والا آدمی خون بند کرنے کے لیے صف سے نکل کر جاتا ہے کیونکہ سر پر پانی ڈالنے سے خون رک جائے گا، ضروری نہیں کہ وہ وضو ہی کرے جیسا کہ زیادہ صحیح احادیث میں صراحت ہے کہ جسم سے خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، امام مالک نے موطأ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن مسیب اور حضرت سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ حضرات نکسیر پھوٹنے پر دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ موطأ کی ایک روایت میں حضرت سعید بن مسیب سے وضو کرنا منقول ہے لیکن اس سے وضو لغوی یعنی منہ ہاتھ دھونا مراد لیا جا سکتا ہے کیونکہ حضرت سعید بن مسیب سے وضو نہ کرنا بھی مروی ہے۔ (موطأ إمام مالك' الطهارة' باب ماجاء في الرعاف' وباب العمل في الرعاف' حدیث: ۴۷، ۴۸، ۴۹)

(المعجم ١٣٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمَرِيضِ (التحفة ١٧٨)

باب: ۱۳۹- بیمار آدمی کی نماز

١٢٢٣ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: كَانَ بِي النَّاصُورُ. فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ. فَقَالَ: «صَلِّ قَائِمًا. فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا. فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ،

۱۲۲۳- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے پھوڑا نکلا ہوا تھا۔ میں نے نبی ﷺ سے نماز کے متعلق سوال کیا (کہ کیسے نماز پڑھوں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑا ہو کر نماز پڑھ اگر (کھڑا ہونے کی) طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل (لیٹ کر نماز پڑھ لے۔)''

١٢٢٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في صلاة القاعد، ح: ٩٥٢ من حديث وكيع به، أخرجه البخاري، ح: ١١١٧ من حديث إبراهيم به، وله طرق أخرى عنده وعند غيره.

فَعَلَى جَنْبٍ».

فوائد ومسائل: ① اسلام دین فطرت ہے' اس میں بندوں کی فطری کمزوریوں کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ ② بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا مناسب نہیں' خواہ فرض ہو یا نفل کیونکہ ارشاد نبوی ہے: [صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلَى نِصْفِ الصَّلَاةِ] (صحيح مسلم' صلاة المسافرين' باب جواز النافلة قائما و قاعدا......' حديث:٧٣٥) ''آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز کے برابر ہوتا ہے۔'' ③ شدید مرض کی صورت میں جب آسانی سے بیٹھنا ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ ④ اس سے نماز کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے کہ شدید مرض کی حالت میں بھی نماز معاف نہیں' صرف اس کے احکام ومسائل میں نرمی کر دی گئی ہے۔

١٢٢٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الأَزْرَقُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي حَرِيزٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى جَالِسًا عَلَى يَمِينِهِ، وَهُوَ وَجِعٌ.

١٢٢٤- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا' آپ بیماری کی وجہ سے دائیں طرف جھک کر بیٹھے ہوئے تھے۔

(المعجم ١٤٠) - **بَابٌ: فِي صَلَاةِ النَّافِلَةِ قَاعِدًا** (التحفة ١٧٩)

باب: ١٤٠- بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا

١٢٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: وَالَّذِي ذَهَبَ بِنَفْسِهِ ﷺ مَا مَاتَ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ. وَكَانَ أَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلَيْهِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَإِنْ كَانَ يَسِيراً.

١٢٢٥- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے نبی ﷺ کو وفات دی! نبی ﷺ اس وقت تک فوت نہیں ہوئے جب تک آپ اکثر (نفلی) نماز بیٹھ کر نہ پڑھنے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو وہ نیک عمل پسند تھا جس پر بندہ ہمیشگی اختیار کرے اگرچہ (وہ عمل) تھوڑا ہو۔

١٢٢٤- [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٣٥٦ لعلته * أبو حريز مجهول كما قال صاحب التقريب وغيره.

١٢٢٥- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٣/ ٢٢٢، قيام الليل، باب صلاة القاعد في النافلة ... الخ، ح: ١٦٥٥، ١٦٥٦ من حديث أبي إسحاق عن أبي سلمة به، وصرح بالسماع.

فوائد ومسائل: ① اگر نمازی نفل نماز میں طویل قراءت کرنا چاہتا ہو لیکن طویل قیام اس کے لیے مشقت کا باعث ہو تو کچھ قراءت کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر کر سکتا ہے جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ② نیکی کے کام پر پابندی سے عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاہم اس طرح کا عمل فرض نہیں ہو جاتا' اس لیے اگر کسی موقع پر آدمی آرام کی ضرورت محسوس کرے تو اس میں ناغہ کر سکتا ہے یا اس کی مقدار کم کر سکتا ہے۔ ③ بظاہر چھوٹی نیکی کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دینا مناسب نہیں کیونکہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں مل کر بڑے درجات کا باعث بن سکتی ہیں۔

١٢٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ. فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ إِنْسَانٌ أَرْبَعِينَ آيَةً.

١٢٢٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ بیٹھ کر قراءت کرتے تھے۔ جب رکوع کرنا چاہتے تو اتنے عرصے کے لیے کھڑے ہو جاتے جس میں کوئی انسان چالیس آیتوں کی تلاوت کر لے۔

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کی نماز تہجد بہت طویل ہوتی تھی اور آپ اس میں طویل قراءت کرتے تھے۔ ② کھڑے ہو کر نماز پڑھتے وقت اگر کچھ قیام بیٹھ کے کر لیا جائے تو جائز ہے۔ اس صورت میں رکوع اور قومہ کھڑے ہو کر کیا جائے گا لیکن اگر پورا قیام بیٹھ کر کیا جائے تو رکوع اور قومہ بھی بیٹھ کر ادا کیا جائے گا۔

١٢٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ إِلَّا قَائِمًا. حَتَّى دَخَلَ فِي السِّنِّ. فَجَعَلَ يُصَلِّي جَالِسًا.

١٢٢٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو رات کی نماز ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑھتے دیکھا حتی کہ آپ عمر رسیدہ ہو گئے' تب آپ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے حتی کہ جب چالیس یا تیس آیتوں کے برابر قراءت رہ جاتی تو کھڑے ہو کر یہ قراءت کرتے اور سجدہ کرتے۔

١٢٢٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا وفعل بعض الركعة . . . الخ، ح: ٧٣١ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

١٢٢٧ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب: إذا صلى قاعدًا ثم صح أو وجد خفة تمم ما بقي، ح: ١١١٨، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ٧٣١ من حديث هشام به نحو المعنى، وقال البوصيري: "هٰذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

حَتَّى إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ قِرَاءَتِهِ أَرْبَعُونَ آيَةً، أَوْ ثَلاَثُونَ آيَةً، قَامَ فَقَرَأَهَا وَسَجَدَ.

١٢٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلاَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي لَيْلاً طَوِيلاً قَائِمًا. وَلَيْلاً طَوِيلاً قَاعِدًا. فَإِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا. وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

۱۲۲۸- حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز (تہجد) کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کا ایک طویل حصہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور رات کا ایک طویل حصہ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب نبی ﷺ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

(المعجم ١٤١) - بَابُ صَلاَةِ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلاَةِ الْقَائِمِ (التحفة ١٨٠)

باب: ۱۴۱- بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ہوتا ہے

١٢٢٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا قُطْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَاهُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي جَالِسًا. فَقَالَ: «صَلاَةُ الْجَالِسِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلاَةِ الْقَائِمِ».

۱۲۲۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے پاس سے نبی ﷺ گزرے اور فرمایا: ”بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز سے (ثواب میں) آدھی ہوتی ہے۔“

فائدہ: یہ اس صورت میں ہے جب بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھی جائے جیسے بعض لوگ فرض نمازوں کے بعد بغیر کسی

١٢٢٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا وفعل بعض الركعة قائمًا وبعضها قاعدًا، ح: ٧٣٠ عن ابن أبي شيبة به.

١٢٢٩ـ [صحيح] ﷺ الأعمش وشيخه عنعنا، وللحديث شواهد صحيحة، انظر الحديث الآتي وغيره.

عذر کے بیٹھ کر دو نفل پڑھتے ہیں۔

١٢٣٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ فَرَأَى أُنَاسًا يُصَلُّونَ قُعُودًا. فَقَالَ: «صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ».

۱۲۳۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے تو کچھ لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے نظر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز سے آدھی ہوتی ہے۔“

١٢٣١- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّي قَاعِدًا. قَالَ: «مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ. وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ. وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ».

۱۲۳۱- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آدمی بیٹھ کر نماز پڑھے تو کیا حکم ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھے' وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے' اس کے لیے کھڑے ہونے والے سے آدھا ثواب ہے اور جو شخص لیٹ کر نماز پڑھے' اس کے لیے بیٹھنے والے سے آدھا ثواب ہے۔“

فوائد و مسائل: ① بلا عذر بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔ ② لیٹ کر نماز پڑھنے کا ثواب بیٹھ کر نماز پڑھنے سے بھی کم ہے' اس لیے بلا عذر بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(المعجم ١٤٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ (التحفة ١٨١)

باب: ۱۴۲- بیماری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی نماز

١٢٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۲۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں

١٢٣٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، وأحمد: ٣/ ٢١٤، ٢٤٠ من حديث عبدالله بن جعفر المخرمي به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح".

١٢٣١ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب صلاة القاعد، ح: ١١١٥، ١١١٦ من حديث حسين المعلم به.

١٢٣٢ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب حد المريض أن يشهد الجماعة، ح: ٦٦٤، ٧١٢، ٧١٣، ومسلم، ◄◄

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: لَمَّا ثَقُلَ جَاءَ بِلاَلٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلاَةِ. فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ» قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ. تَعْنِي رَقِيقٌ. وَمَتٰى مَا يَقُومُ مُقَامَكَ يَبْكِي فَلاَ يَسْتَطِيعُ. فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ. فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ». قَالَتْ: فَأَرْسَلْنَا إِلٰى أَبِي بَكْرٍ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ. فَوَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً. فَخَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ. وَرِجْلاَهُ تَخُطَّانِ فِي الأَرْضِ. فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ. فَأَوْمٰى إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ مَكَانَكَ. قَالَ، فَجَاءَ حَتّٰى أَجْلَسَاهُ إِلٰى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ. فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْتَمُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ. وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِأَبِي بَكْرٍ.

نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ کی وفات ہوئی..... اور ابو معاویہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: جب نبی ﷺ کی بیماری شدید ہوگئی..... تو (ایک دن) حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو نماز (کا وقت ہو جانے) کی اطلاع دینے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو' لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔'' ہم (امہات المومنین) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر رقیق القلب آدمی ہیں۔ جب آپ کی جگہ (نماز پڑھانے) کھڑے ہوں گے تو (رقت طاری ہو جانے کی وجہ سے) رونے لگیں گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دے دیں تو وہ نماز پڑھا دیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں' تم تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔'' ام المومنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: چنانچہ ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا' انھوں نے نماز پڑھانا شروع کی تو رسول اللہ ﷺ کو اپنی طبیعت میں کچھ افاقہ محسوس ہوا۔ چنانچہ آپ دو آدمیوں کا سہارا لے کر نماز کے لیے تشریف لے آئے' آپ کے قدموں (کے زمین پر جم کر نہ رکھے جا سکنے) کی وجہ سے زمین پر لکیر بنتی جا رہی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ ﷺ کی آمد کا احساس ہوا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی ﷺ نے انھیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔ نبی ﷺ (آگے) تشریف لے آئے حتی کہ دونوں اصحاب نے

الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر وغيرهما، من يصلي بالناس... الخ، ح: ٤١٨ من حديث الأعمش به.

نبی ﷺ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر بٹھا دیا۔ چنانچہ (یہ نماز اس طرح ادا کی گئی کہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے اور (تمام) لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کر رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی نظر میں نماز باجماعت اس قدر اہمیت کی حامل تھی کہ شدید مرض میں بھی آپ ﷺ نے باجماعت نماز ادا فرمائی۔ ② رسول اللہ ﷺ کو گھر سے مسجد تک سہارا دے کر لانے والے حضرات علی اور عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ (صحیح البخاري، الأذان، باب حد المریض أن یشهد الجماعة، حدیث: ٦٦٥) ③ بڑے عالم کے احترام میں اس کی موجودگی میں نماز نہ پڑھانا درست ہے۔ ④ مذکورہ بالا نماز میں رسول اللہ ﷺ ہی امام تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکبر کی حیثیت سے نبی علیہ السلام کی تکبیر نمازیوں تک پہنچانے کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے اس لیے عام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا رکوع وسجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکبیرات کے مطابق تھا۔ ⑤ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو کھڑے ہو کر نماز ادا کرنی چاہیے۔ علمائے کرام نے اس حدیث کو ان ارشادات نبوی کا ناسخ قرار دیا ہے جن میں یہ حکم ہے کہ امام عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو اگرچہ وہ عذر نہ ہو' تاہم وہ امام کی اقتدا میں بیٹھ کر نماز ادا کریں۔ (صحیح مسلم، الصلاة، باب النهي عن مبادرة الإمام بالتکبیر وغیرہ، حدیث: ٤١٧ وسنن ابن ماجه، حدیث: ١٢٣٧) ⑥ نبی اکرم ﷺ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے فرمایا: ''تم یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔'' یہ تشبیہ اس لیے دی کہ مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ایسے کام کا مطالبہ کیا جو مناسب نہیں تھا۔ اسی طرح امہات المومنین حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امامت کا مطالبہ کیا جو درست نہیں تھا۔ یہ تشبیہ نامناسب مطالبہ پر اصرار کرنے کے لحاظ سے ہے۔

١٢٣٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ. فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ. فَوَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خِفَّةً. فَخَرَجَ. وَإِذَا أَبُو بَكْرٍ يَؤُمُّ

١٢٣٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری کے ایام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' چنانچہ وہ نمازیں پڑھاتے رہے۔ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے افاقہ محسوس کیا تو آپ (حجرۂ مبارک سے) باہر تشریف لائے' اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو

١٢٣٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من قام إلى جنب الإمام لعلة، ح: ٦٨٣، ومسلم، الصلاة، انظر الحديث السابق، ح: ٤١٨ من حديث هشام به.

النَّاسَ. فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ اسْتَأْخَرَ. فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، أَيْ كَمَا أَنْتَ. فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِذَاءَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ. فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ.

نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ رہو۔ تب رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ان کے برابر بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور دوسرے لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ان آخری ایام میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔ ② اس حدیث میں مذکورہ واقعہ وفات سے ایک یا دو دن پہلے یعنی ہفتہ یا اتوار کو پیش آیا۔ دیکھیے: (الرحيق المختوم، مولانا صفي الرحمن مبارك پوری: ٦٢٧)

١٢٣٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، مِنْ كِتَابِهِ فِي بَيْتِهِ، قَالَ سَلَمَةُ بْنُ نُبَيْطٍ: أَنْبَأَنَا عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ نُبَيْطِ بْنِ شَرِيطٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: أُغْمِيَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ. ثُمَّ أَفَاقَ. فَقَالَ: «أَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «مُرُوا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ. وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ». ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ. فَقَالَ: «أَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «مُرُوا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ. وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ» ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ. فَأَفَاقَ، فَقَالَ: «أَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «مُرُوا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ. وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»

١٢٣٤- حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی حالت میں بے ہوشی طاری ہوگئی، پھر افاقہ ہوا تو فرمایا: ”کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“ پھر رسول اللہ ﷺ پر (دوبارہ) بے ہوشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: ”کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“ پھر نبی ﷺ پر (تیسری بار) بے ہوشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: ”کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟“ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

١٢٣٤- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ٣٩٧ عن نصر بن علي به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٤١، ١٦٢٤.

فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبِي رَجُلٌ أَسِيفٌ. فَإِذَا قَامَ ذٰلِكَ الْمُقَامَ يَبْكِي، لاَ يَسْتَطِيعُ. فَلَوْ أَمَرْتَ غَيْرَهُ. ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ. فَأَفَاقَ، فَقَالَ: «مُرُوا بِلاَلاً فَلْيُؤَذِّنْ. وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ. أَوْ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ» قَالَ، فَأُمِرَ بِلاَلٌ فَأَذَّنَ. وَأُمِرَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ. ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَجَدَ خِفَّةً، فَقَالَ: «انْظُرُوا لِي مَنْ أَتَّكِيءُ عَلَيْهِ» فَجَاءَتْ بَرِيرَةُ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَاتَّكَأَ عَلَيْهِمَا. فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ، ذَهَبَ لِيَنْكِصَ. فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ، أَنِ اثْبُتْ مَكَانَكَ. ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى جَلَسَ إِلٰى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ. حَتَّى قَضٰى أَبُو بَكْرٍ صَلاَتَهُ. ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُبِضَ.

نے عرض کیا: ابا جان نرم دل آدمی ہیں، جب اس مقام پر کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ اگر آپ کسی اور کو (نماز پڑھانے کا) حکم دیں (تو بہتر ہوگا)‘ پھر رسول اللہ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: ”بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابوبکر سے کہو‘ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم (عورتیں) تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔“ راوی فرماتے ہیں‘ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تو انھوں نے اذان دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تو انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد (ایک دن) رسول اللہ ﷺ کو کچھ افاقہ محسوس ہوا تو فرمایا: ”کسی کو بلاؤ جو مجھے سہارا دے۔“ چنانچہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا آ گئیں‘ ایک اور صاحب بھی حاضر ہو گئے۔ نبی ﷺ ان دونوں کے سہارے سے (مسجد کی طرف) چلے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر رسول اللہ ﷺ پر پڑی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی علیہ السلام نے اشارے سے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں‘ پھر رسول اللہ ﷺ آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے حتی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کر لی۔ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کی وفات ہو گئی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ غَيْرُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ.

امام ابوعبداللہ (ابن ماجہ) رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث غریب ہے‘ نصر بن علی کے علاوہ کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی نظر میں نماز باجماعت کی اہمیت اس قدر تھی کہ ہوش آتے ہی سب سے پہلے نماز کے متعلق دریافت فرماتے تھے۔ ② یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں نبی ﷺ نے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی واقعہ سے استدلال کرتے

ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کبریٰ (خلافت) کے منصب پر فائز کیا۔ ④ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے اصرار کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے اپنا فیصلہ تبدیل نہیں فرمایا' اس لیے قائد کو چاہیے کہ جو فیصلہ اسے دلائل کی روشنی میں بہتر اور صحیح محسوس ہو اس پر پختگی سے قائم رہے' اپنے ساتھیوں کے اصرار سے فیصلہ تبدیل نہ کرے۔ ⑤ ضرورت کے موقع پر اجنبی عورت سے مناسب خدمت لی جاسکتی ہے جبکہ غلط فہمی پیدا ہونے اور نامناسب نتائج نکلنے کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرید کر آزاد کر دیا تھا' نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے آخری ایام میں وہ آزاد تھیں۔ ⑥ نبی اکرم ﷺ کو سہارا دے کر مسجد لانے والوں کی بابت مختلف روایتوں میں مختلف نام مذکور ہیں مذکورہ روایت میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور ایک آدمی کا ذکر ہے جبکہ صحیح بخاری میں حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے۔ ان دونوں روایتوں کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں امام نووی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ ان کے درمیان اس طرح تطبیق دیتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور نامعلوم آدمی آپ ﷺ کو گھر سے مسجد تک اور اس سے آگے نماز کی جگہ تک حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما لے کر آئے یا پھر دو الگ الگ واقعات پر محمول ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے :(فتح الباري:٢/٢٠١' حديث: ٦٦٥)

١٢٣٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنِ الْأَرْقَمِ بْنِ شُرَحْبِيلَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، كَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ . فَقَالَ : «ادْعُوا لِي عَلِيًّا» قَالَتْ عَائِشَةُ : يَا رَسُولَ اللهِ نَدْعُو لَكَ أَبَا بَكْرٍ؟ قَالَ : «ادْعُوهُ» قَالَتْ حَفْصَةُ : يَارَسُولَ اللهِ نَدْعُو لَكَ عُمَرَ؟ قَالَ : «ادْعُوهُ» قَالَتْ أُمُّ الْفَضْلِ : يَارَسُولَ اللهِ نَدْعُو لَكَ الْعَبَّاسَ؟ قَالَ : نَعَمْ . فَلَمَّا اجْتَمَعُوا رَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَأْسَهُ . فَنَظَرَ فَسَكَتَ . فَقَالَ

١٢٣٥- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ اس بیماری میں تھے جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''علی کو بلاؤ۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حضرت ابوبکر کو بلالیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلالو۔'' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضرت عمر کو بلالیں؟ فرمایا: ''بلالو۔'' حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بلالیں؟ فرمایا: ''ہاں۔'' جب یہ حضرات جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر دیکھا اور خاموش ہو

١٢٣٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٥٦، ٣٥٧ عن وكيع به، وانظر، ح: ٤٦، ١٠٣٩ لعلته، ورواه قيس بن الربيع، ح: ١١٥٨ عن عبدالله بن أبي السفر عن أرقم بن شرحبيل عن عبدالله بن عباس عن أبيه به نحوه، أخرجه أحمد: ١/ ٢٠٩ وغيره * وقيس ضعيف كما تقدم، فالخبر لم يصح، وهو مخالف لحديث البخاري، ح: ٦٨٧ وغيره.

عُمَرُ: قُومُوا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. ثُمَّ جَاءَ بِلاَلٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلاَةِ. فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ» فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ حَصِرٌ. وَمَتٰى لاَيَرَاكَ، يَبْكِي، وَالنَّاسُ يَبْكُونَ. فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ. فَخَرَجَ أَبُوبَكْرٍ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ. فَوَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً. فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ. وَرِجْلاَهُ تَخُطَّانِ فِي الأَرْضِ. فَلَمَّا رَآهُ النَّاسُ سَبَّحُوا بِأَبِي بَكْرٍ. فَذَهَبَ لِيَسْتَأْخِرَ. فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَيْ مَكَانَكَ. فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِهِ. وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ. وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْتَمُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ، وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِأَبِي بَكْرٍ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَيْثُ كَانَ بَلَغَ أَبُو بَكْرٍ.

گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ جاؤ۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر کو حکم دو' لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر رقیق القلب اور کم گو ہیں جب وہ آپ کو (امامت کے لیے) موجود نہ پائیں گے تو رو پڑیں گے' (اس پر) لوگ بھی (آپ کو یاد کر کے غم زدہ ہو جائیں گے اور) رونے لگیں گے۔ اگر آپ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو نماز پڑھانے کا حکم دیں (تو بہتر ہوگا)' آخر ابوبکر رضی اللہ عنہ (گھر سے) باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے افاقہ محسوس کیا تو دو مردوں کے سہارے (مسجد کی طرف) روانہ ہوئے' آپ کے قدم مبارک (شدتِ ضعف کی وجہ سے) زمین پر لکیر بناتے جا رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب رسول اللہ ﷺ کو (مسجد میں تشریف لاتے) دیکھا تو سبحان اللہ کہہ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو متنبہ کیا۔ وہ پیچھے ہٹنے لگے تو نبی ﷺ نے انھیں اشارے سے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو' پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے رہے' چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے اور (دوسرے تمام) لوگ حضرت ابوبکر کی اقتدا کر رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قراءت وہاں سے شروع کی جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔

قَالَ وَكِيعٌ: وَكَذَا السُّنَّةُ.

جناب وکیع نے فرمایا: یہی سنت ہے۔

قَالَ: فَمَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ ذٰلِكَ.

حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: اسی بیماری کے دوران میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت حضرت علی ؓ کے ذکر کے بغیر بعض کے نزدیک صحیح اور بعض کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابن ماجه' حدیث: ١٠٢٧) ② اس روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر ؓ کے دائیں طرف بیٹھے لیکن زیادہ صحیح روایات میں بائیں طرف بیٹھنے کا ذکر ہے۔ (صحیح البخاري' الأذان' باب الرجل یأتم بالإمام' و یأتم الناس بالمأموم' حدیث: ٧١٣) سنن ابن ماجہ کی دوسری روایات میں دائیں بائیں کا ذکر کیے بغیر صرف ''پہلو میں بیٹھنے'' کا ذکر ہے۔ ③ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مقتدی پر فاتحہ پڑھنا فرض یا واجب نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قراءت وہاں سے شروع کی جہاں حضرت ابوبکر ؓ نے چھوڑی تھی' یعنی فاتحہ نہیں پڑھی لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس نماز میں مقتدی نہیں تھے بلکہ امام تھے اور امام بہر حال فاتحہ پڑھتا ہے' اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ④ قراءت سے مراد نماز ہے' یعنی ابوبکر ؓ ابھی قیام میں تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بھی شروع سے نماز شروع کر دی۔ اگر حضرت ابوبکر ؓ رکوع یا سجدے میں ہوتے تو رسول اللہ ﷺ امامت نہ فرماتے جیسے کہ ایک بار نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی اقتدا میں نماز ادا کی تھی۔ واقعہ کی تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔

(المعجم ١٤٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَلْفَ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِهِ (التحفة ١٨٢)

باب: ۱۴۳- رسول اللہ ﷺ کا امتی کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا بیان

١٢٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ صَلّٰى بِهِمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَكْعَةً. فَلَمَّا أَحَسَّ

۱۲۳۶- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پیچھے رہ گئے۔ ہم (قافلے کے) لوگوں تک پہنچے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ انھیں ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ انھوں نے جب نبی ﷺ کی موجودگی کو محسوس کیا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی ﷺ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ نماز مکمل کریں۔ (نماز

١٢٣٦- أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، بعد ح: ٢٧٤ من حديث حميد الطويل به نحو المعنى، وله طريق آخر عنده، الصلاة، باب المسح على الخفين وغيره.

بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ. [illegible] إِلَيْهِ [illegible] ﷺ أَنْ يُتِمَّ الصَّلَاةَ. قَالَ: «وَقَدْ أَحْسَنْتَ [illegible] كَذٰلِكَ فَافْعَلْ».

[illegible] سے فارغ ہونے کے بعد) فرمایا: ''آپ نے اچھا کیا۔ [illegible] اسی طرح کیا کریں۔''

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ غزوۂ تبوک کے [illegible] پر سفر میں پیش آیا۔ ② رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے قافلے سے دور چلے گئے تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پانی کا برتن لے کر نبی علیہ السلام کے ہمراہ گئے تھے۔ جب واپس آئے تو فجر کی نماز کھڑی ہو چکی تھی اور ایک رکعت پڑھی جا چکی تھی۔ (صحيح مسلم' الصلاة' باب تقديم الجماعة من يصلي بهم إذا تأخر الإمام... ' حديث : ٢٧٤ قبل حديث : ٤٢٢) ③ دوسری نمازوں میں' خصوصاً نماز عشاء میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے تھے لیکن نماز فجر کو انھوں نے اوّل وقت ادا کرنے کو اہمیت دی۔ ممکن ہے اس لیے نماز شروع کر دی گئی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلوم نہ تھا کہ جلدی تشریف لے آئیں گے یا مزید تاخیر ہوگی۔ ④ مقرر امام اگر کسی وجہ سے لیٹ ہو جائے تو کسی دوسرے آدمی کو امام بنا کر نماز ادا کی جا سکتی ہے لیکن بہتر ہے چند منٹ انتظار کر لیا جائے۔ ⑤ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے محسوس کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا مزید انتظار نہ کر کے غلطی کی ہے' اس پر نبی علیہ السلام نے انھیں تسلی دی کہ وقت پر نماز پڑھنے کو اہمیت دینا درست تھا۔

(المعجم ١٤٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ (التحفة ١٨٣)

باب:١٤٤- امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے

١٢٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَعُودُونَهُ. فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ جَالِسًا. فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ قِيَامًا. فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ. فَإِذَا رَكَعَ

١٢٣٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے۔ آپ کے صحابہ میں سے چند افراد آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ نبی ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی تو انھوں نے آپ کی اقتدا میں کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: ''امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے' اس لیے جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو' جب وہ سر

١٢٣٧ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، ح: ٦٨٨، ١١١٣، ١٢٣٦، ٥٦٥٨ من حديث هشام، ومسلم، الصلاة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١٢ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

فَارْكَعُوا. وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا. وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا».

اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ' جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم (بھی) بیٹھ کر نماز پڑھو۔"

فوائد ومسائل: ① حالت بیماری میں گھر میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ ② مریض کی بیمار پرسی کرنی چاہیے۔ ③ رکوع وسجود وغیرہ میں امام سے آگے بڑھنا جائز نہیں۔(سنن ابن ماجه' حديث:٩٦٠ تا ٩٦٣) ④ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں اگرچہ کوئی عذر نہ ہو' اکثر علماء اس حکم کو منسوخ قرار دیتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابۂ کرام ؓ نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ اور یہی بات صحیح ہے۔

١٢٣٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صُرِعَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الأَيْمَنُ. فَدَخَلْنَا نَعُودُهُ. وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ. فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا، وَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا. فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ. فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا. وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا. وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا. وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعِينَ».

١٢٣٨- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کا جسم مبارک دائیں طرف سے زخمی ہو گیا۔ ہم لوگ نبی ﷺ کی بیمار پرسی کے لیے حاضر ہوئے۔ (اسی اثنا میں) نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہے تو تم [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہو' جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو' جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] کہے تو تم [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو' جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو' جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب لوگ بیٹھ کر نماز پڑھو۔"

فوائد ومسائل: ① [جُحِشَ] سے مراد ہلکا زخم ہے جس سے صرف جلد متاثر ہوتی ہے۔ ② اس سے یہ دلیل لی گئی ہے کہ امام صرف [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] کہے اور مقتدی صرف [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ......] کہیں لیکن رسول اللہ ﷺ سے امامت کی حالت میں دونوں اذکار پڑھنا ثابت ہے۔ (سنن ابن ماجه' حديث:٨٧٥'٨٧٨)

١٢٣٨ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب يهوي بالتكبير حين يسجد، ح:٨٠٥، ومسلم، الصلاة، الباب السابق، ح:٤١١ من حديث سفيان به وهو في جزءه.

اس لیے تقسیم اذکار والا موقف قوی محسوس نہیں ہوتا۔

١٢٣٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ. فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا. وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا. وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. وَإِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا. وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا».

۱۲۳۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہے تو تم [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہو جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تم [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

١٢٤٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكَبِّرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ. فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا. فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ قُعُودًا. فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: «إِنْ كِدْتُمْ أَنْ تَفْعَلُوا فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ. يَقُومُونَ عَلَى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ. فَلَا تَفْعَلُوا. ائْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ. إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا. وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا».

۱۲۴۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ بیمار ہو گئے۔ ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی جب کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (بلند آواز سے) تکبیرات کہتے تھے (یعنی) لوگوں کو نبی ﷺ کی تکبیر سناتے تھے۔ آپ نے ہماری طرف توجہ فرمائی تو ہمیں کھڑے دیکھا' نبی علیہ السلام نے اشارہ فرمایا تو ہم بیٹھ گئے اور ہم نے بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا کی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم تو فارسیوں اور رومیوں کا سا کام کرنے لگے تھے۔ وہ بادشاہوں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں جب کہ وہ (بادشاہ) بیٹھے ہوتے ہیں، (اس لیے) اس طرح نہ کیا کرو۔ اپنے اماموں کی اقتدا کرو۔ جب امام

١٢٣٩- [صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ١/ ٢٢٧، ح: ٢٥٩٤ عن هشيم أنا عمر بن أبي سلمة به مختصرًا جدًا، أخرجه أحمد: ٢/ ٢٣٠، ٤١١، ٤٧٥ من حديث محمد بن عمرو الليثي عن أبي سلمة به نحو رواية ابن ماجه، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

١٢٤٠- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١٣ عن محمد بن رمح وغيره به.

کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو' اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

فوائد ومسائل: ① فارس اور روم کے لوگ غیر مسلم تھے۔ ایرانی تو آتش پرست تھے اور رومی عیسائی تھے جو تحریف شدہ عیسائیت پر کاربند تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کی مشابہت سے منع فرمایا۔ ② کوئی بزرگ' سردار' عالم یا پیر بیٹھا ہو تو اس کے سامنے احتراماً کھڑے رہنا اور بیٹھنے سے پرہیز کرنا مسلمانوں کا طریقہ نہیں' اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ بیٹھے ہوئے امام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا' غیر مسلموں کے احتراماً کھڑے رہنے سے بعض لحاظ سے مختلف ہے۔ درباری بادشاہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ بھی ان کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا ہوتا ہے جب کہ امام اور مقتدی سب کے سب اللہ کی عبادت کے لیے کعبہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں' مقتدی امام کے سامنے نہیں بلکہ پیچھے کھڑے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں درباری مسلسل کھڑے رہتے ہیں جب کہ مقتدی رکوع' سجدہ' جلسہ اور تشہد کی حالت میں کھڑے نہیں ہوتے۔ غالباً اسی لیے نبی ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام میں بیٹھ کر نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٤٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ (التحفة ١٨٤)

باب: ۱۴۵- نماز فجر میں دعائے قنوت کا بیان

١٢٤١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي: يَاأَبَتِ إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ هٰهُنَا بِالْكُوفَةِ، نَحْواً مِنْ خَمْسِ سِنِينَ. فَكَانُوا يَقْنُتُونَ فِي الْفَجْرِ؟ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ.

۱۲۴۱- ابو مالک سعد بن طارق اشجعی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد (حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ) سے کہا' ابا جان! آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بھی نمازیں پڑھی ہیں اور حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے بھی اور یہاں کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی تقریباً پانچ سال نمازیں پڑھی ہیں' کیا یہ حضرات فجر کی نماز میں قنوت کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: بیٹا! یہ بدعت ہے۔

فوائد ومسائل: ① خاص خاص موقعوں پر فجر کی نماز میں اور دوسری نمازوں میں بھی قنوت پڑھنا مسنون ہے۔ اسے ''قنوت نازلہ'' کہتے ہیں۔ جن لوگوں نے قراء صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بلا کر دھوکے سے شہید کر دیا تھا' نبی اکرم

١٢٤١ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في ترك القنوت، ح: ٤٠٢ من حديث يزيد به نحوه، وقال: "حسن صحيح".

ﷺ نے ان کے خلاف مہینہ بھر قنوتِ نازلہ پڑھی جیسے کہ حدیث: ۱۲۴۳ میں آ رہا ہے۔ (صحیح البخاري، الجهاد والسير، باب من ينكب أويطعن في سبيل الله، حديث:۲۸۰۱) ② حضرت طارق رضی اللہ عنہ نے مطلقاً قنوت کو بدعت نہیں کہا بلکہ فجر کی نماز میں قنوت ہمیشہ پڑھنے کو بدعت کہا' اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات ایک کام اصل میں سنت ہوتا ہے لیکن اسے غلط طریقے سے انجام دینے یا اس کو اس کی اصل حیثیت سے گھٹا بڑھا دینے کی وجہ سے وہ بدعت بن جاتا ہے' یعنی اس عمل کی وہ خاص کیفیت بدعت ہوتی ہے اگرچہ اصل عمل بدعت نہ ہو۔

١٢٤٢- حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ [بَكْرٍ] الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْلَى زُنْبُورٌ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: نُهِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقُنُوتِ فِي الْفَجْرِ.

۱۲۴۲- حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے سے منع فرما دیا گیا تھا۔

١٢٤٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ. يَدْعُو عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، شَهْرًا. ثُمَّ تَرَكَ.

۱۲۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں قنوت فرماتے تھے۔ (قنوت میں) عرب کے ایک قبیلے کے خلاف ایک مہینے تک بددعا کرتے رہے تھے۔ پھر اسے ترک کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے یہ قنوت نازلہ قبیلہ مُضر کے خلاف پڑھی تھی۔ وہ لوگ اس وقت کافر تھے اور مسلمانوں کے لیے بہت سی مشکلات کا باعث تھے۔ ② ترک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس قبیلے کے خلاف بددعا کرنی بند کر دی کیونکہ جن کمزور مسلمانوں کے حق میں دعا کی جاتی تھی' انھیں نجات مل گئی۔ بعض نے اس جملے سے یہ سمجھا ہے کہ بعد میں کبھی قنوت نازلہ نہیں پڑھی' یہ سمجھنا غلط ہے۔ اب بھی حسب ضرورت قنوت نازلہ پڑھی جا سکتی ہے۔

١٢٤٢ـ [إسناده موضوع] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٣٨ وغيره من طرق عن محمد بن يعلى به، وقال الدارقطني: "محمد بن يعلى وعنبسة وعبدالله بن نافع كلهم ضعفاء، ولا يصح لنافع سماع من أم سلمة" * عنبسة قال أبوحاتم وابن معين فيه: "كان يضع الحديث"، في الأصل: حاتم بن نصر، والصواب ما أثبته.

١٢٤٣ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة، وحديث عضل . . . الخ، ح: ٤٠٨٩، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات إذا نزلت بالمسلمين نازلة . . . الخ، ح: ٦٧٧ تحته من حديث هشام به.

١٢٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ. اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ».

۱۲۴۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جب فجر کی نماز میں (رکوع سے) سر اٹھایا تو فرمایا: ''اے اللہ! ولید بن ولید' سلمہ بن ہشام' عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہم اور مکہ کے (دوسرے) کمزور افراد کو (مشرکوں سے) نجات دے۔ اے اللہ! قبیلۂ مضر (کے کافروں) پر گرفت کو شدید تر کر دے اور ان پر یوسف علیہ السلام (کے زمانے) کے سالوں جیسے (قحط اور سختی کے) سال مسلط فرمادے۔''

فوائد و مسائل: ① قنوت نازلہ آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ ② اس میں امام بلند آواز سے مناسب دعائیں کرتا ہے۔ ③ قنوت نازلہ میں مظلوم مسلمانوں کا نام لے کر ان کے حق میں اور کافروں کا نام لے کر ان کے خلاف دعا کی جاسکتی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' التفسیر' باب: ﴿لیس لك من الأمر شیء﴾' حدیث: ۴۵۶۰' و صحیح مسلم' المساجد' باب استحباب القنوت في جمیع الصلوات...... ' حدیث: ۶۷۵)

(المعجم ١٤٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٨٥)

باب: ۱۴۶- نماز کے دوران میں سانپ اور بچھو کو مار دینے کا بیان

١٢٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْعَقْرَبِ وَالْحَيَّةِ.

۱۲۴۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز کے دوران میں دو سیاہ جانوروں' یعنی بچھو اور سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

١٢٤٤ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب تسمية الوليد، ح: ٦٢٠٠، ومسلم، المساجد، الباب السابق، ح: ٦٧٥ من حديث سفيان به.

١٢٤٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب العمل في الصلاة، ح: ٩٢١ من حديث يحيى به، وصححه الترمذي، ح: ٣٩٠، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

فوائد و مسائل: ① سانپ اور بچھو کو نماز کے دوران میں مارنے کا اس لیے حکم دیا کہ یہ سخت موذی جانور ہیں۔ اگر بھاگ گئے تو ممکن ہے دوبارہ قابو نہ آئیں اور کسی کو تکلیف پہنچائیں' اس لیے انھیں فوری طور پر مارنے کی ضرورت ہے۔ ② اس طرح کے حالات میں نمازی کا اپنی جگہ چھوڑ کر چلنا اور مارنے کے لیے لکڑی وغیرہ لے کر آنا ایک ضرورت ہے' اس لیے اس سے نماز نہیں ٹوٹے گی' نماز جہاں چھوڑی تھی وہیں سے دوبارہ شروع کر دے۔ ③ اور بھی متعدد کام ایسے ہیں جن کا کرنا نماز کے دوران میں نبی اکرم ﷺ سے یا صحابۂ کرام ؓ سے مروی ہے۔ ان کاموں کی وجہ سے بھی نماز فاسد نہیں ہو گی' مثلاً: اشارے سے سلام کا جواب دینا' بچے کو اٹھا کر نماز پڑھنا' آگے سے گزرنے والے کو روکنا وغیرہ۔

١٢٤٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ الدَّهَّانُ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَدَغَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَقْرَبٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. فَقَالَ: «لَعَنَ اللهُ الْعَقْرَبَ. مَا تَدَعُ الْمُصَلِّيَ وَغَيْرَ الْمُصَلِّي. اقْتُلُوهَا فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ».

١٢٤٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک بچھو نے ڈنک مار دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ بچھو پر لعنت کرے' یہ تو نہ کسی نمازی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نمازی کو' اسے مار دیا کرو' حل میں ہو یا حرم میں۔''

فوائد و مسائل: ① حرم سے مراد وہ علاقہ ہے جس میں شکار کرنا' درخت کاٹنا اور گھاس اکھاڑنا منع ہے۔ اس کے علاوہ باقی پوری زمین حل ہے' یعنی جہاں یہ پابندیاں نہیں۔ ② حرم کی حدود میں اگرچہ جانوروں کا شکار منع ہے' تاہم موذی جانوروں کو وہاں بھی قتل کیا جا سکتا ہے۔ ③ بحیثیت انسان ہونے کے نبی اکرم ﷺ پر بھی وہ تکالیف آتی تھیں جو دوسرے انسانوں پر آتی ہیں' مثلاً: بیمار ہونا' زخمی ہونا' بھوک پیاس کی حاجت پیش آنا' غمگین ہونا' خوش ہونا' بھول جانا وغیرہ۔ ان تمام حالات میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال ہمارے لیے اسوہ ہیں۔ ④ برے اور مجرم آدمی کو اس کے جرم یا گناہ کی نسبت سے لعنت کا لفظ بول دینا جائز ہے' جیسے قرآن مجید میں جھوٹ بولنے والے پر اور حدیث میں انبیاء و اولیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے والے پر' غیر اللہ کیلئے جانور ذبح کرنے والے پر' والدین کو لعنت کرنے والے پر' بیوی سے خلافِ وضع فطری فعل کا ارتکاب کرنے والے پر اور متعدد دوسرے جرائم کے مرتکب پر لعنت وارد

١٢٤٦_ [حسن] أخرجه ابن عدي في الكامل، وقال: "لا أعرفه إلا من حديث الحكم عن قتادة"، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف الحكم بن عبدالملك لكن لم ينفرد به الحكم"، وقال السندي: "فقد رواه ابن خزيمة في صحيحه عن محمد بن بشار عن محمد بن جعفر عن شعبة عن قتادة به".

ہے۔ دیکھیے: (سورۂ آل عمران' آیت: ٦١' وصحیح البخاري' الصلاة' باب: ٥٥' حدیث: ٤٣٦٬٤٣٥)

١٢٤٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا مَنْدَلٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَتَلَ عَقْرَبًا وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ.

١٢٤٧- جناب ابن ابورافع رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک بچھو مارڈالا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔

(المعجم ١٤٧) - **بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ** (التحفة ١٨٦)

باب: ١٤٧- فجر اور عصر کے بعد نماز کی ممانعت کا بیان

١٢٤٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ. وَ أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ صَلَاتَيْنِ: عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

١٢٤٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو نمازوں' یعنی فجر کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک' کے پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① فجر اور عصر سے مراد فجر کی فرض نماز اور عصر کی فرض نماز ہے' البتہ جو شخص فجر کی نماز باجماعت میں شامل ہو جبکہ پہلے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو وہ فرض نماز کے بعد چھوٹی ہوئی سنتیں پڑھ سکتا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث: ١١٥٤٬١١٥٥) ② اگر بھولے سے کوئی نماز چھوٹ جائے اور وہ مکروہ اوقات میں یاد آئے تو اسے اسی وقت پڑھا جا سکتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ' حدیث: ٦٩٥٬٦٩٦) ③ بعض علماء نے سببی اور غیر سببی نماز کا فرق کیا ہے کہ جس نماز کا سبب ان اوقات میں پیدا ہوا ہو وہ نماز مکروہ اوقات میں بھی پڑھی جا سکتی ہے' مثلاً: تحیۃ المسجد' طواف کی دو رکعتیں' نماز جنازہ وغیرہ۔ دوسری نمازیں ان اوقات میں نہیں پڑھی جائیں گی' مثلاً: مطلق نوافل۔

١٢٤٧ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه مندل بن علي العنبري الكوفي، وهو ضعيف"، وشيخه محمد بن عبيدالله بن أبي رافع أيضًا "ضعيف" (تقريب)، وانظر، ح: ١٢٩٧.

١٢٤٨ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ٥٨٤، ومسلم، البيوع، باب إبطال بيع الملامسة والمنابذة، ح: ١٥١١ من حديث أبي أسامة به.

١٢٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّيْمِيُّ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ صَلاَةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَلاَ صَلاَةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

۱۲۴۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عصر کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج طلوع ہو جائے۔''

١٢٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ، فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ صَلاَةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. وَلاَ صَلاَةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ».

۱۲۵۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے بیان کیا: میرے پاس قابل اعتماد حضرات نے گواہی دی ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور میرے نزدیک ان میں سب سے زیادہ قابل اعتماد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔''

فوائد و مسائل: ① گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے حدیث بیان کرتے وقت یہ الفاظ کہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی اور اس سے مقصود محض تاکید ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ انھیں یہ حدیث پوری طرح یاد ہے اور وہ اسے پورے اعتماد سے بیان کر رہے ہیں جس طرح گواہی پورے یقین اور اعتماد کی بنیاد پر دی جاتی ہے۔ ② حدیث قابل اعتماد اور ثقہ افراد کی روایت کی ہوئی قبول ہوتی ہے' نا قابل اعتماد افراد کی روایت کردہ حدیث قبول کرنا درست نہیں۔ ③ صحابۂ کرام نے جو حدیث نبی اکرم ﷺ سے براہ راست نہیں سنی ہوتی تھی' وہ دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے سن کر روایت کرتے اور اس پر عمل کرتے تھے' یعنی قابل اعتماد افراد کی

١٢٤٩- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم النحر، ح: ١٩٩٥ وغيره من حديث عبدالملك به مطولاً.

١٢٥٠- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ٥٨١، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ٨٢٦ من حديث قتادة به.

روایت کردہ صحیح سند والی حدیث پر عمل کرنا صحابہ و تابعین کے ہاں بھی واجب تھا۔

(المعجم ١٤٨) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَاتِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ** (التحفة ١٨٧)

باب: ۱۴۸- نماز کے مکروہ اوقات کا بیان

١٢٥١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: هَلْ مِنْ سَاعَةٍ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ أُخْرٰى؟ قَالَ: «نَعَمْ. جَوْفُ اللَّيْلِ الأَوْسَطُ. فَصَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰى يَطْلُعَ الصُّبْحُ. ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَمَا دَامَتْ كَأَنَّهَا حَجَفَةٌ حَتّٰى تَبَشْبَشَ. ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰى يَقُومَ الْعَمُودُ عَلٰى ظِلِّهِ. ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰى تَزِيغَ الشَّمْسُ فَإِنَّ جَهَنَّمَ تُسْجَرُ نِصْفَ النَّهَارِ. ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ. ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ وَتَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ».

۱۲۵۱- حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا: کیا کوئی وقت اللہ کو دوسرے اوقات سے زیادہ پیارا بھی ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں‘ رات کا درمیانی حصہ‘ تم جب تک چاہو نماز (تہجد) پڑھو حتی کہ صبح صادق طلوع ہو جائے‘ پھر رک جاؤ حتی کہ سورج طلوع ہو جائے۔ جب تک وہ اس طرح (نظر آتا) رہے جیسے ڈھال ہوتی ہے حتی کہ روشنی ہو جائے‘ پھر جتنی چاہو نماز پڑھو حتی کہ ستون اپنے سائے پر قائم ہو جائے‘ پھر (نماز سے) پرہیز کرو حتی کہ سورج ڈھل جائے کیونکہ دو پہر کو جہنم دہکائی جاتی ہے‘ پھر جتنی چاہو نماز پڑھو حتی کہ عصر کی نماز پڑھ لو‘ پھر (نماز سے) رک رہو حتی کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① عبادت اور دعا کی قبولیت کے لحاظ سے بعض اوقات دوسرے اوقات سے افضل ہیں‘ جیسے مہینوں میں رمضان المبارک اور راتوں میں شب قدر افضل ہے۔ ② رات کے اوقات میں رات کا آخری حصہ افضل ہے۔ اس روایت میں رات کے درمیانی حصے کا ذکر ہے لیکن دیگر محققین نے اس جملے کو دوسری صحیح روایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے منکر‘ یعنی ضعیف اور باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح سنن

١٢٥١- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ١/ ٢٨٣، ٢٨٤، المواقيت، إباحة الصلاة إلى أن يصلي الصبح، ح: ٥٨٥ من حديث شعبة به * عبدالرحمن بن البيلماني ضعيف كما في التقريب وغيره، ولأصل الحديث شواهد كثيرة جدًا، انظر صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب إسلام عمرو بن عبسة، ح: ٨٣٢.

أبي داود (مفصل) للألباني رحمه الله، رقم:١١٥٨، و سنن ابن ماجه، للدكتور بشار عواد، حديث:١٢٥١، نیز ہمارے فاضل محقق نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن اس کے شواہد کا ذکر کیا ہے، ان شواہد میں سے صحیح مسلم کا حوالہ دیا ہے دیکھیے: تحقیق وتخریج حدیث ہذا۔ ③ نماز تہجد ساری رات میں کسی بھی وقت میں ادا کرنا جائز ہے لیکن اس کا وقت عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اگر عشاء کی نماز اوّل وقت میں ادا کر لی جائے تو اس کے بعد سے تہجد شروع کی جا سکتی ہے لیکن اگر عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھی جائے تو تہجد اس کے بعد ہی پڑھ سکتے ہیں پہلے نہیں۔ ④ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک صرف فجر کی نماز سنت اور فرض کا وقت ہے۔ اس کے علاوہ اس دوران میں نوافل ادا نہیں کرنے چاہییں۔ ⑤ سورج طلوع ہونے کے بعد بھی کچھ ٹھہر کر نماز اشراق ادا کرنی چاہیے تاکہ سورج بلند ہو جائے اور وہ وقت گزر جائے جب غیر مسلم سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ ⑥ عین دوپہر کے وقت بھی نفل نماز ادا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے جب سورج ڈھل جائے تو پھر جائز ہے۔ ⑦ دوپہر کی گرمی کا جہنم سے تعلق ایک غیبی معاملہ ہے، اس پر ایمان رکھنا کافی ہے، کیفیت کی تفتیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ⑧ سورج کے شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع وغروب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب کافر ان اوقات میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں تو شیطان ان کے سامنے سورج کی طرف آ جاتا ہے، اس لیے شیطان کو سجدہ ہوتا ہے۔ اس پر شیطان خوش ہوتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ سورج کی پوجا اصل میں اسی کی عبادت ہے۔ ⑨ غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنا منع ہے اگرچہ مسلمان کا مقصد غیر اللہ کی عبادت نہ ہو۔

١٢٥٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُنْكَدِرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَأَلَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ أَمْرٍ أَنْتَ بِهِ عَالِمٌ وَأَنَا بِهِ جَاهِلٌ. قَالَ: «وَمَا هُوَ؟». قَالَ: هَلْ مِنْ سَاعَاتِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سَاعَةٌ تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «نَعَمْ. إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ، فَدَعِ الصَّلَاةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. فَإِنَّهَا

١٢٥٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے ا[یک] بات پوچھتا ہوں جس سے آپ واقف ہیں اور میں اس سے لاعلم ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ کیا چیز ہے؟“ انھوں نے کہا: کیا رات اور دن کے اوقات میں سے کوئی ایسا وقت بھی ہے جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟ فرمایا ”ہاں، جب تو صبح کی نماز پڑھ لے تو نماز چھوڑ دے حتی کہ سورج نکل آئے کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے، پھر (نفل) نماز پڑھ کیونکہ (اس

١٢٥٢- [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٥٥ من حديث ابن أبي فديك به، وقال البوصيري: "هذا إسنا[د] حسن"، وله طريق آخر عند ابن خزيمة، ح: ١٢٧٥ عن سعيد المقبري به.

تَطْلُعُ بِقَرْنَيِ الشَّيْطَانِ. ثُمَّ صَلِّ فَالصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتَّى تَسْتَوِيَ الشَّمْسُ عَلَى رَأْسِكَ كَالرُّمْحِ. فَإِذَا كَانَتْ عَلَى رَأْسِكَ كَالرُّمْحِ فَدَعِ الصَّلَاةَ. فَإِنَّ تِلْكَ السَّاعَةَ تُسْجَرُ فِيهَا جَهَنَّمُ وَتُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُهَا. حَتَّى تَزِيغَ الشَّمْسُ عَنْ حَاجِبِكَ الْأَيْمَنِ. فَإِذَا زَالَتْ فَالصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ. ثُمَّ دَعِ الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ».

وقت میں) نماز میں (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور وہ قبول ہوتی ہے حتی کہ سورج تیرے سر پر نیزے کی طرح کھڑا ہو جائے۔ جب وہ نیزے کی طرح تیرے سر پر ہو تو نماز ترک کر دے کیونکہ اس وقت جہنم دہکائی جاتی ہے اور اس کے دروازے کھولے جاتے ہیں حتی کہ سورج تیری دائیں طرف ڈھل آئے جب وہ ڈھل جائے تو اس وقت کی نماز میں (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور وہ قبول ہوتی ہے۔ (اس کے بعد سنتیں نفل وغیرہ پڑھ سکتے ہو) حتی کہ تو عصر کی نماز پڑھ لے پھر نماز چھوڑے رکھ حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔''

فوائد و مسائل: ① تین اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ صبح کی نماز کے بعد سورج کے طلوع ہو جانے تک' دوپہر کو جب سورج سر پر ہوتا ہے اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہو جانے تک ② سورج کے دائیں طرف ڈھل آنے کا مطلب مغرب کی طرف جھک جانا ہے کیونکہ مدینہ منورہ سے کعبہ شریف جنوب کی طرف ہے' اس لیے مشرق نمازی سے بائیں طرف اور مغرب کی جہت دائیں طرف ہوتی ہے۔

١٢٥٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ أَوْ قَالَ يَطْلُعُ مَعَهَا قَرْنَا الشَّيْطَانِ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا. فَإِذَا كَانَتْ فِي وَسَطِ السَّمَاءِ

۱۲۵۳- حضرت ابو عبداللہ (عبدالرحمٰن بن عسیلہ) صنابحی رحمہ اللہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔'' یا فرمایا: ''اس کے ساتھ شیطان کے سینگ طلوع ہوتے ہیں' جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے' جب وہ آسمان کے درمیان میں پہنچتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے' جب ڈھل جاتا

١٢٥٣ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ١/ ٢٧٥، المواقيت، الساعات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ٥٦٠ من حديث مالك عن زيد به إلا أنه قال: "عن عبدالله الصنابحي"، وهو الراجح، وأخرج الدارقطني في غرائب مالك من طريق إسماعيل بن أسد أبي الحارث، وابن منده من طريق إسماعيل الصائغ، كلاهما عن مالك وزهير بن محمد عن زيد عن عطاء عن عبدالله الصنابحي سمعت رسول الله ﷺ ... الخ، وكذا رواه سويد بن سعيد عن حفص بن ميسرة عن زيد به ❁ الصنابحي صحابي على الراجح، ولحديثه شواهد معنوية.

قَارَنَهَا. فَإِذَا دَلَكَتْ أَوْ قَالَ زَالَتْ فَارَقَهَا. فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا. فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا. فَلاَ تُصَلُّوا هٰذِهِ السَّاعَاتِ الثَّلاَثَ».

ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے' پھر جب سورج غروب ہو۔ کے قریب ہوتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے' ج۔ غروب ہو جائے تو الگ ہو جاتا ہے۔ اس لیے ان تہ اوقات میں نماز نہ پڑھا کرو۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے صحیح اور الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین نے اسے سنداً مرسل اور دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے' جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ مذکورہ روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت: [فَإِذَا كَانَتْ فِي وَسَطِ السَّمَاءِ قَارَنَهَا' فَإِذَا دَلَكَتْ فَارَقَهَا] ''جب سورج آسمان کے درمیان میں پہنچتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے' جب ڈھل جاتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے۔'' اس جملے کے علاوہ صحیح ہے' تاہم انہی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے کیونکہ مذکورہ روایت کو صحیح کہنے والوں نے اس روایت کے جو شواہد ذکر کیے ہیں ان میں اس جملے کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان میں مطلق طور پر تین اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے' تاہم بعض روایات جو کہ مذکورہ روایت سے زیادہ صحیح ہیں' ان میں ممانعت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ دوپہر کے وقت جہنم دہکایا جاتا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت میں مذکور نماز کی ممانعت کی وجہ درست نہیں بلکہ درست اور صحیح یہی ہے کہ دوپہر کے وقت جہنم دہکایا جاتا ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن ابن ماجه للألباني' رقم:٢٥٨٨' و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث:١٢٥٣' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٣١/٣١٢)

(المعجم ١٤٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الصَّلاَةِ بِمَكَّةَ فِي كُلِّ وَقْتٍ (التحفة ١٨٨)

باب:١٤٩- مکہ میں ہر وقت نماز جائز ہے

١٢٥٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَيْهِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لاَ تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى. أَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ».

١٢٥٤- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنی عبد مناف! ک شخص رات یا دن میں جس وقت بھی اس گھر کا طوا کرنا اور نماز پڑھنا چاہے' تم اسے منع نہ کرنا۔''

١٢٥٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الطواف بعد العصر، ح: ١٨٩٤ من حديث سفيان وصححه الترمذي، ح:٨٦٨، والحاكم، والذهبي، وابن خزيمة، ح:٢٧٤٧، وابن حبان(موار ح:٦٢٦، ٦٢٧.

فوائد و مسائل: ① بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں' نہ کسی وقت طواف کرنا منع ہے۔ ② طواف کعبہ کے سات چکر پورے کر کے دو رکعت نماز ادا کرنی ہوتی ہے۔ اس نماز کا تعلق چونکہ طواف سے ہے اس لیے یہ بھی ہر وقت ادا کی جا سکتی ہے' اس کے لیے کوئی وقت مکروہ نہیں۔ ③ حدیث میں صرف مسجد حرام کے اندر ہر وقت نماز کی اجازت کا ذکر ہے۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس سے پورے شہر مکہ میں اس کی اجازت سمجھی ہے۔ ممکن ہے ''مکہ میں'' ہر وقت نماز جائز کہنے سے ان کا مقصد ''مسجد حرام میں'' ہر وقت نماز کا جواز ہو۔ واللہ أعلم. ④ طواف کے ساتھ نماز کے ذکر سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اس سے مراد طواف کی دو رکعتیں ہر وقت ادا کرنے کی اجازت مقصود ہے' تاہم لفظ کے عموم کو پیش نظر رکھیں تو عام نوافل کی ادائیگی کو بھی جائز کہا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١٥٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي[مَا] إِذَا أَخَّرُوا الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا (التحفة ١٨٩)

باب: ۱۵۰- جب لوگ نماز تاخیر سے ادا کریں تو کیا کرنا چاہیے

١٢٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعَلَّكُمْ سَتُدْرِكُونَ أَقْوَامًا يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ وَقْتِهَا. فَإِنْ أَدْرَكْتُمُوهُمْ فَصَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ لِلْوَقْتِ الَّذِي تَعْرِفُونَ. ثُمَّ صَلُّوا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوهَا سُبْحَةً».

۱۲۵۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شاید تمھیں ایسے لوگ ملیں جو نماز کو بے وقت ادا کرتے ہوں۔ اگر تم انھیں پاؤ تو گھروں میں اس وقت نماز ادا کر لیا کرو جو تمھیں معلوم ہے (کہ یہ صحیح وقت ہے)' پھر ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لو اور اسے نفل سمجھ لو۔''

فوائد و مسائل: ① ''شاید تمھیں ایسے لوگ ملیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ مستقبل میں ایسے لوگ پائے جائیں گے جو بلاوجہ نماز تاخیر سے پڑھائیں گے اور عین ممکن ہے کہ اس وقت تم صحابہ بھی زندہ موجود ہو' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں بعض حکمرانوں نے نماز تاخیر سے پڑھنے کی عادت اختیار کر لی۔ ② اسلام میں اجتماعیت کی اتنی اہمیت ہے کہ اگر حکام نماز بے وقت پڑھاتے ہوں تب بھی نماز باجماعت کو قائم رکھنا چاہیے لیکن ائمہ اور حکام کو صحیح شرعی حکم بتانا اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دینا بہر حال ضروری ہے۔ ③ اوّل وقت نماز کی بھی بہت اہمیت ہے' اس لیے گھر میں اوّل وقت نماز ادا کر لینا چاہیے لیکن اگر مسجد میں نماز کے اوقات کا تعین حکمرانوں کی مداخلت کے بغیر مسلمانوں کے مشورے سے ہوتا ہو تو پھر مسجد میں اوّل وقت نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ ④ ''اسے نفل سمجھ لو'' سے بعض

١٢٥٥- [صحيح] أخرجه النسائي: ٢/ ٧٥، ٧٦، الإمامة، الصلاة مع أئمة الجور، ح: ٧٨٠ من حديث أبي بكر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٤٠، وانظر، ح: ٨٥٥ لعلته، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح: ٦٤٨ وغيره.

علماء نے یہ سمجھا ہے کہ بلا جماعت اوّل وقت ادا کی ہوئی نماز نفل ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اوّل وقت پڑھی ہوئی نماز ہی اصل فرض نماز ہے' بعد میں جماعت کے ساتھ ادا ہونے والی نماز مزید ثواب کا باعث ہے۔ جیسے کہ حدیث: ۱۲۵۷ میں صراحت سے وارد ہے کہ تاخیر سے نماز ادا کرنے والے اماموں کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے گی وہ نفل' یعنی مزید ثواب کا باعث ہوگی۔

١٢٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا. فَإِنْ أَدْرَكْتَ الإِمَامَ يُصَلِّي بِهِمْ فَصَلِّ مَعَهُمْ، وَقَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ. وَإِلَّا فَهِيَ نَافِلَةٌ لَكَ».

۱۲۵۶- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز وقت پر ادا کر' پھر اگر تجھے امام لوگوں کو نماز پڑھاتا مل جائے تو ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لے اور (اول وقت ادا کر کے) تو نے اپنی نماز محفوظ کر لی ورنہ (دوبارہ پڑھنے سے) وہ تیرے لیے نفل بن گئی۔''

١٢٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى، عَنْ أَبِي أُبَيِّ ابْنِ امْرَأَةِ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، يَعْنِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «سَيَكُونُ أُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ. يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا. فَاجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ تَطَوُّعًا».

۱۲۵۷- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مستقبل میں ایسے حکمران ہوں گے جنھیں دوسری چیزیں نماز سے مشغول کر دیں گی اور وہ نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر دیں گے۔ تم ان کے ساتھ پڑھی ہوئی اپنی نماز کو نفل سمجھ لینا۔''

(المعجم ١٥١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ (التحفة ١٩٠)

باب: ۱۵۱- نماز خوف کا بیان

١٢٥٦ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة تأخير الصلاة عن وقتها المختار . . . الخ، ح: ٦٤٨ من حديث شعبة وغيره به.

١٢٥٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب إذا أخر الإمام الصلاة عن الوقت، ح: ٤٣٣ من حديث منصور به.

١٢٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ: «أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ يُصَلِّي بِطَائِفَةٍ مَعَهُ. فَيَسْجُدُونَ سَجْدَةً وَاحِدَةً. وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ. ثُمَّ يَنْصَرِفُ الَّذِينَ سَجَدُوا السَّجْدَةَ مَعَ أَمِيرِهِمْ. ثُمَّ يَكُونُونَ مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا. وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّوا مَعَ أَمِيرِهِمْ سَجْدَةً وَاحِدَةً. ثُمَّ يَنْصَرِفُ أَمِيرُهُمْ وَقَدْ صَلَّى صَلَاتَهُ. وَيُصَلِّي كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ بِصَلَاتِهِ سَجْدَةً لِنَفْسِهِ. فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ، فَرِجَالاً أَوْ رُكْبَانًا».

قَالَ: يَعْنِي بِالسَّجْدَةِ الرَّكْعَةَ.

۱۲۵۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف کے بارے میں فرمایا: ''امام اپنے ساتھ والی جماعت کو نماز پڑھائے' وہ لوگ ایک سجدہ (ایک رکعت) ادا کریں۔ اور ان کا ایک (دوسرا) گروہ ان (نماز ادا کرنے والوں) کے اور دشمن کے درمیان ہو' پھر وہ لوگ (دشمن کے مقابل) چلے جائیں جنھوں نے اپنے امیر کے ساتھ ایک سجدہ ادا کیا ہے (ایک رکعت پڑھی ہے)' وہ ان لوگوں کی جگہ لے لیں جنھوں نے نماز نہیں پڑھی اور جنھوں نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ آگے آ کر اپنے امیر کے ساتھ ایک سجدہ (ایک رکعت) ادا کر لیں' پھر ان کا امیر سلام پھیر دے کیونکہ اس نے اپنی نماز (پوری) پڑھ لی ہے اور دونوں گروہوں کے افراد اپنے اپنے طور پر ایک ایک سجدہ (رکعت) ادا کر لیں اگر خوف اس سے بھی شدید ہو تو چلتے چلتے یا سواری پر (جس طرح ممکن ہو نماز پڑھ لیں۔'')

راوی نے کہا: حدیث میں سجدہ سے مراد رکعت ہے۔

فوائد و مسائل: ① نماز اتنی اہم عبادت ہے کہ حالت جنگ میں بھی معاف نہیں' البتہ اس صورت میں اس کا طریقہ بدل جاتا ہے اور بہت سے احکام میں نرمی آ جاتی ہے۔ ② نماز خوف کی متعدد صورتیں ہیں' حالات کے مطابق ان میں سے کوئی سی صورت اختیار کی جا سکتی ہے۔ ③ اس حدیث میں مذکور صورت پر اس وقت عمل ہوتا ہے جب دشمن قبلے کی طرف نہ ہو۔ اس صورت میں فوج کے دو حصے کیے جائیں گے۔ پہلا گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر چلا جائے گا' اس اثنا میں دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے گا۔ جب پہلا گروہ دشمن کے سامنے پہنچ جائے گا تو دوسرا گروہ آ کر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے گا' اور دوسری رکعت اکیلے اکیلے ادا کی جائے گی جیسے مقتدی کی ایک رکعت رہ گئی ہو تو وہ بعد میں ادا کر لیتا ہے۔ پہلے گروہ کے افراد اپنے اپنے مقام پر ایک ایک رکعت پڑھ لیں گے۔ اگر معروف طریقے سے ادا کرنا ممکن نہ ہو تو اشارے سے رکوع سجدہ کر لیا جائے' اگرچہ قبلے کی طرف منہ نہ ہو۔

١٢٥٨- [إسناده صحيح] أخرجه ابن حبان (ابن بلبان)، الصلاة، باب صلاة الخوف، حديث: ٢٨٨٧.

④ زیادہ سخت حالات میں جب اس قدر جماعت کا اہتمام بھی ممکن نہ ہو تو لڑائی کے دوران میں چلتے پھرتے ہی اشارے سے نماز پڑھ لی جائے۔ اگر قبلہ رو ہونا ممکن نہ ہو تو بغیر قبلے کی طرف منہ کیے پڑھ لی جائے۔ ⑤ نمازِ خوف کے دوسرے طریقے بھی مختلف احادیث میں وارد ہیں۔ جن میں کچھ اگلی احادیث میں بیان کیے گئے ہیں۔

١٢٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ، قَالَ: يَقُومُ الإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ. وَتَقُومُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ. وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ. وَوُجُوهُهُمْ إِلَى الصَّفِّ. فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً. وَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ وَيَسْجُدُونَ لِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ. ثُمَّ يَذْهَبُونَ إِلَى مُقَامِ أُولَئِكَ. وَيَجِيءُ أُولَئِكَ. فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً. وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ. فَهِيَ لَهُ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ. ثُمَّ يَرْكَعُونَ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ.

١٢٥٩- حضرت سہل بن ابو حثمہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے نمازِ خوف کے بارے میں فرمایا: امام قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور مجاہدین کی ایک جماعت اس کے ساتھ (اس کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لیے) کھڑی ہو جائے۔ دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے' ان لوگوں کے چہرے صف کی طرف ہوں گے۔ وہ انھیں ایک رکعت پڑھائے گا اور وہ اپنی جگہ ایک رکوع اور دو سجدے ادا کر لیں گے' پھر وہ ان کی جگہ چلے جائیں گے اور وہ (دوسری جماعت کے افراد) آ جائیں گے۔ امام کے ساتھ مل کر ایک رکوع اور دو سجدے کریں گے (امام ایک رکعت پڑھائے گا۔) اس طرح امام کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اور ان (مقتدیوں) کی ایک ایک رکعت' پھر وہ (دونوں گروہوں کے مقتدی) ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے (اپنے اپنے) کر لیں گے۔"

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: فَسَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ. فَحَدَّثَنِي عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ

امام ابن ماجہ کے استاد محمد بن بشار کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے یہی حدیث شعبہ سے عبدالرحمٰن کے واسطے سے قاسم سے بیان کی (جبکہ یہی حدیث جب انھوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بیان کی تو انھوں

١٢٥٩ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ٤١٣١ من حديث يحيى بن سعيد، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الخوف، ح: ٨٤٢ من حديث صالح به.

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ.

قَالَ: قَالَ لِي يَحْيَى: اكْتُبْهُ إِلَى جَنْبِهِ. وَلَسْتُ أَحْفَظُ الْحَدِيثَ، وَلٰكِنْ مِثْلُ حَدِيثِ يَحْيَى.

نے عبدالرحمٰن کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔) اور یہ حدیث بیان کرتے ہوئے یحییٰ بن سعید قطان نے مجھے کہا کہ اس کو انصاری کی حدیث کے ساتھ ہی لکھ لو مجھے حدیث یاد نہیں' یحییٰ نے کہا: لیکن وہ یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث کی مثل ہی ہے۔

١٢٦٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْخَوْفِ. فَرَكَعَ بِهِمْ جَمِيعاً. ثُمَّ سَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَالصَّفُّ الَّذِينَ يَلُونَهُ، وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ. حَتَّى إِذَا نَهَضَ سَجَدَ أُولٰئِكَ بِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ. حَتَّى قَامُوا مُقَامَ أُولٰئِكَ. وَتَخَلَّلَ أُولٰئِكَ حَتَّى قَامُوا مُقَامَ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ. فَرَكَعَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ جَمِيعاً. ثُمَّ سَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلُونَهُ. فَلَمَّا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ سَجَدَ أُولٰئِكَ سَجْدَتَيْنِ. وَكُلُّهُمْ قَدْ رَكَعَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. وَسَجَدَ طَائِفَةٌ بِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ. وَكَانَ الْعَدُوُّ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ.

١٢٦٠- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی۔ آپ نے ان سب کے ساتھ رکوع کیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدے کیے اور آپ کے قریب والی صف نے بھی سجدے کیے اور دوسری صف کے افراد کھڑے رہے۔ جب نبی ﷺ (سجدوں سے فارغ ہو کر) اٹھے تو ان لوگوں نے (جو کھڑے رہے تھے) خود ہی دو دو سجدے کر لیے' پھر اگلی صف کے لوگ پیچھے چلے گئے حتی کہ ان (پچھلی صف والوں) کی جگہ جا کھڑے ہوئے۔ وہ لوگ (پچھلی صف والے) ان لوگوں کے درمیان سے گزر کر پہلی صف والوں کی جگہ آ کھڑے ہوئے۔ نبی ﷺ نے ان دونوں (صفوں والوں) کے ساتھ مل کر رکوع کیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدے کیے اور اس صف والوں نے بھی جو (اب) آپ ﷺ سے قریب تھی۔ جب انھوں نے (سجدوں سے فارغ ہو کر) سر اٹھایا تو انھوں (دوسری صف والوں) نے دو سجدے کر لیے' ان سب نے رکوع نبی ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ اور ایک جماعت نے سجدے اپنے اپنے کیے' اس وقت دشمن قبلے کی جانب تھا۔

١٢٦٠ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الخوف، ح: ٨٤٠ من حديث أبي الزبير به مطولاً نحو المعنى.

(المعجم ١٥٢) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ** (التحفة ١٩١)

باب:١٥٢-سورج گرہن کی نماز

١٢٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ. فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَقُومُوا فَصَلُّوا».

١٢٦١-حضرت ابومسعود ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کو لوگوں میں سے کسی کے مرنے پر گرہن نہیں لگتا' جب تم یہ چیز دیکھو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔''

فوائد ومسائل: ① سورج اور چاند اللہ کی عظیم مخلوقات میں سے ہیں حتی کہ بعض مشرک اقوام ان کی پوجا کرتی ہیں لیکن یہ بھی اللہ کے حکم کے سامنے بے بس ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے ان کا نور چھین لیتا ہے۔ اللہ کی عظمت کی اس نشانی کے ظہور پر مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ کے سامنے اپنے عجز و انکسار کا اظہار کرنے کے لیے نماز پڑھیں۔ ② قیامت کے دن سورج اور چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ گرہن ہمیں قیامت کی یاد دلاتا ہے جو بہت شدید دن ہے۔ گناہ گاروں کو چاہیے کہ قیامت کے شدائد یاد کر کے اللہ کے سامنے جھک جائیں اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں' اس لیے اس موقع پر طویل نماز پڑھنا مسنون ہے۔ جس کا طریقہ دوسری احادیث میں تفصیل سے مذکور ہے' مثلاً: دیکھیے' حدیث:١٢٦٣' ١٢٦٥- ③ جاہلیت میں یہ مشہور تھا کہ گرہن اس وقت لگتا ہے جب کسی بڑے آدمی کی وفات ہو یا کوئی عظیم آدمی پیدا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں' انھیں کسی کے مرنے پر گرہن نہیں لگتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔'' (صحيح البخاري' الكسوف' باب قول النبي صلى الله عليه وسلم' يخوف الله عباده بالكسوف' حديث:١٠٤٨) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''یہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں' انھیں نہ کسی کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے' نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے' جب تم لوگ انھیں (گرہن لگا ہوا) دیکھو تو نماز کی طرف توجہ کرو۔'' (صحيح البخاري' الكسوف' باب هل يقول كسفت الشمس أو خسفت؟' حديث : ١٠٤٧)

١٢٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى،

١٢٦٢-حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے

١٢٦١ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، ح: ١٠٤١، ١٠٥٧، ٣٢٠٤، ومسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف "الصلاة جامعة"، ح: ٩١١ من حديث إسماعيل به.

١٢٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ٣/ ١٤١، الكسوف، نوع آخر، ح: ١٤٨٦ من حديث عبدالواهاب به، ◀◀

وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَ جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَخَرَجَ فَزِعاً يَجُرُّ ثَوْبَهُ. حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ. فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي حَتَّى انْجَلَتْ. ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أُنَاساً يَزْعُمُونَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لاَ يَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ. وَلَيْسَ كَذٰلِكَ. إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لاَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ. فَإِذَا تَجَلَّى اللهُ لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ».

انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوگیا' آپ گھبرائے ہوئے کپڑا کھینچتے (گھر سے) باہر تشریف لائے حتی کہ مسجد میں آ گئے' آپ نماز پڑھتے رہے حتی کہ سورج روشن ہوگیا' اس کے بعد فرمایا: ''بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سورج اور چاند کو گرہن بڑے لوگوں میں سے کسی کی موت کی وجہ سے لگتا ہے' ایسا ہرگز نہیں ہے۔ سورج اور چاند کو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ (لیکن) اللہ تعالیٰ جب مخلوق میں سے کسی چیز پر تجلی فرماتا ہے تو وہ عاجزی کا اظہار کرتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کا مجموعی مضمون صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ② موقع کی مناسبت سے وعظ ونصیحت زیادہ مؤثر ہوتا ہے' اس لیے اس قسم کے موقعوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے جب عوام سننے کی طرف راغب ہوں۔ ③ جاہلیت کے توہمات کا وضاحت سے رد کرنا چاہیے۔ آج کل عوام نجوم کے نام نہاد ''علم'' کی طرف بہت راغب ہیں اور ستاروں اور برجوں کے اثرات پر یقین رکھتے ہیں' ان توہمات کی سختی سے تردید کرنی چاہیے۔

١٢٦٣ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ. أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۱۲۶۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں (ایک بار) سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ نے کھڑے ہوکر تکبیر (تحریمہ)

وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٠٣، ١٤٠٤، وقال البيهقي: "هٰذا مرسل، أبو قلابة لم يسمعه من النعمان بن بشير، إنما رواه عن رجل عن النعمان" وله طريق آخر معلول عند أبي داود، ح: ١١٨٥، ١١٨٦ وغيره.

١٢٦٣ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف ح: ١٠٤٦، ١٢١٢، ومسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ٩٠١ من حديث يونس وغيره به.

كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ. فَقَامَ فَكَبَّرَ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ. فَقَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً. ثُمَّ كَبَّرَ. فَرَكَعَ رُكُوعاً طَوِيلاً. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ». ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، هِيَ أَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الأُولٰى. ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعاً طَوِيلاً، هُوَ أَدْنٰى مِنَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ. ثُمَّ قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ. فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ. ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَثْنٰى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ. ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ. لاَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ. فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلاَةِ».

گہن۔ صحابۂ کرام ؓ آپ کے پیچھے صفیں باندھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے طویل قراءت فرمائی' پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا' پھر سر اٹھا کر [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ' رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] فرمایا' پھر قیام فرمایا اور طویل قراءت کی جو پہلی قراءت سے کم طویل تھی' پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے مختصر تھا' پھر فرمایا: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ' رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ] (اس کے بعد سجدے کر کے یہ رکعت مکمل کی) پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ اس طرح پورے چار رکوع اور چار سجدے کیے۔ نبی ﷺ کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے سورج روشن ہو چکا تھا' پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیا' اس میں اللہ کی شایانِ شان حمد وثنا بیان فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں' انھیں کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم انھیں (گرہن لگا ہوا) دیکھو تو نماز کی طرف بھاگو۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں گرہن کی نماز کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ صحیح اور راجح موقف یہی ہے کہ ہر رکعت میں دو رکوع کیے جائیں اور پہلے رکوع کے بعد دوبارہ قراءت کی جائے۔ (نماز کسوف وخسوف سے متعلق تفصیل کے لیے دیکھیے: سنن ابوداود (اُردو) دارالسلام حدیث:١١٧٧ تا ١١٩٥) ② پہلے قیام سے اٹھتے ہوئے بھی [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہا جائے جس طرح عام نمازوں میں رکوع سے اٹھ کر کہا جاتا ہے۔ ③ یہ نماز سورج اور چاند دونوں کے گرہن کے موقع پر ادا کی جائے۔

١٢٦٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،

١٢٦٤- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت

١٢٦٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، صلاة الاستسقاء، باب من قال أربع ركعات، ح: ١١٨٤ من حديث الأسود به مطولاً، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وابن حجر العسقلاني، ولم◄◄

وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عِبَادٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْكُسُوفِ، فَلاَ نَسْمَعُ لَهُ صَوْتاً.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سورج گرہن کی نماز پڑھائی اور ہمیں نبی ﷺ کی (قراءت کی) آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ (سری قراءت کی۔)

فائدہ: گزشتہ حدیث میں طویل قراءت کا ذکر ہے اور حدیث کے الفاظ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قراءت جہری تھی۔

١٢٦٥- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلاَةَ الْكُسُوفِ. فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ. ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ. ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ. ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ. ثُمَّ رَفَعَ. ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ. ثُمَّ رَفَعَ. ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ. ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ. ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ. ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ. ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ. ثُمَّ رَفَعَ. ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ. ثُمَّ رَفَعَ. ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ. ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ: «لَقَدْ دَنَتْ مِنِّي الْجَنَّةُ حَتَّى لَوِ اجْتَرَأْتُ عَلَيْهَا لَجِئْتُكُمْ

١٢٦٥- حضرت اسماء بنت ابو بکر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھائی۔ آپ کھڑے ہوئے اور طویل قیام فرمایا، پھر رکوع کیا تو بہت طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور قیام کیا تو بہت طویل قیام کیا، پھر (دوبارہ) رکوع کیا تو بہت طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھایا (اور قومہ کیا)، پھر سجدہ کیا تو بہت طویل سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا (اور جلسہ کیا)، پھر سجدہ کیا تو بہت طویل سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا اور قیام کیا تو بہت طویل قیام کیا، پھر رکوع کیا تو بہت طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھا کر قیام کیا تو بہت طویل قیام کیا، پھر رکوع کیا تو طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھایا (اور قومہ کیا) پھر سجدہ کیا تو طویل سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا تو طویل سجدہ کیا، پھر نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''جنت مجھ سے قریب ہوگئی تھی حتی کہ اگر میں جرأت کرتا تو اس کا پھل توڑ کر تمھارے پاس لے آتا اور

◄◄ أو لمضعفه حجة.

١٢٦٥- أخرجه البخاري، الأذان، باب: بعد باب ما يقول بعد التكبير، ح: ٧٤٥ وح: ٢٣٦٤ من حديث نافع بن عمر به.

بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا . وَدَنَتْ مِنِّي النَّارُ حَتَّى قُلْتُ : أَيْ رَبِّ وَأَنَا فِيهِمْ» .

جہنم مجھ سے قریب ہوئی حتی کہ میں نے کہا: اے رب! (کیا لوگوں پر عذاب آ جائے گا) جبکہ میں ان کے درمیان موجود ہوں؟"

قَالَ نَافِعٌ : حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ : «وَرَأَيْتُ امْرَأَةً تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ لَهَا . فَقُلْتُ : مَا شَأْنُ هٰذِهِ؟ قَالُوا : حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعاً . لاَ هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلاَ هِيَ أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خِشَاشِ الأَرْضِ» .

حضرت نافع بن عمر رحمہ اللہ نے فرمایا: میرا خیال ہے انھوں نے (ابن ابی ملیکہ نے حدیث بیان کرتے ہوئے) یہ الفاظ بھی فرمائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے (جہنم میں) ایک عورت دیکھی جسے اس کی ایک بلی پنجے مار رہی تھی۔ میں نے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو انھوں نے کہا: اس نے اس (بلی) کو بند کر دیا تھا حتی کہ وہ بھوک سے مرگئی' نہ اس نے اسے (خود) کھانا دیا' نہ اسے چھوڑا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی۔"

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو غیبی اشیاء کا مشاہدہ کرا دیا جانا بھی وحی کی ایک صورت ہے۔ جنت اور جہنم کی صورت دکھائی گئی تھی' اصل جنت اور جہنم کو مسجد میں حاضر نہیں کیا گیا تھا ورنہ سب لوگ دیکھ لیتے۔ ② امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے آگ یا کوئی اور ایسی چیز موجود ہو جسے مشرکین پوجتے ہیں لیکن نمازی کی نیت صرف اللہ کو سجدہ کرنے کی ہو تو نماز درست ہے۔ (صحیح البخاري' الصلاة' باب من صلی و قدامه تنور أونار أو شيء مما يعبد فأرادبه وجه الله تعالٰی' حدیث:۴۳۱) ③ جانوروں پر ظلم کرنا جہنم کے عذاب کا باعث ہے۔ ④ پالتو جانوروں کو خوراک اور دیگر ضروریات مہیا کرنا مالک پر فرض ہے۔

(المعجم ۱۵۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ۱۹۲)

باب:۱۵۳- نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۶۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالاَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ كِنَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : أَرْسَلَنِي

۱۲۶۶- حضرت اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھے (ایک شہر کے) امیر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے نماز استسقاء کا مسئلہ دریافت کروں۔ حضرت ابن

۱۲۶۶ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، صلاة الاستسقاء، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء وتفريعها، ح: ۱۱٦٥ من حديث هشام بن إسحاق به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان .

أَمِيرٌ مِنَ الْأُمَرَاءِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا مَنَعَهُ أَنْ يَسْأَلَنِي؟ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَوَاضِعاً مُتَبَذِّلاً مُتَخَشِّعًا مُتَرَسِّلاً مُتَضَرِّعًا. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدِ. وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهِ.

عباس ؓ نے فرمایا: انھیں مجھ سے خود پوچھ لینے میں کیا چیز مانع تھی؟ پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ عاجزی کے ساتھ سادہ لباس میں، خشوع خضوع کے ساتھ، آہستہ رفتار سے، گڑگڑاتے ہوئے (عیدگاہ کی طرف) روانہ ہوئے پھر آپ نے دو رکعت نماز ادا کی جس طرح عید کے موقع پر پڑھی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے تمھارے اس خطبے جیسا خطبہ نہیں دیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① ''استسقاء'' کا مطلب ہے ''پانی طلب کرنا'' یا ''پانی پلانے کی درخواست کرنا۔'' یہ نماز ایسے موقع پر ادا کی جاتی ہے جب بارش کی ضرورت ہو لیکن دن گزرتے چلے جائیں اور بارش نہ ہو، اس صورت میں زرعی پیداوار کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے قحط کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے، اس لیے اسے نماز استسقاء کہتے ہیں، یعنی بارش کی دعا کے لیے نماز پڑھنا۔ ② نماز استسقاء کے موقع پر بے چارگی اور مسکنت کے اظہار کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے لباس میں، چال میں اور حرکات وسکنات میں عجز اور فروتنی کا اظہار ہونا چاہیے۔ ③ استسقاء کی نماز دو رکعت ہے اور اس کا وقت بھی سورج نکلنے کے بعد کا ہے۔ علاوہ ازیں وہ باہر کھلے میدان، یعنی عیدگاہ میں ادا کی جاتی ہے، اس لیے حضرت ابن عباس ؓ نے اسے ''عید کی نماز'' سے تشبیہ دی۔ ④ تمھارے خطبے جیسا خطبہ نہیں دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خطبہ بھی بنیادی طور پر دعا ہی پر مشتمل تھا، اس کو تمھاری طرح غیر ضروری باتیں کر کے طول نہیں دیا۔

١٢٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يُحَدِّثُ أَبِي، عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي. فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَقَلَبَ رِدَاءَهُ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۶۷- حضرت عباد بن تمیم ؒ نے (اپنے اخیافی چچا) حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم ؓ سے روایت کی کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بارش کی دعا کے لیے عیدگاہ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کیا، اپنی چادر پلٹی اور دو رکعت نماز ادا کی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ

امام ابوبکر بن محمد بن حزم کے شاگرد یحییٰ بن سعید نے بھی ان سے مذکورہ بالا روایت کی مثل بیان کیا۔

١٢٦٧- أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب تحويل الرداء في الاستسقاء، ح: ١٠١٢ وغيره، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب: كتاب صلاة الاستسقاء، ح: ٨٩٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

قَالَ سُفْيَانُ، عَنِ الْمَسْعُودِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو: أَجَعَلَ أَعْلاَهُ أَسْفَلَهُ، أَوِ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ؟ قَالَ: لاَ. بَلِ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ.

جناب مسعودی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ابوبکر بن محمد بن عمرو رحمہ اللہ سے دریافت کیا: کیا نبی ﷺ نے چادر کا اوپر والا حصہ نیچے کیا تھا' یا دایاں حصہ بائیں طرف کیا تھا؟ انھوں نے فرمایا: نہیں' بلکہ دایاں حصہ بائیں طرف کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① چادر پلٹنا زبانی دعا کے ساتھ ایک قسم کی عملی دعا ہے کہ اے اللہ! جس طرح ہم نے اپنے کپڑوں کی حالت تبدیل کی ہے تو بھی اسی طرح ہماری حالت تبدیل کر کے قحط کے بجائے رحمت نازل فرمادے۔ ② چادر پلٹنے میں کئی چیزیں شامل ہیں۔ (ا) دایاں حصہ بائیں طرف اور بایاں حصہ دائیں طرف کرنا جس طرح اس روایت میں ہے۔ (ب) پاؤں کی طرف والا حصہ سر کی طرف اور سر والا پاؤں کی طرف کرنا جیسے کہ سنن ابوداود میں مروی ہے۔ (سنن أبي داود' الصلاة' صلاة الاستسقاء' حديث:١١٦٣) (ج) جو طرف جسم سے ملی ہوئی ہوا سے باہر کرنا' اور باہر والی طرف کو اندر کرنا۔ ③ استسقاء کی نماز کے بعد ہاتھوں کی پشت چہرے کی طرف کر کے دعا مانگنا مسنون ہے۔ (صحيح مسلم' صلاة الاستسقاء' باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء' حديث:٨٩٦)

١٢٦٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ قَالاَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ ابْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي. فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ بِلاَ أَذَانٍ وَلاَ إِقَامَةٍ. ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ. ثُمَّ قَلَبَ رِدَاءَهُ فَجَعَلَ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ

١٢٦٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اذان اور اقامت کہلوائے بغیر ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں' پھر خطبہ دیا' اللہ سے دعا کی اور ہاتھ اٹھائے ہوئے قبلہ رخ ہو گئے' پھر آپ نے اپنی چادر کو پلٹا' یعنی دائیں حصے کو بائیں طرف اور بائیں کو دائیں طرف کر لیا۔

١٢٦٨- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ١٤٢٢ من حديث وهب به، وقال: "في القلب من النعمان بن راشد، فإن في حديثه عن الزهري تخليط كثير"، وفيه علة أخرى تقدم، ح: ٧٠٧، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

وَالأَيْسَرَ عَلَى الأَيْمَنِ.

(المعجم ١٥٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الاسْتِسْقَاءِ** (التحفة ١٩٣)

باب:١٥٤- نمازِ استسقاء میں دعا مانگنا

١٢٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ شُرَحْبِيلَ ابْنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِكَعْبٍ: يَا كَعْبُ بْنَ مُرَّةَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاحْذَرْ. قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَسْقِ اللهَ. فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَرِيئًا مَرِيعًا طَبَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ». قَالَ، فَمَا جَمَّعُوا حَتَّى أُحْيُوا. قَالَ، فَأَتَوْهُ فَشَكَوْا إِلَيْهِ الْمَطَرَ، فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ: تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ. فَقَالَ: «اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا»، قَالَ: فَجَعَلَ السَّحَابُ يَنْقَطِعُ يَمِينًا وَشِمَالًا.

١٢٦٩- حضرت شرحبیل بن سمط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: کعب بن مرہ! ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنائیے اور احتیاط کیجیے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے پانی کی دعا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا دیے اور فرمایا: [اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَرِيئًا مَرِيعًا طَبَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ] ''اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما جو خوش گوار ہو (برکات اور رزق میں) اضافہ کر دینے والی ہو ہر جگہ برسنے والی ہو (جل تھل ایک کر دے) جلدی نازل ہونے والی ہو تاخیر کرنے والی نہ ہو فائدے دینے والی ہو نقصان دہ نہ ہو۔'' (اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی) ابھی نماز جمعہ سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ بارش آ گئی۔ (بارش مسلسل ہوتی رہی حتی کہ) لوگ حاضر خدمت ہوئے اور بارش (کی کثرت) کی شکایت کی انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (ہمارے تو) مکان گر گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَ لَا عَلَيْنَا] ''اے اللہ! ہمارے اردگرد (بارش برسا) ہم پر نہ برسا۔'' (فوراً)

١٢٦٩ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٥، ٢٣٦ عن أبي معاوية به مطولاً، وصححه البوصيري * الأعمش تابعه شعبة عند أحمد وغيره، وقال أبوداود في سننه، ح: ٣٩٦٧ "سالم لم يسمع من شرحبيل، مات شرحبيل بصِفين"، فالسند ضعيف، وأصل الحديث صحيح له شواهد كثيرة.

بادل پھٹ کر دائیں بائیں بکھرنے لگ گیا۔

فوائد ومسائل: ① حدیث روایت کرنا اور علماء سے حدیث سنانے کی درخواست کرنا مستحسن ہے۔ ② عالم کو حدیث بیان کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے تاکہ غلطی سے رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔ اس کے نتیجے میں ممکن ہے ایسی بات کو شرعی حکم سمجھ لیا جائے جو حقیقت میں شرعی حکم نہیں۔ ③ نیک آدمی سے دعا کی درخواست کرنا درست ہے' خواہ دعا کسی انفرادی معاملہ سے تعلق رکھتی ہو یا کسی اجتماعی مسئلہ سے متعلق ہو۔ ④ جب کسی سے دعا کی درخواست کی جائے تو اسے چاہیے کہ دعا کر دے انکار نہ کرے' البتہ یہ ممکن ہے کہ کسی افضل وقت میں دعا کرنے کی نیت سے وقتی طور پر دعا کو مؤخر کر دیا جائے جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا: ﴿سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (یوسف: ۹۸) ''میں جلد ہی تمھارے لیے اپنے رب سے مغفرت کی دعا کروں گا' وہ بہت بخشنے والا' انتہائی مہربان ہے۔'' ⑤ نماز استسقاء پڑھے بغیر بھی بارش کی دعا کرنا جائز ہے۔ ⑥ جب بارش اتنی زیادہ ہو جائے کہ تکلیف کا باعث بننے لگے تو بارش رکنے کی دعا کرنا بھی درست ہے۔ یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بارش رحمت ہے' اس لیے رحمت ختم ہونے کی دعا نہ کی جائے کیونکہ جس طرح ایک وقت بارش کا نزول رحمت ہوتا ہے اسی طرح دوسرے وقت میں بارش کا رک جانا بھی رحمت ہو سکتا ہے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کی دعا کا فوراً قبول ہو جانا رب کی رحمت بھی ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل اور معجزہ بھی۔ ⑧ بارش مانگنے کے لیے حدیث میں مذکور دعا کا پڑھنا زیادہ برکت کا باعث ہے اور اس کی قبولیت کی زیادہ امید ہے۔

١٢٧٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْقَاسِمِ، أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ لَقَدْ جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ قَوْمٍ مَا يَتَزَوَّدُ لَهُمْ رَاعٍ، وَلَا يَخْطِرُ لَهُمْ فَحْلٌ. فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَحَمِدَ اللهَ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا طَبَقًا مَرِيعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ» ثُمَّ نَزَلَ. فَمَا يَأْتِيهِ أَحَدٌ مِنْ وَجْهٍ مِنَ

١٢٧٠- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک اعرابی (خانہ بدوش) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جن کا کوئی چرواہا سفر خرچ نہیں لیتا اور کوئی سانڈ دم نہیں ہلاتا۔ نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے' اللہ کی تعریف کی' پھر فرمایا: [اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيثًا مَّرِيئًا طَبَقًا مَّرِيعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ] ''اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما جس سے ہماری فریاد رسی ہو جائے' خوشگوار ہو' ہر جگہ برسنے والی ہو' (رزق میں) اضافہ

١٢٧٠ـ [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري، وانظر، ح: ٣٨٣ لعلته.

الْوُجُوهِ إِلَّا قَالُوا : قَدْ أُحْيِينَا .

کرنے والی ہو بڑے قطروں والی ہو جلدی نازل ہونے والی ہو تاخیر کرنے والی نہ ہو۔'' پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے (اس کے بعد) جس سمت سے بھی کوئی (مسافر) آیا اس نے یہی کہا: ہمارے ہاں بارش ہوئی ہے۔

فائدہ: ''چرواہا سفرخرچ نہیں لیتا'' اس کا مطلب ہے کہ چرواہے ریوڑ لے کر آبادی سے دور نہیں جاتے کیونکہ کہیں گھاس نہیں رہی اس لیے جانور گھروں میں بھوکے مر رہے ہیں۔ ''کوئی سانڈ دم نہیں ہلاتا'' اس کا مطلب ہے کہ جانور بہت کمزور ہو گئے ہیں حتی کہ سانڈ بھی جو زیادہ طاقتور ہوتے ہیں ان میں جوش اور چستی باقی نہیں رہی وہ بھی خاموش کھڑے رہتے ہیں دم تک نہیں ہلاتے۔ اس روایت کو بعض حضرات نے صحیح کہا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، بہ تحقیق الدکتور بشار عواد)

١٢٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَفَّانُ : حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بَرَكَةَ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقَى حَتَّى رَأَيْتُ، أَوْ رُئِيَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ .

١٢٧١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے بارش کی دعا کی (اور ہاتھ خوب اٹھائے) حتی کہ مجھے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ گئی۔

قَالَ مُعْتَمِرٌ: أُرَاهُ فِي الاسْتِسْقَاءِ .

(حدیث کے راوی) حضرت معتمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے کہ نماز استسقاء کے موقع پر ایسا ہوا۔

فوائد ومسائل: ① استسقاء کے موقع پر خوب خشوع خضوع سے طویل دعا کرنی چاہیے۔ ② نماز استسقاء کے موقع پر دعا کرتے ہوئے عام حالات سے زیادہ ہاتھ بلند کرنے چاہییں۔

١٢٧٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ :

١٢٧٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

١٢٧١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٠ من حديث المعتمر به، وتابعه ابن أبي عدي عنده، ص: ٢٣٥، ٢٣٦، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" * بركة المجاشعي أبوالوليد ثقة كما في التقريب وغيره.

١٢٧٢- [حسن] أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، ح: ١٠٠٩ تعليقًا * عمر تكلموا فيه، وأحاديثه في الصحيحين محفوظة، ولحديثه شاهد عند البخاري، ح: ١٠٠٨ وغيره.

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ. فَمَا نَزَلَ حَتَّى جَيَّشَ كُلُّ مِيزَابٍ بِالْمَدِينَةِ. فَأَذْكُرُ قَوْلَ الشَّاعِرِ:

انھوں نے فرمایا: میں بعض اوقات رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس کو دیکھتا جب کہ آپ منبر پر (بارش کی دعا کے لیے) تشریف فرما ہوتے اور آپ کے منبر پر اترنے سے پہلے مدینے کا ہر پرنالہ پورے زور سے بہنے لگتا تو مجھے شاعر کا یہ شعر یاد آ جاتا:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى، عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

وہ سفید فام شخصیت (رسول اکرم ﷺ) جس کے چہرے کے وسیلے سے بادل سے بارش مانگی جاتی ہے، یتیموں کا نگہبان، بیواؤں کا محافظ۔

وَهُوَ قَوْلُ أَبِي طَالِبٍ.

یہ ابوطالب کا کلام ہے۔

فوائد ومسائل: ① میدان میں نکلے بغیر صرف منبر پر دعا کرنا، رسول اللہ ﷺ کا متعدد مرتبہ کا عمل ہے۔ ② ہر بار نبی ﷺ کی دعا قبول ہو کر بارش کا نازل ہو جانا ایک معجزاتی شان کا حامل وصف ہے، خصوصاً دعا کے فوراً بعد بارش کا پورے زور سے آ جانا مقامِ نبوت کی برکت ہے۔ ③ نبیٔ اکرم ﷺ باطنی خوبیوں اور کمالات کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن و جمال سے بھی بدرجۂ اکمل متصف تھے۔ ④ نبی ﷺ کی ذات کے وسیلے سے دعا مانگنا ابوطالب کا عمل ہے جو مرتے دم تک ایمان کی دولت سے محروم رہا تھا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو خوب سمجھتے تھے اور توحید کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ حب رسول ﷺ کے تقاضوں سے بھی کما حقہ واقف تھے، وہ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کی ذات کو وسیلہ بنانے کے بجائے آپ کی دعا کا وسیلہ پکڑتے تھے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کرائی اور فرمایا: اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے، تو ہمیں بارش دے دیتا تھا، اب ہم تجھ سے اپنے نبی ﷺ کے چچا کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں، اس لیے ہمیں پانی عطا فرما۔ (صحیح البخاري، الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، حدیث: ۱۰۱۰) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کو وسیلہ بنایا ہے، ان کی ذات کو نہیں ورنہ اگر ذات کو وسیلہ بنانا ہوتا تو خود رسول اللہ ﷺ کی ذات کو وسیلہ بناتے جن سے افضل کوئی ذات نہیں۔ ⑤ یہ شعر ابوطالب کے قصیدے کا ہے جو اس نے نبی ﷺ کی تعریف میں کہا تھا۔ حافظ ابن حجر

نے فتح الباری' کتاب الاستسقاء' باب:۳ میں اس قصیدے کے کچھ حصے نقل کیے ہیں اور سیرت ابن ہشام میں یہ پورا طویل قصیدہ موجود ہے۔(السيرة النبوية لابن هشام :۱/۳۰۹'۳۱۸' مطبوعه: دار إحياء التراث العربي)

(المعجم ١٥٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ١٩٤)

باب:۱۵۵- نماز عیدین کے احکام و مسائل

١٢٧٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ، فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ. فَأَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ. وَبِلَالٌ قَائِلٌ بِيَدَيْهِ هٰكَذَا. فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْخُرْصَ وَالْخَاتَمَ وَالشَّيْءَ.

۱۲۷۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے خطبے سے پہلے (عید کی) نماز پڑھی' پھر خطبہ دیا۔ آپ نے محسوس کیا کہ میں عورتوں کو (اپنی بات) نہیں سنا سکا (کیونکہ وہ دور تھیں) چنانچہ آپ خواتین کے پاس تشریف لے گئے اور انھیں وعظ و نصیحت کی اور انھیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت بلال ؓ نے اپنے ہاتھ اس طرح کیے ہوئے تھے' چنانچہ (ہر) عورت نے بالی' انگوٹھی اور (ایسی ہی) چیز (جو کسی کے پاس تھی کپڑے میں) ڈالنا شروع کر دی۔

فوائد و مسائل: ① گواہی کا مطلب یہ ہے کہ انھیں یہ سب کچھ اچھی طرح یاد ہے اور وہ پورے وثوق سے بیان کر رہے ہیں جس طرح گواہ وہی بات کہتا ہے جو اسے خوب اچھی طرح یاد ہو اور اس میں اسے کوئی شک نہ ہو۔ ② عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں پہلے نماز' پھر خطبہ ہوتا ہے جب کہ جمعے میں اس کے برعکس ہے۔ ③ اگر کسی مقام پر لاؤڈ سپیکر کا بندوبست نہ ہو سکے اور امام ضرورت محسوس کرے تو عورتوں کو الگ سے وعظ و نصیحت کی جا سکتی ہے۔ ⑤ عورتیں اپنے ذاتی مال میں سے خاوند کی اجازت کے بغیر بھی صدقہ کر سکتی ہیں اور خاوند کے مال میں سے اس کی اجازت سے صدقہ کر سکتی ہیں' خواہ اس نے صراحت سے اجازت دے رکھی ہو یا زیادہ گمان یہ ہو کہ خاوند اس صدقے سے ناراض نہیں ہو گا' یہ بھی اجازت ہی کے حکم میں ہے۔ ⑥ ''بلال ؓ نے اپنے ہاتھ اس طرح کیے ہوئے تھے'' راوی نے اشارہ کر کے بتایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت بلال ؓ کے ہاتھ میں کپڑا تھا جو انھوں نے پھیلا رکھا تھا تاکہ اس میں نقدی یا دوسری چیزیں ڈالی جا سکیں۔ ⑦ مرد کسی ضرورت کے تحت عورتوں کے اجتماع میں جا سکتا ہے'

١٢٧٣ـ أخرجه البخاري، العلم، باب عظة الإمام النساء وتعليمهن، ح:٩٨ وح:١٤٤٩ من حديث أيوب به، ومسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح:٨٨٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

بشرطیکہ کوئی غلط فہمی پیدا ہونے کا یا نامناسب نتائج نکلنے کا خدشہ نہ ہو۔ ⑧ عورتیں عید کے موقع پر زیور پہن سکتی ہیں۔
⑨ عورتوں کا انگوٹھیاں اور بالیاں پہننا جائز ہے۔

١٢٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْعِيدِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

۱۲۷۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عید کے دن بغیر اذان اور بغیر اقامت کے (عید کی) نماز ادا فرمائی۔

فائدہ: عید کی نماز بلا اذان و اقامت پڑھنا ضروری ہے۔ دوسری نمازوں پر قیاس کر کے اس کے لیے اذان و اقامت کا اہتمام کرنا جائز نہیں کیونکہ جو کام رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کرنا ممکن تھا اور اس کے اسباب بھی موجود تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے وہ کام نہیں کیا تو بعد کے زمانے میں وہ کام کرنا بدعت ہوگا اگرچہ بظاہر وہ نیکی کا کام ہو۔

١٢٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْعِيدِ. فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ. أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ بِهِ. وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَأُ بِهَا. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى

۱۲۷۵- حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مروان نے عید کے دن منبر نکلوایا (اور عید گاہ میں منبر پر خطبہ دیا) اور نماز سے پہلے خطبہ دیا' ایک آدمی نے اٹھ کر کہا: اے مروان! آپ نے خلاف سنت کام کیا ہے۔ آپ نے عید کے دن منبر نکالا ہے۔ (مسجد سے اٹھا کر عید گاہ میں لائے ہیں) حالانکہ (نبی ﷺ کے زمانے میں) وہ نکالا نہیں جاتا تھا اور آپ نے نماز سے پہلے خطبہ شروع کر دیا' حالانکہ ابتدا خطبے سے نہیں ہوا کرتی تھی (بلکہ پہلے نماز ہوتی تھی۔'') حضرت ابو سعید خدری ؓ نے فرمایا: اس شخص نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جو شخص کوئی برائی دیکھے اور اسے اپنے ہاتھ سے تبدیل کرنے کی طاقت ہو تو

١٢٧٤ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ٩٦٢، ومسلم، انظر الحديث السابق من حديث ابن جريج به مطولاً ومختصرًا ببعض الاختلاف.

١٢٧٥ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان ... الخ، ح: ٤٩ عن أبي كريب وغيره به.

مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ، فَبِقَلْبِهِ. وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ».

اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے تبدیل کر دے۔ اگر طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے (منع کر دے) اگر زبان سے (منع کرنے کی) طاقت نہ ہو تو دل سے (نفرت کرے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① عیدگاہ میں منبر لے جانا یا منبر بنا لینا درست نہیں۔ ② عید کی نماز خطبے سے پہلے ہوتی تھی۔ ③ لوگوں کی کوتاہی کی وجہ سے اگر ایک غلطی رواج پا جائے تو اس کو ختم کرنے کے لیے خلاف سنت طریقہ اختیار کرنا درست نہیں کیونکہ وہ ایک اور غلطی ہوگی۔ عوام کا عید کی نماز پڑھ کر خطبہ سنے بغیر چلے جانا غلطی ہے۔ اس پر توجہ دلانا اور اس سے روکنا ضروری ہے' تاہم اس کا علاج یہ نہیں کہ خطبہ عید کی نماز سے پہلے دے دیا جائے۔ ④ حاکم کی غلطی پر عوام کو تنبیہ کرنے کا حق حاصل ہے' بشرطیکہ کوئی بڑی خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو' تاہم علماء کو چاہیے کہ صحیح بات کا پرچار کریں تاکہ اس پر عمل کرنے کے لیے مناسب حالات پیدا ہو سکیں اور غلط کام چھوڑنے کے لیے عوام کی حوصلہ افزائی ہو۔ ⑤ اچھے کام پر سب کے سامنے تعریف کرنا درست ہے جب کہ مقصد اچھا کام کرنے والے کی تائید اور نیکی پر اس کی حوصلہ افزائی ہو۔ ⑥ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اس سے اس کی تائید اور حوصلہ افزائی مقصود ہے۔ سامعین میں سے بعض لوگوں نے اس شخص کی بات کو نامناسب تصور کیا ہوگا یا یہ سمجھا ہوگا کہ یہ بات تو صحیح ہے لیکن اس موقع پر نہیں کہنی چاہیے تھی۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا۔ ⑦ غلطی کی اصلاح اور قوت سے برائی کو ختم کر دینا حکام کا فرض ہے یا جس شخص کو اختیار حاصل ہو اسے بزور قوت روکا جا سکتا ہے' مثلاً: غلام' ماتحت' اولاد اور شاگرد وغیرہ' ورنہ زبان سے روکنا کافی ہے۔ ⑧ زبان سے منع کرنا علماء کا فریضہ ہے اور عوام کو بھی اپنے اپنے دائرۂ اختیار میں اس طریقے پر عمل کرنا چاہیے۔ ⑨ اگر کوئی شخص ایمان کی کمزوری یا جرأت و ہمت نہ ہونے کی وجہ سے زبان سے بھی برائی کی شناعت واضح نہ کر سکے تو بھی دل میں گناہ سے نفرت بہر حال ضروری ہے۔ گناہ کو اچھا سمجھنا' پسند کرنا یا منع کرنے والوں کو اچھا نہ سمجھنا ایک لحاظ سے گناہ میں شرکت ہے جو ایک مومن کے شایان شان نہیں۔

١٢٧٦ - حَدَّثَنَا حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، يُصَلُّونَ الْعِيدَ

۱۲۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ' ان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کی نماز خطبے سے پہلے ادا فرماتے تھے۔

١٢٧٦ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ٩٦٣، ومسلم، صلاة العيدين، كتاب صلاة العيدين، ح: ٨٨٨ من حديث أبي أسامة وغيره به.

قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

(المعجم ١٥٦) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ يُكَبِّرُ الْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ** (التحفة ١٩٥)

باب:۱۵۶-نمازِعیدین میں امام کتنی تکبیرات(زوائد) کہے

١٢٧٧- **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ، مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولٰى سَبْعاً قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. وَفِي الْآخِرَةِ خَمْساً قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.

۱۲۷۷-حضرت سعد مؤذنِ رسول ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① عید کی نماز کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں دوسری نمازوں میں کہی جانے والی تکبیرات کے علاوہ مزید تکبیرات بھی کہی جاتی ہیں۔ انھیں "تکبیرات زوائد" یا "زائد تکبیریں" کہتے ہیں' یعنی وہ تکبیریں جو دوسری نمازوں سے زائد عید کی نماز میں کہی جاتی ہیں۔ ② زائد تکبیروں کی تعداد پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ ہے۔ ③ یہ تکبیرات قراءت سے پہلے کہی جاتی ہیں۔ ④ تکبیر تحریمہ ان تکبیرات میں شامل نہیں۔

١٢٧٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ، مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلٰى، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ سَبْعاً وَخَمْساً.

۱۲۷۸-حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب بن محمد رحمہ اللہ) سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عید میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں۔

١٢٧٩- **حَدَّثَنَا** أَبُو مَسْعُودٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۱۲۷۹-حضرت کثیر بن عبداللہ رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ) سے اور وہ ان

١٢٧٧ـ [حسن] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١١٠١ لعلته، والحديث له شواهد، منها الحديث الآتي.

١٢٧٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التكبير في العيدين، ح: ١١٥١ من حديث عبدالله بن عبدالرحمٰن به، وصححه أحمد، والبخاري، وابن المديني، والنووي، والعسقلاني وغيرهم.

١٢٧٩ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في التكبير في العيدين، ح: ٥٣٦ من حديث كثير به، وقال: "حسن"، وانظر، ح: ١٦٥ لعلته، وللحديث شواهد حسنة، انظر الحديث الآتي والسابق.

خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ سَبْعًا فِي الأُولَى. وَخَمْسًا، فِي الآخِرَةِ.

کے دادا (حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں عیدوں میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں۔

١٢٨٠- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ. وَعُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَبَّرَ فِي الْفِطْرِ وَالأَضْحَى سَبْعاً وَخَمْساً. سِوَى تَكْبِيرَتَيِ الرُّكُوعِ.

۱۲۸۰- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ (کی نماز) میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں جن میں رکوع کی تکبیریں شامل نہیں۔

(المعجم ١٥٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ١٩٦)

باب: ۱۵۷- نماز عیدین کی قراءت

١٢٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾، وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

۱۲۸۱- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

١٢٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ

۱۲۸۲- حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کے دن باہر

١٢٨٠ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التكبير في العيدين، ح: ١١٤٩ من حديث ابن لهيعة به، وأخرج أيضًا، ح: ١١٥٠ عن ابن وهب عن ابن لهيعة به، وصرح بالسماع عند غيره، وللحديث شواهد.

١٢٨١ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ٨٧٨ من حديث إبراهيم بن محمد به.

١٢٨٢ـ أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب ما يقرأ في صلاة العيدين، ح: ٨٩١ من حديث ضمرة بن سعيد به.

عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَرَجَ عُمَرُ يَوْمَ عِيدٍ. فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي مِثْلِ هٰذَا الْيَوْمِ؟ قَالَ: بِقَافْ وَاقْتَرَبَتْ.

تشریف لائے' انھوں نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے دریافت کرایا: نبی ﷺ اس دن (عید کے دن) کن سورتوں کی قراءت فرماتے تھے؟ ابو واقد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قاف (سورۂ قٓ) اور اقتربت (سورۂ قمر)

فائدہ: عیدین کی نمازوں میں دونوں احادیث میں مذکور سورتیں پڑھنا درست ہے۔ دونوں میں سے جس حدیث کے مطابق تلاوت کی جائے گی' سنت پر عمل ہو جائے گا۔

١٢٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

۱۲۸۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عیدین میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ١٥٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ (التحفة ١٩٧)

باب:۱۵۸-عیدین کے خطبے کا بیان

١٢٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ. قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا كَاهِلٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ. فَحَدَّثَنِي أَخِي عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى نَاقَةٍ، وَحَبَشِيٌّ آخِذٌ بِخِطَامِهَا.

۱۲۸۴- حضرت ابو کاہل احمسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا اور ایک حبشی نے اونٹنی کی مہار پکڑ رکھی تھی۔

١٢٨٣ـ [حسن] انظر، ح: ١٢٥١ لعلته، والحديث الصحيح برقم: ١٢٨١ شاهد له.

١٢٨٤ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ٣/ ١٨٥، صلاة العيدين، الخطبة على البعير، ح: ١٥٧٤ من حديث إسماعيل به، وأحمد: ٤/ ٣٠٦ عن وكيع به، وأخوه سعيد كما صرح به ابن الأثير في روايته (أسد الغابة، ترجمة أبي كاهل)، وكذا في تهذيب الكمال وغيره.

فوائد ومسائل: ① یہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا گیا۔ ② حبشی سے مراد حضرت بلال ؓ ہیں۔ ③ بزرگ شخصیت کے لیے جائز ہے کہ کسی سے معمولی خدمت لے لے۔ ④ اس سے معلوم ہوا کہ سواری وغیرہ پر سوار ہو کر تقریر کی جاسکتی ہے۔ یہ جانوروں پر ظلم کے زمرے میں نہیں آتا اور بوقت ضرورت اونچا سٹیج بھی بنایا جاسکتا ہے تاکہ خطیب لوگوں کو بآسانی نظر آسکے۔

١٢٨٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَائِذٍ، هُوَ أَبُو كَاهِلٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى نَاقَةٍ حَسْنَاءَ، وَحَبَشِيٌّ آخِذٌ بِخِطَامِهَا.

١٢٨٥- حضرت ابو کاہل قیس بن عائذ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ایک خوبصورت اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دیتے ہوئے سنا اور ایک حبشی نے اس کی مہار تھام رکھی تھی۔

فوائد ومسائل: ① سفر حج کے دوران میں رسول اللہ ﷺ نے جس اونٹنی پر سواری کی تھی اس کا نام قصواء تھا۔ (صحيح مسلم، الحج، باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم، حديث:١٢١٨) ② جن حضرات نے آپ کی سواری تک کی شکل وصورت یاد رکھی وہ آپ کے فرمان کی کس طرح حفاظت کرتے ہوں گے؟

١٢٨٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَجَّ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى بَعِيرِهِ.

١٢٨٦- حضرت سلمہ بن نبیط اپنے والد (حضرت نبیط بن شریط ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حج کیا اور فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو اونٹنی پر (سوار ہو کر) خطبہ دیتے دیکھا ہے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شواہد ابوداود میں ہیں، تاہم دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل:٣١/ ١٨، ١٩، و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد، حديث:١٢٨٦) بنابریں روایت میں مذکور مسئلہ فی نفسہ درست ہے۔ واللہ أعلم.

١٢٨٥ـ [حسن] انظر الحديث السابق.

١٢٨٦ـ [ضعيف] أخرجه النسائي: ٥/ ٢٥٣، مناسك الحج، الخطبة بعرفة قبل الصلاة، ح: ٣٠١٠ وح: ٣٠١١ من حديث سلمة به، أخرجه أبوداود، ح: ١٩١٦ بسند صحيح عن سلمة بن نبيط عن رجل من الحي عن أبيه نبيط به، والرجل مجهول، ولبعض الحديث شواهد عند أبي داود، ح: ١٩١٧ وغيره.

١٢٨٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدِ الْمُؤَذِّنِ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَبِّرُ بَيْنَ أَضْعَافِ الْخُطْبَةِ. يُكْثِرُ التَّكْبِيرَ فِي خُطْبَةِ الْعِيدَيْنِ.

۱۲۸۷- حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ خطبے کے دوران میں تکبیرات کہا کرتے تھے۔ عیدین کے خطبے میں کثرت سے تکبیرات کہتے تھے۔

١٢٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْعِيدِ. فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقِفُ عَلَى رِجْلَيْهِ فَيَسْتَقْبِلُ النَّاسَ وَهُمْ جُلُوسٌ. فَيَقُولُ: «تَصَدَّقُوا. تَصَدَّقُوا» فَأَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ، بِالْقُرْطِ وَالْخَاتَمِ وَالشَّيْءِ. فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ يُرِيدُ أَنْ يَبْعَثَ بَعْثاً يَذْكُرُهُ لَهُمْ. وَإِلَّا انْصَرَفَ.

۱۲۸۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عید کے دن باہر (عیدگاہ میں) تشریف لے جاتے تھے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھاتے، پھر سلام پھیر کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے۔ لوگوں کی طرف چہرہ مبارک کر لیتے جب کہ لوگ بیٹھے رہتے۔ آپ فرماتے: ”صدقہ کرو، صدقہ کرو۔“ تو زیادہ تر عورتیں صدقہ کرتیں، بالی، انگوٹھی اور (اس طرح کی) کوئی چیز (صدقہ میں پیش کرتیں) اگر آپ کوئی لشکر روانہ کرنے کی ضرورت محسوس فرماتے تو یہ بات بھی لوگوں کو بتا دیتے ورنہ (خطبہ ختم کر کے) واپس آ جاتے۔

فوائد و مسائل: ① عید کی نماز مسجد کے بجائے کھلے میدان میں ادا کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی جیسی افضل ترین جگہ چھوڑ کر میدان میں نماز عید ادا کی۔ ② خطبہ عید کی نماز کے بعد دینا چاہیے۔ ③ عید کا خطبہ منبر پر نہیں، زمین پر کھڑے ہو کر ہی دینا چاہیے۔ ④ خطبے میں حالات کے مطابق مناسب مسائل بیان کرنے چاہئیں۔ ⑤ عورت اپنی ذاتی چیز خاوند کی اجازت کے بغیر صدقہ کر سکتی ہے۔ ⑥ خطبہ اطمینان سے بیٹھ کر سننا چاہیے، تاہم کوئی شخص اٹھ جائے تو جائز ہے۔

١٢٨٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ:

۱۲۸۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں

١٢٨٧_ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١١٠١ لعلته.

١٢٨٨_ أخرجه البخاري، الحيض، باب ترك الحائض الصوم، ح: ٣٠٤، ٩٥٦ من حديث عياض به مطولاً ومختصرًا، ومسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح: ٨٨٩ من حديث داود بن قيس به مطولاً.

١٢٨٩_ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه إسماعيل بن مسلم (المكي) وقد أجمعوا على ضعفه"

حَدَّثَنَا أَبُو بَحْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُوالزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحٰى. فَخَطَبَ قَائِمًا ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً ثُمَّ قَامَ.

نے فرمایا: عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کے دن رسول اللہ ﷺ باہر (میدان میں) تشریف لے گئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا' پھر تھوڑی دیر بیٹھ گئے' پھر کھڑے ہو گئے (اور خطبہ دیا۔)

فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ یہ کیفیت (درمیان میں بیٹھنا) صرف خطبۂ جمعہ میں ثابت ہے۔

(المعجم ١٥٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي انْتِظَارِ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ (التحفة ١٩٨)

باب:۱۵۹- نماز عید کے بعد خطبے کے لیے بیٹھے رہنا

١٢٩٠- حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، وَعَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْبَجَلِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: حَضَرْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَصَلّٰى بِنَا الْعِيدَ، ثُمَّ قَالَ: «قَدْ قَضَيْنَا الصَّلَاةَ. فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ. وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ».

۱۲۹۰- حضرت عبداللہ بن سائب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز عید میں شریک ہوا۔ آپ ﷺ نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی' پھر فرمایا: ''ہم نے نماز پڑھ لی ہے۔ (اب) جو شخص خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا چاہے بیٹھ جائے اور جو شخص جانا چاہے چلا جائے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عید کا خطبہ سننا واجب نہیں' تاہم افضل یہی ہے کہ خطبہ سن کر جائیں جس طرح صحابۂ کرام ؓ کیا کرتے تھے۔

(المعجم ١٦٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا (التحفة ١٩٩)

باب:۱۶۰- نماز عید سے پہلے یا بعد میں نفل نماز

١٢٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۱۲۹۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

وأبوبحر (البكراوي) ضعيف"، وفيه علة أخرى.

١٢٩٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الجلوس للخطبة، ح:١١٥٥ من حديث الفضل به، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي، وأعلّ بما لا يقدح.

١٢٩١ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح:٩٦٤، ومسلم، صلاة العيدين، باب ترك الصلاة، قبل العيد وبعدها في المصلى، ح:٨٨٤ب من حديث شعبة به.

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ فَصَلَّى بِهِمُ الْعِيدَ. لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلاَ بَعْدَهَا.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر (میدان میں) تشریف لے گئے اور لوگوں کو نماز عید پڑھائی۔ اس سے پہلے یا بعد میں کوئی (نفل) نماز ادا نہیں کی۔

فائدہ: جس طرح فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نفل نمازیں ہیں، جنھیں سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ کہا جاتا ہے، نماز عید کے ساتھ اس قسم کی کوئی نماز مسنون نہیں، اس موقع پر ایسی کوئی نماز نہ پڑھنا ہی سنت ہے۔

١٢٩٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلاَ بَعْدَهَا فِي عِيدٍ.

۱۲۹۲- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے، اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ) سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز عید کے موقع پر اس سے پہلے یا بعد میں نماز (نفل) ادا نہیں فرمائی۔

١٢٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو الرَّقِّيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لاَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئاً. فَإِذَا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۹۳- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عید کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے پھر جب (نماز عید کی ادائیگی کے بعد گھر) واپس تشریف لاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین، مثلاً: امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر، امام بوصیری، شیخ البانی، شیخ حسین اسد اور الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں حافظ ابن حجر ؒ نے اس مسئلہ پر فتح الباری میں سیر حاصل بحث کی ہے اور سنن ابن ماجہ کی

١٢٩٢ـ [إسناده حسن] "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١٢٩٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٨، ٤٠ من حديث عبيدالله بن عمرو به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن" * ابن عقيل ضعيف تقدم، ح: ٣٩٠.

مذکورہ روایت کو حسن قرار دے کر دونوں قسم کی روایات میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ جن احادیث میں نفل وغیرہ نہ پڑھنے کا ذکر ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ آپ عیدگاہ میں کوئی نوافل ادا نہیں کرتے تھے۔ گھر آ کر ادا کیے جانے والے نفلوں کا تعلق نماز عید سے نہیں بلکہ یہ مطلق نفل ہیں۔ والله أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۲/۶۱۳، ۶۱۴، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۱۷/۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد، حديث: ۱۲۹۳)

(المعجم ۱٦۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا (التحفة ۲۰۰)

باب: ۱۶۱- عیدگاہ کو پیدل جانا

١٢٩٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا، وَيَرْجِعُ مَاشِيًا.

۱۲۹۴- حضرت سعد القرظ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز عید کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے اور پیدل واپس آتے تھے۔

١٢٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعُمَرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ. وَ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا، وَيَرْجِعُ مَاشِيًا.

۱۲۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز عید کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے اور پیدل واپس آتے تھے۔

١٢٩٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ

۱۲۹۶- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نماز عید کے لیے چل کر جانا سنت ہے۔

١٢٩٤- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، انظر، ح: ١١٠١ لعلته، وللحديث شواهد ضعيفة عند الترمذي، ح: ٥٣٠ وغيره.

١٢٩٥- [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه عبدالرحمن بن عبدالله العمري، وهو ضعيف"، أقول وهو متروك كما في التقريب.

١٢٩٦- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٩٥ لعلته، وفيه علة أخرى.

يَمْشِيَ إِلَى الْعِيدِ.

١٢٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ: حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْتِي الْعِيدَ مَاشِياً.

۱۲۹۷- حضرت ابو رافع ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کی نماز کے لیے پیدل جاتے تھے۔

فائدہ: اس باب کی تمام روایات کو اکثر محققین نے ضعیف قرار دیا ہے جن میں ہمارے فاضل محقق' ڈاکٹر بشار عواد اور شیخ البانی ؒ شامل ہیں' تاہم حضرت علی ؓ کی روایت (۱۲۹۶) کو امام ترمذی نے حسن قرار دیا ہے لیکن شیخ البانی ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں شاید امام ترمذی نے حضرت علی ؓ کی روایت کو دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہو جو ابن ماجہ کے مذکورہ باب کے تحت آئے ہیں' مزید لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایات انفرادی طور پر ضعیف ہیں لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔ اور پھر اس مسئلہ کی تائید میں ایک مرسل روایت پیش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے میں شرکت اور عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز کی ادائیگی کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے' نیز سعید بن مسیب ؒ کا قول ہے کہ عید الفطر کی تین سنتیں ہیں: ''عیدگاہ کی طرف پیدل جانا' عید نماز کی ادائیگی کے لیے جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا اور عید نماز کے لیے غسل کرنا۔'' تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل' للألباني: ۳/۱۰۳' ۱۰۴) الحاصل مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ عیدگاہ کی طرف پیدل جانا کم از کم مستحب ضرور ہے' تاہم ضرورت کے پیش نظر سواری پر سوار ہو کر بھی جایا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٦٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ يَوْمَ الْعِيدِ مِنْ طَرِيقٍ وَالرُّجُوعِ مِنْ غَيْرِهِ (التحفة ٢٠١)

باب: ۱۶۲- عید کے دن ایک راستے سے عیدگاہ جا کر دوسرے راستے سے واپس آنا

١٢٩٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْعِيدَيْنِ سَلَكَ عَلَى دَارِ

۱۲۹۸- حضرت سعد القرظ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب عیدین کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے تو حضرت سعید بن ابو العاص کے گھر کے پاس سے گزرتے' پھر خیموں والوں کے پاس سے گزرتے' پھر

١٢٩٧ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٢٤٧ لعلته.

١٢٩٨ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١١٠١ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا الإسناد ضعيف".

سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْعَاصِ. ثُمَّ عَلَى أَصْحَابِ الْفَسَاطِيطِ. ثُمَّ انْصَرَفَ فِي الطَّرِيقِ الأُخْرٰى طَرِيقِ بَنِي زُرَيْقٍ. ثُمَّ يَخْرُجُ عَلَى دَارِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَدَارِ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى الْبَلَاطِ.

(نماز کے بعد) دوسرے راستے سے یعنی بنوزریق کے راستے سے واپس ہوتے' پھر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے گھر کے پاس سے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سے گزر کر میدان میں پہنچتے۔ (اور وہاں سے مسجد نبوی اور امہات المومنین کے گھروں کی طرف چلتے۔)

١٢٩٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ، وَيَرْجِعُ فِي أُخْرٰى. وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

١٢٩٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عید کی نماز کے لیے ایک راستے سے جاتے اور دوسرے سے واپس آتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

١٣٠٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ: حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِي الْعِيدَ مَاشِياً، وَيَرْجِعُ فِي غَيْرِ الطَّرِيقِ الَّذِي ابْتَدَأَ فِيهِ.

١٣٠٠- حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عید کی نماز کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے اور جس راستے سے جاتے تھے' اس کے علاوہ دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے تھے۔

١٣٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ، عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ

١٣٠١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب عید کی نماز کے لیے باہر تشریف لے جاتے' تو

١٢٩٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الخروج إلى العيد في طريق ويرجع في طريق، ح:١١٥٦ عن حديث عبدالله العمري به * العمري عن نافع قوي، قواه أحمد وغيره، وسئل ابن معين عن العمري: ما حاله في نافع؟ فقال: صالح (تاريخ الدارمي: ٥٢٣ وغيره).

١٣٠٠ـ [ضعيف] تقدم، ح: ١٢٩٧.

١٣٠١ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب من خالف الطريق إذا رجع يوم العيد، ح:٩٨٦ تعليقًا، والترمذي، ح:٥٤١ موصولاً، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله طريق آخر عند البخاري، ورجحه عليه، والطريقان محفوظان.

سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْعِيدِ رَجَعَ فِي غَيْرِ الطَّرِيقِ الَّذِي أَخَذَ فِيهِ.

جس راستے سے جاتے‘ اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آتے تھے۔

فائدہ: یہ عمل مستحب ہے‘ اس میں یہ حکمت ہے کہ مسلمانوں کی شان وشوکت ظاہر ہو‘ اور جاتے اور آتے وقت تکبیرات پڑھنے سے اللہ کی زیادہ سے زیادہ مخلوق‘ شجر وحجر وغیرہ‘ قیامت کے دن مومن کی نیکیوں کی گواہی دیں۔

(المعجم ١٦٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّقْلِيسِ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٢٠٢)

باب: ۱۶۳- عید کے دن دف بجانا

١٣٠٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ عَامِرٍ قَالَ: شَهِدَ عِيَاضٌ الْأَشْعَرِيُّ عِيدًا بِالْأَنْبَارِ، فَقَالَ: مَا لِي لَا أَرَاكُمْ تُقَلِّسُونَ كَمَا كَانَ يُقَلَّسُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۱۳۰۲- حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: حضرت عیاض اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک عید انبار میں منائی تو فرمایا: کیا بات ہے میں تمھیں گاتے بجاتے نہیں دیکھ رہا جس طرح رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں گانا بجانا ہوتا تھا؟

فوائد ومسائل: ① انبار ایک شہر کا نام ہے۔ ② تقلیس کے معنی ہیں‘ خوشی کے موقع پر اظہار مسرت کے لیے قومی کھیل کود‘ بچیوں کا قومی گیت گانا یا دف وغیرہ بجالینا۔ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے‘ تاہم دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خوشی کے موقعوں پر ان چیزوں کا جواز نبی ﷺ نے باقی رکھا ہے لیکن ایک چیز ہے گھریلو سطح پر گھریلو بچیوں کا محدود دائرے میں دف بجا کر یا آباء واجداد کے مفاخر ومآثر کے تذکروں پر مبنی قومی گیت گا کر خوشی کا اظہار کرنا اور ایک ہے ماہر فن مغنیات کا عشقیہ‘ مخرب اخلاق‘ رہزن تمکین وہوش اور غارت گر ایمان قسم کے گانے‘ ساز وآواز کے جادو کے ساتھ گانا یا پیشہ ور فاحشہ قسم کی عورتوں کا عریاں یا نیم عریاں رقص وسرود کا مظاہرہ کرنا‘ ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اوّل الذکر کے جواز کا مطلب‘ ثانی الذکر کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا۔ بڑا ظالم ہے وہ شخص جو احادیث میں بیان کردہ اوّل الذکر قسم کے واقعات سے دوسری قسم کے فواحش ومنکرات کا جواز ثابت کر کے نبی ﷺ کو بھی ان بے ہودگیوں کا (نعوذ باللہ) مؤید ثابت کرتا ہے‘ حالانکہ آپ تو ان فواحش ومنکرات کو مٹانے کے لیے آئے تھے نہ کہ ان کو برقرار رکھنے یا ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے۔ هداهم الله تعالى. علاوہ ازیں اوّل الذکر چیزیں

١٣٠٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ٣٧١، ح: ١٠١٧ من طريقين عن شريك، انظر، ح: ١٤٩ به، وشيخه المغيرة بن مقسم الضبي كان يدلس كما في التقريب وغيره وعنعن.

بھی صرف مباح (جائز) ہی ہیں نہ کہ فرض وواجب یا سنت ومستحب۔ اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ کوئی مباح کام حرام کا ذریعہ بن رہا ہو تو وہ مباح کام بھی ناجائز قرار پاتا ہے اور حرام سے بچنے بچانے کے لیے مباح کام سے بھی لوگوں کو روک دیا جاتا ہے' اس لیے جو علماء شادی وغیرہ کے موقع پر ان جائز چیزوں سے بھی روکتے ہیں' حکمت عملی کے اعتبار سے ان کا موقف اسلام کے زیادہ قریب ہے کیونکہ بات صرف دف تک ہی نہیں رہتی' ڈھول ڈھمکوں' ساز وموسیقی اور بینڈ باجوں تک بلکہ مجروں اور کھلم کھلا فواحش ومنکرات کے ارتکاب تک پہنچ جاتی ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْه.

١٣٠٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: مَا كَانَ شَيْءٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ. إِلَّا شَيْءٌ وَاحِدٌ. فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُقَلَّسُ لَهُ يَوْمَ الْفِطْرِ.

١٣٠٣- حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جو جو کچھ ہوتا تھا' وہ سب میں نے (تم لوگوں کو کرتے) دیکھ لیا ہے' سوائے ایک چیز کے۔ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں عید الفطر کے دن گانا بجانا ہوتا تھا۔ (جو تم نے ترک کر دیا ہے۔)

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا ابْنُ دِيزِيلَ: حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ جَابِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرٍ، نَحْوَهُ.

امام صاحب کے شاگرد ابو الحسن نے یہی حدیث اپنی تین سندوں' یعنی بواسطہ ابن دیزیل عن آدم عن شیبان عن جابر عن عامر اور بواسطہ إسرائیل عن جابر اور بواسطہ ابراهیم بن نصر عن أبی نعیم عن شریك عن أبی إسحاق عن عامر بیان کی۔

فائدہ: مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ بعض محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے بنابریں عید کے دن بچیوں کے لیے جائز ہے کہ گھر میں کوئی گیت وغیرہ گالیں اگرچہ ساتھ دف بھی ہو۔ (صحیح البخاري' العیدین' باب سنة العیدین لأهل الإسلام' حدیث:٩٥٢) ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر انصار کی بچیوں نے دف بجا کر اپنے بزرگوں کی تعریف میں کچھ اشعار گانے شروع کیے۔ رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا' البتہ منہ پھیر کر لیٹ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو بچیوں کو ڈانٹا۔ رسول اللہ ﷺ

١٣٠٣ـ [إسناده ضعيف] وطريق قيس صححه البوصيري * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح:٤٦، وانظر، ح:١٠٣٩، وتابعه جابر الجعفي عند القطان: الراوي عن ابن ماجه، وأحمد:٣/ ٤٢٢ وغيرهما، وهو ضعيف، رافضي، تقدم، ح:٣٥٦.

نے فرمایا: ''رہنے دو' یہ ہماری عید کا دن ہے۔'' اس لیے عید کے دن گانے بجانے کی اجازت ہے لیکن مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھنا ضروری ہے: (ا) اس کی اجازت صرف خاص خاص موقعوں کے لیے ہے' مثلاً: عید الفطر' عید الاضحیٰ' ایام تشریق (قربانی کے دن) اور شادی کے موقع پر۔ (ب) بچیوں کو صرف اجازت دی جائے' ان کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے نہ بزرگ مرد اور خواتین اس میں شریک ہوں۔ (ج) جو اشعار پڑھے جائیں' ان میں حیا کے منافی' بداخلاقی کا سبق دینے والی یا شرکیہ باتیں نہ ہوں۔ (د) دف کے سوا کوئی دوسرا ساز نہ بجایا جائے۔ (ھ) وہ گانے بجانے کی پیشہ ور عورتیں نہ ہوں جیسے کہ صحیح بخاری میں ہے: [وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ] ''وہ گانے والیاں نہ تھیں۔'' (صحیح البخاري' العيدين' باب سنة العيدين لأهل الإسلام' حديث: ٩٥٢) (ر) اس موقع پر نوجوان بچوں اور بچیوں کا اختلاط نہ ہو جیسے ہمارے معاشرے میں شادی وغیرہ کی تقریبات میں عام طور پر ہوتا ہے۔

(المعجم ١٦٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَرْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٢٠٣)

باب: ١٦٤- عید کے دن برچھی لے جانا

١٣٠٤ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْدُو إِلَى الْمُصَلَّى فِي يَوْمِ الْعِيدِ. وَالْعَنَزَةُ تُحْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَإِذَا بَلَغَ الْمُصَلَّى، نُصِبَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَيُصَلِّي إِلَيْهَا. وَذٰلِكَ أَنَّ الْمُصَلَّى كَانَ فَضَاءً، لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ يُسْتَتَرُ بِهِ.

١٣٠٤- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن صبح کے وقت عیدگاہ تشریف لے جاتے' آپ کے آگے آگے برچھی لے جائی جاتی۔ جب آپ عیدگاہ پہنچتے تو آپ کے سامنے برچھی گاڑ دی جاتی' آپ ﷺ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عیدگاہ ایک کھلا میدان تھی' اس میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے سترہ بنایا جا سکے۔

فوائد و مسائل: ① [عَنَزَة] چھوٹے نیزے یا برچھی کو کہتے ہیں۔ ② نماز میں امام کے سامنے سترہ ہونا چاہیے۔ مسجد میں دیوار ہی کافی ہے جبکہ میدان میں کوئی اور چیز رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ③ بزرگ شخصیت کے لیے اس کی ضرورت کی چیز اٹھا کر لے جانا اور اس طرح کی دوسری خدمت انجام دینا احترام میں شامل ہے۔ ④ نماز باجماعت میں امام کے لیے سترہ کافی ہے' مقتدیوں کے آگے سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔

١٣٠٤ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب حمل العنزة أو الحربة بين يدي الإمام يوم العيد، ح: ٩٧٣ من حديث حديث الوليد به مختصرًا.

١٣٠٥- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى يَوْمَ عِيدٍ أَوْ غَيْرَهُ، نُصِبَتِ الْحَرْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَيُصَلِّي إِلَيْهَا، وَالنَّاسُ مِنْ خَلْفِهِ.

قَالَ نَافِعٌ: فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ.

۱۳۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ عید کے دن یا کسی اور دن جب نماز ادا فرماتے تو آپ کے سامنے برچھی گاڑ دی جاتی۔ آپ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرماتے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے تھے۔

امام نافع ؒ نے فرمایا: اسی وجہ سے خلفاء نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① سترہ صرف عید کی نماز کے لیے خاص نہیں‘ دوسری کوئی نماز بھی جب مسجد کے باہر ادا کی جائے‘ مثلاً: سفر میں..... تو امام کے سامنے سترہ ہونا چاہیے۔ ② مقتدیوں کے لیے الگ سترے کی ضرورت نہیں‘ ہاں جب مقتدی علیحدہ سنتیں وغیرہ پڑھیں گے تو ان کے لیے الگ سترہ ضروری ہے۔

١٣٠٦- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى الْعِيدَ بِالْمُصَلَّى مُسْتَتِرًا بِحَرْبَةٍ.

۱۳۰۶- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عیدگاہ میں عید کی نماز برچھی کو سترہ بنا کر ادا فرمائی۔

(المعجم ١٦٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ (التحفة ٢٠٤)

باب: ۱۶۵- عیدین میں عورتوں کا عیدگاہ جانا

١٣٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۳۰۷- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں

١٣٠٥- أخرجه البخاري، الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ٤٩٤، ومسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى سترة . . . الخ، ح: ٥٠١ من حديث عبيدالله بن عمر به.

١٣٠٦- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٧٧٠ من حديث ابن وهب به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١٣٠٧- أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب ذكر إباحة خروج النساء في العيد إلى المصلى . . . الخ، ح: ٨٩٠ من حديث هشام به.

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ. أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ. قَالَ، قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: فَقُلْنَا: أَرَأَيْتَ إِحْدَاهُنَّ لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ: «فَلْتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا».

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں عورتوں کو لے کر جائیں۔ ام عطیہ ؓ نے بیان فرمایا کہ ہم نے عرض کیا: یہ فرمایئے کہ اگر ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو؟ (تو وہ کیا کرے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اس کی بہن اپنی چادر اوڑھا دے۔''

فوائد ومسائل: ① جس طرح فرض نمازوں میں اور جمعے میں عورتوں کا مسجد میں آنا جائز ہے' اسی طرح عیدین میں بھی ان کی حاضری ضروری ہے۔ ② اس میں ایک حکمت تو یہ ہے کہ خطبے میں دین کے مسائل بیان کیے جاتے ہیں اور دین سیکھنا عورتوں پر بھی فرض ہے' دوسرے عید مسلمانوں کی اجتماعی شان وشوکت کے اظہار کا دن ہے' عورتوں اور بچوں کی شرکت سے یہ مقصد زیادہ بہتر طریقے پر پورا ہوتا ہے' تیسرے یہ کہ عید اجتماعی خوشی کا موقع ہے جس میں مرد اور عورتیں سبھی اہل ایمان شامل ہیں' لہٰذا عورتوں کو اس خوشی میں شرکت سے محروم رکھنے کا کوئی جواز نہیں۔ ③ اگر کسی خاتون کو ایسا عذر لاحق ہو جس کی وجہ سے وہ عید کے اجتماع میں شریک نہ ہو سکتی ہو تو اس کا یہ عذر اگر دور ہو سکتا ہو تو ضرور کیا جائے' اسے نماز عید پڑھنے اور خطبہ سننے سے محروم نہ رکھا جائے۔ ④ اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو دوسری خاتون اسے اپنی چادر میں شریک کرے۔ دو عورتوں کا ایک چادر اوڑھ کر چلنا ایک مشکل کام ہے لیکن اس کا حکم دیا گیا ہے' اس سے عورتوں کے عید میں شریک ہونے کی انتہائی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ ⑤ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسری خاتون کے پاس دو چادریں ہوں تو وہ ایک چادر اس عورت کو دے دے جس کے پاس چادر نہیں۔ صحیح ابن خزیمہ کی روایت کے الفاظ سے یہ مفہوم ظاہر ہوتا ہے۔ (صحیح ابن خزیمة: ۲/۳۶۲' حدیث: ۱۴۶۷) ⑥ پردہ اس قدر اہم ہے کہ چادر نہ ہونے کو بے پردہ باہر جانے کے لیے عذر تسلیم نہیں کیا گیا حتی کہ اگر دوسری عورتوں سے عاریتاً بھی چادر نہ ملے تو دو عورتیں ایک چادر اوڑھ کر چلیں' بغیر چادر کے نہ جائیں۔

١٣٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ.

۱۳۰۸- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نوجوان' پردہ نشین بچیوں کو بھی (نماز عید کے لیے) گھروں سے باہر (عیدگاہ میں) لے کر آؤ' انھیں چاہیے کہ وہ عید میں اور مسلمانوں کی دعا میں

١٣٠٨_ أخرجه البخاري، العيدين، باب خروج النساء والحيض إلى المصلى، ح: ٩٧٤، ومسلم، انظر الحديث السابق من حديث أيوب به.

لِيَشْهَدْنَ الْعِيدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ. وَلْيَجْتَنِبْنَ الْحُيَّضُ مُصَلَّى النَّاسِ».

حاضر ہوں' حیض والی عورتیں عام لوگوں (نماز پڑھنے والی عورتوں) کی نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔

فوائد ومسائل: ① جب بچیاں جوان ہو جائیں تو انھیں گھروں میں رہنا چاہیے۔ ② عید کی نماز میں ان پردہ نشین بچیوں کو بھی شامل ہونا چاہیے' تاہم پردے کا اہتمام کر کے باہر نکلیں۔ ③ حیض والی عورتیں بھی عیدگاہ میں جائیں۔ ④ اس میں یہ اشارہ ہے کہ مسجد عید پڑھنے کی جگہ نہیں کیونکہ حیض والی عورتیں وہاں نہیں جا سکتیں جب کہ ان کا عید کے اجتماع میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ ⑤ [دعوة المسلمين] کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ جب مسلمان دعا کریں تو جن عورتوں نے ماہانہ عذر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی' وہ دعا میں شریک ہو جائیں' اس طرح انھیں بھی خیر و برکت میں حصہ مل جائے گا' دوسرا مفہوم وعظ و تبلیغ ہے' یعنی نماز نہ پڑھنے کے باوجود وہ خطبہ تو سن سکتی ہیں اور جو مسائل بیان کیے جائیں ان سے مستفید ہو سکتی ہیں۔ ⑥ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی نماز پڑھتے ہی خطبہ سنے بغیر نہیں چلے جانا چاہیے اگرچہ حدیث: ۱۲۹۰ کی روشنی میں چلے جانے کا جواز ہے' تاہم عید کی پوری برکات اور فوائد حاصل کرنے کے لیے خطبہ سننا ضروری ہے۔

١٣٠٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ بَنَاتِهِ وَنِسَاءَهُ فِي الْعِيدَيْنِ.

۱۳۰۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عیدین میں اپنی صاحب زادیوں اور خواتین کو گھر سے باہر (عیدگاہ میں) لے جایا کرتے تھے۔

(المعجم ١٦٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا إِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ (التحفة ٢٠٥)

باب: ۱۶۶- ایک دن میں دو عیدوں کا جمع ہو جانا

١٣١٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُوأَحْمَدَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ

۱۳۱۰- حضرت ایاس بن ابو رملہ شامی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے ایک آدمی کو حضرت زید بن ارقم ؓ سے سوال کرتے سنا: کیا آپ رسول اللہ

١٣٠٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣١ عن حفص به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لتدليس حجاج بن أرطاة" (٤٩٦، ١١٢٩).

١٣١٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب إذا وافق يوم الجمعة يوم عيد، ح: ١٠٧٠ من حديث إسرائيل به، وصححه ابن خزيمة، وابن المديني، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

إِيَاسِ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلاً سَأَلَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ: هَلْ شَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عِيدَيْنِ فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: صَلَّى الْعِيدَ. ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ. ثُمَّ قَالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ».

ﷺ کے ساتھ ایک دن میں دو عیدوں (جمعہ اور عید) میں حاضر ہوئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے؟ فرمایا: آپ ﷺ نے عید کی نماز ادا فرمائی' پھر جمعے کی رخصت دے دی۔ پھر فرمایا: ''جو کوئی (جمعے کی نماز) پڑھنا چاہے پڑھ لے۔''

١٣١١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي مُغِيرَةُ الضَّبِّيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «اجْتَمَعَ عِيدَانِ فِي يَوْمِكُمْ هٰذَا. فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ. وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ».

۱۳۱۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں تو جو شخص چاہے اس کے لیے یہ (نماز عید) جمعے کے بدلے کفایت کرے گی اور ہم ان شاءاللہ جمعہ پڑھیں گے۔''

حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُغِيرَةَ الضَّبِّيِّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے بقیہ کے دوسرے شاگرد یزید بن عبدربہ سے محمد بن یحییٰ کے واسطے سے حضرت ابوہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ مسئلہ فی نفسہٖ درست ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں مذکور ہے اور وہ روایت بھی ہمارے شیخ کے نزدیک حسن ہے۔ ② ایک دن میں دو عیدیں جمع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عید کا دن جمعے کو واقع ہو کیونکہ جمعہ مسلمانوں کی ہفت روزہ عید ہے اور عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ سالانہ عید ہے۔ ③ جو لوگ شہر کے باہر ڈیروں میں رہتے ہیں' انھیں عید کی نماز کے لیے شہر آنا چاہیے۔ اسی

١٣١١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، الباب السابق، ح: ١٠٧٣ عن محمد بن المصفى وغيره به، وصححه الحاكم، والذهبي، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" ＊ مغيرة تقدم قريبًا، ح: ١٣٠٢، وبقية، لم يصرح بالسماع المسلسل، والحديث السابق يغني عنه.

طرح جمعے کی نماز بھی کسی بستی ہی میں ادا کرنی چاہیے۔ ④ جمعے کے دن عید آ جائے تو ان لوگوں سے جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ وہ اپنی قیام گاہوں پر ظہر کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ⑤ شہر اور بستی والوں کو عید کے دن جمعے کی نماز میں حاضر ہونا چاہیے۔

١٣١٢- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا مِنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَأْتِهَا. وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتَخَلَّفَ فَلْيَتَخَلَّفْ».

١٣١٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو عیدیں (ایک دن میں) جمع ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو (عید کی) نماز پڑھائی' پھر فرمایا: ''جو شخص جمعے کی نماز میں آنا چاہے آ جائے جو پیچھے رہنا چاہے پیچھے رہ جائے۔''

(المعجم ١٦٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ مَطَرٌ (التحفة ٢٠٦)

باب: ١٦٧- بارش کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز ادا کرنے کا بیان

١٣١٣- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى بْنِ أَبِي فَرْوَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا يَحْيٰى عُبَيْدَ اللهِ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ.

١٣١٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک دفعہ) عید کے دن بارش ہو گئی تو آپ نے مسجد میں نماز (عید) پڑھائی۔

فائدہ: یہ روایت معناً صحیح ہے' یعنی مسئلہ اسی طرح ہے کہ عید کھلے میدان میں پڑھنا افضل ہے' تاہم اگر کوئی ایسی مجبوری ہو کہ باہر عید پڑھنا ناممکن ہو تو مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔

١٣١٢- [حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف جبارة، (ح:٧٤٠)، ومندل، (ح:١٢٤٧)"، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق: ١٣١٠.

١٣١٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب يصلي بالناس العيد في المسجد إذا كان يوم مطر، ح:١١٦٠ من حديث الوليد به * عيسى مجهول، وشيخه عبيدالله التيمي مستور.

(المعجم ١٦٨) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ السِّلَاحِ فِي يَوْمِ الْعِيدِ** (التحفة ٢٠٧)

باب:١٦٨-عید کے دن ہتھیار پہننے کا بیان

١٣١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُالْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا نَائِلُ بْنُ نَجِيحٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُلْبَسَ السِّلَاحُ فِي بِلَادِ الْإِسْلَامِ فِي الْعِيدَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونُوا بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ.

۱۳۱۴-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مسلمانوں کے علاقے میں عیدین کے موقع پر ہتھیار پہننے سے منع فرمایا' الا یہ کہ وہ دشمن کے مقابل ہوں۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم مسئلہ درست ہے جیسے کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا قول مروی ہے جس سے عید کے موقع پر ہتھیار پہننے کی شرعاً ممانعت معلوم ہوتی ہے۔(صحیح البخاري' العيدين' باب مايكره من حمل السلاح في العيد والحرم' حديث:٩٦٦) ② ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ مسلمانوں کا اجتماع ہونے کی وجہ سے کسی کو بلاارادہ جو نقصان پہنچ سکتا ہے اس سے بچاؤ رہے۔

(المعجم ١٦٩) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاغْتِسَالِ فِي الْعِيدَيْنِ** (التحفة ٢٠٨)

باب:١٦٩-عید کے دن غسل کرنے کا بیان

١٣١٥- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى.

۱۳۱۵-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔

١٣١٦- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۱۳۱۶-حضرت فاکہ بن سعد ؓ سے روایت ہے

١٣١٤ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه نائل بن نجيح وإسماعيل بن زياد وهما ضعيفان" قلت: إسماعيل هٰذا "متروك، كذبوه" كما في التقريب.

١٣١٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٧٨ من حديث جبارة به من طريق ابن عدي، وذكر كلامًا، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف جبارة" * وشيخه حجاج بن تميم ضعيف أيضًا كما في التقريب، والسند ضعفه الحافظ في الدراية.

١٣١٦ـ [إسناده موضوع] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٤/ ٧٨ عن نصر بن علي به، وقال◀◀

الْجَهْضَمِيُّ : حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ خَالِدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ الْفَاكِهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ جَدِّهِ الْفَاكِهِ ابْنِ سَعْدٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ. وَكَانَ الْفَاكِهُ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالْغُسْلِ فِي هٰذِهِ الْأَيَّامِ.

کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن‘ قربانی کے دن اور عرفہ کے دن غسل کرتے تھے۔ حضرت فاکہ رضی اللہ عنہ بھی ان ایام میں اپنے گھر والوں کو غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ باب کی دونوں روایات ضعیف ہیں جنھیں محققین نے ضعیف قرار دیا ہے‘ تاہم دوسرے دلائل کی رو سے عید کے دن غسل کرنا مستحب ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ ہی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے جمعے کے دن کو عید بنایا ہے‘ چنانچہ جو شخص جمعے کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے اور اگر خوشبو ہو تو استعمال کرے اور مسواک کا بھی ضرور اہتمام کرے۔“ (سنن ابن ماجه‘ إقامة الصلوات‘ باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة‘ حديث:١٠٩٨) اس حدیث سے علمائے حدیث یہ استدلال کرتے ہیں کہ جب حدیث میں جمعہ کے دن غسل کرنے‘ خوشبو استعمال کرنے اور مسواک کرنے کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ جمعہ کو اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لیے عید بنایا ہے تو عید کے دن ان تینوں کاموں کا کرنا اور زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا۔ علاوہ ازیں امام مالک رحمہ اللہ حضرت نافع رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے قبل غسل کیا کرتے تھے۔ (موطأ إمام مالك‘ العيدين:١/ ١٧٧) نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ”إرواء“ میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی صحیح مرفوع حدیث تو نہیں ہے‘ البتہ موقوف روایت ہے جو امام بیہقی سے مروی ہے‘ انھوں نے آخر میں اس غسل کو مستحب قرار دیا ہے اور اس کی تائید میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے‘ لہٰذا ان تمام دلائل کی روشنی میں عید کے دن غسل کرنا ان شاء اللہ مستحب ہے۔ واللہ أعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل:١/ ١٧٥‘ ١٧٦‘ ١٧٧‘ حديث:١٤٦)

(المعجم ١٧٠) - بَابٌ: فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ٢٠٩)

باب: ١٧٠- نمازِ عیدین کا وقت

البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف يوسف بن خالد، قال فيه ابن معين: كذاب خبيث زنديق" قال السندي، قلت: "وكذبه غير واحد، وقال ابن حبان: كان يضع الحديث" * وعبدالرحمٰن بن عقبة مجهول (تقريب).

١٣١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى، فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الإِمَامِ، وَقَالَ: إِنْ كُنَّا لَقَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهِ، وَذٰلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ.

۱۳۱۷- حضرت عبداللہ بن بسر ؓ سے روایت ہے کہ وہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن لوگوں کے ساتھ (عید گاہ کی طرف) روانہ ہوئے۔ انھوں نے امام کے دیر کرنے کو ناپسند فرمایا۔ اور فرمایا: ہم تو اس وقت تک فارغ ہو جایا کرتے تھے۔ اس وقت نفل نماز کی ادائیگی کا وقت ہو چکا تھا۔

فوائد ومسائل: ① امام غلطی کرے تو عالم آدمی اس کی غلطی واضح کر سکتا ہے۔ ② نفل نماز کی ادائیگی سے مراد یہ ہے کہ کراہت کا وقت ختم ہو جائے۔ یہاں اس سے مراد ضحیٰ' یعنی چاشت کی نماز کا وقت ہے جیسے کہ طبرانی کی روایت میں ہے: [وَ ذٰلِكَ حِيْنَ يُسَبِّحُ الضُّحٰى] ''یہ وہ وقت تھا جب ضحیٰ کے نفل پڑھے جاتے ہیں۔'' ③ مذکورہ حدیث نماز عید جلد ادا کرنے کی مشروعیت اور زیادہ تاخیر کرنے کی کراہت پر دلالت کرتی ہے۔ نماز جلدی ادا کرنے کی مشروعیت پر حضرت براء ؓ کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عید کے دن سب کاموں سے پہلے نماز ادا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر ؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ عید کے دن نماز عید اور اس کے لیے روانگی کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہونا مناسب نہیں اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز عید جلد ادا کی جائے۔ (فتح الباري: ۲/۴۵۷) البتہ امام ابن قیم ؒ اس مسئلہ کی بابت لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عید الفطر قدرے تاخیر سے اور نماز عید الاضحیٰ جلدی ادا کرتے تھے۔ (زادالمعاد: ۱/۴۴۱)

(المعجم ١٧١) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ** (التحفة ٢١٠)

باب: ۱۷۱- رات کی نماز دو رکعت ادا کرنا

١٣١٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى.

۱۳۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کو دو دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

١٣١٧- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب وقت الخروج إلى العيد، ح: ١١٣٥ من طريق آخر صحيح، عن صفوان به، وصححه الحاكم على شرط البخاري، ووافقه الذهبي.

١٣١٨- [صحيح] تقدم، ح: ١١٤٤.

فوائد ومسائل: ① نماز تہجد کو صلاۃ اللیل (رات کی نماز) کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا وقت عشاء کے بعد شروع ہو کر صبح صادق طلوع ہونے پر ختم ہوتا ہے۔ ② نماز تہجد بہت فضیلت کی حامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز' رات کی نماز ہے۔'' (صحيح مسلم' الصيام' باب فضل صوم المحرم' حديث:١١٦٣) ③ نبی اکرم ﷺ نماز تہجد عام طور پر دو دو رکعت کر کے ادا کرتے تھے' یعنی ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے لیکن چار چار رکعت پڑھنا بھی سنت سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ چار رکعتیں پڑھتے' آپ ان رکعتوں کی خوبصورتی اور طول کے بارے میں کچھ نہ پوچھیں (کہ بیان نہیں ہو سکتا) پھر چار رکعتیں پڑھتے' آپ ان کی خوبصورتی اور طول کے بارے میں کچھ نہ پوچھیں' پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے۔'' (صحيح البخاري' التهجد' باب قيام النبي صلى الله عليه وسلم بالليل في رمضان وغيره' حديث:١١٤٧)

١٣١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى».

١٣١٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔''

١٣٢٠- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ. وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَعَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ: «يُصَلِّي مَثْنَى مَثْنَى. فَإِذَا خَافَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ».

١٣٢٠- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے رات کی نماز (تہجد) کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''(نمازی کو چاہیے کہ) دو دو رکعت پڑھتا رہے' جب صبح صادق ہو جانے کا خوف محسوس ہو تو ایک وتر پڑھ لے۔''

١٣١٩ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ٩٩٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٤٩ من حديث مالك عن نافع وغيره به مطولاً، وله طرق عندهما.

١٣٢٠ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب: كيف صلاة النبي ﷺ؟ وكم كان النبي ﷺ يصلي بالليل؟، ح: ١١٣٧، و ح: ٩٩٠ من حديث عبدالله بن دينار، ومن حديث الزهري عن سالم عن أبيه به، وحديث طاوس أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٤٩الف، ومن حديث سفيان به، وحديث أبي سلمة أخرجه النسائي: ٣/ ٢٢٧، ح: ١٦٦٩.

فوائد ومسائل: ① تہجد کی نماز آٹھ رکعت سے کم بھی ہو سکتی ہے۔ ② صبح صادق ہو جانے سے پہلے وتر پڑھ کر فارغ ہو جانا چاہیے۔ ③ وتر ایک رکعت بھی جائز ہے۔ ④ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تین وتر دو سلاموں کے ساتھ ادا فرماتے تھے' یعنی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے' پھر ایک رکعت پڑھتے۔ (صحیح البخاري' الوتر' باب ماجاء في الوتر' حديث:٩٩١)

١٣٢١- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ.

١٣٢١- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

(المعجم ١٧٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى (التحفة ٢١١)

باب:١٧٢- رات اور دن میں (نفل) نماز دو دو رکعت کر کے ادا کرنے کا بیان

١٣٢٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا الأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى».

١٣٢٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعت ہے۔"

فائدہ: نفل نماز دو دو رکعت کر کے ادا کرنی چاہیے' تاہم چار چار رکعت پڑھنا بھی درست ہے۔

١٣٢٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

١٣٢٣- حضرت ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا سے

١٣٢١_ [ضعيف] تقدم، ح: ٢٨٨.

١٣٢٢_ [حسن] أخرجه أبوداود، التطوع، باب صلاة النهار، ح: ١٢٩٥ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والبخاري، والبيهقي وغيرهم.

١٣٢٣_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، التطوع، باب صلاة الضحٰى، ح: ١٢٩٠ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٣٤.

رُمْح: أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَوْمَ الْفَتْحِ، صَلَّى سُبْحَةَ الضُّحَى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ. سَلَّمَ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ.

روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز ضحیٰ کی نماز آٹھ رکعت ادا کی اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرا۔

١٣٢٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ تَسْلِيمَةٌ».

۱۳۲۴- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر دو رکعت میں سلام ہے۔''

١٣٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَافِعِ بْنِ الْعَمْيَاءِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي وَدَاعَةَ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى. وَتَشَهَّدُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ. وَتَبَاءَسُ وَتَمَسْكَنُ وَتُقْنِعُ. وَتَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي. فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ».

۱۳۲۵- حضرت مطلب بن ابووداعہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے' ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے اور عجز و مسکنت کا اظہار ہے اور ہاتھ اٹھا کر کہو: اے اللہ! مجھے بخش دے۔ جس نے ایسے نہ کیا' اس کی نماز ناقص ہے۔''

١٣٢٤- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٥٢٠ لحال أبي سفيان طريف بن شهاب السعدي.

١٣٢٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، التطوع، باب صلاة النهار، ح: ١٢٩٦ من حديث شعبة به، وأشار ابن خزيمة إلى ضعفه، وضعفه البخاري، وابن عبدالبر وغيرهما، وابن العمياء ضعفه الجمهور، وضعفه راجح.

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے' لہٰذا بعض علماء کا اس حدیث کو فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کے لیے دلیل بنانا درست نہیں۔

(المعجم ١٧٣) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ** (التحفة ٢١٢)

باب:۱۷۳- ماہ رمضان کے قیام یعنی نماز تراویح کا بیان

١٣٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۱۳۲۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (اللہ کے وعدوں پر) ایمان رکھتے ہوئے' ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور رمضان کا قیام کیا' اس کے وہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے جو پہلے (سرزد) ہو چکے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ہر عمل کے لیے خلوص نیت بہت ضروری ہے۔ روزے اور قیام کا ثواب بھی تب ہی مل سکتا ہے جب یہ عمل محض اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ہو' ریاکاری کے طور پر نہ ہو۔ ② گزشتہ گناہوں کی معافی سے عام طور پر صغیرہ گناہوں کی معافی مراد لی گئی ہے لیکن بعض اوقات کسی بڑی نیکی کی وجہ سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو سکتا ہے۔ روزہ اور قیام جس قدر خلوص نیت کا حامل اور سنت کے مطابق ہوگا' اتنا ہی زیادہ گناہوں کی معافی کا باعث ہوگا۔

١٣٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَمَضَانَ. فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنْهُ. حَتَّى بَقِيَ سَبْعُ لَيَالٍ. فَقَامَ بِنَا

۱۳۲۷- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رمضان کے روزے رکھے۔ آپ نے ان ایام میں قیام نہ فرمایا حتی کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو ساتویں رات آپ ﷺ نے ہمیں نماز (تراویح) پڑھائی حتی کہ تقریباً تہائی رات گزر گئی' پھر اس سے متصل چھٹی رات آئی تو آپ ﷺ نے قیام نہ فرمایا' پھر اس سے متصل پانچویں رات

١٣٢٦ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في فضل شهر رمضان، ح: ٦٨٣ من حديث محمد ابن عمرو به.

١٣٢٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، شهر رمضان، باب في قيام شهر رمضان، ح: ١٣٧٥ من حديث داود به، وصححه الترمذي، ح: ٨٠٦، وابن خزيمة، وابن حبان.

لَيْلَةَ السَّابِعَةِ حَتَّى مَضَى نَحْوٌ مِنْ ثُلُثِ اللَّيْلِ. ثُمَّ كَانَتِ اللَّيْلَةُ السَّادِسَةُ الَّتِي تَلِيهَا. فَلَمْ يَقُمْهَا. حَتَّى كَانَتِ الْخَامِسَةُ الَّتِي تَلِيهَا، ثُمَّ قَامَ بِنَا حَتَّى مَضَى نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهِ. فَقَالَ: «إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، فَإِنَّهُ يَعْدِلُ قِيَامَ لَيْلَةٍ» ثُمَّ كَانَتِ الرَّابِعَةُ الَّتِي تَلِيهَا، فَلَمْ يَقُمْهَا. حَتَّى كَانَتِ الثَّالِثَةُ الَّتِي تَلِيهَا. قَالَ، فَجَمَعَ نِسَاءَهُ وَأَهْلَهُ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ. قَالَ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ. قِيلَ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السُّحُورُ. قَالَ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنْ بَقِيَّةِ الشَّهْرِ.

آئی تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز (تراویح) پڑھائی حتی کہ تقریباً آدھی رات گزر گئی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاش آپ ہمیں اس رات کا باقی حصہ بھی عطا فرماتے۔ (پوری رات قیام فرماتے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک قیام کرتا ہے (اس کا) وہ (قیام) پوری رات کے (قیام کے) برابر ہوتا ہے۔'' پھر اس سے متصل چوتھی رات آئی تو رسول اللہ ﷺ نے قیام نہ فرمایا۔ پھر اس سے متصل تیسری رات آئی تو آپ ﷺ نے اپنی خواتین کو اور اہل خانہ کو اکٹھا کیا' اور (بہت زیادہ) لوگ بھی جمع ہو گئے۔ نبی ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی حتی کہ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ ہماری فلاح چھوٹ جائے گی۔ (ابوذر رضی اللہ عنہ سے) پوچھا گیا: فلاح کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: سحری کا کھانا' پھر فرمایا: اس کے بعد مہینے کی باقی راتوں میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز (تراویح) نہیں پڑھائی۔

فوائد و مسائل: ① رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا اہتمام معمول سے زیادہ کرنا چاہیے۔ ② نماز تراویح نفل نماز ہے' اس لیے نبی کریم ﷺ نے پورا مہینہ نہیں پڑھائی' صرف چند راتیں پڑھائی۔ ③ نماز تراویح میں قیام' رکوع اور سجود وغیرہ طویل ہونے سے زیادہ وقت تک نماز ادا کی جا سکتی ہے اور کم تلاوت اور مختصر رکوع و سجود کے ساتھ کم وقت میں بھی فراغت حاصل کی جا سکتی ہے' اس میں عام نمازیوں کے شوق اور ہمت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ④ نفل نماز میں تلاوت کی کوئی خاص مقدار مقرر کرنا ضروری نہیں' کسی دن طویل اور کسی دن مختصر قیام ہو سکتا ہے۔ ⑤ طویل نماز پڑھنے کا ارادہ ہو تو تلاوت زیادہ کر لی جائے یا تلاوت ترتیل کے ساتھ کی جائے' رکعتیں زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں' کسی روایت میں یہ صراحت نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان راتوں میں رکعتوں کی تعداد میں اضافہ فرمایا تھا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں بھی اور دوسرے مہینوں میں بھی وتروں سمیت گیارہ رکعت ہی ہوتی تھی۔ (صحیح البخاري' التهجد' باب قيام النبي صلى الله عليه وسلم بالليل في رمضان وغيره' حديث:١١٤٧) ⑥ نماز تراویح میں عورتوں اور بچوں کو بھی شریک ہونا چاہیے۔ ⑦ سحری کا کھانا بھی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے روزوں میں امتیاز بھی ہے اور باعث برکت بھی' اس لیے

صحابۂ کرام ؓ نے اسے ''فلاح'' یعنی ''کامیابی'' کا نام دیا ہے۔ ⑧ رسول اللہ ﷺ نے پورا رمضان تراویح نہیں پڑھائی کیونکہ نبیٔ کریم ﷺ کو خطرہ محسوس ہوا کہ اگر فرض ہو گئی تو امت کو اس پر عمل کرنا مشکل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چونکہ یہ خطرہ نہیں رہا' اس لیے صحابۂ کرام ؓ نے پورا مہینہ باجماعت تراویح کا اہتمام فرمایا۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ نے قیامِ رمضان کی ترغیب دی تھی' اس لیے اس پر عمل کرنا مسنون ہے' اسے بدعت میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

١٣٢٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ. عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ، ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ، كِلَاهُمَا عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ: حَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِيكَ يَذْكُرُهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ. قَالَ: نَعَمْ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: «شَهْرٌ كَتَبَ اللهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ. فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

١٣٢٨- حضرت نضر بن شیبان ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میری ملاقات حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن ؒ سے ہوئی۔ میں نے کہا: مجھے کوئی حدیث سنائیے جو آپ نے اپنے والد سے ماہِ رمضان کے بارے میں سنی ہو۔ انھوں نے کہا: اچھا۔ مجھے والد صاحب (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زہری ؓ) نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا: ''یہ ایسا مہینہ ہے جس کے روزے اللہ نے تم پر فرض کیے ہیں اور میں نے تمھارے لیے اس کی راتوں کے قیام کا طریقہ جاری کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے اس کے روزے رکھے گا اور قیام کرے گا' وہ گناہوں سے اس طرح نکل (کر پاک صاف ہو) جائے گا جس طرح اس دن (پاک صاف) تھا جب وہ اپنی ماں کے ہاں پیدا ہوا تھا۔''

(المعجم ١٧٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ٢١٣)

باب: ١٧٤- رات کا قیام (نماز تہجد)

١٣٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ٤/١٥٨، الصيام، ذكر اختلاف يحيى بن أبي كثير والنضر بن شيبان فيه، ح: ٢٢١٠-٢٢١٢ عن نصر بن علي، وغيره به * النضر بن شيبان لين الحديث(تقريب)، وقال ابن معين: "ليس حديثه بشيء".

١٣٢٩- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِاللَّيْلِ بِحَبْلٍ فِيهِ ثَلَاثُ عُقَدٍ. فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ. فَإِذَا قَامَ فَتَوَضَّأَ، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ. فَإِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ انْحَلَّتْ عُقَدُهُ كُلُّهَا، فَيُصْبِحُ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ قَدْ أَصَابَ خَيْراً. وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ، أَصْبَحَ كَسِلاً خَبِيثَ النَّفْسِ لَمْ يُصِبْ خَيْراً».

١٣٢٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان رات کو انسان کے سر کے پچھلے حصے میں رسی سے تین گرہیں لگاتا ہے۔ اگر انسان جاگ کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب اٹھ کر وضو کر لیتا ہے تو ایک (اور) گرہ کھل جاتی ہے پھر جب نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کی تمام گرہیں کھل جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ صبح کو چاق چوبند اور خوش باش ہوتا ہے اسے بھلائی مل گئی ہوتی ہے۔ اگر (انسان) یہ کام نہ کرے تو صبح کو سست اور بوجھل طبیعت ہوتا ہے اسے بھلائی نہیں ملی ہوتی۔“

فوائد ومسائل: ① شیطان ہماری نظر سے اوجھل مخلوق ہے۔ اس کے بارے میں جو کچھ قرآن وحدیث سے ثابت ہو اس پر یقین رکھنا چاہیے۔ ② رسی دھاگے یا بالوں میں گرہ لگا کر پھونک مارنا جادوگروں کا طریقہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ (الفلق:٤) ”اور (میں) گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے (اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔“) شیطان اس طرح انسان پر نفسیاتی اثر ڈال کر اللہ کی یاد سے غافل کرتا ہے جیسے کہ حدیث میں ہے کہ وہ ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے: ”ابھی بہت لمبی رات پڑی ہے سو یا رہ۔“ (صحیح البخاري، التهجد، باب عقد الشيطان على قافية الرأس إذا لم يصل بالليل، حديث:١١٤٢) ③ اللہ کی یاد شیطان کی تدبیروں کا بہترین توڑ ہے۔ جاگ کر اللہ کا نام لینا، یعنی یہ دعا پڑھنا شیطان کی لگائی ہوئی گرہ کھول دیتا ہے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُوْرُ] (صحيح البخاري، الدعوات، باب مايقول إذا نام، حديث:٦٣١٢) ”تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے ہمیں موت دینے کے بعد (دوبارہ) زندگی بخشی اور (قیامت کے دن) اٹھ کر اسی کے پاس جانا ہے۔“ ④ نماز تہجد شیطان کے شر سے محفوظ رکھنے والی ایک اہم چیز ہے۔ ⑤ اللہ کی یاد اور نماز کی برکت سے روح کو آسودگی اور دل کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور ان چیزوں سے گریز پریشانی، پژمردگی اور سستی کا باعث ہوتی ہے۔ ⑥ اللہ کی یاد سے دنیا کی بھلائی حاصل ہوتی ہے اور اللہ کی رضا بھی نصیب ہوتی ہے۔

١٣٢٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٥٣ عن أبي معاوية ثنا الأعمش به، وله شواهد عند البخاري، التهجد، باب عقد الشيطان على قافية الرأس ... الخ، ح:١١٤٢، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الحث على صلاة الليل وإن قلت، ح:٧٧٦ وغيرهما من حديث أبي هريرة به.

١٣٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ. قَالَ: «ذٰلِكَ الشَّيْطَانُ بَالَ فِي أُذُنَيْهِ».

۱۳۳۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ رات سے صبح تک (ساری رات) سویا رہا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا تھا۔''

فوائد ومسائل: ① بچے کو سلانے کے لیے کانوں پر یا کانوں کے قریب تھپکی دی جاتی ہے۔ شیطان جب کسی کو رات کے قیام سے محروم کرنے کی نیت سے سلانا چاہتا ہے تو تھپکی دینے کے بجائے شیطانی طریقہ اختیار کرتا ہے کہ اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے۔ ② جس طرح جنات کے اجسام ہماری نظروں سے اوجھل ہیں' اسی طرح ان کی حرکات وسکنات بھی ہم محسوس نہیں کرتے۔ ان کا کھانا پینا بھی انسانوں سے مختلف ہے' اسی طرح ان کے پیشاب کا بھی ہمیں احساس نہیں ہوتا لیکن جس طرح ان کا وجود یقینی ہے اسی طرح ان کی حرکات کا یہ اثر بھی شک وشبہ سے بالاتر ہے کیونکہ ہمیں اس کی خبر سچے نبی نے دی ہے۔ ③ تہجد کی نماز اگرچہ نفل ہے اور اس کا ترک گناہ نہیں، تاہم اس کی برکات سے محرومی شیطان کی خوشی کا باعث ہے' اس لیے شیطان کی خواہش ہوتی ہے کہ انسان اس عظیم عمل سے محروم ہی رہے' اس لیے انسان کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ راتوں میں قیام کی کوشش کرے۔

١٣٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ».

۱۳۳۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فلاں کی طرح نہ ہو جانا۔ وہ رات کو قیام کیا کرتا تھا' پھر اس نے رات کا قیام (تہجد پڑھنا) ترک کر دیا۔''

فوائد ومسائل: ① نیکی کے کام کا معمول بن جائے تو اسے قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ② اپنے کسی ساتھی

١٣٣٠- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ٣٢٧٠، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ٧٧٤ من حديث جرير به.

١٣٣١- أخرجه البخاري، النكاح، باب لزوجك عليك حق، ح: ٥١٩٩ من حديث الأوزاعي به مطولاً بغير هٰذا اللفظ، وللحديث عنده طرق، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به، أو فوت به حقًا . . . الخ، ح: ١١٥٩ من طرق عن يحيى به.

یا عزیز میں نیکی سے غفلت محسوس ہو تو مناسب انداز سے توجہ دلانا اور نیکی کی ترغیب دینا چاہیے۔

١٣٣٢- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَالْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ، وَالْعَبَّاسُ ابْنُ جَعْفَرٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الْحَدَثَانِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُنَيْدُ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ لِسُلَيْمَانَ: يَابُنَيَّ! لَا تُكْثِرِ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ. فَإِنَّ كَثْرَةَ النَّوْمِ بِاللَّيْلِ تَتْرُكُ الرَّجُلَ فَقِيرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

١٣٣٢- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت سلیمان بن داود ؑ کی والدہ نے حضرت سلیمان ؑ سے فرمایا: پیارے بیٹے! رات کو زیادہ نہ سویا کرو‘ رات کو زیادہ سونے کی وجہ سے انسان قیامت کے دن مفلس ہو جائے گا۔“

١٣٣٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُوسَى أَبُو يَزِيدَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ، حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ».

١٣٣٣- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو زیادہ نماز پڑھے‘ اس کا چہرہ دن کو خوبصورت ہو جاتا ہے۔“

١٣٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، وَعَبْدُ الْوَهَّابِ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ

١٣٣٤- حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ شریف تشریف لائے تو لوگ فوراً آپ ﷺ کی خدمت میں

١٣٣٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في المعجم الصغير: ١/ ١٢١ من حديث سنيد به، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات، وقال: "لا يصح"، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف يوسف بن محمد بن المنكدر، وسنيد بن داود".

١٣٣٣ـ [موضوع] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ١٠٩، ١١٠ من حديث ثابت بن موسى به، وقال: "لا يصح"، وقال ابن حبان: "هٰذا قول شريك قاله عقب حديث الأعمش، فأدرج ثابت قول شريك في الخبر، ثم سرق هٰذا من شريك جماعة ضعفاء"، وقال ابن معين في ثابت: "كذاب"، وفيه علل أخرى.

١٣٣٤ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب حديث: أفشوا السلام ... الخ، ح: ٢٤٨٥ عن محمد بن بشار به، وقال: "صحيح".

عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ. وَقِيلَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لأَنْظُرَ إِلَيْهِ. فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ. فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ، أَنْ قَالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ».

حاضر ہو گئے (جمگھٹا ہو گیا)' لوگوں نے (خوشی سے ایک دوسرے کو) کہا: اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ میں بھی آپ کی زیارت کے لیے گیا' جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس کو توجہ سے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کا چہرہ' کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں۔ نبی ﷺ نے سب سے پہلے جو کلام فرمایا' وہ یہ تھا: ''لوگو! سلام کو عام کرو' کھانا کھلایا کرو' رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھا کرو' سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن سلام ؓ اسلام لانے سے پہلے یہودی تھے' لہٰذا ان علامات سے باخبر تھے جو سابقہ کتب میں نبی اکرم ﷺ کے لیے بیان کی گئی تھیں' اسی بنیاد پر وہ قبول اسلام سے مشرف ہوئے۔ ② نیکی اور بدی' سچ اور جھوٹ کا اثر انسان کے ظاہر پر بھی پڑتا ہے جس کی وجہ سے سمجھ دار آدمی چہرے سے پہچان لیتا ہے کہ کون سا آدمی سچا ہے اور کون سا جھوٹا۔ ③ سلام عام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کہیں حتی کہ جس مسلمان سے براہ راست قرابت یا دوستی کا تعلق نہ ہو یا جو مسلمان اجنبی ہو اسے بھی سلام کہا جائے۔ ④ کھانا کھلانے سے مراد غریب' محتاج اور مستحق افراد کی مادی امداد ہے جو مسلمانوں کی باہمی ہمدردی کی وجہ سے اسلامی معاشرے کی ایک اہم خوبی ہے۔ اس کے علاوہ مہمان کی خدمت اور اس کے لیے عام کھانے سے بہتر کھانا تیار کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ ⑤ نماز تہجد گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ ⑥ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے جنت ملتی ہے۔ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کا مطلب گناہوں یا نیک اعمال کی کثرت کی وجہ سے جہنم کی سزا برداشت کیے بغیر جنت میں داخلہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس حدیث میں یہ جملہ بھی ہے: [وَصِلُوا الْأَرْحَامَ] ''اور صلہ رحمی کرو یعنی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو۔'' (مسند أحمد: ٥/٤٥١)

(المعجم ١٧٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَيْقَظَ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ٢١٤)

باب: ١٧٥- رات کو اپنے گھر والوں کو (تہجد کے لیے) جگانا

١٣٣٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ

١٣٣٥- حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ ؓ

١٣٣٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، التطوع، باب قيام الليل، ح: ١٣٠٩ من حديث شيبان (وغيره) به.

الدِّمَشْقِيُّ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ الأَقْمَرِ، عَنِ الأَغَرِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتِ».

سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی رات کو جاگے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے' پھر وہ دونوں دو رکعت نماز پڑھیں تو ان کے نام اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مردوں اور بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ دیے جاتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث:١٣٣٥' وصحيح سنن أبي داود' (مفصل) للألباني' حديث:١١٨٢) ② تہجد میں دو رکعت نماز پڑھ لینا بھی بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ زیادہ رکعتیں پڑھنے سے اور زیادہ ثواب ہوگا۔ ③ میاں بیوی کو چاہیے کہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون اور ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کریں۔

١٣٣٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ. فَإِنْ أَبَتْ رَشَّ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ. رَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلَّى. فَإِنْ أَبَى رَشَّتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ».

١٣٣٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحمت فرمائے جس نے رات کو جاگ کر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا تو اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر عورت نے (جاگنے سے) انکار کیا تو اس (مرد) نے اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحمت فرمائے جس نے رات کو جاگ کر نماز پڑھی اور اپنے خاوند کو جگایا تو اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر مرد نے (جاگنے سے) انکار کیا تو اس (عورت) نے مرد کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔''

◄◄ وصححه ابن حبان وغيره * وفيه الأعمش، وعنعن، وتقدم، ح: ١٧٨.

١٣٣٦_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، التطوع، باب قيام الليل، ح:١٣٠٨ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، والنووي.

فوائد ومسائل: ① میاں بیوی میں سے اگر ایک تہجد پڑھنے کا عادی ہو تو اسے چاہیے کہ دوسرے کو یہ عادت ڈالنے کی کوشش کرے۔ ② اگر نیند غالب ہو تو پانی کے چھینٹوں سے بیدار ہونا آسان ہو جائے گا' پھر وضو کر کے نماز ادا کی جا سکے گی۔ مطلب یہ ہے کہ پوری کوشش کی جائے کہ خاوند یا بیوی میں سے کوئی بھی اس نیکی سے محروم نہ رہے۔ ③ نیکی میں تعاون اور ترغیب کا یہ عمل اللہ کی رحمت کا باعث ہے۔

(المعجم ١٧٦) - **بَابٌ فِي حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ** (التحفة ٢١٥)

باب:١٧٦- خوبصورت آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا

١٣٣٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَقَدْ كُفَّ بَصَرُهُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: مَرْحَبًا بِابْنِ أَخِي. بَلَغَنِي أَنَّكَ حَسَنُ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ نَزَلَ بِحَزَنٍ، فَإِذَا قَرَأْتُمُوهُ فَابْكُوا. فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكَوْا. وَتَغَنَّوْا بِهِ. فَمَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِهِ، فَلَيْسَ مِنَّا».

١٣٣٧- حضرت عبدالرحمٰن بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے' اس وقت ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ میں نے سلام کیا تو انھوں نے فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے بتایا (کہ عبدالرحمٰن بن سائب ہوں) تو فرمایا: بھتیجے کو خوش آمدید! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم قرآن مجید کی تلاوت بڑی عمدہ آواز سے کرتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ''یہ قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا ہے' جب تم اسے پڑھو تو رویا کرو' رونا نہ آئے تو تکلف سے روؤ اور اسے اچھی آواز سے پڑھو۔ جو اسے اچھی آواز سے (تجوید کے اصولوں کے مطابق) نہ پڑھے' وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے' نیز دیگر محققین نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے' تاہم دکتور بشار عواد سنن ابن ماجہ کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن اس کا آخری جملہ [وَتَغَنَّوْا بِهِ' فَمَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِهِ' فَلَيْسَ مِنَّا] ''اور قرآن مجید کو اچھی آواز سے پڑھو......'' صحیح ہے کیونکہ یہی مسئلہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ] ''جو شخص قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔'' لہٰذا اس جملے کے سوا باقی

١٣٣٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى الموصلي في مسنده، ح:٦٨٩ من حديث الوليد به، وقال البوصيري: "فيه أبورافع واسمه إسماعيل بن رافع ضعيف متروك"، وفيه علة أخرى.

روایت سنداً ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث: ١٣٣٧) ④ اس حدیث کے آخری جملے [وَتَغَنَّوْا بِهِ فَمَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ......] کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے جسے علامہ خطابی نے ذکر کیا ہے کہ "لَمْ يَتَغَنَّ" بمعنی "لَمْ يَسْتَغْنِ" ہے یعنی جو شخص قرآن مجید پڑھ کر اس کا علم حاصل کر کے طلب دنیا اور دیگر لایعنی علوم بالخصوص لغو قسم کے شعر و سخن سے بے پروانہ ہو جائے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (معالم السنن: ٢/ ١٣٨) مقصد یہ ہے کہ قاری قرآن اور عالم دین کو چاہیے کہ اس شرف کے حاصل ہو جانے پر دنیا کا مال و دولت جمع کرنے اور لغو مشاغل سے بالاتر رہے۔

١٣٣٨- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ سَابِطٍ الْجُمَحِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: أَبْطَأْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةً بَعْدَ الْعِشَاءِ. ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ: «أَيْنَ كُنْتِ؟» قُلْتُ: كُنْتُ أَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِكَ لَمْ أَسْمَعْ مِثْلَ قِرَاءَتِهِ وَصَوْتِهِ مِنْ أَحَدٍ. قَالَتْ، فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ حَتَّى اسْتَمَعَ لَهُ. ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: «هٰذَا سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ. الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَ هٰذَا».

١٣٣٨- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ایک رات عشاء کے بعد مجھے (حاضر خدمت ہونے میں) دیر ہو گئی' پھر میں آئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: "تم کہاں تھیں؟" میں نے کہا: میں آپ کے ایک صحابی کی قراءت سن رہی تھی' میں نے کسی اور کی ایسی (عمدہ) قراءت اور آواز نہیں سنی۔ ام المومنین نے بیان فرمایا: اللہ کے نبی اٹھ کھڑے ہوئے' میں بھی اٹھ کر آپ کے ساتھ گئی حتی کہ آپ ﷺ نے بھی اس کی قراءت سنی' پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "یہ حضرت ابو حذیفہ ؓ کے مولیٰ سالم ہیں۔ اللہ کی تعریف ہے (اور اس کا شکر ہے) جس نے میری امت میں ایسے افراد پیدا فرمائے۔"

فوائد و مسائل: ① کوئی شخص تلاوت کر رہا ہو تو خاموشی اور توجہ سے سننا چاہیے۔ ② صحابۂ کرام ؓ میں تلاوت سننے کا شوق بہت زیادہ تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ بھی صحابۂ کرام ؓ سے تلاوت سنتے تھے اس لیے ایک بڑے عالم یا بلند درجہ شخص کو بھی کم درجہ شخص سے تلاوت سننے میں تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ ④ عورت اجنبی مرد کی تلاوت اور تقریر سن سکتی ہے۔ ⑤ کسی کو اللہ نے کوئی خوبی عطا فرمائی ہو تو اس کی تعریف کرنے میں کوئی حرج نہیں' خصوصاً جب تعریف اس کی موجودگی میں نہ ہو۔ ⑥ شاگرد کی خوبی استاد کے لیے خوشی کا باعث ہوتی ہے' اس پر بھی اللہ کا شکر کرنا چاہیے' اسی

١٣٣٨_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٦٥ عن ابن نمير قال ثنا حنظلة به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح ورجاله ثقات".

طرح اولاد کی نیکی خوبی اور کمال پر والدین کو اللہ کا شکر کرنا چاہیے۔

١٣٣٩- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَمِّعٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتاً بِالْقُرْآنِ الَّذِي إِذَا سَمِعْتُمُوهُ يَقْرَأُ، حَسِبْتُمُوهُ يَخْشَى اللهَ».

١٣٣٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کی تلاوت میں اچھی آواز والا وہ ہے جسے تم تلاوت کرتے سن کر یہ گمان کرو کہ وہ اللہ کا خوف رکھتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعليق الرغيب: ٢/٢١٥ و صفة الصلاة) جس طرح حسن صوت تلاوت کی زینت ہے اسی طرح یہ چیز بھی تلاوت کے حسن میں اضافہ کرتی ہے کہ پڑھنے والے کے انداز سے محسوس ہو کہ وہ قرآن کا اثر قبول کر رہا ہے اور اس کے دل میں اللہ کا خوف موجود ہے۔ ② یہ مقصد اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب تلاوت کرنے والا قرآن کے معانی ومطالب بھی سمجھتا ہو' لہٰذا قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر سیکھنے اور اس پر عمل کرنے پر بھی توجہ دینا ضروری ہے۔

١٣٤٠- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ مَيْسَرَةَ، مَوْلَى فَضَالَةَ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَلَّهُ أَشَدُّ أَذَناً إِلَى الرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ

١٣٤٠- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اچھی آواز والے آدمی کو بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے اس سے بھی زیادہ توجہ سے سنتا ہے جس قدر توجہ سے گانے والی لونڈی کا مالک اپنی لونڈی کا گانا سنتا ہے۔“

١٣٣٩- **[إسناده ضعيف]** وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع، وعبدالله بن جعفر"، (ابن نجيح المدني)، وفيه علة أخرٰى، وانظر، ح: ١٠٦٩.

١٣٤٠- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٦/ ١٩، ٢٠ من حديث الوليد به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٦٥٩، والحاكم، وتعقبه الذهبي بقوله: "بل هو منقطع" * الوليد لم يصرح بالسماع المسلسل، وتقدم، ح: ٢٥٥، وخالفه الجبل الوليد بن مزيد فرواه عن الأوزاعي عن إسماعيل عن فضالة به منقطعًا، وهو الصواب (والسند حسنه البوصيري).

يَجْهَرُ بِهِ مِنْ صَاحِبِ الْقَيْنَةِ إِلٰى قَيْنَتِهِ».

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق اور دیگر محققین نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین نے لکھا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم روایت کے پہلے حصے سے' یعنی اللہ تعالیٰ اچھی اور خوبصورت آواز والے شخص کی تلاوت توجہ سے سنتا ہے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث' جو کہ صحیح بخاری میں ہے' کفایت کرتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت آخری جملے ''جس قدر توجہ سے گانے والی.....'' کے سوا صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٩/ ٣٧٢)

١٣٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَسَمِعَ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا؟» فَقِيلَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ قَيْسٍ. فَقَالَ: «لَقَدْ أُوتِيَ هٰذَا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ».

١٣٤١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک آدمی کی تلاوت کی آواز سنائی دی۔ فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' عرض کی گئی: عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرمایا: ''اسے تو آل داود علیہ السلام کا ایک ساز مل گیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوموسیٰ اشعری کے نام سے معروف ہیں خوش آواز تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تلاوت کی تحسین فرمائی۔ ② اچھی آواز اللہ کی ایک نعمت ہے۔ اس سے نیکی کے کاموں میں فائدہ اٹھانا قابل تعریف ہے۔ ③ ساز سے مراد خوش کن آواز ہے۔

١٣٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ الْيَامِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْسَجَةَ،

١٣٤٢- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کرو۔''

١٣٤١ـ [إسناده حسن] أخرجه البغوي في شرح السنة: ٤/ ٤٨٨، ح: ١٢١٩ من حديث محمد بن يحيٰى به، وقال: "هٰذا حديث صحيح" أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٠ عن يزيد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم، والنسائي وغيرهم.

١٣٤٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب كيف يستحب الترتيل في القراءة، ح: ١٤٦٨ من حديث طلحة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ [بْنَ عَازِبٍ] يُحَدِّثُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ».

فوائد و مسائل: ① قرآن مجید کو اچھی آواز کے ساتھ تلاوت کرنا چاہیے۔ ② قرآن کی اچھے طریقے سے تلاوت کا مطلب یہ ہے کہ حروف کو صحیح مخارج سے ادا کیا جائے' اعراب اور مد وغیرہ کی غلطی سے اجتناب کیا جائے' معنی اور مفہوم کو پیش نظر رکھ کر متناسب زیر و بم سے تلاوت کی جائے۔ موسیقی کے اصولوں کو قرآن پر لاگو کرنے کی کوشش کرنا درست نہیں' نہ آواز کے ساتھ قرآن کو مزین کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ تلاوت قرآن میں ساز و موسیقی کے اصول استعمال کیے جائیں۔

(المعجم ١٧٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ٢١٦)

باب: ١٧٧- جو شخص نیند کی وجہ سے رات کو معمول کی تلاوت یا اذکار نہ کر سکے وہ کیا کرے؟

١٣٤٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، وَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

١٣٤٣- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا وظیفہ (تلاوت یا اذکار کا مقررہ معمول) یا وظیفے کا کچھ حصہ نیند کی وجہ سے نہ پڑھ سکا' پھر اس نے وہ (چھوٹا ہوا حصہ) فجر اور ظہر کے درمیان (کسی وقت) پڑھ لیا' اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھا جائے گا' گویا اس نے وہ رات کو پڑھا۔''

فوائد و مسائل: ① نماز تہجد میں قرآن مجید کی کوئی خاص مقدار تلاوت کرنے کا معمول بنا لینا درست ہے۔ ② تلاوت اور ذکر اذکار کے لیے کوئی وقت مکروہ نہیں۔ ③ رات کے نوافل اور تلاوت کا ثواب زیادہ ہے لیکن مذکورہ صورت میں دن کے وقت بھی پورا ثواب ملے گا' گویا عذر شرعی عند اللہ معتبر ہے اور اس کی وجہ سے ہو جانے والی کوتاہی

١٣٤٣- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل، ومن نام عنه أو مرض، ح: ٧٤٧ عن أبي الطاهر أحمد بن عمرو بن السرح وغيره به.

کالعدم متصور ہوگی۔

١٣٤٤ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْحَمَّالُ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَتَى فِرَاشَهُ، وَهُوَ يَنْوِي أَنْ يَقُومَ فَيُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ حَتَّى يُصْبِحَ، كُتِبَ لَهُ مَا نَوَى. وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ».

۱۳۴۴- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے بستر پر (سونے کے لیے) آتا ہے اور اس کی نیت ہوتی ہے کہ وہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھے گا' پھر اس پر صبح تک نیند غالب آجاتی ہے' اس کے لیے اس کی نیت کے مطابق (پورا ثواب) لکھا جائے گا اور اس کی نینداس کے رب کی طرف سے اس پر صدقہ ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ① نیت دل کے ارادے کا نام ہے' یعنی سوتے وقت پورا پختہ ارادہ ہونا چاہیے کہ آج رات کو جاگنا ضرور ہے تاکہ تہجد ادا کی جائے۔ یہ نہیں کہ دل میں عزم تو نہ ہو' صرف زبان سے یہ اظہار کر کے سمجھے کہ نیند بھی پوری کرلیں گے اور ثواب بھی مل جائے گا۔ اس قسم کا ارادہ حقیقی نیت ہے ہی نہیں' لہٰذا اس پر مذکورہ ثواب نہیں ملے گا۔ ② خلوص نیت کی یہ برکت ہے کہ عمل نہ ہو سکنے پر بھی ثواب مل جاتا ہے بشرطیکہ جان بوجھ کر سستی اور کوتاہی نہ کی جائے۔

(المعجم ١٧٨) - بَابٌ: فِي كَمْ يُسْتَحَبُّ يُخْتَمُ الْقُرْآنُ (التحفة ٢١٧)

باب: ۱۷۸- کتنے عرصے میں قرآن ختم کرنا مستحب ہے

١٣٤٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۱۳۴۵- حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ قبیلہ ثقیف کے وفد میں

١٣٤٤ـ [صحيح موقوف] أخرجه النسائي: ٣/ ٢٥٨، قيام الليل، باب من أتى فراشه وهو ينوي القيام فنام، ح: ١٧٨٨، وابن خزيمة، ح: ١١٧٢ وغيرهما من حديث حسين الجعفي به، وصححه الحاكم، والذهبي على شرطهما: ١/ ٣١١، وخالفه الثقة معاوية بن عمرو فرواه عن زائدة به موقوفًا، البيهقي: ٣/ ١٥ وغيره * الأعمش تقدم، ح: ١٧٨، وحبيب تقدم أيضًا، ح: ٣٨٣ وهما مدلسان وعنعنا، ورواه جرير عن الأعمش عن حبيب عن عبدة عن زر بن حبيش عن أبي الدرداء به موقوفًا، وأخرج ابن خزيمة في صحيحه: ٢/ ١٩٧، ح: ١١٧٥ بإسناد صحيح عن عبدة عن زر أو سويد عن أبي ذر أو أبي الدرداء، وأكبر ظنه فيهما الأخير به موقوفًا، وهو صحيح.

١٣٤٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، شهر رمضان، باب تحزيب القرآن، ح: ١٣٩٣ من حديث أبي خالد به * عثمان بن عبدالله مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلَى الطَّائِفِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ جَدِّهِ أَوْسِ بْنِ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ. فَنَزَّلُوا الأَحْلاَفَ عَلَى الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ. وَأَنْزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَنِي مَالِكٍ فِي قُبَّةٍ لَهُ. فَكَانَ يَأْتِينَا كُلَّ لَيْلَةٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فَيُحَدِّثُنَا قَائِمًا عَلَى رِجْلَيْهِ، حَتَّى يُرَاوِحَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ. وَأَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا مَا لَقِيَ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ قُرَيْشٍ. وَيَقُولُ: «وَلاَ سَوَاءَ. كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ مُسْتَذَلِّينَ. فَلَمَّا خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ كَانَتْ سِجَالُ الْحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ. نُدَالُ عَلَيْهِمْ وَيُدَالُونَ عَلَيْنَا». فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ أَبْطَأَ عَنِ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يَأْتِينَا فِيهِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ أَبْطَأْتَ عَلَيْنَا اللَّيْلَةَ. قَالَ: «إِنَّهُ طَرَأَ عَلَيَّ حِزْبِي مِنَ الْقُرْآنِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَخْرُجَ حَتَّى أُتِمَّهُ».

شامل ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انھوں نے قریش کے حلیفوں کو تو حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کے ہاں ٹھہرایا اور رسول اللہ ﷺ نے بنو مالک کو اپنی ایک عمارت میں ٹھہرایا۔ (حضرت اوس فرماتے ہیں) نبی ﷺ ہر رات عشاء کے بعد ہمارے پاس تشریف لاتے اور قدموں پر کھڑے ہو کر ہم سے بات چیت فرماتے (وعظ و نصیحت کرتے جو بعض اوقات طویل ہو جاتی) حتی کہ آپ کبھی ایک پاؤں پر بوجھ دے کر کھڑے ہوتے' کبھی دوسرے پر۔ رسول اللہ ﷺ ہمیں اکثر وہ باتیں سناتے جو آپ کو اپنی قوم قریش کی طرف سے تکلیفیں پہنچی تھیں اور فرماتے: ''(ہم اور وہ) برابر نہیں تھے۔ ہم لوگ تو کمزور اور دبے ہوتے تھے (وہ غالب اور زور آور تھے) پھر جب ہم مدینے آ گئے تو ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی کا توازن کم وبیش ہونے لگا' کبھی ہم ان پر غالب آتے' کبھی وہ ہمیں نقصان پہنچا جاتے۔'' ایک رات ایسا ہوا کہ آپ ﷺ جس وقت ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے' اس کی نسبت تاخیر سے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج رات آپ کو ہمارے ہاں تشریف لانے میں دیر ہو گئی۔ فرمایا: ''میری (روزمرہ کی) قرآن کی منزل پوری نہیں ہو سکی تھی' مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ اسے پورا کیے بغیر تمھارے پاس آؤں۔''

قَالَ أَوْسٌ: فَسَأَلْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، كَيْفَ تُحَزِّبُونَ الْقُرْآنَ؟ قَالُوا: ثَلاَثٌ وَخَمْسٌ وَسَبْعٌ وَتِسْعٌ وَإِحْدٰى عَشْرَةَ وَثَلاَثَ عَشْرَةَ وَحِزْبُ الْمُفَصَّلِ.

حضرت اوس ؓ نے بیان فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ؓ سے دریافت کیا: آپ لوگ (روزانہ تلاوت کے لیے) قرآن مجید کے حصے کس طرح مقرر کرتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: (پہلا حصہ) تین

سورتوں کا (بقرہ' آل عمران اور نساء) (دوسرا حصہ) پانچ سورتوں کا (مائدہ سے براءۃ تک) (تیسرا حصہ) سات سورتوں کا (یونس سے نحل تک) (چوتھا حصہ) نو سورتوں کا (بنی اسرائیل سے فرقان تک) (پانچواں حصہ) گیارہ سورتوں کا (شعراء سے یٰسٓ تک) (چھٹا حصہ) تیرہ سورتوں کا (صافات سے حجرات تک) اور (ساتواں حصہ) مفصل کا (قٓ سے آخر تک۔)

١٣٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ حَكِيمِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: جَمَعْتُ الْقُرْآنَ فَقَرَأْتُهُ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَطُولَ عَلَيْكَ الزَّمَانُ، وَأَنْ تَمَلَّ. فَاقْرَأْهُ فِي شَهْرٍ». فَقُلْتُ: دَعْنِي أَسْتَمْتِعْ مِنْ قُوَّتِي وَشَبَابِي. قَالَ: «فَاقْرَأْهُ فِي عَشَرَةٍ» قُلْتُ: دَعْنِي أَسْتَمْتِعْ مِنْ قُوَّتِي وَشَبَابِي. قَالَ: «فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ» قُلْتُ: دَعْنِي أَسْتَمْتِعْ مِنْ قُوَّتِي وَشَبَابِي. فَأَبَى.

١٣٤٦- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے قرآن مجید حفظ کر لیا' پھر میں نے ایک ہی رات میں اس کی تلاوت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ طویل وقت گزرنے پر تم کو اکتاہٹ پیش آ جائے گی۔ اس لیے ایک مہینے میں (پورے) قرآن کی تلاوت کیا کرو۔'' میں نے کہا: مجھے اپنی طاقت اور جوانی سے فائدہ اٹھا لینے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر دس دن میں (پورا) قرآن پڑھ لیا کرو۔'' میں نے کہا: مجھے اپنی طاقت اور جوانی سے فائدہ اٹھانے دیں۔ فرمایا: ''پھر سات دن میں (پورا) قرآن پڑھ لیا کرو۔'' میں نے کہا: مجھے اپنی طاقت اور جوانی سے (مزید) فائدہ اٹھانے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے (میری درخواست قبول کرنے سے) انکار فرما دیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن مزید لکھتے ہیں کہ یہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر حسن درجے کی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے' نیز دکتور بشار

١٣٤٦- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨٠٦٤، وأحمد: ٢/ ١٦٣، ١٩٩ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع عند الأخير، وصححه ابن حبان، وللحديث شواهد فهو بها حسن * يحيى بن حكيم لم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم فهو مستور.

عواد اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ اس روایت کی سند تو ضعیف ہے' البتہ متن صحیح ہے' لہٰذا مذکورہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ صحابۂ کرام ؓ نیکیوں میں بہت رغبت رکھتے تھے' اس لیے زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے اگرچہ اس میں کتنی مشقت ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت پر شفقت واضح ہے۔ اگر صحابۂ کرام ؓ کو اس قدر زیادہ محنت کرنے کی اجازت مل جاتی تو بعد کے لوگ بھی اس کے مطابق عمل کرنا چاہتے اور نہ کر سکتے۔ ③ جسم پر برداشت سے زیادہ بوجھ ڈالنا درست نہیں۔ ④ صوفیاء میں جو بعض ایسے اعمال رائج ہو گئے ہیں جن میں جسم پر انتہائی مشقت کا بوجھ ڈالا جاتا ہے' سنت کے خلاف ہیں۔ ⑤ نیک عمل کے معمول کو قائم رکھنے کی کوشش مستحسن ہے' تاہم اس پر اس حد تک پابندی کرنا درست نہیں کہ نفل اور فرض میں عملاً فرق ہی نہ رہے۔ ⑥ نماز تہجد میں پڑھنے کے لیے اپنی سہولت کے مطابق تلاوت کی مناسب مقدار مقرر کر لینا درست ہے' مثلاً: ایک پارہ' تین پارے یا ایک منزل' وغیرہ۔

١٣٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ».

١٣٤٧- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تین دن سے کم مدت میں قرآن مجید پورا پڑھا اس نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت میں قرآن مجید ختم کرنے کی مدت تین دن بیان ہوئی ہے اور گزشتہ روایت میں سات دن اور بعض روایات میں پانچ دنوں کا ذکر بھی ملتا ہے' حافظ ابن حجر ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ ان روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو کو مختلف اوقات میں تاکید کے طور پر یہ ارشادات فرمائے' نیز امام نووی ؒ اس کی بابت یوں رقمطراز ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ختم قرآن کی بابت دنوں کی تعیین میں مختلف فرامین ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے مختلف اشخاص کے احوال کے پیش نظر یہ فرامین ارشاد فرمائے' یعنی آپ نے ایک صحابی کو تین دن فرمائے اور ایک کو سات دن اور ایک کو پانچ دن' لہٰذا تین دن سے کم مدت میں قرآن مجید ختم نہیں کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ٩/٩٧' والموسوعة الحديثية مسند الإمام

١٣٤٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، شهر رمضان، باب تحزيب القرآن، ح: ١٣٩٤ من حديث قتادة به، وصححه الترمذي.

أحمد: ۱۱/۵۲' ۵۳) ② تلاوت قرآن مجید کا اصل مقصد اس کا فہم اور اس پر غور وفکر ہے' اس لیے قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنا ضروری ہے' مزید کسی اچھے عالم کی تفسیر کا مطالعہ بھی کرنا چاہیے' تاہم سلف صالحین کی فکر سے ہٹ کر تفسیر کرنے والوں کی تصنیفات سے اجتناب ضروری ہے۔

١٣٤٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ [سَعْدِ] بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ حَتَّى الصَّبَاحِ.

۱۳۴۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''میرے علم میں نہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے صبح تک پورا قرآن مجید پڑھا ہو۔''

فائدہ: ایک یا دو راتوں میں قرآن مجید پورا کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے' حفاظ میں شبینے کا جو طریقہ رائج ہے' یہ بھی ترک کر دینے کے قابل ہے' البتہ تین راتوں میں قرآن ختم کیا جائے تو پھر اس کا جواز ہو سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۱۷۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ (التحفة ۲۱۸)

باب: ۱۷۹- تہجد میں تلاوت کے مسائل

١٣٤٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ جَعْدَةَ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ

۱۳۴۹- حضرت ام ہانی بنت ابو طالب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے رات کو نبی ﷺ کی تلاوت کی آواز سنائی دیتی تھی جب کہ میں اپنے گھر کی چھت پر ہوتی تھی۔

١٣٤٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٣/ ٢١٨، قيام الليل، الاختلاف على عائشة في إحياء الليل، ح: ١٦٤٢ وغيره من حديث سعيد به، ولفظه: "لا أعلم رسول الله ﷺ قرأ القرآن كله في ليلة ولا قام ليلة حتى الصباح ولا صام شهرًا كاملاً قط غير رمضان" * سعيد صرح بالسماع كما في سنن النسائي، ح: ٢٣٥٠، وقتادة عنعن، ولحديثه شواهد كثيرة.

١٣٤٩ـ [حسن] أخرجه النسائي: ٢/ ١٧٨، ١٧٩، الافتتاح، باب رفع الصوت بالقرآن، ح: ١٠١٤ من حديث وكيع به * أبوالعلاء هو هلال بن خباب، صدوق تغير بآخره (تقريب وغيره)، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وهذا يدل على أن سماع مسعر منه قبل تغيره عند البوصيري.

وَأَنَا عَلَى عَرِيشِي.

فوائد و مسائل: ① نبیٔ اکرم ﷺ تہجد میں جہری قراءت فرماتے تھے' تاہم سری قراءت بھی جائز ہے جیسے کہ حدیث: ۱۳۵۴ میں آ رہا ہے۔ ② ''عریش'' چھپر کو کہتے ہیں۔ یہاں گھر کی چھت مراد ہے۔ حضرت ام ہانی ؓ کے گھر کی چھت سادہ سی تھی' اس لیے انھوں نے اسے چھپر کہہ دیا۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں تلاوت کرتے تھے تو مجھے اپنے گھر میں تلاوت سنائی دیتی تھی۔ اس کی وجہ نبی ؑ کی بلند آوازی کے علاوہ رات کی پرسکون خاموشی اور حضرت ام ہانی ؓ کے گھر کا زیادہ دور نہ ہونا بھی ممکن ہے۔

١٣٥٠ - حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دَجَاجَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِآيَةٍ حَتَّى أَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا. وَالآيَةُ: ﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾. [المائدة: ١١٨]

۱۳۵۰- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے صبح تک ایک ہی آیت بار بار پڑھتے ہوئے قیام فرمایا۔ آیت یہ ہے: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ إِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ''اگر تو ان کو سزا دے تو بے شک وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو بے شک تو ہی غالب ہے' بڑی حکمت والا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اگر کسی شخص کو زیادہ قرآن مجید یاد نہ ہو تو جتنا کچھ یاد ہو' اسی کو بار بار پڑھ کر طویل قیام اور کثیر قراءت کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ ② یہ آیت حضرت عیسیٰ ؑ کے متعلق ہے کہ جب قیامت میں ان سے ان کی امت کی گمراہی کے بارے میں سوال کیا جائے گا تو حضرت عیسیٰ ؑ یہ جواب عرض کریں گے جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اللہ کی عظمت وجلال کا اعتراف بھی ہے اور اپنی عاجزی' اطاعت اور امید رحمت کا اظہار بھی اور ایک لطیف پیرائے میں امت کے لیے مغفرت کی درخواست بھی۔ ③ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ان کی امت میں غلط عقائد پیدا ہوئے' وہ ان سے بے خبر ہیں کیونکہ نبی عالم الغیب نہیں ہوتے۔ ④ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت اپنی امت کے حق میں دعا کے طور پر تلاوت فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی کسی دعا کو کوئی شخص اپنے حالات کے موافق پا کر' اپنے لیے دعا کے طور پر پڑھ سکتا ہے۔ ⑤ قیام میں تلاوت کے دوران میں دعا مانگنا جائز ہے' تاہم اس کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ ⑥ قیام کے

١٣٥٠ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ٢/ ١٧٧، الافتتاح، ترديد الآية، ح: ١٠١١ من حديث يحيى القطان به، أخرجه أحمد: ٥/ ١٤٩ عن فليت العامري عن جسرة به (انظر أطراف المسند: ٦/ ٢١٤)، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وصححه الحاكم: ١/ ٢٤١، والذهبي.

علاوہ سجدہ اور تشہد بھی دعا کے لیے مناسب موقع ہے' اس لیے اپنی ضرورت کی کوئی دعا ان اوقات میں مانگی جا سکتی ہے۔(صحیح البخاري' الأذان' باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد' و ليس بواجب' حديث:٨٣٥' وصحيح مسلم' الصلاة' باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود' حديث:٤٧٩)

١٣٥١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الأَحْنَفِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى. فَكَانَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ سَأَلَ. وَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ اسْتَجَارَ. وَ إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَنْزِيهُ اللهِ سَبَّحَ.

١٣٥١- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھی۔ آپ جب کسی رحمت کی آیت پر پہنچتے تو (اللہ کی رحمت کا) سوال فرماتے اور جب کسی عذاب کی آیت پر پہنچتے تو (اللہ کے عذاب سے) پناہ مانگتے اور جب کسی ایسی آیت پر پہنچتے جس میں اللہ کی تقدیس اور پاکیزگی کا ذکر ہوتا تو اللہ کی تسبیح بیان فرماتے۔

فوائد ومسائل: ① قراءت قرآن انتہائی غور وفکر سے کرنی چاہیے' خواہ نماز کے دوران میں ہو یا اس کے علاوہ ② تلاوت قرآن کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ رحمت کی آیات پر دعا اور آیات عذاب پر تعوذ کیا جائے اور یہ تبھی ممکن ہے جب اس کا ترجمہ اور مفہوم آتا ہو۔ ہمارے ہاں مساجد میں امام کی قراءت کے دوران میں مقتدی بلند آواز سے ان آیات کا جواب دیتے ہیں جو کہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے' لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ اللہ کی تسبیح کا طریقہ یہ ہے کہ ''سبحان اللہ'' کہا جائے' یعنی اللہ پاک ہے۔ عذاب کی آیت پر [اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ] ''اے اللہ! مجھے آگ (کے عذاب) سے پناہ دے۔'' یا ایسی کوئی مناسب دعا پڑھی جا سکتی ہے۔

١٣٥٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ أَبِي لَيْلٰى. قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا.

١٣٥٢- حضرت ابو لیلیٰ بلال انصاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کے پہلو میں نماز پڑھی۔ (تلاوت کے دوران میں) نبی ﷺ ایک آیت پر پہنچے جس میں عذاب کا ذکر تھا تو آپ نے فرمایا: [أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ

١٣٥١_[صحيح] تقدم، ح: ٨٩٧.

١٣٥٢_[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء في الصلاة، ح: ٨٨١ من حديث محمد بن أبي ليلى به، وانظر، ح: ٨٥٤ لعلته.

فَمَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ، فَقَالَ: «أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ. وَوَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ».

اَلنَّارِ، وَوَيْلٌ لِّأَهْلِ النَّارِ ''میں جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور جہنمیوں کے لیے ہلاکت ہے۔''

١٣٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ صَوْتَهُ مَدًّا.

١٣٥٣- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی تلاوت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ آواز کو طویل کرتے تھے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جو الفاظ کھینچ کر پڑھے جا سکتے ہیں انھیں کھینچ کر لمبا کر کے پڑھتے تھے مثلاً: جب کسی حرف کے ساتھ الف ملا ہوا ہو یا پیش کے بعد ساکن واؤ آ رہا ہو یا زیر کے بعد ساکن یا آ رہی ہو تو ان حروف کو نسبتاً طویل کر کے پڑھا جائے گا صرف زبر زیر اور پیش والے حرف کو کھینچ کر پڑھنا درست نہیں جب کہ ان کے بعد الف واو اور یاء ساکن موجود نہ ہو مثلاً: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ میں إِنَّ یا أَعْطَيْنَ پڑھنا غلط ہے اسی طرح ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ﴾ کو فَصَلِّی لِرَبِّكَا پڑھنا درست نہیں۔

١٣٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ غُضَيْفِ ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ أَوْ يُخَافِتُ بِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا جَهَرَ وَرُبَّمَا خَافَتَ. قُلْتُ: اللهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ سَعَةً.

١٣٥٤- حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ (نماز میں) بلند آواز سے قراءت کرتے تھے یا خاموشی سے؟ انھوں نے فرمایا: کبھی جہر سے تلاوت کرتے تھے کبھی خاموشی سے۔ میں نے کہا: ''اللہ اکبر! شکر ہے اللہ کا جس نے اس معاملہ میں گنجائش (اور آسانی) رکھی۔

(المعجم ١٨٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ٢١٩)

باب: ١٨٠- جب آدمی رات کو قیام کے لیے جاگے تو دعا مانگنا (مسنون ہے)

١٣٥٣- [صحيح] أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب مد القراءة، ح: ٥٠٤٥ من حديث جرير به.

١٣٥٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، ح: ٢٢٦ من حديث إسماعيل ابن علية وغيره به.

١٣٥٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الأَحْوَلِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ. وَلَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ. وَلَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ مَالِكُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ. وَلَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ حَقٌّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ. اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ. فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ. وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ. أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ. لاَ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. وَلاَ إِلٰهَ غَيْرُكَ. وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِكَ».

١٣٥٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے بیدار ہوتے تو فرماتے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ...... فَاغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ] ”اے اللہ! تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمانوں کا‘ زمین کا اور جو کوئی ان کے درمیان ہیں‘ ان کا نور ہے‘ اور تیرے ہی لیے تعریف ہے کہ تو آسمانوں کو زمین کو اور جو کوئی ان کے درمیان ہیں‘ ان کو قائم رکھنے والا ہے۔ اور تیرے ہی لیے تعریف ہے کہ تو آسمانوں کا‘ زمین کا اور جو کوئی ان کے درمیان میں ہیں‘ ان کا مالک ہے اور تیرے ہی لیے تعریف ہے تو ہی حق ہے‘ تیرا وعدہ حق ہے‘ تیری ملاقات حق ہے‘ تیرا فرمان حق ہے‘ جنت حق ہے‘ جہنم حق ہے‘ قیامت حق ہے‘ (تمام) انبیاء حق ہیں‘ اور حضرت محمد ﷺ حق ہیں۔ اے اللہ! میں تیرا مطیع فرمان ہوں‘ تجھ پر ایمان لایا ہوں‘ میرا اعتماد تجھی پر ہے میں تیری ہی طرف رجوع کرنے والا ہوں (مخالفین حق سے) تیری ہی مدد سے بحث وتکرار کرتا ہوں‘ تجھی کو اپنا فیصل بناتا ہوں تو میرے سب گناہ معاف فرمادے جو میں نے پہلے کیے‘ بعد میں کیے‘ چھپ کر کیے اور جو علانیہ کیے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے‘ صرف تو ہی معبود ہے‘ تیرے سوا کوئی (برحق) معبود نہیں‘

١٣٥٥_ أخرجه البخاري، التهجد، باب التهجد بالليل، ح: ١١٢٠ وغيره، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٩ من حديث سفيان به، وله طرق أخرٰى.

اور تیری توفیق کے بغیر نہ بچاؤ ہے نہ طاقت۔''

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَحْوَلُ، خَالُ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، سَمِعَ طَاوُساً، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِلتَّهَجُّدِ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ابوبکر خلاد الباہلی کی سند سے بھی یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے...... پھر مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

فوائد و مسائل: ① نماز تہجد کے لیے جاگیں تو پہلے یہ دعا پڑھیں پھر وضو وغیرہ کر کے نماز شروع کریں۔ ② اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب انوار اسی کے دیے ہوئے اور پیدا کیے ہوئے ہیں۔ اللہ کی ذات کی تجلی برداشت کرنا اس دنیا میں تو پہاڑ کے لیے بھی ممکن نہیں' البتہ جنت میں مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا جیسے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ (صحيح مسلم' الإيمان' باب معرفة طريق الرؤية' حديث:١٨٢) ③ ''تو حق ہے'' اس میں اللہ کے وجود کا اقرار بھی ہے اور یہ اظہار بھی کہ اس کے تمام احکام درست ہیں' خواہ ہمیں ان کی حکمت کا علم ہو یا نہ ہو۔ ④ اللہ کے وعدوں سے مراد وہ امور ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ فلاں کام کا یہ ثواب ہے اور فلاں کام کے نتیجے میں دنیا یا آخرت میں یہ سزا ملے گی۔ ⑤ اللہ کی ملاقات سے مراد یہ ہے کہ موت کے بعد جی اٹھنا یقینی ہے جس کے بعد اپنی زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور یہ مطلب بھی ہے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی۔ ⑥ اللہ کے فرمان کے حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعے سے ہمیں ماضی کے جو واقعات بتائے ہیں' وہ یقیناً اسی طرح پیش آئے تھے جس طرح بیان کیے گئے ہیں۔ اسی میں کائنات کی تخلیق کے مسائل بھی آ جاتے ہیں اور انبیائے کرام کا اپنی اقوام کو تبلیغ کرنا' ایذاؤں پر صبر کرنا' قوم میں سے انکار کرنے والوں پر عذاب آنا وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اس میں وہ ابدی اور دائمی قوانین بھی شامل ہیں جو انبیائے کرام کے ذریعے سے ہمیں بتائے گئے ہیں' مثلاً: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ (النساء:١٢٣) ''جو شخص برا کام کرے گا' اسے اس کی سزا مل جائے گی۔'' اور [مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ' وَ مَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا' وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ] (صحيح مسلم' البر والصلة و الأدب' باب استحباب العفو و التواضع' حديث:٢٥٨٨) ''صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور معاف کرنے سے اللہ بندے کی عزت ہی میں اضافہ فرماتا ہے اور جو کوئی بھی اللہ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے ضرور بلندی عطا فرماتا ہے۔'' ⑦ جنت اور جہنم کے حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حقیقت میں موجود ہیں' ان کا ذکر تشبیہ اور استعارہ کے طور پر نہیں کیا گیا' ان کی نعمتوں اور عذاب کی جو تفصیل قرآن مجید اور صحیح احادیث میں وارد ہے' وہ شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ ⑧ ''قیامت

حق ہے" یعنی اس کے لیے اللہ نے جو وقت مقرر کیا ہے اس وقت یقیناً آئے گی اور اس کی جو تفصیلات قرآن وحدیث میں مذکور ہیں وہ سب یقینی ہیں۔ ⑨ تمام انبیائے کرام ﷺ اور بالخصوص حضرت محمد ﷺ کے حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ تمام حضرات اپنے اپنے وقت پر اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے وہ سچے تھے اور کردار کی تمام خوبیوں کے حامل اور ہر قسم کی عملی اور اخلاقی کمزوریوں سے پاک تھے انھوں نے اللہ کے احکام اپنی اپنی امت تک پہنچانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور اپنی طرف سے مسائل گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب نہیں کیے۔ ⑩ [مُحَمَّدٌ حَقٌّ] تک وہ عقیدہ بیان ہوا ہے جو ہر مسلمان کو رکھنا چاہیے اور اس کے بعد ایک مخلص مومن کا اللہ کے ساتھ تعلق اور اس کے مختلف پہلو اجاگر کیے گئے ہیں۔ ⑪ یہ دعا اس لحاظ سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں صحیح عقیدے کا اقرار اللہ کے صحیح تعلق کی وضاحت اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا اور آخر میں پھر اللہ کی تعریف اور اپنے عجز کا اظہار ہے۔ رات کے آخری حصے کی تنہائی میں جب بندہ اللہ کے سامنے عبودیت کا اس انداز سے اظہار کرتا ہے تو یقیناً اسے اللہ کی رضا اور قرب کے عظیم درجات حاصل ہوتے ہیں۔ وباللہ التوفیق.

١٣٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: مَاذَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَتِحُ بِهِ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ. كَانَ يُكَبِّرُ عَشْرًا. وَيَحْمَدُ عَشْرًا. وَيُسَبِّحُ عَشْرًا. وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا. وَيَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي» وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيقِ الْمُقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

١٣٥٦- حضرت عاصم بن حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: نبی ﷺ رات کے قیام (تہجد) کی ابتدا کس چیز سے کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: تم نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی آپ دس بار [اَللّٰهُ أَكْبَر] دس بار [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] دس بار [سُبْحَانَ اللّٰه] اور دس بار أَسْتَغْفِرُ اللّٰه کہتے تھے۔ پھر فرماتے: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَ عَافِنِي] "اے اللہ! مجھے بخش دے مجھے ہدایت دے مجھے رزق عنایت فرما اور مجھے آرام وراحت سے بہرہ ور فرما" اور آپ قیامت کے دن (میدان حشر میں) کھڑے ہونے کی تنگی سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے۔

فائدہ: [ضِيقِ الْمُقَامِ] سے پناہ کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! جب قیامت کے دن تیرے سامنے پیش ہو کر زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہے اس وقت مشکل نہ بنے آسانی سے حساب کتاب سے فراغت ہو جائے۔

١٣٥٦_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، ح: ٧٦٦ من حديث زيد به.

١٣٥٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِمَا كَانَ يَسْتَفْتِحُ النَّبِيُّ ﷺ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ. اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ».

١٣٥٧- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: نبی ﷺ جب رات کو اٹھتے تھے تو اپنی نماز کس طرح شروع کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ کہتے تھے: [اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ وَ إِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔ اِهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ] ”اے اللہ! اے جبرئیل میکائیل اور اسرافیل کے مالک! اے آسمانوں اور زمین کے خالق! اے پوشیدہ اور ظاہر (سب چیزوں) کا علم رکھنے والے! اپنے بندوں میں تو ہی فیصلہ کرے گا جس جس چیز میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ حق کے جن مسائل میں اختلاف کیا گیا ہے ان میں مجھے اپنے حکم سے ہدایت نصیب فرما بے شک تو ہی سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔“

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ: احْفَظُوهُ - جِبْرَئِيلُ - مَهْمُوزَةً. فَإِنَّهُ كَذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد) عبدالرحمٰن بن عمر رحمہ اللہ نے کہا: (اس دعا میں) جبرئیل کا لفظ ہمزہ کے ساتھ یاد کرو کیونکہ نبی ﷺ سے اسی طرح مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① نماز تہجد میں یہ دعا بھی دعائے استفتاح کے طور پر پڑھی جا سکتی ہے۔ ② جبرائیل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام اللہ کے مقرب ترین اور افضل ترین فرشتے ہیں لیکن وہ بھی اللہ کے بندے ہیں اور اللہ ان کا بھی رب ہے رب کی صفات اور اختیارات میں ان کا بھی کوئی حصہ نہیں۔ توحید کا یہ نکتہ توجہ کے قابل ہے۔ ③ بندوں کے اختلافات کا فیصلہ دنیا میں انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت اور ان پر وحی کے نزول کے ذریعے سے کر دیا گیا ہے پھر بھی بعض لوگ نئے نئے شبہات پیدا کر کے اختلاف ڈالتے ہیں یا حق واضح ہو جانے کے بعد بھی حق کو قبول نہیں کرتے اور جھگڑنے

١٣٥٧_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٧٠ من حديث عمر بن يونس به.

سے باز نہیں آتے۔ ان کا فیصلہ قیامت ہی کو ہوگا' جب انھیں سزا ملے گی اور نیک لوگ اللہ کے انعامات سے بہرہ ور ہوں گے۔ ④ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے' اس لیے اللہ سے ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ ⑤ جبرئیل کا لفظ کئی طرح پڑھا جا سکتا ہے جِبرِیل' جَبرِیل' جِبرَئِیل' جَبرَئِیل' جِبرَائِیل لیکن اس دعا میں جِبرَئِیل ہمزہ کے ساتھ ہے۔ ⑥ محدثین کرام حدیث کے الفاظ پر بھی توجہ دیتے تھے اور ہر لفظ اس طرح روایت کرنے کی کوشش کرتے تھے جس طرح استاد سے سنا ہو' حالانکہ روایت بالمعنی جائز ہے۔ محدثین کے اس طرز عمل سے ان کی دیانت اور صداقت ظاہر ہوتی ہے اور یہ کہ ان کی روایت کردہ احادیث قابل عمل اور قابل اعتماد ہیں بشرطیکہ صحت حدیث کے معیار پر پوری اتریں۔

(المعجم ١٨١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ (التحفة ٢٢٠)

باب: ١٨١- رات کو کتنی رکعت پڑھیں

١٣٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. وَهٰذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ. قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي، مَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ، إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً. يُسَلِّمُ فِي كُلِّ اثْنَتَيْنِ. وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ. وَيَسْجُدُ فِيهِنَّ سَجْدَةً، بِقَدْرِ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً، قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ. فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الأَذَانِ الأَوَّلِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

١٣٥٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے صبح صادق تک گیارہ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے اور ان رکعتوں میں (اتنا لمبا) سجدہ کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے سر اٹھانے سے پہلے کوئی شخص پچاس آیتیں پڑھ سکتا تھا۔ پھر جب مؤذن نماز فجر کی پہلی اذان دے کر خاموش ہوتا تو آپ ﷺ اٹھ کر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیتے تھے۔

١٣٥٨- [صحيح] أخرجه أبوداود، التطوع، باب في صلاة الليل، ح: ١٣٣٦ عن عبدالرحمٰن بن إبراهيم وغيره به، أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٦ من حديث الزهري به ● الزهري صرح بالسماع عند ابن حبان وغيره، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

فوائد ومسائل: ① نماز تہجد کا وقت نماز عشاء سے فراغت کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق کے طلوع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ ② نماز تہجد میں رسول اللہ ﷺ کا معمول وتر سمیت گیارہ رکعت پڑھنے کا تھا۔ ③ نماز تہجد میں ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا بھی درست ہے اور چار چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا بھی درست ہے۔ ④ تہجد کی نماز کے بعد ایک وتر پڑھنا بھی جائز ہے اور تین یا پانچ رکعت پڑھنا بھی درست ہے۔ ⑤ نماز تہجد میں جب قیام طویل کیا جائے تو اسی نسبت سے رکوع اور سجدہ بھی طویل کرنا چاہیے۔ ⑥ فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے جب کہ اس وقت تہجد اور وتر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ⑦ فجر کی سنتوں میں قراءت مختصر ہوتی ہے۔

١٣٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

١٣٥٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو تیرہ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت گیارہ رکعت والی حدیث کے مخالف نہیں بلکہ ان کے درمیان علمائے حدیث یوں تطبیق دیتے ہیں: عشاء کی سنت یا فجر کی سنت کی دو رکعت ملا کر تیرہ رکعت کہا جا سکتا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه حديث: ١٣٦١) تیرہ رکعت کی ایک اور صورت آگے آ رہی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ١٣٦٢)

١٣٦٠ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ.

١٣٦٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو نو رکعتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس میں آٹھ رکعت تہجد اور ایک رکعت وتر شامل ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ چھ رکعت تہجد پڑھ کر تین رکعت وتر کی نماز ادا کی ہو۔

١٣٦١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ

١٣٦١- حضرت عامر بن شراحیل شعبی ؒ سے

١٣٥٩ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٧ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

١٣٦٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب منه، ح: ٤٤٣ عن هناد به، وقال: "صحيح"، وله شواهد عند مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح: ٧٣٠ وغيره.

١٣٦١ـ [صحيح] * عبيد بن ميمون مستور (تقريب)، وأبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح: ٤٦، وله شواهد كثيرة جدًا.

مَيْمُونٍ، أَبُو عُبَيْدٍ [الْمَدَنِيُّ]: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ. فَقَالَا: ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. مِنْهَا ثَمَانٍ. وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ. وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ.

روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: (نبی ﷺ کی نماز) تیرہ رکعت ہوتی تھی۔ ان میں آٹھ رکعتیں (بطور نوافل) ہوتی تھیں اور آپ تین وتر پڑھتے تھے اور دو رکعتیں فجر طلوع ہونے کے بعد پڑھتے تھے۔

١٣٦٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعِ بْنِ ثَابِتٍ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ. قَالَ: قُلْتُ، لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ اللَّيْلَةَ. قَالَ، فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ، أَوْ فُسْطَاطَهُ. فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، طَوِيلَتَيْنِ، طَوِيلَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ أَوْتَرَ. فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

١٣٦٢- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے (دل میں) کہا آج رات میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز (تہجد) دیکھوں گا، چنانچہ میں آپ کی چوکھٹ یا خیمے (کے نچلے حصے) پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ (رات کو) اٹھے، آپ نے (پہلے) ہلکی دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو بہت ہی طویل تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے کم طویل تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے پہلے والی رکعتوں سے کم طویل تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے بھی کم طویل تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر وتر پڑھا۔ یہ کل تیرہ رکعتیں ہوئیں۔

فائدہ: گزشتہ روایت میں فجر کی سنتوں سمیت تیرہ رکعتیں مذکور ہیں جب کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی سنتوں کے علاوہ بھی گیارہ کے بجائے تیرہ رکعتیں پڑھنا درست ہے۔

١٣٦٢_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٥ من حديث مالك به.

١٣٦٣- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ نَامَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهِيَ خَالَتُهُ. قَالَ، فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ. وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا. فَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ. حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ. فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ. ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ. ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ. ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي.

١٣٦٣- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سوئے اور وہ ان کی خالہ تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: میں تکیے کے عرض میں لیٹا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اہلیہ اس کے طول میں لیٹ گئے۔ نبی ﷺ سو گئے۔ جب آدھی رات ہوئی یا آدھی رات سے تھوڑا سا پہلے یا تھوڑا سا بعد کا وقت تھا تو نبی ﷺ بیدار ہو گئے اور نیند دور کرنے کے لیے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگے‘ پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں‘ پھر ایک (کھونٹی پر) لٹکی ہوئی مشک کی طرف گئے اور اس سے وضو کیا‘ آپ نے خوب اچھی طرح وضو کیا‘ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ. ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ. فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي. وَأَخَذَ أُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ أَوْتَرَ. ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے اسی طرح کیا (آیات پڑھیں اور وضو کیا) جس طرح نبی ﷺ نے کیا تھا‘ پھر میں جا کر آپ کے (بائیں) پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ (اور نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز شروع کر دی) رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا (اور مجھے اپنے پیچھے سے اپنے دائیں پہلو میں کر لیا) اور میرا دایاں کان پکڑ کر مروڑنے لگے۔ نبی ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں‘ پھر دو

١٣٦٣_ أخرجه البخاري، الوضوء، باب قراءة القرآن بعد الحدث وغيره، ح: ١٨٣، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ٧٦٣ب من حديث مالك به.

رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر وتر پڑھا۔ پھر لیٹ گئے حتی کہ مؤذن آ گیا۔ آپ نے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں، پھر نماز پڑھنے کے لیے گھر سے (مسجد میں) تشریف لے گئے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کو ان کی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ ؓ کے گھر میں رات گزارنے کی اجازت دی کیونکہ وہ ام المومنین کے بھانجے ہونے کی وجہ سے محرم تھے۔ ② حضرت ابن عباس ؓ کا مقصد رسول اللہ ﷺ کا عمل ملاحظہ کرنا تھا' اس لیے نبی ﷺ نے انھیں موقع عنایت فرمایا کہ وہ عملی نمونہ دیکھ سکیں۔ ③ تہجد کے لیے جاگ کر سورۂ آل عمران کی آخری آیات پڑھنا مسنون ہے۔ ④ تلاوت کے لیے باوضو ہونا ضروری نہیں۔ ⑤ امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی ہو تو بھی نماز باجماعت ادا کی جا سکتی ہے۔ ⑥ نماز تہجد نفلی نماز ہے' تاہم اس کی باجماعت ادائیگی درست ہے اور بارہ رکعت تہجد اور ایک وتر پڑھنا درست ہے۔ ⑥ نبی ﷺ نے حضرت ابن عباس ؓ کا کان مروڑا تا کہ ان سے نیند کا اثر ختم ہو جائے۔ ⑦ نماز کے دوران میں ضرورت کے تحت حرکت سے نماز میں خرابی نہیں آتی۔ ⑧ تہجد سے فارغ ہو کر فجر کی اذان سے پہلے لیٹ جانا درست ہے جبکہ یہ خطرہ نہ ہو کہ فجر کی نماز کے لیے بروقت جاگ نہیں آئے گی۔ ⑨ امام کو نماز کا وقت ہو جانے پر گھر سے بلا لینا درست ہے۔ ⑩ مقتدی بے خبری کی وجہ سے بائیں جانب کھڑا ہو جائے تو امام اسے پکڑ کر اپنی دائیں جانب کر لے (جیسا کہ اس روایت کے اکثر طرق میں اس طرح ہی بیان ہوا ہے) کیونکہ جب دو شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں تو مقتدی کو امام بننے والے شخص کی دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔

(المعجم ١٨٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيِّ سَاعَاتِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ (التحفة ٢٢١)

باب:١٨٢- رات کی کونسی گھڑی زیادہ فضیلت والی ہے؟

١٣٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ،

١٣٦٤- حضرت عمرو بن عبسہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ کون کون اسلام لایا ہے؟ فرمایا: ''آزاد اور غلام۔'' میں نے کہا: کیا کوئی گھڑی دوسری گھڑی کی نسبت اللہ

١٣٦٤- [صحيح] تقدم، ح: ١٢٥١.

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَسْلَمَ مَعَكَ؟ قَالَ: «حُرٌّ وَعَبْدٌ» قُلْتُ: هَلْ مِنْ سَاعَةٍ أَقْرَبُ إِلَى اللهِ مِنْ أُخْرَى؟ قَالَ: «نَعَمْ. جَوْفُ اللَّيْلِ الأَوْسَطُ».

سے زیادہ قرب کا باعث ہے؟ فرمایا: ''ہاں' رات کا درمیانی حصہ۔''

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ پہلے حدیث:۱۲۵۱ کے تحت گزر چکا ہے' اس کے بعض فوائد وہاں ذکر کیے گئے ہیں۔ ② حضرت عمرو بن عبسہ ؓ جب خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے' اس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے' ابھی ہجرت نہیں کی تھی۔ واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (صحيح مسلم' صلاة المسافرين' باب إسلام عمرو بن عبسة ؓ' حديث:٨٣٢) ③ آزاد اور غلام سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت بلال ؓ ہیں' یعنی تھوڑے سے افراد جو اسلام لائے تھے' ان میں نمایاں حضرات یہ تھے۔

١٣٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَيُحْيِي آخِرَهُ.

۱۳۶۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کے شروع حصہ میں سوتے تھے اور آخری حصے میں عبادت کرتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے رات کو تہجد پڑھنے اور آرام کرنے کے سلسلے میں کئی انداز سے عمل فرمایا ہے' جن میں سے ایک صورت یہ بھی ہے۔

١٣٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ. وَ أَبِي عَبْدِ اللهِ

۱۳۶۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر رات جب رات کا آخری تیسرا حصہ باقی ہوتا ہے تو (آسمانِ دنیا پر) نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: کون ہے جو مجھ سے مانگے تو

١٣٦٥_ أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام أول الليل وأحيا آخره، ح:١١٤٦، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح:٧٣٩ من حديث أبي إسحاق به.

١٣٦٦_ أخرجه البخاري، التهجد، باب الدعا والصلاة من آخر الليل، ح:١١٤٥، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء والذكر في آخر الليل والإجابة فيه، ح:٧٥٨ من حديث مالك عن الزهري به.

الأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى، حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرِ كُلَّ لَيْلَةٍ، فَيَقُولُ: مَنْ يَسْأَلْنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ» فَلِذٰلِكَ كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ عَلَى أَوَّلِهِ.

میں اسے عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے تو میں اسے بخش دوں؟ (اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا رہتا ہے) حتی کہ صبح صادق طلوع ہو جاتی ہے۔'' اسی لیے سلف رات کے پہلے حصے کے بجائے آخری حصے میں نماز پڑھنا زیادہ پسند کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں رات کے آخری حصے میں نماز اور دعا کی فضیلت کا بیان ہے۔ ② اللہ کی رحمت اتنی عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بندوں کو اپنی ذات سے مانگنے کو کہتا ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کا پہلے آسمان پر تشریف لانا اسی طرح اللہ کی صفت ہے جس طرح اس کا عرش پر تشریف فرما ہونا اور کلام کرنا۔ ان صفات پر ایمان لانا چاہیے' انکار یا تاویل کرنا جائز نہیں' البتہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات جیسی نہیں سمجھنا چاہیے۔ ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔

١٣٦٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يُمْهِلُ حَتَّى إِذَا ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ نِصْفُهُ أَوْ ثُلُثَاهُ، قَالَ: لَا يَسْأَلَنَّ عِبَادِي غَيْرِي. مَنْ يَدْعُنِي أَسْتَجِبْ لَهُ. مَنْ يَسْأَلْنِي أُعْطِهِ. مَنْ يَسْتَغْفِرْنِي أَغْفِرْ لَهُ. حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ».

١٣٦٧- حضرت رفاعہ (بن عرابہ) جہنی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے حتی کہ جب آدھی یا دو تہائی رات گزر جاتی ہے تو فرماتا ہے: میرے بندوں کو میرے سوا کسی سے ہرگز نہیں مانگنا چاہیے۔ جو مجھے پکارے گا' میں اس کی دعا قبول کروں گا۔ جو مجھ سے مانگے گا' میں اسے دوں گا۔ جو مجھ سے بخشش طلب کرے گا' میں اسے بخش دوں گا۔'' (یہ کیفیت مسلسل جاری رہتی ہے) حتی کہ صبح صادق طلوع ہو جاتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مہلت دینے کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کو سونے اور آرام کرنے کا وقت دیتا ہے۔ بندوں

١٣٦٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١٦/٤ بإسناد صحيح عن يحيى به، وصرح بالسماع عند الآجري في الشريعة وغيره، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٧٥٨ وغيره.

سے چوبیس گھنٹے عبادت میں مشغول رہنے کا مطالبہ نہیں کرتا یا یہ مطلب ہے کہ حدیث میں مذکور ندا ایک خاص وقت کے بعد شروع ہوتی ہے۔ ② آدھی رات یا تہائی رات باقی ہو تو اٹھ کر تہجد پڑھنا اور دعا کرنا ابتدائی رات میں تہجد پڑھنے اور دعا کرنے سے افضل ہے' البتہ جس شخص کو یہ خطرہ ہو کہ وہ افضل وقت میں بیدار نہیں ہو سکے گا وہ عشاء کے بعد ہی تہجد وغیرہ ادا کر سکتا ہے تاکہ ثواب سے بالکل محروم نہ رہ جائے۔ ③ بندوں کو اپنی امید اور خوف کا مرکز صرف اللہ کی ذات کو بنانا چاہیے کیونکہ جو راحت یا تکلیف مخلوق کے ہاتھ سے پہنچتی ہے' وہ بھی اللہ کی رحمت اور حکمت کی بنیاد پر اسی کے حکم سے پہنچتی ہے۔ ④ رات کی نفلی عبادت دن کی نفلی عبادت سے افضل ہے۔

(المعجم ١٨٣) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُرْجَى أَنْ يَكْفِيَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ** (التحفة ٢٢٢)

باب: ۱۸۳- تہجد رہ جائے تو کون سے عمل سے اس کی تلافی کی امید کی جا سکتی ہے

١٣٦٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَ أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ، كَفَتَاهُ».

۱۳۶۸- حضرت عبدالرحمن بن یزید ؒ نے حضرت علقمہ ؒ سے اور انھوں نے حضرت ابومسعود ؓ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں (یہ شان رکھتی ہیں کہ) جو شخص انھیں ایک رات میں پڑھ لے' وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔''

قَالَ حَفْصٌ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ فَحَدَّثَنِي بِهِ.

راویٔ حدیث حفص اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن یزید ؒ نے فرمایا: (بعد میں) میری ملاقات حضرت ابومسعود ؓ سے ہوئی جب کہ وہ (کعبہ شریف کا) طواف کر رہے تھے تو انھوں نے (خود) یہ حدیث مجھے سنائی۔

فائدہ: کافی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جس کو تہجد کا وقت نہ ملا' وہ کم از کم یہ دو آیتیں ہی تلاوت کر لے تو اسے اللہ کی وہ رحمت حاصل ہو جائے گی جو تہجد پڑھنے والے کو حاصل ہوتی ہے یا یہ مطلب ہے کہ پریشانیوں اور آفات سے بچاؤ کے لیے کافی ہوں گی۔

١٣٦٨ـ أخرجه البخاري، المغازي، ح: ٤٠٠٨، ٥٠٤٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة . . . الخ، ح: ٨٠٨ من حديث الأعمش به.

١٣٦٩ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَرَأَ الآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ، كَفَتَاهُ».

۱۳۶۹- حضرت ابو مسعود ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھے گا' وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔“

(المعجم ١٨٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَلِّي إِذَا نَعَسَ (التحفة ٢٢٣)

باب:۱۸۴- جب نمازی کو اونگھ آنے لگے تو کیا کرے

١٣٧٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ: «إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ. فَإِنَّهُ لاَ يَدْرِي إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ، لَعَلَّهُ يَذْهَبُ فَيَسْتَغْفِرُ، فَيَسُبُّ نَفْسَهُ».

۱۳۷۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اونگھ آئے تو اسے چاہیے کہ سو جائے حتی کہ نیند جاتی رہے۔ (کیونکہ) اگر وہ اونگھ کی حالت میں نماز پڑھے گا تو کیا معلوم وہ (اللہ سے) بخشش مانگنے لگے تو (نیند کے غلبے کی وجہ سے پتہ نہ چلے اور) اپنے آپ کو برا بھلا کہہ دے۔“

فوائد ومسائل: ① نماز فرض ہو یا نفل' اس کی ادائیگی کے وقت انسان کو ہوش وحواس میں ہونا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور دعا کے الفاظ سمجھ کر پڑھے اور اس طرح اس کے دل اور روح کو پورا فائدہ حاصل ہو۔ ② نماز تہجد کا وقت بہت وسیع ہے' اس لیے ضروری نہیں کہ انسان اپنے آپ کو مجبور کر کے ساری رات یا رات کے خاص حصے میں جاگنے کی کوشش کرے۔ ③ نیند کے غلبے کے وقت نماز پڑھنا مناسب نہیں بلکہ پہلے نیند پوری کر لے یا کوئی اور دوسرا طریقہ اختیار کر لے جس سے نیند ختم ہو کر دل اور دماغ ہوشیار ہو جائے' مثلاً: وضو کر لے یا اٹھ کر چہل قدمی کر لے۔ ④ جو شخص قیام اللیل کا عادی نہیں' اسے چاہیے کہ تھوڑے عمل سے شروع کرے' مثلاً: پہلے پہل دس پندرہ منٹ نماز اور

١٣٦٩- [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٣٧٠- [صحيح] أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب أمر من نعس في صلاته ... الخ، ح:٧٨٦ عن أبي بكر ابن أبي شيبة وغيره به، أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من النوم ... الخ، ح:٢١٢، ومسلم أيضًا وغيرهما من حديث مالك عن هشام به.

اذکار میں گزارے پھر آہستہ آہستہ اضافہ کر کے آدھا گھنٹہ پھر ایک گھنٹے تک لے جائے۔

١٣٧١- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى حَبْلاً مَمْدُودًا بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ. فَقَالَ: «مَا هٰذَا الْحَبْلُ؟» قَالُوا: لِزَيْنَبَ. تُصَلِّي فِيهِ. فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ. فَقَالَ «حُلُّوهُ. حُلُّوهُ. لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ. فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ».

١٣٧١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو آپ کو دو ستونوں کے درمیان (ایک ستون سے دوسرے ستون تک) ایک رسی بندھی ہوئی نظر آئی۔ فرمایا: ”یہ رسی کیسی ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: زینب رضی اللہ عنہا کی ہے وہ اس مقام پر نماز پڑھا کرتی ہیں جب تھک جاتی ہیں تو (غفلت دُور کرنے کے لیے) اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے کھول دو‘ اسے کھول دو۔ انسان کو (ذہنی اور جسمانی) نشاط (اور آمادگی) کی حالت میں نماز پڑھنی چاہیے۔ جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔“

فوائد و مسائل: ① صحابیات میں متعدد خواتین کا نام زینب تھا۔ ان میں سے دو خواتین امہات المومنین ہیں۔ اس حدیث میں کس زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے‘ اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔ ان کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاتون ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہیں۔ واللہ أعلم. (فتح الباري: ٣/ ٤٧‘ حديث: ١١٥٠) ② عبادت اور ذکر کی مقدار اس حد تک مقرر کرنی چاہیے کہ انسان بہت زیادہ مشقت محسوس نہ کرے۔ ③ مشقت محسوس کرنے کی صورت میں اپنے طور پر مقرر نفلی عبادت میں کمی کرنا جائز ہے۔

١٣٧٢- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ النَّضْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ، اضْطَجَعَ».

١٣٧٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب رات کو قیام کرے‘ پھر اس کی زبان پر قرآن مشکل ہو جائے اور اسے پتہ نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو (اسے چاہیے کہ) وہ لیٹ جائے۔“

١٣٧١ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب ما يكره من التشديد في العبادة، ح: ١١٥٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره . . . الخ، ح: ٧٨٤ من حديث عبدالوارث به.

١٣٧٢ـ [صحيح] * أبوبكر مستور، ولحديثه شواهد عند مسلم، صلاة المسافرين، باب أمر من نعس في صلاته أو استعجم عليه القرآن . . . الخ، ح: ٧٨٧ وغيره.

فائدہ: قرآن مشکل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اونگھ کی وجہ سے قرآن پڑھنا مشکل ہو جائے اور نیند کی وجہ سے اپنے کہے ہوئے الفاظ بھی سمجھ میں نہ آ رہے ہوں تو نماز اور تلاوت ختم کر کے سونے کے لیے لیٹ جانا چاہیے۔

(المعجم ١٨٥) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ** (التحفة ٢٢٤)

باب: ۱۸۵- مغرب اور عشاء کے درمیان (نفل) نماز

١٣٧٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ [الْمَدَنِيُّ]، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى، بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، عِشْرِينَ رَكْعَةً، بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۱۳۷۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعت نماز پڑھے اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر تعمیر کر دیتا ہے۔''

١٣٧٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. وَأَبُوعُمَرَ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ. قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي خَثْعَمٍ الْيَمَامِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ، عُدِلَتْ لَهُ عِبَادَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً».

۱۳۷۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھی اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کہی تو اس کو بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ہوگا۔''

فائدہ: بعض لوگ اس نماز کو اوابین کے نام سے پکارتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ صلاۃ الاوابین نماز چاشت (ضحیٰ) کا دوسرا نام ہے جیسے کہ ارشاد نبوی ہے: [صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ] (صحيح مسلم' صلاة

١٣٧٣ـ [إسناده موضوع] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، يعقوب بن الوليد، قال فيه الإمام أحمد: من الكذابين الكبار، وكان يضع الحديث، وقال الحاكم: يروي عن هشام بن عروة المناكير، قلت: واتفقوا على ضعفه" انتهى، وكذبه ابن معين وغيره، وله شاهد ضعيف جدًا عند ابن عدي: ٥/ ١٧٩٨ * فيه عمرو بن جرير البجلي، كذبه أبوحاتم.

١٣٧٤ـ [ضعيف جدًا] تقدم، ح: ١١٦٧.

المسافرين، باب صلاة الأوابين حين ترمض الفصال، حديث:٧٤٨) ''اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز اس وقت ہوتی ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں (ریت کی گرمی سے) جلنے لگیں۔'' مذکورہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں' اس لیے دونوں ناقابل حجت ہیں۔ نماز چاشت کی وضاحت آگے آرہی ہے۔

(المعجم ١٨٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ (التحفة ٢٢٥)

باب:١٨٦- نفل نماز گھر میں ادا کرنا

١٣٧٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوالأَحْوَصِ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: خَرَجَ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ إِلَى عُمَرَ. فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَيْهِ، قَالَ لَهُمْ: مِمَّنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ. قَالَ: فَبِإِذْنٍ جِئْتُمْ؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ، فَسَأَلُوهُ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ. فَقَالَ عُمَرُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَمَّا صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ فَنُورٌ. فَنَوِّرُوا بُيُوتَكُمْ».

١٣٧٥- حضرت عاصم بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عراق سے چند افراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے (وطن سے) آئے' جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں (حضرت عمر) نے کہا: آپ لوگ کس قوم سے تعلق رکھتے ہیں؟ انھوں نے کہا: عراق کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا: آپ لوگ اجازت لے کر آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے) گھر میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا گھر میں نماز پڑھنا نور (کا باعث) ہے' اس لیے اپنے گھروں کو منور کیا کرو۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ جَعْفَرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عُمَرَ

امام ابن ماجہ نے اپنے استاد محمد بن ابی حسین کی سند سے یہ روایت بیان کی تو عاصم بن عمرو اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان عمیر کا واسطہ بیان کیا۔

١٣٧٥- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف" * عاصم بن عمرو وثقه ابن حبان، وأبوحاتم، وضعفه البخاري، والعقيلي، و"أرسل عن عمر" كما في التهذيب وغيره، والسند الثاني معلول * أبوإسحاق عنعن وعمير مستور.

ابْنِ الْخَطَّابِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. نَحْوَهُ.

١٣٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ، فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ مِنْهَا نَصِيبًا. فَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلاَتِهِ خَيْرًا».

۱۳۷۶- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی نماز پوری کر لے تو اسے چاہیے کہ اس کا ایک حصہ اپنے گھر کے لیے بھی رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں بھلائی عطا فرمائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① مردوں کے لیے فرض نماز مسجد میں ادا کرنا ضروری ہے۔ ② نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ فرض نمازوں کی سنتیں بھی نوافل میں شامل ہیں۔ ③ نفل نماز مسجد میں ادا کرنا بھی جائز ہے۔ ④ گھر میں نفل نماز ادا کرنا گھر میں خیر و برکت کا باعث ہے۔ ⑤ عورتیں مسجد میں نماز ادا کر سکتی ہیں' تاہم ان کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اگر وہ جماعت کا ثواب حاصل کرنا چاہیں تو گھر کی عورتیں مل کر باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں۔

١٣٧٧- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَتَّخِذُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا».

۱۳۷۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبریں نہ بنالو۔''

فوائد ومسائل: ① ذکر الٰہی دل کی زندگی ہے۔ ذکر نہ کرنے والا مردے کی مانند ہے۔ نماز ذکر کا بہترین طریقہ ہے۔ ② قبرستان میں نماز پڑھنا منع ہے۔ ③ گھروں کو قبریں بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی' اسی طرح گھروں میں نماز پڑھنے سے پرہیز نہ کرو کہ فرض نمازوں کے علاوہ تمام نفلی نمازیں بھی مسجد

١٣٧٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازها في المسجد . . . الخ، ح: ٧٧٨ من حديث الأعمش به، وصححه البغوي، والبوصيري.

١٣٧٧ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب كراهية الصلاة في المقابر، ح: ٤٣٢، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ٧٧٧ من حديث يحيى القطان به.

ہی میں ادا کرنے لگو بلکہ نفل نمازیں گھر میں بھی پڑھا کرو۔

١٣٧٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: أَيُّمَا أَفْضَلُ؟ الصَّلَاةُ فِي بَيْتِي أَوِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ؟ قَالَ: «أَلَا تَرَى إِلَى بَيْتِي؟ مَا أَقْرَبَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَأَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ. إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً».

۱۳۷۸- حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کون سی چیز افضل ہے؟ گھر میں نماز پڑھنا یا مسجد میں نماز پڑھنا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میرا گھر نہیں دیکھ رہے کہ وہ مسجد سے کتنا قریب ہے؟ مجھے مسجد میں نماز پڑھنے سے اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے سوائے اس کے کہ فرض نماز ہو۔“

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو نفل نماز گھر میں پڑھنا پسند ہونے کی وجہ یہ نہیں کہ مسجد میں آنے جانے میں مشقت ہوتی تھی جیسے کہ مسجد دور ہونے کی صورت میں ہو سکتی ہے بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ گھر میں نفل نماز ادا کرنا افضل ہے۔ ② عالم آدمی جب سوال کرنے والے کو اپنا عمل بیان کر دے تو یہ بھی مسئلہ بتانے کی ایک صورت ہے اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے سائل کو زیادہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

(المعجم ١٨٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الضُّحٰى (التحفة ٢٢٦)

باب: ۱۸۷- نمازِ ضحیٰ کا بیان

١٣٧٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَأَلْتُ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَالنَّاسُ مُتَوَافِرُونَ، أَوْ مُتَوَافُونَ، عَنْ صَلَاةِ الضُّحٰى فَلَمْ أَجِدْ

۱۳۷۹- حضرت عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کثیر تعداد میں موجود تھے میں نے نمازِ ضحیٰ کے متعلق دریافت کیا تو مجھے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی شخص ایسا نہ ملا جو مجھے بتائے کہ

١٣٧٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٢ عن ابن مهدي به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٠٢، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١٣٧٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦١٤ من حديث الزهري عن عبدالله به.

أَحَدًا يُخْبِرُنِي أَنَّهُ صَلاَّهَا، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، غَيْرَ أُمِّ هَانِئٍ فَأَخْبَرَتْنِي أَنَّهُ صَلاَّهَا ثَمَانَ رَكَعَاتٍ.

رسول اللہ ﷺ نے یہ نماز پڑھی ہے' البتہ حضرت ام ہانی ؓ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نماز کی آٹھ رکعتیں پڑھی تھیں۔

فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم میں حضرت زید بن ارقم ؓ سے اس نماز کی مشروعیت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مروی ہے جو حدیث:١٣٧٤ کے فائدہ میں ذکر ہوا۔ ② اکثر صحابۂ کرام ؓ کو اس نماز کا علم شاید اس لیے نہیں ہو سکا کہ نبی ﷺ یہ نماز ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے اور جب پڑھتے تو گھر میں پڑھتے تھے۔

١٣٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى الضُّحَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، بَنَى اللهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ».

١٣٨٠- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص ضحیٰ کی بارہ رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا ایک محل تعمیر کرے گا۔''

١٣٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى؟ قَالَتْ: نَعَمْ. أَرْبَعًا. وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللهُ.

١٣٨١- حضرت معاذہ عدویہ ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ ؓ سے سوال کیا: کیا نبی ﷺ ضحیٰ (چاشت) کی نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' چار رکعت پڑھتے تھے اور اس سے زیادہ بھی پڑھ لیتے تھے' جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا۔

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ام ہانی ؓ کے علاوہ حضرت عائشہ ؓ نے بھی نبی اکرم ﷺ کو

١٣٨٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، ح: ٤٧٣ عن أبي كريب به، وقال: 'غريب' * وابن إسحاق صرح بالسماع عنده، وموسى بن فلان بن أنس مجهول كما في التقريب وغيره.

١٣٨١ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى، وأن أقلها ركعتان . . . الخ، ح: ٧١٩ من حديث شعبة به.

ضحیٰ (چاشت) کی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اور مسئلہ تو ایک صحابی کی روایت سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ ② ضحیٰ کی نماز آٹھ رکعت سے کم یا زیادہ بھی پڑھی جا سکتی ہے' اس کی کم از کم مقدار دو رکعت ہے۔ (صحیح مسلم' صلاة المسافرين' باب استحباب صلاة الضحیٰ......' حدیث:۲۱۷۰ء۲۷) فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے آٹھ رکعتیں پڑھی تھیں۔ حدیث:۱۳۷۹ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

١٣٨٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ شَدَّادٍ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَافَظَ عَلَى شُفْعَةِ الضُّحَى، غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَ إِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

۱۳۸۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نمازِ ضحیٰ کا دوگانہ پابندی سے ادا کرے گا' اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے' خواہ سمندر کی جھاگ کی طرح (بہت زیادہ) ہوں۔''

(المعجم ١٨٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الاسْتِخَارَةِ (التحفة ٢٢٧)

باب:۱۸۸- نمازِ استخارہ کا بیان

١٣٨٣ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الاسْتِخَارَةَ، كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ. يَقُولُ: «إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ. وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ. وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ.

۱۳۸۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں استخارہ (کی دعا) اسی طرح (اہتمام سے) سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ فرض کے علاوہ دو رکعتیں (نفل) پڑھے پھر کہے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ...... اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْأَمْرَ] ''یہاں اس چیز کا نام لے'' [خَيْراً لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي] (یا یوں فرمایا:) [خَيْراً لِي فِي دِينِي وَ مَعَاشِي وَ عَاقِبَةِ أَمْرِي وَ آجِلِه

١٣٨٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، ح: ٤٧٦ من حديث النهاس به، وقال: "ولا نعرفه إلا من حديثه" * والنهاس هٰذا ضعيف كما في التقريب وغيره.

١٣٨٣ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنٰى مثنٰى، ح: ١١٦٢ وغيره من حديث عبدالرحمٰن به.

فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ. وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ. وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ. اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الأَمْرَ فَيُسَمِّيهِ، مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ خَيْرًا لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي، أَوْ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ. وَ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ، يَقُولُ مِثْلَ مَا قَالَ فِي الْمَرَّةِ الأُولٰى وَإِنْ كَانَ شَرًّا لِي، فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْلِيَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كَانَ. ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ».

فَاقْدُرْهُ لِي وَ يَسِّرْهُ لِي وَ بَارِكْ لِي فِيهِ وَ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَالأَمْرَ] (جس طرح پہلے کہا تھا' اسی طرح یہاں کہے) [و إِنْ كَانَ شَرًّا لِّي فِي دِينِي وَ مَعَاشِي وَ عَاقِبَةِ أَمْرِي (یا کہے) شَرًّالِّي فِي عَاجِلِ أَمْرِيَ وَآجِلِهِ' فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْلِيَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ] ''اے اللہ! میں تیرے علم کے واسطے سے تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے واسطے سے (حصولِ خیر کی) طاقت مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو (ہر چیز پر) قدرت رکھتا ہے اور میں (کسی چیز پر) قدرت نہیں رکھتا' تو (غیب) جانتا ہے' میں نہیں جانتا۔ تو (تمام) پوشیدہ امور سے باخبر ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے میری دنیا' میری معاش اور انجام کار میں بہتر ہے...... (یا فرمایا) میرے فوری معاملات میں اور بعد کے معاملات میں بہتر ہے...... تو اسے میرے لیے مقدر کر دے' اسے میرے لیے آسان فرما دے اور میرے لیے اس میں برکت عطا فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے برا ہے (یعنی) پہلے جملے والے الفاظ (دوبارہ) کہے (کہ میری دنیا میں' میری معاش میں اور میرے انجام کار میں ...... یا میرے فوری معاملات میں اور بعد کے معاملات میں) تو اس کام کو مجھ سے دور ہٹا دے اور مجھے اس سے (بہتر کام کی طرف) پھیر دے اور میرے لیے خیر مقدر کر دے جہاں کہیں بھی ہو' پھر مجھے اس پر راضی (اور مطمئن) کر دے۔''

فوائد ومسائل: ① ''استخارے'' کا مطلب اللہ سے خیر اور بہتری کی درخواست ہے۔ جب کسی کام کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر لینا بہتر ہے کہ اگر اس کا انجام میرے لیے بہتر ہے تو یہ خیریت سے مکمل ہو ورنہ جو کچھ میرے لیے بہتر ہو وہ حاصل ہو جائے۔ ② استخارے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی جائے۔ اس کے علاوہ جو مختلف قسم کے استخارے مشہور ہیں وہ سب غیر مسنون ہیں۔ ③ استخارے کے بعد خواب آنا شرط نہیں بلکہ کام کا انتظام کرنا چاہیے اگر بہتر ہوگا تو خیریت سے مکمل ہو جائے گا ورنہ کوئی رکاوٹ آ جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا اس انداز سے مکمل ہونا میرے حق میں بہتر نہیں۔ اسی طرح اگر استخارے کے بعد اس کام پر دل مطمئن ہو جائے تو وہ کام کر لیا جائے ورنہ چھوڑ دیا جائے۔ ④ دعا میں "هٰذَا الْأَمْرَ" کی جگہ مطلوبہ کام کا نام لینا چاہیے' مثلاً: هٰذَا النِّكَاحَ (یہ نکاح) هٰذَا السَّفَرَ (یہ سفر) هٰذِهِ التِّجَارَةَ (یہ تجارت) وغیرہ یا هٰذَا الْأَمْرَ" کہتے وقت دل میں اس کام کا تصور کر لیا جائے۔ ⑤ ''مجھے اس سے پھیر دے'' کا مطلب یہ ہے کہ میں وہ کام نہ کروں اور دل میں بھی یہ خیال نہ رہے کہ کاش یوں کر لیتا تو بہتر ہوتا۔

(المعجم ١٨٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَاجَةِ (التحفة ٢٢٨)

باب: ١٨٩- نمازِ حاجت کا بیان

١٣٨٤- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الْعَبَّادَانِيُّ، عَنْ فَائِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى اللهِ، أَوْ إِلٰى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ، فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ لْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ. سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالسَّلَامَةَ

١٣٨٤- حضرت عبداللہ بن ابو اوفیٰ اسلمی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''جس کو اللہ سے یا مخلوق میں سے کسی سے کوئی حاجت درپیش ہو' اسے چاہیے کہ وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے' پھر کہے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ...... قَضَيْتَهَا لِيْ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلم والا اور کرم والا ہے۔ پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے' تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے وہ چیزیں (اعمال وخصال) مانگتا ہوں جو تیری رحمت کا سبب ہیں اور تیری بخشش کا باعث بننے والے (اعمال) اور ہر نیکی میں حصہ

١٣٨٤ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة الحاجة، ح: ٤٧٩ من حديث فائد به، وقال: "هٰذا حديث غريب وفي إسناده مقال"، وانظر، ح: ٤١٦ لعلته.

مِنْ كُلِّ إِثْمٍ. أَسْأَلُكَ أَلَّا تَدَعَ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ. وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا لِي. ثُمَّ يَسْأَلُ اللهَ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ مَا شَاءَ. فَإِنَّهُ يُقَدَّرُ».

اور ہر گناہ سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرا کوئی گناہ معاف کیے بغیر' کوئی غم ختم کیے بغیر اور کوئی حاجت جو تیری رضا کے مطابق ہو' پوری کیے بغیر نہ چھوڑ۔'' پھر اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی جو حاجت چاہے مانگ لے۔ اس کی قسمت میں وہ چیز ہو جائے گی۔''

١٣٨٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ سَيَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ادْعُ اللهَ لِي أَنْ يُعَافِيَنِي. فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ. وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ» فَقَالَ: ادْعُهْ. فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ. وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ. وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ. يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهِ لِتُقْضَى. اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ».

۱۳۸۵- حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے شفا دے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے آخرت کی بھلائی چاہوں اور وہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں دعا کر دوں۔'' اس نے کہا: دعا ہی کر دیجیے۔ نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ خوب اچھی طرح وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے' پھر یہ دعا مانگے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَ أَتَوَجَّهُ...... فَشَفِّعْهُ فِيَّ] ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور نبیٔ رحمت حضرت محمد ﷺ کے ذریعے سے تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ اے محمد! میں آپ کے ذریعے سے اپنی اس حاجت کے سلسلے میں اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ وہ حاجت پوری ہو جائے۔ اے اللہ! نبی ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔''

قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

ابو اسحاق نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

١٣٨٥- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: ١١٨، ح: ٣٥٧٨ من حديث عثمان بن عمر به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وزاد الحاكم: ١/ ٣١٣، ٥١٩ في الأخير: "وشفعني فيه"، وصححه هو، والذهبي وغيرهما مرة على شرطهما، ومرة قالا: "صحيح" ولا أشير إلى هذا الاختلاف للاختصار إلا نادرًا لأن لهما أوهامًا في بعض الأحيان، وهٰذا الشرح المختصر لا يتحمل الردود، فليتنبه.

فوائد ومسائل: ① شفا اللہ کے ہاتھ میں ہے کسی بندے کے ہاتھ میں نہیں' اس لیے شفا کی درخواست اللہ ہی سے کرنی چاہیے۔ ② کسی نیک بزرگ شخص سے اپنے حق میں دعا کرانا جائز ہے۔ ③ بیماری اور مصیبت پر صبر کرنا درجات کی بلندی کا باعث ہے لیکن اس سے نجات کی دعا کرنا بھی توکل اور رضا کے منافی نہیں۔ ④ ضرورت پوری ہونے کی نیت سے دو رکعت نفل نماز پڑھنا اور پھر مناسب دعا کرنا اس سے دعا کی قبولیت کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ ⑤ صحابی نے نبیٔ اکرم ﷺ سے شفا کی درخواست نہیں کی بلکہ شفا کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی اور خود بھی دعا کی۔ گویا نبی ﷺ کی دعا اس شخص کی دعا کی قبولیت کے لیے تھی' اس لیے اسے ''شفاعت'' کہا گیا۔ ⑥ بعض لوگوں نے اس حدیث سے رواجی وسیلہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ اس میں نبیٔ اکرم ﷺ کی ذات کو وسیلہ نہیں بنایا گیا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کو وسیلہ بنایا گیا ہے اور پھر یہ نبیٔ اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں تھا' وفات کے بعد قبر شریف میں آپ کو مخاطب نہیں کیا گیا۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کو وفات کے بعد مخاطب کرنا قرآن مجید کے اس فرمان کے بھی خلاف ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ (الحجرات:٢) ''رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز سے نہ بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکار لیتے ہو۔'' بلکہ اس کا ادب بتاتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرَٰتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ○ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ (الحجرات:٤، ٥) ''جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو آوازیں دیتے ہیں' وہ اکثر بے عقل ہوتے ہیں۔ اگر وہ لوگ صبر کریں حتی کہ آپ خود ان کے پاس باہر تشریف لے آئیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔'' اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ حجرۂ مبارک میں دفن ہونے کے بعد نبی ﷺ کو نہ پکارا جائے حتی کہ قیامت کو وہ خود ہی باہر تشریف لے آئیں۔

(المعجم ١٩٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ (التحفة ٢٢٩)

باب:١٩٠- نمازِ تسبیح کا بیان

١٣٨٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَبُو عِيسَى الْمَسْرُوقِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: «يَا عَمِّ أَلَا

١٣٨٦- حضرت ابو رافع ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس ؓ سے فرمایا: ''چچا جان! کیا میں آپ کو ایک تحفہ نہ دوں؟ آپ کو فائدہ نہ پہنچاؤں؟ آپ سے صلہ رحمی نہ کروں؟'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! ضرور ایسا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپ چار رکعتیں پڑھیں۔ ہر رکعت میں

١٣٨٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ما جاء في صلاة التسبيح، ح:٤٨٢ من حديث زيد العكلي به، وقال: "غريب"، وانظر، ح:٢٥١ لعلته، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

أَحْبُوكَ، أَلاَ أَنْفَعُكَ، أَلاَ أَصِلُكَ» قَالَ: بَلٰى. يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ. فَإِذَا انْقَضَتِ الْقِرَاءَةُ فَقُلْ: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً قَبْلَ أَنْ تَرْكَعَ. ثُمَّ ارْكَعْ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ. فَتِلْكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ. وَهِيَ ثَلاَثُمِائَةٍ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ. فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ، غَفَرَهَا اللهُ لَكَ» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ يَقُولُهَا فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: «قُلْهَا فِي جُمُعَةٍ. فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُلْهَا فِي شَهْرٍ» حَتَّى قَالَ: «فَقُلْهَا فِي سَنَةٍ».

سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں۔ جب قراءت مکمل ہو جائے تو رکوع کرنے سے پہلے پندرہ بار یوں کہیں: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ] ''اللہ پاک ہے اور تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔'' پھر رکوع کریں تو (رکوع کی حالت میں رکوع کی تسبیحات پڑھنے کے بعد) یہ تسبیح دس بار پڑھیں' پھر رکوع سے سر اٹھائیں تو (قومے کے اذکار کے بعد) دس بار یہ کہیں' پھر سجدہ کریں تو (سجدے کی تسبیحات کے بعد) دس بار یہی پڑھیں' پھر سر اٹھائیں تو (جلسے کی دعا پڑھ کر) دس بار یہ پڑھیں' پھر سجدہ کریں تو (سجدے کی تسبیحات کے بعد) دس بار یہی پڑھیں' پھر (سجدے سے) سر اٹھائیں تو کھڑے ہونے سے پہلے (جلسۂ استراحت میں) دس بار یہی پڑھیں۔ یہ ایک رکعت میں پچھتر تسبیحات ہیں اور چار رکعتوں میں تین سو تسبیحات ہیں۔ اگر آپ کے گناہ صحرائے عالج کی ریت (کے ذروں) کے برابر بھی ہوں گے تو (اس نماز کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ وہ سب بخش دے گا۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو روزانہ یہ نماز نہ پڑھ سکے تو (کیا کرے؟) آپ نے فرمایا: ''ہفتے میں ایک بار پڑھ لیں۔ اگر آپ سے یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینے میں ایک بار پڑھ لیں۔'' حتی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ورنہ سال میں ایک بار تو پڑھ لیں۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کی وسیع اور بے کراں رحمت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ اس نے بعض آسان اور بظاہر معمولی اعمال کا ثواب بہت زیادہ رکھ دیا ہے' لہٰذا اس قسم کے اعمال پر توجہ دے کر ہمیں اللہ کی رحمت زیادہ سے زیادہ

حاصل کرنی چاہیے۔ ② اگر کوئی نیکی کثرت سے نہ ہو سکے تو کبھی کبھار جب ہو سکے اسے انجام دینا چاہیے۔ یہ سوچ کر چھوڑ نہیں دینی چاہیے کہ ہم سے اس پر پابندی کے ساتھ عمل نہیں ہو سکتا۔ ③ اللہ کی تسبیح و تقدیس اور حمد و تعریف کے کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہیں' لہٰذا عام اذکار میں بھی ان کو اہمیت دینی چاہیے' مثلاً: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ] کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ کلمات زبان پر ہلکے ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں اور قیامت کے دن اعمال کی ترازو میں ان کا وزن بہت زیادہ ہوگا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری کی آخری حدیث) نماز تسبیح میں بھی تسبیح' حمد' توحید اور تکبیر کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے' اس لیے یہ نماز اس قدر عظیم ثواب کی حامل ہے۔ ④ نیکی کی تلقین کرنے کے لیے ایسا انداز اختیار کرنا چاہیے جس سے سامعین کے دل میں اس نیکی کا شوق پیدا ہو جائے۔

١٣٨٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ ابْنِ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: «يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلاَ أُعْطِيكَ، أَلاَ أَمْنَحُكَ، أَلاَ أَحْبُوكَ، أَلاَ أَفْعَلُ لَكَ عَشْرَ خِصَالٍ. إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَقَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، وَخَطَأَهُ وَعَمْدَهُ، وَصَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، وَسِرَّهُ وَعَلاَنِيَتَهُ. عَشْرُ خِصَالٍ، أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ. فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ قُلْتَ وَأَنْتَ قَائِمٌ. سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ. خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً. ثُمَّ تَرْكَعُ

١٣٨٧- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا: ''اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں' آپ کو ہدیہ نہ دوں' آپ کو تحفہ نہ دوں' آپ کے لیے دس خوبیاں (دس قسم کے گناہوں کا کفارہ بن جانے والا عمل) نہ بیان کروں؟ جب آپ وہ کام کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے پہلے پچھلے' پرانے اور نئے' غلطی سے کیے ہوئے اور جان بوجھ کر کیے ہوئے' چھوٹے اور بڑے' پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے۔ دس خوبیاں یہ ہیں (دس قسم کے گناہوں کا کفارہ بن جانے والا عمل) آپ چار رکعات ادا کریں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت بھی پڑھیں۔ جب آپ پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہوں تو کھڑے کھڑے کہیں: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ] ''اللہ پاک ہے۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے

١٣٨٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، التطوع، باب صلاة التسبيح، ح:١٢٩٧ عن عبدالرحمٰن به، وصححه أبوبكر الآجري، وأبوالحسن المقدسي، وأبوداود، وحسنه ابن حجر وغيره.

فَتَقُولُ، وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا. ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا. ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا. ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا. ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا. ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا. فَذٰلِكَ خَمْسَةٌ وَّسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ. تَفْعَلُ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ. إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ. فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً. فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً. فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً».

ہیں۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔'' پندرہ بار یہ تسبیح پڑھیں' پھر رکوع کریں اور رکوع میں دس بار یہی تسبیح کہیں' پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس بار یہی کہیں' پھر سجدہ کریں اور سجدے میں دس بار یہ پڑھیں' پھر سجدے سے سر اٹھا کر یہی تسبیح دس بار کہیں' پھر سجدہ کریں اور دس بار یہ تسبیح پڑھیں' پھر سجدے سے سر اٹھائیں تو دس بار یہی پڑھیں اس طرح ہر رکعت میں پچھتر بار تسبیح ہوگی۔ چاروں رکعات میں اسی طرح پڑھیں۔ اگر آپ میں طاقت ہو تو ہر روز ایک بار ضرور یہ نماز پڑھیں۔ اگر اس کی ہمت نہ ہو تو ہفتے میں ایک بار پڑھ لیں۔ اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو مہینے میں ایک بار پڑھیں اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساری عمر میں ایک بار پڑھ لیں۔''

(المعجم ١٩١) - بَابُ مَاجَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ (التحفة ٢٣٠)

باب:۱۹۱- نصف شعبان کی رات (شب براءت) کا بیان

١٣٨٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي سَبْرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ،

۱۳۸۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نصف شعبان کی رات آئے تو اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ اس رات اللہ تعالیٰ سورج کے غروب ہوتے ہی پہلے آسمان پر نزول فرما لیتا ہے اور صبح صادق طلوع ہونے تک کہتا رہتا ہے: کیا کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اسے معاف کر دوں؟

١٣٨٨ـ [إسناده موضوع] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: (٣٣/ ١٠٧ ترجمة ابن أبي سبرة) من حديث الحسن بن علي به، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف ابن أبي سبرة واسمه أبوبكر بن عبدالله بن محمد أبي سبرة، قال فيه أحمد بن حنبل وابن معين يضع الحديث"، وضعفه ابن رجب في لطائف المعارف * إبراهيم بن محمد لا يعرف، ولعله ابن أبي يحيٰى (متروك)، راجع التهذيب وغيره.

فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا. فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا. فَيَقُولُ: أَلاَ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ أَلاَ مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ أَلاَ مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ أَلاَ كَذَا أَلاَ كَذَا، حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ».

کیا کوئی رزق طلب کرنے والا ہے کہ اسے رزق دوں؟ کیا کوئی (کسی بیماری یا مصیبت میں) مبتلا ہے کہ میں اسے عافیت عطا فرما دوں؟''

فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع (من گھڑت) ہے' اس لیے پندرہ شعبان کے روزے کی کوئی اصل نہیں۔ اسی طرح اس رات میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے آسمانِ دنیا پر نزول کا مسئلہ ہے جیسا کہ اس روایت میں اور اگلی روایت میں ہے' وہ بھی صحیح نہیں' البتہ صحیح روایات سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات کو پہلے آسمان پر نزول فرماتا ہے۔ اس نزول کی کیفیت کیا ہے؟ اسے ہم جان سکتے ہیں' نہ بیان کر سکتے ہیں' تاہم اس صفت نزول پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

١٣٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبُوبَكْرٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا حَجَّاجٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ. فَخَرَجْتُ أَطْلُبُهُ. فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ، رَافِعٌ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ. فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟» قَالَتْ، قَدْ قُلْتُ: وَمَا بِي ذٰلِكَ. وَلٰكِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ. فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ

١٣٨٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (گھر میں) نہ پایا۔ میں آپ کی تلاش میں نکلی تو دیکھا کہ آپ بقیع میں ہیں اور آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا ہوا ہے۔ (جب مجھے دیکھا تو) فرمایا: ''عائشہ! کیا تجھے یہ ڈر تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟'' حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ: میں نے عرض کیا: مجھے یہ خوف تو نہیں تھا لیکن میں نے سوچا (شاید) آپ اپنی کسی (اور) زوجۂ محترمہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نصف شعبان کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ (لوگوں) کو معاف فرما دیتا ہے۔''

١٣٨٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان، ح: ٧٣٩ من حديث يزيد به، وقال: "سمعت محمدًا (البخاري) يضعف هٰذا الحديث، وقال: يحيٰى لم يسمع من عروة، والحجاج بن أرطاة لم يسمع من يحيى بن أبي كثير"، وانظر أيضًا، ح: ٤٩٦، ١١٢٩.

عَدَدِ شَعَرِ غَنَمِ كَلْبٍ».

١٣٩٠- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ رَاشِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ لَيَطَّلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ. فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ. إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ».

١٣٩٠- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات (اپنے بندوں پر) نظر فرماتا ہے' پھر مشرک اور (مسلمان بھائی سے) دشمنی رکھنے والے کے سوا ساری مخلوق کی مغفرت فرما دیتا ہے۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا أَبُوالأَسْوَدِ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنے استاد محمد بن اسحاق کی سند سے یہ روایت بیان کی تو انھوں نے ضحاک بن عبدالرحمٰن اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے درمیان ضحاک کے باپ کا واسطہ بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① شب براءت (شعبان کی پندرھویں رات) کے فضائل میں جتنی روایات آتی ہیں وہ سب کی سب اکثر علماء کے نزدیک ضعیف ہیں حتی کہ یہ (١٣٩٠) روایت بھی' اس لیے ان علماء کے نزدیک اس رات کی کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اکثر روایات ضعیف ہیں لیکن صرف یہ روایت (١٣٩٠) ان کے نزدیک حسن ہے' اس لیے ان کے موقف کی رُو سے اس حدیث میں شب براءت کی فضیلت کا بیان ہے۔ ② اس رات اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرنا مناسب ہے' آتش بازی اور مخصوص کھانے تیار کرنا یا اس قسم کی دوسری رسمیں سب خود ساختہ ہیں' ان سے پرہیز ضروری ہے۔ افضل اوقات کے فضائل و برکات سے صرف توحید والے کو حصہ ملتا ہے' شرک اکبر کا مرتکب ان سے محروم رہتا ہے۔ ③ مسلمان بھائی سے ناحق دشمنی رکھنا اللہ کی رحمت سے

١٣٩٠_ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٥١٠ من حديث أبي الأسود به على تصحيف فيه، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف عبدالله بن لهيعة وتدليس الوليد بن مريم" * والضحاك بن أيمن مجهول(تقريب)، وفيه علة أخرٰى، والزبير بن سليم، وعبدالرحمٰن بن عرزب مجهولان(تقريب)، وللحديث طرق عن معاذ، وأبي ثعلبة، وعبدالله بن عمرو، وأبي هريرة، وأبي بكر، وعوف بن مالك، وعائشة، ولا يصح منها شيء.

محرومی کا باعث ہے۔

(المعجم ١٩٢) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ وَالسَّجْدَةِ عِنْدَ الشُّكْرِ** (التحفة ٢٣١)

باب:۱۹۲-شکر کے طور پر نماز پڑھنے یا سجدہ کرنے کا بیان

١٣٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَتْنِي شَعْثَاءُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى، يَوْمَ بُشِّرَ بِرَأْسِ أَبِي جَهْلٍ رَكْعَتَيْنِ.

۱۳۹۱-حضرت عبداللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کو ابوجہل کا سر کاٹے جانے کی خوشخبری دی گئی' آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔

١٣٩٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا أَبِي: أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بُشِّرَ بِحَاجَةٍ، فَخَرَّ سَاجِدًا.

۱۳۹۲-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو ایک کام ہو جانے کی خوش خبری دی گئی تو آپ سجدے میں گر پڑے۔

فائدہ: کسی بھی خوشی کے موقع پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے ایک سجدہ کرنا مسنون ہے۔ یہ سجدہ کافی طویل بھی ہو سکتا ہے۔

١٣٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا تَابَ اللهُ عَلَيْهِ خَرَّ سَاجِدًا.

۱۳۹۳-حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تو وہ سجدے میں گر پڑے۔

١٣٩١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحافظ المزي في تهذيبه: (٣٥/ ٢٠٦ ترجمة شعثاء) من حديث سلمة به * شعثاء لا تعرف (تقريب).

١٣٩٢ـ [حسن] انظر، ح: ٣٣٠ لعلته.

١٣٩٣ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث كعب بن مالك وقول الله تعالى: "وعلى الثلاثة الذين خلفوا" ح: ٤٤١٨ من حديث الزهري به مطولاً.

فائدہ: حضرت کعب بن مالک، حضرت مرارہ بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ ؓ غزوۂ تبوک سے محض سستی کی بنا پر کسی معقول عذر کے بغیر پیچھے رہ گئے تھے جس پر اللہ کے حکم سے تمام مسلمانوں نے ان تینوں حضرات سے پچاس دن تک بائیکاٹ کر دیا۔ اتنی طویل مدت تک یہ حضرات پریشان رہے اور توبہ کرتے رہے، آخر پچاس دن بعد توبہ قبول ہوئی تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس دن کو ان کی زندگی کا افضل ترین دن قرار دیا۔ (صحیح البخاري، المغازي، باب حدیث کعب بن مالك، حدیث:۴۴۱۸) قرآن مجید میں سورۂ توبہ آیت:۱۱۸ میں اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

١٣٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ، وَ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ بَكَّارِ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَتَاهُ أَمْرٌ يَسُرُّهُ أَوْ يُسَرُّ بِهِ، خَرَّ سَاجِدًا، شُكْرًا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.

۱۳۹۴- حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب کوئی خوشی والا معاملہ پیش آتا تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو جاتے۔

(المعجم ١٩٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الصَّلَاةَ كَفَّارَةٌ (التحفة ٢٣٢)

باب:۱۹۳- نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

١٣٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَ سُفْيَانُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِبِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ إِذَا

۱۳۹۵- حضرت علی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے جو فائدہ دینا ہوتا دے دیتا اور جب مجھے کوئی اور آدمی نبی ﷺ کی حدیث سناتا تو میں اس سے قسم لیتا۔ اگر وہ قسم کھاتا تو میں اس پر اعتبار کر لیتا۔ اور حضرت ابوبکر ؓ نے مجھے حدیث سنائی اور

١٣٩٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في سجود الشكر، ح:٢٧٧٤ من حديث أبي عاصم به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، ح:١٥٧٨، وقال البوصيري: "موقوف" لكنه صحيح الإسناد ورجاله ثقات.

١٣٩٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الوتر، باب في الاستغفار، ح:١٥٢١ من حديث عثمان بن المغيرة به، وحسنه الترمذي، ح:٤٠٦، وابن عدي وغيرهما، وصححه ابن حبان.

سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثًا، يَنْفَعُنِي اللهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ. وَإِذَا حَدَّثَنِي عَنْهُ غَيْرُهُ، اسْتَحْلَفْتُهُ. فَإِذَا حَلَفَ صَدَّقْتُهُ. وَإِنَّ أَبَابَكْرٍ حَدَّثَنِي وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، فَيَتَوَضَّأُ، فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ. ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَقَالَ مِسْعَرٌ: ثُمَّ يُصَلِّي وَيَسْتَغْفِرُ اللهَ، إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ».

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی شخص کوئی گناہ کر لیتا ہے' پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور اللہ سے بخشش مانگتا ہے تو اللہ اسے ضرور بخش دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① حدیث نبوی قبول کرنے میں احتیاط اور صحیح غلط میں امتیاز کا عمل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے شروع ہوا ہے۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ اس لیے قسم نہیں لیتے تھے کہ انھیں صحابہ کی روایت پر یقین نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ دوسرے لوگ حدیث کی اہمیت کو محسوس کریں اور وہی حدیث بیان کریں جو انھیں خوب اچھی طرح یاد ہو۔ اس کے علاوہ یہ فائدہ بھی پیش نظر تھا کہ اگر وہ حدیث کسی کو سنائیں تو پورے اعتماد سے سنائیں کہ حدیث صحیح ہے۔ ③ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت پر اتنا یقین تھا کہ ان کی سنائی ہوئی حدیث بے چون و چرا تسلیم کر لیتے تھے۔ ④ وضو اور نماز گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہیں۔ ⑤ نماز کے باوجود دل میں نادم ہوتے ہوئے اللہ سے مغفرت کی دعا کرنا ضروری ہے' البتہ بعض چھوٹے گناہ صرف وضو سے یا صرف نماز سے بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

١٣٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سُفْيَانَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَظُنُّهُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُمْ غَزَوْا غَزْوَةَ السَّلَاسِلِ، فَفَاتَهُمُ الْغَزْوُ. فَرَابَطُوا. ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ أَبُوأَيُّوبَ وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ. فَقَالَ

١٣٩٦- حضرت عاصم بن سفیان ثقفی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے ذات سلاسل کی جنگ کی لیکن یہ لوگ (عاصم اور ان کے کچھ ساتھی) جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔ (بعد میں پہنچے چنانچہ) وہ لوگ (کچھ عرصہ) محاذ پر مورچہ زن رہے (لیکن دوبارہ جنگ کی نوبت نہ آئی تو) پھر وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس

١٣٩٦ـ [حسن] أخرجه النسائي: ١/ ٩٠، ٩١، الطهارة، باب ثواب من توضأ كما أمر، ح: ١٤٤ من حديث الليث به، ولم يشك فيه، وكذا رواه الجماعة عن الليث به بدون شك، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٦٦، وأشار المنذري إلى أنه حسن، وله طريق آخر عند البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ٤٢، ولأصل الحديث شواهد * سفيان هو ابن عبدالرحمٰن بن عاصم الثقفي.

عَاصِمٌ : يَا أَبَا أَيُّوبَ فَاتَنَا الْغَزْوُ الْعَامَ . وَقَدْ أُخْبِرْنَا أَنَّهُ مَنْ صَلَّى فِي الْمَسَاجِدِ الأَرْبَعَةِ، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ. فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَدُلُّكَ عَلَى أَيْسَرَ مِنْ ذٰلِكَ. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ، وَصَلَّى كَمَا أُمِرَ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ» أَكَذٰلِكَ يَا عُقْبَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ.

واپس آ گئے۔ اس وقت معاویہ ؓ کی مجلس میں حضرت ابوایوب اور حضرت عقبہ بن عامر ؓ بھی موجود تھے۔ عاصم ؒ نے کہا: ابوایوب! ہم تو اس سال جہاد سے محروم رہ گئے۔ ہمیں بتایا گیا کہ جو شخص چار مسجدوں میں نماز پڑھے' اس کا گناہ بخش دیا جاتا ہے۔ حضرت ابوایوب ؓ نے فرمایا: بھتیجے! میں تجھے اس سے آسان عمل بتاتا ہوں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص وضو کرے جس طرح حکم دیا گیا ہے اور نماز اس طرح پڑھے جس طرح حکم دیا گیا ہے تو اس کے گزشتہ عمل معاف ہو جائیں گے۔'' عقبہ! کیا یہ حدیث اسی طرح ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں (اسی طرح ہے۔)

فوائد و مسائل: ① ایک غزوہ ذات سلاسل ۸ ھ میں فتح مکہ سے پہلے ہوا تھا۔ یہ اور جنگ ہے جو ذات سلاسل کے نام سے مشہور ہے۔ یہ حضرت معاویہ ؓ کے زمانہ میں واقع ہوئی۔ ② ''سلاسل'' کا مطلب ریت کے ٹیلوں کا سلسلہ ہے۔ یہ دونوں جنگیں صحرائی علاقے میں واقع ہونے کی وجہ سے ذات سلاسل کے نام سے معروف ہوئیں۔ ③ حضرت عاصم ؒ کا جنگ میں شریک نہ ہونا گناہ نہیں تھا کیونکہ ہر جہاد میں کچھ مجاہد شریک ہوتے ہیں' کچھ ہنگامی حالات کے لیے یا کسی اور جنگ میں شریک ہونے کے لیے یا دوسرے فرائض انجام دینے کے لیے پیچھے رہتے ہیں۔ اس جنگ میں حضرت عاصم ؒ کا پیچھے رہ جانا شاید ان کی کسی کوتاہی کی وجہ سے پیش آیا ہوگا کہ وہ ارادہ رکھنے کے باوجود شریک نہ ہو سکے ہوں گے' اس لیے انھوں نے اپنا ایک گناہ شمار کیا۔ ④ چار مساجد سے مراد مسجد حرام' مسجد نبوی' مسجد اقصیٰ اور مسجد قباء ہیں جن کی زیارت کے لیے جانے کی ترغیب احادیث میں مروی ہے۔ ⑤ حکم کے مطابق وضو اور نماز سے مراد اچھی طرح آداب و سنن کو ملحوظ رکھتے ہوئے وضو کرنا اور نماز پڑھنا اور نماز میں توجہ اور خشوع و خضوع کا اہتمام کرنا ہے' یعنی بہترین انداز سے وضو کر کے بہترین انداز سے نماز ادا کی جائے۔ ⑥ سنت کے مطابق وضو اور نماز اتنا بڑا عمل ہے کہ اس سے بعض بڑے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

١٣٩٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ:

۱۳۹۷- حضرت عثمان ؓ سے روایت ہے' انھوں

١٣٩٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٧١، ٧٢ عن يعقوب به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ أَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَانَ ابْنَ عُثْمَانَ يَقُولُ: قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ بِفِنَاءِ أَحَدِكُمْ نَهْرٌ يَجْرِي يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، مَا كَانَ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ؟» قَالَ: لَا شَيْءَ. قَالَ: «[فَإِنَّ] الصَّلَاةَ تُذْهِبُ الذُّنُوبَ كَمَا يُذْهِبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ».

نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا: ''بھلا بتاؤ! اگر کسی کے گھر کے سامنے (صاف پانی کا) ایک دریا بہتا ہو' وہ اس میں روزانہ پانچ بار غسل کرے تو اس (کے جسم) پر کتنی میل باقی رہ جائے گی؟'' حاضرین نے کہا: بالکل نہیں رہے گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز گناہوں کو اسی طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح پانی سے میل کچیل ختم ہو جاتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مسنون وضو اور نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ② شرعی مسئلہ مثالیں دے کر بیان کرنے سے زیادہ سمجھ میں آتا ہے اور زیادہ یاد رہتا ہے۔ دوسرے علمی مسائل کی بھی یہی کیفیت ہے۔

١٣٩٨- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ، يَعْنِي مَا دُونَ الْفَاحِشَةِ. فَلَا أَدْرِي مَا بَلَغَ. غَيْرَ أَنَّهُ دُونَ الزِّنَا. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ: ﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ إِنَّ ٱلْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّٰكِرِينَ﴾. [هود: ١١٤] فَقَالَ: يَا رَسُولَ

١٣٩٨- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے زنا سے کم تر ناجائز حرکت کی۔ یہ تو معلوم نہیں کہ اس نے کس حد تک غلطی کی' تاہم زنا نہیں کیا' پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ بات عرض کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی: ﴿وَ أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾ ''دن کے کناروں میں بھی نماز قائم کیجیے اور رات کی گھڑیوں میں بھی' یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں

١٣٩٨ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة كفارة، ح:٥٢٦، ٤٦٨٧، ومسلم، التوبة، باب قوله تعالى: "إن الحسنات يذهبن السيئات"، ح:٢٧٦٣ من حديث سليمان به.

اللهِ أَلِي هٰذِهِ؟ قَالَ: «لِمَنْ أَخَذَ بِهَا».

کے لیے۔'' صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ (رعایت) صرف میرے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی اس پر عمل کرے' اس کے لیے ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مرد کا کسی عورت کو اور عورت کا کسی مرد کو گناہ آلود نظر سے دیکھنا' چھونا اور بوس و کنار وغیرہ کرنا یہ سب گناہ کے کام ہیں اور حدیث میں انھیں بھی ''زنا'' قرار دیا گیا ہے' تاہم یہ بدفعلی سے کم تر درجے کے گناہ ہیں' اس لیے جب کوئی شخص ایسی حرکت کا ارتکاب کر کے دل میں نادم ہو، توبہ کرے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے تو اس کا گناہ معاف ہو جائے گا' البتہ ناجائز جنسی عمل کے ارتکاب پر حد کا نفاذ ضروری ہے' حد لگ جانے سے وہ بھی معاف ہو جاتا ہے۔ ② مومن کے دل میں اللہ کا خوف ہونا چاہیے۔ اگر نفس امارہ اور شیطان کے غلبے سے غلطی ہو جائے تو فوراً اس کے ازالہ اور معافی کی فکر ہونی چاہیے۔ ③ دن کے کناروں کی نمازیں فجر اور عصر کی ہیں جن کے درمیان ظہر کی نماز آ جاتی ہے اور رات کی نمازیں مغرب اور عشاء ہیں' یعنی نماز پنجگانہ کی ادائیگی گناہوں کی معافی کا باعث ہے۔

(المعجم ١٩٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرْضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا (التحفة ٢٣٣)

باب: ۱۹۴- پانچ نمازوں کی فرضیت اور محافظت کا بیان

١٣٩٩ - حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَرَضَ اللهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً. فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ. حَتَّى آتِيَ عَلَى مُوسٰى. فَقَالَ مُوسٰى: مَاذَا افْتَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً. قَالَ: فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ. فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ. فَرَاجَعْتُ رَبِّي.

۱۳۹۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں یہ حکم لے کر واپس آیا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: اس نے مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انھوں نے فرمایا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں دوبارہ اپنے رب کی طرف گیا تو اس نے نصف نمازیں معاف فرما دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انھیں بتایا۔ انھوں نے

١٣٩٩ـ أخرجه البخاري، الصلاة، كيف فرضت الصلاة في الإسراء، ح: ٣٤٩، ١٦٣٦، ٣٣٤٢، ومسلم، الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ إلى السموات وفرض الصلوات، ح: ١٦٣ من حديث يونس به.

فَوَضَعَ عَنِّي شَطْرَهَا. فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ. فَرَاجَعْتُ رَبِّي. فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ. لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ. فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى. فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ. فَقُلْتُ: قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي».

فرمایا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں پھر اپنے رب کی طرف گیا تو اس نے فرمایا: یہ (ادا کرنے میں) پانچ ہیں اور یہی (ثواب میں) پچاس ہیں۔ میرا فرمان تبدیل نہیں ہوتا۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انھوں نے فرمایا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے' میں نے کہا: مجھے اپنے رب سے شرم محسوس ہوتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث واقعۂ معراج کا ایک حصہ بیان کرتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاري' الصلاة' باب کیف فرضت الصلاة في الإسراء' حدیث:۳۴۹) ② حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو فرمایا کہ آپ کی امت زیادہ نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی' اس کی وجہ یہ ہے کہ انھیں بنی اسرائیل سے اس قسم کا تجربہ ہوا تھا کہ بنی اسرائیل نے اللہ کے حکم کے مطابق نمازیں ادا کرنے میں کوتاہی کی تھی۔ (صحیح مسلم' الإیمان' باب الإسراء برسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم إلی السموات و فرض الصلوات' حدیث:۱۶۲) ③ پچاس نمازوں کا حکم تبدیل کر کے پانچ کر دینا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے اور مسلمانوں پر اللہ کا احسان عظیم ہے۔ اس احسان کا شکر صرف اسی طرح ادا کیا جاسکتا ہے کہ پانچوں نمازیں پابندی سے اور پورے آداب کا لحاظ رکھ کر بروقت ادا کی جائیں۔ ④ پانچ نمازوں کو پچاس قرار دے کر فرمایا کہ میرا فرمان تبدیل نہیں ہوتا' اس کی وجہ یہ ہے کہ خود اسی کا قانون ہے کہ صحیح انداز سے خلوص کے ساتھ ادا کی ہوئی نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا لکھا جاتا ہے۔ ارشاد ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (الأنعام:١٦٠) ''جو نیکی لے کر حاضر ہوا' اس کا دس گنا (بدلہ) ملے گا۔'' ⑤ آخری بار رسول اللہ ﷺ نے مزید تخفیف کی درخواست کرنے سے اجتناب فرمایا کیونکہ پانچ پر پچاس کے ثواب کی خوشخبری میں یہ ارشاد تھا کہ اب مزید تخفیف نہیں کی جائے گی۔

١٤٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُصْمٍ أَبِي عُلْوَانَ، عَنِ ابْنِ

۱۴۰۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: تمھارے نبی ﷺ کو پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا تھا تو انھوں نے تمھارے رب سے تخفیف

١٤٠٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٥، والمزي في تهذيب الكمال: (١٥/ ٣٠٧، ٣٠٨ ترجمة عبدالله بن عصم) من حديث أبي الوليد هشام بن عبدالملك به * شريك تقدم، ح:١٤٩، وعنعن، وشيخه مختلف فيه، ولحديثهما شواهد معنوية، انظر الحديث السابق.

عَبَّاسٍ قَالَ: أُمِرَ نَبِيُّكُمْ ﷺ بِخَمْسِينَ صَلَاةً. فَنَازَلَ رَبَّكُمْ أَنْ يَجْعَلَهَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ.

کرا کے پانچ کروالیں۔

١٤٠١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنِ الْمُخْدَجِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللهُ عَلَى عِبَادِهِ. فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يَنْتَقِصْ مِنْهُنَّ شَيْئًا، اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ. فَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَهْدًا أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ. وَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ قَدِ انْتَقَصَ مِنْهُنَّ شَيْئًا، اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ، لَمْ يَكُنْ لَهُ عِنْدَ اللهِ عَهْدٌ. إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ».

۱۴۰۱- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''پانچ نمازیں ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہیں تو جو شخص انھیں اس طرح لے کر حاضر ہوا کہ ان کے حق کو غیر اہم سمجھ کر ان میں کمی نہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے وعدہ فرمائے گا کہ اسے جنت میں داخل کر دے گا اور جو انھیں اس طرح لے کر آیا کہ ان کے حق کو اہمیت نہ دیتے ہوئے ان میں کمی کی (پوری نمازیں ادا نہ کیں) تو اسے اللہ کے ہاں کوئی عہد حاصل نہیں ہوگا' (اللہ کی مرضی ہے) چاہے اسے عذاب دے' چاہے بخش دے۔''

فوائد و مسائل: ① صرف پانچ نمازیں فرض ہیں۔ باقی سب نفل ہیں لیکن بعض نمازوں کی تاکید زیادہ ہے بعض کی کم' تاہم ان کی ادائیگی میں بھی کوتاہی کرنا جائز نہیں کیونکہ فرضوں کی کمی نوافل سے پوری ہوگی۔ ② کمی کرنے سے مراد بعض نمازیں ترک کر دینا یا نماز کی ادائیگی کے دوران میں خشوع و خضوع وغیرہ کا خیال نہ رکھنا ہے۔ ③ دین کے فرائض کو کماحقہ اہمیت نہ دینا اللہ کی رضا سے محرومی کا باعث ہے۔ ④ نماز صحیح طریقے اور پابندی سے ادا کرنے والا یقیناً جنت میں جائے گا اگرچہ بعض گناہوں کی وجہ سے کچھ وقت کے لیے جہنم میں بھی بھیج دیا جائے گا۔ ⑤ نماز کو اہمیت نہ دینا مغفرت سے محرومی کا باعث بن سکتا ہے' اس لیے ترک نماز کو کفر قرار دیا گیا ہے کہ جس طرح کافر جنت میں نہیں جا سکتا' اسی طرح بے نماز بھی عذاب کا مستحق ہوگا۔

١٤٠١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الوتر، باب فيمن لم يوتر، ح: ١٤٢٠ من حديث محمد بن يحيى بن حبان به، وصححه ابن حبان، وابن عبدالبر، والنووي، والمنذري، وله شواهد.

١٤٠٢- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ. ثُمَّ عَقَلَهُ. ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ. قَالَ فَقَالُوا: هٰذَا الرَّجُلُ الأَبْيَضُ الْمُتَّكِيءُ. فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدْ أَجَبْتُكَ» فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي سَائِلُكَ وَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ. فَلاَ تَجِدَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ. فَقَالَ: «سَلْ مَا بَدَا لَكَ» قَالَ لَهُ الرَّجُلُ: نَشَدْتُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ. آللّٰهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللّٰهُمَّ نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللّٰهُمَّ نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللّٰهُمَّ نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، آللّٰهُ

۱۴۰۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ اسی اثنا میں ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے مسجد میں اونٹ بٹھایا' اس کا گھٹنا باندھا' پھر کہا: آپ لوگوں میں محمد (ﷺ) کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ صحابہ کی مجلس میں ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ انھوں نے کہا: یہ سفید فام جو ٹیک لگا کر تشریف فرما ہیں۔ اس آدمی نے کہا: عبدالمطلب کے بیٹے! نبی ﷺ نے فرمایا: ''(بات کرو) جواب دے رہا ہوں۔'' اس آدمی نے کہا: اے محمد! میں آپ سے کچھ دریافت کروں گا اور سوال میں سختی ہو گی' آپ دل میں (ناراضی) محسوس نہ کیجیے گا۔ آپ نے فرمایا: ''جو چاہو پوچھ لو۔'' آدمی نے کہا: آپ کو آپ کے رب کی اور آپ سے پہلے لوگوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سب لوگوں کی طرف بھیجا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ گواہ ہے' ہاں (یہی بات ہے۔'') اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ گواہ ہے' ہاں (ایسا ہی ہے۔'') اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سال میں اس مہینے (رمضان) کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ گواہ ہے' ہاں۔'' اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا

١٤٠٢ـ أخرجه البخاري، العلم، باب القراءة والعرض على المحدث، ح: ٦٣ من حديث الليث به.

أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللّٰهُمَّ نَعَمْ» فَقَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ. وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي. وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ ابْنِ بَكْرٍ.

ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے دولت مندوں سے یہ صدقہ (زکاۃ) لے کر ہمارے غریبوں میں تقسیم فرمائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ گواہ ہے ہاں۔'' اس شخص نے کہا: میں آپ کی لائی ہوئی (شریعت) پر ایمان لے آیا ہوں اور میں اپنے پیچھے اپنی قوم کے افراد کی طرف سے پیغام رساں بن کر آیا ہوں۔ میں بنوسعد بن بکر (قبیلہ) کا ایک فرد ضمام بن ثعلبہ ہوں۔

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں مسجد سادہ اور کچی تھی‘ اس لیے اونٹ وغیرہ کے آنے سے منع نہیں کیا گیا۔ ممکن ہے اونٹوں کے بٹھانے کے لیے جگہ مخصوص ہو۔ اس بنا پر آج کل مسجد کے ساتھ سائیکلوں‘ سکوٹروں اور گاڑیوں وغیرہ کے لیے جگہ خاص کی جا سکتی ہے۔ ② مجلس میں معزز شخصیت کے لیے نمایاں نشست مخصوص کی جا سکتی ہے تاکہ آنے والے اجنبیوں کو پہچاننے میں مشکل نہ ہو۔ ③ اگر سائل سوال کرتے ہوئے ادب و احترام کا مناسب خیال نہ رکھ سکے تو عالم کو چاہیے کہ ناراضی محسوس نہ کرے۔ ④ ایک راوی کی روایت (خبر واحد) قابل قبول ہے جب کہ وہ راوی قابل اعتماد (ثقہ) ہو۔ ⑤ عالم کے پاس سفر کر کے جانا اور اس سے مسائل کی تحقیق کرنا مستحسن ہے۔ ⑥ نازل سند کے ساتھ حدیث معلوم ہو تو عالی سند حاصل کرنے کی کوشش کرنا اچھی بات ہے۔ ⑦ قراءت علی الشیخ بھی حصول علم کا ایک درست طریقہ ہے۔ ⑧ جب قوم کسی فرد کو اپنا نمائندہ منتخب کر لے تو پھر اس کی کارروائی پر اعتماد کرنا چاہیے‘ الا یہ کہ اس سے واضح غلطی سرزد ہو جائے۔

١٤٠٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا ضُبَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي السُّلَيْكِ: أَخْبَرَنِي دُوَيْدُ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: إِنَّ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ

۱۴۰۳- حضرت ابوقتادہ بن ربعی ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص انھیں وقت پر پابندی سے ادا کرے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جس نے انھیں پابندی سے ادا نہ کیا‘

١٤٠٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب المحافظة على الصلوات، ح: ٤٣٠ من حديث بقية به * وضبارة مستور، ولم أجد تصريح سماع الزهري فيه، وأشار البوصيري إلى ضعفه، وللحديث شاهدان ضعيفان عند أحمد: ٤/ ٢٤٤، ح: ١٨٣١٢، والدارمي، ح: ١٢٢٩.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: افْتَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَعَهِدْتُ عِنْدِي عَهْداً أَنَّهُ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ. وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ، فَلاَ عَهْدَ لَهُ عِنْدِي».

اس کے حق میں میرا کوئی وعدہ نہیں۔"

(المعجم ١٩٥) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلاَةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ** ﷺ (التحفة ٢٣٤)

باب: ۱۹۵- مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت

١٤٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ [الْمَدَنِيُّ]، أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ. وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «صَلاَةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

۱۴۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری اس مسجد میں ایک نماز' مسجد حرام کے سوا' کسی بھی مسجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔"

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنے استاد ہشام بن عمار سے' انھوں نے سفیان بن عیینہ سے' انھوں نے زہری سے' انھوں نے سعید بن مسیّب سے' انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① دنیا میں سب سے افضل مسجدیں تین ہیں: مسجد حرام جس کے اندر خانہ کعبہ ہے' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ' اس لیے ان تینوں مسجدوں کی زیارت کے لیے اور وہاں عبادت کی نیت سے سفر کرنا جائز اور ثواب کا کام ہے۔ ان کے علاوہ کسی بھی مقام' مسجد' مزار وغیرہ کی طرف اس نیت سے سفر کر کے جانا جائز نہیں کہ وہاں عبادت کا ثواب زیادہ ہوگا کیونکہ قبرستان میں تو نماز پڑھنا منع ہے اور دوسری تمام مساجد کا ثواب برابر ہے' لہٰذا سفر کا فائدہ نہیں'

١٤٠٤ـ أخرجه البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، ح: ١١٩٠، ومسلم، الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدينة، ح: ١٣٩٤ من حديث مالك به، أخرجه أيضًا من حديث سفيان به.

البتہ مسجد قباء کی فضیلت بھی دیگر احادیث سے ثابت ہے' اس لیے یہ چوتھی مسجد ہے جس کی 'مدینے میں ہوتے ہوئے' زیارت کے لیے جانا مستحب ہے۔ ③ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کے برابر ہے' اس لیے جب مدینہ شریف جانے کا موقع ملے تو زیادہ سے زیادہ نمازیں مسجد نبوی میں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے' اس میں چالیس نمازیں پوری کرنے کی شرط نہیں۔ ④ بعض روایات میں مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر آیا ہے' مثلاً: سنن ابن ماجہ حدیث: ۱۴۱۳ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔

١٤٠٥- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا، أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ. إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

۱۴۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں ایک نماز' مسجد حرام کے سوا' دوسری مسجدوں میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔''

فائدہ: ''میری اس مسجد'' سے مراد مسجد نبوی کا صرف وہ حصہ نہیں جو نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں مسجد میں شامل تھا بلکہ اس میں ہونے والے بعد کے تمام اضافے بھی شامل ہیں کیونکہ ان اضافوں کی حیثیت الگ مسجد کی نہیں' اس لیے مسجد نبوی کے پرانے یا نئے جس حصے میں بھی نماز ادا کی جائے' یہ ثواب حاصل ہو جائے گا' البتہ اگلی صفوں کی افضلیت جس طرح دوسری مساجد میں ہے' وہاں بھی ہے۔

١٤٠٦- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ: أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ. إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ

۱۴۰۶- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری مسجد میں نماز مسجد حرام کے سوا کسی بھی مسجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا کسی دوسری مسجد کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔''

١٤٠٥ـ أخرجه مسلم من حديث ابن نمير وغيره به، انظر الحديث السابق.

١٤٠٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٤٣، ٣٩٧ من حديث عبيدالله بن عمرو الرقي به، وصححه البوصيري، وابن عبدالهادي في التنقيح وغيرهما.

فِيمَا سِوَاهُ» .

فائدہ: مسجد نبوی کی ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر نہیں بلکہ ہزار نمازوں سے بہتر ہے' اسی طرح مسجد حرام کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر نہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہے' تاہم خشوع وخضوع' آداب وارکان کے لحاظ اور توجہ وانابت وغیرہ کی کمی بیشی کی بنا پر اس ثواب میں بھی کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

(المعجم ١٩٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ (التحفة ٢٣٥)

باب:۱۹۶- بیت المقدس کی مسجد میں نماز کا بیان

١٤٠٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ ابْنُ يَزِيدَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ أَخِيهِ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ مَيْمُونَةَ، مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَفْتِنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ. قَالَ: «أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ. ائْتُوهُ فَصَلُّوا فِيهِ. فَإِنَّ صَلَاةً فِيهِ كَأَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ» قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَتَحَمَّلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: «فَتُهْدِي لَهُ زَيْتًا يُسْرَجُ فِيهِ. فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَهُوَ كَمَنْ أَتَاهُ».

۱۴۰۷- نبی ﷺ کی آزاد کردہ خاتون حضرت میمونہ بنت سعد ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں بیت المقدس کے بارے میں مسئلہ بتا دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حشر نشر کی سرزمین ہے۔ وہاں جا کر نماز پڑھا کرو کیونکہ اس جگہ میں ایک نماز پڑھنا کسی اور جگہ ہزار نمازیں پڑھنے کی طرح ہے۔'' میں نے عرض کیا: یہ فرمایئے کہ اگر مجھے سفر کر کے وہاں جانے کی طاقت نہ ہو (تو کیا کروں؟) فرمایا: ''اس مسجد کے لیے تیل بھیج دو جس سے اس میں چراغ جلائے جائیں۔ جس نے یہ کام کیا' وہ بھی ایسے ہی ہے جیسے وہ شخص جو (زیارت کے لیے) وہاں گیا۔''

١٤٠٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْجَهْمِ

۱۴۰۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے'

١٤٠٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٦٣ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه البوصيري، وضعفه عبدالحق، وابن القطان، وقال الذهبي: "هٰذا حديث منكر جدًا" * زياد وأخوه ثقتان، راجع التهذيب وغيره، وللحديث طريق مبتور عند أبي داود، ح: ٤٥٧ وغيره * ثور عنعن، وعثمان لم يصرح بالسماع عن ميمونة.

١٤٠٨ـ [صحيح] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه: ٢/ ٢٨٨، ح: ١٣٣٤ عن عبيدالله بن الجهم به * أيوب لم ينفرد به، تابعه الأوزاعي عند الحاكم: ١/ ٣٠، ٣١ به، وأخرج أحمد، والحاكم: ٢/ ٣٤ وغيرهما من حديث ربيعة بن يزيد حدثني عبدالله بن فيروز الديلمي به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٦٣٣، والحاكم، والذهبي، وللحديث طريق آخر صحيح عند النسائي: ٢/ ٣٤، ح: ٦٩٤.

الأَنْمَاطِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ [السَّيْبَانِيِّ] يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَمَّا فَرَغَ سُلَيْمَانُ ابْنُ دَاوُدَ مِنْ بِنَاءِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، سَأَلَ اللهَ ثَلَاثًا: حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ، وَمُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ، وَأَلَّا يَأْتِيَ هٰذَا الْمَسْجِدَ أَحَدٌ، لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فِيهِ، إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ» فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا اثْنَتَانِ فَقَدْ أُعْطِيَهُمَا. وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدْ أُعْطِيَ الثَّالِثَةَ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب حضرت سلیمان بن داود ؑ بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انھوں نے اللہ سے تین چیزیں مانگیں: ایسا فیصلہ جو اللہ کے فیصلے کے مطابق ہو اور ایسی بادشاہت جو ان کے بعد کسی کے شایاں نہ ہو اور جو شخص بھی اس مسجد میں صرف نماز کی نیت سے آئے وہ گناہوں سے اسی طرح پاک صاف ہو جائے جس طرح اس دن (گناہوں سے پاک) تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دو چیزیں تو انھیں مل چکیں اور مجھے امید ہے کہ تیسری بھی مل ہی گئی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① اللہ کے فیصلے کے مطابق کا مطلب یہ ہے کہ انھیں صحیح فیصلے کرنے کی توفیق ملے اور ان سے اجتہادی غلطی نہ ہو۔ ② پہلی دو درخواستوں کی قبولیت قرآن میں مذکور ہے۔ ارشاد ہے: ﴿وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ﴾ (ص:٢٠) ”ہم نے اسے حکمت دی اور بات کا فیصلہ کرنا۔“ نیز ارشاد ہے: ﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ○ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ○ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ﴾ (ص:٣٥-٣٨) ”انھوں نے کہا: اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے سوا کسی کے لائق نہ ہو، بلاشبہ تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے، چنانچہ ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کر دیا، وہ ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے، نرمی سے پہنچا دیا کرتی تھی اور ہر عمارت بنانے والے غوطہ خور شیاطین (جنات) کو بھی (ان کے ماتحت کر دیا۔) اور دوسرے (جنات) کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔“ ③ اس حدیث میں بیت المقدس کی زیارت اور وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

١٤٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

۱۴۰۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کجاوے کس کر صرف تین

١٤٠٩- أخرجه البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب:١، ح:١١٨٩، ومسلم، الحج، باب فضل المساجد الثلاثة، ح:١٣٩٧ من حديث الزهري به.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلاَثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هٰذَا، وَالْمَسْجِدِ الأَقْصَى».

مسجدوں کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے۔ مسجد حرام' میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔''

فائدہ: کسی اور مسجد' قبر' پہاڑ یا غار وغیرہ کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کرنا یا زیارت کے لیے جانا ممنوع ہے۔ صرف یہ تین مساجد ایسی ہیں جن کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے۔ حجاج کرام کو چاہیے کہ جب مکہ سے مدینہ جائیں تو نیت مسجد نبوی کی ہونی چاہیے نہ کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی کیونکہ قبر کی نیت سے سفر کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔

١٤١٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلاَثَةِ مَسَاجِدَ: إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَإِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى، وَإِلَى مَسْجِدِي هٰذَا».

۱۴۱۰- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کجاوے کس کر سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف۔ مسجد حرام کی طرف' مسجد اقصیٰ کی طرف اور میری اس مسجد کی طرف۔''

فائدہ: زیارت کے لیے سفر صرف ان تین مساجد کی طرف جائز ہے۔ اس کے علاوہ کسی جائز مقصد کے لیے سفر کر کے کسی بھی مقام پر جانا جائز ہے' مثلاً: حصول علم کے لیے' جہاد کے لیے' علماء و صلحاء سے ملاقات کے لیے' اقارب اور احباب سے ملاقات کے لیے یا تجارت اور ملازمت کے لیے' اسی طرح جو شخص مدینہ میں موجود ہے تو وہ مسجد قباء میں جائے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ یہ سفر نہیں۔

(المعجم ١٩٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ (التحفة ٢٣٦)

باب: ۱۹۷- مسجد قباء میں نماز کی فضیلت کا بیان

١٤١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۴۱۱- نبی ﷺ کے صحابی حضرت اسید بن ظہیر

١٤١٠ـ أخرجه البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب مسجد بيت المقدس، ح: ١١٩٧ وغيره، ومسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره، ح: ٨٢٧ من حديث قزعة عن أبي سعيد به.

١٤١١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الصلاة في مسجد قباء، ح: ٣٢٤ من حديث أبي أسامة◄◄

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَبْرَدِ، مَوْلَى بَنِي خَطْمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَيْدَ بْنَ ظُهَيْرٍ الأَنْصَارِيَّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ».

انصاری ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسجد قباء میں ایک نماز ایک عمرے کے برابر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مسجد قباء وہ مسجد ہے جو ہجرت کے بعد سب سے پہلے تعمیر ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ مدینہ پہنچنے سے پہلے چند روز قباء میں تشریف فرما رہے اور وہاں مسجد کی بنیاد رکھی۔ نبی اکرم ﷺ ہفتہ میں ایک بار وہاں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ (صحيح البخاري' فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة' باب من اتى مسجد قباء كل سبت' حديث: ١١٩٣) ② مدینہ میں قیام کے دوران میں مسجد قباء کی زیارت کے لیے جانا چاہیے تاکہ عمرے کا ثواب حاصل ہو اور نبی اکرم ﷺ کے اتباع کا ثواب بھی مل جائے۔

١٤١٢ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ. قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْكَرْمَانِيُّ. قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ [سَهْلِ] بْنِ حُنَيْفٍ يَقُولُ: قَالَ [سَهْلُ] بْنُ حُنَيْفٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءٍ، فَصَلَّى فِيهِ صَلَاةً، كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عُمْرَةٍ».

١٤١٢- حضرت ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف ؓ نے اپنے والد حضرت سہل بن حنیف ؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے' پھر مسجد قباء میں آئے اور اس میں ایک نماز پڑھے اسے ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔''

(المعجم ١٩٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ (التحفة ٢٣٧)

باب: ١٩٨- جامع مسجد میں نماز کا ثواب

◄ به، وقال: "حسن غريب"، ونقل المزي وغيره عنه "حسن صحيح"، وصححه المنذري في الترغيب ۞ أبو الأبرد وثقه ابن حبان، والترمذي، وقال الحاكم: ١/ ٤٨٧ "صحيح الإسناد إلا أن أبا الأبرد مجهول"، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي.

١٤١٢- [حسن] أخرجه النسائي: ٢/ ٣٧، المساجد، فضل مسجد قباء والصلاة فيه، ح: ٧٠٠ من حديث الكرماني به ۞ محمد بن سليمان ذكره ابن حبان في الثقات، والحديث السابق شاهد له.

١٤١٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا رُزَيْقٌ أَبُوعَبْدِ اللهِ الأَلْهَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلاَةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلاَةٍ، وَصَلاَتُهُ فِي مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلاَةً، وَصَلاَتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجَمَّعُ فِيهِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلاَةٍ. وَصَلاَتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلاَةٍ. وَصَلاَتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلاَةٍ. وَصَلاَتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلاَةٍ».

۱۴۱۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کے برابر ہے اور اس کا قبیلے (یا محلے) کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔''

(المعجم ١٩٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ شَأْنِ الْمِنْبَرِ (التحفة ٢٣٨)

باب:۱۹۹- سب سے پہلے منبر کیسے بنا؟

١٤١٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَى جِذْعٍ إِذْ كَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيشاً. وَكَانَ يَخْطُبُ إِلَى

۱۴۱۴- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب مسجد نبوی ایک چھپر کی صورت میں تھی تو رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک تنے کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا: کیا ہم آپ کے لیے کوئی ایسی چیز نہ بنا دیں جس پر آپ جمعے کے دن

١٤١٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن الجوزي في العلل المتناهية: ٢/ ٨٦، ح: ٩٤٦ من حديث ابن ماجه به، وقال: "هٰذا حديث لا يصح"، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لأن أبا الخطاب الدمشقي لا يعرف حاله"، وقال الحافظ في التقريب: "مجهول"، وقال الذهبي في حديثه: "هٰذا منكر جدًا" (ميزان الاعتدال: ٤/ ٥٢٠).

١٤١٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١٣٧ من حديث عبيدالله بن عمرو به، وتابعه سعيد بن سلمة بن أبي الحسام المديني عن ابن عقيل به عند عبدالله بن أحمد في زوائد المسند، ص: ١٣٨، وقال البوصيري في زوائد ابن ماجه: "هٰذا إسناد حسن" * ابن عقيل ضعيف، وتقدم، ح: ٣٩٠.

ذٰلِكَ الْجِذْعِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: هَلْ لَكَ أَنْ نَجْعَلَ لَكَ شَيْئًا تَقُومُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَرَاكَ النَّاسُ وَتُسْمِعَهُمْ خُطْبَتَكَ؟ قَالَ: «نَعَمْ» فَصَنَعَ لَهُ ثَلَاثَ دَرَجَاتٍ. فَهِيَ الَّتِي أَعْلَى الْمِنْبَرِ. فَلَمَّا وُضِعَ الْمِنْبَرُ، وَضَعُوهُ فِي مَوْضِعِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ. فَلَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَقُومَ إِلَى الْمِنْبَرِ، مَرَّ إِلَى الْجِذْعِ الَّذِي كَانَ يَخْطُبُ إِلَيْهِ. فَلَمَّا جَاوَزَ الْجِذْعَ خَارَ حَتَّى تَصَدَّعَ وَانْشَقَّ. فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَمَّا سَمِعَ صَوْتَ الْجِذْعِ. فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ حَتَّى سَكَنَ. ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ. فَكَانَ إِذَا صَلَّى، صَلَّى إِلَيْهِ. فَلَمَّا هُدِمَ الْمَسْجِدُ وَغُيِّرَ، أَخَذَ ذٰلِكَ الْجِذْعَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ. وَكَانَ عِنْدَهُ فِي بَيْتِهِ حَتَّى بَلِيَ. فَأَكَلَتْهُ الْأَرَضَةُ وَعَادَ رُفَاتًا.

(خطبہ دینے کے لیے) کھڑے ہوا کریں تا کہ لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو سکیں اور آپ کا خطبہ (اچھی طرح) سن سکیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے آپ کے لیے (منبر کے) تین درجے بنا دیے۔ وہی (تین سیڑھیاں) اب (موجود) منبر کا سب سے بالائی حصہ ہے۔ جب منبر تیار ہو گیا تو صحابۂ کرام نے اسے اسی مقام پر رکھا جہاں وہ اب ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اٹھ کر منبر پر جانے لگے تو اس تنے کے پاس سے گزرے جس سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب آپ اس سے آگے بڑھے تو وہ زور زور سے رونے لگا حتی کہ (شدت غم سے) اس کی آواز پھٹ گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تنے (کے رونے) کی آواز سنی تو (منبر سے) نیچے تشریف لے آئے' اس (تنے) پر ہاتھ پھیرتے رہے حتی کہ وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد آپ پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ آپ جب نماز پڑھتے تھے تو اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جب مسجد نبوی کو (دوبارہ تعمیر کرنے کے لیے) منہدم کیا گیا اور مسجد کی عمارت میں تبدیلی (اور توسیع) کی گئی تو وہ تنا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لے لیا' وہ ان کے پاس ان کے گھر ہی میں رہا حتی کہ بہت پرانا ہو گیا' پھر اسے دیمک نے کھا لیا اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔

فوائد و مسائل: ① خطبہ کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے۔ ② خطبہ منبر پر دینا چاہیے۔ ③ بڑھئی کا پیشہ ایک جائز پیشہ ہے۔ ④ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری خاتون سے کہا تھا کہ اپنے غلام سے منبر بنوا دو اور اس نے بنوا دیا۔ ممکن ہے پہلے کسی مرد نے یہ تجویز پیش کی ہو' اس کے بعد اس غلام سے کہا گیا ہو اور بعد میں رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اس انصاری خاتون کو یاد دہانی کرا دی ہو۔ واللہ أعلم. ⑤ امام اور قائد کو اپنے متبعین کی

اچھی رائے قبول کرنی چاہیے۔ ⑥ جب منبر پہلے پہل بنایا گیا تو اس کے تین درجے تھے۔ نبی ﷺ کے بعد اس کے نیچے مزید درجات کا اضافہ کر کے اسے مزید بلند کر دیا گیا۔ ⑦ بظاہر بے جان نظر آنے والی چیزوں میں شعور اور احساس موجود ہے لیکن ہم اسے محسوس نہیں کر سکتے۔ ⑧ کھجور کے تنے کا آواز سے اس طرح رونا کہ سب لوگ سنیں' ایک معجزہ ہے۔ ⑨ رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھنے والی اشیاء کو تبرک کے طور پر محفوظ رکھنا درست ہے بشرطیکہ اس نسبت کی صحت کا یقین ہو۔ ⑩ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین' مثلاً: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن اور الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین نے اسے صحیح لغیرہ قرار دیا ہے' نیز انھوں نے کافی تفصیل سے اس روایت کی بابت لکھا ہے' دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٥/ ١٧١' ١٧٢) لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

١٤١٥- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ إِلَى جِذْعٍ. فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ ذَهَبَ إِلَى الْمِنْبَرِ. فَحَنَّ الْجِذْعُ فَأَتَاهُ فَاحْتَضَنَهُ فَسَكَنَ. فَقَالَ: «لَوْ لَمْ أَحْتَضِنْهُ لَحَنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

١٤١٥- حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے منبر بنوایا تو آپ منبر کی طرف چلے۔ تنا (ستون) رو پڑا۔ نبی ﷺ اس کے پاس آئے اور اسے سینے سے لگایا۔ تب وہ خاموش ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اسے گلے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔''

١٤١٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ هُوَ؟ فَأَتَوْا سَهْلَ ابْنَ سَعْدٍ فَسَأَلُوهُ. فَقَالَ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ

١٤١٦- حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ وہ کس چیز (کی لکڑی) سے بنا ہوا تھا؟ چنانچہ وہ حضرت سہل بن سعد ؓ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: یہ بات مجھ سے

١٤١٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٩، ٢٦٧، ٣٦٣ من حديث حماد به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح، ورجاله ثقات"، وقال ابن كثير: "هٰذا الإسناد على شرط مسلم" (البداية والنهاية: ٦/ ١٢٩).

١٤١٦- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في السطوح والمنبر والخشب، ح: ٣٧٧، ومسلم، المساجد، باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلاة وأنه لا كراهة في ذٰلك . . . الخ، ح: ٥٤٤ من حديث سفيان به.

النَّاسِ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي. هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ. عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانَةَ، نَجَّارٌ. فَجَاءَ بِهِ. فَقَامَ عَلَيْهِ حِينَمَا وُضِعَ. فَاسْتَقْبَلَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ. فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ بِالْأَرْضِ. ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ فَقَامَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ بِالْأَرْضِ.

زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ وہ غابہ کے جھاؤ سے بنا تھا۔ اسے فلاں خاتون کے فلاں بڑھئی غلام نے بنایا تھا۔ وہ اسے لے کر حاضر ہوا۔ جب وہ (اپنے مقام پر) رکھا گیا تو نبی ﷺ اس پر کھڑے ہوئے' آپ نے قبلے کی طرف منہ کیا۔ لوگ آپ کے پیچھے (آپ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے) تھے' رسول اللہ ﷺ نے قراءت کی' پھر رکوع کیا' پھر (رکوع سے) سر اٹھایا' پھر آپ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے حتی کہ زمین پر سجدے کیے' پھر دوبارہ منبر پر کھڑے ہو گئے اور قراءت کی' پھر رکوع کیا' پھر قومہ کیا' پھر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے حتی کہ زمین پر سجدے کیے۔''

فوائد و مسائل: ① ''مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔'' یعنی جنھیں زیادہ معلوم تھا' وہ فوت ہو چکے ہیں۔ ② نماز باجماعت میں امام اگر مقتدیوں سے بلند مقام پر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ③ نماز کے اندر کسی ضرورت سے پیچھے ہٹنے یا آگے بڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ④ منبر پر کھڑے ہو کر جماعت کرانے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اچھی طرح نماز کا طریقہ دیکھ اور سمجھ لیں۔

١٤١٧- حَدَّثَنَا أَبُوبِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُومُ إِلٰى أَصْلِ شَجَرَةٍ أَوْ قَالَ إِلٰى جِذْعٍ ثُمَّ اتَّخَذَ مِنْبَرًا. قَالَ فَحَنَّ الْجِذْعُ؛ قَالَ جَابِرٌ: حَتّٰى سَمِعَهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ، حَتّٰى أَتَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَمَسَحَهُ

۱۴۱۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک درخت کی جڑ یا فرمایا ایک درخت کے تنے کے قریب کھڑے ہوتے تھے' پھر آپ نے منبر بنوالیا تو تنا رونے لگا حتی کہ مسجد میں موجود لوگوں نے اس کی آواز سنی (وہ روتا رہا) حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے پاس آ کر اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ ایک آدمی نے کہا: اگر آپ ﷺ اس

١٤١٧_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٦ عن محمد بن أبي عدي به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح"، وقال ابن كثير: "هٰذا على شرط مسلم" (البداية والنهاية: ٦/ ١٢٨)، قلت: حديث حنين الجذع متواتر كما في قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة للسيوطي: ٩٨.

فَسَكَنَ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ لَمْ يَأْتِهِ لَحَنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

کے پاس نہ آتے تو وہ قیامت تک روتا رہتا۔

(المعجم ٢٠٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَوَاتِ (التحفة ٢٣٩)

باب:۲۰۰- نماز میں لمبا قیام کرنے کا بیان

١٤١٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ. قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ الأَمْرُ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَتْرُكَهُ.

۱۴۱۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز (تہجد) پڑھی۔ آپ اتنا عرصہ کھڑے رہے کہ میں نے ایک برے کام کا ارادہ کرلیا۔ (ابووائل فرماتے ہیں) میں نے کہا: وہ کون سا کام تھا؟ فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور رسول اللہ ﷺ کو کھڑا رہنے دوں۔

فوائد و مسائل: ① نماز تہجد باجماعت جائز ہے۔ ② نماز تہجد میں طویل قراءت افضل ہے۔ ③ شاگردوں کو تربیت دینے کے لیے ان سے مشکل کام کروانا جائز ہے اگرچہ اس میں مشقت ہو۔ ④ استاد کا خود نیک عمل کرنا شاگردوں کو اس کا شوق دلاتا اور ہمت پیدا کرتا ہے۔ ⑤ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نیکی کا اس قدر شوق رکھتے تھے کہ افضل کام کو چھوڑ کر جائز کام اختیار کرنے کو انھوں نے "برا کام" قرار دیا۔ ⑥ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارادہ نبی علیہ السلام کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا تھا' اب اتباع اور محبت کا تقاضا ہے کہ اس نیکی میں آخر تک ساتھ دیا جائے' اس لیے بیٹھ جانے کو انھوں نے برا سمجھا کہ یہ محبت کے تقاضے کے خلاف ہے۔

١٤١٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلاَقَةَ، سَمِعَ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ. فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ غَفَرَ

۱۴۱۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے قیام فرمایا حتی کہ آپ کے قدم مبارک سوج گئے۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ معاف کر

١٤١٨ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب طول القيام في صلاة الليل، ح: ١١٣٥، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، ح: ٧٧٣ من حديث الأعمش به.

١٤١٩ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله "ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك . . . الخ"، ح: ٤٨٣٦، ومسلم، صفات المنافقين، باب إكثار الأعمال والاجتهاد في العبادة، ح: ٢٨١٩ من حديث سفيان به.

الله لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ: «أَفَلاَ أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا».

دیے ہیں (پھر آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں؟) فرمایا: ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

فوائد ومسائل: ① پیغمبر گناہ سے معصوم ہوتے ہیں لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ کوئی گناہ سرزد ہو جائے گا تو اس کو پہلے سے معاف کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس سے مقصد رسول اللہ ﷺ کے بلند مقام و مرتبہ کا اظہار ہے یا ''گناہ'' سے مراد وہ اعمال ہو سکتے ہیں جہاں نبی اکرم ﷺ نے کسی مصلحت کی بنا پر افضل کام کو چھوڑ کر دوسرا جائز کام اختیار فرمایا۔ ② اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اعلیٰ مقام دے تو اسے چاہیے کہ شکر کا زیادہ اہتمام کرے۔ ③ شکر کا بہترین طریقہ عبادت میں محنت کرنا ہے' خصوصاً نماز اور تلاوت قرآن مجید میں۔ نماز تہجد میں یہ دونوں چیزیں ہوتی ہیں۔

١٤٢٠ - حَدَّثَنَا أَبُوهِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ. فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ: «أَفَلاَ أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا».

۱۴۲۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (طویل) نماز پڑھتے تھے حتی کہ آپ کے قدموں پر ورم آ جاتا۔ عرض کیا گیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

١٤٢١ - حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُوبِشْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّ الصَّلاَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «طُولُ الْقُنُوتِ».

۱۴۲۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سی نماز افضل ہے؟ فرمایا: ''لمبا قنوت (طویل قیام والی نماز۔'')

(المعجم ٢٠١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ السُّجُودِ (التحفة ٢٤٠)

باب: ۲۰۱- کثرت سے سجدے کرنے کا بیان

١٤٢٠ـ [صحيح] قواه البوصيري، والسند معلول، ولكن له شواهد كثيرة، منها ما أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ١١٨٤ من حديث محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة به، وإسناده حسن، وانظر الحديث السابق.

١٤٢١ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب أفضل الصلاة طول القنوت، ح: ٧٥٦ من حديث أبي عاصم به.

١٤٢٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيَّانِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ أَبَافَاطِمَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَسْتَقِيمُ عَلَيْهِ وَأَعْمَلُهُ. قَالَ: «عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ. فَإِنَّكَ لاَ تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيئَةً».

۱۴۲۲- حضرت ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی عمل بتایئے جس پر میں قائم رہوں اور اسے کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کثرت سے سجدے کیا کر کیونکہ تو اللہ کے لیے جو بھی سجدہ کرے گا اس کی وجہ سے اللہ تیرا ایک درجہ بلند کر دے گا اور تیری ایک غلطی معاف کر دے گا۔“

فوائد و مسائل: ① نماز کے تمام اعمال ہی اللہ کے قرب کا باعث ہیں لیکن سجدے کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ اللہ کے سامنے عاجزی کا سب سے بڑا مظہر ہے اور یہ عجز ہی عبادت کی روح ہے۔ ② طویل قیام کی فضیلت تلاوت قرآن کی وجہ سے ہے اور سجدے کی فضیلت عجز و نیاز کی وجہ سے، اس لیے طویل سجدہ بھی ایک عظیم عمل ہے جیسے کہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے طویل سجدوں کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي' التطبيق' باب هل يجوز أن تكون سجدة أطول من سجدة ' حديث:۱۱۴۲) ③ سجدے سے درجات بھی بلند ہوتے ہیں اور گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔

١٤٢٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو أَبُو عَمْرٍو

۱۴۲۳- حضرت معدان بن ابوطلحہ یعمری رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے عرض کیا: مجھے کوئی حدیث سنایئے شاید اللہ

١٤٢٢ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٢/ ٣٢١، ٣٢٢، ح: ٨٠٩ من حديث بقية عن عبدالرحمٰن بن ثابت ابن ثوبان به مطولاً * مكحول تابعه الحارث بن يزيد الحضرمي عند الطبراني، وللحديث طرق أخرى، منها ما أخرجه الطبراني من حديث أبي عبدالرحمٰن الحبلي عن أبي فاطمة به، وقال المنذري: "رواه ابن ماجه بإسناد جيد"، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي، وأخرج النسائي، ح: ٤١٧٢ من طريق آخر عن كثير بن مرة به، وإسناده صحيح.

١٤٢٣ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، ح: ٤٨٨ من حديث الوليد به بلفظ: "عليك بكثرة السجود لله فإنك لا تسجد لله سجدة إلا رفعك الله بها درجة وحط عنك بها خطيئة".

الأَوْزَاعِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعَيْطِيُّ: حَدَّثَهُ مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيُّ قَالَ: لَقِيتُ ثَوْبَانَ فَقُلْتُ لَهُ: حَدِّثْنِي حَدِيثًا عَسَى اللهُ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ. قَالَ: فَسَكَتَ. ثُمَّ عُدْتُ فَقُلْتُ مِثْلَهَا. فَسَكَتَ. ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. فَقَالَ لِي: عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ لِلَّهِ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً».

مجھے اس سے فائدہ پہنچائے۔ وہ خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ عرض کیا تو وہ خاموش رہے۔ میں نے تین بار یہی کہا تو مجھ سے فرمایا: اللہ کے لیے سجدے کیا کر کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”جو بندہ اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے‘ اس کی وجہ سے اللہ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔“

قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

حضرت معدان ؒ نے فرمایا: پھر میری ملاقات حضرت ابو درداء ؓ سے ہوئی‘ میں نے ان سے یہی درخواست کی تو انھوں نے بھی مجھے یہی جواب دیا۔

١٤٢٤- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ الْمُرِّيِّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ ابْنِ حَلْبَسٍ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَمَحَا عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً، وَرَفَعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةً. فَاسْتَكْثِرُوا مِنَ السُّجُودِ».

۱۴۲۴- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جو بندہ بھی اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے‘ اللہ اس کے بدلے میں اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس (سجدہ) کی وجہ سے اس کا ایک گناہ معاف کرتا ہے اور اس (سجدہ) کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے‘ اس لیے سجدے کثرت سے کرو۔“

فائدہ: بکثرت سجدے کرنے میں سنت اور نفل نمازوں کی ادائیگی بھی شامل ہے اور سجدۂ شکر‘ سجدۂ تلاوت وغیرہ کی کثرت بھی۔

١٤٢٤ـ [صحيح] أخرجه أبونعيم في الحلية: ٥/ ١٣٠ من حديث الوليد به، وصرح بالسماع من شيخه خالد، وضعفه البوصيري لعنعنة الوليد، ح: ٢٥٥، ولكن له شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

(المعجم ٢٠٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَوَّلِ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ (التحفة ٢٤١)

باب:۲۰۲- بندے سے سب سے پہلا حساب نماز کا ہوگا

١٤٢٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ الضَّبِّيِّ قَالَ: قَالَ لِي أَبُوهُرَيْرَةَ: إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَ مِصْرِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ فَإِنْ أَتَمَّهَا، وَإِلَّا قِيلَ: انْظُرُوا هَلْ لَهُ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ أُكْمِلَتِ الْفَرِيضَةُ مِنْ تَطَوُّعِهِ. ثُمَّ يُفْعَلُ بِسَائِرِ الْأَعْمَالِ الْمَفْرُوضَةِ مِثْلُ ذٰلِكَ».

۱۴۲۵- حضرت انس بن حکیم ضبی ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: جب تو اپنے شہر والوں کے پاس پہنچے تو انھیں بتانا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''مسلمان بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا' وہ فرض نماز ہے۔ اگر اس نے پوری نمازیں پڑھی ہوں گی تو ٹھیک ہے ورنہ کہا جائے گا: دیکھو کیا اس کے کوئی نفل بھی ہیں؟ اگر اس کے نفل ہوئے تو اس کے فرضوں کی کمی نفلوں سے پوری کر دی جائے گی' پھر دوسرے فرض اعمال کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' نیز ہمارے شیخ نے بھی تحقیق میں اس کی بابت لکھا ہے کہ آئندہ آنے والی حدیث کے بعض حصے اس کے شاہد ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ روایت سنن ابوداود میں بھی ہے وہاں پر ہمارے شیخ لکھتے ہیں کہ یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے لیکن اس کے بعد آنے والی روایت (٨٦٦) اس سے کفایت کرتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ١٥/ ٢٩٩، ٣٠٠) ② اس حدیث میں فرض نماز کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ ③ فرض نماز' فرض روزے' فرض حج اور فرض زکاۃ پر خاص توجہ دینی چاہیے کہ ان میں حتی المقدور کوتاہی نہ ہو۔ ④ نفل نمازوں' نفل روزوں' نفل حج و عمرہ اور نفل صدقات و خیرات کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔ ⑤ نفل نمازوں میں سب سے اہم وہ نمازیں ہیں جنھیں سنت

١٤٢٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب قول النبي ﷺ: "كل صلاة لا يتمها صاحبها تتم من تطوعه"، ح: ٨٦٤ من حديث الحسن عن أنس بن حكيم به، وصححه الحاكم، والذهبي، والحديث الآتي شاهد لبعضه.

مؤکدہ کہا جاتا ہے اور وہ فرض نماز سے پہلے یا بعد میں ادا کی جاتی ہیں' اس کے بعد نماز تہجد اہم ہے۔ ⑨ روانہ ہونے والے شاگرد کو مناسب نصیحت کرنا بہت مفید ہے تاکہ وہ آئندہ زندگی میں اس سے فائدہ اٹھائے۔

١٤٢٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَنْبَأَنَا حُمَيْدٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ أَوْفَى، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ. فَإِنْ أَكْمَلَهَا كُتِبَتْ لَهُ نَافِلَةً. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَكْمَلَهَا، قَالَ اللهُ سُبْحَانَهُ لِلْمَلَائِكَةِ: انْظُرُوا، هَلْ تَجِدُونَ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَأَكْمِلُوا بِهَا مَا ضَيَّعَ مِنْ فَرِيضَتِهِ. ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلَى حَسَبِ ذٰلِكَ».

١٤٢٦- حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن بندے سے جس عمل کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا' وہ اس کی (فرض) نماز ہے۔ اگر اسے پورا ادا کیا ہوگا تو (باقی نمازیں) اس کے لیے نفل لکھ دی جائیں گی۔ اگر انھیں پورا نہیں ادا کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا: دیکھو' کیا تمھیں میرے بندے کے کوئی نفل ملتے ہیں؟ اس نے اپنے فرائض میں جو کوتاہی کی تھی' وہ ان (نوافل) سے پوری کرو' پھر دوسرے اعمال کا حساب بھی اسی انداز سے ہوگا۔''

(المعجم ٢٠٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ النَّافِلَةِ حَيْثُ تُصَلَّى الْمَكْتُوبَةُ (التحفة ٢٤٢)

باب: ٢٠٣- جہاں فرض نماز پڑھی جائے وہیں نفل نماز پڑھنے کا بیان

١٤٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٤٢٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی

١٤٢٦- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، الباب السابق، ح:٨٦٦ من حديث حماد به، وصححه الحاكم على شرط مسلم، وله شاهد عند أحمد بإسناد حسن.

١٤٢٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح:١٠٠٦ من حديث ليث بن أبي سليم به، وضعفه البخاري في صحيحه، ح:٨٤٨ بقوله: "ولم يصح" * ليث تقدم حاله، ح:٢٠٨، وإبراهيم مجهول، وللحديث شواهد ضعيفة، وأثر علي لم أجده في مصنف ابن أبي شيبة بهذا اللفظ، وأخرج ابن أبي شيبة بإسناد ضعيف عن علي نحوه بدون◄◄

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ، إِذَا صَلَّى، أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ، أَوْ عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ» يَعْنِي السُّبْحَةَ.

ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب وہ نماز پڑھے تو آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جائے۔'' یعنی نفل و سنت پڑھتے وقت۔

فائدہ: نماز کے اس ادب سے اکثر لوگ غافل ہیں۔ فرض نماز کے بعد سنتیں اور نفل اسی جگہ نہیں پڑھنے چاہئیں یا تو جگہ بدل لے یا اپنے ساتھی سے کوئی بات چیت کر لے' مثلاً: سلام کر کے اس کی خیریت دریافت کر لے یا اذکار مسنونہ کرنے کے بعد اسی جگہ پڑھ لے۔ یہ مضمون صحیح احادیث میں بھی بیان ہوا ہے، اسی لیے بعض حضرات کے نزدیک یہ روایت بھی صحیح ہے۔

١٤٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُصَلِّي الْإِمَامُ فِي مُقَامِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْمَكْتُوبَةَ، حَتَّى يَتَنَحَّى عَنْهُ».

۱۴۲۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام اس جگہ (نفل یا سنت) نماز نہ پڑھے جہاں اس نے فرض نماز ادا کی ہے حتی کہ وہاں سے ایک طرف ہٹ جائے۔''

حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنے استاد کثیر بن عبید حمصی سے' انھوں نے بقیہ سے' انھوں نے ابو عبدالرحمن تمیمی سے' بواسطہ عثمان بن عطاء' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا۔

(المعجم ٢٠٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَوْطِينِ الْمَكَانِ فِي الْمَسْجِدِ يُصَلَّى فِيهِ (التحفة ٢٤٣)

باب: ۲۰۴- مسجد میں نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر لینے کا بیان

◄◄ قوله: "من السنة"، فيه مدلس، وقد عنعن، وعباد بن عبدالله تقدم حاله، ح: ١٢٠.

١٤٢٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يتطوع في مكانه، ح: ٦١٦ من طريق آخر عن عطاء به، وقال: "عطاء الخراساني لم يدرك المغيرة بن شعبة"، فالسند منقطع، وله شواهد، فالحديث حسن.

١٤٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ مَحْمُودٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ، وَعَنْ فَرْشَةِ السَّبُعِ، وَأَنْ يُوطِنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ كَمَا يُوطِنُ الْبَعِيرُ.

۱۴۲۹- حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے تین کاموں سے منع فرمایا ہے: کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے درندے کی طرح بازو پھیلانے سے اور اس بات سے کہ آدمی نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر لے جس طرح اونٹ (باڑے میں اپنے لیے) جگہ مقرر کر لیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے کا مطلب' جلدی جلدی سجدے کرنا ہے۔ یہ عمل نماز میں توجہ اور خشوع کے خلاف ہے' اس لیے تمام ارکان اطمینان سے پورے اذکار اور دعائیں پڑھتے ہوئے ادا کرنے چاہییں۔ ② سجدہ کرتے وقت صرف ہاتھ زمین پر رکھنے چاہییں کہنیوں تک بازو زمین پر پھیلا دینا درست نہیں۔ ③ نماز کے لیے جگہ مقرر کرنا اور دوسروں کو وہاں نماز پڑھنے سے روکنا جائز نہیں کیونکہ مسجد سب کے لیے مشترک ہے' ہاں اگر جگہ خالی دیکھ کر وہاں نماز پڑھتا ہے اور اکثر ایسا ہو جاتا ہے کہ وہیں نماز پڑھے تو جائز ہے یا مثلاً: ایک شخص صف میں دائیں طرف کھڑا ہونا پسند کرتا ہے تو یہ جائز ہے جب کہ پہلے سے بیٹھے ہوئے شخص کو اٹھایا نہ جائے۔

١٤٣٠- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي إِلَى سُبْحَةِ الضُّحَى فَيَعْمِدُ إِلَى الْأُسْطُوَانَةِ دُونَ

۱۴۳۰- حضرت یزید بن ابوعبید رحمہ اللہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ ضحیٰ کے نفل پڑھنے کے لیے تشریف لاتے تو اس ستون کی طرف جاتے جو مصحف کے پاس ہے۔ اس کے قریب نماز پڑھتے۔ میں (یزید بن ابوعبید) مسجد کے کسی حصے کی طرف اشارہ

١٤٢٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ٨٦٢ من طريق آخر عن أبي عبدالحميد جعفر بن عبدالله الأنصاري به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي
* تميم موثق عند الجمهور وتعديله راجح.

١٤٣٠ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة إلى الأسطوانة، ح: ٥٠٢، ومسلم، الصلاة، باب دنو المصلي من السترة، ح: ٥٠٩ من حديث يزيد بن أبي عبيد به.

[الْمُصْحَفِ]، فَيُصَلِّي قَرِيباً مِنْهَا. فَأَقُولُ لَهُ: أَلاَ تُصَلِّي هٰهُنَا؟ وَأُشِيرُ إِلَى بَعْضِ نَوَاحِي الْمَسْجِدِ. فَيَقُولُ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَتَحَرَّى هٰذَا الْمَقَامَ.

کر کے کہتا: آپ یہاں کیوں نہیں نماز پڑھ لیتے؟ وہ فرماتے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ اہتمام سے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

فائدہ: افضل مقام پر نماز پڑھنے کی کوشش کرنا درست ہے بشرطیکہ اس سے دوسروں کو تکلیف نہ ہو اور پہلے پہنچنے والے کو وہاں سے ہٹایا نہ جائے۔

(المعجم ٢٠٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيْنَ تُوضَعُ النَّعْلُ إِذَا خُلِعَتْ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٢٤٤)

باب:۲۰۵- نماز پڑھتے وقت اگر جوتے اتارے جائیں تو کہاں رکھے جائیں؟

١٤٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْفَتْحِ، فَجَعَلَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهِ.

۱۴۳۱- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز پڑھی تو اپنے جوتے اپنی بائیں طرف رکھے۔

فوائد ومسائل: ① جوتے پہن کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جوتے اتار کر پڑھنا بھی۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث:۱۰۳۸) ② جوتے اتار کر نماز پڑھیں تو انھیں بائیں طرف رکھیں۔

١٤٣٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

۱۴۳۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے جوتے اپنے پاؤں میں رکھو (پہنے رہو۔) اگر انھیں اتارو تو اپنے دونوں پاؤں کے درمیان رکھو۔ انھیں اپنی دائیں طرف نہ رکھنا نہ اپنے

١٤٣١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، ح: ٦٤٨ من حديث يحيى به * وصرح ابن جريج بالسماع عنده، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

١٤٣٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] وانظر، ح: ٢٦٠ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، عبدالله بن سعيد متفق على تضعيفه".

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلْزِمْ نَعْلَيْكَ قَدَمَيْكَ. فَإِنْ خَلَعْتَهُمَا فَاجْعَلْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْكَ. وَلاَ تَجْعَلْهُمَا عَنْ يَمِينِكَ، وَلاَ عَنْ يَمِينِ صَاحِبِكَ، وَلاَ وَرَاءَكَ، فَتُؤْذِيَ مَنْ خَلْفَكَ».

ساتھی کے دائیں طرف رکھنا' نہ اپنے پیچھے رکھنا کہ اپنے پیچھے والے (نمازی) کو تکلیف دو۔''

فوائد ومسائل: ① اس سند کے ساتھ تو یہ روایت ضعیف ہے' تاہم صحیح ابن خزیمہ میں یہ حدیث ان الفاظ میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے جوتے اپنے دائیں طرف نہ رکھے' نہ اپنے بائیں طرف رکھے سوائے اس حال کے کہ اس کے بائیں طرف کوئی نہ ہو۔ (نمازی کو) چاہیے کہ انھیں اپنے دونوں پاؤں کے درمیان رکھ لے۔'' (صحيح ابن خزيمة' الصلاة' جماع أبواب الصلاة على البسط' باب ذكر الزجر عن وضع المصلي نعليه عن يساره إذا كان عن يساره مصلٍ......) اس پر علامہ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اس کی سند حسن ہے جیسے کہ میں نے صحیح ابوداود حدیث: (٦٦١) میں بیان کیا ہے اور اس سے پہلے والی روایت: (١٠٠٩) کی سند کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔'' (صحيح ابن خزيمة حاشيه حديث: ١٠١٦) یعنی شیخ البانی رحمہ اللہ نے وہاں اسے صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ ② جوتے بائیں طرف رکھنا اس وقت منع ہیں جب بائیں طرف کوئی نمازی موجود ہو۔ اس صورت میں وہ اس نمازی کی دائیں طرف ہو جائیں گے۔ ③ جوتے پیچھے رکھنا جائز ہے لیکن اگر پیچھے کوئی اور شخص نماز پڑھ رہا ہو تو یہ جوتے اس کے لیے اذیت کا باعث ہوں گے' اس صورت میں اپنے پیچھے نہ رکھے' ہاں ایسی جگہ رکھ سکتا ہے جہاں وہ کسی دوسرے نمازی کے دائیں طرف نہ ہوں' یعنی بالکل پیچھے یا بالکل بائیں طرف رکھے۔ ④ بعض علماء نے لکھا ہے کہ جب دائیں طرف جوتے رکھنا ممنوع ہے تو نمازی کا اپنے آگے جوتا رکھنا بطریق اَولیٰ ممنوع ہوگا لیکن یہ استدلال اس لیے صحیح معلوم نہیں ہوتا کہ جب ایک شخص جوتوں سمیت نماز پڑھے گا (جو کہ ایک جائز امر ہے) تو اس صورت میں بھی تو جوتے دوسرے نمازی کے آگے ہی ہوں گے' اس لیے محض جوتوں کے آگے ہونے کو تو ممنوع نہیں سمجھا جا سکتا۔ ممانعت کی واضح نص ہونی چاہیے جو کہ ہمارے علم کی حد تک نہیں ہے۔ دوسرا استدلال معجم صغیر طبرانی کی اس روایت سے کیا جاتا ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب تمھارا کوئی شخص جوتے اتارے تو انھیں اپنے سامنے نہ رکھے تاکہ جوتوں کی اقتدا لازم نہ آئے......'' (الحدیث) لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف ہی نہیں' سخت ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الضعيفة' حديث: ٩٨٦) اس لیے اس حدیث سے بھی استدلال صحیح نہیں۔ اس اعتبار سے نمازی کے آگے جوتے ہونے یا رکھنے کی ممانعت کی کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ نمازی کے آگے جوتے رکھنے کو خلاف ادب تصور کر کے اس سے بچنے کو بہتر قرار دیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٦) أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ (التحفة ٤)

جنازے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ (التحفة ١)

باب:۱- مریض کی عیادت کا بیان

١٤٣٣ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُوالأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتَّةٌ بِالْمَعْرُوفِ: يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ. وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ. وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ. وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ. وَيَتْبَعُ جِنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ. وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ».

۱۴۳۳- حضرت علی ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دستور کے مطابق مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ جب اس سے ملے تو سلام کہے جب وہ اسے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے جب اسے چھینک آئے تو اسے دعا دے جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کرے جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مسلمان معاشرے میں امن قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو صحیح رکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے بہت سی چیزیں بتائی ہیں جن میں یہ چھ چیزیں بھی شامل ہیں۔ ان کی اہمیت کی وجہ سے انھیں ''مسلمان کا حق'' قرار دیا گیا ہے تاکہ ہر مسلمان دوسرے بھائی کے بارے میں ان امور کا خیال رکھے جس کے نتیجے میں باہمی محبت قائم ہوگی اور لڑائیاں جھگڑے ختم ہو کر امن قائم ہو جائے گا۔ ② سلام ایک دعا ہے۔ جب مسلمان اپنے بھائی سے ملتا ہے تو اسے سلامتی کی دعا دیتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دل میں اس بھائی کے لیے نفرت یا

١٤٣٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في تشميت العاطس، ح:٢٧٣٦ عن هناد به، وقال: "حسن" * الحارث ضعيف كما تقدم، ح: ٩٥، وفي السند علة أخرى، وله شواهد عند مسلم، ح: ٢١٦٢ وغيره، دون قوله: "ويحب له ما يحب لنفسه"، ولهٰذا اللفظ أيضًا شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

بغض نہیں ہے' یعنی مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے لیے برا نہ سوچے' تبھی وہ سلام کا حق ادا کر سکے گا۔ جس کو سلام کیا جائے' اس کا بھی فرض ہے کہ انہی جذبات کے ساتھ سلام کا جواب دے۔ دیکھیے: (حدیث:۱۴۳۵) ③ سلام کے آداب میں یہ بھی ہے کہ چھوٹا بڑے کو' سوار پیدل کو' چلنے والا بیٹھنے والے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الاستئذان' باب تسلیم القلیل علی الکثیر' حدیث:۶۲۳۱' و باب یسلم الراکب علی الماشي' حدیث:۶۲۳۲) ④ دعوت سے مراد کھانے کی دعوت ہے۔ یہ دعوت کسی امیر آدمی کی طرف سے دی جائے یا غریب آدمی کی طرف سے' اسے قبول کرنا چاہیے' خواہ وہ معمولی کھانا ہی پیش کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے بکری کے ایک پائے کی دعوت دی جائے تو میں اس (دعوت) کو قبول کروں گا اور اگر مجھے تحفہ کے طور پر بکری کا ایک پایا دیا جائے تو اسے قبول کروں گا۔'' (صحیح البخاري' النکاح' باب من أجاب إلی کراع' حدیث:۵۱۷۸) ⑤ [وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ] کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو پکارے تو وہ اس کی بات سنے' یعنی سنی ان سنی نہ کر دے' ممکن ہے اسے کسی مدد یا مشورے کی ضرورت ہو۔ اگر مدد کرنا یا مشورہ دینا ممکن ہوا تو اس کا بھلا ہو جائے گا اور مدد کرنے یا مشورہ دینے والے کو ثواب مل جائے گا۔ ⑥ چھینک پر دعا دینے کا مطلب یہ ہے کہ جسے چھینک آئے وہ [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ] کہے تو دوسرے کو چاہیے کہ ضرور [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] کہے' یعنی اللہ تجھ پر رحمت فرمائے۔ یہ مسلمان کی مسلمان کے لیے دعا ہے۔ جب [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] کہا جائے تو چھینکنے والے کو چاہیے کہ یوں کہے: [يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ] ''اللہ تمھاری رہنمائی فرمائے اور تمھارے کام سنوارے۔'' (صحیح البخاري' الأدب' باب: إذا عطس کیف یُشَمَّتُ؟ حدیث:۶۲۲۴) ⑦ اگر چھینکنے والا [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ] نہ کہے تو اسے [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] نہ کہا جائے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الزهد والرقائق' باب تشمیت العاطس' وکراهة التثاؤب' حدیث:۲۹۹۱) ⑧ بیمار کی خیریت معلوم کرنے کے لیے جانا بھی بیمار مسلمان کا دوسروں پر حق ہے۔ اس موقع پر مریض کو تسلی تشفی دینا اور اس کے لیے دعا کرنا مسنون ہے' مثلاً یہ کہنا: [لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى] ''کوئی حرج نہیں' اللہ نے چاہا تو (یہ بیماری گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے۔'' (صحیح البخاري' المرض' باب عیادة الأعراب' حدیث:۵۶۵۶) اور یہ دعا بھی دینی چاہیے: [أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي' لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ' شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا] ''اے انسانوں کے رب! بیماری دور فرما دے' شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے' تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں' ایسی شفا دے جو بیماری کو بالکل باقی نہ چھوڑے۔'' (صحیح البخاري' المرض' باب دعاء العائد للمریض' حدیث:۵۶۷۵) ⑨ میت کے ساتھ جانا اور اس کا جنازہ پڑھنا بھی لازمی حق ہے۔ جنازہ پڑھ کر واپس آ جانا جائز ہے۔ لیکن قبر تیار کرنے اور دفن کرنے میں مدد دینا اور دفن سے فارغ ہو کر آنا دگنے ثواب کا باعث ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' حدیث:۱۵۳۹) ⑩ مومن کے لیے اچھی چیز چاہنے کا مطلب یہ ہے کہ

اس کی خیر خواہی کرے اور اس سے اس قسم کا سلوک کرے جس قسم کے سلوک کی وہ خود دوسروں سے توقع رکھتا ہے مثلاً: جس طرح ایک آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا احترام کیا جائے اور بے عزتی نہ کی جائے اسی طرح اسے دوسروں کا احترام کرنا اور دوسروں کی بے عزتی کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے جس طرح وہ چاہتا ہے کہ مشکل میں دوسرے اس کی مدد کریں' اسے چاہیے کہ خود بھی دوسروں کی مدد کرے۔

١٤٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ أَرْبَعُ خِلاَلٍ: يُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ، وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ».

۱۴۳۴- حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے ذمے مسلمان کے چار کام ہیں: جب اسے چھینک آئے تو اسے دعا دے' جب وہ اسے دعوت دے تو قبول کرے' جب وہ فوت ہو جائے تو (اس کے جنازے میں) حاضر ہو اور جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے۔''

١٤٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ: رَدُّ التَّحِيَّةِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَشُهُودُ الْجِنَازَةِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللهَ».

۱۴۳۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں مسلمان کے مسلمان پر حقوق میں شامل ہیں: سلام کا جواب دینا' دعوت قبول کرنا' جنازے میں حاضر ہونا' بیمار کی عیادت کرنا اور جب چھینکنے والا اللہ کی تعریف کرے (اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے) تو اسے دعا دینا (یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہنا)۔''

١٤٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

۱۴۳۶- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت

١٤٣٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧٣ عن يحيى بن سعيد به، وصححه البوصيري، والحاكم: ٤/ ٦٤، والذهبي.

١٤٣٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٢ عن محمد بن بشر به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله ثقات".

١٤٣٦ـ أخرجه البخاري، المرضى، باب عيادة المغمى عليه، ح: ٥٦٥١، ومسلم، الفرائض، باب ميراث الكلالة، ح: ١٦١٦ من حديث سفيان به مطولاً.

الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: عَادَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مَاشِياً، وَأَبُو بَكْرٍ، وَأَنَا فِي بَنِي سَلِمَةَ.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدل چل کر میری عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ میں بنوسلمہ کے محلے میں تھا۔

١٤٣٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عُلَيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَعُودُ مَرِيضاً إِلَّا بَعْدَ ثَلَاثٍ.

۱۴۳۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ تین دن کے بعد ہی بیمار کی عیادت فرماتے تھے۔

١٤٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ، عَنْ مُوسَى ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَنَفِّسُوا لَهُ فِي الْأَجَلِ. فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئاً. وَهُوَ يَطِيبُ بِنَفْسِ الْمَرِيضِ».

۱۴۳۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اسے زندگی کی امید دلاؤ' اس سے (تقدیر کا فیصلہ تو) کچھ نہیں ٹلتا لیکن بیمار کا دل خوش ہو جاتا ہے۔''

١٤٣٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۱۴۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو اس سے فرمایا: ''تمھارا کس چیز کو جی چاہتا

١٤٣٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٣٥١ لعلته، وفيه علل أخرى، وقال أبوحاتم: "هٰذا حديث باطل موضوع"، وله شاهد موضوع ـ لا يستشهد به ـ عند الطبراني في الأوسط * فيه نصر بن حماد وهو كذاب كما قال ابن معين رحمه الله.

١٤٣٨ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الطب، باب تطييب نفس المريض، ح: ٢٠٨٧ من حديث عقبة به، وقال: "غريب" * موسى بن محمد التيمي منكر الحديث كما في التقريب وغيره.

١٤٣٩ـ [إسناده ضعيف] * صفوان بن هبيرة لين الحديث كما في التقريب، وانظر، ح: ٣٤٤٠.

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ: «مَا تَشْتَهِي؟» قَالَ: أَشْتَهِي خُبْزَ بُرٍّ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزُ بُرٍّ فَلْيَبْعَثْ إِلَى أَخِيهِ» ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا اشْتَهَى مَرِيضُ أَحَدِكُمْ شَيْئاً، فَلْيُطْعِمْهُ».

ہے؟'' اس نے کہا: گندم کی روٹی کو جی چاہتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی کے پاس گندم کی روٹی ہو' وہ اپنے بھائی کے پاس بھیجے۔'' پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کا مریض کسی چیز کی خواہش کرے تو وہ اسے کھلا دے۔''

١٤٤٠- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ. فَقَالَ: «أَتَشْتَهِي شَيْئاً؟ أَتَشْتَهِي كَعْكاً؟» قَالَ: نَعَمْ. فَطَلَبُوا لَهُ.

۱۴۴۰- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک بیمار کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا: ''تمھارا کسی چیز کو جی چاہتا ہے؟ کیا کعک کی خواہش ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں' چنانچہ صحابہ ؓ نے اسے کعک (ایک خاص قسم کی روٹی) منگوا دی۔

١٤٤١- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مَرِيضٍ فَمُرْهُ أَنْ يَدْعُوَ لَكَ. فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ».

۱۴۴۱- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب تو کسی مریض کے پاس جائے تو اسے کہہ کہ تیرے لیے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔''

(المعجم ٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَادَ مَرِيضًا (التحفة ٢)

باب:۲- بیمار کی عیادت کرنے والے کے ثواب کا بیان

١٤٤٠ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف"، وانظر، ح:٣٤٤١ * يزيد بن أبان تقدم، ح:١٠٨٠، وفيه علل أخرى.

١٤٤١ـ [إسناده ضعيف] وقال المنذري: "رواته ثقات مشهورون، إلا أن ميمون بن مهران لم يسمع من عمر"، ورواه الحسن بن عرفة عن كثير عن عيسى بن إبراهيم الهاشمي عن جعفر به، وهٰذا من المزيد في متصل الأسانيد ولكن طريق ابن ماجه أيضًا محفوظ بدليل تصريح سماع كثير من جعفر، وأشار الحافظ في التهذيب إلى خطاء في ذكر تصريح السماع بين كثير وجعفر، فيصير الحديث ضعيفًا جدًا، لأن الهاشمي هٰذا منكر الحديث.

١٤٤٢- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَتٰى أَخَاهُ الْمُسْلِمَ عَائِدًا، مَشٰى فِي خِرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسَ. فَإِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ. فَإِنْ كَانَ غُدْوَةً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ. وَإِنْ كَانَ مَسَاءً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ».

۱۴۴۲- حضرت علی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ’’جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پاس عیادت کے لیے آتا ہے تو وہ مریض کے پاس آ کر بیٹھنے تک جنت کے پھل چنتا آتا ہے۔ جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو اس پر رحمت سایہ فگن ہو جاتی ہے۔ اگر (عیادت) صبح کے وقت ہو تو شام تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں۔‘‘

فوائد و مسائل: ① مسلمان بھائی کی عیادت اتنا ثواب کا کام ہے کہ اس مقصد کے لیے چلنا جنت کے باغ میں چلنے اور جنت کے پھل چننے کے برابر ہے۔ اتنے زیادہ ثواب کے عمل کی وجہ سے امید کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ ② عیادت کے لیے مریض کے پاس بیٹھنا اللہ کی رحمت کا باعث ہے۔ ③ فرشتوں کا رحمت کی دعا کرنا بھی اس شخص کے بلند مقام کو ظاہر کرتا ہے اور اس میں اللہ کی رحمت کی خوش خبری ہے کیونکہ فرشتے اللہ کے حکم ہی سے کسی کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔

١٤٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا أَبُوسِنَانٍ الْقَسْمَلِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ

۱۴۴۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو اسے آسمان سے ایک آواز دینے والا

١٤٤٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في فضل العيادة على وضوء، ح: ٣٠٩٨ عن عثمان به، وصححه الحاكم، والذهبي * الأعمش عنعن، تقدم، ح: ١٧٨، وعنعن كشيخه الحكم بن عتيبة، كما في ح: ١١٩٢، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ٧١٠ وغيره.

١٤٤٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في زيارة الإخوان، ح: ٢٠٠٨ عن محمد بن بشار وغيره به، وقال: "حسن غريب"، وقال الإمام المباركفوري رحمه الله ليس في النسخ الموجودة عندنا لفظ حسن بل فيها: "حديث غريب" (تحفة الأحوذي)، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٧١٢، وقال: أبوسنان هذا هو الشيباني، "اسمه سعيد بن سنان" (الإحسان)، ح: ٢٩٦١، وهذا وهم منه، راجع تحفة الأشراف وغيره، وقال الترمذي: "أبوسنان اسمه عيسى بن سنان"، والشاهد الذي ذكره الترمذي، أخرجه مسلم، ح: ٢٥٦٧، وليس فيه ما يشهد له.

www.KitaboSunnat.com

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَادَ مَرِيضاً نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ، وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلاً».

(فرشتہ) آواز دیتا ہے: تو بھی پاک (اور اچھا) ہے اور تیرا چلنا بھی پاک ہے اور تو نے جنت میں گھر بنا لیا۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المشكاة للألباني' حديث: ١٥٧٥، ٥٠١٥ التحقيق الثاني) ② یہ فرشتوں کی طرف سے عیادت کرنے والے کے لیے خوش خبری ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ دعا ہو اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا: "تو پاک رہے (تیری زندگی پاک اعمال اور نیک سیرت کے ساتھ گزرے) تیرا چلنا بھی پاک ہو (آخرت میں تو جنت میں پہنچے) اور تجھے جنت میں گھر نصیب ہو۔"

(المعجم ٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقِينِ الْمَيِّتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ (التحفة ٣)

باب: ٣- مرنے والے کو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کی تلقین کرنا

١٤٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

١٤٤٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے مرنے والوں کو [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ] کی تلقین کرو۔"

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں مرنے والے سے مراد قریب الوفات شخص ہے۔ ② تلقین سے عام طور پر علماء نے یہ مراد لیا ہے کہ قریب الوفات شخص کے پاس [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ] پڑھا جائے تاکہ وہ بھی سن کر پڑھ لے۔ علامہ محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے حاشیہ میں یہی فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الجنائز' باب تلقين الموتى لا إله إلا الله) نواب وحید الزمان خاں نے سنن ابن ماجہ کے حاشیہ میں اس مقام پر فرمایا: "مستحب ہے کہ میت یعنی جو مر رہا ہو اس کو نرمی سے یہ کلمہ یاد دلائیں اور زیادہ اصرار نہ کریں ایسا نہ ہو کہ انکار کر بیٹھے۔" البتہ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی رائے اس سے مختلف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ تلقین سے مراد کلمہ توحید پڑھ کر اسے صرف سنانا ہی نہیں بلکہ اس سے کہا جائے کہ وہ بھی پڑھے۔ اس کی دلیل میں انھوں نے ایک حدیث پیش کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کی عیادت کو تشریف لے گئے تو فرمایا: "ماموں جان! [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ] کہیے۔" اس نے کہا: "میں ماموں ہوں یا چچا؟" آپ نے فرمایا: "بلکہ

١٤٤٤- أخرجه مسلم، الجنائز، باب تلقين الموتى: لا إله إلا الله، ح: ٩١٧ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

ماموں۔'' اس نے کہا: تو [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کہنا میرے لیے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' (مسند أحمد:۳/۱۵۲) ③ اس حدیث سے دفن کے بعد تلقین مراد لینا درست نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے ایسے نہیں کیا اور نہ کسی صحابی سے صحیح سند سے یہ عمل مروی ہے' لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے' البتہ دفن کے بعد میت کے حق میں استقامت کی دعا کرنا مسنون ہے۔ (سنن أبي داود' الجنائز' باب الاستغفار عند القبر للميت في وقت الانصراف ' حديث:۳۲۲۱)

١٤٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بِلَالٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ يَحْيَى ابْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

۱۴۴۵- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں کو [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه] کی تلقین کرو۔''

١٤٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ لِلْأَحْيَاءِ؟ قَالَ: «أَجْوَدُ، وَأَجْوَدُ».

۱۴۴۶- حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں کو ان الفاظ کی تلقین کرو: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ' سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم وکریم ہے' پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! زندوں کے لیے یہ ذکر کیسا ہے؟ فرمایا: ''زیادہ اچھا' زیادہ عمدہ۔''

(المعجم ٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيضِ إِذَا حُضِرَ (التحفة ٤)

باب:۴- قریب الوفات بیمار کے پاس کیا کہا جائے؟

١٤٤٥_ أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ٩١٦ من حديث سليمان بن بلال به.

١٤٤٦_ [إسناده ضعيف] * إسحاق بن عبدالله مستور (تقريب)، لم يوثقه أحد فيما أعلم.

١٤٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ، فَقُولُوا خَيْراً. فَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ».

۱۴۴۷- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم بیمار کے پاس جاؤ'' یا فرمایا: ''مرنے والے کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو کیونکہ تم جو کچھ (اس وقت) کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔''

فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ. قَالَ: «قُولِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ، وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً». قَالَتْ: فَفَعَلْتُ. فَأَعْقَبَنِي اللهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ. مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

(ام المومنین نے فرمایا) جب ابوسلمہ ؓ کی وفات ہوئی تو میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! ابوسلمہ ؓ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کہو: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَلَهُ' وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً] ''اے اللہ! مجھے اور اسے بخش دے اور مجھے اس کا اچھا بدل عطا فرما۔'' ام المومنین نے فرمایا: میں نے یہی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر (خاوند) عطا فرما دیا' یعنی اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ۔

فوائد ومسائل: ① قریب الوفات بیمار آدمی کی عیادت بھی ضروری ہے۔ ② وفات کے بعد اہل علم وفضل حضرات کو بھی چاہیے کہ میت والوں کے گھر میں جا کر میت کے لیے مغفرت کی اور متعلقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کریں۔ ③ ہمارے ملک میں جو رواج ہے کہ باہر دری یا صفیں بچھا کر تین دن تک بیٹھے رہتے ہیں لوگ آتے ہیں اور بار بار ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھتے ہیں' یہ طریقہ سنت سے ثابت نہیں اور اس موقع پر فاتحہ پڑھنے کا بھی جواز نہیں۔ ہاتھ اٹھائے بغیر میت کے لیے اور اس کے ورثاء کے لیے دعا کی جا سکتی ہے۔ ④ میت کے ورثاء کو چاہیے کہ وہ مرنے والے کے خلا کو پر کرنے کے لیے یہ مسنون دعا پڑھیں تا کہ انھیں اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔ ⑤ کسی بھی مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے: [إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ' اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي' وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِّنْهَا] (صحيح مسلم 'الجنائز' باب: مايقال عند المصيبة؟' حديث:۹۱۸) ''ہم اللہ ہی کے ہیں' اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری

١٤٤٧ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند المريض والميت، ح: ٩١٩ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

مصیبت میں اجر عطا فرما اس کی جگہ بہتر بدل عطا فرما۔'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر یہ دعا بھی پڑھی تھی۔(صحیح مسلم' الجنائز' باب مایقال عند المصیبة؟ ' حدیث:٩١٨)

١٤٤٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَلَيْسَ بِالنَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْرَؤُوهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ» يَعْنِي يَس.

١٤٤٨- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ یٰس کے بارے میں فرمایا: ''اسے اپنے فوت ہونے والوں کے پاس پڑھا کرو۔''

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے' اس لیے قریب المرگ شخص پر سورۂ یٰس پڑھنے کا رواج صحیح نہیں ہے' اس کی بجائے اس کے لیے دعا کی جائے کہ یا اللہ! اس کے لیے اس دشوار مرحلہ کو آسان فرما دے۔

١٤٤٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ. جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ كَعْباً الْوَفَاةُ، أَتَتْهُ أُمُّ بِشْرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ. فَقَالَتْ: يَاأَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنْ لَقِيتَ فُلَاناً فَاقْرَأْ عَلَيْهِ

١٤٤٩- حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک اپنے والد کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا (اور موت کے آثار ظاہر ہونے لگے) تو حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت ام بشر رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئیں اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن (کعب بن مالک)! اگر (عالم ارواح میں) فلاں سے (حضرت بشر رضی اللہ عنہ سے) آپ کی ملاقات ہو تو اسے میرا سلام کہہ دیجیے گا' انھوں نے کہا: ام بشر! اللہ آپ کی مغفرت کرے' ہمیں اتنی فرصت کہاں ہوگی؟

١٤٤٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب القراءة عند الميت، ح: ٣١٢١ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن حبان، وضعفه الدارقطني * أبوعثمان هٰذا مجهول كما قال ابن المديني وغيره، وله شاهد ضعيف موقوف.

١٤٤٩_ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٦٤، ٦٥، ح: ١٢٢ من حديث محمد بن إسحاق به، ولم أجد تصريح سماعه، وانظر، ح: ١٢٠٩، وللحديث علة أخرٰى، أخرجه الترمذي، ح: ١٦٤١ وغيره من طريق آخر عن الزهري به مختصرًا، وقال: "حسن صحيح"، والحديث الآتي: (٤٢٧١) يغني عنه.

مِنِّي السَّلَامَ. قَالَ: غَفَرَ اللهُ لَكِ يَا أُمَّ بِشْرٍ نَحْنُ أَشْغَلُ مِنْ ذٰلِكَ. قَالَتْ: يَاأَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فِي طَيْرٍ خُضْرٍ، تَعْلَقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ» قَالَ: بَلٰى. قَالَتْ: فَهُوَ ذَاكَ.

ام بشر ﷝ نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک نہیں سنا: ''مومنوں کی روحیں سبز پرندوں میں ہیں' جنت کے درختوں سے (پھل) کھاتی ہیں۔'' انھوں نے کہا: ہاں (یہ تو سنا ہے۔) انھوں نے کہا: میرا بھی یہی مطلب ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے آئندہ آنے والی حدیث: (۱۴۷۱) اس سے کفایت کرتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② میت کو جنت میں اس کے درجے کے مطابق نیا جسم مل جاتا ہے۔ ③ جنت کی راحت اور جہنم کا عذاب مرنے کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ ④ ان معاملات کا تعلق عالم غیب سے ہے جو اس دنیا سے بالکل مختلف جہان ہے۔ اس کے حالات کو دنیا کے حالات کی روشنی میں سمجھنا ممکن نہیں' اس لیے جتنی بات قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہو اس پر ایمان رکھنا چاہیے' اس کی کیفیت کی بحث میں نہیں پڑنا چاہیے۔

١٤٥٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ يَمُوتُ. فَقُلْتُ: اِقْرَأْ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ السَّلَامَ.

۱۴۵۰- حضرت محمد بن منکدر ﷫ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ کی وفات کا وقت تھا تو میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو سلام کہہ دیجیے گا۔

(المعجم ٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُؤْمِنِ يُؤْجَرُ فِي النَّزْعِ (التحفة ٥)

باب: ۵- مومن کو نزع کی سختی پر ثواب ملتا ہے

١٤٥١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۱۴۵۱- حضرت عائشہ ﷝ سے روایت ہے کہ

١٤٥٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩١ عن محمد بن مقاتل المروزي عن يوسف بن يعقوب الماجشون به، وأخرجه: ٣/ ٦٩ عن أبي إبراهيم إسماعيل بن محمد عن الماجشون به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات إلا أنه موقوف".

١٤٥١ـ [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري ﷺ الوليد يدلس تدليس التسوية ولم يصرح بالسماع المسلسل، وتقدم

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا حَمِيمٌ لَهَا يَخْنُقُهُ الْمَوْتُ. فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ مَا بِهَا قَالَ لَهَا: «لاَ تَبْتَئِسِي عَلَى حَمِيمِكِ. فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ حَسَنَاتِهِ».

رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے جب کہ ان کے پاس ان کا ایک رشتہ دار تھا جس پر موت کی سختی طاری تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کا رنج دیکھا تو فرمایا: ”عائشہ! اپنے رشتہ دار پر غم نہ کرو' یہ بھی اس کی نیکیوں میں سے ہے۔“

١٤٥٢- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْمُؤْمِنُ يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ».

۱۴۵۲- حضرت بریدہ بن حصیب ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مومن پیشانی کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① [جَبین] کا ترجمہ عام طور پر پیشانی کیا جاتا ہے لیکن حافظ صلاح الدین یوسف ؒ نے تفسیر ”احسن البیان“ میں سورۂ صافات آیت: ۱۰۳ کی تفسیر میں لکھا ہے: ”ہر انسان کے چہرے پر دو جبینیں (دائیں اور بائیں) ہوتی ہیں اور درمیان میں پیشانی (جبهة) ہے۔“ ② جبین کے پسینے کا ایک مطلب تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ مومن پر موت کی سختی کی وجہ سے اسے پسینہ آ جاتا ہے۔ ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسے بہت زیادہ سختی نہیں ہوتی بلکہ محض پسینہ آنے جیسی مشقت ہوتی ہے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ مومن حلال کمائی کے لیے کوشش اور محنت کرتے ہوئے یا زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی کوشش کرتے ہوئے دوڑ دھوپ کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کا آخری وقت آ جاتا ہے۔ واللہ أعلم.

١٤٥٣- حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ: حَدَّثَنَا

۱۴۵۳- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت

◀◀ في ح: ٢٥٥.

١٤٥٢ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء أن المؤمن يموت بعرق الجبين، ح: ٩٨٢ من حديث يحيى بن سعيد به، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٦١، ووافقه الذهبي * قتادة لم ينفرد به بل تابعه كهمس بن الحسن التميمي عند النسائي: ٤/ ٦، ح: ١٨٣٠، وإسناده صحيح.

١٤٥٣ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "في إسناده نصر بن حماد، كذبه يحيى بن معين وغيره"، وشيخه مجهول(تقريب).

نَصْرُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ كَرْدَمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، مَتَى تَنْقَطِعُ مَعْرِفَةُ الْعَبْدِ مِنَ النَّاسِ؟ قَالَ: «إِذَا عَايَنَ».

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: بندہ لوگوں کو پہچاننا کب چھوڑ دیتا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب وہ (آخرت کی چیزوں یا موت کے فرشتوں کا) مشاہدہ کر لیتا ہے۔''

(المعجم ٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْمِيضِ الْمَيِّتِ (التحفة ٦)

باب:٦- میت کی آنکھیں بند کرنا

١٤٥٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ، وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ، فَأَغْمَضَهُ. ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ، تَبِعَهُ الْبَصَرُ».

۱۴۵۴- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ حضرت ابو سلمہ ؓ (کی میت) کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں کھلی تھیں، آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں اور فرمایا: ''جب روح قبض کی جاتی ہے تو نظر اس کا تعاقب کرتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مطلب یہ ہے کہ جب روح پرواز کرتی ہے تو نظر اس کا تعاقب کرتی ہے لیکن نظر کہاں تک تعاقب کر سکتی ہے تعاقب کے تو صرف چند لمحات ہی ہوتے ہیں۔ اس کے بعد انسان کا ہر عضو بے حس ہو جاتا ہے اور آنکھیں بھی بے حس اور بے نور ہو جاتی ہیں۔ اب انھیں کھلے رہنے دینے کا کیا فائدہ؟ اب وہ ان آنکھوں سے دیکھ تو نہیں سکے گا۔ ② آنکھیں بند کر دینے میں یہ حکمت ہے کہ اگر میت کی آنکھیں کھلی رہیں تو یہ ایک ناپسندیدہ منظر ہوتا ہے اور بعض انسان اس سے خوف محسوس کر سکتے ہیں لیکن اگر آنکھیں بند ہوں تو اس کی ظاہری کیفیت نیند سے مشابہ ہوتی ہے جو ایک مانوس منظر ہے اس طرح دیکھنے والے کو میت ایک قابل احترام صورت میں نظر آتی ہے۔ مسلمان کے احترام کا تقاضا ہے کہ اس کی میت اس انداز سے نہ رکھی جائے جو ناپسندیدہ منظر پیش کرے۔

١٤٥٤ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في إغماض الميت والدعاء له إذا حضر، ح: ٩٢٠ من حديث معاوية بن عمر به.

١٤٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا قَزَعَةُ ابْنُ سُوَيْدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ شَدَّادِ ابْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ، فَأَغْمِضُوا الْبَصَرَ. فَإِنَّ الْبَصَرَ يَتْبَعُ الرُّوحَ. وَقُولُوا خَيْراً. فَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تُؤَمِّنُ عَلَى مَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ».

۱۴۵۵-حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے فوت ہونے والوں کے پاس موجود ہو تو (ان کی) آنکھیں بند کردیا کرو کیونکہ نظر بھی روح کے پیچھے پیچھے جاتی ہے اور اچھی بات کہو کیونکہ (اس وقت) گھر والے جو کچھ کہتے ہیں' فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھتے ہیں کہ گزشتہ حدیث اس سے کفایت کرتی ہے' نیز دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۸/ ۳۶۰)' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی وجہ سے قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② وفات کے بعد میت کا ذکر اچھے انداز میں کرنا چاہیے اور اس کے حق میں دعائے خیر کرنی چاہیے' مثلاً یوں کہے: اللہ اس پر رحمت کرے' اللہ اسے معاف کرے' اللہ اسے جنت دے۔ اس کے بارے میں نامناسب باتیں کرنے اور اس کے عیب بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اسی طرح پس ماندگان کے بارے میں بھی اچھی بات کہیں' مثلاً: اللہ تمھیں صبر عطا فرمائے' اللہ آپ لوگوں کی مدد فرمائے۔ جیسے کہ حدیث: ۱۴۴۷ اور اس کے فوائد میں ذکر ہوا۔

(المعجم ٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ (التحفة ٧)

باب: ۷- میت کو بوسہ دینے کا بیان

١٤٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ

۱۴۵۶-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون

١٤٥٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٢٥ من حديث قزعة به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٥٢، والذهبي، وحسنه البوصيري، والحديث السابق يغني عنه * قزعة بن سويد ضعيف، ضعفه الجمهور.

١٤٥٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في تقبيل الميت، ح: ٣١٦٣ من حديث سفيان به، وصححه الترمذي، ح: ٩٨٩، والحاكم * عاصم ضعيف كما تقدم، ح: ٩٠٧، وله شاهد عند البزار (مختصر زوائد البزار، ح: ٥٤٩) عن العمري عن عاصم بن عبيدالله عن عبدالله بن عامر بن ربيعة عن أبيه به، الخ، وقال الحافظ ابن حجر: "إسناده لين".

سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَبَّلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ. فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى دُمُوعِهِ تَسِيلُ عَلَى خَدَّيْهِ.

ؓ کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا۔ گویا میں نبی ﷺ کے رخساروں پر آنسو بہتے دیکھ رہی ہوں۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عثمان بن مظعون ؓ کبار صحابہ میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف تیرہ افراد اسلام لائے تھے۔ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کے شرف سے مشرف ہوئے۔ جنگ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ نواب وحید الزمان خان ؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رسول اللہ ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ ② غم کی وجہ سے رونا اور آنکھوں سے آنسو بہنا صبر کے منافی نہیں بلکہ رحمت اور نرم دلی کی علامت ہے۔ ③ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے؛ رسول اللہ ﷺ سے میت کو بوسہ دینا ثابت نہیں؛ البتہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے نبی اکرم ﷺ کو وفات کے بعد بوسہ دیا تھا جیسا کہ آئندہ روایت میں مذکور ہے۔

١٤٥٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ.

۱۴۵۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کو بوسہ دیا۔

(المعجم ٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ٨)

باب: ۸- میت کو غسل دینے کا بیان

١٤٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ

۱۴۵۸- حضرت ام عطیہ (نسیبہ بنت کعب انصاریہ) ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی حضرت ام کلثوم ؓ کو غسل دے رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے؛

١٤٥٧ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ٤٤٥٥ـ٤٤٥٧ من حديث يحيى به.

١٤٥٨ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يستحب أن يغسل وترًا، ح: ١٢٥٤ من حديث الثقفي، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٩٣٩ من حديث أيوب به.

تُغَسِّلُ ابْنَتَهُ أُمَّ كُلْثُومٍ. فَقَالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلاَثاً أَوْ خَمْساً أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ. وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُوراً أَوْ شَيْئاً مِنْ كَافُورٍ. فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي» فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ. فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ. وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاه».

آپ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ تین بار یا پانچ بار غسل دو۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو اس سے زیادہ بار غسل دے دینا اور آخری بار غسل دیتے وقت پانی میں کافور یا فرمایا: تھوڑا سا کافور ڈال لینا اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔'' ہم نے (غسل دینے سے) فارغ ہو کر آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا: ''اسے اس کے جسم سے متصل پہنا دو۔''

فوائد و مسائل: ① عورت کو عورتیں غسل دیں اور مرد فوت ہو جائے تو اسے مرد ہی غسل دیں' البتہ خاوند کا بیوی کو' اور بیوی کا خاوند کو غسل دینا جائز بلکہ بہتر ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث:۱۴۶۴' ۱۴۶۵) ② بیری کے پتوں کو پانی میں جوش دیا جائے اور اسی پانی سے میت کو غسل دیا جائے' اس طرح صفائی بہتر ہوتی ہے یا آج کل صابن سے بھی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ ③ میت کے جسم پر ایک سے زیادہ بار پانی بہایا جائے لیکن تعداد طاق ہو۔ ④ کافور کی خوشبو کیڑے مکوڑوں کو دور رکھتی ہے۔ میت کے جسم پر آخری بار جو پانی بہایا جائے اس میں کافور ڈال لینا چاہیے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کے لباس سے اور دوسری ایسی اشیاء سے جو نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر سے مس ہوئی ہوں' برکت لینا جائز ہے بشرطیکہ ان کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے یقینی ہو' صحابہ و تابعین نے کسی اور شخصیت سے تعلق رکھنے والی اشیاء کو تبرک کے طور پر محفوظ نہیں کیا۔

١٤٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ: حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ. وَكَانَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ: «اغْسِلْنَهَا وِتْراً» وَكَانَ فِيهِ: «اغْسِلْنَهَا ثَلاَثاً أَوْ خَمْساً» وَكَانَ فِيهِ: «ابْدَأُوا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا» وَكَانَ فِيهِ: أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: وَمَشَطْنَاهَا ثَلاَثَةَ قُرُونٍ.

۱۴۵۹- حضرت ام عطیہ ؓ سے یہی حدیث دوسری سند سے مروی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا:) ''اسے طاق بار غسل دو۔'' اور یہ الفاظ بھی ہیں: ''اسے تین بار یا پانچ بار غسل دو۔'' اور یہ الفاظ بھی ہیں: ''اس کی دائیں جانب سے اور وضو کے اعضاء سے غسل دینا شروع کرو۔'' اور اس میں یہ بھی ہے کہ ام عطیہ ؓ نے فرمایا: ''ہم نے ان کے بالوں کو کنگھی کر کے تین لٹیں بنا دیں۔''

١٤٥٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

فوائد و مسائل: ① میت کو غسل دیتے وقت پہلے جسم کے دائیں حصے کو غسل دیا جائے' پھر بائیں حصے کو اور اس سے پہلے اعضائے وضو کو دھویا جائے' اس میں دائیں ہاتھ' دائیں بازو اور دائیں پاؤں کو بائیں جانب والے مذکورہ اعضاء پر اولیت دی جائے۔ ② عورت کے بالوں کو کنگھی کرنا اور بالوں کے تین حصے کر کے پیچھے ڈالنا چاہیے۔ ایک روایت میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد بھی ہے: [فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ وَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا] (صحيح البخاري' الجنائز' باب يلقى شعر المرأة خلفها' حديث:١٢٦٣) ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی (رضی اللہ عنہا) کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنائیں اور وہ ان کے پیچھے ڈال دیں۔'' ممکن ہے بالوں کو گوندھ کر مینڈھیوں یا چوٹیوں کی شکل دی گئی ہو اور ممکن ہے کہ بالوں کی لٹوں کو تشبیہ کے طور پر مینڈھیاں کہہ دیا ہو لیکن ''ضَفَرْنَا'' کے لفظ سے بظاہر پہلے مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ والله أعلم.

١٤٦٠- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ، وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ».

١٤٦٠- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اپنی ران ظاہر نہ کرو اور کسی زندہ یا مردہ کی ران کو نہ دیکھو۔''

فوائد و مسائل: ٹانگ کا گھٹنے سے اوپر کا حصہ ''فَخِذ'' (ران) کہلاتا ہے۔ اور اس سے متعلق یہ (١٤٦٠) روایت ضعیف ہے' اسی لیے اس کے متعلق علماء میں اختلاف ہے کہ یہ ستر میں شامل ہے یا نہیں اور کسی کی ران کو دیکھنا شرعاً جائز ہے یا ممنوع۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستر میں شامل تو نہیں' تاہم اسے چھپانا افضل ہے۔ اس کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: ''ابن عباس' جرہد اور محمد بن جحش رضی اللہ عنہم سے روایت کی جاتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ران ستر ہے۔'' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی ران سے کپڑا ہٹا دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سند کے لحاظ سے زیادہ قوی ہے اور حضرت جرہد رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرنے میں احتیاط ہے تاکہ علماء کے اختلاف سے نکل جائیں.....'' (صحيح البخاري' الصلاة' باب مايذكر في الفخذ ' قبل حديث:٣٧١) علامہ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز میں ران کے ستر ہونے کو ترجیح دی ہے' امام ترمذی نے [إِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ] ''ران ستر ہے۔''

١٤٦٠_[إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبوداود، الحمام، باب النهي عن التعري، ح:٤٠١٥، وضعفه بقوله: "هٰذا الحديث فيه نكارة" * حبيب عنعن وتقدم ذكره في، ح:٣٨٣، ولم يسمع من شيخه هٰذا الحديث بل سمعه من عمرو ابن خالد الواسطي، وهو كذاب كما تقدم، ح:٩٦٦.

والی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔(جامع الترمذي' الأدب' باب ماجاء أن الفخذ عورة' حديث:٢٧٩٥)

١٤٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ مُبَشِّرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيُغَسِّلْ مَوْتَاكُمُ الْمَأْمُونُونَ».

١٤٦١- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے مردوں کو وہ لوگ غسل دیں جو قابل اعتماد ہوں۔'' (تاکہ اگر میت کے بارے میں کوئی ایسی چیز معلوم ہو جس کا ظاہر کرنا مناسب نہیں تو وہ اسے راز رکھ سکیں۔)

١٤٦٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً وَكَفَّنَهُ وَحَنَّطَهُ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ، وَلَمْ يُفْشِ عَلَيْهِ مَا رَأَى، خَرَجَ مِنْ خَطِيئَتِهِ مِثْلَ يَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

١٤٦٢- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میت کو غسل دیا' کفن دیا' خوشبو لگائی اور اسے اٹھایا (قبرستان کو لے جاتے ہوئے اس کی چارپائی کو کندھا دیا)' اس کا جنازہ پڑھا' اس کی جو چیز نظر آئی (جو ظاہر کرنے کے قابل نہ ہو) اسے ظاہر نہ کیا' وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے جس طرح اپنی ماں کے ہاں پیدا ہونے کے دن (گناہوں سے پاک صاف) تھا۔''

فائدہ: یہ روایت تو صحیح نہیں ہے' تاہم دوسرے دلائل سے واضح ہے کہ میت کے بارے میں معلوم ہونے والی نامناسب باتوں کو راز میں رکھنا ثواب ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''جس نے کسی مسلمان کو غسل دیا اور اس کے عیب کو چھپا لیا' اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ معاف فرما دیتا ہے۔'' (المستدرك للحاكم' الجنائز:١/٣٦٢) اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ البانی ؒ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح الترغيب' حديث:٣٤٩٢)

١٤٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

١٤٦٣- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے'

١٤٦١ـ [إسناده موضوع] أخرجه ابن عدي: ٦/ ٢٤١١ من حديث بقية ثنا مبشر بن عبيد به، وانظر، ح: ١١٢٩ لعلته.

١٤٦٢ـ [إسناده موضوع] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٧٧٧ من حديث المحاربي به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١٤٦٠ لعلته * عمرو هو الواسطي، وعباد بن كثير البصري "متروك" قال أحمد: روى أحاديث كذب (تقريب).

١٤٦٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الغسل من غسل الميت، ح: ٩٩٣ عن محمد بن عبدالملك به، وقال: "حسن"، وله طريق آخر حسن عند أبي داود، ح: ٣١٦٢ وغيره، وله شواهد كثيرة، منها ما

ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً فَلْيَغْتَسِلْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میت کو غسل دے وہ خود بھی غسل کرے۔''

فائدہ: یہ حکم استحبابی ہے' وجوبی نہیں' یعنی غسل دینے کے بعد غسل کرنا افضل ہے' واجب نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: ''ہم میت کو غسل دیا کرتے تھے تو کوئی غسل کر لیتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔'' دیکھیے: (سنن الدارقطني' حدیث:۲/۲٬۷۹۶)

(المعجم ٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَغُسْلِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا (التحفة ٩)

باب:۹- خاوند کا بیوی کو اور بیوی کا خاوند کو غسل دینا

١٤٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَوْ كُنْتُ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَّلَ النَّبِيَّ ﷺ غَيْرُ نِسَائِهِ.

۱۴۶۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اگر مجھے پہلے وہ خیال آ جاتا جو بعد میں آیا تو نبی ﷺ کو ازواج مطہرات ہی غسل دیتیں۔

فائدہ: خاوند اور بیوی کا باہمی تعلق ایسا ہے جو کسی اور کا نہیں اور ان کا ایک دوسرے سے جسم کے کسی حصہ کا پردہ بھی نہیں' اس لیے سب سے زیادہ انھی کا حق ہے کہ ایک دوسرے کو غسل دیں۔ اس میں ان لوگوں کا رد بھی ہے جو کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد خاوند بیوی ایک دوسرے کا نہ چہرہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔

١٤٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

۱۴۶۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں

◄◄ أخرجه البيهقي، وإسناده حسن.

١٤٦٤_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في ستر الميت عند غسله، ح:٣١٤١، وأحمد:٦/ ٢٦٧ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم به.

١٤٦٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:٧/ ٢٢٨ به، ومن طريقه الدارقطني:٢/ ٧٤، وصححه ابن حبان

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ ابْنِ عُتْبَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْبَقِيعِ. فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعاً فِي رَأْسِي. وَأَنَا أَقُولُ: وَارَأْسَاهُ. فَقَالَ: «بَلْ أَنَا، يَاعَائِشَةُ وَارَأْسَاهُ» ثُمَّ قَالَ: «مَا ضَرَّكِ لَوْ مِتِّ قَبْلِي فَقُمْتُ عَلَيْكِ فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ».

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بقیع سے آئے تو دیکھا کہ میرے سر میں درد ہو رہا ہے اور میں کہہ رہی ہوں: ہائے میرا سر! نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ عائشہ! میں (کہتا ہوں): ہائے میرا سر!'' پھر فرمایا: ''تمھارا کیا نقصان ہے اگر تمھاری وفات مجھ سے پہلے ہوگئی؟ (اس صورت میں) میں خود تمھارے لیے (کفن دفن کا) اہتمام کروں گا، تمھیں خود غسل دوں گا، خود کفن پہناؤں گا، خود تمھارا جنازہ پڑھوں گا اور خود دفن کروں گا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ حدیث کے بعض حصے کے شواہد صحیح بخاری میں ہیں جبکہ دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٤٣/ ٨١، ٨٢، والإرواء، حديث: ٧٠٠) لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② یہ واقعہ ٢٩ صفر ١١ھ بروز پیر کا ہے۔ دیکھیے: (الرحيق المختوم، ص: ٦٢٣) یہ اس مرض کی ابتدا تھی جس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ ③ جسمانی تکلیف کا اظہار توکل اور رضا بالقضاء کے منافی نہیں۔ ④ خاوند اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے اور کفن پہنا سکتا ہے۔ بعض علماء نے اس حکم کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص قرار دیا ہے لیکن تخصیص کی کوئی دلیل نہیں بلکہ صحابۂ کرام ؓ کے عمل سے اس کی عمومیت ثابت ہے جیسا کہ موطأ اور بیہقی کی روایات میں ہے: [أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ غَسَّلَتْ أَبَابَكْرٍ حِينَ تُوُفِّيَ] ''ابوبکر کی وفات پر اسماء بنت عمیس نے انھیں غسل دیا۔ (موطأ إمام مالك، الجنائز، باب غسل الميت، والسنن الكبرى للبيهقي: ٣/ ٣٩٧) ایسے ہی حضرت علی ؓ کے متعلق وارد ہے کہ انھوں نے اپنی زوجۂ محترمہ فاطمہ ؓ بنت رسول اللہ ﷺ کو ان کی وفات پر غسل دیا تھا۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني، الجنائز، باب الصلاة على القبر والسنن الكبرى للبيهقي: ٣/ ٣٩٦) اس لیے باقی امت کے لیے بھی یہی حکم ہے اور اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

◄◄ (الإحسان)، ح: ٦٥٨٦ وغيره * ابن إسحاق صرح بالسماع في الدلائل للبيهقي: ٧/ ١٦٨، ١٦٩، والسيرة لابن هشام، والزهري عنعن، ولبعض الحديث شواهد عند البخاري وغيره.

(المعجم ١٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١٠)

باب:١٠- نبی ﷺ کو غسل دیے جانے کا بیان

١٤٦٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الأَزْهَرِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا أَخَذُوا فِي غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ الدَّاخِلِ: لاَ تَنْزِعُوا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَمِيصَهُ.

۱۴۶۶- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو (گھر کے) اندر سے ایک (نامعلوم) آواز دینے والے نے آواز دی: رسول اللہ ﷺ کی قمیص نہ اتارو۔ (چنانچہ قمیص سمیت غسل دیا گیا۔)

١٤٦٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خِذَامٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: لَمَّا غَسَّلَ النَّبِيَّ ﷺ ذَهَبَ يَلْتَمِسُ مِنْهُ مَا يَلْتَمِسُ مِنَ الْمَيِّتِ، فَلَمْ يَجِدْهُ. فَقَالَ: بِأَبِي، الطَّيِّبُ، طِبْتَ حَيًّا وَطِبْتَ مَيِّتاً.

۱۴۶۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جب نبی ﷺ کو غسل دیا تو انھوں نے وہ چیز معلوم کرنی چاہی جو میت سے ظاہر ہوا کرتی ہے لیکن ایسی کوئی چیز محسوس نہ ہوئی تو انھوں نے فرمایا: اس پاک ہستی پر میرا باپ قربان ہو! (اے نبی!) آپ زندگی میں بھی پاک تھے وفات کے بعد بھی پاک ہیں۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تخریج المختارۃ' رقم :٤٥٢' و سنن ابن ماجه للدكتور

١٤٦٦ـ [حسن] أخرجه المزي في تهذيبه: ٢٢/ ٣٠٠ من حديث أبي معاوية به، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف أبي بردة واسمه عمرو بن يزيد . . . "، وأخرجه الحاكم: ١/ ٣٥٤ عن أبي قتيبة سالم (وفي نسخة: سلمة) بن الفضل الآدمي بمكة عن إبراهيم بن هاشم البغوي ثنا أبوبكر بن أبي شيبة ثنا أبومعاوية ثنا أبوبردة مريد بن عبدالله به، وصححه على شرط الشيخين ووافقه الذهبي، وله شاهد عند أبي داود وغيره، وقد تقدم، ح: ١٤٦٤.

١٤٦٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٨٨ وغيره من طرق عن معمر به، وصححه البوصيري، والحاكم: ٣/ ٥٩ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة: ٢/ ٤٧٦٢، ورواه ابن المبارك وغيره عن معمر به مرسلاً، ورجحه الدارقطني في العلل: (السؤال: ٣٧١)، وروى صالح بن كيسان عن الزهري حدثني سعيد بن المسيب به مرسلاً (ابن سعد: ٢/ ٢٨١)، وله شاهد عن الشعبي نحوه، قال الذهبي: مرسل جيد (السيرة النبوية، ص: ٥٧٦).

بشار عواد' حدیث:١٤٦٧) ② غسل دینے سے قبل میت کا پیٹ آہستہ سے ملنا چاہیے۔ اگر کوئی نجاست ظاہر ہوتو اسے دھو دیا جائے۔ ③ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ عام طور اس موقع پر میت سے ایسی چیز نظر آجاتی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے ایسی کوئی چیز ظاہر نہیں ہوئی۔ ④ رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے والے حضرات یہ تھے: حضرت عباس' حضرت علی' حضرت عباس کے دو صاحبزادے فضل اور قثم' رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران' حضرت اسامہ بن زید اور حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہم حضرت عباس' حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی کروٹ بدل رہے تھے۔ حضرت اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہما پانی بہا رہے تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی (الرحيق المختوم' ص: ٦٢٣)

١٤٦٨ - حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَنَا مُتُّ فَاغْسِلُونِي بِسَبْعِ قِرَبٍ، مِنْ بِئْرِي بِئْرِ غَرْسٍ».

١٤٦٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے میرے کنویں بئر غرس کے پانی کی سات مشکوں سے غسل دینا۔''

فوائد ومسائل: ① بئر غرس مدینہ میں اس طرف ایک کنواں تھا جہاں قبیلۂ بنو نضیر کی رہائش ہوا کرتی تھی' یہ کنواں اپنے پانی کی عمدگی کی وجہ سے مشہور تھا۔ (معجم البلدان: ١٩٣/٤) ② مذکورہ روایت محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔

(المعجم ١١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَنِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١١)

باب:١١- نبی ﷺ کے کفن کا بیان

١٤٦٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٤٦٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی

١٤٦٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحافظ المزي في التهذيب: ٦/ ٣٧٨ من حديث أبي بكر بن أبي عاصم عن عباد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف" * عباد وثقه جماعة، وضعفه جماعة، وكان يشتم عثمان رضي الله عنه، ويقول: "الله أعدل من أن يدخل طلحة والزبير الجنة لأنهما بايعا عليًا ثم قاتلاه"، فمثله لا يحتج به أبدًا، ولم يخرج عنه البخاري إلا مقرونًا.

١٤٦٩ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الثياب البيض للكفن، ح: ١٢٦٤، ١٢٧١-١٢٧٣، ومسلم، الجنائز،

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلاَثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ يَمَانِيَةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلاَ عِمَامَةٌ. فَقِيلَ لِعَائِشَةَ: إِنَّهُمْ كَانُوا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ كُفِّنَ فِي حِبَرَةٍ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَدْ جَاءُوا بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَلَمْ يُكَفِّنُوهُ.

ﷺ کو تین سفید یمنی کپڑوں (چادروں) میں کفن دیا گیا' ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔ حضرت عائشہ ؓ سے کہا گیا: بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو دھاری دار چادروں میں کفن دیا گیا تھا۔ ام المومنین عائشہ ؓ نے فرمایا: لوگ دھاری دار چادریں لائے تھے لیکن آپ ﷺ کو ان میں کفن نہیں دیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① کفن کا سفید ہونا بہتر ہے' جیسے آگے حدیث: (۱۴۷۳) میں بھی آرہا ہے۔ ② رنگ دار یا دھاری دار کپڑے کا کفن بنانا بھی جائز ہے۔ اگر جائز نہ ہوتا تو صحابۂ کرام ؓ نبئ اکرم ﷺ کے لیے ایسا کفن تیار نہ کرتے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا' اس سے معلوم ہوا کہ مرد وعورت کفن کے کپڑوں میں برابر ہیں۔ عورت کے لیے کفن میں مرد سے زیادہ کپڑے استعمال کرنے کا جواز کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

١٤٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلاَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: هٰذَا مَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي مُعَيْدٍ، حَفْصِ ابْنِ غَيْلاَنَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ثَلاَثِ رِيَاطٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ.

۱۴۷۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سحولی چادروں میں کفن دیا گیا۔

فائدہ: ''سحول'' یمن کا ایک شہر ہے' وہاں کے بنے ہوئے کپڑے سحولی کہلاتے ہیں۔

١٤٧١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۱۴۷۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

باب في كفن الميت، ح: ٩٤١ من طرق عن هشام به مطولاً ومختصرًا، ولفظ ابن ماجه أتم.

١٤٧٠ـ [إسناده حسن] وحسنه البوصيري.

١٤٧١ـ [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ٥٠٤ لعلته، وفيه علة أخرى، وله طريق آخر ضعيف عند أبي داود، ح: ٣١٥٣، وقال النووي: "هٰذا الحديث ضعيف، لا يصح الاحتجاج به، لأن يزيد بن أبي زياد مجمع على ضعفه"، يعني استقر الإجماع على ضعفه في عهد النووي رحمه الله، وانظر، ح: ٥٠٤، ٢١١٦.

حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ: قَمِيصُهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، وَحُلَّةٌ نَجْرَانِيَّةٌ.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ایک نبی ﷺ کی وہ قمیص جسے آپ وفات کے وقت پہنے ہوئے تھے اور نجرانی چادروں کا ایک جوڑا۔

(المعجم ١٢) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَفَنِ** (التحفة ١٢)

باب: ۱۲- کفن کس طرح کا ہونا بہتر ہے؟

١٤٧٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ. فَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ، وَالْبَسُوهَا».

۱۴۷۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے بہترین کپڑے سفید ہیں‘ لہٰذا اپنے مُردوں کو ان میں کفن دیا کرو اور خود بھی پہنو۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں سفید لباس کی تعریف ہے اور اسے بہترین قرار دیا گیا ہے۔ اس لباس میں وقار اور رعنائی ہے جو مردانہ جلال کے مطابق ہے‘ تاہم رنگ دار لباس پہننا بھی جائز ہے‘ بشرطیکہ وہ رنگ ایسا نہ ہو جو عرف عام میں عورتوں کے لباس کا رنگ تصور کیا جاتا ہو کیونکہ مردوں کے لیے عورتوں سے مشابہت حرام ہے۔ ② کفن کے لیے سفید کپڑا بہتر ہے‘ تاہم ہلکے رنگ کا کوئی کپڑا بھی استعمال ہو سکتا ہے‘ ارشاد نبوی ہے: ”جب تمھارا کوئی فرد فوت ہو جائے اور اسے وسعت حاصل ہو تو چاہیے کہ اس کا کفن حبرہ (منقش دھاری دار چادر) کا ہو۔“ (سنن أبي داود‘ الجنائز‘ باب: في الكفن‘ ٣١٥٠)

١٤٧٣ - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ

۱۴۷۳- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین کفن جوڑا ہے۔“

١٤٧٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في البياض، ح: ٤٠٦١ من حديث ابن خثيم به، وصححه الترمذي، ح: ٩٩٤، وابن حبان، ح: ١٤٣٩ـ١٤٤١.

١٤٧٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب كراهية المغالاة في الكفن، ح: ٣١٥٦ من حديث ابن وهب به، وصححه الحاكم، والذهبي، وله شاهد عند الترمذي وغيره.

أَبِيهِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ».

فائدہ: [حُلّہ] ایک ہی طرح کی دو چادروں کو کہتے ہیں۔

١٤٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ».

۱۴۷۴- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی اپنے بھائی کے معاملات کا نگران بنے تو اسے اچھا کفن دے۔''

فائدہ: اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ صاف ستھرا ہو' اتنا موٹا ہو کہ بدن کو چھپا لے' اتنا بڑا ہو کہ پورا جسم چھپ جائے اور درمیانی قسم کا ہو۔ بہت زیادہ نفیس اور قیمتی مراد نہیں ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظَرِ إِلَى الْمَيِّتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- کفن پہنا کر میت کا آخری دیدار کرنا

١٤٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا أَبُو شَيْبَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ إِبْرَاهِيمُ، ابْنُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُدْرِجُوهُ فِي أَكْفَانِهِ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ» فَأَتَاهُ فَانْكَبَّ عَلَيْهِ، وَبَكَى.

۱۴۷۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے اس کے کفن میں (پوری طرح) نہ لپیٹنا' جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں۔'' پھر آپ ﷺ ان کے پاس آ کر ان پر جھک گئے اور رو پڑے۔

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے' تاہم دیگر روایات سے ثابت ہے کہ میت کا چہرہ بھی دیکھنا جائز ہے اور غم اور صدمے کی وجہ سے آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہو جانا بھی قابل ملامت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنے فرزند

١٤٧٤_ [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب أمر المؤمن بإحسان كفن أخيه، ح: ٩٩٥ عن ابن بشار به، وقال: "حسن غريب"، وله شاهد صحيح عند مسلم، ح: ٩٤٣ وغيره.

١٤٧٥_ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * أبوشيبة يوسف بن إبراهيم ضعيف (تقريب).

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر رونا ایک اور روایت میں بھی مذکور ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۱۵۸۹) اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے چہرۂ مبارک سے کپڑا اٹھا کر زیارت کی اور بوسہ دیا۔ (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۱۴۵۷) یہ واقعہ غسل اور کفن سے پہلے کا ہے' تاہم یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ میت کی زیارت غسل اور کفن سے پہلے بھی جائز ہے اور بعد میں بھی کیونکہ بظاہر فرق کی کوئی دلیل نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّعْيِ** (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- وفات کا اعلان کرنا منع ہے

١٤٧٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى قَالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ، إِذَا مَاتَ لَهُ الْمَيِّتُ قَالَ: لَا تُؤْذِنُوا بِهِ أَحَداً. إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ نَعْياً. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ، يَنْهَى عَنِ النَّعْيِ.

۱۴۷۶- حضرت بلال بن یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے اقارب میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو وہ فرماتے: کسی کو اس کی اطلاع نہ کرنا' میں ڈرتا ہوں کہ یہ بھی نعی (اعلان) میں شامل نہ ہو۔ میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے رسول اللہ ﷺ کو موت کے اعلان سے منع کرتے سنا ہے۔

فوائد و مسائل: ① جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی آدمی مر جاتا تو چند افراد کو مقرر کیا جاتا کہ بازاروں اور گلی کوچوں میں گھوم پھر کر اس کی وفات کا رو رو کر اعلان کریں۔ مرنے والا جتنی اہم شخصیت کا حامل ہوتا' اتنا ہی زیادہ اہتمام کیا جاتا۔ اسے "نعی" کہتے تھے۔ ② سادہ طریقے سے ایک دوسرے کو اطلاع دینا جائز ہے تاکہ لوگ اس کے کفن دفن کا اہتمام اور نماز جنازہ میں شرکت کر سکیں۔ جب حبشہ میں حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی تو مدینہ میں رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر دی اور نماز جنازہ غائبانہ ادا فرمائی۔ علاوہ ازیں جنگ موتہ میں حضرت زید' حضرت جعفر طیار اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم مسلمانوں کے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے خبر ہوئی' آپ نے اسی وقت مدینہ منورہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ان حضرات کی شہادت کی خبر دی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري'

١٤٧٦ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية النعي، ح: ٩٨٦ من حديث حبيب العبسي به، وقال: "حسن صحيح" * حبيب بن سليم وثقه ابن حبان، والترمذي، وقال الذهبي في الكاشف: صالح الحديث، وشيخه بلال بن يحيى وثقه ابن القطان، وابن معين وغيرهما، ولكن قال ابن معين: "روايته عن حذيفة مرسلة"، وبه ضعف الحديث.

الجنائز' باب الرجل ينعى إلى أهل الميت بنفسه' حديث:١٢٤٥' ١٢٤٦) اس جنگ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لشکر کی قیادت کی اور کامیابی سے واپس لوٹے۔ اسی موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ''اللہ کی تلوار'' کے نام سے یاد فرمایا تھا' چنانچہ ان کا لقب ''سیف اللہ'' مشہور ہو گیا۔ ④ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے اور اس میں بھی ممانعت سے مراد اعلان کا وہ جاہلی انداز ہے جس کی وضاحت سطور بالا میں کی گئی ہے۔

(المعجم ١٥) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ** (التحفة ١٥)

باب:۱۵- جنازے کے ساتھ جانا

١٤٧٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَسْرِعُوا بِالْجِنَازَةِ، فَإِنْ تَكُنْ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ. وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ».

۱۴۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنازے کو جلدی (قبرستان کی طرف) لے جایا کرو' اگر میت نیک ہے تو تم اسے بھلائی کی طرف لے جا رہے ہو' اگر دوسری صورت ہے تو ایک بری چیز کا بوجھ اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔''

فوائد و مسائل: ① میت کو غسل اور کفن دینے کے بعد دفن کرنے میں بلاوجہ تاخیر کرنا درست نہیں۔ ② بعض لوگ دفن کرنے میں اس لیے دیر کر دیتے ہیں کہ متوفی کے بعض قریبی رشتہ دار دوسرے شہر یا ملک سے آئیں گے' تب دفن کیا جائے گا' یہ رواج غلط ہے۔ بعد میں آنے والے قبر پر جا کر میت کے حق میں دعا کریں اور چاہیں تو قبر پر نماز جنازہ ادا کر لیں' اس کی دلیل صحیح بخاری کی یہ روایت ہے کہ ایک خاتون مسجد نبوی کی صفائی کیا کرتی تھی' ایک رات اس کی وفات ہو گئی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور اس کا جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا' جب رسول اللہ ﷺ کو اس خاتون کی وفات کا علم ہوا تو اس کی قبر پر جا کر جنازہ پڑھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الجنائز' باب الصلاة على القبر بعد مايدفن' حديث:١٣٣٧) ③ جلدی دفن کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ نیک مومن جلد اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے کیونکہ اس کے لیے اس جہان میں خیر ہی خیر ہے اور برا آدمی جتنی جلدی گھر سے نکلے اتنا ہی بہتر ہے تاکہ دفن کرنے والے اپنے فرض سے جلد سبک دوش ہو جائیں۔

١٤٧٧- أخرجه البخاري، الجنائز، باب السرعة بالجنازة، ح:١٣١٥، ومسلم، الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، ح:٩٤٤ من حديث سفيان به.

١٤٧٨- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: مَنِ اتَّبَعَ جِنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيرِ كُلِّهَا. فَإِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ. ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ. وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ.

۱۴۷۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جو شخص جنازہ اٹھائے (کندھا دے) اسے چاہیے کہ چارپائی چاروں طرف سے (باری باری) اٹھائے کیونکہ یہ سنت ہے۔ اس کے بعد اگر چاہے تو مزید ثواب حاصل کر لے چاہے تو رہنے دے۔

١٤٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَأَى جِنَازَةً يُسْرِعُونَ بِهَا. فَقَالَ: «لِتَكُنْ عَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ».

۱۴۷۹- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے ایک جنازہ دیکھا جسے بڑی تیزی سے لیے جا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اطمینان سے چلو۔''

١٤٨٠- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ نَاسًا رُكْبَانًا عَلَى دَوَابِّهِمْ، فِي جِنَازَةٍ. فَقَالَ: «أَلَا تَسْتَحْيُونَ أَنَّ مَلَائِكَةَ اللهِ يَمْشُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ رُكْبَانٌ؟».

۱۴۸۰- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جنازے کے ساتھ کچھ لوگوں کو جانوروں پر سوار ہو کر جاتے دیکھا تو فرمایا: ''کیا تم لوگ حیا نہیں کرتے کہ اللہ کے فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں اور تم سوار ہو؟''

١٤٧٨- [إسناده ضعيف لانقطاعه] وقال البوصيري: "منقطع فإن أباعبيدة لم يسمع من أبيه، قاله أبوحاتم، وأبوزرعة وغيرهما"، وانظر، ح: ١٦٠٦.

١٤٧٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٠٣، ٤١٢ من حديث شعبة به * ليث هو ابن أبي سليم كما في المسند، وتقدم حاله، ح: ٢٠٨، وضعفه البوصيري.

١٤٨٠- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية الركوب خلف الجنازة، ح: ١٠١٢ من حديث أبي بكر بن أبي مريم به * أبوبكر هذا ضعيف، وكان قد سرق بيته فاختلط" (تقريب).

فائدہ: مذکورہ تینوں روایات ضعیف ہیں' اس لیے ان سے کسی بھی مسئلے کا اثبات نہیں ہوتا۔ باری باری چار پائی کے چاروں کونوں کو کندھا دینا ضروری ہے' نہ سواری پر سوار ہو کر جنازے میں شریک ہونے میں کوئی قباحت ہے' البتہ سواری پر ہونے کی صورت میں بہتر ہے کہ وہ جنازے کے پیچھے پیچھے چلے' تاہم واپسی پر یہ پابندی ازخود ختم ہو جاتی ہے۔

١٤٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ: حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ. سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجِنَازَةِ وَالْمَاشِي مِنْهَا حَيْثُ شَاءَ».

١٤٨١- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل جہاں چاہے (آگے' پیچھے' دائیں یا بائیں)۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جنازے کے ساتھ جاتے ہوئے بھی سوار ہو کر جانا جائز ہے اگرچہ افضل نہیں' البتہ سوار کو جنازے کے پیچھے رہنا چاہیے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ أَمَامَ الْجِنَازَةِ (التحفة ١٦)

باب: ١٦- جنازے کے آگے چلنا

١٤٨٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَ سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ

١٤٨٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''میں نے نبی ﷺ' ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنازے کے آگے چلتے دیکھا ہے۔''

١٤٨١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على الأطفال، ح: ١٠٣١ وغيره من طريق سعيد عن زياد عن أبيه عن المغيرة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وراجع "نيل المقصود في تخريج سنن أبي داود"، ح: ٣١٨٠، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وانظر، ح: ١٥٠٧، وفي سنده زيادة.

١٤٨٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب المشي أمام الجنازة، ح: ٣١٧٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وأخرجه الترمذي، ح: ١٠٠٧ به، وأخرجه مرسلاً، وقال: "أهل الحديث كلهم يرون أن الحديث المرسل في ذلك أصح"، وضعفه النسائي، وأحمد وغيرهما، وحقق الحافظ في التلخيص وغيره بأنه مدرج (والحديث الآتي شاهد له، والله أعلم).

سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الجِنَازَةِ.

فائدہ: [اِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ] ''جنازوں کے پیچھے جانا'' اس لفظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنازے کے ساتھ جانے والے سبھی افراد کو پیچھے چلنا چاہیے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ''پیچھے جانے'' کے لفظ سے ''ساتھ جانا'' مراد ہے' اس لیے ساتھ جانے والے جس طرح میت کی چارپائی کے پیچھے چل سکتے ہیں' اسی طرح آگے بھی چل سکتے ہیں' لہٰذا دائیں یا بائیں چلنا تو بالاولیٰ جائز ہے۔

١٤٨٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الجَهْضَمِيُّ، وَ هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الأَيْلِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجِنَازَةِ.

١٤٨٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ' ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم جنازے کے آگے چلتے تھے۔

١٤٨٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ الْحَنَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْجِنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ وَلَيْسَتْ بِتَابِعَةٍ. لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا».

١٤٨٤- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنازے کے پیچھے چلا جاتا ہے' جنازہ کسی کے پیچھے نہیں چلتا' جو اس سے آگے چلے وہ اس کے ساتھ نہیں۔''

(المعجم ١٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّسَلُّبِ مَعَ الْجِنَازَةِ (التحفة ١٧)

باب:١٧- جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے سوگ اور ماتمی کپڑے پہننا منع ہے

١٤٨٣ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في المشي أمام الجنازة، ح: ١٠١٠ من حديث محمد بن بكر به، ونقل عن البخاري قال: "هٰذا حديث خطأ، أخطأ فيه محمد بن بكر" وفيه علة أخرى، انظر، ح: ٧٠٧، وانظر الحديث السابق فهو شاهد له.

١٤٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، ح: ٣١٨٤ من حديث يحيى التيمي به، واستغربه الترمذي، ح: ١٠١١، وضعفه البخاري * يحيىٰ لين الحديث، وأبوماجدة مجهول (تقريب).

۱٤٨٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَزَوَّرِ، عَنْ نُفَيْعٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ وَ أَبِي بَرْزَةَ قَالاَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جِنَازَةٍ. فَرَأَى قَوْماً قَدْ طَرَحُوا أَرْدِيَتَهُمْ يَمْشُونَ فِي قُمُصٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبِفِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ تَأْخُذُونَ؟ أَوْ بِصُنْعِ الْجَاهِلِيَّةِ تَشَبَّهُونَ؟ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَدْعُوَ عَلَيْكُمْ دَعْوَةً تَرْجِعُونَ فِي غَيْرِ صُوَرِكُمْ» قَالَ: فَأَخَذُوا أَرْدِيَتَهُمْ وَلَمْ يَعُودُوا لِذٰلِكَ.

۱۴۸۵- حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے کہا: ایک جنازے میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ کچھ افراد نے (اوڑھنے والی) چادریں اتار پھینکی ہیں اور صرف قمیصیں پہن کر چل رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جاہلیت کا عمل اختیار کر رہے ہو؟ کیا تم جاہلیت کے کام سے مشابہت اختیار کرتے ہو؟ میرا جی چاہا تھا کہ تمھیں ایسی بددعا دوں کہ تمھاری صورتیں تبدیل ہو جائیں۔'' چنانچہ انھوں نے اپنی چادریں اوڑھ لیں اور دوبارہ یہ غلطی نہیں کی۔

فائدہ: جو کام غیر مسلموں میں رائج ہیں مسلمانوں کو انھیں اختیار کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے' غیر مسلموں سے مشابہت حرام ہونے کے دلائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں' اس لیے خوشی کا موقع ہو یا غمی کا' یہود ونصاریٰ اور ہندوؤں کے رسم ورواج سے اجتناب کرنا فرض ہے۔

(المعجم ١٨) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَازَةِ لَا تُؤَخَّرُ إِذَا حَضَرَتْ وَلَا تُتْبَعُ بِنَارٍ** (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- جب جنازہ تیار ہو جائے تو (نماز جنازہ کی ادائیگی اور دفن میں) دیر نہ کی جائے اور جنازے کے ساتھ آگ نہ لے جائی جائے

۱٤٨٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى:

۱۴۸۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ

١٤٨٥ـ [إسناده موضوع] أخرجه الطبراني: ١٨/ ٢٣٩، ٢٤٠، ح: ٦٠١ من حديث أحمد بن عبدة (في الأصل عبيدة) به، وضعفه البوصيري * نفيع بن الحارث هو أبوداود الأعمى كذبه ابن معين والساجي وغيرهما، وقال ابن عبدالبر: "أجمعوا على ضعفه، وكذبه بعضهم، وأجمعوا على ترك الرواية عنه" (تهذيب التهذيب)، وعلي بن الحزوّر متروك الحديث كما قال النسائي.

١٤٨٦ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الوقت الأول من الفضل، ح: ١٧١، ١٠٧٥ من حديث ابن وهب به مطولاً، وقال في الرواية الثانية: "هذا حديث غريب، وما أرى إسناده متصلاً"، وصححه الحاكم: ٢/ ١٦٢، ١٦٣، والذهبي * سعيد ثقة وثقه العجلي، وابن حبان وغيرهما، ولا عبرة بمن جهله، وللأصل الحديث شواهد.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيُّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ تُؤَخِّرُوا الْجِنَازَةَ إِذَا حَضَرَتْ».

ﷺ نے فرمایا: ''جب جنازہ تیار ہو جائے تو تاخیر نہ کرو۔''

١٤٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: أَنْبَأَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى الْفُضَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي حَرِيزٍ أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ حَدَّثَنِي قَالَ: أَوْصٰى أَبُو مُوسَى الأَشْعَرِيُّ، حِينَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ، فَقَالَ: لاَ تُتْبِعُونِي بِمِجْمَرٍ. قَالُوا لَهُ: أَوَ سَمِعْتَ فِيهِ شَيْئاً؟ قَالَ: نَعَمْ. مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۱۴۸۷- حضرت ابوبردہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: میرے ساتھ (خوشبو سلگانے والی) انگیٹھی نہ لے جانا۔ حاضرین نے کہا: کیا آپ نے اس مسئلہ میں کوئی حدیث سنی ہے؟ فرمایا: ہاں' اللہ کے رسول ﷺ سے سنی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ہندو اور مجوسی آگ کو مقدس سمجھتے ہیں' اس لیے ان کے ہاں خوشی اور غمی کی رسموں میں آگ کا استعمال ہوتا ہے۔ ہندو مردے کو دفن کرنے کے بجائے آگ میں جلاتے ہیں۔ میت کے ساتھ آگ لے جانے میں ان غیر مسلموں سے ایک طرح مشابہت ہوتی ہے۔ ② اس سے قبروں پر چراغ جلانے کی ممانعت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جب جنازے کے ساتھ آگ لے جانا منع ہے تو دفن کے بعد قبر پر آگ رکھنا بالاولیٰ منع ہوگا' اس کے علاوہ چراغ جلانے میں مال کا ضیاع ہے جو حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (جامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجدا' حديث:۳۲۰) امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ علامہ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ نے بھی یہی حکم لگایا ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ (التحفة ١٩)

باب:۱۹- جس کا جنازہ مسلمانوں کی ایک جماعت پڑھے

١٤٨٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩٧ عن معتمر به، وحسنه البوصيري ۞ أبوحريز ضعفه أحمد والجمهور، وانظر، ح: ٢٤٣٠، وللحديث شواهد موقوفة عند مالك: (١/ ٢٢٦) وغيره.

١٤٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غُفِرَ لَهُ».

۱۴۸۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا جنازہ سو مسلمان پڑھیں' اسے بخش دیا جائے گا۔''

١٤٨٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سُلَيْمٍ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ الْخَرَّاطُ، [عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ] عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: هَلَكَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لِي: يَا كُرَيْبُ قُمْ فَانْظُرْ هَلِ اجْتَمَعَ لِابْنِي أَحَدٌ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: وَيْحَكَ كَمْ تَرَاهُمْ؟ أَرْبَعِينَ؟ قُلْتُ: لاَ. بَلْ هُمْ أَكْثَرُ. قَالَ: فَاخْرُجُوا بِابْنِي. فَأَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ أَرْبَعِينَ مِنْ مُؤْمِنٍ يَشْفَعُونَ لِمُؤْمِنٍ إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللهُ».

۱۴۸۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت کریب رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک بیٹا فوت ہوگیا۔ انھوں نے مجھے فرمایا: کریب! اٹھ کر دیکھو! کیا میرے بیٹے (کا جنازہ پڑھنے) کے لیے کوئی آیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: تیرا بھلا ہو' تیرے خیال میں کتنے افراد ہیں؟ چالیس تو ہوں گے؟ میں نے کہا: نہیں' بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ فرمایا: تو میرے بیٹے کو (نماز جنازہ کے لیے) لے چلو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو چالیس مومن کسی مومن کے حق میں دعا کریں' اللہ ان کی سفارش قبول فرمالیتا ہے۔''

١٤٨٨ـ [صحيح] وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله رجال الصحيحين" * الأعمش عنعن، وقد تقدم، ح:١٧٨، وروى حجاج بن نصير (وهو ضعيف وكان يقبل التلقين)، (تقريب) عن شعبة عن الأعمش به، حلية الأولياء:٧/ ٢٠٨، وله طريق آخر ضعيف عند أبي نعيم: ٧/ ٢٢٨ عن سعد عن أبي هريرة به، وأخرج الطبراني في الكبير، ومن طريقه صاحب الحلية: ٨/ ٣٩١ من حديث ابن عمر به، وفيه مبشر بن أبي المليح ترجمه البخاري في التاريخ الكبير، وقال: "روى عنه شعبة، يعد في البصريين" وشعبة لا يروي إلا عن ثقة عنده، مقدمة لسان الميزان، وله شاهد عند مسلم في صحيحه، ح: ٩٤٧، وبه صح الحديث.

١٤٨٩ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١١/ ٤٠٨، ح: ١٢١٥٨ من حديث إبراهيم بن المنذر به، وأخرجه مسلم، ح: ٩٤٨ من طريق آخر عن حميد بن زياد أبي صخر عن شريك بن عبدالله بن أبي نمر عن كريب مولى ابن عباس به، باختلاف يسير ولفظه: "ما من رجل مسلم يموت فيقوم على جنازته أربعون رجلاً، لا يشركون بالله شيئًا إلا شفعهم الله فيه".

فوائد و مسائل: ① نماز با جماعت جنازہ کی ہو یا کوئی دوسری نماز' اس میں جتنے زیادہ افراد شریک ہوں اسی قدر افضل ہوتی ہے' اس لیے مسلمانوں کو جنازہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہونا چاہیے تاکہ ہر نمازی کو زیادہ سے زیادہ ثواب ملے۔ ② پہلی حدیث میں سو افراد کے جنازہ پڑھنے پر میت کی مغفرت کا ذکر ہے جبکہ دوسری حدیث میں چالیس افراد کا ذکر ہے۔ ممکن ہے پہلے اللہ تعالیٰ نے سو افراد کی دعا سے میت کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہو' بعد میں امت محمدیہ پر مزید احسان فرماتے ہوئے چالیس افراد کی دعا سے مغفرت کی بشارت دے دی ہو۔ ③ یہ وعدہ ایسے مسلمان افراد کے جنازہ پڑھنے پر ہے جو شرک کے مرتکب نہ ہوں کیونکہ صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''جو مسلمان وفات پا جائے اور اس کے جنازے میں چالیس ایسے آدمی شریک ہوں جو شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ ان کی سفارش قبول فرمالیتا ہے۔'' (صحيح مسلم' الجنائز' باب من صلى عليه أربعون' شفعوا فيه' حديث:٩٤٨)

١٤٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ الشَّامِيِّ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: كَانَ إِذَا أُتِيَ بِجِنَازَةٍ، فَتَقَالَّ مَنْ تَبِعَهَا، جَزَّأَهُمْ ثَلاَثَةَ صُفُوفٍ، ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا. وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا صَفَّ صُفُوفٌ ثَلاَثَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَيِّتٍ إِلَّا أَوْجَبَ».

۱۴۹۰- حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ان کی موجودگی میں) جب کوئی جنازہ لایا جاتا اور وہ محسوس کرتے کہ اس کے ساتھ آنے والوں کی تعداد کم ہے تو انھیں تین صفوں میں تقسیم کر دیتے' پھر جنازہ پڑھاتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس میت کا جنازہ مسلمانوں کی تین صفیں ادا کریں' اس کے لیے (مغفرت یا جنت) واجب ہو جاتی ہے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم بعض حضرات نے مالک بن ہبیرہ کے اثر کو حسن قرار دے کر اس مسئلے کا اثبات کیا ہے' نیز مذکورہ روایت سے امام شوکانی رحمہ اللہ وغیرہ نے نماز جنازہ میں تین صفوں کی فضیلت کا اثبات کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نيل الأوطار:٦٢/٤)

١٤٩٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في الصف على الجنازة، ح:٣١٦٦ من حديث ابن إسحاق به، وحسنه الترمذي، ح:١٠٢٨، والنووي، وصححه، والحاكم، والذهبي * ابن إسحاق عنعن، وفيه علة أخرى قادحة.

(المعجم ٢٠) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّنَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ** (التحفة ٢٠)

باب:۲۰-فوت ہونے والے کی تعریف

١٤٩١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجِنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْراً، فَقَالَ: «وَجَبَتْ». ثُمَّ مُرَّ عَلَيْهِ بِجِنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ: «وَجَبَتْ» فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ قُلْتَ لِهٰذِهِ وَجَبَتْ. وَلِهٰذِهِ وَجَبَتْ. فَقَالَ: «شَهَادَةُ الْقَوْمِ. وَالْمُؤْمِنُونَ شُهُودُ اللهِ فِي الأَرْضِ».

۱۴۹۱- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا' لوگوں نے اس کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' پھر ایک اور جنازہ گزرا' اس کے بارے میں بری رائے ظاہر کی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کے حق میں بھی فرمایا: واجب ہوگئی اور اس کے حق میں بھی فرمایا: واجب ہوگئی۔ (اس کا کیا مطلب ہے؟) فرمایا: ''لوگوں کی گواہی (اور اس کے نتیجے میں جنت ہے یا جہنم) مومن زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① نیک مومن اسی کی تعریف کرتے ہیں جو اپنی زندگی نیکی پر قائم رہ کر گزار گیا ہو اور اسی کو برا کہتے ہیں جس میں واقعی برائی موجود ہو' اس لیے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مرنے والا اپنی نیکیوں کی وجہ سے جنتی ہوگا یا بدکرداری کی وجہ سے اللہ کی ناراضی کا سامنا کرے گا۔ ② اس تعریف اور مذمت سے وہ تعریف اور مذمت مراد ہے جو میت کے بارے میں ایک مومن کی واقعی رائے ہو۔ اگر کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے کسی کی خامی کا ذکر کیا جاتا ہے یا کسی کی برائی ذکر کرنے سے اس لیے اجتناب کیا جاتا ہے کہ اب وہ اپنے اعمال کا بدلہ پانے کے لیے اپنے رب کے حضور پہنچ چکا ہے تو اس کی برائیاں ذکر کرنے کا کیا فائدہ؟ تو اس قسم کے اظہار رائے سے فرق نہیں پڑتا۔ ③ اچھائیاں اور برائیاں' خوبیاں اور خامیاں ہر انسان میں ہوتی ہیں' اس لیے اکثر حالات کا اعتبار کیا جائے گا اور اکثر لوگوں کی رائے کی اہمیت ہوگی۔ ④ زندگی میں اچھے اخلاق اختیار کرنے اور دوسروں کے کام آنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ مرنے کے بعد لوگ اچھی رائے کا اظہار کریں اور نماز جنازہ میں دل سے دعائیں کریں۔

١٤٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۴۹۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے'

١٤٩١ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب تعديل كم يجوز؟، ح: ٢٦٤٢، ومسلم، الجنائز، باب فيمن يثنى عليه خير أو شر من الموتى، ح: ٩٤٩ من حديث حماد بن زيد به.

١٤٩٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٩٨، ٤٩٩ وغيره من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وصححه

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجِنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْراً، فِي مَنَاقِبِ الْخَيْرِ. فَقَالَ: «وَجَبَتْ». ثُمَّ مَرُّوا عَلَيْهِ بِأُخْرٰى. فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فِي مَنَاقِبِ الشَّرِّ. فَقَالَ: «وَجَبَتْ. إِنَّكُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الأَرْضِ».

انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا' اس کی اچھی عادتوں کی وجہ سے اس کی تعریف کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' پھر لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے تو اس کی بری عادتوں کی وجہ سے اس کے بارے میں بری رائے ظاہر کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی' تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔''

(المعجم ٢١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجِنَازَةِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱- جنازہ پڑھاتے وقت امام کہاں کھڑا ہو؟

١٤٩٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ. قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ ذَكْوَانَ أَخْبَرَنِي، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الأَسْلَمِيِّ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ الْفَزَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا. فَقَامَ وَسَطَهَا.

۱۴۹۳- حضرت سمرہ بن جندب فزاری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خاتون کا جنازہ پڑھا جو نفاس کے ایام میں فوت ہوگئی تھی تو نبی ﷺ اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے۔

١٤٩٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ صَلَّى عَلَى جِنَازَةِ رَجُلٍ. فَقَامَ حِيَالَ رَأْسِهِ. فَجِيءَ بِجِنَازَةٍ أُخْرَى، بِامْرَأَةٍ.

۱۴۹۴- حضرت ابوغالب ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک ؓ کو دیکھا کہ انھوں نے ایک مرد کا جنازہ پڑھایا تو اس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے' پھر ایک عورت کا جنازہ لایا گیا' حاضرین نے کہا: ابوحمزہ! (انس بن مالک) اس

◄◄ البوصيري.

١٤٩٣ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب الصلاة على النفساء وسنتها، ح: ٣٣٢، ١٣٣١، ١٣٣٢، ومسلم، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت للصلاة عليه، ح: ٩٦٤ من حديث حسين بن ذكوان المعلم به.

١٤٩٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت إذا صلى عليه، ح: ٣١٩٤ من حديث نافع أبي غالب به، وحسنه الترمذي، ح: ١٠٣٤.

فَقَالُوا: يَا أَبَا حَمْزَةَ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَامَ حِيَالَ وَسَطِ السَّرِيرِ. فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ: يَاأَبَاحَمْزَةَ هٰكَذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ مِنَ الْجِنَازَةِ مُقَامَكَ مِنَ الرَّجُلِ. وَقَامَ مِنَ الْمَرْأَةِ مُقَامَكَ مِنَ الْمَرْأَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: احْفَظُوا.

کا جنازہ پڑھا دیجیے تو آپ چارپائی کے وسط کے مقابل کھڑے ہوئے (اور جنازہ پڑھایا۔) حضرت علاء بن زیاد (عدوی) رحمہ اللہ نے عرض کیا: ابوحمزہ! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ مرد کے جنازہ میں اس طرح (سر کے برابر) کھڑے ہوئے تھے جس طرح آپ کھڑے ہوئے ہیں اور عورت کے جنازہ میں اس طرح (کمر کے مقابل) کھڑے ہوئے تھے جس طرح آپ کھڑے ہوئے ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت علاء رحمہ اللہ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: (یہ مسئلہ) یاد کرلو۔

فوائد و مسائل: ① نماز جنازہ ادا کرتے وقت امام کو مرد کے سر کے قریب اور عورت کی کمر کے قریب کھڑے ہونا چاہیے۔ ② امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ سے بھی ایک روایت میں یہی قول منقول ہے' البتہ حنفی مذہب کا مشہور قول یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت' امام کو اس کے سینے کے برابر کھڑا ہونا چاہیے۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۲- نماز جنازہ میں قراءت کا بیان

١٤٩٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

۱۴۹۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھی۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن معناً و متناً صحیح ہے کیونکہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کی

١٤٩٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في القراءة على الجنازة بفاتحة الكتاب، ح:١٠٢٦ عن أحمد بن منيع به، وقال: "ليس إسناده بذاك القوي، إبراهيم بن عثمان هو أبوشيبة الواسطي منكر الحديث" انتهى، وكذبه شعبة كما في عمدة القاري وغيره، وقال الحافظ: متروك الحديث (تقريب).

باب صحیح بخاری میں حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ پڑھا تو انھوں نے سورۃ فاتحہ کی قراءت کی اور کہا: یہ سنت ہے۔ (صحیح البخاري' الجنائز' باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة' حديث:١٣٣٥) اور صحابی کا یہ کہنا کہ یہ سنت ہے مرفوع حدیث کے معنی میں ہوتا ہے۔ اس کا صحابی کے قیاس اور اجتہاد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا' لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول ''یہ سنت ہے۔'' سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بھی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے جیسا کہ سنن النسائی کی روایت میں بھی موجود ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي' الجنائز' باب الدعاء' حديث:١٩٩١) بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر احادیث کی روشنی میں قابل عمل اور قابل حجت ہے' نیز آئندہ آنے والی حدیث سے بھی اسی مسئلے کا اثبات ہوتا ہے۔

١٤٩٦ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي عَاصِمٍ، النَّبِيلُ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ جَعْفَرٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ شَرِيكٍ الأَنْصَارِيَّةُ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَقْرَأَ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

١٤٩٦- حضرت ام شریک انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣- نماز جنازہ کی دعائیں

١٤٩٧ - حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ ابْنِ مَيْمُونٍ [الْمَدَنِيُّ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ

١٤٩٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم میت کی نماز (جنازہ) پڑھو تو اس کے لیے خلوص سے دعا کرو۔''

١٤٩٦ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٥/ ٩٧، ح: ٢٥٢ من طريق حماد بن بشير (الجهضمي) عن أبي عبدالله الشامي (مرزوق) عن شهر بن حوشب به * وشهر حسن الحديث كما حققته في نيل المقصود في تخريج سنن أبي داود، وانظر، ح: ٢٧٠٤، وللحديث شواهد عند الطبراني وغيره، انظر مجمع الزوائد: ٣/ ٣٢ إن شئت.

١٤٩٧ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الدعاء للميت، ح: ٣١٩٩ من حديث محمد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، وصرح ابن إسحاق بالسماع عنده.

أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ».

فوائد ومسائل: ① نماز جنازہ کا اصل مقصد میت کے لیے دعائے مغفرت ہے اور دعا کی قبولیت کے لیے خلوص قلب شرط ہے' اس لیے ہر مسلمان کو جنازہ کی دعائیں یاد کرنی چاہییں۔ ان میں سے تین دعائیں آگے آرہی ہیں۔ ② بعض لوگوں نے اس حدیث سے نماز جنازہ کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا سمجھا ہے' یہ غلط فہمی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے کسی حدیث میں یہ مروی نہیں کہ آپ نے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگی ہو' البتہ میت کو دفن کرنے کے بعد میت کی استقامت کے لیے دعا کرنا مسنون ہے۔ (سنن أبي داود' الجنائز' باب الاستغفار عند القبر للميت في وقت الانصراف' حديث:٣٢٢١)

١٤٩٨ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا. اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ. وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ. اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ».

١٤٩٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنازہ کی نماز پڑھاتے تو یوں فرماتے: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا' وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا' وَ صَغِيرِنَا وَ كَبِيرِنَا' وَ ذَكَرِنَا وَ أُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَ لَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ] ''اے اللہ! ہمارے زندوں' مردوں' حاضر' غائب' چھوٹوں' بڑوں' مذکر اور مونث (سب) کی مغفرت فرما دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے' اسے اسلام پر زندہ رکھنا اور جسے فوت کرے اس کا خاتمہ ایمان پر کرنا۔ اے اللہ! اس (جانے والے) کے اجر سے ہمیں محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر دینا۔''

فوائد ومسائل: ① نماز جنازہ کا اصل مقصود تو میت کے لیے دعا کرنا ہے لیکن اس موقع پر ضمناً دوسرے

١٤٩٨ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٤١ من حديث ابن إسحاق به، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ٣٢٠١ وغيره، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي * يحيى صرح بالسماع، وله شواهد كثيرة.

مسلمانوں کے لیے بھی دعا کی جاسکتی ہے۔ حدیث میں مذکور دعا ایک ایسی ہی دعا ہے جو تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔ ② اسلام اور ایمان ہم معنی الفاظ کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف معانی میں بھی۔ جب یہ دونوں الفاظ اکٹھے استعمال ہوں تو اسلام سے مراد ظاہری اعمال اور ایمان سے مراد باطنی اور قلبی اعمال ہوتے ہیں۔ زندگی میں دل کے ایمان اور یقین کے ساتھ ظاہری اعمال کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ معاشرے میں ظاہری اعمال کی بنیاد ہی پر مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز ہوتا ہے۔ وفات کے وقت دل میں یقین اور ایمان ہونا ضروری ہے کیونکہ آخرت میں نجات کا دارومدار اسی پر ہے' اس لیے دعائے جنازہ میں اسلام پر زندگی اور ایمان پر وفات کی درخواست ہے۔ ③ ''ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا۔'' اس سے مراد رشتہ دار' عزیز یا دوست کی وفات پر صبر اور دوسرے متعلقہ اعمال سے حاصل ہونے والا ثواب ہے' مثلاً: نماز جنازہ میں شرکت' کفن دفن کا اہتمام اور فوت ہونے والے کے اقارب کو تسلی تشفی اور ان کے غم میں تخفیف کی کوشش' میت کے اقارب کے لیے کھانا تیار کرنا' وغیرہ۔ ان اعمال سے حاصل ہونے والے ثواب کو میت کا ثواب کہا گیا ہے' یعنی وفات کی وجہ سے زندوں کو حاصل ہونے والا ثواب۔ اس ثواب کی دعا کا یہ مطلب ہے کہ ہمیں یہ اعمال خلوص کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لیے کرنے کی توفیق ملے۔ ④ ''اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی وفات کے غم میں نفس امارہ کے اکسانے سے یا شیطان کے وسوسوں کی وجہ سے ناجائز اعمال کا ارتکاب نہ ہو جائے جو گمراہی ہے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ مرنے والا اپنی زندگی میں نیکی کی تلقین کرتا تھا' برائی سے منع کرتا تھا' صحیح اور غلط کے امتیاز میں رہنمائی کرتا تھا' اس کے دنیا چھوڑ جانے کے بعد اس کی رہنمائی باقی نہیں رہی' اب ہمیں اللہ کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے کہ وہ ہر قدم پر ہماری رہنمائی فرمائے اور ہمیں گمراہی سے محفوظ رکھے۔

١٤٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَأَسْمَعُهُ يَقُولُ «اللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ، وَحَبْلِ

۱۴۹۹- حضرت واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کا جنازہ پڑھا تو میں نے آپ کو یوں فرماتے سنا: [اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ' وَ حَبْلِ جِوَارِكَ' فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ' وَ أَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ' فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ' إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ] ''اے اللہ! فلاں کا بیٹا فلاں تیرے سپرد اور تیری

١٤٩٩ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الدعاء للميت، ح: ٣٢٠٢ من حديث الوليد به، وصرح بالسماع عند ابن المنذر في الأوسط: (٥/ ٤٤١)، وصححه ابن حبان.

جِوَارِكَ. فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ والحَقِّ، فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ».

حفاظت میں ہے‘ اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھنا‘ تو وفا اور حق والا ہے‘ اس کی بخشش فرما دے اور اس پر رحمت فرما‘ بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① عذاب قبر حق ہے‘ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے میت کے لیے عذاب قبر سے پناہ کی دعا فرمائی لیکن اس کا تعلق عالم غیب سے ہے۔ جس طرح ہم اللہ اور رسول کی بتائی ہوئی دوسری بہت سی چیزوں پر بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں‘ اسی طرح عذاب قبر پر بھی ایمان لاتے ہیں کیونکہ وہ زندہ لوگوں کے حواس کی گرفت سے باہر ہے۔ ② قبر کا عذاب کفر و شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے‘ مثلاً: جسم اور کپڑوں کو پیشاب سے نہ بچانا اور چغلی کھانا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب قبروں میں مدفون دو شخصوں کو عذاب ہوتے سنا تو فرمایا: ’’ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑے کام کی وجہ سے نہیں ہو رہا (ایسا گناہ نہیں تھا جس سے بچنا بہت دشوار ہو) ہاں‘ ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا‘ دوسرا لگائی بجھائی کرتا پھرتا تھا۔ (ایک کی بات دوسرے کو بتا کر آپس میں لڑا دیتا تھا۔‘‘) (صحیح البخاري‘ الوضوء‘ باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله‘ حديث:٢١٦) ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مذکورہ دعا جنازے میں بلند آواز سے پڑھی گئی تھی۔

١٥٠٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا فَرَجُ بْنُ الْفَضَالَةِ: حَدَّثَنِي عِصْمَةُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ. فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ. وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ. وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ. وَنَقِّهِ مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ

١٥٠٠- حضرت عوف بن مالک اشجعی ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایک انصاری آدمی کا جنازہ پڑھایا۔ میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ ' وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ' وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَّ ثَلْجٍ وَّ بَرَدٍ وَّ نَقِّهِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ ' وَأَبْدِلْهُ بِدَارِهِ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ ' وَ أَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ' وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ

١٥٠٠ـ **[صحيح]** أخرجه الطبراني: ١٨/ ٥٩، ح: ١٠٨ من طريق آخر عن عصمة بن راشد وغيره به، أخرجه مسلم، ح: ٩٦٣ من حديث حبيب بن عبيد عن جبير بن نفير عن عوف به نحوه، وهو المحفوظ.

الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ. وَأَبْدِلْهُ بِدَارِهِ دَاراً خَيْراً مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلاً خَيْراً مِنْ أَهْلِهِ. وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ».

النَّار] ''اے اللہ! اس پر رحمت فرما' اس کی مغفرت فرما' اس پر رحم کر' اسے عافیت دے' اسے معاف کر دے' اسے پانی' برف اور اولوں سے دھو ڈال' اسے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے' جیسے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اسے اس کے گھر کے بدلے اس کے گھر سے بہتر گھر اور اس کے کنبے سے بہتر کنبہ عطا فرما اور اسے قبر کی آزمائش سے اور آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔''

قَالَ عَوْفٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي مُقَامِي ذٰلِكَ أَتَمَنَّى أَنْ أَكُونَ مَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلِ.

حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس مقام پر میرا جی چاہا کہ کاش میں اس (فوت شدہ) آدمی کی جگہ ہوتا (تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے یہ دعا فرماتے۔)

فوائد و مسائل: ① یہ دعا بھی اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں صرف میت کے لیے دعا ہے جو نماز جنازہ کا اصل مقصود ہے۔ ② پانی' برف اور اولوں کے ساتھ دھونے سے اس کی کامل صفائی اور طہارت مراد ہے' چونکہ گناہوں کا شیطان سے اور جہنم کی آگ سے تعلق ہے' اس لیے گناہوں کا اثر ختم کرنے کے لیے ٹھنڈی چیزوں کا ذکر کیا گیا۔ ③ دنیا کے گھر سے بہتر گھر جنت کا گھر ہے اور دنیا کے اہل و عیال سے بہتر اہل و عیال جنت کی حوریں ہیں۔ اس لحاظ سے یہ اس کے لیے دخول جنت کی دعا ہے۔ ④ اس میں عذاب قبر کا ثبوت ہے۔ ⑤ اس میں نماز جنازہ جہری آواز سے پڑھنے کا بھی ثبوت ہے۔

١٥٠١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَا أَبَاحَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَلاَ أَبُو بَكْرٍ، وَلاَ عُمَرُ فِي شَيْءٍ مَا أَبَاحُوا فِي الصَّلاَةِ عَلَى الْمَيِّتِ. يَعْنِي لَمْ يُوَقِّتْ.

۱۵۰۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے ہمیں کسی چیز میں اتنی چھوٹ نہیں دی' جتنی نماز جنازہ میں دی ہے۔'' یعنی اس کے لیے وقت کی حد مقرر نہیں کی۔

١٥٠١ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩/ ١١١٤، ٣٩٥ لعلله.

(المعجم ٢٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَرْبَعًا (التحفة ٢٤)

باب:٢٤-نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہنے کا بیان

١٥٠٢- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعاً.

١٥٠٢- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور چار تکبیریں کہیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ مسئلہ درست ہے کیونکہ دوسری صحیح احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کی دلیل کے طور پر حضرت نجاشی رحمہ اللہ (شاہ حبشہ) کی غائبانہ نماز جنازہ کا واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ اس موقع پر نبی علیہ السلام نے نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی تھیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الجنائز، باب التكبير على الجنازة أربعا، حديث:١٣٣٣) سنن ابن ماجہ کی حدیث: ١٥٠٤ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

١٥٠٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَجَرِيُّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الأَسْلَمِيِّ، صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى جِنَازَةِ ابْنَةٍ لَهُ. فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعاً. فَمَكَثَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ شَيْئًا. قَالَ فَسَمِعْتُ الْقَوْمَ يُسَبِّحُونَ بِهِ مِنْ نَوَاحِي الصُّفُوفِ. فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: أَكُنْتُمْ تُرَوْنَ أَنِّي مُكَبِّرٌ خَمْساً؟ قَالُوا:

١٥٠٣- حضرت ابوبکر ابراہیم بن مسلم ہجری رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں ان کی ایک بیٹی کا جنازہ پڑھا۔ انھوں نے اس کے جنازے میں چار تکبیریں کہیں۔ چوتھی تکبیر کے بعد وہ کچھ عرصہ ٹھہرے۔ فرماتے ہیں: میں نے صفوں کے اطراف سے لوگوں کو سبحان اللہ کہتے سنا۔ انھوں نے سلام پھیر کر کہا: کیا تمھارا خیال تھا کہ میں پانچ تکبیریں

١٥٠٢_[إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٧٦٠ لعلته.

١٥٠٣_[إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٦، ٣٨٣ من حديث إبراهيم بن مسلم الهجري به مطولاً، وانظر، ح:٧٧٧ لعلته، وأخرج البيهقي: ٤/ ٣٥ بإسناد قوي عن أبي يعفور وقدان عن ابن أبي أوفى به نحوه مختصرًا.

تَخَوَّفْنَا ذٰلِكَ . قَالَ : لَمْ أَكُنْ لِأَفْعَلَ . وَلٰكِنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعاً . ثُمَّ يَمْكُثُ سَاعَةً . فَيَقُولُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ يُسَلِّمُ .

کہہ دوں گا؟ حاضرین نے کہا: ہمیں تو یہی خطرہ محسوس ہوا تھا۔ انھوں نے فرمایا: میں تو ایسے نہیں کرنے لگا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ چار تکبیریں کہہ کر تھوڑی دیر ٹھہرتے تھے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا وہ کہتے (مناسب دعا پڑھتے) پھر سلام پھیرتے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل چوتھی تکبیر کے فوراً بعد سلام پھیرنے کا بھی تھا اور چوتھی تکبیر کے بعد کوئی دعا پڑھ کر سلام پھیرنے کا بھی، اس لیے دونوں ہی طریقے درست ہیں۔ مذکورہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے۔

١٥٠٤- حَدَّثَنَا أَبُوهِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ أَرْبَعاً .

۱۵۰۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہیں۔

فائدہ: احادیث میں تکبیرات جنازہ کی بابت مروی ہے کہ تکبیرات جنازہ تین سے لے کر نو تک ہیں مگر چار پر سلف اور خلف کا اجماع ہے اور اکثر روایات بھی اسی کی بابت ہیں نیز صحیح بخاری میں بھی تکبیرات جنازہ چار ہی مروی ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ كَبَّرَ خَمْسًا (التحفة ٢٥)

باب:۲۵- نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہنا

١٥٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا

۱۵۰۵- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت زید بن ارقم ؓ ہم

١٥٠٤ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ٥٥ من حديث يحيى بن اليمان به مطولاً، وقال: "هٰذا إسناد ضعيف" * حجاج هو ابن أرطاة(٤٩٦، ١١٢٩)، والمنهال بن خليفة ضعيف (تقريب) قلت: أما التكبير على الجنائز أربعًا فثابت بأسانيد صحيحة، أخرجها البخاري، ومسلم وغيرهما، انظر، ح: ١٥٣٤ وغيره من هٰذا الكتاب، وكأن الإمام ابن ماجه جمع الغرائب فقط في هٰذا الباب.

١٥٠٥ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ٩٥٧ عن ابن بشار وغيره به.

يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، وَأَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: كَانَ زَيْدُ ابْنُ أَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا أَرْبَعاً. وَأَنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جِنَازَةٍ خَمْساً. فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا.

لوگوں کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ ایک جنازہ میں انھوں نے پانچ تکبیریں کہیں۔ میں نے (اس کے متعلق) سوال کیا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح (پانچ) تکبیریں کہا کرتے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ پانچ تکبیریں بھی جائز ہیں' اس صورت میں میت کے لیے کچھ دعائیں تیسری تکبیر کے بعد پڑھ لی جائیں کچھ چوتھی تکبیر کے بعد۔ اس کے بعد پانچویں تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیا جائے۔

١٥٠٦- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّافِعِيُّ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَبَّرَ خَمْساً.

١٥٠٦- حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (نماز جنازہ میں) پانچ تکبیریں کہیں۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦- بچے کی نماز جنازہ کا بیان

١٥٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ: حَدَّثَنِي عَمِّي زِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ: حَدَّثَنِي أَبِي جُبَيْرُ بْنُ حَيَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ».

١٥٠٧- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔''

فوائد ومسائل: ① سنن ابوداود کی روایت میں یہ حدیث ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے: ''ناتمام بچے کی نماز

١٥٠٦ـ [صحيح] * إبراهيم بن علي ضعيف (تقريب)، وكثير تقدم حاله، ح: ١٦٥، والحديث السابق شاهد له.

١٥٠٧ـ [إسناده صحيح] انظر، ح: ١٤٨١ لتخريجه.

جنازہ ادا کی جائے اور اس کے والدین کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔'' (سنن أبي داود' الجنائز' باب المشي أمام الجنازة' حديث:٣١٨٠) ② مردہ پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ اس صورت میں پڑھنی چاہیے جبکہ وہ حمل کے چار ماہ پورے ہونے پر یا اس کے بعد پیدا ہوا ہو کیونکہ جنین میں اسی وقت روح ڈالی جاتی ہے' لہٰذا اس کے بعد پیدا ہونے والے ہی کو ''میت'' قرار دیا جاسکتا ہے۔

١٥٠٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوُرِثَ».

١٥٠٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بچہ (پیدائش کے وقت) روئے تو (اس کے فوت ہونے پر) اس کا جنازہ پڑھا جائے اور اس کی وراثت تقسیم کی جائے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مذکورہ روایت میں دو مسئلے بیان ہوئے ہیں' ایک بچے کی نماز جنازہ کا جس کا ذکر گزشتہ روایت میں بھی ہے اور ہمارے فاضل محقق نے اسے صحیح قرار دیا ہے' دوسرا مسئلہ بچے کے وارث ہونے کا ہے' یہ مسئلہ سنن ابن ماجہ کی ایک دوسری روایت: ٢٧٥١ میں بھی مروی ہے جسے ہمارے فاضل محقق نے سنداً حسن قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر روایات کی رو سے قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' رقم:١٥٢' ١٥٣) ② پیدائش کے وقت بچے کا رونا اس کے زندہ پیدا ہونے کی علامت ہے' اس لیے جب وہ زندہ پیدا ہونے کے تھوڑی دیر بعد فوت ہو جائے تو اس کا حکم وہی ہوگا جو طویل عرصہ زندہ رہ کر فوت ہونے والے کا ہوگا۔ گزشتہ حدیث کے فوائد میں بیان ہو چکا ہے کہ جنازہ نا تمام بچے کا بھی پڑھا جائے گا' البتہ وراثت کے لیے شرط ہے کہ بچہ زندہ پیدا ہو' یعنی مردہ پیدا ہونے والا بچہ وارث نہیں ہوگا' اس لیے اس کی وراثت بھی تقسیم نہیں ہوگی' اگرچہ تخلیق مکمل ہونے پر پیدا ہوا ہو۔

١٥٠٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

١٥٠٩- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی

١٥٠٨ـ [ضعيف] انظر، ح:٢٦٩ لعلته، وفيه علة أخرى، وله شواهد كلها ضعيفة، منها ما رواه إسحاق بن يوسف الأزرق عن سفيان الثوري عن أبي الزبير عن جابر به نحوه، أخرجه البيهقي: ٤/ ٨، ٩ من طريق سليمان بن أحمد اللخمي (الطبراني صاحب المعجم الكبير والأوسط)، وقال الطبراني: لم يروه عن سفيان إلا إسحاق به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:١٢٢٣، والحاكم: ٤/ ٣٤٨، ٣٤٩ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وتعقبه الحافظ في التلخيص: ٢/ ١١٣، الثوري تقدم(١٦٢) وقدعنعن، وكذا شيخه.

١٥٠٩ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، والحافظ ابن حجر في التلخيص: ٢/ ١١٤، ح:٧٥٣ *

حَدَّثَنَا الْبَخْتَرِيُّ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى أَطْفَالِكُمْ فَإِنَّهُمْ مِنْ أَفْرَاطِكُمْ».

ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بچوں کا جنازہ پڑھا کرو' وہ تمھارے پیش رو ہیں۔''

(المعجم ٢٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى ابْنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَذِكْرِ وَفَاتِهِ (التحفة ٢٧)

باب:٢٧- رسول اللہ ﷺ کے فرزند کی وفات اور جنازے کا بیان

١٥١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: مَاتَ وَهُوَ صَغِيرٌ. وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهُ. وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ.

١٥١٠- حضرت اسماعیل بن ابو خالد رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: وہ تو بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ اگر تقدیر یہ ہوتی کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی اور نبی ہو تو آپ کے (یہ) فرزند زندہ رہتے۔ لیکن نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس میں اشارہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت سے نہیں نوازا گیا' نہ آئندہ کسی کو نبوت ملے گی۔ اگر امت محمدیہ میں سے کسی کے لیے نبوت ہوتی تو ابراہیم رضی اللہ عنہ کے لیے ہوتی۔ جب ان کو نہیں ملی تو کسی اور کو کیسے مل سکتی ہے۔ ② ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یہ الفاظ وارد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔'' دیکھیے: (مسند أحمد: ١٥٤/٤) اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کو نبوت نہیں ملی جن میں اتنی خوبیاں تھیں کہ اگر انھیں نبوت ملتی تو اس کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا سکتے تھے' پھر کسی اور کو نبوت کیسے مل سکتی ہے؟

١٥١١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ

١٥١١- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھا

البختري بن عبيد: "ضعيف متروك"، وأبوه عبيد بن سلمان الطابخي مجهول (تقريب).

١٥١٠- أخرجه البخاري، الأدب، باب من سمى بأسماء الأنبياء، ح: ٦١٩٤ عن ابن نمير به.

١٥١١- [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ١٤٩٥ لعلته المدمرة.

ابْنُ عُتَيْبَةَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «إِنَّ لَهُ مُرْضِعاً فِي الْجَنَّةِ. وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقاً نَبِيًّا. وَلَوْ عَاشَ لَعَتَقَتْ أَخْوَالُهُ الْقِبْطُ، وَمَا اسْتُرِقَّ قِبْطِيٌّ».

اور فرمایا: ''اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی مقرر ہے اور اگر وہ زندہ رہتا تو نبی صدیق ہوتا اور اگر وہ زندہ رہتا تو اس کے ماموں قبطی آزاد ہو جاتے' پھر کسی قبطی کو غلام نہ بنایا جاتا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ علامہ البانی ؒ اس روایت کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ یہ جملہ: ''اگر ابراہیم ؓ زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔'' مرفوع حدیث کے طور پر ثابت نہیں' البتہ صحابۂ کرام ؓ کے قول کے طور پر صحیح ہے اور مزید لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت اس جملے [ولو عاش...... وما استرق قبطی] کے سوا صحیح ہے' نیز دکتور بشار عواد نے بھی مذکورہ روایت کو آخری جملے [لَعَتَقَتْ أَخْوَالُهُ] کے سوا صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة: ١/٣٨٧' ٣٨٨' حديث: ٢٢٠' وصحيح سنن ابن ماجه' حديث: ١٢٣٦' وسنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث: ١٥١١) ② حضرت ابراہیم ؓ جب فوت ہوئے تو ان کی دودھ پینے کی عمر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ شرف بخشا کہ انھوں نے جنت کی حوروں کا دودھ پیا۔ ممکن ہے کہ یہ شرف حضرت ابراہیم ؓ کے لیے مخصوص ہو اور ممکن ہے کہ اہل ایمان کے جو شیر خوار بچے فوت ہو جاتے ہیں' ان سب کے لیے ایسا ہو۔ بہر حال یہ غیبی امور ہیں' اس لیے حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے۔

١٥١٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عِمْرَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهَا الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ الْقَاسِمُ بْنُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ خَدِيجَةُ: يَارَسُولَ اللهِ دَرَّتْ لُبَيْنَةُ الْقَاسِمِ. فَلَوْ كَانَ اللهُ أَبْقَاهُ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رِضَاعَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ إِتْمَامَ رِضَاعِهِ فِي الْجَنَّةِ» قَالَتْ: لَوْ أَعْلَمُ

١٥١٢- حضرت حسین بن علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت قاسم ؓ کی وفات ہوئی تو حضرت خدیجہ ؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! (میری چھاتیوں میں) قاسم کا دودھ بہت اتر آیا ہے' کاش اللہ تعالیٰ اسے اتنی زندگی دیتا کہ دودھ پلانے کی مدت پوری ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی دودھ پینے کی مدت جنت میں پوری ہوگی۔'' ام المومنین ؓ نے کہا: اللہ کے رسول!

١٥١٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] * هشام بن زياد أبوالوليد تقدم حاله، ح: ٩٥٩، وأمه لا تعرف (آخر التقريب).

ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ لَهَوَّنَ عَلَيَّ أَمْرَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللهَ تَعَالٰى فَأَسْمَعَكِ صَوْتَهُ» قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ بَلْ أُصَدِّقُ اللهَ وَرَسُولَهُ.

اگر مجھے یہ بات معلوم ہوجائے تو اس پر میرا غم کچھ ہلکا ہو جائے۔ اللہ کے رسول (ﷺ) نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کروں اور وہ تجھے اس کی آواز سنا دے۔'' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول! میں اللہ اور اس کے رسول کی بات پر یقین رکھتی ہوں۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ وَدَفْنِهِمْ (التحفة ٢٨)

باب:۲۸-شہداء کے جنازے اور تدفین کا بیان

١٥١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُتِيَ بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ. فَجَعَلَ يُصَلِّي عَلٰى عَشَرَةٍ عَشَرَةٍ. وَحَمْزَةُ هُوَ كَمَا هُوَ. يُرْفَعُونَ وَهُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوعٌ.

۱۵۱۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: غزوۂ احد کے دن شہداء کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ان میں سے دس دس افراد کا جنازہ ادا کرنے لگے۔ حضرت حمزہ ؓ جہاں تھے وہیں رہے (ان کی میت سامنے رہی)' دوسروں کی میتیں اٹھالی جاتی تھیں اور حمزہ ؓ کی میت جیسے تھی' ویسے ہی (سامنے) پڑی رہتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① وہ شہید جو کفار کے ساتھ معرکہ میں جام شہادت نوش کرتا ہے اسے غسل نہیں دیا جاتا اگرچہ اس پر جنابت کی وجہ سے غسل واجب بھی ہو بلکہ اسے اس کے جنگی لباس ہی میں دفن کرنے کا حکم ہے جیسا کہ جنگ احد میں حضرت حمزہ اور حضرت حنظلہ ؓ کے ساتھ یہ صورت حال پیش آئی تھی کہ وہ جنگ سے پہلے جنبی تھے پھر جنگ میں شہید ہوگئے تو نبی ﷺ نے انھیں بغیر غسل دیے دفن کرنے کا حکم دیا' پھر فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ فرشتے ان دونوں کو غسل دے رہے ہیں۔'' دیکھیے: (الطبراني' ۳۹۱/۱۱' حدیث:۱۲۰۹۴) ان کے علاوہ دیگر شہداء کو بھی بغیر غسل دیے دفن کیا گیا تھا۔ دیکھیے: (أحكام الجنائز' للألباني' ص:۷۴) ② شہید معرکہ کی نماز جنازہ کے بارے میں علماء کی دو آراء ہیں۔ امام ابن قیم ؒ فرماتے ہیں: ''شہید معرکہ کی نماز جنازہ میں صحیح بات یہی ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں طرح درست ہے کیونکہ اس بارے میں دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں۔'' شیخ البانی ؒ دلائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''شہید معرکہ کی نماز

١٥١٣ـ [حسن] انظر، ح:٥٠٤ لعلته، وفيه علة أخرٰى، وللحديث شواهد عن الطحاوي في معاني الآثار وغيره: (١/ ٥٠٣) وسنده حسن.

جنازہ پڑھنا واجب تو نہیں' البتہ پڑھنا افضل ہے کیونکہ جنازہ دعا اور عبادت ہے۔'' تفصیل کے لیے دیکھیے: (أحكام الجنائز' ص:١٠٦)

١٥١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ مِنْ قَتْلٰى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ: «أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟» فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلٰى أَحَدِهِمْ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ: «أَنَا شَهِيدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ» وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُغَسَّلُوا.

١٥١٤- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ احد کے شہداء میں سے دو دو تین تین آدمیوں کو ایک ہی کپڑے سے ڈھانپ دیتے تھے' پھر فرماتے: ''ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے؟'' جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو لحد میں اسے آگے رکھتے اور فرماتے: ''میں ان کے حق میں گواہ ہوں۔'' نبی ﷺ نے انھیں ان کے خون میں غلطاں ہی دفن کرنے کا حکم دیا' نہ ان کا جنازہ پڑھا' نہ انھیں غسل دیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت ان لوگوں کی دلیل ہے جو شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں لیکن بعض روایات سے نماز جنازہ پڑھنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ گزشتہ روایات میں مذکور ہے' اس لیے اس مسئلے میں توسع ہے' تاہم نماز جنازہ پڑھنا بھی علماء کے نزدیک مستحب ہے جیسا کہ شیخ البانی ؒ نے کہا ہے کیونکہ نماز جنازہ دعا اور عبادت ہے لیکن اس استحباب کی بنیاد پر شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کو اشتہار بازی اور دنیاوی اغراض ومقاصد کا ذریعہ بنالینا کوئی پسندیدہ امر نہیں ہے اس طریقے سے تو اس کا جواز اور استحباب بھی محل نظر ہو جاتا ہے۔ ② خاص حالات میں ایک سے زیادہ افراد کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے۔ ③ حفظ قرآن ایک شرف ہے جس کا خیال دفن کرتے ہوئے بھی رکھا جانا چاہیے۔

١٥١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ

١٥١٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں کے بارے میں حکم دیا کہ ان سے لوہا (ہتھیار' مثلاً: زرہ'

١٥١٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، ح:١٣٤٣ وغيره من حديث الليث به.

١٥١٥ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في الشهيد يغسل، ح:٣١٣٤ من حديث علي بن عاصم به * عطاء اختلط، وتقدم، ح:٧٠٣، وعلي بن عاصم تكلموا فيه.

عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلَى أُحُدٍ أَنْ يُنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ، وَأَنْ يُدْفَنُوا فِي ثِيَابِهِمْ بِدِمَائِهِمْ.

ڈھال وغیرہ) اور چمڑا (چمڑے کے ملبوسات) اتار دیے جائیں اور انھیں خون سمیت ان کے کپڑوں ہی میں دفن کر دیا جائے۔

١٥١٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، سَمِعَ نُبَيْحاً الْعَنَزِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلَى أُحُدٍ أَنْ يُرَدُّوا إِلَى مَصَارِعِهِمْ. وَكَانُوا نُقِلُوا إِلَى الْمَدِينَةِ.

١٥١٦- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں کو شہادت کے مقامات پر واپس لے جانے کا حکم دیا جب کہ انھیں مدینہ لایا جا چکا تھا۔

فوائد و مسائل: ① شہیدوں کو وہیں دفن کیا جائے جہاں ان کی شہادت ہوئی ہو۔ یہی افضل ہے۔ ② خاص ضرورت کے بغیر میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جا کر دفن کرنا مناسب نہیں۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٢٩)

باب: ٢٩- نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنا

١٥١٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ».

١٥١٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسجد میں جنازہ پڑھا اس کے لیے کچھ نہیں۔''

١٥١٦- [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في الميت يحمل من أرض إلى أرض وكراهة ذلك، ح: ٣١٦٥ من حديث الأسود بن قيس به، وصححه الترمذي، ح: ١٧١٧، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم.

١٥١٧- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد، ح: ٣١٩١ من حديث ابن أبي ذئب به، وحسنه ابن القيم، ولم أر لمضعفيه حجة، وروى البيهقي: ٤/ ٥٢ عن صالح: "فرأيت الجنازة توضع في المسجد، فرأيت أباهريرة إذا لم يجد موضعًا إلا في المسجد انصرف ولم يصل عليها"، وفي رواية الطيالسي: ٢٣١٠ عن ابن أبي ذئب عن صالح قال: "وأدركت رجالاً ممن ادركوا النبي ﷺ وأبابكر إذا جاؤوا فلم يجدوا إلا أن يصلوا في المسجد رجعوا فلم يصلوا".

فائدہ: مذکورہ روایت کی بابت حافظ ابن عبدالبر ؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے آخری الفاظ کی بابت اختلاف ہے۔ کسی میں "فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ" کسی میں "فَلَا شَيْءَ لَهُ" کسی میں "فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ" اور کسی میں "لَيْسَ لَهُ أَجْرٌ" کے الفاظ ہیں' ان الفاظ کی بابت امام ابن قیم' حافظ ابن عبدالبر' شیخ البانی اور الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین لکھتے ہیں کہ ان میں سب سے صحیح "فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ" کے الفاظ ہیں۔ شیخ البانی ؒ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اسے خاص اجر نہیں ملے گا' صرف نماز جنازہ کا اجر ملے گا' مطلق اجر کی نفی اس لیے نہیں کی جا سکتی کہ صحیح حدیث سے خود رسول اللہ ﷺ کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔ علاوہ ازیں امام احمد بن حنبل سے مسجد میں نماز جنازہ کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: یہ سنت ہے' نیز حضرت عمر ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ کا جنازہ مسجد میں پڑھایا' اسی طرح حضرت صہیب نے حضرت عمر ؓ کا جنازہ بھی کبار صحابہ کی موجودگی میں مسجد ہی میں پڑھایا تو کسی نے اختلاف نہ کیا' اس لیے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا' البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل اور بہتر ہے۔

١٥١٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: وَحَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَبَّادِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَاللهِ مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ.

١٥١٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! رسول اللہ ﷺ نے حضرت بیضاء ؓ کے بیٹے حضرت سہیل ؓ کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔

قَالَ ابْنُ مَاجَه: حَدِيثُ عَائِشَةَ أَقْوَى.

امام ابن ماجہ ؒ نے فرمایا: حضرت عائشہ ؓ کی حدیث زیادہ قوی ہے۔

فوائد و مسائل: ① امام ابن ماجہ ؒ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ کا جواز زیادہ صحیح ہے کیونکہ منع والی حدیث: (١٥١٧) کی نسبت جواز والی حدیث: (١٥١٨) زیادہ صحیح ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ بعض افراد کا جنازہ مسجد میں ادا کیا ہے' تاہم عام طور پر جنازہ باہر میدان میں ادا کیا جاتا تھا' جہاں عید وغیرہ بھی پڑھتے تھے' یہ جگہ مصلی کہلاتی تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الجنائز' باب الصلاة على الجنائز

١٥١٨- [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد، ح: ٣١٨٩ من حديث فليح به * صالح مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وقال البخاري: "صالح عن عباد مرسل"، وتابعه محمد بن عبدالله بن عباد عند أبي داود، ح: ٣١٨٩، وهو مجهول (تقريب)، وله شاهد صحيح عند مسلم، ح: ٩٧٣ وغيره، ولا تعارض بين الحديثين، هذا يدل بجواز الصلاة على الميت في المسجد لعذر، والأول محمول على غالب الأحوال.

بالمصلي والمسجد' حدیث:۱۳۲۸) ③ اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے جو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي لَا يُصَلَّى فِيهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يُدْفَنُ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- ان اوقات کا بیان جن میں میت کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا اور اسے دفن نہیں کیا جاتا

١٥١٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، جَمِيعاً، عَنْ مُوسَى ابْنِ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبِرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ.

۱۵۱۹- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: تین اوقات ایسے ہیں جن سے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں منع فرماتے تھے کہ ان (اوقات) میں نماز پڑھیں یا ان میں اپنے فوت شدگان کو دفن کریں: جب سورج طلوع ہو رہا ہو اور عین دوپہر (زوال) کے وقت حتی کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوحتی کہ (پوری طرح) غروب ہو جائے۔

فوائد ومسائل: ① مکروہ اوقات میں جس طرح عام نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح نماز جنازہ بھی مکروہ ہے۔ ② ان اوقات میں میت کو دفن کرنے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ سوائے اس کے کہ کوئی خاص مجبوری ہو۔

١٥٢٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، عَنْ مِنْهَالِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

۱۵۲۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو رات کے وقت قبر میں اتارا اور اس کی قبر میں چراغ لے گئے۔

١٥١٩ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ٨٣١ من حديث موسى بن عُلَيّ به.

١٥٢٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الدفن بالليل، ح: ١٠٥٧ من حديث يحيى بن اليمان عن المنهال بن خليفة عن الحجاج بن أرطاة عن عطاء عن ابن عباس به، وقال: "حسن"، وضعفه البيهقي، وانظر، ح: ١٥٠٤ لعلته.

رَسُولَ اللهِ ﷺ أَدْخَلَ رَجُلاً قَبْرَهُ لَيْلاً، وَأَسْرَجَ فِي قَبْرِهِ.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ امام ترمذی اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کے دیگر شواہد بھی بیان کیے ہیں' دیکھیے: (أحکام الجنائز' ص: ۱۰۸) لہٰذا رات کو دفن کرنا مجبوری کے وقت جائز ہے۔ جیسا کہ آئندہ آنے والی حدیث سے بھی یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے جسے ہمارے شیخ نے صحیح مسلم کی حدیث: (۹۴۳) کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل قرار دیا ہے' دیکھیے آئندہ حدیث کی تحقیق و تخریج۔ ② رات کو دفن کرتے وقت روشنی کے لیے چراغ وغیرہ جلانا درست ہے' خواہ چراغ قبر کے اندر تک لے جانا پڑے۔ ممنوع کام دفن کے بعد قبر کے اوپر چراغ جلانا ہے۔

١٥٢١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَوْدِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَدْفِنُوا مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَّا أَنْ تُضْطَرُّوا».

۱۵۲۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے فوت ہونے والوں کو رات کو دفن نہ کرو' سوائے اس کے کہ تمھیں کوئی مجبوری ہو۔''

١٥٢٢- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «صَلُّوا عَلَى مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ».

۱۵۲۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے فوت ہونے والوں کا جنازہ رات کو بھی پڑھو اور دن کو بھی۔''

فائدہ: حدیث (۱۵۱۹) میں جو مکروہ اوقات ذکر ہوئے ہیں ان کے علاوہ کسی بھی وقت نماز جنازہ ادا کی

١٥٢١- [ضعيف] * إبراهيم بن يزيد الخوزي المكي متروك الحديث (تقريب)، وفيه علة أخرى، وله طرق ضعيفة عند ابن الجوزي في العلل المتناهية: ٢/ ٤٢٧، ح: ١٥١٩، ١٥٢٠ وغيره، وراجع للدفن بالليل معاني الآثار للطحاوي: ١/ ٥١٣، ٥١٥ وغيره، وحديث مسلم: (٩٤٣) يغني عنه.

١٥٢٢- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٦ بإسناد صحيح عن يحيى بن إسحاق السيلحيني أنبأ ابن لهيعة عن أبي الزبير به، وزاد في الأخير: "أربع تكبيرات سواء" انظر، ح: ٣٣٠ لعلته * وأبوالزبير تقدم، ح: ٣٩٥، وعنعن، إن صح السند إليه، يحيى بن إسحاق من قدماء أصحاب ابن لهيعة كما في تهذيب التهذيب: ٢/ ٣٦١، انظر ترجمة حفص بن هاشم.

جاسکتی ہے لیکن رات کو جنازہ پڑھنے میں حاضری کم ہوگی۔ بہت سے مسلمانوں کو اطلاع نہیں ہو سکے گی یا اطلاع کے باوجود ان کو حاضر ہونے میں مشقت ہوگی' اس لیے بہتر ہے کہ ایسے وقت جنازہ پڑھا جائے جب زیادہ سے زیادہ لوگ شریک ہو سکیں۔ یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے' تاہم دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ مکروہ اوقات کے علاوہ ہر وقت نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ فِي الصَّلَاةِ عَلَى أَهْلِ الْقِبْلَةِ (التحفة ٣١)

باب:٣١- اہل قبلہ کی نماز جنازہ ادا کرنا

١٥٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ أُبَيٍّ، جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «آذِنُونِي بِهِ» فَلَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ قَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا ذَاكَ لَكَ. فَصَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَنَا بَيْنَ خِيرَتَيْنِ: ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾». [التوبة: ٨٠] فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ﴾. [التوبة: ٨٤]

١٥٢٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب عبداللہ بن اُبی مرا تو اس کے بیٹے نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے اپنی قمیص عنایت فرمائیے' میں اس (قمیص) میں اسے کفناؤں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس (کا جنازہ تیار ہونے) کی اطلاع دینا۔'' جب نبی ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر بن خطاب ؓ نے کہا: یہ آپ کے لائق نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے دو چیزوں میں سے ایک کے انتخاب کا اختیار ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:) ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ ''آپ ان کے لیے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں (برابر ہے۔'') تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾ ''(اے نبی!) ان میں سے جو مر جائے آپ اس کی نماز (جنازہ) ہرگز نہ پڑھیں اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔''

١٥٢٣ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن في القميص الذي يكف أو لا يكف، ح: ١٢٦٩ من حديث يحيى ابن سعيد به وغيره، ومسلم، صفات المنافقين، باب صفات المنافقين وأحكامهم، ح: ٢٧٧٤ من حديث عبيدالله بن عمر به.

[قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : فِي هَذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْفِقْهِ أَنَّ الْقِيَامَ عَلَى الْقَبْرِ بِرٌّ لِلْحَيِّ]

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ کسی زندہ شخص کا قبر پر کھڑے ہونا (اور میت کے لیے دعا کرنا) نیکی ہے۔

فوائد و مسائل: ① عبداللہ بن اُبی منافقوں کا سردار تھا جو زندگی بھر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہا اور مسلمان کہلانے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کو مختلف انداز سے تکلیفیں پہنچاتا رہا لیکن اس کا بیٹا سچا مسلمان تھا' اس کا نام بھی عبداللہ تھا۔ ② رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دلجوئی کے لیے ان کے منافق باپ عبداللہ بن ابی کو پہنانے کے لیے اپنی قمیص عطا فرمائی۔ ③ کفن کے کپڑے بن سلے ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی خاص صورت حال پیش آ جائے تو سلا ہوا کپڑا بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا کہ اس منافق کی بخشش نہیں ہوگی اس کے باوجود نبی ﷺ نے اس کے لیے دعا کرنے کا ارادہ فرمایا کیونکہ اللہ سے دعا کرنا ایک نیکی ہے' اس کے لیے قبولیت شرط نہیں۔ ⑤ نفاق ایک قلبی کیفیت ہے جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا رسول اللہ ﷺ کو بھی یقینی علم حاصل نہیں ہوا۔ جیسے کہ ارشاد ہے: ﴿وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ (التوبة:١٠١) ''مدینہ والوں میں سے کچھ ایسے (منافق) ہیں جو نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ آپ ان کو نہیں جانتے' ہم انھیں جانتے ہیں۔'' بعد میں نبی اکرم ﷺ کو بتا دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ ⑥ ہم ظاہر کے مطابق عمل کے مکلّف ہیں جو شخص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ کا اقرار کرتا ہے' اسے مسلمان سمجھا جائے گا جب تک وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اس کا کافر ہونا ظاہر ہو جائے' اس لیے جب تک کسی کا کفر ثابت نہ ہو جائے اس کے مرنے پر اس کا جنازہ پڑھا جائے گا' اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا' اس کے مسلمان رشتہ دار اس کے وارث ہوں گے جب کہ غیر مسلم یا مرتد کے احکام اس کے برعکس ہوں گے۔ ⑦ اگر دل میں ایمان نہ ہو تو کسی برکت والی چیز کا کوئی فائدہ نہیں' اس لیے ظاہری اشیاء سے برکت حاصل کرنے کی کوشش کے بجائے دل کی اصلاح ضروری ہے۔ ⑧ جس کا کفر معلوم ہو' اس کے حق میں دعائے مغفرت جائز نہیں' مثلاً: کوئی عیسائی' ہندو یا قادیانی ہمسایہ یا رشتہ دار ہو تو اس کی وفات پر جس طرح اس کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا' اس کے حق میں دعا کرنا بھی درست نہیں۔ دیکھیے: (التوبة:١١٣)

١٥٢٤- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ، وَ سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَا :

۱۵۲۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مدینہ میں منافقوں کا سردار (عبداللہ بن ابی)

١٥٢٤ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١١ لعلته، والحديث صحيح، انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَاتَ رَأْسُ الْمُنَافِقِينَ بِالْمَدِينَةِ. وَأَوْصَى أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. وَأَنْ يُكَفِّنَهُ فِي قَمِيصِهِ. فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَفَّنَهُ فِي قَمِيصِهِ وَقَامَ عَلَى قَبْرِهِ. فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ﴾.

مر گیا۔ اس نے (مرنے سے پہلے) وصیت کی کہ نبی ﷺ اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں اور اپنی قمیص مبارک کا کفن پہنائیں' چنانچہ نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی' اپنی قمیص میں اسے کفنایا اور اس کی قبر پر (اس کے حق میں دعا کرنے کے لیے) کھڑے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾ (التوبۃ:۸۴) ''(اے نبی!) ان میں سے جو مر جائے آپ ہرگز اس کی نماز (جنازہ) نہ پڑھیں اور نہ (کبھی) اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف اور معناً صحیح قرار دیا ہے۔ جبکہ دیگر محققین نے اس کی بابت لکھا ہے کہ اس روایت میں وصیت کا تذکرہ منکر ہے اس کے علاوہ باقی حدیث صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث:۱۵۲۴' وأحكام الجنائز' ص:۱۲۰)

١٥٢٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ: حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ يَقْظَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى كُلِّ مَيِّتٍ. وَجَاهِدُوا مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ».

۱۵۲۵- حضرت واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر میت کا جنازہ پڑھو اور ہر امیر کی قیادت میں جہاد کرو۔''

١٥٢٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ

۱۵۲۶- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے

١٥٢٥ـ [إسناده موضوع] انظر، ح: ٧٥٠ لعلته.

١٥٢٦ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب ترك الصلاة على القاتل نفسه، ح: ٩٧٨، والترمذي، ح: ١٠٦٨ وغيرهما من طرق عن سماك به مختصرًا، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ جُرِحَ، فَآذَتْهُ الْجِرَاحَةُ. فَدَبَّ إِلَى مَشَاقِصَ، فَذَبَحَ بِهَا نَفْسَهُ. فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. قَالَ: وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَدَباً.

کہ نبی ﷺ کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب زخمی ہو گئے۔ انھیں زخم سے تکلیف ہوئی' وہ رینگ کر تیر کے پھل تک پہنچا' اور اس کے ذریعے سے اپنے آپ کو ذبح کر لیا۔ نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ حضرت جابر بن سمرہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ کے طور پر ایسا کیا۔

فوائد ومسائل: ① خودکشی کبیرہ گناہ ہے۔ ② کبیرہ گناہ کے مرتکب کا جنازہ پڑھانے سے اگر معزز اور عالم لوگ اجتناب کریں تو اس سے دوسروں کو عبرت ہوگی اور وہ اس گناہ سے بچنے کی کوشش کریں گے لیکن عوام کو ایسے شخص کا جنازہ پڑھنا چاہیے بغیر جنازہ پڑھے دفن نہ کیا جائے۔ ③ ایسے موقع پر امام کو حالات کا جائزہ لے کر فیصلہ کرنا چاہیے اگر اس کے انکار سے غیر مطلوب نتائج برآمد ہونے کا خطرہ ہو اور فائدے سے نقصان بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو جنازہ پڑھانے سے انکار نہ کیا جائے۔ دوسرے موقع پر مناسب انداز سے نصیحت کی جائے۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ٣٢)

باب: ٣٢- قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

١٥٢٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ. فَفَقَدَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَسَأَلَ عَنْهَا بَعْدَ أَيَّامٍ. فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهَا مَاتَتْ. قَالَ: «فَهَلاَّ آذَنْتُمُونِي» فَأَتَى قَبْرَهَا، فَصَلَّى عَلَيْهَا.

١٥٢٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام خاتون مسجد کی صفائی کیا کرتی تھیں' وہ رسول اللہ ﷺ کو نظر نہ آئیں تو چند دن بعد ان کے متعلق دریافت فرمایا۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ وہ فوت ہو گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟'' پھر نبی ﷺ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور نماز جنازہ ادا کی۔

فوائد ومسائل: ① خدام کی خبر گیری اور ان کے حالات معلوم کرنا اخلاقی فرض ہے۔ ② چند دن بعد غالباً

١٥٢٧ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب كنس المسجد والتقاط الخرق والقذى والعيدان، ح: ٤٥٨ وغيره، ومسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ٩٥٦ من حديث حماد بن زيد به.

اس لیے دریافت فرمایا کہ اس سے پہلے یہ خیال ہوسکتا ہے کہ کسی کام سے یا کسی رشتہ دار کو ملنے چلی گئی ہوگی یا معمولی بیماری یا مصروفیت کی وجہ سے مسجد کی صفائی کے لیے نہیں آسکی۔ ③ جو شخص کسی وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکا ہو وہ قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا کرسکتا ہے اس کی کیفیت وہی ہوگی جیسے میت چارپائی پر سامنے رکھ کر جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ ④ نماز جنازہ کی مذکورہ بالا صورت کے سوا کوئی بھی نماز قبرستان میں ادا کرنا حرام ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''ساری زمین مسجد (عبادت کی جگہ) ہے۔ سوائے قبرستان اور حمام کے۔'' (سنن أبي دواد' الصلاة' باب في المواضع التي لاتجوز فيها الصلاة' حديث:٤٩٢' وجامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء أن الأرض كلها مسجد إلاالمقبرة والحمام' حديث:٣١٧) نیز ارشاد نبوی ہے: ''قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو نہ ان پر بیٹھو۔'' (صحیح مسلم' الجنائز' باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه' حديث:٩٧٢) ⑤ سنن بیہقی میں اس خاتون کا نام ام محجن رضی اللہ عنہا مذکور ہے۔ دیکھیے: (سنن الكبرىٰ للبيهقي:٤/٤٨)

١٥٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ ثَابِتٍ، وَكَانَ أَكْبَرَ مِنْ زَيْدٍ. قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا وَرَدَ الْبَقِيعَ فَإِذَا هُوَ بِقَبْرٍ جَدِيدٍ. فَسَأَلَ عَنْهُ. فَقَالُوا: فُلَانَةُ. قَالَ فَعَرَفَهَا وَقَالَ: «أَلَا آذَنْتُمُونِي بِهَا» قَالُوا: كُنْتَ قَائِلاً صَائِماً. فَكَرِهْنَا أَنْ نُؤْذِيَكَ. قَالَ: «فَلَا تَفْعَلُوا. لَا أَعْرِفَنَّ مَا مَاتَ مِنْكُمْ مَيِّتٌ، مَا كُنْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، إِلَّا آذَنْتُمُونِي بِهِ. فَإِنَّ صَلَاتِي عَلَيْهِ لَهُ رَحْمَةٌ» ثُمَّ أَتَى الْقَبْرَ، فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعاً.

١٥٢٨- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ باہر گئے جب آپ ﷺ بقیع (کے قبرستان) میں پہنچے تو آپ کو ایک نئی قبر نظر آئی' نبی ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: فلاں خاتون ہے (یہ ان کی قبر ہے۔) آپ نے اسے پہچان لیا۔ فرمایا: ''تم نے مجھے اس کی (وفات کی) اطلاع کیوں نہ دی؟'' انھوں نے کہا: آپ دوپہر کو آرام فرما رہے تھے اور آپ روزے سے تھے تو ہمیں یہ بات اچھی نہ لگی کہ آپ کو تکلیف دیں۔ آپ نے فرمایا: ''یوں نہ کیا کرو۔ مجھے (تم سے دوبارہ ایسے عمل کی) ہرگز خبر نہ ملے۔ جب تک میں تمھارے درمیان (زندہ) موجود ہوں' تم میں سے جو

١٥٢٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٤/ ٨٤، ٨٥، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ٢٠٢٤ من حديث عثمان بن حكيم أبي سهل به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٧٥٩ـ٧٦١.

کوئی بھی فوت ہو، مجھے ضرور اطلاع کیا کرو کیونکہ میری دعا ان کے لیے رحمت کا باعث ہے۔'' پھر آپ ﷺ قبر پر تشریف لے گئے، ہم نے آپ کے پیچھے صف بنالی اور آپ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ اپنے تمام صحابہ کی خبر گیری فرماتے تھے اگرچہ کوئی بظاہر معمولی حیثیت کا حامل ہو۔ لیڈر اور سربراہ کا اپنے کارکنوں سے اس طرح کا تعلق ہونا چاہیے۔ ② صحابۂ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے آرام کا خیال کیا اور تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا۔ چھوٹوں کو بزرگوں کا اسی طرح خیال رکھنا چاہیے۔ ③ قبر پر جنازہ پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو دفن سے پہلے میت کا جنازہ پڑھنے کا ہے۔

١٥٢٩ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ ابْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ مَاتَتْ وَلَمْ يُؤْذَنْ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ. فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ. فَقَالَ: «هَلاَّ آذَنْتُمُونِي بِهَا» ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: «صُفُّوا عَلَيْهَا» فَصَلَّى عَلَيْهَا.

١٥٢٩- حضرت عبداللہ بن عامر ؓ اپنے والد حضرت عامر بن ربیعہ ؓ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: ایک سیاہ فام خاتون کی وفات ہوگئی۔ نبی ﷺ کو اس کی اطلاع نہ دی گئی۔ (بعد میں) آپ ﷺ کو اس (کی وفات) کا علم ہوا تو فرمایا: ''تم نے مجھے اس کی وفات کی اطلاع کیوں نہ دی؟'' پھر آپ نے صحابۂ کرام ؓ سے فرمایا: ''اس (کی نماز جنازہ) کے لیے صفیں بناؤ۔'' تب آپ نے اس کا جنازہ پڑھا۔

١٥٣٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُهُ. فَدَفَنُوهُ بِاللَّيْلِ. فَلَمَّا أَصْبَحَ

١٥٣٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ (وفات سے پہلے بیماری کے ایام میں) رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کیا کرتے تھے۔ صحابۂ کرام نے اسے رات ہی کو دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو انھوں نے رسول اللہ

١٥٢٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٤ عن قتيبة بن سعيد عن الدراوردي به، وحسنه البوصيري.

١٥٣٠ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الإذن بالجنازة، ح: ١٢٤٧ من حديث أبي معاوية، ومسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ٩٥٤ من حديث الشيباني به.

أَعْلَمُوهُ. فَقَالَ: «مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تُعْلِمُونِي؟» قَالُوا: كَانَ اللَّيْلُ. وَكَانَتِ الظُّلْمَةُ. فَكَرِهْنَا أَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ. فَأَتَى قَبْرَهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ.

ﷺ کو بتایا۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے خبر کرنے میں تمھیں کیا مانع تھا؟“ انھوں نے کہا: رات کا وقت تھا اور اندھیرا بھی تھا تو ہم نے آپ کو تکلیف دینا پسند نہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس شخص کی قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا کی۔

١٥٣١- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى قَبْرٍ بَعْدَمَا قُبِرَ.

١٥٣١- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک قبر پر میت کی تدفین کے بعد نمازِ جنازہ پڑھی۔

١٥٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا مِهْرَانُ بْنُ أَبِي عُمَرَ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ بَعْدَمَا دُفِنَ.

١٥٣٢- حضرت سلیمان بن بریدہ ؓ اپنے والد حضرت بریدہ بن حصیب ؓ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک میت کا جنازہ اس کے دفن کیے جانے کے بعد ادا کیا۔

١٥٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَتْ سَوْدَاءُ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ. فَتُوُفِّيَتْ لَيْلاً. فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُخْبِرَ بِمَوْتِهَا. فَقَالَ: «أَلاَ آذَنْتُمُونِي بِهَا؟» فَخَرَجَ بِأَصْحَابِهِ، فَوَقَفَ عَلَى قَبْرِهَا، فَكَبَّرَ عَلَيْهَا وَالنَّاسُ مِنْ

١٥٣٣- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام خاتون مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ ایک رات وہ فوت ہوگئی۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ کو اس کی وفات کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے مجھے (اس وقت) کیوں نہ اس کی وفات کی اطلاع دی؟“ پھر آپ صحابہ کو ساتھ لے کر نکلے اور اس کی قبر پر جا کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے پیچھے تمام لوگوں نے اس پر (نماز جنازہ کی) تکبیریں کہیں اور اس

١٥٣١- أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ٩٥٥، انظر الحديث السابق من حديث غندر به.

١٥٣٢- [صحيح] وحسنه البوصيري * محمد بن حميد حافظ ضعيف، وكان ابن معين حسن الرأي فيه(تقريب)، وشيخه متكلم فيه، فالسند ضعيف، والحديث السابق شاهد له، وبه صح الحديث.

١٥٣٣- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٣٠ لعلته.

خَلْفِهِ، وَدَعَا لَهَا، ثُمَّ انْصَرَفَ.

کے لیے دعائیں کیں (نماز جنازہ پڑھی)، پھر واپس آ گئے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن متناً و معناً صحیح ہے۔ دکتور بشار عواد مزید لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے کیونکہ صحیح روایات، مثلاً: صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان سے اس کی تائید ہوتی ہے، نیز سنن ابن ماجہ (حدیث: ۱۵۲۸) میں بھی یہی مسئلہ بیان ہوا ہے جسے ہمارے فاضل محقق نے صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن متناً صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه، للدكتور بشار عواد، حديث: ۱۵۳۳، و صحيح ابن ماجه للألباني، رقم: ۱۲۵۳)

(المعجم ٣٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّجَاشِيِّ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ کا بیان

١٥٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ» فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْبَقِيعِ. فَصَفَّنَا خَلْفَهُ. وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

۱۵۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نجاشی فوت ہو گیا ہے۔'' (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی بقیع میں تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنے پیچھے ہماری صفیں بنائیں، رسول اللہ ﷺ (خود) آگے بڑھے اور چار تکبیریں کہیں۔

فوائد و مسائل: ① حضرت نجاشی رحمہ اللہ حبشہ کے بادشاہ تھے، ان کا نام اصحمہ تھا۔ (صحيح البخاري، مناقب الأنصار، باب موت النجاشي، حديث: ۳۸۷۹) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نجاشی رحمہ اللہ کی وفات ۸ یا ۹ ہجری لکھی ہے اور فرمایا ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک ان کی وفات ۹ ہجری میں ہوئی ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۲۳۰/۷، حديث: ۳۸۷۷) ② مذکورہ حدیث سے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، تاہم یہ مسئلہ آج تک علماء کے مابین مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ہر ایک میت کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے حتی کہ بعض نے تو یہاں تک کہا ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ ہر شام کو نماز جنازہ پڑھے اور نیت یہ کرے کہ ہر اس

١٥٣٤_ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصفوف على الجنازة، ح: ١٣١٨ من حديث معمر، ومسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح: ٩٥١ من حديث الزهري به مطولاً ومختصرًا.

مسلمان کی نماز جنازہ ہے جو آج روئے زمین پر فوت ہوا ہے۔ کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ ہر ایک کی غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں' صرف اس شخص کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے جبکہ ایک تیسرے گروہ کا کہنا ہے کہ ہر اس شخص کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے جس نے علم نافع وغیرہ کی صورت میں مسلمانوں پر احسان کیا ہو' تاہم اس مسئلہ کی بابت ہمارے نزدیک راجح اور اقرب الی الصواب بات درج ذیل باتوں کو ملحوظ رکھنا ہے:

- فوت ہونے والا اچھی شہرت اور سیاسی' مذہبی اور علمی حیثیت کا حامل ہو۔ ہر چھوٹے بڑے کی نماز جنازہ غائبانہ طور پر پڑھنا غیر مسنون ہے۔
- غائبانہ نماز جنازہ کی ادائیگی میں سیاسی یا مالی مفادات وابستہ نہ ہوں' صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی مطلوب ہو۔
- اس کے لیے اعلانات کرنا' اشتہارات اور بینر وغیرہ لگانا' مخصوص علمائے کرام یا مذہبی وسیاسی قائدین سے نماز جنازہ پڑھوانا' نیز انتظار اور اسی قسم کے دیگر ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنا' جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں یہ وبا عام ہے' شرعی طور پر محل نظر ہے' لہٰذا اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔
- غائبانہ نماز جنازہ کے موقع پر تقاریر یا خطابات کا بھی قطعاً اہتمام نہ ہو' ایسا کرنا رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں۔ بصورت دیگر فوت ہونے والے شخص کے لیے صرف دعا کرنا ہی زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھا جائے۔ واللہ أعلم بالصواب۔ ③ غائبانہ نماز جنازہ کا طریقہ وہی ہے جو میت سامنے ہونے کی صورت میں ہے۔

١٥٣٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، جَمِيعاً عَنْ يُونُسَ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ، فَصَلُّوا عَلَيْهِ» قَالَ فَقَامَ فَصَلَّيْنَا

١٥٣٥- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا بھائی نجاشی فوت ہوگیا ہے' اس کا جنازہ پڑھ لو۔'' صحابی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کی اقتدا میں نماز (جنازہ) ادا کی۔ میں دوسری صف میں تھا۔ آپ نے دو صفیں بنا کر اس کا جنازہ پڑھایا۔

١٥٣٥_ أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ٩٥٣ من حديث أيوب عن أبي قلابة به.

خَلْفَهُ. وَإِنِّي لَفِي الصَّفِّ الثَّانِي. فَصَلَّى عَلَيْهِ صَفَّيْنِ.

١٥٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ. فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ» فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ صَفَّيْنِ.

۱۵۳۶- حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے۔ اٹھو اس کا جنازہ پڑھ لو۔“ تو ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنا لیں۔

١٥٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنِ الْمُثَنَّى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ بِهِمْ فَقَالَ: «صَلُّوا عَلَى أَخٍ لَكُمْ مَاتَ بِغَيْرِ أَرْضِكُمْ» قَالُوا: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: «النَّجَاشِيُّ».

۱۵۳۷- حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر نکلے اور فرمایا: ”اپنے ایک بھائی کا جنازہ پڑھو جو تمھارے علاقے سے باہر فوت ہو گیا ہے۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: وہ کون ہے؟ فرمایا: ”نجاشی۔“

١٥٣٨- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو السَّكَنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ، فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

۱۵۳۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نجاشی رحمہ اللہ کا جنازہ پڑھا تو چار تکبیریں کہیں۔

١٥٣٦- [صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ٣٦٢ وغيره * حمران ضعيف، رمي بالرفض (تقريب)، وفيه علة أخرى، والحديث السابق شاهد له.

١٥٣٧- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٧ من حديث المثنى به، وتابعه جماعة * قتادة مدلس، وتقدم، ح: ١٧٥، ولم أجد تصريح سماعه، ولحديثه شواهد، انظر، ح: ١٥٣٤، ١٥٣٥.

١٥٣٨- [إسناده صحيح] انفرد به ابن ماجه.

(المعجم ٣٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ وَمَنِ انْتَظَرَ دَفْنَهَا** (التحفة ٣٤)

باب:٣٤-نماز جنازہ کی ادائیگی اور میت کے دفن تک ٹھہرنے والے کا ثواب

١٥٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ. وَمَنِ انْتَظَرَ حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ» قَالُوا: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: «مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ».

١٥٣٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنازے کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے اور جس نے انتظار کیا حتی کہ اس (کے دفن) سے فراغت ہو جائے اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے۔'' صحابہ نے کہا: دو قیراط کیسے ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''دو پہاڑوں کے برابر۔''

فوائد و مسائل: ① جس طرح مسلمان کا جنازہ پڑھنا فرض ہے اسی طرح اسے دفن کرنا بھی ضروری ہے ان دونوں کاموں کے لیے عام مسلمانوں کے تعاون کی ضرورت ہے لہٰذا جس طرح ثواب کی نیت سے نماز جنازہ میں شرکت کی کوشش کی جاتی ہے اسی طرح قبر کھودنے میت کو دفن کرنے اور قبر کو برابر کرنے میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ② جس طرح نماز جنازہ میں میت کے لیے دعا کی جاتی ہے اسی طرح دفن کے بعد بھی اس کی ثابت قدمی کے لیے اور سوالوں کے جواب کی توفیق کے لیے دعا کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے: ''اپنے بھائی کے حق میں دعائے مغفرت کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو کیونکہ اس سے اب سوال ہو رہا ہے۔'' (سنن أبي داود' الجنائز' باب الاستغفار عندالقبر للميت في وقت الانصراف ' حديث:٣٢٢١) ③ قیراط قدیم دور کا ایک سکہ اور ایک وزن ہے۔ علامہ ابن اثیر ؒ نے قیراط کو دینار کا بیسواں یا چوبیسواں حصہ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (النهاية. مادہ قرط) علامہ وحید الزماں ؒ نے قیراط کا وزن درہم کا بارھواں حصہ بتلایا ہے جس کا اندازہ دورتی بیان فرمایا ہے۔ آج کل گرام کے پانچویں حصے (٢٠٠ ملی گرام) کو قیراط یا کیرٹ کہتے ہیں۔ حدیث میں اس سے مراد ثواب کی ایک خاص مقدار ہے جو پہاڑ کے برابر ہے۔ ایک روایت میں ''احد پہاڑ کے برابر'' کے الفاظ بھی وارد ہیں۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه حديث:١٥٤٠) ④ شاگرد کو چاہیے کہ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو استاد سے پوچھ لے اور استاد کو بھی دوبارہ وضاحت کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہیے۔

١٥٣٩ـ أخرجه البخاري، ح:(٤٧، ١٣٢٥)، النسخة الهندية: ١/ ١٧٧، وتحفة الأشراف: ١٠/ ٤٨، ومسلم، الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها، ح: ٩٤٥ من حديث معمر به.

١٥٤٠- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ. وَمَنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ» قَالَ: فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْقِيرَاطِ؟ فَقَالَ: «مِثْلُ أُحُدٍ».

۱۵۴۰- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جنازے کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے اور جو اس کے دفن تک حاضر رہا اس کے لیے دو قیراط (ثواب) ہے۔“ نبی ﷺ سے قیراط کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”احد (پہاڑ) کے برابر۔“

١٥٤١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ. وَمَنْ شَهِدَهَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ الْقِيرَاطُ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ هٰذَا».

۱۵۴۱- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جنازے کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے اور جو حاضر رہا حتی کہ (میت کو) دفن کیا جائے اس کے لیے (ثواب کے) دو قیراط ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! (ثواب کا) قیراط اس اُحد سے بھی بڑا ہے۔“

(المعجم ٣٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجِنَازَةِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونا

١٥٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ،

۱۵۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے

١٥٤٠ـ أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ٩٤٦، انظر الحديث السابق من حديث قتادة به، وله شواهد، انظر الحديث السابق.

١٥٤١ـ [صحيح] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩ لعلته.

١٥٤٢ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ١٣٠٧، ١٣٠٨، ومسلم، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ٩٥٨ من حديث الليث وسفيان به.

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا حَتّٰى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ».

فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ حتی کہ وہ آگے گزر جائے یا (زمین پر) رکھ دیا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص راستے میں بیٹھا ہو اور جنازہ آ جائے تو اسے چاہیے کہ کھڑا ہو جائے۔ جب جنازہ گزر جائے تو بیٹھ جائے۔ ② حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے اس عمل کو منسوخ قرار دیا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بعض اوقات کھڑے نہیں ہوئے۔ حضرت علی ؓ نے بھی یہی فرمایا ہے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ١٥٤٤) لیکن ان دونوں احادیث کو اس طرح بھی جمع کیا جا سکتا ہے کہ کھڑا ہونا واجب قرار نہ دیا جائے بلکہ اسے مستحب (بہتر) کہا جائے۔ ③ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے میں کیا حکمت ہے؟ حدیث میں اس کے دو اسباب ذکر ہوئے ہیں۔ ایک یہ کہ موت ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان غمگین اور پریشان ہوتا ہے اور آخرت کی یاد سے دل پر خوف طاری ہوتا ہے' اس کے اظہار کے لیے جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا چاہیے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ١٥٤٣) دوسری وجہ ان فرشتوں کا احترام ہے جو جنازے کے ساتھ ہوتے ہیں۔ سنن نسائی میں حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو نبی ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''میں فرشتوں کی وجہ سے کھڑا ہوا ہوں۔'' (سنن النسائي، الجنائز، باب الرخصة في ترك القيام، حديث: ١٩٣١) ④ جو لوگ جنازے کے ساتھ ہوں وہ اس وقت تک نہ بیٹھیں جب تک چارپائی زمین پر نہ رکھ دی جائے۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ جو اس (جنازے) کے ساتھ جائے وہ نہ بیٹھے حتی کہ (چارپائی کو زمین پر) رکھ دیا جائے۔'' (صحيح البخاري، الجنائز، باب من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع عن مناكب الرجال فإن قعد أمر بالقيام، حديث: ١٣١٠)

١٥٤٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مُرَّ عَلَى

١٥٤٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''کھڑے ہو جاؤ' موت کی ایک گھبراہٹ (اور پریشانی) ہوتی ہے۔''

١٥٤٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٨٧ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه البوصيري.

النَّبِيِّ ﷺ بِجِنَازَةٍ. فَقَامَ، وقَالَ: «قُومُوا. فَإِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعاً».

١٥٤٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِجِنَازَةٍ، فَقُمْنَا. حَتَّى جَلَسَ، فَجَلَسْنَا.

۱۵۴۴- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے، پھر رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔

فائدہ: اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا منسوخ ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب [قَامَ] اور [قُمْنَا] کے لفظ میں استمرار (ایک کام بار بار کرنے) کا مفہوم سمجھا جائے اور یوں ترجمہ کیا جائے: ''نبی ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوتے تھے تو ہم بھی کھڑے ہوتے تھے، پھر نبی علیہ السلام بیٹھنے لگے تو ہم نے بھی بیٹھنا شروع کر دیا۔'' لیکن اس کا ایک دوسرا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے، یعنی [قَامَ] اور [قُمْنَا] سے ایک دفعہ کا واقعہ سمجھا جائے تو مطلب یہ ہوگا: ''رسول اللہ ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے حتی کہ نبی ﷺ بیٹھ گئے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔'' یعنی جب تک نبی ﷺ کھڑے رہے ہم بھی کھڑے رہے جب جنازہ گزر گیا تو نبی ﷺ بیٹھ گئے تب ہم بھی بیٹھ گئے، اس صورت میں کھڑا ہونا منسوخ نہیں سمجھا جائے گا۔

١٥٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اتَّبَعَ جِنَازَةً، لَمْ يَقْعُدْ حَتَّى تُوضَعَ فِي اللَّحْدِ. فَعَرَضَ لَهُ

۱۵۴۵- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کسی جنازے کے ساتھ جاتے تو میت کو قبر میں رکھے جانے تک نہ بیٹھتے (ایک بار) نبی ﷺ کو ایک یہودی عالم ملا، اس نے کہا: اے محمد! ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ بیٹھنے لگے اور فرمایا: ''ان کی مخالفت کرو۔''

١٥٤٤_ أخرجه مسلم، الجنائز، باب نسخ القيام للجنازة، ح: ٩٦٢ من حديث شعبة به.

١٥٤٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ٣١٧٦ من حديث أبي الأسباط بشر ابن رافع به، وقال الترمذي، ح: ١٠٢٠ "غريب وبشر بن رافع ليس بالقوي في الحديث" * وعبدالله بن سليمان ضعيف، وأبوه منكر الحديث (تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة.

حَبْرٌ فَقَالَ: هٰكَذَا نَصْنَعُ يَا مُحَمَّدُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «خَالِفُوهُمْ».

فوائد ومسائل: ① اس سے واضح ہوتا ہے کہ میت کی تدفین تک کھڑے رہنا منسوخ ہے بلکہ جب میت کی چارپائی زمین پر رکھ دی جائے تو ساتھ آنے والے بیٹھ سکتے ہیں۔ ② غیر مسلموں سے امتیاز قائم کرنا اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ شریعت میں اس اصول کا لحاظ عبادات میں بھی رکھا گیا ہے اور دوسرے روزمرہ معاملات میں بھی' لہٰذا عیسائیوں کا بڑا دن' نیا سال (یکم جنوری کو خوشی منانا) اور ہندوؤں کی بسنت' ہولی اور دیوالی' شادی غمی کی رسمیں' مثلاً: غم کے موقع پر سیاہ لباس پہننا یا بیوہ کی دوسری شادی کو معیوب سمجھنا یا شادی کے موقع پر دولہا کا دلہن کی رشتہ دار عورتوں سے بلا تکلف ملنا اور آپس میں ہنسی مذاق کرنا اور اس طرح کے دیگر معاملات اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہونے کی وجہ سے اور غیر مسلموں کے رواج ہونے کی وجہ سے حرام ہیں جن سے پرہیز انتہائی ضروری ہے۔ ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہی روایت سنن ابی داود (حدیث: ٣١٧٦) میں بھی مروی ہے وہاں پر بھی ہمارے شیخ نے اس کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن مزید لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی روایت: (٩٦٢) اس سے کفایت کرتی ہے' لہٰذا مسئلہ اسی طرح ہے کہ بعض محققین کے نزدیک میت کو دیکھ کر کھڑا ہونا منسوخ ہے اور بعض کے نزدیک کھڑا ہونا مستحب ہے' صرف وجوب منسوخ ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقَالُ إِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- قبرستان میں جا کر کیا کہے؟

١٥٤٦- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُهُ تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ. فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ. أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَإِنَّا بِكُمْ لَاحِقُونَ. اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ».

١٥٤٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک رات نبی ﷺ مجھے (بستر پر) نظر نہ آئے۔ دیکھا تو آپ بقیع (قبرستان) میں تھے۔ (وہاں) آپ نے فرمایا: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ' دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ' أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ' وَإِنَّا بِكُمْ لَاحِقُونَ. اَللّٰهُمَّ لَاتَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ] ''اے مومن لوگوں کی بستی والو! تم پر سلامتی ہو' تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم بھی تم سے آ ملنے والے ہیں۔ اے اللہ!

١٥٤٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٧١ من حديث شريك به، انظر، ح: ٩٠٧ لعلته، والحديث الآتي يغني عنه.

ہمیں ان (پر صبر) کے ثواب سے محروم نہ رکھنا اور ان (کی وفات) کے بعد ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ کرنا۔"

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس روایت سے آئندہ آنے والی روایت کفایت کرتی ہے غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ الحاصل مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن دیگر روایات کی وجہ سے معناً صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٤٠/ ٤٨٦، ٤٨٧، وصحيح ابن ماجه، رقم: ١٢٦٦) ② قبروں کی زیارت مسنون ہے تاکہ موت یاد آئے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو کر آخرت کی طرف توجہ ہو جائے۔ ③ قبروں کی زیارت جس طرح دن کے وقت کی جا سکتی ہے رات کو بھی جائز ہے۔ ④ قبروں کی زیارت کا مقصد فوت ہونے والوں کے لیے دعا ہے فوت شدگان سے کچھ مانگنا جائز نہیں کیونکہ وہ لوگ نہ ہماری باتیں سنتے ہیں نہ ہماری درخواست قبول کر سکتے ہیں۔ ⑤ السلام علیکم کہنے سے انھیں سنانا مقصود نہیں بلکہ ان کے لیے دعا اور ان کے حال سے عبرت حاصل کرنا مقصود ہے کہ جس طرح یہ لوگ کل ہمارے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے آج قبروں میں پڑے ہیں۔ ہم پر بھی عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب ہم اسی طرح دفن ہو جائیں گے اور دوسروں کی دعاؤں کے محتاج ہوں گے۔ ⑥ دعا کا آخری جملہ نماز جنازہ کی دعاؤں میں شامل ہے۔ وہاں پڑھنا درست ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، حديث: ١٤٩٨)

١٥٤٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ آدَمَ: حَدَّثَنَا [أَبُو] أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ. كَانَ قَائِلُهُمْ يَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ. نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.

١٥٤٧- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا کرتے تھے کہ وہ جب قبرستان میں جائیں (تو یہ دعا پڑھیں چنانچہ) ان میں سے جو شخص (قبرستان میں جا کر) دعا کرتا وہ یوں کہتا: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ. نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ] "تم پر سلامتی ہو اے مومنوں اور مسلمانوں کی بستی والو! ہم بھی ان شاء اللہ تم سے آ ملنے والے ہیں۔

١٥٤٧ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ح: ٩٧٥ من حديث أبي أحمد محمد بن عبدالله به.

ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمھارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اگر ہم اپنے کسی عزیز یا بزرگ کی قبر کی زیارت کے لیے جائیں یا مسلمانوں کے قبرستان میں جائیں تو ہمیں چاہیے کہ ان مسنون الفاظ کے ساتھ ان کے حق میں دعائے خیر کریں۔ ② فاتحہ پڑھ کر ثواب پہنچانا سنت سے ثابت نہیں' لہٰذا ایسے اعمال سے اجتناب بہتر ہے۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ فِي الْمَقَابِرِ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- قبرستان میں بیٹھنا

١٥٤٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جِنَازَةٍ. فَقَعَدَ حِيَالَ الْقِبْلَةِ.

١٥٤٨- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے تو آپ ﷺ قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے۔

فوائد ومسائل: ① قبر پر پاؤں رکھ کر گزرنا منع ہے اور کسی قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا بھی منع ہے لیکن قبروں کے درمیان کسی ضرورت کے تحت بیٹھنا جائز ہے' مثلاً: قبر ابھی تیار نہ ہوئی ہو تو انتظار میں بیٹھ جانا درست ہے۔ ② نماز کے علاوہ بھی قبلے کی طرف منہ کر کے بیٹھنا بہتر ہے۔

١٥٤٩ - حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُوخَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جِنَازَةٍ. فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ. فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا، كَأَنَّ عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرَ.

١٥٤٩- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم ایک جنازے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔ ہم قبر تک پہنچے تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی (بڑی خاموشی سے) بیٹھ گئے' گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں۔

١٥٤٨_[حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب كيف يجلس عند القبر، ح: ٣٢١٢ من حديث المنهال به، أخرجه مطولاً، ح: ٤٧٥٣، ٤٧٥٤، وصححه البيهقي في إثبات عذاب القبر، وشعب الإيمان * يونس لم ينفرد به.

١٥٤٩_[حسن] انظر الحديث السابق.

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کا انتہائی احترام کرتے تھے' اس لیے آپ کی موجودگی میں بلاضرورت بات نہیں کرتے تھے۔ ② قبرستان میں فضول باتیں کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ سروں پر پرندے ہونے کا مطلب بہت زیادہ خاموشی سے بیٹھنا ہے' جیسے اگر کسی کے سر پر پرندہ بیٹھ جائے اور وہ اسے پکڑنا چاہتا ہو تو خاموش ہو کر بیٹھتا ہے اور غیر محسوس طریقے سے حرکت کرتا ہے تاکہ پرندہ اڑ نہ جائے۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِدْخَالِ الْمَيِّتِ الْقَبْرَ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- میت کو قبر میں اتارنے کا بیان

١٥٥٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا لَيْثُ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ، قَالَ: «بِسْمِ اللهِ. وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ». وَقَالَ أَبُو خَالِدٍ مَرَّةً: إِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ فِي لَحْدِهِ قَالَ: «بِسْمِ اللهِ. وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ». وَقَالَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ: «بِسْمِ اللهِ. وَفِي سَبِيلِ اللهِ. وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ».

١٥٥٠- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا تو نبی ﷺ فرماتے تھے: [بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ] ''اللہ کے نام سے اور اس کے رسول کی ملت پر۔'' راویٔ حدیث ابو خالد نے ایک روایت میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں: جب میت کو لحد میں رکھا جاتا تو آپ فرماتے: [بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ] ''اللہ کے نام سے اور اس کے رسول کے طریقے کے مطابق۔'' اور راویٔ حدیث ہشام نے اپنی روایت میں یوں بیان کیا: [بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ' وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ] ''اللہ کے نام سے' اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول کی ملت پر۔''

١٥٥٠- [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء ما يقول إذا أدخل الميت القبر، ح: ١٠٤٦ عن عبدالله بن سعيد الأشج به، وقال: "حسن غريب"، وفيه حجاج بن أرطاة، وقد تقدم، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، والطريق الأول فيه الليث بن أبي سليم، وتقدم، ح: ٢٠٨، فالسند ضعيف، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٣٢١٣ وغيره، وأخرج الحاكم: ١/ ٣٦٦ بإسناد صحيح عن البياضي رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: "إذا وضع الميت في قبره فليقل الذين يضعونه حين يوضع في اللحد: باسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله ﷺ"، وأخرج الحاكم وغيره بإسناد صحيح عن ابن عمر "أنه كان إذا وضع الميت في قبره (وفي رواية: وضع ميتًا في قبره/ هق) قال: بسم الله وعلى سنة رسول الله"، وفي رواية: وعلى ملة رسول الله ﷺ (هق)، وأخرج البيهقي: ٤/ ٥٦ بإسناد قوي عن علي رضي الله عنه أدخل ميتًا في قبره فقال: "اللهم عبدك وابن عبدك، نزل بك وأنت خير منزول به، ولا نعلم به إلا خيرًا، وأنت أعلم به كان يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدًا رسول الله ﷺ فاغفر له ذنبه ووسع له في مدخله".

فائدہ: جب میت کو قبر میں اتارا جائے تو اتارنے والوں کو چاہیے کہ مذکورہ بالا دعا پڑھیں۔

١٥٥١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقَاشِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ: حَدَّثَنَا مِنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ دَاوُدَ ابْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: سَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَعْداً وَرَشَّ عَلَى قَبْرِهِ مَاءً.

١٥٥١- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو سر کی طرف سے قبر میں اتارا اور ان کی قبر پر پانی چھڑکا۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اس مسئلہ کی بابت ایک روایت سنن ابی داود میں مروی ہے جسے محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ اس میں ہے کہ حارث اعور نے وصیت کی کہ حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ ان کی نماز جنازہ پڑھائیں چنانچہ انہوں نے جنازہ پڑھایا پھر انہیں پائنتی کی طرف سے قبر میں اتارا اور فرمایا یہ سنت ہے۔ (سنن أبي داود' الجنائز' باب كيف يدخل الميت قبره' حديث:٣٢١١) اسے امام بیہقی' شیخ البانی اور شیخ علی زئی نے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں صحابی کا کسی عمل کو سنت کہنے سے رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہوتی ہے اور اسے اصطلاحاً مرفوع حکمی کہتے ہیں نیز پانی چھڑکنے کا ذکر ہمیں کسی صحیح حدیث سے نہیں مل سکا۔ واللہ أعلم۔

١٥٥٢- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ. عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُخِذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ، وَاسْتُقْبِلَ اسْتِقْبَالاً.

١٥٥٢- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کو قبلے کی طرف سے لیا گیا اور اٹھا کر قبر میں داخل کر دیے گئے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم میت کو قبر میں داخل کرنے کا صحیح طریقہ وہی ہے جو گزشتہ حدیث کے فوائد میں مذکور ہے۔ باقی رہا میت کا چہرہ اور جسم قبلہ کی طرف کرنا تو اس کی بابت علمائے کرام یہی لکھتے ہیں کہ یہ عمل کسی صحیح حدیث سے تو ثابت نہیں ہے البتہ چہرہ قبلے کی طرف کر دیا جائے تو بہتر ہے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک مسلمانوں کا اسی پر عمل

١٥٥١- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٢٤٧ لضعف مندل وشيخه.

١٥٥٢- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٧ لعلته، وفيه علة أخرى.

ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المحلی لابن حزم: ۱۷۳/۵، و أحکام الجنائز، ص: ۱۹۲) ② حدیث کے الفاظ [و استل استلالاً] کی بابت علمائے محققین لکھتے ہیں ان الفاظ کی کوئی اصل نہیں ہے کیونکہ امام مزی نے تحفۃ الاشراف اور امام بوصیری نے مصباح الزجاجہ میں ان کو ذکر نہیں کیا بلکہ ان الفاظ کی بجائے [و استقبل استقبالاً] کا ذکر کیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ للدکتور بشار عواد، حدیث: ۱۵۵۲)

١٥٥٣ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [الْكَلْبِيُّ]: حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ الأَوْدِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَضَرْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي جِنَازَةٍ. فَلَمَّا وَضَعَهَا فِي اللَّحْدِ قَالَ: بِسْمِ اللهِ. وَفِي سَبِيلِ اللهِ. وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ. فَلَمَّا أُخِذَ فِي تَسْوِيَةِ اللَّبِنِ عَلَى اللَّحْدِ قَالَ: اللّٰهُمَّ أَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. اللّٰهُمَّ جَافِ الأَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا، وَصَعِّدْ رُوحَهَا، وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَاناً. قُلْتُ: يَا ابْنَ عُمَرَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَمْ قُلْتَهُ بِرَأْيِكَ؟ قَالَ: إِنِّي إِذًا لَقَادِرٌ عَلَى الْقَوْلِ. بَلْ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۱۵۵۳- حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک جنازے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حاضر تھا۔ جب انھوں نے میت کو قبر میں رکھا تو فرمایا: [بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ] ''اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ کی ملت پر۔'' جب لحد پر کچی اینٹیں لگانا شروع کی گئیں تو فرمایا: [اَللّٰهُمَّ أَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰهُمَّ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا، وَصَعِّدْ رُوحَهَا، وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا] ''اے اللہ! اسے شیطان سے اور قبر کے عذاب سے پناہ دے، اے اللہ! اس کے پہلوؤں سے (قبر کی) زمین کو دور رکھ، اس کی روح کو بلند کر اور اسے اپنی خوشنودی نصیب فرما۔'' (سعید بن مسیب نے فرمایا) میں نے کہا: ابن عمر! کیا آپ نے یہ چیز رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا اپنی رائے سے یہ الفاظ کہے ہیں؟ انھوں نے کہا: تب تو میں باتیں بنانے پر قادر ہوں، (نہیں) بلکہ یہ چیز میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ اللَّحْدِ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۹- بغلی قبر (لحد) بنانا مستحب ہے

١٥٥٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٥٥ من طريق ابن عدي، عن هشام به، قال البوصيري: "في إسناده حماد بن عبدالرحمٰن وهو متفق علٰى تضعيفه" * وشيخه إدريس بن صبيح مجهول، (تقريب).

١٥٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ الرَّازِيُّ. قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ الأَعْلَى يَذْكُرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللَّحْدُ لَنَا، وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا».

۱۵۵۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لحد (بغلی قبر) ہمارے لیے ہے اور شق (صندوقی قبر) ہمارے سوا دوسروں کے لیے ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اسے صحیح قرار دیتے ہیں۔ امام نووی ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ لحد بنانا مستحب ہے کیونکہ صحابۂ کرام ؓ کے اتفاق سے رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد ہی کھودی گئی تھی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم بشرح النووي' کتاب الجنائز' باب في اللحد و نصب اللبن علی المیت: ۷/ ۴۸' ۴۹' حدیث: ۹۶۶) لہٰذا جہاں لحد (بغلی قبر) بن سکتی ہو وہاں لحد بنانا مستحب اور افضل ہے' البتہ شق (صندوقی قبر) بنانا بھی جائز ہے جیسا کہ آئندہ آنے والی احادیث میں اس کی صراحت ہے۔ واللہ أعلم۔ ② لحد' یعنی بغلی قبر سے مراد یہ ہے کہ پہلے گڑھا کھودا جائے' پھر اس میں ایک طرف میت کے لیے جگہ بنا کر اس میں میت کو رکھا جائے اور شق کا مطلب یہ ہے کہ بڑا گڑھا کھود کر اس کے درمیان میں میت کے لیے نسبتاً چھوٹا گڑھا کھودا جائے۔ ③ دونوں طرح قبر بنانا جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دونوں طریقوں پر عمل ہوتا تھا جیسے کہ آئندہ حدیث سے ظاہر ہے۔ ④ شق (صندوقی قبر) دوسروں کے لیے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہمارے لیے جائز نہیں۔ غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر مسلموں میں زیادہ شق (صندوقی قبر) کا رواج ہے اور مسلمان زیادہ تر لحد (بغلی قبر) بناتے ہیں۔ واللہ أعلم۔

١٥٥٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللَّحْدُ لَنَا، وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا».

۱۵۵۵- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بغلی قبر ہمارے لیے ہے اور صندوقی قبر دوسروں کے لیے۔''

١٥٥٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في اللحد، ح: ٣٢٠٨ من حديث حكام به، وحسنه الترمذي، ح: ١٠٤٥ * عبدالأعلى الثعلبي ضعيف، قال الهيثمي: في المجمع، ح: ١٤٧٨ "والأكثر على تضعيفه"، وله شواهد كلها ضعيفة، والله أعلم.

١٥٥٥ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، انظر، ح: ١٥٦ لعلته.

فائدہ: یہ روایت معناً صحیح ہے' بلکہ بعض حضرات کے نزدیک سنداً بھی صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے گزشتہ حدیث کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

١٥٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ: إِلْحَدُوا لِي لَحْداً، وَانْصِبُوا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا، كَمَا فُعِلَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

۱۵۵۶- حضرت عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: میرے لیے لحد تیار کرنا اور مجھ پر کچی اینٹیں لگانا جس طرح رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا گیا تھا۔

فائدہ: بغلی (لحد والی) قبر کو بند کرنے کے لیے اینٹیں وغیرہ استعمال کی جاتی ہیں لیکن پکی اینٹ کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے' قبر کو کچی اینٹوں سے بند کرنا چاہیے۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّقِّ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- صندوقی (شق والی) قبر کا بیان

١٥٥٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَلْحَدُ وَآخَرُ يَضْرَحُ. فَقَالُوا: نَسْتَخِيرُ رَبَّنَا وَنَبْعَثُ إِلَيْهِمَا. فَأَيُّهُمَا سُبِقَ تَرَكْنَاهُ. فَأُرْسِلَ إِلَيْهِمَا. فَسَبَقَ صَاحِبُ اللَّحْدِ. فَلَحَدُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ.

۱۵۵۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ فوت ہوئے' اس وقت مدینے میں ایک آدمی لحد والی قبر بنایا کرتا تھا اور ایک آدمی سیدھی (شق والی) قبر بناتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم اپنے رب سے استخارہ کرتے ہیں (بہتر چیز کی دعا کرتے ہیں) اور دونوں کو بلا بھیجتے ہیں جو پیچھے رہ گیا' اسے چھوڑ دیں گے۔ (اور جو پہلے آ گیا' وہ اپنے طریقے پر قبر تیار کر دے گا) چنانچہ ان دونوں کو پیغام بھیجا گیا تو لحد بنانے والا پہلے آ گیا' چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کے لیے بغلی قبر تیار کروائی۔

١٥٥٦ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في اللحد، ونصب اللبن على الميت، ح: ٩٦٦ من حديث عبدالله بن جعفر به.

١٥٥٧ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١٣٩ عن أبي النضر هاشم بن القاسم به، وصححه البوصيري، وقال: "مبارك ابن فضالة وثقه الجمهور، وصرح بالتحديث فزال تهمة تدليسه"، ولكنه متهم بتدليس التسوية، راجع التقريب، ولم أجد تصريح سماع حميد فيه، والحديث الآتي شاهد له.

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام ؓ دونوں طرح قبر بنانا جائز سمجھتے تھے‘ اس لیے دونوں کو بلایا گیا اور یہ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بھی فوت ہونے والوں کے لیے اپنے اپنے طریقے سے قبر تیار کرتے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی طریقہ شرعاً ممنوع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ منع فرما دیتے‘ مثلاً صندوقی (شق والی) قبر بنانے والے کو حکم دے دیتے کہ وہ آئندہ بغلی (لحد والی) قبر بنایا کرے۔ ② بغلی قبر افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے اسی انداز کی قبر پسند فرمائی ہے۔

١٥٥٨ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عُبَيْدَةَ ابْنِ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ طُفَيْلٍ الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اخْتَلَفُوا فِي اللَّحْدِ وَالشَّقِّ. حَتّٰى تَكَلَّمُوا فِي ذٰلِكَ. وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمْ. فَقَالَ عُمَرُ: لَا تَصْخَبُوا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا. أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. فَأَرْسَلُوا إِلَى الشَّقَّاقِ وَاللَّاحِدِ جَمِيعاً. فَجَاءَ اللَّاحِدُ، فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. ثُمَّ دُفِنَ ﷺ.

١٥٥٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو صحابہ ؓ میں بغلی (لحد والی) یا سیدھی (شق والی) قبر کے بارے میں اختلاف ہوگیا۔ انھوں نے اس بارے میں بحث کی حتی کہ ان کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس زور سے نہ بولو‘ خواہ آپ زندہ ہوں یا فوت ہو چکے ہوں‘ یا ایسے ہی دیگر الفاظ فرمائے‘ چنانچہ انھوں نے سیدھی (شق والی) قبر بنانے والے اور بغلی (لحد والی) قبر بنانے والے دونوں کو بلا بھیجا۔ بغلی (لحد والی) قبر بنانے والا (پہلے) آ گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بغلی (لحد والی) قبر تیار کی‘ پھر رسول اللہ ﷺ کو دفن کر دیا گیا۔

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام ؓ کے بحث مباحثہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں دونوں طریقے درست تھے۔ قابل غور مسئلہ صرف یہ تھا کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے۔ ② جب کسی معاملے میں دونوں پہلو قریب قریب برابر ہوں تو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس پر فریقین رضا مند ہو جائیں اور اختلاف ختم ہو جائے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے پاس زور

١٥٥٨ـ [حسن] وصححه البوصيري * عبيد بن طفيل مجهول وشيخه ضعيف (تقريب)، وأخرج الترمذي، حديثا آخر في وفاة النبي ﷺ، ح: ١٠١٨ من طريق آخر عن عبدالرحمٰن بن أبي بكر عن ابن أبي مليكة به، وضعف عبدالرحمٰن هذا، وروى محمد بن سهل التميمي بإسناد صحيح، عن عائشة قالت: كان بالمدينة حفارًا فلما مات النبي ﷺ قالوا: أين ندفنه؟ فقال أبوبكر: في المكان الذي مات فيه، وكان أحدهما يلحد والآخر يشق، فجاء الذي يلحد فلحد للنبي ﷺ، رواه ابن أبي الدنيا عنه، وأرسله مالك عن هشام عن أبيه به، (البداية والنهاية: ٥/ ٢٥٢)، وللحديث شواهد أخرى.

سے نہ بولا جائے۔ یہ احترام وفات کے بعد بھی قائم ہے' لہٰذا قبر مبارک کے قریب بلند آواز سے بات چیت یا بحث وتکرار سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر ؓ کی قبریں مسجد نبوی سے باہر حضرت عائشہ ؓ کی رہائش گاہ میں بنائی گئی تھیں۔ بعد میں جب مسجد نبوی کی توسیع ہوئی تو امہات المومنین ؓ کے حجرے بھی مسجد میں شامل ہوگئے۔ اب مسجد کے احترام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہاں بلند آواز سے بات چیت نہ کی جائے' لہٰذا قبر نبوی (علی صاحبها الصلاة والسلام) کی زیارت کرنے والوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہاں بلند آواز سے صلاۃ وسلام وغیرہ نہ پڑھیں بلکہ زیارت قبور کی مسنون دعائیں ہلکی آواز سے پڑھیں۔

(المعجم ٤١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي حَفْرِ الْقَبْرِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱- قبر کھودنا

١٥٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ الْأَدْرَعِ السُّلَمِيِّ قَالَ: جِئْتُ لَيْلَةً أَحْرُسُ النَّبِيَّ ﷺ. فَإِذَا رَجُلٌ قِرَاءَتُهُ عَالِيَةٌ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا مُرَاءٍ. قَالَ فَمَاتَ بِالْمَدِينَةِ. فَفَرَغُوا مِنْ جِهَازِهِ. فَحَمَلُوا نَعْشَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ارْفُقُوا بِهِ، رَفَقَ اللهُ بِهِ. إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ». قَالَ وَحَفَرَ حُفْرَتَهُ فَقَالَ: «أَوْسِعُوا لَهُ. أَوْسَعَ اللهُ عَلَيْهِ» فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ حَزِنْتَ عَلَيْهِ. فَقَالَ: «أَجَلْ. إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ».

۱۵۵۹- حضرت ادرع سلمی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کی پہرہ داری کی نیت سے حاضر ہوا' میں نے دیکھا کہ ایک آدمی بہت بلند آواز سے تلاوت کر رہا ہے۔ نبی ﷺ باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ شخص ریاکار ہے۔ (بعد میں) جب مدینہ میں وہ شخص فوت ہوا اور صحابہ ؓ اس کو تیار کرنے سے (غسل اور کفن وغیرہ سے) فارغ ہوئے اور اس کی چارپائی اٹھائی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس سے نرمی کرو' اللہ تعالیٰ اس پر نرمی کرے' یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا۔'' راوی کہتے ہیں۔ آپ نے اس کی قبر تیار کروائی تو فرمایا: ''اس کی قبر کشادہ کرو' اللہ اس پر کشادگی فرمائے۔'' ایک صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو اس (کی وفات) کا بہت غم ہوا ہے۔ فرمایا:

١٥٥٩ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٢٥١ لعلته، وقال ابن منده: غريب لا نعرفه إلا من هٰذا الوجه، وقال الحافظ في الإصابة: ١/ ٢٦ ت: ٦٣ "فيه موسى بن عبيدة الربذي وهو ضعيف، وقد رويت القصة من طريق زيد بن أسلم من ابن الأدرع، فالله أعلم.

''ہاں' وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا۔''

١٥٦٠- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «احْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَأَحْسِنُوا».

١٥٦٠- حضرت ہشام بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(قبریں) کشادہ اور اچھی کھودو۔''

فائدہ: یہ ارشاد رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے شہیدوں کی تدفین کے موقع پر فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا: ''قبریں کشادہ گہری اور اچھی کھودو اور دو دو تین تین (افراد) کو ایک قبر میں دفن کرو اور جسے قرآن زیادہ یاد ہوا سے آگے (قبلے کی طرف) رکھو۔'' (سنن النسائي' الجنائز' باب مایستحب من توسیع القبر' حدیث:٢٠١٣)

(المعجم ٤٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَلَامَةِ فِي الْقَبْرِ (التحفة ٤٢)

باب:٤٢- قبر پر علامت رکھنے کا بیان

١٥٦١- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ أَبُوهُرَيْرَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْلَمَ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ بِصَخْرَةٍ.

١٥٦١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر (اس کے سرہانے) علامت کے طور پر ایک بڑا پتھر رکھا۔

فائدہ: قبر کے سرہانے نشانی کے لیے ایک پتھر لگا دینا کافی ہے' جس سے معلوم ہو کہ یہ قبر ہے' تاکہ کوئی اس پر پاؤں رکھ کر نہ گزرے اور کسی دوسری میت کو دفن کرنے کے لیے غلطی سے اس قبر کا کچھ حصہ نہ کھل جائے۔ اس پتھر پر کچھ لکھنا یا کتبہ لگانا منع ہے جیسے کہ حدیث: (١٥٦٣) میں آ رہا ہے۔

١٥٦٠- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ما جاء في دفن الشهداء، ح: ١٧١٣، عن أزهر بن مروان به، وقال: "حسن صحيح".

١٥٦١- [حسن] وقال البوصيري: "هذا إسناد حسن، وله شاهد من حديث المطلب بن أبي وداعة، رواه أبوداود، ح: ٣٢٠٦، والله أعلم".

(المعجم ٤٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِنَاءِ عَلَى الْقُبُورِ وَتَجْصِيصِهَا وَالْكِتَابَةِ عَلَيْهَا (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- قبروں پر عمارت بنانے' انھیں پختہ کرنے اور ان پر لکھنے (یا کتبہ لگانے) کی ممانعت کا بیان

١٥٦٢- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَقْصِيصِ الْقُبُورِ.

۱۵۶۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو چونا گچ کرنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: چونا گچ کرنا گزشتہ زمانے میں عمارت میں پختگی پیدا کرنے کا طریقہ تھا' آج کل اس مقصد کے لیے سیمنٹ استعمال کیا جاتا ہے۔ قبر پر صرف قبر کے گڑھے سے نکلی ہوئی مٹی ڈالنا کافی ہے' مزید مٹی ڈالنا یا قبر کو پختہ کرنا منع ہے۔ اس لحاظ سے اس پر کمرہ یا قبے وغیرہ تعمیر کرنا بالاولی منع ہوگا۔

١٥٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُكْتَبَ عَلَى الْقَبْرِ شَيْءٌ.

۱۵۶۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے قبر پر کوئی چیز لکھنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فوت ہونے والے کا نام اور تاریخ وفات بھی نہیں لکھنی چاہیے۔ نشانی کے لیے کوئی پتھر وغیرہ رکھ دینا کافی ہے۔

١٥٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيُّ: حَدَّثَنَا [وُهَيْبٌ]:

۱۵۶۴- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قبر پر کوئی چیز تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔

١٥٦٢ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه، ح: ٩٧٠ من حديث أيوب به باختلاف يسير في اللفظ.

١٥٦٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في البناء على القبر، ح: ٣٢٢٦ من حديث -نفص به، وأخرج الترمذي، ح: ١٠٥٢ من حديث محمد بن ربيعة عن ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر قال: "نهى رسول الله ﷺ أن تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها وأن توطأ"، وقال: "حسن صحيح".

١٥٦٤ـ [صحيح] وصححه البوصيري، وقال ابن معين في القاسم بن مخيمرة: "لم يسمع أنه سمع من أحد من الصحابة" (تهذيب)، وله شاهد صحيح عند مسلم، ح: ٩٧٠ وغيره من حديث ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ.

فائدہ: قبر پر تعمیر کرنا مطلقاً منع ہے۔ جتنی زیادہ تعمیر ہوگی اسی قدر اس ارشاد مبارک کی خلاف ورزی ہوگی اور اسی لحاظ سے تعمیر کرنے والوں کو گناہ بھی زیادہ ہوگا۔ اگر فوت ہونے والا زندگی میں اس عمل کو پسند کرتا تھا اور خواہش رکھتا تھا کہ اس کی قبر پختہ بنائی جائے یا اس پر عمارت بنائی جائے تو اسے بھی اتنا ہی گناہ ہوگا۔

(المعجم ٤٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي حَثْوِ التُّرَابِ فِي الْقَبْرِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- قبر پر ہاتھوں سے مٹی ڈالنے کا بیان

١٥٦٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُلْثُومٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ، ثُمَّ أَتَى قَبْرَ الْمَيِّتِ. فَحَثٰى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ ثَلَاثاً.

۱۵۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک میت کا جنازہ پڑھا' پھر اس کی قبر پر آئے اور اس کے سر کی طرف سے اس پر (مٹی کی) تین لپیں ڈالیں۔

فوائد و مسائل: ① جنازہ پڑھنے والا اگر دفن تک رکے تو اسے چاہیے کہ قبر پر کم از کم تین لپیں مٹی ڈالے۔ ② لپ سے مراد دونوں ہاتھ ملا کر مٹی ڈالنا ہے' جسے پنجابی میں "بُک" کہتے ہیں۔ ایک ہاتھ بھر کر کوئی چیز لینے کو اردو میں "چلو" کہتے ہیں' حدیث میں یہ مراد نہیں۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَشْيِ عَلَى الْقُبُورِ وَالْجُلُوسِ عَلَيْهَا (التحفة ٤٥)

باب:۴۵- قبروں پر چلنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

١٥٦٥- [إسناده حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١١/ ٣١٢ من حديث العباس بن الوليد به، (انظر ترجمة سلمة بن كلثوم) وزاد: "فكبر عليها اربعًا"، صححه ابن أبي داود، وقال أبوحاتم: "إنه باطل"، وصححه ابن الملقن، ح: ٨٢١.

١٥٦٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ تُحْرِقُهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ».

۱۵۶۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کا انگارے پر بیٹھ جانا اور آگ کا اسے جلا دینا' اس کے لیے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔''

١٥٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنِ اللَّيْثِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ أَمْشِيَ عَلٰى جَمْرَةٍ أَوْ سَيْفٍ، أَوْ أَخْصِفَ نَعْلِي بِرِجْلِي، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلٰى قَبْرِ مُسْلِمٍ. وَمَا أُبَالِي أَوَسْطَ الْقُبُورِ قَضَيْتُ حَاجَتِي، أَوْ وَسَطَ السُّوقِ».

۱۵۶۷- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کی قبر پر چلنے کے مقابلے میں مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں انگارے پر یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنی ٹانگ سے سی لوں' (اسی طرح) سر بازار قضائے حاجت کرنا اور قبروں کے درمیان قضائے حاجت کرنا میرے نزدیک برابر ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے شواہد ہیں اور یہی روایت مصنف ابن ابی شیبہ (۳/ ۳۳۸' ۳۳۹) میں حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے موقوفاً مروی ہے لیکن حکماً مرفوع ہے' جب کہ دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني' رقم :٦٣' و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حدیث:۱۵۶۷) الحاصل مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② قبروں میں قضائے حاجت کرنا بہت بری حرکت ہے۔ ③ بعض علماء نے قبر پر بیٹھنے سے بھی یہی مرادلیا ہے۔ بعض نے قبر پر چڑھ کر

١٥٦٦ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه، ح: ٩٧١ من حديث سهيل به.

١٥٦٧ـ [إسناده ضعيف] من أجل عنعنة المحاربي، وصححه البوصيري في الزوائد، وقال المنذري: "رواه ابن ماجه بإسناد جيد" * عبدالرحمٰن بن محمد المحاربي تقدم حاله في التدليس، ح: ٦٤٩، وللحديث شواهد، وأخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ٣٣٨، ٣٣٩ بإسناد صحيح عن عقبة به موقوفًا، وله حكم الرفع.

بیٹھنا مراد لیا ہے جس طرح ہم کسی اونچی جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں کیونکہ اس سے میت کی اہانت ہوتی ہے۔④ جس طرح آگ پر یا تلوار پر چلنا کوئی پسند نہیں کرتا' اسی طرح مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے سے انتہائی پرہیز کرنا چاہیے۔ افسوس کی بات ہے کہ آج کل مسلمان اس چیز کی بالکل پروا نہیں کرتے اور قبروں پر سے راستہ بنا لیتے ہیں۔⑤ قبروں پر بیٹھنے کا ایک مطلب مجاور بن کر بیٹھنا بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ کام بھی دوسرے دلائل کی روشنی میں ممنوع ہے۔⑥ حدیث کے آخری جملے کا لفظی ترجمہ یہ ہے: ''مجھے پروا نہیں کہ قبروں کے درمیان قضائے حاجت کروں یا بازار کے درمیان۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھے مجبور کیا جائے کہ میں ان دو برے کاموں میں سے ایک کام ضرور کروں تو میری نظر میں دونوں کام برابر ہوں گے۔ یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی قبرستان میں قضائے حاجت کرنے سے شرم نہیں کرتا تو اسے سر بازار قضائے حاجت کرنے سے بھی شرم نہیں کرنی چاہیے۔ اگر وہ بازار میں سب کے سامنے ننگا ہو کر نہیں بیٹھ سکتا تو قبروں میں بھی اسے اتنی ہی شرم کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ٤٦) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي خَلْعِ النَّعْلَيْنِ فِي الْمَقَابِرِ** (التحفة ٤٦)

باب:٤٦- قبرستان میں جوتے اتار کر چلنا چاہیے

١٥٦٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سُمَيْرٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ بَشِيرِ ابْنِ الْخَصَاصِيَّةِ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «يَا ابْنَ الْخَصَاصِيَّةِ مَا تَنْقِمُ عَلَى اللهِ؟ أَصْبَحْتَ تُمَاشِي رَسُولَ اللهِ» فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ مَا أَنْقِمُ عَلَى اللهِ شَيْئاً. كُلُّ خَيْرٍ قَدْ آتَانِيهِ اللهُ. فَمَرَّ عَلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ. فَقَالَ: «أَدْرَكَ هٰؤُلَاءِ خَيْراً كَثِيراً». ثُمَّ مَرَّ عَلَى مَقَابِرِ الْمُشْرِكِينَ. فَقَالَ: «سَبَقَ هٰؤُلَاءِ

١٥٦٨- حضرت بشیر ابن خصاصیہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: ''اے ابن خصاصیہ! تجھے اللہ سے کیا شکوہ ہے (حالانکہ تجھے یہ مقام حاصل ہو گیا ہے کہ) تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی شکوہ نہیں۔ مجھے اللہ نے ہر بھلائی عنایت فرمائی ہے۔ (اسی اثناء میں) آپ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''انھیں بہت بھلائی مل گئی۔'' پھر مشرکوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''یہ بہت سی بھلائی سے محروم رہ گئے۔'' اچانک آپ کی نگاہ ایسے آدمی پر پڑی جو

١٥٦٨- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب المشي بين القبور في النعل، ح: ٣٢٣٠ من حديث الأسود به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي.

خَيْراً كَثِيراً» قَالَ: فَالْتَفَتَ فَرَأَى رَجُلاً يَمْشِي بَيْنَ الْمَقَابِرِ فِي نَعْلَيْهِ. فَقَالَ: «يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ أَلْقِهِمَا».

قبروں کے درمیان جوتوں سمیت چل رہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے جوتوں والے! انھیں اتار دے۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ يَقُولُ: حَدِيثٌ جَيِّدٌ، وَرَجُلٌ ثِقَةٌ.

امام ابن ماجہ نے اپنے استاذ محمد بن بشار سے بیان کیا کہ ابن مہدی کہتے ہیں' عبداللہ بن عثمان کہا کرتے تھے یہ حدیث عمدہ ہے اور اس کا راوی خالد بن سمیر ثقہ ہے۔

فوائد ومسائل: ① قبرستان میں جوتے پہن کر چلنے کو علامہ نواب وحید الزماں خاں ؒ نے کراہت تنزیہی پر محمول کیا ہے کیونکہ دوسری صحیح حدیث میں قبر میں ہونے والے سوالات کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ ''بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی (دفن کرنے والے افراد) واپس لوٹتے ہیں حتی کہ وہ ابھی ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں.....'' (صحيح البخاري' الجنائز' باب الميت يسمع خفق النعال' حديث:١٣٣٨) ② مومن کے لیے موت خیر کا باعث ہے کیونکہ موت کے بعد ہی اسے اپنے نیک اعمال کی جزا اور جنت کی نعمتیں ملتی ہیں جب کہ کافر کے لیے موت اس کے برے اعمال کی سزا کی ابتدا ہے۔ ③ اللہ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا چاہیے اور ان پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ ④ غلطی پر تنبیہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ غلطی کرنے والے کو براہ راست اس کی غلطی سے آگاہ کر دیا جائے اور اسے غلطی کے ازالے کا حکم دیا جائے۔ یہ اس صورت میں زیادہ مؤثر ہے جب منع کرنے والا غلطی کرنے والے کی نگاہ میں قدر ومنزلت کا حامل ہو۔ اس صورت میں اس کا احترام اور اس کی عظمت کا احساس نصیحت قبول کرنے کی ایک اہم وجہ بن جاتا ہے۔

(المعجم ٤٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ (التحفة ٤٧)

باب: ٤٧-قبروں کی زیارت کا بیان

١٥٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

١٥٦٩- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبروں کی زیارت کیا کرو' یہ تمھیں آخرت کی یاد دہانی کراتی ہے۔''

١٥٦٩ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه ـ عزوجل ـ في زيارة قبر أمه، ح:٩٧٦ب عن أبي بكر ابن أبي شيبة وغيره به مطولاً.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «زُورُوا الْقُبُورَ. فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الآخِرَةَ».

فوائد ومسائل: ① قبروں کی زیارت سے مراد عام قبرستان میں جانا ہے جہاں اپنے دوستوں اور بزرگوں کی قبریں ہوں' انھیں دیکھ کر انسان کے ذہن میں یہ سوچ پیدا ہوتی ہے کہ جس طرح یہ لوگ کبھی ہمارے ساتھ تھے لیکن آج ہم سے جدا ہو چکے ہیں' اسی طرح ہم بھی ایک دن یہ دنیا چھوڑ کر رب کے دربار میں حاضر ہو جائیں گے' پھر ہمیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ ② جن قبروں پر عمارتیں تعمیر کی گئی ہوں' وہاں جا کر آخرت کی یاد کا مقصد حاصل نہیں ہوتا کیونکہ توجہ دنیا کی بے ثباتی کی طرف نہیں ہوتی بلکہ عمارت کے نقش ونگار اور عمارت کی خوبصورتی اور اس کی تعمیر کا انداز انسان کی توجہ کو مشغول کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے قبروں کی زیارت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ③ قبروں کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ وہاں جا کر مدفون مسلمانوں کے لیے دعائے خیر کی جائے جیسے کہ گزشتہ احادیث میں بیان ہوا۔ دیکھیے (سنن ابن ماجہ' حدیث:۱۵۴۶'۱۵۴۷)

١٥٧٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ: حَدَّثَنَا بِسْطَامُ ابْنُ مُسْلِمٍ. قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاالتَّيَّاحِ. قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ.

۱۵۷۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کی اجازت دی۔

فائدہ: اجازت کا لفظ اس لیے فرمایا ہے کیونکہ نبی ؑ نے پہلے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا' بعد میں اجازت دے دی جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

١٥٧١- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ

۱۵۷۱- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو (اب) ان کی زیارت کیا کرو

١٥٧٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ٧٨ من حديث بسطام به مطولاً، وصححه الذهبي في تلخيص المستدرك: ١/ ٣٧٦.

١٥٧١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٧٧، والحاكم: ١/ ٣٧٥ من حديث ابن وهب به مطولاً، وصححه البوصيري * أيوب ضعيف كما قال ابن معين، وللحديث شواهد عند مسلم وغيره إلا قوله: "فإنها تزهد في الدنيا"، وله شاهد عند البيهقي، والحاكم من حديث أنس رضي الله عنه: "فإنها ترق القلب وتدمع العين"، وهو في المسند للإمام أحمد: ٣/ ٢٥٠ من حديث يحيى بن الحارث التيمي عن عمرو بن عامر عن أنس به.

ابْنِ الأَجْدَعِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَزُورُوهَا. فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا، وَتُذَكِّرُ الآخِرَةَ».

کیونکہ وہ دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔"

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ [فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا] کے سوا باقی حدیث کے شواہد صحیح مسلم میں ہیں جیسا کہ پہلا جملہ صحیح مسلم کی حدیث میں موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: "میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو ان کی زیارت کیا کرو اور میں نے تمھیں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع کیا تھا' اب جب تک چاہو رکھ سکتے ہو.....الخ۔" (صحيح مسلم' الأضاحي' باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث في أول الإسلام و بيان نسخه و إباحته إلى متى شاء' حديث:١٩٧٢) زیارت قبور کی حکمت بھی دوسری صحیح حدیث میں وارد ہے' جیسے حدیث ۱۵۷۲ میں آ رہا ہے: "قبروں کی زیارت کرو' یہ تمھیں موت کی یاد دلاتی ہے۔" یہ جملہ بھی صحیح مسلم کی ایک حدیث میں وارد ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الجنائز' باب استئذان النبي ﷺ ربه عزوجل في زيارة قبر أمه' حديث:٩٧٦) لہٰذا مذکورہ روایت [فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا] جملے کے سوا شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② جس طرح قرآن مجید کی بعض آیات سے پہلے سے نازل شدہ بعض آیات میں مذکور حکم منسوخ ہو جاتا ہے' اسی طرح ایک حدیث سے بھی سابقہ حدیث منسوخ ہو سکتی ہے جیسے کہ اس روایت میں صراحت موجود ہے۔ ③ دنیا میں جائز طریقے سے رزق کمانا اور فخر و تکبر کے بغیر فضول خرچی نہ کرتے ہوئے اپنی ذات پر اور اہل خانہ پر خرچ کرنا جائز ہے لیکن دولت کی ہوس اور عیش و آرام میں انہماک انسان کو آخرت سے غافل کر دیتا ہے۔ دل کی اس کیفیت کا علاج کرنے کے لیے قبرستان میں جانا چاہیے تاکہ اپنی موت یاد آئے اور اگلے جہان کے لیے تیاری کرنے کی رغبت پیدا ہو۔

(المعجم ٤٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- مشرکوں کی قبروں کی زیارت کرنا

١٥٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۱۵۷۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی' آپ خود بھی روئے اور نبی ﷺ کی کیفیت

١٥٧٢- [صحيح] تقدم، ح: ١٥٦٩.

قَالَ: زَارَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ. فَقَالَ: «اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يَأْذَنْ لِي. وَاسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ. فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ».

دیکھ کر جو (حضرات آپ کے ہمراہ) آپ کے اردگرد تھے وہ بھی اشک بار ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے ان کے لیے (والدہ ماجد کے لیے) دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت نہیں دی اور میں نے اپنے رب سے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت دے دی' اس لیے قبروں کی زیارت کیا کرو' یہ تمھیں موت کی یاد دلائے گی۔“

فوائد ومسائل: ① غیر مسلموں کے قبرستان میں جانا جائز ہے لیکن وہاں جا کر وہ دعا نہ پڑھیں جو مسلمانوں کے قبرستان میں جا کر پڑھی جاتی ہے کیونکہ غیر مسلم کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ ② غیر مسلموں کی قبروں کی زیارت سے بھی موت کی یاد اور دنیا سے بے رغبتی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے' بشرطیکہ وہاں وہ زیب و زینت اور سج دھج نہ ہو جو توجہ کو اپنی طرف مبذول کر کے آخرت اور موت کی یاد سے غافل کر دے۔ ③ شفاعت وہی قبول ہو سکتی ہے جو اللہ کی اجازت سے ہو۔ مشرکین کے حق میں شفاعت نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ دیکھیے: (التوبة:١١٣) قیامت کے دن بھی گناہ گار مومنوں کے حق میں شفاعت ہوگی' شرک اکبر کے مرتکب لوگوں کے حق میں نہیں۔

١٥٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ الْبَخْتَرِيِّ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبِي كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَكَانَ وَكَانَ. فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: «فِي النَّارِ» قَالَ فَكَأَنَّهُ

١٥٧٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میرا والد صلہ رحمی کرتا تھا اور اس میں فلاں فلاں خوبیاں تھیں' وہ کہاں ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جہنم میں ہے۔“ اس کو یہ جواب گویا ناگوار گزرا تو کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے والد کہاں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو جہاں بھی کسی

١٥٧٣- [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري، وأورده الضياء في المختارة، وأخرج البزار (البحر الزخار)، ح:١٠٨٩، والطبراني وغيرهما من طريقين(يزيد بن هارون وغيره) عن الزهري عن عامر بن سعد عن أبيه به ... الخ، وانظر، ح:٧٠٧ لعلته، وطريق البزار أرجح من رواية ابن ماجه، رواه زيد بن أخزم ومحمد بن عثمان بن مخلد كلاهما عن يزيد به من حديث عامر بن سعد عن أبيه.

وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ فَأَيْنَ أَبُوكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حَيْثُمَا مَرَرْتَ بِقَبْرِ مُشْرِكٍ، فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ» قَالَ فَأَسْلَمَ الأَعْرَابِيُّ بَعْدُ. وَقَالَ: لَقَدْ كَلَّفَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ تَعَبًا. مَا مَرَرْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ إِلَّا بَشَّرْتُهُ بِالنَّارِ.

مشرک کی قبر کے پاس سے گزرے تو اسے جہنم کی خوش خبری دے دے۔'' بعد میں اس اعرابی نے اسلام قبول کر لیا۔ (بعد میں یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے) اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے ایک مشکل کام میرے ذمے لگا دیا ہے' جب بھی میرا گزر کسی کافر کی قبر کے پاس سے ہوتا ہے' میں اسے جہنم کی خوشخبری دیتا ہوں۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اسے صحیح قرار دیتے ہیں۔ دیکھیے: (الصحيحة للألباني، رقم:١٨، و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد، حديث:١٥٧٣) ② اسلام قبول کیے بغیر بڑی سے بڑی نیکیاں بھی جہنم سے نجات کا ذریعہ نہیں بن سکتیں۔ ③ نبی ﷺ کی نبوت کا یقین ہونے کے باوجود جب تک باقاعدہ اسلام قبول کر کے نبی ﷺ کی اطاعت اور احکام شریعت پر عمل کرنے کا وعدہ نہ کیا جائے' نجات نہیں ہوتی' جیسے فرعون کو یقین تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے ہیں لیکن ایمان و اطاعت کے بغیر اس یقین کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا' اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ أَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ إِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا﴾ (بني إسرائيل:١٠٢) ''تجھے معلوم ہے کہ یہ (معجزات و دلائل) آسمان اور زمین کے مالک ہی نے بصیرت بنا کر (غور کرنے کے لیے) نازل کیے ہیں اور اے فرعون! میں تو سمجھتا ہوں کہ تو یقیناً تباہ ہونے والا ہے۔'' اسی طرح ابو طالب بھی اس بات کا اقرار کرتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کا دین سچا ہے لیکن اسے قبول نہیں کیا' لہٰذا نبی علیہ السلام کی قرابت بھی اسے جہنم سے نہ بچا سکی۔ ④ اگر کوئی ایسا سوال پوچھ لیا جائے جس کا صریح جواب دینا حکمت کے منافی ہو تو مناسب انداز سے سائل کو کسی بہتر چیز کی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ ہر مشرک کو جہنم کی خوشخبری دینے کا حکم ایک نفسیاتی علاج تھا۔ اسے اپنے والد کے جہنمی ہونے کا سن کر جو صدمہ ہوا تھا' اس کا یہ علاج کیا گیا کہ صرف تمھارے باپ کے لیے نہیں بلکہ ہر کافر کے لیے یہی حکم ہے' داعی اور عالم کو چاہیے کہ لوگوں کی نفسیات کا خیال رکھے لیکن صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح نہ کہے۔

(المعجم ٤٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورَ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- عورتوں کے لیے قبروں کی (بکثرت) زیارت کرنا منع ہے

١٥٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

۱۵۷۴- حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت

١٥٧٤- [حسن] أخرجه أحمد:٣/٤٤٢ من حديث سفيان الثوري به، وصححه البوصيري، والحديث الآتي: (١٥٧٦) شاهد له.

وَأَبُو بِشْرٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلاَنِيُّ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ وَقَبِيصَةُ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ بَهْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زُوَّارَاتِ الْقُبُورِ.

ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی بکثرت زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

١٥٧٥- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زُوَّارَاتِ الْقُبُورِ.

١٥٧٥ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی بکثرت زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

١٥٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ [الْعَسْقَلاَنِيُّ] أَبُو نَصْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَالِبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زُوَّارَاتِ الْقُبُورِ.

١٥٧٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی بکثرت زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

فائدہ: اس سے مراد بار بار زیارت کرنے والیاں ہیں۔ ''زوّارات'' مبالغے کا صیغہ ہے' یعنی ''کثرت سے یا بار بار زیارت کرنے والی عورتیں'' کبھی کبھار جانے کا جواز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ قبرستان میں جا کر مدفونین کے لیے کس طرح دعا کروں تو رسول اللہ

١٥٧٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في زيارة النساء القبور، ح:٣٢٣٦، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجدًا، ح:٣٢٠ من حديث ابن جحادة به، بلفظ: "لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج"، وحسنه.

١٥٧٦ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية زيارة القبور للنساء، ح:١٠٥٦ من حديث أبي عوانة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح:٣١٧٨.

ﷺ نے انھیں یہ نہیں فرمایا: ''تم جایا ہی نہ کرو بلکہ فرمایا: یوں کہہ: [اَلسَّلَامُ عَلٰی أَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ وَالْمُسْلِمِینَ...... الخ] دیکھیے: (صحیح مسلم' الجنائز' باب مایقال عند دخول القبور والدعاء لأھلھا' حدیث: ۹۷۴)

(المعجم ٥٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ (التحفة ٥٠)

باب: ۵۰- عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانے کا بیان

١٥٧٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.

۱۵۷۷- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے لیکن پختہ حکم نہیں دیا گیا۔

فائدہ: پختہ حکم کا مطلب حرمت کی صراحت ہے یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے منع تو فرمایا لیکن زیادہ سختی سے نہیں۔ گویا حضرت ام عطیہ ؓ کے فرمان کے مطابق جنازے کے ساتھ عورتوں کا جانا حرام نہیں مکروہ ہے اور مکروہ سے اجتناب ہی افضل ہوتا ہے۔ نماز جنازہ میں عورتوں کا شریک ہونا جائز ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کی وفات ہوئی تو نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات (ؓ) نے پیغام بھیجا کہ جنازہ مسجد میں لایا جائے تاکہ وہ بھی نماز جنازہ میں شریک ہو سکیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جنازہ امہات المومنین کے حجروں کے پاس رکھا گیا تاکہ وہ جنازہ پڑھ لیں پھر اسے مقاعد کی طرف باب الجنائز سے (نکال کر قبرستان میں) لے جایا گیا۔ (بعد میں) انھیں معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے اس عمل پر تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں) جنازہ مسجد میں نہیں لے جایا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ ؓ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا: ''لوگوں کو جس بات کا علم نہیں ہوتا' اس پر کتنی جلدی تنقید کرنے لگتے ہیں۔ ہم پر یہ تنقید کرتے ہیں کہ جنازہ مسجد میں لے جایا گیا' حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء ؓ کا جنازہ مسجد ہی کے اندر ادا کیا تھا۔''
(صحیح مسلم' الجنائز' باب الصلاۃ علی الجنازۃ في المسجد' حدیث: ۹۷۳)

١٥٧٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ

۱۵۷۸- حضرت علی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو دیکھا کچھ

١٥٧٧ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب الطيب للمرأة عند غسلها من المحيض، ح: ٣١٣، ومسلم، الجنائز، باب نهي النساء عن اتباع الجنائز، ح: ٩٣٨ من حديث حفصة به، أخرجه مسلم عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

١٥٧٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٧٧ من حديث إسرائيل به * إسماعيل بن سلمان بن أبي المغيرة الكوفي ضعيف (تقريب).

إِسْمَاعِيلَ بْنِ [سَلْمَانَ]، عَنْ دِينَارٍ أَبِي عُمَرَ، عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَإِذَا نِسْوَةٌ جُلُوسٌ. فَقَالَ: «مَا يُجْلِسُكُنَّ؟» قُلْنَ: نَنْتَظِرُ الْجِنَازَةَ. قَالَ: «هَلْ تَغْسِلْنَ؟» قُلْنَ: لَا. قَالَ: «هَلْ تَحْمِلْنَ؟» قُلْنَ: لَا. قَالَ: «هَلْ تُدْلِينَ فِيمَنْ يُدْلِي؟» قُلْنَ: لَا. قَالَ: «فَارْجِعْنَ مَأْزُورَاتٍ، غَيْرَ مَأْجُورَاتٍ».

خواتین بیٹھی ہیں۔ فرمایا: ''تم کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟'' انھوں نے کہا: جنازے کا انتظار کر رہی ہیں۔ فرمایا: ''کیا غسل دو گی؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ''(میت کی چارپائی کو) کندھا دو گی؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ''(میت کو) قبر میں اتارنے والوں کے ساتھ تم بھی اتارو گی؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ''گناہ لے کر ثواب سے محروم ہو کر واپس چلی جاؤ۔''

(المعجم ٥١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النِّيَاحَةِ (التحفة ٥١)

باب: ۵۱- نوحہ اور بین کرنے کی ممانعت

١٥٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ مَوْلَى الصَّهْبَاءِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ﴿وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ [الممتحنة: ١٢] قَالَ: «النَّوْحُ».

۱۵۷۹- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے آیت مبارکہ ﴿وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ ''نیکی کے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔'' کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''نوحہ کے بارے میں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں جس آیت کی طرف اشارہ ہے وہ یوں ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (الممتحنة:۱۲) ''اے نبی! جب آپ کے پاس مسلمان عورتیں آئیں (اور) وہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، بدکاری نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں اور پیروں کے سامنے گھڑ لیں اور کسی نیک کام میں تیری بے حکمی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیا کریں اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا معاف کرنے والا ہے۔''

١٥٧٩- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الممتحنة، ح: ٣٣٠٧ من حديث يزيد به مطولاً، وقال: "حسن غريب".

② حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نوحہ سے پرہیز بھی ان نیک کاموں میں شامل ہے جن احکام کی تعمیل کا وعدہ مسلمان عورتوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے کیا ہے۔ ③ نوحہ سے مراد ہے مرنے والے کی خوبیاں ذکر کر کے اور اپنے غم کے اظہار کے لیے مختلف فقرے بول بول کر بلند آواز سے رونا۔ اسلام سے پہلے عورتیں مرنے والوں پر اظہار غم کے لیے اسی طرح روتی تھیں اور اسے مرنے والے سے محبت کا اظہار سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس غلط رسم سے سختی سے منع کیا ہے۔ صرف آنکھوں سے آنسو بہانا جائز ہے یا کوئی ایک آدھ جملہ کہہ دیا جائے جو نوحہ کے انداز سے نہ ہو تو وہ جائز ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم ؓ کی وفات ہوئی تو نبی ﷺ اشک بار تھے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف ؓ کو تعجب ہوا تو نبی ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''آنکھ سے آنسو بہتے ہیں، دل غمگین ہے لیکن ہم زبان سے وہی کچھ کہیں گے جس سے اللہ راضی ہو۔ ابراہیم! ہمیں تیری جدائی کا بہت غم ہے۔'' (صحیح البخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ إنا بك لمحزونون، حدیث:١٣٠٣)

١٥٨٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ دِينَارٍ: حَدَّثَنَا حَرِيزٌ، مَوْلَى مُعَاوِيَةَ قَالَ: خَطَبَ مُعَاوِيَةُ بِحِمْصَ، فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ النَّوْحِ.

١٥٨٠- حضرت معاویہ ؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت جریر ؒ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: حضرت معاویہ ؓ نے حمص شہر میں خطبہ دیا تو اس خطبے کے دوران میں یہ بھی ذکر فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

١٥٨١- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ، عَنِ ابْنِ مُعَانِقٍ أَوْ أَبِي مُعَانِقٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

١٥٨١- حضرت ابو مالک اشعری ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نوحہ (بین) جاہلیت کا رواج ہے۔ نوحہ کرنے والی اگر توبہ کیے بغیر مرگئی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے تارکول کے کپڑے اور آگ کے شعلے کی قمیص تیار کرے گا۔''

١٥٨٠ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٧٣، ح: ٨٧٦ من حديث إسماعيل به مطولاً * عبدالله بن دينار الحمصي (الشامي) ضعيف (تقريب)، ضعفه الجمهور، وتابعه الثقة محمد بن مهاجر الانصاري، وشيخهما حريز بالحاء مجهول(تقريب)، فالسند ضعيف، والحديث حسن، له شواهد عند البخاري، ح: ١٣٠٦، ومسلم، ح: ٩٣٦ وغيرهما.

١٥٨١ـ [حسن] وقال البوصيري: "إسناده صحيح، ورجاله ثقات"، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٦٦٨٦، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٩٣٤ وغيره.

ﷺ: «النِّيَاحَةُ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ. وَإِنَّ النَّائِحَةَ إِذَا مَاتَتْ وَلَمْ تَتُبْ قَطَعَ اللهُ لَهَا ثِيَاباً مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعاً مِنْ لَهَبِ النَّارِ».

فوائد و مسائل: ① جاہلیت سے مراد نبئ اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ہے جب کسی کام کو جاہلیت کا کام قرار دیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کام مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا' اسے کافر ہی کرتے ہیں' انھی کے لائق ہے۔ ② کافروں کے رسم و رواج اختیار کرنے سے اور ان کی نقل کرنے سے اجتناب اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ زندگی کے ہر معاملے میں یہ اصول مسلمانوں کے پیش نظر رہنا چاہیے۔ ③ توبہ کرنے سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ ④ نوحہ کرنے والی کو یہ عذاب قیامت کے دن جہنم میں داخل ہونے سے پہلے ہوگا' جیسے آئندہ حدیث سے واضح ہے۔ ممکن ہے جہنم میں بھی ہو۔

١٥٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رَاشِدٍ الْيَمَامِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «النِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ. فَإِنَّ النَّائِحَةَ إِنْ لَمْ تَتُبْ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ، فَإِنَّهَا تُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهَا سَرَابِيلُ مِنْ قَطِرَانٍ. ثُمَّ يُعْلَى عَلَيْهَا بِدِرْعٍ مِنْ لَهَبِ النَّارِ».

١٥٨٢- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت پر نوحہ کرنا جاہلیت کا رواج ہے۔ نوحہ کرنے والی اگر توبہ کیے بغیر مر گئی تو اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے جسم پر تارکول کی قمیصیں ہوں گی' پھر ان پر آگ کے شعلوں کی قمیص پہنائی جائے گی۔''

فائدہ: یہ حکم عورت کے لیے خاص نہیں بلکہ مرد بھی اگر اس جرم کا ارتکاب کرے گا تو قیامت کو اسے بھی یہی سزا ملے گی۔ حدیث میں عورت کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عرب میں عورتیں ہی نوحہ کرتی تھیں۔ ارشاد نبوی ہے: ''جو شخص رخساروں پر تھپڑ مارے' گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی طرح پکارے (نوحہ کرے)' وہ ہم میں سے نہیں۔'' (صحيح البخاري' الجنائز' باب: ليس منا من ضرب الخدود' حديث:١٢٩٧ وسنن ابن ماجه' حديث:١٥٨٤) اس میں مرد بھی شامل ہیں۔

١٥٨٢- [حسن] * عمر بن راشد ضعيف (تقريب)، والحديث السابق شاهد له.

١٥٨٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَنْبَأَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي يَحْيٰى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُتْبَعَ جِنَازَةٌ مَعَهَا رَانَّةٌ.

۱۵۸۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے اس جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا ہے جس کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورت ہو۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ الموسوعۃ الحدیثیۃ کے محققین اور شیخ البانی ؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ موسوعۃ الحدیثیۃ کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت مجموع طرق اور شواہد کی بنا پر حسن درجے کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۹/ ۴۷۹، ۴۸۰ و أحكام الجنائز' ص: ۷۰) ② جنازہ کے ساتھ جانا مسلمان کا مسلمان پر ایک اہم حق ہے لیکن گناہ کے ارتکاب کی صورت میں یہ حق ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دعوت قبول کرنا بھی مسلمان کا مسلمان پر حق ہے لیکن اگر تقریب میں گناہ کے کام ہو رہے ہوں' مثلاً: بے پردگی' تصویر کشی' ویڈیو فلم بنانا' ہندوانہ رواج پر عمل تو ایسی تقریب میں شریک نہ ہونا درست ہے۔ خاص طور پر جب حاضر نہ ہونے سے گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو تنبیہ ہونے کی توقع ہو۔

(المعجم ٥٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ (التحفة ٥٢)

باب: ۵۲- (مصیبت کے وقت) چہرے پر طمانچے مارنا اور گریبان چاک کرنا منع ہے

١٥٨٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، جَمِيعاً عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ وَ أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ

۱۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص گریبان چاک کرے اور رخساروں پر طمانچے مارے اور جاہلیت کی طرح بین (نوحہ) کرے' وہ ہم میں سے نہیں۔''

١٥٨٣- [إسناده ضعيف] * أبويحيى القتات تكلموا فيه، وقال أحمد: "روى عنه إسرائيل أحاديث كثيرة مناكير جدًا" (الزوائد للبوصيري)، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٥٨٤- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب، ح: ١٢٩٤ من حديث سفيان الثوري عن زبيد به، والبخاري، ح: ٣٥١٩، ومسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ١٠٣ من حديث الأعمش به.

عَبْدِاللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوبَ وَضَرَبَ الْخُدُودَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ».

فوائد و مسائل: ① دل کا غم اور آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا صبر کے منافی نہیں' البتہ اس کے علاوہ لوگ بے صبری کی وجہ سے جو مختلف قسم کی نامناسب حرکات کرتے ہیں' وہ شرعاً ممنوع ہیں۔ ② اسلام سے پہلے لوگوں میں یہ عادت تھی کہ مرنے والے پر اظہار غم کے لیے بلند آواز سے میت کی تعریفیں کر کے روتے تھے اور گریبان چاک کر دیتے تھے' اسلام میں ان چیزوں سے منع کر دیا گیا ہے۔ ③ [لَيْسَ مِنَّا] ''وہ ہم میں سے نہیں۔'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسی حرکات کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ ہمارے طریقے پر نہیں' مسلمانوں کا یہ طریقہ نہیں کیونکہ یہ اہل جاہلیت کی غلط عادتوں میں سے ہے۔ ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

١٥٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ الْمُحَارِبِيُّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ كَرَامَةَ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، وَ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهَهَا، وَالشَّاقَّةَ جَيْبَهَا، وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ.

١٥٨٥- حضرت ابوامامہ (اسعد بن سہل بن حنیف) ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اظہار غم کے لیے) چہرہ نوچنے والی پر' گریبان چاک کرنے والی پر اور بربادی اور ہلاکت پکارنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

فوائد و مسائل: ① بربادی اور ہلاکت پکارنے کا مطلب ایسے جملے بولنا ہے' جیسے ''میں تباہ ہو گئی۔'' ''میں برباد ہو گئی۔'' وغیرہ۔ ② یہ حکم صرف عورتوں کے لیے نہیں بلکہ مردوں کے لیے بھی اس قسم کی حرکات کرنا منع ہے۔ ③ لعنت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے جو توبہ کیے بغیر معاف نہیں ہوتا۔

١٥٨٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

١٥٨٦- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید اور حضرت

١٥٨٥ـ [حسن] وصححه البوصيري، وسنده ضعيف من أجل عبدالرحمٰن بن يزيد بن عليم وهو بهز بن جابر، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١٠٠٥ وغيره.

١٥٨٦ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب، والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ١٠٤

حَكِيمِ الأَوْدِيُّ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَخْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَبِي بُرْدَةَ. قَالَا: لَمَّا ثَقُلَ أَبُو مُوسٰى أَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ أُمُّ عَبْدِ اللهِ تَصِيحُ بِرَنَّةٍ. فَأَفَاقَ، فَقَالَ لَهَا: أَوَمَا عَلِمْتِ أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ».

ابو بردہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ زیادہ بیمار ہوگئے تو ان کی بیوی حضرت ام عبداللہ رضی اللہ عنہا بلند آواز سے رونے لگیں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں بھی اس سے بے زار ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے؟ (اس بیماری سے پہلے) وہ انھیں حدیث سنایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس شخص سے بے زار ہوں جو (اظہار غم کے لیے) بال منڈوائے یا بین کرے یا کپڑے پھاڑے۔“

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تقویٰ کا یہ کمال ہے کہ انھیں سخت بیماری کی حالت میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خیال رہتا تھا۔ ② گھر میں اگر کوئی غلط کام ہو تو فوراً ٹوک دینا چاہیے۔ ③ جاہلیت میں اظہار غم کے لیے لوگ سر کے بال منڈوا دیا کرتے تھے۔ آج کل بعض لوگ جو ڈاڑھی منڈوانے کے عادی ہوتے ہیں غم کے موقع پر شیو کرنا بند کردیتے ہیں۔ اس میں ایک خرابی تو یہ ہے کہ یہ بھی ایک لحاظ سے اہل جاہلیت سے مشابہت ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ سنت رسول ﷺ یعنی ڈاڑھی رکھنے کا تعلق غم سے جوڑ دیا گیا ہے جب کہ ڈاڑھی صرف حضرت محمد ﷺ ہی کی سنت نہیں بلکہ تمام انبیائے کرام کی سنت ہے اس لیے اسے ان امور فطرت میں شمار کیا گیا ہے جن کا تمام شریعتوں میں حکم دیا گیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ حدیث: ۲۹۳) اسی طرح اظہار غم کے لیے سیاہ لباس پہننا بھی کفار کی نقل ہے جب کہ دین اسلام میں کفار سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔

(المعجم ٥٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ٥٣)

باب: ۵۳- میت پر رونے کا بیان

١٥٨٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

۱۵۸۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

◄◄ من حديث جعفر بن عون به.

١٥٨٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ٤/ ١٩، الجنائز، باب الرخصة في البكاء على الميت، ح: ١٨٥٩ من حديث محمد بن عمرو عن سلمة به * سلمة مستور لم أجد من وثقه، وقال السندي: "قال(الحافظ) في الفتح: رجاله ثقات".

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي جِنَازَةٍ. فَرَأَى عُمَرُ امْرَأَةً فَصَاحَ بِهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «دَعْهَا يَاعُمَرُ. فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ، وَالنَّفْسَ مُصَابَةٌ، وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ».

نبی ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون کو دیکھا (جو رو رہی تھی) تو اسے بلند آواز سے منع کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عمر! اسے رونے دو' آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں' دل کو غم پہنچا ہے اور وقت زیادہ نہیں گزرا (غم تازہ ہے)۔''

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَزْرَقِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے عفان سے' انھوں نے حماد بن سلمہ سے' انھوں نے ہشام بن عروۃ سے' انھوں نے وہب بن کیسان سے' انھوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے' انھوں نے سلمہ بن ازرق سے' انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے اسی (مذکورہ بالا) روایت کی مثل بیان کیا۔

١٥٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقْضِي. فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهَا. فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا أَنَّ «لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى. وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى. فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ». فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ،

١٥٨٨- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحب زادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کا ایک بیٹا (علی بن ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہما) حالت نزع میں تھا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ تشریف لائیں۔ نبی علیہ السلام نے پیغام بھیجا (کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو کہہ دیں:) ''اللہ ہی کا ہے جو وہ لے لے اور اسی کا ہے جو وہ دے دے اور اس کے پاس ہر چیز کی ایک مدت مقرر ہے' اس لیے

١٥٨٨ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه . . . الخ، ح: ١٢٨٤ وغيره، ومسلم، الجنائز، باب البكاء على الميت، ح: ٩٢٣ من حديث عاصم به.

فَأَقْسَمَتْ عَلَيْهِ. فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقُمْتُ مَعَهُ. وَمَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ. فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوا الصَّبِيَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَرُوحُهُ تَقَلْقَلُ فِي صَدْرِهِ. قَالَ: حَسِبْتُهُ قَالَ: كَأَنَّهَا شَنَّةٌ. قَالَ: فَبَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقَالَ لَهُ عُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ: مَا هٰذَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الرَّحْمَةُ الَّتِي جَعَلَهَا اللهُ فِي بَنِي آدَمَ. وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ».

(زینب ؓ کو چاہیے کہ) وہ صبر کریں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیں۔‘‘ انھوں نے قسم دی (کہ نبی ﷺ ضرور تشریف لائیں)‘ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے آپ کے ساتھ میں بھی تھا اور حضرت معاذ بن جبل‘ ابی بن کعب اور عبادہ بن صامت (ؓ) بھی روانہ ہوئے جب ہم ان کے ہاں پہنچے تو بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچایا گیا جبکہ بچے کی جان اس کے سینے میں تھی (سانس اکھڑ چکا تھا معلوم ہوتا تھا آخری وقت ہے) راوی نے غالباً یہ بھی کہا: یوں لگتا تھا کہ جیسے پرانی مشک ہے (جس طرح اس میں پانی حرکت کرتا ہے۔ اس طرح سانس مشکل سے آرہا تھا) رسول اللہ ﷺ اشک بار ہوگئے۔ حضرت عبادہ بن صامت ؓ نے (تعجب سے) کہا: اللہ کے رسول! یہ کیا؟‘‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں رکھی ہے اور اللہ بھی اپنے ان بندوں پر رحم کرتا ہے جو (دوسروں پر) رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔‘‘

فوائد و مسائل: ① مصیبت کے وقت صبر اسلام کی اہم تعلیمات میں سے ہے۔ ② انسان کو مصیبت کے وقت یہ سوچنا چاہیے کہ جو کچھ اللہ نے ہم سے لیا ہے‘ وہ ہمارا نہیں تھا بلکہ اللہ ہی کا تھا‘ لہٰذا ہم نے اللہ کی ایک امانت واپس کی ہے۔ ③ یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ اپنی نعمت ایک مدت تک ہمارے پاس رہنے دیتا ہے اور ہم اس سے فائدہ اٹھاتے اور دل خوش کرتے ہیں اور جب وہ اپنی امانت واپس لیتا ہے تو پھر صبر کرنے پر بھی ہمیں اجر و ثواب عطا فرماتا ہے‘ یہ بھی اس کا ایک احسان ہے۔ ④ دل کا غم اور آنکھوں سے آنسو بہنا صبر کے منافی نہیں۔ ⑤ کسی کو قسم دے کر کوئی مطالبہ کرنا جائز ہے۔ ⑥ جس کام کے لیے قسم دی جائے اگر وہ شرعاً ممنوع نہ ہو تو اسے پورا کرنا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ ⑦ غم کا موقع ہو یا خوشی کا‘ اگر مسئلہ پوچھا جائے تو وضاحت کر دینی چاہیے۔ ⑧ اپنی یا کسی کی مصیبت پر دل کا غمگین ہونا نرم دلی کی علامت ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ ⑨ اللہ کی مخلوق پر رحمت و شفقت کرنے سے بندے کو اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے۔ ⑩ وفات کے

وقت تمام رشتہ داروں کا حاضر ہونا ضروری نہیں' تاہم گھر والوں کی یہ خواہش جائز ہے کہ ایسے وقت میں نیک لوگ قریب ہوں تا کہ ان کی دعا و برکت سے جان کنی کا مرحلہ آسانی سے طے ہو جائے۔

١٥٨٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: لَمَّا تُوُفِّيَ ابْنُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِبْرَاهِيمُ، بَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقَالَ لَهُ الْمُعَزِّي، إِمَّا أَبُوبَكْرٍ، وَإِمَّا عُمَرُ: أَنْتَ أَحَقُّ مَنْ عَظَّمَ اللهَ حَقَّهُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلاَ نَقُولُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ. لَوْلاَ أَنَّهُ وَعْدٌ صَادِقٌ وَمَوْعُودٌ جَامِعٌ، وَأَنَّ الآخِرَ تَابِعٌ لِلأَوَّلِ لَوَجَدْنَا عَلَيْكَ يَا إِبْرَاهِيمُ أَفْضَلَ مِمَّا وَجَدْنَا. وَإِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ».

١٥٨٩- حضرت اسماء بنت یزید ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب اللہ کے رسول ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم ؓ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ رو پڑے۔ تعزیت کرنے والے ایک صاحب' حضرت ابوبکر ؓ یا حضرت عمر ؓ نے کہا: آپ کی یہ شان ہے کہ آپ اللہ کے حق کی عظمت کا سب سے زیادہ خیال رکھنے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں' دل غمگین ہے' (لیکن) ہم وہ الفاظ نہیں کہیں گے جن سے اللہ ناراض ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہ (موت) ایک سچا وعدہ ہے (جس سے مفر نہیں) اور اس وعدہ کی چیز (موت) کی وجہ سے سب (عالم آخرت میں) اکٹھے ہونے والے ہیں اور بعد والا بھی پہلے والے کے پیچھے جانے والا ہے تو اے ابراہیم! ہمیں (اب) جتنا غم ہوا ہے اس سے کہیں زیادہ ہوتا اور ہم تیری وجہ سے یقیناً غمگین ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① کسی عزیز یا دوست کی وفات پر رونا جائز ہے بشرطیکہ جاہلیت کا انداز اختیار نہ کیا جائے۔ ② دوسرے افراد کو چاہیے کہ فوت ہونے والے کے اقارب کو مناسب انداز سے تسلی دیں جس سے ان کے غم میں تخفیف ہو۔ ③ حضرت ابوبکر یا حضرت عمر ؓ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی مرضی یہی تھی' اب اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے۔ یہ ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے صبر کی تلقین ہے۔ ④ اصل صبر یہ ہے کہ غم کے وقت بھی اپنی زبان اور ہاتھ وغیرہ کو ناجائز امور سے محفوظ رکھا جائے۔ ایسے الفاظ نہ کہے جائیں جن سے اللہ پر ناراضی کا اظہار ہوتا ہو۔ ⑤ اللہ کے رسول ﷺ نے وفات سے ہونے والے غم کے سلسلے میں ایک اہم اصولی

١٥٨٩ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٤/ ١٧٠، ١٧١، ح: ٤٣٢، ٤٣٣، وابن سعد: ١/ ١٤٣ من طرق عن يحيى بن سليم به، وحسنه البوصيري، وله شاهد في الصحيح من حديث أنس، البخاري، ح: ١٣٠٣، ومسلم، ح: ٢٣١٥، وللحديث شواهد أخرى.

حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے وہ یہ کہ موت کا وعدہ سچا ہے' اس سے کسی کو مفر نہیں اگر فوت ہونے والا آج نہ جاتا تو کل چلا جاتا' آخر جانا ہی تھا اور دوسری بات یہ کہ موت سے حاصل ہونے والی جدائی ایک عارضی جدائی ہے اگر ایک فرد ہم سے پہلے فوت ہو کر ہم سے جدا ہو گیا ہے تو پیچھے رہ جانے والے کو بھی فوت ہو کر وہیں پہنچنا ہے' پھر یہ جدائی ختم ہو جائے گی اور اس کے بعد جدائی نہیں ہو گی۔ اگر ان دو امور کی طرف توجہ کی جائے تو موت کا غم یقیناً ہلکا ہو جاتا ہے۔

١٥٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهَا: قُتِلَ أَخُوكِ. فَقَالَتْ: رَحِمَهُ اللهُ، وَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. قَالُوا: قُتِلَ زَوْجُكِ. قَالَتْ: وَاحَزَنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلزَّوْجِ مِنَ الْمَرْأَةِ لَشُعْبَةً، مَا هِيَ لِشَيْءٍ».

١٥٩٠- محمد بن عبداللہ بن جحش نے (اپنی پھوپھی) حضرت حمنہ بنت جحش ؓ کے بارے میں بیان فرمایا کہ (غزوۂ احد کے موقع پر) انھیں کہا گیا: آپ کے بھائی جان (حضرت عبداللہ بن جحش ؓ) شہید ہو گئے۔ انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے [إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ]۔ (کچھ دیر بعد) لوگوں نے انھیں کہا آپ کے خاوند (حضرت مصعب بن عمیر ؓ) شہید ہو گئے۔ ان کے منہ سے نکلا' ہائے میرا غم! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کو خاوند سے جو قلبی تعلق ہوتا ہے وہ اور کسی سے نہیں ہوتا۔''

١٥٩١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِنِسَاءِ عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَبْكِينَ هَلْكَاهُنَّ يَوْمَ أُحُدٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

١٥٩١- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنو عبدالاشہل کی عورتوں کے پاس سے گزرے' وہ جنگ احد میں ہلاک ہونے والے اپنے اقارب پر رو رہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن حمزہ (ؓ) پر رونے والیاں کوئی نہیں۔'' (یہ سن

١٥٩٠_ [إسناده ضعيف] * عبدالله بن عمر العمري ضعيف عابد (تقريب) قوي فيما يرويه عن نافع كما تقدم، ح:٣٦٦، ١٢٩٩، وأخرج البيهقي: ٤/ ٦٦، وشيخه الحاكم: ٤/ ٦١، ٦٢ من طريق الفروي ثنا عبدالله بن عمر العمري عن أخيه عبيدالله عن إبراهيم به * والفروي أيضًا متكلم فيه.

١٥٩١_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٠، ٨٤، ٩٢ من طرق عن أسامة به، وهو حسن الحديث كما تقدم، ح:١٠٧٢، ورواه أسامة عن الزهري عن أنس به نحوه، أخرجه الحاكم: ١/ ٣٨١، وصححه "على شرط مسلم"، ووافقه الذهبي، وأصله في سنن أبي داود، ح:٣١٣٦ وغيره.

«لٰكِنَّ حَمْزَةَ لَا بَوَاكِيَ لَهُ» فَجَاءَ نِسَاءُ الأَنْصَارِ يَبْكِينَ حَمْزَةَ. فَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «وَيْحَهُنَّ مَا انْقَلَبْنَ بَعْدُ؟ مُرُوهُنَّ فَلْيَنْقَلِبْنَ، وَلَا يَبْكِينَ عَلٰى هَالِكٍ بَعْدَ الْيَوْمِ».

کر) انصار کی خواتین آ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا: ''افسوس! یہ ابھی واپس نہیں گئیں۔ انھیں حکم دو کہ واپس چلی جائیں اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر نہ روئیں۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ ان کے گھرانے کی خواتین ابھی ہجرت کر کے مدینے نہیں آئی تھیں' اس لیے نبی ﷺ نے اظہار ترحم کے لیے فرمایا: ''حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں۔'' اس کا مقصد رونے والیوں کے عمل کی تعریف کرنا نہیں تھا بلکہ ان کی بے کسی کا اظہار تھا کہ اس موقع پر ان کے اہل خانہ بھی موجود نہیں ہیں جن کو فطری طور پر سب سے زیادہ صدمہ ہوتا ہے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے اشاروں پر فدا ہونے والے تھے۔ یہ ان کی محبت کا کمال تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ایسی بات فرمائی جس سے انھیں محسوس ہوا کہ نبی ﷺ چاہتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے رویا جائے تو ان کی خواتین فوراً تیار ہو کر آ گئیں کیونکہ ان کے لیے نبی ﷺ کا دلگیر ہونا اپنے غم وحزن سے زیادہ تکلیف دہ تھا' اس لیے انھوں نے اس غم کی وجہ سے آواز سے رونا شروع کر دیا۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ میرا مقصد یہ نہیں تھا' اس لیے ان خواتین کو واپس چلے جانے کا حکم دے دیا۔ ④ میت کے گھر جمع ہو کر رونا پیٹنا اور نوحہ کرنا منع ہے بلکہ نوحہ کے بغیر بھی میت والوں کے گھر جمع ہونا منع ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث:١٦١٢) جو شخص تعزیت کے لیے آئے تو وہ تعزیت کر کے چلا جائے۔

١٥٩٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَرَاثِي.

١٥٩٢- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے مرثیہ گوئی سے منع فرمایا۔

(المعجم ٥٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ (التحفة ٥٤)

باب:٥٤- نوحہ کرنے سے میت کو عذاب ہوتا ہے

١٥٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٥٩٣- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت

١٥٩٢ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٧٧٧ لعلته، أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٦، ٣٨٣ من حديث الهجري به مطولاً.

١٥٩٣ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت، ح: ١٢٩٢، ومسلم، الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، ح: ٩٢٧ من حديث شعبة به، ورواه مسلم عن ابن بشار به.

حَدَّثَنَا شَاذَانُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میت پر نوحہ کیا جائے تو اس کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر مرنے والے نے یہ وصیت کی ہو کہ میرے مرنے پر نوحہ کیا جائے تو وہ نوحہ کرنے والیوں کے گناہ میں شریک ہے' اس لیے سزا کا مستحق ہے۔ اسی طرح اگر اس کے خاندان میں بین کرنے' بال نوچنے' گریبان چاک کرنے اور اس طرح کی حرکات کا رواج ہو اور وہ انہیں منع نہ کرے بلکہ اپنے قول وفعل سے اس کی حوصلہ افزائی کرے' تب بھی زندوں کے نوحہ کرنے کی وجہ سے اس مردے کو عذاب ہوگا' البتہ اگر فوت ہونے والا شخص ان کاموں کو پسند نہیں کرتا تھا نہ اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا بلکہ منع کیا کرتا تھا تو اب دوسروں کے اعمال کی ذمہ داری اس پر نہیں' اس لیے اسے عذاب نہیں ہوگا۔ ② ممکن ہے حدیث کا یہ مطلب ہو کہ نوحہ کرنے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے' اسے اس بات پر دکھ ہوتا ہے کہ اس کی وفات پر ناجائز کام کیے جارہے ہیں۔ واللہ أعلم.

١٥٩٤- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَسِيدُ بْنُ أَبِي أَسِيدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ، إِذَا قَالُوا: وَاعَضُدَاهْ. وَاكَاسِيَاهْ.

۱۵۹۴- حضرت اسید بن ابو اسید رضی اللہ عنہ نے حضرت موسیٰ بن ابو موسیٰ اشعری سے' انھوں نے اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''زندہ کے رونے سے فوت شدہ کو عذاب ہوتا ہے' جب وہ (رونے والے) کہتے ہیں: ہائے میرا بازو! ہائے مجھے لباس دینے والا! ہائے میری

١٥٩٤- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية البكاء على الميت، ح:١٠٠٣، وأحمد: ٤/ ٤١٤ من طريقين عن أسيد به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وأشار المنذري إلى أنه حسن * موسى ابن أبي موسى وثقه ابن معين، الدوري: ٢/ ٥٩٦، وابن حبان وغيرهما.

وَانَاصِرَاهْ. وَاجَبلَاهْ. وَنَحْوَ هٰذَا. يُتَعْتَعُ وَيُقَالُ: أَنْتَ كَذٰلِكَ؟ أَنْتَ كَذٰلِكَ؟».

مدد کرنے والا! ہائے وہ پہاڑ (جیسی عظیم شخصیت) اور اس طرح کے الفاظ کہتے ہیں تو اسے جھڑکا اور جھنجھوڑا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: ''کیا تو (واقعی) ایسا ہی ہے؟ کیا تو ایسا ہی ہے؟''

قَالَ أَسِيدٌ: فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ. إِنَّ اللهَ يَقُولُ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [فاطر: ١٨] قَالَ: وَيْحَكَ أُحَدِّثُكَ أَنَّ أَبَا مُوسٰى حَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَتَرٰى أَنَّ أَبَا مُوسٰى كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ أَوْ تَرٰى أَنِّي كَذَبْتُ عَلٰى أَبِي مُوسٰى؟

حضرت اسید رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے کہا: سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ ''کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔'' حضرت موسیٰ رحمہ اللہ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو! میں تو تجھے یہ بتا رہا ہوں کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے اللہ کے رسول ﷺ کی یہ حدیث سنائی ہے (لیکن تجھے یقین نہیں آتا) کیا تیرا خیال ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ پر جھوٹ باندھا ہے؟ یا تیرا یہ خیال ہے کہ میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھا ہے؟

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے اس عذاب کی وضاحت ہوگئی ہے جو رونے والوں کے رونے کی وجہ سے مرنے والے کو ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس حدیث میں رونے سے مراد محض آنسو بہانا نہیں بلکہ زبان سے نامناسب الفاظ نکالنا میت کے عذاب کا باعث بنتا ہے۔ ② حضرت موسیٰ رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد کے اشکال کے جواب میں سند کی صحت کی طرف توجہ دلائی' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح حدیث کبھی قرآن مجید کے خلاف نہیں ہوتی' البتہ بعض اوقات ظاہری طور پر اختلاف محسوس ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر آیت اور حدیث میں اسی طرح موافقت پیدا کی جاتی ہے جس طرح قرآن مجید کی دو آیات اگر باہم متعارض محسوس ہوں تو علمائے کرام ان کی اس انداز سے وضاحت فرما دیتے ہیں کہ دونوں میں اختلاف نہیں رہتا۔ ③ قرآن مجید کی آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس بات پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے کہ میرے آباء واجداد میں سے فلاں صاحب بہت بزرگ اور نیک تھے' لہٰذا قیامت میں مجھے بھی نجات مل جائے گی اور نہ کسی کو اس وجہ سے حقیر سمجھنا چاہیے کہ اس کے باپ دادا نیک نہیں تھے بلکہ جو شخص نیک اعمال کرتا ہے' اسے ثواب ملے گا اور جو گناہ کرتا ہے اسے عذاب ہوگا۔ ④ جو شخص کسی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے تو نیکی کرنے والے کے برابر اسے بھی ثواب ملتا ہے۔ یہ ایک شخص کے عمل کا ثواب دوسرے کو نہیں ملا بلکہ یہ خود اس کے اس عمل کا ثواب ہے جو کہ اس نے نیکی کی ترغیب دی تھی۔ اس ترغیب کا ثواب دوسرے کے عمل کرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح گناہ کی ترغیب دینے

کی وجہ سے سزا میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی آیت اس حقیقت کی تردید نہیں کرتی۔

١٥٩٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا كَانَتْ يَهُودِيَّةٌ مَاتَتْ. فَسَمِعَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ يَبْكُونَ عَلَيْهَا. قَالَ: «فَإِنَّ أَهْلَهَا يَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا تُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا».

١٥٩٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک یہودی عورت مرگئی۔ نبی ﷺ نے ان لوگوں کو اس پر روتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں اور اسے قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔''

فائدہ: حضرت عائشہ ؓ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ پس ماندگان کے رونے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا کیونکہ ایک کے عمل کی سزا دوسرے کو نہیں دی جا سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ایک قانون کے طور پر نہیں فرمائی تھی کہ ہر رونے والے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے بلکہ یہودیوں کو اپنے مرنے والی پر روتے دیکھ کر فرمایا تھا کہ ان کے رونے کا اسے کیا فائدہ؟ وہ تو اپنے گناہوں کی سزا بھگت ہی رہی ہے' یہ روئیں یا نہ روئیں برابر ہے۔ ام المومنین ؓ کی یہ رائے اپنی جگہ درست ہے کہ رونے پیٹنے کا میت کو کیا فائدہ؟ تاہم حدیث کا وہ مفہوم زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ان کے رونے سے بھی اسے عذاب ہوتا ہے جبکہ وہ اپنی زندگی میں اسے اچھا سمجھتا رہا ہو' اس کی تلقین کرتا رہا ہو یا اس کی وصیت کی ہو۔ اگر یہ صورت حال نہ ہو تو پھر ان کے رونے پیٹنے اور بین کرنے سے اسے افسوس تو ہوتا ہے کہ جو موقع عبرت حاصل کرنے کا تھا' اس موقع پر بھی وہ گناہ میں ملوث ہیں۔ امام بخاری ؒ نے بھی اسی طرف اشارہ فرمایا ہے' وہ فرماتے ہیں: [باب قول النبي ﷺ "يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ" إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ ......] (صحيح البخاري' الجنائز' باب: ٣٢) ''نبی ﷺ کے اس فرمان کا بیان کہ میت کو اس کے بعض گھر والوں کے بعض رونے سے عذاب ہوتا ہے' یعنی جب رونا پیٹنا اس (کے خاندان) کی رسم ہو۔''

(المعجم ٥٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ (التحفة ٥٥)

باب: ٥٥- مصیبت پر صبر کرنے کا بیان

١٥٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا

١٥٩٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

١٥٩٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٨ من حديث عبدالجبار بن الورد عن ابن أبي مليكة به، وفيه "إنما قال رسول الله ﷺ في رجل كافر إنه ليعذب وأهله يبكون عليه"، ولحديث هشام بن عمار شواهد عند البخاري، ح: ١٢٨٩، ومسلم، ح: ٩٣٢ وغيرهما.

١٥٩٦ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء أن الصبر في الصدمة الأولى، ح: ٩٨٧ من حديث

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولٰى».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبر ابتدائے صدمہ کے وقت ہی ہوتا ہے۔''

فائدہ: وہ صبر جو شرعاً مطلوب ہے' یہ ہے کہ جب مصیبت آئے یا غم پہنچے اس وقت اپنے آپ کو غلط حرکات واقوال سے بچائے کیونکہ جذبات غم کی شدت کے موقع پر اپنے آپ پر قابو رکھنا اور جائز و ناجائز کے فرق کا خیال کرنا بہت مشکل ہے۔ جو شخص اس موقع پر احکام شریعت کو ملحوظ رکھتا ہے' اصل صبر اسی کا ہے جس پر اسے وہ تمام انعامات خداوندی حاصل ہوں گے جن کا قرآن و حدیث میں وعدہ کیا گیا ہے بعد میں جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے' خود بخود صبر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ صبر کوئی ایسی چیز نہیں جس پر کسی کی تعریف کی جائے یا اسے ثواب کی امید ہو۔

١٥٩٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: ابْنَ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولٰى، لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَاباً دُونَ الْجَنَّةِ».

١٥٩٧- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! اگر ابتدائے صدمہ کے وقت تو صبر کرے اور حصول ثواب کی نیت کرے تو میں تیرے لیے جنت سے کم ثواب پسند نہیں کروں گا۔''

فائدہ: اس میں صبر کی فضیلت اور اللہ کے ہاں اس نیکی کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے کہ اگر احکام شریعت کے مطابق صبر کیا جائے تو یہی نیکی نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

١٥٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٥٩٨- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت

الليث به، وقال: "غريب"، وهو متفق عليه من حديث أنس رضي الله عنه نحوه.

١٥٩٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٥٨، ٢٥٩، والطبراني في الكبير: ٨/ ٢٢٥، ح: ٧٧٨٨ من طرق عن إسماعيل به، وحديثه عن الشاميين قوي، راجع التقريب وغيره * وثابت صدوق حمصي "شامي" راجع التقريب وغيره * وصححه البوصيري، وأخرجه الطبراني من طريق آخر عن ثابت نحوه مختصرًا.

١٥٩٨ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب في الاسترجاع عند المصيبة، ح: ٣٥١١ من طريق آخر عن عمر ابن أبي سلمة به باختلاف يسير، وقال: "غريب"، وله طريق آخر عند أحمد: ٦/ ٢٧.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ قُدَامَةَ الْجُمَحِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ فَيَفْزَعُ إِلَى مَا أَمَرَ اللهُ بِهِ، مِنْ قَوْلِهِ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. اللَّهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي، فَأْجُرْنِي فِيهَا، وَعَوِّضْنِي مِنْهَا، إِلَّا آجَرَهُ اللهُ عَلَيْهَا، وَعَاضَهُ خَيْراً مِنْهَا».

ہے' انھیں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس پریشانی میں اللہ کے حکم (کی تعمیل) کا سہارا لیتا ہے' یعنی کہتا ہے: [إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي' فَأْجُرْنِي فِيهَا' وَ عَوِّضْنِي مِنْهَا] ''ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنی مصیبت (پر صبر) کا ثواب چاہتا ہوں' مجھے اس کا اجر و ثواب عطا فرما اور اس کا بدل عطا فرما۔'' اللہ تعالیٰ اس (مسلمان) کو اس (مصیبت پر صبر) کا ثواب عنایت فرماتا ہے اور اسے اس (چھن جانے والی نعمت) سے بہتر متبادل عطا فرماتا ہے۔''

قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ ذَكَرْتُ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. اللَّهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي هٰذِهِ. فَأْجُرْنِي عَلَيْهَا. فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ: وَعَوِّضْنِي خَيْراً مِنْهَا، قُلْتُ فِي نَفْسِي: أُعَاضُ خَيْراً مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ ثُمَّ قُلْتُهَا. فَعَاضَنِي اللهُ مُحَمَّداً ﷺ. وَآجَرَنِي فِي مُصِيبَتِي.

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے تو مجھے وہ حدیث یاد آئی جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر مجھے سنائی تھی۔ تب میں نے کہا: [إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي هٰذِهِ فَأْجُرْنِي عَلَيْهَا] ''ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنی اس مصیبت (پر صبر) کا ثواب چاہتی ہوں' تو مجھے اس کا اجر و ثواب عطا فرما۔'' جب میں نے یہ کہنا چاہا: [وَ عَوِّضْنِي خَيْرًا مِّنْهَا] ''مجھے اس کا بہتر متبادل عطا فرما'' تو میں نے دل میں سوچا: کیا مجھے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر متبادل بھی مل سکتا ہے؟ پھر میں نے (دعا کے) یہ الفاظ بھی پڑھ دیے (اور حدیث کی تعمیل میں یہ دعا مانگ ہی لی) تو اللہ نے

مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بدلے حضرت محمد ﷺ دے دیے
اور میری مصیبت کا اجر بھی عطا فرما دیا۔

فوائد و مسائل: ① مصیبت پر صبر کا ثواب آخرت میں بھی ملتا ہے اور دنیا میں بھی صبر کی وجہ سے اللہ کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ ② اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے جس حکم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے مراد قرآن مجید میں اللہ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ○ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ○﴾ (البقرۃ: ۱۵۵-۱۵۷) ''اور ان صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجیے جنھیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔'' ③ اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کا کمال ظاہر ہوتا ہے کہ بظاہر اس دعا کی قبولیت کا امکان نہیں تھا لیکن پھر بھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمان نبوی ﷺ کی تعمیل کرتے ہوئے دعا کی اور ارشاد نبوی کو حق سچ جانا۔ ④ جو لوگ اللہ کے وعدوں پر ایمان رکھتے ہیں اللہ ان کی حاجتیں پوری فرماتا ہے اور اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔

١٥٩٩- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السُّكَيْنِ: حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَاباً بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ. أَوْ كَشَفَ سِتْراً. فَإِذَا النَّاسُ يُصَلُّونَ وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ. فَحَمِدَ اللهَ عَلٰى مَا رَأٰى مِنْ حُسْنِ حَالِهِمْ، وَرَجَاءَ أَنْ يَخْلُفَهُ اللهُ فِيهِمْ بِالَّذِي رَآهُمْ. فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّمَا أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، أَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أُصِيبَ بِمُصِيبَةٍ فَلْيَتَعَزَّ، بِمُصِيبَتِهِ

۱۵۹۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (آخری مرض کے ایام میں ایک دن) وہ دروازہ کھولا یا پردہ ہٹایا جو آپ کے اور (مسجد میں نماز پڑھنے والے) لوگوں کے درمیان حائل تھا۔ دیکھا تو لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے انھیں اس اچھے حال میں دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا (کہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہیں۔) آپ کو یہ امید ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ (کی وفات) کے بعد بھی ان کو ایسے ہی (اچھے) حال میں رکھے گا جو آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا' پھر فرمایا: ''اے لوگو! جس شخص کو'' یا فرمایا: ''جس مومن کو کوئی مصیبت

١٥٩٩ـ [إسناده ضعيف] * موسى بن عبيدة ضعيف كما تقدم، ح: ٢٥١، ولحديثه شواهد مرسلة وغيرها عند مالك، وابن سعد، وأبي نعيم في "أخبار أصبهان" وغيرهم، ولا يصح منها شيء.

بِي، عَنِ الْمُصِيبَةِ الَّتِي تُصِيبُهُ بِغَيْرِي. فَإِنَّ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِي لَنْ يُصَابَ بِمُصِيبَةٍ بَعْدِي، أَشَدَّ عَلَيْهِ مِنْ مُصِيبَتِي».

پہنچے تو اسے چاہیے کہ کسی دوسرے کی (وفات کی) وجہ سے پہنچنے والی مصیبت کا غم ہلکا کرنے کے لیے میری (وفات کی) وجہ سے پہنچنے والی مصیبت کو یاد کر لے کیونکہ میری امت کے کسی فرد کو میری (وفات کی) مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی۔"

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بھی امت کا خیال تھا' چنانچہ جب انھیں نیکی پر قائم دیکھا تو بہت خوشی ہوئی۔ ② جب مصیبت پر صبر مشکل محسوس ہو رہا ہو تو سوچے کہ اگر میرا عزیز یا بزرگ فوت ہو گیا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں' یہاں جو بھی آیا اسے جانا ہے۔ جب محمد رسول اللہ ﷺ جیسی عظیم شخصیت کی بھی وفات ہو گئی تو پھر اور کون ہے جو ہمیشہ زندہ رہے۔ ③ حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب کوئی مصیبت آئے تو مسلمان رسول اللہ ﷺ پر آنے والی مصیبتوں اور مشکلات کو یاد کرے اور نبی علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھ کر صبر کرے جس طرح نبی علیہ السلام نے ہر مشکل اور مصیبت کے موقع پر صبر کیا اور مصائب پر جزع فزع کا راستہ اختیار نہیں کیا' اسی طرح ہمیں بھی کرنا چاہیے۔

١٦٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ أُصِيبَ بِمُصِيبَةٍ، فَذَكَرَ مُصِيبَتَهُ، فَأَحْدَثَ اسْتِرْجَاعاً، وَإِنْ تَقَادَمَ عَهْدُهَا، كَتَبَ اللهُ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلَهُ يَوْمَ أُصِيبَ».

١٦٠٠- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جسے کوئی مصیبت آئی' (بعد میں) پھر اسے وہ مصیبت (دوبارہ) یاد آئی تو اس نے نئے سرے سے [إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ] پڑھ لیا' اگرچہ اس کو گزرے طویل عرصہ گزر گیا ہو' اللہ تعالیٰ اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھے گا جتنا (اس دن ملا تھا) جس دن مصیبت آئی تھی۔"

(المعجم ٥٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَزَّى مُصَابًا (التحفة ٥٦)

باب:٥٦- مصیبت زدہ کو تسلی دینے کے ثواب کا بیان

١٦٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٦٠١- حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی

١٦٠٠- [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٩٥٩ لعلته، وفيه علة أخرى، انظر، ح: ١٥١٢، وقال البوصيري: "في إسناده ضعف".

١٦٠١- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٥٩ من حديث قيس به ✽ قيس ضعفه البخاري، والعقيلي وغيرهما،◄◄

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ أَبُوعُمَارَةَ، مَوْلَى الأَنْصَارِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلَّا كَسَاهُ اللهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ﷺ نے فرمایا: ''جو مومن اپنے بھائی کو کسی مصیبت پر تسلی دیتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عزت افزائی کا خلعت عطا فرمائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے' تاہم تعزیت کرنا صحیح روایات سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو حسن بھی قرار دیا ہے' دیکھیے: (الصحیحة رقم:۱۹۵، الطبعة الحدیدة)' والإرواء' رقم: ۷۶۴) ② تعزیت کا مطلب ہے مصیبت زدہ سے یا میت کے اقارب سے اظہار افسوس کرنا' انھیں تسلی دینا' صبر کی تلقین کرنا اور ایسی باتیں کرنا جس سے ان کا غم ہلکا ہو' مثلاً یوں کہے: اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے' ان کے درجے بلند فرمائے اور آپ کو صبر پر اجر عظیم دے یا یہ کہنا کہ اللہ کی امانت تھی جو اس نے لے لی وغیرہ۔ ③ تعزیت کرنا مومن سے ہمدردی کا اظہار ہے اور مومن سے ہمدردی ایمان کا جزو ہے۔ ④ [حُلَّة] (خلعت) سے مراد عمدہ لباس ہے جو قیامت کے دن اللہ کی طرف سے بعض نیکیوں کے بدلے میں دیا جائے گا جس سے سب لوگوں کے سامنے اس شخص کی عزت و عظمت اور اس کے بلند مقام کا اظہار ہوگا۔

١٦٠٢- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَزَّى مُصَاباً فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ».

۱۶۰۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے' اسے بھی اس (مصیبت زدہ) کے برابر ثواب ملے گا۔''

وقال الذهبي في المغني: "لا يصح حديثه"، ووثقه ابن حبان وغيره، والجرح مقدم، وللحديث شاهدان ضعيفان عن أنس وأبي برزة، وروي مقطوعًا من قول طلحة بن عبيدالله بن كريز نحو المعنى.

١٦٠٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في أجر من عزى مصابًا، ح: ١٠٧٣ من حديث علي بن عاصم به، وقال: "غريب"، وقال البيهقي: "تفرد به علي بن عاصم، وهو أحد ما أنكر عليه، وقد روي عن غيره"، وله متابعات، لا يصح منها شيء * علي تقدم، ح: ١٥١٥.

(المعجم ٥٧) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ أُصِيبَ بِوَلَدِهِ** (التحفة ٥٧)

باب:٥٧-جس کی اولاد فوت ہو جائے اس کے ثواب کا بیان

١٦٠٣- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَمُوتُ لِرَجُلٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَلِجَ النَّارَ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ».

١٦٠٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کے تین بچے فوت ہو جائیں وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔''

فوائد و مسائل: ① انسان کو اپنی اولاد سے فطری طور پر زیادہ محبت ہوتی ہے' اس لیے اولاد کی وفات پر صبر کرنے پر خصوصی ثواب ہے۔ ② الولد (اولاد) میں بچے اور بچیاں دونوں شامل ہیں۔ خواہ بچے فوت ہوں یا بچیاں' ثواب برابر ہے۔ ③ یہ ثواب ماں اور باپ دونوں کے لیے ہے۔ ④ قسم پوری کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ جہنم پر سے گزرے گا' جہنم میں داخل نہیں ہوگا جیسے کہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَ إِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ (مریم:٧١) ''تم میں سے ہر ایک اس پر ضرور وارد ہونے والا ہے۔ یہ تیرے رب کا قطعی فیصلہ ہے۔'' نیک مومن آسانی سے پار ہو جائیں گے' گناہ گار مومن اور کافر جہنم میں گر جائیں گے۔ اس کے بعد مومنوں کو اپنے اپنے وقت پر جہنم سے نکال لیا جائے گا اور کافر ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہ جائیں گے۔

١٦٠٤- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا [حَرِيزُ] بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ شُرَحْبِيلَ ابْنِ شُفْعَةَ قَالَ: لَقِيَنِي عُتْبَةُ بْنُ عَبْدٍ السُّلَمِيُّ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، إِلَّا تَلَقَّوْهُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ، مِنْ أَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ».

١٦٠٤- حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں جو گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں' وہ جنت کے آٹھوں دروازوں پر اس کا استقبال کریں گے' جس دروازے سے چاہے (جنت میں) داخل ہو جائے۔''

١٦٠٣ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، ح: ١٢٥١، ومسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ح: ٢٦٣٣ من حديث سفيان به.

١٦٠٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ١٢٥، ح: ٣٠٩ من حديث محمد بن عبدالله بن نمير وغيره به.

١٦٠٥- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يُتَوَفّٰى لَهُمَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، إِلَّا أَدْخَلَهُمُ اللهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَةِ اللهِ إِيَّاهُمْ».

١٦٠٥- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جن دو مسلمانوں (میاں بیوی) کے تین بچے فوت ہو جائیں جو گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کر کے انھیں جنت میں داخل کر دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① گناہ کی عمر سے مراد بالغ ہونا ہے کیونکہ بالغ ہونے سے پہلے بچے کے گناہ لکھے نہیں جاتے' جب بالغ ہو جاتا ہے پھر اس کے گناہ لکھے جاتے ہیں۔ ② بچوں کی وفات پر صبر کا ثواب جنت میں داخلہ ہے۔ ③ یہ ثواب ماں اور باپ دونوں کے لیے ہے۔ ④ مسلمانوں کے فوت ہونے والے بچے جنتی ہیں۔ ⑤ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ہر دروازے سے خاص خاص لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت ہوگی۔ بعض افراد کو ایک سے زیادہ دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت ہوگی' بعض حضرات ایسے بھی ہوں گے جنھیں آٹھوں دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت ہوگی وہ جس دروازے سے چاہیں گے' جنت میں چلے جائیں گے۔

١٦٠٦- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانُوا لَهُ حِصْناً حَصِيناً مِنَ النَّارِ» فَقَالَ أَبُوذَرٍّ: قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ. قَالَ: «وَاثْنَيْنِ»

١٦٠٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تین بچے آگے بھیجے جو گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں' وہ اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کے لیے ایک مضبوط رکاوٹ بن جائیں گے۔'' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے دو بچے آگے بھیجے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اور دو بھی (جہنم سے حفاظت کا باعث بن جائیں گے۔'') قُرّاء کے سردار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک بچہ

١٦٠٥ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، ح: ١٢٤٨ من حديث عبدالوارث به.

١٦٠٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في ثواب من قدم ولداً، ح: ١٠٦١ عن نصر به، وقال: "غريب، وأبوعبيدة لم يسمع من أبيه"، وانظر، ح: ١٤٧٨ * وأبومحمد مولٰى عمر مجهول "تقريب".

فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، سَيِّدُ الْقُرَّاءِ: قَدَّمْتُ وَاحِداً. قَالَ: «وَوَاحِداً».

آگے بھیجا ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اور ایک بھی (جہنم سے بچاؤ کا باعث ہوگا۔'')

فائدہ: صحیحین میں تین یا دو بچوں کی وفات پر جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (عورتوں سے) فرمایا: ''تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے (وہ فوت ہو جائیں) تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔'' ایک عورت نے کہا: اور دو بچے؟ (کیا ان کی وفات پر صبر کی بھی یہی فضیلت ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو بچے بھی (آگے بھیجنے والی کے لیے یہی بشارت ہے۔'') (صحيح البخاري' الجنائز' باب فضل من مات له ولد فاحتسب' حديث: ۱۲۴۹' وصحيح مسلم' البر والصلة والأدب' باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه' حديث: ۲۶۳۲) اور بعض حسن روایات میں ایک بچے پر بھی جنت کی بشارت ہے بشرطیکہ ایمان و احتساب ساتھ ہو۔ دیکھیے: (الصحيحة: ۳۹۸/۳' رقم: ۱۴۰۸) اس لیے یہ روایت بھی معناً صحیح ہے۔

(المعجم ٥٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أُصِيبَ بِسِقْطٍ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۸- ناتمام بچے کی پیدائش کا صدمہ اٹھانے کا ثواب

١٦٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ النَّوْفَلِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَسِقْطٌ أُقَدِّمُهُ بَيْنَ يَدَيَّ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ فَارِسٍ أُخَلِّفُهُ خَلْفِي».

۱۶۰۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ساقط الحمل بچہ اپنے آگے بھیجنا' ایک سوار اپنے پیچھے چھوڑنے سے زیادہ پسند ہے۔''

فائدہ: آگے بھیجنے سے مراد بچے کا فوت ہونا ہے۔ وقت سے پہلے پیدا ہونے والا بچہ زندہ نہیں رہتا یا فوت شدہ پیدا ہوتا ہے۔ اس پر صبر کا بھی ثواب ہے' جیسے دوسری صحیح احادیث میں مذکور ہے۔ سوار پیچھے چھوڑنے سے مراد یہ ہے کہ انسان فوت ہو تو اس کا جواں بیٹا موجود ہو جو گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد میں شریک ہو سکے۔ یہ روایت ضعیف ہے' تاہم صحیح الخلقت بچے کی وفات کا اجر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ کوئی بعید نہیں صبر و احتساب کرنے پر بھی اللہ تعالیٰ تام الخلقت والا اجر عطا فرما دے۔ وما ذلك على الله بعزيز.

١٦٠٧- [إسناده ضعيف] * يزيد بن عبدالملك ضعيف (تقريب)، وقال المزي في التهذيب والأطراف: "يزيد بن رومان لم يدرك أبا هريرة" قاله البوصيري.

١٦٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَبُوبَكْرٍ الْبَكَّائِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُوغَسَّانَ. قَالَ: حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكَمِ النَّخَعِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهَا، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ السِّقْطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهُ إِذَا أَدْخَلَ أَبَوَيْهِ النَّارَ. فَيُقَالُ: أَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ أَدْخِلْ أَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ. فَيَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهِ حَتَّى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ».

۱۶۰۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ناتمام بچہ اپنے رب سے جھگڑا کرے گا (اصرار کے ساتھ شفاعت کرے گا) جب اس کا رب اس کے والدین کو جہنم میں داخل کرے گا۔ (اس کی اس شفاعت کے نتیجے میں) اسے کہا جائے گا: اے اپنے رب سے جھگڑنے والے ناتمام بچے! اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جا' چنانچہ وہ انھیں اپنی آنول سے کھینچ کر جنت میں داخل کر دے گا۔''

قَالَ أَبُوعَلِيٍّ: يُرَاغِمُ رَبَّهُ، يُغَاضِبُ.

ابو علی نے کہا: ''يُرَاغِمُ رَبَّهُ'' کے معنی ہیں ''يُغَاضِبُ'' کہ وہ اپنے رب سے ناراضی کا اظہار کرے گا۔

١٦٠٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ السِّقْطَ لَيَجُرُّ أُمَّهُ بِسَرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ، إِذَا احْتَسَبَتْهُ».

۱۶۰۹- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ناتمام بچہ اپنی ماں کو آنول کے ذریعے سے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا جبکہ اس نے اس پر صبر کیا ہو۔''

فائدہ: قیامت کے دن شفاعت وہی کر سکے گا جسے اللہ تعالیٰ اجازت دے گا اور اسی کے حق میں شفاعت کرے گا جس کے حق میں شفاعت کرنے کی اسے اجازت ملے گی۔ جو بچہ اپنی ماں کو کھینچ کر جنت میں لے

١٦٠٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ٣٥٤، ح: ١١٨٨٦ من حديث مندل به، وانظر، ح: ١٢٤٧ لعلته * وأسماء بنت عابس لا يعرف حالها (تقريب)، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف".

١٦٠٩ـ [إسناده ضعيف] * يحيى بن عبيدالله متروك، وأفحش الحاكم فرماه بالوضع (تقريب)، وقال البوصيري: "اتفقوا على ضعفه".

جائے گا' یہ اللہ کے فضل سے اور اس کی اجازت سے ہوگا' یعنی ایسے بچے کی وفات پر صبر کرنے والی عورت جنت میں جائے گی۔ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔

(المعجم ٥٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ يُبْعَثُ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ٥٩)

باب:۵۹- میت والوں کے ہاں کھانا بھیجنے کا بیان

١٦١٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَاماً. فَقَدْ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ، أَوْ أَمْرٌ يَشْغَلُهُمْ».

۱۶۱۰- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر (بن ابی طالب) رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو' ان کے پاس وہ چیز آ گئی ہے' یا فرمایا: وہ معاملہ آ گیا ہے جس نے انھیں مشغول کر دیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① غزوۂ موتہ عیسائی رومی سلطنت کے خلاف جمادی الاولی ۸ھ (اگست یا ستمبر ۶۲۹ء) میں پیش آیا۔ ② اس جنگ میں مسلمانوں کے تین عظیم قائد' حضرت زید بن حارثہ' حضرت جعفر طیار بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگرے شہید ہوئے۔ آخر کار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں نے عیسائیوں کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا اور خود مسلمان بھی بڑی حکمت سے کام لے کر سلامتی سے واپس آ گئے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الرحیق المختوم' ص:۵۲۶) ③ میت کے اقارب اور ہمسایوں کا فرض ہے کہ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کریں۔ یہ نہیں کہ میت والوں کے ہاں خود مہمان بن کر کھانے کے لیے جمع ہو جائیں۔ میت والوں کے ہاں جمع ہونے کی ممانعت حدیث: (۱۶۱۲) میں آ رہی ہے۔

١٦١١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، أَبُوسَلَمَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ

۱۶۱۱- حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے

١٦١٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب صنعة الطعام لأهل الميت، ح: ٣١٣٢ من حديث سفيان ابن عيينة به، وصححه الترمذي، والحاكم، والذهبي، وابن السكن.

١٦١١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٧٠ من حديث ابن إسحاق به * أم عون مستورة الحال، وأم عيسى (الخزاعية) لا يعرف حالها (تقريب)، والحديث السابق يغني عنه.

أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أُمِّ عِيسَى الْجَزَّارِ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَوْنٍ ابْنَةُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: لَمَّا أُصِيبَ جَعْفَرٌ رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ: «إِنَّ آلَ جَعْفَرٍ قَدْ شُغِلُوا بِشَأْنِ مَيِّتِهِمْ، فَاصْنَعُوا لَهُمْ طَعَاماً».

گئے اور فرمایا: ''جعفر ؓ کے گھر والے مرحوم کی وجہ سے مشغول ہیں (غم کی وجہ سے کھانا وغیرہ تیار کرنے کی طرف توجہ نہیں کر سکتے)' تم لوگ ان کے لیے کھانا تیار کرو۔''

قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَمَا زَالَتْ سُنَّةً، حَتَّى كَانَ حَدِيثاً فَتُرِكَ.

عبداللہ بن ابی بکر ؒ نے فرمایا: یہ طریقہ جاری رہا حتی کہ وہ فخر و مباہات اور شہرت کا سبب بن گیا' چنانچہ اسے ترک کر دیا گیا۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ گزشتہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے' غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ ② میت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرنا اور انھیں کھلانا چاہیے۔ ③ یہ کھانا درمیانے درجہ کا ہونا چاہیے۔ جیسا کھانا کوئی شخص اپنے ہاں معمول کے مطابق تیار کرتا ہے' ویسا ہی تیار کروا کر میت والوں کے ہاں بھیج دینا چاہیے' اس میں تکلف کرنے اور دوسروں سے مقابلہ اور فخر کی کیفیت پیدا کرنے سے اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الِاجْتِمَاعِ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةِ الطَّعَامِ (التحفة ٦٠)

باب: ٦٠- میت والوں کے ہاں جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کی ممانعت کا بیان

١٦١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ، [أَبُو الْفَضْلِ. قَالَ:] حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ

۱۶۱۲- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ میت والوں کے ہاں جمع ہونے کو اور (جمع ہونے والوں کے لیے) کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے تھے۔

١٦١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠٤، والطبراني في الكبير: ٢/ ٣٠٧، ٣٠٨، ح: ٢٢٧٨، ٢٢٧٩ من طرق عن إسماعيل به، وصححه النووي، والبوصيري * إسماعيل بن أبي خالد وصفه النسائي بالتدليس، (طبقات المدلسين/ المرتبة الثانية)، ولم أجد تصريح سماعه، وباقي السند صحيح.

عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: كُنَّا نَرَى الاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ، وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ، مِنَ النِّيَاحَةِ.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:١١/٥٠٥ ‘٥٠٦‘ وأحكام الجنائز‘ ص:١٦٧‘ و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد‘ حديث:١٦١٢) بہر حال اس حدیث کی بابت آخر الذکر محققین کی رائے ہی راجح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم۔ ② تعزیت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جس کسی کی جہاں کہیں میت کے کسی قریبی سے ملاقات ہو وہاں تعزیت کرلے یا اگر میت والے کے ہاں جائے تو تعزیت کر کے واپس آ جائے۔ وہاں بلا ضرورت بیٹھ رہنا اور رشتہ داروں اور ہمسایوں کا جمع رہنا خلاف سنت ہے۔ ③ میت کے گھر والوں کے لیے تو کھانا تیار کیا جانا چاہیے لیکن جب دور و نزدیک سے لوگ آ کر تعزیت کے نام پر مہمان بن بیٹھتے ہیں تو کھانا تیار کرنے والے کو ان سب کے لیے کھانا تیار کرنا پڑتا ہے جو ایک نا روا بوجھ ہے۔ ④ اس طرح کے اجتماع کو نوحہ سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ نوحہ میں بھی عورتوں کا اجتماع ہوتا ہے اور اس اکٹھ کا مقصد سوائے اظہار افسوس کے اور کچھ نہیں ہوتا جبکہ یہ مقصد اس طرح جمع ہوئے بغیر بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح مردوں کو بھی اظہار افسوس اور تعزیت کے لیے جمع ہو کر بیٹھنے کی ضرورت نہیں' تعزیت اس کے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔

(المعجم ٦١) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ غَرِيبًا (التحفة ٦١)

باب:٦١- پردیس میں موت کا بیان

١٦١٣- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُنْذِرِ الْهُذَيْلُ بْنُ الْحَكَمِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَوْتُ غُرْبَةٍ شَهَادَةٌ».

١٦١٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے وطنی کی موت شہادت ہے۔“

١٦١٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١١/ ٢٤٦، ح: ١١٦٢٨، وأبويعلى، ح: ٢٣٨١ من حديث الهذيل به، وهو "لين الحديث" كما في التقريب، جرحه البخاري وغيره، وله شواهد كلها ضعيفة، راجع التلخيص الحبير: ٢/ ١٤١، ١٤٢، وبعضها أوردها ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ٢٢١.

١٦١٤- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَعَافِرِيُّ، عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِالْمَدِينَةِ. فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «يَا لَيْتَهُ مَاتَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ». فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ: وَلِمَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ قِيسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ إِلٰى مُنْقَطَعِ أَثَرِهِ فِي الْجَنَّةِ».

۱۶۱۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مدینہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا' اس کی ولادت بھی مدینہ میں ہوئی تھی۔ نبی ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا اور فرمایا: ''کاش! وہ اپنے مقام پیدائش کے سوا (کسی اور مقام پر) فوت ہوتا۔'' حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا: اے اللہ کے رسول! (آپ یہ تمنا) کیوں (کر رہے ہیں''؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنی پیدائش کی جگہ کے علاوہ کسی اور مقام پر فوت ہوتا ہے تو اس کے لیے مقام پیدائش سے مقام وفات تک پیمائش کر کے (اس کے برابر جگہ) جنت میں دی جاتی ہے۔''

فائدہ: اللہ کا یہ انعام اس مومن کے لیے ہے جو وطن سے دور فوت ہوتا ہے اور یہ محض اس کا احسان ہے جس میں بندے کی کسی کوشش یا ارادے کو دخل نہیں۔ اس کے نیک اعمال کی وجہ سے اس کے علاوہ بھی جنت میں بہت سی جگہ مل سکتی ہے لیکن یہ خصوصی انعام ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ مَرِيضًا (التحفة ٦٢)

باب: ۶۲- بیماری میں وفات کا بیان

١٦١٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ. قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ. قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۱۶۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بیمار ہو کر مرا' وہ شہید ہوا' اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا اور اسے صبح و شام جنت سے رزق دیا جاتا ہے۔''

١٦١٤- [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ٤/٧، الجنائز، الموت بغير مولده، ح: ١٨٣٣ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٧٢٩.

١٦١٥- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ٣/٢١٦ من حديث ابن جريج به * إبراهيم ابن محمد الأسلمي متروك (تقريب).

أَبِي عَطَاءٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ مَاتَ مَرِيضاً مَاتَ شَهِيداً وَوُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَغُدِيَ وَرِيحَ عَلَيْهِ بِرِزْقِهِ مِنَ الْجَنَّةِ».

فائدہ: اس روایت کی سند میں ایک راوی ''ابن جریج'' ہے۔ اس سے غلطی ہوئی ہے یا ''ابراہیم بن محمد بن ابوعطاء'' نے غلطی کی ہے' اس لیے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ اصل میں یہ فضیلت جہاد کے موقع پر سرحدوں کی حفاظت کرنے والے کے لیے ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دن رات سرحد پر ٹھہرنا ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ (محاذ پر ٹھہرنے کے دوران میں) فوت ہو گیا تو اس کا وہ عمل جاری رہے گا جو وہ کرتا تھا (اس عمل کا ثواب مرنے کے بعد بھی مسلسل ملتا رہے گا) اور اس کا رزق اسے ملتا رہے گا اور وہ آزمائش سے محفوظ رہے گا۔'' (صحیح مسلم' الإمارة' باب فضل الرباط في سبيل الله عز وجل' حديث:١٦٣)

(المعجم ٦٣) - بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ عِظَامِ الْمَيِّتِ (التحفة ٦٣)

باب:٦٣- مردے کی ہڈیاں توڑنا منع ہے

١٦١٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا».

١٦١٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے' جیسے اس کی زندگی میں توڑنا۔''

فوائد و مسائل: ① دین اسلام نے جس طرح انسان کی زندگی میں اس کے ساتھ بدسلوکی اور بے حرمتی کو ممنوع قرار دیا ہے اسی طرح اس کے فوت ہو جانے کے بعد بھی اس کی عزت و تکریم اور حرمت کو برقرار رکھا ہے۔ ② موجودہ دور میں پوسٹ مارٹم کے نام سے مردہ انسان کی چیر پھاڑ کا کام غیر شرعی ہے۔ انتہائی شدید شرعی مصلحت کے بغیر اس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔ سعودی علمائے کرام نے اس مسئلے کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

١٦١٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في الحفار يجد العظم هل يتنكب ذٰلك المكان؟، ح:٣٢٠٧ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه ابن حبان، وابن الجارود وغيرهما، وحسنه ابن القطان الفاسي.

① کسی فوجداری دعویٰ کی تحقیق کی غرض سے پوسٹ مارٹم۔② وبائی امراض کی تحقیق کی غرض سے پوسٹ مارٹم۔ ③ تعلیم و تعلم، یعنی اعلیٰ تعلیمی مقاصد کے لیے پوسٹ مارٹم۔ پہلی اور دوسری صورت میں پوسٹ مارٹم جائز ہے کیونکہ ان صورتوں میں امن وامان اور معاشرے کو وبائی امراض سے بچانے کی بہت سی مصلحتیں کارفرما ہیں اور اس میں اس میت کی بے حرمتی کا جو پہلو ہے، جس کا پوسٹ مارٹم کیا جا رہا ہو، وہ ان یقینی اور بہت سی مصلحتوں کے مقابلے میں چھپ جاتا ہے۔ باقی رہی تیسری قسم، یعنی تعلیمی مقاصد کے لیے پوسٹ مارٹم، تو شریعت اسلامیہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ مصالح کو زیادہ سے زیادہ حاصل کیا جائے اور مفاسد کو کم سے کم کیا جائے، خواہ اس کے لیے دو ضرر رساں چیزوں میں سے اس کا ارتکاب کرنا پڑے جس کا ضرر کم ہو اور اسے ختم کیا جا سکے جس کا نقصان زیادہ ہو اور جب مصالح میں تعارض ہو تو اسے اختیار کر لیا جائے گا جو راجح ہو، حیوانی لاشوں کا پوسٹ مارٹم انسانی لاشوں کے پوسٹ مارٹم کا بدل نہیں ہو سکتا اور پوسٹ مارٹم میں چونکہ بہت سی مصلحتیں ہیں جو آج کی علمی ترقی کے باعث طبی مقاصد کے لیے بہت کار آمد ہیں، لہٰذا انسانی لاش کا پوسٹ مارٹم جائز ہے لیکن شریعت نے چونکہ مسلمان کو موت کے بعد بھی اسی طرح عزت و تکریم سے نوازا ہے جس طرح زندگی میں اسے عزت و شرف سے سرفراز کیا ہے جیسا کہ مذکورہ روایت میں ہے۔ اور پوسٹ مارٹم چونکہ عزت و تکریم کے منافی ہے اور اس میں انسانی لاش کی بے حرمتی ہے اور پوسٹ مارٹم کی ضرورت چونکہ غیر معصوم، یعنی مرتد اور حربی لوگوں کی لاشوں کے آسانی سے میسر آ جانے کی وجہ سے پوری ہو جاتی ہے، لہٰذا اس مقصد کے لیے غیر معصوم، یعنی مرتد اور حربی لوگوں کی لاشوں کو استعمال کرنے پر اکتفا کیا جائے اور ان کے علاوہ دیگر لاشوں کو استعمال نہ کیا جائے۔ واللہ أعلم. (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتاویٰ اسلامیہ (اُردو): ۲/ ۹۷، ۹۸ مطبوعہ دارالسلام لاہور۔)

١٦١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ فِي الْإِثْمِ».

۱۶۱۷- حضرت ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''مردے کی ہڈی توڑنا گناہ کے لحاظ سے ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔''

(المعجم ٦٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٦٤)

باب: ۶۴- رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کا بیان

١٦١٧- [إسناده ضعيف] والحديث السابق يغني عنه * عبدالله بن زياد مجهول (تقريب)، وقال الذهبي: "لا يُدرى من هو؟".

١٦١٨- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ أَخْبِرِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَتِ: اشْتَكَى فَعَلَقَ يَنْفُثُ. فَجَعَلْنَا نُشَبِّهُ نَفْثَهُ بِنَفْثَةِ آكِلِ الزَّبِيبِ. وَكَانَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ. فَلَمَّا ثَقُلَ اسْتَأْذَنَهُنَّ أَنْ يَكُونَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ وَأَنْ يَدُرْنَ عَلَيْهِ.

۱۶۱۸- حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفسار کرتے ہوئے کہا: امی جان! مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے (قرب وفات) مرض کے متعلق بتایئے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے۔ آپ پھونک مارنے لگے۔ ہم آپ کی پھونک کو منقیٰ کھانے والے کی پھونک سے تشبیہ دیتے تھے۔ آپ باری باری ازواج مطہرات کے ہاں اقامت فرماتے تھے۔ جب آپ زیادہ بیمار ہو گئے تو امہات المومنین سے اجازت طلب کی کہ نبی ﷺ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ٹھہرے رہیں اور ازواج مطہرات اپنی اپنی باری پر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی رہیں۔

قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ. وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ بِالْأَرْضِ. أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ.

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان (ان کے سہارے سے چلتے ہوئے) میرے گھر میں داخل ہوئے اور (ضعف کی وجہ سے) آپ کے قدم مبارک زمین پر لکیر بناتے آ رہے تھے۔ ان دو حضرات میں سے ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَتَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّهِ عَائِشَةُ؟ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.

(عبیداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے بیان کی۔ انھوں نے فرمایا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ دوسرے صاحب کون تھے جن کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا؟ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

١٦١٨ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب الغسل والوضوء في المخضب والقدح والخشب والحجارة، ح: ١٩٨، ومسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض أو سفر وغيرهما من يصلي بالناس . . . الخ، ح: ٤١٨ من حديث الزهري به مطولاً ومختصرًا.

فوائد و مسائل: ① ''منقیٰ کھانے والے کی پھونک'' کا مطلب یہ ہے کہ منقیٰ یا ایسی کوئی اور چیز کھانے والا آدمی بیجوں کو منہ سے نکالتا ہے تو اس انداز سے پھینکتا ہے کہ ہاتھ سے مدد لیے بغیر بیج دور چلے جاتے ہیں۔ اس پھونک کا مطلب یا تو دعائیں اور سورتیں پڑھ کر بدن پر دم کرنا ہے جیسے کہ پہلے بھی آپ طبیعت کی ناسازی کے موقع پر اپنے آپ کو دم کرلیا کرتے تھے یا سوتے وقت قرآن مجید کی آخری تین سورتیں پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک مار کر پورے جسم پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ یا یہ مطلب ہے کہ منقیٰ یا انگور زمین پر گر کر اسے غبار لگ جائے تو ہلکی سی پھونک مار کر اسے صاف کرلیا جاتا ہے' بخار کی شدت کی وجہ سے آپ کو سانس زور سے آ رہا تھا جیسے کسی چیز پر پھونک ماری جائے۔ اس صورت میں ام المومنین ؓ کا مقصد مرض کی شدت کا اظہار ہوگا۔ ② رسول اللہ ﷺ نے مرض کی شدت میں ازواج مطہرات ؓ کے درمیان عدل و انصاف اور مساوات کا اعلیٰ معیار پیش نظر رکھا تاکہ تمام خواتین مطمئن رہیں اور کسی کو یہ احساس نہ ہو کہ اس کے حق کی ادائیگی میں معمولی سی بھی کمی رہ گئی ہے' حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے خصوصی حکم نازل فرمادیا تھا' چنانچہ نبی ﷺ پر ازواج مطہرات ؓ کے درمیان باری کا اہتمام فرض نہیں تھا۔ دیکھیے: (الأحزاب: ٥١) اس میں ہمارے لیے سبق ہے کہ بیویوں میں یا اولاد میں انصاف کا زیادہ سے زیادہ ممکن حد تک خیال رکھا جائے۔ ③ مساوات ہی کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ جب شدت مرض کی وجہ سے نبی ﷺ کا روزانہ گھر تبدیل کرنا مشکل ہوگیا تو سب کی اجازت سے ایک گھر میں قیام فرمایا۔ اس دوران میں ازواج مطہرات ؓ کو برابر خدمت کا موقع دیا۔ ④ اس حدیث میں حضرت عائشہ ؓ کی فضیلت کا اظہار ہے کہ ان کے حجرہ شریف کو نبی ﷺ کی آرام گاہ بننے کا شرف حاصل ہوا اور وفات کے بعد آپ وہیں دفن ہوئے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ اللہ کے افضل ترین بندے ہونے کے باوجود ایک انسان ہی تھے' اس لیے دوسرے انسانوں کی طرح آپ کا جسم اطہر بھی بیماری سے متاثر ہوا اور جسمانی طور پر اس قدر ضعف لاحق ہوا کہ بغیر سہارے کے قدم اٹھانا بھی مشکل ہوگیا۔ ⑥ حضرت عائشہ ؓ نے حضرت عباس ؓ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو سہارا دینے والے دوسرے آدمی کا نام نہیں لیا۔ بعض لوگوں نے اس کو حضرت عائشہ ؓ کی حضرت علی ؓ سے ناراضی پر محمول کیا ہے۔ یہ ان حضرات کی غلط فہمی ہے کیونکہ حضرت علی ؓ اور حضرت عائشہ ؓ کے درمیان ہونے والی جنگ (جنگ جمل) میں ان دونوں مقدس ہستیوں کا کوئی قصور نہیں تھا بلکہ یہ منافقین کی سازش تھی۔ جنگ کے دوران میں جونہی حضرت علی ؓ حضرت عائشہ ؓ تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے' جنگ بند ہوگئی۔ بعد میں حضرت عائشہ ؓ نے اس جنگ میں شرکت کو نہ صرف اپنی غلطی تسلیم کیا بلکہ اس کے کفارہ کے طور پر بار بار غلام آزاد کرتی رہیں۔ اس صورت میں یہ تصور کرنا ممکن نہیں کہ حضرت عائشہ ؓ نے اس لیے حضرت علی ؓ کا نام لینا پسند نہیں کیا کہ جنگ جمل میں یہ ان کے مقابل کیوں ہوئے۔ اصل بات یہ ہے کہ مذکورہ واقعہ کے دوران میں ایک طرف تو حضرت عباس ؓ نے سہارا دیا تھا' دوسری طرف تھوڑی دور تک حضرت علی ؓ اور تھوڑی دور تک حضرت اسامہ ؓ نے سہارا دیا تھا۔ ⑦ حضرات تابعین ؒ صحابۂ کرام ؓ

کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ نے حضرت عباس ؓ کے ساتھ دوسرے آدمی کا نام نہیں لیا تو حضرت عبیداللہ ؒ نے پوچھنے کی جرأت نہیں کی کہ اگر ام المومنین ؓ کسی وجہ سے ان کا ذکر نہیں کرنا چاہتیں تو کوئی بات نہیں کسی اور صحابی سے اس چیز کا علم ہو جائے گا' اس لیے طالب علم کو چاہیے کہ استاد کے جذبات کا زیادہ سے زیادہ احترام کرے۔ اگر استاد کسی وقت کسی وجہ سے ایک مسئلہ کی وضاحت نہیں کرنا چاہتا تو اسے مجبور نہ کرے' پھر کبھی اس کی وضاحت ہو جائے گی یا کوئی دوسرا عالم یہ بات بتا دے گا۔

١٦١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ «أَذْهِبِ الْبَأْسَ. رَبَّ النَّاسِ. وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي. لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ. شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَماً» فَلَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَجَعَلْتُ أَمْسَحُهُ وَأَقُولُهَا. فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدِي ثُمَّ قَالَ: «اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلٰى». قَالَتْ: فَكَانَ هٰذَا آخِرَ مَا سَمِعْتُ مِنْ كَلَامِهِ ﷺ.

١٦١٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ان الفاظ کے ساتھ اللہ کی پناہ حاصل کرتے تھے: [أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ' واشْفِ أَنْتَ الشَّافِي' لَاشِفَاءَ إِلَّاشِفَاؤُكَ' شِفَاءً لَّايُغَادِرُ سَقَمًا] ''اے انسانوں کے رب! بیماری دور کر دے اور شفا دے دے تو ہی شفا دینے والا ہے' تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں' ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کو بالکل باقی نہ چھوڑے۔'' جس بیماری میں نبی ﷺ کی وفات ہوئی' اس کے دوران میں جب طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی تو میں یہ دعا پڑھتی اور نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے جسم پر پھیرتی تھی۔ (حیات مبارکہ کے آخری دن جب میں نے دم کرنا چاہا) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے ہاتھ سے نکال لیا اور فرمایا: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلٰى] ''اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھے بلند مرتبہ ساتھیوں سے ملا دے۔'' ام المومنین ؓ نے فرمایا: یہ آخری الفاظ ہیں جو میں نے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سنے۔

١٦١٩ـ أخرجه البخاري، المرضى، باب دعاء العائد للمريض، ح: ٥٦٧٥، ٥٧٤٣، ٥٧٥٠، ومسلم، السلام، باب استحباب رقية المريض، ح: ٢١٩١ من حديث أبي معاوية عن الأعمش وغيره من حديث مسلم أبي الضحى به، وتابعه إبراهيم النخعي.

فوائد و مسائل: ① دعا کے ساتھ اللہ کی پناہ حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بیماری سے حفاظت یا نجات کے لیے ان الفاظ کے ساتھ اللہ سے دعا فرمایا کرتے تھے۔ ② بیماری کے موقع پر مسنون الفاظ کے ساتھ دعا اور دم کرنا چاہیے تاکہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے۔ ③ مشکلات کو حل کرنے اور بیماری سے شفا دینے کا اختیار صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ خود نبی ﷺ نے بھی اللہ ہی سے شفا مانگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا: ﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ (الشعراء: ٢٦/٨٠) ''اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو وہی مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔'' اس لیے صحت و عافیت کا سوال صرف اللہ سے کرنا چاہیے۔ ④ [الرفيق الأعلى] سے مراد انبیاء و اولیاء ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے پہلے رحلت فرما کر جنت میں پہنچ گئے۔ جیسے کہ اگلی حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کے ان الفاظ کو موت کی تمنا قرار نہیں دینا چاہیے بلکہ یہ اللہ کے فیصلے پر رضامندی (رضا بالقضا) کا اظہار ہے۔ موت کی تمنا اس وقت منع ہے جب اس کا سبب دنیا کی مشکلات سے پریشانی ہو۔ شہادت کی تمنا بھی ممنوع نہیں۔

١٦٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ». قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ مَرَضُهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ﴾ [النساء: ٦٩] فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ.

١٦٢٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جو بھی نبی بیمار ہوتا ہے اسے دنیا اور آخرت میں سے ایک چیز کے انتخاب کا اختیار دیا جاتا ہے۔'' ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ پر وہ بیماری آئی جس میں آپ کی وفات ہوئی (اس دوران میں ایک دفعہ) نبی ﷺ کی آواز بھاری ہوگئی۔ میں نے سنا تو آپ فرما رہے تھے: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ﴾ ''ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعامات نازل کیے ہیں نبیوں صدیقوں شہیدوں اور نیک لوگوں میں سے۔'' تب مجھے یقین ہوگیا کہ نبی ﷺ کو وہ اختیار دے دیا گیا ہے۔

١٦٢٠- أخرجه البخاري، التفسير، باب: "فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين"، ح: ٤٥٨٦ من حديث إبراهيم بن سعد، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٤ من حديث سعد به.

فوائد و مسائل: ① نبیوں کو دنیا میں رہنے یا اللہ کے پاس جانے کا اختیار دیا جانا ان کے مقام و مرتبہ اور شرف و منزلت کے اظہار کے لیے ہے لیکن انبیائے کرام رضا بالقضا کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں' اس لیے وہ دنیا کے مقابلے میں آخرت ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس طرح ان کی وفات بھی اسی وقت پر ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر کر رکھا ہوتا ہے۔ اس مقررہ وقت میں تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی۔ ② اس بیماری سے مراد مرضِ وفات ہے۔ ہر بیماری کے موقع پر اختیار دیا جانا مراد نہیں۔ ③ اس موقع پر نبی ﷺ نے جو آیت مبارکہ تلاوت فرمائی' اس سے ارشاد مبارک [اَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلٰی] کی وضاحت ہوگئی۔ ④ بندوں کے یہ چار گروہ انعام یافتہ ہیں۔ ان میں سے نبوت کا منصب تو محض اللہ کی مشیت کے مطابق اس کے منتخب بندوں کو تفویض ہوا' اس میں بندے کی محنت اور کوشش کا کوئی دخل نہیں۔ باقی تینوں درجات (صدیق' شہید' صالح) ایسے ہیں کہ بندہ کوشش کرے تو اللہ کی توفیق سے انھیں حاصل کر سکتا ہے۔ مومن کو کوشش کرنی چاہیے کہ ان میں سے کوئی درجہ اسے حاصل ہو جائے۔

١٦٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: اجْتَمَعْنَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمْ تُغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ. فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مِشْيَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «مَرْحَبًا بِابْنَتِي» ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ شِمَالِهِ. ثُمَّ إِنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثاً. فَبَكَتْ فَاطِمَةُ. ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّهَا. فَضَحِكَتْ أَيْضًا. فَقُلْتُ لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ. فَقُلْتُ لَهَا حِينَ بَكَتْ: أَخَصَّكِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحَدِيثٍ

١٦٢١- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: (ایک بار) نبی ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ (ایک جگہ) جمع تھیں' ان میں سے کوئی بھی غیر حاضر نہ تھی۔ (اتنے میں) حضرت فاطمہ ؓ تشریف لے آئیں۔ ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے انتہائی مشابہ تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری بیٹی کو خوش آمدید۔'' پھر انھیں اپنی بائیں طرف بٹھا لیا اور چپکے سے انھیں کوئی بات بتائی تو حضرت فاطمہ ؓ رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں پھر چپکے سے کوئی بات بتائی تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے ان سے کہا: آپ رو کیوں رہی تھیں؟ انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہیں کر سکتی۔ میں نے کہا: میں نے کبھی اس طرح غم کے فوراً بعد خوشی حاصل ہوتے نہیں دیکھی

١٦٢١ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦٢٣، ٣٦٢٤، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل فاطمة [بنت النبي ﷺ] رضي الله عنها، ح: ٢٤٥٠ من حديث زكريا به، وتابعه أبو عوانة.

دُونَنَا ثُمَّ تَبْكِينَ؟ وَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ. فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ. حَتّٰى إِذَا قُبِضَ سَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ. فَقَالَتْ: إِنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُنِي أَنَّ جِبْرَائِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً. وَأَنَّهُ عَارَضَهُ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ «وَلاَ أُرَانِي إِلَّا قَدْ حَضَرَ أَجَلِي. وَأَنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِي لُحُوقًا بِي. وَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ» فَبَكَيْتُ. ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّنِي فَقَالَ: «أَلاَ تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ نِسَاءِ هٰذِهِ الأُمَّةِ؟» فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ.

جس طرح آج دیکھی ہے۔ جب وہ روئی تھیں، تو میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سب کو چھوڑ کر آپ سے خاص طور پر بات کی ہے (یہ تو ایک شرف اور خوشی کی بات ہے) پھر بھی آپ رو رہی ہیں؟ میں نے ان سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے کیا فرمایا تھا۔ انھوں نے کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ کا راز ظاہر نہیں کر سکتی۔ جب نبی ﷺ کی وفات ہوگئی تو اس کے بعد (کسی مناسب موقع پر) میں نے ان سے (پھر) پوچھ لیا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا تھا۔ حضرت فاطمہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مجھے بتا رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ ہر سال ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے' اس سال دو بار دور کیا ہے۔ (اور آپ ﷺ نے فرمایا:) ''میرا یہی خیال ہے کہ میرا وقت قریب آ گیا ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی اور میں تمھارا بہتر پیش رو ہوں۔'' (یہ سن کر) مجھے رونا آ گیا' پھر نبی ﷺ نے مجھ سے سرگوشی میں فرمایا: ''کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو؟ یا فرمایا: کہ تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟'' اس (خوشخبری) کی وجہ سے مجھے ہنسی آ گئی۔

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کے دوران میں پیش آیا جب تمام امہات المومنین ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری ؒ نے ''الرحیق المختوم'' میں اسے حیات مبارکہ کے آخری دن کا واقعہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آخری دن نہیں بلکہ آخری ہفتے میں کسی دن پیش آیا تھا۔ واللہ أعلم۔ دیکھیے: (الرحیق المختوم اردو، طبع مکتبہ سلفیہ ص: ٦٢٨) ② اس حدیث میں حضرت فاطمہ ؓ کے شرف اور فضیلت کا اظہار ہے جنھیں رسول اللہ ﷺ نے خصوصی راز عطا فرمایا۔ ③ راز کے طور پر بتائی ہوئی بات ظاہر کرنا مناسب نہیں کیونکہ راز ایک

امانت کی حیثیت رکھتا ہے اور امانت میں خیانت کرنا حرام ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مستقبل کی خبر دینا اور واقعات کا اسی طرح پیش آنا آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس قدر پیش گوئیاں فرمائی ہیں، وہ سب کی سب بعینہٖ اسی طرح پوری ہوئی ہیں جس طرح فرمائی گئی تھیں جن پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا ابھی وقت نہیں آیا' ان کے بارے میں بھی ہمارا ایمان ہے کہ وہ ضرور پوری ہوں گی۔ ⑤ حفاظ کرام کا آپس میں قرآن کا دور کرنا اور بالخصوص رمضان المبارک میں اس کا اہتمام کرنا سنت نبوی ہے۔ ⑥ عمر کے آخری حصے میں نیکی کے کاموں کا اہتمام زیادہ ہونا چاہیے۔ ⑦ دوست احباب اور اقارب کے لیے اگر کسی خوش کن خبر کا علم ہو تو انھیں خوش خبری دینی چاہیے۔

١٦٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

١٦٢٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی پر تکلیف کی شدت نہیں دیکھی۔

فائدہ: جان نکلنے کی سختی یا نرمی اور چیز ہے اور بیماری کی وجہ سے جسم کا تکلیف محسوس کرنا اور چیز ہے۔ بعض اوقات مرض کی شدت کی وجہ سے وفات تک تکلیف رہتی ہے' یہ جسمانی تکلیف ہے' جس کا انسان کے نیک یا بد ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔ جان نکلتے وقت فرشتوں کی سختی کی وجہ سے حاصل ہونے والی تکلیف کا تعلق روح سے ہے' اسے قریب بیٹھے ہوئے لوگ بھی محسوس نہیں کر سکتے' البتہ یہ تکلیف نیک لوگوں کو نہیں ہوتی' گناہ گاروں اور کافروں کو ان کے جرائم کے مطابق کم یا زیادہ ہوتی ہے۔

١٦٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُوسَى

١٦٢٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب کہ آپ کا آخری وقت تھا۔ آپ کے پاس پانی کا ایک پیالہ

١٦٢٢- أخرجه البخاري، المرضى، باب شدة المرض، ح: ٥٦٤٦ من حديث سفيان وغيره به، ومسلم، البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن . . . الخ، ح: ٢٥٧٠ عن ابن نمير عن مصعب.

١٦٢٣- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في التشديد عند الموت، ح: ٩٧٨ من حديث الليث به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٦٥ و٣/ ٥٦، ٥٧، والذهبي، وعند الترمذي وغيره: يزيد بن عبدالله بن الهاد عن موسى به * وموسى وثقه الترمذي، والحاكم وغيرهما، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

ابْنِ سَرْجِسَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَمُوتُ وَعِنْدَهُ قَدَحٌ فِيهِ مَاءٌ. فَيُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ، ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ».

تھا۔ نبی ﷺ پیالے میں ہاتھ ڈالتے' پھر پانی (والا ہاتھ) چہرے پر پھیر لیتے' پھر فرماتے: ''اے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما۔''

فوائد و مسائل: ① یہی واقعہ صحیح بخاری میں بھی ہے' اس میں یہ الفاظ ہیں: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' یقیناً موت کی سختیاں ہوتی ہیں۔'' (صحيح البخاري' المغازي' باب مرض النبي ﷺ ووفاته' حديث:٤٤٤٩) ② رسول اللہ ﷺ نے زندگی کے آخری وقت میں چہرے پر پانی والا ہاتھ پھیرا۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو آخری ایام میں سخت بخار تھا' اس لیے وفات سے چار دن پہلے (جمعرات اور جمعے کی درمیانی رات) عشاء کے وقت نبی ﷺ نے غسل فرمایا تھا تاکہ بخار کی شدت کم ہو تو نماز با جماعت ادا فرمائیں لیکن ضعف کی شدت کی وجہ سے مسجد میں تشریف نہ لے جا سکے۔ ③ نبی اکرم ﷺ نے آخری وقت بھی اللہ کی طرف توجہ فرمائی اور اسی کا ذکر فرمایا' اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ سخت سے سخت حالات میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف توجہ کرے۔

١٦٢٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعَ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، كَشْفُ السِّتَارَةِ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ. فَنَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ وَالنَّاسُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ. فَأَرَادَ أَنْ يَتَحَرَّكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنِ اثْبُتْ. وَأَلْقَى السِّجْفَ. وَمَاتَ فِي آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

١٦٢٤- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے آخری بار رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کی زیارت اس وقت کی جب سوموار کے دن نبی ﷺ نے (حضرت عائشہ ؓ کے حجرۂ مبارکہ کا) پردہ ہٹایا' میری نظر آپ کے چہرۂ مبارک پر پڑی تو وہ یوں محسوس ہو رہا تھا گویا قرآن مجید کا ایک ورق ہو۔ (اس وقت) لوگ حضرت ابوبکر ؓ کی اقتدا میں نماز (فجر) ادا کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے (اپنی جگہ سے) ہٹنا چاہا تو نبی ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ (وہیں) کھڑے رہو اور پردہ گرا دیا۔ اسی دن کے آخری

١٦٢٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، ح: ٦٨٠، ومسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام . . . الخ، ح: ٤١٩ من طرق عن الزهري به مطولاً ومختصرًا.

حصے میں آپ کی وفات ہوگئی۔

فوائد ومسائل: ① حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس کو ورق سے تشبیہ دی کیونکہ بیماری اور کمزوری کی وجہ سے چہرے پر سرخی کی بجائے زردی اور سفیدی غالب تھی۔ مصحف کا ورق اس لیے فرمایا کہ قرآن مجید کا ورق مومنوں کے دلوں میں محبت' احترام اور عقیدت کا حامل ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک بھی ان صفات سے متصف تھا۔ ② علمائے سیرت کے مشہور قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی وفات چاشت (ضحیٰ) کے وقت' یعنی دو پہر سے پہلے ہوئی۔ دیکھیے: (الرحيق المختوم' ص:۶۳۰) ③ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری ایام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں سترہ نمازیں پڑھائی تھیں۔ (الرحيق المختوم' ص:۶۲۷)

١٦٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ سَفِينَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ: «الصَّلَاةَ، وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ». فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى مَا يَفِيضُ بِهَا لِسَانُهُ.

۱۶۲۵- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس مرض میں رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایا' اس کے دوران میں آپ فرمایا کرتے تھے: ''نماز (کی حفاظت کرو) اور (ان لونڈی غلاموں کی) جو تمھارے ہاتھوں کی ملکیت ہیں۔'' آپ نے یہ الفاظ بار بار فرمائے حتی کہ آپ کی زبان مبارک رک گئی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۴۴/۲۶۱' والإرواء:۷/۲۳۸' و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حدیث:۱۶۲۵) ② رسول اللہ ﷺ نے زندگی کے آخری لمحات میں جو نصیحت فرمائی وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اسلام میں یہ دونوں پہلو انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ ③ حقوق اللہ میں نماز سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ یہ وہ عمل ہے جسے مسلمان اور کافر کے درمیان پہچان قرار دیا گیا ہے اور اس کے ترک کو کفر و شرک قرار دیا گیا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ] (صحيح مسلم' الإيمان' باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة'

١٦٢٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣١١، ٣٢١ من حديث همام به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح على شرط الشيخين" * قتادة عنعن، وقد تقدم، ح:١٧٥، وللحديث شواهد، كلها معلولة، انظر، ح:٢٦٩٧، ٢٦٩٨.

حدیث:۸۲) ''بے شک انسان کے درمیان اور شرک وکفر کے درمیان ترک نماز کا معاملہ ہے۔'' یعنی ترک نماز کفر سے ملا دیتا ہے۔ ④ حقوق العباد میں غلاموں کا ذکر فرمایا کیونکہ غلام معاشرے کا مظلوم طبقہ تھا جسے اسلام نے بہت سے حقوق دے کر ان کا درجہ بلند کر دیا۔ انھیں آقاؤں کے بھائی قرار دیا۔ ارشاد نبوی ہے: ''تمھارے خادم تمھارے بھائی ہیں۔ جس کا بھائی اس کے زیر دست ہو تو اسے چاہیے کہ جو خود کھائے' اسے کھلائے جو خود پہنے' اسے پہنائے۔'' (صحيح البخاري، الإيمان، باب: المعاصي من أمر الجاهلية ......، حديث:٣٠) آج کل کے ذاتی ملازم اور زمینداروں کے مزارع اگرچہ شرعاً اور عرفاً غلام نہیں' تاہم جس طرح وہ حالات کی وجہ سے اپنے آقاؤں کی سختیاں برداشت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں' اس کو دیکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی وصیت ان کے بارے میں بھی سمجھی جاسکتی ہے۔

١٦٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ قَالَ: ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ وَصِيًّا. فَقَالَتْ: مَتٰى أَوْصٰى إِلَيْهِ؟ فَلَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلٰى صَدْرِي، أَوْ إِلٰى حِجْرِي. فَدَعَا بِطَسْتٍ. فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِي حِجْرِي فَمَاتَ، وَمَا شَعَرْتُ بِهِ. فَمَتٰى أَوْصٰى ﷺ؟.

۱۶۲۶- حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: کچھ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں یہ ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی تھے (نبی ﷺ نے ان کے حق میں وصیت کی تھی۔) ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ نے انھیں کس وقت وصیت کی؟ (جبکہ وفات کے وقت) رسول اللہ کا سر مبارک میرے سینے پر یا (فرمایا) میری گود میں تھا (میں نے ان کو سینے یا گود کا سہارا دیا ہوا تھا) آپ نے برتن طلب فرمایا۔ (اچانک) میری گود ہی میں آپ کا جسم مبارک ڈھیلا پڑ گیا اور مجھے (روح اقدس کے پرواز کر جانے کا) احساس بھی نہ ہوا۔ پھر آپ نے وصیت کس وقت کی؟

فوائد ومسائل: ① شیعہ فرقہ کے خود ساختہ مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین نامزد فرما دیا تھا لیکن اس دعویٰ کی کوئی مضبوط دلیل نہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے کسی کا تعین فرمایا ہوتا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو مشورہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی جانشینی کے زیادہ لائق تھے۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی سقیفۂ بنو ساعدہ میں یہ نہیں فرمایا کہ تمھیں مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مجھے نامزد کیا جا چکا ہے۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے

١٦٢٦- أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح:٢٧٤١، ومسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصى فيه، ح:١٦٣٦ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره، من حديث إسماعيل ابن علية به.

دور حکومت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس امر کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بھی انھیں خلافت کی ذمہ داری اٹھانے میں تامل تھا۔ بعض لوگوں کے اصرار پر انھوں نے یہ منصب قبول فرمایا تھا۔ تفصیلات تاریخ کی کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ ② موت کی سختی کا ایک جسمانی اثر ہے جو نیک لوگوں پر بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ ایک روحانی سختی ہے، جس کا تعلق فرشتوں کے روح قبض کرنے سے ہے، یہ نیک مومن افراد پر نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے روح پرواز کرنے سے پہلے کچھ گھبراہٹ محسوس کی لیکن جسم سے روح کی جدائی اس قدر غیر محسوس طریقے پر عمل میں آئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو احساس تب ہوا جب روح اقدس عالم بالا کی طرف پرواز کر چکی تھی۔ ③ رسول اللہ ﷺ شدت ضعف کی وجہ سے پیشاب کی حاجت کے لیے بستر سے اترنے میں مشکل محسوس کر رہے تھے، اس لیے برتن طلب فرمایا تاکہ اس حاجت سے فارغ ہو جائیں اور جسم اطہر اور لباس مبارک بھی قطرات سے محفوظ رہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی نظر میں جسمانی طہارت و صفائی کی اہمیت کس قدر زیادہ تھی۔ ④ نبی ﷺ نے برتن طلب فرمایا لیکن یہ حاجت پوری کرنے کی نوبت نہ آئی۔ اس سے علم غیب کے عقیدہ کی نفی ہوتی ہے۔ اگر نبی ﷺ کو علم ہوتا کہ برتن کے استعمال کی ضرورت نہیں پڑے گی تو طلب نہ فرماتے۔

(المعجم ٦٥) - بَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ ﷺ (التحفة ٦٥)

١٦٢٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ امْرَأَتِهِ، ابْنَةِ خَارِجَةَ بِالْعَوَالِي. فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: لَمْ يَمُتِ النَّبِيُّ ﷺ. إِنَّمَا هُوَ بَعْضُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ عِنْدَ الْوَحْيِ. فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ: أَنْتَ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ أَنْ يُمِيتَكَ مَرَّتَيْنِ. قَدْ، وَاللهِ مَاتَ

باب: ٦٥- رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

۱۶۲۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عوالی میں اپنی زوجۂ محترمہ، خارجہ کی بیٹی کے ہاں تشریف فرما تھے۔ بعض افراد نے کہا: نبی ﷺ فوت نہیں ہوئے، یہ تو اس سے ملتی جلتی کیفیت ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کے موقع پر طاری ہوا کرتی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس سے کپڑا ہٹایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی مبارک پر) بوسہ دیا

١٦٢٧- [إسناده ضعيف] وانظر، ح:١٥٥٨ لعلته، وأصل الحديث صحيح، أخرجه البخاري، ح:١٢٤١، ١٢٤٢ وغيره من حديث أبي سلمة عن عائشة رضي الله عنها به نحوه باختلاف يسير.

رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَعُمَرُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ يَقُولُ: وَاللهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَلاَ يَمُوتُ حَتَّى يَقْطَعَ أَيْدِيَ أُنَاسٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ، كَثِيرٍ، وَأَرْجُلَهُمْ. فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَمْ يَمُتْ. وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَٰبِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ ٱللَّهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى ٱللَّهُ ٱلشَّٰكِرِينَ﴾. [آل عمران: ١٤٤]

اور فرمایا: اللہ کے ہاں آپ کی شان اتنی بلند ہے کہ وہ آپ پر دو بار موت طاری نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ فوت ہوگئے ہیں۔ (اس وقت) حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک حصے میں فرما رہے تھے: قسم ہے اللہ کی! اللہ کے رسول ﷺ فوت نہیں ہوئے اور آپ اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک بہت سے منافقوں کے ہاتھ پاؤں نہیں کاٹ دیتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھ کر منبر پر چلے گئے اور فرمایا: جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے، فوت نہیں ہوا، اور جو کوئی حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو (اس کے معبود) حضرت محمد ﷺ کی تو وفات ہوگئی۔ (اور یہ آیت پڑھی:) ﴿وَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط أَفَائِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ﴾ ”اور محمد (ﷺ) صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ تو اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی الٹے پاؤں پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا۔ اور شکر گزاروں کو اللہ جزا دے گا۔“

قَالَ عُمَرُ: فَلَكَأَنِّي لَمْ أَقْرَأْهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بعد میں) فرمایا: مجھے تو (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت سن کر) یوں محسوس ہوا تھا، گویا میں نے (یہ آیت) اسی دن پڑھی ہے۔ (گویا پہلے کبھی پڑھی یا سنی ہی نہیں۔“)

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کی اصل الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ صحیح بخاری کی حدیث: (۱۲۴۱، ۱۲۴۲) میں ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح کہا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت وحی کے ذکر کے بغیر صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۵۵/۴۱، ۳۵۶ و صحيح سنن ابن ماجه للالباني، رقم: ۱۳۲۹، و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد، حديث: ۱۶۲۷) الحاصل مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلسل حاضر خدمت رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے ایام میں نماز کی امامت کے فرائض انجام دیتے رہے تھے حتی کہ سوموار کے دن فجر کی نماز بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی کام سے اپنے گھر تشریف لے گئے جو عوالی میں مقام سنح پر واقع تھا۔ وہیں انھیں رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی خبر ملی۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو موت نہیں آسکتی لیکن وہ حضرات اچانک صدمے کی وجہ سے اوسان کھو بیٹھے تھے۔ وفات نبوی ﷺ کا سانحہ ان کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ اس ذہنی کیفیت میں بعض حضرات کی زبان سے اس قسم کی باتیں نکل گئیں۔ ④ اس واقعہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی علوشان اور عظیم مرتبے کا اظہار ہوتا ہے کہ اس عظیم سانحہ کے وقت انھوں نے امت کی قیادت اور رہنمائی کا فریضہ انجام دیا جس کے لیے ان حالات میں انتہائی قوت برداشت، صبر، حوصلے اور تدبر کی ضرورت تھی۔ ⑤ یہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکمت تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے الجھنے کے بجائے ایک طرف ہو کر اپنی بات شروع کر دی جس سے حاضرین کی توجہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہٹ گئی اور اس معاملہ پر آسانی سے قابو پا لیا گیا۔ ⑥ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی تمہید کے اصل بات شروع کر دی کیونکہ حالات کا تقاضا یہی تھا۔ ساتھ ہی قرآن مجید کی وہ آیت تلاوت کی جو اس موقع کے لیے مناسب ترین تھی۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ کسی بھی وقتی معاملے میں غور و فکر کے بعد صحیح رائے قائم کرنے کی کوشش کریں اگرچہ وہ رائے عوام الناس کی سوچ کے خلاف ہو اور اسے دلائل سے واضح کریں۔ علماء کا فرض عوام کی رہنمائی اور قیادت کرنا ہے ان کے پیچھے چلنا نہیں۔ ⑦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اپنی جذباتی کیفیت کی غلطی کا احساس ہوا تو انھوں نے فوراً صحیح بات کو قبول کر لیا۔ علماء کا صرف یہی فرض نہیں کہ حکام کی ہر صحیح اور غلط بات کی مخالفت کریں بلکہ صحیح بات کی تائید کرنا اور اس پر عمل کے سلسلے میں ممکن عملی تعاون پیش کرنا بھی ضروری ہے۔ ⑧ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم معصوم عن الخطا نہیں تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا اثر تھا کہ جب انھیں اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا تو فوراً اپنے موقف سے رجوع فرما لیتے تھے۔ مسلمانوں اور خصوصاً علمائے کرام کی بھی یہی عادت ہونی چاہیے۔

١٦٢٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: أَنْبَأَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي حُسَيْنُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَحْفِرُوا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ بَعَثُوا إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَكَانَ يَضْرَحُ كَضَرِيحِ أَهْلِ مَكَّةَ. وَبَعَثُوا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ. وَكَانَ هُوَ الَّذِي يَحْفِرُ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ. وَكَانَ يَلْحَدُ. فَبَعَثُوا إِلَيْهِمَا رَسُولَيْنِ. فَقَالُوا: اللَّهُمَّ خِرْ لِرَسُولِكَ. فَوَجَدُوا أَبَا طَلْحَةَ. فَجِيءَ بِهِ. وَلَمْ يُوجَدْ أَبُو عُبَيْدَةَ. فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

۱۶۲۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب صحابۂ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے قبر تیار کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو پیغام بھیجا' وہ مکہ والوں کے رواج کے مطابق صندوقی (شق والی) قبر بناتے تھے۔ اور حضرت ابوطلحہ ؓ کو بھی پیغام بھیجا' وہ مدینہ والوں کی قبریں تیار کیا کرتے تھے اور بغلی (لحد والی) قبر بناتے تھے۔ صحابۂ کرام ؓ نے ان دونوں حضرات کی طرف دو (الگ الگ) آدمیوں کو بھیجا اور کہا: اے اللہ! اپنے رسول ﷺ کے لیے بہتر صورت مہیا فرما۔ حضرت ابوطلحہ ؓ مل گئے انھیں (قبر تیار کرنے کے لیے) لے آیا گیا۔ حضرت ابوعبیدہ ؓ (گھر پر) نہ ملے۔ چنانچہ ابوطلحہ ؓ نے نبی ﷺ کے لیے بغلی (لحد والی) قبر تیار کی۔

قَالَ، فَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ جِهَازِهِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ فِي بَيْتِهِ. ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْسَالاً. يُصَلُّونَ عَلَيْهِ. حَتَّى إِذَا فَرَغُوا أَدْخَلُوا النِّسَاءَ. حَتَّى إِذَا فَرَغُوا أَدْخَلُوا الصِّبْيَانَ. وَلَمْ يَؤُمَّ النَّاسَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَدٌ.

منگل کے دن جب رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تو آپ ﷺ (کے جسد مبارک) کو آپ کے حجرۂ مبارک میں آپ کی چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہوتے تھے اور نماز جنازہ ادا کرتے۔ جب مرد فارغ ہو گئے تو خواتین کو داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ جب ان سے فراغت ہوئی تو بچوں کو اندر جانے کی اجازت دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کے لیے کسی نے لوگوں کی امامت نہیں کی۔

١٦٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٩٢ من حديث جرير بن حازم به مختصرًا * الحسين بن عبدالله ضعيف (تقريب)، ودفن الأنبياء حيث قبضوا صحيح، له شواهد كثيرة عند الترمذي، ح: ١٠١٨ وغيره، وأخرج ابن سعد بإسناد صحيح: ٢/ ٢٩٢ قالوا: أين يدفن؟ فقال أبوبكر: في المكان الذي مات فيه، وصححه الحافظ ابن حجر رحمه الله.

لَقَدِ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُونَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يُحْفَرُ لَهُ. فَقَالَ قَائِلُونَ: يُدْفَنُ فِي مَسْجِدِهِ. وَقَالَ قَائِلُونَ: يُدْفَنُ مَعَ أَصْحَابِهِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ». قَالَ، فَرَفَعُوا فِرَاشَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّذِي تُوُفِّيَ عَلَيْهِ. فَحَفَرُوا لَهُ، ثُمَّ دُفِنَ ﷺ وَسْطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الأَرْبِعَاءِ. وَنَزَلَ فِي حُفْرَتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ، وَقُثَمُ أَخُوهُ، وَشُقْرَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَقَالَ أَوْسُ بْنُ خَوْلِيٍّ، وَهُوَ أَبُو لَيْلَى، لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنْشُدُكَ اللهَ وَحَظَّنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: انْزِلْ. وَكَانَ شُقْرَانُ، مَوْلَاهُ، أَخَذَ قَطِيفَةً كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَلْبَسُهَا. فَدَفَنَهَا فِي الْقَبْرِ وَقَالَ: وَاللهِ لَا يَلْبَسُهَا أَحَدٌ بَعْدَكَ أَبَدًا. فَدُفِنَتْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

(اس کے بعد) مسلمانوں میں اس معاملے میں اختلاف رائے پیش آیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کہاں تیار کی جائے۔ کچھ حضرات نے کہا: نبی ﷺ کو مسجد نبوی میں دفن کیا جائے۔ کچھ حضرات نے کہا: نبی ﷺ کو اپنے صحابہ کے ساتھ (بقیع کے قبرستان میں) دفن کیا جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ''جو بھی نبی فوت ہوا' وہ جہاں فوت ہوا' وہیں دفن ہوا۔'' چنانچہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کا وہ بستر اٹھایا' جس پر آپ کی وفات ہوئی تھی' اور (اس مقام پر) نبی ﷺ کی قبر مبارک تیار کی' پھر بدھ کی رات' آدھی رات کے وقت آپ ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما' ان کے بھائی حضرت قثم رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ قبر میں اترے۔ حضرت ابولیلیٰ اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کو اللہ کا واسطہ اور رسول اللہ ﷺ سے ہمارے تعلق کا واسطہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ بھی (قبر میں) اتر آئیں۔ حضرت شقران رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ چادر تھی جو رسول اللہ ﷺ اوڑھا کرتے تھے۔ انھوں نے وہ چادر بھی قبر میں دفن کر دی اور کہا: اللہ کی قسم! آپ کے بعد یہ چادر کبھی کوئی دوسرا شخص استعمال نہیں کرے گا' چنانچہ وہ چادر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی دفن ہوئی۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس روایت میں صرف یہ جملہ [مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ] ''جو بھی نبی فوت ہوا' وہ جہاں فوت ہوا' وہیں دفن

ہوا۔'' صحیح ہے کیونکہ جامع الترمذی (١٠١٨) اور ابن سعد (٢/٢٩٢) وغیرہ میں اس کے بہت سے شواہد ہیں جنھیں محققین نے صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت میں صرف یہی جملہ صحیح ہے، تاہم نبی ﷺ کی وفات اور تدفین کا صحیح واقعہ حدیث: ١٥٥٧، ١٥٥٨ میں گزر چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

١٦٢٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ ، أَبُو الزُّبَيْرِ : حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : لَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ ، قَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ أَبَتَاهْ . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لاَ كَرْبَ عَلٰى أَبِيكِ بَعْدَ الْيَوْمِ . إِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ أَبِيكِ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا . الْمُوَافَاةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» .

١٦٢٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا: جب رسول اللہ ﷺ کو وفات کے وقت گھبراہٹ (یا تکلیف) محسوس ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے ابا جان کی تکلیف! اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''آج کے بعد تیرے والد کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی! تیرے والد کو وہ چیز (موت) پیش آ گئی ہے جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں۔ قیامت کے روز ملاقات ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ① جب کسی کا آخری وقت ہو تو اس کے پاس موجود افراد کو رونا منع نہیں بشرطیکہ وہ طبعی ہو، زمانہ جاہلیت کی طرح مصنوعی نہ ہو۔ ② مومن کے لیے یہ چیز تسلی کا باعث ہے کہ موت کی شدت کے بعد ہمیشہ کی راحت ہے۔ ③ جب بیمار کی حالت دیکھ کر احباب و اقارب پریشانی محسوس کریں تو مریض کو چاہیے کہ انھیں تسلی دے۔ اسی طرح اگر مریض پریشان ہو تو عیادت کرنے والوں کو چاہیے کہ اسے تسلی دیں۔ ④ موت ایک ایسا مرحلہ ہے جس سے ہر شخص کو لازماً گزرنا ہے لیکن احباب سے یہ جدائی عارضی ہے کیونکہ اللہ کے پاس ملاقات ہو جائے گی۔ ⑤ قیامت سے پہلے بھی فوت ہونے والوں کی ایک دوسرے سے ملاقات ہو سکتی ہے لیکن اصل ملاپ جس کے بعد جدائی کا خطرہ نہیں وہ تو قیامت ہی کو حاصل ہوگا۔ ⑥ نبی ﷺ کی وفات اور تدفین کی واضح صراحتوں کے بعد بھی آپ کی بابت یہ دعویٰ کرنا کہ آپ قبر میں بالکل اسی طرح زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ حقیقی زندگی آپ کو حاصل ہے بڑی ہی عجیب بات ہے۔ ہاں آپ کو برزخی زندگی یقیناً حاصل ہے لیکن وہ کیسی ہے؟ اس کی نوعیت و کیفیت کو ہم جانتے ہیں نہ جان ہی سکتے ہیں۔

١٦٢٩- [صحيح] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ٣٩٢ عن نصر به * عبدالله بن الزبير الباهلي مستور، جهله أبوحاتم، وقال الدارقطني: "شيخ بصري صالح"، وله شاهد صحيح عند البخاري، ح: ٤٤٦٢ وغيره، انظر الحديث الآتي.

١٦٣٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ : حَدَّثَنِي حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ : حَدَّثَنِي ثَابِتٌ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : قَالَتْ لِي فَاطِمَةُ : يَا أَنَسُ كَيْفَ سَخَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا التُّرَابَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ .

۱۶۳۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انس! تمھارے دلوں نے یہ کیسے گوارا کیا کہ تم اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ (کے جسد اطہر) پر مٹی ڈال دو؟

وَحَدَّثَنَا ثَابِتٌ ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ فَاطِمَةَ قَالَتْ ، حِينَ قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : وَاأَبَتَاهْ . إِلٰى جِبْرَائِيلَ أَنْعَاهْ . وَاأَبَتَاهْ . مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهْ . وَاأَبَتَاهْ . جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهْ . وَاأَبَتَاهْ . أَجَابَ رَبًّا دَعَاهْ .

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (مزید) فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے ابا جان! میں جبریل کو آپ کی وفات کی خبر دیتی ہوں۔ ہائے ابا جان! آپ کو اپنے رب کا کتنا قرب حاصل ہے۔ ہائے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانا ہے! ہائے ابا جان! رب نے آپ کو بلایا اور آپ نے اس کے بلاوے پر لبیک کہہ دیا۔

قَالَ حَمَّادٌ : فَرَأَيْتُ ثَابِتاً ، حِينَ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ ، بَكٰى حَتّٰى رَأَيْتُ أَضْلَاعَهُ تَخْتَلِفُ .

حماد بن زید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (اپنے استاد اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) جناب ثابت رحمہ اللہ کو دیکھا کہ جب انہوں نے یہ حدیث بیان فرمائی تو بہت روئے حتی کہ مجھے آپ کی پسلیاں اوپر نیچے ہوتی نظر آتیں۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی وفات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ایک بہت بڑا حادثہ تھا جس پر ان کے غم کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ بھی ان کے حزن وغم کا اظہار ہیں۔ ② فرشتوں کو کسی کی موت کی خبر دینے کی ضرورت نہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ یہ غم صرف انسانوں کا غم نہیں، اس غم میں تو فرشتے بھی شریک ہیں۔ ③ رب کا قرب حاصل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے روحانی درجات کی بلندی کا شرف حاصل تھا۔ اب تو آپ کی روح مبارک بھی اللہ کے پاس جنت الفردوس میں چلی گئی ہے۔ ④ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ کو بین یا مرثیہ نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ انھوں نے اہل جاہلیت کی طرح

١٦٣٠ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ٤٤٦٢ من حديث حماد به مطولاً، ولم يذكر قول حماد.

سینہ کوبی نہیں کی، گریبان چاک نہیں کیا بلکہ تنہائی میں یا چند قریبی افراد کی موجودگی میں آہستہ آواز سے اپنے غم کا اظہار کیا ہے۔ ⑤ حضرت ثابت رحمہ اللہ بھی جب یہ غم ناک واقعہ بیان فرماتے تھے تو شدید متاثر ہوتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ذکر پر غمگین ہو جاتے تھے کیونکہ انھیں آپ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ ⑥ وفات نبوی انتہائی حزن و ملال کا باعث واقعہ ہے، لہذا ۱۲/ ربیع الاول کو خوشی منانا انتہائی نامناسب ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت تھی، پھر بھی انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور وفات کے دن کو عید یا سوگ کے دن کے طور پر نہیں منایا۔ مشہور لوگوں کی سالگرہ اور برسی منانا مسلمانوں کا طریقہ نہیں بلکہ یہ رواج ہمارے معاشرے میں ہندوؤں اور یورپی عیسائیوں سے آیا ہے۔ غیر مسلموں کے اس قسم کے رسم و رواج سے سختی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

١٦٣١- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ. فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ. وَمَا نَفَضْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الأَيْدِيَ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا.

۱۶۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے، اس کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس دن آپ کی وفات ہوئی، مدینہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی۔ ہم نے نبی ﷺ کو دفن کر کے اپنے ہاتھ جھاڑے تو اسی وقت ہمیں اپنے دلوں کی حالت بدلی ہوئی محسوس ہوئی۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس روحانی اور مادی برکات کا باعث تھی۔ ② پاک صاف دل روحانی برکات کو محسوس کرتا ہے، دل کی توجہ اللہ کی طرف ہو، موت کو یاد کیا جائے، قرآن مجید کی تلاوت، نفل نماز اور روزے کا اہتمام کیا جائے، رزق حلال اور سچ بولنے کی پابندی اختیار کی جائے تو دل روشن ہو جاتا ہے جیسے کہ مختلف احادیث میں وارد ہے۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دل صحبت نبوی اور تعلیم و تزکیہ کی وجہ سے اس قدر منور ہو چکے تھے کہ وہ روحانی انوار و برکات کے نزول یا ان میں کمی کو اسی طرح محسوس فرما لیتے تھے جس طرح عام انسان ظاہری روشنی اور تاریکی کو محسوس کرتا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری سے در و دیوار کا روشن ہو جانا، ایک تو اس خوشی کی وجہ سے ہے جو اہل ایمان کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور ہمسائیگی کے حصول سے ہوئی۔ دوسرے ان برکات اور رحمتوں کے نزول کی وجہ سے جو آپ ﷺ کی وجہ سے اہل مدینہ کو

١٦٣١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب "سلوا الله لي الوسيلة ... الخ"، ح:٣٦١٨ عن بشر به، وقال: "غريب صحيح".

حاصل ہوئیں۔ اسی طرح وفات نبوی سے تاریکی کا احساس بھی یہ دونوں پہلو رکھتا ہے۔ غم کی حالت میں کوئی چیز اچھی نہیں لگتی، کہیں دل نہیں لگتا۔ اور نبی ﷺ کی رحلت سے نبوت و رسالت کے انوار و برکات سے براہ راست فیض حاصل کرنا بھی ممکن نہ رہا۔ ⑤ دلوں کی کیفیت تبدیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان میں اضافے کا ایک اہم ذریعہ یعنی صحبت و تعلیم نبوی ختم ہو جانے کی وجہ سے قلبی احوال کا وہ مقام حاصل کرنا ممکن نہ رہا جو پہلے حاصل تھا، اس کے باوجود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان امت میں سب سے کامل اور مضبوط تھا۔

١٦٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالِانْبِسَاطَ إِلٰى نِسَائِنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، مَخَافَةَ أَنْ يُنْزَلَ فِينَا الْقُرْآنُ. فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَكَلَّمْنَا.

۱۶۳۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہم اپنی عورتوں سے بات کرتے ہوئے اور بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے بھی ڈرتے تھے، اس ڈر سے کہ قرآن (میں ہماری کسی غلطی پر تنبیہ والا فرمان) نازل ہو جائے گا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو ہم (ہر قسم کی) باتیں کرنے لگے۔ (اس درجے کی احتیاط نہ رہی۔)

فوائد و مسائل: ① اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں نبئ اکرم ﷺ کے احترام اور محبت کا اظہار ہوتا ہے کہ بات کرتے ہوئے بھی احتیاط کرتے تھے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان اس قدر قوی تھا کہ آپ ﷺ کی مجلس ہی میں نہیں بلکہ گھروں میں اور تنہائی میں بھی اپنے اقوال و افعال میں اسی طرح محتاط رہتے تھے۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ نبی ﷺ براہ راست ہماری باتیں سن رہے ہیں اور ہمارے اعمال دیکھ رہے ہیں بلکہ یہ عقیدہ تھا کہ آپ کو وحی کے ذریعے سے ہمارے اعمال کی اطلاع ہو سکتی ہے۔

١٦٣٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ الْعِجْلِيُّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِنَّمَا وَجْهُنَا وَاحِدٌ. فَلَمَّا قُبِضَ نَظَرْنَا هٰكَذَا وَهٰكَذَا.

۱۶۳۳- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہم لوگوں کی توجہ ایک ہی (آخرت کی) طرف ہوتی تھی، جب آپ فوت ہوگئے تو ادھر ادھر (کوئی دنیا کو اور کوئی آخرت کو) دیکھنے لگے۔

١٦٣٢ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب الوصاة بالنساء، ح: ٥١٨٧ من حديث سفيان الثوري به.

١٦٣٣ـ [إسناده ضعيف] * الحسن لم يسمع من أبي رضي الله عنه كما في تحفة الأشراف: ١/ ١٢ وغيره.

١٦٣٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ بِنْتِ أَبِي أُمَيَّةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِذَا قَامَ الْمُصَلِّي يُصَلِّي لَمْ يَعْدُ بَصَرُ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ قَدَمَيْهِ. فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَكَانَ النَّاسُ إِذَا قَامَ أَحَدُهُمْ يُصَلِّي لَمْ يَعْدُ بَصَرُ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ جَبِينِهِ. فَتُوُفِّيَ أَبُوبَكْرٍ، وَكَانَ عُمَرُ. فَكَانَ النَّاسُ إِذَا قَامَ أَحَدُهُمْ يُصَلِّي لَمْ يَعْدُ بَصَرُ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ الْقِبْلَةِ. وَكَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَكَانَتِ الْفِتْنَةُ. فَتَلَفَّتَ النَّاسُ يَمِينًا وَشِمَالًا.

۱۶۳۴- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو اس کی نظر قدموں سے آگے نہ بڑھتی جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو لوگوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو اس کی نظر اس کی پیشانی رکھنے کی جگہ (سجدے کی جگہ) سے آگے نہیں بڑھتی تھی' پھر ابوبکر ؓ فوت ہوگئے اور حضرت عمر ؓ (خلیفہ) مقرر ہوگئے تو لوگوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو اس کی نگاہ قبلے کی طرف سے نہیں ہٹتی تھی' پھر حضرت عثمان بن عفان ؓ (خلیفہ) مقرر ہوئے تو (ان کے دور حکومت میں) فتنہ برپا ہوا اور (فتنے کے اس دور میں) لوگ (نماز میں) دائیں بائیں جھانکنے لگے۔

١٦٣٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ أَبُوبَكْرٍ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِعُمَرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا كَمَا

۱۶۳۵- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد (ایک بار) حضرت ابوبکر ؓ نے حضرت عمر ؓ سے کہا: چلیے حضرت ام ایمن ؓ کے ہاں چلیں اور ان سے ملاقات کر آئیں جس طرح رسول اللہ ﷺ ان سے ملاقات

١٦٣٤ـ [إسناده ضعيف] * موسى بن عبدالله مجهول (تقريب التهذيب، ص: ٩٨٢ تحقيق أبي الأشبال)، وقال البوصيري: لم أر من جرحه ولا وثقه.

١٦٣٥ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أم أيمن رضي الله عنها، ح: ٢٤٥٤ من حديث عمرو بن عاصم به، وقال البزار: لا نعلم رواه عن سليمان إلا عمرو، ولا يروى عن أبي بكر إلا بهذا الإسناد، وقال البوصيري: "إسناده صحيح على شرط الشيخين".

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزُورُهَا . قَالَ ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ . فَقَالاَ لَهَا : مَا يُبْكِيكِ؟ فَمَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ . قَالَتْ : إِنِّي لأَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ . وَلٰكِنْ أَبْكِي لِأَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ . قَالَ ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ ، فَجَعَلاَ يَبْكِيَانِ مَعَهَا .

کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ہم لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ (رسول اللہ ﷺ کو یاد کر کے) اشک بار ہو گئیں۔ دونوں حضرات نے فرمایا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لیے (دنیا کی متاع اور آسائشوں سے کہیں) بہتر ہے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لیے بہتر ہے لیکن میں تو اس لیے روتی ہوں کہ (رسول اللہ ﷺ کی وفات سے) آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی ہے۔ ان کی اس بات سے شیخین رضی اللہ عنہما کو بھی رونا آ گیا اور وہ بھی رونے لگے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا تعلق حبشہ سے تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے والد محترم کی خدمت گار تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بچپن کے ایام میں آپ کی پرورش اور نگہداشت میں ام ایمن رضی اللہ عنہا کا بھی بڑا حصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد کر کے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا۔ دیکھیے: (ریاض الصالحین کے فوائد از حافظ صلاح الدین یوسف ﷾' حدیث:۳۶۱) ② نیک لوگوں سے ملاقات کے لیے جانا مستحب ہے۔ ③ جن حضرات سے بزرگوں کے خوش گوار تعلقات رہے ہوں' اولاد اور دوسرے متعلقین کو بھی یہ تعلقات قائم رکھنے چاہئیں۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے پیاروں سے محبت رسول اللہ ﷺ سے محبت میں شامل ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی ﷺ سے جو محبت تھی' اس کی وجہ سے ان کے دل میں آپ کے متعلقین کی بھی محبت پائی جاتی تھی۔ ⑤ عرصۂ دراز کے بعد بھی فوت شدہ کی یاد آنے پر رونا آ جائے تو یہ صبر کے منافی نہیں۔ ⑥ غم زدہ کو تسلی دینا مسنون ہے۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو تسلی دینے کے لیے فرمایا کہ جنت کی نعمتیں دنیا سے بہتر ہیں۔ ⑦ وحی اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت ہے جس کی وجہ سے انسانوں کو ہدایت نصیب ہوئی اور وہ جہنم کے عذابوں سے بچ کر جنت کی گوناگوں نعمتوں اور بلند درجات سے سرفراز ہوئے۔

١٦٣٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

۱۶۳۶- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

١٦٣٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ح : ١٠٤٧ من حديث الحسين بن علي به، وانظر، ح : ١٠٨٥ لعلته القادحة، ومع ذٰلك صححه غير واحد من العلماء كابن حبان وغيره .

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فِيهِ خُلِقَ آدَمُ. وَفِيهِ النَّفْخَةُ. وَفِيهِ الصَّعْقَةُ. فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلاَةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلاَتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلاَتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ؟ يَعْنِي بَلِيتَ. قَالَ: «إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کا دن تمھارے افضل ایام میں سے ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی' اسی دن صور پھونکا جائے گا' اسی دن (قیامت کی) بے ہوشی ہوگی' لہٰذا اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ کا جسد اطہر خاک ہو جائے گا تب ہمارا درود کیسے آپ پر پیش کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔''

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے' اس لیے حدیث: ۱۰۸۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

١٦٣٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلاَلٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْثِرُوا الصَّلاَةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلاَئِكَةُ. وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلاَتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا» قَالَ قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: «وَبَعْدَ الْمَوْتِ. إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ. فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ».

۱۶۳۷- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کے دن مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو' اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھے گا تو اس کے فارغ ہونے تک اس کا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا رہے گا۔'' میں نے عرض کیا: اور وفات کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور وفات کے بعد بھی (ایسے ہی ہوگا) اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے' چنانچہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے' اسے رزق ملتا ہے۔''

١٦٣٧ـ **[إسناده ضعيف لانقطاعه]** أخرجه المزي في التهذيب: ١٠/ ٢٣، ٢٤ من حديث ابن وهب به، قال البخاري: "زيد بن أيمن عن عبادة بن نسي مرسل" (تهذيب)، وفيه علة أخرى.

روزوں کی اہمیت وفضیلت

* **روزے کی لغوی تعریف:** لغت میں صوم کے معنی کسی چیز سے رکنے کے ہیں' جیسے کہا جاتا ہے: [فُلَانٌ صَامَ عَنِ الْكَلَامِ] ''فلاں شخص گفتگو سے رُک گیا۔'' قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق ارشاد ہے: ﴿إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا﴾ (مریم ۱۹:۲۶) ''میں نے رحمٰن کے لیے روزے کی نذر مانی ہے۔'' یعنی خاموشی اختیار کی۔ اسی طرح جب سورج دوپہر کے وقت آسمان کے وسط میں ٹھہرا اور رکا ہوا دکھائی دیتا ہے تو اس وقت عرب کہتے ہیں: [صَامَ النَّهَارُ] ''دن رک گیا ہے۔''

* **روزے کی اصطلاحی تعریف:** شرع میں مکلّف شخص کا طلوع فجر سے غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے رکنا' روزہ کہلاتا ہے۔

* **روزوں کی فرضیت:** روزے ۱۰ شعبان ۲ ہجری کو فرض ہوئے۔ روزوں کی فرضیت قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرۃ ۲:۱۸۳) ''اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔'' سنت نبوی میں روزے کی فرضیت کے متعدد دلائل ہیں' مثلاً: حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور صاحب استطاعت کا بیت اللہ کا حج کرنا۔'' (صحیح البخاري، الإیمان، باب دعاؤ کم إیمانکم ...... حدیث:۸) امت کا روزوں کی فرضیت پر اجماع ہے۔

* روزوں کی فضیلت: نبیٔ اکرم ﷺ نے حدیث قدسی بیان فرمائی، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَلصِّیَامُ لِيُ وَأَنَا أَجْزِيُ بِهِ﴾ (صحیح البخاري، باب فضل الصوم، حدیث:۱۸۹۴، وصحیح مسلم، الصیام، باب فضل الصیام، حدیث:۱۱۵۱) ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔''

* روزوں کی اقسام: روزوں کی مندرجہ ذیل چار اقسام ہیں: ① واجب روزے، جیسے: رمضان المبارک، نذر اور کفارات کی ادائیگی کے روزے۔ ② مستحب اور مندوب روزے، جیسے: حضرت داود علیہ السلام کے روزے، یعنی ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا، ہر قمری مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، شوال کے چھ روزے، یوم عرفہ کا روزہ، ذوالحجہ کے ۸ دنوں میں روزے، یوم عاشورہ کا روزہ، حرمت والے مہینوں اور ماہ شعبان کے روزے وغیرہ۔ ③ حرام اور ممنوع روزے، جیسے: عورت کا خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا، رمضان المبارک سے پہلے شک کی بنا پر روزہ رکھنا، عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور ایام تشریق کے روزے، حائضہ اور نفاس والی عورت کا روزہ۔ ④ مکروہ روزے، جیسے: ہمیشہ روزہ رکھنا، صرف جمعے یا صرف ہفتے کے دن کا روزہ وغیرہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٧) أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّيَامِ (التحفة ٥)

روزوں کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصِّيَامِ (التحفة ١)

باب:۱- روزے کے فضائل

١٦٣٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ. الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى مَا شَاءَ اللهُ. يَقُولُ اللهُ: إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ. يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ. وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

۱۶۳۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کے ہر عمل (کے ثواب) میں اضافہ کیا جاتا ہے' نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا بلکہ (اس سے بھی زیادہ) جتنا اللہ چاہے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مگر روزہ (اس قانون سے مستثنیٰ ہے) کیونکہ وہ (خالصتاً) میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ بندہ میری خاطر اپنی خواہشات اور کھانا ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی روزہ کھولتے وقت (حاصل ہوتی ہے) اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت (حاصل ہوگی۔) اللہ کے ہاں روزہ دار کے منہ کی بو کستوری کی مہک سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ بندوں پر اللہ کا خاص فضل ہے کہ بندہ اس کی توفیق سے جو نیکی کرتا ہے' اس کا ثواب صرف ایک نیکی کے برابر دینے کے بجائے بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَنْ جَآءَ

١٦٣٨ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: "يريدون أن يبدلوا كلام الله"، ح: ٧٤٩٢ من حديث الأعمش به مطولاً ومختصرًا، ومسلم، الصيام، باب فضل الصيام، ح: ١١٥١/ ١٦٤، عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وله طرق كثيرة عندهما.

بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (الأنعام٦:١٦٠) ''جو شخص نیکی لے کر حاضر ہوا' اس کے لیے اس کا دس گنا ہے۔'' حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کی بیان کردہ یہ مقدار کم از کم ہے۔ ثواب اس سے کہیں زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔ ② ثواب کی کثرت کا دارومدار حسن نیت' اخلاص اور اتباع سنت پر ہے۔ صحابۂ کرام ﷺ کا ایمان اس قدر عظیم الشان تھا کہ ان کا اللہ کی راہ میں دیا ہوا آدھ سیر غلہ بعد والوں کے احد پہاڑ برابر سونا خرچ کرنے سے افضل ہے۔ (سنن ابن ماجه' حديث:١٦١) اس لیے ہر شخص کے حالات و کیفیات کے مطابق نیکی کا ثواب سیکڑوں گنا تک پہنچ سکتا ہے۔ ③ عمل وہی قبول ہوتا ہے جو خالص اللہ کی رضا کے لیے کیا گیا ہو' ریا اور دکھاوے کی غرض سے کیا جانے والا عمل اللہ کے ہاں نا قابل قبول ہے۔ چونکہ روزے کا تعلق نیت سے ہوتا ہے اور دوسرے ظاہری اعمال' مثلاً: نماز' زکاۃ اور حج وغیرہ کی نسبت روزہ پوشیدہ ہوتا ہے اور اس میں ریا کا شائبہ بھی کم ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کے اجر کو بھی پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ ④ روزے کا اصل فائدہ تبھی حاصل ہوتا ہے جب انسان دل کی غلط خواہشات پوری کرنے سے پرہیز کرے، یعنی جس طرح کھانا کھانے سے پرہیز کرتا ہے' اسی طرح جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے بھی اجتناب کرے۔ ⑤ روزہ کھولتے وقت اس بات کی خوشی ہوتی ہے کہ اللہ کے فضل سے ایک نیک کام مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ ⑥ قیامت کو خوشی اس لیے ہوگی کہ روزے کا ثواب اس کی توقع سے بڑھ کر ملے گا اور اللہ کی رضا حاصل ہوگی۔ ⑦ منہ کی بو سے وہ بو مراد ہے جو پیٹ خالی رہنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے' چونکہ یہ اللہ کی اطاعت کا ایک کام کرنے کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اس لیے اللہ کو بہت محبوب ہے۔ ⑧ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ روزے کی حالت میں شام کے وقت مسواک کرنے سے بچنا چاہیے تا کہ اللہ کی پسندیدہ بو ختم نہ ہو جائے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ مسواک سے وہ بو ختم ہوتی ہے جو منہ کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ معدہ خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والی بو دوسری ہے' اس کا مسواک کرنے یا نہ کرنے سے کوئی تعلق نہیں۔

١٦٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ أَنَّ مُطَرِّفاً، مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ

۱۶۳۹- حضرت مطرف بن عبداللہ ؒ جو قبیلۂ بنو عامر بن صعصعہ سے تھے' ان سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی ؓ نے انھیں پلانے کے لیے دودھ طلب فرمایا۔ مطرف ؒ نے کہا: میں

١٦٣٩_ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٤/ ١٦٧، الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن أبي يعقوب في حديث أبي أمامة في فضل الصائم، ح:٢٢٣٢ من حديث الليث به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢١٢٥، وزاد: "وصيام حسن، صيام ثلاثة أيام من كل شهر"، وأشار المنذري إلى أنه حسن، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:٩٣١، وللحديث طريق أخرى عند النسائي: ٤/ ١٦٧.

عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيَّ دَعَا لَهُ بِلَبَنٍ يَسْقِيهِ. فَقَالَ مُطَرِّفٌ: إِنِّي صَائِمٌ. فَقَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ، كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ».

روزے سے ہوں۔ حضرت عثمان ثقفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''روزہ جہنم سے بچانے والی ڈھال ہے جس طرح لڑائی میں تم میں سے کسی کی ڈھال ہوتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مہمان کو کھانے پینے کی چیز پیش کرنا اخلاق عالیہ میں شامل ہے۔ ② اگر کھانے پینے کی دعوت دی جائے تو نفلی روزہ کھول کر دعوت قبول کرنا ضروری نہیں۔ ③ اگر کسی موقع پر اپنی کوئی نیکی ظاہر کرنا پڑ جائے تو یہ ریا میں شامل نہیں۔ ④ روزہ دوزخ سے بچاتا ہے' ایک تو اس لیے کہ یہ ایک بڑی نیکی ہے جس کی وجہ سے بہت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں' دوسرے اس لیے کہ روزے کی وجہ سے انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے جن کے ارتکاب کی صورت میں وہ جہنم میں جا سکتا ہے۔ گناہوں سے اجتناب اور نیک عمل کی انجام دہی دونوں چیزیں جنت میں لے جانے والی اور جہنم سے بچانے والی ہیں۔

١٦٤٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَاباً يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ. يُدْعٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ. يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَمَنْ كَانَ مِنَ الصَّائِمِينَ دَخَلَهُ، وَمَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَداً».

۱۶۴۰- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریّان کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن آواز دی جائے گی' کہا جائے گا: روزے رکھنے والے کہاں ہیں؟ چنانچہ جو شخص روزہ رکھنے والوں میں سے ہوگا وہ اس (دروازے) میں داخل ہو جائے گا۔ اور جو اس میں داخل ہوگا' اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔''

فوائد و مسائل: ① جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو مختلف نیکیوں کی طرف منسوب ہیں' مثلاً: باب الصلاة (نماز کا دروازہ) باب الجهاد (جہاد کا دروازہ) باب الصدقة (صدقہ کا دروازہ) دیکھیے: (صحیح البخاري' الصوم' باب الريان للصائمين' حديث:١٨٩٧) ② ایک شخص جس نیکی کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اور اس کی ادائیگی کی زیادہ کوشش کرتا ہے' وہ اس نیکی سے منسوب دروازے سے جنت میں داخل ہوگا۔ اگر زیادہ صفات کا حامل ہو تو ایک سے زیادہ دروازوں سے بلایا جائے گا' مثلاً: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آٹھوں دروازوں سے بلایا

١٦٤٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في فضل الصوم، ح: ٧٦٥ من حديث هشام بن سعد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وأخرجه البخاري، ح: ١٨٩٦، ومسلم، ح: ١١٥٢ من حديث أبي حازم به.

جائے گا (صحیح البخاري، الصوم، باب الریان للصائمین، حدیث:۱۸۹۷) ③ ”ریان“ کا مطلب ”سیراب“ ہے۔ روزہ دار بھوک پیاس برداشت کرتا ہے۔ اور پیاس کا برداشت کرنا بھوک کی نسبت مشکل ہوتا ہے اس لیے روزہ داروں کے لیے جو دروازہ مقرر ہے اسے بھی ”سیرابی کا دروازہ“ قرار دیا گیا ہے۔ ④ فرض عبادات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مسنون نفلی عبادات بھی ممکن حد تک ادا کرتے رہنا چاہیے۔ نفلی عبادات کا اہتمام جنت میں داخلے کا باعث ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٢)

باب:۲- ماہ رمضان کی فضیلت

١٦٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۱۶۴۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔“

فائدہ: اس سے مراد وہ صغیرہ گناہ ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ کبیرہ گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں اور حقوق العباد اس وقت تک معاف نہیں ہوتے جب تک انھیں ادا نہ کر دیا جائے الا یہ کہ صاحب حق معاف کر دے۔

١٦٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

۱۶۴۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

١٦٤١ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب صوم رمضان احتسابًا من الإيمان، ح:٣٨ من حديث محمد بن فضيل، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح:٧٦٠ من حديث يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة به.

١٦٤٢ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في فضل شهر رمضان، ح:٦٨٢ عن أبي كريب به، وقال: "غريب"، وصححه ابن خزيمة: ٣/ ١٨٨، ح:١٨٨٣ * الأعمش عنعن، وتقدم، ح:١٧٨، وتلميذه ضعيف، وتقدم، ح:٨٥٥، ولكن للحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما، وانظر سنن النسائي: ٤/ ١٢٩، ح:١٢٠٧، بتحقيقي.

عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ. وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ. وَنَادٰى مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ. وَيَابَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ. وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ [مِنَ النَّارِ]. وَذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ».

جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں' ان میں سے کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں' ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا۔ اور ایک اعلان کرنے والا منادی کرتا ہے: اے نیکی کے طلب گار! آگے بڑھ اور اے برائی کے طلب گار! رک جا۔ اور اللہ تعالیٰ جہنم سے (بعض) لوگوں کو آزاد کرتا ہے۔ (رمضان میں) ہر رات اسی طرح ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ماہ رمضان نیکیوں کا مہینہ ہے' اس مہینے میں اللہ کی طرف سے نیکیوں کے راستے میں حائل بڑی رکاوٹیں دور کر دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص نیکیوں سے محروم رہتا ہے یا برائیوں سے اجتناب کر کے اللہ کی رحمت حاصل نہیں کرتا تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ ② شیطانوں اور سرکش جنوں کے قید ہو جانے کے باوجود ماہ رمضان میں انسانوں سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں' اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان گیارہ مہینوں میں گناہوں کا مسلسل ارتکاب کرنے کی وجہ سے ان کے عادی ہو جاتے ہیں' پھر رمضان میں نفس کی اصلاح کے لیے کوشش بھی نہیں کرتے' یعنی روزے نہیں رکھتے' کثرت سے تلاوت نہیں کرتے' تراویح نہیں پڑھتے' اس لیے ان کے نفس کی تربیت اور اصلاح نہ ہونے کی وجہ سے وہ گناہوں سے اجتناب نہیں کر سکتے۔ ③ جنت کے دروازے کھل جانے اور جہنم کے دروازے بند ہو جانے سے حقیقتاً ان دروازوں کا کھلنا اور بند ہونا بھی مراد ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ مسلمان معاشرے میں ماہ رمضان کو خاص اہمیت دی جاتی ہے' اس لیے نیکیوں کی طرف عام رجحان پیدا ہوتا ہے اور مسلمان ہر قسم کی نیکی کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کے گناہ سے بچنے کی شعوری کوشش کرتے ہیں۔ گویا یہ نیکیاں جنت کے دروازے ہیں اور گناہ جہنم کے دروازے۔ ④ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکیوں میں آگے بڑھنے اور گناہوں سے باز آنے کا اعلان بھی اس لیے ہے کہ مسلمان نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں۔ ⑤ ہر رات بعض لوگوں کی جہنم سے آزادی بھی ماہ رمضان کا خصوصی شرف ہے۔ گناہوں سے توبہ کر کے ہر شخص اس شرف کو حاصل کر سکتا ہے۔

١٦٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ

۱۶۴۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت کچھ لوگوں

١٦٤٣ـ [حسن] انظر الحديث السابق * أبوبكر بن عياش تابعه أبوإسحاق الفزاري عند صاحب الحلية: ٨/ ٢٥٧، ٩/ ٣١٩، وقال: "غريب"، وتابعهما أبومعاوية عند أحمد: ٢/ ٢٥٤ إلا أنه قال: "عن أبي هريرة أو عن أبي سعيد"، شك الأعمش، وللحديث شواهد كثيرة، راجع الترغيب والترهيب وغيره.

أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلّٰهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ. وَذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ».

کو آزاد فرماتا ہے۔ اور یہ (رمضان کی) ہر رات میں ہوتا ہے۔"

فائدہ: جہنم سے آزادی کا یہ شرف خلوص کے ساتھ سنت کے مطابق روزہ رکھ کر اور گناہوں سے توبہ کر کے حاصل ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

١٦٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ رَمَضَانُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ. وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ. مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ. وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ».

۱۶۴۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمھارے پاس یہ مہینہ آ گیا ہے' اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے افضل ہے' جو اس رات (کا ثواب حاصل کرنے) سے محروم رہا' وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔ اس کے خیر سے وہی محروم رہتا ہے جو واقعی محروم ہے۔"

فوائد و مسائل: ① وعظ و نصیحت میں موقع محل کا لحاظ رکھنا چاہیے' علمائے کرام عموماً خاص خاص ایام میں خاص موضوعات پر اظہار خیال کرتے ہیں' مثلاً: ماہ محرم میں بدعات محرم کی تردید اور ماہ ربیع الاول میں اس ماہ کی بدعات کا رد لیکن یہ بھی مناسب نہیں کہ پورا مہینہ ایک ہی موضوع پر تقریریں کرنا ضروری سمجھ لیا جائے' جیسے محرم میں حادثۂ کربلا کی جھوٹی سچی تفصیلات اور ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور بچپن کی تفصیلات' بلکہ ان موضوعات کے ساتھ ساتھ دوسرے عملی مسائل بھی بیان کرنے چاہییں۔ ② اس مہینے کی افضل ترین رات لیلۃ القدر ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی سورۃ القدر میں ہے۔ ③ شب قدر کی عبادت کا ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف مسنون ہے' تاہم اگر کوئی شخص اعتکاف نہ کر سکے' تب بھی راتوں کی عبادت' خصوصاً طاق راتوں کی عبادت میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔ ④ ایک رات عبادت میں گزارنے سے تیس ہزار سے زیادہ راتوں کی عبادت کا ثواب مل رہا ہو' پھر بھی کوئی شخص محض سستی کی وجہ سے یہ ثواب حاصل نہ کر سکے تو یہ واقعی بہت بڑی محرومی ہے۔ ⑤ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن صحیح ہے۔

١٦٤٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط، ح: ١٤٦٧ من حديث محمد بن بلال به، وقتادة عنعن، وتقدم، ح: ١٧٥، ولحديثه شاهد منقطع في سنن النسائي: ٤/ ١٢٩، ح: ٢١٠٨، ومرسل في المصنف لعبدالرزاق، ح: ٧٣٨٣، وضعيف الطبراني في الكبير، انظر مجمع الزوائد: ٣/ ١٤٢.

دیکھیے :(صحیح الترغیب' للألباني' رقم:۹۸۹'۹۹۰)

(المعجم ٣) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ** (التحفة ٣)

باب:٣-شک کے دن روزہ رکھنا منع ہے

١٦٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ، فِي الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ. فَأُتِيَ بِشَاةٍ. فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ. فَقَالَ عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ هٰذَا الْيَوْمَ فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ.

۱۶۴۵- حضرت صلہ بن زفر رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم لوگ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے اور دن وہ تھا جس میں شک کیا جاتا ہے۔ آپ کی خدمت میں ایک (پکائی ہوئی) بکری پیش کی گئی۔ بعض لوگ (کھانے سے اجتناب کرتے ہوئے) ایک طرف ہو گئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے اس دن روزہ رکھا' اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

فوائد و مسائل: ① شک کے دن سے مراد انتیس شعبان کے بعد والا دن ہے جب کہ چاند نظر آنے کی تصدیق نہ ہوئی ہو۔ یہ دن حقیقت میں شعبان کا تیسواں دن ہے۔ ② بعض لوگ تیس شعبان کو اس لیے روزہ رکھ لیتے ہیں کہ شاید رمضان شروع ہو گیا ہو اور ہمیں معلوم نہ ہوا ہو۔ اب اگر رمضان شروع ہو چکا ہوا تو یہ روزہ رمضان کا ہو جائے گا' ورنہ نفلی روزہ سہی۔ اس طرح کا شک والا روزہ رکھنا شرعاً منع ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ نے فرض عبادات کی مقدار اور اوقات کا تعین کر دیا ہے۔ نفلی اور فرض عبادات کے اس امتیاز کو ختم کرنا درست نہیں۔ ④ نیکی کا عمل اگر سنت کے خلاف ہو تو وہ نیکی کا عمل ہی نہیں رہتا۔ ⑤ یہ روایت اکثر محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ بعض صحابہ کے روزہ نہ توڑنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انھوں نے معمول کے مطابق روزہ رکھا ہو' جس کی اجازت ہے۔

١٦٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:

۱۶۴۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے چاند نظر آنے سے ایک دن پہلے جلدی کرتے ہوئے روزہ رکھنے سے

١٦٤٥ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الصيام، باب كراهية صوم يوم الشك، ح: ٢٣٣٤ عن ابن نمير به، وأعله البخاري، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، والدارقطني وغيرهم * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح: ٤٦، وله شواهد كلها ضعيفة.

١٦٤٦ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٢٦٠ لعلته.

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَعْجِيلِ صَوْمِ يَوْمٍ قَبْلَ الرُّؤْيَةِ.

منع فرمایا۔

١٦٤٧- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ: «الصِّيَامُ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا. وَنَحْنُ مُتَقَدِّمُونَ. فَمَنْ شَاءَ فَلْيَتَقَدَّمْ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيَتَأَخَّرْ».

١٦٤٧- حضرت ابوعبدالرحمٰن قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کو منبر پر یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان (شروع ہونے) سے پہلے منبر پر فرمایا کرتے تھے: ''روزہ فلاں دن ہوگا' اور ہم (عادتاً) اس سے پہلے روزہ رکھنے والے ہیں۔ اب جو چاہے پہلے شروع کر لے اور جو چاہے بعد میں (رمضان شروع ہونے پر روزہ رکھنا) شروع کرے۔''

572

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس صحیح حدیث کے خلاف بھی ہے جو آگے آ رہی ہے۔ دیکھیے (حدیث:١٦٥٠)

(المعجم ٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي وِصَالِ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ (التحفة ٤)

باب:٤- (کثرت سے روزے رکھ کر) شعبان کو رمضان سے ملا دینا

١٦٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ.

١٦٤٨- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ شعبان کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔

١٦٤٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٧٥، ح: ٨٨٠ من حديث مروان بن محمد به، وزاد: "كان يقوم على المنبر قبل رمضان بيوم ويقول" قال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله موثقون لكن قيل إن القاسم أباعبدالرحمٰن لم يسمع من أحد من الصحابة سوى أبي أمامة" قلت: الصواب خلافه، انظر تهذيب الكمال والمعجم الكبير وغيرهما، والحديث شاذ مخالف للأحاديث الصحيحة، انظر، ح: ١٦٥٠.

١٦٤٨_ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في وصال شعبان برمضان، ح: ٧٣٦ من حديث منصور به، وقال: "حسن"، وله شواهد صحيحة عند أبي داود، ح: ٢٣٣٦ وغيره، وانظر الحديث الآتي.

١٦٤٩ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ : حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْغَازِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ : كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ حَتَّى يَصِلَهُ بِرَمَضَانَ .

۱۶۴۹- حضرت ربیعہ بن غاز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے بارے میں سوال کیا تو ام المومنین ؓ نے فرمایا: آپ ﷺ پورا شعبان روزے رکھتے تھے حتی کہ اسے رمضان سے ملا دیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① سارا شعبان روزے رکھنے سے مراد شعبان میں کثرت سے نفلی روزے رکھنا ہے کیونکہ حضرت عائشہ ؓ ہی سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو رمضان کے سوا کسی مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ اور میں نے نبی ﷺ کو کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔'' (صحیح البخاري' الصوم' باب صوم شعبان' حدیث:۱۹۶۹) ② بہتر یہ ہے کہ نصف شعبان کے بعد نفلی روزے نہ رکھے جائیں۔ دیکھیے (حدیث:۱۶۵۱)

(المعجم ٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ أَنْ يَتَقَدَّمَ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ، إِلَّا مَنْ صَامَ صَوْمًا فَوَافَقَهُ (التحفة ٥)

باب: ۵- رمضان شروع ہونے سے (ایک دن) پہلے روزہ رکھنا منع ہے' سوائے اس شخص کے جو پہلے سے اس دن کا روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو

١٦٥٠ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ، وَ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لاَ تَقَدَّمُوا صِيَامَ رَمَضَانَ بِيَوْمٍ وَلاَ يَوْمَيْنِ. إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْماً فَيَصُومُهُ».

۱۶۵۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان (شروع ہونے) سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو۔ سوائے اس شخص کے جو پہلے سے وہ روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو تو اس دن بھی رکھ لے۔''

فوائد ومسائل: ① رمضان شروع ہونے سے ایک دن پہلے روزہ رکھنے کی ایک صورت ''شک کا روزہ'' ہے

١٦٤٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين والخميس، ح: ٧٤٥ من حديث ثور به، وقال: "حسن غريب"، والحديث السابق شاهد له.

١٦٥٠ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب: لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ١٩١٤، ومسلم، الصيام، باب لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ١٠٨٢ من حديث يحيى به بألفاظ متقاربة.

جس کی تفصیل گزشتہ باب میں بیان ہوئی' یعنی جس دن مطلع ابر آلود ہونے یا کسی اور وجہ سے چاند نظر آنے کی شرعی گواہی نہ مل سکی ہو اور لوگوں کو اس کی بابت شک ہو کہ تیس شعبان ہے یا یکم رمضان تو اس دن اس نیت سے روزہ رکھنا کہ اگر بعد میں ثابت ہو گیا کہ رمضان شروع ہو چکا تھا تو یہ رمضان کا روزہ شمار ہو گا' ورنہ نفلی روزہ ہو جائے گا' یہ صورت جائز نہیں۔ ② رمضان سے پہلے روزہ رکھنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ رمضان شروع نہ ہونے کا یقینی علم ہونے کے باوجود روزہ رکھا جائے۔ اس طرح نفل اور فرض کو باہم ملا دیا جائے تو یہ بھی جائز نہیں بلکہ یہ عمل ظاہری طور پر فرضی عبادت میں اضافے سے مشابہ ہے۔ ③ رمضان سے پہلے روزہ رکھنے کی تیسری صورت یہ ہے' مثلاً: ایک شخص کا معمول' سنت کے مطابق سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا ہے۔ اتفاقاً ۲۹ یا ۳۰ شعبان کو سوموار یا جمعرات کا دن تھا اور اس سے اگلے دن یکم رمضان ہو گیا تو یہ روزہ رمضان سے پہلے اس سے متصل ہے' یا کسی کے ذمے قضا وغیرہ کے روزے تھے' وہ ۲۹ یا ۳۰ شعبان کو ختم ہوئے۔ ان صورتوں میں یا ایسی ہی کسی اور صورت میں اس کا ارادہ رمضان کے ساتھ دوسرے روزے ملانے کا نہیں تھا بلکہ اتفاقاً یہ روزے رمضان کے روزوں سے آ ملے تو یہ صورت جائز ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔

١٦٥١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ النِّصْفُ مِنْ شَعْبَانَ، فَلَا صَوْمَ حَتّٰى يَجِيءَ رَمَضَانُ».

۱۶۵۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب شعبان آدھا ہو جائے تو رمضان آ جانے تک کوئی روزہ نہیں۔''

فائدہ: گزشتہ حدیث سے رمضان سے پہلے بعض روزے رکھنے کا جواز ظاہر ہوتا ہے' لہٰذا اس حدیث کا مطلب یہ ہو گا کہ رمضان قریب آ جانے پر نفلی روزوں سے اجتناب بہتر ہے تاکہ نفل اور فرض روزوں میں امتیاز ہو جائے اور کوئی شخص اس قدر کمزور نہ ہو جائے کہ رمضان کے روزوں میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہو۔

(المعجم ٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَةِ عَلٰى رُؤْيَةِ الْهِلَالِ (التحفة ٦)

باب:٦- چاند دیکھنے کی گواہی

١٦٥١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في كراهية ذلك، ح: ٢٣٣٧ من حديث الدراوردي عبدالعزيز بن محمد به، وقال الترمذي، ح: ٧٣٨ "حسن صحيح".

١٦٥٢- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَوْدِيُّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَبْصَرْتُ الْهِلاَلَ اللَّيْلَةَ. فَقَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «قُمْ يَا بِلاَلُ فَأَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنْ يَصُومُوا غَدًا».

۱۶۵۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے آج رات چاند دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! اٹھو' لوگوں میں اعلان کردو کہ کل روزہ رکھیں۔''

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: هٰكَذَا رِوَايَةُ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ. وَرَوَاهُ حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ، فَلَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ. وَقَالَ: فَنَادٰى أَنْ يَقُومُوا وَأَنْ يَصُومُوا.

ایک روایت میں ہے: بلال ؓ نے اعلان کردیا کہ وہ قیام کریں اور روزہ رکھیں۔

فوائد ومسائل: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم سنن ابوداود میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ مجھے چاند نظر آ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس خبر کے مطابق) خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (سنن أبي داود' الصيام' باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان' حديث:۲۳۴۲) محققین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کی گواہی رمضان شروع ہونے کا یقین کرنے کے لیے کافی ہے۔ ② رؤیت ہلال کے مسئلے میں اہل علم میں اختلاف ہے۔ کچھ اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی بھی جگہ رمضان کے چاند کی شرعی طریقے سے رؤیت ثابت ہو جائے تو تمام مسلمانوں کے لیے روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے اور اگر اسی طرح کسی بھی جگہ شوال کے چاند کی رؤیت ثابت ہو جائے تو تمام مسلمانوں کے لیے روزہ چھوڑنا لازم ہو جاتا ہے۔ امام احمد ؒ کا یہی موقف ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ رمضان کے روزے اور شوال کی عید کے احکام ان لوگوں کے لیے واجب ہوں گے جو خود چاند دیکھ لیں یا چاند دیکھنے والوں کا مطلع ایک ہو کیونکہ اہل معرفت' یعنی ماہرین فلکیات کا اتفاق ہے کہ ہلال کے مطالع مختلف ہیں' لہٰذا ضروری ہے کہ ہر

١٦٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، ح: ٢٣٤٠ من حديث زائدة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، وانظر، ح: ١٧١ لعلته.

ملک اپنی رؤیت کے مطابق عمل کرے اور اس رؤیت کے مطابق عمل ان ملکوں کے لیے واجب ہوگا جن کا مطلع اس کے مطابق ہو اور جن ممالک کا مطلع اس کے مطابق نہ ہوگا وہ اس کے تابع نہ ہوں گے۔ یہ قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ہے۔ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ شیخ الاسلام کے موقف کی بابت لکھتے ہیں کہ مطالع مختلف ہونے کی صورت میں محض عموم کی وجہ سے احکام ہلال ثابت نہ ہوں گے۔ بلاشبہ استدلال کے اعتبار سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول اور موقف قوی ہے اور نظر وقیاس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ (أردو): ۲/۱۶۱، مطبوعہ دارالسلام)

آج کل ہمارے ہاں بھی بعض لوگ روزے، عیدین اور دیگر عبادات جو چاند سے متعلق ہیں سعودی عرب کی رؤیت ہلال کے مطابق ادا کرتے ہیں اور اسی رؤیت کو اپنے لیے قابل عمل قرار دیتے ہیں۔ اس مسئلے کی بابت سعودی علماء اور مفتیان سے بھی استفسار کیا گیا، لہٰذا سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں: ''یہ مسئلہ سعودی عرب کے کبار علماء کی مجلس میں بھی پیش کیا گیا تو ان علماء کی رائے یہ تھی کہ اس مسئلے میں راجح بات یہ ہے کہ اس میں کافی گنجائش ہے، اپنے ملک کے علماء کی رائے کے مطابق عمل کر لیا جائے تو یہ جائز ہے۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری رائے میں یہ ایک معتدل رائے ہے اور اس سے اہل علم کے مختلف اقوال و دلائل میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ آگے چل کر انھوں نے علماء کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اہل علم پر واجب ہے کہ ماہ کے آغاز و اختتام کے موقع پر اس مسئلہ کی طرف خصوصی توجہ مبذول کریں اور ایک بات پر متفق ہو جائیں جو ان کے اجتہاد کے مطابق حق کے زیادہ قریب ہو، پھر اسی کے مطابق عمل کریں اور لوگوں تک بھی اپنی بات پہنچا دیں، ان کے حکمرانوں اور عام مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ اس سلسلے میں اپنے علماء کی پیروی کریں اور اس مسئلہ میں اختلاف نہ کریں کیونکہ اس سے لوگ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے اور کثرت سے قیل و قال ہونے لگے گی۔'' دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ (أردو) ۲/ ۱۵۸، ۱۵۹، مطبوعہ دارالسلام) سعودی مفتیان کے فتاویٰ اور دیگر دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ ہر ملک اپنی رؤیت اور اپنے علماء کے متفقہ فیصلے کے مطابق ہی روزے عیدیں اور دیگر عبادات بجالائے، ان شاء اللہ اسی میں خیر ہے۔ واللہ أعلم بالصواب.

١٦٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ أَبِي عُمَيْرِ ابْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمُومَتِي مِنَ الأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالُوا:

۱۶۵۳- حضرت ابوعمیر عبداللہ بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: مجھے میرے چچاؤں نے حدیث سنائی، جو انصاری صحابی تھے، انھوں نے فرمایا: ہمیں شوال کا چاند (بادل وغیرہ کی وجہ سے) نظر نہ آیا تو

١٦٥٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب إذا لم يخرج الإمام للعيد من يومه يخرج من الغد، ح: ١١٥٧ من حديث أبي بشر جعفر به، وصححه ابن حبان، والبيهقي، وابن حزم وغيرهم.

أُغْمِيَ عَلَيْنَا هِلاَلُ شَوَّالٍ. فَأَصْبَحْنَا صِيَاماً. فَجَاءَ رَكْبٌ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ، فَشَهِدُوا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلاَلَ بِالأَمْسِ. فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُفْطِرُوا، وَأَنْ يَخْرُجُوا إِلَى عِيدِهِمْ مِنَ الْغَدِ.

ہم نے صبح کو روزہ رکھ لیا۔ دن کے آخری حصے میں ایک قافلہ آیا۔ ان لوگوں نے نبی ﷺ کے پاس گواہی دی کہ انھوں نے کل چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ چھوڑ دیں اور اگلے دن عید کے لیے (عیدگاہ کی طرف) نکلیں۔

فوائد ومسائل: ① شوال کے چاند کے لیے کم از کم دو قابل اعتماد مسلمانوں کی گواہی ضروری ہے۔ حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ چاند دیکھ کر عبادت کریں (روزہ رکھیں اور عید کریں)' اگر ہمیں چاند نظر نہ آئے اور دو قابل اعتماد گواہ گواہی دے دیں تو ہم ان کی گواہی کی بنیاد پر عبادت کریں گے۔'' (سنن أبي داود' الصيام' باب شهادة رجلين على رؤية هلال شوال' حدیث: ٢٣٣٨) اس حدیث کو امام دارقطنی نے صحیح قرار دیا ہے۔ ② اگر چاند کی خبر دوپہر کے بعد ملے تو عید کی نماز اگلے دن ادا کی جائے گی لیکن روزہ اسی وقت چھوڑ دیا جائے گا۔ ③ قریب کے شہر کی رؤیت مقبول ہے۔ قافلہ دن بھر کے سفر کے بعد شام کو مدینے پہنچا تھا۔ اتنے فاصلے پر دیکھے ہوئے چاند کی بنیاد پر مدینے میں روزہ کھول دیا گیا۔

(المعجم ٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ» (التحفة ٧)

باب: ٧- چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا ختم کرو

١٦٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلاَلَ فَصُومُوا. وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا. فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ» وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَصُومُ قَبْلَ الْهِلاَلِ بِيَوْمٍ.

١٦٥٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھو' اور جب چاند دیکھو تو روزے چھوڑ دو۔ اگر تم پر بادل چھا جائے تو اس کا اندازہ کر لو۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ چاند سے ایک دن پہلے روزہ رکھتے تھے۔

١٦٥٤_ أخرجه البخاري، الصوم، باب: هل يقال: رمضان، أو شهر رمضان؟ ومن رأى كله واسعًا، ح: ١٩٠٠ من حديث ابن شهاب الزهري به المرفوع فقط، وأخرج مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال والفطر . . . الخ، ح: ١٠٨١ من حديث إبراهيم بن سعد عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة به.

فوائد ومسائل: ① چاند نظر آنے پر قمری مہینہ شروع ہو جاتا ہے۔ رات اپنے بعد والے دن کے ساتھ گنی جاتی ہے۔ ② چاند دیکھ کر روزہ رکھنے کا مطلب رات ہی کو روزہ رکھنا نہیں کیونکہ روزے کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔ ③ چاند دیکھ کر روزہ چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جب شوال کا چاند نظر آ جائے تو وہ رات شوال کی پہلی رات ہوگی۔ رمضان کے احکام ختم ہو جائیں گے۔ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے چاند نظر آ جائے جیسے: بعض اوقات تیس کا مہینہ ہونے کی صورت میں ہو جاتا ہے تو سورج غروب ہونے سے پہلے روزہ افطار نہ کیا جائے کیونکہ روزہ غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ﴾ (البقرة ٢:١٨٧) ''پھر رات تک روزہ پورا کرو۔'' ④ بادل ہونے کی صورت میں اندازہ کرنے کا مطلب تیس روزے پورے کرنا ہے کیونکہ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: [فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ] ''اگر بادل ہو جائیں تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔'' (صحيح البخاري' الصوم' باب قول النبي ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا ' وَ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا حديث:١٩٠٧) ⑤ تیسواں روزہ رکھنے کو اندازہ اس لیے کہا گیا ہے کہ مذکورہ صورت میں چاند نہ ہونا یقینی نہیں لیکن چاند ہونے کا یقین نہ ہونے کی وجہ سے رمضان کے باقی رہنے کا حکم لگایا گیا ہے۔ اگر یقینی خبر سے چاند ہونا ثابت ہو جائے تو روزہ چھوڑ دیا جائے گا۔ ⑥ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رمضان سے پہلے ایک روزہ رکھا، ممکن ہے وہ ان کی عادت کے مطابق روزہ ہو جو اتفاقاً اس روز واقع ہو گیا ہو۔ دیکھیے (حدیث:١٦٥٠' فائدہ:٣) یا ممکن ہے انھوں نے نہی کو فضیلت کے معنی میں لیا ہو۔ واللہ أعلم. بہر حال صحابی کے قول وعمل پر رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کو ترجیح دیتے ہوئے یہ روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے، نیز شیخ البانی رحمہ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فعل کی بابت لکھتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ عمل صرف ابن ماجہ میں ہے اور یہ اضافہ منکر ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل: ٤/١٠' رقم:٩٠٣)

١٦٥٥ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا. وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا. فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْماً».

١٦٥٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھو اور جب (دوبارہ) چاند دیکھو تو روزے رکھنا چھوڑ دو۔ اگر تم پر بادل ہو جائیں تو تیس دن روزے رکھ لو۔''

(المعجم ٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ» (التحفة ٨)

باب:٨- مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے

١٦٥٥ـ أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق.

١٦٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَمْ مَضٰى مِنَ الشَّهْرِ؟» قَالَ قُلْنَا: اثْنَانِ وَعِشْرُونَ، وَبَقِيَتْ ثَمَانٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الشَّهْرُ هٰكَذَا، وَالشَّهْرُ هٰكَذَا، [وَالشَّهْرُ هٰكَذَا]» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَمْسَكَ وَاحِدَةً.

۱۶۵۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینے کا کتنا حصہ گزر گیا ہے؟'' ہم نے کہا: بائیس (دن گزر گئے ہیں) اور باقی آٹھ دن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ اتنا ہوتا ہے اور مہینہ اتنا ہوتا ہے اور مہینہ اتنا ہوتا ہے۔'' آپ نے تین بار یہ الفاظ فرمائے اور (تیسری بار) ایک انگلی بند فرمالی۔

فائدہ: دو بار دس انگلیوں سے اشارہ فرما کر تیسری بار نو انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور واضح کیا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے، ضروری نہیں کہ تیس دن ہی کا ہو۔ انتیس کا چاند ہو جانے کی صورت میں ایک مہینے کے روزوں کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔

١٦٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» وَعَقَدَ تِسْعاً وَعِشْرِينَ فِي الثَّالِثَةِ.

۱۶۵۷- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ اتنا، اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔'' آپ ﷺ نے تیسری بار کے اشارے سے انتیس کا اشارہ مکمل کیا۔

١٦٥٨- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا صُمْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۶۵۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں تیس روزوں کی نسبت انتیس روزے زیادہ دفعہ رکھے۔

١٦٥٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٥١ عن أبي معاوية وغيره، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٩٢٣، والبوصيري * الأعمش عنعن، وتقدم، ح: ١٧٨، ولحديثه شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

١٦٥٧ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ١٠٨٦ من حديث محمد بن بشر به.

١٦٥٨ـ [صحيح] وله شاهد صحيح عند أبي داود، الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ٢٣٢٢ وغيره.

تِسْعاً وَعِشْرِينَ ، أَكْثَرُ مِمَّا صُمْنَا ثَلاَثِينَ .

فوائد و مسائل: ① روزے فرض ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نو بار ماہ رمضان آیا کیونکہ روزے کی فرضیت ۲ھ میں ہوئی اور ۱۱ھ کا رمضان آنے سے پہلے ماہ ربیع الاول میں نبی ﷺ رحلت فرما گئے۔ اس دوران میں کم از کم پانچ بار رمضان کے انتیس روزے ہوئے۔ ② حدیث ۱۶۵۶ اور ۱۶۵۷ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تیس کا ہونا ضروری نہیں' کبھی انتیس کا ہوتا ہے کبھی تیس دن کا۔

(المعجم ٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهْرَيِ الْعِيدِ (التحفة ٩)

باب: ۹- عید کے دو مہینے

١٦٥٩- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «شَهْرَا عِيدٍ لاَ يَنْقُصَانِ: رَمَضَانُ وَذُو الْحَجَّةِ».

۱۶۵۹- حضرت ابوبکرہ (نفیع بن حارث ثقفی) ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عید کے دو مہینے ناقص نہیں ہوتے' یعنی رمضان اور ذوالحجہ۔''

فائدہ: اس فرمانِ نبوی کی وضاحت مختلف انداز سے کی گئی ہے۔ ایک قول کے مطابق حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ مہینے انتیس کے بھی ہوں تو عظمت و ثواب کے لحاظ سے بڑے ہی ہیں' انھیں چھوٹا نہ سمجھو۔ دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک سال میں دونوں انتیس کے نہیں ہوتے۔ اگر ان میں سے ایک مہینہ انتیس دن کا ہوگا تو دوسرا ضرور تیس کا ہوگا۔ یہ مطلب بھی ایک حد تک صحیح ہے کیونکہ عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ پہلا مطلب زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ رمضان میں روزوں کی عبادت کی جاتی ہے اور ذوالحجہ میں حج کی عبادت ہوتی ہے اور یہ دونوں اسلام کے ارکان میں سے ہیں جب کہ اسلام کے دوسرے ارکان کسی خاص مہینے سے تعلق نہیں رکھتے۔

١٦٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسٰى:

۱۶۶۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عید الفطر اس دن ہے جس

١٦٥٩ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب شهرا عيد لا ينقصان، ح: ١٩١٢ من حديث خالد به، ومسلم، الصيام، باب بيان معنى قوله ﷺ: شهرا عيد لا ينقصان، ح: ١٠٨٩ من حديث يزيد به.

١٦٦٠ـ [صحيح] * محمد بن عمر بن أبي عمر المقرىء لا يعرف، ولعله محمد بن أبي عمر الدوري (تقريب)، وشيخه إسحاق بن عيسى بن نجيح، أبويعقوب ابن الطباع صدوق مشهور، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ٢٣٢٤، والترمذي، ح: ٦٩٧ وغيرهما.

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ، وَالأَضْحٰى يَوْمَ تُضَحُّونَ».

دن تم (رمضان مکمل کرکے) روزہ چھوڑتے ہو' اور عیدالاضحیٰ اس دن ہے جس دن تم قربانی کرتے ہو۔"

فائدہ: عیداجتماعی عبادت ہے' اس لیے اگر کسی شخص کو چاند ہونے یا نہ ہونے میں شک ہو' تب بھی اسے عام مسلمانوں کے ساتھ ہی عید منانی چاہیے' اسی لیے چاند کے ثبوت کے لیے کثیر تعداد کی شرط نہیں رکھی گئی بلکہ دو قابل اعتماد افراد کی گواہی پر اعتماد کیا گیا ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١٠)

باب:۱۰- سفر میں روزہ رکھنا

١٦٦١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ، وَأَفْطَرَ.

۱۶۶۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سفر میں (کبھی) روزہ رکھا' اور (کبھی) چھوڑ دیا۔

فائدہ: جس سفر میں نماز قصر کرنا جائز ہے اس میں مسافر کے لیے روزہ چھوڑنا بھی جائز ہے' خواہ سفر پیدل ہو یا سواری پر اور سواری خواہ گاڑی ہو یا ہوائی جہاز وغیرہ اور خواہ تھکاوٹ لاحق ہوتی ہو جس میں روزہ مشکل ہو یا تھکاوٹ لاحق نہ ہوتی ہو' خواہ سفر میں بھوک پیاس لگتی ہو یا نہ لگتی ہو کیونکہ شریعت نے سفر میں نماز قصر کرنے اور روزہ چھوڑنے کی مطلق اجازت دی ہے اور اس میں سواری کی نوعیت یا تھکاوٹ اور بھوک پیاس وغیرہ کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرة ٢:١٨٤) "تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ (رمضان کے علاوہ) دوسرے دنوں سے گنتی پوری کر لے۔" علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں کو قبول کیا جائے جس طرح وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کی معصیت و نافرمانی کا ارتکاب کیا جائے۔ (مسند أحمد: ١٠٨/٢) البتہ اگر روزہ رکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور کوئی روزہ رکھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر تکلیف ہو تو پھر روزہ رکھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

١٦٦١ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٤/ ١٨٤، الصيام، ذكر الاختلاف على منصور، ح: ٢٢٩٢ من طريق شعبة عن منصور به، أخرجه البخاري، ح: ١٩٤٨، ومسلم، ح: ١١١٣ وغيرهما من طريق منصور عن مجاهد عن طاوس عن ابن عباس به مطولاً، وهو المحفوظ.

١٦٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلَ حَمْزَةُ الأَسْلَمِيُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَصُومُ. [أَ]فَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۱۶۶۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: میں (نفلی) روزے رکھا کرتا ہوں' کیا سفر میں بھی روزہ رکھ لیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے' چاہے تو چھوڑ دے۔''

١٦٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَ هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ. قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ جَمِيعاً، عَنْ هِشَامِ بن سَعْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ حَيَّانَ الدِّمَشْقِيِّ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي الْيَوْمِ الْحَارِّ. الشَّدِيدِ الْحَرِّ. وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ. وَمَا فِي الْقَوْمِ أَحَدٌ صَائِمٌ إِلَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ.

۱۶۶۳- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور اس دن شدید گرمی تھی حتی کہ آدمی گرمی کی شدت سے بچنے کے لیے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیتا تھا۔ (اس دن قافلے کے) لوگوں میں کسی کا روزہ نہیں تھا سوائے رسول اللہ ﷺ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی برداشت کر سکتا ہو تو سفر میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے اگرچہ اس میں مشقت ہی ہو۔

(المعجم ١١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١١)

باب:۱۱- سفر میں روزہ چھوڑنا

١٦٦٢ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم في السفر والإفطار، ح: ١٩٤٢، ١٩٤٣، ومسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح: ١١٢١ من حديث هشام به.

١٦٦٣ـ أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ١١٢٢ من حديث هشام بن سعد به.

١٦٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ كَعْبِ ابْنِ عَاصِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۱۶۶۴- حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔''

١٦٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۱۶۶۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ چاہے کتنی بھی مشقت ہو سفر میں روزہ ضرور رکھنا ہے۔ یہ سمجھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا کوئی نیکی نہیں ہے کیونکہ دین میں آسانی ہے' مشقت نہیں ہے' اس لیے شریعت کی عطا کردہ آسانی کو قبول کرنے کی بجائے مشقت ہی کو اختیار کرنا نیکی نہیں ہے۔ یہ حکم اس وقت ہے جب شدید مشقت ہو اور روزہ پورا کرنے کی صورت میں بیماری کا خوف ہو۔

١٦٦٦- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى التَّيْمِيُّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ،

۱۶۶۶- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفر میں رمضان کا روزہ رکھنے والا ایسے ہی ہے جیسے گھر میں ہوتے ہوئے روزہ نہ رکھنے والا۔ ابواسحاق نے فرمایا: یہ حدیث کسی

١٦٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٤/ ١٧٤، ١٧٥، الصيام، باب ما يكره الصيام في السفر، ح: ٢٢٥٧ من حديث سفيان به، وصححه الحاكم: ١/ ٤٣٣، والذهبي، وله شواهد عند البخاري، ح: ١٩٤٦، ومسلم، ح: ١١١٥ وغيرهما، انظر الحديث الآتي.

١٦٦٥ـ [صحيح] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٢/ ٦٣ من حديث محمد بن المصفى به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٩١٢ من حديث محمد بن المصفى، والبوصيري.

١٦٦٦ـ [إسناده ضعيف] * أبوسلمة لم يسمع من أبيه كما قال علي بن المديني، وأحمد، وابن معين وغيرهم، والزهري عنعن، وفيه علة أخرى، وأخرج النسائي: ٤/ ١٨٣، ح: ٢٢٨٦ـ ٢٢٨٨ عن الزهري به موقوفًا نحوه.

عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَائِمُ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ».

قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: هٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِشَيْءٍ.

کام کی نہیں۔

(المعجم ١٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ لِلْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ (التحفة ١٢)

باب:١٢- حاملہ اور دودھ پلانے والی کا روزہ چھوڑنا

١٦٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي هِلاَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ، وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: مِنْ بَنِي عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ أَغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَتَغَدَّى فَقَالَ: «ادْنُ فَكُلْ» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ. قَالَ: «اجْلِسْ أُحَدِّثْكَ عَنِ الصَّوْمِ أَوِ الصِّيَامِ. إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلاَةِ. وَعَنِ الْمُسَافِرِ وَالْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ، الصَّوْمَ، أَوِ الصِّيَامَ». وَاللهِ لَقَدْ قَالَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ، كِلْتَا هُمَا أَوْ إِحْدَاهُمَا. فَيَا لَهْفَ نَفْسِي فَهَلَّا كُنْتُ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

١٦٦٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یہ صحابی قبیلہ بنو عبدالاشہل کی شاخ بنو عبداللہ بن کعب سے ہیں۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سوار دستے نے ہمارے قبیلے پر حملہ کیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کھانا کھا رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''آ جاؤ' کھانا کھالو۔'' میں نے کہا: میرا روزہ ہے۔ فرمایا: ''بیٹھ جاؤ! میں تمھیں روزے کی بات بتاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو آدھی نماز معاف کر دی ہے' اور مسافر' حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ یا روزے معاف کر دیے ہیں۔'' اللہ کی قسم! نبی ﷺ نے یہ دونوں لفظ فرمائے یا ان میں سے ایک لفظ فرمایا۔ مجھے اپنے آپ پر افسوس ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کھانے میں شریک نہ ہوا۔

١٦٦٧ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصيام، باب اختيار الفطر، ح:٢٤٠٨ من حديث أبي هلال به، وحسنه الترمذي، ح:٧١٥، وصححه ابن خزيمة.

فوائد و مسائل: ① جس وقت یہ واقعہ پیش آیا' اس وقت حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے جب کہ ان کا قبیلہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ ② مسافر کو آدھی نماز معاف ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جن نمازوں میں چار رکعت فرض ہیں' ان میں دو رکعت فرض نماز ادا کی جائے۔ فجر اور مغرب کی نماز سفر میں بھی پوری پڑھی جاتی ہے۔ ③ روزے دار کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اپنے روزے کا اظہار کر سکتا ہے' یہ ریا میں شامل نہیں۔ ④ مسافر' بچے کو دودھ پلانے والی اور حاملہ کے لیے رعایت ایک ہی سیاق میں بیان ہوئی ہے' مگر تفصیل میں فرق ہے کہ مسافر کو روزہ معاف ہے' مگر قضا ادا کرنا واجب ہے۔ اور مرضعہ اور حاملہ کی بابت علماء کی چار آراء ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے: ایک رائے تو یہ ہے کہ ان کے لیے فدیہ ہی کافی ہے' بعد میں قضا نہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ان پر قضا ہے نہ فدیہ۔ یہ رائے حافظ ابن حزم کی ہے جو انھوں نے "المحلی" (مسئلہ نمبر: ۷۷۰) میں بیان کی ہے۔ تیسری رائے یہ ہے کہ فدیۂ طعام کے علاوہ بعد میں وہ قضا بھی دیں۔ چوتھی رائے یہ ہے کہ وہ مریض کے حکم میں ہیں' وہ روزہ چھوڑ دیں' انھیں فدیہ دینے کی ضرورت نہیں اور بعد میں قضا دیں۔ مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ دیکھیے: (إنجاز الحاجة شرح ابن ماجه: ٥/٥٦٦)' نیز سعودی علماء کی بھی یہی رائے ہے۔ (دیکھیے: فتاویٰ اسلامیہ (اُردو)' ۲/۲۰۳' ۲۰۵' مطبوعہ دارالسلام)

١٦٦٨ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْحُبْلَى الَّتِي تَخَافُ عَلَى نَفْسِهَا، أَنْ تُفْطِرَ. وَلِلْمُرْضِعِ الَّتِي تَخَافُ عَلَى وَلَدِهَا.

۱۶۶۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس حاملہ کو' جسے اپنی جان کا خطرہ ہو روزہ چھوڑنے کی رخصت دی ہے' اور دودھ پلانے والی اس عورت کو بھی (رخصت دی ہے) جسے اپنے بچے کے بارے میں (نقصان پہنچنے کا) خوف ہو۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا

١٦٦٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ،

۱۶۶۹- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے ذمے رمضان کے روزے

١٦٦٨_ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٢٦٩ لعلته، وفيه علل أخرى.

١٦٦٩_ أخرجه البخاري، الصوم، باب: متى يقضى قضاء رمضان؟، ح: ١٩٥٠، ومسلم، الصيام، باب جواز تأخير قضاء رمضان ما لم يجيء رمضان آخر . . . الخ، ح: ١١٤٦ من حديث يحيى بن سعيد به.

[وَ]عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنْ كَانَ لَيَكُونُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَمَا أَقْضِيهِ حَتَّى يَجِيءَ شَعْبَانُ.

ہوتے تھے تو میں ان کی قضا نہیں دیتی تھی حتی کہ شعبان آ جاتا۔

فوائد ومسائل: ① رمضان میں عذر شرعی کی بنا پر جو روزے چھوٹ جائیں' ان کی قضا سال بھر میں کسی وقت بھی دی جا سکتی ہے' ضروری نہیں کہ وہ روزے شوال ہی میں رکھے جائیں۔ ② ام المومنین ؓ چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا میں اس لیے تاخیر فرماتی تھیں کہ ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو مقاربت کی خواہش ہو' اور وہ روزے کی وجہ سے نبی ﷺ کی خدمت سے محروم رہ جائیں۔ ام المومنین ؓ شعبان میں اس لیے روزے رکھ لیتی تھیں کہ نبی ﷺ اس مہینے میں نفلی روزے کثرت سے رکھتے تھے' چنانچہ تاخیر کی وہ وجہ باقی نہیں رہتی تھی جو دوسرے مہینوں میں ہوتی تھی۔ ③ عورت کو چاہیے کہ خاوند کو خوش رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے' بشرطیکہ شرعی طور پر ناجائز کام کا ارتکاب نہ کرنا پڑے۔

١٦٧٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ.

١٦٧٠- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے ہاں رہتے ہوئے ہمیں حیض آتا تھا تو آپ ﷺ ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① حیض روزے کے منافی ہے' اس لیے ان ایام میں روزہ رکھنا منع ہے۔ ② اگر روزہ رکھا ہوا ہو اور دن کے وقت حیض شروع ہو جائے تو روزہ ختم ہو جائے گا' وہ روزہ شمار نہیں ہوگا۔ ③ حیض ونفاس کے عذر کی وجہ سے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہوئے روزے بعد میں رکھے جاتے ہیں۔

(المعجم ١٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ (التحفة ١٤)

باب:١٤- رمضان کا کوئی روزہ چھوڑنے کا کفارہ

١٦٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٦٧١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں

١٦٧٠- [حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في قضاء الحائض الصيام دون الصلاة، ح:٧٨٧ من حديث عبيدة به، وقال: "حسن . . . وعبيدة هو ابن معتب الضبي الكوفي"، وتقدم حاله، ح:١١٥٧.

١٦٧١- أخرجه البخاري، كفارات الأيمان، باب متى تجب الكفارة على الغني والفقير؟ . . . الخ، ح:٦٧٠٩، ◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلَكْتُ. قَالَ: «وَمَا أَهْلَكَكَ؟» قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْتِقْ رَقَبَةً» قَالَ: لاَ أَجِدُ. قَالَ: «صُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ» قَالَ: لاَ أُطِيقُ. قَالَ: «أَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِيناً» قَالَ: لاَ أَجِدُ. قَالَ: «اجْلِسْ» فَجَلَسَ. فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ أُتِيَ بِمِكْتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ. فَقَالَ: «اذْهَبْ فَتَصَدَّقْ بِهِ» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنَّا. قَالَ: «فَانْطَلِقْ فَأَطْعِمْهُ عِيَالَكَ».

نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور بولا: میں تباہ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کیسے تباہ ہو گیا؟'' اس نے کہا: ''میں رمضان میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر بیٹھا ہوں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک انسان (غلام یا لونڈی) آزاد کرو۔'' اس نے کہا: میرے پاس (غلام خریدنے کے لیے مال) نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''مسلسل دو ماہ روزے رکھ لو۔'' اس نے کہا: مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔'' اس نے کہا: میرے پاس (اتنا مال بھی) نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' تو وہ بیٹھ گیا۔ اسی اثنا میں آپ ﷺ کی خدمت میں (کھجوروں کا) ایک ٹوکرا لایا گیا' جسے عَرَق کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ' یہ صدقہ کر دو۔'' اس نے کہا: اللہ کے رسول! قسم ہے اس ذات کی' جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا' مدینے میں دونوں پتھریلے علاقوں کے درمیان کوئی گھرانا ہم سے زیادہ اس کا ضرورت مند نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور یہ اپنے اہل وعیال کو کھلا دو۔''

حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِذٰلِكَ. فَقَالَ: «وَصُمْ يَوْماً مَكَانَهُ».

ایک دوسری سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس (روزے) کی جگہ ایک دن کا روزہ رکھ لینا۔''

ومسلم، الصيام، باب تغليظ تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائم . . . الخ، ح: ١١١١ من حديث سفيان به، وأما السند الثاني ففيه عبدالجبار بن عمر وهو ضعيف (تقريب).

فوائد ومسائل: ① روزے کی حالت میں جان بوجھ کر مباشرت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ بھی لازم ہو جاتا ہے۔ ② کفارے کی مقدار ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو' یا غلام دست یاب نہ ہو تو مسلسل دو ماہ روزے رکھے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ ③ جو شخص کسی طرح بھی کفارہ ادا نہ کر سکتا ہو' اس سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ اس صحابی کو رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم نہیں دیا کہ فی الحال یہ کھجوریں تم خود کھا لو' بعد میں کفارہ ادا کر دینا۔ ④ اگر کسی مفلس آدمی پر کسی شرعی غلطی کی وجہ سے کفارہ لازم آ جائے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے مالی تعاون کریں تاکہ وہ کفارہ ادا کر سکے۔ ⑤ جو شخص اپنی غلطی پر پشیمان ہو' اسے مزید شرمندہ کرنے کے بجائے اس پر شفقت کا اظہار کرنا چاہیے اور اس کے مسئلے کا شرعی حل پیش کرنا چاہیے۔ حدیث میں مذکور شخص کی پریشانی تو اس کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس نے کہا: هَلَكْتُ ''میں تو برباد ہو گیا ہوں'' اس کی کیفیت ایک اور روایت میں زیادہ واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: ایک اعرابی آیا' وہ چہرہ پیٹ رہا تھا' اور بال کھسوٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: میں تو برباد ہی ہو گیا ہوں.....'' (مسند أحمد:٢/٥١٦) ⑥ اس ٹوکرے میں کتنی کھجوریں تھیں؟ اس کے بارے میں امام مالک ؒ نے حضرت سعید بن مسیب ؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی مقدار پندرہ اور بیس صاع کے درمیان تھی۔ (موطأ الإمام مالك' الصيام' باب كفارة من أفطر في رمضان: ١/٢٧٤' حديث:٦٧٣) سنن ابوداود میں بھی ایک روایت میں ''پندرہ صاع'' اور دوسری روایت میں ''بیس صاع'' مروی ہے۔ (سنن أبي داود' الصيام' باب: كفارة من أتى أهله في رمضان' حديث:٢٣٩٥) اس کی مقدار اندازاً ایک من بنتی ہے۔ ⑦ [وَصُمْ يَوْمًا مَكَانَهُ] ''اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لینا۔'' اس جملے کے بارے میں محمد فواد عبدالباقی نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی عبدالجبار بن عمر ہے' جو ضعیف ہے۔ لیکن شیخ البانی ؒ نے اس جملے کی بابت ارواء الغلیل میں تفصیلاً بحث کی ہے اور آخر میں یوں لکھا ہے: [وبمجموع هذه الطرق تعرف أن لهذه الزيادة أصلاً] یعنی اس روایت کے تمام طرق کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس جملے کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل:٤/٨٨-٩٣' رقم:٩٣٩) لہٰذا احتیاط اور تقویٰ اسی میں ہے کہ جو روزہ توڑا گیا ہے' اس کے بدلے روزہ رکھ کر ہی مہینے کے روزوں کی تعداد پوری کی جا سکتی ہے۔ ⑧ مذکورہ کفارہ صرف جماع کی صورت میں ہی لازم آتا' اس کے علاوہ دیگر صورتوں میں یہ لازم نہیں آتا۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ ؒ اور ان کے اصحاب کسی بھی صورت میں روزہ توڑ دینے پر کفارہ لازم گردانتے ہیں جبکہ دیگر ائمہ مذکورہ کفارہ صرف جماع سے خاص گردانتے ہیں اور یہی موقف زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ ابن عثیمین ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ کفارے کے ساتھ اسے اس روزے کی قضا بھی دینا ہو گی۔ (دیکھیے: فتاویٰ اسلامیہ (اُردو) ٢/١٩١' مطبوعہ دارالسلام)

١٦٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ الْمُطَوِّسِ، عَنْ أَبِيهِ الْمُطَوِّسِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَفْطَرَ يَوْماً مِنْ رَمَضَانَ، مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ، لَمْ يُجْزِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ».

۱۶۷۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بغیر عذر کے رمضان کا ایک بھی روزہ چھوڑ دیا‘ اس کے بدلے زمانے بھر کے روزے بھی کافی نہیں ہوں گے۔“

(المعجم ١٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَفْطَرَ نَاسِيًا (التحفة ١٥)

باب:۱۵- جس نے بھول کر روزہ کھول دیا (اس کے لیے کیا حکم ہے؟)

١٦٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ خِلاَسٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ نَاسِياً، وَهُوَ صَائِمٌ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ. فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ».

۱۶۷۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے روزے کی حالت میں بھول کر کچھ کھالیا‘ اسے چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے‘ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اسلام کے احکام میں انسانی فطرت کی کمزوریوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بھول جانا انسان کی فطرت ہے‘ اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھول کر کیے ہوئے کام کو گناہوں میں شمار نہیں کیا۔ روزے کے بارے میں مزید رحمت فرمائی کہ کھانے پینے کے باوجود روزے کو قائم قرار دیا۔ اللہ کے کھلانے پلانے کا یہی مطلب ہے۔ ② بھول کر کھانے پینے سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ گناہ ہو یا نہ ہو‘ روزہ تو قائم نہیں رہا کیونکہ روزہ تو کھانے پینے سے پرہیز کا نام ہے‘ اور وہ پرہیز ٹوٹ گیا ہے۔ روزہ دار کو چاہیے کہ روزے کا باقی وقت اسی طرح گزارے جس طرح عام حالات میں روزے کی پابندیوں کے ساتھ گزارتا ہے۔ اس کا یہ روزہ شرعاً صحیح ہوگا‘ لہٰذا اس کی قضا

١٦٧٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب التغليظ فيمن أفطر عمدًا، ح:٢٣٩٦ من حديث حبيب به، أخرجه الترمذي، ح:٧٢٣، وذكر كلامًا * أبوالمطوس لين الحديث، وأبوه مجهول(تقريب).

١٦٧٣_ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: إذا حنث ناسيًا في الأيمان . . . الخ، ح:٦٦٦٩ من حديث حبيب به، أخرجه مسلم، الصيام، باب أكل الناسي وشربه وجماعه لا يفطر، ح:١١٥٥ من طريق آخر عن محمد بن سيرين به.

لازم نہیں ہوگی' نہ کوئی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

١٦٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي يَوْمِ غَيْمٍ. ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

١٦٧٤- حضرت اسماء بنت ابوبکر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک ابرآلود دن میں ہم نے روزہ کھول دیا (یہ سمجھ کہ سورج غروب ہو چکا ہے) لیکن پھر (بادل ہٹ گئے اور) سورج نکل آیا۔

قُلْتُ لِهِشَامٍ: أُمِرُوا بِالْقَضَاءِ؟ قَالَ: بُدٌّ مِنْ ذٰلِكَ.

(ابواسامہ ؒ کہتے ہیں:) میں نے ہشام بن عروہ ؒ سے کہا: کیا انھیں (روزے کی) قضا کا حکم دیا گیا تھا؟ انھوں نے کہا: یہ تو ضروری تھا۔

فائدہ: حدیث میں مذکور صورت بھول کر کھانے پینے سے مختلف ہے کیونکہ انھوں نے بھول کر نہیں کھایا پیا بلکہ ارادے سے اپنے خیال میں روزہ کھولا تھا۔ اگرچہ غلط فہمی کی بنا پر وقت سے پہلے کھول دیا تھا۔ اس غلط فہمی کی بنا پر وہ گناہ گار تو نہیں ہوئے لیکن روزہ یقیناً ناقص ہو گیا۔ ایسے روزے کی قضا کی بابت علماء میں اختلاف ہے' تاہم جمہور علماء کے نزدیک ایسی صورت میں افطار کیے ہوئے روزے کی قضا واجب ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری: ۴/۲۵۵)

(المعجم ١٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ يَقِيءُ (التحفة ١٦)

باب:۱۶- روزے دار کو قے آ جائے (تو کیا حکم ہے؟)

١٦٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى وَمُحَمَّدُ ابْنَا عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ.

۱۶۷۵- حضرت فضالہ بن عبید انصاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک ایسے دن ان

١٦٧٤ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب: إذا أفطر في رمضان ثم طلعت الشمس، ح: ١٩٥٩ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

١٦٧٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٨ عن محمد بن عبيد به، وتابعه إبراهيم بن سعد عنده: ٦/ ٢١ * ابن إسحاق صرح بالسماع، إلا أنه زاد في السند: حنشًا بين أبي مرزوق وفضالة، وحنش بن عبدالله هذا ثقة كما في التقريب وغيره، فالسند حسن، ورواه عميرة بن أبي ناجية عن يزيد به نحو رواية إبراهيم عن ابن إسحاق، كما في الطبراني: ١٨/ ٣١٦، وتابعهما عبدالله بن لهيعة، والمفضل عند أحمد: ٤/ ٢٢٠.

قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ قَالَ: سَمِعْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ الأَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فِي يَوْمٍ كَانَ يَصُومُهُ. فَدَعَا بِإِنَاءٍ. فَشَرِبَ. فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ كُنْتَ تَصُومُهُ. قَالَ: «أَجَلْ. وَلٰكِنِّي قِئْتُ».

کے پاس تشریف لائے جس دن آپ روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ نے (پانی کا) برتن طلب فرمایا اور پی لیا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو وہ دن ہے جس دن آپ روزہ رکھا کرتے تھے۔ فرمایا: ''ہاں' لیکن مجھے قے آ گئی تھی۔''

١٦٧٦- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِالْكَرِيمِ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ. ح: وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ سُلَيْمَانَ، أَبُوالشَّعْثَاءِ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، جَمِيعاً عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ، فَلاَ قَضَاءَ عَلَيْهِ. وَمَنِ اسْتَقَاءَ، فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ».

۱۶۷۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کو خود بخود قے آ جائے' اس پر قضا نہیں' اور جو قصداً قے کرے' اس پر قضا ضروری ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے فاضل محقق نے سنن ابوداود کی تحقیق میں لکھا ہے کہ یہ مسئلہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ابن ابی شیبہ (۳/۳۸' حدیث: ۹۱۸۸) میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے' لہٰذا یہ روایت سنداً ضعیف ہے اور معناً صحیح ہے' دیکھیے: سنن ابوداود' حدیث: ۲۳۸۰ کی تحقیق و تخریج۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۶/۲۸۳' والإرواء' رقم: ۹۲۳) ② اس باب کی دونوں روایتوں میں باہم تعارض محسوس ہوتا ہے لیکن اگر پہلی حدیث کو نفلی روزے پر محمول کر لیا جائے تو تعارض رفع ہو جاتا ہے۔

١٦٧٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب الصائم يستقيء عامدًا، ح: ٢٣٨٠ من حديث عيسى بن يونس به، وحسنه الترمذي، ح: ٧٢٠، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وضعفه البخاري * هشام بن حسان مدلس، وصفه بالتدليس ابن المديني وغيره (طبقات المدلسين/ المرتبة الثالثة)، ولم أجد تصريح سماعه، وله طرق كلها ضعيفة.

④ روزے کے دوران میں قے کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اگر کسی وجہ سے قے کرنی پڑے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' خواہ روزہ فرضی ہو یا نفلی' تاہم فرضی روزے کی قضا دینا ضروری ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ وَالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ (التحفة ١٧)

باب: ١٧- روزے میں مسواک کرنا اور سرمہ لگانا

١٦٧٧ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ الْمُؤَدِّبُ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ خَيْرِ خِصَالِ الصَّائِمِ السِّوَاكُ».

١٦٧٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزے دار کے بہترین اعمال میں سے ایک عمل مسواک بھی ہے۔''

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے' تاہم صحیح روایات سے روزے کی حالت میں مسواک کرنا ثابت ہے۔ اس سے روزے میں فرق نہیں آتا۔ امام بخاری ؒ نے صحیح البخاری میں کتاب الصوم میں ایک باب کا عنوان اس طرح درج کیا ہے: [باب سواك الرطب واليابس للصائم] یعنی ''روزے دار کا تازہ یا خشک مسواک کرنا'' اس کے بعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عامر بن ربیعہ ؓ سے مذکور ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزے کی حالت میں مسواک کرتے اتنی بار دیکھا ہے کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔' دیکھیے: (صحيح البخاري' الصوم' باب سواك الرَّطْبِ واليابس للصائم' قبل حديث: ١٩٣٤)

١٦٧٨ - حَدَّثَنَا أَبُوالتَّقِيِّ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: اكْتَحَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ.

١٦٧٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں سرمہ لگایا۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں روزے کی حالت میں سرمہ ڈالنے کی بابت حضرت انس ؓ کا عمل سنن ابوداود میں مروی ہے

١٦٧٧ـ [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ١١ لعله.

١٦٧٨ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف، لضعف الزبيدي، واسمه سعيد بن عبدالجبار، بينه أبوبكر بن أبي داود، والله أعلم" * الزبيدي هذا ضعيف، كان جرير يكذبه (تقريب).

کہ وہ روزے کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے حسن موقوف قرار دیا ہے' اسی طرح سنن ابوداود ہی میں ہے کہ جناب اعمش کہتے ہیں (یہ صغار تابعین میں سے ہیں) کہ میں نے اپنے اہل علم دوستوں (فقہاء ومحدثین) میں سے کسی کو نہیں پایا کہ روزے دار کے لیے سرمے کو مکروہ سمجھتے ہوں۔ اور ابراہیم نخعی اجازت دیتے تھے کہ روزے دار ایلوا کو بطور سرمہ استعمال کرے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الصيام' باب في الكحل عندالنوم للصائم' حديث : ٢٣٧٨' ٢٣٧٩) ان دلائل کی روشنی میں روزے کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ ڈالنے سے روزے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا' لہٰذا روزے کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ اور دوائی وغیرہ ڈالنا جائز ہے۔

(المعجم ١٨) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ** (التحفة ١٨)

باب:١٨- روزے دار کا سینگی لگوانا

١٦٧٩- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ، وَ دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بِشْرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

١٦٧٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سینگی لگانے والے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔''

١٦٨٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلاَبَةَ أَنَّ أَبَا أَسْمَاءَ حَدَّثَهُ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

١٦٨٠- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''سینگی لگانے والے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔''

١٦٧٩ـ [صحيح] فيه علة، وانظر الحديث الآتي.

١٦٨٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في الصائم يحتجم، ح: ٢٣٦٧ من حديث شيبان به، وصححه ابن المديني، والبخاري، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

١٦٨١ - وَبِإِسْنَادِهِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ شَدَّادَ بْنَ أَوْسٍ بَيْنَمَا هُوَ يَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْبَقِيعِ. فَمَرَّ عَلَى رَجُلٍ يَحْتَجِمُ، بَعْدَمَا مَضَى مِنَ الشَّهْرِ ثَمَانِي عَشْرَةَ لَيْلَةً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

۱۶۸۱- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مقام بقیع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ آپ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو سینگی لگوا رہا تھا۔ اس وقت رمضان کی اٹھارہ راتیں گزر چکی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سینگی لگانے والے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔“

١٦٨٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، مُحْرِمٌ.

۱۶۸۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھ کر احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔

فوائد ومسائل: ① علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ان الفاظ سے صحیح ہے کہ ”روزے کی حالت میں سینگی لگوائی‘ اور احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔“ (یعنی احرام اور روزے کے واقعات الگ الگ ہیں۔ ایسا نہیں کہ بیک وقت احرام بھی ہو اور روزہ بھی اور اس حالت میں سینگی لگوائی ہو۔ دیکھیے: (إرواء الغليل‘ رقم: ۹۳۲) ② سینگی یا پچھنے لگانا ایک طریق علاج ہے جس میں ایک خاص طریقے سے جسم سے خون نکالا جاتا ہے۔ مریض کے جسم پر کسی تیز دھار آلے سے زخم لگا کر ایک دوسری چیز کے ذریعے سے خون چوسا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر کسی کو سینگی لگائے‘ یا کوئی روزہ دار سینگی لگوائے تو کیا ان کا روزہ ٹوٹ جائے گا یا قائم رہے گا؟ اس بارے میں علمائے کرام میں دو مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ جو لوگ روزہ ٹوٹنے کے قائل ہیں‘ ان کی دلیل یہی حدیث ہے جو حضرت ثوبان‘ حضرت شداد بن اوس‘ حضرت رافع بن خدیج اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ اس کے برعکس حضرت عبداللہ بن عباس‘ حضرت عائشہ اور خود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھ کر سینگی لگوائی اور ان کے نزدیک سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا: کیا آپ لوگ (عہد نبوی میں) روزہ دار کے

١٦٨١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، الباب السابق، ح:٢٣٦٨ من حديث شيبان به، وصححه النووي.

١٦٨٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في الرخصة في ذلك، ح:٢٣٧٣ من حديث شعبة عن يزيد به، وصححه الترمذي، ح:٨٣٩، وانظر، ح:٥٠٤ لعلته، وله شواهد عند البخاري، ح:١٨٣٥، ١٨٣٦، ٥٦٩٤، وغيره نحوه.

لیے سینگی لگوانا ناپسند کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ”نہیں، صرف کمزوری کی وجہ سے مکروہ سمجھا جاتا تھا۔“ (صحيح البخاري، الصوم، باب الحجامة والقيء للصائم، حديث:١٩٤٠) حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بھی روزے کی حالت میں سینگی لگوالیا کرتے تھے (موطأ الإمام مالك، الصيام، باب ماجاء في حجامة الصائم، حديث:٦٧٥،٦٧٤) امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ”روزے دار کو سینگی لگوانا صرف اس لیے مکروہ ہے کہ کمزوری کا اندیشہ ہوتا ہے۔“ (موطأ الإمام مالك، حواله مذكوره بالا) شیخ عبدالقادر ارناؤوط جامع الاصول کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ”سینگی سے روزہ ٹوٹنے کا حکم منسوخ ہے۔“ (جامع الأصول:٦/٢٩٥، حديث: ٤٤١٦، ٤٤١٧) امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر بحث کرکے آخر میں فرمایا: ”حدیثوں میں تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ سینگی لگوانا اس شخص کے لیے مکروہ ہے جسے کمزوری لاحق ہوتی ہو۔ اور اگر کمزوری اس حد تک پہنچتی ہو کہ اس کی وجہ سے افطار کرنا پڑے تو اس صورت میں سینگی لگوانا زیادہ مکروہ ہے اور جس شخص کو کمزوری نہیں ہوتی، اس کے حق میں (سینگی لگوانا) مکروہ نہیں، لہٰذا [أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ] ”سینگی لگانے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔“ کو مجازی معنی میں لینا پڑے گا کیونکہ مذکورہ بالا دلائل اسے حقیقی معنی پر محمول کرنے سے مانع ہیں۔“ (نيل الأوطار، ٤/٢٢٨، أبواب مايبطل الصوم، ومايكره، ومايستحب، وباب ماجاء في الحجامة:٤/٢٢٨) راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس قسم کے مسائل میں احتیاط کرنا مناسب ہے، جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روزے کی حالت میں سینگی لگوالیا کرتے تھے، پھر انھوں نے یہ عمل ترک کردیا، چنانچہ وہ رات کو سینگی لگواتے تھے۔ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کو سینگی لگوائی۔“ (صحيح البخاري، الصوم، باب الحجامة والقيء للصائم، قبل حديث: ١٩٣٨)

(المعجم ١٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- روزے کی حالت میں بوسے کا حکم

١٦٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُوالأَحْوَصِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلاَقَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ.

١٦٨٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ماہِ رمضان میں (روزے کی حالت میں) بوسہ لے لیتے تھے۔“

١٦٨٣ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن القبلة في الصوم ليست محرمة على من لم تحرك شهوته، ح:١١٠٦ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

١٦٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ. وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبَهُ؟

۱۶۸۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیتے تھے۔ اور تم میں سے کسے اپنی خواہش پر اتنا قابو ہو سکتا ہے جتنا رسول اللہ ﷺ کو اپنی خواہش پر قابو حاصل تھا؟

١٦٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ، عَنْ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۱۶۸۵- ام المومنین حضرت حفصہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیتے تھے۔

فائدہ: روزے کی حالت میں جماع کرنا حرام ہے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ دینا لازم ہو جاتا ہے لیکن اس سے کم تر معاملات سے روزہ نہیں ٹوٹتا، تاہم جس شخص کو خطرہ محسوس ہو کہ پیار کرنے سے اس کے جذبات بے قابو ہو جائیں گے اور وہ جماع کر بیٹھے گا تو اس کو بوس و کنار سے بھی پرہیز کرنا چاہیے جیسے اگلے باب کی احادیث میں صراحت ہے۔

١٦٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي يَزِيدَ الضِّنِّيِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ رَجُلٍ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ وَهُمَا صَائِمَانِ. قَالَ: «قَدْ أَفْطَرَا».

۱۶۸۶- نبی ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی حضرت میمونہ بنت سعد ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اگر مرد اپنی بیوی کا بوسہ لے لے جب کہ ان دونوں کا روزہ ہو (تو کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں نے روزہ کھول دیا۔''

(المعجم ٢٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- روزے کی حالت میں بیوی سے مباشرت کرنے کا بیان

١٦٨٤ـ أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ١١٠٦، وانظر الحديث السابق عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

١٦٨٥ـ أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق أيضًا، ح: ١١٠٧ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

١٦٨٦ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * أبويزيد مجهول(تقريب).

١٦٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: دَخَلَ الأَسْوَدُ وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ. فَقَالَا: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ؟ قَالَتْ: كَانَ يَفْعَلُ. وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ.

۱۶۸۷- حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت اسود اور حضرت مسروق رحمہ اللہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: کیا رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں مباشرت کرتے تھے؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ ایسے کرلیا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کو اپنی خواہش پر تم سے زیادہ قابو حاصل تھا۔

فوائد ومسائل: ① مرد قابل احترام خاتون سے اور عورتیں قابل احترام مرد سے ادب واحترام کا لحاظ رکھتے ہوئے شرم وحیا سے تعلق رکھنے والے معاملات کے مسائل دریافت کریں تو کوئی حرج نہیں۔ ② اس قسم کے مسائل پوچھتے اور بتاتے ہوئے الفاظ کے انتخاب میں احتیاط سے کام لینا چاہیے تاکہ مسئلہ بھی معلوم ہو جائے اور فحش گوئی بھی نہ ہو۔ ③ مباشرت سے مراد بوس وکنار اور معانقہ وغیرہ جیسے معاملات ہیں۔ ④ یہ جواز اس شخص کے لیے ہے جسے اپنی ذات پر اعتماد ہو کہ جائز حد سے تجاوز نہیں کرے گا۔

١٦٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رُخِّصَ لِلْكَبِيرِ الصَّائِمِ فِي الْمُبَاشَرَةِ، وَكُرِهَ لِلشَّابِّ.

۱۶۸۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: بوڑھے روزے دار کو بیوی سے مباشرت (معانقہ وغیرہ) کی اجازت ہے اور جوان کے لیے مکروہ ہے۔

فوائد ومسائل: ① بوڑھے اور جوان کا یہ فرق سنن بیہقی میں رسول اللہ ﷺ سے بھی مروی ہے۔ (دیکھیے: ۲۳۲/۴) ② عام طور پر بوڑھے کو اپنے آپ پر جو قابو ہوتا ہے جوان آدمی کو نہیں ہوتا' اس لیے مسئلہ اس طرح بیان فرمایا گیا۔ اگر کوئی شخص زیادہ عمر کا ہونے کے باوجود جوانوں کی طرح قوت اور جوش رکھتا ہے تو اسے جوان کی طرح پرہیز کرنا چاہیے اور اگر کوئی جوان اس طرح کا جوش نہیں رکھتا بلکہ اپنے آپ پر قابو رکھ سکتا ہے تو اس

١٦٨٧- أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن القبلة في الصوم ليس محرمة على من لم تحرك شهوته، ح: ١١٠٦ من حديث ابن عون به.

١٦٨٨- [صحيح] وله شاهد صحيح عند البيهقي: ٤/ ٢٣٢ * محمد بن خالد ضعيف (تقريب)، وخالد سمع من عطاء بن السائب بعد اختلاطه، وتقدم، ح: ٧٠٣ (التقييد والإيضاح للعراقي، ص: ٤٢٣)، وللحديث شواهد معنوية عند أبي داود، ح: ٢٣٨٧، وسنده حسن، ومعناه صحيح.

کے لیے بوڑھے کی طرح اجازت ہوگی۔

(المعجم ٢١) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيبَةِ وَالرَّفَثِ لِلصَّائِمِ** (التحفة ٢١)

باب:٢١- روزے دار کے لیے غیبت اور فحش گوئی (کی ممانعت) کا بیان

١٦٨٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ، وَالْجَهْلَ، وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَا حَاجَةَ لِلّٰهِ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ».

١٦٨٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جھوٹ اور بیہودہ باتوں اور بیہودہ اعمال سے اجتناب نہ کیا' اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ شخص کھانا پینا ترک کردے۔''

فوائد ومسائل: ① روزے کا بنیادی مقصد تقویٰ کا حصول ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة٢:١٨٣) ''اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔'' ② تقویٰ کے حصول کے لیے صرف کھانے پینے سے پرہیز کافی نہیں بلکہ ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی شعوری کوشش مطلوب ہے۔ روزہ رکھ کر ہم اللہ کی حلال کردہ چیزوں سے بھی اللہ کے حکم کے مطابق پرہیز کرتے ہیں تو جو کام پہلے بھی ممنوع ہیں' ان سے بچنا زیادہ ضروری ہے تاکہ مومن ان سے پرہیز کا عادی ہوجائے۔ ③ شریعت اسلامیہ میں روزے کے دوران میں بات چیت کرنا جائز ہے بلکہ چپ کا روزہ شرعاً منع ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأيمان والنذور' باب النذر فيما لا يملك' وفي معصية' حديث: ٦٧٠٤) ④ عبادات انسان کے روحانی اور جسمانی فائدے کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ وہ ان اعمال پر آخرت میں بھی عظیم انعامات عطا فرماتا ہے۔

١٦٩٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

١٦٩٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض روزے داروں کو روزے سے بھوک کے سوا کچھ نہیں ملتا اور بعض قیام

١٦٨٩- أخرجه البخاري، الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم، ح: ١٩٠٣ من حديث ابن أبي ذئب به.

١٦٩٠- [إسناده حسن] أخرجه القضاعي في مسند الشهاب، ح: ١٤٢٥ من حديث أسامة به، وله شواهد عند ابن خزيمة، ح: ١٩٩٧، وابن حبان(موارد)، ح: ٦٥٤، والحاكم: ١/ ٤٣١ وغيرهم.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ. وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ».

کرنے والوں کو قیام سے بیداری کے سوا کچھ نہیں ملتا۔“

فوائد و مسائل: ① اخلاص کے بغیر نیک اعمال قبول نہیں ہوتے۔ ② عبادت میں جس طرح ظاہری ارکان کی پابندی ضروری ہے، اسی طرح باطنی کیفیات اخلاص، اللہ کی محبت، اللہ کا خوف، اللہ سے امید وغیرہ بھی مطلوب ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں ظاہری عمل بے فائدہ ہے۔ ③ اگر کسی موقع پر مطلوبہ باطنی اور قلبی کیفیت موجود نہ ہو تو نیکی کو ترک نہیں کر دینا چاہیے کیونکہ اس کا کم از کم یہ فائدہ تو حاصل ہو ہی جائے گا کہ فرض کا تارک شمار نہیں ہوگا اور وہ نیکی مسلسل انجام دینے سے امید کی جاسکتی ہے کہ دل پر تھوڑا بہت اچھا اثر لازماً ہو جائے گا۔ ④ عبادات میں ان کے آداب کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

١٦٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ. وَإِنْ جَهِلَ عَلَيْهِ أَحَدٌ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ».

۱۶۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا دن کو روزہ ہو تو وہ فحش گوئی نہ کرے اور ناروا حرکت نہ کرے، اگر کوئی اس سے بدتمیزی کرے تو کہہ دے: میں روزے دار آدمی ہوں۔“

فوائد و مسائل: ① روزے کے فوائد کما حقہ حاصل کرنے کے لیے آداب کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ ② جہل (ناروا حرکت) سے مراد لڑائی جھگڑے کی بات ہے، یعنی روزے دار کو لڑائی میں پہل بھی نہیں کرنی چاہیے اور اگر کوئی دوسرا شخص ایسی بات کرے یا ایسی حرکت کرے جس سے روزے دار کو غصہ آ جائے تب بھی روزے دار کو جواب میں جھگڑنا نہیں چاہیے بلکہ اپنے روزے کا خیال کرتے ہوئے برداشت اور تحمل سے کام لیتے ہوئے جھگڑے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ یہ کہنا کہ میں روزے سے ہوں، اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ دل میں اپنے روزے کا خیال کرے تاکہ جھگڑے سے بچنا ممکن ہو سکے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جھگڑنے والے سے کہہ دے کہ میں تمھاری غلط حرکت کا جواب تمھارے انداز میں اس لیے نہیں دے رہا کہ میرا روزہ مجھے اس سے روکتا ہے۔ امید ہے اس سے اس کو شرم آ جائے گی اور وہ روزے دار کے روزے کا احترام کرتے ہوئے جھگڑا ختم کر دے گا۔

١٦٩١- [صحيح] * الأعمش تابعه أبو حصين عند أحمد: ٢/ ٣٥٦، والنسائي في الكبرٰى، وتابعهما عطاء بن أبي رباح عند البخاري، ح: ١٩٠٤، ومسلم، ح: ١١٥١ وغيرهما بنحوه مطولاً.

(المعجم ٢٢) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّحُورِ** (التحفة ٢٢)

باب:٢٢-سحری کھانے کا بیان

١٦٩٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً».

١٦٩٢- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① السحور کا لفظ سین کی زبر سے بھی پڑھا گیا ہے اور پیش سے بھی۔ سین کی زبر سے سحور کا مطلب وہ طعام ہے جو روزہ شروع کرنے سے پہلے کھایا جاتا ہے اور سحور (سین کی پیش سے) کھانے کے عمل کو کہا جاتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت کھانا کھانا باعث برکت ہے۔ اس کا ثواب بھی ملتا ہے کیونکہ یہ ایک مسنون عمل ہے اور اس سے روزے کی تکمیل میں آسانی بھی ہوتی ہے' یا یہ مطلب ہے کہ اس وقت کھائے جانے والے کھانے میں ایک خاص برکت ہے' اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کا تعلق سنت نبوی سے ہے اور اس کی وجہ سے غیر مسلموں کی مشابہت سے بچاؤ بھی ہو جاتا ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ سحری نہیں کھاتے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الصيام' باب فضل السحور و تأكيد استحبابه' و استحباب تأخيره...... حدیث:١٠٩٥' ١٠٩٦) ② ثواب کا تعلق مشقت سے نہیں' احکام شریعت کی پابندی سے ہے۔ سنت کے مطابق تھوڑا اور آسان عمل اس زیادہ اور مشقت طلب عمل سے بہتر ہے جو سنت نبوی کے خلاف ہو۔

١٦٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ سَلَمَةَ، [عَنْ عِكْرِمَةَ]، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اسْتَعِينُوا بِطَعَامِ السَّحَرِ عَلَى صِيَامِ النَّهَارِ. وَبِالْقَيْلُولَةِ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ».

١٦٩٣- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''سحری کے کھانے کے ساتھ دن کے روزے کے لیے مدد حاصل کرو' اور قیلولے کے ذریعے سے قیام اللیل (نماز تہجد) کے لیے مدد حاصل کرو۔''

١٦٩٢ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب بركة السحور من غير إيجاب، ح: ١٩٢٣، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه . . . الخ، ح: ١٠٩٥ من طرق عن عبدالعزيز به.

١٦٩٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ٤٢٥ من حديث أبي عامر به، وانظر، ح: ٣٢٦ لعلته، وله شاهد في العلل لابن أبي حاتم عن أبي هريرة، ذكره الحافظ في التلخيص: ٢/ ١٩٩.

(المعجم ٢٣) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ السُّحُورِ** (التحفة ٢٣)

باب:٢٣- سحری دیر سے کھانے کا بیان

١٦٩٤- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ. قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ قِرَاءَةِ خَمْسِينَ آيَةً.

١٦٩٤- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی' پھر اٹھ کر نماز کی طرف چلے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) میں نے کہا: ان دونوں کاموں کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پچاس آیتوں کی تلاوت جتنا۔

فوائد ومسائل: ① اگرچہ سحری کا کھانا صبح صادق سے کافی پہلے بھی کھایا جاسکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ رات کے آخری حصے میں صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے کھایا جائے۔ ② فجر کی نماز اول وقت میں ادا کرنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سحری کے بعد مختصر وقفہ دے کر فجر کی نماز ادا کی۔

١٦٩٥- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: تَسَحَّرْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. هُوَ النَّهَارُ إِلَّا أَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَطْلُعْ. [قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: حَدِيثُ حُذَيْفَةَ مَنْسُوخٌ لَيْسَ بِشَيْءٍ.]

١٦٩٥- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی جب کہ دن نکل آیا تھا لیکن سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔

امام ابو اسحاق رحمہ اللہ نے کہا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اور کچھ بھی نہیں۔

فائدہ: اس سے مراد رات کے بالکل آخری حصے میں سحری کھانا ہے جب کہ آدمی کو شبہ ہوسکتا ہے کہ صبح صادق طلوع ہوچکی ہے کیونکہ یہ کھانا نماز فجر سے بہرحال پہلے ہی کھایا گیا ہوگا۔ اور نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز

١٦٩٤- أخرجه البخاري، الصوم، باب قدركم بين السحور وصلاة الفجر؟، ح:١٩٢١ من حديث هشام الدستوائي به، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه . . . الخ، ح:١٠٩٧ من حديث وكيع به.

١٦٩٥- [حسن] * أبوبكر بن عياش ضعيف، تقدم، ح:٨٥٥، وتابعه حماد بن سلمة عند أحمد:٥/٣٩٦، ح:٢٣٧٥٣، وأخرج النسائي بسندين صحيحين عن حذيفة نحوه موقوفًا، ح:٢١٥٥، ٢١٥٦، ولفظه: "تسحرت من حذيفة ثم خرجنا إلى الصلاة، فلما أتينا المسجد، صلينا ركعتين، وأقيمت الصلاة، وليس بينهما إلا هنيهة"، ح:٢١٥٥.

اندھیرے میں ادا کرتے تھے۔ صبح صادق قریب ہوجانے کو دن کے نکلنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد تاخیر میں مبالغہ ہے ورنہ روزے دار کے لیے صبح صادق کے بعد کھانا پینا بالاتفاق منع ہے جس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ ہے: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ (البقرة ٢:١٨٧) ''اور تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک صبح کا سفید دھاگا (رات کے) سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔''

١٦٩٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ. فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ لِيَنْتَبِهَ نَائِمُكُمْ، وَلِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ. وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا. وَلٰكِنْ هٰكَذَا، يَعْتَرِضُ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ».

١٦٩٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کو بلال (رضی اللہ عنہ) کی اذان سحری کھانے سے مانع نہ ہو' وہ تو اس لیے اذان دیتا ہے کہ تم میں سے جو سو رہا ہے وہ جاگ جائے' اور جو قیام کر رہا ہے وہ (نماز فجر کی تیاری کی طرف) لوٹ جائے۔ اور فجر یہ نہیں کہ (روشنی) اس طرح (اوپر کو بلند) ہو جائے' بلکہ اس طرح ہے' یعنی آسمان کے افق پر چوڑائی کے رخ پھیل جائے۔

فوائد و مسائل: ① فجر کے وقت دو اذانیں مسنون ہیں۔ ایک اذان صبح صادق سے پہلے دی جائے جسے عرف عام میں سحری کی اذان کہا جاتا ہے اور دوسری اذان صبح صادق ہونے پر نماز فجر کے لیے دی جائے۔ ② بہتر ہے کہ دونوں اذانوں کے لیے دو الگ الگ مؤذن مقرر کیے جائیں تاکہ لوگوں کو آواز سن کر معلوم ہو جائے کہ اب کون سی اذان ہو رہی ہے۔ مسجد نبوی میں دوسری اذان' یعنی نماز فجر کی اذان کے لیے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مقرر تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' باب أذان الأعمٰی إذا کان له من یخبره' حدیث:٦١٧) ③ پہلی اذان کے یہ فوائد ذکر کیے گئے ہیں کہ جو شخص سو رہا ہے' وہ جاگ اٹھے' اگر سحری کھانی ہو تو سحری کھا لے ورنہ نمازِ فجر کی تیاری کرے اور جو شخص تہجد پڑھ رہا ہے' وہ اس سے فارغ ہو کر مذکورہ کاموں کے لیے تیاری کرے۔ اور دیگر لوگ قضائے حاجت وغیرہ سے فارغ ہو کر وضو کر کے بروقت مسجد میں پہنچ جائیں تاکہ نماز باجماعت میں شریک ہو سکیں۔ ④ عہد رسالت میں دو اذانوں کا یہ سلسلہ' مستقل معمول تھا۔ صرف رمضان ہی کے مہینے میں ایسا نہیں ہوتا تھا جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے' اس لیے صرف رمضان میں

١٦٩٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان قبل الفجر، ح: ٦٢١، ومسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم . . . الخ، ح: ١٠٩٣ من حديث سليمان التيمي به .

اس کا اہتمام کرنا صحیح نہیں ہے۔⑤ نبی ﷺ نے صبح کاذب اور صبح صادق کا فرق اشارے سے واضح فرمایا۔ پہلے ''اس طرح'' کا مطلب یہ ہے کہ روشنی کا رخ اوپر کی طرف زیادہ ہو۔ اسے صبح کاذب کہتے ہیں۔ دوسرے ''اس طرح'' کا مطلب یہ ہے کہ روشنی اطراف میں پھیلے۔ یہ صبح صادق ہوتی ہے۔⑥ بات سمجھانے کے لیے اشارہ کرنا درست ہے' تاہم خطبے میں دونوں ہاتھ ہلانا اور نعرے وغیرہ لگوانا مناسب نہیں۔

(المعجم ٢٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْإِفْطَارِ** (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- روزہ کھولنے میں جلدی کرنا

١٦٩٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لاَ يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الإِفْطَارَ».

۱۶۹۷- حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک روزہ جلدی کھولتے رہیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① عبادت میں شریعت کی مقرر کردہ حد سے آگے بڑھنا دنیا اور آخرت کے نقصان کا باعث ہے۔② روزہ جلدی کھولنے کا مطلب یہ ہے کہ سورج کی ٹکیا افق کے نیچے پہنچ جانے کے بعد احتیاط کے نام سے مزید تاخیر نہ کی جائے بلکہ فوراً روزہ کھول لیا جائے۔

١٦٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ. عَجِّلُوا الْفِطْرَ، فَإِنَّ الْيَهُودَ يُؤَخِّرُونَ».

۱۶۹۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک روزہ جلدی کھولتے رہیں گے۔ روزہ جلدی کھولا کرو کیونکہ یہودی دیر کرتے ہیں۔''

فائدہ: یہودی اپنے شرعی مسائل میں افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ افراط وتفریط سے بچتے

١٦٩٧ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب تعجيل الإفطار، ح:١٩٥٧ من حديث أبي حازم به، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه . . . الخ، ح:١٠٩٨ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم به.

١٦٩٨ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، وأحمد:٢/ ٤٥٠ من حديث محمد بن عمرو به نحو المعنى، وصححه البوصيري.

ہوئے سنت نبوی پر عمل پیرا ہیں۔ اس حدیث سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو احتیاط کے نام پر تاخیر کرتے ہیں کہ وہ کس کی پیروی کر رہے ہیں؟

(المعجم ٢٥) - **بَابُ مَا جَاءَ عَلَى مَا يُسْتَحَبُّ الْفِطْرُ** (التحفة ٢٥)

باب:۲۵- روزہ کس چیز سے کھولنا مستحب ہے؟

١٦٩٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ أُمِّ الرَّائِحِ بِنْتِ صُلَيْعٍ، عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى الْمَاءِ. فَإِنَّهُ طَهُورٌ».

۱۶۹۹- حضرت سلمان بن عامر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی روزہ کھولے تو اسے چاہیے کہ خشک کھجور سے روزہ کھولے اگر (کھجور) نہ ملے تو پانی سے روزہ کھول لے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① تمر خشک کھجور کو کہتے ہیں۔ جامع الترمذی کی دوسری حدیث میں تمر (خشک کھجور) کے علاوہ رطب (تر کھجور) سے روزہ کھولنا بھی مذکور ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الصوم' حديث:٦٩٦) ② کھجور سے روزہ کھولنا اس لیے افضل ہے کہ یہ بابرکت پھل ہے۔ اور پانی کا تعلق طہارت اور پاکیزگی سے ہے۔ روزہ روحانی پاکیزگی کا باعث ہے اور پانی ظاہری پاکیزگی کا۔ اس مناسبت سے پانی سے روزہ کھولنا بھی مستحب ہے۔

(المعجم ٢٦) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرْضِ الصَّوْمِ مِنَ اللَّيْلِ، وَالْخِيَارِ فِي الصَّوْمِ** (التحفة ٢٦)

باب:۲۶- روزے کی نیت رات کو کرنا اور روزہ پورا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار

١٧٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۷۰۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے ام المومنین

١٦٩٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب ما يفطر عليه، ح: ٢٣٥٥ من حديث عاصم به، وصححه الترمذي، ح: ٦٩٥، وابن خزيمة، وابن حبان، وأبوحاتم، والحاكم، والذهبي، وسيأتي طرفه الآخر، ح: ١٨٤٤.

١٧٠٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب النية في الصوم، ح: ٢٤٥٤ وغيره بإسناد قوي عن عبدالله ◄◄

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْقَطَوَانِيُّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا صِيَامَ، لِمَنْ لَمْ يَفْرِضْهُ مِنَ اللَّيْلِ».

حضرت حفصہ ؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات سے روزے کا پختہ ارادہ نہ کرے' اس کا کوئی روزہ نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس مسئلہ کی بابت سنن النسائی میں بھی حضرت حفصہ سے مروی ہے' وہ رایت موقوفاً صحیح ہے۔ دیکھیے: مذکورہ روایت کی تحقیق وتخریج۔ غالباً اسی بنا پر دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۴/ ۲۵-۳۰' رقم: ۹۱۴) بنابریں رات سے نیت کرنے کا مطلب شام سے نیت کرنا نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے پہلے نیت کر لینی چاہیے' خواہ رات کے کسی حصے میں نیت کی جائے۔ جب بھی ارادہ بن جائے کہ صبح روزہ رکھنا ہے' وہ درست ہے۔ ② یہ حکم فرض اور واجب روزے کے لیے ہے۔ نفلی روزے کی نیت دن میں بھی کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اگر نفلی روزہ رکھا ہوا ہو تو دن میں کسی وقت چھوڑا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی گناہ نہیں' جیسے اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ③ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد قضا' نذر اور کفارہ وغیرہ کا روزہ ہے۔

١٧٠١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟» فَنَقُولُ: لَا. فَيَقُولُ: «إِنِّي صَائِمٌ» فَيُقِيمُ عَلَى صَوْمِهِ. ثُمَّ يُهْدَى لَنَا شَيْءٌ فَيُفْطِرُ.

۱۷۰۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے اور فرماتے: ''کیا آپ لوگوں کے پاس کوئی (کھانے کی) چیز ہے؟'' ہم کہتے: نہیں' تو فرماتے: ''میرا روزہ ہے۔'' پھر آپ ﷺ روزہ رکھے رہتے۔ پھر ہمیں ہدیہ کے طور پر کوئی چیز مل جاتی تو آپ ﷺ روزہ چھوڑ

◄◄ بن أبي بكر عن الزهري عن سالم به، واستغربه الترمذي، ح: ٧٣٠، وصححه ابن خزيمة، والحاكم * الزهري عنعن، وتقدم، ح: ٧٠٧، وأخرج النسائي: ٤/ ١٩٧، ح: ٢٣٣٨ بإسناد صحيح كالشمس عن حفصة قالت: "لا صيام لمن لم يجمع قبل الفجر"، موقوف.

١٧٠١ـ [حسن] أخرجه النسائي: ٤/ ١٩٤، الصيام، النية في الصيام ... الخ، ح: ٢٣٢٥ من حديث شريك به بألفاظ مختلفة، وأخرجه من طريق أبي الأحوص، ح: ٢٣٢٤ وغيره عن طلحة نحوه، وأصله في صحيح مسلم، ح: ١١٥٤.

قَالَتْ: وَرُبَّمَا صَامَ وَأَفْطَرَ. قُلْتُ: كَيْفَ ذَا؟ قَالَتْ: إِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ الَّذِي يَخْرُجُ بِصَدَقَةٍ. فَيُعْطِي بَعْضاً وَيُمْسِكُ بَعْضاً.

دیتے۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ بعض اوقات روزہ رکھتے اور (بعض اوقات) کھول دیتے۔ (حضرت مجاہد ؒ نے فرمایا:) میں نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ام المومنین ؓ نے فرمایا: اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص صدقہ (دینے کے لیے کچھ رقم) نکالتا ہے۔ پھر (اس میں سے) کچھ (کسی مستحق کو) دے دیتا ہے اور کچھ اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① نفلی روزہ پورا کرنا ثواب ہے اور کسی وجہ سے نامکمل چھوڑ دینا بھی جائز ہے لیکن اس صورت میں اسے ثواب نہیں ملے گا۔ ② نفلی صدقے میں جس قدر چیز دینے کا ارادہ کیا جائے اگر دیتے وقت اس سے کم دے دے تو بھی گناہ گار نہیں۔ صرف ثواب اتنا کم ہوجائے گا۔ ③ مسئلہ واضح کرنے کے لیے اس سے ملتے جلتے مسئلے کی مثال دے کر سمجھا دینا چاہیے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا وَهُوَ يُرِيدُ الصِّيَامَ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہے اگر اسے جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

١٧٠٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: لاَ. وَرَبِّ الْكَعْبَةِ مَا أَنَا قُلْتُ «مَنْ أَصْبَحَ، وَهُوَ جُنُبٌ، فَلْيُفْطِرْ». مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَهُ.

۱۷۰۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! یہ بات میں (اپنی طرف سے) نہیں کہتا' حضرت محمد ﷺ نے یہ فرمایا ہے: ''جسے جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے' وہ روزہ چھوڑ دے۔''

١٧٠٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤٨ عن سفيان به، وكذا أخرجه النسائي في الكبرٰى، وتابعه ابن جريج وأحمد: ٢/ ٢٨٦ * عبدالله بن عمرو بن عبدٍ القاري لم أجد من وثقه، ورمز في التقريب بأنه من رجال مسلم، وقال البوصيري: "إسناده صحيح، وفي الصحيحين أن أبا هريرة سمعه من الفضل، زاد مسلم: ولم أسمعه من النبي ﷺ"، قلت: هٰذا الحديث منسوخ، انظر الحديث الآتي.

فوائد ومسائل: ① یہ حکم منسوخ ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ کو جب تک اس کے منسوخ ہونے کا علم نہیں تھا' اس وقت تک یہ فتویٰ دیتے تھے۔ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن ؒ نے حضرت عائشہ ؓ اور حضرت ام سلمہ ؓ سے مسئلہ معلوم کیا' اور حضرت ابوہریرہ ؓ کو بتایا کہ جنابت کی حالت میں صبح ہو جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا' چنانچہ حضرت ابوہریرہ ؓ نے اپنے پہلے فتویٰ سے رجوع فرمالیا۔ (صحیح مسلم' الصیام' باب صحة صوم من طلع علیه الفجر وهو جنب' حدیث:١١٠٩) ② جنابت خواہ احتلام کی وجہ سے ہو' یا جماع کی وجہ سے' دونوں صورتوں میں مسئلہ یہی ہے۔ صبح صادق ہو جانے کے بعد غسل کر کے روزہ مکمل کر سکتے ہیں۔ ③ جنابت کی حالت میں کھانا پینا جائز ہے۔ عورت اس حالت میں کھانا بھی تیار کر سکتی ہے۔ البتہ وضو کر لینا بہتر ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' الطهارة' حدیث:٥٩٢' ٥٩٣)

١٧٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبِيتُ جُنُباً. فَيَأْتِيهِ بِلاَلٌ، فَيُؤْذِنُهُ بِالصَّلاَةِ فَيَقُومُ فَيَغْتَسِلُ. فَأَنْظُرُ إِلَى تَحَدُّرِ الْمَاءِ مِنْ رَأْسِهِ. ثُمَّ يَخْرُجُ فَأَسْمَعُ صَوْتَهُ فِي صَلاَةِ الْفَجْرِ.

١٧٠٣- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کو رات کے وقت جنابت کی حالت پیش آجاتی تھی' (صبح ہونے پر) حضرت بلال ؓ حاضر ہو کر نماز کا وقت ہو جانے کی اطلاع دیتے تو آپ ﷺ اٹھ کر غسل فرما لیتے (غسل سے فارغ ہونے پر) میں آپ ﷺ کے سر مبارک سے پانی ٹپکتا دیکھتی' پھر آپ تشریف لے جاتے اور میں فجر کی نماز میں آپ کی (تلاوت کی) آواز سنتی۔

قَالَ مُطَرِّفٌ: فَقُلْتُ لِعَامِرٍ: أَفِي رَمَضَانَ؟ قَالَ: رَمَضَانُ وَغَيْرُهُ سَوَاءٌ.

(سند کے ایک راوی) مطرف ؒ نے کہا: میں نے امام عامر شعبی ؒ سے کہا: کیا رمضان میں (نبی ﷺ اس طرح کرتے تھے)؟ انھوں نے فرمایا: رمضان اور غیر رمضان برابر ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی اذان کے بعد غسل فرماتے تھے' یعنی روزے کی حالت میں کچھ وقت جنابت کی حالت میں گزر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ ② حضرت مطرف ؒ نے اپنے استاد سے مذکورہ بالا سوال اس لیے کیا کہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ نفلی روزے کی صورت میں شرعی حکم میں نرمی

١٧٠٣- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠١، ٢٥٤، والنسائي في الكبرى من حديث مطرف به، وله شواهد عند البخاري، ح: ١٩٢٥، ١٩٢٦، ومسلم، ح: ١١٠٩، ١١١٠ وغيرهما.

ہے۔ شاید فرض روزے کی صورت میں ایسا نہ ہو۔ امام شعبی ؒ نے وضاحت فرما دی کہ اس مسئلے میں فرض اور نفل روزے میں کوئی فرق نہیں۔ ③ یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ شاید یہ حکم خواب میں ناپاک ہو جانے کی صورت میں ہے کیونکہ یہ کیفیت انسان کے بس میں نہیں۔ حدیث ۱۷۰۴ میں یہ صراحت موجود ہے کہ ہم بستری کی وجہ سے غسل کی حاجت پیش آ جائے' تب بھی شرعی حکم یہی ہے۔ فجر کی اذان ہو جانے کے بعد غسل کر لیا جائے تو روزہ درست ہے۔

١٧٠٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ، وَهُوَ جُنُبٌ، يُرِيدُ الصَّوْمَ؟ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُباً مِنَ الْوِقَاعِ، لاَ مِنِ احْتِلَامٍ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيُتِمُّ صَوْمَهُ.

۱۷۰۴- حضرت نافع ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے دریافت کیا کہ اگر آدمی کو جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے اور وہ روزہ رکھنا چاہتا ہو (تو کیا حکم ہے؟) ام المومنین ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو بھی اس حال میں صبح ہو جاتی تھی کہ آپ کو خواب کی وجہ سے نہیں' بلکہ مباشرت کی وجہ سے غسل کی حاجت ہوتی تھی۔ آپ ﷺ غسل کر کے اپنا روزہ مکمل فرما لیتے تھے۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ الدَّهْرِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- ہمیشہ روزے رکھنے کا بیان

١٧٠٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُودَاوُدَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۱۷۰۵- حضرت عبداللہ بن شخیر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے نہ روزہ رکھا' نہ افطار کیا۔''

١٧٠٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٣/ ٢٩١، ح: ٦٤٢ من حديث عبيدالله بن عمر به، وله شواهد عند مسلم، ح: ١١٠٩ وغيره.

١٧٠٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٤/ ٢٠٧، الصيام، النهي عن صيام الدهر وذكر الاختلاف على مطرف بن عبدالله في الخبر فيه، ح: ٢٣٨٣ من حديث أبي داود الطيالسي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٥٠، وابن حبان (موارد)، ح: ٩٣٨، والحاكم: ١/ ٤٣٥، والذهبي.

الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:
«مَنْ صَامَ الأَبَدَ، فَلاَ صَامَ وَلاَ أَفْطَرَ».

فوائد ومسائل: ① عبادت میں شرعی حد سے تجاوز کرنا منع ہے۔ ② ہمیشہ روزہ رکھنا منع ہے۔ ③ ”نہ روزہ رکھا' نہ افطار کیا۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ اسے روزے رکھنے کا ثواب ملا' نہ روزے چھوڑنے کا آرام نصیب ہوا۔ گویا نہ اخروی اور روحانی فائدہ حاصل ہوا اور نہ دنیوی اور جسمانی فائدہ حاصل ہوا بلکہ نبی اکرم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے سے وہ صورت بن سکتی ہے کہ ”نیکی برباد گناہ لازم۔“ ④ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص عیدین اور ایام تشریق کے روزے نہ رکھے' باقی گیارہ مہینے پچیس دن روزے رکھتا رہے تو یہ شخص ہمیشہ روزے رکھنے والا شمار نہیں ہوگا کیونکہ اس نے سال میں پانچ دن روزے نہیں رکھے لیکن غور کیا جائے تو اس عمل سے اس ممانعت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ نے ہمیشہ روزے رکھنے شروع کیے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں اس سے منع فرما دیا۔ ان کی بار بار کی درخواست پر زیادہ سے زیادہ جو اجازت دی وہ داود ؑ والے روزے کی تھی' یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔ جب حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا: ”میں اس سے افضل عمل کی طاقت رکھتا ہوں۔“ یعنی اس سے زیادہ روزے رکھ سکتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: [لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ] ”اس سے کوئی افضل نہیں۔“ (صحيح البخاري' الصوم' باب صوم الدهر' حديث:١٩٧٦) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سال میں گیارہ مہینے پچیس دن روزے رکھنے والے کو بھی اتنا ثواب نہیں مل سکتا جتنا صوم داود ؑ رکھنے والے کو ملتا ہے' لہٰذا اگر عیدین اور ایام تشریق کو چھوڑ کر سارا سال روزے رکھنا جائز بھی مان لیا جائے تو کم محنت کے ساتھ زیادہ ثواب حاصل کرنا بہتر ہے' نہ کہ زیادہ محنت کر کے کم ثواب حاصل کرنا۔

١٧٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ وَ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ صَامَ مَنْ صَامَ الأَبَدَ».

١٧٠٦- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمیشہ روزہ رکھا' اس نے روزہ رکھا ہی نہیں۔“

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ روزے رکھنے والے کو بالکل ثواب نہیں ملتا۔

١٧٠٦_ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم داود عليه السلام، ح:١٩٧٩، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به . . . الخ، ح:١١٥٩ من حديث حبيب به مطولاً .

(المعجم ٢٩) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ** (التحفة ٢٩)

باب: ۲۹- ہر مہینے تین روزے رکھنا

١٧٠٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْمِنْهَالِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِصِيَامِ الْبِيضِ. ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ. وَيَقُولُ: «هُوَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ، أَوْ كَهَيْئَةِ صَوْمِ الدَّهْرِ».

۱۷۰۷- حضرت منہال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایام بیض کے روزے رکھنے کا حکم دیتے تھے یعنی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو اور فرماتے تھے: ''یہ ہمیشہ کے روزوں کی طرح ہے' یا ہمیشہ کے روزوں کی سی کیفیت ہے۔''

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا حَبَّانُ ابْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ الْقَيْسِيُّ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہی روایت اسحاق بن منصور کے واسطے سے قتادہ بن ملحان کے طریق سے بھی روایت کی ہے۔

قَالَ ابْنُ مَاجَه: أَخْطَأَ شُعْبَةُ وَأَصَابَ هَمَّامٌ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس روایت میں شعبہ نے غلطی کی اور ہمام نے صحیح روایت بیان کی (شعبہ نے اسے عبدالملک بن منہال سے روایت کیا ہے تو دراصل عبدالملک بن قتادہ بن ملحان سے مروی ہے۔)

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے' تاہم اس مفہوم کی دوسری احادیث حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں جنھیں شیخ عبدالقادر ارناؤوط نے جامع الاصول کے حاشیے میں حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (جامع الأصول' حديث:۴۴۷۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث جامع ترمذی اور سنن نسائی میں وارد ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الصوم' باب ماجاء في صوم

١٧٠٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر، ح: ٢٤٤٩ من حديث همام به، وصححه ابن حبان * عبدالملك لم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم، ولبعض الحديث شواهد كثيرة عند النسائي، ح: ٢٣٨٧ وغيره.

ثلاثه أيام من كل شهر' حديث:٧٦٢' و سنن النسائي ' الصوم' باب: ذكر الاختلاف على موسى بن طلحه في الخبر في صيام ثلاثة أيام من الشهر' حديث:٢٤٢٦) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سنن نسائی میں وارد ہے۔(كتاب الصوم' باب صوم النبي ﷺ' حديث:٢٣٤٧)

١٧٠٨- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ».

فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيقَ ذٰلِكَ فِي كِتَابِهِ: ﴿مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ [الأنعام: ١٦٠] فَالْيَوْمُ بِعَشْرَةِ أَيَّامٍ.

١٧٠٨- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہر مہینے میں تین روزے رکھے تو یہی ہمیشہ کے روزے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کی تائید نازل فرما دی: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ ''جو شخص نیکی لے کر حاضر ہوا' اس کے لیے اس کا دس گنا (ثواب) ہے۔'' چنانچہ ایک دن (کے روزے) سے دس دن کا ثواب ملتا ہے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس کی شاہد ہے' لہٰذا روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

١٧٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ. قُلْتُ: مِنْ أَيِّهِ؟

١٧٠٩- حضرت معاذہ عدویہ رحمہا اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے۔ (حضرت معاذہ عدویہ رحمہا اللہ نے بیان کیا) میں نے کہا: مہینے کے کس حصے میں؟ انھوں نے کہا: نبی ﷺ اس بات کی پروا نہیں

١٧٠٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ٧٦٢ من حديث أبي معاوية به، وقال: "حسن صحيح" * أبومعاوية تابعه عبدالرحيم بن سليمان وغيره، وأخرج النسائي: ٤/ ٢١٩، ح: ٢٤١٢ بإسناد صحيح عن عاصم عن أبي عثمان عن رجل عن أبي ذر به، وله شاهد صحيح عند النسائي وغيره من حديث أبي هريرة به، ح: ٢٤٠٨، ٢٤٠٩.

١٧٠٩- أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر . . . الخ، ح: ١١٦٠ من حديث يزيد الرشك به.

قَالَتْ : لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّهِ كَانَ.

کرتے تھے کہ کون سے حصے میں (روزے رکھے) ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مہینے کے درمیانی ایام کے علاوہ بھی کوئی سے تین دن روزے رکھے جا سکتے ہیں' کیونکہ نبی ﷺ بعض اوقات بلاتعیین وتخصیص تین روزے رکھا کرتے تھے تاکہ وجوب نہ سمجھا جائے۔ اس طرح آپ بعض دفعہ مہینے کی ابتدا میں تین روزے رکھتے' چنانچہ جن صحابہ کے علم میں آپ کے یہی ابتدائی دن آئے انھوں نے اس کے مطابق بیان کر دیا' اس لیے ان دونوں یعنی ایام بیض اور ابتدائی ایام میں روزے رکھنے میں کوئی منافات نہیں' تاہم افضل یہی ہے کہ ایام بیض کے ۳ روزے رکھے جائیں کیونکہ نبی ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے جیسا کہ حدیث نمبر: ۱۷۰۷ میں گزر چکا ہے

(المعجم ٣٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- نبی ﷺ کے روزوں کا بیان

١٧١٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ صَامَ. وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ. وَلَمْ أَرَهُ صَامَ مِنْ شَهْرٍ قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ مِنْ شَعْبَانَ. كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ. كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلاً.

۱۷۱۰- حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کے روزوں کے بارے میں سوال کیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ روزے رکھتے تھے حتی کہ ہم کہتے کہ اب تو آپ روزے ہی رکھتے جائیں گے۔ اور روزے چھوڑتے تو ہم کہتے کہ اب تو آپ نے روزے چھوڑ ہی دیے ہیں۔ میں نے نبی ﷺ کو کبھی شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ آپ (تقریباً) پورا شعبان ہی روزے رکھ لیتے تھے۔ آپ چند دن کے سوا ماہ شعبان کے (سارے) روزے رکھ لیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① نفلی روزے مسلسل رکھنا بھی جائز ہے جب کہ ہر روزہ افطار کیا جائے' یعنی وصال نہ کیا جائے کیونکہ وہ ہمارے لیے ممنوع ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الصوم' باب الوصال' حدیث:۱۹۶۱' وصحیح مسلم' الصیام' باب النهي عن الوصال ' حدیث:۱۱۰۲) ② نفلی روزے سال کے ہر مہینے میں رکھے جا سکتے ہیں۔ ③ مسلسل ایک مہینہ نفلی روزے رکھنا خلاف سنت ہے۔ ④ ماہ شعبان میں نفلی روزوں کا اہتمام زیادہ ہونا چاہیے۔

١٧١٠ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان . . . الخ، ح: ١١٥٦ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به، وأخرجه البخاري، ح: ١٩٦٩ وغيره من طريق آخر عن أبي سلمة به.

١٧١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: لاَ يُفْطِرُ. وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: لاَ يَصُومُ. وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا إِلَّا رَمَضَانَ، مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ.

١٧١١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (مسلسل) روزے رکھتے تھے حتی کہ ہم کہتے: آپ افطار نہیں کریں گے۔ اور افطار کرتے حتی کہ ہم کہتے: آپ روزے نہیں رکھیں گے۔ اور آپ ﷺ جب سے مدینہ تشریف لائے آپ نے رمضان کے سوا کبھی مسلسل ایک مہینہ روزے نہیں رکھے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ (التحفة ٣١)

باب:٣١- حضرت داود علیہ السلام کے روزوں کا بیان

١٧١٢- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ. فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْماً. وَأَحَبُّ الصَّلاَةِ إِلَى اللهِ صَلاَةُ دَاوُدَ. كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيُصَلِّي ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ».

١٧١٢- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کو سب سے زیادہ محبوب روزہ داود علیہ السلام والا روزہ ہے۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑ تے تھے۔ اور اللہ کو سب سے زیادہ جو نماز پسند ہے وہ داود علیہ السلام کی نماز ہے۔ آپ آدھی رات تک سوتے اور تہائی رات میں نماز پڑھتے اور رات کا چھٹا حصہ سو رہتے۔“

فوائد ومسائل: ① نفلی عبادات کی مقدار کم وبیش ہو سکتی ہے۔ آدمی چاہے تو زیادہ نوافل ادا کرے چاہے کم رکعتیں پڑھ لے۔ اس طرح چاہے زیادہ روزے رکھے چاہے کم رکھ لے البتہ ان امور سے اجتناب کرے جن

١٧١١ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب ما يذكر من صوم النبي ﷺ وإفطاره، ح: ١٩٧١، ومسلم، الباب السابق، ح: ١١٥٧ من حديث أبي بشر به.

١٧١٢ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح: ١١٣١، ٣٤٢٠، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به . . . الخ، ح: ١١٦٠/ ١٨٩ من حديث سفيان به.

سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ② حضرت داود علیہ السلام کے انداز پر نفلی روزے رکھنا سب سے افضل ہے۔ اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اس سے زیادہ نفلی روزے رکھنے سے ثواب کم ہوجائے گا۔ ③ حضرت داود علیہ السلام والے روزے اس لیے افضل ہیں کہ اس طریقے سے انسان کو جسم کا' اہل وعیال کا' اور دوسرے لوگوں کا وہ حق ادا کرنے کا بھی موقع مل جاتا ہے جو ہمیشہ روزے رکھنے کی صورت میں ادا نہیں کیا جاسکتا اور اللہ کی عبادت کرکے ثواب بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ اور ایک لحاظ سے یہ دائمی عمل بھی بن جاتا ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ ④ نماز تہجد رات کے کسی بھی حصے میں ادا کی جاسکتی ہے' تاہم مذکورہ بالا صورت افضل ہے کیونکہ اس میں بھی جسم کے حق اور اللہ کے حق کا ایک خوبصورت توازن موجود ہے۔ ⑤ داود علیہ السلام والی نماز کی صورت یہ ہے' مثلاً: ایک رات بارہ گھنٹے کی ہو تو اس میں چھ گھنٹے آرام کیا جائے' پھر اٹھ کر چار گھنٹے نماز تہجد اور عبادت میں گزارے جائیں' پھر دو گھنٹے تک آرام کرلیا جائے۔

١٧١٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَارَسُولَ اللهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْماً؟ قَالَ: «وَيُطِيقُ ذٰلِكَ أَحَدٌ؟» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْماً؟ قَالَ: «ذَاكَ صَوْمُ دَاوُدَ» قَالَ: كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ؟ قَالَ: «وَدِدْتُ أَنِّي طُوِّقْتُ ذٰلِكَ».

١٧١٣- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! جو شخص دو دن روزے رکھے اور ایک دن چھوڑ دے تو اس کا یہ معمول کیسا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا کوئی شخص اس کی طاقت رکھتا ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو شخص ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن چھوڑے اس کا یہ معمول کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔'' انھوں نے کہا: جو شخص ایک دن روزہ رکھے اور دو دن چھوڑے اس کا یہ معمول کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا جی چاہتا ہے کہ میں یہ معمول اختیار کرسکوں۔''

فوائد ومسائل: ① دو روزے رکھ کر ایک دن روزہ چھوڑنا اللہ کے نبی ﷺ نے پسند نہیں فرمایا کیونکہ نبی ﷺ نے محسوس فرمایا کہ عام انسان کے لیے یہ معمول اختیار کرنا مشکل ہے' سوائے اس کے کہ کوئی شخص غلو کا رستہ اختیار کرے جو مناسب نہیں۔ ② حدیث میں مذکور باقی دونوں طریقے اللہ کے نبی ﷺ نے پسند فرمائے' لٰہذا وہ جائز ہیں۔ ③ تیسری صورت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے خواہش ظاہر فرمائی کہ مجھے اس کی طاقت ملے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے دوسری بہت سی مصروفیات کی وجہ سے یہ معمول اختیار کرنا

١٧١٣ـ أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ١١٦٢ من حديث حماد بن زيد به.

مشکل تھا' اس لیے نفلی عبادات میں انسان کو وہ معمول اختیار کرنا چاہیے جس سے اس کے دوسرے فرائض کی ادائیگی میں خلل پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ (التحفة ٣٢)

باب:۳۲-حضرت نوح علیہ السلام کے روزوں کا بیان

١٧١٤- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِي فِرَاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «صَامَ نُوحٌ الدَّهْرَ، إِلَّا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الأَضْحٰى».

۱۷۱۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''حضرت نوح علیہ السلام عیدالفطر کا دن اور عیدالاضحیٰ کا دن چھوڑ کر ہمیشہ روزے رکھتے تھے۔''

(المعجم ٣٣) - بَابُ صِيَامِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ (التحفة ٣٣)

باب:۳۳-شوال کے چھ روزے

١٧١٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ الذِّمَارِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أَسْمَاءَ الرَّحَبِيَّ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ، كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ. مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا».

۱۷۱۵- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے عیدالفطر کے بعد چھ روزے رکھے' اس کے پورے سال کے روزے ہو گئے۔ ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ جو شخص نیکی کرے' اس کے لیے اس کا دس گنا ثواب ہے۔''

١٧١٤ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٣٠ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة".

١٧١٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد، والنسائي في الكبرٰى، والبيهقي: ٤/ ٢٩٣ وغيرهم من طرق عن يحيى بن الحارث به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١١٥، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٣٦٣٥، نقل المزي في الأطراف: ٢/ ١٣٨، ١٣٩ عن ابن ماجه عن هشام بن عمار عن صدقة بن خالد عن يحيى به، ولم يذكر بقية، والله أعلم.

١٧١٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ».

١٧١٦- حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے' پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے بھی رکھ لیے تو اس نے گویا زمانے بھر روزے رکھے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ مسلمانوں پر اللہ کا خاص احسان ہے کہ اس کی رضا کے لیے جو عمل کیا جائے' اس کا ثواب بہت زیادہ دیتا ہے۔ اس رحمت الٰہی سے فائدہ اٹھانے کے لیے فرضی عبادت کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات بھی ادا کرتے رہنا چاہیے۔ ② اکثر علماء کا خیال ہے کہ یہ روزے عید کے دوسرے دن سے شروع کرنا ضروری نہیں اور مسلسل رکھنا بھی ضروری نہیں' تاہم ساتھ ہی رکھ لینے میں آسانی ہے۔ ③ بعض جگہ عوام میں مشہور ہے کہ عید کے بعد یہ چھ روزے رکھ کر شوال کی آٹھ تاریخ کو بھی عید ہوتی ہے۔ بعض لوگ اس دن کچھ اہتمام بھی کرتے ہیں۔ یہ خیال بے اصل ہے' لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ ''زمانے بھر'' یعنی سال بھر کے روزوں کا ثواب اس طرح واضح کیا جاتا ہے کہ حسب قاعدہ ﴿مَن جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (الأنعام٦:١٦٠) رمضان کے تیس اور شوال کے چھ دن کل چھتیس دن ہوئے اور دس گنا ثواب سے تین سو ساٹھ ہو گئے اور تقریباً یہی تعداد سال کے دنوں کی ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٤) - بَابٌ: فِي صِيَامِ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ٣٤)

باب:٣٤- اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھنا

١٧١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

١٧١٧- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے گا' اللہ تعالیٰ اس دن کی وجہ سے اس کے چہرے سے جہنم کو ستر سال کے فاصلے تک دور کر

١٧١٦ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال اتباعًا لرمضان، ح:١١٦٤ من حديث عبدالله بن نمير به.

١٧١٧ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل الله، ح:٢٨٤٠ من حديث يحيى بن سعيد وسهيل بن أبي صالح عن النعمان، ومسلم، الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه، بلا ضرر ولا تفويت حق، ح:١١٥٣ عن محمد بن رمح من حديث النعمان به.

الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْماً فِي سَبِيلِ اللهِ، بَاعَدَ اللهُ، بِذٰلِكَ الْيَوْمِ، النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفاً».

دے گا۔''

١٧١٨ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ اللَّيْثِيُّ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْماً فِي سَبِيلِ اللهِ، زَحْزَحَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفاً».

۱۷۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ گزشتہ روایت (۱۷۱۷) اس سے کفایت کرتی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② ''اللہ کی راہ میں'' کا مطلب کفار سے جہاد کے وقت روزہ رکھنا ہے' بشرطیکہ اس سے کمزوری پیدا ہو جانے کا احتمال نہ ہو۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اس کے حکم کی تعمیل میں روزہ رکھا۔ خلوص نیت سے جو کام کیا جائے وہ اللہ ہی کی راہ میں ہوتا ہے۔ ③ ستر سال کے فاصلے کا مطلب یہ ہے کہ جہنم سے اتنا دور کر دے گا جتنا فاصلہ ستر سال میں طے کیا جا سکتا ہے۔ اس سے مراد بہت زیادہ دوری بھی ہو سکتا ہے' فاصلے کی دوری کو واضح کرنے کے لیے ستر سال کی مسافت سے تشبیہ دی گئی۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت

١٧١٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ

۱۷۱۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منیٰ کے ایام کھانے پینے

١٧١٨ـ [إسناده ضعيف] والحديث السابق يغني عنه * عبدالله بن عبدالعزيز الليثي ضعيف، واختلط بآخره (تقريب).

١٧١٩ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ٤/ ٢١، ح: ١٥٢٦٣ عن عبدالرحيم بن سليمان به باختلاف يسير، وللحديث طرق كثيرة جدًا، وهو من الأحاديث المتواترة، كما في قطف الأزهار المتناثرة للسيوطي: ٥١.

ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيَّامُ مِنًى، أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ».

کے دن ہیں۔"

١٧٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ بِشْرِ بْنِ سُحَيْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَقَالَ: «لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ. وَإِنَّ هٰذِهِ الأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ».

۱۷۲۰- حضرت بشر بن سحیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق میں خطبہ ارشاد فرمایا' (اس خطبے کے دوران میں) آپ نے فرمایا: "جنت میں صرف مسلمان جان ہی داخل ہوگی۔ اور یہ ایام کھانے پینے کے دن ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① ایام تشریق عیدالاضحیٰ کے بعد کے تین دنوں کو کہتے ہیں' یعنی ذوالحجہ کی گیارہ' بارہ اور تیرہ تاریخ۔ ② عیدالاضحیٰ (دس ذوالحجہ) کی طرح یہ تین دن بھی قربانی کے دن ہیں' اس لیے تیرہ ذوالحجہ کو سورج کے غروب ہونے تک قربانی کرنا جائز ہے' تاہم سب سے زیادہ ثواب دس ذوالحجہ کو قربانی کرنے کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹ قربان کیے اور ان سب کی قربانی دس ذوالحجہ ہی کو دی۔ ③ ایام تشریق میں روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ یہ عید کی خوشی کے منافی ہے۔ ④ جو شخص حج تمتع ادا کرے اور اسے قربانی کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ ایام تشریق میں روزے رکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ (البقرہ ۲:۱۹۶) "تو جس نے حج (کے احرام) تک عمرے کا فائدہ اٹھایا وہ (احرام کھول کر) جو میسر ہو قربانی سے (وہ کرے)' پھر جو شخص (قربانی) نہ پائے تو وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات اس وقت جب تم گھر لوٹ آؤ' یہ پورے دس (روزے) ہیں۔" ⑤ ایام تشریق کو منیٰ کے ایام اس لیے کہا جاتا ہے کہ حاجی یہ دن منیٰ میں گزارتے ہیں۔ ⑥ قربانی کے متبادل دس روزوں میں سے جو تین روزے حج کے ایام میں رکھنے ضروری ہیں' وہ یوم عرفہ سے پہلے رکھنے چاہییں' اگر وہ دن گزر جائیں تو ایام تشریق میں رکھے۔

١٧٢٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤١٥ عن وكيع وغيره به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٦٠، والبوصيري، وأخرجه النسائي في الكبرٰى من حديث سفيان به، وتابعه حماد بن زيد، وأخرج أحمد عن شعبة قال أخبرني حبيب بن أبي ثابت أنه سمع نافع بن جبير به.

(صحيح البخاري، الصوم، باب صيام أيام تشريق، حديث: ١٩٩٧، ١٩٩٨) ⑥ جنت میں داخل ہونے کے لیے صرف زبان سے اسلام کا اظہار کرنا کافی نہیں بلکہ دل میں اللہ کے احکام کی اطاعت کا جذبہ اور عملی طور پر اس کا اظہار بھی ضروری ہے۔ ایمان میں عملی نقص جنت میں فوری داخلے سے رکاوٹ کا باعث ہے۔ جہنم میں سزا بھگتنے کے بعد یا اللہ کی خصوصی رحمت سے معافی حاصل ہو جانے کے بعد جنت میں داخلہ ممکن ہے، البتہ شرک اکبر کا مرتکب اور غیر مسلم جب تک اس شرک اور کفر سے توبہ کر کے نہ مرا ہو، دائمی جہنمی ہے۔

(المعجم ٣٦) - **بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى** (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- عیدین کے دن روزے رکھنے کی ممانعت

١٧٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّيْمِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحٰى.

١٧٢١- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

١٧٢٢- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ، يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحٰى. أَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ، فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ. وَيَوْمُ الْأَضْحٰى تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ.

١٧٢٢- حضرت ابوعبید رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضر تھا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے خطبے سے پہلے نماز شروع کی اور (نماز کے بعد خطبہ دیتے ہوئے) فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان دو دنوں کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، یعنی عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ کے دن۔ عید الفطر کا دن تو تمھارا روزوں سے فارغ ہونے کا دن ہے اور عید الاضحیٰ کے دن تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔

١٧٢١- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم النحر، ح: ١٩٩٥، ومسلم، الصيام، باب تحريم صوم يومي العيدين، ح: ٨٢٧/ ١٤٠ من حديث عبدالملك به.

١٧٢٢- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الفطر، ح: ١٩٩٠، ٥٥٧١، ومسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ١١٣٧، ومن حديث الزهري به، انظر الحديث السابق.

فوائد ومسائل: ① نمازعید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔ ② عید کے خطبے میں عید کے متعلق مسائل بیان کرنے چاہئیں۔ ③ عیدین کے دن روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ اس دن روزہ رکھنا گویا مسلمانوں کی اجتماعی خوشی سے لاتعلق ہونے کا اظہار ہے جو ایک مسلمان کا کام نہیں۔ ④ عیدالفطر کے دن روزہ رکھنے سے عملی طور پر روزوں سے فارغ نہ ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔ اس طرح گویا اللہ کے مقرر کردہ فرض میں خودساختہ اضافہ کردیا جاتا ہے جو بہت برا فعل ہے۔ ⑤ جس طرح قربانی کرنا اللہ کے حکم کی تعمیل ہے' اسی طرح قربانی کے گوشت میں سے کچھ نہ کچھ کھا پی لینا بھی اللہ کی نعمت کا شکر ہے۔ اس دن روزہ رکھنا اس شکر سے پہلوتہی اور اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِي صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- جمعے کے دن روزہ رکھنا

١٧٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا بِيَوْمٍ قَبْلَهُ، أَوْ يَوْمٍ بَعْدَهُ.

١٧٢٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے' سوائے اس صورت کے کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھ لیا جائے۔

فوائد ومسائل: ① جمعے کے دن مسلمانوں کی ہفت روزہ عید ہے' اس لیے اس دن کا اکیلا روزہ رکھنا ایک لحاظ سے عید کے دن روزہ رکھنے سے مشابہ ہو جاتا ہے۔ ② جمعرات کا روزہ رکھنا مسنون ہے' جیسے کہ حدیث: ١٧٣٩' ١٧٤٠ میں آرہا ہے۔ اس کے ساتھ ملا کر جمعے کا روزہ بھی رکھا جاسکتا ہے۔ ③ اسی طرح اکیلے ہفتے کے دن کا روزہ بھی ممنوع ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ١٧٢٦) البتہ جمعے اور ہفتے کے دنوں کو ملا کر روزہ رکھا جائے تو جائز ہے۔

١٧٢٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ شَيْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ

١٧٢٤- حضرت محمد بن عباد بن جعفر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: میں بیت اللہ کا طواف کررہا تھا' اس دوران میں میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

١٧٢٣- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الجمعة ... الخ، ح: ١٩٨٥ من حديث الأعمش به، ومسلم، الصيام، باب كراهة إفراد يوم الجمعة بصوم لا يوافق عادته، ح: ١١٤٤ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره.

١٧٢٤- أخرجه البخاري، الصوم، الباب السابق، ح: ١٩٨٤ من حديث عبدالحميد به، ومسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ١١٤٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

قَالَ : سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ، وَأَنَا أَطُوفُ بِالْبَيْتِ : أَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ : نَعَمْ . وَرَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ .

سے سوال کیا: کیا نبی ﷺ نے جمعے کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، قسم ہے اس گھر کے رب کی!

فوائد و مسائل: ① طواف کعبہ کے دوران میں بات چیت کرنا جائز ہے، تاہم فضول بات چیت سے اجتناب کرتے ہوئے دعا و ذکر میں مشغول رہنا افضل ہے۔ ② اللہ کی مخلوق کی قسم کھانا حرام ہے لیکن اللہ کا ذکر اس کی کسی صفت کے ساتھ ہو تو کوئی حرج نہیں، اس لیے کعبہ کی قسم کھانے کے بجائے کعبہ کے رب کی قسم کھانی چاہیے۔ ③ کسی بات کی تاکید کے لیے قسم کھانا جائز ہے، لیکن بلاضرورت کثرت سے قسمیں کھانا اچھا نہیں اور جھوٹی قسم تو بہت بڑا گناہ ہے۔

١٧٢٥- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ : أَنْبَأَنَا أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ زِرٍّ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ : قَلَّمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

۱۷۲۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعے کا روزہ کم ہی چھوڑتے دیکھا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث گزشتہ احادیث کے مخالف نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب جمعے کا روزہ رکھا تو اس کے ساتھ جمعرات یا ہفتے کے دن کا روزہ بھی رکھا ہوگا۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ السَّبْتِ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۸- ہفتے کے دن کا روزہ رکھنا

١٧٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ

۱۷۲۶- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہفتے کے دن کا روزہ نہ رکھو، سوائے اس روزے کے جو تم پر فرض ہو۔ اگر کسی کو

١٧٢٥_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود السجستاني، الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر، ح: ٢٤٥٠ من حديث أبي داود الطيالسي به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

١٧٢٦_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصيام، باب النهي أن يخص يوم السبت بصوم، ح: ٢٤٢١ عن حميد بن مسعدة به، وحسنه الترمذي، ح: ٧٤٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٦٤، والحاكم: ١/ ٤٣٥، والذهبي، وابن السكن، وأورده الضياء المقدسي في الأحاديث المختارة.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَصُومُوا يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِيمَا افْتُرِضَ عَلَيْكُمْ. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا عُودَ عِنَبٍ، أَوْ لِحَاءَ شَجَرَةٍ، فَلْيَمُصَّهُ».

محض انگور کی شاخ یا کسی درخت کی چھال ہی ملے تو اسی کو چوس لے۔"

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ حَبِيبٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ، عَنْ أُخْتِهِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے فرمایا: یہ روایت ہمیں حمید بن مسعدہ نے سفیان بن حبیب سے' انھوں نے ثور بن یزید سے' انھوں نے خالد بن معدان سے' انھوں نے عبداللہ بن بسر سے ان کی ہمشیرہ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ حدیث کی مثل بیان کی۔

فائدہ: اس سے بھی اکیلے ہفتے کے دن کے روزے کی ممانعت ثابت ہوئی۔ فرض روزے رکھتے ہوئے یہ دن بھی آتا ہے لیکن وہ اکیلا ہفتے کے دن کا روزہ نہیں ہوتا' اسی طرح قضا روزے رکھتے ہوئے یہ اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں کہ ہفتے کے دن نہ رکھا جائے' اسی طرح اتفاقاً اگر ہفتے کے دن کا روزہ آ پڑے' مثلاً: کسی کا ایک روزہ رہ گیا تھا' اس کی قضا میں اس نے روزہ رکھا' اتفاقاً وہ ہفتے کا دن تھا' روزہ رکھنے والے کا ارادہ ہفتے کو اہمیت دینے کا نہیں تھا یا داود علیہ السلام والا روزہ رکھتے ہوئے جمعرات کو روزہ رکھا تو اب ہفتے کو' پھر سوموار کو روزہ رکھنا ہوگا تو ایسی صورتوں میں منع نہیں ہوگا۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ صِيَامِ الْعَشْرِ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۹- ذوالحجہ کے پہلے عشرے کے روزے

١٧٢٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَيَّامٍ، الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ، مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ» يَعْنِي الْعَشْرَ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَلاَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ

۱۷۲۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی دن ایسے نہیں جن میں کیا ہوا عمل اللہ کو ان دنوں (میں کیے ہوئے اسی عمل) سے زیادہ محبوب ہو۔'' یعنی ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں! مگر جو شخص اپنی جان اور اپنا مال لے کر (جہاد

١٧٢٧ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب فضل العمل في أيام التشريق، ح: ٩٦٩ من حديث سليمان الأعمش به.

قَالَ: «وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ. إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ».

میں) نکلا' پھر کچھ بھی لے کر واپس نہ آیا۔''

فوائد ومسائل: ① رمضان المبارک کے بعد سب سے افضل ایام ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔ ② نفل روزوں میں ذوالحجہ کے پہلے نو ایام کے روزے زیادہ افضل ہیں' ان میں سے نو ذوالحجہ کا روزہ زیادہ افضل ہے۔ ③ ان افضل ایام میں انجام دیا جانے والا ہر عمل دوسرے ایام سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان ایام کا روزہ بھی دوسرے ایام کے روزوں سے افضل ہے' البتہ دس ذوالحجہ کا روزہ رکھنا جائز نہیں' اس لیے پہلے عشرہ کے روزوں سے مراد پہلے نو دن کے روزے ہیں۔ ④ ان ایام میں کیا ہوا جہاد' دوسرے ایام کے جہاد سے افضل ہے۔ صحابہ کرام کے اس سوال ''وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ'' سے پتہ چلا کہ جہاد دوسری نیکیوں سے افضل عبادت ہے۔ اسی طرح اس حدیث کے عموم سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ان مبارک ایام میں کیا ہوا کوئی بھی عمل دیگر ایام میں کیے ہوئے عمل یا جہاد سے افضل ہے۔

١٧٢٨- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عَبِيدَةَ: حَدَّثَنَا مَسْعُودُ بْنُ وَاصِلٍ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا أَيَّامٌ، أَحَبُّ إِلَى اللهِ سُبْحَانَهُ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا، مِنْ أَيَّامِ الْعَشْرِ. وَإِنَّ صِيَامَ يَوْمٍ فِيهَا لَيَعْدِلُ صِيَامَ سَنَةٍ، وَلَيْلَةٍ فِيهَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ».

١٧٢٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کے دنوں میں کوئی دن ایسا نہیں جس میں عبادت کرنا اللہ کو ان دس دنوں کی عبادت سے زیادہ محبوب ہو۔ ان میں ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ان کی ایک ایک رات شب قدر کے برابر ہے۔''

١٧٢٩- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَامَ الْعَشْرَ قَطُّ.

١٧٢٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دس دنوں میں کبھی روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

١٧٢٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في العمل في أيام العشر، ح: ٧٥٨ من حديث مسعود به، وقال: "غريب"، وانظر، ح: ١٣٨٢ لعلته.

١٧٢٩- أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب صوم عشر ذي الحجة، ح: ١١٧٦ من حديث إبراهيم به.

فوائد ومسائل: ① ممکن ہے ام المومنین ؓ کو اطلاع نہ ہوئی ہو کہ نبی ﷺ اس دن روزے سے ہیں، تاہم ام المومنین ؓ خود عرفہ کے دن کا روزہ رکھتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں دوسرے صحابہ یا صحابیات (ؓ) سے اس روزے کی فضیلت کا علم ہو گیا تھا۔ ② اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ ان ایام میں مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے بلکہ بعض دنوں کا روزہ رکھ لیتے تھے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٤٠) - بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- عرفے کے دن کا روزہ

١٧٣٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ، إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالَّتِي بَعْدَهُ».

۱۷۳۰- حضرت ابوقتادہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عرفے کے دن کے روزے کی وجہ سے میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس سے پہلے سال بھر کے اور اس کے بعد کے سال بھر کے گناہ معاف فرمادے گا۔“

١٧٣١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ، غُفِرَ لَهُ سَنَةٌ أَمَامَهُ وَسَنَةٌ بَعْدَهُ».

۱۷۳۱- حضرت قتادہ بن نعمان ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”جس شخص نے عرفے کے دن روزہ رکھا، اس کے ایک سال آگے اور ایک سال پیچھے کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں یہ سنداً ضعیف ہے، البتہ گزشتہ حدیث (۱۷۳۰) اس سے کفایت کرتی ہے کیونکہ یہ سابق حدیث کے ہم معنی ہی ہے، دیگر محققین نے بھی اسے گزشتہ حدیث کی وجہ سے قابل عمل اور قابل حجت قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغليل: ۴/ ۱۰۹، ۱۱۰ و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد، حديث: ۱۷۳۱) ② عرفے کے دن سے مراد ذوالحجہ کی نو تاریخ ہے۔ اسے عرفے

١٧٣٠- [صحيح] تقدم، ح: ١٧١٣.

١٧٣١- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٥، ح: ٨ من حديث هشام به، وانظر، ح: ٣٤٥ لعلته، والحديث السابق يغني عنه، وقيل رواه زيد بن أسلم عن عياض به، والله أعلم.

کا دن اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن حاجی عرفات کے میدان میں ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور وقوف عرفات حج کا عظیم ترین رکن ہے، جو شخص اس دن عرفات میں نہ پہنچ سکے اس کا حج نہیں ہوتا۔ ② اس قسم کی احادیث میں گناہوں کی معافی سے مراد عام طور پر صغیرہ گناہ ہوتے ہیں لیکن اخلاص نیت کی وجہ سے شاید بعض کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جائیں۔ ③ بعض لوگ عرفے کا روزہ اس دن رکھتے ہیں جس دن سعودی عرب میں ۹ ذوالحجہ ہو، یہ درست نہیں کیونکہ جو عبادات اوقات مقررہ سے تعلق رکھتی ہیں، ان میں عمل کرنے والے کے مقام کا اعتبار ہوتا ہے۔ جس طرح ہم پاکستان میں ظہر کی نماز مکہ میں سورج ڈھل جانے تک مؤخر نہیں کرتے، یا مدینہ میں سورج غروب ہو جانے تک یہاں روزہ کھولنا مؤخر نہیں کر سکتے، اسی طرح تاریخ میں بھی ہر شہر میں مقامی طور پر چاند نظر آنے یا نہ آنے پر دارومدار ہے۔ نیز تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ١٦٥٢ کے فوائد ومسائل۔

١٧٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنِي حَوْشَبُ بْنُ عَقِيلٍ: حَدَّثَنِي مَهْدِيٌّ الْعَبْدِيُّ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فِي بَيْتِهِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتٍ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتٍ.

١٧٣٢- حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان سے عرفات کے میدان میں عرفے کے دن کا روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں عرفے کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث میں یوم عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے لیکن یہ حجاج کرام کے ساتھ خاص ہے کہ آپ نے حاجیوں کو اس دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے جیسے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا تھا۔ (صحيح البخاري، الصوم، باب صوم يوم عرفة، حدیث: ١٩٨٨) نیز حجاج کو عرفات کا وقوف اور اس اثنا میں دعا ومناجات میں مشغول رہنا ہوتا ہے، اس لیے یہ عمل روزے کی نسبت اولیٰ ہے۔ غیر حاجی کے لیے اس روزے کی فضیلت گزشتہ احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ٤١) - بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ (التحفة ٤١)

باب: ٤١- عاشورے کا روزہ

١٧٣٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في صوم يوم عرفة بعرفة، ح: ٢٤٤٠ من حديث حوشب به
* مهدي الهجري وثقه ابن خزيمة، وابن حبان فهو حسن الحديث.

١٧٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ عَاشُورَاءَ، وَيَأْمُرُ بِصِيَامِهِ.

۱۷۳۳- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عاشورا (دس محرم) کے دن روزہ رکھتے تھے اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔

١٧٣٤- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ. فَوَجَدَ الْيَهُودَ صُيَّاماً. فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالُوا: هٰذَا يَوْمٌ أَنْجَى اللهُ فِيهِ مُوسٰى، وَأَغْرَقَ فِيهِ فِرْعَوْنَ، فَصَامَهُ مُوسٰى شُكْراً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَحْنُ أَحَقُّ بِمُوسٰى مِنْكُمْ» فَصَامَهُ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

۱۷۳۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو (عاشورا کا) روزہ رکھتے پایا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے (اس نعمت کے) شکر کے طور پر روزہ رکھا (اس لیے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام پر ہمارا حق تم سے زیادہ ہے۔'' چنانچہ آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

فوائد ومسائل: ① ''حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہمارا حق تم سے زیادہ ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی تباہی پر جو خوشی ہوئی اس میں ہم بھی شریک ہیں کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے شرک پر توحید کی فتح کا اظہار ہے۔ اور صحیح توحید پر ہم مسلمان قائم ہیں' نہ کہ تم یہودی جو موسیٰ علیہ السلام کی امت ہونے کا دعویٰ رکھتے ہو کیونکہ تم نے تو اپنے مذہب میں اتنا شرک شامل کر لیا ہے کہ تم فرعون کے شرکیہ مذہب سے قریب تر ہو گئے ہو۔ ② شکر کے طور پر عبادت کرنا پہلی امتوں میں بھی مشروع تھا۔ ہماری شریعت میں بھی سجدۂ شکر' یا نماز شکرانہ یا شکر کے طور پر روزہ رکھنا' یا صدقہ دینا مشروع ہے۔ ③ ہماری شریعت کی عبادات سابقہ شریعتوں کی عبادت سے ایک حد تک مشابہت رکھنے کے باوجود ان سے مختلف ہیں۔ روزے کے متعدد مسائل میں یہ امتیاز ملحوظ رکھا گیا ہے۔ عاشورا

١٧٣٣ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح:٢٠٠١، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح:١١٢٥ وغيرهما عن الزهري به مطولاً، وفيه: "فلما فرض رمضان كان من شاء صام يوم عاشوراء ومن شاء أفطر".

١٧٣٤ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح:٢٠٠٤، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح:١١٣٠ وغيرهما من حديث أيوب عن عبدالله بن سعيد بن جبير عن أبيه به، وأخرجه مسلم من طريق آخر عن سعيد به.

کے روزے میں یہ امتیاز اس طرح قائم کیا گیا ہے کہ وہ لوگ صرف دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لینے کا حکم فرمایا' اس کے لیے دن کی تعیین کی بابت حضرت ابن عباس ؓ سے مروی حدیث: ''یہود کی مخالفت کرو، ان سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو۔'' تو ضعیف ہے، تاہم حضرت ابن عباس ہی سے موقوفاً مروی ہے: یہود کی مخالفت کرو، نو اور دس محرم کا روزہ رکھو۔ علمائے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا بہتر اور راجح موقف یہی ہے کہ دس کے ساتھ نو کا روزہ رکھا جائے، اگر نو کا روزہ نہ رکھ سکے تو مخالفت یہود کے پیش نظر گیارہ کا روزہ بھی ان شاء اللہ مقبول ہوگا۔ واللہ اعلم۔ مزید دیکھیے (الموسوعة الحديثية مسند الأمام احمد: ۴/۵۲)

١٧٣٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ: «مِنْكُمْ أَحَدٌ طَعِمَ الْيَوْمَ؟» قُلْنَا: مِنَّا طَعِمَ وَمِنَّا مَنْ لَمْ يَطْعَمْ. قَالَ: «فَأَتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ. مَنْ كَانَ طَعِمَ وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْ. فَأَرْسِلُوا إِلَى أَهْلِ الْعَرُوضِ فَلْيُتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ» قَالَ يَعْنِي أَهْلَ الْعَرُوضِ حَوْلَ الْمَدِينَةِ.

۱۷۳۵- حضرت محمد بن صیفی انصاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عاشورا کے دن ہمیں فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے آج کھانا کھایا ہے؟'' ہم نے کہا: ہم میں سے بعض نے کھانا کھایا ہے' بعض نے نہیں کھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دن کے باقی حصے کا روزہ پورا کرو' جس نے کھانا کھایا ہے' (وہ بھی باقی دن کا روزہ رکھے) اور جس نے نہیں کھایا' (وہ بھی روزہ رکھ لے) اور عروض والوں کو بھی کہلا بھیجو کہ وہ دن کے باقی حصے کا روزہ پورا کریں۔'' راویٔ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ''عروض'' والوں سے آپ کی مراد مدینہ کے قرب وجوار کے لوگ تھے۔

فوائد ومسائل: ① عاشورا کا روزہ مستحب ہے' تاہم دوسری احادیث کی روشنی میں اکیلے دس محرم کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اس کے ساتھ نو محرم کا روزہ بھی رکھ لینا چاہیے۔ ② اگر دن کے وقت چاند ہونے کی اطلاع ملے تو باقی دن کا روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تو دن کا کچھ حصہ گزر چکا تھا' پھر بھی باقی دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

١٧٣٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۱۷۳۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

١٧٣٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٤/ ١٩٢، الصيام، إذا طهرت الحائض أو قدم المسافر في رمضان هل يصوم بقية يومه، ح: ٢٣٢٢، وأحمد: ٤/ ٣٨٨ من حديث حصين به، وصححه البوصيري.

١٧٣٦ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب: أي يوم يصام في عاشوراء؟، ح: ١١٣٤، والنسخة الهندية: ١/ ٣٥٩ من ◀◀

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَيْرٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ الْيَوْمَ التَّاسِعَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو نو تاریخ کا روزہ ضرور رکھوں گا۔''

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ. زَادَ فِيهِ: مَخَافَةَ أَنْ يَفُوتَهُ عَاشُورَاءُ.

ابوعلی نے کہا کہ احمد بن یونس نے ابن ابی ذئب سے یہ روایت بیان کی تو یہ اضافہ بھی بیان کیا: ''(یہ آپ نے) اس خطرے کے پیش نظر (فرمایا) کہ عاشورے کا روزہ چھوٹ نہ جائے۔

فوائد ومسائل: ① نو محرم کو روزہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے دس محرم کے ساتھ نو محرم کا روزہ رکھنے کا بھی ارادہ فرمایا تا کہ اہل کتاب سے فرق بھی ہو جائے اور افضل دن کے روزے کا ثواب بھی مل جائے۔ ② راوی نے جو بیان فرمایا کہ آپ نے نو تاریخ کا روزہ رکھنے کا ارادہ فرمایا تو وہ اس لیے تھا کہ دس تاریخ کا روزہ چھوٹ نہ جائے تو یہ حکم بھی ممکن ہے لیکن پہلی وجہ زیادہ قرین قیاس ہے۔

١٧٣٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ ذُكِرَ، عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، يَوْمُ عَاشُورَاءَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَانَ يَوْماً يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ. فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ كَرِهَهُ فَلْيَدَعْهُ».

١٧٣٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس عاشورا کے دن کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''زمانۂ جاہلیت کے لوگ اس دن روزہ رکھا کرتے تھے چنانچہ اب جو شخص اس کا روزہ رکھنا چاہتا ہے رکھ لے اور جو شخص روزہ نہیں رکھنا چاہتا' چھوڑ دے۔''

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ یہ روزہ فرض نہیں' البتہ ثواب کا کام ضرور ہے۔ ② جاہلیت کے

◄◄ حديث وكيع به، قلت: وقع في نسخة محمد فؤاد: 'عن عبدالله بن عمير (لعله قال عن عبدالله بن عباس)' والصواب: 'عن عبدالله بن عمير عن عبدالله بن عباس' بدون الشك كما في الهندية، والنسخ الهندية للكتب الستة من أتقن النسخ في الدنيا فيما أعلم، ومن شاء التحقيق فليراجعها.

١٧٣٧ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ١١٢٦ عن محمد بن رمح وغيره به.

جس کام کی تائید قرآن وحدیث سے ہو جائے' وہ ہماری شریعت کا حکم بن جاتا ہے' پھر اسے جاہلیت کا کام سمجھ کر نہیں بلکہ اسلام کا حکم سمجھ کر ادا کیا جاتا ہے اور جس کام سے منع کر دیا جائے وہ بالکل حرام ہوتا ہے۔ جس کام کے بارے میں حکم یا ممانعت کی دلیل نہ ملے اس سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے بہت سے کاموں میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت کی ہے حتی کہ صحابۂ کرام ؓ نے سمجھ لیا کہ کفار کی مخالفت' اسلام کا ایک اصول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب نماز کے وقت کا اعلان کرنے کے لیے مشورہ ہوا تو صحابہ ؓ نے ناقوس بجانے اور آگ جلانے کی تجویز رد کر دی کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' الأذان' باب بدء الأذان' حدیث: ۷۰۷)

۱۷۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ».

۱۷۳۸- حضرت ابوقتادہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عاشورا کے دن کے روزے سے' میں اللہ سے اس قدر ثواب کی امید رکھتا ہوں کہ اس سے پہلے ایک سال کے گناہ معاف فرما دے گا۔''

(المعجم ٤٢) - **بَابُ صِيَامِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ** (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲- سوموار اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا

۱۷۳۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْغَازِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يَتَحَرَّى صِيَامَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

۱۷۳۹- حضرت ربیعہ بن غاز ؒ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو ام المومنین ؓ نے فرمایا: آپ سوموار اور جمعرات کے روزے کا اہتمام فرماتے تھے۔

فائدہ: اہتمام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قصد کے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ اس دن روزہ ترک نہ کیا جائے۔ اس اہتمام کی وجہ کیا تھی؟ اگلی حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔

۱۷۳۸- [صحيح] تقدم، ح: ۱۷۱۳.

۱۷۳۹- [صحيح] تقدم، ح: ۱٦٤٩.

١٧٤٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصُومُ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ. فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ تَصُومُ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ؟ فَقَالَ: «إِنَّ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ يَغْفِرُ اللهُ فِيهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ. إِلَّا مُتَهَاجِرَيْنِ. يَقُولُ: دَعْهُمَا حَتَّى يَصْطَلِحَا».

١٧٤٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) فرمایا: ’’سوموار اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر وہ دو آدمی جو آپس میں قطع تعلق کیے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انھیں چھوڑ دو حتی کہ صلح کر لیں۔‘‘

فوائد و مسائل: ① سوموار اور جمعرات کو نفل روزہ رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ② روزہ ایک بڑا نیک عمل ہے جس کی برکت سے مغفرت کی زیادہ امید کی جا سکتی ہے۔ ③ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے بلاوجہ ناراض رہنا بڑا گناہ ہے۔ ④ کسی دینی وجہ سے ناراضی رکھنا اور اہل و عیال کو تنبیہ کرنے کے لیے ناراض ہو جانا اس وعید میں شامل نہیں۔ ⑤ بعض لوگوں نے سوموار کے روزے سے عید میلاد کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے سوموار کے دن پیدا ہونے پر علمائے کرام کا اتفاق ہے لیکن یہ استدلال محل نظر ہے' اس لیے کہ اس دن روزہ رکھنا سنت ہے نہ کہ عید منانا اور عید روزے کے منافی ہے' نیز ہفت روزہ عید پر سالانہ عید کو قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ ربیع الاول رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہر سال آتا رہا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس مہینے میں عید نہیں منائی۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (عید میلاد کی تاریخی و شرعی حیثیت اور مجوزین کے دلائل کا جائزہ: از حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ)

(المعجم ٤٣) - بَابُ صِيَامِ أَشْهُرِ الْحُرُمِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- حرمت والے مہینوں کے روزے

١٧٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٧٤١- حضرت ابو مجیبہ باہلی رحمہ اللہ اپنے والد یا

١٧٤٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين والخميس، ح: ٧٤٧ من حديث أبي عاصم الضحاك به بلفظ: أن رسول الله ﷺ قال: "تعرض الأعمال يوم الاثنين والخميس، فأحب أن يعرض عملي وأنا صائم"، وقال الترمذي: "حسن غريب"، أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٩ عن أبي عاصم به مطولاً، وصححه البوصيري، وابن الملقن، ح: ١٠١٤.

١٧٤١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في صوم أشهر الحرم، ح: ٢٤٢٨ من حديث سعيد◄

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ أَبِي مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ أَنَا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتُكَ عَامَ الأَوَّلِ. قَالَ: «فَمَا لِي أَرٰى جِسْمَكَ نَاحِلاً؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَكَلْتُ طَعَاماً بِالنَّهَارِ. مَا أَكَلْتُهُ إِلَّا بِاللَّيْلِ. قَالَ: «مَنْ أَمَرَكَ أَنْ تُعَذِّبَ نَفْسَكَ؟» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي أَقْوٰى. قَالَ: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْماً بَعْدَهُ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوٰى. قَالَ: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْمَيْنِ بَعْدَهُ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوٰى. قَالَ: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بَعْدَهُ. وَصُمْ أَشْهُرَ الْحُرُمِ».

چچا ؓ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں وہی شخص ہوں جو پچھلے سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ میں تمھارے جسم کو کمزور دیکھتا ہوں؟'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے کبھی دن کے وقت کھانا نہیں کھایا (ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں) صرف رات کو کھانا کھاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے کس نے اپنی جان کو عذاب میں ڈالنے کا حکم دیا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں طاقت رکھتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''صبر کے مہینے (رمضان) کے روزے رکھ اور اس کے بعد ایک دن روزہ رکھ لے۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ماہ صبر کے روزے رکھ اور اس کے بعد دو روزے (نفلی) رکھ لے۔'' میں نے کہا: میں زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ماہ صبر کے روزے رکھ اور اس کے بعد تین دن (اور روزے رکھ لے) اور حرمت والے مہینوں میں روزے رکھ۔''

فائدہ: حرمت والے مہینے یہ ہیں: ذوالقعدہ' ذوالحجہ' محرم اور رجب۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ (التوبة ٩:٣٦) ''بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہی ہے اللہ کی کتاب میں' جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا' ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔''

١٧٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۷۴۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

الجريري به، لم يتبين لي من حال مجيبة شيء، والله أعلم.

١٧٤٢- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل صوم المحرم، ح: ١١٦٣ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ الصِّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ؟ قَالَ: «شَهْرُ اللهِ الَّذِي تَدْعُونَهُ الْمُحَرَّمَ».

انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا: ماہ رمضان کے بعد کون سے روزے افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے اس مہینے کے' جسے تم لوگ محرم کہتے ہو۔''

فوائد ومسائل: ① محرم کو اللہ کا مہینہ کہنے سے اس کے شرف وفضل کی طرف اشارہ ہے' جیسے بیت اللہ' ناقۃ اللہ اور روح اللہ میں اللہ کی طرف نسبت شرف وفضل کے اظہار کے لیے ہے۔ ② محرم میں نفلی روزے رکھنا دوسرے مہینوں کے نفلی روزوں سے افضل ہے۔

١٧٤٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَطَاءٍ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ رَجَبٍ.

۱۷۴۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے رجب میں روزے رکھنے سے منع فرمایا۔

١٧٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كَانَ يَصُومُ أَشْهُرَ الْحُرُمِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُمْ

۱۷۴۴- محمد بن ابراہیم ؒ سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید ؓ حرمت والے مہینوں کے روزے رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''شوال کے مہینے کے روزے رکھو۔'' چنانچہ انھوں نے حرمت والے مہینوں کے روزے چھوڑ دیے اور وفات

١٧٤٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٠/ ٣٤٨، ح: ١٠٦٨١ من حديث إبراهيم بن المنذر به * داود بن عطاء ضعيف (تقريب)، متفق على تضعيفه (حاشية السندي)، والحديث ضعفه ابن الجوزي، والذهبي.

١٧٤٤ـ [إسناده ضعيف] * محمد بن إبراهيم التيمي ثقة، وقال الحافظ في التهذيب: "وأرسل عن أسيد بن حضير وأسامة".

شَوَّالًا» فَتَرَكَ أَشْهُرَ الْحُرُمِ. ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَصُومُ شَوَّالاً حَتَّى مَاتَ.

تک شوال میں روزے رکھتے رہے۔

(المعجم ٤٤) - **بَابٌ: فِي الصَّوْمِ زَكَاةُ الْجَسَدِ** (التحفة ٤٤)

باب:۴۴-روزہ جسم کی زکاۃ ہے

١٧٤٥ - **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، جَمِيعاً عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ جُمْهَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ. وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ».

۱۷۴۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کی زکاۃ ہوتی ہے' اور جسم کی زکاۃ روزہ ہے۔''

زَادَ مُحْرِزٌ فِي حَدِيثِهِ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الصِّيَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ».

ایک روایت کے راوی محرز نے یہ اضافہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ آدھا صبر ہے۔''

(المعجم ٤٥) - **بَابٌ: فِي ثَوَابِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا** (التحفة ٤٥)

باب:۴۵-روزے دار کو افطار کرانے کا ثواب

١٧٤٦ - **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى وَخَالِي يَعْلَى، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ. وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ كُلُّهُمْ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ فَطَّرَ صَائِماً كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِمْ. مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً».

۱۷۴۶-حضرت زید بن خالد جہنی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا' اسے ان (روزے داروں) کے برابر ثواب ملے گا لیکن ان کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔''

١٧٤٥- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/٧ عن ابن المبارك به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٢٥١ لعلته، وفيه علة أخرى، وللحديث طرق لا يصح منها شيء.

١٧٤٦- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في فضل من فطر صائما، ح: ٨٠٧ من حديث عبدالملك ابن أبي سليمان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٦٤، وابن حبان (موارد)، ح: ٨٩٥.

فوائد و مسائل: ① روزے دار کا روزہ افطار کرانا ایک عظیم نیکی ہے۔ ② روزہ افطار کرانے کے لیے حسب توفیق کوئی بھی چیز پیش کی جا سکتی ہے۔ پیٹ بھر کھلانا ضروری نہیں۔ اگر کھلائے تو اس کا الگ سے ثواب ہوگا۔ ③ افطار کرانا نیکی میں تعاون ہے اور نیکی کے ہر کام میں تعاون اس نیکی میں شرکت ہے خواہ بظاہر معمولی ہو۔ ④ روزہ کھلوانے والے کو ثواب' روزہ رکھنے والے کے حصے میں سے نہیں ملتا' اسی طرح کسی بھی نیکی کے کام میں اگر کوئی تعاون پر آمادہ ہو تو اس سے تعاون قبول کرنا چاہیے کیونکہ اس سے کام انجام دینے والے کا درجہ کم نہیں ہو جاتا۔

١٧٤٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى اللَّخْمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَفْطَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ: «أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلاَئِكَةُ».

١٧٤٧- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ ؓ کے ہاں روزہ افطار کیا تو فرمایا: [أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ' وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ' وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ] ''تمھارے ہاں روزہ دار روزے افطار کرتے رہیں' تمھارا کھانا نیک لوگ کھائیں' اور فرشتے تمھارے لیے رحمت کی دعائیں کریں۔''

فائدہ: مہمان کو چاہیے کہ کھانا کھانے کے بعد میزبان کو دعا دے۔ اور دعا دینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا مسنون الفاظ کہے۔

(المعجم ٤٦) - **بَابٌ: فِي الصَّائِمِ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ** (التحفة ٤٦)

باب: ۴۶- جب روزے دار کی موجودگی میں کھانا کھایا جائے

١٧٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ سَهْلٌ. قَالُوا: حَدَّثَنَا

۱۷۴۸- حضرت ام عمارہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو

١٧٤٧- [صحيح] أخرجه ابن حبان في صحيحه(موارد)، ح:١٣٥٣ من حديث هشام بن عمار به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف مصعب بن ثابت"، وقال الحافظ لين الحديث وكان عابدًا (تقريب)، وفيه علة أخرٰى، وله شاهد صحيح عند أبي داود، ح:٣٨٥٤ وغيره إلا قوله: "أفطر رسول الله ﷺ"، ولهٰذا القول شواهد عند أحمد: ٣/ ١١٨ وغيره، والحديث صححه العراقي، وابن الملقن وغيرهما.

١٧٤٨- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في فضل الصائم إذا أكل عنده، ح:٧٨٥، ٧٨٦ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢١٣٨، ٢١٣٩، وابن حبان(موارد)، ح:٩٥٣ * ليلٰى وثقها الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم، فحديثها لا ينزل عن درجة الحسن.

وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا لَيْلَى، عَنْ أُمِّ عُمَارَةَ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَاماً. فَكَانَ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ صَائِماً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الصَّائِمُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ الطَّعَامُ، صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلاَئِكَةُ».

ہم نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ آپ کے پاس موجود افراد میں سے کوئی صاحب روزے سے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزے دار کے پاس جب کھانا کھایا جاتا ہے تو فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔''

١٧٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِبِلاَلٍ: «الْغَدَاءُ يَا بِلاَلُ» فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَأْكُلُ أَرْزَاقَنَا. وَفَضْلُ رِزْقِ بِلاَلٍ فِي الْجَنَّةِ. أَشَعَرْتَ، يَا بِلاَلُ أَنَّ الصَّائِمَ تُسَبِّحُ عِظَامُهُ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلاَئِكَةُ مَا أُكِلَ عِنْدَهُ؟».

١٧٤٩- حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''بلال! کھانا کھالو۔'' انھوں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم لوگ اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال (رضی اللہ عنہ) کا بچا ہوا رزق جنت میں (محفوظ) ہے۔ بلال! کیا تمھیں معلوم ہے کہ روزے دار کے پاس جب تک کھانا کھایا جاتا رہے اس کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی رہتی ہیں اور فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں؟''

(المعجم ٤٧) - بَابُ مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ (التحفة ٤٧)

باب: ٤٧- جب روزے دار کو کھانے کی دعوت دی جائے

١٧٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

١٧٥٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت

١٧٤٩ـ [إسناده موضوع] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان من حديث بقية به * محمد بن عبدالرحمٰن قال الحافظ في التقريب: "هو القشيري . . . كذبوه"، وقال أبوحاتم: "متروك الحديث يكذب"، وقال ابن عدي: "هو من مشايخ بقية المجهولين، منكر الحديث" (تهذيب)، وقال البوصيري: "متفق على تضعيفه".

١٧٥٠ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب ندب الصائم إذا دعي إلى طعام ولم يرد الإفطار . . . الخ، ح: ١١٥٠ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ، وَهُوَ صَائِمٌ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ».

دی جائے اور وہ روزے سے ہو تو اسے چاہیے کہ کہہ دے: میں روزے سے ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① جب روزے دار کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اس کے لیے جائز ہے کہ روزہ کھول کر دعوت قبول کر لے اور کھانے میں شریک ہو جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ کھانے سے معذرت کر لے۔ ② روزہ دار کا دعوت دینے والے کو بتانا کہ میں روزے سے ہوں' ریا کاری میں شامل نہیں کیونکہ اس کا مقصد اپنی نیکی کا اعلان نہیں بلکہ اپنے عذر کا اظہار ہے۔ ③ یہ حکم نفلی روزے کے لیے ہے۔ فرضی روزہ کھولنا جائز نہیں' سوائے اس کے کہ سفر یا مرض وغیرہ کا ایسا معقول عذر موجود ہو جس کی وجہ سے اس کے لیے روزہ چھوڑنا شرعاً جائز ہو گیا ہو۔

١٧٥١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ، وَهُوَ صَائِمٌ، فَلْيُجِبْ. فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

١٧٥١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ روزے سے ہو تو اسے چاہیے کہ دعوت قبول کر لے' پھر چاہے کھانا کھائے' چاہے نہ کھائے۔''

فوائد و مسائل: ① روزہ دار اپنا روزہ قائم رکھتے ہوئے بھی دعوت میں شریک ہو سکتا ہے' اس کا حاضر ہونا ہی دعوت دینے والے کے لیے خوشی کا باعث ہو گا اور اس چیز کا اظہار ہو گا کہ دعوت میں شریک نہ ہونے کا سبب کوئی ناراضی نہیں۔ ② اگر روزہ دار کھانے میں شریک نہ ہو تو اسے چاہیے کہ دعوت دینے والے کو دعا دے۔ ارشاد نبوی ہے: [إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُم فَلْيُجِبْ' فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ' وَإِنْ كَانَ مُفطِرًا فَلْيَطْعَمْ] (صحيح مسلم' النكاح' باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة' حديث:١٤٣١) ''جب کسی کو دعوت دی جائے تو اسے چاہیے کہ قبول کرے' پھر اگر روزے سے ہو تو دعا کرے (یا نماز پڑھے) اور اگر روزے سے نہ ہو تو کھانا کھا لے۔'' ③ فَلْيُصَلِّ کا مطلب نماز پڑھنا بھی کیا گیا ہے۔ اس طرح روزے دار کو نماز کا ثواب مل جائے گا اور حاضرین کو نماز کی برکت حاصل ہو جائے گی۔

١٧٥١- أخرجه مسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ١٤٣٠ من حديث أبي عاصم وغيره به.

(المعجم ٤٨) - بَابٌ: فِي الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ (التحفة ٤٨)

باب:۴۸- روزے دار کی دعا ردّ نہیں ہوتی

١٧٥٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَعْدَانَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ سَعْدٍ، أَبِي مُجَاهِدٍ الطَّائِيِّ وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ أَبِي مُدِلَّةَ وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ. وَالصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ. وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللهُ دُونَ الْغَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيَقُولُ: بِعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ».

۱۷۵۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی: انصاف کرنے والا حکمران' اور افطار کرنے تک روزہ دار' اور مظلوم کی دعا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے بادل کے اوپر اٹھائے گا' اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا' خواہ کچھ دیر بعد ہی کروں۔''

فوائد ومسائل: ① روزہ کھولنے کا وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہے' اس لیے اس موقع پر اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے خیر و برکت اور ضروریات پوری ہونے کی دعا کرنا مناسب ہے۔ ② ظلم سے پرہیز کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن جائے گا۔'' (صحيح البخاري' المظالم' باب الظلم ظلمات يوم القيامة' حديث:۲۴۴۷) ③ مظلوم کی دعا سے مراد ظالم کے خلاف بددعا ہے' یا ظلم سے نجات کے لیے اللہ سے دعا ہے۔ ④ بادل سے مراد وہ بادل ہے جو اس آیت مبارکہ میں مذکور ہے: ﴿يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا﴾ (الفرقان ۲۵:۲۵) ''جس دن بادلوں کے ساتھ آسمان پھٹ جائے گا' اور فرشتے پے در پے (نیچے) اتارے جائیں گے۔''

١٧٥٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۱۷۵۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

١٧٥٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب "سبق المفردون ... الخ"، ح:٣٥٩٨ من حديث سعدان به، وقال: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح:١٩٠١، وابن حبان (موارد)، ح:٢٤٠٧، ٢٤٠٨ * أبومدلة وثقه الترمذي، وابن خزيمة وغيرهما، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

١٧٥٣ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ٤٢٢ على تصحيف في السند من حديث الوليد به، وصححه البوصيري، وقال: "رجاله ثقات"، وحسنه الحافظ في أمالي الأذكار * إسحاق بن عبيدالله المدني وثقه ابن حبان، والبوصيري، ونقل البوصيري عن الذهبي قال: "صدوق"، ولحديثه شاهد عند الضياء في المختارة وغيره.

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْمَدَنِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزے دار کے لیے روزہ کھولتے وقت ایک دعا ایسی ہوتی ہے جو رَدّ نہیں ہوتی۔''

قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرٍو يَقُولُ، إِذَا أَفْطَرَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ، الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ، أَنْ تَغْفِرَ لِي.

عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو روزہ افطار کرتے وقت یوں کہتے سنا: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ' الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَلِي] ''اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے کہ تو میری مغفرت فرمادے۔''

(المعجم ٤٩) - بَابٌ: فِي الْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ (التحفة ٤٩)

باب:۴۹-عیدالفطر کے دن نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے کچھ کھا لینے کا بیان

١٧٥٤- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ تَمَرَاتٍ.

۱۷۵۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ عیدالفطر کے دن اس وقت تک (نماز عید کے لیے) نہیں نکلتے تھے جب تک چند کھجوریں نہ کھا لیتے۔

فائدہ: عیدالفطر کے لیے روانہ ہونے سے پہلے کچھ کھا لینا مسنون ہے تاکہ روزوں کے ایام سے فرق ہو جائے۔

١٧٥٥- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ:

۱۷۵۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

١٧٥٤ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب الأكل يوم الفطر قبل الخروج، ح: ٩٥٣ من حديث هشيم به، وصرح بالسماع.

١٧٥٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، جبارة، انظر عنه، ح: ٧٤٠، ومندل، انظر عنه، ح: ١٢٤٧، وقد تقدما، وعمر بن صهبان ضعيف (تقريب).

حَدَّثَنَا مَنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يُغَدِّيَ أَصْحَابَهُ مِنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ.

ہے کہ نبی ﷺ عیدالفطر کے دن نکلنے سے پہلے صحابۂ کرام کو صدقۂ فطر میں سے کچھ کھلا لیتے تھے۔

١٧٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا ثَوَابُ بْنُ عُتْبَةَ الْمَهْرِيُّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ لاَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ. وَكَانَ لاَ يَأْكُلُ يَوْمَ النَّحْرِ حَتَّى يَرْجِعَ.

۱۷۵۶- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن کچھ کھائے بغیر (عید کے لیے) نہیں نکلتے تھے اور قربانی کے دن (نماز عید سے) واپسی تک نہیں کھاتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① عیدالاضحیٰ کے دن نماز سے پہلے کھانا نہ کھانا مسنون ہے۔ ② عوام اس اجتناب کو روزہ کہہ دیتے ہیں' یہ غلط ہے۔ عید کے دن روزہ رکھنا جائز ہے' نہ نمازِ عید سے پہلے کھانا کھانے سے اجتناب کو روزہ ہی کہا جاسکتا ہے۔

(المعجم ٥٠) - بَابُ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ رَمَضَانَ قَدْ فَرَّطَ فِيهِ (التحفة ٥٠)

باب: ۵۰- جس شخص کے ذمے کوتاہی کی وجہ سے رمضان کے روزے باقی ہوں اور وہ قضا ادا کیے بغیر فوت ہو جائے

١٧٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى،

۱۷۵۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں فوت ہو جائے کہ اس کے ذمے ماہ رمضان کے روزے

١٧٥٦- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الأكل يوم الفطر قبل الخروج، ح: ٥٤٢ من حديث ثواب به، وقال: "غريب"، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٥٩٣ وابن خزيمة، ح: ١٤٢٦، والحاكم: ١/ ٢٩٤، والذهبي، وابن القطان الفاسي * ثواب وثقه ابن معين - على الراجح - وابن حبان، وابن شاهين وغيرهم، وشيخه عبدالله ثقة مشهور.

١٧٥٧- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في الكفارة، ح: ٧١٨ عن قتيبة به، وقال: "لا نعرفه مرفوعًا إلا من هذا الوجه، والصحيح عن ابن عمر موقوف، قوله"، وقال: "أشعث هو ابن سوار"، وانظر، ح: ٢٥٩ لعلته.

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ، فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ، مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ، مِسْكِينٌ».

ہوں تو اس کی طرف سے ہر دن (کے روزے) کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① امام ترمذی ؒ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا فتویٰ تو ہے‘ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے طور پر صحیح سند سے مروی نہیں۔ (جامع الترمذي‘ الصوم‘ باب ماجاء في الكفارة‘ حديث:۷۱۸) ② امام ابن ماجہ ؒ نے اس حدیث پر جو عنوان لکھا ہے‘ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ ان کی رائے میں اگر روزوں کی قضا نہ دینے میں مرنے والے کی کوتاہی کو دخل نہ ہو بلکہ اسے قضا ادا کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو تو اس کی طرف سے کھانا کھلانے کی ضرورت نہیں۔ اس مسئلے کی بابت مزید دیکھیے‘ حدیث:۱۷۵۹ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٥١) - بَابُ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ مِنْ نَّذْرٍ (التحفة ٥١)

باب:۵۱- جس شخص کے ذمے نذر کے روزے ہوں اور (قضا دینے سے پہلے) اس کی وفات ہو جائے تو؟

١٧٥٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ وَ الْحَكَمِ وَ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَ عَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ. قَالَ: «أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُخْتِكِ دَيْنٌ، أَكُنْتِ تَقْضِينَهُ؟» قَالَتْ: بَلَى. قَالَ: «فَحَقُّ اللهِ أَحَقُّ».

۱۷۵۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میری ہمشیرہ فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمے مسلسل دو ماہ کے روزے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بھلا اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟‘‘ اس نے کہا: جی ہاں (ضرور ادا کرتی۔) آپ نے فرمایا: ’’پھر اللہ کا حق (ادائیگی کا) زیادہ مستحق ہے۔‘‘

١٧٥٨ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح: ١٩٥٣، ومسلم، ح: ١١٤٨.

١٧٥٩- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ، أَفَأَصُومُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ».

۱۷۵۹- حضرت بریدہ بن حصیب ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری والدہ فوت ہو گئی اور ان کے ذمے روزے تھے۔ کیا میں ان کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

فوائد و مسائل: ① فوت شدہ شخص کے ذمے اگر روزے ہوں تو اس کے وارث اس کی طرف سے روزے رکھ سکتے ہیں۔ ② روزے خواہ رمضان کے ہوں' یا نذر کے' یا کفارے کے' سب کا ایک ہی حکم ہے کیونکہ یہ سب اللہ کا قرض ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں اس کا ولی (وارث) اس کی طرف سے روزے رکھے۔'' (صحيح البخاري' الصوم' باب من مات وعليه صوم' حديث:۱۹۵۲) اگر ولی یعنی وارث اس کی طرف سے روزے نہ رکھیں تو پھر گزشتہ حدیث: ۱۷۵۷ میں جو بیان ہوا ہے اس پر عمل کیا جائے گا کہ ہر دن کے روزے کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔ گو وہ روایت مرفوعاً ضعیف ہے لیکن موقوفاً صحیح ہے۔ ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے حوالے سے صحیح ابن خزیمہ میں بھی مروی ہے کہ ہر دن نصف صاع گندم دی جائے۔ (صحيح ابن خزيمه' حديث:۲۰۵۷) ③ روزے پر دوسری عبادات' مثلاً: نماز کو قیاس نہیں کر سکتے کیونکہ عبادات کے لیے نص (دلیل) کا ہونا لازمی امر ہے۔ عبادت کے جن معاملات میں نیابت حدیث سے ثابت ہے وہی کریں گے باقی کے بارے میں توقف کریں گے۔

(المعجم ٥٢) - بَابٌ: فِيمَنْ أَسْلَمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٥٢)

باب:۵۲- ماہ رمضان میں اسلام قبول کرنے والے کا حکم

١٧٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ: حَدَّثَنَا

۱۷۶۰- حضرت عطیہ بن سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہمارا جو وفد بنو

١٧٥٩- أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح:١١٤٩ من حديث عبدالرزاق به مختصرًا، وانظر، ح:٢٣٩٤.

١٧٦٠- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير:١٧/ ١٦٩، ح:٤٤٨ على تصحيف فيه، ومن طريقه المزي في تهذيب الكمال:٢٠/ ١٥٠ من حديث أحمد بن خالد به، وفي السيرة لابن هشام قال ابن إسحاق: وحدثني عيسى ابن عبدالله عن (في الأصل: بن، وأراه وهمًا) عطية بن سفيان به مطولاً: ٤/ ١٣٧ * عيسى بن عبدالله وثقه ابن حبان، وروى عنه جماعة، وصححه له النيموي الحنفي في آثار السنن، والله أعلم بحاله.

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِاللهِ ابْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَفْدُنَا الَّذِينَ قَدِمُوا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِإِسْلَامِ ثَقِيفٍ قَالَ، وَقَدِمُوا عَلَيْهِ فِي رَمَضَانَ، فَضَرَبَ عَلَيْهِمْ قُبَّةً فِي الْمَسْجِدِ. فَلَمَّا أَسْلَمُوا صَامُوا مَابَقِيَ عَلَيْهِمْ مِنَ الشَّهْرِ.

ثقیف کے اسلام لانے کی خبر لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا' انھوں نے مجھے بتایا کہ وہ لوگ ماہ رمضان میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوادیا۔ جب انھوں نے اسلام قبول کرلیا تو انھوں نے ماہ رمضان کے باقی ایام کے روزے رکھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ مسئلہ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے رمضان المبارک کے باقی ایام کے روزے رکھے' درست ہے۔ کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد روزہ فرض ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٥٣) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تَصُومُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ٥٣)

باب:٥٣- عورت کا خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا

١٧٦١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ، وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ، يَوْماً، مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ، إِلَّا بِإِذْنِهِ».

١٧٦١- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر ماہ رمضان کے علاوہ کسی دن کا روزہ نہ رکھے۔''

١٧٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ

١٧٦٢- حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اپنے خاوندوں کی

١٧٦١- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية صوم المرأة إلا بإذن زوجها، ح: ٧٨٢ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، أخرجه البخاري، ح: ٥١٩٥ من حديث أبي الزناد به نحو المعنى بألفاظ مختلفة باختلاف يسير.

١٧٦٢- [إسناده ضعيف] والحديث السابق شاهد له، وأخرج أبوداود، الصيام، باب المرأة تصوم بغير إذن زوجها، ح: ٢٤٥٩ وغيره من حديث الأعمش به مطولاً، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٤٨٨، والحاكم، والذهبي * الأعمش عنعن، وانظر، ح: ١٧٨ لتدليسه.

سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ النِّسَاءَ أَنْ يَصُمْنَ إِلَّا بِإِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ.

اجازت کے بغیر روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق ؒ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ سنداً تو ضعیف ہے لیکن گزشتہ روایت اس کی شاہد ہے جو کہ صحیح ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۱۸/۲۸۳، ۲۸۲ وسنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد، حديث:۱۷۶۲) لہٰذا مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسئلہ دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② فرض کی ادائیگی کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ ③ نفلی روزہ رکھنے میں چونکہ خاوند کا حق متاثر ہونے کا اندیشہ ہے، خصوصاً جب کہ عورت کثرت سے نفلی روزے رکھے، اس لیے نفلی روزے میں عورت کو چاہیے کہ خاوند سے اجازت لے لے۔

(المعجم ٥٤) - **بَابٌ: فِيمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ** (التحفة ٥٤)

باب:۵۴- مہمان اپنے میزبانوں کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے

١٧٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، وَخَالِدُ ابْنُ أَبِي يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمَدَنِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا نَزَلَ الرَّجُلُ بِقَوْمٍ، فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ».

۱۷۶۳- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کچھ لوگوں کا مہمان ہو تو ان کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔''

(المعجم ٥٥) - **بَابٌ: فِيمَنْ قَالَ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ** (التحفة ٥٥)

باب:۵۵- کھانا کھا کر شکر کرنے والا صبر کے ساتھ روزہ رکھنے والے کی طرح ہے

١٧٦٤- حَدثنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ

۱۷۶۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی

١٧٦٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء فيمن نزل بقوم فلا يصوم إلا بإذنهم، ح: ٧٨٩ من طريق أيوب بن واقد الكوفي عن هشام به نحو المعنى، وقال: "هٰذا حديث منكر" * أيوب متروك كما في التقريب، ثم ذكر الترمذي طريق ابن ماجه، وقال: "وهٰذا حديث ضعيف أيضًا، وأبوبكر ضعيف عند أهل الحديث".

١٧٦٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب حديث: الطاعم الشاكر . . . الخ، ح: ٢٤٨٦ على تصحيف◀◀

كَاسِبٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأُمَوِيِّ ، عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيِّ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : «الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ» .

ﷺ نے فرمایا: ''کھانے والا شکر گزار صبر کرنے والے روزے دار کے درجے میں ہے۔''

١٧٦٥ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي حُرَّةَ ، عَنْ عَمِّهِ حَكِيمِ بْنِ أَبِي حُرَّةَ ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَنَّةَ الْأَسْلَمِيِّ ، صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ ، لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ» .

۱۷۶۵- نبی ﷺ کے صحابی حضرت سنان بن سَنّہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھانے والے شکر گزار کے لیے صبر کرنے والے روزہ دار جتنا ثواب ہے۔''

فوائد و مسائل: ① صبر اور شکر دونوں اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ مسلمان کو نعمت پر شکر' مصیبت پر صبر اور نیکی پر ثابت قدمی اختیار کرنی چاہیے۔ ② کھانا کھا کر شکر ادا کرنا بھی ایک نیکی ہے جب کہ کھانا حلال طریقے سے حاصل کیا گیا ہو اور وہ چیز خود بھی حلال ہو۔ ③ جس طرح مردار اور خنزیر کا گوشت حرام ہے' اسی طرح چوری' ڈاکے' دھوکے اور جھوٹ کے ذریعے سے یا تصویر سازی' شراب نوشی اور سودی کاروبار وغیرہ سے کمایا ہوا رزق بھی حرام ہے' ایسا رزق کھا کر زبان سے شکر کا لفظ کہہ لینے سے شکر ادا نہیں ہوتا۔ ④ روزے کی افضیلت اس لیے ہے کہ وہ صبر پر مشتمل ہے۔ اللہ کے منع کیے ہوئے کاموں سے اجتناب کرنا بھی صبر ہے۔ اور نیکی کی راہ پر قائم رہنا بھی صبر ہے۔ ⑤ شکر اور روزہ دونوں کے الگ الگ روحانی اور قلبی فوائد ہیں' اس لیے مومن کو دونوں طرح کے اعمال کا اہتمام کرنا چاہیے۔

◄◄ في المطبوع، تحفة الأحوذي: ٧/١٥٩، ١٦٠، ح: ٢٦٠٥، وأبويعلى: ٦٥٨٢ من حديث محمد بن معن عن أبيه عن سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبي هريرة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٦، والذهبي، وإسناده حسن، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٩٥٢ من طريق آخر، وللحديث شواهد.

١٧٦٥_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٣ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه البوصيري.

(المعجم ٥٦) - بَابٌ: فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (التحفة ٥٦)

باب:٥٦- شب قدر کا بیان

١٧٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: إِعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْعَشْرَ الأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ. فَقَالَ: «إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَأُنْسِيتُهَا. فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ فِي الْوَتْرِ».

١٧٦٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرے کا اعتکاف کیا' پھر آپ نے فرمایا: ''مجھے شب قدر دکھائی گئی تھی' پھر بھلا دی گئی۔ اسے آخری دہائی کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

فوائد و مسائل: ① شب قدر سال کی سب سے افضل رات ہے۔ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے زیادہ فضیلت کی حامل ہے۔ (القدر ٩٧:٣) ② شب قدر کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے اعتکاف کرنا سنت ہے' البتہ جو شخص اعتکاف نہ کر سکے' اسے بھی راتیں عبادت میں گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ③ شب قدر بھلائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات یاد نہ رہی کہ اس سال کون سی رات شب قدر ہے۔ ہر سال اسی رات میں ہونا ضروری نہیں۔ ④ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے' اس لیے جو شخص دس راتیں عبادت نہ کر سکے' اسے یہ پانچ راتیں ضرور عبادت اور تلاوت و ذکر میں گزارنی چاہییں تاکہ شب قدر کی عظیم نعمت سے محروم نہ رہے۔ ⑤ اگرچہ علمائے کرام نے شب قدر کی بعض علامتیں بیان کی ہیں لیکن ثواب کا دارومدار اس چیز پر نہیں کہ عبادت کرنے والے کو یہ رات معلوم ہوئی ہے یا نہیں' اس لیے اس پریشانی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ ہمیں فلاں فلاں علامت کا احساس نہیں ہوا۔

(المعجم ٥٧) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٥٧)

باب:٥٧- ماہ رمضان کے آخری عشرے کی فضیلت

١٧٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

١٧٦٧- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

١٧٦٦ـ أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب التماس ليلة القدر في السبع الأواخر، ح:٢٠١٦ وغيره، ومسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها . . . الخ، ح:١١٦٧/٢١٦ من حديث هشام به مطولاً.

١٧٦٧ـ أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان، ح:١١٧٥ من حديث◄

ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، وَ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاتِمٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مَا لاَ يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ.

روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ آخری دس دنوں میں اتنی محنت کرتے تھے جتنی اور دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① افضل ایام میں نیک اعمال کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ ② رمضان کے آخری دس دن سب کے سب افضلیت کے حامل ہیں۔ اسی طرح شب قدر کے علاوہ آخری عشرے کی باقی راتیں بھی رمضان کی دوسری راتوں کی نسبت افضل ہیں اس لیے ان ایام میں ذکر و تلاوت اور صدقات و خیرات جیسی نیکیوں میں پہلے سے اضافہ کر دینا چاہیے۔

١٧٦٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ، أَحْيَا اللَّيْلَ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ.

١٧٦٨- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو نبی ﷺ راتوں کو جاگتے، کمر کس لیتے اور گھر والوں کو بھی بیدار کرتے۔

فوائد و مسائل: ① کمر کسنے سے مراد عبادت اور نیکی میں مزید محنت اور کوشش ہے۔ ② آخری عشرے کی اگر سبھی راتیں عبادت میں گزاری جائیں تو بہت بہتر ہے ورنہ طاق راتوں کو تو اہتمام کرنا ہی چاہیے۔ ③ نیکی کے کاموں میں اہل و عیال کو بھی شریک کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی عظیم ثواب سے محروم نہ رہیں اور اللہ کے ہاں بلند درجات حاصل کر سکیں۔ ④ جاگنے کا مقصد عبادت، ذکر اور تلاوت میں مشغول ہونا ہے۔ بعض لوگ یہ فضیلت والی راتیں فضول بات چیت میں گزار دیتے ہیں یہ انتہائی محرومی اور بدقسمتی کی بات ہے خاص کر مساجد میں شور و غوغا عبادت کرنے والوں کے لیے بھی پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ ⑤ بہت سی مساجد میں طاق راتوں میں

عبدالواحد به.

١٧٦٨- أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الأواخر من رمضان، ح: ٢٠٢٤، ومسلم، الاعتكاف، الباب السابق، ح: ١١٧٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

اور خاص طور پر ستائیسویں رات کو وعظ وتقریر کا پروگرام ہوتا ہے جس کی وجہ سے رات کا کافی حصہ اسی مصروفیت میں گزر جاتا ہے۔ اسی طرح ختم قرآن کے موقع پر مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے جس کی وجہ سے بچے اور بڑے بھی عبادت وتلاوت کو بھول کر مسجد کے آداب کو نظر انداز کرتے ہوئے شور شرابے میں لگے رہتے ہیں جس سے نہ صرف عبادت کرنے والوں کو پریشانی ہوتی ہے بلکہ یہ انتہائی قیمتی وقت فضول کاموں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ بہتر ہے ان امور سے اجتناب کیا جائے۔

(المعجم ٥٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الاعْتِكَافِ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۸- اعتکاف کا بیان

١٧٦٩ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرَةَ أَيَّامٍ. فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، اِعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْماً. وَكَانَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً. فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ عُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ.

۱۷۶۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہر سال دس دن کا اعتکاف کرتے تھے جب وہ سال آیا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔ اور آپ پر ہر سال ایک بار قرآن پیش کیا جاتا تھا جس سال نبی ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ کو دو بار قرآن کا دور کرایا گیا۔

فوائد ومسائل: ① قرآن پیش کرنے سے مراد قرآن مجید کا دَور کرنا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جس قدر قرآن نازل ہو چکا ہوتا تھا اس کا دَور کرتے تھے۔ (صحیح البخاري، الصوم، باب:أجود ما كان النبي ﷺ يكون في رمضان، حديث:١٩٠٢) ② آخری سال بیس دن اعتکاف کرنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زندگی کے آخری حصے میں عبادت میں زیادہ جانفشانی سے کام لیا اور اعتکاف بھی چونکہ ایک عبادت ہے اس لیے اس میں بھی اضافہ فرمایا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک عشرہ فتح مکہ کے سال کے اعتکاف کی تلافی ہو کیونکہ فتح مکہ کا غزوہ رمضان ۸ھ میں پیش آیا۔ رسول اللہ ﷺ ۱۷/ رمضان کو فاتحانہ طور پر مکہ میں داخل ہوئے۔ اور انیس دن مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے اس لیے اس سال اعتکاف نہیں ہو سکا چنانچہ رمضان ۱۰ھ میں بیس دن اعتکاف کیا۔ واللہ أعلم.

١٧٦٩ـ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأوسط من رمضان، ح: ٢٠٤٤، ٤٩٩٨ من حديث أبي بكر بن عياش به، والحديث الآتي شاهد له.

١٧٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ حَمَّادِ ابْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَسَافَرَ عَاماً. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْماً.

١٧٧٠- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔ایک سال آپ ﷺ (آخری عشرے کے دوران میں) سفر میں تھے تو جب اگلا سال آیا' آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

فائدہ: اگر اس حدیث میں مذکور وہی واقعہ ہے جو گزشتہ حدیث میں ذکر ہوا تو اگلے سال سے مراد ایک سال چھوڑ کر اگلا سال ہوگا کیونکہ سفر والا رمضان فتح مکہ کے موقع پر ۸ھ میں تھا۔اور نبی ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف ۱۰ھ کے رمضان میں کیا۔ممکن ہے ۹ھ میں بھی بیس دن اعتکاف کیا ہو۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٥٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَبْتَدِئُ الِاعْتِكَافَ، وَقَضَاءِ الِاعْتِكَافِ (التحفة ٥٩)

باب:۵۹-اعتکاف شروع کر کے چھوڑ دینا اور اعتکاف کی قضا دینا

١٧٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الصُّبْحَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَكَانَ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهِ. فَأَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. فَأَمَرَ، فَضُرِبَ لَهُ خِبَاءٌ. فَأَمَرَتْ عَائِشَةُ بِخِبَاءٍ فَضُرِبَ لَهَا.

١٧٧١- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب اعتکاف کرنا چاہتے تھے تو صبح کی نماز پڑھ کر اس جگہ داخل ہوتے جہاں آپ کا اعتکاف کرنے کا ارادہ ہوتا۔(ایک بار) آپ نے رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنے کا ارادہ فرمایا۔آپ نے حکم دیا تو آپ کے لیے خیمہ لگا دیا گیا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا تو ان کے لیے بھی لگا دیا گیا۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی

١٧٧٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب الاعتكاف، ح: ٢٤٦٣ من حديث حماد به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

١٧٧١- أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب اعتكاف النساء، ح: ٢٠٣٣، ٢٠٣٤، ٢٠٤١، ٢٠٤٥، ومسلم، الاعتكاف، باب متى يدخل من أراد الاعتكاف في معتكفه، ح: ١١٧٣ من طرق عن يحيى بن سعيد عن عمرة عن عائشة به.

وَأَمَرَتْ حَفْصَةُ بِخِبَاءٍ فَضُرِبَ لَهَا. فَلَمَّا رَأَتْ زَيْنَبُ خِبَاءَهُمَا أَمَرَتْ بِخِبَاءٍ فَضُرِبَ لَهَا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «آلْبِرَّ تُرِدْنَ» فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي رَمَضَانَ، وَاعْتَكَفَ عَشْراً مِنْ شَوَّالٍ.

ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا تو ان کے لیے بھی لگا دیا گیا۔ جب حضرت زینب ؓ نے ان دونوں کے خیمے دیکھے تو انھوں نے بھی ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا اور ان کے لیے بھی خیمہ لگا دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ چیز دیکھی تو فرمایا: ''کیا تم نیکی کا ارادہ رکھتی ہو؟'' چنانچہ نبی ﷺ نے رمضان میں اعتکاف نہیں فرمایا' اور شوال میں دس دن اعتکاف کر لیا۔

فوائد و مسائل: ① اعتکاف کے لیے مسجد میں ایک جگہ پردہ کر کے اس میں اعتکاف کرنا مسنون ہے۔ ② اعتکاف مسجد میں ہوتا ہے۔ ③ عورتیں بھی اعتکاف کر سکتی ہیں لیکن ان کے لیے بھی جائے اعتکاف مسجد ہی ہے' تاہم مسجد ایسی ہو جہاں عورتوں کے لیے مردوں سے الگ ہر چیز کا معقول انتظام ہوتا کہ مردوں کے ساتھ کسی بھی مرحلے میں ان کا اختلاط نہ ہو۔ ④ عورتوں میں ایک دوسری کی ریس کرنے کی عادت ہوتی ہے' خاص طور پر سوکنیں ایک دوسری سے رشک رکھتی ہیں۔ اگر اس سے کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے تو اسے حکمت سے حل کر لینا چاہیے۔ ⑤ اعتکاف کا پختہ ارادہ کر کے مسجد میں جگہ بنالی گئی ہو' پھر کوئی عذر پیش آ جائے تو اعتکاف چھوڑا جا سکتا ہے۔ ⑥ رمضان کے اعتکاف کی قضا کسی دوسرے مہینے میں بھی دی جا سکتی ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابٌ: فِي اعْتِكَافِ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ (التحفة ٦٠)

باب: ٦٠- ایک دن یا ایک رات کا اعتکاف

١٧٧٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْخَطْمِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ عَلَيْهِ نَذْرُ لَيْلَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَكِفُهَا. فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ. فَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَكِفَ.

١٧٧٢- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے قبول اسلام سے پہلے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی (جو اسلام لانے تک پوری نہ کر سکے تھے)' چنانچہ انھوں نے نبی ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے انھیں اعتکاف کرنے کا حکم دیا۔

فوائد و مسائل: ① اعتکاف ایک دن یا ایک رات کا بھی ہو سکتا ہے۔ ② اگر کوئی شخص اسلام قبول کرنے سے پہلے کسی نیک کام کا ارادہ کرے تو اسلام قبول کرنے کے بعد وہ کام کر لینا چاہیے' البتہ اگر کسی غیر شرعی کام کا

١٧٧٢ـ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب من لم ير عليه إذا اعتكف صومًا، ح:٢٠٤٢، ٢٠٤٣، ومسلم، الأيمان، باب نذر الكافر، وما يفعل فيه إذا أسلم، ح:١٦٥٦ من حديث نافع به.

ارادہ کیا ہوتو اسے پورا نہیں کرنا چاہیے۔ ③ اللہ کے لیے نذر ماننا عبادت ہے لہٰذا ایسی نذر پوری کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ٦١) - **بَابٌ: فِي الْمُعْتَكِفِ يَلْزَمُ مَكَانًا مِنَ الْمَسْجِدِ** (التحفة ٦١)

باب: ٦١- اعتکاف کرنے والا مسجد میں ایک جگہ رہے

١٧٧٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ أَنَّ نَافِعاً حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.

١٧٧٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے۔

قَالَ نَافِعٌ: وَقَدْ أَرَانِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْمَكَانَ الَّذِي يَعْتَكِفُ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

حضرت نافع ؒ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے مجھے وہ جگہ دکھائی تھی جہاں رسول اللہ ﷺ اعتکاف کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اگرچہ اعتکاف کا مطلب مسجد میں رکے رہنا ہے تاہم سنت سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بھی ایک جگہ مقرر کرکے اعتکاف کا وقت اسی جگہ گزارنا چاہیے۔ ② اعتکاف کے لیے پردہ کرکے جگہ بنانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ وقت اسی خیمہ میں گزارا جائے۔ ③ اگر ایک شخص مسجد کے ایک ہی حصے میں ہر سال اعتکاف کرتا ہے تو یہ جائز ہے جب کہ نماز کے لیے مسجد میں ایک جگہ خاص کر لینا درست نہیں۔ گھر میں یہ بھی جائز ہے۔

١٧٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ

١٧٧٤- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اعتکاف کرتے تو ستون توبہ کے

١٧٧٣ـ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح: ٢٠٢٥ من حديث ابن وهب به، ومسلم، الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان، ح: ١١٧١ عن أبي الطاهر أحمد بن عمرو به.

١٧٧٤ـ [إسناده حسن] أخرجه إمام الأئمة ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٢٢٣٦ عن محمد بن يحيى به، وصححه البوصيري * عيسى بن عمر وثقه ابن خزيمة، وابن حبان، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وأما الحافظ نعيم بن حماد فحسن الحديث كما حققته في "الأسانيد الصحيحة في أخبار أبي حنيفة"، ولم يتهمه أحد فيه خير، وأجاب الإمام المحقق المعلمي اليماني رحمه الله عن الطعون في الإمام نعيم رحمه الله فأجاد وأفاد، جزاه الله خيرًا، راجع "التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل": ١/ ٤٩٣، وأخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٣٨٥، ح: ١٣٤٢٤ من طريق عبدالعزيز بن محمد عن عيسى بن عمر به.

الْمُبَارَكِ، عَنْ عِيسَى بْنِ عُمَرَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ، طُرِحَ لَهُ فِرَاشُهُ أَوْ يُوضَعُ لَهُ سَرِيرُهُ وَرَاءَ أُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ.

قریب آپ کا بستر بچھا دیا جاتا' یا آپ کی چارپائی وہاں بچھا دی جاتی۔

فائدہ: ''توبہ کے ستون'' سے مراد مسجد نبوی کا ایک خاص ستون ہے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے ایک غلطی ہوگئی تھی جس کا احساس ہونے پر انھوں نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے اس ستون سے باندھ لیا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہیں کرے گا میں یہیں بندھا رہوں گا۔ تین دن کے بعد رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہونے کی بشارت دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے تشریف لا کر خود انھیں کھولا۔

(المعجم ٦٢) - بَابُ الِاعْتِكَافِ فِي خَيْمَةٍ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٦٢)

باب:٦٢- مسجد میں خیمہ لگا کر اس میں اعتکاف کرنا

١٧٧٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلٰى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اعْتَكَفَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ. عَلٰى سُدَّتِهَا قِطْعَةُ حَصِيرٍ. قَالَ، فَأَخَذَ الْحَصِيرَ بِيَدِهِ فَنَحَّاهَا فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ. ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ.

١٧٧٥- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ترکی قبے میں اعتکاف فرمایا جس کے دروازے پر چٹائی کا ایک ٹکڑا تھا۔ نبی ﷺ نے ہاتھ سے چٹائی پکڑی اور اسے ہٹا کر قبے میں ایک طرف کر دیا' پھر اپنا سر (خیمے سے) باہر نکال کر لوگوں سے بات کی۔

فوائد ومسائل: ① اعتکاف کے لیے جگہ خیمے کے انداز میں بھی بنائی جا سکتی ہے' خصوصاً جب اعتکاف مسجد کے صحن میں کیا جائے اور دھوپ وغیرہ سے بچاؤ کے لیے سائے کی ضرورت ہو۔ ② اعتکاف کے دوران میں لوگوں سے ضروری بات چیت کی جا سکتی ہے۔ ③ غیر مسلم ممالک کا بنا ہوا کپڑا یا دوسری چیز استعمال کرنا جائز ہے' بشرطیکہ اس میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو ہماری شریعت میں ممنوع ہو' مثلاً: ایسا مردانہ لباس جو ریشم کا بنا ہوا ہو' استعمال کرنا جائز نہیں۔

١٧٧٥- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها . . . الخ، ح: ١١٦٧/ ٢١٥ عن محمد بن عبدالأعلى به مطولاً، وانظر، ح: ١٧٦٦ .

(المعجم ٦٣) - **بَابٌ: فِي الْمُعْتَكِفِ يَعُودُ الْمَرِيضَ وَيَشْهَدُ الْجَنَائِزَ** (التحفة ٦٣)

باب:٦٣- کیا اعتکاف والا آدمی کسی بیمار کی عیادت کرسکتا ہے یا جنازے میں شریک ہوسکتا ہے؟

١٧٧٦- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ، وَالْمَرِيضُ فِيهِ، فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ. قَالَتْ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ، إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ.

١٧٧٦- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں حاجت کے لیے گھر میں داخل ہوتی اور وہاں کوئی بیمار ہوتا تو میں چلتے چلتے ہی اس کی خیریت پوچھ لیتی تھی۔ انھوں نے فرمایا: جب لوگ اعتکاف میں ہوتے تھے تو رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے مگر قضائے حاجت کے لیے۔

فوائد ومسائل: ① اعتکاف والے کو بلا ضرورت مسجد سے نکلنا منع ہے۔ ② قضائے حاجت کے لیے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔ ③ اگر مسجد کے ساتھ بیت الخلاء کا انتظام نہ ہو تو اعتکاف والا اس غرض کے لیے گھر جاسکتا ہے۔ ④ غسل جنابت بھی ایک ایسی ہی حاجت ہے جس کے لیے مسجد سے نکلنا ضروری ہے لہٰذا معتکف اس مقصد کے لیے بھی باہر نکل سکتا ہے۔ ⑤ مریض کی بیمار پرسی کے لیے اعتکاف سے نکلنا درست نہیں لیکن اگر کسی جائز سبب سے باہر نکلا ہو اور راستے میں مریض مل جائے تو اس سے حال پوچھنا جائز ہے تاہم اس کے پاس بات چیت کے لیے رک جانا درست نہیں۔

١٧٧٧- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الْهَيَّاجُ الْخُرَاسَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ

١٧٧٧- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعتکاف والا جنازے کے ساتھ جاسکتا ہے اور بیمار کی بیمار پرسی کرسکتا ہے۔''

١٧٧٦ـ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب لا يدخل البيت إلا لحاجة، ح: ٢٠٢٩ من حديث الليث به، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله وطهارة سؤرها ... الخ، ح: ٢٩٧ عن محمد بن رمح وغيره به.

١٧٧٧ـ [إسناده موضوع] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف، لأن عبدالخالق وعنبسة وهياج ضعفاء" * عبدالخالق مجهول (تقريب)، وهياج بن بسطام ضعيف، وعنبسة بن عبدالرحمٰن متهم بوضع الحديث كما تقدم، ح: ١٢٤٢.

عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ الْخَالِقِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُعْتَكِفُ يَتْبَعُ الْجِنَازَةَ، وَيَعُودُ الْمَرِيضَ».

(المعجم ٦٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعْتَكِفِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَيُرَجِّلُهُ** (التحفة ٦٤)

باب:٦٤-اعتکاف کرنے والا سر دھوسکتا ہے اور کنگھی کرسکتا ہے

١٧٧٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُجَاوِرٌ، فَأَغْسِلُهُ وَأُرَجِّلُهُ. وَأَنَا فِي حُجْرَتِي. وَأَنَا حَائِضٌ. وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ.

١٧٧٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوتے تو اپنا سر میرے قریب کر دیتے میں آپ ﷺ کا سر مبارک دھو کر کنگھی کر دیتی میں اپنے حجرے میں ہوتی تھی اور ایام سے ہوتی تھی اور آپ ﷺ مسجد میں ہوتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اعتکاف کے دوران میں نہانا اور سر دھونا جائز ہے۔ ② اعتکاف کی حالت میں اگر جسم کا کوئی حصہ مثلاً: سر مسجد سے نکالا جائے تو اعتکاف میں فرق نہیں آتا۔ ③ جب عورت کے حیض کے ایام ہوں تو وہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی البتہ ہاتھ بڑھا کر مسجد میں سے کوئی چیز اٹھا سکتی ہے۔ ④ اعتکاف کی حالت میں معتکف کی بیوی اس کی خدمت کرسکتی ہے۔ ⑤ ام المومنین کو اس انداز سے اس لیے خدمت انجام دینے کی ضرورت پیش آئی کہ نبی ﷺ اعتکاف کی وجہ سے گھر نہیں آسکتے تھے اور ام المومنین خاص ایام میں ہونے کی وجہ سے مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی تھیں۔

(المعجم ٦٥) - **بَابٌ: فِي الْمُعْتَكِفِ يَزُورُهُ أَهْلُهُ فِي الْمَسْجِدِ** (التحفة ٦٥)

باب:٦٥-معتکف کی بیوی کا مسجد میں آکر اسے ملنا

١٧٧٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ

١٧٧٩- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت صفیہ بنت حُیَي ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے

١٧٧٨ــ متفق عليه، وقد تقدم، ح: ٦٣٣.

١٧٧٩ــ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب: هل يخرج المعتكف لحوائجه إلى باب المسجد؟، ح: ٢٠٣٥ وغيره، ومسلم، السلام، باب بيان أنه يستحب لمن رؤي خاليًا بامرأة . . . الخ، ح: ٢١٧٥ من حديث الزهري به بألفاظ متقاربة * عثمان بن عمر بن موسى حسن الحديث على الراجح، وتابعه الثقات.

ابْنِ مُوسَى بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا جَاءَتْ [إِلَى] رَسُولِ اللهِ ﷺ تَزُورُهُ. وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ. فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً مِنَ الْعِشَاءِ. ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ. فَقَامَ مَعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْلِبُهَا. حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِي كَانَ عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَمَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ. فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. ثُمَّ نَفَذَا. فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَى رِسْلِكُمَا. إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ» قَالَا: سُبْحَانَ اللهِ. يَارَسُولَ اللهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذٰلِكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ. وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئاً».

ملاقات کے لیے مسجد میں تشریف لے گئیں جبکہ آپ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں مسجد میں معتکف تھے۔ وہ عشاء کے وقت کچھ دیر نبی ﷺ سے بات چیت کرتی رہیں پھر اٹھ کر واپس چل دیں۔ رسول اللہ ﷺ انھیں (مسجد کے دروازے تک) چھوڑنے کے لیے ان کے ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت صفیہ ؓ جب مسجد کے اس دروازے تک پہنچیں جو رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ کے حجرے کے قریب تھا تو پاس سے دو انصاری گزرے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا اور چل دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''ٹھہرو! یہ صفیہ بنت حُیَي (ؓ) ہیں۔'' انھوں نے کہا: سبحان اللہ! اے اللہ کے رسول! (ہم آپ پر کس طرح شک کر سکتے ہیں؟) انھوں نے (رسول اللہ ﷺ کی) اس بات کو شدت سے محسوس کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان انسان میں خون کی طرح پھرتا ہے۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا تھا کہ وہ تمھارے دل میں کوئی (نامناسب) بات نہ ڈال دے۔''

فوائد ومسائل: ① اعتکاف کرنے والے سے دوسرے لوگ مل جل سکتے ہیں اور ضروری بات چیت کر سکتے ہیں۔ ② اعتکاف والے سے اس کی بیوی بھی مسجد میں آ کر ملاقات کر سکتی ہے۔ ③ معتکف کسی ضرورت سے اعتکاف کی جگہ سے اٹھ کر مسجد کے دروازے تک جا سکتا ہے۔ ④ عالم کو اپنی عزت وشرف کا خیال رکھنا چاہیے اور لوگوں کو ایسا موقع نہیں دینا چاہیے کہ وہ شک وشبہ کا اظہار کریں۔ ⑤ خاوند اپنی بیوی کا نام لے سکتا ہے اور اسے نام لے کر بلا بھی سکتا ہے۔ ⑥ ان دو صحابیوں نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات سے تکلیف محسوس کی کیونکہ انھیں محسوس ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے بارے میں حسن ظن نہیں رکھتے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ احساس دور کرنے کے لیے وضاحت فرما دی کہ تم نے میرے بارے میں کوئی غلط بات نہیں سوچی لیکن شیطان

وسوسہ ڈال سکتا ہے۔ ⑧ نبی ﷺ کی یہ وضاحت ان حضرات کے لیے باعث رحمت تھی کیونکہ اس طرح شیطان کے وسوسے کا راستہ بند ہوگیا ورنہ نبی ﷺ کے بارے میں کوئی ایسی ویسی سوچ ایمان سے محرومی کا باعث بھی ہوسکتی تھی۔ ⑨ تعجب کے موقع پر سبحان اللہ کہنا درست ہے۔ ⑩ شیطان جنات میں سے ہونے کی وجہ سے انسان پر غیر محسوس طور پر اثر انداز ہوتا ہے' اس لیے اس کا وسوسہ ایک حد سے آگے بڑھ جائے تو انسان کے ایمان کے لیے خطرناک ہوسکتا ہے۔ان وسوسوں کے شر سے بچنے کے لیے لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيم پڑھنا چاہیے۔

(المعجم ٦٦) - **بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ تَعْتَكِفُ** (التحفة ٦٦)

باب:٦٦- استحاضہ کی مریض خاتون کا اعتکاف

١٧٨٠ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ [بْنِ] الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِ. فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ. فَرُبَّمَا وَضَعَتْ تَحْتَهَا الطَّسْتَ.

١٧٨٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ محترمہ نے اعتکاف کیا۔ انھیں سرخ اور زرد رنگ (کا استحاضہ) آتا تھا۔ بعض اوقات وہ اپنے نیچے چوڑا برتن رکھ لیا کرتی تھیں۔

فوائد و مسائل: ① استحاضے والی عورت ہر وہ عبادت انجام دے سکتی ہے جو پاک عورت انجام دیتی ہے' چنانچہ وہ اعتکاف بھی کرسکتی ہے۔ ② ماہانہ عادت کے ایام کے علاوہ اگر سرخ خون بھی ظاہر ہو تو وہ استحاضہ ہی شمار ہوگا۔ زرد خون کا بھی یہی حکم ہے۔ ③ برتن میں بیٹھنے کا مقصد یہ تھا کہ مسجد کی چٹائیاں وغیرہ آلودہ نہ ہوں۔ ④ اس حدیث سے ان علماء کے موقف کی تائید ہوتی ہے جو عورتوں کے لیے بھی مسجد میں اعتکاف کرنا ضروری قرار دیتے ہیں کیونکہ اگر گھر میں اعتکاف جائز ہوتا تو نبی ﷺ اس خاتون کو گھر میں اعتکاف کرنے کا حکم دے دیتے تاکہ انھیں برتن نہ رکھنا پڑتا۔

(المعجم ٦٧) - **بَابٌ: فِي ثَوَابِ الِاعْتِكَافِ** (التحفة ٦٧)

باب:٦٧- اعتکاف کا ثواب

١٧٨١ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ:

١٧٨١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

١٧٨٠ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب اعتكاف المستحاضة، ح: ٣١٠ من حديث يزيد بن زريع به.

١٧٨١ـ [إسناده ضعيف] * عبيدة بن بلال العمي مجهول الحال(تقريب)، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف فرقد بن يعقوب السبخي"، وفيه علة أخرى.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أُمَيَّةَ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُوسَى الْبُخَارِيُّ، عَنْ عُبَيْدَةَ الْعَمِّيِّ، عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ : «هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ، وَيُجْرَى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا: ''وہ گناہوں کو روک دیتا ہے۔ اور اس کے لیے ساری نیکیاں انجام دینے والے کی طرح نیکیاں جاری کی جاتی ہیں۔''

(المعجم ٦٨) - **بَابٌ: فِيمَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ** (التحفة ٦٨)

باب: ۶۸- دونوں عیدوں کی راتوں کا قیام

١٧٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْمَرَّارُ بْنُ حَمُّويَةَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى : حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ، مُحْتَسِباً لِلَّهِ، لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ».

۱۷۸۲- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے عیدین کی دونوں راتوں میں قیام کیا، اس کا دل نہیں مرے گا، جس دن (لوگوں کے) دل مرجائیں گے۔''
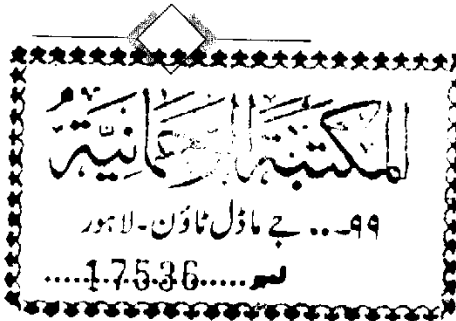
سُنن ابنِ ماجہ (اردو) (مترجم)

جلد سوم

أبواب الزكاة - أبواب الحدود

احادیث: 1783 - 2614

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

ترجمہ و فوائد: مولانا عطاء اللہ ساجد

تحقیق و تخریج: حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی

دارُالسّلام

2446
ا س ن س

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.darussalam.com

- الریاض۔ العلیا فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 • الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 • سویلم فون: 2860422 01
- مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 • قصیم (بریدہ): فون/فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
- مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 • مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155
- جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 • الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
- ینبع البحر فون/فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 • خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ • ہوسٹن فون: 7220419 713 001 • نیویارک فون: 6255925 718 001
لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

• 36۔ لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 7240024-7232400-7111023-7110081 42 0092 فیکس: 7354072
موبائل: 8484569-0321 4212174 0322 • غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی طارق روڈ بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937
اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 2281513 51 0092 موبائل: 5370378 0321

ح مكتبة دارالسلام، ١٤٢٨ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
ابن ماجه، محمد بن يزيد
سنن ابن ماجه اللغة الاردية. / محمد بن يزيد ابن ماجه - الرياض، ١٤٢٨ هـ
ص: ٦٣٢ مقاس: ١٤×٢١ سم
ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨ (مجموعة)
٤-٠-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ٣)
١- الحديث - سنن ٢- الحديث - الكتب الستة أ. العنوان
ديوي ٢٣٥,٦ ١٤٢٨/٤٨٩٨
رقم الإيداع: ١٤٢٨/٤٨٩٨
ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨
٤-٠-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ٣)

جلد سوم

سُنن ابنِ ماجه

(مترجم)

أبواب الزكاة ـــ أبواب الحدود احادیث: 1783 ـــ 2614

تالیف

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرثانی، تصحیح وتنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ — حافظ آصف اقبال حفظہ اللہ

مولانا ابو محمد محمد اجمل حفظہ اللہ — حافظ عبدالخالق حفظہ اللہ

مولانا عثمان منیب حفظہ اللہ

دار السلام
DARUSSALAM

فہرست مضامین (جلد سوم)

12

زکاۃ کی فرضیت اور اہمیت وفضیلت

✷لغوی معنی: امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زکاۃ [اَلزَّکَاء] سے مشتق ہے جس کے معنی اضافہ اور بڑھوتری کے ہیں۔ زکاۃ کو زکاۃ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مال میں اضافے اور برکت کا باعث بنتی ہے' اسی لیے جب کھیتی میں برکت حاصل ہو تو کہتے ہیں: [زَکَا الزَّرْعُ]

امام ازہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زکاۃ کو زکاۃ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ [تُزَکِّی الْفُقَرَاءَ] فقراء کی نشوونما کرتی ہے اور انھیں ترقی دیتی ہے۔ اس کے دوسرے معنی پاکیزگی کے ہیں۔ زکاۃ بقیہ مال کو پاکیزہ کر دیتی ہے' یا زکاۃ دینے والے کو اخلاقِ رذیلہ سے پاک کر دیتی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ (التوبۃ۹:۱۰۳) ''آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجیے جس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کردیں۔'' یعنی زکاۃ دینے والوں کو اخلاق رذیلہ جیسے بخل اور خودغرضی وغیرہ سے پاک کردیں۔ دیکھیے: (لسان العرب:۲/۱۸۳۹' والمصباح المنیر:۱/۳۴۶)

✷اصطلاحی تعریف: فقہائے کرام نے زکاۃ کی مختلف تعریفیں کی ہیں جن میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے: [حَقٌّ وَاجِبٌ فِي مَالٍ مَّخْصُوصٍ لِطَائِفَةٍ مَّخْصُوصَةٍ فِي وَقْتٍ مَّخْصُوصٍ] ''زکاۃ ایک واجب حق ہے جو خاص مال میں سے ایک خاص وقت میں مخصوص لوگوں کے لیے وصول کیا جاتا ہے۔''

✸ **زکاۃ کی فرضیت:** زکاۃ ۲ ہجری میں شوال کے مہینے میں فرض ہوئی۔ اس کی فرضیت رمضان المبارک کے روزوں اور صدقۂ فطر کے بعد ہوئی۔ زکاۃ کی فرضیت اور وجوب قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (البقرۃ ۲:۴۳) ''اور نماز قائم کرو اور زکاۃ ادا کرو۔''

جبکہ فرامین رسول ﷺ میں زکاۃ کو اسلام کا بنیادی اور اہم رکن شمار کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ] (صحيح البخاري، الإيمان، باب دعاؤكم إيمانكم، ...... حديث:٨، وصحيح مسلم، الإيمان، باب بيان أركان الإسلام ......، حديث: ١٦) ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، حج ادا کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔''

ہر دور میں امت کا اجماع رہا ہے کہ زکاۃ فرض ہے اور جو شخص اس کے وجوب کا انکار کرے وہ کافر مرتد ہے، اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالتے ہی منکرین زکاۃ سے جہاد کا اعلان فرمایا تھا، حالانکہ اس وقت کے حالات و واقعات کو دیکھتے ہوئے حضرت عمر فاروق جیسے اجل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی انھیں نرمی کا مشورہ دیا تھا، لیکن بعد میں تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر متفق ہو گئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا موقف ہی درست اور برحق ہے، لہٰذا انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں منکرین زکاۃ سے قتال کیا تا آنکہ وہ زکاۃ ادا کرنے پر رضامند ہو گئے یا تہ تیغ کر دیے گئے۔

✸ **فرضیتِ زکاۃ کی حکمت:** اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو رزق اور مال و دولت میں باہم متفاوت رکھا ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ﴾ (النحل ١٦:٧١) ''اللہ تعالیٰ ہی نے تم میں سے بعض کو بعض پر روزی میں فضیلت عطا کی ہے۔'' اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف شاندار محلات کی قطاریں، خوبصورت زرق برق لباس زیب تن کیے، مہنگی گاڑیوں میں گھومتے پھرتے رؤسائے شہر ہیں تو دوسری طرف سڑکوں پر سسکتے ہوئے بچے ہیں جو ایک وقت کی روٹی کے لیے

دست سوال پھیلائے ہوئے ہیں۔ ایک طرف دولت کے انبار ہیں جن کے مالک اس کو استعمال کر کے مزید کمانے کے قابل نہیں جبکہ دوسری طرف صحت مند' توانا اور قوی لوگ مزدوری کے لیے ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو گروہوں کو باہم ملانے' ان میں مودت ومحبت کے جذبات قائم رکھنے اور ان کو پر امن معاشرتی فرد رکھنے کے لیے زکاۃ کا نظام فرض کر دیا تا کہ غریب کو امیر کی دولت سے ایک خاص حق مل جائے جس سے اس کی ضروریاتِ زندگی پوری ہوں اور امیر کے دل میں دولت کی بے جا محبت ختم ہو سکے کیونکہ اس کی محبت انسان میں حرص' لالچ' بخل' خود غرضی اور سنگ دلی جیسے مکروہ جذبات پیدا کرتی ہے جب کہ زکاۃ کی ادائیگی سے یہ محبت اعتدال میں آ جاتی ہے اور انسان میں ایثار وقربانی' احسان' سخاوت' ہمدردی' غم خواری اور غرباء سے محبت کے خوبصورت جذبات جنم لیتے ہیں۔ اس طرح اسلام نے معاشی تفاوت کو ختم کرنے اور معاشرے کے افراد میں خوبصورت ومضبوط تعلقات کو فروغ دینے کے لیے زکاۃ کا جامع نظام انسانیت کو دیا۔ اسلام کا نظام زکاۃ ایک طرف غرباء وفقراء کے لیے باعث رحمت ہے تو دوسری طرف امراء کے لیے باعث برکت ہے جبکہ ان دو مقاصد کے علاوہ مالی نعمتوں کے حصول پر شکر الٰہی کا شاندار ذریعہ بھی ہے۔

* **زکاۃ کی اہمیت وفضیلت:** زکاۃ دین اسلام کا ایک ایسا رکن ہے جو اس سے پہلے کے مذاہب میں بھی فرض رہا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكوٰةِ﴾ (مریم۱۹:۵۵) ''وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکاۃ کا حکم دیا کرتے تھے۔''

اسلام نے اس رکن کو مزید اہمیت دیتے ہوئے اسے ایک ایسا منفرد رکن بنا دیا جس کا تعلق حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد سے بھی ہے' لہٰذا اس پر عمل کرنے کے تاکیدی حکم کو قرآن مجید میں تقریباً بیاسی (۸۲) مقامات پر بیان فرمایا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرامین میں زکاۃ ادا کرنے والوں کو عظیم خوش خبریاں دی ہیں۔ آپ کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: ''مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جسے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے اس کی رہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا' فرض نماز قائم کر' فرض زکاۃ ادا کر اور رمضان

المبارک کے روزے رکھ۔'' اس نے یہ ارشاد سن کر کہا: اللہ کی قسم! میں ان اعمال سے کچھ زیادہ نہ کروں گا۔ جب وہ اعرابی واپس ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جسے جنتی آدمی دیکھنا پسند ہو وہ اسے دیکھ لے۔'' (صحيح البخاري، الزكاة، باب وجوب الزكاة، حديث:١٣٩٧) زکاۃ ادا نہ کرنے والوں کو سخت وعید سناتے ہوئے آپ نے فرمایا: ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکاۃ ادا نہ کی، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل بن کر، جس کی آنکھوں پر دو نقطے ہوں گے، اس کے گلے کا طوق بن جائے گا، پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں.....'' (صحيح البخاري، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، حديث:١٤٠٣) اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اسلام کے اس عظیم رکن کی ادائیگی کی توفیق دے۔ آمین.

* **جن چیزوں میں زکاۃ واجب ہے:** زکاۃ مندرجہ ذیل اشیاء میں واجب ہے: ① سونا ② چاندی ③ نقد رقم ④ اموالِ تجارت ⑤ غلہ اور پھل ⑥ شہد ⑦ معدنیات ⑧ مویشی، ان اشیاء کے علاوہ دیگر اشیاء، مثلاً: گھریلو استعمال کے برتن، سواری اور سبزیوں میں زکاۃ نہیں ہے۔

* **زکاۃ کے مصارف:** زکاۃ کے کل آٹھ مصارف ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے درج ذیل فرمان میں بیان کیا ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللهِ وَاللهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (التوبة٩:٦٠) اس آیت کریمہ کی روشنی میں زکاۃ کے مصارف حسب ذیل ہیں: ① فقراء ② مساکین ③ عاملین زکاۃ ④ مؤلفة القلوب ⑤ غلام آزاد کرانا ⑥ مقروض ⑦ جہاد فی سبیل اللہ ⑧ مسافر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٨) أَبْوَابُ الزَّكَاةِ (التحفة ٦)

زکاۃ کے احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ فَرْضِ الزَّكَاةِ (التحفة ١)

باب:۱-زکاۃ کی فرضیت

١٧٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذاً إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْماً أَهْلَ كِتَابٍ. فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ، تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ. وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ».

۱۷۸۳-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ ؓ کو یمن بھیجا تو فرمایا: ''تم اہل کتاب لوگوں کے پاس جا رہے ہو تو (سب سے پہلے) انھیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ تمھاری یہ دعوت قبول کر لیں (اور اسلام میں داخل ہو جائیں) تو انھیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ تمھاری یہ بات تسلیم کر لیں تو پھر انھیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے دولت مند افراد سے لیا جائے گا اور واپس انھی کے ناداروں کو دے دیا جائے گا۔ اگر وہ تمھاری یہ بات بھی مان لیں تو ان کے عمدہ مال لینے سے اجتناب کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچ کر رہنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔''

١٧٨٣ـ أخرجه البخاري، المظالم، باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم، ح: ٢٤٤٨ مختصرًا من حديث وكيع، وانظر، ح: ١٣٩٥ وغيره، ومسلم، الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الاسلام، ح: ١٩ من حديث وكيع به.

فوائد ومسائل: ① حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ۱۰ھ میں حجۃ الوداع سے پہلے یمن کا گورنر مقرر کیا گیا۔ یمن کے ایک حصے کے گورنر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور دوسرے حصے کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ (صحيح البخاري، المغازي، باب بعث أبي موسى و معاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع، حديث: ۴۳۴۱، ۴۳۴۲) ② اہل کتاب سے مراد یہودی ہیں۔ اس زمانے میں یمن میں کثیر تعداد میں یہودی آباد تھے۔ ③ غیر مسلموں کو تبلیغ کرنے میں سب سے زیادہ اہمیت مسئلۂ توحید کو حاصل ہے۔ ④ توحید ورسالت کا اقرار اسلام میں داخلے کی بنیادی شرط ہے، اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان شمار نہیں کیا جاسکتا۔ ⑤ عبادات میں نماز اور زکاۃ سب سے اہم ہیں۔ ⑥ زکاۃ مسلمانوں سے وصول کی جاتی ہے، غیر مسلموں سے زکاۃ کا متبادل ٹیکس وصول کیا جاتا ہے جو ہر شخص کے حالات کے مطابق کم وبیش مقرر کیا جاتا ہے۔ اسے جزیہ کہتے ہیں۔ ⑦ زکاۃ مسلمان مستحقین ہی میں تقسیم کی جاتی ہے۔ غیر مسلموں میں سے صرف اس غیر مسلم پر زکاۃ میں سے کچھ خرچ کیا جاسکتا ہے جس کے بارے میں یہ توقع ہو کہ اسے مسلمانوں سے قریب ہونے کا موقع ملا تو اسلام کی طرف راغب ہو جائے گا اور ممکن ہے وہ اسلام بھی قبول کر لے۔ ایسے لوگوں کو مؤلفة القلوب کہا جاتا ہے۔ ⑧ جس علاقے کے مسلمانوں سے زکاۃ لی جائے، پہلے وہاں کے مستحق افراد میں تقسیم کرنی چاہیے۔ اگر ان کی ضروریات پوری کرنے کے بعد مال بچ جائے تو پھر دوسرے علاقے کے مسلمانوں میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔ ⑨ زکاۃ میں اچھے اچھے جانور چن کر وصول نہ کیے جائیں اور نہ نکمے جانور لیے جائیں بلکہ درمیانے درجے کے جانور لیے جائیں۔ ⑩ اسلام میں نئے داخل ہونے والے افراد کو آہستہ آہستہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ ایک ہی بار تمام احکام کا بوجھ ڈالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ⑪ تبلیغ وتفہیم کے ذریعے سے کوشش کی جائے کہ عوام خوش دلی سے اسلام کے احکام پر عمل کریں اور ان کے دل اسلامی تعلیمات کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے محبت سے ان پر عمل کریں۔ ⑫ ملک میں امن وامان قائم رکھنے کے لیے رعایا میں انصاف بے حد ضروری ہے۔ ہر حاکم اور سرکاری افسر کا سب سے پہلا اور سب سے اہم فرض رعایا کے حقوق عدل وانصاف سے ادا کرنا ہے۔ ⑬ مظلوم کی بددعا سے بچنے کا مطلب ظلم سے پرہیز اور ظالم سے مظلوم کا حق دلوانا ہے کیونکہ جب مظلوم کو حاکم سے اپنا حق نہیں ملے گا تو اس کے دل سے بددعا نکلے گی۔ ⑭ مظلوم کی بددعا جلد قبول ہوتی ہے، اسی طرح جب مظلوم کی دادرسی کر دی جائے اور وہ خوش ہو کر دعا دے تو وہ بھی جلد قبول ہوتی ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْعِ الزَّكَاةِ (التحفة ٢)

باب:۲- زکاۃ نہ دینے والے کی سزا

١٧٨٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ

۱۷۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

١٧٨٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ح: ٣٠١٢ عن ابن أبي عمر ◀◀

الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ، وَجَامِعِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ، سَمِعَا شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ أَحَدٍ لاَ يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ إِلَّا مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعاً أَقْرَعَ حَتَّى يُطَوِّقَ عُنُقَهُ». ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ﴾ [آل عمران: ١٨٠] الآيَةَ.

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اپنے مال کی زکاۃ ادا نہیں کرتا' قیامت کے دن اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی حتی کہ وہ اس کی گردن میں طوق بن کر لپٹ جائے گا۔‘‘ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قرآنِ مجید سے اس کی تائید میں یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ......﴾ (آل عمران ۳:۱۸۰) ’’جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دیا ہے' وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لیے انتہائی برا ہے۔ عنقریب قیامت کے دن انھیں ان کی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① مال جب نصاب کو پہنچ جائے تو اس کی زکاۃ فرض ہے۔ ② مجرموں کو قیامت کے دن جہنم میں داخل کیے جانے سے پہلے بھی سزا ملے گی۔ ③ گنجے سانپ سے مراد انتہائی زہریلا سانپ ہے جس کا سر سفید ہو۔ ④ اگر کسی خلافِ شریعت کام میں دنیا کا کچھ فائدہ نظر آئے تو اس کے اُخروی نقصان کی طرف توجہ کرنی چاہیے تاکہ دنیا کا فائدہ حقیر محسوس ہو اور شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔ ⑤ ارشاداتِ نبوی قرآنِ مجید ہی کی تشریح ہیں' اس لیے بعض اوقات رسول اللہ ﷺ اپنے ارشاد مبارک کے ساتھ قرآن مجید کی آیت بھی تلاوت فرما دیتے تھے۔ ⑥ علمائے کرام کو وعظ و نصیحت کے دوران میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبوی بھی پڑھ کر ان کا ترجمہ سنانا چاہیے۔ اس میں جو برکت ہے وہ بزرگوں کی حکایات پر اکتفا کرنے میں نہیں۔

١٧٨٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلاَ غَنَمٍ وَلاَ بَقَرٍ لاَ

۱۷۸۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اونٹوں' بکریوں یا گایوں کا جو مالک ان کی زکاۃ ادا نہیں کرتا' (اس کے یہ جانور) قیامت کے دن انتہائی بڑے اور موٹے ہو کر آئیں گے'

◀ العدني به، وقال: "حسن صحيح"، وقال الحميدي في مسنده ثنا سفيان ثنا جامع بن أبي راشد وعبدالملك بن أعين به، ح: ٩٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٥٦.

١٧٨٥ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب زكاة البقر، ح: ١٤٦٠، ٦٦٣٨ من حديث الأعمش به، ومسلم، الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة، ح: ٩٩٠.

يُؤَدِّي زَكَاتَهَا ، إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ ، تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا . وَتَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا . كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا . حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ» .

وہ اسے سینگوں سے ماریں گے اور پاؤں سے روندیں گے جب آخری جانور گزر چکیں گے تو پہلے گزر جانے والے دوبارہ آ جائیں گے۔ (اسے یہی عذاب ہوتا رہے گا) حتی کہ (سب) لوگوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔"

فوائد و مسائل: ① نہ دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ ② جانوروں میں بھی زکاۃ فرض ہے جس کی تفصیل اگلے ابواب میں آ رہی ہے۔ ③ کبیرہ گناہوں کے مرتکب افراد کو میدانِ حشر میں بھی گناہوں کی سزا ملے گی۔ ④ بعض صورتوں میں ممکن ہے کہ محشر کی یہ سزا ہی اس کے لیے کافی ہو جائے اور جہنم کی سزا نہ بھگتنی پڑے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "(اسے یہ عذاب ہوتا رہے گا) اس دن' جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے حتی کہ لوگوں کا فیصلہ ہو جائے گا' پھر اسے جنت یا جہنم کا راستہ دکھا دیا جائے گا۔" (صحیح مسلم' الزکاۃ' باب إثم مانع الزکاۃ' حدیث:٩٨٧)

١٧٨٦ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «تَأْتِي الْإِبِلُ الَّتِي لَمْ تُعْطِ الْحَقَّ مِنْهَا ، تَطَأُ صَاحِبَهَا بِأَخْفَافِهَا . وَتَأْتِي الْبَقَرُ وَالْغَنَمُ تَطَأُ صَاحِبَهَا بِأَظْلَافِهَا ، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا . وَيَأْتِي الْكَنْزُ شُجَاعاً أَقْرَعَ فَيَلْقَى صَاحِبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . فَيَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ مَرَّتَيْنِ . ثُمَّ يَسْتَقْبِلُهُ فَيَفِرُّ . فَيَقُولُ : مَا لِي وَلَكَ فَيَقُولُ : أَنَا كَنْزُكَ ، أَنَا كَنْزُكَ . فَيَتَّقِيهِ بِيَدِهِ فَيَلْقَمُهَا» .

١٧٨٦- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ اونٹ جن کا حق (زکاۃ) ادا نہیں کیا گیا' (قیامت کے دن) آئیں گے' اپنے مالک کو پاؤں سے روندیں گے' گائیں اور بکریاں آئیں گی' (وہ بھی) اپنے مالک کو سموں سے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی۔ اور خزانہ گنجا سانپ بن کر آ جائے گا۔ وہ قیامت کو جب اپنے مالک سے ملے گا تو مالک اس سے دو دفعہ بھاگے گا' پھر وہ (سانپ) سامنے سے آئے گا تو مالک (پھر) بھاگے گا (اور) کہے گا: تو کیوں میرے پیچھے پڑ گیا ہے؟ وہ کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں' میں تیرا خزانہ ہوں۔ وہ اس سے بچنے کے لیے اس کی طرف ہاتھ کرے گا تو وہ اس (ہاتھ) کو اپنے منہ میں لے لے گا۔"

فوائد و مسائل: ① خزانے سے مراد سونا چاندی وغیرہ ہے جس کی زکاۃ ادا نہیں کی گئی۔ ② انسان دنیا میں

١٧٨٦- [صحيح] إسناده حسن ، وله شواهد كثيرة ، منها الحديثان السابقان .

روپے پیسے کا لالچ کرتا ہے۔ اس کو حاصل کرنے میں حلال حرام کی پروا نہیں کرتا اور لالچ کی وجہ سے زکاۃ نہیں دیتا۔ اس قسم کا مال قیامت کو عذاب کا باعث ہوگا کہ انسان اس سے جان چھڑانا چاہے گا لیکن وہ نہیں چھوڑے گا۔ ③ انسان ہاتھ سے مال لیتا ہے لیکن اسی ہاتھ سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرنا چاہتا' اس لیے ہاتھ کو عذاب ہوگا کہ اس کا خزانہ سانپ بن کر اس کا ہاتھ کاٹ کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین.

(المعجم ٣) - بَابُ مَا أُدِّيَ زَكَاتُهُ لَيْسَ بِكَنْزٍ (التحفة ٣)

١٧٨٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ أَسْلَمَ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، فَلَحِقَهُ أَعْرَابِيٌّ. فَقَالَ لَهُ: قَوْلُ اللهِ: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾؟ [التوبة: ٣٤] قَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ كَنَزَهَا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا، فَوَيْلٌ لَهُ. إِنَّمَا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ. فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللهُ طَهُوراً لِلْأَمْوَالِ. ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ: مَا أُبَالِي لَوْ كَانَ لِي أُحُدٌ ذَهَباً، أَعْلَمُ عَدَدَهُ وَأُزَكِّيهِ، وَأَعْمَلُ فِيهِ بِطَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

باب:٣- جس مال کی زکاۃ ادا کر دی جائے وہ خزانہ نہیں

١٧٨٧- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت خالد بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ باہر گیا۔ انھیں ایک بدو ملا' اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ ''جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے.....'' (اس آیت کا کیا مطلب ہے)؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا: جس نے اسے جمع کیا اور اس کی زکاۃ ادا نہ کی اس کے لیے تباہی ہے۔ یہ حکم زکاۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے تھا جب زکاۃ کا حکم نازل ہو گیا تو اللہ نے اسے مالوں کی پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا۔ پھر متوجہ ہو کر فرمایا: مجھے پروا نہیں کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو جس کی تعداد (اور مقدار) کا مجھے علم ہو اور اس کی زکاۃ ادا کروں اور اس سے اللہ کی فرماں برداری والے کام انجام دوں۔

١٧٨٧- أخرجه البخاري، الزكاة، باب ما أدي زكاته فليس بكنز، ح: ١٤٠٤، ٤٦٦١ من حديث يونس عن ابن شهاب به تعليقًا، وأسنده أبوذر في روايته، ورواه الحافظ في تغليق التعليق: ٣/ ٥، ٦ من طرق عن أحمد بن شبيب به موصولاً.

فوائد ومسائل: ① اللہ کی راہ میں خرچ کرنا دین کے اہم مسائل میں سے ہے' یہ حکم زکاۃ فرض ہونے سے پہلے بھی تھا' اب بھی ہے لیکن پہلے اس کی کم از کم مقدار کا تعین نہیں کیا گیا تھا' اس کے بعد یہ مقدار بھی متعین کر دی گئی۔ ② فرض زکاۃ اور دیگر واجب اخراجات کے علاوہ نیکی کی راہ میں خرچ کرنا نفلی عبادت ہے۔ ③ زکاۃ ادا کرنے سے باقی مال پاک ہو جاتا ہے ورنہ سارا مال ناپاک ہوتا ہے۔ ④ جائز طریقے سے دولت مند ہونا اللہ کی طرف سے احسان اور نعمت ہے جس کا شکر ادا کرنے کے لیے ضرورت مند افراد کی مدد کرتے رہنا چاہیے۔

١٧٨٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ، عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ، فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ».

۱۷۸۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کردی تو اپنے فرض سے سبک دوش ہوگیا۔''

١٧٨٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّهَا سَمِعَتْهُ، تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، يَقُولُ: «لَيْسَ فِي الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكَاةِ».

۱۷۸۹- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''زکاۃ کے سوا مال میں کوئی حق نہیں (جس کا ادا کرنا مالک پر فرض ہو۔)''

(المعجم ٤) - بَابُ زَكَاةِ الْوَرِقِ وَالذَّهَبِ (التحفة ٤)

باب:۴- چاندی اور سونے کی زکاۃ

١٧٨٨ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء إذا أديت الزكاة فقد قضيت ما عليك، ح:٦١٨ م حديث عمرو به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٤٧١، وابن حبان(موارد)، ح:٧٩٧ والحاكم: ١/ ٣٩٠، والذهبي * دراج صدوق، في حديثه عن أبي الهيثم ضعف (تقريب)، وهو حسن الحديث ع غير أبي الهيثم، وزاد ابن حبان وغيره: "ومن جمع مالاً حرامًا ثم تصدق به، لم يكن له فيه أجر، وكان إصره عليه".

١٧٨٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء أن في المال حقًا سوى الزكاة، ح:٦٥٩، ٦٦٠ م حديث شريك به، وقال: "هٰذا حديث إسناده ليس بذاك، وأبوحمزة ميمون الأعور يضعف" * والأعور هٰذا ضع صاحب التقريب وغيره، وفيه علة أخرى.

۱۷۹۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي قَدْ عَفَوْتُ عَنْكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ وَلٰكِنْ هَاتُوا رُبُعَ الْعُشْرِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَماً، دِرْهَماً».

۱۷۹۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں گھوڑوں اور غلاموں کا صدقہ معاف کر دیا ہے لیکن (نقدی میں سے) چالیسواں حصہ ادا کرو' یعنی ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم۔''

۱۷۹۱- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ يَحْيٰى. قَالاَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى: أَنْبَأَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ كُلِّ عِشْرِينَ دِينَاراً، فَصَاعِداً، نِصْفَ دِينَارٍ. وَمِنَ الْأَرْبَعِينَ دِينَاراً، دِينَاراً.

۱۷۹۱- حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہر بیس دینار یا (اس سے کچھ) زیادہ' میں سے آدھا دینار اور چالیس دینار میں سے ایک دینار وصول فرماتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① جو گھوڑے کام کاج کے لیے ہوں اور جو غلام خدمت کے لیے ہوں' ان کی زکاۃ دینا فرض نہیں لیکن اگر کوئی شخص گھوڑوں یا غلاموں کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتا ہو تو اسے دوسرے مال تجارت کی طرح ان کی قیمت کا اندازہ کر کے ان کی زکاۃ ادا کرنی چاہیے' اس کے بارے میں متعدد روایات موجود ہیں لیکن ان کی سندوں میں کلام ہے' تاہم کہا جا سکتا ہے کہ یہ احادیث باہم مل کر قابل استدلال ہو سکتی ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بھی تاجروں سے مال تجارت پر زکاۃ وصول کرنے کے احکامات جاری فرمائے تھے۔ (موطأ إمام مالك' باب زكاة العروض: ۱/۲۳۵) اس کی سند حسن ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے مال تجارت پر زکاۃ کے وجوب کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا ہے: [وَهٰذَا قَوْلُ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ] (سنن البيهقي: ۴/۱۴۷) ''اکثر علماء کا یہی قول ہے۔'' ② درہم چاندی کا سکہ تھا جس کا وزن موجودہ حساب سے 2.975 گرام اور بعض کے نزدیک

۱۷۹۰- [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ۹۵ لعلته، وأخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ۱۵۷۴ وغيره من حديث أبي إسحاق عن عاصم بن ضمرة عن علي رضي الله عنه نحوه، وصححه البخاري، وابن خزيمة وغيرهما * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح: ٤٦، وللحديث شواهد.

۱۷۹۱- [حسن] وضعفه البوصيري * إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع تقدم حاله، ح: ۱۰٦۹، وله شواهد عند أبي داود، ح: ۱۵۷۳ وغيره.

3.06 گرام ہے۔ کم از کم دوسو درہم چاندی ہو تو زکاۃ واجب ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''پانچ اوقیہ سے کم میں زکاۃ نہیں۔'' (صحیح البخاري' الزکاة' باب زکاة الورق' حدیث:١٤٤٧) اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ (جامع الترمذي' الزکاة' باب ماجاء في صدقة الزرع والثمر والحبوب' حدیث:٦٢٧) اکثر علماء نے دوسو درہم کی مقدار ساڑھے باون تولے بیان کی ہے۔ ③ سونے کا نصاب بیس دینار ہے جس کی مقدار ساڑھے سات تولے ہوتی ہے۔ جب کہ موجودہ دور کے حساب سے اس کا وزن 85 گرام بنتا ہے۔ ④ سونے اور چاندی میں زکاۃ کی مقدار چالیسواں حصہ ہے' مثلاً: اگر کسی کے پاس دس تولے سونا ہو تو اسے چوتھائی تولہ (تین ماشے یعنی 2.916 گرام) سونے کے برابر زکاۃ ادا کرنا فرض ہوگی۔ ⑤ نقد رقم کا نصاب سونے کے برابر ہے کیونکہ موجودہ نظام کے مطابق کرنسی نوٹ سونے کے قائم مقام قرار دیے جاتے ہیں' اس لیے بین الاقوامی تجارت میں ممالک ایک دوسرے سے سونا وصول اور ادا کرتے ہیں' تاہم علماء کی اکثریت نے نقد رقم کی زکاۃ کے لیے چاندی کے نصاب کو بنیاد بنایا ہے' یعنی کم از کم ساڑھے باون تولے چاندی کی رقم کے برابر جس کے پاس رقم فالتو پڑی ہو اور اس پر سال گزر جائے تو وہ اس میں سے ڈھائی فی صد کے حساب سے زکاۃ ادا کرے۔ اس کی وجہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ اس نصاب میں غرباء ومساکین کا زیادہ فائدہ ہے کیونکہ اس طرح اہل نصاب زیادہ ہوں گے اور زیادہ زکاۃ نکلے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(المعجم ٥) - **بَابُ مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا** (التحفة ٥)

باب: ٥- جس شخص کو (سال کے دوران میں) مال ملے

١٧٩٢ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَارِثَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا زَكَاةَ فِي مَالٍ، حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ».

١٧٩٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''کسی مال میں زکاۃ نہیں حتی کہ اس پر سال گزر جائے۔''

فوائد ومسائل: ① سونے چاندی وغیرہ میں نصاب کا مالک ہونے کے ایک سال بعد زکاۃ واجب ہوتی ہے۔ ② زرعی پیداوار جب باغ یا کھیت سے اٹھالی جائے تو اس پر زکاۃ واجب ہو جاتی ہے' اس میں سال گزرنا شرط نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ (الأنعام٦:١٤١) ''اس کے کاٹنے کے دن اس کا

١٧٩٢_[حسن] وانظر، ح: ٥٦ لعلته، وضعفه البوصيري، وله شواهد كثيرة.

حق ادا کرو۔'' ③ جس کے پاس پہلے کچھ مال موجود ہو لیکن وہ نصاب سے کم ہو' پھر اسے کچھ اور مال مل جائے جس کی وجہ سے نصاب مکمل ہو جائے تو سال کی ابتدا نصاب مکمل ہونے سے ہو گی۔ اگر اس کے ایک سال بعد اس کے پاس نصاب موجود ہے تو زکاۃ ادا کرے گا۔

(المعجم ٦) - **بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ مِنَ الْأَمْوَالِ** (التحفة ٦)

باب:٦- کن مالوں میں زکاۃ واجب ہے؟

١٧٩٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَدَقَةَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنَ التَّمْرِ. وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ. وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ».

١٧٩٣- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ سے یہ فرمان سنا: ''پانچ وسق کھجوروں سے کم میں زکاۃ نہیں' پانچ اوقیہ (چاندی) سے کم میں زکاۃ نہیں اور پانچ سے کم اونٹوں میں بھی نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① کھجوریں جب خشک کر کے ذخیرہ کرنے کے قابل ہو جائیں' اس وقت اگر ان کا وزن پانچ وسق کے برابر ہو تو ان پر زکاۃ واجب ہو گی۔ ایک وسق ساٹھ صاع کے برابر ہوتا ہے اور صاع ایک پیمانہ ہے جس کا وزن تقریباً ڈھائی کلو بنتا ہے۔ اس حساب سے پانچ وسق کا وزن تقریباً بیس (٢٠) من بنتا ہے جس میں سے ایک من زکاۃ ادا کی جائے گی۔ ② پانچ اوقیہ دو سو درہم کے برابر ہے' یعنی چاندی کا نصاب دو سو درہم تقریباً ساڑھے باون تولے ہے۔ ③ اگر کسی کے پاس پانچ سے کم اونٹ ہوں تو ان میں زکاۃ فرض نہیں۔ پانچ اونٹ ہوں تو ایک بکری زکاۃ کے طور پر ادا کی جائے گی۔ اونٹوں کی زکاۃ کی مزید تفصیل باب ٩ میں آئے گی۔

١٧٩٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ

١٧٩٤- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سے کم اونٹوں میں زکاۃ نہیں' پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکاۃ نہیں' پانچ وسق سے کم (غلے) میں زکاۃ نہیں۔''

١٧٩٣ـ[صحيح] أخرجه النسائي: ٥/ ٣٧، الزكاة، باب زكاة الورق، ح: ٢٤٧٧ من حديث أبي أسامة به، وأخرجه البخاري، ح: ١٤٠٥ وغيره، ومسلم، ح: ٩٧٩ وغيرهما من حديث يحيى بن عمارة عن أبي سعيد الخدري به.
١٧٩٤ـ[صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٩٦ من حديث محمد بن مسلم به، وحسنه البوصيري.

خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ. وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ. وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ صَدَقَةٌ».

(المعجم ٧) - **بَابُ تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ قَبْلَ مَحِلِّهَا** (التحفة ٧)

باب:۷- زکاۃ کا وقت آنے سے پہلے (پیشگی) ادا کر دینا

١٧٩٥- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فِي تَعْجِيلِ صَدَقَتِهِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ. فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذَٰلِكَ.

۱۷۹۵- حضرت علی بن ابو طالب ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عباس ؓ نے واجب ہونے سے پہلے جلدی کرتے ہوئے زکاۃ ادا کرنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے انھیں اجازت دے دی۔

فائدہ: پیشگی ادائیگی کا مطلب یہ ہے کہ سال پورا ہونے سے پہلے زکاۃ ادا کر دی جائے۔ وقت آنے پر حساب کر کے کمی بیشی پوری کر لی جائے۔ یہ جائز ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک یہ روایت حسن ہے۔

(المعجم ٨) - **بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ إِخْرَاجِ الزَّكَاةِ** (التحفة ٨)

باب:۸- جب کوئی زکاۃ ادا کرے تو اسے کیا کہا جائے؟

١٧٩٦- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ. قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا أَتَاهُ الرَّجُلُ بِصَدَقَةِ مَالِهِ، صَلَّى عَلَيْهِ. فَأَتَيْتُهُ

۱۷۹۶- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے مال کا صدقہ (زکاۃ) لے کر حاضر ہوتا تو نبی ﷺ اس کو دعا دیتے۔ میں اپنے مال کی زکاۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے

١٧٩٥ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في تعجيل الزكاة، ح: ١٦٢٤ عن سعيد بن منصور به، وصححه الحاكم، والذهبي * الحكم بن عتيبة عنعن، وتقدم، ح: ١١٩٢، وله شواهد كلها ضعيفة.

١٧٩٦ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب صلاة الإمام، ودعائه لصاحب الصدقة ... الخ، ح: ١٤٩٧ وغيره من حديث شعبة به، ومسلم، الزكاة، باب الدعاء لمن أتى بصدقة، ح: ١٠٧٨ من حديث وكيع به.

بِصَدَقَةِ مَالِي فَقَالَ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى».

فرمایا: ''اے اللہ! ابو اوفی کے خاندان پر رحمت نازل فرما۔''

فوائد ومسائل: ① سونے چاندی اور نقدی (اموال باطنہ) کی زکاۃ صاحب نصاب کو خود حاضر ہو کر ادا کرنی چاہیے۔ غلے اور مویشیوں (اموال ظاہرہ) کی زکاۃ اسلامی حکومت کا مقرر کردہ افسر صاحب نصاب کے پاس پہنچ کر وصول کرے۔ ② اسلامی معاشرے میں عوام اور حکومت کے مابین محبت اور احترام کا تعلق ہوتا ہے۔ زکاۃ وصول کرنے والے کو چاہیے کہ زکاۃ ادا کرنے والے کا شکریہ ادا کرے اور اسے دعا دے۔ ③ ''آل'' کے لفظ میں وہ شخص خود بھی داخل ہوتا ہے جس کی آل کا ذکر کیا جاتا ہے' اس کے علاوہ اس کی اولاد اور وہ افراد' جو اس کے زیردست ہیں اور وہ ان کا سردار سمجھا جاتا ہے' وہ بھی ''آل'' میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بعض اوقات ''آل'' سے متبعین اور پیروکار بھی مراد لیے جاتے ہیں' جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ (المؤمن ٤٠:٤٦) ''اور جس دن قیامت قائم ہوگی (ہم کہیں گے) فرعون کی آل کو شدید ترین عذاب میں داخل کر دو۔'' اس آیت میں آل سے اولاد مراد نہیں کیونکہ فرعون لاولد تھا۔ اور اس کی بیوی (حضرت آسیہ ؑ) مسلمان تھیں۔

١٧٩٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْبَخْتَرِيِّ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَعْطَيْتُمُ الزَّكَاةَ فَلَا تَنْسَوْا ثَوَابَهَا، أَنْ تَقُولُوا: اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مَغْنَماً وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْرَماً».

١٧٩٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم زکاۃ دو تو اس کا ثواب (حاصل ہونے کی دعا کرنا) فراموش نہ کرو۔ یوں کہو: [اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مَغْنَمًا وَّلَا تَجْعَلْهَا مَغْرَمًا] ''اے اللہ! اسے فائدے کی چیز بنا اور تاوان نہ بنانا۔''

(المعجم ٩) - بَابُ صَدَقَةِ الْإِبِلِ (التحفة ٩)

باب: ٩- اونٹوں کی زکاۃ

١٧٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ

١٧٩٨- امام ابن شہاب زہری نے سالم بن عبداللہ

١٧٩٧- [إسناده موضوع] * البختري بن عبيد ضعيف متروك (تقريب)، وقال البوصيري: "متفق على ضعفه"، قال الحاكم، وأبونعيم وغيرهما: "روى عن أبيه عن أبي هريرة موضوعات"، وجرحه ابن حبان وغيره.

١٧٩٨- [حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٨٨، ٨٩ من حديث ابن مهدي به * سليمان بن كثير لا بأس به في غير الزهري (تقريب)، وتابعه سفيان بن الحسين عند أبي داود، ح: ١٥٦٨ وغيره، وحسنه الترمذي، ح: ٦٢١، وعلقه البخاري في صحيحه، وله شواهد.

خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: أَقْرَأَنِي سَالِمٌ كِتَاباً كَتَبَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الصَّدَقَاتِ قَبْلَ أَنْ يَتَوَفَّاهُ اللهُ. فَوَجَدْتُ فِيهِ: «فِي خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاةٌ. وَفِي عَشْرٍ شَاتَانِ. وَفِي خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثُ شِيَاهٍ. وَفِي عِشْرِينَ أَرْبَعُ شِيَاهٍ. وَفِي خَمْسٍ وَعِشْرِينَ بِنْتُ مَخَاضٍ، إِلٰى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ. فَإِنْ لَمْ تُوجَدْ بِنْتُ مَخَاضٍ، فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلٰى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، وَاحِدَةً، فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ، إِلٰى خَمْسَةٍ وَأَرْبَعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلٰى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، وَاحِدَةً، فَفِيهَا حِقَّةٌ إِلٰى سِتِّينَ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلٰى سِتِّينَ، وَاحِدَةً، فَفِيهَا جَذَعَةٌ، إِلٰى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلٰى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ وَاحِدَةً، فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلٰى تِسْعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلٰى تِسْعِينَ، وَاحِدَةً، فَفِيهَا حِقَّتَانِ، إِلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ. فَإِذَا كَثُرَتْ، فَفِي كُلِّ خَمْسِينَ، حِقَّةٌ. وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ، بِنْتُ لَبُونٍ».

اور ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے واسطے سے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: مجھے حضرت سالم رحمہ اللہ نے وہ تحریر پڑھوائی جو رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ کے بارے میں وفات سے پہلے لکھوائی تھی۔ میں نے اس میں یہ باتیں (لکھی ہوئی) پائیں: ''پانچ اونٹوں پر ایک بکری (زکاۃ) ہے دس اونٹوں پر دو بکریاں پندرہ اونٹوں پر تین بکریاں بیس اونٹوں پر چار بکریاں ہیں پچیس سے پینتیس پر ایک سال کی ایک اونٹنی ہے۔ اگر ایک سالہ اونٹنی نہ ملے تو دو سالہ مذکر اونٹ ہے۔ اگر پینتیس سے ایک اونٹ بھی زیادہ ہو تو ان پر دو سالہ اونٹنی ہے۔ پینتالیس تک (یہی زکاۃ ہے۔) اگر پینتالیس سے ایک زیادہ ہو تو (چھیالیس سے) ساٹھ تک تین سالہ اونٹنی ہے۔ اگر (گلے کی تعداد) ساٹھ سے ایک زیادہ ہو تو پچھتر تک چار سالہ اونٹنی ہے۔ اگر پچھتر سے ایک بھی زائد ہو تو نوے تک ان میں دو سالہ دو اونٹنیاں زکاۃ ہے۔ اگر نوے سے ایک بھی زیادہ ہو تو ایک سو بیس تک تین تین سال کی دو اونٹنیاں ہیں۔ اگر (اونٹ) اس سے زیادہ ہوں تو ہر پچاس میں تین سالہ اونٹنی اور ہر چالیس میں دو سالہ اونٹنی ہے۔''

١٧٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلِ بْنِ

۱۷۹۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

١٧٩٩ـ [حسن] أخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث عمرو بن يحيى عن أبيه عن أبي سعيد به مختصرًا جدًا، الفقرة الأولى، وللباقية شواهد كثيرة.

خُوَيْلِدٍ النَّيْسَابُورِيُّ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِاللهِ السُّلَمِيُّ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ . وَلاَ فِي الْأَرْبَعِ شَيْءٌ ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْساً فَفِيهَا شَاةٌ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعاً . فَإِذَا بَلَغَتْ عَشْراً ، فَفِيهَا شَاتَانِ ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ . فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ عَشْرَةَ ، فَفِيهَا ثَلاَثُ شِيَاهٍ ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعَ عَشْرَةَ . فَإِذَا بَلَغَتْ عِشْرِينَ ، فَفِيهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ أَرْبَعاً وَعِشْرِينَ . فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْساً وَعِشْرِينَ ، فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ ، إِلَى خَمْسٍ وَثَلاَثِينَ . فَإِذَا لَمْ تَكُنْ بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ . فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً ، فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ خَمْساً وَأَرْبَعِينَ . فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً ، فَفِيهَا حِقَّةٌ ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ سِتِّينَ . فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً ، فَفِيهَا جَذَعَةٌ . إِلَى أَنْ تَبْلُغَ خَمْساً وَسَبْعِينَ . فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً ، فَفِيهَا بِنْتَا لَبُونٍ ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعِينَ . فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً ، فَفِيهَا حِقَّتَانِ ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ عِشْرِينَ وَمِائَةً . ثُمَّ فِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ . وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ» .

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سے کم اونٹوں پر زکاۃ فرض نہیں۔ چار اونٹوں پر بھی کچھ (زکاۃ) نہیں۔ اگر ان کی تعداد پانچ تک پہنچ جائے تو نو عدد تک ایک بکری (زکاۃ) ہے۔ اگر وہ دس ہو جائیں تو ان میں چودہ کی تعداد تک دو بکریاں ہیں۔ اگر وہ پندرہ ہو جائیں تو انیس کی تعداد تک تین بکریاں (زکاۃ) ہیں۔ اگر بیس ہو جائیں تو چوبیس ہونے تک چار بکریاں ہیں۔ اگر وہ پچیس کی تعداد کو پہنچ جائیں تو (پچیس سے) پینتیس تک ایک سال کی ایک اونٹنی ہے۔ اگر ایک سال کی اونٹنی (ریوڑ میں موجود) نہ ہو تو دو سال کا مذکر اونٹ (ادا کر دے۔) اگر (پینتیس سے) ایک اونٹ زیادہ ہو تو ان میں پینتالیس کی تعداد ہونے تک دو سالہ ایک اونٹنی ہے۔ اگر (پینتالیس سے) ایک اونٹ زیادہ ہو تو ان میں تین سالہ اونٹنی (زکاۃ) ہے' ساٹھ تک (یہی حکم ہے۔) اگر (ساٹھ سے) ایک اونٹ زیادہ ہو تو پچھتر تک چار سالہ اونٹنی ہے۔ اگر ایک اونٹ زیادہ ہو تو نوے کی تعداد تک دو دو سال کی دو اونٹنیاں (واجب) ہیں۔ ایک سو بیس تک (یہی زکاۃ ہے۔) اس کے بعد ہر پچاس میں تین سالہ اونٹنی اور ہر چالیس میں دو سالہ اونٹنی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹ ایک قیمتی جانور ہے' اور پانچ اونٹ دولت کی اتنی مقدار ہے کہ اس پر زکاۃ واجب

ہونا حکمت کا تقاضا ہے۔ لیکن پانچ اونٹوں میں سے ایک اونٹ وصول کرنے میں مالک پر بے جا سختی ہے' اس لیے شریعت میں ان دونوں پہلوؤں کا لحاظ رکھتے ہوئے اونٹوں کی کم تعداد پر زکاۃ میں بکریاں لینے کا قانون ہے۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے مال میں سے زکاۃ کے طور پر وہی مال وصول کیا جاتا ہے جس کی زکاۃ دی جارہی ہے۔ ② اونٹ کی عمر کے لحاظ سے اس کی قیمت میں کافی فرق پڑ جاتا ہے' اس لیے اونٹوں کی زکاۃ میں وصول کیے جانے والے جانور کی عمر بھی متعین کر دی گئی ہے۔ یہ بھی اسلامی شریعت میں عدل واعتدال کا ایک مظہر ہے۔ ③ زکاۃ میں وصول کیے جانے والے اونٹوں کی عمر ظاہر کرنے کے لیے حدیث میں مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں: (الف) مخاض: اس سے مراد ایک سال کی اونٹنی ہے۔ جب اونٹنی کا بچہ ایک سال کا ہو جائے تو عموماً وہ دوبارہ حاملہ ہو جاتی ہے' اس لیے ایک سال کی اونٹنی کو ''بنت مخاض'' یعنی حاملہ کی بچی کہتے ہیں۔ (ب) ''لبون'' دودھ دینے والے مادہ جانور کو کہتے ہیں۔ جب اونٹ کا بچہ دو سال کا ہو جائے تو اس کی ماں عموماً دوبارہ بچہ دے چکی ہوتی ہے جو دودھ پی رہا ہوتا ہے' اس لیے دو سال کی اونٹنی کو بنت لبون' یعنی ''دودھ دینے والی اونٹنی کی بچی'' کہتے ہیں۔ اس عمر کے نر کو ابن لبون' یعنی ''دودھ دینے والی اونٹنی کا بچہ'' کہتے ہیں۔ یہ قدر و قیمت میں بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ (ج) حقے کا مطلب ہے کہ یہ اونٹنی اس قابل ہو چکی ہے کہ اس پر بوجھ لادا جائے اور اونٹ اس سے جفتی کرے' اس لیے اسے حقہ' یعنی ''بوجھ اٹھانے کی حق دار'' کہا جاتا ہے۔ (د) جذعہ سے مراد چار سالہ اونٹنی ہے' اس عمر میں اس کے دانت گرنا شروع ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اسے چارہ کھانے میں مشکل پیش آتی ہے' اس لیے اسے جذعہ یعنی ''پریشان ہونے والی'' کہا جاتا ہے۔ ④ اونٹوں کی زکاۃ میں صرف مادہ جانور وصول کیے جاتے ہیں۔ صرف ابن لبون کو بنت مخاض کا متبادل قرار دیا گیا ہے۔ اس میں بھی اصل واجب بنت مخاض ہی ہے۔ اگر ریوڑ میں بنت مخاض موجود نہ ہو' تب ابن لبون لیا جاتا ہے۔ ⑤ ایک سو بیس سے زیادہ اونٹ ہونے کی صورت میں ان کے چالیس چالیس یا پچاس پچاس کے گروپ بنائے جائیں گے۔ اس کے مطابق دو سالہ یا تین سالہ اونٹنیاں وصول کی جائیں گی' مثلاً ایک سو تیس میں سے اسی پر دو بنت مخاض اور باقی پچاس پر ایک حقہ (130 = 40 + 40 + 50) اسی طرح ایک سو چالیس پر ایک بنت مخاض اور دو حقے (140 = 40 + 50 + 50) ایک سو پچاس پر تین حقے (50 + 50 + 50) ایک سو ساٹھ پر چار بنت لبون (40 + 40 + 40 + 40) اسی طرح ہر دس کے اضافے پر ایک بنت لبون کی جگہ حقہ آتا جائے گا حتی کہ دو سو پر چار حقے یا پانچ بنت لبون کی ادائیگی فرض ہوگی۔ (200 = 4 x 50 = 5 x 40)

(المعجم ١٠) - **بَابُ إِذَا أَخَذَ الْمُصَدِّقُ سِنًّا دُونَ سِنٍّ أَوْ فَوْقَ سِنٍّ** (التحفة ١٠)

باب: ۱۰- عامل کا واجب الادا عمر کے جانور سے کم یا زیادہ عمر کا جانور وصول کرنا

١٨٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ ثُمَامَةَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَتَبَ لَهُ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. هٰذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللهُ بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَإِنَّ مِنْ أَسْنَانِ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الْغَنَمِ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ، وَلَيْسَ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ، وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ. وَيَجْعَلُ مَكَانَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا. أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَماً. وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا بِنْتُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُونٍ، وَيُعْطِي مَعَهَا شَاتَيْنِ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَماً. وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَماً، أَوْ شَاتَيْنِ. وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ ابْنَةُ مَخَاضٍ وَيُعْطِي مَعَهَا عِشْرِينَ دِرْهَماً، أَوْ شَاتَيْنِ.

١٨٠٠- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے یہ تحریر لکھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ صدقے کا وہ فریضہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا۔ جانوروں کی زکاۃ میں اونٹوں کی عمروں کے بارے میں (یہ حکم ہے کہ) جس کے اونٹوں کی تعداد اس حد تک پہنچ جائے کہ اس پر جذعہ (چار سالہ) کی ادائیگی فرض ہو لیکن اس کے پاس (ریوڑ میں) جذعہ موجود نہ ہو البتہ حقہ (تین سالہ) موجود ہو تو اس سے حقہ ہی لے لیا جائے۔ اس کے ساتھ اگر اس کے پاس بکریاں ہوں تو دو بکریاں دے دے یا بیس درہم دے دے۔ جس کے پاس اونٹوں کی تعداد حقہ وصول کرنے کی حد کو پہنچی ہو اور اس کے پاس حقہ (تین سالہ) نہ ہو بلکہ اس کے پاس صرف بنت لبون (دو سالہ) موجود ہو تو اس سے بنت لبون ہی قبول کر لی جائے اور اس کے ساتھ اس سے دو بکریاں یا بیس درہم لے لیے جائیں۔ جس کی زکاۃ بنت لبون (دو سالہ) کی حد کو پہنچی ہو اور وہ اس کے پاس موجود نہ ہو بلکہ اس کے پاس حقہ (تین سالہ) موجود ہو تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے اور زکاۃ جمع کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں دے دے۔ اور جس کی زکاۃ بنت لبون (دو سالہ) کی حد کو پہنچی ہو اور وہ اس کے پاس موجود نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت مخاض (ایک سالہ) ہو تو اس سے بنت مخاض قبول کر لی جائے اور وہ اس کے ساتھ بیس

١٨٠٠_أخرجه البخاري، الزكاة، باب زكاة الغنم، ح: ١٤٥٤ وغيره عن محمد بن عبدالله بن المثنى به.

وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُونٍ، وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَماً، أَوْ شَاتَيْنِ. فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ ابْنَةُ مَخَاضٍ عَلَى وَجْهِهَا، وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ، وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ.

درہم یا دو بکریاں ادا کرے۔ جس کی زکاۃ بنت مخاض (ایک سالہ مؤنث) کی حد کو پہنچتی ہو' اور وہ اس کے پاس نہ ہو' البتہ اس کے پاس بنت لبون (دو سالہ مؤنث) موجود ہو تو اس سے بنت لبون وصول کر لی جائے اور زکاۃ جمع کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں ادا کرے۔ جس کے پاس صحیح ادائیگی کے لیے بنت مخاض (ایک سالہ مؤنث) نہ ہو لیکن مذکر ابن لبون (دو سالہ مذکر) موجود ہو تو اس سے وہی وصول کر لیا جائے گا اور اس کے ساتھ کچھ بھی (لینا دینا) نہیں ہو گا۔"

فوائد و مسائل: ① اونٹوں کی زکاۃ میں جن عمروں کی اونٹنیاں وصول کی جاتی ہیں' وہ یہ ہیں: (ا) بنت مخاض' یعنی ایک سالہ اونٹنی۔ (ب) بنت لبون' یعنی دو سالہ اونٹنی۔ (ج) حقہ' یعنی تین سالہ اونٹنی (د) جذعہ' یعنی چار سالہ اونٹنی۔ ② زکاۃ میں صرف اونٹنیاں' یعنی مؤنث ہی قبول کی جاتی ہیں۔ صرف ابن لبون (دو سالہ مذکر) بنت مخاض (ایک سالہ مؤنث) کے متبادل کے طور پر وصول کیا جا سکتا ہے۔ ③ اگر ریوڑ میں مطلوبہ عمر کی مؤنث موجود نہ ہو تو اس سے بڑی یا چھوٹی عمر کی مؤنث بھی وصول کی جا سکتی ہے۔ عمر کے ایک سال کے فرق کے متبادل دو بکریاں قرار دی گئی ہیں' لہٰذا زکاۃ میں اگر مطلوبہ عمر سے کم عمر کی اونٹنی وصول کی گئی ہے تو ساتھ دو بکریاں یا ان کی قیمت مزید وصول کی جائے گی تاکہ مطلوبہ زکاۃ اور وصول شدہ کے فرق کا ازالہ ہو جائے۔ اسی طرح اگر مطلوبہ عمر سے زیادہ عمر کی اونٹنی وصول کی گئی ہے تو یہ فرق دو بکریاں یا ان کی قیمت کی صورت میں واپس کیا جائے گا تاکہ واجب مقدار سے زیادہ زکاۃ وصول نہ کی جائے۔ ④ ابن لبون کو چونکہ بنت مخاض کے برابر قرار دیا گیا ہے' لہٰذا ایک سالہ مؤنث کی جگہ دو سالہ مذکر اونٹ کی ادائیگی کی صورت میں حساب برابر ہو جائے گا' نہ زکاۃ دینے والے سے مزید کسی چیز کا مطالبہ کیا جائے گا اور نہ زکاۃ وصول کرنے والا کوئی چیز واپس کرنے کا ذمہ دار ہو گا۔ ⑤ دو بکریوں کی قیمت بیس درہم مقرر کی گئی ہے' یہ اس دور کے مطابق ان کی اوسط قیمت تھی۔ موجودہ دور میں ماحول کے مطابق بازار میں بکریوں کی جو اوسط قیمت ہو' اس کے مطابق ادا اور وصول کرنی چاہیے۔ ⑥ اونٹوں' گایوں اور بکریوں میں سے ہر ایک ریوڑ کی کل تعداد شمار کرتے ہوئے بچے' بڑے' مذکر' مؤنث تمام جانور شمار کیے جائیں گے لیکن زکاۃ ادا کرتے وقت صرف مقررہ عمر کے جانور ہی دیے جائیں گے۔

(المعجم ١١) - بَابُ مَا يَأْخُذُ الْمُصَدِّقُ مِنَ الْإِبِلِ (التحفة ١١)

باب: ١١- عامل کس قسم کے اونٹ وصول کرے؟

۱۸۰۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عُثْمَانَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ، عَنْ سُوَيْدِ ابْنِ غَفَلَةَ قَالَ: جَاءَنَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ وَقَرَأْتُ فِي عَهْدِهِ: لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ. وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ. فَأَتَاهُ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ عَظِيمَةٍ مُلَمْلَمَةٍ فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَهَا. فَأَتَاهُ بِأُخْرَى دُونَهَا فَأَخَذَهَا، وَقَالَ: أَيُّ أَرْضٍ تُقِلُّنِي، وَأَيُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِي، إِذَا أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَدْ أَخَذْتُ خِيَارَ إِبِلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ.

۱۸۰۱- حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ہمارے پاس نبی ﷺ کا عامل (زکاۃ وصول کرنے والا) آیا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے حکم نامے میں پڑھا: صدقے کے ڈر سے الگ الگ ریوڑوں کو جمع نہ کیا جائے اور نہ اکٹھے ریوڑ کو الگ الگ کیا جائے۔ ایک آدمی ایک موٹی تازی بڑی سی اونٹنی لے کر حاضر ہوا' انھوں نے اسے لینے سے انکار کر دیا تو وہ اس سے کم درجے کی ایک اور اونٹنی لے آیا' انھوں نے وہ لے لی اور فرمایا: مجھے کون سی زمین سہارا دے گی؟ اور کون سا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا اگر میں کسی مسلمان کے بہترین اونٹ وصول کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا؟

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے صحیح اور بعض نے حسن قرار دیا ہے اور اس کے متابعات اور شواہد ذکر کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند الإمام أحمد:۳۱/۱۳۲' ۱۳۳' وصحيح أبي داود (مفصل) رقم:۱۴۰۹' وسنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث:۱۸۰۱) ② حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اسلام قبول کر چکے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی زیارت نہیں کر سکے۔ مدینہ منورہ اس وقت پہنچے جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے' اس لیے ان کا شمار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں نہیں ہوتا' البتہ کبار تابعین میں شامل ہیں جنھیں بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ③ عامل ہمارے پاس آیا' یعنی ہمارے قبیلے کی زکاۃ وصول کرنے کے لیے آیا۔ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ جعفی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ④ حکم نامے سے مراد وہ تحریر تھی جو رسول اللہ ﷺ نے لکھوا کر عامل کو دی تھی تا کہ اس کے مطابق زکاۃ وصول کریں۔ حضرت سوید رضی اللہ عنہ نے اس صحابی سے ملاقات کی اور نبی ﷺ کی تحریری ہدایات خود پڑھیں۔ ⑤ زکاۃ میں درمیانہ درجے کا مال وصول کرنا چاہیے' نہ بہترین جانور لیا جائے جس سے مالک کو نقصان

۱۸۰۱_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ۱۵۸۰ من حديث شريك به، انظر، ح:۱۴۹ لعلته، ولم أجد تصريح سماع شريك فيه.

ہو اور نہ بالکل نکما جانور لیا جائے جس سے کسی غریب کو فائدہ ہی نہ ہو۔ ⑤ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی عہدے پر فائز ہوتے تھے تو عدل وانصاف کا انتہائی خیال رکھتے تھے۔ ⑥ الگ الگ ریوڑوں کو جمع کرنے اور اکٹھے ریوڑ کو الگ الگ کرنے کی وضاحت کے لیے اگلے باب میں حدیث:١٨٠٥ کا فائدہ نمبر:٨ ملاحظہ فرمائیں۔

١٨٠٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَرْجِعُ الْمُصَدِّقُ إِلَّا عَنْ رِضاً».

١٨٠٢- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زکاۃ وصول کرنے والا تمھارے پاس سے خوش ہو کر واپس جائے۔''

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے خندہ پیشانی سے ملو، اس کے فرائض کی ادائیگی میں اس سے تعاون کرو اور خوشی کے ساتھ زکاۃ ادا کرو۔ اگر تمھاری نظر میں وہ تم سے واجب سے زیادہ طلب کر رہا ہو تو بھی ادا کرو۔ اگر اس کی غلطی ہوگی تو اس کا بوجھ اس کے سر ہوگا، تمھیں ثواب ہی ملے گا۔

(المعجم ١٢) - بَابُ صَدَقَةِ الْبَقَرِ (التحفة ١٢)

باب:١٢- گائے (بیلوں) کی زکاۃ

١٨٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ. وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنَ الْبَقَرِ، مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةً. وَمِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعاً أَوْ تَبِيعَةً.

١٨٠٣- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں گایوں میں ہر چالیس میں سے ایک دو دانت والی (گائے یا بیل) اور ہر تیس میں سے ایک سال کا ایک بچھڑا یا بچھڑی وصول کروں۔

١٨٠٢- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/٣٢٧، ح: ٢٣٦٧ من حديث إسرائيل به * جابر تقدم، ح: ٣٥٦، وتابعه مجالد عند الطبراني، ح: ٢٣٦٢، وتابعهما داود بن أبي هند وغيره نحو المعنى، انظر صحيح مسلم، ح: ٩٨٩ وغيره.

١٨٠٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٧٨ من حديث الأعمش به، وحسنه الترمذي، ح: ٦٢٣، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

١٨٠٤- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «فِي ثَلَاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ، تَبِيعٌ أَوْ تَبِيعَةٌ. وَفِي أَرْبَعِينَ، مُسِنَّةٌ».

۱۸۰۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر تیس گایوں میں ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی (زکاۃ) ہے اور چالیس پر دو دانت کا (دو سالہ جانور)۔''

فوائد و مسائل: ① اس باب کی مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین میں سے بعض نے حسن اور بعض نے صحیح قرار دیا ہے اور انھوں نے اس کے شواہد بھی بیان کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہیں۔ مذکورہ دونوں روایتوں کی اسنادی بحث اور ان میں مذکور مسئلہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۷/ ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۳۶/ ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، و إرواء الغليل: ۳/ ۲۶۸، ۲۷۱، رقم: ۷۹۵، و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد، حديث: ۱۸۰۳، ۱۸۰۴) تیس سے کم گائے بیلوں میں زکاۃ واجب نہیں۔ ② گائے دو سال کی مُسِنَّہ (دو دانت والی) ہوتی ہے۔ ③ گائے بیلوں کی زکاۃ کا حساب کرنے کے لیے دیکھنا چاہیے کہ ان کے تیس تیس یا چالیس چالیس کے کتنے گروہ بنتے ہیں' پھر اس کے مطابق ایک سال یا دو سال کے بچھڑے بچھڑیاں لے لی جائیں' یعنی تیس (۳۰) پر ایک سال کا ایک جانور اور چالیس (۴۰) پر دو سال کا ایک جانور واجب ہے۔ اس کے بعد ساٹھ (۶۰) پر ایک ایک سال کے دو جانور۔ ستر (۷۰) پر دو سال کا ایک اور ایک سال کا ایک۔ اسی (۸۰) پر دو سال کے دو۔ نوے (۹۰) پر ایک سال کے تین۔ سو (۱۰۰) پر دو سال کا ایک اور ایک ایک سال کے دو بچھڑے بچھڑیاں بطور زکاۃ ادا اور وصول کیے جائیں گے۔ ④ بھینس عرب کا جانور نہیں' اس لیے حدیث میں اس کا ذکر نہیں آیا لیکن اپنے فوائد اور قدر و قیمت کے لحاظ سے اور شکل و شباہت کے لحاظ سے یہ گائے سے ملتا جلتا جانور ہے' اس لیے احتیاط کا تقاضا ہے کہ اسے بھی گائے کے حکم میں سمجھا جائے۔ امام ابن المنذر نے اس پر اجماع لکھا ہے کہ بھینسیں بھی گایوں کے حکم میں ہیں۔ دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۵/ ۳۷) اگر گائیں اور بھینسیں مل کر نصاب پورا ہوتا ہو تو زکاۃ ادا کر دی جائے۔ زکاۃ کے طور پر وہ جانور دیا جائے جس کی تعداد ریوڑ میں زیادہ ہے' مثلاً: اگر بیس گائیں اور دس بھینسیں ہیں تو زکاۃ کے طور پر ایک سالہ بچھڑی دی جائے اور اگر دس گائیں اور بیس بھینسیں ہیں تو ایک سالہ کٹڑا یا کٹڑی (بھینس کا نر یا مادہ بچہ) دے دی جائے۔

١٨٠٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب في زكاة البقر، ح: ٦٢٢ من حديث عبدالسلام به، وتكلم فيه، وانظر، ح: ١٦٠٦ و١٤٧٨ ✽ وخصيف ضعيف كما تقدم، ح: ١١٧٣، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

(المعجم ١٣) - بَابُ صَدَقَةِ الْغَنَمِ (التحفة ١٣)

باب:١٣- بھیڑ بکریوں کی زکاۃ

١٨٠٥- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: أَقْرَأَنِي سَالِمٌ كِتَاباً كَتَبَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الصَّدَقَاتِ قَبْلَ أَنْ يَتَوَفَّاهُ اللهُ. فَوَجَدْتُ فِيهِ: «فِي أَرْبَعِينَ شَاةً، شَاةٌ، إِلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ. فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً، فَفِيهَا شَاتَانِ، إِلٰى مِائَتَيْنِ. فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةً، فَفِيهَا ثَلاَثُ شِيَاهٍ، إِلٰى ثَلاَثِمِائَةٍ. فَإِذَا كَثُرَتْ، فَفِي كُلِّ مِائَةٍ، شَاةٌ». وَوَجَدْتُ فِيهِ: «لاَ يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلاَ يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ». وَوَجَدْتُ فِيهِ: «لاَ يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ تَيْسٌ وَلاَ هَرِمَةٌ وَلاَ ذَاتُ عَوَارٍ».

١٨٠٥- امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نے حضرت سالم اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: مجھے حضرت سالم رحمہ اللہ نے وہ دستاویز پڑھوائی جو رسول اللہ ﷺ نے فوت ہونے سے پہلے زکاۃ کے بارے میں تحریر فرمائی تھی۔ (امام زہری فرماتے ہیں) مجھے اس دستاویز میں یہ عبارت لکھی ہوئی ملی: ''چالیس سے ایک سو بیس بکریوں تک ایک بکری (زکاۃ) ہے۔ اگر ایک بھی زیادہ ہو جائے تو (ایک سو اکیس سے لے کر) دو سو تک دو بکریاں (واجب الادا) ہیں۔ اگر ان میں ایک بھی زیادہ ہو تو (دو سو ایک سے لے کر) تین سو تک تین بکریاں ہیں۔ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ہر سو پر ایک بکری ہے۔'' میں نے اس میں یہ (حکم) بھی پایا: ''الگ الگ (ریوڑوں) کو جمع نہ کیا جائے اور اکٹھے (ایک ریوڑ کو) الگ الگ نہ کیا جائے۔'' اور مجھے اس میں یہ (حکم) بھی (لکھا ہوا) ملا: ''زکاۃ میں سانڈ وصول کیا جائے نہ بوڑھا جانور اور نہ عیب دار جانور۔''

فوائد ومسائل: ① گائے یا اونٹنی ایک وقت میں ایک بچہ دیتی ہے لیکن بکریاں زیادہ بچے دیتی ہیں اس لیے بکریوں کے ریوڑ میں بچے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس چیز کے پیش نظر شریعت نے بکریوں میں زکاۃ کی شرح کم رکھی ہے۔ ② ریوڑ کی بکریوں اور بچوں کی کل تعداد اگر چالیس سے کم ہو تو اس مال پر کوئی زکاۃ فرض نہیں۔ ③ چالیس سے ایک سو بیس کی تعداد پر زکاۃ صرف ایک بکری ہے۔ ④ ایک سو اکیس سے دو سو تک کے ریوڑ پر زکاۃ میں دو بکریاں ادا کرنا واجب ہے۔ ⑤ دو سو ایک سے تین سو ننانوے تک زکاۃ کی مقدار تین بکریاں ہے۔ جب چار سو پوری ہوں گی تو چار بکریاں ادا اور وصول کی جائیں گی۔ ⑥ اس سے زیادہ تعداد میں جتنے پورے سو

١٨٠٥- [حسن] تقدم، ح: ١٧٩٨.

ہوں گے' اتنی ہی بکریاں زکاۃ ہوگی۔ پورے سیکڑوں سے زائد بکریوں پر زکاۃ نہیں۔ ⑦ الگ الگ ریوڑوں کو جمع کرنے کی صورت یہ ہے' مثلاً: دو آدمیوں کے پاس چالیس چالیس بکریاں تھیں جن میں سے ہر ریوڑ پر ایک ایک بکری زکاۃ ہے۔ انھیں کل دو بکریاں ادا کرنا تھیں۔ انھوں نے اپنی بکریاں ملا کر ایک ریوڑ بنا لیا۔ اس طرح اسی (۸۰) بکریوں پر ایک ہی بکری زکاۃ دے کر ایک بکری بچا لی۔ جب وصول کرنے والا چلا گیا تو دونوں پھر الگ الگ ہو گئے۔ ⑧ ایک ریوڑ کے دو ریوڑ بنا کر زکاۃ بچا لینے کی مثال یہ ہے کہ دو آدمیوں کے مشترکہ ریوڑ میں دو سو بیس بکریاں تھیں' لہٰذا ان پر تین بکریاں زکاۃ ہے' انھوں نے اس کے دو ریوڑ بنا لیے جن میں سے ہر ایک ریوڑ میں ایک سو دس بکریاں ہیں۔ اس طرح ہر ریوڑ پر ایک بکری زکاۃ واجب ہوئی اور مجموعی طور پر دو بکریاں زکاۃ دی گئیں اور ایک بکری بچا لی گئی' یا کسی ریوڑ میں ساٹھ بکریاں تھیں جن پر ایک بکری زکاۃ ہے۔ انھیں دو حصوں میں تقسیم کر کے تیس تیس کے دو ریوڑ بنا لیے گئے۔ جن پر کوئی زکاۃ نہیں۔ ⑨ ایک ریوڑ کے دو یا دو ریوڑوں کو ایک بنانے کا عمل زکاۃ وصول کرنے والے افسر (عامل) کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے تاکہ زیادہ زکاۃ وصول ہو' یہ بھی منع ہے۔ اس کی مثال سو بکریوں کو پچاس پچاس کے دو حصوں میں تقسیم کرنا ہے تاکہ ایک کے بجائے دو بکریاں وصول ہوں یا دو ایسے ریوڑوں کو ایک قرار دینا جن میں سے ہر ایک میں ایک سو پندرہ بکریاں تھیں تاکہ دو بکریوں کے بجائے تین بکریاں وصول کی جائیں۔ ⑩ سانڈ سے مراد وہ نر جانور ہے جو ریوڑ میں افزائش نسل کے لیے رکھا جاتا ہے۔ اس کی اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ وہ مالک کے لیے قیمتی ہے جب کہ بوڑھا اور عیب دار جانور جس مستحق کو دیا جائے گا' اس کی حق تلفی شمار ہوگی کیونکہ وہ اس سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔ یہ حکم اس لیے دیا گیا کہ نہ زکاۃ دینے والے کو نقصان ہو نہ زکاۃ لینے والے کو۔

١٨٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُؤْخَذُ صَدَقَاتُ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى مِيَاهِهِمْ».

۱۸۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں (کے جانوروں) کی زکاۃ پانی پلانے کی جگہ وصول کی جائے۔''

١٨٠٦ـ [حسن] * أسامة بن زيد بن أسلم ضعيف من قبل حفظه (تقريب)، ومحمد بن الفضل هو عارم السدوسي أبوالنعمان، وأخرج أحمد: ٢/ ١٨٤، ١٨٥ وغيره بإسناد صحيح عن عبدالله بن المبارك عن أسامة بن زيد (الليثي، انظر، ح: ١٠٧٢) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن عبدالله بن عمرو نحوه، وإسناده حسن، وأخرج ابن الجارود، ح: ٣٤٦ وغيره من حديث عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ: "تؤخذ صدقات أهل البادية على مياههم وأفنيتهم" وإسناده حسن، وحسنه الهيثمي.

فوائد ومسائل: ① گزشتہ دور میں ہر شخص اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لیے چشمے پر لے جاتا تھا' یا اپنے اپنے کنویں پر پانی پلایا جاتا تھا' خاص طور پر اونٹوں کے لیے خاص اہتمام کیا جاتا تھا اور ہر شخص اپنے اونٹوں کے لیے حوض تیار کرتا تھا جس کے قریب ہی اونٹوں کا باڑا ہوتا تھا۔ ② حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وصول کرنے والے کو چاہیے کہ جہاں جہاں لوگوں کے ریوڑ چرتے چگتے ہیں' وہاں وہاں جا کر زکاۃ وصول کی جائے۔ زکاۃ دینے والوں کو یہ حکم نہ دیا جائے کہ وہ اپنے مویشی لے کر عامل (زکاۃ وصول کرنے والے افسر) کے پاس آئیں اور وہاں زکاۃ ادا کریں۔ اس میں جانوروں کے مالکوں کے لیے مشقت ہے جبکہ عامل کے لیے ہر جگہ پہنچنا آسان ہے۔ ③ اسلامی شریعت میں عوام اور رعایا کی سہولت کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔

١٨٠٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الأَوْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالسَّلاَمِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «فِي أَرْبَعِينَ شَاةً، شَاةٌ، إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ. فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً، فَفِيهَا شَاتَانِ، إِلَى مِائَتَيْنِ. فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةً، فَفِيهَا ثَلاَثُ شِيَاهٍ، إِلَى ثَلاَثِمِائَةٍ. فَإِنْ زَادَتْ، فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ. لاَ يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، وَلاَ يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ. وَكُلُّ خَلِيطَيْنِ يَتَرَاجَعَانِ بِالسَّوِيَّةِ. وَلَيْسَ لِلْمُصَدِّقِ هَرِمَةٌ وَلاَ ذَاتُ عَوَارٍ وَلاَ تَيْسٌ، إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ».

١٨٠٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''چالیس بکریوں میں ایک بکری (زکاۃ) ہے' ایک سو بیس تک (یہی حکم ہے۔) اگر ایک زیادہ ہو جائے تو دو بکریاں ہیں' دو سو تک۔ اگر (دو سو سے) ایک بکری زیادہ ہو تو تین سو تک تین بکریاں ہیں۔ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک بکری (زکاۃ) ہے۔ زکاۃ کے ڈر سے اکٹھے (ریوڑ) کو الگ الگ نہ کیا جائے' اور الگ الگ (ریوڑوں) کو اکٹھا نہ کیا جائے۔ اور ریوڑ میں شریک دو افراد برابری کی بنیاد پر ایک دوسرے سے حساب کتاب کر لیں۔ اور زکاۃ وصول کرنے والے (عامل) کو بوڑھا یا عیب دار جانور نہ دیا جائے اور نہ سانڈ دیا جائے' الا یہ کہ زکاۃ دینے والا چاہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر دو شخص اپنی اپنی بکریاں ملا کر ایک ریوڑ بنا لیں تو انھیں خلیط کہا جاتا ہے۔ یہ اشتراک اس صورت میں معتبر ہے جب دونوں ریوڑوں کا چرواہا' باڑا' پانی کا انتظام اور افزائش نسل کے لیے سانڈ

١٨٠٧- [حسن] وحديث: ١٨٠٥ شاهد له * أبوهند أحد المجاهيل (تحفة الأشراف: ٦/ ٢٥٥)، ويزيد بن عبدالرحمٰن أبوخالد الدالاني صدوق، يخطىء كثيرًا، وكان يدلس (تقريب).

مشترک ہو۔ (موطأ إمام مالك' الزكاة' باب صدقة الخلطاء:۱/۲۶۳) ② اگر اشتراک اس قسم کا ہو کہ ہر فریق کی اپنی اپنی بکریاں ہیں تو اسے خلطہ (اختلاط) کہتے ہیں۔ اگر ہر بکری مشترک ہو' مثلاً دو آدمیوں نے پیسے ملا کر چند بکریاں خرید لیں تو یہ خلطہ نہیں شرکہ (اشتراک) ہے۔ ③ برابری کی بنیاد پر حساب کتاب کرنے کی مثال یہ ہے کہ چالیس چالیس بکریوں والے دو افراد نے اختلاط کر کے اپنا ایک ریوڑ بنا لیا۔ زکاۃ وصول کرنے والے نے جس شخص کی بکریوں میں سے زکاۃ کی بکری وصول کی' دوسرا آدمی اسے آدھی بکری کی قیمت ادا کرے گا۔ اگر بکریوں میں کمی بیشی ہو تو اسی نسبت سے حساب کر کے ایک دوسرے کو ادائیگی کر دیں گے۔ ④ مُصَّدِّق زکاۃ دینے والا اگر اپنی خوشی سے عمدہ جانور یا سانڈ دینا چاہے تو اس سے وصول کر لیا جائے لیکن زکاۃ وصول کرنے والا خود طلب نہ کرے۔ اگر اس لفظ کو مُصَدِّق (زکاۃ وصول کرنے والا) پڑھا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ اگر عامل کسی فائدے کے پیش نظر عیب دار یا بوڑھا جانور لینا پسند کرے تو زکاۃ ادا کرنے والا گناہ گار نہیں' مثلاً: ممکن ہے کہ ایک جانور لنگڑا ہو لیکن اس میں گوشت زیادہ ہو' یا وہ عمدہ نسل کا ہونے کی وجہ سے دوسرے جانوروں سے بہتر سمجھا جاتا ہو' اس طرح بیت المال کو یا جس مستحق کے حصے میں وہ آئے' اسے زیادہ فائدہ حاصل ہو جائے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي عُمَّالِ الصَّدَقَةِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- زکاۃ وصول کرنے والے ملازمین کے مسائل

١٨٠٨- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا».

۱۸۰۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زکاۃ کے معاملے میں زیادتی کرنے والا زکاۃ روک لینے والے کی طرح ہے۔''

فوائد ومسائل: ① زکاۃ کے معاملے میں زیادتی کرنے والے سے مراد زکاۃ وصول کرنے والا وہ اہل کار ہے جو شرعی طور پر مقررہ مقدار سے زیادہ زکاۃ طلب کرتا ہے' یا درمیانے درجے کے جانور وصول کرنے کے بجائے بہترین جانور طلب کرتا ہے۔ ② ایسا اہل کار اسی طرح گناہ گار ہے جس طرح وہ شخص گناہ گار ہے جس پر زکاۃ واجب ہو اور وہ ادائیگی سے انکار کر دے' یعنی یہ کبیرہ گناہ ہے۔ ③ اس شخص کو زکاۃ نہ دینے والے سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ اس کی زیادتی کی وجہ سے لوگوں میں زکاۃ نہ دینے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور وہ حیلے

١٨٠٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح:١٥٨٥ من حديث الليث به، واستغربه الترمذي، ح:٦٤٦، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٣٣٥.

بہانوں سے زکاۃ روک لیتے ہیں۔ ④ زکاۃ کے معاملے میں زیادتی کرنے والے سے مراد وہ شخص بھی ہوسکتا ہے جو زکاۃ یا صدقات غیر مستحق افراد کو دیتا ہے لیکن وہ شخص اس صورت میں خطا کار سمجھا جائے گا جب اسے معلوم ہو کہ جس شخص کو زکاۃ دی جارہی ہے وہ حقیقت میں اس کا مستحق نہیں۔

۱۸۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، وَيُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ ابْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ، حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ».

۱۸۰۹- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ فرمارہے تھے: ''حق کے ساتھ زکاۃ وصول کرنے والا اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والے کی طرح ہے حتی کہ گھر واپس آجائے۔''

فوائد ومسائل: ① حق کے ساتھ زکاۃ وصول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اتنی مقدار وصول کرے جتنی شرعاً کسی پر واجب ہے۔ نہ زیادہ طلب کرکے زکاۃ دینے والوں پر ظلم کرے اور نہ کم وصول کرکے مستحقین کی حق تلفی کا باعث بنے۔ ② اسلامی سلطنت میں ایمانداری سے سرکاری ملازمت کے فرائض انجام دینا' اسلام اور اسلامی سلطنت کی خدمت ہے۔ ③ مجاہد اسلامی سلطنت کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے تگ ودو کرتا ہے اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اسی طرح مالی معاملات کے فرائض انجام دینے والا بھی سلطنت کی معاشی سرحدوں کی حفاظت کرکے اسے مضبوط بناتا ہے جس کی وجہ سے دشمن حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا' اس لحاظ سے اس کے فرائض بھی کچھ کم اہم نہیں۔ ④ اپنے فرائض دیانت داری سے انجام دینا بڑے ثواب کا کام ہے۔

۱۸۱۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ

۱۸۱۰- حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۸۰۹ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخراج، باب في السعاية على الصدقة، ح:۲۹۳٦ من حديث ابن إسحاق به، وحسنه الترمذي، ح:٦٤٥، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

۱۸۱۰ـ [حسن] أخرجه أحمد:۳/ ٤۹۸، وأطراف المسند:۲/ ٦۸۲ من حديث ابن وهب به، ومن طريق أحمد أخرجه المزي في تهذيب الكمال:۱۵/ ۲۰۳ ٭ عبدالله بن عبدالرحمٰن لم يوثقه غير ابن حبان، موسى بن جبير روى عنه جماعة، ووثقه الذهبي وغيره، وقال ابن يونس: "قدم مصر وأقام بها"، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وللحديث شواهد.

الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ مُوسَى بْنَ جُبَيْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحُبَابِ الأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُنَيْسٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ تَذَاكَرَ هُوَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، يَوْماً، الصَّدَقَةَ. فَقَالَ عُمَرُ: أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ يَذْكُرُ غُلُولَ الصَّدَقَةِ: «أَنَّهُ مَنْ غَلَّ مِنْهَا بَعِيراً أَوْ شَاةً أُتِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ؟» قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُنَيْسٍ: بَلَى.

ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے زکاۃ کے مسئلہ پر ان کی بات چیت ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو زکاۃ میں خیانت کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرماتے نہیں سنا: ''جو کوئی اس میں سے ایک اونٹ یا ایک بکری کی خیانت کرے گا' قیامت کے دن اسے اپنے اوپر لادے ہوئے حاضر ہوگا؟'' حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں (سنی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① اجتماعی معاملات میں خیانت بہت بڑا جرم ہے۔ جن افراد کے ہاتھ میں مسجد' مدرسہ یا صوبے اور ملک کے مالی معاملات ہوں' انھیں اس ذمے داری کا احساس رکھنا چاہیے۔ ② زکاۃ کی خیانت سے مراد یہ بھی ممکن ہے کہ صاحب مال اپنا پورا مال ظاہر نہ کرے' اسی طرح واجب مقدار سے کم زکاۃ دے۔ اس طرح بچائی ہوئی ایک بکری یا ایک اونٹ بھی قیامت کے دن سخت عذاب کا باعث ہوگا۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ زکاۃ وصول کرنے والا پورا مال بیت المال میں جمع نہ کرائے' یا اسے جائز مصرف کے علاوہ اپنی کسی ضرورت کے لیے خرچ کرے تو اسے بھی اس جرم کی سخت سزا ملے گی۔

١٨١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ، عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ عَطَاءٍ، مَوْلَى عِمْرَانَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ الْحُصَيْنِ اسْتُعْمِلَ عَلَى الصَّدَقَةِ. فَلَمَّا رَجَعَ قِيلَ لَهُ: أَيْنَ الْمَالُ؟ قَالَ: وَلِلْمَالِ أَرْسَلْتَنِي؟ أَخَذْنَاهُ مِنْ حَيْثُ كُنَّا نَأْخُذُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَوَضَعْنَاهُ حَيْثُ كُنَّا

١٨١١- حضرت ابراہیم بن عطاء اپنے والد عطاء بن ابو میمونہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کو زکاۃ وصول کرنے پر مقرر کیا گیا۔ جب وہ (اپنے فرائض انجام دینے کے بعد) واپس (مدینہ) آئے تو انھیں کہا گیا: مال کہاں ہے؟ انھوں نے فرمایا: کیا آپ نے مجھے مال لانے کے لیے بھیجا تھا؟ ہم نے وہیں سے وصول کیا جہاں سے رسول اللہ ﷺ کے

١٨١١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في الزكاة هل تحمل من بلد إلى بلد، ح: ١٦٢٥ من حديث إبراهيم بن عطاء به.

نَضَعُهُ.

زمانے میں وصول کیا کرتے تھے اور وہیں دے دیا جہاں (نبی ﷺ کے زمانے میں) دیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عمران بن حصین ؓ مشہور صحابی ہیں جو غزوۂ خیبر کے سال اسلام لائے۔ حضرت عمر ؓ نے انھیں بصرہ بھیج دیا تھا تاکہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیں۔ ② حضرت عمران بن حصین ؓ کی یہ بات چیت حضرت عمر ؓ سے ہوئی وہ انہی کے حکم سے بصرہ گئے تھے۔ ③ زکاۃ کے زیادہ مستحق اس علاقے کے غریب لوگ ہیں جہاں سے زکاۃ وصول کی گئی۔ ④ صحابۂ کرام ؓ نبی اکرم ﷺ کی حدیث اور سنت پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ ⑤ حضرت عمران ؓ کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ خدمت رسول اللہ کی حیاتِ مبارکہ میں بھی انجام دی تھی۔ ⑥ حضرت عمران ؓ نے یہ خدمت زمانۂ نبوی سے زمانۂ فاروقی تک مسلسل انجام دی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صحیح طور پر فرائض انجام دے رہا ہو تو بلاوجہ اس کا تبادلہ نہیں کرنا چاہیے البتہ کوئی معقول وجہ موجود ہو تو تبادلہ کرنے میں حرج بھی نہیں۔

(المعجم ١٥) - بَابُ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ (التحفة ١٥)

باب: ١٥- گھوڑوں اور غلاموں کی زکاۃ

١٨١٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ».

١٨١٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے غلام میں اور اس کے گھوڑے میں صدقہ نہیں ہے۔''

فائدہ: یہ مسئلہ حدیث: ١٧٩٠ میں بھی گزر چکا ہے۔

١٨١٣- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،

١٨١٣- حضرت علی ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں گھوڑوں اور غلاموں کی زکاۃ

١٨١٢ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب ليس على المسلم في فرسه صدقة، ح: ١٤٦٣، ١٤٦٤، ومسلم، الزكاة، باب لا زكاة على المسلم في عبده وفرسه، ح: ٩٨٢ من حديث ابن دينار به.

١٨١٣ـ [حسن] أخرجه الحميدي (ديوبندية: ٥٤) عن سفيان به، وانظر، ح: ٩٥ لعلته، وله طريق آخر، فيه عنعنة أبي إسحاق، وتقدم، ح: ٤٦، وله طرق أخرى، والحديث السابق شاهد له.

عَنِ الحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَجَوَّزْتُ لَكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ».

معاف کر دی ہے۔“

فائدہ: معافی اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم ٥٣: ٣، ٤) ”پیغمبر اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے۔ وہ تو وحی ہے جو (ان پر) نازل کی جاتی ہے۔“ رسول اللہ ﷺ یہ حکم بحیثیت حاکم کے جاری فرماتے تھے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ مِنَ الْأَمْوَالِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- کن مالوں میں زکاۃ واجب ہے؟

١٨١٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ، وَقَالَ لَهُ: «خُذِ الْحَبَّ مِنَ الْحَبِّ. وَالشَّاةَ مِنَ الْغَنَمِ. وَالْبَعِيرَ مِنَ الْإِبِلِ. وَالْبَقَرَةَ مِنَ الْبَقَرِ».

۱۸۱۴- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں (گورنر بنا کر) یمن روانہ کیا اور ان سے فرمایا: ”غلے میں سے غلہ وصول کرنا‘ بکریوں سے بکری‘ اونٹوں میں سے اونٹ‘ اور گایوں میں سے گائے۔“

١٨١٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: إِنَّمَا سَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ الزَّكَاةَ فِي هٰذِهِ الْخَمْسَةِ: فِي الْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ، وَالزَّبِيبِ، وَالذُّرَةِ.

۱۸۱۵- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان پانچ چیزوں کی زکاۃ کا حکم جاری فرمایا ہے: گندم‘ جو‘ کھجور‘ منقی اور مکئی۔

١٨١٤ـ [إسناده ضعيف لانقطاعه] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب صدقة الزرع، ح: ١٥٩٩ من حديث ابن وهب به
* عطاء بن يسار لم يلق معاذًا رضي الله عنه كما قال الذهبي وغيره.

١٨١٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٦٦٤ لعلته، وضعفه البوصيري، وفيه علة أخرى.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم مسئلہ اسی طرح ہے کہ جو زرعی اجناس خشک کر کے ذخیرہ کی جا سکتی ہوں ان پر زکاۃ ہے' ان کا نصاب پانچ وسق' یعنی بیس من ہے۔ (سنن ابن ماجہ' حدیث: ١٧٩٤) ② گندم اور جو جب بھوسا سے الگ کر کے ماپے تولے جائیں' اگر بیس من ہو جائیں تو زکاۃ واجب ہوگی۔ ③ کھجور اور منقیٰ بھی خشک کر کے ذخیرہ کرنے کے قابل ہو جائے تو ماپنا تولنا چاہیے۔ ④ ان اشیاء میں زکاۃ کی مقدار اگلے باب میں مذکور ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ صَدَقَةِ الزُّرُوعِ وَالثِّمَارِ (التحفة ١٧)

باب:١٧- غلے اور پھلوں کی زکاۃ

١٨١٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسٰى، أَبُو مُوسَى الأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ بُسْرِ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ، الْعُشْرُ. وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ، نِصْفُ الْعُشْرِ».

١٨١٦- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کھیتیاں بارش اور چشموں سے سیراب ہوں' ان میں دسواں حصہ ہے اور جسے پانی کھینچ کر دیا جائے' اس میں بیسواں حصہ (زکاۃ) ہے۔''

فوائد و مسائل: ① بارانی زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار میں زکاۃ کی مقدار دسواں حصہ ہے۔ اگر بیس من غلہ حاصل ہو تو اس میں سے دو من زکاۃ ادا کی جائے۔ بیس من سے زیادہ ہو تو اسی شرح سے زکاۃ ادا کی جائے گی۔ قدرتی چشموں اور ندی نالوں وغیرہ سے سیراب ہونے والی زمین کی پیداوار کا بھی یہی حکم ہے۔ دریا کے قریب اگنے والی فصل کو بھی آب پاشی کی ضرورت نہیں ہوتی' اس کی جڑیں زمین سے اپنی ضرورت کا پانی لے لیتی ہیں۔ اس میں بھی دسواں حصہ زکاۃ ہے۔ ② کنویں اور ٹیوب ویل سے سیراب ہونے والی فصل میں زکاۃ کی مقدار بیسواں حصہ ہے۔ ہمارے ہاں نہری پانی کی بھی قیمت ادا کی جاتی ہے' جسے آبیانہ کہتے ہیں' اس لیے نہری زمین کی پیداوار میں بھی بیسواں حصہ زکاۃ ہے' یعنی بیس من پر ایک من زکاۃ ہوگی۔ ③ بیس من کی

١٨١٦_[حسن] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ما جاء في الصدقة فيما يسقى بالأنهار وغيره، ح: ٦٣٩ عن إسحاق ابن موسٰى به.

مقدار تقریباً ساڑھے سات سوکلو ہے۔ ④ زمین کی پیداوار کی زکاۃ (عشر) کی ادائیگی فصل کی کٹائی کے موقع پر ہوگی۔ اگر سال میں دو فصلیں ہوں گی تو عشر بھی دو مرتبہ ادا کرنا ضروری ہوگا کیونکہ اس میں سال گزرنے کی شرط نہیں ہے بلکہ فصل کا ہونا شرط ہے، وہ جب بھی ہو اور جو بھی ہو۔

١٨١٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْمِصْرِيُّ، أَبُو جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ، أَوْ كَانَ بَعْلاً، الْعُشْرُ. وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّوَانِي، نِصْفُ الْعُشْرِ».

١٨١٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جسے بارش، ندیوں اور چشموں سے پانی ملے، یا جو زمین کی نمی سے سیراب ہو، اس میں دسواں حصہ ہے، اور جسے جانوروں پر پانی لا کر سینچا جائے، اس میں بیسواں حصہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بَعْل نمی سے سیراب ہونے والا، یعنی جسے بارش اور آبپاشی کی ضرورت نہ ہو، جیسے دریا کے قریب کی زمین میں اگنے والی فصل ہوتی ہے۔ اسی طرح کھجور کے درختوں کی جڑیں بھی بہت گہرائی میں چلی جاتی ہیں تو بعض علاقوں میں ان کو آب پاشی کی ضرورت نہیں رہتی۔ ایسی پیداوار میں دسواں حصہ زکاۃ ہے۔ ② سَوَانِي کا واحد سَانِيَةٌ ہے، یعنی وہ اونٹنی جس پر لاد کر پانی لایا جائے۔ آج کل بعض مقامات پر ٹینکروں یا پائپ لائنوں کے ذریعے سے پانی پہنچایا جاتا ہے جس پر کافی خرچ آتا ہے، یہ بھی اسی حکم میں ہے۔

١٨١٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَفَّانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ. وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِمَّا

١٨١٨- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں بارش سے سیراب ہونے والی (زرعی پیداوار) سے اور نمی سے سیراب ہونے والی (پیداوار) سے دسواں حصہ وصول کروں اور جسے آلات کے ذریعے سے (کنویں وغیرہ سے) نکال کر پانی دیا جائے،

١٨١٧- أخرجه البخاري، الزكاة، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء والماء الجاري، ح: ١٤٨٣ من حديث ابن وهب به.

١٨١٨- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٨٥٥ لعلته، وأخرج النسائي (المجتبى: ٥/ ٤٢، ح: ٢٤٩٠، والكبرى، ح: ٢٢٦٩) من حديث أبي بكر عن عاصم عن أبي وائل عن معاذ به نحوه، وقال (كما في تحفة الأشراف: ٨/ ٤٠٠) "ليس هذا الإسناد بذاك القوي . . . الخ"، انظر الحديث السابق فهو يغني عنه.

سَقَتِ السَّمَاءُ، وَمَا سُقِيَ بَعْلاً، الْعُشْرَ. وَمَا سُقِيَ بِالدَّوَالِي، نِصْفَ الْعُشْرِ.

اس میں سے بیسواں حصہ وصول کروں۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ آدَمَ: الْبَعْلُ وَالْعَثَرِيُّ وَالْعَذْيُ هُوَ الَّذِي يُسْقَى بِمَاءِ السَّمَاءِ. وَالْعَثَرِيُّ مَا يُزْرَعُ بِالسَّحَابِ وَالْمَطَرِ خَاصَّةً. لَيْسَ يُصِيبُهُ إِلَّا مَاءُ الْمَطَرِ. وَالْبَعْلُ مَا كَانَ مِنَ الْكُرُومِ قَدْ ذَهَبَتْ عُرُوقُهُ فِي الأَرْضِ إِلَى الْمَاءِ. فَلاَ يَحْتَاجُ إِلَى السَّقْيِ. الْخَمْسَ سِنِينَ وَالسِّتَّ. يَحْتَمِلُ تَرْكَ السَّقْيِ. فَهٰذَا الْبَعْلُ. وَالسَّيْلُ مَاءُ الْوَادِي إِذَا سَالَ. وَالْغَيْلُ سَيْلٌ دُونَ سَيْلٍ.

امام یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ نے فرمایا: بعل' عثری' عذی' ان الفاظ کا مطلب ''بارش سے سیراب ہونے والی ہے۔'' خاص طور پر عثری اس فصل کو کہتے ہیں جو صرف بادل اور بارش سے سیراب ہوا سے بارش کے علاوہ کوئی پانی نہ ملے' اور بعل انگور کی ان بیلوں کو کہتے ہیں جن کی جڑیں سطح زمین کے نیچے پانی تک جا پہنچیں' انھیں پانی دینے کی ضرورت نہیں ہوتی' انھیں پانچ چھ سال تک بھی پانی نہ دیا جائے تو برداشت کر لیتی ہیں تو یہ چیز بعل کہلاتی ہے۔ سیل (سیلاب) وادی میں بہہ کر آنے والے پانی کو کہتے ہیں۔ اور غیل (ادنیٰ سیلاب) بھی سیلاب ہی ہوتا ہے لیکن وہ سیل سے کم ہوتا ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ خَرْصِ النَّخْلِ وَالْعِنَبِ (التحفة ١٨)

باب: ١٨- کھجور اور انگور کی پیداوار کا اندازہ کرنا

١٨١٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ، وَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ التَّمَّارُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ عَلَى النَّاسِ مَنْ يَخْرُصُ عَلَيْهِمْ كُرُومَهُمْ وَثِمَارَهُمْ.

١٨١٩- حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ لوگوں کے پاس آدمی بھیجتے تھے تو وہ ان کے انگوروں اور پھلوں (کی مقدار) کا اندازہ لگاتا تھا۔

١٨١٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في خرص العنب، ح: ١٦٠٤ من حديث ابن نافع به، وقال: "سعيد لم يسمع من عتاب شيئًا"، وحسنه الترمذي، ح: ٦٤٤، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وقال المنذري: "انقطاعه ظاهر . . . الخ".

۱۸۲۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، اِشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ أَنَّ لَهُ الأَرْضَ، وَكُلَّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ. يَعْنِي الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ. وَقَالَ لَهُ أَهْلُ خَيْبَرَ: نَحْنُ أَعْلَمُ بِالأَرْضِ. فَأَعْطِنَاهَا عَلَى أَنْ نَعْمَلَهَا وَيَكُونَ لَنَا نِصْفُ الثَّمَرَةِ وَلَكُمْ نِصْفُهَا. فَزَعَمَ أَنَّهُ أَعْطَاهُمْ عَلَى ذٰلِكَ. فَلَمَّا كَانَ حِينَ يُصْرَمُ النَّخْلُ، بَعَثَ إِلَيْهِمِ ابْنَ رَوَاحَةَ. فَحَزَرَ النَّخْلَ. وَهُوَ الَّذِي يَدْعُونَهُ، أَهْلُ الْمَدِينَةِ، الْخَرْصَ فَقَالَ: فِي ذَا، كَذَا وَكَذَا. فَقَالُوا: أَكْثَرْتَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ رَوَاحَةَ. فَقَالَ: فَأَنَا أَحْزُرُ النَّخْلَ وَأُعْطِيكُمْ نِصْفَ الَّذِي قُلْتُ. قَالَ، فَقَالُوا: هٰذَا الْحَقُّ. وَبِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ. فَقَالُوا: قَدْ رَضِينَا أَنْ نَأْخُذَ بِالَّذِي قُلْتَ.

۱۸۲۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے خیبر فتح کیا تو ان سے یہ طے کیا کہ زمین اور تمام سونا چاندی نبی ﷺ کا ہوگا۔ خیبر والوں نے کہا: ہم لوگ زمین (کی کاشت اور دیکھ بھال) سے زیادہ واقف ہیں تو یہ زمین ہمیں (کاشت کے لیے) اس شرط پر دے دیجیے کہ ہم اس میں (زراعت کا) کام کریں اور پھلوں کا نصف ہمارا ہو' نصف تمھارا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے انھیں اس شرط پر وہ زمین دے دی۔ جب کھجوروں کے پھل اتارنے کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کو ان کے پاس بھیجا۔ انھوں نے کھجوروں (کے پھل) کا اندازہ لگایا' مدینے والے اندازہ لگانے کو خرص کہتے تھے' اور فرمایا: اس باغ میں اتنا پھل ہے۔ انھوں نے کہا: ابن رواحہ! آپ نے (صحیح مقدار سے) زیادہ اندازہ لگایا ہے۔ انھوں نے فرمایا: تب میں کھجوروں کا اندازہ لگا کر جو مقدار متعین کرتا ہوں اس کا نصف تمھیں دے دوں گا۔ انھوں (یہودیوں) نے کہا: یہی حق ہے' اسی پر آسمان اور زمین قائم ہیں۔ اور کہا: ہم اتنا ہی لینے پر راضی ہیں جتنا آپ کہتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① جو زمین جنگ کر کے کافروں سے چھین لی جائے وہ اسلامی سلطنت کی ملکیت ہوتی ہے' اسے خراجی زمین کہتے ہیں۔ اس کی پیداوار خلیفۃ المسلمین کی صواب دید کے مطابق ملک وملت کے فائدے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ ② مزارعت' یعنی زمین کا مالک خود کاشت کرنے کے بجائے کسی کو کاشت کرنے کے لیے کہے اور پیداوار نصف نصف یا کم وبیش طے شدہ شرح سے باہم تقسیم کر لی جائے' جائز ہے۔ ③ کھجور اور انگور وغیرہ کے باغوں کے بارے میں بھی یہ معاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ ④ ذمیوں اور غیر مسلموں سے تجارتی

۱۸۲۰ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في المساقاة، ح: ۳٤۱۰ من حديث عمر بن أيوب به.

تعلقات قائم کیے جا سکتے ہیں' بشرطیکہ کوئی لین دین اسلامی قوانین کے خلاف نہ ہو۔ ⑤ جو پھل خشک ہونے سے پہلے تازہ استعمال کیا جاتا ہے' اس کے بارے میں اندازے سے مقدار کا تعین کیا جا سکتا ہے تاکہ خشک ہونے پر طے شدہ مقدار وصول کر لی جائے۔ ⑥ یہود نے غلط اندازے کا الزام اس لیے لگایا تھا کہ انھیں کچھ رشوت دے کر اندازہ کم کروا لیا جائے لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے دیانت داری کا رشتہ ترک کرنے سے انکار کر دیا۔ ⑦ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے قانون کے مطابق اندازہ لگا کر یہود کو اختیار دیا تھا کہ وہ پھل اتارنے کے وقت اس اندازے کا نصف' یعنی مسلمانوں کا حصہ ادا کر دیں اور باقی اپنی سہولت کے مطابق اب بھی اور بعد میں بھی استعمال کرتے رہیں۔ ان کے اعتراض پر فرمایا کہ چلو ہم یہ مقدار تمھیں ادا کر دیتے ہیں اور پھل ہم خود اتار لیں گے تاکہ تمھارے کہنے کے مطابق تمھیں جو نقصان ہوتا ہے وہ ہمیں ہو جائے' مثلاً: اگر کسی کے درختوں کی پیداوار کا اندازہ سو من لگایا گیا ہے تو اصول کے مطابق یہود کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کو پچاس من کھجوریں دے دیں لیکن اگر ان کا خیال ہے کہ پیداوار سو من نہیں اسی (٨٠) من ہے تو ہم خود سارا پھل اتار کر اس سے پچاس من انھیں دے دیں گے۔ اگر ان کا اعتراض سچ ہے تو اس پیشکش کو قبول کرنے کی صورت میں انھیں دس من کا فائدہ ہو جائے گا لیکن چونکہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کا اندازہ درست تھا' اس لیے یہودیوں نے یہ پیشکش قبول نہ کی اور ان سے صحیح اندازے کے مطابق حصہ وصول کیا گیا۔ ⑧ انصاف پر عمل کرنے میں اجتماعی فائدہ ہے جس کی وجہ سے انصاف پر کاربند رہنے والا بھی دنیا و آخرت میں فائدے میں رہتا ہے' جب کہ بے انصافی کی صورت میں مجرم بھی اس کے اثراتِ بد سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ⑨ زراعت سے تعلق رکھنے والے دیگر مسائل کتاب التجارات اور کتاب الرھون میں ذکر کیے جائیں گے۔ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

(المعجم ١٩) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُّخْرِجَ فِي الصَّدَقَةِ شَرَّ مَالِهِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- صدقہ میں نکما مال دینا منع ہے

١٨٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ أَبِي عَرِيبٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ أَقْنَاءً أَوْ

١٨٢١- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (گھر سے مسجد میں) تشریف لائے (تو دیکھا کہ) کسی آدمی نے (کھجور کے) خوشے یا ایک خوشہ (مسجد میں) لٹکا دیا تھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ اس خوشے کو کھٹ کھٹ چھڑی مارنے لگے۔ اور آپ فرما

١٨٢١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما لا يجوز من الثمرة في الصدقة، ح:١٦٠٨ من حديث يحيى بن سعيد به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

قِنْواً. وَبِيَدِهِ عَصاً. فَجَعَلَ يَطْعَنُ يُدَقْدِقُ فِي ذٰلِكَ الْقِنْوِ وَيَقُولُ: «لَوْ شَاءَ رَبُّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبَ مِنْهَا. إِنَّ رَبَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ الْحَشَفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

رہے تھے: ''اس صدقے والا چاہتا تو اس سے بہتر صدقہ دے سکتا تھا۔ اس صدقے کا مالک قیامت کے دن نکمی کھجوریں ہی کھائے گا۔''

فوائدومسائل: ① مسجد نبوی میں دوستونوں کے درمیان ایک رسی بندھی ہوئی تھی' لوگ کھجور کے خوشے اس سے لٹکا دیتے تھے تاکہ جسے ضرورت ہو' وہ حسب خواہش کھا لے جیسے کہ اگلی حدیث میں صراحت ہے۔ ② صدقے کا مال کسی مستحق کے ہاتھ میں دینا ضروری نہیں۔ اگر اس انداز سے کہیں رکھ دیا جائے جس سے معلوم ہو کہ اس کے استعمال کی ہر ایک کو اجازت ہے تو یہ بھی کافی ہے۔ ③ کھانے پینے کی چیز کو نیچے رکھنے کے بجائے اس انداز سے رکھنا بہتر ہے کہ مٹی اور گرد وغیرہ سے ممکن حد تک محفوظ رہے۔ ④ صدقے میں عمدہ مال دینا چاہیے تاکہ بہتر ثواب ملے۔ ⑤ ادنیٰ مال صدقے میں دیا جائے تو صدقہ تو ادا ہو جاتا ہے لیکن ثواب میں کمی آ جاتی ہے۔ ⑥ نبی ﷺ نے ان خوشوں کو چھڑی سے کھٹکھٹایا تاکہ سب لوگ متوجہ ہو جائیں اور توجہ سے بات سنیں۔ ⑦ جس شخص کے پاس عمدہ چیز نہ ہو' وہ ادنیٰ چیز بھی صدقہ کر سکتا ہے۔

١٨٢٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، فِي قَوْلِهِ سُبْحَانَهُ: ﴿وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا ٱلْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ [البقرة: ٢٦٧] قَالَ: نَزَلَتْ فِي الأَنْصَارِ. كَانَتِ الأَنْصَارُ تُخْرِجُ، إِذَا كَانَ جِدَادُ النَّخْلِ، مِنْ حِيطَانِهَا، أَقْنَاءَ الْبُسْرِ. فَيُعَلِّقُونَهُ عَلَى حَبْلٍ بَيْنَ أُسْطُوَانَتَيْنِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ

١٨٢٢- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا ٱلْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ (البقرة ٢: ٢٦٧) ''اور جو چیزیں ہم نے تمھارے لیے زمین سے نکالی ہیں' ان میں سے (اللہ کی راہ میں خرچ کرو) اور نکمی چیزیں خرچ کرنے کا قصد نہ کرو۔'' انھوں نے فرمایا: ''یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ انصار کی عادت تھی کہ جب کھجور کے درختوں کا پھل اتارا جاتا تو وہ اپنے باغوں سے کھجوروں کے چند خوشے (صدقے کے طور پر) نکالتے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں دو

١٨٢٢_ [إسناده حسن] أخرجه الإمام ابن جرير الطبري السُّني في تفسيره: ٣/ ٨٢، ح: ٦١٣٨، وتفسير ابن كثير: ١/ ٣٠٣ من حديث عمرو بن محمد به، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٨٥، والذهبي، والبوصيري.

ﷺ. فَيَأْكُلُ مِنْهُ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ. فَيَعْمِدُ أَحَدُهُمْ فَيُدْخِلُ قِنْواً فِيهِ الْحَشَفُ. يَظُنُّ أَنَّهُ جَائِزٌ فِي كَثْرَةِ مَا يُوضَعُ مِنَ الأَقْنَاءِ. فَنَزَلَ فِيمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ يَقُولُ: لاَ تَعْمِدُوا لِلْحَشَفِ مِنْهُ تُنْفِقُونَ ﴿وَلَسْتُم بِـَٔاخِذِيهِ إِلَّآ أَن تُغْمِضُوا فِيهِ﴾ يَقُولُ: لَوْ أُهْدِيَ لَكُمْ مَا قَبِلْتُمُوهُ إِلَّا عَلَى اسْتِحْيَاءٍ مِنْ صَاحِبِهِ، غَيْظاً أَنَّهُ بَعَثَ إِلَيْكُمْ مَا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ فِيهِ حَاجَةٌ. وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنْ صَدَقَاتِكُمْ.

ستونوں کے درمیان ایک رسی پر لٹکا دیتے۔ نادار مہاجر ان میں سے (حسب ضرورت) کھا لیتے۔ (بعض اوقات) کوئی آدمی ان میں نکمی کھجوروں کا خوشہ بھی شامل کر دیتا اور یہ خیال کرتا کہ اتنے بہت سے رکھے جانے والے خوشوں میں اس کا یہ خوشہ دینے سے بھی گزارہ ہو جائے گا۔ جن افراد نے ایسا کیا تھا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ ”نکمی چیز کا قصد نہ کرو کہ اس میں سے تم خرچ کرتے ہو۔“ یعنی نکمی کھجوریں دینے کا قصد نہ کرو۔ ﴿وَلَسْتُم بِاٰخِذِيهِ إِلَّآ أَن تُغْمِضُوا فِيهِ﴾ ”اور تم خود انھیں نہیں لیتے سوائے اس کے کہ چشم پوشی کر لو۔“ یعنی اگر وہ کھجوریں تمھیں تحفے کے طور پر دی جائیں تو تم انھیں قبول نہیں کرو گے سوائے اس کے کہ دینے والے کی شرم سے قبول کر لو۔ تمھیں یہ ناراضی محسوس ہوگی کہ اس نے تمھیں (تحفہ میں) وہ چیز بھیجی ہے جو تمھارے کام کی نہیں۔ (اس لیے) تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے صدقات سے بے نیاز ہے۔

فوائد ومسائل: ① جب باغ سے پھل اترے تو اس میں سے کچھ نہ کچھ غریبوں کو بھی دینا چاہیے۔ ② صدقے کے طور پر حتی الامکان اچھی چیز دینی چاہیے۔ ③ اللہ تعالیٰ نیتوں سے باخبر ہے‘ اس لیے نیکی کو بہتر انداز سے انجام دینا چاہیے۔ ④ صدقات وخیرات کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں یہ تو اس کا احسان ہے کہ ہم اپنے دوستوں اور اقارب کو دیتے ہیں اور اللہ اسے اپنے لیے شمار کر کے اس پر بہت زیادہ ثواب دے دیتا ہے۔ ⑤ ثواب حاصل کرنا بندے کی ضرورت ہے‘ لہٰذا اللہ کو راضی کرنے کے لیے خلوص سے اچھا عمل کرنا چاہیے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ زَكَاةِ الْعَسَلِ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- شہد کی زکاۃ

١٨٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ أَبِي سَيَّارَةَ الْمُتَعِيِّ. قَالَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي نَحْلاً. قَالَ: «أَدِّ الْعُشْرَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ احْمِهَا لِي. فَحَمَاهَا لِي.

١٨٢٣- حضرت ابو سیارہ مُتَعِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے پاس شہد کی مکھیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دسواں حصہ (زکاۃ) ادا کرو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انھیں میرے لیے خاص کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے وہ میرے لیے خاص کر دیں۔

فوائد ومسائل: ① صحابی کے پاس شہد کی مکھیاں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے بعض درختوں پر مکھیاں شہد کا چھتہ لگایا کرتی ہیں۔ ② خاص کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان چھتوں کو ان کی ملکیت قرار دے دیا تاکہ کوئی شخص ان کی اجازت کے بغیر ان درختوں کے چھتوں سے شہد نہ نکالے۔ ③ جو درخت کسی کی ملکیت نہ ہوں' ان پر لگے ہوئے چھتے سے جو شخص چاہے شہد نکال سکتا ہے۔ ④ شہد کی زکاۃ دسواں حصہ ہے۔ اگر دس مشکیزے شہد ہو تو ایک مشکیزہ زکاۃ ادا کرے۔

١٨٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعُشْرَ.

١٨٢٤- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شہد کا عشر وصول کیا۔

(المعجم ٢١) - بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ (التحفة ٢١)

باب: ٢١- صدقۂ فطر کا بیان

١٨٢٣- [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ١٤١، والطيالسي، والطبراني في الكبير: ٢٢/ ٣٥١، ٣٥٢ وغيرهم من حديث سعيد به، وسنده ضعيف، وقال البيهقي: ٤/ ١٢٦: "هو منقطع"، ونقل الترمذي عن البخاري قال: "مرسل"، وقال أبوحاتم: "لم يلق سليمان بن موسٰى أبا سيارة والحديث مرسل"، والحديث الآتي: (١٨٢٤) شاهد له.

١٨٢٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب زكاة العسل، ح: ١٦٠٢ من حديث أسامة به، وصححه ابن خزيمة * نعيم بن حماد صدوق حسن الحديث، وأخطأ من ضعفه.

١٨٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ. صَاعاً مِنْ تَمْرٍ. أَوْ صَاعاً مِنْ شَعِيرٍ.

١٨٢٥- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر کے طور پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو دینے کا حکم دیا۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ.

حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا: پھر لوگوں نے دو مد گندم کو اس کے برابر قرار دے لیا۔

فوائد ومسائل: ① صاع ایک پیمانہ ہے جیسے ہمارے ہاں ٹوپہ ہوتا ہے۔ جو چیز عام خوراک کے طور پر استعمال ہوتی ہو‘ اسے اس پیمانے سے ماپ کر صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیے۔ ② اس پیمانے کا اندازہ $5\frac{1}{3}$ رطل‘ یعنی تقریباً ڈھائی کلو ہے اور بعض کے نزدیک 2100 گرام ہے۔ ③ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے اس اجتہاد سے اتفاق نہیں کیا کہ گندم کا نصف صاع کھجوروں کے ایک صاع کے برابر ہے۔ ④ گندم کا آدھا صاع کافی ہونے کا قول حضرت معاویہ ؓ کا ہے جیسے کہ حدیث ١٨٢٩ میں آ رہا ہے۔

١٨٢٦- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعاً مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعاً مِنْ تَمْرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ، أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

١٨٢٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ہر آزاد‘ غلام‘ مرد اور عورت پر (فی کس) ایک صاع جو یا ایک صاع کھجوریں صدقۂ فطر مقرر فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① مدینہ منورہ میں لوگوں کی عام خوراک جو اور کھجور تھی‘ اس لیے انھی کا ذکر کیا گیا۔ ② گھر میں جتنے افراد ہوں‘ اتنے صاع صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیے۔ ③ مسلمان غلام کا صدقۂ فطر آقا کے ذمے ہے۔

١٨٢٥ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر صاعًا من تمر، ح:١٥٠٧ من حديث الليث به، ومسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح:٩٨٤ عن محمد بن رمح وغيره.

١٨٢٦ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين، ح:١٥٠٤، ومسلم، الزكاة، الباب السابق، ح:٩٨٤ من حديث مالك به.

اسی طرح بچوں اور عورتوں کا صدقۂ فطر اس شخص کے ذمے ہے جوان کے دوسرے ضروری اخراجات کا ذمہ دار ہے۔ ④ صدقۂ فطر میں نقدی ادا کرنے کا موقف بعض علمائے کرام نے اپنایا ہے لیکن فرامین نبوی اور صحابۂ کرام ؓ کے اسوۂ حسنہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ صدقۂ فطر میں وہ جنس ادا کرنی چاہیے جو اہل خانہ کی عمومی غذا ہو مثلاً: گندم، چاول اور کھجور وغیرہ۔

۱۸۲۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرِ بْنِ ذَكْوَانَ، وَ أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ الْخَوْلاَنِيُّ، عَنْ سَيَّارِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الصَّدَفِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ. وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ. فَمَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلاَةِ، فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ. وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ.

۱۸۲۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے روزے کو لغو اور نامناسب باتوں (کے گناہ) سے پاک کرنے کے لیے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لیے صدقۂ فطر مقرر فرمایا۔ جس نے نماز (عید) سے پہلے یہ ادا کر دیا' اس کا یہ قبول شدہ صدقہ ہے اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو وہ تو ایک عام صدقہ ہے (صدقۂ فطر نہیں۔)

فوائد ومسائل: ① صدقۂ فطر کی مشروعیت میں یہ حکمت ہے کہ غریب اور مسکین بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو جائیں۔ ② مسلمان اپنی خوشی میں دوسرے مسلمانوں کو بھی شریک کرتا ہے۔ ③ صدقۂ فطر کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ روزے کے آداب میں ہو جانے والی کمی اور کوتاہی معاف فرما دیتا ہے۔ ④ نماز عید سے پہلے صدقۂ فطر کی ادائیگی کا آخری وقت ہے۔ عید کے دن سے پہلے ادا کر دینا بھی درست ہے۔ حضرت نافع ؓ نے فرمایا: صحابۂ کرام ؓ عید سے ایک دو دن پہلے ہی صدقۂ فطر ادا کر دیا کرتے تھے۔'' (صحيح البخاري' الزكاة' باب صدقة الفطر على الحر والمملوك' حديث:۱۵۱۱) ⑤ اگر صدقۂ فطر نماز عید سے پہلے ادا نہ کیا جا سکے تو بعد میں ادا کر دینا چاہیے' اس سے اگر صدقۂ فطر کا خاص ثواب تو نہیں ملے گا' تاہم عام صدقے کا ثواب مل جائے گا اور اس طرح اس محرومی کی کسی حد تک تلافی ہو جائے گی۔

۱۸۲۷- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب زكاة الفطر، ح: ۱۶۰۹ من حديث مروان بن محمد به، وصححه الحاكم، والذهبي، وحسنه النووي وغيره.

١٨٢٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ. فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكَاةُ، لَمْ يَأْمُرْنَا، وَلَمْ يَنْهَنَا. وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ.

١٨٢٨- حضرت قیس بن سعد بن عبادہ ﷠ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: زکاۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم دیا تھا۔ جب زکاۃ کے احکام نازل ہو گئے تو آپ ﷺ نے ہمیں صدقۂ فطر کا (دوبارہ) حکم نہیں دیا اور منع بھی نہیں فرمایا البتہ ہم لوگ اس کی ادائیگی کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صدقۂ فطر کی ادائیگی واجب نہیں' تاہم رسول اللہ ﷺ کے صدقۂ فطر جمع کر کے فقراء میں تقسیم کرنے کے اہتمام سے اندازہ ہوتا ہے کہ زکاۃ کے احکام نازل ہونے سے صدقۂ فطر کا وجوب منسوخ نہیں ہوا۔ ② رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر کی ادائیگی سے منع نہیں فرمایا' اس سے بھی یہی اشارہ ملتا ہے کہ اس کی مشروعیت منسوخ نہیں ہوئی ورنہ رسول اللہ ﷺ واضح فرما دیتے کہ اب اس کی ادائیگی ضروری نہیں رہی۔

١٨٢٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ الْفَرَّاءِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، صَاعاً مِنْ طَعَامٍ، صَاعاً مِنْ تَمْرٍ، صَاعاً مِنْ شَعِيرٍ، صَاعاً مِنْ أَقِطٍ، صَاعاً مِنْ زَبِيبٍ.

١٨٢٩- حضرت ابوسعید خدری ﷛ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے تو ہم صدقۂ فطر کے طور پر ایک صاع غلہ' ایک صاع خشک کھجوریں' ایک صاع جو' ایک صاع پنیر یا ایک صاع منقی ادا کیا کرتے تھے۔ ہم اسی طریق کار پر عمل کرتے رہے حتی کہ حضرت معاویہ ﷛ ہم لوگوں کے پاس مدینہ منورہ میں آئے۔ انھوں نے لوگوں سے

١٨٢٨- [صحيح] أخرجه النسائي: ٥/ ٤٩، الزكاة، باب فرض صدقة الفطر قبل نزول الزكاة، ح: ٢٥٠٩ من حديث وكيع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤١٠، ووافقه الذهبي * الثوري عنعن، وتابعه شعبة في مشكل الآثار للطحاوي: ٣/ ٨٥، وللحديث طريق آخر صحيح عند النسائي وغيره، وعادة شعبة أن لا يروي عن المدلسين إلا بما صرحوا بالسماع.

١٨٢٩- أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر صاع من شعير، ح: ١٥٠٥، ١٥٠٦، ١٥٠٨، ١٥١٠ من حديث عياض به، ومسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٥ من حديث داود وغيره به.

فَلَمْ نَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ. فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ أَنْ قَالَ: لاَ أُرٰى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ إِلَّا يَعْدِلُ صَاعاً مِنْ هٰذَا. فَأَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ.

جو خطاب فرمایا اس میں یہ بھی کہا: میرے خیال میں تو شام کی گندم کے دو مدان چیزوں کے ایک صاع کے برابر ہیں۔ چنانچہ لوگوں نے اس (قول) پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: لاَ أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَبَداً، مَا عِشْتُ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو جب تک زندہ ہوں ہمیشہ اسی طرح (پورا صاع) ادا کرتا رہوں گا جس طرح رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں کیا کرتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اتفاق نہیں کیا' اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اس مسئلہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے متفق نہیں تھے جیسے کہ حدیث: ١٨٢٥ میں بیان ہوا۔ ② گندم کا نصف صاع فی کس صدقۂ فطر ادا کرنے کی ایک مرفوع حدیث جامع ترمذی میں مذکور ہے۔(جامع الترمذي' الزكاة' باب ما جاء في صدقة الفطر' حديث:٦٧٤) لیکن وہ ضعیف ہے کیونکہ ابن جریج نے عمرو بن شعیب سے ''عن'' کے لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابن جریج مدلس ہے۔ ایسے راوی کی وہ روایت قبول نہیں کی جاتی جو وہ ''عن'' کے ساتھ روایت کرے' اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ نصف صاع کا حکم نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نہیں بلکہ بعض صحابۂ کرام کا اجتہاد ہے۔ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ گندم ہو یا کوئی اور چیز اس میں سے پورا صاع صدقۂ فطر ادا کیا جائے۔

١٨٣٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارٍ الْمُؤَذِّنِ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ. صَاعاً مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعاً مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعاً مِنْ سُلْتٍ.

١٨٣٠- رسول اللہ ﷺ کے مؤذن حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاع خشک کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع سلت (ایک قسم کے جو) صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم دیا۔

١٨٣٠ـ [صحيح] انظر، ح: ١١٠١ لعلته * وعمر بن حفص فيه لين، من السابعة(تقريب)، وعمار بن سعد تابعي مستور، وللحديث شواهد صحيحة.

فائدہ: سلت ایک قسم کا جو ہے جس پر عام جو (شعیر) کی طرح چھلکا نہیں ہوتا۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْعُشْرِ وَالْخَرَاجِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢-عشر اور خراج کا بیان

١٨٣١- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ جُنَيْدٍ الدَّامَغَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ زِيَادٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُغِيرَةَ الأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ حَيَّانَ الأَعْرَجِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْبَحْرَيْنِ أَوْ إِلَى هَجَرَ. فَكُنْتُ آتِي الْحَائِطَ يَكُونُ بَيْنَ الإِخْوَةِ. يُسْلِمُ أَحَدُهُمْ. فَآخُذُ مِنَ الْمُسْلِمِ الْعُشْرَ، وَمِنَ الْمُشْرِكِ الْخَرَاجَ.

١٨٣١- حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بحرین یا ہجر (زکاۃ وصول کرنے کے لیے) بھیجا۔ (بعض اوقات) میں ایک باغ میں پہنچتا جو کئی بھائیوں کی مشترکہ ملکیت ہوتا جن میں ایک بھائی مسلمان ہوتا تو میں مسلمان سے عشر وصول کرتا اور مشرک سے خراج۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: اَلْوَسْقُ سِتُّونَ صَاعًا (التحفة ٢٣)

باب:٢٣-وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے

١٨٣٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ، عَنْ إِدْرِيسَ الأَوْدِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

١٨٣٢- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔''

١٨٣١- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٥٢، والطبراني في الكبير: ١٨/ ٩٧، ح: ١٧٤ من حديث عتاب به، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف، لأن مغيرة الأزدي، ومحمد بن زيد مجهولان، وحيان الأعرج وإن وثقه ابن معين، وعدّه ابن حبان في الثقات، فإن روايته عن العلاء مرسلة، قاله المزي في التهذيب".

١٨٣٢- [إسناده ضعيف لانقطاعه] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة، ح: ١٥٥٩، وقال: "أبوالبختري لم يسمع من أبي سعيد" وشك ابن خزيمة في صحته، وللحديث زيادة عند أبي داود وغيره، وهي صحيحة، انظر سنن النسائي، والبيهقي، ح: ٢٤٨٥.

«الْوَسْقُ سِتُّونَ صَاعاً».

١٨٣٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْوَسْقُ سِتُّونَ صَاعاً».

۱۸۳۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔''

فائدہ: اہل لغت نے وسق کی یہی مقدار بیان کی ہے۔ اور گزشتہ صحیح روایت میں بھی یہی مقدار بیان کی گئی ہے۔ علامہ ابن اثیر ؒ نے فرمایا: ''وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔'' صاع اور مد کی مقدار میں اہل حجاز اور اہل عراق میں اختلاف ہونے کی وجہ سے اہل حجاز کے ہاں وسق تین سو بیس رطل (ایک سو ساٹھ سیر یا چار من) کے برابر ہوتا ہے اور اہل عراق کے ہاں چار سو اسی رطل (دو سو چالیس سیر یا چھ من) کے برابر ہوتا ہے۔ (النهاية: ۱۸۵/۵ مادہ: وسق) معتبر وزن حجازی ہے جس کی رُو سے ایک وسق چار من کے قریب ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي قَرَابَةٍ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- رشتہ داروں کو صدقہ دینا

١٨٣٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ، عَنِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ، امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُجْزِئُ عَنِّي مِنَ الصَّدَقَةِ النَّفَقَةُ عَلَى زَوْجِي وَأَيْتَامٍ فِي حِجْرِي؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَهَا أَجْرَانِ: أَجْرُ الصَّدَقَةِ، وَأَجْرُ الْقَرَابَةِ».

۱۸۳۴- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی زوجۂ محترمہ حضرت زینب ثقفیہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کیا میری جانب سے اپنے خاوند پر اور اپنے زیر کفالت یتیموں پر خرچ کرنا' صدقے کے طور پر کافی ہوسکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس خاتون کو دو ثواب ملیں گے' صدقہ کرنے کا ثواب اور رشتے داروں (سے نیکی) کا ثواب۔''

١٨٣٣ـ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٦٦٤ لعلته.

١٨٣٤ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب الزكاة على الزوج والأيتام في الحجر، ح: ١٤٦٦، ومسلم، الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج والأولاد والوالدين ولو كانوا مشركين، ح: ١٠٠٠ من حديث الأعمش

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

ایک دوسری سند سے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی زوجۂ محترمہ سے اسی طرح مروی ہے۔

١٨٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ. فَقَالَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللهِ: أَيُجْزِئُنِي مِنَ الصَّدَقَةِ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَلَى زَوْجِي وَهُوَ فَقِيرٌ، وَبَنِي أَخٍ لِي، أَيْتَامٍ. وَأَنَا أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، وَعَلَى كُلِّ حَالٍ؟ قَالَ، قَالَ: «نَعَمْ».

١٨٣٥- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ ؓ کی زوجۂ محترمہ حضرت زینب ؓ نے عرض کیا: کیا میرے لیے یہ صدقہ کافی (اور درست) ہوگا کہ میں اپنے خاوند کو صدقہ دے دوں کیونکہ وہ نادار ہیں اور اپنے یتیم بھتیجوں کو دے دوں اور میں ان کا فلاں فلاں خرچ برداشت کرتی ہوں اور ہر حال میں (ان سے مالی تعاون کرتی ہوں۔) راوی نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“

قَالَ: وَكَانَتْ صَنَاعَ الْيَدَيْنِ.

راوی نے کہا: ”زینب ؓ ہاتھوں سے کام کرنے والی (ہنرمند خاتون) تھیں۔“

فوائد ومسائل: ① بیوی بچوں کا خرچ مرد کے ذمے ہے' عورت کے ذمے مرد یا بچوں کا خرچ نہیں' اس لیے مرد کا بیوی بچوں پر خرچ کرنا زکاۃ شمار نہیں ہوسکتا' البتہ بیوی کا خاوند پر خرچ کرنا' اور بچوں کا خرچ برداشت کرنا صدقہ ہوگا۔ ② زکاۃ بھی ایک صدقہ ہی ہے جو فرض ہے' اس لیے بیوی خاوند کو زکاۃ دے سکتی ہے جب کہ خاوند نادار ہو اور بیوی صاحب نصاب ہو۔ ③ عورت بھی مرد کی طرح ملکیت کا مستقل حق رکھتی ہے۔ وہ تجارت' دستکاری یا ملازمت سے بھی رقم حاصل کرسکتی ہے اور والدین' خاوند یا دیگر رشتے داروں کے ترکے میں حصے کی بھی حق دار ہے' تاہم اسے چاہیے کہ ایسی ملازمت یا کاروبار اختیار کرے جسے مردوں سے الگ تھلگ رہ کر جاری

١٨٣٥- [صحيح] والحديث السابق شاهد له.

رکھنا ممکن ہو اور مرد کی ہوس زدہ نگاہوں سے بھی محفوظ رہے۔ ④ اقارب اگر امداد کے مستحق ہوں تو ان کی مالی امداد کا ثواب دوسروں کو صدقہ دینے سے زیادہ ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ (التحفة ٢٥)

باب:٢٥- مانگنے کی ممانعت کا بیان

١٨٣٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَوْدِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَأْتِيَ الْجَبَلَ، فَيَجِيءَ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا، فَيَسْتَغْنِيَ بِثَمَنِهَا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ. أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ».

١٨٣٦- حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد حضرت عروہ بن زبیر سے اور وہ ہشام کے دادا (حضرت زبیر بن عوام ؓ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا رسی لے کر پہاڑ پر جانا' اور (وہاں سے) ایندھن کا گٹھا اپنی پیٹھ پر (اٹھا کر) لانا' اسے بیچ کر اس کی قیمت پر قناعت کرنا' اس بات سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے' وہ اسے کچھ دیں یا نہ دیں۔''

فوائد و مسائل: ① بھیک مانگنا اسلام کی نظر میں قابل نفرت چیز ہے۔ ② اگر آدمی کوئی ایسا پیشہ اختیار کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو جو معاشرے میں وقار کا حامل سمجھا جاتا ہے تو محنت مزدوری کو عار نہیں سمجھنا چاہیے۔ ③ جو چیز کسی کی ملکیت نہ ہو' اس میں سے ہر شخص ضرورت کے مطابق لے سکتا ہے۔ ④ جو پیشہ لوگوں کی نظر میں حقیر ہے' اس کے ذریعے سے دیانت داری کے ساتھ کام کرتے ہوئے روزی کمانا بھی عزت کا باعث ہے۔ ⑤ جو شخص معذوری کی وجہ سے روزی نہیں کما سکتا' اسلامی حکومت یا مسلمان عوام کا فرض ہے کہ اس کی جائز ضروریات پوری کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ بھیک مانگنے پر مجبور نہ ہو۔

١٨٣٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

١٨٣٧- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون میری ایک بات (پر پابندی سے عمل کرنے) کا ذمہ اٹھاتا ہے' میں

١٨٣٦ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، ح: ٢٠٧٥ من حديث وكيع به مختصرًا، وله طريق آخر عن هشام به، ح: ١٤٧١، ٢٣٧٣.

١٨٣٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٥/ ٩٦، الزكاة، فضل من لا يسئل الناس شيئًا، ح: ٢٥٩١ من حديث ابن أبي ذئب به، وله شاهد عند أبي داود، ح: ١٦٤٣ وغيره، وإسناده صحيح، وصححه الحاكم، والذهبي، والمنذري.

يَزِيدَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَمَنْ يَتَقَبَّلُ لِي بِوَاحِدَةٍ أَتَقَبَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟» قُلْتُ: أَنَا. قَالَ: «لَا تَسْأَلِ النَّاسَ شَيْئاً».

اسے جنت کا ذمہ دیتا ہوں؟'' میں نے کہا: میں (یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں سے کچھ نہ مانگنا۔''

قَالَ، فَكَانَ ثَوْبَانُ يَقَعُ سَوْطُهُ، وَهُوَ رَاكِبٌ، فَلَا يَقُولُ لِأَحَدٍ: نَاوِلْنِيهِ. حَتَّى يَنْزِلَ فَيَأْخُذَهُ.

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ نے بیان فرمایا: ثوبان رضی اللہ عنہ سواری پر ہوتے اور کوڑا (ہاتھ سے) گر جاتا تو کسی سے نہ کہتے تھے کہ یہ پکڑانا بلکہ خود اتر کر پکڑ لیتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① استغناء دخولِ جنت کا باعث ہے۔ ② جو کام انسان خود کر سکتا ہو اس کے لیے کسی کی مدد نہ لینا افضل ہے۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ارشاد نبوی پر زیادہ سے زیادہ ممکن حد تک عمل پیرا رہتے تھے۔ ④ اس حدیث سے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی عظمت اور شان کا اظہار ہوتا ہے کہ انھیں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جنت کا وعدہ حاصل ہوا۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ مَنْ سَأَلَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى (التحفة ٢٦)

باب:٢٦- مال دار ہوتے ہوئے (بلاضرورت) سوال کرنا

١٨٣٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّراً، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرَ جَهَنَّمَ. فَلْيَسْتَقِلَّ مِنْهُ أَوْ لِيُكْثِرْ».

١٨٣٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مال میں اضافہ کرنے کے لیے لوگوں سے ان کی دولت مانگتا ہے وہ تو جہنم کے انگاروں کا سوال کر رہا ہے۔ (اسے اختیار ہے کہ) کم طلب کرے یا زیادہ مانگ لے۔''

فوائد و مسائل: ① بغیر ضرورت کے سوال کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ انسان اس طرح خود کو جہنم کے انگاروں کا مستحق بنا لیتا ہے۔ ② حرام کمائی سے اجتناب فرض ہے۔

١٨٣٨ـ [صحيح] أخرجه مسلم، الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، ح: ١٠٤١ من حديث ابن فضيل به.

١٨٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ، وَلاَ لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ».

١٨٣٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ نہ مال دار کے لیے حلال ہے اور نہ طاقت ور تندرست آدمی کے لیے۔''

فوائد و مسائل: ① مال دار سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس اتنا کچھ موجود ہو کہ اس کا گزارہ ہو سکے۔ تعیشات کے حصول کے لیے اگر گنجائش نہیں تو اسے مفلس یا زکاۃ کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ ② طاقت ور سے مراد وہ شخص ہے جو حلال طریقے سے محنت مزدوری یا کسی قسم کی ملازمت وغیرہ کے ذریعے سے روزی کما سکتا ہے۔ ایسا شخص اگر بے کار بیٹھا رہے اور کام کرنے کی کوشش نہ کرے تو یہ اس کی غلطی ہے۔ ③ تندرست سے مراد وہ شخص ہے جس کو جسمانی طور پر اس قسم کی معذوری لاحق نہیں کہ وہ روزی کمانے کے قابل نہ رہے۔

١٨٤٠- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ، وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ، جَاءَتْ مَسْأَلَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُدُوشاً أَوْ خُمُوشاً أَوْ كُدُوحاً فِي وَجْهِهِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا يُغْنِيهِ؟ قَالَ: «خَمْسُونَ دِرْهَماً، أَوْ قِيمَتُهَا

١٨٤٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس اتنا کچھ تھا کہ اسے (سوال سے) مستغنی کر دے پھر بھی اس نے سوال کیا تو قیامت کے دن اس کا سوال اس کے چہرے میں خراشوں اور زخموں کی صورت میں ظاہر ہو گا۔'' عرض کیا گیا: ''اے اللہ کے رسول! کتنا مال اسے غنی قرار دلوا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پچاس درہم یا اتنی قیمت کا سونا۔''

١٨٣٩ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٥/ ٩٩، الزكاة، إذا لم يكن له دراهم وكان له عدلها، ح: ٢٥٩٧ من حديث أبي بكر بن عياش به، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، منها ما أخرجه أبوداود، من حديث عبدالله بن عمرو به، ح: ١٦٣٤، وحسنه الترمذي، ح: ٦٥٢.

١٨٤٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى، ح: ١٦٢٦ عن الحسن بن علي به، وحسنه الترمذي، ح: ٦٥٠، وقال النسائي: "حكيم ضعيف" * وللثوري تدليس عجيب لأنه حدث به عن زبيد عن محمد بن عبدالرحمٰن بن يزيد مقطوعًا أو مرسلاً، والله أعلم.

مِنَ الذَّهَبِ».

فَقَالَ رَجُلٌ لِسُفْيَانَ: إِنَّ شُعْبَةَ لَا يُحَدِّثُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ. فَقَالَ سُفْيَانُ: قَدْ حَدَّثَنَاهُ زُبَيْدٌ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ.

ایک آدمی نے سفیان سے کہا کہ شعبہ تو حکیم بن جبیر سے بیان نہیں کرتے تو سفیان نے کہا کہ ہمیں یہ حدیث زبید نے محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید کے واسطے سے بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٦/١٩٥، ١٩٦، ١٩٧، والصحيحة، رقم: ٤٩٩) ② تھوڑی بہت رقم بھی موجود ہو تو سوال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ② سوال سے اجتناب ضروری ہونے کے لیے صاحب نصاب ہونا شرط نہیں کیونکہ چاندی میں زکاۃ کا نصاب دوسو درہم ہے، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے پچاس درہم چاندی کے مالک کو مانگنے کی اجازت نہیں دی۔ ③ حدیث میں چاندی اور سونے کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس وقت درہم و دینار چاندی اور سونے کے ہوتے تھے۔ ایک درہم موجودہ وزن کے اعتبار سے 2.975 یا 3.06 گرام چاندی کے مساوی ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے پچاس درہم تقریباً 13 تولے چاندی کے برابر ہوں گے۔ اس کی موجودہ قیمت ہر وقت معلوم کی جاسکتی ہے۔ ④ بعض صورتوں میں ایک مال دار آدمی کے لیے بھی سوال کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ ان صورتوں کا ذکر اگلے باب میں آ رہا ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- کسے زکاۃ لینا جائز ہے؟

١٨٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰـى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ:

۱۸۴۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ افراد کے علاوہ کسی امیر آدمی کے لیے صدقہ (اور زکاۃ) کھانا حلال نہیں۔ ① صدقہ وصول کرنے والا (سرکاری ملازم)، ② اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والا (مجاہد)، ③ وہ دولت مند جو

١٨٤١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من يجوز له أخذ الصدقة وهو غني، ح: ١٦٣٦ من حديث عبدالرزاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٧٤، والحاكم: ١/ ٤٠٧، ٤٠٨ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا يقدح.

لِعَامِلٍ عَلَيْهَا، أَوْ لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَوْ لِغَنِيٍّ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ، أَوْ فَقِيرٍ تُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَأَهْدَاهَا لِغَنِيٍّ، أَوْ غَارِمٍ».

صدقے کی چیز اپنے مال کے بدلے خرید لیتا ہے' ④ یا (یہ صورت کہ) کسی فقیر کو صدقہ دیا گیا اور اس نے وہ کسی غنی کو تحفے کے طور پر دے دیا' ⑤ دیوالیہ (مقروض۔'')

فوائد و مسائل: ① جو مال زکاۃ یا صدقے کے طور پر دیا جائے' ادا کرنے والے کے قبضے سے نکل کر اس کی حیثیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ ② اسلامی حکومت کی طرف سے جن افراد کو زکاۃ وصول اور تقسیم کرنے کی ذمہ داری سونپی جائے' ان کی محنت کا حق ادا کیا جانا چاہیے۔ ③ دینی کام کرنے والے کو مناسب تنخواہ یا وظیفہ دیا جانا چاہیے' یہ اسلامی معاشرے کا فرض ہے جو اسلامی حکومت قائم ہونے کی صورت میں بیت المال کے ذریعے سے ادا کیا جاتا ہے ورنہ عام مسلمانوں کو خود یہ فرض ادا کرنا چاہیے۔ ④ اسلامی سلطنت کا دفاع بھی زکاۃ و صدقات کا ایک اہم مصرف ہے۔ اس میں فوجیوں کی تنخواہیں' ان کے لیے ضروری اسلحہ کی فراہمی اور ان کی ٹریننگ کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ ⑤ جس مستحق کو زکاۃ کے طور پر کوئی جانور (اونٹ' بکری وغیرہ) یا سونے چاندی کا کوئی زیور دیا جائے' وہ اسے فروخت کر سکتا ہے۔ خریدنے والے کے لیے وہ زکاۃ کا مال شمار نہیں ہوگا' البتہ صدقہ دینے والا صدقہ لینے والے سے وہ چیز نہیں خرید سکتا جو اس نے اسے صدقے کے طور پر دی ہے۔ (صحيح البخاري' الزكاة' باب هل يشتري صدقته؟ ولا بأس أن يشتري صدقة غيره..... ' حديث: ١٤٨٩) ⑥ ایک غریب آدمی کسی خوشحال آدمی کو کوئی تحفہ دے تو یہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ اسے یہ چیز صدقہ کے طور پر ملی ہے یا دوسرے طریقے سے۔ تحفہ وصول کرنے والے کے لیے اس کی حیثیت صدقے کی نہیں' اس لیے اسے وصول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ⑦ دیوالیہ (غارم) سے مراد وہ شخص بھی ہو سکتا ہے جس پر اتنا زیادہ قرض ہو جائے کہ وہ اسے ادا کرنے کے قابل نہ رہے اور اس کی ملکیت بھی اتنی نہ ہو کہ فروخت کر کے قرضہ ادا کیا جا سکے۔ اور وہ شخص بھی مراد ہو سکتا ہے جس نے قرض کے سلسلے میں کسی کی ضمانت دی اور مقروض نے مقررہ وقت پر ادائیگی سے انکار کر دیا یا فرار ہو گیا' اس طرح ضامن کو وہ رقم ادا کرنی پڑ گئی۔ اسی طرح حادثاتی طور پر کوئی شخص مفلس ہو جائے' مثلاً: کسی نے باغ کا پھل خریدا تھا' طوفان سے پھل ضائع ہو گیا اور رقم اس کے ذمے رہ گئی' ایسے شخص کا نقصان بھی زکاۃ و صدقات سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح اور بھی صورتیں ہو سکتی ہیں' وہ سب ''غارم'' میں شامل ہوں گی۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ (التحفة ٢٨)

باب:٢٨- صدقے کی فضیلت

١٨٤٢- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ

١٨٤٢- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے'

١٨٤٢ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، ح: ١٠١٤ من حديث الليث به، ◄◄

الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ، وَلاَ يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً. فَتَرْبُو فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتَّى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ. وَيُرَبِّيهَا لَهُ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی پاک چیز کا صدقہ کرتا ہے' اور اللہ تعالیٰ پاک (حلال اور عمدہ) چیز ہی قبول کرتا ہے' تو رحمان اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے' اگرچہ ایک کھجور ہی ہو۔ وہ رحمٰن کے ہاتھ میں بڑھتی جاتی ہے حتی کہ پہاڑ سے بڑی ہو جاتی ہے۔ وہ اس چیز کو اس (صدقہ دینے والے) کے لیے اس طرح پالتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کو' یا اونٹ یا گائے کے بچے کو پالتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① صدقہ ایک عظیم نیکی ہے۔ ② صدقہ وہی قبول ہوتا ہے جو حلال کی کمائی سے کیا گیا ہو اور وہ اچھی چیز ہو جس سے صدقہ وصول کرنے والا بہتر فائدہ حاصل کر سکے۔ ③ اللہ کی نظر میں مقدار سے زیادہ خلوص کی اہمیت ہے۔ ④ خلوص سے دی گئی تھوڑی سی چیز بھی بہت زیادہ ثواب کا باعث ہو جاتی ہے۔ ⑤ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ' قدم اور چہرہ جیسے جو الفاظ وارد ہیں ان پر ایمان رکھنا چاہیے لیکن ان کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینا درست نہیں' ان کی کیفیت سے اللہ تعالیٰ ہی باخبر ہے۔

١٨٤٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ. لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ. فَيَنْظُرُ أَمَامَهُ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ. وَيَنْظُرُ عَنْ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلاَ يَرَى إِلَّا شَيْئاً قَدَّمَهُ. وَيَنْظُرُ عَنْ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلاَ يَرَى إِلَّا شَيْئاً قَدَّمَهُ. فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ

۱۸۴۳- حضرت عدی بن حاتم طائی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا جب کہ بندے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہو گا۔ بندہ سامنے نظر اٹھائے گا تو اسے سامنے آگ نظر آئے گی' دائیں طرف دیکھے گا تو اپنے بھیجے ہوئے اعمال ہی نظر آئیں گے' بائیں طرف دیکھے گا تو (ادھر بھی) اپنے بھیجے ہوئے اعمال ہی نظر آئیں گے' لہٰذا جو شخص آگ سے بچنے کے لیے آدھی کھجور ہی دے سکتا ہے (زیادہ کی طاقت نہیں)'

◄ وأصله عند البخاري، ح: ١٤١٠، ٧٤٣٠ وغيره.

١٨٤٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٥.

تَمْرَةٍ، فَلْيَفْعَلْ».

وہ یہی کر لے۔"

فوائد و مسائل: ① قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر شخص سے خود حساب لے گا۔ ② کلام کرنا اللہ کی صفت ہے جس کی اصل حقیقت و کیفیت سے ہم واقف نہیں' تاہم اسے مخلوق کی صفت کلام سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ اللہ کی اس قسم کی صفات کی تاویل سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ ہر شخص کو اپنے اچھے برے اعمال کا حساب دینا ہوگا' لہٰذا یہ کہہ کر مطمئن ہو جانا غلط ہے کہ اگر میں فلاں گناہ کرتا ہوں تو اور بہت سے لوگ بھی یہی گناہ کرتے ہیں۔ اگر میں فلاں نیکی کی پروا نہیں کرتا تو اور بھی بہت سے لوگ اس نیکی سے محروم ہیں۔ اس قسم کی باتیں شیطانی وساوس ہیں جن کے ذریعے سے وہ مسلمانوں کو نیکی کے کاموں سے اور توبہ سے محروم رکھتا ہے۔ ④ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو معمولی سمجھ کر چھوڑ نہیں دینا چاہیے معلوم نہیں کسی بڑی نیکی کا موقع ملے گا یا نہیں اور اگر کوئی بڑا کام کر لیا تو اس میں کس قدر نقص ہوگا؟ اللہ جانے وہ قبول ہونے کے قابل بھی ہوگا یا نہیں۔ ⑤ کوئی شخص نیکی کا چھوٹا سا کام کرے تو اس پر تنقید نہیں کرنی چاہیے' شاید اس کے لیے وہی نجات کا باعث بن جائے۔

١٨٤٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ أُمِّ الرَّائِحِ بِنْتِ صُلَيْعٍ. عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَعَلَى ذِي الْقَرَابَةِ اثْنَتَانِ: صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ».

۱۸۴۴- حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسکین کو صدقہ دینا صدقہ ہے' اور رشتے داروں کو (صدقہ دینا) دو نیکیاں ہیں: صدقہ بھی' اور صلہ رحمی بھی۔"

فوائد و مسائل: ① زکاۃ اور صدقہ دینے میں اپنے عزیز و اقارب کو زیادہ اہمیت دینی چاہیے۔ ② زکاۃ و صدقات جس طرح کسی اجنبی کو دینے سے ادا ہو جاتے ہیں' اسی طرح اپنے عزیز و اقارب کو ادا کرنے سے بھی ادا ہو جاتے ہیں بلکہ زیادہ ثواب کا باعث ہوتے ہیں۔ ③ جن افراد کا نان و نفقہ شرعاً صدقہ دینے والے کے ذمے ہے' انھیں دینے سے زکاۃ و صدقات ادا نہیں ہوتے' لہٰذا ان کے علاوہ دیگر رشتے داروں کو دینا چاہیے۔

١٨٤٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٩٩، وهٰذا طرف منه.

نکاح کی لغوی واصطلاحی تعریف اوراس کی مشروعیت وفرضیت

✵ لغوی معنی: لغت میں نکاح کا مطلب:[اَلضَّمُّ وَالْجَمْعُ] ''ملانا اور جمع کرنا'' ہے جبکہ نکاح کا اطلاق حقیقتاً وطی (ہم بستری کرنے) پر اور مجازاً عقد نکاح پر ہوتا ہے۔

✵ اصطلاحی تعریف: فقہائے کرام نے نکاح کی کئی ایک تعریفات کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

[هُوَعَقْدٌ يَتَضَمَّنُ إِبَاحَةَ وَطْءٍ بِلَفْظِ الْإِنْكَاحِ وَالتَّزْوِيجِ وَمَا اشْتُقَّ مِنْهُمَا] یعنی ''نکاح ایسا عقد ہے جس سے وطی جائز قرار پاتی ہے اور یہ لفظ إنکاح (میں نے تیرا نکاح کیا) یا تزویج (میں نے تیری شادی کی) یا ان سے مشتق (اور ہم معنی) دوسرے الفاظ سے منعقد ہوتا ہے۔''

✵ نکاح کی مشروعیت: نکاح سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کی بھی سنت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾ (الرعد ۱۳: ۳۸) ''ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا۔''

اس طرح انبیائے کرام لوگوں کے لیے بہترین نمونہ تھے اور ان کا طرز عمل بہترین اسوۂ حسنہ تھا' لہٰذا انھوں نے خود بھی بکثرت شادیاں کیں اور امت کو بھی اس کی وصیت کی۔ مؤرخین نے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے سوا کسی کا غیر شادی شدہ ہونا ذکر نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شادی نہ کرنے کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت کی عورتیں انتہائی بگڑ چکی تھیں اور ان کے اخلاق برباد ہو چکے تھے' لہٰذا

کسی صالحہ عورت کے نہ ملنے کی وجہ سے آپ نے شادی نہ کی۔ واللہ أعلم.

شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں شادی ایک مقدس رشتہ ہے اور انسان کی جنسی اور فطری خواہشات کی تکمیل وتسکین کا ایک مہذب طریقہ بھی' لہٰذا مردوزن کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَ رُبٰعَ﴾ (النساء۴:۳)

''عورتوں میں سے جو بھی تمھیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کرلو' دو دو' تین تین اور چار چار سے۔''

رسول اکرم ﷺ نے اس سلسلے میں بہترین اسوہ امت کے لیے چھوڑا ہے بلکہ امت کے نوجوانوں کو زبردست ترغیب دلائی ہے، ارشاد فرمایا: [يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ' فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ' وَ أَحْصَنُ لِلْفَرْجِ' وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ' فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ] (صحيح مسلم' النكاح' باب استحباب النكاح ....' حديث:۱۴۰۰) ''اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھے وہ نکاح کرلے' اس لیے کہ نکاح آنکھوں کو نیچا کرتا ہے اور شرم گاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص خرچ کی طاقت نہ رکھے' وہ ضرور روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہش نفس کو ختم کردے گا۔''

اس طرح سے رہبر امت نے نوجوانوں کے جذبات کو شاندار طریقے سے محفوظ بنایا۔ ان کی عفت وعصمت اور شرم وحیا کی حفاظت کے لیے بہترین علاج تجویز فرمایا۔

* مشروعیت نکاح کی اہمیت: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے بے شمار منافع اور مصالح کے حصول کے لیے نکاح مشروع فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا زمین میں خلیفہ ہے۔ اس بار خلافت کو نبھانے کے لیے مضبوط' صالح اور بلند کردار کے حامل لوگوں کی ضرورت تھی جو صرف اور صرف نکاح شرعی سے حاصل ہوسکتے ہیں۔ نکاح کے بغیر پیدا ہونے والے افراد اس اعلیٰ منصب کے اہل نہیں ہوسکتے' لہٰذا صالح نسل کی بقا کے لیے نکاح بے حد ضروری ٹھہرا۔ یہی صالح نسل خلیفة الله بنے گی اور اپنے والدین کے لیے زینت اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی۔ والدین کے فوت ہونے پر یہ ان کے لیے بہترین کمائی ثابت ہوں گے جب وہ ان کے لیے دعائے مغفرت کریں گے۔

نکاح انسان کو بدکاری' بے حیائی' جنسی آلودگی اور شیطانی وساوس سے محفوظ کرتا ہے۔ طرفین

میں مودّت ومحبت، راحت وسکون اور دین کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ دو خاندانوں میں قربت، محبت اور اتحاد واتفاق کا ضامن ہے۔ ان سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد کی بدولت امام الانبیاء ﷺ قیامت کے روز دوسری امتوں پر فخر کریں گے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ] (سنن أبي داود، النكاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء، حديث:۲۰۵۰(ل)) ''خوب محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں تمھاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔''

* نکاح کا حکم: نکاح کے مندرجہ بالا فوائد کی روشنی میں علمائے امت نے مختلف افراد کے لحاظ سے نکاح کا حکم بیان کیا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے:

① فرض: ایسے شخص کے لیے نکاح کرنا فرض ہے جو جسمانی لحاظ سے صحت مند ہو اور شادی کے اخراجات، نیز بیوی کے اخراجات پورے کرنے کی طاقت رکھتا ہو، زنا اور بدکاری میں مبتلا ہونے کا اسے خوف ہو اور روزے رکھنے سے بھی یہ خوف دور نہ ہو۔

② حرام: جو شخص جسمانی طور پر شادی کا اہل نہ ہو یا وہ بیوی کے اخراجات پورے کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا وہ پہلی بیوی پر ظلم کے ارادے سے دوسری شادی کرنا چاہتا ہو تو ایسے شخص کے لیے شادی کرنا حرام ہے۔

③ مکروہ: ایسا شخص جو طبعاً سخت ہو اور ڈرتا ہو کہ وہ شادی کے بعد بیوی پر ظلم کرے گا تو ایسے شخص کے لیے شادی کرنا مکروہ ہے۔

④ مستحب: جو شخص معتدل مزاج ہو، اسے زنا اور بدکاری کا بھی ڈر نہ ہو اور وہ نان ونفقہ کی طاقت بھی رکھتا ہو تو اس کا نکاح کرنا مستحب ہے۔

* نکاح کی اقسام: اسلام نے عربوں میں رائج، شادی بیاہ کے متعدد طریقوں کو کالعدم قرار دے دیا اور ان سب کی جگہ مسنون نکاح کو مشروع ٹھہرایا۔ ایسا نکاح جس میں طرفین کی رضامندی، ولی کی موجودگی، حق مہر کی تعیین اور گواہوں کی موجودگی ہو۔ اس نکاح کے علاوہ موجودہ دور میں کسی نہ کسی شکل میں رائج دیگر طریقوں کو اسلام نے حرام کر دیا ہے، جیسے نکاح حلالہ، نکاح متعہ اور وٹہ سٹہ۔ اور اسی

طرح ولی کی اجازت کے بغیر لَو میرج (محبت کی شادی) سیکرٹ میرج (خفیہ شادی) اور کورٹ میرج (عدالتی شادی) وغیرہ۔

٭ **نکاح کے لیے محرم رشتے:** اسلام نے نیک اور مومن عورتوں سے نکاح کی اجازت دینے کے بعد چند رشتوں کو مستثنیٰ قرار دے دیا تا کہ ان رشتوں کا باہمی تقدس برقرار رہے۔ ان رشتوں کی تفصیل سورۂ نساء کی آیت: ۲۲ تا ۲۴ میں مذکور ہے۔ ان کے علاوہ بعض عورتوں سے نکاح عارضی طور پر حرام ہوتا ہے، وہ یہ ہیں:

- بیوی کی بہن سے نکاح جبکہ بیوی ابھی نکاح میں ہو۔
- بیوی کی پھوپھی یا خالہ کو بیوی کے ساتھ جمع کرنا۔
- منکوحہ عورت سے نکاح۔
- عدت کے دوران میں نکاح کرنا۔
- پاکدامن مرد و خواتین کا مشرک مرد و خواتین سے نکاح۔
- ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (البقرة ۲: ۲۳۰) ''یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے خاوند سے شادی کرے۔'' کی قرآنی قید کو نظر انداز کر کے طلاق بائنہ کے بعد اپنی مطلقہ عورت سے نکاح کرنا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٩) أَبْوَابُ النِّكَاحِ (التحفة ٧)

نکاح سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النِّكَاحِ (التحفة ١)

١٨٤٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ بِمِنًى. فَخَلَا بِهِ عُثْمَانُ. فَجَلَسْتُ قَرِيباً مِنْهُ. فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: هَلْ لَكَ أَنْ أُزَوِّجَكَ جَارِيَةً بِكْراً تُذَكِّرُكَ مِنْ نَفْسِكَ بَعْضَ مَا قَدْ مَضَى؟ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللهِ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ سِوَى هٰذَا، أَشَارَ إِلَيَّ بِيَدِهِ. فَجِئْتُ وَهُوَ يَقُولُ: لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ، لَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ. فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ. وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ، فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ».

باب:۱- نکاح کی فضیلت

۱۸۴۵- حضرت علقمہ بن قیس ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں منیٰ میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے ساتھ تھا کہ حضرت عثمان ؓ انھیں الگ لے گئے میں پاس بیٹھا تھا۔ حضرت عثمان ؓ نے ان سے فرمایا: کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں ایک کنواری لڑکی سے آپ کی شادی کروا دوں جس سے آپ کو گزرے وقت کی کچھ باتیں یاد آ جائیں؟ جب حضرت عبداللہ ؓ کو محسوس ہوا کہ حضرت عثمان ؓ کو اس کے سوا اور کوئی کام نہیں (جس کے لیے وہ انھیں الگ لے گئے تھے) تو مجھے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں حاضر ہوا تو وہ فرما رہے تھے: اگر آپ نے یہ بات کہی ہے تو (اچھی بات ہی کی ہے کیونکہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ شادی کر لے اس کی وجہ سے نظر نیچی رہتی ہے اور جسم (بدکاری سے) محفوظ رہتا ہے۔ اور جسے

١٨٤٥ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم لمن خاف على نفسه العزبة، ح: ١٩٠٥، ٥٠٦٥، ومسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة . . . الخ، ح: ١٤٠٠ من حديث الأعمش به.

(نکاح کی) طاقت نہ ہو تو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے
کیونکہ روزہ خواہش کو کچل دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① گزرے وقتوں کی یاد سے مراد یہ ہے کہ جس طرح آپ پہلے ازدواجی زندگی گزار رہے تھے اور اطمینان و مسرت کا وقت گزر رہا تھا' اب پھر آپ کو شادی کی ضرورت ہے تاکہ آپ کو دوبارہ وہی خوشی اور وہی اطمینان و سکون حاصل ہو جس کا حصول شادی کے بغیر ممکن نہیں۔ ② شادی شدہ زندگی میں میاں بیوی کی عمر میں تفاوت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل نہیں۔ اگر ذہنی ہم آہنگی موجود ہو اور مرد اس قابل ہو کہ اپنی بیوی کی فطری ضروریات خوش اسلوبی سے پوری کر سکے تو ادھیڑ عمر مرد کم عمر عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ ③ تین افراد میں سے دو افراد کا تیسرے کو الگ کر کے بات چیت کرنا منع ہے لیکن اگر تیسرے آدمی کی دل شکنی کا اندیشہ نہ ہو تو بعض حالات میں اس کی گنجائش ہے' ویسے بھی مذکورہ بالا واقعہ میں دونوں کے الگ ہو جانے کے باوجود حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اتنے دور نہیں تھے کہ ان کی بات چیت نہ سن سکیں۔ ④ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت نکاح کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی' اس لیے انھوں نے یہ نہیں فرمایا کہ لڑکی والوں سے رابطہ قائم کیا جائے' البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خیر خواہی کا شکریہ ادا کرنے کے لیے فرما دیا کہ نکاح واقعی ایک اہم اور مفید چیز ہے۔ ⑤ نکاح کی طاقت رکھنے کا مطلب جسمانی طور پر نکاح کے قابل ہونا اور مالی طور پر بیوی کے لازمی اخراجات پورے کرنے کے قابل ہونا ہے۔ موجودہ معاشرے میں رائج رسم و رواج پر کیے جانے والے بے جا اخراجات کی طاقت مراد نہیں۔ معاشرے سے ان فضول رسموں کو ختم کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ ⑥ نکاح کا سب سے بڑا فائدہ گناہ کی زندگی سے حفاظت اور جنسی خواہشات کی جائز ذریعے سے تکمیل ہے۔ نکاح کرتے وقت یہ مقصد پیش نظر رکھنا چاہیے' دوسرے فوائد خود ہی حاصل ہو جائیں گے۔ ⑦ فحاشی سے بچاؤ اسلامی معاشرے کی ایک اہم خوبی ہے' اس کے حصول کے لیے ہر جائز ذریعہ اختیار کرنا چاہیے' اور فحاشی کا ہر راستہ بند کرنا چاہیے۔ ⑧ اسلامی شریعت کی یہ خوبی ہے کہ یہ انسان کی فطرت کے مطالبات کی نفی نہیں کرتی بلکہ ان کے حصول کے جائز ذرائع مہیا کرتی ہے۔ ⑨ روزہ رکھ کر انسان نامناسب خیالات اور جذبات کو کنٹرول کر سکتا ہے۔ اس وجہ سے فطری خواہش بھی بے لگام نہیں ہوتی' اس لیے اگر کسی نوجوان لڑکے یا لڑکی کی شادی میں کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو اسے چاہیے کہ نفلی روزے کثرت سے رکھے اور جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والے ماحول' اس قسم کے لٹریچر کے مطالعے' جذبات انگیز نغمات سننے اور فلمیں وغیرہ دیکھنے سے پرہیز کرے تاکہ جوانی کا جوش' گناہ میں ملوث نہ کر سکے۔

١٨٤٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ:

١٨٤٦- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

١٨٤٦- [حسن] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لاتفاقهم على ضعف عيسى بن ميمون المدني، لكن له شاهد◀◀

حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مَيْمُونٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي. فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي. وَتَزَوَّجُوا، فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ. وَمَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْيَنْكِحْ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ. فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ».

روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نکاح میرا طریقہ ہے۔ اور جو شخص میرے طریقے پر عمل نہیں کرتا' اس کا مجھ سے تعلق نہیں۔ شادیاں کیا کرو کیونکہ میں تمھاری کثرت کی بنا پر دوسری امتوں پر فخر کروں گا' جو (مالی طور پر) استطاعت رکھتا ہو وہ (ضرور) نکاح کرے اور جسے (رشتہ) نہ ملے' وہ روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ خواہش کو کچل دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نکاح میرا طریقہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل و عیال والی زندگی گزارنا اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں وغیرہ کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے ہاں غیر شادی شدہ زندگی گزارنا اور بزعم خویش عبادت و ریاضت میں مشغول رہنا افضل اور قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ ② نکاح کا ایک روحانی فائدہ یہ بھی ہے کہ اولاد کی صحیح تربیت کر کے انھیں اسلامی معاشرے کے مفید ارکان بنانا بھی ایک اہم دینی خدمت ہے۔ اور دوسروں کو اچھے کاموں کی ترغیب دلانے سے خود سیدھی راہ پر گامزن رہنا آسان ہو جاتا ہے۔ ③ مسلمانوں کے لیے اولاد کی کثرت شرعاً مطلوب ہے' لہٰذا اس کے لیے کوشش کرنا' یعنی نکاح کرنا اور ازدواجی تعلقات قائم رکھنا بھی شرعاً مستحسن ہے۔ ④ نکاح روحانی ترقی میں رکاوٹ نہیں۔

١٨٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمْ يُرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلُ النِّكَاحِ».

١٨٤٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپس میں محبت رکھنے والوں کے لیے نکاح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی گئی۔''

فوائد و مسائل: ① دو خاندانوں میں دوستانہ تعلقات ہوں تو انھیں قائم رکھنے اور مضبوط کرنے کے لیے ایک دوسرے سے رشتہ لینا دینا چاہیے۔ ② کسی مرد اور عورت کا ایک دوسرے کی طرف میلان ہو جائے تو ناجائز تعلقات قائم کرنے کے بجائے نکاح کا جائز تعلق قائم کر لینا بہتر ہے' تاہم اس میں نکاح کی دیگر شروط' یعنی عورت کے سرپرست کی اجازت' حق مہر' ایجاب و قبول اور گواہوں کی موجودگی وغیرہ کا پایا جانا ضروری ہے۔

◀◀ صحيح '، يعني لبعض الحديث شواهد من حديث أنس، ومعقل بن يسار، وابن مسعود وغيرهم.

١٨٤٧ـ [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٧٨ من حديث محمد بن مسلم الطائفي به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٦٠ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة.

(المعجم ٢) - **بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ** (التحفة ٢)

باب:٢- بے نکاح رہنا منع ہے

١٨٤٨- حَدَّثَنَا أَبُومَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: لَقَدْ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ. وَلَوْ أَذِنَ لَهُ، لَا خْتَصَيْنَا.

١٨٤٨- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون ؓ کو بے نکاح رہنے کی اجازت نہیں دی۔ اگر آپ ﷺ انھیں اجازت دے دیتے تو ہم لوگ خصی ہو جاتے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عثمان بن مظعون ؓ عبادت کا بہت شوق رکھتے تھے۔ انھوں نے سوچا کہ نکاح کر کے بیوی بچوں کے معاملات میں مشغول ہونے سے نفلی عبادات' یعنی نفلی نماز روزے کے مواقع کم ہو جاتے ہیں' اس لیے بہتر ہے نکاح نہ کیا جائے لیکن رسول اللہ ﷺ نے انھیں بے نکاح رہنے کی اجازت نہ دی۔ ② صحابۂ کرام ؓ نبی اکرم ﷺ سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے کیونکہ ممکن ہے ایک کام بظاہر نیکی کا ہو اور بہت اچھا معلوم ہوتا ہو لیکن شریعت کی رو سے وہ صحیح نہ ہو۔ ③ بدعت بھی بظاہر نیکی ہوتی ہے لیکن اس کے ظاہری نیکی ہونے سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ خلاف سنت کام کتنا ہی اچھا معلوم ہوتا ہو' اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ ④ اللہ کا قرب حاصل کرنے کا طریقہ یہ نہیں کہ ہندو جوگیوں یا عیسائی راہبوں کی طرح حلال چیزوں سے بھی پرہیز کیا جائے بلکہ کھانے' پینے اور دیگر معاملات میں شرعی ہدایات پر عمل کرنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ ⑤ کسی کو مردانہ قوت سے محروم کرنا یا خود اس قوت سے محروم ہونے کی کوشش کرنا شرعاً منع ہے۔

١٨٤٩- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ وَ زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ. قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ

١٨٤٩- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بے نکاح رہنے سے منع فرمایا۔

١٨٤٨ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يكره من التبتل والخصاء، ح:٥٠٧٣، ومسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة . . . الخ، ح:١٤٠٢ من حديث إبراهيم بن سعد به.

١٨٤٩ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في النهي عن التبتل، ح:١٠٨٢ من حديث زيد بن أخزم به، وقال: "حسن غريب" * قتادة عنعن، وأخرج النسائي: ٦/ ٥٩، ح:٣٢١٥ وغيره من حديث الحسن عن سعد بن هشام عن عائشة رضي الله عنها، وصححه الترمذي، ح:١٠٨٢، والحديث السابق شاهد له.

سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ التَّبَتُّلِ.

زَادَ زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ: وَقَرَأَ قَتَادَةُ: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَٰجًا وَذُرِّيَّةً﴾. [الرعد: ٣٨]

زید بن اخزم نے یہ اضافہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے (اس مسئلے کو واضح کرنے کے لیے) یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَٰجًا وَذُرِّيَّةً﴾ ''اور یقیناً ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ان کو بیویوں اور اولاد والا بنایا۔''

فوائد و مسائل: ① بے نکاح رہنے کو نیکی سمجھنا غلط ہے خواہ یہ تصوف کے نام پر ہو یا قلندری کے نام پر یا کسی اور نام سے۔ ② نکاح تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ ③ انبیائے کرام نوری مخلوق نہیں بلکہ اشرف المخلوقات انسان ہیں اس لیے وہ نکاح بھی کرتے تھے اور ان کی اولاد بھی ہوتی تھی۔

(المعجم ٣) - بَابُ حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ (التحفة ٣)

باب: ٣- خاوند پر بیوی کے حقوق

١٨٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي قَزَعَةَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ؟ قَالَ: «أَنْ يُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمَ. وَأَنْ يَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَى. وَلَا يَضْرِبِ الْوَجْهَ. وَلَا يُقَبِّحْ. وَلَا يَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ».

١٨٥٠- حضرت حکیم بن معاویہ اپنے والد حضرت معاویہ (ابن حیدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا: خاوند پر عورت کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کھانا کھائے تو اسے بھی کھلائے جب کپڑا پہنے تو اسے بھی پہنائے چہرے پر نہ مارے اسے برا بھلا نہ کہے اور گھر ہی میں (اس سے) علیحدگی اختیار کیے رکھے۔''

فوائد و مسائل: ① اسلام نے معاشرے کو صحیح بنیادوں پر قائم کرنے کے لیے ہر فرد کے حقوق و فرائض کا تعین کر دیا ہے۔ ان کو پیش نظر رکھ کر معاشرے میں امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ ② جس طرح مردوں کے حقوق ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾

١٨٥٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في حق المرأة على زوجها، ح: ٢١٤٢ من حديث أبي قزعة به.

(البقرۃ ۲:۲۲۸) ''اور دستور کے مطابق عورتوں کے لیے مردوں پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے لیے عورتوں پر ہیں۔'' گھر میں امن وسکون قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ ③ عورت کی بنیادی ضروریات' یعنی خوراک' لباس اور رہائش وغیرہ مہیا کرنا مرد کا فرض ہے۔ ④ مرد کو حق حاصل ہے کہ عورت کو غلطی پر مناسب تنبیہ کرے۔ ⑤ اگر معمولی تنبیہ کا اثر نہ ہو تو معمولی سی جسمانی سزا بھی دی جا سکتی ہے لیکن چہرے پر مارنا منع ہے۔ ⑥ [لَا يُقَبِّحْ] کا ایک مفہوم یہ ہے کہ ڈانٹتے وقت نا مناسب الفاظ استعمال نہ کرے' جیسے عربوں میں رواج تھا کہ وہ کہتے: [قَبَّحَ اللّٰهُ وَجْهَكِ] ''اللہ تیرے چہرے کو قبیح کر دے۔'' یا [قَبَّحَكِ اللّٰهُ] ''اللہ تجھے بدصورت کر دے۔'' اس طرح کی گالی اور بددعا سے اجتناب کرنا چاہیے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ چہرے پر نہ مارے' زور سے مارنے سے چہرے پر نشان پڑ جائے گا اور چہرہ بدصورت ہو جائے گا' اس لیے فرمایا کہ اسے بدصورت نہ بنا دے۔ ⑦ تنبیہ کے لیے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے وقتی طور پر بول چال بند کرنا جائز ہے لیکن بیوی کو گھر سے نکال دینا یا خود گھر سے کئی دن کے لیے باہر چلے جانا مناسب نہیں۔ گھر میں دونوں کی موجودگی سے ناراضی جلد دور ہو جانے کی امید ہوتی ہے۔

١٨٥١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ الْبَارِقِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَذَكَّرَ وَوَعَظَ، ثُمَّ قَالَ: «اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْراً فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ. لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ. إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ. فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْباً غَيْرَ مُبَرِّحٍ. فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلاً. إِنَّ لَكُمْ

١٨٥١- حضرت عمرو بن احوص ؓ سے روایت ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ (اس دوران میں) نبی ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا کی' اور وعظ ونصیحت فرمائی۔ (اس میں آپ نے کئی باتیں ارشاد فرمائیں) پھر فرمایا: ''عورتوں کے بارے میں خیر کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمھارے پاس قیدی ہیں۔ تمھیں ان پر اس کے سوا کوئی اختیار نہیں۔ الا یہ کہ وہ واضح بے شرمی کا کوئی کام کریں۔ اگر وہ ایسی حرکت کریں تو ان سے بستروں میں الگ ہو جاؤ' اور انھیں مارو لیکن سخت پٹائی نہ ہو۔ (اس تنبیہ کے نتیجے میں) اگر وہ تمھاری اطاعت کرنے لگ جائیں تو ان پر (سختی کرنے کی) راہ تلاش نہ کرو یقیناً تمھاری عورتوں پر تمھارا

١٨٥١ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء في حق المرأة على زوجها، ح: ١١٦٣ من حديث الحسين بن علي به، وقال: "حسن صحيح".

مِنْ نِسَائِكُمْ حقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا. فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ، فَلاَ يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ. وَلاَ يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ. أَلاَ، وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ».

حق ہے اور تمھاری عورتوں کا تم پر حق ہے۔ تمھاری عورتوں پر تمھارا حق تو یہ ہے کہ وہ تمھارے بستروں پر اسے نہ بٹھائیں جس (کے گھر میں آنے) کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمھارے گھر میں اس فرد کو آنے کی اجازت نہ دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ سنو! تم پر عورتوں کا یہ حق ہے کہ ان کے لباس اور خوراک کے بارے میں ان سے اچھا سلوک کرو۔"

فوائد و مسائل: ① وصیت تاکیدی نصیحت کو کہتے ہیں جس پر عمل کرنا بہت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ "وصیت قبول کرو" کا مطلب یہ ہے کہ میں تمھیں وصیت کرتا ہوں۔ بہت سے صحابۂ کرام جو حجۃ الوداع میں حاضر تھے ان کے لیے ممکن ہے کہ نبی ﷺ سے ان کی وہ آخری ملاقات ہو کیونکہ اس سے تین ماہ بعد رسول اللہ ﷺ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ ان کے لیے یہ خطبہ واقعی آخری نصیحت (وصیت) بن گیا۔ ② خطاب اگرچہ حجۃ الوداع میں حاضر ہونے والے صحابۂ کرام ﷺ سے فرمایا گیا تھا' تاہم یہ حکم قیامت تک آنے والے تمام مومنوں کے لیے ہے۔ ③ مرد کو چاہیے کہ بیوی کے اخلاق و کردار کی نگرانی کرے' تاہم بلاوجہ شکوک و شبہات میں مبتلا رہنا درست نہیں' جب تک کوئی واضح مشکوک صورت سامنے نہ آئے۔ ④ واضح بے حیائی سے مراد ایسی حرکات ہیں جن پر روک ٹوک نہ کرنے سے بدکاری تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔ زنا کا ارتکاب ہو جانے کی صورت میں دوسرے احکام ہیں جو قرآن و حدیث میں اپنے مقام پر مذکور ہیں۔ ⑤ بستروں میں الگ ہونے سے مراد ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے جنسی تعلقات منقطع کر لینا ہے۔ بعض علماء نے اس کی یہ صورت بیان فرمائی ہے کہ ایک ہی بستر پر ہوتے ہوئے عورت کی طرف پیٹھ کر کے لیٹ جائے تاکہ اس کا جذباتی ہیجان اسے معافی مانگنے اور اپنی اصلاح کرنے پر مجبور کر دے۔ ⑥ جب محسوس ہو کہ عورت اپنی غلطی پر پشیمان ہے اور اصلاح پر آمادہ ہے تو اس سے معمول کے تعلقات قائم کر لینے چاہییں اور بار بار گزشتہ غلطیوں کا طعنہ نہیں دینا چاہیے۔ ⑦ بعض اوقات صورت حال اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ جسمانی سزا ناگزیر ہو جاتی ہے لیکن یہ اصلاح کی کوشش کا آخری درجہ ہے' جہاں تک ممکن ہو معاملات کو اس مرحلے پر نہیں پہنچنے دینا چاہیے۔ ⑧ اگر جسمانی سزا ضروری محسوس ہو تو اس میں بھی نرمی کا پہلو مدنظر ہونا چاہیے' یعنی صرف اس حد تک سختی کی جائے یا سزا دی جائے جو تنبیہ کے لیے ضروری ہو' اس سے زیادہ نہیں کیونکہ مقصود اصلاح ہے' غصہ نکالنا یا بدلہ لینا نہیں۔ ⑨ مہمانوں کی تکریم ضروری ہے لیکن اگر کوئی ایسا شخص آتا ہے جسے خاوند اچھا نہیں سمجھتا تو عورت کو چاہیے کہ خاوند کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے اسے اجازت دینے سے معذرت کر لے' یا کہہ دے کہ مرد گھر میں نہیں' پھر آ جائیے

گا۔ ⑩ ناپسندیدہ شخص کو بستر پر نہ بٹھانے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ غیر مردوں سے ناجائز تعلقات استوار کرنے کی راہ ہموار نہ کی جائے۔ ان سے نرم لہجے میں ہنس ہنس کر بات کرنے کے بجائے سنجیدگی سے مختصر بات کر کے فارغ کر دیا جائے۔ امام خطابی فرماتے ہیں: ''اس کا مطلب یہ ہے کہ اجنبی مردوں کو گپ شپ کے لیے اپنے پاس گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں' جیسے عرب میں یہ رواج تھا اور اسے عیب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد اس سے منع کر دیا گیا۔'' (حاشیہ سنن ابن ماجہ از محمد فواد عبدالباقی) ہمارے ہاں دیہات میں' جہاں پردے کا اہتمام نہیں کیا جاتا اب بھی یہ صورت حال موجود ہے جو شرعی طور پر ممنوع ہے۔ ⑪ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے محرم رشتہ داروں کو بھی خاوند کی اجازت کے بغیر گھر میں نہ آنے دے لیکن زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کو ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ عورت کے محرم مردوں پر پابندی لگائے۔ حضرت عائشہ ﷞ نے اپنے رضاعی چچا کو گھر میں آنے کی اجازت نہیں دی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تمھارا چچا ہے' اسے آنے کی اجازت دو۔'' (سنن ابن ماجہ' حدیث:١٩٤٨) ⑫ لباس اور خوراک کے بارے میں اچھا سلوک یہ ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس اور مناسب خوراک مہیا کرے لیکن ایسے لباس سے منع کرنا چاہیے جو شریعت کی تعلیمات کے مطابق نہ ہو۔

(المعجم ٤) - بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ (التحفة ٤)

باب:۴- بیوی پر خاوند کے حقوق

١٨٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَمَرْتُ أَحَداً أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. وَلَوْ أَنَّ رَجُلاً أَمَرَ امْرَأَتَهُ أَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ أَحْمَرَ إِلَى جَبَلٍ أَسْوَدَ، وَمِنْ جَبَلٍ أَسْوَدَ إِلَى جَبَلٍ أَحْمَرَ، لَكَانَ نَوْلُهَا أَنْ تَفْعَلَ».

١٨٥٢- ام المومنین حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی انسان کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اگر کوئی مرد عورت کو حکم دے کہ سرخ پہاڑ سے (پتھر اٹھا کر) سیاہ پہاڑ پر لے جائے' اور سیاہ پہاڑ سے سرخ پہاڑ پر لے جائے تو عورت کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ یہ کام کرے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اس روایت کے

١٨٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٧٦ عن عفان وغيره به، وانظر، ح: ١١٦ لعلته.

پہلے جملے [لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ...... تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا] ''اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی انسان کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔'' کو دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ مذکورہ جملہ جامع الترمذی (۱۱۵۹) میں بھی مروی ہے۔ وہاں پر ہمارے شیخ موصوف نے اس جملے کو سنداً حسن قرار دیا ہے' نیز یہی جملہ اگلی روایت میں بھی مذکور ہے' اسے بھی انھوں نے سنداً حسن قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت جو کہ سنداً ضعیف ہے' اس میں سے پہلا جملہ قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۲/۱۴۵-۱۴۹' و۴۱/۱۹' وإرواء الغليل: ۷/۵۴-۵۸' حديث: ۱۹۹۸)

١٨٥٣- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِنَ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «مَا هٰذَا يَا مُعَاذُ؟» قَالَ: أَتَيْتُ الشَّامَ فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِأَسَاقِفَتِهِمْ وَبَطَارِقَتِهِمْ. فَوَدِدْتُ فِي نَفْسِي أَنْ نَفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلَا تَفْعَلُوا. فَإِنِّي لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللهِ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا، وَهِيَ عَلَى قَتَبٍ، لَمْ تَمْنَعْهُ».

۱۸۵۳- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب حضرت معاذ ؓ شام سے آئے تو انھوں نے نبی ﷺ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''معاذ! یہ کیا؟'' انھوں نے کہا: میں شام گیا تو میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ مجھے اپنے دل میں یہ بات اچھی لگی کہ ہم لوگ آپ کے ساتھ (تعظیم اور احترام کا) یہ طریقہ اختیار کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم (یہ کام) نہ کرو۔ اگر میں کسی کو اللہ کے سوا کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! عورت اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی' جب تک اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی۔ اگر وہ اونٹ کے کجاوے پر بیٹھی ہوئی ہو اور خاوند اس سے خواہش کا اظہار کرے تو اسے انکار نہیں کرنا چاہیے۔''

فوائد و مسائل: ① عبادت کے طور پر مخلوق میں سے کسی کو سجدہ کرنا کفر ہے۔ احترام کے طور پر سجدہ کرنا

١٨٥٣ـ [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٩٢ من حديث حماد بن زيد به، وتابعه إسماعيل ابن علية عند أحمد: ٤/ ٣٨١، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٢٩٠، وله شواهد كثيرة.

سابقہ شریعتوں میں جائز تھا، ہماری شریعت میں یہ بھی حرام ہے۔ ② سابقہ شریعت میں کوئی کام جائز ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، مثلاً: حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں سگی بہن سے نکاح جائز تھا، اب حرام ہے۔ پہلے چار سے زیادہ عورتوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا، یا دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کر لینا جائز تھا، اب نہیں۔ ③ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں کو سجدہ نہیں کرتے بلکہ ان کے قدم چومتے ہیں، یا کسی کو راضی کرنے کے لیے اس کے پاؤں پڑ جاتے ہیں، اس کے قدموں میں گر جاتے ہیں، یہ بھی سجدہ ہے۔ نام بدل لینے سے حرام کام حلال نہیں ہو جاتا۔ ④ یہود و نصاریٰ کے رسم و رواج اور آداب اختیار کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ان کے ایسے اعمال کا تعلق بالعموم ان کے غلط عقائد سے ہوتا ہے اگرچہ ہمارے لیے وہ تعلق اس قدر واضح نہ ہو۔ دوسری غیر مسلم اقوام، مثلاً: ہندو، سکھ، پارسی اور بدھ وغیرہ کے رسم و رواج کا بھی یہی حکم ہے۔ ⑤ خاوند کا حق بہت زیادہ ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیوی کے حقوق فراموش کر دیے جائیں، جیسے والدین کا حق بہت زیادہ ہے لیکن اولاد کے حقوق بھی پیش نظر رہنے چاہییں۔ ⑥ نکاح کا ایک بڑا مقصد عصمت و عفت کی حفاظت ہے، اس لیے عورت کو مرد کی جنسی خواہش پوری کرنے میں پس و پیش نہیں کرنا چاہیے۔ مرد کو بھی چاہیے کہ جب محسوس ہو کہ عورت مقاربت کی خواہش رکھتی ہے تو اس کا یہ حق ادا کرے۔ حدیث میں عورت کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عام طور پر تکلف کا اظہار عورت ہی کی طرف سے ہوتا ہے، اس کے برعکس صورت شاذ و نادر ہے۔ ⑦ عورت کو چاہیے کہ مرد کا احترام ملحوظ رکھے۔

١٨٥٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي نَصْرٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُسَاوِرٍ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أُمِّهِ: قَالَتْ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ، وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ، دَخَلَتِ الْجَنَّةَ».

۱۸۵۴- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جو عورت اس حال میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش تھا تو وہ جنت میں جائے گی۔“

١٨٥٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء في حق الزوج على المرأة، ح: ١١٦١ من حديث محمد ابن فضيل به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ١٧٣، والذهبي، وقال في الميزان في ترجمة مساور: "فيه جهالة، والخبر منكر"، وجهله صاحب التقريب * أم مساور وثقها الترمذي، والحاكم وغيرهما، والله أعلم، والحديث ضعفه ابن الجوزي وغيره، ولا أعلم وجه النكارة فيه.

(المعجم ٥) - بَابُ أَفْضَلِ النِّسَاءِ (التحفة ٥)

باب:۵- بہترین عورت

١٨٥٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا الدُّنْيَا مَتَاعٌ. وَلَيْسَ مِنْ مَتَاعِ الدُّنْيَا شَيْءٌ أَفْضَلَ مِنَ الْمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ».

۱۸۵۵- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا (عارضی) فائدے کی چیز ہے اور دنیا کے ساز و سامان میں نیک عورت سے بہتر کوئی چیز نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① دنیا کی چیزوں سے حلال طریقے سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔ ترکِ دنیا جائز نہیں۔ ② دنیا کی چیزیں اس انداز سے استعمال کرنی چاہییں کہ آخرت میں فائدہ حاصل ہو۔ ③ نیک عورت ایک بڑی نعمت ہے کیونکہ وہ دنیا کے معاملات میں بھی اچھی مشیر ثابت ہوتی ہے، اچھی شریک حیات ہوتی ہے اور آخرت کے معاملات میں بھی خاوند سے تعاون کرتی ہے۔ اس طرح دونوں کو بلند درجات حاصل ہو جاتے ہیں۔ ④ نیک مرد بھی عورت کے لیے ایک ایسی ہی نعمت ہے۔

١٨٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ فِي الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ مَا نَزَلَ، قَالُوا: فَأَيَّ

۱۸۵۶- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب سونے چاندی کے بارے میں حکم نازل ہوا تو صحابۂ کرام نے (آپس میں) کہا: ہم کون سا مال حاصل کریں؟ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: میں تمھیں یہ (مسئلہ) معلوم کر کے بتاتا ہوں۔ انھوں نے اپنے

١٨٥٥ـ [صحيح] ✽ عبدالرحمٰن بن زياد ضعيف كما تقدم، ح: ٥٤، وأخرج مسلم، ح: ١٤٦٩ وغيره من طريق شرحيل بن شريك عن أبي عبدالرحمٰن عبدالله بن يزيد الحبلى به بلفظ: "الدنيا متاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة".

١٨٥٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة التوبة، ح: ٣٠٩٤ من طريق منصور عن سالم به، وقال: "حسن"، وقال ما ملخصه: "سألت البخاري سالم سمع من ثوبان؟ فقال: لا"، وكذا قال أحمد وغيره، وله شواهد، منها ما أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٦، وانظر أطراف المسند: ٨/ ٢٩٥، ومن طريقه المزي في تهذيب الكمال: ١١/ ٢٣١، وهو في السنن الكبرٰى للنسائي، وفيه سلم بن عطية، وثقه ابن حبان، وروى عنه شعبة وهو لا يروي إلا عن ثقة عنده، ولينه أبوحاتم الرازي.

الْمَالِ نَتَّخِذُ؟ قَالَ عُمَرُ: فَأَنَا أَعْلَمُ لَكُمْ ذٰلِكَ. فَأَوْضَعَ عَلَى بَعِيرِهِ. فَأَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ، وَأَنَا فِي أَثَرِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيَّ الْمَالِ نَتَّخِذُ؟ فَقَالَ: «لِيَتَّخِذْ أَحَدُكُمْ قَلْباً شَاكِراً، وَلِسَاناً ذَاكِراً، وَزَوْجَةً مُؤْمِنَةً، تُعِينُ أَحَدَكُمْ عَلَى أَمْرِ الآخِرَةِ».

اونٹ کو تیز چلایا' حتی کہ نبی ﷺ تک پہنچ گئے۔ (ثوبان فرماتے ہیں:) میں بھی ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ حضرت عمر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کون سا مال حاصل (کرنے کی کوشش) کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تمھیں چاہیے کہ شکر کرنے والا دل حاصل کرو اور ذکر کرنے والی زبان' اور مومن بیوی جو آخرت کے معاملات میں مرد کی مدد کرے۔"

فوائد و مسائل: ① اللہ کا ذکر اور اللہ کا شکر بہت بڑی نعمت ہے جس کو ان کاموں کی توفیق مل گئی' اسے بہت بڑی دولت حاصل ہوگئی۔ ② سونے چاندی کے بارے میں نازل ہونے والا حکم یہ ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (التوبة ٩:٣٤) "جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے' انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری دے دیجیے۔" ③ مال اچھی چیز ہے لیکن اس سے اہم انسان کی اخلاقی خوبیاں ہیں۔ خاص طور پر صبر اور شکر کی بہت اہمیت ہے۔ ④ جس عورت کے دل میں ایمان ہوگا' وہ خود بھی آخرت کو سامنے رکھے گی اور خاوند کو نیکی کی راہ پر چلنے میں مدد دے گی' اس لیے ایسی نیک عورت اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ مسلمان مرد کو ایسی عورت کی قدر کرنی چاہیے۔

١٨٥٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ، بَعْدَ تَقْوَى اللهِ، خَيْراً لَهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ. إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ. وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ. وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبَرَّتْهُ. وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ».

١٨٥٧- حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: "مومن کو اللہ کے تقوے کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں مل سکتی۔ (ایسی بیوی کہ) جب وہ اسے کوئی حکم دے تو وہ اس کی تعمیل کرے' جب اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے تو اسے خوش کر دے' اگر اسے کوئی قسم دے تو وہ قسم پوری کر دے' اگر وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو (سفر وغیرہ میں چلا جائے) تو اپنی ذات کے بارے میں اور اس کے مال کے بارے میں اس سے مخلص رہے (خیانت نہ کرے۔)"

١٨٥٧- [إسناده ضعيف جدًا] وانظر، ح: ٢٢٨ لعلته.

(المعجم ٦) - **بَابُ تَزْوِيجِ ذَاتِ الدِّينِ** (التحفة ٦)

باب:٦- دین والی عورت سے نکاح کرنا

١٨٥٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تُنْكَحُ النِّسَاءُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا. فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ».

١٨٥٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے: (کسی سے) اس کے مال کی وجہ سے (کسی سے) اس کے حسب ونسب کی وجہ سے (کسی سے) اس کے حسن و جمال کی وجہ سے (کسی سے) اس کی دینداری (اور نیکی) کی وجہ سے۔ تو دین دار عورت (کے حصول میں) کامیاب ہو جا۔ تیرا بھلا ہو۔''

فوائد ومسائل: ① نکاح کا تعلق زندگی بھر کے لیے ہوتا ہے اس لیے زندگی کا ساتھی تلاش کرنے میں کوشش کی جاتی ہے کہ وہ ایسا فرد ہو جس کے ساتھ زندگی خوش گوار ہو جائے۔ ② اچھی بیوی یا اچھے خاوند کی خواہش ایک جائز خواہش ہے تاہم اس انتخاب کا معیار درست ہونا چاہیے۔ ③ اکثر لوگ ظاہری چیزوں کو افضلیت کا معیار سمجھتے ہیں۔ بہت سے لوگ مال دار خاندان میں شادی کرنا پسند کرتے ہیں تاکہ ان کی دولت میں حصے دار ہو سکیں حالانکہ دولت ڈھلتی چھاؤں ہے۔ امیر آدمی دیکھتے دیکھتے مفلس ہو جاتے ہیں اور غریب آدمی کے دن پھر جاتے ہیں اور اسے دولت حاصل ہو جاتی ہے اس لیے دائمی تعلق قائم کرنے کے لیے یہ معیار قابل اعتماد نہیں۔ ④ بہت سے لوگ معزز خاندان میں رشتہ کرنا پسند کرتے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ دنیا میں معزز سمجھے جانے والے خاندان کا ہر فرد اخلاق وکردار کے لحاظ سے بھی اعلیٰ ہو۔ ⑤ اکثر لوگ ظاہری حسن وجمال پر فریفتہ ہوتے ہیں لیکن یہ معیار انتہائی ناقابل اعتماد ہے کیونکہ عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ حسن میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے۔ ⑥ اصل قابل اعتماد معیار نیکی اور تقویٰ ہے۔ نیک بیوی غریبی میں بھی باوقار رہتی ہے اور امارت میں مغرور ہو کر خاوند کی توہین نہیں کرتی اونچے خاندان کی عورت میں اکثر نخوت وتکبر کی بدعادت پائی جاتی ہے اور وہ اپنے خاوند پر حکم چلانے کی کوشش کرتی ہے جس کی وجہ سے خاوند اور بیوی میں محبت پیدا نہیں ہو پاتی جو خوش گوار زندگی کے لیے ضروری ہے لیکن نیک بیوی جو خاوند کے حقوق وفرائض سے آگاہ ہے وہ اونچے خاندان کی ہو یا ادنیٰ خاندان کی گھر کو جنت بنا دیتی ہے۔ ⑦ [تَرِبَتْ يَدَاكَ] اس کے لفظی معنی یہ ہیں: ''تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے۔'' یعنی تو مفلس ہو جائے تیرے ہاتھ میں خاک کے سوا کچھ نہ رہے لیکن اہل عرب

١٨٥٨- أخرجه البخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين ... الخ، ح:٥٠٩٠، ومسلم، الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين، ح:١٤٦٦ من حديث يحيى بن سعيد به.

یہ محاورہ اس معنی میں نہیں بولتے بلکہ تعریف یا مذمت کے موقع پر یہ جملہ بولتے ہیں۔ یہاں تعریف مراد ہے کہ جسے نیک عورت مل گئی' وہ قابل تعریف ہے کہ اس کی زندگی اچھی گزرے گی۔ اور نیکی میں تعاون کرنے والی نیک بیوی کی وجہ سے آخرت بھی اچھی ہو جائے گی اور ہر لحاظ سے اس کا بھلا ہو جائے گا۔

١٨٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ وَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ. فَعَسٰى حُسْنُهُنَّ أَنْ يُرْدِيَهُنَّ. وَلَا تَزَوَّجُوهُنَّ لِأَمْوَالِهِنَّ. فَعَسٰى أَمْوَالُهُنَّ أَنْ تُطْغِيَهُنَّ. وَلٰكِنْ تَزَوَّجُوهُنَّ عَلَى الدِّينِ. وَلَأَمَةٌ خَرْمَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِينٍ، أَفْضَلُ».

١٨٥٩- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے ان کے حسن کی وجہ سے نکاح نہ کرو' ممکن ہے ان کا حسن انھیں (تکبر میں مبتلا کر کے) تباہ کر دے' ان سے ان کے مال کی وجہ سے نکاح نہ کرو' ممکن ہے ان کا مال انھیں سرکش بنا (کر گناہوں میں مبتلا کر) دے' البتہ ان کے دین کو پیش نظر رکھتے ہوئے نکاح کیا کرو۔ ایک سیاہ فام' ناک کٹی' دین دار لونڈی (خوبصورت' بے دین آزاد عورت سے) افضل ہے۔''

(المعجم ٧) - بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبْكَارِ (التحفة ٧)

باب: ٧- کنواری لڑکی سے نکاح کرنا

١٨٦٠- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَقِيتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَتَزَوَّجْتَ يَاجَابِرُ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «أَبِكْراً أَوْ ثَيِّباً؟» قُلْتُ: ثَيِّباً. قَالَ: «فَهَلَّا بِكْراً

١٨٦٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں' میں نے ایک خاتون سے نکاح کیا۔ (اس کے بعد جب) میری ملاقات اللہ کے رسول ﷺ سے ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''جابر! کیا آپ نے شادی کر لی؟'' میں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''کنواری سے یا بیوہ سے؟'' میں نے کہا: بیوہ سے۔ فرمایا: ''کنواری سے

١٨٥٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٨٠ من حديث عبدالرحمٰن الإفريقي به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٥٤ لعلته.

١٨٦٠ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين، ح: ٧١٥ من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به.

تُلَاعِبُهَا؟» قُلْتُ: كُنَّ لِي أَخَوَاتٌ. فَخَشِيتُ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُنَّ. قَالَ: «فَذَاكَ إِذَنْ».

کیوں نہ کی جس سے تم دل بہلاتے؟'' میں نے کہا: میری کئی بہنیں تھیں۔ مجھے ڈر محسوس ہوا کہ وہ میرے اور ان کے درمیان حائل نہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا: ''تب یہ بات (درست ہے۔)''

فوائد ومسائل: ① نکاح کے وقت تمام دوستوں اور رشتے داروں کا اجتماع ضروری نہیں۔ ② اپنے ساتھیوں اور ماتحتوں کے حالات معلوم کرنا اور ان کی ضرورتیں ممکن حد تک پوری کرنا اچھی عادت ہے۔ ③ بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنا عیب نہیں۔ حدیث میں [ثَـيِّب] کا لفظ ہے جو بیوہ اور طلاق یافتہ عورت دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ ④ جوان آدمی کے لیے جوان عورت سے شادی کرنا بہتر ہے کیونکہ اس میں زیادہ ذہنی ہم آہنگی ہونے کی امید ہوتی ہے۔ ⑤ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہنوں کی تربیت کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑی عمر کی خاتون سے نکاح کیا' اس لیے دوسروں کے فائدے کو سامنے رکھ کر اپنی پسند سے کم تر چیز پر اکتفا کرنا بہت اچھی خوبی ہے۔ ⑥ کنبے کے سربراہ کو گھر کے افراد کا مفاد مقدم رکھنا چاہیے۔

١٨٦١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَالِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالْأَبْكَارِ. فَإِنَّهُنَّ أَعْذَبُ أَفْوَاهاً، وَأَنْتَقُ أَرْحَاماً، وَأَرْضَى بِالْيَسِيرِ».

۱۸۶۱- حضرت عتبہ بن عویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کنواریوں سے نکاح کرو کیونکہ وہ شیریں دہن' زیادہ بچے پیدا کرنے والی' اور تھوڑی چیز پر راضی رہنے والی ہوتی ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے محقق رحمہ اللہ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحۃ' رقم:۶۲۳) بنابریں بیوہ اور مطلقہ سے بھی نکاح کر لینا چاہیے لیکن اگر بیوہ کا رشتہ بھی مل رہا ہو اور کنواری کا بھی تو کنواری کو ترجیح دینی چاہیے خصوصاً جب کہ مرد نوجوان ہو۔ ② شیریں دہن کا مطلب یہ ہے کہ ان میں حیا زیادہ ہوتی ہے' اس لیے اپنے

١٨٦١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ١٤١، ح: ٣٥١ من طريق الحميدي عن محمد بن طلحة به، إلا أنه قال: عبدالرحمٰن بن سالم بن عبدالرحمٰن بن عويم بن ساعدة، وهو الصواب، وقال البغوي: "عبدالرحمٰن بن عويم ليست له صحبة"، فالحديث مرسل مع جهالة عبدالرحمٰن، وله شواهد ضعيفة، راجع التلخيص: ٣/ ١٤٥ وغيره.

خاوند کو خوش رکھنے کی زیادہ کوشش کرتی ہیں' اور تلخ لہجے میں بات کرنے سے پرہیز کرتی ہیں۔ بعض علماء نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ان کا لعابِ دہن زیادہ شیریں ہوتا ہے۔ ③ جو عورت پہلے ایک خاوند کے ساتھ زندگی گزار چکی ہے اور اس کے بچے ہو چکے ہیں' اب نئے شوہر سے اس کے بچے کم ہونے کی توقع ہے جب کہ کنواری لڑکی سے نکاح کے بعد جتنے بچے ہوں گے' وہ سب اس خاوند کے ہوں گے۔ ④ قناعت ایک اچھا وصف ہے جس عورت میں یہ صفت پائی جائے وہ اچھی بیوی ثابت ہوگی۔

(المعجم ٨) - بَابُ تَزْوِيجِ الْحَرَائِرِ وَالْوَلُودِ (التحفة ٨)

باب:۸- آزاد اور زیادہ بچے جننے کی صلاحیت رکھنے والی عورت سے نکاح کرنا

١٨٦٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ سَوَّارٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سَلِيمٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَرَادَ أَنْ يَلْقَى اللهَ طَاهِراً مُطَهَّراً، فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ».

۱۸۶۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص پاک صاف ہو کر اللہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے' اسے چاہیے کہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔''

١٨٦٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِنْكِحُوا. فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمْ».

۱۸۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نکاح کرو' میں تمھاری کثرت پر فخر کروں گا۔''

فوائد ومسائل: ① نکاح اسلام کے اہم احکام میں سے ہے' اس لیے بلاوجہ کنوارا رہنا درست نہیں۔

١٨٦٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي في الكامل من حديث سلام به، ومن طريقه أورده ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ٢٦١، وقال: "لا يصح" * وسلام هذا ضعيف (تقريب)، وكذا شيخه، بل قال ابن حبان: "يروي عن أنس ما ليس من حديثه ويضع عليه"، والحديث ضعفه البوصيري، والمنذري وغيرهما، وله شاهد عند البخاري في التاريخ الكبير: ٨/ ٤٠٤ بدون سند، والله أعلم بحاله.

١٨٦٣ـ [صحيح] انظر، ح: ٨٥٧ لعلته، وأخرج أبوداود، النكاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء، ح: ٢٠٥٠ بإسناد حسن مرفوعًا: "تزوجوا الودود الولود فإني مكاثربكم الأمم" وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله شواهد كثيرة.

④ کثرتِ اولاد شرعاً مطلوب ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خوشی کا باعث ہے۔ اس مفہوم کی ایک حدیث حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے' اس کے الفاظ یہ ہیں: ''خوب محبت کرنے والی' زیادہ بچے جننے والی سے نکاح کرو' میں دوسری امتوں سے تمھاری کثرت پر فخر کروں گا۔'' (سنن أبي داود' النكاح' باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء' حديث:٢٠٥٠) کسی عورت کی ماں اور بہنوں وغیرہ کے حالات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے اور امید کی جا سکتی ہے کہ اس عورت کی اولاد زیادہ ہوگی۔

(المعجم ٩) - بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا (التحفة ٩)

باب:٩- جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو' اسے (ایک نظر) دیکھ لینے کا بیان

١٨٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمِّهِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالَ: خَطَبْتُ امْرَأَةً. فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهَا فِي نَخْلٍ لَهَا. فَقِيلَ لَهُ: أَتَفْعَلُ هٰذَا وَأَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا أَلْقَى اللهُ فِي قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا».

١٨٦٤- حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ میں اس (کو دیکھنے) کے لیے چھپ جایا کرتا تھا حتی کہ میں نے اسے اس کے کھجوروں کے باغ میں دیکھ لیا۔ (حاضرین میں سے) کسی نے کہا: آپ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی ہو کر بھی ایسا کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ''جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے دل میں کسی عورت سے نکاح کی خواہش ڈالے تو اسے دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ سنداً ضعیف ہے' تاہم آگے آنے والی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ دیکھیے تحقیق وتخریج حدیث ہذا' غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' رقم:٩٨) ② جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو' اسے ایک نظر دیکھ لینا جائز ہے۔ ③ عورت کا مرد کو دیکھنا بھی جائز ہے۔ اس کے بارے میں اگرچہ کوئی حدیث مروی نہیں' تاہم اس مسئلے میں مرد پر قیاس کر کے عورت کے لیے بھی مرد کو دیکھنا جائز کہا جا سکتا ہے۔

١٨٦٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢٥ من حديث الحجاج بن أرطاة، وقد تقدم، ح: ١١٢٩، ٤٩٦ عن محمد بن سليمان به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٢٣٥، وسقط ذكر الحجاج من سنده، إما خطأ وإما تدليسًا من أبي معاوية محمد بن خازم لأنه مذكور في المدلسين (المرتبة الثانية)، وانظر الحديث الآتي فإنه يغني عنه.

③ ضروری نہیں کہ عورت کو دیکھے جانے کا علم ہو بلکہ اس کی لاعلمی میں بھی موقع پا کر دیکھنا جائز ہے۔ ④ خود دیکھنا ممکن نہ ہو تو کسی قابل اعتماد خاتون کو لڑکی کے گھر بھیجا جائے اور وہ مرد کی پسند' ناپسند کو پیش نظر رکھتے ہوئے لڑکی کو دیکھ لے۔

١٨٦٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، و زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، و مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا. فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا» فَفَعَلَ. فَتَزَوَّجَهَا. فَذَكَرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا.

١٨٦٥- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”جا کر اسے دیکھ لو' امید ہے کہ تم دونوں میں موافقت پیدا ہو جائے گی۔“ انھوں نے ایسے ہی کیا' پھر اس سے شادی کر لی۔ اس کے بعد انھوں نے اس سے موافقت کا ذکر فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پر عمل کرنے میں بڑی برکت ہے۔ ② نکاح سے پہلے جائز حدود میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ لینے سے ایک دوسرے کی طرف میلان ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں نکاح کے بعد باہم ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ③ جواز صرف ایک نظر دیکھ لینے کا ہے۔ تنہائی میں ایک دوسرے سے ملاقات کرنا اور طویل بات چیت' یا اکٹھے سیر کو جانا وغیرہ یہ سب کام دین کے صریح خلاف ہیں۔ اس حدیث سے ایسے کاموں کا جواز نہیں نکلتا۔

١٨٦٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرْتُ لَهُ امْرَأَةً أَخْطُبُهَا فَقَالَ: «اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا. فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ

١٨٦٦- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک خاتون کا ذکر کیا کہ میں اس سے نکاح کے لیے پیغام بھیجنے والا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جا کر اسے دیکھ لو' امید ہے تمھارے درمیان محبت پیدا ہو جائے گی۔“ چنانچہ میں ایک انصاری خاتون کے ہاں گیا اور

١٨٦٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ٨٤ من حديث عبدالرزاق به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٢٣٦، والحاكم: ٢/ ١٥٦، والذهبي، والبوصيري.

١٨٦٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في النظر إلى المخطوبة، ح: ١٠٨٧ من حديث بكر به، وقال: "حسن"، وصححه البوصيري.

يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا» فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ. فَخَطَبْتُهَا إِلَى أَبَوَيْهَا. وَأَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ. فَكَأَنَّهُمَا كَرِهَا ذٰلِكَ. قَالَ: فَسَمِعَتْ ذٰلِكَ الْمَرْأَةُ، وَهِيَ فِي خِدْرِهَا، فَقَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمَرَكَ أَنْ تَنْظُرَ، فَانْظُرْ. وَإِلَّا فَأَنْشُدُكَ. كَأَنَّهَا أَعْظَمَتْ ذٰلِكَ. قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا. فَذَكَرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا.

اس کے والدین سے اس کا رشتہ طلب کیا اور انھیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بھی سنایا۔ یوں محسوس ہوا کہ اس کے والدین نے اس چیز کو پسند نہیں کیا (کہ یہ مرد اس لڑکی کو دیکھے۔) لڑکی پردے میں تھی' اس نے یہ بات چیت سن لی' چنانچہ اس نے کہا: اگر تجھے اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھنے کا حکم دیا ہے تو دیکھ لے ورنہ میں تجھے قسم دیتی ہوں (کہ جھوٹا بہانہ بنا کر مجھے نہ دیکھنا) اس نے گویا اس بات کو بہت بڑا سمجھا (سنتے ہی اعتبار نہ آیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہوگا) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (میں سچ کہہ رہا تھا' اس لیے) میں نے اسے دیکھ لیا' پھر میں نے اس سے شادی کر لی۔ پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے ہم آہنگی پیدا ہو جانے کا ذکر فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① والدین نے حدیث نبوی کو ناپسند نہیں کیا بلکہ انھیں یہ بات پسند نہ آئی کہ ایک اجنبی مرد ان کی جوان بچی پر نگاہ ڈالے۔ ② کنواری جوان بچی کو پردے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ③ لڑکے کو چاہیے کہ صرف اسی لڑکی کو دیکھے جس سے وہ واقعی نکاح کرنے کا خواہش مند ہے۔ اس بہانے سے لوگوں کی بچیوں کو دیکھتے پھرنا بہت بری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے خیالات سے باخبر ہے' اس سے کسی کی خیانت پوشیدہ نہیں۔ ④ صحابہ اور صحابیات کے دل میں حدیث نبوی کا احترام بہت زیادہ تھا' چنانچہ لڑکی کو جب نبی ﷺ کا ارشاد بتایا گیا تو وہ فوراً راضی ہوگئی' حالانکہ طبعی طور پر یہ چیز اس کے لیے ناپسندیدہ تھی۔ ⑤ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہنوں میں فرمان رسول کی کتنی زیادہ اہمیت تھی۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- پیغام نکاح پر پیغام نکاح دینے کی ممانعت

١٨٦٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَ سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

١٨٦٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنے بھائی کے

١٨٦٧- أخرجه البخاري، البيوع، باب لا يبيع على بيع أخيه ... الخ، ح: ٢١٤٠ وغيره، ومسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ١٤١٣ من حديث سفيان به مطولاً.

ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَخْطُبِ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ».

پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔"

١٨٦٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَخْطُبِ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ».

١٨٦٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی آدمی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔"

فوائد ومسائل: ① [خِطبة] "خا" کی زیر سے" کا مطلب ہے کہ نکاح کے لیے بات چیت شروع کرنا' یعنی کسی عورت کے سرپرستوں سے یہ درخواست کرنا کہ وہ اس کا رشتہ دے دیں۔ جب کسی عورت کے لیے اس کے گھر والوں سے بات چیت ہو رہی ہو اور رشتہ طے پا جانے کی امید ہو تو دوسرے آدمی کو اس عورت کے لیے بات چیت شروع نہیں کرنی چاہیے۔ ② اگر محسوس ہو کہ ابھی عورت نے اس مرد کو قبول کرنے کا فیصلہ نہیں کیا اور اس کی طرف واضح میلان نہیں تو دوسرا آدمی بھی پیغام بھیج سکتا ہے تاکہ عورت فیصلہ کر سکے کہ اس کے لیے ان دونوں میں سے کون سا مرد زیادہ مناسب ہے اور اس کے سرپرست بھی معاملے پر بہتر انداز سے غور کر سکیں۔ ③ اس ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ مسلمانوں کے باہمی معاملات میں بگاڑ پیدا نہ ہو اور آپس میں ناراضی پیدا نہ ہو۔

١٨٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ ابْنِ صُخَيْرٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي» فَآذَنْتُهُ. فَخَطَبَهَا

١٨٦٩- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے کہا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تیری عدت ختم ہو جائے تو مجھے بتانا۔" (عدت ختم ہونے پر) انھوں نے آپ کو اطلاع دی۔ انھیں حضرت معاویہ' ابوجہم بن صخیر اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے نکاح کے لیے پیغام بھیجے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے

١٨٦٨ـ أخرجه مسلم، النكاح، الباب السابق، ح:١٤١٢ من حديث يحيى به، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه ... الخ، ح:١٤١٢/ ٨.

١٨٦٩ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح:١٤٨٠/ ٤٧ عن ابن أبي شيبة به.

مُعَاوِيَةُ وَأَبُو الْجَهْمِ بْنُ صُخَيْرٍ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ تَرِبٌ، لاَ مَالَ لَهُ. وَأَمَّا أَبُوالْجَهْمِ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ. وَلٰكِنْ أُسَامَةُ». فَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا: أُسَامَةُ. أُسَامَةُ. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «طَاعَةُ اللهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ خَيْرٌ لَكِ» قَالَتْ: فَتَزَوَّجْتُهُ فَاغْتَبَطْتُ بِهِ.

فرمایا: ''معاویہ (ﷺ) تو مفلس آدمی ہیں' ان کے پاس مال نہیں' ابوجہم (ﷺ) عورتوں کو بہت مارتے ہیں لیکن اسامہ (ﷺ بہترین ہیں۔'') حضرت فاطمہ بنت قیس ﷺ نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کر کے کہا: اسامہ! اسامہ! اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت تیرے لیے بہتر ہے۔'' حضرت فاطمہ ﷺ نے بیان کیا: میں نے ان سے نکاح کر لیا' پھر مجھ پر رشک کیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① عورت کے کسی مرد کو قبول کرنے کا فیصلہ کر لینے سے پہلے دوسرا آدمی پیغام بھیج سکتا ہے۔ ② اگر کسی کا عیب چھپانے سے کسی مسلمان کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ عیب ظاہر کر دیا جائے۔ یہ صورت ممنوعہ غیبت میں شمار نہیں ہوتی۔ حدیث کے راویوں پر جرح کرنے میں بھی یہی حکمت ہے کہ جو حکم رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں اسے غلطی سے شرعی حکم نہ سمجھ لیا جائے' اس لیے یہ بھی جائز ہے۔ ③ جب کوئی غلام آزاد ہو جائے تو اسلامی معاشرے میں اس کا مقام و مرتبہ دوسرے آزاد افراد سے کم تر نہیں ہوتا۔ ④ نبی ﷺ کا حکم ماننے میں فائدہ ہے اگرچہ بظاہر وہ ناگوار محسوس ہو۔ ⑤ حضرت فاطمہ ﷺ کے اشارے کا مطلب عدم رضامندی کا اظہار تھا کیونکہ حضرت اسامہ ﷺ کے والد محترم حضرت زید ﷺ کچھ عرصہ غلام رہ چکے تھے۔

(المعجم ١١) - بَابُ اسْتِئْمَارِ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ (التحفة ١١)

باب:١١- کنواری اور شوہر دیدہ سے اجازت لینا

١٨٧٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الأَيِّمُ أَوْلَى بِنَفْسِهَا مِنْ

١٨٧٠- حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شوہر دیدہ اپنی ذات پر اپنے ولی (سرپرست) سے زیادہ اختیار رکھتی ہے۔ اور کنواری سے اس کی ذات کے بارے میں اجازت لی جائے۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کنواری بات

١٨٧٠ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب استيذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، ح: ١٤٢١ من حديث مالك به.

وَلِيِّهَا. وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا» قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي أَنْ تَتَكَلَّمَ. قَالَ: «إِذْنُهَا سُكُوتُهَا».

کرتے ہوئے شرماتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہاں [أَيِّم] سے مراد وہ عورت ہے جس کا پہلے نکاح ہوا تھا' پھر خاوند سے جدائی ہوگئی' خواہ خاوند کی وفات کی وجہ سے ہو یا طلاق کی وجہ سے' یعنی اس لفظ سے بیوہ اور طلاق یافتہ دونوں مراد ہیں۔ دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ ② نکاح میں لڑکی کی رضامندی بھی ملحوظ رکھی جائے اور سرپرست کی اجازت بھی ضروری ہے۔ ③ کنواری لڑکی اگر شرم وحیا کی وجہ سے بول کر رضامندی ظاہر نہ کر سکے تو اس کی خاموشی کو رضامندی تصور کر لیا جائے گا' بشرطیکہ دوسرے قرائن سے محسوس نہ ہو کہ یہ خاموشی ناراضی کی وجہ سے ہے۔ ④ بیوہ یا مطلقہ کی اجازت واضح طور پر کلام کے ذریعے سے ہونا ضروری ہے' اس کی خاموشی کو رضا سمجھ لینا کافی نہیں۔ ⑤ بیوہ یا طلاق یافتہ عورت کو چاہیے کہ عدت گزرنے کے بعد دوبارہ کسی مناسب جگہ نکاح کر لے۔ اس کے سرپرست کو بھی چاہیے کہ دوسرا نکاح کرنے میں اس سے تعاون کرے۔ بے نکاح بیٹھ رہنا درست نہیں' الا یہ کہ عمر اتنی زیادہ ہوگئی ہو کہ دوسرا نکاح کرنا مشکل ہو...... یا کوئی اور رکاوٹ ہو۔

١٨٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ. وَلاَ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ، وَإِذْنُهَا الصُّمُوتُ».

١٨٧١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''شوہر دیدہ کا نکاح اس سے مشورہ کیے بغیر نہ کیا جائے۔ اور کنواری کا نکاح اس سے اجازت لیے بغیر نہ کیا جائے۔ اور اس کی اجازت خاموش رہنا ہے۔''

١٨٧٢- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ

١٨٧٢- حضرت عدی بن عدی کندی ؒ اپنے والد حضرت عدی بن عمیرہ ؓ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شوہر دیدہ اپنی

١٨٧١ـ أخرجه مسلم، النكاح، الباب السابق، ح: ١٤١٩/ ٦٤ من حديث الأوزاعي وغيره به، ورواه البخاري، ح: ٥١٣٦ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

١٨٧٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٢ من حديث الليث به، قيل: عدي لم يسمع من أبيه، لكن للحديث شواهد صحيحة عند أحمد وغيره.

عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الثَّيِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا، وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صَمْتُهَا».

رضامندی کا (زبان سے) اظہار کرے اور کنواری کی رضامندی (کی علامت) اس کا خاموش رہنا ہے۔“

فائدہ: عورت اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی۔ اس کا نکاح اس کا سرپرست ہی کرے گا' تاہم اس کی رائے کو بھی اہمیت دی جائے گی۔ دونوں کے مشورے سے نکاح ہوگا۔

(المعجم ١٢) - **بَابُ مَنْ زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ** (التحفة ١٢)

باب:١٢- بیٹی کی ناراضی کے باوجود اس کا نکاح کر دینا

١٨٧٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ، وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيدَ الأَنْصَارِيَّيْنِ أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَجُلاً مِنْهُمْ يُدْعَى خِذَامًا أَنْكَحَ ابْنَةً لَهُ. فَكَرِهَتْ نِكَاحَ أَبِيهَا. فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَذَكَرَتْ لَهُ. فَرَدَّ عَلَيْهَا نِكَاحَ أَبِيهَا. فَنَكَحَتْ أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ.

١٨٧٣- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید انصاری اور حضرت مجمع بن یزید انصاری ؓ سے روایت ہے کہ ان کے خاندان کے ایک شخص حضرت خذام ؓ نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔ اس نے اپنے والد کے کیے ہوئے نکاح کو پسند نہ کیا' چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ آپ نے اس کے والد کا کیا ہوا نکاح کالعدم قرار دے دیا۔ تب اس نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر ؓ سے نکاح کر لیا۔

وَذَكَرَ يَحْيَى أَنَّهَا كَانَتْ ثَيِّباً.

حضرت یحییٰ بن سعید ؒ نے فرمایا: یہ لڑکی ثیّب (بیوہ یا طلاق یافتہ) تھی۔

فوائد ومسائل: ① [ثیب] کا نکاح اگر اس کی مرضی کے خلاف کر دیا جائے' تب بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے' تاہم وہ عدالت کے ذریعے سے یہ نکاح ختم کرا سکتی ہے۔ ② اس ناخوش گوار نتیجے سے بچنے کے لیے پہلے ہی افہام وتفہیم سے کسی متفقہ رائے پر پہنچ جانا بہتر ہے' یعنی نکاح وہاں کیا جائے جہاں عورت بھی راضی ہو اور سرپرست کو بھی اعتراض نہ ہو۔

١٨٧٣ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب إذا زوج الرجل ابنته وهي كارهة فنكاحه مردود، ح: ٥١٣٩ من حديث يزيد به مختصرًا.

١٨٧٤- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَتْ فَتَاةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَتْ: إِنَّ أَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ أَخِيهِ لِيَرْفَعَ بِي خَسِيسَتَهُ. قَالَ، فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا. فَقَالَتْ: قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِي. وَلٰكِنْ أَرَدْتُ أَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ أَنْ لَيْسَ إِلَى الْآبَاءِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ.

۱۸۷۴- حضرت عبداللہ بن بریدہ رشاللہ اپنے والد حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: ایک نوجوان لڑکی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے تاکہ میرے ذریعے سے اس کا مقام بلند ہو جائے۔ آپ ﷺ نے لڑکی کو (نکاح فسخ کرنے کا) اختیار دے دیا۔ اس نے کہا: میں اپنے والد کے کیے ہوئے نکاح کو قبول کرتی ہوں لیکن میں چاہتی تھی کہ عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے باپوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔

فوائد ومسائل: ① ''تاکہ میرے ذریعے سے اس کا مقام بلند ہو جائے۔'' اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ میرے والد نادار ہیں اور ان کا بھتیجا خوشحال ہے وہ چاہتے ہیں کہ اس رشتے کی وجہ سے انھیں بھی مالی فوائد حاصل ہو جائیں۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ بھتیجا نادار ہے والد صاحب میرا رشتہ دے کر اس کا مقام بلند کرنا چاہتے ہیں تاکہ لوگ یہ سمجھ کر اس کی عزت کریں کہ یہ فلاں صاحب کا داماد ہے۔ ② والدین کو بھی لڑکی کی رضامندی کے بغیر بالجبر ایسی جگہ نکاح کر دینے کی اجازت نہیں ہے جو اسے پسند نہ ہو۔ ③ ایسی صورت میں لڑکی کو نکاح فسخ کرانے کی اجازت ہے۔

١٨٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو السَّقْرِ يَحْيَى بْنُ يَزْدَادَ الْعَسْكَرِيُّ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرُّوذِيُّ: حَدَّثَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جَارِيَةً بِكْراً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ. فَذَكَرَتْ لَهُ

۱۸۷۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بتایا کہ اس کے والد نے اس کا نکاح کر دیا ہے جب کہ وہ (اس رشتے سے) ناخوش ہے۔ نبی ﷺ نے اسے (نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار دے دیا۔

١٨٧٤- [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "إسناده صحيح"، والحديث الآتي شاهد له.

١٨٧٥- [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في البكر يزوجها أبوها ولا يستأمرها، ح: ٢٠٩٦ من حديث الحسين بن محمد به ٭ جرير بن حازم ثقة مدلس، رماه بالتدليس الإمام البيهقي وغيره، وقد عنعن، وتابعه زيد بن حبان، وخالفهما الجبل حماد بن زيد فرواه مرسلاً وهو الصواب، والحديث السابق شاهد لحديث جرير وزيد، وبه صح الحديث.

أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ. فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّقِّيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حِبَّانَ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

ایک دوسری سند سے بھی یہ روایت عبداللہ بن عباس ؓ سے اسی طرح مروی ہے۔

(المعجم ١٣) - **بَابُ نِكَاحِ الصِّغَارِ يُزَوِّجُهُنَّ الْآبَاءُ** (التحفة ١٣)

باب:١٣- والد چھوٹی بچی کا نکاح (اس سے پوچھے بغیر) کر سکتا ہے

١٨٧٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ. فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ. فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ. فَوُعِكْتُ. فَتَمَرَّقَ شَعَرِي حَتَّى وَفَى لِي جُمَيْمَةٌ. فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبَاتٌ لِي. فَصَرَخَتْ بِي. فَأَتَيْتُهَا وَمَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ. فَأَخَذَتْ بِيَدِي فَأَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ. وَإِنِّي لَأَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي. ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ عَلَى وَجْهِي وَرَأْسِي. ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ. فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتٍ. فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى

١٨٧٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے میرا نکاح ہوا تو میری عمر چھ سال تھی۔ ہم (ہجرت کر کے) مدینہ آئے تو بنو حارث بن خزرج کے محلے میں ٹھہرے۔ (ایک بار ایسا ہوا کہ) مجھے بخار آیا تو میرے سر کے بال جھڑ گئے حتی کہ کندھوں تک لٹکتے ہوئے تھوڑے سے بال رہ گئے۔ (ایک دن) میں جھولا جھول رہی تھی اور میرے ساتھ چند سہیلیاں بھی تھیں کہ میری والدہ ام رومان ؓ نے آ کر مجھے آواز دی۔ میں ان کے پاس آ گئی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ ان کا کیا ارادہ ہے؟ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے تک لے آئیں۔ میرا سانس پھولا ہوا تھا۔ (تھوڑی دیر میں) میرا سانس کچھ ٹھیک ہو گیا۔ امی جان نے پانی لے کر میرا سر منہ دھویا' پھر مجھے گھر کے اندر لے گئیں' دیکھا تو گھر میں چند انصاری خواتین موجود تھیں۔ انھوں نے کہا: [عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ' وَعَلَى

١٨٧٦- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ عائشة وقدومها المدينة وبنائه بها، ح: ٣٨٩٤ من حديث علي بن مسهر، ومسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، من حديث هشام به، ح: ١٤٢٢.

خَيْرِ طَائِرٍ . فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ . فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي . فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ ضُحًى . فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ .

خَيْرِ طَائِرٍ] ''خیر و برکت کے ساتھ آؤ' تمھاری قسمت اچھی ہو۔'' امی جان نے مجھے ان خواتین کے حوالے کر دیا۔ انھوں نے میری حالت کو درست کیا (کنگھی پٹی کی اور زیب و زینت کر کے دلہن بنا دیا۔) مجھے تبھی پتہ چلا جب چاشت کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور خواتین نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ اس وقت میری عمر نو سال تھی۔''

فوائد ومسائل: ① نابالغ بچی کا نکاح درست ہے۔ ② [أُرْجُوحَة] ''جھولا'' ایک بڑی لکڑی ہوتی ہے جو درمیان سے اونچی جگہ رکھی ہوتی ہے۔ بچے اس پر دونوں طرف بیٹھ جاتے ہیں۔ جب وہ ایک طرف سے نیچے ہوتی ہے تو دوسری طرف سے اوپر اٹھ جاتی ہے۔ اسے انگریزی میں (See Saw) ''سی سا'' کہتے ہیں۔ ③ رخصتی کے وقت دلھن کو آراستہ کرنا مسنون ہے۔ ④ رخصتی کے وقت ہمسایہ خواتین کا جمع ہونا اور تیاری میں مدد دینا درست ہے' تاہم آج کل جو بے جا تکلفات اور رسم و رواج اختیار کر لیے گئے ہیں' یہ خواہ مخواہ کی تکلیف ہے جس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ⑤ اسی طرح بیوٹی پارلروں میں بھیج کر دلھن کو آراستہ کروانا فضول خرچی بھی ہے' حیا باختہ اور بے پردہ عورتوں کی نقالی بھی اور تغییر لخلق اللہ بھی۔ ⑥ اسلام میں برات کا کوئی تصور نہیں۔ یہ ہندوانہ رسم ہے۔ اسی طرح مروجہ جہیز بھی غیر اسلامی رسم ہے۔ ⑦ نو سال کی بچی بالغ ہو سکتی ہے اور بالغ ہونے پر اس کی رخصتی بھی ہو سکتی ہے۔ اس میں کسی خاص عمر کی شرعاً کوئی شرط نہیں' اس لیے موجودہ عائلی قوانین میں مخصوص عمر کی جو شرط لگائی گئی ہے' شرعاً اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

١٨٧٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ : حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ : تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سَبْعٍ . وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ . وَتُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِي عَشْرَةَ سَنَةً .

١٨٧٧- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ان کی عمر سات برس تھی اور جب ان کی رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ام المومنین کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

١٨٧٧ـ [صحيح] فيه علتان، والحديث السابق شاهد له، وللحديث طرق كثيرة عن عائشة رضي الله عنها، وأجمع المحدثون على صحته، وهم عمدة في هٰذا الشأن .

فائدہ: حدیث ۱۸۷۶ میں ذکر ہوا کہ نکاح کے وقت حضرت عائشہ ؓ کی عمر مبارک چھ سال کی تھی۔ اور اس حدیث میں ہے کہ اس وقت عمر مبارک سات سال تھی' تاہم پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ صحیحین میں بھی چھ سال ہی مذکور ہے۔ (صحیح البخاري' مناقب الأنصار باب تزویج النبي ﷺ عائشة ؓ وقدومها المدینة وبنائه بها' حدیث:۳۸۹۴' وصحیح مسلم' النکاح' باب جواز تزویج الأب البکر الصغیرة' حدیث:۱۴۲۲)

(المعجم ١٤) - بَابُ نِكَاحِ الصِّغَارِ يُزَوِّجُهُنَّ غَيْرُ الْآبَاءِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- باپ کے علاوہ دوسرے سرپرست چھوٹی بچی کا نکاح کردیں' تو؟

۱۸۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ حِينَ هَلَكَ عُثْمَانُ ابْنُ مَظْعُونٍ تَرَكَ ابْنَةً لَهُ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَزَوَّجَنِيهَا خَالِي قُدَامَةُ، وَهُوَ عَمُّهَا، وَلَمْ يُشَاوِرْهَا. وَذٰلِكَ بَعْدَمَا هَلَكَ أَبُوهَا. فَكَرِهَتْ نِكَاحَهُ، وَأَحَبَّتِ الْجَارِيَةُ أَنْ يُزَوِّجَهَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ.

۱۸۷۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت عثمان بن مظعون ؓ ایک بیٹی چھوڑ کر فوت ہو گئے۔ حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا کہ اس کے والد کی وفات کے بعد میرے ماموں حضرت قدامہ ؓ نے' جو اس لڑکی کے چچا تھے' اس سے مشورہ لیے بغیر مجھ سے اس کا نکاح کر دیا۔ اس نے ان کے کیے ہوئے رشتے کو پسند نہ کیا۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ اس کا نکاح حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے کرتے' چنانچہ حضرت قدامہ ؓ نے (پہلا نکاح فسخ کر کے) اس کا نکاح ان (حضرت مغیرہ ؓ) سے کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① مصنف نے باب کا یہ عنوان مقرر کر کے اشارہ کیا ہے کہ جس طرح باپ اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح اس سے مشورہ لیے بغیر کر سکتا ہے۔ دوسرا کوئی سرپرست' مثلاً: ماموں یا چچا وغیرہ اس طرح نہیں کر سکتا بلکہ بچی سے مشورہ لینا چاہیے۔ بظاہر اس حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ لڑکی بالغ تھی یا نابالغ۔ ممکن ہے کسی دوسری سند سے اس کی صراحت مروی ہو کہ وہ نابالغ تھی۔ واللہ اعلم. ② بالغ ہونے کی صورت میں تو اس کی رضامندی ضروری تھی اور چونکہ پہلا نکاح رضامندی کے بغیر کیا گیا تھا' اس لیے اسے فسخ کر دیا گیا۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ موصوفہ بالغ تھی...... رضی اللہ عنہا......

۱۸۷۸- [صحیح] وقال البوصیري: "وفیه عبدالله بن نافع مولی ابن عمر متفق علی تضعیفه"، وتابعه عمر بن حسین عن عبدالله مولی آل حاطب عند أحمد: ۲/ ۱۳۰، ح: ٦١٣٦، وله شواهد عند البیهقي: ۷/ ۱۲۰، ۱۲۱ وغیره.

(المعجم ١٥) - **بَابٌ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ** (التحفة ١٥)

باب:۱۵- سرپرست کی اجازت کے بغیر (لڑکی کا) نکاح نہیں ہوتا

١٨٧٩- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ لَمْ يُنْكِحْهَا الْوَلِيُّ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ. فَإِنْ أَصَابَهَا، فَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا أَصَابَ مِنْهَا. فَإِنِ اشْتَجَرُوا، فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ».

۱۸۷۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت کا نکاح سرپرست نے نہیں کیا' اس کا نکاح باطل ہے' اس کا نکاح باطل ہے' اس کا نکاح باطل (کالعدم) ہے۔ اگر مرد اس سے مقاربت کر لے تو اس کی مقاربت کی وجہ سے اس عورت کو حق مہر ادا کیا جائے گا۔ اگر ان (سرپرستوں) میں باہم اختلاف ہو جائے تو جس کا کوئی ولی (سرپرست) نہ ہو' بادشاہ اس کا ولی (سرپرست) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نکاح میں جس طرح لڑکی کی رضامندی ضروری ہے' اسی طرح اس کے سرپرست کی اجازت بھی ضروری ہے جیسے کہ حدیث ۱۸۷۰ میں بھی اشارہ ہے۔ ② ولی کی اجازت کے بغیر نکاح شرعاً غیر قانونی ہے' لہٰذا اگر سرپرست اجازت دینے سے انکار کر دے تو میاں بیوی میں جدائی کرا دی جائے گی۔ ③ مقاربت کے بعد جدائی ہونے کی صورت میں مرد کے ذمے پورا حق مہر ادا کرنا لازمی ہوگا۔ ④ اسلامی سلطنت میں بادشاہ کو نکاح کے معاملات میں مداخلت کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح بادشاہ کے نائب مقامی حکام بھی یہ حق رکھتے ہیں۔ موجودہ حالات میں اس قسم کے فیصلے عدالتیں کرتی ہیں۔ پنچایت میں بھی یہ معاملہ حل کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ اگر کوئی بچی لاوارث ہو اور اس کا کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہو جو سرپرست کے طور پر اس کے مفادات کا خیال کر سکے تو اس صورت میں بھی اسلامی سلطنت کو سرپرست کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ مسئلۂ ولایت نکاح کی مزید تحقیق وتفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب ''مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں'' از حافظ صلاح الدین یوسف ؒ۔

١٨٨٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

۱۸۸۰- ام المومنین حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ

١٨٧٩ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الولي، ح: ٢٠٨٣ من حديث ابن جريج به، وصححه ابن حبان، والحاكم، وله شواهد كثيرة، وحديث: "لا نكاح إلا بولي" متواتر كما قال السيوطي في قطف الأزهار، ح: ٨٧ وغيره، وكذا تواتر عن الصحابة رضي الله عنهم من فتاويهم، راجع السنن الكبرى للبيهقي: ٧/ ١١١ وغيره.

١٨٨٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَعَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالاَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ».

بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''سرپرست (کی اجازت) کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔''

وَفِي حَدِيثِ عَائِشَةَ: «وَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لاَ وَلِيَّ لَهُ».

حضرت عائشہ ؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''جس کا ولی نہ ہو' بادشاہ اس کا ولی ہے۔''

١٨٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ».

١٨٨١- حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ولی (سرپرست) کے بغیر نکاح نہیں۔''

١٨٨٢- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْعُقَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ. وَلاَ تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا. فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا».

١٨٨٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرے' نہ عورت خود اپنا نکاح کرے۔ بدکار عورت ہی اپنا نکاح خود کرتی ہے۔''

١٨٨١ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الولي، ح: ٢٠٨٥ من حديث أبي إسحاق به، وتابعه يونس عنه، وانظر، ح: ١٨٧٩.

١٨٨٢ـ [صحيح] أخرجه الدارقطني، والبيهقي: ٧/ ١١٠ من طريق جميل به، وانظر، ح: ١٦٧٦ لعلته، وفيه علة أخرى، وأخرج البيهقي بإسناد صحيح عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: "لا تزوج المرأة المرأة ولا تزوج المرأة نفسها، فإن الزانية هي التي تزوج نفسها"، وله حكم الرفع.

فوائد ومسائل: ① نکاح میں عورت ولی (سرپرست) نہیں بن سکتی۔ ② بغیر ولی کے عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

(المعجم ١٦) - **بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشِّغَارِ** (التحفة ١٦)

باب:١٦- نکاح شغار کی ممانعت

١٨٨٣- **حَدَّثَنَا** سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ أَوْ أُخْتَكَ، عَلَى أَنْ أُزَوِّجَكَ ابْنَتِي أَوْ أُخْتِي. وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

١٨٨٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔ اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے: تم مجھ سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دو' اس کے عوض میں تم سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دوں گا۔ اور ان دونوں (عورتوں) کا حق مہر کچھ نہ ہو۔

فوائد ومسائل: ① نکاح شغار یا متبادل شادیوں سے مراد وہی صورت ہے جو پنجاب میں ''وٹہ سٹہ'' کے نام سے معروف ہے۔ اس کی تفسیر روایت میں ذکر ہو چکی ہے۔ ② نکاح شغار میں یہ خرابی ہے کہ اگر ایک طرف میاں بیوی میں ناچاقی ہوئی ہے تو دوسری طرف اس کا بدلہ چکانے کی کوشش کی جاتی ہے حتی کہ دونوں میں سے اگر ایک مرد کسی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو دوسرا بھی اپنی بے قصور بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ ③ جاہلیت میں نکاح شغار میں حق مہر کا تعین نہیں کیا جاتا تھا۔ نہ مہر مثل ہی ادا کیا جاتا تھا۔ گویا عورت کا عورت سے تبادلہ ہوتا تھا۔ آج کل اگرچہ حق مہر مقرر کرتے ہیں لیکن پھر بھی وہ خرابی بدستور باقی رہتی ہے کہ ایک مرد کی زیادتی کا بدلہ اس کی بیٹی یا بہن پر زیادتی کر کے اتارنے کی کوشش کی جاتی ہے' اس لیے اس صورت سے بھی اجتناب ہی کرنا چاہیے۔

١٨٨٤- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَ أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ [عُبَيْدِ] اللهِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ

١٨٨٤- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا۔

١٨٨٣ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب الشغار، ح:٥١١٢، ومسلم، النكاح، باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه، ح:١٤١٥ من حديث مالك به.

١٨٨٤ـ أخرجه مسلم، النكاح، الباب السابق، ح:١٤١٦ عن ابن أبي شيبة عن أبي أسامة وغيره به.

الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ.

١٨٨٥- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ شِغَارَ فِي الْإِسْلاَمِ».

۱۸۸۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں کوئی شغار نہیں۔''

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ غیر مسلموں کا رواج ہے۔ مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ غیر اسلامی رسم ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ صَدَاقِ النِّسَاءِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- عورتوں کا حق مہر

١٨٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: كَمْ كَانَ صَدَاقُ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ صَدَاقُهُ فِي أَزْوَاجِهِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا. هَلْ تَدْرِي مَا النَّشُّ؟ هُوَ نِصْفُ أُوقِيَّةٍ. وَذٰلِكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ.

۱۸۸۶- حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کا حق مہر کتنا تھا؟ انھوں نے فرمایا: آپ کی ازواج مطہرات کا حق مہر بارہ اوقیہ اور نش تھا۔ کیا تجھے معلوم ہے نش کیا ہوتا ہے؟ وہ آدھا اوقیہ ہوتا ہے۔ یہ (کل مقدار) پانچ سو درہم ہے۔

فوائد ومسائل: ① نکاح میں حق مہر ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ﴾ (النساء۴:۲۴) ''اور ان (مذکورہ بالا) عورتوں کے سوا

١٨٨٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٦٥ عن عبدالرزاق به عن معمر عن ثابت وأبان وغير واحد عن أنس به.

١٨٨٦- أخرجه مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد . . . الخ، ح: ١٤٢٦ من حديث عبدالعزيز بن محمد به.

دوسری عورتیں تم پر حلال کی گئیں کہ اپنے مال سے (حق مہر دے کر) تم ان سے نکاح کرنا چاہو (تو کر لو) برے کام سے بچنے کے لیے نہ کہ شہوت رانی کرنے کے لیے۔'' ② مذکورہ بالا آیت میں شرعی نکاح کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔ اوّل یہ کہ طلب کرو ﴿اَنْ تَبْتَغُوْا﴾ یعنی دونوں طرف سے ایجاب وقبول ہو۔ دوسری یہ کہ مال دو ﴿بِاَمْوَالِكُمْ﴾ یعنی حق مہر ادا کرو۔ تیسری یہ کہ ان کو شادی کی دائمی قید میں لانا مقصود ہو۔ متعہ یا حلالہ نہ ہو ﴿مُحْصِنِيْنَ﴾ ''قلعہ (حصن) میں بند کرنے والے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ چھپی دوستی نہ ہو بلکہ گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہو۔ ﴿وَلَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ﴾ ''نہ چھپی دوستی کرنے والیاں۔'' (النساء ٤:٢٥) (مفہوم تفسیر احسن البیان' حافظ صلاح الدین یوسف) ② حق مہر بہت زیادہ مقرر نہیں کرنا چاہیے جس کی ادائیگی خاوند کے لیے دشوار ہو اور بہت کم بھی مقرر نہیں کرنا چاہیے جس کی خاوند کی نظر میں کوئی اہمیت نہ ہو۔ ③ اگر خاوند مفلس ہو تو حق مہر بہت کم بھی مقرر کیا جا سکتا ہے' خواہ لوہے کا چھلا ہی ہو۔ (صحيح البخاري' النكاح' حديث:٥١٥٠' و صحيح مسلم' النكاح' حديث:١٤٢٥) ④ پانچ سو درہم کی مقدار تقریباً ڈیڑھ ($1\frac{1}{2}$) کلوگرام چاندی کے برابر ہوتی ہے۔

١٨٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَا تُغَالُوا صَدَاقَ النِّسَاءِ، فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا، أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللهِ، كَانَ أَوْلَاكُمْ وَأَحَقَّكُمْ بِهَا مُحَمَّدٌ ﷺ. مَا أَصْدَقَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أُصْدِقَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً. وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُثَقِّلُ صَدَقَةَ امْرَأَتِهِ حَتَّى يَكُونَ لَهَا عَدَاوَةٌ فِي نَفْسِهِ. وَيَقُولُ: قَدْ كَلِفْتُ إِلَيْكِ

١٨٨٧- حضرت ابو العجفاء سلمی رحمہ اللہ سے روایت ہے' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورتوں کے حق مہر میں غلو نہ کرو' اگر یہ کام (بہت زیادہ حق مہر مقرر کرنا) دنیا میں عزت کا باعث ہوتا' یا اللہ کے ہاں تقویٰ (اور نیکی کا کام شمار) ہوتا تو حضرت محمد ﷺ زیادہ حق رکھتے تھے کہ ایسا کرتے۔ بارہ اوقیہ سے زیادہ نہ نبی ﷺ نے اپنی کسی زوجۂ محترمہ کو حق مہر دیا اور نہ آپ کی کسی بیٹی کو ملا۔ آدمی اپنی بیوی کے لیے بہت زیادہ حق مہر مقرر کر لیتا ہے۔ بعد میں اس کے دل میں بیوی سے نفرت کا باعث بن جاتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے: میں نے تیرے لیے مشکیزے کی رسی اٹھائی' یا مشک کا پسینہ برداشت کیا۔

١٨٨٧- [حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب الصداق، ح:٢١٠٦ من حديث محمد بن سيرين مختصرًا، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح:١١١٤م، وصححه الحاكم، والذهبي.

عَلَقَ الْقِرْبَةِ، أَوْ عَرَقَ الْقِرْبَةِ.

وَكُنْتُ رَجُلاً عَرَبِيًّا مُوَلَّداً، مَا أَدْرِي مَا عَلَقُ الْقِرْبَةِ، أَوْ عَرَقُ الْقِرْبَةِ.

ابو العجفاء رحمہ اللہ نے فرمایا: میں مولد عربی تھا' (اس لیے اس محاورے کو سمجھ نہیں سکا۔) معلوم نہیں علق القربة (مشک کی رسی) یا عرق القربه (مشک کا پسینہ)' اس کا کیا مطلب ہے۔

فوائد ومسائل: ① جائز کاموں میں افراط وتفریط سے پرہیز کرتے ہوئے درمیانہ انداز اختیار کرنا چاہیے۔ ② بہت زیادہ حق مہر مقرر کرنا ثواب کا کام ہے' نہ عزت کا۔ ③ طاقت سے بڑھ کر حق مہر مقرر کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔ مرد اس کی ادائیگی کے لیے محنت مشقت کرتا ہے اور ادا نہیں کر پاتا تو دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ دل میں کہتا ہے کہ میں اس عورت کی وجہ سے مصیبت میں پھنس گیا ہوں جبکہ مناسب حق مہر آسانی سے ادا ہو جاتا ہے جس سے میاں بیوی کی باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے جو شرعاً مقصود ہے۔ ④ مشکیزے کی رسی اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس رقم کی ادائیگی کے لیے محنت مزدوری کرنی پڑی حتی کہ میں نے ایسے کام بھی کیے جو حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ ⑤ مشکیزے کا پسینہ بھی یہی مفہوم رکھتا ہے کہ پانی بھرنے کی مزدوری کی اور اس کام میں پسینہ بہایا' تب تیرا حق مہر ادا کر سکا۔ جب اس طرح کی طعن وتشنیع تک نوبت پہنچ جائے تو ازدواجی زندگی تلخ ہو جاتی ہے' اس سے بچنے کے لیے حق مہر طاقت کے مطابق ہی مقرر کرنا چاہیے۔ ⑥ جب حق مہر کی یہ کیفیت ہے جس کا حکم بھی ہے اور وہ مسنون بھی ہے تو غیر شرعی رسم ورواج پورے کرنے کے لیے جو ناروا اخراجات کا بوجھ اٹھایا جاتا ہے' وہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے گھروں میں اکثر جھگڑے ہوتے ہیں اور طلاق تک نوبت پہنچتی ہے۔ ⑦ مولد عربی' اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے ماں باپ خالص عرب نہ ہوں' اسی طرح غیر عربی اور مخلوط النسل کو بھی مولد کہا جاتا ہے۔

١٨٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلاً مِنْ بَنِي فَزَارَةَ تَزَوَّجَ عَلَى نَعْلَيْنِ. فَأَجَازَ

١٨٨٨- حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو فزارہ کے ایک آدمی نے جوتوں کا جوڑا حق مہر مقرر کر کے نکاح کیا۔ نبی ﷺ نے اس کے نکاح کو صحیح قرار دے دیا۔

١٨٨٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في مهور النساء، ح: ١١١٣ من حديث عاصم به، وقال: "حسن صحيح"، وانظر، ح: ٩٠٧ لعلته.

النَّبِيُّ ﷺ نِكَاحَهُ.

١٨٨٩- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «مَنْ يَتَزَوَّجُهَا؟» فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَماً مِنْ حَدِيدٍ» فَقَالَ: لَيْسَ مَعِي. قَالَ: «قَدْ زَوَّجْتُكَهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ».

١٨٨٩- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے کون نکاح کرے گا؟'' ایک آدمی نے کہا: میں۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ''اسے (حق مہر) دو' خواہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔'' اس نے کہا: میرے پاس (لوہے کی انگوٹھی بھی) نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تجھے جو قرآن یاد ہے میں نے اس کے عوض اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔''

فوائد ومسائل: ① حق مہر کی کم سے کم کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔ استعمال کی معمولی سے معمولی چیز بھی حق مہر مقرر ہو سکتی ہے' بشرطیکہ عورت رضامند ہو۔ ② کوئی غیر مادی فائدہ بھی حق مہر ہو سکتا ہے' جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال اپنے سسرال کی خدمت کی اور ان کی بکریاں چرائیں۔ (القصص ۲۸:۲۷-۲۹) ③ بعض علماء نے حدیث کے آخری جملے کا ترجمہ یوں کیا ہے: ''تجھے جو قرآن یاد ہے' میں نے اس کی وجہ سے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔'' مطلب یہ ہے کہ بعد میں جب ممکن ہوا سے مہر مثل ادا کر دینا۔ وہ کہتے ہیں: مہر کے لیے مادی چیز کا ہونا ضروری ہے لیکن ان کا یہ موقف درست نہیں کیونکہ یہ واقعہ صحیح مسلم میں ان الفاظ میں مروی ہے: [اِنْطَلِقْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا فَعَلِّمْهَا مِنَ الْقُرْآنِ] ''جاؤ میں نے اس سے تمھارا نکاح کر دیا' لہٰذا اسے قرآن سکھا دینا۔'' (صحیح مسلم' النکاح' باب الصداق و جواز کونہ تعلیم القرآن...... ' حدیث:۱۴۲۵) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سکھانا ہی اس کا حق مہر تھا۔

١٨٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ: حَدَّثَنَا الْأَغَرُّ الرَّقَاشِيُّ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ

۱۸۹۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گھر کا کچھ سامان حق مہر مقرر کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اس سامان کی قیمت پچاس درہم تھی۔

١٨٨٩ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب المهر بالعروض، وخاتم من حديد، ح: ٥١٥٠ من طريق سفيان به، وأخرجه مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن . . . الخ، ح: ١٤٢٥ من طريق آخر عن أبي حازم به.

١٨٩٠ـ [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ٣٧ لعلته، وفيه علل أخرى، منها جهالة الرقاشي، راجع التقريب وغيره.

ﷺ تَزَوَّجَ عَائِشَةَ عَلَى مَتَاعِ بَيْتٍ، قِيمَتُهُ خَمْسُونَ دِرْهَماً.

(المعجم ١٨) - **بَابُ الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ وَلَا يَفْرِضُ لَهَا فَيَمُوتُ عَلَى ذٰلِكَ** (التحفة ١٨)

باب:١٨- جو آدمی کسی عورت سے حق مہر کا تعین کیے بغیر نکاح کرے اور اسی حال میں فوت ہو جائے اس کا کیا حکم ہے؟

١٨٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَمَاتَ عَنْهَا، وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا، وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا. قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: لَهَا الصَّدَاقُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ. فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

١٨٩١- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور خلوت سے پہلے فوت ہو گیا اور اس نے حق مہر کا تعین بھی نہیں کیا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو حق مہر بھی ملے گا اور (خاوند کی) میراث بھی ملے گی اور اسے عدت بھی گزارنی ہو گی۔ حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے حضرت بروع بنت واشق رضی اللہ عنہا کے معاملے میں یہی فیصلہ دیا تھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ مِثْلَهُ.

(امام ابن ماجہ کے استاد) ابوبکر بن ابو شیبہ نے ایک دوسری سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① نکاح ہو جانے سے عورت کو بیوی والے تمام حقوق حاصل ہو جاتے ہیں اگرچہ رخصتی نہ ہوئی ہو۔ ② خاوند اور بیوی کو ایک دوسرے کے ترکے میں سے حصہ ملتا ہے جب کہ نکاح ہو چکا ہو خواہ رخصتی نہ ہوئی ہو۔ ③ عورت کی رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اسے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن عدت گزارنا ضروری ہے البتہ اگر رخصتی سے پہلے طلاق ہو جائے تو عورت کو عدت گزارنے کی ضرورت نہیں۔ (الأحزاب:٤٩)

١٨٩١_ [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب فيمن تزوج ولم يسم لها صداقًا حتى مات، ح: ٢١١٤، ٢١١٥ من حديث ابن مهدي به، وصححه الترمذي، والبيهقي.

④ مذکورہ صورت میں حق مہر کی مقدار کا تعین عورت کے خاندان کی دوسری خواتین کے حق مہر کی روشنی میں کیا جائے گا' یعنی عورت کے خاندان میں عورتوں کا جتنا حق مہر عموماً مقرر ہوتا ہے' اتنا ہی اسے دیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں یہی فیصلہ دیا تھا۔ جامع ترمذی میں ان کے فیصلے کے یہ الفاظ مروی ہیں: [لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا' لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ......] ''اسے اپنے خاندان کی عورتوں جیسا مہر ملے گا' نہ زیادہ نہ کم اور اس پر عدت ہے اور اس کے لیے میراث ہے۔'' (جامع الترمذي' النكاح' باب ماجاء في الرجل يتزوج المرأة فيموت عنها قبل أن يفرض لها' حديث:١١٤٥) تاہم اگر حق مہر مقرر ہو اور خلوت سے پہلے ہی طلاق دے دی جائے تو پھر آدھا حق مہر ادا کیا جائے گا۔ (البقرة:٢٣٧) ⑤ اگر نکاح کے وقت حق مہر کا تعین نہ ہو تو بھی نکاح صحیح ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ اسی وقت تعین کر لیا جائے۔ حدیث: ١٨٨٩ میں مذکور واقعہ میں صحیح بخاری کی روایت کے مطابق نبی ﷺ نے اس شخص سے فرمایا تھا: ''کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے جو تو اسے حق مہر کے طور پر ادا کرے؟'' (صحيح البخاري' النكاح' باب السلطان ولي......' حديث: ٥١٣٥) ⑥ جس مسئلہ میں قرآن و حدیث کی واضح ہدایت معلوم نہ ہو' اس میں عالم اجتہاد سے مسئلہ بتا سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ اجتہاد کر کے بتایا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے حضرت بروع بنت واشق رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہی فیصلہ فرمایا تھا تو انھیں بہت خوشی ہوئی۔ (سنن أبي داود' النكاح' باب فيمن تزوج ولم يسم لها صداقا حتى مات' حديث:٢١١٤)

(المعجم ١٩) - بَابُ خُطْبَةِ النِّكَاحِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- نکاح کا خطبہ

١٨٩٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: أُوتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَوَامِعَ الْخَيْرِ، وَخَوَاتِمَهُ. أَوْ قَالَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ. فَعَلَّمَنَا خُطْبَةَ الصَّلَاةِ وَخُطْبَةَ الْحَاجَةِ. خُطْبَةُ الصَّلَاةِ: التَّحِيَّاتُ

١٨٩٢- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو بھلائی کی جامع چیزیں اور اس کی آخری چیزیں عطا ہوئیں۔ یا فرمایا: نیکی کے شروع اور آخر کی چیزیں (یا الفاظ)۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ہمیں نماز کا خطبہ بھی سکھایا اور حاجت کا خطبہ بھی۔ نماز کا خطبہ یہ ہے: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ' السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ

١٨٩٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في خطبة النكاح، ح:٢١١٨ من حديث أبي إسحاق عن أبي الأحوص به، وحسنه الترمذي، ح:١١٠٥، وانظر، ح:٤٦ لعلته، وله طريق آخر منقطع، فالخبر لم يصح، والله أعلم.

لِلَّهِ والصَّلَوَاتُ والطَّيِّبَاتُ. السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ. أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. وَخُطْبَةُ الْحَاجَةِ: أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا. مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ. وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. ثُمَّ تَصِلُ خُطْبَتَكَ بِثَلاَثِ آيَاتٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ﴾ [آل عمران: ١٠٢] إِلَى آخِرِ الآيَةِ: ﴿وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلْأَرْحَامَ﴾ [النساء: ١] إِلَى آخِرِ الآيَةِ: ﴿ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَقُولُوا۟ قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَٰلَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ [الأحزاب: ٧٠: ٧١] إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ] ”تمام زبانی عبادتیں، بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور خطبۂ حاجت یہ ہے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِينُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ] ”تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اس سے بخشش مانگتے ہیں، ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ رہنے دے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ پھر خطبہ میں کتاب اللہ کی یہ تین آیات بھی پڑھیں: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا

وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو' جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمھیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔'' ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾ ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کر کے ان دونوں سے مرد اور عورتیں کثرت سے پھیلا دیے۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس کے نام سے تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ اور رشتے ناتے توڑنے سے بچو' بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔'' ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا﴾ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو' اور سیدھی (دوٹوک اور سچی) بات کہو۔ وہ (اللہ) تمھارے کام سنوار دے گا' اور تمھارے گناہ معاف فرما دے گا اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یقیناً اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔''

فوائد و مسائل: ① حدیث کے متن میں یہ آیات مختصر طور پر ذکر کی گئی ہیں۔ ہم نے ترجمہ میں پوری آیات ذکر کر دی ہیں۔ ② جوامع الخیر کا مطلب یہ ہے کہ ایسے نیکی کے کام جن میں سے ایک ایک کام زندگی کے مختلف شعبوں پر اثر انداز ہو کر انھیں صحیح رخ پر ڈال دیتا ہے۔ فواتح الخیر (نیکی کے شروع کے کام) سے بھی یہی مراد ہے۔ نیکی کے آخری چیزوں یا کلمات سے مراد یہ ہے کہ ایسے عمل یا کلمات جن کی وجہ سے انسان نیکی کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجات پر پہنچ سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ③ خطبہ خطاب کو کہتے ہیں۔ نماز کے خطبہ سے مراد وہ دعائیں ہیں جن کے ذریعے سے بندہ اپنے رب سے مخاطب ہوتا ہے۔ ④ خطبۂ حاجت سے مراد وہ کلمات ہیں

جو رسول اللہ ﷺ ہر اہم موقع پر خطاب فرماتے وقت ابتدا میں ارشاد فرماتے تھے۔ جمعے کے خطبے میں بھی یہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں۔ ⑤ نکاح زندگی کا ایک اہم موڑ ہے لہٰذا اس اہم موقع پر یہ الفاظ اور آیات پڑھ کر ایجاب و قبول کرانا چاہیے۔ ⑥ ان آیات میں عائلی زندگی کے بارے میں بنیادی رہنمائی کے بارے میں اشارات موجود ہیں۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ حاضرین کو اس مناسبت سے مختصر اً وعظ و نصیحت فرمائیں۔ ⑦ اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ پہلے اور ایجاب و قبول بعد میں کروانا چاہیے۔ ⑧ یہ روایت بعض محدثین کے نزدیک صحیح ہے۔

١٨٩٣- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ. أَبُوبِشْرٍ. حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ».

١٨٩٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ ......] ''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں' ہم اس کی حمد کرتے ہیں' اس سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' أَمَّا بَعْدُ.

فوائد و مسائل: ① اہم بات چیت اللہ تعالیٰ کی تعریف سے شروع کرنا مسنون ہے۔ ② ہر کام میں اللہ سے مدد مانگنا اور اسی سے توفیق طلب کرنا توحید کا حصہ ہے۔ ③ انسان کا دل گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے جس کے نتیجے میں برے کام سرزد ہوتے ہیں۔ بعض اوقات انسان ایک کام کو اپنے لیے بہتر سمجھ کر کرتا ہے لیکن اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ ان برے نتائج سے اللہ کی رحمت کے ساتھ ہی محفوظ رہا جا سکتا ہے' لہٰذا اللہ ہی سے دعا کی جاتی ہے کہ نکاح کا معاملہ ہو یا دوسرے اہم معاملات' اللہ اس کا انجام بہتر کرے۔ ④ ہدایت اور گمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہے' لہٰذا اسی سے ہدایت اور رہنمائی طلب کی جاتی ہے۔

١٨٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

١٨٩٤- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے'

١٨٩٣ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والجمعة، ح: ٨٦٨ من حديث داود به مطولاً.

١٨٩٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب الهدي في الكلام، ح: ٤٨٤٠ من حديث الأوزاعي به * قرة متكلم فيه، وخالفه الجبال الثقات، والزهري، وعنعن وتقدم، ح: ٧٠٧.

وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، وَمُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلاَنِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ قُرَّةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ، لاَ يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ، أَقْطَعُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہمیت والا ہر وہ کام بے برکت ہے جسے اللہ کی تعریف سے شروع نہ کیا جائے۔''

(المعجم ٢٠) - بَابُ إِعْلَانِ النِّكَاحِ (التحفة ٢٠)

باب:٢٠-نکاح کا اعلان کرنا

١٨٩٥- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَالْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو. قَالاَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ إِلْيَاسَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَعْلِنُوا هٰذَا النِّكَاحَ، وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالْغِرْبَالِ».

١٨٩٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس نکاح کا اعلان کیا کرو اور اس موقع پر دف بجایا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① نکاح کا اعلان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب وقبول مسلمانوں کی مجلس میں کیا جائے اور ولیمے کی دعوت کی جائے تاکہ عام لوگوں کو اس کا علم ہو جائے کہ فلاں شخص کا نکاح فلاں خاتون سے ہوا ہے۔ اس طرح ناجائز تعلقات کا راستہ بند ہو جائے گا۔ ② اس روایت کا پہلا حصہ شیخ البانی ؒ کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغليل: ٧/ ٥٠' رقم:١٩٩٣) تاہم دَف بجانے کا ذکر بھی دیگر روایات سے ثابت ہے' بشرطیکہ شرعی حدود کے اندر ہو جیسا کہ آگے وضاحت آ رہی ہے۔

١٨٩٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ

١٨٩٦- حضرت محمد بن حاطب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حلال اور حرام میں فرق

١٨٩٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٩٠ من حديث عيسى بن يونس به، وانظر، ح: ٧٦٠ لعلته.

١٨٩٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في إعلان النكاح، ح: ١٠٨٨ من حديث هشيم به، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم: ٢/ ١٨٤، والذهبي.

ابْنِ حَاطِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، الدُّفُّ وَرَفْعُ الصَّوْتِ فِي النِّكَاحِ».

نکاح کے موقع پر دَف اور بلند آواز کا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا شرعی طریقہ نکاح کا ہے۔ اس میں عام لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ فلاں کا فلاں سے نکاح ہوا ہے جب کہ ناجائز تعلقات خفیہ طور پر قائم کیے جاتے ہیں اور کوشش کی جاتی ہے کہ لوگوں کو ان تعلقات کا علم نہ ہونے پائے۔ نکاح میں گواہ مقرر کرنے کا یہی مقصد ہے۔ ② شادی کے موقع پر دف بجانے کا بھی یہی مقصد ہے کہ سب لوگوں کو شادی کا علم ہو جائے۔ اس موقع پر گیت وغیرہ بھی گائے جا سکتے ہیں بشرطیکہ ان کے الفاظ شریعت کی تعلیمات کے منافی نہ ہوں۔ اور گانے والیاں نابالغ بچیاں ہوں۔ خوشی کا اسی انداز سے اظہار عید کے ایام میں بھی جائز ہے۔ ③ دف ڈھول سے ملتی جلتی ایک چیز ہے۔ جس میں صرف ایک طرف چمڑا لگا ہوتا ہے جبکہ ڈھول میں دونوں طرف چمڑا لگا ہوتا ہے' اس لیے دف کی آواز اتنی زیادہ بلند اور خوش کن نہیں ہوتی۔ ④ بعض لوگ دف کے جواز سے ہر قسم کے راگ رنگ کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ استدلال درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دف کی اجازت دینے کے باوجود خود اس میں دلچسپی نہیں لی۔ (صحیح البخاري' العیدین' باب الحِرَاب وَالدَّرَق یوم العید' حدیث: ٩٤٩)

(المعجم ٢١) - بَابُ الْغِنَاءِ وَالدُّفِّ (التحفة ٢١)

باب: ٢١- گیت گانا اور دف بجانا

١٨٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْحُسَيْنِ، اسْمُهُ خَالِدٌ الْمَدَنِيُّ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ. وَالْجَوَارِي يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ. وَيَتَغَنَّيْنَ. فَدَخَلْنَا عَلَى الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ. فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهَا. فَقَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَبِيحَةَ عُرْسِي وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ وَتَنْدُبَانِ آبَائِي الَّذِينَ قُتِلُوا يَوْمَ

١٨٩٧- حضرت ابوحسین خالد مدنی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: عاشورا کے دن ہم مدینہ میں تھے۔ لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور گیت گا رہی تھیں۔ ہم حضرت رُبَیِّع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھیں یہ بات بتائی۔ انھوں نے فرمایا: میری شادی کی صبح رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں گیت گا رہی تھیں' اور (شعروں میں) میرے ان بزرگوں کا ذکر کر رہی تھیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ وہ جو شعر پڑھ رہی تھیں ان میں یہ

١٨٩٧- [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، المغازي، باب(١٢)، ح: ٤٠٠١، ٥١٤٧ من حديث خالد به.

بَدْرٍ. وَتَقُولَانِ، فِيمَا تَقُولَانِ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ. فَقَالَ: «أَمَّا هٰذَا، فَلَا تَقُولُوهُ. مَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللهُ».

فقرہ بھی تھا: [وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ] "ہمارے اندر ایک نبی ہے جو جانتا ہے کل کیا ہونے والا ہے۔" نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ بات نہ کہو۔ کل کی باتیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

فوائد ومسائل: ① عاشورا دس محرم کو کہتے ہیں۔ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعونیوں کے ظلم وستم سے نجات ملی تھی اور کافر سمندر میں ڈوب مرے تھے' اس لیے اس دن یہودی خوشی مناتے اور شکرانے کے طور پر روزہ رکھتے تھے۔ (سنن ابن ماجه' حديث: ١٧٣٤) رسول اللہ ﷺ نے بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ممکن ہے خوشی کا اظہار بھی کیا ہو۔ بعد میں عاشورا کے روزے کا وجوب منسوخ ہو گیا اور خوشی کے لیے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن مقرر ہو گئے۔ اب ہمارے لیے یہی حکم ہے کہ عاشورا کا روزہ رکھیں اور اس کے ساتھ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھیں تاکہ یہودیوں سے مشابہت نہ رہے۔ ② حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کی شادی کا واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہوگا' اس لیے رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ ورنہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد صحابیات رضی اللہ عنہن رسول اللہ ﷺ سے بھی پردہ کرتی تھیں۔ نبی ﷺ ان سے بیعت بھی پردے کے پیچھے سے زبانی اقرار کے ساتھ لیتے تھے۔ (صحيح البخاري' الشروط' باب مايجوز من الشروط في الإسلام و الأحكام و المبايعة' حديث: ٢٧١٣) ③ شادی کے موقع پر چھوٹی بچیوں کا گیت گانا اور دف بجانا جائز ہے۔ ④ بزرگوں کو چاہیے کہ خوشی کے موقع پر بچوں اور بچیوں کو جائز حد تک تفریحی مشاغل کی اجازت دیں لیکن جب بچے کوئی ناجائز کام کرنے لگیں تو انھیں توجہ دلا دیں کہ یہ درست نہیں۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کی تعریف اور نعت گوئی ایک مبارک عمل ہے لیکن غلو جائز نہیں۔ بزرگوں کی وہ صفات بیان کرنا جائز ہیں جو ان میں واقعتاً موجود ہوں۔ مبالغے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ⑥ نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔

١٨٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ أَبُوبَكْرٍ، وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي

١٨٩٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں' وہ شعر ترنم سے پڑھ رہی تھیں جو انصاریوں نے جنگ بعاث کے موقع پر

١٨٩٨- أخرجه البخاري، العيدين، باب سنة العيدين لأهل الإسلام، ح: ٩٥٢، ومسلم، صلاة العيدين، باب الرخصة في اللعب الذي لا معصية فيه في أيام العيد، ح: ٨٩٢ من حديث أبي أسامة به.

الأَنْصارِ. تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتْ بِهِ الأَنْصَارُ فِي يَوْمِ بُعَاثٍ. قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَبِمَزْمُورِ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ؟ وَذٰلِكَ فِي يَوْمِ عِيدِ [الْفِطْرِ]. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَاأَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيداً. وَهٰذَا عِيدُنَا».

ایک دوسرے کے خلاف کہے تھے۔ وہ (پیشہ ور) گانے والیاں نہیں تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (یہ حال دیکھ کر) فرمایا: نبی ﷺ کے گھر میں شیطانی راگ کا کیا کام؟ یہ عید الفطر کا دن تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے' اور آج ہماری عید ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جنگ بعاث ایک جنگ کا نام ہے جو اہل مدینہ میں اس وقت ہوئی تھی جب اہل مدینہ کو ابھی قبول اسلام کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا۔ اس مناسبت سے ہر قبیلے کے شعراء نے جوشیلے شعر کہے تھے۔ ② شعر کہنا سننا جائز ہیں بشرطیکہ شرعی حدود کے اندر ہوں۔ ③ گانے کا پیشہ اختیار کرنا اسلامی معاشرے میں ایک مذموم فعل سمجھا جاتا ہے۔ اور ایسے افراد قابل احترام نہیں بلکہ قابل نفرت ہیں۔ ④ غلط کام ہوتا دیکھ کر سختی سے ڈانٹا جا سکتا ہے جبکہ ڈانٹنے والا اس مقام کا حامل ہو کہ غلطی کرنے والا اس کا احترام کرتا ہو اور اس کی ناراضی سے ڈرتا ہو۔ ⑤ عید اور شادی وغیرہ کے موقع پر تفریحی پروگرام جائز ہیں بشرطیکہ ان میں کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہو' تاہم اس واقعہ سے راگ رنگ کی مخلوط محفلوں اور بے ہودہ گانوں کا جواز نکالنے کی کوشش کرنا غلط ہے۔

١٨٩٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِبَعْضِ الْمَدِينَةِ. فَإِذَا هُوَ بِجَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِدُفِّهِنَّ وَيَتَغَنَّيْنَ وَيَقُلْنَ.

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

١٨٩٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مدینہ کے ایک حصے (ایک محلے یا گلی) سے گزرے تو دیکھا کہ کچھ بچیاں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

''ہم قبیلۂ بنو نجار کی لڑکیاں ہیں (اور ہمیں خوشی ہے کہ) حضرت محمد ﷺ (ہمارے) کتنے اچھے

١٨٩٩- [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله ثقات".

ہمسائے ہیں۔"

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اَللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي لَأُحِبُّكُنَّ».

نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ جانتا ہے کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔"

فوائد ومسائل: ① چھوٹی بچیاں دف بجائیں تو جائز ہے لیکن دوسرے سازوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ② معزز بزرگ چھوٹی بچیوں سے مناسب الفاظ میں محبت کا اظہار کر سکتا ہے بشرطیکہ کوئی غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ ③ "اللہ جانتا ہے" کے الفاظ قسم کا مفہوم رکھتے ہیں۔ تاکید کے طور پر قسم کے الفاظ بولنا جائز ہے خواہ شک وشبہ کا مقام نہ ہو۔ ④ رسول اللہ ﷺ کو انصار سے محبت تھی کیونکہ انھوں نے اسلام کے لیے بہت قربانیاں دی تھیں۔ مومنوں کے لیے بھی انصار سے محبت ان کے ایمان کا تقاضا ہے۔

١٩٠٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ: أَنْبَأَنَا الْأَجْلَحُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْأَنْصَارِ. فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ؟» قَالُوا: نَعَمْ. [قَالَ]: «أَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ يُغَنِّي؟» قَالَتْ: لَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْأَنْصَارَ قَوْمٌ فِيهِمْ غَزَلٌ. فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُولُ: أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ، فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ».

١٩٠٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے اپنی ایک رشتہ دار انصاری لڑکی کی شادی کی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: "تم لوگوں نے لڑکی کو رخصت کر دیا؟" انھوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: "کیا تم نے اس کے ساتھ کسی کو بھیجا ہے جو گیت گائے؟" ام المومنین ؓ نے کہا: جی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انصار لوگ گیت وغیرہ پسند کرتے ہیں۔ (بہتر ہوتا) اگر تم اس کے ساتھ (کسی کو) بھیجتے جو کہتا: [أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ، فَحَيَّانَا وَ حَيَّاكُمْ] "ہم تمھارے پاس آئے ہیں۔ ہم تمھارے پاس آئے ہیں۔ ہمیں بھی مبارک، تمھیں بھی مبارک۔"

فائدہ: مذکورہ روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کی اصل صحیح البخاری میں ہے غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اس کو شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے

١٩٠٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩١ من حديث الأجلح به، وله شاهد ضعيف عند الطبراني في الأوسط، وأصل الحديث في صحيح البخاري، ح: ٥١٦٢ وغيره، وله شواهد أخرى عند ابن حبان (موارد)، ح: ٢٠١٦ وغيره، وانظر المشكاة [بتحقيقي]، ح: ٣١٥٤.

دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۸۰/۲۳، ۳۸۱ و إرواء الغليل: ۷/۵۱، ۵۲، رقم: ۱۹۹۵)

۱۹۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ التَّمِيمِيِّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ، فَسَمِعَ صَوْتَ طَبْلٍ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ. ثُمَّ تَنَحَّى. حَتَّى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۱۹۰۱- حضرت مجاہد ؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے ساتھ تھا کہ انھیں ڈھول کی آواز سنائی دی۔ انھوں نے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور (راستے سے) ایک طرف ہٹ گئے۔ (تاکہ آواز سے زیادہ دور ہو جائیں۔) انھوں نے تین بار ایسا ہی کیا۔ پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے تاہم حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا یہ عمل اور ان کا یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے کیا کرتے تھے جناب نافع کے واسطے سے صحیح اور حسن سند کے ساتھ مسند احمد، سنن ابی داود، ابن حبان، طبرانی صغیر اور بیہقی میں مروی ہے جسے دیگر محققین نے بھی صحیح اور حسن قرار دیا ہے لیکن ان روایات میں ڈھول کی آواز کی بجائے بانسری کی آواز کا ذکر ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۳۲/۸، ۱۳۳، ۱۳۴ و سنن أبي داود، الأدب، باب كراهية الغناء والزمر، حديث: ۴۹۲۴- ۴۹۲۶، والطبراني: ۱/ ۱۳۱، و صحيح ابن حبان، حديث: ۲۰۱۳، والبيهقي: ۱۰/۲۲۲) لہٰذا صحیح احادیث سے بھی اس بات کی تائید ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کو ساز کی آواز سے نفرت تھی۔ ② گناہ والی آواز سے جس قدر ممکن ہو بچنا چاہیے۔ ③ دف کے سوا کوئی ساز بجانا یا سننا جائز نہیں۔ ④ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ دف کی اجازت سے جو لوگ ڈھول ڈھمکوں، ساز و موسیقی اور ہر قسم کے راگ و رنگ کا جواز کشید کرتے ہیں، وہ یکسر غلط ہے۔ دف کے علاوہ مذکورہ تمام قسمیں یکسر ناجائز اور مطلقاً حرام اور شیطانی کام ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''مسنون نکاح اور شادی بیاہ کی رسومات'' مؤلفہ حافظ صلاح الدین یوسف ؒ۔

(المعجم ۲۲) - بَابٌ: فِي الْمُخَنَّثِينَ (التحفة ۲۲)

باب: ۲۲- ہیجڑوں کا بیان

۱۹۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۹۰۲- حضرت زینب بنت ام سلمہ ؓ (اپنی والدہ)

۱۹۰۱- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۲۰۸، لعلته.

۱۹۰۲- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان، ح: ۴۳۲۴، ۵۲۳۵ وغيرهما من ◀◀

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا. فَسَمِعَ مُخَنَّثاً وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: إِنْ يَفْتَحِ اللهُ الطَّائِفَ غَداً، دَلَلْتُكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَخْرِجُوهُ مِنْ بُيُوتِكُمْ».

ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو (گھر میں) ایک مخنث کو عبداللہ بن ابوامیہ ؓ سے یہ کہتے سنا: اگر اللہ نے کل طائف کی فتح نصیب فرمائی تو میں تجھے ایک عورت دکھاؤں گا جو (اتنی موٹی ہے کہ) آتی ہے تو چار بل پڑتے (نظر آتے) ہیں، جاتی ہے تو آٹھ بل پڑتے (نظر آتے) ہیں۔ (بہت موٹی اور خوب صورت ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے گھروں سے نکال دو۔“

فوائد ومسائل: ① مخنث دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو پیدائشی طور پر صنفی طاقت سے محروم ہوتے ہیں اور ان میں اس قسم کے جذبات بھی نہیں ہوتے۔ دوسرے جو مردانہ صفات کے حامل ہونے کے باوجود زنانہ وضع قطع اختیار کرتے ہیں۔ پہلی قسم کے افراد اگر صنفی امور سے بالکل غافل ہوں اور ان کی توجہ صرف کھانے پینے کی طرف ہو تو ان سے پردہ کرنے کے حکم میں سختی نہیں، البتہ اگر وہ صنفی امور سے واقف ہوں اور اس قسم کی بات چیت میں دلچسپی رکھتے ہوں تو ان سے عام مردوں کی طرح پردہ کرنا چاہیے۔ ② جو شخص پیدائشی طور پر مرد ہو لیکن وہ عورتوں کا لباس پہنے اور ان کی سی وضع قطع اختیار کرے، اسے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ مرد ہو کر عورت بننا لعنت کا باعث ہے۔ ③ غیر محرم مرد یا مخنث کو بے جھجک عورتوں کے پاس نہیں چلے جانا چاہیے۔ اگر وہ آ جائے تو عورتوں کو چاہیے کہ پردہ کر لیں۔

١٩٠٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْمَرْأَةَ تَتَشَبَّهُ بِالرِّجَالِ، وَالرَّجُلَ يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ.

١٩٠٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورت پر، اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مرد پر لعنت فرمائی ہے۔

◄◄ حديث هشام به، ومسلم، السلام، باب منع المخنث من الدخول على النساء الأجانب، ح: ٢١٨٠ عن ابن أبي شيبة وغيره، وانظر، ح: ٢٦١٤.

١٩٠٣ـ [صحيح] انظر الحديث الآتي.

١٩٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ. وَلَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ.

۱۹۰۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

فوائد و مسائل: ① لعنت سے ظاہر ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ ② مشابہت لباس میں بھی ہو سکتی ہے، زینت کے انداز میں بھی اور بول چال کے انداز میں بھی۔ جان بوجھ کر ایسی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔ ③ مردوں کا ڈاڑھی منڈانا بھی عورتوں سے مشابہت ہے۔ اور عورتوں کا ننگے سر گھومنا، یا اونچی شلواریں پہننا مردوں سے مشابہت ہے۔ اس طرح کے سب کام حرام ہیں۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ تَهْنِئَةِ النِّكَاحِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- شادی کی مبارک باد

١٩٠٥- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَّأَ قَالَ: «بَارَكَ اللهُ لَكُمْ. وَبَارَكَ عَلَيْكُمْ. وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ».

۱۹۰۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب شادی کی مبارک باد دیتے تو یوں فرماتے: [بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ بَارَكَ عَلَيْكُمْ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ] ”اللہ تمھیں برکت دے، اور تم پر برکت نازل فرمائے، اور تم دونوں کو خیر میں اکٹھا کرے۔“

١٩٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۱۹۰۶- حضرت عقیل بن ابی طالب ؓ سے

١٩٠٤ـ [صحيح] أخرجه البخاري، اللباس، باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال، ح: ٥٨٨٥ من طريق شعبة به.

١٩٠٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب ما يقال للمتزوج، ح: ٢١٣٠ من طريق عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه الترمذي، ح: ١٠٩١، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

١٩٠٦ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧، ١٩٤، ح: ٥١٦ من طريق أشعث بن عبدالملك به، وله طرق عن الحسن عند أحمد: ٣/ ٤٥١ وغيره * والحسن عنعن وتقدم، ح: ٧١ ولحديثه شواهد، منها حديث عبدالله بن محمد بن ◀◀

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا أَشْعَثُ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي جُشَمٍ . فَقَالُوا : بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِينَ . فَقَالَ : لاَ تَقُولُوا هٰكَذَا . وَلٰكِنْ قُولُوا ، كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِمْ» .

روایت ہے کہ انھوں نے قبیلۂ بنو جشم کی ایک خاتون سے شادی کی' لوگوں نے (مبارک باد کے طور پر) کہا [بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِينَ] "تمھاری آپس میں موافقت ہو بیٹے نصیب ہوں۔" حضرت عقیل ؓ نے فرمایا: اس طرح نہ کہو بلکہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اس طرح کہو: [اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ وَ بَارِكْ عَلَيْهِم] "یا اللہ! انھیں برکت دے اور ان پر برکت نازل فرما۔"

فوائد ومسائل: ① شادی کے موقع پر دلھا اور دلھن کو مبارک باد دینا اور ان کے حق میں دعائے خیر کرنا مسنون ہے۔ ② مبارک باد اور دعائے خیر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ مبارک الفاظ کہے جائیں جو نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوئے ہیں۔ ③ غیر اسلامی رسمیں اگرچہ بظاہر بے ضرر ہوں اور ان میں کوئی خرابی محسوس نہ ہوتی ہو' پھر بھی انھیں ترک کر کے اسلامی رسمیں اختیار کرنا مناسب ہے تاکہ غیر مسلموں سے امتیاز باقی رہے' اس لیے ایسے رسم و رواج سے اجتناب انتہائی ضروری ہے جو اسلامی آدابِ معاشرت کے منافی ہیں یا غیر اسلامی عقائد سے تعلق رکھتے ہیں۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ الْوَلِيمَةِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- ولیمہ کا بیان

١٩٠٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ : حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ . فَقَالَ : «مَا هٰذَا؟ أَوْ مَهْ» فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ . فَقَالَ : «بَارَكَ اللهُ لَكَ . أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ» .

۱۹۰۷- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ (کے لباس) پر زردی کا نشان دیکھا تو فرمایا: "یہ کیا ہے؟" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک گٹھلی بھر سونے (حق مہر) پر ایک خاتون سے نکاح کر لیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "ولیمہ کرو' خواہ ایک بکری ہی ہو۔"

◄◄ عقيل عند أحمد، وانظر الحديث السابق.

١٩٠٧ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب: كيف يدعى للمتزوج؟، ح:٥١٥٥، ٦٣٨٦، ومسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد . . . الخ، ح:١٤٢٧ من حديث حماد به

فوائد ومسائل: ① ارشاد نبوی ہے: ''مردوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کی مہک ظاہر ہو اور رنگ غیر واضح ہو۔ اور عورتوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور مہک غیر واضح ہو۔ (جامع الترمذي، الأدب، باب ماجاء في طيب الرجال والنساء، حديث: ۲۷۸۷) ② رسول اللہ ﷺ نے صحابی کے لباس میں عورتوں کی خوشبو کا نشان دیکھا، اس لیے دریافت کیا کہ تم نے عورتوں کی خوشبو کیوں لگا رکھی ہے؟ اس میں ایک لطیف انداز سے تنبیہ بھی ہے کہ اس کا استعمال تمھارے لیے مناسب نہیں۔ اور یہ اشارہ بھی ہے کہ اگر کوئی معقول عذر ہے تو بیان کرو۔ ③ کسی میں غلطی دیکھ کر فوراً سختی کرنا درست نہیں بلکہ غلطی کرنے والے سے اس کی وجہ دریافت کرنی چاہیے تاکہ اسے اتنی ہی تنبیہ کی جائے جتنی ضروری ہے۔ ④ گٹھلی سے مراد کھجور کی گٹھلی ہے۔ یہ اس دور کا ایک معروف وزن تھا۔ جس کی مقدار پانچ درہم (تقریباً ڈیڑھ تولہ) ذکر کی گئی ہے۔ (مرقاة شرح مشكاة، النكاح، باب الوليمة، حديث: ۳۲۱۰) ⑤ ارشاد نبوی ''اگرچہ ایک بکری ہو'' میں اشارہ ہے کہ ان میں زیادہ کی استطاعت تھی، اس سے معلوم ہوا کہ ولیمے میں تکلف نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنی گنجائش کے مطابق جس قدر اہتمام آسانی سے اور زیر بار ہوئے بغیر ہو سکے، وہ کافی ہے۔

۱۹۰۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ما أَوْلَمَ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ. فَإِنَّهُ ذَبَحَ شَاةً.

۱۹۰۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی زوجہ محترمہ سے نکاح کے موقع پر ایسا (پر تکلف) ولیمہ کیا ہو جیسا حضرت زینب ؓ سے نکاح کے موقع پر کیا۔ آپ ﷺ نے (اس موقع پر) ایک بکری ذبح فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① ام المومنین حضرت زینب بنت جحش ؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ ان کی والدہ حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ ؓ سے کیا تھا لیکن نباہ نہ ہو سکا اور طلاق ہو گئی۔ عدت گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے خود ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے وحی کے ذریعے سے کر دیا۔ ② صحابی نے ولیمے کے موقع پر ایک بکری ذبح کرنے کو پرتکلف اور شان دار ولیمہ قرار دیا ہے، حالانکہ عرب گوشت کھانے کے عادی تھے۔ وہ بیک وقت کئی کئی اونٹ ذبح کر کے کھاتے اور کھلاتے تھے۔ اور اس ماحول میں ایک بکری بہت معمولی چیز تھی لیکن رسول اللہ ﷺ نے

۱۹۰۸ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب الوليمة ولو بشاة، ح: ۵۱٦۸، ۵۱۷۱، ومسلم، النكاح، باب زواج زينب بنت جحش، ونزول الحجاب، وإثبات وليمة العرس، ح: ۱٤۲۸ من حديث حماد به، وفي رواية لمسلم "وأطعمهم خبزًا ولحمًا حتى تركوه".

نکاح کو آسان بنانے کے لیے تکلفات سے پرہیز فرمایا اور عام طور پر ولیمہ گوشت کے بغیر ہی کر دیا گیا۔ ③ ولیمے کے لیے قرض لینا اور خواہ مخواہ زیر بار ہونا درست نہیں۔ آسانی سے جس قدر اہتمام ہو سکے کر لیا جائے۔ ④ نکاح کے موقع پر لڑکی والوں کے ہاں جمع ہو کر دعوتیں اڑانا کسی حدیث میں مذکور نہیں۔ یہ محض ایک رسم ہے جس کا دین وشریعت سے کوئی تعلق نہیں۔

۱۹۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ، وَ غِيَاثُ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّحَبِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا وَائِلُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ [ابْنِهِ]، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِسَوِيقٍ وَتَمْرٍ.

۱۹۰۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کا ولیمہ ستوؤں اور کھجوروں سے کیا۔

فوائد ومسائل: ① ام المومنین حضرت صفیہ ؓ یہود کے قبیلہ بنونضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ اس شخص نے غزوۂ خندق کے موقع پر مسلمانوں سے کیے ہوئے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مشرکین کی مدد کی تھی اور یہودیوں کے دوسرے قبیلے بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد کو بھی عہد شکنی پر آمادہ کیا تھا۔ جنگ خندق کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ کو ان کی عہد شکنی کی سزا دینے کے لیے ان کے قلعوں پر فوج کشی کی تو حیی بن اخطب بھی ان کی حمایت میں قلعہ بند ہو گیا' جب بنوقریظہ کے قلعے فتح ہوئے تو ان کے بالغ مردوں کو قتل کر دیا گیا اور حیی بن اخطب بھی ان کے ساتھ قتل ہوا۔ حضرت صفیہ ؓ کا خاوند کنانہ بن ابوالحقیق بھی جنگ خیبر میں اپنی بدعہدی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا تو حضرت صفیہ ؓ بھی قیدی عورتوں میں شامل کر لی گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کے مشورے سے حضرت صفیہ ؓ کو اپنے لیے منتخب فرما لیا۔ آپ نے ان پر اسلام پیش کیا تو انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ بعد میں نبی ﷺ نے انھیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: الرحیق المختوم از مولانا صفی الرحمن مبارکپوری' ص: ۵۱۱) ② ولیمے میں پکا ہوا کھانا ہونا ضروری نہیں۔ کوئی بھی چیز جو کسی معاشرے میں کھانے کے طور پر استعمال ہوتی ہو' ولیمے کی مہمانی میں پیش کی جا سکتی ہے۔ ③ لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا جائے تو اسے آزاد بیوی والے تمام حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔

۱۹۰۹- [حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في استحباب الوليمة، ح: ۳۷۴۴ من حديث سفيان بن عيينة به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۰۹۵، وله شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

١٩١٠- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَبُو خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: شَهِدْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَلِيمَةً. مَا فِيهَا لَحْمٌ وَلاَ خُبْزٌ.

قَالَ ابْنُ مَاجَه: لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا ابْنُ عُيَيْنَةَ.

١٩١٠- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے ایک ولیمے میں حاضر ہوا۔ اس میں نہ گوشت تھا اور نہ روٹی۔ (صرف ستو اور کھجوریں وغیرہ پیش کی گئیں۔)

امام ابن ماجہ ؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف ابن عیینہ ہی بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:١٩/ ١٨، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث:١٩١٠ و صحيح ابن ماجه للألباني، حديث:١٥٦٤)

١٩١١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا [الْمُفَضَّلُ] بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتَا: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُجَهِّزَ فَاطِمَةَ حَتَّى نُدْخِلَهَا عَلَى عَلِيٍّ. فَعَمَدْنَا إِلَى الْبَيْتِ. فَفَرَشْنَاهُ تُرَاباً لَيِّناً مِنْ أَعْرَاضِ الْبَطْحَاءِ. ثُمَّ حَشَوْنَا مِرْفَقَتَيْنِ لِيفاً. فَنَفَشْنَاهُ بِأَيْدِينَا. ثُمَّ أَطْعَمْنَا تَمْراً وَزَبِيباً وَسَقَيْنَا مَاءً عَذْباً وَعَمَدْنَا إِلَى عُودٍ، فَعَرَضْنَاهُ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ لِيُلْقَى عَلَيْهِ الثَّوْبُ وَيُعَلَّقَ عَلَيْهِ السِّقَاءُ. فَمَا رَأَيْنَا

١٩١١- ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ حضرت فاطمہ ؓ کو تیار کریں تاکہ انھیں حضرت علی ؓ کے ہاں رخصت کریں۔ ہم نے گھر کی طرف توجہ کی۔ اور اس میں بطحاء کے میدان کی نرم مٹی بچھا دی۔ (اس طرح کمرے کے ناہموار فرش میں جو کنکر پتھر تھے چھپ گئے۔) پھر ہم نے دو تکیوں میں کھجور کے درخت کا چھلکا بھرا جسے ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے دھنا تھا پھر ہم نے کھانے کو کھجوریں اور کشمش پیش کی اور پینے کو میٹھا پانی پیش کیا۔ اور ہم نے ایک لکڑی لے کر کمرے کے ایک کونے میں لگا دی تاکہ

١٩١٠- [إسناده ضعيف] وانظر، ح:١١٦ لعلته، وقال أحمد في مسنده:٣/ ٩٩ ثنا هشيم أنا علي بن زيد عن أنس بن مالك، قال سمعته يحدث، قال "شهدت وليمتين من نساء رسول الله ﷺ، قال: فما أطعمنا فيها خبزًا ولا لحمًا، قال: قلت: فمه؟ قال: الحيس يعني التمر والأقط بالسمن"، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد:٣/ ٢٥٥، ٢٦٦ وغيره.

١٩١١- [إسناده ضعيف جدًا] * جابر تقدم حاله، ح:٣٥٦، والمفضل بن عبدالله ضعيف كما في التقريب وغيره.

عُرْساً أَحْسَنَ مِنْ عُرْسِ فَاطِمَةَ.

اس پر مشکیزہ اور کپڑے لٹکائے جا سکیں۔ ہم نے حضرت فاطمہ ؓ کی شادی سے اچھی کوئی شادی نہیں دیکھی۔

١٩١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِلَى عُرْسِهِ. فَكَانَتْ خَادِمَهُمُ الْعَرُوسُ. قَالَتْ: تَدْرِي مَا سَقَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: أَنْقَعْتُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ صَفَّيْتُهُنَّ فَأَسْقَيْتُهُنَّ إِيَّاهُ.

١٩١٢- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ حضرت ابو اسید (عبداللہ بن ثابت) ساعدی ؓ نے اپنی شادی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی۔ دلھن خود ان کی خدمت کر رہی تھی۔ انھوں نے فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کیا مشروب پیش کیا؟ میں نے رات کو کچھ کھجوریں پانی میں ڈال دیں۔ صبح کو میں نے انھیں صاف کیا اور یہی مشروب آپ ﷺ کی خدمت میں نوش فرمانے کے لیے پیش کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① ولیمے کے لیے اپنی طاقت کے مطابق اہتمام کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص معمولی دعوت ہی کر سکتا ہو تو اس کو قرض لے کر پر تکلف دعوت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ② ہر شخص کی دعوت قبول کرنی چاہیے' خواہ وہ غریب ہو یا امیر۔ ③ عورت مہمانوں کی خدمت کر سکتی ہے اگرچہ وہ محرم نہ ہوں' بشرطیکہ شرعی پردے کا خیال رکھا جائے۔ ④ کھجوروں کو پانی میں بھگو کر جو شربت بنایا جاتا ہے' اسے نبیذ کہتے ہیں۔ اس میں نشہ نہیں ہوتا' اس طرح کا شربت منقّیٰ پانی میں رات بھر بھگو کر بھی بنایا جاتا ہے۔ اگر اسے مناسب مدت سے زیادہ رکھا جائے تو اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے' اس وقت اس کا پینا حرام ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ شربت پر جھاگ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا ذائقہ میٹھے کے بجائے کڑوا ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِي (التحفة ٢٥)

باب: ٢٥- دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا

١٩١٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

١٩١٣- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے'

١٩١٢- أخرجه البخاري، النكاح، باب حق إجابة الوليمة والدعوة ومن أولم سبعة أيام ونحوه، ح:٥١٧٦، ٦٦٨٥، ومسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرًا، ح:٢٠٠٦ من حديث عبدالعزيز به.

١٩١٣- أخرجه البخاري، النكاح، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله، ح:٥١٧٧ من حديث الزهري به، ومسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح:١٤٣٢ من حديث سفيان به.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ. يُدْعَى لَهَا الأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ لَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ.

انھوں نے فرمایا: اس ولیمے کا کھانا بدترین کھانا ہے جس میں دولت مندوں کو بلایا جائے اور غریبوں کو نہ بلایا جائے۔ اور جس نے (ولیمہ کی دعوت) قبول نہ کی' اس نے اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

١٩١٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيمَةِ عُرْسٍ، فَلْيُجِبْ».

۱۹۱۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو شادی کے ولیمے میں بلایا جائے تو اسے چاہیے کہ (دعوت) قبول کرے۔''

فوائد ومسائل: ① دعوت ولیمہ کا مقصد مسلمانوں کو اپنی خوشی میں شریک کرنا ہے' اس لیے تمام احباب کو بلانا چاہیے۔ ② مسلمان کا مسلمان سے تعلق دولت کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایمان کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ ایک غریب نیک مسلمان ایک امیر فاسق سے بہتر ہے۔ ③ نکاح مسلمانوں کی اہم معاشرتی تقریب ہے' اس لیے دعوتِ ولیمہ میں شریک ہونا معاشرتی تعلقات کے قیام کے لیے بہت اہم اور مفید ہے۔ ④ دعوتِ ولیمہ قبول کرنے سے بلاعذر انکار نہیں کرنا چاہیے۔

١٩١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حُسَيْنٍ أَبُو مَالِكٍ النَّخَعِيُّ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْوَلِيمَةُ أَوَّلَ يَوْمٍ حَقٌّ. وَالثَّانِي مَعْرُوفٌ. وَالثَّالِثُ رِيَاءٌ

۱۹۱۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے دن ولیمہ حق (ضروری) ہے' دوسرے دن نیکی ہے' تیسرے دن دکھاوا اور شہرت ہے۔''

١٩١٤ـ أخرجه مسلم، النكاح، الباب السابق، ح:١٤٢٩ من حديث ابن نمير به، وأخرجاه البخاري، ح:٥١٧٣، ومسلم، ح:١٤٢٩ من حديث مالك عن نافع به نحو المعنى.

١٩١٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] قال البوصيري: "في إسناده أبومالك النخعي وهو ممن اتفقوا على ضعفه"، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح:٣٧٤٥ وغيره، وكلها ضعيفة.

وَسُمْعَةٌ».

(المعجم ٢٦) - بَابُ الْإِقَامَةِ عَلَى الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦- کنواری اور ثیبہ (دلہن) کے پاس ٹھہرنے کا بیان

١٩١٦- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلثَّيِّبِ ثَلَاثًا، وَلِلْبِكْرِ سَبْعًا».

١٩١٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ثیبہ کے لیے تین دن رات کی مدت ہے اور باکرہ کے لیے سات دن رات۔“

فوائد ومسائل: ① پہلی بیوی یا بیویوں کی موجودگی میں جب نئی شادی کی جائے تو نئی دلہن کے پاس چند دن رہ کر پھر باری مقرر کرنی چاہیے۔ ② نئی آنے والی دلہن اگر بیوہ یا مطلقہ ہے یعنی یہ اس کا دوسرا نکاح ہے تو خاوند کو چاہیے کہ تین دن اس کے ہاں رہائش رکھے یعنی اس کی رہائش کے لیے جو مکان یا کمرہ مقرر کیا ہے اس میں رہائش رکھے اور اگر نئی بیوی کنواری ہے تو پورا ایک ہفتہ اس کے ساتھ رہے۔ ③ تین دن یا سات دن نئی بیوی کے پاس رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ اس دوران میں پہلی بیویوں کو فراموش ہی کر دے۔ مطلب یہ ہے کہ اسے زیادہ وقت دے اور رات اس کے ساتھ گزارے۔ ④ یہ مدت ختم ہونے کے بعد نئی بیوی کے بھی اتنے ہی حقوق ہوں گے جتنے پہلی بیویوں کے ہیں۔ جس طرح دوسری بیویوں کی باری ہوگی اسی طرح نئی بیوی کی بھی باری ہوگی۔ خاوند اخراجات اور شب باشی میں اس کے ساتھ دوسری بیویوں جیسا سلوک کرے گا۔ اس کے ہاں وہی رات گزارے گا جب اس کی باری ہوگی۔

١٩١٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ

١٩١٧- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو تین دن ان کے ہاں ٹھہرے پھر فرمایا: ”تیرے خاوند

١٩١٦ـ [حسن] انظر، ح: ١٢٠٩ لعلته، وأخرج البخاري، ح: ٥٢١٤، ومسلم، ح: ١٤٦١ من حديث أيوب عن أبي قلابة عن أنس قال: "من السنة إذا تزوج الرجل البكر على الثيب أقام عندها سبعًا وقسم، وإذا تزوج الثيب على البكر أقام عندها ثلاثًا ثم قسم"، والحديث حسن بالشواهد.

١٩١٧ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من إقامة الزوج عندها عقب الزفاف، ح: ١٤٦٠ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

الْمَلِكِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا. وَقَالَ: «لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ. إِنْ شِئْتِ، سَبَّعْتُ لَكِ. وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ، سَبَّعْتُ لِنِسَائِي».

(ﷺ) کی نظر میں تیرا مقام کم نہیں۔ اگر تو چاہے تو سات دن تیرے پاس ٹھہروں۔ اور اگر میں سات دن تیرے پاس ٹھہرا تو دوسری بیویوں کے پاس بھی سات سات دن ٹھہروں گا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ کا نام ہند بنت ابوامیہ ہے۔ ان کا نکاح حضرت ابوسلمہ ؓ سے ہوا تھا۔ حضرت ابوسلمہ ؓ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا' وہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ جب ۴ ہجری میں ان کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ ؓ سے نکاح کر لیا۔ ② اگر دلھن ثیب (بیوہ یا مطلقہ) ہو' تب بھی اس کے پاس سات دن رہنا درست ہے لیکن اس صورت میں دوسری بیوی یا بیویوں کے پاس بھی سات سات دن رہ کر باری شروع کرنا ہوگی۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی اس پیشکش کے جواب میں ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ نے تین دن کی مدت کا انتخاب فرمایا تھا۔ (صحيح مسلم' الرضاع' باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من إقامة الزوج عندها عقب الزفاف' حدیث:۱۴۶۰) اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اس صورت میں باری جلد ملنے کی امید تھی۔ ④ شرعی حدود میں رہتے ہوئے بیویوں کے جذبات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(المعجم ٢٧) - **بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ أَهْلُهُ** (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- جب بیوی سے (پہلی) ملاقات ہو تو مرد کیا (دعائیہ کلمات) کہے

١٩١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَصَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْقَطَّانُ. قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَفَادَ

۱۹۱۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جب کسی کو عورت یا لونڈی یا جانور حاصل ہو تو اس کے سر کے اگلے حصے کو پکڑ کر کہے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَ خَيْرِ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّمَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ] ’’اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی' اور اس کی پیدائشی

١٩١٨_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في جامع النكاح، ح: ٢١٦٠ من حديث ابن عجلان به، وصححه الحاكم، والذهبي * ابن عجلان صرح بالسماع عند البخاري في خلق أفعال العباد.

أَحَدُكُمُ امْرَأَةً أَوْ خَادِماً، أَوْ دَابَّةً، فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ».

عادتوں کی بھلائی مانگتا ہوں' اور اس کے شر سے اور اس کی پیدائشی عادتوں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

فوائد و مسائل: ① بیوی' لونڈی' گائے' بھینس اور گھوڑا وغیرہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں لیکن ان میں بعض ایسی عادتیں ہو سکتی ہیں جو مسلسل پریشانی کا باعث بن جائیں' اس لیے اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ ان سے خیر ہی حاصل ہو' تکلیف نہ پہنچے۔ ② بیوی یا لونڈی گستاخ ہو سکتی ہے' بدسلیقہ ہو سکتی ہے' کم عقلی کی وجہ سے ایسا کام کر سکتی ہے جس سے خاوند یا مالک کا مالی نقصان ہو یا اس کی عزت میں فرق آئے۔ ان کے شر سے اللہ ہی محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح گھوڑا اڑیل ہو سکتا ہے' گائے بھینس مارنے والی' کم دودھ دینے والی ہو سکتی ہے۔ ان مشکلات سے بچنے کے لیے اللہ سے مدد اور توفیق مانگی جاتی ہے۔ اس کے برعکس ان کا اچھی صفات کا حامل ہونا اللہ کا احسان ہے جن کی وجہ سے مالک یا خاوند کو راحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور یہ عورت یا جانور نیکی میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں' اسی خیر کے لیے اللہ سے دعا کی جاتی ہے۔ ③ انسان یا حیوان کے جسم میں سر سب سے اہم عضو ہے' سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کرنے کا یہ مقصد ہے کہ اس انسان یا حیوان کو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے مفید بنا دے۔ والله أعلم.

١٩١٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى امْرَأَتَهُ قَالَ: اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي. ثُمَّ كَانَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ، لَمْ يُسَلِّطِ اللهُ عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ. أَوْ لَمْ يَضُرَّهُ».

۱۹۱۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی اپنی عورت کے پاس جاتا ہے' اگر اس وقت یہ الفاظ کہہ لے: [اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ' وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي] "اے اللہ! مجھ سے شیطان کو دور رکھ اور تو مجھے جو اولاد دے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔" پھر اگر انھیں اولاد مل گئی تو اللہ اس پر شیطان کو مسلط نہیں کرے گا۔" یا فرمایا: "اسے شیطان نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

فوائد و مسائل: ① خلوت کا وقت صنفی جذبات کی تسکین کا وقت ہوتا ہے۔ مومن اس وقت بھی اپنے رب کو

١٩١٩ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب التسمية على كل حال وعند الوقاع، ح: ١٤١ وغيره، ومسلم، النكاح، باب ما يستحب أن يقوله عند الجماع، ح: ١٤٣٤ من حديث جرير به.

فراموش نہیں کرتا۔ ② خاوند بیوی کے تعلقات کا مقصد محض صنفی لذت کا حصول نہیں بلکہ نیک اولاد کا حصول بھی ایک اہم مقصد ہے۔ ③ بہتر ہے کہ مذکورہ دعا بے لباس ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے۔ ④ اس دعا کا یہ فائدہ ہے کہ اس کی برکت سے خلوت کے وقت شیطان دور رہتا ہے' لہٰذا اولاد میں شیطان سے متاثر ہونے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے اور بعض خاص بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ التَّسَتُّرِ عِنْدَ الْجِمَاعِ (التحفة ٢٨)

باب:٢٨- مباشرت کے موقع پر باپردہ رہنا

١٩٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُو أُسَامَةَ. قَالَا: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ عَوْرَاتُنَا. مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ: «احْفَظْ عَوْرَتَكَ. إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: «إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا تُرِيَهَا أَحَداً، فَلَا تُرِيَنَّهَا» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنْ كَانَ أَحَدُنَا خَالِياً؟ قَالَ: «فَاللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيٰى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ».

١٩٢٠- حضرت بہز بن حکیم اپنے والد حضرت حکیم بن معاویہ رحمہ اللہ اور وہ (اپنے والد) بہز کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! اعضائے مستورہ میں سے ہمیں کس چیز کے ظاہر کرنے کی اجازت ہے اور کس چیز کی ممانعت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیوی اور لونڈی کے سوا سب سے اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھ۔'' میں نے عرض کیا: یہ ارشاد فرمایئے کہ اگر لوگ اکٹھے ہوں (یا اکٹھے رہتے ہوں؟) فرمایا: ''اگر یہ ممکن ہو کہ اسے کوئی نہ دیکھے تو ہرگز کسی کی نظر اس پر نہ پڑنے دے۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر کوئی اکیلا ہو؟ فرمایا: ''تب بھی لوگوں سے زیادہ اللہ کا حق ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔''

فوائد و مسائل: ① بیوی اور لونڈی کے سوا ہر کسی سے شرم گاہ کو محفوظ رکھنے کا مطلب ناجائز تعلقات اور بدکاری سے اجتناب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا﴾ (بنی إسرائیل:٣٢) ''زنا کے قریب بھی نہ جاؤ' یہ بے حیائی اور بہت برا راستہ ہے۔'' اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اعضائے مستورہ پر کسی کی نظر نہ پڑنے دیں۔ ② عام طور پر مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اس معاملہ

١٩٢٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحمام، باب في التعري، ح:٤٠١٧ من حديث بهز به، وحسنه الترمذي، ح:٢٧٦٩، وعلقه البخاري في صحيحه، الغسل، باب من اغتسل عريانًا وحده في خلوة.

میں احتیاط کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ غلط رویہ ہے۔ بغیر کسی مجبوری کے مرد دوسرے مرد کے اور عورت دوسری عورت کے اعضائے مستورہ کو نہیں دیکھ سکتے۔ ③ اس حدیث سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کے اعضائے مستورہ دیکھ لیں تو گناہ نہیں۔ آئندہ روایتوں میں اس کی ممانعت مذکور ہے لیکن وہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔ ④ تنہائی میں بھی بلاضرورت بالکل ننگا ہونے سے اجتناب کرنا چاہیے اگرچہ غسل وغیرہ کے وقت تمام کپڑے اتارنا جائز ہے۔ (صحيح البخاري' الغسل' باب من اغتسل عريانا وحده في خلوة' ومن تستر فالتستر أفضل' حديث: ٢٧٨)

١٩٢١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ وَهْبٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا الأَحْوَصُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ. وَ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ، وَعَبْدُ الأَعْلَى ابْنُ عَدِيٍّ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ فَلْيَسْتَتِرْ وَلاَ يَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَيْرَيْنِ».

١٩٢١- حضرت عتبہ بن عبد سلمی ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو اسے چاہیے کہ پردہ کرے' اور گدھوں کی طرح ننگا نہ ہو جائے۔''

١٩٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ مَوْلًى لِعَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا نَظَرْتُ، أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَطُّ.

١٩٢٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کی شرم گاہ نہیں دیکھی۔''

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: عَنْ مَوْلاَةٍ لِعَائِشَةَ.

ابوبکر نے کہا: ابونعیم (حضرت عائشہ کے غلام کی بجائے) حضرت عائشہ ؓ کی لونڈی سے بیان کیا کرتے تھے۔

١٩٢١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف * الأحوص بن حكيم ضعفه أحمد، وأبوحاتم، والنسائي وغيرهم"، وقال صاحب التقريب: "ضعيف الحفظ"، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٩٢٢ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٦٦٢.

(المعجم ٢٩) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ النِّسَآءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩-عورت کی دبر میں مجامعت کرنے کی حرمت کا بیان

١٩٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُخَلَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ يَنْظُرُ اللهُ إِلَى رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا».

١٩٢٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس مرد کی طرف نظر نہیں فرمائے گا' جو اپنی بیوی سے دُبر میں مجامعت کرتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حٰفِظُونَ ۝ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ﴾ (المؤمنون:٦،٥) ''اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں یا ان (کنیزوں) کے جن کے مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ تو بلاشبہ (ان کی بابت) ان پر کوئی ملامت نہیں۔'' اس سے بعض لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ عورتوں سے جس طرح چاہیں لطف اندوز ہو سکتے ہیں' خواہ آگے کی جگہ ہو یا پیچھے کی جگہ لیکن یہ بات صحیح نہیں بلکہ جماع کے لیے ایک ہی مقام جائز ہے' ایام حیض میں وہ بھی جائز نہیں رہتا۔ ② ''اللہ اس کی طرف نہیں دیکھے گا'' اس کا مطلب ہے رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا اور قیامت کے دن اس کا یہ جرم معاف نہیں کرے گا۔ اس سے اس فعل کی حرمت ظاہر ہوتی ہے۔ دوسری حدیث میں اس فعل کا ارتکاب کرنے والے پر لعنت بھی وارد ہے۔ ارشاد نبوی ہے: جو شخص بیوی سے دبر میں مجامعت کرتا ہے' وہ ملعون ہے۔'' (سنن أبي داود' النكاح' باب في جامع النكاح' حديث:٢١٦٢)

١٩٢٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ هَرَمِيِّ

١٩٢٤- حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔''

١٩٢٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في جامع النكاح، ح:٢١٦٢ من حديث سهيل به، وإسناده حسن، وصححه البوصيري، وله شواهد صحيحة، وهو من الأحاديث المتواترة.

١٩٢٤ـ [صحيح] انظر، ح:٤٩٦، وحديث:١١٢٩ لعلته، وضعفه البوصيري وغيره، والحديث صحيح، وانظر الحديث السابق.

ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لاَ يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ» ثَلاَثَ مَرَّاتٍ «لاَ تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ».

پھر فرمایا: ''عورتوں سے ان کی پیٹھوں میں مجامعت نہ کرو۔''

فوائد ومسائل: ① جن مسائل کا تعلق اعضائے مستورہ سے ہے' اکثر ان کو بیان کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے لیکن انھیں بیان کرنا بھی ضروری ہے' البتہ الفاظ کا انتخاب مناسب ہونا چاہیے اور نابالغ بچوں کے سامنے بیان نہ کیے جائیں۔ بہتر یہ ہے کہ درس اور تقریر وغیرہ میں یہ مسائل اشارتاً بیان کیے جائیں' اور پرائیویٹ مجلس میں مناسب انداز سے صراحت کر دی جائے۔ ② دُبر نجاست کی جگہ ہے' اس لیے مومن اس سے اجتناب کرتا ہے۔ ویسے بھی یہ مقام اس مقصد کے لیے نہیں بنایا گیا اور طبی طور پر اس کے بہت سے نقصانات ہیں۔ جن میں ایک نقصان حال ہی میں ''ایڈز'' کی بیماری کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ جائز مقام (قبل) بھی نجاست کے ایام میں ممنوع ہو جاتا ہے تو جو مقام (دُبر) نجاست ہی کے لیے ہے' وہ کب جائز ہو سکتا ہے۔ ③ مرد کا مرد سے یا عورت کا عورت سے جنسی تعلق بہت بڑا گناہ ہے۔ جنسی لواطت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی پوری قوم پر پتھر برسا کر اور ان لوگوں کی بستیاں الٹ کر انھیں تباہ کر دیا تھا۔

١٩٢٥- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَجَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كَانَتْ يَهُودُ تَقُولُ: مَنْ أَتَى امْرَأَةً فِي قُبُلِهَا، مِنْ دُبُرِهَا، كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ. فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ [البقرة: ٢٢٣].

١٩٢٥- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: یہودی کہا کرتے تھے کہ جو کوئی پچھلی طرف سے ہو کر عورت سے اگلی جگہ میں مباشرت کرتا ہے' اس کا بیٹا بھینگا پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ ''تمھاری بیویاں تمھاری کھیتیاں ہیں۔ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ۔''

فوائد ومسائل: ① مباشرت کے لیے کوئی بھی طریقہ اختیار کرنا جائز ہے' خواہ عورت چت لیٹی ہوئی ہو یا پیٹ کے بل یا کروٹ پر' تاہم یہ ضروری ہے کہ صرف وہی راستہ اختیار کیا جائے جس کی شرع نے اجازت دی ہے' یعنی صرف عورت کی قبل (اگلی شرمگاہ) استعمال کی جائے۔ ② عورت سے صنفی تعلق کا اہم مقصد اولاد کا

١٩٢٥_ أخرجه البخاري، التفسير، باب "نساءكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنّى شئتم"، ح: ٤٥٢٨، ومسلم، النكاح، باب جواز جماعه امرأته في قبلها . . . الخ، ح: ١٤٣٥ من حديث سفيان به.

حصول ہے' اسی لیے عورت کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مرد کسان کی طرح اس زمین میں بیج بوتا ہے جس سے اسے اولاد کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورت سے غیر فطری فعل کرنا جائز نہیں کیونکہ کھیت سے باہر جوہڑ وغیرہ میں بیج پھینک دینا حماقت ہے۔ ③ ﴿أَنَّى شِئْتُمْ﴾ کا مطلب "جہاں سے چاہو" بھی کیا جائے تو بھی غیر فطری عمل کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ صرف [حرث] "کھیتی کی جگہ" میں آنے کا حکم دیا گیا ہے' کسی اور جگہ نہیں، خواہ براہ راست آگے سے آئے یا پیچھے سے ہو کر آگے آئے۔ ④ معاشرے میں موجود توہمات کی تردید کرکے حقیقت واضح کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ الْعَزْلِ (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠- عزل کا بیان

١٩٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ: «أَوَ تَفْعَلُونَ؟ لاَ عَلَيْكُمْ أَنْ لاَ تَفْعَلُوا. فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ نَسَمَةٍ، قَضَى اللهُ لَهَا أَنْ تَكُونَ، إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ».

١٩٢٦- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم یہ کام کرتے ہو؟ اگر نہ کرو تو کوئی حرج نہیں' جس روح کو پیدا کرنے کا اللہ نے فیصلہ کرلیا ہے' وہ ہو کر رہے گی۔"

فوائد ومسائل: ① عزل کا مطلب ہے عورت سے جماع کرتے وقت جب انزال ہونے لگے تو پیچھے ہٹ جائے تاکہ حمل ٹھہرنے کا اندیشہ نہ رہے۔ ② لونڈیوں سے اس لیے عزل کیا جاتا ہے کہ ان کے ہاں اولاد نہ ہو کیونکہ اولاد ہونے کے بعد اگر لونڈی کو بیچا جائے تو اس کا بچہ پہلے مالک کے پاس رہ جائے گا۔ اس طرح ماں بیٹے میں جدائی ہو جائے گی جو نامناسب ہے۔ ③ "اگر نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔" اس میں اشارہ ہے کہ اجتناب بہتر ہے' تاہم سختی سے منع نہیں کیا گیا بلکہ صحیحین میں حضرت جابر ؓ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے اور قرآن نازل ہو رہا تھا۔" (صحیح البخاري' النکاح' باب العزل' حدیث:٥٢٠٩' وصحیح مسلم' النکاح' باب حکم العزل' حدیث:١٤٤٠) یعنی ہم نبی اکرم ﷺ کے عہد میں بھی ایسا کرتے تھے اور اگر یہ فعل حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی اس سے منع فرما دیتا۔

١٩٢٦_ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، وأحمد: ٣/ ٩٢، ٩٣ من حديث إبراهيم بن سعد به، وله طرق أخرى عند مسلم، ح: ١٤٣٨ وغيره.

بنابریں علمائے کرام اس کی بابت لکھتے ہیں کہ آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل نہ کیا جائے کیونکہ اسے اولاد پیدا کرنے کا حق ہے، لہٰذا اگر عورت بیماری یا کمزوری کی وجہ سے حمل وولادت کی مشقت برداشت نہ کرسکتی ہو تو عزل کیا جا سکتا ہے، نیز مانع حمل گولیوں کا بھی بالکل یہی حکم ہے۔ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ اس کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ عورتوں کو درج ذیل دو شرطوں کے بغیر مانع حمل گولیاں استعمال نہیں کرنی چاہییں: ❁ عورت کو اس کی واقعی ضرورت ہو، مثلاً: وہ بیمار ہو اور ہر سال حمل کی متحمل نہ ہو سکتی ہو، یا بے حد لاغر اور کمزور ہو یا کچھ اور ایسے موانع ہوں جن کی وجہ سے ہر سال حمل ہونا اس کے لیے جان لیوا اور نقصان دہ ہو۔ ❁ شوہر نے اسے اس کی اجازت دے دی ہو کیونکہ شوہر کا یہ حق ہے کہ بیوی اس کے لیے اولاد پیدا کرے، علاوہ ازیں ان گولیوں کے استعمال کے لیے طبیب سے یہ مشورہ کرنا بھی ضروری ہے کہ ان کا استعمال نقصان دہ تو نہیں، لہٰذا جب یہ دونوں شرطیں پوری ہو جائیں تو پھر ان گولیوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں لیکن ایسی گولیاں استعمال نہ کی جائیں جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مانع حمل ہوں کیونکہ یہ قطع نسل کے مترادف ہوگا جو کہ کبیرہ گناہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ (أردو): ۳/ ۲۱۵، ۲۱۶ مطبوعہ دارالسلام) ④ ''خاندانی منصوبہ بندی'' کا موجودہ تصور یہ ہے کہ زیادہ بچے ہوں گے تو ان کا خرچ برداشت کرنا اور دیکھ بھال کرنا مشکل ہوگا۔ یہ ایک غلط تصور ہے۔ جاہلیت میں جو لوگ اس ڈر سے بچوں کو قتل کر دیتے تھے، ان کی غلط فہمی دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا﴾ (بنی إسرائیل:۳۱) ''اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ان کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں اور تمھیں بھی۔ یقیناً ان کا قتل کبیرہ گناہ ہے۔'' مغرب کے عیسائی ممالک مسلمانوں کو اس کی ترغیب اس لیے دیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی افرادی قوت میں اضافے سے خوف زدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خود اپنے لوگوں کو زیادہ بچے پیدا کرنے کی ترغیب دینے لگے ہیں۔

۱۹۲۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ.

۱۹۲۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم لوگ عزل کرلیا کرتے تھے جب کہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔

فائدہ: نزول وحی کے زمانے میں اس کی صریح ممانعت نازل نہیں ہوئی، اس سے اس عمل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۱۹۲۷ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب العزل، ح:٥٢٠٨، ومسلم، النكاح، باب حكم العزل، ح:١٤٤٠ من حديث سفيان به.

١٩٢٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَرَّرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُعْزَلَ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا.

١٩٢٨- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے منع فرمایا۔

(المعجم ٣١) - **بَابٌ: لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا** (التحفة ٣١)

باب: ٣١- کسی عورت کی پھوپھی یا خالہ نکاح میں ہوتے ہوئے اس عورت سے نکاح جائز نہیں

١٩٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا، وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا».

١٩٢٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے نکاح نہ کیا جائے۔''

١٩٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ نِكَاحَيْنِ.

١٩٣٠- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو نکاحوں سے منع فرماتے سنا ہے (اس بات سے منع فرمایا) کہ کوئی مرد ایک عورت اور اس کی پھوپھی کو (نکاح میں) جمع کرے یا عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں جمع کرے۔)

١٩٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣١ عن إسحاق به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة"، وفيه علة أخرى وتقدم، ح: ٧٠٧، وليس له شاهد صحيح.

١٩٢٩ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح، ح: ١٤٠٨/ ٣٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وله طرق أخرى عند البخاري، ح: ٥١٠٩ وغيره.

١٩٣٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٦٧ من حديث ابن إسحاق به مطولاً، والحديث السابق شاهد له.

أَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا، وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

۱۹۳۱- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلاَ عَلَى خَالَتِهَا».

۱۹۳۱- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورت سے' اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے نکاح نہ کیا جائے۔"

فائدہ: ایک بیوی کی وفات یا طلاق کے بعد اس کی خالہ یا اس کی بھانجی' یا اس کی پھوپھی' یا اس کی بھتیجی سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح دو بہنیں بیک وقت ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ ایک کی وفات یا طلاق کے بعد دوسری سے نکاح کرنا درست ہے۔ (النساء:۲۳)

(المعجم ۳۲) - **بَابُ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلاَثًا فَتَزَوَّجُ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا. أَتَرْجِعُ إِلَى الْأَوَّلِ** (التحفة ۳۲)

باب:۳۲- جس عورت کو مرد تین طلاقیں دے دے' پھر وہ (دوسرے مرد سے) نکاح کرلے' اور دوسرا مرد اس سے خلوت کرنے سے پہلے طلاق دے دے' کیا وہ پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کرسکتی ہے؟

۱۹۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ. أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ. فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلاَقِي. فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ

۱۹۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ اس نے مجھے طلاق دے دی اور بتہ طلاق (آخری طلاق) بھی دے ڈالی۔ (اس کے بعد) میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کرلیا۔

۱۹۳۱_[صحيح] انظر، ح: ۷٤۰ لعلته، وح: ۱۹۲۹ شاهد له.

۱۹۳۲_أخرجه البخاري، الشهادات، باب شهادة المختبئ، ح: ۲٦۳۹، ومسلم، النكاح، لا تحل المطلقة ثلاثًا لمطلقها حتى تنكح زوجًا غيره ويطأها ثم يفارقها وتنقضي عدتها، ح: ۱٤۳۳ من حديث سفيان به.

الزَّبِيرِ. وَإِنَّ مَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ. فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا. حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ».

(لیکن) ان کے پاس تو جو کچھ ہے وہ کپڑے کے سرے کی طرح ہے۔ نبی ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''تم دوبارہ رفاعہ (رضی اللہ عنہ) سے نکاح کرنا چاہتی ہو؟ نہیں' نہیں' (یہ نہیں ہو سکتا) حتی کہ تو اس (عبدالرحمٰن) سے لذت حاصل کرے اور وہ تجھ سے لذت حاصل کرے۔''

فوائد ومسائل: ① مرد کو حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے لیکن یہ حق طلاق محدود ہے' یعنی پوری زندگی میں اسے صرف تین مرتبہ طلاق دینے کا حق ہے۔ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ (البقرہ: ۲۲۹) ''(رجعی) طلاق دو مرتبہ ہے' پھر یا تو اچھائی سے روک لینا ہے یا عمدگی سے چھوڑ دینا ہے۔'' ② تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق باقی نہیں رہتا بلکہ عورت عدت گزرنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے کا حق رکھتی ہے۔ ③ اگر کسی وجہ سے دوسرے مرد سے نباہ نہ ہو سکے اور طلاق ہو جائے یا وہ فوت ہو جائے تو پھر عورت اگر چاہے تو پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ پہلے خاوند سے نکاح کیا جائے بلکہ کسی تیسرے آدمی سے بھی نکاح کیا جا سکتا ہے۔ ④ پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ دوسرے خاوند نے مقاربت کے بعد طلاق دی ہو۔ اگر دوسرے نے مقاربت سے پہلے طلاق دی ہو تو پہلے خاوند سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ کسی تیسرے آدمی سے جائز ہوگا۔ ⑤ طلاق بتہ اس طلاق کو کہتے ہیں جس کے بعد رجوع کا حق باقی نہیں رہتا۔ اگر عورت سے نکاح کر کے خلوت سے پہلے طلاق دے دی جائے تو یہ پہلی ہی بتہ' یعنی آخری طلاق ہے۔ اگر آزاد عورت کے بجائے لونڈی سے نکاح کیا گیا ہو تو دوسری طلاق آخری ہے۔ باقی حالات میں تیسری طلاق آخری ہوتی ہے۔

١٩٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۱۹۳۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس

١٩٣٣ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٦/ ١٤٨، ١٤٩، ح: ٣٤٤٣، التعليقات السلفية: ٣٤٤٣، وأحمد: ٢/ ٨٥ عن محمد بن جعفر من حديث شعبة به، وخالفه سفيان الثوري فرواه عن علقمة عن رزين بن سليمان الأحمري عن ابن عمر به * رزين أو ابن رزين مجهول كما في التقريب، ولحديثه شواهد كثيرة، منها الحديث السابق، فائدة: وقع في المجتبى للنسائي: "سلم بن زرير"، وهو تصحيف كما حققه شيخنا الإمام الحجة المتقن الفقيه المحدث محمد عطاء الله حنيف الفوجياني رحمه الله عليه في التعليقات، ثم وجدته على الصواب في السنن الكبرى للنسائي، ح: ٥٦٠٧، فلله دره.

عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ [سَالِمَ بْنَ رَزِينٍ] يُحَدِّثُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فِي الرَّجُلِ تَكُونُ لَهُ الْمَرْأَةُ فَيُطَلِّقُهَا. فَيَتَزَوَّجُهَا رَجُلٌ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا. أَتَرْجِعُ إِلَى الأَوَّلِ؟ قَالَ: «لاَ. حَتَّى يَذُوقَ الْعُسَيْلَةَ».

کے نکاح میں کوئی عورت ہو' وہ اسے طلاق دے دے' پھر اس عورت سے کوئی اور مرد نکاح کر کے خلوت سے پہلے طلاق دے دے' کیا وہ دوبارہ پہلے مرد سے نکاح کر سکتی ہے؟ (نبی ﷺ نے فرمایا:) ''نہیں' جب تک اس (دوسرے مرد) سے لذت حاصل نہ کرے۔''

فائدہ: ''لذت'' سے مراد مقاربت' یعنی عمل زوجیت ہے جیسا کہ گزشتہ فوائد میں تفصیل گزری۔

(المعجم ٣٣) - بَابُ الْمُحَلِّلِ وَالْمُحَلَّلِ لَهُ (التحفة ٣٣)

باب: ٣٣- حلالہ کرنے اور کرانے والے کا بیان

١٩٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، عَنْ زَمْعَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ [وَهْرَامٍ]، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ.

١٩٣٤- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

١٩٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ [بْنِ] الْبَخْتَرِيِّ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ وَ مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ:

١٩٣٥- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

١٩٣٤- [صحيح] * زمعة تقدم، ح: ٣٢٦، ولحديثه شاهد حسن عند أحمد: ٢/ ٣٢٣ وغيره من حديث أبي هريرة رضي الله عنه، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٨٤، وحسنه البخاري (التلخيص الحبير: ٣/ ١٧٠)، وللحديث شواهد كثيرة، ذكرت بعضها في نيل المقصود، ح: ٢٠٧٦، وثبت إنكار التحليل المذكور عن عمر وعثمان وابن عمر وغيرهم رضي الله عنهم أجمعين.

١٩٣٥- [ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في التحليل، ح: ٢٠٧٦ من حديث الشعبي به * والحارث تقدم، ح: ٩٥، وحديث أحمد: ٢/ ٣٢٣، ح: ٨٢٧٠ يغني عنه.

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ.

١٩٣٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي. قَالَ: سَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: قَالَ لِي أَبُو مُصْعَبٍ مِشْرَحُ بْنُ هَاعَانَ، قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟» قَالُوا: بَلَى! يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: «هُوَ الْمُحَلِّلُ. لَعَنَ اللهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ».

١٩٣٦- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں کرائے کے سانڈ کے متعلق نہ بتاؤں (کہ وہ کون ہوتا ہے؟'') صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں (بتایئے) اے اللہ کے رسول! فرمایا: ''وہ حلالہ کرنے والا ہے' اللہ نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے (دونوں) پر لعنت فرمائی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اگر ایک عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں اور اس کا خاوند اس سے پھر رجوع کرنا چاہے تو یہ اس کے لیے جائز نہیں۔ اس وقت اگر کوئی دوسرا مرد اس عورت سے نکاح کر لے اور اس کا مقصد اس کے ساتھ باقاعدہ ازدواجی زندگی گزارنا نہ ہو بلکہ محض یہ مقصد ہو کہ نکاح اور خلوت کے بعد وہ اسے طلاق دے دے گا تاکہ پہلا خاوند اس سے نئے سرے سے نکاح کر سکے' اور جو کام اس کے لیے حرام تھا' وہ حلال ہو جائے۔ اس عارضی نکاح کو حلالہ کہتے ہیں جسے اس حدیث میں لعنتی فعل قرار دیا گیا ہے۔ ② شریعت میں نیت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] (صحيح البخاري' بدء الوحي' باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ...... ' حديث:١) ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' چونکہ نکاح حلالہ کا مقصد وہ نہیں ہوتا جو شرعی نکاح میں مطلوب ہے' اس لیے شرعی طور پر یہ نکاح ہی نہیں ہے بلکہ ایک حیلہ ہے اور یہ حیلہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ③ لعنت سے حلالے کی حرمت ثابت ہوتی ہے کیونکہ جائز کام پر لعنت نہیں ہو سکتی۔ ④ حلالہ کرنے والے کو کرائے کا سانڈ قرار دینے سے اس عمل کی شناعت کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح جانوروں کی نسل کشی کے لیے سانڈ لیا جاتا ہے تاکہ وہ جفتی کر کے مؤنث جانوروں کو حاملہ کر دے' پھر وہ اس کے مالک کو واپس کر دیا جائے۔ اسی طرح حلالہ کرنے والے کو حلالہ کرانے والا وقتی طور پر عورت سے تعلق قائم کرنے کی درخواست کرتا ہے تاکہ وہ خلوت کے بعد اسے طلاق دے کر پہلے خاوند کے لیے حلال کر دے۔ جس طرح سانڈ کرائے پر لینے والے کی ملکیت نہیں بن جاتا' اسی طرح حلالہ کرنے والا عورت سے مستقل تعلق قائم

١٩٣٦ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ٢٩٩، ح: ٨٢٥ من حديث أبي صالح عن الليث به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٩٨، والذهبي، وفيه علة قادحة، وح: ١٩٣٤ شاهد له، وحسنه الحافظ عبدالحق الإشبيلي، والحافظ ابن تيمية وغيرهما.

نہیں کرتا بلکہ اپنے خیال میں خاوند کی ضرورت پوری کر کے عورت سے الگ ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ شیعوں کے ہاں رائج متعہ کی طرح ناجائز تعلق کی ایک صورت ہے' جس کو ''نکاح'' کا نام دے کر جائز قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(المعجم ٣٤) - **بَابٌ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ** (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- دودھ پلانے سے وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسبی طور پر حرام ہوتے ہیں

١٩٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ».

١٩٣٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رضاعت سے بھی وہ (رشتہ) حرام ہو جاتا ہے جو نسب سے حرام ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① رضاعت سے مراد دودھ پلانا ہے' یعنی جب کسی بچے کو ماں کے علاوہ کوئی اور عورت دودھ پلائے تو وہ عورت بھی اسی طرح اس کی ماں شمار ہوتی ہے جس طرح جننے والی ماں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ﴾ (النساء: ٢٣) ''اور تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا (ان سے بھی نکاح حرام ہے۔'') ② رضاعت سے حرام ہونے والی عورتوں کی تفصیل یہ ہے: (ا) رضاعی ماں: جس کا دودھ تم نے مدت رضاعت (دو سال کی عمر) کے اندر پیا ہو۔ (ب) رضاعی بہن: جس کو تمھاری حقیقی یا رضاعی ماں نے دودھ پلایا' خواہ تمھارے ساتھ یا تم سے پہلے یا بعد میں یا جس عورت کی حقیقی یا رضاعی ماں نے تمھیں دودھ پلایا ہو' یعنی رضاعی ماں بننے والی عورت کی تمام نسبی اور رضاعی اولاد دودھ پینے والے بچے کے بہن بھائی بن جائیں گے۔ (ج) رضاعی خالہ: دودھ پلانے والی کی بہنیں دودھ پینے والے کی خالائیں بن جائیں گی۔ (د) رضاعی پھوپھی: چونکہ دودھ پلانے والی کا خاوند دودھ پینے والے کا باپ بن جائے گا' اس لیے اس رضاعی باپ کی بہنیں دودھ پینے والے کی پھوپھیاں ہوں گی۔ اور رضاعی باپ کے بھائی دودھ پینے والے کے چچا تایا بن جائیں گے۔ ③ ان رضاعی رشتوں سے نکاح کرنا اسی طرح حرام ہے جس طرح نسبی رشتوں

١٩٣٧- أخرجه مسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح: ١٤٤٥/٩ من حديث يزيد بن أبي حبيب عن عراك به مطولاً، نحو المعنى، وأصله عند البخاري، ومسلم وغيرهما، وانظر الحديث الآتي.

سے' لہٰذا ان میں پردہ اسی طرح فرض نہیں ہوگا جس طرح نسبی رشتوں میں پردہ فرض نہیں ہوتا۔ لڑکے کی رضاعی ماں' رضاعی بہن' رضاعی خالہ اور رضاعی پھوپھی اس سے پردہ نہیں کریں گی۔ اسی طرح لڑکی اپنے رضاعی باپ' رضاعی بھائی' رضاعی چچا' تایا' اور رضاعی ماموں سے پردہ نہیں کرے گی۔ ④ دودھ پینے والے کے دوسرے بھائی بہن' جنھوں نے اس عورت کا دودھ نہیں پیا' ان کا اس عورت سے اور اس کے بچوں وغیرہ سے رضاعت کا تعلق شمار نہیں ہوگا۔

١٩٣٨ - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، وَ أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُرِيدَ عَلَى بِنْتِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. فَقَالَ: «إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ. وَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ».

۱۹۳۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں درخواست کی گئی (کہ ان سے نکاح فرمالیں۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے اور جو نسب سے حرام ہوتا ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سگے چچا تھے' اس لیے ان کی بیٹی سے نکاح جائز ہونا چاہیے تھا۔ یہی سوچ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز پیش فرمادی لیکن رسول اللہ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ نسبی طور پر تو یہ رشتہ ممکن تھا لیکن رضاعی طور پر حرام ہونے کی وجہ سے ایسا ممکن نہیں۔ ② حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ اسی نے چند دن رسول اللہ ﷺ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ (لمعات' شرح مشكاة' كتاب النكاح' باب المحرمات) اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے رضاعی بھائی بن گئے اور ان کی بیٹی آپ ﷺ کی رضاعی بھتیجی ہوئی۔ ③ اس خاتون کا نام حضرت فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا تھا۔ (إنجاح الحاجة حاشیه سنن ابن ماجه' از عبدالغنی دهلوی)

١٩٣٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا

۱۹۳۹- حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت

١٩٣٨ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع المستفيض والموت القديم، ح:٢٦٤٥، ٥١٠٠، ومسلم، الرضاع، باب تحريم ابنة الأخ من الرضاعة، ح:١٤٤٧ من حديث قتادة به.

١٩٣٩ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب "وأمهتكم التي أرضعنكم"، ح:٥١٠١ وغيره من حديث الزهري به، ومسلم، الرضاع، باب تحريم الربيبة وأخت المرأة، ح:١٤٤٩ من حديث محمد بن رمح به، أخرجه البخاري، ح:٥١٠٦، ومسلم، ح:١٤٤٩ وغيرهما من حديث هشام بن عروة به.

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: اِنْكِحْ أُخْتِي عَزَّةَ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتُحِبِّينَ ذٰلِكَ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. يَا رَسُولَ اللهِ فَلَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ. وَأَحَقُّ مَنْ شَرِكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَحِلُّ لِي» قَالَتْ: فَإِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ. فَقَالَ: «بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِنَّهَا لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي. إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ. أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ. فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ أَخَوَاتِكُنَّ وَلَا بَنَاتِكُنَّ».

ام حبیبہ ؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ انھوں (ام حبیبہ ؓ) نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میری ہمشیرہ عزہ سے نکاح فرما لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کیا تجھے یہ بات پسند ہے؟‘‘ انھوں نے کہا: جی ہاں‘ اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس اکیلی تو نہیں ہوں (کہ سوکن کی موجودگی پسند نہ کروں) اور خیر و برکت میں میری شراکت کا حق سب سے زیادہ میری بہن کو ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ تو میرے لیے جائز نہیں۔‘‘ انھوں نے کہا: ہم لوگ باتیں کرتے ہیں (سننے میں آیا ہے) کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’ابوسلمہ کی بیٹی سے؟‘‘ کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر وہ میرے گھر میں پرورش پانے والی (سوتیلی) بیٹی نہ ہوتی‘ تب بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی۔ وہ تو دودھ کے رشتے سے میری بھتیجی ہے۔ مجھے اور اس کے والد کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ تم میرے لیے اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔‘‘

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

ام حبیبہ ؓ سے یہی روایت ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا جائز نہیں۔ ② سوتیلی بیٹی سے نکاح جائز نہیں۔ ③ رضاعی بھتیجی‘ بھانجی وغیرہ سے بھی اسی طرح نکاح حرام ہے جس طرح سگی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح حرام ہے۔ ④ رضاعت کے رشتوں کو یاد رکھنا چاہیے تاکہ غلط فہمی سے ایسی عورت سے نکاح نہ ہو جائے جس سے جائز نہیں۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے امہات المومنین ؓ سے فرمایا: ’’اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی پیشکش نہ کریں۔‘‘

اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی ام المومنین کی بہن سے نبی ﷺ اس لیے نکاح نہیں کر سکتے تھے کہ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا جائز نہیں۔ اور کسی بھی ام المومنین کی بیٹی جو نبی ﷺ کی ربیبہ (سوتیلی بیٹی) تھی اس سے آپ کا نکاح جائز نہیں تھا۔ ⑥ ام المومنین ام حبیبہ ؓ نے یہ پیشکش غالباً اس لیے کر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے شریعت کے بعض احکام امت سے مختلف تھے' مثلاً: آپ کا چار سے زیادہ خواتین کو بیک وقت نکاح میں رکھنا۔ انھوں نے سوچا ہوگا کہ شاید یہ رشتے بھی جو عام مومنوں کے لیے ممنوع ہیں' نبی ﷺ کے لیے جائز ہوں گے۔ آپ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ ان مسائل میں آپ کے لیے الگ احکام نہیں۔

(المعجم ٣٥) - **بَابٌ: لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ** (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- ایک دو بار چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

١٩٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ وَلَا الرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ».

۱۹۴۰- حضرت ام الفضل ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک بار دودھ پینا حرام نہیں کرتا' نہ دو بار دودھ پینا' نہ ایک بار چوسنا' نہ دو بار چوسنا۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد مبارک ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا۔ صحیح مسلم میں یہ واقعہ تفصیل سے مروی ہے۔ حضرت ام الفضل ؓ نے فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے نکاح میں ایک عورت تھی' میں نے اس کی موجودگی میں ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ میری پہلی بیوی کہتی ہے کہ اس نے میری نئی بیوی کو ایک بار یا دو بار دودھ پلایا تھا۔ تب نبی ﷺ نے مذکورہ بالا قانون بیان فرمایا۔ (صحیح مسلم' الرضاع' باب في المصة والمصتان' حديث: ۱۴۵۱) ② اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ تین بار دودھ پینے سے رضاعت کے احکام ثابت ہو جاتے ہیں' یعنی دودھ کے رشتے قائم ہو جاتے ہیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ حرمت پانچ بار دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے' جیسے صحیح مسلم میں حضرت عائشہ ؓ کا یہ فرمان مروی ہے کہ پہلے قرآن میں دس بار دودھ پینے سے حرمت رضاعت کا حکم نازل ہوا تھا' پھر وہ منسوخ ہو کر پانچ بار دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت کا حکم نازل ہو گیا۔ (صحیح مسلم' الرضاع' باب التحريم بخمس رضعات' حديث: ۱۴۵۲)

١٩٤٠ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب في المصة والمصتان، ح: ١٤٥١ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

١٩٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ».

١٩٤١- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایک دو بار چوسنا حرام نہیں کرتا۔“

١٩٤٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ سَقَطَ: لَا يُحَرِّمُ إِلَّا عَشْرُ رَضَعَاتٍ أَوْ خَمْسٌ مَعْلُومَاتٌ.

١٩٤٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو کچھ نازل فرمایا پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی اس میں یہ بھی تھا کہ دس بار دودھ پلانے یا پانچ بار دودھ پلانے ہی سے محرم کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں شک کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ دس بار یا پانچ بار کا حکم نازل ہوا تھا لیکن صحیح مسلم کی مذکورہ بالا حدیث سے وضاحت ہوگئی کہ پانچ بار کا حکم نازل ہوا تھا۔ ② قرآن مجید کی بعض آیات کی تلاوت منسوخ ہوگئی اور حکم باقی رہا۔ تلاوت منسوخ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انھیں قرآن مجید میں نہ لکھا جائے نماز میں نہ پڑھا جائے اور اس قسم کے مسائل میں اس کا حکم قرآن کا نہیں ہوگا۔ اس کے باوجود اس میں مذکور حکم پر عمل ہوگا جس طرح دوسرے بہت سے ان احکام پر عمل ہوتا ہے جو قرآن میں مذکور نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہیں۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ رَضَاعِ الْكَبِيرِ (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- بڑی عمر کے بچے یا مرد کو دودھ پلانا

١٩٤٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

١٩٤٣- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا نے

١٩٤١ـ أخرجه مسلم، الرضاع، الباب السابق، ح: ١٤٥٠ من حديث إسماعيل ابن علية وغيره به.

١٩٤٢ـ [إسناده صحيح]. انفرد به ابن ماجه.

١٩٤٣ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب رضاعة الكبير، ح: ١٤٥٣ من حديث سفيان به.

ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ الْكَرَاهِيَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَرْضِعِيهِ» قَالَتْ: كَيْفَ أُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ؟ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ». فَفَعَلَتْ. فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: مَا رَأَيْتُ فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ شَيْئًا أَكْرَهُهُ بَعْدُ. وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا.

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب سالم میرے ہاں آتے ہیں تو مجھے (اپنے شوہر) حضرت ابو حذیفہ ؓ کے چہرے پر ناگواری کے آثار نظر آتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے دودھ پلا دو۔'' انھوں نے کہا: میں اسے کس طرح دودھ پلاؤں' وہ تو جوان آدمی ہے؟ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''مجھے معلوم ہے کہ وہ جوان آدمی ہے۔'' سہلہ ؓ نے ایسے ہی کیا۔ (بعد میں) وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: اس کے بعد میں نے حضرت ابوحذیفہ ؓ کے چہرے پر وہ تأثرات نہیں دیکھے جو مجھے ناگوار ہوں۔ حضرت ابوحذیفہ ؓ جنگ بدر میں شریک تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کی وجہ سے حضرت عائشہ ؓ کا یہ موقف تھا کہ دودھ جس عمر میں بھی پیا جائے اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے لیکن دوسری امہات المومنین ؓ نے اس سے اتفاق نہیں کیا' جیسے اگلے باب میں آ رہا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ١٩٤٧) ② حضرت سالم ؓ حضرت ابوحذیفہ ؓ کے منہ بولے بیٹے تھے جسے انھوں نے اور ان کی بیوی حضرت سہلہ ؓ نے پالا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے منہ بولے بیٹے کا رواج ختم فرما دیا تو انھیں پردہ کرنے میں مشکل محسوس ہوئی کیونکہ ان کی رہائش اس گھر میں تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہلہ ؓ کو حکم دیا کہ سالم (ؓ) کو دودھ پلا دیں تاکہ پردے کی پابندی اٹھ جائے۔ ③ امہات المومنین نے اس حکم کو حضرت سالم ؓ کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے لیکن حضرت عائشہ ؓ سمیت بعض علماء نے اس قسم کے حالات میں اسے جائز رکھا ہے جس قسم کے حالات حضرت سالم اور حضرت سہلہ ؓ کو درپیش تھے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ اس رضاعت کو بچپن کی رضاعت کا حکم نہ دیا جائے۔ واللہ أعلم. امام بخاری ؒ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ (صحیح البخاري' النکاح' باب من قال: لا رضاع بعد الحولین......' حدیث: ٥١٠٢) امام ابن تیمیہ اور امام شوکانی ؒ اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ عمومی حالات میں تو نہیں مگر کہیں خاص اضطراری احوال میں اس پر عمل کی گنجائش ہے۔ (نیل الأوطار: ٦/٣٥٣)

١٩٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ نَزَلَتْ آيَةُ الرَّجْمِ، وَرَضَاعَةُ الْكَبِيرِ عَشْراً. وَلَقَدْ كَانَ فِي صَحِيفَةٍ تَحْتَ سَرِيرِي. فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَشَاغَلْنَا بِمَوْتِهِ، دَخَلَ دَاجِنٌ فَأَكَلَهَا.

۱۹۴۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رجم کی آیت اور بڑی عمر کے لڑکے کو دس بار دودھ پلانے کے مسئلہ پر مشتمل آیت نازل ہوئی تھی۔ یہ دونوں آیتیں ایک کاغذ پر لکھی ہوئی میرے بستر پر پڑی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی' ہم آپ ﷺ کے غسل وکفن وغیرہ میں مشغول ہو گئے۔ ایک بکری آئی اور وہ کاغذ کھا گئی۔

فوائد ومسائل: ① یہ آیات ایسی ہیں جن کی تلاوت منسوخ ہو گئی اور حکم باقی ہے' اس لیے صحابۂ کرام ؓ نے انھیں مصحف میں نہیں لکھا۔ ② اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر:۹) ''ہم نے اس نصیحت (قرآن) کو نازل کیا' اور ہم ہی اس کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔'' اس لیے یہ ممکن نہیں کہ ایک آیت کی تلاوت منسوخ نہ ہوئی ہو اور وہ ضائع ہو جائے۔ ویسے بھی قرآن مجید صرف کتابت کے ذریعے سے محفوظ نہیں بلکہ اس کی اصل حفاظت زبانی یاد کرنے سے ہے۔ صحابۂ کرام ؓ میں بے شمار افراد حافظ قرآن تھے۔ اس کے بعد بھی ہر دور میں ہر علاقے میں حفاظ کرام موجود رہے ہیں اور رہیں گے۔ ③ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ آخری حکم پانچ بار دودھ پلانے سے حرمت کا رشتہ ثابت ہونے کا ہے اور یہی راجح موقف ہے۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: لَا رَضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ (التحفة ٣٧)

باب: ۳۷- دودھ چھڑانے کے بعد رضاعت نہیں ہوتی

١٩٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۹۴۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی

١٩٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦٩ من حديث ابن إسحاق حدثني عبدالله بن أبي بكر به، طريق عمرة بنت عبدالرحمٰن فقط، واللفظ لهذا الطريق، أخرجه مالك في الموطأ: ٢/ ٦٠٨، ومن طريقه مسلم، ح: ١٤٥٢ عن عبدالله بن أبي بكر به، لم يذكر قصة الداجن، وهاتان الآيتان كانتا منسوختي القراءة فأكلتهما الداجن لأن لا تكتبا في القرآن، والقرآن كامل مكمل كما تركه رسول الله ﷺ لم يزدد فيه حرف ولم ينقص منه شيء، والحمد لله.

١٩٤٥ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع المستفيض والموت القديم، ح: ٢٦٤٧، ومسلم، الرضاع، باب إنما الرضاعة من المجاعة، ح: ١٤٥٥ من حديث سفيان به.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ. فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا؟» قَالَتْ: هٰذَا أَخِي. قَالَ: «انْظُرُوا مَنْ تُدْخِلْنَ عَلَيْكُنَّ. فَإِنَّ الرَّضَاعَةَ مِنَ الْمَجَاعَةِ».

ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو ان کے پاس ایک مرد بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ میرا بھائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غور کر لیا کرو کہ تم کسے اپنے پاس آنے کی اجازت دے رہی ہو کیونکہ رضاعت بھوک سے ہوتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① رضاعت سے محرم کا رشتہ تب قائم ہوتا ہے' جب بچے کو دو سال کی عمر کے اندر دودھ پلایا گیا ہو۔ اور کم از کم پانچ بار پیٹ بھر کر دودھ پلایا گیا ہو۔ اگر کسی بچے کو دو سال کی عمر ہو جانے کے بعد دودھ پلایا گیا ہو تو یہ دودھ پلانا معتبر نہیں' اس سے دودھ کا رشتہ قائم نہیں ہوگا۔ سوائے ناگزیر صورتوں کے جیسا کہ گزشتہ روایات میں بیان ہوا ہے۔ ② رضاعت کے معاملات میں احتیاط ضروری ہے تاکہ غیر محرم کو محرم یا محرم کو غیر محرم نہ سمجھ لیا جائے۔ ③ مرد کو چاہیے کہ بیوی کو غلطی پر تنبیہ کرے۔ ④ اگر کسی سے لاعلمی کی بنا پر غلطی ہو جائے تو اسے سختی سے تنبیہ کرنے کے بجائے نرمی سے مسئلہ بتا دینا چاہیے۔

١٩٤٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا رَضَاعَ إِلَّا مَا فَتَقَ الْأَمْعَاءَ».

۱۹۴۶- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رضاعت وہی (معتبر) ہے جو آنتوں کو پھاڑے۔''

فوائد ومسائل: ① ''آنتوں کو پھاڑنے'' کا مطلب دودھ سے بچے کا سیر ہونا ہے۔ ② حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رضاعت وہی معتبر ہے جس عمر میں بچے کی غذا ماں کا دودھ ہوا کرتی ہے۔ عام حالات میں بڑی عمر کے بچے کو دودھ پلانے سے رضاعت کا رشتہ قائم نہیں ہوگا۔ مزید دیکھیے' حدیث: ۱۹۴۳ کے فوائد ومسائل۔

١٩٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ

۱۹۴۷- حضرت زینب بنت ابوسلمہ ؓ سے روایت

١٩٤٦ـ [صحيح] * ابن لهيعة عنعن، ح: ٣٣٠ فيما أعلم، ولحديثه شواهد، منها الحديث السابق، وقال البوصيري: "في إسناده ابن لهيعة ... والحديث رواه الترمذي، ح: ١١٥٢ من حديث أم سلمة، وقال: حسن صحيح"، وبه صح الحديث.

١٩٤٧ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب رضاعة الكبير، ح: ١٤٥٤ من حديث عقيل عن ابن شهاب الزهري به.

الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ وَعُقَيلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنْ أُمِّهِ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ كُلَّهُنَّ خَالَفْنَ عَائِشَةَ وَأَبَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ أَحَدٌ بِمِثْلِ رَضَاعَةِ سَالِمٍ، مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ. وَقُلْنَ: وَمَا يُدْرِينَا؟ لَعَلَّ ذٰلِكَ كَانَتْ رُخْصَةً لِسَالِمٍ وَحْدَهُ.

ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی تمام ازواج مطہرات ؓ نے حضرت عائشہ ؓ سے اختلاف کیا' انھوں نے حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم ؓ کی سی رضاعت کی بنا پر کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دی۔ (ایسے افراد سے پردہ کیا) اور فرمایا: کیا معلوم شاید یہ اجازت صرف حضرت سالم ؓ کے لیے مخصوص ہو۔

فائدہ: ازواج مطہرات ؓ کا یہی موقف جمہور علماء کا ہے۔ امام بخاری ؒ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے جیسے کہ گزشتہ احادیث کے فوائد میں ذکر ہوا' تاہم بعض حضرات رضاعت کبیر کے بھی قائل ہیں جس پر ناگزیر قسم کی صورتوں میں عمل کیا جا سکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تفسیر احسن البیان کا ضمیمہ "رضاعت کے چند ضروری مسائل")

(المعجم ٣٨) - بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- دودھ کا تعلق مرد سے بھی ہوتا ہے

١٩٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَتَانِي عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَفْلَحُ بْنُ أَبِي قُعَيْسٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ، بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ. فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ. حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّهُ عَمُّكِ، فَأْذَنِي لَهُ» فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ؟

١٩٤٨- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے رضاعی چچا حضرت افلح بن ابوقعیس ؓ نے آ کر مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی' اس وقت پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ چنانچہ میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا حتی کہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ (میں نے واقعہ عرض کیا) تو نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ تیرے چچا ہیں' انھیں اجازت دو۔" میں نے کہا: مجھے عورت نے دودھ پلایا

١٩٤٨ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح:١٤٤٥/٤ عن ابن أبي شيبة به، وأخرجاه البخاري، ح:٣٧٩٦، ٥١٠٣، ٦١٥٦، ومسلم وغيرهما من طرق عن الزهري نحوه مطولاً.

قَالَ: «تَرِبَتْ يَدَاكِ، أَوْ يَمِينُكِ».

ہے مرد نے تو نہیں پلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے ہاتھ کو مٹی لگے۔'' یا ''تیرے دائیں ہاتھ کو مٹی لگے۔''

١٩٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ عَمُّكِ» فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ. قَالَ: «إِنَّهُ عَمُّكِ. فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ».

۱۹۴۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے رضاعی چچا نے آ کر مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی میں نے انھیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ (معلوم ہونے پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے چچا کو تیرے پاس (گھر میں) آنا چاہیے۔'' میں نے کہا: مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے دودھ نہیں پلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تیرے چچا ہیں انھیں تیرے پاس آنا چاہیے۔''

فوائد ومسائل: ① رضاعی رشتے جس طرح دودھ پلانے والی عورت کی طرف سے قائم ہوتے ہیں (رضاعی ماموں رضاعی خالہ وغیرہ) اسی طرح اس عورت کا خاوند دودھ پینے والے بچے کا باپ بن جاتا ہے اور اس کی طرف سے دودھ کے رشتے قائم ہوتے ہیں (رضاعی چچا تایا رضاعی پھوپھی وغیرہ) ② جو رشتے نسبی طور پر محرم ہیں وہ رضاعی طور پر بھی محرم ہیں لہٰذا ان رضاعی رشتہ داروں کا آپس میں پردہ نہیں اور ان کا باہم نکاح بھی جائز نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث ۱۹۳۷ کے فوائد) ③ اگر کسی مسئلہ میں شاگرد کو کوئی اشکال یا شبہ ہو تو استاد سے بیان کر دینا چاہیے اور استاد کو چاہیے کہ مناسب انداز سے اشکال دور کر دے۔ ④ ہاتھ کو مٹی لگنے کے محاورہ سے اہل عرب فقر ومسکنت مراد لیتے ہیں تاہم تعجب کے موقع پر یہ جملہ بولنے سے بددعا مراد نہیں ہوتی۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ أُخْتَانِ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۹- اگر اسلام قبول کرنے والے کے نکاح میں دو بہنیں ہوں

١٩٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ إِسْحَاقَ

۱۹۵۰- حضرت فیروز دیلمی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر

١٩٤٩- أخرجه مسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح: ١٤٤٥/ ٧ عن ابن أبي شيبة وغيره به، وأخرجه البخاري، النكاح، باب ما يحل من الدخول والنظر إلى النساء في الرضاع، ح: ٥٢٣٩ من طريق مالك عن هشام به نحوه مطولاً.

١٩٥٠- [حسن] فيه متروك، وانظر الحديث الآتي، وأخرجه ابن أبي شيبة: ٤/ ٣١٧ به.

ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجَيْشَانِيِّ، عَنْ أَبِي خِرَاشٍ الرُّعَيْنِيِّ، عَنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَعِنْدِي أُخْتَانِ تَزَوَّجْتُهُمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَقَالَ: «إِذَا رَجَعْتَ فَطَلِّقْ إِحْدَاهُمَا».

ہوا تو میرے نکاح میں دو بہنیں تھیں جن سے میں نے زمانۂ جاہلیت میں نکاح کیا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب واپس جاؤ تو ان میں سے ایک کو طلاق دے دینا۔''

١٩٥١- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجَيْشَانِيِّ: حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ الضَّحَّاكَ بْنَ فَيْرُوزٍ الدَّيْلَمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَسْلَمْتُ وَتَحْتِي أُخْتَانِ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِي: «طَلِّقْ أَيَّتَهُمَا شِئْتَ».

١٩٥١- حضرت فیروز دیلمی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''ان میں سے جس عورت کو چاہو طلاق دے دو۔''

فوائد ومسائل: ① کوئی شخص اسلام لانے سے پہلے اپنے طریقے پر نکاح کرے' پھر میاں بیوی مسلمان ہو جائیں تو ان کا پہلا نکاح درست ہوگا' نئے سرے سے نکاح کی ضرورت نہیں۔ ② اگر اسلام لانے سے پہلے کسی ایسی عورت سے نکاح کیا ہے جس کا نکاح کرنا اسلام میں جائز نہیں تو اسلام لانے کے بعد اس سے جدائی اختیار کرنا ضروری ہے۔ ③ اگر اسلام لانے سے پہلے دو ایسی عورتوں سے نکاح کیا ہوا ہو جن کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے تو ایک کو طلاق دے دی جائے' دوسری بدستور بیوی رہے گی اور اس کا نکاح صحیح مانا جائے گا۔ ④ اسلام سے پہلے کیے ہوئے اس قسم کے نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد جائز اولاد تسلیم کی جائے گی اور اسے باپ کی وراثت میں سے حصہ ملے گا۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- قبول اسلام کے وقت چار سے زیادہ بیویوں کا نکاح میں ہونا

١٩٥١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في من أسلم وعنده نساء أكثر من أربع أو أختان، ح: ٢٢٤٣ من حديث أبي وهب نحوه، وحسنه الترمذي، ح: ١١٣٠، وصححه ابن حبان، وللحديث طرق عند الطبراني في الكبير: ١٨/ ٣٢٨، ٣٢٩ وغيره.

١٩٥٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ حُمَيْضَةَ بِنْتِ الشَّمَرْدَلِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَسْلَمْتُ وَعِنْدِي ثَمَانُ نِسْوَةٍ. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ: «اخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعاً».

١٩٥٢- حضرت قیس بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے اسلام قبول کیا تو میرے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں۔ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ”ان میں سے چار عورتیں منتخب کر لو۔“

١٩٥٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَسْلَمَ غَيْلَانُ بْنُ سَلَمَةَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «خُذْ مِنْهُنَّ أَرْبَعاً».

١٩٥٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں۔ نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ”ان میں سے چار رکھ لو۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے انھیں صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٨/٢٢٠-٢٢٤، و ٩/٦٩، و إرواء الغليل: ٦/٢٩١-٢٩٦، رقم: ١٨٨٣، ١٨٨٥) بنابریں مذکورہ روایتیں سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہیں۔ ② اگر کوئی شخص قبول اسلام سے پہلے چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کر چکا ہو تو اسلام قبول کرنے کے بعد اسے چار عورتیں نکاح میں رکھنے کا حق ہے۔ باقی عورتوں کو طلاق دینا ضروری ہے۔ ③ چار سے زیادہ عورتیں نکاح میں ہونے کی صورت میں مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جونسی چار عورتیں پسند کرے انھیں نکاح میں رکھ لے۔ اس میں یہ شرط نہیں کہ جن سے پہلے نکاح ہوا ہو انھیں رکھا جائے یا بعد والیوں کو رکھا جائے۔

١٩٥٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في من أسلم وعنده نساء أكثر من أربع أو أختان، ح: ٢٢٤١ من حديث هشيم به، وانظر، ح: ٨٥٤ لعلته * حميضة بن (ووقع في الأصل بنت، وهو وهم قديم) الشمردل مستور لا يعرف.

١٩٥٣- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الرجل يسلم وعنده عشر نسوة، ح: ١١٢٨ من حديث معمر به، ونقل عن البخاري قال: "هٰذا حديث غير محفوظ"، وفيه علة أخرى، وهي عنعنة الزهري، ح: ٧٠٧.

(المعجم ٤١) - بَابُ الشَّرْطِ فِي النِّكَاحِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱- نکاح کے وقت شرطیں طے کرنا

١٩٥٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَقَّ الشَّرْطِ أَنْ يُوفَى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ».

۱۹۵۴- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ شرطیں پوری کی جانے کا حق سب سے زیادہ رکھتی ہیں' جن کے ساتھ تم نے عورتوں کی عصمت (اپنے لیے) حلال کی۔''

فوائد ومسائل: ① نکاح مرد اور عورت کے درمیان ایک معاہدہ ہے جس میں کچھ فرائض مردوں پر عائد ہوتے ہیں اور کچھ عورتوں پر' لہٰذا مرد و عورت دونوں کو چاہیے کہ ان فرائض کا خیال رکھیں۔ ② نکاح کے موقع پر حالات کے مطابق مزید شرطیں رکھی جاسکتی ہیں جن کی وجہ سے عورت کو اس مرد سے نکاح کی ترغیب ہو' مثلاً: مرد کہتا ہے اگر تم نے مجھ سے نکاح کیا تو میں تمھیں اس قدر جیب خرچ دیا کروں گا' یا فلاں مکان تمھارے نام الاٹ کردوں گا۔ نکاح کے بعد مرد کا فرض ہے کہ یہ شرطیں پوری کرے۔ ③ مرد کو اس قسم کا وعدہ نہیں کرنا چاہیے جس میں شرعاً قباحت پائی جائے' عورت کو بھی اس قسم کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے' مثلاً: مرد سے یہ مطالبہ کہ وہ پہلی بیوی کو طلاق دے دے۔ مرد کو بھی چاہیے کہ عورت سے ناجائز مطالبات نہ کرے' مثلاً: یہ مطالبہ کہ عورت غیر محرموں سے پردہ نہ کرے۔

١٩٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا كَانَ مِنْ صَدَاقٍ أَوْ

۱۹۵۵- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نکاح سے قبل جو مہر' عطیہ یا ہبہ وغیرہ کی شرط ہو' وہ عورت کا حق ہے۔ اور جو نکاح ہو جانے کے بعد ہو' وہ اسی کا ہے جس کو دے

١٩٥٤ـ أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في المهر عند عقدة النكاح، ح: ٢٧٤١ من حديث يزيد به، ومسلم، النكاح، باب الوفاء بالشروط في النكاح، ح: ١٤١٨ من حديث عبدالحميد به.

١٩٥٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن ينقدها شيئًا، ح: ٢١٢٩ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع عند النسائي: ٦/ ١٢٠، ح: ٣٣٥٥.

حِبَاءٍ أَوْ هِبَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا. وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ أُعْطِيَهُ أَوْ حُبِيَ. وَأَحَقُّ مَا يُكْرَمُ الرَّجُلُ بِهِ، ابْنَتُهُ أَوْ أُخْتُهُ».

دیا گیا۔ اور آدمی بہت حق رکھتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کی وجہ سے اس کی عزت افزائی کی جائے (اور اسے کوئی تحفہ دیا جائے۔)"

(المعجم ٤٢) - **بَابُ الرَّجُلِ يُعْتِقُ أَمَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا** (التحفة ٤٢)

باب:۴۲- اپنی لونڈی کو آزاد کرکے اس سے نکاح کر لینا

١٩٥٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، أَبُوسَعِيدٍ الأَشَجُّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا. وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا. ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ. وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ فَلَهُ أَجْرَانِ. وَأَيُّمَا عَبْدٍ مَمْلُوكٍ أَدَّى حَقَّ اللهِ عَلَيْهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، فَلَهُ أَجْرَانِ».

۱۹۵۶- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی کوئی لونڈی ہو اور وہ اسے اچھے طریقے سے ادب تمیز سکھائے اور اچھی تعلیم دے پھر اسے آزاد کرکے اس سے نکاح کر لے اس کے لیے دو ثواب ہیں۔ اور اہل کتاب میں سے جو شخص اپنے نبی پر ایمان لایا اور حضرت محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا اس کے لیے دو ثواب ہیں اور وہ غلام انسان جو اپنے ذمے اللہ کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے مالکوں کا حق بھی ادا کرتا ہے اس کے لیے دو ثواب ہیں۔''

قَالَ صَالِحٌ: قَالَ الشَّعْبِيُّ: قَدْ أَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ. إِنْ كَانَ الرَّاكِبُ لَيَرْكَبُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

امام شعبی نے (اپنے شاگرد کو یہ حدیث سنا کر) فرمایا: میں نے تجھے یہ حدیث مفت ہی دے دی ہے حالانکہ اس سے کم تر حدیث کے لیے مدینے کا سفر کیا جاتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① ''دو ثواب'' ہونے کا مطلب دگنا ثواب ہے کیونکہ عمل کرنے والے نے دو طرح کی نیکی کی ہے لہٰذا اس کی نیکی دوسروں کی نیکی سے زیادہ اہمیت وفضیلت رکھتی ہے۔ ② لونڈی غلام خدمت لینے کے لیے خریدے جاتے ہیں ان کی تعلیم وتربیت کا اہتمام ان پر ایک عظیم احسان ہے پھر لونڈی کو آزاد کر دینا ایک

١٩٥٦ـ أخرجه البخاري، العلم، باب تعليم الرجل أمته وأهله، ح: ٩٧ وغيره، ومسلم، الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ إلى جميع الناس ونسخ الملل بملته، ح: ١٥٤ من حديث صالح به مطولاً.

اور احسان ہے' اس کے بعد اس سے نکاح کر لینے کو اس نظر سے نہیں دیکھا جانا چاہیے کہ یہ گویا آزادی کی نفی ہے بلکہ یہ احسان کی تکمیل ہے کہ لونڈی کو آزاد بیوی والے پورے حقوق حاصل ہو گئے۔ ③ اگر ایک یہودی توحید پر قائم رہتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہے یا عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہے تو جب تک اسے حضرت محمد ﷺ کی بعثت کا علم نہیں ہوتا' اس کا ایمان صحیح ہے' پھر جب اسے نبی ﷺ کی بعثت کا علم ہوتا ہے اور وہ آپ پر ایمان لے آتا ہے' اس طرح اس نے دو نیکیاں کی ہیں' جیسے حضرت نجاشی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے۔ ④ لونڈی غلام اپنے آقا کی خدمت میں مشغول ہوتے ہیں' اس لیے انھیں وہ نیکیاں کرنے کا موقع نہیں ملتا جو آزاد مسلمان کر سکتا ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ نماز روزے کی پابندی کرتے ہیں اور شریعت کے جو احکام ایک لونڈی غلام پر عائد ہوتے ہیں وہ ان کی تعمیل کرتے ہیں تو ان کی زندگی واقعی ایک امتیازی شان رکھتی ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے زیادہ ثواب کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ ⑤ امام شعبی رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ تمھیں بغیر مشقت کے علم حاصل ہو رہا ہے۔ استاد کو چاہیے کہ شاگردوں کو علم کی اہمیت کی طرف توجہ دلائے تاکہ وہ شوق سے علم حاصل کریں اور اسے پوری اہمیت دیں۔

١٩٥٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ. ثُمَّ صَارَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْدُ. فَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

١٩٥٧- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی تھیں' بعد میں وہ رسول اللہ ﷺ کو مل گئیں تو آپ نے ان سے نکاح کر لیا اور ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیا۔

قَالَ حَمَّادٌ: فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ لِثَابِتٍ: يَاأَبَا مُحَمَّدٍ أَنْتَ سَأَلْتَ أَنَسًا مَا أَمْهَرَهَا؟ قَالَ: أَمْهَرَهَا نَفْسَهَا.

(حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) عبدالعزیز نے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دوسرے شاگرد) ثابت سے کہا: ابو محمد! کیا آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا تھا کہ نبی ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو کیا کچھ حق مہر میں دیا؟ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے انھیں مہر کے طور پر خود ان کی ذات (کی آزادی) عطا فرمائی تھی۔

فوائد ومسائل: ① حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اس وقت جنگی قیدی بنی تھیں جب مسلمانوں نے خیبر فتح کیا۔ (مزید

١٩٥٧ـ أخرجه البخاري، صلاة الخوف، باب التكبير والغلس بالصبح والصلاة عند الإغارة والحرب، ح: ٩٤٧ مطولاً، ٥٠٨٦، ومسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ١٣٦٥ من حديث حماد بن زيد به.

تفصیل کے لیے دیکھیے: حدیث:۱۹۰۹ کا فائدہ نمبر:۱) ② آزادی کو حق مہر قرار دیا جا سکتا ہے۔

١٩٥٨- حَدَّثَنَا حُبَيْشُ بْنُ مُبَشِّرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ، وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا، وَتَزَوَّجَهَا.

۱۹۵۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دے کر ان سے نکاح کر لیا۔

(المعجم ٤٣) - **بَابُ تَزْوِيجِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ** (التحفة ٤٣)

باب:۴۳- غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے

١٩٥٩- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ، كَانَ عَاهِراً».

۱۹۵۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو وہ بدکار ہے۔''

١٩٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ، فَهُوَ زَانٍ».

۱۹۶۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی غلام اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر نکاح کرے' وہ بدکار ہے۔''

١٩٥٨_[صحيح] والحديث السابق شاهد له.

١٩٥٩_[إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٩٤ من حديث عبدالوارث به، وصححه، ووافقه الذهبي * ابن عقيل ضعيف تقدم، ح: ٣٩٠.

١٩٦٠_[إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٢٤٧ لعلته.

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اس مسئلہ کی بابت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت بیان کی ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے اور اس کے شواہد کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل:۶/ ۳۵۱۔ ۳۵۳، رقم:۱۹۳۳) بنابریں جس طرح عورت کے لیے والد یا سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا شرعاً منع ہے اسی طرح غلام کے لیے بھی آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا درست نہیں۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ نکاح کے بعد اسے اپنے بیوی بچوں کی طرف توجہ دینی پڑے گی جس سے آقا کی خدمت میں فرق آئے گا، اس لیے اگر آقا احسان کرتے ہوئے اپنے حقوق میں کچھ کمی کرنے پر آمادہ ہو تو غلام کو چاہیے کہ نکاح کر لے ورنہ صبر کرے۔ اور آقا کو چاہیے کہ غلام کو اجازت دے دے تاکہ غلام اپنی عصمت و عفت کو محفوظ رکھ سکے۔

(المعجم ٤٤) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ نِّكَاحِ الْمُتْعَةِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- نکاح متعہ کی ممانعت

١٩٦١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ وَ الْحَسَنِ، ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

۱۹۶۱- حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے سے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① ”نکاح متعہ“ ایسے عارضی نکاح کو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت ایک خاص مدت تک میاں بیوی کی حیثیت سے رہنا قبول کرتے ہیں، یہ مدت ختم ہوتے ہی نکاح ختم ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا نکاح پہلے جائز تھا، پھر منع کر دیا گیا۔ اب یہ حرام ہے۔ ② عصمت فروشی کا کاروبار حرام ہے اگرچہ اسے بظاہر ”نکاح متعہ“ کے نام سے جائز قرار دینے کی کوشش کی جائے۔ ③ شرعی نکاح مرد اور عورت کے درمیان زندگی بھر اکٹھے رہنے کا معاہدہ ہوتا ہے۔ ”نکاح حلالہ“ میں چونکہ ہمیشہ اکٹھے رہنا مقصود نہیں ہوتا، اس لیے یہ بھی حرام ہے۔ ④ پالتو گدھا حرام ہے۔ اسی سے ملتا جلتا ایک جانور جنگل میں ہوتا ہے جسے اہل عرب ”حمار وحشی“ (جنگلی گدھا) کہتے ہیں، وہ حلال ہے۔ ہمارے یہاں اسے نیل گائے کہا جاتا ہے۔

١٩٦١ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح:٤٢١٦، ومسلم، باب نكاح المتعة وبيان أنه أبيح ثم نسخ ثم أبيح ثم نسخ واستقر تحريمه إلى يوم القيامة، ح:١٤٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ:٢/ ٥٤٢.

١٩٦٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْعُزْبَةَ قَدِ اشْتَدَّتْ عَلَيْنَا. قَالَ: «فَاسْتَمْتِعُوا مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ». فَأَتَيْنَاهُنَّ. فَأَبَيْنَ أَنْ يَنْكِحْنَنَا إِلَّا أَنْ نَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُنَّ أَجَلاً. فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «اجْعَلُوا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُنَّ أَجَلاً». فَخَرَجْتُ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي. مَعَهُ بُرْدٌ وَمَعِي بُرْدٌ. وَبُرْدُهُ أَجْوَدُ مِنْ بُرْدِي وَأَنَا أَشَبُّ مِنْهُ. فَأَتَيْنَا عَلَى امْرَأَةٍ، فَقَالَتْ: بُرْدٌ كَبُرْدٍ. فَتَزَوَّجْتُهَا فَمَكَثْتُ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ. ثُمَّ غَدَوْتُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، وَهُوَ يَقُولُ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ. أَلاَ وَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا. وَلاَ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئاً».

١٩٦٢- حضرت ربیع بن سبرہ اپنے والد (حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ہم حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے (راستے میں بعض) صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے مجرد رہنا دشوار ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”عورتوں سے متعہ کر لو۔“ ہم عورتوں کے پاس گئے انھوں نے مدت کے تعین کے بغیر ہم سے نکاح کرنے سے انکار کیا۔ صحابہ نے نبی ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”ان سے مدت متعین کر لو۔“ چنانچہ میں اور میرا ایک چچازاد (ہم دونوں) روانہ ہوئے۔ اس کے پاس ایک چادر تھی اور میرے پاس بھی ایک چادر تھی۔ اس کی چادر میری چادر سے اچھی تھی اور میں اس سے جوان تھا۔ ہم ایک عورت کے ہاں پہنچے (اور اس سے بات کی۔) اس نے کہا: چادر چادر برابر ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے نکاح کر لیا۔ اور اس رات اس کے ہاں ٹھہرا۔ صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے دروازے اور رکن کے درمیان کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں: ”لوگو! میں نے تمھیں متعہ کی اجازت دی تھی سنو! اللہ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام فرما دیا ہے لہٰذا جس کے پاس کوئی ایسی عورت ہے وہ اسے آزاد کر دے۔ اور تم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ بھی (واپس) نہ لو۔“

١٩٦٢- أخرجه مسلم، النكاح، باب نكاح المتعة وبيان أنه أبيح ثم نسخ ثم أبيح ثم نسخ ... الخ، ح: ٢١/١٤٠٦ عن ابن أبي شيبة به مختصرًا، وله طرق عنده ولم يذكر قوله: 'في حجة الوداع'، والصواب أنه في غزوة الفتح كما في صحيح مسلم وغيره.

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق ﷾ اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن اس میں حجۃ الوداع کا ذکر درست نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے، جیسے صحیح مسلم میں مروی ہے۔ (صحیح مسلم، النکاح باب نکاح المتعة...... حدیث: ۱۴۰۶) ② متعہ کی اجازت وقتی طور پر خاص حالات کی وجہ سے دی گئی تھی، اس کے بعد ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا۔ امام نووی ؒ نے شرح مسلم میں اس حدیث پر یہ عنوان لکھا ہے: ''نکاح متعہ کا بیان، یہ پہلے جائز تھا، پھر (اس کا جواز) منسوخ ہو گیا، پھر جائز ہوا، پھر منسوخ ہو گیا اور قیامت تک کے لیے اس کی حرمت قائم ہو گئی۔'' (صحیح مسلم، النکاح، باب نکاح المتعة...... حدیث: ۱۴۰۵) ③ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح کے پہلے باب کی احادیث (حدیث: ۱۸۴۵، ۱۸۴۶) سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کی استطاعت نہ رکھنے والے جوانوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اگر نکاح متعہ جائز ہوتا تو نبی ﷺ روزے کے بجائے نکاح متعہ کا حکم فرماتے۔

١٩٦٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثاً، ثُمَّ حَرَّمَهَا. وَاللهِ لَا أَعْلَمُ أَحَداً يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ. إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا.

۱۹۶۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا: جب حضرت عمر بن خطاب ؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے لوگوں سے خطاب فرمایا۔ اس میں انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین دن تک متعہ کی اجازت دی تھی، پھر اسے حرام فرما دیا۔ قسم ہے اللہ کی! مجھے جس شخص کے بارے میں متعہ کرنے کی اطلاع ملے گی، اگر وہ شادی شدہ ہوا تو میں اسے پتھروں سے رجم کرا دوں گا۔ سوائے اس کے کہ وہ چار گواہ لے کر آئے جو اس بات کی گواہی دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی حرمت کا اعلان کرنے کے بعد اسے حلال قرار دے دیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عمر ؓ نے اس بات کا انکار نہیں فرمایا کہ ایک وقت متعہ جائز رہا ہے بلکہ یہ واضح فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری فیصلہ متعہ حرام ہونے کا ہے۔ ② اگر عالم کو یقین ہو جائے کہ کسی مسئلہ میں اس کا موقف غلط تھا تو اسے رجوع کر لینا چاہیے۔ ③ حضرت عمر ؓ کے سامنے کسی نے اس بات کی گواہی نہیں دی

١٩٦٣- [إسناده حسن] أخرجه البزار (البحر الزخار)، ح: ١٨٣ من حديث الفريابي به * أبوبكر بن حفص بن عمر ابن سعد بن أبي وقاص: اسمه عبدالله، وهو ثقة بالاتفاق من رجال الستة، وتلميذه حسن الحديث، وثقه الجمهور، أخطأ في حديث واحد، راجع الميزان: ١/ ٩٠ وغيره.

کہ آخری حکم جواز کا ہے۔ گویا صحابہ کا بالاتفاق یہ موقف تھا کہ متعہ جائز نہیں۔ اس کے بعد کسی ایک صحابی کا قول قابل عمل نہیں رہتا۔ ④ جاہلیت میں جو نکاح جائز سمجھے جاتے تھے اور اسلام میں حرام ہو گئے' ان نکاحوں کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ اب اگر کوئی شخص اس قسم کا نکاح کرتا ہے تو اسے نکاح نہیں بلکہ بدکاری قرار دیا جائے گا اور اسے مجرم قرار دے کر حد لگائی جائے گی۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ الْمُحْرِمِ يَتَزَوَّجُ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- احرام کی حالت میں نکاح کرنا

١٩٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُوفَزَارَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ: حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ.

قَالَ: وَكَانَتْ خَالَتِي وَخَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ.

۱۹۶۴- حضرت یزید بن اصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھ سے ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو آپ ﷺ حلال تھے (احرام کی حالت میں نہیں تھے۔)

حضرت یزید بن اصم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا میری بھی خالہ تھیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی خالہ تھیں۔

١٩٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ [زَيْدٍ]، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَكَحَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۹۶۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔

فائدہ: علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''شاذ'' قرار دیا ہے' یعنی صحیح بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نکاح کے وقت احرام کی حالت میں نہیں تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل: ۴/ ۲۲۷' ۲۲۸' رقم: ۱۰۳۷) علاوہ ازیں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا خود بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مقام سرف میں نکاح کیا تھا اور ہم دونوں حلال تھے۔ (صحيح مسلم' النكاح' حديث: ۱۴۱۱' و سنن أبي داود' المناسك' حديث: ۱۸۴۳)

١٩٦٤ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، ح: ١٤١١ عن ابن أبي شيبة به.

١٩٦٥ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب نكاح المحرم، ح: ٥١١٤، ومسلم، النكاح، الباب السابق، ح: ١٤١٠ من حديث سفيان به.

١٩٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُحْرِمُ لَا يَنْكِحُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ».

۱۹۶۶- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''احرام والا خود اپنا نکاح کر سکتا ہے نہ کسی دوسرے کا نکاح کر سکتا ہے اور نہ نکاح کا پیغام ہی دے سکتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① احرام کی حالت میں نکاح کرنا جائز نہیں۔ ② احرام والا آدمی خود شادی کر سکتا ہے' نہ کسی کے نکاح میں وکیل بن سکتا ہے۔ اپنی کسی بیٹی بہن وغیرہ کا سرپرست بن کر اس کا نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ ③ احرام کی حالت میں کسی سے نکاح کی بات چیت بھی نہیں چلانی چاہیے۔ اگر کوئی غلطی کرے اور پیغام بھیج دے تو اسے جواب نہ دیا جائے۔ ④ احرام حج کا ہو یا عمرے کا ایک ہی حکم ہے۔ ⑤ احرام والی عورت کا نکاح بھی نہ کیا جائے' اور نہ اس کے لیے پیغام بھیجا جائے۔

(المعجم ٤٦) - بَابُ الْأَكْفَاءِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۶- ہم مرتبہ خاندان میں رشتہ کرنا

١٩٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ [عَبْدِ اللهِ بْنِ] ابْنُ شَابُورٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْصَارِيُّ، أَخُو فُلَيْحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنِ ابْنِ وَثِيمَةَ الْبَصْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ

۱۹۶۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمھارے پاس ایسا آدمی (رشتہ مانگنے) آئے' جس کا اخلاق اور دین تمھیں پسند ہو تو اسے رشتہ دے دو۔ اگر تم یوں نہیں کرو گے تو زمین میں بہت زیادہ فتنہ وفساد پیدا ہو جائے گا۔''

١٩٦٦ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، ح: ١٤٠٩ من حديث مالك به.

١٩٦٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء فيمن ترضون دينه فزوجوه، ح: ١٠٨٤ من حديث عبدالحميد به، ونقل عن البخاري بأنه لم يعد حديث عبدالحميد محفوظاً * وقال الحافظ عبدالحميد بن سليمان ضعيف (تقريب)، وخالفه الثقة الليث بن سعد فرواه عن ابن عجلان عن أبي هريرة به منقطعًا، وابن عجلان مدلس (المرتبة الثالثة عند الحافظ في طبقات المدلسين)، وعنعن، ومع ذلك صححه الحاكم: ٢/ ١٦٤، ١٦٥، وتعقبه الذهبي، وله شاهد عند الترمذي من حديث أبي حاتم المزني، وحسنه، وفيه ضعيف ومجهولان، ولهما شاهد من حديث ابن عمر، ولا يستشهد به إنما ذكرته لأنبه عليه، وقال النسائي فيه: "هٰذا كذب"، وأبطله ابن عدي مخرجه.

وَدِينَهُ فَزَوِّجُوهُ. إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ».

فوائد و مسائل: ① رشتہ کرتے وقت اخلاق و کردار اور دینی حالت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ہم مرتبہ (کفو) ہونے کا مطلب یہی ہے۔ اس مفہوم کی ایک حدیث باب ٦ میں بھی گزر چکی ہے۔ (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۱۸۵۸) ② اگر دین کے علاوہ خاندان اور مال وغیرہ کو پیش نظر رکھا جائے گا تو کئی نیک لڑکیاں بے نکاح رہ جائیں گی۔ اور یہ چیز ان کے لیے فتنے اور مصیبت کا باعث ہوگی۔ علاوہ ازیں اگر دین پر خاندان' مال اور جمال کو ترجیح دی جائے گی تو دین کے لحاظ سے نیک نہ ہونے کی وجہ سے جھگڑے پیدا ہوں گے اور یہی مال و جمال یا اونچا خاندان مصیبت کا باعث بن جائے گا۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۲/ ۲۶۶-۲۶۸' رقم: ۱۸۶۸' والصحیحة' رقم: ۱۰۲۲)

١٩٦٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عِمْرَانَ الْجَعْفَرِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَخَيَّرُوا لِنُطَفِكُمْ وَانْكِحُوا الْأَكْفَاءَ وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِمْ».

۱۹۶۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حصولِ اولاد کے لیے (اچھی عورتیں) منتخب کرو' ہم مرتبہ لوگوں سے رشتے لو اور دو۔''

فائدہ: ہم مرتبہ سے مراد دینی لحاظ سے ہم مرتبہ ہے جیسے کہ گزشتہ حدیث سے واضح ہے۔ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (الصحیحة' رقم: ۱۰۶۷)

(المعجم ٤٧) - بَابُ الْقِسْمَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۷- بیویوں کے درمیان (وقت اور مال وغیرہ کی) تقسیم

١٩٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۹۶۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

١٩٦٨ـ [إسناده ضعيف جدًا منكر] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٩٩ من حديث عبدالله بن سعيد الأشج به * الحارث بن عمران ضعيف، رماه ابن حبان بالوضع (تقريب)، وتابعه عكرمة بن إبراهيم وهو ضعيف، منكر الحديث، ليس بشيء، راجع اللسان وغيره، وتابعهما الضعفاء مثل أبي أمية بن يعلى وغيره، وذكر بعض العلماء طريقًا آخر من تاريخ دمشق لابن عساكر، ولم أقف على سنده الكامل، والله أعلم.

١٩٦٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في القسم بين النساء، ح: ٢١٣٣ من حديث همام به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم * قتادة عنعن، وتقدم، ح: ١٧٥، وله شاهد ضعيف.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ، يَمِيلُ مَعَ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَحَدُ شِقَّيْهِ سَاقِطٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی دو عورتیں ہوں اور وہ ایک کو دوسری پر ترجیح دے' وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا جسم گرا ہوا (مفلوج) ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ١٣/٣٢٠، ٣٢١، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ١٩٦٩) بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② اگر کسی کی دو یا زیادہ بیویاں ہوں تو ممکن ہے قلبی میلان ایک کی طرف زیادہ ہو لیکن یہ محبت ناانصافی کا باعث نہیں بننی چاہیے۔ ③ مباشرت کرنے میں میلان اور خواہش کے مطابق کمی بیشی ہو سکتی ہے لیکن یہ جائز نہیں کہ ایک کی صنفی ضرورت سے چشم پوشی کر لی جائے۔ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ (النساء: ١٢٩) ''ایک کی طرف پوری طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو (درمیان میں) لٹکتی ہوئی کی طرح چھوڑ دو۔'' ④ دنیا کے اعمال کا نتیجہ قیامت میں بھی ظاہر ہوگا اور انہی اعمال کے مطابق جنت اور جہنم کے درجات میں بھی فرق ہوگا۔ انہی کے مطابق جنت کی نعمتیں اور جہنم کی سزائیں ہوں گی۔

١٩٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ.

١٩٧٠- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① بیویوں سے معاملات میں زیادہ سے زیادہ ممکن حد تک مساوات کا سلوک کرنا اور انصاف قائم رکھنا چاہیے۔ ② جب ایک چیز کے مستحق ایک سے زیادہ افراد ہوں اور وہ چیز قابل تقسیم نہ ہو تو

١٩٧٠ـ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب هبة المرأة لغير زوجها وعتقها إذا كان لها زوج . . . الخ، ح: ٢٥٩٣ وغيره، ومسلم، التوبة، باب في حديث الإفك وقبول توبة القاذف، ح: ٢٧٧٠ من طرق عن الزهري به مطولاً، مختصرًا جدًا.

قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ ③ قرعہ اندازی شرعاً جائز ہے بشرطیکہ معاملہ قمار (جوئے) سے تعلق نہ رکھتا ہو۔

١٩٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى. قَالاَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَيَعْدِلُ، ثُمَّ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ هٰذَا فِعْلِي فِيمَا أَمْلِكُ. فَلاَ تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلاَ أَمْلِكُ».

١٩٧١- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں باری مقرر کرتے تھے اور (اس معاملے میں) انصاف سے کام لیتے تھے پھر فرماتے تھے: ”اے اللہ! جو کچھ میرے بس میں ہے اس میں میں یہ کام کرتا ہوں۔ میرا اس معاملے میں مؤاخذہ نہ فرمانا جو تیرے بس میں ہے میرے بس میں نہیں یعنی دلی محبت۔“

(المعجم ٤٨) - بَابُ الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا لِصَاحِبَتِهَا (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- عورت اپنی باری دوسری بیوی کو دے سکتی ہے

١٩٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، جَمِيعاً عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا كَبِرَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ. فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِ سَوْدَةَ.

١٩٧٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب حضرت سودہ بنت زمعہ ؓ عمر رسیدہ ہو گئیں تو انھوں نے اپنا دن حضرت عائشہ ؓ کو بخش دیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت سودہ ؓ کی باری کا دن بھی حضرت عائشہ ؓ کی باری میں شمار کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① خاوند کا باری کے مطابق اپنی بیوی کے ہاں رات گزارنا عورت کا حق ہے اس لیے وہ اپنے حق سے دست بردار بھی ہو سکتی ہے اور اپنا حق کسی اور کو بھی دے سکتی ہے۔ ② باری چھوڑ دینے کا مطلب

١٩٧١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في القسم بين النساء، ح: ٢١٣٤ من حديث حماد به، وصححه الحاكم، والذهبي، وأرسله حماد بن زيد، وابن علية عن أيوب عن أبي قلابة به، وهٰذا لا يضر، والطريقان محفوظان، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٣٠٥، وابن كثير.

١٩٧٢ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، ح: ١٤٦٣ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

یہ نہیں کہ عورت کے تمام حقوق ساقط ہو گئے۔ مذکورہ صورت میں مرد کو چاہیے کہ دیگر حقوق کی ادائیگی کا خاص خیال رکھے۔ ③رسول اللہ ﷺ پر باری کے مطابق بیویوں کے پاس رہنا فرض نہیں تھا۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿تُرۡجِی مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَ تُـٔۡوِیۡۤ اِلَیۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَمَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡكَ﴾ (الأحزاب:۵۱) ''ان میں سے جسے تو چاہے دور رکھ دے اور جسے چاہے اپنے پاس رکھ لے۔ اور اگر تو ان میں سے کسی کو اپنے پاس بلائے جنھیں تو نے الگ کر رکھا تھا تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔'' اس کے باوجود نبی ﷺ باری کا اہتمام فرماتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا کمال حسن خلق ہے۔

١٩٧٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى. قَالَا: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ سُمَيَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَجَدَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فِي شَيْءٍ. فَقَالَتْ صَفِيَّةُ: يَا عَائِشَةُ هَلْ لَكِ أَنْ تُرْضِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِّي، وَلَكِ يَوْمِي؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَأَخَذَتْ خِمَاراً لَهَا مَصْبُوغاً بِزَعْفَرَانٍ. فَرَشَّتْهُ بِالْمَاءِ لِيَفُوحَ رِيحُهُ. قَالَ: فَقَعَدَتْ إِلٰى جَنْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَائِشَةُ إِلَيْكِ عَنِّي. إِنَّهُ لَيْسَ يَوْمَكِ» فَقَالَتْ: ﴿ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾ فَأَخْبَرَتْهُ بِالْأَمْرِ، فَرَضِيَ عَنْهَا.

۱۹۷۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت صفیہ بنت حیی ؓ کی کوئی بات ناگوار گزری۔ (چنانچہ نبی ﷺ نے بے رخی کا اظہار فرمایا۔) حضرت صفیہ ؓ نے کہا: اے عائشہ! کیا تم رسول اللہ ﷺ کو مجھ سے راضی کر سکتی ہو؟ اور میرا (ایک) دن تمھارا ہوا۔ انھوں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ حضرت عائشہ ؓ نے زعفران سے رنگی ہوئی اپنی ایک اوڑھنی لی۔ اس پر پانی چھڑکا تاکہ خوشبو مہک اٹھے پھر رسول اللہ ﷺ کے قریب آ بیٹھیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! پرے رہو آج تمھاری باری کا دن نہیں۔'' انھوں نے کہا: ﴿ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ......﴾ ''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔'' اور پوری بات بتائی۔ چنانچہ نبی ﷺ حضرت صفیہ ؓ سے راضی ہو گئے۔

١٩٧٤ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو:

۱۹۷۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں

١٩٧٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: (٦/ ١٤٥ وغيره) عن عفان وغيره به، وأخرجه مرة أخرى: ٦/ ١٣١، ١٣٢ عن عفان به، وقال: "شمسية" وفيه: "قالت: فبينما أنا يومًا بنصف النهار إذا أنا بظل رسول الله ﷺ مقبل" * سمية (شميسة) وثقها ابن معين (انظر الجرح والتعديل) وروى عنها شعبة، وهو لا يروي إلا عن ثقة عنده.

١٩٧٤ـ [صحيح] * عمر بن علي المقدمي ثقة وكان يدلس شديدًا (تقريب) وعنعن، ولحديثه شواهد، منها حديث رافع بن خديج، وأخرجه الحاكم: ٢/ ٣٠٨، ٣٠٩، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وانظر تفسير ابن

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ فِي رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ قَدْ طَالَتْ صُحْبَتُهَا. وَوَلَدَتْ مِنْهُ أَوْلَاداً. فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَبْدِلَ بِهَا. فَرَاضَتْهُ عَلَى أَنْ يُقِيمَ عِنْدَها وَلَا يَقْسِمَ لَهَا.

نے فرمایا: یہ آیت مبارکہ ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ ''اور صلح بہتر ہے۔'' اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کے نکاح میں ایک عورت تھی' جو طویل عرصہ اس کے ساتھ رہی' اور اس سے اس مرد کی اولاد بھی ہوئی' پھر (جب وہ بوڑھی ہو گئی تو) مرد نے چاہا کہ اس کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے نکاح کر لے۔ عورت نے اسے اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اسی کے نکاح میں رہے گی' وہ اسے باری نہ دے (اس نے کہا: میں اپنی باری چھوڑتی ہوں' طلاق نہ دیں۔)

فائدہ: اس حدیث سے ان مسائل کی تائید ہوتی ہے جو حدیث ۱۹۷۲ کے فائدہ نمبر ا اور ۲ میں بیان ہوئے۔

(المعجم ٤٩) - بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي التَّزْوِيجِ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- نکاح کے بارے میں سفارش

١٩٧٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ يَزِيدَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ أَبِي رُهْمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ أَفْضَلِ الشَّفَاعَةِ أَنْ يُشَفَّعَ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ فِي النِّكَاحِ».

۱۹۷۵- حضرت ابو رہم (احزاب بن اسید) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل سفارش یہ ہے کہ دو افراد کے مابین نکاح کے لیے سفارش کی جائے۔''

١٩٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ، عَنِ الْبَهِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: عَثَرَ أُسَامَةُ بِعَتَبَةِ

۱۹۷۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت اسامہ (رضی اللہ عنہ) کو گھر کی چوکھٹ سے ٹھوکر لگی' ان کے چہرے پر زخم آ گیا تو رسول اللہ ﷺ

◄ كثير: ١/ ٥٣٢، ٥٣٣ وغيره إن شئت.

١٩٧٥ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٨٤٢ لعلته، وفيه علة أخرى.

١٩٧٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٩، ٢٢٢ من حديث شريك به * شريك عنعن، وتقدم، ح: ١٤٩، وتابعه مجالد وهو ضعيف وتقدم، ح: ١١، وفي سماع البهي عن عائشة كلام.

الْبَابِ. فَشُجَّ فِي وَجْهِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمِيطِي عَنْهُ الْأَذَى» فَتَقَذَّرْتُهُ. فَجَعَلَ يَمَصُّ عَنْهُ الدَّمَ وَيَمُجُّهُ عَنْ وَجْهِهِ. ثُمَّ قَالَ: «لَوْ كَانَ أُسَامَةُ جَارِيَةً لَحَلَّيْتُهُ وَكَسَوْتُهُ حَتَّى أُنَفِّقَهُ».

نے فرمایا: ''اس کا خون صاف کر دو۔'' مجھے اس سے کراہت محسوس ہوئی۔ نبی ﷺ خود ان کے چہرے سے خون پونچھنے اور صاف کرنے لگے' پھر فرمایا: ''اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے زیور پہناتا اور کپڑے پہناتا' پھر اس کی شادی کر دیتا۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴۲/۷۔۸' والصحيحة' رقم: ۱۰۱۹' وسنن ابن ماجه' بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث: ۱۹۷۶) بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② بچوں سے پیار محبت کا سلوک کرنا چاہیے۔ ③ اگر بچوں کو کوئی تکلیف ہو یا چوٹ لگ جائے تو انھیں ڈانٹنے کے بجائے تسلی دینا اور بہلانا چاہیے۔ ④ بچیوں کو زیور اور عمدہ کپڑے پہنانا جائز ہے لیکن اس کی بہت زیادہ عادت نہیں ڈالنی چاہیے تاکہ سادگی کی طرف میلان رہے' البتہ شادی بیاہ یا عید وغیرہ کے موقع پر بہتر لباس پہننے اور مناسب حد تک زیب وزینت میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٥٠) - بَابُ حُسْنِ مُعَاشَرَةِ النِّسَاءِ (التحفة ٥٠)

باب: ۵۰- عورتوں سے حسن سلوک

١٩٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَمِّهِ عُمَارَةَ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ. وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي».

۱۹۷۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور تم سب کی نسبت میں اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔''

١٩٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

۱۹۷۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت

١٩٧٧ـ [حسن] أخرجه البزار من حديث أبي عاصم به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣١٥، والحاكم: ١٧٣/٣، والذهبي، وضعفه البوصيري، وللحديث شواهد عند الترمذي، وابن حبان، ح: ١٣١١، ١٣١٢ وغيرهما.

١٩٧٨ـ [صحيح] وصححه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

أَبُوخَالِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے لیے بہتر ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① خاوند بیوی اور بچے مل کر معاشرے کی بنیادی اکائی تشکیل دیتے ہیں۔ زندگی گزارنے کے لیے گھر کے ان افراد کو باہمی تعاون کی ضرورت دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ہوتی ہے اس لیے ان کے تعلقات کی اصلاح معاشرے کی اصلاح کی بنیاد ہے۔ ② خاوند اور بیوی کے باہمی تعلقات محبت ہمدردی ایثار اور اخلاص پر مبنی ہونے چاہییں۔ بیوی سے حسن سلوک کا فائدہ سب سے پہلے خود خاوند کو حاصل ہوتا ہے اسی طرح خاوند سے محبت اور احترام کا رویہ سب سے پہلے خود عورت کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ ③ خاوند بیوی کے بہتر تعلقات کے نتیجے میں بچے بھی اچھے اخلاق اور اچھی عادات سیکھتے ہیں اور بڑے ہو کر معاشرے کے لیے بھی اور خود اپنے والدین کے لیے بھی رحمت ثابت ہوتے ہیں لیکن اگر میاں بیوی کے تعلقات خوش گوار نہیں تو بچوں پر اس کا برا اثر ہوتا ہے اور وہ بری عادات سیکھ کر والدین کے لیے بھی مصیبت کا باعث ہوتے ہیں اور معاشرے میں بھی فتنے فساد کا باعث بنتے ہیں۔ ④ کسی غلط کام سے روکنے کے لیے مناسب حد تک سختی کرنا حسن سلوک کے منافی نہیں۔

١٩٧٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَابَقَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَسَبَقْتُهُ.

١٩٧٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے دوڑ لگائی تو میں آپ سے آگے نکل گئی۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عائشہ ؓ کو جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا وہ کم سن تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کی کم سنی کا خیال کرتے ہوئے ان کو دل لگی کے مواقع فراہم کرتے تھے۔ ② بچوں اور بچیوں کو جائز تفریح کے مناسب مواقع مہیا کرنے چاہییں۔ ③ گھر میں ہر وقت سنجیدگی طاری کیے رکھنا درست نہیں۔ بیوی بچوں سے مناسب مزاح اور ان کا دل خوش کرنے کی کوشش کسی کی بزرگی کے منافی نہیں۔ ④ یہ سفر کا واقعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام ؓ سے فرمایا: ”تم لوگ آگے نکل جاؤ۔“ بعد میں ام المومنین ؓ کے ساتھ دوڑ لگائی۔ اس وقت وہ آگے نکل گئیں۔ کئی سال بعد پھر ایک سفر میں ایسا ہی ہوا تو ام المومنین ؓ پیچھے رہ

١٩٧٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٩ عن سفيان به مطولاً، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣١٠، وللحديث طرق كثيرة عند أبي داود، ح: ٢٥٧٨ وغيره.

گئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ پہلی دوڑ کا بدلہ اتر گیا۔'' دیکھیے: (سنن أبي داود' الجهاد' باب في السبق على الرجل' حديث:٢٥٧٨)

١٩٨٠- حَدَّثَنَا أَبُوبَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، وَهُوَ عَرُوسٌ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، جِئْنَ نِسَاءُ الأَنْصَارِ فَأَخْبَرْنَ عَنْهَا. قَالَتْ، فَتَنَكَّرْتُ وَتَنَقَّبْتُ فَذَهَبْتُ. فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى عَيْنِي فَعَرَفَنِي. قَالَتْ: فَالْتَفَتَ فَأَسْرَعْتُ الْمَشْيَ. فَأَدْرَكَنِي فَاحْتَضَنَنِي. فَقَالَ: «كَيْفَ رَأَيْتِ؟» قَالَتْ، قُلْتُ: أَرْسِلْ، يَهُودِيَّةٌ وَسْطَ يَهُودِيَّاتٍ.

١٩٨٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ (جنگ خیبر سے واپس) مدینہ تشریف لائے تو آپ حضرت صفیہ بنت حیی ؓ کے دولھا بنے۔ انصار کی عورتیں آئیں' انھوں نے مجھے صفیہ ؓ (کے حسن و جمال) کے بارے میں بتایا۔ میں بھیس بدل کر نقاب پہن کر (دلھن کو دیکھنے) چلی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو میری آنکھ نظر آئی تو آپ نے مجھے پہچان لیا۔ اور میری طرف متوجہ ہوئے۔ میں تیزی سے چلی (گھر سے باہر نکلنے لگی) نبی ﷺ نے مجھے آ لیا اور مجھے آغوش میں لے لیا۔ اور فرمایا: ''تم نے (دلھن کو) کیسا پایا؟'' میں نے کہا: چھوڑ دیجیے! یہودی عورتوں میں سے ایک عورت ہے۔

١٩٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ الْبَهِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا عَلِمْتُ حَتَّى دَخَلَتْ عَلَيَّ زَيْنَبُ بِغَيْرِ إِذْنٍ، وَهِيَ غَضْبَى. ثُمَّ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَحَسْبُكَ إِذَا قَلَبَتْ لَكَ بُنَيَّةُ أَبِي بَكْرٍ ذُرَيْعَتَيْهَا. ثُمَّ

١٩٨١- حضرت عروہ بن زبیر ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: مجھے پتہ بھی نہ چلا حتی کہ زینب ؓ بغیر اجازت ہی میرے حجرے میں آ گئیں' وہ (اس وقت) بہت غصے میں تھیں۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ابوبکر کی بچی آپ کے سامنے ننھے ننھے بازو ہلاتی ہے تو کیا آپ کو یہی بات کافی ہوتی ہے؟ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئیں (اور غصے کا

١٩٨٠ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح:١١٦ لعلته، وفيه علتان أخريان.

١٩٨١ـ [حسن] أخرجه أحمد:٦/ ٩٣ عن ابن أبي شيبة به، وصححه البوصيري على شرط مسلم، وهو في السنن الكبرٰى، ح:٨٩١٤-٨٩١٦ من حديث زكريا به، وهو مدلس (المرتبة الثانية)، ولم أجد تصريح سماعه، وله شاهد عند مسلم، ح:٢٤٤٢.

أَقْبَلَتْ عَلَيَّ. فَأَعْرَضْتُ عَنْهَا. حَتَّى قَالَ النَّبِيُّ: «دُونَكِ، فَانْتَصِرِي» فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهَا، حَتَّى رَأَيْتُهَا وَقَدْ يَبِسَ رِيقُهَا فِي فِيهَا، مَا تَرُدُّ عَلَيَّ شَيْئاً. فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ.

اظہار کرنے لگیں) میں نے منہ پھیر لیا۔ (اور ان کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا کہ کہیں نبی ﷺ کو ناگوار نہ گزرے۔) حتی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی بدلہ لے لو۔'' میں ان کی طرف پلٹی (اور خوب جواب دیا) حتی کہ میں نے دیکھا کہ ان کے منہ میں لعاب خشک ہو گیا ہے اور وہ میری باتوں کا کوئی جواب نہیں دے رہی ہیں' میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کا چہرۂ مبارک چمک رہا تھا۔

فوائد ومسائل: ① ام المومنین حضرت زینب بنت جحش ؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں۔ ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا۔ (تھذیب التھذیب' از حافظ ابن حجر' ترجمة زینب بنت جحش) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے حضرت زینب بنت جحش ؓ کا نکاح وحی کے ذریعے سے کر دیا تھا۔ دنیا میں ایجاب وقبول کی ضرورت نہیں پڑی۔ (دیکھیے سورۂ احزاب' آیت: ٣٧) ② حضرت زینب ؓ کا حضرت عائشہ ؓ سے غصے کا اظہار ان فطری جذبات کی بنا پر تھا جو ایک سوکن کو دوسری سے ہو سکتے ہیں' اسی لیے انھوں نے حضرت عائشہ ؓ کو ''بُنَيَّةُ'' (چھوٹی سی بیٹی۔ بچی) کہا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ ؓ کو جواب دینے کی اجازت دینا انصاف کی بنا پر تھا' اس لیے حضرت زینب ؓ نے حضرت عائشہ ؓ کو خاموش کرا دیا تو نبی ﷺ کو خوشی ہوئی۔ ④ عورتوں کی معمولی باتوں اور چھوٹے موٹے جھگڑوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے یا مناسب انداز سے مطمئن کر دینا چاہیے۔

١٩٨٢- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ الْقَاضِي. قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ وَأَنَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَكَانَ يُسَرِّبُ إِلَيَّ صَوَاحِبَاتِي يُلاَعِبْنَنِي.

١٩٨٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں اس وقت بھی گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ میری سہیلیوں کو میرے پاس بھیج دیتے تھے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

فوائد ومسائل: ① لڑکیوں کا گڑیوں کے ساتھ کھیلنا جائز ہے۔ ② بچوں کو جائز کھیل کھیلنے کا موقع دینا چاہیے۔

١٩٨٢ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب الانبساط إلى الناس، ح: ٦١٣٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٠ من حديث هشام به * عمر بن حبيب تابعه غير واحد.

(المعجم ٥١) - بَابُ ضَرْبِ النِّسَاءِ (التحفة ٥١)

باب:۵۱-عورتوں کو مارنا

١٩٨٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ. ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَاءَ. فَوَعَظَهُمْ فِيهِنَّ. ثُمَّ قَالَ: «إِلاَمَ مَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الأَمَةِ؟ وَلَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ».

۱۹۸۳-حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے خطبہ دیا۔ (مختلف مسائل بیان فرمائے) پھر عورتوں کا ذکر فرمایا تو ان کے بارے میں لوگوں کو نصیحت کی پھر فرمایا: ''آدمی کب تک اپنی عورت کو لونڈی کی طرح پیٹتا رہے گا؟ شاید دن کے آخر میں وہ اس کے ساتھ لیٹے۔''

فوائد ومسائل: ① عورتوں کو غلطی پر تنبیہ کرنا ضروری ہے لیکن یہ صرف زبانی ہونی چاہیے۔ اگر کوئی عورت زیادہ ہی بے پروا اور گستاخ ہو تو اس سے ناراض ہو جائے' یہ سزا کافی ہے۔ جسمانی سزا صرف اس وقت جائز ہے جب اس کے سوا چارہ نہ رہے۔ ② ''لونڈی کی طرح پیٹنے'' کا یہ مطلب نہیں کہ لونڈی کو بے تحاشا مارنا جائز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح لوگ لونڈیوں کو مارتے ہیں' آپ کو اپنی بیویوں سے ایسا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔ ③ مرد اور عورت ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ ان کا ساتھ زندگی بھر کا ساتھ ہے۔ اس چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے عورتوں پر ناجائز سختی نہیں کرنی چاہیے۔

١٩٨٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَادِماً لَهُ، وَلاَ امْرَأَةً، وَلاَ ضَرَبَ بِيَدِهِ شَيْئًا.

۱۹۸۴-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نہ اپنے کسی لونڈی غلام کو مارا' نہ کبھی کسی بیوی کو مارا۔ (بلکہ) آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو نہیں مارا۔

١٩٨٣ـ أخرجه البخاري، التفسير، سورة "والشمس وضحاها"، ح: ٤٩٤٢، ٥٢٠٤ وغيرهما من حديث هشام به، ومسلم، الجنة وصفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء، ح: ٢٨٥٥ عن ابن أبي شيبة به.

١٩٨٤ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب مباعدته ﷺ للآثام واختياره من المباح أسهله ... الخ، ح: ٢٣٢٨ عن ابن أبي شيبة به مختصرًا.

فوائد ومسائل: ① رحمت وشفقت قابل تعریف صفت ہے۔ ② جہاں تک ممکن ہو بیوی بچوں اور نوکروں کو جسمانی سزا دینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ غصے میں آ کر جانوروں کو مار پیٹ کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

١٩٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ [عُبَيْدِ] اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ إِيَاسِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لاَ تَضْرِبُنَّ إِمَاءَ اللهِ» فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ قَدْ ذَئِرَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ. فَأْمُرْ بِضَرْبِهِنَّ. فَضُرِبْنَ. فَطَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ طَائِفُ نِسَاءٍ كَثِيرٍ. فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: «لَقَدْ طَافَ اللَّيْلَةَ بِآلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُونَ امْرَأَةً. كُلُّ امْرَأَةٍ تَشْتَكِي زَوْجَهَا. فَلاَ تَجِدُونَ أُولٰئِكَ خِيَارَكُمْ».

١٩٨٥- حضرت ایاس بن عبداللہ بن ابوذباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو ہرگز نہ مارو۔'' (چند دن بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! عورتیں اپنے خاوندوں کے سامنے جرأت دکھانے لگی ہیں (اور گستاخ ہوگئی ہیں۔) نبی ﷺ نے انھیں مارنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ انھیں مار پڑی۔ تب بہت سی عورتوں نے آل محمد ﷺ (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) کے ہاں چکر لگائے (اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے اپنے خاوندوں کی شکایتیں کیں۔) صبح کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات آل محمد (ﷺ) کے ہاں ستر عورتیں آئیں۔ ہر عورت اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھی۔ تم دیکھو! ایسے لوگ اچھے نہیں ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مار پیٹ میں اعتدال ضروری ہے۔ صرف اس حد تک سختی ہونی چاہیے کہ مرد کا رعب عورت پر قائم رہے۔ ② مظلوم ظالم کی شکایت ایسے شخص سے کر سکتا ہے جو ظالم کو ظلم سے روکنے کی طاقت رکھتا ہے۔ ③ عورت کسی معمولی کام کی غرض سے تھوڑے وقت کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر دوسرے کے گھر جا سکتی ہے۔

١٩٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، وَالْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ الطَّحَّانُ. قَالاَ: حَدَّثَنَا

١٩٨٦- حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

١٩٨٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في ضرب النساء، ح: ٢١٤٦ من حديث سفيان به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، والعسقلاني.

١٩٨٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في ضرب النساء، ح: ٢١٤٧ من حديث أبي عوانة به * وصححه الحاكم: ٤/ ١٧٥، ووافقه الذهبي.

يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الأَوْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [الْمُسْلِيِّ]، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: ضِفْتُ عُمَرَ لَيْلَةً. فَلَمَّا كَانَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى امْرَأَتِهِ يَضْرِبُهَا. فَحَجَزْتُ بَيْنَهُمَا. فَلَمَّا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ لِي: يَا أَشْعَثُ احْفَظْ عَنِّي شَيْئاً سَمِعْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لاَ يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيمَ يَضْرِبُ امْرَأَتَهُ. وَلاَ تَنَمْ إِلَّا عَلَى وِتْرٍ» وَنَسِيتُ الثَّالِثَةَ.

ہاں مہمان رہا۔ آدھی رات ہوئی تو وہ اٹھ کر اپنی عورت کو مارنے لگے' میں نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ جب وہ اپنے بستر پر گئے تو مجھ سے فرمایا: اے اشعث! میری ایک بات یاد رکھنا۔ میں نے وہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ (آپ نے فرمایا:) ''مرد سے نہیں پوچھنا چاہیے کہ اس نے اپنی عورت کو کیوں مارا۔ اور وتر پڑھے بغیر مت سویا کر۔'' اور تیسری بات مجھے یاد نہیں رہی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ بِإِسْنَادِهِ، نَحْوَهُ.

حضرت ابوعوانہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے بھی مذکورہ بالا روایت کی مانند بیان کیا۔

(المعجم ٥٢) - بَابُ الْوَاصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ (التحفة ٥٢)

باب:٥٢- مصنوعی بال لگانے والی اور بدن گودنے والی

١٩٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

١٩٨٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت بیان کی کہ آپ ﷺ نے بالوں میں دوسرے بال ملانے والی' اور بال ملوانے والی اور گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① عورت کے لیے مستحسن ہے کہ اپنے خاوند کی خوشی کے لیے زیب وزینت کرے لیکن جائز اور ناجائز کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ② عورت کے بال کم ہوں تو یہ جائز نہیں کہ بال زیادہ ظاہر کرنے کے

١٩٨٧ـ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة . . . الخ، ح: ٢١٢٤ من حديث ابن نمير وغيره به، أخرجه البخاري، ح: ٥٩٤٧، ومسلم وغيرهما من طريق يحيى القطان عن عبيدالله به.

لیے اپنے بالوں میں دوسرے بال ملائے۔ مردوں کو بھی سر کا گنج چھپانے کے لیے وِگ لگانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے سر پر ٹوپی یا پگڑی وغیرہ استعمال کرنی چاہیے۔ ③ جس طرح عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بالوں میں دوسرے بال ملائے' اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ کسی دوسری عورت کا عیب چھپانے کے لیے اس کے بالوں میں دوسرے بال ملائے۔ ④ آرائش کا پیشہ اختیار کرنے والے مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ ایسے کاموں سے پرہیز کریں جو شرعاً ممنوع ہیں' مثلاً: مرد کسی کی داڑھی نہ مونڈے۔ عورت دوسری عورت کا میک اپ کرنے میں ممنوع کاموں سے اجتناب کرتے ہوئے صرف جائز کاموں پر اکتفا کرے۔ ⑤ گودنے کا مطلب سوئی سے جسم پر کوئی نشان بنا کر اس میں کوئی رنگ دار چیز بھرنا ہے۔ جس کی وجہ سے جسم پر وہ نشان پختہ ہو جاتا ہے اور مٹتا نہیں۔ عرب میں عورتوں میں یہ رواج تھا۔ یہ کام کرنا اور کروانا بھی شرعاً ممنوع ہے۔

۱۹۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ ابْنَتِي عُرَيِّسٌ. وَقَدْ أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ. فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا. فَأَصِلُ لَهَا فِيهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ».

۱۹۸۸- حضرت اسماء ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: میری بیٹی دلھن ہے۔ (اس کی شادی قریب ہے۔) اسے چیچک نکل آئی ہے اور بال جھڑ گئے ہیں تو کیا میں اس کے بالوں میں دوسرے بال ملا دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے لعنت کی ہے بال ملانے والی اور ملوانے والی پر۔''

فوائد ومسائل: ① ''میری بیٹی دلھن ہے۔'' اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دلھن بننے والی ہے اور عنقریب اس کی شادی ہونے والی ہے۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ابھی ابھی شادی ہوئی ہے اور خطرہ ہے کہ خاوند کا دل اس سے بیزار ہو جائے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اسے اس عذر کے باوجود بال ملانے کی اجازت نہ دی' حالانکہ خاوند کو خوش کرنے کے لیے زیب وزینت شرعاً مطلوب ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ممانعت کراہت کی نہیں بلکہ یہ عمل حرام ہے۔ لعنت سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے کیونکہ صرف مکروہ کام پر لعنت نہیں کی جاتی۔

۱۹۸۸- أخرجه البخاري، اللباس، باب وصل الشعر، ح: ٥٩٣٦، ٥٩٤١ من حديث هشام به، ومسلم، اللباس والزينة، الباب السابق، ح: ٢١٢٢ عن ابن أبي شيبة وغيره.

١٩٨٩- حَدَّثَنَا أَبُوعُمَرَ حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ لِخَلْقِ اللهِ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ، يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ. فَجَاءَتْ إِلَيْهِ. فَقَالَتْ: بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ. قَالَ: وَمَا لِي لاَ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَهُوَ فِي كِتَابِ اللهِ؟ قَالَتْ: إِنِّي لَأَقْرَأُ مَا بَيْنَ لَوْحَيْهِ فَمَا وَجَدْتُهُ. قَالَ: إِنْ كُنْتِ قَرَأْتِهِ فَقَدْ وَجَدْتِهِ. أَمَا قَرَأْتِ: ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ [الحشر: ٧] قَالَتْ: بَلَى. قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ نَهَى عَنْهُ. قَالَتْ: فَإِنِّي لَأَظُنُّ أَهْلَكَ يَفْعَلُونَ. قَالَ: اذْهَبِي فَانْظُرِي. فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا. قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا. قَالَ عَبْدُ اللهِ: لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولِينَ مَا جَامَعْتُنَا.

١٩٨٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے گودنے والیوں پر' گدوانے والیوں پر' بال نوچنے والیوں پر' حسن کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والیوں پر اور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ قبیلہ بنو اسد کی ایک خاتون' جن کا نام ام یعقوب تھا' کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے یہ یہ بات فرمائی ہے۔ انھوں نے کہا: میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے' اور یہ بات اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اس نے کہا: میں نے تو شروع سے آخر تک سارا قرآن پڑھا ہوا ہے۔ مجھے تو (اس میں) یہ مسئلہ نہیں ملا۔ انھوں نے فرمایا: اگر تو نے (قرآن) پڑھا ہوتا تو تجھے (یہ مسئلہ) مل جاتا۔ کیا تو نے یہ نہیں پڑھا: ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ ''رسول تمھیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں' اس سے رک جاؤ۔'' اس نے کہا: جی ہاں۔ (یہ تو پڑھا ہے۔) فرمایا: تو رسول اللہ ﷺ نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے۔ اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ کے گھر والے یہ کام کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: جاؤ' جا کر دیکھ لو۔ اس نے جا کر دیکھا تو اسے کوئی ایسی بات نظر نہ آئی جو وہ دیکھنا چاہتی تھی۔ اس نے (واپس آ کر)

١٩٨٩ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب المستوشمة، ح: ٥٩٤٨ مختصرًا، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة . . . الخ، ح: ٢١٢٥ من حديث ابن مهدي به، وله عندهما طرق.

کہا: مجھے تو کوئی بات نظر نہیں آئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ بات اسی طرح ہوتی جس طرح تو کہتی تھی تو وہ (بیوی) ہمارے ساتھ نہ رہتی۔

فوائد ومسائل: ① بال نوچنے سے مراد چہرے وغیرہ کے بال ہیں جو عورتوں کے جسم پر اچھے نہیں لگتے۔ انھیں اکھاڑنا اور تھریڈنگ وغیرہ شرعاً منع ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ان کا رنگ اس طرح کا کر لیا جائے کہ نمایاں محسوس نہ ہوں۔ ② بعض افراد کے ابرو درمیان سے ملے ہوئے ہوتے ہیں وہ انھیں درمیان سے مونڈ کر فاصلہ پیدا کر لیتے ہیں' یا عورتیں ابرو باریک کرنے کے لیے انھیں (اوپر یا نیچے سے) مونڈ دیتی ہیں۔ یہ سب منع ہے' اور اسی ممنوع کام میں شامل ہے۔ ③ عربوں میں یہ بات بھی حسن میں شمار ہوتی تھی کہ سامنے کے دانت باہم ملے ہوئے نہ ہوں۔ اس مقصد کے لیے عورتیں دانتوں کو درمیان سے رگڑ کر فاصلہ پیدا کر لیتی تھیں' یہ عمل جائز نہیں۔ ④ مردوں کا ڈاڑھی کا خط بنوانا' یعنی رخساروں پر سے مونڈ دینا بھی اسی قسم کا عمل ہے کیونکہ پوری ڈاڑھی رکھنا شرعاً مطلوب ہے۔ اور رخساروں کے بالوں کو ڈاڑھی سے خارج کرنے کی کوئی قابل اعتماد دلیل موجود نہیں۔ ⑤ عالم آدمی کو اپنے گھر والوں کے اعمال کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کیونکہ اس کی غلطی دوسروں کے لیے جواز بن جاتی ہے۔ ⑥ حدیث کے مسائل قرآن مجید کے برابر اہمیت رکھتے ہیں۔ جو حدیث محدثین کے اصول کے مطابق صحیح ہو اس پر عمل کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح قرآن مجید پر عمل ضروری ہے۔ ⑦ اگر عالم کے بارے میں کوئی غلط فہمی پیدا ہو جائے تو اسے چاہیے فوراً اس کا ازالہ کر دے۔ ⑧ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں احکام شریعت کی اس قدر اہمیت تھی کہ ان کی خلاف ورزی پر وہ بیوی کو طلاق بھی دے سکتے تھے۔ ⑨ جو عورت نیکی کی راہ میں رکاوٹ بنے اور سمجھانے پر بھی باز نہ آئے' اس کی بات ماننے کی بجائے اس سے الگ ہو جانا بہتر ہے۔

(المعجم ٥٣) - بَابُ مَتَى يُسْتَحَبُّ الْبِنَاءُ بِالنِّسَاءِ (التحفة ٥٣)

باب:٥٣- رخصتی کب مستحب ہے

١٩٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

١٩٩٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے شوال میں نکاح فرمایا' اور شوال ہی میں مجھے (رخصتی کرا کے) اپنے گھر لائے'

١٩٩٠ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب استحباب التزوج والتزويج في شوال واستحباب الدخول فيه، ح: ١٤٢٣ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

سَعِيدٍ، جَمِيعاً عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي شَوَّالٍ. وَبَنَى بِي فِي شَوَّالٍ. فَأَيُّ نِسَائِهِ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي، وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَسْتَحِبُّ أَنْ تُدْخِلَ نِسَاءَهَا فِي شَوَّالٍ.

پھر نبی ﷺ کی کون سی زوجہ محترمہ کو مجھ سے زیادہ نبی ﷺ کی قربت حاصل تھی؟ (حضرت عروہ نے فرمایا:) حضرت عائشہ ؓ اپنے کنبے کی عورتوں کی رخصتی شوال میں کرنا پسند کرتی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① جاہلیت میں شوال کا مہینہ نامبارک سمجھا جاتا تھا' اس لیے لوگ اس میں شادی بیاہ سے اجتناب کرتے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ نے اپنی مثال دے کر اس غلط خیال کی تردید فرمائی۔ ② کسی خاص دن' مہینے یا عدد کو منحوس سمجھنا جاہلیت کا طریقہ ہے۔ بعض لوگ ماہ محرم کو' یا صفر کے پہلے تیرہ دنوں کو' یا تیرہ کے عدد کو نامبارک سمجھ کر اس میں کوئی نیا کام شروع کرنا پسند نہیں کرتے۔ ایسے توہمات کی تردید ضروری ہے' قول سے ہو یا عمل سے۔

١٩٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ فِي شَوَّالٍ. وَجَمَعَهَا إِلَيْهِ فِي شَوَّالٍ.

1991- حضرت عبدالملک بن حارث بن ہشام اپنے والد (ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ام سلمہ ؓ سے شوال میں نکاح کیا اور شوال میں انھیں (رخصتی کرا کے) گھر لائے۔

فائدہ: اس حدیث کی سند کا آخری حصہ یوں ذکر ہوا ہے: [عن عبدالملك بن الحارث بن هشام عن أبيه أنّ النبي(ﷺ) ......] ''انھوں نے عبدالملک بن حارث بن ہشام سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے......'' اس پر علامہ البانی ؒ نے ضعیف سنن ابن ماجہ میں نوٹ دیا ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: [وأبو عبدالملك هو أبو بكر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن هشام المخزومي]

١٩٩١_ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٣/ ٢٩٤، ٢٩٥ من طريق ابن أبي شيبة به، وانظر، ح: ١٢٠٩ لعلته.

''عبدالملک کے والد ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام مخزومی ہیں۔'' زہیر شاویش (کتاب کے ناشر) نے حاشیہ میں لکھا ہے: [ولكن أشكل علي ما كتبه أستاذنا ناصر الدين رحمه الله من أن عبدالرحمٰن ابن الحارث له كنيتان: أبو عبدالملك و أبوبكر] ''علامہ ناصر الدین کی تحریر کردہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ عبدالرحمٰن بن حارث کی دو کنیتیں ہیں: ابوعبدالملک اور ابوبکر۔'' پھر شاویش صاحب نے تفصیل سے بحث کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے: ''شاید یہاں سبقت قلم ہوگئی ہے۔ والله أعلم.

میرے خیال میں یہاں زہیر شاویش کو علامہ ناصر الدین البانی کا کلام سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ البانی رحمہ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ عبدالرحمٰن کی دو کنیتیں ہیں جن میں سے ایک ابوعبدالملک ہے۔ بلکہ یہ واضح فرمایا ہے کہ سند میں ''عبدالملک بن الحارث بن ہشام عن ابیہ'' کے الفاظ ہیں' ان سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ عبدالملک کے والد حضرت حارث بن ہشام ہیں جن سے وہ روایت کر رہے ہیں بلکہ عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام ہے۔ اور وہ اپنے والد ''ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام'' سے روایت کرتے ہیں نہ کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ سے اور یہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن صحابی نہیں بلکہ تابعی ہیں جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر موجود نہیں ہو سکتے' اس لیے یہ حدیث مرسل ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٥٤) - **بَابُ الرَّجُلِ يَدْخُلُ بِأَهْلِهِ قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا** (التحفة ٥٤)

باب: ۵۴- کوئی چیز (حق مہر وغیرہ) دینے سے پہلے بیوی سے خلوت

۱۹۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مَنْصُورٍ أَظُنُّهُ عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تُدْخِلَ عَلَى رَجُلٍ امْرَأَتَهُ قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا.

۱۹۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ خاوند کے پاس اس کی بیوی کو بھیج دیں' حالانکہ اس نے ابھی اسے کوئی چیز نہیں دی تھی۔

(المعجم ٥٥) - **بَابُ مَا يَكُونُ فِيهِ الْيُمْنُ وَالشُّؤْمُ** (التحفة ٥٥)

باب: ۵۵- کون سی چیز مبارک یا منحوس ہوتی ہے؟

۱۹۹۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۱۹۹۳- حضرت مخمر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۹۹۲ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن ينقدها شيئًا، ح: ٢١٢٨ من حديث شريك به * شريك عنعن، وتقدم، ح: ١٤٩، وخيثمة لم يسمع من عائشة رضي الله عنها.

۱۹۹۳ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٠/ ٣٣٦، ٣٣٧، ح: ٧٩٦ من حديث هشام به (وسقط يحيى بن جابر ◄◄

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ [الْكِنَانِيُّ]، عَنْ يَحْيَى ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَمِّهِ مِخْمَرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا شُؤْمَ. وَقَدْ يَكُونُ الْيُمْنُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ».

انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: ”نحوست کچھ نہیں اور برکت بعض اوقات تین چیزوں میں ہوتی ہے: عورت میں، گھوڑے میں اور مکان میں۔“

فوائد ومسائل: ① نحوست کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کے بارے میں یہ تصور کر لیا جائے کہ اس سے فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا، نقصان ہی نقصان کا خطرہ ہے۔ یہ ایک غلط تصور ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں: جب سے اس عورت سے شادی کی ہے، کاروبار میں نقصان ہی ہو رہا ہے، یا جب سے اس گھر میں رہائش اختیار کی ہے، کوئی نہ کوئی بیمار ہی رہتا ہے۔ بعض دفعہ ایسی چیز یا شخص کو نقصان یا تکلیف کا سبب سمجھ لیا جاتا ہے جس کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہ توہمات اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ ② اللہ تعالیٰ کسی شخص یا چیز میں انسان کے لیے فوائد رکھ دے تو یہ برکت اور اللہ کی رحمت ہے۔ ③ نحوست یا برکت سے مراد کسی چیز یا شخص سے حاصل ہونے والی تکلیف یا راحت بھی ہو سکتی ہے، مثلاً: عورت اگر نیک سیرت، اطاعت گزار اور تمیز والی ہو تو یہ رحمت اور برکت ہے۔ اگر بدزبان، نافرمان اور بدسلیقہ ہو تو نحوست ہے۔ اسی طرح گھوڑا اگر تندرست، تیز رفتار اور مالک کا حکم ماننے والا ہو تو یہ بابرکت ہے۔ اگر اڑیل اور ضدی ہو تو مصیبت ہے۔ گھر کشادہ ہو، ہمسائے اچھے ہوں تو بابرکت ہے، ورنہ تکلیف کا باعث ہے۔ اس انداز سے راحت یا مشکل کسی بھی چیز میں ہو سکتی ہے لیکن ان تین چیزوں سے چونکہ زیادہ کام پڑتا ہے، لہٰذا ان کی خوبی اور خامی انسان کی راحت اور پریشانی کا زیادہ سبب بنتی ہے۔

١٩٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنْ

۱۹۹۴- حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے نحوست کے بارے میں فرمایا: ”اگر ہو تو گھوڑے، عورت یا گھر میں ہوتی ہے۔“

◄◄ من سنده) إلا أنه قال: "مخمر بن حيدة"، وللحديث شواهد كثيرة.

١٩٩٤ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يتقي من شؤم المرأة . . . الخ، ح: ٥٠٩٥، ومسلم، السلام، باب الطيرة والفأل وما يكون فيه الشؤم، ح: ٢٢٢٦ من حديث مالك به.

كَانَ، فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ».

يَعْنِي الشُّؤْمَ.

١٩٩٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، أَبُوسَلَمَةَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ».

۱۹۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نحوست تین چیزوں میں ہے: گھوڑے میں' عورت میں اور مکان میں۔''

قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَحَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ أَنَّ أُمَّهُ، زَيْنَبَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَعُدُّ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ. وَتَزِيدُ مَعَهُنَّ، السَّيْفَ.

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہ تین چیزیں شمار کر کے' ان کے ساتھ (چوتھی چیز) تلوار کا بھی ذکر کرتی تھیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت کا آخری حصہ جس میں تلوار کا ذکر ہے' کی صحت اور ضعف کی بابت علمائے محققین میں اختلاف ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اسے شاذ قرار دیتے ہیں اور مزید لکھتے ہیں کہ اس ٹکڑے کے علاوہ روایت محفوظ ہے جبکہ امام بوصیری رحمہ اللہ نے سیف' یعنی تلوار کے اضافے کو زوائد ابن ماجہ میں ذکر کیا ہے اور اس کی بابت لکھا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور امام مسلم کی شرائط پر ہے' نیز انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ اضافہ صرف سنن ابن ماجہ ہی میں ہے اور اس کی اصل صحیحین میں ہے جن میں یہ اضافہ نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۴۴/۸' ۱۴۶' و ضعیف سنن ابن ماجه' رقم: ۴۳۴' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۱۹۹۵)

(المعجم ٥٦) - بَابُ الْغَيْرَةِ (التحفة ٥٦)

باب: ۵۶- غیرت کا بیان

١٩٩٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۱۹۹۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

١٩٩٥ـ أخرجه البخاري، الطب، باب الطيرة، ح: ٥٧٥٣، ومسلم، السلام، الباب السابق، ح: ٢٢٢٥ وغيرهما من طريق الزهري نحوه، إلا أن البخاري قال: "والدابة" دون "الفرس"، وهذا الحديث مختصر، والحديث السابق قاض عليه، لأن فيه زيادة، والله أعلم.

١٩٩٦ـ [صحيح] * أبوشهم، قال الحافظ في التقريب: "كذا وقع عنده أي عند ابن ماجه"، ◄◄

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَيْبَانَ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللهُ. وَمِنْهَا مَا يَكْرَهُ اللهُ. فَأَمَّا مَا يُحِبُّ اللهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ. وَأَمَّا مَا يَكْرَهُ، فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک غیرت اللہ کو پسند ہے' اور ایک غیرت اللہ کو ناپسند ہے۔ جو غیرت اللہ کو پسند ہے وہ خرابی کے آثار معلوم ہونے پر غیرت ہے اور جو غیرت اللہ کو ناپسند ہے' وہ خرابی کے آثار کے بغیر (خواہ مخواہ) غیرت کرنا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مومن جس طرح خود پاک ہوتا ہے' اسی طرح اس کی قدرتی طور پر یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بیوی بھی پاک دامن ہو' اس لیے اپنے گھر کے حالات پر نظر رکھنا مستحسن ہے کہ کسی بدفطرت کو موقع نہ ملے کہ وہ بیوی' بیٹی یا بہن کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے۔ ② اگر عورت کا چال چلن مشکوک محسوس ہو تو اسے مناسب تنبیہ کرنی چاہیے تاکہ وہ اس راستے پر مزید قدم بڑھانے سے رک جائے۔ ③ بدکردار افراد کی غیر ذمہ دارانہ لغو باتیں سن کر اپنی پاک دامن بیوی پر شک نہیں کرنا چاہیے۔ ممکن ہے وہ کسی حسد اور دشمنی کی وجہ سے آدمی کا گھر اجاڑنا چاہتے ہوں' البتہ اگر سچے اور نیک لوگ ایسی بات بتائیں کہ عورت کسی اجنبی مرد کے ساتھ نامناسب حد تک بے تکلفی کا رویہ رکھتی ہے تو اپنے گھر اور عزت کی حفاظت کے لیے مناسب احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے۔

١٩٩٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ قَطُّ، مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ. مِمَّا رَأَيْتُ مِنْ ذِكْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَهَا. وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ.

١٩٩٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے کسی عورت پر اس طرح رشک محسوس نہیں ہوا جس قدر حضرت خدیجہ ؓ سے رشک محسوس ہوا کیونکہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ انھیں کثرت سے یاد کرتے تھے۔ نبی ﷺ کو رب نے حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہ ؓ کو جنت میں موتی کے محل کی خوش خبری دیں۔

والصواب: "أبوسلمة وهو ابن عبدالرحمٰن"، وأبوسلمة ثقة مشهور، ولحديثه شاهد عند أبي داود، ح: ٢٦٥٩ وغيره، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣١٣، والحافظ في الإصابة.

١٩٩٧- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها رضي الله عنها، ح: ٣٨١٦، ٣٨١٧، ٥٢٢٩، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل خديجة (أم المؤمنين) رضي الله تعالى عنها، ح: ٢٤٣٥ من حديث هشام به، وصححه البوصيري.

يَعْنِي مِنْ ذَهَبٍ. قَالَهُ ابْنُ مَاجَه.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے مراد سونے کا محل ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں ''غیرت'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد رشک ہے جو ایک عورت کو اپنی سوکنوں سے ہوتا ہے۔ عورتوں میں یہ جذبہ فطری ہے اور خاوند سے ان کی محبت کو ظاہر کرتا ہے' اس لیے اسے برداشت کرنا چاہیے جب تک کہ اس کی وجہ سے کوئی غلط کام سرزد نہ ہو۔ ② اس حدیث میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی افضلیت اور بلند مقام کا اظہار ہے۔ ③ اللہ کے نبی ﷺ نے عشرۂ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ بھی بعض حضرات کو جنت کی خوش خبری دی تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں ان حضرات کا مقام بھی بہت بلند ہے۔ ④ قصب ایسی لمبی چیز کو کہتے ہیں جو اندر سے کھوکھلی ہو' جیسے بانس وغیرہ اس سے مراد موتی کا محل بھی ہو سکتا ہے جیسے کہ بعض مومنوں کو ایک ایک موتی سے بنے ہوئے بڑے بڑے محل ملیں گے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں کھوکھلے موتی کا ایک خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس کے ہر کونے میں مومن کے گھر والے ہوں گے (حوریں اور بیویاں) جو دوسروں کو نہیں دیکھیں گے۔ (ایک طرف کی حوریں دوسری طرف کی حوروں سے اوجھل ہوں گی۔'') (صحیح البخاري' التفسير' سورة الرحمان' باب ﴿حور مقصورات في الخيام﴾' حدیث:٤٨٧٩) ⑤ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ وہ کھوکھلا موتی سونے کا بنا ہوگا جو اندر سے ایک وسیع محل کی شان کا حامل ہوگا اور وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے مخصوص ہوگا۔

١٩٩٨- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: «إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ. فَلَا آذَنُ لَهُمْ، ثُمَّ لَا آذَنُ لَهُمْ، ثُمَّ لَا آذَنُ لَهُمْ. إِلَّا أَنْ يُرِيدَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي

١٩٩٨- حضرت مسور بن مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے: ''ہشام بن مغیرہ کے بیٹوں نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کر دیں۔ میں انھیں اجازت نہیں دیتا' پھر (کہتا ہوں کہ) میں انھیں اجازت نہیں دیتا' پھر (کہتا ہوں کہ) میں انھیں اجازت نہیں دیتا' ہاں اگر علی (رضی اللہ عنہ) بن ابی

١٩٩٨- أخرجه البخاري، النكاح، باب ذب الرجل عن ابنته في الغيرة والإنصاف، ح: ٥٢٣٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل فاطمة (بنت النبي ﷺ) رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٩ من حديث الليث به.

طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ. فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي. يَرِيبُنِي مَا رَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا».

طالب یہ پسند کریں کہ میری بیٹی (فاطمہ ؓ) کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے شادی کر لیں (تو ان کی مرضی ہے۔) فاطمہ (ؓ) تو میرا ٹکڑا (میرے جسم و جان کا ایک حصہ) ہے۔ جس بات سے اسے پریشانی ہوتی ہے اس سے مجھے بھی پریشانی ہوتی ہے۔ جس بات سے اسے دکھ پہنچتا ہے اس سے مجھے بھی دکھ پہنچتا ہے۔"

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ کو کسی بھی انداز سے پریشان کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ کام اصل میں جائز ہی ہو لیکن رسول اللہ ﷺ کو کسی خاص وجہ سے ناگوار محسوس ہو رہا ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ کو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے سے اس لیے منع کیا کہ اس سے حضرت فاطمہ ؓ کو تکلیف ہوگی اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا بھی دل دکھے گا۔ اور حضرت علی ؓ کو نبی ﷺ کو پریشان کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی حاصل ہوگی۔ گویا اس ممانعت میں بھی حضرت علی ؓ پر شفقت ہے۔ ③ منع کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہ ؓ غیرت محسوس کریں گی جس کی وجہ سے شاید اپنے خاوند ؓ کے بارے میں محبت کے وہ جذبات قائم نہ رکھ سکیں جو مطلوب ہیں۔ اس طرح یہ رشتہ حضرت فاطمہ ؓ کے لیے ایک امتحان بن جائے گا۔ اور یہ کیفیت نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ ④ اپنی اولاد کی تکلیف محسوس کرنا محبت اور شفقت کا ثبوت ہے۔ اس تکلیف کو دور کرنے کے لیے جائز حدود میں کوشش کرنا جائز ہے۔

١٩٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَنْبَأَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ. وَهٰذَا

١٩٩٩- حضرت مسور بن مخرمہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ نے ابوجہل کی بیٹی کا رشتہ طلب کیا جب کہ نبی ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ ان کے نکاح میں تھیں۔ جب حضرت فاطمہ ؓ نے یہ بات سنی تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: لوگ باتیں کرتے ہیں کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کے متعلق کسی بات پر غصہ نہیں آتا۔ یہ (دیکھیے) علی (ؓ) ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔

١٩٩٩ـ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب ذكر أصهار النبي ﷺ منهم أبوالعاص بن الربيع، ح:٣٧٢٩، ومسلم، فضائل الصحابة، الباب السابق، ح:٩٦/٢٤٤٩ من حديث أبي اليمان به، ورواه البخاري عنه.

عَلِيٌّ نَاكِحاً ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ.

قَالَ الْمِسْوَرُ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ. فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ. فَإِنِّي قَدْ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي. وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ بَضْعَةٌ مِنِّي. وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَفْتِنُوهَا. وَإِنَّهَا، وَاللهِ لاَ تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ، عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَداً».

حضرت مسور ؓ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کھڑے ہوئے میں نے سنا کہ آپ نے تشہد پڑھا (خطبہ کے افتتاحی کلمات ارشاد فرمائے) پھر فرمایا: ''امابعد میں نے ابوالعاص بن ربیع ؓ کو رشتہ دیا۔ انھوں نے مجھ سے (جو بھی) بات کی سچی بات کی۔ اور بے شک محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ (ؓ) میرا ٹکڑا (اور میری لخت جگر) ہے۔ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ تم اسے آزمائش میں ڈالو۔ قسم ہے اللہ کی! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک آدمی کے پاس (اس کے نکاح میں) جمع نہیں ہوں گی۔''

قَالَ: فَنَزَلَ عَلِيٌّ عَنِ الخِطْبَةِ.

راوی نے بیان کیا: چنانچہ حضرت علی ؓ اس رشتے سے دست بردار ہوگئے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوالعاص بن ربیع ؓ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت زینب ؓ کے شوہر تھے جو ان کے خالہ زاد تھے۔ ان کی والدہ کا نام ہالہ بنت خویلد ہے۔ (سیر أعلام النبلاء: ۱/۳۳۱) ② ہر اہم موقع پر عوام سے خطاب کرتے وقت کلام کو اللہ کی حمد وثنا اور درود شریف سے شروع کرنا مسنون ہے۔

(المعجم ٥٧) - بَابُ الَّتِي وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٧)

باب: ۵۷- اس خاتون کا ذکر جس نے خود کو نبی ﷺ کی خدمت کے لیے پیش کیا

٢٠٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: أَمَا تَسْتَحِي الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا

۲۰۰۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے وہ کہا کرتی تھیں: کیا عورتوں کو شرم نہیں آتی کہ وہ اپنا آپ نبی ﷺ کو ہبہ کرتی ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُؤْوِيٓ اِلَيْكَ

٢٠٠٠- أخرجه البخاري، النكاح، باب: هل للمرأة أن تهب نفسها لأحد؟، ح: ٥١١٣ من حديث هشام به، ومسلم، الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، ح: ١٤٦٤ عن ابن أبي شيبة به من حديث هشام به. وعلقه البخاري من طريق عبدة.

لِلنَّبِيِّ ﷺ؟ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُئْوِي إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ﴾ [الأحزاب:٥١] قَالَتْ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَبَّكَ لَيُسَارِعُ فِي هَوَاكَ.

مَن تَشَآءُ﴾ ''ان میں سے جسے آپ چاہیں (اس سے ملاقات کو) مؤخر کر دیں اور جسے چاہیں اپنے قریب کر لیں۔'' حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: تب میں نے کہا: (اللہ کے رسول) آپ کا رب آپ کی خواہش فوراً پوری فرما دیتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اسلامی معاشرے میں یہ چیز اچھی نہیں سمجھی جاتی کہ عورت اپنے نکاح کے لیے خود کسی مرد سے درخواست کرے بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ یہ درخواست عورت کے سرپرست کے ذریعے سے کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کی امتیازی شان اس لحاظ سے حضرت عائشہ ؓ کو عجیب محسوس ہوئی کہ عورتیں خود ہی آ کر کہہ دیتی ہیں کہ اللہ کے رسول ہم سے نکاح کر لیں۔ ② نبی اکرم ﷺ امت کے تمام افراد کے سرپرست تھے بلکہ نبی ﷺ کا حق سرپرستوں سے بھی زیادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ (الأحزاب:٦) ''نبی مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں۔'' ③ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ کی طرف سے یہ خصوصی رعایت تھی کہ آپ پر ازواج مطہرات ؓ کے درمیان باری کی پابندی کرنا فرض نہیں تھا۔ اس کے باوجود نبی ﷺ نے بیویوں میں انصاف کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش فرمایا حتی کہ زندگی کے آخری ایام میں جب مرض کی شدت اس قدر تھی کہ ایک ام المومنین کے گھر سے دوسری کے گھر میں چل کر جانا مشکل تھا، تب بھی آپ باری باری ان کے ہاں تشریف لے جاتے رہے حتی کہ امہات المومنین نے خود ہی عرض کیا کہ آپ جس گھر میں پسند فرمائیں آرام کریں۔ تب نبی ﷺ دو مردوں کے سہارے حضرت عائشہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔ اور انہی کے حجرۂ مبارک میں دفن ہوئے۔ (صحیح البخاري، المغازي، باب مَرَضِ النبي ﷺ وَوَفاتِهِ، حديث:٤٤٤٢)

٢٠٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْحُومُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ: كُنَّا جُلُوساً مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ. فَقَالَ أَنَسٌ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَعَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَيْهِ. فَقَالَتْ: يَا

٢٠٠١- حضرت ثابت ؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ہم حضرت انس بن مالک ؓ کے پاس بیٹھے تھے۔ ان کی ایک بیٹی بھی موجود تھیں۔ حضرت انس ؓ نے فرمایا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ (سے نکاح) کے لیے پیش کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو میری

٢٠٠١ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب عرض المرأة نفسها على الرجل الصالح، ح:٥١٢٠ من حديث مرحوم به.

رَسُولَ اللهِ هَلْ لَكَ فِيَّ حَاجَةٌ؟ فَقَالَتِ ابْنَتُهُ: مَا أَقَلَّ حَيَاءَهَا. فَقَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ. رَغِبَتْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَعَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَيْهِ.

خواہش ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا: وہ کتنی بے شرم تھی! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تجھ سے افضل تھی۔ اس نے اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کی وجہ سے اپنی ذات کو نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے مجلس میں موجود ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بے حجاب مردوں کے ساتھ بیٹھتی تھیں بلکہ پردے کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے اور اپنے والد کی موجودگی میں اس مجلس میں موجود تھیں۔ غیر محرموں کے ساتھ تنہائی کی بے تکلفانہ ملاقات کی اسلامی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ ② علمی مجلس میں عورتیں مردوں کے ساتھ شریک ہوسکتی ہیں لیکن عورتوں کی جگہ الگ ہونی چاہیے' اختلاط جائز نہیں۔

(المعجم ٥٨) - بَابُ الرَّجُلِ يَشُكُّ فِي وَلَدِهِ (التحفة ٥٨)

باب: ٥٨- اگر آدمی کو اپنی اولاد میں شک ہو

٢٠٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا؟» [قَالَ: حُمْرٌ]. قَالَ: «هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟» قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقاً. قَالَ: «فَأَنَّى أَتَاهَا ذٰلِكَ؟» قَالَ: عَسَى عِرْقٌ نَزَعَهَا. قَالَ: «وَهٰذَا، لَعَلَّ عِرْقاً نَزَعَهُ».

٢٠٠٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قبیلۂ بنو فزارہ کے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری عورت نے سانولا لڑکا جنا ہے۔ (اور میں تو گورا ہوں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ''وہ کس رنگ کے ہیں؟'' اس نے کہا: سرخ ہیں۔ فرمایا: ''کیا ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟'' اس نے کہا: (جی ہاں)' ان میں خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ فرمایا: ''ان میں یہ رنگ کہاں سے آ گیا۔'' اس نے کہا: شاید کسی رگ نے زور کیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''شاید اس (لڑکے) میں بھی کسی رگ نے زور کیا ہو۔''

٢٠٠٢ـ أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٥٠٠ عن ابن أبي شيبة وغيره به، أخرجه البخاري، الطلاق، باب إذا عرض بنفي الولد، ح: ٥٣٠٥، ٦٨٤٧، ومسلم وغيرهما من طرق عن الزهري به.

وَاللَّفْظُ لِابْنِ الصَّبَّاحِ.

یہ الفاظ (راویٔ حدیث) ابن صباح کے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① باپ اور بیٹے کے رنگ میں فرق اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ بیٹا اپنے باپ کی جائز اولاد نہیں۔ ② رگ کے زور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ددھیال یا ننھیال کے کسی بزرگ، مثلاً: دادی، دادا، نانی، نانا یا ان کے بزرگوں میں سے کسی کی مشابہت بچے میں آگئی ہے، یعنی ان کے خون کا اثر ہے۔ ③ اپنی بیوی پر اس طرح اشارے کنائے سے شک کا اظہار بیوی پر اس الزام میں شمار نہیں ہوتا، جس کے نتیجے میں لعان کی ضرورت پڑتی ہے۔ لعان اس وقت ہوتا ہے جب مرد صاف طور پر اپنی بیوی پر بدکاری کا الزام عائد کرے یا یقین کے ساتھ یہ دعویٰ کرے کہ یہ بچہ میرا نہیں۔

٢٠٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا [عَبَاءَةُ] ابْنُ كُلَيْبٍ اللَّيْثِيُّ، أَبُو غَسَّانَ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ بْنِ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ عَلَى فِرَاشِي غُلَامًا أَسْوَدَ. وَإِنَّا، أَهْلُ بَيْتٍ، لَمْ يَكُنْ فِينَا أَسْوَدُ قَطُّ. فَقَالَ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا؟» قَالَ: حُمْرٌ. قَالَ: «هَلْ فِيهَا أَسْوَدُ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فِيهَا أَوْرَقُ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَأَنَّى كَانَ ذٰلِكَ؟» قَالَ: عَسٰى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ. قَالَ: «فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ».

٢٠٠٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک خانہ بدوش نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری عورت کے ہاں، میرے نکاح میں رہتے ہوئے، سیاہ فام لڑکا پیدا ہوا ہے اور ہمارے خاندان میں کبھی کوئی سیاہ فام نہیں تھا۔ (ہمارے ننھیال و ددھیال سب سفید فام ہیں۔) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”وہ کس رنگ کے ہیں؟“ کہا: سرخ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا ان میں کوئی سیاہ بھی ہے؟“ اس نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ”کیا ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”وہ کیسے ہو گیا؟“ اس نے کہا: شاید کسی (دادا پردادا یا نانا وغیرہ) کا خون غالب آیا ہے؟ فرمایا: ”شاید تمھارے اس بیٹے پر بھی کسی کا خون غالب آگیا ہے۔“

(المعجم ٥٩) - بَابٌ: اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ (التحفة ٥٩)

باب: ٥٩- بچہ خاوند کا مانا جائے گا، زانی کے لیے پتھر ہیں

٢٠٠٣- [إسناده حسن] والحديث السابق شاهد له.

٢٠٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ ابْنَ زَمْعَةَ وَسَعْداً اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ. فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ أَوْصَانِي أَخِي، إِذَا قَدِمْتُ مَكَّةَ، أَنْ أَنْظُرَ إِلَى ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبِضَهُ. وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وَابْنُ أَمَةِ أَبِي. وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي. فَرَأَى النَّبِيُّ ﷺ شَبَهَهُ بِعُتْبَةَ. فَقَالَ: «هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ. الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ. وَاحْتَجِبِي عَنْهُ يَا سَوْدَةُ».

۲۰۰۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ زمعہ کی لونڈی سے پیدا ہونے والے ایک لڑکے کے بارے میں حضرت عبد بن زمعہ ؓ اور حضرت سعد ؓ اپنا جھگڑا لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے تو حضرت سعد ؓ نے کہا: اللہ کے رسول! جب میں مکہ گیا تھا تو میرے بھائی نے مجھے نصیحت کی تھی کہ میں زمعہ کی لونڈی کے بچے کو دیکھ کر اپنی کفالت میں لے لوں۔ حضرت عبد بن زمعہ ؓ نے کہا: وہ میرا بھائی ہے' میرے والد کی کنیز کا بیٹا ہے۔ میرے والد کے گھر میں پیدا ہوا ہے۔ نبی ﷺ نے دیکھا کہ وہ (لڑکا) عتبہ سے مشابہت رکھتا ہے تو فرمایا: ''اے عبد بن زمعہ! وہ تمھارا بھائی ہے۔ بچہ بستر والے کا ہوتا ہے۔ اور اے سودہ! تم اس سے پردہ کیا کرو۔''

فوائد و مسائل: ① دور جاہلیت میں کسی کی لونڈی سے ناجائز تعلق قائم کرنا برا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسلام میں صرف اپنی بیوی اور اپنی مملوکہ سے صنفی تعلق قائم کیا جا سکتا ہے۔ باقی ہر قسم کا صنفی تعلق قابل سزا جرم ہے۔ (دیکھیے: سورۂ مومنون' آیت: ۵' ۶' ۷) جس طرح بیوی سے پیدا ہونے والا لڑکا مرد کا بیٹا ہوتا ہے' اسی طرح اپنی مملوک لونڈی سے پیدا ہونے والا لڑکا بھی مرد کا آزاد بیٹا ہوتا ہے' غلام نہیں۔ ③ جاہلیت میں ناجائز تعلقات کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ اسی شخص کا بیٹا سمجھا جاتا تھا جس کے تعلقات کے نتیجے میں وہ پیدا ہوا۔ جاہلیت کے اسی رواج کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ' زمعہ کی لونڈی سے پیدا ہونے والے بچے کو اپنے بھائی کا بچہ قرار دیتے ہوئے اسے اپنی کفالت میں رکھنا چاہتے تھے۔ ④ حضرت عبد بن زمعہ ؓ کا موقف یہ تھا کہ وہ بچہ قانونی طور پر ان کا بھائی ہے کیونکہ ان کے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے' قطع نظر اس کے کہ اس کا حقیقی باپ کوئی بھی ہو۔ ⑤ بچے کی ظاہری شکل و شباہت سے یہی ثابت ہو رہا تھا کہ وہ حضرت سعد ؓ کے بھائی سے پیدا ہوا ہے لیکن قانونی طور پر وہ حضرت عبد بن زمعہ ؓ کا بھائی قرار پایا۔ ⑥ چونکہ واضح ہو رہا تھا کہ وہ لڑکا حضرت سودہ ؓ کا قانونی بھائی ہونے کے باوجود اصل میں بھائی نہیں' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین حضرت سودہ ؓ کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔ ⑦ بعض اوقات ایک مسئلے کے دو پہلو ہوتے ہیں جس کی وجہ سے

٢٠٠٤ـ أخرجه البخاري، الخصومات، باب دعوى الوصي للميت، ح: ٢٤٢١ من حديث سفيان به، ومسلم، الرضاع، باب الولد للفراش وتوقي الشبهات، ح: ١٤٥٧ عن ابن أبي شيبة وغيره.

اس کے دو مختلف حکم مرتب ہوتے ہیں۔ ایک معاملے میں ایک پہلو کو ترجیح دی جاتی ہے اور دوسرے معاملے میں دوسرے پہلو کو جیسے اس لڑکے کو زمعہ کا بیٹا قرار دیے جانے کے باوجود اس کی بہن حضرت سودہ ؓ کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

۲۰۰۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ.

۲۰۰۵- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا کہ لڑکا بستر والے کا ہے۔

فائدہ: بستر والے سے مراد عورت کا شوہر یا لونڈی کا مالک ہے۔ بیٹا اسی کا شمار کیا جائے گا اور وراثت وغیرہ کا تعلق بھی اسی سے ہوگا' نہ کہ اس مرد سے جس کے ناجائز تعلق کے نتیجے میں وہ پیدا ہوا۔

۲۰۰۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ. وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

۲۰۰۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لڑکا بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔''

فائدہ: اَلْحَجْرُ' جیم کی جزم کے ساتھ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس بچے کے قانونی فوائد (وراثت وغیرہ) سے محروم ہے' اور جیم کے فتحہ کے ساتھ مطلب یہ ہے کہ وہ سزا کا مستحق ہے' اسے رجم کیا جانا چاہیے۔

۲۰۰۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ

۲۰۰۷- حضرت ابوامامہ باہلی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''لڑکا بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے

۲۰۰۵ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۵، وأطراف المسند: ۵/ ۸۸، ومسند الفاروق: ۱/ ۴۲۵، ۴۲۶ عن سفيان به، وقال الحميدي (ديوبندية: ۲۴) ثنا سفيان ثني عبيدالله بن أبي يزيد أخبرني أبي به مطولاً، وإسناده حسن، وصححه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

۲۰۰۶ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب الولد للفراش وللعاهر الحجر، ح: ۱۴۵۸ من حديث سفيان به، وذكر اختلاف الرواة فيه.

۲۰۰۷ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۶۷ من حديث إسماعيل به مطولاً، وصححه البوصيري.

الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

پتھر ہیں۔"

(المعجم ٦٠) - **بَابُ الزَّوْجَيْنِ يُسْلِمُ أَحَدُهُمَا قَبْلَ الْآخَرِ** (التحفة ٦٠)

باب: ٦٠- اگر خاوند اور بیوی میں سے ایک دوسرے سے پہلے اسلام قبول کر لے تو؟

٢٠٠٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ جُمَيْعٍ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْلَمَتْ. فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ. قَالَ، فَجَاءَ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَسْلَمْتُ مَعَهَا، وَعَلِمَتْ بِإِسْلَامِي. قَالَ، فَانْتَزَعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ زَوْجِهَا الْآخَرِ، وَرَدَّهَا إِلَى زَوْجِهَا الْأَوَّلِ.

٢٠٠٨- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگئی۔ اس سے ایک مرد نے نکاح کر لیا۔ راوی کہتے ہیں: بعد ازاں اس کا پہلا خاوند آ گیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کے ساتھ ہی مسلمان ہوا تھا اور اسے میرے مسلمان ہونے کا علم تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو دوسرے خاوند سے جدا کر کے پہلے خاوند کے پاس واپس بھیج دیا۔

٢٠٠٩- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ ابْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَدَّ ابْنَتَهُ عَلَى أَبِي الْعَاصِ

٢٠٠٩- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی (حضرت زینب ؓ) کو دو سال کے بعد پہلے نکاح کی بنا پر ہی حضرت ابوالعاص بن ربیع ؓ کے پاس واپس بھیج دیا۔

٢٠٠٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب إذا أسلم أحد الزوجين، ح: ٢٢٣٨، ٢٢٣٩ من حديث سماك به، وصححه الترمذي، ح: ١١٤٤، والحاكم، والذهبي، وانظر، ح: ١٧١ لعلته.

٢٠٠٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب: إلى متى ترد عليه امرأته إذا أسلم بعدها، ح: ٢٢٤٠ من حديث يزيد به، أخرجه الترمذي، ح: ١١٤٢، ١١٤٣، وذكر كلامًا، وصححه الحاكم وغيره، وما روى داود عن عكرمة فمنكر كما قال ابن المديني وغيره(تهذيب)، وقال في التقريب في داود بن الحصين: "ثقة إلا في عكرمة، ورمي برأي الخوارج".

ابْنِ الرَّبِيعِ بَعْدَ سَنَتَيْنِ، بِنِكَاحِهَا الأَوَّلِ.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں اگر عورت اپنے خاوند سے پہلے اسلام قبول کر لے تو اس کا اپنے خاوند سے ازدواجی تعلق قائم رکھنا جائز نہیں رہتا۔ ایک دفعہ ماہواری آنے کے بعد عورت کے لیے جائز ہوتا ہے کہ کسی اور مرد سے نکاح کر لے۔ (صحيح البخاري' الطلاق' باب نكاح من أسلم من المشركات وعدتهن' حديث: ٥٢٨٦) ② اگر عورت دوسری جگہ نکاح نہ کرے' بلکہ خاوند کے مسلمان ہونے کا انتظار کرے تو جائز ہے۔ اگر خاوند طویل عرصے کے بعد بھی اسلام قبول کرے' تب بھی سابقہ نکاح کے ساتھ وہ ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں' البتہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بعض صحابہ وتابعین کے فتوے ذکر کیے ہیں کہ اگر عورت پہلے مسلمان ہو جائے' پھر خاوند مسلمان ہو' خواہ عدت نہ گزری ہو' تب بھی نیا نکاح کرنا ضروری ہے۔ (صحيح البخاري' الطلاق' باب إذا أسلمت المشركة أو النصرانية تحت الذمي أو الحربي' حديث: ٥٢٨٨) جبکہ امام ابن قیم رحمہ اللہ اس کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ ہمیں کسی شخص کے متعلق معلوم نہیں کہ قبول اسلام کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اس کے نکاح کی تجدید کی ہو۔ اس قسم کی صورت میں دو کیفیتیں ہوتی تھیں۔ یا تو افتراق ہو جاتا تھا اور عورت کسی اور سے نکاح کر لیتی تھی یا سابقہ نکاح قائم رہتا حتی کہ شوہر مسلمان ہو جاتا۔ محض اسلام قبول کر لینے سے کامل تفریق ہونا یا عدت کا اعتبار کرنا کرانا' کسی کے متعلق معلوم نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے کیا ہو' حالانکہ آپ کے زمانے میں ایک کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ دیکھیے: (زادالمعاد' جلد چهارم' حكمه ﷺ في الزوجين يسلم أحدهما قبل الآخر) علاوہ ازیں حضرت زینب اور ان کے خاوند کے بارے میں ذیل کی حدیث میں نکاح جدید سے لوٹانے کا ذکر آیا ہے تو اس کی بابت بعض علماء پہلی حدیث کو اور بعض نے دوسری حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور بعض نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري' الطلاق' باب إذا أسلمت المشركة......' وإرواء الغليل:٦/٣٣٩' ٣٤٢' رقم:١٩٢١' ١٩٢٢' وصحيح سنن أبي داود (مفصل):٧/١٠' ١١' رقم:١٩٣٨)

٢٠١٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ

٢٠١٠- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی بیٹی) زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس نیا نکاح کر کے واپس بھیجا۔

٢٠١٠- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ح: ١١٤٢ من حديث أبي معاوية به، وانظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩ لعلته.

الرَّبِيعِ، بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ.

(المعجم ٦١) - **بَابُ الْغَيْلِ** (التحفة ٦١)

باب: ٦١- دودھ پلانے والی عورت سے مباشرت کرنا

٢٠١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْهٰى عَنِ الْغِيَالِ. فَإِذَا فَارِسُ وَالرُّومُ يُغِيلُونَ فَلاَ يَقْتُلُونَ أَوْلاَدَهُمْ» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ، وَسُئِلَ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: «هُوَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ».

٢٠١١- حضرت جدامہ بنت وہب اسدیہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میں نے چاہا تھا کہ تمھیں غیلہ (دودھ پلانے والی عورت سے ہم بستر ہونے) سے منع کردوں۔ میں نے دیکھا کہ اہل فارس اور اہل روم غیلہ کرتے ہیں تو ان کے بچے نہیں مرتے (ان کے بچوں کو نقصان نہیں ہوتا۔“) اور میں نے نبی ﷺ سے سنا جب کہ آپ سے عزل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ زندہ درگور کرنے کی پوشیدہ صورت ہے۔“

فوائد و مسائل: ① دودھ پلانے کے ایام میں ہم بستری کرنے سے حمل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ماں کا دودھ کم ہو جاتا ہے اور دودھ پیتا بچہ پورا دودھ نہ ملنے کی وجہ سے کمزور رہ جاتا ہے۔ غیلہ کی صورت میں یہ اندیشہ موجود تو ہے تاہم یقینی نہیں۔ دودھ کی کمی کا تدارک بھینس، گائے اور بکری وغیرہ کے دودھ سے ممکن ہے۔ ایسے حالات میں وقت سے پہلے دودھ چھڑانا نقصان دہ نہیں ہوگا اس لیے اس سے اجتناب کرنا جائز تو ہے ضروری نہیں۔ ② عزل کے بارے میں دیکھیے فوائد حدیث: ١٩٢٦۔

٢٠١٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُهَاجِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ الْمُهَاجِرَ بْنَ أَبِي مُسْلِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ

٢٠١٢- حضرت اسماء بنت یزید بن سکن ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی اولاد کو خفیہ طور پر قتل نہ کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! غیلہ تو گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے ہوئے

٢٠١١ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز الغيلة، ح: ١٤٤٢ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل به.

٢٠١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطب، باب في الغيل، ح: ٣٨٨١ من حديث المهاجر به، وصححه ابن حبان * مهاجر الأنصاري وثقه ابن حبان وحده فيما أعلم.

السَّكَنِ. وَكَانَتْ مَوْلَاتَهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لاَ تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا. فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الْغَيْلَ لَيُدْرِكُ الْفَارِسَ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ حَتَّى يَصْرَعَهُ».

سوار پر بھی اثر انداز ہو کر اسے گرا دیتا ہے۔"

فائدہ: گھوڑے سے گرانے کا مطلب یہ ہے کہ غیلہ کی وجہ سے حاصل ہونے والی کمزوری کا اثر زندگی بھر قائم رہتا ہے حتی کہ جب ایسا بچہ جوان ہو کر شہسوار بن جاتا ہے' تب بھی وہ اس سوار کا مقابلہ نہیں کر سکتا جسے بچپن میں یہ صورت حال پیش نہیں آئی' تاہم یہ حدیث ضعیف ہے' لہٰذا اس قدر احتیاط ضروری نہیں۔

(المعجم ٦٢) - **بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تُؤْذِي زَوْجَهَا** (التحفة ٦٢)

باب: ٦٢- جو عورت اپنے خاوند کو تنگ کرتی ہے

٢٠١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ امْرَأَةٌ مَعَهَا صَبِيَّانِ لَهَا. قَدْ حَمَلَتْ أَحَدَهُمَا وَهِيَ تَقُودُ الآخَرَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حَامِلَاتٌ، وَالِدَاتٌ، رَحِيمَاتٌ. لَوْلَا مَا يَأْتِينَ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ، دَخَلَ مُصَلِّيَاتُهُنَّ الْجَنَّةَ».

٢٠١٣- حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے۔ اس نے ایک کو (گود میں) اٹھایا ہوا تھا اور ایک کو ہاتھ سے پکڑ کر لیے آ رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے (یہ دیکھ کر) فرمایا: "(یہ عورتیں بچوں کو) اٹھانے والی' جننے والی اور رحم کرنے والی ہوتی ہیں' اگر ان کا اپنے خاوندوں سے نامناسب سلوک نہ ہو تو ان میں سے جو نماز کی پابند ہیں' وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔"

٢٠١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ

٢٠١٤- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے'

٢٠١٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٧٣، ١٧٤ من حديث مؤمل بن إسماعيل به، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * الأعمش تابعه منصور عند أحمد: ٥/ ٢٥٧، ٢٦٩ وغيره، وأخرجه أحمد: ٥/ ٢٥٢ بإسناد صحيح عن سالم بن أبي الجعد قال: ذكر لي عن أبي أمامة به، فالسند منقطع، والواسطة بينهما مجهولة.

٢٠١٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب الوعيد للمرأة على إيذاء المرأة زوجها، ح: ١١٧٤ من حديث إسماعيل به، وقال: "حسن غريب" * إسماعيل بن عياش صرح بالسماع عند أبي نعيم في الحلية: ٥/ ٢٢٠، وباقي السند صحيح.

الضَّحَّاكِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ: لَا تُؤْذِيهِ. قَاتَلَكِ اللهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ أَوْشَكَ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذا دیتی ہے تو (جنت کی) حوروں میں سے اس مرد کی بیوی (حور) کہتی ہے: اللہ تجھے تباہ کرے! اس شخص کو تکلیف نہ دے' یہ تو تیرے پاس مہمان ہے عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① خاوند کے جائز احکام نہ ماننا کبیرہ گناہ ہے۔ ② اگر کوئی عورت اپنے خاوند کو ناجائز تنگ کرتی ہے تو اس سے جنت کی حوروں کو پریشانی ہوتی ہے۔ ③ ''الحور العين'' کے لفظی معنی ''گورے رنگ کی اور خوب صورت آنکھوں والی عورتیں ہیں۔ اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے جنتی مردوں کے لیے جنت میں اپنی خاص قدرت سے پیدا فرمایا ہے۔ مسلمان نیک عورتیں' جو دنیا میں اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارتی ہیں' جنت میں ان کا مقام ان حوروں سے بڑھ کر ہوگا۔ ④ عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے جذبات اور ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے اچھے طریقے سے دنیا کی زندگی کا وقت گزارنا چاہیے۔ معلوم نہیں کب جدائی ہو جائے۔

(المعجم ٦٣) - بَابٌ: لَا يُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ (التحفة ٦٣)

باب: ۶۳- حرام کام سے حلال چیز حرام نہیں ہو جاتی

٢٠١٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُعَلَّى بْنِ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ».

۲۰۱۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''حرام کام حلال کو حرام نہیں کرتا۔''

فائدہ: یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے' تاہم دیگر دلائل اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک صحیح السند اثر کی رُو

٢٠١٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٢٦٨، والبيهقي: ٧/ ١٦٨ من حديث الفروي به * الفروي ضعفه الجمهور، وروى عنه البخاري ثلاثة أحاديث: "كأنها مما أخذه عنه من كتابه قبل ذهاب بصره"، وأما العمري فتقدم حاله، ح: ١٢٩٩، ٣٦٦.

سے' جس میں آتا ہے کہ [أَنَّ وَطْءَ الْحَرَامِ لَايُحَرِّمُ] (إرواء الغليل ۶/۲۸۷) ''زنا کاری' کسی حلال کو حرام نہیں کرے گی۔'' اکثر اہل علم کی رائے ہے کہ اگر کوئی مرد کسی عورت سے بدکاری کا ارتکاب کرے تو اس کی وجہ سے اس عورت سے نکاح کرنا حرام نہیں ہو جائے گا' نہ اس ناجائز حرکت کی وجہ سے اس عورت کی ماں اس مرد پر ساس کی طرح حرام ہو جائے گی' نہ اس عورت کی بیٹی سوتیلی بیٹی کی طرح حرام ہو جائے گی۔ اسی طرح مرد اگر اپنی ساس یا سوتیلی بیٹی سے منہ کالا کرتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی کیونکہ یہ تعلق شرعاً ''میاں بیوی'' کا تعلق نہیں اور مذکورہ بالا احکام کا تعلق ''بیوی'' سے ہے۔ بدکاری کا گناہ اور اس پر سزا کا مستحق ہونا دوسری چیز ہے اور حرام ہونا دوسری چیز ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: تفسیر احسن البیان' از حافظ صلاح الدین یوسف ﷾' سورۂ نساء: آیت: ۲۳)

طلاق کی لغوی اور اصطلاحی تعریف' نیز مشروعیت طلاق کی اہمیت

✸ **لغوی تعریف:** طلاق [طَلَّقَ يُطَلِّقُ] سے اسم مصدر ہے جس کے لغوی معنی [حَلُّ الْعَقْدِ] ''گرہ کھولنا'' ہیں۔ طلاق کے لغوی معنوں میں سے ایک معنی ''چھوڑ دینا اور فارغ کر دینا'' بھی ہیں۔ عرب جب اونٹنی کو بغیر چرواہے کے چھوڑ دیتے ہیں تو کہتے ہیں: [نَاقَةٌ طَالِقٌ]

✸ **اصطلاحی تعریف:** طلاق کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی گئی ہے: [هُوَ حَلُّ عَقْدِ النِّكَاحِ بِلَفْظِ الطَّلَاقِ وَغَيْرِهٖ] ''نکاح کی گرہ کو لفظ ''طلاق'' وغیرہ کہہ کر کھول دینا طلاق ہے۔''

✸ **مشروعیتِ طلاق کی حکمت:** اسلام ایک معتدل اور متوازن مذہب ہے جو اپنے پیروکاروں کو مضبوط' قابل عمل اور منضبط نظام حیات عطا کرتا ہے۔ اسلام انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بدنظمی' انتشار' تفریق اور ترک تعلق کو قابل مذمت جبکہ اتفاق و اتحاد' محبت و مودت اور نظم و ضبط کو انتہائی مستحسن گردانتا ہے۔ نکاح ایک عظیم نعمت ہے جس کی وجہ سے دو افراد اور ان کے خاندانوں میں باہمی الفت' قربت اور اتفاق و اتحاد جیسے خوبصورت جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ صالح اولاد کا حصول اور نسل انسانی کی بقا کے ساتھ ساتھ ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔

اس رشتے کو مضبوط بنانے' قائم رکھنے اور اس میں محبت و مودت کو رواج دینے کے لیے اسلام نے میاں بیوی کے حقوق کی تعیین فرمائی ہے اور دونوں پر پابندی عائد کی ہے کہ وہ نہ تو اپنے حقوق سے تجاوز کریں' نہ دوسرے کے حقوق سلب کریں۔ میاں بیوی کے حقوق کو واضح کرتے ہوئے شوہر کو فوقیت

دی کیونکہ اس رشتے میں اس کا کردار زیادہ مضبوط اور جاندار ہے۔ بیوی بچوں کی کفالت اور ان کے معاشی و معاشرتی مسائل کا حل اسی کے ذمے ہے۔ ان ذمہ داریوں کے باعث پیغمبر اسلام ﷺ نے عورتوں کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا: ''شوہر بیوی کے لیے جنت یا جہنم کی حیثیت رکھتا ہے۔'' (مسند أحمد: ۳۴۱/۴' وسلسلة الأحاديث الصحيحة' حديث: ۲۶۱۲) جبکہ خاوند کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''جب خود کھاؤ تو اس (بیوی) کو بھی کھلاؤ اور جب خود کپڑے پہنو تو اسے بھی پہناؤ۔ چہرے پر نہ مارو اور نہ گالی دو۔ اور (اگر کبھی الگ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو) گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ الگ نہ کرو۔'' (سنن أبي داود' النكاح' باب في حق المرأة على زوجها' حديث: ۲۱۴۲) نیز فرمایا: ''بیوی سے نفرت نہ کرو' اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہے تو بعض دوسری پسندیدہ بھی ہوں گی۔'' (صحيح مسلم' الرضاع' باب الوصية بالنساء' حديث: ۱۴۶۷)

یہ اور ایسی ہی بہت سی مبارک تعلیمات اس مقدس رشتے کو مستحکم بنانے' مضبوط کرنے اور قائم و دائم رکھنے کے لیے دی گئی ہیں' تاہم انسانی مزاج' طبیعت کا اختلاف' عادات و اطوار کا فرق اور بعض اوقات غلط انتخاب ازدواجی زندگی کی رواں دواں گاڑی کو جاری رکھنے میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر ابلیس اور اس کا لشکر ہر منکوحہ رشتے کو توڑنے پر کمر بستہ رہتا ہے جیسے کہ رسول مقبول ﷺ نے خبر دی ہے کہ شیطان کے چیلے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہیں تو شیطان اس شاگرد کو گلے لگاتا ہے جو میاں بیوی کی لڑائی کروا کے طلاق دلوا کر آتا ہے۔ شیطان اسے خوب شاباش دیتا ہے۔ (صحيح مسلم' صفات المنافقين' باب تحريش الشيطان' و بعثه...... حديث: ۲۸۱۳)

ایسے حالات میں جب انسانی عقل مسائل کو سلجھانے سے عاجز آ جائے' اعتماد بداعتمادی میں' خلوص بے وفائی میں اور محبت و مودت نفرت میں بدل جائے تو بھی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو صبر' برداشت اور بہتر رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (النسآء ۴:۱۹) ''تم ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو گو تم انھیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت زیادہ بھلائی ڈال دے۔''

لیکن اگر معاملہ اس سے زیادہ بگڑ جائے تو پھر دوسرا حل بتادیا: ﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا﴾ (النسآء۴:۳۴) ''اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمھیں خوف ہو انھیں نصیحت کرو اور انھیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انھیں مار کی سزا دو' پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو' بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔'' کسی بھی نیک فطرت خاتون کے لیے مندرجہ بالا علاج انتہائی کارگر ہے جو اس کی وقتی سرکشی کے لیے کافی ہے لیکن اگر معاملہ اس پر بھی نہ سدھرے تو رب العالمین نے ایک اور حل بیان فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا﴾ (النسآء۴:۳۵) ''اگر تمھیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی اَن بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو' اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ دونوں (میاں بیوی) میں موافقت پیدا کردے گا۔''

یہ ہے اسلام کے بابرکت ازدواجی نظام حیات کا پہلو۔ اسلام اس رشتے کو تاحیات نبھانے اور اسے مضبوطی سے قائم رکھنے کی تعلیمات دیتا ہے لیکن اگر تمام طریق علاج ناکافی ہو جائیں اور مرض حد سے بڑھ جائے تو پھر دونوں خاندانوں پر یہ رحمت الٰہی ہے کہ وہ انھیں اچھے طریقے سے جدا جدا ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ﴾ (البقرة۲:۲۲۹) ''یہ طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے' پھر یا تو اچھائی سے روکنا ہے یا عمدگی سے چھوڑ دینا ہے۔'' نیز فرمایا: ﴿وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ﴾ (البقرة۲:۲۲۷) ''اور اگر انھوں نے طلاق ہی کا قصد کر لیا ہے تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا' خوب جاننے والا ہے۔''

* طلاق کی اقسام: طلاق کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں:

① مسنون طلاق: ایسی طلاق جو بیوی کو ایسے طہر میں دی جائے جس میں خاوند نے اس سے ہم بستری نہ کی ہو اور ایک ہی طلاق دے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں یا تجھے طلاق ہے۔ اس کے بعد بیوی کا نان ونفقہ دیتا رہے اور عدت (تین حیض یا تین مہینے) تک اپنے گھر میں رکھے' عدت کے بعد جدا

ہوں۔ یہ طلاق کا سب سے بہتر طریقہ ہے۔ اس طرح دی گئی طلاق میں بالاتفاق عدت کے اندر رجوع کرنا اور عدت گزرنے کے بعد بہ نکاح جدید دوبارہ صلح کرنا جائز ہے۔

② غیر مسنون طلاق: ایسی طلاق جو عورت کو ایام حیض میں دی جائے یا اس طہر میں دی جائے جس میں مرد نے عورت سے ہم بستری کی ہو' یا ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں۔

③ باطل طلاق: ایسی طلاق باطل ہوگی جسے مجبوری کی حالت میں دیا جائے یا نکاح سے پہلے ہی طلاق دے دے۔ نابالغ بچے' مجنون اور مدہوش کی طلاق بھی باطل ہوگی۔

④ ایک ہی مجلس میں بیک وقت تین طلاقیں دینا: یہ بالاتفاق ناپسندیدہ اور ناجائز ہے۔ نبی ﷺ نے بھی اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا اور اسے کتاب اللہ کے ساتھ کھیلنا قرار دیا ہے' تاہم اگر کوئی شخص اس طرح بیک وقت تین طلاقیں (زبانی یا تحریری) دے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی لیکن احناف وغیرہ کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اہل حدیث کے نزدیک یہ ایک ہی طلاق رجعی ہوگی۔ احناف کے نزدیک اس کے بعد رجوع اور صلح کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن اہل حدیث کے نزدیک عدت کے اندر رجوع کرنا اور عدت گزرنے کے بعد ان کا باہم نکاح کرنا جائز ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ''ایک مجلس میں تین طلاقیں'' از حافظ صلاح الدین یوسف ﷾۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٠) أَبْوَابُ الطَّلَاقِ (التحفة ٨)

طلاق سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - [بَابُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ] (التحفة ١)

باب:۱- ہمیں سوید بن سعید نے بیان کیا

٢٠١٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ، وَمَسْرُوقُ ابْنُ الْمَرْزُبَانِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحِ ابْنِ حَيٍّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا.

۲۰۱۶- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی' پھر رجوع فرمالیا۔

فوائد ومسائل: ① امام العصر شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں' مذکورہ بالا حدیث کے ضمن میں ایک روایت بیان کی ہے جس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا تھا کہ رجوع فرمالیں اور کہا تھا کہ وہ روزہ رکھنے والی اور عبادت کرنے والی خاتون ہیں اور جنت میں آپ کی بیوی ہیں۔ دیکھیے: (الارواء: ۷/ ۱۵۸' ۱۵۹' تحت حدیث: ۲۰۷۷) اس میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو انھیں زوجیت میں رکھنے کا حکم دیا۔ ② طلاق دینا جائز ہے لیکن بلاوجہ طلاق دینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ③ طلاق کے بعد رجوع کر لینے سے بیوی کو وہ تمام حقوق حاصل ہو جاتے ہیں جو طلاق سے پہلے حاصل تھے۔

٢٠١٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في المراجعة، ح: ٢٢٨٣ من حديث يحيى بن زكريا به، وذكر الحافظ النسائي له علة، ولكنها غير قادحة.

٢٠١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَلْعَبُونَ بِحُدُودِ اللهِ. يَقُولُ أَحَدُهُمْ: قَدْ طَلَّقْتُكِ. قَدْ رَاجَعْتُكِ. قَدْ طَلَّقْتُكِ».

٢٠١٧- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی حدود (اور اس کے قوانین) کو کھیل بنا لیتے ہیں۔ آدمی (اپنی بیوی سے) کہتا ہے: میں نے تجھے طلاق دی' میں نے تجھ سے رجوع کیا' میں نے تجھے طلاق دی۔''

٢٠١٨- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْوَلِيدِ الْوَصَّافِيِّ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللهِ الطَّلَاقُ».

٢٠١٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حلال کاموں میں سے اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند کام' طلاق ہے۔''

(المعجم ٢) - بَابُ طَلَاقِ السُّنَّةِ (التحفة ٢)

باب: ٢- طلاق دینے کا صحیح طریقہ

٢٠١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: طَلَّقْتُ

٢٠١٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے اپنی عورت کو طلاق دی جب کہ وہ ایام حیض میں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات

٢٠١٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٢٢ من حديث مؤمل بن إسماعيل به، وتابعه أبو حذيفة موسى بن مسعود نا سفيان الثوري به * أبو إسحاق تقدم، ح: ٤٦، والثوري تقدم، ح: ١٦٢، وهما مدلسان وعنعنا، ومع ذلك حسنه البوصيري.

٢٠١٨ـ [صحيح] أخرجه ابن عدي من حديث محمد بن خالد به، وقال: "الوصافي ضعيف جدًا" قلت: تابعه الثقة معرّف بن واصل عند أبي داود، ح: ٢١٧٨ وغيره، وبه صح الحديث، وصححه الحاكم، والذهبي، ولم أر لمضعفيه حجة.

٢٠١٩ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها، وأنه لو خالف وقع الطلاق ويؤمر برجعتها، ح: ١٤٧١/ ٢ عن ابن أبي شيبة وغيره به، وأخرجه البخاري، ح: ٥٢٥١، ومسلم وغيرهما من طريق مالك عن نافع به.

امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ، ثُمَّ تَطْهُرَ. ثُمَّ إِنْ شَاءَ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا. وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا. فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ».

رسول اللہ ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے حکم دو کہ اس سے رجوع کر لے (اور اسے طلاق نہ دے) حتی کہ وہ (حیض سے) پاک ہو جائے، پھر اسے حیض آئے، پھر وہ پاک ہو، پھر اگر چاہے تو اس سے ہم بستر ہونے سے پہلے طلاق دے اور چاہے تو اسے (نکاح میں) روک لے۔ یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ نے نکاح کا تعلق دائمی بنایا ہے، یعنی نکاح اس لیے کیا جاتا ہے کہ پوری زندگی اکٹھے گزارنی ہے۔ اس تعلق کو پائیدار بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام وآداب نازل کیے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں: (ا) نکاح کرتے وقت نیک دین دار بیوی تلاش کرنے کا حکم دیا گیا۔ (دیکھیے، حدیث: ۱۸۵۸) (ب) نکاح کا تعلق انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی بنا دیا گیا ہے، یعنی ایک مرد کا ایک عورت سے تعلق نہیں بلکہ ایک خاندان کا دوسرے خاندان سے تعلق قائم کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے عورت کے سرپرستوں کی اجازت، گواہوں کی موجودگی اور دعوتِ ولیمہ جیسے احکام جاری کیے گئے ہیں۔ (ج) عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور مرد کو عورت کی غلطیاں اور کوتاہیاں برداشت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۱۸۵۱، ۱۸۵۳، ۱۸۵۵ وغیرہ) (د) عورت کی اصلاح کے لیے فوراً سختی کرنے کی بجائے اصلاح کا تدریجی طریق کار تجویز کیا گیا ہے، یعنی زبانی وعظ ونصیحت، اظہار ناراضی اور بستر میں علیحدگی اور آخر میں معمولی جسمانی سزا۔ (النساء۴: ۳۴) (ہ) اگر معاملات میں بگاڑ اس حد تک پہنچ جائے کہ دوسروں کی مداخلت ضروری ہو جائے تو ثالثی، یعنی پنچایت کے طریق پر مرد اور عورت دونوں کی شکایتیں سن کر جس کی غلطی ہو، اسے سمجھایا جائے اور صلح کرا دی جائے۔ (النساء۴: ۳۵) (و) اگر طلاق دینا ضروری ہو جائے تو ایک ہی بار تعلق ختم کر دینے کے بجائے ایک رجعی طلاق دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس کے بعد دوبارہ تعلق بحال کرنے کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ (ز) ایام حیض میں اور جس طہر میں مقاربت کی گئی ہو، اس طہر میں طلاق دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اگر وقتی غصہ ہو تو ختم ہو جائے اور اگر جدائی کا فیصلہ ہو تو غور وفکر کرنے کی مہلت مل جائے اور اس طرح تعلقات بحال رکھنے کے امکانات بڑھ جائیں۔ (ح) دوسری طلاق کے بعد بھی رجوع کی اجازت دی گئی ہے۔ (ط) تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق نہیں رکھا گیا تاکہ مرد اچھی طرح سوچ سمجھ کر یہ طلاق دے اور اسے معلوم ہو کہ اس کے بعد تعلقات بحال کرنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ ② اگر ایام حیض میں یا اس طہر میں جس میں مقاربت کی گئی ہو، طلاق دی جائے تو یہ طلاق کا غلط طریقہ ہے جسے علماء کی اصطلاح میں ''بدعی طلاق'' یا

"طلاق بدعت" کہتے ہیں۔ ایسی طلاق کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ واقع ہو جائے گی یا نہیں' بہت سے علماء اس کے واقع ہو جانے کے قائل ہیں لیکن اس طرح طلاق دینے والے کو گناہ گار قرار دیتے ہیں۔ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ یہ طلاق واقع ہی نہیں ہوگی کیونکہ سنت کے مطابق نہیں دی گئی۔ امام ابن حزم اور امام ابن تیمیہ ﷫ وغیرہ اسی کے قائل ہیں۔ (حاشیہ سنن ابن ماجہ' از نواب وحید الزمان خان)

٢٠٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: طَلاَقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ.

٢٠٢٠- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: طلاقِ سنت یہ ہے کہ عورت کو طہر کی حالت میں اور جماع کیے بغیر طلاق دے۔

٢٠٢١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِاللهِ، قَالَ، فِي طَلاَقِ السُّنَّةِ: يُطَلِّقُهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ تَطْلِيقَةً. فَإِذَا طَهُرَتِ الثَّالِثَةَ طَلَّقَهَا. وَعَلَيْهَا بَعْدَ ذٰلِكَ حَيْضَةٌ.

٢٠٢١- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے مسنون طلاق کے بارے میں فرمایا: عورت کو ہر طہر میں ایک طلاق دے' جب تیسری بار طہر آ لے تو اسے (آخری) طلاق دے دے' اس کے بعد وہ ایک حیض عدت گزارے۔

فوائد ومسائل: ① یہ اس صورت میں ہے جب وہ اس سے بالکل جدا ہونا چاہتا ہو تو اس طرح تیسری طلاق بائن ہو جائے گی جس کے بعد رجوع ممکن نہیں ہوگا لیکن بہتر یہ ہے کہ ایک طلاق کے بعد عدت گزر جانے دے تاکہ بعد میں اگر صلح کرنے کی خواہش پیدا ہو جائے تو نئے سرے سے نکاح کر کے اکٹھے رہ سکیں۔ ② اگر ایک طلاق کے بعد رجوع ہو جائے' پھر کبھی دوسری طلاق دے دی جائے تو اس دوسری طلاق کے بعد بھی تین حیض عدت ہے جس میں نیا نکاح کیے بغیر رجوع ہو سکتا ہے۔

٢٠٢٠ـ [حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب طلاق السنة، ح: ٣٤٢٤ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن حزم في المحلّى: ١٠/ ١٧٢ مسئلة: ١٩٤٩، وانظر، ح: ٤٦ لعلته، وللحديث شواهد عند ابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، باب: ١ وغيره.

٢٠٢١ـ [حسن] انظر الحديث السابق.

٢٠٢٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلٰى: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، أَبِي غَلَّابٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ. فَقَالَ: تَعْرِفُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ؟ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ. فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ. فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا. قُلْتُ: أَيُعْتَدُّ بِتِلْكَ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟

٢٠٢٢- حضرت ابو غلاب یونس بن جبیر باہلی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر مرد اپنی عورت کو ایام حیض میں طلاق دے دے (تو کیا حکم ہے؟) انھوں نے کہا: آپ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو جانتے ہیں؟ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی جب کہ وہ ایام میں تھی (میں تمھیں اپنا واقعہ سناتا ہوں۔) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر معاملہ عرض کیا تو نبی ﷺ نے رجوع کر لینے کا حکم دیا۔ میں نے کہا: وہ طلاق شمار ہو گی؟ انھوں نے فرمایا: اگر وہ عاجز ہو یا حماقت کرے تو؟

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ نے رجوع کر لینے کا حکم دیا۔ اس لفظ سے دلیل لی گئی ہے کہ وہ طلاق واقع ہو گئی تھی کیونکہ رجوع طلاق کے بعد ہی ہوتا ہے۔ جو حضرات اس طلاق کے واقع ہونے کے قائل نہیں وہ اس کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ اس سے ازدواجی تعلقات قائم کر لیے جائیں جیسے پہلے قائم تھے۔ ② ''اگر وہ عاجز ہو'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر اسے صحیح طریقے سے طلاق دینا نہیں آیا' اور اس نے احمقانہ حرکت کی ہے تو اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے؟ اس کا یہ مطلب بھی لیا گیا ہے کہ طلاق تو طلاق ہی ہے وہ تو ہو ہی گئی' یا یہ مطلب ہے کہ جب وہ صحیح طریقے سے طلاق نہیں دے سکا تو وہ دینا نہ دینا برابر ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ طلاق واقع ہو گئی۔ (صحيح البخاري' الطلاق' باب إذا طُلِّقَتِ الحَائِضُ تَعْتَدُّ بذلك الطلاق' حديث: ٥٢٥٢) یہی مطلب زیادہ صحیح ہے۔

(المعجم ٣) - بَابُ الْحَامِلِ كَيْفَ تُطَلَّقُ (التحفة ٣)

باب: ٣- حاملہ کو طلاق کیسے دی جائے؟

٢٠٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ

٢٠٢٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو ایام حیض میں طلاق دے

٢٠٢٢ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب مراجعة الحائض، ح: ٥٣٣٣، ومسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها، وأنه لو خالف وقع الطلاق ويؤمر برجعتها، ح: ١٤٧١/ ٩ من حديث محمد بن سيرين به.

٢٠٢٣ـ أخرجه مسلم، الطلاق، الباب السابق، ح: ١٤٧١/ ٥ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرٌ أَوْ حَامِلٌ».

دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے حکم دو کہ رجوع کر لے پھر اسے اس وقت طلاق دے جب وہ پاک ہو (ایام طہر میں ہو) یا حاملہ ہو۔“

فائدہ: جب حمل واضح ہو جائے تو طلاق دی جاسکتی ہے۔ وضع حمل تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس صورت میں نسب میں شک واقع نہیں ہوتا۔ اس صورت میں عورت کی عدت وضع حمل تک ہے جس کے دوران میں مرد رجوع کر سکتا ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ (التحفة ٤)

باب:۴- ایک مجلس کی تین طلاقیں

٢٠٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: حَدِّثِينِي عَنْ طَلَاقِكِ. قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا، وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ. فَأَجَازَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۲۰۲۴- حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہا: مجھے اپنی طلاق کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دے دیں جب کہ وہ یمن گئے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے نافذ قرار دے دیا۔

فوائد ومسائل: ① صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے خاوند حضرت ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ مخزومی رضی اللہ عنہ نے دو طلاقیں پہلے دی ہوئی تھیں۔ اور تیسری طلاق یمن سے حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے بھیجی۔ تین طلاقیں اکٹھی نہیں دی تھیں۔ (صحیح مسلم' الطلاق' باب المطلقة البائن لانفقة لها' حدیث:۱۴۸۰) اسی تفصیل کی رُو سے کئی محققین نے اس روایت کو بھی صحیح کہا ہے کیونکہ اس روایت کا ابہام صحیح مسلم کی روایت سے دور ہو گیا۔ بہر حال صحیح مسئلہ یہی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوں گی۔ (اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: کتاب ’ایک مجلس میں تین طلاقیں‘ تالیف: حافظ

٢٠٢٤ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح:١٤٨٠/ ٤٣-٤٥ وغيره، من طرق عن الشعبي نحوه دون قوله: 'فأجاز ذٰلك رسول الله ﷺ'، وانظر، ح:٢٠٣٦.

صلاح الدین یوسف ﷾) ② طلاق جس طرح عورت کو براہ راست مخاطب کر کے دی جا سکتی ہے' ایسے ہی کسی قابل اعتماد شخص کے ذریعے سے طلاق کا پیغام بھی بھیجا جا سکتا ہے اور لکھ کر بھی طلاق بھیجی جا سکتی ہے۔ ہر صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔

(المعجم ٥) - **بَابُ الرَّجْعَةِ** (التحفة ٥)

باب:٥- رجوع کرنے کا بیان

٢٠٢٥- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلاَلٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ، عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ، عَنْ مُطَرِّفِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ الْحُصَيْنِ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ يَقَعُ بِهَا وَلَمْ يُشْهِدْ عَلَى طَلاَقِهَا وَلاَ عَلَى رَجْعَتِهَا. فَقَالَ عِمْرَانُ: طَلَّقْتَ بِغَيْرِ سُنَّةٍ، وَرَاجَعْتَ بِغَيْرِ سُنَّةٍ، أَشْهِدْ عَلَى طَلاَقِهَا وَ[عَلَى] رَجْعَتِهَا.

٢٠٢٥- حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر ﷫ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین ؓ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پھر اس سے مباشرت کرتا ہے مگر طلاق دینے یا اس سے رجوع کرنے پر گواہ نہیں بناتا۔ (اس کا حکم کیا ہے؟) حضرت عمران ؓ نے فرمایا: تو نے سنت کے خلاف طلاق دی اور سنت کے خلاف ہی رجوع کیا۔ اس کی طلاق پر بھی گواہ مقرر کر اور رجوع پر بھی۔

فائدہ: جس طرح نکاح کے موقع پر گواہوں کا تقرر ہوتا ہے' اسی طرح طلاق اور رجوع بھی گواہوں کی موجودگی میں ہونا چاہیے۔

(المعجم ٦) - **بَابُ الْمُطَلَّقَةِ الْحَامِلِ إِذَا وَضَعَتْ ذَا بَطْنِهَا بَانَتْ** (التحفة ٦)

باب:٦- حاملہ مطلقہ جب بچہ جنے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے (اور خاوند رجوع نہیں کر سکتا)

٢٠٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجٍ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

٢٠٢٦- حضرت زبیر بن عوام ؓ سے روایت ہے' حضرت ام کلثوم بنت عقبہ ؓ ان کے نکاح میں تھیں۔

٢٠٢٥- **[إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، الطلاق، باب الرجل يراجع ولا يشهد، ح:٢١٨٦ عن بشر بن هلال به.

٢٠٢٦- **[إسناده ضعيف]** وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد رجاله ثقات، إلا أنه منقطع * ميمون هو ابن مهران أبوأيوب، روايته عن الزبير مرسلة، قاله المزي في الأطراف'، وأخرج البيهقي: ٧/ ٤٢١ من طريق إبراهيم بن أبي الليث (وهو ضعيف) عن الأشجعي عن سفيان عن عمرو بن ميمون عن أبيه عن أم كلثوم بنت عقبة به، وضعفه ظاهر، وفيه علة أخرٰى.

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْعَوَّامِ أَنَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ أُمُّ كُلْثُومِ بِنْتُ عُقْبَةَ. فَقَالَتْ لَهُ، وَهِيَ حَامِلٌ: طَيِّبْ نَفْسِي بِتَطْلِيقَةٍ. فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً. ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَرَجَعَ وَقَدْ وَضَعَتْ. فَقَالَ: مَا لَهَا؟ خَدَعَتْنِي، خَدَعَهَا اللهُ. ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «سَبَقَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ. اخْطُبْهَا إِلَى نَفْسِهَا».

ایام حمل میں انھوں نے اس (زبیر) سے کہا: ایک طلاق دے کر میرا دل خوش کر دیجیے۔ انھوں نے ایک طلاق دے دی۔ اس کے بعد وہ نماز کے لیے چلے گئے' واپس آئے تو ام کلثوم ؓ کے ہاں ولادت ہو چکی تھی۔ انھوں نے کہا: اس نے یہ کیوں کیا؟ اس نے مجھ سے دھوکا کیا ہے۔ اللہ اسے دھوکے کی سزا دے' پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور واقعہ بیان کیا) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے قانون کے مطابق مقرر وقت گزر چکا۔ (اب) اسے (دوبارہ) نکاح کا پیغام دے دو۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں بیان کردہ مسئلہ صحیح ہے' اسی لیے بعض حضرات کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ ② حضرت زبیر ؓ نے اسے طلاق دے دی تھی کہ ایک طلاق تو رجعی ہوتی ہے، پھر رجوع کر لوں گا۔ انھیں معلوم نہیں تھا کہ ولادت کا وقت اس قدر قریب ہے۔ ③ رجعی طلاق کے بعد جب عدت گزر جائے تو زبانی رجوع کافی نہیں ہوگا بلکہ نئے سرے سے نکاح کرنا پڑے گا۔ ④ دوبارہ پیغام دینے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ پسند کرے گی تو دوبارہ نکاح کرے گی ورنہ زبردستی تو نہیں ہو سکتی۔ ⑤ بچے کی پیدائش سے طلاق کی عدت بھی ختم ہو جاتی ہے اور خاوند کی وفات کی عدت بھی۔

(المعجم ٧) - بَابُ الْحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، إِذَا وَضَعَتْ حَلَّتْ لِلْأَزْوَاجِ (التحفة ٧)

باب: ٧- جس حاملہ عورت کا خاوند فوت ہو جائے بچے کی پیدائش ہونے پر اسے نکاح کرنا جائز ہو جاتا ہے

٢٠٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي السَّنَابِلِ قَالَ: وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بِنْتُ

۲۰۲۷- حضرت ابو سنابل ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت سبیعہ بنت حارث اسلمیہ ؓ کے ہاں' ان کے خاوند کی وفات سے بیس دن سے چند دن بعد ولادت ہوگئی۔ جب وہ نفاس سے فارغ ہوئیں

٢٠٢٧ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء في الحامل المتوفى عنها زوجها تضع، ح:١١٩٣ من حديث منصور به، وقال: "لا نعرف للأسود شيئًا عن أبي السنابل"، وللحديث شواهد عند النسائي، ح:٣٥٠٩ وغيره.

الْحَارِثِ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِبِضْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً. فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَشَوَّفَتْ. فَعِيبَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا. وَذُكِرَ أَمْرُهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «إِنْ تَفْعَلْ فَقَدْ مَضَى أَجَلُهَا».

تو انھوں نے نکاح کا ارادہ ظاہر کیا' اس پر لوگوں نے تنقید کی۔ اور نبی ﷺ کے سامنے بھی ان کے اس کام کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اگر وہ ایسا کرتی ہے تو (جائز ہے کیونکہ) اس کی عدت گزر چکی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ یہ مسئلہ قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق ٦٥:٤) ''اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے۔'' ② حضرت سبیعہ ؓ کے طرز عمل کو صحیح نہ سمجھنے والے خود حضرت ابوسنابل ؓ تھے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ اگر چار ماہ دس دن کی مدت گزرنے سے پہلے ولادت ہو جائے تو عدت چار ماہ دس دن تک گزارنی چاہیے۔ عدت وضع حمل تک صرف اس صورت میں ہوگی جب وضع حمل کی مدت چار ماہ دس دن سے زائد ہو جیسے کہ اگلی حدیث میں بیان ہے۔ ③ پہلے حضرت سبیعہ ؓ نے بھی یہی محسوس کیا تھا کہ حضرت ابوسنابل ؓ کی رائے صحیح ہے لیکن نبی اکرم ﷺ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی عدت ختم ہو چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ٢٠٢٨)

٢٠٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، وَ عَمْرِو ابْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُمَا كَتَبَا إِلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ يَسْأَلَانِهَا عَنْ أَمْرِهَا. فَكَتَبَتْ إِلَيْهِمَا: إِنَّهَا وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ. فَتَهَيَّأَتْ تَطْلُبُ الْخَيْرَ. فَمَرَّ بِهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ. فَقَالَ: قَدْ أَسْرَعْتِ. اعْتَدِّي آخِرَ الْأَجَلَيْنِ، أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ. فَقُلْتُ:

٢٠٢٨- حضرت مسروق اور حضرت عمرو بن عتبہ ؒ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے حضرت سبیعہ بنت حارث ؓ کو خط لکھ کر ان کا واقعہ دریافت کیا تو انھوں نے (جواب میں) ان حضرات کو لکھا کہ ان کے ہاں ان کے خاوند کی وفات سے پچیس دن بعد ولادت ہوگئی' چنانچہ انھوں نے اچھے کام (نکاح) کے ارادے سے تیاری کی۔ حضرت ابوسنابل بن بعکک ؓ ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا: تم نے جلدی کی' بعد والی مدت' یعنی چار ماہ دس دن مکمل ہونے تک عدت گزارو۔ (وہ فرماتی ہیں:) میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض

٢٠٢٨- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٤/ ٢٩٣، ح: ٧٤٥ من حديث ابن أبي شيبة به، وأخرجه البخاري، ح: ٣٩٩١، ٥٣١٩، ومسلم، ح: ١٤٨٤ من حديث سبيعة رضي الله عنها به مطولاً نحو المعنى.

يَارَسُولَ اللهِ اسْتَغْفِرْ لِي. قَالَ: «وَفِيمَ ذَاكَ» فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: «إِنْ وَجَدْتِ زَوْجًا صَالِحًا فَتَزَوَّجِي».

کی: اللہ کے رسول! میرے لیے مغفرت کی دعا کیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ کیوں؟'' میں نے نبی ﷺ کو واقعہ سے آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھیں نیک خاوند مل جائے تو نکاح کر لو۔''

فوائد ومسائل: ① نکاح کی تیاری کا مطلب یہ ہے کہ عدت کا سادہ لباس اتار کر اچھا لباس پہن لیا اور زیب وزینت کی۔ ② دعائے مغفرت کی درخواست کا مطلب یہ تھا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے کہ وقت سے پہلے عدت کی پابندیاں توڑ بیٹھی ہوں۔ نبی ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ عدت ختم ہو چکی ہے' لہٰذا تم نے کوئی غلطی نہیں کی' پریشان نہ ہوں۔

٢٠٢٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ سُبَيْعَةَ أَنْ تَنْكِحَ، إِذَا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا.

٢٠٢٩- حضرت مسور بن مخرمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت سبیعہ ؓ کو نفاس سے فارغ ہونے پر نکاح کر لینے کا حکم دیا۔

٢٠٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: وَاللهِ لَمَنْ شَاءَ لَاعَنَّاهُ. لَأُنْزِلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَعَشْراً.

٢٠٣٠- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! جو شخص چاہے ہم اس سے مباہلہ کر سکتے ہیں کہ عورتوں کے مسائل کی چھوٹی سورت (سورۃ الطلاق) چار ماہ دس دن کا حکم نازل ہونے کے بعد نازل ہوئی تھی۔

فوائد ومسائل: ① سورۂ طلاق میں یہ حکم ہے کہ حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔ یہ حکم بعد میں نازل

٢٠٢٩- أخرجه البخاري، الطلاق، باب "وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن"، ح: ٥٣٢٠ من حديث هشام به، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٤٩٠٩، ومسلم، ح: ١٤٨٥ من حديث كريب عن أم سلمة.

٢٠٣٠- [صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في عدة الحامل، ح: ٢٣٠٧ من حديث أبي معاوية به، انظر، ح: ١٧٨ لعلته، وللحديث طرق كثيرة لكنها معلولة بتدليس الرواة وغيره، وهو صحيح بالشواهد.

ہوا۔ اور سورۂ بقرہ کی وہ آیت اس سے پہلے نازل ہوئی تھی جس میں یہ حکم ہے کہ بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے (البقرۃ ۲:۲۳۴) لہٰذا حاملہ عورت کا خاوند اگر فوت ہو جائے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن نہیں بلکہ وضع حمل ہے، خواہ حمل کی مدت کم ہو یا زیادہ۔ اور یہی مسئلہ صحیح ہے۔ ② جو عورت حمل سے نہ ہو اور اس کا خاوند فوت ہو جائے، اس کے لیے یہ حکم باقی ہے کہ وہ چار ماہ دس دن عدت گزارے، خواہ اس کی رخصتی ہوئی ہو یا صرف نکاح ہوا ہو اور رخصتی نہ ہوئی ہو۔

(المعجم ٨) - **بَابٌ: أَيْنَ تَعْتَدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا؟** (التحفة ٨)

باب:٨- بیوہ کہاں عدت گزارے؟

٢٠٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَكَانَتْ تَحْتَ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أُخْتَهُ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكٍ، قَالَتْ: خَرَجَ زَوْجِي فِي طَلَبِ أَعْلَاجٍ لَهُ. فَأَدْرَكَهُمْ بِطَرَفِ الْقَدُومِ. فَقَتَلُوهُ. فَجَاءَ نَعْيُ زَوْجِي وَأَنَا فِي دَارٍ مِنْ دُورِ الْأَنْصَارِ. شَاسِعَةٍ عَنْ دَارِ أَهْلِي. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّهُ جَاءَ نَعْيُ زَوْجِي وَأَنَا فِي دَارٍ شَاسِعَةٍ عَنْ دَارِ أَهْلِي وَدَارِ إِخْوَتِي. وَلَمْ يَدَعْ مَالاً يُنْفِقُ عَلَيَّ، وَلاَ مَالًا وَرِثْتُهُ. وَلاَ دَارًا يَمْلِكُهَا. فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَأْذَنَ لِي فَأَلْحَقَ بِدَارِ أَهْلِي وَدَارِ إِخْوَتِي فَإِنَّهُ أَحَبُّ إِلَيَّ، وَأَجْمَعُ لِي فِي بَعْضِ أَمْرِي. قَالَ:

٢٠٣١- حضرت زینب بنت کعب بن عجرہ ؓ جو حضرت ابوسعید خدری ؓ کی زوجہ محترمہ تھیں، حضرت ابوسعید ؓ کی ہمشیرہ حضرت فریعہ بنت مالک ؓ سے روایت کرتی ہیں، انھوں نے فرمایا: میرے شوہر اپنے کچھ (بھاگے ہوئے) غلاموں کی تلاش میں نکلے۔ (آخر) "قدوم" جگہ کے قریب انھیں جالیا۔ غلاموں نے انھیں شہید کر دیا۔ جب مجھے میرے خاوند کی وفات کی خبر ملی تو میں اپنے خاندان کے محلے سے دور انصار کے ایک مکان میں رہائش پذیر تھی۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے خاوند کی وفات کی خبر اس حال میں ملی ہے کہ میں ایک ایسے مکان میں رہ رہی ہوں جو میرے خاندان کے محلے سے بھی دور ہے اور میرے بھائیوں کے گھروں سے بھی دور ہے۔ اور اس نے کوئی مال بھی نہیں چھوڑا جس سے میرا خرچ چلتا رہے، نہ کوئی مال چھوڑا ہے جو مجھے ترکے میں ملے، نہ ان کی ملکیت میں کوئی گھر تھا۔ اگر آپ مناسب

٢٠٣١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في المتوفى عنها تنتقل، ح: ٢٣٠٠ من حديث سعد بن إسحاق به، وصححه الترمذي، ح: ١٢٠٤، والذهلي، والحاكم، والذهبي.

«فَافْعَلِي إِنْ شِئْتِ» قَالَتْ، فَخَرَجْتُ قَرِيرَةَ عَيْنِي لِمَا قَضَى اللهُ لِي عَلَى لِسَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ، أَوْ فِي بَعْضِ الْحُجْرَةِ دَعَانِي فَقَالَ: «كَيْفَ زَعَمْتِ؟» قَالَتْ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: «امْكُثِي فِي بَيْتِكِ الَّذِي جَاءَ فِيهِ نَعْيُ زَوْجِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ» قَالَتْ: فَاعْتَدَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً.

سمجھیں تو مجھے اجازت دے دیں کہ میں اپنے اقارب اور اپنے بھائیوں کے گھر چلی جاؤں۔ مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے اور اس سے میرے (روزمرہ کے) کام بہتر طور پر چلتے رہیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو یوں ہی کرلو۔'' وہ فرماتی ہیں: میں باہر نکلی تو مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان سے میرے حق میں فیصلہ فرمایا۔ میں ابھی مسجد ہی میں تھی یا گھر کے صحن ہی میں تھی کہ آپ ﷺ نے مجھے (دوبارہ) طلب فرمالیا' پھر فرمایا: ''تم نے کیسے بیان کیا؟'' میں نے دوبارہ صورت حال پیش کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تک اللہ کی مقرر کردہ مدت (موت کی عدت) پوری نہیں ہو جاتی' اسی گھر میں رہائش رکھو جہاں تمھیں اپنے خاوند کی وفات کی خبر پہنچی۔'' چنانچہ میں نے چار ماہ دس دن تک وہیں عدت گزاری۔

فوائد ومسائل: ① عورت کو عدت اسی مکان میں گزارنی چاہیے جہاں وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہائش پذیر تھی۔ ② خاوند کی وفات پر عدت چار مہینے دس دن ہے۔ اور اگر عورت حاملہ ہو تو عدت وضع حمل (بچے کی پیدائش) ہے اگرچہ خاوند کی وفات کے چند لمحے بعد ہی ولادت ہو جائے۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: هَلْ تَخْرُجُ الْمَرْأَةُ فِي عِدَّتِهَا (التحفة ٩)

باب: ٩- کیا عورت عدت کے دوران میں گھر سے باہر جا سکتی ہے؟

٢٠٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ فَقُلْتُ لَهُ: امْرَأَةٌ

٢٠٣٢- حضرت عروہ بن زبیر ؒ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں مروان کے پاس گیا اور ان سے کہا: آپ کے خاندان کی ایک عورت کو طلاق ہو گئی ہے۔ میرا گزر اس کے ہاں سے ہوا تو دیکھا کہ وہ (کسی

٢٠٣٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب من أنكر ذٰلك على فاطمة بنت قيس، ح: ٢٢٩٢ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به، وعلقه البخاري في صحيحه، ح: ٥٣٢٦.

مِنْ أَهْلِكَ طُلِّقَتْ. فَمَرَّتْ عَلَيْهَا وَهِيَ تَنْتَقِلُ. فَقَالَتْ: أَمَرَتْنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ، وَأَخْبَرَتْنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ. فَقَالَ مَرْوَانُ: هِيَ أَمَرَتْهُمْ بِذٰلِكَ. قَالَ عُرْوَةُ، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللهِ لَقَدْ عَابَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ، وَقَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَسْكَنٍ وَحْشٍ. فَخِيفَ عَلَيْهَا. فَلِذٰلِكَ أَرْخَصَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

اور گھر میں) منتقل ہو رہی ہے۔ وہ کہتی ہے: ہمیں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے منتقل ہونے کو کہا ہے اور بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں (فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو) رہائش تبدیل کر لینے کا حکم دیا تھا۔ مروان نے کہا: انھوں (فاطمہ) نے ہی انھیں ایسا کرنے کو کہا ہے۔ عروہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: قسم ہے اللہ کی! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر تنقید کی تھی اور کہا تھا کہ فاطمہ ایک ویران گھر میں تھیں اور انھیں خطرہ تھا (کہ اکیلی پا کر کوئی بدخواہ نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے) اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں اجازت دی تھی۔

فوائد و مسائل: ① طلاق کے بعد بھی عدت خاوند کے گھر ہی گزارنی چاہیے۔ ② اگر کوئی شدید عذر موجود ہو تو رہائش تبدیل کی جا سکتی ہے۔ ③ ویران گھر کا مطلب یہ ہے کہ اس کے قریب آبادی بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر تھی۔ ④ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے عذر کی وجہ سے رہائش تبدیل کر لینے کی اجازت دی تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے عام حکم سمجھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس موقف سے اتفاق نہیں کیا اور واضح کیا کہ ہر عورت کو اس طرح اجازت نہیں اور یہی موقف درست ہے۔

٢٠٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ: يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيَّ. فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَحَوَّلَ.

٢٠٣٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ڈر لگتا ہے کہ کوئی میرے گھر میں نہ گھس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں منتقل ہو جانے کا حکم دے دیا۔

٢٠٣٤- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ:

٢٠٣٤- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

٢٠٣٣- أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٢، والنسائي، ح: ٣٥٧٧، كلاهما عن محمد بن المثنى عن حفص بن غياث حدثنا هشام عن أبيه عن فاطمة بنت قيس به، وهو الصواب، وقوله: "عن عائشة قالت"، وهم.

٢٠٣٤- أخرجه مسلم، الطلاق، باب جواز خروج المعتدة البائن والمتوفى عنها زوجها في النهار لحاجتها، ◄◄

حَدَّثَنَا رَوْحٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. قَالَ: طُلِّقَتْ خَالَتِي. فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا. فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ. فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «بَلَى. فَجُدِّي نَخْلَكِ. فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدَّقِي أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا».

ہے' انھوں نے فرمایا: میری خالہ کو طلاق ہوگئی۔ انھوں نے اپنے کھجوروں کے درختوں کا پھل اتارنا چاہا۔ ایک آدمی نے انھیں گھر سے نکل کر (باغ میں) جانے سے منع کیا تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں (اور مسئلہ پوچھا۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اپنی کھجوروں کا پھل اتار لو' شاید تم صدقہ کرو یا کوئی نیکی کا کام کرو۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آ جائے جس کے لیے عورت کا گھر سے نکلنا ضروری ہو تو عدت میں بھی گھر سے نکل سکتی ہے۔ ② حضرت جابر ؓ کی خالہ اگر باغ کا پھل نہ اتروا تیں تو پھل ضائع ہو جاتا' لہٰذا فصل ضائع ہونے سے بچانے کے لیے انھیں گھر سے نکلنا پڑا۔ ③ نیکی کے کام سے بعض علماء نے فرض زکاۃ کی ادائیگی مراد لی ہے' یعنی اگر پھل گھر آئے گا تو تم زکاۃ دو گی اور صدقہ کرو گی تو اس سے تمھیں ثواب ہوگا اور غریبوں کو فائدہ ہوگا' نیز باقی کھجوریں سال بھر تمھارے کام آئیں گی؟ اس لیے گھر سے نکلنے کے لیے یہ معقول وجہ ہے۔ ④ چھوٹے موٹے کام کے لیے گھر سے باہر نکلنا عدت کے اندر مناسب نہیں۔ اسی طرح کسی رشتے دار سے ملنے کے لیے یا شادی غمی میں شرکت کے لیے نہیں جانا چاہیے کیونکہ یہ کام ایسے نہیں جو اس کے لیے انتہائی ضروری ہوں۔

(المعجم ۱۰) - **بَابُ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا هَلْ لَهَا سُكْنَى وَنَفَقَةٌ؟** (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- کیا تین طلاق والی عورت کو رہائش اور خرچ ملے گا؟

۲۰۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ ابْنِ صُخَيْرٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ: إِنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا.

۲۰۳۵- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے روایت ہے کہ ان کے خاوند نے انھیں تین طلاقیں دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں رہائش اور خرچ نہ دلوایا۔

◄◄ ح: ۱٤۸۳ من حديث حجاج وغيره به.

۲۰۳۵- [صحيح] تقدم، ح: ۱۸٦۹.

فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ سُكْنَى وَلاَ نَفَقَةً.

فوائد ومسائل: ① طلاق بائن کے بعد عدت میں عورت کو خرچ دینا مرد کے ذمے نہیں۔ ② بعض علماء نے طلاق بائن کے بعد بھی عدت میں عورت کا خرچ اور رہائش وغیرہ کا انتظام مرد کے ذمے قرار دیا ہے۔ ان کی دلیل سورۂ طلاق کی پہلی آیت ہے: ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ ''انھیں ان کے گھروں سے مت نکالو نہ وہ خود نکلیں' سوائے اس کے کہ وہ کھلی برائی کا ارتکاب کریں۔'' لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ آیت رجعی طلاق والی عورت کے بارے میں ہے کیونکہ اس کے بعد یہ فرمان ہے: ﴿لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا﴾ ''تم نہیں جانتے' شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات پیدا کر دے۔'' اس آیت میں نئی بات سے مراد یہ ہے کہ ایک گھر میں رہنے سے امید ہے کہ میاں بیوی کے درمیان محبت کے جذبات پیدا ہو کر رجوع ہونے کا امکان ہوگا۔ بائن طلاق کے بعد یہ امکان نہیں کیونکہ رجوع کا حق باقی نہیں رہتا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الأوطار' باب ماجاء في نفقة المبتوتة و سكناها' وباب النفقة و السكنى للمعتدة الرجعية) ③ اگر عورت حمل سے ہو تو عدت کے دوران میں اس کا خرچ مرد کے ذمے ہے' خواہ طلاق بائن ہی کیوں نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق ٦٥:٦) ''اگر وہ حمل سے ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک انھیں خرچ دیتے رہو۔''

٢٠٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ: طَلَّقَنِي زَوْجِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثَلاَثًا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ سُكْنَى لَكِ وَلاَ نَفَقَةَ».

۲۰۳۶- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ مجھے میرے خاوند نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تین طلاقیں دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے لیے نہ رہائش ہے نہ خرچ۔''

(المعجم ١١) - بَابُ مُتْعَةِ الطَّلَاقِ (التحفة ١١)

باب:۱۱- طلاق کے وقت کچھ دے کر رخصت کرنا

٢٠٣٦ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠/ ٤٢ من حديث مغيرة به نحو المعنى، وانظر، ح: ٢٠٢٤.

٢٠٣٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ أَبُو الأَشْعَثِ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَمْرَةَ بِنْتَ الْجَوْنِ تَعَوَّذَتْ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ. فَقَالَ: «لَقَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ» فَطَلَّقَهَا. وَأَمَرَ أُسَامَةَ أَوْ أَنَساً، فَمَتَّعَهَا بِثَلاثَةِ أَثْوَابٍ رَازِقِيَّةٍ.

٢٠٣٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عمرہ بنت جون رضی اللہ عنہا کو جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا (جب ان کی رخصتی ہوئی) تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگی (یہ کہا: آپ سے اللہ بچائے۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو نے اس کی پناہ لی ہے جس کی پناہ لی جاتی ہے۔“ چنانچہ آپ نے اسے طلاق دے دی۔ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ یا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اسے تین سفید سوتی کپڑے دے دیے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کی اصل صحیح بخاری میں ہے۔ علاوہ ازیں علامہ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں: اس میں حضرت اسامہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کا ذکر منکر ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح الفاظ صحیح بخاری میں ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے ابواسید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ (اسے اس کے والدین کے ہاں بھیجنے کے لیے) تیار کریں اور اسے پہننے کے لیے دو سوتی کپڑے دے دیں۔“ لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر صحیح ہے جیسا کہ محققین نے کہا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٥/٢٦٠، ٢٦١، ٢٦٢، ٢٦٣ وإرواء الغليل: ٧/١٤٦، حديث: ٢٠٦٣، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ٢٠٣٧) ② حضرت عمرہ بنت جون رضی اللہ عنہا کے منہ سے یہ نامناسب الفاظ کسی غلط فہمی کی وجہ سے نکل گئے تھے۔ ③ جو شخص اللہ کے نام سے سوال کرے یا پناہ مانگے اس کا سوال پورا کرنا چاہیے۔ حدیث نبوی ہے: ”جو شخص تم سے اللہ کی پناہ مانگے اسے پناہ دو، جو تم سے اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرے اسے دو، جو تمھیں دعوت دے اس کی دعوت قبول کرو اور جو تم سے نیکی کرے اسے اس کا بدلہ دو، اگر تمھیں (اس کا بدلہ دینے کے لیے مناسب چیز) نہ ملے تو اس کے حق میں اللہ سے دعائیں کرو حتی کہ تمھیں یقین ہو جائے کہ تم نے (احسان کا) بدلہ اتار دیا ہے۔“ (سنن أبي داود، الأدب، باب في الرجل يستعيذ من الرجل، حديث: ٥١٠٩) ④ نکاح کے بعد خلوت سے پہلے طلاق دی جائے تو اگر حق مہر کا تعین ہو چکا ہو تو آدھا حق مہر دینا چاہیے۔ (البقرة ٢: ٢٣٧) اگر حق مہر کا تعین نہ ہوا ہو تو بقدر استطاعت اسے ضرور کچھ نہ کچھ دینا چاہیے۔

٢٠٣٧- [إسناده موضوع] * عبيد بن القاسم متروك، كذبه ابن معين، واتهمه أبوداود بالوضع (تقريب)، وأصله في الصحيح البخاري، ح: ٥٢٥٤، وانظر، ح: ٢٠٥٠.

(المعجم ١٢) - **بَابُ الرَّجُلِ يَجْحَدُ الطَّلَاقَ** (التحفة ١٢)

٢٠٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَبُو حَفْصٍ التِّنِّيسِيُّ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ زَوْجِهَا، فَجَاءَتْ عَلَى ذٰلِكَ بِشَاهِدٍ عَدْلٍ، اسْتُحْلِفَ زَوْجُهَا. فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَتْ شَهَادَةُ الشَّاهِدِ. وَإِنْ نَكَلَ فَنُكُولُهُ بِمَنْزِلَةِ شَاهِدٍ آخَرَ. وَجَازَ طَلَاقُهُ».

باب:١٢- اگر آدمی کہے کہ اس نے طلاق نہیں دی

٢٠٣٨- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت خاوند سے طلاق مل جانے کا دعویٰ کرے اور ایک قابل اعتماد گواہ پیش کر دے تو اس کے خاوند سے قسم اٹھانے کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر اس نے قسم کھالی (کہ میں نے طلاق نہیں دی) تو گواہ کی گواہی کالعدم ہو جائے گی۔ اور اگر اس نے قسم سے انکار کیا تو اس کا انکار دوسرے گواہ کے قائم مقام ہو جائے گا اور اس کی طلاق نافذ کر دی جائے گی۔''

(المعجم ١٣) - **بَابُ مَنْ طَلَّقَ أَوْ نَكَحَ أَوْ رَاجَعَ لَاعِبًا** (التحفة ١٣)

٢٠٣٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ [حَبِيبِ بْنِ أَرْدَكَ]: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ».

باب:١٣- ہنسی مذاق میں طلاق دینے' نکاح کرنے اور رجوع کرنے کا بیان

٢٠٣٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں قصد وارادے سے کی جائیں تو بھی حقیقی (شمار ہوتی) ہیں اور ہنسی مذاق میں کی جائیں تو بھی حقیقی (شمار ہوتی) ہیں: نکاح' طلاق اور رجوع۔''

٢٠٣٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٤/ ٦٤، ١٦٦ من حديث محمد بن يحيى به، وقال أبوحاتم الرازي: "حديث منكر" (علل الحديث: ١/ ٤٣٢)، وحسنه البوصيري وانظر، ح: ٩١٩ لعلته، وفيه علة أخرى، وانظر، ح: ٧٢٨.

٢٠٣٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الطلاق على الهزل، ح: ٢١٩٤ من حديث عبدالرحمٰن به، وحسنه الترمذي، ح: ١١٨٤، وصححه الحاكم وغيره.

فوائد ومسائل: ① نکاح کا تعلق بہت اہم تعلق ہے جس کی وجہ سے ایک مرد اور عورت ایک دوسرے کے لیے حلال ہو جاتے ہیں اور ذمہ داریاں قبول کرتے ہیں۔ اسی تعلق کی بنا پر ان کی اولاد جائز قرار پاتی ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر بہت سے ایسے احکام نازل ہوئے ہیں جن سے اس کا تقدس قائم رہے۔ ② نکاح کا تعلق قائم رکھنے یا منقطع کرنے کا تعلق زبان کے الفاظ سے ہے' اس لیے اس اہم تعلق کو مذاق کا نشانہ نہیں بننا چاہیے۔ ③ نکاح' طلاق اور رجوع میں مذاق کا دعویٰ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ کوئی شخص مذاق کا دعویٰ کر کے اپنی ذمہ داریوں سے فرار حاصل نہ کرے۔ عین ممکن ہے کہ ایک مرد کسی عورت سے نکاح کرے' بعد میں کہہ دے کہ میں نے مذاق میں نکاح کیا تھا جب کہ عورت نے سچے دل سے اسے زندگی کا ساتھی تسلیم کیا ہے۔ اس صورت میں اس واقعہ کو مذاق تسلیم کر لینا عورت پر ظلم اور مرد کو شتر بے مہار بنا دینے کے مترادف ہے۔ اسی طرح اگر طلاق میں مذاق کا دعویٰ تسلیم کر لیا جائے تو طلاق کا پورا نظام ہی کالعدم ہو جائے گا۔ ④ ایک شرعی ذمہ داری قبول کرتے وقت یا اس سے دست بردار ہوتے وقت انسان کو اچھی طرح سوچ سمجھ کر اس کے نتائج پر غور کر لینا چاہیے تاکہ بعد میں ندامت اور پریشانی نہ ہو۔

(المعجم ۱٤) - بَابُ مَنْ طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِهِ (التحفة ۱٤)

باب:۱۴- زبان سے طلاق کے الفاظ بولے بغیر دل میں طلاق دینا

۲۰٤۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَ عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، جَمِيعاً عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا. مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ، أَوْ تَكَلَّمْ بِهِ».

۲۰۴۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے میری امت کے لوگوں سے وہ سب کچھ معاف کر دیا ہے جو وہ اپنے دلوں سے بات کریں' جب تک اس (خیال) کو عمل میں نہ لائیں یا (زبان سے) کلام نہ کریں۔''

۲۰٤۰- أخرجه البخاري، العتق، باب الخطأ والنسيان في العتاقة والطلاق ونحوه ... الخ، ح:۲٥۲۸، ٥۲٦۹، ٦٦٦٤، ومسلم، الإيمان، باب تجاوز الله عن حديث النفس والخواطر بالقلب إذا لم تستقر، ح:۱۲۷ من طرق عن قتادة به.

فوائد ومسائل: ① انسان کے دل میں مختلف خیالات آتے رہتے ہیں جن میں اچھے خیالات بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ یہ جب تک خیالات کی حد تک رہیں ان پر مؤاخذہ نہیں ہے۔ ② جب خیال عزم کے درجے پر پہنچ جائے تو نیک عزم کا ثواب ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص برے کام کا پروگرام بناتا ہے لیکن کسی وجہ سے وہ پروگرام ناکام ہو جاتا ہے تو اس نے جس حد تک کوشش کی ہے اس کا گناہ ہوگا' مثلاً: ایک شخص پر قاتلانہ حملہ کیا لیکن وہ بچ گیا تو حملہ آور کو گناہ بہر حال ہوگا اگرچہ وہ قتل نہیں کر سکا۔ ارشاد نبوی ہے: ''جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل آ جائیں تو قاتل اور مقتول (دونوں) جہنم میں جائیں گے۔'' عرض کیا گیا: یہ تو قاتل ہے (اس لیے مجرم ہے) مقتول (کو سزا ملنے) کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: ''وہ بھی اپنے ساتھی کے قتل کی شدید خواہش رکھتا تھا۔'' (صحیح البخاري' الفتن' باب إذا التقى المسلمان بسيفيهما' حدیث: ۷۰۸۳) ③ بعض اعمال کا تعلق صرف دل سے ہے' مثلاً: محبت' نفرت' خوف وغیرہ' ان میں سے جو چیز دل میں بیٹھ جاتی ہے اور دوسرے اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے' اس پر ثواب وعذاب ملتا ہے' مثلاً: اللہ سے محبت' رسول اللہ ﷺ سے محبت' قرآن کا احترام' یا کسی نیک کام سے نفرت یا کسی نیک آدمی سے بغض وغیرہ۔ ایمان' کفر' اخلاص اور نفاق کا تعلق اسی قسم سے ہے۔

(المعجم ١٥) - **بَابُ طَلَاقِ الْمَعْتُوهِ وَالصَّغِيرِ وَالنَّائِمِ** (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- دیوانے' نابالغ اور سوئے ہوئے کی طلاق

٢٠٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ. وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتَّى يَكْبَرَ. وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى

۲۰۴۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: سوئے ہوئے سے حتی کہ وہ جاگ پڑے' بچے سے حتی کہ وہ بالغ ہو جائے اور دیوانے سے حتی کہ اس کی عقل واپس آ جائے' یا اسے (وقتی طور پر) افاقہ ہو جائے۔''

٢٠٤١_[حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في المجنون يسرق أو يصيب حدًا، ح: ٤٣٩٨ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، الراوي عن إبراهيم النخعي، هو حماد بن أبي سليمان.

يَعْقِلَ، أَوْ يُفِيقَ».

قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ: «وَعَنِ الْمُبْتَلَى حَتَّى يَبْرَأَ».

ایک روایت میں ہے: ''(ذہنی) بیماری والے سے حتی کہ وہ تندرست ہو جائے۔''

فوائد ومسائل: ① قلم اٹھائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اعمال نہیں لکھے جاتے۔ ② حدیث میں مذکور افراد کے کسی عمل کی کوئی قانونی حیثیت نہیں، وہ اعمال کالعدم ہیں۔ ③ اگر کوئی شخص نیند میں اپنی زبان سے ''طلاق'' کے الفاظ نکالے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ نہ اس کا ارادہ طلاق دینے کا تھا' نہ اسے معلوم تھا کہ اس نے طلاق دی ہے۔ ④ نابالغ بچے کے نکاح طلاق وغیرہ کے معاملات اس کے سرپرست کے ہاتھ میں ہیں' لہٰذا طلاق بھی بچے کے دینے سے نہیں بلکہ سرپرست کی مرضی سے ہوگی۔ جب بالغ ہو جائے' پھر اس کی طلاق معتبر ہوگی۔ اس میں سرپرست کی منظوری یا ناراضی کا اثر نہیں ہوگا۔ ⑤ مجنون کی بیماری اگر اس قسم کی ہو کہ وہ کبھی ہوش میں ہوتا ہے کبھی نہیں تو جب وہ ہوش وحواس میں ہو اور اسی حالت میں طلاق دے' تب اس کی طلاق معتبر ہوگی ورنہ نہیں۔ اگر اسے کبھی ہوش نہیں آتا تو اس کے منہ سے نکلی ہوئی طلاق کالعدم ہے۔ اگر عورت اس سے الگ ہونے کی ضرورت محسوس کرتی ہے تو عدالت کے ذریعے سے نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔

٢٠٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُرْفَعُ الْقَلَمُ عَنِ الصَّغِيرِ وَعَنِ الْمَجْنُونِ وَعَنِ النَّائِمِ».

۲۰۴۲- حضرت علی بن ابو طالب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچے سے' پاگل سے اور سوئے ہوئے سے قلم اٹھالیا جاتا ہے۔''

(المعجم ١٦) - بَابُ طَلَاقِ الْمُكْرَهِ وَالنَّاسِي (التحفة ١٦)

باب:۱۶- زبردستی کی طلاق اور بھول سے طلاق کا بیان

٢٠٤٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۲۰۴۳- حضرت ابوذر غفاری ؓ سے روایت ہے'

٢٠٤٢ـ [حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، القاسم بن يزيد هٰذا مجهول، وأيضًا لم يدرك علي بن أبي طالب"، والحديث السابق شاهد له.

٢٠٤٣ـ [صحيح] انظر، ح: ٩٢١ لعلته، والحديث صحيح بشواهده، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لاتفاقهم على ضعف أبي بكر الهذلي"، والحديث الآتي شاهد له.

يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْهُذَلِيُّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے میری خاطر میری امت کو غلطی' بھول اور وہ کام معاف کر دیے ہیں جن پر انھیں مجبور کیا گیا ہو۔''

فوائد ومسائل: ① غلطی سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ایک کام کرنا چاہتا تھا' بلا ارادہ وہ کام غلط ہو گیا' اسے گناہ نہیں ہوگا' تاہم کیے ہوئے کام کو دوبارہ صحیح انداز سے انجام دینا' یا اس کی مناسب طریقے سے تلافی کرنا ضروری ہے۔ ② بھول کا مطلب ہے کہ کام کرنے والے کو یاد نہ رہے' مثلاً: نماز کا وقت ہو جانے پر وہ کسی کام میں مشغول تھا جس کی وجہ سے دیر ہو گئی۔ جب فارغ ہوا تو اسے یاد نہ رہا کہ نماز نہیں پڑھی' یا روزہ رکھ کر کھا پی لیا کیونکہ اسے یاد نہیں رہا تھا کہ وہ روزے سے ہے' یا کسی سے کوئی وعدہ کیا تھا' جب وعدہ پورا کرنے کا وقت آیا تو یاد نہ رہا' اس لیے وقت پر وعدہ پورا نہ ہو سکا تو اس تاخیر وغیرہ کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ ③ جب کسی کو جان سے مار دینے کی دھمکی دے کر کوئی ناجائز کام کروایا جائے' یا کسی ناقابل برداشت نقصان پہنچانے کی دھمکی دے کر ایسا کام کرنے پر مجبور کر دیا جائے جو وہ کرنا نہیں چاہتا تو وہ کام کرنے والا گناہ گار نہیں ہوگا' مجبور کرنے والے پر اس غلط کام کا گناہ بھی ہوگا اور زبردستی کرنے کا گناہ بھی ہوگا۔ ④ اگر کسی کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے' وہ اپنی جان بچانے کے لیے طلاق کے الفاظ بول دے' یا لکھ دے تو طلاق واقع نہیں ہوگی جیسے کہ حدیث ۲۰۴۶ میں صراحت ہے۔

۲۰٤٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا تُوَسْوِسُ بِهِ صُدُورُهَا. مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَتَكَلَّمْ بِهِ. وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ».

۲۰۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ان کے دلوں میں آنے والے وسوسے معاف کر دیے ہیں' جب تک ان پر عمل نہ کریں' یا انھیں زبان سے ادا نہ کریں اور (وہ گناہ بھی معاف کر دیے ہیں) جن پر انھیں زبردستی مجبور کیا جائے۔''

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۰۴۰ کے فوائد۔

۲۰٤٤- [صحيح] تقدم، ح: ۲۰٤۰.

٢٠٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ».

۲۰۴۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت سے غلطی' بھول اور وہ گناہ معاف کر دیے ہیں جن پر انہیں زبردستی مجبور کیا گیا ہو۔''

٢٠٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا طَلَاقَ، وَلَا عَتَاقَ فِي إِغْلَاقٍ».

۲۰۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زبردستی میں نہ طلاق ہوتی ہے' نہ غلام آزاد ہوتا ہے۔''

(المعجم ١٧) - بَابٌ: لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی

٢٠٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

۲۰۴۷- حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے'

٢٠٤٥ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٣٥٦/٧، ٣٥٧ من حديث محمد بن المصفّى به، وأخرج الدارقطني: ٤/ ١٧٠، ١٧١، والبيهقي: ٣٥٦/٧، وغيرهما من طريق بشر نا الأوزاعي عن عطاء عن عبيد بن عمير عن ابن عباس به نحو المعنٰى، وقال البيهقي: "جود إسناده بشر بن بكر وهو من الثقات"، فالسند صحيح، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٤٩٨، والحاكم: ١٩٨/٢، والذهبي وغيره، وله شواهد كثيرة.

٢٠٤٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الطلاق على غلط، ح: ٢١٩٣، وأحمد: ٢٧٦/٦ من حديث ابن إسحاق حدثني ثور بن يزيد الكلاعي عن محمد بن عبيد بن أبي صالح المكي به، وهو الصواب، وصححه الحاكم، وردّه الذهبي، وله شواهد، منها طريق الحاكم عن عائشة رضي الله عنها، وإسناده حسن.

٢٠٤٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء لا طلاق قبل النكاح، ح: ١١٨١ من طريق هشيم، وأبوداود، الطلاق، باب في الطلاق قبل النكاح، ح: ٢١٩١، ٢١٩٢ من حديث عبدالرحمٰن بن الحارث، كلاهما عن عمرو بن شعيب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ولفظ الحاكم: ٢٠٥/٢ "لا طلاق قبل النكاح"، وصححه الذهبي، ولفظ أبي داود: "ولا عتق إلا فيما تملك".

هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا عَامِرٌ الأَحْوَلُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ، جَمِيعاً عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ طَلاَقَ فِيمَا لاَ يَمْلِكُ».

اور انھوں نے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس (عورت) کو طلاق نہیں (دی جا سکتی) جو طلاق دینے والے کی ملکیت (منکوحہ) نہ ہو۔''

٢٠٤٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ طَلاَقَ قَبْلَ نِكَاحٍ. وَلاَ عِتْقَ قَبْلَ مِلْكٍ».

٢٠٤٨- حضرت مسور بن مخرمہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور مالک بننے سے پہلے غلام کا آزاد کرنا (درست) نہیں۔''

٢٠٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ جُوَيْبِرٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ طَلاَقَ قَبْلَ النِّكَاحِ».

٢٠٤٩- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''نکاح سے پہلے طلاق نہیں۔''

فائدہ: اگر کوئی شخص یہ کہے: ''اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق۔'' تو یہ ایک لغو کلام ہوگا جس کا کوئی اثر نہیں ہوگا' اسی طرح اگر کہے: ''میں جس عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے۔'' اس کے بعد نکاح کرے تو طلاق نہیں پڑے گی کیونکہ جب طلاق دی تھی اس وقت وہ اس کی بیوی ہی نہیں تھی کہ طلاق پڑتی اور نکاح کے بعد دوبارہ طلاق دی نہیں۔

(المعجم ١٨) - بَابُ مَا يَقَعُ بِهِ الطَّلَاقُ [مِنَ الْكَلَامِ] (التحفة ١٨)

باب: ١٨- کن الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

٢٠٤٨ـ [حسن] وحسنه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

٢٠٤٩ـ [حسن] وضعفه البوصيري، والحديث حسن * جويبر ضعيف جدًا (تقريب)، والحديث السابق شاهد له.

۲۰۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ. قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ: أَيُّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ؟ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَدَنَا مِنْهَا، قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عُذْتِ بِعَظِيمٍ، اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ».

۲۰۵۰- امام (عبدالرحمٰن بن عمرو) اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے امام (محمد بن مسلم شہاب) زہری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ نبی ﷺ کی کس زوجۂ محترمہ نے نبی ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگی تھی؟ انھوں نے کہا: مجھے حضرت عروہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ بنت جون (رضی اللہ عنہا) جب نبی ﷺ کے پاس (خلوت میں) پہنچیں تو رسول اللہ ﷺ ان کے قریب گئے انھوں نے کہا: میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے عظیم ہستی کی پناہ لے لی' اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔''

فوائد ومسائل: ① طلاق کے لیے بعض الفاظ صریح ہیں' مثلاً: ''تجھے طلاق ہے۔'' ''میں نے تجھے طلاق دی۔'' ان سے بالاتفاق طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ② بعض الفاظ ایسے ہیں کہ ان سے طلاق بھی مراد ہو سکتی ہے اور کوئی دوسرا مفہوم بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ انھیں ''کنایہ'' کے الفاظ کہتے ہیں۔ ان میں کہنے والے کی نیت کو دخل ہے۔ اگر اس نے طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں' مثلاً: اس حدیث میں ''اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا'' سے مراد طلاق ہے لیکن حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کے مشہور واقعے میں جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ بیوی سے مقاربت نہ کریں تو انھوں نے بیوی سے یہی الفاظ کہے: [اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ] ''اپنے گھر والوں کے ہاں چلی جا۔'' اور وہ طلاق شمار نہیں ہوئی کیونکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ تم اس گھر میں رہائش نہ رکھو جہاں میں موجود ہوں' ایسا نہ ہو کہ نبی ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہو جائے اور میں مقاربت کر بیٹھوں۔ (صحيح البخاري' المغازي' باب حديث كعب بن مالك' حديث:۴۴۱۸) ③ اس واقعہ سے متعلق چند فوائد حدیث: ۲۰۳۷ کے تحت بیان ہو چکے ہیں۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ طَلَاقِ الْبَتَّةِ (التحفة ۱۹)

باب: ۱۹- طلاق بتہ کا بیان

۲۰۵۰ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب من طلق، وهل يواجه الرجل امرأته بالطلاق؟، ح:۵۲۵۴ من حديث الوليد به.

٢٠٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ. فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلَهُ. فَقَالَ: «مَا أَرَدْتَ بِهَا؟» قَالَ: وَاحِدَةً. قَالَ: «آللَّهِ مَا أَرَدْتَ بِهَا إِلَّا وَاحِدَةً؟» قَالَ: آللّٰهِ مَا أَرَدْتُ بِهَا إِلَّا وَاحِدَةً. قَالَ، فَرَدَّهَا عَلَيْهِ.

٢٠٥١- حضرت یزید بن رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دی، پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس (لفظ) سے تیری نیت کیا تھی؟“ انھوں نے کہا: ایک طلاق کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے ہو کہ تمھاری نیت ایک ہی طلاق کی تھی؟“ انھوں نے کہا: قسم ہے اللہ کی! میری نیت صرف ایک طلاق کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون کو دوبارہ ان کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ (اور صحابی کو رجوع کرنے کی اجازت دے دی۔)

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَاجَه: سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيَّ يَقُولُ: مَا أَشْرَفَ هٰذَا الْحَدِيثَ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ابوالحسن علی بن محمد طنافسی کو فرماتے ہوئے سنا: یہ حدیث کتنی اچھی ہے! (کیونکہ اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ طلاق بتہ میں مرد کی نیت پر فیصلہ ہوگا۔ اگر مرد نے ایک طلاق کی نیت کی ہوگی تو ایک واقع ہوگی، اگر تین کی نیت ہوگی تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔)

قَالَ ابْنُ مَاجَه: أَبُو [عُبَيْدٍ] تَرَكَهُ نَاجِيَةُ، وَأَحْمَدُ جَبُنَ عَنْهُ.

(نیز) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ابوعبید کو ناجیہ نے متروک قرار دیا اور امام احمد نے اس سے روایت کرنے کی جرأت نہیں کی۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الرَّجُلِ يُخَيِّرُ امْرَأَتَهُ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- مرد کا اپنی بیوی کو (نکاح میں رہنے یا الگ ہو جانے کا) اختیار دینا

٢٠٥١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في البتة، ح:٢٢٠٨ من حديث جرير به، وأخرجه الترمذي، ح:١١٧٧، وذكر كلامًا * الزبير بن سعيد لين الحديث (تقريب)، ويغني عنه طريق أبي داود، ح:٢٢٠٦، ٢٢٠٧ وغيره نحو المعنى، وصححه أبوداود، والحاكم، والقرطبي، ولم أر لمضعفيه حجة.

٢٠٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَاخْتَرْنَاهُ. فَلَمْ يَرَهُ شَيْئاً.

۲۰۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا۔ ہم نے آپ ﷺ (کی زوجیت میں رہنے) کو منتخب کر لیا۔ تو آپ نے اسے (طلاق وغیرہ) کچھ بھی شمار نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ جب فتوحات کے نتیجے میں مسلمانوں کی مالی حالت بہتر ہو گئی تو انصار و مہاجرین کی عورتوں کی بہتر حالت کو دیکھ کر امہات المومنین نے نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے نان و نفقے میں اضافہ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے پریشان ہوئے اور ایک مہینہ امہات المومنین سے الگ تھلگ ایک بالا خانے میں تشریف فرما رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کے چوتھے رکوع کی آیات نازل فرمائیں جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے: اگر تمھیں دنیا کی دولت مطلوب ہے تو وہ تمھیں مل جائے گی لیکن اس کے لیے مجھ سے علیحدگی اختیار کرنی ہوگی۔ اور اگر میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو پھر اسی طرح قناعت کی زندگی گزارنی پڑے گی جس طرح اب تک صبر و شکر کے ساتھ رہتی رہی ہو۔'' امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صبر و قناعت سے رہنے کے حق میں فیصلہ دیا' چنانچہ وہ سب نبی ﷺ کے نکاح میں رہیں۔ (صحیح البخاري' الطلاق' باب من خير أزواجه......' حديث:۵۲۶۲' وصحيح مسلم' الطلاق' باب في الإيلاء و اعتزال النساء و تخييرهن ......' حديث: ۱۴۷۹) ② مرد کی طرف سے عورت کو اختیار دینا طلاق نہیں' البتہ اگر عورت اس اختیار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے الگ ہونے کا فیصلہ کر لے تو ایک رجعی طلاق واقع ہو جائے گی۔

٢٠٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ﴾ [الأحزاب: ٢٩] دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ

۲۰۵۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب سورۂ احزاب کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ......﴾ ''اگر تم اللہ کی' اس کے رسول کی اور آخرت کے گھر کی طالب ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے اجر

٢٠٥٢ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب من خير أزواجه . . . الخ، ح: ٥٢٦٢، ومسلم، الطلاق، باب بيان أن تخيير امرأته لا يكون طلاقًا إلا بالنية، ح: ٢٨/١٤٧٧ من حديث الأعمش به.

٢٠٥٣ـ أخرجه البخاري، باب قوله: "وإن كنتن تردن الله ورسوله . . . الخ"، ح: ٤٧٨٦ تعليقًا، ومسلم، الطلاق، الباب السابق، ح: ١٤٧٥ من حديث الزهري به.

اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا. فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي فِيهِ حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ قَالَتْ: قَدْ عَلِمَ، وَاللهِ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ. قَالَتْ: فَقَرَأَ عَلَيَّ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا﴾ [الأحزاب: ٢٨] الْآيَاتِ. فَقُلْتُ: فِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ قَدِ اخْتَرْتُ اللهَ وَرَسُولَهُ.

عظیم تیار کر رکھا ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''عائشہ! میں تجھے ایک بات کہہ رہا ہوں' بہتر ہے کہ تو اس (کا فیصلہ کرنے) میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔'' ام المومنین نے کہا: اللہ کی قسم! (آپ نے مشورہ لینے کو اس لیے فرمایا تھا کہ) آپ کو یقین تھا کہ میرے والدین مجھے کبھی آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دیں گے۔ ام المومنین ؓ فرماتی ہیں: (یہ فرمانے کے بعد) آپ نے مجھے وہ آیات پڑھ کر سنائیں: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا......﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دیجیے کہ اگر تمھیں دنیا کی زندگی اور دنیا کی زیب و زینت مطلوب ہے تو آؤ میں تمھیں کچھ مال دے کر اچھے طریقے سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ کی' اس کے رسول کی اور آخرت کے گھر کی طالب ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔'' میں نے کہا: (اے اللہ کے رسول!) کیا میں اس معاملے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں نے (دنیا کی دولت کے مقابلے میں) اللہ اور اس کے رسول (کی رضا اور محبت) کا انتخاب کر لیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں حضرت عائشہ ؓ کی فضیلت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے ان تک اللہ کا یہ پیغام پہنچایا۔ ② اس میں امہات المومنین ؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا بیان ہے۔ ③ امہات المومنین کے عظیم ایمان اور آخرت کے اجر و ثواب کی طلب کا ذکر ہے جس کی وجہ سے انھوں نے دنیا کی عیش و عشرت کی بجائے آخرت کے ثواب کے حصول کا فیصلہ فرما لیا۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی یہ خواہش کہ والدین سے مشورہ کر کے جواب دیں، اس لیے تھی کہ ام المومنین عائشہ ؓ کم عمری کی وجہ سے کوئی غلط جذباتی فیصلہ نہ کر بیٹھیں۔ ⑤ حضرت عائشہ ؓ کے والدین کے ایمان کی پختگی اور ایمانی فراست پر نبی ﷺ کا

اعتماد۔

(المعجم ٢١) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُلْعِ لِلْمَرْأَةِ (التحفة ٢١)

باب:٢١-عورت کا خلع لینا مکروہ ہے

٢٠٥٤- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، أَبُوبِشْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَمِّهِ عُمَارَةَ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِي غَيْرِ كُنْهِهِ فَتَجِدَ رِيحَ الْجَنَّةِ. وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَاماً».

٢٠٥٤-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت بغیر کسی واقعی سبب کے اپنے خاوند سے طلاق مانگے گی' اسے جنت کی خوشبو نہیں آئے گی' حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کے فاصلے سے محسوس ہوتی ہے۔''

٢٠٥٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ، فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ».

٢٠٥٥- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے بغیر سخت مجبوری کے اپنے خاوند سے طلاق مانگی' اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔''

فوائد ومسائل: ① خلع کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنا سارا یا کچھ حق مہر خاوند کو دے کر اس سے طلاق لے لے۔ خاوند کے لیے جائز نہیں کہ جتنا مال اسے دے چکا ہے' یا جتنا حق مہر مقرر ہوا ہے اس سے زیادہ کا مطالبہ کرے۔ ② خلع اس صورت میں جائز ہے جب عورت اس مرد کے نکاح میں نہ رہنا چاہتی ہو اور مرد اسے صحیح طریقے سے بسانے کا خواہش مند ہو۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر بیوی کو تنگ کرتا ہے تاکہ وہ مجبور ہو کر خلع پر

٢٠٥٤ـ [حسن] وضعفه البوصيري، والحديث الآتي شاهد لبعضه * جعفر وعمارة جهلهما بعض العلماء، ووثقهما ابن حبان، والحاكم، والذهبي، انظر، ح:١٩٧٧، والله أعلم.

٢٠٥٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الخلع، ح:٢٢٢٦ من حديث حماد بن زيد به، وحسنه الترمذي، ح:١١٨٧، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي.

راضی ہو جائے تو یہ مرد کا عورت پر ظلم ہے۔ ③ عورت کے لیے جائز نہیں کہ کسی معقول وجہ کے بغیر خاوند سے طلاق لینے کی کوشش کرے۔ ④ اگر عورت واقعی یہ محسوس کرتی ہو کہ اس کا اس مرد کے ساتھ نباہ مشکل ہے تو خلع لینا جائز ہے تاہم جس طرح مرد کو حتی الوسع طلاق سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے' اسی طرح عورت کو چاہیے کہ جہاں تک خلع سے بچ کر گھر بسانا ممکن ہو' اس کی کوشش کرے۔

(المعجم ٢٢) - **بَابُ الْمُخْتَلِعَةِ يَأْخُذُ مَا أَعْطَاهَا** (التحفة ٢٢)

باب: ٢٢- خاوند خلع لینے والی سے اپنی دی ہوئی چیزیں واپس لے سکتا ہے

٢٠٥٦- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جَمِيلَةَ بِنْتَ سَلُولٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: وَاللهِ مَا أَعْتِبُ عَلَى ثَابِتٍ فِي دِينٍ وَلاَ خُلُقٍ. وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ. لاَ أُطِيقُهُ بُغْضًا. فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهَا حَدِيقَتَهُ وَلاَ يَزْدَادَ.

٢٠٥٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت جمیلہ بنت سلول ؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اللہ کی قسم! میں ثابت (بن قیس بن شماس) ؓ کے دین اور اخلاق (کی کسی خرابی) کی وجہ سے ناراض نہیں لیکن مجھے مسلمان ہوتے ہوئے (خاوند کی) ناشکری کرنا اچھا نہیں لگتا۔ مجھے وہ اتنے برے لگتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تم اسے اس کا باغ واپس دے دو گی؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت ؓ کو حکم دیا کہ ان سے باغ واپس لے لیں اور زائد کچھ نہ لیں۔

فوائد و مسائل: ① جب عورت محسوس کرے کہ وہ خاوند کے ساتھ نہیں رہ سکتی اور اس کے لیے اس کے حقوق کی ادائیگی مشکل ہے تو طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ ② اس صورت میں اگر خاوند بغیر کچھ لیے طلاق دے دے تو وہ بھی صحیح ہے لیکن اسے طلاق کہا جائے گا' خلع نہیں۔ ③ جب عورت پورا حق مہر یا حق مہر کا کچھ حصہ دے کر طلاق لیتی ہے تو اسے خلع کہتے ہیں۔ اور یہ جائز ہے۔ ④ خلع کی صورت میں خاوند کو صرف وہی کچھ لینا چاہیے جو اس نے دیا ہے' اس سے زیادہ نہیں لینا چاہیے۔ ⑤ خلع کا فیصلہ ہو جانے کی صورت میں عورت سے طے شدہ

٢٠٥٦- [صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣١٣ من حديث عبدالأعلى به، وقال: "كذا رواه عبدالأعلى بن عبدالأعلى عن سعيد بن أبي عروبة موصولاً وأرسله غيره عنه"، أخرجه البخاري، ح: ٥٢٧٣ وغيره من حديث خالد عن عكرمة عن ابن عباس به نحو المعنى.

مال لے کر ایک طلاق دے دینا کافی ہے جس کے بعد عدت گزار کر عورت دوسرا نکاح کر لے گی۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''باغ لے لو اور اسے ایک طلاق دے دو۔'' (صحيح البخاري، الطلاق، باب الخلع وكيف الطلاق فيه......، حديث: ٥٢٧٣)

٢٠٥٧- حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُوخَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَتْ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ. وَكَانَ رَجُلاً دَمِيماً. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَاللهِ، لَوْلاَ مَخَافَةُ اللهِ، إِذَا دَخَلَ عَلَيَّ، لَبَسَقْتُ فِي وَجْهِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. [قَالَ]، فَرَدَّتْ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ. قَالَ، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

٢٠٥٧- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت حبیبہ بنت سہل ؓ حضرت ثابت بن قیس بن شماس ؓ کے نکاح میں تھیں اور وہ خوش شکل آدمی نہ تھے۔ حضرت حبیبہ ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قسم ہے اللہ کی! اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا تو جب وہ میرے پاس آئے تھے میں ان کے چہرے پر تھوک دیتی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس کا باغ واپس کرتی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ (راویٔ حدیث نے کہا:) چنانچہ انھوں نے ان کا باغ واپس کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان جدائی کروا دی۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ (التحفة ٢٣)

باب: ٢٣- خلع لینے والی کی عدت

٢٠٥٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ: أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَ، قُلْتُ لَهَا: حَدِّثِينِي حَدِيثَكِ. قَالَتِ:

٢٠٥٨- حضرت عبادہ بن ولید ؒ نے حضرت رُبَیِّع بنت معوذ بن عفراء ؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے انھیں کہا: مجھے اپنا واقعہ سنائیے۔ انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے خاوند سے خلع لے لیا پھر میں نے حضرت عثمان ؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا: مجھ پر کتنی عدت ہے؟ انھوں نے فرمایا: تم پر کوئی عدت

٢٠٥٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/٣ من حديث الحجاج به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لتدليس الحجاج، وهو ابن أرطاة"، وانظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩.

٢٠٥٨ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، عدة المختلعة، ح: ٣٥٢٨ من حديث يعقوب به.

اخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِي. ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ. فَسَأَلْتُ: مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ؟ فَقَالَ: لَا عِدَّةَ عَلَيْكِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِكِ، فَتَمْكُثِينَ عِنْدَهُ حَتَّى تَحِيضِينَ حَيْضَةً. قَالَتْ: وَإِنَّمَا تَبِعَ فِي ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي مَرْيَمَ الْمَغَالِيَّةِ. وَكَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ.

نہیں' سوائے اس صورت کے کہ اس نے تجھ سے تھوڑا عرصہ پہلے مقاربت کی ہو' تب تم اس کے پاس ٹھہری رہو حتی کہ ایک حیض آ جائے۔ حضرت رُبیع ؓ نے فرمایا: عثمان ؓ نے اس مقدمے میں رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلے کی پیروی کی تھی جو آپ ﷺ نے حضرت مریم مغالیہ ؓ کے بارے میں دیا تھا۔ وہ حضرت ثابت بن قیس ؓ کے نکاح میں تھیں' پھر انھوں نے خلع لے لیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① خلع کی ظاہری صورت اگرچہ طلاق کے مشابہ ہے' یعنی عورت کے مطالبے پر مرد اسے طلاق دیتا ہے' تاہم یہ حقیقت میں فسخ نکاح ہے' اس لیے اس کی عدت تین حیض نہیں بلکہ ایک حیض ہے۔ ② خلع کے بعد ایک حیض کا انتظار استبرائے رحم کے لیے ہے' یعنی اس کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ عورت امید سے تو نہیں۔ ایک بار حیض آنے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔ اگر حیض نہ آئے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ حمل سے ہے' لہٰذا بچے کی ولادت تک دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ الْإِيلَاءِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- عورت سے مقاربت نہ کرنے کی قسم کھالینا

٢٠٥٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَقْسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى نِسَائِهِ شَهْراً. فَمَكَثَ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْماً. حَتَّى إِذَا كَانَ مَسَاءَ ثَلَاثِينَ، دَخَلَ عَلَيَّ. فَقُلْتُ: إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْراً. فَقَالَ: «الشَّهْرُ كَذَا» يُرْسِلُ أَصَابِعَهُ

۲۰۵۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا لی کہ آپ ایک مہینہ ازواج مطہرات ؓ کے پاس تشریف نہیں لے جائیں گے' چنانچہ آپ انتیس دن ٹھہرے رہے۔ جب تیسویں دن کی شام ہوئی تو آپ میرے ہاں تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کی: آپ نے قسم کھائی تھی کہ مہینہ بھر آپ ہمارے پاس تشریف نہیں لائیں گے۔ (اور ابھی انتیس دن پورے ہوئے ہیں' صبح تیسواں دن

٢٠٥٩- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٥ من حديث عبدالرحمٰن (ابن محمد بن عبدالرحمٰن) بن أبي الرجال به، وقال البوصيري: "إسناده حسن" * عبدالرحمٰن بن أبي الرجال ثقة وثقه الجمهور، ولم يطعن أحد فيه بحجة، والنقل عن أبي داود لا يثبت من أجل جهالة الآجري- الراوي عنه-.

فِيهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ «وَالشَّهْرُ كَذَا» وَأَرْسَلَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا، وَأَمْسَكَ إِصْبَعاً وَاحِداً فِي الثَّالِثَةِ.

ہوگا۔) تو آپ نے تین بار انگلیوں کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''مہینہ اتنا ہوتا ہے (تیس دن کا۔'') اور (دوسری بار) ساری انگلیوں سے (دو بار) اشارہ فرما کر تیسری بار ایک انگلی بند کی' اور فرمایا: ''اور مہینہ اتنا بھی ہوتا ہے (انتیس دن کا۔'')

فوائد ومسائل: ① اگر خاوند کسی معقول وجہ سے ناراض ہو کر بیوی کے پاس کچھ مدت تک نہ جانے کی قسم کھا لے تو یہ جائز ہے' اسے ایلاء کہا جاتا ہے۔ ② ایلاء کی زیادہ سے زیادہ مدت چار مہینے ہے۔ اگر غیر معینہ مدت کی قسم کھالی ہو تو چار مہینے گزرنے کے بعد عورت اس کے خلاف دعوی دائر کرسکتی ہے۔ اور عدالت اسے حکم دے گی کہ بیوی سے تعلقات قائم کرے یا طلاق دے۔ (مفہوم سورۂ بقرہ آیت: ٢٢٦' ٢٢٧) ③ اگر خاوند نے چار ماہ یا اس سے کم مدت کے لیے قسم کھائی ہو اور مقررہ مدت ختم ہونے سے پہلے وہ تعلقات قائم کرے تو اسے قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر مقررہ مدت تک اپنی قسم پر قائم رہے تو کفارہ نہیں ہوگا' نہ طلاق پڑے گی۔ ④ قسم کے کفارے کے لیے دیکھیے: فوائد حدیث: ٢١٠٧۔ ⑤ ایلاء طلاق کے حکم میں نہیں۔ اس سے نہ ایک طلاق پڑتی ہے' نہ زیادہ۔

٢٠٦٠- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِنَّمَا آلَى، لِأَنَّ زَيْنَبَ رَدَّتْ عَلَيْهِ هَدِيَّتَهُ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَقَدْ أَقْمَأَتْكَ. فَغَضِبَ ﷺ. فَآلَى مِنْهُنَّ.

٢٠٦٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس لیے ایلاء کیا تھا کہ ام المومنین زینب ؓ نے آپ کا بھیجا ہوا ہدیہ واپس کر دیا تھا۔ (اس پر) حضرت عائشہ ؓ نے کہا: زینب ؓ نے آپ کی عظمت وشان کا خیال نہیں کیا۔ آپ ﷺ کو غصہ آ گیا اور آپ نے ان (سب) سے ایلاء کر لیا۔

٢٠٦١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ

٢٠٦١- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض ازواج مطہرات ؓ سے ایک مہینے کے لیے ایلاء کیا۔ جب انتیس دن

٢٠٦٠_ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٥٦ لعلته.

٢٠٦١_ أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ "إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا"، ح: ١٩١٠، ٥٢٠٢، ومسلم، الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ١٠٨٥ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به.

ابْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ آلَى مِنْ بَعْضِ نِسَائِهِ شَهْراً. فَلَمَّا كَانَ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ رَاحَ أَوْ غَدَا. فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّمَا مَضَى تِسْعٌ وَعِشْرُونَ. فَقَالَ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ».

ہو گئے تو (تیسویں دن) رسول اللہ ﷺ صبح یا شام کے وقت (امہات المومنین کے پاس) تشریف لے گئے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! ابھی انتیس دن گزرے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس دن کا ہے۔''

فائدہ: ''مہینہ انتیس دن کا ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔ اگر تیس دن کا ہوتا تو میں ایک دن مزید رک جاتا۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ الظِّهَارِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- ظہار (بیوی کو ماں، بہن کہنے) کا بیان

٢٠٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ قَالَ: كُنْتُ امْرَأً أَسْتَكْثِرُ مِنَ النِّسَاءِ. لاَ أُرَى رَجُلاً كَانَ يُصِيبُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أُصِيبُ. فَلَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ ظَاهَرْتُ مِنِ امْرَأَتِي حَتَّى يَنْسَلِخَ رَمَضَانُ. فَبَيْنَمَا هِيَ تُحَدِّثُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ انْكَشَفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ. فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا فَوَاقَعْتُهَا. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى قَوْمِي. فَأَخْبَرْتُهُمْ خَبَرِي. وَقُلْتُ لَهُمْ: سَلُوا لِي رَسُولَ اللهِ

۲۰۶۲- حضرت سلمہ بن صخر بیاضی ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھے عورتوں سے بہت رغبت تھی۔ میرے خیال میں کوئی مرد اتنی کثرت سے صحبت نہیں کرتا ہو گا جس کثرت سے میں کرتا تھا۔ جب رمضان شروع ہوا تو میں نے رمضان ختم ہونے تک بیوی سے ظہار کر لیا۔ ایک رات وہ مجھ سے باتیں کر رہی تھی کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ کھل گیا۔ میں بے قابو ہو کر اس سے ہم بستر ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اپنی قوم (کے کچھ افراد) کے پاس جا کر اپنا واقعہ سنایا اور انھیں کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ سے (مسئلہ) پوچھ دیں (کہ اس کا کفارہ کیا ہے) انھوں نے کہا: ہم لوگ تو نہیں پوچھیں گے۔ (اگر ہم نے پوچھا تو) اللہ تعالیٰ ہمارے

٢٠٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الظهار، ح: ٢٢١٣ وغيره من حديث ابن إسحاق به، وحسنه الترمذي، ح: ١٢٠٠، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/٢٠٣، ووافقه الذهبي، وقال البخاري: "سليمان لم يسمع عندي من سلمة" * وابن إسحاق عنعن وتقدم، ح: ١٢٠٩، وله شاهد منقطع عند الترمذي وغيره.

ﷺ. فَقَالُوا: مَا كُنَّا نَفْعَلُ. إِذاً يُنْزِلَ اللهُ فِينَا كِتَاباً، أَوْ يَكُونَ فِينَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَوْلٌ، فَيَبْقَى عَلَيْنَا عَارُهُ، وَلٰكِنْ سَوْفَ نُسَلِّمُكَ بِجَرِيرَتِكَ. اذْهَبْ أَنْتَ فَاذْكُرْ شَأْنَكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ، فَخَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُهُ، فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنْتَ بِذَاكَ؟» فَقُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ. وَهَا أَنَا، يَارَسُولَ اللهِ صَابِرٌ لِحُكْمِ اللهِ عَلَيَّ. قَالَ: «فَأَعْتِقْ رَقَبَةً» قَالَ، قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَصْبَحْتُ أَمْلِكُ إِلَّا رَقَبَتِي هٰذِهِ. قَالَ: «فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ» قَالَ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ وَهَلْ دَخَلَ عَلَيَّ مَا دَخَلَ مِنَ الْبَلَاءِ إِلَّا بِالصَّوْمِ؟ قَالَ: «فَتَصَدَّقْ [أَ]وْ أَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِيناً» قَالَ، قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا لَيْلَتَنَا هٰذِهِ، مَا لَنَا عَشَاءٌ. قَالَ: «فَاذْهَبْ إِلَى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَقُلْ لَهُ، فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ. وَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِيناً. وَانْتَفِعْ بِبَقِيَّتِهَا».

بارے میں قرآن مجید (کی آیات) نازل فرما دے گا' یا رسول اللہ ﷺ کچھ (ناراضی والے) الفاظ ارشاد فرما دیں گے جو ہمارے لیے عار کا باعث بنے رہیں گے' اس لیے ہم تیرے گناہ کے بدلے تجھی کو بھیجتے ہیں۔ تو خود ہی جا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا معاملہ عرض کر۔ (حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں روانہ ہوا حتی کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور اپنا واقعہ عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے یہ کام کیا ہے؟'' میں نے کہا: میں نے یہ کام کیا ہے اور اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ اللہ کا میرے بارے میں جو حکم ہو گا' اس پر صبر (اور اسے دل سے قبول) کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک گردن (غلام یا لونڈی) آزاد کر دو۔'' میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! میں تو صرف اپنی اس گردن کا مالک ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ لو۔'' میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! مجھ پر جو آزمائش آئی ہے' یہ بھی روزوں ہی کی وجہ سے آئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تب صدقہ کر۔'' یا فرمایا: ''ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔'' میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! ہم نے تو یہ رات اسی طرح گزاری ہے کہ ہمارے پاس شام کا کھانا بھی نہیں تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قبیلہ بنو زریق کی زکاۃ جمع کرنے والے عامل کے پاس جا' اسے کہہ کہ وہ (اپنے قبیلے کی زکاۃ تجھے دے دے۔ (اس میں سے) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور باقی سے خود فائدہ اٹھا لینا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی وجہ سے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۶/ ۳۴۷- ۳۵۰، و إرواء الغليل: ۷/ ۱۷۶-۱۷۹، رقم: ۲۰۹۱) لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف اور معناً صحیح ہے۔ ② ''ظہار'' کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے: ''تو میرے لیے ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھ پر اسی طرح حرام ہے جس طرح ماں حرام ہوتی ہے۔ ③ ظہار کرنا گناہ ہے لیکن اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ صرف اس وقت تک مقاربت منع ہو جاتی ہے جب تک کفارہ ادا نہ کر لیا جائے۔ ④ اس گناہ کا کفارہ یہ ہے کہ دوبارہ ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے پہلے ایک غلام آزاد کیا جائے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو دو ماہ تک مسلسل روزے رکھے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو ایک وقت کھانا کھلا دے۔ ⑤ جس شخص پر کسی وجہ سے کفارہ واجب ہو جائے اور وہ اتنا غریب ہو کہ ادا نہ کر سکتا ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ صدقات و زکاۃ سے اس کی مدد کریں تاکہ وہ کفارہ ادا کر سکے۔ ⑥ اگر مقررہ مدت کے لیے ظہار کیا جائے' پھر اس مدت میں مقاربت سے پرہیز کیا جائے تو کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ ⑦ اگر ظہار میں مدت کا ذکر نہ ہو تو جب بھی بیوی سے ملاپ کرنا چاہے گا' ضروری ہوگا کہ اس سے پہلے کفارہ ادا کرے۔

۲۰۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: تَبَارَكَ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ كُلَّ شَيْءٍ. إِنِّي لَأَسْمَعُ كَلَامَ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ، وَيَخْفَى عَلَيَّ بَعْضُهُ، وَهِيَ تَشْتَكِي زَوْجَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَهِيَ تَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَكَلَ شَبَابِي. وَنَثَرْتُ لَهُ بَطْنِي. حَتَّى إِذَا كَبِرَتْ سِنِّي، وَانْقَطَعَ وَلَدِي، ظَاهَرَ مِنِّي. اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْكُو إِلَيْكَ. فَمَا بَرِحَتْ حَتَّى نَزَلَ جِبْرَائِيلُ بِهٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ: ﴿قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ

۲۰۶۳- حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ بڑی برکتوں والا ہے جو سب کچھ سنتا ہے۔ جب حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے اپنے خاوند (حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ) کی شکایت کر رہی تھیں تو میں بھی ان کی باتیں سن رہی تھی لیکن کچھ باتیں (قریب ہونے کے باوجود) میری سمجھ میں نہ آتی تھیں۔ وہ کہہ رہی تھیں: ''اے اللہ کے رسول! (میرا خاوند) میری جوانی کھا گیا' میں نے اس کے لیے (بچے جن جن کر) پیٹ خالی کر دیا۔ اب جب کہ میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور مجھے اولاد ہونا بند ہو گئی ہے تو اس نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔ یا اللہ! میں تجھی سے شکایت کرتی ہوں۔ وہ ابھی

۲۰۶۳- [صحيح] تقدم، ح: ۱۸۸.

﴿الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ﴾ [المجادلة : ١].

وہیں تھیں کہ جبرائیل علیہ السلام یہ آیات لے کر نازل ہو گئے: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ......﴾ ''یقیناً اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی......''

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ سننے کی صفت سے متصف ہے اور اس کی سماعت بندوں کی طرح محدود نہیں بلکہ لامحدود ہے۔ ② حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بڑھاپے کا ذکر اس لیے کیا کہ اگر وہ جوان ہوتیں تو ان کے لیے دوسرا نکاح کر لینا آسان ہوتا' کوئی نہ کوئی ان کی جوانی کے پیش نظر یا اولاد کی امید میں ان سے نکاح کر لیتا' اس طرح ان کے لیے بچوں کی دیکھ بھال آسان ہو جاتی۔ ③ مصیبت میں اللہ ہی سے دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تمام مشکلات حل کرنے والا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ اپنی مرضی سے کوئی شرعی حکم جاری نہیں کر سکتے تھے بلکہ اللہ کی طرف سے جو حکم نازل ہوتا تھا اسی پر عمل کرتے اور کرواتے تھے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾ (یونس ١٠:١٥) ''کہہ دیجیے: مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس (قرآن) میں ترمیم کروں میں تو اسی کی پیروی کروں گا جو کچھ میرے پاس وحی کے ذریعے سے پہنچا ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بھی ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔''

(المعجم ٢٦) - بَابُ الْمُظَاهِرِ يُجَامِعُ قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ (التحفة ٢٦)

باب: ٢٦- اگر ظہار کرنے والا کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کر لے (تو کیا حکم ہے؟)

٢٠٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فِي الْمُظَاهِرِ

٢٠٦٤- حضرت سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ظہار کرنے والا جو مرد کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کر لے اس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''(اس کے ذمے) ایک ہی کفارہ ہے۔''

٢٠٦٤- [ضعيف] انظر، ح: ٢٠٦٢.

يُوَاقِعُ قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ. قَالَ: «كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ».

٢٠٦٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ يَزِيدَ. قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ. فَغَشِيَهَا قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى ذٰلِكَ؟» فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ رَأَيْتُ بَيَاضَ حِجْلَيْهَا فِي الْقَمَرِ، فَلَمْ أَمْلِكْ نَفْسِي أَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهَا. فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَلَّا يَقْرَبَهَا حَتَّى يُكَفِّرَ.

٢٠٦٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا' پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے ہم بستر ہو گیا' پھر اس نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ایسا کیوں کیا؟'' اس نے کہا: اللہ کے رسول! چاندنی میں میری نظر اس کی پازیبوں پر پڑی' پھر مجھے اپنے آپ پر قابو نہ رہا' اور میں اس سے مباشرت کر بیٹھا۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور اسے حکم دیا کہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس کے قریب نہ جائے۔

فوائد ومسائل: ① ظہار کرنے والے کو کفارہ ادا کرنے تک بیوی سے الگ رہنا چاہیے۔ ② اگر وہ غلطی سے کفارہ ادا کرنے سے پہلے مقاربت کر لے تو اسے دو کفارے ادا نہیں کرنے پڑیں گے۔ ایک ہی کفارہ ادا کرے۔ اور اللہ سے معافی مانگے اور استغفار کرے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ اللِّعَانِ (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- لعان کا بیان

٢٠٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: جَاءَ عُوَيْمِرٌ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ، فَقَالَ: سَلْ لِي رَسُولَ اللهِ ﷺ:

٢٠٦٦- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عویمر ؓ حضرت عاصم بن عدی ؓ کے پاس آئے اور کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات پوچھ کر بتایئے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی (غیر) مرد کو (گناہ میں ملوث) دیکھے اور (غصے

٢٠٦٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الظهار، ح: ٢٢٢٥ب، من حديث معمر به، وصححه الترمذي، ح: ١١٩٩.

٢٠٦٦ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث لقول الله تعالٰى: "الطلاق مرتان . . . الخ"، ح: ٥٢٥٩ وغيره، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٢ من حديث ابن شهاب الزهري به.

أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً فَقَتَلَهُ، أَيُقْتَلُ بِهِ؟ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَعَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسَائِلَ. ثُمَّ لَقِيَهُ عُوَيْمِرٌ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ [فَقَالَ: صَنَعْتُ] أَنَّكَ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ. سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَابَ الْمَسَائِلَ. فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللهِ لَآتِيَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَلَأَسْأَلَنَّهُ. فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَوَجَدَهُ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ فِيهِمَا. فَلَاعَنَ بَيْنَهُمَا. فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللهِ لَئِنِ انْطَلَقْتُ بِهَا يَارَسُولَ اللهِ لَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا. قَالَ، فَفَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَصَارَتْ سُنَّةً فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ. ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «انْظُرُوهَا. فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ، أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ، عَظِيمَ الْأَلْيَتَيْنِ، فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا. وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ، فَلَا أُرَاهُ إِلَّا كَاذِباً» قَالَ، فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الْمَكْرُوهِ.

میں آ کر) اسے قتل کر دے تو کیا اسے (قصاص میں) قتل کیا جائے گا؟ ورنہ وہ کیا کرے؟ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ (مسئلہ) دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے (اس قسم کے) سوالات کو ناپسند فرمایا۔ بعد میں حضرت عویمر رضی اللہ عنہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان سے دریافت کیا اور کہا: تم نے کیا کیا؟ انھوں نے کہا: ہوا یہ ہے کہ تجھ سے مجھے بھلائی نہیں پہنچی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (مسئلہ) دریافت کیا تو آپ نے سوالات کو ناپسند فرمایا۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات پوچھوں گا' چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ پر ان کے بارے میں وحی نازل ہو چکی ہے۔ آپ نے ان دونوں (میاں بیوی) میں لعان کرا دیا۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! اگر اب میں اس عورت کو (گھر) لے جاؤں تو (اس کا مطلب ہے کہ) میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے' چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی اس عورت کو طلاق دے دی' پھر لعان کرنے والوں میں یہی طریقہ جاری ہو گیا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو! اگر اس عورت کے ہاں سیاہ فام' سیاہ آنکھوں والا' بڑے سرینوں والا بچہ پیدا ہوا تو میرے خیال میں اس (عویمر رضی اللہ عنہ) نے یقیناً سچ کہا ہے۔ اور اگر اس کے ہاں بیر بہوٹی جیسا سرخ بچہ پیدا ہوا تو میرے خیال میں اس (عویمر) نے ضرور جھوٹ بولا ہے۔'' راوی بیان

کرتے ہیں: پھر اس عورت کے ہاں بری صورت والا

بچہ پیدا ہوا۔

فوائد ومسائل: ① مرد میں غیرت اچھی صفت ہے لیکن اس کی وجہ سے کسی کو قتل کر دینا جائز نہیں۔ اگر کسی کو اپنی بیوی کے کردار پر قوی شک ہے تو اسے طلاق دے دے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اس سوال کو ناپسند کیا کیونکہ نبی ﷺ کے خیال میں اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ اور محض شک کی بنیاد پر کسی کو سزا دینا ممکن نہیں۔ ③ اگر مرد بیوی پر بدکاری کا الزام لگائے تو عورت سے پوچھا جائے اگر وہ اقرار کر لے تو اسے رجم کر دیا جائے' اس صورت میں مرد کو کوئی سزا نہیں ملے گی۔ اسی طرح اگر چار گواہ پیش کر دیے جائیں تو یہ عورت اور اس کا مجرم ساتھی سزا کے مستحق ہوں گے۔ ④ اگر عورت الزام کو تسلیم نہ کرے تو مرد سے کہا جائے کہ الزام لگانا جرم ہے' توبہ کرو۔ اگر وہ تسلیم کر لے کہ اس نے غلط طور پر الزام لگایا تھا تو اسے الزام تراشی کی سزا (حد قذف) کے طور پر اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور عورت کو کوئی سزا نہیں ملے گی۔ ⑤ اگر مرد اس الزام کے سچا ہونے پر اصرار کرے اور عورت تسلیم نہ کرتی ہو تب لعان کرایا جائے گا۔ لعان کا طریقہ اگلی حدیث میں مذکور ہے۔ ⑥ بری صورت والے بچے سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسی شکل وشباہت والا تھا جس سے عورت کا جرم ثابت ہوتا تھا لیکن اس کے باوجود اسے رجم نہیں کیا گیا کیونکہ لعان کے بعد نہ مرد کو قذف کی حد لگائی جاتی ہے' نہ عورت پر بدکاری کی حد جاری کی جاتی ہے۔

٢٠٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ. قَالَ: أَنْبَأَنَا هِشَامُ ابْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْبَيِّنَةَ أَوْحَدٌّ فِي ظَهْرِكَ» فَقَالَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ. وَلَيُنْزِلَنَّ اللهُ فِي أَمْرِي مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِي. قَالَ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن

۲۰۶۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ہلال بن امیہ ؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی پر شریک بن سحماء (ؓ) سے ملوث ہونے کا الزام لگایا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''گواہ پیش کرو ورنہ تمھاری پیٹھ پر (قذف کی) حد لگے گی۔'' حضرت ہلال بن امیہ ؓ نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' میں بالکل سچا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں ضرور (وحی) نازل فرما دے گا جس سے میری پیٹھ (حد لگنے

٢٠٦٧ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب: إذا ادعى أو قذف فله أن يلتمس البينة وينطلق لطلب البينة، ح:٢٦٧١، ٤٧٤٧، ٥٣٠٧، وأبوداود، ح:٢٢٥٤، والترمذي، ح:٣١٧٩، كلهم عن محمد بن بشار به.

لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّآ أَنفُسُهُمْ﴾ حَتَّى بَلَغَ : ﴿وَٱلْخَٰمِسَةَ أَنَّ غَضَبَ ٱللَّهِ عَلَيْهَآ إِن كَانَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ﴾ [النور: ٦-٩] فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَجَاءَا . فَقَامَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ فَشَهِدَ ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ : «إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ. فَهَلْ مِنْ تَائِبٍ؟» ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ. فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْخَامِسَةِ : ﴿أَنَّ غَضَبَ ٱللَّهِ عَلَيْهَآ إِن كَانَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ﴾ قَالُوا لَهَا : إِنَّهَا لَمُوجِبَةٌ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ. حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا سَتَرْجِعُ. فَقَالَتْ: وَاللهِ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «انْظُرُوهَا . فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ، سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ، خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ». فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ».

سے) بچ جائے گی۔ تو راوی فرماتے ہیں کہ تب یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ ...... وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾ ''اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس اپنے سوا کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک کی شہادت اس طرح ہوگی کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک وہ سچوں میں سے ہے ○ اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو ○ اور عورت سے تب سزا ٹلتی ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بلاشبہ وہ (اس کا خاوند) جھوٹوں میں سے ہے ○ اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ (اس کا خاوند) سچوں میں سے ہو تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو۔'' نبی ﷺ لوٹے تو ان دونوں کو بلا بھیجا' وہ آ گئے تو ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر گواہی دی اور نبی ﷺ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا دونوں میں سے کوئی ایک توبہ کرتا ہے؟'' پھر خاتون کھڑی ہوئی اور اس نے گواہی دی (اور قسمیں کھائیں) جب وہ پانچویں (گواہی) کے وقت یہ کہنے لگی کہ اگر وہ جھوٹی ہو تو اس پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ تو حاضرین نے اسے کہا: یہ قسم (اللہ کے غضب کو) واجب کر دینے والی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا: (یہ سن کر) اس نے توقف کیا' اور پیچھے ہٹی حتی کہ ہمیں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ (بے گناہ ہونے کے دعوے سے) رجوع کر لے گی' پھر اس نے کہا:

قسم ہے اللہ کی! میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے بدنام نہیں کروں گی۔ (اور پانچویں قسم بھی کھا لی۔) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس (کے ہاں ولادت ہونے) کا انتظار کرو۔ اگر اس نے سرگیں آنکھوں والا‘ بڑے سرینوں والا‘ موٹی پنڈلیوں والا بچہ جنا تو وہ شریک بن سحماء کا ہو گا۔“ (وقت آنے پر) اس کے ہاں ایسا ہی بچہ پیدا ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر اللہ کی کتاب کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو میرا اس عورت سے (دوسرا) معاملہ ہوتا۔“

فوائد و مسائل: ① حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اللہ پر توکل کیا اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا تو اللہ نے ان کو بری کر دیا۔ اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان اور اللہ کی ذات پر اعتماد ظاہر ہوتا ہے۔ ② پانچویں گواہی کے الفاظ پہلی چار گواہیوں سے مختلف ہیں۔ اس کا مقصد ضمیر کو بیدار کرنا ہے تاکہ فریقین میں سے جو غلطی پر ہے‘ وہ اپنی غلطی کا اقرار کر لے اور دنیا کی سزا قبول کر کے آخرت کے عذاب سے بچ جائے۔ ③ پانچویں قسم واجب کرنے والی ہے‘ یعنی واقعی اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کی موجب ہے‘ لہٰذا یہ سمجھ کر قسم کھائیں کہ جھوٹے پر واقعی اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کا نزول ہو جائے گا۔ ④ قوم کی محبت و عصبیت انسان کو بڑے گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے‘ لہٰذا ضروری ہے کہ اس محبت کو شریعت کی حدود کے اندر رکھا جائے۔ ⑤ بعض اوقات انسان کسی دنیوی مفاد کے لیے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے جب کہ اس مفاد کا حصول یقینی نہیں۔ اس عورت نے خاندان کو بدنامی سے بچانے کے لیے جھوٹی قسم کھائی لیکن رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ علامت کے مطابق بچہ پیدا ہونے سے وہ غلطی ظاہر ہو گئی جس کو چھپانے کے لیے اس نے اللہ کے غضب کو قبول کیا تھا۔ ⑥ اس قسم کی صورت حال میں بچے کی شکل و شباہت جرم کو ثابت کرتی ہے لیکن اگر قانونی پوزیشن ایسی ہو کہ سزا نہ مل سکتی ہو تو جج قانون کی حد سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ ⑦ ارشاد نبوی: ”میرا اس عورت سے معاملہ (دوسرا) ہوتا۔“ یعنی اس عورت کا جرم دار ہونا تو یقینی ہے لیکن چونکہ لعان کے بعد سزا نہیں دی جا سکتی‘ اس لیے اسے چھوڑ دیا ہے‘ ورنہ اسے ضرور رجم کروا دیا جاتا۔

٢٠٦٨- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ. وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ.

٢٠٦٨- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: جمعے کی رات ہم لوگ مسجد میں تھے

٢٠٦٨ـ أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٤٩٥ من حديث الأعمش به.

قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا فِي الْمَسْجِدِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ. فَقَالَ رَجُلٌ: لَوْ أَنَّ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً فَقَتَلَهُ قَتَلْتُمُوهُ. وَإِن تَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوهُ. وَاللهِ لَأَذْكُرَنَّ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَأَنْزَلَ اللهُ آيَاتِ اللِّعَانِ. ثُمَّ جَاءَ الرَّجُلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَقْذِفُ امْرَأَتَهُ. فَلاَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ: «عَسٰى أَنْ تَجِيءَ بِهِ أَسْوَدَ» فَجَاءَتْ بِهِ أَسْوَدَ، جَعْداً.

کہ ایک آدمی نے کہا: اگر کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ کسی (غیر) مرد کو (گناہ کی حالت میں) دیکھ کر قتل کر دے تو تم لوگ اسے (قصاص کے طور پر) قتل کر دو گے۔ اگر وہ (اپنی بیوی کے مجرم ہونے کی) بات کرے تو تم اسے (الزام تراشی کی سزا کے طور پر) کوڑے لگاؤ گے۔ قسم ہے اللہ کی! میں یہ بات ضرور نبی ﷺ سے عرض کروں گا۔ آخر کار اس نے نبی ﷺ سے ذکر کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے لعان کی آیات نازل فرما دیں۔ اس کے بعد اس آدمی نے آ کر اپنی بیوی پر الزام لگایا تو نبی ﷺ نے ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان لعان کروا دیا۔ اور فرمایا: ''شاید اس عورت کے ہاں سیاہ فام بچہ پیدا ہو۔'' چنانچہ سیاہ فام اور گھنگریالے بالوں والا بچہ ہی پیدا ہوا۔

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ غالباً وہی ہے جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کو اپنی بیوی پر شک تھا لیکن اسے اپنی آنکھوں سے ملوث نہیں دیکھا تھا۔ جب اس نے آنکھوں سے دیکھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرما دیں۔ ② لعان کا حکم صرف مرد اور عورت سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیوی کے علاوہ کسی اور عورت پر الزام لگاتا ہے تو ضروری ہے کہ چار گواہ پیش کیے جائیں اگر عدالت کی نظر میں ان کی گواہی قابل قبول ہوگی تو یہ مرد اور عورت بدکاری کی سزا کے مستحق ہوں گے ورنہ یہ مدعی اور اس کے گواہ بھی (جو چار سے کم ہوں) قذف کی حد کے سزاوار ہوں گے۔

۲۰۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ وَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا.

۲۰۶۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے لعان کیا اور اس کے بیٹے کو اپنا ماننے سے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان جدائی کرا دی اور بچے کو عورت کے

۲۰۶۹ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب يلحق الولد بالملاعنة، ح: ۵۳۱۵، ۶۷۴۸، ومسلم، اللعان، ح: ۱۴۹۴ من حديث مالك به.

فَفَرَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُمَا . وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ .

ساتھ کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① لعان سے نکاح ختم ہو جاتا ہے' اس کے بعد یہ مرد اس عورت سے کبھی نکاح نہیں کر سکتا۔ ② لعان کی صورت میں عورت کا خاوند بچے کا باپ نہیں کہلائے گا۔ بچہ اس مرد کا وارث بھی نہیں ہوگا' البتہ عورت کے ماں ہونے میں کوئی شک نہیں' اس لیے وہ اپنی ماں اور نھیالی رشتے داروں کا وارث ہوگا اور وہ اس کے وارث ہوں گے۔

٢٠٧٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ النَّيْسَابُورِيُّ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ. قَالَ: ذَكَرَ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ امْرَأَةً مِنْ بَلْعِجْلَانَ. فَدَخَلَ بِهَا . فَبَاتَ عِنْدَهَا . فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: مَاوَجَدْتُهَا عَذْرَاءَ. فَرُفِعَ شَأْنُهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَدَعَا الْجَارِيَةَ فَسَأَلَهَا . فَقَالَتْ: بَلَى. قَدْ كُنْتُ عَذْرَاءَ. فَأَمَرَ بِهِمَا فَتَلَاعَنَا . وَأَعْطَاهَا الْمَهْرَ.

٢٠٧٠- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے قبیلہ بنو عجلان کی ایک عورت سے نکاح کیا' چنانچہ اس نے اس سے صحبت کی اور رات بھر اس کے پاس رہا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے کہا: میں نے اسے باکرہ (کنواری) نہیں پایا۔ اس کا مقدمہ نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے لڑکی کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے کہا: میں تو باکرہ تھی' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں میں لعان کروایا اور لڑکی کو حق مہر دلوایا۔

٢٠٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ عَطَاءٍ، عَنْ

٢٠٧١- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''چار عورتوں سے لعان نہیں کیا جاتا: مسلمان مرد کی عیسائی بیوی' مسلمان مرد کی

٢٠٧٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦١ عن يعقوب بن إبراهيم به، وقال البوصيري: "في إسناده ضعف لتدليس محمد بن إسحاق"، وانظر، ح: ١٢٠٩.

٢٠٧١ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الدارقطني: ٣/ ١٦٣، ١٦٤ من حديث ضمرة به، وقال: "وهذا عثمان بن عطاء الخراساني وهو ضعيف الحديث جدًا"، وتابعه يزيد بن بزيع (ويقال: زريع) الرملي وهو من الدجاجلة كما قال الدارقطني رحمه الله، وروي موقوفًا بإسناد ضعيف، والله أعلم.

أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعٌ مِنَ النِّسَاءِ. لاَ مُلاَعَنَةَ بَيْنَهُنَّ: النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ. وَالْيَهُودِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ. وَالْحُرَّةُ تَحْتَ الْمَمْلُوكِ. وَالْمَمْلُوكَةُ تَحْتَ الْحُرِّ».

یہودی بیوی' غلام خاوند کی آزاد بیوی اور آزاد خاوند کی وہ بیوی جو (کسی اور کی) لونڈی ہو۔''

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْحَرَامِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸-(بیوی کو خود پر) حرام کر لینے کا بیان

٢٠٧٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزْعَةَ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: آلَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ. وَحَرَّمَ فَجَعَلَ الْحَلاَلَ حَرَاماً. وَجَعَلَ فِي الْيَمِينِ كَفَّارَةً.

۲۰۷۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایلاء کیا اور (ان کو اپنے اوپر) حرام کر لیا' حلال چیز کو حرام کیا اور قسم کا کفارہ ادا کیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے' تاہم اس میں بیان کردہ دونوں ہی باتیں دوسری روایات سے ثابت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ''ایلاء'' بھی کیا اور ۲۹ دن تک آپ بیویوں سے علیحدہ رہے۔ اسی طرح ایک اور موقع پر آپ نے شہد اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ یہ الگ الگ واقعے ہیں' راوی نے ان کو ایک جگہ جمع کر دیا جو غلط ہے۔ ② ''ایلاء'' کے مسائل کے لیے دیکھیے: (حدیث:۲۰۵۹- ۲۰۶۱' کتاب الطلاق' باب:۲۴) ③ شہد کے واقعہ کی طرف سورۂ تحریم کی پہلی آیت میں اشارہ ہے۔ صحیحین میں مذکور ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ ؓ نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس معمول سے زیادہ ٹھہریں اور حضرت زینب ؓ کے ہاں کم ٹھہریں' اس لیے اپنی باری پر دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک سے مغافیر کے درخت (کے پھول یا گوند) کی بو محسوس ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایسی کوئی چیز تو نہیں کھائی' شہد پیا تھا' ممکن ہے شہد کی مکھیوں نے مغافیر کے پھولوں سے رس چوسا ہو۔ اور قسم کھالی کہ آئندہ وہ شہد نہیں پئیں گے۔ اس

٢٠٧٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء في الإيلاء، ح: ١٢٠١ عن الحسن بن قزعة به * مسلمة صدوق عند الجمهور لكنه روى عن داود بن أبي هند أحاديث مناكير، وخالفه علي بن مسهر وهو ثقة وغيره، فرووه عن داود عن الشعبي به مرسلاً، وهو المحفوظ.

پر سورۂ تحریم کی آیات نازل ہوئیں۔ (صحیح البخاري' التفسير' سورة التحريم' باب:١' حديث:٤٩١٢) ④ قسم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَكَفَّارَتُهُ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ﴾ (المآئدة٥:٨٩) ''اس کا کفارہ دس غریب آدمیوں کو کھانا کھلانا ہے اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو' یا انھیں کپڑے پہنانا ہے' یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔'' ⑤ سورۂ تحریم کی پہلی آیت میں حلال کو حرام قرار دینے کی ممانعت ہے اور اس کے فوراً بعد دوسری آیت میں ارشاد ہے: ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمٰنِكُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے قسموں کو کھول ڈالنا مقرر کر دیا ہے۔'' اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینا بھی ایک طرح کی قسم ہے' اس لیے اس صورت میں بھی کفارہ ادا کرنا چاہیے' البتہ امام شوکانی ؒ کے نزدیک صرف عورت کو حرام کر لینے کی صورت میں کفارہ ادا کرنا ضروری ہے' کسی اور چیز کو حرام کر لینے کی صورت میں کفارہ واجب نہیں۔ حافظ صلاح الدین یوسف ؒ نے بھی تفسیر احسن البیان میں امام شوکانی ؒ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ دیکھیے: (تفسیر احسن البیان' سورۂ مائدہ' آیت:٨٧)

٢٠٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِي الْحَرَامِ يَمِينٌ.

٢٠٧٣- حضرت سعید بن جبیر ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے حلال چیز کو حرام کر لینے کے بارے میں فرمایا: یہ قسم ہے۔

وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرمایا کرتے تھے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''تمھارے لیے اللہ کے رسول میں اچھا نمونہ ہے۔''

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ صحیح بخاری میں یہی حدیث ان الفاظ میں مروی ہے: سعید بن جبیر ؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے حرام کرنے کے بارے میں فرمایا: ''کفارہ ادا کرے۔'' پھر ابن عباس ؓ نے یہ آیت پڑھی: ﴿لَقَدْ كَانَ

٢٠٧٣- أخرجه البخاري، التفسير، (سورة التحريم)، باب "يأيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك"، ح:٤٩١١، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق، ح:١٤٧٣ من حديث هشام الدستوائي به.

لَكُمْ فِى رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(صحيح البخاري' التفسير' سورة التحريم' باب : ﴿يَٰٓأَيُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾' حديث:٤٩١١)

(المعجم ٢٩) - **بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ إِذَا أُعْتِقَتْ** (التحفة ٢٩)

باب:٢٩- جب لونڈی کو آزاد کیا جائے تو اسے (نکاح قائم رکھنے یا فسخ کرنے کا) اختیار ہے

٢٠٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ بَرِيرَةَ. فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَكَانَ لَهَا زَوْجٌ حُرٌّ.

٢٠٧٤- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت بریرہ ؓ کو آزاد کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں اختیار دے دیا اور ان کا خاوند آزاد تھا۔

فائدہ: علامہ البانی ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ بات درست نہیں کہ اس کا خاوند آزاد تھا۔ غالباً اسی لیے ہمارے فاضل محقق نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دوسرے محققین حضرات نے اس ٹکڑے کے علاوہ باقی حصے کو صحیح کہا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ غلام تھا جیسے کہ اگلی دو حدیثوں (٢٠٧٥، ٢٠٧٦) میں آ رہا ہے۔

٢٠٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ. كَأَنِّي

٢٠٧٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت بریرہ ؓ کے شوہر غلام تھے۔ انھیں مغیث (ؓ) کہتے تھے۔ (مجھے وہ منظر یاد ہے) گویا میں ان (مغیث) کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بریرہ ؓ کے پیچھے روتے پھر رہے ہیں اور ان کے رخساروں

٢٠٧٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب من قال كان حرًا، ح:٢٢٣٥، والترمذي، والنسائي، وابن ماجه من حديث إبراهيم به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" قلت: إبراهيم النخعي يدلس كما قال الحاكم وغيره، ولم أجد تصريح سماعه، وذكر ابن حبان هذا الحديث في صحيحه (الإحسان)، ح:٤٢٥٧، وقال: "وإن الأسود واهم في قوله: كان حرًا"، ولو ثبت هذا الحديث عن الأسود لكان ضعيفًا لمخالفة جمع كثير من الرواة، والعدد الكثير أولى بالحفظ من الواحد، وقوله "وكان لها زوج حر" من قول الأسود رحمه الله كما في رواية أبي عوانة عن منصور عند البخاري وغيره.

٢٠٧٥ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب شفاعة النبي ﷺ في زوج بريرة، ح:٥٢٨٣ من حديث عبدالوهاب الثقفي به.

أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا وَيَبْكِي. وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى خَدِّهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلعَبَّاسِ: «يَا عَبَّاسُ أَلاَ تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ، وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثاً؟» فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ رَاجَعْتِيهِ، فَإِنَّهُ أَبُو وَلَدِكِ» قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: «إِنَّمَا أَشْفَعُ» قَالَتْ: لاَ حَاجَةَ لِي فِيهِ.

پر آنسو بہہ رہے ہیں تو نبی ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے عباس! کیا آپ کو تعجب نہیں ہوتا کہ مغیث بریرہ سے (شدید) محبت کرتا ہے اور بریرہ (رضی اللہ عنہا) مغیث (رضی اللہ عنہ) سے (شدید) نفرت کرتی ہے؟'' (ایک بار) نبی ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''کاش! تم ان سے رجوع کرلو آخر وہ تمھارے بچوں کے باپ ہیں۔'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ مجھے حکم فرما رہے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں تو سفارش کرتا ہوں۔'' تو انھوں نے کہا: مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔

فوائد ومسائل: ① اگر خاوند اور بیوی دونوں غلام ہوں' پھر عورت آزاد ہو جائے تو اسے اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ چاہے اس خاوند کے ساتھ رہے' چاہے تو الگ ہو جائے۔ ② الگ ہونے کا فیصلہ کر لینے سے پہلا نکاح ختم ہو جاتا ہے لیکن نئے نکاح کے ساتھ وہ دوبارہ اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو رجوع کرنے کا جو مشورہ دیا' اس کا یہی مطلب ہے کہ دوبارہ نکاح کرلو۔ ③ اگر پہلے خاوند آزاد ہو جائے تو بیوی کو یہ اختیار نہیں ہوتا۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے مشورے اور حکم میں شرعی طور پر فرق ہے۔ حکم ماننا فرض ہے اور مشورہ تسلیم کرنا فرض نہیں' مومن اپنے حالات کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو رجوع کا حکم نہیں دیا کیونکہ شریعت نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو جو حق دیا تھا' رسول اللہ ﷺ انھیں اس سے محروم نہیں کر سکتے تھے۔ ⑥ محبت اور نفرت فطری چیزیں ہیں۔ عام معاملات میں کسی کو کسی چیز سے محبت یا نفرت پر مجبور نہیں کیا جا سکتا' البتہ ارادے سے کی جانے والی محبت کا تعلق ایمان سے ہے جس میں اللہ عزوجل کی محبت' رسول اللہ ﷺ کی محبت اور نیک لوگوں سے محبت شامل ہے۔

٢٠٧٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَضَى فِي بَرِيرَةَ ثَلاَثُ سُنَنٍ: خُيِّرَتْ حِينَ

۲۰۷۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے تین سنتیں قائم ہوئیں (اور تین شرعی مسائل معلوم ہوئے:) (ایک یہ کہ) جب وہ آزاد ہوئیں تو انھیں اختیار دیا گیا۔ اور ان کا

٢٠٧٦- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/٢٠٧ عن وكيع به مختصرًا، وإسناده حسن، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

أُعْتِقَتْ. وَكَانَ زَوْجُهَا مَمْلُوكاً. وَكَانُوا يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهَا فَتُهْدِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَقُولُ: «هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ، وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ» وَقَالَ: «اَلْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ».

خاوند غلام تھا۔ (دوسری یہ کہ) لوگ انھیں صدقہ دیتے تھے وہ (اس سے کچھ) نبی ﷺ کو ہدیہ دے دیتی تھیں۔ نبی ﷺ فرماتے تھے: ''یہ اس پر صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔'' (تیسری یہ کہ) نبی ﷺ نے فرمایا: ''ولاء اسی کا ہے جو آزاد کرے۔''

فوائد ومسائل: ① ملکیت بدلنے سے چیز کا حکم بدل جاتا ہے۔ کسی غریب آدمی کو صدقے میں کوئی چیز ملے اور وہ کسی دولت مند کو تحفے کے طور پر پیش کر دے یا دولت مند اس سے وہ چیز خرید لے تو دولت مند کے لیے وہ چیز صدقے کے حکم میں نہیں ہوگی۔ ② ''ولاء'' سے مراد وہ تعلق ہے جو آزاد کرنے والے اور آزاد ہونے والے کے درمیان آزاد کرنے کی وجہ سے قائم ہوتا ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے آزاد ہونے والا اسی خاندان کا فرد سمجھا جاتا ہے جس سے آزاد کرنے والے کا تعلق ہے۔ آزاد ہونے والے کا اگر کوئی اور وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوتا ہے۔ اس کو حق ولاء کہا جاتا ہے۔

٢٠٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُمِرَتْ بَرِيرَةُ أَنْ تَعْتَدَّ بِثَلَاثِ حِيَضٍ.

٢٠٧٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت بریرہ ؓ کو تین حیض عدت گزارنے کا حکم دیا گیا۔

فائدہ: لونڈی کو آزاد ہونے سے نکاح فسخ کرنے کا جو اختیار حاصل ہوتا ہے اگر وہ اس اختیار کو استعمال کر کے الگ ہو جائے تو طلاق کی طرح تین حیض عدت گزارنی پڑے گی۔

٢٠٧٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَيَّرَ بَرِيرَةَ.

٢٠٧٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ ؓ کو اختیار دیا۔

٢٠٧٧_ [حسن] وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله موثقون" * سفيان الثوري عنعن، وتقدم، ح: ١٦٢، وفيه علة أخرى، وأخرج أبوداود، ح: ٢٢٣٢ من حديث ابن عباس: "وأمرها (النبي ﷺ يعني بريرة) أن تعتد"، وهو في صحيح البخاري، ح: ٥٢٨٠ مختصرًا جدًا، وروى أحمد عن عفان عن همام ـ حديث ابن عباس مطولاً ـ وفيه: أنها تعتد عدة الحرة، ولم أجد ما يخالفه.

٢٠٧٨_ [إسناده حسن] وله شواهد عند البخاري، الطلاق، باب(١٧)، ح: ٥٢٨٤ وغيره، فالحديث صحيح.

(المعجم ٣٠) - **بَابٌ: فِي طَلَاقِ الْأَمَةِ وَعِدَّتِهَا** (التحفة ٣٠)

باب:٣٠-لونڈی کی طلاق اور عدت کا بیان

٢٠٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ. قَالَا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبِيبٍ الْمُسْلِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «طَلَاقُ الْأَمَةِ اثْنَتَانِ، وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ».

٢٠٧٩- عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لونڈی کی طلاقیں دو ہیں' اور اس کی عدت دو حیض ہے۔''

٢٠٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ مُظَاهِرِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «طَلَاقُ الْأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ. وَقُرْؤُهَا حَيْضَتَانِ».

٢٠٨٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لونڈی کی طلاقیں دو ہیں اور اس (کی عدت) کے حیض بھی دو ہیں۔''

قَالَ أَبُو عَاصِمٍ: فَذَكَرْتُهُ لِمُظَاهِرٍ. فَقُلْتُ: حَدِّثْنِي كَمَا حَدَّثْتَ ابْنَ جُرَيْجٍ. فَأَخْبَرَنِي عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «طَلَاقُ الْأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ. وَقُرْؤُهَا حَيْضَتَانِ».

ابو عاصم ؒ نے کہا: میں نے اس حدیث کا مظاہر سے ذکر کیا اور کہا: آپ مجھ سے اسی طرح حدیث بیان کریں جس طرح ابن جریج سے بیان کی ہے' چنانچہ انھوں نے قاسم کے واسطے سے حضرت عائشہ ؓ سے روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لونڈی کی دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہے۔''

٢٠٧٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٤/ ٣٨ وغيره من حديث عمر بن شبيب به، وقال: "تفرد به عمر بن شبيب مرفوعًا وكان ضعيفًا، والصحيح عن ابن عمر ما رواه سالم ونافع عنه من قوله"، وفيه علة أخرى، وانظر، ح: ٣٧.

٢٠٨٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في سنة طلاق العبد، ح: ٢١٨٩، والترمذي، ح: ١١٨٢ من حديث أبي عاصم به، وقال أبوداود: "هو حديث مجهول"، وقال الترمذي: "غريب" * "مظاهر" ضعيف كما في التقريب وغيره.

فائدہ: امام مالک نے موطا میں حضرت عثمان‘ حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے فتوے ذکر کیے ہیں کہ غلام دو طلاقیں دے سکتا ہے اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے‘ یعنی طلاق میں خاوند کی آزادی اور غلامی کا اعتبار ہوگا اور عدت میں عورت کا‘ یعنی آزاد عورت کی عدت تین حیض اور لونڈی کی عدت دو حیض ہوں گے۔ (موطأ إمام مالك‘ الطلاق‘ باب ماجاء في طلاق العبد: ۲/۱۱۸) بہر حال مذکورہ دونوں احادیث ضعیف ہیں‘ تاہم آثار صحابہ سے یہی بات ثابت ہے کہ غلام اگر اپنی بیوی کو طلاق دے گا‘ چاہے وہ بیوی آزاد ہو یا لونڈی تو اس کے لیے دو طلاقیں ہی تین طلاقوں کے قائم مقام ہوں گی۔ اور مختلف اوقات میں دو طلاقیں دینے کے بعد وہ رجوع نہیں کر سکتا‘ تا آنکہ وہ مطلقہ کسی دوسری جگہ باقاعدہ نکاح نہ کرے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ طَلَاقِ الْعَبْدِ (التحفة ٣١)

باب: ۳۱- غلام کی طلاق کا بیان

٢٠٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَيُّوبَ الْغَافِقِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ [إِنَّ] سَيِّدِي زَوَّجَنِي أَمَتَهُ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، قَالَ، فَصَعِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يُزَوِّجُ عَبْدَهُ أَمَتَهُ ثُمَّ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا؟ إِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ أَخَذَ بِالسَّاقِ».

۲۰۸۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے آقا نے اپنی لونڈی سے میرا نکاح کر دیا تھا۔ اب وہ اسے مجھ سے جدا کرنا چاہتا ہے۔ راوی حدیث ابن عباس ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ”لوگو! کیا وجہ ہے کہ کوئی شخص اپنے غلام سے اپنی لونڈی کا نکاح کر دیتا ہے‘ پھر ان دونوں میں جدائی ڈالنا چاہتا ہے؟ طلاق دینا تو اسی کا حق ہے جس نے پنڈلی کو پکڑا۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی وجہ سے حسن قرار دیا ہے‘ نیز ہمارے شیخ نے بھی اس کے شواہد کا تذکرہ کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر حسن بن جاتی ہے جو علمائے محققین کے نزدیک قابل عمل اور قابل

٢٠٨١ـ [إسناده ضعيف] قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة"، وانظر، ح: ٣٣٠، وللحديث شواهد عند الدارقطني وغيره، وانظر نصب الراية: ٤/ ١٦٥، والطبراني: ١١/ ٣٠٠، ٣٠١، ح: ١١٨٠٠ وغيرهما، ولم يصح منها شيء، وفي القرآن غنية عن هٰذا الحديث وغيره، راجع التعليق المغني علٰى سنن الدارقطني: ٤/ ٣٧، وله شواهد موقوفة، ومرفوعة، والقرآن يعضده.

حجت ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۷/ ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰) ② غلام کو نکاح کرنے کے لیے آقا کی اجازت کی ضرورت ہے لیکن جب نکاح ہو جائے تو آقا اس کا نکاح فسخ نہیں کر سکتا۔ ③ طلاق دینا خاوند کا حق ہے، چاہے خاوند آزاد ہو یا غلام۔ کسی اور کو حق نہیں کہ اسے بیوی سے علیحدگی پر مجبور کرے۔ ④ "پنڈلی پکڑنا" ان بے تکلفانہ تعلقات کی طرف اشارہ ہے جو خاوند اور بیوی میں ہوتے ہیں۔ آقا جب اپنی لونڈی کا نکاح کسی سے کر دے تو اسے یہ حق حاصل نہیں رہتا کہ لونڈی کے اعضائے مستورہ کو دیکھے یا چھوئے۔ یہ حق خاوند کا ہوتا ہے۔ اسی طرح طلاق بھی خاوند ہی کا حق ہے۔

(المعجم ۳۲) - بَابُ مَنْ طَلَّقَ أَمَةً تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ اشْتَرَاهَا (التحفة ۳۲)

باب: ۳۲- لونڈی کو دو طلاقیں دینے کے بعد خرید لینا

۲۰۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ زَنْجَوَيْهِ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُعَتِّبٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ، مَوْلَى بَنِي نَوْفَلٍ. قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ [أُعْتِقَا]. يَتَزَوَّجُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقِيلَ لَهُ: عَمَّنْ؟ قَالَ: قَضَى بِذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۲۰۸۲- حضرت ابو الحسن مولی بنو نوفل ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے پوچھا گیا کہ اگر غلام اپنی بیوی کو (جو کسی کی لونڈی ہو) دو طلاقیں دے دے پھر وہ دونوں آزاد ہو جائیں تو کیا وہ اس سے (دوبارہ) نکاح کر سکتا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ ان سے کہا گیا: (آپ یہ مسئلہ) کس سے (روایت کرتے ہیں؟) انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہی فیصلہ دیا تھا۔

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: لَقَدْ تَحَمَّلَ أَبُوالْحَسَنِ هٰذَا صَخْرَةً عَظِيمَةً عَلَى عُنُقِهِ.

حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ نے فرمایا: ابو الحسن نے اپنی گردن پر بہت بڑی چٹان اٹھا لی ہے۔

فائدہ: چٹان اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے یہ روایت کر کے اپنے سر پر بہت بڑی ذمہ داری کا بوجھ اٹھا لیا ہے۔ یہ روایت ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔

(المعجم ۳۳) - بَابُ عِدَّةِ أُمِّ الْوَلَدِ (التحفة ۳۳)

باب: ۳۳- ام ولد کی عدت کا بیان

۲۰۸۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في سنة طلاق العبد، ح: ۲۱۸۷ من حديث يحيى به * عمر بن معتب ضعيف كما في التقريب وغيره، ويدل السند على أن يحيى بن أبي كثير كان يروي عن الضعفاء أيضًا.

٢٠٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: لاَ تُفْسِدُوا عَلَيْنَا سُنَّةَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ. عِدَّةُ أُمِّ الْوَلَدِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْراً.

۲۰۸۳- حضرت عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم پر ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی سنت خلط ملط نہ کرو۔ ام ولد کی عدت چار مہینے دس دن ہے۔

فوائد ومسائل: ① ام ولد سے مراد وہ لونڈی ہے جس سے اس کے مالک کی اولاد پیدا ہو۔ ② ام ولد کے بارے میں حضرت عمر ؓ کا فرمان ہے: ''جو لونڈی اپنے آقا سے اولاد جنے تو وہ اسے نہ بیچے' نہ ہبہ کرے' نہ اسے وراثت میں کسی کے حوالے کرے' وہ (زندگی میں) اس سے فائدہ اٹھاتا رہے' جب مر جائے تو وہ عورت آزاد ہے۔'' (موطأ إمام مالك' العتق والولاء' باب عتق أمهات الأولاد......: ۲۹۱/۲) ③ چونکہ ام ولد اپنے مالک کی وفات کی وجہ سے آزاد ہو جاتی ہے' اس لیے اس کی عدت آزاد عورت والی عدت ہے۔ ام ولد کی عدت کی بابت اختلاف ہے' دیکھیے: (المغني لابن قدامه: ۲۶۲/۱۱-۲۶۴) ④ یہ روایت بعض کے نزدیک صحیح ہے۔

(المعجم ٣٤) - **بَابُ كَرَاهِيَةِ الزِّينَةِ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا** (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے' اسے زیب وزینت کرنا منع ہے

٢٠٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْنَبَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ أَنَّهَا سَمِعَتْ أُمَّ سَلَمَةَ وَأُمَّ حَبِيبَةَ تَذْكُرَانِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ

۲۰۸۴- ام المومنین حضرت ام سلمہ اور ام المومنین ام حبیبہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کی ایک بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھیں خراب ہو گئی ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ (آنکھوں کے علاج کے لیے) اس

٢٠٨٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في عدة أم الولد، ح:٢٣٠٨ من حديث سعيد به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:١٣٣٣، والحاكم على شرط الشيخين:٢/٢٠٩، ووافقه الذهبي، وقال أحمد: "هٰذا حديث منكر"، وقال الدارقطني: "هو مرسل، لأن قبيصة لم يسمع من عمرو":٤/٣١، وتبعه البيهقي، فالسند معلل.

٢٠٨٤ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب تحد المتوفى عنها أربعة أشهر وعشرًا، ح:٥٣٣٦ من حديث حميد بن نافع به، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة ... الخ، ح:١٤٨٨،١٤٨٦/ ٦١ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره.

فَقَالَتْ: إِنَّ ابْنَةً لَهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا. فَاشْتَكَتْ عَيْنُهَا. فَهِيَ تُرِيدُ أَنْ تَكْحَلَهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ. وَإِنَّمَا هِيَ: أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً».

کی آنکھوں میں سرمہ لگائے (تو کیا یہ جائز ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(جاہلیت میں تو) عورت سال پورا گزرنے پر مینگنی پھینکا کرتی تھی۔ (اسلامی شریعت میں تو) یہ عدت صرف چار مہینے دس دن ہے۔“

فوائد ومسائل: ① وفات کی عدت کے دوران میں زیور وغیرہ پہننے اور زینت کی اشیاء کے استعمال سے اجتناب ضروری ہے۔ لباس بھی سادہ پہننا چاہیے۔ ② عدت کے دوران میں علاج کے طور پر بھی ایسی چیز کا استعمال جائز نہیں جو زینت کے لیے استعمال ہوتی ہو' مثلاً: آنکھوں میں سرمہ لگانا' یا ہاتھوں پر مہندی لگانا۔ اس دوران میں علاج کے لیے دوسری اشیاء استعمال کریں۔ ③ وفات کی عدت چار ماہ دس دن ہے' البتہ اگر عورت امید سے ہو تو اس کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے' خواہ پیدائش چار ماہ دس دن کی مدت گزرنے سے پہلے ہو جائے یا اس مدت کے بعد ہو۔ (سنن ابن ماجه' حديث: ٢٠٢٧-٢٠٣٠) ④ اسلام کے احکام غیر اسلامی رسم ورواج سے بہتر بھی ہیں اور آسان بھی' اس لیے ان میں اگر کوئی مشکل محسوس ہو تو اسے برداشت کرتے ہوئے شرعی احکام ہی پر عمل کرنا چاہیے۔ ⑤ مینگنی پھینکنے سے جاہلیت کے دور کی ایک رسم کی طرف اشارہ ہے۔ اس زمانے میں جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تھا تو وہ جھونپڑی میں رہائش پذیر ہو جاتی' پرانے کپڑے پہن لیتی' کوئی خوشبو وغیرہ استعمال نہ کرتی۔ پورا سال اس طرح گزارنے کے بعد جب وہ باہر آتی تو اونٹ کی ایک مینگنی لے کر پھینک دیتی۔ یہ گویا اس بات کا اظہار ہوتا کہ فوت شدہ خاوند کی محبت میں ایک سال کا سوگ میرے لیے ایسے ہی معمولی ہے' جیسے ایک مینگنی اٹھا کر پھینک دینا۔ اسلام نے اس رسم بد کا خاتمہ کر دیا۔ (صحيح البخاري' الطلاق' باب تحد المتوفى عنها أربعة أشهر و عشرا)

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: هَلْ تُحِدُّ الْمَرْأَةُ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- کیا عورت خاوند کے علاوہ کسی اور کا سوگ بھی کر سکتی ہے؟

٢٠٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ

٢٠٨٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”عورت کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کے سوا کسی فوت ہونے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔“

٢٠٨٥ـ أخرجه مسلم، الطلاق، الباب السابق، ح: ١٤٩١ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

فَوْقَ ثَلاَثٍ. إِلَّا عَلَى زَوْجٍ».

فوائد ومسائل: ① خاوند کے علاوہ دوسرے قریبی رشتے داروں کی وفات پر بھی افسوس کے اظہار کے لیے زیب وزینت نہ کرنا درست ہے۔ ② اظہار افسوس کے لیے تین دن تک زینت ترک کرنی چاہیے۔ ③ خاوند کی وفات پر پوری عدت کے دوران میں زیب وزینت سے پرہیز کیا جائے۔

٢٠٨٦- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُوالأَحْوَصِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ. إِلَّا عَلَى زَوْجٍ».

٢٠٨٦- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کے سوا کسی فوت ہونے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔“

٢٠٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ، إِلَّا امْرَأَةٌ تُحِدُّ عَلَى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً. وَلاَ تَلْبَسُ ثَوْباً مَصْبُوغاً، إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ. وَلاَ تَكْتَحِلُ وَلاَ تَطَيَّبُ إِلَّا عِنْدَ أَدْنَى طُهْرِهَا، بِنُبْذَةٍ مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ».

٢٠٨٧- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کسی فوت ہونے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے، مگر بیوی اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ (اس دوران میں) وہ رنگین کپڑا نہ پہنے، مگر کچھ سفید کچھ رنگین کپڑا پہن سکتی ہے، اور سرمہ نہ لگائے، اور خوشبو نہ لگائے مگر (ماہواری سے فارغ ہوکر) غسل کے موقع پر تھوڑی سی عود ہندی یا اظفار خوشبو استعمال کرلے۔“

فوائد ومسائل: ① [ثَوْبَ عَصْبٍ] سے مراد خاص قسم کا کپڑا ہے جو یمن میں بنتا تھا۔ کاتے ہوئے سوت

٢٠٨٦_ أخرجه مسلم، الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذٰلك إلا ثلاثة أيام، ح: ١٤٩٠/ ٦٤ من حديث يحيى بن سعيد به.

٢٠٨٧_ أخرجه البخاري، الطلاق، باب تلبس الحادة ثياب العصب، ح: ٥٣٤٢، ٥٣٤٣، ومسلم، الطلاق، الباب السابق، ح: ٩٣٨ بعد، ح: ١٤٩١ من حديث هشام به.

کو گرہ دے کر رنگا جاتا تھا۔ گرہ کے اندر رنگ اثر نہ کرتا' جب کھولتے تو کچھ دھاگا سفید ہوتا' کچھ رنگ دار۔ اس دھاگے سے جو کپڑا بُنا جاتا تھا اس میں بھی سفیدی اور رنگ بے ترتیب انداز سے موجود ہوتے۔ اسے [ثَوْبَ عَصْبٍ] کہتے تھے جس کا ترجمہ: ''کچھ سفید' کچھ رنگین کپڑا'' کیا گیا ہے۔ ② عدت کے دوران میں اس قسم کا کپڑا پہننا جائز ہے کیونکہ اس میں سفید رنگ کافی مقدار میں موجود ہونے کی وجہ سے کپڑا شوخ رنگ کا نہیں رہتا۔ ③ عدت کے دوران میں خوشبو کا استعمال درست نہیں۔ ④ ماہواری کے غسل کے بعد خوشبو کا پھویا مقام مخصوص میں رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جسم کی ناگوار بو ختم ہو جائے۔

(المعجم ٣٦) - **بَابُ الرَّجُلِ يَأْمُرُهُ أَبُوهُ بِطَلَاقِ امْرَأَتِهِ** (التحفة ٣٦)

٢٠٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، وَعُثْمَانُ ابْنُ عُمَرَ. قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ. وَكُنْتُ أُحِبُّهَا. وَكَانَ أَبِي يُبْغِضُهَا. فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَأَمَرَنِي أَنْ أُطَلِّقَهَا. فَطَلَّقْتُهَا.

باب: ٣٦- اگر مرد کو اس کا والد بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے تو؟

٢٠٨٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے نکاح میں ایک عورت تھی' مجھے وہ پسند تھی لیکن ابا جان اسے پسند نہیں کرتے تھے۔ حضرت عمر ؓ نے نبی ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اسے طلاق دے دوں' چنانچہ میں نے اسے طلاق دے دی۔

فوائد و مسائل: ① عام طور پر والدین کو اولاد کی خوشی محبوب ہوتی ہے اور بعض اوقات وہ اولاد کی خوشی کے لیے ناگوار باتیں بھی برداشت کر لیتے ہیں۔ اس صورت میں اگر والدین اپنی بہو سے تنگ ہیں تو عموماً کوئی معقول وجہ ہوتی ہے۔ خاص طور پر والد بلاوجہ بیٹے کو یہ حکم نہیں دے سکتا کہ بیوی کو طلاق دے دے۔ ② والدین کی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھنا والدین سے حسن سلوک میں شامل ہے۔ ③ اگر والدین اپنے بیٹے کو ناجائز طور پر یہ حکم دیتے ہیں کہ بیوی کو طلاق دے دو تو بہتر ہے ادب و احترام سے والدین کو اپنی بات سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ اگر وہ پھر بھی اپنی رائے پر اصرار کریں تو ان کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ والدین کو غلط حکم دینے کا

٢٠٨٨- **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الأدب، باب في بر الوالدين، ح: ٥١٣٨ من حديث يحيى القطان به، وقال الترمذي، ح: ١١٨٩ "حسن صحيح".

گناہ ہوگا جب کہ بیٹے کو والدین کے حکم کی تعمیل کا ثواب ہوگا۔

۲۰۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلاً أَمَرَهُ أَبُوهُ أَوْ أُمُّهُ - شَكَّ شُعْبَةُ - أَنْ يُطَلِّقَ امْرَأَتَهُ. فَجَعَلَ عَلَيْهِ مِائَةَ مُحَرَّرٍ. فَأَتَى أَبَا الدَّرْدَاءِ. فَإِذَا هُوَ يُصَلِّي الضُّحٰى وَيُطِيلُهَا. وَصَلَّى مَا بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ. فَسَأَلَهُ. فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: أَوْفِ بِنَذْرِكَ، وَبَرَّ وَالِدَيْكَ.

۲۰۸۹- حضرت ابوعبدالرحمٰن ؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو اس کے والد یا والدہ نے حکم دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اس نے سو غلام آزاد کرنے کی نذر مان لی۔ (اگر وہ بیوی کو طلاق دے تو سو غلام آزاد کرے گا۔) وہ حضرت ابودرداء ؓ کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ ضحیٰ (چاشت) کی نماز پڑھ رہے ہیں اور اسے طویل کرتے جاتے ہیں۔ (ظہر کی نماز کے بعد بھی) انھوں نے ظہر سے عصر تک (نفل) نماز ادا کی۔ (آخر جب موقع ملا تو) اس نے ان سے مسئلہ پوچھا۔ حضرت ابو درداء ؓ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر اور والدین کی فرمانبرداری کر۔

وَقَالَ أَبُوالدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَحَافِظْ عَلَى وَالِدَيْكَ، أَوِ اتْرُكْ».

حضرت ابودرداء ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے (یہ فرمان) سنا ہے: ''باپ جنت کا درمیان والا دروازہ ہے۔ اب (تمھاری مرضی ہے) اپنے والدین کا خیال رکھو یا نہ رکھو۔''

فوائد و مسائل: ① والدین کی خدمت و اطاعت جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے۔ ② والدین کو خوش رکھنا جنت میں جانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ③ مومن کو جنت کی بہت خواہش ہوتی ہے' اس لیے والدین کی اطاعت کا بہت خیال رکھنا چاہیے تاکہ جنت مل سکے۔ ④ والدین اگر کسی ایسے کام کا حکم دیں جو شرعاً جائز ہے تو اس کی تعمیل کرنی چاہیے' خواہ وہ دل کو ناگوار ہی ہو لیکن والدین کو بھی چاہیے کہ اولاد کے جائز جذبات کا لحاظ رکھیں۔ ⑤ صحابۂ کرام ؓ نفلی عبادات کا بہت شوق رکھتے تھے' اس لیے برداشت کے مطابق نفلی عبادات کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے بشرطیکہ اس سے حقوق العباد میں خلل نہ پڑے۔

۲۰۸۹- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء من الفضل في رضا الوالدين، ح: ۱۹۰۰ من حديث عطاء به، وقال: "هٰذا حديث صحيح، وأبوعبدالرحمٰن السلمي اسمه عبدالله بن حبيب"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۲۰۲۳، والحاكم: ۲/ ۱۹۷، ٤/ ۱۵۲، ووافقه الذهبي.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ١١) أَبْوَابُ الْكَفَّارَاتِ (التحفة ٩)

کفارے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ يَمِينِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّتِي كَانَ يَحْلِفُ بِهَا (التحفة ١)

باب:١- رسول اللہ ﷺ کس طرح قسم کھاتے تھے

٢٠٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا حَلَفَ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ».

٢٠٩٠- حضرت رفاعہ بن عرابہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب قسم کھاتے تو یوں فرماتے: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔“

٢٠٩١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ عَرَابَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، الَّتِي يَحْلِفُ بِهَا، أَشْهَدُ عِنْدَ اللهِ «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ».

٢٠٩١- حضرت رفاعہ بن عرابہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اللہ کے سامنے گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ جو قسم کھاتے تھے وہ یوں ہوتی تھی: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔“

٢٠٩٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١٦/٤ بإسناد صحيح عن الأوزاعي به * ويحيى صرح بالسماع عنده، تقدم طرفه، ح: ١٣٦٧، وانظر الحديث الآتي، ح: ٤٢٨٥.

٢٠٩١ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٥/ ٢٤، ح: ٢٥٦٠ عن هشام بن عمار به، وانظر الحديث السابق.

فوائد ومسائل: ① ضرورت کے وقت مخاطب کو اپنی بات کا یقین دلانے کے لیے یا تاکید کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔ ② قسم کے لیے جس طرح اللہ کا نام لیا جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے۔ ③ قسم کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ اس بات پر گواہ ہے کہ فلاں معاملہ یوں ہے۔ اب اگر یہ بیان جھوٹ ہے تو اس موقع پر اللہ کا نام لینا بہت بڑی گستاخی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جھوٹ پر گواہ نہیں بن سکتا۔

٢٠٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ أَكْثَرُ أَيْمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لَا. وَمُصَرِّفِ الْقُلُوبِ».

٢٠٩٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اکثر ان الفاظ کے ساتھ قسم کھاتے تھے: ”دلوں کو پھیرنے والے کی قسم! (بات اس طرح) نہیں۔“

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے نیز صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ہی سے [لَا وَ مُصَرِّفِ الْقُلُوبِ] کی بجائے [لَا وَ مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ] کے الفاظ مروی ہیں۔ بنا بریں ان الفاظ کے ساتھ قسم کھانا جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة، رقم: ٢٠٩٠، وسنن ابن ماجه بتحقیق الدکتور بشار عواد، حدیث: ٢٠٩٢)

٢٠٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لَا. وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ».

٢٠٩٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ کی قسم ہوتی تھی: [لَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ] ”نہیں! اور میں اللہ سے مغفرت اور بخشش کا طالب ہوں۔“

٢٠٩٢- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، الحلف بمصرف القلوب، ح: ٣٧٩٣ من حديث عبدالله بن رجاء به، وفيه علل، منها عنعنة الزهري، وأخرج البخاري، ح: ٦٦١٧ وغيره عن عبدالله بن عمر قال: "كثيرًا ما كان النبي ﷺ يحلف لا ومقلب القلوب" وهو الصواب.

٢٠٩٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب ماجاء في يمين النبي ﷺ ما كانت، ح: ٣٢٦٥ من حديث محمد بن هلال به، قلت: هلال مستور لم يوثقه غير ابن حبان، والله أعلم.

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اور یہ جملہ قسم نہیں بلکہ قسم سے مشابہ ہے۔ اس کی اصل یہ ہو سکتی ہے:

[لَا وَاللّٰهِ' اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ] (بذل المجهود)

(المعجم ٢) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَحْلِفَ بِغَيْرِ اللهِ (التحفة ٢)

باب:۲- اللہ کے سوا کسی کی قسم کھانے کی ممانعت کا بیان

٢٠٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَمِعَهُ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ» قَالَ: عُمَرُ: فَمَا حَلَفْتُ بِهَا ذَاكِراً وَلَا آثِراً.

۲۰۹۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنے باپ کی قسم کھاتے سنا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمھیں باپوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں نے (کبھی) باپ دادا کی قسم نہیں کھائی' نہ اپنی طرف سے نہ کسی کی بات نقل کرتے ہوئے۔

فوائد ومسائل: ① اہل عرب کی عادت تھی کہ باپ کی قسم کھالیا کرتے تھے' اس لیے نبی ﷺ نے منع فرما دیا۔ ② اللہ کے سوا کسی کی قسم کھانا جائز نہیں' خواہ باپ کی ہو یا دادا کی' یا استاد کی' یا پیر کی' یا بزرگ کی' یا کسی ولی کی' یا نبی کی جیسے بعض لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی' یا ”پنجتن پاک“ کی قسم کھالیتے ہیں۔ یہ سب حرام ہے۔ ③ نقل کا مطلب یہ ہے کہ مثال کے طور پر کسی کی بات کرتے ہوئے کہا جائے کہ ”فلاں نے کہا: قسم ہے پیر دستگیر کی! میں سچ کہہ رہا ہوں۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم کی اس حد تک تعمیل کی کہ کسی کی بات بیان کرتے ہوئے بھی یہ نہیں کہا: ”فلاں کہہ رہا تھا: قسم ہے لات وعزیٰ کی!“ ④ نامناسب الفاظ کو زبان سے نکالنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کسی کی بات سنانے کی ضرورت پڑ جائے تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس نے لات وعزیٰ کی قسم کھا کر یوں کہا' جیسے ہم کسی کی گالی نقل کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں: فلاں نے ماں کی گالی دی' گالی کے الفاظ نہیں دہراتے۔

٢٠٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۰۹۵- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٠٩٤ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب لا تحلفوا بآبائكم، ح: ٦٦٤٧ من حديث الزهري به، ومسلم، الأيمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى، ح: ١٦٤٦ من حديث ابن عيينة وغيره.

٢٠٩٥ـ أخرجه مسلم، الأيمان، باب من حلف باللات والعزّى فليقل: "لا إله إلا الله"، ح: ١٦٤٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلٰى، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي، وَلاَ بِآبَائِكُمْ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بتوں کی قسمیں نہ کھایا کرو' اور نہ باپ دادا کی قسمیں کھاؤ۔''

فوائد ومسائل: ① [طواغی] کا واحد [طاغية] ہے' یعنی سرکش۔ بت کو طاغیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ بندوں کے شرک اور سرکشی کا باعث بنتا ہے۔ ② بت کی قسم اصل میں اس شخص کی اہمیت اور تعظیم کی وجہ سے کھائی جاتی ہے جس کی صورت پر وہ بت بنایا گیا ہے' اس طرح یہ بھی اصل میں بزرگوں اور پیروں کی قسم ہے۔ اور غیر اللہ کی قسم حرام ہے۔

٢٠٩٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ، فَقَالَ فِي يَمِينِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى، فَلْيَقُلْ: لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

٢٠٩٦- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قسم کھاتے وقت یہ کہہ دے: ''قسم ہے لات اور عزی کی'' اسے چاہیے کہ (فوراً) لا إله إلا الله کہہ لے۔''

فائدہ: ایک نومسلم جو کفر کی حالت میں غیر اللہ کی قسم کھانے کا عادی تھا' ہوسکتا ہے اسلام لانے کے بعد اس کے منہ سے پرانی عادت کے مطابق بلا ارادہ یہ شرکیہ الفاظ نکل جائیں اور بعد میں اسے غلطی کا احساس ہو تو ایسے موقع پر اسے چاہیے کہ دوبارہ توحید کا اقرار کرتے ہوئے لا إله إلا الله کہہ لے تاکہ یہ کلمہ اس کے شرکیہ الفاظ کا کفارہ بن جائے' تاہم اس طرح کی غلطی سے آدمی مرتد نہیں ہوتا۔

٢٠٩٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ. قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ

٢٠٩٧- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے لات وعزی کی قسم کھائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہو: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ

٢٠٩٦ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب من لم ير إكفار من قال ذلك متأولاً أو جاهلاً، ح:٦١٠٧، ومسلم، الأيمان، الباب السابق، ح:١٦٤٧(ب) من حديث الأوزاعي به، وللحديث طرق أخرى عن الزهري به.

٢٠٩٧ـ [صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، الحلف باللات والعزى، ح:٣٨٠٨ من حديث أبي إسحاق به، وهو صرح بالسماع عند النسائي في رواية، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:١١٧٨.

مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. ثُمَّ انْفُثْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثًا. وَتَعَوَّذْ. وَلَا تَعُدْ».

وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں۔'' پھر بائیں طرف تین بار تھوک دو' اور (شیطان سے) اللہ کی پناہ مانگو اور دوبارہ یہ غلطی نہ کرنا۔''

(المعجم ۳) - بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ (التحفة ۳)

باب:۳- اسلام کے علاوہ دوسرے مذہب (میں چلے جانے) کی قسم کھانا

۲۰۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا، فَهُوَ كَمَا قَالَ».

۲۰۹۸- حضرت ثابت بن ضحاک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام کے علاوہ دوسرے مذہب (میں چلے جانے) کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو وہ ویسے ہی ہے جیسے اس نے کہا۔''

فوائد ومسائل: ① دوسرے مذہب کی قسم کا مطلب یہ ہے کہ اس نے کہا: ''اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو میں یہودی ہوں'' یا کہا: ''اگر میں جھوٹ کہوں تو کافر ہو جاؤں۔'' اس انداز کی قسم سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ② حافظ صلاح الدین یوسف ؒ اس کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ اگر قسم کھاتے وقت اس کا ارادہ بھی یہی تھا کہ اگر اس نے یہ کام کیا تو وہ کفر کا راستہ اختیار کرلے گا تو وہ فی الفور کافر ہو جائے گا اور اگر اس کا مقصد دین اسلام پر استقامت کا اظہار تھا اور اس کا عزم تھا کہ وہ کبھی کفر کا راستہ اختیار نہیں کرے گا تو وہ کافر تو نہیں ہوگا لیکن اس کے لیے اس نے جو طریقہ اختیار کیا' وہ غلط تھا' اس لیے اسے توبہ واستغفار کا اہتمام کرنا چاہیے بلکہ بہتر ہے کہ دوبارہ کلمۂ شہادت پڑھ کر تجدید اسلام کرلے۔ دیکھیے: (ریاض الصالحین (اُردو) جلد: دوم' حدیث: ۱۷۱۰ کے فوائد مطبوعہ دارالسلام)

۲۰۹۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۲۰۹۹- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں

۲۰۹۸ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ماجاء في قاتل النفس، ح: ۱۳۶۳ من حديث خالد، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه وأن من قتل نفسه بشيء . . . الخ، ح: ۱۱۰ من حديث أبي قلابة به.

۲۰۹۹ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لتدليس بقية بن الوليد" * ابن محرر متروك (تقريب).

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَرَّرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يَقُولُ: أَنَا، إِذاً، لَيَهُودِيٌّ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوْجَبْتَ».

نے فرمایا: نبی ﷺ نے سنا کہ ایک آدمی کہہ رہا تھا: (اگر یوں ہوا تو) یقیناً میں اس وقت یہودی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(یہودیت یا دوزخ) واجب ہو گئی۔“

۲۱۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ وَعَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْبَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ الْإِسْلَامِ، فَإِنْ كَانَ كَاذِباً فَهُوَ كَمَا قَالَ. وَإِنْ كَانَ صَادِقاً لَمْ يَعُدْ إِلَيْهِ الْإِسْلَامُ سَالِماً».

۲۱۰۰- حضرت بریدہ بن حصیب ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کہے: (اگر فلاں بات یوں ہوئی تو) میرا اسلام سے کوئی تعلق نہیں پس اگر اس نے جھوٹ کہا تو وہ ویسے ہی ہو گیا جیسے اس نے کہا تھا (کافر ہو گیا۔) اور اگر سچا ہوا تو بھی اسے پورا اسلام نصیب نہیں ہو گا۔“

فوائد ومسائل: ① اس طرح کی قسم کھانا سخت منع ہے۔ ② اس انداز کی بات میں اسلام کی بے قدری پائی جاتی ہے جبکہ سچے مسلمان کی نظر میں اسلام سے قیمتی کوئی چیز نہیں اس کے لیے وہ جان بھی قربان کر سکتا ہے۔ پھر جس کی نظر میں اسلام کی یہ قدر ہو کہ معمولی باتوں پر اسلام سے خارج ہونے کے الفاظ بولنے لگے اس شخص کا اسلام کس قدر ادنیٰ اور نکما ہو گا۔ ③ علامہ خطابی ؒ فرماتے ہیں کہ ایسی قسم کا کفارہ نہیں ہے اس کا عتاب اس کے دین کا نقصان قرار دیا گیا ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللهِ فَلْيَرْضَ (التحفة ٤)

باب: ۴- جسے اللہ کی قسم کھا کر کچھ بتایا جائے اسے تسلیم کر لینا چاہیے

۲۱۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ

۲۱۰۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک آدمی کو اپنے باپ کی

۲۱۰۰ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب ماجاء في الحلف بالبراءة وبملة غير الإسلام، ح: ۳۲۵۸ من حديث حسين بن واقد به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ۲۹۸، ووافقه الذهبي.

۲۱۰۱ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰/ ۱۸۱ من حديث أسباط به، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ۱۹٦۷ لعلته، قلت وحديث: "لا تحلفوا بآبائكم" صحيح متفق عليه من حديث عبدالله بن دينار عن ابن عمر به.

مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ: «لاَ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ. مَنْ حَلَفَ بِاللهِ فَلْيَصْدُقْ. وَمَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللهِ فَلْيَرْضَ. وَمَنْ لَمْ يَرْضَ بِاللهِ، فَلَيْسَ مِنَ اللهِ».

قسم کھاتے سنا تو فرمایا: ''اپنے باپوں کی قسمیں نہ کھایا کرو۔ اور جو شخص اللہ کی قسم کھائے اسے چاہیے کہ سچ بولے۔ اور جس کے لیے (اس کے مطالبے پر) اللہ کی قسم کھائی جائے' اسے چاہیے کہ (اس قسم پر) راضی ہو جائے۔ اور جو اللہ سے راضی نہیں ہوتا' اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل: ٨/ ٢١٣' رقم: ٢٦٩٨' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث: ٢١٠١) علاوہ ازیں مذکورہ روایت کے ایک ٹکڑے [لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ] کی تائید صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأيمان والنذور' حديث: ٦٦٤٨) ② قسم دلانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر تو نے قسم کھالی تو میں اعتبار کرلوں گا۔ اب دوسرا شخص قسم کھاتا ہے اور قسم دلانے والا پھر بھی اعتبار نہیں کرتا تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی نظر میں قسم کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اگر یہ بات تھی تو پھر قسم دلانا ہی غلط تھا' ورنہ تسلیم کرے۔ ③ قسم کھا کر جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ④ قسم صرف اللہ کی کھانی اور دینی چاہیے۔

٢١٠٢- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ النَّضْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ. فَقَالَ: أَسَرَقْتَ؟ قَالَ: لاَ. وَالَّذِي لاَ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ. فَقَالَ عِيسَى: آمَنْتُ بِاللهِ، وَكَذَّبْتُ بَصَرِي».

٢١٠٢- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''حضرت عیسیٰ ابن مریم ؑ نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو فرمایا: کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! (میں نے چوری) نہیں (کی۔) حضرت عیسیٰ ؑ نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں' اور اپنی آنکھ کو جھوٹی کہتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① یہ مومن کی قسم پر اعتبار کرنے کی مثال ہے کہ اس کی قسم پر اپنی آنکھوں دیکھی چیز کو رد کر دیا۔ ② ممکن ہے وہ چیز اسی شخص کی ہو جو اسے لے رہا تھا لیکن کسی خاص وجہ سے اس نے چھپ کر اٹھائی ہو۔

٢١٠٢- [صحيح] وروى نحوه همام بن منبه في صحيفته، ح: ٤٢ عن أبي هريرة رضي الله عنه، ومن طريقه أخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما.

(المعجم ٥) - **بَابٌ:اَلْيَمِينُ حِنْثٌ أَوْ نَدَمٌ** (التحفة ٥)

باب:۵-قسم گناہ ہے یا ندامت

٢١٠٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ بَشَّارِ بْنِ كِدَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْحَلْفُ حِنْثٌ أَوْ نَدَمٌ».

۲۱۰۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم توڑنا پڑتی ہے یا اس پر شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح روایت یہ ہے کہ غلط قسم توڑ کر کفارہ ادا کر دیا جائے اور جو کام صحیح ہوا سے کر لیا جائے۔ یہ اصرار نہ کیا جائے کہ میں نے فلاں کار خیر نہیں کرنا کیونکہ میں نے قسم کھالی ہے۔

(المعجم ٦) - **بَابُ الِاسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ** (التحفة ٦)

باب:۶-قسم کے ساتھ ان شاءاللہ کہنا

٢١٠٤- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَلَهُ ثُنْيَاهُ».

۲۱۰۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے قسم کھائی اور ان شاءاللہ کہا تو اس کو اس شرط کا فائدہ ہوگا۔''

فائدہ: ان شاءاللہ کہنے سے قسم ختم ہو جاتی ہے' پھر اگر وہ کام نہ کیا جائے جس کا ذکر کیا گیا تھا تو قسم توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا اور کفارہ نہیں دینا پڑے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قسم تاکیدی عزم ظاہر کرنے کے لیے ہوتی ہے' اور ان شاءاللہ کا مطلب ہے اگر اللہ نے چاہا تو میں ایسا کروں گا۔ اور مستقبل کے کاموں میں بندے کو اللہ کی مرضی معلوم نہیں ہوتی تو اس میں گویا اس عزم کی نفی ہے اور یہ احتمال آ گیا کہ ممکن ہے میں یہ کام کر سکوں یا نہ کر سکوں۔

٢١٠٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى، ح: ٥٥٨٧ من حديث أبي معاوية، حدثنا بشار بن كدام به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١١٧٥ * بشار ضعيف، ضعفه أبوزرعة وغيره، وروى الحاكم: ٤/ ٣٠٣، ٣٠٤ عن ابن عمر قال: "إنما اليمين مأثمة أو مندمة، وصححه، وفيه أحمد بن سهل البخاري شيخ الحاكم، لم أجد له ترجمة.

٢١٠٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء في الاستثناء في اليمين، ح: ١٥٣٢ من حديث عبدالرزاق به، وذكر كلامًا، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٦١١٨، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١١٨٥، وله شاهد.

٢١٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ وَاسْتَثْنَى، إِنْ شَاءَ رَجَعَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ، غَيْرُ حَانِثٍ».

۲۱۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھائی اور إن شاء اللہ کہا تو چاہے وہ (اپنے ارادے سے) رجوع کر لے چاہے (ارادہ قائم) رہنے دے (اور وہ کام کر لے جس کی قسم کھائی ہے) وہ قسم توڑنے والا (شمار) نہیں ہوگا۔''

٢١٠٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رِوَايَةً قَالَ: «مَنْ حَلَفَ وَاسْتَثْنَى، فَلَنْ يَحْنَثَ».

۲۱۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھائی اور إن شاء اللہ کہا، اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔''

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ (الکہف: ۱۸/۲۳، ۲۴) ''کسی کام کے بارے میں اس طرح ہرگز نہ کہیں کہ میں اسے کل کروں گا (بلکہ ساتھ یہ بھی کہیں) مگر یہ کہ اللہ چاہے۔'' اس لیے إن شاء اللہ کہنے کو استثنا بھی کہتے ہیں۔ اس سے اللہ پر اعتماد کا اظہار ہے کہ جو کچھ ہوگا اس کی توفیق سے ہوگا۔ ② قسم کے ساتھ إن شاء اللہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرا پکا ارادہ تو یہی ہے کہ فلاں کام کروں گا لیکن اگر اللہ کا فیصلہ کچھ اور ہوا، اور مجھے کوئی عذر پیش آ گیا تو پھر یہ کام نہیں ہو سکے گا۔

(المعجم ٧) - بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا (التحفة ٧)

باب: ۷- جس نے کوئی قسم کھائی، پھر اسے دوسری صورت بہتر معلوم ہوئی

٢١٠٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ [زَيْدٍ]: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ،

۲۱۰۷- حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷛ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں قبیلہ بنو اشعر کے چند افراد

٢١٠٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب الاستثناء في اليمين، ح: ٣٢٦٢ من حديث عبدالوارث به * أيوب ثقة حجة، وتابعه كثير بن فرقد عند النسائي وغيره، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٠٣، والذهبي.

٢١٠٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٢١٠٧ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب قول الله تعالى: "لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم"، ح: ٦٦٢٣، ٦٧١٨، ومسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح: ١٦٤٩ من حديث حماد به.

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسٰى قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَاللهِ مَا أَحْمِلُكُمْ. وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ» قَالَ، فَلَبِثْنَا مَا شَاءَ اللهُ. ثُمَّ أُتِيَ بِإِبِلٍ. فَأَمَرَ لَنَا بِثَلاثَةِ إِبِلٍ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى. فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَلَّا يَحْمِلَنَا. ثُمَّ حَمَلَنَا. ارْجِعُوا بِنَا. فَأَتَيْنَاهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لاَ تَحْمِلَنَا. ثُمَّ حَمَلْتَنَا. فَقَالَ: «وَاللهِ مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ. بَلِ اللهُ حَمَلَكُمْ. إِنِّي، وَاللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ، لاَ أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى [غَيْرَهَا] خَيْراً مِنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ» أَوْ قَالَ: «أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي».

کے ساتھ سواریاں طلب کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں تمھیں سواریاں مہیا نہیں کروں گا۔ اور میرے پاس سواری کے جانور نہیں ہیں۔“ حضرت ابوموسیٰ نے کہا: ہم لوگ' جب تک اللہ نے چاہا' (مدینہ میں) ٹھہرے' پھر آپ کے پاس کچھ اونٹ آ گئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں سفید کوہانوں والی (موٹی تازی) تین اونٹنیاں دلوا دیں۔ جب ہم روانہ ہوئے تو ہم نے ایک دوسرے سے کہا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سواریاں طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں سواریاں مہیا نہیں کریں گے' پھر ہمیں سواریاں مہیا فرما دیں۔ چلو واپس چلیں (اور دریافت کریں کہ نبی ﷺ نے ہمیں بھول کر سواریاں مہیا نہ فرما دی ہوں۔) چنانچہ ہم حاضر خدمت ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں سواریاں طلب کرنے آئے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ہمیں سواریاں مہیا نہیں فرمائیں گے پھر آپ نے ہمیں سواریاں مہیا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں نے تمھیں سواریاں نہیں دیں بلکہ اللہ نے تمھیں سواریاں دی ہیں۔ قسم ہے اللہ کی! میں تو ان شاء اللہ جو بھی قسم کھاؤں گا' پھر مجھے دوسری صورت (قسم پوری کرنے سے) بہتر معلوم ہوگی تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور بہتر کام کرلوں گا۔“ یا فرمایا: ”میں بہتر کام کرلوں گا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔“

فوائد ومسائل: ① قسم کی تین قسمیں ہیں: (ا) لغو: جس میں قسم کا لفظ بولا جائے لیکن قسم کا ارادہ نہ ہو' جیسے بعض لوگ عادت کے طور پر بلا ارادہ قسم کے لفظ بول دیتے ہیں۔ اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں' تاہم اس سے اجتناب بہتر ہے۔ (ب) غموس: یعنی جھوٹی قسم جو کسی کو دھوکا دینے کے لیے کھائی جائے۔ یہ کبیرہ گناہ ہے' اس پر توبہ استغفار کرنا چاہیے اور آئندہ بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے' تاہم اس پر کفارہ واجب نہیں۔ (ج) معقدہ: جو مستقبل میں کسی کام کرنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے کلام میں تاکید اور پختگی کے لیے ارادہ ونیت سے کھائے۔ اس قسم کو توڑنے پر کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ (دیکھیے: تفسیر احسن البیان' از حافظ صلاح الدین یوسف' سورۂ المائدہ ۵: ۸۹) ② قسم کا کفارہ دس غریب آدمیوں کو کھانا کھلانا' یا انھیں لباس مہیا کرنا' یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ (سورہ مائدہ: ۸۹) ③ ایک آدمی کو خوراک کے طور پر ایک مُد غلہ (تقریباً چھ سو گرام) کافی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں روزے کی حالت میں ہم بستری کر لینے والے کو ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کرنے کے لیے پندرہ صاع کھجوریں دی تھیں۔ اور ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک خوراک اور لباس میں عرف کا اعتبار ہے' یعنی جسے عام لوگ کہیں کہ اس نے کھانا کھلا دیا ہے' قرآن مجید سے یہی اشارہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ﴾ (المآئدة ٥: ٨٩) ''اوسط درجے کا' جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔'' یعنی اس کی مقدار مقرر نہیں۔ اپنی استطاعت کے مطابق سادہ یا عمدہ کھانا یا لباس دینا چاہیے۔ ④ نیکی کا کام نہ کرنے یا گناہ کرنے کی قسم کھانا بھی ناجائز ہے۔ اس پر بھی کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (البقرة ٢: ٢٢٤) ''اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا (اس طرح) نشانہ نہ بناؤ کہ بھلائی اور پرہیزگاری اور لوگوں کے درمیان صلح کرانا چھوڑ بیٹھو۔'' ⑤ جو کام نہ کرنے کی قسم کھائی ہو' کفارہ اسے انجام دینے سے پہلے بھی دیا جا سکتا ہے' بعد میں بھی۔

٢١٠٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَبْدُاللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ».

۲۱۰۸- حضرت عدی بن حاتم ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کوئی قسم کھائے' پھر دوسری چیز اس سے بہتر معلوم ہو تو اسے چاہیے کہ بہتر کام کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔''

٢١٠٨- أخرجه مسلم، الأيمان، الباب السابق، ح: ١٦٥١ من طريق آخر عن عبدالعزيز به مطولاً.

٢١٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوالزَّعْرَاءِ عَمْرُو بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَمِّهِ أَبِي الأَحْوَصِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْجُشَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ، يَا رَسُولَ اللهِ يَأْتِينِي ابْنُ عَمِّي فَأَحْلِفُ أَنْ لاَ أُعْطِيَهُ وَلاَ أَصِلَهُ. قَالَ: «كَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ».

۲۱۰۹- حضرت عوف بن مالک جُشَمی رحمہ اللہ نے اپنے والد (حضرت مالک بن نضلہ جُشَمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کی انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس میرا چچازاد بھائی آتا ہے (کسی بات پر ناراض ہوکر) میں قسم کھالیتا ہوں کہ اسے کچھ نہیں دوں گا' نہ اس سے صلہ رحمی کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی قسم کا کفارہ ادا کردو۔''

(المعجم ٨) - بَابُ مَنْ قَالَ كَفَّارَتُهَا تَرْكُهَا (التحفة ٨)

باب:۸- بری بات کا کفارہ یہ ہے کہ اسے چھوڑ دے

٢١١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فِي قَطِيعَةِ رَحِمٍ، أَوْ فِيمَا لاَ يَصْلُحُ، فَبِرُّهُ أَنْ لاَ يَتِمَّ عَلَى ذٰلِكَ».

۲۱۱۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قطع رحمی کی قسم کھائی' یا کسی ناجائز کام کی قسم کھائی تو اس قسم کا پورا کرنا یہی ہے کہ اسے چھوڑ دے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحۃ' رقم:۲۳۳۴) اس کا مطلب یہ ہے کہ کفارہ نہ دے سکے تو کم از کم اس گناہ سے پرہیز تو کرے جس کے کرنے کا وعدہ کرلیا ہے۔ گناہ سے بچنا بھی نیکی ہے۔

٢١١١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ

۲۱۱۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ اپنے

٢١٠٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، الكفارة بعد الحنث، ح: ٣٨١٩ من حديث سفيان به، وهو مخرج في مسند الحميدي، ح: ٨٨٥ بتحقيقي.

٢١١٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٥/ ٤٨٥، ح: ٤٨١٨ من حديث حارثة به، وانظر، ح: ٥٦ لعلته، وأخرج الطحاوي في المشكل: ١/ ٢٨٧ بإسناد حسن عن ابن عباس رفعه قال: من حلف بيمين على قطيعة رحم أو معصية فحنث، فذلك كفارة له.

٢١١١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب اليمين في قطيعة الرحم، ح: ٣٢٧٤ من طريق آخر عن عمرو بن شعيب به مطولاً.

الْوَاسِطِيُّ : حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ عُمَارَةَ : حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا فَلْيَتْرُكْهَا . فَإِنَّ تَرْكَهَا كَفَّارَتُهَا» .

دادا سے بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے کوئی قسم کھائی، پھر دوسری بات اس سے بہتر معلوم ہوئی تو اس (قسم والے غلط کام) کو چھوڑ دے۔ اسے چھوڑنا ہی اس کا کفارہ ہے۔‘‘

(المعجم ٩) - بَابٌ كَمْ يُطْعَمُ فِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ (التحفة ٩)

باب:٩- قسم کے کفارے کے طور پر کتنا کھانا دیا جائے؟

٢١١٢ - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ يَزِيدَ : حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَكَّائِيُّ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَعْلَى الثَّقَفِيُّ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَفَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ . وَأَمَرَ النَّاسَ بِذٰلِكَ . فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَنِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ .

٢١١٢- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے کفارے کے طور پر ایک صاع (خشک) کھجوریں دیں اور لوگوں کو بھی یہی حکم دیا۔ جس کے پاس (کھجوریں) نہ ہوں، وہ نصف صاع گندم دے دے۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ (التحفة ١٠)

باب:١٠- مسکینوں کو اپنے معیار کے مطابق اوسط درجے کا کھانا دینے کا بیان

٢١١٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

٢١١٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: کوئی آدمی اپنے گھر والوں کو

٢١١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل : ٥/ ١٦٩٢ من حديث زياد به ، وقال ابن كثير في تفسيره : ٢/ ٩٣ " لا يصح هٰذا الحديث لحال عمر بن عبدالله هٰذا فإنه مجمع علٰى ضعفه وذكروا أنه كان يشرب الخمر ، وقال الدارقطني : متروك " .

٢١١٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن جرير الطبري : ٧/ ١٥ ، وابن أبي حاتم : ٤/ ١١٩٣ ، ح : ٦٧٢٢ في تفسيريهما من حديث سفيان بن عيينة به ، وصححه البوصيري * سفيان مدلس ، ولم أجد تصريح سماعه ولا ينفعه كونه لا يدلس إلا عن ثقة كما حققته في تخريج النهاية في الفتن والملاحم ، ح : ١٠٣٠ .

ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي الْمُغِيرَةِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَقُوتُ أَهْلَهُ قُوتاً فِيهِ سَعَةٌ. وَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوتُ أَهْلَهُ قُوتاً فِيهِ شِدَّةٌ. فَنَزَلَتْ: ﴿مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ﴾ [المائدة: ٨٩].

وسعت کے ساتھ کھانا دیتا تھا اور کوئی تنگی کے ساتھ دیتا تھا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿مِنْ اَوْسَطِ مَاتُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ﴾ ”اوسط درجے کا کھانا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔“

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث:٢١١٣، وصحيح سنن ابن ماجه، رقم:١٧٣٠، و سنن ابن ماجه بتحقيق محمود حسن نصار، رقم:٢١١٣) بہر حال کھانے کی کوئی خاص مقدار یا معیار مقرر نہیں بلکہ گھر میں عام طور پر جیسا کھانا تیار ہوتا ہے اسی معیار اور مقدار کے مطابق دس غریب آدمیوں کو کھانا کھلا دیا جائے۔ جب مہمان آئیں تو بہتر کھانا تیار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بعض اوقات معمول سے کم درجے کا کھانا بھی کھالیا جاتا ہے۔ کفارے میں نہ تو مہمانوں والا پر تکلف کھانا دینا مطلوب ہے نہ بالکل ادنی درجے کا جیسے گھر میں بعض اوقات اچار یا چٹنی سے بھی گزارہ کر لیا جاتا ہے۔ بلکہ ہر شخص کے اکثر ایام کے معمول کا لحاظ رکھتے ہوئے کھانا کھلایا جائے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١١) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَسْتَلِجَّ الرَّجُلُ فِي يَمِينِهِ وَلَا يُكَفِّرَ (التحفة ١١)

باب: ۱۱- اپنی قسم پر اصرار کرتے ہوئے کفارہ نہ دینا ممنوع ہے

٢١١٤- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَعْمَرِيُّ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «إِذَا اسْتَلَجَّ أَحَدُكُمْ فِي الْيَمِينِ فَإِنَّهُ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ الَّتِي أُمِرَ بِهَا».

۲۱۱۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: سیدنا ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص اپنی قسم پر اصرار کرتا ہے تو اللہ کے ہاں وہ اس کفارے سے زیادہ گناہ کا مرتکب ہے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى

(م) امام ابن ماجہ نے ایک اور سند سے حضرت

٢١١٤ـ [صحيح] أخرجه عبدالرزاق، ح:١٦٠٣٦ عن معمر به نحوه، أخرجه البخاري، ح:٦٦٢٥، ومسلم ح:١٦٥٥ من حديث عبدالرزاق به نحو المعنى، وهو في صحيفة همام، ح:٩٦.

٢١١٤(م) ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب قول الله تعالى: "لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم"،

ابْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① قسم پر اصرار کرنے کا مطلب ایسی قسم پوری کرنے کا عزم ہے جو کسی گناہ یا مکروہ کام پر مشتمل ہو۔ ایسی قسم کو توڑ کر کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ ② بری بات پر قسم کھا کر اس پر قائم رہنا بھی گناہ ہے' اس لیے بہتر ہے قسم توڑنے کا گناہ کر لیا جائے کیونکہ وہ کفارہ ادا کرنے سے معاف ہو جائے گا جبکہ غلطی پر قائم رہنے سے گناہ بڑھتا چلا جائے گا۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ إِبْرَارِ الْمُقْسِمِ (التحفة ۱۲)

۱۲- قسم دینے والے کی قسم پوری کرنا

۲۱۱۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ.

۲۱۱۵- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قسم دینے والے کی قسم پوری کرنے کا حکم دیا۔''

فوائد ومسائل: ① مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ جائز کام میں اس کی مدد کرے' خصوصاً جب اس سے مدد مانگی بھی گئی ہو۔ قسم دینا بھی ایک قسم کی درخواست ہے لیکن اس میں تاکید ہوتی ہے اور اللہ کا نام لے کر سوال کیا گیا ہوتا ہے' اس لیے اسے ضرور پورا کرنا چاہیے۔ ② اگر کسی ناجائز کام کے لیے قسم دی جائے تو اسے پورا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدة ۵:۲) ''نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔'' اسی طرح اگر کسی ایسے کام کا مطالبہ قسم دے کر کیا گیا ہے جو اس کے لیے کرنا مشکل ہے' تب بھی وہ پورا نہ کرنے میں معذور ہے۔ ③ روزمرہ کے چھوٹے موٹے معاملات میں

◀ ح: ٦٦٢٦ من حديث يحيى بن صالح به.

۲۱۱۵- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، ح: ١٢٣٩، ٢٤٤٥، ٥١٧٥، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء ... الخ، ح: ٢٠٦٦ من حديث أشعث به مطولاً.

قسم کا پورا کرنا حسن اخلاق میں شامل ہے' مثلاً: اگر کوئی کہے: میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ اس کھانے میں سے ضرور کھاؤ تو تھوڑا بہت کھالینا چاہیے تاکہ مسلمان کو رنج نہ پہنچے۔

٢١١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَفْوَانَ، أَوْعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيِّ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ جَاءَ بِأَبِيهِ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ اجْعَلْ لِأَبِي نَصِيباً مِنَ الْهِجْرَةِ. فَقَالَ: «إِنَّهُ لاَ هِجْرَةَ» فَانْطَلَقَ فَدَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ فَقَالَ: فَقَدْ عَرَفْتَنِي؟ فَقَالَ: أَجَلْ. فَخَرَجَ الْعَبَّاسُ فِي قَمِيصٍ لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَرَفْتَ فُلاَناً وَالَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ. وَجَاءَ بِأَبِيهِ لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لاَ هِجْرَةَ» فَقَالَ الْعَبَّاسُ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ. فَمَدَّ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ، فَمَسَّ يَدَهُ. فَقَالَ: «أَبْرَرْتُ عَمِّي. وَلاَ هِجْرَةَ».

٢١١٦- حضرت عبدالرحمٰن بن صفوان یا حضرت صفوان بن عبدالرحمٰن قرشی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جس دن مکہ فتح ہوا' وہ اپنے والد کو لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہجرت میں میرے والد کو بھی شریک کر لیجیے (انھیں مہاجرین میں شمار کر لیجیے۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اب) کوئی ہجرت نہیں۔'' وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے' اور کہا: آپ نے مجھے پہچانا؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں (تب انھوں نے اپنا واقعہ بیان کیا) تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ صرف قمیص پہنے ہوئے (ان کے ساتھ) چل دیے' چادر بھی نہ اوڑھی۔ اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ فلاں صاحب سے واقف ہیں اور ان سے ہمارے جو تعلقات ہیں (وہ بھی آپ کو معلوم ہیں) وہ اپنے والد کو لے کر حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ان سے ہجرت کی بیعت لیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''(اب) کوئی ہجرت نہیں۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو قسم دیتا ہوں۔ (اس پر) نبی ﷺ نے ہاتھ بڑھا کر ان صاحب کا ہاتھ چھو لیا اور فرمایا: ''میں نے اپنے چچا کی قسم پوری کی ہے اور ہجرت کوئی نہیں۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِدْرِيسَ، عَنْ

یہ روایت یزید بن ابی زیاد کی سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

٢١١٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٣٠، ٤٣١ من حديث يزيد به باختلاف يسير، وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه يزيد بن أبي زياد، أخرج له مسلم في المتابعات وضعفه الجمهور"، وانظر، ح: ٥٠٤، ١٤٧١.

يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، بِإِسْنَادِهِ، نَحْوَهُ.

قَالَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ: يَعْنِي لاَ هِجْرَةَ مِنْ دَارٍ قَدْ أَسْلَمَ أَهْلُهَا.

(المعجم ١٣) - **بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُقَالَ مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ** (التحفة ١٣)

باب:۱۳- یوں کہنا منع ہے: ''جو اللہ چاہے اور تو چاہے''

٢١١٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الأَجْلَحُ الْكِنْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ فَلاَ يَقُلْ: مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ. وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شِئْتَ».

۲۱۱۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی قسم کھائے تو یوں نہ کہے: جو اللہ اور تو چاہے بلکہ یوں کہے: جو اللہ چاہے' اس کے بعد جو تو چاہے۔''

فائدہ: مسلمان جب یہ لفظ کہتا ہے: ''جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے۔'' تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ معاملات اللہ کے اختیار میں ہیں لیکن ظاہری طور پر معاملہ فلاں کے اختیار میں ہے' اس کے فیصلے پر عمل ہوگا۔ یہ بات صحیح ہے لیکن الفاظ اس قسم کے ہیں گویا اللہ تعالیٰ اور انسان مل کر کوئی فیصلہ کرتے ہیں' اس لیے ایسے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے جن کا ظاہری مطلب نامناسب ہو اگرچہ کہنے والے کا مقصود وہ نامناسب بات نہ ہو۔

٢١١٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ

۲۱۱۸- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ اہل کتاب کے ایک آدمی (کسی یہودی یا عیسائی) سے اس کی ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا: تم (مسلمان) اچھے لوگ ہو'

٢١١٧ـ [حسن] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح:٩٨٨ من حديث عيسى به مطولاً، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد: ١/ ١٨٩ "اختلف في الأجلح الكندي والأكثر على توثيقه".

٢١١٨ـ [ضعيف] انظر الحديث الآتي وأخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٤/ ٣٦٤ من حديث سفيان به.

رَأَى فِي النَّوْمِ أَنَّهُ لَقِيَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ: نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلاَ أَنَّكُمْ تُشْرِكُونَ. تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ. وَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَمَا وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَأَعْرِفُهَا لَكُمْ. قُولُوا: مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ».

اگر شرک نہ کرو۔ تم کہتے ہو: جو اللہ اور محمد (ﷺ) چاہیں۔ اس آدمی نے نبی ﷺ کو یہ خواب سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اللہ کی! میں بھی تمھاری یہ بات محسوس کر رہا تھا۔ تم یوں کہا کرو: ”جو اللہ چاہے‘ پھر جو محمد (ﷺ) چاہیں۔“

حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ] بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ، أَخِي عَائِشَةَ لِأُمِّهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

(م) مذکورہ بالا روایت ایک دوسری سند سے حضرت طفیل بن سخبرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ”جو اللہ تعالیٰ‘ پھر حضرت محمد ﷺ چاہیں۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ چاہے گا صرف وہی ہوگا‘ دوسرے شخص کی مشیت اللہ کے تابع ہے۔ بہ یک وقت دونوں (خالق ومخلوق) کی مشیت کو ایک قرار دینا واقعی شرک ہے۔ لیکن نبی ﷺ کی اصلاح کے بعد شرک کا شائبہ ختم ہو گیا‘ اسی لیے یہ روایت بعض کے نزدیک حسن اور بعض کے نزدیک صحیح ہے۔ ② ایسے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے جن کا نامناسب مفہوم بن سکتا ہو۔ ③ شرعی مسائل خواب سے ثابت نہیں ہوتے لیکن اگر خواب میں کوئی ایسا اشارہ ملے جو قرآن وحدیث کی تعلیمات کے منافی نہ ہو تو اس پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ④ صحابۂ کرام ؓ اپنے خواب نبی اکرم ﷺ کو سناتے تھے تاکہ اس کی تعبیر مل جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ خواب کی یہ بات ماننے کے قابل ہے یا نہیں۔

(المعجم ١٤) - بَابُ مَنْ وَرَّى فِي يَمِينِهِ (التحفة ١٤)

باب: ١٤- قسم میں توریہ کرنا

٢١١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ.

٢١١٩- حضرت سوید بن حنظلہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے

٢١١٨- م **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٥/ ٧٢ وغيره من حديث عبدالملك بن عمير به ☆ وعبدالملك مشهور بالتدليس، ولم أجد تصريح سماعه.

٢١١٩- **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب المعاريض في الأيمان، ح: ٣٢٥٦ من حديث إسرائيل به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٩٩، ٣٠٠، والذهبي.

ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الأَعْلَى، عَنْ جَدَّتِهِ، عَنْ أَبِيهَا سُوَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ: خَرَجْنَا نُرِيدُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَعَنَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ. فَأَخَذَهُ عَدُوٌّ لَهُ. فَتَحَرَّجَ النَّاسُ أَنْ يَحْلِفُوا. فَحَلَفْتُ أَنَا أَنَّهُ أَخِي. فَخَلَّى سَبِيلَهُ. فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ تَحَرَّجُوا أَنْ يَحْلِفُوا وَحَلَفْتُ أَنَا أَنَّهُ أَخِي. فَقَالَ: «صَدَقْتَ. الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ».

ملاقات کے لیے روانہ ہوئے۔ ہمارے ساتھ حضرت وائل بن حجر ؓ بھی تھے۔ حضرت وائل ؓ کو ان کے ایک دشمن نے پکڑ لیا تو لوگوں نے قسم کھانے میں حرج محسوس کیا۔ میں نے قسم کھالی کہ وہ میرے بھائی ہیں (یہ ظاہر کیا کہ یہ وائل بن حجر نہیں۔) اس نے انھیں چھوڑ دیا' پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے نبی ﷺ سے (واقعہ) عرض کیا کہ دوسرے افراد نے قسم کھانے میں حرج محسوس کیا اور میں نے قسم کھالی کہ وہ میرے بھائی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ''تم نے سچ کہا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① توریہ کا مطلب ہے ایسی بات کرنا جس کے دو مطلب ہوں' مخاطب اس کا کچھ اور مطلب سمجھے اور بات کرنے والا دوسرا مطلب مراد لے رہا ہو تاکہ جھوٹ بھی نہ ہو اور جان بھی بچ جائے۔ ② جب جان' مال یا آبرو کو خطرہ ہو تو دشمن سے بچنے کے لیے توریہ کرنا جائز ہے۔ ③ دوسرے مسلمان کی جان بچانے کے لیے بھی توریہ کرنا جائز ہے۔ ④ حضرت سوید ؓ نے یہ قسم نہیں کھائی کہ یہ وائل بن حجر ؓ نہیں بلکہ بھائی ہونے کی قسم کھائی۔ دشمن نے انھیں سوید کا سگا بھائی سمجھا' اس لیے چھوڑ دیا جبکہ حضرت سوید ؓ کا مطلب یہ تھا کہ یہ میرا دینی بھائی ہے۔

۲۱۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْيَمِينُ عَلَى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ».

۲۱۲۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم' قسم دلانے والے کی نیت پر ہوتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس کا مطلب یہ ہے کہ قسم میں توریہ درست نہیں بلکہ توریہ کے ساتھ قسم کھانا بھی جھوٹ ہی سمجھا جائے گا۔ ② گزشتہ حدیث سے بظاہر اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے لیکن وہ حدیث اس صورت میں ہے

۲۱۲۰- أخرجه مسلم، الأيمان، باب اليمين على نية المستحلف، ح: ۱۶۵۳ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

جب کسی مسلمان کی جان' مال یا آبرو خطرے میں ہو۔ اور یہ حدیث روزمرہ معاملات کے بارے میں ہے۔

٢١٢١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ : أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «يَمِينُكَ عَلَى مَا يُصَدِّقُكَ بِهِ صَاحِبُكَ».

٢١٢١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیری قسم اسی مفہوم پر واقع ہوگی جس پر تیرا ساتھی (قسم دلانے والا) تجھے سچا سمجھے۔''

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر قسم کھا کر ذومعنی بات کہی اور ایسا معنی مراد لیا جو سچ تھا لیکن مخاطب اس سے وہ معنی نہیں سمجھا' اور جو معنی مخاطب نے سمجھا' اس کے لحاظ سے بات غلط تھی تو یہ جھوٹی قسم ہوگی۔ قسم کا وہی مفہوم معتبر ہوگا جو قسم دلانے والا سمجھتا ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ النَّذْرِ (التحفة ١٥)

باب:١٥- نذر ماننے کی ممانعت کا بیان

٢١٢٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ النَّذْرِ. وَقَالَ : «إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ اللَّئِيمِ».

٢١٢٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا اور فرمایا: ''اس کے ذریعے سے کنجوس (کے ہاتھ) سے (مال) نکلوایا جاتا ہے۔''

٢١٢٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِنَّ النَّذْرَ لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ

٢١٢٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نذر آدم کے بیٹے کو اس کے سوا کچھ نہیں دلا سکتی جو اس کے لیے مقدر کر دیا گیا ہے۔ تقدیر نذر پر غالب آ جاتی ہے' جو اس کی قسمت میں

٢١٢١ـ أخرجه مسلم، الأيمان، الباب السابق، ح: ١٦٥٣ من حديث هشيم به.

٢١٢٢ـ أخرجه البخاري، القدر، باب إلقاء العبد النذر إلى القدر، ح: ٦٦٠٨، ٦٦٩٣، ومسلم، النذر، باب النهي عن النذر، وأنه لا يرد شيئًا، ح: ١٦٣٩/ ٤ من حديث سفيان به.

٢١٢٣ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب الوفاء بالنذر وقول الله تعالى: "يوفون بالنذر"، ح: ٦٦٩٤ من حديث أبي الزناد به.

بِشَيْءٍ إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ . وَلٰكِنْ يَغْلِبُهُ الْقَدَرُ، مَا قُدِّرَ لَهُ . فَيُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ فَيُيَسَّرُ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُيَسَّرُ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ ذٰلِكَ . وَقَدْ قَالَ اللهُ : أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ» .

ہے وہ ہوجائے گا۔لیکن نذر کے ذریعے سے بخیل سے (کچھ نہ کچھ) نکلوالیا جاتا ہے۔اس طرح اس پر وہ کام (غریب کی مدد کرنا) آسان ہوجاتا ہے جو پہلے آسان نہیں تھا' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: تو خرچ کر' میں تجھ پر خرچ کروں گا(تجھے دنیا میں بھی دوں گا۔'')

فوائد ومسائل: ① سخی آدمی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہتا ہے۔اسے نذر ماننے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ② مشروط نذر ماننا بخیلوں کا کام ہے۔نذر ماننے والا کہتا ہے: اگر میرا فلاں کام ہوگیا' یا فلاں مصیبت ٹل گئی تو اتنی رقم صدقہ کروں گا' گویا وہ کہہ رہا ہے کہ اگر میرا کام نہ ہوا تو یہ صدقہ نہیں کروں گا۔اس لحاظ سے نذر مکروہ ہے۔ ③ غیر مشروط نذر یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ سے وعدہ کرے کہ فلاں نیکی کا کام کروں گا۔یہ ثواب کا کام ہے۔ ④ نذر ایک عبادت ہے' اس لیے نذر خواہ مشروط ہو یا غیر مشروط' صرف اللہ ہی کے لیے ماننی چاہیے۔کسی ولی' مزار یا بت وغیرہ کے لیے نذر ماننا اس کی عبادت ہے جو شرک ہے۔ ④ اللہ کی رضا کے لیے مال خرچ کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے اور مشکلات دور ہوتی ہیں۔ ⑤ ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے لیکن دعا' نذر اور دیگر عبادتوں کے ذریعے سے ہم اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں' اسی سے امید وابستہ کرتے ہیں کہ اپنی رحمت سے ہماری حاجتیں پوری کرے اور مشکلات دور فرمائے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ النَّذْرِ فِي الْمَعْصِيَةِ (التحفة ١٦)

باب:١٦- گناہ کے کام کی نذر

٢١٢٤- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «[لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ. وَ]لَا نَذْرَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».

٢١٢٤- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گناہ کے کام کی کوئی نذر نہیں اور جس چیز کا انسان مالک نہیں' اس کی کوئی نذر نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① نذر اللہ کو راضی کرنے کے لیے مانی جاتی ہے' اس لیے اگر کوئی شخص ایسی نذر مان لے جو

٢١٢٤_ أخرجه مسلم، النذر، باب لا وفاء لنذر في معصية الله ولا فيما لا يملك العبد، ح: ١٦٤١ من حديث أيوب به مطولاً.

گناہ کا کام ہے تو وہ نذر کالعدم ہے' اسے پورا کرنا جائز نہیں' مثلاً: کوئی نذر مانے کہ میں اپنے فلاں بیٹے کو دوسرے بیٹوں سے زیادہ دوں گا' یا ایسے کام کی نذر مان لے جو شرعی طور پر ثواب کا کام نہیں' مثلاً: یہ نذر کہ میں دھوپ میں کھڑا رہوں گا تو اسے چاہیے کہ وہ نذر پوری نہ کرے' اس کے بدلے میں کفارہ دے دے۔ ② جس چیز کا مالک نہیں' مثلاً: کسی دوسرے شخص کا جانور ذبح کرنے کی نذر مان لے تو یہ درست نہیں۔ ہاں' اگر یہ خیال ہو کہ میں یہ جانور خرید لوں گا اور امید ہو کہ وہ بیچ دے گا تو خرید کر ذبح کر دے۔

٢١٢٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ أَبُوطَاهِرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ. وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

٢١٢٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گناہ کے کام کی کوئی نذر نہیں اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔“

فائدہ: کفارے کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ٢١٠٧۔

٢١٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ. وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللهَ فَلاَ يَعْصِهِ».

٢١٢٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر مانے' اسے چاہیے کہ اللہ کی اطاعت کرے۔ اور جو شخص اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے' اسے چاہیے کہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔“

(المعجم ١٧) - بَابُ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَلَمْ يُسَمِّهِ (التحفة ١٧)

باب: ١٧- غیر معین نذر

٢١٢٥- [صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية، ح: ٣٢٩١ من حديث ابن وهب به، أخرجه الترمذي، ح: ١٥٢٤، وقال: "هٰذا لا يصح، لأن الزهري لم يسمع هٰذا الحديث من أبي سلمة" * والزهري صرح بالسماع من أبي سلمة عند النسائي، ح: ٣٨٦٩.

٢١٢٦- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة "وما أنفقتم من نفقة أو نذرتم من نذر"، ح: ٦٦٩٦ من حديث طلحة به.

۲۱۲۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَلَمْ يُسَمِّهِ، فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

۲۱۲۷- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نذر مانی اور اس کا نام نہ لیا' اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔''

فائدہ: تعین نہ کرنا اور نام نہ لینا اس طرح ہے کہ کہے: میرے ذمے اللہ کے لیے نذر ہے۔

۲۱۲۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَلَمْ يُسَمِّهِ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ. وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُطِقْهُ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ. وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا أَطَاقَهُ فَلْيَفِ بِهِ».

۲۱۲۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نذر مانی اور اس کا نام نہ لیا (تعین نہ کیا)' اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ اور جس نے نذر مانی جسے وہ پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا' اس کا کفارہ بھی قسم کا کفارہ ہے۔ اور جس نے ایسی نذر مانی جسے پورا کرنے کی وہ طاقت رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ نذر پوری کرے۔''

(المعجم ۱۸) - بَابُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ (التحفة ۱۸)

باب: ۱۸- نذر پوری کرنا

۲۱۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: نَذَرْتُ نَذْرًا فِي

۲۱۲۹- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے جاہلیت میں ایک نذر مانی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے مجھے نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔

۲۱۲۷ـ [حسن] ﷺ إسماعيل بن رافع تقدم، ح: ۱۳۳۷، ولحديثه شاهد حسن، انظر الحديث الآتي.

۲۱۲۸ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب من نذر نذرًا لا يطيقه، ح: ۳۳۲۲ من طريق آخر عن بكير به، وإسناده حسن.

۲۱۲۹ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۷۷۲.

الْجَاهِلِيَّةِ. فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَمَا أَسْلَمْتُ. فَأَمَرَنِي أَنْ أُوفِيَ بِنَذْرِي.

فوائد ومسائل: ① نذر چونکہ اللہ کی عبادت ہے اور نیکی ہے' اس لیے اسلام قبول کرنے سے پہلے جو نیکی کرنے کا ارادہ کیا تھا' نبی اکرم ﷺ نے وہ نیکی کرنے کا حکم دیا۔ ② حالت کفر میں اگر ایسا کام کرنے کی نذر مانی جائے جو اسلام میں بھی نیکی ہے تو اسلام قبول کرنے کے بعد نذر پوری کرنا ضروری ہے۔

٢١٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَعَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ: أَنْبَأَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ بِبُوَانَةَ. فَقَالَ: «فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ؟» قَالَ: لاَ. قَالَ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ».

٢١٣٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیرے دل میں جاہلیت والی کوئی بات تو نہیں؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی نذر پوری کر لے۔''

فوائد ومسائل: ① دل میں جاہلیت کی بات ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تو نے اس مقام کو اس لیے تو متعین نہیں کیا کہ دور جاہلیت میں اس مقام کو کسی قسم کے تقدس کا حامل سمجھا جاتا ہو اور اسی مزعومہ تقدس کے پیش نظر تو نے وہاں ذبح کرنے کی نذر مان لی۔ ② بُوَانہ ساحل سمندر کے قریب ایک ٹیلہ ہے جو ینبع کے پیچھے واقع ہے۔

٢١٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٢١٣١- حضرت میمونہ بنت کردم یساریہ ؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد (ؓ) نبی ﷺ سے ملے

٢١٣٠ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٢٢، ٢٣، ح: ١٢٣٥٦ من حديث عبدالله بن رجاء به * المسعودي اختلط، تقدم، ح: ٩٠٦، وحبيب عنعن، تقدم، ح: ٣٨٣، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٣٣١٣ وغيره.

٢١٣١ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٦٦ من حديث الطائفي به، الرواية الثانية، وقال البوصيري: "أنه منقطع، يزيد بن مقسم لم يسمع من ميمونة بنت كردم"، وفي الرواية الأولى تدليس، انظر الحديث السابق، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ٣٣١٤.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ كَرْدَمٍ الْيَسَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ وَهِيَ رَدِيفَةٌ لَهُ. فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ بِبُوَانَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ بِهَا وَثَنٌ؟» قَالَ: لاَ. قَالَ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ».

جب کہ وہ (اونٹ پر اپنے والد کے) پیچھے سوار تھیں۔ انھوں نے کہا: میں نے بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے تو رسول ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہاں کوئی وثن ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی نذر پوری کر لے۔''

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ كَرْدَمٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

یہ روایت ایک دوسری سند سے بھی حضرت میمونہ بنت کردم ؓ سے اسی طرح مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① عرب کے مشرکین کچھ بزرگوں کے مجسمے بنا کر پوجتے تھے انھیں صنم (بت) کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بزرگوں سے منسوب کچھ درختوں' چٹانوں' قبروں اور پتھروں وغیرہ کو مقدس سمجھ کر ان کی زیارت کی جاتی تھی' اور ان سے اپنے خیال میں برکت حاصل کی جاتی تھی۔ ایسی چیزوں کو وثن (متبرک اشیاء) کہا جاتا ہے۔ ان کی زیارت کے خود ساختہ آداب اور اعمال اصل میں ان وثنوں کی عبادت ہے' ان دونوں سے اجتناب توحید کا تقاضا ہے۔ ② جہاں غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہو' وہاں مومن کو اللہ کی عبادت سے بھی پرہیز کرنا چاہیے تاکہ مشرکین سے مشابہت نہ ہو۔ ③ اگر کسی مقام پر کوئی وثن تھا' پھر وہ ختم ہو گیا تو وہاں بھی عبادت اور ذبیحہ وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ دوبارہ اس وثن کی عبادت شروع نہ ہو جائے۔ ④ غیر اللہ کے نام کا جانور قربان کرنا حرام ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ (التحفة ١٩)

باب:١٩- اگر کوئی نذر پوری کیے بغیر فوت ہو جائے تو؟

٢١٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي

٢١٣٢- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ ان کی والدہ کے ذمے نذر تھی' وہ نذر پوری کیے بغیر فوت ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٢١٣٢- أخرجه البخاري، الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءةً أن يتصدقوا عنه، وقضاء النذور عن الميت، ح: ٢٧٦١، وح: ٦٦٩٨ من حديث ابن شهاب الزهري به، ومسلم، النذر، باب الأمر بقضاء النذر، ح: ١٦٣٨.

نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ. تُوُفِّيَتْ وَلَمْ تَقْضِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْضِهِ عَنْهَا».

''اس کی طرف سے تم پوری کرو۔''

فوائد ومسائل: ① نذر پوری کرنا واجب ہے۔ ② اگر کوئی فوت ہو جائے اور نذر پوری نہ کی ہو تو مالی نذر اس کے مال سے پوری کر لی جائے جس طرح قرض ادا کیا جاتا ہے' پھر ترکہ تقسیم کیا جائے۔ ③ بدنی نذر اس کے قریبی وارث کو پوری کرنی چاہیے۔ ④ اولاد کا حق زیادہ ہے کہ وہ والدین کی نذر پوری کریں۔

٢١٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ. وَعَلَيْهَا نَذْرُ صِيَامٍ. فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيَصُمْ عَنْهَا الْوَلِيُّ».

۲۱۳۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: اللہ کے رسول! میری والدہ فوت ہو گئی ہیں اور ان کے ذمے نذر کے روزے تھے۔ وہ نذر پوری کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے ولی روزے رکھے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس سے بخاری (۱۹۵۲) و مسلم (۱۱۴۷) کی روایت کفایت کرتی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح سنن أبي داود (مفصل)' رقم:۲۰۷۷' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث:۲۱۳۳) لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی وجہ سے قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَحُجَّ مَاشِيًا (التحفة ٢٠)

باب:۲۰- پیدل حج کی نذر ماننا

٢١٣٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ

۲۱۳۴- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ ان کی بہن نے ننگے پاؤں اور ننگے سر پیدل سفر (کر

٢١٣٣ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٣٣٠ لعلته، وحديث من مات وعليه صيام صام عنه وليه، يغني عنه.

٢١٣٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية، ح: ٣٢٩٣ من حديث يحيى به * عبيدالله بن زحر ضعفه الجمهور، وقال ابن معين كل حديثه عندي ضعيف، وله متابعة ضعيفة عند أحمد: ٤/ ١٤٧ من أجل ابن لهيعة تقدم، ح: ٣٣٠.

سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الرُّعَيْنِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُخْتَهُ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ حَافِيَةً، غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ وَأَنَّهُ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ وَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ».

کے حج) کرنے کی نذر مان لی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ''اسے حکم دو کہ سواری پر بیٹھے (سر پر) دوپٹہ لے اور تین روزے رکھ لے۔''

٢١٣٥- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ شَيْخاً يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ. فَقَالَ: «مَا شَأْنُ هٰذَا؟» قَالَ ابْنَاهُ: نَذْرٌ، يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «ارْكَبْ أَيُّهَا الشَّيْخُ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ».

۲۱۳۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بوڑھے کو اپنے دو بیٹوں کے درمیان (ان کا سہارا لے کر) چلتے دیکھا تو فرمایا: ''اس کا کیا معاملہ ہے؟'' اس کے بیٹوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس نے نذر مان رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بڑے میاں! سوار ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ تم سے اور تمھاری نذر سے مستغنی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ایسی نذر ماننا درست نہیں جسے پورا کرنے میں انتہائی مشقت ہو۔ ② جب انسان محسوس کرے کہ نذر پوری کرنا بس سے باہر ہوتا جا رہا ہے تو نذر توڑ کر کفارہ دے دے۔ ③ اپنے آپ پر اتنی مشقت ڈالنا مناسب نہیں جس کو نبھانا دشوار ہو۔ اللہ کی رضا ان اعمال کی خلوص کے ساتھ ادائیگی کے ساتھ بھی حاصل ہو سکتی ہے جسے آدمی آسانی سے ادا کر سکے، تاہم نفلی عبادات کا مناسب حد تک اہتمام کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ٢١) - بَابُ مَنْ خَلَطَ فِي نَذْرِهِ طَاعَةً بِمَعْصِيَةٍ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- ایسی نذر ماننا جس میں نیکی اور گناہ دونوں شامل ہوں

٢١٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ: حَدَّثَنَا

۲۱۳۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک شخص کے

٢١٣٥- أخرجه مسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ١٦٤٣ من حديث عبدالعزيز به.

٢١٣٦- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، ح: ٦٧٠٤ من حديث وهيب به، الرواية الثانية، وبها صح السند الأول.

عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الشَّمْسِ. فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَصُومَ وَلاَ يَسْتَظِلَّ إِلَى اللَّيْلِ. وَلاَ يَتَكَلَّمَ. وَلاَ يَزَالَ قَائِماً. قَالَ: «لِيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَجْلِسْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ».

پاس سے ہوا جو دھوپ میں کھڑا تھا تو آپ نے فرمایا: ''یہ کیا معاملہ ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: اس نے نذر مانی ہے کہ روزہ رکھے گا' رات تک سائے میں نہیں آئے گا' کلام نہیں کرے گا اور کھڑا رہے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے چاہیے کہ کلام کرے' سائے میں آئے' بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے۔''

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَنْبَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا الْعَلاَءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ وُهَيْبٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ نے مذکورہ روایت حسین بن محمد بن شنبہ واسطی کے واسطے سے بھی نبی ﷺ سے گذشتہ حدیث کی مثل بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① جب نذر اس قسم کی ہو کہ اس میں بعض کام جائز ہوں اور بعض ناجائز تو اسے چاہیے کہ ناجائز کام چھوڑ دے اور جائز کام کی نذر پوری کرے۔ بات کرنے' بیٹھنے اور سائے میں آنے سے پرہیز درست نہیں تھا' اس لیے ان کاموں سے روک دیا گیا۔ روزہ شرعی عبادت تھی' لہٰذا اسے پورا کرنے کا حکم دیا گیا۔ ② رہبانیت کا طریقہ اختیار کرنا شریعت اسلامی کے مزاج کے خلاف ہے' خواہ اسے تصوف وغیرہ کا خوش نما نام ہی دے دیا جائے۔ ③ نذر ماننے والے اس صحابی کا نام حضرت ابو اسرائیل رضی اللہ عنہ ہے۔ (صحیح البخاري' الأیمان والنذور' باب النذر فیما لا یملك' و في معصیة' حدیث:٦٧٠٤)

تجارت کی لغوی، اصطلاحی تعریف، مشروعیت اور اس کی ممنوع اقسام

✵ **لغوی معنی:** لغت میں بیع سے مراد [مُقَابَلَةُ الشَّيْءِ بِالشَّيْءِ] ''ایک چیز کے مقابلے میں دوسری چیز لینا'' ہے۔

✵ **اصطلاحی تعریف:** بیع کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے: [هُوَ مُبَادَلَةُ الْمَالِ بِالتَّرَاضِي] ''بخوشی مال کے بدلے مال لینا بیع کہلاتا ہے۔''

✵ **تجارت کی مشروعیت:** تجارت کی مشروعیت قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (البقرۃ ۲:۲۷۵) ''اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔''

رسول اکرم ﷺ کے فرامین مبارکہ اور اسوۂ حسنہ سے اس کی مشروعیت ثابت ہے، مثلاً: آپ نے فرمایا: [لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ] (صحيح البخاري، الشروط، باب مايجوز من الشروط في النكاح، حديث: ۲۷۲۳) ''شہری دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے۔''

نیز فرمایا: [اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ] (جامع الترمذي،

البیوع' باب ماجاء في التجار و تسمیة النبيﷺ إیاھم' حدیث:۱۲۰۹) ''امانت دار سچا تاجر انبیائے کرام' صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔''

* **تجارت کی حکمت:** تجارت کی مشروعیت میں بنی نوع انسان کی ضروریات زندگی کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ وہ بلانقصان پہنچائے مہیا ہوتی رہیں۔

* **تجارت کے ارکان:** بیع وتجارت کے مندرجہ ذیل چار ارکان ہیں:

① بائع: بیچنے والا' اس کے لیے لازم ہے کہ چیز اس کی ملکیت ہو' نیز وہ معاملہ فہم اور عقلمند ہو۔

② مشتری: خریدنے والا' خریدار کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ عقد وتصرف کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔

③ مبیع: بیچی جانے والی چیز' جو چیز بیچی جارہی ہے وہ حلال ہو اور اس کی قیمت بھی حلال ہو۔

④ الفاظ عقد: ایجاب وقبول' مثلاً: ایک شخص کہے کہ میں یہ چیز اتنی رقم کے عوض بیچتا ہوں اور دوسرا کہے کہ میں خریدتا ہوں۔

* **تجارت کی بعض ممنوع اقسام:**

① ایک مسلمان کی بیع پر بیع کرنا' یا اس کے سودے پر سودا کرنا حرام ہے۔

② بیع نجش: گاہک کو دھوکا دینے کے لیے بڑھ چڑھ کر بولی لگانا۔

③ حرام اور ناپاک چیزوں کی تجارت' مثلاً: شراب اور سود وغیرہ۔

④ دھوکے کی تجارت' جیسے تالاب میں موجود مچھلیوں کی تجارت۔

⑤ غیر موجود چیزوں کی تجارت۔

⑥ قرض کے ساتھ قرض کی تجارت۔

⑦ بیع العینہ: ایک آدمی ایک چیز مقرر قیمت پر ایک مقرر وقت تک کے لیے فروخت کرے' پھر جب میعاد مقرر مکمل ہو جائے اور وہ رقم ادا نہ کر سکے تو خریدار سے وہی چیز نقد کم قیمت پر خرید لے اور خریدنے والے کو خواہ مخواہ نقصان اٹھانا پڑے۔

⑧ شہری کا دیہاتی کے لیے فروخت کرنا۔

⑨ تجارتی قافلوں کو منڈی میں آنے سے پہلے جا ملنا اور سامان خرید لینا۔

⑩ دودھ روکے ہوئے جانور کی تجارت۔

⑪ بیع المخاضرہ: پھلوں اور اناج کو پکنے سے پہلے ہی کھیت میں فروخت کرنا۔

⑫ ان کے علاوہ آج کل کاروبار کی اور بہت سی قسمیں ہیں جو ناجائز ہیں۔ علمائے کرام ان کی وضاحت کرتے رہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٢) **أَبْوَابُ التِّجَارَاتِ** (التحفة ١٠)

تجارت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْمَكَاسِبِ (التحفة ١)

باب:١- روزی کمانے کی ترغیب

٢١٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ. وَإِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ».

٢١٣٧- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کا بہترین کھانا وہ ہے جو اس کی کمائی سے (حاصل) ہو۔ اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اسلام رہبانیت کا دین نہیں اور نہ وہ ترک دنیا کی دعوت دیتا ہے بلکہ دنیا میں اس طریقے سے رہنا سکھاتا ہے جس میں ایثار' خیر خواہی اور تعاون کو پیش نظر رکھا جائے۔ دنیا میں امن و امان اسی طرح پیدا ہو سکتا ہے۔ ② محنت سے حاصل ہونے والی کمائی حلال کمائی ہے بشرطیکہ اس میں شرعی احکام کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔ یہ محنت جسمانی بھی ہو سکتی ہے' کوئی فنی مہارت یا دستکاری بھی ہو سکتی ہے' ذہنی اور دماغی بھی ہو سکتی ہے۔ ③ انسان اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے اور ان پر خرچ کرتا ہے' لہٰذا اولاد کا فرض ہے کہ والدین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرے۔ ④ والدین اپنی اولاد سے حسب ضرورت مال لے سکتے ہیں' تاہم انھیں چاہیے کہ اولاد کی جائز ضروریات کو نظر انداز نہ کریں۔

٢١٣٧ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٢٤١، البيوع، باب الحث على الكسب، ح: ٤٤٥٦، ٤٤٥٧ من حديث الأعمش به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٠٩٢، ١٠٩٣، وله شواهد كثيرة، انظر، ح: ٢٢٩٠ـ٢٢٩٢.

۲۱۳۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ ابْنِ مَعْدِيكَرِبَ [الزُّبَيْدِيِّ]، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا كَسَبَ الرَّجُلُ كَسْباً أَطْيَبَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ. وَمَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَخَادِمِهِ، فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۲۱۳۸- حضرت مقدام بن معدی کرب زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ پاکیزہ (اور عمدہ) روزی حاصل نہیں کرسکتا۔ اور آدمی اپنی ذات پر' اپنے بیوی بچوں پر اور اپنے خدام پر جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے' وہ صدقہ ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اپنی محنت سے حاصل ہونے والی کمائی بہترین ہے۔ مستحق ہونے کی صورت میں اسے ملنے والی مدد بھی اس کے لیے حلال ہے لیکن یہ کوئی عمدہ روزی نہیں' اس لیے اس سے ممکن حد تک بچتے ہوئے محنت مزدوری سے حاصل ہونے والی تھوڑی آمدنی پر قناعت کرنا بہتر ہے۔ ② اپنے آپ پر اور بیوی بچوں پر خرچ نہ کرنا بخل اور کنجوسی ہے جو مذموم ہے لیکن اپنی اور گھر والوں کی جائز اور ناجائز فرمائشیں پوری کرتے چلے جانا بھی اسراف اور تبذیر ہے جو بہت بری بات ہے۔ جائز ضروریات پوری کرنے کے بعد باقی مال سے زیادہ سے زیادہ یہ کوشش ہونی چاہیے کہ دوسروں کی ضروریات پوری کی جائیں۔ ③ خادم خواہ زرخرید غلام ہوں یا تنخواہ دار ملازم' ان سے حسن سلوک' ان کا احترام اور ان کی جائز ضروریات کی تکمیل اخلاقی فرض ہے۔

۲۱۳۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا كُلْثُومُ بْنُ جَوْشَنٍ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «التَّاجِرُ الْأَمِينُ الصَّدُوقُ الْمُسْلِمُ، مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۲۱۳۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیانت دار' سچا مسلمان تاجر قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔''

۲۱۳۸ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٢ من حديث إسماعيل به نحو المعنى، وتابعه بقية ثنا بحير به (المسند للإمام أحمد، أيضًا)، وحسنه البوصيري، وأصله في صحيح البخاري، ح: ٢٠٧٢ وغيره، وله شاهد.

۲۱۳۹ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٢/ ٦ من حديث كثير به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه كلثوم بن جوشن وهو ضعيف"، وله شاهد ضعيف عند الترمذي، ح: ١٢٠٩ وغيره، وحسنه الترمذي، وفيه علل، منها عنعنة الحسن وغيره.

فائدہ: یہ حدیث جامع ترمذی میں حضرت ابوسعید ؓ سے مروی ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (جامع الترمذي' البيوع' باب ماجاء في التجار...... ' حديث: ۱۲۰۹) یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے' تاہم امانت ودیانت اور سچائی کے ساتھ تجارت کرنا بہت فضیلت والا عمل اور نہایت باعث برکت ہے۔

٢١٤٠- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَكَالَّذِي يَقُومُ اللَّيْلَ وَيَصُومُ النَّهَارَ».

۲۱۴۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ اور مسکین (کی ضروریات پوری کرنے) کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے' اور اس شخص کی طرح ہے جو رات کو قیام کرتا اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① معاشرے کے ضرورت مند' نادار اور معذور افراد کی کفالت اور خبر گیری بہت عظیم عمل ہے۔ جس طرح جہاد اسلامی معاشرے کو کافروں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے' اسی طرح ناداروں کی خبر گیری انھیں اسلام کے فوائد سے مستفید کر کے ان کے دل میں اسلام کی محبت قائم رکھتی ہے بلکہ بعض حالات میں انسان فقر و فاقہ سے مجبور ہو کر کفر اختیار کر لیتا ہے۔ ② عیسائی تبلیغی (مشنری) ادارے نادار افراد کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر انھیں اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ اس طرح ان کی طاقت بڑھتی اور مسلمانوں کی طاقت کم ہوتی ہے' لہٰذا ضرورت مندوں کی مدد کر کے مسلمانوں کی طاقت کو محفوظ رکھنا اور کفر کی طاقت کو بڑھنے سے روکنا یقیناً جہاد کے مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ③ بیوہ کی کفالت کا بہترین ذریعہ اس کے نکاح کا بندوبست کرنا ہے۔ اس طرح اس کی عصمت بھی محفوظ ہو جاتی ہے اور اس کی اور اس کے یتیم بچوں کی کفالت و تربیت کا مستقل انتظام ہو جاتا ہے' تاہم اگر کسی وجہ سے اس کا نکاح نہ ہو سکے تو اس کی اور اس کے بچوں کی جائز ضروریات پوری کر کے انھیں معاشرے کے مفید ارکان بنانا مسلمانوں کا فرض ہے۔

٢١٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ

۲۱۴۱- حضرت معاذ بن عبداللہ ؒ اپنے وا[لد] (حضرت عبداللہ بن خبیب ؓ) سے اور وہ اپنے [...]

٢١٤٠ـ أخرجه البخاري، النفقات، باب فضل النفقة على الأهل ... الخ، ح: ٥٣٥٣، ومسلم، الزهد، با[ب] فضل الإحسان إلى الأرملة والمسكين واليتيم، ح: ٢٩٨٢ من حديث ثور به.

٢١٤١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٧٢، ٣٨١ من حديث عبدالله بن سليمان به، وصححه الحاكم: ٢/ والذهبي، والبوصيري.

سُلَيْمَانَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: كُنَّا فِي مَجْلِسٍ. فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَى رَأْسِهِ أَثَرُ مَاءٍ. فَقَالَ لَهُ بَعْضُنَا: نَرَاكَ الْيَوْمَ طَيِّبَ النَّفْسِ. فَقَالَ: «أَجَلْ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ» ثُمَّ أَفَاضَ الْقَوْمُ فِي ذِكْرِ الْغِنَى. فَقَالَ: «لَا بَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنِ اتَّقَى. وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقَى خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى. وَطِيبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيمِ».

(حضرت عبید رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ہم لوگ ایک مجلس میں موجود تھے کہ نبی ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ کے سرمبارک پر پانی کا اثر تھا (غسل فرما کر تشریف لائے تھے۔) بعض لوگوں نے عرض کیا: آج ہم آپ کو خوش دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں' اللہ کا شکر ہے۔'' پھر لوگوں نے خوشحالی (اور دولت مندی) کا ذکر چھیڑ دیا تو آپ نے فرمایا: ''متقی آدمی کے لیے دولت مند ہونے میں حرج نہیں۔ اور متقی کے لیے صحت دولت سے بہتر ہے۔ اور طبیعت کا خوش ہونا بھی (اللہ کی) نعمت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① دولت بذات خود کوئی بری چیز نہیں' اس کے حصول کا طریقہ اور اس کو جائز یا ناجائز مقام پر خرچ کرنا اسے برا بناتا ہے۔ ② اللہ سے ڈرنے والا نیک آدمی روزی حلال طریقے سے کماتا ہے اور نیکی کے کاموں میں اور جائز ضروریات پوری کرنے میں خرچ کرتا ہے۔ اس طرح اسے کمانے میں بھی ثواب ملتا ہے اور خرچ کرنے میں بھی۔ ایسے آدمی کے لیے دولت واقعی ایک عظیم نعمت ہے۔ ③ فاسق آدمی روزی کمانے میں حلال حرام کی تمیز نہیں کرتا۔ اور خرچ کرتے وقت فخر و ریا' یا غیر ضروری عیش و عشرت میں خرچ کرتا ہے۔ اس طرح اس کے لیے اس دولت کا حصول بھی گناہ کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اس کا خرچ بھی گناہ میں اضافے کا باعث بن جاتا ہے۔ ایسے آدمی کے لیے دولت ایک آزمائش بلکہ ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین. ④ صحت دولت سے بڑی نعمت ہے۔ صحت کی حالت میں دولت کم ہونے کے باوجود نیکی کے بہت سے کام کیے جا سکتے ہیں۔ ⑤ اللہ کی نعمت پر خوش ہونا اور اس کا شکر ادا کرنا تقویٰ اور زہد کے منافی نہیں۔ ⑥ مومن کو خوش و خرم رہنا چاہیے۔ مسلمان بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا بھی معمولی نیکی نہیں۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' البر والصلة' باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء' حدیث:٢٦٢٦) ⑦ جو نعمتیں ہمیں حاصل نہیں' ان کے نہ ہونے پر افسوس کرنے کے بجائے ان نعمتوں پر توجہ کرنی چاہیے جو حاصل ہیں تاکہ دل میں شکر کا جذبہ پیدا ہو اور ناشکری جیسے برے عمل سے محفوظ رہ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (الضحى ٩٣:١١) ''اور آپ اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرتے رہیں۔''

(المعجم ٢) - بَابُ الْاِقْتِصَادِ فِي طَلَبِ الْمَعِيشَةِ (التحفة ٢)

باب:٢- روزی کمانے میں میانہ روی اختیار کرنا

٢١٤٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَجْمِلُوا فِي طَلَبِ الدُّنْيَا فَإِنَّ كُلًّا مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ».

۲۱۴۲- حضرت ابوحمید (منذر بن سعد) ساعدی ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا کے حصول کے لیے اچھا طریقہ اختیار کرو۔ ہر انسان کے لیے وہ کام آسان ہو جاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① دنیا کمانے کے لیے اچھا طریقہ اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حلال کمانے کی کوشش کرو اور اس میں ہمہ تن مشغول نہ ہو جاؤ کہ آخرت کی طرف توجہ نہ رہے یعنی اعتدال کا راستہ اختیار کرو۔ ② جو روزی قسمت میں لکھی ہوئی ہے وہ حلال راستہ اختیار کرنے سے بھی مل ہی جائے گی پھر ناجائز اور حرام راستے سے تلاش کرنے کا کیا فائدہ؟

٢١٤٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بَهْرَامَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ، زَوْجُ بِنْتِ الشَّعْبِيِّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعْظَمُ النَّاسِ هَمًّا، الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَهُمُّ بِأَمْرِ دُنْيَاهُ وَأَمْرِ آخِرَتِهِ».

۲۱۴۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے زیادہ پریشانی اس مومن کو ہوتی ہے جو اپنی دنیا کے معاملات کی بھی فکر کرتا ہے اور اپنی آخرت کے معاملات کی بھی۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. تَفَرَّدَ بِهِ إِسْمَاعِيلُ.

امام ابن ماجہ ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اسے صرف اسماعیل (بن بہرام) نے روایت کیا ہے۔

٢١٤٢ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٤١٨ عن هشام بن عمار به، وأخرجه البيهقي وغيره من حديث سليمان بن بلال عن ربيعة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/٣، ووافقه الذهبي، وهو على شرط مسلم فقط، والله أعلم.

٢١٤٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي الدنيا في "الهم والحزن" من حديث إسماعيل به، وانظر، ح: ١٠٨٠ لعلته، وفيه علل أخرى.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم یہ بات صحیح ہے کہ مومن کو سب سے زیادہ فکر آخرت کے معاملات کی ہوتی ہے اور اسی کو وہ سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ اگر اس کے پاس دنیا کے وسائل کی کمی بھی ہو تو وہ اس کی فکر نہیں کرتا' لیکن کافر کو صرف دنیا کا خیال ہوتا ہے کیونکہ اسے آخرت پر یقین نہیں ہوتا' جب کہ کمزور ایمان والا مومن دنیا کے معاملات میں بھی پریشان رہتا ہے اور اسے آخرت میں سزا ملنے یا نیکیوں میں پیچھے رہ جانے کا خوف بھی ہوتا ہے۔ اس طرح وہ دو قسم کی پریشانیاں لیے پھرتا ہے۔

٢١٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ. فَإِنَّ نَفْساً لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا، وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا. فَاتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ. خُذُوا مَا حَلَّ، وَدَعُوا مَا حَرُمَ».

۲۱۴۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے (اعتدال کے ساتھ) روزی طلب کرو کیونکہ کوئی انسان اپنا رزق پورا کیے بغیر نہیں مرے گا اگرچہ اس (رزق کے حصول) میں دیر ہو جائے۔ چنانچہ اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو۔ جو حلال ہے' وہ لے لو اور جو حرام ہے' وہ چھوڑ دو۔''

فوائد و مسائل: ① حلال روزی کا اہتمام کرنے والا روزی سے محروم نہیں رہتا۔ ② اللہ پر توکل کرتے ہوئے حرام روزی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ جس طرح دنیوی زندگی کی مدت مقرر ہے' اس میں کمی بیشی نہیں ہوگی' اسی طرح رزق بھی متعین ہے لیکن انسان کو اس کی صحیح یا غلط کوشش کی وجہ سے ثواب یا گناہ حاصل ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٣) - بَابُ التَّوَقِّي فِي التِّجَارَةِ (التحفة ٣)

باب: ۳- تجارت میں احتیاط

٢١٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ،

۲۱۴۵- حضرت قیس بن ابو غرزہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے

٢١٤٤ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٤٢٠ من حديث الوليد به، وتابعه محمد بن بكر (المستدرك: ٢/ ٤) وغيره، وله شاهد حسن عند ابن حبان(موارد)، ح: ١٠٨٤، ١٠٨٥ وغيره، وصححه الحاكم، والذهبي.

٢١٤٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التجارة يخالطها الحلف واللغو، ح: ٣٣٢٦ من حديث أبي معاوية به، وصححه الترمذي، ح: ١٢٠٨، وابن الجارود، ح: ٥٥٧، والحاكم: ٢/ ٥، والذهبي * الأعمش صرح بالسماع(مشكل الآثار للطحاوي: ٣/ ١٣، ١٤)، وتابعه جماعة.

عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ قَالَ: كُنَّا نُسَمَّى فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، السَّمَاسِرَةَ. فَمَرَّ بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ. فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحَلِفُ وَاللَّغْوُ. فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ».

زمانۂ مبارک میں دلال کہلاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمارا اس سے بہتر نام رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا: ''اے تاجروں کی جماعت! خرید وفروخت میں قسمیں کھائی جاتی ہیں اور فضول باتیں ہوجاتی ہیں (اس لیے) اس کے ساتھ ساتھ صدقہ بھی کرتے رہا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① [سَمَاسِرة] کا واحد [سِمْسَار] ہے۔ محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ نے اس لفظ کی تشریح یوں کی ہے: [هُوَ الْقَيِّمُ بِأَمْرِ الْبَيْعِ وَالْحَافِظُ لَهُ] (حاشية سنن أبي داود' البيوع' باب في التجارة يخالطها الحلف واللغو) ''خرید وفروخت کے معاملات کا نگران اور ان کا خیال رکھنے والا۔'' یعنی کسی دوسرے کے تجارتی معاملات کا خیال رکھنے والا، منتظم۔ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے ''النهاية'' میں اس کی تعریف یوں کی ہے: [هُوَ فِي الْبَيْعِ اسْمٌ لِلَّذِي يَدْخُلُ بَيْنَ الْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِي' مُتَوَسِّطاً لِإِمْضَاءِ الْبَيْعِ] ''یعنی خرید وفروخت کے معاملات میں یہ لفظ اس شخص کے لیے بولا جاتا ہے جو خریدار اور فروخت کار کے درمیان رابطہ قائم کر کے بیع کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا کردار ادا کرتا ہے۔'' ② اس حدیث سے دلال یا کمیشن ایجنٹ کے کام کا جواز ظاہر ہوتا ہے جب کہ باب: ۱۵ (حدیث: ۲۱۷۵ تا ۲۱۷۷) میں اس کی ممانعت مذکور ہے۔ ان حدیثوں کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے کہ بغیر کمیشن کے خیر خواہی کے طور پر کسی چیز کی خرید وفروخت میں بھائی کی مدد کرنا افضل ہے اور اس کام کی اجرت یا کمیشن وصول کرنا مکروہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الصحيح'' میں ایک باب کا عنوان یوں لکھا ہے: [بَابٌ هَلْ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَيْرِ أَجْرٍ؟ وَهَلْ يُعِينُهُ أَوْ يَنْصَحُهُ] (صحيح البخاري' البيوع' باب: ۶۸) ''کیا شہری آدمی دیہاتی کی طرف سے بغیر اجرت لیے فروخت کرسکتا ہے؟ کیا اس کی مدد اور خیر خواہی کرسکتا ہے؟'' اور اس کے ساتھ نبئ اکرم ﷺ کا یہ فرمان ذکر کیا ہے: [إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ] ''جب کوئی شخص اپنے بھائی سے خیر خواہی کا طالب ہوتو اسے چاہیے کہ اس کی خیر خواہی کرے۔'' اس عنوان کے تحت حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بعض دوسری چیزوں کے ساتھ ہر مسلمان کی خیر خواہی کی شرط پر بھی بیعت کی تھی۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منع کی حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ وہ دلال نہ بنے' اس لیے امام بخاری نے اگلے باب کا یہ عنوان لکھا ہے: [بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِأَجْرٍ] (صحيح البخاري' البيوع' باب: ۶۹) ''شہری کا دیہاتی کے لیے اجرت لے کر فروخت کرنا مکروہ ہے۔'' اس کے بعد کتاب الإجارة میں باب أجر السمسرة (دلالی کی اجرت) کے عنوان سے فرمایا: ابن سیرین' عطاء' ابراہیم اور

حسن رحمہ اللہ دلال کی اجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یوں کہنے میں کوئی حرج نہیں: یہ کپڑا فروخت کرو' اتنی رقم سے جتنی رقم زیادہ ملے گی وہ تمھاری ہے۔ ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ چیز اتنے کی بیچ دو' جو نفع ہوگا وہ تمھارا ہے' یا میرے اور تمھارے درمیان تقسیم ہوگا، اس میں کوئی حرج نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔'' دیکھیے: (صحیح البخاري' الإجارة' باب:۱۴)

٢١٤٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رِفَاعَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِذَا النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ بُكْرَةً. فَنَادَاهُمْ: «يَامَعْشَرَ التُّجَّارِ» فَلَمَّا رَفَعُوا أَبْصَارَهُمْ، وَمَدُّوا أَعْنَاقَهُمْ. قَالَ: «إِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا. إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللهَ وَبَرَّ وَصَدَقَ».

۲۱۴۶- حضرت اسماعیل بن عبید اپنے والد (حضرت عبید بن رفاعہ) رضی اللہ عنہما سے اور وہ ان کے دادا (اپنے والد) حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر گئے۔ لوگ صبح کے وقت خرید وفروخت میں مشغول تھے۔ آپ نے انھیں آواز دی: ''اے تاجروں کی جماعت!'' جب ان لوگوں نے اپنی نظریں اٹھائیں اور گردنیں لمبی کیں (اور نبی ﷺ کی طرف متوجہ ہو گئے) تو آپ نے فرمایا: ''تاجر لوگ قیامت کے دن فاجر (اور گناہ گار) بن کر اٹھیں گے' سوائے اس کے جو اللہ سے ڈرتا رہا اور اس نے نیکی کی اور سچ بولا۔ (یعنی جھوٹ اور دھوکے سے پرہیز کیا)۔''

(المعجم ٤) - بَاب: إِذَا قُسِمَ لِلرَّجُلِ رِزْقٌ مِنْ وَجْهٍ فَلْيَلْزَمْهُ (التحفة ٤)

باب:۴- جب انسان کی قسمت میں کسی طرف سے رزق (کا ذریعہ) بن جائے تو اس (پیشے) کو (بلاوجہ) نہ چھوڑے

٢١٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۲۱۴۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

٢١٤٦ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في التجار وتسمية النبي ﷺ إياهم، ح:١٢١٠ من حديث ابن خثيم به، وقال: "هٰذا حديث حسن صحيح"، وصححه ابن حبان(موارد)، ح:١٠٩٥، والحاكم:٢/٦، والذهبي.

٢١٤٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير:٨/٢٠٦ من حديث محمد بن عبدالله الأنصاري به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف" * هلال مستور، وشك ابن حبان في سماعه من أنس (تقريب)، وفيه علة ◄◄

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا فَرْوَةُ أَبُو يُونُسَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَصَابَ مِنْ شَيْءٍ، فَلْيَلْزَمْهُ».

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے کسی جانب سے (کسی پیشے، علاقے، ملازمت وغیرہ سے) کچھ (رزق) ملے تو اسے چاہیے کہ اس (پیشے وغیرہ) کو اختیار کیے رکھے۔“

٢١٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كُنْتُ أُجَهِّزُ إِلَى الشَّامِ وَإِلَى مِصْرَ. فَجَهَّزْتُ إِلَى الْعِرَاقِ. فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كُنْتُ أُجَهِّزُ إِلَى الشَّامِ. فَجَهَّزْتُ إِلَى الْعِرَاقِ. فَقَالَتْ: لَا تَفْعَلْ. مَا لَكَ وَلِمَتْجَرِكَ؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَبَّبَ اللهُ لِأَحَدِكُمْ رِزْقًا مِنْ وَجْهٍ، فَلَا يَدَعْهُ حَتَّى يَتَغَيَّرَ لَهُ، أَوْ يَتَنَكَّرَ لَهُ».

٢١٤٨- حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں شام اور مصر کی طرف سامان تجارت بھیجا کرتا تھا، (ایک بار) میں نے عراق کی طرف سامان بھیج دیا، پھر میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ام المومنین! میں شام کی طرف سامان بھیجا کرتا تھا۔ اب میں نے عراق کی طرف سامان بھیجا ہے۔ انھوں نے فرمایا: ایسا نہ کرو، تمھارے (سابقہ) مقام تجارت کو کیا ہو گیا؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ”جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کے لیے ایک طرف سے رزق کا سبب پیدا کرے تو وہ اسے اس وقت تک ترک نہ کرے جب تک اس میں تغیر یا خرابی پیدا نہ ہو جائے۔“

(المعجم ٥) - بَابُ الصِّنَاعَاتِ (التحفة ٥)

باب:٥- صنعتوں اور پیشوں کا بیان

٢١٤٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقُرَشِيُّ، عَنْ جَدِّهِ، سَعِيدِ بْنِ أَبِي أُحَيْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا رَاعِيَ غَنَمٍ» قَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ

٢١٤٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا مبعوث نہیں فرمایا جو بکریاں چرانے والا نہ ہو۔“ صحابۂ کرام نے کہا: اللہ کے رسول! آپ بھی (گلہ بانی کرتے رہے ہیں؟) آپ نے فرمایا: ”میں بھی (بکریاں

◀◀ أخرى.

٢١٤٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٤٦ عن أبي عاصم به ببعض الاختلاف * والزبير بن عبيد مجهول كما في التقريب وغيره.

٢١٤٩ـ أخرجه البخاري، الإجارة، باب رعي الغنم على قراريط، ح: ٢٢٦٢ من حديث عمرو بن يحيى به.

يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «وَأَنَا. كُنْتُ أَرْعَاهَا لِأَهْلِ مَكَّةَ بِالْقَرَارِيطِ».

چراتا رہا ہوں۔) میں قیراطوں کے بدلے میں مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔''

قَالَ سُوَيْدٌ: يَعْنِي كُلَّ شَاةٍ بِقِيرَاطٍ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد) حضرت سوید بن سعید رحمہ اللہ نے فرمایا: یعنی ہر بکری (کی دیکھ بھال) کی اجرت ایک قیراط ہوتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① جسمانی محنت اور مزدوری حلال پیشہ ہے بشرطیکہ مزدور دیانت داری سے اپنا کام کرے اور اس کے ذمے کوئی ایسا کام نہ لگایا جائے جو شرعی طور پر ممنوع ہو۔ ② مزدوری کی اجرت مقرر کر کے کام کرنا چاہیے۔ ③ بکریاں چرانا پیغمبروں کا پیشہ ہے جو بہت مشقت والا کام ہے۔ بھیڑیں عام طور پر ایک جگہ جمع ہو کر چرتی چگتی ہیں اور اکٹھی چلتی ہیں' اس لیے انھیں سنبھالنا آسان ہے جب کہ بکریاں بکھر کر چرتی ہیں اور تیزی سے بھاگتی ہیں' اس لیے انھیں کسی کے کھیت میں جانے سے روکنے کے لیے بہت ہوشیاری اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ جسمانی طور پر کمزور مخلوق ہے' اس لیے انھیں بھینسوں یا گدھوں کی طرح مار پیٹ کر غصہ نہیں نکالا جا سکتا بلکہ چرواہے کو رحم دلی اور برداشت سے کام لینا پڑتا ہے۔ نبی کو بھی اپنی قوم کے نامناسب رویے کے جواب میں صبر و تحمل کی ضرورت ہوتی ہے' اس لیے انبیاء کی تربیت بکریوں کے ذریعے سے کی جاتی رہی ہے۔ ④ نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے بکریاں چرانے کا سخت کام نہیں کر سکتے ایسی حرکت وہی شخص کر سکتا ہے جو لوگوں کے جذبۂ عقیدت کا استحصال کرتے ہوئے بغیر محنت کے دنیا کا مال جمع کرنا چاہتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے بکریاں نہیں چرائیں۔ ⑤ قیراط ایک سکے کا نام ہے جو دینار کا بیسواں یا چوبیسواں حصہ ہوتا تھا۔ دیکھیے: (النهاية لابن أثير' ماده قرط)

٢١٥٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ، وَالْحَجَّاجُ، وَالْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كَانَ زَكَرِيَّا نَجَّارًا».

۲۱۵۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔''

فوائد و مسائل: ① لکڑی کا کام ایک اچھا پیشہ ہے جس کے ذریعے سے مومن اپنے ہاتھ کی محنت سے حلال روزی کما سکتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اللہ کے حکم سے لکڑی کی کشتی بنائی تھی۔ (سورۂ ہود ۱۱: ۳۷' ۳۸)

٢١٥٠ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب من فضائل زكرياء ﷺ، ح: ٢٣٧٩ من حديث حماد بن سلمة به.

④ کسی بھی جائز پیشے کو حقیر نہیں جاننا چاہیے۔ حقارت اور ذلت کا کام یہ ہے کہ انسان روزی کمانے کے لیے ناجائز طریقے اختیار کرے' یا ایسا پیشہ اپنائے جو شریعت کی رو سے ممنوع ہے۔

٢١٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَصْحَابَ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ».

۲۱۵۱- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا۔ انھیں کہا جائے گا: جو کچھ تم نے (اپنے خیال کے مطابق) پیدا کیا تھا' اسے زندہ بھی کرو۔''

فوائد و مسائل: ① جاندار چیزوں کی تصویر بنانا حرام ہے' خواہ وہ تصویر کاغذ' دیوار یا کپڑے وغیرہ پر بنائی جائے' یا مجسم شکل میں مٹی' پتھر' چینی یا پلاسٹک وغیرہ سے بنائی جائے۔ ② بعض لوگ کہتے ہیں کہ تصویر کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ان کی پوجا کی جاتی تھی۔ یہ درست نہیں کیونکہ پوجا تو درختوں' ستاروں' سورج' چاند اور آگ کی بھی کی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود ان چیزوں کا استعمال اور ان سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں۔ ③ یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ سابقہ شریعتوں میں تصویر سازی اور مجسمہ سازی کی اجازت تھی' اگر یہ دعویٰ درست بھی ہو تو بھی کسی چیز کے سابقہ شریعت میں جائز ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ہمارے لیے بھی جائز ہے جب تک ہمارے پاس یہ واضح دلیل موجود نہ ہو کہ وہ ہماری شریعت میں بھی جائز ہے۔ ④ موجودہ دور میں تصویر کے بعض فوائد بیان کیے جاتے ہیں۔ مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ ان مقاصد کے حصول کے لیے دوسرے جائز متبادل ذرائع تلاش کریں' خاص طور پر جب کہ تصویروں (فلم' ٹی وی' وی سی آر وغیرہ) کی وجہ سے معاشرے میں فحاشی' کافرانہ تہذیب کے فروغ اور کثرتِ جرائم کے جو خوفناک اور گھناؤنے نتائج سامنے آرہے ہیں' ان کے مقابل ان فوائد کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ⑤ تصویر بنانے والوں کو جان ڈالنے کا حکم انھیں شرمندہ کرنے اور ان کے جرم کی شناعت واضح کرنے کے لیے دیا جائے گا' اس طرح یہ حکم بھی اصل میں ایک عذاب ہی ہوگا۔ ⑥ منع کے اس حکم میں ہاتھ سے بنی ہوئی' کیمرے سے بنی ہوئی یا پریس میں چھپی ہوئی سب تصویریں شامل ہیں۔

٢١٥٢- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ

۲۱۵۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ جھوٹ

٢١٥١ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: "والله خلقكم وما تعملون . . . الخ"، ح: ٧٥٥٧ من حديث الليث بن سعد به.

٢١٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود الطيالسي، ح: ٢٥٧٤ عن همام به، وانظر، ح: ١٧٨١ لعلته.

فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْذَبُ النَّاسِ الصَّبَّاغُونَ وَالصَّوَّاغُونَ».

بولنے والے رنگریز اور زرگر ہوتے ہیں۔"

(المعجم ٦) - بَابُ الْحُكْرَةِ وَالْجَلَبِ (التحفة ٦)

باب:٦- ذخیرہ اندوزی اور بازار میں مال لانا

٢١٥٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُوأَحْمَدَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَالِمِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْجَالِبُ مَرْزُوقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ».

٢١٥٣- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بازار میں مال لانے والے کو رزق ملتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔"

٢١٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ نَضْلَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ».

٢١٥٤- حضرت معمر بن عبداللہ بن نضلہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گناہ گار ہی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① ذخیرہ اندوزی کا مطلب یہ ہے کہ جب عوام کو کسی چیز کی زیادہ ضرورت ہو تاجر اس وقت اپنا مال روک لے تاکہ قیمت اور بڑھ جائے۔ اس میں لالچ اور خودغرضی پائی جاتی ہے۔ ایسے شخص کے دل

٢١٥٣- [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي: ٢/ ٢٤٩، ح: ٢٥٤٧ من حديث إسرائيل به، وضعفه البوصيري، والعسقلاني في التلخيص الحبير: ٣/ ١٣، وانظر، ح: ١١٦ لعلته * وعلي بن سالم ضعيف (تقريب).

٢١٥٤- [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الاحتكار، ح: ١٢٦٧ من حديث يزيد بن هارون به، وقال: "حسن صحيح"، أخرجه مسلم، ح: ١٦٠٥ من طرق عن سعيد بن المسيب به.

میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ عوام مصیبت میں مبتلا ہوں تا کہ وہ دولت جمع کر سکے۔ اس قسم کی خواہشات ایک مسلمان کی شان کے لائق نہیں۔ ② ذخیرہ اندوزی شرعاً ممنوع ہے' اور ممنوع کام کے ارتکاب سے روزی میں حرام شامل ہو جاتا ہے۔ ③ گناہ گار کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ ایسا غلط کام وہی کر سکتا ہے جو گناہوں کا عادی ہو چکا ہو۔ جس سے کبھی کبھار کوئی گناہ کا کام ہو جاتا ہے وہ اتنے بڑے جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ ④ اپنی ذاتی ضروریات کے لیے مناسب مقدار میں چیز خرید کر رکھ لینا ذخیرہ اندوزی میں شامل نہیں' مثلاً: اگر کوئی شخص اپنے گھر میں استعمال کے لیے سال بھر کی ضروریات کے مطابق فصل کے موسم میں غلہ خرید لیتا ہے تو وہ مجرم نہیں۔

٢١٥٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنِي أَبُو يَحْيَى الْمَكِّيُّ، عَنْ فَرُّوخَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَامًا ضَرَبَهُ اللهُ بِالْجُذَامِ وَالْإِفْلَاسِ».

٢١٥٥- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جو مسلمانوں سے کھانے پینے کی چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے جذام اور افلاس میں مبتلا کرے گا۔''

(المعجم ٧) - بَابُ أَجْرِ الرَّاقِي (التحفة ٧)

باب: ٧- دم کرنے والے کا اجرت لینا

٢١٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثِينَ رَاكِباً فِي سَرِيَّةٍ. فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ. فَسَأَلْنَاهُمْ أَنْ يَقْرُونَا. فَأَبَوْا. فَلُدِغَ سَيِّدُهُمْ

٢١٥٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہم تیس سواروں کو ایک فوجی مہم پر بھیجا۔ (راستے میں) ہم کچھ لوگوں کے ہاں (ان کی بستی میں) ٹھہرے۔ ہم نے ان سے کھانا مانگا۔ انھوں نے (ہماری مہمانی کرنے سے) انکار کر دیا۔ (پھر ایسا ہوا کہ) ان کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا'

٢١٥٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢١ من حديث الهيثم به مطولاً، وصححه البوصيري، وقال المنذري في الترغيب والترهيب: ٢/ ٥٨٣ "هذا إسناد جيد متصل ورواته ثقات"، وقال الحافظ في الفتح: ٤/ ٣٤٨ "وإسناده حسن".

٢١٥٦ـ الف [صحيح] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في أخذ الأجر على التعويذ، ح: ٢٠٦٣ من حديث أبي معاوية به، وقال: "هذا حديث حسن"، وانظر الحديث الآتي.

فَأَتَوْنَا فَقَالُوا: أَفِيكُمْ أَحَدٌ يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. أَنَا. وَلٰكِنْ لاَ أَرْقِيهِ حَتّٰى تُعْطُونَا غَنَمًا. قَالُوا: فَإِنَّا نُعْطِيكُمْ ثَلاَثِينَ شَاةً. فَقَبِلْنَاهَا. فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْحَمْدَ [الْفَاتِحَةَ] سَبْعَ مَرَّاتٍ. فَبَرِئَ وَقَبَضْتُ الْغَنَمَ. فَعَرَضَ فِي أَنْفُسِنَا مِنْهَا شَيْءٌ. فَقُلْنَا: لاَ تَعْجَلُوا حَتّٰى نَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ. فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي صَنَعْتُ. فَقَالَ: «أَوَمَا عَلِمْتَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟ اقْتَسِمُوهَا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا».

چنانچہ وہ لوگ ہمارے پاس آئے اور کہا: کیا تم میں سے کوئی شخص بچھو کاٹے کا دم کرسکتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں' میں (کرسکتا ہوں) لیکن جب تک تم ہمیں بکریاں نہیں دو گے میں اسے دم نہیں کروں گا۔ انھوں نے کہا: ہم تمھیں تیس بکریاں دیں گے (تم دم کردو۔) ہم نے ان کی یہ پیش کش قبول کرلی۔ میں نے سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس (مریض) پر دم کیا تو وہ صحت یاب ہوگیا اور ہم نے بکریاں وصول کرلیں' پھر ہمارے دل میں شک پیدا ہوا۔ (معلوم نہیں' یہ بکریاں لینا جائز تھا یا نہیں) ہم نے کہا: جلدی نہ کرو حتی کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوجائیں۔ جب ہم لوگ حاضر خدمت ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ یہ (سورت) دم ہے؟ بکریاں تقسیم کرلو اور میرا بھی حصہ رکھو۔''

حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا أَبُوبِشْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنِ ابْنِ الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

(م) دوسری دو سندوں سے بھی یہ روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔

قَالَ أَبُوعَبْدِ اللهِ: وَالصَّوَابُ هُوَ

امام ابوعبداللہ (ابن ماجہ رحمہ اللہ) نے (اوپر مذکور دو

٢١٥٦ـ(م) أخرجه البخاري، الإجارة، باب ما يعطي في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، ح:٢٢٧٦ من حديث أبي بشر به، وهو الأرجح من السند السابق، ومسلم، السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار، ح:٢٢٠١ من حديث هشيم به.

أَبُو الْمُتَوَكِّلِ.

سندوں میں ابوسعید خدری سے بیان کرنے والے کے بارے میں رائے دیتے ہوئے) کہا: صحیح یہ ہے کہ وہ (ابن متوکل نہیں بلکہ) ابومتوکل ہے۔

فوائد ومسائل: ① رقیہ کا مطلب کوئی چیز پڑھ کر مریض پر پھونک مارنا ہے تاکہ اس کی برکت سے شفا ہو جائے۔ اردو میں اسے دم جھاڑ کہتے ہیں۔ ② وہ دم جائز ہے جس میں قرآن کی آیات' مسنون دعائیں یا ایسے الفاظ پڑھے جائیں جن کا مطلب خلاف شریعت نہ ہو۔ جس دم کے الفاظ خلاف شریعت ہوں وہ جائز نہیں' جیسے [لِي خَمْسَةٌ أُطْفِي بِهَا حَرَّالْوَبَآءِ الْحَاطِمَه. اَلْمُصْطَفٰى وَالْمُرْتَضٰى وَابْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَه] ''میں پانچ حضرات کے واسطے سے تباہ کن وبا کی حرارت بجھاتا ہوں' مصطفیٰ ﷺ' علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ' ان کے دو بیٹے (حسن وحسین) اور فاطمہ رضی اللہ عنہم۔'' اسی طرح کسی عجمی زبان کے وہ الفاظ جن کا مطلب معلوم نہ ہو' ان سے بھی پرہیز کرنا چاہیے ممکن ہے اس عبارت میں شرکیہ مفہوم موجود ہو' جیسے أَهْيًا إِشْرَاهِيًا وغیرہ۔ ③ اسلامی حکومت جب کسی کو دور دراز علاقے میں کسی فرض کی ادائیگی کے لیے بھیجے اور اسے راستے میں کسی سے مدد لینے کی ضرورت پیش آ جائے تو عوام کا فرض ہے کہ اسے کھانا وغیرہ مہیا کریں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں (کسی کام سے) بھیجتے ہیں' راستے میں ہم کسی (بستی یا قبیلے والوں) کے ہاں ٹھہرتے ہیں' وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے تو آپ (اس صورت میں) کیا حکم فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''جب تم لوگ کسی قوم کے ہاں ٹھہرو اور وہ تمھارے لیے وہ کچھ مہیا کریں جو مہمان کے لیے (مہیا کیا جانا) مناسب ہے تو قبول کرلو۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے (تم خود ہی) مہمانی کا وہ حق وصول کرلو جو انھیں ادا کرنا چاہیے تھا۔'' (صحیح البخاري' الأدب' باب إكرام الضيف وخدمته......' حديث:٦١٣٧) ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے مذکورہ بالا قانون کے مطابق کھانا طلب کیا تھا' ان لوگوں نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے دوسرے طریقے سے ان سے حق دلوا دیا۔ ⑤ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مشکوک روزی سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ یہ تقویٰ کا تقاضا ہے۔ ⑥ جس مسئلے میں شک پڑ جائے' اس کے بارے میں کسی متبع سنت عالم دین سے دریافت کر لینا چاہیے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ نے اپنا حصہ اس لیے رکھوایا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بالکل مطمئن ہو جائیں اور ان کا تذبذب دور ہو جائے۔ ⑧ بعض اوقات ہدیہ مانگ کر لے لینا بھی جائز ہوتا ہے جب اس میں کوئی مصلحت ہو' تاہم دم جھاڑ کو کاروبار بنانا مناسب نہیں۔

(المعجم ٨) - بَابُ الْأَجْرِ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ (التحفة ٨)

باب:٨- قرآن پڑھانے کی اجرت وصول کرنا

۲۱۵۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ الْمَوْصِلِيُّ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ نُسَيٍّ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْقُرْآنَ وَالْكِتَابَةَ. فَأَهْدَى إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْسًا. فَقُلْتُ: لَيْسَتْ بِمَالٍ. وَأَرْمِي [عَنْهَا] فِي سَبِيلِ اللهِ. فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْهَا. فَقَالَ: «إِنْ سَرَّكَ أَنْ تُطَوَّقَ بِهَا طَوْقاً مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا».

۲۱۵۷- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے اصحاب صفہ (رضی اللہ عنہم) میں سے چند افراد کو قرآن کی اور لکھنے کی تعلیم دی۔ ان میں سے ایک آدمی نے تحفے کے طور پر مجھے ایک کمان دے دی۔ میں نے یہ سوچ کر لے لی کہ یہ کوئی مال تو ہے نہیں، اور میں اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) اس سے تیر چلاؤں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تجھے یہ بات پسند ہے کہ اس کے بدلے تجھے (جہنم کی) آگ کا طوق پہنایا جائے تو قبول کر لے۔“

۲۱۵۸- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَلْمٍ، عَنْ عَطِيَّةَ الْكَلَاعِيِّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: عَلَّمْتُ رَجُلاً الْقُرْآنَ. فَأَهْدَى إِلَيَّ قَوْساً. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «إِنْ أَخَذْتَهَا أَخَذْتَ قَوْساً مِنْ نَارٍ» فَرَدَدْتُهَا.

۲۱۵۸- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے ایک آدمی کو قرآن پڑھایا۔ اس نے مجھے تحفے کے طور پر ایک کمان دی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ”اگر تو نے یہ لے لی تو آگ کی کمان لی۔“ چنانچہ میں نے وہ واپس کر دی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل: ۵/۳۱۶، ۳۱۷، رقم: ۱۴۹۳، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ۲۱۵۸) اکثر علمائے کرام نے تعلیم قرآن کی تنخواہ لینا جائز قرار دیا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُس صحابی کا نکاح تعلیم قرآن حق مہر قرار دے کر کر دیا تھا جس کے پاس مہر کی

۲۱۵۷ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في كسب المعلم، ح: ۳٤١٦ من حديث وكيع به، وصححه الحاكم: ۲/ ٤١، ٤٢، ورجاله موثقون عند الجمهور.

۲۱۵۸ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٢٥، ١٢٦ من حديث يحيى بن سعيد به، وعلله بالانقطاع * عطية عن أبي مرسل كما في جامع التحصيل وغيره، وفيه علة أخرٰى.

ادائیگی کے لیے مال نہیں تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاري' النکاح' باب النظر إلی المرأة قبل التزویج' حدیث:۵۱۲۶) حالانکہ حق مہر بنیادی طور پر مال ہونا چاہیے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ﴾ (النساء ۴:۲۴) ''تم اپنے مالوں کے ساتھ (نکاح) طلب کرو۔'' اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن کو مال کا متبادل قرار دیا جا سکتا ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ تعلیم دیتے وقت ان کا ارادہ احسان اور حصول ثواب کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں توجہ دلائی کہ کمان وصول کر کے اپنا ثواب ضائع نہ کریں' خاص طور پر جب کہ یہ کمان اہل صفہ سے لی جا رہی تھی جو اس بات کے مستحق تھے کہ انھیں صدقہ دیا جائے نہ کہ ان سے کچھ وصول کیا جائے' اس لیے ان سے وصول کرنا خلاف مروت اور مکروہ تھا۔ دیکھیے: (سبل السلام شرح بلوغ المرام' البیوع' باب المساقاة والإجارة' حدیث:۷) ② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب کاموں سے زیادہ اجرت لینے کے لائق اللہ کی کتاب ہے۔'' (صحیح البخاري' الإجارة' باب مایعطي في الرقیة علی أحیاء العرب بفاتحة الکتاب' حدیث:۲۲۷۶) امام بخاری رحمہ اللہ کے اس طرح باب کا عنوان مقرر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ واضح کر رہے ہیں کہ جب دم کر کے اجرت لینا جائز ہے تو تعلیم قرآن میں تو محنت زیادہ ہوتی ہے' اس لیے ان کے نزدیک اس پر تنخواہ لینا بالاولیٰ جائز ہوگا۔

(المعجم ٩) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ (التحفة ٩)

باب:٩- کتے کی قیمت' طوائف کی اجرت' کاہن کا نذرانہ اور سانڈ چھوڑنے کا معاوضہ (سب) ممنوع ہیں

٢١٥٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ . قَالَا : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ .

۲۱۵۹- حضرت ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کتے کی قیمت' طوائف کی اجرت اور کاہن کا نذرانہ لینے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① حرام اشیاء کی خرید وفروخت بھی حرام ہے۔ ② کاہن اسے کہتے ہیں جو مستقبل کے

٢١٥٩ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب مهر البغي والنكاح الفاسد، ح:٥٣٤٦، ومسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب، وحلوان الكاهن، ومهر البغي ـ والنهي عن بيع السنور، ح:١٥٦٧ من حديث سفيان به.

واقعات کی پیشین گوئی کرے اور غیب کی باتیں بتانے کا دعویٰ کرے۔ اس میں نجومی، جوتشی، علم الاعداد، علم جفر وغیرہ کے نام سے کام کرنے والے اور طوطے وغیرہ سے فال نکالنے والے سبھی شامل ہیں۔ ③ کاہن اور نجومی عوام کو دھوکا دے کر روزی کماتے ہیں، اس لیے ان کی کمائی حرام ہے۔ ایسے لوگوں سے مستقبل کی باتیں پوچھنا حرام ہے کیونکہ وہ توحید کے منافی ہیں۔ ④ جو لوگ قدموں کے نشان پہچان کر چور کو تلاش کر لیتے ہیں، وہ اس وعید میں شامل نہیں کیونکہ قیافہ شناسی ایک جائز فن ہے جس میں ذہانت کی مدد سے انسان کے ہاتھوں، پاؤں، چہرے وغیرہ کی بناوٹ اور شکل وصورت سے بعض چیزوں کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ ⑤ دور جاہلیت میں لوگ اپنی لونڈیوں سے عصمت فروشی کا پیشہ کراتے تھے اور اسے آمدنی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ اسلام میں زنا حرام ہے، خواہ وہ پیسے دے کر کیا جائے، یا دوستی اور محبت کے نام پر باہمی رضامندی سے۔ ناجائز تعلقات کے نتیجے میں حاصل ہونے والا فائدہ، خواہ اجرت کے نام سے حاصل ہو، یا تحفے کے نام سے، وہ حرام ہے۔ ⑥ بعض لوگوں نے شکاری کتے کی خرید وفروخت کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ اسے گھر میں رکھنا جائز ہے۔ اس قول کے مطابق اس کتے کی خرید وفروخت منع ہوگی جسے رکھنا حرام ہے، تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ ہر قسم کے کتے کی خرید وفروخت سے اجتناب کیا جائے۔ واللہ أعلم.

٢١٦٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ.

٢١٦٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت اور نسل کشی کے جانور (سانڈ) چھوڑنے کی اجرت لینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: گائے، بھینس، بکری وغیرہ کو نسل بڑھانے کے لیے نر کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ نر جانور کا مالک جفتی کے بدلے میں کچھ معاوضہ وصول کرتا ہے۔ یہ درست نہیں بلکہ یہ کام فی سبیل اللہ ہونا چاہیے، البتہ اگر مادہ جانور کا مالک اپنی مرضی سے مطالبہ کیے بغیر کچھ پیش کرے تو لے لینا جائز ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية عسب الفحل، حديث: ١٢٧٣)

٢١٦١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

٢١٦١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں

٢١٦٠- [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية ثمن الكلب والسنور، ح: ١٢٧٩ من حديث محمد بن فضيل به معلقًا، وعلله أبوحاتم الرازي في علله، ح: ٢٨٣٤ من جهة السند * وأما المتن فصحيح ثابت من طرق أخرى، انظر الحديث السابق، وسنن النسائي: ٧/ ٣١٠، ٣١١ وغيرهما.

٢١٦١- [صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ١٩٠، ١٩١، الصيد، الرخصة في ثمن كلب الصيد، ح: ٤٣٠٠، ◄◄

الْوَلِيدُ [بْنُ مَسْلَمَةَ]: أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ.

نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بلی کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: بلی میں وہ فوائد نہیں جو کتے میں ہیں' اس لیے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں۔ اور جن علماء کے نزدیک کتے کی خرید وفروخت منع ہے ان کے نزدیک بلی کی خرید وفروخت بالاولی منع ہوگی

(المعجم ١٠) - بَابُ كَسْبِ الْحَجَّامِ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- سینگی لگانے والے کی کمائی

٢١٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَأَعْطَاهُ أَجْرَهُ.

٢١٦٢- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سینگی لگوائی اور اسے (سینگی لگانے والے کو) اس کی اجرت عطا فرمائی۔

تَفَرَّدَ بِهِ ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَحْدَهُ. قَالَهُ ابْنُ مَاجَه.

امام ابن ماجہ ؒ نے کہا: اس روایت کو صرف ابن ابی عمر ہی نے بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① سینگی لگانے والے یہ صحابی حضرت ابوطیبہ ؓ تھے۔ (صحیح البخاري، البیوع، باب ذکر الحجام، حدیث:٢١٠٢) ان کا نام حضرت نافع ؓ تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الا کمال في أسماء الرجال لصاحب مشکاۃ المصابیح) قبیلہ بنو بیاضہ کے غلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں معروف اجرت عطا کرنے کے علاوہ مزید احسان بھی فرمایا کہ ان کے مالکوں سے کہہ کر ان کا خراج کم کروادیا۔ (صحیح بخاری، حوالہ مذکورہ بالا) خراج سے مراد وہ مقررہ رقم ہے جو وہ روزانہ اپنے مالکوں کو کما کر دینے کے پابند تھے۔ ② سینگی لگانا اور لگوانا جائز ہے' اس لیے اس کی اجرت حلال ہے۔

٢١٦٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ

٢١٦٣- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے

◀◀ والبيهقي: ٦/٦ من طريقين عن حماد بن سلمة عن أبي الزبير به مطولاً، وعلله النسائي، وانظر، ح: ٣٩٥ لعلته المدمرة ولكن أخرج مسلم، ح: ١٥٦٩ من طريق آخر عن أبي الزبير قال: سألت جابرًا عن ثمن الكلب والسنور؟ فقال: زجر النبي ﷺ عن ذلك، وبه صح الحديث.

٢١٦٢ـ أخرجه البخاري، الإجارة، باب خراج الحجام، ح: ٢٢٧٨ وغيره، ومسلم، السلام، باب لكل داء دواء واستحباب التداوي، ح: ١٢٠٢ بعد حديث: ٢٢٠٨ من حديث ابن طاوس به.

٢١٦٣ـ [صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/١٣٤ عن عمرو بن علي به، وهو في مسند أبي داود ◀◀

أَبُوحَفْصٍ الصَّيْرَفِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَمَرَنِي فَأَعْطَيْتُ الْحَجَّامَ أَجْرَهُ.

فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی اور مجھے حکم دیا تو میں نے سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت ادا کی۔

٢١٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ.

۲۱۶۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت عطا فرمائی۔

٢١٦٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ.

۲۱۶۵- حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگانے والے کی کمائی سے منع فرمایا۔

٢١٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۱۶۶- حضرت حرام بن محیصہ رحمہ اللہ اپنے والد

◀◀ الطيالسي، ح:١٥٣، وانظر، ح:١٥٥٤ لعلته، وفيه علة أخرى، وضعفه البوصيري، وله طريق آخر عند ابن أبي شيبة:٦/ ٢٦٧ عن أبي جميلة به، والحديث الآتي شاهد له.

٢١٦٤- [إسناده صحيح] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار:٤/ ١٣٠ من حديث خالد به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، رجاله ثقات على شرط البخاري"، وللحديث طرق عن أنس عند البخاري ومسلم وغيرهما.

٢١٦٥- [صحيح] وللحديث شواهد عند النسائي:٧/ ٣١٠، ٣١١، البيوع، بيع ضراب الجمل، ح:٤٦٧٧ وغيره، وأخرج مسلم، ح:١٥٦٨ وغيره عن رافع بن خديج، رفعه: "كسب الحجام خبيث".

٢١٦٦- [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في كسب الحجام، ح:٣٤٢٢ من حديث الزهري به، وصححه الترمذي، ح:١٢٧٧، وله شاهد عند الحميدي، ح:١٢٩٣ وغيره.

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ [بْنُ سَوَّارٍ، عَنِ] ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحَيِّصَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ. فَنَهَاهُ عَنْهُ. فَذَكَرَ لَهُ الْحَاجَةَ. فَقَالَ: «اعْلِفْهُ نَوَاضِحَكَ».

(حضرت سعد بن محیصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ سے سینگی لگانے والے کی کمائی کے متعلق دریافت کیا تو نبی ﷺ نے انھیں اس سے منع فرمایا۔ انھوں نے اپنے حاجت مند (اور مفلس) ہونے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کا اپنے اونٹوں کو چارہ کھلا دو۔''

فوائد ومسائل: ① سینگی لگانا ایک طریق علاج ہے جس میں خاص طریقے سے جسم سے خون نکالا جاتا ہے۔ اسے پچھنے لگانا بھی کہتے ہیں۔ ② سینگی لگانے کی اجرت حرام نہیں ورنہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ کو سینگی لگانے کی اجرت نہ دیتے' البتہ نبی ﷺ کے منع فرمانے کی وجہ سے اسے ضرورت کے بغیر لینا جائز نہیں' تاہم ضرورت کی بنا پر اس کی اجرت دی اور لی جا سکتی ہے۔ اونٹوں کو کھلانے کا حکم دینے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجرت حرام نہیں بلکہ ضرورت کے بغیر لینا مکروہ ہے۔ ③ حضرت حرام بن محیصہ رحمہ اللہ کا پورا نام حرام بن سعد بن محیصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان کی بابت بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات انھیں اپنے دادا کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے' یعنی حرام بن سعد بن محیصہ کے بجائے حرام بن محیصہ کہہ دیا جاتا ہے جبکہ ان کے والد محیصہ نہیں بلکہ سعد ہیں۔ دیکھیے: (تقريب التهذيب ' ترجمة حرام بن سعد:١١٧٣)

(المعجم ١١) - بَابُ مَا لَا يَحِلُّ بَيْعُهُ (التحفة ١١)

باب:١١- جن چیزوں کی فروخت منع ہے

٢١٦٧- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ عَطَاءُ ابْنُ أَبِي رَبَاحٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: «إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ» فَقِيلَ لَهُ، عِنْدَ

٢١٦٧- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال مکہ میں فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کی فروخت حرام کر دی ہے۔'' اس وقت آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! مردہ (جانوروں) کی چربی کے بارے میں فرمائیے' اس سے کشتیوں کو چکنا کیا جاتا ہے' چمڑوں کو لگایا جاتا ہے (اور

٢١٦٧- أخرجه البخاري، المغازي، باب:(٥٢)، ح:٤٢٩٦، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ح:١٥٨١ من حديث الليث به.

ذٰلِكَ : يَارَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ، فَإِنَّهُ يُدْهَنُ بِهَا السُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ؟ قَالَ: «لاَ. هُنَّ حَرَامٌ». ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ. إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ فَأَجْمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ».

اس طرح انھیں قابل استعمال بنایا جاتا ہے۔) اور لوگ (اسے چراغوں میں جلا کر) اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں' یہ سب چیزیں حرام ہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو تباہ کرے! اللہ نے ان پر چربی حرام کی تو انھوں نے اسے پگھلا کر بیچ ڈالا' اور اس کی قیمت کھا گئے۔''

فوائد و مسائل: ① شراب' مردار اور خنزیر' ان کو جس طرح کھانا حرام ہے' اسی طرح ان کے دوسرے استعمال بھی حرام ہیں۔ ② مردہ جانور کی چربی کھانے یا جلانے میں استعمال کرنا حرام ہے۔ اسی طرح اس کے دوسرے صنعتی استعمال بھی جائز نہیں۔ ③ غیر مسلم ممالک میں حلال جانور (مرغی' بکری' گائے وغیرہ) بھی ذبح نہیں کیے جاتے بلکہ اللہ کا نام لیے بغیر مشینوں سے کاٹ دیے جاتے ہیں۔ ان ممالک سے آنے والی چربی یا چربی سے تیار شدہ اشیاء استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور مسلمانوں کو ان ممالک میں جا کر ان کا ذبیحہ کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ حرام اشیاء کو بیچنا بھی منع ہے۔ اس طرح حاصل ہونے والی کمائی حرام ہے۔ ⑤ غیر مسلموں کی بری عادات اور ان کے رسم و رواج سے اجتناب ضروری ہے۔ ⑥ حیلہ کرنے سے حرام چیز حلال نہیں ہو جاتی بلکہ گناہ زیادہ شنیع اور برا ہو جاتا ہے۔

٢١٦٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمُغَنِّيَاتِ وَعَنْ شِرَائِهِنَّ وَعَنْ كَسْبِهِنَّ وَعَنْ أَكْلِ أَثْمَانِهِنَّ.

٢١٦٨- حضرت ابو امامہ اسعد بن سہل بن حنیف ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے گانے والی لونڈیاں بیچنے اور خریدنے سے' ان کی کمائی سے اور ان کی قیمت کھانے سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

٢١٦٨ـ [إسناده ضعيف معضل] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع المغنيات، ح: ١٢٨٢ بإسناد **صحيح** عن عبيدالله بن زحر الإفريقي عن علي بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة به بلفظ آخر، وهو المحفوظ، **وانظر**، ح: ٢٢٨ لعلته، وله شواهد ضعيفة عندالطبراني وغيره.

اسے حسن قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر دلائل سے بھی ان اشیاء کی خرید وفروخت اور ان کی کمائی کے حرام ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني' رقم:۲۹۲۲) بنابریں اہل عرب دور جاہلیت میں بھی گانا بجانا معیوب سمجھتے تھے' اس لیے معزز خاندان کی عورتیں اس سے پرہیز کرتی تھیں' البتہ لونڈیاں اپنے آقاؤں اور ان کے دوستوں کا دل بہلانے کے لیے' یا گانا سنا کر انعام حاصل کرنے کے لیے گا بجا لیتی تھیں۔ ⑫ دورِ جاہلیت کے عرب اپنی لونڈیوں سے کہتے تھے کہ کما کر لاؤ۔ وہ ساز اور گانے کے ذریعے سے یا عصمت فروشی کے ذریعے سے پیسے کما کر مالکوں کو دیتی تھیں۔ اسلام نے یہ کمائی حرام قرار دے دی ہے۔ نہ لونڈیوں کو اس طرح کمانا جائز ہے اور نہ مالکوں کو یہ کمائی کھانا جائز ہے۔ ⑬ آج کل ساز ونغمہ کو فن کا نام دے کر کمائی کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ شرعی نقطۂ نظر سے یہ جائز نہیں۔ فلموں میں غیر شریفانہ کردار ادا کرنا اور ماڈلنگ کا پیشہ اختیار کرنا بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتا ہے۔ ⑭ گانے والی لونڈیاں اگر گانا سننے سنانے کے لیے نہ خریدی جائیں بلکہ گھر کے کام کاج اور دوسری جائز خدمت کے لیے خریدی جائیں تو منع نہیں' اس طرح اگر بیچتے وقت انھیں فنکار ظاہر کر کے زیادہ قیمت طلب نہ کی جائے بلکہ عام لونڈی کی حیثیت سے بیچا جائے تو حرام نہیں ہوگا۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ (التحفة ۱۲)

باب:۱۲- منابذہ اور ملامسہ کی ممانعت کا بیان

۲۱۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ: عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۲۱۶۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کی بیع سے منع فرمایا ہے: منابذہ سے اور ملامسہ سے۔

۲۱۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ

۲۱۷۰- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے۔

۲۱۶۹_[صحيح] تقدم، ح:۱۲٤۸.

۲۱۷۰_أخرجه البخاري، الاستئذان، باب الجلوس كيفما تيسر، ح:٦۲۸٤ من حديث سفيان به مطولاً.

اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

زَادَ سَهْلٌ: قَالَ سُفْيَانُ: الْمُلَامَسَةُ أَنْ يَلْمِسَ الرَّجُلُ بِيَدِهِ الشَّيْءَ وَلَا يَرَاهُ. وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَقُولَ: أَلْقِ إِلَيَّ مَا مَعَكَ، وَأُلْقِي إِلَيْكَ مَا مَعِي.

(راویٔ حدیث) سہل نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت سفیان (بن عیینہ) رحمہ اللہ نے فرمایا: ملامسہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی چیز کو (ہاتھ سے) چھوئے اور اسے (آنکھوں سے) نہ دیکھے۔ اور منابذہ کا مطلب یہ ہے کہ یوں کہے: تم اپنی چیز میری طرف پھینک دو اور میں اپنی چیز تمھاری طرف پھینک دیتا ہوں۔

فوائد ومسائل: ① چیز خریدتے وقت خریدار کو حق حاصل ہے کہ پہلے چیز کو اچھی طرح دیکھ بھال لے اور چیک کرلے تاکہ اسے معلوم ہوجائے کہ چیز اچھی ہے یا بری' نیز اس میں کوئی عیب وغیرہ تو نہیں' اور اگر ہے تو کس حد تک' تاکہ اس کے مطابق وہ فیصلہ کرے کہ اسے فلاں قیمت تک خرید لینا مناسب ہے۔ ② جس بیع میں خریدار کا یہ حق سلب کرلیا جائے وہ بیع ناجائز اور غیر قانونی ہے۔ ③ لاٹری اور اس قسم کی انعامی سکیمیں جن میں یقین نہ ہو کہ کیا ملے گا' سب غیر شرعی ہیں۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَسُومُ عَلٰى سَوْمِهِ (التحفة ١٣)

باب: ١٣- آدمی کا اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرنا' یا اس کے سودے پر سودا کرنا منع ہے

٢١٧١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ».

٢١٧١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے۔''

٢١٧٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

٢١٧٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی

٢١٧١_ أخرجه البخاري، البيوع، باب لا يبيع على بيع أخيه ولا يسوم على سوم أخيه حتى يأذن له أو يترك، ح: ٢١٣٩، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه ... الخ، ح: ١٤١٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٨٣.

٢١٧٢_[صحيح] تقدم، ح: ١٨٦٧ بعضه.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلاَ يَسُومُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ».

ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔''

فوائد ومسائل: ① ''بیع پر بیع'' کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص خریدنے والے سے کہے: تو نے جو چیز خریدی ہے واپس کر دے، میں تجھے ایسی ہی چیز اس سے کم قیمت پر دے دوں گا۔ یا بیچنے والے سے کہے: جو چیز بیچی ہے واپس لے لو میں تمھیں اس سے زیادہ قیمت دے دوں گا۔ یہ دونوں باتیں منع ہیں کیونکہ ایسی باتوں سے جھگڑا اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ ② سودے پر سودا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی کوئی چیز خرید رہا ہے، وہ کہتا ہے: میں اتنی قیمت دوں گا۔ دوسرا آدمی اس سے زیادہ قیمت پیش کرنے لگے تاکہ پہلا آدمی دھوکا کھا کر زیادہ قیمت پر خرید لے۔ ③ جب خریدار اور فروخت کار ایک قیمت پر متفق ہو جائیں تو تیسرے آدمی کو دخل دینا جائز نہیں، البتہ ان کا سودا طے نہ پا سکے اور بات ختم ہو جائے تو پھر تیسرا آدمی خریدار سے یا بیچنے والے سے بات کر سکتا ہے۔ ④ ایسی حرکات سے اجتناب ضروری ہے جن سے مسلمانوں میں جھگڑے پیدا ہوں اور کسی کی حق تلفی ہو۔

(المعجم ١٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجْشِ (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- بولی بڑھانے کی ممانعت کا بیان

٢١٧٣- قَرَأْتُ عَلَى مُصْعَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الزُّبَيْرِيِّ، عَنْ مَالِكٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو حُذَافَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ النَّجْشِ.

۲۱۷۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بڑھا کر بولی دینے سے منع فرمایا ہے۔

٢١٧٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَهْلُ ابْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ

۲۱۷۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''بولی نہ بڑھاؤ۔''

٢١٧٣_ أخرجه البخاري، البيوع، باب النجش، ومن قال لا يجوز ذلك البيع، ح: ٢١٤٢، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه، وسومه على سومه، وتحريم النجش، وتحريم التصرية، ح: ١٥١٦ من حديث مالك به، وهو في موطأه (يحيى): ٢/ ٦٨٤.

٢١٧٤_ [صحيح] انظر، ح: ٢١٧٢.

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَنَاجَشُوا».

فوائد ومسائل: ① بولی بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مال خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتا' وہ بولی میں حصہ لے اور جتنی قیمت پہلے پیش کی جا چکی ہے' اس سے زیادہ پیش کرے تاکہ ضرورت مند خریدار اس سے زیادہ قیمت دینے پر آمادہ ہو جائے۔ ② یہ عمل اس لیے منع ہے کہ اس میں دھوکا ہے اور خریدار کا نقصان ہے۔ ③ بولی دے کر چیز بیچنا جائز ہے۔

(المعجم ١٥) - **بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ** (التحفة ١٥)

باب: ١٥- شہری' دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے

٢١٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ».

٢١٧٥- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہری دیہاتی کی طرف سے بیع نہ کرے۔''

٢١٧٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ. دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ».

٢١٧٦- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''شہری باہر والے کی طرف سے فروخت نہ کرے' لوگوں کو چھوڑ دو کہ اللہ انھیں ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق عطا فرمائے۔''

٢١٧٧- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ

٢١٧٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ شہر والا دیہات والے کی طرف سے

٢١٧٥ـ انظر الحديث السابق، وأخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ١٥٢٠ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

٢١٧٦ـ [صحيح] أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ١٥٢٢ من حديث سفيان به.

٢١٧٧ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب هل يبيع حاضر لبادٍ بغير أجر؟، ح: ٢١٥٨ وغيره من حديث عبدالرزاق به، ومسلم، البيوع، الباب السابق، ح: ١٥٢١ من حديث معمر به.

عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

فروخت کرے۔

قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا.

حضرت طاؤس رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ شہر والا دیہات والے کی طرف سے فروخت نہ کرے؟ انھوں نے فرمایا: یعنی اس کا دلال نہ بنے۔

فائدہ: اس مسئلے کی تفصیل کے لیے حدیث: ۲۱۴۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیے۔

(المعجم ١٦) - **بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ** (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- باہر سے سامان لانے والے تاجروں کو (شہر میں پہنچنے سے پہلے) جا کر ملنے کی ممانعت کا بیان

٢١٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَلَقَّوُا الْأَجْلَابَ. فَمَنْ تَلَقَّى مِنْهُ شَيْئًا فَاشْتَرَى، فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ، إِذَا أَتَى السُّوقَ».

۲۱۷۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”سامان لانے والے تاجروں کو (آگے جا کر) نہ ملو۔ جو شخص کسی (تاجر) سے جا کر ملا اور اس سے (سامان) خرید لیا تو مالک (بیچنے والا) جب بازار میں پہنچے گا تو اسے اختیار ہوگا (کہ سودا قائم رکھے یا منسوخ کر دے۔)“

فوائد و مسائل: ① باہر سے آنے والے کو منڈی کی صورت حال کا علم نہیں ہوتا۔ بستی والوں میں سے کوئی باہر جا کر ملتا ہے اور سامان کے مالک سے اس کا سامان سستے داموں خرید لیتا ہے، یہ منع ہے۔ ② اس کے منع ہونے میں یہ حکمت ہے کہ مالک اور عوام کو نقصان نہ ہو کیونکہ جب مالک شہر میں پہنچتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ مال زیادہ قیمت پر فروخت ہو سکتا تھا، اس نقصان پر اسے افسوس ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ باہر والے کو واپس جانا ہوتا ہے، اس لیے وہ بعض اوقات چیز سستی بیچ دیتا ہے۔ اس سے شہر کے عوام کو فائدہ ہوتا ہے۔ جب شہر والے نے خرید لیا تو وہ ذخیرہ اندوزی کر سکتا ہے اور مہنگا کر کے آہستہ آہستہ بیچ سکتا ہے۔ اس میں عوام کو نقصان ہے۔

٢١٧٨ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم تلقي الجلب، ح: ١٥١٩ من حديث هشام بن حسان القُردوسي به باختلاف يسير.

٢١٧٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ.

۲۱۷۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سامان لانے والوں کو آگے جا کر ملنے سے منع فرمایا ہے۔

٢١٨٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَحَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوعِ.

۲۱۸۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دیہات سے لا کر چیزیں بیچنے والوں کو (منڈی میں پہنچنے سے پہلے) آگے جا کر ملنے سے منع فرمایا۔

(المعجم ١٧) - بَاب: اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- خریدنے والا اور بیچنے والا جب تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں انھیں (سودا منسوخ کرنے کا) اختیار ہے

٢١٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا

۲۱۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمی بیع کریں تو ان میں سے ہر ایک کو (اس وقت تک) اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں' اور اکٹھے ہوں' یا ان

٢١٧٩_ أخرجه مسلم، البيوع، الباب السابق، ح:١٥١٧ من حديث عبيدالله به مطولاً بألفاظ مختلفة، والمعنى واحد.

٢١٨٠_ أخرجه البخاري، البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفل الإبل والبقر . . . الخ، ح:٢١٤٩ من حديث معتمر وغيره، ومسلم، البيوع، باب تحريم تلقي الجلب، ح:١٥١٨ من حديث سليمان التيمي به.

٢١٨١_ أخرجه البخاري، البيوع، باب إذا خير أحدهما صاحبه بعد البيع فقد وجب البيع، ح:٢١١٢، ومسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح:١٥٣١ من حديث الليث به.

بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا وَكَانَا جَمِيعاً . أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ . فَإِنْ خَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ ، فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ . وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا ، وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ ، فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ» .

میں سے ایک شخص دوسرے کو اختیار نہ دے دے۔ اگر ایک نے دوسرے کو اختیار دے دیا اور انھوں نے اس شرط پر بیع کی تو بیع واجب ہوگئی۔ اور اگر بیع کے بعد وہ ایک دوسرے سے جدا ہوگئے اور دونوں میں سے کسی نے بیع ترک نہ کی تب بھی بیع واجب ہوگئی۔"

فوائد ومسائل: ① سودا طے پا جانے کے بعد جب قیمت ادا کر کے چیز وصول کر لی جائے تو بیع مکمل ہو جاتی ہے لیکن ممکن ہے خریدنے والا محسوس کرے کہ یہ سودا اس قیمت پر نہیں ہونا چاہیے تھا' اور وہ چیز واپس کرنا چاہے' یا بیچنے والا محسوس کرے کہ مجھے یہ چیز نہیں بیچنی چاہیے تھی اور وہ واپس لینا چاہے تو اس صورت میں سودا ختم کر کے مال اور رقم کا دوبارہ تبادلہ کر لینا چاہیے۔ ② بیچے ہوئے مال کو واپس کر لینا بہت ثواب ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث:۲۱۹۹) ③ بیع واپس کرنے کا اختیار اس وقت تک رہتا ہے جب تک دونوں ایک مجلس میں موجود رہیں۔ ④ اگر ان کے درمیان کوئی مدت طے پا جائے تو واپس لینے دینے کا حق اس مدت تک ہوگا' مثلاً: خریدنے والا کہے: اگر مجھے یہ چیز پسند نہ آئی تو میں تین دن تک واپس کر دوں گا۔ یا بیچنے والا کہے: اگر میں کل شام تک واپس نہ لوں تو بعد میں تم سے واپسی کا کوئی مطالبہ نہیں ہوگا۔ اس صورت میں مجلس سے الگ ہو جانے کے بعد بھی مذکورہ مدت تک اختیار باقی رہے گا۔ ⑤ اگر انھوں نے مجلس میں بیع واپس نہ کی اور نہ بعد میں واپس کرنے کے لیے کوئی مدت متعین ہوئی تو مجلس برخاست ہوتے ہی دونوں کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

٢١٨٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ . قَالاَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ أَبِي الْوَضِيءِ ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا» .

۲۱۸۲- حضرت ابو برزہ اسلمی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خریدنے والے اور بیچنے والے کو اختیار ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔"

٢١٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى

۲۱۸۳- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ

٢١٨٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في خيار المتبايعين، ح:٣٤٥٧ من حديث حماد به، وصححه ابن الجارود، ح:٦١٩.

٢١٨٣ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ٧/ ٢٥١، ح:٤٤٨٦، ٤٤٨٧ من حديث قتادة به ✽ الحسن عن سمرة كتاب قاله النسائي (عون المعبود: ٢/ ١٩ وغيره) وبهز بن أسد ويحيى القطان وغيرهم، وذٰلك لا يقتضي الانقطاع ◀◀

وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا».

ﷺ نے فرمایا: ''خریدنے والے اور بیچنے والے کو اختیار ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔''

(المعجم ١٨) - بَابُ بَيْعِ الْخِيَارِ (التحفة ١٨)

باب:١٨- اختیار والی بیع کا بیان

٢١٨٤- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيَّانِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: اشْتَرَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَعْرَابِ حِمْلَ خَبَطٍ. فَلَمَّا وَجَبَ الْبَيْعُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اخْتَرْ» فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: عَمَّرَكَ اللهُ بَيِّعًا.

۲۱۸۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی سے درختوں کے پتوں کی ایک گٹھڑی خریدی۔ جب بیع ہو چکی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے اختیار ہے (بیع کو قائم رکھے یا فسخ کر دے)۔'' اعرابی نے کہا: اللہ آپ جیسے سودا کرنے والے کو لمبی عمر دے۔

فوائد ومسائل: ① حِمْل (گٹھڑی یا گٹھڑ) سے مراد کسی چیز کی وہ مقدار ہے جو آدمی ایک بار سر پر یا کمر پر اٹھا سکے۔ ② خَبَط سے مراد درختوں کے وہ پتے ہیں جو ڈنڈے وغیرہ سے جھاڑے جاتے ہیں۔ یہ جانوروں کے چارے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ ③ کسی چیز کے ڈھیر یا گٹھڑی کو ماپے تولے بغیر خریدنا اور بیچنا جائز ہے کیونکہ وزن یا مقدار کا اندازہ دیکھ کر ہو جاتا ہے۔ ④ خیار مجلس کا حق جس طرح خریدنے والے کو حاصل ہوتا ہے اسی طرح بیچنے والے کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ ⑤ کسی کو اس کے فائدے کی صورت کا مشورہ دینا مسلمان کی خیر خواہی میں شامل ہے' خاص طور پر جب کہ اسے مسئلہ معلوم نہ ہو۔ ⑥ احسان کرنے والے کے حق

◄(تهذيب التهذيب:٢/ ٢٣٤، جامع التحصيل، ص: ١٦٥) لأن الرواية من كتاب إما إجازةً وإما مناولةً وكلاهما صحيح، وللتفصيل انظر "نيل المقصود في التعليق على سنن أبي داود"، ح: ٣٥٤، يسر الله لنا طبعه.

٢١٨٤ــ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في خيار المتبايعين، ح: ١٢٤٩ من حديث عبدالله بن وهب به، وقال: "هٰذا حديث حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٩ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وقال الدارقطني: ٣/ ٢١ "كلهم ثقات" * ابن جريج صرح بالسماع، وانظر، ح: ٣٩٥ لعلته، وللحديث شواهد مرسلة عند البيهقي وغيره.

میں دعائے خیر کرنا اخلاقی فرض ہے۔ ⑦ یہ روایت بعض محققین کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن ابن ماجه للألباني، رقم:١٧٩١، وسنن ابن ماجه بتحقيق محمود محمد محمود حسن نصار، رقم:٢١٨٤)

٢١٨٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْبَيْعُ عَنْ تَرَاضٍ».

٢١٨٥- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیع باہمی رضامندی سے ہوتی ہے۔''

فائدہ: خرید وفروخت میں خریدنے والے یا بیچنے والے میں سے کسی کو مجبور کیا گیا ہو جب کہ وہ دل سے اس بیع پر راضی نہ ہو تو یہ بیع کالعدم ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابٌ: اَلْبَيِّعَانِ يَخْتَلِفَانِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- بیچنے والے اور خریدنے والے میں اختلاف ہو جائے تو (کیا حکم ہے؟)

٢١٨٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ بَاعَ مِنَ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ رَقِيقاً مِنْ رَقِيقِ الْإِمَارَةِ. فَاخْتَلَفَا فِي الثَّمَنِ. فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: بِعْتُكَ بِعِشْرِينَ أَلْفاً. وَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ: إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ

٢١٨٦- حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن ؒ اپنے والد (حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے سرکاری غلاموں میں سے ایک غلام حضرت اشعث بن قیس ؓ کے ہاتھ فروخت کیا۔ بعد میں ان کا آپس میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا: میں نے آپ کو (وہ غلام) بیس ہزار کا فروخت کیا تھا۔ حضرت اشعث بن قیس ؓ نے کہا: میں نے

٢١٨٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٧ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به مطولاً، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٠٦، والبوصيري.

٢١٨٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب إذا اختلف البيعان والمبيع قائم، ح: ٣٥١٢ من حديث هشيم به * محمد بن أبي ليلى لم ينفرد به، تقدم، ح: ٨٥٤، وتابعه عمر بن قيس الماصر (قط: ٣/ ٢٠ وغيره)، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٢٤ وغيره.

بِعَشْرَةِ آلَافٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: هَاتِهِ. قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ، وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ، وَالْبَيْعُ قَائِمٌ بِعَيْنِهِ، فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ. أَوْ يَتَرَادَّانِ الْبَيْعَ» قَالَ: فَإِنِّي أَرَى أَنْ أَرُدَّ الْبَيْعَ. فَرَدَّهُ.

آپ سے دس ہزار کا خریدا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ایک حدیث سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ انھوں نے کہا: سنا دیجیے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جب بیچنے والے اور خریدنے والے میں اختلاف ہو جائے اور ان میں سے کسی کے پاس گواہ نہ ہو' اور بیع شدہ چیز بعینہ موجود ہو تو بیچنے والے کا قول تسلیم کیا جائے گا (اور بیع قائم رہے گی) یا وہ دونوں بیع کو فسخ کر دیں گے۔'' اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں یہ سودا فسخ کر دوں' چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیع فسخ کر کے غلام واپس لے لیا۔

فوائد و مسائل: ① ادھار خرید و فروخت جائز ہے۔ اس قسم کا اختلاف اسی وقت ہوتا ہے جب چیز وصول کر لی گئی ہو اور قیمت ادا نہ کی گئی ہو۔ ② اس قسم کی غلط فہمی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب قرض یا ادھار کا معاملہ زبانی طے کیا گیا ہو اور اسے لکھا نہ گیا ہو' اس لیے بہتر ہے کہ ایسے موقع پر تحریر لکھ لی جائے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَسْـَٔمُوٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا﴾ (البقرۃ ۲:۲۸۲) ''اور قرض کو' جس کی مدت مقرر ہے' خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو لکھنے میں کاہلی نہ کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بہت انصاف والی ہے۔ اور گواہی کو درست رکھنے والی اور شک و شبہ سے بھی زیادہ بچانے والی ہے۔'' ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں حدیث کا مقام اس قدر بلند تھا کہ جب حدیث سامنے آ جاتی تو فریقین اسے تسلیم کر کے جھگڑا ختم کر دیتے تھے۔ مسلمان کا عمل اسی طرح ہونا چاہیے۔ ④ اختلاف کی صورت میں اگر گواہی موجود ہو تو گواہی پر فیصلہ کرنا چاہیے۔ ⑤ اگر گواہ موجود نہ ہو اور خریدی ہوئی چیز کو واپس کرنا ممکن ہو تو بیچنے والے کے دعویٰ کو تسلیم کر لیا جائے یا سودا ختم کر کے چیز واپس کر دی جائے۔ دونوں طرح جائز ہے۔ ⑥ اختلاف کی صورت میں باہمی احترام کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ گالی گلوچ اور الزام تراشی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ٢٠) - **بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ، وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ** (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- جو چیز پاس نہ ہو اُسے بیچنا منع ہے اور جس کے نقصان کی ذمہ داری بیچنے والے پر نہیں، اس کا نفع لینا درست نہیں

٢١٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ. قَالَ: سَمِعْتُ يُوسُفَ بْنَ مَاهَكَ يُحَدِّثُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي الْبَيْعَ وَلَيْسَ عِنْدِي. أَفَأَبِيعُهُ؟ قَالَ: «لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

٢١٨٧- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایک شخص مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے جبکہ وہ چیز میرے پاس موجود نہیں، کیا میں اسے وہ چیز بیچ دوں؟ آپ نے فرمایا: ”جو چیز تیرے پاس نہیں، وہ فروخت نہ کر۔“

فوائد و مسائل: ① ممنوع صورت کی وضاحت یہ ہے کہ بیچنے والے کے پاس ایک چیز موجود نہیں مگر وہ اس کی قیمت متعین کر کے وصول کر لیتا ہے اور کہتا ہے: جب میرے پاس وہ چیز آئے گی، تب تمھیں دے دوں گا۔ معلوم نہیں وہ چیز آئے یا نہ آئے، یا آئے تو خریدار کو پسند آئے یا نہ آئے، یا وہ چیز دی ہوئی قیمت سے ہلکی ہو۔ اس سے دونوں میں اختلاف اور جھگڑا پیدا ہونے کا خطرہ ہے، اس لیے یہ صورت منع ہے۔ ② غیر معین چیز کی بیع بھی اس میں شامل ہے، مثلاً: دریا میں جال ڈالنے سے پہلے یہ کہا جائے کہ جال میں جتنی مچھلیاں آئیں گی، وہ میں اتنے کی تمھیں بیچتا ہوں، جب کہ یہ معلوم نہیں کہ جال میں کم مچھلیاں آئیں گی یا زیادہ، چھوٹی مچھلیاں آئیں گی یا بڑی یا آئیں گی ہی نہیں، اس لیے جب مچھلیاں باہر آ جائیں پھر ان کی بیع ہو سکتی ہے۔ پہلی صورت بیع غرر میں شامل ہے جو منع ہے۔ (دیکھیے، حدیث: ٢١٩٤، ٢١٩٥) ③ اگر چیز کی قسم، مقدار اور صفات کا تعین کر لیا جائے نیز ادائیگی کا وقت مقرر ہو جائے تو اس کی قیمت پیشگی دے کر بعد میں مقررہ وقت پر چیز وصول کر لینا جائز ہے۔ اسے بیع سلم یا سلف کہتے ہیں۔ (دیکھیے حدیث: ٢٢٨٠، ٢٢٨٢)

٢١٨٨- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ.

٢١٨٨- حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے والد

٢١٨٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده، ح: ٣٥٠٣ من حديث أبي بشر به، وحسنه الترمذي، ح: ١٢٣٢، وصححه ابن حزم، وله طرق كثيرة عند ابن الجارود، ح: ٦٠٢ وغيره، فالحديث صحيح.

٢١٨٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، الباب السابق، ح: ٣٥٠٤ من حديث أيوب به، وصححه الترمذي، ح: ١٢٣٤، وابن الجارود، والحاكم، والذهبي.

قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَحِلُّ بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ، وَلاَ رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ».

شعیب بن محمد رحمہ اللہ سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز تیرے پاس نہیں اسے بیچنا جائز نہیں اور جس کی ذمہ داری قبول نہیں کی گئی اس پر نفع لینا بھی جائز نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① جب خریدار اپنی چیز بیچنے والے سے وصول کر کے اپنے قبضے میں لے لیتا ہے تو اس چیز کو پہنچنے والے نقصان کی ذمے داری بھی خریدار پر ہو جاتی ہے۔ اس سے پہلے ہونے والا نقصان بیچنے والے کا ہوتا ہے اس لیے جس کی ذمے داری قبول نہیں کی گئی کا مطلب ہے جو چیز وصول نہیں کی گئی اور خریدار نے ابھی قبضے میں نہیں لی۔ ② خریدار اپنے خریدے ہوئے سامان کو قبضے میں لے کر ہی کسی اور کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے اس سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں۔ ③ ہر چیز کا قبضہ اس کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے عام منقول چیز کا قبضہ چیز وصول کر لینا ہے مثلاً: گندم کو بیچنے والے کے پاس سے اٹھا لینا اور غیر منقولہ چیز مثلاً: مکان سے بیچنے والے کا اپنی چیزیں نکال لینا اور خریدار کو اس میں داخل ہونے اور رہائش اختیار کرنے کی اجازت دینا وغیرہ۔

٢١٨٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى مَكَّةَ، نَهَاهُ عَنْ شِفِّ مَا لَمْ يُضْمَنْ.

٢١٨٩- حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں مکہ (گورنر بنا کر) بھیجا تو انھیں اس چیز کا نفع لینے سے منع فرمایا جس کی ذمے داری قبول نہ کی گئی ہو۔

(المعجم ٢١) - بَابٌ: إِذَا بَاعَ الْمُجِيزَانِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ (التحفة ٢١)

باب: ٢١- جب دو صاحب اختیار (ایک ہی چیز کی) بیع کریں تو پہلے کی بیع درست ہوگی

٢١٩٠- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ:

٢١٩٠- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ یا حضرت سمرہ بن

٢١٨٩ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وقال: "وعطاء هو ابن أبي رباح لم يدرك عتابًا"، انظر، ح: ٢٠٨ لعله الأخرى.

٢١٩٠ـ [حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، ح: ٢٠٨٨ من حديث قتادة به، وحسنه الترمذي، ح: ١١١٠، وصححه ابن الجارود، وله شواهد، راجع سنن النسائي، ح: ٤٦٨٦ وغيره.

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الحَارِثِ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَوْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا» .

جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دو آدمیوں سے بیع کرے تو وہ ان دونوں میں سے پہلے آدمی کی ہوگی۔“

۲۱۹۱- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ الْعَسْقَلاَنِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالاَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِذَا بَاعَ الْمُجِيزَانِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ» .

۲۱۹۱- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو صاحب اختیار بیع کریں تو وہ پہلے کی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① صاحب اختیار سے مراد یتیم یا نابالغ کا سرپرست ہے جسے اس کی طرف سے خرید و فروخت کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ (النهاية) اس سے مراد وہ عام شخص بھی ہے جس کی خرید وفروخت قانوناً اور شرعاً جائز ہے۔ ② دو افراد کے بیع کرنے کی مثال یہ ہے کہ ایک چیز دو افراد کی مشترکہ تھی۔ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو بتائے بغیر الگ الگ بیع کی' یا مثلاً: وکیل نے بیع کی اور مؤکل (مالک) نے بھی اس کو اطلاع دیے بغیر وہی چیز کسی اور کو بیچ دی تو جس نے پہلے بیع کی ہے' اس کی بیع صحیح قرار دی جائے گی' دوسرے کی بیع کالعدم ہو جائے گی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٢) - بَابُ بَيْعِ الْعُرْبَانِ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- بیعانہ کے ساتھ خرید وفروخت

۲۱۹۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ. قَالَ : بَلَغَنِي عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ

۲۱۹۲- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بیع عربان (بیعانہ کے ساتھ لین دین کرنے) سے منع فرمایا ہے۔

۲۱۹۱ـ [حسن] انظر الحديث السابق.

۲۱۹۲ـ [حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في العربان، ح:٣٥٠٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ:٢/٦٠٩، رواه مالك عن الثقة عنده (وهو ابن لهيعة كما في رواية ابن وهب) * وابن لهيعة صرح بالسماع، وتابعه الحارث بن عبدالرحمن بن أبي ذباب عند البيهقي وغيره، وإسناده حسن.

النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ.

۲۱۹۳- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ الرُّخَامِيُّ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، أَبُو مُحَمَّدٍ، كَاتِبُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرٍ الْأَسْلَمِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ.

۲۱۹۳- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بیع عربان سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: الْعُرْبَانُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ دَابَّةً بِمِائَةِ دِينَارٍ، فَيُعْطِيَهُ دِينَارَيْنِ عُرْبُوناً. فَيَقُولُ: إِنْ لَمْ أَشْتَرِ الدَّابَّةَ، فَالدِّينَارَانِ لَكَ.

ابوعبداللہ (امام ابن ماجہ ؒ) نے فرمایا: بیع عربان اسے کہتے ہیں کہ ایک آدمی کوئی جانور سو دینار کا خریدے اور اسے (بیچنے والے کو) دو دینار بیعانہ دے دے اور کہے: اگر میں نے یہ جانور نہ خریدا تو یہ دو دینار تیرے ہوں گے۔

وَقِيلَ: يَعْنِي، وَاللهُ أَعْلَمُ: أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الشَّيْءَ. فَيَدْفَعَ إِلَى الْبَائِعِ دِرْهَماً أَوْ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ. وَيَقُولَ: إِنْ أَخَذْتُهُ، وَإِلَّا فَالدِّرْهَمُ لَكَ.

ایک قول کے مطابق اس کا مطلب۔ واللہ أعلم، یہ ہے کہ آدمی کوئی بھی چیز خریدے اور بیچنے والے کو ایک درہم یا کم وبیش (پیشگی) ادا کر دے اور کہے: اگر میں نے یہ سودا لے لیا (اور بیع فسخ نہ کی) تو ٹھیک ہے ورنہ یہ درہم تیرا ہوگا۔

فائدہ: امیر صنعانی ؒ سبل السلام شرح بلوغ المرام میں اس بیع کی بابت یوں لکھتے ہیں: ''اس بیع کے جواز میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام شافعی ؒ نے منع کی حدیث کی وجہ سے اسے باطل قرار دیا ہے' اور اس وجہ سے بھی (باطل قرار دیا ہے) کہ اس میں ناجائز شرط اور دھوکا ہے۔ اور یہ کسی کا مال ناجائز طریقے سے کھانے میں شامل ہے۔'' یہ رائے صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ بیع فسخ ہونے کی صورت میں بیچنے والا جو رقم وصول کرتا ہے' اس کے عوض وہ خریدار کو کوئی مال یا فائدہ مہیا نہیں کرتا۔ اور بغیر معاوضے کے کسی کا مال لے لینا جائز نہیں' علاوہ ازیں بیع واپس کر لینا ثواب ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۱۹۹) اور بیعانہ کی یہ شرط اس لیے لگائی جاتی

۲۱۹۳- [حسن] والحديث السابق شاهد له.

ہے کہ خریدار خریدی ہوئی چیز واپس نہ کر دے' یہ نیکی سے پہلو تہی ہے جسے مستحسن قرار نہیں دیا جا سکتا۔

(المعجم ٢٣) - **بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ** (التحفة ٢٣)

باب:٢٣- کنکری والی بیع اور دھوکے کی بیع کی ممانعت

٢١٩٤- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ.

٢١٩٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع اور کنکری کی بیع سے منع فرمایا۔

٢١٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَالْعَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ. قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ عُتْبَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

٢١٩٥- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① دھوکے کی بیع میں وہ سب صورتیں شامل ہیں جن میں خریدی اور بیچی جانے والی چیز کی مقدار کا اندازہ نہ کیا جا سکتا ہو' مثلاً: دریا میں مچھلیوں کی فروخت' یا مادہ جانور کے پیٹ کے بچے کی خرید و فروخت۔ اسی طرح اس میں وہ اشیاء بھی شامل ہیں جنھیں خریدار کے حوالے کرنا ممکن نہ ہو' مثلاً: گم شدہ جانور کی فروخت۔ ② اگر جائز چیز کے ساتھ ضمناً ایسی چیز بھی فروخت ہو رہی ہو جس کی حقیقت معلوم نہ ہو تو وہ جائز ہے' مثلاً: حاملہ جانور فروخت کیا جائے تو اس کے ساتھ اس کے پیٹ کا بچہ بھی فروخت ہوتا ہے جسے الگ سے فروخت کرنا جائز نہیں لیکن ماں کے ساتھ اس کی بیع درست ہے۔ اسی طرح مکان فروخت کرتے وقت اس کی بنیادیں بھی ساتھ ہی فروخت ہو جاتی ہیں' حالانکہ ان کے بارے میں یہ اطمینان کرنا مشکل ہے کہ وہ کتنی گہری

٢١٩٤ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع الحصاة والبيع الذي فيه غرر، ح:١٥١٣ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٢١٩٥ـ [صحيح] أخرجه الدارقطني: ٣/ ١٥ من حديث الأسود بن عامر شاذان به، وضعفه البوصيري لضعف أيوب بن عتبة، والحديث السابق شاهد له.

اور کتنی موٹی ہیں۔ ③ کنکری کی بیع سے مراد لاٹری کی وہ صورتیں ہیں جو اس دور میں رائج تھیں' مثلاً: دکاندار گاہک سے کہتا کہ تم کنکری پھینکو جس چیز کو وہ کنکری لگے گی' میں وہ چیز تمھیں سو روپے کی دے دوں گا' جب کہ وہ چیزیں مقدار' معیار اور قدر وقیمت کے لحاظ سے مختلف ہوتیں۔ آج کے دور میں لاٹری کی بہت سی صورتیں رائج ہیں' جیسے بعض کمپنیاں اپنی مصنوعات کی فروخت میں اضافہ کرنے کے لیے انعامی سکیمیں شروع کر دیتی ہیں۔ یہ سب ''کنکری کی بیع'' کے حکم میں ہیں۔ ④ جاہلیت میں کنکری کی بیع کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ تم کنکری پھینکو جہاں تک کنکری پہنچے گی میں اتنی زمین تمھیں فلاں قیمت میں دے دوں گا۔ یہ بھی منع ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُونِ الْأَنْعَامِ وَضُرُوعِهَا وَضَرْبَةِ الْغَائِصِ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- مادہ جانور کے پیٹ کا بچہ یا اس کے تھنوں میں دودھ خریدنا اور غوطہ لگانے والے کے غوطے سے حاصل ہونے والی چیز خریدنے کی ممانعت کا بیان

٢١٩٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَهْضَمُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الْيَمَانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْبَاهِلِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُونِ الْأَنْعَامِ حَتَّى تَضَعَ، وَعَمَّا فِي ضُرُوعِهَا. إِلَّا بِكَيْلٍ. وَعَنْ شِرَاءِ الْعَبْدِ وَهُوَ آبِقٌ، وَعَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتَّى تُقْسَمَ، وَعَنْ شِرَاءِ الصَّدَقَاتِ حَتَّى تُقْبَضَ، وَعَنْ ضَرْبَةِ الْغَائِصِ.

۲۱۹۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کے پیٹ کے بچے خریدنے سے منع فرمایا جب تک وہ پیدا نہ ہو جائیں' اور ان کے تھنوں میں موجود (دودھ) کو خریدنے سے منع فرمایا مگر ماپ کر' اور غلام کو خریدنے سے منع فرمایا جب کہ وہ مفرور ہو' اور غنیمت کی اشیاء خریدنے سے منع فرمایا حتی کہ وہ تقسیم ہو جائیں' اور صدقات کی اشیاء خریدنے سے منع فرمایا حتی کہ وہ (مستحقین کے) قبضے میں آ جائیں' اور غوطہ مارنے والے کے غوطے (سے حاصل ہونے والی چیز کی پیشگی خریداری) سے منع فرمایا۔

٢١٩٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب في كراهية بيع المغانم حتى تقسم، ح: ١٥٦٣ من حديث حاتم به، وقال: "غريب، محمد بن إبراهيم الباهلي مجهول(تقريب) وفي شيخه نظر"، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن أبي شيبة: ١٣/ ٤٣٥ وغيره.

فائدہ: یہ سب صورتیں بیع غرر (دھوکے کی بیع) میں شامل ہیں' البتہ دودھ کو ماپ کر خریدا جائے تو اس میں غرر نہیں رہتا' اس لیے وہ درست ہے۔

٢١٩٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ.

۲۱۹۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حاملہ کا حمل بیچنے سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① [بَيْعُ حَبَلِ الْحَبَلَةِ] کا ایک مطلب یہ ہے کہ جانور کا بچہ پیدائش سے پہلے خریدا اور بیچا جائے' یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں غرر ہے۔ معلوم نہیں وہ بچہ مذکر ہوگا یا مؤنث' صحیح ہوگا یا عیب دار۔ ② اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز خرید کر ادائیگی کی میعاد کسی جانور کے بچہ دینے تک مقرر کی جائے۔ یہ مجہول مدت ہے' اس لیے یہ بھی منع ہے۔ ③ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ فلاں حاملہ جانور سے پیدا ہونے والا بچہ جب بڑا ہوکر بچہ دے گا' وہ جانور میں بیچتا ہوں' یا کسی دوسری چیز کی رقم کی ادائیگی اس وقت ہوگی۔ اس میں بھی غرر اور مدت نامعلوم ہے۔ معلوم نہیں اس حاملہ جانور سے مذکر پیدا ہوگا یا مؤنث' اور مؤنث ہوا تو اس سے کب بچہ پیدا ہوگا۔ ④ ادھار کی ادائیگی کے لیے مدت کا واضح تعین ہونا چاہیے' پھر اگر مقروض آدمی اس وقت ادا نہ کر سکے تو مزید مہلت مانگ لے۔ یا مدت کا تعین کیا ہی نہ جائے' مقروض اپنی سہولت کے مطابق ادا کر دے۔ مقروض کو اس طرح سہولت دینا بہت فضیلت والا عمل ہے' تاہم مقروض اس سہولت کی وجہ سے قرض کی ادائیگی سے بے نیاز نہ ہو جائے بلکہ قرض خواہ کے حق میں دعا کرتا رہے اور ادائیگی کے لیے مقدور بھر کوشش کرتا رہے۔ اس میں تساہل یا کوتاہی نہ کرے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- نیلامی والی بیع کا بیان

٢١٩٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَخْضَرُ ابْنُ عَجْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، عَنْ

۲۱۹۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر (مالی تعاون کا) سوال کیا۔ آپ ﷺ نے

٢١٩٧ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٢٩٣، البيوع، بيع حبل الحبلة، ح: ٤٦٢٧ من حديث سفيان به، وله شواهد عند البخاري وغيره.

٢١٩٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما تجوز فيه المسألة، ح: ١٦٤١ من حديث عيسى بن يونس به، وحسنه الترمذي، ح: ١٢١٨.

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهُ. فَقَالَ: «لَكَ فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ؟» قَالَ: بَلٰى. حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ. وَقَدَحٌ نَشْرَبُ فِيهِ الْمَاءَ. قَالَ: «ائْتِنِي بِهِمَا» قَالَ، فَأَتَاهُ بِهِمَا. فَأَخَذَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ. ثُمَّ قَالَ: «مَنْ يَشْتَرِي هٰذَيْنِ؟» فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ. قَالَ: «مَنْ يَزِيدُ عَلٰى دِرْهَمٍ؟» مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثاً. قَالَ رَجُلٌ: أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ. فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ وَأَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ، فَأَعْطَاهُمَا الْأَنْصَارِيَّ، وَقَالَ: «اشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَاماً فَانْبِذْهُ إِلَى أَهْلِكَ. وَاشْتَرِ بِالْآخَرِ قَدُومًا، فَأْتِنِي بِهِ» فَفَعَلَ. فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَشَدَّ فِيهِ عُودًا بِيَدِهِ وَقَالَ: «اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَلاَ أَرَاكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا» فَجَعَلَ يَحْتَطِبُ وَيَبِيعُ. فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ. فَقَالَ: «اشْتَرِ بِبَعْضِهَا طَعَامًا وَبِبَعْضِهَا ثَوْبًا». ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَجِيءَ وَالْمَسْأَلَةُ نُكْتَةٌ فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لاَ تَصْلُحُ إِلَّا لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ، أَوْ لِذِي غُرْمٍ مُفْظِعٍ، أَوْ دَمٍ مُوجِعٍ».

فرمایا: ''کیا تمھارے گھر میں تمھاری کوئی چیز موجود ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں! ایک کمبل ہے۔ ہم آدھا نیچے بچھاتے ہیں اور آدھا اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔'' وہ انھیں لے کر حاضر ہوا تو اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: ''یہ دونوں چیزیں کون خریدتا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: میں انھیں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے دو تین بار فرمایا: ''ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: میں انھیں دو درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے اسے دونوں چیزیں دے کر دو درہم لے لیے اور اس انصاری صحابی کو دے دیے اور فرمایا: ''ایک درہم کا کھانے پینے کا سامان لے کر گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کا کلہاڑا خرید کر میرے پاس لاؤ۔'' اس نے ایسے ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کلہاڑا لے کر اس میں اپنے ہاتھ سے دستہ لگایا اور فرمایا: ''جاؤ (جنگل سے) ایندھن کی لکڑیاں لایا کرو (اور بیچ کر ضروریات پوری کرو) اور پندرہ دن تک میں تمھیں نہ دیکھوں۔'' وہ ایندھن لا کر بیچنے لگا۔ (اس کے بعد) وہ حاضر ہوا تو اس کے پاس دس درہم (جمع ہو چکے) تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کچھ رقم کا کھانے کا سامان خرید لو اور کچھ رقم کا کپڑا خرید لو۔'' پھر فرمایا: ''یہ کام (محنت سے روزی کمانا) تیرے لیے اس بات سے بہت بہتر ہے کہ تو قیامت کے دن آئے تو مانگنے کی وجہ سے تیرا چہرہ داغ دار ہو۔ مانگنا صرف اس کے لیے جائز

ہے جسے مفلسی خاک نشین کر دے' یا جو انتہائی مقروض ہو'
یا جو خون کی وجہ سے پریشان ہو۔ (جس سے قتل سرزد
ہو گیا ہو اور وہ دیت ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو)۔"

فوائد و مسائل: ① جہاں تک ہو سکے محنت کر کے روزی کمانا اور سوال سے بچنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی آدمی صبح کے وقت اپنی پیٹھ پر ایندھن اٹھا لائے (اسے بیچ کر حاصل ہونے والی رقم سے) صدقہ کرے' اور لوگوں سے (مانگنے سے) مستغنی ہو جائے' یہ اس کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ کسی (غنی) آدمی سے مانگے' وہ چاہے اسے کچھ دے' چاہے نہ دے۔" (صحيح مسلم' الزكاة' باب كراهة المسألة للناس' حديث:١٠٤٢) ② جس شخص کے لیے سوال سے بچنا ممکن ہو' پھر بھی وہ مانگے تو قیامت کے دن اسے سزا ملے گی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے حتی کہ (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) وہ قیامت کے دن اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کے چہرے پر گوشت بالکل نہیں ہوگا۔" (صحیح مسلم' حدیث:١٠٤٠) ③ مصیبت زدہ مالی تعاون کے لیے اپیل کر سکتا ہے لیکن گداگری کو پیشہ بنانا حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سوال کرنا صرف تین میں سے کسی ایک آدمی کے لیے جائز ہے۔ ایک وہ شخص جس نے (کسی کے معاملات درست کرنے کے لیے) قرض لیا' (جو اس کی طاقت سے بڑھ کر تھا) اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے حتی کہ اتنی رقم حاصل کر لے' پھر رک جائے۔ ایک وہ شخص جس پر ایسی آفت آئی کہ سارا مال تباہ ہو گیا۔ اس کے لیے مانگنا جائز ہے حتی کہ زندگی کا سہارا (ضروریات پوری کرنے کے لیے کسی روزگار کا ذریعہ) پالے۔ ایک وہ شخص جو فقر و فاقہ کا شکار ہو گیا حتی کہ اس کی قوم کے تین عقل مند (معتبر) افراد یہ کہہ دیں کہ فلاں شخص واقعی فاقہ کشی کا شکار ہے۔" (صحيح مسلم' الزكاة' باب من تحل له المسألة' حديث:١٠٤٤)

(المعجم ٢٦) - بَابُ الْإِقَالَةِ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦- بیچی ہوئی چیز واپس لے لینا

٢١٩٩- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْخَطَّابِ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَقَالَ مُسْلِماً أَقَالَهُ اللهُ عَثْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

٢١٩٩- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی مسلمان کی بیع واپس کر لے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔"

٢١٩٩_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في فضل الإقالة، ح:٣٤٦٠ من حديث الأعمش به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وابن حزم وابن دقيق العيد * علته عنعنة الأعمش، تقدم، ح:١٧٨، وله شواهد ضعيفة.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني' رقم:۱۳۳۴' والصحیحة للألباني' رقم:۲۶۱۴' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۱۲/۴۰۱'۴۰۲) لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ ② اگر سودا کرتے وقت اختیار دیا جائے' یعنی ایک آدمی دوسرے کو کہہ دے کہ اگر تم چاہو تو سودا ختم کر سکتے ہو تو جتنی مدت مقرر کی ہے اس مدت کے اندر بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ ③ اگر شرط نہ ہوئی ہو' پھر خریدار خریدی ہوئی چیز واپس کرنا چاہے' یا بیچنے والا اسی قیمت پر واپس لینا چاہے تو دوسرے فریق کو چاہیے کہ اس کا مطالبہ تسلیم کر کے چیز یا رقم واپس کر دے۔ یہ بہت ثواب کا کام ہے۔ ④ بندہ دوسروں سے جس طرح کا سلوک کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس سے اسی طرح کا سلوک کرتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: [إِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ] (صحیح مسلم' الجنائز' باب البكاء على الميت' حدیث:۹۲۳) ''اللہ تعالیٰ اپنے رحم کرنے والے بندوں ہی پر رحم کرتا ہے۔''

(المعجم ۲۷) - بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُسَعِّرَ (التحفة ۲۷)

باب:۲۷-(سرکاری طور پر) قیمت مقرر کرنا

۲۲۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ وَحُمَيْدٍ وَثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: غَلاَ السِّعْرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ قَدْ غَلاَ السِّعْرُ، فَسَعِّرْ لَنَا. فَقَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ. إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى رَبِّي وَلَيْسَ أَحَدٌ يَطْلُبُنِي بِمَظْلِمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ».

۲۲۰۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک بار اشیاء کے) بھاؤ چڑھ گئے۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بھاؤ چڑھ گئے ہیں' آپ (اشیاء کے) بھاؤ مقرر کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بھاؤ مقرر کرنے والا ہے' وہی تنگی کرنے والا' فراخی کرنے والا اور رازق ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں جب اپنے رب سے ملوں گا تو کوئی شخص جان و مال کے بارے میں ظلم کی بنا پر مجھ سے کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں ہوگا۔''

۲۲۰۰ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التسعير، ح:۳۴۵۱ من حديث حماد به، وصححه الترمذي، ح:۱۳۱۴، وابن حبان (التلخيص الحبير)، وأورده الضياء المقدسي في الأحاديث المختارة.

۲۲۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: غَلَا السِّعْرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالُوا: لَوْ قَوَّمْتَ، يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أُفَارِقَكُمْ وَلَا يَطْلُبُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ بِمَظْلِمَةٍ ظَلَمْتُهُ».

۲۲۰۱- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں بھاؤ چڑھ گئے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کاش آپ قیمتیں مقرر فرما دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ میں تم سے جدا ہوں گا تو کوئی شخص مجھ سے کسی ظلم کی تلافی کا طلب گار نہیں ہوگا' جو ظلم میں نے اس پر کیا ہو۔''

فوائد و مسائل: ① تجارت کے معاملات طلب و رسد کے قوانین معیشت کے مطابق خود کار طریقے سے چلتے رہنا ملکی معیشت کے لیے مفید ہے۔ حکومت کو ان میں دخل اندازی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ② اگر تاجر ناجائز طور پر زیادہ منافع کے لالچ میں عوام کی ضروریات کا خیال نہ رکھیں تو حکومت سرکاری گوداموں سے سستا غلہ فراہم کر کے اس کا توڑ کر سکتی ہے۔ ③ حکومت کو چاہیے کہ تاجروں کے حقوق کے ساتھ ساتھ عوام کی ضروریات کا بھی خیال رکھے۔ جب ایک علاقے میں ضرورت کی کسی چیز کی کمی ہو جائے تو دوسرے علاقے سے لا کر وہاں مہیا کی جائے۔ ④ تاجروں کو چاہیے کہ زیادہ نفع کے لالچ میں عوام پر ظلم نہ کریں۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ السَّمَاحَةِ فِي الْبَيْعِ (التحفة ۲۸)

باب: ۲۸- خرید و فروخت میں نرم رویہ اختیار کرنا

۲۲۰۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانٍ الْبَلْخِيُّ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ فَرُّوخَ قَالَ: قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَدْخَلَ اللهُ الْجَنَّةَ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا، بَائِعًا وَمُشْتَرِيًا».

۲۲۰۲- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو جنت میں داخل کر دیا۔ وہ بیچتے وقت بھی نرمی کرتا تھا اور خریدتے وقت بھی۔''

۲۲۰۱ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۸۵، والخطيب في تاريخه: ۹/ ۴۵۱ من طريقين عن الجريري عن أبي نضرة به نحوه، والحديث السابق شاهد له.

۲۲۰۲ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ۷/ ۳۱۸، ۳۱۹، البيوع، حسن المعاملة والرفق في المطالبة، ح: ۴۷۰۰ من حديث إسماعيل ابن علية به * عطاء بن فروخ لم يلق عثمان رضي الله عنه، قاله ابن المديني، والحديث الآتي شاهد له.

۲۲۰۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ : حَدَّثَنَا أَبِي : حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «رَحِمَ اللهُ عَبْداً سَمْحاً إِذَا بَاعَ . سَمْحاً إِذَا اشْتَرَى . سَمْحاً إِذَا اقْتَضَى» .

۲۲۰۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت نرمی کرتا ہے' خریدتے وقت نرمی کرتا ہے اور جب تقاضا کرتا ہے تو نرمی کرتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کو نرمی پسند ہے کیونکہ اس سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے' جب کہ درشتی سے ایسے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں جو امن و امان کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔ ② لوگوں میں زیادہ جھگڑے لین دین کے معاملات میں ہوتے ہیں' جب ایک شخص کی غلطی کو دوسرا برداشت کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا اور فریقین میں سے ہر ایک اپنا فائدہ مدنظر رکھتا ہے' اس لیے ان معاملات میں تحمل و برداشت کی ضرورت زیادہ ہے۔ ③ بیچنے میں نرمی یہ ہے کہ قیمت میں مناسب رعایت دی جائے' ادھار لینے والے کو مہلت دی جائے' اگر خریدار نامناسب حد تک رعایت طلب کرے تو جھگڑنے کی بجائے نرمی سے معذرت کر لی جائے۔ اگر وہ خریدی ہوئی چیز واپس کرنا چاہے تو واپس لے لی جائے۔ ④ خریدنے میں نرمی یہ ہے کہ قیمت میں نامناسب حد تک رعایت کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ اگر خریدی جانے والی چیز میں کوئی معمولی عیب ہو تو نظر انداز کر دیا جائے۔ حتی الامکان نقد ادائیگی کی جائے۔ اگر دکاندار نامناسب رویہ اختیار کرے تو اس کے جواب میں تلخ کلامی نہ کی جائے۔ ⑤ تقاضا سے مراد اپنا حق طلب کرنا ہے' مثلاً: قرض کی واپسی کا مطالبہ۔ اور پیشگی قیمت ادا کرنے کی صورت میں خریدی ہوئی چیز مقررہ وقت پر مہیا کرنے کا مطالبہ۔ ⑥ تقاضا میں نرمی کا مطلب ہے دوسرے کے جائز عذر کو تسلیم کرتے ہوئے مناسب مہلت دینا۔ اور مطالبہ کرتے ہوئے اس کی عزت نفس کا خیال کرنا اور تلخ کلامی یا گالی گلوچ سے پرہیز کرنا۔ ⑦ خوش اخلاقی بہت بڑی نیکی ہے۔ ⑧ خوش اخلاق تاجر کے کاروبار میں برکت ہوتی ہے۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ السَّوْمِ (التحفة ۲۹)

باب: ۲۹- قیمت کے بارے میں بات چیت کرنا

۲۲۰۳ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب السهولة والسماحة في الشراء والبيع، ومن طلب حقًا فليطلبه في عفاف، ح: ۲۰۷٦ من حديث أبي غسان به.

٢٢٠٤- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ شَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ قَيْلَةَ أُمِّ بَنِي أَنْمَارٍ قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ عُمَرِهِ عِنْدَ الْمَرْوَةِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَبِيعُ وَأَشْتَرِي. فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَاعَ الشَّيْءَ سُمْتُ بِهِ أَقَلَّ مِمَّا أُرِيدُ. ثُمَّ زِدْتُ، ثُمَّ زِدْتُ حَتَّى أَبْلُغَ الَّذِي أُرِيدُ. وَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَ الشَّيْءَ سُمْتُ بِهِ أَكْثَرَ مِنَ الَّذِي أُرِيدُ. ثُمَّ وَضَعْتُ حَتَّى أَبْلُغَ الَّذِي أُرِيدُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَفْعَلِي يَا قَيْلَةُ إِذَا أَرَدْتِ أَنْ تَبْتَاعِي شَيْئًا فَاسْتَامِي بِهِ الَّذِي تُرِيدِينَ. أُعْطِيتِ أَوْ مُنِعْتِ». فَقَالَ: «إِذَا أَرَدْتِ أَنْ تَبِيعِي شَيْئًا فَاسْتَامِي بِهِ الَّذِي تُرِيدِينَ. أَعْطَيْتِ أَوْ مَنَعْتِ».

٢٢٠٤- حضرت قیلہ ام بنی انمار رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے کسی عمرے کے دوران میں مروہ کے قریب حاضر خدمت ہوئی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں خرید و فروخت کرنے والی عورت ہوں۔ میں جب کوئی چیز خریدنا چاہتی ہوں تو میں جو (قیمت ادا کرنا) چاہتی ہوں اس سے کم پر بات کرتی ہوں پھر بڑھتے بڑھتے اس قیمت تک پہنچ جاتی ہوں جو میرا (اصل) ارادہ ہوتا ہے۔ اور جب میں کوئی چیز بیچنا چاہتی ہوں تو میں جو (قیمت وصول کرنا) چاہتی ہوں اس سے زیادہ کی بات کرتی ہوں پھر کم کرتے کرتے اس قیمت تک پہنچ جاتی ہوں جو میرا ارادہ ہوتا ہے۔ (کیا یہ جائز ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیلہ! ایسے نہ کیا کرو۔ جب کوئی چیز خریدنا چاہو تو وہی قیمت پیش کرو جو تمھارا ارادہ ہے خواہ تمھیں وہ چیز (اس قیمت پر) ملے یا نہ ملے۔“ اور فرمایا: ”جب تم کوئی چیز بیچنا چاہو تو وہی قیمت طلب کرو جو تمھارا ارادہ ہے پھر خواہ (اس قیمت پر گاہک کے رضامند ہونے پر) فروخت کر دیا (اس کے رضامند نہ ہونے پر) فروخت نہ کرو۔“

٢٢٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ

٢٢٠٥- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک غزوے میں نبی ﷺ کے

٢٢٠٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٥/ ١٣ من حديث يعلى به، وهو لين الحديث كما في التقريب * وقال الذهبي في الكاشف: "قيلة أم بني أنمار صحابية، عنها عبدالله بن عثمان بن خيثم مرسلاً"، وقال البوصيري: "منقطع".

٢٢٠٥ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح: ٧١٥/ ١١٢ من حديث الجريري به مختصرًا، وعلقه البخاري، ح: ٢٧١٨.

أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةٍ. فَقَالَ لِي: «أَتَبِيعُ نَاضِحَكَ هٰذَا بِدِينَارٍ، وَاللهُ يَغْفِرُ لَكَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ نَاضِحُكَ إِذَا أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ. قَالَ: «فَتَبِيعُهُ بِدِينَارَيْنِ، وَاللهُ يَغْفِرُ لَكَ». قَالَ: فَمَا زَالَ يَزِيدُنِي دِينَاراً دِينَاراً وَيَقُولُ، مَكَانَ كُلِّ دِينَارٍ: «وَاللهُ يَغْفِرُ لَكَ» حَتَّى بَلَغَ عِشْرِينَ دِينَاراً. فَلَمَّا أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ أَخَذْتُ بِرَأْسِ النَّاضِحِ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «يَا بِلَالُ أَعْطِهِ مِنَ الْغَنِيمَةِ عِشْرِينَ دِينَاراً»، وَقَالَ: «انْطَلِقْ بِنَاضِحِكَ فَاذْهَبْ بِهِ إِلَى أَهْلِكَ».

ہمراہ تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ”کیا تم اپنا یہ اونٹ مجھے ایک دینار کے عوض فروخت کرتے ہو؟ اللہ تمھاری مغفرت کرے گا۔“ میں نے کہا: اللہ کے رسول! جب میں مدینہ پہنچ جاؤں گا تو یہ اونٹ آپ کا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اسے میرے ہاتھ دو دینار کے عوض فروخت کرتے ہو؟ اللہ تمھاری مغفرت کرے گا۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک ایک دینار کا اضافہ فرماتے رہے اور ہر دینار کے اضافے کے ساتھ فرماتے: ”اللہ تمھاری مغفرت کرے گا۔“ حتی کہ بیس دینار تک پہنچ گئے۔ جب میں مدینہ منورہ پہنچ گیا تو میں نے اونٹ کو اس کے سر سے پکڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا: ”بلال! اسے مال غنیمت میں سے بیس دینار دے دو۔“ (رقم کی ادائیگی کے بعد) آپ نے مجھ سے فرمایا: ”اپنا اونٹ لے لو اور اسے اپنے گھر لے جاؤ۔“

فوائد و مسائل: ① حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوگئے تھے اور ان کی چھ یا نو بیٹیاں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بہنیں ان کی زیر کفالت تھیں۔ (صحیح البخاري، المغازي، باب ﴿إذهمت طائفتان منكم أن تفشلا......﴾، حديث: ۴۰۵۲) اس لیے رسول اللہ ﷺ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خاص طور پر خبر گیری فرماتے تھے۔ ② اگر خریدار محسوس کرے کہ بیچنے والا اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے اپنی چیز کی قیمت جائز حد سے بہت کم طلب کر رہا ہے تو احسان کا تقاضا ہے کہ اسے پوری قیمت دی جائے۔ ③ قیمت پہلے وصول کر کے سامان بعد میں خریدار کے حوالے کرنا جائز ہے اگرچہ وہ چیز اس وقت بھی بیچنے والے کے پاس موجود ہو لیکن اس شرط میں خریدار اور فروخت کار دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ ④ مستحق پر اس انداز سے احسان کرنا کہ بظاہر وہ کاروباری معاملہ معلوم ہو اور ممنونِ احسان شخص شرمندگی محسوس نہ کرے بہت عالی ظرفی ہے۔

٢٢٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسَهْلُ ابْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى: أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ نَوْفَلِ ابْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ السَّوْمِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ. وَعَنْ ذَبْحِ ذَوَاتِ الدَّرِّ.

٢٢٠٦- حضرت علی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سورج طلوع ہونے سے پہلے (کسی چیز کا) مول کرنے سے اور دودھ دیتا جانور ذبح کرنے سے منع فرمایا۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَيْمَانِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠- خرید وفروخت کے وقت قسمیں کھانا مکروہ ہے

٢٢٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلاَثَةٌ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلاَ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلاَ يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلاَةِ يَمْنَعُهُ ابْنَ السَّبِيلِ. وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلاً سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا. فَصَدَّقَهُ، وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ. وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا، لاَ يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا. فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ لَهُ».

٢٢٠٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا' نہ ان کی طرف دیکھے گا' نہ انھیں پاک کرے گا' اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ آدمی جس کے پاس صحرا میں (چشمے وغیرہ کا) پانی' اس کی ضرورت سے زائد ہے اور وہ مسافر کو اس کے استعمال سے منع کرتا ہے۔ (دوسرا) وہ آدمی جس نے عصر کے بعد کسی کے ہاتھ سودا بیچا اور اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ اس نے اتنی قیمت میں اسے خریدا ہے۔ خریدار نے اسے سچ سمجھ لیا' حالانکہ حقیقت اس کے خلاف تھی۔ اور (تیسرا) وہ آدمی جو کسی امام (اسلامی حکمران) کی بیعت کرتا ہے اور وہ صرف حصول دُنیا کے لیے اس کی بیعت کرتا ہے' اگر امام اسے دنیا (کا

٢٢٠٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل: ٣/ ٩٩٥ (ترجمة الربيع بن حبيب) من حديث عبيدالله بن موسٰى به، وقال: "هٰذه الأحاديث . . . ليست بالمحفوظة" * نوفل مستور(تقريب)، والحديث ضعفه البوصيري.

٢٢٠٧ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية وتنفيق السلعة بالحلف . . . الخ، ح: ١٠٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

مال) دے دے تو وفا کرتا ہے اور اگر امام اسے دنیا کا مال نہ دے تو وہ بیعت پر قائم نہیں رہتا (امام کی اطاعت نہیں کرتا۔")

فوائد و مسائل: ① کلام نہ کرنے اور نظر نہ کرنے سے مراد رحمت سے کلام کرنا اور رحمت کی نظر کرنا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ ہر نیک و بد سے حساب تو ضرور لے گا' اور اس کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ بھی نہیں ہو سکتی۔ ارشاد نبوی ہے: "تم میں سے ہر شخص سے اس کا رب (براہ راست) ہم کلام ہوگا' اس کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا......" (صحیح البخاري' التوحید' باب کلام الرب تعالیٰ یوم القیامة مع الأنبیاء و غیرهم' حدیث:۷۵۱۲' وصحیح مسلم' الزکاۃ' باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة......' حدیث:۱۰۱۶) ② پاک نہ کرنے سے مراد گناہ معاف نہ کرنا ہے۔ ③ پیاسے کو پانی پلانا بڑی نیکی ہے' خاص طور پر جہاں پانی آسانی سے نہ ملتا ہو' وہاں دوسرے کو پانی پلا دینا بہت بڑے ثواب کا باعث ہے۔ ④ صحرا میں پانی کا چشمہ اللہ کا فضل ہے' کسی کا اس پر قبضہ کر کے بیٹھ رہنا اور ضرورت مندوں کو پانی لینے سے روکنا انتہائی کم ظرفی ہے۔ ⑤ جھوٹی قسم کھانا گناہ ہے۔ عصر کے بعد جھوٹی قسم کھانا زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اور پھر اتنا بڑا گناہ چند پیسوں کے متوقع مفاد کے لیے کیا گیا ہے کیونکہ یہ بات یقینی نہیں کہ گاہک اس کی جھوٹی قسم سے متاثر ہو کر اس سے سودا خرید ہی لے گا۔ ایسی صورت میں جھوٹی قسم انتہائی بری حرکت ہے' اس لیے اس کی سزا بھی شدید ہے۔ ⑥ مسلمان خلیفہ کی بیعت اسلامی سلطنت کے تحفظ اور ترقی کے لیے کی جاتی ہے اور اس میں تمام مسلمانوں کا دینی اور دنیوی فائدہ ہے۔ ایسے عظیم عمل میں دنیا کو سامنے رکھنا اور دنیا کا مال نہ ملنے پر بیعت توڑ کر بغاوت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس شخص کو آخرت کی کوئی پروا نہیں اور دنیا کے ذاتی مفاد کے لیے وہ مسلمانوں کا اجتماعی مفاد خطرے میں ڈال سکتا ہے۔ ایسی حرکت کی برائی محتاج وضاحت نہیں۔ ⑦ کفر و شرک سے کم تر کبیرہ گناہ بھی ایسے شدید ہو سکتے ہیں جن کی وجہ سے جہنم کا طویل اور شدید عذاب برداشت کرنا پڑے' تاہم دائمی عذاب صرف کافر اور شرک اکبر کے مرتکب مشرک ہی کے لیے ہے۔

۲۲۰۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۲۲۰۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا' نہ ان کی طرف دیکھے گا' نہ انھیں پاک کرے گا' اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔" میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہیں؟ وہ تو

۲۲۰۸ـ أخرجه مسلم، الإيمان، الباب السابق، ح: ۱۰۶ من حديث علي بن مدرك به.

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» فَقُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا. قَالَ: «الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ».

ناکام رہے اور بہت خسارے میں رہے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنا تہبند (ٹخنوں سے نیچے تک) لٹکانے والا‘ (کوئی چیز) دے کر احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی رغبت دلانے والا۔“

فوائد و مسائل: ① مرد کے لیے تہبند‘ شلوار اور پتلون وغیرہ کو اتنا نیچے تک رکھنا حرام ہے جس سے ٹخنے چھپ جائیں۔ جس عمل کی اتنی سخت سزا مقرر ہے اسے محض مکروہ قرار دینا درست نہیں۔ ② تہبند کو اتنا نیچے رکھنا اس لیے حرام ہے کہ وہ تکبر کا مظہر ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”اپنا تہبند آدھی پنڈلی تک اونچا رکھ‘ اگر یہ نہ ہو تو ٹخنوں تک اونچا رکھ اور (اس سے نیچے تک) تہبند لٹکانے سے اجتناب کر کیونکہ یہ تکبر ہے‘ اور اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں۔“ (سنن أبي داود‘ اللباس‘ باب ماجاء في إسبال الإزار‘ حديث:٤٠٨٤) ③ مومن جب کسی سے نیکی کرے تو اس کی نیت اللہ کی رضا کا حصول ہونا چاہیے۔ ④ اللہ کے نام کی جھوٹی قسم کھانا‘ اللہ کے مقدس نام کے احترام کے منافی ہے۔ اور اللہ کے نام کی بے حرمتی کبیرہ گناہ ہے۔

٢٢٠٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى. ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِيَّاكُمْ وَالْحَلْفَ فِي الْبَيْعِ. فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ».

٢٢٠٩- حضرت ابو قتادہ حارث بن ربعی انصاری ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فروخت کرتے وقت قسم کھانے سے اجتناب کرو‘ یہ سودے میں رغبت پیدا کرتی ہے (جس سے پہلے پہل سودا زیادہ بکتا ہے) پھر برکت کو ختم کر دیتی ہے۔“

٢٢٠٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩٨،٢٩٧ من حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسماع، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ١٦٠٧ وغيره عن معبد بن كعب به.

فوائد و مسائل: ① سچی قسمیں بھی کم سے کم ہی کھانا مناسب ہے۔ سامان بیچنے کے لیے بلاضرورت قسمیں کھاتے چلے جانا اچھی عادت نہیں۔ ② حدیث کے الفاظ: [فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ] کا یہ مطلب بھی ہے کہ پہلے پہلے سودا زیادہ بکتا ہے کیونکہ لوگ اس کی قسموں سے متاثر ہو جاتے ہیں' بعد میں جب حقیقت کھل جاتی ہے کہ قسمیں کھانا تو اس کی عادت ہے تو پھر اس سے متاثر نہیں ہوتے بلکہ اس کا کاروبار پہلے سے بھی کم ہو جاتا ہے اور لوگ اس سے سودا لینے سے اجتناب کرنے لگتے ہیں۔

(المعجم ٣١) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا أَوْ عَبْدًا لَهُ مَالٌ** (التحفة ٣١)

باب: ٣١- کھجور کے بارآ ور درخت کی اور مال والے غلام کی فروخت

٢٢١٠- **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ. قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اشْتَرَى نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

٢٢١٠- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے بارآ ور کیا ہوا کھجور کا درخت خریدا تو اس (درخت) کا پھل بیچنے والے کا ہے الا یہ کہ خریدار شرط کر لے (کہ میں درخت پھل سمیت خرید رہا ہوں)۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

امام ابن ماجہ نے محمد بن رمح کے واسطے سے بھی نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

فوائد و مسائل: ① درختوں کا پھل اس وقت بننا شروع ہوتا ہے جب پھول کے نر حصے کا زردانہ مادہ حصے کی ڈنڈی کے سرے تک پہنچ جائے۔ عام درختوں میں ایک ہی پھول میں نر اور مادہ حصے ہوتے ہیں' اس طرح مادہ پھول آسانی سے بارآ ور ہو جاتا ہے جو بعد میں پھل بن جاتا ہے۔ بعض پودوں میں نر پھول الگ ہوتے ہیں اور مادہ پھول الگ۔ ان میں حشرات اور ہوا کے ذریعے سے نر پھول کا زردانہ مادہ پھول تک پہنچ جاتا ہے اور پھل بننا شروع ہو جاتا ہے۔ کھجور کے درخت میں نر پھول ایک درخت پر لگتے ہیں اور مادہ پھول دوسرے درخت پر۔ ان میں اگر ہوا اور حشرات کے ذریعے سے بارآ وری پر اعتماد کیا جائے تو پھل بہت کم لگتا ہے' اس لیے نر درخت کے پھول لے کر مادہ درخت پر چڑھ کر اس کے پھولوں پر چھڑکے جاتے ہیں۔ اس طرح پھل زیادہ لگتا ہے۔

٢٢١٠ـ أخرجه البخاري، باب من باع نخلاً قد أبرت أو أرضًا مزروعة بإجارة، ح: ٢٢٠٤، ومسلم، البيوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح: ١٥٤٣ من حديث مالك به، وأخرجاه البخاري، ح: ٢٢٠٦ من حديث الليث به، ومسلم، ح: ١٥٤٣ عن ابن رمح وغيره.

عربی میں اسے تأبیر کہتے ہیں۔ ② تأبیر ایک مشقت طلب کام ہے اور اس پر پیداوار کی مقدار کا انحصار ہے' اس لیے اگر تأبیر کے بعد درخت بیچا جائے تو بیچنے والے کی محنت ضائع جاتی ہے' چنانچہ سودا کرتے وقت یہ وضاحت ہونی چاہیے کہ صرف درخت بیچا جا رہا ہے یا اس کا پھل بھی۔ اگر وضاحت نہ کی گئی ہو تو صرف درخت فروخت ہوگا' اس کا پھل بدستور بیچنے والے کی ملکیت رہے گا' البتہ آئندہ سالوں میں جب خریدار تأبیر کرے گا تو پھل کا مستحق بھی وہی ہوگا۔

٢٢١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، جَمِيعاً عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ بَاعَ نَخْلاً قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلَّذِي بَاعَهَا. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ. وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ، فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

٢٢١١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کھجور کے درخت بیچے جب کہ ان کی تابیر ہو چکی تھی تو ان کا پھل بیچنے والے کا ہے' سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط کر لے۔ اور جس نے کوئی غلام خریدا جس کے پاس کچھ مال تھا تو اس کا مال بیچنے والے کا ہے' سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط کر لے۔''

فوائد و مسائل: ① غلام کو اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے بعض اوقات مال کی ضرورت ہوتی ہے اور مالک مناسب مقدار میں رقم اس کے تصرف میں دے دیتا ہے۔ یا مالک اپنا دل خوش کرنے کے لیے یا غلام کی خدمت پر خوش ہو کر اس کی حوصلہ افزائی کے لیے کوئی زیور پہنا دیتا ہے تو یہ مال مالک ہی کا رہتا ہے' جب غلام بیچا جائے گا تو یہ مال ساتھ نہیں جائے گا۔ ② اگر خریدار وضاحت کرے کہ میں مال سمیت غلام خرید رہا ہوں یا پھل سمیت درخت خرید رہا ہوں تو ظاہر ہے قیمت میں اس لحاظ سے اضافہ ہو جائے گا۔ اس صورت میں شرط کے مطابق مال یا پھل خریدار کا ہوگا۔ ③ خرید و فروخت کے دوران میں ان معاملات کی وضاحت ہو جانی ضروری ہے جن کی وجہ سے بعد میں اختلافات اور جھگڑے پیدا ہو سکتے ہیں۔

٢٢١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ:

٢٢١٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٢٢١١ـ أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح:٢٣٧٩، ومسلم، البيوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح:١٥٤٣/ ٨٠ من حديث الليث به، أخرجه مسلم من حديث سفيان ابن عيينة به مختصرًا.

٢٢١٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٧٨ عن محمد بن جعفر به، وهو في السنن الكبرٰى للنسائي،◄◄

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ بَاعَ نَخْلاً وَبَاعَ عَبْداً جَمَعَهُمَا [جَمِيعاً]».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کھجور کے درخت بیچے اور غلام بیچے......'' نافع رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دونوں جملے اکٹھے (ایک جملے کی صورت میں) روایت کیے۔

فوائد و مسائل: یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت سالم رحمہ اللہ (بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے بھی روایت کی ہے اور حضرت نافع رحمہ اللہ نے بھی۔ سالم نے حدیث الگ الگ دو جملوں کی صورت میں بیان کی ہے۔ ① جس نے کھجور کے درخت بیچے...... الخ ② جس نے کوئی غلام بیچا...... الخ، جب کہ حضرت نافع نے ایک جملے کی صورت میں حدیث بیان کی یعنی یوں فرمایا: ''جس نے کھجور کے درخت بیچے اور غلام بیچا (تو ان کا پھل اور اس کا مال بیچنے والے کا ہے۔'') دیکھیے: (انجاح الحاجه حاشیه' سنن ابن ماجه ' از عبدالغنی دهلوی رحمہ اللہ)

٢٢١٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ خَالِدٍ النُّمَيْرِيُّ أَبُو الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثَمَرِ النَّخْلِ لِمَنْ أَبَّرَهَا. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ. وَأَنَّ مَالَ الْمَمْلُوكِ لِمَنْ بَاعَهُ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

٢٢١٣- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ کھجور کے درختوں کا پھل تأبیر کرنے والے کا ہے' سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط کر لے۔ اور غلام کا مال بیچنے والا کا ہے' سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط کر لے۔

فائدہ: دیکھیے' فوائد حدیث: ٢٢١١۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا (التحفة ٣٢)

باب: ٣٢- پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت

٢٢١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا

٢٢١٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

ح: ٤٩٨٢، أطول منه.

٢٢١٣- [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٥/ ٣٢٦، ٣٢٧ من حديث الفضيل به مطولاً * إسحاق أرسل عن عبادة وهو مجهول الحال (تقريب).

٢٢١٤- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٢٦٢، البيوع، بيع الثمر قبل أن يبدو صلاحه، ح: ٤٥٢٣ من حديث

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَةَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا». نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل اس وقت تک نہ بیچو جب تک ان کا صحیح ہونا ظاہر نہ ہو جائے۔'' نبی ﷺ نے بیچنے والے اور خریدنے والے (دونوں) کو منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① درختوں پر لگا ہوا پھل خریدنا اور بیچنا درست ہے۔ ② جب درختوں پر پھول آتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ پھل بہت زیادہ لگے گا لیکن ان میں سے بہت سے پھول جھڑ جاتے ہیں۔ آندھی سے بھی بہت سے پھل' جو ابھی بن رہے ہوتے ہیں اور بہت چھوٹے ہوتے ہیں' گر جاتے ہیں' اس کے بعد بسا اوقات بارش سے بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ جو پھل ان سب آفتوں سے بچ جاتے ہیں' خریدنے والے کو اصل میں وہی ملتے ہیں' اس لیے باغ کا پھل اس وقت بیچنا چاہیے جب یہ مراحل گزر جائیں اور واضح اندازہ ہو سکے کہ اس قدر پھل حاصل ہونے کی توقع ہے۔ اسی بات کو حدیث میں ''پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے'' سے تعبیر کیا گیا ہے ③ جو پھل کچے بھی استعمال ہوتے ہیں انھیں بھی اس وقت بیچنا اور خریدنا چاہیے جب وہ قابل استعمال ہو جائیں یا اس کے قریب ہو جائیں۔ ④ اگر پھل اس وقت بیچا گیا جب عام طور پر وہ خطرات کی زد سے باہر ہو جاتا ہے لیکن خلاف توقع بارش' آندھی یا زلزلے وغیرہ سے نقصان ہو گیا تو بیچنے والے کو چاہیے کہ خریدار کو قیمت میں مناسب حد تک رعایت دے۔

٢٢١٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ».

٢٢١٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل نہ بیچو حتی کہ ان کی صلاحیت (اور درستی) ظاہر ہو جائے۔''

٢٢١٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ

٢٢١٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے پھل بیچنے سے منع فرمایا حتی کہ ان کی درستی ظاہر

◄◄ الليث به، وله طرق عند البخاري ومسلم وغيرهما عن نافع عن ابن عمر به نحو المعنٰى.

٢٢١٥ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٣٨ من حديث ابن وهب به.

٢٢١٦ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب أو الفضة، ح: ٢١٨٩ من حديث ابن جريج به مطولاً.

عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ.

ہو جائے۔

٢٢١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى تَزْهُوَ. وَعَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ حَتَّى يَسْوَدَّ، وَعَنْ بَيْعِ الْحَبِّ حَتَّى يَشْتَدَّ.

۲۲۱۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے پھلوں کی فروخت سے منع فرمایا حتی کہ ان کا رنگ بدل جائے' اور انگوروں کی فروخت سے منع فرمایا حتی کہ وہ سیاہ ہو جائیں' اور غلے (گندم اور جو وغیرہ) کی فروخت سے منع فرمایا حتی کہ وہ سخت ہو جائے۔

فوائد و مسائل: ① مختلف اجناس کا قابل فروخت ہونا مختلف انداز سے ظاہر ہوتا ہے۔ ② باغ کے پھل جب کچے ہوتے ہیں تو سبز ہوتے ہیں' بعد میں آہستہ آہستہ ان کا اصلی رنگ ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت ان کے ضائع ہونے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ اس وقت ان پھلوں کو بیچنا درست ہے۔ رنگ بدلنے سے اصل مقصد یہی ہے کہ اتنے بڑے ہو جائیں کہ موسمی خطرات سے نکل آئیں۔ ③ گندم وغیرہ کی بالیوں میں دانے نرم و نازک ہوتے ہیں' بعد میں آہستہ آہستہ سخت ہو جاتے ہیں۔ اس وقت ان کے ضائع ہونے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ کھیت میں کتنی پیداوار ہوگی۔ اس وقت کھڑی فصل بیچنا جائز ہے' اس سے پہلے نہیں۔ ④ پھل یا فصل کی صلاحیت ظاہر ہونے کے بعد بھی فروخت کرنے کے بعد اگر کوئی آفت آجائے' مثلاً: آندھی طوفان وغیرہ جس سے فصل تباہ ہو جائے تو فروخت کرنے والے کو چاہیے کہ قیمت وصول نہ کرے' اگر وصول کر لی ہے تو واپس کر دے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۲۱۹) ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود معناً صحیح' قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:۲۲۱۷' والإرواء للألباني' رقم:۱۳۶۴' ۱۳۶۶' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۱۲/۲۷)

(المعجم ٣٣) - بَابُ بَيْعِ الثِّمَارِ سِنِينَ وَالْجَائِحَةِ (التحفة ٣٣)

باب:۳۳- آئندہ سالوں کی فصل (پیشگی) فروخت کرنا اور فصل پر آفت کا آجانا

٢٢١٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ح: ٣٣٧١ من حديث حماد بن سلمة به، وحسنه الترمذي، ح: ١٢٢٨، وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي * لم أجد تصريح سماع حميد الطويل، تقدم، ح: ٨٦٦، فالسند معلل.

۲۲۱۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ.

۲۲۱۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی سال کا (آئندہ پیدا ہونے والا) پھل فروخت کرنے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① کئی سال کی بیع سے مراد یہ ہے مثلاً: آئندہ دو تین سال کا پھل پہلے ہی بیچ کر قیمت وصول کرلے یہ منع ہے۔ ② اس کی ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ آئندہ سالوں میں پیداوار کیسی ہوگی، ہوگی بھی یا نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پھل آ کر تباہ ہوجائے اور خریدار کی رقم ضائع ہوجائے۔ اس لحاظ سے یہ بیع غرر (دھوکے کی بیع) میں شامل ہے۔ ③ بیع غرر کی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۱۹۴ تا ۲۱۹۷۔

۲۲۱۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ بَاعَ ثَمَرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ، فَلاَ يَأْخُذْ مِنْ مَالِ أَخِيهِ شَيْئًا. عَلاَمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ؟».

۲۲۱۹- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص (باغ کا) پھل فروخت کرے، پھر اس پر آفت آجائے تو اس (بیچنے والے) کو چاہیے کہ اپنے بھائی کے مال سے کچھ نہ لے (اس کی قیمت وصول نہ کرے۔) وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال کس وجہ سے لیتا ہے؟''

فوائد ومسائل: ① رقم مال کے بدلے لی جاتی ہے۔ جب باغ کا پھل بیچا گیا، اس وقت پھل قابل استعمال نہیں تھا۔ گویا خریدار نے وصول نہیں کیا بلکہ یہ صرف وعدہ ہے کہ پھل تمھیں ملے گا، پھر جب پھل ضائع ہوگیا تو خریدار کو کچھ نہیں ملا، جب کہ رقم وہ پیشگی ادا کرچکا ہے یا ادا کرنے کا وعدہ کرچکا ہے۔ اس طرح وہ صرف رقم ادا کرے گا اور وصول کچھ نہیں کرے گا، یہ ناجائز ہے۔ ② ''وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال کس وجہ سے لیتا ہے؟'' اس میں یہی اشارہ ہے کہ مال لے کر اس کے عوض کیا دیا ہے؟ ظاہر ہے کہ مال کے بدلے خریدار کو کچھ نہیں ملا تو

۲۲۱۸- أخرجه مسلم، المساقاة، باب وضع الجوائح، ح: ۱۵۵٤/ ۱۷ من حديث سفيان بن عيينة به بلفظ: "أن النبي ﷺ أمر بوضع الجوائح"، والمعنٰى واحد.

۲۲۱۹- أخرجه مسلم، المساقاة، باب وضع الجوائح، ح: ۱۵۵٤/ ۱٤ من حديث ابن جريج به بألفاظ مختلفة، والمعنٰى واحد.

پھر قیمت کس چیز کی لے رہا ہے؟ یعنی اس صورت میں قیمت نہ لی جائے اگر لے لی گئی ہو تو واپس کر دی جائے۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ (التحفة ٣٤)

باب:۳۴- جھکتا تولنا چاہیے

٢٢٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ. فَجَاءَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَسَاوَمَنَا سَرَاوِيلَ. وَعِنْدَنَا وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا وَزَّانُ زِنْ وَأَرْجِحْ».

۲۲۲۰- حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اور حضرت مَخرفَہ عبدی رضی اللہ عنہ ہجر (کے شہر) سے کپڑا لائے۔ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم سے ایک شلوار کا سودا کیا۔ ہمارے پاس ایک تولنے والا تھا جو اجرت پر تولتا تھا۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ”اے تولنے والے! وزن کر اور جھکتا تول۔“

فوائد ومسائل: ① کپڑے کی تجارت شرعاً جائز ہے۔ ② درآمد اور برآمد کا کاروبار جائز ہے۔ ③ شلوار ایک اچھا لباس ہے۔ ④ ماپنے تولنے کی اجرت لینا جائز ہے اور اسی طرح ہر وہ کام جس میں جسمانی محنت ہو اور وہ شرعی لحاظ سے جائز ہو اس کی مزدوری لینا درست ہے۔ ⑤ تولتے وقت جھکتا تولنا حسن اخلاق میں شامل ہے لیکن کم تول کر دینا بد دیانتی اور کبیرہ گناہ ہے۔

٢٢٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ. قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ. قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكًا، أَبَا صَفْوَانَ

۲۲۲۱- حضرت ابو صفوان بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے ہجرت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ ایک پاجامہ فروخت کیا۔ آپ نے (اس کی قیمت کے طور پر سونا، چاندی یا غلہ) مجھے

٢٢٢٠- [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجحان في الوزن والوزن بالأجر، ح: ٣٣٣٦ من حديث سفيان الثوري به، وصححه الترمذي، ح: ١٣٠٥، وابن حبان (موارد)، ح: ١٤٤٤، وابن الجارود * سفيان تابعه قيس بن الربيع، والحديث الآتي شاهد له.

٢٢٢١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، الباب السابق، ح: ٣٣٣٧ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم: ٢/ ٣٠، ٣١ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

ابْنَ عُمَيْرَةَ قَالَ: بِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ رِجْلَ سَرَاوِيلَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ. فَوَزَنَ لِي، فَأَرْجَحَ لِي.

تول کر عطا فرمایا اور جھکتا ہوا تولا۔

فوائد ومسائل: ① سَرَاوِيل کا ترجمہ شلوار یا پاجامہ دونوں طرح درست ہے۔ مختلف علاقوں میں اس کی شکل وصورت میں فرق کی بنا پر اس کا نام بھی مختلف ہوسکتا ہے۔ ② خرید وفروخت میں حسن اخلاق کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

٢٢٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوا».

٢٢٢٢- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم تولو تو جھکتا ہوا تولو۔“

(المعجم ٣٥) - بَابُ التَّوَقِّي فِي الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- ماپ تول میں احتیاط کرنا

٢٢٢٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ ابْنِ الْحَكَمِ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلِ بْنِ خُوَيْلِدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنِي يَزِيدُ النَّحْوِيُّ أَنَّ عِكْرِمَةَ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ كَانُوا مِنْ أَخْبَثِ النَّاسِ كَيْلًا. فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ [المطففين:١] فَأَحْسَنُوا الْكَيْلَ

٢٢٢٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو (مدینے کے) لوگوں کا ماپ انتہائی برا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ ”ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔“ تو انھوں نے اچھے طریقے سے ماپنا شروع کر دیا۔

٢٢٢٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الضياء في المختارة (كما في كنز العمال، ح: ٩٤٤٢)، وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد صحيح على شرط البخاري'.

٢٢٢٣ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، التفسير، سورة المطففين، ح: ١١٥٩٠ عن محمد بن عقيل به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٧٧٠، والحاكم: ٢/ ٣٣، والذهبي، وحسنه البوصيري.

بَعْدَ ذٰلِكَ .

فوائد و مسائل: ① کَیل کا مطلب ٹوپے وغیرہ سے کسی چیز کی مقدار معلوم کرنا ہے۔ اہل عرب غلہ وغیرہ تولنے کے بجائے ماپ کر خرید بیچ لیتے تھے۔ ہمارے ہاں دیہات میں یہ رواج باقی ہے۔ مائعات (تیل' پٹرول وغیرہ) تو ہر جگہ ماپ کر ہی فروخت ہوتی ہیں۔ ② اہل مدینہ کا ماپ برا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ماپتے وقت بہت بے احتیاطی کرتے تھے جس سے ماپی ہوئی چیز وصول کرنے والے کو نقصان ہوتا تھا۔ ③ جان بوجھ کر کم ماپنا یا کم تولنا بڑا گناہ ہے لیکن احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے کسی کا نقصان ہو جانا بھی بری بات ہے۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کے احکام اور نبی ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے تھے بلکہ فوراً عمل کرتے تھے۔ مسلمانوں کا یہی رویہ ہونا چاہیے۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ (التحفة ٣٦)

باب: ۳۶- دھوکا دینے کی ممانعت کا بیان

٢٢٢٤ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَاماً . فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ . فَإِذَا هُوَ مَغْشُوشٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ» .

۲۲۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو غلہ فروخت کر رہا تھا۔ آپ نے اس (غلے) میں ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ اس میں دھوکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دھوکا دے' وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① عالم اور حکمران کو عوام کے حالات سے براہ راست آگاہی حاصل کرنا اور ان کی غلطیوں پر بروقت تنبیہ کرنا ضروری ہے۔ ② غلے میں دھوکا یہ تھا کہ بارش میں کچھ غلہ بھیگ گیا تھا۔ غلے کے مالک نے خشک غلہ اوپر کر دیا' اس طرح گیلا نیچے چھپ گیا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الإیمان' باب قول النبي ﷺ من غشنا فلیس منا' حدیث:۱۰۱) ③ دھوکے کی کئی صورتیں ہیں' وہ سب حرام ہیں' مثلاً: جھوٹ کو چرب زبانی سے سچ ثابت کرنے کی کوشش کرنا' باطل کو حق کے رنگ میں پیش کرنا' سودے کا عیب ظاہر نہ کرنا اور اچھے مال میں ادنیٰ اور نکما مال ملا کر عمدہ مال کی قیمت وصول کرنا۔ وغیرہ۔ ④ ''ہم میں سے نہیں۔'' کا مطلب ہے کہ وہ مومنوں کے طریقے پر نہیں۔ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں [فَلَيْسَ مِنِّي] ''وہ مجھ سے نہیں'' اس کا بھی یہی

٢٢٢٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب النهي عن الغش، ح: ٣٤٥٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه الحاكم: ٢/ ٨، ٩ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، أخرجه مسلم، ح: ١٠٢ وغيره عن إسماعيل بن جعفر عن العلاء به نحو المعنى.

مطلب ہے کہ وہ میرے طریقے پر نہیں، میرے امتی کو یہ حرکت زیب نہیں دیتی، اس لیے ہر مسلمان کو ہر قسم کی دھوکا دہی سے اجتناب کرنا چاہیے۔⑤ امتحان میں ناجائز ذرائع، نقل وغیرہ اختیار کرنا، یا ممتحن کا طالب علم کو اس کے استحقاق سے زیادہ نمبر دے دینا بھی دھوکے میں شامل ہے۔ اس سے مستحق افراد کی حق تلفی ہوتی ہے۔

٢٢٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ [أَبِي] دَاوُدَ، عَنْ أَبِي الْحَمْرَاءِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِجَنَبَاتِ رَجُلٍ عِنْدَهُ طَعَامٌ فِي وِعَاءٍ. فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ. فَقَالَ: «لَعَلَّكَ غَشَشْتَ. مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا».

۲۲۲۵- (نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام) حضرت ابوالحمراء (ہلال بن حارث رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے پاس ایک برتن میں کھانے کی چیز (گندم یا کھجور وغیرہ) تھی۔ آپ نے اس میں ہاتھ ڈالا، پھر فرمایا: ''شاید تو نے دھوکا کیا ہے۔ جس نے ہمیں دھوکا دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، گویا یہ قصہ صحیح نہیں، تاہم ''جس نے ہمیں دھوکا دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔'' یہ جملہ دوسری صحیح سند سے ثابت ہے، جیسے صحیح مسلم میں مروی ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الإيمان، باب قول النبي ﷺ من غشنا فليس منا، حديث:١٠١)

(المعجم ٣٧) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ مَا لَمْ يُقْبَضْ (التحفة ٣٧)

باب:۳۷- کھانے کی چیز (غلہ وغیرہ خرید کر) قبضے میں لینے سے پہلے (دوسروں کو) فروخت کر دینے کی ممانعت کا بیان

٢٢٢٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَاماً، فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

۲۲۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غذائی جنس خریدے تو وہ اسے پوری طرح وصول کرنے سے پہلے نہ بیچے۔''

٢٢٢٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الدولابي في الكنى: ١/ ٢٥، وأبونعيم الأصبهاني (كما في تهذيب الكمال، ق٣/ ١٦٠٠) من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به * وأبوداود هو الأعمى كما في "فتح الباب في الكنى والألقاب" (لابن مندة، ص: ٢٨٠) وغيره، وانظر، ح: ١٤٨٥ للجرح فيه.

٢٢٢٦ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي، ح: ٢١٢٦، ٢١٣٦، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٤٠.

٢٢٢٧- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَاماً فَلاَ يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

۲۲۲۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص غذائی جنس خریدے تو وہ اسے پوری طرح وصول کرنے سے پہلے نہ بیچے۔“

قَالَ أَبُو عَوَانَةَ، فِي حَدِيثِهِ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَ الطَّعَامِ.

ابوعوانہ اپنی روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: میری رائے میں ہر چیز کا حکم غذائی اجناس والا ہی ہے۔

٢٢٢٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتَّى يَجْرِيَ فِيهِ الصَّاعَانِ. صَاعُ الْبَائِعِ وَصَاعُ الْمُشْتَرِي.

۲۲۲۸- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کھانے کی چیز (غلہ وغیرہ) فروخت کرنے سے منع فرمایا‘ جب تک اسے دو پیمانے نہ ماپ لیں: بیچنے والے کا پیمانہ اور خریدنے والے کا پیمانہ۔

فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص غلہ وغیرہ خریدے تو اسے چاہیے کہ اسے وہاں سے اٹھالے‘ پھر دوسری جگہ جا کر فروخت کرے۔ ② بعض لوگ سودے پر سودا کرتے چلے جاتے ہیں‘ اور نفع لے لیتے ہیں جب کہ سامان سٹور میں پڑا ہوتا ہے‘ اسے دیکھتے بھی نہیں کہ یہ کتنی قیمت تک کا ہے‘ درست ہے یا خراب ہے‘ اس کا جتنا وزن بتایا جا رہا ہے پورا ہے یا نہیں۔ اس کا نقصان آخر میں خریدنے والے کو ہوتا ہے جو اسے اپنے استعمال کے لیے خریدتا ہے‘ اور اس وجہ سے جھگڑے ہوتے ہیں۔ ③ بغیر دیکھے خرید و فروخت کی صورت میں ایسے لوگ

٢٢٢٧ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الطعام قبل أن يقبض وبيع ماليس عندك، ح: ٢١٣٥، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٥ من حديث عمرو بن دينار به، بألفاظ متقاربة.

٢٢٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٨ من حديث محمد بن أبي ليلى به، وانظر، ح: ٨٥٤ لعلته، وله شاهد عند البيهقي: ٥/ ٣١٦ من حديث أبي هريرة رضي الله عنه * فيه هشام بن حسان، تقدم، ح: ١٦٧٦، ولم أجد تصريح سماعه، وباقي السند صحيح، وهو حسن بالشواهد.

خریدتے ہیں جنھیں ضرورت نہیں ہوتی۔ اور وہ بغیر محنت کے نفع لے لیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ چیز صارفین تک مہنگی ہو کر پہنچتی ہے۔ اور مال کے مالک (کسان) کو بہت کم قیمت ملتی ہے۔ ④ دو پیمانوں سے ماپنے کا مطلب ہے کہ پہلے ماپ کر خریدا جائے' پھر بیچتے وقت دوبارہ ماپ کر خریدار کے حوالے کیا جائے۔ تولنے والی چیز کو اسی طرح دوبارہ تولا جانا چاہیے' اور گنی جانے والی چیز بھی گن کر وصول کی جائے اور پھر بیچتے وقت گن کر گاہک کے حوالے کی جائے تاکہ کسی مقام پر کسی سے دھوکا نہ ہو۔ ⑤ مال چیک کر کے خریدنے اور چیک کرا کے فروخت کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ مال کی اصل کیفیت خریدار کے سامنے آجاتی ہے۔ اس کا معیار یا عیب وغیرہ سامنے آجاتا ہے جس سے ہر شخص کو اس کی جائز قیمت ملتی ہے۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ بَيْعِ الْمُجَازَفَةِ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- (بغیر ماپے تولے) اندازے سے بیچنا

٢٢٢٩- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَشْتَرِي الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ جِزَافاً. فَنَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَبِيعَهُ حَتَّى نَنْقُلَهُ مِنْ مَكَانِهِ.

٢٢٢٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ قافلوں سے غلہ ماپے تولے بغیر خرید لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کو بیچنے سے منع فرمایا حتی کہ اس کی جگہ سے منتقل کرلیں۔

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ غلہ اندازے سے خریدنا درست ہے' لیکن ماپ کر لینا بہتر ہے۔ ② چیز کو خریدنے کے بعد اپنی ملکیت میں لے لینا اور وہاں سے اٹھا لینا چاہیے' بعد میں فروخت کرنا چاہیے۔

٢٢٣٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ التَّمْرَ فِي السُّوقِ. فَأَقُولُ: كِلْتُ

٢٢٣٠- حضرت عثمان بن عفان ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں بازار میں کھجوریں بیچا کرتا تھا۔ میں (گاہک کو) کہتا: میں نے اپنے اس پیمانے سے ماپا ہے کہ یہ اس قدر (اتنے وسق) ہے۔ میں اس ماپ کی بنا پر کھجوریں اس کے حوالے کرتا اور اپنا منافع لے لیتا' پھر

٢٢٢٩ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٦/ ٣٤ من حديث عبدالله بن نمير به.

٢٢٣٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٦٢ عن يحيى بن إسحاق ثنا ابن لهيعة ثنا موسى بن وردان به * ويحيى من قدماء أصحاب ابن لهيعة كما في التهذيب: (٢/ ٣٦١، ترجمة حفص بن هاشم) وتابعه ابن المبارك وغيره عن ابن لهيعة به، وله شاهد عند مسلم من حديث ابن عمر رضي الله عنهما به.

فِي وَسْقِي هٰذَا كَذَا. فَأَدْفَعُ أَوْسَاقَ التَّمْرِ بِكَيْلِهِ وَآخُذُ شِفِّي. فَدَخَلَنِي مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ. فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِذَا سَمَّيْتَ الْكَيْلَ فَكِلْهُ».

مجھے اس بارے میں شک پیدا ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''جب تو پیمانے کا نام لے تو اسے ماپ کر دے۔''

فوائد و مسائل: ① ماپ کر خریدی ہوئی چیز بیچتے وقت بھی ماپ کر ہی دینی چاہیے تاکہ شک و شبہ نہ رہے اور گاہک مطمئن ہو جائے۔ ② جس مسئلے میں شک ہو عالم سے دریافت کر لینا چاہیے۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ مَا يُرْجَى فِي كَيْلِ الطَّعَامِ مِنَ الْبَرَكَةِ (التحفة ٣٩)

باب: ٣٩- کھانے کی چیز ماپ لینے میں برکت کی اُمید ہے

٢٢٣١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْيَحْصَبِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ».

٢٢٣١- حضرت عبداللہ بن بسر مازنی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''اپنا کھانا (غلہ وغیرہ) ماپ لیا کرو اس میں تمھارے لیے برکت ہوگی۔''

٢٢٣٢- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ».

٢٢٣٢- حضرت ابو ایوب ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنا کھانا (غلہ وغیرہ) ماپ لیا کرو اس میں تمھارے لیے برکت ہوگی۔''

(المعجم ٤٠) - بَابُ الْأَسْوَاقِ وَدُخُولِهَا (التحفة ٤٠)

باب: ٤٠- بازاروں میں آنا جانا

٢٢٣١ـ أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ١/ ١٥١ من حديث إسماعيل (وغيره) به، وإسناده حسن، وله شواهد عند البخاري (في صحيحه، ح: ٢١٢٨) وغيره، انظر الحديث الآتي.

٢٢٣٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٤١٤ من حديث بقية، حدثني بحير بن سعد به، أخرجه البخاري، ح: ٢١٢٨ من حديث ثور عن خالد بن معدان عن المقدام بن معدي كرب به، ولم يذكر أبا أيوب.

٢٢٣٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ. [ابْنَا] الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْبَرَّادِ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ [السَّاعِدِيِّ]: حَدَّثَهُمَا أَنَّ أَبَاهُ الْمُنْذِرَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى سُوقِ النَّبِيطِ. فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: «لَيْسَ هٰذَا لَكُمْ بِسُوقٍ» ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى سُوقٍ. فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: «لَيْسَ هٰذَا لَكُمْ بِسُوقٍ» ثُمَّ رَجَعَ إِلَى هٰذَا السُّوقِ فَطَافَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا سُوقُكُمْ. فَلاَ يُنْتَقَصَنَّ وَلاَ يُضْرَبَنَّ عَلَيْهِ خَرَاجٌ».

۲۲۳۳- حضرت ابواسید (مالک بن ربیعہ ساعدی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوق النبیط میں تشریف لے گئے' اسے دیکھا اور فرمایا: ''یہ تمھارا بازار نہیں۔'' پھر ایک اور بازار میں تشریف لے گئے' اسے دیکھا تو فرمایا: ''یہ بھی تمھارا بازار نہیں۔'' پھر اس بازار میں تشریف لائے اور اس میں گھومے پھرے' پھر فرمایا: ''یہ تمھارا بازار ہے۔ اسے کم نہ کیا جائے اور اس پر ٹیکس (خراج) نہ لگایا جائے۔''

٢٢٣٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ الْعُرُوقِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عُبَيْسُ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا عَوْنٌ الْعُقَيْلِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ غَدَا إِلَى صَلاَةِ الصُّبْحِ، غَدَا بِرَايَةِ الْإِيمَانِ. وَمَنْ غَدَا إِلَى السُّوقِ، غَدَا بِرَايَةِ إِبْلِيسَ».

۲۲۳۴- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص صبح کے وقت فجر کی نماز کے لیے جاتا ہے' وہ ایمان کا جھنڈا لے کر جاتا ہے۔ اور جو شخص صبح صبح بازار جاتا ہے' وہ ابلیس کا جھنڈا لے کر جاتا ہے۔''

٢٢٣٣ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٣/ ٤٥٤، ح: ١٩٠٨ عن إبراهيم بن المنذر به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف" * إسحاق لين الحديث، والزبير بن المنذر بن أبي أسيد مستور (تقريب).

٢٢٣٤ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ٢٥٥، ح: ٦١٤٦ من حديث عبيس به، وقال البوصيري في عبيس: "هو متفق على تضعيفه"، وقال الهيثمي: هو ضعيف متروك".

٢٢٣٥- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، مَوْلَى آلِ الزُّبَيْرِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَدْخُلُ السُّوقَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ. بِيَدِهِ الْخَيْرُ كُلُّهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. كَتَبَ اللهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ، وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ. وَبَنٰى لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ».

٢٢٣٥- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَ يُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ كُلُّهُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے' اور وہ زندہ رہنے والا ہے جسے موت نہیں' اسی کے ہاتھ میں تمام کی تمام بھلائی ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ (ایک ملین) نیکیاں لکھتا ہے' اور دس لاکھ گناہ معاف فرماتا ہے۔ اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر فرماتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① جائز ضرورت کے لیے بازار میں جانا جائز ہے۔ ② جہاں کا ماحول اللہ سے غفلت کا ہو' وہاں اللہ کو یاد کرنا بہت ثواب کا کام ہے۔ ③ سنت کے مطابق ادا کیا جانے والا بظاہر معمولی نیک کام بھی اللہ کے ہاں بہت مقام رکھتا ہے۔ ④ مسنون اذکار کا اہتمام کرنا چاہیے اور خود ساختہ اذکار سے بچنا چاہیے۔ ⑤ اس حدیث پر عمل کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ روایت بعض کے نزدیک حسن ہے۔

(المعجم ٤١) - بَابُ مَا يُرْجٰى مِنَ الْبَرَكَةِ فِي الْبُكُورِ (التحفة ٤١)

باب: ۴۱- صبح صبح کام کرنے میں برکت کی امید ہے

٢٢٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٢٣٦- حضرت صخر بن وداعہ غامدی ؓ

٢٢٣٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا دخل السوق، ح: ٣٤٢٩ من حديث حماد به * وعمرو ضعيف كما في التقريب، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ٣٤٢٨، وفيه أزهر بن سنان وهو ضعيف (تق)، وللحديث شواهد ضعيفة عند الحاكم: ١/ ٥٣٨، ٥٣٩، وابن السني وغيرهما.

٢٢٣٦_ [إسناده حسن] أخرجه سعيد بن منصور في سننه، ح: ٢٣٨٢ عن هشيم به، ومن طريقه أخرجه أبوداود، ح: ٢٦٠٦، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ حَدِيدٍ، عَنْ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا».

سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! میری امت کے لیے صبح کا وقت بابرکت بنادے۔"

قَالَ: وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشاً، بَعَثَهُمْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ.

انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب کوئی فوجی دستہ یا لشکر روانہ فرماتے تو صبح کے وقت روانہ فرماتے تھے۔

قَالَ: وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلاً تَاجِراً. فَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ.

حضرت عمارہ بن حدید رحمہ اللہ نے کہا: حضرت صخر رضی اللہ عنہ تاجر تھے' وہ اپنا تجارتی قافلہ صبح کے وقت روانہ فرمایا کرتے تھے' چنانچہ وہ خوشحال ہوگئے اور ان کا مال زیادہ ہوگیا۔

فوائد و مسائل: ① صبح کا وقت بابرکت ہے' لہٰذا اسے مفید کاموں میں صرف کرنا چاہیے' غفلت اور نیند میں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ ② صبح جلدی دکان کھولنا تاجر کے لیے باعث برکت ہے۔

٢٢٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا يَوْمَ الْخَمِيسِ».

٢٢٣٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! میری امت کے لیے جمعرات کی صبح میں برکت عطا فرما۔"

٢٢٣٨- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ

٢٢٣٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٢٢٣٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحافظ المزي في تهذيب الكمال، ق: ٣/ ١٢٨٠ من حديث أبي مروان به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف" * محمد بن ميمون لم أجد من وثقه، وقال صاحب التهذيب في حديثه: "منكر".

٢٢٣٨ـ [صحيح] أخرجه الخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق: ١/ ٣١٨ من حديث يعقوب بن حميد ثنا إسحاق بن جعفر عن محمد بن عبدالرحمن بن أبي بكر يعني عن عبيدالله بن عمر عن نافع به، وهو الصواب، وكذا أخرجه الطبراني في الصغير وغيره عن إسماعيل بن أبي أويس عن محمد بن عبدالرحمن الجدعاني به * الجدعاني وأبوه ضعيفان كما في التهذيب وغيره، وانظر، ح: ٢٢٣٦.

كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْجُدْعَانِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری امت کے لیے صبح کے وقت میں برکت عطا فرما۔''

(المعجم ٤٢) - بَابُ بَيْعِ الْمُصَرَّاةِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲- جس جانور کا دودھ روکا گیا ہو' اس کی فروخت کا بیان

٢٢٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ ابْتَاعَ مُصَرَّاةً، فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ. فَإِنْ رَدَّهَا، رَدَّ مَعَهَا صَاعاً مِنْ تَمْرٍ، لَا سَمْرَاءَ» يَعْنِي الْحِنْطَةَ.

۲۲۳۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا جانور خریدا جس کا دودھ روکا گیا تھا تو اسے تین دن تک اختیار ہے (کہ سودا قائم رکھے یا ختم کردے) اگر وہ جانور کو واپس کرے تو اس کے ساتھ ایک صاع کھجوریں بھی دے' گندم نہ دے۔''

فوائد ومسائل: ① بعض لوگ جب دودھ دینے والا جانور بیچنا چاہتے ہیں تو دو تین دن پہلے اس کا دودھ دوہنا بند کردیتے ہیں جس کی وجہ سے تھنوں میں دودھ خوب جمع ہوجاتا ہے اور بڑے بڑے تھن دیکھ کر خریدار سمجھتا ہے کہ یہ گائے' بھینس' بکری یا اونٹنی زیادہ دودھ دینے والی ہے۔ اس طرح وہ زیادہ قیمت دے کر اسے خرید لیتا ہے۔ یہ ایک قسم کا دھوکا ہے۔ اور دھوکا دینا حرام ہے۔ ② اس بیع کو فسخ کرنے کے لیے تین دن کی مدت مقرر کی گئی ہے کیونکہ پہلے دن دودھ دوہنے سے تو اس دھوکے کا علم نہیں ہوتا۔ دوسرے دن دودھ کم ہونے پر یہ سوچا جاسکتا ہے کہ شاید ماحول کی تبدیلی یا چارے میں کمی بیشی کی وجہ سے ہے۔ جب تیسرے دن بھی دودھ کم ہوگا تو اس کا مطلب ہے کہ دودھ واقعی روکا گیا تھا اور اس طرح دھوکے کا ارتکاب ہوا ہے۔ ③ واپسی کے وقت ایک ٹوپا کھجوریں دینے کا حکم اخلاقی بنیاد پر ہے تاکہ سودا فسخ ہونے پر اگر بیچنے والے کو ناراضی محسوس ہو تو اس کا کسی حد تک مداوا ہوجائے۔ یہ اس دودھ کی قیمت نہیں جو تین دن تک استعمال کیا گیا۔ خریدار نے اگر دودھ پیا ہے تو جانور کو چارا بھی کھلایا ہے اور اس کی لازمی ضروریات کا خیال بھی رکھا ہے۔ ④ بعض حضرات

٢٢٣٩ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب حكم بيع المصراة، ح: ١٥٢٤/ ٢٥، ٢٦ من طريقين عن محمد بن سيرين به.

نے اس حدیث کو فقہی اصولوں کے خلاف قرار دے کر نا قابل عمل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: جب کوئی چیز استعمال کر لی گئی ہو تو اس کا متبادل یا تو ویسی اور اتنی ہی چیز ہو سکتی ہے یا اس کی قیمت' جبکہ کھجوریں نہ تو دودھ کی مثل ہیں' نہ اس کی قیمت کیونکہ دودھ کم زیادہ ہوتا ہے اور ہر مقدار کی قیمت ایک صاع کھجوریں نہیں ہو سکتیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فقہی اصول قرآن وحدیث کی نصوص سے اخذ کیے جاتے ہیں' نصوص کو فقہی اصولوں پر نہیں پرکھا جاتا کیونکہ قرآن وحدیث اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات ہیں اور فقہی اصول انسانی ذہن کی کاوشوں کا نتیجہ' اس کے علاوہ یہ حدیث فقہی اصولوں کے خلاف بھی نہیں' اس کی وضاحت یہ ہے کہ خریدار نے جو دودھ استعمال کیا ہے' اس کی مقدار پر اختلاف ہو سکتا ہے۔ خریدار کم مقدار کا دعویٰ کرے گا جبکہ بیچنے والا زیادہ مقدار کا۔ جب مقدار ہی متعین کرنا مشکل ہے تو اس کی مثل یا قیمت کا تعین کیسے ہو سکتا ہے؟ اس جھگڑے کے حل کے لیے نبی ﷺ نے ایک اوسط مقدار متعین کر دی ہے کہ دودھ کم ہو یا زیادہ' ایک صاع کھجوریں وصول کر لی جائیں اور اصل مطلوب سے کمی بیشی کو نظر انداز کر دیا جائے۔ گویا یہ بذات خود ایک قانون ہے جو ان خاص حالات کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ اسے عام حالات کے عام قوانین پر قیاس کرنا درست نہیں۔ ⑤ کہا جاتا ہے کہ فقیہ راوی اگر کوئی ایسی حدیث روایت کرے جو قیاس کے خلاف ہو تو اس کی یہ روایت قبول ہو گی لیکن اگر کوئی غیر فقیہ صحابی خلاف قیاس حدیث روایت کرے تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہ اصول بھی محل نظر ہے' کیونکہ حدیث کی صحت کا دار ومدار راوی کے حافظے اور ثقاہت پر ہے نہ کہ تفقہ اور قوت استنباط پر' اس کے علاوہ یہ حدیث صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی نہیں جنھیں غیر فقیہ قرار دینے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے' بلکہ یہی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو بالاتفاق فقیہ ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ فقہ حنفی کا دار ومدار حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتوے پر ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' البیوع' باب النهي للبائع أن لا یحفل الإبل والبقر والغنم و کل محفلة' حدیث:۲۱۴۹)

٢٢٤٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرٍ التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ بَاعَ مُحَفَّلَةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ

۲۲۴۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! جس نے دودھ روکا ہوا جانور خرید لیا' اسے تین دن تک (واپس کرنے کا) اختیار ہے۔ اگر وہ واپس کرے تو اس کے ساتھ اس کے دودھ کا دگنا ادا کرے۔'' یا فرمایا: ''اس کے دودھ کے مثل گندم ادا کرے۔''

٢٢٤٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب من اشترى مصراةً فكرهها، ح:٣٤٤٦ من حديث عبدالواحد به * صدقة وجُمَيع ضعيفان، ضعفهما الجمهور، راجع التهذيب وغيره.

أَيَّامٍ. فَإِنْ رَدَّهَا، رَدَّ مَعَهَا مِثْلَيْ لَبَنِهَا أَوْ قَالَ مِثْلَ لَبَنِهَا قَمْحًا».

٢٢٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ أَنَّهُ حَدَّثَنَا، قَالَ: «بَيْعُ الْمُحَفَّلَاتِ خِلَابَةٌ. وَلَا تَحِلُّ الْخِلَابَةُ لِمُسْلِمٍ». [قَالَ ابْنُ مَاجَة: يَعْنِي الْخَدِيعَةَ]

۲۲۴۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ سچ بولنے والے اور جنھیں سچی خبریں دی گئیں (یعنی) ابوالقاسم (رسول اللہ ﷺ) نے ہمیں حدیث سنائی اور فرمایا: ''ان مادہ جانوروں کی فروخت دھوکا ہے جن کا دودھ روکا گیا ہو۔ اور مسلمان کے لیے دھوکا بازی حرام ہے۔''

(المعجم ٤٣) - **بَابُ الْخَرَاجِ بِالضَّمَانِ** (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- فائدہ اسی کو ملے گا جو نقصان برداشت کرنے کا ذمہ دار ہے

٢٢٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءِ بْنِ رَحَضَةَ الْغِفَارِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى أَنَّ خَرَاجَ الْعَبْدِ بِضَمَانِهِ.

۲۲۴۲- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ جاری فرمایا کہ غلام کا فائدہ اس (کے نقصان) کی ذمے داری کے ساتھ ہے۔

٢٢٤٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۲۲۴۳- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

٢٢٤١ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أحمد: ١/ ٤٣٣ عن وكيع به.

٢٢٤٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب فيمن اشترى عبدًا فاستعمله ثم وجد به عيبًا، ح: ٣٥٠٨، ٣٥٠٩ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه الترمذي، ح: ١٢٨٥، وابن الجارود، ح: ٦٢٧، وابن حبان، ح: ١١٢٥ وغيرهم.

٢٢٤٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، الباب السابق، ح: ٣٥١٠ من حديث مسلم الزنجي به، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٢٦، وابن حبان (موارد)، ح: ١١٢٦، والحاكم: ٢/ ١٥، والذهبي، وأعله الترمذي.

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلاً اشْتَرَى عَبْداً فَاسْتَغَلَّهُ. ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْباً فَرَدَّهُ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّهُ قَدِ اسْتَغَلَّ غُلاَمِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ».

ہے کہ ایک آدمی نے ایک غلام خریدا اور اس سے مزدوری کروائی' پھر اس غلام میں عیب معلوم ہوا تو اسے واپس کر دیا۔ بیچنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرے غلام سے مزدوری کروائی ہے (لہٰذا وہ آمدنی مجھے دلوائی جائے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فائدہ (نقصان کی) ذمے داری کے ساتھ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اگر کوئی آمدنی دینے والی چیز خریدی جائے اور پھر واپس کر دی جائے تو جتنے دن وہ چیز خریدار کے پاس رہی ہے اور اس نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے' واپسی کے وقت اس فائدے کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا جائے گا۔ اس قانون سے صرف دودھ دینے والا جانور مستثنیٰ ہے جس کو واپس کرتے وقت ایک صاع کھجوریں ساتھ دی جائیں گی۔ ② اگر خریدار کے پاس جانور مر جائے یا کوئی دوسری چیز خراب ہو جائے یا تباہ ہو جائے تو یہ نقصان خریدار برداشت کرے گا' اس لیے اگر خریدار کو اس سے کوئی آمدنی ہوتی ہے تو وہ بھی خود رکھے گا' خریدی ہوئی چیز واپس کرتے وقت اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بیچنے والے کو واپس نہیں کرے گا۔ ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہی روایت سنن ابی داود (۳۵۱۰) میں بھی ہے' وہاں پر ہمارے فاضل محقق نے اس کی بابت یوں لکھا ہے کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے' البتہ سابقہ روایت (۳۵۰۹) اس سے کفایت کرتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک بھی سنداً ضعیف ہونے کے باوجود معناً صحیح اور قابل عمل ہے' علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو دیگر محققین نے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن ابن ماجه للألباني' رقم:١٨٣٦' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴۰/۲۷۲' ۲۷۳)

(المعجم ٤٤) - بَابُ عُهْدَةِ الرَّقِيقِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- غلام (کے عیب) کی ذمے داری

٢٢٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، إِنْ شَاءَ اللهُ، عَنْ

۲۲۴۴- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلام کی ذمے داری تین دن تک ہے۔''

٢٢٤٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٢١٠، ح: ٦٨٧٤ من حديث محمد بن عبدالله بن نمير (وغيره) به، وانظر، ح: ٤٢٩، ١٧٥ لعلتيه، وله شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عُهْدَةُ الرَّقِيقِ ثَلاَثَةُ أَيَّامٍ».

٢٢٤٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ عُهْدَةَ بَعْدَ أَرْبَعٍ».

۲۲۴۵- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار دن کے بعد (غلام کی) کوئی ذمے داری نہیں۔''

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے غلام خریدا' پھر اسے غلام میں کوئی عیب معلوم ہو گیا تو اگر تین دن کے اندر اسے عیب معلوم ہو گیا اور اس نے واپس کرنا چاہا تو یہ ہو سکتا ہے' تین دن کے بعد واپس نہیں کر سکتا' تاہم اس باب کی مذکورہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔ اخلاقی طور پر ہر بیچنے والے کا اخلاقی فرض ہے کہ غلام یا جانور کا عیب نہ چھپائے بلکہ بیان کر دے۔ اور اگر خریدار عیب معلوم ہونے پر غلام یا جانور کو واپس کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ واپس لے لے۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا فَلْيُبَيِّنْهُ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- جو شخص عیب دار چیز بیچے تو اس کا عیب بیان کرے

٢٢٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ. وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ أَخِيهِ بَيْعاً، فِيهِ عَيْبٌ، إِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ».

۲۲۴۶- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' اور جو مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی عیب دار چیز بیچے اس کے لیے حلال نہیں کہ اس کے لیے (وہ عیب) بیان نہ کرے۔''

٢٢٤٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في عهدة الرقيق، ح: ٣٥٠٦، ٣٥٠٧ من حديث الحسن به، وقال المنذري: "هذا منقطع، فإن الحسن لم يصح له سماع من عقبة".

٢٢٤٦ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ١٤١٤ من حديث يزيد ابن أبي حبيب به مطولاً بألفاظ مختلفة، والمعنى واحد.

فوائد ومسائل: ① ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کا خیر خواہ ہونا چاہیے۔ ② سودے میں اگر کوئی عیب ہو تو اسے بیان کر دینا چاہیے، ہوسکتا ہے جس مقصد کے لیے وہ خریدنا چاہتا ہے اس کے لیے وہ عیب اہمیت نہ رکھتا ہو۔ ③ نکمی چیز کے لیے اعلیٰ چیز کی قیمت طلب نہیں کرنی چاہیے۔ ④ عیب بیان کرنا دیانتداری کا جز ہے اور مسلمان کی ایک اہم خوبی دیانت داری ہے۔

٢٢٤٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مَكْحُولٍ وَ سُلَيْمَانَ ابْنِ مُوسَى، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ بَاعَ عَيْباً لَمْ يُبَيِّنْهُ، لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللهِ، وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ».

٢٢٤٧- حضرت واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جس شخص نے بتائے بغیر عیب دار چیز بیچ دی، وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں مبتلا رہے گا اور فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے۔“

(المعجم ٤٦) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّفْرِيقِ بَيْنَ السَّبْيِ (التحفة ٤٦)

باب: ٤٦- (باہم قریبی رشتے دار) غلاموں کو ایک دوسرے سے جدا کرنا منع ہے

٢٢٤٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا أُتِيَ بِالسَّبْيِ، أَعْطَى أَهْلَ الْبَيْتِ جَمِيعاً. كَرَاهِيَةَ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمْ.

٢٢٤٨- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں جب غلام حاضر کیے جاتے تو آپ ایک گھر کے سب افراد (ایک شخص کو) عطا فرماتے، ان کے درمیان جدائی ڈالنا پسند نہ فرماتے۔

٢٢٤٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٢/ ٥٤، ٥٥، ح: ١٢٩ من حديث عبدالوهاب به باختلاف السند، وتابعه موسى بن أيوب عنده، ح: ١٥٧ باختلاف السند * بقية عنعن، وعبدالوهاب بن الضحاك متروك، وفيه علة أخرى.

٢٢٤٨ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن أبي شيبة: ٧/ ١٩٢، ح: ٢٨٥٦ عن وكيع به، وانظر، ح: ٣٥٦ لعلته.

٢٢٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْ حَمَّادٍ: أَنْبَأَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: وَهَبَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ غُلَامَيْنِ أَخَوَيْنِ. فَبِعْتُ أَحَدَهُمَا. فَقَالَ: «مَا فَعَلَ الْغُلَامَانِ؟» قُلْتُ: بِعْتُ أَحَدَهُمَا. قَالَ: «رُدَّهُ».

۲۲۴۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے دو غلام عطا فرمائے جو آپس میں بھائی تھے۔ میں نے ان میں سے ایک بیچ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دو غلاموں کا کیا حال ہے؟'' میں نے کہا: میں نے ان میں سے ایک بیچ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے واپس لے لو۔''

٢٢٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْهَيَّاجِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى: أَنْبَأَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ طُلَيْقِ بْنِ عِمْرَانَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا. وَبَيْنَ الْأَخِ وَبَيْنَ أَخِيهِ.

۲۲۵۰- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو ماں بیٹے میں یا بھائی بھائی میں جدائی ڈالے۔

(المعجم ٤٧) - بَابُ شِرَاءِ الرَّقِيقِ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۷- غلاموں کو خریدنا

٢٢٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۲۲۵۱- حضرت عبدالمجید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت

٢٢٤٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١٠٢/١ عن عفان وغيره، والترمذي، ح: ١٢٨٤ عن ابن مهدي، كلهم عن حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، أخرجه أبوداود، ح: ٢٦٩٦ من طريق آخر عن الحكم به بلفظ آخر، وقال: "ميمون لم يدرك عليًا، وللحديث شواهد ضعيفة عند البيهقي: ١٢٧/٩، وغيره، وصححه الحاكم".

٢٢٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٢٨/٩ من حديث عبيدالله بن موسٰى به، وقال: "إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع هذا لا يحتج به"، وانظر، ح: ١٠٦٩، والسند ضعفه البوصيري.

٢٢٥١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كتابة الشروط، ح: ١٢١٦ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن غريب"، وعلقه البخاري قبل، ح: ٢٠٧٩ بصيغة التمريض، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٢٨، المنتقى، وحسنه الحافظ في الفتح: ٣٥٠/١٢ * عباد بن ليث مختلف فيه، وتابعه المنهال بن بحر عند الحافظ في تغليق التعليق: ٢١٩/٣ وغيره.

حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ لَيْثٍ، صَاحِبُ الْكَرَابِيسِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ لِي الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ: أَلاَ نُقْرِئُكَ كِتَاباً كَتَبَهُ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ، قُلْتُ: بَلَى. فَأَخْرَجَ لِي كِتَاباً. فَإِذَا فِيهِ: «هٰذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ [مِنْ] مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ. اِشْتَرَى مِنْهُ عَبْداً أَوْ أَمَةً. لاَ دَاءَ وَلاَ غَائِلَةَ وَلاَ خِبْثَةَ. بَيْعَ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ».

ہے کہ مجھ سے حضرت عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے ایک تحریر نہ پڑھواؤں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمائی تھی؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے مجھے تحریر نکال کر دکھائی۔ اس میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے: ”یہ اس چیز کی دستاویز ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ (رضی اللہ عنہ) نے محمد رسول اللہ ﷺ سے خریدی۔ اس نے نبی ﷺ سے ایک غلام یا ایک ایسی لونڈی خریدی ہے جسے کوئی بیماری نہیں‘ کوئی بری عادت نہیں اور نہ حرام کا مال ہے۔ یہ بیع ایک مسلمان کی ایک مسلمان سے ہوئی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① قیمتی چیز کی خرید وفروخت کے وقت تحریر لکھ لینی چاہیے۔ ② ”غلام یا لونڈی خریدی۔“ یعنی تحریر میں غلام کا لفظ تھا یا لونڈی کا۔ یہ شک عباد بن لیث کی طرف سے ہے جو امام ابن ماجہ کے استاد کے استاد ہیں۔ ③ [غائلة] کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسے بھاگ جانے‘ چوری یا زنا کرنے کی یا ایسی کوئی دوسری بری عادت نہیں‘ اور یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ چوری کا مال نہیں‘ اور یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ بیچنے والا غلام کا عیب نہیں چھپا رہا۔ ④ [خبثة] کا مطلب حرام بھی بیان کیا گیا ہے اور اخلاقی خرابی بھی۔ ⑤ مسلمان کی مسلمان سے بیع کا مطلب یہ ہے کہ یہ بیع ان تمام اصول وضوابط کے تحت شمار ہوگی جو اسلامی قوانین میں موجود ہیں۔

٢٢٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمُ الْجَارِيَةَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا

٢٢٥٢- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کوئی لونڈی خریدے تو یہ دعا پڑھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ] ”اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور جن عادات پر تو نے اسے پیدا کیا ہے ان کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور اس کے

٢٢٥٢- [حسن] تقدم، ح: ١٩١٨.

عَلَيْهِ. وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ. وَإِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمْ بَعِيراً فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سِنَامِهِ وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ».

شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور جن عادات پر تو نے اسے پیدا کیا ہے ان کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' اور برکت کی دعا کرے۔ اور جب کوئی شخص اونٹ خریدے تو اس کی کوہان کی بلندی پر ہاتھ رکھ کر برکت کی دعا کرے اور وہی الفاظ پڑھے۔''

فائدہ: دیکھیے' حدیث:١٩١٨ کے فوائد۔

(المعجم ٤٨) - بَابُ الصَّرْفِ وَمَا لَا يَجُوزُ مُتَفَاضِلًا يَدًا بِيَدٍ (التحفة ٤٨)

باب:۴۸- بیع صرف کا بیان اور جن چیزوں کے دست بدست تبادلے میں بھی کمی بیشی جائز نہیں

٢٢٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ونَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، ومُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

۲۲۵۳- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کا سونے سے تبادلہ سود ہے مگر جب دست بدست ہو (تب سود نہیں)' گندم کا گندم سے تبادلہ سود ہے سوائے اس کے کہ دست بدست ہو' جو کا جو سے تبادلہ سود ہے مگر جب دست بدست ہو' کھجور کا کھجور سے تبادلہ سود ہے الا یہ کہ دست بدست ہو۔''

فوائد و مسائل: ① خوردنی اشیاء کی اگر جنس ایک ہو اور قسمیں مختلف ہوں تو ان کا ایک دوسرے سے تبادلہ دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے: (ا) دونوں طرف سے برابر مقدار میں چیز دی جائے' مثلاً: ایک صاع کھجوروں کے بدلے میں ایک صاع دوسری قسم کی کھجوریں لی جاسکتی ہیں لیکن ایک صاع کے بدلے میں دو صاع کھجوریں لینا یا دینا درست نہیں۔ (ب) تبادلہ نقد ہونا چاہیے' یعنی مجلس میں دونوں طرف سے چیز وصول کر لی جائے۔ ② سونے

٢٢٥٣ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب ما يذكر في بيع الطعام والحكرة، ح: ٢١٣٤، ومسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح: ١٥٨٦ من حديث سفيان (وغيره) به.

چاندی کا بھی یہی حکم ہے۔ سونے کے بدلے میں سونا دست بدست اور برابر وزن میں لیا دیا جانا چاہیے۔ ③ اگر جنس مختلف ہو تو وزن اور مقدار میں کمی بیشی جائز ہے، مثلاً: گندم کے بدلے جو، یا سونے کے بدلے میں چاندی کے تبادلے میں مقدار برابر ہونا ضروری نہیں، تاہم تبادلہ دونوں طرف سے فوری ادائیگی کی صورت میں ہونا ضروری ہے۔ ④ اگر ایک شخص کے پاس ادنیٰ قسم کی گندم ہے اور وہ اعلیٰ گندم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کا جائز طریقہ یہ ہے کہ اپنی گندم نقد رقم کے عوض فروخت کر دی جائے، پھر ان پیسوں سے مطلوبہ گندم خرید لی جائے۔

٢٢٥٤- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ.ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالاَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّ مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ وَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَاهُ قَالاَ: جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَمُعَاوِيَةَ. إِمَّا فِي كَنِيسَةٍ وَإِمَّا فِي بِيعَةٍ. فَحَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَقَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ، وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ، قَالَ أَحَدُهُمَا: وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ. وَلَمْ يَقُلْهُ الآخَرُ وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الْبُرَّ بِالشَّعِيرِ، وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ يَداً بِيَدٍ، كَيْفَ شِئْنَا.

٢٢٥٤- حضرت مسلم بن یسار اور حضرت عبداللہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: (کسی سفر میں) ایک منزل پر حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی کسی گرجا یا (یہود کے) معبد میں باہم ملاقات ہو گئی۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے (حاضرین کو) حدیث سناتے ہوئے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے چاندی کے بدلے میں چاندی کی، سونے کے بدلے میں سونے کی، گندم کے بدلے میں گندم کی، جو کے بدلے میں جو کی، اور کھجور کے بدلے میں کھجور کی، ایک روایت کے مطابق: اور نمک کے بدلے میں نمک کی خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا۔ اور ہمیں جو کے بدلے میں گندم یا گندم کے بدلے میں جو کی دست بدست بیع کرنے کا حکم دیا جیسے ہم چاہیں (مقدار کی کمی بیشی کے ساتھ۔)"

فائدہ: بعض علماء کے نزدیک یہ حکم صرف مندرجہ ذیل اشیاء کے لیے ہے: سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک۔ دوسرے علماء کے نزدیک جن اشیاء کا ذکر حدیث میں نہیں، ان کا بھی یہی حکم ہے کہ ایک جنس کی اشیاء کا (اچھی بری قسم کی وجہ سے) کمی بیشی کے ساتھ باہم تبادلہ نہیں ہونا چاہیے۔

٢٢٥٤_ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٢٧٤، ٢٧٥، البيوع، بيع البر بالبر، ح: ٤٥٦٤، ٤٥٦٥ من حديث يزيد وإسماعيل به، وللحديث طريق آخر عند مسلم وغيره.

٢٢٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَالشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ وَالْحِنْطَةَ بِالْحِنْطَةِ، مِثْلاً بِمِثْلٍ».

٢٢٥٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''چاندی کے بدلے میں چاندی، سونے کے بدلے میں سونا، جو کے بدلے میں جو، اور گندم کے بدلے میں گندم برابر برابر (تبادلہ) ہونا چاہیے۔''

٢٢٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْزُقُنَا تَمْراً مِنْ تَمْرِ الْجَمْعِ. فَنَسْتَبْدِلُ بِهِ تَمْراً هُوَ أَطْيَبُ مِنْهُ وَنَزِيدُ فِي السِّعْرِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَصْلُحُ صَاعُ تَمْرٍ بِصَاعَيْنِ، وَلاَ دِرْهَمٌ بِدِرْهَمَيْنِ. وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالدِّينَارُ بِالدِّينَارِ. [وَ]لاَ فَضْلَ بَيْنَهُمَا إِلَّا وَزْناً».

٢٢٥٦- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمیں ادنیٰ قسم کی کھجوریں عنایت فرماتے۔ ہم ان کے بدلے میں ان سے بہتر کھجوریں، زیادہ نرخ پر خرید لیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک صاع کھجوروں کا دو صاع سے تبادلہ یا ایک درہم کا دو درہموں سے تبادلہ جائز نہیں۔ درہم کے بدلے میں درہم اور دینار کے بدلے میں دینار ہوتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان، سوائے وزن کی کمی بیشی کے، کوئی فضیلت نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① کھجور کا کھجور کے ساتھ تبادلہ وزن کی کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں۔ اسی طرح دوسری اشیاء اگر ایک جنس سے ہوں تو ان کا باہمی تبادلہ وزن کی کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ② دور نبوی میں مختلف قسم کے درہم و دینار رائج تھے لیکن ہر درہم دوسرے درہم کے برابر ہی سمجھا جاتا تھا، اسی طرح ایک قسم کا دینار دوسری قسم کے دینار کے برابر ہی سمجھا جاتا تھا، اس لیے ان کے وزن کے معمولی فرق کو نظر انداز کر دیا گیا۔ ③ روپے کے پرانے اور نئے نوٹوں کا تبادلہ یا بڑے نوٹ کا چھوٹے نوٹوں سے تبادلہ برابری کی سطح پر ہونا چاہیے۔ سو روپے کے نئے نوٹوں کے بدلے میں پرانے نوٹوں کی صورت میں ایک سو دس روپے دینا، یا ایک سو روپے کے نوٹ کے بدلے میں روپے روپے والے نوٹ یا سکے کم وصول کرنا جائز نہیں کیونکہ بازار میں خرید و فروخت کے لیے نئے اور

٢٢٥٥ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح: ١٥٨٨/ ٨٤ من حديث فضيل به.

٢٢٥٦ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الخلط من التمر، ح: ٢٠٨٠، ومسلم، المساقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل، ح: ١٥٩٥ من حديث يحيى (ابن أبي كثير) عن أبي سلمة به.

پرانے نوٹ یا سکے کی قدر میں کوئی فرق نہیں۔

(المعجم ٤٩) - **بَابُ مَنْ قَالَ لَا رِبَا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ** (التحفة ٤٩)

باب:۴۹-(ان لوگوں کے دلائل) جو کہتے ہیں کہ سود صرف ادھار میں ہوتا ہے

٢٢٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: اَلدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالدِّينَارُ بِالدِّينَارِ. فَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ غَيْرَ ذٰلِكَ: قَالَ: أَمَا إِنِّي لَقِيتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ هٰذَا الَّذِي تَقُولُ فِي الصَّرْفِ، أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَمْ شَيْءٌ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللهِ؟ فَقَالَ: مَا وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللهِ، وَلَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ. وَلٰكِنْ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ».

۲۲۵۷- حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ درہم کے بدلے میں درہم اور دینار کے بدلے میں دینار ہوتا ہے۔ میں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو (اس کے برعکس) دوسری بات کہتے سنا ہے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ملا تھا۔ میں نے انھیں کہا: آپ صرف (درہم و دینار کے تبادلے) کے بارے میں جو کچھ فرماتے ہیں کیا یہ مسئلہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے یا اللہ کی کتاب میں (اس کے بارے میں) کچھ دیکھا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: میں نے یہ مسئلہ نہ اللہ کی کتاب میں پایا ہے نہ اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے لیکن مجھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بتایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''سود صرف ادھار میں ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① سونے کا چاندی سے یا چاندی کا سونے سے تبادلہ دست بدست ہونا چاہیے۔ ② مختلف ممالک کی کرنسی کا تبادلہ بھی موجود شرح کے مطابق ہاتھوں ہاتھ ہونا چاہیے۔ اگر کوئی کہے کہ میرے پاس امریکی ڈالر ہیں اور میں ان کے بدلے میں سعودی ریال لینا چاہتا ہوں دوسرا شخص کہے کہ مجھے ڈالر دے دو میں ان کے بدلے میں اتنے ریال تمھیں کل دے دوں گا' یہ درست نہیں۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حدیث کو حجت سمجھتے تھے اور جو حدیث رسول اللہ ﷺ سے براہ راست نہ سنی ہو بلکہ کسی دوسرے شخص کے واسطے سے پہنچے اس پر عمل کرنا بھی ضروری سمجھتے تھے۔ ④ سود صرف ادھار میں ہوتا ہے' یہ اس صورت میں ہے جب تبادلہ کی جانے والی اشیاء

٢٢٥٧- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الدينار بالدينار نساءً، ح: ٢١٧٨، ٢١٧٩ من حديث عمرو بن دينار به، ومسلم، المساقاة، الباب السابق، ح: ١٥٩٦ من حديث سفيان به.

مختلف اجناس سے تعلق رکھتی ہوں' مثلاً: سونا اور چاندی' یا گندم اور کھجوریں۔ ان کا باہمی تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ درست ہے۔ ایک گرام سونے کے بدلے میں دس پندرہ گرام چاندی کا تبادلہ یا ایک من گندم کے بدلے میں دو من جو کا تبادلہ جائز ہے بشرطیکہ دونوں طرف سے نقد ادائیگی ہو۔ ایک ہی چیز کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ نقد بھی درست نہیں۔ ایک من اچھی گندم کے بدلے میں دو من ہلکی قسم کی گندم لینا دینا جائز نہیں اگرچہ دونوں طرف سے گندم فوراً ادا کر دی جائے۔

۲۲۵۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّبْعِيِّ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَأْمُرُ بِالصَّرْفِ. يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ. وَيُحَدَّثُ ذٰلِكَ عَنْهُ. ثُمَّ بَلَغَنِي أَنَّهُ رَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ. فَلَقِيتُهُ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجَعْتَ. قَالَ: نَعَمْ. إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ رَأْياً مِنِّي. وَهٰذَا أَبُو سَعِيدٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الصَّرْفِ.

۲۲۵۸- حضرت ابو جوزاء رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (براہ راست) سنا کہ وہ بیع صرف کا حکم دیتے تھے (اسے جائز کہتے تھے) اور ان سے یہ قول روایت کیا جاتا تھا' پھر مجھے خبر ملی کہ انھوں نے اس قول سے رجوع کر لیا ہے' چنانچہ میں ان سے مکہ جا کر ملا اور عرض کیا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے (صرف کے جواز سے) رجوع کر لیا ہے۔ انھوں نے فرمایا: ہاں! وہ قول میری اپنی رائے تھی۔ اور یہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بیع صرف سے منع فرمایا ہے۔

فوائد و مسائل: ① بیع صرف کا مطلب' سونے کا چاندی سے یا چاندی کا سونے سے یا ایک ملک کی کرنسی کا دوسرے ملک کی کرنسی سے تبادلہ ہے۔ ② ایک ملک کی کرنسی ایک جنس ہے' دوسرے ملک کی کرنسی دوسری جنس ہے اگرچہ ان کا نام ایک ہی ہو' مثلاً: پاکستانی روپیہ اور بھارتی روپیہ الگ الگ جنسیں ہیں۔ ③ اس پر اتفاق ہے کہ مختلف اجناس کی کرنسی کے تبادلے میں ایک طرف سے نقد ادائیگی اور دوسری طرف سے ادائیگی کا وعدہ ناجائز ہے بلکہ دونوں طرف سے نقد ادائیگی شرط ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اگر جنس ایک ہو تو ان میں کمی بیشی نہ کی جائے۔ ④ مسئلے میں غلطی معلوم ہونے پر رجوع کر لینا عالم کی شان ہے۔

(المعجم ٥٠) - بَابُ صَرْفِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ (التحفة ٥٠)

باب: ۵۰- سونے کا چاندی سے تبادلہ

۲۲۵۸- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨ من حديث سليمان الربعي به.

۲۲۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعَ مَالِكَ بْنَ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِباً، إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

۲۲۵۹- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاندی کے بدلے میں سونا لینا سود ہے مگر جب دست بدست ہو (پھر نہیں)۔''

قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ: اَلذَّهَبُ بِالْوَرِقِ. اِحْفَظُوا.

ابوبکر بن ابوشیبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: چاندی کے بدلے میں سونا' یاد رکھو۔

فوائد و مسائل: ① سونے چاندی کا باہمی تبادلہ دونوں طرف سے فوری ادائیگی کی شرط سے جائز ہے۔ ② اگر یہ شرط مفقود ہو تو سونے کا چاندی سے تبادلہ شرعاً منع ہے۔ ③ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کا یہ فرمانا ''یاد رکھو'' اس امر کی طرف توجہ دلانے کے لیے تھا کہ مختلف اجناس کے تبادلے میں بھی بعض صورتیں ممنوع ہیں' لہٰذا ان کا خیال رکھا جائے۔

۲۲٦۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: أَقْبَلْتُ أَقُولُ: مَنْ يَصْطَرِفُ الدَّرَاهِمَ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ، وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَرِنَا ذَهَبَكَ. ثُمَّ ائْتِنَا، إِذَا جَاءَ خَازِنُنَا، نُعْطِكَ وَرِقَكَ.

۲۲٦۰- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے (کسی مجلس میں) آ کر کہا: ہمیں (دیناروں کے) بدلے میں درہم کون دے گا؟ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ انھوں نے فرمایا: ہمیں اپنا سونا دکھاؤ' پھر جب ہمارا خزانچی آئے گا تو ہمارے پاس آنا' ہم آپ کو آپ کی چاندی (درہموں کی صورت میں) ادا کر دیں گے۔

فَقَالَ عُمَرُ: كَلَّا، وَاللهِ، لَتُعْطِيَنَّهُ وَرِقَهُ أَوْ لَتَرُدَّنَّ إِلَيْهِ ذَهَبَهُ. فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْوَرِقُ بِالذَّهَبِ رِباً، إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! ایسے نہیں ہوسکتا' آپ اسے چاندی (ابھی) ادا کریں' یا اس کا سونا اسے واپس کر دیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

۲۲۵۹_[صحيح] تقدم، ح: ۲۲۵۳.
۲۲٦۰_[صحيح] تقدم، ح: ۲۲۵۳.

''سونے کے بدلے میں چاندی (لینا یا دینا) سود ہے مگر دست بدست جائز ہے۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ اس کے باوجود انہیں مسئلہ معلوم نہیں تھا حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضاحت فرمائی' اس لیے کسی کے بہت بڑا عالم ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو اسے معلوم نہ ہو' یا جس میں اس سے غلطی کا صدور ممکن نہ ہو۔ ② اگر ایک آدمی سے غلطی ہو جائے تو دوسرے آدمی کو چاہیے کہ اسے بتا دے کہ صحیح مسئلہ اس طرح ہے۔ ③ تاکید کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔ ④ کسی کو ایک کام کا حکم دینے کے لیے یا منع کرنے کے لیے قسم کے لفظ سے کہنا جائز ہے۔

٢٢٦١- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ الْعَبَّاسِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ شَافِعٍ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلدِّينَارُ بِالدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا. فَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِوَرِقٍ، فَلْيَصْطَرِفْهَا بِذَهَبٍ. وَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِذَهَبٍ، فَلْيَصْطَرِفْهَا بِالْوَرِقِ. وَالصَّرْفُ هَاءَ وَهَاءَ».

٢٢٦١- حضرت عمر بن محمد بن علی بن ابی طالب اپنے والد (حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ) سے اور وہ ان کے دادا (اور اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دینار کے بدلے میں دینار ہے اور درہم کے بدلے میں درہم۔ ان میں کوئی کمی بیشی (جائز) نہیں۔ جس کو چاندی کی ضرورت ہو' وہ سونے کے بدلے میں اسے حاصل کر لے' اور جسے سونے کی ضرورت ہو' وہ چاندی کے عوض تبادلہ کر کے لے لے۔ اور صرف (درہم و دینار کا باہمی تبادلہ) ہاتھوں ہاتھ ہوتا ہے۔''

(المعجم ٥١) - بَابُ اقْتِضَاءِ الذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ وَالْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ (التحفة ٥١)

باب: ٥١- چاندی کے بدلے میں سونا اور سونے کے بدلے میں چاندی وصول کرنا

٢٢٦٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

٢٢٦٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٢٢٦١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٧/ ١٨٣، ١٨٤، ح: ٦٣٤٣ من حديث إبراهيم بن محمد به، وقال البوصيري: 'هذا إسناد ضعيف' * عباس بن عثمان لا يعرف حاله (تقريب).

٢٢٦٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ح: ٣٣٥٤، ٣٣٥٥ من حديث سماك به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٢٨، وابن الجارود، ح: ٦٥٥، والحاكم: ٢/ ٤٤ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

حَبِيبٍ، وَ سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحِمَّانِيُّ. قَالُوا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ الطَّنَافِسِيُّ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ أَوْ سِمَاكٌ وَلاَ أَعْلَمُهُ إِلَّا سِمَاكٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ الْإِبِلَ. فَكُنْتُ آخُذُ الذَّهَبَ مِنَ الْفِضَّةِ، وَالْفِضَّةَ مِنَ الذَّهَبِ. وَالدَّنَانِيرَ مِنَ الدَّرَاهِمِ، وَالدَّرَاهِمَ مِنَ الدَّنَانِيرِ. فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «إِذَا أَخَذْتَ أَحَدَهُمَا وَأَعْطَيْتَ الْآخَرَ، فَلاَ تُفَارِقْ صَاحِبَكَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ لَبْسٌ».

انھوں نے فرمایا: میں اونٹ بیچا کرتا تھا۔ میں چاندی کے بدلے میں سونا' سونے کے بدلے میں چاندی' درہموں کے بدلے میں دینار اور دیناروں کے بدلے میں درہم لے لیا کرتا تھا' پھر میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب ایک چیز لے اور دوسری دے تو اپنے ساتھی سے جدا نہ ہو جب تک معاملہ صاف نہ ہو جائے۔''

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِسْحَاقَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

یہ روایت ایک دوسری سند سے سعید بن جبیر کے شاگردوں سے شک کے بغیر سماک بن حرب کے واسطے سے ابن عمر ؓ سے مروی ہے۔

فائدہ: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کا سودا دیناروں میں طے ہوا تھا' خریدار نے اس روز کی شرح تبادلہ کے مطابق اتنے دیناروں کے درہم ادا کر دیے تو یہ جائز ہے جبکہ پوری ادائیگی اسی مجلس میں کر دی جائے۔

(المعجم ٥٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيرِ (التحفة ٥٢)

باب: ۵۲- درہم ودینار توڑنا منع ہے

٢٢٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَ هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ. قَالُوا: أَنْبَأَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ

۲۲۶۳- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا رائج سکہ بلا ضرورت توڑنے سے منع فرمایا ہے۔

٢٢٦٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في كسر الدراهم، ح: ٣٤٤٩ من حديث المعتمر به * محمد بن فضاء ضعيف، وأبوه مجهول(تقريب).

مُحَمَّدِ بْنِ فَضَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كَسْرِ سِكَّةِ الْمُسْلِمِينَ الْجَائِزَةِ بَيْنَهُمْ. إِلَّا مِنْ بَأْسٍ».

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم یہ بات صحیح ہے کہ سونے کی اشرفی یا چاندی کا روپیہ جو صحیح ہو' اور اس سے بازار میں خرید و فروخت ہو سکتی ہو' اسے پگھلا کر سونے یا چاندی کی ڈلی بنالینا جائز نہیں کیونکہ اس سے عام مسلمانوں کی پوری ہونے والی ایک ضرورت کے پورا ہونے میں خلل واقع ہوتا ہے' البتہ کوئی معقول وجہ ہو' مثلاً: وہ سکہ کھوٹا ہو تو اسے توڑ کر پگھلایا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٥٣) - بَابُ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ (التحفة ٥٣)

باب:۵۳- تازہ کھجور کا خشک کھجور سے تبادلہ

٢٢٦٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَ إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ. قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ زَيْداً، أَبَا عَيَّاشٍ، مَوْلًى لِبَنِي زُهْرَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ اشْتِرَاءِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ. فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: أَيَّتُهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْبَيْضَاءُ. فَنَهَانِي عَنْهُ وَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ اشْتِرَاءِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ فَقَالَ: «أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ، إِذَا يَبِسَ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ.

۲۲۶۴- قبیلۂ بنو زہرہ کے مولیٰ حضرت ابو عیاش زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے جو کو سُلت کے عوض خریدنے کا مسئلہ پوچھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان میں بہتر جنس کون سی ہے؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: (میں نے کہا:) جو۔ تو سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے اس تبادلے سے منع فرما دیا اور فرمایا: میں نے خود سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے خشک کھجور کے عوض تازہ کھجور خریدنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''کیا تازہ کھجور خشک ہو کر (وزن میں) کم ہو جاتی ہے؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس بیع سے منع فرما دیا۔

٢٢٦٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التمر بالتمر، ح:٣٣٥٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٢٤، وصححه الترمذي، ح:١٢٢٥، وابن الجارود، ح:٦٥٧، والحاكم:٢/ ٣٨، ٣٩، والذهبي.

فوائد و مسائل: ① سُلت (بغیر چھلکے کے جو) ایک خاص غلہ ہے جو چھلکا نہ ہونے کے لحاظ سے گندم سے مشابہ ہے۔ اور طبعی خواص کی بنا پر جو سے مشابہ ہے۔ بہر حال اسے جو ہی کی جنس سے شمار کیا جاتا ہے۔ ② خشک کھجور اور تازہ کھجور کا باہم تبادلہ ممنوع ہے اگرچہ دست بدست ہی ہو۔ ③ خشک کھجور اور تازہ کھجور بظاہر ایک ہی جنس ہے' اس لیے اس کی اقسام کا تبادلہ جائز ہونا چاہیے لیکن منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بظاہر ہم وزن ہونے کے باوجود حقیقت میں ہم وزن نہیں۔

(المعجم ٥٤) - بَابُ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ (التحفة ٥٤)

باب: ۵۴- (بیع) مزابنہ اور محاقلہ کا بیان

٢٢٦٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ. وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ تَمْرَ حَائِطِهِ، إِنْ كَانَتْ نَخْلاً، بِتَمْرٍ كَيْلاً. وَإِنْ كَانَتْ كَرْماً، أَنْ يَبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلاً. وَإِنْ كَانَتْ زَرْعاً أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ. نَهَى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ.

۲۲۶۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا۔

مزابنہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے باغ کا پھل اس انداز سے فروخت کرے کہ کھجور کے درختوں کا پھل خشک کھجوروں کے عوض ماپ کر بیچے۔ اور انگور کی بیلوں کا پھل کشمش کے عوض ماپ کر بیچے' اور کھیت (کی فصل) غلے کے عوض ماپ کر فروخت کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب صورتوں سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① بیع مزابنہ ممنوع ہے۔ ② بیع مزابنہ کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کھجور کے باغ کا پھل خریدے اور اس کے عوض مقررہ مقدار میں کھجوریں ادا کرے۔ یا مثلاً یوں کہے: اس کھیت میں جو فصل تیار ہو رہی ہے وہ سب میں پچاس من گندم کے عوض خریدتا ہوں۔ یہ درست نہیں کیونکہ یہ معلوم نہیں کھیت سے جو گندم حاصل ہوگی وہ پچاس من سے کم ہوگی یا زیادہ۔ کھیت کی فصل کے بارے میں اس قسم کا معاہدہ محاقلہ کہلاتا ہے جبکہ باغ کے پھل کے بارے میں یہی معاملہ مزابنہ کہلاتا ہے۔ ③ امام مالک ؒ نے مزابنہ میں اس صورت کو بھی شامل کیا ہے کہ کسی بغیر ماپی تولی چیز کے بارے میں کہا جائے کہ اس کی مقدار یہ ہے' مثلاً: گندم کا یہ ڈھیر دس من کا ہے۔ یا اس برتن میں میرے اندازے کے مطابق پچاس لٹر تیل ہے۔ یا میں کہتا ہوں کہ مالٹوں کی اس ڈھیری میں دو سو مالٹے ہیں' اگر مقدار کم ہوئی تو اپنے پاس سے پوری کروں گا' اور اگر زیادہ ہوئی تو جتنی زیادہ

٢٢٦٥- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الزرع بالطعام كيلاً، ح: ٢٢٠٥، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٤٢/ ٧٦ من حديث الليث به.

ہوئی وہ میری ہوگی۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ صورت بیع نہیں بلکہ دھوکے اور قمار (جوئے) پر مبنی ایک معاملہ ہے۔ (موطأ إمام مالك، البيوع، باب ماجاء في المزابنة والمحاقلة: ۲/۶۲۱)

٢٢٦٦- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

۲۲۶۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

٢٢٦٧- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

۲۲۶۷- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا (التحفة ٥٥)

باب: ۵۵- عریّہ کو اس کے اندازے کے مطابق خشک کھجور کے عوض فروخت کرنا

٢٢٦٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

۲۲۶۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرایا کے بارے میں رخصت دی ہے۔

٢٢٦٦ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة . . . الخ، ح: ٨٥/ ١٥٣٦ من حديث حماد بن زيد به.

٢٢٦٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في ذٰلك، ح: ٣٤٠٠ من حديث أبي الأحوص به * طارق بن عبدالرحمن وثقه الجمهور، وحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

٢٢٦٨ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المزابنة، وهي بيع الثمر بالتمر وبيع الزبيب بالكرم، وبيع العرايا، ح: ٢١٨٤، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٣٩ من حديث الزهري به.

٢٢٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْراً.

قَالَ يَحْيَى: الْعَرِيَّةُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ تَمْرَ النَّخَلَاتِ بِطَعَامِ أَهْلِهِ رُطَباً، بِخَرْصِهَا [تَمْراً].

٢٢٦٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے حضرت زید بن ثابت ؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عریہ کو اس کے اندازے کے برابر خشک کھجور کے عوض فروخت کرنے کی اجازت دی۔

حضرت یحییٰ بن سعید ؒ نے فرمایا: عرایا کا یہ مطلب ہے کہ آدمی کھجور کے چند درختوں کا تازہ پھل اندازے سے اپنے گھر کی خشک کھجوروں کے عوض خرید لے۔

فوائد ومسائل: ① عام قانون یہی ہے کہ کھجور کے بدلے میں کھجور کا تبادلہ دست بدست اور برابر برابر ہونا چاہیے لیکن ''عرایا'' کا مسئلہ اس عام قانون سے مستثنیٰ ہے۔ ② امام مالک ؒ نے عرایا کی تفسیر یوں کی ہے: ''عریہ یہ ہوتا ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو کھجور کا ایک درخت (پھل کھانے کے لیے) دیتا ہے' پھر اس کے (بار بار) باغ میں آنے سے تکلیف محسوس کرتا ہے تو اس کے لیے اجازت ہے کہ وہ (اسے دیا ہوا وہ) درخت خشک کھجوروں کے عوض خرید لے۔ (صحيح البخاري' البيوع' باب تفسير العرايا' قبل حديث:٢١٩٢) اس کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے پھل کا اندازہ لگایا جائے کہ خشک ہو کر اتنے من ہوگا' پھر اتنے من خشک کھجوریں اسے دے کر درخت واپس لے لیا جائے۔ اس صورت میں خشک کھجوروں کے عوض تازہ کھجوریں (درخت پر لگی ہوئی) خریدی گئی ہیں اور خشک کھجوریں ماپ تول کر دی گئی ہیں۔ یہ جائز ہے بشرطیکہ ان کی مقدار پانچ وسق (بیس من) سے کم ہو۔

(المعجم ٥٦) - بَابُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً (التحفة ٥٦)

باب:٥٦- حیوان کی حیوان سے ادھار بیع کرنا

٢٢٧٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا

٢٢٧٠- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت

٢٢٦٩ـ أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح:٢٣٨٠، ومسلم، البيوع، الباب السابق، ح:١٥٣٩/ ٦١ من حديث يحيى بن سعيد به.

٢٢٧٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الحيوان بالحيوان نسيئةً، ح:٣٣٥٦ من حديث قتادة به، وصححه الترمذي، ح:١٢٣٧، وابن الجارود، ح:٦١١، رواه شعبة عن قتادة به، كما في أربع نسخ من سنن الإمام النسائي رحمه الله، وانظر، ح:٢١٨٣، وله شواهد عند ابن حبان(موارد)، ح:١١١٣ وغيره.

عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حیوان کی حیوان سے ادھار بیع سے منع فرمایا۔

۲۲۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَ أَبُو خَالِدٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا بَأْسَ بِالْحَيَوَانِ، وَاحِداً بِاثْنَيْنِ، يَداً بِيَدٍ» وَكَرِهَهُ نَسِيئَةً.

۲۲۷۱- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک جانور کا دو جانوروں سے دست بدست تبادلہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' اور نبی ﷺ نے (اس قسم کا تبادلہ) ادھار کے ساتھ ناپسند فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① جانور کا جانور سے تبادلہ جائز ہے۔ ② جانور کا جانور سے تبادلہ دونوں طرف سے فوری ادائیگی کی صورت میں ہونا چاہیے۔ ③ جانور کا جانور سے تبادلہ کرنے میں برابری ضروری نہیں بلکہ اعلیٰ نسل کی ایک گائے کے عوض ادنیٰ قسم کی دو گائیں دی جاسکتی ہیں' یا اچھی نسل کی ایک بکری دے کر ادنیٰ قسم کی دو بکریاں لی جاسکتی ہیں۔ ④ مذکورہ روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے' البتہ سابقہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے' علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۲/۲۳۳' ۲۳۵' والصحيحة' رقم: ۲۴۱۶)

(المعجم ٥٧) - بَابُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ مُتَفَاضِلًا يَدًا بِيَدٍ (التحفة ٥٧)

باب: ۵۷- جانور کا جانور سے نقد بنقد کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ

۲۲۷۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عُرْوَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو:

۲۲۷۲- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کو سات غلاموں کے عوض خریدا تھا۔

۲۲۷۱ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع الحيوان بالحيوان نسيئة، ح: ۱۲۳۸ من حديث حجاج بن أرطاة به، وقال: "هذا حديث حسن"، والحديث السابق يغني عنه.

۲۲۷۲ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الخراج، باب ماجاء في سهم الصفي، ح: ۲۹۹۷ من حديث حماد به، وصححه البوصيري، وأصله متفق عليه.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى صَفِيَّةَ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ.

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: مِنْ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ.

عبدالرحمٰن بن مہدی ؒ نے اس حدیث میں یہ الفاظ بھی بیان فرمائے: حضرت دحیہ کلبی ؓ سے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت صفیہ ؓ اپنے قبیلے کے سردار کی بیٹی تھیں۔ جنگی قیدی بن کر مسلمانوں کے قبضے میں آئیں۔ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حضرت دحیہ کلبی ؓ کے حصے میں آئیں۔ رسول اللہ ﷺ کو مشورہ دیا گیا کہ وہ سردار کی بیٹی ہیں' اس لیے ان کا آپ کے پاس ہونا زیادہ مناسب ہے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حضرت دحیہ ؓ سے خرید لیا۔ ② غلاموں اور لونڈیوں کی خرید وفروخت جائز ہے۔ ③ غلاموں اور لونڈیوں کی خرید وفروخت کے بنیادی احکام ومسائل وہی ہیں جو جانوروں کی خرید وفروخت کے لیے ہیں لیکن غلام چونکہ انسان ہوتے ہیں' اس لیے ان کے بعض مسائل الگ ہیں جن کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔ ④ غلام اور لونڈی کو آزاد کرنا ثواب ہے بالخصوص جبکہ وہ مسلمان ہوں اور نیک ہوں۔

(المعجم ٥٨) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الرِّبَا (التحفة ٥٨)

باب: ۵۸- سود کا گناہ بہت بڑا ہے

٢٢٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الصَّلْتِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَتَيْتُ، لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، عَلٰى قَوْمٍ بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ، فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرٰى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ. فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا».

۲۲۷۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج ہوئی' (اس سفر کے دوران میں) میرا گزر ایسے افراد کے پاس سے ہوا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے' ان (پیٹوں) میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو ان کے ان کے پیٹوں کے باہر سے نظر آرہے تھے۔ میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل ؑ نے فرمایا: یہ سود کھانے والے ہیں۔''

٢٢٧٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٣، ٣٦٣ من حديث حماد به مطولاً، انظر، ح: ١١٦ لعلته * وأبو الصلت مجهول كما في التقريب (الكنٰى، ص: ٤١٢).

٢٢٧٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرِّبَا سَبْعُونَ حُوباً. أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ».

۲۲۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سود کے ستر گناہ ہیں جن میں سب سے ہلکا گناہ اس قدر (بڑا) ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح کرے۔''

فوائد و مسائل: ① سود کسی بھی معاشرے کی تباہی کے لیے بہت بڑا سبب ہے اور اس کے معاشی اور معاشرتی نقصانات کے بے شمار پہلو ہیں' اس لیے فرمایا گیا کہ یہ گناہ اکیلا ہی ستر گناہوں کے برابر ہے۔ اور گناہ بھی قسم قسم کے۔ ② زنا کبیرہ گناہ ہے اور اس کی شناعت ہر دور کے مہذب معاشروں میں مسلم رہی ہے' اسی طرح محرم خواتین خصوصاً ماں اور بہن کا احترام ہر مہذب معاشرے میں تسلیم کیا جاتا ہے' لہٰذا ماں سے جنسی تعلق قائم کرنا اتنا برا کام ہے جس سے زیادہ قابل نفرت گناہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا' لیکن سود اس سے بھی زیادہ برا اور قابل نفرت جرم ہے۔ ③ سب سے ہلکا گناہ اتنا برا اور قابل نفرت ہے تو دوسرے انہتر قسم کے گناہوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کتنے برے ہوں گے۔ ④ اسلامی معاشرے کا سب سے نمایاں وصف ہمدردی اور خیر خواہی ہے جب کہ سود اس کے بالکل برعکس ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر مقروض قرض ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے اصل قرض بھی معاف کر دیا جائے' لیکن سود خور اصل قرض معاف کرنے کے بجائے سود چھوڑنے کے لیے بھی تیار نہیں' مقروض اگر قرض کے ذریعے سے مطلوبہ فائدہ حاصل نہ بھی کر سکے' مثلاً: قرض لے کر تجارت کرے تو اسے خواہ نفع نہ بھی ہو' سود خور اپنا سود وصول کرنے کو حاضر ہو جاتا ہے' حالانکہ اس صورت میں مقروض اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی مدد کی جائے' نہ کہ اسے مزید پریشان کیا جائے' اس لیے اسلامی معاشرے میں سود کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ قرآن کی روشنی میں ایسا معاشرہ اسلام دشمن معاشرہ ہے۔

٢٢٧٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الصَّيْرَفِيُّ، أَبُو حَفْصٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ

۲۲۷۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''سود کے تہتر دروازے ہیں۔''

٢٢٧٤ـ [حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، أبو معشر هو نجيح بن عبدالرحمٰن متفق على تضعيفه"، وله شاهد قوي عند ابن الجارود، ح: ٦٤٧، وانظر الحديث الآتي.

٢٢٧٥ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٧ من حديث عمرو بن علي به بلفظ: "الربا ثلاثة وسبعون بابًا أيسرها مثل أن ينكح الرجل أمه وإن أربى الربا عرض الرجل المسلم"، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح".

مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ بَاباً».

فوائد ومسائل: ① سود کی بہت سی قسمیں ہیں' لہٰذا لین دین میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے کہ سود کا لین دین نہ ہو جائے۔ ② علمائے کرام کو چاہیے کہ کاروبار کی موجودہ صورتوں کا شرعی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لے کر مسلمان عوام کی رہنمائی کریں تاکہ وہ نادانستہ طور پر سود خوری کا ارتکاب نہ کر لیں۔

٢٢٧٦- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: إِنَّ آخِرَ مَا نَزَلَتْ آيَةُ الرِّبَا. وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُبِضَ وَلَمْ يُفَسِّرْهَا لَنَا. فَدَعُوا الرِّبَا وَالرِّيبَةَ.

٢٢٧٦- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: سب سے آخر میں سود کی آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ اس کی تشریح کرنے سے پہلے فوت ہو گئے' اس لیے سود کو بھی چھوڑ دو اور مشکوک صورت سے بھی پرہیز کرو۔

فوائد ومسائل: ① حلال وحرام کے مسائل میں سود کے مسائل آخر میں نازل ہوئے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے سود کی تشریح فرمائی اور اس کی مختلف رائج صورتوں سے واضح طور پر منع فرما دیا' اس کے باوجود بعض صورتیں ایسی ہو سکتی ہیں جو بعد میں ایجاد ہوں اور علماء کو ان کے بارے میں قیاس کرنا پڑے' اس لیے علماء کو ان معاملات کا باریک بینی سے جائزہ لے کر واضح فتویٰ جاری کرنا چاہیے۔ ③ جب کوئی تجارتی معاملہ ایسا ہو کہ اس کے جائز یا ناجائز ہونے میں شک ہو تو اس سے پرہیز کرنا چاہیے جب تک علمائے کرام سے واضح رہنمائی نہ لے لی جائے۔ ④ تجارت کے علاوہ دوسرے معاملات میں بھی مشکوک کام سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح اور حسن قرار دیا ہے' نیز صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس ؓ سے بھی مروی ہے کہ سب سے آخر میں سود کی آیت ہی نازل ہوئی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' التفسیر' حدیث:٤٥٤٤) لہٰذا اس روایت سے اور اس کے ہم معنی دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:١/٣٦١' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٢٢٧٦)

٢٢٧٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة ثنا قتادة به، وانظر، ح: ١٧٥ لعلته، وله طريق آخر عند الإسماعيلي كما في مسند الفاروق: ٢/ ٥٧١، وإسناده ضعيف.

۲۲۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ.

۲۲۷۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر، سود دینے والے پر، اس کے گواہوں پر اور اس کی تحریر لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

فوائد ومسائل: ① سود کی تمام صورتیں حرام اور اللہ کی لعنت کا باعث ہیں۔ ② جس طرح سود لینا کبیرہ گناہ ہے اسی طرح سود دینا بھی کبیرہ گناہ ہے، لہٰذا سود کی بنیاد پر قرض لینا بھی حرام ہے، خواہ یہ سود بنکوں سے لیا جائے یا کاروباری افراد سے۔ ③ حرام کام میں کسی بھی انداز سے تعاون کرنا حرام ہے۔ اور تعاون کرنے والا برابر کا گناہ گار ہے۔

۲۲۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي خَيْرَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنْهُمْ أَحَدٌ. إِلَّا آكِلُ الرِّبَا. فَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ، أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ».

۲۲۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا جس میں کوئی شخص سود کھائے بغیر نہیں رہے گا۔ جو شخص سود نہیں کھائے گا اسے بھی اس کا گرد وغبار تو پہنچ ہی جائے گا۔“

۲۲۷۹- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

۲۲۷۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سود کے ذریعے سے مال

۲۲۷۷- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في آكل الربا وموكله، ح: ۳۳۳۳ من حديث سماك به، وصححه الترمذي، ح: ۱۲۰٦، وابن حبان، ح: ۱۱۱۲، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

۲۲۷۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في اجتناب الشبهات، ح: ۳۳۳۱ من حديث سعيد به، وانظر، ح: ۷۱ لعلته * والحسن لم يسمع من أبي هريرة رضي الله عنه عند الجمهور، قاله المنذري في الترغيب: ۳/۱۰.

۲۲۷۹- [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ۲/۳۷ من حديث عمرو بن عون به، وصححه، ووافقه الذهبي، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ رُكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ ابْنِ عَمِيلَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قِلَّةٍ».

میں اضافہ کرے گا اس کا انجام کار مال کی قلت ہوگا۔"

فوائد ومسائل: ① حرام روزی میں برکت نہیں ہوتی۔ ② اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے بھی ہوتی ہے: ﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَوا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ﴾ (البقرۃ ۲:۲۷۶) "اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔"

(المعجم ٥٩) - بَابُ السَّلَفِ فِي كَيْلٍ مَّعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَّعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ (التحفة ٥٩)

باب: ۵۹- بیع سلف مقررہ ماپ اور مقررہ وزن کے ساتھ مقررہ مدت کے لیے ہونی چاہیے

٢٢٨٠ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي التَّمْرِ، السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ. فَقَالَ: «مَنْ أَسْلَفَ فِي تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ، إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ».

۲۲۸۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ (مدینہ منورہ) تشریف لائے تو لوگ دو دو تین تین سال پہلے رقم دے کر کھجوریں خرید لیتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کھجوروں کی بیع سلف کرے تو اسے چاہیے کہ معلوم ماپ اور معلوم تول کے ساتھ معلوم مدت کے لیے بیع سلف کرے۔"

فوائد ومسائل: ① چیز کی قیمت پیشگی وصول کر لینا اور چیز بعد میں مقررہ وقت پر ادا کرنا بیع سلم اور بیع سلف کہلاتا ہے۔ ② اس بیع کے جواز کے لیے ضروری ہے کہ بیچی اور خریدی جانے والی چیز کی مقدار' نوعیت' مطلوبہ چیز کی ادائیگی اور وصولی کا وقت اور دوسرے ایسے معاملات کا پہلے سے تعین کر لیا جائے جن میں اختلاف ہونے کا خطرہ ہے۔ ③ بیع سلف میں یہ ضروری نہیں کہ بیچنے والے کے پاس وہ چیز اس وقت موجود ہو بلکہ جب غالب امکان ہو کہ وعدے کے وقت تک بیچنے والا وہ چیز حاصل کر لے گا اور مقررہ وقت پر خریدار کے حوالے کر سکے گا تو

٢٢٨٠ـ أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ٢٢٤٠، ٢٢٤١، ومسلم، المساقاة، باب السلم، ح: ١٦٠٤ من حديث سفيان به.

یہ کافی ہے۔ ④ بیع سلف میں قیمت کا تعین بھی پہلے ہی ہوتا ہے جب رقم ادا کی جاتی ہے۔

۲۲۸۱- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ حَمْزَةَ بْنِ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ بَنِي فُلَانٍ أَسْلَمُوا، لِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ وَإِنَّهُمْ قَدْ جَاعُوا. فَأَخَافُ أَنْ يَرْتَدُّوا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ عِنْدَهُ؟» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ: عِنْدِي كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ قَدْ سَمَّاهُ أُرَاهُ قَالَ ثَلَاثُمِائَةِ دِينَارٍ بِسِعْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بِسِعْرِ كَذَا وَكَذَا إِلَى أَجَلِ كَذَا وَكَذَا، وَلَيْسَ مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ».

۲۲۸۱- حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: فلاں لوگ مسلمان ہو گئے ہیں' ان کا تعلق یہود سے ہے اور وہ بھوکے ہیں (ان کے پاس خوراک موجود نہیں) مجھے خطرہ ہے کہ وہ (بھوک کی وجہ سے) مرتد ہو جائیں گے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی کے پاس (کچھ مال) موجود ہے؟'' ایک یہودی نے کہا: میرے پاس اتنی مقدار ہے (اس نے چیز کا نام بھی لیا تھا) اس نے غالباً کہا: تین سو دینار۔ (اور کہا کہ میں اس کے عوض) فلاں بھاؤ سے' فلاں باغ سے (وصول کروں گا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فلاں بھاؤ سے' اتنی مدت کے ادھار پر' لیکن فلاں باغ سے نہیں (باغ کے تعین کی شرط نہ لگائیں)۔''

۲۲۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ. قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ يَحْيَى: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: عَنْ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ: امْتَرَى عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ

۲۲۸۲- حضرت عبداللہ بن ابو مجالد یا ابو مجالد سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن شداد اور حضرت ابو برزہ ؓ کا بیع سلم کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ انھوں نے مجھے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ کے پاس بھیجا۔ میں نے (ان کی خدمت میں حاضر

۲۲۸۱ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ٥/ ٢٢٢، ح: ٥١٤٧، وأبويعلى، ح: ٧٤٩٦ وغيرهما من طرق عن الوليد حدثنا محمد بن حمزة به، ولم يصرح بالسماع المسلسل، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٢١٠٥، والحاكم: ٣/ ٦٠٥، وتعقبه الذهبي، وضعفه البوصيري، وله طريق ضعيف عند الدارقطني في المؤتلف والمختلف: ٣/ ١٣٨٨.

۲۲۸۲ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في السلف، ح: ٣٤٦٥ عن محمد بن بشار به، وهو في صحيح البخاري، السلم، ح: ٢٢٤٢ـ٢٢٤٥، ٢٢٥٤، ٢٢٥٥.

وَأَبُو بَرْزَةَ فِي السَّلَمِ . فَأَرْسَلُونِي إِلَى عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى . فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : كُنَّا نُسْلِمُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَهْدِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ ، عِنْدَ قَوْمٍ ، مَا عِنْدَهُمْ .

ہوکر) ان سے دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کے زمانۂ مبارک میں گندم، جو، منقی اور کھجور ان لوگوں سے پیشگی رقم دے کر خرید لیتے تھے جن کے پاس (اس وقت) وہ چیزیں نہیں ہوتی تھیں۔

فَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزَى . فَقَالَ : مِثْلَ ذٰلِكَ .

انھوں نے فرمایا: میں نے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ سے بھی یہ مسئلہ پوچھا تو انھوں نے بھی یہی فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① بیع سلم اور بیع سلف ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ② بیع سلم جائز ہے۔ ③ کسی مسئلے میں اختلاف ہو جائے تو اپنے سے بڑے عالم سے مسئلہ پوچھ لینا چاہیے۔ ④ جب صحیح مسئلہ معلوم ہو جائے تو اختلاف ختم کر دینا چاہیے۔

(المعجم ٦٠) - بَابُ مَنْ أَسْلَمَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَصْرِفْهُ إِلَى غَيْرِهِ (التحفة ٦٠)

باب: ٦٠- کسی چیز کی بیع سلم کر کے اس کی جگہ دوسری چیز نہ لے

٢٢٨٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا زِيَادُ ابْنُ خَيْثَمَةَ ، عَنْ سَعْدٍ ، عَنْ عَطِيَّةَ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِذَا أَسْلَفْتَ فِي شَيْءٍ ، فَلَا تَصْرِفْهُ إِلَى غَيْرِهِ» .

۲۲۸۳- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو کسی چیز کی بیع سلف کرے تو اسے دوسری چیز (کی بیع) سے تبدیل نہ کر۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا شُجَاعُ ابْنُ الْوَلِيدِ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ خَيْثَمَةَ ، عَنْ عَطِيَّةَ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ . فَذَكَرَ مِثْلَهُ . وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدًا .

امام ابن ماجہ ؒ نے یہی روایت شجاع بن ولید کے دوسرے شاگرد عبداللہ بن سعید کی سند سے بھی اسی طرح بیان کی لیکن اس میں زیاد بن خیثمہ اور عطیہ کے درمیان سعد کا واسطہ بیان نہیں کیا۔

٢٢٨٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب السلف يحول، ح: ٣٤٦٨ من حديث أبي بدر شجاع به، السند الأول، وحسنه الترمذي في العلل الكبير، وضعفه الحافظ ابن حجر (تلخيص: ٣/ ٢٥) وغيره، وانظر، ح: ٣٧ لعلته.

(المعجم ٦١) - **بَاب: إِذَا أَسْلَمَ فِي نَخْلٍ بِعَيْنِهِ لَمْ يُطْلِعِ** (التحفة ٦١)

٢٢٨٤- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ النَّجْرَانِيِّ، قَالَ، قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أُسْلِمُ فِي نَخْلٍ قَبْلَ أَنْ يُطْلِعَ؟ قَالَ: لاَ. قُلْتُ: لِمَ؟ قَالَ: إِنَّ رَجُلاً أَسْلَمَ فِي حَدِيقَةِ نَخْلٍ، فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُطْلِعَ النَّخْلُ. فَلَمْ يُطْلِعِ النَّخْلُ شَيْئاً، ذٰلِكَ الْعَامَ. فَقَالَ الْمُشْتَرِي: هُوَ لِي حَتَّى يُطْلِعَ. وَقَالَ الْبَائِعُ: إِنَّمَا بِعْتُكَ النَّخْلَ هٰذِهِ السَّنَةَ. فَاخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ لِلْبَائِعِ: «أَخَذَ مِنْ نَخْلِكَ شَيْئاً؟» قَالَ: لاَ. قَالَ: «فَبِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَهُ؟ أُرْدُدْ عَلَيْهِ مَا أَخَذْتَ مِنْهُ. وَلاَ تُسْلِمُوا فِي نَخْلٍ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ».

باب:٦١- کھجور کے متعین درختوں کی بیع سلم جن کے ابھی خوشے نہ نکلے ہوں

۲۲۸۴- نجرانی سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے کہا: کیا میں خوشے نکلنے سے پہلے کھجوروں کے درختوں کی بیع سلم کر لیا کروں؟ انھوں نے فرمایا: نہیں! میں نے کہا: کیوں؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے کھجوروں کے درختوں پر خوشے ظاہر ہونے سے پہلے کھجوروں کے ایک باغ کی بیع سلم کی۔ اس سال باغ میں پھل نہ لگا۔ خریدار نے کہا: خوشے آنے تک یہ باغ میرا ہے۔ بیچنے والے نے کہا: میں نے تجھے یہ باغ ایک سال کے لیے فروخت کیا تھا۔ انھوں نے اپنا مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے بیچنے والے سے کہا: ”کیا اس نے تیرے درختوں سے کچھ (پھل یا روپیہ پیسہ) وصول کیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر اس کا مال اپنے لیے کس طرح حلال سمجھتا ہے؟ اس سے جو کچھ لیا ہے وہ اسے واپس کر دے اور (آئندہ) کھجور کے درختوں کی بیع سلم نہ کیا کرو جب تک اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔“

(المعجم ٦٢) - **بَابُ السَّلَمِ فِي الْحَيَوَانِ** (التحفة ٦٢)

٢٢٨٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

باب:٦٢- جانور کی بیع سلم

۲۲۸۵- حضرت ابو رافع ؓ سے روایت ہے کہ

٢٢٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في السلم في ثمرة بعينها، ح:٣٤٦٧ من حديث أبي إسحاق السبيعي به * النجراني مجهول(تقريب:٦٣٨)، وأبوإسحاق تقدم، ح:٤٦، ١٠٣٩.

٢٢٨٥ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب جواز اقتراض الحيوان واستحباب توفيته خيرًا مما عليه، ح:١٦٠٠ من حديث زيد به باختلاف يسير.

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْراً وَقَالَ: «إِذَا جَاءَتْ إِبِلُ الصَّدَقَةِ قَضَيْنَاكَ» فَلَمَّا قَدِمَتْ قَالَ: «يَا أَبَا رَافِعٍ اقْضِ هٰذَا الرَّجُلَ بَكْرَهُ» فَلَمْ أَجِدْ إِلَّا رَبَاعِياً فَصَاعِداً فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَعْطِهِ. فَإِنَّ خَيْرَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً».

نبی ﷺ نے ایک آدمی سے جوان اونٹ قرض لیا اور فرمایا: ''جب زکاۃ کے اونٹ آئیں گے ہم تجھے (ایک اونٹ) ادا کر دیں گے۔'' جب اونٹ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابورافع! اس شخص کو اس کا جوان اونٹ ادا کر دو۔'' لیکن مجھے چار دانت یا اس سے زیادہ عمر والا اونٹ ہی ملا۔ میں نے نبی ﷺ کو (صورت حال سے) آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''وہی دے دو' بہترین لوگ وہ ہوتے ہیں جو اچھے طریقے سے (قرض) ادا کرتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ادھار خرید وفروخت جائز ہے۔ ② رباعی سے مراد وہ اونٹ ہے جس کے دودھ کے چار دانت ٹوٹ چکے ہوں اس کی عمر سات سال ہوتی ہے۔ ③ جانور جس قسم کا لیا ہو' اس سے بہتر واپس کرنا جائز ہے بشرطیکہ پہلے سے یہ شرط طے نہ ہوئی ہو بلکہ ادا کرنے والا اپنی خوشی سے ادا کرے' دوسرے کی طرف سے مطالبہ نہ ہو۔

٢٢٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: اقْضِنِي بَكْرِي. فَأَعْطَاهُ بَعِيراً مُسِنًّا. فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا أَسَنُّ مِنْ بَعِيرِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ النَّاسِ خَيْرُهُمْ قَضَاءً».

٢٢٨٦- حضرت عرباض بن ساریہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے عرض کیا: مجھے میرا اونٹ ادا فرما دیجیے۔ نبی ﷺ نے اسے بڑی عمر کا اونٹ عطا فرمایا تو اس نے کہا: اللہ کے رسول! اس کی عمر تو میرے اونٹ سے زیادہ ہے (اور یہ زیادہ قیمتی ہے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین لوگ وہ ہوتے ہیں جو اچھے طریقے سے (قرض) ادا کریں۔''

٢٢٨٦ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٢٩١، ٢٩٢، البيوع، استسلاف الحيوان واستقراضه، ح: ٤٦٢٣ من حديث معاوية به مطولاً، وصححه الحاكم: ٢/ ٣٠، ووافقه الذهبي، وإسناده حسن، وله شواهد عند البخاري: ٣/ ١٣٠، ح: ٢٣٠٥ وغيره.

(المعجم ٦٣) - **بَابُ الشِّرْكَةِ وَالْمُضَارَبَةِ** (التحفة ٦٣)

باب:۶۳- شراکت اور مضاربت کا بیان

فائدہ: شراکت' مالی فوائد حاصل کرنے اور اسے بڑھانے میں باہمی تعاون کا نام ہے۔ اس طرح ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ تجارت وغیرہ میں شراکت کے جواز کے دلائل کتاب وسنت میں موجود ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ (صٓ ۳۸:۲۴) ''اور بلاشبہ اکثر حصے دار (اور شریک ایسے ہوتے ہیں کہ) ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں۔'' یہ آیت کریمہ شراکت کے جواز پر دلالت کرتی اور شریک کو دوسرے شریک پر ظلم کرنے سے روکتی ہے۔ شراکت کے جواز پر احادیث رسول میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں دو شریکوں (حصے داروں) کا تیسرا ہوں جب تک ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی خیانت نہ کرے۔ جب کوئی خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔'' (سنن أبي داود' البيوع' باب في الشركة' حديث:۳۳۸۳) اس حدیث میں جہاں شراکت کے جواز کا بیان ہے وہاں ایک دوسرے کی خیانت نہ کرنے کی بھی تاکید ہے۔ شراکت کی شروط و قیود بھی ہیں جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ مال شامل ہونا چاہیے۔ حرام یا حرام کی آمیزش سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ دوسرے اگر اموال میں خرید و فروخت کی ذمے داری مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے تو شراکت میں کافر کے حصے دار ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے' اس لیے کہ اس صورت میں سودی کاروبار یا حرام مال شامل ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔ اور مضاربت ضرب سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی زمین میں تجارت کی خاطر سفر کرنے کے ہیں' اور شرعی مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص مال فراہم کرے اور دوسرا اس میں کاروبار کرے جبکہ منافع طے شدہ حصوں کے مطابق دونوں میں تقسیم ہو۔ مضاربت کی صحت کی شرط یہ ہے کہ کام کرنے والے کا نفع میں حصہ مقرر ہو۔ کاروبار کی یہ صورت بالاجماع جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مضاربت ہوتی تھی اور آپ نے اسے قائم رکھا۔ حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی' نیز قیاس اور حکمت بیع بھی مضاربت کے جواز کی متقاضی ہے کیونکہ لوگوں کو اس کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے' علاوہ ازیں روپیہ پیسہ تجارت اور کاروبار کرنے ہی سے تو بڑھتا ہے۔ (مأخوذ از ملخص الفقهي مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: الموسوعة الفقهيه:۳۸/۳۵' والمغني والشرح الكبير:۵/۱۴۰' والملخص الفقهي:۲/۹۵-۱۰۶)

٢٢٨٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَ أَبُو بَكْرٍ ابْنَا

۲۲۸۷- حضرت سائب بن صیفی مخزومی رضی اللہ عنہ سے

٢٢٨٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في كراهية المراء، ح:٤٨٣٦ من حديث سفيان الثوري به • مجاهد لم يسمعه من السائب رضي الله عنه بل سمعه من قائد، والقائد لم أجد له ترجمةً، وهو علة الخبر.

أَبِي شَيْبَةَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ قَائِدِ السَّائِبِ، عَنِ السَّائِبِ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: كُنْتَ شَرِيكِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَكُنْتَ خَيْرَ شَرِيكٍ. كُنْتَ لاَ تُدَارِينِي وَلاَ تُمَارِينِي.

روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے کہا: آپ زمانۂ جاہلیت میں میرے شریک تھے تو آپ بہترین شریک تھے۔ آپ نہ مجھ سے مقابلہ کرتے تھے نہ جھگڑا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① کاروبار میں شراکت جائز ہے۔ ② جاہلیت میں کاروبار کے جو طریقے رائج تھے ان میں سے وہی ممنوع ہیں جن سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرما دیا' باقی صورتیں جائز ہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ بعثت سے پہلے بھی بہترین اخلاق وکردار سے متصف تھے۔ ④ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔

٢٢٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: اشْتَرَكْتُ أَنَا وَسَعْدٌ وَعَمَّارٌ، يَوْمَ بَدْرٍ، فِيمَا نُصِيبُ. فَلَمْ أَجِيءْ أَنَا وَلاَ عَمَّارٌ بِشَيْءٍ، وَجَاءَ سَعْدٌ بِرَجُلَيْنِ.

٢٢٨٨- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے' حضرت سعد ؓ نے اور حضرت عمار ؓ نے جنگ بدر کے دن حاصل ہونے والے مال غنیمت میں شراکت کی۔ میں اور حضرت عمار ؓ کچھ نہ لائے' جب کہ حضرت سعد ؓ (کفار کے) دو آدمی (گرفتار کر کے) لے آئے۔ (جو ہم تینوں کے مشترکہ غلام ہوئے۔)

٢٢٨٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ الْبَزَّارُ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ

٢٢٨٩- حضرت صالح بن صہیب بن سنان ؒ اپنے والد (حضرت صہیب رومی ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں میں

٢٢٨٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الشركة على غير رأس المال، ح: ٣٣٨٨ من حديث سفيان الثوري به * أبوإسحاق تقدم، ح: ٤٦، وأبوعبيدة لم يدرك أباه، انظر، ح: ١٤٧٨، ١٦٠٦.

٢٢٨٩ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه العقيلي: ٣/ ٨٠ من حديث نصر بن القاسم به، وقال في عبدالرحيم: "مجهول بالنقل، حديثه غير محفوظ" * ونصر مجهول (تقريب: ٥٢٢)، وصالح مجهول الحال (تقريب: ٢٣٠)، والحديث ضعفه البوصيري، والحافظ في بلوغ المرام، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات ٢/ ٢٤٨، ٢٤٩، وقال: "موضوع"، وقال البخاري في نصر: "حديثه موضوع"، وقال الذهبي: "إسناد مظلم والمتن باطل".

ابْنِ دَاوُدَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ فِيهِنَّ الْبَرَكَةُ. اَلْبَيْعُ إِلَى أَجَلٍ، وَالْمُقَارَضَةُ وَأَخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ، لِلْبَيْتِ، لَا لِلْبَيْعِ».

برکت ہے: ادھار بیچنا' مقارضہ' اور گھر میں استعمال کے لیے گندم میں جو ملا لینا' بیچنے کے لیے نہیں۔"

فائدہ: مقارضہ کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ایک کسی کو قرض دینا' دوسرا مضاربت کے طریقے پر کاروبار میں شریک ہونا' یعنی ایک شخص کی رقم ہو اور دوسرا کام کرے' اور نفع ان کے درمیان طے شدہ نسبت سے تقسیم کیا جائے۔ یہ کاروبار جائز ہے۔

(المعجم ٦٤) - بَابُ مَا لِلرَّجُلِ مِنْ مَّالِ وَلَدِهِ (التحفة ٦٤)

باب: ٦٤- آدمی کا اپنی اولاد کے مال سے کیا حصہ ہے؟

٢٢٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ. وَإِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ».

٢٢٩٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا بہترین کھانا وہ ہے جو تمہاری کمائی سے (حاصل) ہو۔ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے۔"

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ٢١٣٧ کے فوائد۔

٢٢٩١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ

٢٢٩١- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس کچھ مال ہے اور میری اولاد بھی ہے۔ اور میرا باپ میرا سارا مال لے لینا چاہتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

٢٢٩٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء أن الوالد يأخذ من مال ولده، ح: ١٣٥٨ من حديث يحيى بن زكريا بن أبي زائدة به، وقال: حسن صحيح، وصححه الذهبي، وهو مخرج في نيل المقصود، ح: ٣٥٢٨، وتخريج مسند الحميدي، ح: ٢٤٧.

٢٢٩١ـ [صحيح] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ١٥٨ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه البوصيري، وابن التركماني في الجوهر النقي: ٧/ ٤٨١، والبزار، ولم يصب من أعله، وله شواهد، انظر الحديث الآتي.

لِي مَالاً وَوَلَداً. وَإِنَّ أَبِي يُرِيدُ أَنْ يَجْتَاحَ مَالِي. فَقَالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ».

''تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ ہی کا ہے۔''

٢٢٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا حَجَّاجٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي اجْتَاحَ مَالِي. فَقَالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَوْلاَدَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ. فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِكُمْ».

٢٢٩٢- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میرے والد نے میرا سارا مال لے لیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: ''تمھاری اولاد تمھاری بہترین کمائی میں سے ہے' اس لیے ان کے مال سے کھا لیا کرو۔''

394

(المعجم ٦٥) - بَابُ مَا لِلْمَرْأَةِ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا (التحفة ٦٥)

باب: ٦٥- عورت اپنے خاوند کے مال سے کیا لے سکتی ہے؟

٢٢٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ. قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، وَلاَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي، إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ، وَهُوَ لاَ يَعْلَمُ. فَقَالَ: «خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ».

٢٢٩٣- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (میرے شوہر) حضرت ابوسفیان پیسہ سنبھال کر رکھنے والے آدمی ہیں۔ وہ مجھے اتنا (خرچ) نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو' سوائے اس کے کہ میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال میں سے کچھ لے لوں (تب گزارہ ہو سکتا ہے) تو آپ نے فرمایا: ''اتنا لے لو جو تمھیں اور تمھاری اولاد کو مناسب حد تک کافی ہو۔''

٢٢٩٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠٤ من حديث حجاج (ابن أرطاة) به، وتابعه حبيب المعلم عند أبي داود، ح: ٣٥٣٠ وغيره، وله طرق، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٩٥.

٢٢٩٣ـ أخرجه مسلم، الأقضية، باب قضية هند، ح: ١٧١٤ من حديث وكيع، وغيره به.

فوائد ومسائل: ① بیوی بچوں کی جائز ضروریات پوری کرنا خاوند کا فرض ہے۔ ② مسئلہ دریافت کرتے وقت حقیقت حال واضح کرنے کے لیے کسی کا عیب بیان کیا جائے تو یہ غیبت میں شامل نہیں' اس لیے جائز ہے۔
③ جائز ضروریات پوری کرنے کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر اس کا مال استعمال کیا جاسکتا ہے۔
④ ''مناسب حد'' کا تعین حالات' ماحول' خاوند کی مالی حالت اور ضرورت کی نوعیت کو مدنظر رکھ کر کیا جاسکتا ہے۔

٢٢٩٤- حَدَّثَنَا- مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ وَقَالَ أَبِي فِي حَدِيثِهِ: إِذَا أَطْعَمَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا، غَيْرَ مُفْسِدَةٍ، كَانَ لَهَا أَجْرُهَا. وَلَهُ مِثْلُهُ بِمَا اكْتَسَبَ. وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ. وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا».

۲۲۹۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عورت (گھر کے حالات میں) خرابی کیے بغیر خاوند کے گھر سے خرچ کرے (روایت کے راوی محمد بن عبداللہ نے کہا) میرے باپ نے اپنی حدیث میں بیان کیا: جب کھانا کھلائے تو اسے اس (کے عمل) کا ثواب ملے گا' اور مرد کو اس کی کمائی ہونے کی وجہ سے اتنا ہی ثواب ملے گا' اور عورت کو (فی سبیل اللہ) خرچ کرنے کا ثواب ملے گا' اور (مال کی حفاظت اور خرچ کے ذمہ دار) خزانچی کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ ان کے ثواب میں (ایک دوسرے کے ثواب کی وجہ سے) کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔''

فوائد ومسائل: ① گھر میں کما کر لانا مرد کا فرض ہے۔ ② اگرچہ کمائی مرد کی ہوتی ہے' تاہم عورت کو خرچ کرنے کا پورا اختیار حاصل ہے۔ ③ عورت کو خرچ کرتے وقت یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ مال فضول ضائع نہ کیا جائے اور ناجائز کاموں میں خرچ نہ کیا جائے' اور وہاں خرچ نہ کیا جائے جہاں خاوند پسند نہ کرتا ہو کیونکہ اس سے گھر کے مالی حالات میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور آپس کے تعلقات بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ ④ خزانچی سے مراد وہ شخص ہے جو مالک کی اجازت سے گھر کی ضروریات کے لیے خرچ کرتا ہے' خواہ وہ ملازم ہو یا گھر کا کوئی فرد' مثلاً: چھوٹا بھائی یا بیٹا وغیرہ۔ ⑤ خازن کو یہ ثواب اس وقت ملے گا جب وہ خوشی سے خرچ کرے' اگر وہ صرف حکم کی تعمیل کے طور پر کسی مستحق کو دیتا ہے لیکن دل میں ناراضی محسوس کرتا ہے کہ میرا مالک یہاں کیوں خرچ کرتا ہے تو اسے ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اعمال کا دار ومدار نیت پر ہے۔

٢٢٩٤- أخرجه البخاري، الزكاة، باب أجر الخادم إذا تصدق بأمر صاحبه غير مفسد، ح:١٤٣٧، ١٤٣٩ من حديث الأعمش به، ومسلم، الزكاة، باب أجر الخازن الأمين والمرأة إذا تصدقت من بيت زوجها ... الخ، ح:١٠٢٤ من حديث محمد بن عبدالله بن نمير به.

٢٢٩٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ وَلَا الطَّعَامَ؟ قَالَ: «ذٰلِكَ مِنْ أَفْضَلِ أَمْوَالِنَا».

۲۲۹۵- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''عورت اپنے گھر کی کوئی چیز خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔'' حاضرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کھانا بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ تو ہمارا عمدہ مال ہے۔''

فوائد ومسائل: ① عورت کو صدقہ وغیرہ کرنے کے لیے خاوند سے اجازت لینی چاہیے۔ ② طعام (کھانے کی چیز) سے مراد تیار شدہ کھانا' روٹی سالن وغیرہ بھی ہوسکتا ہے اور غلہ' یعنی گندم' جو اور چاول وغیرہ بھی۔ ③ اگر مرد کی عادت اور حالات کی وجہ سے عورت کو یقین ہو کہ فلاں صدقے سے یا کسی مستحق کی مدد کرنے سے خاوند ناراض نہیں ہوگا تو الگ سے اجازت لینا ضروری نہیں' تاہم جس چیز کے بارے میں یہ خیال ہو کہ اسے خرچ کرنا خاوند پسند نہیں کرے گا تو ضرور پوچھ لینا چاہیے' مثلاً: اگر عورت کوئی زیور صدقہ کرنا چاہتی ہے یا ایک بڑی رقم کسی کو دینا چاہتی ہے تو اجازت لینا ضروری ہے۔

(المعجم ٦٦) - بَابُ مَا لِلْعَبْدِ أَنْ يُعْطِيَ وَيَتَصَدَّقَ (التحفة ٦٦)

باب: ٦٦- غلام کیا کچھ دے سکتا ہے اور صدقہ کرسکتا ہے؟

٢٢٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُسْلِمٍ الْمُلَائِيِّ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ.

۲۲۹۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ غلام کی دعوت قبول کرلیا کرتے تھے۔''

٢٢٩٥_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء في نفقة المرأة من بيت زوجها، ح: ٦٧٠ من حديث إسماعيل به، وقال: حديث حسن، وأصله في سنن أبي داود، ح: ٣٥٦٥، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٢٣.

٢٢٩٦_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب آخر [في سنة عيادة المريض وشهود الجنازة]، ح: ١٠١٧ من حديث مسلم الأعور الملائي به، وقال: "مسلم الأعور يضعف".

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ پوری حدیث سنن ابن ماجہ ہی میں کتاب الزھد میں آئے گی۔ (دیکھیے' حدیث: ۴۱۷۸)

٢٢٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ: كَانَ مَوْلَايَ يُعْطِينِي الشَّيْءَ فَأُطْعِمُ مِنْهُ. فَمَنَعَنِي، أَوْ قَالَ: فَضَرَبَنِي. فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، أَوْ سَأَلَهُ. فَقُلْتُ: لَا أَنْتَهِي أَوْ لَا أَدَعُهُ فَقَالَ: «اَلْأَجْرُ بَيْنَكُمَا».

۲۲۹۷- حضرت آبی اللحم ؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت عمیر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے آقا مجھے (کھانے کی) کوئی چیز دیتے تو میں (دوسروں کو) کھلا دیتا۔ انھوں نے مجھے منع کیا۔ یا فرمایا: انھوں نے مجھے مارا۔ میں نے یا انھوں نے نبی ﷺ سے (اس صورت حال کے متعلق) دریافت کیا۔ میں نے کہا: میں تو اس کام سے باز نہیں آؤں گا۔ یا (کہا:) میں یہ کام ترک نہیں کروں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ثواب تم دونوں کو ملے گا۔''

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام ؓ اپنے غلاموں کا اس طرح خیال رکھتے تھے جس طرح اولاد کا خیال رکھا جاتا ہے' اس لیے حضرت آبی اللحم ؓ اپنے غلام کو کھانے کے لیے عمدہ چیزیں دے دیتے تھے۔ ② حضرت آبی اللحم ؓ کا اپنے غلام کو اس سخاوت سے منع کرنا شفقت کی بنا پر تھا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ جو چیز انھیں دی جاتی ہے وہ خود کھائیں۔ ③ حضرت عمیر ؓ جذبۂ سخاوت کی بنا پر اپنی چیز دوسروں کو دے دیتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ جذبہ پسند فرمایا۔ ④ ثواب میں شراکت اس وجہ سے ہے کہ سخاوت حضرت عمیر ؓ کی تھی لیکن مال حضرت آبی اللحم ؓ کا تھا۔

(المعجم ٦٧) - بَابُ مَنْ مَرَّ عَلَى مَاشِيَةِ [قَوْمٍ] أَوْ حَائِطٍ، هَلْ يُصِيبُ مِنْهُ؟ (التحفة ٦٧)

باب: ۶۷- کیا کسی کے مویشیوں یا باغ کے پاس سے گزرتے ہوئے کچھ لیا جا سکتا ہے؟

٢٢٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

۲۲۹۸- بنو غبر قبیلے کے ایک فرد حضرت عباد بن شرحبیل ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک

٢٢٩٧ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، ح: ١٠٢٥ عن ابن أبي شيبة به.

٢٢٩٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في ابن السبيل يأكل من التمر ويشرب من اللبن إذا مر به، ح: ٢٦٢١ عن محمد بن بشار به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٣، والذهبي.

ابْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ شُرَحْبِيلَ، رَجُلاً مِنْ بَنِي غُبَرَ قَالَ: أَصَابَنَا عَامُ مَخْمَصَةٍ. فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ. فَأَتَيْتُ حَائِطاً مِنْ حِيطَانِهَا. فَأَخَذْتُ سُنْبُلاً فَفَرَكْتُهُ وَأَكَلْتُهُ وَجَعَلْتُهُ فِي كِسَائِي. فَجَاءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ. فَضَرَبَنِي وَأَخَذَ ثَوْبِي. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ لِلرَّجُلِ: «مَا أَطْعَمْتَهُ إِذْ كَانَ جَائِعاً أَوْ سَاغِباً. وَلاَ عَلَّمْتَهُ إِذْ كَانَ جَاهِلاً» فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَرَدَّ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ. وَأَمَرَ لَهُ بِوَسْقٍ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نِصْفِ وَسْقٍ.

سال ہمارے ہاں قحط پڑ گیا' میں مدینے آیا۔ وہاں ایک کھیت میں چلا گیا اور کچھ خوشے توڑ کر دانے نکال کر کھالیے اور (کچھ دانے) اپنی چادر میں ڈال لیے۔ کھیت والے نے آکر مجھے مارا اور میرا کپڑا چھین لیا۔ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی تو آپ نے اس آدمی سے فرمایا: ''وہ بھوکا یا تھکا ہوا تھا تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ وہ (مسئلے سے) ناواقف تھا تو نے اسے تعلیم نہیں دی۔'' نبی ﷺ کے حکم سے اس شخص نے کپڑا واپس کر دیا۔ اور آپ نے اسے ایک آدھ وسق غلہ بھی دلوایا۔

فوائد و مسائل: ① ضرورت مند کسی کے کھیت یا باغ سے ضرورت کے مطابق تھوڑا بہت لے سکتا ہے' البتہ اتنا زیادہ لے لینا درست نہیں جو ساتھ لے جائے۔ ② غلطی کرنے والے کے حالات معلوم کر لیے جائیں تو اس کے ساتھ صحیح رویہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ ③ نبی اکرم ﷺ نے کھیت کے مالک کو سزا نہیں دی کیونکہ وہ حق پر تھا لیکن اس کے طرز عمل کو غلط قرار دیا۔ ④ غلطی کرنے والے کو صحیح عمل بھی بتانا چاہیے۔ نبی ﷺ نے واضح فرمایا کہ بھوکے آدمی کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے تھا اور اس کا کپڑا بھی واپس دلوایا۔ ⑤ مستحق آدمی کی مدد بیت المال سے کی جانی چاہیے۔ ⑥ کسی کی تھوڑی بہت چیز بلا اجازت لے لینا اس چوری میں شامل نہیں جس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ اس پر مناسب تعزیر کافی ہے اور خاص حالات میں معاف بھی کیا جا سکتا ہے۔

۲۲۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ. قَالاَ:

۲۲۹۹- حضرت رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب میں لڑکا تھا تو میں (ایک بار)

۲۲۹۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب من قال إنه يأكل مما سقط، ح: ۲۶۲۲ من حديث معتمر به، وصححه الترمذي، ح: ۱۲۸۸ * ابن أبي الحكم لم يوثقه غير الترمذي ولم يعرفه الذهبي، فهو "مستور" كما قال صاحب التقريب.

حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي الْحَكَمِ الْغِفَارِيَّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي عَنْ عَمِّ أَبِيهَا رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ وَأَنَا غُلَامٌ أَرْمِي نَخْلَنَا، أَوْ قَالَ: نَخْلَ الْأَنْصَارِ. فَأُتِيَ بِيَ النَّبِيَّ ﷺ. فَقَالَ: «يَا غُلَامُ وَقَالَ ابْنُ كَاسِبٍ: فَقَالَ يَا بُنَيَّ لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ؟» قَالَ قُلْتُ: آكُلُ. قَالَ: «فَلَا تَرْمِي النَّخْلَ. وَكُلْ مِمَّا يَسْقُطُ فِي أَسَافِلِهَا» قَالَ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسِي وَقَالَ: «اللَّهُمَّ أَشْبِعْ بَطْنَهُ».

اپنے کھجوروں کے درختوں پر یا فرمایا: انصار کے درختوں پر پتھر مار رہا تھا۔ مجھے (پکڑ کر) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''لڑکے! یا فرمایا: ''بیٹا! تو درختوں پر پتھر کیوں مارتا ہے؟'' میں نے کہا: کھانے کے لیے۔ آپ نے فرمایا: ''درختوں پر پتھر نہ پھینکا کر' جو کھجوریں نیچے گری ہوئی ہوں' وہ کھا لیا کر۔'' پھر میرے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ''اے اللہ! اس کا پیٹ بھر دے۔''

٢٣٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَتَيْتَ عَلَى رَاعٍ، فَنَادِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ. فَإِنْ أَجَابَكَ، وَإِلَّا فَاشْرَبْ فِي غَيْرِ أَنْ تُفْسِدَ. وَإِذَا أَتَيْتَ عَلَى حَائِطِ بُسْتَانٍ، فَنَادِ صَاحِبَ الْبُسْتَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَإِنْ أَجَابَكَ، وَإِلَّا فَكُلْ فِي أَنْ لَا تُفْسِدَ».

٢٣٠٠- حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تو کسی چرواہے (کے ریوڑ) کے پاس سے گزرے تو اس (چرواہے) کو تین بار آواز دے۔ اگر وہ تجھے جواب دے تو ٹھیک ہے (اس سے اجازت لے لے) ورنہ خرابی کیے بغیر (بکری کا دودھ حسب ضرورت) پی لے۔ جب تیرا گزر کسی باغ کے پاس سے ہو تو باغ والے کو تین بار آواز دے۔ اگر وہ اجازت دے تو بہتر ورنہ (باغ کا پھل حسب ضرورت) کھا لے لیکن خرابی نہ کرنا۔''

فوائد ومسائل: ① کسی کے کھیت' باغ یا ریوڑ سے مالک کی اجازت کے بغیر کوئی چیز استعمال کرنا جائز نہیں۔ ② اگر مالک موجود نہ ہو تو بھی کوشش کی جائے کہ مالک کو بلا کر اس سے اجازت لے لی جائے۔ ③ اگر تین بار پکارنے کے بعد بھی مالک سے رابطہ نہ ہو سکے تو شدید ضرورت کے وقت بقدر ضرورت بلا اجازت بھی پھل یا

٢٣٠٠- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢١ عن يزيد بن هارون به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٢ على شرط مسلم، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، فيه الجريري، واسمه سعيد بن إياس، وقد اختلط بآخره، ويزيد بن هارون روى عنه بعد الاختلاط"، وانظر الحديث الآتي.

دودھ لیا جاسکتا ہے۔ ④ یہ اجازت محدود ہے۔ صرف وقتی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس اجازت سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اور وہ بھی اس وقت جب دوسرے جائز ذرائع سے کھانا حاصل کرنا ممکن نہ ہو۔ ⑤ خرابی سے مراد یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ چیز لے لی جائے' یا پھل اتارتے وقت بے احتیاطی سے کچے پھل اتار کر ضائع کردیے جائیں' یا درختوں کو نقصان پہنچایا جائے' یا دودھ لینے کے بجائے بکری یا اس کا بچہ ذبح کرلیا جائے۔ اس طرح کی تمام صورتیں ناجائز ہیں۔ ⑥ کوئی ضرورت مند جس شخص کی کوئی چیز استعمال کرلے اسے ثواب ملتا ہے' خواہ اس کی اطلاع کے بغیر ہی استعمال کی گئی ہو۔ ارشاد نبوی ہے: ''جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا فصل کاشت کرتا ہے' پھر اس میں سے کوئی پرندہ یا انسان یا جانور کچھ کھالیتا ہے تو وہ اس شخص کے لیے صدقہ ہوجاتا ہے۔'' (صحیح البخاري' الحرث والمزارعة' باب فضل الزرع والغرس إذا أكل منه......' حديث: ٢٣٢٠' وصحيح مسلم' المساقاة' باب فضل الغرس والزرع' حديث:١٥٥٢) ⑦ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے' لہٰذا حسب ضرورت اس حدیث کے مطابق عمل کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ١٧/٩٨' ٩٩' والإرواء للألباني' رقم:٢٥٢١' و المشكاة' رقم:٢٩٥٣' التحقيق الثاني)

٢٣٠١- حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، وَأَيُّوبُ بْنُ حَسَّانٍ الْوَاسِطِيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ بِحَائِطٍ، فَلْيَأْكُلْ، وَلاَ يَتَّخِذْ خُبْنَةً».

٢٣٠١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کسی باغ کے پاس سے گزرے تو اس میں سے کھاسکتا ہے لیکن کپڑوں میں چھپا کر نہ لے جائے۔''

فوائد ومسائل: ① بھوک مٹانے کے لیے مجبوری کے وقت کسی کے باغ سے پھل کھایا جاسکتا ہے۔

٢٣٠١- [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الرخصة في أكل الثمرة للمار بها، ح: ١٢٨٧ من حديث يحيى الطائفي به نحو المعنى، وقال: "غريب"، وطعن فيه يحيى بن معين وغيره، وقال البخاري: "يحيى بن سليم يروي أحاديث عن عبيدالله، يهم فيها" (هق: ٩/ ٣٥٩)، وقال النسائي: "ليس به بأس وهو منكر الحديث عن عبيدالله بن عمر" قلت: هو ضعيف الحديث عن عبيدالله، وحسن الحديث عن غير عبيدالله، وصحيح الحديث في رواية الحميدي عنه عن غير عبيدالله، وهو أعدل الأقوال فيه، وأخرج البيهقي بإسناد قوي عن عمر قال: "من مر منكم بحائط فليأكل في بطنه ولا يتخذ خبنةً" وقال: "صحيح بإسناديه جميعًا"، وراجع الفتح: ٥/ ٩٠.

④ ضرورت سے زائد پھل توڑنا اور کھانے کے بعد بچا ہوا ساتھ لے جانا جائز نہیں بلکہ یہ چوری میں شامل ہے۔ ③ اگر وہ ساتھ لے جائے تو اسے جرمانہ بھی ہوگا اور جسمانی سزا بھی دی جائے گی۔ سنن بیہقی کی روایت کے مطابق مالی جرمانہ یہ ہے کہ چوری شدہ مال کی قیمت سے دگنا وصول کیا جائے اور جسمانی سزا یہ ہے کہ چند کوڑے مارے جائیں دیکھیے: (سبل السلام شرح بلوغ المرام، كتاب الحدود، باب حد السرقة، حديث:۱۱) ④ اگر چوری شدہ مال کی قیمت چوتھائی دینار (ایک ماشہ ایک رتی۔ تقریباً ایک گرام سونا) کے برابر ہو تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، حدیث:۲۵۸۵) ⑤ ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف کہا ہے لیکن تحقیق و تخریج میں اس پر کافی بحث کی ہے اور آخر میں قوی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت پیش کی ہے جو مذکورہ روایت کے ہم معنی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے شیخ حفظہ اللہ کے نزدیک مذکورہ روایت صرف سنداً ضعیف ہے' معناً صحیح ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٨) - **بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُصِيبَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ صَاحِبِهَا** (التحفة ٦٨)

باب:۶۸- مالک کی اجازت کے بغیر جانوروں کا دودھ لے لینا منع ہے

۲۳۰۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ [بْنُ] رُمْحٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَامَ فَقَالَ: «لَا يَحْلِبَنَّ أَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ رَجُلٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ. أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرُبَتُهُ فَيُكْسَرَ بَابُ خِزَانَتِهِ، فَيُنْتَثَلَ طَعَامُهُ؟ فَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ. فَلَا يَحْتَلِبَنَّ أَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ امْرِئٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ».

۲۳۰۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (خطاب فرمانے کے لیے) کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''کوئی شخص کسی کے جانور کا دودھ بلا اجازت نہ لے۔ کیا تم میں سے کسی کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ کوئی اس کے کمرے میں آ کر اس کے غلہ محفوظ رکھنے کی جگہ کا دروازہ توڑے اور غلہ نکال کر لے جائے؟ لوگوں کے جانوروں کے تھنوں میں ان (مالکوں) کی خوراک محفوظ ہوتی ہے' اس لیے کوئی آدمی کسی شخص کا جانور اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے۔''

فوائد و مسائل: ① خطبے میں روزمرہ کے اہم مسائل بیان کرنے چاہییں۔ ② خطبہ کھڑے ہو کر دیا جائے۔ ③ مسئلے کی وضاحت کے لیے مثالیں ذکر کی جائیں۔ ④ کسی دودھ دینے والے جانور کا دودھ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر دوہنا منع ہے۔

۲۳۰۲_ أخرجه مسلم، اللقطة، باب تحريم حلب الماشية بغير إذن مالكها، ح: ١٧٢٦ عن محمد بن رمح به.

٢٣٠٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ سَلِيطِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الطُّهَوِيِّ، عَنْ ذُهَيْلِ بْنِ عَوْفِ بْنِ شَمَّاخٍ الطُّهَوِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، إِذْ رَأَيْنَا إِبِلاً مَصْرُورَةً بِعِضَاهِ الشَّجَرِ. فَثُبْنَا إِلَيْهَا. فَنَادَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ. فَقَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ الْإِبِلَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. هُوَ قُوتُهُمْ [وَيُمْنُهُمْ] بَعْدَ اللهِ. أَيَسُرُّكُمْ لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى مَزَاوِدِكُمْ فَوَجَدْتُمْ مَا فِيهَا قَدْ ذُهِبَ بِهِ؟ أَتُرَوْنَ ذٰلِكَ عَدْلاً؟» قَالُوا: لاَ. قَالَ: «فَإِنَّ هٰذَا كَذٰلِكَ» قُلْنَا: أَفَرَأَيْتَ إِنِ احْتَجْنَا إِلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ؟ فَقَالَ: «كُلْ وَلاَ تَحْمِلْ. وَاشْرَبْ وَلاَ تَحْمِلْ».

٢٣٠٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک سفر میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (راستے میں ایک جگہ) ہمیں کیکر کے درختوں تلے کچھ تھن بندھی اونٹنیاں نظر آئیں۔ ہم ان کے پاس جمع ہو گئے۔ (اس پر) ہمیں رسول اللہ ﷺ نے آواز دی تو ہم آپ کے پاس واپس آ گئے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ اونٹنیاں ایک مسلمان گھرانے کی ہیں۔ اللہ کے بعد یہی ان کے لیے خوراک کا ذریعہ اور برکت کا باعث ہیں۔ کیا تمھیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تم اپنے توشہ دانوں کے پاس پہنچو تو دیکھو کہ ان میں جو کچھ تھا کوئی لے گیا ہے؟ کیا تم اسے انصاف سمجھتے ہو؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔“ ہم نے عرض کیا: اگر ہمیں کھانے پینے کی ضرورت ہو تو (ہم کیا کریں؟) آپ نے فرمایا: ”کھالو اور ساتھ نہ لے جاؤ' پی لو اور ساتھ نہ لے جاؤ۔“

(المعجم ٦٩) - بَابُ اتِّخَاذِ الْمَاشِيَةِ (التحفة ٦٩)

باب: ٦٩- مویشی پالنا

٢٣٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: «اتَّخِذِي غَنَماً، فَإِنَّ فِيهَا بَرَكَةً».

٢٣٠٤- حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ”بکریاں پالو' ان میں برکت ہے۔“

٢٣٠٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٠٥ من طريق حجاج بن أرطاة به، والحديث ضعفه البخاري، والبوصيري * الحجاج تقدم، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، وسليط، وذهيل مجهولان كما في التقريب.

٢٣٠٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الخطيب: ٤/ ١١ من حديث هشام به بلفظ: "اتخذوا"، وصححه البوصيري، وله طريق آخر عند أحمد: ٦/ ٣٤٣، وفيه من لم يعرفه الهيثمي: ٤/ ٦٦.

۲۳۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ، يَرْفَعُهُ قَالَ: «اَلْإِبِلُ عِزٌّ لِأَهْلِهَا. وَالْغَنَمُ بَرَكَةٌ. وَالْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۲۳۰۵- حضرت عروہ بن جعد بارقی ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ اپنے مالکوں کے لیے قوت کا باعث ہیں' اور بکریاں برکت والی ہیں' اور گھوڑوں کی پیشانی کے بالوں سے قیامت تک خیر کا تعلق قائم کر دیا گیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹ کے فوائد بہت زیادہ ہیں' خاص طور پر صحرائی علاقوں میں اس کی اہمیت آج بھی قائم ہے۔ ② بکریاں زیادہ بچے دیتی ہیں اور وہ جلد بڑے ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہر قسم کا چارہ اور درختوں کے پتے وغیرہ کھا لیتی ہیں' اس لیے انھیں باعث برکت قرار دیا گیا ہے۔ ③ گھوڑوں کی برکت کی وضاحت دوسری حدیث میں ''ثواب اور غنیمت'' سے کی گئی ہے' یعنی یہ جہاد میں کام آنے والے ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الجهاد والسير' باب: الجهاد ماضٍ مع البر والفاجر' حديث:۲۸۵۲) ④ جانور پالنا حلال روزی کا ایک ذریعہ ہے۔

۲۳۰۶- حَدَّثَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ النَّيْسَابُورِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ، أَبُو هُرَيْرَةَ الصَّيْرَفِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا زَرْبِيٌّ، إِمَامُ مَسْجِدِ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّاةُ مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ».

۲۳۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بکری جنت کے جانوروں میں سے ہے۔''

۲۳۰۵ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الخيل معقود في نواصيها الخير إلى يوم القيامة، ح: ۲۸۵۰، ۳۱۱۹ وغيرهما، ومسلم، الإمارة، باب فضيلة الخيل وأن الخير معقود بنواصيها، ح: ۱۸۷۳ عن محمد بن عبدالله ابن نمير به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح على شرط الشيخين فقد احتجا بجميع رواته".

۲۳۰۶ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي في الكامل: ۳/ ۱۰۹٤ من حديث عصمة به، وضعفه ابن الجوزي في الموضوعات: ۲/ ۱۷٤، ح: ۱۱۰۲، والبوصيري، وقال: "زربي متفق على ضعفه"، وله طريق آخر مظلم عند الخطيب: ۷/ ٤٣٥.

فوائد ومسائل: ① اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حلال جانور ہے۔ اس کا گوشت اور دودھ مفید ہے' اس لیے بکریاں پالنا اور ان کا گوشت اور دودھ استعمال کرنا چاہیے۔ ② اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ یہ ان جانوروں میں سے ہے جنھیں اللہ کی راہ میں ذبح کیا جاتا ہے اور عید کے موقع پر ان کی قربانی دی جاتی ہے' جس کی وجہ سے جنت حاصل ہوتی ہے۔ ③ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ''زربی بن عبداللہ'' ضعیف ہے' جس کی وجہ سے ہمارے فاضل محقق نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جب کہ علامہ البانی ؒ نے اسے الصحیحة میں صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' رقم:۱۱۲۸)

۲۳۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عُرْوَةَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْأَغْنِيَاءَ بِاتِّخَاذِ الْغَنَمِ. وَأَمَرَ الْفُقَرَاءَ بِاتِّخَاذِ الدَّجَاجِ. وَقَالَ: «عِنْدَ اتِّخَاذِ الْأَغْنِيَاءِ الدَّجَاجَ، يَأْذَنُ اللهُ بِهَلَاكِ الْقُرٰى».

۲۳۰۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دولت مندوں کو بکریاں پالنے کا حکم دیا اور ناداروں کو مرغیاں پالنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: ''جب دولت مند مرغیاں پالنے لگیں تو اللہ تعالیٰ بستیوں کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیتا ہے۔''

۲۳۰۷- [إسناده موضوع] أخرجه أبوسعيد بن الأعرابي في المعجم من طريق عثمان بن عبدالرحمٰن الحراني به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، علي بن عروة تركوه، وقال ابن حبان: يضع الحديث"، وقال الحافظ في التقريب: "متروك، وله لون آخر عند ابن الجوزي في الموضوعات، أخرجه العقيلي من طريق آخر فيه كذاب ومتروك".

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٣) أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ (التحفة ١١)

فیصلہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ ذِكْرِ الْقُضَاةِ (التحفة ١)

باب:۱- قاضیوں کا ذکر

٢٣٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ جُعِلَ قَاضِياً بَيْنَ النَّاسِ، فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ».

۲۳۰۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جسے لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا (جج) مقرر کیا گیا' اسے (گویا) بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔''

فوائد و مسائل: ① لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے لیکن یہ بہت نازک ذمہ داری ہے کیونکہ صحیح فیصلوں سے معاشرے میں امن و سکون قائم رہتا ہے اور غلط فیصلوں کا نتیجہ بدامنی اور فساد کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ ② غلط فیصلے سے کسی بے گناہ کی جان بھی جا سکتی ہے اور ایک آدمی کا حق دوسرے کو مل سکتا ہے' اس لیے جج کو اپنی اس ذمے داری کا احساس کرتے ہوئے صحیح فیصلے تک پہنچنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنا ضروری ہے۔ ③ ''بغیر چھری کے ذبح ہونے'' سے اس منصب کی نزاکت اور اس فریضے کی انجام دہی کی مشکل کی طرف اشارہ ہے' اس کے باوجود معاشرے میں اس منصب کا وجود ضروری ہے' اس لیے جس شخص میں صلاحیت موجود ہو' اسے یہ ذمہ داری قبول کرنا اور اسے انصاف کے ساتھ کما حقہ ادا کرنا ضروری ہے۔

٢٣٠٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،

۲۳۰۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٣٠٨ــ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في طلب القضاء، ح: ٣٥٧٢ من حديث عبدالله بن جعفر به، وصححه الحاكم: ٤/ ٩١، والذهبي، والعراقي، (تخريج الإحياء: ٣/ ٣١٦)، وله شواهد.

٢٣٠٩ــ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في طلب القضاء والتسرع إليه، ح: ٣٥٧٨ من حديث ◀◀

وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى، عَنْ بِلاَلِ بْنِ أَبِي مُوسٰى، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ الْقَضَاءَ وُكِلَ إِلٰى نَفْسِهِ. وَمَنْ جُبِرَ عَلَيْهِ نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَسَدَّدَهُ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قاضی کا منصب طلب کیا' وہ اپنی جان کے حوالے کر دیا جاتا ہے' اور جسے اس (منصب کو قبول کرنے) پر مجبور کیا گیا' ایک فرشتہ نازل ہو کر اس کی رہنمائی کرتا ہے۔''

٢٣١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَعْلَى وَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ تَبْعَثُنِي وَأَنَا شَابٌّ أَقْضِي بَيْنَهُمْ، وَلاَ أَدْرِي مَا الْقَضَاءُ؟ قَالَ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي. ثُمَّ قَالَ: «اللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهُ وَثَبِّتْ لِسَانَهُ» قَالَ: فَمَا شَكَكْتُ بَعْدُ فِي قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ.

٢٣١٠- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن روانہ فرمایا تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے روانہ فرما رہے ہیں کہ ان کے فیصلے کروں' حالانکہ میں جوان ہوں (تجربہ کار نہیں) مجھے تو معلوم نہیں فیصلہ کیسے کیا جاتا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو (صحیح بات پر) قائم فرما۔'' وہ فرماتے ہیں: اس کے بعد مجھے دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت کبھی شک پیش نہیں آیا۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢/٦٨'٩٢'٣٦٥' والإرواء للألباني' رقم: ٢٦٠٠) بنا بریں ملک کے مختلف علاقوں اور شہروں میں قاضی مقرر کرنا مسلمانوں کے سربراہ (خلیفہ) کا فرض ہے۔ ② کسی منصب کے لیے اس شخص کو مقرر کرنا چاہیے جس میں اس سے متعلقہ فرائض انجام دینے کی اہلیت

◀◀ إسرائيل به، وأخرجه الترمذي، ح: ١٣٢٣، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ١٣٢٤، وحسنه، وفي الطريقين عبدالأعلى الثعلبي، وتقدم حاله، ح: ١٥٥٤.

٢٣١٠ـ [إسناده ضعيف] * أبوالبختري سعيد بن فيروز لم يسمع من علي، ولم يدركه قاله أبوحاتم الرازي، فالسند منقطع، وله شاهد عند أبي داود، ح: ٣٥٨٢، حسنه الترمذي، ح: ١٣٣١، وصححه الحاكم، والذهبي * وفيه حنش ابن المعتمر ضعفه الجمهور.

موجود ہو۔ ③ اگر ایک شخص محسوس کرے کہ وہ ان فرائض کو ادا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا جو اس کے ذمے لگائے جارہے ہیں تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ منصب قبول کرنے سے انکار کردے۔ ④ اپنے بزرگ یا سربراہ کے سامنے اپنی کمزوری یا مشکلات بیان کرنا حکم عدولی میں شمار نہیں ہوتا۔ ⑤ جس شخص کوئی ذمہ داری سونپی جائے اس کی مناسب رہنمائی کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے حق میں دعا کرنا بھی اس کے لیے بہت مفید ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الْحَيْفِ وَالرِّشْوَةِ (التحفة ٢)

باب:٢- ناانصافی اور رشوت بڑا گناہ ہے

٢٣١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ حَاكِمٍ يَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَلَكٌ آخِذٌ بِقَفَاهُ. ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ. فَإِنْ قَالَ أَلْقِهِ. أَلْقَاهُ فِي مَهْوَاةٍ أَرْبَعِينَ خَرِيفاً».

٢٣١١- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی قاضی لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا ہے، قیامت کے دن وہ اس حال میں حاضر ہوگا کہ ایک فرشتے نے اسے گدی سے پکڑ رکھا ہوگا، پھر آسمان کی طرف سر اٹھائے گا، اگر اللہ نے فرمایا: اسے پھینک دے تو فرشتہ اسے (جہنم کے) گڑھے میں پھینک دے گا (جس میں وہ) چالیس سال تک (گرتا چلا جائے گا۔)“

٢٣١٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ، عَنْ حُسَيْنٍ، يَعْنِي ابْنَ عِمْرَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ

٢٣١٢- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہوتا ہے جب تک وہ ظلم (بے انصافی) نہ کرے۔ جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے نفس کے سپرد کردیتا ہے۔“

٢٣١١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤٣٠ عن يحيى به، وانظر، ح: ١١ لعلته، وضعفه البوصيري.

٢٣١٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني من طريقين عن محمد بن بلال به، كما في تهذيب الكمال: ٦/ ٤٥٨، وأخرجه ابن عدي: ٦/ ٢١٤٥ عن ابن صاعد عن أحمد بن سنان القطان به، إلا أنه قال: "حسين المعلم"، ومن طريقه أخرجه البيهقي: ١٠/ ٨٨، والصواب: "حسين بن عمران" دون المعلم، وأخرجه الترمذي، ح: ١٣٣٠، والبيهقي وغيرهما من حديث عمرو بن عاصم ثنا عمران القطان عن الشيباني عن ابن أبي أوفى به، ولم يكن في السند حُسينًا، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٥٤٠، والحاكم: ٤/ ٩٣، والذهبي.

اللهِ مَعَ الْقَاضِي، مَا لَمْ يَجُرْ. فَإِذَا جَارَ وَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ».

فوائد ومسائل: ① جب انسان صحیح کام کی نیت رکھتا ہو تو اسے اللہ کی طرف سے توفیق اور مدد حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح قاضی اگر صحیح فیصلہ کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی فرماتا ہے اور اس کے لیے حقیقت تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے' اگر نیک نیتی کے باوجود غلطی بھی ہو جائے تو وہ غلطی معاف ہے۔ ② جب قاضی کا ارادہ بے انصافی کرنے کا ہو تو اللہ کی تائید ونصرت حاصل نہیں رہتی۔ اس کے نتیجے میں شیطان کو داؤ لگانے کا موقع مل جاتا ہے اور قاضی غلط فیصلہ کر کے ظلم کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ ③ ہر اچھا کام اللہ کی توفیق وعنایت سے ہوتا ہے' اس لیے فرائض کی انجام دہی میں اللہ سے مدد مانگتے رہنا چاہیے۔

۲۳۱۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي».

۲۳۱۳- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① رشوت دینے کی ضرورت تبھی پیش آتی ہے جب کوئی شخص غلط موقف پر ہونے کے باوجود اپنے حق میں فیصلہ کرانا چاہتا ہے۔ اس طرح رشوت دینے والا حق دار کا حق بھی مارتا ہے اور قاضی کو بھی گناہ پر آمادہ کرتا ہے۔ یہ دگنا گناہ اسے اللہ کی رحمت سے محروم کر دیتا ہے۔ ② رشوت لینے والا دنیا کے معمولی سے مفاد کے لیے ایک بے گناہ پر ظلم کرتا ہے اور اس سے اس کا حق چھین لیتا ہے' حالانکہ اسے مقرر ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ دوسروں کو ظلم سے روکے۔ اس لحاظ سے اس کا گناہ دوسرے ظالم سے کہیں زیادہ سنگین ہو جاتا ہے' اس لیے وہ بھی اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ③ لعنت کا مطلب اللہ کی رحمت سے محروم ہونا' اللہ کا کسی بندے کو اس کے کسی جرم کی وجہ سے اپنی رحمت سے محروم کرنا ہے۔ لعنت کا مطلب کسی کو یہ بددعا دینا بھی ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائے۔ ④ [راشي] رشوت دینے والے کو [مرتشي] رشوت لینے والے کو اور [رائش] ان دونوں کے درمیان معاملہ طے کرانے والے کو کہتے ہیں۔ یہ سب بڑے گناہ گار ہیں۔

(المعجم ٣) - بَابُ الْحَاكِمِ يَجْتَهِدُ فَيُصِيبُ الْحَقَّ (التحفة ٣)

باب: ۳- حاکم کا اجتہاد کر کے صحیح فیصلہ کرنا

۲۳۱۳۔ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في كراهية الرشوة، ح: ٣٥٨٠ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه الترمذي، ح: ١٣٣٧، والحاكم: ٤/ ١٠٢، ١٠٣، والذهبي، وابن الجارود، ح: ٥٨٦.

٢٣١٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ. وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ».

۲۳۱۴-حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: "جب فیصلہ کرنے والا فیصلہ کرے اور اجتہاد کر کے صحیح بات تک پہنچ جائے تو اس کے لیے دو ثواب ہیں۔ اور جب فیصلہ کرے لیکن اجتہاد کرنے میں اس سے غلطی ہو جائے تو اس کے لیے ایک ثواب ہے۔"

قَالَ يَزِيدُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ. فَقَالَ: هٰكَذَا حَدَّثَنِيهِ أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

یہی روایت ایک دوسری سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اجتہاد کے لفظی معنی کوشش کرنا ہیں۔ یہاں یہ مطلب ہے کہ دلائل و شواہد کی روشنی میں اخلاص کے ساتھ پیش آمدہ مسئلے میں صحیح موقف تک پہنچنے کے لیے پوری توجہ اور کوشش سے سوچ بچار کی جائے' اور یہ فیصلہ کرنے والے کا فرض ہے کہ اپنی طرف سے صحیح فیصلہ کرنے کی پوری کوشش کرے۔ ② اس کوشش اور اجتہاد کے نتیجے میں صحیح بات سمجھ میں آ جانا اللہ کا فضل ہے جس کے نتیجے میں حق دار کو اس کا حق مل جاتا ہے' یا مسئلہ پوچھنے والے کو صحیح مسئلہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اور مسلمان کو فائدہ پہنچانا ایک نیکی ہے' لہٰذا اجتہاد کرنے والے کو اس کا بھی ثواب ملتا ہے۔ یہ ثواب اللہ کی خاص رحمت ہے۔ ③ جس شخص سے اجتہاد میں غلطی ہو جائے اور اس کے نتیجے میں کسی کو غلط مسئلہ بتایا جائے یا حق دار اپنے حق سے محروم ہو جائے تو اجتہاد کرنے والے قاضی یا عالم کو گناہ نہیں ہوگا کیونکہ اس نے صحیح بات کو سمجھنے کی پوری کوشش کی ہے' لہٰذا اسے اس کوشش کا ثواب بہر حال ملے گا۔ ④ اگر بعد میں آنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ عالم سے مسئلہ معلوم کرنے میں غلطی ہوئی ہے تو انھیں اپنی تحقیق کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اور غلطی کرنے والے عالم کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے کہ اس نے جان بوجھ کر غلط مسئلہ نہیں بتایا۔

٢٣١٤ـ أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، ح: ٧٣٥٢ من حديث ابن الهاد به، ومسلم، الأقضية، باب بيان أجر الحاكم إذا اجتهد، فأصاب أو أخطأ، ح: ١٧١٦ من حديث الدراوردي به.

٢٣١٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوهَاشِمٍ، قَالَ: لَوْلَا حَدِيثُ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ. اثْنَانِ فِي النَّارِ، وَوَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ. رَجُلٌ عَلِمَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ. وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ جَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ» - لَقُلْنَا: إِنَّ الْقَاضِيَ إِذَا اجْتَهَدَ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ.

٢٣١٥- حضرت ابوہاشم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ کی وہ حدیث نہ ہوتی جو انھوں نے اپنے والد (حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قاضی تین (طرح کے) ہیں۔ دو جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ (ایک) وہ آدمی (ہے) جس نے حق معلوم کر لیا‘ پھر اس کے مطابق فیصلہ دیا تو وہ جنت میں جائے گا۔ (دوسرا) وہ آدمی (ہے) جس نے (حق سے) لاعلم ہوتے ہوئے لوگوں میں فیصلہ کیا‘ وہ جہنم میں جائے گا۔ (تیسرا) وہ آدمی (ہے) جس نے فیصلہ کرتے ہوئے ظلم سے کام لیا‘ وہ بھی جہنم میں جائے گا۔“ (اگر یہ حدیث نہ ہوتی) تو ہم کہتے کہ قاضی جب اجتہاد سے کام لے (اپنی پوری کوشش کرے) تو وہ جنتی ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ان کے نزدیک یہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کی تحقیق میں کافی شافی بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء: ٨/٢٣٥‘ ٢٣٦‘ رقم: ٢٦١٤) بنابریں جج کا عہدہ بہت بڑی ذمے داری کا حامل ہے۔ ② جج کے لیے ضروری ہے کہ فیصلہ کرتے وقت اسے یقین ہو کہ صحیح بات یہ ہے‘ پھر اس کے مطابق فیصلہ کرے۔ ③ سرسری سماعت کے بعد فیصلہ دے دینا‘ جب کہ معاملے کی پوری طرح چھان بین کر کے حق معلوم نہ کیا گیا ہو‘ جائز نہیں۔ ④ جب یقین ہو جائے کہ حق فلاں فریق کا ہے‘ پھر فیصلہ دوسرے کے حق میں دے دیا جائے‘ یہ ظلم ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔ اس ناانصافی کی وجہ بعض اوقات کوئی وقتی دنیوی مفاد ہوتا ہے۔ یہ مفاد رشوت میں شامل ہے جس کی وجہ سے لعنت پڑتی ہے۔ (دیکھیے‘ حدیث: ٢٣١٣) ⑤ اجتہادی غلطی معاف ہونے کے باوجود حق تبدیل نہیں ہوتا‘ اس لیے جب معلوم ہو جائے کہ غلطی ہو گئی ہے تو قاضی یا مجتہد کو اپنے پہلے فیصلے یا فتوے سے رجوع کر لینا چاہیے۔

٢٣١٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في القاضي يخطىء، ح: ٣٥٧٣ من حديث خلف به، وله شاهد عند الطبراني (مجمع: ٤/ ١٩٣).

(المعجم ٤) - **بَاب: لَا يَحْكُمُ الْحَاكِمُ وَهُوَ غَضْبَانُ** (التحفة ٤)

باب:۴- فیصلہ کرنے والے کو غصے کی حالت میں فیصلہ نہیں دینا چاہیے

۲۳۱۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَقْضِي الْقَاضِي بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ».

۲۳۱۶- حضرت ابوبکرہ (نفیع بن حارث بن کلدہ ثقفی ؓ) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قاضی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے جب کہ وہ غصے میں ہو۔''

قَالَ هِشَامٌ، فِي حَدِيثِهِ: لَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ.

(استاد) ہشام نے اپنی روایت میں یہ الفاظ بیان فرمائے ہیں: ''فیصلہ کرنے والے کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرے جب کہ وہ غصے میں ہو۔''

فوائد ومسائل: ① غصے کی حالت میں انسان کی ذہنی حالت درست نہیں رہتی اور جذبات کی وجہ سے معاملات کے تمام پہلوؤں پر غور کرنا ممکن نہیں رہتا' اس لیے خطرہ ہوتا ہے کہ اس حالت میں دیا ہوا فیصلہ درست نہیں ہوگا۔ ② نبی اکرم ﷺ اس بات سے معصوم تھے کہ جذبات یا غصے میں غلط فیصلہ دیں' اس لیے نبی ﷺ نے بعض اوقات ایسی حالت میں بھی فیصلہ دیا ہے جب کہ کسی شخص کی کسی نامناسب بات کی وجہ سے نبی ﷺ ناراضی محسوس فرما رہے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأحکام' باب هل یقضي القاضي أو یفتي وهو غضبان؟ حدیث:۷۱۵۹)

(المعجم ٥) - **بَاب: قَضِيَّةُ الْحَاكِمِ لَا تُحِلُّ حَرَامًا وَلَا تُحَرِّمُ حَلَالًا** (التحفة ٥)

باب:۵- جج کے فیصلہ کر دینے سے حرام چیز حلال اور حلال چیز حرام نہیں ہو جاتی

۲۳۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۳۱۷- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت

۲۳۱٦ـ أخرجه البخاري، الأحكام، هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان؟، ح:٧١٥٨، ومسلم، الأقضية، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، ح:١٧١٧ من حديث عبدالملك به.

۲۳۱٧ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب من أقام البينة بعد اليمين، ح:٢٦٨٠، ٦٩٦٧، ٧١٦٩ من حديث◂◂

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ. وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ. وَإِنَّمَا أَقْضِي لَكُمْ عَلَى نَحْوِ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْكُمْ. فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئاً، فَلَا يَأْخُذْهُ. فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ. يَأْتِي بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے پاس اپنے تنازعات لے کر آتے ہو۔ اور میں ایک انسان ہی ہوں۔ شاید کوئی شخص اپنی دلیل کو دوسرے کی نسبت بہتر طور پر بیان کر سکتا ہو۔ اور میں تو جو کچھ تم (فریقین اور گواہوں) سے سنتا ہوں اسی کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں' لہٰذا جس کو میں اس کے بھائی کے حق میں سے کوئی چیز دے دوں تو وہ اسے نہ لے۔ میں تو اسے آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔ قیامت کے دن وہ اسے لے کر حاضر ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① قاضی کو فریقین کے دلائل' گواہوں کی گواہی اور دیگر قرائن کی روشنی میں صحیح فیصلہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے باوجود اگر اس سے غلط فیصلہ ہو گیا تو اسے گناہ نہیں ہوگا۔ ② اگر ایک شخص کو معلوم ہے کہ اس معاملے میں میرا موقف درست نہیں لیکن قاضی اس کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہے تو اس سے اصل حقیقت میں فرق نہیں پڑتا' لہٰذا اس کے لیے وہ چیز لینا جائز نہیں جسے قاضی اس کی قرار دے چکا ہے۔ ③ اس حدیث کی روشنی میں علمائے کرام نے یہ اصول بیان فرمایا ہے: ''قاضی کا فیصلہ ظاہراً نافذ ہوتا ہے' باطناً نہیں۔'' اس کا یہی مطلب ہے کہ قاضی کے فیصلے سے کسی دوسرے کی چیز حلال نہیں ہو جاتی' مثلاً: اگر جھوٹے گواہوں کی مدد سے یہ فیصلہ لے لیا جائے کہ فلاں عورت سے نکاح ہو چکا ہے تو مرد کے لیے اس عورت کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو زنا کا مرتکب ہوگا' اور قیامت والے دن اسے اس کی سزا ملے گی۔ اسی طرح اگر قاضی یہ فیصلہ کر دے کہ فلاں عورت کو طلاق ہو چکی ہے جبکہ حقیقت میں مرد نے طلاق نہ دی ہو تو مرد اپنی اس بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم رکھنے پر اللہ کے ہاں مجرم نہیں ہوگا۔ ④ نبی اکرم ﷺ کو علم غیب حاصل نہیں تھا' البتہ بعض معاملات میں وحی کے ذریعے سے آپ کو خبر دے دی جاتی تھی۔ ⑤ ناجائز طور پر حاصل کیا ہوا مال قیامت کے دن سزا کا باعث بھی ہوگا اور رسوائی کا سبب بھی' جب مجرم سب لوگوں کے سامنے اپنے جرم کے ثبوت سمیت موجود ہوگا اور اسے اس کے مطابق سر عام سزا ملے گی۔

٢٣١٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۳۱۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

◄◄ هشام به، ومسلم، الأقضية، باب بيان أن حكم الحاكم لا يغير الباطن، ح: ١٧١٣ عن ابن أبي شيبة به.

٢٣١٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٢ عن محمد بن بشر به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٩٧ من حديث محمد بن عمرو، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح".

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ. وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ. فَمَنْ قَطَعْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ قِطْعَةً. فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میں تو محض ایک انسان ہوں۔ شاید تم میں سے ایک شخص اپنی دلیل کو دوسرے کی نسبت بہتر طور پر بیان کر سکتا ہو‘ لہٰذا جس کو اس کے بھائی کے حق میں سے ایک ٹکڑا کاٹ کر دے دوں تو میں اسے (جہنم کی) آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں۔‘‘

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ بھی شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرنے اور فیصلہ کرنے کے مکلّف تھے۔ ② کسی کے حق سے ٹکڑا کاٹ کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ جتنا حق دار کا حق تھا اسے پورا نہیں دیا گیا بلکہ کچھ حصہ غلطی سے دوسرے کو دے دیا گیا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦) - بَابُ مَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ وَخَاصَمَ فِيهِ (التحفة ٦)

باب:٦- کسی کی چیز کا دعویٰ کرنا اور اس کے بارے میں جھگڑنا

٢٣١٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ بْنِ سَعِيدٍ، أَبُو عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا، وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

٢٣١٩- حضرت ابوذر (جندب بن جنادہ غفاری ؓ) سے روایت ہے‘ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا‘ آپ فرما رہے تھے: ’’جو شخص اس چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں تو وہ ہم میں سے نہیں‘ اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لینا چاہیے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① ’’ہم میں سے نہیں۔‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ اس کا یہ عمل مسلمانوں کا عمل نہیں اور اس کا ایمان کامل نہیں۔ ② ’’جہنم میں ٹھکانا بنا لینا چاہیے۔‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ اسے یقین ہونا چاہیے کہ وہ جہنم میں جائے گا‘ لہٰذا اس سے بچنے کے لیے اسے اس گناہ سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور اگر یہ گناہ ہو گیا ہے تو حق دار کو

٢٣١٩ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر!، ح:٦١ من حديث عبدالصمد به مطولاً.

اس کا حق واپس کر کے توبہ کر کے جہنم سے بچ جانا چاہیے۔ ③ ارشاد نبوی ہے: ''جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اللہ اسے (جہنم کی) آگ پر حرام کر دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم' الإیمان' باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنة قطعًا' حدیث:٢٦) اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے اس کے گناہوں کی سزا نہیں ملے گی بلکہ یہ مطلب ہے اسے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا عذاب نہیں ہوگا۔

٢٣٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ سَوَاءٍ: حَدَّثَنِي عَمِّي مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعَانَ عَلٰى خُصُومَةٍ بِظُلْمٍ أَوْ يُعِينُ عَلٰى ظُلْمٍ لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللهِ حَتّٰى يَنْزِعَ».

٢٣٢٠- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مقدمے میں ظلم میں (ظالم کی) مدد کی' وہ ہمیشہ اللہ کی ناراضی کا مستحق رہتا ہے حتی کہ (اس گناہ سے) باز آ جائے۔''

فوائد ومسائل: ① لوگوں کے آپس کے اختلافات میں ہر شخص کو چاہیے کہ اس شخص کی حمایت کرے جس کا موقف درست ہو اور جو غلطی پر ہو اسے سمجھائے اور منع کرے۔ ② ظالم کی حمایت اور مدد کرنا بڑا گناہ ہے۔ ③ حق کی حمایت میں دوستی یا رشتے داری کے تعلقات کو رکاوٹ نہیں بننے دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِالْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا﴾ (النسآء٤:١٣٥) ''اے ایمان والو! تم انصاف کے لیے ڈٹ جانے والے اور اللہ کے لیے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ' خواہ وہ تمھارے اپنے خلاف یا تمھارے والدین اور رشتے داروں کے خلاف ہو' معاملے کا فریق امیر ہو یا غریب' دونوں صورتوں میں تمھاری نسبت اللہ زیادہ ان کا خیر خواہ ہے' لہٰذا تم نفسانی خواہش کے پیچھے پڑ کر انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔''

(المعجم ٧) - بَابٌ: اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ (التحفة ٧)

باب:٧- گواہی پیش کرنا مدعی کا فرض ہے اور مدعا علیہ کے ذمے قسم کھانا ہے

٢٣٢١- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى

٢٣٢١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٢٣٢٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في الرجل يعين على خصومة من غير أن يعلم أمرها، ح:٣٥٩٨ من حديث مطر به.

٢٣٢١ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب "إن الذين يشترون بعهدالله . . . الخ"، ح:٤٥٥٢ من حديث ابن جريج ◀◀

الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ، ادَّعَى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ. وَلٰكِنِ الْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے کی بنا پر چیز دے دی جائے تو لوگ دوسرے افراد کے جان و مال پر دعوے کر دیں لیکن قسم کھانا مدعا علیہ کے ذمے ہے۔“

فوائد و مسائل: ① آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ گواہی پر ہوتا ہے۔ اس میں گواہ کا قابل اعتماد ہونا ضروری ہے اس لیے خرید و فروخت کے موقع پر گواہ بنالینا ضروری ہے خاص طور پر جب کہ سودا قیمتی ہو یا ادھار کی رقم اتنی زیادہ ہو جس کے ادا ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں جھگڑا ہونے کا امکان ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ﴾ (البقرة ٢:٢٨٢) ”اور اپنے مردوں میں سے دو مرد گواہ مقرر کر لو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنھیں تم گواہوں میں سے پسند کرو۔“ ② جب کسی مقدمے میں مدعی گواہ پیش نہ کر سکے تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی اور وہ اللہ کی قسم کھا کر اپنے موقف کے برحق ہونے کی گواہی دے گا۔ ③ مدعی کی قسم پر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اس کے لیے گواہ پیش کرنا ہی ضروری ہے۔

٢٣٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ. قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ. فَجَحَدَنِي. فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟» قُلْتُ: لَا. قَالَ لِلْيَهُودِيِّ: «احْلِفْ» قُلْتُ: إِذاً

٢٣٢٢- حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: زمین کا ایک ٹکڑا میری اور یہودی کی مشترکہ ملکیت تھا۔ اس نے میرا حصہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”کیا تیرے پاس کوئی گواہ ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ نبی علیہ السلام نے یہودی سے کہا: ”قسم کھا۔“ میں نے کہا: وہ تو (جھوٹی) قسم کھا کر میرا مال لے لے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے

◄◄به، ومسلم، الأقضية، باب اليمين على المدعٰى عليه، ح: ١٧١١ من حديث ابن وهب به.

٢٣٢٢ـ أخرجه البخاري، المساقاة، باب الخصومة في البئر والقضاء فيها، ح: ٢٣٥٦، ٢٣٥٧ . . . الخ، من حديث الأعمش به، ومسلم، الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ١٣٨ عن ابن نمير به.

يَحْلِفُ فِيهِ فَيَذْهَبُ بِمَالِي. فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ [آل عمران: ٧٧] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا......﴾ ''بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں' اللہ تعالیٰ نہ تو ان سے بات چیت کرے گا' نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا' نہ انھیں پاک کرے گا' اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے۔ ② کسی کی چیز ناجائز طور پر حاصل کرنے کے لیے اس پر جھوٹا دعویٰ کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ③ قاضی گواہوں اور شواہد کی بنا پر اپنی سمجھ کے مطابق فیصلہ کرنے کا مکلّف ہے۔ اگر اس نے اپنی سمجھ کے مطابق قرآن وحدیث کو سامنے رکھتے ہوئے صحیح فیصلہ کرنے کی کوشش کی ہے تو وہ گناہ گار نہیں' خواہ وہ فیصلہ حقیقت میں غلط ہی ہو' لیکن اگر مدعی کو معلوم ہے کہ یہ دعویٰ جھوٹا ہے تو اس کے لیے کسی کی چیز لینا جائز نہیں' خواہ اس کے حق میں فیصلہ ہو گیا ہو۔ ④ اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا' اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمت اور خوشنودی سے بات نہیں کرے گا بلکہ غضب کے ساتھ زجر وتوبیخ کے طور پر یا محاسبے کے لیے بات کرے گا۔ ⑤ کلام کرنا اللہ کی صفت ہے۔ وہ جب چاہتا ہے جس سے چاہتا ہے جیسے چاہتا ہے کلام فرماتا ہے' تاہم اس کی کوئی صفت مخلوق کی صفت سے مشابہ نہیں۔ ⑥ جن لوگوں کی نیکیاں زیادہ ہوں گی اور گناہ کم اور معمولی ہوں گے' اللہ ان کے گناہ معاف کر کے انھیں پاک وصاف کر دے گا جب کہ عادی مجرم اور بعض کبیرہ گناہوں کے مرتکب اس معافی سے محروم رہیں گے۔

(المعجم ٨) - بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَاجِرَةٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا (التحفة ٨)

باب:۸- کوئی مال (ناجائز طور پر) حاصل کرنے کے لیے جھوٹی قسم کھانا (کبیرہ گناہ ہے)

٢٣٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُومُعَاوِيَةَ. قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ

۲۳۲۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی قسم کھائی جب کہ وہ قسم کھاتے ہوئے گناہ (جھوٹ) کا ارتکاب کر رہا ہے اور اس (جھوٹی قسم) کے ذریعے سے کسی مسلمان کے مال کا کچھ حصہ حاصل کرتا ہے' جب اللہ

٢٣٢٣- [صحيح] انظر الحديث السابق.

حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ، وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ».

سے اس کی ملاقات ہوگی تو اللہ اس پر ناراض ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① جھوٹی قسم بڑا گناہ ہے' خاص طور پر جب کہ مقصد کسی کا مال چھیننا ہو۔ ② غیر مسلم کا مال ناجائز طور پر حاصل کرنا بھی جرم ہے لیکن ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا مال ناجائز طریقے سے لے لے' یہ اور بھی بڑا گناہ اور جرم ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بعض گناہ گاروں پر ناراضی کا اظہار بھی فرمائے گا۔ ④ غضب اللہ کی صفت ہے' اس پر ایمان رکھنا چاہیے۔ اور اللہ کے غضب سے بچنے کے لیے نیکیاں کرنی چاہئیں اور گناہوں سے بچنا چاہیے۔

۲۳۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَخَاهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ الْحَارِثِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَقْتَطِعُ رَجُلٌ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَأَوْجَبَ لَهُ النَّارَ». فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ كَانَ شَيْئاً يَسِيراً؟ قَالَ: «وَإِنْ كَانَ سِوَاكاً مِنْ أَرَاكٍ».

۲۳۲۴- حضرت ابوامامہ حارثی ؓ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان آدمی کا حق مارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام اور جہنم واجب کر دیتا ہے۔'' حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا: اگرچہ کوئی معمولی سی چیز ہو؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ پیلو کی ایک مسواک ہو۔''

فوائد ومسائل: ① حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی فرض ہے۔ ② شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کی وجہ سے بھی جہنم کی سزا مل سکتی ہے' لہٰذا ان سے بھی زیادہ سے زیادہ اجتناب کرنے کی کوشش ضروری ہے۔ ③ شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں سے جہنم واجب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے جہنم میں ضرور جانا پڑے گا' سزا بھگتنے کے بعد اس کو نجات مل سکتی ہے۔ اور اگر اس گناہ سے بڑی کوئی نیکی موجود ہو تو اس کی وجہ سے بھی نجات ہو سکتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے خاص فضل سے بھی اسے معاف کر سکتا ہے لیکن شرک اکبر اور ایسے کفریہ کام جو اسلام سے خارج کر دیتے ہیں ان کی سزا دائمی جہنم ہے۔ ④ بعض گناہ بظاہر معمولی ہوتے ہیں لیکن اللہ کی نظر میں وہ بہت بڑے ہوتے ہیں' اس لیے ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا چاہیے۔ ⑤ اللہ کے

۲۳۲٤- أخرجه مسلم، الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ۱۳۷ عن ابن أبي شيبة به.

نام کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے اور معمولی سی چیز کے لیے اس کا ارتکاب اور بھی زیادہ برا ہے۔

(المعجم ٩) - بَابُ الْيَمِينِ عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوقِ (التحفة ٩)

باب:٩- حقوق میں اختلاف کے موقع پر قسم کھانا

٢٣٢٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى. قَالاَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ آثِمَةٍ، عِنْدَ مِنْبَرِي هٰذَا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. وَلَوْ عَلٰى سِوَاكٍ أَخْضَرَ».

٢٣٢٥- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میرے اس منبر کے پاس گناہ والی (جھوٹی) قسم کھائی' اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اگرچہ تازہ مسواک کے لیے (قسم کھائی) ہو۔''

٢٣٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، وَزَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ ابْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ فَرُّوخَ؛ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: وَهُوَ أَبُو يُونُسَ الْقَوِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَحْلِفُ عِنْدَ هٰذَا الْمِنْبَرِ عَبْدٌ، وَلاَ أَمَةٌ، عَلٰى يَمِينٍ آثِمَةٍ، وَلَوْ عَلٰى سِوَاكٍ رَطْبٍ، إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ».

٢٣٢٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس منبر کے پاس جو بھی بندہ یا بندی گناہ والی (جھوٹی) قسم کھائے گا' خواہ تازہ مسواک کے لیے کھائے' اس کے لیے جہنم واجب ہو جائے گی۔''

٢٣٢٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب ماجاء في تعظيم اليمين عند منبر النبي ﷺ ح:٣٢٤٦ من حديث هاشم به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:١١٩٢، وابن الجارود، ح:١٢٧، والحاكم:٤/ ٢٩٦، ١٩٧، والذهبي، وله شواهد كثيرة.

٢٣٢٦- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد:٢/ ٣٢٩، ٥١٨ عن الضحاك به، وصححه البوصيري، والمنذري في الترغيب والترهيب:٢/ ٦٢٥، والحاكم:٤/ ٢٩٧ على شرط الشيخين، وقال الذهبي: "صحيح".

فوائد ومسائل: ① باہمی اختلاف اور جھگڑے کے فیصلے کے لیے قسم لینا اور قسم کھانا جائز ہے بشرطیکہ سچی قسم ہو۔ گناہ صرف جھوٹی قسم کھانے میں ہے۔ ② کسی عام جگہ گناہ کرنے کی نسبت احترام والی جگہ گناہ کرنا زیادہ برا ہے اور اس کی سزا بھی زیادہ سخت ہوگی۔ ③ مسجد دوسرے مقامات سے زیادہ احترام کی مستحق ہے۔ ④ تمام مساجد میں سے سب سے زیادہ احترام والی مسجدیں تین ہیں: مسجد حرام' جس میں کعبہ شریف ہے' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔ ⑤ مسجد میں منبر کے قریب کی جگہ زیادہ تقدس کی حامل ہے' خصوصاً مسجد نبوی میں منبر کے قریب کی جگہ کو "جنت کا باغیچہ" فرمایا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: "میرے گھر (حجرۂ عائشہ ؓ) اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔" (صحيح البخاري' فضل الصلاة في مسجد مكة و المدينة' باب فضل مابين القبر و المنبر' حديث:۱۱۹۵' وصحيح مسلم' الحج' باب مابين القبر والمنبر روضة من رياض الجنة' حديث:۱۳۹۰) ⑥ اس مقام پر جھوٹی قسم کھانا انتہائی بری حرکت اور بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے' خاص طور پر جب کہ قسم کسی معمولی چیز کے لیے ہو تو اور بھی بری بات ہے۔

(المعجم ۱۰) - بَابٌ: بِمَا يُسْتَحْلَفُ أَهْلُ الْكِتَابِ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- اہل کتاب سے کس طرح قسم لی جائے؟

۲۳۲۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَاءِ الْيَهُودِ. فَقَالَ: «أَنْشُدُكَ بِالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى».

۲۳۲۷- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی عالم کو بلایا اور فرمایا: "میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ ؑ پر تورات نازل فرمائی۔"

۲۳۲۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُجَالِدٍ: أَنْبَأَنَا عَامِرٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِيَهُودِيَّيْنِ: «أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ الَّذِي

۲۳۲۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے دو یہودیوں سے فرمایا: "میں تمھیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ ؑ پر تورات نازل فرمائی۔"

۲۳۲۷_ أخرجه مسلم، الحدود، باب رجم اليهود، أهل الذمة في الزنى، ح:۱۷۰۰ من حديث أبي معاوية به، وانظر، ح:۲۵۵۸.

۲۳۲۸_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في رجم اليهوديين، ح:٤٤٥٢ من حديث أبي أسامة به، وانظر، ح:۱۱ لعلته.

أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ».

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو بعض محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ یہود ونصاریٰ کے مذہب میں بھی جھوٹی قسم کھانا حرام ہے' اس لیے ضرورت کے وقت ان سے قسم لی جاسکتی ہے۔ ② غیر مسلموں سے بھی اللہ ہی کی قسم لی جائے۔ ③ یہود تورات کا ادب کرتے اور اس پر ایمان رکھنے کا دعوی کرتے ہیں' اس لیے ان کے عقیدے کے مطابق قسم لی جاسکتی ہے لیکن ایسے الفاظ سے جو اسلامی عقیدے کے بھی خلاف نہ ہوں۔

(المعجم ١١) - **بَابٌ: اَلرَّجُلَانِ يَدَّعِيَانِ السِّلْعَةَ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ** (التحفة ١١)

باب: ۱۱- جب دو آدمی کسی چیز (کی ملکیت) کے دعوے دار ہوں اور ان میں سے کسی کے پاس گواہی نہ ہو

۲۳۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا دَابَّةً. وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ. فَأَمَرَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ.

۲۳۲۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے ایک جانور کے بارے میں دعویٰ کیا' اور ان کے درمیان (فیصلہ کرنے والی) کوئی گواہی موجود نہ تھی تو نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ قسم کھانے کے لیے قرعہ اندازی کرلیں۔ (پھر جس کا قرعہ نکلے وہ قسم کھالے۔)

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہی روایت سنن ابی داود میں بھی ہے وہاں پر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث سنداً تو ضعیف ہے لیکن دیگر بہت سے شواہد کی بنا پر صحیح ہے' دیکھیے: (سنن ابوداود (اُردو) مطبوعہ دارالسلام حدیث: ۳۶۱۶) علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو دیگر محققین نے بھی صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۳/ ۵۲۵-۱۶/ ۲۲۸' والإرواء: ۸/ ۲۷۵' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۲۳۲۹) ② اصل قانون یہی ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے ورنہ مدعا علیہ قسم کھائے۔ ③ حدیث میں مذکور صورت میں دونوں فریق مدعی بھی ہیں اور مدعا علیہ بھی۔ ایسی صورت میں دونوں قسم کھانے کا حق رکھتے ہیں' لہٰذا قرعہ اندازی سے فیصلہ کرلیا جائے کہ کون قسم کھائے۔ ④ بعض معاملات میں قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

۲۳۲۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأقضية، باب الرجلين يدعيان شيئًا وليس بينهما بينة، ح: ٣٦١٦ من حديث سعيد به، انظر، ح: ١٧٥، ٤٢٩ لعلته.

٢٣٣٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا [سَعِيدٌ] عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اخْتَصَمَ إِلَيْهِ رَجُلَانِ، بَيْنَهُمَا دَابَّةٌ. وَلَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَجَعَلَهَا بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ.

۲۳۳۰- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے مقدمہ پیش کیا' ان کے درمیان (جھگڑے کی وجہ) ایک جانور تھا۔ ان میں سے کسی کے پاس گواہ نہ تھا تو نبی ﷺ نے ان دونوں کو وہ جانور آدھا آدھا تقسیم کر دیا (کہ وہ جانور فروخت کر کے قیمت آپس میں تقسیم کر لیں۔)

(المعجم ١٢) - بَابُ مَنْ سُرِقَ لَهُ شَيْءٌ، فَوَجَدَهُ فِي يَدِ رَجُلٍ، اشْتَرَاهُ (التحفة ١٢)

باب: ۱۲- اگر کسی کی کوئی چیز چوری ہو جائے' پھر وہ اس شخص کے ہاں ملے جس نے اسے خریدا ہو

٢٣٣١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا ضَاعَ لِلرَّجُلِ مَتَاعٌ، أَوْ سُرِقَ لَهُ مَتَاعٌ، فَوَجَدَهُ فِي يَدِ رَجُلٍ يَبِيعُهُ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ. وَيَرْجِعُ الْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ بِالثَّمَنِ».

۲۳۳۱- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا چوری ہو جائے' پھر اسے وہ چیز اس شخص کے ہاتھ میں ملے جو اسے فروخت کر رہا ہے تو وہ (مالک) اس چیز کا زیادہ حق رکھتا ہے اور خریدار بیچنے والے سے اپنی قیمت وصول کر لے۔''

(المعجم ١٣) - بَابُ الْحُكْمِ فِيمَا أَفْسَدَتِ الْمَوَاشِي (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- جانور جو (کھیتی) خراب کر دیں' اس کا فیصلہ

٢٣٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ

۲۳۳۲- حضرت حرام بن سعد بن محیصہ ؒ سے

٢٣٣٠ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأقضية، باب الرجلين يدعيان شيئًا وليس بينهما بينة، ح: ٣٦١٣ من حديث قتادة به، رواه شيبة عن قتادة به(السنن الكبرٰى للبيهقي: ١٠/ ٢٥٧، والمسند للإمام أحمد: ٤/ ٤٠٢)، وله شواهد كثيرة جدًا.

٢٣٣١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٥١ من حديث أبي معاوية ثنا الحجاج بن أرطاة به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩ لعلته.

٢٣٣٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب المواشي تفسد زرع قوم، ح: ٣٥٧٠ من حديث ابن شهاب◀◀

الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ ابْنَ مُحَيِّصَةَ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ، كَانَتْ ضَارِيَةً، دَخَلَتْ فِي حَائِطِ قَوْمٍ. فَأَفْسَدَتْ فِيهِ. فَكُلِّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِيهَا. فَقَضَى أَنَّ حِفْظَ الْأَمْوَالِ عَلَى أَهْلِهَا بِالنَّهَارِ. وَعَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِي مَا أَصَابَتْ مَوَاشِيهِمْ بِاللَّيْلِ.

روایت ہے کہ حضرت براء بن عازب بن حارث ؓ کی ایک اونٹنی لوگوں کے کھیت چر جایا کرتی تھی۔ وہ کچھ لوگوں کے باغ میں جا گھسی اور اسے خراب کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واقعہ عرض کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ مال (باغ وغیرہ) کی حفاظت دن کے وقت (باغ کے) مالکوں کی ذمے داری ہے۔ اور رات کو جانور جو کچھ خراب کریں اس کی تلافی جانوروں کے مالکوں کے ذمے ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَفَّانَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عِيسَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحَيِّصَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ نَاقَةً لِآلِ الْبَرَاءِ أَفْسَدَتْ شَيْئاً. فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، بِمِثْلِهِ.

امام ابن ماجہ ؒ نے ایک دوسری سند سے یہ روایت براء بن عازب سے بیان فرمائی کہ آل براء کی ایک اونٹنی نے کسی کی کھیتی وغیرہ خراب کر دی تو آپ نے مذکورہ حدیث کی مثل ہی فیصلہ فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض دیگر محققین نے شواہد کی بنیاد پر اسے مرسل صحیح اور بعض نے حسن قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٩/ ٩٧ - ٩٩' والصحيحة للألباني' رقم: ٢٣٨) بنابریں باغ یا کھیت میں دن کے وقت عام طور پر کام ہوتا ہے اور مالک اپنے باغ اور کھیت میں موجود ہوتے ہیں' اس لیے اگر کسی کا جانور آ جائے تو وہ اسے آسانی سے روک سکتے ہیں' لہٰذا وہی اپنے مال کی حفاظت کے ذمے دار ہیں۔ ② رات آرام کے لیے ہے اور جانور بھی باڑوں میں بند ہوتے ہیں' اس لیے اگر رات کے وقت کوئی جانور کسی کے کھیت یا باغ میں جا گھسے تو یہ جانور کے مالک کی بے پروائی اور غلطی ہے' اس لیے اسے چاہیے کہ نقصان پورا کرے' اس کے برعکس دن میں نقصان ہو جانا باغ والے یا کھیت والے کی کوتاہی ہے' جانور کا مالک ذمے دار نہیں۔

◀◀ الزهري به * الأوزاعي تابعه مالك في الموطأ: ٢/ ٧٤٧، ٧٤٨ وغيره، ولم أجد تصريح سماع الزهري، وانظر، ح: ٧٠٧.

(المعجم ١٤) - بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ كَسَرَ شَيْئًا (التحفة ١٤)

٢٣٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُوأَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَخْبِرِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَتْ: أَوَ مَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾؟ [القلم: ٤] قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ أَصْحَابِهِ. فَصَنَعْتُ لَهُ طَعَاماً. وَصَنَعَتْ لَهُ حَفْصَةُ طَعَاماً. قَالَتْ: فَسَبَقَتْنِي حَفْصَةُ. فَقُلْتُ لِلْجَارِيَةِ: انْطَلِقِي فَأَكْفِئِي قَصْعَتَهَا. فَلَحِقَتْهَا وَقَدْ هَمَّتْ أَنْ تَضَعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَكْفَأَتْهَا فَانْكَسَرَتِ الْقَصْعَةُ، وَانْتَشَرَ الطَّعَامُ. قَالَتْ فَجَمَعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَا فِيهَا مِنَ الطَّعَامِ عَلَى النِّطَعِ. فَأَكَلُوا. ثُمَّ بَعَثَ بِقَصْعَتِي. فَدَفَعَهَا إِلَى حَفْصَةَ. فَقَالَ: «خُذُوا ظَرْفاً مَكَانَ ظَرْفِكُمْ وَكُلُوا مَا فِيهَا» قَالَتْ فَمَا رَأَيْتُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

باب:١٤- جو (کسی کی) کوئی چیز توڑ ڈالے اس کا فیصلہ کیا ہے؟

٢٣٣٣- حضرت قیس بن وہب رحمہ اللہ قبیلہ بنوسوأۃ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں' اس نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: کیا تو قرآن نہیں پڑھتا؟ (جس میں یہ ارشاد ہے:) ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ ''آپ یقیناً عظیم اخلاق کے حامل ہیں۔'' (اس کے بعد ام المومنین رضی اللہ عنہا نے) فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ کے لیے کھانا تیار کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پہلے تیار کرلیا۔ میں نے خادمہ سے کہا: جا کر ان کا پیالہ الٹ دو۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ابھی پیالہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھنے کا ارادہ ہی کر رہی تھیں کہ خادمہ نے انھیں جا لیا اور پیالہ الٹ دیا۔ پیالہ (گر کر) ٹوٹ گیا اور کھانا بکھر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پیالے کے ٹکڑے جمع کیے اور اس میں جو کھانا تھا وہ چمڑے کے دستر خوان پر جمع کیا اور سب نے کھایا' پھر رسول اللہ ﷺ نے میرا پیالہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیج دیا' اور وہ انھی کو دے دیا۔ اور فرمایا: ''اپنے برتن کی جگہ یہ برتن لے لو۔ اور اس میں جو کھانا ہے وہ بھی کھا لو۔'' (ام المومنین نے) فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ

٢٣٣٣- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة ـ شيخ المصنّف ـ في المصنّف: ١٤/ ٢١٤، ٢١٥ به، وضعفه البوصيري لجهالة "رجل من بني سوأة".

مبارک پر خفگی کے آثار نظر نہیں آئے۔

٢٣٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ. فَأَرْسَلَتْ أُخْرَى بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ. فَضَرَبَتْ يَدَ الرَّسُولِ. فَسَقَطَتِ الْقَصْعَةُ فَانْكَسَرَتْ. فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْكِسْرَتَيْنِ فَضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى. فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ وَيَقُولُ: «غَارَتْ أُمُّكُمْ. كُلُوا» فَأَكَلُوا. حَتَّى جَاءَتْ بِقَصْعَتِهَا، الَّتِي فِي بَيْتِهَا. فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الرَّسُولِ، وَتَرَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْهَا.

٢٣٣٤- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک ام المومنین (ؓ) کے ہاں تشریف فرما تھے۔ ایک اور ام المومنین (ؓ) نے ایک پیالے میں کھانا بھیجا۔ انھوں نے لانے والی کے ہاتھ پر ہاتھ مارا تو پیالہ گر کر ٹوٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے پیالے کے دونوں ٹکڑے لے کر ایک دوسرے سے ملائے اور اس (ٹوٹے ہوئے پیالے) میں کھانا ڈالنے لگے اور فرمایا: ''تمھاری ماں کو غیرت آ گئی تھی۔ کھانا کھالو۔'' چنانچہ انھوں نے کھانا کھایا۔ نبی ﷺ جس زوجۂ محترمہ کے ہاں تشریف فرما تھے وہ اپنا پیالہ لائیں تو آپ ﷺ نے وہ صحیح سالم پیالہ کھانا لانے والی کو دے دیا اور ٹوٹا ہوا ان کے گھر رہنے دیا جنھوں نے وہ توڑا تھا۔

فوائد ومسائل: ① ہمسایوں کا ایک دوسرے کے ہاں کھانا وغیرہ بھیجنا ایک اچھی عادت ہے خاص طور پر جب کوئی نئی اور عمدہ ڈش تیار کی جائے تو کچھ نہ کچھ ہمسایوں کے ہاں بھیج دینا چاہیے۔ ② سوکنوں کی باہمی رقابت ایک فطری اور معروف چیز ہے لہٰذا خاوند کو چاہیے کہ اسے برداشت کرے کیونکہ اسے مکمل طور پر ختم کرنا ممکن نہیں۔ ③ اگر کوئی ایسی چیز کسی کے ہاتھ سے ضائع ہو جائے جس کا متبادل دستیاب ہو تو ضائع ہونیوالی چیز کے بدلے میں ویسی ہی چیز مالک کو دی جائے۔ ④ بیویوں میں انصاف کا تعلق صرف جیب خرچ یا شب باشی کے معاملات سے نہیں بلکہ روزمرہ کے معاملات میں بھی سب کے ساتھ انصاف کا یکساں سلوک کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ الرَّجُلِ يَضَعُ خَشَبَةً عَلَى جِدَارِ جَارِهِ (التحفة ١٥)

باب: ١٥- ہمسائے کی دیوار پر لکڑی (شہتیر وغیرہ) رکھنا

٢٣٣٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب فيمن أفسد شيئًا يغرم مثله، ح: ٣٥٦٧، والنسائي، ح: ٣٤٠٧ عن محمد بن المثنّى به، وأخرجه البخاري، والترمذي وغيرهما من طرق عن حميد به، وقال الترمذي، ح: ١٣٥٩ "حسن صحيح"، وتابعه ثابت البناني عن أنس به: (قط: ٤/ ١٥٣).

۲۳۳۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدَكُمْ جَارُهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ فَلاَ يَمْنَعْهُ» فَلَمَّا حَدَّثَهُمْ أَبُو هُرَيْرَةَ طَأْطَأُوا رُؤُوسَهُمْ. فَلَمَّا رَآهُمْ قَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ. وَاللهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ.

۲۳۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی سے اس کا ہمسایہ اس کی دیوار میں لکڑی گاڑنے کی اجازت طلب کرے تو (اسے چاہیے کہ) اسے منع نہ کرے۔“ (عبدالرحمان اعرج رحمہ اللہ نے کہا:) جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی تو سامعین نے سر جھکا لیے چنانچہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں (اس حال میں) دیکھا تو فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمھیں اس حدیث سے اعراض کرتے محسوس کرتا ہوں؟ اللہ کی قسم! میں اس (حدیث) کو تمھارے کندھوں پر ماروں گا۔

فوائد ومسائل: ① دیوار میں لکڑی گاڑنے سے مراد یا تو کھونٹی وغیرہ گاڑنا ہے یا اس سے مراد دیوار پر شہتیر وغیرہ رکھ کر چھت ڈالنا ہے۔ ② کندھوں پر مارنے کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تم پسند کرو یا نہ کرو' میں تمھیں یہ شرعی حکم سناتا رہوں گا اور تمھیں اس پر عمل کرنا پڑے گا۔ ③ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں جب تبلیغ میں غصے کا اظہار کرنا درست ہوتا ہے' یعنی جب یہ محسوس کیا جائے کہ سامعین پر غصے کا اثر زیادہ ہوگا تو یہ طریقہ بھی درست ہے لیکن اسے عام عادت بنا لینا مناسب نہیں۔

۲۳۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ هِشَامَ بْنَ يَحْيٰى أَخْبَرَهُ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَخَوَيْنِ مِنْ بَلْمُغِيرَةِ أَعْتَقَ أَحَدُهُمَا أَنْ لاَ يَغْرِزَ خَشَباً فِي جِدَارِهِ. فَأَقْبَلَ مُجَمِّعُ بْنُ يَزِيدَ وَرِجَالٌ كَثِيرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ. فَقَالُوا:

۲۳۳۶- حضرت عکرمہ بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ قبیلۂ بنو مغیرہ کے دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک نے قسم کھالی کہ وہ اپنی دیوار پر (کسی کو) شہتیر نہیں رکھنے دے گا ورنہ غلام آزاد کرے گا۔ اس پر حضرت مجمع بن یزید رضی اللہ عنہ اور بہت سے دوسرے انصاری اصحاب آ گئے اور انھوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار پر

۲۳۳۵_ أخرجه البخاري، المظالم، باب لا يمنع جار جاره أن يغرز خشبة في جداره، ح: ۲۴۶۳ من حديث الزهري به، ومسلم، المساقاة، باب غرز الخشبة في جدار الجار، ح: ۱۶۰۹ من حديث سفيان بن عيينة به.

۲۳۳۶_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۴۷۹، ۴۸۰ من حديث ابن جريج (أخبرني عمرو بن دينار) به * عكرمة ابن سلمة مجهول (تقريب)، وفيه علة أخرى، وأصل الحديث صحيح، انظر الحديث السابق.

نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ يَمْنَعْ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ» فَقَالَ: يَا أَخِي إِنَّكَ مَقْضِيٌّ لَكَ عَلَيَّ. وَقَدْ حَلَفْتُ. فَاجْعَلْ أُسْطُوَاناً دُونَ حَائِطِي أَوْ جِدَارِي. فَاجْعَلْ عَلَيْهِ خَشَبَكَ.

شہتیر رکھنے سے منع نہ کرے۔'' اس (قسم کھانے والے) آدمی نے کہا: میرے بھائی! آپ کے حق میں' میرے خلاف فیصلہ ہوگیا ہے (اور میں اسے قبول کرتا ہوں) لیکن میں نے قسم کھالی ہے تو آپ میری دیوار کے ساتھ ایک ستون بنالیں اور اس پر اپنا شہتیر رکھ لیں۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف اور معناً صحیح کہا ہے جیسا کہ انھوں نے تحقیق و تخریج میں ''أصل الحديث صحيح'' کہہ کر اس طرف اشارہ کیا ہے' علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٢٥/٢٨٦'٢٨٧' وصحيح سنن ابن ماجه للألباني' رقم:١٩٠٥) بنابریں اپنی ملکیت کی چیز کے بارے میں مشروط قسم کھانا جائز ہے' مثلاً: اگر میں فلاں کام کروں تو میرا غلام آزاد ہے۔ ② ہمسائے کو مشترک دیوار پر شہتیر وغیرہ رکھ کر چھت ڈالنے سے منع کرنا جائز نہیں۔ ③ بزرگوں کو چاہیے کہ دو افراد میں پیدا ہونے والے باہمی اختلاف کو عدل و انصاف کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کریں۔ ④ صحابہ و تابعین کرام حدیث سن کر جھگڑا ختم کر دیتے تھے اور حدیث پر عمل کرتے تھے' خواہ حدیث کا فیصلہ ان کے خلاف ہی ہو۔ ⑤ کوشش کرنی چاہیے کہ قسم کھانے والا اپنی قسم توڑنے پر مجبور نہ ہو بلکہ اپنی قسم پوری کر لے۔

٢٣٣٧- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَىٰ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لاَ يَمْنَعْ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً عَلَى جِدَارِهِ».

٢٣٣٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار پر لکڑی رکھنے سے منع نہ کرے۔''

(المعجم ١٦) - بَابٌ: إِذَا تَشَاجَرُوا فِي قَدْرِ الطَّرِيقِ (التحفة ١٦)

باب:١٦- راستے کی مقدار میں اختلاف ہوجائے تو (کیا کریں؟)

٢٣٣٧_ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٥ من حديث ابن لهيعة به، ولم أجد تصريح سماعه، وضعفه البوصيري، ولكن رواه أيوب وغيره عن عكرمة به، وله شواهد عند البخاري وغيره.

۲۳۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ الضُّبَعِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اجْعَلُوا الطَّرِيقَ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ».

۲۳۳۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستہ سات ہاتھ رکھا کرو۔''

۲۳۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاجْعَلُوهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ».

۲۳۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب راستے کے بارے میں تمھارا اختلاف ہوجائے تو اسے سات ہاتھ رکھ لیا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① ''ہاتھ'' سے مراد کہنی سے کہنی تک کا فاصلہ ہے جو دو بالشت یعنی آٹھ گرہ یا ڈیڑھ فٹ کے برابر ہے۔ سات ذراع کی مقدار ساڑھے تین گز یا ساڑھے دس فٹ کے برابر ہے۔ ② راستے سے مراد گلی کی چوڑائی بھی ہوسکتی ہے اور کھیتوں کے درمیان کھلا راستہ بھی۔ اس کی مقدار اتنی ہونی چاہیے کہ پیدل آدمی عورتیں اور گھوڑے گدھے یا خچر پر سوار آدمی سب آسانی سے گزر سکیں۔ ③ آج کا دور کاروں بسوں وغیرہ کا دور ہے اس لیے ان کی مناسبت سے مناسب حد مقرر کی جاسکتی ہے۔ نئی آبادیوں کا نقشہ تیار کرتے وقت گلیوں اور سڑکوں کی چوڑائی اس سے کم نہ رکھی جائے۔ ④ بنجر زمین کو کاشت کرتے وقت بھی جہاں راستہ رکھا جائے اس کی مقدار اسی طرح مقرر کی جائے۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ مَنْ بَنَى فِي حَقِّهِ مَا يَضُرُّ بِجَارِهِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- اپنی زمین میں ایسی عمارت بنانا جس سے ہمسائے کو تکلیف ہو

۲۳۳۸- [صحيح] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في القضاء، ح: ۳۶۳۳ من حديث المثنّٰى به، وصححه الترمذي، ح: ۱۳۵۶، وابن الجارود، ح: ۱۰۱۸، ولم أجد تصريح سماع قتادة، ح: ۱۷۵، وله شواهد عند مسلم، ح: ۱۶۱۳ وغيره.

۲۳۳۹- [صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۳۵ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه شريك النخعي مع عنعنته، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ۱۷۱ لعلته، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۱۶۱۳ وغيره.

٢٣٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ خَالِدٍ النُّمَيْرِيُّ، أَبُوالْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسى بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى أَنْ: «لاَ ضَرَرَ وَلاَ ضِرَارَ».

٢٣٤٠- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا: ''نہ (پہلے پہل) کسی کو نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا جائز ہے' نہ بدلے کے طور پر نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا۔''

٢٣٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ ضَرَرَ وَلاَ إِضْرَارَ».

٢٣٤١- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ (پہلے پہل) کسی کو نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا جائز ہے' نہ بدلے کے طور پر نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح اور حسن قرار دیا ہے' مثلاً: الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد کے محققین نے طویل بحث کے بعد اسے ''حسن'' قرار دیا ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے الصحيحة اور الإرواء میں اسے صحیح قرار دیا ہے' ڈکتور بشار عواد اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ سنداً ضعیف ہے اور متناً صحیح ہے' لہٰذا مجموعی طور پر یہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود متناً ومعناً صحیح ہے جیسا کہ محققین کی جماعت نے کہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٥/٥٥، ٥٦' والصحيحة' رقم:٢٥٠' والإرواء' رقم:٨٩٦' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ٢٣٤٠) ② کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کو تنگ کرے یا تکلیف پہنچائے' اس لیے باہمی معاملات انصاف اور حسن اخلاق کی بنیاد پر انجام دینے چاہئیں۔ ③ اگر کوئی شخص نقصان پہنچانے کی کوشش کرے یا تنگ کرے تو اس کے مقابلے میں اسے تنگ کرنا یا نقصان پہنچانا درست نہیں بلکہ بزرگوں کے ذریعے سے' پنچایت کے ذریعے سے یا شرعی عدالت کے ذریعے سے اس سے اپنا جائز حق وصول کرنا یا اسے اس کی شرارت سے روکنا چاہیے۔ ④ عمارت اس انداز سے بنانا درست نہیں جس سے ہمسایوں کو تکلیف ہو' مثلاً: اس قدر بلند عمارت بنانا جس سے ہمسایوں کے گھر میں نظر پڑتی ہو' یا اس انداز

٢٣٤٠ـ [ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٥/ ٣٢٧ من حديث فضيل به، وانظر، ح: ٢٢١٣ لعلته، وله شواهد كثيرة جدًا، ولم يصح منها شيء.

٢٣٤١ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٣ عن عبدالرزاق به، وانظر، ح: ٣٥٦ لعلته، وانظر الحديث السابق.

سے تعمیر کرنا کہ راستہ رک جائے یا اتنا تنگ ہو جائے کہ گزرنے والوں کو مشکل ہوتی ہو۔ یہ سب منع ہے۔
⑤ بہت سے ایسے مسائل جو نبی اکرم ﷺ کے بعد ظاہر ہوئے' ان کو اس اصول کی روشنی میں حل کیا جا سکتا ہے کہ اگر ایک کام سے انفرادی یا اجتماعی نقصان ہوتا ہو یا عوام کو تکلیف پہنچتی ہو تو اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے' نیز حکومت ان کاموں پر پابندی بھی لگا سکتی ہے۔

٢٣٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ لُؤْلُؤَةَ، عَنْ أَبِي صِرْمَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ ضَارَّ أَضَرَّ اللهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللهُ عَلَيْهِ».

۲۳۴۲- حضرت ابو صرمہ (مالک بن قیس انصاری) ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو (کسی کو) نقصان پہنچائے گا' اللہ اس کا نقصان کرے گا اور جو کسی کو مشکل میں ڈالے گا' اللہ اس پر سختی کرے گا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے بھی اس کے دیگر شواہد کا تذکرہ کیا ہے لیکن ان کے ضعف اور صحت کی طرف اشارہ نہیں کیا' بہر حال مذکورہ روایت دیگر شواہد کی وجہ سے قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٢٥/ ٣٤، ٣٥' والإرواء للألباني' رقم:٨٩٦) ② مسلمانوں کو ایک دوسرے کے آرام و راحت کا خیال رکھنا چاہیے اور کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ ③ ''اللہ تعالیٰ اس کا نقصان کر دے گا یا سختی کرے گا'' اس سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیامت میں اس کو سزا دے گا اور اس سے سختی سے حساب لے گا۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں ہی اسے اس کی سزا مل جائے گی کہ وہ اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر مشکلات میں گھر جائے گا اور نقصان اٹھائے گا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ١٨) - بَابُ: اَلرَّجُلَانِ يَدَّعِيَانِ فِي خُصٍّ (التحفة ١٨)

باب:۱۸- جب دو آدمی ایک جھونپڑی پر دعویٰ رکھتے ہوں تو؟

٢٣٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ،

۲۳۴۳- نمران بن جاریہ اپنے والد (حضرت

٢٣٤٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في القضاء، ح:٣٦٣٥ من حديث الليث به، وحسنه الترمذي، ح:١٩٤٠ * لؤلؤة مولاة الأنصار، وثقها الترمذي، والهيثمي في المجمع:١٠/ ١٧٨، ولحديثها شواهد كثيرة.

٢٣٤٣_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الكبير:٢/ ٢٦٠ من حديث أبي بكر بن عياش به، وقال◀◀

وَعَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ دَهْثَمِ بْنِ قُرَّانٍ، عَنْ نِمْرَانَ بْنِ جَارِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ قَوْماً اخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي خُصٍّ كَانَ بَيْنَهُمْ. فَبَعَثَ حُذَيْفَةَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ. فَقَضَى لِلَّذِينَ يَلِيهِمُ الْقِمْطُ. فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَهُ فَقَالَ: «أَصَبْتَ وَأَحْسَنْتَ».

جاریہ بن ظفر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ایک جھونپڑی کے بارے میں نبی ﷺ کی خدمت میں دعوی کیا۔ وہ (جھونپڑی) دونوں فریقوں کے استعمال میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کا فیصلہ کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے حق میں فیصلہ دیا جن کی طرف سر کنڈے کا نرم حصہ تھا۔ جب وہ واپس نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو (اس فیصلے کی) خبر دی تو آپ نے فرمایا: ”تو نے درست (فیصلہ) کیا اور اچھا فیصلہ کیا۔“

فائدہ: جناب زہیر شاویش ”ضعیف ابن ماجہ“ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: [خص] سر کنڈے کی جھونپڑی کو کہتے ہیں۔ اس کا نرم حصہ اسی طرف ہوتا ہے جدھر دھاگے اور رسیاں وغیرہ ہوں۔ کھجور کے پتے اور چھلکا مالک کی طرف ہوتا ہے اور سخت اور کھردرا حصہ دوسری طرف ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے (ملکیت کا دعوی کرکے) زیادتی کی تھی کیونکہ اس نے اپنی شہتیر یاں وغیرہ کھردرے حصے کی طرف رکھی تھیں......“

(المعجم ١٩) - بَابُ مَنِ اشْتَرَطَ الْخَلَاصَ (التحفة ١٩)

باب: ۱۹- قبضہ دلوانے کی شرط لگانا

٢٣٤٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا بِيعَ الْبَيْعُ مِنْ رَجُلَيْنِ، فَالْبَيْعُ لِلْأَوَّلِ».

۲۳۴۴- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب ایک چیز دو آدمیوں کے ہاتھ فروخت کر دی جائے تو پہلے کے ہاتھ بیچنا ہی معتبر ہوگا۔“

الدارقطني: ٢٢٨/٤ "لم يروه غير دهثم بن قران، وهو ضعيف، وقد اختلف في إسناده"، وقال الحافظ في الإصابة: ٢١٨/١، ت: ١٠٤٨ "ولا يعرف له رواية إلا من طريق دهثم ودهثم ضعيف جدًا" انتهى * ونمران مجهول (تقريب)، وأبوبكر بن عياش ضعفه الجمهور، ولم يخرج عنه البخاري إلا متابعةً.

٢٣٤٤- [ضعيف] تقدم، ح: ٢١٩٠.

قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ: فِي هٰذَا الْحَدِيثِ إِبْطَالُ الْخَلَاصِ.

ابوالولید نے کہا: اس حدیث سے (دوسرے خریدار کی طرف سے) قبضہ دلوانے کی شرط ناجائز ثابت ہوتی ہے۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ الْقَضَاءِ بِالْقُرْعَةِ (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰-قرعہ اندازی کے ذریعے سے فیصلہ کرنا

۲۳۴۵- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَ لَهُ سِتَّةُ مَمْلُوكِينَ. لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ. فَأَعْتَقَهُمْ عِنْدَ مَوْتِهِ. فَجَزَّأَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً.

۲۳۴۵- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کے چھ غلام تھے۔ اس کا ان کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا۔ اس نے وفات کے وقت ان سب کو آزاد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے (تین) حصے کیے پھر دو غلاموں کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رہنے دیا۔

فوائد ومسائل: ① غلام آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ وفات کے قریب مناسب وصیت کرنا اچھی بات ہے۔ ② وفات کے قریب اپنے پورے مال کو صدقہ کر دینا جائز نہیں' زیادہ سے زیادہ کل ترکے کے تیسرے حصے تک صدقہ کیا جا سکتا ہے' اس سے بھی کم رکھا جائے تو بہتر ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۲۷۰۸) ③ صحابی نے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا جب کہ انھیں صرف دو غلام آزاد کرنے کا حق تھا۔ اب ہر غلام یہ حق رکھتا تھا کہ اسے ان دو غلاموں میں شمار کیا جائے جو آزاد کیے جا سکتے ہیں۔ نبی ﷺ کے فیصلے سے معلوم ہوا کہ جب ایک سے زیادہ دعویدار ایک چیز پر برابر حق رکھتے ہوں تو فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے سے کیا جا سکتا ہے۔ ④ اسلام میں غلامی جائز ہے بشرطیکہ اس طریقے سے غلام بنایا گیا ہو جو شرعی طور پر جائز ہے ورنہ کسی آزاد شخص کو اغوا کر کے غلام بنا لینا بہت بڑا گناہ ہے' خواہ وہ مرد ہو یا عورت' بچہ ہو یا بڑا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۲۴۴۲)

۲۳۴۶- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ

۲۳۴۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے'

۲۳۴۵ـ أخرجه مسلم، الأيمان، باب من أعتق شركًا له في عبد، ح: ۱۶۶۸ من حديث أبي قلابة به.

۲۳۴۶ـ [ضعيف] تقدم، ح: ۲۳۲۹.

الْعَتَكِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلَيْنِ تَدَارَءَا فِي بَيْعٍ. لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ. فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ. أَحَبَّا ذٰلِكَ أَمْ كَرِهَا.

انھوں نے فرمایا: ایک سودے میں دو آدمیوں کا جھگڑا ہو گیا۔ ان میں سے کسی کے پاس ثبوت نہیں تھا (گواہی وغیرہ یا کوئی اور قرینہ) تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ قرعہ ڈال کر قسم کھالیں خواہ انھیں (قسم کھانا) پسند ہو یا ناپسند ہو۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۳۲۹) چونکہ معاملات میں اختلاف کا فیصلہ گواہی کی بنیاد پر ہوتا ہے اس لیے جس شخص کو حقیقت کا علم ہو اسے چاہیے کہ گواہی دینے میں پس و پیش نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ﴾ (البقرۃ ۲:۲۸۳) ”گواہی مت چھپاؤ۔“ ② جب مدعی گواہ پیش نہ کر سکے یا اس کے گواہ قابل قبول نہ ہوں تو مدعا علیہ سے قسم لی جاتی ہے۔ ③ حدیث میں مذکور صورت میں دونوں افراد کو مدعی بھی قرار دیا جا سکتا ہے اور دونوں مدعا علیہ بھی سمجھے جا سکتے ہیں۔ اب کون مدعا علیہ بن کر قسم کھائے اس کا فیصلہ قرعہ اندازی سے ہو گا۔

۲۳٤۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ.

۲۳۴۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج مطہرات (ؓ) میں قرعہ ڈالتے۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو خصوصی اجازت عطا فرمائی تھی جس کی بنا پر نبی ﷺ کے لیے یہ فرض نہیں تھا کہ ازواج مطہرات ؓ کے درمیان باری کی پابندی فرمائیں (دیکھیے سورۂ احزاب آیت: ۵۱) اس کے باوجود نبی ﷺ پورا انصاف فرماتے تھے۔ اس میں امت کے لیے سبق ہے کہ بیویوں اور اولاد میں انصاف کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھیں۔ ② اگر کوئی چیز برابر کا حق رکھنے والوں میں کسی ایک ہی کو دی جا سکتی ہو تو اس کا فیصلہ قرعہ اندازی سے کرنا چاہیے تاکہ کسی کو شکایت نہ ہو۔ ③ عورت کسی ضرورت کی بنا پر گھر سے باہر جا سکتی ہے اور سفر بھی کر سکتی ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ خاوند یا کوئی محرم رشتے دار موجود ہو۔

۲۳٤۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ:

۲۳۴۸- حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے

۲۳٤۷ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۹۷۰.

۲۳٤۸ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب من قال بالقرعة إذا تنازعوا في الولد، ح: ۲۲۷۰ من◀◀

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ ، عَنْ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيِّ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ : أُتِيَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ ، وَهُوَ بِالْيَمَنِ ، فِي ثَلَاثَةٍ [قَدْ] وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ . فَسَأَلَ اثْنَيْنِ . فَقَالَ : أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ؟ فَقَالَا : لَا . ثُمَّ سَأَلَ اثْنَيْنِ . فَقَالَ : أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ؟ فَقَالَا : لَا . فَجَعَلَ كُلَّمَا سَأَلَ اثْنَيْنِ : أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ؟ قَالَا : لَا . فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ . وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالَّذِي أَصَابَتْهُ الْقُرْعَةُ . وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلُثَي الدِّيَةِ . فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ .

انھوں نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے تو ان کی خدمت میں تین مرد حاضر کیے گئے جنھوں نے ایک عورت سے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا۔ (اب اس عورت کے بچے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا تھا) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں سے پوچھا: کیا تم دونوں اس (تیسرے) شخص کے حق میں بچے کا اقرار کرتے ہو؟ ان دونوں نے کہا: نہیں۔ پھر دو آدمیوں (دوسرے اور تیسرے) سے فرمایا: کیا تم تسلیم کرتے ہو کہ بچہ اس (پہلے) کا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ (اسی طرح تیسرے اور پہلے کو مخاطب کر کے پوچھا) حضرت علی جب بھی (کوئی سے) دو سے سوال کرتے: کیا تم تسلیم کرتے ہو کہ بچہ اس (تیسرے ساتھی) کا ہے؟ تو دونوں کہتے: نہیں' چنانچہ آپ نے ان (تینوں) کے درمیان قرعہ ڈالا اور جس کے نام کا قرعہ نکلا بچہ اسی کا قرار دے دیا اور اس کے ذمے دو تہائی دیت ڈال دی۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ کھل کر ہنسے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٢٣٤٨' وصحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' رقم:١٩٦٣' ١٩٦٤) زمانۂ جاہلیت میں عورتوں سے ناجائز تعلقات کا عام رواج تھا' جب کہ بعض عورتیں طوائف کا پیشہ بھی اختیار کر لیتی تھیں۔ ایسی عورتوں کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو اس کے کئی دعویدار ظاہر ہو جاتے تھے۔ حدیث میں مذکور واقعہ میں بھی ممکن ہے کہ ان افراد نے اس بچے کی ماں سے اسلام قبول کرنے سے پہلے تعلق قائم کیا ہو' لیکن جھگڑا مسلمان ہونے کے بعد پیدا ہوا ہو۔ ② مشترکہ چیز کے دعویداروں

◀◀ حديث عبدالرزاق به، وسنده ضعيف من أجل عنعنة الثوري، ح: ١٦٢، وله شواهد ضعيفة.

میں کوئی ایک اگر اپنے دعوے یا اپنے حصے سے دست بردار ہو جائے تو چیز دوسرے کو مل جائے گی۔ اگر تین دعویداروں میں سے دو آدمی تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جائیں تو چیز اسے دے دی جائے گی۔ ③ یہ بچہ اگرچہ آزاد تھا لیکن پیش آمدہ صورت میں تینوں مدعی اس میں شریک تھے' لہٰذا ہر مدعی کو اس کے تہائی حصے کا مالک قرار دیا گیا۔ اب چونکہ زندہ چیز کو حصے کر کے تقسیم کرنا ممکن نہیں' اس لیے ضروری تھا کہ ہر ایک کو اپنے حصے کی قیمت ملے۔ کسی جانور وغیرہ کے متعلق بھی یہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے کہ جس شخص کو وہ چیز ملے' وہ دوسروں کو ان کے حصوں کی قیمت ادا کر دے۔ ④ آزاد انسان قابل فروخت نہیں' لہٰذا اس کی کوئی قیمت نہیں' لیکن قتل خطا وغیرہ کی صورت میں اس کی دیت سو اونٹ مقرر کی گئی ہے' لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مقدار کو اس کی قیمت کا متبادل قرار دے دیا۔ ⑤ جب کوئی ایسا مسئلہ پیش آ جائے جس کے بارے میں قرآن و حدیث سے کوئی نص معلوم نہ ہو تو اجتہاد اور قیاس کی روشنی میں فیصلہ دیا جا سکتا ہے' لیکن نص کی موجودگی میں قیاس جائز نہیں۔ ⑥ اگرچہ کثرت سے ہنسنے کی عادت بنا لینا مستحسن نہیں' تاہم کوئی خوشی یا تعجب کی بات ہو جائے تو ہنس پڑنا عالم یا بزرگ کی شان کے خلاف بھی نہیں۔

(المعجم ٢١) - بَابُ الْقَافَةِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱- قیافہ شناسی کا بیان

٢٣٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُورًا وَهُوَ يَقُولُ: «يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا، عَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ، قَدْ غَطَّيَا رُؤُوسَهُمَا وَقَدْ بَدَتْ أَقْدَامُهُمَا. فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ، بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ».

۲۳۴۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس بہت خوش خوش تشریف لائے اور آپ فرما رہے تھے: ''عائشہ! تمھیں نہیں معلوم کہ آج مجزز مدلجی میرے پاس آیا تو اس نے اسامہ اور زید (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا کہ وہ چادر اوڑھے (لیٹے) ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے سر چھپا رکھے تھے اور ان کے پاؤں نظر آ رہے تھے تو اس (مجزز) نے کہا: یہ پاؤں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① قیافہ شناس انھیں کہتے ہیں جو چہرے مہرے اور ظاہری جسمانی کیفیات سے بعض

٢٣٤٩ـ أخرجه البخاري، الفرائض، باب القائف، ح: ٦٧٧١ من حديث سفيان به، ومسلم، الرضاع، باب العمل بإلحاق القائف الولد، ح: ١٤٥٩ عن ابن أبي شيبة به.

چیزوں کا اندازہ لگا لیتے ہیں' خاص طور پر دو افراد کے درمیان نسبی تعلق کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں چور کی تلاش میں پاؤں کے نشان سے مدد لے کر مشکوک آدمی کو پہچان لینے والے کھوجی بھی انھی میں شامل ہیں۔ ② جاہلیت میں جب کسی بچے کے بارے میں اختلاف ہو جاتا تھا کہ یہ کس مرد کا ہے تو قیافہ شناسوں سے فیصلہ کرایا جاتا تھا۔ اس حدیث سے دلیل لی گئی ہے کہ اب بھی بعض معاملات میں ان سے مدد لی جا سکتی ہے۔ ③ اب اس قسم کا معاملہ اس انداز سے صرف اس صورت میں حل کیا جا سکتا ہے جب کسی غیر مسلم یا بدکار عورت سے ایک سے زیادہ مردوں نے تعلق قائم کیا ہو اور اس کے نتیجے میں بچہ پیدا ہو جائے' اس کے بعد وہ سب مسلمان ہو جائیں یا توبہ کر کے پاک دامنی کی زندگی گزارنا شروع کر دیں تو ان کا فیصلہ قیافہ یا قرعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ عام حالات میں زانی سے نسب کا تعلق ثابت نہیں ہوتا۔ ارشاد نبوی ہے: ''بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔'' (سنن ابن ماجه' حديث:٢٠٠٦) یعنی بچے کی نسبت عورت کے خاوند کی طرف کی جائے گی' وہ اس کا قانونی والد ہوگا۔ وراثت وغیرہ کا تعلق اس قانونی والد سے ہوگا' ناجائز تعلق والے اس شخص سے نہیں جس سے اصل میں بچہ پیدا ہوا ہے۔ ④ حضرت زید رضی اللہ عنہ جنھیں رسول اللہ ﷺ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا' ان کا رنگ گورا تھا' ان کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہ کا رنگ سانولا تھا' اس پر بعض منافقوں نے نامناسب باتیں کیں۔ جب قیافہ شناس نے کہا کہ ان دو افراد کا آپس میں نسبی تعلق ہے' یعنی وہ باپ بیٹا ہیں تو منافقوں کا پروپیگنڈا دم توڑ گیا' اس لیے رسول اللہ ﷺ کو بہت خوشی ہوئی۔ ⑤ مجزز مدلجی نے اپنے فن میں مہارت کا اظہار کرنے کے لیے یہ بات کہی تھی کہ اگرچہ یہ دونوں شخص بظاہر مختلف رنگ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے اجنبی محسوس ہوتے ہیں لیکن میں اپنے تجربے کی روشنی میں کہتا ہوں کہ یہ باپ بیٹا ہیں۔ نبی ﷺ کو اس سے خوشی ہوئی کہ اب تو ایسی گواہی مل گئی ہے جس کو یہ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں' اس طرح اس صحابی سے وہ طعن دور ہو گیا جس کے ذریعے سے وہ مسلمانوں کو پریشان کرتے تھے۔

٢٣٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قُرَيْشاً أَتَوُا امْرَأَةً كَاهِنَةً. فَقَالُوا لَهَا: أَخْبِرِينَا أَشْبَهَنَا أَثَراً بِصَاحِبِ الْمَقَامِ. فَقَالَتْ: إِنْ أَنْتُمْ جَرَرْتُمْ كِسَاءً عَلٰى

۲۳۵۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش ایک کاہن عورت کے پاس گئے اور اسے کہا: ہمیں یہ بتا کہ مقام ابراہیم پر جس شخص کا نشان ہے' ہم میں سے کس کا نشان قدم اس سے زیادہ ملتا ہے؟ اس نے کہا: اگر تم ہموار ریتلی زمین پر ایک چادر کھینچ کر (اسے بالکل ہموار کر دو' پھر) اس (ریت) پر چلو تو

٢٣٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٣٢ من حديث إسرائيل به، وانظر، ح: ١٧١ لعلته ومع ذٰلك قال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

هٰذِهِ السَّهْلَةِ، ثُمَّ مَشَيْتُمْ عَلَيْهَا: أَنْبَأْتُكُمْ. قَالَ، فَجَرُّوا كِسَاءً. ثُمَّ مَشَى النَّاسُ عَلَيْهَا. فَأَبْصَرَتْ أَثَرَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَتْ: هٰذَا أَقْرَبُكُمْ إِلَيْهِ شَبَهاً. ثُمَّ مَكَثُوا بَعْدَ ذٰلِكَ عِشْرِينَ سَنَةً، أَوْ مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ بَعَثَ اللهُ مُحَمَّداً ﷺ.

میں تمھارے سوال کا جواب دے دوں گی۔ انھوں نے چادر کھینچی' پھر لوگ اس (ہموار ریت) پر چلے۔ اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک کے نشان کو دیکھ کر کہا: یہ صاحب اس (ابراہیم علیہ السلام) سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد تقریباً بیس سال یا (کم وبیش) جتنا اللہ نے چاہا' اتنا عرصہ گزرا' پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو (نبوت عطا فرما کر) مبعوث فرما دیا۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ تَخْيِيرِ الصَّبِيِّ بَيْنَ أَبَوَيْهِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢- بچے کو ماں باپ میں سے جس کے پاس چاہے' رہنے کا اختیار دینا

٢٣٥١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَيَّرَ غُلَاماً بَيْنَ أَبِيهِ وَأُمِّهِ. وَقَالَ: «يَا غُلَامُ هٰذِهِ أُمُّكَ وَهٰذَا أَبُوكَ».

٢٣٥١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بچے کو اس کے والد اور والدہ کے درمیان انتخاب کا موقع دیا اور فرمایا: ''لڑکے! یہ تیری والدہ ہے اور یہ تیرا والد ہے (تو جس کے ساتھ چاہے چلا جا۔)''

٢٣٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عُثْمَانَ

٢٣٥٢- حضرت عبدالحمید بن سلمہ رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان

٢٣٥١ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في تخيير الغلام بين أبويه إذا افترقا، ح:١٣٥٧ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، وأخرجه أبوداود، ح:٢٢٧٧ من حديث ابن جريج أخبرني زياد به، وإسناده صحيح.

٢٣٥٢ـ [حسن] أخرجه النسائي: ٦/ ١٨٥، الطلاق، إسلام أحد الزوجين وتخيير الولد، ح: ٣٥٢٥ من حديث عثمان البتي به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، عبدالحميد وأبوه وجده لا يعرفون"، وأخرجه أبوداود، ح: ٢٢٤٤ من حديث عبدالحميد بن جعفر (ابن عبدالله بن الحكم بن رافع الأنصاري) عن أبيه عن جده رافع بن سنان به، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٠٦، ٢٠٧، ووافقه الذهبي، وسنده صحيح إن ثبت سماع جعفر من جده لأمه رافع، والله أعلم.

الْبَتِّيِّ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَبَوَيْهِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. أَحَدُهُمَا كَافِرٌ وَالْآخَرُ مُسْلِمٌ. فَخَيَّرَهُ فَتَوَجَّهَ إِلَى الْكَافِرِ. فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اهْدِهِ» فَتَوَجَّهَ إِلَى الْمُسْلِمِ. فَقَضَى لَهُ بِهِ.

کے والدین نے نبی ﷺ کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا' ان میں سے ایک کافر تھا اور ایک مسلمان تھا۔ نبی ﷺ نے بچے کو اختیار دیا تو وہ کافر کی طرف مائل ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اسے ہدایت دے۔'' تو وہ مسلمان کی طرف مائل ہو گیا' چنانچہ نبی ﷺ نے اس (مسلمان) کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

فوائد و مسائل: ① مرد اور عورت میں سے اگر ایک مسلمان ہو جائے اور دوسرا کفر پر اصرار کرے تو ان کے درمیان جدائی ہو جاتی ہے۔ اور عورت کو حق حاصل ہو جاتا ہے کہ عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کر لے۔ ② اگر عورت دوسری جگہ نکاح کرنے کی بجائے خاوند کے مسلمان ہونے کا انتظار کرے تو جب وہ مسلمان ہو گا ان دونوں کے لیے دوبارہ ازدواجی تعلق قائم کرنا جائز ہو گا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' حديث:٢٠٠٩) ③ جب کسی وجہ سے مرد اور عورت میں جدائی ہو جائے' یعنی طلاق ہو یا نکاح ٹوٹ جائے تو بچے کو اختیار دیا جائے' وہ جس کے ساتھ چاہے رہے۔ یا قاضی معاملات کو دیکھ کر فیصلہ کرے کہ بچے کا فائدہ کس کے ساتھ رہنے میں ہے' اس کے مطابق فیصلہ دے دے۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ الصُّلْحِ (التحفة ٢٣)

باب: ٢٣- صلح کا بیان

٢٣٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ. إِلَّا صُلْحاً حَرَّمَ حَلَالاً، أَوْ أَحَلَّ حَرَاماً».

٢٣٥٣- حضرت عمرو بن عوف انصاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''مسلمانوں کے درمیان صلح درست ہے سوائے اس صلح کے جو کسی حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال کرے۔''

٢٣٥٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما ذكر عن رسول الله ﷺ في الصلح بين الناس، ح: ١٣٥٢ من حديث كثير به، وقال: "حسن صحيح"، وقال الذهبي في ميزان الاعتدال: ٣/ ٤٠٧، وأما الترمذي فروى من حديثه: الصلح جائز بين المسلمين وصححه، فلهذا لا يعتمد العلماء على تصحيح الترمذي، وانظر، ح: ١٦٥ لعلته، ولكن كثيرًا لم ينفرد به، وأخرجه أبوداود، ح: ٣٥٩٤ من حديث الوليد بن رباح عن أبي هريرة به مثله، وإسناده حسن، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٣٧، ٦٣٨ وابن حبان(موارد)، ح: ١١٩٩.

فوائد ومسائل: ① جب دو افراد یا گروہوں میں اختلاف ہو جائے تو اختلاف شدید نہ ہونے دیا جائے بلکہ جلد از جلد صلح کرانے کی کوشش کی جائے۔ ② صلح کا یہ مطلب ہے کہ جھگڑا ختم کرنے کے لیے اپنے حق سے کم پر راضی ہو جائے۔ یہ بہت ثواب کا کام ہے۔ ③ صلح میں ایسی شرط نہیں رکھی جا سکتی جو شریعت کے واضح حکم کے خلاف ہو۔ ایسی شرط رکھنا یا اس پر عمل کرنا حرام ہے۔

(المعجم ٢٤) - **بَابُ الْحَجْرِ عَلَى مَنْ يُفْسِدُ مَالَهُ** (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- نادان پر مالی پابندی لگانا

٢٣٥٤- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلاً كَانَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ، وَكَانَ يُبَايِعُ، وَأَنَّ أَهْلَهُ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ احْجُرْ عَلَيْهِ. فَدَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ. فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لاَ أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ. فَقَالَ: «إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ: هَا. وَلاَ خِلاَبَةَ».

۲۳۵۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک صاحب تھے ان کی عقل کمزور تھی۔ اور وہ خرید و فروخت کرتے تھے (تو دھوکا کھا جاتے تھے) ان کے گھر والوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان پر پابندی لگا دیجیے۔ نبی ﷺ نے انھیں طلب فرمایا اور خرید و فروخت سے منع کر دیا انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں خرید و فروخت سے صبر نہیں کر سکتا تو آپ نے فرمایا: ''جب تو خرید و فروخت کرے تو کہہ دیا کر: ''دھوکا نہ کرنا۔''

فوائد ومسائل: [لا خلابة] ''دھوکا نہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس بیع میں تم نے مجھ سے دھوکا کیا تو معلوم ہونے پر میں بیع فسخ کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ ② انھیں دھوکا اس لیے لگ جاتا تھا کہ ایک بار سر میں شدید زخم آنے کی وجہ سے ان کی عقل متاثر ہو گئی تھی۔ ③ جس شخص کی عقل درست نہ ہو اسے خرید و فروخت سے حکماً روکا جا سکتا ہے اور اس کی بیع کو کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے' اس کے بعد جو شخص اس سے لین دین کرے گا' وہ خود ذمہ دار ہو گا کیونکہ وارث اس کے لین دین کو کالعدم قرار دینے کا حق رکھتے ہیں۔

٢٣٥٤- [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في من يخدع في البيع، ح: ١٢٥٠ من حديث عبدالأعلى به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٦٨، والحاكم: ٤/ ١٠١ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وانظر، ح: ١٧٥،٤٢٩ لعلته، ولكن له شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما، راجع الموطأ: ٢/ ٦٨٥، (وسنن أبي داود، ح: ٣٥٠٠، ٣٥٠١ نيل المقصود بتحقيقي).

۲۳۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانٍ قَالَ: هُوَ جَدِّي مُنْقِذُ بْنُ عَمْرٍو. وَكَانَ رَجُلاً قَدْ أَصَابَتْهُ آمَّةٌ فِي رَأْسِهِ فَكَسَرَتْ لِسَانَهُ. وَكَانَ لاَ يَدَعُ عَلٰى ذٰلِكَ التِّجَارَةَ. وَكَانَ لاَ يَزَالُ يُغْبَنُ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ لَهُ: «إِذَا أَنْتَ بَايَعْتَ فَقُلْ: لَا خِلاَبَةَ. ثُمَّ أَنْتَ فِي كُلِّ سِلْعَةٍ ابْتَعْتَهَا بِالْخِيَارِ ثَلاَثَ لَيَالٍ. فَإِنْ رَضِيتَ فَأَمْسِكْ، وَإِنْ سَخِطْتَ فَارْدُدْهَا عَلٰى صَاحِبِهَا».

۲۳۵۵- جناب محمد بن یحییٰ بن حبان رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: وہ میرے پردادا حضرت منقذ بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے سر میں شدید زخم آیا تھا (جو دماغ کی جھلی تک پہنچا) اس سے ان کی زبان میں بھی لکنت پیدا ہوگئی تھی اس کے باوجود وہ تجارت ترک نہیں کرتے تھے اور ان سے ہمیشہ دھوکا ہوجاتا تھا' چنانچہ انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر صورت حال عرض کی تو آپ نے فرمایا: ''جب تم لین دین کرو تو کہہ دیا کرو: دھوکا نہیں' پھر تم جو چیز بھی خریدو' اس میں تمھیں تین دن تک (واپس کرنے کا) اختیار ہوگا' اگر پسند آئے تو رکھ لو' ناپسند ہو تو اس کے مالک کو واپس کردو۔''

فوائد ومسائل: ① [آمّة] سر میں آنے والے اس زخم کو کہتے ہیں جو دماغ کی بیرونی جھلی تک جا پہنچے۔ ② کم عقل آدمی بھی خرید وفروخت کرسکتا ہے' تاہم اسلامی سلطنت کا افسر اس پر پابندی لگانے کا حق رکھتا ہے۔ ③ [لاخلابة] ''دھوکا نہیں'' کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس تنبیہ کے باوجود اگر تم نے مجھے دھوکا دے کر چیز کی بہت کم قیمت دی' یا بہت زیادہ قیمت لے لی تو تم قصوروار گنے جاؤ گے۔ ④ جب سودا طے پاجانے کے بعد کوئی مدت متعین کرلی جائے تو اس مدت میں بیع ختم کرنے کا اختیار رہتا ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ تَفْلِيسِ الْمُعْدَمِ وَالْبَيْعِ عَلَيْهِ لِغُرَمَائِهِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- مفلس آدمی کو دیوالیہ قرار دے کر اس کا مال بیچ کر قرض خواہوں کو ادائیگی کرنا

۲۳۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عِيَاضِ

۲۳۵۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے (باغ کے) پھل خریدے جن میں اسے

۲۳۵۵_[حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٨/ ١٧، ١٨ من حديث عبدالأعلٰى قال: نا محمد بن إسحاق قال حدثني محمد بن يحيى بن حبان به، وفي سماعه من جده نظر، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما من غير تعين حبان بن منقذ أو منقذ بن عمرو رضي الله عنهما.

۲۳۵۶_ أخرجه مسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع من الدَّين، ح: ١٥٥٦ من حديث الليث به.

ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا. فَكَثُرَ دَيْنُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ» فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ. فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ، وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ» يَعْنِي الْغُرَمَاءَ.

بہت خسارہ ہوا اور وہ بہت مقروض ہوگیا' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے صدقہ دو۔'' لوگوں نے اسے صدقہ دیا لیکن اس سے اس کا پورا قرض ادا نہیں ہوسکتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا: ''تمھیں جو کچھ ملتا ہے لے لو'اس کے سوا تمھیں کچھ نہیں ملے گا۔''

فوائد ومسائل: ① جس شخص پر اتنا زیادہ قرض ہو جائے کہ وہ ادا کرنے سے قاصر ہو تو صدقات سے اس کی مدد کرنی چاہیے۔ ایسے شخص کو زکاۃ بھی دی جاسکتی ہے۔ ② اگر قرض زیادہ ہو اور دوسروں کی امداد سے بھی اتنی رقم جمع نہ ہو کہ قرض ادا ہو سکے تو جتنا کچھ موجود ہو' وہی قرض خواہوں میں ان کے قرضوں کی نسبت سے تقسیم کر دیا جائے' مثلاً: کسی کے پاس کل قرضوں سے نصف رقم ہو تو ہر قرض خواہ کو اس کے قرض سے نصف رقم دے دی جائے۔ ③ ممکن حد تک وصول ہو جانے کے بعد دیوالیہ سے مزید مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔

٢٣٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ هُرْمُزٍ، عَنْ سَلَمَةَ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَلَعَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ مِنْ غُرَمَائِهِ. ثُمَّ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْيَمَنِ. فَقَالَ مُعَاذٌ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَخْلَصَنِي بِمَالِي ثُمَّ اسْتَعْمَلَنِي.

٢٣٥٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو قرض خواہوں کے ہاتھ سے چھڑایا' پھر انھیں یمن میں عامل (گورنر یا زکاۃ وصول کرنے کا ذمے دار) مقرر فرما دیا۔ حضرت معاذ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرا مال دے کر مجھے چھڑایا' پھر مجھے عامل بنا دیا۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ (التحفة ٢٦)

باب: ٢٦- جسے دیوالیہ کے پاس اپنی چیز جوں کی توں مل جائے (اس کا کیا حکم ہے؟)

٢٣٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٣٥٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

٢٣٥٧ـ [إسناده ضعيف] * عبدالله بن مسلم بن هرمز ضعيف كما في التقريب، وسلمة المكي قال البوصيري: "لا يعرف حاله"، وضعفه البوصيري.

٢٣٥٨ـ أخرجه البخاري، الاستقراض، باب: إذا وجد ماله عند مفلس في البيع والقرض والوديعة فهو أحق به، ◄◄

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ؛ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، جَمِيعاً عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے دیوالیہ قرار دیے گئے شخص کے پاس اپنی چیز جوں کی توں مل گئی تو یہ شخص دوسروں کی نسبت اس چیز کا زیادہ حق رکھتا ہے۔''

۲۳۵۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ سِلْعَةً، فَأَدْرَكَ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا عِنْدَ رَجُلٍ، وَقَدْ أَفْلَسَ، وَلَمْ يَكُنْ قَبَضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئاً، فَهِيَ لَهُ. وَإِنْ كَانَ قَبَضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئاً، فَهُوَ أُسْوَةٌ لِلْغُرَمَاءِ».

۲۳۵۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنی کوئی چیز بیچی' وہ چیز اسے دیوالیہ قرار دیے ہوئے شخص کے پاس بعینہٖ مل گئی جب کہ اس نے ابھی اس کی قیمت میں سے کچھ بھی وصول نہیں کیا تھا تو وہ اس (بیچنے والے) کی ہے۔ اور اگر اس نے قیمت کا کچھ حصہ وصول کر لیا ہو تو وہ بھی دوسرے قرض خواہوں کے حکم میں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جب کسی شخص پر قرض اتنا زیادہ ہو جائے کہ وہ اسے ادا کرنے سے قاصر ہو تو اسے دیوالیہ قرار دینا مشروع ہے۔ ② دیوالیہ کے گھر کا اسباب بیچ کر قرض خواہوں کا قرض واپس کیا جائے گا۔ ③ اگر دیوالیہ کے پاس قرض خواہ کی کوئی چیز موجود ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: (ا) اگر دیوالیہ نے اس کی قیمت بالکل ادا نہیں کی تو قرض خواہ اپنی چیز وصول کر لے گا اور یوں سمجھا جائے گا کہ یہ چیز بیچی اور خریدی ہی نہیں گئی۔ (ب) اگر

◄ ح: ۲۴۰۲ ومسلم، المساقاة، باب من أدرك ما باعه عند المشتري، وقد أفلس، فله الرجوع إليه، ح: ۱۵۵۹ من حديث يحيى بن سعيد به.

۲۳۵۹_ [صحيح] انظر الحديث السابق * إسماعيل بن عياش ضعيف، والحديث السابق شاهد له.

مقروض نے اس چیز کی کل قیمت یا کچھ قیمت ادا کر دی ہے تو اب یہ مقروض (دیوالیہ) کی ملکیت ہے۔ اسباب قرض خواہوں میں تقسیم کرتے ہوئے اگر یہ چیز اس قرض خواہ کے حصے میں آ جائے تو بھی ٹھیک ہے نہیں تو جس کے حصے میں چلی جائے وہ لے لے گا۔ یہ قرض خواہ دوسرے قرض خواہوں سے اس چیز کا زیادہ حق نہیں رکھتا۔

۲۳۶۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ رَافِعٍ، عَنِ ابْنِ خَلْدَةَ الزُّرَقِيِّ، وَكَانَ قَاضِياً بِالْمَدِينَةِ قَالَ: جِئْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي صَاحِبٍ لَنَا قَدْ أَفْلَسَ. فَقَالَ: هٰذَا الَّذِي قَضٰى فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ: «أَيُّمَا رَجُلٍ مَاتَ أَوْ أَفْلَسَ، فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أَحَقُّ بِمَتَاعِهِ. إِذَا وَجَدَهُ بِعَيْنِهِ».

۲۳۶۰- حضرت عمر بن خلدہ زرقی رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ اور وہ مدینہ منورہ میں قاضی (جج) تھے۔ انھوں نے فرمایا: ہمارا ایک ساتھی دیوالیہ ہو گیا۔ ہم اس کے معاملے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا: ایسے ہی شخص کے بارے میں نبی ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے: ”جو شخص فوت ہو جائے یا دیوالیہ ہو جائے تو سامان کا مالک اپنے سامان کا زیادہ مستحق ہے جب وہ اسے اس کے پاس بعینہٖ مل جائے۔“

۲۳۶۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا الْيَمَانُ بْنُ عَدِيٍّ: حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ مُحَمَّدُ ابْنُ الْوَلِيدِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرِئٍ مَاتَ وَعِنْدَهُ مَالُ امْرِئٍ

۲۳۶۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے پاس کسی (قرض خواہ) کا مال بعینہٖ موجود ہو تو قرض خواہ نے اس سے کچھ وصول کیا ہو یا نہ کیا ہو (ہر حال میں) وہ دوسرے قرض خواہوں کی طرح ہی ہے۔“

۲۳۶۰- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجل يفلس فيجد الرجل متاعه بعينه عنده، ح: ۳۵۲۳ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٣٤، والحاكم: ٢/ ٥٠، والذهبي * أبوالمعتمر لم يعرفه ابن عبدالبر، ووثقه ابن حبان، وابن الجارود، والحاكم وغيرهم، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

۲۳۶۱- [حسن] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٢٩ من حديث عمرو بن عثمان به، وقال: "اليمان بن عدي ضعيف الحديث"، وقال: ٤/ ٢٢٩: "خالفه إسماعيل بن عياش عن الزبيدي، وموسى بن عقبة، واليمان بن عدي وإسماعيل بن عياش ضعيفان"، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

بِعَيْنِهِ، اقْتَضَى مِنْهُ شَيْئاً أَوْ لَمْ يَقْتَضِ، فَهُوَ أُسْوَةٌ لِلْغُرَمَاءِ».

فائدہ: اگر فوت ہونے والے نے کسی سے نقد رقم قرض لی ہو اور اسے استعمال کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو جس شخص نے یہ رقم قرض دی تھی' وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ پوری کی پوری رقم مجھے ملنی چاہیے کیونکہ یہ وہی نوٹ ہیں جو اس نے مجھ سے لیے تھے بلکہ یہ قرض خواہ بھی دوسرے قرض خواہوں کی طرح ہی ہے۔ اگر اوروں کو پورا قرض ملے گا تو اسے بھی اس کا پورا قرض مل جائے گا۔ اور اگر اس کا قرض ترکے سے زیادہ ہونے کی وجہ سے دوسرے قرض خواہوں کو اصل قرض سے کم وصول ہو رہا ہے تو اسے بھی اسی نسبت سے کم ادائیگی کی جائے گی۔ اس معاملے میں نقد رقم کا حکم دوسرے سامان کا نہیں جو اگر بعینہ موجود ہو تو قرض خواہ اسے لے لیتا ہے' جیسے حدیث: ۲۳۵۹ کے فائدہ: ۳ (ا) میں بیان کیا گیا ہے۔

شہادت (گواہی) کی تعریف ومشروعیت‘اس سے متعلق چند احکام اور اس کی بعض اقسام کا بیان

* تعریف: کسی شخص نے جو دیکھا یا سنا اس کو صحیح طور پر بیان کرنا ''شہادت'' (گواہی دینا) ہے۔

* شہادت کی مشروعیت: گواہی قرآن وسنت سے ثابت امر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر رحمت کرتے ہوئے گواہی کو مشروع فرمایا ہے تاکہ لوگوں کے اختلافات اور خصومات کا فیصلہ اس کی روشنی میں کیا جاسکے‘ اسی لیے گواہی کو چھپانا اور اسے حق طور پر بیان نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس سے حقدار پر ظلم ہوتا ہے اور ظالم کی تائید ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ﴾ ''اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ‘ جو اسے چھپائے گا‘ یقیناً اس کا دل گناہ گار ہوگا۔'' (البقرۃ ۲:۲۸۳)

رسول اکرم ﷺ شہادت کی خوبی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

[أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَآءِ؟ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا] ''کیا میں تمھیں اچھے گواہ کی خبر نہ دوں؟ وہ ہے جو سوال سے پہلے گواہی پیش کردے۔'' (صحیح مسلم‘ الأقضیة‘ باب بیان خیر الشھود‘ حدیث:۱۷۱۹)

٭ شہادت کے چند اہم احکام:

① گواہی صرف اسی چیز کی دی جائے جو آنکھوں سے دیکھی یا کانوں سے سنی ہو۔ غیر یقینی گواہی نہ دی جائے۔

② گواہ کے امین اور دیانتدار ہونے کی شہادت دو عادل شخص دیں گے۔

③ جھوٹے گواہ کی تادیب ضروری ہے تاکہ وہ آئندہ دیگر لوگوں کے لیے نمونہ بنے۔

٭ گواہی کی بعض اقسام:

① زنا کے ثبوت کے لیے چار مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔

② دیگر امور میں دو عادل گواہ کافی ہیں۔

③ اموال کے معاملات میں ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی بھی درست ہے۔

④ احکام میں ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

⑤ عورتوں کے بعض مخصوص مسائل میں ایک عورت کی گواہی بھی قابل قبول ہوگی، مثلاً: رضاعت کا اقرار کرنا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ

گواہی سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ٢٧) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الشَّهَادَةِ لِمَنْ لَمْ يُسْتَشْهَدْ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- جس سے گواہی طلب نہ کی جائے' اس کا گواہی دینا مکروہ ہے

٢٣٦٢- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو بْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَبْدُرُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ».

۲۳۶۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کون لوگ بہتر ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے زمانے کے (مومن) افراد' پھر جو ان سے متصل ہوں گے' پھر جو ان سے متصل ہوں گے' پھر ایسے لوگ آ جائیں گے جن کی گواہی ان کی قسم سے پہلے اور ان کی قسم ان کی گواہی سے پہلے آئے گی۔''

فوائد و مسائل: ① ''قرن'' سے مراد ایک زمانے کے لوگ' یعنی ایک نسل کے لوگ ہوتے ہیں۔ یہاں قرن اول سے مراد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت' ان سے متصل لوگوں سے مراد تابعین عظام اور ان سے متصل لوگوں سے مراد تبع تابعین حضرات ہیں۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم امت کے افضل ترین افراد ہیں' ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کا صحابی افضل ترین تابعی سے افضل ہے۔ ③ صحابۂ' تابعین اور تبع تابعین کا مقام بعد کے تمام افراد سے بلند ہے۔ ④ گواہی اور قسم بہت اہم اور نازک ذمے داری ہے۔ جھوٹی گواہی کی وجہ سے لوگوں کے فیصلے غلط ہوتے

٢٣٦٢_ أخرجه البخاري، الشهادات، باب: لا يشهد على شهادة جور إذا أشهد، ح: ٢٦٥٢، ٣٦٥١، ٦٦٥٨، وغيره، ومسلم، فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ح: ٢٥٣٣ من حديث منصور به.

ہیں جن کی وجہ سے کسی کا حق دوسرے کو مل جاتا ہے اور حق دار محروم رہ جاتا ہے۔ اسی طرح جھوٹی قسم کی وجہ سے جھوٹ پر اعتبار کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں بہت سی ناانصافیاں واقع ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ جھوٹی قسم کھانا اللہ کی شان میں گستاخی بھی ہے۔ ⑤ قسم اور گواہی ایک دوسرے سے جلدی آنے کا مطلب یہ ہے کہ انھیں اس کی اہمیت اور نزاکت کا احساس نہیں ہوگا' لہٰذا بلاتکلف سچی جھوٹی قسمیں کھائیں گے' خاص طور پر گواہی دیتے وقت جھوٹی قسمیں کھانے میں باک محسوس نہیں کریں گے۔ یہ بہت بری عادت ہے۔

٢٣٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ. قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فِينَا مِثْلَ مُقَامِي فِيكُمْ فَقَالَ: «احْفَظُونِي فِي أَصْحَابِي. ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَمَا يُسْتَشْهَدُ. وَيَحْلِفَ وَمَا يُسْتَحْلَفُ».

٢٣٦٣- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت عمر ؓ نے مقام جابیہ میں ہم سے خطاب فرمایا: آپ نے اس میں فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے اندر اسی طرح کھڑے ہوئے تھے جس طرح میں تمھارے اندر کھڑا ہوں' پھر فرمایا: ''میرے صحابہ کے بارے میں میرا خیال رکھنا' پھر ان لوگوں کے بارے میں جو ان (صحابہ) سے متصل ہوں گے (یعنی تابعین)' پھر ان لوگوں کے بارے میں جو ان (تابعین) سے متصل ہوں گے (یعنی تبع تابعین)' اس کے بعد جھوٹ عام ہو جائے گا حتی کہ آدمی گواہی دے گا' حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ اور وہ قسم کھائے گا' حالانکہ اس سے قسم نہیں لی جائے گی۔''

فوائد: ① ''میرا خیال رکھنا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ سے تعلق کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سے محبت اور ان کا احترام قائم رکھنا۔ ② تابعین اور تبع تابعین بھی قابل احترام ہیں' لہٰذا ان سے محبت اور ان کا احترام ضروری ہے۔ ③ صحابہ' تابعین اور تبع تابعین کے دور میں خیر غالب اور شر مغلوب تھا۔ عام لوگوں میں اخلاق و کردار کی وہ خرابیاں نہیں تھیں جو بعد میں ظاہر ہوئیں۔ ان زمانوں میں جو فکری غلطیاں پیدا ہوئیں ان میں بھی وہ شدت نہیں تھی جو بعد کے لوگوں میں پیدا ہوگئی۔ ④ گواہی طلب نہ کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ گواہ گواہی دینے کو

٢٣٦٣- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦، والنسائي في الكبرٰى، عن جرير(ابن عبدالحميد) به، وتابعه جرير بن حازم عند النسائي في الكبرٰى وغيره (وصححه ابن حبان)، وقال أبوداود الطيالسي في مسنده: أخبرنا شعبة عن عبدالملك بن عمير قال: سمعت جابر بن سمرة قال: خطبنا عمر بالجابية به . . . الخ كما في مسند الفاروق لابن كثير: ٢/ ٥٥٤، وللأثر شواهد كثيرة جدًا تبلغ حد التواتر.

تیار ہوں گے لیکن وہ اخلاقی طور پر کمزور ہونے کی وجہ سے قابل اعتماد نہیں ہوں گے اس لیے انھیں گواہ کے طور پر قبول اور پسند نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کی قسموں پر بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ ⑤ مسلمان کو چاہیے کہ ایسے برے لوگوں میں شمار ہونے سے بچنے کی کوشش کرے جن کی پیش گوئی احادیث میں کی گئی ہے اور اپنے کردار کو بہتر سے بہتر بنائے تاکہ اس کی گواہی اور قسم قابل اعتماد ہو۔

(المعجم ٢٨) - **بَابُ الرَّجُلِ عِنْدَهُ الشَّهَادَةُ لَا يَعْلَمُ بِهَا صَاحِبُهَا** (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- اگر آدمی کے پاس ایسی گواہی موجود ہو جس کا متعلقہ فرد کو علم نہ ہو

٢٣٦٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُعْفِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ: أَخْبَرَنِي أُبَيُّ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «خَيْرُ الشُّهُودِ مَنْ أَدَّى شَهَادَتَهُ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا».

۲۳۶۴- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا: ”بہترین گواہ وہ ہے جو گواہی کا مطالبہ کیے جانے سے پہلے ہی گواہی دے دے۔“

فوائد ومسائل: ① پچھلے باب سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہی اس کو دینی چاہیے جس سے مطالبہ کیا جائے جب کہ اس باب میں مطالبہ کرنے سے پہلے گواہی دینے والے کو بہترین گواہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ دونوں باتیں ہی درست ہیں۔ دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق اور جمع کی صورت یہ ہے کہ پہلی صورت اس وقت ہے جب گواہی دینے والے کا خیال ہو کہ مجھ پر اعتبار نہیں کیا جائے گا یا یہ خیال ہو کہ دوسرے گواہ موجود ہیں لہٰذا اگر میں گواہی نہ دوں تو کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی۔ اس حدیث میں ایسے گواہ کا ذکر ہے جس کے گواہی نہ دینے کی وجہ سے کسی کی حق تلفی کا خطرہ ہے کیونکہ اور گواہ موجود نہیں یا قابل اعتماد نہیں۔ ② جب مدعی کو معلوم نہ ہو کہ فلاں

٢٣٦٤_ أخرجه مسلم، الأقضية، باب بيان خير الشهود، ح: ١٧١٩ من حديث أبي بكر بن عمرو بن حزم به.

میرے حق میں گواہی دے سکتا ہے تو وہ اس سے درخواست نہیں کر سکتا کہ وہ میرے حق میں گواہی دے' اس صورت میں مسلمان کی خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اسے اس کا حق دلانے کے لیے اس سے تعاون کرتے ہوئے گواہی دی جائے' یہ بہت ثواب کا کام ہے۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ الْإِشْهَادِ عَلَى الدُّيُونِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹-قرض پر گواہ بنانا

٢٣٦٥- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الْجُبَيْرِيُّ، وَ جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: تَلاَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ حَتَّى بَلَغَ: ﴿فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا﴾ [البقرة: ٢٨٢-٢٨٣] فَقَالَ: هٰذِهِ نَسَخَتْ مَا قَبْلَهَا.

۲۳۶۵- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ''اے مومنو! جب تم ایک مقررہ مدت تک قرض لو یا دو۔'' حتی کہ آپ اس آیت پر پہنچے: ﴿فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ ''اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے مطمئن ہو (تو جسے امانت دی گئی ہے وہ اسے ادا کرے۔'') تو فرمایا: اس نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ موقوف حدیث ہے' یعنی صحابی کا قول ہے' نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد نہیں۔ صحابی کے قول کے مقابلے میں اگر مرفوع حدیث نہ ہو تو موقوف حدیث سے دلیل لی جا سکتی ہے۔ ② ''منسوخ'' سے اصطلاحی منسوخ مراد نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ پہلی آیت میں ہر قرض کو تحریر میں لانے کا حکم ہے لیکن جب گروی رکھ کر قرض لیا جائے تو یہ پہلے حکم میں شامل نہیں' اسی طرح جب باہمی اعتماد کی بنا پر امانت رکھی جائے تو یہ بھی پہلے حکم میں شامل نہیں اور اسے تحریر کرنا ضروری نہیں۔ ③ یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ اعتماد کی صورت میں جس طرح تحریر ضروری نہیں' اسی طرح گروی رکھنا بھی ضروری نہیں' تاہم پھر بھی تحریر کر لینا بہتر ہے۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ مَنْ لَا تَجُوزُ شَهَادَتُهُ (التحفة ٣٠)

باب:۳۰-کس کی گواہی قبول نہیں؟

٢٣٦٥ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٢/ ٥٧٠، وأبوداود في الناسخ والمنسوخ، والطبراني، ومن طريقه المزي في تهذيب الكمال: (ق٢/ ٨٦٣) من حديث محمد بن مروان به، وقواه ابن كثير في تفسيره، وهٰذا اجتهاد من أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، والله أعلم.

۲۳٦٦- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالاَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلاَ خَائِنَةٍ، وَلاَ مَحْدُودٍ فِي الْإِسْلاَمِ، وَلاَ ذِي غِمْرٍ عَلٰى أَخِيهِ».

۲۳٦٦- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب بن محمد) سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ) سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خیانت کرنے والے مرد اور عورت کی گواہی قبول نہیں، اور نہ اس کی جسے اسلام (لانے کے بعد کسی جرم کی سزا) میں حد لگائی گئی ہو، اور نہ اپنے بھائی سے عداوت رکھنے والے کی گواہی قبول ہے۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دے کر کہا ہے کہ اس حدیث کی اصل صحیح ہے، نیز سنن ابوداود میں عمرو بن شعیب عن أبيه عن جده سے مروی روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ (دیکھیے: سنن ابوداود (اردو)، طبع دارالسلام، حدیث: ۳٦۰۰، ۳٦۰۱) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک قابل عمل اور قابل حجت ہے، علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۱/ ۲۹۹، ۳۰۰، والإرواء للألباني، رقم: ۲٦٦۹، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ۲۳٦٦) ② امانت میں خیانت کرنے والا قابل اعتماد نہیں ہوتا، لہٰذا عدالت میں اس کی گواہی قبول نہیں۔ ③ ”حد“ بعض خاص جرائم کی سزاؤں کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی طرف سے مقرر کی گئی ہیں۔ عدالت کو ان میں کمی بیشی کا حق نہیں۔ ان کے علاوہ دیگر سزاؤں کو ”تعزیر“ کہتے ہیں جن میں حالات کے مطابق تبدیلی کی جاسکتی ہے۔ ④ جب یہ ثابت ہو جائے کہ گواہ نے جس کے خلاف گواہی دی ہے، اس سے اس کی پہلے سے ناراضی ہے تو یہ بات گواہی کو مشکوک بنا دیتی ہے، ممکن ہے کہ وہ پرانی دشمنی کی وجہ سے اس کے خلاف گواہی دے کر اپنا بدلہ لینا چاہتا ہو۔ ⑤ بھائی سے مراد دینی بھائی، یعنی مسلمان ہے۔ اس میں حقیقی بھائی بھی شامل ہے کیونکہ مسلمان ہونے کی صورت میں وہ بھی دینی بھائی ہے۔

۲۳٦۷- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى:

۲۳٦۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے،

۲۳٦٦_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۰۸ عن يزيد بن هارون وغيره به، وانظر، ح: ٤۹٦، ۱۱۲۹ لعلته: وله شواهد ضعيفة، وأصل الحديث صحيح بلفظ: "لا تجوز شهادة خائن ولا خائنة ولا زان ولا زانية ولا ذي غمر على أخيه" أخرجه أبوداود، ح: ۳٦۰۱ وغيره، وسنده قوي كما قال الحافظ في التلخيص: ٤/ ۱۹۸، وللحديث شواهد.

۲۳٦۷_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، القضاء، باب شهادة البدوي على أهل الأمصار، ح: ۳٦۰۲ من حديث◀◀

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ بَدَوِيٍّ عَلَى صَاحِبِ قَرْيَةٍ».

انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرمار ہے تھے: ''بستی والے کے خلاف خانہ بدوش کی گواہی قبول نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اس کی وجہ یہ ہے کہ خانہ بدوش دین واخلاق اور کردار کے لحاظ سے عموماً کم تر ہوتے ہیں کیونکہ انھیں علماء کے پاس بیٹھنے اور دین سیکھنے کا موقع نہیں ملتا' اس لیے ان سے زیادہ امکان یہی ہے کہ وہ گواہی صحیح نہ دیں گے۔ ② گواہ کا قابل اعتماد ہونا ضروری ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ الْقَضَاءِ بِالشَّاهِدِ وَالْيَمِينِ (التحفة ٣١)

باب: ۳۱- ایک گواہ اور مدعی کی قسم کی بنا پر فیصلہ کرنا

٢٣٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ [الْمَدَنِيُّ]، أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الزُّهْرِيُّ، وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ.

۲۳۶۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مدعی کی) قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔

٢٣٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ

۲۳۶۹- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (مدعی کی) قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔

◀◀ ابن وهب به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٠٩.

٢٣٦٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء في اليمين مع الشاهد، ح: ١٣٤٣ عن يعقوب بن إبراهيم به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٠٧، والحديث مخرج في نيل المقصود، ح: ٣٦١٠، وأخرجه أبو داود من حديث الدراوردي به.

٢٣٦٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء في اليمين مع الشاهد، ح: ١٣٤٤ عن محمد بن بشار به.

مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ.

۲۳۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَكِّيُّ: أَخْبَرَنِي قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالشَّاهِدِ وَالْيَمِينِ.

۲۳۷۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور (مدعی کی) قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔

۲۳۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ، مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ، عَنْ سُرَّقٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَجَازَ شَهَادَةَ الرَّجُلِ وَيَمِينَ الطَّالِبِ.

۲۳۷۱- حضرت سرق (بن اسد جہنی ؓ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کی گواہی اور مدعی کی قسم کو درست قرار دیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس حدیث کی اصل سابقہ روایت ہے اور وہ اس کی شاہد بھی ہے اور صحیح بھی ہے' علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی مذکورہ روایت کو ماقبل روایت کی وجہ سے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود ماقبل روایت کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني: ۸/۳۰۵' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۲۳۷۱) ② دعویٰ ثابت کرنے کے لیے دو قابل اعتماد گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ ③ اگر دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی معتبر ہے (سورۂ بقرہ: آیت: ۲۸۳) ④ اگر مدّعی کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو مدعا علیہ اپنا موقف صحیح ہونے پر قسم کھائے گا' اس طرح مدعا علیہ کے حق

۲۳۷۰_ أخرجه مسلم، الأقضية، باب وجوب الحكم بشاهد ويمين، ح: ۱۷۱۲ من حديث سيف به.

۲۳۷۱_ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ۷/۱٦٦، ح: ٦۷۱۷ من حديث جويرية بن أسماء (في الأصل المطبوع: إسماعيل وهو خطأ) به، وضعفه البوصيري لجهالة تابعيه، ولأصل الحديث شاهد صحيح تقدم قبله، وفيه غنية عن مثل هٰذه الرواية المجهولة.

میں فیصلہ ہو جائے گا۔ ④ اگر مدّعی کے پاس صرف ایک گواہ ہو تو مدعی ایک قسم کھائے گا اور اس طرح مدعی کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا۔ ⑤ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''صحابہ اور تابعین میں سے بعض علماء کے نزدیک اس پر عمل ہے کہ حقوق اور مالی معاملات میں ایک گواہ کے ساتھ ایک قسم (کی بنا پر فیصلہ کرنا) درست ہے۔ امام مالک' امام شافعی' امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔'' دیکھیے: (جامع الترمذي' الأحكام' باب ماجاء في اليمين مع الشاهد' حديث:١٣٤٥)

(المعجم ٣٢) - بَابُ شَهَادَةِ الزُّورِ (التحفة ٣٢)

باب:٣٢- جھوٹی گواہی کا بیان

٢٣٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْعُصْفُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ النُّعْمَانِ الْأَسَدِيِّ، [عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الْأَسَدِيِّ] قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الصُّبْحَ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِماً. فَقَالَ: «عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالْإِشْرَاكِ بِاللهِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ﴾ [الحج: ٣٠-٣١].

٢٣٧٢- حضرت خریم (بن اخرم بن شداد بن عمرو) بن فاتك اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی' پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''جھوٹی گواہی کو شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔'' آپ نے تین بار یہ بات ارشاد فرمائی' پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ○ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ﴾ ''اور جھوٹی بات سے پرہیز کرو۔ اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہ بات صحیح ہے کہ جھوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس کے بارے میں متعدد صحیح احادیث موجود ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جن تین گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ قرار دیا ہے' وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا' والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی ہیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الشهادات' باب ماقيل في شهادة الزور' حديث:٢٦٥٣' ٢٦٥٤)

٢٣٧٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ:

٢٣٧٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

٢٣٧٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في شهادة الزور، ح:٣٥٩٩ من حديث محمد بن عبيد به، وعلته جهالة حال أبي سفيان زياد العصفري، وشيخه حبيب بن النعمان، والله أعلم بحالهما.

٢٣٧٣- [ضعيف جدًا] أخرجه أبويعلى، ح:٥٦٧٢ من حديث محمد بن الفرات به، وسنده موضوع، وصححه◄◄

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُرَاتِ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَنْ تَزُولَ قَدَمَا شَاهِدِ الزُّورِ حَتَّى يُوجِبَ اللهُ لَهُ النَّارَ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم (حساب کتاب کے موقع پر) اپنی جگہ سے حرکت نہیں کریں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کر دے گا۔''

(المعجم ٣٣) - بَابُ شَهَادَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳-اہل کتاب کی ایک دوسرے کے بارے میں گواہی

٢٣٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَجَازَ شَهَادَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ، بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ.

۲۳۷۴- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل کتاب کی ایک دوسرے کے بارے میں گواہی کو معتبر قرار دیا۔

الحاكم: (٤/ ٩٨)، ووافقه الذهبي * سويد ضعيف وشيخه محمد بن الفرات كذاب كما قال الإمام أحمد، ومحمد ابن عبدالله بن عمار وغيرهما، وقال ابن حزم: "ضعيف بالاتفاق"، والحديث ضعفه البوصيري، وللحديث شاهد ضعيف جدًا عند أبي نعيم في حلية الأولياء: (٧/ ٢٦٤).

٢٣٧٤_ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ١٦٥ من حديث أبي خالد به، وقال: هو مما أخطأ فيه، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف من أجل مجالد بن سعيد"، وانظر، ح: ١١، وفيه علة أخرٰى ذكرها البيهقي كما تقدم في كلامه.

ہبہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، اس کی مشروعیت اور اس سے متعلق چند اہم احکام

* لغوی معنی: ہبہ: وَهَبَ، يَهَبُ، هِبَةً سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں: "کسی کو کوئی چیز بغیر عوض کے دینا۔"

* اصطلاحی تعریف: [اَلتَّمَلُّكُ بِلَا عِوَضٍ] "کسی شخص کا اپنا مال ومتاع کسی کو تبرعا (بغیر کسی معاوضے کے) دے دینا ہبہ کہلاتا ہے۔"

* ہبہ کی مشروعیت: ہبہ شرعاً مستحب ہے کیونکہ یہ ایک ایسی نیکی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ترغیب دلائی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران ۳:۹۲) "تم ہرگز اچھائی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ نہ کرو۔" نیز فرمایا: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (المآئدة ۵:۲) "نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کیا کرو۔" جبکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی عملاً اپنی امت کو ہبہ دینے اور لینے کی تعلیم دی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: [كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا] (صحيح البخاري، الهبة و فضلها والتحريض عليها، باب المكافأة في الهبة، حديث: ۲۵۸۵) "رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول کرتے تھے اور اس پر بدلہ بھی دیتے تھے۔"

✱ ہبہ کے چند اہم احکام:

① اگر والد اپنی اولاد کو کوئی چیز ہبہ کرنا چاہے تو ساری اولاد میں برابری کرنا ضروری ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: [فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ] (صحيح البخاري، الهبة و فضلها والتحريض عليها، باب الإشهاد في الهبة، حديث:٢٥٨٧) ''اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں عدل و انصاف کرو۔''

② کوئی چیز ہبہ کر کے واپس لینا حرام ہے۔ نبی ﷺ نے اس فعل کی شناعت بیان کرتے ہوئے فرمایا: [اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ] (صحيح البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب هبة الرجل لامرأته... حديث:٢٥٨٧ کے بعد) ''ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کھا لیتا ہے۔''

③ والد اپنا ہبہ واپس لے سکتا ہے۔

④ ہبہ سے عوض کی تمنا رکھنا بھی غلط ہے، اس امید پر ہبہ کرنا کہ دوسرا شخص بھی اسے کوئی چیز ہبہ کرے گا، یہ درست نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٤) أَبْوَابُ الْهِبَاتِ (التحفة ...)

ہبہ سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ الرَّجُلِ يَنْحَلُ وَلَدَهُ (التحفة ٣٤)

باب:١- آدمی کا اپنی اولاد کو کچھ ہبہ کرنا

٢٣٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: انْطَلَقَ بِهِ أَبُوهُ يَحْمِلُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: اشْهَدْ أَنِّي قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ مِنْ مَالِي كَذَا وَكَذَا. قَالَ: «فَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ مِثْلَ الَّذِي نَحَلْتَ النُّعْمَانَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَأَشْهِدْ عَلَى هٰذَا غَيْرِي». قَالَ: «أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا لَكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟» قَالَ: بَلَى. قَالَ: «فَلَا. إِذاً».

٢٣٧٥- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد (حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ) انھیں اٹھائے ہوئے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: گواہ رہیں کہ میں نے نعمان کو اپنے مال میں سے فلاں فلاں چیز ہبہ کر دی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنے سارے بیٹوں کو ویسی چیز دی ہے جیسی نعمان کو دی ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اس (ہبہ) پر میرے سوا کسی اور کو گواہ بنالو۔'' پھر فرمایا: ''کیا تمھیں یہ بات پسند نہیں کہ وہ سب تم سے برابر حسن سلوک کریں؟'' بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''جی ہاں (پسند ہے۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ''تب (اس طرح) نہیں (کرنا چاہیے)۔''

٢٣٧٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

٢٣٧٦- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت

٢٣٧٥ـ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الهبة للولد، ح:٢٥٨٧، ٢٦٥٠، ومسلم، الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة، ح:١٦٢٣ من حديث عامر الشعبي به.

٢٣٧٦ـ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الهبة للولد، ح:٢٥٨٦، ومسلم، الهبات، الباب السابق، ح:١٦٢٣ من حديث الزهري به.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَخْبَرَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ غُلاَماً. وَأَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُشْهِدُهُ. فَقَالَ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ؟» قَالَ: لاَ. قَالَ: «فَارْدُدْهُ».

ہے کہ ان کے والد نے انھیں ایک غلام ہبہ کیا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آپ کو اس پر گواہ بنا لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو یہی کچھ دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں۔ آپ نے فرمایا'' پھر اسے واپس لے لو۔''

فوائد ومسائل: ① اولاد سے برابر سلوک کرنا چاہیے۔ روز مرہ کی ضروریات میں برابری یہ ہے کہ ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق دیا جائے' مثلاً: جس بچے کو لباس کی ضرورت ہو اسے لباس مہیا کیا جائے۔ جسے علاج کی ضرورت ہو اس کا علاج کرایا جائے۔ اس کے علاوہ عطیات میں برابری ضروری ہے۔ ② وراثت میں لڑکے اور لڑکی کے حصے میں فرق ہے لیکن عطیے میں یہ فرق نہیں۔ ③ خرید و فروخت کی طرح قیمتی چیز ہبہ کرتے وقت بھی گواہ بنا لینا مناسب ہے۔ ④ اولاد سے برابر حسن سلوک کا یہ فائدہ ہے کہ سب بچوں کے دل میں والدین کی محبت برابر ہوگی' لہٰذا وہ بھی برابر احترام اور خدمت کرنے کی کوشش کریں گے۔ ⑤ شرعی حکم بیان کر کے اس کی حکمت بھی بیان کر دینے کا یہ فائدہ ہے کہ سائل مطمئن ہو جاتا ہے اور خوشی سے اس پر عمل کرتا ہے۔ ⑥ والدین اپنی اولاد کو ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتے ہیں۔ ⑦ اگر لاعلمی میں کوئی ایسا کام ہو جائے جو شرعاً ممنوع ہو تو اس کی ہر ممکن تلافی کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ مَنْ أَعْطَى وَلَدَهُ ثُمَّ رَجَعَ فِيهِ (التحفة ٣٥)

باب:٢- اولاد کو کچھ دے کر واپس لینا (جائز ہے)

٢٣٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ. يَرْفَعَانِ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

٢٣٧٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے لیے جائز نہیں کہ (کسی کو) کوئی چیز دے کر واپس لے لے' سوائے والد کے' جو کچھ وہ اپنی اولاد کو دیتا ہے (اسے واپس لے سکتا ہے)۔''

٢٣٧٧- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية الرجوع في الهبة، ح:١٢٩٩، ٢١٣٢، عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح:٩٩٤، وابن حبان، والحاكم: ٢/ ٤٦، والذهبي.

«لاَ يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعْطِيَ الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعَ فِيهَا . إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ» .

٢٣٧٨- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ : «لاَ يَرْجِعْ أَحَدُكُمْ فِي هِبَتِهِ ، إِلَّا الْوَالِدَ مِنْ وَلَدِهِ» .

۲۳۷۸- حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے ہبہ سے رجوع نہ کرے مگر والد اپنی اولاد سے (واپس لے سکتا ہے)۔''

فوائد و مسائل: ① کسی کو تحفے کے طور پر کوئی چیز دے کر واپس لینا جائز نہیں' خواہ وہ تحفہ معمولی ہو یا قیمتی۔ ② والد اپنی اولاد کو دی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے۔ ③ والدہ کا بھی یہی حکم ہے۔ ④ بعض علماء نے نانا' نانی اور دادا' دادی کو بھی اسی حکم میں شامل کیا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣) - بَابُ الْعُمْرٰى (التحفة ٣٦)

باب:۳- عمریٰ کا بیان

٢٣٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لاَ عُمْرٰى . فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئاً ، فَهُوَ لَهُ» .

۲۳۷۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ کچھ نہیں۔ جس کو عمر بھر کے لیے کوئی چیز دی گئی' وہ اسی کی ہوگئی۔''

فوائد و مسائل: ① اہل عرب بعض اوقات کسی پر احسان کرتے ہوئے اسے کہہ دیتے تھے: ''میں تمھیں اپنے اس گھر میں زندگی بھر رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔'' مطلب یہ ہوتا تھا کہ تمھاری وفات کے بعد یہ گھر دوبارہ مجھے یا میرے وارثوں کو مل جائے گا۔ اسے عمریٰ کہتے تھے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ کو عام ہبہ کے حکم میں کر دیا۔ اب ایک چیز جسے دے دی گئی' وہ اسی کی ہوگئی۔ اس پر یہ شرط لگانا درست نہیں کہ تمھارے مرنے کے بعد مجھے واپس مل جائے گی۔

٢٣٧٨_[صحيح] أخرجه النسائي: ٦/ ٢٦٤، ٢٦٥، الهبة، رجوع الوالد فيما يعطي ولده . . . الخ، ح: ٣٧١٩ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه عبدالوارث، وإبراهيم بن طهمان عن عامر الأحول به (السنن الكبرٰى للبيهقي: ٦/ ١٧٩).

٢٣٧٩_[إسناده حسن] أخرجه النسائي: ٦/ ٢٧٧ من طرق عن محمد بن عمرو به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

٢٣٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَعْمَرَ رَجُلاً عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ، فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُهُ حَقَّهُ فِيهَا. فَهِيَ لِمَنْ أُعْمِرَ وَلِعَقِبِهِ».

۲۳۸۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرمار ہے تھے: ''جس نے کسی شخص کو عمریٰ کے طور پر کچھ دیا تو وہ اس (وصول کرنے والے) کا اور اس کے بچوں کا ہے۔ عمریٰ کرنے والے کی بات سے اس میں اس کا حق ختم ہو گیا' وہ چیز اس کی ہے جسے عمر بھر کے لیے دی گئی' اور اس کی اولاد کے لیے ہے۔''

٢٣٨١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ الْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ.

۲۳۸۱- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عمریٰ کو وارث کے لیے قرار دیا۔

فائدہ: جو چیز کسی کو عمر بھر کے لیے دی گئی' وفات کے بعد وہ دینے والے کو واپس نہیں ملے گی بلکہ جس طرح مرنے والے کی باقی جائیداد اس کے وارثوں میں تقسیم ہو گی' اس انداز سے ملنے والی چیز بھی ترکے میں شامل ہو کر اس کے وارثوں میں تقسیم ہو جائے گی کیونکہ شرعاً یہ چیز ہبہ کے حکم میں ہے' لہٰذا وہ وصول کرنے والے کی جائز ملکیت شمار ہو گی۔

(المعجم ٤) - بَابُ الرُّقْبٰى (التحفة ٣٧)

باب:۴- رقبیٰ کا بیان

٢٣٨٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ

۲۳۸۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رقبیٰ کچھ نہیں' جسے رقبیٰ

٢٣٨٠ـ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب ما قيل في العمرٰى والرقبٰى، ح: ٢٦٢٥ من حديث أبي سلمة به، ومسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٥ عن محمد بن رمح به.

٢٣٨١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرقبٰى، ح: ٣٥٥٩ من حديث عمرو بن دينار به، وصححه ابن حبان، وهو مخرج في مسند الحميدي، ح: ٣٩٩ بتحقيقي.

٢٣٨٢ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٦/ ٢٧٣، العمرٰى، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جابر في العمرٰى، ح: ٣٧٦٣ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنف عبدالرزاق: ٩/ ١٩٦، ح: ١٦٩٢٠ بطوله * ابن جريج صرح بالسماع، وحبيب لم يسمع هٰذا الحديث من ابن عمر رضي الله عنه، والحديث صحيح بشواهده، راجع نيل المقصود، ح: ٣٥٥٦ وغيره.

عَطَاءٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ رُقْبٰى. فَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئاً فَهُوَ لَهُ، حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ».

کے طور پر کوئی چیز دی گئی' وہ زندگی میں بھی اور مرنے پر بھی اسی کی ہے۔"

قَالَ: وَالرُّقْبٰى أَنْ يَقُولَ هُوَ لِلآخَرِ: مِنِّي وَمِنْكَ مَوْتاً.

راوی نے بیان کیا: رقبیٰ کا مطلب دوسرے سے یہ کہنا ہے: یہ چیز اس کی ہے جو ہم دونوں میں سے بعد میں فوت ہو۔

٢٣٨٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالاَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ لِمَنْ أُعْمِرَهَا. وَالرُّقْبٰى جَائِزَةٌ لِمَنْ أُرْقِبَهَا».

۲۳۸۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمریٰ اس شخص کے حق میں جاری ہوگا جسے عمریٰ کے طور پر دیا گیا۔ اور رقبیٰ اس شخص کے حق میں جاری ہوگا جسے رقبیٰ کے طور پر دیا گیا۔"

فوائد ومسائل: ① رقبیٰ کا مطلب یہ ہے کہ میں تمھیں' مثلاً: یہ مکان دیتا ہوں۔ اگر تم پہلے فوت ہوئے تو مکان مجھے واپس مل جائے گا اور اگر میں پہلے فوت ہوا تو مکان تمھارا رہے گا۔ ② عمریٰ اور رقبیٰ میں فرق یہ ہے کہ عمریٰ میں صرف لینے والے کی عمر کا لحاظ ہوتا تھا کہ جب تک وہ زندہ رہے اس مکان میں رہے گا' خواہ دینے والے سے پہلے فوت ہو یا بعد میں۔ جب بھی لینے والا فوت ہوگا' مکان دینے والے کو یا اس کے وارثوں کو واپس مل جائے گا۔ رقبیٰ میں یہ شرط ہوتی تھی کہ صرف اس صورت میں واپس ملے گا اگر لینے والا پہلے فوت ہو۔ اگر دینے والا پہلے فوت ہو تو مکان لینے والے ہی کا ہو جاتا تھا۔ ③ عمریٰ اور رقبیٰ دونوں کا رواج عرب میں اسلام سے پہلے موجود تھا۔ اسلام میں ان دونوں کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ ④ ہبہ کرنا جائز ہے۔ اگر عمریٰ یا رقبیٰ والی شرط رکھ کر کسی کو کچھ دیا جائے تو وہ ہبہ ہی شمار ہوگا اور یہ شرط خلاف شریعت ہونے کی وجہ سے کالعدم ہوگی۔ ⑤ اگر کوئی شخص کسی غریب کی مدد کرنا چاہتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ مکان وغیرہ اس کی ملکیت میں رہے تو اسے عاریتاً کچھ مدت کے لیے دینا چاہیے۔ مدت ختم ہونے پر ضرورت محسوس کی جائے تو مدت میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

٢٣٨٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرقبٰى، ح: ٣٥٥٨ من حديث هشيم به، وحسنه الترمذي، ح: ١٣٥١، وانظر، ح: ٣٩٥ لعلته، وللحديث شواهد.

(المعجم ٥) - بَابُ الرُّجُوعِ فِي الْهِبَةِ (التحفة ٣٨)

باب:۵- ہبہ کرکے واپس لینا

٢٣٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مَثَلَ الَّذِي يَعُودُ فِي عَطِيَّتِهِ، كَمَثَلِ الْكَلْبِ. أَكَلَ، حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ. ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ، فَأَكَلَهُ».

۲۳۸۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا عطیہ واپس لیتا ہے' وہ کتے کی طرح ہے' جو کھاتا رہتا ہے' جب سیر ہو جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے' پھر اپنی قے کو دوبارہ کھانے لگ جاتا ہے۔''

٢٣٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

۲۳۸۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہبہ کرکے واپس لینے والا اپنی قے کو واپس پیٹ میں ڈالنے والے کی طرح ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ہبہ کا مطلب کسی کو کوئی چیز بلا معاوضہ دے دینا ہے۔ اس کا مقصد محض اللہ کی رضا کا حصول اور ایک مومن سے حسن سلوک ہوتا ہے' لہٰذا اسے واپس لینا اپنی نیکی کالعدم کرنے کے برابر ہے۔ اور جان بوجھ کر نیکی ضائع کرنا بہت بری بات ہے۔ ② ہبہ کا ایک فائدہ مسلمانوں کی باہمی محبت واحترام میں اضافہ بھی ہے۔ ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینے سے نہ صرف یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے بلکہ باہمی محبت واحترام میں بھی کمی آ جاتی ہے' اس طرح فائدے سے نقصان زیادہ ہو جاتا ہے۔ ③ کتے کے عمل سے تشبیہ دینے کا مقصد اس کام سے نفرت دلانا ہے۔ ④ والد اولاد کو عطیہ دے کر واپس لے سکتا ہے کیونکہ اولاد کی ملکیت اس کی اپنی

٢٣٨٤- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٠، ٤٩٢ من حديث عوف الأعرابي به، وقال البوصيري: "منقطع، خلاس بن عمرو الهجري لم يسمع من أبي هريرة شيئًا" قلت: تابعه محمد بن سيرين عن أبي هريرة به عند أحمد: ٢/ ٤٩٢ وغيره، فالحديث صحيح.

٢٣٨٥- أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب: لا يحل لأحد أن يرجع في هبته وصدقته، ح: ٢٦٢١ من حديث شعبة به، ومسلم، الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة بعد القبض إلا ما وهبه لولده وإن سفل، ح: ١٦٢٢ من حديث محمد بن بشار به.

ملکیت کے حکم میں ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۳۷۷)

٢٣٨٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُوسُفَ الْعَرْعَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

۲۳۸۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنا ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو دوبارہ کھاتا ہے۔''

(المعجم ٦) - **بَابُ مَنْ وَهَبَ هِبَةً رَجَاءَ ثَوَابِهَا** (التحفة ٣٩)

باب:۶- جوابی تحفے کی امید میں تحفہ دینا

٢٣٨٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرَّجُلُ أَحَقُّ بِهِبَتِهِ مَا لَمْ يُثَبْ مِنْهَا».

۲۳۸۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے ہبہ (تحفے) کا زیادہ حق رکھتا ہے' جب تک اسے اس کا بدلہ (جوابی تحفہ) نہ دیا جائے۔''

(المعجم ٧) - **بَابُ عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا** (التحفة ٤٠)

باب:۷- عورت کا خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا

٢٣٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ الرَّقِّيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا

۲۳۸۸- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ دیا۔ اس

٢٣٨٦ـ [صحيح] ﷺ العرعري مستور (تقريب)، وعبدالله بن عمر العمري ضعيف عابد (تقريب) في غير نافع، وانظر، ح: ١٢٩٩،٣٦٦، ولحديثه شواهد صحيحة، انظر الحديث السابق.

٢٣٨٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٦/ ٤٧٤ عن وكيع به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع" وانظر، ح: ١٠٦٩، ٢٢٥٠.

٢٣٨٨ـ [صحيح] ﷺ المثنّى لم ينفرد به بل تابعه داود بن أبي هند، وحبيب المعلم عن عمرو به، أخرجه أبوداود، ح: ٣٥٤٦ وغيره، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٧، والذهبي.

مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ، فِي خُطْبَةٍ خَطَبَهَا: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ فِي مَالِهَا، إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا، إِذَا هُوَ مَلَكَ عِصْمَتَهَا».

میں آپ نے فرمایا: ''عورت کو خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف جائز نہیں' جب کہ وہ اس کی عصمت کا مالک ہو (جب تک نکاح قائم ہو۔''

فوائد کے لیے: دیکھیے' حدیث: ۲۲۹۴ کے فوائد۔

۲۳۸۹- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَحْيَى رَجُلٌ مِنْ وَلَدِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ جَدَّتَهُ خَيْرَةَ، امْرَأَةَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِحُلِيٍّ لَهَا. فَقَالَتْ: إِنِّي تَصَدَّقْتُ بِهٰذَا. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَجُوزُ لِلْمَرْأَةِ فِي مَالِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا. فَهَلِ اسْتَأْذَنْتِ كَعْباً؟» قَالَتْ: نَعَمْ. فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، زَوْجِهَا فَقَالَ: «هَلْ أَذِنْتَ لِخَيْرَةَ أَنْ تَتَصَدَّقَ بِحُلِيِّهَا؟» فَقَالَ: نَعَمْ. فَقَبِلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْهَا.

۲۳۸۹- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک صاحب حضرت عبداللہ بن یحیٰی رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی دادی' یعنی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت خیرہ رضی اللہ عنہا اپنا زیور لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں یہ صدقہ کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف کرنا درست نہیں۔ کیا تم نے کعب سے اجازت لی ہے؟'' انھوں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خاوند حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیج کر دریافت فرمایا: ''کیا تم نے خیرہ کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنا زیور صدقہ کر دے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے صدقہ وصول فرمالیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

۲۳۸۹ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ٤٥١ من حديث الليث به، وقال ابن عبدالبر: "إسناده ضعيف، لا تقوم به الحجة"، وضعفه البوصيري وغيره * عبدالله بن يحيى، وأبوه مجهولان (تقريب).

اسے صحیح کہا ہے۔ دکتور بشار عواد اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس سے پہلے والی روایت اس کی شاہد ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' رقم:۷۷۵' ۸۲۵' وسنن ابن ماجه بتحقیق الدکتور بشار عواد' حدیث: ۲۳۸۹) ② عورت اپنے مال میں سے صدقہ دینا چاہے تو بہتر ہے کہ خاوند سے اجازت لے لے۔ ③ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر عورت سمجھ دار ہو تو خاوند کے موجود ہوتے ہوئے بھی وہ کسی کو صدقہ دے سکتی ہے' یعنی خاوند سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ اور انھوں نے دلیل کے طور پر چار احادیث ذکر کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''خرچ کر' اور گن مت ورنہ اللہ بھی تجھے گن کر دے گا۔ اور سنبھال کر نہ رکھ ورنہ اللہ بھی (تجھے دینے کے بجائے) سنبھال کر رکھ لے گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے انھیں یہ نہیں فرمایا کہ اپنے شوہر حضرت زبیر بن عوام سے پوچھ لیا کرو۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الهبة وفضلها والتحریض علیها' باب هبة المرأة لغیر زوجها' وعتقها إذا کان لها زوج فهو جائز إذا لم تکن سفیهة... حدیث:۲۵۹۰) لیکن یہ جواز اس وقت ہے جب عورت کو یہ معلوم ہو کہ خاوند کو میرے صدقہ کرنے پر اعتراض نہیں ہوگا یا اتنی مقدار پر وہ اعتراض نہیں کرے گا۔ اور وہ اتنی ہی مقدار صدقہ کرتی ہے جس پر خاوند معترض نہیں ہوتا۔ واللہ أعلم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٥) **أَبْوَابُ الصَّدَقَاتِ** (التحفة . . .)

صدقہ وخیرات سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - **بَابُ الرُّجُوعِ فِي الصَّدَقَةِ** (التحفة ٤١)

باب:١-صدقہ دے کر واپس لینا

٢٣٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ».

٢٣٩٠- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے صدقے سے رجوع نہ کرو۔'' یعنی کسی کو صدقہ دے کر واپس نہ لو۔

٢٣٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَبَّاسِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الَّذِي يَتَصَدَّقُ ثُمَّ يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ، مَثَلُ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ».

٢٣٩١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صدقہ دے کر اپنا صدقہ واپس لے لیتا ہے' اس کی مثال کتے کی سی ہے جو قے کرتا ہے' پھر پلٹ کر اپنی قے کھا لیتا ہے۔''

٢٣٩٠ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب هل يشتري صدقته؟ . . . الخ، ح: ١٤٩٠، ٢٦٢٣، ٣٠٠٣، ومسلم، الهبات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به ممن تصدق عليه، ح: ١٦٢٠ من حديث زيد بن أسلم به.

٢٣٩١ـ [**صحيح**] تقدم، ح: ٢٣٨٥.

فوائد ومسائل: ① صدقہ کرنا بہت بڑی نیکی ہے اور صدقہ کر کے واپس لینا اسے کالعدم کرنے کے مترادف ہے' اور اپنی نیکی ضائع کرنا بہت بری بات ہے۔ ② کتے سے تشبیہ دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت برا کام ہے' اس لیے اس سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ٢) - بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَوَجَدَهَا تُبَاعُ هَلْ يَشْتَرِيهَا (التحفة ٤٢)

باب:٢- صدقہ کی ہوئی چیز بک رہی ہو تو کیا صدقہ دینے والا اسے خرید سکتا ہے؟

٢٣٩٢- حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ. يَعْنِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ أَنَّهُ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَأَبْصَرَ صَاحِبَهَا يَبِيعُهَا بِكَسْرٍ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: «لَا تَبْتَعْ صَدَقَتَكَ».

٢٣٩٢- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک گھوڑا صدقہ کیا۔ پھر (بعد میں) انھوں نے دیکھا کہ اس کا مالک (جسے وہ گھوڑا صدقہ کے طور پر دیا گیا تھا) اسے کم قیمت پر بیچ رہا ہے۔ حضرت عمر ؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''اپنا صدقہ مت خریدو۔''

فوائد ومسائل: ① خریدنا اگرچہ واپس لینا نہیں ہے لیکن اس سے ظاہری طور پر مشابہت رکھتا ہے' اس لیے اس سے بھی منع کر دیا گیا تا کہ یہ صدقہ واپس لینے کا ایک حیلہ نہ بن جائے۔ ② صدقہ کی ہوئی چیز واپس خریدنے کی خواہش سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دل اس میں اٹکا ہوا ہے۔ یہ مناسب نہیں بلکہ اللہ کی راہ میں جو کچھ دے دیا، دے دیا، اب دوبارہ حصول کی خواہش کیوں کی جائے۔ ③ صدقہ کی ہوئی چیز جب سستی مل رہی ہو تو جتنی رقم کم خرچ کی' گویا اتنی رقم صدقہ دے کر اپنی چیز واپس لے لی' اس لیے یہ جائز نہیں۔

٢٣٩٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ

٢٣٩٣- حضرت زبیر بن عوام ؓ سے روایت ہے کہ ان کا ایک گھوڑا جس کا نام غمر یا غمرہ تھا' انھوں

٢٣٩٢ـ أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٦/ ١٦٨ من حديث شريك القاضي به، وفيه عمر بن عروة بن عمر بن عبدالله بن عمر عن أبيه . . . الخ، ولعله تصحيف، وللحديث شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث زيد ابن أسلم عن أبيه عن عمر به.

٢٣٩٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٦٤ عن يزيد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح" * عبدالله بن عامر هو ابن ربيعة أو ابن كُريز وكلاهما ثقتان، والله أعلم.

التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَامِرٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ يُقَالُ لَهُ غَمْرٌ أَوْ غَمْرَةٌ. فَرَأَى مُهْراً أَوْ مُهْرَةً مِنْ أَفْلَائِهَا يُبَاعُ، يُنْسَبُ إِلَى فَرَسِهِ، فَنَهَى عَنْهَا.

نے وہ (بطور صدقہ کسی کو) سواری کے لیے دے دیا۔ بعد میں انھوں نے اس کے ایک بچھیرے یا بچھیری کو بکتا دیکھا تو نبی ﷺ نے انھیں اس (کو خریدنے) سے منع کر دیا۔

(المعجم ٣) - **بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ وَرِثَهَا** (التحفة ٤٣)

باب:٣- صدقہ میں دی ہوئی چیز وراثت میں مل جائے تو (کیا حکم ہے؟)

٢٣٩٤- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ. وَإِنَّهَا مَاتَتْ. فَقَالَ: «آجَرَكِ اللهُ، وَرَدَّ عَلَيْكِ الْمِيرَاثَ».

٢٣٩٤- حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی صدقہ کے طور پر دی تھی۔ اب والدہ فوت ہوگئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے تجھے اجر دے دیا اور وہ (لونڈی) وراثت کے طور پر تیرے پاس واپس آگئی۔''

٢٣٩٥- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَعْطَيْتُ أُمِّي حَدِيقَةً لِي. وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَتْرُكْ وَارِثاً

٢٣٩٥- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میں نے اپنی والدہ کو اپنا ایک باغ دے دیا تھا۔ (اب) وہ فوت ہوگئی ہیں اور میرے علاوہ کوئی وارث چھوڑ کر نہیں گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا صدقہ درست ہوگیا اور تیرا باغ تیری ملکیت میں

٢٣٩٤- [صحيح] تقدم من حديث عبدالرزاق عن سفيان الثوري به، ح: ١٧٥٩.

٢٣٩٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٥ من حديث عبيدالله (ابن عمرو الرقي) به وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح إلى عمرو بن شعيب، ومن يحتج بعمرو بن شعيب عن أبيه عن جده فالإسناد صحيح عنده" قلت: احتج به الجمهور كما حققته في جزء خاص وهو مذكور في تخريج مسند الحميدي.

غَيْرِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَجَبَتْ صَدَقَتُكَ، وَرَجَعَتْ إِلَيْكَ حَدِيقَتُكَ». واپس آ گیا۔"

فوائد ومسائل: ① ماں باپ کو صدقہ دیا جا سکتا ہے۔ ② ماں باپ کو صدقے میں دی ہوئی چیز اگر ترکہ بن کر صدقہ کرنے والے کو مل جائے تو یہ صدقہ واپس لینے میں شامل نہیں کیونکہ وفات اور استحقاق میراث میں انسان کے ارادہ وکوشش کو دخل نہیں۔ ③ مندرجہ بالا صورت میں صدقے کا ثواب ختم نہیں ہوگا۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَنْ وَقَفَ (التحفة ٤٤)

باب:۴- وقف کرنے کا بیان

٢٣٩٦- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَرْضاً بِخَيْبَرَ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْمَرَهُ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ مَالاً بِخَيْبَرَ. لَمْ أُصِبْ مَالاً قَطُّ هُوَ أَنْفَسُ عِنْدِي مِنْهُ. فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ؟ فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا» قَالَ: فَعَمِلَ بِهَا عُمَرُ عَلَى أَنْ لاَ يُبَاعَ أَصْلُهَا وَلاَ يُوهَبَ وَلاَ يُورَثَ. تَصَدَّقَ بِهَا لِلْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ. لاَ جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَهَا بِالْمَعْرُوفِ، أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقاً. غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ.

۲۳۹۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب ؓ کو خیبر میں زمین ملی تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشورہ طلب کرتے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے خیبر میں ایسا مال ملا ہے کہ میری نظر میں اس سے عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا تو آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر تم چاہو تو اصل زمین اپنے پاس رکھو اور اس (کی پیداوار) کو صدقہ کر دو۔" حضرت عمر ؓ نے ایسے ہی کیا' اور یہ (شرط لگا دی) کہ اصل زمین نہ بیچی جائے گی' نہ (کسی کو) ہبہ کی جائے گی اور نہ (کسی کو) وراثت کے طور پر دی جائے گی۔ آپ نے وہ زمین غریبوں کے لیے' رشتہ داروں کے لیے' اللہ کی راہ میں' مسافروں اور مہمانوں کے لیے صدقہ کر دی۔ جو اس کا انتظام کرے اس پر گناہ نہیں کہ اس میں سے مناسب حد تک کھائے یا دوست کو کھلائے لیکن اس سے مال نہ کمائے۔

٢٣٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ

۲۳۹۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت

٢٣٩٦ـ أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في الوقف، ح: ٢٧٣٧، ٢٧٧٢، ٢٧٧٣، ومسلم، الوصية، باب الوقف، ح: ١٦٣٢ من حديث ابن عون به.

٢٣٩٧ ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٦/ ٢٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به، الطريق الأول * سفيان تابعه ◄◄

الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْمِائَةَ سَهْمٍ، الَّتِي بِخَيْبَرَ، لَمْ أُصِبْ مَالاً قَطُّ هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهَا. وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِحْبِسْ أَصْلَهَا، وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا».

ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! خیبر میں مجھے جو سو حصے ملے ہیں' مجھے اس سے پیارا (اور بہتر) مال کبھی نہیں ملا۔ میرا ارادہ ہے کہ انھیں صدقہ کر دوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اصل (زمین) کو روک رکھو اور اس کا پھل فی سبیل اللہ (صدقہ) قرار دے دو۔''

قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: فَوَجَدْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ فِي كِتَابِي، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۲۳۹۷- (م) (امام ابن ماجہ کے استاذ) ابن ابی عمر نے کہا کہ یہی حدیث میری کتاب میں ایک دوسری جگہ سفیان' عن عبداللہ' عن نافع عن ابن عمر کی سند سے حضرت عمر سے اسی طرح مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① وقف شرعاً درست ہے۔ ② وقف کسی کی ملکیت نہیں ہوتا' البتہ وقف کرنے والا اس کا انتظام خود کرنے کا حق رکھتا ہے۔ ③ وقف سے حاصل ہونے والی آمدنی میں سے وقف قائم رکھنے کے ضروری اخراجات نکال کر باقی مال نیکی کے ان کاموں میں خرچ ہوگا جن کے لیے وقف کیا گیا ہے۔ ④ وقف کا منتظم اپنی خدمات کے عوض مناسب تنخواہ لے سکتا ہے لیکن یہ تنخواہ بہت زیادہ نہ ہو۔ ⑤ مال نہ کمانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے اپنے لیے ذریعہ آمدنی نہ بنالے اور جائز حد سے زیادہ مالی فوائد حاصل نہ کرے۔

(المعجم ٥) - بَابُ الْعَارِيَةِ (التحفة ٤٥)

باب: ۵- وقتی طور پر (عاریتاً) چیز مانگ لینا

۲۳۹۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا

۲۳۹۸- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا

◄◄ عبدالعزيز بن محمد الدراوردي وغيره، والسند الآتي شاهد له.

۲۳۹۷(م)_[صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۱۱٤، ۱۵٦، ۱۵۷ من طريقين آخرين عن عبدالله بن عمر العمري به، وإسناده قوي، انظر، ح: ۳٦٦، ۱۲۹۹.

۲۳۹۸_[إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في أن العارية مؤدّاة، ح: ۱۲٦۵ من حديث إسماعيل به باختلاف يسير، وقال: "حسن غريب"، وأخرجه أبوداود، ح: ۳۵٦۵ مطولاً، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۲۳، وله طريق آخر عند ابن حبان في صحيحه.

شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ [يَقُولُ]: «اَلْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ».

ہے: ''عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے اور دودھ کے لیے لیا ہوا جانور واپس کیا جائے۔''

۲۳۹۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيَّانِ قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ».

۲۳۹۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے اور دودھ کے لیے لیا ہوا جانور واپس کیا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① ''عاریتاً'' سے مراد یہ ہے کہ کسی سے کوئی چیز اس غرض سے لی جائے کہ استعمال کے بعد بعینہٖ واپس کردی جائے گی۔ ② مِنْحَةٌ سے مراد وہ دودھ والا جانور ہے جو کسی کو اس شرط پر دیا جائے کہ جب وہ دودھ دینا بند کردے تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔ اس دوران میں مِنحہ لینے والا اس کا دودھ استعمال کرتا رہے کیونکہ یہ بھی ایک لحاظ سے عاریتاً ہی ہے۔ ③ عاریتاً لینے والے کا فرض ہے کہ اس چیز کو اس انداز سے استعمال کرے کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچے تاکہ واپسی پر مالک اس سے اسی طرح فائدہ حاصل کر سکے جس طرح پہلے فائدہ حاصل کرتا تھا۔

۲٤۰۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ. ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ،

۲۴۰۰- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاتھ نے جو کچھ (قرض یا عاریت کے طور پر) لیا' وہ اس کے ذمے رہتا ہے

۲۳۹۹ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ۱/۳٦۰، ۳٦۱، حديث: ٦۲۱ من حديث هشام بن عمار به، وأخرجه الدارقطني: ٤/ ٦۹ من طريق آخر عن عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" قلت: سعيد بن أبي سعيد الساحلي ـ غير المقبري ـ مجهول كما في التقريب، وانظر نيل المقصود، ح: ٥١١٥، والحديث السابق شاهد له.

۲٤۰۰ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في أن العارية مؤدّاة، ح: ۱۲٦٦ من حديث ابن أبي عدي به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۲٤، والحاكم على شرط البخاري: ۲/ ٤۷، ووافقه الذهبي * سعيد تقدم، ح: ٤۲۹، وقتادة تقدم، ح: ۱۷٥ وكلاهما مدلسان وعنعنا.

جَمِيعاً عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَهُ».

حتی کہ اسے ادا کرے۔"

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہ بات حق ہے کہ قرض' امانت اور عاریتاً لی ہوئی چیز کی واپسی فرض ہے' اس کے دلائل قرآن مجید اور دیگر صحیح احادیث میں موجود ہیں' مثلاً: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ﴾ (المؤمنون ٢٣:٨) "اور جو لوگ اپنی امانتوں اور وعدوں کا خیال رکھتے ہیں۔" (وہی مومن کامیاب ہیں۔) اور دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث:٢٤٠١)

(المعجم ٦) - بَابُ الْوَدِيعَةِ (التحفة ٤٦)

باب:٦- امانت کا بیان

٢٤٠١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْجَهْمِ الْأَنْمَاطِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ، عَنِ [الْمُثَنَّى]، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُودِعَ وَدِيعَةً، فَلاَ ضَمَانَ عَلَيْهِ».

٢٤٠١- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کے پاس امانت رکھی گئی ہو (اور وہ اتفاقاً ضائع ہو جائے) تو اس پر تاوان نہیں ہوگا۔"

فوائد و مسائل: ① کسی کو جو چیز حفاظت کے لیے دی جاتی ہے اسے ودیعة کہتے ہیں۔ ② کسی کی امانت کی حفاظت کرنا اور جان بوجھ کر اس میں خیانت نہ کرنا مومنوں کی صفت ہے۔ ③ اگر امانت سنبھالنے والے کی غفلت کی وجہ سے چیز ضائع ہو جائے تو اس کا بدل ادا کرنا چاہیے اور اگر اس کے ضائع ہونے میں اس کی غفلت کا دخل نہ ہو تو وہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔ ④ مذکورہ روایت کو بعض محققین نے حسن قرار دیا ہے۔ مزید دیکھیے: (الإرواء' رقم:١٥٤٧' و الصحيحة' رقم:٢٣١٥)

(المعجم ٧) - بَابُ الْأَمِينِ يَتَّجِرُ فِيهِ فَيَرْبَحُ (التحفة ٤٧)

باب:٧- امانت کی رقم سے تجارت کر کے نفع کمانا

٢٤٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٤٠٢- حضرت عروہ بن ابو جعد بارقی ؓ سے

٢٤٠١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف المثنّى وهو ابن الصباح، والراوي عنه" قلت: هما ضعيفان على الراجح، ورواه ابن لهيعة فيما ذكره البيهقي، وضعف ابن لهيعة مشهور بعد ثبوت السند إليه من غير رواية العبادلة، ورواه يزيد بن عبدالملك نحوه بإسناد ضعيف * ويزيد ضعيف أيضًا، فالحديث غير حسن.

٢٤٠٢ أخرجه البخاري، المناقب، باب ٢٨، ح: ٣٦٤٢ من حديث سفيان به، إلا أنه قال: شبيب بن غرقدة ◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ، عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ شَاةً. فَاشْتَرَى لَهُ شَاتَيْنِ. فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِدِينَارٍ وَشَاةٍ. فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْبَرَكَةِ.

روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں بکری خریدنے کے لیے ایک دینار دیا۔ اس نے دو بکریاں خرید لیں' پھر ایک بکری ایک دینار کی بیچ دی اور نبی ﷺ کی خدمت میں دینار بھی پیش کر دیا اور بکری بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں برکت کی دعا فرمائی۔

قَالَ: فَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ.

راوی کہتے ہیں (اس کے بعد ان کی یہ حالت تھی کہ) اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی انھیں نفع مل جاتا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْخِرِّيتِ، عَنْ أَبِي لَبِيدٍ لِمَازَةَ بْنِ زَبَّارٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ قَالَ: قَدِمَ جَلَبٌ، فَأَعْطَانِي النَّبِيُّ ﷺ دِينَاراً. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۲۴۰۲-(م) حضرت عروہ بن ابو جعد بارقی رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں' انھوں نے فرمایا: باہر سے مال تجارت آیا تو نبی ﷺ نے مجھے ایک دینار دیا...... اس کے بعد پورا واقعہ بیان فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① کسی کی طرف سے کوئی چیز خریدنا یا بیچنا درست ہے۔ اسے ''وکالت'' کہتے ہیں۔ اور جو دوسرے کا نمائندہ بن کر کوئی چیز خریدتا یا بیچتا ہے' اسے ''وکیل'' کہتے ہیں۔ ② امانت کی رقم ذاتی استعمال میں لانا درست ہے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ مالک کے طلب کرنے پر رقم فوراً ادا کی جا سکے گی۔ ③ جب کوئی شخص کسی کام میں تعاون کرے تو اس کو دعا دینا اور اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ ④ اگر امانت کی رقم سے تجارت میں نقصان ہو جائے تو وہ تجارت کرنے والے کا نقصان ہوگا' امانت پوری ادا کرنی پڑے گی' اسی طرح اگر نفع ہو تو وہ بھی تجارت کرنے والے کا ہے' وہ اپنی مرضی سے بطور ہدیہ رقم کے مالک کو کچھ رقم پیش کر دے تو اسے قبول کرنا جائز ہے۔

◄◄ قال: سمعت الحيّ يتحدثون عن عروة به . . . الخ، انظر الرواية الآتية.

٢٤٠٢ (م) [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في المضارب يخالف، ح: ٣٣٨٥ من حديث سعيد بن زيد به.

(المعجم ٨) - **بَابُ الْحَوَالَةِ** (التحفة ٤٨)

باب:٨-قرض خواہ کو کسی اور سے رقم وصول کرنے کا کہنا

٢٤٠٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «[اَلظُّلْمُ] مَطْلُ الْغَنِيِّ. وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ».

٢٤٠٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دولت والے کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اور تم میں سے کسی کو جب مال دار آدمی کا حوالہ دیا جائے تو اسے چاہیے کہ حوالہ قبول کر لے۔''

فوائد ومسائل: ① ''دولت والے'' سے مراد وہ مقروض ہے جس کے پاس قرض ادا کرنے کے لیے رقم یا کوئی اور چیز موجود ہے اگرچہ عرف عام کے مطابق وہ غریب ہی شمار ہوتا ہو۔ ② جب قرض ادا کرنے کی استطاعت ہو تو قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ ہے' سوائے اس کے کہ پہلے سے قرض کی ادائیگی کے لیے ایک خاص مدت کا تعین ہوا ہو اور یہ مہلت ابھی باقی ہو' اس صورت میں بھی مقررہ وقت سے پہلے ادا کرنا افضل ہے۔ ٹال مٹول کا مطلب ادائیگی کی طاقت ہونے کے باوجود مزید مہلت طلب کرنا ہے' اور یہ ظلم ہے۔ ③ حوالہ کا مطلب یہ ہے کہ مقروض قرض خواہ سے کہے: ''فلاں آدمی کے پاس جاؤ وہ تمھیں رقم ادا کر دے گا۔'' جس کے پاس جانے کو کہا گیا ہے اگر وہ صاحب استطاعت ہے اور امید ہے کہ ادا کر دے گا تو قرض خواہ کو اس سے رابطہ کرنا چاہیے' اگر وہ ادائیگی سے انکار کرے تو دوبارہ اصل مقروض سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ ④ جس کے پاس جانے کا کہا گیا ہے' اگر اس کی ظاہری حالت ایسی نہیں کہ وہ قرض ادا کرنے کے قابل معلوم ہوتا ہو تو قرض خواہ مقروض کی بات ماننے سے انکار کر سکتا ہے' اور اس سے مطالبہ کر سکتا ہے کہ تم خود اس سے یا کسی اور سے وصول کر کے مجھے رقم دو۔

٢٤٠٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

٢٤٠٤- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دولت والے کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور اگر تجھے کسی مال دار آدمی کا حوالہ دیا

٢٤٠٣_ أخرجه البخاري، الحوالات، باب الحوالة، وهل يرجع في الحوالة، ح:٢٢٨٧، ومسلم، المساقاة، باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة واستحباب قبولها إذا أحيل على مليء، ح:١٥٦٤ من حديث مالك عن أبي الزناد من حديث أبي الزناد به، أخرجه النسائي، ح:٤٦٩٢ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٤٠٤_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٧١ من حديث هشيم: أنا يونس بن عبيد به مطولاً، وعلته أن يونس لم يسمع من نافع شيئًا، فالسند منقطع كما قال البوصيري، ولكن له شواهد صحيحة، وبها صح الحديث.

ﷺ: «مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ. وَإِذَا أُحِلْتَ عَلَى مَلِيءٍ فَاتْبَعْهُ».

جائے تو قبول کر۔“

(المعجم ٩) - **بَابُ الْكَفَالَةِ** (التحفة ٤٩)

باب:٩-مقروض کی ضمانت دینا

٢٤٠٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ قَالاَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلاَنِيُّ. قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلزَّعِيمُ غَارِمٌ، وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ».

۲۴۰۵- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”ضمانت دینے والے پر تاوان ہوگا اور قرض ادا کیا جائے گا۔“

فوائد و مسائل: ① اگر ایک شخص دوسرے کی ضمانت دے کہ وہ یہ قرض ادا کر دے گا اور وہ مطالبے پر یا مقررہ وقت پر ادا نہ کرے تو ضامن کو چاہیے کہ اپنے پاس سے قرض خواہ کو قرض ادا کر دے بعد میں مقروض سے وصول کر لے۔ ② قرض ادا کرنا ہر حال میں ضروری ہے حتی کہ اگر مقروض فوت ہو جائے تو اس کے ترکے میں سے قرض ادا کیا جائے گا۔ اگر ترکے سے قرض ادا نہ ہو سکے تو اس کے وارث ادا کریں گے۔ ③ تاوان کا مطلب یہ ہے کہ اگر مقروض قرض نہ دے تو ضامن اپنے پاس سے رقم دے کر یہ ذمے داری پوری کرے۔

٢٤٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً لَزِمَ غَرِيماً لَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ أُعْطِيكَهُ. فَقَالَ: لاَ وَاللهِ لاَ أُفَارِقُكَ حَتَّى تَقْضِيَنِي أَوْ تَأْتِيَنِي

۲۴۰۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کے ذمے دوسرے کے دس دینار تھے۔ وہ ہر وقت مقروض کے ساتھ رہنے لگا۔ مقروض نے کہا: تجھے دینے کو میرے پاس کچھ نہیں۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں تجھے نہیں چھوڑوں گا حتی کہ تو میرا قرض ادا کرے یا کوئی ضامن پیش کرے۔ وہ اسے کھینچ کر نبی ﷺ کی خدمت

٢٤٠٥ـ [حسن] تقدم، ح: ٢٣٩٨ بعضه، وهذا طرف منه.

٢٤٠٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في استخراج المعادن، ح: ٣٣٢٨ من حديث الدراوردي به، وانظر نيل المقصود، ح: ٣٥٣ لتوثيق عمرو بن أبي عمرو رحمه الله.

بِحَمِيلٍ. فَجَرَّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «كَمْ تَسْتَنْظِرُهُ؟» فَقَالَ: شَهْراً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَأَنَا أَحْمِلُ لَهُ» فَجَاءَهُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مِنْ أَيْنَ أَصَبْتَ هٰذَا؟» قَالَ: مِنْ مَعْدِنٍ. قَالَ: «لَا خَيْرَ فِيهَا» وَقَضَاهَا عَنْهُ.

میں لے آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے کتنے عرصے کی مہلت دیتا ہے؟'' اس نے کہا: ایک مہینے کی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کی ذمے داری اٹھاتا (ضمانت دیتا) ہوں۔'' مقروض نبی ﷺ کے فرمائے ہوئے وقت پر حاضر ہوگیا۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تجھے یہ مال کہاں سے ملا؟'' اس نے کہا: ایک کان سے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس میں کوئی بھلائی نہیں۔'' اور خود اس کا قرض ادا کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① قرض خواہ مقروض پر قرض کی ادائیگی کے لیے زور دے سکتا ہے۔ ② آپس میں جھگڑنے سے بہتر ہے کہ حاکم کے سامنے معاملہ پیش کر دیا جائے۔ ③ اگر ایسی صورت ممکن ہو جس میں فریقین کے لیے سہولت ہو اور کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو تو حاکم کو چاہیے کہ وہ صورت اختیار کرنے کا مشورہ دے۔ ④ مقروض کو مہلت دینا اس سے ہمدردی اور کار ثواب ہے۔ ⑤ ضمانت طلب کرنا اور ضمانت دینا شرعاً جائز ہے۔ ⑥ کان سے ملنے والی چیز حلال ہے لیکن بہتر تھا کہ وہ محنت کر کے کماتا اور اس سے قرض ادا کرتا۔ ⑦ ضامن کی طرف سے ادائیگی مقروض کی طرف سے ادائیگی شمار ہوگی اور مقروض بریُ الذمہ ہو جائے گا۔

٢٤٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا. فَقَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ. فَإِنَّ عَلَيْهِ دَيْناً» فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: أَنَا أَتَكَفَّلُ بِهِ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِالْوَفَاءِ؟» قَالَ: بِالْوَفَاءِ. وَكَانَ الَّذِي عَلَيْهِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ أَوْ تِسْعَةَ عَشَرَ دِرْهَماً.

۲۴۰۷- حضرت ابوقتادہ (حارث بن ربعی انصاری) ؓ سے روایت ہے' (انھوں نے فرمایا:) نبی ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ اس کی نماز جنازہ ادا فرمائیں تو آپ نے فرمایا: ''تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا) اس پر قرض ہے۔'' حضرت ابوقتادہ ؓ نے عرض کیا: میں اس کی ذمے داری اٹھاتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''(ذمہ داری) پوری کرو گے؟'' انھوں نے کہا: پوری کروں گا۔ اور اس کا قرض اٹھارہ یا انیس درہم تھا۔

٢٤٠٧_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على المديون، ح: ١٠٦٩ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٦١.

فوائد ومسائل: ① امام کے لیے جائز ہے کہ کسی بڑے گناہ کے مرتکب کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دے تا کہ دوسروں کو تنبیہ ہو لیکن موجودہ حالات میں یہ کام کسی بڑے عالم ہی کو کرنا چاہیے جس کا عوام پر اثر ہو۔ عام ائمہ مساجد کی یہ پوزیشن نہیں کہ ان کے نماز جنازہ ادا نہ کرنے سے عوام اثر قبول کریں بلکہ منفی اثرات زیادہ ہونے کا امکان ہے' تاہم دوسرے مناسب طریقے سے تنبیہ ضرور کر دیں۔ ② کبیرہ گناہ کے مرتکب کو بھی بلا جنازہ دفن نہیں کرنا چاہیے۔ ③ میت کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری اٹھا لینا درست ہے بلکہ یہ اس پر اور اس کے لواحقین پر احسان ہے۔

(المعجم ١٠) - **بَابُ مَنِ ادَّانَ دَيْنًا وَهُوَ يَنْوِي قَضَاءَهُ** (التحفة ٥٠)

باب: ١٠- جو شخص قرض لے اور اس کا ارادہ ادا کرنے کا ہو!

٢٤٠٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ، عَنِ ابْنِ حُذَيْفَةَ، هُوَ عِمْرَانُ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ مَيْمُونَةَ قَالَ: كَانَتْ تَدَّانُ دَيْناً. فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَهْلِهَا: لاَ تَفْعَلِي. وَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا قَالَتْ: بَلٰى. إِنِّي سَمِعْتُ نَبِيِّي وَخَلِيلِي ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدَّانُ دَيْناً، يَعْلَمُ اللهُ مِنْهُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَدَاءَهُ، إِلَّا أَدَّاهُ اللهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا».

٢٤٠٨- حضرت عمران بن حذیفہ ؒ ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ قرض لیا کرتی تھیں۔ ان کے گھر کے کسی فرد نے اس کو نامناسب سمجھتے ہوئے عرض کیا: آپ ایسا نہ کیا کریں۔ انھوں نے فرمایا: کیوں نہ لوں؟ میں نے اپنے نبی اور اپنے محبوب ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ''جو مسلمان قرض لیتا ہے اور اللہ کو اس کے بارے میں یہ علم ہوتا ہے کہ وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض دنیا ہی میں اتار دیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ضرورت کے وقت قرض لینا جائز ہے' تاہم اجتناب بہتر ہے۔ ② قرض لیتے وقت یہ نیت ہونی چاہیے کہ اسے جلد از جلد ادا کیا جائے گا۔ ③ ایسی نیت رکھنے والوں کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے اور وہ آسانی کے ساتھ قرض ادا کر دیتے ہیں بشرطیکہ وہ ادائیگی کے لیے مخلصانہ کوشش کریں اور اس میں کوتاہی نہ کریں۔ ④ اللہ تعالیٰ کے ہاں حسن نیت کی بہت اہمیت ہے ⑤ اگر کوئی شخص قرض ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گیا تو وارثوں کا فرض ہے کہ قرض ادا کریں' اگر ادائیگی نہ کی گئی تو قیامت کو نیکیوں کی صورت میں ادائیگی کرنی پڑے گی۔

٢٤٠٨- [حسن] أخرجه النسائي، البيوع، التسهيل فيه، ح: ٤٦٩٠ من حديث منصور بن المعتمر به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٥٧، وسكت عليه الحافظ في الفتح: ٥/ ٥٤.

٢٤٠٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُفْيَانَ مَوْلَى الأَسْلَمِيِّينَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَانَ اللهُ مَعَ الدَّائِنِ حَتَّى يَقْضِيَ دَيْنَهُ. مَا لَمْ يَكُنْ فِيمَا يَكْرَهُ اللهُ».

۲۴۰۹-حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالی قرض لینے والے کے ساتھ ہوتا ہے حتی کہ وہ قرض ادا کردے جبکہ (قرض) اس کام کے لیے نہ ہو جو اللہ کو ناپسند ہے۔“

قَالَ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ يَقُولُ لِخَازِنِهِ: اذْهَبْ فَخُذْ لِي بِدَيْنٍ. فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَبِيتَ لَيْلَةً إِلَّا وَاللهُ مَعِي. بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ اپنے خازن سے کہا کرتے تھے: جاؤ! میرے لیے قرض لے آؤ۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سننے کے بعد میں پسند نہیں کرتا کہ میں کوئی رات (اس طرح) گزاروں کہ اللہ میرے ساتھ نہ ہو۔

فوائد ومسائل: ① ادائیگی کی نیت رکھتے ہوئے قرض لینا جائز ہے۔ ② نیت نیک ہو تو اللہ تعالی کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ ③ قرض اچھے کام کے لیے لینا چاہیے۔ شادی اور غمی کی فضول غیر اسلامی رسموں یا بسنت اور سالگرہ جیسی کافرانہ تقریبات میں بغیر قرض لیے خرچ کرنا بھی گناہ ہے۔ ان کے لیے قرض لینا تو مزید گناہ ہوگا' ایسی رسموں سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے۔ ④ سود پر قرض لینا کسی حال میں جائز نہیں۔

(المعجم ١١) - بَابُ مَنِ ادَّانَ دَيْنًا لَمْ يَنْوِ قَضَاءَهُ (التحفة ٥١)

باب:١١- جو شخص قرض لے اور اس کی نیت قرض واپس کرنے کی نہ ہو!

٢٤١٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيِّ بْنِ

۲۴۱۰- حضرت صہیب الخیر (صہیب رومی) ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص

٢٤٠٩ــ [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٣ من حديث ابن أبي فديك به، وقال: "صحيح الإسناد"، وقال الذهبي: صحيح، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وقال الحافظ في الفتح: ٥/ ٥٤ "إسناده حسن" * سعيد بن سفيان وثقه ابن حبان، والحاكم، واختلف قول الذهبي والعسقلاني فيه، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، ولحديثه شواهد كثيرة.

٢٤١٠ [حسن] * يوسف وعبدالحميد ضعيفان كما سيأتي، ح: ٢٤١٠ (م)، وشعيب مستور، ولم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شاهد حسن يأتي بعده.

صُهَيْبِ الْخَيْرِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ زِيَادِ ابْنِ صَيْفِيِّ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا صُهَيْبُ الْخَيْرِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ يَدِينُ دَيْناً، وَهُوَ مُجْمِعٌ أَنْ لاَ يُوَفِّيَهُ إِيَّاهُ، لَقِيَ اللهَ سَارِقاً».

قرض لیتا ہے اور اس کا پختہ ارادہ ہوتا ہے کہ اسے واپس نہیں کرے گا' وہ اللہ کو چور بن کر ملے گا۔"

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ صُهَيْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۲۴۱۰- (م) امام ابن ماجہ ؒ نے ایک دوسری سند سے نبی ﷺ سے اسی مضمون کی حدیث بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① جو شخص قرض لیتا ہے اور ادائیگی میں ٹال مٹول کرتا ہے اور اس کا مقصد ہوتا ہے کہ واپس نہ کرے' ایسا شخص قانونی طور پر چور قرار نہیں دیا جا سکتا' اس لیے اسے قیامت کو سزا ملے گی۔ ② اللہ تعالیٰ دلوں کے حالات جانتا ہے' اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ کسی کو دھوکا نہ دے۔ انسان کو دھوکا دینا ممکن ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔

٢٤١١- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ

۲۴۱۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص لوگوں کا مال اسے ضائع کرنے کے ارادے سے لیتا ہے' اللہ اسے تباہ کر دے گا۔"

٢٤١٠ (م) [حسن] أخرجه العقيلي في الضعفاء: ٤/ ٤٥١ من حديث إبراهيم بن المنذر به * يوسف بن محمد ضعفه البخاري، والعقيلي، وذكره الذهبي في ديوان الضعفاء، ووثقه ابن حبان، وأبوحاتم، وضعفه راجح، وشيخه لين الحديث كما في التقريب، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه الطبراني في الأوسط: ٢/ ٥٠٦، ح: ١٨٧٢، ٧/ ١١٩، ح: ٦٤٠٩ بإسناد حسن عن ميمون (ابن جابان) الكردي عن أبيه به مطولاً نحو المعنى، وقال الهيثمي في المجمع: ٤/ ١٣٢ "ورجاله ثقات"، فالحديث حسن، وحسنه البوصيري، وقال المنذري: "ورواته ثقات" (الترغيب: ٢/ ٦٠٢).

٢٤١١ـ أخرجه البخاري، الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس، باب من أخذ أموال الناس يريد أداءها أو إتلافها، ح: ٢٣٨٧ من حديث ثور به.

إِتْلاَفَهَا، أَتْلَفَهُ اللهُ».

فوائد ومسائل: ① ضائع کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اسے واپس نہیں کرنا چاہتا' مالک کے لحاظ سے یہ مال تباہ ہوگیا کیونکہ اسے واپس نہیں ملے گا۔ ② حرام طریقے سے حاصل کیے ہوئے مال میں برکت نہیں ہوتی۔ ③ ایسے جرم کی سزا دنیا میں بھی مل سکتی ہے کہ اس شخص پر ایسے حالات آ جائیں کہ وہ مفلس ہو جائے اور آخرت میں بھی سزا مل سکتی ہے کہ اس کے اعمال ضائع ہو جائیں یا قرض خواہ کو دے دیے جائیں اور وہ خود جہنم میں چلا جائے۔ یہ بہت بڑی تباہی ہے۔

(المعجم ١٢) - بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الدَّيْنِ (التحفة ٥٢)

باب: ١٢- قرض ادا نہ کرنے پر وعید

٢٤١٢- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ، وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلاَثٍ، دَخَلَ الْجَنَّةَ: مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُولِ وَالدَّيْنِ».

٢٤١٢- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی جان اس حال میں اس کے جسم سے نکلی کہ وہ تین چیزوں سے پاک تھا' وہ جنت میں داخل ہو جائے گا: تکبر سے' مال غنیمت کی خیانت سے اور قرض سے۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث میں مذکور تینوں گناہ بہت بڑے گناہ ہیں۔ ② کبیرہ گناہوں کا مرتکب' اگر اللہ نے پہلے پہل معاف نہ کیے' جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا حتی کہ جہنم میں اپنے گناہوں کی سزا بھگت لے۔ یہ سزا

٢٤١٢_[صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في الغلول، ح: ١٥٧٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٦٧٦، وقال محمد بن هارون الروياني في مسنده: ١/ ٤٠٤، ح: ٦١٢: "أنا أبوالخطاب: نا يزيد بن زريع: نا سعيد بن أبي عروبة: نا قتادة به، وتابعه أبوعوانة عن قتادة به(هق: ٩/ ١٠١)، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٦، ووافقه الذهبي، وتابعهما همام، وأبان (مسند أحمد: ٥/ ٢٧٦)، وشعبة (أحمد: ٥/ ٢٨١، ٢٨٢، أطراف المسند: ١/ ٦٦٨) عن قتادة به، ورواية شعبة عن قتادة محمولة على السماع كما هو مقرر في الأصول وحققته في "التأسيس في مسئلة التدليس" وروى الحاكم في تاريخ نيسابور بإسناد صحيح عن شعبة قال: "كفيتكم تدليس ثلاثة: الأعمش وأبي إسحاق وقتادة" ومن طريقه أخرجه محمد بن طاهر المقدسي في "مسألة التسمية، ص: ٤٧، وسالم مرمي بالتدليس ولا يثبت عنه".

سیکڑوں سال طویل بھی ہو سکتی ہے جب کہ جہنم کی ایک سیکنڈ کی سزا بھی ناقابل برداشت ہے۔ ③ نبیٔ اکرم ﷺ نے تکبر کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے: [اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ] (صحیح مسلم' الإیمان' باب تحریم الکبر و بیانه' حدیث:۹۱) ''تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔'' ④ مال غنیمت مسلمانوں کا مشترکہ حق ہوتا ہے۔ جب تقسیم کر کے ہر مجاہد کو اس کا حصہ دے دیا جائے تو وہ ان کی جائز ملکیت بن جاتا ہے۔ تقسیم سے پہلے معمولی سی چیز لینا بھی حرام ہے' اسی طرح قوم کی اجتماعی ملکیت میں ناجائز تصرف کرنا یا اسے نقصان پہنچانا بھی کبیرہ گناہ ہے جیسے قومی خزانے کے مال کو اپنی ضروریات پر خرچ کر لینا۔ مسجد' مدرسہ یا کسی دینی یا دنیاوی تنظیم کا فنڈ انھی مصارف پر خرچ ہونا چاہیے جن کے لیے وہ اکٹھا کیا جاتا ہے' اگر کوئی عہدے دار ان کے علاوہ کسی اور مصرف میں خرچ کرتا ہے تو یہ خیانت ہے۔ ⑤ قرض جان بوجھ کر ادا نہ کرنا بھی اتنا ہی بڑا گناہ ہے' لہٰذا اس سے بھی اجتناب کرنا فرض ہے۔

٢٤١٣- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ، حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ».

۲۴۱۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی روح اس کے قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے حتی کہ اس کی طرف سے (قرض) ادا کر دیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① لٹکنے کا مطلب ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس پر ادائیگی کی ذمے داری باقی رہتی ہے' اور وہ ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا' اس لیے اسے پریشانی رہتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملتی۔ ② مالی حقوق میں نیابت درست ہے' یعنی اگر کسی کی طرف سے ادائیگی کر دی جائے تو قرض وغیرہ ادا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے ہاں بھی اس ذمے داری سے سبک دوش ہو جاتا ہے۔ ③ فوت ہونے والے کا ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے اس کا قرض ادا کرنا چاہیے۔ اگر ترکہ کم ہو تو وارث اپنے پاس سے قرض ادا کریں۔

٢٤١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ

۲۴۱۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے'

٢٤١٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء أن نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه، ح: ١٠٧٩ من حديث إبراهيم بن سعد به، وقال: "هٰذا حديث حسن"، وللحديث طرق، صحح بعضها ابن حبان، ح: ١١٥٨ وغيره.

٢٤١٤ـ [صحيح] إسناده حسن، وله شاهد عند أحمد: ٢/ ٧٠، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٧، والذهبي، وله طريق آخر عند أحمد: ٢/ ٨٢.

سَوَاءٍ: حَدَّثَنَا عَمِّي مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دِينَارٌ أَوْ دِرْهَمٌ قُضِيَ مِنْ حَسَنَاتِهِ. لَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلاَ دِرْهَمٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اس کے ذمے ایک دینار یا ایک درہم تھا' وہ اس کی نیکیوں سے ادا کیا جائے گا' وہاں (آخرت میں) دینار ہوں گے نہ درہم۔''

فوائد ومسائل: ① اگر وارث قرض ادا نہ کریں تو میت پر اس کی ذمے داری باقی رہتی ہے جس کی وجہ سے اسے قیامت کے دن مشکل پیش آئے گی۔ ② حقوق العباد کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ ③ نیکیوں سے ادائیگی کی صورت یہ ہے کہ جس قدر قرض ہوگا' اس کے مطابق مقروض کی نیکیاں قرض خواہ کو دے دی جائیں گی' اگر مقروض کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں یا اس کے قرض سے کم ہوئیں تو قرض خواہ کے اس قدر گناہ مقروض کے سر ڈال دیے جائیں گے۔ ④ نیکیاں کر لینے کے بعد ان کو ضائع ہونے سے بچانا چاہیے اور ایسے اعمال سے پرہیز کرنا چاہیے جن سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں' مثلاً: ظلم' حسد' کسی کے ساتھ نیکی کر کے اسے احسان جتلانا' وغیرہ۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَعَلَى اللهِ وَعَلَى رَسُولِهِ (التحفة ٥٣)

باب: ١٣- جو شخص قرض یا چھوٹے بچے چھوڑ جائے تو (ادائیگی یا نگہداشت) اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہے

٢٤١٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ، إِذَا تُوُفِّيَ الْمُؤْمِنُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ: «هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ مِنْ قَضَاءٍ؟» فَإِنْ قَالُوا: نَعَمْ - صَلَّى عَلَيْهِ. وَإِنْ قَالُوا: لاَ - قَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ». فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَى

٢٤١٥- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جب کوئی مومن مقروض ہو کر فوت ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے بارے میں پوچھتے اور فرماتے: ''کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کا سامان چھوڑا ہے؟'' اگر لوگ کہتے: ہاں تو آپ اس کا جنازہ پڑھاتے اور اگر لوگ کہتے: نہیں تو آپ فرماتے: ''اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔'' جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فتوحات (اور غنیمتیں) عطا فرمائیں تو آپ نے فرمایا: ''میں مومنوں سے ان کی جانوں سے

٢٤١٥_ أخرجه مسلم، الفرائض، باب من ترك مالاً فلورثته، ح: ١٦١٩ من حديث ابن وهب به.

رَسُولِهِ الْفُتُوحَ قَالَ: «أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ. فَمَنْ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ. وَمَنْ تَرَكَ مَالاً، فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ».

بھی زیادہ تعلق رکھتا ہوں' اس لیے جو کوئی مقروض فوت ہوگا تو اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمے ہے اور جو کوئی مال چھوڑ کر فوت ہو جائے گا تو وہ مال اس کے وارثوں کا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کا مقروض شخص کا جنازہ نہ پڑھنا تنبیہ کے لیے تھا۔ ② اسلامی حکومت کو ایسے مقروض افراد کی مالی امداد کرنی چاہیے جو قرض ادا کرنے کے قابل نہیں۔ ③ اگر کوئی شخص مقروض فوت ہو جائے' جب کہ اس کے وارث نادار ہوں اور ادائیگی کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ قرض خواہوں کو بیت المال سے ادائیگی کرے۔ ④ ناداروں' یتیموں اور کام نہ کر سکنے والے افراد کی کفالت اسلامی حکومت کی ذمے داری ہے۔ ⑤ مزید فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۴۰۷۔

٢٤١٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ. وَمَنْ تَرَكَ دَيْناً أَوْ ضَيَاعاً فَعَلَيَّ وَإِلَيَّ، وَأَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ».

۲۴۱۶- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جو کوئی قرض یا چھوٹے بچے چھوڑ جائے تو اس کی ادائیگی اور ان کی نگہداشت میرے ذمے ہے۔ اور میں مومنوں سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں (یا ان کا زیادہ ذمے دار ہوں)۔''

فوائد ومسائل: ① [ضَيَاعًا] سے مراد وہ افراد ہیں جنھیں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے' مثلاً: چھوٹے بچے' بوڑھے اور معذور افراد جو اپنی روزی کا بندوبست نہیں کر سکتے۔ ② اسلامی ریاست ایک فلاحی ریاست ہوتی ہے جس میں غریب اور نادار افراد کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ ③ نبی ﷺ کا امت سے جو تعلق ہے' وہ دوسرے تمام تعلقات سے زیادہ قوی' اہم اور عظیم ہے۔ جس طرح امت کے ہر فرد پر نبی ﷺ سے محبت' آپ کا احترام اور آپ کی اطاعت فرض ہے' اسی طرح نبی ﷺ بھی امت کے ہر فرد کا خیال رکھتے تھے۔ اب یہ فرض مسلمان حکمرانوں پر عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی ضروریات اور منافع پر عوام خصوصاً مستحق افراد کے فائدے اور ضروریات کو ترجیح دیں۔

(المعجم ١٤) - بَابُ إِنْظَارِ الْمُعْسِرِ (التحفة ٥٤)

باب: ۱۴- تنگ دست مقروض کو مہلت دینا

٢٤١٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الخراج، باب في أرزاق الذرية، ح: ٢٩٥٤ من حديث سفيان الثوري به، وصححه ابن حبان، وأخرجه مسلم، ح: ٨٦٧ من طريق آخر عن جعفر بن محمد به.

٢٤١٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ».

۲۴۱۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسے آسانی عطا فرمائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① اسلام میں معاشرے کے افراد میں باہمی تعلقات مضبوط کرنے کی بہت اہمیت ہے۔ ② تنگ دست مقروض پر آسانی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے سختی کے ساتھ مطالبہ نہ کیا جائے، اسے مزید مہلت دی جائے یا قرض معاف کر دیا جائے۔ ③ نیکیوں کا بدلہ آخرت میں تو ملتا ہی ہے، اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اچھا بدلہ عطا فرماتا ہے، اسی طرح گناہوں کی وجہ سے جس طرح آخرت میں سزا ملتی ہے، دنیا میں بھی اس کے برے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ ④ اسلام کی اخلاقی تعلیمات پر عمل کرنے سے دنیا میں امن قائم ہوتا ہے جس کے فوائد نیکی کرنے والے کو بھی پہنچتے ہیں۔

٢٤١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ نُفَيْعٍ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ بُرَيْدَةَ [الْأَسْلَمِيِّ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ. وَمَنْ أَنْظَرَهُ بَعْدَ حِلِّهِ كَانَ لَهُ مِثْلُهُ، فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ».

۲۴۱۸- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی تنگ دست کو مہلت دیتا ہے، اسے ہر روز صدقے کا ثواب ملتا ہے۔ اور جس نے واجب الادا ہونے کے بعد مزید مہلت دی، اسے بھی یہی ثواب ملتا ہے، (یعنی) ہر روز صدقے کا ثواب ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مہلت دینے کا مطلب یہ ہے کہ قرض دیتے وقت مناسب مدت کا تعین کیا جس میں مقروض آسانی سے قرض ادا کر سکے۔ ② مقررہ مدت ختم ہونے کے بعد سختی سے مطالبہ کرنے کی بجائے مزید مہلت دے دینا مزید ثواب کا باعث ہے۔

٢٤١٧ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ٢٦٩٩ من حديث أبي معاوية به مطولاً * والأعمش صرح بالسماع عنده.

٢٤١٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥١ عن عبدالله بن نمير به * نفيع كذاب متروك كما تقدم، ح: ١٤٨٥، ولحديثه شاهد صحيح عند أحمد: ٥/ ٣٦٠، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٢٩، ووافقه الذهبي، وإسناده صحيح على شرط مسلم فقط.

٢٤١٩- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي الْيَسَرِ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُظِلَّهُ اللهُ فِي ظِلِّهِ-فَلْيُنْظِرْ مُعْسِراً، أَوْ لِيَضَعْ عَنْهُ».

۲۴۱۹- نبی ﷺ کے صحابی حضرت ابو یسر (کعب بن عمرو سلمی ؓ) سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے سائے میں جگہ دے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے۔''

فوائد ومسائل: ① قیامت کے دن بعض لوگوں کو عرش کے سائے میں جگہ ملے گی۔ اللہ کے سائے سے اس کے عرش کا سایہ مراد ہے۔ ② عرش کے سائے میں جگہ ملنا بہت بڑے شرف کی بات ہے کیونکہ اس وقت اور کسی چیز کا سایہ نہیں ہوگا' جب کہ سورج کی دھوپ انتہائی تیز ہوگی جس کی وجہ سے لوگ اپنے اپنے گناہوں کے مطابق پسینے میں غرق ہوں گے۔ ③ ایک حدیث میں بعض دوسرے اعمال بھی بیان ہوئے ہیں جن کا ثواب عرش کا سایہ ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا: انصاف کرنے والا حکمران' وہ جوان جو رب کی عبادت میں بڑا ہوا' وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں اٹکا رہتا ہے' وہ دو مرد جو صرف اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں' اسی حالت میں باہم ملتے اور اسی حالت میں ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں' وہ مرد جس سے کسی خوبصورت اور صاحب منصب عورت نے (گناہ کا) مطالبہ کیا تو اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں' وہ مرد جس نے چھپا کر صدقہ دیا حتی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہوا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا' اور وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے۔'' (صحیح البخاري' الأذان' باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة و فضل المساجد' حدیث:٦٦٠' وصحیح مسلم' الزکاۃ' باب فضل إخفاء الصدقة' حدیث:۱۰۳۱) ④ قرض معاف کر دینا بہت ثواب کا کام ہے' اگر یہ ممکن نہ ہو تو مہلت دینا تو آسان ہے۔

٢٤٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۲۴۲۰- حضرت حذیفہ (بن یمان ؓ) سے روایت

٢٤١٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٧ عن إسماعيل بن إبراهيم به، وأصله في صحيح مسلم، الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، ح: ٣٠٠٦ من طريق آخر عن أبي اليسر به، وبه صح الحديث (وعبدالرحمٰن بن معاوية الزرقي ضعيف على الراجح).

٢٤٢٠ـ أخرجه البخاري، الاستقراض، باب حسن التقاضي، ح: ٢٣٩١، ومسلم، المساقاة، باب فضل إنظار المعسر والتجاوز في الاقتضاء من الموسر والمعسر، ح: ١٥٦٠ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيَّ ابْنَ حِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «أَنَّ رَجُلاً مَاتَ. فَقِيلَ لَهُ: مَا عَمِلْتَ؟ فَإِمَّا ذَكَرَ أَوْ ذُكِّرَ قَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَتَجَوَّزُ فِي السِّكَّةِ وَالنَّقْدِ، وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ. فَغَفَرَ اللهُ لَهُ».

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اسے کہا گیا: تو نے کون سا (نیک) عمل کیا ہے؟ اسے یاد آ گیا یا یاد دلایا گیا تو اس نے کہا: میں سکے اور نقدی میں چشم پوشی کرتا تھا اور تنگ دست کو (قرض کی ادائیگی میں) مہلت دے دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔“

قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: أَنَا قَدْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے۔

فوائد ومسائل: ① لین دین میں نرمی کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ② وفات کے بعد تین مشہور سوالوں (تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟) کے علاوہ بھی بعض معاملات کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ ③ سکے میں چشم پوشی کا مطلب یہ ہے کہ سکے کی معمولی خرابی کو نظر انداز کر دیتا تھا جب کہ عام لوگ اس کی وجہ سے سکہ قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے جس طرح آج کل گھسا ہوا سکہ یا پھٹا ہوا نوٹ قبول کرنے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ ④ اللہ کے ہاں حسن اخلاق کی بہت قدر و قیمت ہے۔ ⑤ مقروض کو قرض کی ادائیگی میں مزید مہلت دے دینا بہت بڑی نیکی ہے۔ ⑥ بعض اوقات ایک نیکی انسان کی نظر میں معمولی ہوتی ہے لیکن وہ بخشش کا ذریعہ بن جاتی ہے اس لیے چھوٹی چھوٹی نیکیوں کی طرف بھی پوری توجہ دینی چاہیے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ حُسْنِ الْمُطَالَبَةِ وَأَخْذِ الْحَقِّ فِي عَفَافٍ (التحفة ٥٥)

باب: ١٥- اچھے طریقے سے مطالبہ کرنا اور حق کی وصولی میں گناہ سے اجتناب کرنا

٢٤٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ

۲۴۲۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اپنا حق طلب کرے اسے چاہیے کہ شرافت سے طلب کرے پورا ادا ہو یا ادھورا۔“

٢٤٢١ـ [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٥٨ من حديث سعيد بن أبي مريم به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٦٣، والحاكم على شرط البخاري: ٢/ ٣٢، ووافقه الذهبي.

نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ طَالَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ وَافٍ، أَوْ غَيْرِ وَافٍ».

٢٤٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الصَّبَّاحِ الْقَيْسِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ [مُحَبَّبٍ] الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ السَّائِبِ الطَّائِفِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَامِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِصَاحِبِ الْحَقِّ: «خُذْ حَقَّكَ فِي عَفَافٍ وَافٍ، أَوْ غَيْرِ وَافٍ».

۲۴۲۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حق والے (قرض خواہ) سے فرمایا: ''اپنا حق شرافت سے وصول کرو' پورا ادا ہو یا ادھورا۔''

فوائد ومسائل: ① قرض واپس مانگتے وقت جب مقروض ادا کرنے سے انکار کرے یا بہانہ بازی کر کے مزید مہلت کا طالب ہو تو غصہ آ جانا فطری بات ہے لیکن غصے پر قابو پانا بہت بڑی نیکی ہے۔ ② عفاف (گناہ سے اجتناب یا شرافت) کا مطلب یہ ہے کہ نرمی اور شفقت سے مطالبہ کرے۔ گالی گلوچ تک نوبت نہ پہنچنے دے۔ وہی مال وصول کرے جو اس کے لیے لینا حلال ہے۔ ③ مقروض کو بھی چاہیے کہ قرض خواہ کے احسان کا خیال کرتے ہوئے اچھے طریقے سے بات کرے۔ وقت پر قرض ادا کرے۔ نہ کر سکے تو مزید مہلت طلب کرے اور معذرت کرے۔ ④ [وَافٍ أَوْ غَيْرِ وَافٍ] اگر عفاف کی صفت بنایا جائے تو عفاف کے مکمل یا غیر مکمل ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر غصہ آ جائے تو بھی حد سے نہ بڑھے' اگر پوری طرح عفاف پر عمل نہیں ہو سکا تو جہاں تک ہو سکے اس کا خیال کرے۔ مسلمان بھائی کے احترام کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ (التحفة ٥٦)

باب: ۱۶- قرض اچھے طریقے سے ادا کرنا

٢٤٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۴۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٢٤٢٢ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٢، ٣٣ من حديث أبي همام محمد بن محبب به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح على شرط البخاري" قلت: "عبدالله بن يامين مجهول الحال وليس من رجال البخاري، وله شواهد عند ابن أبي شيبة: ٧/ ٢٥١ وغيره، والحديث السابق شاهد له".

٢٤٢٣ـ أخرجه البخاري، الوكالة، باب الوكالة في قضاء الديون، ح: ٢٣٠٦ من حديث شعبة به، ومسلم، المساقاة، باب جواز اقتراض الحيوان واستحباب توفيته خيرًا مما عليه، ح: ١٦٠١ عن محمد بن بشار به.

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ خَيْرَكُمْ، أَوْ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحَاسِنُكُمْ قَضَاءً».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے زیادہ بہتر لوگ وہ ہیں جو اچھے طریقے سے ادا کرتے ہیں۔''

٢٤٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْلَفَ مِنْهُ، حِينَ غَزَا حُنَيْنًا، ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ أَلْفًا. فَلَمَّا قَدِمَ قَضَاهَا إِيَّاهُ. ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ. إِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْوَفَاءُ وَالْحَمْدُ».

۲۴۲۴- حضرت عبداللہ بن ابو ربیعہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے غزوۂ حنین کے موقع پر تیس ہزار یا چالیس ہزار قرض لیا۔ جب نبی ﷺ (غزوہ سے واپس) تشریف لائے تو انھیں قرض ادا کر دیا' پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تیرے گھر بار میں اور تیرے مال میں برکت عطا فرمائے۔ ادھار کا بدلہ (قرض کی) ادائیگی اور شکریہ ادا کرنا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ضرورت کے وقت قرض لینا جائز ہے۔ ② اچھے طریقے سے ادائیگی کا مطلب یہ ہے کہ بروقت ادائیگی کی جائے۔ ③ جیسی چیز لی ہو اس سے بہتر ادا کرنا بھی حسن اخلاق میں شامل ہے' لیکن اگر یہ پہلے سے طے ہو اور قرض خواہ اس کا مطالبہ کرے تو یہ سود ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔ ④ قرض ادا کرتے وقت قرض خواہ کو دعائیں دینا اور اس کا شکریہ ادا کرنا بھی اچھے طریقے سے ادائیگی میں شامل ہے۔

(المعجم ١٧) - بَاب: لِصَاحِبِ الْحَقِّ سُلْطَانٌ (التحفة ٥٧)

باب: ۱۷- قرض خواہ کو (سخت بات کہنے کا) حق ہے

٢٤٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى

۲۴۲۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٢٤٢٤ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي، البيوع، الاستقراض، ح: ٤٦٨٧ من حديث إسماعيل به، ورواه أحمد: ٤/ ٣٦ عن وكيع به * إسماعيل بن إبراهيم بن عبدالرحمٰن بن عبدالله وثقه أبوداود، وابن حبان، وأبوه من رجال البخاري، ووثقه أيضًا ابن حبان، فحديثهما لا ينزل عن درجة الحسن، وقال العراقي: "إسناده حسن" (اتحاف السادة المتقين: ٥/ ١١٤).

٢٤٢٥ـ [ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل حنش بن المعتمر، وانظر، ح: ٢٣١٠، ولبعضه شاهد عند ◄◄

الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يَطْلُبُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ بِدَيْنٍ، أَوْ بِحَقٍّ. فَتَكَلَّمَ بِبَعْضِ الْكَلَامِ. فَهَمَّ صَحَابَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَهْ. إِنَّ صَاحِبَ الدَّيْنِ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى صَاحِبِهِ، حَتَّى يَقْضِيَهُ».

ہے' انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ سے قرض واپس مانگنے آیا' یا کسی اور مالی حق کا مطالبہ کرنے آیا۔ اس نے کچھ (نامناسب) الفاظ کہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ؓ نے اس کی تادیب کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رک جاؤ' قرض والے کو اپنے ساتھی (مقروض) پر اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ادائیگی نہ کر دے۔''

٢٤٢٦- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ، أَبُو شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ، أَظُنُّهُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ دَيْناً كَانَ عَلَيْهِ. فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ، حَتَّى قَالَ لَهُ: أُحَرِّجُ عَلَيْكَ إِلَّا قَضَيْتَنِي. فَانْتَهَرَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا: وَيْحَكَ تَدْرِي مَنْ تُكَلِّمُ؟ قَالَ: إِنِّي أَطْلُبُ حَقِّي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلَّا مَعَ صَاحِبِ الْحَقِّ كُنْتُمْ؟» ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَقَالَ لَهَا: «إِنْ كَانَ عِنْدَكِ تَمْرٌ فَأَقْرِضِينَا حَتَّى يَأْتِيَنَا تَمْرُنَا فَنَقْضِيَكِ» فَقَالَتْ: نَعَمْ. بِأَبِي أَنْتَ يَارَسُولَ اللهِ ﷺ. قَالَ: فَأَقْرَضَتْهُ. فَقَضَى

٢٤٢٦- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک بدو (اعرابی) نبی ﷺ سے اپنے کسی قرض کا تقاضا کرنے آیا جو آپ کے ذمے تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سخت لہجے میں بات کی' حتی کہ یہاں تک کہہ دیا: اگر آپ ادا نہیں کریں گے تو میں آپ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کروں گا۔ صحابہ ؓ نے اسے ڈانٹا اور کہا: تجھ پر افسوس! کیا تجھے معلوم نہیں تو کس سے مخاطب ہے؟ اس نے کہا: میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم نے حق والے کا ساتھ کیوں نہ دیا؟'' پھر نبی ﷺ نے حضرت خولہ بنت قیس ؓ کو پیغام بھیجا: ''اگر تمھارے پاس کھجوریں ہیں تو ہمیں قرض دے دو' ہماری کھجوریں آئیں گی تو ہم تمھارا قرض ادا کر دیں گے۔'' انھوں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان' اے اللہ کے رسول! میں حکم کی تعمیل

◀◀ البزار: (كشف: ٢/ ١٠٤، ح: ١٣٠٧)، وإسناده حسن.

٢٤٢٦ـ [حسن] وصححه البوصيري، وإسناده ضعيف لعلتين إحداهما شك الراوي، وانظر، ح: ١٧٨، وله شاهد حسن عند أحمد: ٦/ ٢٦٨ من حديث محمد بن إسحاق قال: حدثني هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة به مطولاً، وتابعه يحيى بن عمير عن هشام به عند البيهقي: ٦/ ٢٠، وهو صدوق كما في الكاشف: ٣/ ٢٣٢.

الْأَعْرَابِيَّ وَأَطْعَمَهُ. فَقَالَ: أَوْفَيْتَ. أَوْفَى اللهُ لَكَ. فَقَالَ: «أُولَئِكَ خِيَارُ النَّاسِ. إِنَّهُ لَا قُدِّسَتْ أُمَّةٌ لَا يَأْخُذُ الضَّعِيفُ فِيهَا حَقَّهُ غَيْرَ مُتَعْتَعٍ».

کروں گی۔ انھوں نے آپ کو (کھجوریں) قرض دے دیں۔ نبی ﷺ نے اعرابی کا قرض ادا کیا اور اسے کھانا کھلایا۔ اس نے کہا: آپ نے مجھے پورا حق دے دیا' اللہ آپ کو پورا دے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے لوگ بہترین ہوتے ہیں۔ وہ قوم پاک نہیں ہوتی جس میں کمزور کو پریشان کیے بغیر اس کا حق نہ دیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① قرض خواہ کو سختی کا حق حاصل ہے لیکن افضل یہی ہے کہ تقاضا کرنے میں بھی نرمی کی جائے' اور مقروض کو مناسب مہلت دے دی جائے۔ (دیکھیے' حدیث: ٢٤٢١، ٢٤١٧) ② جاہلوں کے غلط رویے کا جواب سختی سے نہ دیا جائے بلکہ برداشت کیا جائے۔ ③ حق دار کو اس کا حق' اور قرض خواہ کو اس کا قرض بن مانگے ادا کرنا چاہیے۔ یہ انتظار نہ کیا جائے کہ وہ جب مانگے گا' تب دے دیں گے۔

(المعجم ١٨) - **بَابُ الْحَبْسِ فِي الدَّيْنِ وَالْمُلَازَمَةِ** (التحفة ٥٨)

باب: ١٨- قرض (کی عدم ادائیگی) کی وجہ سے قید کرنا اور ساتھ رہنا

٢٤٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا وَبْرُ بْنُ أَبِي دُلَيْلَةَ الطَّائِفِيُّ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونِ بْنِ [مُسَيْكَةَ]، قَالَ وَكِيعٌ وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْراً عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ».

٢٤٢٧- حضرت عمرو بن شرید رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت شرید ثقفی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ادائیگی کی طاقت رکھنے والا ٹال مٹول کرے تو اس کی بے عزتی کرنا اور اسے سزا دینا جائز ہو جاتا ہے۔''

قَالَ عَلِيٌّ الطَّنَافِسِيُّ: يَعْنِي عِرْضَهُ شِكَايَتَهُ، وَعُقُوبَتَهُ سِجْنَهُ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد) علی بن محمد طنافسی رحمہ اللہ نے فرمایا: بے عزتی کرنے سے مراد اس کی شکایت کرنا اور سزا سے مراد قید کرنا ہے۔

٢٤٢٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في الدين هل يحبس به، ح:٣٦٢٨ من حديث وبر، والنسائي، البيوع، مطل الغني، ح:٤٦٩٣، ٤٦٩٤ من حديث وكيع به، وعلقه البخاري في صحيحه، وصححه ابن حبان، ح:١١٦٤، والحاكم:٤/ ١٠٢، والذهبي وقال الحافظ في الفتح: "وإسناده حسن".

فوائد و مسائل: ① قرض بروقت ادا کرنا ضروری ہے۔ معقول عذر کے بغیر تاخیر جائز نہیں۔ ② اگر مقروض وقت پر قرض ادا نہ کرے تو اس کے خلاف حکمران یا قاضی سے شکایت کی جا سکتی ہے۔ حاکم اور قاضی کا فرض ہے کہ حق دار کو اس کا حق دلوائیں۔ ③ اگر مقروض واقعی قرض ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے مزید مہلت دی جائے یا قرض معاف کر دیا جائے یا بیت المال سے اس کی مدد کی جائے۔ بیت المال کا نظام موجود نہ ہونے کی صورت میں دوسرے لوگوں کا فرض ہے کہ زکاۃ و صدقات کے ذریعے سے اس کی مدد کریں۔ ④ جن جرائم میں حد نہیں ان میں مجرم کو تعزیر کے طور پر قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔

٢٤٢٨- حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا الْهِرْمَاسُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِغَرِيمٍ لِي. فَقَالَ لِي: «الْزَمْهُ». ثُمَّ مَرَّ بِي آخِرَ النَّهَارِ فَقَالَ: «مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ يَا أَخَا بَنِي تَمِيمٍ؟».

٢٤٢٨- حضرت ہرماس بن حبیب رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت حبیب بن ثعلبہ) سے اور وہ ہرماس کے دادا (حضرت ثعلبہ تمیمی عنبری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: میں اپنے ایک مقروض کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ”(یہ جہاں جائے) اس کے ساتھ رہو۔“ پھر نبی ﷺ شام کے وقت میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”اے بنی تمیم کے بھائی! تمھارے قیدی کا کیا بنا؟“

٢٤٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ عُمَرَ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْناً لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ. حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، حَتَّى سَمِعَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ

٢٤٢٩- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے مسجد میں حضرت عبداللہ بن ابو حدرد رضی اللہ عنہ سے ان کے ذمے اپنے قرض کی واپسی کا تقاضا کیا۔ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں ان کی آوازیں سن لیں۔ نبی ﷺ باہر نکل کر ان کے پاس تشریف لائے اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو آواز دی، انھوں نے کہا: ”اللہ کے رسول! میں حاضر

٢٤٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، القضاء، الباب السابق، ح: ٣٦٢٩ من حديث النضر به * هرماس بن حبيب، وأبوه مجهولان كما حققته في نيل المقصود، يسر الله لنا طبعه.

٢٤٢٩ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب التقاضي والملازمة في المسجد، ح: ٤٥٧، ومسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين، ح: ١٥٥٨ من حديث عثمان بن عمر به.

وَهُوَ فِي بَيْتِهِ. فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا. فَنَادَى كَعْباً. فَقَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «دَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا» وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الشَّطْرِ. فَقَالَ: قَدْ فَعَلْتُ. قَالَ: «قُمْ فَاقْضِهِ».

ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''اپنے قرض میں سے اتنا معاف کر دو۔'' اور ہاتھ سے نصف کا اشارہ کیا (آدھا قرض چھوڑ دو۔) انھوں نے کہا: میں نے معاف کیا۔ نبی ﷺ نے (ابن ابو حدرد رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''اٹھو! اس کا قرض ادا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① قرض خواہ مقروض سے قرض کی واپسی کا تقاضا کر سکتا ہے۔ ② دو آدمیوں میں کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو صلح کرا دینی چاہیے' خاص طور پر وہ شخص جس کو جھگڑنے والوں پر کسی قسم کی فضیلت حاصل ہو اور اس کی بات مانی جاتی ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جھگڑا ختم کرائے۔ ③ صلح کے لیے صاحب حق اپنا کچھ حق چھوڑ دے تو بہت ثواب کی بات ہے۔

(المعجم ١٩) - **بَابُ الْقَرْضِ** (التحفة ٥٩)

باب: ١٩- قرض دینا

٢٤٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْلَى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ يُسَيْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ رُومِيٍّ قَالَ: كَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ أُذُنَانٍ يُقْرِضُ عَلْقَمَةَ أَلْفَ دِرْهَمٍ إِلَى عَطَائِهِ. فَلَمَّا [خَرَجَ عَطَاؤُهُ] تَقَاضَاهَا مِنْهُ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ، فَقَضَاهُ. فَكَأَنَّ عَلْقَمَةَ غَضِبَ. فَمَكَثَ أَشْهُراً ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: أَقْرِضْنِي أَلْفَ دِرْهَمٍ إِلَى عَطَائِي. قَالَ: نَعَمْ. وَكَرَامَةً. يَاأُمَّ عُتْبَةَ هَلُمِّي تِلْكَ الْخَرِيطَةَ الْمَخْتُومَةَ الَّتِي عِنْدَكِ. فَجَاءَتْ

٢٤٣٠- حضرت قیس بن رومی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت سلیمان بن اذنان رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ کو ان کا وظیفہ (تنخواہ) ملنے تک کی مدت کے لیے ایک ہزار درہم قرض دیا۔ جب انھیں وظیفہ ملا تو انھوں (سلیمان) نے ان سے سختی سے (قرض کی واپسی کا) تقاضا کیا۔ علقمہ رحمہ اللہ نے ادائیگی کر دی لیکن انھیں ناراضی محسوس ہوئی (کہ اتنی سختی سے تقاضا کیا ہے) چند ماہ ٹھہر کر وہ (پھر) ان کے پاس آئے اور کہا: مجھے تنخواہ ملنے تک ایک ہزار درہم قرض دے دیں۔ انھوں نے کہا: ہاں' (میں بڑی خوشی سے آپ کا) احترام

٢٤٣٠ـ [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٥٣ من حديث سليمان بن يسير به مختصرًا، وقال في سليمان: "قال البخاري: وليس بالقوى"، وقيس مجهول كما في التقريب، والسند ضعفه البوصيري، وأخرجه أحمد: ١/ ٤١٢ بإسناد حسن عن ابن أذنان به نحو المعنٰى * وابن أذنان مستور لم أجد فيه توثيقًا يعتمد عليه، أخرجه البيهقي من طريق آخر عن ابن مسعود نحوه مرفوعًا، وقال: "تفرد به عبدالله بن الحسين أبوحريز قاضي سجستان، وليس بالقوي" بإسناد غريب عن أنس رفعه: قرض الشيء خير من صدقته، وفيه نظر من أجل تمتام.

بِهَا. فَقَالَ: أَمَا وَاللهِ إِنَّهَا لَدَرَاهِمُكَ الَّتِي قَضَيْتَنِي. مَا حَرَّكْتُ مِنْهَا دِرْهَماً وَاحِداً. قَالَ: فَلِلَّهِ أَبُوكَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ بِي؟ قَالَ: مَا سَمِعْتُ مِنْكَ. قَالَ: مَا سَمِعْتَ مِنِّي؟ قَالَ: سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّتَيْنِ إِلَّا كَانَ كَصَدَقَتِهَا مَرَّةً».

قَالَ: كَذٰلِكَ أَنْبَأَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ.

کرتے ہوئے (آپ کو قرض دیتا ہوں، پھر اپنی بیوی سے کہا): اے ام عتبہ! تمھارے پاس جو مہر بند تھیلی ہے وہ لے آؤ۔ وہ لے آئیں تو (علقمہ سے) کہا: قسم ہے اللہ کی! یہ آپ کے وہی درہم ہیں جو آپ نے مجھے ادا کیے تھے۔ میں نے ان میں سے ایک درہم بھی ادھر ادھر نہیں کیا۔ علقمہ رحمہ اللہ نے کہا: کیا خوب! آپ نے مجھ سے جو سلوک کیا' اس کی کیا وجہ؟ انھوں نے کہا: (اس کی وجہ وہ حدیث تھی) جو میں نے آپ سے سنی۔ انھوں نے کہا: آپ نے مجھ سے کون سی حدیث سنی؟ سلیمان نے کہا: میں نے آپ (علقمہ) کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان دوسرے مسلمان کو دوبار قرض دیتا ہے' وہ ایک بار اتنا صدقہ کرنے کے برابر ہو جاتا ہے۔''

علقمہ رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (واقعی) اسی طرح حدیث سنائی تھی۔

٢٤٣١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالْكَرِيمِ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى

۲۴۳۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا: صدقے کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا۔ میں نے کہا: اے جبریل! کیا وجہ ہے کہ قرض صدقے سے بھی زیادہ فضیلت کا حامل ہے؟ انھوں نے کہا: اس لیے کہ سائل

٢٤٣١- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي في الكامل: ٣/ ٨٨٣ من حديث هشام بن خالد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف"، وقال ابن حبان في هٰذا الحديث: "ليس بصحيح" * خالد بن يزيد تكلم فيه فيما يروي عن أبيه، وقال ابن معين: "لم يرض أن يكذب على أبيه حتى كذب على أصحاب رسول الله ﷺ (تهذيب)، ولبعض حديثه شاهد عند الطبراني: ٨/ ٢٩٧، ح: ٧٩٧٦، والبيهقي في شعب الإيمان: ٣/ ٢٨٤، ح: ٣٥٦٤، وإسناده ضعيف، ولعلته انظر الحديث الآتي".

بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوباً: الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا. وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ. فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ؟ قَالَ: لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ. وَالْمُسْتَقْرِضُ لاَ يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ».

(بعض اوقات) سوال کرتا ہے' حالانکہ اس کے پاس (اس کی ضرورت کا مال) موجود ہوتا ہے جبکہ قرض لینے والا ضرورت (اور مجبوری) کی حالت ہی میں قرض لیتا ہے (کیونکہ قرض کی واپسی تو ضروری ہے' اس لیے مجبوری کے وقت ہی لیا جاتا ہے)۔"

٢٤٣٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ حُمَيْدٍ الضَّبِّيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ الْهُنَائِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: اَلرَّجُلُ مِنَّا يُقْرِضُ أَخَاهُ الْمَالَ فَيُهْدِي لَهُ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَقْرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضاً فَأَهْدَى لَهُ، أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ، فَلاَ يَرْكَبْهَا وَلاَ يَقْبَلْهُ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ».

٢٤٣٢- حضرت یحییٰ بن ابو اسحاق ہنائی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ایک آدمی اپنے بھائی کو مال بطور قرض دیتا ہے' پھر وہ (مقروض) اسے کچھ تحفہ دے دیتا ہے (کیا یہ مناسب ہے؟) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جب (کسی کو) قرض دے' پھر (مقروض) اسے تحفہ دے یا سواری کے لیے جانور پیش کرے تو (قرض خواہ کو چاہیے کہ) وہ اس پر سواری نہ کرے اور نہ وہ (تحفہ) قبول کرے' سوائے اس کے کہ ان دونوں میں پہلے سے (تحفے تحائف کا) یہ سلسلہ جاری ہو۔''

(المعجم ٢٠) - **بَابُ أَدَاءِ الدَّيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ** (التحفة ٦٠)

باب: ٢٠- فوت شدہ کی طرف سے قرض کی ادائیگی

٢٤٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَخْبَرَنِي

٢٤٣٣- حضرت سعد بن اطول جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا بھائی فوت ہو گیا' اس نے تین سو درہم

٢٤٣٢- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٥٠ من حديث هشام به، ونقل عن المعمري أن قوله: يحيى بن أبي إسحاق الهُنائي وهم، أخرجه من طريق سعيد بن منصور ثنا إسماعيل به، وفيه يزيد بن أبي يحيى * عقبة بن حميد ليس شاميًا ورواية إسماعيل عن غير الشاميين ضعيفة، وانظر، ح: ٥٩٥.

٢٤٣٣- [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٧ عن عفان به، وصححه البوصيري، وقال: "عبدالملك ذكره ابن حبان في الثقات"، ولحديثه شاهد عند أحمد، والبيهقي: ١٠/ ١٤٢، وإسناده حسن.

عَبْدُ الْمَلِكِ أَبُو جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ الْأَطْوَلِ أَنَّ أَخَاهُ مَاتَ وَتَرَكَ ثَلَاثَمِائَةِ دِرْهَمٍ. وَتَرَكَ عِيَالاً. فَأَرَدْتُ أَنْ أُنْفِقَهَا عَلٰى عِيَالِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ أَخَاكَ مُحْتَبَسٌ بِدَيْنِهِ. فَاقْضِ عَنْهُ». فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ أَدَّيْتُ عَنْهُ إِلَّا دِينَارَيْنِ، ادَّعَتْهُمَا امْرَأَةٌ وَلَيْسَ لَهَا بَيِّنَةٌ. قَالَ: «فَأَعْطِهَا فَإِنَّهَا مُحِقَّةٌ».

(ترکہ) چھوڑا اور بال بچے بھی چھوڑے۔ میں نے چاہا کہ یہ مال اس کے بیوی بچوں پر خرچ کروں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا بھائی اپنے قرض کی وجہ سے قید ہے‘ اس لیے اس کا قرض ادا کرو۔“ تو حضرت سعد ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا (سارا) قرض ادا کر دیا ہے‘ سوائے دو دینار کے۔ ایک عورت ان کا دعویٰ کرتی ہے لیکن اس کے پاس کوئی ثبوت (گواہی وغیرہ) نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے دے دو‘ وہ سچی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① بیوی بچوں پر خرچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مال ان کے حوالے کر دیا جائے‘ یا اس سے ان کی ضروریات پوری کی جائیں کیونکہ مرنے والے کے ترکے میں سے بیوی کا حصہ مقرر ہے‘ جو باقی بچے وہ بچوں کا ہے۔ ② وراثت میں بعض افراد کا حصہ مقرر ہے۔ انھیں حصہ دینے کے بعد باقی مال قریبی رشتے داروں کو ملتا ہے۔ انھیں ”عصبہ“ کہتے ہیں۔ عصبہ افراد میں بیٹا‘ بھائی پر مقدم ہے۔ ③ ترکے کی تقسیم قرض کی ادائیگی کے بعد ہوتی ہے۔ ④ عورت کا یہ دعویٰ تھا کہ مرنے والے کے ذمے اس کے دو دینار تھے۔ حضرت سعد بن اطول ؓ اپنے اطمینان کے لیے گواہی طلب کرتے تھے‘ عورت کے پاس گواہی نہ تھی‘ اس قسم کی مشکلات سے بچنے کے لیے حکم دیا گیا ہے کہ قرض کا لین دین تحریر میں لانا چاہیے اور گواہ بھی مقرر کیے جائیں۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے معلوم ہو گیا کہ عورت کا دعویٰ درست ہے‘ اس لیے نبی ﷺ نے اسے دو دینار دلوا دیے۔ ⑥ قرض ادا نہ ہونے کی صورت میں فوت ہونے والے کو اللہ کے ہاں قید کیا جاتا ہے لیکن یہ قید صرف جنت میں داخلے سے رکاوٹ ہے‘ اس کی وجہ سے وہ جہنم کا مستحق نہیں بن جاتا۔ واللہ أعلم.

٢٤٣٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسْقاً لِرَجُلٍ

۲۴۳۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد (حضرت عبداللہ بن حرام انصاری ؓ) فوت ہوئے تو ان کے ذمے ایک یہودی کا تیس وسق غلہ قرض تھا۔ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے اس سے مہلت مانگی تو اس نے مہلت دینے سے انکار کر دیا‘

٢٤٣٤ـ أخرجه البخاري، الاستقراض، باب إذا قاص أو جازفه في الدين تمرًا بتمر أو غيره، ح: ٢٣٩٦ من حديث هشام به، وأبوداود، ح: ٢٨٨٤ عن طريق شعيب به.

مِنَ الْيَهُودِ. فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ. فَأَبَى أَنْ يُنْظِرَهُ: فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِيَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ. فَجَاءَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِي لَهُ عَلَيْهِ. فَأَبَى عَلَيْهِ. فَكَلَّمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَبَى أَنْ يُنْظِرَهُ. فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّخْلَ. فَمَشَى فِيهَا. ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ: «جُدَّ لَهُ فَأَوْفِهِ الَّذِي لَهُ» فَجَدَّ لَهُ، بَعْدَمَا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثَلاَثِينَ وَسْقاً. وَفَضَلَ لَهُ اثْنَا عَشَرَ وَسْقاً. فَجَاءَ جَابِرٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِي كَانَ. فَوَجَدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ غَائِباً. فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَاءَهُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدْ أَوْفَاهُ. وَأَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ الَّذِي فَضَلَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَخْبِرْ بِذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ» فَذَهَبَ جَابِرٌ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ عَلِمْتُ حِينَ مَشَى فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، لَيُبَارِكَنَّ اللهُ فِيهَا.

تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ یہودی سے ان کی سفارش کر دیں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے تشریف لے جا کر یہودی سے بات چیت کی (اور یہ پیش کش کی) کہ ان پر جو قرض ہے اس کے بدلے وہ ان کی کھجوروں کا سارا پھل لے لے تو اس (یہودی) نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو مہلت دینے کا کہا تو اس نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے اور درختوں کے درمیان چلے' پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''پھل اتارو اور اسے اس کا حق پورا دے دو۔'' رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد انھوں نے پھل اتار کر تیس وسق کھجوریں اس (یہودی) کو دے دیں اور بارہ وسق کھجوریں بچ گئیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی خبر دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ موجود نہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو جابر رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر اطلاع دی کہ انھوں نے اس (یہودی) کو پوری ادائیگی کر دی ہے' اور جو مقدار بچ گئی تھی وہ بھی بتائی' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمر بن خطاب کو بھی یہ بات بتاؤ۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انھیں یہ بات بتائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ اس (باغ) میں چل رہے تھے تو مجھے اسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس پھل میں ضرور برکت عطا فرمائے گا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ ② حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد پر اور بھی بہت سے لوگوں کا قرض تھا۔ ان کے بارے میں دوسری احادیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ یہودی ان قرض خواہوں میں سے ایک تھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الاستقراض وأداء الدیون......، باب إذا قضی دون حقه أو حلله فهو جائز، حدیث:۲۳۹۵) ③ اس یہودی کے سوا دوسرے قرض خواہوں کو ادائیگی کرتے وقت خود نبی ﷺ نے ماپ کر ہر ایک کو اس کا قرض ادا کیا تھا۔ (صحیح البخاري، الاستقراض......، باب الشفاعة في وضع الدین، حدیث:۲۴۰۵) ④ کھانے پینے کی چیزوں میں یہ برکت رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے جو متعدد مواقع پر ظاہر ہوا۔ ⑤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان اتنا زیادہ تھا کہ انھیں معجزہ ظاہر ہونے سے پہلے ہی یقین ہوگیا کہ یہ واقعہ یوں پیش آئے گا۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت اور شان کا اظہار ہوتا ہے۔ ⑥ ''وسق'' ساٹھ صاع کے برابر ہوتا ہے جس کی کل مقدار ہمارے یہاں کے اعتبار سے تقریباً چار من بنتی ہے۔

(المعجم ٢١) - بَابُ ثَلَاثٍ مَنِ ادَّانَ فِيهِنَّ قَضَى اللهُ عَنْهُ (التحفة ٦١)

باب:۲۱- تین کاموں کے لیے قرضہ لینے والے کا قرضہ اللہ تعالیٰ ادا فرمائے گا

٢٤٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ وَأَبُو أُسَامَةَ وَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ أَنْعُمٍ، قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ: [وَ]حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَعَافِرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الدَّيْنَ يُقْضٰى مِنْ صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا مَاتَ. إِلَّا مَنْ تَدَيَّنَ فِي ثَلَاثِ خِلَالٍ: اَلرَّجُلُ تَضْعُفُ قُوَّتُهُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَسْتَدِينُ يَتَقَوّٰى بِهِ لِعَدُوِّ اللهِ وَعَدُوِّهِ. وَرَجُلٌ يَمُوتُ عِنْدَهُ مُسْلِمٌ، لَا يَجِدُ مَا يُكَفِّنُهُ وَيُوَارِيهِ إِلَّا

۲۴۳۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن مقروض سے قرض وصول کیا جائے گا' جب وہ (مقروض ہوکر) فوت ہو جائے مگر جو شخص تین کاموں کے لیے قرض لیتا ہے (وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔) وہ شخص جس کی اللہ کے راستے میں (جہاد کرنے کی) قوت کم ہو جاتی ہے تو وہ اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کا مقابلہ کرنے کی طاقت حاصل کرنے کے لیے قرض لیتا ہے۔ (دوسرا) وہ شخص جس کے پاس کوئی مسلمان فوت ہوتا ہے اور اس کے پاس قرض لیے بغیر اس کے کفن دفن کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور (تیسرا) وہ شخص جسے اپنے بے نکاح رہنے کی صورت میں (گناہ میں ملوث ہونے کا خطرہ محسوس کرکے) اللہ

٢٤٣٥_ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٥٤ لحال ابن أنعم، وحديث: ٩٧٠ لحال المعافري.

بِدَيْنٍ. وَرَجُلٌ خَافَ اللهَ عَلٰى نَفْسِهِ الْعُزْبَةَ، فَيَنْكِحُ خَشْيَةً عَلٰى دِينِهِ. فَإِنَّ اللهَ يَقْضِي عَنْ هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

سے خوف آتا ہے وہ اپنے دین (میں خرابی) کے ڈر سے (قرض لے کر) نکاح کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان (تین قسم کے افراد) کا قرض ادا کر دے گا۔"

رہن کی لغوی اور اصطلاحی تعریف' مشروعیت اور اس سے متعلق چند ضروری احکام

* **لغوی معنی:** لغت میں رہن سے مراد [اَلثُّبُوتُ وَالدَّوَامُ] کسی چیز کا ثابت اور دائمی ہونا ہے' جیسے کہا جاتا ہے: [ماءٌ رَاهِنٌ] یعنی ٹھہرا ہوا پانی۔ یا اس کے معنی [اَلْحَبْسُ وَاللُّزُومُ] ہیں' یعنی کسی چیز کا محبوس اور لازمی ہونا جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ﴾ (المدثر ۷۴: ۳۸) ''ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے۔'' یعنی محبوس ہے۔ اور اس کا اطلاق اس چیز پر بھی ہوتا ہے جسے بطور ضمانت قرض خواہ کے حوالے کیا جاتا ہے۔

* **اصطلاحی تعریف:** [اَلْمَالُ الَّذِي يُجْعَلُ وَثِيقَةً بِالدَّيْنِ لِيَسْتَوْفِيَ مِنْ ثَمَنِهِ إِنْ تَعَذَّرَ اِسْتِيفَاءُهُ مِمَّنْ هُوَ عَلَيْهِ] ''رہن وہ مال ہے جو قرض حاصل کرنے کے لیے بطور ضمانت دیا جاتا ہے تاکہ عدم ادائیگی کی صورت میں قرض دینے والا اپنا حق اس مال میں سے وصول کرلے۔''

* **رہن کی مشروعیت:** رہن قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ إِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوضَةٌ﴾ (البقرۃ ۲:۲۸۳) ''اگر تم سفر میں ہو اور (قرضے کی دستاویز) لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی چیز قبضے میں کرلیا کرو۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا گروی کے متعلق عمل بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: [رَهَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دِرْعاً لَهُ عِنْدَ يَهُودِيٍّ فِي

الْمَدِينَةِ فَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِ] (صحيح البخاري' البيوع' باب شراء النبي ﷺ بالنسيئة' حديث:٢٠٦٩' ومسند أحمد:١٣٣/٣' واللفظ له) ''رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھ کر اپنے گھر والوں کے لیے جو (بطور قرض) حاصل کیے۔''

* گروی رکھنے کے چند ضروری احکام: ① راہن (رہن رکھنے والا) وہ شخص ہے جو اپنی کوئی چیز رہن رکھ کر کسی سے قرض پر رقم حاصل کرتا ہے۔

② مرتہن وہ شخص ہے جو کوئی چیز قبضے میں لے کر قرض کی رقم ضرورت مند کو دیتا ہے۔

③ مرہونہ' یا رہن' وہ چیز (مکان' دوکان یا سواری وغیرہ) ہے جو بطور ضمانت مرتہن کی تحویل میں دے دی جائے۔

④ قرض لینے کے ساتھ گروی رکھی جانے والی چیز مرتہن کے حوالے کرنا ضروری ہے الا یہ کہ مرتہن خود واپس کر دے۔

⑤ جن چیزوں کی فروخت جائز نہیں ان کا گروی رکھنا بھی درست نہیں۔

⑥ مدت ختم ہونے پر قرض واپس کیا جائے گا ورنہ مرتہن گروی چیز میں سے اپنا حق وصول کرے گا۔

⑦ رہن مرتہن کے پاس بطور امانت ہوتا ہے اگر اس کی زیادتی یا غفلت سے وہ ضائع ہوا تو وہ ضامن ہوگا۔

⑧ رہن کو مرتہن کے علاوہ کسی دوسرے امانتدار شخص کے پاس بھی رکھا جا سکتا ہے۔

⑨ اگر قرض کی مقدار میں اختلاف ہو جائے تو راہن قسم کھائے گا یا مرتہن ثبوت مہیا کرے گا۔

⑩ اگر رہن کی واپسی میں اختلاف ہو جائے تو بھی مرتہن ثبوت دے گا جبکہ راہن قسم کھائے گا۔

⑪ مرتہن گروی رکھی ہوئی سواری یا جانور پر خرچ کر کے اس سے فائدہ لے سکتا ہے۔

⑫ گروی رکھی ہوئی چیز کی آمدنی' اجرت اور نسل وغیرہ میں اضافہ راہن کا ہے۔

⑬ اگر راہن فوت ہو جائے تو دیگر قرض خواہوں سے پہلے مرتہن کا حق دیا جائے گا۔ والله أعلم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٦) أَبْوَابُ الرُّهُونِ (التحفة . . .)

رہن (گروی رکھی ہوئی چیز) سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - [بَابٌ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ] (التحفة ٦٢)

باب:١- حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ

٢٤٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَاماً إِلَى أَجَلٍ، وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ.

٢٤٣٦- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ ادھار خریدا' اور اپنی زرہ اس کے پاس رہن رکھی۔

٢٤٣٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقَدْ رَهَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِرْعَهُ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِالْمَدِينَةِ. فَأَخَذَ لِأَهْلِهِ مِنْهُ شَعِيراً.

٢٤٣٧- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھ کر اس سے اپنے گھر والوں کے لیے جو حاصل کیے۔

٢٤٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامَ، عَنْ

٢٤٣٨- حضرت اسماء بنت یزید بن سکن ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ کی زرہ

٢٤٣٦ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب شراء الطعام إلى أجل، ح: ٢٢٠٠ من حديث حفص به، ومسلم، المساقاة، باب الرهن وجوازه في الحضر كالسفر، ح: ١٦٠٣ عن ابن أبي شيبة.

٢٤٣٧ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب شراء النبي ﷺ بالنسيئة، ح: ٢٠٦٩ من طريق هشام به.

٢٤٣٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٥٣ عن وكيع به، وحسنه البوصيري، وانظر، ح: ١٤٩٦ لحال شهر بن حوشب رحمه الله.

شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِطَعَامٍ.

ایک یہودی کے پاس غلے کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی۔

٢٤٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَاتَ وَدِرْعُهُ رَهْنٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ، بِثَلَاثِينَ صَاعاً مِنْ شَعِيرٍ.

۲۴۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔

فوائد ومسائل: ① رہن کا مطلب ہے کہ کسی کے پاس اپنی کوئی چیز بطور ضمانت رکھ کر اس سے قرض یا ادھار لینا۔ ضرورت کے وقت اس طرح قرض لینا یا دینا جائز ہے۔ ② قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾ (البقرة۲:۲۸۳) ”اگر تم سفر میں ہو اور تمھیں (قرض کا لین دین) لکھنے والا نہ ملے تو رہن قبضے میں رکھ لیا کرو۔“ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رہن کا معاملہ سفر کے ساتھ خاص ہے۔ حدیث سے واضح ہو گیا کہ حضر میں بھی گروی رکھنا جائز ہے۔ ③ غیر مسلموں سے لین دین کرنا جائز ہے۔ یہ ان سے دلی دوستی نہ رکھنے کے منافی نہیں۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے پاس غنائم وغیرہ کا جو مال آتا تھا' اس کا پانچواں حصہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی ضروریات پر خرچ کرنے کی اجازت تھی' تاہم رسول اللہ ﷺ یہ بھی عام مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ فرما دیتے تھے' اس لیے رہن شدہ زرہ واپس لینے کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: اَلرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ (التحفة ٦٣)

باب:۲- رہن کے جانور پر سواری کرنا اور اس کا دودھ پینا

٢٤٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۲۴۴۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سواری کا جانور جب رہن رکھا جائے تو اس پر سواری کی جائے گی اور دودھ دینے

٢٤٣٩ـ [حسن] وصححه صاحب الزوائد، وانظر تخريج النهاية في الفتن والملاحم، ح: ٢٤٩ لحال هلال بن خباب رحمه الله.

٢٤٤٠ـ أخرجه البخاري، الرهن في الحضر، باب الرهن مركوب ومحلوب، ح: ٢٥١١، ٢٥١٢ من حديث زكريا به.

«اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ إِذَا كَانَ مَرْهُوناً. وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ إِذَا كَانَ مَرْهُوناً. وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ، نَفَقَتُهُ».

والا جانور (گائے' بھینس' بکری وغیرہ) جب رہن رکھا جائے تو اس کا دودھ پیا جائے گا۔ اور جانور کا خرچ اس شخص کے ذمے ہوگا جو سواری کرتا اور دودھ پیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① رہن رکھے ہوئے جانور کی دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے اور اسے چارہ کھلانا پڑتا ہے ورنہ وہ مرسکتا ہے یا سخت بیمار یا کمزور ہوسکتا ہے۔ اس طرح جانور پر ظلم بھی ہوگا' اور راہن یا مرتہن کو کوئی فائدہ بھی نہیں ہوگا' اس لیے جانور کی دیکھ بھال کرنے والے کو اس کی محنت کے عوض اس سے فائدہ اٹھانے کا حق دیا گیا ہے۔ ② اگر گاڑی (کار وغیرہ) رہن رکھی جائے تو اس پر سفر کیا جا سکتا ہے' تاہم اس کے پٹرول کا خرچ اور مرمت وغیرہ کے اخراجات قرض خواہ (قرض دہندہ) کے ذمے ہوں گے جو اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ (التحفة ٦٤)

باب: ٣- رہن رکھی ہوئی چیز قرض خواہ کی ملکیت نہیں بن سکتی

٢٤٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ».

٢٤٤١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رہن رکھی ہوئی شے (مستقل طور پر) قرض خواہ کے پاس نہیں رہے گی۔''

فائدہ: زمانۂ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ اگر مقروض مقررہ وقت پر قرض ادا نہ کرتا تو رہن رکھی ہوئی چیز قرض خواہ کی ملکیت بن جاتی تھی' اور بعد میں وہ قرض ادا کرنے کے باوجود اس چیز کو حاصل نہیں کر سکتا تھا' حالانکہ مقررہ وقت کے بعد بھی قرض ادا کر دیا گیا تو رہن رکھی گئی چیز کو واپس نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

(المعجم ٤) - بَابُ أَجْرِ الْأُجَرَاءِ (التحفة ٦٥)

باب: ٤- مزدوروں کی مزدوری

٢٤٤٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ:

٢٤٤٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے

٢٤٤١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٣١ من طريق زياد بن سعد عن الزهري به مطولاً، وإسناده ضعيف لعلل ومع ذلك صححه ابن حبان(موارد)، ح: ١١٢٣، والحاكم: ٢/ ٥١، والذهبي، وحسنه الدارقطني، ورواه مالك في الموطأ: ٢/ ٧٢٨ عن الزهري عن ابن المسيب به مرسلاً، وله شواهد كثيرة جدًا، لم يصح منها شيء.

٢٤٤٢ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب إثم من باع حرًا، ح: ٢٢٢٧ من حديث يحيى بن سليم به * ويحيى وثقه◄◄

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَمَنْ كُنْتُ خَصْمَهُ خَصَمْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي، ثُمَّ غَدَرَ. وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ. وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا، فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُوفِهِ أَجْرَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں جن کے خلاف قیامت کے دن میں خود مدعی ہوں گا' اور جس کے خلاف میں مدعی ہوں گا میں اس سے مقدمہ جیت جاؤں گا (لہٰذا یہ تین افراد ضرور سزا پائیں گے۔) (ایک) وہ شخص جو اللہ کا نام لے کر عہد کرے' پھر عہد شکنی کرے (دوسرا) وہ جو کسی آزاد انسان کو (غلام بنا کر) بیچ ڈالے اور اس کی قیمت کھا لے' اور (تیسرا) وہ شخص جو کسی کو مزدور رکھے' پھر اس سے پورا کام لے کر اس کو اجرت پوری نہ دے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ گناہوں کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور یہ بہت بڑے گناہ ہیں۔ ② عہد شکنی ویسے بھی کبیرہ گناہ ہے اور اسے منافق کی علامتوں میں ذکر کیا گیا ہے' اس کے ساتھ جب اللہ کے احترام کو ملحوظ نہ رکھنے کا گناہ بھی مل جائے تو گناہ اور بھی بڑا ہو جاتا ہے۔ ③ غلام کو آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ آزاد آدمی کو اغوا کر کے غلام بنا لینا اس کے بالکل برعکس عمل ہے' اس لیے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ④ اگر کسی کو اغوا کر کے غلام بنا لیا جائے تو ممکن ہے کبھی مجرم کو اپنی غلطی کا احساس ہو اور وہ اسے آزاد کر دے لیکن جب اسے بیچ دیا گیا تو اب اس کا آزاد ہونا بہت مشکل ہے' اس لیے یہ گناہ اور بڑا ہو جاتا ہے۔ ⑤ کسی سے اجرت پر کام لینا ایک دوطرفہ معاہدہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کام کرے گا اور دوسرا اس کے بدلے اسے مقررہ رقم ادا کرے گا۔ کام مکمل ہو جانے کے بعد کارکن کے لیے تو معاہدہ توڑنا ممکن نہیں رہتا' البتہ کام لینے والا ظلم کرتے ہوئے اس کا حق مار سکتا ہے۔ اس کی مجبوری کی وجہ سے یہ ایک بڑا جرم بن جاتا ہے کیونکہ اس میں ظلم بھی ہے' عہد شکنی بھی ہے اور حرام کھانا بھی ہے۔ ⑥ قیامت کی سزا اور رسوائی سے بچنے کے لیے کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ ⑦ اسلام میں عدل و انصاف کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اسلامی معاشرہ وہی ہے جو عدل و انصاف پر کاربند ہو۔ ⑧ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر عدل و انصاف کا اہتمام کرنا چاہیے تا کہ ان کا معاشرہ اسلامی بن سکے۔

٢٤٤٣- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَطِيَّةَ

۲۴۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مزدور کو اس کا پسینہ خشک

◄◄ الجمهور في غير عبيدالله بن عمر، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن أبدًا، انظر، ح: ٢٣٠١.

٢٤٤٣ـ [صحيح] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٢٣٨ لعلته، وله شاهد عند الطحاوي في مشكل الآثار: ٤/ ١٤٢، وإسناده صحيح، وبه صح الحديث.

السَّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ، قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ».

ہونے سے پہلے مزدوری دے دو۔"

فوائد و مسائل: ① مزدور کو مزدوری کام ختم ہونے کے فوراً بعد ادا کر دینی چاہیے۔ ② کسی جائز وجہ کے بغیر ٹال مٹول کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

(المعجم ٥) - بَابُ إِجَارَةِ الْأَجِيرِ عَلَى طَعَامِ بَطْنِهِ (التحفة ٦٦)

باب:٥- پیٹ بھر کھانے کے عوض مزدور رکھنا

٢٤٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُتْبَةَ بْنَ [النُّدَّرِ] يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَرَأَ [﴿طسٓمٓ﴾]. حَتَّى إِذَا بَلَغَ قِصَّةَ مُوسَى قَالَ: «إِنَّ مُوسَى ﷺ أَجَرَ نَفْسَهُ ثَمَانِيَ سِنِينَ، أَوْ عَشْرًا، عَلَى عِفَّةِ فَرْجِهِ وَطَعَامِ بَطْنِهِ».

٢٤٤٤- حضرت عتبہ بن ندر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے سورۂ طٰسٓمٓ (قصص) تلاوت فرمائی حتی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے تک پہنچے (آیت: ۲۷، ۲۸) تو فرمایا: "موسیٰ (علیہ السلام) نے آٹھ دس سال پاک دامنی اور پیٹ بھر روٹی کے عوض مزدوری کی۔"

509

فائدہ: "پاک دامنی" کی شرط سے مراد نکاح کا وعدہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

٢٤٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ

٢٤٤٥- حضرت حیان (بن بسطام ہذلی رحمہ اللہ) سے

٢٤٤٤ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ١٣٥، ح: ٣٣٣ من طريق محمد بن المصفّى به، وضعفه البوصيري، وإسناده ضعيف جدًا، منها ضعف مسلمة بن علي، فإنه متروك، انظر، ح: ٣٥١.

٢٤٤٥ـ أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٣/ ٥٤، وابن سعد: ٤/ ٣٢٦، والبيهقي: ٦/ ١٢٠، وأبونعيم في الحلية: ١/ ٣٧٩ من طرق عن سليم به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح موقوف" ☆ حيان بن بسطام وثقه ابن حبان، ولحديثه شاهد صحيح عند ابن سعد، وشاهد آخر عند أبي نعيم في حلية الأولياء، وابن عساكر في تاريخ دمشق، وفيه ابن لهيعة المدلس.

عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ. سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَشَأْتُ يَتِيماً، وَهَاجَرْتُ مِسْكِينًا، وَكُنْتُ أَجِيرًا لِابْنَةِ غَزْوَانَ بِطَعَامِ بَطْنِي وَعُقْبَةِ رِجْلِي. أَحْطِبُ لَهُمْ إِذَا نَزَلُوا. وَأَحْدُو لَهُمْ إِذَا رَكِبُوا. فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ الدِّينَ قِوَاماً، وَجَعَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ إِمَامًا.

روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انھوں نے فرمایا: میں نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اور مفلسی کی حالت میں ہجرت کی۔ میں پیٹ بھر کھانے اور (سفر کے دوران میں) اپنی باری پر سواری کی شرط پر بنت غزوان کا نوکر تھا۔ (سفر کے دوران میں) جب وہ لوگ (کسی منزل پر) ٹھہرتے تو میں ان کے لیے ایندھن جمع کر کے لایا کرتا تھا اور جب وہ سوار ہو کر چلتے تو میں حدی خوانی کرتا (تاکہ اونٹ تیز چلیں۔) اللہ کا شکر ہے جس نے دین کو سہارا (اور ترقی کا باعث) بنایا' اور ابوہریرہ کو (دینی اور دنیاوی طور پر) امام (عالم اور گورنر) بنا دیا۔

(المعجم ٦) بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَقِي كُلَّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ وَيَشْتَرِطُ جَلِدَةً (التحفة ٦٧)

باب:٦- ایک ڈول کے عوض ایک کھجور معاوضے پر کھیت کو پانی دینا اور کھجور کے عمدہ ہونے کی شرط لگا لینا

٢٤٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَصَابَ نَبِيَّ اللهِ ﷺ خَصَاصَةٌ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا. فَخَرَجَ يَلْتَمِسُ عَمَلًا يُصِيبُ فِيهِ شَيْئاً لِيُقِيتَ بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَأَتَى بُسْتَانًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ. فَاسْتَقَى لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ دَلْوًا. كُلُّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ. فَخَيَّرَهُ الْيَهُودِيُّ

٢٤٤٦- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کو فاقہ آ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو وہ کسی کام کی تلاش میں نکلے تاکہ اس کے ذریعے سے کچھ (اجرت) ملے جس سے وہ رسول اللہ ﷺ کو کھانا کھلائیں۔ وہ ایک یہودی کے باغ میں جا پہنچے اور اس کے لیے' ایک ڈول پر ایک کھجور مزدوری کی شرط پر' سترہ ڈول پانی نکالا۔ یہودی نے آپ کو اختیار دیا کہ سترہ عجوہ کھجوریں چن کر لے لیں۔ وہ ان (کھجوروں)

٢٤٤٦ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٦/ ١١٩ من حديث المعتمر به، وضعفه البوصيري * وحسين بن قيس، لقبه حنش وهو متروك كما في التقريب وغيره.

مِنْ تَمْرِهِ، سَبْعَ عَشَرَةَ عَجْوَةً. فَجَاءَ بِهَا إِلَى نَبِيِّ اللهِ ﷺ.

کو لے کر اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

٢٤٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ أَدْلُو الدَّلْوَ بِتَمْرَةٍ. وَأَشْتَرِطُ أَنَّهَا جَلِدَةٌ.

۲۴۴۷- حضرت علی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک کھجور کے بدلے میں ایک ڈول پانی نکالتا تھا اور یہ شرط لگا لیتا تھا کہ وہ عمدہ ہوگی۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے بنابریں کام شروع کرنے سے پہلے اجرت کا تعین کر لینا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني: ۵/۳۱۳-۳۱۵) ② مزدوری کے کام یا اس کی اجرت کے بارے میں مناسب شرطیں مقرر کر لینا جائز ہے۔

٢٤٤٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ مَا لِي أَرَى لَوْنَكَ مُنْكَفِئًا؟ قَالَ: «الْخَمْصُ» فَانْطَلَقَ الْأَنْصَارِيُّ إِلَى رَحْلِهِ. فَلَمْ يَجِدْ فِي رَحْلِهِ شَيْئًا. فَخَرَجَ يَطْلُبُ. فَإِذَا هُوَ بِيَهُودِيٍّ يَسْقِي نَخْلاً. فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ لِلْيَهُودِيِّ: أَسْقِي نَخْلَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: كُلُّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ. وَاشْتَرَطَ الْأَنْصَارِيُّ أَنْ لَا يَأْخُذَ خَدِرَةً وَلَا تَارِزَةً وَلَا حَشَفَةً. وَلَا يَأْخُذَ إِلَّا

۲۴۴۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: انصار میں سے ایک صاحب نے آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ (کے چہرۂ مبارک) کا رنگ بدلا ہوا کیوں محسوس ہو رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھوک (کی وجہ سے) ہے۔'' انصاری صحابی اپنے گھر گئے' گھر میں انھیں (کھانے کی) کوئی چیز نہ ملی۔ وہ (کام کی) تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ دیکھا کہ ایک یہودی کھجور کے درختوں کو پانی دے رہا تھا۔ انصاری صحابی نے یہودی سے کہا: کیا میں تمھارے درختوں کو پانی دے دوں؟ اس نے کہا: ہاں (دے دو) اور کہا: ہر ڈول کا معاوضہ ایک کھجور ہوگی۔ انصاری نے

٢٤٤٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه البزار في البحر الزخار: ٢/ ٣١٢، ح: ٧٣٨ من حديث سفيان الثوري به، وانظر، ح: ١٦٢، ٤٦ لعلتيه، وصححه البوصيري.

٢٤٤٨_ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٢٦٠ لحال عبدالله بن سعيد المقبري.

جَلِدَةً . فَاسْتَقَى بِنَحْوٍ مِنْ صَاعَيْنِ . فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ .

شرط لگالی کہ وہ کالی' سوکھی اور خراب کھجور نہیں لیں گے بلکہ عمدہ کھجور ہی لیں گے۔ انھوں نے (باغ کو) پانی دے کر اس کے عوض تقریباً دو صاع کھجوریں حاصل کر لیں اور انھیں لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(المعجم ٧) - بَابُ الْمُزَارَعَةِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ (التحفة ٦٨)

باب: ٧- پیداوار کے تیسرے اور چوتھے حصے کے عوض کاشت کرنا

٢٤٤٩ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ : حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ . وَقَالَ : «إِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةٌ : رَجُلٌ لَهُ أَرْضٌ ، فَهُوَ يَزْرَعُهَا . وَرَجُلٌ مُنِحَ أَرْضًا ، فَهُوَ يَزْرَعُ مَا [مُنِحَ] . وَرَجُلٌ اسْتَكْرَى أَرْضًا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ» .

٢٤٤٩- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا' اور ارشاد فرمایا: ''تین طرح کے افراد کاشت کر سکتے ہیں: ایک وہ آدمی جس کی زمین ہے' وہ اسے کاشت کرتا ہے' دوسرا وہ جسے کچھ زمین (تحفے کے طور پر) دی گئی' وہ اس زمین کو کاشت کر سکتا ہے جو اسے دی گئی' تیسرا وہ جو سونے یا چاندی کے عوض زمین کرائے پر لیتا ہے۔''

512

فوائد و مسائل: ① محاقلہ اور مزابنہ کی تشریح کے لیے دیکھیے' حدیث: ٢٢٦٥ کا فائدہ نمبر: ٢- ② جس طرح غریب آدمی کی مدد کے لیے نقد رقم دی جا سکتی ہے اسی طرح اسے زمین کا ٹکڑا بھی دیا جا سکتا ہے تاکہ وہ کاشت کر کے رزق حلال حاصل کرے اور یہ اس کے لیے آمدنی کا مستقل ذریعہ بن جائے۔ ③ زمین بٹائی پر لینا یا دینا جائز ہے' اس میں رقم اور مدت کا تعین وضاحت سے ہو جانا چاہیے تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔ ④ سونے چاندی سے مراد نقد رقم ہے کیونکہ اس دور میں سونے کا سکہ (دینار) اور چاندی کا سکہ (درہم) رائج تھے۔

٢٤٥٠ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ . قَالَا : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ

٢٤٥٠- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم مخابرہ پر عمل کرتے تھے اور اس میں

٢٤٤٩ــ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في ذٰلك، ح: ٣٤٠٠ من حديث أبي الأحوص به
* طارق هٰذا وثقه الجمهور، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

٢٤٥٠ــ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٥٤٧ من حديث سفيان به.

عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كُنَّا نُخَابِرُ وَلاَ نَرَى بِذٰلِكَ بَأْساً. حَتَّى سَمِعْنَا رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْهُ. فَتَرَكْنَاهُ لِقَوْلِهِ.

حرج نہیں سمجھتے تھے حتی کہ ہم نے حضرت رافع بن خدیج ؓ سے ان کا یہ فرمان سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے تو ان کی بات سن کر ہم نے مخابرہ ترک کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① [مخابرہ] کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی کی زمین ہو اور دوسرا اس میں کاشت کاری کرے' اور ان کے درمیان یہ معاہدہ ہو جائے کہ پیداوار میں سے اتنا حصہ کاشت کار کا ہے اور اتنا حصہ زمین دار کا۔ اس کی جائز صورت یہ ہے کہ کل پیداوار میں سے حصہ مقرر کیا جائے' مثلاً: کل پیداوار کا نصف کاشت کار کا ہوگا اور نصف زمین کے مالک کا' یا ایک حصہ مزارع کا ہوگا اور دو حصے زمیندار کے۔ ممنوع صورت یہ ہے کہ کھیت کے فلاں حصے کی پیداوار مزارع کی ہوگی اور فلاں حصے کی پیداوار زمیندار کی۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۴۵۸) ② ضرورت سے زائد زمین بغیر کسی معاوضے کے کسی ضرورت مند کو کاشت کے لیے دے دینا افضل ہے' یعنی مالک اس کی پیداوار میں سے کچھ نہ لے۔ یہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔ ③ صحابۂ کرام ؓ نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کرتے تھے۔

٢٤٥١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كَانَتْ لِرِجَالٍ مِنَّا فُضُولُ أَرَضِينَ يُؤَاجِرُونَهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ فُضُولُ أَرَضِينَ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ. فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ».

۲۴۵۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم میں سے کچھ افراد کے پاس (ضرورت سے) زائد زمینیں تھیں' وہ انھیں تہائی یا چوتھائی پیداوار کے عوض بٹائی پر دیتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زائد زمین ہو تو وہ اسے خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کرنے دے' اگر وہ ایسے نہیں کرنا چاہتا تو اپنی زمین اپنے پاس رکھے۔''

فائدہ: ''اپنے پاس رکھے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین خالی پڑی رہنے دے۔ اور ظاہر ہے کہ خالی پڑی رہنے کی صورت میں زمین سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ تو کیا یہ بہتر نہیں کہ کسی کو فائدہ اٹھانے دے۔ یہ سخاوت اور افضل عمل کی ترغیب ہے۔

٢٤٥١ـ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر، ح: ٢٣٤٠، ٢٦٣٢، ومسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٥٣٦/ ٨٩ من حديث الأوزاعي به.

٢٤٥٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ : حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ : حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا ، أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ . فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ» .

۲۴۵۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہے تو وہ اسے کاشت کرے' یا اپنے بھائی کو کاشت کے لیے (بلا معاوضہ) دے دے' اگر وہ ایسے نہیں کرنا چاہتا تو اپنی زمین اپنے پاس رکھے۔''

(المعجم ٨) - **بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ** (التحفة ٦٩)

باب:۸- زمین کرائے (ٹھیکے) پر دینا

٢٤٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ : حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَ أَبُو أُسَامَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَوْ قَالَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُكْرِي أَرْضًا لَهُ ، مَزَارِعًا . فَأَتَاهُ إِنْسَانٌ فَأَخْبَرَهُ عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ . فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ وَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتَّى أَتَاهُ بِالْبَلَاطِ . فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ . فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ . فَتَرَكَ عَبْدُ اللهِ كِرَاءَهَا .

۲۴۵۳- حضرت نافع رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی زمین کے کھیت کرائے (ٹھیکے) پر دیا کرتے تھے۔ ان کے پاس ایک شخص آیا اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے کھیتوں کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے پاس) گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ گیا۔ انھوں نے مقام بلاط پر ان سے ملاقات کی اور یہ مسئلہ دریافت کیا تو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھیتوں کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے' چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے زمین کرائے پر دینی ترک کر دی۔

٢٤٥٢ـ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، الباب السابق، ح:٢٣٤١، ومسلم، البيوع، الباب السابق، ح:١٥٤٤ من حديث أبي توبة به.

٢٤٥٣ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح:١٥٤٧ من حديث عبيدالله بن عمر به، وذكره البخاري معلقًا، ح:٢٢٨٦ مختصرًا، وقد أخرجه البخاري، ح:٢٢٨٦، ٢٣٤٤، ومسلم وغيرهما من طرق عن نافع به.

فوائد ومسائل: ① کرائے پر دینے کا مطلب یہ ہے کہ کاشتکار سے ایک مقررہ رقم پر معاہدہ ہو جائے۔ وہ کاشت کرے اور پیداوار حاصل ہونے پر مقررہ رقم زمین کے مالک کو دے دے باقی اس کی اپنی آمدنی ہے۔ ② کرایہ نہ لینا اور کاشتکار کو بلا معاوضہ کاشت کرنے دینا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ممانعت افضل صورت کی ترغیب کے لیے ہے ویسے زمین کا کرایہ لینا جائز ہے۔ (دیکھیے حدیث: ٢٤٥٦) زمانہ جاہلیت میں مزارعت کی بعض ایسی صورتیں رائج تھیں جو اسلام میں ممنوع ہیں۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔ (دیکھیے حدیث: ٢٤٥٨-٢٤٦٠) ③ صحابۂ کرام ؓ مشکوک معاملات میں احتیاط سے کام لیتے تھے اور ایسے کام سے پرہیز کرتے تھے جس میں کسی قسم کا شبہ ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص شبہ والی چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا۔“ (صحيح البخاري، الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، حديث:٥٢، وصحيح مسلم، المساقاة، باب أخذ الحلال و ترك الشبهات، حديث:١٥٩٩)

٢٤٥٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا، وَلَا يُؤَاجِرْهَا».

٢٤٥٤- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ”جس کے پاس زمین ہو تو وہ اسے کاشت کرے یا کسی سے کاشت کرا لے اور اسے کرائے پر نہ دے۔“

٢٤٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ.

٢٤٥٥- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ سے منع فرمایا۔

٢٤٥٤_ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٥٣٦ من حديث مطر به.

٢٤٥٥_ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المزابنة وهي بيع التمر بالثمر وبيع الزبيب بالكرم وبيع العرايا، ح: ٢١٨٦، ومسلم، البيوع، الباب السابق، ح: ١٥٤٦/ ١٠٥ من حديث مالك به.

وَالْمُحَاقَلَةُ اسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ.

اور محاقلہ کا مطلب ہے زمین کرائے پر دینا۔

(المعجم ٩) - **بَابُ الرُّخْصَةِ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ** (التحفة ٧٠)

باب:٩- خالی زمین کو سونے چاندی (رقم) کے عوض کرائے پر دینا

٢٤٥٦- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ لَمَّا سَمِعَ إِكْثَارَ النَّاسِ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ. قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَّا مَنَحَهَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ» وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كِرَائِهَا.

٢٤٥٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے جب لوگوں کو بٹائی پر زمین دینے کے بارے میں بہت باتیں کرتے سنا (کہ یہ منع ہے) تو فرمایا: سبحان اللہ! اللہ کے رسول ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا: ''آدمی اپنے بھائی کو زمین کیوں نہیں دے دیتا؟'' آپ نے کرائے پر دینے سے منع نہیں فرمایا تھا۔

٢٤٥٧- **حَدَّثَنَا** الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَرْضَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا كَذَا وَكَذَا» لِشَيْءٍ مَعْلُومٍ.

٢٤٥٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا اپنے بھائی کو (کاشت کے لیے بلا معاوضہ) اپنی زمین دے دینا اس بات سے بہتر ہے کہ اس پر اتنی اتنی چیز، یعنی مقرر مقدار وصول کرے۔''

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ الْحَقْلُ. وَهُوَ بِلِسَانِ الْأَنْصَارِ الْمُحَاقَلَةُ.

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: اس معاملے کو حقل کہتے ہیں۔ اور انصار کی بولی میں یہی محاقلہ کہلاتا ہے۔

٢٤٥٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:

٢٤٥٨- حضرت حنظلہ بن قیس ؒ سے روایت

٢٤٥٦_ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب: ح: ٢٣٣٠، ٢٣٤٢، ٢٦٣٤، ومسلم، البيوع، باب الأرض تمنح، ح: ١٥٥٠/ ١٢١ من حديث عمرو بن دينار به.

٢٤٥٧_ أخرجه مسلم، البيوع، باب الأرض تمنح، ح: ١٥٥٠/ ١٢٢ من حديث عبدالرزاق به.

٢٤٥٨_ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب ما يكره من الشروط في المزارعة، ح: ٢٣٣٢، ومسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالذهب والورق، ح: ١٥٤٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعَ ابْنَ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ عَلَى أَنَّ لَكَ مَا أَخْرَجَتْ هٰذِهِ، وَلِي مَا أَخْرَجَتْ هٰذِهِ. فَنُهِينَا أَنْ نُكْرِيَهَا بِمَا أَخْرَجَتْ. وَلَمْ نُنْهَ أَنْ نُكْرِيَ الْأَرْضَ بِالْوَرِقِ.

ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: ہم اس شرط پر زمین کرائے پر دیتے تھے کہ جو کچھ اس ٹکڑے میں پیدا ہو' وہ تیرا ہے اور جو کچھ اس ٹکڑے میں پیدا ہو' وہ میرا ہے' تو ہمیں پیداوار کے عوض (اس انداز سے) زمین کرائے پر دینے سے منع کر دیا گیا۔ چاندی (مقرر رقم) کے عوض زمین کرائے پر دینے سے منع نہیں کیا گیا۔

(المعجم ١٠) - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُزَارَعَةِ (التحفة ٧١)

باب:١٠- ناپسندیدہ مزارعت کا بیان

٢٤٥٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهِ ظُهَيْرٍ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا رَافِقاً. فَقُلْتُ: مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَهُوَ حَقٌّ. فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا تَصْنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ؟». قُلْنَا: نُؤَاجِرُهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالْأَوْسُقِ مِنَ الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ. فَقَالَ: «فَلَا تَفْعَلُوا. ازْرَعُوهَا أَوْ أَزْرِعُوهَا».

٢٤٥٩- حضرت ابو نجاشی (عطاء بن صہیب انصاری رحمہ اللہ) سے روایت ہے' انھوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو اپنے چچا حضرت ظہیر (بن رافع بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے سنا کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع فرما دیا جس میں ہمارے لیے آسانی تھی۔ میں نے کہا: جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' وہی درست ہے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے کھیتوں کے ساتھ کیا کرتے ہو؟'' ہم نے کہا: ہم انھیں (پیداوار کے) تیسرے حصے یا چوتھے حصے کے عوض یا گندم اور جو کے چند وسق (مقررہ مقدار) کے عوض کرائے پر دے دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے نہ کیا کرو' خود کاشت کرو یا کسی کو کاشت کے لیے دے دو۔''

٢٤٥٩ـ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر، ح: ٢٣٣٩، ومسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالطعام، ح: ١٥٤٨ من حديث الأوزاعي به.

٢٤٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ، ابْنِ أَخِي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كَانَ أَحَدُنَا إِذَا اسْتَغْنَى عَنْ أَرْضِهِ أَعْطَاهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ. وَاشْتَرَطَ ثَلَاثَ جَدَاوِلَ وَالْقُصَارَةَ وَمَا يَسْقِي الرَّبِيعُ. وَكَانَ الْعَيْشُ إِذْ ذَاكَ شَدِيداً. وَكَانَ يَعْمَلُ فِيهَا بِالْحَدِيدِ، وَبِمَا شَاءَ اللهُ. وَيُصِيبُ مِنْهَا مَنْفَعَةً، فَأَتَانَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَاكُمْ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعاً. وَطَاعَةُ اللهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ أَنْفَعُ لَكُمْ. إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ، وَيَقُولُ: «مَنِ اسْتَغْنَى عَنْ أَرْضِهِ فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ، أَوْ لِيَدَعْ».

۲۴۶۰- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم میں سے کسی کو جب اپنی زمین کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ اسے تہائی چوتھائی یا نصف پیداوار کے عوض (کسی کو کاشت کے لیے) دے دیتا اور شرط لگا لیتا کہ ندی کے قریب والی زمین (کی پیداوار) میں سے تین چوتھائی اور گاہی ہوئی گندم کی (گاہے جانے سے بچ رہنے والی) بالیاں اور (پانی کی چھوٹی) نالی سے سیراب ہونے والی زمین (کی پیداوار) اس کی ہوگی۔ اس زمانے میں گزران بہت مشکل تھی اور زمین میں لوہے (کے آلات کسّی اور پھاوڑے وغیرہ) سے اور جیسے اللہ کو منظور ہوتا' سے کام ہوتا تھا۔ وہ اس سے کچھ نفع کما لیتا تھا۔ پھر ہمارے پاس حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے تمھیں ایک کام سے منع فرما دیا ہے جس میں (بظاہر) تمھارا فائدہ تھا۔ (لیکن) اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں تمھارا زیادہ فائدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ تمھیں محاقلہ سے منع فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں: ''جس کو زمین کی ضرورت نہ ہو تو وہ اپنے بھائی کو عطیے کے طور پر دے دے' یا رہنے دے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نصف یا چوتھائی پیداوار کی جو شرط منع ہے' وہ اس طرح ہے کہ زمین کے کسی خاص ٹکڑے کی پیداوار زمین کے مالک کے لیے ہو۔ مالک عموماً ایسا ٹکڑا منتخب کرتا تھا جو آبی گزرگاہ یا پانی کی نالی وغیرہ کے قریب واقع ہوتا' اس لیے اس میں پیداوار زیادہ ہونے کی توقع ہوتی تھی۔ ② کھیت کی کل پیداوار میں سے نصف' تہائی یا چوتھائی پیداوار کی شرط لگانا جائز ہے۔ ③ بٹائی کی بجائے زمین عاریتاً دے دینا افضل ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل دنیا کے ظاہری مفاد سے زیادہ اہم ہے کیونکہ ارشاد نبوی کی تعمیل میں آخرت کا فائدہ ہے۔

٢٤٦٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في ذلك، ح: ٣٣٩٨ من حديث منصور به.

٢٤٦١- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: يَغْفِرُ اللهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. أَنَا، وَاللهِ، أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْهُ. إِنَّمَا أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ ﷺ. وَقَدِ اقْتَتَلَا. فَقَالَ: «إِنْ كَانَ هٰذَا شَأْنَكُمْ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ» فَسَمِعَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَوْلَهُ: «فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ».

۲۴۶۱- حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی غلطی معاف فرمائے۔ قسم ہے اللہ کی! یہ حدیث مجھے ان سے زیادہ معلوم ہے۔ دو آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو آپس میں لڑ پڑے تھے۔ تب آپ نے فرمایا: ”اگر تم لوگوں کا یہی حال ہے تو کھیت بٹائی پر نہ دیا کرو۔“ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اتنا جملہ سن لیا: ”کھیت بٹائی پر نہ دیا کرو۔“

(المعجم ١١) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمُزَارَعَةِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ (التحفة ٧٢)

باب: ۱۱- تہائی اور چوتھائی حصے پر مزارعت کی اجازت

٢٤٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: قُلْتُ لِطَاوُسٍ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوْ تَرَكْتَ هٰذِهِ الْمُخَابَرَةَ، فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْهُ. فَقَالَ: أَيْ عَمْرُو إِنِّي أُعِينُهُمْ وَأُعْطِيهِمْ. وَإِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخَذَ النَّاسَ عَلَيْهَا عِنْدَنَا. وَإِنَّ أَعْلَمَهُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا وَلٰكِنْ قَالَ: «لَأَنْ يَمْنَحَ

۲۴۶۲- حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت طاوس (بن کیسان) رحمہ اللہ سے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! کاش آپ مخابرہ (بٹائی پر زمین دینا) چھوڑ دیں کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ انھوں نے فرمایا: اے عمرو! میں ان کی مدد کرتا ہوں اور انھیں دیتا ہوں۔ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ہمارے ہاں اس پر عمل کرایا ہے اور ان کے بڑے عالم یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے

٢٤٦١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في المزارعة، ح: ٣٣٩٠ من حديث عبدالرحمن بن إسحاق به * أبوعبيدة وثقه ابن معين وغيره وتعديله راجح، والوليد وثقه أبوزرعة، والعجلي، وابن شاهين وغيرهم.

٢٤٦٢ـ أخرجاه من حديث عمرو بن دينار به، وانظر، ح: ٢٤٥٦.

أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا أَجْرًا مَعْلُومًا».

منع نہیں فرمایا لیکن یہ فرمایا تھا: ''کوئی اپنے بھائی کو (بلا معاوضہ زمین) دے دے تو یہ اس پر مقرر معاوضہ لینے سے بہتر ہے۔''

فوائد و مسائل: ① عالم سے مسئلہ پوچھنے میں احترام پوری طرح ملحوظ رکھنا چاہیے۔ ② عالم کو چاہیے کہ مسئلہ پوچھنے والے کو وضاحت سے مسئلہ سمجھا کر مطمئن کرے۔ اپنے موقف کی تائید میں اپنے سے بڑے عالم کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جس طرح تابعی حضرت طاوس رحمہ اللہ نے دو صحابیوں' حضرت معاذ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا حوالہ دیا' اس سے عام سائل کو زیادہ اطمینان ہو جاتا ہے۔ ③ مقرر معاوضہ سے مراد متعین رقم کا معاہدہ ہے۔

٢٤٦٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَكْرَى الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَهُوَ يُعْمَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِكَ هٰذَا.

۲۴۶۳- حضرت طاوس رحمہ اللہ سے روایت ہے' (انھوں نے فرمایا) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے عہد مبارک میں' حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانۂ خلافت میں تہائی اور چوتھائی کی شرط پر زمین کرائے پر دی۔ اور آج تک اسی پر عمل ہوتا آ رہا ہے۔

٢٤٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ الْأَرْضَ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ خَرَاجاً مَعْلُوماً».

۲۴۶۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تو یہی فرمایا تھا: ''اگر کوئی اپنے بھائی کو زمین بلا معاوضہ دے دے تو یہ کام اس کے لیے مقرر کردہ ٹھیکہ لینے سے بہتر ہے۔''

فائدہ: زمین کو بٹائی یا حصے پر دینا حرام یا ناجائز نہیں لیکن اگر بلا عوض دے دے تو بہتر ہے۔

٢٤٦٣ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، قلت: طاوس لم يسمع من معاذ شيئًا كما قال ابن المديني وغيره، انظر جامع التحصيل للعلائي ص: ٢٠١ وغيره.

٢٤٦٤ـ وانظر، ح: ٢٤٥٦، ٢٤٦٢.

(المعجم ١٢) - بَابُ اسْتِكْرَاءِ الْأَرْضِ بِالطَّعَامِ (التحفة ٧٣)

باب:۱۲- زمین غلے کے عوض کرائے پر دینا

٢٤٦٥- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا نُحَاقِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَزَعَمَ أَنَّ بَعْضَ عُمُومَتِي أَتَاهُمْ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ، فَلَا يُكْرِيهَا بِطَعَامٍ مُسَمًّى».

۲۴۶۵- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں محاقلہ کرتے تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ پھر ان کے ایک چچا (حضرت ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ) نے آ کر انھیں کہا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس کے پاس زمین ہو تو وہ اسے غلے کی مقرر مقدار کے عوض کرائے پر نہ دے۔''

فائدہ: یہ اس وقت کی بات ہے جب تہائی' چوتھائی یا' غلے کی مقرر مقدار کے عوض زمین کرائے پر دینے کی صرف ایک ہی صورت مروج تھی جس میں پانی کی نالیوں کے کنارے اور آبی گزرگاہوں وغیرہ کے قریب واقع زمین کے ٹکڑے کی پیداوار مالک کے لیے مختص تھی۔ حدیث میں مذکور اسی صورت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٣) - بَابُ مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ (التحفة ٧٤)

باب:۱۳- کسی کی زمین میں بلا اجازت کاشت کرنا

٢٤٦٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ

۲۴۶۶- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کچھ لوگوں کی زمین میں ان کی اجازت کے بغیر فصل کاشت کر لی تو اسے اس فصل میں سے کچھ نہیں ملے گا' اور اس کا خرچ

٢٤٦٥ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالطعام، ح:١٥٤٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٢٤٦٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في زرع الأرض بغير إذن صاحبها، ح:٣٤٠٣ من حديث شريك القاضي به، ولم أجد تصريح سماعه، وتابعه قيس بن الربيع عند البيهقي:٦/ ١٣٦، والحديث حسنه الترمذي، ح:١٣٦٦، والبخاري * عطاء لم يسمع من رافع رضي الله عنه(خطابي)، وأبوإسحاق عنعن، تقدم، ح:٤٦، وفيه علة أخرٰى، انظر، ح:١٠٣٩، وله شواهد.

بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ، وَتُرَدُّ عَلَيْهِ النَّفَقَةُ».

اسے واپس کر دیا جائے گا۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٥/ ١٣٨-١٣٢' والإرواء للألباني' رقم: ١٥١٩' والضعيفة: ١/ ١٣١' حديث: ٨٨) ② جس طرح کسی کو کاشت کے لیے بلا معاوضہ زمین عاریتاً دے دینا بڑے ثواب کا کام ہے' اسی طرح کسی کی زمین پر اس کی اجازت کے بغیر فصل کاشت کر لینا بڑا گناہ ہے۔ اگر ایک آدمی دوسرے کی زمین میں بلا اجازت کاشت کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ وہ پیداوار زمین کے مالک کو دے دی جائے۔ ③ اس صورت میں کاشت کرنے والے کو صرف اس کا خرچ واپس کیا جائے گا' مثلاً: بیج اور کھاد کی قیمت' یا اگر کرائے پر ٹریکٹر لے کر ہل چلایا ہے تو ٹریکٹر کا کرایہ وغیرہ۔ اس کی محنت کا اسے کوئی معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔ یہ اس کی سزا ہے کہ اسے نہ فصل ملے اور نہ اس کی محنت کا معاوضہ۔

(المعجم ١٤) - بَابُ مُعَامَلَةِ النَّخِيلِ وَالْكَرْمِ (التحفة ٧٥)

باب: ۱۴- کھجوروں اور انگوروں کا معاملہ (کھجور اور انگور کے باغ بٹائی پر دینا)

٢٤٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ وَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِالشَّطْرِ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ.

۲۴۶۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے پھلوں اور غلے کی نصف پیداوار کے عوض (کاشت کاری کا) معاہدہ فرمایا۔

٢٤٦٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ

۲۴۶۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے رہنے والوں

٢٤٦٧ـ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب إذا لم يشترط السنين في المزارعة، ح: ٢٣٢٩، ومسلم، المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع، ح: ١٥٥١ من حديث يحيى القطان به.

٢٤٦٨ـ [صحيح] إسناده ضعيف لعلل وضعفه البوصيري، أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٠ من حديث هشيم به، ولكن الحديث السابق شاهد له.

ابْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَى خَيْبَرَ أَهْلَهَا عَلَى النِّصْفِ. نَخْلِهَا وَأَرْضِهَا.

(یہودیوں) کو وہاں کے کھجوروں کے باغات اور زمین نصف پیداوار کے عوض (کام کرنے کے لیے) عطا فرمائی۔

٢٤٦٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْأَعْوَرِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ أَعْطَاهَا عَلَى النِّصْفِ.

۲۴۶۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو اسے نصف (پیداوار) کے عوض (کاشت کے لیے) دے دیا۔

فوائد ومسائل: ① اس قسم کے معاہدے کو مساقاۃ کہتے ہیں کہ باغ میں جو پھل پیدا ہوگا' اس میں سے اتنا حصہ (مثلاً: آدھا یا تہائی) کاشت کار کو ملے گا۔ کھیتوں کے بارے میں یہی معاہدہ مزارعت کہلاتا ہے۔ ② غیر مسلموں کی جو زمین جنگ کے بعد مسلمانوں کے قبضے میں آئے' وہ اسلامی سلطنت کی ملکیت ہوتی ہے۔ اسے آباد کرنے کے لیے مسلمانوں سے بھی معاہدہ کیا جا سکتا ہے غیر مسلموں سے بھی' تاہم وہ کاشت کرنے والے کی ملکیت نہیں بن جاتی۔ ③ کاشت کار معاہدے کے مطابق حکومت کو پیداوار ادا کرے گا اور اپنا حصہ وصول کرے گا۔ اگر مسلمان کاشت کار کے حصے میں اتنا غلہ آیا ہے جس پر زکاۃ فرض ہوتی ہے (بیس من یا زیادہ) تو وہ اس کی زکاۃ (عشر) بھی ادا کرے گا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ تَلْقِيحِ النَّخْلِ (التحفة ٧٦)

باب: ۱۵- مادہ کھجور میں نر کھجور کا پیوند لگانا

٢٤٧٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي نَخْلٍ. فَرَأَى قَوْمًا يُلَقِّحُونَ النَّخْلَ. فَقَالَ: «مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟» قَالُوا:

۲۴۷۰- حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھجوروں کے ایک باغ میں سے گزرا تو آپ نے دیکھا کہ لوگ کھجوروں کو پیوند لگا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟'' میں نے کہا: نر درخت (کے گابھے) سے لے کر مادہ درخت کے

٢٤٦٩ـ [صحيح] إسناده ضعيف لضعف مسلم الأعور، تقدم، ح: ٢٢٩٦، ولكن الحديث: (٢٤٦٧) شاهد له.

٢٤٧٠ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب وجوب امتثال ما قاله شرعًا . . . الخ، ح: ٢٣٦١ من حديث سماك به.

يَأْخُذُونَ مِنَ الذَّكَرِ فَيَجْعَلُونَهُ فِي الْأُنْثَى قَالَ: «مَا أَظُنُّ ذٰلِكَ يُغْنِي شَيْئًا». فَبَلَغَهُمْ، فَتَرَكُوهُ. فَنَزَلُوا عَنْهَا. فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: «إِنَّمَا هُوَ الظَّنُّ. إِنْ كَانَ يُغْنِي شَيْئًا فَاصْنَعُوهُ. فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ. وَإِنَّ الظَّنَّ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ. وَلٰكِنْ مَا قُلْتُ لَكُمْ: قَالَ اللهُ- فَلَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللهِ».

(پھولوں کے خوشے کے) اندر رکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے خیال میں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔“ صحابۂ کرام ؓ کو یہ ارشاد معلوم ہوا تو یہ کام چھوڑ کر درختوں سے اتر آئے۔ نبی ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا: ”یہ تو (میرا) خیال تھا۔ اگر اس سے فائدہ ہوتا ہے تو کر لیا کرو۔ میں تو تم جیسا انسان ہی ہوں اور (انسان کا) خیال غلط بھی ہو سکتا ہے اور صحیح بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن میں جس مسئلہ میں تمھیں یوں کہوں: اللہ نے فرمایا تو میں اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔“

فوائد و مسائل: ① دنیوی معاملات میں ہر وہ کام جائز ہے جس سے منع نہ کیا گیا ہو لیکن عبادت میں صرف وہی کام جائز ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ خود ساختہ رسوم اور اعمال کو ثواب کا باعث قرار دینا درست نہیں بلکہ یہ اعمال بدعت ہیں جن کا ارتکاب گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک انسان تھے‘ اس لیے دنیا کے معاملات میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی رائے کو وہ اہمیت نہیں دی جو ایک پیشے سے متعلق ماہر آدمی کی رائے کو دی۔ ② نبی کے لیے ضروری نہیں کہ وہ ہر پیشے اور ہر فن کی باریکیوں سے واقف ہو‘ البتہ جن معاملات کا تعلق شریعت کی تبلیغ و توضیح سے ہوتا ہے‘ ان میں نبی کو اللہ کی طرف سے مکمل رہنمائی ملتی ہے۔ ③ سچا نبی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اور جس شخص سے جھوٹ کا ارتکاب ثابت ہو جائے وہ نبوت کے دعوے میں سچا نہیں ہو سکتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے دنیوی معاملات میں صریح جھوٹ بولا اور عوام کو دھوکا دیا‘ مثلاً: اس نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ کے بارے میں اعلان کیا کہ وہ پچاس اجزاء پر مشتمل ہو گی۔ لیکن پہلی جلد شائع ہونے کے طویل عرصہ بعد دوسری جلد شائع کی‘ جس کو چار حصوں میں تقسیم کیا‘ اس کے بعد مزید کوئی جلد شائع نہ ہو سکی تو کہہ دیا کہ پانچ حصوں کی اشاعت سے پچاس حصوں کا وعدہ پورا ہو گیا ہے‘ اس کے علاوہ اس نے متعدد جھوٹ بولے اور جھوٹے دعوے کیے جس کی تفصیل شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ کی کتاب ”کذباتِ مرزا“ وغیرہ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

٢٤٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ

۲۴۷۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو کچھ (لوگوں کی) آوازیں سنائی دیں تو آپ نے

٢٤٧١- أخرجه مسلم، الفضائل، الباب السابق، ح: ٢٣٦٣ من حديث حماد بن سلمة به.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ أَصْوَاتاً. فَقَالَ: «مَا هٰذَا الصَّوْتُ؟» قَالُوا: النَّخْلُ يُؤَبِّرُونَهَا. فَقَالَ: «لَوْ لَمْ يَفْعَلُوا لَصَلَحَ» فَلَمْ يُؤَبِّرُوا عَامَئِذٍ. فَصَارَ شِيصاً. فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ شَيْئاً مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ، فَشَأْنُكُمْ بِهِ. وَإِنْ كَانَ مِنْ أُمُورِ دِينِكُمْ، فَإِلَيَّ».

فرمایا: ''یہ آواز کیسی ہے؟'' عرض کیا گیا: لوگ کھجوروں کو پیوند لگا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ ایسے نہ کریں تو بھی درست ہے۔'' چنانچہ صحابۂ کرام ؓ نے اس سال پیوند نہ لگائے تو پھل بہت خراب آیا۔ انھوں نے نبی ﷺ سے یہ صورت حال عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھاری دنیا کا کوئی معاملہ ہو تو اسے خود (اپنے تجربات اور رائے کی روشنی میں) انجام دے لیا کرو۔ اگر تمھارے دین کا معاملہ ہو تو میری طرف رجوع کیا کرو۔''

(المعجم ١٦) - **بَابٌ: اَلْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ** (التحفة ٧٧)

باب:١٦- تین چیزوں میں تمام مسلمان شریک ہیں

٢٤٧٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ خِرَاشِ بْنِ حَوْشَبٍ الشَّيْبَانِيُّ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْمَاءِ وَالْكَلَإِ وَالنَّارِ. وَثَمَنُهُ حَرَامٌ».

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: يَعْنِي الْمَاءَ الْجَارِيَ.

٢٤٧٢- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں: پانی' گھاس اور آگ میں۔ اور ان کی قیمت لینا حرام ہے۔''

(امام ابن ماجہ ؒ کے استاد) حضرت ابوسعید (عبداللہ بن سعید بن حصین) ؒ نے فرمایا: پانی سے مراد جاری پانی (دریا' نہر' ندی وغیرہ) ہے۔

فوائد و مسائل: ① پانی سے مراد دریا اور چشمے وغیرہ کا پانی ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی فصل کو پانی دے کر

٢٤٧٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال الحافظ في التلخيص: ٣/ ٦٥، وفيه عبدالله بن خراش متروك، وقد صححه ابن السكن، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، عبدالله بن خراش ضعفه أبوزرعة، والبخاري، والنسائي، وابن حبان وغيرهم"، وانظر متن الحديث الآتي فإنه يغني عنه.

دوسروں کے لیے چھوڑ دے۔ اگر کسی نے تالاب بنا کر اس میں اپنے جانوروں کے لیے پانی جمع کیا ہے' اپنی ضرورت کے لیے اپنے خرچ سے کنواں کھدوایا یا نلکا لگوایا ہے' تب بھی افضل یہی ہے کہ کسی کو پانی سے منع نہ کرے' البتہ اسے یہ حق ہے کہ پہلے اپنی ضرورت پوری کرے۔ ② خودرَو گھاس اور ایندھن کی لکڑی کو ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق کاٹ کر استعمال کر سکتا ہے' البتہ کاٹنے کے بعد وہ کاٹنے والے کی ملکیت ہو جائے گی' چنانچہ وہ اسے فروخت کر سکتا ہے۔ ③ حدیث میں مذکور تین چیزوں میں تمام مسلمان برابر کا حق رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی مملکت کے غیر مسلم بھی انھیں استعمال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کا نام اس لیے لیا گیا ہے کہ وہ اکثریت میں ہوتے ہیں' اس لیے ان میں جھگڑا اور اختلاف پیدا ہونے کا امکان زیادہ ہے۔

٢٤٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثٌ لَا يُمْنَعْنَ: اَلْمَاءُ وَالْكَلَأُ وَالنَّارُ».

۲۴۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں سے روکا نہ جائے: پانی' گھاس اور آگ سے۔''

٢٤٧٤- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: «الْمَاءُ وَالْمِلْحُ وَالنَّارُ» قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا الْمَاءُ قَدْ عَرَفْنَاهُ. فَمَا بَالُ الْمِلْحِ وَالنَّارِ؟ قَالَ: «يَا حُمَيْرَاءُ مَنْ أَعْطَى

۲۴۷۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی چیز کو روک رکھنا حلال نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی' نمک اور آگ کو۔'' ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یہ پانی جو ہے اس (کی اہمیت) کو ہم نے جان لیا۔ نمک اور آگ کا کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اے حمیراء! جس نے (کسی کو) آگ دی' اس نے گویا وہ سارا کھانا صدقہ کیا جو اس آگ سے تیار ہوا۔ اور جس

٢٤٧٣ـ [صحيح] وصححه ابن حجر في التلخيص: ٣/ ٦٥، ح: ١٣٠٤، والبوصيري، وابن الملقن، ح: ٣١٠، وقال ابن كثير(الواقعة: ٧٣، ٤/ ٣١٨) "بإسناد جيد"، قلت: ابن عيينة عنعن، وانظر، ح: ٢١١٣، ولحديثه شواهد، منها ما أخرجه أبوداود، ح: ٣٤٧٧ بلفظ: "المسلمون شركاء في ثلاث: في الماء والكلأ، والنار"، وإسناده صحيح.

٢٤٧٤ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١١٦ لضعف ابن جدعان، وتلميذه مجهول(تقريب) * وعلي بن غراب مدلس، وله شاهدان ضعيفان جدًا.

نَارًا، فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَا أَنْضَجَتْ تِلْكَ النَّارُ. وَمَنْ أَعْطَى مِلْحاً، فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَا طَيَّبَتْ تِلْكَ الْمِلْحُ. وَمَنْ سَقَى مُسْلِماً شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ، حَيْثُ يُوجَدُ الْمَاءُ، فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَقَبَةً. وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ، حَيْثُ لاَ يُوجَدُ الْمَاءُ، فَكَأَنَّمَا أَحْيَاهَا».

نے نمک دیا' اس نے گویا وہ سب کچھ صدقہ کر دیا جو اس نمک سے درست ہوا۔ اور جس نے کسی مسلمان کو اس جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی پایا جاتا ہے تو اس نے گویا ایک غلام آزاد کیا۔ اور جس نے مسلمان کو وہاں پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں پایا جاتا تو اس نے اسے زندہ کر دیا۔"

(المعجم ١٧) - بَابُ إِقْطَاعِ الْأَنْهَارِ وَالْعُيُونِ (التحفة ٧٨)

باب:١٧- ندیاں اور چشمے جاگیر کے طور پر دینا

٢٤٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا فَرَجُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ: حَدَّثَنِي عَمِّي ثَابِتُ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ، [عَنْ أَبِيهِ سَعِيدٍ]، عَنْ أَبِيهِ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ أَنَّهُ اسْتَقْطَعَ الْمِلْحَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ مِلْحُ سَدِّ مَأْرِبٍ. فَأَقْطَعَهُ لَهُ. ثُمَّ إِنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ التَّمِيمِيَّ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: [يَارَسُولَ اللهِ] إِنِّي قَدْ وَرَدْتُ الْمِلْحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مَاءٌ. وَمَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ. وَهُوَ مِثْلُ الْمَاءِ الْعِدِّ. فَاسْتَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبْيَضَ بْنَ حَمَّالٍ فِي قَطِيعَتِهِ فِي الْمِلْحِ. فَقَالَ: قَدْ أَقَلْتُكَ مِنْهُ عَلَى أَنْ

۲۴۷۵- حضرت ابیض بن حمال ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نمک کی کان طلب کی جسے "سد مارب" کا نمک کہا جاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ انھیں عطا فرما دی۔ اس کے بعد حضرت اقرع بن حابس تمیمی ؓ نے حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے زمانۂ جاہلیت میں نمک کا وہ ذخیرہ دیکھا ہے' وہ ایسے علاقے میں ہے جہاں (پینے کا) پانی نہیں پایا جاتا۔ جو شخص وہاں جاتا ہے (حسب ضرورت) نمک لے لیتا ہے۔ وہ مسلسل حاصل ہونے والے پانی کی طرح ہے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابیض بن حمال ؓ سے نمک کی وہ جاگیر واپس طلب فرمالی۔ انھوں نے کہا: میں اس شرط پر واپس کرتا ہوں کہ آپ اسے میری طرف سے صدقہ قرار دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٢٤٧٥- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخراج والفيء والإمارة، باب في إقطاع الأرضين، ح:٣٠٦٦ من حديث فرج بن سعيد به * فرج وأبوه وثقهما ابن حبان، والهيثمي (مجمع: ٤/١٠٦)، وأخرجه الترمذي، ح:١٣٨٠ من طريق آخر عن أبيض به، وقال: "حسن غريب".

تَجْعَلَهُ مِنِّي صَدَقَةً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هُوَ مِنْكَ صَدَقَةٌ. وَهُوَ مِثْلُ الْمَاءِ الْعِدِّ. مَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ».

''وہ تیری طرف سے صدقہ ہے۔ وہ مسلسل حاصل ہونے والے پانی کی طرح ہے۔ جو وہاں جائے گا' اس میں سے لے لے گا۔''

قَالَ فَرَجٌ: وَهُوَ الْيَوْمَ عَلَى ذٰلِكَ. مَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ.

حضرت فرج بن سعید رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ آج تک اسی طرح ہے۔ جو کوئی وہاں جاتا ہے (حسب ضرورت نمک) لے لیتا ہے۔

قَالَ: فَقَطَعَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَرْضاً وَنَخْلاً، بِالْجُرْفِ جُرْفِ مُرَادٍ، مَكَانَهُ حِينَ أَقَالَهُ مِنْهُ.

راوی کہتا ہے: نبی ﷺ نے جب ان سے نمک کا ذخیرہ واپس لیا تو اس کے بدلے میں انھیں جرف مراد کے مقام پر زمین کا ٹکڑا اور کھجوروں کا باغ عطا فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① اسلامی حکومت کا سربراہ کسی مسلمان کو اس کے کسی خاص کارنامے پر انعام کے طور پر زمین کا ٹکڑا دے سکتا ہے' اسے جاگیر کہتے ہیں۔ ② جاگیر میں ایسی چیز نہیں دینی چاہیے جس کی عام لوگوں کو ضرورت ہو۔ ③ سد مارب کے مقام پر سمندری نمک حاصل ہوتا تھا جسے کوئی بھی شخص لے کر اپنی ضرورت پوری کر سکتا تھا اور دوسرے مقام پر لے جا کر فروخت کر سکتا تھا۔ حضرت ابیض رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ انھیں اس کے ملکیتی حقوق دے دیے جائیں' رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ درخواست قبول فرمائی۔ ④ رعیت کا کوئی شخص اگر ایک مفید تجویز پیش کرے تو اسے قبول کر لینا چاہیے' خواہ اس کے لیے حکمران کو سابقہ فیصلہ تبدیل کرنا پڑے۔ ⑤ حضرت ابیض رضی اللہ عنہ نے واپس کرنے کی بجائے صدقہ کر دیا' اس طرح واپسی سے مسلمانوں کا جو فائدہ مطلوب تھا' وہ بھی حاصل ہو گیا اور صدقے کا ثواب بھی مل گیا۔ ⑥ وقف کسی کی ملکیت نہیں ہوتا' اس سے ہر شخص کو فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ⑦ حضرت فرج بن سعید رحمہ اللہ حضرت ابیض رضی اللہ عنہ کے پوتے کے پوتے تھے جو امام مالک کے ہم عصر تھے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ (التحفة ٧٩)

باب: ١٨- پانی فروخت کرنے کی ممانعت

٢٤٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۴۷۶- حضرت ایاس بن عبد مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٤٧٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في بيع فضل الماء، ح:٣٤٧٨ من حديث عمرو بن دينار به، وصححه الترمذي، ح:١٢٧١، وابن الجارود، ح:٥٩٤، وابن دقيق العيد، والحاكم:٢/ ٤٤، ٦١ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ: سَمِعْتُ إِيَاسَ ابْنَ عَبْدٍ الْمُزَنِيَّ، وَرَأَى نَاساً يَبِيعُونَ الْمَاءَ، فَقَالَ: لَا تَبِيعُوا الْمَاءَ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَاعَ الْمَاءُ.

ہے کہ انھوں نے کچھ لوگوں کو پانی فروخت کرتے دیکھا تو فرمایا: پانی نہ بیچو' میں نے رسول اللہ ﷺ کو پانی فروخت کرنے سے منع کرتے سنا ہے۔

٢٤٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَإِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، قَالَا: [حَدَّثَنَا وَكِيعٌ:] حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ.

۲۴۷۷- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (ضرورت پوری کرنے کے بعد) بچا ہوا پانی فروخت کرنے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① دریاؤں اور ندی نالوں سے آنے والا پانی انسان کو بلا قیمت حاصل ہوتا ہے جس سے کاشت کاری کی جاتی ہے' لہٰذا اس پر سب لوگوں کا حق ہے۔ ② پانی کے راستے میں جس کی زمین پہلے آتی ہو' اسے حق ہے کہ پہلے اپنی فصل کو پانی دے۔ مناسب حد تک پانی دے کر دوسرے آدمی کی زمین کے لیے پانی چھوڑ دینا چاہیے' جیسے باب: ۲۰ میں آ رہا ہے۔ ③ جب پانی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جائے تو وہاں جا کر مناسب قیمت پر بیچا جا سکتا ہے' جس طرح جنگل سے بلا قیمت لکڑی لا کر شہر میں بیچی جا سکتی ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ مَنْعِ فَضْلِ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ (التحفة ٨٠)

باب: ۱۹- گھاس بچانے کے لیے ضرورت سے زائد پانی سے روکنے کی ممانعت

٢٤٧٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَمْنَعْ أَحَدُكُمْ فَضْلَ مَاءٍ، لِيَمْنَعَ بِهِ الْكَلَأَ».

۲۴۷۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کو زائد پانی سے منع نہیں کرنا چاہیے تاکہ اس کے ذریعے سے گھاس روک لے۔''

٢٤٧٧ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم بيع فضل الماء الذي يكون بالفلاة ويحتاج إليه . . . الخ، ح: ١٥٦٥ من حديث وكيع به.

٢٤٧٨ـ أخرجه البخاري، المساقاة، باب من قال: إن صاحب الماء أحق بالماء حتى يروي . . . الخ، ح: ٢٣٥٣، ٦٩٦٢، ومسلم، المساقاة، الباب السابق، ح: ١٥٦٦ من حديث أبي الزناد به.

٢٤٧٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَارِثَةَ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ، وَلاَ يُمْنَعُ نَقْعُ الْبِئْرِ».

۲۴۷۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زائد پانی نہ روکا جائے' اور کنویں کے پانی سے منع نہ کیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی شخص ایسی جگہ کنواں کھودے جو کسی کی ملکیت نہیں تو وہ اس کنویں کا' اور ایک حد تک اس کے قریب کی زمین کا مالک ہو جاتا ہے' تاہم اسے دوسروں کو اس پانی سے استفادہ کرنے سے منع نہیں کرنا چاہیے۔ ② اس زمین کے قریب اگر گھاس وغیرہ اگی ہوئی ہو اور وہاں لوگوں کے جانور چرتے ہوں تو وہ جانور پانی پینے اس کنویں پر آئیں گے' اسے ان جانوروں کو پانی پینے سے منع نہیں کرنا چاہیے۔ ③ جانوروں کو پانی پینے سے روکنے کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس طرح وہ جانور دوسرے مقام پر چریں گے اور یہاں کی گھاس اس کے جانوروں کے کام آئے گی۔ یہ خود غرضی ہے' اور مسلمانوں کی مشترک گھاس پر قبضہ کرنے کا حیلہ ہے' اس لیے منع ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الشُّرْبِ مِنَ الْأَوْدِيَةِ وَمِقْدَارِ حَبْسِ الْمَاءِ (التحفة ٨١)

باب: ۲۰- وادیوں سے آنے والے پانی کا استعمال کیسے کیا جائے اور پانی کس قدر روکنا چاہیے؟

٢٤٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ. فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ:

۲۴۸۰- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت زبیر ؓ کے خلاف حرہ کے ندی نالوں کے بارے میں شکایت پیش کی' وہ اس سے کھجوروں کے باغات سیراب کرتے تھے۔ انصاری نے کہا: پانی گزر کر (میری زمین میں) آنے دیجیے۔ حضرت زبیر ؓ نے

٢٤٧٩ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥٢، ١٥٣ من حديث حارثة به، وقال: "حارثة هذا ضعيف"، وضعفه البوصيري من أجله، ولكنه لم ينفرد به، وأخرج الحاكم: ٢/ ٦١، ٦٢ وغيره من طريق محمد بن أبي الرجال عن عمرة به، وصححه الحاكم، والذهبي، وإسناده حسن.

٢٤٨٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٥.

سَرْحِ الْمَاءَ يَمُرَّ. فَأَبَى عَلَيْهِ. فَاخْتَصَمَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ» فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَازُبَيْرُ اِسْقِ، ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجُدُرِ» قَالَ: فَقَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾. [النساء: ٦٥]

انکار کیا' چنانچہ وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے (دونوں کے بیانات سن کر) فرمایا: ''زبیر! (اپنے باغ کو) پانی دے کر اپنے ہمسائے (کے باغ) کی طرف پانی چھوڑ دیا کرو۔'' انصاری کو (اس فیصلے سے) ناگواری محسوس ہوئی تو اس نے کہا: اللہ کے رسول! (آپ نے ان کے حق میں فیصلہ دیا ہے) کیونکہ وہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل (ہو کر سرخ) ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اے زبیر! (باغ کو) پانی دو' پھر پانی روک رکھو حتی کہ وہ منڈیروں تک پہنچ جائے۔'' حضرت عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیر ؓ نے کہا: اللہ کی قسم! میرے خیال میں یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ ''چنانچہ (اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں' پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں' ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی محسوس نہ کریں' اور وہ اسے دل و جان سے مان لیں۔''

فوائد و مسائل: ① جس طرف سے پانی آ رہا ہو اس طرف کے باغ اور کھیت کو پہلے پانی لینے کا حق ہے۔ ② نبی اکرم ﷺ نے پہلے جو فیصلہ دیا تھا' اس میں حضرت زبیر ؓ کو ان کا جائز حق دینے کے ساتھ ساتھ فریق ثانی کی ضرورت کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے حضرت زبیر ؓ کو تھوڑا سا ایثار کرنے کا مشورہ دیا تھا' اس انداز کی صلح شرعاً درست ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا دوسرا فرمان انصاف کے مطابق فیصلہ تھا جس میں انصاری کو دی گئی رعایت واپس لے لی گئی' اس میں اس کو ایک لحاظ سے سزا دیتے ہوئے انصاف کو قائم رکھا گیا۔ ④ غصے کی

حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے' تاہم رسول اللہ ﷺ معصوم تھے' وہ غصے کی حالت میں بھی غلط فیصلہ نہیں دیتے تھے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ پر ایمان میں صرف ظاہری اطاعت شامل نہیں بلکہ دل کی پوری آمادگی سے اطاعت اور ہر قسم کے شک وشبہ سے مکمل اجتناب ضروری ہے۔ ⑥ کسی اختلافی مسئلے میں جب حدیث نبوی آ جائے تو اسے تسلیم کرنا فرض ہے۔ ⑦ قرآن مجید کی طرح حدیث نبوی کی تعمیل بھی فرض ہے۔ ⑧ کھجور کے درخت کے اردگرد پانی کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے جسے تھالہ کہتے ہیں۔ درخت کا تھالہ بھر جائے تو پانی دوسرے درخت کی طرف چھوڑ دیا جائے۔ کھیت میں پانی دینے کے لیے اتنا پانی روکنا چاہیے کہ پاؤں کے ٹخنے تک پانی کھڑا ہو جائے جیسے کہ اگلی حدیث میں صراحت ہے۔ ⑨ ''آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات اس حکم میں داخل ہیں۔

٢٤٨١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورِ بْنِ ثَعْلَبَةَ ابْنِ أَبِي مَالِكٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَيْلِ مَهْزُورٍ، اَلْأَعْلَى فَوْقَ الْأَسْفَلِ. يَسْقِي الْأَعْلَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسِلُ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ.

٢٤٨١- حضرت ثعلبہ بن ابو مالک قرظی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے وادئ مہزور کے سیلابی پانی کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ اوپر والا نیچے والے سے (پانی لینے کا) زیادہ حق رکھتا ہے۔ اوپر والا (کھیت کو) ٹخنوں تک پانی دے' پھر اپنے سے نیچے والے کی طرف پانی چھوڑ دے۔

فائدہ: اوپر والے سے مراد وہ شخص ہے جس کی زمین میں سیلابی پانی پہلے پہنچتا ہے۔ اور نیچے والے سے مراد وہ شخص ہے جس کی زمین میں پانی بعد میں پہنچتا ہے۔ کھیت میں جب اتنا پانی جمع ہو جائے کہ آدمی کے ٹخنے تک پہنچ جائے تو اسے چاہیے کہ دوسرے کو اپنا کھیت سینچنے دے۔

٢٤٨٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا

٢٤٨٢- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے

٢٤٨١ـ [حسن] وقال البوصيري: "وإسناد حديثه ضعيف، زكريا بن منظور متفق على ضعفه" * شيخه مستور، وأخرج ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٤/ ٢١٥ ح: ٢٢٠٠، والطبراني في الكبير: ٢/ ٨٦ ح: ١٣٨٧ من حديث يعقوب بن حميد بن كاسب عن إسحاق بن إبراهيم (ابن سعيد الصواف المدني) مولى مزينة عن صفوان بن سليم عن ثعلبة به نحو المعنى * وإسحاق لين الحديث كما في التقريب، وضعفه أبوزرعة، وأبوحاتم وغيرهما كما في التهذيب وغيره، فالسند ضعيف، وله طريق آخر عند الطبراني، ح: ١٣٨٦، وفيه محمد بن إسحاق، وهو صدوق مدلس وعنعن، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ٣٦٣٨ وغيره، وانظر الحديث الآتي.

٢٤٨٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في القضاء، ح: ٣٦٣٩ عن أحمد بن عبدة به.

الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى فِي سَيْلِ مَهْزُورٍ، أَنْ يُمْسِكَ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسِلَ الْمَاءَ.

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وادئ مہزور کے سیلابی پانی کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ آدمی پانی روکے حتی کہ ٹخنوں تک پانی پہنچ جائے پھر وہ (دوسرے کے لیے) پانی چھوڑ دے۔

٢٤٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى، فِي شُرْبِ النَّخْلِ مِنَ السَّيْلِ، أَنَّ الْأَعْلٰى فَالْأَعْلٰى يَشْرَبُ قَبْلَ الْأَسْفَلِ، وَيُتْرَكُ الْمَاءُ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَاءُ إِلَى الْأَسْفَلِ الَّذِي يَلِيهِ، وَكَذٰلِكَ، حَتّٰى تَنْقَضِيَ الْحَوَائِطُ أَوْ يَفْنَى الْمَاءُ.

۲۴۸۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیلاب کے پانی سے کھجوروں کے باغ کو سینچنے کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ اوپر والا نیچے والے سے پہلے پانی لے اور پانی ٹخنوں تک چھوڑا جائے پھر پانی اس سے متصل نیچے والے کی طرف چھوڑ دیا جائے اسی طرح (سلسلہ جاری رہے) حتی کہ باغ ختم ہو جائیں یا پانی ختم ہو جائے۔

(المعجم ٢١) - بَابُ قِسْمَةِ الْمَاءِ (التحفة ٨٢)

باب:۲۱- پانی کی تقسیم

٢٤٨٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: أَنْبَأَنَا أَبُو الْجَعْدِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُبْدَأُ الْخَيْلُ يَوْمَ وِرْدِهَا».

۲۴۸۴- حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی پلانے کے دن پہلے گھوڑوں کو پلایا جائے (اونٹوں اور بکریوں سے پہلے گھوڑوں کو پانی پلایا جائے)۔“

٢٤٨٣- [ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، إسحاق بن يحيى لم يدرك عبادة بن الصامت قاله البخاري".

٢٤٨٤- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١٦٥ لحال كثير بن عبدالله العوفي المزني، وفيه علة أخرى.

٢٤٨٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ قَسْمٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَهُوَ عَلَى مَا قُسِمَ. وَكُلُّ قَسْمٍ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ، فَهُوَ عَلَى قَسْمِ الْإِسْلَامِ».

۲۴۸۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تقسیم زمانۂ جاہلیت میں ہو چکی ہے' وہ جس طرح تقسیم ہو گئی ہے اسی طرح رہے گی۔ اور جو تقسیم اسلام کے زمانے میں ہو گی' وہ اسلام کے طریقۂ تقسیم کے مطابق ہو گی۔''

فوائد و مسائل: ① مالی معاملات میں جو لین دین کسی شخص نے اسلام قبول کرنے سے پہلے کیا ہوا اس کی غلطیاں معاف ہیں' اور اس کی ملکیت جائز سمجھی جائے گی۔ ② اسلام قبول کرنے سے پہلے مشترک چیز کو غیر اسلامی رواج کے مطابق تقسیم کیا گیا ہو تو اسلام قبول کرنے کے بعد اس کی دوبارہ تقسیم نہیں کی جائے گی۔ ③ اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمان اسلامی قوانین کا پابند ہے' لہٰذا کوئی بھی تقسیم یا تجارت یا کوئی اور معاملہ جو بھی ہوا سے اسلامی قوانین کی روشنی میں پرکھا جائے گا اور خلاف شریعت معاملات کو کالعدم قرار دیا جائے گا۔ ④ اسلام سے پہلے کسی غیر اسلامی لین دین کا معاملہ ہوا ہو لیکن ادائیگی نہ ہوئی ہو تو معاملے کو اسلامی قانون کی روشنی میں طے کیا جائے گا' مثلاً: اگر سود پر قرض دیا تھا' پھر اسلام قبول کر لیا تو اب وہ سود وصول نہیں کر سکتا' صرف اصل رقم وصول کر سکتا ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ حَرِيمِ الْبِئْرِ (التحفة ٨٣)

باب: ۲۲- کنویں سے متعلق رقبہ

٢٤٨٦- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

۲۴۸۶- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٤٨٥- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب فيمن أسلم على ميراث، ح: ٢٩١٤ من حديث موسى به، وقواه ابن عبدالهادي، والضياء المقدسي، وله شواهد كثيرة جدًا.

٢٤٨٦- [حسن] أخرجه الدارمي: ٢/ ٢٧٣ من حديث إسماعيل بن مسلم المكي به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٣٠١ لعلته، وأخرج البيهقي: ٦/ ١٥٥ بإسناد صحيح عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ حريم البئر أربعون ذراعًا من جوانبها، كلها لأعطان الإبل والغنم وابن السبيل أول شارب، ولا يمنع فضل ماء ليمنع به الكلاء، قلت: أبوالحسن علي بن محمد بن علي المقرىء الإسفراييني، شيخ البيهقي المعروف بابن السقا "الإمام الحافظ الناقد القاضي ... من أولاد أئمة الحديث ... حدث عنه البيهقي وجماعة" (سير أعلام النبلاء: ١٧/ ٣٠٥، ٣٠٦)، وصحح له البيهقي كثيرًا، انظر السنن الكبرٰى: ٤/ ٥٤، ٢٤٩، ٤٨، ١٠/ ١٩٧، ٢٠٩، ٢١٠ فحديثه صحيح، وشيخه "المحدث الثقة الرحال أبومحمد الحسن بن محمد بن إسحاق بن أزهر الإسفراييني والد◄◄

سُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُثَنَّى. ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْمَكِّيُّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فَلَهُ أَرْبَعُونَ ذِرَاعًا عَطَنًا لِمَاشِيَتِهِ».

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کنواں کھودا تو چالیس ہاتھ زمین اس کے مویشیوں کے بیٹھنے کے لیے ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹوں کو پانی پلایا جاتا ہے تو ایک دفعہ پانی پی کر وہ کنویں کے قریب بیٹھ جاتے ہیں' پھر کچھ وقت کے بعد دوبارہ پانی پیتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے کنویں کے قریب جگہ مختص کی جاتی ہے۔ ② جو شخص ایسی جگہ کنواں کھودتا ہے جو کسی کی ملکیت نہیں تو وہ کنواں اور اس کے قریب کی چالیس ہاتھ جگہ اس کی ملکیت ہو جاتی ہے۔

٢٤٨٧- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي الصُّغْدِيِّ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ صُقَيْرٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعٍ أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حَرِيمُ الْبِئْرِ مَدُّ رِشَائِهَا».

۲۴۸۷- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کنویں کا حریم (متعلقہ رقبہ) اس کے رسے کی لمبائی کے برابر ہوتا ہے۔''

فائدہ: رسے کی لمبائی سے مراد یہ ہے کہ پانی کس قدر گہرا ہے اور ڈول کے ساتھ کتنا لمبا رسا کنویں میں لٹکایا جائے تو پانی تک پہنچتا ہے' یعنی کنویں کے قریب کی اتنی جگہ کنویں کا حریم ہے۔ ② ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور نیچے تحقیق وتخریج میں اس کے شواہد ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ مذکورہ روایت ان شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

أبي نعيم' (النبلاء: ١٦/ ٥٠)، وشيخه يوسف بن يعقوب القاضي من كبار الثقات، ترجمته في تاريخ بغداد: ١٤/ ٣١٠-٤١٢، والنبلاء: ١٤/ ٨٥ وغيرهما، وفوقه ثقات، فالسند صحيح، والحديث بهٰذا الشاهد حسن.

٢٤٨٧- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد ضعيف، ثابت بن محمد انقلب على ابن ماجه، وصوابه محمد بن ثابت كما ذكره الذهبي في الكاشف، وقد ضعفوه، ومنصور بن صُقَير متفق على ضعفه"، وانظر الحديث الآتي، ح: ٢٤٨٩.

(المعجم ٢٣) - **بَابُ حَرِيمِ الشَّجَرِ** (التحفة ٨٤)

باب:۲۳- درخت کا حریم (درخت سے متعلق رقبہ)

٢٤٨٨- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ خَالِدٍ النُّمَيْرِيُّ، أَبُو الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى فِي النَّخْلَةِ وَالنَّخْلَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ لِلرَّجُلِ [فِي النَّخْلِ.] فَيَخْتَلِفُونَ فِي حُقُوقِ ذٰلِكَ. فَقَضَى أَنَّ لِكُلِّ نَخْلَةٍ مِنْ أُولٰئِكَ مِنَ الْأَسْفَلِ، مَبْلَغُ جَرِيدِهَا حَرِيمٌ لَهَا.

۲۴۸۸- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر کھجوروں کے باغ میں ایک، دو یا تین درخت کسی دوسرے شخص کے ہوں، اور ان میں اختلاف ہو جائے (کہ کس کی کتنی زمین ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ دیا کہ ہر درخت کی جڑ سے لے کر جہاں تک اس کی شاخیں پہنچتی ہیں، وہ اس درخت کا رقبہ ہے۔

٢٤٨٩- **حَدَّثَنَا** سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ الصُّغْدِيُّ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ صُقَيْرٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَبْدِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حَرِيمُ النَّخْلَةِ مَدُّ جَرِيدِهَا».

۲۴۸۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھجور کے درخت کا حریم اس کی شاخوں کے پھیلاؤ تک ہے۔“

(المعجم ٢٤) - **بَابُ مَنْ بَاعَ عَقَارًا وَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهُ فِي مِثْلِهِ** (التحفة ٨٥)

باب:۲۴- جس نے زمین بیچی اور اس کی قیمت سے زمین نہ خریدی

٢٤٩٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ

۲۴۹۰- حضرت سعید بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی گھر یا زمین کا ٹکڑا (کھیت یا باغ وغیرہ) فروخت کیا اور اس کی

٢٤٨٨_ [حسن] وضعفه البوصيري، وانظر، ح:٢٤٨٣ لعلته، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح:٣٦٤٠ وغيره.

٢٤٨٩_ [إسناده ضعيف] وضعفه صاحب الزوائد، وانظر، ح:٢٤٨٧ لعلته، وله شواهد.

٢٤٩٠_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٠٧ عن وكيع به، وله شواهد.

سَعِيدِ بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ [يَقُولُ:] «مَنْ بَاعَ دَاراً أَوْ عَقَاراً فَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهُ فِي مِثْلِهِ كَانَ قَمِنٌ أَنْ لَا يُبَارَكَ فِيهِ».

قیمت کو اس جیسی چیز میں خرچ نہ کیا تو وہ اس لائق ہے کہ اس میں برکت نہ دی جائے۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَخِيهِ سَعِيدِ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

۲۴۹۰- (م) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے یہ روایت نبی ﷺ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

٢٤٩١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَعَمْرُو ابْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ النَّخَعِيُّ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ حُذَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَاعَ دَاراً وَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهَا، لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهَا».

۲۴۹۱- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے مکان بیچا اور اس کی قیمت کو اس جیسی چیز میں خرچ نہ کیا تو اسے اس میں برکت حاصل نہیں ہوگی۔"

٢٤٩٠ (م) [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ١/ ٢٨٤ من حديث عبيدالله بن عبدالمجيد أبي علي الحنفي به، وهو الصواب * إسماعيل بن إبراهيم به مهاجر ضعيف (تقريب)، ولكن تابعه أبوحمزة التسكري محمد بن ميمون، وهو ثقة فاضل، انظر السنن الكبرٰى للبيهقي: ٦/ ٣٤، والسند إليه ضعيف من أجل محمد بن موسى بن حاتم، وعبدالملك بن عمير مدلس، انظر، ح:٢١١٨ب، ولكنه صرح بالسماع (المعرفة والتاريخ ليعقوب بن سفيان الفارسي: ١/ ٢٩٤) في رواية إسماعيل عنه، وله شواهد.

٢٤٩١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٨/ ٣٢٨ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وضعفه البوصيري من أجل يوسف بن ميمون (المخزومي)، ولكن تلميذه أبومالك النخعي أضعف منه لأنه متروك، وانظر، ح: ١٩١٥، ولم ينفردا به، رواه شعبة عن يزيد بن أبي خالد عن أبي عبيدة به، أخرجه البخاري في التاريخ، والبيهقي: ٦/ ٣٣، ٣٤ وغيرهما، وسنده ضعيف، انظر، ح: ١٨٠٧، وفيه علة أخرٰى.

شفعہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، اس کی مشروعیت نیز مشروعیت شفعہ کی حکمت

* **لغوی معنی:** [شفعه] شَفْعٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی: جوڑا، اضافہ، زیادتی اور تقویت دینے کے ہیں۔ اسی طرح اس میں اَلضَّم، یعنی ایک چیز کو دوسری کے ساتھ ملانے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔

* **اصطلاحی تعریف:** [شفعه] کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے: [إِسْتِحْقَاقُ شَرِيكٍ أَخْذَ مَبِيعِ شَرِيكِهِ بِثَمَنِهِ] ''ایک شریک کا اپنے شریک کی فروخت کردہ چیز کو اس کی طے شدہ قیمت پر لینے کا حق شفعہ کہلاتا ہے۔''

* **شفعہ کی مشروعیت:** شفعہ حدیث رسول اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: [قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ، وَ صُرِّفَتِ الطُّرُقُ، فَلَا شُفْعَةَ] (صحيح البخاري، الشفعة، باب الشفعة فيما لم يقسم فإذا وقعت الحدود فلا شفعة، حديث:۲۲۵۷) ''نبی ﷺ نے غیر منقسم جائیداد میں شفعے کا فیصلہ دیا، لیکن جب حد بندی ہو جائے اور راستے جدا جدا ہو جائیں تو پھر شفعے کا حق باقی نہیں رہتا۔'' علمائے کرام کا شفعے کی

مشروعیت پر اتفاق ہے۔

❋ **مشروعیتِ شفعہ کی حکمت:** دین اسلام عدل وانصاف پر مبنی ایک الہامی مذہب ہے جس میں تمام قوانین واحکام انسانوں کی بھلائی اور ان کی فلاح کے لیے ہیں۔ تمام قوانین کی بنیاد حکمت ودانائی پر ہے۔ ہر شخص کے حقوق وفرائض متعین کر دیے گئے ہیں تاکہ لوگ آپس میں محبت ومودت اور اتفاق واتحاد سے رہیں۔ کوئی شخص اپنے حقوق میں حد سے تجاوز کرے' نہ فرائض میں کوتاہی برتے' اس طرح اسلام نے انسانی باہمی ربط کو مضبوط رکھنے کے لیے بے شمار تعلیمات سے نوازا ہے۔ انھی تعلیمات میں سے ایک اہم چیز حق شفعہ ہے۔ اگر دو شریکوں میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہے تو اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے فروخت کرنے سے قبل اپنے ساتھی کو خریدنے کی دعوت دے تاکہ کسی تیسرے شخص کے خریدنے سے اسے نقصان نہ پہنچے اور ان کے درمیان عداوت ودشمنی کی فضا پیدا نہ ہو' نیز دونوں شریکوں کے درمیان الفت ومحبت کے جذبات برقرار رہیں' لہٰذا اگر شریک وہ جائیداد خرید لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے تیسرے شخص کو بیچنا درست ہوگا' اس طرح اسلام نے [لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ] کا عملی نمونہ پیش کیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ١٧) أَبْوَابُ الشُّفْعَةِ (التحفة . . .)

شفعہ سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَاب: مَنْ بَاعَ رِبَاعًا فَلْيُؤْذِنْ شَرِيكَهُ (التحفة ٨٦)

باب:١- زمین بیچتے وقت شریک کو اطلاع دینا

٢٤٩٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ نَخْلٌ أَوْ أَرْضٌ فَلاَ يَبِيعُهَا حَتَّى يَعْرِضَهَا عَلَى شَرِيكِهِ».

۲۴۹۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا کھجوروں کا باغ ہو یا زمین ہو تو وہ اسے نہ بیچے جب تک اپنے شریک کو پیش کش نہ کرے۔''

٢٤٩٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَالْعَلاَءُ بْنُ سَالِمٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَأَرَادَ بَيْعَهَا، فَلْيَعْرِضْهَا عَلَى جَارِهِ».

۲۴۹۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو اور وہ اسے بیچنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کو (خریدنے کی) پیش کش کرے۔''

فوائد ومسائل: ① جب دو آدمی ایک زمین یا مکان کے مشترکہ طور پر مالک ہوں اور ایک آدمی اپنا حصہ

٢٤٩٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، الشركة في النخل، ح: ٤٧٠٤ من حديث سفيان به * سفيان بن عيينة، وأبوالزبير صرحا بالسماع عند الحميدي (ح: ١٢٨١ بتحقيقي)، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٤١، وأخرجه مسلم، ح: ١٦٠٨ من طريقين أخريين عن أبي الزبير به نحو المعنى.

٢٤٩٣ـ [صحيح] وصححه البوصيري، وفيه علة قادحة، انظر، ح: ١٧١، والحديث السابق شاهد له.

فروخت کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ پہلے اپنے اس ساتھی کو بتائے جو اس کے ساتھ شریک ہے' اگر وہ مناسب قیمت پر خریدنے پر رضامند ہو تو ٹھیک ہے ورنہ وہ کہہ دے کہ میں نہیں خریدنا چاہتا جسے چاہو فروخت کر دو۔ ② اگر راستے جدا جدا ہیں اور شراکت یا حصہ نہیں بھی ہے' محض ہمسائیگی ہے تو پھر بھی ہمسایہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ مکان یا زمین بیچتے وقت اسے بتایا جائے تا کہ وہ چاہے تو خرید لے۔ ③ شفعہ کے قانون کی بنیاد باہمی ہمدردی پر ہے کیونکہ عموماً ہمسائے کو اس قطعۂ زمین کے خریدنے سے اجنبی کی نسبت زیادہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جب کہ بیچنے والے کے لیے ہمسائے کے ہاتھ بیچنا یا اجنبی کے ہاتھ فروخت کرنا برابر ہے' لہٰذا اگر ہمسائے کو زائد فائدہ حاصل ہو جائے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ الشُّفْعَةِ بِالْجِوَارِ (التحفة ٨٧)

باب:۲- ہمسائیگی کی وجہ سے شفعے کا حق

٢٤٩٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهِ، يَنْتَظِرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَائِباً، إِذَا كَانَ طَرِيقُهُمَا وَاحِداً».

۲۴۹۴- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمسایہ اپنے ہمسائے کے شفعے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ اگر (ہمسایہ) غیر حاضر ہو تو اس (کے شفعے) کا انتظار کیا جائے جب کہ ان دونوں کا راستہ ایک ہو۔''

٢٤٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ».

۲۴۹۵- حضرت ابو رافع ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہمسایہ اپنے قریب کی جگہ (مکان یا زمین) کا زیادہ حق دار ہے۔''

٢٤٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ

۲۴۹۶- حضرت شرید بن سوید ثقفی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے

٢٤٩٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الشفعة، ح:٣٥١٨ من حديث هشيم به، وحسنه الترمذي، ح:١٣٦٩.

٢٤٩٥ـ أخرجه البخاري، الحيل، باب في الهبة والشفعة، ح:٦٩٧٧ من طريق سفيان به مطولاً.

٢٤٩٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، ذكر الشفعة وأحكامها، ح:٤٧٠٧ من حديث حسين المعلم به.

عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ ابْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ شَرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ أَرْضٌ لَيْسَ فِيهَا لِأَحَدٍ قِسْمٌ، وَلَا شَرِيكٌ إِلَّا الْجِوَارُ؟ قَالَ: «اَلْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ».

رسول! وہ زمین جس میں کسی کا حصہ یا شراکت نہیں صرف ہمسائیگی ہے (اس کا کیا حکم ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمسایہ اپنے قریب کی جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یعنی ہمسائیگی کی بنا پر وہ دوسروں کی نسبت اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ زمین یا مکان فروخت کرتے وقت پہلے اس سے پوچھا جائے تاکہ اگر وہ خریدنا چاہے تو خرید لے' تاہم مالک اگر ہمسائے سے پوچھے بغیر کسی اور کے ہاتھ فروخت کر دے تو قانونی طور پر ہمسایہ محض ہمسائیگی کی بنا پر حق شفعہ نہیں رکھتا جیسا کہ حدیث ۲۴۹۹ میں اس کی وضاحت موجود ہے' نیز دیکھیں حدیث: ۲۴۹۹ کے فوائد۔ ② اگر زمین یا مکان کی فروخت کے موقع پر شریک ہمسایہ موجود نہ ہو تو اس کے آنے پر اسے شفعے کا حق دیا جائے گا۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فَلَا شُفْعَةَ (التحفة ٨٨)

باب: ۳- حد بندی ہو جانے کے بعد شفعہ نہیں ہوتا

٢٤٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى بِالشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ. فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ، فَلَا شُفْعَةَ.

۲۴۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر تقسیم شدہ چیز (زمین یا مکان) میں شفعے کا فیصلہ فرمایا۔ جب حد بندی ہو جائے تو پھر کوئی شفعہ نہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ الطِّهْرَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنے دوسرے استاذ محمد بن حماد طہرانی کے واسطے سے بھی یہ روایت نبی ﷺ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

٢٤٩٧_ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٠٣، ١٠٤ وغيره من طرق عن مالك به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٥٢، والبوصيري، وأرسله جماعة عن مالك، وحديث: ٢٤٩٩ شاهد له.

قَالَ أَبُو عَاصِمٍ: سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلٌ. وَأَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مُتَّصِلٌ.

(حدیث کے راوی) ابو عاصم ؒ نے کہا: سعید بن مسیب کی حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت مرسل ہے۔ اور ابو سلمہ کی حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت متصل ہے۔

٢٤٩٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّرِيكُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا كَانَ».

۲۴۹۸- حضرت ابو رافع ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شریک اپنے قریب کی (مشترک) جگہ کا زیادہ حق دار ہے جو کچھ بھی ہو۔“

٢٤٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: إِنَّمَا جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ. فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ، فَلَا شُفْعَةَ».

۲۴۹۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہر اس چیز میں شفعہ مقرر کیا ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو۔ جب حد بندی ہو جائے اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو پھر کوئی شفعہ نہیں۔

فوائد و مسائل: ① مشترک چیز میں اگر ایک شریک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہے تو پہلے اپنے دوسرے شریکوں کو بتائے تاکہ اگر وہ خریدنا چاہیں تو خرید لیں۔ ② یہ حق زمین یا مکان میں بھی ہے اور دوسری کسی بھی مشترک چیز میں بھی۔ ③ جب مشترک چیز تقسیم کر لی جائے اور مکان یا زمین کو تقسیم کر کے ہر شخص کا حصہ مقرر ہو جائے کہ یہاں تک فلاں کا حصہ ہے اور اس سے آگے فلاں کا حصہ ہے تو شراکت ختم ہو جاتی ہے‘ صرف ہمسائیگی باقی رہ جاتی ہے‘ اس صورت میں جو شخص پہلے شریک تھا‘ وہ ہمسائیگی کی بنیاد پر شفعے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ④ بعض احادیث میں جو پڑوسی کے حق شفعہ کا ذکر ہے تو اس سے مراد مطلق پڑوسی نہیں بلکہ صرف وہ پڑوسی مراد ہے جو راستے یا زمین وغیرہ میں شریک ہو‘ اگر ایسا نہ ہو تو پھر پڑوسی بھی شفعے کا حق دار نہیں ہے‘ اس لیے کہ جب یہ فرما دیا گیا کہ حد بندی اور راستے الگ الگ ہو جانے کے بعد حق شفعہ نہیں تو پھر محض پڑوسی ہونا پڑوسی کے حق شفعہ کا جواز نہیں بن سکتا۔

٢٤٩٨ـ أخرجه البخاري، انظر، ح: ٢٤٩٥.

٢٤٩٩ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الشريك من شريكه، ح: ٢٢١٣، ٢٢١٤ من حديث عبدالرزاق به.

(المعجم ٤) - بَابُ طَلَبِ الشُّفْعَةِ (التحفة ٨٩)

باب:۴- حق شفعہ کا مطالبہ

٢٥٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشُّفْعَةُ كَحَلِّ الْعِقَالِ».

۲۵۰۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شفعہ اونٹ کی رسی کھولنے کی طرح ہے۔'' (جس طرح رسی کھلنے سے اونٹ فوراً آزاد ہو جاتا ہے، اسی طرح شفعے کا دعویٰ فوری طور پر قابل قبول ہے۔ جونہی زمین یا مکان کی فروخت کی خبر ملے تو دعویٰ کرے' بعد میں یہ دعویٰ قابل قبول نہیں ہے۔)

٢٥٠١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا شُفْعَةَ لِشَرِيكٍ عَلَى شَرِيكٍ إِذَا سَبَقَهُ بِالشِّرَاءِ. وَلَا لِصَغِيرٍ، وَلَا لِغَائِبٍ».

۲۵۰۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شریک کو دوسرے شریک پر شفعے کا حق نہیں' جب وہ اس سے پہلے خرید لے۔ نہ چھوٹے (نابالغ) بچے کو حق شفعہ حاصل ہے' نہ غیر حاضر کو۔''

فائدہ: شریک پر شریک کے شفعے کا دعویٰ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی چیز میں تین افراد شریک ہوں اور ان میں سے ایک آدمی دوسرے کا حصہ خرید لے تو تیسرے کو شفعے کا دعویٰ کرنے کا حق حاصل نہیں' لیکن یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

٢٥٠٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٠٨ من حديث محمد بن الحارث به، وقال: "محمد بن الحارث البصري متروك ومحمد بن عبدالرحمن البيلماني ضعيف ضعفهما يحيى بن معين وغيره من أئمة أهل الحديث"، والحديث ضعفه البوصيري وغيره.

٢٥٠١ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٦/ ٢١٨٥، ٢١٨٨ من حديث محمد بن الحارث به، وضعفه البوصيري، وانظر الحديث السابق لعلتيه.

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ١٨) أَبْوَابُ اللُّقَطَةِ (التحفة . . .)

گم شدہ چیز ملنے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ ضَالَّةِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ (التحفة ٩٠)

باب:١- گم شدہ اونٹ، گائے اور بکری کا حکم

٢٥٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ».

٢٥٠٢- حضرت عبداللہ بن شخیر عامری ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کا گم شدہ جانور (جہنم کی) آگ کا شعلہ ہے۔“

فوائد و مسائل: ① [ضَالَّة] سے مراد وہ جانور ہے جو اپنے ریوڑ سے الگ ہو کر گم ہو گیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے۔ اس پر قبضہ کرنا جائز نہیں۔ ② بے جان چیز (مثلاً: رقم وغیرہ) گری پڑی مل جائے تو اسے [لُقَطَه] کہتے ہیں۔ اس کا بیان اگلے باب میں آ رہا ہے۔

٢٥٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ:

٢٥٠٣- حضرت منذر بن جریر ؒ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں مقام بوازیج پر اپنے والد

٢٥٠٢_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٥ عن يحيى بن سعيد قال: ثنا حميد يعني الطويل: ثنا الحسن به . . . الخ، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٧١، والبوصيري، والضياء المقدسي في المختارة * الحسن تابعه قتادة عند أبي نعيم في الحلية: ٩/ ٣٣ وقبله الطبراني في الأوسط: ٢/ ٣٢٩، ح: ١٥٧٠ رواه شعبة عنه، والسند صحيح إليه، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٥٠٣_ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى: ٣/ ٤١٦، ح: ٥٨٠٠ من حديث يحيى بن سعيد به * والضحاك لم يوثقه غير ابن حبان، وسقط ذكره من سند أبي داود، ح: ١٧٢٠، وله شاهد عند مسلم في صحيحه، ح: ١٧٢٥، وبه صح الحديث.

حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ خَالُ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي بِالْبَوَازِيجِ. فَرَاحَتِ الْبَقَرُ. فَرَأَى بَقَرَةً أَنْكَرَهَا. فَقَالَ: مَا هٰذِهِ؟ قَالُوا: بَقَرَةٌ لَحِقَتْ بِالْبَقَرِ. قَالَ: فَأَمَرَ بِهَا فَطُرِدَتْ حَتَّى تَوَارَتْ. ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُؤْوِي الضَّالَّةَ إِلَّا ضَالٌّ».

(حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ؓ) کے ساتھ تھا کہ گائیں (چراگاہ سے واپس) آئیں۔ انھیں (ریوڑ میں) ایک گائے نظر آئی جو انھیں اجنبی محسوس ہوئی (محسوس ہوا کہ ہماری نہیں) تو انھوں نے فرمایا: یہ کیسی گائے ہے؟ حاضرین نے کہا: (کسی کی) گائے (ہماری) گایوں کے ساتھ مل کر آ گئی ہے۔ حضرت جریر ؓ کے حکم سے اس کو ہانک دیا گیا حتی کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی' پھر انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا: ''بھٹکے ہوئے (گم شدہ) جانور کو (اپنے ریوڑ میں) وہی جگہ دیتا ہے جو بھٹکا ہوا (گمراہ) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حکم بڑے جانوروں' مثلاً: اونٹ اور گائے وغیرہ کے بارے میں ہے۔ چھوٹے جانور (بھیڑ بکری وغیرہ) کو پکڑ لینا چاہیے تاکہ جنگل میں کوئی بھیڑیا وغیرہ نہ کھا جائے جیسے اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ② یہ توبیخ اس شخص کے لیے ہے جو جانور کو اس لیے پکڑتا ہے کہ اس کا اعلان نہ کرے بلکہ قبضہ کر لے' اگر وہ جانور کے مالک کی تلاش کا ارادہ رکھتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ سے آئی ہے: ''جو بھٹکے ہوئے جانور کو جگہ دیتا ہے وہ گمراہ ہے جبکہ اس کا اعلان نہ کرے۔'' (صحيح مسلم' اللقطة' باب في لقطة الحاج، حديث:١٧٢٥)

٢٥٠٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ الْعَلَاءِ الْأَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ. فَلَقِيتُ رَبِيعَةَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

٢٥٠٤- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ سے گم شدہ اونٹ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ناراض ہو گئے اور آپ کے رخسار مبارک (غصے سے) سرخ ہو گئے اور فرمایا: ''تجھے اس سے کیا غرض؟ اس کے پاس جوتے بھی ہیں اور مشک بھی۔ وہ پانی (کے چشموں) پر جائے گا (اور پانی

٢٥٠٤ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب حكم المفقود في أهله وماله، ح: ٥٢٩٢ من حديث سفيان بن عيينة، ومسلم، اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، ح: ١٧٢٢ من حديث يحيى بن سعيد به.

قَالَ: سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ فَقَالَ: «مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ. تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ. حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا». وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ: «خُذْهَا. فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ». وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: «اِعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنِ اعْتُرِفَتْ، وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ».

پی لیا کرے گا) اور درختوں کے پتے کھاتا رہے گا حتی کہ اس کا مالک اس تک پہنچ جائے۔'' رسول اللہ ﷺ سے گم شدہ بکری کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے پکڑ لے۔ وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی۔'' اور رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کی تھیلی کو اور بندھن کو پہچان لے اور ایک سال تک اس کا اعلان کر' اگر کوئی اسے پہچان لے (تو بہتر ہے) ورنہ اسے اپنے مال میں ملا لے۔''

فوائد و مسائل: ① گم شدہ اونٹ کو قبضے میں لینا جائز نہیں کیونکہ وہ اپنی حفاظت اور دیکھ بھال کے لیے کسی کا محتاج نہیں۔ ② ''اس کے پاس اس کے جوتے موجود ہیں۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بلاخوف وخطر لمبا فاصلہ طے کر سکتا ہے' اس لیے ممکن ہے کہ خود ہی چل کر اپنے مالک کے پاس پہنچ جائے' یا مالک اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ ③ اس کی مشک اس کے پاس ہے' یعنی اس کا معدہ پانی کو ذخیرہ کر لیتا ہے' جب بھی کسی چشمے پر پہنچے گا تو پانی سے پیٹ بھر لے گا' اسے پانی پینے کے لیے مالک کی ضرورت نہیں۔ ④ بکری اپنی حفاظت نہیں کر سکتی' اگر تم اسے نہیں پکڑو گے تو کوئی اور پکڑ لے گا' اگر کسی نے نہ پکڑا تو بھیڑیا کھا جائے گا' اس لیے گم شدہ بکری نظر آ جائے تو اسے پکڑ لو تا کہ بھیڑیے سے محفوظ رہے۔ اور ممکن ہے کبھی اس کا مالک آ جائے تو اسے دے دی جائے۔ ⑤ لُقَطَه (گری پڑی چیز) سے مراد وہ قیمتی چیز ہے جو مالک سے اس کی غفلت کی وجہ سے کہیں گر جائے' مثلاً: نقد رقم یا ہاتھ کی گھڑی وغیرہ۔ ایسی معمولی چیز جس کے گم ہو جانے کی پروا نہیں کی جاتی' وہ جسے ملے لے سکتا ہے۔ ⑥ عِفَاص سے مراد وہ تھیلی' بٹوہ اور پرس وغیرہ ہے جس میں نقد رقم رکھی جاتی ہے۔ وِکَاء سے مراد وہ ڈوری یا تسلی وغیرہ ہے جس سے تھیلی کا منہ باندھا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس چیز کی علامتیں یاد رکھی جائیں جو شخص تلاش کرتا ہوا آئے' اگر وہ صحیح نشانیاں بتا دے کہ اس قسم کا بٹوا ہے' فلاں رنگ اور فلاں ڈیزائن ہے' اس میں تقریباً اتنی رقم ہے جس میں سے اتنی رقم بڑے نوٹوں کی صورت میں ہے تو ایسی علامتیں بتانے سے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ گم شدہ چیز اسی کی ہے' لہٰذا وہ چیز اسے واپس کر دینی چاہیے۔ ⑦ ایک سال تک مناسب حد تک مالک کی تلاش کے بعد اعلان کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اب جسے وہ چیز ملی ہے اسے استعمال کر سکتا ہے' تاہم اگر بعد میں بھی مالک آ جائے تو ویسی چیز یا اس کا بدل ادا کر دینا چاہیے۔

(المعجم ٢) - بَابُ اللُّقَطَةِ (التحفة ٩١)

باب:٢- گری پڑی چیز کا بیان

۲۵۰۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَجَدَ لُقَطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَا عَدْلٍ أَوْ ذَوَيْ عَدْلٍ. ثُمَّ لَا يُغَيِّرْهُ وَلَا يَكْتُمْ. فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا، فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا. وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ».

۲۵۰۵- حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو کسی کی گم شدہ چیز ملے تو اسے چاہیے کہ ایک یا دو معتبر آدمیوں کو گواہ بنا لے۔ پھر اس میں تبدیلی نہ کرے اور نہ اسے چھپائے۔ بعدازاں اگر اس کا مالک آ جائے تو وہ (مالک) اس کا زیادہ حق دار ہے ورنہ وہ اللہ کا مال ہے جسے وہ چاہتا ہے، دے دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① گواہ بنانے کا فائدہ یہ ہے کہ بعد میں کوئی شخص آ کر یہ دعویٰ نہ کرے کہ یہ چیز تو میری ہے لیکن اس میں خیانت کی گئی ہے، مثلاً: وہ تھیلی کی علامات پوری بتا دیتا ہے اور جب اسے وہ تھیلی دی جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اس میں سے کچھ رقم نکال لی گئی ہے تو گواہ اس کی تردید کریں گے کہ رقم اتنی ہی تھی۔ ② ''وہ اللہ کا مال ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو یہ مال دے دیا ہے، اب (ایک سال کے بعد) اس کے لیے اس کا استعمال جائز ہو گیا ہے۔ ③ اسلام میں دیانت داری کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ گم شدہ چیز مالک کو واپس کرنا دیانت داری کا مظہر ہے۔ اس میں دوسرے کی خیر خواہی بھی ہے اور حرام یا مشکوک رزق سے اجتناب بھی۔ یہ سب صفات ایک مومن میں ہونا ضروری ہیں۔

۲۵۰۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ. حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعُذَيْبِ، اِلْتَقَطْتُ سَوْطاً. فَقَالَا لِي: أَلْقِهِ. فَأَبَيْتُ. فَلَمَّا قَدِمْنَا

۲۵۰۶- حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں حضرت زید بن صوحان اور حضرت سلمان بن ربیعہ رحمہم اللہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ جب ہم مقام عذیب پر پہنچے تو مجھے کسی کا گرا ہوا کوڑا ملا۔ ان دونوں حضرات نے کہا: اسے پھینک دو۔ میں نے (پھینکنے سے) انکار کر دیا۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو

۲۵۰۵ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللقطة، باب التعريف باللقطة، ح: ۱۷۰۹ من حديث خالد الحذاء به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۶۹.

۲۵۰۶ـ أخرجه البخاري، كتاب في اللقطة، باب إذا أخبر رب اللقطة بالعلامة دفع إليه، ح: ۲۴۲۶، ۲۴۳۷، ومسلم، اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء . . . الخ، ح: ۱۷۲۳ من حديث سلمة بن كهيل به.

الْمَدِينَةَ أَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ: أَصَبْتَ. اِلْتَقَطْتُ مِائَةَ دِينَارٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَسَأَلْتُهُ. فَقَالَ: «عَرِّفْهَا سَنَةً» فَعَرَّفْتُهَا. فَلَمْ أَجِدْ أَحَداً يَعْرِفُهَا. فَسَأَلْتُهُ. فَقَالَ: «عَرِّفْهَا» فَعَرَّفْتُهَا. فَلَمْ أَجِدْ أَحَداً يَعْرِفُهَا. فَقَالَ: «اِعْرِفْ وِعَاءَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَدَدَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً. فَإِنْ جَاءَ مَنْ يَعْرِفُهَا. وَإِلَّا، فَهِيَ كَسَبِيلِ مَالِكَ».

میں نے حضرت ابی بن کعب ؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا (تا کہ مسئلہ معلوم ہو جائے) انھوں نے فرمایا: تو نے صحیح کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں مجھے (کسی کے گرے ہوئے) سو دینار ملے تھے' چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''ایک سال تک ان کا اعلان کرو۔'' میں نے اعلان کیا تو کوئی اس رقم کو پہچان کر لینے والا نہ ملا۔ میں نے پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اس کا اعلان کرو۔'' میں پھر اعلان کرتا رہا لیکن مجھے کوئی اس رقم کو پہچان کر لینے والا نہ ملا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی تھیلی' بندھن اور تعداد یاد رکھو' پھر ایک سال تک اعلان کرو' اگر کوئی اس کو پہچاننے والا آ گیا (تو ٹھیک) ورنہ وہ تمھارے (دوسرے) مال کی طرح (حلال مال) ہے۔''

فوائد و مسائل: ① عام قیمتی چیز کے لیے اعلان کی مدت ایک سال ہے جب کہ زیادہ قیمتی چیز کا اس سے زیادہ مدت تک اعلان کرنا بہتر ہے۔ ② معمولی چیز جس کے گم ہونے کی زیادہ پروا نہیں کی جاتی' اس کا اعلان نہ کرنا درست ہے۔ ③ اعلان ایسے متعدد مقامات پر کرنا چاہیے جہاں سے توقع ہو کہ اگر مالک تلاش میں وہاں آیا ہوا ہو تو خود سن لے گا' یا اگر اس نے آس پاس کے لوگوں سے پوچھا ہو گا تو ان میں سے کوئی نہ کوئی سن کر بتا دے گا کہ فلاں شخص کا مال گم ہوا ہے۔ ④ آج کل اخبار اور ریڈیو میں اعلان کرنا بھی درست ہے۔ جب مالک آئے تو اس سے اعلان کا خرچ وصول کر کے اس کی گم شدہ رقم وغیرہ اسے دے دے۔ ⑤ ایک سال کے اعلان کے باوجود اگر مالک نہ آیا تو یہ اعلان کافی ہے اور رقم کو استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اگر بعد میں کبھی مالک آ جائے تو بھی اسے اتنی رقم ادا کرنی چاہیے جیسا کہ آئندہ حدیث میں صراحت ہے۔

٢٥٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ الْحَنَفِيُّ. ح: وَحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ

۲۵۰۷- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے (کسی کی گم شدہ) اٹھائی ہوئی

٢٥٠٧- أخرجه مسلم، اللقطة، الباب السابق، ح: ١٧٢٢ من حديث ابن وهب، وأبي بكر الحنفي به.

يَحْيٰى : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالاَ : حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ الْقُرَشِيُّ : حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ، عَنْ [بُسْرِ] بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ : «عَرِّفْهَا سَنَةً. فَإِنِ اعْتُرِفَتْ، فَأَدِّهَا . فَإِنْ لَمْ تُعْتَرَفْ، فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِعَاءَهَا ثُمَّ كُلْهَا . فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا ، فَأَدِّهَا إِلَيْهِ» .

چیز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کا ایک سال تک اعلان کر۔ اگر اسے کوئی پہچان لے تو وہ اسے دے دے۔ اگر نہ پہچانی جائے تو اس کی تھیلی اور بندھن کی پہچان رکھ اور اسے استعمال کر لے۔ (بعد میں) اگر اس کا مالک آ جائے تو وہ (رقم) اسے ادا کر دینا۔''

(المعجم ٣) - بَابُ الْتِقَاطِ مَا أَخْرَجَ الْجُرَذُ (التحفة ٩٢)

باب:٣- چوہا بل سے جو کچھ نکالے اسے اٹھا لینا جائز ہے

٢٥٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ ابْنِ عَثْمَةَ : حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ : حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي قُرَيْبَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أُمَّهَا كَرِيمَةَ بِنْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو أَخْبَرَتْهَا عَنْ ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى الْبَقِيعِ، وَهُوَ الْمَقْبُرَةُ، لِحَاجَتِهِ . وَكَانَ النَّاسُ لاَ يَذْهَبُ أَحَدُهُمْ فِي حَاجَتِهِ إِلَّا فِي الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلاَثَةِ . فَإِنَّمَا يَبْعَرُ كَمَا تَبْعَرُ الْإِبِلُ. ثُمَّ دَخَلَ خَرِبَةً . فَبَيْنَا هُوَ جَالِسٌ لِحَاجَتِهِ، إِذْ رَأَى جُرَذاً أَخْرَجَ مِنْ جُحْرٍ دِينَاراً . ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ آخَرَ .

٢٥٠٨- حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا نے حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ وہ ایک دن قضائے حاجت کے لیے بقیع کے قبرستان کی طرف گئے۔ (اس زمانے میں) لوگوں کی حالت یہ تھی کہ آدمی دو تین دن میں ایک بار قضائے حاجت کے لیے جاتا۔ (تب بھی) اس طرح مینگنیاں کرتا جس طرح اونٹ مینگنیاں کرتے ہیں۔ وہ ایک کھنڈر میں چلے گئے۔ وہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک چوہا نظر آیا۔ اس نے بل میں سے ایک دینار نکالا' پھر بل میں گیا اور ایک اور دینار نکال لایا حتی کہ اس نے (ایک ایک کر کے) سترہ دینار نکالے۔ پھر ایک سرخ کپڑے کا ٹکڑا نکال لایا۔

٢٥٠٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الخراج، باب ماجاء في الركاز وما فيه، ح: ٣٠٨٧ من حديث موسى الزمعي به، قلت: قريبة مجهولة الحال.

حَتَّى أَخْرَجَ سَبْعَةَ عَشَرَ دِينَاراً. ثُمَّ أَخْرَجَ طَرَفَ خِرْقَةٍ حَمْرَاءَ.

قَالَ الْمِقْدَادُ: فَسَلَلْتُ الْخِرْقَةَ. فَوَجَدْتُ فِيهَا دِينَاراً. فَتَمَّمَتْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ دِينَاراً. فَخَرَجْتُ بِهَا حَتَّى أَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرَهَا. فَقُلْتُ: خُذْ صَدَقَتَهَا، يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «ارْجِعْ بِهَا. لاَ صَدَقَةَ فِيهَا. بَارَكَ اللهُ لَكَ فِيهَا». ثُمَّ قَالَ: «لَعَلَّكَ أَتْبَعْتَ يَدَكَ فِي الْجُحْرِ؟» قُلْتُ: لاَ. وَالَّذِي أَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ.

حضرت مقداد کہتے ہیں: میں نے کپڑے کو اٹھا کر دیکھا تو مجھے اس میں بھی ایک دینار ملا۔ یہ سب اٹھارہ دینار ہو گئے۔ میں انھیں لے کر (کھنڈر سے) باہر آ گیا اور انھیں لا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور ان دیناروں کے ملنے کا واقعہ عرض کیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کی زکاۃ لے لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انھیں لے جاؤ' ان میں کوئی زکاۃ نہیں (کیونکہ بیس دینار کا نصاب پورا نہیں ہوا۔) اللہ تجھے ان میں برکت دے۔'' پھر فرمایا: ''شاید تو نے بل میں ہاتھ ڈالا ہو گا؟'' میں نے کہا: نہیں' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ عزت بخشی!

قَالَ: فَلَمْ يَفْنَ آخِرُهَا حَتَّى مَاتَ.

راوی نے کہا: ان کی وفات تک وہ دینار ختم نہ ہوئے۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَنْ أَصَابَ رِكَازًا (التحفة ٩٣)

باب:۴- جسے مدفون خزانہ ملے (وہ کیا کرے؟)

٢٥٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَكِّيُّ، وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

۲۵۰۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدفون خزانے میں پانچواں حصہ (زکاۃ فرض) ہے۔''

٢٥٠٩_ أخرجه مسلم، الحدود، باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، ح: ١٧١٠ من حديث سفيان به.

٢٥١٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

۲۵۱۰- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدفون خزانے میں پانچواں حصہ (زکاۃ) ہے۔''

فائدہ: [رِکَاز] سے مراد زمین میں مدفون خزانہ ہے جس کا مالک معلوم نہ ہو سکے' اور غالب امکان ہو کہ مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے سے پہلے کا ہے۔ اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال کو ادا کیا جائے گا اور یہ ادائیگی فوراً ہوگی۔ ایک سال پورا ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ باقی مال اس کی ملکیت ہوگا جسے ملا۔ موجودہ دور میں بعض ملکوں میں حکومت کا پورے مال پر قبضہ کر لینا خلاف شریعت ہے۔

٢٥١١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ. سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ اشْتَرَى عَقَاراً. فَوَجَدَ فِيهَا جَرَّةً مِنْ ذَهَبٍ. فَقَالَ: اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ، وَلَمْ أَشْتَرِ مِنْكَ الذَّهَبَ. فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ بِمَا فِيهَا. فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ. فَقَالَ: أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: لِي غُلَامٌ. وَقَالَ الْآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ. قَالَ: فَأَنْكِحَا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ. وَلْيُنْفِقَا عَلَى

۲۵۱۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا' اس نے زمین خریدی تو اسے زمین میں سونے کا بھرا ہوا ایک ماٹ (بڑا مٹکا) ملا۔ اس نے (بیچنے والے سے) کہا: میں نے تجھ سے زمین خریدی ہے' سونا نہیں خریدا۔ (اس لیے یہ سونا تم لے لو۔) اس نے کہا: میں نے تجھے زمین بیچی اور جو کچھ اس میں تھا (وہ بھی ساتھ ہی بک گیا' اس لیے سونا تمھارا ہے۔) چنانچہ وہ ایک (تیسرے) آدمی کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے تو اس نے کہا: کیا تمھاری کوئی اولاد ہے؟ ایک نے کہا: میرا ایک لڑکا ہے۔ اور دوسرے نے کہا: میری ایک لڑکی ہے۔ اس (فیصلہ کرنے والے) نے کہا: لڑکے کا نکاح

٢٥١٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٤ من طريق إسرائيل به، ورواه عن أبي أحمد أيضًا كما في أطراف المسند: ٣/ ٢٠٧، وصححه البوصيري، ولكن سنده ضعيف، انظر، ح: ١٧١ لعلته، والحديث السابق شاهد له، وبه صح الحديث.

٢٥١١ـ [إسناده حسن] * حيان بن بسطام وثقه ابن حبان، والبوصيري، انظر، ح: ٢٤٤٥.

أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ، وَلْيَتَصَدَّقَا».

لڑکی سے کر دو۔ وہ دونوں اس مال میں سے اپنی ذات پر بھی خرچ کریں اور صدقہ بھی کریں۔''

فوائد و مسائل: ① سابقہ امتوں کے واقعات بطور عبرت و نصیحت بیان کیے جا سکتے ہیں بشرطیکہ وہ قرآن مجید یا صحیح احادیث سے ثابت ہوں۔ ضعیف' من گھڑت اور موضوع روایات سے وعظ و خطبات کو مزین کرنا جائز نہیں۔ ② گزشتہ امتوں کے شرعی مسائل میں سے صرف ان مسائل پر عمل کیا جا سکتا ہے جو ہماری شریعت کے منافی نہ ہوں۔ ③ خرید و فروخت میں دیانت داری اور ایک دوسرے کی خیر خواہی باعث برکت ہے۔ ④ اختلافی معاملے میں ایسی صورت اختیار کر لینا بہت اچھی بات ہے جس پر دونوں فریق راضی ہوں۔ ⑤ مدفون خزانہ اس شخص کی جائز ملکیت ہے جسے وہ ملے بشرطیکہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کس نے دفن کیا تھا۔ ⑥ مدفون خزانہ پورے کا پورا اپنی ذات پر خرچ نہیں کرنا چاہیے۔ ہماری شریعت میں اس کے لیے پانچویں حصے کی حد مقرر ہے' یعنی بیس فی صد بطور زکاۃ ادا کر کے باقی ذاتی استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

عتق (آزادی) کی لغوی اور اصطلاحی تعریف' نیز آزاد کرنے کی مشروعیت وحکمت اور اس کی اقسام

* لغوی معنی: [العِتق] سے مراد [زَوَالُ المِلْكِ وَ ثُبُوتُ الحُرِّيَّةِ] "ملکیت کا خاتمہ اور آزادی کا حاصل ہونا ہے۔" امام ازہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [عِتق، عَتَقَ الفَرَسُ] سے مشتق ہے۔ یہ اس وقت بولتے ہیں جب گھوڑا سبقت لے جائے۔ یا [عَتَقَ الفَرْخُ إِذَا طَارَ] جب چوزہ اڑ جائے تو اسے [عِتق] سے تعبیر کرتے ہیں۔ آزادی کو بھی [عِتق] اسی لیے کہتے ہیں کہ غلام آزادی حاصل کرنے کے بعد جہاں چاہے جا سکتا ہے۔

* اصطلاحی تعریف: مملوک غلام کو آزاد کرنا' کرانا اور اسے غلامی کی ذلت سے نکالنا [عِتق] "آزادی" کہلاتا ہے۔

* آزاد کرنے کی مشروعیت: اللہ تعالیٰ نے غلاموں کو آزادی دلانے کے لیے مختلف کفارات میں ان کی قید لگائی ہے' علاوہ ازیں غلاموں کے آزاد کرانے کی فضیلت بیان کر کے ان کو آزاد کرنے کی ترغیب دی ہے' لہٰذا فرمایا: ﴿فَكُّ رَقَبَةٍ﴾ (البلد ۹۰:۱۳) "گردن آزاد کرنا ہے۔" جبکہ نبی ﷺ فرماتے

ہیں: [مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُّؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ إِرْبٍ مِّنْهَا إِرْبًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ، حَتّٰى إِنَّهُ لَيُعْتِقُ بِالْيَدِ الْيَدَ، وَبِالرِّجْلِ الرِّجْلَ، وَ بِالْفَرْجِ الْفَرْجَ] (إرواء الغليل، كتاب العتق، حديث: ۱۷۴۲) ''جو شخص کسی مومن غلام کو آزاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک عضو کے عوض آزاد کرنے والے کے ایک ایک عضو کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے یہاں تک کہ ہاتھ کے بدلے میں ہاتھ، پاؤں کے بدلے میں پاؤں اور شرم گاہ کے بدلے میں شرم گاہ آزاد کر دیتا ہے۔''

* **آزاد کرنے کی حکمت:** انسان کو غلامی کی ذلت و رسوائی سے نجات دلانا تاکہ وہ اپنی جان اور منافع کا مالک بن جائے، نیز اپنے ارادے کے ساتھ اپنی جان اور منافع کا فیصلہ کر سکے۔

* **آزادی کی اقسام:** غلام کی آزادی تین طرح سے ہو سکتی ہے:

① **تدبیر:** مالک کا غلام کو یہ کہنا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے۔ یہ تدبیر کہلاتا ہے۔

② **مکاتبت:** اگر مالک غلام کو آزاد کرنے کے لیے کچھ مال لینا طے کر لے اور غلام کما کر وہ مال قسطوں میں ادا کر دے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ اس عمل کو مکاتبت کہتے ہیں۔

③ **ام ولد:** وہ لونڈی جس کا مالک اس سے ہم بستری کرے اور اس سے اولاد ہو جائے تو وہ آزاد ہو جاتی ہے جیسے حضرت ماریہ قبطیہ ؓ حضرت ابراہیم ؑ کی ولادت کے بعد آزاد ہو گئی تھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٩) أَبْوَابُ الْعِتْقِ (التحفة ...)

غلام آزاد کرنے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ الْمُدَبَّرِ (التحفة ٩٤)

باب:١- مدبر غلام کا حکم

٢٥١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَاعَ الْمُدَبَّرَ.

٢٥١٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدبر غلام فروخت کیا۔

٢٥١٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: دَبَّرَ رَجُلٌ مِنَّا غُلَاماً. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ. فَبَاعَهُ النَّبِيُّ ﷺ. فَاشْتَرَاهُ ابْنُ [النَّحَّامِ،] رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَدِيٍّ.

٢٥١٣- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمارے قبیلے کے ایک آدمی نے ایک غلام کو مدبر قرار دے دیا۔ اس کے پاس اس غلام کے علاوہ کوئی مال نہیں تھا۔ نبی ﷺ نے اس (غلام) کو فروخت کر دیا۔ اسے قبیلہ بنو عدی کے ایک شخص ابن نحام (رضی اللہ عنہ) نے خرید لیا۔

فوائد ومسائل: ① مدبر سے مراد وہ غلام ہے جسے اس کا مالک یہ کہہ دے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ (فتح الباری: ٥٣١/٤) ② جب تک آقا زندہ ہے مدبر غلام ہی رہتا ہے اور اس پر غلاموں والے سب

٢٥١٢_ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المدبر، ح: ٢٢٣٠ عن عبدالله بن نمير به.

٢٥١٣_ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المدبر، ح: ٢٢٣١، ومسلم، الأيمان، باب جواز بيع المدبر، ح: ٩٩٧ بعد حديث: ١٦٦٨ من حديث سفيان به.

احکام لاگو ہوتے ہیں۔ ③ مجبوری کی حالت میں مدبر غلام کی اس مشروط آزادی کو کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ آزاد کرنے والے کے پاس اور کوئی مال نہیں تھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ وہ محتاج تھا۔ (صحيح البخاري' البيوع' باب بيع المزايدة' حديث:٢١٤١) اس کے علاوہ مقروض بھی تھا۔ (فتح الباري' البيوع' باب بيع المدبر' بحواله إسماعيلي) ④ آزاد کرنے والے اس صحابی کا نام ''ابومذکور رضی اللہ عنہ'' بیان کیا گیا ہے۔ (سنن أبي داود' العتق' باب في بيع المدبر' حديث:٣٩٥٥) ⑤ خریدنے والے صحابی کا نام حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔ (صحيح البخاري' البيوع' باب بيع المزايدة' حديث:٢١٤١) انھی کو ''ابن نحام'' کہا جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جنت میں ان کے کھنکھارنے کی آواز سنی تھی۔ (حاشية صحيح مسلم' ازمحمد فواد عبدالباقي' الأيمان' باب جواز بيع المدبر) ⑥ اس غلام کا نام یعقوب (رضی اللہ عنہ) تھا۔ (سنن أبي داود' العتق' باب في بيع المدبر' حديث:٣٩٥٧) وہ غلام قبطی تھا۔ (صحيح مسلم' الأيمان' باب جواز بيع المدبر' حديث:٩٩٧) ⑦ غلام کی قیمت آٹھ سو درہم ادا کی گئی تھی۔ (صحيح البخاري' الأحكام' باب بيع الإمام على الناس أموالهم وضياعهم' حديث:٧١٨٦)

٢٥١٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ظَبْيَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُدَبَّرُ مِنَ الثُّلُثِ».

۲۵۱۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''مدبر (ترکے کے) تیسرے حصے میں (سے آزاد ہوتا) ہے۔''

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ، يَعْنِي ابْنَ أَبِي شَيْبَةَ، يَقُولُ: هٰذَا خَطَأٌ. يَعْنِي حَدِيثَ: «اَلْمُدَبَّرُ مِنَ الثُّلُثِ».

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے حضرت عثمان بن ابی شیبہ رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا: یہ حدیث، یعنی مدبر تیسرے حصے میں ہے، غلط ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

(المعجم ٢) - بَابُ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ (التحفة ٩٥)

باب:۲- جس لونڈی سے مالک کی اولاد ہو جائے (اس کا کیا حکم ہے؟)

٢٥١٤ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٣١٤ من طريق علي بن ظبيان به، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، ورجع عن رفعه في رواية الشافعي، والموقوف هو الصحيح، وللمرفوع شاهد ضعيف جدًا عند البيهقي وغيره، وله شاهد مرسل ضعيف أيضًا.

٢٥١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا رَجُلٍ وَلَدَتْ أَمَتُهُ مِنْهُ، فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ دُبُرٍ مِنْهُ».

۲۵۱۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے ہاں اس کی لونڈی سے اولاد ہوگئی تو وہ (لونڈی) اس کی وفات کے بعد آزاد ہے۔''

٢٥١٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، يَعْنِي النَّهْشَلِيَّ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ذُكِرَتْ أُمُّ إِبْرَاهِيمَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «أَعْتَقَهَا وَلَدُهَا».

۲۵۱۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں (رسول اللہ ﷺ کے بیٹے) حضرت ابراہیم ؑ کی والدہ کا ذکر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بیٹے نے اسے آزاد کروادیا۔''

٢٥١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كُنَّا نَبِيعُ سَرَارِيَّنَا وَأُمَّهَاتِ أَوْلاَدِنَا، وَالنَّبِيُّ ﷺ فِينَا حَيٌّ. لاَ نَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا.

۲۵۱۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم اپنی لونڈیوں اور امہاتِ اولاد کو بیچ دیا کرتے تھے جب کہ نبی ﷺ زندہ تھے۔ ہم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

٢٥١٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٦/ ٤٣٦ عن شريك به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١٦٢٨.

٢٥١٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٣٤٦ من طريق ابن أبي سبرة به، وقال: "أبوبكر بن أبي سبرة ضعيف لا يحتج به، إلا أنه قد روى عن غيره عن حسين بهٰذا اللفظ"، وأخرجه ابن سعد: ٨/ ٢١٥، والبيهقي وغيرهما من طرق عن حسين به، وانظر، ح: ١٦٢٨ لحاله، وللحديث طريق آخر ضعيف، وأخطأ من صححه.

٢٥١٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢١ عن عبدالرزاق به، وتابعه عبدالمجيد عند الشافعي(السنن المأثورة: ٢٩٣، ح: ٢٨٦)، وصححه البوصيري، وله شاهد عند الحاكم: ٢/ ١٨، ١٩، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

فوائد ومسائل: ① ام ولد کسی شخص کی اس لونڈی کو کہتے ہیں جس سے مالک کی اولاد پیدا ہو جائے' خواہ ایک ہی بچہ یا بچی پیدا ہو۔ "ام ولد" کی جمع "امہاتِ اولاد" ہے۔ ② جب آقا اپنی لونڈی سے جنسی تعلق قائم کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد آزاد ہوتی ہے۔ ③ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: "امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب (کتاب العتق' باب أم الولد) میں دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔ ان میں سے کسی میں بھی مسئلے کی صریح دلیل موجود نہیں۔ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں سلف (صحابۂ کرام) میں قوی اختلاف موجود تھا اگرچہ متاخرین میں ممنوع ہونے پر اتفاق ہو گیا حتی کہ امام ابن حزم اور ان کے متبعین اہل ظاہر بھی ام ولد کو بیچنے کی ممانعت کے قائل ہو گئے' لہٰذا دوسرا قول شاذ ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباري' باب مذکورہ بالا)

(المعجم ٣) - بَابُ الْمُكَاتَبِ (التحفة ٩٦)

باب: ۳- غلام سے آزادی کے معاہدے کا بیان

٢٥١٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَوْنُهُ: اَلْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ. وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ. وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ التَّعَفُّفَ».

۲۵۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین قسم کے تمام آدمیوں کی مدد اللہ نے اپنے ذمے لے لی ہے۔ اللہ کے راستے میں جنگ کرنے والا' وہ مکاتب جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ نکاح کرنے والا جس کا مقصد پاک دامن رہنا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① [مُكَاتَبَتْ] ایک معاہدہ ہے جو غلام اور اس کے آقا کے درمیان ہوتا ہے کہ ایک متعین مدت میں غلام اتنی رقم کما کر آقا کو دے دے گا۔ جب رقم کی ادائیگی مکمل ہو جائے گی تو غلام آزاد ہو جائے گا۔ ② کما کر آزادی حاصل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غلام آزاد ہونے کے بعد بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر باعزت زندگی گزار سکے گا' خاص طور پر جب کہ وہ وعدے کی پاسداری کا ارادہ بھی رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانی مہیا فرما دیتا ہے اور اپنے خلوص اور محنت کی بدولت وہ آزادی حاصل کر لیتا ہے۔ ③ غلام کو آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ وہ اگر مکاتبت کے طور پر ہو تب بھی بڑی نیکی ہے لیکن اگر بلا معاوضہ آزاد کر دیا جائے تو

٢٥١٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في المجاهد والناكح والمكاتب وعون الله إياهم، ح: ١٦٥٥ من حديث ابن عجلان به، وقال: "حديث حسن"، وأخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٧ عن يحيى (القطان) عن ابن عجلان قال حدثني سعيد عن أبي هريرة به . . . الخ .

اس نیکی کا درجہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ ④ جہاد اگر خلوص نیت سے ہو تبھی اسے فی سبیل اللہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر جہاد کے دوران میں شرعی آداب کو ملحوظ رکھا جائے تو اللہ کی نصرت و تائید ضرور حاصل ہوتی ہے۔ ⑤ پاک دامنی اسلامی معاشرے کا ایک نمایاں وصف ہے جس کو قائم رکھنے کا ایک بڑا ذریعہ نکاح ہے' اگرچہ نکاح کے اور بھی فوائد ہیں لیکن بے حیائی سے بچاؤ اور پاک دامنی کا حصول اس کا بنیادی مقصد ہے۔

۲۵۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا عَبْدٍ كُوتِبَ عَلَى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ، فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَ أُوقِيَّاتٍ، فَهُوَ رَقِيقٌ».

۲۵۱۹- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس غلام سے سو اوقیے کے عوض مکاتبت کی گئی اور اس نے رقم ادا کر دی' صرف دس اوقیے اس کے ذمے رہ گئے تو وہ غلام ہی رہے گا۔''

فوائد و مسائل: ① غلام اور آزاد کے لیے بہت سے شرعی مسائل ایک دوسرے سے مختلف ہیں' اس لیے جو شخص ابھی پوری آزادی حاصل نہیں کر سکا' اس کے لیے وہ مسائل غلاموں والے ہی نافذ ہوں گے۔ ② جب مکاتب ادائیگی مکمل کر دے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے' تب اس پر آزاد افراد کے قانون نافذ ہوں گے۔

۲۵۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ نَبْهَانَ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ، وَكَانَ عِنْدَهُ مَا

۲۵۲۰- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی عورت کا غلام مکاتب ہو اور اس کے پاس ادا کرنے (اور آزاد ہو جانے) کے لیے رقم موجود ہو تو مالکہ کو اس سے پردہ کرنا چاہیے۔''

۲۵۱۹_ [حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۱۷۸ عن عبدالله بن نمير به، وضعفه البوصيري * الحجاج بن أرطاة لم ينفرد به، تابعه عباس الجريري عند أبي داود، ح: ۳۹۲۷، والبيهقي: ۱۰/ ۳۲۳ في رواية الثقتين، أو العلاء، الأول ثقة وهو الراجح والثاني مجهول، وللحديث شواهد حسنة عند أبي داود، ح: ۳۹۲۶، ۳۹۲۸ وغيره، فالحديث حسن، انظر الحديث الآتي.

۲۵۲۰_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، العتق، باب في المكاتب يؤدي بعض كتابته فيعجز أو يموت، ح: ۳۹۲۸ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه الترمذي، ح: ۱۲۶۱، وابن حبان، والحاكم: ۲/ ۲۱۹، والذهبي، قلت: نبهان وثقه الذهبي في الكاشف، والترمذي، وابن حبان، والجمهور، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن * والزهري صرح بالسماع.

يُؤَدِّي ، فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ».

فائدہ: غلام ادائیگی مکمل ہونے تک آزاد کے حکم میں نہیں آتا' محض ادائیگی کی رقم موجود ہونے سے اس سے مالکہ کو پردہ لازم نہیں ہوگا جب تک ادائیگی نہ کر دے جبکہ مذکورہ حدیث حزم واحتیاط اور تورع پر محمول ہوگی جیسا کہ بعض ائمہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية: ۴۴/۷۳)

٢٥٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ بَرِيرَةَ أَتَتْهَا وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ، قَدْ كَاتَبَهَا أَهْلُهَا عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ. فَقَالَتْ لَهَا: إِنْ شَاءَ أَهْلُكِ عَدَدْتُ لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً، وَكَانَ الْوَلاَءُ لِي. قَالَ: فَأَتَتْ أَهْلَهَا. فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُمْ. فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ تَشْتَرِطَ الْوَلاَءَ لَهُمْ. فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «اِفْعَلِي» قَالَ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ. فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: «مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ. كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ. كِتَابُ اللهِ أَحَقُّ. وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ. وَالْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ».

۲۵۲۱- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت بریرہ ؓ ان کی خدمت میں حاضر ہوئیں جب کہ ان کی مکاتبت ہو چکی تھی۔ ان کے مالکوں نے ان سے نو اوقیے پر مکاتبت (آزادی) کا معاہدہ کیا تھا۔ ام المومنین ؓ نے انھیں کہا: اگر تمھارے مالکوں کی مرضی ہو تو میں پوری رقم ایک بار ہی ادا کر دوں بشرطیکہ ولاء کا حق مجھے حاصل ہو۔ حضرت بریرہ ؓ نے اپنے مالکوں کے پاس جا کر اس بات کا تذکرہ کیا تو وہ نہ مانے مگر اس شرط پر کہ ولاء انھی کے لیے ہوگا (انھوں نے اصرار کیا کہ ولاء کا حق انھی کو حاصل ہوگا۔) ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معاہدہ کر لو۔'' پھر (اس کے بعد) نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کیا' (اس میں) اللہ کی حمد وثنا کے بعد آپ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں۔ ہر وہ شرط جو اللہ کی کتاب میں نہیں' وہ کالعدم ہے اگرچہ سو شرطیں ہوں۔ اللہ کی کتاب سچی ہے' اور اس کی شرط زیادہ مضبوط ہے (جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔) ولاء اس کی ہوتی ہے جو (رقم ادا کر کے) آزاد کرے۔''

٢٥٢١- أخرجه مسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤ من حديث هشام به.

فوائد ومسائل: ① حضرت بریرہ ؓ کی مکاتبت کی رقم نو اوقیے کے بارے میں یہ طے پایا تھا کہ وہ قسطوں میں ادا کی جائے گی' اور سال میں ایک اوقیہ ادا کرنا ہوگا۔ (صحیح البخاري' البیوع' باب إذا اشترط في البیع شروطا لاتحل' حدیث:٢١٦٨) ② رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کو ان کی ناجائز شرط تسلیم کر لینے کا حکم دیا تاکہ وہ کہیں آزاد کرنے سے انکار نہ کر دیں۔ ③ خلافِ شریعت شرط پر فریقین رضامندی کا اظہار کر دیں تب بھی وہ قانونی طور پر کالعدم ہی ہوتی ہے۔ ④ کتاب اللہ سے مراد اللہ کا نازل کردہ حکم ہے' خواہ وہ قرآن مجید میں مذکور ہو' یا رسول اللہ ﷺ نے قرآن کے علاوہ وحی کی بنیاد پر بیان فرمایا ہو۔ ⑤ غالباً رسول اللہ ﷺ اس سے پہلے یہ حکم بیان فرما چکے تھے' اس لیے اس حکم کی بنیاد پر ان کی طے کردہ شرط کے کالعدم ہونے کا اعلان فرما دیا۔ ⑥ اہم مسئلہ خطبے اور وعظ میں بیان کرنا چاہیے تاکہ سب لوگوں کو اس کا علم ہو جائے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ نے غلطی پر تنبیہ فرمائی اور غلطی کرنے والے کا نام نہیں لیا تاکہ سب حاضرین کو معلوم ہو جائے کہ یہ عمل غلط ہے' اور غلطی کرنے والے کی بے عزتی یا رسوائی بھی نہ ہو۔ ⑧ ولاء ایک تعلق کا نام ہے جو آزاد کرنے والے اور آزاد ہونے والے کے درمیان قائم ہوتا ہے' اس کی وجہ سے آزاد ہونے والا' آزاد کرنے والے کے خاندان کا فرد شمار ہوتا ہے۔ اگر آزاد کردہ غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث موجود نہ ہو تو اس کا ترکہ آزاد کرنے والے کو ملتا ہے۔ ⑨ اگر آزاد کرنے والا فوت ہو جائے تو آزاد کردہ غلام اس کا وارث نہیں ہوتا کیونکہ زیر مطالعہ حدیث میں ارشاد ہے: ''ولاء اس کی ہے جو آزاد کرے۔'' واللہ أعلم.

(المعجم ٤) - **بَابُ الْعِتْقِ** (التحفة ٩٧)

باب:٤- آزاد کرنے کا بیان

٢٥٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ شُرَحْبِيلَ ابْنِ السِّمْطِ قَالَ: قُلْتُ لِكَعْبٍ: يَاكَعْبَ بْنَ مُرَّةَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاحْذَرْ. قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا كَانَ فِكَاكَهُ مِنَ النَّارِ. يُجْزِئُ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ بِكُلِّ عَظْمٍ مِنْهُ. وَمَنْ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ

٢٥٢٢- حضرت شرحبیل بن سمط کندی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت کعب ؓ سے کہا: اے کعب بن مرہ! ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث سنائیے' اور احتیاط کیجیے (کہ حدیث میں کمی بیشی نہ ہو جائے۔) انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ''جس نے ایک مسلمان مرد کو آزاد کیا تو وہ جہنم سے (بچانے کے لیے) اس کا فدیہ بن جائے گا۔ اس (غلام) کی ہر ہڈی کے بدلے میں آقا

٢٥٢٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجهاد، ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل، ح:٣١٤٦ من حديث أبي معاوية به، وأخرجه أبوداود، ح:٣٩٦٧ من طريق آخر عن عمرو به، وقال: "سالم لم يسمع من شرحبيل"، ولبعض الحديث شواهد صحيحة عند مسلم، ح:١٥٠٩، والحميدي(ح:٧٦٧ بتحقيقي) وغيرهما.

مُسْلِمَتَيْنِ، كَانَتَا فِكَاكَهُ مِنَ النَّارِ. يُجْزِئُ بِكُلِّ عَظْمَيْنِ مِنْهُمَا عَظْمٌ مِنْهُ».

کی ہر ہڈی آزاد ہوگی۔ اور جس نے دو مسلمان عورتوں کو آزاد کیا تو وہ جہنم سے اس کا فدیہ بن جائیں گی۔ ان دونوں کی دو ہڈیوں کے بدلے اس کی ایک ہڈی آزاد ہو جائے گی۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت کے بعض حصے کے شواہد صحیح مسلم (١٥٠٩) میں ہیں، نیز مذکورہ روایت سنن ابی داود میں بھی ہے وہاں ہمارے فاضل محقق اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے جبکہ سنن ابی داود ہی کی حدیث (٣٩٥٦) اس سے کفایت کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے فاضل محقق کے نزدیک بھی مذکورہ روایت کی کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے، علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الإرواء، رقم: ١٣٠٨) نیز مسند أحمد کے محققین نے بھی مذکورہ روایت کے بعض حصے کو صحیح قرار دیا ہے، یعنی حدیث کے آخری جملے [وَمَنْ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ...... مِنْهُمَا عَظْمٌ مِنْهُ] کے علاوہ باقی روایت کو صحیح لغیرہ قرار دیا ہے، لہٰذا اس ساری بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت کی کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٩/ ٦٠٠، ٦٠١) ② حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زیادہ عرصہ حاضر رہنے کا موقع نہیں ملا، اس لیے انھوں نے دوسرے صحابی سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ ③ صحابی، باوجود صحابیت کا شرف حاصل ہونے کے، علم حاصل کرنے کے لیے شوق رکھتے اور اس کے لیے محنت کرتے تھے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اس مبارک عادت کی پیروی کرتے ہوئے دین کا علم حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ ④ غلام آزاد کرنا جہنم سے نجات کا باعث ہے۔ ⑤ لونڈی کو آزاد کرنا بھی عظیم ثواب کا باعث ہے۔

٢٥٢٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «أَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا، وَأَغْلاَهَا ثَمَناً».

٢٥٢٣- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا غلام (لونڈی) آزاد کرنا افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مالکوں کی نظر میں زیادہ عمدہ ہو اور جس کی قیمت زیادہ ہو۔"

٢٥٢٣ـ أخرجه البخاري، العتق، باب أي الرقاب أفضل، ح: ٢٥١٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال، ح: ٨٤ من حديث هشام مطولاً.

فوائد ومسائل: ① اللہ کی راہ میں عمدہ مال دینا افضل ہے‘ اسی طرح قیمتی غلام یا لونڈی آزاد کرنا زیادہ افضل ہے۔ ② ”عمدہ“ سے مراد یہ ہے کہ اس کی خوبیوں کی وجہ سے مالک کے دل میں اس کی قدر زیادہ ہو‘ ایسا غلام آزاد کرنے کو دل نہیں چاہتا‘ جو مثلاً: ہنرمند‘ باتمیز اور اطاعت گزار ہو۔ اور ”قیمتی“ سے مراد وہ ہے جس کی ظاہری خوبیوں (ظاہری شکل وصورت‘ طاقت ور اور صحت مند ہونا وغیرہ) کی وجہ سے اس کی زیادہ قیمت ملنے کی توقع ہو۔ ③ اگر کسی کو کوئی جانور صدقے کے طور پر دیا جائے تو اس صورت میں بھی عمدہ اور قیمتی جانور کا ثواب زیادہ ہوگا۔

(المعجم ٥) - **بَابُ مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ** (التحفة ٩٨)

باب: ۵- محرم رشتہ رکھنے والا غلام ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جاتا ہے

٢٥٢٤- **حَدَّثَنَا** عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ وَ عَاصِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ، فَهُوَ حُرٌّ».

۲۵۲۴- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی محرم رشتے دار کا مالک بن گیا تو (اس کا) وہ (رشتے دار) آزاد ہے۔“

٢٥٢٥- **حَدَّثَنَا** رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْجَهْمِ الأَنْمَاطِيُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ».

۲۵۲۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی محرم رشتے دار کا مالک بن گیا تو (اس کا) وہ (رشتے دار) آزاد ہے۔“

فوائد ومسائل: ① محرم رشتے دار کا مالک بننے کی مثال یہ ہے کہ دو بھائی غلام تھے‘ ان میں سے ایک آزاد ہو

٢٥٢٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء فيمن ملك ذا رحم محرم، ح: ١٣٦٥ عن عقبة بن مكرم به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٧٣، والحاكم: ٢/ ٢١٤، والذهبي كما في نيل المقصود، ح: ٣٩٤٩، وانظر، ح: ٢١٨٣.

٢٥٢٥ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، الباب السابق، ح: ١٣٦٥ بغير سند عن ضمرة به، وقال: ' ولا يتابع ضمرة على هذا الحديث. وهو حديث خطأ عند أهل الحديث '، والحديث السابق شاهد له.

گیا۔ اس نے دوسرے کو خرید لیا تو دوسرا بھائی محض اس کے خریدنے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا کیونکہ بھائی بھائی محرم رشتے دار ہیں، لہٰذا ایک بھائی دوسرے بھائی کا مالک نہیں بن سکتا۔ ماں بیٹے، باپ بیٹی، بہن بھائی، ماموں بھانجا، پھوپھی بھتیجا، اور چچا بھتیجی وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ ② مالک اور مملوک خواہ دونوں مرد ہوں (جیسے باپ بیٹا) یا دونوں عورتیں (مثلاً: ماں بیٹی) یا ایک مرد اور ایک عورت ہو (جیسے خالہ بھانجا، یا ماموں بھانجی) تمام صورتوں میں مسئلہ یہی ہے۔ ③ ملکیت خواہ خریدنے کی وجہ سے حاصل ہو یا ہبہ کے ذریعے سے یا وراثت کے ذریعے سے، ہر حال میں اس غلام یا لونڈی کو آزادی حاصل ہو جائے گی۔ ④ شریعتِ اسلامی میں غلاموں کو آزاد کرنے کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور متعدد ایسے قوانین بنائے گئے ہیں جن سے غلامی ختم کرنے میں مدد ملے، مثلاً: ✿ کسی آزاد کو اغوا کر کے غلام بنا لینا حرام اور بہت بڑا جرم قرار دیا گیا۔ دیکھیے: (حدیث: ۲۴۴۲) ✿ غلام آزاد کرنا بہت بڑی نیکی اور بڑے اجر و ثواب کا باعث قرار دیا گیا۔ دیکھیے: (حدیث: ۲۵۲۲) ✿ غلاموں کو آزاد کرنے کی متعدد صورتیں مشروع کی گئیں، مثلاً: مدبر، ام ولد اور مکاتب وغیرہ ✿ محرم کی ملکیت کو آزادی کا باعث قرار دیا گیا۔ ✿ آزاد مرد کی وہ اولاد جو لونڈی سے پیدا ہوا سے پیدائشی آزاد قرار دیا گیا۔ ✿ بعض گناہوں کا کفارہ غلام یا لونڈی کی آزادی کو قرار دیا گیا، مثلاً: قتلِ خطا اور ظہار وغیرہ۔

(المعجم ٦) - **بَابُ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَاشْتَرَطَ خِدْمَتَهُ** (التحفة ٩٩)

باب: ٦- غلام کو آزاد کرتے ہوئے خدمت کی شرط لگانا

٢٥٢٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ [جُمْهَانَ]، عَنْ سَفِينَةَ، أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أَعْتَقَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ أَنْ أَخْدُمَ النَّبِيَّ ﷺ، مَا عَاشَ.

۲۵۲۶- حضرت ابوعبدالرحمٰن سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: مجھے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آزاد کیا تھا اور یہ شرط لگا دی تھی کہ جب تک رسول اللہ ﷺ زندہ رہیں، میں نبی ﷺ کی خدمت کرتا رہوں۔

فوائد و مسائل: ① بظاہر خدمت کی شرط لگانا آزاد کرنے کے منافی ہے کیونکہ آزاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اب اس پر آقا کی کوئی پابندی نہیں رہی، لیکن اس واقعے میں شرط ایسی ہے جو حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے لیے باعث شرف ہے۔ ② آزاد کرتے وقت کسی نیک کام کی شرط لگانا آزاد کرنے کے منافی نہیں بلکہ یہ آزاد ہونے والے کے لیے نیکی کا موقع مہیا کرنے کے مترادف ہے۔ ③ آزاد کرنے والا اپنی خدمت کی شرط نہیں لگا سکتا،

٢٥٢٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، العتق، باب في العتق على شرط، ح: ٣٩٣٢ من حديث سعيد به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٧٦، والحاكم: ٢/ ٢١٣، ٢١٤، والذهبي.

البتہ کسی نیک آدمی یا بڑے عالم کی خدمت کی شرط لگانا جائز ہے۔ ⑥ ممکن ہے یہاں شرط سے مراد یہ ہو کہ ان سے وعدہ لے لیا۔

(المعجم ۷) - بَابُ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ (التحفة ۱۰۰)

باب: ۷- مشترک غلام میں سے جو اپنا حصہ آزاد کر دے

۲۵۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ نَصِيباً لَهُ فِي مَمْلُوكٍ، أَوْ شِقْصاً، فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ مِنْ مَالِهِ، إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ، اُسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ فِي قِيمَتِهِ، غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ».

۲۵۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے غلام میں سے اپنا حصہ یا فرمایا: ایک حصہ آزاد کر دیا تو اگر اس کے پاس مال ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنا مال خرچ کر کے (دوسرے شریکوں کو ان کا حصہ دے کر) اسے آزادی دلائے۔ اگر اس (آزاد کرنے والے) کے پاس (اتنا) مال نہ ہو تو غلام سے اس کی قیمت کے لیے مزدوری کرائی جائے گی لیکن اس پر (اس کی طاقت سے) زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① ایک غلام ایک سے زیادہ افراد کا مشترکہ مملوک ہو سکتا ہے‘ مثلاً: ایک شخص کے پاس ایک غلام تھا‘ وہ فوت ہوا تو اس کے دو بیٹے اس کے وارث ہو گئے‘ یہ دونوں اس کی ملکیت میں برابر کے شریک ہیں۔ یا چند افراد نے رقم ملا کر غلام خرید لیا تو یہ ان کی مشترکہ ملکیت ہو گا۔ ② مشترکہ غلام کا ایک مالک اپنا حصہ آزاد کر دے تو باقی حصہ خود بخود آزاد نہیں ہو گا۔ ③ اس صورت میں آزاد کرنے والے کو چاہیے کہ غلام کی جائز قیمت میں سے اس کے شریکوں کا جو حصہ ہے‘ انھیں ادا کر کے غلام کے باقی حصے بھی خرید کر آزاد کر دے تاکہ غلام کی آزادی مکمل ہو جائے۔ ④ دوسری صورت یہ ہے کہ اس آدھے غلام کو موقع دیا جائے کہ وہ کما کر اپنی آدھی قیمت اپنے اس مالک کو ادا کر دے جس نے اپنے حصے کا آدھا غلام آزاد نہیں کیا۔ ⑤ اس غلام پر جلد ادائیگی کے لیے ناجائز سختی کرنا منع ہے بلکہ جس طرح مقروض کو مہلت دی جاتی ہے اسے بھی مناسب مہلت دی جائے۔

۲۵۲۷_ أخرجه البخاري، الشركة، باب تقويم الأشياء بين الشركاء بقيمة عدل، ح: ۲۴۹۲، ۲۵۲۷، ومسلم، العتق، باب ذكر سعاية العبد، ح: ۱۵۰۳ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٢٥٢٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكاً لَهُ فِي عَبْدٍ، أُقِيمَ عَلَيْهِ بِقِيمَةِ عَدْلٍ. فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ إِنْ كَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ، وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ. وَإِلَّا، فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ».

٢٥٢٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگا کر اس (آزاد کرنے والے) کے ذمے ڈالی جائے گی۔ اگر اس کے پاس اتنا مال ہو جس سے اس (غلام) کی قیمت ادا ہو سکے تو وہ شریکوں کو ان کے حصے (نقد رقم کی صورت میں) ادا کرے گا اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا' ورنہ (غلام کا) جتنا (حصہ) آزاد ہو گیا' ہو گیا۔''

فوائد ومسائل: ① انصاف کے ساتھ قیمت لگانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اندازہ کیا جائے کہ اس زمانے میں اس جگہ پر یہ غلام کتنی قیمت میں فروخت ہو سکتا ہے' مثلاً: اگر وہ آدھے غلام کا مالک تھا اور غلام کی قیمت کا اندازہ سو دینار ہے تو وہ پچاس دینار اپنے دوسرے شریک یا شریکوں کو ادا کر کے باقی آدھا غلام بھی خرید کر آزاد کر دے۔ ② مذکورہ مثال میں اگر آزاد کرنے والا پچاس دینار ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو یہ غلام آدھا آزاد سمجھا جائے گا اور آدھا غلام' لہٰذا اگر وہ قتل ہو جائے تو آدھی دیت (پچاس اونٹ) لی جائے گی اور غلام کی قیمت سے آدھی رقم بھی لی جائے گی۔ اور جن معاملات میں اس طرح کی تقسیم ممکن نہیں تو اسے غلام ہی تصور کیا جائے گا جس طرح نامکمل ادائیگی کرنے والے مکاتب کا حکم ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٨) - بَابُ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ (التحفة ١٠١)

باب: ٨- مال رکھنے والے غلام کو آزاد کرنا

٢٥٢٩- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ،

٢٥٢٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایسا غلام آزاد کیا جس کے پاس کچھ مال تھا تو غلام کا مال بھی اس غلام کا ہے الا یہ کہ مالک اس کے مال کی شرط لگا لے تو پھر

٢٥٢٨ـ أخرجه البخاري، العتق، باب إذا أعتق عبدًا بين اثنين أو أمة بين الشركاء، ح: ٢٥٢٢، ومسلم، العتق، باب من أعتق شركًا له في عبد، ح: ١٥٠١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٧٢.

٢٥٢٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، العتق، فيمن أعتق عبدًا وله مال، ح: ٣٩٦٢ من حديث ابن وهب به.

جَمِيعاً، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ، فَمَالُ الْعَبْدِ لَهُ. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ السَّيِّدُ مَالَهُ، فَيَكُونَ لَهُ».

اسے مل جائے گا۔"

وَقَالَ ابْنُ لَهِيعَةَ: إِلَّا أَنْ يَسْتَثْنِيَهُ السَّيِّدُ.

(حدیث کے دوسرے راوی) ابن لہیعہ نے (اپنی روایت میں) [إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ السَّيِّدُ] کی بجائے [إِلَّا أَنْ يَسْتَثْنِيَهُ السَّيِّدُ] کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ (جبکہ مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① عام طور پر غلام کے تصرف میں جو مال ہوتا ہے وہ آقا ہی کا ہوتا ہے جو وہ اسے اس کے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں دیتا ہے۔ اس صورت میں جب غلام آزاد ہوگا تو مالک کا جو مال اس کے تصرف میں تھا' وہ مالک ہی لے گا۔ ② بعض اوقات ایسا ہوسکتا ہے کہ آقا غلام کو اجازت دے کہ محنت مزدوری کر کے جتنی رقم حاصل ہو'اس میں سے اتنی رقم روزانہ مجھے دے دیا کرو' باقی تم جس طرح چاہو استعمال کرو' اس صورت میں غلام کی جمع کی ہوئی بچت غلام کی ملکیت ہوگی۔ اور اگر غلام کو آزاد کیا گیا تو یہ رقم وہ اپنے پاس رکھے گا' آقا کو واپس نہیں کرے گا۔ ③ اگر آقا آزاد کرتے وقت یوں کہے کہ میں تجھے اس شرط پر آزاد کرتا ہوں کہ تمھارے پاس جو مال ہے' وہ مجھے دو گے تو وہ ادا کرنا پڑے گا۔

٢٥٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُطَّلِبُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ جَدِّهِ عُمَيْرٍ وَهُوَ مَوْلَى ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ قَالَ لَهُ: يَا عُمَيْرُ إِنِّي أَعْتَقْتُكَ عِتْقاً هَنِيئًا. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ غُلَامًا، وَلَمْ يُسَمِّ مَالَهُ،

٢٥٣٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عمیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے عمیر! میں تجھے دل کی خوشی سے آزاد کرتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے: ''جس شخص نے کسی غلام کو آزاد کیا اور اس کے مال کا ذکر نہ کیا تو وہ مال اس کا ہے۔'' تو مجھے بتا دو کہ کون سا مال تمھارا ہے؟

٢٥٣٠- [إسناده ضعيف] * إسحاق بن إبراهيم بن عمير وجده مجهولان كما في التقريب، لم يوثقهما غير ابن حبان، وتوثيق مسلمة لا شيء، لأن مسلمة مجروح في نفسه، والأول ضعفه ابن الجارود وغيره.

فَالْمَالُ لَهُ». فَأَخْبِرْنِي مَا مَالُكَ؟

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْمُطَّلِبُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ لِجَدِّي. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا روایت محمد بن عبداللہ بن نمیر کے واسطے سے بھی اسی طرح بیان کی ہے۔

(المعجم ٩) - **بَابُ عِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا** (التحفة ١٠٢)

باب:٩- ناجائز بچے کو آزاد کرنا

٢٥٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي يَزِيدَ الضِّنِّيِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ سَعْدٍ، مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ وَلَدِ الزِّنَا. فَقَالَ: «نَعْلَانِ أُجَاهِدُ فِيهِمَا، خَيْرٌ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ وَلَدَ الزِّنَا».

٢٥٣١- نبی ﷺ کی آزاد کردہ حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ناجائز تعلق کے نتیجے میں پیدا ہونے والے (غلام) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”ناجائز بچے کو آزاد کرنے سے تو جوتوں کا وہ جوڑا بہتر ہے جنھیں پہن کر میں جہاد کروں۔“

(المعجم ١٠) - **بَابُ مَنْ أَرَادَ عِتْقَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ فَلْيَبْدَأْ بِالرَّجُلِ** (التحفة ١٠٣)

باب:١٠- جو شخص کسی مرد اور اس کی بیوی کو آزاد کرنا چاہے وہ مرد کو پہلے آزاد کرے

٢٥٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ وَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

٢٥٣٢- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کا ایک غلام تھا اور ایک لونڈی تھی جو آپس میں میاں بیوی تھے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ان دونوں کو آزاد کرنا چاہتی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو انھیں آزاد کرے تو عورت سے پہلے

٢٥٣١_ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ٤١ من حديث إسرائيل به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف * أبويزيد الضني مجهول كما في التقريب وغيره، وقال عبدالغني بن سعيد: "منكر الحديث".

٢٥٣٢_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في المملوكين يعتقان معًا هل تخير امرأته؟، ح: ٢٢٣٧ من حديث عبيدالله به * عبيدالله بن عبدالرحمن وثقه الجمهور، وقال ابن عدي: "حسن الحديث يكتب حديثه".

ابْنِ مَوْهَبٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَ لَهَا غُلَامٌ وَجَارِيَةٌ، زَوْجٌ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُعْتِقَهُمَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ أَعْتَقْتِهِمَا، فَابْدَئِي بِالرَّجُلِ قَبْلَ الْمَرْأَةِ».

مرد کو آزاد کرنا۔“

حد کی لغوی اور اصطلاحی تعریف' نیز حدود کی چند اقسام

* لغوی معنی: حدود' حد کی جمع ہے اور لغت میں حد سے مراد [المنع] ہے' یعنی منع کرنا' اسی لیے چوکیدار کو [حَدَّاد] کہتے ہیں' یعنی منع کرنے والا۔ اسی سے گناہوں کی سزا کو حدود کہا جاتا ہے کیونکہ وہ گناہوں کے ارتکاب سے منع کرتی ہیں۔ حد کے اصل معنی [اَلْحَاجِزُ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ] "دو چیزوں کے درمیان حائل" کے ہیں۔ ایک چیز کو دوسری سے ممتاز کرنے والی شے کو بھی حد کہتے ہیں' جیسے [حُدُودُ الْأَرْضِ] زمین کی حدود [حُدُودُ الدَّارِ] گھر کی حدود' وغیرہ۔

* اصطلاحی تعریف: [عُقُوبَةٌ مُقَرَّرَةٌ لِأَجْلِ حَقِّ اللّٰهِ] "اللہ تعالیٰ کے حق کے لیے مقرر سزا کو حد کہتے ہیں۔"

* حدود کی چند اقسام: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جرائم کی حدود بیان کی ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں: ⊙ قتل۔ ⊙ چوری۔ ⊙ زنا۔ ⊙ بغاوت وارتداد۔ ⊙ قذف۔

ان کے دلائل قرآن وسنت میں اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٢٠) أَبْوَابُ الْحُدُودِ (التحفة ١٢)

شرعی سزاؤں سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابٌ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ (التحفة ١)

٢٥٣٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ. فَسَمِعَهُمْ وَهُمْ يَذْكُرُونَ الْقَتْلَ فَقَالَ: إِنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُونِي بِالْقَتْلِ؟ فَلِمَ يَقْتُلُونِي؟ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا فِي إِحْدَى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ زَنَى وَهُوَ مُحْصَنٌ فَرُجِمَ. أَوْ رَجُلٌ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ. أَوْ رَجُلٌ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهِ» فَوَاللهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا فِي إِسْلَامٍ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا مُسْلِمَةً، وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ.

باب:١- مسلمان کو صرف تین جرائم کی وجہ سے سزائے موت دی جاسکتی ہے

٢٥٣٣- حضرت ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے (باغی) لوگوں کو جھانک کر دیکھا تو آپ نے سنا کہ وہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو) قتل کرنے کی باتیں کر رہے ہیں، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مجھے قتل کرنے کے عہد و پیمان کر رہے ہیں۔ (آخر) وہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''تین میں سے کسی ایک وجہ کے بغیر مسلمان آدمی کا خون کرنا جائز نہیں۔ (ایک) وہ شخص جس نے شادی شدہ ہو کر زنا کا ارتکاب کیا تو اسے رجم کیا جائے گا۔ (دوسرا) وہ شخص جس نے قصاص کے علاوہ کسی کو قتل کیا، اور (تیسرا) وہ شخص جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا۔'' اللہ کی قسم! میں نے نہ جاہلیت میں زنا کیا تھا، نہ اسلام لانے کے بعد کیا ہے۔ اور میں نے کسی مسلمان فرد کو قتل نہیں کیا۔ اور اسلام لانے کے بعد مرتد بھی نہیں ہوا۔

٢٥٣٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح:٤٥٠٢ من حديث حماد به، وحسنه الترمذي، ح:٢١٥٨، وصححه ابن الجارود، ح:٨٣٦.

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام کا ہے جب مختلف شہروں سے کثیر تعداد میں باغی مدینہ طیبہ آ کر جمع ہو گئے تھے اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آخر تک یہی کوشش کرتے رہے کہ انھیں سمجھا بجھا کر مطمئن کر دیا جائے تاکہ وہ بغاوت سے باز آ جائیں اور مدینہ منورہ کی مقدس زمین پر خون ریزی نہ ہو۔ اس موقع پر آپ نے وہ بات فرمائی تھی جو اس روایت میں بیان کی گئی ہے۔ ② مسلمان کو ناحق قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ③ مذکورہ بالا اسباب کے علاوہ ہر قتل ناحق ہے۔ ان صورتوں میں بھی قتل کرنا عام آدمی کا کام نہیں بلکہ اسلامی حکومت یا شرعی عدالت ہی کسی کی سزائے موت کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ ④ زنا کا جرم بہت سنگین ہے۔ اس کے باوجود اگر مجرم غیر شادی شدہ ہو تو اسے سزائے موت نہیں دی جا سکتی بلکہ سو کوڑے مارنے کی سزا دی جائے اور قاضی مناسب سمجھے تو کوڑوں کی سزا کے بعد ایک سال کے لیے اسے شہر بدر بھی کر سکتا ہے۔ ⑤ شادی شدہ مرد یا عورت اگر زنا کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا رجم ہے یعنی اسے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ ⑥ جو مسلمان اسلام ترک کر کے کوئی دوسرا مذہب اختیار کر لے اسے مرتد کہتے ہیں' اس کی سزا بھی موت ہے لیکن اگر وہ توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کر لے تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یمن میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ ایک آدمی کو گرفتار کر کے رکھا ہوا ہے۔ وجہ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایک یہودی تھا جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کے فوری قتل کا مطالبہ کیا' چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرا دیا۔ (صحيح البخاري' استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم' باب حكم المرتد والمرتدة و استتابتهم' حديث:٦٩٢٣) حافظ ابن حجر نے شرح میں مسند احمد کے حوالے سے یہی واقعہ ذکر کیا ہے۔ اس روایت میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہم تقریباً دو مہینے سے اسے اسلام قبول کرنے کا کہہ رہے ہیں.....'' (فتح الباري:١٢/٣٤٣) ⑦ اس واقعے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عظیم مقام اور عصمت وعفت کے لحاظ سے ان کا اعلیٰ وارفع کردار واضح ہوتا ہے۔

٢٥٣٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، وَهُوَ ابْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا

٢٥٣٤- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان آدمی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں' اسے قتل کرنا حلال نہیں' سوائے تین افراد کے: جان کے بدلے میں جان'

٢٥٣٤ـ أخرجه البخاري، الديات، باب قول الله تعالى: "إن النفس بالنفس والعين بالعين"، ح:٦٨٧٨ من حديث الأعمش به، ومسلم، القسامة والمحاربين، باب ما يباح به دم المسلم، ح:١٦٧٦ من حديث وكيع به.

يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، إِلَّا أَحَدُ ثَلَاثَةِ نَفَرٍ: اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ».

شادی شدہ زانی اور اپنے دین کو چھوڑ کر (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جانے والا۔"

فائدہ: مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام ترک کر کے مسلمانوں سے خارج ہو جاتا ہے اور کوئی دوسرا مذہب اختیار کر کے کافروں میں شامل ہو جاتا ہے' اس سے مسلمانوں کی کوئی ایسی تنظیم مراد نہیں جو دین کی خدمت' تبلیغ یا جہاد وغیرہ کے نقطۂ نظر سے قائم کی گئی ہو اور ہر مسلمان رضا کارانہ طور پر اس میں داخل ہو سکتا ہو۔ ایک مسلمان جس طرح اس قسم کی کسی تنظیم میں شامل ہونے سے پہلے مسلمان ہوتا ہے' اسی طرح اس سے خارج ہونے کے بعد بھی مسلمان ہی رہتا ہے۔ ایسے مسلمان کو باغی بھی قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ یہ تنظیمیں اسلامی سلطنت کے حکم میں نہیں جس سے بغاوت کی سزا موت ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ الْمُرْتَدِّ عَنْ دِينِهِ (التحفة ٢)

باب: ٢- اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جانے والا

٢٥٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

٢٥٣٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اسے قتل کر دو۔"

٢٥٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَقْبَلُ اللهُ مِنْ مُشْرِكٍ، أَشْرَكَ بَعْدَمَا أَسْلَمَ، عَمَلاً حَتَّى يُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ».

٢٥٣٦- حضرت بہز بن حکیم ؒ اپنے والد (حضرت حکیم بن معاویہ ؒ) سے اور وہ ان کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری ؓ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا جو اسلام لانے کے بعد مشرک ہو جائے حتی کہ وہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں سے آ ملے۔"

٢٥٣٥- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب لا يعذب بعذاب الله، ح: ٣٠١٧ من حديث سفيان به.

٢٥٣٦- [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكاة، باب من سأل بوجه الله عزوجل، ح: ٢٥٦٩ من حديث بهز به.

فوائد و مسائل: ① دین تبدیل کرنے سے مراد اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنا ہے۔ کسی یہودی کا عیسائی ہو جانا یا مجوسی کا یہودی ہو جانا اس میں شامل نہیں۔ ② مرتد کے لیے توبہ کی گنجائش ہے۔ اگر وہ توبہ کر کے کافروں سے تعلق ختم کر لے تو اس کی توبہ قبول ہے اس صورت میں اسے سزائے موت نہیں دی جائے گی۔

(المعجم ٣) - بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُودِ (التحفة ٣)

باب:٣- حدیں جاری کرنا

٢٥٣٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ أَبِي شَجَرَةَ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ، خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فِي بِلَادِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

٢٥٣٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی مقرر کردہ حدوں میں سے ایک حد جاری کرنا اللہ عزوجل کی زمین میں چالیس راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔“

٢٥٣٨- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: أَنْبَأَنَا عِيسَى بْنُ يَزِيدَ أَظُنُّهُ عَنْ جَرِيرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ

٢٥٣٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمین میں ایک (مجرم کو) حد لگانا زمین والوں کے لیے چالیس دن بارش برسنے سے بہتر ہے۔“

579

٢٥٣٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، قلت: سعيد بن سنان الحنفي الحمصي متروك، ورماه الدارقطني وغيره بالوضع" كما في التقريب.

٢٥٣٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، قطع السارق، الترغيب في إقامة الحد، ح: ٤٩٠٨ من حديث ابن المبارك به * وجرير بن يزيد البجلي ضعيف كما في التقريب وغيره، وأخرج ابن حبان(موارد)، ح: ١٥٠٧ من طريق (محمد بن الحسن) ابن قتيبة (العسقلاني/ وثقه الدارقطني، والذهبي وغيرهما) عن (محمد) ابن قدامة (المصيصي/ وثقه الدارقطني، وابن حبان وغيرهما) حدثنا ابن علية عن يونس بن عبيد عن عمرو بن سعيد عن أبي زرعة به . . . . الخ، وإسناده ضعيف لعلل، منها تدليس يونس بن عبيد، وروى الطبراني في الصغير: ٢/ ٧٢ عن محمد بن عبدالصمد بن أبي الجراح المقرىء المصيصي حدثنا محمد بن قدامة الجوهري حدثنا إسماعيل ابن علية عن يونس بن عبيد عن جرير بن يزيد عن أبي زرعة به الخ، وقال: "تفرد به محمد بن قدامة"، ورواه عمرو بن زرارة (وهو ثقة) عن ابن علية عن يونس عن جرير عن أبي زرعة عن أبي هريرة به موقوفًا"، أخرجه النسائي، وللحديث شاهد ضعيف عند الطبراني في الأوسط: ٣٨٤/٥، ح: ٤٧٦٢، وقال الهيثمي في أحد رواته: "زريق ابن السخت ولم أعرفه" (٦/ ٢٦٣)، وفيه عفان بن جبير الطائي ينظر فيه، ومع ذلك حسنه المنذري، والعراقي.

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : «حَدٌّ يُعْمَلُ بِهِ فِي الْأَرْضِ، خَيْرٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُمْطَرُوا أَرْبَعِينَ صَبَاحًا».

فوائد ومسائل: ① ''حد'' سے مراد خاص جرائم کی وہ سزائیں ہیں جو اللہ کی طرف سے مقرر کر دی گئی ہیں' مثلاً: چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا' یا قتل کی سزا قصاص۔ ان میں کمی بیشی جائز نہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے جرائم کی سزا ''تعزیر'' کہلاتی ہے' اس میں قاضی کی رائے کو دخل ہے' وہ جرم کی نوعیت کے مطابق مناسب سزا دے سکتا ہے۔ ② حدود وتعزیرات کا مقصد یہ ہے کہ دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں اور اس جرم سے اجتناب کریں' اس لیے حدود کے نفاذ سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے' اور ملک میں انصاف اور امن ہر قسم کی برکات کا باعث ہے۔ ③ برکات کو بارش سے تشبیہ دی گئی ہے جو عرب کے صحرائی علاقے میں بہت بڑی نعمت اور رحمت شمار ہوتی ہے۔ ④ مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے دیگر شواہد کی بنا پر ان کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحیحة' رقم:۲۳۱)

٢٥٣٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ جَحَدَ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ، فَقَدْ حَلَّ ضَرْبُ عُنُقِهِ. وَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَلَا سَبِيلَ لِأَحَدٍ عَلَيْهِ، إِلَّا أَنْ يُصِيبَ حَدًّا، فَيُقَامَ عَلَيْهِ».

۲۵۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن مجید کی ایک بھی آیت کا انکار کیا تو اسے قتل کرنا حلال ہو گیا۔ اور جس نے کہا: اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو (اس اقرار کے بعد) کسی کو اس پر (قتل کرنے یا مال چھیننے کا) اختیار نہیں' سوائے اس کے کہ وہ کسی حد والے جرم کا ارتکاب کرے تو وہ حد اس پر جاری کی جائے گی۔''

٢٥٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ

۲۵۴۰- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٥٣٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٢/ ٧٩٣ من حديث حفص بن عمر العدني به مختصرًا * والعدني لقبه الفرخ، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، والحديث ضعفه البوصيري من أجله.

٢٥٤٠ـ [حسن] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٥/ ٣٣٠ عن المفلوج به مطولاً، وأورده الضياء في المختارة، وفيه علة قادحة، وهي عنعنة عبيدة بن الأسود لأنه مدلس، مذكور في المرتبة الثالثة من طبقات المدلسين لابن حجر، وله شاهد عند البيهقي: ٩/ ١٠٣، ١٠٤، فيه منصور الخولاني، ولم أجد له ترجمة، وشيخه غيلان بن◄◄

الْمَفْلُوجُ : حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ أَبِي صَادِقٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَقِيمُوا حُدُودَ اللهِ فِي الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ. وَلاَ تَأْخُذْكُمْ فِي اللهِ لَوْمَةُ لاَئِمٍ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی حدیں قریب والے پر بھی نافذ کرو اور دور والے پر بھی۔ تمھیں اللہ (کے احکام کی تعمیل) کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت (ان پر عمل کرنے سے) رکاوٹ نہ بنے۔''

فوائد ومسائل: ① قانون معاشرے کو صحیح رکھنے میں تبھی کامیاب ہوسکتا ہے جب اس کا نفاذ ہر ایک پر یکساں ہو اور کوئی اس سے مستثنیٰ نہ ہو۔ ② قریب اور دور سے مراد نسبی طور پر حکام سے قریب یا دور کا تعلق ہے۔ اسی طرح ہر وہ چیز جو غیر اسلامی معاشرے میں کسی مجرم کو قانون کے شکنجے سے بچا سکتی ہے' اسلامی معاشرے میں وہ بے اثر ہو جاتی ہے' مثلاً: مال و دولت' یا عہدہ ومنصب وغیرہ۔ ③ انصاف کرتے وقت اور مجرم کو سزا دیتے وقت صرف اللہ کی رضا پیش نظر ہونی چاہیے۔ یہ فکر نہیں ہونی چاہیے کہ لوگ رائے زنی' نکتہ چینی یا طعن و تشنیع کا نشانہ بنائیں گے۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ (التحفة ٤)

باب: ٤- کس پر حد لگانا واجب نہیں؟

٢٥٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيَّ يَقُولُ: عُرِضْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ. فَكَانَ مَنْ أَنْبَتَ قُتِلَ. وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ خُلِّيَ سَبِيلُهُ. فَكُنْتُ فِيمَنْ لَمْ يُنْبِتْ، فَخُلِّيَ سَبِيلِي.

٢٥٤١- حضرت عطیہ قرظی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: بنو قریظہ (کی سزا) کے دن ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے گئے تو جس کے (زیر ناف) بال اگ آئے تھے اسے قتل کر دیا گیا اور جس کے بال نہیں اگے تھے' اسے چھوڑ دیا گیا۔ میں ان افراد میں سے تھا جن کے بال نہیں اگے تھے تو مجھے بھی چھوڑ دیا گیا۔

أنس، وثقه ابن حبان، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٥٤١- [صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في النزول على الحكم، ح: ١٥٨٤ من حديث وكيع به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٤٥، راجع نيل المقصود، ح: ٤٤٠٤.

٢٥٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيَّ يَقُولُ: فَهَا أَنَا ذَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ.

۲۵۴۲- حضرت عطیہ قرظی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے (مذکورہ بالا واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا: یہ میں تمھارے درمیان موجود ہوں۔

فوائد ومسائل: ① بنو قریظہ کا مسلمانوں سے یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف قریش مکہ کی مدد نہیں کریں گے لیکن بنو نضیر کے سردار حیي بن اخطب کے بہکانے سے بنو قریظہ کا سردار کعب بن اسد عہد شکنی پر آمادہ ہو گیا۔ اور بنو قریظہ نے جنگ خندق میں عملاً کفار کی مدد کی' اور ایسی کارروائیاں کیں جس سے مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ ہوا۔ اس طرح قبیلہ' بنو قریظہ عہد شکنی کا مرتکب ہوا۔ ② جنگ خندق سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کی بستی کا محاصرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا اور وہ ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہو گئے اور کہا کہ حضرت سعد بن معاذ ؓ جو فیصلہ کریں گے وہ ہمیں قبول ہوگا۔ حضرت سعد بن معاذ ؓ نے فیصلہ دیا کہ بنو قریظہ کے سب مردوں کو قتل کر دیا جائے' عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کا مال اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: الرحیق المختوم' ص: ۵۰۹ تا ۵۱۲) ③ زیر ناف بال اگ آنا بلوغت کی علامت ہے۔ ④ نابالغ بچوں پر حد نافذ نہیں ہوتی' البتہ مناسب تعزیر لگائی جا سکتی ہے۔

٢٥٤٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ أَبُو أُسَامَةَ قَالُوا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: عُرِضْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ، وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَلَمْ يُجِزْنِي. وَعُرِضْتُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَأَجَازَنِي.

۲۵۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جنگ احد کے موقع پر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو میری عمر چودہ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (جنگ میں شریک ہونے کی) اجازت نہ دی۔ اور غزوۂ خندق کے موقع پر' جب میں پندرہ سال کا تھا' مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے (جنگ میں شریک ہونے کی) اجازت دے دی۔

٢٥٤٢ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٦/ ١٥٥، الطلاق، باب متى يقع طلاق الصبي، ح: ٣٤٦٠ من حديث ابن عيينة به.

٢٥٤٣ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب بلوغ الصبيان وشهادتهم، ح: ٢٦٦٤ من حديث أبي أسامة من حديث عبيدالله بن عمر به، ومسلم، الإمارة، باب بيان سنّ البلوغ، ح: ١٨٦٨ من حديث عبدالله بن نمير به.

قَالَ نَافِعٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ: هٰذَا فَصْلُ مَا بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ.

حضرت نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور خلافت میں انھیں یہ حدیث سنائی تو انھوں نے فرمایا: یہ (عمر) بچے اور بڑے کے درمیان حد فاصل ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے متعدد علماء نے استدلال کیا ہے کہ پندرہ سال کی عمر بلوغت کی عمر ہے' لہٰذا اس عمر کے بچے کو بالغ شمار کرنا چاہیے۔ ② عام حالات میں بلوغت کی دوسری علامات پر اعتماد کیا جاتا ہے' مثلاً: زیر ناف بال آ جانا' یا احتلام ہونا' لڑکیوں میں ماہانہ نظام کا شروع ہونا۔ لیکن اگر کسی بچے یا بچی میں مناسب عمر میں یہ علامتیں ظاہر نہ ہوں تو پندرہ سال عمر مکمل ہونے پر انھیں بالغ قرار دیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ٥) - بَابُ السَّتْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ وَدَفْعِ الْحُدُودِ بِالشُّبُهَاتِ (التحفة ٥)

باب: ٥- مومن کی غلطی پر پردہ ڈالنا اور شک کا فائدہ دے کر حد سے بری کر دینا

٢٥٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ».

٢٥٤٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کا پردہ رکھے گا۔''

فوائد ومسائل: ① پردہ پوشی سے مراد کسی کے گناہ یا عیب کو ظاہر کرنے اور اس کی تشہیر سے اجتناب کرنا ہے۔ ② کوئی انسان عیب اور غلطی سے پاک نہیں' لہٰذا دوسروں کو بدنام کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ آخرت میں پردہ رکھنے کا مطلب اس کے گناہوں کی معافی ہے۔ ④ کسی پر احسان کرنے کا اچھا بدلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی۔ انسان دوسروں سے جس قسم کا سلوک کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس سے ویسا ہی سلوک کرتا ہے۔

٢٥٤٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ:

٢٥٤٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٢٥٤٤_ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ٢٦٩٩ من حديث أبي بكر بن أبي شيبة به مطولاً، انظر، ح: ٢٢٥ من هذا الكتاب.

٢٥٤٥_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبو يعلى: ١١/ ٤٩٤، ح: ٦٦١٨ من حديث وكيع به بلفظ: "إدرؤا الحدود ما ◄◄

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِدْفَعُوا الْحُدُودَ مَا وَجَدْتُمْ لَهُ مَدْفَعاً».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں تک حد لگانے سے بچاؤ کی گنجائش ملے' حد رفع کرو۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق سمیت دیگر محققین نے ضعیف قرار دیا ہے' تاہم بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ حد اس وقت نافذ کرنی چاہیے جب جرم اس انداز سے ثابت ہو جائے کہ شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔ حضرت ماعز بن مالک اسلمی ؓ سے زنا کا جرم سرزد ہو گیا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر اعتراف کر لیا' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا' یا ہاتھ لگایا ہو گا یا نگاہ ڈالی ہو گی۔'' جب انھوں نے صراحت سے اس غلطی کا اعتراف کیا' جس کی سزا رجم ہے' تب رسول اللہ ﷺ نے انھیں رجم کی سزا دی۔ (صحیح البخاري' الحدود' باب هل يقول الإمام للمقر لعلك لمست أوغمزت، حديث: ٦٨٢٤)

٢٥٤٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، سَتَرَ اللهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، كَشَفَ اللهُ عَوْرَتَهُ حَتَّى يَفْضَحَهُ بِهَا فِي بَيْتِهِ».

٢٥٤٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی برہنگی چھپائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی برہنگی چھپائے گا۔ اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا پردہ فاش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا پردہ فاش کرے گا حتی کہ اسے اس کے گھر کے اندر رسوا کر دے گا۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دے کر کہا کہ حدیث نمبر: ٢٥٤٤ اور ٢٢٥ اس سے کفایت کرتی ہیں' علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت

◀◀ استطعتم'، وضعفه البوصيري، وقال ابن حجر في إبراهيم بن الفضل المخزومي متروك (تقريب)، وله شواهد ضعيفة عند الترمذي، ح: ١٤٢٤، وابن عدي: ١/ ٢٣٣ وغيرهما.

٢٥٤٦- [إسناده ضعيف] * محمد بن عثمان بن صفوان الجمحي ضعيف كما في التقريب وغيره، وحديث: ٢٥٤٤، ٢٢٥ يغني عنه.

سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة للألباني' رقم:٢٣٤١) ② برہنگی چھپانے سے ظاہری معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ جس کو کپڑے کی ضرورت ہو اسے کپڑا پہنایا جائے' اور کسی کو رسوا ہونے سے بچانا بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اگر کسی کے عیب کا علم ہو جائے تو دوسروں کو بتانے کی بجائے اسے تنہائی میں نصیحت کی جائے تاکہ وہ باز آ جائے۔ ③ کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کی کوشش کرنے والا خود ذلیل ہو کر رہتا ہے۔ ④ عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کسی کو رسوا کرتے وقت یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ مجھ میں یہ عیب نہیں' اس لیے مجھے رسوائی کا اندیشہ نہیں۔ انسان کسی بھی لمحے اپنی کمزوری کا یا شیطان کے وسوسوں کا شکار ہو کر گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرنی چاہیے۔

(المعجم ٦) - بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ (التحفة ٦)

باب:٦- حد سے بچاؤ کے لیے سفارش کرنا

٢٥٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشاً أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ. فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ؟». ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا، إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ. وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ. وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ

٢٥٤٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قریش بنو مخزوم کی اس خاتون کے معاملے میں بہت فکر مند ہوئے جس نے چوری کی تھی۔ انھوں نے کہا: اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کون عرض کر سکتا ہے؟ (آخر) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پیارے اسامہ بن زید ؓ کے سوا اور کون یہ جرأت کر سکتا ہے؟ چنانچہ حضرت اسامہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اللہ کی ایک حد کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟'' پھر آپ اٹھے اور خطبہ ارشاد فرمایا' (خطبے میں) نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے تباہ ہوئے کہ ان میں جب کوئی معزز (امیر) آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور (غریب) آدمی

٢٥٤٧_ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب(٥٤)، ح: ٣٤٧٥، ٣٧٣٢، ٦٧٨٧، ٦٧٨٨ من حديث الليث به، ومسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره، والنهي عن الشفاعة في الحدود، ح: ١٦٨٨ عن محمد بن رمح به.

بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا».

چوری کرتا تو اسے حد لگا دیتے۔ قسم ہے اللہ کی! اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ (ؓ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔‘‘

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: سَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: قَدْ أَعَاذَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَسْرِقَ. وَكُلُّ مُسْلِمٍ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَقُولَ هٰذَا.

راویٔ حدیث محمد بن رمح نے کہا: میں نے امام لیث بن سعد ؒ کو فرماتے ہوئے سنا' وہ بیان کر رہے تھے: اللہ تعالیٰ نے انھیں (حضرت فاطمہ ؓ کو) چوری (جیسی نازیبا حرکت) سے محفوظ فرمایا تھا۔ اور ہر مسلمان کو یہی کہنا چاہیے (کہ حضرت فاطمہ ؓ سے اس قسم کی غلطی کا صدور ممکن نہیں لیکن قانون اعلیٰ اور ادنیٰ سب کے لیے برابر ہے۔)

فوائد ومسائل: ① بنو مخزوم کی اس خاتون کا نام فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد تھا جو حضرت ابوسلمہ ؓ کی بھتیجی تھیں۔ یہ ابوسلمہ ؓ ام المومنین ام سلمہ ؓ کے پہلے شوہر تھے۔ (فتح الباري: ١٢/ ١٠٨) ② حضرت زید بن حارثہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے جنھیں رسول اللہ ﷺ نے منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے منہ بولا بیٹا بنانے سے منع فرما دیا۔ حضرت اسامہ ؓ ان کے بیٹے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ ③ حضرت اسامہ ؓ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کرنے کے لیے اس لیے منتخب کیا گیا ہے کہ وہ کم سن تھے' اس لیے خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اگر سفارش نہ بھی مانی تو اسامہ ؓ سے ناراض نہیں ہوں گے کیونکہ وہ بچے تھے۔ ④ حدود کے نفاذ میں کسی کی رعایت جائز نہیں۔ ⑤ قانون کے نفاذ میں امیر اور غریب میں فرق کرنا اللہ کے غضب کا موجب ہے کیونکہ اس سے قانون کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ ⑥ جس غلطی میں متعدد افراد شریک ہوں اس کی شناعت سب کے سامنے ذکر کر دینی چاہیے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی تنبیہ ہو۔ ⑦ اپنی بات میں تاکید پیدا کرنے کے لیے قسم کھانا جائز ہے اگرچہ کسی کو اس پر شک نہ ہو' البتہ بلاضرورت قسم کھانا مکروہ ہے۔ اور جھوٹی قسم کھانا حرام اور بڑا گناہ ہے۔

٢٥٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۵۴۸- حضرت مسعود بن اسود ؓ سے روایت ہے'

٢٥٤٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم في المستدرك: ٤/ ٣٧٩، ٣٨٠ (على تصحيف فيه) من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه، ووافقه الذهبي، والحديث في مصنف ابن أبي شيبة: ٩/ ٤٦٦، ٤٦٧ عن ابن نمير به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لتدليس ابن إسحاق"، انظر، ح: ١٢٠٩، والحديث السابق شاهد له، ولعله من أجله حسنه الحافظ في الإصابة: ٣/ ٤٠٩.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ أُمِّهِ عَائِشَةَ بِنْتِ مَسْعُودِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهَا قَالَ: لَمَّا سَرَقَتِ الْمَرْأَةُ تِلْكَ الْقَطِيفَةَ مِنْ بَيْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَعْظَمْنَا ذٰلِكَ. وَكَانَتِ امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ. فَجِئْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ نُكَلِّمُهُ. وَقُلْنَا: نَحْنُ نَفْدِيهَا بِأَرْبَعِينَ أُوقِيَّةً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُطَهَّرَ خَيْرٌ لَهَا» فَلَمَّا سَمِعْنَا لِينَ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَتَيْنَا أُسَامَةَ فَقُلْنَا: كَلِّمْ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ ذٰلِكَ، قَامَ خَطِيباً فَقَالَ: «مَا إِكْثَارُكُمْ عَلَيَّ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَعَ عَلَى أَمَةٍ مِنْ إِمَاءِ اللهِ؟ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ رَسُولِ اللهِ نَزَلَتْ بِالَّذِي نَزَلَتْ بِهِ، لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا».

انھوں نے فرمایا: جب اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کے گھر سے کمبل چرا لیا تو ہم اس معاملے میں بہت فکر مند ہوئے۔ وہ قریش کی ایک عورت تھی۔ ہم بات کرنے کے لیے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے کہا: ہم اس کے جرمانے کے طور پر چالیس اوقیے (چاندی) دے دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے یہی بہتر ہے کہ اسے (سزا دے کر گناہ سے) پاک کر دیا جائے۔'' ہم نے جب رسول اللہ ﷺ کی نرم گفتگو سنی تو ہم حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ سے بات کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو خطبہ دینے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''تم اللہ کی ایک حد (کے نفاذ کو روکنے) کے لیے اصرار کیوں کر رہے ہو جو اللہ کی ایک بندی پر آ پڑی ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر اللہ کے رسول (ﷺ) کی بیٹی بھی وہ غلطی کرتی جو اس عورت نے کی ہے تو محمد (ﷺ) اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

(المعجم ٧) - بَابُ حَدِّ الزِّنَا (التحفة ٧)

باب: ۷- زنا کی حد

٢٥٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ

۲۵۴۹- حضرت ابو ہریرہ، حضرت زید بن خالد اور حضرت شبل رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے

٢٥٤٩ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب الاعتراف بالزنا، ح: ٦٨٢٨، ٦٨٦٠ من حديث ابن عيينة، ومسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، ح: ١٦٩٨ من حديث الزهري به.

أَبِي هُرَيْرَةَ وَ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَ شِبْلٍ قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ اللهَ لَمَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ. فَقَالَ خَصْمُهُ، وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ: اِقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ. وَائْذَنْ لِي حَتَّى أَقُولَ. قَالَ: «قُلْ» قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا. وَإِنَّهُ زَنَى بِامْرَأَتِهِ. فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ. فَسَأَلْتُ رِجَالاً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. فَأُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ. وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ. اَلْمِائَةُ الشَّاةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ. وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ. وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا. فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا».

کر کہتا ہوں کہ ہمارا فیصلہ اللہ کے قانون کے مطابق کیجیے۔ اس کا مخالف (دوسرا آدمی) زیادہ سمجھ دار تھا اس نے کہا: (جی ہاں) ہمارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق کر دیجیے اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہو۔'' اس نے کہا: میرا بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا' اس نے اس کی بیوی سے بدکاری کر لی۔ میں نے سو بکریاں اور ایک غلام اس کا فدیہ دے دیا۔ پھر میں نے اہل علم میں سے متعدد افراد سے (مسئلہ) پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے' اور اس کی بیوی کی سزا رجم ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمھارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا۔ سو بکریاں اور غلام تم واپس لے لو۔ اور تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے' اور (دوسرے صحابی سے فرمایا:) اُنیس! اس شخص کی عورت کے پاس جاؤ' اگر وہ (اپنے جرم کا) اعتراف کر لے تو اسے سنگسار کر دینا۔''

قَالَ هِشَامٌ: فَغَدَا عَلَيْهَا، فَاعْتَرَفَتْ، فَرَجَمَهَا.

(امام ابن ماجہ کے استاد) حضرت ہشام بن عمار نے فرمایا: حضرت اُنیس رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس گئے (اور اس سے پوچھا) تو اس نے اعتراف کر لیا' چنانچہ انھوں نے اسے سنگسار کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① کتاب اللہ سے مراد قرآن مجید اور حدیث شریف دونوں ہیں کیونکہ یہ دونوں اللہ کی طرف سے ہیں' اس لیے ہم نے ''کتاب اللہ'' کا ترجمہ ''اللہ کا قانون'' کیا ہے۔ ② قتل وغیرہ کے مقدمات میں فریقین میں صلح ہو سکتی ہے' خواہ دیت دینے کی شرط پر صلح ہو یا ویسے معاف کر دیا جائے۔ لیکن ''زنا'' کا مقدمہ قابل مصالحت نہیں۔ ③ غیر شادی شدہ زانی کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ ④ شادی

شدہ زانی کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا ہے۔ ⑤ زنا کا جرم جس طرح چشم دید گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے' اسی طرح اقرار جرم سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

٢٥٥٠- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذُوا عَنِّي. خُذُوا عَنِّي. قَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيلاً. اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ سَنَةٍ. وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ».

٢٥٥٠- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے (اللہ کا حکم) حاصل کر لو۔ مجھ سے (اللہ کا حکم) حاصل کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک راستہ (اور قانون) مقرر کر دیا ہے۔ کنوارے لڑکے اور کنواری لڑکی کی سزا سو کوڑے مارنا اور ایک سال کے لیے جلاوطن کرنا ہے۔ اور شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کی سزا سو کوڑے مارنا اور سنگسار کرنا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ارشاد نبوی: ''اللہ نے ان کے لیے ایک راستہ مقرر کر دیا ہے۔'' سے اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے جس میں یہ حکم نازل ہوا تھا: ﴿وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا﴾ (النساء ٤:١٥) ''تمھاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں تو تم ان پر اپنے میں سے چار گواہ ٹھہرا لو پھر اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو یہاں تک کہ موت ان کی عمریں پوری کر دے' یا اللہ ان کے لیے کوئی اور راستہ نکال دے۔'' ② رسول اللہ ﷺ نے شادی شدہ زانیوں کو صرف سنگساری کی سزا دی' کوڑے نہیں لگوائے۔ جیسا کہ حدیث: ٢٥٤٩ میں بیان ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوڑوں کی سزا سنگساری میں مدغم ہو گئی ③ غیر شادی شدہ کی سزا سو کوڑے مارنا ہے' اس کے علاوہ ایک سال کے لیے وطن سے دور بھیجنا ہے تاکہ ماحول تبدیل ہونے سے گناہ کی ترغیب ختم ہو جائے۔ آج کے دور میں سزائے قید کو جلاوطنی کا متبادل قرار دیا جا سکتا ہے بشرطیکہ جیل کا ماحول جرائم کی حوصلہ افزائی کرنے والا نہ ہو۔

(المعجم ٨) - بَابُ مَنْ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ (التحفة ٨)

باب: ٨- بیوی کی لونڈی سے بدکاری کرنے والے کی سزا

٢٥٥٠- أخرجه مسلم، الحدود، باب حد الزنى، ح: ١٦٩٠ من حديث حطان به.

٢٥٥١- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: أَنْبَأَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ: أُتِيَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ بِرَجُلٍ غَشِيَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ. فَقَالَ: لَا أَقْضِي فِيهَا إِلَّا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ: إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ، جَلَدْتُهُ مِائَةً. وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَذِنَتْ لَهُ، رَجَمْتُهُ.

٢٥٥١- حضرت حبیب بن سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ایک مرد پیش کیا گیا جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے مباشرت کی تھی۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کے بارے میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے۔ پھر فرمایا: اگر عورت نے مرد کو لونڈی سے مباشرت کی اجازت دی تھی تو میں اس (مرد) کو سو کوڑے لگواؤں گا۔ اور اگر اس نے اجازت نہیں دی تھی تو میں اسے سنگسار کروادوں گا۔

٢٥٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ حَسَّانٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رُفِعَ إِلَيْهِ رَجُلٌ وَطِيءَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ، فَلَمْ يَحُدَّهُ.

٢٥٥٢- حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مرد پیش کیا گیا جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے مباشرت کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حد نہیں لگائی۔

فائدہ: بیوی کی مملوکہ لونڈی سے زنا کے بارے میں صحابہ کے اقوال مختلف ہیں۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کے فیصلے کو ترجیح دی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بیوی کی ملکیت میں شوہر کے تصرف کی وجہ سے ایک شبہ موجود ہے' اس لیے رجم نہ کیا جائے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (عون المعبود' شرح سنن أبي داود: ١٢/٩٦-٩٩)

٢٥٥١_ [حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في الرّجل يقع على جارية امرأته، ح: ١٤٥١ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه أيوب بن مسكين عنده * قتادة لم يسمع من حبيب بن سالم، سمعه من خالد بن عرفطة، وكتب إليه حبيب، وتابعه أبوبشر عن خالد بن عرفطة عن حبيب به . . . الخ، وخالد جهله أبوحاتم، والبزار، ووثقه ابن حبان، والحديث الآتي شاهد له.

٢٥٥٢_ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٤/ ٢٩٧، ح: ٧٢٣٠ من حديث عبدالسلام به، وقال: "لا تصح هذه الأحاديث" (تحفة الاشراف: ٤/ ٥٢)، وأخرجه أبوداود، ح: ٤٤٦٠، ٤٤٦١ من طريقين عن قتادة عن الحسن به، وأخرج البيهقي: ٨/ ٢٤٠ بإسناد صحيح عن الحسن قال: حدثني قبيصة بن حريث الأنصاري عن سلمة ابن محبق به بلفظ: "إن كان استكرهها فهي عتيقة وعليه مثلها وإن كان أتاها عن طيبة نفس منها ورضي فهي له وعليه مثل ثمنها لك (أي لزوجته) ولم يقم عليه حدًا" * قبيصة وثقه العجلي، وابن حبان، وقال الحافظ في التقريب "صدوق" انتهى، ولم يطعن أحد فيه بحجة، فالسند حسن.

(المعجم ٩) - **بَابُ الرَّجْمِ** (التحفة ٩)

باب:٩- سنگسار کرنا

٢٥٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ: لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ، حَتَّى يَقُولَ قَائِلٌ: مَا أَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللهِ، فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللهِ. أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ إِذَا أُحْصِنَ الرَّجُلُ وَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ حَمْلٌ أَوِ اعْتِرَافٌ. وَقَدْ قَرَأْتُهَا: «الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ» رَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ.

٢٥٥٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ لوگوں پر کچھ طویل عرصہ گزرنے پر کوئی شخص یہ بھی کہنے لگے گا: مجھے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) میں رجم کا ذکر نہیں ملتا۔ اس طرح وہ لوگ اللہ کا ایک فریضہ ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے۔ سنو! رجم حق ہے جب کہ مرد شادی شدہ ہو اور گواہی ثابت ہو جائے' یا حمل یا اعتراف موجود ہو۔ میں نے یہ آیت پڑھی ہے: ﴿اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ﴾ ''بڑی عمر کا مرد اور بڑی عمر کی عورت جب بدکاری کریں تو انھیں ضرور رجم کردو۔'' رسول اللہ ﷺ نے (اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو) رجم کی سزا دی تھی اور رسول اللہ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کی سزا دی۔

591

فوائد و مسائل: ① رجم کا مطلب یہ ہے کہ اگر زنا کا مجرم مرد یا عورت شادی شدہ ہو تو اسے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ ② زنا کے مجرم کے لیے رجم کا حکم سابقہ شریعتوں میں بھی موجود تھا۔ بائبل کے موجودہ نسخوں میں بھی زانی کے لیے سزائے موت کا حکم موجود ہے۔ (دیکھیے' کتاب احبار' باب: ٢٠' فقرہ: ١٠) ③ قرآن مجید میں بعض آیات یا ان کے احکام منسوخ ہوئے ہیں۔ زیر مطالعہ حدیث میں مذکور آیت کی تلاوت منسوخ ہے اور حکم باقی ہے۔ ④ زنا کا جرم تین طرح ثابت ہوتا ہے: (ا) چار چشم دید گواہوں کی گواہی سے۔ (ب) مجرم کے اقرار جرم سے۔ (ج) غیر شادی شدہ عورت کو حمل ہو جانے سے' البتہ غیر شادی شدہ مجرم کو سنگ سار نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

٢٥٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٥٥٤- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

٢٥٥٣ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب الاعتراف بالزنا، ح: ٦٨٢٩ من حديث سفيان به، ومسلم، الحدود، باب رجم الثيب في الزنا، ح: ١٦٩١ من حديث أبي بكر بن أبي شيبة به.

٢٥٥٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في درء الحد، عن المعترف إذا رجع، ح: ١٤٢٨◄◄

حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي زَنَيْتُ. فَأَعْرَضَ عَنْهُ. ثُمَّ قَالَ: إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ. فَأَعْرَضَ عَنْهُ. ثُمَّ قَالَ: إِنِّي زَنَيْتُ. فَأَعْرَضَ عَنْهُ. ثُمَّ قَالَ: قَدْ زَنَيْتُ. فَأَعْرَضَ عَنْهُ. حَتَّى أَقَرَّ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ. فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ. فَلَمَّا أَصَابَتْهُ الْحِجَارَةُ أَدْبَرَ يَشْتَدُّ. فَلَقِيَهُ رَجُلٌ بِيَدِهِ لَحْيُ جَمَلٍ. فَضَرَبَهُ فَصَرَعَهُ. فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِرَارُهُ حِينَ مَسَّتْهُ الْحِجَارَةُ. قَالَ: «فَهَلَّا تَرَكْتُمُوهُ».

انھوں نے فرمایا: ماعز بن مالک (ؓ) نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر کہا: میں نے زنا کیا ہے۔ رسول ﷺ نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ اس نے پھر (تیسری بار) کہا: میں نے زنا کیا ہے تو نبی ﷺ نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اس نے پھر (چوتھی بار) کہا: میں نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے منہ پھیرتے رہے حتی کہ اس نے چار بار اقرار کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے رجم کیے جانے کا حکم دے دیا' چنانچہ جب اسے پتھر لگے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ اسے ایک آدمی ملا جس کے ہاتھ میں اونٹ کے جبڑے کی ہڈی تھی۔ اس نے وہی ماردی جس سے وہ گر گیا (اور جان دے دی۔) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پتھر لگنے پر اس کے بھاگنے کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا؟''

فوائد ومسائل: ① اقرار سے زنا کا جرم ثابت ہو جاتا ہے۔ ② جرم کی سزا دینے کے لیے ضروری ہے کہ جرم کے ارتکاب کا یقین حاصل ہو جائے اور کسی قسم کا شبہ نہ رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے پوچھا تھا: ''کیا تجھے جنون کی شکایت تو نہیں؟'' اس نے کہا: جی نہیں۔ (صحيح البخاري' الحدود' باب لا يرجم المجنون والمجنونة' حديث:٦٨١٥) اس کے علاوہ اس سے پوچھا تھا: ''شاید تو نے بوسہ لیا ہو یا ہاتھ لگایا ہو یا (بری نیت سے) دیکھا ہو (اور تو اسے زنا کہہ کر سزا کا مطالبہ کر رہا ہو)۔'' اس نے کہا: نہیں' اے اللہ کے رسول! (صحيح البخاري' الحدود' باب هل يقول الإمام للمقر: لعلك لمست أوغمزت ' حديث : ٦٨٢٤) ③ اس واقعہ سے حضرت ماعز بن مالک ؓ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے کہ انھوں نے محض اللہ کے ڈر سے حد کے ذریعے سے جان دینا قبول کیا۔ ④ ضرورت کے موقع پر ایسے الفاظ بولنا جائز ہے جنھیں عام حالات میں حیا کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ ⑤ حدود کا نفاذ مسجد سے باہر کرنا چاہیے۔ ⑥ جو شخص خود اپنے جرم کا اقرار کرے' اگر وہ

◄◄من حديث محمد بن عمرو به، وقال: "هٰذا حديث حسن"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٣٦٣، ووافقه الذهبي، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ١٠/ ٧٢ عن عباد به باختلاف يسير.

اس کے بعد اقرار سے منحرف ہو جائے تو اسے سزا نہیں دی جائے گی۔ اس واقعہ سے امام ترمذی نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے۔ (جامع الترمذي، الحدود، باب ماجاء في درء الحد عن المعترف إذا رجع، حديث:١٤٢٨)

٢٥٥٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُوعَمْرٍو: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَاعْتَرَفَتْ بِالزِّنَا. فَأَمَرَ بِهَا فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا. ثُمَّ رَجَمَهَا. ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا.

٢٥٥٥- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر زنا کا اقرار کیا' رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کے کپڑے اچھی طرح باندھ دیے گئے' پھر آپ نے اسے سنگسار کیا' پھر اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

فوائد ومسائل: ① کپڑے جسم پر اچھی طرح سمیٹ کر باندھ دینے کا مقصد یہ ہے کہ عورت کے جسم کی بے پردگی نہ ہو۔ ② جسے حد لگی ہو اس کا جنازہ پڑھنا چاہیے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن کرنا چاہیے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ رَجْمِ الْيَهُودِيِّ وَالْيَهُودِيَّةِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- یہودی مرد اور یہودی عورت کو سنگسار کرنا

٢٥٥٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَجَمَ يَهُودِيَّيْنِ. أَنَا فِيمَنْ رَجَمَهُمَا. فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ يَسْتُرُهَا مِنَ الْحِجَارَةِ.

٢٥٥٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو یہودی افراد (ایک مرد اور ایک عورت) کو رجم کیا۔ رجم کرنے والوں میں میں بھی شامل تھا۔ میں نے اس (یہودی) کو دیکھا کہ وہ اس (عورت) کو پتھروں سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

٢٥٥٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى:

٢٥٥٧- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے

٢٥٥٥- [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى: ٤/ ٢٨٤، ح:٧١٨٨ من حديث الأوزاعي به، وقال: "لا نعلم أحدًا تابع الأوزاعي على قوله عن أبي المهاجر، وإنما هو أبو المهلب"، وحديث أبي المهلب أخرجه مسلم، ح:١٦٩٦ وغيره من طريق يحيى بن أبي كثير عن أبي قلابة عنه.

٢٥٥٦- أخرجه مسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنى، ح:١٦٩٩ من حديث عبيدالله بن عمر به مطولاً، وأصله متفق عليه من حديث مالك عن نافع به.

٢٥٥٧- [صحيح] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في رجم أهل الكتاب، ح:١٤٣٧ من حديث شريك به، ◄◄

حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَجَمَ يَهُودِيًّا وَيَهُودِيَّةً.

کہ نبی ﷺ نے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو سنگسار کیا۔

فوائد ومسائل: ① زنا سابقہ شریعتوں میں بھی جرم تھا اور یہود کے ہاں بھی اس کی سزا رجم ہے۔ ② اسلامی حکومت میں غیر مسلموں پر بھی اسلامی سزائیں نافذ ہوتی ہیں۔

٢٥٥٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِيَهُودِيٍّ مُحَمَّمٍ مَجْلُودٍ. فَدَعَاهُمْ فَقَالَ: «هٰكَذَا تَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمْ حَدَّ الزَّانِي؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَدَعَا رَجُلاً مِنْ عُلَمَائِهِمْ فَقَالَ: «أَنْشُدُكَ بِاللهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسٰى، أَهٰكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي؟» قَالَ: لاَ. وَلَوْلاَ أَنَّكَ نَشَدْتَنِي لَمْ أُخْبِرْكَ. نَجِدُ حَدَّ الزَّانِي، فِي كِتَابِنَا، الرَّجْمَ. وَلٰكِنَّهُ كَثُرَ فِي أَشْرَافِنَا الرَّجْمُ. فَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الشَّرِيفَ تَرَكْنَاهُ. وَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الضَّعِيفَ أَقَمْنَا عَلَيْهِ الْحَدَّ. فَقُلْنَا تَعَالَوْا فَلْنَجْتَمِعْ عَلَى شَيْءٍ نُقِيمُهُ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ. فَاجْتَمَعْنَا عَلَى التَّحْمِيمِ وَالْجَلْدِ، مَكَانَ الرَّجْمِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَكَ،

٢٥٥٨- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک یہودی کے پاس سے گزرے جس کا منہ کالا کیا گیا تھا اور اسے کوڑے مارے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں بلایا اور فرمایا: ''کیا تمھیں اپنی کتاب میں زانی کی یہی سزا ملتی ہے؟'' انھوں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلایا اور فرمایا: ''میں تجھے اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی! کیا تم زانی کی یہی سزا (تورات میں) پاتے ہو؟'' اس نے کہا: نہیں۔ اور اگر آپ نے مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ کو (صحیح بات) نہ بتاتا۔ ہماری کتاب میں زانی کی سزا رجم ہی ہے لیکن ہمارے اشراف میں رجم (والا جرم) بہت زیادہ ہونے لگا تو (ہم یوں کرنے لگے کہ) جب ہم کسی معزز کو (اس جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے) پکڑ لیتے تو اسے (سزا دیے بغیر) چھوڑ دیتے' اور جب کسی کمزور کو پکڑ لیتے تو اسے حد لگا دیتے۔ (اس لیے) ہم نے (آپس میں) کہا: آؤ

وقال: "حسن غريب" * شريك القاضي عنعن، وهو مدلس كما في كتب المدلسين، والحديث السابق شاهد له.

٢٥٥٨- [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٢٧ مختصرًا.

إِذْ أَمَاتُوهُ». وَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ.

ہم کسی ایسی سزا پر اتفاق کر لیں جو معزز اور کمزور (دونوں قسم کے مجرموں) کو دے سکیں چنانچہ ہم نے رجم کی بجائے منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے پر اتفاق کر لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! سب سے پہلے میں تیرے حکم کو زندہ کرتا ہوں جب کہ انھوں نے اس کو مردہ کر دیا ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس مجرم کو سنگسار کر دیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① اللہ کے قوانین کو تبدیل کر کے اپنے بنائے ہوئے قوانین کو اللہ کے قوانین کہنا یہودیوں کی صفت ہے۔ مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ② جو رسم ورواج شریعت کے خلاف ہوں انھیں شریعت کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔ ③ بائبل کے موجودہ نسخوں میں بھی زنا کے مجرم کے لیے سزائے موت کا ذکر موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کتاب استثناء میں یہ حکم اس طرح درج ہے: ''اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے پکڑا جائے تو وہ دونوں مار ڈالے جائیں یعنی وہ مرد بھی جس نے اس عورت سے صحبت کی اور وہ عورت بھی۔ یوں تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دفع کرنا' اگر کوئی کنواری لڑکی کسی شخص سے منسوب ہوگئی ہو اور کوئی دوسرا آدمی اسے شہر میں پا کر اس سے صحبت کرے تو تم ان دونوں کو اس شہر کے پھاٹک تک نکال لانا' اور ان کو سنگسار کر دینا کہ وہ مر جائیں۔'' (استثناء باب: ٢٢' فقرہ: ٢٢ تا ٢٤) ④ قانون کا نفاذ امیر غریب سب پر یکساں ہونا چاہیے۔ ⑤ صحیح مسئلہ چھپا لینا یہودیوں کی عادت ہے۔ ⑥ غیر مسلم سے بھی غیر اللہ کی قسم لینا جائز نہیں بلکہ اس سے اللہ کی اس صفت کا ذکر کر کے قسم لی جائے جس کا وہ بھی قائل ہو۔

(المعجم ١١) - بَابُ مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ (التحفة ١١)

باب: ١١- جو بظاہر بدکار معلوم ہو (لیکن جرم باقاعدہ ثابت نہ ہو)

٢٥٥٩- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

٢٥٥٩- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں کسی کو گواہی قائم ہوئے بغیر رجم کرتا تو فلاں عورت کو ضرور رجم کر دیتا۔ اس کی بات چیت' چال ڈھال اور اس کے پاس آنے جانے والوں کی وجہ سے وہ بظاہر مشکوک نظر آتی ہے۔''

٢٥٥٩- [إسناده صحيح] وصححه البوصيري، والحديث الآتي شاهد له.

ﷺ: «لَوْ كُنْتُ رَاجِماً أَحَداً بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ، لَرَجَمْتُ فُلاَنَةَ. فَقَدْ ظَهَرَ مِنْهَا الرِّيبَةُ فِي مَنْطِقِهَا وَهَيْئَتِهَا وَمَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا».

٢٥٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ شَدَّادٍ: هِيَ الَّتِي قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا» فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.

٢٥٦٠- حضرت قاسم رحمہ اللہ (بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم) سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے لعان کرنے والے مرد اور عورت کا ذکر کیا تو ابن شداد نے کہا: کیا یہ وہی عورت تھی جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اگر میں کسی کو بغیر گواہی کے سنگسار کرتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا؟'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (نہیں) وہ تو علانیہ فحش حرکات کرتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① سنگسار کرنا سخت ترین سزائے موت ہے لہٰذا یہ سزا اس وقت تک نہیں دی جا سکتی جب تک جرم کا ارتکاب بغیر کسی شک وشبہ کے ثابت نہ ہو جائے۔ ② جرم کے ثبوت کے لیے چار چشم دید مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا مجرم خود اعتراف جرم کر لے یا دیگر قرائن سے اس کا ثبوت مل جائے تب اسے زنا کی سزا دی جا سکتی ہے۔ ③ مشکوک کردار کے افراد کو تنبیہ کی جا سکتی ہے یا مناسب تعزیر لگائی جا سکتی ہے۔

(المعجم ١٢) - بَابُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ (التحفة ١٢)

باب: ١٢- حضرت لوط علیہ السلام کی قوم والا جرم کرنے والے کی سزا

٢٥٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٢٥٦١- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے تم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم والا کام کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔''

٢٥٦٠_ أخرجه البخاري، الحدود، باب من أظهر الفاحشة واللطخ والتهمة بغير بينة، ح: ٦٨٥٥، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٥٦١_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب فيمن عمل عمل قوم لوط، ح: ٤٤٦٢ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه الضياء، وابن الجارود، ح: ٨٢٠، والحاكم: ٤/ ٣٥٥، والذهبي.

قَالَ: «مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ».

٢٥٦٢- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ: أَخْبَرَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِي يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ. قَالَ: «ارْجُمُوا الْأَعْلَى وَالْأَسْفَلَ. ارْجُمُوهُمَا جَمِيعاً».

۲۵۶۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس شخص کے بارے میں' جو حضرت لوط علیہ السلام کی (بدکار) قوم والی حرکت کرتا ہے' فرمایا: ''اوپر والے اور نیچے والے کو سنگسار کر دو۔ ان دونوں کو سنگسار کر دو۔''

فوائد ومسائل: ① مرد کا مرد سے جنسی عمل بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ اس کی شناعت عام زنا سے بھی بڑھ کر ہے۔ ② عام لوگ اس قسم کی بدکاری کو ''لواطت'' کا نام دیتے ہیں جو مناسب نہیں کیونکہ یہ لفظ حضرت لوط علیہ السلام جیسے پاکباز نبی کے نام سے بنایا گیا ہے' حالانکہ وہ اس جرم سے اجتناب کی تبلیغ کرتے تھے۔ اور انھوں نے اپنی بدکار قوم کو اس گندی اور بری حرکت سے بڑی سختی سے منع کیا تھا' اس لیے اسے ''قوم لوط کا عمل'' کہنا چاہیے' یا ان لوگوں کے لیے شہر سدوم کی طرف نسبت کر کے ''سدومیت'' کہا جائے جیسا کہ انگریزی میں اسے اسی نام (Sodomy) سے موسوم کیا گیا ہے۔ اردو میں آج کل ''غیر فطری فعل'' کی اصطلاح بھی مستعمل ہے' بہر حال اسے ''لواطت'' کا نام دینا مناسب نہیں۔ ③ اس جرم کی سزا موت ہے۔ اور اس میں شادی شدہ یا غیر شادی شدہ کا فرق نہیں۔

٢٥٦٣- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: [حَدَّثَنَا] الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

۲۵۶۳- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنی امت پر جن گناہوں (میں مبتلا ہونے) کا خطرہ ہے' ان میں سے سب سے زیادہ خطرہ قوم لوط کے عمل (میں مبتلا ہونے) کا ہے۔''

٢٥٦٢ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في حد اللوطي، ح: ١٤٥٦ من حديث عاصم به معلقًا من غير سند، وقال: 'عاصم يضعف في الحديث من قبل حفظه'، والحديث السابق شاهد له.

٢٥٦٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الهيثم بن خلف الدوري في "ذم اللواط" (٥٥) من حديث عبدالوارث به، وتابعه همام بن يحيى عند الترمذي، ح: ١٤٥٧ وغيره، وحسنه الترمذي، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٥٧، والذهبي ۞ القاسم ابن عبدالواحد روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان، والحاكم وغيرهما، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وابن عقيل ضعيف، تقدم، ح: ٣٩٠.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِي، عَمَلُ قَوْمِ لُوطٍ».

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سے' صحیح ہونے کی صورت میں' درج ذیل مسائل کا استنباط کیا جا سکتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني' رقم:٢٣٥٠) ② رسول اللہ ﷺ نے امت کے بارے میں جن خطرات کا اظہار فرمایا ہے' ہمیں چاہیے کہ ان معاملات میں زیادہ احتیاط کریں۔ ③ اگر کوئی شخص اپنے لیے اس گناہ میں ملوث ہونے کا خطرہ محسوس کرے تو اسے فوراً درج ذیل احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہییں: ❁ اگر وہ غیر شادی شدہ ہے تو جلد از جلد شادی کرے تاکہ فطری ضرورت کی تسکین کا جائز ذریعہ میسر آ جائے۔ ❁ جو فرد فتنے کا باعث بن رہا ہے اس سے میل جول کم سے کم کر دے۔ ❁ ایسے شخص کو نظر بھر کر نہ دیکھے' نیز اس کے جسمانی محاسن کی طرف توجہ نہ کرے' اور غض بصر (نظر جھکا کر رکھنے) کا اہتمام کرے۔ ❁ قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں سے ایسے مقامات کا مطالعہ کرے جن میں بدکاری کی شناعت' اس کے گناہ اور اس پر اللہ کے عذاب نازل ہونے کا ذکر ہے۔ ❁ اس بات پر غور کرے کہ اس جرم کا اگر عام لوگوں کو علم ہو گیا تو کس قدر بدنامی ہو گی' اور یہ بھی غور کرے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا جرم پوشیدہ نہیں۔ ❁ جذبات کو انگیخت کرنے والی کہانیاں اور ناول پڑھنے اور اس قسم کی فلمیں اور ڈرامے وغیرہ دیکھنے سے اجتناب کرے۔ ❁ نفلی روزے زیادہ رکھے۔ ❁ اللہ تعالیٰ سے پاک دامنی کی دعائیں کرے وغیرہ۔ ④ اگر کوئی شخص اس گناہ میں ملوث ہو چکا ہے لیکن اس کا راز فاش نہیں ہوا تو اسے سوچنا چاہیے کہ اگر اب تک اللہ تعالیٰ نے پردہ رکھا ہے تو کسی موقع پر وہ اسے فاش بھی کر سکتا ہے' پھر کتنی بدنامی اور ندامت ہو گی' اور پھر قیامت کو جب سب کے سامنے یہ راز فاش ہو گا تو کس قدر رسوائی ہو گی۔ یہ سوچ کر فوراً توبہ کرے اور مذکورہ بالا احتیاطی تدابیر اختیار کرے۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَنْ أَتٰى ذَاتَ مَحْرَمٍ وَمَنْ أَتٰى بَهِيمَةً (التحفة ١٣)

باب: ١٣- محرم خاتون سے ناجائز تعلق قائم کرنے اور جانور سے بدفعلی کرنے کی سزا

٢٥٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

٢٥٦٤- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٢٥٦٤ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء فيمن يقول للآخر يامخنث، ح: ١٤٦٢ من حديث ابن أبي فديك ببعضه، وقال: "إبراهيم بن إسماعيل يضعف في الحديث" وانظر، ح: ١٠٣٢، ٢٥٦١، ٢٥٦٢ يغنيان عنه، وفي الوقوع على ذات رحم شاهد يأتي، ح: ٢٦٠٧.

إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوهُ. وَمَنْ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ فَاقْتُلُوهُ، وَاقْتُلُوا الْبَهِيمَةَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص محرم عورت سے بدکاری کرے تو اسے قتل کر دو۔ اور جو شخص کسی جانور سے بدفعلی کرے تو اسے بھی قتل کر دو' اور اس جانور کو بھی ہلاک کر دو۔''

فوائد ومسائل: ① سوتیلی ماں سے نکاح کرنے والے کے لیے سزائے موت ثابت ہے۔ (سنن ابن ماجہ' حدیث: ٢٦٠٧) کسی دوسری محرم عورت (مثلاً: بہن' بیٹی' بھتیجی' بھانجی وغیرہ) سے نکاح کرنے والے کو بھی اس پر قیاس کیا جائے گا۔ ② جانور سے بدفعلی کرنے والے کی سزا بھی موت ہے۔ ③ جانور کو قتل کرنے میں کئی حکمتیں ہیں: (ا) دوسروں کے لیے عبرت۔ (ب) فحش عمل کی تشہیر سے بچاؤ تاکہ اس جانور کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اس کے جانور کے ساتھ فلاں نے بدفعلی کی تھی۔ (ج) اس جانور کا گوشت کھانے یا اس پر سواری کرنے سے اجتناب جس کے ساتھ ایسی حرکت کی گئی وغیرہ۔ ④ اگر یہ جانور مجرم کی ملکیت نہیں تو اسے قتل کر کے اس کی قیمت اس کے ترکے میں سے مالک کو ادا کی جائے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٤) - بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُودِ عَلَى الْإِمَاءِ (التحفة ١٤)

باب: ١٤- لونڈیوں پر حد لگانا

٢٥٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، و شِبْلٍ قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. فَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْأَمَةِ تَزْنِي قَبْلَ أَنْ تُحْصَنَ. فَقَالَ: «اِجْلِدْهَا. فَإِنْ زَنَتْ

٢٥٦٥- حضرت ابو ہریرہ' حضرت زید بن خالد اور حضرت شبل ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک آدمی نے آپ سے اس لونڈی کے بارے میں سوال کیا جو شادی سے پہلے زنا کرلے۔ تو آپ نے فرمایا: ''اسے کوڑے لگاؤ' پھر اگر (دوبارہ) زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔'' پھر تیسری یا چوتھی بار فرمایا: ''پھر اسے فروخت کر دو' خواہ

٢٥٦٥ـ أخرجه البخاري، العتق، باب كراهية التطاول على الرقيق، وقوله عبدي أو أمتي، ح: ٢٥٥٥ من حديث ابن عيينة مختصرًا، ومسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنى، ح: ١٧٠٤ من حديث الزهري به، وقول ابن عيينة: "وشبل"، وهم كما حققه النسائي وغيره، راجع التهذيب وغيره.

فَاجْلِدُوهَا». ثُمَّ قَالَ: فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ: «فَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ».

بالوں کی ایک رسی کے عوض فروخت ہو۔‘‘

٢٥٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَاجْلِدُوهَا. فَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا. فَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا. فَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا. ثُمَّ بِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ».

وَالضَّفِيرُ الْحَبْلُ.

۲۵۶۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب لونڈی زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ‘ پھر اسے بیچ ڈالو اگرچہ رسی کے عوض ہو۔‘‘

(راوی نے کہا:) [ضفیر] سے مراد رسی ہے۔

فوائد ومسائل: ① لونڈی یا غلام کو رجم کی سزا نہیں دی جا سکتی۔ ② لونڈی غلام اگر زنا کرے تو اسے پچاس کوڑے مارے جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ......فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (النساء۴:۲۵) ’’تم میں سے جو شخص آزاد مومن عورتوں سے نکاح کی قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ تمھاری ملکیت مومن لونڈیوں میں سے کسی لونڈی سے نکاح کر لے...... پھر جب وہ نکاح میں آ جائیں اور اس کے بعد وہ بدکاری کریں تو ان کی سزا آزاد عورتوں کی سزا کا نصف ہے۔ ③ لونڈی اور غلام کو سزائے موت نہ دینے میں یہ حکمت ہے کہ اس صورت میں آقا کا نقصان ہوتا ہے‘ حالانکہ وہ جرم میں شریک نہیں۔ ④ غلام یا لونڈی کو جلا وطن نہیں کیا جاتا‘ اسے جلا وطن کرنے کی صورت یہی ہے کہ اسے کسی اور مالک کے ہاتھ بیچ دیا جائے تاکہ اس کا ماحول تبدیل ہو اور وہ اس گناہ سے باز آ جائے۔

٢٥٦٦ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٤/ ٣٠٣، ح: ٧٢٦٤ من حديث الليث به، وضعفه البوصيري من أجل عمار بن أبي فروة، ضعفه العقيلي، وابن الجارود وغيرهما، والحديث السابق شاهد له.

(المعجم ١٥) - **بَابُ حَدِّ الْقَذْفِ** (التحفة ١٥)

باب:١٥- بدکاری کا جھوٹا الزام لگانے کی سزا

٢٥٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي، قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلَا الْقُرْآنَ. فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ.

٢٥٦٧- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب میری براءت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر اس کا ذکر فرمایا اور قرآن (کی متعلقہ آیات) کی تلاوت فرمائی۔ جب منبر سے اترے تو دو مردوں اور ایک عورت کو (حد لگانے کا) حکم جاری فرمایا' چنانچہ انھیں حد لگائی گئی۔

فوائد ومسائل: ① ام المومنین حضرت عائشہ ؓ پر منافقین کی افترا پردازی کا واقعہ غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی پر پیش آیا۔ اسے غزوۂ مریسیع بھی کہتے ہیں۔ مولانا صفی الرحمن مبارک پوری ؒ کی تحقیق کے مطابق یہ واقعہ شعبان ۵ ھ میں پیش آیا۔ (الرحیق المختوم' ص: ۵۲۸' حاشیہ) ② اس الزام تراشی کا واقعہ اس طرح ہے کہ غزوۂ مریسیع سے واپسی کے سفر میں مسلمانوں نے ایک منزل پر قیام فرمایا۔ صبح کو روانگی کے وقت حضرت عائشہ ؓ کا خالی ہودج اہل قافلہ نے یہ سمجھ کر اونٹ پر رکھ دیا کہ ام المومنین ؓ اس کے اندر موجود ہیں' حالانکہ وہ اپنے ہار کی تلاش میں باہر گئی ہوئی تھیں۔ واپس آئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ آپ وہیں لیٹ گئیں اور سوچا کہ جب انھیں میری غیر موجودگی کا علم ہوگا تو خود ہی واپس آئیں گے۔ حضرت صفوان بن معطل سلمی ؓ کی یہ ذمے داری تھی کہ وہ قافلے سے پیچھے رہیں تاکہ قافلے والوں کی گری پڑی چیزیں سنبھال لیں۔ انھوں نے پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے حضرت عائشہ ؓ کو دیکھا ہوا تھا۔ جب انھیں تنہا سوئے دیکھا تو انا للّٰہ...... پڑھا اور سمجھ گئے کہ قافلہ لاعلمی میں ام المومنین ؓ کو چھوڑ کر آگے چلا گیا ہے۔ ام المومنین کی آنکھ کھلی تو انھوں نے فوراً پردہ کر لیا۔ حضرت صفوان ؓ نے اونٹ بٹھایا۔ ام المومنین ؓ سوار ہو گئیں۔ صفوان ؓ نے نکیل پکڑی اور پیدل چلتے ہوئے وہاں پہنچ گئے جہاں قافلے والے دوپہر کو آرام کے لیے ٹھہرے ہوئے تھے۔ منافقین نے جب حضرت عائشہ ؓ کو حضرت صفوان ؓ کے اونٹ پر سوار دیکھا تو نازیبا باتیں شروع کر دیں' منافقین کے اس بے بنیاد

٢٥٦٧- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في حد القاذف، ح: ٤٤٧٤ من حديث ابن أبي عدي به، أخرجه الترمذي، ح: ٣١٨١ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن غريب" * وابن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٢٥٠.

پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر بعض مخلص مسلمانوں کی زبان سے بھی وہ بات نکل گئی' پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کے دوسرے رکوع میں حضرت عائشہ ؓ کی براءت نازل فرمائی۔ تب ان مخلص مسلمانوں پر حد جاری کی گئی' اس طرح ان کا گناہ معاف ہو گیا۔ اور منافقوں کو بعض مصلحتوں کی بنا پر سزا نہیں دی گئی' لہٰذا ان کی آخرت کی سزا قائم رہی۔ ③ دو مرد اور ایک عورت جن پر حد جاری کی گئی وہ حضرت حسان بن ثابت' حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش ؓ ہیں۔ ④ کسی بے گناہ پر بدکاری کا الزام لگانا بہت بڑا جرم ہے۔ اس کی سزا اسّی کوڑے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمٰنِينَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَّ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ﴾ (النور۲۴:۴) ''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں' پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے تو انھیں اسّی کوڑے لگاؤ اور تم ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں۔''

٢٥٦٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَبِيبَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: يَا مُخَنَّثُ فَاجْلِدُوهُ عِشْرِينَ. وَإِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: يَا لُوطِيُّ فَاجْلِدُوهُ عِشْرِينَ».

۲۵۶۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مرد دوسرے کو کہے: اے مخنث! (اے ہیجڑے!) تو اسے بیس کوڑے مارو۔ اور جب کوئی مرد دوسرے مرد کو کہے: اے لوطی! تو اسے بیس کوڑے مارو۔''

(المعجم ١٦) - بَابُ حَدِّ السَّكْرَانِ (التحفة ١٦)

باب:۱۶- شراب پینے والے کی سزا

٢٥٦٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ عُمَيْرِ ابْنِ سَعِيدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

۲۵۶۹- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں جس پر حد لگاؤں' اس کی دیت نہیں دوں گا سوائے شراب پینے والے کے کیونکہ

٢٥٦٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء فيمن يقول للآخر يامخنث، ح:١٤٦٢ من حديث ابن أبي فديك به مختصرًا، انظر، ح:٢٥٦٤ لعلته.

٢٥٦٩_ أخرجه البخاري، الحدود، باب الضرب بالجريد والنعال، ح:٦٧٧٨، ومسلم، الحدود، باب حد الخمر، ح:١٧٠٧ من حديث أبي حصين به.

الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ، سَمِعْتُهُ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: مَا كُنْتُ أَدِي مَنْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ الْحَدَّ. إِلَّا شَارِبَ الْخَمْرِ. فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَسُنَّ فِيهِ شَيْئًا. إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ جَعَلْنَاهُ نَحْنُ.

رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے کوئی خاص سزا مقرر نہیں کی۔ یہ تو ہم لوگوں نے خود مقرر کر لی ہے۔

فوائد ومسائل: ① حدیث: ۲۵۷۱ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے والے کو چالیس کوڑے لگوائے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مقدار کو ایک مقرر سزا تصور نہیں کیا بلکہ اسے ایک اندازے کی حیثیت دی ہے۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سزا میں اضافہ کر کے اسی کوڑے کی سزا مقرر فرمائی۔ دیکھیے: (حدیث: ۲۵۷۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سزا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے مقرر کی تھی۔ یہ مشورہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا تھا اور باقی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اختلاف نہ کر کے تائید فرمائی۔ (صحیح مسلم، الحدود، باب حدالخمر، حدیث: ۱۷۰۶)

٢٥٧٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، جَمِيعاً عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيدِ.

۲۵۷۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ شراب نوشی کے جرم میں جوتوں اور چھڑیوں سے سزا دیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب نوشی کی سزا میں تعزیر کا پہلو پایا جاتا ہے جس میں کمی بیشی کی گنجائش ہوتی ہے یعنی اس کی حیثیت مقررہ حد کی نہیں جس میں تبدیلی جائز نہیں۔ ② دوسرے جرائم کی سزا میں صرف کوڑے مارے جاتے ہیں البتہ شراب نوشی کی سزا میں کوڑوں کی بجائے جوتے وغیرہ بھی مارے جاسکتے ہیں۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بعد میں اسی کوڑوں کے جواز پر اتفاق کر لیا اس لیے اب اسی کوڑوں کی

٢٥٧٠ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب ماجاء في ضرب شارب الخمر، ح: ٦٧٧٣، ٦٧٧٦، ومسلم، الحدود، الباب السابق، ح: ١٧٠٦ من حديث هشام الدستوائي به بألفاظ متقاربة المعنى.

سزا دینا ہی درست ہے۔ ④ جرید کھجور کے درخت کی شاخ کو کہتے ہیں جس سے پتے اتار دیے گئے ہوں' سزا دینے کے لیے اس قسم کی چھڑی استعمال کرنی چاہیے۔

٢٥٧١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الدَّانَاجِ، سَمِعْتُ حُضَيْنَ ابْنَ الْمُنْذِرِ الرَّقَاشِيَّ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ فَيْرُوزَ الدَّانَاجُ، قَالَ: حَدَّثَنِي حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: لَمَّا جِيءَ بِالْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ إِلَى عُثْمَانَ، قَدْ شَهِدُوا عَلَيْهِ، قَالَ: لِعَلِيٍّ: دُونَكَ ابْنَ عَمِّكَ، فَأَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ. فَجَلَدَهُ عَلِيٌّ. وَقَالَ: جَلَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرْبَعِينَ. وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ. وَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِينَ. وَكُلٌّ سُنَّةٌ.

٢٥٧١- حضرت حضین بن منذر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ولید بن عقبہ کے خلاف (شراب نوشی کی) گواہی ملنے پر جب انھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے حاضر کیا گیا تو انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اپنے چچا کے بیٹے پر حد قائم کرو۔ حضرت علی نے انھیں کوڑے مارے اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے چالیس کوڑے مارے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسّی کوڑے مارے۔ یہ سب سزائیں سنت ہیں۔

فائدہ: خلفائے راشدین کا عمل سنت ہے اور اسے دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرو۔'' (جامع الترمذي' العلم' باب ماجاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدعة' حديث:٢٦٧٦)

(المعجم ١٧) - **بَابٌ:** مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ مِرَارًا (التحفة ١٧)

باب: ١٧- کئی بار شراب پینے کی سزا

٢٥٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٥٧٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٢٥٧١- أخرجه مسلم، الحدود، باب حد الخمر، ح:١٧٠٧ من حديث ابن علية به، ومن حديث عبدالعزيز بن المختار به.

٢٥٧٢- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، ذكر الروايات المغلظات في شرب الخمر، ح:٥٦٦٥ من حديث شبابة، وأخرجه أبوداود، ح:٤٤٨٤ من حديث ابن أبي ذئب، وصححه ابن الجارود، ح:٨٣١، وابن حبان، ◄◄

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ. فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ. فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ» ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: «فَإِنْ عَادَ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی نشہ کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر دوبارہ (یہ جرم) کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر (یہ جرم) کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔'' پھر چوتھی بار فرمایا: ''اگر پھر (یہ جرم) کرے تو اسے قتل کر دو۔''

٢٥٧٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ ذَكْوَانَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُمْ. ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ. ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ. ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا فَاقْتُلُوهُمْ».

٢٥٧٣- حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ شراب پی لیں تو انھیں کوڑے مارو۔ پھر اگر (دوبارہ) پئیں تو انھیں کوڑے مارو۔ اگر پھر (تیسری بار) پئیں تو انھیں کوڑے مارو۔ اگر پھر (چوتھی بار) پئیں تو انھیں قتل کر دو۔''

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: پہلے یہ حکم تھا بعد میں (قتل کا حکم) منسوخ ہو گیا۔ امام محمد بن اسحاق نے محمد بن منکدر سے' انھوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شراب پیے اسے کوڑے لگاؤ' اگر چوتھی بار پیے تو اسے قتل کر دو۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص پیش کیا گیا جس نے چوتھی بار شراب پی تھی تو آپ نے اسے مارا لیکن قتل نہیں کیا۔ زہری نے قبیصہ بن ذؤیب کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے یہی بات روایت کی ہے' فرمایا: چنانچہ قتل کا حکم منسوخ ہو گیا اور یہ رخصت حاصل ہو گئی (حکم نرم ہو گیا۔) اکثر علماء کے نزدیک اس حدیث پر عمل ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق اس مسئلے میں ان میں نہ قدیم دور (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے) میں کوئی اختلاف تھا' نہ بعد کے دور میں اختلاف ہوا......'' (جامع الترمذي' الحدود' باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوه ومن عاد في الرابعة فاقتلوه' حديث: ١٤٤٤)

◄◄ ح: ١٥١٧، والحاكم: ٤/ ٣٧١ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي برمزه: خ م.

٢٥٧٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب إذا تتابع في شرب الخمر، ح: ٤٤٨٢ من حديث عاصم به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٥١٩، والذهبي في تلخيص المستدرك: ٤/ ٣٧٢.

(المعجم ١٨) - **بَابُ الْكَبِيرِ وَالْمَرِيضِ يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ** (التحفة ١٨)

باب:۱۸-اگر عمر رسیدہ یا بیمار آدمی پر حد واجب ہو جائے تو کیا کیا جائے؟

٢٥٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ [بْنِ حُنَيْفٍ،] عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: كَانَ بَيْنَ أَبْيَاتِنَا رَجُلٌ مُخْدَجٌ ضَعِيفٌ. فَلَمْ يُرَعْ إِلَّا وَهُوَ عَلَى أَمَةٍ مِنْ إِمَاءِ الدَّارِ يَخْبُثُ بِهَا. فَرَفَعَ شَأْنَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «اِجْلِدُوهُ ضَرْبَ مِائَةِ سَوْطٍ» قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ هُوَ أَضْعَفُ مِنْ ذٰلِكَ. لَوْ ضَرَبْنَاهُ مِائَةَ سَوْطٍ مَاتَ. قَالَ: «فَخُذُوا لَهُ [عِثْكَالًا] فِيهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ، فَاضْرِبُوهُ ضَرْبَةً وَاحِدَةً».

۲۵۷۴- حضرت سعید بن سعد بن عبادہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمارے محلے میں ایک کمزور اپاہج رہتا تھا۔ (ایک دن) لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ گھر کی ایک لونڈی سے برے کام میں مشغول ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے اس کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے سو کوڑے مارو۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! وہ تو بہت کمزور ہے۔ اگر ہم نے اسے سو کوڑے مارے تو وہ مر جائے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کھجور کا ایک خوشہ لو (جس پر سے کھجوریں اتار لی گئی ہوں اور تنکے باقی ہوں) جس میں سو تنکے ہوں۔ اسے اس کی ایک ضرب لگا دو۔''

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے سفیان بن وکیع کے واسطے سے بھی مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

فوائد و مسائل: ① جس مجرم کی سزا موت نہیں بلکہ صرف کوڑے مارنا ہو، اگر کوڑے مارنے سے اس کے مر جانے کا خوف ہو تو سزا میں تخفیف کی جا سکتی ہے۔ ② زیادہ بوڑھا آدمی یا بیمار آدمی جس کے شفایاب ہونے کی امید نہ ہو، اس کے لیے یہ حکم ہے۔ ③ جس بیمار کے شفایاب ہونے کی امید ہو تو اس کی سزا کو شفایاب ہونے تک مؤخر کر دینا چاہیے۔

٢٥٧٤ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٤/٧، ح: ٢٠٢٤ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وأخرجه أحمد: ٥/ ٢٢٢ من طريق آخر عن ابن إسحاق به، وضعفه البوصيري من أجل عنعنة ابن إسحاق، وله شاهد صحيح عند أبي داود، ح: ٤٤٧٢، وصححه ابن الجارود، ح: ٨١٧.

(المعجم ١٩) - بَابُ مَنْ شَهَرَ السِّلَاحَ (التحفة ١٩)

باب:١٩- جو (کسی پر حملہ کرنے کے لیے) ہتھیار نکالے

٢٥٧٥- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سُهَيْلِ [بْنِ أَبِي صَالِحٍ،] عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَحَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ، وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَمُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا».

٢٥٧٥- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔''

٢٥٧٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ الْبَرَّادِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا».

٢٥٧٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔''

٢٥٧٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وأَبُو كُرَيْبٍ وَ يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى وَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْبَرَّادِ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ

٢٥٧٧- حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہم پر (حملہ کرنے کے لیے) ہتھیار نکالا وہ ہم میں

٢٥٧٥- أخرجه مسلم، الإيمان، باب قول النبي ﷺ: من غشنا فليس منا، ح: ١٠١ من حديث ابن حازم به.

٢٥٧٦- أخرجه مسلم، الإيمان، باب قول النبي ﷺ: من حمل علينا السلاح فليس منا، ح: ٩٨ من حديث أبي أسامة به.

٢٥٧٧- أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: من حمل علينا السلاح فليس منا، ح: ٧٠٧١ من حديث أبي أسامة به، ومسلم، الإيمان، الباب السابق، ح: ٩٩ من حديث عبدالله بن البراد به.

بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَهَرَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا».

سے نہیں۔"

فوائد ومسائل: ① مسلمانوں کو خوف زدہ کرنا بڑا گناہ ہے۔ ② کسی مسلمان کے خلاف لڑنا یا اس پر حملہ آور ہونا کبیرہ گناہ ہے۔ ③ "ہم میں سے نہیں۔" کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے طریقے پر نہیں' یا اس کا یہ عمل ایک مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٠) - بَابُ مَنْ حَارَبَ وَسَعٰى فِي الْأَرْضِ فَسَادًا (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- بغاوت اور فساد پھیلانے کی سزا

٢٥٧٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ. فَقَالَ: «لَوْ خَرَجْتُمْ إِلٰى ذَوْدٍ لَنَا، فَشَرِبْتُمْ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا» فَفَعَلُوا. فَارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ. وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَاسْتَاقُوا ذَوْدَهُ. فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي طَلَبِهِمْ. فَجِيءَ بِهِمْ. فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوا.

٢٥٧٨- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قبیلۂ عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ آئے۔ انھیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی تو آپ نے فرمایا: "اگر تم ہمارے اونٹوں (کے ریوڑ) میں چلے جاؤ اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو (تو بہتر ہو جاؤ گے)۔" انھوں نے ایسے ہی کیا۔ پھر (جب وہ صحت یاب ہو گئے تو) وہ اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئے' اور رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو شہید کر دیا۔ اور آپ کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی گرفتاری کے لیے چند افراد بھیجے' چنانچہ انھیں (گرفتار کر کے) لایا گیا تو آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور گرم سلائیوں سے ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ اور انھیں حرہ میں چھوڑ دیا حتی کہ وہ مر گئے۔

٢٥٧٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٩٥، ٩٦، تحريم الدم، ذكر اختلاف الناقلين لخبر حميد عن أنس بن مالك فيه، ح: ٤٠٣٣ـ٤٠٣٦ من طرق عن حميد به، وأخرجه مسلم، ح: ١٦٧١ من طريق آخر عن عبدالعزيز بن صهيب وحميد عن أنس به، وبه صح الحديث.

٢٥٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالاَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ أَبِي الْوَزِيرِ: حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قَوْماً أَغَارُوا عَلَى لِقَاحِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

٢٥٧٩- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹ لیں تو نبی ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور لوہے کی گرم سلائیوں سے ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

فوائد ومسائل: ① بیت المال کے جانوروں سے ضرورت مند مسلمان فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ② جن جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے ان کا پیشاب علاج کے طور پر پینا جائز ہے۔ ③ مرتد کی سزا موت ہے۔ ④ ان مجرموں نے متعدد جرائم کا ارتکاب کیا تھا: (ا) اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے۔ (ب) ڈاکہ ڈالا۔ (ج) قتل کا ارتکاب کیا۔ (د) چرواہوں کی آنکھیں گرم سلائیوں سے پھوڑ کر بری طرح قتل کیا تھا' اس لیے قصاص کے طور پر ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔

(المعجم ٢١) - بَابُ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ (التحفة ٢١)

باب: ٢١- جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو گیا' وہ شہید ہے

٢٥٨٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

٢٥٨٠- حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کو (چور یا ڈاکو سے) بچانے کے لیے (اس کا مقابلہ کرتے ہوئے) قتل ہو گیا' وہ شہید ہے۔''

٢٥٧٩- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف ومعاوية بن صالح على يحيى بن سعيد في هذا الحديث، ح: ٤٠٤٣ عن ابن المثنّى وابن بشار به.

٢٥٨٠- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ١١٥، تحريم الدم، من قتل دون ماله، ح: ٤٠٩٥ من طريق سفيان ابن عيينة به، وأخرجه أبوداود، ح: ٤٧٧٢ من طريق آخر عن طلحة به، وإسناده صحيح، وصححه الترمذي، ح: ١٤١٨، وللحديث طرق أخرى عند البخاري، ح: ٢٤٥٢، ٢٤٨٠ وغيره، راجع مسند الحميدي، ح: ٨٣ بتحقيقي.

٢٥٨١ - حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ الْجَزَرِيُّ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُتِيَ عِنْدَ مَالِهِ، فَقُوتِلَ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ، فَهُوَ شَهِيدٌ».

۲۵۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے مال کے پاس کوئی آئے اور (اسے لینے کی کوشش کرے جب وہ بچانا چاہے تو) اس سے جنگ کی جائے' تب وہ (حملہ آور سے) لڑے اور قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے۔''

٢٥٨٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ [الْمُطَّلِبِ]، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ ظُلْمًا فَقُتِلَ، فَهُوَ شَهِيدٌ».

۲۵۸۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے ظلم کے طور پر اس کا مال طلب کیا جائے' وہ قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کی جان' اس کا مال اور اس کی عزت محفوظ رہے' لہٰذا حملہ آور کے خلاف دفاع کرنا اس کا حق ہے۔ ② مال کی حفاظت کے لیے حملہ آور کے خلاف لڑنا جائز ہے تو عزت اور جان کی حفاظت کے لیے لڑنا بالاولیٰ جائز ہوگا۔ ③ دفاع کرنے والا قتل ہو جائے تو شہید ہے' تاہم اس کا درجہ ایمان کی حفاظت یا اسلامی سلطنت کی حفاظت کے لیے جہاد کرتے ہوئے شہید ہونے والے سے کم ہے۔ ایسے شخص کو باقاعدہ غسل اور کفن دے کر دفن کیا جائے گا جب کہ معرکۂ جہاد کے شہید کے لیے غسل اور کفن کی ضرورت نہیں۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ حَدِّ السَّارِقِ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- چور کی سزا

٢٥٨٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ

۲۵۸۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے اس

٢٥٨١ـ [صحيح] أخرجه ابن عدي: ٧/ ٢٧٢٦ من حديث شعبة عن أبي فروة يزيد بن سنان به، وقال: "هٰذا حديث صالح"، وضعفه البوصيري من أجل يزيد بن سنان وأصاب، ولكن الحديث السابق شاهد له، وبه صح الحديث.

٢٥٨٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٤ عن أبي عامر به، وحسنه البوصيري.

٢٥٨٣ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٧ عن ابن أبي شيبة به.

أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ، يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ».

چور پر جو انڈا چراتا ہے تو (بالآخر) اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① معمولی چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا جیسے کہ اسی باب کی دوسری احادیث میں آ رہا ہے اس لیے اس حدیث کی تاویل کی گئی ہے۔ ② اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ معمولی چیز انڈا یا رسی وغیرہ چراتا ہے اور پکڑا نہیں جاتا جس کی وجہ سے بڑے جرم کا حوصلہ ہوتا ہے حتی کہ وہ قیمتی چیز چرا کر ہاتھ کٹوا بیٹھتا ہے۔ ③ اس حدیث کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ بَيْضَة سے مراد مرغی کا انڈا نہیں بلکہ لوہے کی ٹوپی (خود ہیلمٹ) ہے اسے بھی عربی میں بیضة کہتے ہیں' اور وہ قیمتی چیز ہے۔ اور رسی سے مراد معمولی رسی نہیں بلکہ بڑا رسا مراد ہے جو جہاز کے لنگر کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے' اور وہ قیمتی چیز ہے۔ لیکن حدیث کے انداز کلام سے پہلا مفہوم راجح معلوم ہوتا ہے' یعنی کتنا بدبخت ہے وہ شخص جو معمولی چوری کرتا ہے جس کے نتیجے میں آخر کار ہاتھ کٹنے تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ ④ چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔ دیکھیے: (سورۃ المائدہ: آیت: ۳۸)

٢٥٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۲۵۸۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ڈھال (کی چوری) کی وجہ سے (چور کا) ہاتھ کاٹا۔ اس (ڈھال) کی قیمت تین درہم تھی۔

٢٥٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَمْرَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ

۲۵۸۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاتھ صرف چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (کی چوری) کی وجہ سے کاٹا جائے گا۔''

٢٥٨٤ـ أخرجه مسلم، الحدود، الباب السابق، ح: ١٦٨٦ عن ابن أبي شيبة به، وأخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما"، وفي كم يقطع؟، ح: ٦٧٩٥، ومسلم وغيرهما من حديث مالك عن نافع به.

٢٥٨٥ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما" وفي كم يقطع؟، ح: ٦٧٨٩، ومسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٤ من حديث إبراهيم بن سعد به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں درہم و دینار چلتے تھے۔ درہم چاندی کا سکہ تھا اور دینار سونے کا۔ ایک دینار بارہ درہم کے برابر سمجھا جاتا تھا' اس لیے یہ دونوں حدیثیں ایک ہی مقدار کو ظاہر کرتی ہیں۔ ② اگر چرائی ہوئی چیز کی قیمت مذکورہ بالا مقدار سے کم ہو تو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' تاہم دوسری سزا جرمانے یا پٹائی کی صورت میں دی جائے گی۔ ③ آج کل کاغذی سکے کو سونے کا متبادل قرار دیا جاتا ہے' اس لیے چوتھائی دینار (ایک ماشہ ایک رتی = تقریباً ایک گرام سونا) یا اتنی قیمت کی کوئی چیز چرائے جانے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا دی جانی چاہیے۔

٢٥٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُووَاقِدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ».

٢٥٨٦- حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت (کے برابر چوری کرنے کے جرم) میں کاٹا جائے گا۔''

(المعجم ٢٣) - **بَابُ تَعْلِيقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ** (التحفة ٢٣)

باب: ٢٣- (چور کا کٹا ہوا) ہاتھ (اس کے) گلے میں لٹکانا

٢٥٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَ أَبُو سَلَمَةَ الْجُوبَارِيُّ يَحْيَى بْنُ

٢٥٨٧- حضرت عبداللہ بن محیریز رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے (چور کے) گلے میں ہاتھ لٹکانے کے بارے میں

٢٥٨٦ـ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٦٩ من حديث وهيب بن خالد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه أبو واقد واسمه صالح بن محمد بن زائدة الليثي وهو ضعيف"، وأورده الضياء في المختارة لشاهد في الصحيح من حديث عائشة، وأخرج النسائي: ٨/ ٨٠، ح: ٤٩٤٦ بإسناد حسن عن عائشة مرفوعًا بلفظ: "يقطع يد السارق في ثمن المجن، وثمن المجن ربع دينار".

٢٥٨٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في السارق تعلق يده في عنقه، ح: ٤٤١١ من حديث عمر ابن علي به، وحسنه الترمذي، ح: ١٤٤٧، وقال النسائي: ٨/ ٩٢، ٤٩٨٦ "الحجاج بن أرطاة ضعيف ولا يحتج بحديثه"، وانظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩.

خَلَفٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَطَاءِ ابْنِ مُقَدَّمٍ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ: سَأَلْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ؟ فَقَالَ: السُّنَّةُ، قَطَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَ رَجُلٍ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ.

سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: یہ سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا' پھر وہ اس کی گردن میں لٹکا دیا۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ السَّارِقِ يَعْتَرِفُ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- اگر چور (اپنے جرم کا) اعتراف کرلے (تو کیا حکم ہے؟)

٢٥٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ ثَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَمْرَو ابْنَ سَمُرَةَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي سَرَقْتُ جَمَلًا لِبَنِي فُلَانٍ. فَطَهِّرْنِي. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّا افْتَقَدْنَا جَمَلًا لَنَا. فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقُطِعَتْ يَدُهُ.

۲۵۸۸- حضرت عبدالرحمٰن بن ثعلبہ انصاری ؒ اپنے والد (حضرت ثعلبہ بن عمرو بن عبید ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس (ؓ) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے بنوفلاں کا ایک اونٹ چوری کیا ہے۔ مجھے (سزا دے کر گناہ سے) پاک کر دیجیے۔ نبی ﷺ نے ان لوگوں کو پیغام بھیجا (اور دریافت کیا) انھوں نے کہا: ہمارا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے' چنانچہ نبی ﷺ نے اس کی بابت حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

قَالَ ثَعْلَبَةُ: أَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ وَقَعَتْ يَدُهُ وَهُوَ يَقُولُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي طَهَّرَ لِي مِنْكِ، أَرَدْتِ أَنْ تُدْخِلِي جَسَدِي النَّارَ.

حضرت ثعلبہ ؓ نے فرمایا: جب اس کا ہاتھ (کٹ کر) گرا تو میں اسے دیکھ رہا تھا' جب کہ (اس وقت) وہ (اپنے ہاتھ کو مخاطب کر کے) کہہ رہا تھا: اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے تجھ سے پاک کر دیا۔ (اے ہاتھ!) تو چاہتا تھا کہ میرے جسم کو جہنم میں لے جائے۔

٢٥٨٨- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف عبدالله بن لهيعة"، وانظر، ح: ٣٣٠ * وعبدالرحمٰن بن ثعلبة مجهول كما في التقريب.

(المعجم ٢٥) - **بَابُ الْعَبْدِ يَسْرِقُ** (التحفة ٢٥)

باب:۲۵- جو غلام چوری کرے (اس کی سزا)

٢٥٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ فَبِيعُوهُ وَلَوْ بِنَشٍّ».

۲۵۸۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام چوری کرے تو اسے بیچ ڈالو خواہ نصف اوقیے کے عوض (فروخت ہو)۔''

٢٥٩٠- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ تَمِيمٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْداً مِنْ رَقِيقِ الْخُمُسِ سَرَقَ مِنَ الْخُمُسِ، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يَقْطَعْهُ وَقَالَ: «مَالُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، سَرَقَ بَعْضُهُ بَعْضاً».

۲۵۹۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ خُمس کے غلاموں میں سے ایک غلام نے خمس کے مال میں سے کچھ چرا لیا۔ اسے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ نہ کاٹا۔ اور فرمایا: ''اللہ کے مال (غلام) نے اللہ کا مال چوری کیا ہے۔''

(المعجم ٢٦) - **بَابُ الْخَائِنِ وَالْمُنْتَهِبِ وَالْمُخْتَلِسِ** (التحفة ٢٦)

باب:۲۶- خیانت کرنے والے' چھین کر اور اچک کر لے جانے والے کی سزا

٢٥٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۲۵۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت

٢٥٨٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب بيع المملوك إذا سرق، ح: ٤٤١٢ من حديث أبي عوانة به، وقال النسائي، ح: ٤٩٨٣ "عمر بن أبي سلمة ليس بالقوي في الحديث" قلت: هو حسن الحديث كما حققته في نيل المقصود.

٢٥٩٠- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٨٢ من طريق أبي يعلى ثنا جبارة به، جبارة، تقدم، ح: ٧٤٠، وحجاج، تقدم، ح: ١٣١٥ وهما ضعيفان، والأول أضعف من الثاني.

٢٥٩١- [صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب القطع في الخلسة والخيانة، ح: ٤٣٩١-٤٣٩٣ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع عند الدارمي: ٢/ ١٧٥ وغيره، وصححه الترمذي، ح: ١٤٤٨، وابن حبان(موارد)، ح: ١٥٠٢-١٥٠٤ وغيرهما، ورواه عمرو بن دينار عن جابر به عند ابن حبان وغيره، وأعله أبوداود وغيره بعلة غير قادحة.

أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُقْطَعُ الْخَائِنُ وَلَا الْمُنْتَهِبُ وَلَا الْمُخْتَلِسُ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیانت کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے نہ چھیننے والے کا اور نہ اچکنے والے کا۔''

٢٥٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَاصِمِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ عَلَى الْمُخْتَلِسِ قَطْعٌ».

٢٥٩٢- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''اچکنے والے کی سزا ہاتھ کاٹنا نہیں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① خیانت کا مطلب ہے مالک کی بظاہر خیر خواہی کا اظہار کرتے ہوئے اس کا مال خفیہ طور پر لے لینا۔ چھیننے کا مطلب ہے کسی سے زبردستی کوئی چیز لے لینا۔ اچکنے کا مطلب ہے کسی کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اچانک چھین لینا۔ ② ہاتھ کاٹنے کی سزا چوری کے جرم پر دی جاتی ہے۔ مذکورہ جرائم چونکہ چوری میں شامل نہیں اس لیے ان کی سزا میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ ③ ہاتھ نہ کاٹنے کا مطلب مجرم کو معاف کرنا نہیں بلکہ اسے کوئی دوسری مناسب سزا دینا مراد ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابٌ: لَا يُقْطَعُ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- پھل یا کھجور کا گودا چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا

٢٥٩٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

٢٥٩٣- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت

٢٥٩٢ـ [صحيح] أخرجه المزي في تهذيب الكمال(ق:٣/ ١٢١٥) من حديث محمد بن عاصم به، وصححه الحافظ في التلخيص: ٤/ ٦٦، ح: ١٧٧٥، والبوصيري، وفيه عنعنة الزهري، تقدم، ح: ٧٠٧، والحديث السابق شاهد له.

٢٥٩٣ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٨/ ٧٨، قطع السارق، باب مالا قطع فيه، ح: ٤٩٦٩ من حديث وكيع به، أخرجه أبوداود، ح: ٤٣٨٨ وغيره من طريق آخر عن يحيى بن سعيد به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٨٣٩، وإسناده صحيح، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٢٦، وابن حبان (موارد)، ح: ١٥٠٥.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَ اسِعِ ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل چرانے یا کھجور کا گودا چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٢٥٩٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۲۵۹۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل چرانے یا کھجور کا گودا چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① پھل سے مراد درخت پر لگا ہوا پھل ہے۔ اگر کوئی شخص درخت پر سے پھل اتار کر کھالے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' ہاں معمولی مار پیٹ ہوسکتی ہے یا معاف کیا جاسکتا ہے۔ ② گودے سے مراد وہ نرم حصہ ہے جو کھجور کے درخت کے اندر پایا جاتا ہے۔ اہل عرب اسے کھاتے ہیں۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ مَنْ سَرَقَ مِنَ الْحِرْزِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- محفوظ جگہ سے چوری کرنا

٢٥٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ مَالِكِ [بْنِ] أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ نَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهُ، فَأُخِذَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ، فَجَاءَ بِسَارِقِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقْطَعَ.

۲۵۹۵- حضرت عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں سو رہے تھے اور اپنی چادر سر کے نیچے رکھی ہوئی تھی۔ کسی نے ان کے سر کے نیچے سے چادر نکال لی۔ وہ چور کو پکڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ صفوان

٢٥٩٤ـ [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل عبدالله بن سعيد، ح: ٢٦٠، وأخوه سعد لين الحديث (تقريب)، والحديث السابق شاهد له.

٢٥٩٥ـ [حسن] وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٨٣٤، ٨٣٥، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٤٣٩٤، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٢٨.

فَقَالَ صَفْوَانُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَمْ أُرِدْ هٰذَا، رِدَائِي عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ».

ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ یہ نہیں تھا (کہ اس کا ہاتھ کٹوا دوں) میری چادر اس پر صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اسے میرے پاس لانے سے پہلے کیوں (یہ صدقہ) نہ کیا؟''

فوائد ومسائل: ① محفوظ جگہ سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں عام طور پر انسان کسی چیز کو سنبھال کر رکھتا ہے۔ اور مختلف قسم کے اموال کے لیے ''محفوظ جگہ'' بھی مختلف ہوتی ہے' مثلاً: جانوروں کے لیے ان کا باڑا' کپڑوں کے لیے صندوق وغیرہ' اور غلے کے لیے اس کے سکھانے کی جگہ حرز (محفوظ جگہ) ہے۔ ② گھر سے باہر مالک کی موجودگی ہی اس کے استعمال کی چیز کے لیے حرز ہے۔ ③ مالک چور کو معاف کر سکتا ہے۔ ④ حاکم کے سامنے معاملہ پیش ہونے کے بعد جرم معاف نہیں کیا جا سکتا' البتہ قتل کے مجرم کو مقتول کے وارث سزائے موت نافذ ہونے سے پہلے تک معاف کر سکتے ہیں۔

٢٥٩٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الثِّمَارِ فَقَالَ: «مَا أُخِذَ فِي أَكْمَامِهِ فَاحْتُمِلَ، فَثَمَنُهُ وَمِثْلُهُ مَعَهُ، وَمَا كَانَ فِي الْجِرَانِ، فَفِيهِ الْقَطْعُ إِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ، وَإِنْ أَكَلَ وَلَمْ يَأْخُذْ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ» قَالَ: الشَّاةُ الْحَرِيسَةُ مِنْهُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «ثَمَنُهَا وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَالنَّكَالُ، وَمَا كَانَ فِي الْمُرَاحِ، فَفِيهِ الْقَطْعُ، إِذَا كَانَ مَا يَأْخُذُ مِنْ ذٰلِكَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ».

٢٥٩٦- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پھلوں (کی چوری) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''جو پھل خوشوں میں سے (نکال کر) اٹھا کر لے جایا جائے تو (اس کا جرمانہ) اس کی قیمت اور اس کے ساتھ اتنی ہی رقم مزید (جرمانہ وصول کیا جائے گا۔) اور جو سکھانے کے میدان سے (لے جایا گیا) ہو تو وہ اگر ڈھال کی قیمت تک پہنچتا ہو تو اس کی سزا میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر اس نے کھایا ہے اور ساتھ نہیں لے گیا تو اسے کوئی سزا نہیں۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو بکری (رات کو) باڑے سے باہر رہ جائے (اور اسے کوئی چرا لے تو؟) رسول اللہ ﷺ

٢٥٩٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، اللقطة، باب التعريف باللقطة، ح:١٧١١ من حديث أبي أسامة به، وحسنه الترمذي، ح:١٢٨٩، وصححه ابن الجارود، ح:٨٢٧ من حديث عمرو بن شعيب به.

نے فرمایا: ''اس کی قیمت اور اس کے ساتھ اتنی ہی رقم مزید اور (جسمانی) سزا بھی۔ اور جو (بکری) باڑے میں سے چرائی جائے تو اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے جب کہ ڈھال کی قیمت تک پہنچتی ہو۔''

فوائد ومسائل: ① کسی کے باغ سے بلا اجازت پھل کھانا جائز نہیں' تاہم اس کی کوئی سزا نہیں۔ ② باغ سے پھل ساتھ لے جانا قابل سزا جرم ہے۔ ③ چوری کے نصاب سے کم مقدار کی چیز چرائی جائے تو اس کی سزا مالی جرمانہ ہے جس کی مقدار چرائی ہوئی چیز سے دگنی ہے۔ ④ مالی جرمانے کے ساتھ جرم کی نوعیت کے مطابق چند کوڑے بھی مارے جا سکتے ہیں۔ ⑤ محفوظ جگہ سے چرائی ہوئی چیز کے بدلے میں ہاتھ اس وقت کاٹا جائے گا جب اس کی قیمت چوتھائی دینار تک پہنچتی ہو' اس کو حدیث میں ڈھال کی قیمت کہا گیا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ڈھال کی اوسط قیمت یہی تھی۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ تَلْقِينِ السَّارِقِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩- چور کو (جرم سے انکار کرنے کی) تلقین کرنا

٢٥٩٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمُنْذِرِ، مَوْلٰى أَبِي ذَرٍّ، يَذْكُرُ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِلِصٍّ، فَاعْتَرَفَ اعْتِرَافًا، وَلَمْ يُوجَدْ مَعَهُ الْمَتَاعُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ» قَالَ: بَلٰى، ثُمَّ قَالَ: «مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ» قَالَ: بَلٰى، فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ. قَالَ [النَّبِيُّ ﷺ]: «قُلْ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ» قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ. قَالَ:

٢٥٩٧- حضرت ابو امیہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک چور پیش کیا گیا۔ اس نے اعترافِ جرم کر لیا جب کہ اس کے پاس سامان نہ ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے خیال میں تو نے چوری نہیں کی۔'' اس نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ کی ہے۔) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے خیال میں تو نے چوری نہیں کی۔'' اس نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ کی ہے۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا' پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہہ! [أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ] ''میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔'' اس

٢٥٩٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في التلقين في الحد، ح: ٤٣٨٠ من حديث حماد به * أبوالمنذر لا يعرف كما قال الذهبي، وأشار إليه الخطابي.

«اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ» مَرَّتَيْنِ.

نے کہا: [أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ] ''میں اللہ سے بخش طلب کرتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے دو بار فرمایا: ''اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔''

(المعجم ٣٠) - بَابُ الْمُسْتَكْرَهِ (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠- جسے (جرم کے ارتکاب پر زبردستی) مجبور کیا گیا ہو؟

٢٥٩٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ، وَ أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ، وَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: أَنْبَأَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اسْتُكْرِهَتِ امْرَأَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَدَرَأَ عَنْهَا الْحَدَّ، وَأَقَامَهُ عَلَى الَّذِي أَصَابَهَا. وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ جَعَلَ لَهَا مَهْرًا.

٢٥٩٨- عبدالجبار بن وائل نے اپنے والد (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت سے زبردستی بدکاری کا ارتکاب کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حد سے بری کر دیا' اور اس شخص پر حد جاری کی جس نے اس سے بدکاری کی تھی۔ صحابی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ نبی ﷺ نے اس عورت کو مہر دلوایا تھا (یا نہیں۔)

(المعجم ٣١) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِقَامَةِ الْحُدُودِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٣١)

باب: ٣١- مسجد میں حد لگانے کی ممانعت کا بیان

٢٥٩٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ. ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ

٢٥٩٩- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجدوں میں حدیں نہ

٢٥٩٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في المرأة إذا استكرهت على الزنا، ح:١٤٥٣ من حديث معمر بن سليمان به، وفيه علتان، إحداهما ضعف الحجاج، تقدم، ح:٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، والثانية الانقطاع بين عبدالجبار وأبيه، انظر، ح:٨٥٥.

٢٥٩٩- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الرجل يقتل ابنه يقاد منه أم لا؟، ح:١٤٠١ من حديث إسماعيل به، تقدم، ح:٣٠١، وهو ضعيف كما في التلخيص الحبير:٤/ ٧٧، ح:١٨٠٠ وغيره، وله شاهد ضعيف عند أبي داود، ح:٤٤٩٠، وقال الحافظ: "ولا بأس بإسناده"، وللحديث طرق لم يصح منها شيء، انظر الحديث الآتي.

ابْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوحَفْصٍ الْأَبَّارُ، جَمِيعاً عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُقَامُ الْحُدُودُ فِي الْمَسَاجِدِ».

لگائی جائیں۔''

٢٦٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبٍ [يُحَدِّثُ] عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ جَلْدِ الْحَدِّ فِي الْمَسَاجِدِ.

۲۶۰۰-حضرت عمرو بن شعیب ؒ نے اپنے والد سے' اور انھوں نے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجدوں میں حد لگانے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ باب کی دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے انھیں حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني: ۷/ ۲۷۱' ۲۷۲) مسجد ذکر الٰہی' نماز اور وعظ ونصیحت کے لیے ہے۔ مار پیٹ اور سزا دینا مسجد کے اندر مناسب نہیں۔ ② اس ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ جسے سزا دی جائے گی' وہ چیخے چلائے گا اور حاضرین بھی باتیں کریں گے تو شور ہوگا۔ ہاتھ وغیرہ کاٹنے کی صورت میں مسجد میں خون گرے گا جو مسجد کی طہارت وصفائی کے منافی ہے' اس لیے مسجد میں حد لگانے سے مسجد کا تقدس مجروح ہوتا ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ التَّعْزِيرِ (التحفة ٣٢)

باب: ۳۲- تعزیر کا بیان

٢٦٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ

۲۶۰۱-حضرت ابو بردہ بن نیار ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اللہ کی مقرر کردہ حدوں میں سے کسی حد کے علاوہ کسی (مجرم) کو دس سے زیادہ کوڑے نہ مارے جائیں۔''

٢٦٠٠- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة"، وانظر، ح: ٣٣٠.

٢٦٠١- أخرجه البخاري، الحدود، باب: كم التعزير والأدب، ح: ٦٨٤٨ من طريق الليث، ومسلم، الحدود، باب قدر أسواط التعزير، ح: ١٧٠٨ من طريق بكير به.

ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا يُجْلَدُ أَحَدٌ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ، إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ».

٢٦٠٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ ابْنُ كَثِيرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُعَزِّرُوا فَوْقَ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ».

٢٦٠٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس کوڑوں سے زیادہ تعزیر نہ لگاؤ۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دے کر کہا ہے کہ سابقہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے' یعنی یہ روایت معناً صحیح ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ روایت کو ماقبل روایت کی وجہ سے حسن قرار دیا ہے۔ ② سزا کی دو قسمیں ہیں: (ا) حدوہ سزا ہے جس کی مقدار شریعت نے مقرر کر دی ہے' مثلاً: قتل کی سزا قصاص' یا قذف کی سزا اسی (۸۰) کوڑے۔ اس میں کمی بیشی جائز نہیں۔ (ب) تعزیر وہ سزا ہے جس کی مقدار مقرر نہیں کی گئی بلکہ حاکم یا قاضی موقع محل کی مناسبت سے یا جرم کی شدت کے لحاظ سے مناسب مقدار کی سزا دے سکتا ہے' خواہ وہ کوڑوں کی صورت میں ہو' یا قید یا جرمانے کی صورت میں۔ ③ اگر تعزیر کوڑوں کی صورت میں ہو تو اس کے لیے یہ حد مقرر ہے' تاہم جرم شدید ہونے کی صورت میں دوسری تعزیری سزا قید یا جرمانے وغیرہ کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٣٣) - بَابٌ: اَلْحَدُّ كَفَّارَةٌ (التحفة ٣٣)

باب: ٣٣- حد لگنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے

٢٦٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ،

٢٦٠٣- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس شخص سے حد کے قابل جرم سرزد ہو جائے' پھر اسے جلدی

٢٦٠٢ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل عباد بن كثير، انظر، ح: ١٤٦٢، وله شاهد عند الطبراني (الأوسط: ٨/ ٢٦٠، ح: ٧٥٢٤، ونصب الراية: ٣/ ٣٥٤)، والعقيلي: ١/ ٦٥، وقال: "إبراهيم بن محمد شامي مجهول، حديثه منكر غير محفوظ"، والحديث السابق يغني عنه.

٢٦٠٣ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب الحدود كفارات لأهلها، ح: ١٧٠٩ من طريق خالد الحذّاء به.

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَصَابَ مِنكُمْ حَدًّا، فَعُجِّلَتْ لَهُ عُقُوبَتُهُ، فَهُوَ كَفَّارَتُهُ. وَإِلَّا، فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ».

(دنیا ہی میں) سزا مل جائے تو یہ اس کا کفارہ بن جاتی ہے۔ ورنہ (اگر وہ دنیوی سزا سے بچ جائے تو) اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔''

فوائد ومسائل: ① کسی جرم پر دنیا میں اسلامی سزا مل جانے سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ ② ممکن ہے ایک آدمی مجرم ہو لیکن کسی کو اس کے جرم کا علم نہ ہو سکے یا عدالت میں اس پر جرم ثابت نہ ہو سکے تو اس شخص کے گناہ کی معافی یقینی نہیں۔ ③ معاملہ اللہ کے سپرد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ممکن ہے توبہ کی وجہ سے' یا کسی بڑی نیکی کی وجہ سے اس کا یہ گناہ معاف ہو جائے اور اس طرح وہ آخرت کی سزا سے بچ جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے قبر میں یا میدانِ حشر میں یا جہنم میں سزا برداشت کرنی پڑے اور اس کے بعد اسے معافی ملے۔

٢٦٠٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَصَابَ فِي الدُّنْيَا ذَنْباً، فَعُوقِبَ بِهِ، فَاللهُ أَعْدَلُ مِنْ أَنْ يُثَنِّيَ عُقُوبَتَهُ عَلَى عَبْدِهِ. وَمَنْ أَذْنَبَ ذَنْباً فِي الدُّنْيَا، فَسَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ، فَاللهُ أَكْرَمُ [مِنْ] أَنْ يَعُودَ فِي شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ».

٢٦٠٤- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے دنیا میں کوئی گناہ سرزد ہو جائے' پھر اسے (دنیا میں) اس کی سزا مل جائے تو اللہ تعالیٰ کے انصاف سے بعید ہے کہ اپنے بندے کو دوبارہ اس (گناہ) کی سزا دے۔ اور جس نے دنیا میں کوئی گناہ کیا' پھر اللہ نے اس کا پردہ رکھ لیا تو اللہ کے کرم سے بعید ہے کہ جس گناہ کو معاف کر دیا ہے' دوبارہ اس کی سزا دے۔''

(المعجم ٣٤) - بَابُ الرَّجُلِ يَجِدُ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو (مشغول) دیکھے

٢٦٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمَدِينِيُّ أَبُو عُبَيْدٍ قَالَا:

٢٦٠٥- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ انصاری ؓ نے عرض کیا: اے

٢٦٠٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء لا يزني الزاني وهو مؤمن، ح: ٢٦٢٦ من حديث حجاج به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه الحاكم: ١/٧، والذهبي * أبوإسحاق عنعن، تقدم، ح: ٤٦، ١٠٣٩.

٢٦٠٥ـ أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٤٩٨ من حديث الدراوردي به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! اَلرَّجُلُ يَجِدُ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا». قَالَ سَعْدٌ: بَلٰى. وَالَّذِي أَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِسْمَعُوا مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ».

اللہ کے رسول! اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس کسی (اجنبی) مرد کو پائے تو کیا اسے قتل کر دے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' حضرت سعد ؓ نے کہا: کیوں نہیں؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق (اور سچے دین) سے سرفراز فرمایا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''سنو! تمھارا سردار کیا کہتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بدکاری کا ارتکاب کرنے والے مرد اور عورت کو جو شخص عین جرم کی حالت میں دیکھ لے تو اسے بھی یہ حق نہیں کہ انھیں قتل کر دے۔ ② اس صورت میں اسے چاہیے کہ تین مردوں کو گواہی میں شریک کرے حتی کہ وہ چاروں انھیں جرم کی حالت میں دیکھ لیں۔ ③ گواہی مکمل ہونے پر عدالت ایسے مرد اور عورت کو شرعی سزا (رجم یا سو کوڑوں کی سزا) دے گی۔ ④ گواہی کا یہ نصاب مقرر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اپنی کسی ناراضی کی وجہ سے کسی کو قتل کر دے اور بعد میں کہہ دے کہ میں نے اسے زنا کرتے دیکھا تھا۔ ⑤ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کسی سے ملوث دیکھتا ہے تو اس کے لیے طلاق اور لعان کا راستہ موجود ہے لہٰذا قانون ہاتھ میں لینا اور بیوی کو قتل کر دینا جائز نہیں۔ ⑥ حضرت سعد بن عبادہ ؓ کا کلام ان کی غیرت کا مظہر ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کے جذبۂ غیرت کی تحسین فرمائی لیکن انھیں یہ اختیار نہیں دیا کہ مجرم کو خود ہی قتل کر دیں۔

٢٦٠٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ دَلْهَمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْمُحَبَّقِ قَالَ: قِيلَ لِأَبِي ثَابِتٍ، سَعْدِ ابْنِ عُبَادَةَ، حِينَ نَزَلَتْ آيَةُ الْحُدُودِ، وَكَانَ رَجُلًا غَيُورًا: أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّكَ وَجَدْتَ مَعَ

٢٦٠٦- حضرت سلمہ بن محبق ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: جب حدود کی آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو ثابت سعد بن عبادہ ؓ جو بہت غیرت مند آدمی تھے ان سے کسی نے کہا: اگر آپ اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کو پائیں تو کیا کریں گے؟ انھوں نے کہا: میں تو دونوں کو تلوار مار (کر قتل کر) دوں گا۔ کیا میں

٢٦٠٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في الرجم، ح: ٤٤١٧ من حديث الفضل بن دلهم به * الفضل بن دلهم لين ورمي بالاعتزال، (ومن حديث وكيع تعليقًا، ح: ٤٤١٧).

امْرَأَتِكَ رَجُلاً، أَيَّ شَيْءٍ كُنْتَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: كُنْتُ ضَارِبَهُمَا بِالسَّيْفِ. أَنْتَظِرُ حَتَّى أَجِيءَ بِأَرْبَعَةٍ؟ إِلَى مَا ذَاكَ قَدْ قَضَى حَاجَتَهُ وَذَهَبَ. أَوْ أَقُولُ: رَأَيْتُ كَذَا وَكَذَا. فَتَضْرِبُونِي الْحَدَّ وَلاَ تَقْبَلُوا لِي شَهَادَةً أَبَداً. قَالَ: فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «كَفَى بِالسَّيْفِ شَاهِدًا». ثُمَّ قَالَ: «لاَ. إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَتَابَعَ فِي ذٰلِكَ السَّكْرَانُ وَالْغَيْرَانُ».

انتظار کروں کہ چار گواہ لے کر آؤں؟ اس وقت تو وہ (مجرم) اپنا کام کر کے جا چکا ہوگا۔ اور اگر میں کہوں کہ میں نے ایسا ایسا معاملہ دیکھا ہے تو تم مجھے (بہتان کی) حد لگاؤ گے اور آئندہ کبھی میری گواہی قبول نہیں کرو گے۔ یہ بات نبی ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تلوار کی گواہی کافی ہے۔'' پھر فرمایا: ''نہیں' مجھے ڈر ہے کہ نشے والے اور غیرت مند پے در پے قتل کرنے لگیں گے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ، يَعْنِي ابْنَ مَاجَةَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ: هٰذَا حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيِّ. وَفَاتَنِي مِنْهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام ابوزرعہ سے سنا' وہ کہہ رہے تھے: یہ علی بن محمد طنافسی کی حدیث ہے' اور مجھ سے اس کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہے۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- باپ کی وفات کے بعد سوتیلی ماں سے نکاح کرنے والے کی سزا

٢٦٠٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ. ح: وَحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، جَمِيعاً عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مَرَّ بِي خَالِي، سَمَّاهُ هُشَيْمٌ، فِي حَدِيثِهِ، الْحَارِثَ بْنَ عَمْرٍو وَقَدْ عَقَدَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِوَاءً. فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ

٢٦٠٧- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے ماموں (حضرت حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ) میرے پاس سے گزرے' انھیں رسول اللہ ﷺ نے ایک جھنڈا دے کر (کسی مہم پر) روانہ فرمایا تھا۔ میں نے کہا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی طرف (اسے سزا دینے کے لیے) روانہ فرمایا ہے' اس نے باپ کے

٢٦٠٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في الرجل يزني بحريمه، ح:٤٤٥٧ من حديث عدي به، وصححه ابن الجارود، ح:٦٨١، وله طرق عند أبي داود، ح:٤٤٥٦، وابن حبان، ح:١٥١٦، والترمذي، والحاكم: ٢/ ١٩١ وغيرهم.

تُرِيدُ؟ فَقَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ. فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ.

مرنے کے بعد اس کی بیوی (اپنی سوتیلی والدہ) سے نکاح کر لیا ہے۔ نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کی گردن اڑا دوں۔

فوائد و مسائل: ① کسی محرم خاتون سے نکاح کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ② اس جرم کی سزا یہ ہے کہ مجرم کو قتل کر دیا جائے۔ ③ حرام نکاح کی سزا زنا والی سزا (رجم) نہیں۔

٢٦٠٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، ابْنُ أَخِي الْحُسَيْنِ الْجُعْفِيِّ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مَنَازِلَ التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي كَرِيمَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ، أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَأُصَفِّيَ مَالَهُ.

٢٦٠٨- حضرت معاویہ بن قرہ ؒ نے اپنے والد حضرت قرہ بن ایاس ؓ سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی طرف بھیجا جس نے اپنے والد کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا (اور مجھے حکم دیا) کہ میں اسے قتل کر دوں اور اس کا مال ضبط کر لوں۔

فائدہ: قتل کرنا حد ہے اور مال ضبط کرنا تعزیر یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے اس پر حد اور تعزیر دونوں کو نافذ فرمایا۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيهِ (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا' یا اپنے آزاد کرنے والے کے علاوہ کسی اور کو مولیٰ (آزاد کرنے والا) قرار دینا

٢٦٠٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الضَّيْفِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ

٢٦٠٩- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے باپ کے

٢٦٠٨_ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ١٩/ ٢٤ من حديث ابن إدريس به، علی تصحيف فيه، وصححه البوصيري.

٢٦٠٩_ [صحيح] * محمد بن أبي الضيف مستور، وتابعه وهيب عند ابن حبان(موارد)، ح: ١٢١٧ وغيره، وإسناده صحيح، وله شاهد عند مسلم في صحيحه، الحج، باب فضل المدينة ... الخ، ح: ١٣٧٠، وأصله في صحيح البخاري، ح: ١٨٧٠، ٣١٧٢، ٣١٧٩، ٦٧٥٥، ٧٣٠٠.

عُثْمَانَ بْنِ [خُثَيْمٍ]، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ انْتَسَبَ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

سوا کسی اور کی طرف نسبت کرے اور جو (غلام یا لونڈی) اپنے مولیٰ (آزاد کرنے والے) کے علاوہ کسی اور کو اپنا مولیٰ قرار دے اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔"

٢٦١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا وَأَبَا بَكْرَةَ، وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَوَعَى قَلْبِي مُحَمَّدًا ﷺ [يَقُولُ]: «مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ».

٢٦١٠- حضرت سعد اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں میں سے ہر ایک نے فرمایا: میرے کانوں نے حضرت محمد ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے: "جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرتا ہے اس پر جنت حرام ہے۔"

فوائد ومسائل: ① نسب کے ثبوت پر بہت سے معالات کا انحصار ہے مثلاً: (ا) محرم اور نامحرم کی پہچان۔ (ب) وراثت کی تقسیم وغیرہ اس لیے شریعت اسلامیہ میں نسب کی حفاظت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ ② آزاد کرنے والے اور آزاد ہونے والے کے درمیان جو تعلق قائم ہوتا ہے اسے ولاء کہتے ہیں اس پر بھی بعض شرعی مسائل کا انحصار ہے مثلاً: نسبی وارثوں کی غیر موجودگی میں وراثت کی تقسیم وغیرہ۔ ③ نسب اور ولاء کا جو تعلق قدرتی طور پر قائم ہو گیا ہے اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اس لیے شریعت میں منہ بولے بیٹے یا بھائی وغیرہ جیسے مصنوعی رشتوں کی کوئی قانونی اور شرعی حیثیت نہیں۔ ④ باپ کے سوا کسی اور کو اپنا والد قرار دینا حرام ہے البتہ احترام کے طور پر کسی کو چچا کہہ دینا یا پیار سے کسی کو بیٹا کہہ دینا اس میں شامل نہیں۔ حرمت اس وقت ہے جب اس مصنوعی رشتے کو اصلی رشتے کا مقام دینے کی کوشش کی جائے۔ ⑤ آزاد کردہ غلام کے لیے جائز نہیں کہ کسی اور قبیلے سے تعلق قائم کرنے کے لیے اس قبیلے کے کسی فرد کو اپنا آزاد کرنے والا قرار دے۔ اس کی وجہ سے بعض شرعی معاملات میں مشکل پیش آ سکتی ہے اس کے علاوہ یہ ایک بڑی احسان فراموشی بھی ہے۔

٢٦١٠- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان، ح: ٤٣٢٧ من حديث عاصم، ومسلم، الإيمان، باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم، ح: ٦٣ من حديث أبي معاوية من حديث عاصم الأحول به.

٢٦١١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ».

۲۶۱۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے والد کے سوا کسی اور کی طرف نسبت کرتا ہے تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا' حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کے فاصلے سے محسوس ہوتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اصل باپ کے سوا کسی دوسرے آدمی کو اپنا باپ قرار دینا حرام ہے۔ ② جنت کی خوشبو نہ پانے کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا بلکہ جنت کے قریب بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ ③ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جہنم میں جائے گا' سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس کی کسی بڑی نیکی کی وجہ سے یا اپنی خاص رحمت سے اسے معاف فرمادے۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ مَنْ نَفَى رَجُلًا مِنْ قَبِيلَتِهِ (التحفة ٣٧)

باب: ۳۷- کسی کو قبیلے سے خارج قرار دینا

٢٦١٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ .ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ .ح: وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ حَيَّانَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَقِيلِ بْنِ طَلْحَةَ السُّلَمِيِّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ هَيْصَمٍ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: أَتَيْتُ

۲۶۱۲- حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں قبیلۂ کندہ کے وفد میں شامل ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وفد کے لوگ مجھے اپنا افضل فرد سمجھتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ لوگ ہم میں سے (ہمارے قبیلے میں سے) نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ ہم اپنی ماں کو تہمت نہیں لگاتے اور اپنے باپ سے لاتعلق نہیں ہوتے۔''

٢٦١١ـ [صحيح] وصححه البوصيري، قلت: عبدالكريم الجزري لم ينفرد به، تابعه الحكم عند أحمد: ٢/ ١٩٤، ١٧١ عن مجاهد به، والراجح سبعين عامًا، دون خمس مائة عام، والله أعلم.

٢٦١٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١١، ٢١٢ من حديث حماد بن سلمة به، ومسلم بن هيصم، روى عنه جماعة، وذكره ابن حبان في الثقات، وأخرج عنه مسلم في صحيحه، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي وَفْدِ كِنْدَةَ، وَلَا يَرَوْنِي إِلَّا أَفْضَلَهُمْ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَلَسْتُمْ مِنَّا؟ فَقَالَ: «نَحْنُ بَنُو النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ، لَا نَقْفُو أُمَّنَا، وَلَا نَنْتَفِي مِنْ أَبِينَا».

قَالَ: فَكَانَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ يَقُولُ: لَا أُوتَى بِرَجُلٍ نَفَى رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ، مِنَ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ، إِلَّا جَلَدْتُهُ الْحَدَّ.

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا جائے جو قریش کے کسی آدمی کو نضر بن کنانہ کی اولاد سے خارج قرار دے تو میں اسے (بہتان کی) حد لگاؤں گا۔

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ قبیلۂ قریش سے ہیں۔ قریش فہر بن مالک کا لقب ہے۔ فہر کی اولاد ہی قریشی کہلاتی ہے۔ مالک کے والد (فہر کے دادا) کا نام نضر بن کنانہ ہے۔ (دیکھیے: الرحیق المختوم ص: ۷۵) ② جب کسی کو یہ کہا جائے کہ یہ اس شخص سے نہیں جس کا بیٹا سمجھا جاتا ہے تو اس کا مطلب اس کی ماں پر زنا کی تہمت ہے لہٰذا یا تو وہ شخص اپنا الزام ثابت کرے ورنہ اسے اسی (۸۰) کوڑے سزا ملے گی۔ ③ زنا کا الزام صریح الفاظ میں لگایا جائے یا اشارتاً دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہے۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ الْمُخَنَّثِينَ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۸- ہیجڑوں کا بیان

٢٦١٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ الْجُرْجَانِيُّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ [بِشْرًا] بْنَ نُمَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَكْحُولًا يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَجَاءَهُ عَمْرُو بْنُ [قُرَّةَ] فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ قَدْ كَتَبَ عَلَيَّ الشِّقْوَةَ. فَمَا أُرَانِي أُرْزَقُ إِلَّا مِنْ دُفِّي

۲۶۱۳- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ (ایک ہیجڑا) عمرو بن قرہ آ گیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ نے میری قسمت میں بدبختی لکھ دی (کہ میں ہیجڑا ہوں۔) میرے رزق کا ذریعہ صرف ہاتھ سے دف بجانا ہے تو آپ مجھے ایسے گانے کی اجازت دے دیجیے جس میں بے حیائی کی باتیں نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے

٢٦١٣- **[إسناده موضوع]** أخرجه الطبراني: ٨/ ٦٠، ٦١، ح: ٧٣٤٢ من حديث الحسن بن أبي الربيع به، وضعفه البوصيري، ونقل عن يحيى بن سعيد القطان قال في بشر بن نمير: كان ركنًا من أركان الكذب، ونقل عن أحمد قال في يحيى بن العلاء: "كان يضع الحديث".

بِكَفِّي. فَأْذَنْ لِي فِي الْغِنَاءِ، فِي غَيْرِ فَاحِشَةٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا آذَنُ لَكَ، وَلَا كَرَامَةَ، وَلَا نُعْمَةَ عَيْنٍ. كَذَبْتَ، أَيْ عَدُوَّ اللهِ لَقَدْ رَزَقَكَ اللهُ طَيِّباً حَلَالًا، فَاخْتَرْتَ مَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْكَ مِنْ رِزْقِهِ مَكَانَ مَا أَحَلَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ مِنْ حَلَالِهِ. وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ إِلَيْكَ لَفَعَلْتُ بِكَ وَفَعَلْتُ. قُمْ عَنِّي، وَتُبْ إِلَى اللهِ. أَمَا إِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ، بَعْدَ التَّقْدِمَةِ إِلَيْكَ، ضَرَبْتُكَ ضَرْباً وَجِيعاً، وَحَلَقْتُ رَأْسَكَ مُثْلَةً، وَنَفَيْتُكَ مِنْ أَهْلِكَ، وَأَحْلَلْتُ سَلَبَكَ نُهْبَةً لِفِتْيَانِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ».

اجازت نہیں دیتا۔ نہ تیری عزت کرتا ہوں۔ نہ (تیری درخواست قبول کر کے) تیری آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہوں۔ اللہ کے دشمن! تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ نے تجھے پاک اور حلال رزق دیا لیکن تو نے اللہ کے حلال کیے ہوئے کو چھوڑ کر اس کا حرام کیا ہوا رزق پسند کیا۔ اگر میں نے پہلے بھی تجھے (اس کام سے) منع کیا ہوتا تو (آج) میں تجھے سخت سزا دیتا۔ میرے پاس سے چلا جا اور اللہ کے آگے توبہ کر۔ سن لے! اگر تو نے یہ کام میرے منع کرنے کے بعد کیا ہوتا تو میں تیری سخت پٹائی کرتا اور تیرا سر مونڈ کر تیری شکل بگاڑ دیتا اور تجھے تیرے خاندان سے نکال کر جلا وطن کر دیتا اور تیرا مال مدینے کے جوانوں کو لوٹ لینے کی اجازت دے دیتا۔''

فَقَامَ عَمْرٌو، وَبِهِ مِنَ الشَّرِّ وَالْخِزْيِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللهُ.

عمرو اتنا ذلیل اور رسوا ہو کر گیا کہ اس کی حالت اللہ ہی جانتا ہے۔

فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هٰؤُلَاءِ الْعُصَاةُ. مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِغَيْرِ تَوْبَةٍ، حَشَرَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا كَانَ فِي الدُّنْيَا مُخَنَّثاً عُرْيَاناً لَا يَسْتَتِرُ مِنَ النَّاسِ بِهُدْبَةٍ، كُلَّمَا قَامَ صُرِعَ».

جب وہ اٹھ گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ نافرمان لوگ ہیں۔ ان میں سے جو کوئی توبہ کیے بغیر مر جائے گا تو اللہ عزوجل اسے قیامت کو اسی حالت میں اٹھائے گا جیسے کہ وہ دنیا میں تھا' یعنی مخنث اور ننگا۔ اس کے پاس لوگوں سے جسم چھپانے کے لیے ایک چیتھڑا بھی نہیں ہو گا۔ جب بھی (چلنے کے لیے) اٹھے گا بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔''

٢٦١٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۶۱۴- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت

٢٦١٤_[صحيح] تقدم، ح: ١٩٠٢.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَسَمِعَ مُخَنَّثاً وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: إِنْ يَفْتَحِ اللهُ الطَّائِفَ غَداً، دَلَلْتُكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ».

ہے کہ نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو سنا کہ ایک مخنث حضرت عبداللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے کہہ رہا تھا: اگر کل اللہ تعالیٰ نے طائف میں فتح نصیب فرما دی تو میں تجھے ایک عورت دکھاؤں گا جو آتی ہے تو جسم میں چار بل پڑتے ہیں اور جاتی ہے تو آٹھ بل پڑتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”انھیں اپنے گھروں سے نکال دیا کرو۔“

فوائد ومسائل: ① مخنث سے مراد وہ انسان ہے جس کے صنفی اعضاء میں مردوں اور عورتوں دونوں سے مشابہت پائی جائے۔ ایسا شخص شادی شدہ زندگی گزارنے کے قابل نہیں ہوتا' نہ بحیثیت مرد کے اور نہ بحیثیت عورت کے' البتہ اگر ایک صنف سے مشابہت زیادہ ہو تو اسی صنف میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ② عرب میں ایسے افراد مردانہ لباس پہنتے اور مردوں کی طرح گھر سے باہر کے کام کرتے ہیں۔ ③ ان میں جو شخص عورتوں کے خاص معاملات سے دلچسپی رکھتا ہو اس سے پردہ کرنا چاہیے۔ ④ ان میں سے جس شخص کو صنفی معاملات سے دلچسپی نہ ہو' صرف کھانے پینے کا خیال ہو' انھیں ﴿غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ﴾ (النور ۲۴:۳۱) یعنی ”خواہش نہ رکھنے والے مردوں“ میں شمار کیا جا سکتا ہے' لہٰذا ان سے عورتوں پر پردہ فرض نہیں۔
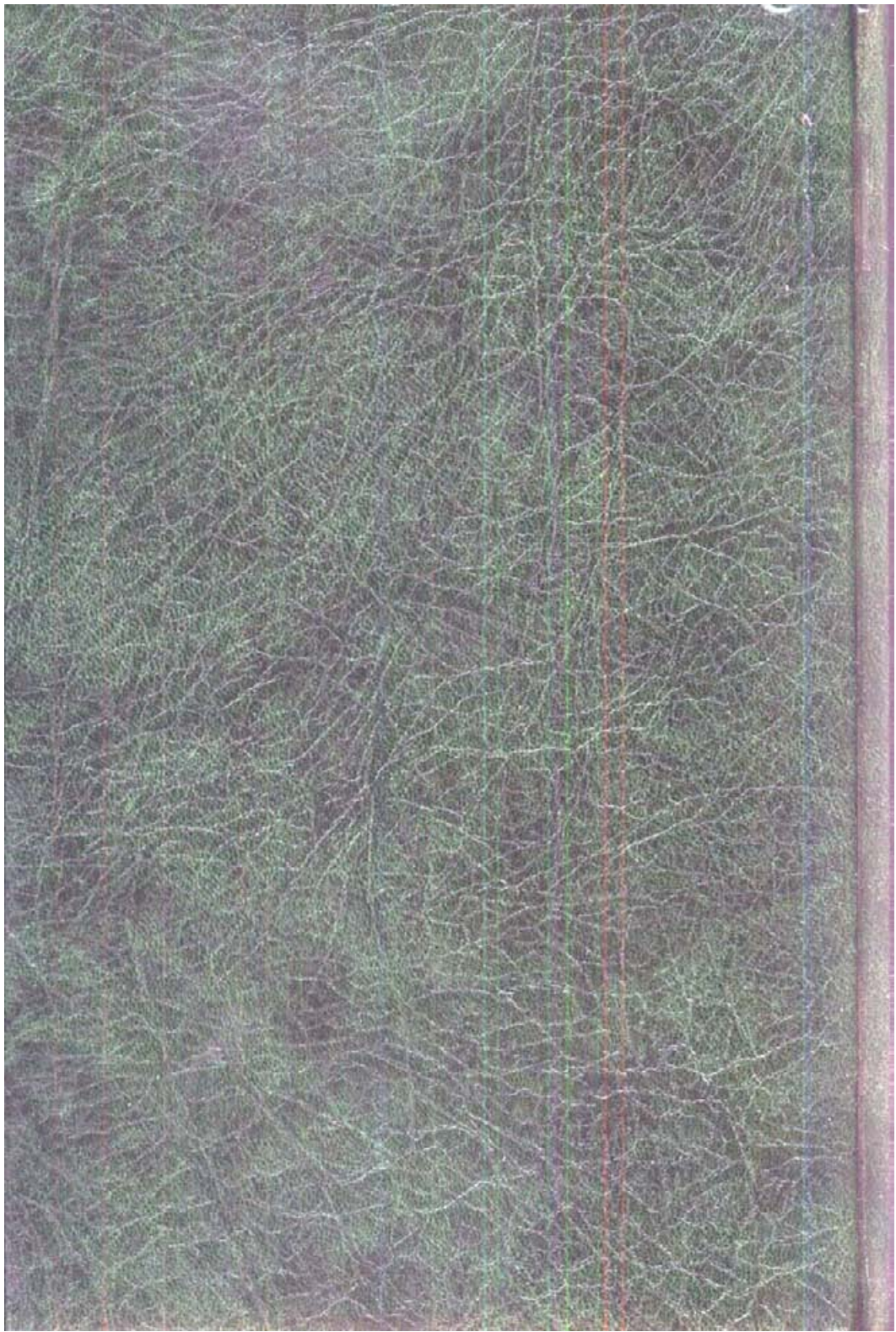
سُنن ابن ماجہ (اردو) (مترجم)

جلد چہارم

أبواب الديات - أبواب الطبّ

أحاديث: 2615 - 3549

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

ترجمہ وفوائد: مولانا عطاء اللہ ساجد

تحقیق وتخریج: حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی

دارالسلام

2446

دارُالسّلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.darussalam.com

* الریاض۔ العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 * الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 * سویلم فون: 2860422 01
* مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 * قصیم (بریدہ): فون / فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
* مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 * مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155
* جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 * الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
* ینبع البحر فون / فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 * خمیس مشیط فون / فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ * ہوسٹن فون: 7220419 713 001 * نیویارک فون: 6255925 718 001
لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

* 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
موبائل: 4212174 0321-8484569 0322 * غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی طارق روڈ بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937
اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون / فیکس: 2281513 51 0092 موبائل: 5370378 0321

ح مکتبة دارالسلام، ١٤٢٨ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
ابن ماجه، محمد بن يزيد
سنن ابن ماجه اللغة الاردية. / محمد بن يزيد ابن ماجه - الرياض، ١٤٢٨ هـ
ص: ٦٥٢ مقاس: ١٤×٢١ سم
ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨ (مجموعة)
١-١-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ٤)
١- الحديث - سنن ٢- الحديث - الكتب الستة أ. العنوان
ديوي ٢٣٥,٦ ١٤٢٨/٤٨٩٨
رقم الإيداع: ١٤٢٨/٤٨٩٨
ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨
١-١-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ٤)

جلد چہارم

سُنن ابنِ ماجہ

(مترجم)

أبواب الديات ... أبواب الطب   احادیث: 2615 ... 3549

تالیف

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ   حافظ آصف اقبال حفظہ اللہ

مولانا ابو محمد محمد اجمل حفظہ اللہ   حافظ عبدالخالق حفظہ اللہ

مولانا عثمان منیب حفظہ اللہ

دار السلام DARUSSALAM

فہرست مضامین (جلد چہارم)

دیت کی لغوی واصطلاحی تعریف اور اس کے احکام ومسائل

* دِیت کی لغوی تعریف: الدية : و ذی یدی سے مصدر ہے جس کے معنی ہیں: خون بہا' یعنی مقتول کے ولی کو قاتل کی طرف سے جان کے بدلے میں دیا جانے والا مال' اس کی جمع الدیات آتی ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں: [وَدَيْتُ الْقَتِيلَ' أَيْ أَعْطَيْتُ دِيَتَهُ] ''میں نے مقتول کی دیت ادا کی۔'' دیت کو عَقْل بھی کہا جاتا ہے۔ عقل کے معنی باندھنے کے ہیں۔ عربوں کے ہاں رواج تھا کہ وہ مقتول کی دیت کے اونٹ اس کے گھر کے صحن میں باندھ دیتے تھے' اس لیے دیت کو عقل سے تعبیر کیا جانے لگا۔ (فقه السنة: ۲/ ۵۱۷' طبع دار الفکر' بیروت' ۱۴۱۷ھ)

* اصطلاحی تعریف: دیت سے مراد وہ مال ہے جو کسی آزاد آدمی کو قتل کرنے یا اس کے کسی عضو کو تلف کرنے کی صورت میں مظلوم یا اس کے ورثاء کو ادا کرنا مجرم پر واجب ہوتا ہے اور اس کی مقدار شریعت میں مقرر ہے۔ یہ اجتہادی مسئلہ نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الفقهية: ۲۱/ ۴۴' الطبعة الثانية: ۱۴۱۲ھ' ۱۹۹۲ء)

* دیت کی مشروعیت: اللہ رب العزت نے مسلمانوں کا مال اور جان دوسروں پر محترم قرار دیا ہے' لہٰذا فریقین میں سے کسی ایک پر ظلم وزیادتی کی صورت میں تاوان' جرمانہ' ہرجانہ یا خون بہا کی صورت میں سزا مقرر کردی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ﴾ (النساء۴:۹۲) ''اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کردے تو اس پر ایک مسلمان غلام آزاد کرنا اور مقتول کے رشتے داروں کو خون بہا ادا کرنا لازم ہے۔'' نبی اکرم ﷺ نے دیت کی مشروعیت کی بابت یوں فرمایا ہے: [مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ' إِمَّا يُودٰى وَإِمَّا يُقَادُ] (صحيح البخاري' الديات' باب من قتل له قتيل فهو بخير النظرين' حديث :٦٨٨٠) ''جس کا کوئی آدمی قتل کردیا جائے تو اسے دو چیزوں کا اختیار ہے' اسے دیت دی جائے یا قصاص دلایا جائے۔''

* دیت کی ادائیگی: دیت کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں: ① اگر قاتل نے عمداً قتل کیا ہے اور مقتول کے ورثاء قصاص کی بجائے دیت لینے پر راضی ہو گئے ہیں تو اس صورت میں قاتل خود دیت ادا کرے گا۔ ② اگر قتل خطا' یعنی غلطی سے قتل ہوا ہے یا قتل شبہ عمد ہے تو اس صورت میں دیت قاتل کے رشتے داروں پر ہوگی۔

* دیت کی مقدار اور تعیین: اللہ تعالیٰ نے انسانی جان اور انسانی اعضاء کو بلاوجہ تلف کرنے پر شدید وعیدیں بیان فرمائی ہیں اور سخت سزائیں بھی مقرر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کی جان کس قدر قیمتی ہے، اس کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کیا جا سکتا ہے: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ (المآئدۃ۵:۳۲) ''جو شخص کسی کو قتل کردے' بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد کرنے والا ہو تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور جو شخص کسی ایک جان کو (ناحق قتل ہونے سے) بچائے تو گویا اس نے تمام لوگوں کی جان بچائی۔'' لہٰذا کسی محترم اور معصوم جان کو ختم کرنے کی سزا نہایت سخت رکھی گئی ہے حتی کہ اگر غلطی سے بھی کسی کی جان ضائع کردی جائے یا اسے زخمی کردیا جائے یا اس کے کسی عضو کو نقصان پہنچایا جائے تو اس پر بھی شریعت اسلامی میں سزائیں مقرر ہیں' علاوہ ازیں کوئی حاکم وقت یا قاضی وغیرہ اپنی مرضی سے ان میں ردّ و بدل نہیں کرسکتا۔

اسلامی قانون میں انسان کے مختلف حالات، یعنی مسلمان، آزاد، غلام، مذکر اور مؤنث ہونے کے اعتبار سے الگ الگ دیتیں مقرر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

① اگر مقتول مسلمان آزاد مرد تھا تو اس کی دیت سو اونٹ ہے۔ اگر اونٹ میسر نہ ہوں تو ایک ہزار مثقال سونا یا بارہ ہزار درہم چاندی یا دو سو گائیں یا دو ہزار بھیڑ بکریاں ادا کی جائیں گی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں والوں پر سو اونٹ، گایوں والوں پر دو سو گائیں اور بکریوں والوں کے ذمے دو ہزار بکریاں بطور دیت ادا کرنا فرض قرار دیا۔ (سنن أبي داود، الديات، باب الدية كم هي، حديث: ۴۵۴۳، ۴۵۴۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنو عدی کا ایک آدمی قتل ہو گیا تو آپ نے اس کی دیت بارہ ہزار درہم طے فرمائی۔ (سنن أبي داود، الديات، باب الدية كم هي، حديث: ۴۵۴۶) حضرت عمرو بن حزم کے نوشتے میں ہے کہ سونے کی شکل میں ادا کرنے والوں پر دیت ایک ہزار دینار ہے۔ (سنن النسائي، القسامة، ذكر حديث عمرو ابن حزم في......، حديث: ۴۸۵۷)

② آزاد اہل کتاب شخص، خواہ ذمی ہو یا امن حاصل کرنے والا یا حلیف، اس کی دیت آزاد مسلمان آدمی کی دیت کا نصف ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ ''اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی دیت مسلمانوں کی دیت سے نصف ہے۔'' (سنن أبي داود، الديات، باب الدية كم هي، حديث: ۴۵۴۲، و مسند أحمد: ۲/۱۸۳، ۲۲۴)

③ مجوسی، خواہ ذمی ہو یا حلیف یا پناہ لینے والا، یا کوئی بت پرست حلیف ہو یا پناہ لینے والا، اس کی دیت آٹھ سو اسلامی درہم ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔'' (الكامل لابن عدي: ۵/۳۴۷، في ترجمة عبدالله بن صالح، والسنن الكبرى للبيهقي: ۸/۱۰۱)

④ اہل کتاب، مجوس اور بت پرستوں کی عورتوں کی دیت ان کے مردوں کی دیت سے نصف ہے جیسا کہ مسلمان عورتوں کی دیت مسلمان مردوں کی دیت سے نصف ہے۔ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔'' (المغني والشرح الكبير: ۹/۵۳۲)

⑤ غلام یا لونڈی کی دیت وہی ہے جو اس کی مناسب قیمت ہو' خواہ وہ کتنی ہی ہو۔ اگر یہ قیمت آزاد آدمی کی دیت سے کم ہو تو متفقہ طور پر علماء کا یہی موقف ہے لیکن اگر غلام کی قیمت آزاد کی دیت کے برابر یا زیادہ ہو جائے تو امام احمد' امام مالک' امام شافعی اور ابو یوسف ؒ کا قول ہے کہ اس صورت میں بھی اس کی قیمت ہی ادا کی جائے گی' خواہ وہ کتنی ہی زیادہ ہو۔

⑥ جنین (پیٹ میں بچہ) لڑکا ہو یا لڑکی' جب وہ جنایت (جرم) کرنے والے کی جنایت کے سبب مر جائے تو اس ضمن میں ایک غلام یا لونڈی دیت ہے' یا اس کی قیمت پانچ اونٹ ادا کرنے ہوں گے' خواہ عمداً ایسا ہو یا خطأً' کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنولحیان کی ایک عورت کے بارے میں فیصلہ دیا جس کے پیٹ کا بچہ قتل کر دیا گیا تھا کہ اسے ایک غلام یا لونڈی دی جائے۔ (صحيح البخاري' الديات' باب جنين المرأة وأنّ العقل.....' حديث:٦٩٠٩' وصحيح مسلم' القسامة' باب دية الجنين' ووجوب الدية في......' حديث: ١٦٨١)

نوٹ: رسول اللہ ﷺ نے "قتل شبہ عمد" میں دیت کے اونٹوں میں ایک مزید کڑی شرط لگائی ہے جو قتل خطا کی دیت میں نہیں ہے' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دیت اونٹ ہی ہیں۔ تقریباً تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے اور یہی قول راجح ہے کیونکہ اونٹ کے علاوہ دیت میں دی جانے والی تمام اشیاء کی قیمت ہی کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ قتل کی مختلف صورتوں میں دیت کی تفصیل درج ذیل ہے: "قتل خطا" کی نسبت "قتل عمد" اور "قتل شبہ عمد" میں دیت کڑی ہے کہ سو اونٹوں کو تین حصوں میں یوں تقسیم کر دیا گیا ہے کہ تیس حقے (تین سالہ اونٹنیاں)' تیس جذعے (چار سالہ اونٹنیاں) اور چالیس حاملہ اونٹنیاں ہیں۔ (سنن ابن ماجه' الديات' باب من قتل عمدا' فرضوا بالدية' حديث:٢٦٢٦) "قتل خطا" کی دیت میں تخفیف ہے کہ سو اونٹوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے' یعنی تیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنیاں)' تیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنیاں)' تیس حقے (تین سالہ اونٹنیاں) اور دس ابن لبون (دو سالہ اونٹ) ہیں۔ (سنن ابن ماجه' الديات' باب دية الخطأ' حديث:٢٦٣٠) اگر قاتل مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق دیت ادا کر دے تو مقتول کے ورثاء کو چاہیے کہ وہ اسے قبول کر لیں' البتہ اگر قاتل چاہے تو اونٹوں کی مروجہ قیمت بھی بطور دیت ادا کر سکتا ہے۔

✸ **اعضاء کی دیت:** بعض علماء کے نزدیک انسان کے جسم کے کل اعضاء پینتالیس ہیں' ان میں سے بعض اعضاء ایک ایک ہیں اور بعض دو دو' اور کئی دو سے بھی زیادہ ہیں۔

- جسم کا جو عضو صرف ایک ہی ہے' مثلاً: ناک' زبان' آلۂ تناسل وغیرہ تو اگر کوئی اسے کاٹ دے تو اس کی دیت اتنی ہی ہے جتنی پورے انسان کی ہے۔ اور اس کی مقدار آدمی کی مختلف حیثیتوں کے اعتبار سے مختلف ہے۔ حیثیت سے مراد اس کا مرد' عورت' آزاد' غلام' لونڈی یا ذمی وغیرہ ہونا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عضو انسانی بدن میں ایک ہی پیدا کیا ہے اس کے ضائع ہونے سے اس کا فائدہ بالکل ختم ہو جاتا ہے تو گویا وہ جان جانے کے مترادف ہے' لہٰذا اس کی دیت بھی جان کی دیت ہے۔ اس مسئلے میں علماء کا اتفاق ہے۔ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے مکتوب میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور ناک کی مکمل دیت ہے جب اسے جڑ سے کاٹ دیا جائے اور زبان کی پوری دیت ہے...... اور آلۂ تناسل کے کاٹنے کی صورت میں مکمل دیت ہے۔ (سنن النسائي' القسامة' ذكر حديث عمرو بن حزم في......' حديث:۴۸۵۷)

- جسم کے جو اعضاء جوڑا جوڑا ہیں' مثلاً: آنکھیں' کان' ہونٹ' جبڑے' عورت کے پستان' مرد کی چھاتی' ہاتھ' ٹانگیں اور خصیے وغیرہ' اگر ایسے اعضاء دونوں ہی کاٹ دیے جائیں تو پورے انسان کی دیت ادا کرنی پڑے گی اور اگر ایک کاٹ دیا جائے تو اس میں آدھی دیت ہوگی کیونکہ ایسے دونوں اعضاء کی بقا میں انسان کی منفعت اور حسن و جمال مضمر ہے۔ (تفصیل کے لیے گزشتہ حوالہ دیکھیے) امام ابن قدامہ رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ ہمارے علم کے مطابق اس مسئلے میں کسی نے مخالفت نہیں کی' نیز علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ حضرت عمرو بن حزم کا مکتوب اہل علم میں معروف ہے اور جو احکام اس میں درج ہیں ان میں سے چند ایک کے سوا باقی تمام پر اہل علم کا اتفاق ہے۔

- بعض اعضاء تین اجزاء پر مشتمل ہوتے ہیں' ان تینوں کو کاٹ دینے کی صورت میں پوری دیت دینی ہوگی اور اگر ایک حصہ کاٹ دیا جائے تو اس کی دیت ایک تہائی ہے' مثلاً: ناک جو دو نتھنوں اور ان کی درمیانی ہڈی پر مشتمل ہے۔

❁ انسانی وجود میں جو چار چار اعضاء ہیں، ان چاروں کو کاٹ دینے کی صورت میں پوری دیت ہے اور اگر کم ہو تو دیت بھی اسی قدر کم ہو گی، مثلاً: چاروں پلکیں جن کا مقصد ظاہری خوبصورتی بھی ہے اور آنکھوں کو گرمی اور سردی سے بچانا بھی، ان کی بھی دیت ہے۔ ایک کی دیت چوتھائی حصہ، چاروں کی مکمل دیت۔

✱ **ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کی دیت:** دونوں ہاتھوں کی تمام انگلیوں کی مکمل دیت ہے۔ اسی طرح پاؤں کی انگلیوں کی مکمل دیت ہے، ایک انگلی کی دس اونٹ دیت ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کی دیت برابر ہے۔ ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔'' (جامع الترمذي، الديات، باب ماجاء في دية الأصابع، حديث:۱۳۹۱) صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''یہ انگلی اور یہ انگلی، یعنی چھنگلی اور انگوٹھا برابر ہیں۔'' (صحيح البخاري، الديات، باب دية الأصابع، حديث:٦٨٩٥)، نیز ہر انگلی میں تین جوڑ ہیں، ایک جوڑ کاٹ دینے کی صورت میں انگلی کا تیسرا حصہ دیت ہے۔ انگوٹھے میں دو جوڑ ہیں اور ایک جوڑ کی دیت ایک انگلی کا نصف، یعنی پانچ اونٹ ہے۔

✱ **دانتوں کی دیت:** ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے کیونکہ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے مکتوب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے، آپ نے فرمایا: ''ہر دانت کے بدلے میں پانچ اونٹ ہیں۔'' (سنن النسائي، القسامة، ذكر حديث عمرو بن حزم في......، حديث:٤٨٥٧) امام ابن قدامہ رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے اور اس میں کسی کا اختلاف ہمیں معلوم نہیں۔ (المغني والشرح الكبير: ٦١٢/٩)

✱ **منافع کی دیت:** منافع سے مراد وہ فوائد ہیں جو اعضائے جسمانی سے حاصل ہوتے ہیں، مثلاً: سننا، دیکھنا، سونگھنا، گفتگو کرنا اور چلنا وغیرہ۔ انھی منافع میں سے حواس اربعہ، مثلاً: دیکھنا، سونگھنا، چکھنا اور سننا ہیں، ان میں سے کوئی ایک حس ختم کر دی جائے تو اس کی کامل دیت ہے۔ امام ابن منذر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اہل علم کا اجماع ہے کہ سماعت کے ضائع ہو جانے پر پوری دیت ادا کی جائے گی، نیز امام ابن قدامہ نے اس پر اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے۔ دیکھیے: (المغني والشرح الكبير: ٥٩٦/٢)

سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے مکتوب میں ہے: ''سونگھنے کی قوت ضائع کر دینے کی صورت میں پوری دیت ہے۔'' (المغني والشرح الكبير:۹/۱۰۰)

- بولنے، سمجھنے، چلنے، کھانے نکاح (جماع) کرنے اور بول و براز کنٹرول کرنے کی قوت ختم کر دینے پر بھی مکمل دیت لازم ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک نہایت اہم اور انتہائی فائدہ مند ہے، نیز بدن میں مذکورہ قوتوں میں سے ہر ایک قوت ایک ہی ہوتی ہے، دو نہیں۔
- سر کے بال، ڈاڑھی کے بال، ابرو کے بال اور پلکوں کے بال: اگر ان میں سے کسی ایک مقام کو اس قدر متاثر کیا گیا کہ اس میں بال اُگنے کی استعداد اور صلاحیت باقی نہ رہی تو اس کی مکمل دیت ہے۔ اگر ایک ابرو ہو تو نصف دیت ہے۔ ایک پلک کی چوتھائی دیت ہے کیونکہ پلکیں چار ہیں۔

* سر اور چہرے کے زخموں کی دیت: ❁ وہ زخم جس سے جلد معمولی طور پر چھل جائے لیکن خون نہ نکلے، ایسے زخم کو اصطلاح میں حَارِصَہ کہتے ہیں۔

- وہ زخم جس سے معمولی سا خون نکل آئے، ایسے زخم کو اصطلاح میں بَازِلَہ کہتے ہیں۔
- وہ زخم جس سے جلد چھل جائے اور گوشت کٹ جائے، ایسے زخم کو اصطلاح میں بَاضِعَہ کہتے ہیں۔
- ایسا زخم جو گوشت میں گہرائی تک چلا جائے، ایسے زخم کو اصطلاح میں مُتَلَاحِمَہ کہتے ہیں۔
- اور ایسا زخم جو گوشت میں گہرائی تک چلا جائے حتی کہ ہڈی کے اوپر بنی ہوئی جھلی تک پہنچ جائے، ایسے زخم کو اصطلاح میں مُحَاق کہتے ہیں۔

مذکورہ پانچ قسم کے زخموں کے ضمن میں شرعی طور پر دیت کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں، حاکم وقت یا قاضی وغیرہ اپنے اجتہاد سے جرمانہ مقرر کرے گا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني والشرح الكبير:۹/۲٦١)

- وہ زخم جو نہ صرف ہڈی کو ظاہر کر دے بلکہ اسے توڑ دے، اس کی دیت دس اونٹ ہے۔ ایسے زخم کو اصطلاح میں مُوضِحَہ کہتے ہیں۔
- وہ زخم جو نہ صرف ہڈی کو ظاہر کر دے اور توڑ دے بلکہ ہڈی اپنی جگہ سے ہٹ جائے اور اس ٹوٹے ہوئے حصے کو جوڑ کر اور باندھ کر واپس پہلی حالت میں لانا پڑے، ایسے زخم کو مُنَقِّلَہ کہتے ہیں۔ اس

قسم کے زخم کی دیت پندرہ اونٹ ہے۔

- وہ زخم جو دماغ کی اس جھلی تک پہنچ جائے جس میں دماغ رکھا ہوتا ہے' ایسے زخم کو اصطلاح میں مَأمُومَه کہتے ہیں۔ ایسے زخم کی دیت ایک تہائی دیت ہے۔
- وہ زخم جو دماغ کی جھلی کو پھاڑ دے' اس کو اصطلاح میں دَامِغَه کہتے ہیں۔ ایسے زخم کی دیت ایک تہائی دیت ہے۔
- وہ زخم جو جسم کے اندر گہرا اور کسی خلا تک پہنچ جائے' مثلاً: پیٹ' سینے' حلق اور مثانے کا خلا وغیرہ' اس میں بھی ایک تہائی دیت ہے۔ ایسے زخم کو اصطلاح میں جَائِفَه کہتے ہیں۔ (ان تمام کی تفصیل اور حوالے کے لیے دیکھیے: (سنن النسائي' القسامة' ذكر حديث عمرو بن حزم في......' حديث:۴۸۵۷)

* ہڈیوں کے ٹوٹ جانے کی صورت میں دیت: ❁ پسلی کی ہڈی توڑنے کی صورت میں اگر وہ علاج کے بعد صحیح طور پر جڑ جائے تو اس کی دیت ایک اونٹ ہے' اسی طرح ہنسلی کی ہر ہڈی کی دیت ایک ایک اونٹ ہے کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ہنسلی اور پسلی کی ہڈی کے معاملے میں ایک ایک اونٹ دیت کا فیصلہ فرمایا۔ (موطأ امام مالك' العقول' باب جامع عقل الأسنان' حديث: ۱۶۵۴) تاہم اگر پسلی یا ہنسلی کی ہڈی ٹیڑھی جڑے تو اس صورت میں حاکم وقت یا قاضی وغیرہ جو فیصلہ کریں' وہی نافذ العمل ہوگا۔

- کلائی کی ہڈی توڑنے کی صورت میں اگر وہ صحیح جڑ جائے تو اس کی دیت دو اونٹ ہے۔ کلائی کی ہڈی سے مراد وہ ہے جو ہاتھ سے لے کر کہنی تک ہوتی ہے۔ ایسے ہی ران' پنڈلی اور ٹخنے کی ہڈی توڑنے کی دو اونٹ دیت ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ایک شخص نے کسی کے بازو کی ہڈی توڑ دی ہے تو اس کی کتنی دیت ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اس کی دیت دو اونٹ ہے۔ اور اگر بازوؤں کی دونوں ہڈیاں توڑ دی جائیں تو ان کی چار اونٹ دیت ہے۔ (مصنف ابن أبي شيبة' الديات' حديث: ۲۷۷۷۰، و منار السبيل' ص: ۲۶۵) اس مسئلے میں کسی صحابی نے ان کی مخالفت نہیں کی۔

یہ ان زخموں کی اور ہڈیوں کو توڑنے کی دیت کا بیان تھا جن کا ذکر شریعت میں وارد ہوا ہے۔اور ہڈی ٹوٹنے یا زخم آنے کی جو صورتیں اس کے علاوہ ہیں ان میں حاکم وقت یا قاضی وغیرہ کا فیصلہ ہی معتبر سمجھا جائے گا۔مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:(فقه السنة' و الموسوعة الفقهية' و الملخص الفقهي' والمغني والشرح الكبير' وغیرہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢١) أَبْوَابُ الدِّيَاتِ (التحفة ١٣)

دیتوں سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي قَتْلِ مُسْلِمٍ ظُلْمًا (التحفة ١)

باب:١- مسلمان کو ظلم کے طور پر قتل کرنا بڑا گناہ ہے

٢٦١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فِي الدِّمَاءِ».

٢٦١٥- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے خون کے مقدمات کے فیصلے ہوں گے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① حقوق العباد میں جان لینے کا معاملہ سب سے شدید ہے اس لیے قیامت کے دن سب سے پہلے ان معاملات کا فیصلہ ہوگا۔ ② عبادات میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ ③ کسی جرم کی سزا کے طور پر اسلامی حکومت کے حکم سے مجرم کو قتل کرنا، ناحق قتل میں شامل نہیں بلکہ جلاد کا یہ ڈیوٹی انجام دینا اسلامی حدود کے نفاذ کی وجہ سے ثواب کا باعث ہے۔

٢٦١٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

٢٦١٦- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت

٢٦١٥ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب القصاص يوم القيامة، ح:٦٥٣٣، ٦٨٦٤ من حديث الأعمش به ومسلم، القسامة والمحاربين، باب المجازاة بالدماء في الآخرة وأنها أول ما يقضى فيه بين الناس يوم القيامة ح:١٦٧٨ عن ابن نمير به.

٢٦١٦ـ أخرجه البخاري، الديات، باب "ومن أحياها"، ح:٦٨٦٧، ٣٣٣٥، ٧٣٢١ من حديث الأعمش به ومسلم، القسامة والمحاربين، باب بيان إثم من سن القتل، ح:١٦٧٧ من حديث عيسى بن يونس.

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، [عَنْ] عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْماً، إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا. لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس انسان کو بھی ظلم کے طور پر قتل کیا جاتا ہے اس کے خون (کے گناہ) کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) کو بھی ملتا ہے کیونکہ سب سے پہلے اس نے قتل کا طریقہ جاری کیا۔''

فوائد ومسائل: ① ظلم کا کوئی طریقہ ایجاد کرنا بہت بڑے خسارے کا باعث ہے۔ ② ایک گناہ کرنے والے کو دیکھ کر یا اس کی ترغیب سے جب دوسرے لوگ وہ گناہ کرتے ہیں تو پہلے شخص پر ان کے گناہوں کی ذمے داری بھی عائد ہوتی ہے' تاہم اس سے بعد والوں کے گناہ کی شناعت اور سزا میں کمی نہیں ہوتی۔

٢٦١٧- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْأَزْهَرِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فِي الدِّمَاءِ».

۲۶۱۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے خون کے مقدمات کے فیصلے ہوں گے۔''

٢٦١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ، [عَنْ] عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَقِيَ اللهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، لَمْ يَتَنَدَّ بِدَمٍ حَرَامٍ، دَخَلَ الْجَنَّةَ».

۲۶۱۸- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو (عبادت میں) شریک نہیں کرتا اور کسی حرام خون میں ملوث نہیں ہوتا تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔''

٢٦١٧ـ [صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، تعظيم الدم، ح: ٣٩٩٦ من حديث الأزرق به، وأخرجه البخاري، ح: ٦٥٣٣، ٦٨٦٤، ومسلم، ح: ١٦٧٨ من حديث الأعمش عن أبي وائل به.

٢٦١٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٥٢ عن وكيع به، وفيه: "لم يتندّ بدم حرام"، والمعنى واحد، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٥١، ٣٥٢، والذهبي * إسماعيل عنعن، انظر، ح: ١٦١٢، ولأول الحديث شاهد عند البخاري، ح: ١٢٩ وغيره، وللدماء شواهد عند البخاري، ح: ٦٨٦٣، ٦٨٦٤، والهيثمي (مجمع: ١/ ١٩، ٢١) وغيرهما.

فوائد ومسائل: ① شرک کا مرتکب دائمی جہنمی ہے۔ ② قتل کے جرم کا ارتکاب جہنم میں داخلے کا باعث ہے۔ ③ جنت میں داخلے کے لیے ضروری ہے کہ ان تمام کاموں سے اجتناب کیا جائے جو جہنم کی سزا کا باعث بنتے ہیں۔

٢٦١٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ، عَنْ أَبِي الْجَهْمِ الْجُوزْجَانِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ».

٢٦١٩- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی نظر میں کسی مومن کو ناحق قتل کرنے سے پوری دنیا کا تباہ ہو جانا بھی کم اہمیت رکھتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کی نظر میں مومن کا مقام بہت بلند ہے۔ ② عام طور پر قتل کا سبب کوئی دنیوی مفاد ہوتا ہے' اس چھوٹے سے مفاد کے لیے قتل کر دینا بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ اللہ کی نظر میں مومن کی جان پوری دنیا کے خزانوں سے قیمتی ہے۔

٢٦٢٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ، لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ».

٢٦٢٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی مومن کے قتل میں آدھے لفظ کے ساتھ بھی تعاون کیا' وہ جب اللہ سے ملے گا تو اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا: اللہ کی رحمت سے مایوس۔''

(المعجم ٢) - بَابٌ: هَلْ لِقَاتِلِ مُؤْمِنٍ تَوْبَةٌ (التحفة ٢)

باب:٢- کیا مومن کے قاتل کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

٢٦١٩ـ [حسن] حسنه المنذري، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" قلت: الوليد لم يصرح بالسماع المسلسل، وتقدم، ح: ٢٥٥، ولحديثه شواهد عند النسائي: ٧/ ٨٢، ٨٣، والترمذي، ح: ١٣٩٥ وغيرهما.

٢٦٢٠ـ [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٢ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وقال: "يزيد بن زياد وقيل ابن أبي زياد الشامي، منكر الحديث"، وقال أبو حاتم: "هٰذا الحديث باطل موضوع"، وضعفه البوصيري، وللحديث شواهد ضعيفة عند البيهقي، وأبي نعيم (حلية: ٥/ ٧٤) وغيرهما.

٢٦٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: **حَدَّثَنَا** سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمَّارٍ **الدُّهْنِيِّ**، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: **سُئِلَ** ابْنُ عَبَّاسٍ عَمَّنْ قَتَلَ مُؤْمِناً مُتَعَمِّدًا ثُمَّ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً ثُمَّ اهْتَدٰى؟ **قَالَ**: وَيْحَهُ وَأَنّٰى لَهُ الْهُدٰى؟ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ **يَقُولُ**: «يَجِيءُ الْقَاتِلُ، وَالْمَقْتُولُ يَوْمَ **الْقِيَامَةِ** مُتَعَلِّقٌ بِرَأْسِ صَاحِبِهِ. يَقُولُ: رَبِّ **سَلْ** هٰذَا، لِمَ قَتَلَنِي؟» وَاللهِ لَقَدْ أَنْزَلَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَبِيِّكُمْ، ثُمَّ مَا نَسَخَهَا بَعْدَ مَا **أَنْزَلَهَا**.

٢٦٢١- حضرت سالم بن ابوجعد رحمہ اللہ سے روایت ہے' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ اس شخص کا کیا حکم ہے جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دیا' پھر توبہ کر لی' ایمان لایا' نیک اعمال کیے اور ہدایت اختیار کی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: افسوس! اسے ہدایت کہاں مل سکتی ہے؟ میں نے تمھارے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''قیامت کے دن قاتل اس حال میں حاضر ہوگا کہ مقتول نے اس کا سر پکڑ رکھا ہوگا اور وہ کہے گا: یارب! اس سے پوچھ' اس نے مجھے کیوں قتل کیا؟'' اللہ کی قسم! اللہ نے وہ آیت تمھارے نبی پر نازل فرمائی' پھر نازل فرمانے کے بعد منسوخ نہیں کی۔

فوائد ومسائل: ① سائل کے سوال میں اللہ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے: ﴿وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی﴾ (طٰہٰ ۲۰:۸۲) ''اور بے شک میں اس شخص کو ضرور بخشنے والا ہوں جو توبہ کرے' ایمان لائے اور نیک عمل کرے' پھر ہدایت پر قائم رہے۔'' ② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب میں اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے: ﴿وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا﴾ (النساء ۴:۹۳) ''جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' ③ قتل کے گناہ کی معافی کئی طریقوں سے ممکن ہے: (ا) قصاص میں قتل ہو جانے سے' کیونکہ حد لگنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ' الحدود' حدیث: ۲۶۰۳) (ب) مقتول کے وارث کے معاف کر دینے سے' خواہ یہ معافی دیت لے کر ہو یا اللہ کی رضا کے لیے بلامعاوضہ ہو۔ (ج) خلوص دل سے سچی توبہ کر لینے سے (جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔) ④ آیت مبارکہ

٢٦٢١- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، تعظيم الدم، ح: ٤٠٠٤، ٤٨٧٠ والحميدي، ح: ٤٨٨ من حديث سفيان به، وتابعه يحيى بن عبدالله بن الحارث المجبر التيمي عند أحمد: ١/ ٢٤٠، ٢٩٤، ٣٦٤ وغيره، وهو لين الحديث (تقريب)، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٨٥٥، ومسلم، ح: ٣٠٢٣، والنسائي: ٧/ ٨٤، والترمذي، وغيرهم، ح: ٢٢٠٨، وقال الترمذي: حسن صحيح غريب، ح: ٣٠٢٩، وبها صح الحديث.

میں قتل کے جرم کی اصل سزا کا ذکر ہے۔ اگر قاتل کو معافی نہ ملے تو اس کو یہ سزا مل سکتی ہے۔ بعض علماء نے اس سزا کو اس صورت پر محمول کیا ہے جب کہ قاتل قتل کو حلال سمجھے کیونکہ حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے اور کافر کی سزا دائمی جہنم ہے۔ یا ہمیشہ رہنے سے طویل زمانے تک جہنم میں رہنا مراد ہے۔ (دیکھیے: تفسیر احسن البیان سورۃ النسآء، آیت:۹۳)

٢٦٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِي، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي: «إِنَّ عَبْداً قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْساً، ثُمَّ عَرَضَتْ لَهُ التَّوْبَةُ. فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ. فَدُلَّ عَلٰى رَجُلٍ فَأَتَاهُ. فَقَالَ: إِنِّي قَتَلْتُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْساً. فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: بَعْدَ تِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ نَفْساً قَالَ: فَانْتَضٰى سَيْفَهُ فَقَتَلَهُ. فَأَكْمَلَ بِهِ الْمِائَةَ. ثُمَّ عَرَضَتْ لَهُ التَّوْبَةُ فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ. فَدُلَّ عَلٰى رَجُلٍ. [فَأَتَاهُ] فَقَالَ: إِنِّي قَتَلْتُ مِائَةَ نَفْسٍ، فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ، فَقَالَ: وَيْحَكَ وَمَنْ يَحُولُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ؟ أُخْرُجْ مِنَ الْقَرْيَةِ الْخَبِيثَةِ الَّتِي أَنْتَ فِيهَا، إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ، قَرْيَةِ كَذَا وَكَذَا. فَاعْبُدْ رَبَّكَ فِيهَا. فَخَرَجَ يُرِيدُ

٢٦٢٢- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: کیا میں تم کو ایک حدیث نہ سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک سے سنی ہے؟ اسے میں نے خود اپنے کانوں سے سنا، اور میرے دل نے اسے یاد رکھا۔ (نبی ﷺ نے فرمایا:) ''ایک بندے نے ننانوے انسان قتل کیے۔ آخر اسے توبہ کا خیال آ گیا، چنانچہ اس نے دنیا کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اسے ایک آدمی کا پتہ دیا گیا۔ وہ اس کے پاس گیا اور کہا: میں ننانوے انسان قتل کر چکا ہوں۔ کیا میری توبہ ممکن ہے؟ اس نے کہا: ننانوے انسان (قتل کرنے) کے بعد (توبہ کا طریقہ پوچھتے ہو؟) اس نے تلوار نکال کر اسے بھی قتل کر دیا اور سو کی تعداد پوری کر دی۔ اس کے بعد پھر توبہ کی خواہش پیدا ہوئی تو اس نے دنیا کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا۔ اسے ایک آدمی کا پتہ دیا گیا، چنانچہ وہ اس کے پاس گیا اور کہا: میں نے سو افراد کو قتل کیا ہے تو کیا میری توبہ ممکن ہے؟ اس نے کہا: تیرا بھلا ہو! تیرے اور توبہ کے درمیان کون رکاوٹ بن سکتا ہے؟ تو جس گندی بستی میں رہائش پذیر ہے اسے چھوڑ کر نیک لوگوں کی

٢٦٢٢- أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب:(٥٤)، ح:٣٤٧٠، ومسلم: التوبة، باب قبول توبة القاتل وإن كثر قتله، ح:٢٧٦٦ من حديث قتادة به.

الْقَرْيَةَ الصَّالِحَةَ، فَعَرَضَ لَهُ أَجَلُهُ فِي الطَّرِيقِ. فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ. قَالَ إِبْلِيسُ: أَنَا أَوْلَى بِهِ، إِنَّهُ لَمْ يَعْصِنِي سَاعَةً قَطُّ. قَالَ، فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: إِنَّهُ خَرَجَ تَائِبًا».

فلاں بستی میں چلا جا اور وہاں اپنے رب کی عبادت کر۔ وہ نیک لوگوں کی بستی میں جانے کے ارادے سے (اپنی بستی سے) نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں اسے موت آ گئی۔ اس کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا۔ ابلیس نے کہا: اس کا مجھ سے گہرا تعلق ہے۔ اس نے ایک گھڑی بھی میری نافرمانی نہیں کی۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ تائب ہو کر گھر سے نکلا ہے۔''

قَالَ هَمَّامٌ: فَحَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: فَبَعَثَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَلَكاً. فَاخْتَصَمُوا إِلَيْهِ ثُمَّ رَجَعُوا. فَقَالَ: أَنْظُرُوا. أَيَّ الْقَرْيَتَيْنِ كَانَتْ أَقْرَبَ، فَأَلْحِقُوهُ بِأَهْلِهَا.

(حدیث کے راوی) ہمام بیان کرتے ہیں کہ مجھے حمید الطّویل نے بکر بن عبداللہ سے' انھوں نے حضرت ابو رافع رحمہ اللہ سے بیان کیا' وہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ بھیجا۔ ان فرشتوں (کی دونوں جماعتوں) نے اس کے سامنے معاملہ پیش کیا اور اس کی طرف رجوع کیا۔ اس نے کہا: دیکھو' یہ آدمی دونوں بستیوں میں سے کس کے زیادہ قریب تھا' اسے اسی بستی والوں میں شامل کر لو۔

قَالَ قَتَادَةُ: فَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ احْتَفَزَ بِنَفْسِهِ فَقَرُبَ مِنَ الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ، وَبَاعَدَ مِنْهُ الْقَرْيَةَ الْخَبِيثَةَ. فَأَلْحَقُوهُ بِأَهْلِ الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ.

حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اسے جب موت آئی تھی تو وہ (مرتے مرتے بھی) گھسٹ کر نیک لوگوں کی بستی سے قریب ہوا' اور برے لوگوں کی بستی سے دور ہوا' چنانچہ فرشتوں نے اسے نیک بستی والوں میں شمار کر لیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے ہمام کے واسطے سے یہ روایت اسی طرح بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① ایمان میں اللہ کی ناراضی اور اس کے عذاب سے خوف اور اللہ کی رحمت کی امید دونوں پہلو شامل ہیں۔ ② اس شخص کے دل میں اللہ کا خوف موجود تھا جس کی وجہ سے اس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ اس کی توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ ③ جو شخص اللہ کا خوف محسوس کر رہا ہو تو عالم کو چاہیے کہ اسے اللہ کی رحمت کا یقین دلائے تاکہ وہ رحمت سے ناامید ہو کر توبہ سے محروم نہ ہو جائے' البتہ جو شخص رحمت کا غلط تصور رکھتے ہوئے گناہوں میں بے باک ہو گیا ہو تو اسے اللہ کے غضب اور عذاب کی طرف توجہ دلانی چاہیے' عالم کے لیے ضروری ہے کہ سائل کے حالات کا لحاظ رکھتے ہوئے مناسب فتوی دے۔ ④ خالص توبہ سے کبیرہ گناہ حتی کہ قتل کا گناہ بھی معاف ہو جاتا ہے۔ ⑤ اصلاح کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ گندے ماحول کو ترک کر کے پاکیزہ ماحول اختیار کیا جائے۔ ⑥ ابلیس نے جو بات کہی اس کا مطلب غالباً خوشی کا اظہار ہے کہ یہ مجرم ضرور جہنم میں جائے گا' اس لیے فرشتوں نے جواب میں اس کی توبہ کا ذکر کیا جس میں اس کی بخشش کی امید کا اظہار ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣) - **بَابُ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدٰى ثَلَاثٍ** (التحفة ٣)

باب:۳- مقتول کے وارث کو تین میں سے ایک چیز اختیار کرنے کا حق حاصل ہے

٢٦٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُوبَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ: قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوخَالِدٍ الْأَحْمَرُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ وَعُثْمَانُ [ابْنَا] أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ، أَظُنُّهُ عَنِ ابْنِ أَبِي الْعَوْجَاءِ، وَاسْمُهُ سُفْيَانُ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُصِيبَ بِدَمٍ أَوْ خَبْلٍ، وَالْخَبْلُ الْجِرَاحُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ

۲۶۲۳- حضرت ابو شریح (خویلد بن عمرو) خزاعی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو قتل یا زخم کی مصیبت پہنچے تو اسے تین چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ اگر وہ چوتھی چیز حاصل کرنا چاہے تو اس کے ہاتھ پکڑ لو (منع کر دو۔) وہ (قصاص کے طور پر مجرم کو) قتل کر لے' یا معاف کر دے' یا دیت وصول کر لے۔ جس نے ان میں سے کوئی کام کیا' پھر دوسرا کام بھی کر دیا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے' اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔''

٢٦٢٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح: ٤٤٩٦ من حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسماع عند الطحاوي في معاني الآثار: ٣/ ١٧٤، ١٧٥ علٰى تصحيف وقع في السند * وسفيان ابن أبي العوجاء ضعيف (تقريب وغيره)، ولبعض حديثه شاهد حسن عند أحمد: ٤/ ٣٢، وانظر الحديث الآتي.

بَيْنَ إِحْدٰى ثَلَاثٍ. فَإِنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ، فَخُذُوا عَلٰى يَدَيْهِ: أَنْ يَقْتُلَ أَوْ يَعْفُوَ أَوْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ. فَمَنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَعَادَ، فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا».

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ مذکورہ روایت کے بعض حصے کے شواہد مسند احمد (۴/۳۲) میں حسن درجے کے ہیں' اس کے بعد انھوں نے آگے آنے والی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جو کہ صحیح ہے' اس میں دو باتوں (بدلے میں قتل کرنے یا دیت دینے) کا ذکر موجود ہے' لہٰذا مذکورہ دو باتیں صحیح روایت سے ثابت ہوئیں اور تیسری بات ''معاف کرنا'' اس کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی ترغیب بھی دلائی ہے۔ بنابریں مذکورہ حدیث میں جن تین چیزوں کا ذکر ہے وہ دیگر شواہد اور قرائن کی بنا پر درست ہیں۔ واللہ أعلم. ② ''قتل یا زخم کی مصیبت'' کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی رشتے دار قتل ہو جائے' یا خود اسے زخمی کر دیا جائے' دونوں صورتوں میں اسے قصاص لینے کا حق بھی ہے' دیت بھی لے سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے۔ یہ مسئلہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ ③ چوتھی چیز کا مطلب غیر قانونی مطالبہ ہے' مثلاً: پہلے دیت وصول کرلے' پھر موقع پا کر قاتل کو قتل کر دے۔ یہ بہت بڑا جرم ہے' ایسا شخص خود قتل کا مجرم قرار پائے گا اور شرعی قانون کے مطابق سزا کا مستحق ہوگا۔ ایک کام کر کے دوسرا کام کرنے کا بھی یہی مطلب ہے۔

٢٦٢٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ: إِمَّا أَنْ يَقْتُلَ وَإِمَّا أَنْ يُفْدٰى».

۲۶۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا کوئی (قریبی رشتے دار) آدمی قتل ہو جائے تو اسے دو ایک جیسی چیزوں میں سے ایک کے انتخاب کا حق حاصل ہے۔ یا (قاتل کو) قتل کر لے' یا فدیہ (دیت) لے لے۔''

فوائد ومسائل: ① قصاص اور فدیہ کو ایک جیسی چیزیں قرار دیا گیا ہے کیونکہ تیسری چیز' یعنی معاف کرنا بہت

٢٦٢٤ـ أخرجه البخاري، اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة أهل مكة، ح: ٢٤٣٤، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلاها وشجرها ولقطتها إلا لمنشد على الدوام، ح: ١٣٥٥ من حديث الوليد بن مسلم به.

بلند اور عظیم چیز ہے۔ ② فدیہ قصاص سے افضل ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی معافی ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پورا فدیہ لینے کی بجائے کچھ فدیہ وصول کر کے باقی معاف کر دیا جائے۔ ③ قصاص یا دیت لینے کا فیصلہ کرنا مقتول کے وارثوں کا حق ہے، عدالت کا نہیں۔ ④ قصاص صرف قتل عمد میں ہوتا ہے، قتل خطا یا شبہ عمد میں قصاص نہیں، صرف دیت ہے۔

(المعجم ٤) - **بَابُ مَنْ قَتَلَ عَمْدًا، فَرَضُوا بِالدِّيَةِ** (التحفة ٤)

باب: ۴- قتل عمد کی صورت میں وارثوں کی خون بہا لینے پر رضامندی

٢٦٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ [زِيَادِ ابْنِ [سَعْدِ بْنِ] ضُمَيْرَةَ: حَدَّثَنِي أَبِي وَعَمِّي، وَكَانَا شَهِدَا حُنَيْنًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَا: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ. ثُمَّ جَلَسَ تَحْتَ شَجَرَةٍ. فَقَامَ إِلَيْهِ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ، وَهُوَ سَيِّدُ خِنْدِفٍ، يَرُدُّ عَنْ دَمِ مُحَلِّمِ بْنِ جَثَّامَةَ. وَقَامَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ يَطْلُبُ بِدَمِ عَامِرِ بْنِ الْأَضْبَطِ. وَكَانَ أَشْجَعِيًّا. فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: «تَقْبَلُونَ الدِّيَةَ؟» فَأَبَوْا. فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي لَيْثٍ، يُقَالُ لَهُ مُكَيْتَلٌ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ ﷺ وَاللهِ! مَا شَبَّهْتُ هٰذَا الْقَتِيلَ، فِي غُرَّةِ الْإِسْلَامِ، إِلَّا كَغَنَمٍ

۲۶۲۵- حضرت زیاد بن سعد بن ضمیرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: مجھے میرے والد (حضرت سعد بن ضمیرہ رضی اللہ عنہ) اور میرے چچا نے حدیث سنائی۔ یہ دونوں حضرات غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے، ان دونوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ قبیلۂ خندف کے سردار حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ اٹھ کر نبی ﷺ کے پاس آئے اور محلم بن جثامہ کے قتل کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ بھی حاضر خدمت ہو کر قبیلۂ اشجع کے فرد عامر بن اضبط کے قصاص کا مطالبہ کرنے لگے۔ نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ''کیا تم دیت (خون بہا) لینے پر راضی ہو؟'' انھوں نے انکار کیا۔ قبیلۂ بنولیث کا ایک آدمی جسے مکیتل کہتے تھے اس نے اٹھ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں تو اسلام کے شروع زمانے کے اس مقتول کی مثال

٢٦٢٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح: ٤٥٠٣ من حديث ابن إسحاق به، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٧٧، وحسنه الحافظ في الإصابة: ٣/ ٦٤ * زياد بن سعد بن ضميرة وثقه ابن حبان، وابن الجارود وغيرهما، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

وَرَدَتْ، فَرُمِيَتْ، فَنَفَرَ آخِرُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَكُمْ خَمْسُونَ فِي سَفَرِنَا، وَخَمْسُونَ إِذَا رَجَعْنَا» فَقَبِلُوا الدِّيَةَ.

اس طرح سمجھتا ہوں جیسے بکریوں کا ریوڑ پانی پینے آیا' اس کو کنکر مارا گیا تو ریوڑ کا پچھلا حصہ بھاگ اٹھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں ہمارے اس سفر میں پچاس اونٹ مل جائیں گے اور پچاس واپسی پر مل جائیں گے۔'' اس پر ان لوگوں نے دیت لینا منظور کر لیا۔

۲۶۲۶- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ عَمْداً، دُفِعَ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْقَتِيلِ. فَإِنْ شَاءُوا قَتَلُوا. وَإِنْ شَاءُوا أَخَذُوا الدِّيَةَ. وَذٰلِكَ ثَلَاثُونَ حِقَّةً وَثَلَاثُونَ جَذَعَةً وَأَرْبَعُونَ خَلِفَةً. وَذٰلِكَ عَقْلُ الْعَمْدِ. وَمَا صُولِحُوا عَلَيْهِ، فَهُوَ لَهُمْ. وَذٰلِكَ تَشْدِيدُ الْعَقْلِ».

۲۶۲۶- حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر قتل کیا' اسے مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا جائے گا' وہ چاہیں تو (قصاص کے طور پر) قتل کر دیں' چاہیں تو دیت لے لیں۔ اور دیت کی مقدار تین سالہ تیس اونٹنیاں' اور چار سالہ تیس اونٹنیاں اور چالیس حاملہ اونٹنیاں (کل تعداد سو) ہے۔ یہ قتل عمد کی دیت ہے۔ اگر (اس سے کم) کسی مقدار پر صلح ہو جائے تو انھیں اس کا حق حاصل ہے۔ اور یہ سخت (مغلظہ) دیت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① قتل عمد کی صورت میں قصاص اور دیت دونوں جائز ہیں۔ ② دیت کی مقدار میں مقتول کے وارثوں کی رضامندی سے کمی ہو سکتی ہے' اضافہ نہیں ہو سکتا۔ ③ قتل کی تین صورتیں ہیں: ❁ قتل عمد: اس سے مراد وہ قتل ہے جس میں حملہ آور کا مقصد قتل کرنا ہوتا ہے' چنانچہ وہ تلوار یا کسی ایسے ہتھیار سے حملہ کرتا ہے جس سے مضروب عام طور پر بچ نہیں سکتا۔ اس قتل کی صورت میں دیت کی وہ مقدار مقرر ہے جو حدیث میں بیان ہوئی۔ ❁ قتل شبہ عمد: اس سے مراد یہ ہے کہ حملہ آور نے ایسی چیز سے حملہ کیا جس سے مضروب عام طور پر مرتا نہیں' مثلاً: لاٹھی کی ضرب' حملہ آور کا مقصد چوٹ لگانا یا زخمی کرنا تھا لیکن مضروب چوٹ یا زخموں کو برداشت نہ کرتے ہوئے فوت ہو گیا۔ اس کی دیت بھی قتل عمد کے برابر ہے۔ ❁ قتل خطا: اس سے مراد یہ ہے کہ قاتل کا

۲۶۲۶- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب ولي العمد يأخذ الدية، ح: ٤٥٠٦ من حديث محمد بن راشد به، وحسنه الترمذي، ح: ١٣٨٧.

ارادہ اس شخص کو قتل کرنے یا نقصان پہنچانے کا نہ تھا۔ اتفاقاً اس سے بلا ارادہ قتل ہو گیا' مثلاً: کسی ہرن وغیرہ پر فائر کیا یا تیر چلایا مگر نشانہ چوک گیا' یا اچانک کوئی انسان سامنے آ گیا اور فائر یا تیر اسے جا لگا اور وہ مر گیا۔ اس کی دیت بھی سو اونٹ ہی ہے لیکن ان کی عمر کم مقرر کی گئی ہے۔ اور حاملہ ہونے کی شرط بھی نہیں۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۶۳۰)

(المعجم ٥) - **بَابٌ: دِيَةُ شِبْهِ الْعَمْدِ مُغَلَّظَةٌ** (التحفة ٥)

باب: ۵- قتل شبہ عمد کی دیت مغلظہ (سخت) ہے

٢٦٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ. سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ [عَمْرٍو] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «قَتِيلُ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ، قَتِيلُ السَّوْطِ وَالْعَصَا. مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ. أَرْبَعُونَ مِنْهَا خَلِفَةٌ، فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۲۶۲۷- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''غلطی سے ہو جانے والا جو قتل' ارادتاً کیے جانے والے قتل کے مشابہ ہو' یعنی کوڑے یا ڈنڈے (کی ضرب) سے قتل ہو جائے (اس کی دیت) سو اونٹ ہیں۔ ان میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی جن کے پیٹوں میں بچے ہوں۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۲۶۲۷-(م) امام ابن ماجہ ؒ نے اپنے دوسرے استاد محمد بن یحییٰ کی سند سے یہ روایت اسی طرح بیان کی ہے اور قاسم اور عبداللہ بن عمرو کے درمیان عقبہ بن اوس کا واسطہ بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① شبہ عمد کو قتل خطا اس لیے کہا گیا ہے کہ اس میں قتل کا ارادہ نہیں ہوتا' صرف مارنے پیٹنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ ② ''جن کے پیٹوں میں بچے ہوں۔'' اس سے مراد حاملہ اونٹنیاں ہی ہیں۔ تاکید کے طور پر بات دہرائی گئی ہے۔

٢٦٢٧- [صحيح] أخرجه النسائي، القسامة، باب كم دية شبه العمد . . . الخ، ح: ٧٩٠٥ عن ابن بشار به.

٢٦٢٧(م)- [صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب في دية الخطأ شبه العمد، ح: ٤٥٤٧ من حديث سليمان به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٥٢٦، وابن الجارود، ح: ٧٧٣، وابن القطان الفاسي (التلخيص الحبير: ٤/ ١٥).

٢٦٢٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ، سَمِعَهُ مِنَ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَهُوَ عَلَى دَرَجِ الْكَعْبَةِ. فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ. فَقَالَ: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ. أَلَا إِنَّ قَتِيلَ الْخَطَإِ، قَتِيلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا: فِيهِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ. مِنْهَا أَرْبَعُونَ خَلِفَةً، فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا. أَلَا إِنَّ كُلَّ مَأْثُرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَدَمٍ، تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ. إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سِدَانَةِ الْبَيْتِ وَسِقَايَةِ الْحَاجِّ. أَلَا إِنِّي قَدْ أَمْضَيْتُهُمَا لِأَهْلِهِمَا كَمَا كَانَا».

٢٦٢٨-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کعبہ کی سیڑھی پر کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: ”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا‘ اپنے بندے کی مدد کی اور اسی اکیلے نے (دشمنوں کی) تمام جماعتوں کو شکست دی۔ سنو! قتل خطا کی صورت میں‘ یعنی کوڑے اور لاٹھی سے مرنے والے کی دیت (خون بہا) سو اونٹ ہیں۔ ان میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی جن کے پیٹوں میں بچے ہوں۔ سنو! دور جاہلیت میں جو بھی چیزیں قابل فخر سمجھی جاتی تھیں اور جاہلیت میں واقع ہونے والے خون‘ (وہ سب) میرے ان دو قدموں کے نیچے ہیں‘ سوائے کعبہ شریف کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانے کے منصب کے۔ میں انھیں ان کے ذمہ داروں کے لیے اسی طرح قائم رکھتا ہوں جس طرح وہ پہلے سے چلے آ رہے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے شواہد ہیں‘ ان میں سے سابقہ حدیث بھی اس کی شاہد ہے۔ اور وہ صحیح ہے‘ نیز شیخ البانی ؒ نے بھی مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے‘ لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني: ٧/ ٢٥٧) ② اللہ کے وعدے سے مراد فتح مکہ اور عرب میں اسلام کے غلبے کا وعدہ ہے جو نبیٔ اکرم ﷺ کی زندگی میں پورا ہوا۔ ③ جماعتوں سے مراد عرب کے غیر مسلموں کے مختلف قبائل اور ان کے جتھے ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فتح نصیب فرمائی۔ ④ اس حدیث میں قتل خطا سے مراد شبہ عمد ہے جیسا کہ کوڑے اور لاٹھی کے ذکر سے وضاحت فرما دی گئی ہے۔ ⑤ اسلام سے پہلے مکہ کے مختلف قبائل کو مختلف مذہبی عہدے حاصل تھے جو غیر اسلامی ہونے کی وجہ سے منسوخ کر دیے گئے‘ البتہ خانہ کعبہ کی خدمت اور کلید برداری کا منصب اور حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب قائم رکھا گیا کیونکہ ان

٢٦٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب في دية الخطأ شبه العمد، ح: ٤٥٤٩ من حديث ابن جدعان به، وهو ضعيف، ومن حديث ابن عيينة به تعليقًا، ح: ٤٥٤٩، وله شواهد، منها الحديث السابق.

میں اسلام کے منافی عقائد و اعمال کا اثر نہیں۔ ⑨ زمانۂ جاہلیت میں خانہ کعبہ کی خدمت کا منصب قبیلۂ بنو عبدالدار کے پاس تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر اس قبیلے کی شاخ بنوشیبہ کے لوگ اس منصب پر فائز تھے۔ خانہ کعبہ کی چابی بنوشیبہ کے ایک فرد حضرت عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔ حاجیوں کو پانی پلانا اور زمزم کا انتظام بنو ہاشم کے ہاتھ میں تھا۔ اور فتح مکہ کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کے ذمہ دار تھے۔ یہ دونوں منصب آج تک انھیں دو حضرات کی اولاد میں ہیں۔

(المعجم ٦) - بَابُ دِيَةِ الْخَطَإِ (التحفة ٦)

باب:٦- قتل خطا کی دیت

٢٦٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ جَعَلَ الدِّيَةَ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفاً.

٢٦٢٩- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دیت کی مقدار بارہ ہزار (درہم) مقرر فرمائی۔

٢٦٣٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَرْوَزِيُّ: أَنْبَأَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ خَطَأً، فَدِيَتُهُ مِنَ الْإِبِلِ ثَلَاثُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَثَلَاثُونَ ابْنَةَ لَبُونٍ وَثَلَاثُونَ حِقَّةً، وَعَشَرَةٌ بَنِي لَبُونٍ». وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَوِّمُهَا عَلَى أَهْلِ الْقُرَى أَرْبَعَمِائَةِ دِينَارٍ، أَوْ

٢٦٣٠- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غلطی سے قتل ہو جائے اس کی دیت تیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنیاں)، تیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنیاں)، تیس حقے (تین سالہ اونٹنیاں) اور دس ابن لبون (دو سالہ اونٹ) ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ شہر والوں کے لیے اس کا اندازہ چار سو دینار یا اس کی ہم قیمت چاندی مقرر فرماتے تھے۔ نقد رقم کا یہ تعین اونٹوں (کے مہنگے یا سستے ہونے) کے زمانے کے مطابق ہوتا تھا۔ جب اونٹ

٢٦٢٩ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الدية، كم هي من الدراهم، ح: ١٣٨٨ عن ابن بشار به، وقال النسائي: محمد بن مسلم ليس بالقوي في الحديث، وهٰذا خطأ والصواب عن عكرمة مرسل، قلت: بل هو صدوق حسن الحديث، من رجال مسلم وغيره، أخرجه أبوداود، ح: ٤٥٤٦ من طريقه به.

٢٦٣٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب الدية كم هي؟، ح: ٤٥٤١ من حديث يزيد به.

عِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ. وَيُقَوِّمُهَا عَلٰى أَزْمَانِ الْإِبِلِ، إِذَا غَلَتْ رَفَعَ فِي ثَمَنِهَا. وَإِذَا هَانَتْ نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهَا. عَلٰى نَحْوِ الزَّمَانِ مَا كَانَ. فَبَلَغَ قِيمَتُهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا بَيْنَ الْأَرْبَعِمِائَةِ دِينَارٍ إِلٰى ثَمَانِمِائَةِ دِينَارٍ. أَوْ عِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ ثَمَانِيَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ. وَقَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ مَنْ كَانَ عَقْلُهُ فِي الْبَقَرِ، عَلٰى أَهْلِ الْبَقَرِ، مِائَتَيْ بَقَرَةٍ. وَمَنْ كَانَ عَقْلُهُ فِي الشَّاءِ، عَلٰى أَهْلِ الشَّاءِ، أَلْفَيْ شَاةٍ.

مہنگے ہوتے تو نبی ﷺ ان کی قیمت (دیت کی نقد رقم) میں اضافہ فرما دیتے۔ اور جب سستے ہو جاتے تو ان کی قیمت (کی مقررہ مقدار) میں کمی کر دیتے‘ اس وقت جیسی بھی کیفیت ہوتی (اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے۔)‘ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان کی قیمت چار سو اور آٹھ سو دینار کے درمیان رہی‘ یا اس کے برابر چاندی‘ یعنی آٹھ ہزار درہم۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ جس شخص کی دیت گایوں والے کے ذمے گایوں میں (واجب الادا) ہو تو دو سو گائیں (ادا کی جائیں) اور جس شخص کی دیت بکریوں والوں کے ذمے بکریوں میں (واجب الادا) ہو تو (اس کی دیت کے طور پر) دو ہزار بکریاں ادا کی جائیں۔

فوائد ومسائل: ① دیت کی اصل مقدار اونٹوں سے متعین ہوتی ہے۔ ② اگر اونٹ ادا کرنا ممکن نہ ہوں تو گائے بکری کی صورت میں بھی دیت ادا ہو سکتی ہے۔ ③ دیت کی ادائیگی نقد رقم کی صورت میں بھی ممکن ہے‘ اس صورت میں حکومت کو یا جج کو چاہیے کہ سو اونٹوں کی قیمت کا اندازہ کر کے اتنی دیت کا فیصلہ دے۔ ④ اونٹوں کی قیمت میں کمی بیشی سے نقد رقم کی مقدار میں بھی کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

٢٦٣١- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا الصَّبَّاحُ بْنُ مُحَارِبٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ خِشْفِ بْنِ مَالِكٍ الطَّائِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي دِيَةِ الْخَطَإِ عِشْرُونَ حِقَّةً

٢٦٣١- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قتل خطا کی دیت بیس حقے (تین سالہ اونٹنیاں)‘ بیس جذعے (چار سالہ اونٹنیاں)‘ بیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنیاں)‘ بیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنیاں) اور بیس مذکر ابن مخاض (ایک سالہ اونٹ) ہیں۔“

٢٦٣١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب الدية كم هي؟، ح: ٤٥٤٥ من حديث حجاج به، وانظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧.

وَعِشْرُونَ جَذَعَةً وَعِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَعِشْرُونَ بَنِي مَخَاضٍ [ذُكُورٌ]».

۲۶۳۲- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ جَعَلَ الدِّيَةَ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفاً. قَالَ: وَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿وَمَا نَقَمُوٓا إِلَّآ أَنْ أَغْنَىٰهُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ مِن فَضْلِهِۦ﴾ [التوبة: ۷٤]. قَالَ: بِأَخْذِهِمُ الدِّيَةَ.

۲۶۳۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دیت کی مقدار بارہ ہزار (درہم) مقرر فرمائی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: ﴿وَمَا نَقَمُوٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ ''یہ صرف اس بات سے ناراض ہو رہے ہیں کہ انھیں اللہ نے اپنے فضل سے اور اس کے رسول نے دولت مند کر دیا۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یعنی انھوں نے دیت وصول کی (اور اس طرح دولت مند ہو گئے۔ اس کے بعد بجائے شکر گزاری کا راستہ اختیار کرنے کے مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کا راستہ اختیار کیا۔)

(المعجم ۷) - بَابُ الدِّيَةِ عَلَى الْعَاقِلَةِ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ عَاقِلَةٌ فَفِي بَيْتِ الْمَالِ (التحفة ۷)

باب: ۷- (قاتل کی) دیت برادری پر ہے اگر برادری نہ ہو تو بیت المال سے ادا کی جائے

۲۶۳۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نَضْلَةَ، عَنِ

۲۶۳۳- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا کہ دیت کی ذمے دار عاقلہ (قاتل کی برادری) ہے۔

۲۶۳۲ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي حاتم الرازي في التفسير: ٦/ ١٨٤٥، توبة: ٩٤ من حديث محمد بن سنان الباهلي به، وانظر، ح: ٢٦٢٩، وهٰذا طرف منه.

۲۶۳۳ـ أخرجه مسلم، القسامة والمحاربين، باب دية الجنين، ووجوب الدية في قتل الخطأ وشبه العمد على عاقلة الجاني، ح: ١٦٨٢ من حديث منصور به.

الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالدِّيَةِ عَلَى الْعَاقِلَةِ.

فوائد ومسائل: ① عاقلہ سے مراد وہ رشتے دار ہیں جو باپ کی طرف سے ہوتے ہیں، یعنی ددھیالی رشتے دار۔ ② عاقلہ میں پہلے بھائی اور بھتیجے وغیرہ آتے ہیں، پھر چچا زاد بھائیوں کی اولاد، یعنی ایک دادے کے پوتے، پھر دادے کے بھائیوں کی اولاد وغیرہ۔ ③ دیت کو عاقلہ کے ذمے کرنے میں یہ حکمت ہے کہ وہ مل جل کر دیت ادا کر سکتے ہیں، کسی ایک یا چند افراد پر ناقابل برداشت بوجھ نہیں پڑتا۔ ④ دیت کو برادری سے وصول کرنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ لڑائی جھگڑے میں یہ لوگ عموماً ساتھ دیتے ہیں۔ اور کوئی شخص اگر قتل کرتا ہے تو اسے یہ خیال ہوتا ہے کہ میری مدد کرنے کے لیے میری برادری موجود ہے۔ جب ان پر دیت کی ذمے داری آئے گی تو وہ مجرم کو جرم کے ارتکاب سے روکنے کی کوشش کریں گے، اس کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے۔

٢٦٣٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَاشِدٍ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ، عَنِ الْمِقْدَامِ الشَّامِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ. أَعْقِلُ عَنْهُ وَأَرِثُهُ. وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ. يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ».

۲۶۳۴- حضرت مقدام (بن معدیکرب) شامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا کوئی وارث نہیں، اس کا میں وارث ہوں۔ میں اس کی دیت دوں گا اور اس کی وراثت لوں گا۔ اور جس کا کوئی وارث نہیں، ماموں اس کا وارث ہے۔ وہ اس کی دیت دے گا اور اس کی وراثت لے گا۔“

فوائد ومسائل: ① وارثوں میں سب سے پہلے ان کو حصہ دیا جاتا ہے جن کے حصے قرآن مجید اور احادیث میں مقرر کر دیے گئے ہیں۔ انھیں اصحاب الفروض کہتے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں، یا ان کو دے کر باقی بچنے والا مال ”عصبہ“ کو ملتا ہے، یعنی میت کے وہ رشتے دار جن کا تعلق میت سے عورت کے واسطے سے نہ ہو، مثلاً: بھائی، بھتیجا، چچا اور تایا وغیرہ۔ اگر عصبہ موجود نہ ہوں تو پھر ”اُولُو الْاَرْحَام“ وارث ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا میت سے تعلق عورت کے واسطے سے ہوتا ہے، مثلاً: ماموں (ماں کا بھائی)، بھانجا (بہن کا بیٹا)، نانا (ماں کا

٢٦٣٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في ميراث ذوي الأرحام، ح: ٢٨٩٩ من حديث بديل به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦٥، وابن حبان (موارد)، ح: ١٢٢٥، والحاكم: ٤/ ٣٤٤ على شرط الشيخين، وتعقبه الذهبي، وصححه ابن القطان، وحسنه أبوزرعة الدمشقي، وله طريق آخر عند ابن حبان، ح: ١٢٢٦، وإسناده حسن.

والد) اور خالہ (ماں کی بہن) وغیرہ۔ ② عصبہ کی عدم موجودگی میں اولو الأرحام جس طرح ترکے کے حق دار ہوتے ہیں اسی طرح مالی ذمے داریوں کی ادائیگی بھی ان پر لازم ہوتی ہے' چنانچہ یہ رشتے دار اس صورت میں دیت کی ادائیگی کے بھی ذمے دار ہوتے ہیں۔ وراثت سے متعلق تفصیلی احکام ومسائل کے لیے دیکھیے: ''اسلامی قانون وراثت'' از مولانا ابونعمان بشیر احمد ﷾' طبع دار السلام' لاہور۔ ③ لاوارث میت کی جائیداد بیت المال کے لیے ہوتی ہے۔ نبی ﷺ اسلامی حکومت کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے اس مال کا انتظام فرماتے تھے۔ خلیفۃ المسلمین بیت المال کے ذریعے سے یہ ذمے داری پوری کرتا ہے۔

(المعجم ٨) - **بَابُ مَنْ حَالَ بَيْنَ وَلِيِّ الْمَقْتُولِ وَبَيْنَ الْقَوَدِ أَوِ الدِّيَةِ** (التحفة ٨)

باب: ۸- جو شخص مقتول کے وارث کو قصاص یا دیت نہ لینے دے (اس کا گناہ)

٢٦٣٥- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ فِي عِمِّيَّةٍ أَوْ عَصَبِيَّةٍ بِحَجَرٍ أَوْ سَوْطٍ أَوْ عَصاً، فَعَلَيْهِ عَقْلُ الْخَطَإِ. وَمَنْ قَتَلَ عَمْداً فَهُوَ قَوَدٌ. وَمَنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ».

۲۶۳۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اندھا دھند لڑائی میں' یا عصبیت کی بنا پر پتھر' کوڑا یا ڈنڈا مار کر قتل کر دیا' اسے قتل خطا کی دیت ادا کرنی پڑے گی۔ اور جس نے جان بوجھ کر قتل کیا' اس سے قصاص لیا جائے گا۔ اور جو کوئی قصاص لینے میں رکاوٹ بنے اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا کوئی فرض یا نفل عمل قبول نہیں ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① اندھا دھند لڑائی کا مطلب ہے کہ دو پارٹیاں آپس میں لڑ پڑیں' اس میں کسی کو پتھر وغیرہ لگا جس سے وہ مر گیا۔ اس میں یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ فلاں شخص کس کی ضرب سے مرا ہے' لہٰذا کسی کو متعین کر کے قصاص تو نہیں لیا جا سکتا لیکن اس کا خون بے کار بھی نہیں کیا جا سکتا' اس لیے دیت ضروری ہے۔ ② قصاص اللہ کا قانون ہے۔ اللہ کے قانون کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بننا کفریہ حرکت ہے' لہٰذا لعنت کا باعث ہے۔ ایسے شخص کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

٢٦٣٥- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القسامة، باب من قتل بحجر أو سوط، ح: ٤٧٩٤ عن محمد بن معمر به، وأخرجه أبوداود، ح: ٤٥٤٠ من حديث سليمان به.

(المعجم ٩) - **بَابُ مَا لَا قَوَدَ فِيهِ** (التحفة ٩)

باب:٩- جس صورت میں قصاص نہیں

٢٦٣٦- حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَ] عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ دَهْثَمِ بْنِ قُرَّانَ: حَدَّثَنِي نِمْرَانُ بْنُ جَارِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا ضَرَبَ رَجُلًا عَلَى سَاعِدِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا مِنْ غَيْرِ مَفْصِلٍ. فَاسْتَعْدَى عَلَيْهِ النَّبِيَّ ﷺ. فَأَمَرَ لَهُ بِالدِّيَةِ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُرِيدُ الْقِصَاصَ. فَقَالَ: «خُذِ الدِّيَةَ. بَارَكَ اللهُ لَكَ فِيهَا». وَلَمْ يَقْضِ لَهُ بِالْقِصَاصِ.

٢٦٣٦- حضرت نمران بن جاریہ ؒ اپنے والد (حضرت جاریہ بن ظفر ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے دوسرے کی کلائی پر تلوار مار کر جوڑ کے علاوہ دوسری جگہ سے بازو کاٹ دیا۔ اس نے نبی ﷺ سے شکایت کی۔ نبی ﷺ نے اسے دیت دلوانے کا حکم دے دیا۔ اس نے کہا: اللہ کے رسول! میں تو قصاص لینا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دیت لے لے اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔“ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے قصاص کا فیصلہ نہ دیا۔

٢٦٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ ابْنِ صُهْبَانَ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَوَدَ فِي الْمَأْمُومَةِ وَلَا الْجَائِفَةِ وَلَا الْمُنَقِّلَةِ».

٢٦٣٧- حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دماغ کی جھلی تک پہنچ جانے والے زخم کا قصاص نہیں نہ جسم کے اندرونی خلا (مثلاً پیٹ) تک پہنچ جانے والے زخم میں اور نہ ہڈی کو اپنی جگہ سے ہٹا دینے والی چوٹ میں قصاص ہے۔“

فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:٢١٩٠) بنابریں اس قسم کے زخم جن کا برابر برابر بدلہ نہ لیا جا سکے ان کا قصاص نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے مجرم کو اس سے کم یا زیادہ نقصان پہنچے جتنا اس نے پہنچایا ہے اس

٢٦٣٦_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني: ٢/ ٢٦٠ من طريق أبي بكر بن عياش به، وتابعه أسد بن عمرو البجلي عنده، وانظر، ح: ٢٣٤٣ لحال دهثم.

٢٦٣٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٦٥ من طريق أبي يعلى عن أبي كريب به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، رشدين بن سعد ضعفه ابن معين، وأبوحاتم الرازي، وأبوزرعة، والنسائي، وابن حبان، والجوزجاني، وابن يونس، وابن سعد، وأبوداود، والدارقطني وغيرهم"، وله شاهد ضعيف في المطالب العالية، وروى البيهقي بإسناد حسن عن طلحة رفعه: ليس في المأمومة قود.

لیے ایسے معاملات میں مالی جرمانے (دیت) کا فیصلہ کیا جاتا ہے جس کا تعین زخم کی نوعیت اور شدت کی بنا پر کیا جاتا ہے۔

(المعجم ١٠) - **بَابُ الْجَارِحِ يُفْتَدٰى بِالْقَوَدِ** (التحفة ١٠)

باب: ۱۰- زخم لگانے والا قصاص کی بجائے فدیہ (دیت) دے دے

٢٦٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا جَهْمِ بْنَ حُذَيْفَةَ مُصَدِّقاً. فَلَاجَّهُ رَجُلٌ فِي صَدَقَتِهِ، فَضَرَبَهُ أَبُو جَهْمٍ فَشَجَّهُ. فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: الْقَوَدَ. يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَكُمْ كَذَا وَكَذَا» فَلَمْ يَرْضَوْا. فَقَالَ: «لَكُمْ كَذَا وَكَذَا». فَرَضُوا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ هٰؤُلَاءِ اللَّيْثِيِّينَ أَتَوْنِي يُرِيدُونَ الْقَوَدَ. فَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ كَذَا وَكَذَا. أَرَضِيتُمْ؟» قَالُوا: لَا. فَهَمَّ بِهِمُ الْمُهَاجِرُونَ. فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَكُفُّوا. فَكَفُّوا. ثُمَّ دَعَاهُمْ فَزَادَهُمْ. فَقَالَ: «أَرَضِيتُمْ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «إِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ

۲۶۳۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوجہم بن حذیفہ ؓ کو زکاۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ ایک آدمی زکاۃ کے بارے میں ان سے لڑ پڑا۔ ابوجہم ؓ نے اسے مارا تو اسے (سر یا چہرے پر) زخم آ گیا۔ ان لوگوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول! قصاص دلوایئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں اتنی اتنی رقم (دیت کے طور پر) ملے گی۔'' وہ نہ مانے۔ آپ نے (رقم میں اضافہ کر کے) فرمایا: ''تمھیں اتنی اتنی رقم ملے گی۔'' تو وہ مان گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں لوگوں میں خطبہ دے کر (عام اعلان کر کے) تمھاری رضامندی کی اطلاع دے دوں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ نبی ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ''بنولیث قبیلے کے یہ حضرات میرے پاس قصاص لینے کے لیے آئے تھے۔ میں نے انھیں اتنی اتنی رقم (دیت) کی پیشکش کی ہے۔ کیا تم لوگ راضی ہو؟ انھوں نے کہا: جی نہیں۔ مہاجرین نے ان لوگوں کو سرزنش کرنے کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے انھیں

٢٦٣٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب العامل يصاب على يديه خطأ، ح: ٤٥٣٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ١٨٠٣٢، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٤٥، ولم أجد تصريح سماع الزهري، وتقدم، ح: ٧٠٧، وباقي السند صحيح.

بِرِضَاكُمْ؟» قَالُوا : نَعَمْ. فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «أَرَضِيتُمْ؟» قَالُوا : نَعَمْ.

رک جانے کا حکم دیا' چنانچہ وہ رک گئے۔ نبی ﷺ نے انھیں (دوبارہ) طلب فرما کر (دیت کی مقدار میں) اضافہ فرما دیا' اور فرمایا: ''کیا تم راضی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''میں لوگوں میں خطبہ دے کر تمھاری رضامندی کی اطلاع دے رہا ہوں۔'' انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ تب نبی ﷺ نے خطبہ دیا' پھر (سب لوگوں کے سامنے ان سے) فرمایا: ''کیا تم راضی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ : سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى يَقُولُ: تَفَرَّدَ بِهٰذَا مَعْمَرٌ. لَا أَعْلَمُ رَوَاهُ غَيْرُهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے کہا: میں نے محمد بن یحییٰ سے سنا' وہ فرما رہے تھے: اس روایت کو صرف معمر نے بیان کیا ہے۔ ان کے علاوہ کسی سے یہ روایت مجھے معلوم نہیں۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۴۳/۱۱۱' ۱۱۲'وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:۲۶۳۸' وصحيح سنن ابن ماجه للألباني' رقم:۲۱۵۰) ② زخم کا بھی قصاص ہوتا ہے۔ ③ قصاص کے عوض نقد جرمانہ (دیت) درست ہے۔ ④ دیت صرف اس وقت درست ہے جب مدعی راضی ہو جائے۔ ⑤ جس معاملے میں یہ خطرہ محسوس ہو کہ عوام امیر (حاکم) پر اعتراض کریں گے تو اس میں امیر کو ایسا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے کہ اعتراضات کا دروازہ بند ہو جائے۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ دِيَةِ الْجَنِينِ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱-نوزائیدہ بچے کی دیت

۲۶۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

۲۶۳۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

۲۶۳۹ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في دية الجنين، ح: ۱٤۱۰ من حديث محمد بن عمرو به، وقال: حسن صحيح.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، [عَنْ أَبِي سَلَمَةَ،] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ: عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. فَقَالَ الَّذِي قَضٰى عَلَيْهِ: أَنَعْقِلُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ. وَلَا صَاحَ وَلَا اسْتَهَلَّ. وَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذَا لَيَقُولُ بِقَوْلِ شَاعِرٍ. فِيهِ غُرَّةٌ، عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ».

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جنین (پیٹ کے بچے) کے قتل کی صورت میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ دیا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا' اس نے کہا: کیا ہم اس کی دیت دیں جس نے پیا' نہ کھایا' چیخا' نہ چلایا' ایسا تو کالعدم ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو شاعروں والی باتیں کرتا ہے۔ اس کی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جنین سے مراد وہ بچہ ہے جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو' پیدا نہ ہوا ہو۔ ② بعض اوقات حاملہ عورت کے پیٹ پر چوٹ لگ جائے تو اس سے بچے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے اور وہ پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو کر مردہ پیدا ہوتا ہے' اس لیے یہ بھی قتل شمار ہوتا ہے۔ ③ ایسے بچے کا حکم عام مقتول کا نہیں' اس کی دیت بھی سو اونٹ نہیں بلکہ صرف ایک غلام یا لونڈی ہے' البتہ اگر اس کی ماں بھی اس چوٹ سے فوت ہو جائے تو اس عورت کی پوری دیت ہوگی۔ ④ شرعی حکم کے مقابلے میں قبائلی رسم و رواج کی کوئی حیثیت نہیں۔ ⑤ شاعروں والی باتوں سے یہی مراد ہے کہ جس طرح عام شاعر جھوٹ موٹ اور غیر سنجیدہ باتیں کرتے ہیں' ان کی عملی دنیا میں کوئی قیمت نہیں ہوتی' اسی طرح یہ باتیں بھی بے کار ہیں' ان کی وجہ سے قانون تبدیل نہیں ہو سکتا۔

٢٦٤٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: اسْتَشَارَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ. - يَعْنِي سِقْطَهَا. - فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى فِيهِ بِغُرَّةٍ، عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. فَقَالَ

٢٦٤٠- حضرت مسور بن مخرمہ (بن نوفل) ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب ؓ نے عورت کا حمل ساقط ہو جانے کے بارے میں لوگوں (صحابۂ کرام ؓ) سے مشورہ کیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میری موجودگی میں اس قسم کے مقدمے میں ایک غلام یا ایک لونڈی ادا کرنے کا فیصلہ صادر فرمایا تھا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا:

٢٦٤٠- أخرجه مسلم، القسامة والمحاربين، باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطأ وشبه العمد . . . الخ، ح: ١٦٨٣ عن ابن أبي شيبة به.

عُمَرُ: ائْتِنِي بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ. فَشَهِدَ مَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ.

کوئی آدمی حاضر کرو جو تمھارے ساتھ گواہی دے' چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ ؓ نے بھی ان کے ساتھ گواہی دی۔

فائدہ: حضرت عمر ؓ نے حضرت مغیرہ ؓ کی روایت پر شک نہیں کیا بلکہ مزید اطمینان کے لیے دوسرا گواہ طلب فرمایا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ مسئلہ ایک قانون کی حیثیت رکھتا ہے' لہٰذا پورا اطمینان ضروری ہے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ عام لوگ جب دیکھیں گے کہ حضرت عمر ؓ کبار صحابہ ؓ پر بھی حدیث کے بارے میں سختی کرتے ہیں تو وہ بلا تحقیق حدیثیں روایت کرنے سے اجتناب کریں گے۔ واللہ أعلم.

٢٦٤١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ نَشَدَ النَّاسَ قَضَاءَ النَّبِيِّ ﷺ فِي ذٰلِكَ. -يَعْنِي فِي الْجَنِينِ-. فَقَامَ حَمَلُ ابْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ فَقَالَ: كُنْتُ بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ لِي. فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا، وَقَتَلَتْ جَنِينَهَا. فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ، عَبْدٍ. وَأَنْ تُقْتَلَ بِهَا.

٢٦٤١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے (لوگوں سے) اس معاملے میں نبی ﷺ کا فیصلہ دریافت فرمایا' یعنی پیٹ کے بچے کے قتل کے معاملے میں۔ حضرت حمل بن مالک بن نابغہ ؓ نے اٹھ کر کہا: میری دو بیویاں تھیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو خیمے کی لکڑی ماری' (اس طرح) اسے بھی قتل کر دیا اور اس کے پیٹ کے بچے کو بھی قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پیٹ کے بچے کی دیت ایک غلام دلوائی اور حکم دیا کہ اس عورت کو (قصاص کے طور پر) قتل کر دیا جائے۔

فوائد ومسائل: ① اصل قانون رسول اللہ ﷺ کا قول وعمل ہی ہے۔ ② اگر کسی مسئلے میں دلیل معلوم نہ ہو تو قرآن یا حدیث سے دلیل تلاش کرنا ضروری ہے۔ ③ حاملہ عورت کا قتل دو انسانوں کا قتل ہے' یعنی ماں اور بچے کا قتل۔ عورت کا حکم تو عام قتل ہی کا ہوگا' یعنی قصاص یا پوری دیت' مگر پیٹ کے بچے کی دیت صرف ایک غلام یا ایک لونڈی ہوگی۔

(المعجم ١٢) - بَابُ الْمِيرَاثِ مِنَ الدِّيَةِ (التحفة ١٢)

باب: ١٢- دیت میں سے ترکے کی تقسیم

٢٦٤١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب دية الجنين، ح: ٤٥٧٢ من حديث أبي عاصم به.

٢٦٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: اَلدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ، وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا. حَتَّى كَتَبَ إِلَيْهِ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَرَّثَ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا.

۲۶۴۲- حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: دیت عاقلہ کو ملے گی۔ اور عورت کو اپنے خاوند کی دیت (خون بہا) سے ترکے والا حصہ نہیں ملے گا حتی کہ حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ نے انھیں خط لکھ کر بتایا کہ نبی ﷺ نے حضرت اشیم ضبابی رضی اللہ عنہ کی بیوی کو اس کے خاوند کی دیت سے ترکہ دلوایا تھا (تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رجوع فرمالیا۔)

فوائد ومسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے غالباً اس بنا پر تھی کہ دیت قاتل کے عصبہ ادا کرتے ہیں، لہٰذا وہ مقتول کے عصبہ رشتے داروں کو ملنی چاہیے اور بیوی عصبہ میں شامل نہیں۔ ② صحیح مسئلہ یہ ہے کہ دیت کی رقم بھی دوسرے ترکے کے حکم میں ہے، لہٰذا جن جن وارثوں کو عام ترکہ ملتا ہے، انھیں اسی حساب سے دیت کی رقم بھی بطور ترکہ ملے گی۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اجتہادی غلطی ممکن ہے، اس لیے بعد کے علماء وائمہ سے بالاولی غلطی صادر ہو سکتی ہے۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حدیث معلوم ہو جانے پر اجتہادی رائے سے رجوع کر لیا کرتے تھے۔ علماء کو یہی طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔

٢٦٤٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ خَالِدٍ النُّمَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى لِحَمَلِ بْنِ مَالِكٍ الْهُذَلِيِّ اللِّحْيَانِيِّ بِمِيرَاثِهِ مِنِ امْرَأَتِهِ الَّتِي قَتَلَتْهَا امْرَأَتُهُ الْأُخْرَى.

۲۶۴۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت حمل بن مالک ہذلی رضی اللہ عنہ کو ان کی اس بیوی کے ترکے سے حصہ دلوایا جسے ان کی دوسری بیوی نے قتل کر دیا تھا۔

٢٦٤٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في المرأة ترث من دية زوجها، ح: ٢٩٢٧ من حديث سفيان به، وصححه الترمذي، ح: ١٤١٥، وابن الجارود، ح: ٩٦٦، وله شواهد عند الطبراني: ٥/ ٢٧٦، ح: ٥٣١٥ وغيره.

٢٦٤٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٥/ ٣٢٦، ٣٢٧، أطراف المسند: ٢/ ٦٤٠ من حديث الفضيل به، وإسحاق لم يدرك عبادة رضي الله عنه كما قال البخاري وغيره.

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق اور دیگر محققین نے کہا ہے جبکہ حمل بن مالک بن نابغہ رضی اللہ عنہ کا تفصیلی واقعہ پیچھے حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث (۲۶۴۱) میں گزر چکا ہے جسے محققین نے صحیح قرار دیا ہے لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت یوں لکھتے ہیں "صحيح بما قبله" بنابریں دیت بھی مقتول عورت کا ترکہ ہے اس لیے اس میں سے بھی خاوند کو حصہ ملتا ہے جب کہ دیت دینا قاتل عورت کے عصبہ کے ذمے ہے اور خاوند عصبہ میں شامل نہیں بلکہ اصحاب الفروض میں سے ہے جس کا حصہ مقرر ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابُ دِيَةِ الْكَافِرِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳-غیر مسلم کی دیت

٢٦٤٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى أَنَّ عَقْلَ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ نِصْفُ عَقْلِ الْمُسْلِمِينَ، وَهُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى.

۲۶۴۴- حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ اہل کتاب کا خون بہا مسلمانوں کے خون بہا سے نصف ہے۔ اہل کتاب سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں۔

فائدہ: یہودی اور عیسائی دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ (التحفة ١٤)

باب:۱۴-قاتل کو وراثت نہیں ملتی

٢٦٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،

۲۶۴۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قاتل وارث نہیں ہوتا۔"

٢٦٤٤ـ [إسناده حسن] * عبدالرحمٰن بن الحارث بن عبدالله بن عياش المخزومي صدوق، وتابعه أسامة بن زيد (الترمذي، ح:١٤١٣، وقال: حسن).

٢٦٤٥ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في إبطال ميراث القاتل، ح:٢١٠٩ من حديث الليث به، وانظر، ح:٣٤٥ لعلته، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح:٤٥٦٤ وغيره.

عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ».

٢٦٤٦- حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ وَعَبْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوخَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ، قَتَلَ ابْنَهُ، فَأَخَذَ مِنْهُ عُمَرُ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ. ثَلَاثِينَ حِقَّةً، وَثَلَاثِينَ جَذَعَةً، وَأَرْبَعِينَ خَلِفَةً. فَقَالَ: أَيْنَ أَخُو الْمَقْتُولِ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ لِقَاتِلٍ مِيرَاثٌ».

۲۶۴۶- حضرت عمرو بن شعیب ؒ سے روایت ہے کہ بنو مدلج قبیلے کے ایک آدمی ابو قتادہ نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر ؓ نے اس سے سو اونٹنیاں وصول کر لیں۔ تیس حقے (تین سالہ اونٹنیاں) تیس جذعے (چار سالہ اونٹنیاں) اور چالیس حاملہ اونٹنیاں۔ پھر فرمایا: مقتول کا بھائی کہاں ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے: ''قاتل کے لیے کوئی میراث نہیں۔''

فائدہ: قاتل کو وراثت کے حصے سے محروم کرنے میں یہ حکمت ہے کہ بہت دفعہ قتل کی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ قاتل مقتول کی وراثت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس قانون کی وجہ سے قاتل یہ سوچنے پر مجبور ہوگا کہ قتل کی صورت میں ترکہ تو ملے گا نہیں' اس کے علاوہ سزائے موت کا خطرہ موجود ہے۔ اگر سزائے موت نہ بھی ملی تو دیت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ اس طرح مزید دولت ملنے کے بجائے پہلی دولت بھی ہاتھ سے جائے گی۔ یہ سوچ کر وہ قتل سے پرہیز کرے گا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ عَقْلِ الْمَرْأَةِ عَلَى عَصَبَتِهَا، وَمِيرَاثُهَا لِوَلَدِهَا (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- عورت کی دیت اس کے عصبہ کے ذمے ہے اور اس کا ترکہ اس کی اولاد کے لیے ہے

٢٦٤٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۲۶۴۷- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ

٢٦٤٦ـ [حسن] أخرجه مالك في الموطأ(يحيى): ٢/ ٨٦٧ عن يحيى بن سعيد به، والسند منقطع، وله شاهد حسن عند أبي داود وغيره، وحسنه البوصيري.

٢٦٤٧ـ [إسناده حسن] انظر، ح: ٢٦٢٦.

رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَعْقِلَ الْمَرْأَةَ عَصَبَتُهَا، مَنْ كَانُوا. وَلَا يَرِثُوا مِنْهَا شَيْئًا. إِلَّا مَا فَضَلَ عَنْ وَرَثَتِهَا. وَإِنْ قُتِلَتْ فَعَقْلُهَا بَيْنَ وَرَثَتِهَا. فَهُمْ يَقْتُلُونَ قَاتِلَهَا».

فیصلہ صادر فرمایا کہ عورت کی دیت اس کے عصبہ رشتے دار ادا کریں گے‘ وہ جو بھی ہوں۔ اور انھیں دیت میں سے ترکے کے طور پر کچھ نہیں ملے گا مگر وہی جو اس کے (اصحاب الفروض) وارثوں سے بچ جائے۔ اور اگر عورت قتل ہو جائے تو اس کی دیت اس کے وارثوں کے درمیان (ترکے کے طور پر) تقسیم ہوگی۔ وہی عورت کے قاتل کو قتل کر سکتے ہیں۔

۲٦٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا الْمُعَلّٰى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الدِّيَةَ عَلٰى عَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ. فَقَالَتْ عَاقِلَةُ الْمَقْتُولَةِ: يَارَسُولَ اللهِ! مِيرَاثُهَا لَنَا. قَالَ: «لَا. مِيرَاثُهَا لِزَوْجِهَا وَوَلَدِهَا».

۲٦۴۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دیت‘ قتل کرنے والی عورت کے عصبہ رشتہ داروں کے ذمے ڈالی۔ مقتول عورت کے عصبہ رشتہ داروں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا ترکہ ہمیں ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں‘ اس کا ترکہ اس کے خاوند اور اس کے بچوں کے لیے ہے۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني‘ رقم:۲٦۴۹‘ وصحیح سنن أبي داود للألباني‘ التحقيق الثاني‘ رقم:۲۵۹۹‘۲٦۰۰) بنابریں جس طرح مرد کے ذمے واجب ہونے والی دیت اس کی برادری ادا کرتی ہے‘ اسی طرح عورت کے ذمے واجب ہونے والی دیت بھی عورت کی برادری (عاقلہ) ادا کرے گی۔ (عاقلہ کی وضاحت کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۲٦۳۳) ② دیت کے اصولوں کا وراثت کے اصولوں سے کوئی تعلق نہیں۔ وراثت کی تقسیم کے اپنے اصول اور ضوابط ہیں‘ وہ ان کے مطابق تقسیم ہوگی۔ ③ عصبہ رشتے داروں کو وراثت میں وہ مال ملتا ہے جو اصحاب الفروض کے حصے ادا کرنے کے بعد بچ جائے۔ اصحاب الفروض اور ان کے حصوں کی تفصیل کے لیے علم میراث کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔ ④ خاوند اصحاب الفروض میں سے ہے۔ بیٹے قریب ترین عصبہ ہیں‘ اس لیے خاوند کو اس کا مقرر حصہ دے کر باقی ترکہ بیٹوں میں تقسیم ہوگا۔ اگر مقتول

۲٦٤٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب دية الجنين، ح: ٤٥٧٥ من حديث عبدالواحد به، وانظر، ح: ١١ لحال مجالد.

عورت کے بیٹے موجود نہ ہوتے تو رسول اللہ ﷺ خاوند کا حصہ نکال کر مقتول کے ان عصبہ رشتے داروں کو دلوا دیتے جنھوں نے مسئلہ پوچھا تھا۔ ⑤ مقتول کے وارث ہی یہ حق رکھتے ہیں کہ قاتل سے قصاص یا دیت لینے کا فیصلہ کریں یا معاف کر دیں۔

(المعجم ١٦) - بَابُ الْقِصَاصِ فِي السِّنِّ (التحفة ١٦)

باب:١٦- دانت توڑنے کا قصاص

٢٦٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، أَبُومُوسٰى: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ وَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ، عَمَّةُ أَنَسٍ، ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ. فَطَلَبُوا الْعَفْوَ، فَأَبَوْا. فَعَرَضُوا عَلَيْهِمُ الْأَرْشَ فَأَبَوْا. فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ. فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: يَارَسُولَ اللهِ! تُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ؟ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَاأَنَسُ! كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ». قَالَ: فَرَضِيَ الْقَوْمُ، فَعَفَوْا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ».

٢٦٤٩- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ حضرت انس ؓ کی پھوپھی حضرت رُبَیِّع بنت نضر ؓ نے ایک لڑکی کا دانت توڑ دیا۔ انھوں (حضرت ربیع کے گھر والوں) نے معاف کر دینے کی درخواست کی' لیکن انھوں نے (فریق ثانی نے معاف کرنے سے) انکار کر دیا۔ انھوں نے دیت ادا کرنے کی پیشکش کی تو انھوں نے (دیت قبول کرنے سے بھی) انکار کر دیا۔ وہ لوگ (فریقین) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ حضرت انس بن نضر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا (میری بہن) ربیع ؓ کا دانت توڑ دیا جائے گا؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا ہے! اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''انس! اللہ کا قانون تو قصاص ہی ہے۔'' (راوی نے کہا:) پھر وہ لوگ راضی ہو گئے اور انھوں نے معاف کر دیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا کوئی بندہ ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ پر (اعتماد کرتے ہوئے) قسم کھا لے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔''

٢٦٤٩- أخرجه البخاري، الصلح، باب الصلح في الدية، ح:٢٧٠٣، ٤٤٩٩، ٤٥٠٠، ٤٦١١، ٦٨٩٤ من طرق عن حميد به، وصرح بالسماع عنده، وتابعه ثابت عند مسلم، ح:١٦٧٥.

فوائد ومسائل: ① دانت توڑنے پر بھی قصاص کا قانون نافذ ہوتا ہے' یعنی مجرم کا دانت توڑ دیا جائے یا دیت لے لی جائے یا معاف کر دیا جائے۔ ② ایک دانت توڑنے کی دیت پانچ اونٹ ہے۔ ③ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ربیع رضی اللہ عنہا کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر ناراضی کا اظہار نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد کا اظہار تھا کہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دل پھیر دے گا اور وہ دیت لینے پر راضی ہو جائیں گے یا معاف کر دیں گے۔ ④ کسی معزز شخصیت کے لیے قانون تبدیل نہیں ہوتا۔ ⑤ اس واقعے میں حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ اور ان کی ہمشیرہ کی عظمت اور رفعتِ مقام کا اظہار ہے۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ دِيَةِ الْأَسْنَانِ (التحفة ۱۷)

باب:۱۷- دانتوں کی دیت

٢٦٥٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْأَسْنَانُ سَوَاءٌ. اَلثَّنِيَّةُ وَالضِّرْسُ سَوَاءٌ».

۲۶۵۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب دانت برابر ہیں۔ سامنے کا دانت اور ڈاڑھ برابر ہیں۔''

٢٦٥١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَضَى فِي السِّنِّ خَمْساً مِنَ الْإِبِلِ.

۲۶۵۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دانت کے بارے میں پانچ اونٹوں کا فیصلہ فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی کسی کا دانت توڑ دے تو اس کا جرمانہ پانچ اونٹ ہے۔ ② جتنے دانت توڑے جائیں' اتنا ہی جرمانہ بڑھتا چلا جائے گا' یعنی ایک دانت کے بدلے میں پانچ اونٹ ہوں گے' خواہ ان کا مجموعہ

٢٦٥٠ـ[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب ديات الأعضاء، ح: ٤٥٥٩ عن العباس العنبري به.

٢٦٥١ـ[إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

پورے انسان کی دیت (سو اونٹ) سے بھی زیادہ ہو جائے۔ ④ دانتوں کے مقام یا فائدے کے فرق کی بنا پر ان کی دیت میں فرق نہیں ہوگا۔

(المعجم ١٨) - بَابُ دِيَةِ الْأَصَابِعِ (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- انگلیوں کی دیت

٢٦٥٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ [أَبِي] عَدِيٍّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ» يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْبِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ.

۲۶۵۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ اور یہ برابر ہیں۔'' یعنی خنصر (چھوٹی انگلی)' بنصر (چھوٹی کے ساتھ والی انگلی) اور انگوٹھا (سب برابر ہیں۔)

٢٦٥٣- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْأَصَابِعُ سَوَاءٌ كُلُّهُنَّ. فِيهِنَّ عَشْرٌ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ».

۲۶۵۳- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انگلیاں سب (آپس میں) برابر ہیں۔ ان کی دیت دس دس اونٹ ہے۔''

٢٦٥٤- حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ الْمُرَجَّى

۲۶۵۴- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت

٢٦٥٢ـ أخرجه البخاري، الديات، باب دية الأصابع، ح: ٦٨٩٥ عن ابن بشار به مختصرًا.

٢٦٥٣ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ٨٩، ٩٢ من حديث سعيد عن مطر الوراق به مطولاً، وتابعه حسين المعلم (أبوداود، ح: ٤٥٦٢، وإسناده حسن)، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٨١، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، منها ما أخرجه الترمذي، ح: ١٣٩١، وابن الجارود، ح: ٧٨٠ من حديث ابن عباس به نحو المعنٰى، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وطريق ابن ماجه حسنه البوصيري.

٢٦٥٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب ديات الأعضاء، ح: ٤٥٥٦ من حديث سعيد به، وصرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٩٢، وللحديث طرق أخرٰى عند أبي داود وغيره، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٧.

السَّمَرْقَنْدِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ غَالِبٍ التَّمَّارِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ مَسْرُوقِ ابْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْأَصَابِعُ سَوَاءٌ».

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''انگلیاں برابر ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی کسی کی ایک انگلی کاٹ دے تو اس کا جرمانہ دس اونٹ ہیں۔ ② ایک سے زیادہ انگلیاں کٹ جانے کی صورت میں ہر انگلی کا جرمانہ دس دس اونٹ ہوگا۔

(المعجم ١٩) - **بَابُ الْمُوضِحَةِ** (التحفة ١٩)

باب:١٩-جس زخم سے ہڈی ظاہر ہو جائے

٢٦٥٥- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «فِي الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ».

٢٦٥٥- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جن زخموں سے ہڈی ظاہر ہو جائے ان میں پانچ پانچ اونٹ دیت ہے۔''

فائدہ: علامہ ابن اثیر ؒ نے فرمایا: ''موضحہ وہ زخم ہے جس سے ہڈی کی سفیدی ظاہر ہو جائے۔ جس موضحہ کا جرمانہ پانچ اونٹ ہے وہ ایسا موضحہ ہے جو سر اور چہرے میں ہو۔ کسی اور عضو پر اگر موضحہ زخم لگے تو اس پر مناسب نقد جرمانہ ہے۔'' (النہایہ-مادہ: وضح)

(المعجم ٢٠) - **بَابُ مَنْ عَضَّ رَجُلًا فَنَزَعَ يَدَهُ فَنَدَرَ ثَنَايَاهُ** (التحفة ٢٠)

باب:٢٠-اگر ایک آدمی دوسرے کو دانت سے کاٹے اور اس کے ہاتھ کھینچنے پر کاٹنے والے کے دانت اکھڑ جائیں (تو کیا حکم ہے؟)

٢٦٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٦٥٦- حضرت یعلیٰ بن امیہ اور حضرت سلمہ بن

٢٦٥٥_[حسن] انظر، ح: ٢٦٥٣، وهذا طرف منه.

٢٦٥٦_[إسناده حسن] أخرجه النسائي، القسامة، ذكر الاختلاف على عطاء في هذا الحديث، ح: ٤٧٦٩ من ◀◀

حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَمَّيْهِ يَعْلَى وَسَلَمَةَ ابْنَيْ أُمَيَّةَ قَالَا: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ. وَمَعَنَا صَاحِبٌ لَنَا. فَاقْتَتَلَ هُوَ وَرَجُلٌ آخَرُ وَنَحْنُ بِالطَّرِيقِ. قَالَ: فَعَضَّ الرَّجُلُ يَدَ صَاحِبِهِ. فَجَذَبَ صَاحِبُهُ يَدَهُ مِنْ فِيهِ. فَطَرَحَ ثَنِيَّتَهُ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْتَمِسُ عَقْلَ ثَنِيَّتِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ فَيَعَضُّهُ كَعِضَاضِ الْفَحْلِ. ثُمَّ يَأْتِي يَلْتَمِسُ الْعَقْلَ لَا عَقْلَ لَهَا» قَالَ: فَأَبْطَلَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

امیہ سے روایت ہے ان دونوں نے فرمایا: غزوۂ تبوک میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ہمارے ساتھ ہمارا ایک دوست تھا۔ راستے میں اس کی ایک آدمی سے لڑائی ہوگئی۔ آدمی نے اپنے ساتھی کے ہاتھ پر دانت سے کاٹ لیا' ساتھی نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کا سامنے کا دانت ٹوٹ گیا۔ وہ اپنے دانت کی دیت لینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی اپنے بھائی کا ہاتھ اس طرح چباتا ہے جس طرح اونٹ (کسی کا ہاتھ) چبا جاتا ہے' پھر دیت مانگنے آ جاتا ہے۔ اس دانت کی کوئی دیت نہیں۔" رسول اللہ ﷺ نے اس کے دانت کو ہدر (دیت کا حق نہ رکھنے والا) قرار دے دیا۔

٢٦٥٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ رَجُلًا عَلَى ذِرَاعِهِ. فَنَزَعَ يَدَهُ، فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتُهُ. فَرُفِعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَأَبْطَلَهَا وَقَالَ: «يَقْضِمُ أَحَدُكُمْ كَمَا يَقْضِمُ الْفَحْلُ».

٢٦٥٧- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کے بازو پر دانت سے کاٹ لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو کاٹنے والے کا دانت ٹوٹ کر گر گیا۔ یہ مقدمہ نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس کے دانت کو دیت کا حق نہ رکھنے والا قرار دے دیا۔ اور فرمایا: "تم میں سے کوئی ایسے کاٹتا ہے جیسے اونٹ کاٹ کھاتا ہے۔"

◄◄ حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٢٢٢/٤، ٢٢٣ وغيره، وله شواهد عند البخاري وغيره، انظر الحديث الآتي.

٢٦٥٧ـ أخرجه البخاري، الديات، باب إذا عض رجلاً فوقعت ثناياه، ح: ٦٨٩٢، ومسلم، القسامة والمحاربين، باب الصائل على نفس الإنسان وعضوه إذا دفعه المصول عليه . . . الخ، ح: ١٦٧٣ من حديث قتادة به، وصرح بالسماع.

فوائد ومسائل: ① جس پر حملہ کیا جائے وہ اپنے دفاع کا حق رکھتا ہے۔ ② اس کوشش میں اگر حملہ آور کو نقصان پہنچ جائے تو اسے دوسرے سے جرمانہ نہیں دلایا جائے گا۔

(المعجم ۲۱) - بَابٌ: لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ (التحفة ۲۱)

باب: ۲۱- غیر مسلم کے قصاص میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا

۲۶۵۸- حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْعِلْمِ لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ؟ قَالَ: لَا. وَاللهِ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا عِنْدَ النَّاسِ. إِلَّا أَنْ يَرْزُقَ اللهُ رَجُلًا فَهْماً فِي الْقُرْآنِ. أَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ. فِيهَا الدِّيَاتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

۲۶۵۸- حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے کہا: کیا آپ لوگوں کے پاس کوئی ایسا علم ہے جو (دوسرے) لوگوں کے پاس نہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں قسم ہے اللہ کی! ہمارے پاس تو وہی کچھ ہے جو لوگوں کے پاس ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو قرآن کی سمجھ عطا فرما دے یا جو اس نوشتے میں ہے۔ اس تحریر میں رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے دیت کے مسائل تھے اور یہ (لکھا ہوا تھا) کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت علی ؓ کے زمانے میں بعض لوگوں نے خود ان کے بارے میں غلط باتیں مشہور کر دی تھیں۔ حضرت علی ؓ نے ہر ممکن حد تک ان غلط عقائد کی تردید فرمائی۔ ② حضرت علی ؓ کے بارے میں مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں ''علم باطن'' عطا فرمایا تھا جو شریعت کے ظاہری علم سے مختلف ہے۔ موجودہ تصوف کے سلسلے بھی اسی تصور پر قائم ہیں۔ یہ غلط عقیدہ ہے۔ تزکیۂ نفس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سب احادیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ یہ کوئی خفیہ علم نہیں۔ ③ حضرت علی ؓ کی طرف ''علم جفر'' بھی منسوب ہے۔ جس کے ذریعے سے لوگ اپنے خیال میں ماضی اور مستقبل کی غیب کی باتیں معلوم کر لیتے ہیں۔ یہ سب بے بنیاد ہے۔ اللہ کے سوا کسی اور کو علم الغیب جاننے والا تسلیم کرنا قرآن کی بہت سی آیات کا انکار ہے۔ ④ قرآن مجید میں غور وتدبر کر کے علمی نکات دریافت کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ یہ علم حاصل کرنا اور اس کے مطابق اپنی عملی زندگی کو سنوارنا اصل مطلوب ہے۔ ⑤ صحابۂ کرام ؓ حدیث نبوی

۲۶۵۸۔ أخرجه البخاري، العلم، باب كتابة العلم، ح: ۱۱۱، ۳۰۴۷، ۶۹۰۳ من حديث مطرف به.

تحریر کرتے اور اسے محفوظ رکھتے تھے کیونکہ وہ اسے شریعت کا لازمی حصہ سمجھتے تھے۔ اور اس پر عمل کرتے تھے۔
⑨ اگر مسلمان کسی ذمی کو قتل کردے تو قصاص کے طور پر اسے قتل نہیں کیا جائے گا' البتہ دیت دلائی جاسکتی ہے۔

٢٦٥٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ».

٢٦٥٩- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔''

٢٦٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ».

٢٦٦٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے اور نہ عہد والے (ذمی) کو اس کے عہد میں قتل کیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① اسلامی سلطنت میں رہنے والے غیر مسلم کی جان و مال کی حفاظت مسلمانوں کا فرض ہے۔ ② ذمی کو اس وقت تک قتل کرنا جائز نہیں جب تک وہ کوئی ایسا جرم نہ کرے جس سے اس کا معاہدہ ختم ہو جائے' مثلاً: قرآن مجید کی بے حرمتی یا نبئ اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی وغیرہ۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِوَلَدِهِ (التحفة ٢٢)

باب: ٢٢- باپ کو اولاد کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے

٢٦٦١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

٢٦٦١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٢٦٥٩_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢١٥ من حديث عبدالرحمٰن بن عياش به مطولاً، وإسناده حسن، وللحديث طرق عن عمرو بن شعيب عند أبي داود، ح: ٤٥٠٦، وأحمد: ٢/ ١٧٨، ١٨٠، ١٩٢ وغيرهما، والحديث السابق شاهد له.

٢٦٦٠_ [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل حنش، انظر، ح: ٢٤٤٦، وللحديث طرق عند أبي داود، ح: ٤٥٠٦، ٤٥٣٠، وابن حبان (موارد)، ح: ١٦٩٩ وغيرهما.

٢٦٦١_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي به، انظر، ح: ٢٥٩٩ من هٰذا الكتاب، وللحديث شواهد ضعيفة، وانظر الحديث الآتي.

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُقْتَلُ بِالْوَلَدِ الْوَالِدُ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹے کے بدلے میں باپ کو قتل نہ کیا جائے۔''

٢٦٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ».

۲۶۶۲- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''باپ کو اولاد کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے حسن اور صحیح قرار دیا ہے لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۱/۱۶، ۲۲، ۴۹ والإرواء:۷/۲۷۱، رقم:۲۲۱۴، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم:۲۶۶۲) بنا بریں ماں باپ کے ہاتھ سے اگر اولاد قتل ہو جائے تو ماں یا باپ کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا، البتہ دوسری مناسب سزا ضروری ہے جیسے کہ حدیث ۲۶۴۶ میں دیت لینے کا ذکر ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: هَلْ يُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ؟ (التحفة ٢٣)

باب:۲۳- کیا غلام کے بدلے میں آزاد کو (قصاص میں) قتل کیا جائے گا؟

٢٦٦٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۲۶۶۳- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٦٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الرجل يقتل ابنه يقاد منه أم لا؟، ح:١٤٠٠ من حديث أبي خالد الأحمر به ﷺ والحجاج بن أرطاة تقدم حاله، ح:٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، وعنعن، وتابعه محمد ابن عجلان به عند البيهقي:٨/٣٨ وغيره، وصححه ابن الجارود، ح:٧٨٨ وغيره، وابن عجلان، عنعن، وتقدم، ح:١٩٦٧، وللحديث طرق أخرى، وقال عبدالحق الإشبيلي: "هذه الأحاديث كلها معلولة، لا يصح منها شيء"(تلخيص:٤/١٧).

٢٦٦٣ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب من قتل عبده أو مثل به أيقاد منه؟، ح:٤٥١٧ من طريق سعيد به، وتابعه شعبة وغيره (أبوداود، ح:٤٥١٥، وحسنه الترمذي:١٤١٤، وصححه الحاكم على شرط البخاري:٤/٣٦٧، ◀◀

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ. وَمَنْ جَدَعَهُ جَدَعْنَاهُ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے غلام کو قتل کیا' ہم اسے قتل کر دیں گے' اور جس نے غلام کے ناک کان کاٹے' ہم بھی اس کے ناک کان کاٹ دیں گے۔''

٢٦٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَا: قَتَلَ رَجُلٌ عَبْدَهُ عَمْدًا مُتَعَمِّدًا. فَجَلَدَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِائَةً. وَنَفَاهُ سَنَةً. وَمَحَا سَهْمَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

٢٦٦٤- حضرت علی ؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے جان بوجھ کر اپنے غلام کو عمداً قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سو کوڑے لگوائے' اسے ایک سال کے لیے جلاوطن کر دیا اور مسلمانوں (کے مال غنیمت) میں سے اس کا حصہ ختم کر دیا۔

(المعجم ٢٤) - بَاب: يُقْتَادُ مِنَ الْقَاتِلِ كَمَا قَتَلَ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- قاتل جس طرح قتل کرے اس سے اسی طرح قصاص لیا جائے

٢٦٦٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ امْرَأَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقَتَلَهَا. فَرَضَخَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَأْسَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

٢٦٦٥- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک عورت کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل کر اسے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس (قاتل) کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔

◀◀ ووافقه الذهبي) * حسن عن سمرة حسن، تقدم، ح: ٢١٨٣.

٢٦٦٤ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف إسحاق بن أبي فروة، وتقدم، ح: ٣٤٥، وتدليس إسماعيل بن عياش، ح: ٧٥".

٢٦٦٥ـ أخرجه البخاري، الخصومات، باب ما يذكر في الإشخاص والخصومة بين المسلم واليهود، ح: ٢٤١٣، ٢٧٤٦، ٦٨٨٤، ومسلم، القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره ... الخ، ح: ١٦٧٢ من حديث همام به.

٢٦٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ.ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا. فَقَالَ لَهَا: «أَقَتَلَكِ فُلَانٌ؟» فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا: أَنْ لَا. ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّانِيَةَ. فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا: أَنْ لَا. ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ. فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا: أَنْ نَعَمْ. فَقَتَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

٢٦٦٦-حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کو اس کے چاندی کے زیوروں کے لیے قتل کر دیا۔ (ابھی فوت نہیں ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دی گئی۔) رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تجھے فلاں آدمی نے قتل کیا ہے؟'' اس نے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں' پھر دوبارہ (کسی اور کا نام لے کر) پوچھا تو اس نے اشارہ کیا کہ نہیں۔ تیسری بار (اس یہودی کا نام لے کر) پوچھا تو اس نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس (مجرم) کو دو پتھروں کے درمیان (سر کچل کر) قتل کروا دیا۔

فوائد ومسائل: ① پتھروں کے درمیان قتل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا سر پتھر پر رکھ کر اوپر سے دوسرا پتھر مارا جس سے وہ شدید زخمی ہوگئی اور بعد میں زخموں کی تاب نہ لا کر فوت ہوگئی۔ ② گواہی کے معاملے میں واضح اشارہ کلام کے حکم میں ہے۔ نماز میں اس قسم کا اشارہ کلام کے حکم میں نہیں۔ (صحيح البخاري' الكسوف' باب صلاة النساء مع الرجال في الكسوف' حديث:١٠٥٣) ③ سزائے موت اسی طرح دی جائے جس طرح قاتل نے قتل کیا ہو۔

(المعجم ٢٥) - بَابٌ: لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ (التحفة ٢٥)

باب:٢٥-قصاص صرف تلوار سے قتل کر کے لیا جائے

٢٦٦٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ الْعُرُوقِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي عَازِبٍ، عَنِ النُّعْمَانِ

٢٦٦٧-حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قصاص صرف تلوار سے ہوتا ہے۔''

٢٦٦٦ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب الإشارة في الطلاق والأمور، ح:٥٢٩٥ تعليقًا، ٦٨٧٧، ٦٨٧٩، ومسلم، القسامة والمحاربين، الباب السابق، ح:١٦٧٢ من حديث شعبة به.

٢٦٦٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار:٣/ ١٨٤ من حديث أبي عاصم به * جابر الجعفي، تقدم، ح:٣٥٦، وأبوعازب مستور (تقريب)، وانظر الحديث الآتي.

ابْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ».

٢٦٦٨- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ: حَدَّثَنَا الْحُرُّ بْنُ مَالِكٍ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ».

۲۶۶۸- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قصاص صرف تلوار سے ہوتا ہے۔''

(المعجم ٢٦) - **بَاب: لَا يَجْنِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ** (التحفة ٢٦)

باب:۲۶-کوئی کسی کے جرم کا ذمے دار نہیں

٢٦٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي حِجَّةِ الْوَدَاعِ: «أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ. لَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ، وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ».

۲۶۶۹- حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''سنو! کوئی جرم کرنے والا اپنے سوا کسی پر جرم نہیں کرتا۔ نہ باپ کے جرم کی ذمے داری اس کے بیٹے پر ہے' نہ بیٹے کے جرم کی ذمے داری اس کے باپ پر ہے۔''

٢٦٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۶۷۰- حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٦٦٨_ [إسناده ضعيف] * الحسن عنعن، وتقدم، ح:٧١، وفيه علة أخرى، وأخرج الدارقطني: ٣/ ١٠٥ بإسناد حسن عن مبارك عن الحسن مرسلاً، وقال: قال يونس: قلت للحسن عمن أخذت هذا؟ قال: سمعت النعمان بن بشير يذكر ذلك"، يعني أنه موقوف عليه، والله أعلم.

٢٦٦٩_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٨، ٤٩٩ من حديث شبيب به، وأصله في سنن أبي داود، ح: ٣٣٣٤ وغيره.

٢٦٧٠_ [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٤٣، ٤٤ من حديث ابن نمير به مطولاً، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٦٨٣، والحاكم: ٢/ ٦١١، ٦١٢، والذهبي، والبوصيري.

فائدة: رواه الفضل بن موسى عن يزيد بن زياد بن أبي الجعد عن أبي صخر جامع بن شداد عن طارق بن عبدالله المحاربي به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ: حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ، حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، يَقُولُ: «أَلَا لَا تَجْنِي أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ. أَلَا لَا تَجْنِي أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ».

ہے انھوں نے کہا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے حتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آئی۔ آپ نے فرمایا: ''سنو! کسی ماں کے جرم کی ذمے داری اس کے بیٹے پر نہیں۔ سنو! کسی ماں کے جرم کی ذمے داری اس کے بیٹے پر نہیں۔''

۲۶۷۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ أَبِي الْحُرِّ، عَنِ الْخَشْخَاشِ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَمَعِي ابْنِي. فَقَالَ: «لَا تَجْنِي عَلَيْهِ، وَلَا يَجْنِي عَلَيْكَ».

۲۶۷۱- حضرت خشخاش عنبری ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور میرے ساتھ میرا بیٹا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے جرم کی پرسش اس سے نہیں ہوگی اور اس کے جرم کی پرسش تجھ سے نہیں ہوگی۔''

۲۶۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ الْقَطَّانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ شَرِيكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلَى أُخْرَى».

۲۶۷۲- حضرت اسامہ بن شریک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی جان کے جرم کی ذمے داری دوسری جان پر نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① مجرم کے جرم کی سزا اس کے باپ' بیٹے' بھائی یا دوست وغیرہ کو نہیں دی جا سکتی۔ ② مفرور مجرم کو پکڑنے کے لیے اس کے اقارب پر سختی کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ ③ مشکوک شخص سے اقرار کرانے کے لیے مناسب حد تک سختی کی جا سکتی ہے۔ ④ مشکوک یا مجرم شخص سے اس کے شریک جرم ساتھیوں کے

۲۶۷۱- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٤، ٣٤٥ عن هشيم أنا يونس بن عبيد به، وقال: قال هشيم مرة يونس قال: 'أخبرني مخبر عن حصين بن أبي الحر' (وانظر المسند: ٥/ ٨١)، فالسند ضعيف لجهالة المخبر، والحديث السابق شاهد له، وللحديث طريق آخر عند البيهقي: ٨/ ٢٧.

۲۶۷۲- [إسناده حسن] وقال البوصيري: 'هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات، وأبو العوام اسمه عمران بن داود، وإن ضعفه النسائي فقد وثقه الجمهور'.

بارے میں معلوم کرنے کے لیے مناسب حد تک سختی کی جا سکتی ہے بشرطیکہ ایسے قرائن موجود ہوں جن سے اس کا مشکوک و مجرم ہونا ظاہر ہوتا ہو۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٧) - بَابُ الْجُبَارِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- جن چیزوں میں دیت نہیں

٢٦٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ. وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ. وَالْبِئْرُ جُبَارٌ».

۲۶۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چوپائے کا پہنچایا ہوا زخم ہدر (رائیگاں) ہے۔ اور کان (میں گر کر آنے والا زخم) ہدر ہے اور کنواں ہدر ہے۔''

٢٦٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ».

۲۶۷۴- حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''جانور کا پہنچایا ہوا زخم ہدر (رائیگاں) ہے' اور کان ہدر ہے۔''

٢٦٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ خَالِدٍ النُّمَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى ابْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ الْمَعْدِنَ جُبَارٌ، وَالْبِئْرَ جُبَارٌ، وَالْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ. وَالْعَجْمَاءُ الْبَهِيمَةُ مِنَ الْأَنْعَامِ وَغَيْرِهَا.

۲۶۷۵- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ کان ہدر (رائیگاں) ہے' کنواں ہدر ہے' اور چوپائے کا پہنچایا ہوا زخم ہدر ہے۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: عجماء سے مراد

٢٦٧٣_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٠٩.

٢٦٧٤_ [صحيح] أخرجه الطبراني: ١٧/ ١٤ ح، ٦: من حديث كثير به * كثير ضعيف جدًا، متهم، تقدم ح: ١٦٥، والحديث السابق شاهد له.

٢٦٧٥_ [صحيح] وقال البوصيري: "منقطع"، وانظر، ح: ٢٦٤٣، لعلته، وح: ٢٦٧٣ شاهد له.

وَالْجُبَارُ هُوَ الْهَدَرُ الَّذِي لَا يُغَرَّمُ.

مویشی وغیرہ جانور ہیں۔ اور جبار، یعنی ہدر، وہ ہوتا ہے جس کا کوئی تاوان (یا دیت وغیرہ) نہ ہو۔

٢٦٧٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلنَّارُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ».

۲۶۷۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ ہدر (رائیگاں) ہے اور کنواں ہدر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ھدر کے معنی رائیگاں ہونا، بیکار، لغو، بے فائدہ اور بے مقصد ہو جانا، اسی طرح رائیگاں کرنا، بے کار اور بے مقصد بنانا ہیں، یعنی یہ لازم اور متعدی دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔ مویشی کے ہدر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا جانور چھوٹ کر بھاگ جائے اور اسی اثنا میں کسی کو زخمی کر دے یا ہلاک کر دے تو جانور کے مالک پر اس کی ذمے داری نہیں ہوگی۔ اس سے قصاص یا دیت کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ ② معدنی چیزیں نکالنے کے لیے جو کان کھودی جاتی ہے، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مزدور کان میں کام کر رہا ہے کہ اوپر سے پتھر گرا یا پیچھے سے پتھر گر کر راستہ بند ہو گیا جس کی وجہ سے وہ مزدور فوت ہو گیا۔ اس صورت میں کان کا مالک قاتل شمار نہیں ہوگا۔ اس پر قتل خطا والی دیت بھی لازم نہیں ہوگی۔ ③ کنویں کے ہدر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کنویں سے پانی نکالنے کی کوشش میں کنویں میں گر پڑے یا کوئی اور ایسا حادثہ پیش آ جائے تو کنویں کا مالک ذمے دار نہیں ہوگا۔ ④ آگ ہدر ہونے کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص نے اپنی کسی ضرورت سے آگ جلائی، ہوا سے اس کی چنگاریاں اڑ کر کسی کی چیز پر پڑ گئیں جن کو روکنا آگ جلانے والے کے بس میں نہ تھا۔ اس صورت میں آگ سے پہنچنے والے نقصان کی ذمے داری آگ جلانے والے پر نہیں ہوگی، اور اس سے تاوان نہیں لیا جائے گا۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْقَسَامَةِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- قسامت کا بیان

٢٦٧٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ: حَدَّثَنِي أَبُو لَيْلَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ

۲۶۷۷- حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے کے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ اور حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ تنگ دستی کی وجہ سے

٢٦٧٦- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب في النار تعدى، ح: ٤٥٩٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الصحيفة الصحيحة للإمام همام بن منبه رحمه الله، تقدم، ح: ١٣٨، وأصله متفق عليه.

٢٦٧٧- أخرجه البخاري، الأحكام، باب كتاب الحاكم إلى عماله والقاضي إلى أمنائه، ح: ٧١٩٢ من حديث مالك به، ومسلم، القسامة والمحاربين ... ، باب القسامة، ح: ١٦٦٩/٦ من حديث بشر بن عمر به.

ابْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ رِجَالٍ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ سَهْلٍ، وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ. فَأُتِيَ مُحَيِّصَةُ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَأُلْقِيَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ بِخَيْبَرَ. فَأَتَى يَهُودَ، فَقَالَ: أَنْتُمْ، وَاللهِ قَتَلْتُمُوهُ. قَالُوا: وَاللهِ مَا قَتَلْنَاهُ. ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُمْ. ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ، وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ. فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ يَتَكَلَّمُ، وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمُحَيِّصَةَ: «كَبِّرْ، كَبِّرْ» يُرِيدُ السِّنَّ. فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ. ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِمَّا أَنْ تَدُوا صَاحِبَكُمْ، وَإِمَّا أَنْ تُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ» فَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ. فَكَتَبُوا: إِنَّا، وَاللهِ مَا قَتَلْنَاهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: «تَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ؟» قَالُوا: لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ. فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ. فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِائَةَ نَاقَةٍ. حَتَّى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ.

(روزی کی تلاش میں) خیبر گئے۔ (وہاں) کسی نے آ کر محیصہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ عبداللہ بن سہل کو قتل کر کے خیبر کے ایک کنویں یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے۔ محیصہ رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کے پاس جا کر انھیں کہا: قسم ہے اللہ کی! تمھی نے اسے قتل کیا ہے۔ انھوں نے کہا: قسم ہے اللہ کی! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ پھر وہ (خیبر سے) اپنے قبیلے والوں کے پاس گئے اور انھیں صورت حال بتائی' پھر محیصہ (رضی اللہ عنہ) اپنے بڑے بھائی حویصہ (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہ کے ساتھ (نبی ﷺ کی خدمت میں) حاضر ہوئے۔ محیصہ رضی اللہ عنہ نے بات شروع کرنی چاہی کیونکہ (حادثے کے وقت) خیبر میں وہی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے محیصہ (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ''بڑے کا لحاظ کرو۔'' یعنی جو عمر میں بڑا ہے (اسے بات کرنے دو۔) چنانچہ حویصہ رضی اللہ عنہ نے بات کی' پھر ان کے بعد محیصہ رضی اللہ عنہ نے بات کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا وہ تمھارے مقتول کی دیت دیں یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس معاملے میں اہل خیبر کے نام لکھا۔ انھوں نے (جواب میں) لکھا' قسم ہے اللہ کی! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حویصہ' محیصہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''کیا تم قسمیں کھاتے ہو اور اپنے آدمی (مقتول) کا خون بہا (دیت) لینے کے مستحق بنتے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہودی تمھارے لیے قسمیں کھائیں گے (قسمیں کھا کر خود کو بے گناہ ثابت کر دیں گے۔)'' انھوں نے کہا: وہ مسلمان

نہیں (ان کے لیے جھوٹی قسمیں کھانا معمولی بات ہے۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے عبداللہ بن سہل ؓ کی دیت دے دی۔ اور ان کے پاس سو اونٹنیاں بھیج دیں۔ اور وہ ان کے گھر پہنچا دی گئیں۔

قَالَ سَهْلٌ: فَلَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

حضرت سہل ؓ نے فرمایا: ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات بھی ماری تھی۔

فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص قتل ہو جائے اور اس کے قاتلوں کا پتہ نہ چلے تو مدعی قبیلے کے پچاس آدمی مشکوک افراد کے بارے میں قسم کھائیں کہ یہ ہمارے قاتل ہیں۔ اگر وہ قسم کھالیں تو مدعا علیہم سے دیت دلوائی جائے گی۔ اگر یہ لوگ قسم نہ کھائیں تو مدعا علیہم میں سے پچاس آدمی یہ قسم کھائیں گے کہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا' نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کریں تو ان پر ضروری ہوگا کہ قاتل کو پیش کریں اور اگر وہ قسم کھالیں تو وہ بری ہو جائیں گے اور ان سے دیت وصول نہیں کی جائے گی۔ اس صورت میں دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ ② قسم کھانے والوں میں کوئی بچہ' عورت' غلام یا مجنون شامل نہیں ہونا چاہیے۔ اگر پچاس افراد کی تعداد مکمل نہ ہو سکے تو جتنے افراد موجود ہیں وہی پچاس قسموں کی تعداد پوری کریں۔ (حاشیہ سنن ابن ماجہ از محمد فؤاد عبدالباقی) ③ اہم معاملات میں بزرگوں کو بات کرنی چاہیے' نیز بزرگوں کی موجودگی میں نوجوانوں کو بات کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔

٢٦٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ حُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ، ابْنَيْ مَسْعُودٍ وَعَبْدَ اللهِ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ، ابْنَيْ سَهْلٍ. خَرَجُوا يَمْتَارُونَ بِخَيْبَرَ. فَعُدِيَ عَلَى عَبْدِ اللهِ، فَقُتِلَ. فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «تُقْسِمُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ؟» فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ

۲۶۷۸- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ مسعود کے بیٹے حویصہ اور محیصہ (ؓ) اور سہل کے بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمٰن (ؓ) غلہ لینے خیبر گئے۔ (وہاں) عبداللہ ؓ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا گیا۔ یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم قسمیں کھا کر (دیت کے) مستحق بنتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم کیسے قسم کھا سکتے ہیں جب کہ ہم نے دیکھا

٢٦٧٨ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ٩/ ٣٧٨ عن أبي خالد به، وضعفه البوصيري لعنعنة الحجاج بن أرطاة، ح: ٢٦٦٢، والحديث السابق شاهد له.

نُقْسِمُ وَلَمْ نَشْهَدْ؟ قَالَ: «فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِذًا تَقْتُلَنَا. قَالَ: فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ.

نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''پھر یہودی (قسمیں کھا کر) تم سے بری ہو جائیں گے۔'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! تب تو وہ ہمیں قتل کرنا شروع کر دیں گے۔ (وہ جسے چاہیں گے قتل کر کے پچاس جھوٹی قسمیں کھا لیا کریں گے۔) تب رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس (بیت المال) سے اس کی دیت ادا فرما دی۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ مَنْ مَثَّلَ بِعَبْدِهِ فَهُوَ حُرٌّ (التحفة ٢٩)

باب: ۲۹- اگر کوئی شخص اپنے غلام کا مثلہ کرے تو غلام آزاد ہو جائے گا

٢٦٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ رَوْحِ بْنِ زِنْبَاعٍ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ أَخْصَى غُلَامًا لَهُ. فَأَعْتَقَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِالْمُثْلَةِ.

۲۶۷۹- حضرت سلمہ بن روح بن زنباع اپنے دادا (حضرت زنباع بن روح جذامی ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انھوں نے اپنے غلام کو خصی کر دیا تھا۔ نبی ﷺ نے مثلے کی وجہ سے اس غلام کو آزاد کر دیا۔

٢٦٨٠- حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ الْمُرَجَّى السَّمَرْقَنْدِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ الصَّيْرَفِيُّ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ صَارِخًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا لَكَ؟» قَالَ: سَيِّدِي رَآنِي أُقَبِّلُ جَارِيَةً

۲۶۸۰- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی چیختا چلاتا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟'' اس نے کہا: میرے آقا نے مجھے اس کی ایک لونڈی کا بوسہ لیتے دیکھ لیا تو اس نے میرے مردانہ اعضاء کاٹ ڈالے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کو

٢٦٧٩ـ [صحيح] أخرجه الطبراني: ٥/ ٢٦٩، ح: ٥٣٠٢ من حديث عبدالسلام بن حرب به، وضعفه البوصيري من أجل إسحاق بن أبي فروة، ح: ٣٤٥، والحديث الآتي شاهد له.

٢٦٨٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب من قتل عبده أو مثل به، ح: ٤٥١٩ من حديث أبي حمزة به، وأخرجه أحمد، والطبراني، ح: ٥٣٠١ من طريق معمر، وابن جريج عن عمرو بن شعيب به.

لَهُ، فَجَبَّ مَذَاكِيرِي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَيَّ بِالرَّجُلِ» فَطُلِبَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اذْهَبْ. فَأَنْتَ حُرٌّ» قَالَ: عَلَى مَنْ نُصْرَتِي يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ يَقُولُ: أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَرَقَّنِي مَوْلَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ أَوْ مُسْلِمٍ».

میرے پاس لاؤ۔'' اسے تلاش کیا گیا لیکن وہ پکڑا نہ جاسکا تو رسول اللہ ﷺ نے (غلام سے) فرمایا: ''جا' تو آزاد ہے۔'' اس نے کہا: اللہ کے رسول! میری مدد کون کرے گا؟ راوی نے کہا: اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر میرے آقا نے مجھے دوبارہ غلام بنا لیا تو مجھے کون چھڑائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مومن'' یا فرمایا: ''ہر مسلمان (تیری مدد کرے گا)۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی شخص اپنے غلام کے اعضاء کاٹ دے تو آقا سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ ② غلام سے اگر ایسی زیادتی کی جائے جس کی سزا قصاص ہے تو غلام کو آزاد کر دیا جائے گا۔ ③ اعضاء سے مراد ناک' کان یا ہاتھ پاؤں وغیرہ ہیں۔

(المعجم ٣٠) - بَابٌ: أَعَفُّ النَّاسِ قِتْلَةً، أَهْلُ الْإِيمَانِ (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠- مومن قتل کرتے وقت بھی سب لوگوں سے زیادہ تقوے کا خیال رکھتے ہیں

٢٦٨١- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ شِبَاكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَعَفِّ النَّاسِ قِتْلَةً أَهْلَ الْإِيمَانِ».

٢٦٨١- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قتل کرنے کے انداز میں بھی سب لوگوں سے زیادہ گناہ سے بچنے والے مومن ہی ہوتے ہیں۔''

٢٦٨٢- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ شِبَاكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هُنَيِّ بْنِ نُوَيْرَةَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

٢٦٨٢- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن ہی قتل کرنے کے انداز میں بھی سب لوگوں سے زیادہ گناہ سے بچنے والے ہوتے ہیں۔''

٢٦٨١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٩٣ من حديث هشيم أنبأ مغيرة به، وانظر الحديث الآتي لعلته.

٢٦٨٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في النهي عن المثلة، ح: ٢٦٦٦ من حديث مغيرة به، وانظر، ح: ٢٠٧٤ لتدليس إبراهيم النخعي * وهني بن نويرة مستور (تقريب)، وفيه علة أخرٰى.

ﷺ: «إِنَّ أَعَفَّ النَّاسِ قِتْلَةً، أَهْلُ الْإِيمَانِ».

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتیں اکثر محققین کے نزدیک ضعیف ہیں' تاہم صحیح مسلم میں اسی مفہوم کی روایت موجود ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ آدمی کو چاہیے کہ اپنی چھری تیز کرے' اور ذبح ہونے والے جانور کو راحت پہنچائے (ممکن حد تک کم سے کم تکلیف پہنچائے۔'') (صحیح مسلم' الصید والذبائح' باب الأمر بإحسان الذبح والقتل' وتحدید الشفرة' حدیث:١٩٥٥' و سنن ابن ماجه' حدیث:٣١٧٠)

(المعجم ٣١) - **بَابٌ: اَلْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ** (التحفة ٣١)

باب:٣١- سب مسلمانوں کا خون برابر ہے

٢٦٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ. وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ. يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَيَرُدُّ عَلَى أَقْصَاهُمْ».

٢٦٨٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے خون باہم ہم مرتبہ ہیں۔ وہ دوسروں (غیر مسلم دشمنوں) کے خلاف ایک ہاتھ کی طرح ہیں۔ ان کا ادنیٰ بھی معاہدے کی ذمے داری اٹھا سکتا ہے۔ مسلمانوں کو وہ (مجاہد) بھی غنیمت ادا کرے گا جو سب سے دور (اور دشمن سے بالکل قریب) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① خون برابر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قصاص اور دیت کے معاملات میں کسی ادنیٰ اور اعلیٰ کا فرق نہیں' نہ قبائل کے لحاظ سے' نہ غریب امیر ہونے کے لحاظ سے۔ سب کے حقوق برابر ہیں۔ اسی طرح بچہ اور بڑا بھی ایک ہی حکم میں ہے۔ ② مسلمانوں کو دشمن کے خلاف بالکل متحد ہونا چاہیے ورنہ پوری قوم کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ③ مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ اور کسی مسلمان کو دشمن سے میل جول نہیں رکھنا چاہیے۔ ④ اگر کسی غیر مسلم کو ایک ادنیٰ مسلمان بھی امان دے دے تو سب مسلمانوں کے لیے اس کی پابندی ضروری ہے۔ ⑤ کوئی مجاہد غنیمت کا مال خود ہی اپنے پاس نہیں رکھ سکتا بلکہ اسے چاہیے کہ غنیمت کم ہو یا زیادہ امیر لشکر کے پاس جمع کرائے' پھر اپنے حصے کے مطابق وصول کرے۔ یہ نہ سوچے کہ امیر دور ہے' اور اگر وہاں یہ تھوڑی سی چیز پہنچاؤں گا تو ہو سکتا ہے یہ میرے حصے ہی میں آ جائے' لہٰذا میں اسے امیر کے پاس جمع نہیں کراتا' اپنے پاس ہی رکھ لیتا ہوں۔ ایسے نہ کرے بلکہ اصول کی پابندی کرے۔

٢٦٨٣_ [صحيح] وضعفه البوصيري لضعف حنش، وللحديث طرق عند أبي داود وغيره، انظر، ح: ٢٦٦٠.

٢٦٨٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، أَبُوضَمْرَةَ، عَنْ عَبْدِالسَّلَامِ بْنِ أَبِي الْجَنُوبِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُسْلِمُونَ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ. وَتَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ».

۲۶۸۴- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان دوسروں کے خلاف ایک ہاتھ کی طرح ہیں۔ اور ان کے خون باہم برابر ہیں۔''

٢٦٨٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَدُ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ. تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ. وَيُجِيرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَدْنَاهُمْ، وَيَرُدُّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَقْصَاهُمْ».

۲۶۸۵- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کا ہاتھ غیروں کے خلاف (ایک ہی) ہوتا ہے۔ ان کے خون اور مال (مرتبے اور قابل حفاظت ہونے کے لحاظ سے) برابر ہیں۔ اور مسلمانوں کے خلاف (کسی غیر مسلم کو) سب سے کم درجے کا مسلمان بھی پناہ دے سکتا ہے اور مسلمانوں کو وہ (مجاہد) بھی (غنیمت) ادا کرے گا جو سب سے دور ہے۔''

(المعجم ٣٢) - بَابُ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا (التحفة ٣٢)

باب: ۳۲- ذمی کے قتل کا گناہ

٢٦٨٦- حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ

۲۶۸۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی ذمی کو قتل کرے اسے جنت کی خوشبو نہیں آئے گی' حالانکہ اس کی

٢٦٨٤ـ [صحيح] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٩٦٨ من طريق إبراهيم بن سعيد به، وفي المطبوع تصحيف فليصحح وضعفه البوصيري من أجل عبدالسلام بن أبي الجنوب، وقد ضعفه ابن المديني، وأبوزرعة وغيرهما، والحديث السابق شاهد له.

٢٦٨٥ـ [إسناده حسن] انظر، ح: ٢٦٤٤.

٢٦٨٦ـ أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب إثم من قتل معاهدًا بغير جرم، ح: ٣١٦٦، ٦٩١٤ من حديث الحسن بن عمرو به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا، لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَاماً».

خوشبو چالیس سال کے فاصلے سے محسوس ہوتی ہے۔"

٢٦٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مَعْدِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا، لَهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلَا يَرَاحُ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ. وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ عَاماً».

٢٦٨٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی ذمی کو قتل کیا' جس کی (حفاظت کی) ذمے داری اللہ اور اس کے رسول نے اٹھائی ہے تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا' حالانکہ اس کی خوشبو ستر سال کے فاصلے سے محسوس ہوتی ہے۔"

فوائد ومسائل: ① مسلمان ملک کے غیر مسلم باشندے "ذمی" کہلاتے ہیں کیونکہ اسلامی حکومت ان کے حقوق کی حفاظت کا ذمہ اٹھاتی ہے۔ ② یہ حقوق انھیں اللہ کے حکم سے اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کی روشنی میں دیے جاتے ہیں' اس لیے گویا ان کا ذمہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اٹھایا ہے' لہٰذا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمے داری کی ادائیگی میں خلل ڈالے۔ ③ جنت کی خوشبو نہ پانے کا مطلب یہ ہے کہ جنت سے ہزاروں میل دور ہوگا۔ آخرت میں صرف جنت اور جہنم ہی کے مقامات ہیں' اس لیے اس میں یہ وعید ہے کہ وہ شخص جہنم میں جائے گا۔

(المعجم ٣٣) - بَابُ مَنْ أَمِنَ رَجُلًا عَلَى دَمِهِ فَقَتَلَهُ (التحفة ٣٣)

باب: ٣٣- کسی کو امان دے کر قتل کرنے والے کا بیان

٢٦٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ

٢٦٨٨- حضرت رفاعہ بن شداد قتبانی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: اگر میں نے حضرت عمرو بن

٢٦٨٧ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الديات، باب ما جاء فيمن يقتل نفسًا معاهداً، ح:١٤٠٣ عن ابن بشار به، وقال: "حسن صحيح" * ومعدي ضعيف، وابن عجلان عنعن، تقدم، ح:١٩٦٧، والحديث السابق شاهد له.

٢٦٨٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى:٥/ ٢٢٥، ح:٨٧٣٩ من حديث أبي عوانة به، وصححه البوصيري، قلت: عبدالملك بن عمير:(٢١١٨ب) صرح بالسماع عند النسائي (الكبرٰى، ح:٨٧٤١) إلا أنه قال: "حدثني عامر بن شداد" والصواب: "رفاعة بن شداد"، وتابعه إسماعيل السدي عن رفاعة به عند ابن حبان، ح:١٦٨٢ وغيره، وللحديث طرق أخرٰى.

عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ شَدَّادٍ الْقِتْبَانِيِّ قَالَ: لَوْلَا كَلِمَةٌ سَمِعْتُهَا مِنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِيِّ، لَمَشَيْتُ فِيمَا بَيْنَ رَأْسِ الْمُخْتَارِ وَجَسَدِهِ. سَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَمِنَ رَجُلًا عَلَى دَمِهِ، فَقَتَلَهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ لِوَاءَ غَدْرٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

حمق خزاعی ؓ سے ایک حدیث نہ سنی ہوتی تو مختار ثقفی کے سر اور دھڑ کے درمیان چلتا (اس کا سر دھڑ سے الگ کر دیتا۔) میں نے حضرت عمرو ؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص سے کوئی اپنا خون محفوظ سمجھتا ہو اور وہ اسے قتل کر ڈالے تو قیامت کے دن وہ (قاتل) عہد شکنی کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① کسی کو امان دے کر قتل کر دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ ② عہد شکنی اتنا بڑا جرم ہے کہ قیامت کے دن ایسے مجرم کے جسم پر جھنڈا نصب ہوگا جس سے ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ فلاں شخص عہد شکن ہے۔ اس طرح اس کی سخت بدنامی ہوگی۔ ③ مختار بن عبید ثقفی نے حضرت حسین ؓ کی شہادت کے بعد ان کے انتقام کا نعرہ بلند کیا اور اس طرح عوام کی ہمدردیاں حاصل کیں۔ حضرت حسین ؓ کے قاتلوں سے انتقام لینے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ اسے عوام کی محبت اور ہمدردی حاصل ہوگئی ہے تو نبوت کا دعویٰ کر دیا اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ حضرت مصعب بن زبیر ؓ نے اسے قتل کر کے اس فتنے کا خاتمہ کیا۔

۲٦٨٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبُو لَيْلَى عَنْ أَبِي عُكَّاشَةَ، عَنْ رِفَاعَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِي قَصْرِهِ. فَقَالَ: قَامَ جِبْرَئِيلُ مِنْ عِنْدِي السَّاعَةَ. فَمَا مَنَعَنِي مِنْ ضَرْبِ عُنُقِهِ إِلَّا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا أَمِنَكَ الرَّجُلُ عَلَى دَمِهِ، فَلَا تَقْتُلْهُ» فَذٰلِكَ الَّذِي مَنَعَنِي مِنْهُ.

۲٦٨٩- حضرت رفاعہ ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں مختار ثقفی کے پاس اس کے محل میں گیا۔ اس نے کہا: جبرئیل (علیہ السلام) ابھی ابھی میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں۔ میں صرف اس لیے اسے قتل نہ کر سکا کہ میں نے حضرت سلیمان بن صرد ؓ سے نبی ﷺ کی یہ حدیث سنی تھی کہ آپ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص تجھ سے اپنے خون کے بارے میں مطمئن ہو (اسے یقین ہو کہ اس کے ہاتھ سے میری جان محفوظ ہے) تو اسے قتل نہ کر۔'' اسی (فرمان) نے مجھے اس (کو قتل کرنے) سے روک دیا۔

۲٦٨٩- [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٣/ ٣٢٣، وأحمد: ٦/ ٣٩٣، وابن عدي: ٤/ ١٤٨٩ من حديث أبي ليلى عبدالله بن ميسرة الحارثي الواسطي به، وضعفه البوصيري * عبدالله بن ميسرة ضعيف (تقريب)، وأبوعكاشة الهمداني مجهول ـ وقع في المسند أبوعائشة وهو تصحيف، راجع أطراف المسند: ٢/ ٥٠٨ وهامشه، والحديث السابق يغني عنه.

(المعجم ٣٤) - بَابُ الْعَفْوِ عَنِ الْقَاتِلِ (التحفة ٣٤)

باب:۳۴- قاتل کو معاف کرنا

٢٦٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَتَلَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَدَفَعَهُ إِلَى وَلِيِّ الْمَقْتُولِ. فَقَالَ الْقَاتِلُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللهِ! مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْوَلِيِّ: «أَمَا إِنَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَهُ، دَخَلْتَ النَّارَ» قَالَ: فَخَلَّى سَبِيلَهُ. قَالَ: وَكَانَ مَكْتُوفًا بِنِسْعَةٍ. فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ. فَسُمِّيَ ذَا النِّسْعَةِ.

۲۶۹۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں ایک شخص نے قتل کر دیا۔ اسے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ نے اسے مقتول کے وارث کے سپرد کر دیا۔ قاتل نے کہا: اے اللہ کے رسول! قسم ہے اللہ کی! میرا اسے قتل کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے وارث سے فرمایا: ''سنو! اگر وہ سچا ہوا' پھر بھی تم نے اسے قتل کر دیا تو تم جہنم میں جاؤ گے۔'' اس نے اسے آزاد کر دیا۔ راوی نے بیان کیا: اس کے بازو چمڑے کی رسی سے بندھے ہوئے تھے۔ (اس کے چھوڑ دینے پر) وہ رسی کھینچتا ہوا نکلا' (اس لیے) اسے ذُو نِسْعَہ (تسمے والا) کہا جانے لگا۔

٢٦٩١- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْرٍ، عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ النَّحَّاسُ، وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ الْعَسْقَلَانِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ

۲۶۹۱- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک شخص اپنے ولی (قریبی رشتے دار) کے قاتل کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''معاف کر دو۔'' اس نے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خون بہا لے لو۔''

٢٦٩٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح: ٤٤٩٨ من حديث أبي معاوية به، وصححه الترمذي، ح: ١٤٠٧ * الأعمش عنعن، تقدم، ح: ١٧٨، وتقوية بعض العلماء لروايته عن أبي صالح ليس بجيد كما حققته في نيل المقصود، ح: ٥١٧، ولكن لحديثه شاهد صحيح عند مسلم، ح: ١٦٨٠، وأبي داود، ح: ٤٥٠١ وغيرهما.

٢٦٩١ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٨/ ١٧، والقسامة، ذكر اختلاف الناقلين لخبر علقمة بن وائل، ح: ٤٧٣٤ عن عيسى بن يونس به.

مَالِكٍ قَالَ: أَتٰى رَجُلٌ بِقَاتِلِ وَلِيِّهِ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أُعْفُ» فَأَبٰى. فَقَالَ: «خُذْ أَرْشًا» فَأَبٰى. قَالَ: «فَاذْهَبْ فَاقْتُلْهُ فَإِنَّكَ مِثْلُهُ». قَالَ: فَلَحِقَ بِهِ. فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ قَالَ: «أُقْتُلْهُ فَإِنَّكَ مِثْلُهُ» [قَالَ:] فَخَلّٰى سَبِيلَهُ.

اس نے انکار کر دیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ‘ اسے قتل کر دو‘ تم بھی اس جیسے ہو۔“ ایک آدمی اس کے پیچھے جا کر اسے ملا اور اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”اسے قتل کر دو‘ تم بھی اس جیسے ہو۔“ اس نے (فوراً) اسے چھوڑ دیا۔

قَالَ: فَرُؤِيَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ ذَاهِباً إِلٰى أَهْلِهِ. قَالَ: كَأَنَّهُ قَدْ كَانَ أَوْثَقَهُ.

راوی کہتے ہیں: دیکھا گیا کہ وہ شخص تسمہ (چمڑے کی رسی) کھینچتا ہوا گھر جا رہا تھا۔ (راوی کے اس لفظ سے) معلوم ہوتا ہے کہ مقتول کے وارث نے اسے باندھا ہوا تھا۔

قَالَ أَبُو عُمَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ ابْنُ شَوْذَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ: فَلَيْسَ لِأَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَقُولَ: «أُقْتُلْهُ فَإِنَّكَ مِثْلُهُ».

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم ؒ نے فرمایا: نبی ﷺ کے بعد کسی کو یہ کہنے کا حق حاصل نہیں: ”اسے قتل کر دے‘ تو بھی اس جیسا ہے۔“

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ: هٰذَا حَدِيثُ الرَّمْلِيِّينَ، لَيْسَ إِلَّا عِنْدَهُمْ.

امام ابن ماجہ نے فرمایا: یہ حدیث رملہ والوں کی ہے۔ صرف انھوں نے روایت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① مقتول کے وارث کو حق حاصل ہے کہ قاتل سے قصاص لے یا معاف کر دے۔ ② قتل خطا کی صورت میں قصاص لینا درست نہیں‘ دیت لی جا سکتی ہے یا معاف کیا جا سکتا ہے۔ ③ قتل خطا کی صورت میں قصاص لینا خود قتل کرنے کے برابر گناہ ہے۔ ④ مقتول کے وارث نے پہلے یہ لفظ نہیں سنا تھا: تو بھی اسی کی طرح ہے‘ اس لیے وہ قصاص کی نیت سے لے کر چلا۔ جب ارشاد نبوی معلوم ہوا تو فوراً چھوڑ دیا۔ ⑤ نِسعة سے مراد چمڑے کا پتلا اور لمبا ٹکڑا ہے جو رسی کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اردو میں اسے تسمہ بھی کہتے ہیں۔ ⑥ حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم ؒ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قاتل کا عذر تسلیم کر لیا تھا‘ اس لیے قصاص کے طور پر قتل کرنے سے منع فرمایا۔ ہم ظاہر پر عمل کے مکلف ہیں۔ اگر ایسے قرائن ودلائل موجود نہ ہوں جن سے اس کا قتل خطا ثابت ہو تو محض مجرم کے کہنے سے قتل خطا تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ ⑦ ”رملہ والوں کی حدیث“ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کی جو سندیں ہیں ان سب میں رملہ سے تعلق رکھنے والے راوی

موجود ہیں۔ یہ حدیث کی صحت پر شک کا اظہار نہیں بلکہ اس قسم کے نکتے علمائے حدیث کی باریک بینی پر دلالت کرتے ہیں۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ الْعَفْوِ فِي الْقِصَاصِ (التحفة ٣٥)

باب:٣٥-قصاص معاف کرنا

٢٦٩٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا رُفِعَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْءٌ فِيهِ الْقِصَاصُ، إِلَّا أَمَرَ فِيهِ بِالْعَفْوِ.

٢٦٩٢- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب بھی کوئی ایسا مقدمہ پیش کیا گیا جس میں قصاص ہوتا تو رسول اللہ ﷺ نے معاف کرنے کا حکم دیا۔

فوائد ومسائل: ① قصاص لینا جائز ہے لیکن معاف کر دینا افضل ہے۔ ② حاکم فریقین کو معافی یا صلح کا مشورہ دے سکتا ہے لیکن متعلقہ فریق کے لیے ضروری نہیں کہ اس مشورے کو تسلیم کرے۔

٢٦٩٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: قَالَ أَبُوالدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهِ، فَيَتَصَدَّقُ بِهِ، إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ بِهِ دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهِ خَطِيئَةً».

سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي.

٢٦٩٣- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جس کو جسم میں کوئی تکلیف پہنچے پھر وہ اس (تکلیف پہنچانے والے) کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا گناہ معاف کرتا ہے۔''

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بات میرے کانوں نے سنی اور میرے دل نے اسے یاد رکھا۔

٢٦٩٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب الامام يأمر بالعفو في الدم، ح: ٤٤٩٧ من حديث عبدالله ابن بكر به.

٢٦٩٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الديات، باب ما جاء في العفو، ح: ١٣٩٣ من حديث يونس به * سعيد ابن يحمد أبوالسفر الكوفي ثقة لكنه أرسل عن أبي الدرداء كما في التهذيب وغيره، فالسند منقطع.

(المعجم ٣٦) - **بَابُ الْحَامِلِ يَجِبُ عَلَيْهَا الْقَوَدُ** (التحفة ٣٦)

باب:۳۶- اگر حاملہ عورت پر قصاص لازم ہو

٢٦٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنِ ابْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ غَنْمٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ، وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، وَشَدَّادُ ابْنُ أَوْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْمَرْأَةُ، إِذَا قَتَلَتْ عَمْدًا، لَا تُقْتَلُ حَتَّى تَضَعَ مَا فِي بَطْنِهَا، إِنْ كَانَتْ حَامِلًا، وَحَتَّى تُكَفِّلَ وَلَدَهَا. وَإِنْ زَنَتْ، لَمْ تُرْجَمْ حَتَّى تَضَعَ مَا فِي بَطْنِهَا، وَحَتَّى تُكَفِّلَ وَلَدَهَا».

۲۶۹۴- حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر عورت قتل عمد کا ارتکاب کرے اور وہ حاملہ ہو تو اسے (قصاص میں) قتل نہیں کیا جائے گا حتی کہ اس کے پیٹ کا بچہ پیدا ہو جائے اور حتی کہ وہ کسی کو اپنے بچے کی پرورش کی ذمے داری سونپ دے۔ اور اگر وہ زنا کرے تو اسے رجم نہیں کیا جائے گا حتی کہ اس کے پیٹ کا بچہ پیدا ہو جائے اور حتی کہ وہ کسی کو اپنے بچے کی پرورش کی ذمہ داری سونپ دے۔“

فائدہ: مذکورہ روایت اکثر محققین کے نزدیک ضعیف ہے، تاہم اس کی بابت صحیح مسلم کی روایت میں مروی ہے کہ حضرت غامدیہ ؓ سے جب زنا کا جرم سرزد ہو گیا اور انھوں نے حاضر ہو کر اقرار کر لیا اور کہا کہ میں امید سے ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے ولادت تک حد کو مؤخر فرمایا۔ ولادت کے بعد جب ایک انصاری صحابی نے بچے کی پرورش کی ذمے داری قبول کی تب غامدیہ ؓ کو رجم کیا گیا۔ (صحيح مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، حديث:١٦٩٥)

٢٦٩٤ـ [إسناده ضعيف] * ابن أنعم، ح: ٥٤ وابن لهيعة، ح: ٣٣٠، وتقدم حالهما، وفيه علة أخرى، وللحديث شاهد عند مسلم، ح: ١٦٩٥، وأبي داود، ح: ٤٤٤٢ وغيرهما، وهو يغني عنه.

وصیت کی لغوی واصطلاحی تعریف' مشروعیت اوراس کی اقسام

* لغوی معنی: وصیت اَلْإِیصَاء (وصیت کرنے) کے معنی ہیں ہے۔لغت میں اس کے معنی ہیں:
[اَلْعَهْدُ إِلَی الْغَيْرِ فِي الْقِيَامِ بِفِعْلِ أَمْرٍ حَالَ حَيَاتِهِ أَوْبَعْدَ وَفَاتِهِ] (الفقه الإسلامي و أدلته:۸/۸)
''وصیت سے مراد کسی شخص سے یہ عہد لینا ہے کہ وہ فلاں کام موصی (وصیت کرنے والے) کی زندگی یا موت کے بعد کرے گا۔'' جبکہ اس کا اطلاق کسی دوسرے شخص کے لیے مال مقرر کرنے پر بھی ہوتا ہے۔

* اصطلاحی تعریف: [تَمْلِيكٌ مُضَافٌ إِلٰی مَابَعْدَ الْمَوْتِ بِطَرِيقِ التَّبَرُّعِ' سَوَاءٌ أَكَانَ الْمُمَلَّكُ عَيْنًا أَوْ مَنْفَعَةً] (حوالۂ مذکور) ''قریب المرگ شخص کا اپنی موت کے بعد کسی چیز کا تبرعاً کسی کو مالک بنا دینا وصیت کہلاتا ہے' خواہ وہ چیز کوئی مادی شے ہو یا کوئی فائدہ ہو۔''

* وصیت کی مشروعیت: وصیت کرنا قرآن وسنت سے ثابت ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:
﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ﴾ (البقرۃ۲:۱۸۰) ''تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی

مال چھوڑ کر مرنے لگے تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے' پرہیز گاروں پر یہ حق ہے۔'' رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو وصیت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ [اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ] ''ایک تہائی کی وصیت کرو اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔'' (سنن ابن ماجه' حديث:۲۷۰۸)' نیز آپ نے فرمایا: [مَاحَقُّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُّوصِي فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ] (صحيح البخاري' الوصايا' باب الوصايا' حديث:۲۷۳۸' و صحيح مسلم' الوصية' باب وصية الرجل مكتوبة عنده' حديث:۱۶۲۷) ''کسی مسلمان کے لیے دو راتیں گزارنا بھی جائز نہیں کہ اگر اس کے پاس قابل وصیت مال ہو اور وہ اس میں وصیت کرنا چاہتا ہو' مگر یہ کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی رکھی ہو۔''

* **مشروعیت وصیت کی حکمت:** اللہ تعالیٰ نے غرباء اور مساکین اقرباء کے لیے مالدار رشتے داروں کے اموال میں حق رکھا ہے تاکہ مالدار شخص کو دنیا میں نیک دعائیں اور نیک نامی حاصل ہو جبکہ آخرت میں اجر عظیم اس کا مقدر بنے لیکن یہ اس شرط پر ہے کہ وصیت کرنے والا اصل ورثاء کو نقصان نہ پہنچائے۔

* **وصیت کی اقسام بلحاظ حکم:** ① **واجب:** ایسی وصیت واجب ہے جو حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں ہو' مثلاً: قرض کی ادائیگی' امانتوں کی سپردگی' کفارات کی ادائیگی اور روزوں وغیرہ کا فدیہ۔ ② **مستحب:** غیر ورثاء رشتے داروں کے لیے وصیت کرنا مستحب ہے۔ ③ **مباح:** غیر وارث امیر رشتے داروں کے حق میں وصیت کرنا مباح ہے۔ ④ **مکروہ تحریمی:** گناہوں میں ملوث افراد اور اللہ تعالیٰ کے باغیوں کے حق میں وصیت کرنا درست نہیں ہے۔ واللہ أعلم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢٢) أَبْوَابُ الْوَصَايَا (التحفة ١٤)

وصیت سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - [بَاب] وَهَلْ أَوْصَى رَسُولُ اللهِ ﷺ (التحفة ١)

باب:١-کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی؟

٢٦٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَ أَبُو مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا، وَلَا أَوْصَى بِشَيْءٍ.

٢٦٩٥- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (ترکے میں) نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم‘ نہ کوئی بکری نہ اونٹ اور نہ آپ نے کسی چیز کے بارے میں وصیت کی۔‘‘

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں یہ فرمایا تھا: ’’میرے وارث‘ دینار اور درہم تقسیم نہیں کریں گے۔ میری بیویوں کے خرچ اور عامل کے اخراجات کے بعد جو بچے وہ صدقہ ہے۔‘‘ (صحیح البخاري‘ الوصايا‘ باب نفقة القيم للوقف‘ حديث:٢٧٧٦) ② بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ کو کچھ خاص وصیتیں کی تھیں‘ یا ان کے حق میں خلافت کی وصیت کی تھی‘ یہ تصور بالکل غلط ہے جیسا کہ خود حضرت علی ؓ نے اس کی تردید فرمائی ہے۔ (دیکھیے‘ حدیث:٢٦٥٨‘ ٢٦٩٨)

٢٦٩٥- أخرجه مسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه، ح: ١٦٣٥ عن محمد بن عبدالله بن نمير به.

٢٦٩٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى: أَوْصَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: لَا. قُلْتُ: فَكَيْفَ أَمَرَ الْمُسْلِمِينَ بِالْوَصِيَّةِ؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللهِ.

۲۶۹۶- حضرت طلحہ بن مصرف ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے کہا: کیا اللہ کے رسول ﷺ نے کسی چیز کے بارے میں وصیت فرمائی تھی؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو وصیت کا حکم کیسے دیا؟ انھوں نے فرمایا: آپ نے اللہ کی کتاب (پر عمل کرنے) کی وصیت کی تھی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ: قَالَ الْهُزَيْلُ بْنُ شُرَحْبِيلَ: أَبُو بَكْرٍ كَانَ يَتَأَمَّرُ عَلَى وَصِيِّ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ وَدَّ أَبُو بَكْرٍ أَنَّهُ وَجَدَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَهْدًا، فَخَزَمَ أَنْفَهُ بِخِزَامٍ.

حضرت ہزیل بن شرحبیل ؒ نے کہا: کیا حضرت ابوبکر ؓ رسول اللہ ﷺ کے وصی کو (جو حضرت علی کو قرار دیا جاتا ہے) نظرانداز کر کے امیر بن سکتے تھے؟ حضرت ابوبکر ؓ تو یہ چاہتے تھے کہ انھیں رسول اللہ ﷺ کی کسی کے حق میں وصیت مل جاتی' خواہ وہ ان کی ناک میں نکیل ہی ڈال لیتا۔

فوائد ومسائل: ① سائل کا سوال خلافت کی وصیت کے بارے میں تھا۔ حضرت ابن ابی اوفی ؓ نے واضح کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ ② سائل کا دوسرا سوال ایک اشکال کا اظہار ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عام مسلمانوں کو وصیت کا حکم دیا ہے تو خود بھی وصیت کی ہوگی' خصوصاً خلافت جیسے اہم معاملے میں ضرور فرمایا ہوگا کہ میرے بعد فلاں خلیفہ ہوگا تو جواب میں فرمایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پورے قرآن پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ جس میں یہ حکم بھی ہے: ﴿وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النسآء۴:۵۹) ''تم (مسلمانوں) میں سے جو صاحب امر ہوں ان کا حکم مانو۔'' ③ حضرت ابوبکر ؓ کی سیرت مبارکہ کا سب سے اہم پہلو اتباع رسول اللہ ﷺ ہے' اس لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت علی ؓ کو خلیفہ متعین فرمائیں اور حضرت ابوبکر ؓ خود یہ منصب سنبھال لیں' بلکہ وہ تو رسول اللہ ﷺ کے مقرر کیے ہوئے خلیفے کی اطاعت میں آخری حد تک جانے کو تیار ہو جاتے۔

٢٦٩٦ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح: ٢٧٤٠، ٤٤٦٠ من حديث مالك بن مِغول به، ومسلم، الوصية، الباب السابق، ح: ١٦٣٤ من حديث وكيع به، وقول هزيل صحيح، وأخرجه أحمد: ٤/ ٤٨١، ٤٨٢ عن وكيع به.

۲۶۹۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَتْ عَامَّةُ وَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، وَهُوَ يُغَرْغِرُ بِنَفْسِهِ: اَلصَّلَاةَ. وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ.

۲۶۹۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت آیا اور رسول اللہ ﷺ کا سانس اٹک رہا تھا' اس وقت آپ نے سب سے زیادہ یہ وصیت کی: ''نماز اور تمھارے مملوک۔''

۲۶۹۸- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أُمِّ مُوسٰى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كَانَ آخِرُ كَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ: اَلصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ.

۲۶۹۸- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا آخری کلام یہ تھا: ''نماز اور تمھارے مملوک۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے انھیں صحیح قرار دیا ہے۔ الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد کے محققین نے ان پر تفصیلی بحث کی ہے' اس تفصیلی بحث سے تصحیح حدیث کی رائے ہی اقرب إلی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني' رقم:۲۱۷۸' وفقه السيرة:۵۰۱' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۲/۴۴'۲۵'۱۹/۲۰۹'۲۱۰'۲۱۱) ② اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی نماز کی تاکید فرمائی۔ ③ غلاموں کا طبقہ معاشرے کا ایک مظلوم طبقہ تھا جسے اسلام نے اتنی عزت دی کہ غلام بڑے بڑے عہدوں تک پہنچے۔ خاندانِ غلاماں کی بادشاہت برصغیر پاک و ہند کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ ④ یہ رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت تھی۔ نبی ﷺ کی زبان مبارک کے آخری الفاظ یہ تھے: [اَللّٰهُمَّ

۲۶۹۷- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ۳/۱۱۷ من حديث سليمان التيمي به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۲۰، وحسنه البوصيري، وأخرجه أبويعلى: ۵/۳۴۷، ح: ۲۹۹۰ عن أحمد بن المقدام به، وتابعه هريم بن عبدالأعلى أبوحمزة الأسدي عنده (ص: ۳۰۹، ح: ۲۹۳۳) عن المعتمر به * قتادة عنعن، وتقدم، ح: ۱۷۵، ولحديثه شواهد، كلها ضعيفة، انظر، ح: ۱۶۲۵، والحديث الآتي وغيرهما، الله أعلم.

۲۶۹۸- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الأدب، باب في حق المملوك، ح: ۵۱۵۶ من حديث محمد بن فضيل به * مغيرة عنعن، وتقدم، ح: ۱۳۰۲، وأم موسٰى مجهولة الحال، وللحديث شواهد كلها ضعيفة.

17533

الرَّفِيقَ الْأَعْلٰى] ”اے اللہ! بلند مرتبہ ساتھیوں سے ملا دے۔“ (صحيح البخاري‘ المغازي‘ باب آخر ماتكلم به النبي ﷺ ‘حديث: ۴۴۶۳) ⑤ جس طرح ہم خاندانی معاملات کے بارے میں وصیت کرتے ہیں اسی طرح دین کے احکام پر عمل کرنے کی بھی وصیت کرنی چاہیے۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ کی یہ وصیت دین اور دنیا دونوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اسلام میں دونوں کو برابر اہمیت حاصل ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ (التحفة ۲)

باب:۲- وصیت کی ترغیب

۲۶۹۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَنْ يَبِيتَ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ، إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ».

۲۶۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کا یہ حق نہیں کہ اگر اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو جس کے بارے میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہو تو وہ دو راتیں بھی اس حال میں گزارے کہ اس کی وصیت اس کے بارے میں لکھی ہوئی اس کے پاس موجود نہ ہو۔“

فوائد ومسائل: ① وصیت ایسی چیز ہے کہ اس کا فائدہ اور ثواب مرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے‘ جب وصیت پر عمل کیا جاتا ہے۔ ② انسان کو اپنی موت کے وقت کا علم نہیں‘ ممکن ہے بندے کو اس حال میں موت آ جائے کہ اسے وصیت کرنے کا موقع نہ ملے‘ اس لیے بہتر ہے کہ وصیت ہر وقت تیار رکھی جائے۔ ③ پہلے سے وصیت لکھ رکھنے کا یہ بھی فائدہ ہے کہ انسان اس میں حسب خواہش تبدیلی کر سکتا ہے۔ ④ قرض اور امانت وغیرہ کی تفصیل ہمیشہ لکھ کر رکھنی چاہیے۔

۲۷۰۰- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا دُرُسْتُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ الرَّقَاشِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمَحْرُومُ مَنْ حُرِمَ وَصِيَّتَهُ».

۲۷۰۰- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”محروم وہ ہے جو اپنی وصیت کرنے سے محروم رہا۔“

۲۶۹۹- أخرجه مسلم، الوصية، باب وصية الرجل مكتوبة عنده، ح: ۱۶۲۷ من حديث ابن نمير به، أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح: ۲۷۳۸ من حديث مالك به.

۲۷۰۰- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف الرقاشي، تقدم، ح: ۱۰۸۰، والراوي عنه".

فائدہ: مذکورہ روایت اکثر محققین کے نزدیک ضعیف ہے' تاہم حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص وصیت کیے بغیر فوت ہو گیا' وہ ان فوائد سے محروم رہ گیا جو اسے وصیت سے حاصل ہو سکتے تھے' مثلاً: صدقہ کرنے کی وصیت کرتا تو اسے بعد میں اس کا ثواب ملتا' قرض کی ادائیگی کی وصیت کرتا تو وارث اس کا قرض ادا کر دیتے اور وہ بریٔ الذمہ ہو جاتا۔ فوت ہونے کے بعد اس کوتاہی کی تلافی ناممکن ہے' اس لیے ایسا شخص بہت سی خیر سے محروم رہ گیا۔

٢٧٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ مَاتَ عَلٰى وَصِيَّةٍ، مَاتَ عَلٰى سَبِيلٍ وَسُنَّةٍ. وَمَاتَ عَلٰى تُقًى وَشَهَادَةٍ. وَمَاتَ مَغْفُورًا لَهُ».

۲۷۰۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وصیت کر کے فوت ہوا' وہ سیدھی راہ پر اور سنت طریقے پر (عمل کرتا ہوا) فوت ہوا۔ وہ تقویٰ اور شہادت کی موت مرا۔ اور اس حال میں مرا کہ اس کی بخشش ہو چکی تھی۔''

٢٧٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ [عَنِ] ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ، وَلَهُ شَيْءٌ يُوصِي بِهِ، إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ».

۲۷۰۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے پاس کوئی قابل وصیت چیز ہو' اسے یہ حق نہیں کہ دو راتیں بھی اس حال میں گزارے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود نہ ہو۔''

٢٧٠١ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، وأخرجه ابن عدي: ٥/ ١٦٨٥ عن بقية حدثني يزيد بن عوف حدثني عمر بن صبح عن أبي الزبير عن جابر به * يزيد مجهول(تقريب)، عمر بن صبح متروك، كذبه ابن راهويه(أيضًا)، ولعله لوضوح أمره أسقطه محمد بن المصفى، وكان يدلس كما في التقريب وغيره، وبقية تقدم، ح:٥٥١، ٧١٢.

٢٧٠٢ـ أخرجه البخاري من حديث مالك عن نافع به، انظر، ح: ٢٦٩٩، وأخرجه النسائي: ٦/ ٢٣٩، ح: ٣٦٤٧ بإسناد صحيح عن ابن المبارك عن ابن عون عن نافع عن ابن عمر قوله، يعني أنه موقوف، قلت: وقع في الأصل: "روح بن عوف عن نافع"، وفي النسخ الهندية، "روح بن عون عن نافع"، والصواب: "روح عن ابن عون عن نافع"، والله أعلم * وروح هو ابن عبادة، وهذا السند لم يذكره الإمام المزي رحمه الله في تحفة الأشراف: ٦/ ١١٢.

(المعجم ٣) - بَابُ الْحَيْفِ فِي الْوَصِيَّةِ (التحفة ٣)

باب:٣- وصیت میں ناانصافی کرنا

٢٧٠٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ زَيْدٍ الْعَمِّيُّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ [فَرَّ] مِنْ مِيرَاثِ وَارِثِهِ، قَطَعَ اللهُ مِيرَاثَهُ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

٢٧٠٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے وارث کو ترکہ دینے سے بھاگے گا (ایسی وصیت کرے گا جس سے جائز وارث کو حصہ نہ ملے یا اس کے اصل حصے سے کم ملے) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس کی جنت کی میراث سے محروم فرما دے گا۔''

٢٧٠٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِينَ سَنَةً. فَإِذَا أَوْصَى حَافَ فِي وَصِيَّتِهِ. فَيُخْتَمُ لَهُ بِشَرِّ عَمَلِهِ، فَيَدْخُلُ النَّارَ. وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِينَ سَنَةً. فَيَعْدِلُ فِي وَصِيَّتِهِ، فَيُخْتَمُ لَهُ بِخَيْرِ عَمَلِهِ، فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ».

٢٧٠٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی ستر سال تک نیک لوگوں والے کام کرتا رہتا ہے پھر جب (مرتے وقت) وصیت کرتا ہے تو وصیت میں ناانصافی کرتا ہے اس طرح اس کا انجام برے کام پر ہوتا ہے چنانچہ وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔ اور ایک آدمی ستر سال تک برے لوگوں والے کام کرتا رہتا ہے پھر (مرتے وقت) وصیت میں انصاف سے کام لیتا ہے تو اس طرح اس کا انجام نیک کام پر ہوتا ہے چنانچہ وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔''

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

٢٧٠٣ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف زيد العمي وابنه عبدالرحيم".

٢٧٠٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الوصايا، باب ماجاء في كراهية الإضرار في الوصية، ح:٢٨٦٧ من حديث أشعث به، وحسنه الترمذي، ح:٢١١٧ قلت: شهر تقدم حاله، ح:١٤٩٦، ولم يثبت الجرح المفسر فيه، وقضية السرقة لم تصح، وقال الذهبي في ديوان الضعفاء (ص:١٤٥) "شهر بن حوشب مختلف فيه وحديثه حسن . . ."، وقال العسقلاني في الفتح:٣/ ٦٥ "وشهر حسن الحديث وإن كان فيه بعض الضعف".

[النساء: ۱۳، ۱٤].

یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ○ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ﴾ ''یہ حدیں اللہ کی (مقرر کی ہوئی) ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کرے' اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں' جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے' اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی (مقررہ) حدوں سے آگے نکلے' اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

۲۷۰۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ أَبِي حَلْبَسٍ، عَنْ خَلِيدِ بْنِ أَبِي خَلِيدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَأَوْصَى، وَكَانَتْ وَصِيَّتُهُ عَلَى كِتَابِ اللهِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا تَرَكَ مِنْ زَكَاتِهِ فِي حَيَاتِهِ».

۲۷۰۵- حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد (حضرت قرہ بن ایاس بن ہلال مزنی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے وصیت کی اور اس کی وصیت اللہ کی کتاب کے مطابق تھی' اس کا یہ عمل اس کی زندگی میں ترک شدہ زکاۃ کا کفارہ بن جائے گا۔''

(المعجم ٤) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِمْسَاكِ فِي الْحَيَاةِ وَالتَّبْذِيرِ عِنْدَ الْمَوْتِ (التحفة ٤)

باب:۴- زندگی میں بخل اور مرتے وقت فضول خرچی کی ممانعت

۲۷۰۵ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٤/ ١٤٨، ١٤٩ من حديث بقية به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، بقية(٥٥١، ١١٢١) مدلس وشيخه أبوحلبس مجهول" * خليد وتلميذه مجهولان كما في التقريب وغيره، وللحديث شواهد ضعيفة عند الطبراني: ١٩/ ٣٣ وغيره.

٢٧٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ وَابْنِ شُبْرُمَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! نَبِّئْنِي. مَا حَقُّ النَّاسِ مِنِّي بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ فَقَالَ: «نَعَمْ. وَأَبِيكَ لَتُنَبَّأَنَّ. [قَالَ:] أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أَبُوكَ» قَالَ: نَبِّئْنِي يَا رَسُولَ اللهِ عَنْ مَالِي كَيْفَ أَتَصَدَّقُ فِيهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ. وَاللهِ لَتُنَبَّأَنَّ. [أَنْ] تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ. تَأْمُلُ الْعَيْشَ وَتَخَافُ الْفَقْرَ. وَلَا تُمْهِلْ. حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ نَفْسُكَ هٰهُنَا، قُلْتَ: مَالِي لِفُلَانٍ، وَمَالِي لِفُلَانٍ. وَهُوَ لَهُمْ، وَإِنْ كَرِهْتَ».

٢٧٠٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے بتائیے کہ میرے حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! قسم ہے تیرے باپ (کے رب) کی! تجھے ضرور بتاؤں گا۔ تیری ماں (تیرے حسن سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔'') اس نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''پھر تیری ماں۔'' اس نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''پھر تیری ماں۔'' اس نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تیرا باپ۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میرے مال کے بارے میں بتائیے کہ میں اس میں سے کس طرح صدقہ کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! قسم ہے اللہ کی! تجھے ضرور بتاؤں گا۔ (وہ اس طرح ہے کہ) تو اس وقت صدقہ کرے جب تو تندرست ہو اور مال سے محبت رکھتا ہو' تجھے زندہ رہنے کی امید ہو اور فقر کا اندیشہ ہو۔ (یہ صدقہ کا صحیح وقت ہے) اور مؤخر نہ کرنا حتی کہ جب تیری جان یہاں (حلق تک) پہنچ جائے' پھر تو کہے: میرا مال فلاں کو دے دینا' میرا مال فلاں کو بھی دے دینا۔ وہ تو انھی کا ہو چکا' اگرچہ تجھے یہ (حقیقت) ناگوار محسوس ہو۔''

فوائد و مسائل: ① اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔ ② جواب دینے سے پہلے تمہید کے طور پر کوئی بات کہنے سے سائل جواب کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاتا ہے' جیسے آپ کا یہ فرمانا: ''میں تجھے ضرور بتاؤں گا۔'' ③ قسم صرف اللہ کی ذات کی کھانا جائز ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''اللہ تعالیٰ تمھیں باپوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے' پس جو شخص قسم کھائے' وہ اللہ کی قسم کھائے' یا خاموش

٢٧٠٦- أخرجه البخاري، الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبة، ح: ٥٩٧١ من حديث عمارة به، ومسلم، البر والصلة والأدب، باب بر الوالدين وأيهما أحق به، ح: ٢٥٤٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

رہے۔" (صحیح البخاري، الأدب، باب من لم یر إکفار من قال ذٰلك متأولا أو جاهلا، حدیث: ٦١٠٨) اس لیے اس حدیث میں "باپ کی قسم" سے مراد "باپ کے رب کی قسم ہے۔ عربی زبان میں قرینے کی موجودگی میں الفاظ حذف کر دینا عام ہے۔" جیسے ﴿وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ﴾ "بستی سے پوچھیے۔" (یوسف ١٢:٨٢) یعنی [وَاسْأَلْ أَهْلَ الْقَرْيَةِ] "بستی کے باشندوں سے پوچھیے۔" ④ حسن سلوک میں ماں کا حق زیادہ ہے کیونکہ وہ باپ کی نسبت زیادہ نرم دل اور زیادہ حساس ہوتی ہے، تاہم اگر ماں کسی ایسے کام کا حکم دے جو شرعاً ممنوع یا مکروہ ہو اور باپ اس غلط کام سے منع کرے تو باپ کا حکم ماننا ضروری ہے اور یہ ماں سے حسن سلوک کے منافی نہیں۔ ⑤ صحت کی حالت میں صدقہ زیادہ افضل ہے کیونکہ اس وقت دل میں مال کی محبت زیادہ شدید ہوتی ہے اور اسے خرچ کرنا اس لیے بھی مشکل محسوس ہوتا ہے کہ مستقبل میں حالات خراب ہونے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے جبکہ موت کے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ اب میں اسے استعمال تو نہیں کر سکوں گا، لہٰذا صدقہ کر کے فائدہ حاصل کر لوں۔ اس وقت دل میں مال کی محبت نہیں رہتی۔ ⑥ زندگی کے آخری ایام میں صدقہ کرنا یا وصیت کرنا شرعاً درست ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عام حالات میں بھی صدقے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

٢٧٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ جَحَّاشٍ الْقُرَشِيِّ قَالَ: بَزَقَ النَّبِيُّ ﷺ فِي كَفِّهِ. ثُمَّ وَضَعَ إِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ وَقَالَ: «يَقُولُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: أَنّٰى تُعْجِزُنِي، ابْنَ آدَمَ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِثْلِ هٰذِهِ. فَإِذَا بَلَغَتْ نَفْسُكَ [إِلٰى] هٰذِهِ - وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهِ - قُلْتَ: أَتَصَدَّقُ. وَأَنّٰى أَوَانُ الصَّدَقَةِ؟».

٢٧٠٧- حضرت بسر بن جحاش قرشی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی ہتھیلی پر لعاب مبارک ڈالا، پھر اپنی سبابہ انگلی (اس کی طرف اشارے کے طور پر) رکھی اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آدم کے بیٹے! تو مجھے کیسے عاجز کر سکتا ہے، حالانکہ میں نے تجھے اس جیسی چیز سے پیدا فرمایا، پھر جب تیری جان یہاں پہنچ جاتی ہے، یہ کہتے ہوئے نبی ﷺ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ فرمایا، تب تو کہتا ہے: میں صدقہ کرتا ہوں۔ اب صدقے کا وقت کہاں ہے؟"

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے، وہ ہر لحاظ سے بندے پر قدرت رکھتا ہے جب کہ بندہ ہر لحاظ سے اس کا محتاج ہے۔ ② یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے انسان کو ایک ناقابل ذکر حقیر چیز سے پیدا کر کے اسے اشرف المخلوقات بنا دیا۔ ③ بعض مقامات پر صراحت کی بجائے کنائے کے الفاظ بولنا بہتر ہوتا ہے۔

٢٧٠٧- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢١٠ وغيره من طرق عن حريز به، وتابعه ثور بن يزيد الرحبي عند الطبراني: ٢/ ٣٢، وصححه الحاكم: ٢/ ٥٠٢، ٤/ ٣٢٣، والذهبي، والبوصيري.

(المعجم ٥) - **بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ** (التحفة ٥)

باب:۵- تہائی ترکے کی وصیت

۲۷۰۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ، وَ سَهْلٌ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ حَتَّى أَشْفَيْتُ عَلَى الْمَوْتِ. فَعَادَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ: أَيْ رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا. وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي. أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: «الثُّلُثُ. وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ. أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ».

۲۷۰۸- حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا' انھوں نے فرمایا: فتح مکہ کے سال میں بیمار ہو گیا حتی کہ موت کے کنارے پہنچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا مال بہت زیادہ ہے اور میری وارث میری صرف ایک بیٹی ہے تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: آدھا؟ فرمایا: ''نہیں'' میں نے کہا: تہائی؟ فرمایا: ''تہائی (جائز ہے) اور تہائی بھی زیادہ ہے۔ تیرا اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑنا انھیں مفلس چھوڑ جانے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔''

فوائد ومسائل: ① بیمار کی عیادت کرنا مسلمان کے حقوق میں شامل ہے اور یہ بہت بڑا نیک عمل ہے۔ ② جب انسان محسوس کرے کہ اس کا آخری وقت قریب ہے تو اس وقت اسے ترکے کے ایک تہائی حصے سے زیادہ صدقے کی وصیت نہیں کرنی چاہیے۔ ③ اگر کوئی شخص تہائی حصے سے زیادہ کی وصیت کر کے فوت ہو جائے تو اس کی وصیت پر صرف تہائی ترکے تک عمل کیا جائے گا۔ (دیکھیے حدیث:۲۳۴۵) ④ بہتر یہ ہے کہ تہائی مال سے کم وصیت کی جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تہائی کی اجازت دینے کے باوجود اسے ''زیادہ'' فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس حدیث سے یہی سمجھا ہے۔ (دیکھیے حدیث:۲۷۱۱)

۲۷۰۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۲۷۰۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

۲۷۰۸ـ أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث البنات، ح:٦٧٣٣، ومسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح:١٦٢٨ من حديث سفيان به.

۲۷۰۹ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي:٦/ ٢٦٩ من حديث طلحة بن عمرو به، وضعفه البوصيري من أجل طلحة، وتقدم، ح:٨٥٧، وتابعه عقبة بن عبدالله الأصم عن عطاء به، عند أبي نعيم في الحلية:٣/ ٣٢٢ * وعقبة◀◀

وَكِيعٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَصَدَّقَ عَلَيْكُمْ، عِنْدَ وَفَاتِكُمْ، بِثُلُثِ أَمْوَالِكُمْ، زِيَادَةً لَكُمْ فِي أَعْمَالِكُمْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ صدقہ کیا ہے کہ وفات کے وقت تمھیں تہائی مال (میں وصیت کا حق) دے دیا ہے تاکہ تمھارے نیک اعمال میں اضافہ ہو جائے۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن بعض محققین نے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴۵/۴۷۵، ۴۷۶ والإرواء، رقم: ۱۶۴۱) بنا بریں اسلامی شریعت کے احکام دنیا اور آخرت میں فائدے کا باعث ہیں۔ ② اچھے کام کی وصیت کرنے سے مرنے والے کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جب اس کی وفات کے بعد اس کی وصیت پر عمل کیا جاتا ہے تو مرنے والے کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ ③ اگر پسماندگان اچھے کام کی وصیت پر عمل نہ کریں تب بھی فوت ہونے والے کو اچھی وصیت کا ثواب ضرور ملے گا۔

۲۷۱۰- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا مُبَارَكُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: «يَا ابْنَ آدَمَ اثْنَتَانِ لَمْ تَكُنْ لَكَ وَاحِدَةٌ مِنْهُمَا: جَعَلْتُ لَكَ نَصِيباً مِنْ مَالِكَ حِينَ أَخَذْتُ بِكَظَمِكَ، لِأُطَهِّرَكَ بِهِ وَأُزَكِّيَكَ. وَصَلَاةُ عِبَادِي عَلَيْكَ، بَعْدَ انْقِضَاءِ أَجَلِكَ».

۲۷۱۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) اے آدم کے بیٹے! دو چیزیں (میں نے تجھے دی ہیں)' ان میں سے ایک بھی تیرے ہاتھ میں نہیں تھی۔ میں نے تیرے مال میں اس وقت تیرا حصہ مقرر کر دیا جب میں تیری سانس بند کرتا ہوں۔ (یہ اس لیے) تاکہ تجھے پاک صاف کر دوں اور (دوسری چیز) تیری زندگی کے ختم ہو جانے کے بعد میرے بندوں کا تجھ پر نماز جنازہ ادا کرنا۔“

۲۷۱۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۲۷۱۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

ضعيف (تقريب)، وللحديث طرق كلها ضعيفة.

۲۷۱۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۴/ ۱۴۸ من حديث عبيدالله بن موسٰى به * مبارك بن حسان ضعفه البيهقي (شعب الإيمان: ۷/ ۵۷)، والجمهور، وهي علة الخبر.

۲۷۱۱- أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصية بالثلث، ح: ۲۷۴۳ من حديث هشام، ومسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح: ۱۶۲۹ من حديث وكيع به.

وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ النَّاسَ غَضُّوا مِنَ الثُّلُثِ إِلَى الرُّبُعِ. لِأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ».

ہے انھوں نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند ہے کہ لوگ تیسرے حصے کو کم کر کے چوتھے حصے کی وصیت کیا کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''تیسرا حصہ ایک بڑی مقدار ہے۔'' یا فرمایا: ''تیسرا حصہ زیادہ ہے۔''

(المعجم ٦) - بَابٌ: لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ (التحفة ٦)

باب: ٦- وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں

٢٧١٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَهُمْ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ. وَإِنَّ رَاحِلَتَهُ لَتَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا. وَإِنَّ لُغَامَهَا لَيَسِيلُ بَيْنَ كَتِفَيَّ قَالَ: «إِنَّ اللهَ قَسَمَ لِكُلِّ وَارِثٍ نَصِيبَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ. فَلَا يَجُوزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ. اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ. وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ» أَوْ قَالَ: عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ.

٢٧١٢- حضرت عمرو بن خارجہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا جب کہ آپ اپنی سواری (اونٹنی) پر سوار تھے۔ اور آپ کی سواری خوب جگالی کر رہی تھی۔ اور اس کا لعاب میرے کندھوں کے درمیان (پشت پر) گر رہا تھا۔ (اس موقع پر) آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کو ترکے کا حصہ تقسیم کر کے دے دیا ہے لہٰذا وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔ بچہ بستر والے کا ہے اور بدکار کے لیے پتھر ہیں۔ جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرے یا اپنے آزاد کرنے والوں کے سوا کسی اور کی طرف آزادی کی نسبت کرے تو اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا نہ فرض قبول ہوگا اور نہ نفل۔'' یا فرمایا: ''نہ نفل قبول ہوگا نہ فرض۔''

فوائد و مسائل: ① ترکے میں جن رشتے داروں کا حصہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے انھیں ان کا مقررہ حصہ ضرور ملنا چاہیے۔ ② جن رشتے داروں کا وراثت میں حصہ نہیں ان کے حق میں مناسب وصیت کرنا بہتر

٢٧١٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ماجاء لا وصية لوارث، ح: ٢١٢١ من حديث قتادة به، وقال: "حسن صحيح" وأخرجه النسائي: ٦/ ٢٤٧، ح: ٣٦٧٢ من طريق شعبة عن قتادة به.

ہے۔ ③ بعض لوگ یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ لے کر شریعت کے نظام میراث پر اعتراض کرتے ہیں' مثلاً: ایک شخص فوت ہوتا ہے' اس کا ایک بیٹا زندہ ہے' دوسرا بیٹا فوت ہو چکا ہے لیکن اس فوت شدہ بیٹے کا ایک بیٹا جو اب فوت ہونے والے کا پوتا ہے' وہ موجود ہے۔ اصولِ میراث کے مطابق یہ پوتا محروم ہے کیونکہ قریبی عصبہ کی موجودگی میں دور کا عصبہ رشتے دار محروم ہوتا ہے۔ اس قسم کی استثنائی اور نادر صورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون میں تبدیلی کرنا بہت بڑی جسارت ہے۔ شرعی طور پر اس کا حل موجود ہے اور وہ یہ کہ فوت ہونے والا اپنے غیر وارث پوتے کے حق میں کچھ وصیت کر جائے۔ اگر وصیت نہ ہو تو وارثوں کے لیے مستحب اور بعض علماء کے نزدیک واجب ہے کہ وارث محروم الإرث پوتوں وغیرہ کو وراثت میں سے کچھ نہ کچھ حصہ دیں۔ قرآن کریم کی آیت: ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ﴾ (النسآء ٤:٨) ''وراثت کی تقسیم کے وقت رشتے دار' یتیم اور مساکین آ حاضر ہوں تو تم مالِ وراثت میں سے انھیں کچھ دے دو۔'' سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اکثر لوگ اس حکم قرآنی کو محض اخلاقی ہدایت سمجھ کر اپنے نہایت قریبی رشتے داروں (بھتیجوں وغیرہ) کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے اسلام کا قانون وراثت تنقید و اعتراض کا نشانہ بنتا ہے' حالانکہ اس میں تو ایسی کوئی چیز نہیں جس پر انگشت نمائی کی جاسکے۔ اگر چچے' تائے اپنے بھتیجوں وغیرہ کے ساتھ شفقت' ہمدردی اور صلہ رحمی کا معاملہ کریں جیسا کہ اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے تو ایک اسلامی معاشرے میں پوتوں وغیرہ کی وراثت یا عدم وراثت کا مسئلہ زیر بحث ہی نہ آئے کیونکہ صلہ رحمی کے اعتبار سے ان کی محرومیٔ وراثت کا ازالہ خوش اسلوبی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں تعجب کی بات ہے کہ اس قسم کے اعتراضات ان غیر مسلموں کی طرف سے بھی پیش کیے جاتے ہیں جن کے ہاں وراثت کا کوئی اصول وضابطہ سرے سے موجود ہی نہیں' سوائے اس کے کہ مرنے والے کا بڑا بیٹا یا بیٹی تمام ترکے کی مالک بن جاتی ہے' خواہ یہ کروڑوں کی جائیداد ہو۔ میت کی باقی اولاد بالکل محروم ہوتی ہے' حالانکہ اولاد ہونے کے لحاظ سے وہ اس کے برابر حق دار ہیں۔ انصاف سے اس قدر بعید رواج پر عمل کرنے والوں کی طرف سے اسلام کے انتہائی عادلانہ نظام وراثت کی ایک شق تلاش کر کے اس پر غلط سلط اعتراض کرنا اور اس طرح پوری شریعت کو ناقابل عمل قرار دینے کی کوشش کرنا معقول طرز عمل نہیں۔ افسوس ہے کہ بعض نام نہاد مسلمان بھی غیر مسلموں سے متاثر ہو کر انھی کی زبان بولنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنا ایمان خطرے میں ڈال لیتے ہیں۔
④ وارث کے حق میں وصیت سے منع کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اگر وہ وصیت قرآن وسنت کے مطابق ہو تو وصیت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان وارثوں کو شرعاً وہی حصہ ملے گا' خواہ وصیت کی جائے یا نہ کی جائے' اور اگر اس کی وصیت قرآن وسنت کے خلاف ہو تو اس وصیت پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اس طرح وہ کالعدم ہے۔
⑤ بچہ بستر والے کا ہونے کی وضاحت حدیث: ٢٠٠٤ میں گزر چکی ہے۔ ⑥ نسبی تعلق ایک ناقابل تبدیل تعلق ہے' اسی وجہ سے اسلام کی نظر میں متبنّیٰ (منہ بولے بیٹے) کو اصل باپ کی بجائے اپنی طرف منسوب کرنا اور ظہار

(بیوی کو ماں بہن قرار دینا) غیر قانونی بلکہ گناہ ہے۔ ⑥ ولاء (آزادی) کا تعلق بھی ناقابل تبدیل ہے، جس نے کسی کو آزاد کیا ہے اسی کا آزاد کردہ (مولیٰ) کہنا چاہیے۔ آزاد کرنے والے کے احسان کو فراموش کر کے کسی اور کو مولیٰ قرار دینا بہت بڑا گناہ ہے۔

٢٧١٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ. سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ، عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: «إِنَّ اللهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ. فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ».

٢٧١٣- حضرت ابو امامہ (صدی بن عجلان) باہلی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو اپنے خطبۂ مبارک میں یہ فرماتے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے لہٰذا وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔“

٢٧١٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنِّي لَتَحْتَ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَسِيلُ عَلَيَّ لُعَابُهَا. فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ. أَلَا لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ».

٢٧١٤- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے (منہ کے) نیچے کھڑا تھا جبکہ مجھ پر اس کا لعاب گر رہا تھا۔ (اس وقت) میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے لہٰذا وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔“

(المعجم ٧) - بَابُ الدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ (التحفة ٧)

باب: ٧- وصیت پوری کرنے سے پہلے قرض ادا کیا جائے

٢٧١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

٢٧١٥- حضرت علی ؓ سے روایت ہے انھوں نے

٢٧١٣- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الوصايا، باب ماجاء في الوصية للوارث، ح: ٢٨٧٠، ٣٥٦٥ من حديث إسماعيل به، وحسنه الترمذي، ح: ٢١٢٠.

٢٧١٤- [صحيح] أخرجه الدارقطني: ٤/ ٦٩ من حديث ابن جابر به * وسعيد بن أبي سعيد الساحلي (كما في السنن الكبرى للبيهقي: ٦/ ٢٦٥، والدارقطني، وصرح به ابن عبدالهادي كما في هامش تحفة الأشراف: ١/ ٢٢٥)، وهو مجهول كما في التقريب، ولحديثه شواهد صحيحة، والحديث صححه البوصيري وغيره.

٢٧١٥- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث الإخوة من الأب والأم، ح: ٢٠٩٤◄◄

وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ. وَأَنْتُمْ تَقْرَؤُنَهَا: ﴿مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَآ أَوْ دَيْنٍ﴾ [النساء: 11] وَإِنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ لَيَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَّاتِ.

فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے وصیت پوری کرنے سے پہلے قرض ادا کرنے کا حکم دیا اور تم یہ آیت پڑھتے ہو: ﴿مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِىْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ﴾ ’’اس وصیت کے بعد جو وہ وصیت کرے یا قرض کے بعد۔‘‘ (النسآء ۴:۱۱) اور سگے بھائی‘ ایک ماں کے بیٹے وارث ہوں گے سوتیلے بھائی نہیں۔

فوائد ومسائل: ① قرض کی اہمیت وصیت کے مقابلے میں اس لحاظ سے زیادہ ہے کہ قرض زندگی میں بھی واجب الادا ہوتا ہے اور موت کے بعد بھی جبکہ وصیت موت کے بعد ہی قابل عمل ہوتی ہے۔ قرض جتنا بھی ہو ادا کرنا ضروری ہوتا ہے جب کہ وصیت اگر تہائی ترکے سے زیادہ ہو تو تہائی تک قابل عمل ہوتی ہے‘ زائد نہیں۔ ② میت کے مال میں سے سب سے پہلے کفن دفن پر خرچ کیا جاتا ہے‘ پھر قرض ادا کیا جاتا ہے‘ پھر جو کچھ بچے اس کے تہائی مال یا اس سے کم کی جو وصیت ہو‘ وہ پوری کی جاتی ہے۔ اس کے بعد باقی ترکہ وارثوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ③ آیت میں وصیت کا ذکر قرض سے پہلے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے وصیت پوری کی جائے پھر قرض ادا کیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دونوں چیزیں واجب ہیں‘ ان میں سے جو چیز پائی جائے وہ ادا کی جائے۔ اگر دونوں (وصیت اور قرض) موجود ہوں تو ترکے میں سے دونوں کی ادائیگی کرنے کے بعد باقی ترکہ تقسیم کیا جائے۔ علاوہ ازیں وصیت کا ذکر پہلے کرنے میں یہ نکتہ بھی ہو سکتا ہے کہ وصیت پر عمل کرنے کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی جب کہ قرض تو لوگ زبردستی بھی وصول کر لیتے ہیں۔ وصیت کو پہلے بیان کر کے واضح کر دیا کہ اس پر عمل کرنے میں بھی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے‘ گو اس پر عمل قرض کی ادائیگی کے بعد ہی کیا جائے گا۔ ④ میت کے سگے بہن بھائی اس کے سوتیلے بہن بھائیوں پر مقدم ہیں۔ ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید اس کی بابت لکھا ہے کہ اسی مفہوم کی ایک حدیث حسن درجے کی پہلے گزر چکی ہے‘ وہ اس کی شاہد ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے فاضل محقق کے نزدیک مذکورہ روایت کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔ علاوہ ازیں بعض محققین نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے‘ لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء: ٦/١٠٧-١٠٩‘ رقم: ١٦٦٧)

من حديث سفيان الثوري به، وتابعه سفيان بن عيينة (الترمذي، ح: ٢٠٩٥، ٢١٢٢ وغيره) * الحارث الأعور تقدم حاله، ح: ٩٥، وفيه علة أخرى، ولمعنى الحديث شاهد حسن، تقدم، ح: ٢٤٣٣.

(المعجم ٨) - **بَابُ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يُوصِ هَلْ يُتَصَدَّقُ عَنْهُ؟** (التحفة ٨)

باب:٨- جو شخص وصیت کیے بغیر فوت ہو جائے کیا اس کی طرف سے صدقہ کیا جا سکتا ہے؟

٢٧١٦- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا. وَلَمْ يُوصِ. فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ أَنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

٢٧١٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: میرا والد فوت ہو گیا ہے اور اس نے مال چھوڑا ہے لیکن وصیت نہیں کی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“

٢٧١٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا. وَلَمْ تُوصِ. وَإِنِّي أَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ لَتَصَدَّقَتْ. فَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا، وَلِيَ أَجْرٌ؟ فَقَالَ: «نَعَمْ».

٢٧١٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں اور انھوں نے وصیت نہیں کی۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر انھیں بات چیت کرنے کا موقع ملتا تو صدقہ کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انھیں ثواب ملے گا‘ اور کیا مجھے بھی ثواب ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“

فوائد و مسائل: ① انسان کو مرنے کے بعد جس طرح ان اعمال کا ثواب پہنچتا رہتا ہے جو اس نے زندگی میں کیے تھے اور ان کے نیک اثرات بعد میں جاری رہے‘ اسی طرح اس صدقے وغیرہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے جو والدین کی وفات کے بعد اولاد ان کی طرف سے کرے۔ ② فوت شدہ والدین کی طرف سے صدقے کے لیے یہ شرط نہیں کہ انھوں نے وصیت کی ہو۔ ③ آج کل ایصال ثواب کے نام سے جو محفلیں برپا کی جاتی ہیں اور کھانے کھلائے جاتے ہیں ان کی حیثیت محض ایک رسم کی ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ خاموشی سے کسی مستحق کی

٢٧١٦ـ أخرجه مسلم، الوصية، باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت، ح: ١٦٣٠ من حديث العلاء به.

٢٧١٧ـ أخرجه مسلم، الوصية، الباب السابق، ح: ١٠٠٤ بعد، ح: ١٦٣٠، والزكاة، باب وصول ثواب الصدقة عن الميت إليه، ح: ١٠٠٤ من حديث أبي أسامة به.

مناسب امداد کر دی جائے۔ ④ قرض اور دوسرے مالی حقوق کی ادائیگی میں جس طرح زندگی میں نیابت ممکن ہے اسی طرح وفات کے بعد بھی کسی کا قرض دوسرا آدمی ادا کر دے تو فوت شدہ شخص بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

(المعجم ۹) - **بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾** [النساء: ٦] (التحفة ۹)

باب:۹- اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان: ''اور جو محتاج ہو وہ جائز حد تک کھا لے۔''

۲۷۱۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: لَا أَجِدُ شَيْئًا. وَلَيْسَ لِي مَالٌ. وَلِي يَتِيمٌ لَهُ مَالٌ. قَالَ: «كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيمِكَ. غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُتَأَثِّلٍ مَالًا». قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ: «وَلَا تَقِي مَالَكَ بِمَالِهِ».

۲۷۱۸- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے پاس کچھ نہیں (گزارہ نہیں ہوتا) نہ میرے پاس کوئی مال ہے البتہ ایک یتیم میری کفالت میں ہے اس کا مال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے یتیم کے مال میں سے کھا لیا کر لیکن فضول خرچی نہ کرنا اور (اس کے مال سے) مال نہ کمانا۔'' اور غالباً یہ بھی فرمایا: ''اس کے مال کے ذریعے سے اپنا مال نہ بچانا۔''

فوائد و مسائل: ① یتیم کا مال کھانا بڑا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَٰمَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ (۴:۱۰) ''جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب (جہنم کی) آگ میں جلیں گے۔'' ② اگر یتیم کا سرپرست مفلس ہو تو وہ یتیم کے مال سے اپنے انتہائی ضروری اخراجات پورے کر سکتا ہے لیکن تعیشات اور آسائشات پر اس کا مال خرچ نہیں کر سکتا۔ ③ مفلس آدمی کے لیے بھی بہتر یہی ہے کہ محنت مزدوری سے اپنے اخراجات پورے کرے اور یتیم کا مال محفوظ رکھے۔ ④ یتیم کے مال کے ذریعے سے اپنا مال بچانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے قرض مانگا تو یتیم کا مال دے دیا اپنا محفوظ رکھا۔ یا ذاتی ضروریات پر اس کا مال خرچ کیا اور اپنا بچا لیا۔ ⑤ یتیم کے مال سے تجارت کر کے یتیم کو اس کا حصہ دینا (مضاربت) درست ہے لیکن یہ درست نہیں کہ اس کے مال سے تجارت کر کے سارا نفع خود رکھ لے یا اس کے مال کو اس طرح خرچ کرے جس طرح اپنا مال بے روک ٹوک خرچ کرتا ہے۔

۲۷۱۸- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الوصايا، باب ماجاء فيما لولي اليتيم أن ينال من مال اليتيم، ح: ۲۸۷۲ من حديث حسين المعلم به، وصححه ابن خزيمة، وابن الجارود، ح: ۹۵۲، وقال الحافظ في الفتح: ۸/ ۲٤۱ 'إسناده قوي'.

الفرائض (وراثت) کی لغوی و اصطلاحی تعریف' مشروعیت' اسباب و موانع اور شرائط

✱ **لغوی معنی:** [فَرَائِضُ]: فَرِيضَةٌ کی جمع ہے۔ یہ فَرَضَ سے اسم مصدر ہے۔ امام جوہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فرض سے مراد اللہ تعالیٰ کی واجب کردہ اشیاء ہیں۔

✱ **اصطلاحی تعریف:** [عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ مَنْ يَرِثُ وَمَنْ لَا يَرِثُ وَ مِقْدَارُ مَا لِكُلِّ وَارِثٍ] "فرائض سے مراد وہ علم ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کون وارث ہے' کون وارث نہیں اور ہر وارث کا کیا حق ہے۔"

✱ **وراثت کی مشروعیت:** اسلام سے قبل دنیا میں یہ دستور تھا کہ طاقتور وارث بنتا اور کمزور کو اپنے اقرباء کی وراثت سے کچھ نہ دیا جاتا' عورتوں کو یکسر محروم رکھا جاتا کیونکہ مردوں کا خیال تھا کہ وہ جائیداد کے اکیلے وارث ہوں گے' اس لیے کہ وہی میدان جنگ میں شریک ہوتے اور اپنے قبیلے کا دفاع کرتے ہیں۔ ان تمام غلط تاویلات اور مظالم کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے وراثت کے حق داروں اور ان کے حصوں کا تعین فرما دیا تاکہ ہر شخص کو اس کا حق' بغیر ظلم کے مل سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ (النسآء۴:۷) ''جو مال ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ مریں، تھوڑا ہو یا زیادہ، اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی، یہ (اللہ کے) مقرر کیے ہوئے حصے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: [أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ] (صحيح البخاري، الفرائض، باب ميراث الولد من أبيه و أمه، حديث:۶۷۳۲، وصحيح مسلم، الفرائض، باب ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فلأولى رجل ذكر، حديث:۱۶۱۵) ''مقررہ حصے ان کے مستحقوں کو دو اور جو باقی بچے وہ (میت کے) قریب ترین مرد (رشتے دار) کا حصہ ہے۔'' نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ] (سنن أبي داود، البيوع، باب في تضمين العارية، حديث:۳۵۶۵) ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے، بنابریں اب وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔''

٭ **وراثت کے اسباب وموانع اور شرائط: اسباب:** وراثت کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

① نسبی قرابت: میت کے وہ ورثاء جو خونی رشتے کی وجہ سے وارث بنتے ہیں، ان کا تعلق فروع (اولاد یا اولاد کی اولاد) سے ہو یا اصول (والدین یا والدین کے والدین) سے یا اطراف (بھائی، چچا یا ان کی اولاد) سے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾ (النسآء ۴:۳۳) ''اور ہر مال میں جو والدین اور قریبی رشتے دار چھوڑ جائیں ہم نے حق دار مقرر کیے ہیں۔''

② نکاح: مسنون نکاح کی وجہ سے میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں، خواہ رخصتی وخلوت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ﴾ (النسآء۴:۱۲) ''اور تمھاری بیویوں کے ترکے میں سے تمھارے لیے نصف ہے۔'' ③ ولاء: کوئی شخص غلام یا لونڈی کو آزاد کرے اور آزاد شدہ فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوگا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ] (صحيح البخاري، الزكاة، باب الصدقة على موالي أزواج النبي ﷺ، حديث:۱۴۹۳، وصحيح مسلم، العتق، باب بيان أن الولاء

لمن أعتق' حدیث:۱۵۰۴)

✸ موانع: ① کفر: مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا' خواہ کتنی ہی قریبی رشتے داری ہو۔ ② قتل: جس قتل کی وجہ سے قصاص یا دیت لازم آئے اس قتل کی بنا پر قاتل وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قاتل کسی چیز کا وارث نہیں بن سکتا۔'' (سنن أبي داود' الدیات' باب دیات الأعضاء' حدیث:۴۵۶۴) ③ غلامی: غلام نہ خود وارث بنتا ہے' نہ اس کا کوئی وارث بنتا ہے کیونکہ اس کی تمام کمائی مالک کی ہوتی ہے' البتہ وہ غلام جس کا کچھ حصہ آزاد ہو تو وہ اپنے آزاد شدہ حصے کے مطابق وارث ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب مکاتب غلام' حد یا میراث کو پہنچے تو وہ آزاد شدہ حصے کے مطابق وارث بنایا جائے گا۔'' (سنن أبي داود' الدیات' باب في دیة المکاتب' حدیث:۴۵۸۲) ④ ولد زنا: زنا سے پیدا ہونے والا بچہ اپنے زانی باپ کا اور باپ اس بچے کا وارث نہیں ہوگا' البتہ وہ اپنی ماں کا اور اس کی ماں اس کی وارث ہوگی۔ ⑤ لعان: لعان کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں رہتے۔ ⑥ مردہ بچہ پیدا ہو تو وہ بھی وارث نہیں ہوتا۔

شرائط: ① وراثت کے موانع موجود نہ ہوں۔ ② وارث اپنے مورِث کی وفات کے وقت زندہ ہو۔ ③ مورِث کی موت کا یقین ہو۔ (احکام وراثت سے متعلق تفصیل کیلئے دیکھیے: ''اسلامی قانون وراثت'' طبع دارالسلام)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٢٣) أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ (التحفة ١٥)

وراثت سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ (التحفة ١)

باب:۱-علم میراث حاصل کرنے کی ترغیب

٢٧١٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْعَطَّافِ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهُ فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ. وَهُوَ يُنْسَى. وَهُوَ أَوَّلُ شَيْءٍ يُنْزَعُ مِنْ أُمَّتِي».

۲۷۱۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوہریرہ! تم لوگ میراث کا علم سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ یہ آدھا علم ہے اور یہ بھلوا دیا جاتا ہے۔ میری امت سے سب سے پہلے یہی علم اٹھایا جائے گا۔''

فائدہ: علم کے اٹھائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سیکھنے سکھانے کی طرف توجہ نہ کرنے کی وجہ سے اس کے جاننے والے ختم ہو جائیں گے اور امت میں سے یہ علم اٹھ جائے گا۔

(المعجم ٢) - بَابُ فَرَائِضِ الصُّلْبِ (التحفة ٢)

باب:۲-(ترکے میں) صلبی اولاد کے حصے

٢٧٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ

۲۷۲۰- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٧١٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٠٩ من حديث حفص بن عمر به، وقال: "تفرد به حفص بن عمر، وليس بالقوي"، والحديث ضعفه الذهبي، والبوصيري من أجل حفص المذكور.

٢٧٢٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب ماجاء في ميراث الصلب، ح: ٢٨٩١ من حديث ابن عقيل به، وصححه الترمذي، ح: ٢٠٩٢، والحاكم: ٤/ ٣٣٣، ٣٣٤، والذهبي * ابن عقيل ضعيف وتقدم، ح: ٣٩٠.

الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْ سَعْدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدٍ. قُتِلَ، مَعَكَ، يَوْمَ أُحُدٍ. وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ جَمِيعَ مَا تَرَكَ أَبُوهُمَا. وَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَا تُنْكَحُ إِلَّا عَلَى مَالِهَا. فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى أُنْزِلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ. فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَخَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ. فَقَالَ: «أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ ثُلُثَيْ مَالِهِ. وَأَعْطِ امْرَأَتَهُ الثُّمُنَ. وَخُذْ أَنْتَ مَا بَقِيَ».

ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیوں کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں۔ وہ غزوۂ احد میں آپ کے ہمراہ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔ ان کے چچا نے ان کے باپ کا چھوڑا ہوا سارا ترکہ لے لیا ہے اور مال کے بغیر عورت کا نکاح بھی نہیں ہوتا۔ نبی ﷺ خاموش ہو گئے حتی کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے بھائی کو بلایا اور فرمایا: ''سعد کی دونوں بیٹیوں کو اس کے مال میں سے دو تہائی دے دو۔ اور اس کی بیوی کو آٹھواں حصہ دو۔ اور جو باقی بچے وہ تم لے لو۔''

فائدہ: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ محققین کی تفصیلی بحث سے تحسین حدیث والی رائے ہی اقرب إلی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت اس سند سے ضعیف ہونے کے باوجود شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے، مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٢٣/١٠٨، ١٠٩' وصحيح سنن أبي داود للألباني' رقم: ٢٥٧٣، ٢٥٧٤) ② شریعت نے بعض وارثوں کے لیے ترکے میں ایک خاص حصہ مقرر کیا ہے' ایسے وارثوں کو اصحاب الفروض کہتے ہیں۔ اصحاب الفروض کو حصے دینے کے بعد جو ترکہ بچے وہ جن رشتہ داروں کو ملتا ہے انھیں عصبہ کہتے ہیں۔ ③ اگر کسی کی ایک ہی بیٹی ہو تو اسے کل ترکے کا نصف حصہ ملے گا۔ اگر ایک سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو انھیں کل مال کے تین حصے کر کے ان میں سے دو حصے دیے جائیں گے۔ (دیکھیے: سورۃ النساء، آیت: ١١) ④ اگر میت کے وارث بیٹے بھی ہوں اور بیٹیاں بھی تو ان کی تعداد کے مطابق ہر بیٹے کو دو حصے اور ہر بیٹی کو ایک حصہ دیا جائے گا۔ (حوالۂ مذکورہ بالا) ⑤ اگر مرنے والے کی اولاد نہ ہو تو اس کی بیوی کو کل ترکے کا چوتھا حصہ دیا جائے گا اور اگر میت کی اولاد ہو جیسے کہ حدیث میں مذکورہ واقعے میں ہے تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا۔ اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو یہی چوتھا یا آٹھواں حصہ ان سب میں تقسیم کیا جائے گا۔ ⑥ میت کا بھائی عصبہ ہے' اس لیے اصحاب الفروض (بیوی اور بیٹیوں) کو دے کر جو کچھ باقی بچا' وہ اسے دیا گیا۔ ⑦ حدیث میں مذکورہ واقعے میں کل مال کے چوبیس حصے کیے گئے جن میں سے تین حصے (کل مال کا آٹھواں حصہ) بیوہ کو ملے اور سولہ

حصے (کل مال کی دو تہائی) دونوں بیٹیوں کو (ہر بیٹی کو آٹھ حصے) ملے باقی پانچ حصے بچے وہ بھائی کو مل گئے۔

٢٧٢١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ، عَنِ الْهُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ الْبَاهِلِيِّ. فَسَأَلَهُمَا عَنِ ابْنَةٍ، وَابْنَةِ ابْنٍ، وَأُخْتٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ. فَقَالَا: لِلِابْنَةِ النِّصْفُ. وَمَا بَقِيَ، فَلِلْأُخْتِ. وَائْتِ ابْنَ مَسْعُودٍ، فَسَيُتَابِعُنَا. فَأَتَى الرَّجُلُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَسَأَلَهُ، وَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَا. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ. وَلٰكِنِّي سَأَقْضِي بِمَا قَضَى بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ. لِلِابْنَةِ النِّصْفُ. وَلِابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسُ. تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ. وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ.

٢٧٢١- حضرت ہزیل بن شرحبیل رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ایک آدمی نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان بن ربیعہ باہلی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیٹی پوتی اور سگی بہن (کی وراثت) کا مسئلہ دریافت کیا۔ ان دونوں نے فرمایا: بیٹی کے لیے نصف ہے اور جو باقی بچے وہ بہن کا ہے۔ اور (سائل سے) کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ بھی ہماری تائید کریں گے۔ اس آدمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ پوچھا اور ان دونوں حضرات کی بات بھی بتائی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اگر میں بھی یہی فتوی دوں) تب تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ نہیں ہوں گا لیکن میں وہ فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ بیٹی کے لیے نصف ہے اور پوتی کے لیے چھٹا حصہ جس سے (دونوں کا) کل حصہ دو تہائی ہو جائے اور جو باقی بچے وہ بہن کا ہے۔

فائدہ: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں اجتہادی مسائل میں اختلاف رائے ہو جاتا تھا لیکن وہ اس کی بنیاد پر باہمی مخالفت اور دشمنی کا رویہ نہیں اپناتے تھے۔ ② اجتہادی رائے کے مقابلے میں قرآن وحدیث کی نص قابل عمل ہے۔ اجتہاد کی اہمیت صرف اسی وقت تک ہے جب عالم کو پیش آمدہ مسئلے میں قرآن وحدیث کی نص معلوم نہ ہو۔ ③ دونوں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے کی بنیاد غالباً اس اصول پر تھی کہ قریب کی موجودگی میں دور کا وارث محروم ہوتا ہے اس لیے انھوں نے بیٹی کی موجودگی میں پوتی کو محروم قرار دیا۔ اور بیٹی سے بچا ہوا حصہ بہن کو دلوایا۔ ④ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کی بنیاد ارشاد نبوی پر رکھی اور وہ اصول بیان فرمایا جو دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم نہ تھا۔ ⑤ اگر وارث صرف دو بیٹیاں ہوں تو ان کا حصہ دو تہائی ہے۔ بیٹیوں کی

٢٧٢١- أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث ابنة ابن مع ابنة، ح: ٦٧٣٦ من حديث أبي قيس به، و ح: ٦٧٤٢ من حديث سفيان الثوري به مختصرًا.

عدم موجودگی میں پوتیوں کا یہی حصہ ہے۔ جس طرح ایک بیٹی کا حصہ نصف ہے اسی طرح بیٹی کی عدم موجودگی میں ایک پوتی کا حصہ نصف ہے۔ ان اصولوں کی روشنی میں ایک بیٹی اور ایک پوتی کی صورت میں بیٹی کا حصہ نصف ہے اور بیٹی اور پوتی کا مجموعی حصہ دو تہائی ہے' لہٰذا دو تہائی میں سے نصف بیٹی کو دے کر باقی چھٹا حصہ پوتی کو ملتا ہے۔ ⑥ اس صورت میں بیٹی اور پوتی کو برابر حصہ نہیں ملتا کیونکہ ان کا درجہ یعنی میت سے تعلق برابر نہیں۔ ⑦ بیٹی' بیٹیوں یا پوتی' پوتیوں کی موجودگی میں بہن عصبہ ہے۔ ⑧ تقلید سراسر گمراہی ہے' خواہ وہ کسی بڑے سے بڑے امام یا صحابی ہی کی کیوں نہ ہو۔

(المعجم ٣) - بَابُ فَرَائِضِ الْجَدِّ (التحفة ٣)

باب:۳- دادا کا حصہ

٢٧٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ [عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ]، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِفَرِيضَةٍ فِيهَا جَدٌّ. فَأَعْطَاهُ ثُلُثاً، أَوْ سُدُساً.

۲۷۲۲- حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں وراثت کا ایک مسئلہ پیش کیا گیا جس میں دادا بھی تھا۔ تو میں نے نبی ﷺ کو سنا کہ آپ نے اسے تیسرا حصہ یا چھٹا حصہ دیا۔

٢٧٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي جَدٍّ، كَانَ فِينَا، بِالسُّدُسِ.

۲۷۲۳- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے خاندان میں ایک دادے کو (اس کے پوتے کے ترکے میں سے) چھٹا حصہ دینے کا فیصلہ دیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور پہلی روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ اس سے سنن ابی داود کی روایت (۲۸۹۴' ۲۸۹۵) کفایت کرتی ہے جبکہ دیگر محققین نے

٢٧٢٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٤/ ٧٢، ح: ٦٣٣٣ من حديث يونس به مطولاً * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح: ٤٦، وانظر الحديث الآتي، وحديث أبي داود(٢٨٩٤، ٢٨٩٥) يغني عنه.

٢٧٢٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٤/ ٧٢، ح: ٦٣٣٤ من حديث هشيم به، وتابعه خالد عند أبي داود، ح: ٢٨٩٧ وغيره * الحسن تقدم، ح: ٧١.

دونوں روایتوں کو صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ محققین کی تفصیلی بحث سے صحیح حدیث والی بات ہی اقرب إلی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٣٣/٤٢٣، ٤٢٤، وصحيح سنن أبي داود للألباني، رقم:٢٥٧٦) ② میت کے والد کی عدم موجودگی میں والد کا چھٹا حصہ میت کے دادے کو ملتا ہے' لیکن اگر والد موجود ہو تو پھر یہ چھٹا حصہ والد کو ملے گا اور دادے کو کچھ نہیں ملے گا۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني لابن قدامه:٩/٦٥-٨١)

(المعجم ٤) - بَابُ مِيرَاثِ الْجَدَّةِ (التحفة ٤)

باب:٤- دادی کا حصہ

٢٧٢٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَهُ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ. ح: وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ خَرَشَةَ، عَنِ ابْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ: جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا. فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ: مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللهِ شَيْءٌ. وَمَا عَلِمْتُ لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْئًا. فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ. فَسَأَلَ النَّاسَ. فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ. أَعْطَاهَا السُّدُسَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَلْ مَعَكَ

٢٧٢٤- حضرت قبیصہ بن ذؤیب بن حلحلہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک نانی وراثت (میں سے حصہ دلوائے جانے) کا مطالبہ لے کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اسے فرمایا: اللہ کی کتاب (قرآن مجید) میں تو تیرا کوئی حصہ مذکور نہیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں بھی تیرا کوئی حصہ میرے علم میں نہیں' اس لیے (فی الحال) واپس چلی جا حتی کہ میں لوگوں (صحابۂ کرام ؓ) سے دریافت کرلوں۔ (اس کے بعد) حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے لوگوں سے دریافت کیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میری موجودگی میں نانی کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: کیا تمھارے ساتھ کوئی اور بھی (گواہ) ہے؟ حضرت محمد بن مسلمہ ؓ نے کھڑے ہوکر

٢٧٢٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في الجدة، ح:٢٨٩٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى):٢/٥١٣، وصححه الترمذي، ح:٢١٠١، وابن الجارود، ح:٩٥٩، وابن حبان، ح:١٢٢٤، والحاكم:٤/٣٣٨ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وأعله الذهبي، والعسقلاني وغيرهما بأن قبيصة لم يسمع من الصديق رضي الله عنه فالسند منقطع، وللحديث شواهد.

غَيْرُكَ؟ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ. فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ. فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ.

وہی بات کہی جو حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے کہی تھی' چنانچہ حضرت ابوبکر ؓ نے فیصلہ اس خاتون کے حق میں صادر فرما دیا۔

ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرٰى، مِنْ قِبَلِ الْأَبِ، إِلٰى عُمَرَ، تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا. فَقَالَ: مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللهِ شَيْءٌ. وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ بِهِ إِلَّا لِغَيْرِكِ. وَمَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا. وَلٰكِنْ هُوَ ذَاكِ السُّدُسُ. فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيهِ، فَهُوَ بَيْنَكُمَا. وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ، فَهُوَ لَهَا.

اس کے بعد ایک دادی' باپ سے تعلق رکھنے والی' حضرت عمر ؓ کے پاس اپنی میراث (کے حصے) کا مطالبہ لے کر آئی تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اللہ کی کتاب میں تیرا کوئی حصہ مذکور نہیں۔ اور جو فیصلہ حضرت ابوبکر ؓ کے زمانۂ مبارک میں کیا گیا تھا وہ تیرے لیے نہیں تھا۔ اور میں مقررہ حصوں میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتا' البتہ وہی چھٹا حصہ ہے۔ اگر تم (دادی اور نانی) دونوں اس میں شریک ہو جاؤ تو وہ تمھارے درمیان (نصف نصف) ہوگا' ورنہ تم دونوں میں سے جو ہوگی' وہ (حصہ) اس کا ہو گیا۔

فوائد ومسائل: ① جدہ کا لفظ نانی اور دادی دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ اس واقعے میں دوسری خاتون کا ذکر ''باپ کی طرف سے جدہ'' کے لفظ سے کیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلی خاتون نانی تھیں' دوسری دادی۔ ② نانی ہو یا دادی اس کا حصہ کل ترکے کا چھٹا حصہ ہے بشرطیکہ میت کی ماں موجود نہ ہو' اور باپ کی موجودگی میں دادی محروم ہو جاتی ہے' البتہ نانی وارث بنتی ہے۔ اگر یہ دونوں موجود ہوں تو یہی چھٹا حصہ ان دونوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔

٢٧٢٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا [سَلْمُ] بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَرَّثَ جَدَّةً سُدُساً.

۲۷۲۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جدہ (نانی یا دادی) کو وراثت میں چھٹا حصہ دیا۔

٢٧٢٥ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٣٤ من حديث شريك (القاضي) به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف ليث بن أبي سليم، وتدليسه"، وفيه علة أخرى، وأخرج أبوداود، ح: ٢٨٩٥ بإسناد حسن عن بريدة رضي الله عنه: "أن النبي ﷺ جعل للجدة السدس، إذا لم تكن دونها أم"، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦٠ ✽ أبوالمنيب العتكي حسن الحديث كما في نيل المقصود، ح: ٦٣٦.

(المعجم ٥) - **بَابُ الْكَلَالَةِ** (التحفة ٥)

باب:۵- کلالہ کی میراث

٢٧٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ خَطِيبًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ. أَوْ خَطَبَهُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: إِنِّي، وَاللهِ! مَا أَدَعُ بَعْدِي شَيْئًا هُوَ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ أَمْرِ الْكَلَالَةِ. وَقَدْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَمَا أَغْلَظَ لِي فِي شَيْءٍ، مَا أَغْلَظَ لِي فِيهَا. حَتَّى طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِي جَنْبِي، أَوْ فِي صَدْرِي. ثُمَّ قَالَ: «يَا عُمَرُ تَكْفِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِي نَزَلَتْ فِي آخِرِ سُورَةِ النِّسَاءِ».

۲۷۲۶- حضرت معدان بن ابوطلحہ یعمری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعے کے دن خطبہ دینے کھڑے ہوئے' یا راوی نے کہا: انھوں نے جمعے کے دن خطبہ دیا۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی' پھر فرمایا: قسم ہے اللہ کی! میں اپنے بعد کلالہ کے مسئلے سے زیادہ پریشان کن مسئلہ چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (یہ مسئلہ) دریافت کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی معاملے میں مجھے ایسا سخت جواب نہیں دیا جیسا اس مسئلے میں ناگواری کا اظہار فرمایا حتی کہ رسول ﷺ نے میرے پہلو یا سینے میں انگلی مار کر فرمایا: ''اے عمر! تجھے موسم گرما میں نازل ہونے والی آیت کافی ہے جو سورۂ نساء کے آخر میں نازل ہوئی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① کلالہ سے مراد وہ میت ہے جس کے ماں باپ بھی نہ ہوں اور اولاد بھی نہ ہو۔ اس کی وراثت اس کے بھائی بہنوں میں تقسیم ہوگی۔ ② موسم گرما میں نازل ہونے والی آیت سے مراد سورۂ نساء کی آیت ۱۷۶ ہے۔ اس میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر مرنے والے کلالہ مرد کی ایک حقیقی (ماں اور باپ دونوں میں شریک) بہن ہو' یا ایک علاتی (باپ شریک) بہن ہو تو اسے اپنے بھائی کا نصف ترکہ ملے گا' البتہ مرنے والی کلالہ عورت کا ایک بھائی ہو تو اسے پورے کا پورا ترکہ مل جائے گا۔ ③ اسی آیت میں ہے کہ اگر کلالہ کی دو حقیقی یا علاتی بہنیں ہوں تو انھیں ترکے کا دو تہائی دیا جائے گا۔ ④ اگر کلالہ میت کے وارث حقیقی یا علاتی بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ترکہ ان میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ہر بھائی کو بہن سے دگنا ملے گا۔ ⑤ اخیافی (ماں شریک) بھائی یا بہن کا حکم یہ ہے کہ اگر میت کا ایک ہی اخیافی بھائی یا بہن ہو تو اسے ترکے کا چھٹا حصہ دیا جائے گا۔ اور اگر دو بھائی یا دو بہنیں یا ایک بھائی اور ایک بہن یا دو سے زیادہ بھائی بہنیں ہوں تو ترکے کا ایک تہائی حصہ ان سب میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔ اس صورت میں بھائی کا حصہ بہن سے دگنا نہیں ہوگا۔ (سورۃ النساء آیت:۱۲)

٢٧٢٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠١٤ ببعضه، وهو في صحيح مسلم بطوله.

۲۷۲۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ مُرَّةَ بْنِ شَرَاحِيلَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ: ثَلَاثٌ، [لَأَنْ [يَكُونَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيَّنَهُنَّ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا: اَلْكَلَالَةُ وَالرِّبَا وَالْخِلَافَةُ.

۲۷۲۷- حضرت مرہ بن شراحیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین مسائل ایسے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے ان کی (مزید) وضاحت فرما دی ہوتی تو (یہ وضاحت) مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ کلالہ‘ سود اور خلافت۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ محققین نے کہا ہے‘ تاہم بخاری ومسلم میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کلالہ اور سود کا ذکر ملتا ہے‘ خلافت کا نہیں‘ لہٰذا مذکورہ روایت میں بیان کردہ دو باتوں کی توثیق وتائید صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات سے ہو جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت ”خلافت“ کے ذکر کے علاوہ قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے مذکورہ حدیث کی تحقیق وتخریج۔ ② کلالہ کے بھائی بہن تین طرح کے ہو سکتے ہیں: (ا) حقیقی (ب) علاتی (ج) اخیافی۔ پہلے دو طرح کے بھائی بہنوں کا حکم سورۂ نساء کی آیت ۱۷۶ میں بیان کر دیا گیا ہے اور تیسری قسم کے بہن بھائیوں کا حکم سورۂ نساء کی آیت ۱۲ میں بیان کر دیا گیا ہے۔

۲۷۲۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: مَرِضْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ. وَهُمَا مَاشِيَانِ. وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ. فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ

۲۷۲۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ پیدل چل کر میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ مجھ پر غشی طاری تھی‘ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا کچھ پانی مجھ پر ڈالا۔ (اس سے میں ہوش میں آ گیا۔) میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں کیا کروں؟ اپنے مال کے بارے

۲۷۲۷- [إسناده ضعيف] صرح البوصيري بأنه منقطع، ونقل عن أبي حاتم الرازي: مرة عن عمر مرسل، وأخرج البخاري، ح: ۵۵۸۸، ومسلم، ح: ۳۰۳۲ وغيرهما عن عمر رضي الله عنه قال: "وثلاث وددت أن رسول الله ﷺ لم يفارقنا حتى يعهد إلينا عهدًا: الجد والكلالة، وأبواب من أبواب الربا" ولم يذكر الخلافة.

۲۷۲۸- [صحيح] تقدم، ح: ۱۴۳۶.

أَصْنَعُ؟ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ، فِي آخِرِ النِّسَاءِ: ﴿وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَٰلَةً﴾ الْآيَةَ [النساء: ١٢]. ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَٰلَةِ﴾ [النساء: ١٧٦] الْآيَةَ.

میں کیا فیصلہ کروں؟ تب میراث کی وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے: ﴿وَ اِنْ کَانَ رَجُلٌ یُّوْرَثُ کَلٰلَةً﴾ ''اور جس کی میراث لی جاتی ہے اگر وہ مرد (یا عورت) کلالہ ہو......'' اور (وہ آیت اتری) ﴿یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ﴾ ''آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجیے: اللہ تعالیٰ تمھیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے......''

فوائد ومسائل: ① بیمار کی عیادت کرنا مسنون اور مسلمان کے حقوق میں شامل ہے۔ ② پیدل چل کر جانا کسی بزرگ کی شان کے خلاف نہیں۔ ③ دوسری آیت میں کلالہ کے حقیقی اور علاتی بھائی بہنوں کا حصہ بیان کیا گیا ہے۔ پہلی آیت میں کلالہ کے اخیافی بھائی بہنوں کا حصہ بیان کیا گیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۷۲۶ کے فوائد)

(المعجم ٦) - بَابُ مِيرَاثِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ (التحفة ٦)

باب: ۶- مشرکوں کے ترکے میں مسلمانوں کا حصہ کتنا ہے؟

٢٧٢٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ».

۲۷۲۹- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔''

فائدہ: کافر سے ہر غیر مسلم مراد ہے خواہ وہ اہل کتاب (یہودی یا عیسائی) ہو یا کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھتا ہو مثلاً: ہندو، سکھ، بدھ، دہریہ، قادیانی اور بہائی وغیرہ۔

٢٧٢٩- أخرجه البخاري، الفرائض، باب: لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم، ... الخ، ح: ٦٧٦٤، من حديث الزهري به، ومسلم، الفرائض، باب: لا يرث المسلم الكافر ولا يرث الكافر المسلم، ح: ١٦١٤ من حديث سفيان به.

۲۷۳۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَتَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: «وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ؟».

۲۷۳۰- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مکہ میں اپنے گھر میں تشریف رکھیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان یا گھر چھوڑا ہے؟''

وَكَانَ [عَقِيلٌ] وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ، هُوَ وَطَالِبٌ. وَلَمْ يَرِثْ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا. لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ. وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ.

ابو طالب کی وراثت عقیل اور طالب کو ملی تھی اور حضرت جعفر اور علی ؓ کو وراثت میں سے کچھ نہیں ملا تھا کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب کافر تھے۔

فَكَانَ عُمَرُ، مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ، يَقُولُ: لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ.

حضرت عمر ؓ اسی وجہ سے کہا کرتے تھے: مومن کافر کا وارث نہیں ہوتا۔

وَقَالَ أُسَامَةُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ».

اور حضرت اسامہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔''

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقع پر پیش آیا۔ (صحیح البخاري' الجهاد' باب: إذا أسلم قومٌ في دارالحرب' ولهم مال وأرضون فهي لهم' حديث: ۳۰۵۸) ② جب ابو طالب کی وفات ہوئی اس وقت عقیل ؓ مسلمان نہیں تھے' اس لیے عقیل ؓ کو بھی وراثت میں سے حصہ ملا۔ حضرت علی اور حضرت جعفر طیار ؓ مسلمان تھے' اس لیے انھوں نے اپنے والد ابو طالب کی وراثت سے حصہ نہ لیا۔ حضرت عقیل ؓ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ ③ امام بخاری ؒ نے اس واقعے سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ دارالحرب میں رہنے

۲۷۳۰_ أخرجه البخاري، الحج، باب توريث دور مكة وبيعها وشرائها . . . الخ، ح: ۱۵۸۸ من حديث ابن وهب به، ومسلم، الحج، باب نزول الحاج بمكة وتوريث دورها، ح: ۱۳۵۱ عن أحمد بن عمرو بن السرح، أبي طاهر به، وانظر الحديث السابق لشطره الأخير.

والا اگر مسلمان ہو جائے تو وہ اپنے گھر اور زمین وغیرہ کا بدستور مالک رہے گا۔ (صحیح البخاري، الجهاد، بابٌ إذا أسلم قوم في دارالحرب...... حديث : ٣٠٥٨) ④ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ نے یہ مکان فروخت کروایا تھا۔ (فتح الباري: ٥٧١/٣)

٢٧٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ الْمُثَنَّى بْنَ الصَّبَّاحِ أَخْبَرَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ».

٢٧٣١- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو مختلف ملتوں کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔“

فوائد ومسائل: ① دو مختلف ملتوں (قوموں) سے مراد، ملت اسلام اور ملت کفر ہے۔ ② ایک غیر مسلم دوسرے غیر مسلم کا وارث ہوتا ہے، خواہ ان کا مذہب ایک دوسرے سے مختلف ہو۔

(المعجم ٧) - **بَابُ مِيرَاثِ الْوَلَاءِ** (التحفة ٧)

باب:٧-ولاء کی میراث

٢٧٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ : حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ : تَزَوَّجَ رِبَابُ بْنُ حُذَيْفَةَ [بْنِ سَعِيدِ ابْنِ سَهْمٍ]، أُمَّ وَائِلٍ، بِنْتَ مَعْمَرٍ الْجُمَحِيَّةَ. فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلَاثَةً. فَتُوُفِّيَتْ أُمُّهُمْ. فَوَرِثَهَا بَنُوهَا، رِبَاعَهَا وَوَلَاءَ مَوَالِيهَا. فَخَرَجَ بِهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِلَى الشَّامِ. فَمَاتُوا فِي طَاعُونِ عَمْوَاسَ. فَوَرِثَهُمْ عَمْرٌو، وَكَانَ

٢٧٣٢- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رباب بن حذیفہ بن سعید بن سہم نے حضرت ام وائل بنت معمر جمحیہ سے شادی کی۔ ان سے ان کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے، پھر ان کی والدہ (ام وائل) کی وفات ہوگئی تو ام وائل کے بیٹوں کو وراثت میں کچھ زمین اور غلاموں کی ولاء ملی۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ان (بیٹوں) کو لے کر شام گئے، (وہاں) عمواس کے طاعون میں وہ (سب بیٹے) فوت ہو گئے، چنانچہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ ان کے عصبہ ہونے

٢٧٣١_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب: هل يرث المسلم الكافر، ح: ٢٩١١ من طريق آخر عن عمرو ابن شعيب به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦٧، والحافظ ابن الملقن وغيرهما، وللحديث طرق أخرى عند الترمذي، ح: ٢١٠٨ وغيره.

٢٧٣٢_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في الولاء، ح: ٢٩١٧ من حديث حسين به.

عَصَبَتَهُمْ. فَلَمَّا رَجَعَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، جَاءَ بَنُو مَعْمَرٍ، يُخَاصِمُونَهُ فِي وَلَاءِ أُخْتِهِمْ، إِلَى عُمَرَ. فَقَالَ عُمَرُ: أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «مَا أَحْرَزَ الْوَلَدُ وَالْوَالِدُ فَهُوَ لِعَصَبَتِهِ، مَنْ كَانَ» قَالَ: فَقَضَى لَنَا بِهِ. وَكَتَبَ لَنَا بِهِ كِتَاباً، فِيهِ شَهَادَةُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَآخَرَ. حَتّٰى إِذَا اسْتُخْلِفَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ، تُوُفِّيَ مَوْلًى لَهَا. وَتَرَكَ أَلْفَيْ دِينَارٍ. فَبَلَغَنِي أَنَّ ذٰلِكَ الْقَضَاءَ قَدْ غُيِّرَ. فَخَاصَمُوا إِلَى هِشَامِ ابْنِ إِسْمَاعِيلَ. فَرَفَعَنَا إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ. فَأَتَيْنَاهُ بِكِتَابِ عُمَرَ. فَقَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأَرٰى أَنَّ هٰذَا مِنَ الْقَضَاءِ الَّذِي لَا يُشَكُّ فِيهِ. وَمَا كُنْتُ أَرٰى أَنَّ أَمْرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَلَغَ هٰذَا. أَنْ يَشُكُّوا فِي هٰذَا الْقَضَاءِ.

فَقَضٰى لَنَا فِيهِ. فَلَمْ نَزَلْ فِيهِ بَعْدُ.

کی وجہ سے ان کے وارث ہوئے۔ جب حضرت عمرو بن عاص ؓ شام سے واپس آئے تو معمر کے بیٹوں نے حضرت عمر ؓ کی عدالت میں اپنی بہن (ام وائل) کی ولاء کے حصول کے لیے دعویٰ کر دیا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: میں تمھارے درمیان اسی ارشاد کے مطابق فیصلہ کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے: ''بیٹا یا باپ جو ولاء حاصل کرے' وہ اس کے عصبہ کو ملے گی' خواہ کوئی ہو۔'' (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ نے) فرمایا: حضرت عمر ؓ نے یہ فیصلہ ہمارے حق میں دے دیا۔ اور اس مضمون کی ایک تحریر لکھ کر ہمیں دی جس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت زید بن ثابت اور ایک آدمی (ؓ) کی گواہی ثبت تھی۔ اس کے بعد خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانۂ خلافت میں اس خاتون کا ایک آزاد کردہ غلام فوت ہو گیا' اس نے دو ہزار دینار ترکہ چھوڑا۔ مجھے خبر ملی کہ اس فیصلے میں (جو حضرت عمر ؓ نے کیا تھا) تبدیلی کر دی گئی ہے (فیصلہ مذکورہ بالا قانون کے مطابق نہیں کیا گیا۔) یہ معاملہ ہشام بن اسماعیل کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے ہمیں (خلیفہ) عبدالملک کے پاس بھیج دیا (تاکہ وہی اس مقدمے کا فیصلہ کریں۔) چنانچہ ہم نے حضرت عمر ؓ کی تحریر انھیں دکھائی۔ عبدالملک نے کہا: میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ ایسا فیصلہ ہے جس میں شک نہیں کیا جا سکتا۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ مدینے والوں کا یہ حال ہو گیا ہے کہ وہ اس میں شک کریں۔

پھر عبدالملک نے اس کا فیصلہ ہمارے حق میں کر دیا اور ہم اب تک اس (میراث) پر قابض ہیں۔

فوائد ومسائل: ① وراثت کی تقسیم میں پہلے اصحاب الفروض کو ان کے مقررہ حصے دیے جاتے ہیں۔ جو کچھ ان سے بچے وہ میت کے عصبہ رشتے داروں کو دیا جاتا ہے۔ اگر آزاد کردہ غلام کے عصبہ رشتے دار نہ ہوں تو آزاد کرنے والا عصبہ کی جگہ وارث ہوگا۔ اگر غلام کے اصحاب الفروض اور عصبہ رشتہ دار نہ ہوں تو سارا ترکہ آزاد کرنے والے کو ملے گا۔ ② حضرت ام وائل کی ولاء ان کے بیٹوں کو ملی۔ بیٹوں کی وفات کے بعد ولاء اسی خاندان میں، یعنی ان بچوں کے ددھیال اور ام وائل کے سسرال میں رہی۔ ام وائل کے میکے اور بچوں کے ننھیال والے جو اس ترکے کے دعویدار تھے' ان کا دعویٰ قبول نہیں کیا گیا۔ ③ عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام وارث نہیں ہوتے۔

٢٧٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ مَوْلًى لِلنَّبِيِّ ﷺ وَقَعَ مِنْ نَخْلَةٍ. فَمَاتَ. وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يَتْرُكْ وَلَدًا وَلَا حَمِيماً. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْطُوا مِيرَاثَهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ قَرْيَتِهِ».

۲۷۳۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا آزاد کردہ ایک غلام کھجور کے درخت سے گر کر فوت ہو گیا۔ اس نے کچھ مال چھوڑا تھا لیکن اس کی کوئی اولاد یا رشتے دار نہیں تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کی میراث اس کی بستی کے کسی آدمی کو دے دو۔''

فوائد ومسائل: ① اس شخص کی وراثت کے حق دار اصل میں رسول اللہ ﷺ خود تھے لیکن آپ نے مال لینا پسند نہ فرمایا اور بطور صدقہ اس کی بستی کے کسی مستحق کو دے دینے کا حکم دے دیا۔ ② جس کا کوئی وارث نہ ہو' اس کا مال بیت المال میں جمع کر دیا جاتا ہے جو تمام مسلمانوں کے فائدے کے کاموں میں استعمال ہو جاتا ہے۔ ③ بیت المال کا انتظام نہ ہونے کی صورت میں لاوارث کا ترکہ اس کی بستی والوں کو دیا جا سکتا ہے۔

٢٧٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۷۳۴- حضرت حمزہ ؓ کی بیٹی (حضرت امامہ یا

٢٧٣٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في ميراث ذوي الأرحام، ح: ٢٩٠٢ من حديث وكيع به، وحسنه الترمذي، ح: ٢١٠٥.

٢٧٣٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى: ٤/ ٨٦، ح: ٦٣٩٨ من حديث حسين بن علي الجعفي به * ابن أبي ليلى تقدم، ح: ٨٥٤، وخالفه شعبة عن الحكم عن عبدالله بن شداد به مرسلاً، أخرجه أبوداود في المراسيل، ح: ٣٦٤، وتابعه غير واحد عن الحكم به، فالحديث منقطع كما قال البيهقي: ٦/ ٢٤١، وللحديث شواهد ضعيفة عند البيهقي وغيره.

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ بِنْتِ حَمْزَةَ، قَالَ مُحَمَّدٌ، يَعْنِي ابْنَ أَبِي لَيْلٰى، وَهِيَ أُخْتُ ابْنِ شَدَّادٍ، لِأُمِّهِ قَالَتْ: مَاتَ مَوْلَايَ وَتَرَكَ ابْنَةً. فَقَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَالَهُ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنَتِهِ. فَجَعَلَ لِيَ النِّصْفَ، وَلَهَا النِّصْفَ.

امۃ اللہ ؓ) جو حضرت عبداللہ بن شداد ؓ کی ماں شریک بہن ہیں، ان سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میرا آزاد کردہ غلام ایک بیٹی چھوڑ کر فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا مال میرے اور اس کی بیٹی کے درمیان تقسیم کر دیا، یعنی آدھا مجھے دیا اور آدھا اس کو۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني، رقم:١٥٩٦) بنابریں اگر فوت ہونے والے کی ایک بیٹی ہو تو اس بیٹی کو ترکے میں سے نصف ملتا ہے، چنانچہ مذکورہ بالا واقعے میں متوفی کی بیٹی کو نصف ترکہ دیا گیا۔ باقی عصبہ کا حق تھا، وہ آزاد کرنے والی صحابیہ (ؓ) کو ملا کیونکہ متوفی کا اور کوئی عصبہ نہیں تھا۔

(المعجم ٨) - بَابُ مِيرَاثِ الْقَاتِلِ (التحفة ٨)

باب:٨- وراثت میں قاتل کا حصہ

٢٧٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ».

٢٧٣٥- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قاتل وارث نہیں ہوتا۔''

فوائد ومسائل: ① قتل وراثت سے محرومی کا باعث ہے، یعنی اگر قاتل مقتول سے ایسا رشتہ رکھتا ہو جس کی بنا پر وہ وراثت میں حصے کا مستحق ہے تو قتل کی وجہ سے وہ اپنے اس حق سے محروم ہو جائے گا۔ ② یہ حکم ہر قاتل کے لیے ہے، خواہ اصحاب الفروض میں سے ہو یا عصبہ میں سے ہو، مثلاً: اگر ایک شخص کے دو بیٹے ہوں، ان میں سے ایک اپنے باپ کو قتل کر دے تو مقتول کے ترکے میں سے اصحاب الفروض کا حصہ نکال کر باقی مال مقتول کے اس

٢٧٣٥ـ [حسن] تقدم، ح: ٢٦٤٥.

بیٹے کو ملے گا جو قتل کے جرم میں شریک نہیں۔ دوسرا بیٹا جو قاتل ہے اسے کچھ نہیں ملے گا۔ ③ قتل کا محرک بہت دفعہ یہ جذبہ بھی ہوتا ہے کہ قاتل مقتول کی وراثت جلد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ حدیث میں مذکورہ قانون کی وجہ سے یہ محرک ختم ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ قانون انسانوں کی جانوں کا محافظ ہے۔

٢٧٣٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ مُوسٰى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، فَقَالَ: «اَلْمَرْأَةُ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا وَمَالِهِ. وَهُوَ يَرِثُ مِنْ دِيَتِهَا وَمَالِهَا. مَا لَمْ يَقْتُلْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ. فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ عَمْدًا، لَمْ يَرِثْ مِنْ دِيَتِهِ وَمَالِهِ شَيْئًا. وَإِنْ قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ خَطَأً، وَرِثَ مِنْ مَالِهِ، وَلَمْ يَرِثْ مِنْ دِيَتِهِ».

٢٧٣٦- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن (خطبے کے لیے) کھڑے ہوئے اور (خطبے میں) فرمایا: ”عورت اپنے خاوند کی دیت اور اس کے مال میں سے وراثت (کا حصہ) حاصل کرتی ہے اور خاوند اس کی دیت اور مال میں سے وراثت حاصل کرتا ہے بشرطیکہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو جان بوجھ کر قتل نہ کیا ہو۔ اگر ان میں سے ایک نے دوسرے کو عمداً قتل کیا تو وہ نہ اس کی دیت سے وراثت پائے گا' نہ اس کے مال سے۔ اور اگر ایک نے دوسرے کو غلطی سے قتل کیا ہو (قتل خطا کا ارتکاب کیا ہو) تو اس کے مال میں سے وراثت پائے گا اور اس کی دیت میں سے وراثت نہیں پائے گا۔“

(المعجم ٩) - بَابُ ذَوِي الْأَرْحَامِ (التحفة ٩)

باب:٩- ذوی الارحام کا بیان

٢٧٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ

٢٧٣٧- حضرت ابو امامہ اسعد بن سہل بن حنیف

٢٧٣٦_ [حسن] أخرجه الدارقطني: ٤/ ٧٢ من حديث عبيدالله بن موسٰى به، وقال: "محمد بن سعيد الطائفي ثقة"، ووافقه البيهقي: ٦/ ٢٢١ يعنيان أنه غير المصلوب، وجاء في رواية محمد بن يحيٰى: عمر بن سعيد، ومن طريقه صححه ابن الجارود، ح: ٩٦٧، وله طريق آخر عند الدارقطني: ٤/ ٧٥، ٧٦، لكنه لا يستشهد به لشدة ضعفه * ابن سعيد هو غير المصلوب، جهله صاحب التقريب، ووثقه الدارقطني، وابن الجارود، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، والله أعلم، والسند ضعفه البوصيري على ظن أنه المصلوب.

٢٧٣٧_ [حسن] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث الخال، ح: ٢١٠٣ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦٤، وابن حبان(موارد)، ح: ١٢٢٧ قلت: الثوري ◄◄

عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الزُّرَقِيِّ، عَنْ حَكِيمِ ابْنِ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا رَمٰى رَجُلًا بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ. وَلَيْسَ لَهُ وَارِثٌ إِلَّا خَالٌ. فَكَتَبَ فِي ذٰلِكَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ إِلٰى عُمَرَ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ مَوْلٰى مَنْ لَا مَوْلٰى لَهُ. وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ».

ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو تیر مار کر قتل کر دیا۔ مقتول کا ایک ماموں کے سوا کوئی وارث نہ تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے حضرت عمر ؓ کو خط لکھ کر یہ مسئلہ دریافت فرمایا تو حضرت عمر ؓ نے (جواب میں) خط لکھا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس کا کوئی مولیٰ نہ ہو' اللہ اور اس کا رسول اس کا مولیٰ ہے۔ اور جس کا کوئی وارث نہ ہو' ماموں اس کا وارث ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مولیٰ آزاد کردہ غلام کو بھی کہتے ہیں اور آزاد کرنے والے کو بھی۔ اس تعلق کی بنا پر وراثت کا مسئلہ پہلے گزر چکا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۷۳۲) اگر کسی آزاد ہونے والے کی وفات کے بعد اس کے آزاد کرنے والوں میں سے کوئی موجود نہ ہو تو ترکہ بیت المال میں جمع ہو جائے گا' جس طرح کسی بھی لاوارث شخص کا ترکہ بیت المال کے لیے ہوتا ہے۔ ② جس کے وارثوں میں کوئی اصحاب الفروض یا عصبہ موجود نہ ہو تو اس کا ترکہ ذوی الارحام میں تقسیم ہو گا۔ ③ وارثوں کی تین قسمیں ہیں: (ا) اصحاب الفروض: وہ ورثاء جن کا حصہ قرآن و حدیث میں مقرر کر دیا گیا ہے۔ یہ کل بارہ افراد ہیں' چار مردوں میں سے اور آٹھ عورتوں میں سے جو کہ درج ذیل ہیں: ① خاوند ② باپ ③ دادا ④ مادری بھائی ⑤ بیوی ⑥ ماں ⑦ دادی و نانی ⑧ بیٹی ⑨ پوتی پڑپوتی ⑩ حقیقی بہن ⑪ پدری بہن ⑫ مادری بہن۔ (ب) عصبہ: میت کے وہ قریبی رشتے دار جن کے حصے متعین نہیں ہیں بلکہ اصحاب الفروض سے بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں' نیز ان کا تعلق میت سے کسی عورت کے واسطے سے نہیں ہوتا' مثلاً: چچا (باپ کا بھائی)' بھتیجا (بھائی کا بیٹا)' چچا زاد بھائی (باپ کے بھائی کا بیٹا) ان مثالوں میں میت سے تعلق مردوں ہی کے ذریعے سے قائم ہوا ہے۔ (ج) ذوی الارحام: میت کے وہ قریبی رشتے دار جو اصحاب الفروض یا عصبات میں سے نہ ہوں اور ان کا تعلق عورت کے واسطے سے ہو' مثلاً: ماموں (ماں کا بھائی)' بھانجا (بہن کا بیٹا)' نانا (ماں کا باپ)' نواسا (بیٹی کا بیٹا۔) ان مثالوں میں وارث اور میت کا تعلق ایک عورت

عنعن، ولحديثه شاهد حسن عند ابن حبان، ح:١٢٢٦، وللحديث شواهد أخرى عند أبي داود، ح:٢٨٩٩، ٢٩٠٠، والحاكم: ٤/ ٣٤٤ وغيرهما، انظر الحديث الآتي.

(ماں، بہن یا بیٹی وغیرہ) کے ذریعے قائم ہو رہا ہے۔ عصبہ کی عدم موجودگی میں یہ وارث ہوتے ہیں۔

۲۷۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، [قَالَا:] حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي بُدَيْلُ بْنُ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ، عَنِ الْمِقْدَامِ أَبِي كَرِيمَةَ، رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ مَالًا، فَلِوَرَثَتِهِ. وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا، فَإِلَيْنَا وَرُبَّمَا قَالَ: فَإِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ وَأَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ. أَعْقِلُ عَنْهُ وَأَرِثُهُ. وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ. يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ».

۲۷۳۸- رسول اللہ ﷺ کے ایک شامی صحابی حضرت مقدام ابوکریمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مال چھوڑ (کر فوت ہو) جائے تو وہ مال اس کے وارث کا ہے۔ اور جو کوئی بوجھ (قرض یا نابالغ بچے) چھوڑ جائے تو اس کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ یا فرمایا: اس کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسول پر ہے۔ اور جس کا کوئی وارث نہیں، اس کا میں وارث ہوں۔ اس کے ذمے دیت بھی میں ہی دوں گا اور اس کی وراثت بھی میں لوں گا۔ اور جس کا کوئی وارث نہ ہو، ماموں اس کا وارث ہے۔ اس کے ذمے دیت بھی وہی دے گا اور اس کی وراثت بھی وہی لے گا۔“

فوائد ومسائل: ① نادار اور محتاج مسلمانوں اور یتیم بچوں کی کفالت اسلامی حکومت کی ذمے داری ہے۔ ② قتل خطا میں دیت دینا قاتل کے عصبہ (برادری) کی ذمے داری ہوتی ہے لیکن اگر کسی کے عصبہ رشتے دار موجود نہ ہوں تو یہ ذمے داری ریاست کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ ③ عصبہ کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں۔ اور دیت کی ادائیگی کے ذمے دار بھی۔ مزید حدیث ۲۶۳۴ کے فوائد بھی ملاحظہ فرمائیے۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ مِيرَاثِ الْعَصَبَةِ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- ترکے میں عصبہ کا حصہ

۲۷۳۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَحْرٍ الْبَكْرَاوِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ

۲۷۳۹- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ دیا تھا

۲۷۳۸- [صحيح] تقدم، ح: ۲۶۳٤.

۲۷۳۹- [ضعيف] تقدم، ح: ۲۷۱۵.

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُونَ، دُونَ بَنِي الْعَلَّاتِ. يَرِثُ الرَّجُلُ أَخَاهُ، لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ. دُونَ إِخْوَتِهِ لِأَبِيهِ.

کہ ایک ماں کے بیٹے، یعنی سگے بھائی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، سوتیلے بھائی نہیں۔ آدمی اپنے اس بھائی کا وارث ہے جو اس کے باپ اور اس کی ماں کا بیٹا ہے، اس کا وارث نہیں جو اس کے باپ کا بیٹا ہے (ماں کا نہیں۔)

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۷۱۵ کے فوائد۔

٢٧٤٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْسِمُوا الْمَالَ بَيْنَ أَهْلِ الْفَرَائِضِ، عَلَى كِتَابِ اللهِ. فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ، فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ».

۲۷۴۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اصحاب الفروض میں اللہ کی کتاب کے مطابق مال تقسیم کرو۔ مقررہ حصے دینے کے بعد جو بچ جائے وہ قریب ترین مرد کے لیے ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اصحاب الفروض سے مراد وہ وارث ہیں جن کے حصے قرآن مجید اور حدیث شریف میں مقرر کردیے گئے ہیں۔ یہ بارہ افراد ہیں جن میں سے چار مرد ہیں اور آٹھ عورتیں۔ ان کی تفصیل حدیث: ۲۷۳۷ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔ ② مندرجہ بالا افراد میں سے بعض افراد ایک حالت میں اصحاب الفروض میں شامل ہوتے ہیں اور ایک حالت میں عصبہ بن جاتے ہیں، مثلاً: ایک بیٹی یا ایک سے زیادہ بیٹیاں اس وقت اصحاب الفروض میں شامل ہیں جب میت کا کوئی بیٹا موجود نہ ہو، اگر بیٹا موجود ہو تو بیٹی یا بیٹیاں عصبہ بن جاتی ہیں۔

(المعجم ١١) - بَابُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ (التحفة ١١)

باب: ۱۱- جس کا کوئی وارث نہ ہو

٢٧٤١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى:

۲۷۴۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٢٧٤٠- أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث الولد من أبيه وأمه، ح: ٦٧٣٢، ٦٧٣٥، ٦٧٤٦ من حديث عبدالله بن طاوس به، ومسلم، الفرائض، باب: ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فلأولى رجل ذكر، ح: ١٦١٥ من طريق عبدالرزاق به.

٢٧٤١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في ميراث ذوي الأرحام، ح: ٢٩٠٥ من حديث عمرو بن دينار به، وحسنه الترمذي، ح: ٢١٠٦ قلت: عوسجة وثقه أبوزرعة، وابن حبان وغيرهما، وتعديله راجح، والله أعلم.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَوْسَجَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَلَمْ يَدَعْ لَهُ وَارِثًا، إِلَّا عَبْدًا، هُوَ أَعْتَقَهُ. فَدَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِيرَاثَهُ إِلَيْهِ.

ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص فوت ہوا اور اس نے کوئی وارث نہ چھوڑا' صرف ایک غلام تھا جسے اس نے آزاد کر دیا تھا۔ نبی ﷺ نے اس کا ترکہ اس (آزاد کردہ غلام) کو دے دیا۔

(المعجم ١٢) - بَابُ تَحُوزُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَ مَوَارِيثَ (التحفة ١٢)

باب:١٢-عورت کو تین افراد کا ترکہ ملتا ہے

٢٧٤٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رُؤْبَةَ التَّغْلِبِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّصْرِيِّ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمَرْأَةُ تَحُوزُ ثَلَاثَ مَوَارِيثَ. عَتِيقِهَا، وَلَقِيطِهَا، وَوَلَدِهَا الَّذِي لَاعَنَتْ عَلَيْهِ».

٢٧٤٢- حضرت واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت تین ترکے حاصل کرتی ہے۔ اپنے آزاد کردہ غلام کا' اس لاوارث بچے کا جسے اس نے پالا ہو' اور اپنے اس بچے کا جس پر اس نے لعان کیا ہو۔''

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ: مَا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ هِشَامٍ.

محمد بن یزید نے کہا: اس روایت کو ہشام کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لَقِيط (گرے پڑے بچے) کے بارے میں اختلاف ہے کہ عورت لاوارث بچے کی وارث ہوگی یا نہیں' تاہم اپنے آزاد کردہ غلام اور لعان کردہ بچے کی وہ خود ہی وارث ہوتی ہے۔ آزاد کردہ غلام کی وراثت سے متعلق دیکھیے' حدیث: ٢٧٣٤۔ ② لعان کردہ بچے سے مراد وہ بچہ ہے جسے منکوحہ عورت نے جنم دیا ہو لیکن اس کا خاوند اسے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دے اور قاضی کے سامنے گواہوں اور قسموں کے بعد ایک دوسرے پر لعان کریں۔ اس صورت میں بچے کا تعلق اپنی ماں سے ہوتا ہے' باپ (عورت کے خاوند) سے اس کا تعلق تسلیم نہیں کیا جاتا' اس لیے عورت اپنے اس بچے کی وارث ہوتی ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ٢٠٦٩)

٢٧٤٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب ميراث ابن الملاعنة، ح: ٢٩٠٦ من طريق محمد بن حرب به، وحسنه الترمذي، ح: ٢١١٥، حديث عمر بن رؤبة عن عبدالواحد ضعيف كما حققته في نيل المقصود.

(المعجم ١٣) - **بَابُ مَنْ أَنْكَرَ وَلَدَهُ** (التحفة ١٣)

باب:١٣- اپنے بیٹے کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا

٢٧٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ اللِّعَانِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَلْحَقَتْ بِقَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ، فَلَيْسَتْ مِنَ اللهِ فِي شَيْءٍ. وَلَنْ يُدْخِلَهَا جَنَّتَهُ. وَأَيُّمَا رَجُلٍ أَنْكَرَ وَلَدَهُ، وَقَدْ عَرَفَهُ، احْتَجَبَ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَفَضَحَهُ عَلَى رُؤُوسِ الْأَشْهَادِ».

٢٧٤٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب لعان کی آیت نازل ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت کسی قوم میں اس (بچے) کو شامل کرے جو (درحقیقت) ان میں سے نہیں اس عورت کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ اسے اپنی جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا۔ اور جو مرد اپنے بیٹے کو پہچان کر اسے (اپنا بیٹا) تسلیم کرنے سے انکار کردے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے پردے میں رہے گا (اسے اپنے دیدار سے محروم رکھے گا) اور اسے سب لوگوں کے سامنے رسوا کرے گا۔“

٢٧٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «كُفْرٌ بِامْرِئٍ [ادِّعَاءُ] نَسَبٍ لَا يَعْرِفُهُ، أَوْ جَحْدُهُ، وَإِنْ دَقَّ».

٢٧٤٤- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”انسان کا یہ کام بھی کفر ہے کہ وہ اس نسب کا دعویٰ کرے یا انکار کرے جس کے بارے میں اسے یقینی علم نہیں اگرچہ (یہ انکار یا دعویٰ) صراحت سے نہ ہو۔“

فوائد ومسائل: ① نسب کے ثبوت یا عدم ثبوت پر بہت سے معاملات کا دارومدار ہے اس لیے اس میں

٢٧٤٣ـ [حسن] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، يحيى بن حرب مجهول" * وموسى بن عبيدة تقدم، ح:٢٥١، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح:٢٢٦٣ وغيره، وصححه الدارقطني، والحاكم، والذهبي.

٢٧٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الصغير: ١٠٨/٢ من طريق أنس بن عياض عن يحيى بن سعيد الأنصاري به، وقال: "لم يروه عن يحيى بن سعيد إلا أنس بن عياض"، وصححه البوصيري، قلت: يحيى غير مدلس كما حققه الحافظ في النكت على ابن الصلاح: ٦٣٧/٢، ٦٣٨، وله، ولحديثه شواهد.

بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ ② کفر کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام مسلمان کی شان کے لائق نہیں' ایسے کام تو کافر کیا کرتے ہیں۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ فِي ادِّعَاءِ الْوَلَدِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- بچے کا دعویٰ کرنا

٢٧٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَاهَرَ أَمَةً أَوْ حُرَّةً، فَوَلَدُهُ وَلَدُ زِنًا. لَا يَرِثُ وَلَا يُورَثُ».

۲۷۴۵- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب بن محمد) سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی لونڈی سے یا کسی آزاد عورت سے زنا کیا تو اس کا (زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والا) بیٹا' ناجائز اولاد ہے۔ وہ (اس زانی کا) وارث نہیں ہوگا' اور نہ اس کی وراثت (زانی کو) ملے گی۔''

فوائد و مسائل: ① ترکہ وغیرہ کے مسائل میں شرعی طور پر اسی نسب کا اعتبار ہے جس کی بنیاد نکاح کے شرعی تعلق پر ہو۔ زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ اگرچہ حقیقت میں زانی کا بیٹا ہے لیکن اس کا یہ رشتہ قانونی طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا' اس لیے وہ اپنے ناجائز باپ کا وارث نہیں ہوتا' نہ اس کے مرنے کی صورت میں یہ شخص اس کا وارث بن سکتا ہے۔ ② ماں کا رشتہ ثابت ہونے میں تعلق کے جائز یا ناجائز ہونے سے فرق نہیں پڑتا' اس لیے ناجائز بچہ اور اس کی ماں کے درمیان وراثت کا تعلق قائم ہوتا ہے۔ اسی طرح ننھیالی رشتے داروں سے بھی اس کا وراثت کا تعلق قائم رہتا ہے۔

٢٧٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ الدِّمَشْقِيُّ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،

۲۷۴۶- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس بچے کا نسب اس کے باپ کے مرنے کے بعد' یعنی جس کا وہ بچہ کہلاتا تھا' اس سے ملانے

٢٧٤٥- [حسن] تقدم حال المثنى، ح: ٢٤٠١، وتابعه ابن لهيعة عند الترمذي، ح: ٢١١٣، وهو أيضًا ضعيف مدلس (انظر، ح: ٣٣٠ وغيره)، وللحديث شاهد عند ابن حبان في صحيحه (موارد)، ح: ١٦٩٩، وانظر الحديث الآتي.

٢٧٤٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في ادعاء ولد الزنا، ح: ٢٢٦٥ من حديث محمد بن راشد به، وحسنه البوصيري.

عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُسْتَلْحَقٍ اسْتُلْحِقَ بَعْدَ أَبِيهِ، الَّذِي يُدْعٰى لَهُ، ادَّعَاهُ وَرَثَتُهُ مِنْ بَعْدِهِ، فَقَضٰى أَنَّ مَنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ يَمْلِكُهَا يَوْمَ أَصَابَهَا، فَقَدْ لَحِقَ بِمَنِ اسْتَلْحَقَهُ. وَلَيْسَ لَهُ فِيمَا قُسِمَ قَبْلَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ شَيْءٌ. وَمَا أَدْرَكَ مِنْ مِيرَاثٍ لَمْ يُقْسَمْ، فَلَهُ نَصِيبُهُ. وَلَا يَلْحَقُ إِذَا كَانَ أَبُوهُ الَّذِي يُدْعٰى لَهُ أَنْكَرَهُ. وَإِنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ لَا يَمْلِكُهَا. أَوْ مِنْ حُرَّةٍ عَاهَرَ بِهَا، فَإِنَّهُ لَا يَلْحَقُ وَلَا يُورَثُ. وَإِنْ كَانَ الَّذِي يُدْعٰى لَهُ هُوَ ادَّعَاهُ، فَهُوَ وَلَدُ زِناً. لِأَهْلِ أُمِّهِ مَنْ كَانُوا. حُرَّةً أَوْ أَمَةً».

کا دعویٰ کیا جائے' یعنی اس شخص کے مرنے کے بعد اس کے وارث اس بچے کا دعویٰ کریں (کہ وہ فوت ہونے والے کا بیٹا ہے' اس لیے ہم اس کے سرپرست ہوں گے' اور وہ ہم میں شمار ہوگا) اس کا فیصلہ یہ ہے کہ جو بچہ اس لونڈی سے ہو جس سے ملاپ کے موقع پر وہ اس شخص (بچے کے باپ) کی ملکیت تھی تو وہ اس سے ملایا جائے گا جس نے (اپنے خاندان میں) ملانے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اسے اس ترکے میں سے کچھ نہیں ملے گا جو اس (کو ملانے) سے پہلے تقسیم ہو چکا۔ اور جو میراث ابھی تقسیم نہیں ہوئی تھی اس میں سے اسے حصہ ملے گا۔ اگر اس کے اس باپ نے اسے بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا جس کا یہ بیٹا کہلاتا ہے تو اسے اس کے ساتھ نہیں ملایا جائے گا۔ اگر یہ بچہ اس لونڈی سے پیدا ہوا ہے جو مرنے والے کی ملکیت نہ تھی' یا اس آزاد عورت سے پیدا ہوا ہے جس سے مرنے والے نے زنا کیا تھا تو اسے اس (مرنے والے) سے نہیں ملایا جائے گا' نہ اسے وراثت دی جائے گی' اگرچہ وہ جس کا بیٹا مشہور ہے' اس نے اس کا دعویٰ کیا ہو (کہ یہ مجھ سے ہے) کیونکہ یہ ناجائز اولاد ہے۔ یہ اپنی ماں کے خاندان سے شمار ہوگا' وہ جو کوئی بھی ہوں' خواہ اس کی ماں آزاد ہو یا لونڈی۔''

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ: يَعْنِي بِذٰلِكَ مَا قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ.

محمد بن راشد ؒ نے فرمایا: اس سے مراد وہ تقسیم ہے جو اسلام سے پہلے جاہلیت میں ہو چکی۔

فوائد و مسائل: ① جاہلیت میں زنا عام تھا۔ لونڈیوں سے زنا کوئی عیب شمار نہیں کیا جاتا تھا۔ آزاد عورت سے زنا معیوب تو سمجھا جاتا تھا' تاہم اس قسم کے تعلقات بھی عام تھے۔ ② لونڈی سے جس طرح آقا اولاد

حاصل کرتا تھا' آقا کے مرنے کے بعد اس کا کوئی قریبی رشتے دار (بھائی وغیرہ) اس سے اولاد حاصل کرتا تھا' اسی طرح کوئی اجنبی بھی اس سے ناجائز تعلق قائم کر لیتا تھا' اور پھر اس کی اولاد کے بارے میں دعوی کر دیتا کہ یہ میری اولاد ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان ہونے والوں میں اس قسم کے جھگڑے سامنے آئے' مثلاً: ایک شخص نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ناجائز تعلقات قائم کیے اور اس کے نتیجے میں اولاد پیدا ہوئی۔ اسلام لانے کے بعد اس کی وراثت کا مسئلہ پیدا ہوا۔ ③ اس قسم کے واقعات میں پیدا ہونے والے بچے کے دو دعویدار پیدا ہو جاتے تھے۔ ایک عورت کا قانونی شوہر یا اس لونڈی کا اصل مالک' دوسرا وہ مرد جس نے اس آزاد عورت یا لونڈی سے زنا کیا ہوتا۔ دونوں اس کے باپ ہونے کے مدعی ہوتے تھے۔ یا ان دونوں کے بیٹے اس بچے کے بھائی ہونے کا دعوی رکھتے تھے۔ جاہلیت میں اس کا فیصلہ قیافہ وغیرہ سے کیا جاتا تھا۔ ④ نبی اکرم ﷺ نے یہ قانون بیان فرمایا: (ا) اگر یہ بچہ جائز تعلق کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے' یعنی لونڈی کا بچہ اس کے مالک سے ہے' یا آزاد عورت کا بچہ اس کے خاوند سے ہے تو وہ اپنے باپ کا وارث ہے کیونکہ اس کا نسب شرعاً معتبر ہے۔ (ب) یہ بچہ جس شخص کا کہلاتا ہے (عورت کا خاوند یا لونڈی کا مالک)' اگر اس نے زندگی میں یہ کہہ دیا ہو کہ یہ بچہ میرا نہیں تو اسے اس کا بیٹا نہیں مانا جائے گا' اور اسے وراثت میں سے حصہ نہیں ملے گا۔ (ج) اگر یہ بچہ ناجائز تعلق کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے' یعنی مرنے والے نے کسی آزاد عورت یا لونڈی سے زنا کیا تھا' اب اگر یہ شخص زندگی میں اعتراف بھی کر چکا ہو کہ یہ لڑکا مجھ سے پیدا ہوا ہے' اس لیے میرا بیٹا ہے' تب بھی اسے اس کا بیٹا تسلیم نہیں کیا جائے گا' نہ اسے وراثت میں حصہ ملے گا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ (التحفة ١٥)

باب: ١٥- ولاء کو بیچنا یا ہبہ کرنا منع ہے

٢٧٤٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَ سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

٢٧٤٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ولاء کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

٢٧٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

٢٧٤٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے'

٢٧٤٧ـ أخرجه البخاري، العتق، باب بيع الولاء وهبته، ح:٢٥٣٥، الفرائض، باب إثم من تبرأ من مواليه، ح:٦٧٥٦، ومسلم، العتق، باب النهي عن بيع الولاء وهبته، ح:١٥٠٦ من حديث شعبة، وسفيان الثوري (وغيرهما) به.

٢٧٤٨ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع الولاء وهبته، ح:١٢٣٦ من حديث يحيى ◀◀

ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ .

انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ولاء کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① آزاد کرنے والے کا آزاد ہونے والے سے جو تعلق ہوتا ہے۔ اسے ''ولاء'' کہتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں اسے بعض خاص حقوق حاصل ہوتے ہیں' مثلاً: آزاد ہونے والے کا کوئی وارث نہ ہوتو آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوتا ہے۔ اور آزاد ہونے والا آزاد کرنے والے کے قبیلے کا فرد شمار ہوتا ہے۔ ② ولاء کا تعلق ناقابل انتقال ہے۔ اسے نہ بیچا خریدا جاسکتا ہے' نہ بلا معاوضہ کسی کو دیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ قِسْمَةِ الْمَوَارِيثِ (التحفة ١٦)

باب:١٦- ترکے کی تقسیم

٢٧٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ ، عَنْ عُقَيْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ نَافِعًا يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «مَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الْجَاهِلِيَّةِ . وَمَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ ، فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الْإِسْلَامِ» .

٢٧٤٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو میراث جاہلیت میں تقسیم ہوچکی' وہ جاہلیت کی تقسیم کے مطابق قائم رہے گی۔ اور جس کی تقسیم سے پہلے اسلام آگیا (فوت ہونے والا اور اس کے وارث مسلمان ہوگئے) تو وہ اسلام کے اصولوں کے مطابق تقسیم ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① جو کام اسلام قبول کرنے سے پہلے خلاف اسلام کیے گئے ہوں' اسلام لانے سے وہ معاف ہوجاتے ہیں' البتہ اگر ان کی اصلاح ممکن ہو تو اصلاح ضروری ہے' مثلاً: اگر کسی کے نکاح میں دو عورتیں تھیں جو آپس میں بہنیں تھیں' اسلام قبول کرنے سے پہلے ان سے جو اولاد ہوئی' وہ جائز اولاد شمار ہوگی لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد ان میں سے ایک کو طلاق دینا ضروری ہوگا۔ ② زنا جاہلیت میں بھی معیوب اور

ابن سليم به معلقًا، وقال: "هو وَهمٌ، وَهِم فيه يحيى بن سليم" ، ورجح أنه من رواية عبدالله بن دينار عن ابن عمر به، وقال: "هٰذا أصح" .

٢٧٤٩ـ [حسن] أخرجه ابن عدي: ٤/ ١٤٦٨ من حديث محمد بن رمح به، وضعفه البوصيري من أجل ابن لهيعة، ح: ٣٣٠، وللحديث شاهد حسن، ح: ٢٤٨٥ .

برا کام سمجھا جاتا تھا اور جائز اور ناجائز اولاد میں فرق کیا جاتا تھا' اس لیے اسلام قبول کرنے سے پہلے ناجائز تعلق کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد کو جائز اولاد کا مقام نہیں دیا جاسکتا جیسا کہ باب ۱۴ میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

(المعجم ١٧) - **بَاب: إِذَا اسْتَهَلَّ الْمَوْلُودُ وَرِثَ** (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- جو بچہ پیدا ہو کر روئے وہ وارث ہوگا

٢٧٥٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ، وَوَرِثَ».

۲۷۵۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بچہ آواز نکالے تو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور وہ وارث ہوگا۔''

٢٧٥١- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ وَ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَرِثُ الصَّبِيُّ حَتَّى يَسْتَهِلَّ صَارِخاً».

قَالَ: وَاسْتِهْلَالُهُ، أَنْ يَبْكِيَ وَيَصِيحَ أَوْ يَعْطِسَ.

۲۷۵۱- حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچہ وارث نہیں ہوگا حتی کہ آواز کے ساتھ چیخے۔''

راوی نے کہا: آواز نکالنے کا مطلب ہے کہ وہ روئے یا چیخے یا چھینک مارے۔

٢٧٥٠ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه ابن عدي: ٣/ ٩٩٣ من طريق الربيع * والربيع بن بدر، تقدم، ح: ٢٦٩ وتابعه سفيان الثوري (المدلس وعنعن في جميع الطرق)، ابن حبان، ح: ١٢٢٣، وصححه الحاكم، والذهبي على شرط الشيخين: ٤/ ٣٤٨، ٣٤٩، وتابعهما إسماعيل بن مسلم المكي، وتقدم، ح: ٣٠١ عند الترمذي، ح: ١٠٣٢ وغيره، وأبوالزبير عنعن، تقدم، ح: ٣٩٥، فالخبر لم يصح بهذه الشواهد، وانظر الحديث الآتي.

٢٧٥١ـ **[إسناده حسن]** أخرجه الطبراني في الأوسط: ٥/ ٣٠٣، ح: ٤٥٩٦ من طريق العباس بن الوليد به، وتابعه إبراهيم بن عتيق، أبوإسحاق العبسي عند السهمي في تاريخ جرجان (ص: ٤٧١ ت: ٩٣٨) * وإبراهيم صدوق كما في الجرح والتعديل: ٢/ ١٢٢.

فوائد ومسائل: ① مردہ پیدا ہونے والا بچہ اپنے سے پہلے فوت ہونے والے کا وارث نہیں ہوتا۔ ② آواز نکالنا زندہ پیدا ہونے کی علامت ہے۔ عام طور پر بچہ پیدا ہونے کے بعد روتا ہے' اس لیے رونے کا ذکر کیا گیا' ورنہ کوئی بھی ایسی علامت جس سے بچے کے زندہ ہونے کا یقین ہو جائے' کافی ہے۔ ③ مذکورہ صورت میں وراثت کی تقسیم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے بچے کو زندہ فرض کر کے میت کا ترکہ تقسیم کیا جائے اور بچے کا حصہ معلوم کیا جائے' پھر بچے کے فوت ہو جانے کی وجہ سے اس کا حصہ اس کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلٰى يَدَيِ الرَّجُلِ (التحفة ۱۸)

باب:۱۸- کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہونے والا

۲۷۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: سَمِعْتُ تَمِيماً الدَّارِيَّ يَقُولُ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، يُسْلِمُ عَلٰى يَدَيِ الرَّجُلِ؟ قَالَ: «هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ».

۲۷۵۲- حضرت تمیم داری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اہل کتاب کے اس شخص کے بارے میں کیا قانون ہے جو ایک آدمی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اس کا اس سے تعلق سب لوگوں سے زیادہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ بھی ولاء کی ایک صورت ہے کہ ایک غیر مسلم کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے۔ اس نومسلم کے دوسرے رشتے دار غیر مسلم ہونے کی وجہ سے اس کے وارث نہیں ہو سکتے' اس لیے یہی اس کا وارث ہوگا۔ ② اگر نومسلم کے دوسرے مسلمان وارث موجود ہوں تو وہی اس کا ترکہ لیں گے' البتہ اگر وہ اصحاب الفروض ہوں اور اس کا کوئی عصبہ رشتے دار مسلمان نہ ہو تو مسلمان کرنے والا اس نومسلم کا عصبہ ہو کر وارث ہوگا۔ واللہ أعلم.

۲۷۵۲_[حسن] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في الرجل يسلم على يدي الرجل، ح: ۲۹۱۸ من حديث عبدالعزيز به، وصححه الحاكم: ۲/ ۲۱۹، و تعقبه الذهبي، وعلقه البخاري في صحيحه بصيغة التمريض (فتح: ۱۲/ ٤٥)، وضعفه الشافعي، وأحمد، والبخاري، والترمذي وغيرهم، وقال أبوزرعة الدمشقي: "هٰذا حديث حسن متصل، لم أر أحدًا من أهل العلم يرفعه"، وللتفصيل راجع نيل المقصود، ولم أر لمضعفيه حجة.

جہاد کی لغوی و اصطلاحی تعریف، فرضیت اور اہمیت و فضیلت

✷ **لغوی معنی:** جہاد [اَلْجَھْد] سے مشتق ہے جس کا مطلب کسی مقصد کے حصول کے لیے بھرپور کوشش کرنا ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے: [جَھَدَ الرَّجُلُ فِي كَذَا] ''اس شخص نے اس مسئلے میں انتہائی کوشش صرف کی ہے۔'' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ (الحج ۲۲:۷۸)
''اور اللہ کی راہ میں ویسا ہی جہاد کرو جیسا جہاد کا حق ہے۔''

✷ **اصطلاحی تعریف:** علمائے کرام نے جہاد کی تعریف یوں کی ہے: [بَذْلُ الْوُسْعِ وَالطَّاقَةِ فِي قِتَالِ الْكُفَّارِ وَمُدَافَعَتِهِمْ بِالنَّفْسِ وَالْمَالِ وَاللِّسَانِ] (الفقه الإسلامي و أدلته:۶/۴۱۴)
''(اللہ تعالیٰ کی راہ میں) کافروں سے جنگ اور دفاع کے لیے جان و مال اور زبان سے بھرپور کوشش کرنا جہاد ہے۔'' لہٰذا دین اسلام کے غلبے اس کے تحفظ اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے بھرپور سعی اور کوشش کرنا جہاد ہے۔

✱ **جہاد کی فرضیت:** علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ جہاد مندرجہ ذیل تین احوال میں فرض عین ہوتا ہے یعنی ہر اس مسلمان پر واجب ہو جاتا ہے جسے کوئی شرعی عذر نہ ہو۔ ① جب امام جنگ کا اعلان کر دے یا کسی خاص گروہ کو حکم دے دے تو پھر اس گروہ پر جہاد کے لیے نکلنا فرض ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مَا لَكُمْ اِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيلٌ○ اِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيمًا وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (التوبة ٩:٣٨، ٣٩) ''اے ایمان والو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمھیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین پر ڈھیر ہو جاتے ہو۔ کیا تم نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟ چنانچہ (جان رکھو کہ) دنیا کی زندگی کا فائدہ تو آخرت (کے مقابلے) میں بہت حقیر ہے۔ اگر تم (جہاد کے لیے) نہیں نکلو گے تو اللہ تمھیں دردناک عذاب دے گا اور تمھاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا۔ اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔''

اگر جہاد فرض عین نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس طرح سخت گرفت نہ فرماتا۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا] (صحيح مسلم، الإمارة، باب المبايعة بعد فتح مكة...... الخ، حديث: ١٨٦٤) ''فتح مکہ کے بعد ہجرت کی ضرورت باقی نہیں رہی لیکن جہاد اور (جہاد کی) نیت (قیامت تک کے لیے) باقی ہے۔ اور جب تمھیں (جہاد کے لیے) نکلنے کا حکم دیا جائے تو فوراً نکل کھڑے ہو۔'' ② جب کافر کسی مسلمان ملک پر حملہ آور ہوں اور اس پر قابض ہو جائیں تو مسلمانوں کی مدد کے لیے جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ ③ دشمن سے صف آرا ہونے کے بعد میدان جنگ سے فرار حرام ہے۔ اس وقت موجود لوگوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

✱ **جہاد کی فضیلت واہمیت:** اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی سربلندی اس کی حفاظت اور اس کی ترویج وترقی کے لیے جہاد فرض کیا ہے۔ انسانوں کو مخلوق کی عبودیت سے نکال کر مخلوق کے پروردگار کی عبودیت میں لانا جہاد کا اعلیٰ ترین مقصد ہے۔ اس عظیم کام کو سرانجام دینے والوں کو اجر عظیم بلندیٔ درجات

مغفرت کے حصول، دنیا میں شاندار شان و شوکت اور بلند مقام و مرتبے کی ضمانت دی گئی ہے۔ اس کے نتیجے میں کفار اور مشرکین ذلیل و رسوا ہوتے ہیں جبکہ اہل ایمان کے دلوں کو اطمینان اور روحانی مسرت نصیب ہوتی ہے۔ اس عمل میں شریک اعلیٰ بختوں کو ان کی سرفروشی اور جانبازی کی جزا اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا کی صورت میں ملتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا هَلْ اَدُلُّكُم عَلٰى تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ اَلِيمٍo تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَ تُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنتُمْ تَعلَمُونَo يَغفِرْلَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَ يُدخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجرِي مِن تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُo﴾ (الصف٦١: ١٠-١٢)

''اے ایمان والو! کیا میں تمھیں ایسی تجارت سے آگاہ کروں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچا لے؟ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے، یہی تمھارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم جانو۔ (اس طرح) وہ (اللہ) تمھارے گناہ معاف فرمائے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی اور پاکیزہ محلات میں (جو) ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

جہاد میں شرکت کرنے والوں کا سونا جاگنا، کھانا پینا، چلنا پھرنا غرض ایک ایک حرکت عبادت شمار ہوتی ہے، اور ان کے جانوروں کا کھانا پینا، لید اور پیشاب بھی قیامت کے روز نیکیوں کی ترازو میں رکھے جائیں گے جبکہ جہاد سے جی چرانا، بغیر شرعی عذر کے پیچھے رہنا اور کفار و مشرکین کے خلاف قتال کرنے سے بھاگنا غضب الٰہی کو دعوت دینا ہے، نیز یہ نفاق کی علامت ہے۔ ایسے لوگوں کو سخت وعید اور دردناک عذاب کا مژدہ سناتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُولِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوٓا اَنْ يُّجَاهِدُوا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَ قَالُوا لَا تَنفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَو كَانُوا يَفْقَهُونَ o﴾ (التوبة٩: ٨١) ''جو لوگ پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے وہ رسول اللہ کے پیچھے، اپنے بیٹھ رہنے پر خوش ہوئے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں

سے جہاد کرنا انھیں برا لگا' اور انھوں نے لوگوں سے کہا: اس شدید گرمی میں (جنگ کے لیے) نہ نکلو۔ (اے نبی! ان سے) کہہ دیجیے جہنم کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے' کاش انھیں اس کا شعور ہوتا۔''

رسول اللہ ﷺ نے امت کی ذلت و رسوائی اور ان کی کفار کے ہاتھوں ہزیمت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''جب تم سودی لین دین کرنے لگو گے' بیلوں کی دُمیں تھام لو گے (جانوروں سے محبت کرنے لگو گے)' کھیتی باڑی میں مگن رہو گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور اس وقت تک اسے دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین (جہاد) کی طرف واپس نہ پلٹو گے۔'' (سنن أبي داود' البیوع' باب في النهي عن العينة' حديث: ٣٤٦٢)

* جہاد کی اقسام: جہاد کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں: ① جہاد بالمال۔ ② جہاد بالنفس۔ ③ جہاد باللسان۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَ اَنۡفُسِكُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ﴾ (التوبہ ٩:٤١) ''تم نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل' اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو' یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔''

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی نکیل سمیت اپنی اونٹنی لایا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں یہ اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز تمھیں اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور ساری کی ساری نکیل والی ہوں گی۔'' (صحیح مسلم' الإمارة' باب فضل الصدقة في سبيل الله...... ' حديث: ١٨٩٢) آپ نے جہاد بالنفس کی ترغیب دی اور امت کو اس کی اہمیت بتاتے ہوئے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مسلمانوں کو اس بات سے دکھ نہ پہنچتا کہ میں انھیں چھوڑ کر جہاد کے لیے نکل جاؤں (تو میں ضرور ایسا کرتا) اور میرے پاس اتنی سواریاں نہیں کہ ہر آدمی کو اپنے ساتھ لے جا سکوں۔ اگر میں ایسا کر سکتا تو میں جہاد فی سبیل اللہ کرنے والی کسی بھی فوجی مہم سے پیچھے نہ رہتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں۔'' (سنن ابن ماجه' الجهاد' باب فضل الجهاد فی سبيل الله، حديث: ٢٧٥٣)

جہاد باللسان کی عملی مثال حضرت حسان بن ثابت نے قائم کی جب انھوں نے کفار و مشرکین کی ہجو کی تو نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ''اے حسان بن ثابت! مشرکوں کی ہجو کرو اور جبرائیل تمھارے ساتھ ہیں۔'' (صحیح البخاري، المغازي، باب مرجع النبي ﷺ من الأحزاب...... حدیث: ۴۱۲۳، ۴۱۲۴)

لہٰذا آج کے دور میں کفار کے پراپیگنڈے کا منہ توڑ جواب دینا بھی جہاد کی ایک اعلیٰ قسم ہے۔

✵ جہاد کے مقاصد: جہاد فی سبیل اللہ کے چند اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

- پوری دنیا میں دین اسلام کی سربلندی اور اس کی نشرو اشاعت۔
- لوگوں کو مخلوق کی عبودیت سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی عبودیت میں داخل کرنا۔
- اسلامی ممالک کا تحفظ اور ان کی سالمیت کی حفاظت۔
- دنیا سے ظلم و ستم، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ۔
- مسلمانوں کی یکجہتی اور وحدت کی حفاظت۔
- اسلامی عقائد کی ترویج میں مانع اشیاء کا قلع قمع، نیز غیر مسلموں کو اسلامی قوانین کے تابع بنانا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢٤) أَبْوَابُ الْجِهَادِ (التحفة ١٦)

جہاد سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ١)

٢٧٥٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ [الْفُضَيْلِ] عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعَدَّ اللهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادٌ فِي سَبِيلِي، وَإِيمَانٌ بِي، وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي. فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ أُرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَخْرُجُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَبَدًا. وَلٰكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلَهُمْ. وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً فَيَتَّبِعُونِي. وَلَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ فَيَتَخَلَّفُونَ بَعْدِي.

142

باب:١- اللہ کی راہ میں جہاد کی فضیلت

٢٧٥٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتا ہے اللہ نے اس کے لیے (یہ اجر وثواب) تیار کیا ہے (کہ وہ فرماتا ہے:) یہ شخص صرف میری راہ میں جہاد کے لیے مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے اور میرے رسولوں کو سچا مان کر نکلا ہے اس لیے میں اسے ضمانت دیتا ہوں کہ یا اسے (شہادت سے سرفراز کر کے) جنت میں داخل کر دوں گا یا اسے حاصل ہونے والے ثواب یا غنیمت کے ساتھ اسے اس کے گھر میں واپس پہنچا دوں گا جس سے وہ نکلا تھا۔'' پھر فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری وجہ سے مسلمانوں کو مشقت (اور تکلیف) ہوگی میں کبھی اللہ کی راہ میں نکلنے والے کسی جہادی دستے سے پیچھے نہ رہتا لیکن میرے پاس اتنی گنجائش نہیں ہوتی

٢٧٥٣ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: الجهاد من الإيمان، ح:٣٦، ومسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله، ح:١٨٧٦ من حديث عمارة به مطولاً ومختصرًا.

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنْ أَغْزُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ».

کہ انھیں سواریاں مہیا کرسکوں۔ اور ان کے پاس اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ (اپنے خرچ پر) میرے ساتھ (جہاد کے لیے) چلے جائیں' اور نہ مجھ سے پیچھے رہنے پر ان کے دل مطمئن ہوتے ہیں (اس لیے میں بھی بعض اوقات جہاد کے لیے جانے والے لشکر کے ساتھ نہیں جاتا۔) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مجھے تو یہ چیز محبوب ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جنگ کر کے شہید ہو جاؤں' پھر جنگ کروں اور شہید ہو جاؤں' پھر جنگ کروں اور شہید ہو جاؤں۔''

فوائد ومسائل: ① جس طرح ہر نیک عمل کی قبولیت کے لیے خلوص نیت شرط ہے' اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کی قبولیت کے لیے بھی خلوصِ نیت شرط ہے۔ ② جہاد تمام رسولوں پر ایمان کا ثبوت ہے کیونکہ اس کا حکم تمام شریعتوں میں موجود رہا ہے' البتہ بعض انبیاء نے اس کی شروط پوری نہ ہونے کی وجہ سے جہاد بالسیف نہیں کیا۔ ③ خلوص کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب ہر صورت میں ملتا ہے' خواہ مجاہد غنیمت حاصل کر کے خیریت سے گھر پہنچ جائے یا کافروں سے لڑتا ہوا شہید ہو کر جنت میں پہنچ جائے۔ ④ بعض حالات میں جہاد فرض کفایہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں پیچھے رہنے والے گناہ گار نہیں ہوتے۔ اگر کوئی حکمت پیش نظر ہو تو افضل کام چھوڑ کر دوسرا جائز کام کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ کسی جماعت کے سربراہ یا قوم کے قائد کو متبعین کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے بشرطیکہ ناجائز کام کا ارتکاب نہ ہو۔ ⑥ بات میں تاکید پیدا کرنے کے لیے اللہ کی قسم کھانا جائز ہے۔ ⑦ قسم میں اللہ کے نام کی بجائے اس کی کسی صفت کا ذکر کرنا بھی جائز ہے۔ ⑧ ناممکن کام کی تمنا جائز ہے جب کہ وہ نیکی سے تعلق رکھتا ہو۔ ⑨ شہادت کا مقام اتنا عظیم ہے کہ رسول اللہ ﷺ شہیدوں سے افضل ہونے کے باوجود یہ تمنا رکھتے تھے کہ انھیں شہادت کا مقام بھی حاصل ہو۔

٢٧٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ

۲۷۵۴- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو اللہ کی طرف سے یہ ضمانت حاصل ہے کہ وہ

٢٧٥٤_ [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة ـ شيخ المصنّف ـ في المصنّف: ٥/ ٣١٩ عن عبيدالله به، وانظر، ح: ٣٧ لحال عطية، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٨٧٨، والترمذي، ح: ١٦٢٠ وغيرهما.

عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ مَضْمُونٌ عَلَى اللهِ. إِمَّا أَنْ يَكْفِتَهُ إِلَى مَغْفِرَتِهِ وَرَحْمَتِهِ، وَإِمَّا أَنْ يَرْجِعَهُ بِأَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ. وَمَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ، الَّذِي لَا يَفْتُرُ، حَتَّى يَرْجِعَ».

اسے یا تو (شہادت کی موت دے کر) اپنی بخشش اور رحمت کے دامن میں لے لے گا' یا پھر ثواب اور غنیمت کے ساتھ واپس (گھر) لے آئے گا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا' واپسی تک اس روزہ رکھنے والے اور قیام کرنے والے کی طرح (ثواب حاصل کرتا) ہے جو (نفلی روزوں اور نفلی نمازوں سے) تھکتا نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مسلسل روزے رکھنا یا مسلسل نماز میں مشغول رہنا ایک ناممکن عمل ہے کیونکہ انسان اپنی جسمانی ضروریات پوری کرنے کے لیے نماز سے باہر آنے اور روزہ افطار کرنے پر مجبور ہے لیکن مجاہد جب عملی طور پر جنگ میں مشغول نہ ہو' پھر بھی اسے ثواب ملتا رہتا ہے۔ اس لحاظ سے جہاد زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ ② مال غنیمت مجاہد کے لیے ایک انعام ہے کیونکہ وہ اسے بھی نیکی کے کاموں میں خرچ کرتا ہے' اس طرح مزید ثواب حاصل کرتا ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ فَضْلِ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٢)

باب:۲- اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام گزارنے کی فضیلت

٢٧٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

۲۷۵۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں (گزرنے والی) ایک صبح یا ایک شام دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''اللہ کی راہ میں'' اگرچہ اس سے خلوص سے کی جانے والی ہر نیکی مراد لی جاسکتی ہے' تاہم قرآن وحدیث میں یہ لفظ زیادہ تر جہاد کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ② [دنیا و مافیھا] سے مراد دنیا میں

٢٧٥٥- [صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في فضل الغدو والرواح في سبيل الله، ح: ١٦٤٩ من حديث أبي خالد به، وقال: "حسن غريب"، وهو في المصنف لابن أبي شيبة: ٥/ ٢٨٥ ✽ ابن عجلان عنعن تقدم، ح: ١٩٦٧، ولحديثه شواهد عند البخاري، ح: ٢٧٩٣، ومسلم، ح: ١٨٨٢ وغيرهما.

موجود تمام دولت اور تمام خزانے ہیں' یعنی جس طرح ایک دنیا کے طالب کے لیے یہ سب کچھ انتہائی محبوب اور قیمتی ہے' اللہ کی نظر میں جہاد اس سے بھی بڑھ کر محبوب اور قیمتی ہے۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ہر مومن کی نظر میں جہاد دنیا کے تمام خزانوں سے قیمتی ہے' یعنی دنیا کی دولت ختم ہونے والی ہے جب کہ جہاد کا ثواب جنت کی نعمتیں ہیں جو کبھی ختم ہونے والی نہیں۔ بعض علماء نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ دنیا بھر کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کر دینے کا جتنا ثواب ہوسکتا ہے' جہاد میں گزرا ہوا تھوڑا سا وقت اس سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ جو مطلب بھی مراد لیا جائے' حدیث کا اصل مقصود جہاد کی فضیلت اور بے حساب ثواب کا اثبات ہے۔

٢٧٥٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

٢٧٥٦- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔''

٢٧٥٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ [الْجَهْضَمِيُّ] وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

٢٧٥٧- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام یقیناً دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔''

(المعجم ٣) - بَابُ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا (التحفة ٣)

باب:٣- مجاہد کو سامان مہیا کرنا

٢٧٥٦ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب الغدوة والروحة في سبيل الله وقاب قوس أحدكم في الجنة، ح: ٢٧٩٤، ومسلم، الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله، ح: ١٨٨١ وغيرها من طرق عن أبي حازم به ۞ زكريا، تقدم، ح: ٢٤٨١، وتابعه سفيان الثوري، وعبدالعزيز بن أبي حازم وغيرهما.

٢٧٥٧ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الغدوة والروحة في سبيل الله وقاب قوس أحدكم في الجنة، ح: ٢٧٩٢، ٢٧٩٦ من حديث حميد به، وصرح بالسماع عنده، وتابعه ثابت البناني عند مسلم، الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله، ح: ١٨٨٠.

٢٧٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُرَاقَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ جَهَّزَ غَازِياً فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى يَسْتَقِلَّ، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، حَتَّى يَمُوتَ أَوْ يَرْجِعَ».

۲۷۵۸- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جس نے اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والے کو اتنا سامان دیا کہ اسے (جہاد کے سلسلے میں) کسی چیز کی (مزید) ضرورت نہ رہی' اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا اس مجاہد کو شہادت یا واپسی تک ملے گا۔''

٢٧٥٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَهَّزَ غَازِياً فِي سَبِيلِ اللهِ، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ. مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِ الْغَازِي شَيْئاً».

۲۷۵۹- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والے کو سامان مہیا کیا' اسے بھی اس (مجاہد) کے برابر ثواب ملے گا جب کہ مجاہد کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ① نیکی کے کسی کام میں تعاون کرنا اس نیکی میں شریک ہونے کے برابر ہے۔ ② جہاد میں مالی تعاون بھی جہاد ہے۔ ③ جس نیکی میں ایک سے زیادہ افراد شریک ہوں' ان سب کو پورا ثواب ملتا ہے۔ کسی کے حصے کا ثواب کم کر کے دوسرے کو نہیں دیا جاتا۔ ④ نیکی کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے' اور اس پر ثواب ملنا اللہ تعالیٰ کا مزید احسان ہے۔

٢٧٥٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٠ عن يونس وغيره به، وهو في المصنف لابن أبي شيبة: ٥/ ٣٥١، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٦٥٤، والحاكم: ٢/ ٨٩، والذهبي، قلت: الوليد بن أبي الوليد ثقة، وثقه أبوزرعة، والعجلي، وابن شاهين، وابن حبان، والذهبي في الكاشف وغيرهم، وعثمان صرح بالسماع من جده لأمه. عمر رضي الله عنه عند الطبري في تهذيب الآثار، ونفاه ابن المديني وغيره، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

٢٧٥٩- [صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن جهز غازيًا، ح: ١٦٣٠ من طريق عبدالملك به، وصححه ابن حبان، ح: ١٦١٩، وابن خزيمة، ح: ٢٠٦٤، وأعله ابن المديني بالانقطاع بين عطاء وزيد بن خالد رضي الله عنه، وأخرجه البخاري، ح: ٢٨٤٣، ومسلم، ح: ١٨٩٥ وغيرهما من حديث بسر بن سعيد عن زيد بن خالد به نحو المعنى.

(المعجم ٤) - بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى (التحفة ٤)

باب:۴- اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

٢٧٦٠- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ، دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ. وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ. وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ».

۲۷۶۰- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا خرچ کیا ہوا سب سے افضل دینار وہ ہے جو وہ اہل وعیال (بیوی بچوں) پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار جو وہ اللہ کی راہ (جہاد) میں گھوڑے پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار جو آدمی اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران میں) اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اپنی ذات کی نسبت دوسروں پر خرچ کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ ② بیوی بچوں کے ضروری اخراجات پورے کرنا فرض ہے۔ مناسب حد سے زیادہ خرچ کرنا فضول خرچی میں شامل ہے جو اچھی عادت نہیں۔ ناجائز مصارف میں خرچ کرنا یا بیوی بچوں کو ایسے اخراجات کے لیے دینا گناہ ہے۔ ③ جہاد میں استعمال ہونے والی اشیاء کے حصول کے لیے اور انھیں درست حالت میں رکھنے کے لیے جو کچھ خرچ کیا جائے وہ بھی سب سے افضل اخراجات میں شامل ہے۔ ④ جہاد کے دوران میں ایک دوسرے کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس موقع پر اپنے ساتھیوں پر خرچ کرنا بھی جہادی عمل ہے اور بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

٢٧٦١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الْخَلِيلِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ،

۲۷۶۱- حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابودرداء، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے،

٢٧٦٠ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل النفقة على العيال والمملوك وإثم من ضيعهم أو حبس نفقتهم، ح: ٩٩٤ من حديث حماد بن زيد به.

٢٧٦١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٢/ ٥١٥، ح: ٢٧٣٠ عن أبيه عن هارون بن عبدالله به مختصرًا من حديث عمران بن حصين رضي الله عنه، وقال ابن كثير: "هٰذا حديث غريب": ١/ ٣٢٥ سورة البقرة: ٢٦١، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، الخليل بن عبدالله لا يعرف"، وفيه علة أخرٰى.

وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، وَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، وَعِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ أَرْسَلَ بِنَفَقَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَقَامَ فِي بَيْتِهِ، فَلَهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ دِرْهَمٍ. وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَنْفَقَ فِي وَجْهِ ذٰلِكَ، فَلَهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ» ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَٱللَّهُ يُضَٰعِفُ لِمَن يَشَآءُ﴾ [البقرة: ٢٦١].

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں خرچ بھیجتا ہے اور خود گھر میں مقیم رہتا ہے' اسے ایک درہم کے بدلے میں سات سو درہم کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو شخص خود اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے اور اس سلسلے میں کچھ خرچ کرتا ہے' اسے ایک درہم کے بدلے میں سات لاکھ درہم کا ثواب ملتا ہے۔'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے ثواب دگنا کر دیتا ہے۔''

(المعجم ٥) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ الْجِهَادِ (التحفة ٥)

باب:۵- جہاد نہ کرنے پر سخت وعید

٢٧٦٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ الذِّمَارِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهِّزْ غَازِياً أَوْ يَخْلُفْ غَازِياً فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، أَصَابَهُ اللهُ سُبْحَانَهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۲۷۶۲- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے نہ جہاد کیا' نہ کسی مجاہد کو سامان مہیا کیا' اور نہ کسی مجاہد کی غیر حاضری میں اس کے گھر والوں کی اچھی طرح خبر گیری کی تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے پہلے ہی کسی آفت میں مبتلا کر دے گا۔''

فوائد ومسائل: ① ذاتی طور پر جنگ میں حصہ لینے کے علاوہ مجاہد کی مالی امداد یا مجاہد کے اہل خانہ کی خدمت اور خبر گیری بھی جہاد میں شرکت کے برابر ہے۔ ② اگر کوئی شخص جنگ میں شریک نہیں ہو سکتا تو اسے دوسرے دو کاموں میں ضرور شریک ہونا چاہیے' ورنہ وہ ترک جہاد کا مجرم سمجھا جائے گا۔ ③ بعض گناہوں کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔

٢٧٦٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب كراهية ترك الغزو، ح: ٢٥٠٣ من حديث الوليد به، وصرح بالسماع المسلسل عند ابن عساكر في "الأربعين في الحث على الجهاد" (ص: ٨٤، ٨٥، ح: ٢٠) وغيره، وتابعه صدقة بن خالد عند الطبراني في مسند الشاميين، ح: ٨٨٣.

٢٧٦٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ، هُوَ إِسْمَاعِيلُ ابْنُ رَافِعٍ عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَقِيَ اللهَ وَلَيْسَ لَهُ أَثَرٌ فِي سَبِيلِهِ، لَقِيَ اللهَ وَفِيهِ ثُلْمَةٌ».

۲۷۶۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس کا اللہ کی راہ (جہاد) میں کوئی حصہ نہیں تو وہ اللہ سے عیب دار ہو کر ملتا ہے۔''

(المعجم ٦) - بَابُ مَنْ حَبَسَهُ الْعُذْرُ عَنِ الْجِهَادِ (التحفة ٦)

باب:٦- جو عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے

٢٧٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَدَنَا مِنَ الْمَدِينَةِ، قَالَ: «إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَقَوْماً، مَا سِرْتُمْ مِنْ مَسِيرٍ، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِياً، إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ فِيهِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ؟ قَالَ: «وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ. حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ».

۲۷۶۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپسی پر مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو فرمایا: ''مدینہ میں کچھ افراد ہیں کہ تم نے جو بھی سفر کیا' اور جو بھی وادی طے کی' وہ اس میں تمھارے ساتھ تھے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور وہ مدینہ میں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ہاں) وہ مدینہ میں ہیں۔ انھیں کسی عذر نے روک لیا تھا۔''

فوائد و مسائل: ① مدینے میں ہونے کے باوجود سفر میں مجاہدین کے ساتھ ہونے کا مطلب سفر کی مشقتوں کے ثواب میں شرکت ہے۔ یہ ثواب انھیں خلوص نیت کی وجہ سے ملا۔ ② کسی واقعی عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہونے والا اگر خلوص دل سے شرکت کی تمنا رکھتا ہو تو وہ ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ③ عذر والے صحابہ رضی اللہ عنہم کا جہاد میں شریک ہونا ذاتی طور پر نہ تھا کیونکہ ایک انسان ایک وقت میں دو مقامات پر موجود نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ کرامت کسی کو حاصل ہو سکتی تو ان مخلص صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوتی لیکن رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرما

٢٧٦٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل المرابط، ح:١٦٦٦ من طريق الوليد بن مسلم به، وقال: "غريب" ... وانظر، ح:١٣٣٧ لحال إسماعيل بن رافع.

٢٧٦٤ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من حبسه العذر عن الغزو، ح:٢٨٣٨، ٢٨٣٩، ٤٤٢٣ من طرق عن حميد به، وصرح بالسماع.

دی کہ وہ حضرات عملی طور پر مدینے ہی میں تھے، جہاد میں اور جہاد کے سفر میں ذاتی طور پر حاضر نہیں تھے، ورنہ عذر کے رکاوٹ بننے کا کوئی مفہوم نہیں رہتا۔ اگلی حدیث میں وضاحت ہے کہ یہ شرکت ثواب میں تھی۔

٢٧٦٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بِالْمَدِينَةِ رِجَالًا، مَا قَطَعْتُمْ وَادِياً، وَلَا سَلَكْتُمْ طَرِيقاً، إِلَّا شَرِكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ. حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ».

۲۷۶۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مدینہ میں کچھ افراد ہیں، تم نے جو وادی طے کی اور جس راستے پر چلے (ان سب میں) وہ تمھارے ساتھ ثواب میں شریک رہے (کیونکہ) انھیں عذر نے (جہاد میں جانے سے) روک دیا تھا۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ابْنُ مَاجَة: أَوْ كَمَا قَالَ: كَتَبْتُهُ لَفْظاً.

امام ابوعبداللہ ابن ماجہ ؒ نے کہا: یا جس طرح شیخ (احمد بن سنان) نے کہا: میں نے اس حدیث کو ویسے ہی لفظ بلفظ لکھا ہے۔

(المعجم ٧) - بَابُ فَضْلِ الرِّبَاطِ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ٧)

باب: ۷- اللہ کی راہ میں مورچہ بند رہنے کی فضیلت

٢٧٦٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: خَطَبَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ النَّاسَ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي سَمِعْتُ حَدِيثاً مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. لَمْ [يَمْنَعْنِي] أَنْ أُحَدِّثَكُمْ بِهِ إِلَّا الضَّنُّ بِكُمْ

۲۷۶۶- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: حضرت عثمان بن عفان ؓ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی جو تم سے صرف اس لیے بیان نہیں کی تھی کہ میں تمھیں اپنے ساتھ رکھنے کی شدید خواہش رکھتا تھا۔ اب (یہ حدیث سن کر) ہر شخص کو اختیار ہے، چاہے اپنی ذات کے لیے

٢٧٦٥- أخرجه مسلم، الإمارة، باب ثواب من حبسه عن الغزو مرض أو عذر آخر، ح: ١٩١١ من حديث الأعمش به.

٢٧٦٦- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل عبدالرحمن بن زيد، ح: ٢٣٨، ولم ينفرد به، أخرجه الحاكم: ٢/ ٨١ وغيره من طرق عن كهمس عن مصعب بن ثابت به نحو المعنى، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي * مصعب، تقدم حاله، ح: ١٧٤٧، وهو لم يدرك جده عبدالله بن الزبير، فالسند مع ضعفه منقطع، وحسنه الحافظ ابن حجر كما في فيض القدير للمناوي: ٣/ ٥٠١، وحديث النسائي (٣١٧١) يغني عنه.

وَبِصَحَابَتِكُمْ. فَلْيَخْتَرْ مُخْتَارٌ لِنَفْسِهِ أَوْ لِيَدَعْ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَابَطَ لَيْلَةً فِي سَبِيلِ اللهِ سُبْحَانَهُ، كَانَتْ كَأَلْفِ لَيْلَةٍ، صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا».

(اس عظیم عمل کا) انتخاب کرے یا نہ کرے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرمارہے تھے: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک رات محاذ پر رہتا ہے تو اسے ایک ہزار رات کے قیام وصیام کا ثواب ملتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید کہا ہے کہ سنن نسائی کی روایت (۳۱۷۱) اس سے کفایت کرتی ہے' نیز اسی مفہوم کی ایک روایت مسند احمد میں بھی مروی ہے جسے الموسوعة الحديثية کے محققین نے تفصیلی گفتگو کے بعد حسن قرار دیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: [حَرَسُ لَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ لَيْلَةٍ يُقَامُ لَيْلُهَا' وَيُصَامُ نَهَارُهَا] محققین کی تفصیلی بحث سے تحسین حدیث والی رائے ہی اقرب إلی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود حدیث میں مذکورہ فضیلت صحیح ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱/ ۴۸۸' ۴۸۹) ② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابتدا میں یہ حدیث بیان کرنے سے اس لیے تأمل کیا تھا کہ یہ حدیث سن کر کبار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی جہاد کے لیے چلے جائیں گے جب کہ امیر المومنین کو اہم معاملات میں مشورے کے لیے ان کی مدینہ منورہ میں موجودگی کی ضرورت تھی۔ ③ بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اس لیے بیان فرمادی کہ جو شخص نیکی کا ایک عمل کر کے بلند درجات حاصل کرنا چاہتا ہے' اسے اس (جہاد جیسی عظیم) نیکی سے روکنا مناسب نہیں۔ ④ روزہ دن کے وقت ہوتا ہے' اس لیے حدیث کا یہ مطلب ہے کہ محاذ پر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے تیاری کی حالت میں ایک رات گزارنے کا ثواب ایک ہزار دن کے روزوں اور ایک ہزار راتوں کے قیام کے ثواب کے برابر ہے۔

٢٧٦٧- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَاتَ مُرَابِطاً فِي سَبِيلِ اللهِ أَجْرَى عَلَيْهِ أَجْرَ عَمَلِهِ الصَّالِحِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ،

۲۷۶۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں محاذ جنگ پر جہاد کے لیے تیار ہونے کی حالت میں فوت ہوا تو وہ جو نیک عمل کرتا تھا' اللہ اس کے لیے اس عمل کا ثواب جاری فرمادیتا ہے۔ اور اس کا رزق جاری فرمادیتا ہے۔ اسے آزمانے والوں (منکر نکیر) کا خوف نہیں ہوتا۔ اور

٢٧٦٧_[صحيح] أخرجه أبوعوانة في مستخرجه على صحيح مسلم: ٥/ ٩١ عن يونس به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح ورجاله ثقات" * معبد بن عبدالله وثقه ابن حبان، والبوصيري وغيرهما، ولحديثه شواهد عند مسلم، ح: ١٩١٣ وغيره، وبها صح الحديث.

وَأَجْرٰى عَلَيْهِ رِزْقًا، وَأَمِنَ مِنَ الْفُتَّانِ، وَبَعَثَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آمِناً مِنَ الْفَزَعِ».

اللہ اسے قیامت کے دن خوف سے محفوظ اٹھائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① تیاری کا مطلب یہ ہے کہ وہ سرحد پر جنگ کے لیے بالکل تیار ہوتا ہے کہ جونہی جنگ شروع ہو‘ وہ فوراً اس میں شریک ہو جائے۔ ② خلوص نیت کی وجہ سے نیک عمل کا ثواب مل جاتا ہے اگرچہ اس عمل کو انجام دینے کا موقع نہ ملا ہو۔ ③ ثواب جاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ زندگی میں جو نیک اعمال کرتا تھا موت کے بعد بھی مسلسل ان اعمال کے برابر ثواب ملتا رہتا ہے۔ ④ رزق سے مراد جنت کا رزق ہے۔ ⑤ [فُتَّان] ''آزمانے والوں'' سے مراد قبر میں حساب کتاب لینے والے فرشتے ہیں۔ ایسے شخص سے قبر میں حساب نہیں لیا جاتا‘ یا وہ سوالوں کا صحیح جواب دے کر کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس لفظ کو [فَتَّان] بھی پڑھا گیا ہے‘ اس صورت میں اس سے دجال یا شیطان یا عذاب کا فرشتہ مراد ہے۔ محاذ پر وفات پانے والا ان سے محفوظ رہے گا۔

٢٧٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْلَى السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ [صُبْحٍ] عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَرِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، مِنْ وَرَاءِ عَوْرَةِ الْمُسْلِمِينَ، مُحْتَسِباً، مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ، أَعْظَمُ أَجْراً مِنْ عِبَادَةِ مِائَةِ سَنَةٍ، صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا. وَرِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، مِنْ وَرَاءِ عَوْرَةِ الْمُسْلِمِينَ، مُحْتَسِباً، مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ وَأَعْظَمُ أَجْرًا أُرَاهُ قَالَ مِنْ عِبَادَةِ أَلْفِ سَنَةٍ، صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا. فَإِنْ رَدَّهُ اللهُ إِلَى أَهْلِهِ

٢٧٦٨- حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان کے سوا کسی اور مہینے میں مسلمانوں کی سرحد پر خطرے کی جگہ ایک دن ثواب کی نیت سے اللہ کی راہ میں ٹھہرنا سو سال کی عبادت‘ یعنی اتنے عرصے کے روزوں اور تہجد سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ اور رمضان کے مہینے میں مسلمانوں کی سرحد پر خطرے کی جگہ اللہ کی راہ میں ایک دن ثواب کی نیت سے ٹھہرنا ایک ہزار سال کی عبادت‘ یعنی اتنے عرصے کے روزوں اور تہجد سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس (نیک عمل کے فاعل) کو صحیح سلامت اس کے گھر لے آیا تو ہزار سال تک اس کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے اور نیکیاں لکھی جائیں گی‘ اور اسے قیامت تک سرحد کی رکھوالی کا ثواب ملتا رہے گا۔''

٢٧٦٨- [إسناده ضعيف جدًا موضوع] وضعفه البوصيري لضعف محمد بن يعلى تقدم، ح: ١٢٤٢، وشيخه عمر ابن صبح، ح: ٢٧٠١، وفيه علة أخرى، وقال المنذري: "وآثار الوضع ظاهرة عليه"، وقال ابن كثير: "أخلق بهذا الحديث أن يكون موضوعًا".

سَالِماً، لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْهِ سَيِّئَةٌ أَلْفَ سَنَةٍ. وَتُكْتَبُ لَهُ الْحَسَنَاتُ، وَيُجْرٰى لَهُ أَجْرُ الرِّبَاطِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

(المعجم ٨) - بَابُ فَضْلِ الْحَرَسِ وَالتَّكْبِيرِ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ٨)

باب:٨- جہاد میں پہرہ دینے اور تکبیر کہنے کی فضیلت

٢٧٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ حَارِسَ الْحَرَسِ».

۲۷۶۹- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ محافظوں (مسلمانوں کا دفاع کرنے والے مجاہدین) کا پہرہ دینے والے پر رحمت فرمائے۔''

٢٧٧٠- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أَبِي طُوَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «حَرَسُ لَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَفْضَلُ مِنْ صِيَامِ رَجُلٍ وَقِيَامِهِ، فِي

۲۷۷۰- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''اللہ کی راہ میں ایک رات پہرہ دینا گھر میں ایک ہزار سال تک روزے رکھنے اور قیام کرنے سے افضل ہے جب کہ ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہو اور ہر دن ہزار سال کے برابر ہو۔''

٢٧٦٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي: ٢/ ٢٠٣ من طريق عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، وقال: "عمر بن عبدالعزيز لم يلق عقبة بن عامر"، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، صالح بن محمد ضعفه ابن معين، وأبوزرعة، وأبوحاتم، والبخاري، وأبوداود، والنسائي، وابن عدي وغيرهم"، وأخرجه الحاكم: ٢/ ٨٦ من طريق محمد بن صالح بن قيس الأزرق عن صالح بن محمد بن زائدة عن عمر بن عبدالعزيز عن أبيه عن عقبة به، وصححه، ووافقه الذهبي، وعلته ظاهرة مع ضعف الأزرق.

٢٧٧٠ـ [إسناده موضوع] أخرجه العقيلي في الضعفاء: ٢/ ١٠٣ من طريق محمد بن شعيب به، وذكر كلامًا، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، سعيد بن خالد، قال البخاري: فيه نظر، وقال أبوعبدالله الحاكم: روى عن أنس أحاديث موضوعة، وقال أبونعيم: روى عن أنس مناكير، وقال أبوحاتم: أحاديثه عن أنس لا تعرف".

أَهْلِهِ، أَلْفَ سَنَةٍ: السَّنَةُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ يَوْماً. وَالْيَوْمُ كَأَلْفِ سَنَةٍ».

٢٧٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللهِ، وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ».

۲۷۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی اور ہر بلند جگہ تکبیر کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ سے ڈرنے اور تقویٰ کو پیش نظر رکھنے کی ہر جگہ ضرورت ہوتی ہے لیکن جہاد میں اس کا خیال رکھنے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تاکہ خلوص نیت' اطاعت امیر' جہاد کی مشکلات پر صبر اور مال غنیمت میں خیانت سے اجتناب وغیرہ جیسے مشکل معاملات پر آسانی سے عمل ہو سکے۔ ② عام سفر میں بھی بلند جگہ پر اللہ اکبر اور نیچے اترتے ہوئے سبحان اللہ کہنا مسنون ہے۔ (صحیح البخاري' الجهاد' باب التكبير إذا علا شرفًا' حديث: ۲۹۹۴)

(المعجم ٩) - بَابُ الْخُرُوجِ فِي النَّفِيرِ (التحفة ٩)

باب:۹- جب (جہاد کے لیے) کوچ کا اعلان کیا جائے تو (جہاد کے سفر میں) نکلنا چاہیے

٢٧٧٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ذُكِرَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ. وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ. وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ. وَلَقَدْ

۲۷۷۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہوا تو انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ حسین' سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینے والوں کو (دشمن کے حملے کا) خطرہ محسوس ہوا'

٢٧٧١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه[وصيته ﷺ المسافر ... الخ]، ح:٣٤٤٥ من حديث أسامة به، وقال: "هٰذا حديث حسن"، وصححه ابن حبان(موارد)، ح:٢٣٧٨، ٢٣٧٩، والحاكم على شرط مسلم:١/ ٤٤٥، ٤٤٦، ٢/ ٩٨، ووافقه الذهبي، وقال البغوي في شرح السنة:٥/ ١٤٣: "هٰذا حديث حسن"، وهو في المصنف لابن أبي شيبة:١٠/ ٣٥٩، ١٢/ ٥١٧.

٢٧٧٢ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الشجاعة في الحرب والجبن، ح:٢٨٢٠، ٢٨٦٦، ٢٩٠٨، ومسلم، الفضائل، باب شجاعته ﷺ، ح:٢٣٠٧ من حديث حماد به.

فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً. فَانْطَلَقُوا قِبَلَ الصَّوْتِ. فَتَلَقَّاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ سَبَقَهُمْ إِلَى الصَّوْتِ. وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ، عُرْيٍ. مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ. فِي عُنُقِهِ السَّيْفُ. وَهُوَ يَقُولُ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! لَنْ تُرَاعُوا» يَرُدُّهُمْ. ثُمَّ قَالَ، لِلْفَرَسِ: «وَجَدْنَاهُ بَحْرًا» أَوْ «إِنَّهُ لَبَحْرٌ».

چنانچہ وہ لوگ آواز کی طرف گئے تو (راستے میں) انھیں رسول اللہ ﷺ ملے۔ آپ ان سے پہلے آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ (اور حالات کا جائزہ لے کر واپس تشریف لا رہے تھے۔) آپ حضرت ابوطلحہ ؓ کے ایک گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے جس پر کاٹھی نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے گلے میں تلوار (لٹک رہی) تھی اور آپ فرما رہے تھے: ''لوگو! مت گھبراؤ۔'' آپ انھیں واپس جانے کو کہہ رہے تھے' پھر گھوڑے کے بارے میں فرمایا: ''ہم نے اسے سمندر (کی طرح سبک رفتار) پایا۔'' یا فرمایا: ''یہ تو سمندر ہے۔''

قَالَ حَمَّادٌ: وَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ أَوْ غَيْرُهُ قَالَ: كَانَ فَرَساً لِأَبِي طَلْحَةَ يُبَطَّأُ. فَمَا سُبِقَ، بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

(حدیث کے راوی) حماد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ثابت ؒ نے یا (حضرت انس ؓ کے) کسی اور شاگرد نے فرمایا: یہ حضرت ابوطلحہ ؓ کا ایک گھوڑا تھا جو بہت سست رفتار تھا۔ اس دن کے بعد کبھی کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں گزر سکا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ تمام ظاہری اور باطنی خوبیوں میں سب سے ممتاز تھے۔ ② مسلمانوں کے لیے کوئی خطرہ محسوس ہو تو ہر مسلمان کو اس کے مقابلے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیار ہونا چاہیے۔ ③ گھوڑے پر زین وغیرہ ڈالے بغیر سوار ہونا جائز ہے۔ ④ مسلمانوں کا لیڈر اعلیٰ خوبیوں کا حامل ہونا چاہیے جو عوام کے لیے ایک نمونہ بن سکے۔ ⑤ کسی کی خوبی کے اعتراف میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اس سے ساتھیوں اور ماتحتوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے' البتہ بے موقع تعریف' جس سے فخر وتکبر کے جذبات پیدا ہونے کا خطرہ ہو' اور خوشامد ممنوع ہے۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ سے کثیر مواقع پر حاصل ہونے والی برکت' رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہے۔

٢٧٧٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

۲۷۷۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٢٧٧٣- [صحيح] أخرجه الطبراني: ١٠/ ٤١٣، ح: ١٠٨٤٤ من حديث الوليد بن مسلم به، تقدم، ح: ٢٥٥، ولم يصرح بالسماع المسلسل * والأعمش عنعن تقدم، ح: ١٧٨، وللحديث شاهد عند البخاري، ح: ٢٧٨٣ وغيره، ومسلم، ح: ١٣٥٣ وغيرهما من حديث طاوس عن ابن عباس به نحوه.

ابْنِ بَكَّارِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ بُسْرِ ابْنِ أَبِي أَرْطَاةَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنِي شَيْبَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تمھیں (جہاد کے لیے) نکلنے کو کہا جائے تو نکلا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① جب کافروں سے جہاد کا موقع آئے تو اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جہاد میں عملی طور پر شریک ہونا چاہیے۔ ② ایک باقاعدہ اسلامی حکومت میں امیر کے حکم سے جہاد کیا جاتا ہے لیکن اگر ایسی صورت حال نہ ہو اور کسی علاقے کے مسلمان کفار کے ظلم وستم کا نشانہ بن رہے ہوں تو مسلمانوں کو خود منظم طور پر جہاد کرنا چاہیے۔ اس صورت میں امیر جہاد جس محاذ پر بھیجے' جانا چاہیے۔

٢٧٧٤- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَوْلَى أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَدُخَانُ جَهَنَّمَ، فِي جَوْفِ عَبْدٍ مُسْلِمٍ».

۲۷۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے اندر اللہ کی راہ میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں (دونوں) جمع نہیں ہوسکتے۔''

فوائد ومسائل: ① سفر میں گرد وغبار سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس مشقت سے ڈر کر جہاد سے کنارہ کشی جائز نہیں۔ ② جہاد کے لیے خلوص کے ساتھ سفر کرنے والا جہنم کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

٢٧٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ: حَدَّثَنَا

۲۷۷۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ایک بار اللہ کی راہ

٢٧٧٤- [صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الغبار في سبيل الله، ح: ١٦٣٣ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٩٨، وللحديث طرق كثيرة.

٢٧٧٥- [إسناده حسن] وأورده الضياء المقدسي في المختارة، وحسنه البوصيري، والسيوطي في الجامع الصغير ※ وشبيب حسن الحديث على الراجح، والتستري روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان، والضياء وغيرهما، وقال الذهبي في الكاشف: ثقة.

أَبُوعَاصِمٍ، عَنْ شَبِيبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ رَاحَ رَوْحَةً فِي سَبِيلِ اللهِ، كَانَ لَهُ بِمِثْلِ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْغُبَارِ، مِسْكاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

میں نکلا' اسے جتنا گرد و غبار پہنچے گا' قیامت کے دن اسے اتنی کستوری ملے گی۔''

فوائد و مسائل: ① راہِ جہاد کی مشکلات قیامت کے دن عزت افزائی کا باعث ہوں گی۔ ② گرد و غبار کے مطابق کستوری قیامت کے دن مجاہد کو دوسروں سے ممتاز کرے گی جس سے میدان حشر کے سب لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ شخص مجاہد ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ فَضْلِ غَزْوِ الْبَحْرِ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- سمندری جہاد کی فضیلت

٢٧٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ حَبَّانَ، هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ أَنَّهَا قَالَتْ: نَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي. ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا أَضْحَكَكَ؟ قَالَ: «نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ ظَهْرَ هٰذَا الْبَحْرِ، كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ» قَالَتْ: فَادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ: فَدَعَا لَهَا. ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ. فَفَعَلَ مِثْلَهَا. ثُمَّ قَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا. فَأَجَابَهَا مِثْلَ جَوَابِهَا الْأَوَّلِ. قَالَتْ: فَادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ: «أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ».

٢٧٧٦- حضرت انس بن مالک ؓ نے اپنی خالہ حضرت ام حرام بنت ملحان ؓ سے روایت کی انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس (میرے گھر میں) سو گئے' پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ افراد مجھے دکھائے گئے' جو سمندر کی پشت پر اس طرح سوار تھے (اور کشتیوں میں اس شان سے بیٹھے تھے) جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر ہوتے ہیں۔'' ام حرام ؓ نے عرض کیا: اللہ سے دعا فرمایئے کہ مجھے ان میں شامل فرما دے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر آپ دوبارہ سو گئے' پھر ایسے ہی ہوا۔ ام حرام ؓ نے وہی بات عرض کی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے والا جواب دیا۔ انھوں نے (دوبارہ) کہا: اللہ سے

٢٧٧٦ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل من يصرع في سبيل الله فمات فهو منهم، ح: ٢٧٩٩ من حديث الليث بن سعد به، ومسلم، الإمارة، باب فضل الغزو في البحر، ح: ١٩١٢ عن محمد بن رمح به.

دعا کیجیے کہ مجھے ان میں شامل کر دے۔ تو آپ نے فرمایا: ''تو پہلے گروہ میں سے ہے۔''

قَالَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا، عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، غَازِيَةً، أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُونَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ. فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غَزَاتِهِمْ قَافِلِينَ، فَنَزَلُوا الشَّامَ، فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَ، فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ.

حضرت انس ؓ نے بیان فرمایا: جب مسلمانوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کی معیت میں پہلا سمندری سفر کیا تو ام حرام ؓ بھی اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت ؓ کے ہمراہ جہاد کے لیے روانہ ہوئیں۔ جب وہ لوگ جنگ سے واپس آئے تو (سفر کے دوران میں) شام میں (ایک مقام پر) ٹھہرے۔ (روانگی کے وقت) سوار ہونے کے لیے سواری کا جانور آپ کے قریب لایا گیا تو اس (جانور) نے انھیں گرا دیا اور وہ فوت ہو گئیں۔

فوائد و مسائل: ① مسلمانوں کی سب سے پہلی بحری فوج حضرت معاویہ ؓ نے تیار کی۔ یہ حضرت عثمان ؓ کی خلافت کا دور تھا۔ جس لشکر میں حضرت ام حرام ؓ شریک ہوئیں' یہ پہلی بحری مہم تھی جو ۲۸ھ میں پیش آئی۔ (فتح الباري' الجهاد' باب غزوة المرأة في البحر: ۹۴/۶) ② کسی فضیلت کے حصول کے لیے دعا کرنا یا کروانا درست ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کا پورا ہونا آپ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ ④ عورت جہاد میں اپنے شوہر یا محرم کے ساتھ شریک ہو سکتی ہے۔ ⑤ حادثاتی موت بھی شہادت ہے۔ ⑥ بحری جنگ میں شریک ہونے والوں کی تعریف سے ان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ فضائیہ بھی ایک لحاظ سے بحری فوج کے مشابہ ہے بلکہ بعض لحاظ سے اس سے برتر ہے' اس لیے یہ فضیلت بحریہ کے ساتھ ساتھ فضائیہ کے لیے بھی ہے' تاہم بری فوج کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

٢٧٧٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ [بْنِ] يَحْيَى، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ

۲۷۷۷- حضرت ابو درداء ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سمندر میں ایک جنگ کرنا خشکی میں دس جنگیں لڑنے کے برابر ہے۔ اور جس شخص کا (سمندری سفر کی وجہ سے) سمندر میں سر چکراتا ہے'

٢٧٧٧ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف معاوية بن يحيى، تقدم، ح: ٨٤٢، وشيخه ليث بن أبي سليم، ح: ٢٠٨"، وانظر، ح: ٥٥١ لحال بقية.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «غَزْوَةٌ فِي الْبَحْرِ مِثْلُ عَشْرِ غَزَوَاتٍ فِي الْبَرِّ. وَالَّذِي يَسْدَرُ فِي الْبَحْرِ، كَالْمُتَشَحِّطِ فِي دَمِهِ، فِي سَبِيلِ اللهِ سُبْحَانَهُ».

وہ اللہ پاک کی راہ میں اپنے خون سے آلودہ ہو کر تڑپنے والے کی طرح ہے۔''

٢٧٧٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الْجُبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا عُفَيْرُ بْنُ مَعْدَانَ الشَّامِيُّ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «شَهِيدُ الْبَحْرِ مِثْلُ شَهِيدَيِ الْبَرِّ. وَالْمَائِدُ فِي الْبَحْرِ كَالْمُتَشَحِّطِ فِي دَمِهِ فِي الْبَرِّ. وَمَا بَيْنَ [الْمَوْجَتَيْنِ] كَقَاطِعِ الدُّنْيَا فِي طَاعَةِ اللهِ. وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ مَلَكَ الْمَوْتِ بِقَبْضِ الْأَرْوَاحِ. إِلَّا شَهِيدَ الْبَحْرِ، فَإِنَّهُ يَتَوَلَّى قَبْضَ أَرْوَاحِهِمْ. وَيَغْفِرُ لِشَهِيدِ الْبَرِّ الذُّنُوبَ كُلَّهَا، إِلَّا الدَّيْنَ. وَلِشَهِيدِ الْبَحْرِ، الذُّنُوبَ وَالدَّيْنَ».

٢٧٧٨- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''سمندر کا شہید خشکی کے دو شہیدوں کے برابر ہے۔ اور سمندر (کے سفر) میں جس کا سر چکراتا ہے، وہ خشکی میں اپنے خون سے آلودہ ہو کر تڑپنے والے کی طرح ہے۔ اور دو موجوں کے درمیان (کا فاصلہ طے کرنے والا) ایسے ہے جیسے اللہ کی راہ میں ساری دنیا کا فاصلہ طے کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ نے موت کے فرشتے کو روحیں قبض کرنے پر مقرر کیا ہے سوائے سمندر کے شہید کے، ان کی روحیں اللہ تعالیٰ خود قبض کرتا ہے۔ وہ خشکی کے شہید کے سارے گناہ بخش دیتا ہے سوائے قرض کے، اور سمندر کے شہید کے گناہ بھی بخش دیتا ہے اور قرض بھی۔''

(المعجم ١١) - بَابُ ذِكْرِ الدَّيْلَمِ وَفَضْلِ قَزْوِينَ (التحفة ١١)

باب:١١- دَيْلَم کا ذکر اور قَزْوِین کی فضیلت

٢٧٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

٢٧٧٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر دنیا کا صرف ایک دن

٢٧٧٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ٨/ ٢٠١، ح: ٧٧١٦ من طريق قيس بن محمد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، عفير بن معدان المؤذن ضعفه أحمد، وابن معين، ودحيم، وأبوحاتم، والبخاري، والنسائي وغيرهم"، وفيه علة أخرٰى.

٢٧٧٩- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١١٥٨ لحال قيس بن الربيع.

عَبْدِ الْمَلِكِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ كُلُّهُمْ عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ، لَطَوَّلَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَمْلِكُ [جَبَلَ الدَّيْلَمِ وَالْقُسْطَنْطِينِيَّةِ]».

بھی باقی رہ جائے' تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا حتی کہ میرے گھر والوں (اہل بیت) میں سے ایک آدمی (مہدی) بادشاہ بنے گا۔ وہ دیلم کے پہاڑ اور قسطنطینیہ کے شہر پر قبضہ کرے گا۔''

فائدہ: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ یہ پیش گوئی ضرور پوری ہوگی۔ اگر تمھیں یہ معلوم ہو جائے کہ کل قیامت آنے والی ہے اور آج آخری دن ہے اور اس وقت تک یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی ہو' تب بھی یہ ضرور پوری ہو کر رہے گی' تاہم یہ روایت ضعیف ہے۔

٢٧٨٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ الْمُحَبَّرِ: أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ بْنُ صَبِيحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الْآفَاقُ، وَسَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مَدِينَةٌ يُقَالُ لَهَا قَزْوِينُ. مَنْ رَابَطَ فِيهَا أَرْبَعِينَ يَوْماً أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، كَانَ لَهُ فِي الْجَنَّةِ عَمُودٌ مِنْ ذَهَبٍ. عَلَيْهِ زَبَرْجَدَةٌ خَضْرَاءُ. عَلَيْهَا قُبَّةٌ مِنْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ. لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ مِصْرَاعٍ مِنْ ذَهَبٍ عَلَى كُلِّ مِصْرَاعٍ

٢٧٨٠- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے لیے علاقے فتح ہوں گے۔ تم ایک شہر فتح کرو گے جس کا نام قزوین ہوگا۔ جو شخص اس کو فتح کرنے کے لیے چالیس دن یا چالیس رات محاذ پر موجود رہا' اسے جنت میں سونے کا ایک ستون ملے گا' اس پر ایک سبز زمرد ہوگا جس پر سرخ یاقوت کا ایک خیمہ ہوگا۔ اس کے ستر ہزار دروازے ہوں گے جو سونے کے ہوں گے۔ ہر دروازے پر خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے اس (جنتی) کی ایک بیوی موجود ہوگی۔''

٢٧٨٠- [إسناده موضوع] وهو في الموضوعات لابن الجوزي: ٢/ ٥٥ من طريق ابن ماجه، وقال ابن الجوزي: "هذا حديث موضوع بلا شك فيه" * يزيد، ح: ١٠٨٠، والربيع، ح: ٧٠ تقدم حالهما، وداود بن المحبر متروك (تقريب)، كذبه الدارقطني، وأحمد بن حنبل، وابن حبان وغيرهم، وتوثيق ابن معين لا يزيده إلا وهنًا، انظر هامش الفوائد المجموعة للشوكاني، ص(٣٠) بقلم الإمام المعلمي رحمه الله.

زَوْجَةٌ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ».

(المعجم ١٢) - **بَابُ الرَّجُلِ يَغْزُو وَلَهُ أَبَوَانِ** (التحفة ١٢)

٢٧٨١- حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ، أَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ، وَالدَّارَ الْآخِرَةَ. قَالَ: «وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ أُمُّكَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «ارْجِعْ فَبَرَّهَا» ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْجَانِبِ الْآخَرِ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ. أَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ، وَالدَّارَ الْآخِرَةَ. قَالَ: «وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ أُمُّكَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَارْجِعْ إِلَيْهَا فَبَرَّهَا» ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنْ أَمَامِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ. أَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ. قَالَ: «وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ أُمُّكَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «وَيْحَكَ

باب:١٢-ماں باپ کے زندہ ہوتے ہوئے جہاد کرنا

٢٧٨١- حضرت معاویہ بن جاہمہ سلمی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا چاہتا ہوں اس سے میرا مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کے گھر (جنت) کا حصول ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا بھلا ہو کیا تیری ماں زندہ ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ''واپس جا کر اس کی خدمت کر۔'' پھر میں نے دوسری طرف سے آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا چاہتا ہوں اس سے میرا مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کے گھر (جنت) کا حصول ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا بھلا ہو کیا تیری ماں زندہ ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''واپس جا کر اس کی خدمت کر۔'' پھر میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے آیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا چاہتا ہوں اس سے میرا مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کے گھر (جنت) کا حصول ہے۔ آپ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو کیا تیری ماں زندہ ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں اے اللہ

٢٧٨١ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٣/ ٥٩، ح: ١٣٧٢ من طريق ابن إسحاق به، وفيه محمد بن طلحة عن أبيه . . . الخ، وتابعه ابن جريج.

الْزَمْ رِجْلَهَا . فَثَمَّ الْجَنَّةُ».

کے رسول! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تیرا بھلا ہو! اس کے قدموں میں پڑا رہ، جنت وہیں ہے۔‘‘

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ أَبِيهِ طَلْحَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ أَنَّ جَاهِمَةَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(م) ہارون بن عبداللہ حمال کے واسطے سے مروی روایت میں ہے کہ حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر (مندرجہ بالا بات) عرض کی تھی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ابْنُ مَاجَةَ: هٰذَا جَاهِمَةُ ابْنُ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيُّ، الَّذِي عَاتَبَ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جاہمہ رضی اللہ عنہ انھی عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں جنھوں نے غزوۂ حنین کے موقع پر نبی ﷺ سے شکوہ کیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے، اس لیے بعض لوگ پیچھے رہ سکتے ہیں۔ ② جب والدین کی خدمت کرنے والا کوئی اور بیٹا نہ ہو تو جہاد کی نسبت والدین کی خدمت زیادہ اہم ہے۔ ③ جس طرح جہاد سے جنت ملتی ہے اسی طرح والدین کی خدمت سے بھی جنت ملتی ہے۔ ④ ماں کی خدمت، باپ کی خدمت سے زیادہ اہم ہے، تاہم باپ کی ناراضی سے بھی بچنا ضروری ہے۔

٢٧٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو

۲۷۸۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ کی رضا

٢٧٨١_م_[إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٦/ ١١، الجهاد، الرخصة في التخلف لمن له والدة، ح: ٣١٠٦ من حديث حجاج عن ابن جريج به، ومن طريقه، صححه الحاكم: ٢/ ١٠٤، ٤/ ١٥١، والذهبي، وقواه المنذري.

٢٧٨٢_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرجل يغزو وأبواه كارهان، ح: ٢٥٢٨ من طريق عطاء به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، رواه شعبة، والثوري، وحماد بن زيد وغيرهم عن عطاء به، وله طرق أخرى.

قَالَ: أَتٰى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي جِئْتُ أُرِيدُ الْجِهَادَ مَعَكَ، أَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ. وَلَقَدْ أَتَيْتُ، وَإِنَّ وَالِدَيَّ يَبْكِيَانِ. قَالَ: «فَارْجِعْ إِلَيْهِمَا، فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا».

اور آخرت کے گھر کے حصول کی غرض سے آپ کی معیت میں جہاد کی نیت سے حاضر ہوا ہوں۔ جب میں آیا تو میرے ماں باپ رو رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واپس جا کر انھیں اسی طرح ہنساؤ (خوش کرو) جس طرح انھیں رلایا (اور غمگین کیا) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① والدین کو پریشان اور غمگین کرنے سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ ② والدین کو پریشان کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایسا کام کیا جائے جس سے وہ خوش ہو جائیں۔

(المعجم ١٣) - بَابُ النِّيَّةِ فِي الْقِتَالِ (التحفة ١٣)

باب: ١٣- جنگ میں اخلاصِ نیت

٢٧٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَيُقَاتِلُ رِيَاءً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ».

٢٧٨٣- حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی بہادری کے اظہار کے لیے جنگ کرتا ہے ایک آدمی اپنے قبیلے کی حمایت میں لڑتا ہے ایک آدمی دکھلاوے کے لیے لڑتا ہے۔ (کیا انھیں بھی فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے شمار کیا جا سکتا ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس مقصد کے لیے جنگ کرتا ہے کہ اللہ کا کلمہ (اسلام) بلند ہو وہ اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والا) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ہر نیکی کے کام میں اخلاص ضروری ہے ورنہ وہ عمل قابل قبول نہیں ہوگا۔ ② بظاہر بہت بڑی نیکی بھی خلوص کے بغیر بے کار ہے۔ ③ جہاد کے دوران میں مومن کی نیت صرف اللہ کی رضا کا حصول اور اس کے دین کی خدمت ہونی چاہیے اس کے ساتھ اگر مال غنیمت مل جائے یا مسلمانوں کی نظروں میں اس کا مقام بلند ہو جائے تو یہ اللہ کی طرف سے ایک انعام ہے۔ پہلے سے ان چیزوں کی نیت ہو تو ثواب نہیں ملے گا۔

٢٧٨٣- أخرجه البخاري، التوحيد، باب قوله تعالى: ﴿ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين﴾، ح: ٧٤٥٨ من حديث الأعمش به، ومسلم، الإمارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله، ح: ١٩٠٤ عن محمد بن عبدالله بن نمير به، وللحديث طرق أخرى عندهما.

٢٧٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي عُقْبَةَ، وَكَانَ مَوْلًى لِأَهْلِ فَارِسَ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ. فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَقُلْتُ: خُذْهَا مِنِّي، وَأَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيُّ. فَبَلَغَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَلَا قُلْتَ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْأَنْصَارِيُّ».

۲۷۸۴- حضرت ابوعقبہ (رشید فارسی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یہ کسی فارسی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ انھوں نے فرمایا: جنگ احد کے موقع پر میں نبی ﷺ کے ساتھ (جہاد میں) حاضر تھا۔ میں نے ایک مشرک مرد پر ضرب لگائی اور کہا: یہ لو میں فارسی جوان ہوں۔ یہ بات نبی ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے تو فرمایا: ''تو نے یہ کیوں نہ کہا: یہ لو میں انصاری جوان ہوں۔''

٢٧٨٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ: أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِيءٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللهِ، فَيُصِيبُوا غَنِيمَةً، إِلَّا تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ أَجْرِهِمْ. فَإِنْ لَمْ يُصِيبُوا غَنِيمَةً، تَمَّ لَهُمْ أَجْرُهُمْ».

۲۷۸۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو جماعت اللہ کی راہ میں جنگ کرتی ہے اور ان افراد کو غنیمت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ اپنا دو تہائی ثواب جلدی (دنیا ہی میں) وصول کر لیتے ہیں۔ اگر انھیں غنیمت نہ ملے تو (آخرت میں) پورے ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① جہاد میں زیادہ مشکلات برداشت کرنے والے کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔ ② غنیمت نہ ملنے پر پریشان نہیں ہونا چاہیے کیونکہ انجام کے لحاظ سے یہ بہتر ہے۔ ③ مال غنیمت کو صرف ذاتی ضروریات

٢٧٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في العصبية، ح: ٥١٢٣ من طريق حسين به * جرير صرح بالسماع عند الدولابي في الكنى: ١/ ٤٥، ابن إسحاق عنعن تقدم، ح: ١٢٠٩، وعبدالرحمٰن بن أبي عقبة مستور، لم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم.

٢٧٨٥ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان قدر ثواب من غزا فغنم ومن لم يغنم، ح: ١٩٠٦ من حديث عبدالله بن يزيد به.

پوری کرنے کے بجائے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے تا کہ پورا ثواب مل جائے۔

(المعجم ١٤) - **بَابُ ارْتِبَاطِ الْخَيْلِ فِي سَبِيلِ اللهِ** (التحفة ١٤)

باب:۱۴- اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) گھوڑے تیار رکھنا

٢٧٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ، عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْخَيْرُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۲۷۸۶- حضرت عروہ بارقی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک خیر باندھ دی گئی ہے۔''

٢٧٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۲۷۸۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر ہے۔''

فائدہ: یعنی مجاہدین کے گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہمیشہ کے لیے خیر و برکت رکھ دی گئی ہے۔ گھوڑوں کی اس خیر و برکت کی وضاحت دوسری روایت میں ''ثواب اور غنیمت'' سے کی گئی ہے۔ (صحيح البخاري' الجهاد' باب الجهاد ماض مع البر والفاجر' حدیث:۲۸۵۲) یعنی گھوڑوں پر جہاد کر کے ثواب بھی حاصل ہوتا ہے اور غنیمت بھی ملتی ہے اور یہ فائدہ قیامت تک حاصل ہوتا رہے گا۔ آج کل کلاشنکوف اور ٹینک کے دور میں بھی میدان جہاد میں گھوڑے بہت کام آتے ہیں' بالخصوص پہاڑوں اور جنگلات کے علاقوں میں۔

٢٧٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

۲۷۸۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر ہے۔'' یا فرمایا: ''گھوڑوں کی

٢٧٨٦- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٣٠٥ من حديث عامر الشعبي عن عروة البارقي به.

٢٧٨٧- أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضيلة الخيل وأن الخير معقود بنواصيها، ح: ١٨٧١ عن محمد بن رمح به.

٢٧٨٨- أخرجه مسلم، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، ح: ٢٦/٩٨٧ عن ابن أبي الشوارب به.

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ - أَوْ قَالَ: اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ قَالَ سُهَيْلٌ: أَنَا أَشُكُّ، الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - اَلْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ: فَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ.

پیشانیوں سے قیامت تک خیر باندھ دی گئی ہے۔'' (پھر فرمایا:) ''گھوڑے تین طرح کے ہیں: وہ کسی کے لیے ثواب کا باعث ہوتے ہیں' کسی کے لیے (عزت قائم رکھنے والا) پردہ ہوتے ہیں اور کسی کے لیے (گناہ کا) بوجھ ہوتے ہیں۔

فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ، فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، وَيُعِدُّهَا لَهُ. فَلَا تُغَيِّبُ شَيْئاً فِي بُطُونِهَا إِلَّا كُتِبَ لَهُ أَجْرٌ. وَلَوْ رَعَاهَا فِي مَرْجٍ، مَا أَكَلَتْ شَيْئاً إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِهَا أَجْرٌ. وَلَوْ سَقَاهَا مِنْ نَهْرٍ جَارٍ [كَانَ] لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تُغَيِّبُهَا فِي بُطُونِهَا أَجْرٌ. حَتّٰى ذَكَرَ الْأَجْرَ فِي أَبْوَالِهَا وَأَرْوَاثِهَا وَلَوِ اسْتَنَّتْ شَرَفاً أَوْ شَرَفَيْنِ، كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوهَا أَجْرٌ.

یہ ثواب کا باعث اس شخص کے لیے ہیں جو اللہ انھیں کی راہ میں (جہاد کے لیے) رکھتا اور تیار کرتا ہے۔ یہ گھوڑے اپنے پیٹوں میں جو کچھ ڈالتے ہیں (اس کے عوض) مالک کے لیے ثواب لکھا جاتا ہے۔ اگر وہ انھیں کسی چراگاہ میں چرائے تو یہ جو کچھ کھائیں گے' اس کے بدلے میں اس (مالک) کے لیے ثواب لکھا جائے گا۔ اگر وہ انھیں بہتی نہر (یا دریا) سے پانی پلائے گا تو وہ جو قطرہ اپنے پیٹوں میں ڈالیں گے' اس کے بدلے میں اس (مالک) کو ثواب ملے گا...... راوی نے گھوڑوں کے پیشاب اور لید پر ثواب ملنے کا بھی ذکر کیا ہے...... اگر وہ (رسی اور لگام سے آزاد ہو کر اپنی مرضی سے) ایک دو چکر لگائیں تو ان کے ہر قدم کے بدلے میں (مالک کے لیے) ثواب لکھا جائے گا۔

وَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ، فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا تَكَرُّماً وَتَجَمُّلاً وَلَا يَنْسٰى حَقَّ ظُهُورِهَا وَبُطُونِهَا، فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا.

اور یہ پردے کا باعث اس شخص کے لیے ہیں جو انھیں عزت اور زینت کے لیے پالتا ہے' اور تنگی ترشی ہو یا آسانی' وہ ان کی پیٹھوں اور پیٹوں کا حق فراموش نہیں کرتا۔

وَأَمَّا الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ، فَالَّذِي يَتَّخِذُهَا أَشَرًا وَبَطَرًا وَبَذَخاً وَرِيَاءً لِلنَّاسِ، فَذٰلِكَ

اور یہ گناہ کا باعث اس شخص کے لیے ہیں جو انھیں فخر' غرور' تکبر اور لوگوں کو دکھانے کے لیے رکھتا ہے۔ تو

الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ». یہ اس پر (گناہ کا) بوجھ ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① جہاد کے مقصد کے لیے تیار کی جانے والی چیز کی دیکھ بھال ثواب کا باعث ہے۔ ② جہاد کے لیے استعمال ہونے والی گاڑیوں میں استعمال ہونے والا پٹرول اوران کی مرمت پر ہونے والا خرچ سب نیکیوں میں درج ہوتا ہے۔ ③ گھوڑوں کی لید اور پیشاب پر قیاس کر کے کہا جا سکتا ہے کہ جہاد کے لیے استعمال ہونے والی گاڑیوں سے نکلنے والا دھواں بھی نیکیوں کے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ ④ اپنی جائز ضروریات کے لیے ذاتی گاڑی رکھنا جائز ہے لیکن اس کا حق یہ بھی ہے کہ کسی غریب ضرورت مند کو بلا معاوضہ اس کی منزل پر پہنچایا جائے' اور ہمسایوں اور رشتے داروں کی چھوٹی موٹی ضروریات پوری کی جائیں۔ ⑤ کوئی بھی ضرورت کی چیز جو معاشرے میں دولت مندی کی علامت سمجھی جاتی ہو' محض فخر کے اظہار کے لیے اسے حاصل کرنا اور جا وبے جا اس کا اظہار کرنا بڑا گناہ ہے۔

٢٧٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الْخَيْلِ الْأَدْهَمُ، الْأَقْرَحُ، الْمُحَجَّلُ، الْأَرْثَمُ، طَلْقُ الْيَدِ الْيُمْنَى. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَدْهَمَ، فَكُمَيْتٌ. عَلَى هٰذِهِ الشِّيَةِ».

٢٧٨٩- حضرت ابوقتادہ (حارث بن ربعی) انصاری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین گھوڑا وہ ہے جو سیاہ ہو' پیشانی پر تھوڑا سا سفید نشان ہو' چاروں پاؤں میں سفیدی ہو' ناک اور اوپر والا ہونٹ سفید ہو' اگلا دایاں پاؤں سفید نہ ہو۔ اگر سیاہ (مشکی) رنگ نہ ہو تو انھی صفات کا حامل کمیت گھوڑا عمدہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① گھوڑے اپنے اپنے رنگ کے لحاظ سے بھی اعلیٰ یا ادنیٰ شمار کیے جاتے ہیں۔ بعض رنگ عمدہ سمجھے جاتے ہیں جن میں سے کئی اقسام اس حدیث میں ذکر کی گئی ہیں: (ا) سیاہ گھوڑا جس کی پیشانی سفید ہو۔ (ب) سیاہ گھوڑا جس کے پاؤں سفید ہوں۔ (ج) سیاہ گھوڑا جس کا ہونٹ اور ناک سفید ہو۔ (د) سیاہ گھوڑا جس کے تین پاؤں سفید ہوں اور اگلا دایاں پاؤں سفید نہ ہو۔ (ہ) کمیت (سیاہی مائل سرخ) گھوڑا جس کی پیشانی سفید ہو (و) کمیت گھوڑا جس کے پاؤں سفید ہوں (ز) کمیت گھوڑا جس کا ہونٹ اور ناک سفید ہو۔ (ر) کمیت گھوڑا جس کے تین پاؤں سفید ہوں' اگلا دایاں پاؤں سفید نہ ہو۔ ② مجاہد کو جہاد میں استعمال ہونے والے جانوروں

٢٧٨٩ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء ما يستحب من الخيل، ح: ١٦٩٧ عن محمد بن بشار به، وقال الترمذي: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٣، والحاكم: ٢/ ٩٢، والذهبي، وله طرق أخرى.

کے بارے میں معلومات ہونی چاہئیں کہ کون سا جانور بہتر ہے اور کس قسم کا جانور مفید نہیں۔ اسی طرح گاڑیوں اور اسلحے کی مختلف اقسام اور ان کی خوبیوں اور خامیوں سے واقفیت ہونی چاہیے تاکہ اچھی چیز حاصل کی جائے' جس سے جہاد کے کام میں آسانی ہو اور زیادہ فائدہ حاصل ہو سکے' اور نکمی چیز حاصل نہ کی جائے۔

٢٧٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلْمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّخَعِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو ابْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ.

۲۷۹۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو وہ گھوڑا پسند نہ تھا جس کے تین پاؤں سفید ہوں اور ایک سفید نہ ہو۔

فائدہ: گزشتہ حدیث میں ہے کہ اگر دایاں اگلا پاؤں سفید نہ ہو' باقی تین سفید ہوں تو وہ اچھا ہے۔ تو اس حدیث سے ایسا گھوڑا مراد ہوگا جس کا کوئی اور ایک پاؤں سفید نہ ہو اور باقی تین سفید ہوں۔ واللہ أعلم.

٢٧٩١- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْرٍ عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ رَوْحٍ الدَّارِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ الْقَاضِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ ارْتَبَطَ فَرَساً فِي سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ عَالَجَ عَلَفَهُ بِيَدِهِ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ حَبَّةٍ حَسَنَةٌ».

۲۷۹۱- حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جس نے اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) گھوڑا باندھ رکھا' پھر اپنے ہاتھ سے اس کا چارہ تیار کیا تو اسے ہر دانے کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔''

فائدہ: گھوڑا باندھنے کا مطلب' گھوڑا پالنا اور جہاد کے لیے تیار رکھنا ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ الْقِتَالِ فِي سَبِيلِ اللهِ سُبْحَانَهُ [وَتَعَالَى] (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنا

٢٧٩٠ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب ما يكره من صفات الخيل، ح: ١٨٧٥ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

٢٧٩١ـ [حسن] أخرجه الدولابي في الكنٰى: ١/ ٣٠ عن عيسى بن محمد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، محمد وأبوه عقبة وجده مجهولون والجد لم يسم" * وأحمد بن يزيد مستور (تقريب)، وله شواهد عند أحمد: ٦/ ٤٥٨، والبخاري، ح: ٢٨٥٣ وغيرهما.

٢٧٩٢- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا مَالِكُ ابْنُ يُخَامِرَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، فُوَاقَ نَاقَةٍ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ».

۲۷۹۲- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''جو مسلمان مرد اللہ کی راہ میں اتنی دیر لڑائی کرے' جتنا اونٹنی کا دودھ دو بار دوہنے کے درمیان وقفہ ہوتا ہے' اس کے لیے جنت واجب ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹنی کا دودھ ایک بار دوہنے کے بعد تھوڑا سا وقفہ دیا جاتا ہے' پھر باقی دودھ دوہا جاتا ہے' اس معمولی سے درمیانی وقفے کو فُوَاق کہا جاتا ہے۔ ② حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے جہاد کرنے سے جنت حاصل ہو جاتی ہے' چاہے بالکل تھوڑی سی دیر جہاد میں شرکت کی ہو۔ ③ جنت میں داخلے کے لیے اسلام شرط ہے۔

٢٧٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا دَيْلَمُ بْنُ غَزْوَانَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَضَرْتُ حَرْباً. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ:

يَا نَفْسِ أَلَا أَرَاكِ تَكْرَهِينَ الْجَنَّهْ
أَحْلِفُ بِاللهِ لَتَنْزِلِنَّهْ طَائِعَةً أَوْ لَتُكْرَهِنَّهْ.

۲۷۹۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں ایک جنگ میں شریک ہوا۔ (اس جنگ میں) حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ نے یہ رجز کہی: ''اے میری جان! تو جنت کو کیوں ناپسند کرتی ہے؟ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں تجھے ضرور اس (کے حصول کے لیے میدان جنگ) میں خوشی سے اترنا ہوگا' ورنہ تجھے اس پر مجبور کیا جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ غزوۂ موتہ کا ہے جس میں مسلمانوں کے تین سپہ سالار شہید ہوئے' یعنی حضرت زید بن حارثہ' حضرت جعفر طیار اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ۔ آخر حضرت خالد بن ولید ؓ نے فوج کی

٢٧٩٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء فيمن سأل الشهادة، ح: ١٦٥٤، ١٦٥٧ من حديث ابن جريج به، وقال: "حسن صحيح"، أخرجه أبوداود، ح: ٢٥٤١ من طريق آخر عن مالك بن يخامر به.

٢٧٩٣ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن سعد في الطبقات: ٣/ ٥٢٩ عن عفان بن مسلم به، وهو في المصنف لابن أبي شيبة: ٨/ ٥٢٦، وحسنه البوصيري.

قیادت سنبھالی اور بڑی حکمت سے مسلمانوں کی چھوٹی سی فوج کو دشمن کی تینتیس گنا فوج کے نرغے سے نکال لائے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد کو ''سیف اللہ'' کا لقب دیا۔ ② جنگ کے دوران میں بہادری کا اظہار کرنے والے اور جوش دلانے والے شعر پڑھنا جائز ہے۔ ③ جان کے جنت کو ناپسند کرنے کا مطلب موت سے گھبراہٹ ہے جو انسان میں فطری چیز ہے لیکن میدان جہاد میں موت جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح جو شخص موت سے گھبراتا ہے وہ گویا جنت میں داخل ہونے میں دیر کر رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ موت سے نہ ڈرو کیونکہ اس موت کے ذریعے سے جنت ملے گی۔ ④ اشعار کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ موت سے ڈرتے تھے بلکہ ان اشعار کے ذریعے سے دوسرے مجاہدین میں جوش و جذبہ پیدا کرنا مقصود تھا۔ ⑤ جن اشعار میں خلافِ شریعت امور نہ ہوں' ایسے شعر کہنا' سننا' یاد کرنا اور دوسروں کو سنانا سب جائز ہے۔

٢٧٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ أُهْرِيقَ دَمُهُ، وَعُقِرَ جَوَادُهُ».

۲۷۹۴- حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کا خون بہا دیا گیا اور اس کا گھوڑا بھی قتل ہو گیا (اس کا جہاد بہترین ہے۔)''

فائدہ: جان اور مال دونوں کی قربانی' صرف جان کی قربانی سے افضل ہے۔

٢٧٩٥- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ ابْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۲۷۹۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے' اور یہ بات اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے' وہ قیامت کے دن اس انداز سے

٢٧٩٤ـ [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل محمد بن ذكوان الجهضمي لأنه ضعيف كما في التقريب وغيره، وله شواهد كثيرة، منها ما أخرجه أبوداود، ح: ١٤٤٩ وغيره، وإسناده حسن، وقواه الحافظ المنذري، والعسقلاني.

٢٧٩٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٢٠ عن صفوان به، وصححه البوصيري * ابن عجلان عنعن تقدم، ح: ١٦٦٧، وأخرجه مسلم، ح: ١٨٧٦ وغيره من حديث أبي صالح به، وله طرق كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

[قَالَ :] قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَا مِنْ مَجْرُوحٍ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِهِ، إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَجُرْحُهُ كَهَيْئَةِ يَوْمَ جُرِحَ. اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ، وَالرِّيحُ رِيحُ مِسْكٍ».

حاضر ہوگا کہ اس کا زخم ایسا ہی (تازہ) ہوگا جیسے زخمی ہونے کے دن تھا۔ اس کا رنگ خون کا ہوگا اور مہک کستوری کی ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① جہاد میں زخمی ہونا بھی بہت بڑی فضیلت کا باعث ہے۔ ② قیامت کے دن جس طرح شہید کی عزت افزائی ہوگی' اسی طرح جہاد میں زخمی ہونے والے کی بھی عزت افزائی ہوگی۔ ③ یہ عزت افزائی صرف اس شخص کی ہوگی جس نے خلوص دل کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لیے جہاد کیا ہوگا۔ ④ نیت کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ ہمیں ظاہری حالات کے مطابق مسلمان کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے۔ اگر اس کی نیت درست نہیں تو اللہ تعالیٰ خود ہی اسے سزا دے دے گا۔ شہید یا زخمی کے زخم کا تازہ ہونا' اس کا نیک عمل لوگوں پر ظاہر کرنے کے لیے ہوگا اور خون کا خوشبودار ہونا اللہ کی خوشنودی کا مظہر ہوگا' اور اس کی قربانی قبول ہونے کی علامت ہوگا۔ واللہ أعلم.

٢٧٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ: «اَللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيعَ الْحِسَابِ، اِهْزِمِ الْأَحْزَابَ. اَللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ».

٢٧٩٦- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دشمنوں کی) جماعتوں کے خلاف دعا فرمائی۔ اور فرمایا: [اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ' سَرِیعَ الْحِسَابِ' اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ' اَللّٰھُمَّ اِھْزِمْھُمْ وَ زَلْزِلْھُمْ] ''اے اللہ! اے کتاب نازل کرنے والے! اے جلد حساب لینے والے! جماعتوں کو شکست دے دے۔ اے اللہ! انھیں شکست دے اور انھیں لڑکھڑا دے۔''

فوائد ومسائل: ① جماعتوں سے مراد مختلف قبائل کے وہ جنگجو دستے ہیں جو غزوۂ احزاب کے موقع پر متحد ہو کر مدینے پر حملہ آور ہوئے تھے لیکن خندق کی وجہ سے شہر میں داخل نہیں ہو سکے تھے۔ ② ہر مشکل کے موقع

٢٧٩٦- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة، ح:٢٩٣٣، ٦٣٩٢، ٧٤٨٩، ومسلم، الجهاد، باب استحباب الدعاء بالنصر عند لقاء العدو، ح:١٧٤٢/ ٢١، ٢٢، من حديث ابن أبي خالد به.

پر اللہ ہی سے دعا کرنا' نبی اکرم ﷺ کا طریقہ اور توحید کا تقاضا ہے۔ ③ دعا میں موقع محل کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر کرنا مسنون ہے۔

٢٧٩٧- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ مِنْ قَلْبِهِ، بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهِ».

٢٧٩٧- حضرت سہل بن حنیف ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے شہادت کی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کے درجات تک پہنچا دیتا ہے' خواہ وہ اپنے بستر ہی پر فوت ہو۔''

فوائد ومسائل: ① اخلاص کی برکت بہت عظیم ہے۔ ② شہادت کی تمنا رکھنا بہت بڑا نیک عمل ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ١٦)

باب: ١٦- اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی فضیلت

٢٧٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي زَيْنَبَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ذُكِرَ الشُّهَدَاءُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَجِفُّ الْأَرْضُ مِنْ دَمِ الشَّهِيدِ حَتّٰى تَبْتَدِرَهُ زَوْجَتَاهُ. كَأَنَّهُمَا ظِئْرَانِ أَضَلَّتَا فَصِيلَهُمَا فِي بَرَاحٍ مِنَ الْأَرْضِ. وَفِي يَدِ كُلِّ وَاحِدَةٍ

٢٧٩٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: نبی ﷺ کے سامنے شہیدوں کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''زمین سے شہید کا خون خشک بھی نہیں ہوا ہوتا کہ اس کی دونوں بیویاں (حوریں) اتنی تیزی سے اس کے پاس آتی ہیں جیسے دودھ پلانے والی دو دائیاں جو بے آب وگیاہ زمین میں اپنے بچے گم کر بیٹھی ہوں (تو وہ ان کی تلاش میں بے قرار ہو کر بھاگتی پھرتی ہیں۔) دونوں حوروں کے ہاتھ میں ایک

٢٧٩٧ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله تعالى، ح: ١٩٠٩ عن حرملة به.

٢٧٩٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٧ عن ابن أبي عدي به، وتابعه إسماعيل عنده: ٢/ ٤٢٧، والحديث في مصنف ابن أبي شيبة: ٥/ ٢٩٠ * هلال بن أبي زينب مجهول (تقريب)، وضعفه البوصيري.

[مِنْهُمَا] حُلَّةٌ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

ایک جوڑا ہوتا ہے جو دنیا وما فیہا سے بہتر ہوتا ہے۔"

٢٧٩٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنِي بَحِيرُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللهِ سِتُّ خِصَالٍ: يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دُفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ، وَيُرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَيُحَلّٰى حُلَّةَ الْإِيمَانِ، وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ إِنْسَاناً مِنْ أَقَارِبِهِ».

۲۷۹۹- حضرت مقدام بن معدی کرب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے پاس شہید کے لیے چھ انعامات ہیں: خون کے پہلے قطرات کے ساتھ ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے' اسے جنت میں اس کا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے' اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے' وہ (قیامت کے دن) بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا' اسے ایمان کا لباس فاخرہ پہنایا جائے گا' خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے اس کی شادی کر دی جائے گی اور اس کے ستر رشتے داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔"

فوائد ومسائل: ① یہ انعامات اس شہید کے لیے ہیں جو صرف اللہ کی رضا کے لیے خلوص قلب کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوتا ہے۔ ② جنت میں گھر دکھایا جانا اس کے لیے خوش خبری ہے کہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے' جان نکلنے کے دوران میں ہی اسے جنت کی بشارت مل جاتی ہے۔ ③ گناہ گاروں کے لیے قبر کا عذاب بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ شہید اس سے محفوظ رہتا ہے۔ ④ قیامت کے دن گناہ گار اپنے اپنے گناہوں کے مطابق پریشان ہوں گے۔ شہید کے گناہ معاف ہو چکے ہوں گے' اس لیے وہ پریشانی سے محفوظ رہے گا۔ ⑤ ایک ہی طرح کے دو کپڑوں کو حُلّہ (جوڑا) کہتے ہیں۔ ایمان کے حُلّہ سے مراد ایسا لباس ہے جو اس کے ایمان کی علامت ہوگا۔ ⑥ حوروں سے مراد وہ جنتی عورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کے لیے اپنی قدرت کاملہ سے جنت میں پیدا کی ہیں۔ ہر شہید کو کم از کم دو حوریں ملیں گی۔ ⑦ قیامت کے دن شفاعت' اللہ کی طرف سے اجازت ملنے پر ہی کی جا سکے گی۔ یہ گناہ گاروں کے لیے مغفرت کا باعث ہو گی اور شفاعت کرنے والے کے لیے ایک عظیم اعزاز۔ ⑧ کسی مومن کا درجہ جتنا زیادہ بلند ہوگا' اسے اتنے ہی زیادہ افراد کے حق میں شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ واللہ أعلم.

٢٧٩٩- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب في ثواب الشهيد، ح:١٦٦٣ من حديث بحير به، وقال: "حسن صحيح غريب".

٢٨٠٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحِزَامِيُّ الْأَنْصَارِيُّ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ. سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ، يَوْمَ أُحُدٍ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا جَابِرُ! أَلَا أُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَبِيكَ؟» قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: «مَا كَلَّمَ اللهُ أَحَدًا إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ. وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا. فَقَالَ: يَا عَبْدِي! تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ. قَالَ: يَا رَبِّ! تُحْيِينِي فَأُقْتَلُ فِيكَ ثَانِيَةً. قَالَ: إِنَّهُ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يُرْجَعُونَ، قَالَ: يَا رَبِّ! فَأَبْلِغْ مَنْ وَرَائِي». فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا﴾ [آل عمران: ١٦٩] اَلْآيَةَ كُلَّهَا.

٢٨٠٠- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن جب (جابر رضی اللہ عنہ کے والد) حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ قتل (شہید) کر دیے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جابر! کیا میں تجھ کو بتاؤں کہ اللہ عزوجل نے تیرے والد سے کیا فرمایا؟“ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر کسی سے پس پردہ رہ کر کلام فرماتا ہے لیکن تیرے والد سے آمنے سامنے کلام فرمایا۔ اللہ نے ان سے فرمایا: ”میرے بندے! کوئی خواہش کر میں تجھے دوں گا۔“ انھوں نے (حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ نے) عرض کیا: اے میرے مالک! مجھے زندہ کر دے تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں شہید ہو جاؤں۔ اللہ نے فرمایا: ”میرا یہ فیصلہ پہلے سے جاری ہو چکا ہے کہ ”فوت ہونے والے دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجے جائیں گے۔“ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یارب! میرے پسماندگان کو میرا پیغام پہنچا دے۔ تو اللہ عزوجل نے یہ ساری آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا......﴾ ”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل (شہید) کر دیے جائیں انھیں مردہ نہ سمجھو۔“

فوائد ومسائل: ① فوت ہونے والے کے پسماندگان کو تسلی وتشفی دینی چاہیے اور ایسی باتیں کہنی چاہئیں جن سے ان کا غم ہلکا ہو۔ ② وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نیک بندوں سے ہم کلام ہوتا ہے۔ ③ جنت میں اللہ کا دیدار ممکن ہے اور جنتیوں کو اپنے اپنے درجات کے مطابق کم یا زیادہ وقفے سے یہ نعمت حاصل ہوگی۔ ④ فوت ہو جانے والے لوگ یا شہید دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے، لہٰذا اس قسم کی حکایتوں میں کوئی صداقت نہیں کہ فلاں

٢٨٠٠- [حسن] أخرجه ابن أبي عاصم في الجهاد، ح:١٩٦ عن إبراهيم بن المنذر به، وحسنه الترمذي، ح:٣٠١٠، والمنذري، وصححه ابن حبان(الإحسان)، ح:٩/٨٣، ح:٦٩٨٣، والحاكم:٣/٢٠٣، ٢٠٤، وانظر، ح:١٩٠.

صحابی یا شہید یا ولی نے اپنی وفات کے بعد فلاں صاحب سے ملاقات کی اور فلاں معاملے میں اس کی رہنمائی کی۔⑤ اس واقعے میں حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ کے جنتی اور بلند درجات کا حامل ہونے کی بشارت ہے۔

٢٨٠١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، فِي قَوْلِهِ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًۢا ۚ بَلْ أَحْيَآءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ [آل عمران: ١٦٩] قَالَ: أَمَا إِنَّا سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «أَرْوَاحُهُمْ كَطَيْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ فِي أَيِّهَا شَاءَتْ. ثُمَّ تَأْوِي إِلٰى قَنَادِيلَ مُعَلَّقَةٍ بِالْعَرْشِ. فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ. إِذِ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ اطِّلَاعَةً. فَيَقُولُ: سَلُونِي مَا شِئْتُمْ. قَالُوا: رَبَّنَا وَمَاذَا نَسْأَلُكَ، وَنَحْنُ نَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ فِي أَيِّهَا شِئْنَا؟ فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَا يُتْرَكُونَ مِنْ أَنْ يَسْأَلُوا، قَالُوا: نَسْأَلُكَ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا إِلَى الدُّنْيَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ. فَلَمَّا رَأٰى أَنَّهُمْ لَا يَسْأَلُونَ إِلَّا ذٰلِكَ، تُرِكُوا».

٢٨٠١- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے اس آیت مبارکہ کے بارے میں فرمایا: ﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ ''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل (شہید) کر دیے جائیں انھیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انھیں رزق دیا جاتا ہے۔'' انھوں نے فرمایا: ہم نے اس آیت مبارکہ کے بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی طرح جنت میں جہاں چاہتی ہیں چرتی چگتی پھرتی ہیں پھر عرش سے لٹکی ہوئی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں۔ اسی حال میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: مجھ سے جو چاہو مانگ لو۔ انھوں نے کہا: یا رب! ہم تجھ سے کیا مانگیں؟ ہم تو جنت میں جہاں چاہتے ہیں کھاتے پیتے گھومتے ہیں۔ جب انھوں نے دیکھا کہ انھیں اس وقت تک نہیں چھوڑا جائے گا جب تک کچھ سوال نہ کریں تو انھوں نے کہا: (اے اللہ!) ہم تجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں ڈال کر ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج دے تاکہ پھر تیری راہ میں شہید ہو جائیں۔ جب اللہ نے دیکھا کہ ان کا اور کوئی مطالبہ نہیں تو انھیں چھوڑ دیا گیا۔''

فوائد ومسائل: ① شہیدوں کو قیامت سے پہلے جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ ② برزخی زندگی میں

٢٨٠١ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان أن أرواح الشهداء في الجنة . . . الخ، ح: ١٨٨٧ من حديث أبي معاوية به.

شہیدوں کو دوسرا جسم ملتا ہے جو سبز پرندوں کی شکل میں ہوتا ہے۔ ③ قیامت کے بعد وہ دوسرے جنتیوں کی طرح انسانی جسم کے ساتھ جنت کی نعمتوں سے مستفید ہوں گے۔ ④ شہیدوں کی روحیں دوبارہ دنیا میں نہیں آتیں اور نہ انھیں دوبارہ دنیوی زندگی ہی ملتی ہے۔ ⑤ عرش الٰہی جنت سے اوپر ہے۔

٢٨٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، وَ بِشْرُ بْنُ آدَمَ، قَالُوا : حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى : أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنَ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مَسَّ الْقَرْصَةِ» .

٢٨٠٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید کو قتل ہوتے وقت صرف اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے حسن قرار دیا ہے اور الموسوعة الحديثية کے محققین نے اس کی سند کو قوی قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٣٣/٣، ٣٣٥ والصحيحة للألباني، رقم:٩٦٠) بہرحال یہ بھی شہید پر اللہ کا انعام ہے کہ اس پر جان نکلنے کا عمل آسان کر دیا جاتا ہے اور اس کے لیے یہ تکلیف ناقابل برداشت نہیں ہوتی۔

(المعجم ١٧) - بَابُ مَا يُرْجٰى فِيهِ الشَّهَادَةُ (التحفة ١٧)

باب:١٧- کون کون سی موت سے شہادت کا درجہ ملنے کی امید ہے

٢٨٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ

٢٨٠٣- حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیمار ہوئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کے لیے

٢٨٠٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل المرابط، ح:١٦٦٨ عن ابن بشار به، وقال: "حسن غريب صحيح" * ابن عجلان عنعن تقدم، ح:١٩٦٧، ولحديثه شاهد ضعيف عند الطبراني في الأوسط: ١/ ١٩٨، ح: ٢٨٢.

٢٨٠٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في فضل من مات بالطاعون، ح: ٣١١١ من حديث عبدالله ابن عبدالله به مطولاً، وصححه ابن حبان، ح:١٦١٦، والحاكم: ١/ ٣٥٢، ٣٥٣، والذهبي، وقال النووي: "وهو صحيح باتفاق، وإن لم يخرجه الشيخان".

ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ مَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ. فَقَالَ قَائِلٌ مِنْ أَهْلِهِ: إِنْ كُنَّا لَنَرْجُو أَنْ تَكُونَ وَفَاتُهُ قَتْلَ شَهَادَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ. اَلْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهَادَةٌ. وَالْمَطْعُونُ شَهَادَةٌ. وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهَادَةٌ - يَعْنِي الْحَامِلَ - وَالْغَرِقُ وَالْحَرِقُ وَالْمَجْنُوبُ - يَعْنِي ذَاتَ الْجَنْبِ - شَهَادَةٌ».

تشریف لے گئے۔ گھر والوں میں سے کسی نے کہا: ہمیں تو امید تھی کہ وہ اللہ کی راہ میں قتل ہو کر شہادت کی موت پائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اگر صرف میدان جنگ میں مرنا ہی شہادت ہے) تب تو میری امت کے شہید بہت تھوڑے ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونا شہادت ہے۔ طاعون سے مرنا بھی شہادت ہے۔ اور جو عورت حمل کی حالت میں فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔ ڈوب کر مرنے والا، جل کر مرنے والا اور ذات الجنب کی بیماری سے مرنے والا بھی شہید ہے۔''

٢٨٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَا تَقُولُونَ فِي الشَّهِيدِ فِيكُمْ؟» قَالُوا: اَلْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ. قَالَ: «إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ. مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَهُوَ شَهِيدٌ. وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَهُوَ شَهِيدٌ. وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ. وَالْمَطْعُونُ شَهِيدٌ».

۲۸۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ شہید کے بارے میں کیا کہتے ہو (کہ شہید کون ہوتا ہے؟)'' حاضرین نے کہا: اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا (شہادت ہے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تب تو میری امت کے شہید تھوڑے ہی ہوں گے۔ جو اللہ کی راہ میں قتل ہو گیا، وہ شہید ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں فوت ہو گیا، وہ بھی شہید ہے۔ اور پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔ طاعون سے مرنے والا شہید ہے۔''

قَالَ سُهَيْلٌ: وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مِقْسَمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، وَزَادَ فِيهِ: «وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ».

ایک روایت میں ہے: ''اور ڈوب کر مر جانے والا شہید ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے جان دینا اصل شہادت ہے۔ شہید کے عظیم ترین درجات انہی افراد کے لیے ہیں۔ ② جہاد کے سفر کے دوران میں، یا جہاد کے دوران میں کسی بھی وجہ سے فوت

٢٨٠٤_ أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان الشهداء، ح: ١٩١٥ من حديث سهيل به، وهو في جزءه، ح: ١٧.

ہو جانا بھی شہادت کے برابر ہے' تاہم اس شہید کے احکام عام میت کے ہیں۔ اسے غسل اور کفن دے کر دفن کیا جائے گا۔ ③ طاعون سے یا پیٹ کی بیماری سے فوت ہونے والا بھی شہادت کا درجہ پاتا ہے۔ کسی ناقابل علاج مرض سے فوت ہو جانے والا بھی اسی ضمن میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ④ ڈوب کر مر جانے والا اور جل کر مر جانے والا بھی شہید ہے۔ دوسری حادثاتی اموات کو بھی اسی حکم میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ بچے کی پیدائش کے وقت فوت ہو جانے والی عورت کی موت بھی شہادت کی موت ہے۔ ⑥ جہاد کے دوران میں دشمن کے ہتھیار سے مرنے والے کے علاوہ باقی سب شہادتیں کم درجے کی ہیں۔ ان کے احکام ان شہیدوں کے سے نہیں' لہٰذا انہیں غسل اور کفن کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔

(المعجم ١٨) - بَابُ السِّلَاحِ (التحفة ١٨)

باب:١٨- ہتھیاروں کا بیان

٢٨٠٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ.

٢٨٠٥- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔

فوائد و مسائل: ① جنگ میں ہتھیاروں کا استعمال یا دشمن کے ہتھیاروں سے بچاؤ کی اشیاء کا استعمال توکل کے منافی نہیں۔ ② مکہ مکرمہ حرم ہے جہاں جنگ اور قتال منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے دن جہاد کے لیے خاص طور پر اجازت دی تھی۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو پابندی دوبارہ نافذ ہو گئی۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے میں رائج ہتھیار اور دفاعی اشیاء مثلاً: خود اور زرہ استعمال کیں۔ ہمیں جدید اشیاء استعمال کرنی چاہئیں بلکہ خود ایجاد یا تیار کرنی چاہئیں' اس لیے جدید ترین ٹینک' آبدوزیں' بکتر بند گاڑیاں اور جنگی لباس' مثلاً: ہیلمٹ' اندھیرے میں دیکھنے کے لیے چشمے وغیرہ کا حصول' تیاری اور استعمال شریعت کا تقاضا ہے۔

٢٨٠٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

٢٨٠٦- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٨٠٥_ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب دخول الحرم ومكة بغير إحرام، ح:١٨٤٦، ٣٠٤٤، ٤٢٨٦، ٥٨٠٨، ومسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح:١٣٥٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ١/ ٤٢٣.

٢٨٠٦_ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:٨٥٨٣، والترمذي في الشمائل (ب١٤، ح:١٠٤) من حديث سفيان به، وله لون آخر عند أبي داود، ح:٢٥٩٠، والحديث صححه البوصيري على شرط البخاري، وله شاهد عند ◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، يَوْمَ أُحُدٍ، أَخَذَ دِرْعَيْنِ، كَأَنَّهُ ظَاهَرَ بَيْنَهُمَا.

ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے غزوۂ احد کے دن دو زرہیں اوپر نیچے پہنیں۔

٢٨٠٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى أَبِي أُمَامَةَ. فَرَأٰى فِي سُيُوفِنَا شَيْئاً مِنْ حِلْيَةِ فِضَّةٍ. فَغَضِبَ وَقَالَ: لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوحَ قَوْمٌ، مَا كَانَ حِلْيَةُ سُيُوفِهِمُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ. وَلٰكِنِ الْآنُكُ وَالْحَدِيدُ وَالْعَلَابِيُّ.

٢٨٠٧- حضرت سلیمان بن حبیب ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ہم لوگ حضرت ابوامامہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے ہماری تلواروں کو کچھ چاندی سے مزین دیکھا تو ناراض ہوئے اور فرمایا: لوگوں (صحابۂ کرام ؓ) کو بڑی بڑی فتوحات حاصل ہوئیں ان کی تلواریں تو سونے چاندی سے مزین نہیں تھیں لیکن (ان پر) سیسہ لوہا اور علابی (لگا ہوتا تھا۔)

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ: اَلْعَلَابِيُّ الْعَصَبُ.

ابوالحسن قطان نے فرمایا: علابی پٹھے کو کہتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① جنگ میں ہتھیاروں کا استعمال یا [illegible] کے ہتھیاروں سے بچاؤ کی اشیاء کا استعمال توکل کے منافی نہیں۔ ② مکہ مکرمہ حرم ہے جہاں جنگ اور قتال منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے دن جہاد کے لیے خاص طور پر اجازت دی تھی۔ جب مکہ فتح ہوگیا تو پابندی دوبارہ نافذ ہوگئی۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے میں رائج ہتھیار اور دفاعی اشیاء مثلاً: خود اور زرہ استعمال کیں۔ ہمیں جدید اشیاء استعمال کرنی چاہئیں بلکہ خود ایجاد یا تیار کرنی چاہئیں اس لیے جدید ترین ٹینک آبدوزیں بکتر بند گاڑیاں اور جنگی لباس مثلاً: ہیلمٹ اندھیرے میں دیکھنے کے لیے چشمے وغیرہ کا حصول تیاری اور استعمال شریعت کا تقاضا ہے۔

٢٨٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ

٢٨٠٨- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

الترمذي.

٢٨٠٧_ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ماجاء في حلية السيوف، ح: ٢٩٠٩ من حديث الأوزاعي به.

٢٨٠٨_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب في النفل، ح: ١٥٦١(ب) من حديث ابن أبي الزناد به، وقال: "حسن غريب".

الصَّلْتِ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَنَفَّلَ سَيْفَهُ ذَا الْفِقَارِ، يَوْمَ بَدْرٍ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار ''ذوالفقار'' جنگ بدر کے موقع پر غنیمت میں سے لی تھی۔

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ''اللہ اور اس کے رسول کا'' قرار دیا ہے۔ (سورۂ انفال آیت:۴۱) اسلامی حکومت میں یہ حصہ بیت المال میں داخل ہو کر مسلمانوں کی اجتماعی ضروریات پر خرچ ہوتا ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اپنے ذاتی اخراجات غنیمت کے پانچویں حصے (خمس) سے پورے کیا کرتے تھے' اس لیے جہاد کی ضرورت کے لیے تلوار بھی خمس میں سے لے لی۔ ③ اس تلوار کو ''ذوالفقار'' اس لیے کہتے تھے کہ اس پر کچھ گہرے نشانات تھے جس طرح کمر کی ہڈی کے مہرے ہوتے ہیں۔ دیکھیے: (النهاية لابن أثير ماده فقر)

٢٨٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، إِذَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، حَمَلَ مَعَهُ رُمْحاً. فَإِذَا رَجَعَ طَرَحَ رُمْحَهُ حَتَّى يُحْمَلَ لَهُ. فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: لَأَذْكُرَنَّ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «لَا تَفْعَلْ. فَإِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ لَمْ تُرْفَعْ ضَالَّةٌ».

۲۸۰۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جب نبی ﷺ کی معیت میں جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنے ساتھ نیزہ بھی اٹھا کر لے جاتے۔ جب واپس ہوتے تو نیزہ وہیں پھینک دیتے' اس خیال سے کہ کوئی اٹھا کر لے آئے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتاؤں گا۔ نبی ﷺ نے (حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''ایسا نہ کرو' اگر تم ایسا کرو گے تو واقعتاً گمشدہ چیز بھی کوئی نہیں اٹھائے گا۔''

٢٨١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرٍ،

۲۸۱۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں عربی کمان تھی۔ آپ نے ایک شخص کے ہاتھ میں فارسی کمان دیکھی تو فرمایا:

٢٨٠٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١٤٨/١ من حديث سفيان الثوري به * سفيان تقدم، ح:١٦٢، وأبوإسحاق تقدم، ح:٤٦ وقد عنعنا، وفيه علة أخرٰى، ذكرها البوصيري.

٢٨١٠- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري من أجل عبدالله بن بسر الحبراني (لأنه ضعيف كما في التقريب وغيره)، وأشعث بن سعيد السمّان متروك، راجع التقريب وغيره.

عَنْ أَبِي رَاشِدٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَتْ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَوْسٌ عَرَبِيَّةٌ. فَرَأَى [رَجُلًا] بِيَدِهِ قَوْسٌ فَارِسِيَّةٌ. فَقَالَ: «مَا هٰذِهِ؟ أَلْقِهَا. وَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ وَأَشْبَاهِهَا، وَرِمَاحِ الْقَنَا. فَإِنَّهُمَا يَزِيدُ اللهُ لَكُمْ بِهِمَا فِي الدِّينِ. وَيُمَكِّنُ لَكُمْ فِي الْبِلَادِ».

''یہ کیا ہے؟ اسے پھینک دو۔ تم اس طرح کی (عربی) کمانیں اور نیزے استعمال کیا کرو' اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے دین میں تمھاری مدد فرمائے گا' اور تمھیں ملکوں میں اقتدار عطا فرمائے گا۔''

(المعجم ١٩) - بَابُ الرَّمْيِ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ١٩)

باب:۱۹- اللہ کی راہ میں تیر چلانا

٢٨١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ [زَيْدٍ] الْأَزْرَقِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ، الثَّلَاثَةَ، الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ، يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ. وَالرَّامِيَ بِهِ. وَالْمُمِدَّ بِهِ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ارْمُوا وَارْكَبُوا. وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا. وَكُلُّ مَا يَلْهُو بِهِ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ، إِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهِ، وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتَهُ امْرَأَتَهُ. فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ».

۲۸۱۱- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔ ایک اسے بنانے والا جب کہ وہ اسے بنانے میں نیکی کا ثواب حاصل ہونے کی امید رکھتا ہو' اور (دوسرا) اسے چلانے والا' اور (تیسرا) اسے (تیرانداز کو) پکڑانے والا۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیر چلاؤ اور سواری کرو۔ اور تمھارا تیراندازی کرنا مجھے تمھاری شہسواری سے زیادہ پسند ہے۔ مسلمان تفریح کے طور پر جو کام بھی کرتا ہے وہ باطل (بے کار) ہے' سوائے کمان سے تیر چلانے اور گھوڑوں کو تربیت دینے کے اور بیوی سے دل لگی کرنے کے' اس لیے کہ یہ (تینوں کام) حق ہیں۔''

٢٨١١- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الرمي في سبيل الله، ح: ١٦٣٧ب من حديث يزيد به، وقال: "حسن صحيح" * يحيى بن أبي كثير صرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ١٤٤، وسمع أيضًا من رجل عن أبي سلام به، فالطريقان محفوظان، عبدالله (ويقال: خالد) بن زيد الأزرق وثقه ابن حبان، والحاكم: ٢/ ٩٥، والذهبي، والهيثمي: ٤/ ٣٢٩ وغيرهم، وانظر نيل المقصود في التعليق على سنن أبي داود، ح: ٢٥١٣، وللحديث شواهد.

فوائد ومسائل: ① مسلمان کو تفریح کے طور پر ایسے کام کرنے چاہئیں جن سے دین یا دنیا کا کوئی فائدہ حاصل ہو سکے۔ ''تفریح برائے تفریح'' کا نظریہ غلط ہے۔ ② تیر اندازی کی مشق سے ذاتی دفاع کا مقصد بھی حاصل ہوتا ہے اور دین کے لیے جنگ کرنے کا بھی' اس لیے یہ جائز تفریح ہے۔ ③ جدید دور میں جو اسلحہ کفار کے خلاف جنگ میں استعمال ہو سکتا ہے اس کی تربیت حاصل کرنا ''تیر اندازی کی مشق'' کے حکم میں ہے۔ ④ گھوڑے کو تربیت دینے کا مقصد جنگ میں اس سے کام لینا ہے' اس لیے مختلف گاڑیوں' ٹینکوں اور طیاروں وغیرہ کے چلانے اور اڑانے کی تربیت اور ان کی مرمت اور دیکھ بھال کرنا سیکھنا بھی اس میں شامل ہے۔ ⑤ بیوی سے دل لگی کرنا خود کو اور اس کو گناہ سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ اور پاک دامنی اسلامی معاشرے کی مطلوب اشیاء میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اخلاق و کردار کی حفاظت بھی اسی طرح اہم ہے جس طرح ملکی سرحدوں کا دفاع۔ اس کے علاوہ بیوی سے نیک اولاد کا حصول اسلامی سلطنت کے دفاع کا اہم ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کافر ممالک مسلمانوں کو آبادی کم کرنے کا سبق دیتے ہیں اور خود اپنی آبادی بڑھانے میں کوشاں ہیں۔

۲۸۱۲- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ : أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَمَى الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ، فَبَلَغَ سَهْمُهُ الْعَدُوَّ، أَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ، فَيَعْدِلُ رَقَبَةً».

۲۸۱۲- حضرت عمرو بن عبسہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص دشمن کی طرف ایک تیر پھینکے اور وہ دشمن تک پہنچ جائے' خواہ دشمن کو لگے یا نہ لگے' وہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① تیر چلانے کا اصل مقصد جنگ میں دشمن کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے لیکن اگر کسی کا پھینکا ہوا تیر کسی دشمن کو زخمی یا ہلاک نہ کر سکے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ مجھے اس کا ثواب نہیں ملے گا۔ ② نیت صحیح ہو تو نامکمل کام بھی ثواب سے خالی نہیں ہوتا۔ ③ میزائل' بم اور توپ کے گولے کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر وہ نشانے پر نہ لگ

۲۸۱۲ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ۹/ ۱٦۲، والحاكم: ۲/ ۹٦ من حديث ابن وهب به ☆ القاسم بن عبدالرحمن لم يدرك عمرو بن عبسة فيما أظن، وأخرج الطبراني في الأوسط: ٤/ ۱۲۰، ح: ۳۱۸۹ من حديث ابن لهيعة عن سليمان بن عبدالرحمٰن عن القاسم أبي عبدالرحمن عن شرحبيل بن السمط عن عمرو بن عبسة . . . الخ به، وتابعه سليم بن عامر عن شرحبيل به، أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ۲/ ۸۲، ح: ۹۵۷ بإسناد صحيح، والنسائي: ٦/ ۲٦ وغيرهما عنه، وللحديث طرق كثيرة جدًا عند أبي داود، ح: ۳۹٦۵، والترمذي، ح: ۱٦۳۸ وغيرهما.

سکے تو ہتھیار چلانے والے کو پھر بھی ثواب ملتا ہے کیونکہ اس کی کوشش اور نیت ٹارگٹ (نشانے) کو تباہ کرنے کی ہوتی ہے۔

٢٨١٣- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ: «﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ﴾ [الأنفال: ٦٠] أَلَا وَإِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ». ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

٢٨١٣- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ آیت تلاوت کرتے سنا: ﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ﴾ ''دشمن کے مقابلے کے لیے جتنی زیادہ ہو سکے طاقت تیار رکھو۔'' پھر تین بار فرمایا: ''خبردار! طاقت سے مراد تیراندازی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مسلمانوں کو کافروں کے مقابلے میں ہر قسم کے اسلحے میں برتر ہونا چاہیے۔ ② [رَمْي] کے اصل معنی ''پھینکنے'' کے ہیں۔ دور نبوت میں صرف تیر ہی دور سے پھینک کر استعمال کیا جانے والا ہتھیار تھا' اس لیے اس کا ترجمہ ''تیراندازی'' کیا جاتا ہے' تاہم اصل لغوی معنی کے لحاظ سے ہر قسم کی رائفل' بندوق' کلاشنکوف' توپ اور میزائل وغیرہ اس میں شامل ہیں۔ ③ مسلمانوں کو اپنے دفاع کے لیے اس قسم کے اسلحے پر خاص توجہ دینی چاہیے جسے دور سے پھینکا جاتا ہے اور اسے پھینکنے کے آلات (راکٹ لانچر اور بمبار طیارے وغیرہ) بھی تیار کرنے چاہییں۔

٢٨١٤- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ نُعَيْمٍ الرُّعَيْنِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ نَهِيكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ

٢٨١٤- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرمارہے تھے: ''جس نے تیراندازی سیکھی' پھر چھوڑ دی' اس نے میری نافرمانی کی۔''

٢٨١٣_ أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الرمي والحث عليه وذم من علمه ثم نسيه، ح: ١٩١٧ من حديث ابن وهب به.

٢٨١٤_ [حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال(ق٢/ ٩٢١) من حديث حرملة به * وابن لهيعة صرح بالسماع عنده، عثمان والمغيرة مجهولان كما في التقريب وغيره، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٩١٩ وغيره.

رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَعَلَّمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ، فَقَدْ عَصَانِي».

فائدہ: اسلحہ کی ٹریننگ لینے کے بعد اس کی مشق کرتے رہنا چاہیے تاکہ اس کے استعمال کی مہارت قائم رہے اور جہاد کے موقع پر مشکل پیش نہ آئے۔

٢٨١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِنَفَرٍ يَرْمُونَ. فَقَالَ: «رَمْياً بَنِي إِسْمَاعِيلَ. فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِياً».

٢٨١۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کچھ افراد کے پاس سے گزرے جو تیراندازی کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اسماعیل کے بیٹو! تیر چلاؤ' تمھارے جدامجد بھی تیرانداز تھے۔''

فوائد ومسائل: ① تیراندازی مستحسن مشغلہ ہے۔ ② جہاد میں کام آنے والے تمام کھیلوں کا یہی حکم ہے۔ ③ بزرگوں کو چاہیے کہ اچھے کام کرنے والے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کریں۔ ④ مہاجرین اور انصار کے قبائل حضرت اسماعیل ؑ کی نسل سے تھے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں اس نام سے پکارا۔ ⑤ مختلف قبائل اور شاخوں کے افراد کو مشترک نام سے پکارنے کا فائدہ یہ ہے کہ ان میں محبت' اتحاد' اتفاق اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ ⑥ دادا' پردادا وغیرہ بزرگوں کو ''والد'' کے نام سے یاد کیا جا سکتا ہے۔ ⑦ جو مسلمان نسلی طور پر حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد سے نہیں' روحانی اور اعتقادی طور پر وہ بھی ان کی آل میں شامل ہیں' اس لیے حضرت اسماعیل ؑ ایسے مسلمانوں کے بھی باپ ہیں۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الرَّايَاتِ وَالْأَلْوِيَةِ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- جھنڈے اور پرچم

٢٨١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٨١٦- حضرت حارث بن حسان ؓ سے روایت

٢٨١٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٦٤ عن عبدالرزاق به، وصححه الحاكم: ٢/ ٩٤ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي ☆ سفيان الثوري تقدم، ح: ١٦٢، والأعمش تقدم، ح: ١٧٨ وقد عنعنا، وللحديث شاهد عند ابن حبان في صحيحه، ح: ١٦٤٦، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وإسناده حسن، وأخرج البخاري في صحيحه، ح: ٢٨٩٩ وغيره من حديث سلمة بن الأكوع نحوه.

٢٨١٦ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨١ عن أبي بكر بن عياش به، وصححه البوصيري، وأخرجه الترمذي، التفسير، سورة الذاريات، ح: ٣٢٧٤، والنسائي في الكبرى من طريق سلام بن سليمان النحوي أبي المنذر عن عاصم بن أبي النجود عن أبي وائل عن الحارث البكري به، بزيادة أبي وائل، وإسناده حسن، وهو الراجح.

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ. فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَائِماً عَلَى الْمِنْبَرِ، وَبِلَالٌ قَائِمٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، مُتَقَلِّدٌ سَيْفاً. وَإِذَا رَايَةٌ سَوْدَاءُ. فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: هٰذَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، قَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ.

ہے' انھوں نے فرمایا: میں مدینے آیا تو میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ گلے میں تلوار لٹکائے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہیں۔ مجھے ایک سیاہ جھنڈا نظر آیا۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہیں' جہاد سے آئے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① خطبے کے لیے منبر پر کھڑا ہونا مسنون ہے۔ ② حفاظتی نقطۂ نظر سے کسی بڑے عالم یا قائد کے پاس مسلح شخص کھڑا ہوسکتا ہے۔ ③ جنگی مہم کے لیے جانے والے دستے کا ایک جھنڈا ہونا چاہیے۔ ④ جہاد سے واپس آنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لیے ان کا مناسب استقبال کرنا چاہیے۔

٢٨١٧- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، وَعَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ، يَوْمَ الْفَتْحِ، وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضُ.

٢٨١٧- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جھنڈا سفید تھا۔

٢٨١٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْوَاسِطِيُّ النَّاقِدُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ: سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَايَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانَتْ سَوْدَاءَ، وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضَ.

٢٨١٨- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بڑا جھنڈا سیاہ اور چھوٹا جھنڈا سفید تھا۔

٢٨١٧ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرايات والألوية، ح:٢٥٩٢ من حديث يحيى بن آدم به * أبوالزبير تقدم، ح:٣٩٥، وصححه الحاكم:٢/ ١٠٤، ١٠٥ على شرط مسلم، وقال الترمذي "غريب"، ح:١٦٧٩، وانظر الحديث الآتي.

٢٨١٨ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الرايات، ح:١٦٨١ من حديث يحيى بن إسحاق به، وقال: 'حسن غريب" * أبومجلز لا يدلس كما حققه الحافظ في النكت: ٢/ ٦٣٨، وتلميذه حسن الحديث ووثقه الجمهور، والحديث السابق شاهد له.

فوائد ومسائل: ① سیاہ سے مراد خالص سیاہ نہیں بلکہ یہ جھنڈا دھاری دار کپڑے سے بنا ہوا اور چوکور تھا۔ (جامع الترمذي' الجهاد' باب ماجاء في الرايات' حديث:١٦٨٠) ② جنگ میں مختلف دستوں کے جھنڈے مختلف رنگوں کے ہو سکتے ہیں۔ ③ [رَایَه] اور [لِوَاء] دونوں کے معنی جھنڈا ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ہم معنی الفاظ ہیں' تاہم ایک قول کے مطابق [رایه] بڑا جھنڈا ہوتا ہے اور [لِوَاء] چھوٹا جھنڈا (حاشیہ سنن ابن ماجہ از محمد فواد عبدالباقی) ہم نے دوسرے قول کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

(المعجم ٢١) - بَابُ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ فِي الْحَرْبِ (التحفة ٢١)

باب:٢١- جنگ میں ریشمی لباس پہننا

٢٨١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي عُمَرَ، مَوْلَى أَسْمَاءَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْرَجَتْ جُبَّةً مُزَرَّرَةً بِالدِّيبَاجِ. فَقَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْبَسُ هٰذِهِ، إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ.

٢٨١٩- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے ریشم کے بٹنوں والا ایک جبہ نکالا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ یہ لباس اس وقت پہنتے تھے جب (جنگ میں) دشمن کے مقابل ہوتے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم صحیح روایت سے ثابت ہے کہ مردوں کے لیے خالص ریشم کا لباس پہننا حرام ہے۔ (صحیح مسلم' اللباس والزينة' باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال' حديث:٢٠٦٨) البتہ کپڑوں کے کناروں' مثلاً: دامن اور گریبان وغیرہ پر لگانا جائز ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ حد چار انگلیوں کے برابر ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں صراحت موجود ہے۔ واللہ اعلم

٢٨٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ

٢٨٢٠- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ وہ باریک ریشم اور موٹے ریشم سے منع فرماتے تھے مگر جو اتنا سا ہو' اسے جائز فرماتے تھے۔ یہ کہتے ہوئے راوی

٢٨١٩- [إسناده ضعيف] فيه حجاج بن أرطاة تقدم، ح:٤٩٦، وأصل الحديث عند مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح:٢٠٦٩ من حديث مولى أسماء به.

٢٨٢٠- أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه، ح:٥٨٢٩ من حديث عاصم به، ومسلم، اللباس، الباب السابق، ح:٢٠٦٩/ ١٣ من حديث حفص بن غياث به.

كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ إِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا. ثُمَّ أَشَارَ بِإِصْبَعِهِ ثُمَّ الثَّانِيَةِ، ثُمَّ الثَّالِثَةِ، ثُمَّ الرَّابِعَةِ. وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا عَنْهُ.

(ابوعثمان رحمہ اللہ) نے ایک انگلی سے اشارہ کیا' پھر دوسری انگلی سے' پھر تیسری انگلی سے' پھر چوتھی انگلی سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں اس سے منع فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① کپڑے کے کناروں' مثلاً: دامن کے چاک یا گریبان پر حاشیے کی صورت میں تھوڑا سا ریشم لگا ہوا ہو تو ایسا لباس پہننا جائز ہے۔ ② جائز ریشم کی مقدار زیادہ سے زیادہ چار انگلیوں کے برابر ہو سکتی ہے' تاہم کم ہو تو بہتر ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ لُبْسِ الْعَمَائِمِ فِي الْحَرْبِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢- جنگ میں عمامہ پہننا

٢٨٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ، قَدْ أَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ.

٢٨٢١- حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: (وہ منظر اب بھی میرے تصور میں ہے) گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا ہے اور اس کے دونوں کنارے (پشت کی طرف) دونوں کندھوں کے درمیان لٹک رہے ہیں۔

٢٨٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

٢٨٢٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا۔

فوائد ومسائل: ① پگڑی باندھنا مسنون ہے۔ ② سیاہ پگڑی پہننا جائز ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْغَزْوِ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣- جنگ کے دوران میں خرید وفروخت

٢٨٢١ـ [صحيح] تقدم، ح:١١٠٤.

٢٨٢٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في العمائم، ح:٤٠٧٦ من حديث حماد به، وصححه الترمذي، ح:١٧٣٥، والحديث السابق شاهد له.

٢٨٢٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِالْكَرِيمِ: حَدَّثَنَا سُنَيْدُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ حَيَّانَ الرَّقِّيِّ: أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ عُرْوَةَ الْبَارِقِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَسْأَلُ أَبِي عَنِ الرَّجُلِ يَغْزُو فَيَشْتَرِي وَيَبِيعُ وَيَتَّجِرُ فِي غَزْوَتِهِ؟ فَقَالَ لَهُ أَبِي: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِتَبُوكَ، نَشْتَرِي وَنَبِيعُ، وَهُوَ يَرَانَا وَلَا يَنْهَانَا.

۲۸۲۳- حضرت خارجہ بن زید رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ میرے والد (حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ) سے پوچھ رہا تھا کہ اگر ایک آدمی جہاد کرے اور غزوے کے دوران میں خرید وفروخت اور تجارت بھی کرے تو کیا حکم ہے؟ میرے والد نے فرمایا: ہم تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم خرید و فروخت کرتے تھے رسول اللہ ﷺ ہمیں دیکھتے تھے اور منع نہیں فرماتے تھے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ تَشْيِيعِ الْغُزَاةِ وَوَدَاعِهِمْ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- مجاہدین کو الوداع کہنا

٢٨٢٤- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَأَنْ أُشَيِّعَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَأَكُفَّهُ عَلَى رَحْلِهِ، غَدْوَةً أَوْ رَوْحَةً، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

۲۸۲۴- حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ بات دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے کہ ایک صبح یا ایک شام اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو الوداع کروں اور اس کے سامان کی دیکھ بھال کروں۔“

٢٨٢٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

۲۸۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں

٢٨٢٣- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني: ٥/ ١٣٧، ١٣٨ من طريق آخر عن خالد بن حيان به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف علي بن عروة وسنيد بن داود" * سنيد توبع، تقدم، ح: ١٣٣٢، فالعلة من علي بن عروة لأنه متروك كما في التقريب وغيره.

٢٨٢٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٠ من حديث ابن لهيعة: ثنا زبان به، وصححه الحاكم: ٢/ ٩٨، والذهبي، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١١١٦ لعلته.

٢٨٢٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٨ من حديث ابن لهيعة به، ومن أجله ضعفه البوصيري، ولكن تابعه الليث

الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَدَّعَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَسْتَوْدِعُكَ اللهَ الَّذِي لَا تَضِيعُ وَدَائِعُهُ».

نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے رخصت کرتے وقت فرمایا: [أَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا تَضِيعُ وَدَائِعُهُ] ''میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں۔''

فوائد ومسائل: ① مسافر کو الوداع کہتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے ② مجاہدین کو اہتمام سے رخصت کرنا چاہیے اور نمایاں شخصیات کو چاہیے کہ انھیں خود رخصت کریں۔

٢٨٢٦- حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا [أَبُو مِحْصَنٍ حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ]، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَشْخَصَ السَّرَايَا يَقُولُ لِلشَّاخِصِ: «أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ».

٢٨٢٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لشکر روانہ فرماتے تھے تو روانہ ہونے والے سے فرماتے: [أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَ أَمَانَتَكَ وَ خَوَاتِيمَ عَمَلِكَ] ''میں تیرا دین' تیری امانت اور تیرے کام کے انجام کو اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔ محققین کی تفصیلی بحث سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٨/١١٩-١٢١' والصحيحة للألباني' رقم:١٦' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٢٨٢٦)

(المعجم ٢٥) - بَابُ السَّرَايَا (التحفة ٢٥)

باب:٢٥-فوجی دستے

ابن سعد عن الحسن بن ثوبان أراه عن موسى بن وردان به الخ، وللحديث شواهد كثيرة، راجع نيل المقصود، ح:٢٦٠٠.

٢٨٢٦- [إسناده ضعيف] ابن أبي ليلى تقدم حاله، ح:٨٥٤، وتابعه إبراهيم بن عبدالرحمن بن يزيد بن أمية (وهو مجهول، تقريب) عند الترمذي، ح:٣٤٤٢، وقال: "غريب"، ولأصل الحديث طرق كثيرة عن ابن عمر وغيره، انظر الحديث السابق.

٢٨٢٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُوسَلَمَةَ الْعَامِلِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِأَكْثَمَ بْنِ الْجَوْنِ الْخُزَاعِيِّ: «يَاأَكْثَمُ! اُغْزُ مَعَ غَيْرِ قَوْمِكَ يَحْسُنْ خُلُقُكَ، وَتَكْرُمْ عَلٰى رُفَقَائِكَ. يَاأَكْثَمُ! خَيْرُ الرُّفَقَاءِ أَرْبَعَةٌ، وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُمِائَةٍ، وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ. وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفاً مِنْ قِلَّةٍ».

٢٨٢٧- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اکثم بن جون خزاعی ؓ سے فرمایا: ''اکثم! اپنے قبیلے کے سوا دوسروں کے ساتھ مل کر جہاد کر' تیرا اخلاق بہتر ہو جائے گا' اور تیرے ساتھیوں کی نظر میں تیری عزت ہوگی۔ اکثم! بہترین ساتھی چار ہیں' بہترین دستہ چار سو کا ہے' اور بہترین لشکر چار ہزار کا ہے۔ اور بارہ ہزار (کی فوج) کو تعداد کم ہونے کی وجہ سے شکست نہیں ہو سکتی۔''

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے' تاہم دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ سفر میں اکیلے آدمی کو نہیں جانا چاہیے' خاص طور پر جب پیدل سفر ہو یا لمبا سفر ہو۔ ارشاد نبوی ہے: ''ایک سوار ایک شیطان ہے' دو سوار دو شیطان ہیں' اور تین سوار ایک قافلہ ہے۔'' (سنن أبي داود' الجهاد' باب الرجل يسافر وحده' حديث:٢٦٠٧)

٢٨٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانُوا، يَوْمَ بَدْرٍ، ثَلَاثَمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ. عَلٰى عِدَّةِ أَصْحَابِ [طَالُوتَ]. مَنْ جَازَ مَعَهُ النَّهَرَ. وَمَا جَازَ مَعَهُ

٢٨٢٨- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ باتیں کیا کرتے تھے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھی تین سو دس سے کچھ زیادہ تھے' جتنی تعداد طالوت کے ساتھ نہر پار کرنے والوں کی تھی۔ ان کے ساتھ صرف ایمان رکھنے والے نہر سے پار پہنچے تھے۔

٢٨٢٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] ذكره ابن أبي حاتم في علل الحديث، ح:٢٣٩٨ من حديث عبدالملك به معلقًا، وقال أبوحاتم: "أبوسلمة العاملي متروك الحديث، كان يكذب، والحديث باطل"، وضعفه البوصيري لضعف أبي سلمة العاملي الأزدي (وهو متروك، ورماه أبوحاتم بالكذب،تقريب)،وعبدالملك بن محمد الصنعاني لين الحديث، تقريب، وله طريق آخر عند البيهقي: ٩/ ١٥٧، وإسناده ضعيف مظلم، وأما الشطر الأخير: خير الصحابة أربعة . . . الخ، فأخرجه أبوداود، ح:٢٦١١، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٥٣٨، وابن حبان، ح:٦٦٣، والحاكم: ١/ ٤٤٣، ٢/ ١٠١، والذهبي، وإسناده ضعيف لعنعنة الزهري تقدم، ح:٧٠٧، وفيه علل أخرٰى.

٢٨٢٨ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب عدة أصحاب بدر، ح:٣٩٥٩ من حديث سفيان الثوري به.

إِلَّا مُؤْمِنٌ .

فوائد ومسائل: ① جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابۂ کرام ؓ کی تعداد مشہور قول کے مطابق تین سو تیرہ تھی جن میں سے ۲۳۱ مجاہد انصاری تھے۔ ⑥ قبیلۂ اوس سے ۶۱ اور قبیلۂ خزرج سے ۱۷۰۔ مہاجرین کی تعداد مشہور قول کے مطابق ۸۲ تھی۔ بعض علماء نے ۸۳ یا ۸۶ بیان کی ہے۔ اس وجہ سے کل لشکر کی تعداد بھی ۳۱۴ یا ۳۱۷ ذکر کی گئی ہے۔ دیکھیے: (الرحیق المختوم مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری ؒ) ② طالوت اور ان کے ساتھیوں کا واقعہ سورۂ بقرہ آیت: ۲۴۶ تا ۲۵۱ میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ③ جس طرح حضرت طالوت کا ساتھ دینے والے پکے مومن تھے اسی طرح غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے صحابۂ کرام ؓ کامل مومن تھے۔ اور دوسرے صحابۂ کرام ؓ سے افضل تھے۔

٢٨٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ. أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ لَهِيعَةَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْوَرْدِ، صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: إِيَّاكُمْ وَالسَّرِيَّةَ الَّتِي إِنْ لَقِيَتْ فَرَّتْ، وَإِنْ غَنِمَتْ غَلَّتْ .

۲۸۲۹- حضرت ابو ورد ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایسا لشکر مت بنو جو جنگ کا موقع آئے تو (میدان چھوڑ کر) بھاگ جائے اور اگر اسے غنیمت ملے تو خیانت کرے۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ الْأَكْلِ فِي قُدُورِ الْمُشْرِكِينَ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۶- غیر مسلموں کے برتنوں میں کھانا کھانا

٢٨٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ ابْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ طَعَامِ النَّصَارَى. فَقَالَ: «لَا

۲۸۳۰- حضرت ہلب طائی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عیسائیوں کا کھانا کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”تیرے دل میں کوئی کھانا کھٹکا پیدا نہ کرے جس سے نصرانیت سے تیری مشابہت ہو جائے۔“

٢٨٢٩ـ [إسناده ضعيف] * لهيعة مستور(تقريب)، وفيه علة أخرى، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف موقوف".

٢٨٣٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب كراهية التقذر للطعام، ح: ٣٧٨٤ من حديث سماك به، وحسنه الترمذي، ح: ١٥٦٥.

يَخْتَلِجَنَّ فِي صَدْرِكَ طَعَامٌ ضَارَعْتَ فِيهِ نَصْرَانِيَّةً».

فوائد ومسائل: ① یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاں اصل شرعی حکم یہی ہے کہ جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے لیکن آج کل عیسائی اس پر عمل نہیں کرتے۔ اگر کوئی یہودی یا عیسائی اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حلال ہے۔ ② جس کھانے میں گوشت یا گوشت سے حاصل ہونے والی کوئی چیز (چربی یا جیلاٹین وغیرہ) استعمال نہ ہوئی ہو' وہ غیر مسلم کے ہاتھ سے تیار ہوا ہو' تب بھی جائز ہے۔ اسی طرح مسلمان کے ذبح شدہ جانور کا گوشت اگر غیر مسلم پکائے تو مسلمان کے لیے اس کا کھانا جائز ہے۔

٢٨٣١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو فَرْوَةَ يَزِيدُ ابْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ رُوَيْمٍ اللَّخْمِيُّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ وَلَقِيَهُ وَكَلَّمَهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! قُدُورُ الْمُشْرِكِينَ نَطْبُخُ فِيهَا؟ قَالَ: «لَا تَطْبُخُوا فِيهَا» قُلْتُ: فَإِنِ احْتَجْنَا إِلَيْهَا، فَلَمْ نَجِدْ مِنْهَا بُدًّا؟ قَالَ: «فَارْحَضُوهَا رَحْضاً حَسَناً. ثُمَّ اطْبُخُوا وَكُلُوا».

٢٨٣١- حضرت ابو ثعلبہ خشنی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم مشرکوں کی ہنڈیوں میں کھانا پکا لیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں کھانا نہ پکاؤ۔'' میں نے کہا: اگر ہمیں ضرورت پیش آ جائے اور ان کو استعمال کیے بغیر چارہ نہ ہو تو کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''انھیں اچھی طرح دھولو' پھر (ان میں کھانا) پکا کر کھالو۔''

فوائد ومسائل: ① غیر مسلموں کے برتن استعمال کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے ② اس احتیاط کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے برتنوں میں شراب پیتے اور غیر مذبوح' یعنی مردار جانوروں کا گوشت پکاتے اور کھاتے ہیں۔ ③ اگر ایسے غیر مسلم کا برتن استعمال کرنا پڑے تو اسے اچھی طرح دھو لینا چاہیے یا مٹی سے مانج کر صاف کر لینا چاہیے' پھر اس میں کھانا پینا درست ہوگا۔ ④ اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کا ملازم ہے اور مسلمانوں کے گھر سے مسلمانوں کا پکا ہوا کھانا کھاتا ہے تو اس کے برتن بھی دھو کر استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ ⑤ جس برتن میں شراب نہیں رکھی جاتی' صرف پانی رکھا جاتا ہے' اس سے پانی پیا جا سکتا ہے' خواہ وہ برتن غیر مسلم کا ہو' البتہ اسے دھو لیا جائے۔

٢٨٣١- [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل يزيد بن سنان تقدم، ح:٢٥٨١، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما، انظر، ح:٣٢٠٧، وأخرجه أبوداود، ح:٣٨٣٩ من حديث أبي ثعلبة به نحوه، وإسناده صحيح.

(المعجم ٢٧) - **بَابُ الِاسْتِعَانَةِ بِالْمُشْرِكِينَ** (التحفة ٢٧)

باب:٢٧-(جنگ میں) مشرکوں سے مدد لینا

٢٨٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ [عَبْدِ اللهِ بْنِ] نِيَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ».

٢٨٣٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے۔“

قَالَ عَلِيٌّ: فِي حَدِيثِهِ: عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ أَوْ زَيْدٍ.

(امام ابن ماجہ کے استاذ) علی بن محمد نے اپنی حدیث میں راوی کے بارے میں تردد کا اظہار کیا ہے کہ وہ عبداللہ بن یزید ہے یا عبداللہ بن زید ہے۔

فوائد ومسائل: ① مسلمان اپنے عقیدے کے دفاع کے لیے جہاد کرتا ہے۔ مسلمانوں کے ملک کی زمین کا دفاع بھی اسی لیے اہم ہے کہ یہ دین کے دفاع کا ایک حصہ ہے۔ مشرک چونکہ اس عقیدے کو تسلیم نہیں کرتا' اس لیے وہ خلوص کے ساتھ اس کے دفاع کے لیے جنگ نہیں کر سکتا۔ ② غیر مسلم یا تو مسلمانوں کے کھلے دشمن ہوتے ہیں یا مسلمانوں کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کا مشرک (حربی) اسلامی فوج میں شامل نہیں ہو سکتا کیونکہ اسلامی فوج اس کے خلاف لڑتی ہے۔ دوسری قسم کا مشرک (ذمی) مسلمانوں کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ اور جس کی حفاظت مسلمان کرتے ہیں اس سے یہ مطالبہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مسلمانوں کی حفاظت اور دفاع کرے۔

(المعجم ٢٨) - **بَابُ الْخَدِيعَةِ فِي الْحَرْبِ** (التحفة ٢٨)

باب:٢٨-جنگ میں دھوکا

٢٨٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٢٨٣٣- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی

٢٨٣٢ـ أخرجه مسلم، الجهاد، باب كراهة الاستعانة في الغزو بكافر إلا لحاجة . . . الخ، ح: ١٨١٧ من حديث مالك عن الفضيل بن أبي عبدالله عن عبدالله بن نيار الأسلمي عن عروة به . . . . الخ، وكذا رواه أبوداود، ح: ٢٧٣٢، والترمذي، ح: ١٥٥٨، وقال: "حسن غريب" وغيرهما عن مالك به، وهو الصواب، وقال المزي في سنن ابن ماجه: "كذا عنده وهو تخليط فاحش والصواب ما تقدم" (تحفة الأشراف: ١٢/١٣).

٢٨٣٣ـ [صحيح متواتر] أخرجه البيهقي في الدلائل: ٣/٤٤٧ من حديث ابن إسحاق قال: حدثنا يزيد بن رومان به ◀◀

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ».

ﷺ نے فرمایا: ''جنگ دھوکا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جنگ کا بنیادی مقصد دشمن پر غلبہ حاصل کرنا ہوتا ہے' اس لیے اس کی جنگی چالوں کو ناکام بنانا ضروری ہے۔ ② جنگ میں دھوکا دینے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی نقل وحرکت کی جائے جس سے دشمن دھوکا کھا جائے اور مسلمانوں کی فوج کے اصل مقصد کو نہ سمجھ سکے' لہٰذا بر وقت مسلمانوں کی چال کا توڑ نہ کر سکے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کسی طرف جنگی مہم روانہ کرنے کا ارادہ ہوتا تو کسی دوسری طرف کے علاقے کے بارے میں معلومات حاصل کرتے۔ (صحيح البخاري' المغازي' باب حديث كعب بن مالك' حديث:۴۴۱۸) مقصد یہ ہوتا تھا کہ بات اگر دشمن کے کسی جاسوس تک پہنچے تو وہ اس سے صحیح نتیجہ نہ نکال سکے' اور اس طرح دشمن اندھیرے میں رہے۔ ④ اس لفظ کو [خُدَعَةٌ] بھی پڑھا گیا ہے' یعنی جنگ دھوکا دینے والی چیز ہے۔ ہر فریق فتح کی امید رکھتے ہوئے لڑتا ہے لیکن ہر ایک کی امید پوری نہیں ہوتی۔

٢٨٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ [مَطَرِ] بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ».

۲۸۳۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنگ دھوکا ہے (یا جنگ دھوکا دینے والی ہے۔'')

(المعجم ٢٩) - بَابُ الْمُبَارَزَةِ وَالسَّلَبِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹- (جنگ کے شروع میں) انفرادی مقابلہ اور مقتول کا ذاتی سامان

٢٨٣٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ

۲۸۳۵- حضرت قیس بن عباد ؒ سے روایت ہے

◄◄ مطولاً، والحديث: الحرب خدعة، متواتر (قطف الأزهار، ص:٢٥٥، نظم المتناثر، ص:١٥٢)، وأخرجه البخاري، ح:٣٠٢٨-٣٠٣٠، ومسلم، ح:١٧٣٩، ١٧٤٠ وغيرهما، انظر تخريج السيرة لابن هشام (ق ١٥٤) يسر الله لنا طبعه.

٢٨٣٤- [صحيح] أخرجه الطبراني: ١١/ ٣٠٠، ح:١١٧٩٨ من حديث يونس به، وقال الهيثمي (مجمع: ٥/ ٣٢٠) "وفيه مطر بن ميمون وهو ضعيف"، وضعفه البوصيري من أجل مطر بن ميمون، وانظر الحديث السابق.

٢٨٣٥- أخرجه البخاري، المغازي، باب قتل أبي جهل، ح:٣٩٦٨ من حديث وكيع، ومسلم، التفسير، باب في قوله تعالى: "هٰذان خصمان اختصموا في ربهم"، ح:٣٠٣٣ من حديث ابن مهدي، من حديث سفيان الثوري به، وتابعه هشيم: أخبرنا أبو هاشم به (البخاري، ح:٢٩٦٩ وغيره).

وَحَفْصُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرُّمَّانِيِّ، قَالَ أَبُوعَبْدِ اللهِ: هُوَ يَحْيَى بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ: لَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ: ﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ ٱخْتَصَمُوا۟ فِى رَبِّهِمْ﴾ [الحج: ١٩] إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾ [الحج: ١٤] فِي حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ. إِخْتَصَمُوا فِي الْحُجَجِ، يَوْمَ بَدْرٍ.

انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر یہ فرماتے سنا: یہ آیت ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ...... إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾ ''یہ دونوں مخالف اپنے رب کے بارے میں اختلاف کرنے والے ہیں...... اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔'' غزوۂ بدر کے دن چھ افراد کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب' حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم (ایک طرف) عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ (دوسری طرف) جنگ بدر کے دن یہ لوگ (حق و باطل کے) دلائل (کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے) کی وجہ سے ایک دوسرے کے مقابل تھے۔

فوائد ومسائل: ① عتبہ شیبہ اور ولید کافروں کے سردار تھے۔ عتبہ حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا کا باپ تھا جبکہ حضرت ہندہ' حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ اور ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی والدہ تھیں۔ شیبہ' عتبہ کا بھائی تھا اور ولید عتبہ کا بیٹا تھا۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ ابو طالب بن عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ اس طرح یہ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کے عم زاد ہوئے جب کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عبدالمطلب کے بیٹے اور رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے۔ ③ جہاں ایمان کا معاملہ ہو وہاں خون کے رشتے بھی اہمیت نہیں رکھتے۔

٢٨٣٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ وَ عِكْرِمَةُ ابْنُ عَمَّارٍ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَارَزْتُ رَجُلًا فَقَتَلْتُهُ. فَنَفَّلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ سَلَبَهُ.

۲۸۳۶- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے ایک آدمی کا مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا تو نبی ﷺ نے اس کا سامان مجھے دلوایا۔

٢٨٣٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٥ عن وكيع به، وصححه البوصيري.

فوائد ومسائل: ① سَلَب سے مراد مقتول کا ذاتی سامان ہے، مثلاً: لباس، تلوار وغیرہ۔ یہ چیزیں اسی مجاہد کا حق ہیں جو اس کافر کو قتل کرے۔ ② سلب کے علاوہ باقی مال غنیمت مجاہدین کی اجتماعی ملکیت ہے۔ اس میں سے ہر مجاہد وہی کچھ لے سکتا ہے جو مال غنیمت کی تقسیم کے وقت اس کے حصے میں آئے۔

٢٨٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، [عَنْ أَبِي قَتَادَةَ] أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَفَّلَهُ سَلَبَ قَتِيلٍ، قَتَلَهُ يَوْمَ حُنَيْنٍ.

٢٨٣٧- حضرت ابو قتادہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں ایک مقتول (کافر) کا ذاتی سامان دلوایا جسے انھوں نے جنگ حنین میں قتل کیا تھا۔

٢٨٣٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ ابْنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ فَلَهُ السَّلَبُ».

٢٨٣٨- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص (جنگ میں کسی کافر کو) قتل کرے تو اس (مقتول) کا ذاتی سامان اس (قاتل) کا ہے۔''

(المعجم ٣٠) - بَابُ الْغَارَةِ وَالْبَيَاتِ وَقَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠- حملہ کرنا، شبخون مارنا اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا

٢٨٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ

٢٨٣٩- حضرت صعب بن جثامہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اگر مشرکین کی کسی بستی پر شب خون مارا جائے اور اس دوران میں عورتوں اور بچوں کو نقصان پہنچے (وہ زخمی یا قتل ہو جائیں تو کیا حکم ہے؟)

٢٨٣٧_ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع السلاح في الفتنة وغيرها، ح: ٢١٠٠ وغيره، ومسلم، المغازي، باب استحقاق القاتل سلب القتيل، ح: ١٧٥١ من حديث يحيى بن سعيد به.

٢٨٣٨_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٢ عن أبي معاوية به، وتابعه أبوإسحاق (الفزاري) عند البيهقي: ٦/ ٣٠٩ * ابن سمرة مستور الحال، والحديث السابق شاهد له، وله شواهد أخرى.

٢٨٣٩_ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب أهل الدار يُبَيَّتون فيصاب الولدان والذراري . . . الخ، ح: ٣٠١٢، ومسلم، الجهاد، باب جواز قتل النساء والصبيان في البيات من غير تعمد، ح: ١٧٤٥ من حديث سفيان به.

ﷺ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُبَيَّتُونَ، فَيُصَابُ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ؟ قَالَ: «هُمْ مِنْهُمْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بھی انھی میں سے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① جو بچے یا عورتیں جنگ میں شریک نہ ہوں ان پر حملہ کرنا یا انھیں قتل کرنا جائز نہیں۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۸۴۱) ② دشمن کی فوج پر حملہ کرتے وقت اگر کوئی عورت یا بچہ زد میں آ جائے تو وہ معاف ہے۔ ③ رات کو حملہ کرنا (شب خون مارنا) جائز ہے تاکہ دشمن کو اچھی طرح دفاع کرنے کا موقع نہ ملے اور اسے شکست ہو جائے۔ ④ وہ ''انھی میں سے ہیں''، یعنی وہ بھی مشرک ہیں' اس لیے اگر نادانستہ طور پر وہ قتل ہو جائیں تو گناہ نہیں۔

٢٨٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْنَا، مَعَ أَبِي بَكْرٍ، هَوَازِنَ، عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ. فَأَتَيْنَا مَاءً لِبَنِي فَزَارَةَ فَعَرَّسْنَا. حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الصُّبْحِ شَنَنَّاهَا عَلَيْهِمْ غَارَةً. فَأَتَيْنَا أَهْلَ مَاءٍ فَبَيَّتْنَاهُمْ، فَقَتَلْنَاهُمْ. تِسْعَةً أَوْ سَبْعَةَ أَبْيَاتٍ.

۲۸۴۰- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہم نے ابوبکر ؓ کی قیادت میں قبیلۂ بنو ہوازن سے جنگ کی۔ ہم بنو فزارہ کے ایک چشمے پر پہنچے اور رات کا آخری حصہ وہاں ٹھہرے رہے۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے ان پر ہلّہ بول دیا۔ ہم نے چشمے والوں پر شب خون مار کر انھیں قتل کر دیا۔ وہ نو یا سات گھر تھے۔

٢٨٤١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَنْبَأَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى امْرَأَةً مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ. فَنَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

۲۸۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک راستے میں ایک مقتول عورت دیکھی تو عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا۔

فوائد ومسائل: ① عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا منع ہے۔ اسی طرح بوڑھے' راہب اور دوسرے ایسے افراد

٢٨٤٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرجل ينادي بالشعار، ح:٢٥٩٦، وحديث:٢٦٣٨ من حديث عكرمة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٠٧، ووافقه الذهبي.

٢٨٤١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد:٢/ ٢٣، ٧٥، ٧٦ من حديث مالك به، وأخرجه البخاري، ح:٣٠١٤، ٣٠١٥، ومسلم، ح:١٧٤٤ وغيرهما من حديث نافع به، فهو متفق عليه.

جو جنگ میں شریک نہیں ہوتے' انھیں بھی قتل کرنا درست نہیں۔ ② جب کوئی غلط کام سامنے آئے تو اس سے فوراً روک دینا چاہیے تاکہ دوسروں کو بھی معلوم ہو جائے اور وہ اس غلطی کے ارتکاب سے بچیں۔

٢٨٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْمُرَقِّعِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَمَرَرْنَا عَلَى امْرَأَةٍ مَقْتُولَةٍ قَدِ اجْتَمَعَ عَلَيْهَا النَّاسُ. فَأَفْرَجُوا لَهُ. فَقَالَ: «مَا كَانَتْ هٰذِهِ تُقَاتِلُ فِيمَنْ يُقَاتِلُ» ثُمَّ قَالَ لِرَجُلٍ: «اِنْطَلِقْ إِلَى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، فَقُلْ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ، يَقُولُ: لَا تَقْتُلَنَّ ذُرِّيَّةً وَلَا عَسِيفاً».

٢٨٤٢- حضرت حنظلہ کاتب (حنظلہ بن ربیع تمیمی ؓ) سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک غزوے میں گئے۔ ہمارا گزر ایک مقتول عورت (کی لاش) کے پاس سے ہوا۔ اس کے پاس لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے جگہ بنا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ عورت تو جنگ کرنے والوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے والی نہ تھی۔'' پھر ایک آدمی سے فرمایا: ''خالد بن ولید ؓ کے پاس جاؤ اور اسے کہو: رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ بچوں کو اور مزدوروں کو ہرگز قتل نہ کریں۔''

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: [حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ:] حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْمُرَقِّعِ عَنْ جَدِّهِ رَبَاحِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

٢٨٤٢- (م) امام ابن ماجہ ؒ نے ایک دوسری سند سے یہ روایت اسی طرح نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: يُخْطِىءُ الثَّوْرِيُّ فِيهِ.

ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا: سفیان ثوری نے اس حدیث میں غلطی کی ہے کہ انھوں نے اسے حنظلہ سے روایت کیا ہے۔

٢٨٤٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٨ عن وكيع به، وصححه البوصيري، وابن حبان(موارد)، ح: ١٦٥٥، وله شاهد عند أبي داود، ح: ٢٦٦٩، وإسناده صحيح، وانظر الحديث الآتي.

٢٨٤٢(م) ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨٨، ٤/ ٣٤٦ من حديث المغيرة بن عبدالرحمن به، وتابعه ابن أبي الزناد(مسند أحمد: ٣/ ٤٨٨، ٤/ ١٧٨)، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٥٦، وانظر الحديث السابق.

(المعجم ٣١) - بَابُ التَّحْرِيقِ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ٣١)

باب:۳۱- دشمن کے علاقے میں (درختوں اور مکانوں وغیرہ کو) آگ لگانا

٢٨٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا أُبْنٰى. فَقَالَ: «اِئْتِ أُبْنٰى صَبَاحًا. ثُمَّ حَرِّقْ».

۲۸۴۳- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اُبنٰی نامی بستی کی طرف بھیجا تو فرمایا: ''صبح کے وقت ابنٰی جاؤ اور اسے نذر آتش کردو۔''

فائدہ: زہیر شاویش بیان کرتے ہیں: اُبنٰی ایک جگہ کا نام ہے جو موجودہ ''اردن'' میں واقع ہے۔ (حاشیہ ضعیف سنن ابن ماجہ از علامہ البانی ؒ)

٢٨٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ [بَنِي] النَّضِيرِ، وَقَطَعَ. وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَآئِمَةً﴾ [الحشر: ٥] اَلْآيَةَ.

۲۸۴۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (یہودیوں کے قبیلے) بنونضیر کے کھجوروں کے درختوں کو جلا دیا اور کاٹ دیا۔ یہ مقام (جہاں کھجوروں کے یہ باغ واقع تھے) بویرہ کہلاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَآئِمَةً......﴾ ''تم نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ ڈالے یا جنھیں تم نے ان کی جڑوں پر باقی رہنے دیا (یہ سب اللہ کے فرمان سے تھا اور اس لیے بھی کہ اللہ فاسقوں کو رسوا کرے۔'')

فوائد ومسائل: ① یہودیوں نے نبیٔ اکرم ﷺ سے معاہدہ کیا تھا کہ کفار مکہ کے خلاف مسلمانوں کی مدد کریں گے لیکن انھوں نے عہد شکنی کی اور قبیلہ بنونضیر نے نبیٔ اکرم ﷺ کو شہید کرنے کی سازش بھی کی۔ اس

٢٨٤٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الحرق في بلاد العدو، ح: ٢٦١٦ من حديث صالح به، وانظر، ح: ١٠٩٨ لحاله، وفيه علة أخرى، انظر، ح: ٧٠٧.

٢٨٤٤ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث بني النضير ٤٠٣١ من حديث الليث، ومسلم، المغازي، باب جواز قطع أشجار الكفار وتحريقها، ح: ١٧٤٦ عن ابن رمح به.

عہد شکنی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان پر لشکر کشی کی۔ وہ کچھ عرصہ اپنے قلعوں میں محصور رہے لیکن آخر جان بخشی کی صورت میں جلاوطنی پر آمادہ ہو گئے۔ ② اس محاصرے کے دوران میں مسلمانوں نے بنونضیر کے کچھ درخت کاٹ ڈالے اور کچھ جلا دیے تاکہ دشمنوں کی آڑ ختم ہو اور وہ اپنے باغوں کو اجڑتا دیکھ کر مقابلے کے لیے میدان میں آئیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے افعال اور صحابہ کے وہ افعال جو رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے کیے گئے ہوں، وہ شرعی طور پر جواز کی دلیل ہیں۔

٢٨٤٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ، وَقَطَعَ. وَفِيهِ يَقُولُ شَاعِرُهُمْ:

فَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ
حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

۲۸۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بنونضیر کے کھجوروں کے درخت جلائے اور کاٹے اور اسی کے بارے میں شاعر نے کہا:

فَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ
حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

”بنو لؤی (قریش) کے سرداروں کے لیے آسان ہو گیا کہ بویرہ میں ہر طرف پھیلتی ہوئی آگ لگی ہو۔“

فوائد و مسائل: ① یہ شعر حضرت حسان بن ثابت ؓ کا ہے۔ (صحیح البخاري' الحرث والمزارعة' باب قطع الشجر والنخل' حدیث:۲۳۲۶) ② علامہ وحید الزمان ؒ نے حضرت حسان ؓ کے مذکورہ بالا شعر کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے: ”بنی لؤی کے عمائد پہ ہو گیا آسان۔ لگی ہو آگ بویرہ میں ہر طرف سوزاں“ ③ کسی ضرورت کے موقع پر پھل دار یا سایہ دار درخت کو کاٹنا جائز ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ فِدَاءِ الْأُسَارٰى (التحفة ٣٢)

باب: ۳۲- قیدیوں کا فدیہ

٢٨٤٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ

۲۸۴۶- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت ابوبکر ؓ کی قیادت میں قبیلہ ہوازن سے جنگ

٢٨٤٥_ أخرجه مسلم، الجهاد، باب جواز قطع أشجار الكفار وتحريقها، ح: ١٧٤٦ من حديث عقبة به.

٢٨٤٦_ أخرجه مسلم، المغازي، باب التنفيل وفداء المسلمين بالأسارى، ح: ١٧٥٥ من حديث عكرمة به.

ابْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْنَا، مَعَ أَبِي بَكْرٍ، هَوَازِنَ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَنَفَّلَنِي جَارِيَةً مِنْ بَنِي فَزَارَةَ، مِنْ أَجْمَلِ الْعَرَبِ. عَلَيْهَا قِشْعٌ لَهَا. فَمَا كَشَفْتُ لَهَا عَنْ ثَوْبٍ حَتَّى أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ. فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي السُّوقِ، فَقَالَ: «لِلّٰهِ أَبُوكَ هَبْهَا لِي» فَوَهَبْتُهَا لَهُ. فَبَعَثَ بِهَا، فَفَادَى بِهَا أُسَارَى مِنْ أُسَارَى الْمُسْلِمِينَ، كَانُوا بِمَكَّةَ.

کی (اور فتح پائی۔) انھوں نے مجھے بنوفزارہ کی ایک لڑکی انعام کے طور پر عطا فرمائی جو عرب کی انتہائی حسین عورتوں میں سے تھی۔ اس نے پرانی پوستین اوڑھ رکھی تھی۔ میں نے مدینہ پہنچ جانے تک اس کا کپڑا بھی (اس کے جسم سے) ہٹا کر نہ دیکھا۔ (مدینے میں) مجھے نبی ﷺ بازار میں ملے تو فرمایا: ”تیرا بھلا ہو‘ یہ مجھے ہبہ کر دو۔“ میں نے وہ رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دی۔ آپ نے اسے (مکے) بھیج کر اس کے بدلے میں ان مسلمان قیدیوں کو چھڑا لیا جو مکے میں قید تھے۔

فوائد ومسائل: ① مال غنیمت تمام مجاہدین میں برابر تقسیم کیا جاتا ہے‘ تاہم بہتر کارکردگی دکھانے والوں کو اس کے علاوہ بھی انعام دیا جا سکتا ہے‘ اسے ”نفل“ کہتے ہیں۔ ② امام (خلیفہ یا کمانڈر) کسی مجاہد کو دیا ہوا انعام واپس لے سکتا ہے‘ جب اسے واپس لینے میں کوئی بڑی مصلحت ہو۔ ③ مسلمان قیدیوں کو چھڑانے کے لیے کافر قیدیوں کو آزاد کرنا جائز ہے‘ یعنی مسلمانوں اور کافروں کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ شرعاً درست ہے۔

(المعجم ٣٣) - بَابُ مَا أَحْرَزَ الْعَدُوُّ ثُمَّ ظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ (التحفة ٣٣)

باب: ٣٣- (مسلمانوں کی) کوئی چیز کافروں کے قبضے میں جانے کے بعد دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ جائے تو کیا حکم ہے

٢٨٤٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَهَبَتْ فَرَسٌ لَهُ. فَأَخَذَهَا الْعَدُوُّ. فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ. فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۸۴۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میرا ایک گھوڑا بھاگ گیا تو اسے دشمن نے پکڑ لیا‘ پھر (جنگ کے بعد) اس پر مسلمانوں نے قبضہ کیا تو وہ واپس مجھے (ابن عمر ؓ کو) دے دیا گیا۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کا ہے۔

قَالَ: وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ. فَلَحِقَ بِالرُّومِ. فَظَهَرَ

(اس کے علاوہ) حضرت ابن عمر ؓ کا ایک غلام

٢٨٤٧_ أخرجه البخاري، الجهاد، باب: إذا غنم المشركون مال المسلم، ثم وجده المسلم، ح: ٣٠٦٧ تعليقًا، وأبوداود، ح: ٢٦٩٩ من حديث ابن نمير عن عبيدالله به.

عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ. فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

بھاگ گیا اور رومیوں سے جا ملا۔ مسلمانوں نے ان پر فتح پائی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ غلام دوبارہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دے دیا۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اگر کسی مسلمان کا کوئی مال کافروں کے قبضے میں چلا جائے اور بعد میں وہ دوبارہ مسلمانوں کے قبضے میں آ جائے تو اسے عام غنیمت میں شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ اسی مسلمان کو ملے گا جس کے قبضے سے نکلا تھا۔ ② مسلمانوں کی جو چیز کافروں کے قبضے میں چلی جائے تو قانونی طور پر وہ اسی مسلمان کی ملکیت رہتی ہے۔ جب ممکن ہو اسے دے دی جائے۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ الْغُلُولِ (التحفة ٣٤)

باب:٣٤- مالِ غنیمت میں خیانت

٢٨٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعَ بِخَيْبَرَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ» فَأَنْكَرَ النَّاسُ ذٰلِكَ، وَتَغَيَّرَتْ [لَهُ] وُجُوهُهُمْ. فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَالَ: «إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللهِ».

٢٨٤٨- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: قبیلۂ اشجع کا ایک آدمی خیبر میں (جنگ کے دوران میں) فوت ہو گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔'' لوگوں کو اس پر تعجب ہوا اور چہروں پر حیرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ نبی ﷺ نے یہ دیکھا تو فرمایا: ''تمھارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران میں غنیمت میں) خیانت کی ہے۔''

قَالَ زَيْدٌ: فَالْتَمَسُوا مَتَاعَهُ، فَإِذَا خَرَزَاتٌ مِنْ خَرَزِ يَهُودَ، مَا تُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ.

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحابہ نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو یہودیوں کے چند منکے ملے جن کی قیمت دو درہم کے برابر بھی نہیں تھی۔

٢٨٤٨- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في تعظيم الغلول، ح: ٢٧١٠ من حديث يحيى به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٨١، وابن حبان (موارد)، ح: ٤٨٣٣، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٢٧، ووافقه الذهبي. قلت: أبوعمرة الأنصاري لم يخرج عنه البخاري، ومسلم، ووثقه ابن حبان، والحاكم وغيرهما، وقال الذهبي: "صدوق"، وأشار المنذري إلى تحسين حديثه فهو ليس بالمجهول، بل حسن الحديث.

٢٨٤٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هُوَ فِي النَّارِ» فَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ. فَوَجَدُوا عَلَيْهِ كِسَاءً أَوْ عَبَاءَةً، قَدْ غَلَّهَا.

۲۸۴۹- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے سامان کی دیکھ بھال پر ایک آدمی متعین تھا جسے کرکرہ کہتے تھے۔ وہ فوت ہو گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ جہنم میں ہے۔“ صحابۂ کرام ؓ دیکھنے لگے (کہ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے) تو انھیں اس کے پاس ایک چادر یا عبا ملی جو اس نے (مال غنیمت میں سے) چرائی تھی۔

فوائد ومسائل: ① مال غنیمت میں خیانت بہت بڑا جرم ہے۔ ② چرائی ہوئی چیز معمولی ہو تو بھی جرم کی شناعت میں فرق نہیں پڑتا۔ ③ اس حدیث سے ان لوگوں کا بھی ردّ ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ مومن جہنم میں نہیں جا سکتا۔ کتاب وسنت کے دلائل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے گناہ کی وجہ سے ایک گناہ گار مومن شخص بھی جہنم کا مستحق ہو سکتا ہے، تاہم جہنم کا دائمی عذاب صرف کافروں اور مشرکوں کے لیے ہے۔ واللہ أعلم.

٢٨٥٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ عِيسَى بْنِ سِنَانٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، إِلَى جَنْبِ بَعِيرٍ مِنَ الْمَقَاسِمِ. ثُمَّ تَنَاوَلَ شَيْئًا مِنَ الْبَعِيرِ. فَأَخَذَ مِنْهُ قَرَدَةً. يَعْنِي وَبَرَةً. فَجَعَلَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هٰذَا مِنْ غَنَائِمِكُمْ. أَدُّوا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ، فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ، فَمَا دُونَ ذٰلِكَ. فَإِنَّ الْغُلُولَ عَارٌ عَلَى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَشَنَارٌ وَنَارٌ».

۲۸۵۰- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: غزوۂ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں غنیمت کے ایک اونٹ کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھائی، پھر رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کے تھوڑے سے بال لیے، انھیں اپنی دو انگلیوں میں پکڑا اور فرمایا: ”اے لوگو! یہ بھی تمھاری غنیمتوں میں سے ہیں۔ سوئی دھاگا اور اس سے کم وبیش چیز بھی ادا کرو۔ (غنیمت میں) خیانت، قیامت کے دن خیانت کرنے والے کے لیے عار، عیب اور آگ بن جائے گی۔“

٢٨٤٩ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب القليل من الغلول، ح: ٣٠٧٤ من حديث سفيان به.

٢٨٥٠ـ [حسن] وحسنه البوصيري * وفيه عيسى بن سنان وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، ولكن لحديثه شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ٢٦٩٤، وابن حبان، ح: ١٦٩٣، والحاكم: ٢/١٣٥، ١٣٦ وغيرهم.

فوائد ومسائل: ① نماز کے بعد وعظ ونصیحت کرنا مسنون ہے کیونکہ اس وقت سب لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ② وعظ ونصیحت میں حالات کے تقاضوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ ③ مال غنیمت میں سے کوئی چیز کوئی مجاہد اپنے طور پر اپنے قبضے میں نہیں رکھ سکتا بلکہ معمولی سی چیز بھی امیر لشکر کے پاس جمع کرانی چاہیے' پھر تقسیم کے بعد جو چیز کسی کے حصے میں آجائے وہ جائز ہے۔ جو چیز کسی دوسرے مجاہد کے حصے میں آگئی ہے' اس سے خریدی جاسکتی ہے۔ ④ قیامت کے دن دنیا میں کمائے ہوئے گناہ بدنامی اور ندامت کا باعث ہوں گے۔ جہنم کی سزا اس کے علاوہ ہے۔ ⑤ مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت کا ناجائز استعمال جرم ہے۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ النَّفْلِ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- (غنیمت کے حصے کے علاوہ) زائد انعام

٢٨٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جَارِيَةَ، عَنْ حَبِيبِ ابْنِ مَسْلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَفَّلَ الثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ.

٢٨٥١- حضرت حبیب بن مسلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خمس کے بعد تہائی حصہ بطور انعام دیا۔

فوائد ومسائل: ① امیر لشکر کو حق حاصل ہے کہ کوئی خاص کارنامہ انجام دینے والے دستے کو غنیمت میں ان کے حصے کے علاوہ خصوصی انعام بھی دے۔ یہ خصوصی انعام خمس میں سے دیا جاتا ہے۔ ② "خمس کے بعد" کا مطلب یہ ہے کہ غنیمت میں سے بیت المال کا پانچواں حصہ الگ کرنے کے بعد باقی مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کیا' اس کے بعد خمس میں سے کچھ حصہ مزید انعام کے طور پر دیا۔ بعض علماء کے نزدیک خمس نکال کر باقی چار حصوں میں سے کچھ خاص انعام دیا' پھر سب مجاہدین میں تقسیم کیا۔

٢٨٥٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

٢٨٥٢- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شروع میں چوتھا حصہ اور واپسی میں

٢٨٥١ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب فيمن قال الخمس قبل النفل، ح: ٢٧٤٨ من حديث سفيان الثوري به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٣٣، ووافقه الذهبي * مكحول صرح بالسماع، انظر، ح: ٢٧٥٠ من نيل المقصود.

٢٨٥٢ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب في النفل، ح: ١٥٦١ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن" * مكحول عنعن، تقدم، ح: ٤٨١، ولحديثه شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٢٧٥٠، انظر الحديث الآتي.

ابْنِ الْحَارِثِ الزُّرَقِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَفَّلَ، فِي الْبَدْأَةِ، الرُّبُعَ وَفِي الرَّجْعَةِ، الثُّلُثَ.

تیسرا حصہ بطور انعام عطا فرمایا۔

فائدہ: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر جنگ کے شروع میں کوئی دستہ بہادری کا خاص کارنامہ انجام دے' مثلاً: دشمن پر حملہ کرنے میں پہل کرے اور غنیمت حاصل کرے تو انھیں اس میں سے چوتھائی حصہ بطور انعام دیا جائے' اور اگر کوئی دستہ اس قسم کا کارنامہ اس وقت انجام دے جب لشکر واپس ہو رہا ہو تو انھیں اس غنیمت میں سے تیسرا حصہ انعام دیا جائے۔

٢٨٥٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ: أَنْبَأَنَا رَجَاءُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: لَا نَفَلَ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. يَرُدُّ الْمُسْلِمُونَ قَوِيُّهُمْ عَلَى ضَعِيفِهِمْ.

٢٨٥٣- حضرت رجاء بن ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عمرو بن شعیب نے اپنے والد کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت بیان کی کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی زائد انعام نہیں۔ قوی مسلمان ضعیف مسلمانوں کو بھی (غنیمت میں سے) حصہ دیں۔

قَالَ [رَجَاءٌ]: فَسَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ مُوسَى يَقُولُ لَهُ: حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ عَنْ حَبِيبِ ابْنِ مَسْلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَفَّلَ، فِي الْبَدْأَةِ، الرُّبُعَ وَحِينَ قَفَلَ، الثُّلُثَ. فَقَالَ عَمْرٌو: أُحَدِّثُكَ عَنْ أَبِي عَنْ جَدِّي، وَتُحَدِّثُنِي عَنْ مَكْحُولٍ؟

٢٨٥٣-(ب) رجاء بن ابوسلمہ فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ سلیمان بن موسیٰ ؒ انھیں (عمرو بن شعیب ؒ کو) کہہ رہے تھے: مجھے مکحول نے حبیب بن مسلمہ ؓ سے حدیث سنائی کہ نبی ﷺ نے شروع میں چوتھائی اور واپسی میں تہائی انعام عطا فرمایا۔ عمرو بن شعیب ؒ نے فرمایا: میں تمھیں اپنے والد کی اپنے دادا سے روایت

٢٨٥٣- [إسناده حسن] أخرجه ابن حبان (موارد)، ح: ١٦٧٢ من حديث رجاء به مرسلاً، وحسنه البوصيري.

٢٨٥٣- ب - [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب فيمن قال الخمس قبل النفل، ح: ٢٧٥٠ من حديث سليمان به مطولاً، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٧٢، والحاكم: ٢/ ١٣٣، والذهبي * مكحول ثقة إمام، حديثه صحيح على الراجح، إذا صرح بالسماع، وانظر، ح: ٤٨١.

سنا رہا ہوں اور تم مجھے مکحول کی روایت سنا رہے ہو؟

فوائد ومسائل: ① سند کے لحاظ سے عمرو بن شعیب کی حدیث زیادہ قوی ہے اگرچہ مکحول کی روایت بھی صحیح ہے' اس لیے عمرو بن شعیب نے حدیث کی قوت کی طرف توجہ دلائی۔ ② عمرو بن شعیب کی حدیث کی سند تو قوی ہے لیکن یہ صحابی (عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) کا فتوی ہے جب کہ مکحول کی حدیث مرفوع ہے' یعنی انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا عمل پیش کیا ہے۔ اس کے بعد جب تک یہ حکم منسوخ ہونے کی واضح دلیل نہ ہو اس پر عمل کرنا چاہیے۔ ہاں' اگر رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہونے کی واضح دلیل مل جائے تو پھر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے قول کو اختیار کیا جا سکتا ہے لیکن یہاں ایسی کوئی دلیل نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٦) - بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- غنیمتوں کی تقسیم کا بیان

٢٨٥٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَسْهَمَ، يَوْمَ خَيْبَرَ، لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةَ أَسْهُمٍ: لِلْفَرَسِ سَهْمَانِ، وَلِلرَّجُلِ سَهْمٌ.

٢٨٥٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر سوار کو تین حصے عطا فرمائے' دو حصے گھوڑے کے اور ایک حصہ آدمی کا۔

فوائد ومسائل: ① جہاد کے لیے گھوڑے پالنے اور ان کی دیکھ بھال کرنے پر کافی سرمایہ خرچ ہوتا ہے' اس لیے مال غنیمت میں گھوڑے کا بھی حصہ رکھا گیا ہے ورنہ ممکن تھا کہ مجاہد کا حصہ گھوڑے کی خدمت ہی پر خرچ ہو جاتا اور وہ خود مال غنیمت میں سے اپنی ذاتی ضروریات کے لیے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکتا۔ ② گھوڑے کا حصہ آدمی کے حصے سے دگنا ہے' اس لیے گھوڑے والے مجاہد کو تین حصے ملتے ہیں۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ الْعَبِيدِ وَالنِّسَاءِ يَشْهَدُونَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- جہاد میں آزاد مسلمانوں کے ساتھ غلاموں اور عورتوں کی شرکت

٢٨٥٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

٢٨٥٥- حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ ...... وکیع رحمہ اللہ نے

٢٨٥٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في سهمان الخيل، ح: ٢٧٣٣ من حديث أبي معاوية: حدثنا عبيدالله به، وأخرجه البخاري، ح: ٢٨٦٣، ومسلم، ح: ١٧٦٢ وغيرهما من طرق عن عبيدالله بن عمر نحوه، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٢٨٥٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في المرأة والعبد يحذيان من الغنيمة، ح: ٢٧٣٠ من ◄

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَيْراً، مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ وَكِيعٌ: وَكَانَ لَا يَأْكُلُ اللَّحْمَ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ مَوْلَايَ، يَوْمَ خَيْبَرَ، وَأَنَا مَمْلُوكٌ. فَلَمْ يَقْسِمْ لِي مِنَ الْغَنِيمَةِ. وَأُعْطِيتُ، مِنْ خُرْثِيِّ الْمَتَاعِ، سَيْفاً. وَكُنْتُ أَجُرُّهُ إِذَا تَقَلَّدْتُهُ.

فرمایا: (ان کا یہ نام اس لیے مشہور ہوا کہ) وہ گوشت نہیں کھاتے تھے..... کے آزاد کردہ غلام حضرت عمیر ؓ نے فرمایا: غزوۂ خیبر کے موقع پر جبکہ میں غلام تھا' میں اپنے آقا کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا تو مجھے غنیمت میں سے (آزاد مردوں کی طرح) حصہ نہیں ملا۔ مجھے معمولی سامان میں سے ایک تلوار دی گئی۔ جب میں اسے گلے میں لٹکاتا تو وہ زمین پر گھسٹتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① ''آبی اللحم'' کا مطلب ہے ''گوشت کھانے سے انکار کرنے والا۔'' ان کا یہ نام اس لیے مشہور ہوا کہ یہ زمانۂ اسلام سے پہلے بھی غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانوروں کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ ان کا نام ''خلف'' بیان کیا گیا ہے۔ (تقریب التهذيب) ② جہاد میں نابالغ لڑکے بھی شریک ہو سکتے ہیں اور غلام بھی۔ ③ جن افراد کو مال غنیمت میں سے مقرر حصہ نہیں دیا جاتا' انھیں بھی کچھ نہ کچھ انعام ضرور دینا چاہیے۔ ④ تلوار زمین پر اس لیے لگتی تھی کہ حضرت عمیر ؓ کا قد' کم سن ہونے کی وجہ سے' چھوٹا تھا۔

٢٨٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ. أَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ. وَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ. وَأُدَاوِي الْجَرْحَى. وَأَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى.

۲۸۵۶- حضرت ام عطیہ انصاریہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سات جنگوں میں حصہ لیا۔ (صحابہ کے جنگ کے لیے چلے جانے پر) میں خیموں میں رہتی (سامان کی حفاظت کرتی)' ان کے لیے کھانا تیار کرتی' زخمیوں کا علاج کرتی اور بیماروں کی دیکھ بھال کرتی۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں جہاد میں شریک ہوتی رہی ہیں لیکن ایسا زیادہ تر پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہوا ہے' بعد میں رسول اللہ ﷺ نے جہاد میں عورتوں کے شریک ہونے کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔ عورتوں کے لیے غنیمت میں باقاعدہ حصہ مقرر نہ کرنا بھی اسی مقصد کے لیے ہے۔

حديث محمد بن زيد به، وقال الترمذي، ح:١٥٥٧: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٦٦٩، والحاكم: ٢/ ١٣١، والذهبي.

٢٨٥٦_ أخرجه مسلم، الجهاد، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم... الخ، ح:١٨١٢ عن ابن أبي شيبة به.

④ عورتیں جب محاذ پر موجود ہوں، تب بھی انھیں جنگ میں براہ راست حصہ نہیں لینا چاہیے کیونکہ یہ ان کے احترام اور حجاب کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ انھیں وہ کام کرنے چاہئیں جن کے دوران میں وہ مردوں کے ساتھ اختلاط سے حتی الامکان محفوظ رہیں۔

(المعجم ٣٨) - **بَابُ وَصِيَّةِ الْإِمَامِ** (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- امام (خلیفہ) کا (فوج کو روانہ کرتے وقت) نصیحت کرنا

٢٨٥٧- **حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي عَطِيَّةُ ابْنُ الْحَارِثِ أَبُو رَوْقٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو الْغَرِيفِ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ. فَقَالَ: «سِيرُوا بِسْمِ اللهِ، وَفِي سَبِيلِ اللهِ. قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ. وَلَا تَمْثُلُوا، وَلَا تَغْدِرُوا، وَلَا تَغُلُّوا، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا».

٢٨٥٧- حضرت صفوان بن عسال ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں (ایک جنگی مہم پر) روانہ کیا تو (الوداع کہتے وقت) آپ نے فرمایا: ''اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں چلو۔ اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے جنگ کرو اور مثلہ نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا اور کسی بچے کو قتل نہ کرنا۔''

٢٨٥٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَمَّرَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ، أَوْصَاهُ فِي خَاصَّةِ نَفْسِهِ بِتَقْوَى اللهِ، وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْراً. فَقَالَ: «أُغْزُوا بِسْمِ اللهِ،

٢٨٥٨- حضرت سلیمان بن بریدہ ؒ اپنے والد (حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی ؓ) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو لشکر کا امیر مقرر فرماتے تو اسے خود اپنی ذات کے بارے میں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتے اور ساتھ والے مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کرتے۔ رسول اللہ ﷺ (مجاہدین کو نصیحت کرتے

٢٨٥٧ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٥/ ٢٦٠، ح: ٨٨٣٧ من حديث أبي أسامة به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن".

٢٨٥٨ـ أخرجه مسلم، الجهاد، باب تأمير الإمام الأمراء على البعوث ووصيته إياهم بآداب الغزو وغيرها، ح: ١٧٣١ من حديث سفيان الثوري به.

وَفِي سَبِيلِ اللهِ. قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ. أُغْزُوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تَغُلُّوا وَلَا تَمْثُلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا. وَإِذَا أَنْتَ لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ إِلٰى إِحْدٰى ثَلَاثِ خِلَالٍ، أَوْ خِصَالٍ. فَأَيَّتُهُنَّ أَجَابُوكَ إِلَيْهَا، فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ. اُدْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ. فَإِنْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ. ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلٰى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ. وَأَخْبِرْهُمْ، إِنْ فَعَلُوا ذٰلِكَ، أَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ، وَأَنَّ عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، وَإِنْ أَبَوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ، يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللهِ الَّذِي يَجْرِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ. وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْفَيْءِ وَالْغَنِيمَةِ شَيْءٌ. إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ. فَإِنْ هُمْ أَبَوْا أَنْ يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ، فَسَلْهُمْ إِعْطَاءَ الْجِزْيَةِ. فَإِنْ فَعَلُوا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ. فَإِنْ هُمْ أَبَوْا، فَاسْتَعِنْ بِاللهِ عَلَيْهِمْ وَقَاتِلْهُمْ. وَإِنْ حَاصَرْتَ حِصْناً، فَأَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّكَ، فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّكَ. وَلٰكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَبِيكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ. فَإِنَّكُمْ، إِنْ تُخْفِرُوا ذِمَّتَكُمْ وَذِمَّةَ آبَائِكُمْ، أَهْوَنُ عَلَيْكُمْ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ

ہوئے) فرماتے تھے: ''اللہ کے نام سے' اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے جنگ کرو۔ جہاد کرو اور (جہاد کے دوران میں) عہد شکنی نہ کرنا' خیانت نہ کرنا' مثلہ نہ کرنا اور کسی بچے کو قتل نہ کرنا۔'' (اور امیر لشکر کو نصیحت فرماتے:) ''جب تیرے مشرک دشمنوں سے تیرا سامنا ہو تو انھیں تین باتوں کی دعوت دے۔ وہ ان میں سے جو بات بھی مان لیں اسے قبول کر کے ان سے ہاتھ روک لے (اور جنگ نہ کر۔ انھیں (پہلے) اسلام کی دعوت دے۔ اگر وہ یہ بات مان لیں (اور مسلمان ہو جائیں) تو ان کا یہ عمل قبول کر لے (انھیں مسلمان تسلیم کر لے) اور ان سے ہاتھ روک لے' پھر انھیں دعوت دے کہ اپنے علاقے (دار الکفر) سے ہجرت کر کے مہاجرین کے علاقے (دار الاسلام) میں آ جائیں۔ اور انھیں بتا کہ اگر وہ ہجرت کریں گے تو ان کو مہاجرین کے حقوق حاصل ہوں گے' اور ان پر مہاجرین کے فرائض عائد ہوں گے۔ اگر وہ (ہجرت سے) انکار کریں تو انھیں بتا دینا کہ انھیں اعرابی (خانہ بدوش) مسلمانوں والے حقوق حاصل ہوں گے۔ ان پر اللہ کا وہ قانون نافذ ہوگا جو (عام) مومنین پر نافذ ہے۔ اور انھیں مالِ فے اور مالِ غنیمت میں سے حصہ نہیں ملے گا' سوائے اس صورت کے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کریں۔ (لیکن) اگر وہ لوگ اسلام میں داخل ہونے سے انکار کر دیں تو ان سے جزیہ کی ادائیگی کا مطالبہ کر۔ اگر وہ (یہ مطالبہ) تسلیم کر لیں تو ان سے (جزیہ) منظور کر کے ہاتھ روک لے۔ اگر وہ (جزیہ

رَسُولِهِ. وَإِنْ حَاصَرْتَ حِصْناً فَأَرَادُوكَ أَنْ يَنْزِلُوا عَلَى حُكْمِ اللهِ، فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِ اللهِ. وَلٰكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ. فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ فِيهِمْ حُكْمَ اللهِ أَمْ لَا».

دینے سے بھی) انکار کریں تو ان کے خلاف اللہ سے مدد کی دعا کر اور ان سے جنگ کر۔ اگر تو کسی قلعے کا محاصرہ کرے اور وہ تجھ سے مطالبہ کریں کہ تو ان کے لیے اللہ کا اور اپنے نبی کا ذمہ دے (اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری پر امن دے) تو انھیں اللہ کا ذمہ نہ دینا اور اپنے نبی کا ذمہ نہ دینا' بلکہ اپنا' اپنے باپ کا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ دینا کیونکہ اگر تم اپنا اور اپنے باپوں کا وعدہ توڑ دو گے تو وہ اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ توڑنے سے ہلکا گناہ ہوگا۔ اگر تو کسی قلعے کا محاصرہ کرے اور وہ اللہ کا فیصلہ قبول کرتے ہوئے (قلعے سے) دست بردار ہونے پر رضا مندی کا اظہار کریں تو انھیں اللہ کے فیصلے پر دست بردار ہونے کو مت کہہ بلکہ انھیں اپنا فیصلہ قبول کرنے (کا مطالبہ کرتے ہوئے اسی شرط) پر دست بردار ہونے کو کہہ کیونکہ تجھے نہیں معلوم کہ تو اللہ کے فیصلے کے مطابق (فیصلہ) کر سکے گا یا نہیں۔''

قَالَ عَلْقَمَةُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ مُقَاتِلَ بْنَ حَيَّانَ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ هَيْصَمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَ ذٰلِكَ.

حدیث کے راوی حضرت علقمہ بن مرثد کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث مقاتل بن حیان کو بیان کی تو انھوں نے کہا: مجھے مسلم بن ہیصم نے نعمان بن مقرن کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی طرح حدیث بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① امیر المومنین کو چاہیے کہ جہادی لشکر روانہ کرتے وقت ان سے خطاب کرے اور مناسب ہدایات دے۔ ② یوں تو تقوی اور اخلاص ہر عمل میں ضروری ہے لیکن جہاد میں اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے کیونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں اللہ کے بندوں کی جانیں لی جاتی ہیں اور مال چھنتے ہیں۔ اگر دوسروں کے جان و مال میں تصرف اللہ کی رضا کے لیے نہ ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی ظلم نہیں ہو سکتا۔ ③ جہاد میں انسانوں کو قتل کرنا اصل مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود لوگوں کو سچا دین قبول کرنے پر آمادہ کرنا یا اسے قبول کرنے والوں کی راہ سے رکاوٹیں دور کرنا ہے' اس لیے اگر کافر اسلام قبول کر لے تو یہ بھی درست ہے کیونکہ اس طرح وہ دوسروں کو اسلام قبول کرنے سے روکنے کی طاقت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ④ ہجرت کرنے والے مسلمانوں اور ہجرت نہ

کرنے والے مسلمانوں میں بعض مسائل میں فرق ہے۔⑤ ہجرت غیر مسلموں کے علاقے سے مسلمانوں کی سلطنت کی طرف کی جاتی ہے۔⑥ مجاہدین غیر مسلموں کو امان دے سکتے ہیں۔⑦ امان دیتے وقت اپنی ذاتی ذمہ داری پر امان دینی چاہیے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری پر امان ہے۔⑧ جنگ کے دوران میں دشمن کے قلعے کا محاصرہ کرنا درست ہے۔⑨ اگر محصورین مسلمانوں کے امیر لشکر کا فیصلہ قبول کرنے اور ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہوں تو ان کا مطالبہ تسلیم کر کے ان کے ساتھ جنگی قیدی کی حیثیت سے مناسب معاملہ کرنا چاہیے۔⑩ حالات کے مطابق جنگی قیدیوں کو فدیہ لے کر یا بلا فدیہ رہا کرنا درست ہے۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ طَاعَةِ الْإِمَامِ (التحفة ٣٩)

باب:٣٩- امام کی اطاعت

٢٨٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَطَاعَنِي، فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ. وَمَنْ عَصَانِي، فَقَدْ عَصَى اللهَ. وَمَنْ أَطَاعَ الْإِمَامَ، فَقَدْ أَطَاعَنِي. وَمَنْ عَصَى الْإِمَامَ، فَقَدْ عَصَانِي».

٢٨٥٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی' اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی' اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے امام کی اطاعت کی' اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے امام کی نافرمانی کی' اس نے میری نافرمانی کی۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اصل میں اللہ کی اطاعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی مرضی سے حکم نہیں دیتے بلکہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے احکام کو نافذ کرتے ہیں' یا اللہ کی اجازت سے انتظامی احکام جاری کرتے ہیں۔② رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی حرام ہے کیونکہ یہ اصل میں اللہ کی نافرمانی ہے۔③ امام سے مراد مسلمانوں کا مرکزی حکمران' یعنی خلیفہ اور امیر المومنین بھی ہو سکتا ہے اور خلیفہ کا مقرر کردہ کوئی گورنر' جج' امیر لشکر وغیرہ بھی۔ رسول اللہ ﷺ مرکزی حکمران کی حیثیت سے ان عہدوں پر اہلیت رکھنے والے افراد کو فائز فرماتے تھے۔④ مسلمان حکمرانوں کے جو احکام صراحتاً شرعی احکام کے منافی ہوں انھیں تسلیم نہیں کرنا چاہیے بلکہ خلیفہ یا اس کے مقرر کردہ افسر کو شرعی حکم کی طرف توجہ دلانی چاہیے تاکہ وہ اپنے حکم میں تبدیلی کر لے۔

٢٨٥٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣ من حديث الأعمش به.

٢٨٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ».

۲۸۶۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام کو حاکم بنا دیا جائے جس کا سر منقے جیسا ہو۔''

٢٨٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا، مَا قَادَكُمْ بِكِتَابِ اللهِ».

۲۸۶۱- حضرت ام حصین (بنت اسحاق) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''اگر تم پر ایک ناک کان کٹا حبشی غلام بھی امیر مقرر کیا جائے تو اس کی بات سنو اور تسلیم کرو جب تک وہ تمھیں اللہ کی کتاب کے مطابق لے کر چلے۔''

٢٨٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الرَّبَذَةِ، وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ. فَإِذَا عَبْدٌ يَؤُمُّهُمْ. فَقِيلَ: هٰذَا أَبُو ذَرٍّ. فَذَهَبَ يَتَأَخَّرُ. فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا مُجَدَّعَ الْأَطْرَافِ.

۲۸۶۲- حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ربذہ تشریف لائے تو نماز کی اقامت ہو چکی تھی اور ایک غلام ان کی امامت کرا رہا تھا۔ (اسے) کہا گیا: یہ ابوذر رضی اللہ عنہ (آ گئے) ہیں۔ وہ پیچھے ہٹنے لگا (تاکہ ابوذر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں) تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے خلیل ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں سنوں اور مانوں اگرچہ (حاکم) ناک کان کٹا حبشی غلام ہی ہو۔

٢٨٦٠ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب إمامة العبد والمولى، ح: ٦٩٣ عن محمد بن بشار به.

٢٨٦١ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية، وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٣٨ عن ابن أبي شيبة به.

٢٨٦٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٢٥٦.

فوائد ومسائل: ① مسلمان حاکم کی اطاعت فرض ہے۔ ② اسلامی حکومت میں عہدہ اہلیت و قابلیت کی بنیاد پر دیا جاتا ہے، رنگ ونسل یا ظاہری حسن و جمال کی بنیاد پر نہیں۔ ③ حکمرانوں کا فرض ہے کہ اسلامی سلطنت کا نظم ونسق احکام شریعت کے مطابق چلائیں ورنہ خلاف شریعت حکم تسلیم کرنے سے انکار کیا جا سکتا ہے اور اسے بغاوت قرار نہیں دیا جائے گا۔ ④ عالم کا احترام کرنا چاہیے۔ ⑤ عالم کے احترام میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس کی موجودگی میں کم درجے کا عالم نماز نہ پڑھائے۔ ⑥ عالم کی اجازت سے کم درجے کا شخص بھی نماز پڑھا سکتا ہے۔ ⑦ حاکم اپنے عہدے کی بنا پر نماز کا امام بننے کا حق رکھتا ہے۔ ⑧ مسلمانوں میں اجتماعی ڈسپلن قائم رکھنا بہت ضروری ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- اللہ کی نافرمانی کے کام میں کسی کی اطاعت جائز نہیں

٢٨٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ عَلْقَمَةَ بْنَ مُجَزِّزٍ عَلَى بَعْثٍ، وَأَنَا فِيهِمْ. فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى رَأْسِ غَزَاتِهِ، أَوْكَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، اسْتَأْذَنَتْهُ طَائِفَةٌ مِنَ الْجَيْشِ، فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ ابْنَ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسٍ السَّهْمِيَّ. فَكُنْتُ فِيمَنْ غَزَا مَعَهُ. فَلَمَّا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ أَوْقَدَ الْقَوْمُ نَاراً لِيَصْطَلُوا أَوْ لِيَصْطَنِعُوا عَلَيْهَا صَنِيعًا. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ وَكَانَتْ فِيهِ دُعَابَةٌ: أَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمُ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ: فَمَا أَنَا بِآمِرِكُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا صَنَعْتُمُوهُ؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنِّي أَعْزِمُ

۲۸۶۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ فرمایا۔ میں بھی اس میں شامل تھا۔ جب وہ (لشکر) غزوے کے مقام پر پہنچا یا ابھی راستے ہی میں تھا کہ فوج کے ایک حصے نے (دشمن پر حملہ کرنے میں پہل کرنے کے لیے آگے جانے کی) اجازت طلب کی۔ علقمہ رضی اللہ عنہ نے انھیں اجازت دے دی اور حضرت عبداللہ بن حذافہ بن قیس سہمی رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا۔ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنھوں نے ان (عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مل کر جنگ کی۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھے (دشمن سے آمنا سامنا نہیں ہوا تھا) کہ (اس دستے کے) لوگوں نے سردی سے بچاؤ کے لیے یا کسی اور مقصد کے لیے آگ جلائی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کچھ مزاحیہ طبیعت رکھتے تھے۔ انھوں نے (ساتھیوں سے) کہا: کیا میرا حکم سن کر اطاعت کرنا تم پر

٢٨٦٣_[إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٦٧ عن يزيد بن هارون به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح".

عَلَيْكُمْ إِلَّا تَوَاثَبْتُمْ فِي هٰذِهِ النَّارِ. فَقَامَ نَاسٌ فَتَحَجَّزُوا. فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّهُمْ وَاثِبُونَ، قَالَ: أَمْسِكُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ. فَإِنَّمَا كُنْتُ أَمْزَحُ مَعَكُمْ.

لازم نہیں؟ انھوں نے کہا: لازم ہے۔ فرمایا: میں تمھیں جو بھی حکم دوں کیا تم مانو گے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: میں تمھیں قطعی حکم دیتا ہوں کہ اس آگ میں چھلانگیں لگا دو۔ (یہ حکم سن کر) بعض افراد اٹھ کھڑے ہوئے اور چھلانگیں لگانے کو تیار ہو گئے۔ جب عبداللہ ؓ نے دیکھا کہ یہ لوگ (آگ میں) کودنے والے ہیں تو فرمایا: رک جاؤ' میں تو تم سے مذاق کر رہا تھا۔

فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَمَرَكُمْ مِنْهُمْ بِمَعْصِيَةِ اللهِ، فَلَا تُطِيعُوهُ».

(حضرت ابوسعید ؓ نے فرمایا:) جب ہم واپس (مدینہ) آئے تو صحابہ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان (امیروں) میں سے جو کوئی تمھیں اللہ کی نافرمانی کا حکم دے' اس کی اطاعت نہ کرو۔''

فوائد ومسائل: ① فوج کے عمومی کمانڈر کے علاوہ ماتحت افسر بھی مقرر کیے جا سکتے ہیں۔ ② کمانڈر کی اجازت سے فوج کا کوئی دستہ کسی خاص کارروائی کے لیے روانہ ہو سکتا ہے۔ ③ فوجی کارروائیوں میں کمانڈر کو اپنے ماتحت افسروں سے مشورہ کرنا اور اس کے مطابق کارروائی کرنا درست ہے۔ ④ مزاح اس حد تک درست ہے جس سے کسی کو جانی یا مالی نقصان نہ ہو اور کسی کی توہین بھی نہ ہو۔ ⑤ صحابۂ کرام ؓ رسول اللہ ﷺ کے احکام کی تعمیل میں جان تک دینے کو تیار رہتے تھے۔ جب انھوں نے محسوس کیا کہ اطاعت رسول کا تقاضا یہ ہے کہ آگ میں چھلانگ لگا دی جائے تو وہ فوراً تیار ہو گئے اگرچہ انھیں معلوم تھا کہ اس عمل کا کوئی دینی یا جہادی فائدہ نہیں۔ ⑥ اطاعت امیر غیر محدود نہیں' خلاف شریعت حکم کی تعمیل جائز نہیں۔

٢٨٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا

۲۸۶۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان آدمی پر (امیر کی) اطاعت فرض ہے' خواہ دل چاہے یا نہ چاہے' سوائے اس کے کہ کسی گناہ کا حکم دیا جائے۔ جب کسی

٢٨٦٤ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ح:١٨٣٩ من حديث الليث به.

عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ الطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ أَوْ كَرِهَ. إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ. فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ».

گناہ کا حکم دیا جائے تو نہ سننا ہے اور نہ ماننا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نیک کام میں امیر کی اطاعت سے انکار نہیں کرنا چاہیے' خواہ وہ کام طبعی طور پر ناگوار محسوس ہو۔ ② ناجائز حکم کی تعمیل کرنا جائز نہیں۔

٢٨٦٥- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ. ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «سَيَلِي أُمُورَكُمْ بَعْدِي رِجَالٌ يُطْفِئُونَ مِنَ السُّنَّةِ وَيَعْمَلُونَ بِالْبِدْعَةِ، وَيُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيتِهَا» فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنْ أَدْرَكْتُهُمْ، كَيْفَ أَفْعَلُ؟ قَالَ: «تَسْأَلُنِي يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ كَيْفَ تَفْعَلُ؟ لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللهَ».

٢٨٦٥- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کچھ ایسے لوگ بھی تمھارے معاملات کے نگران (اور تمھارے حکمران) ہوں گے جو سنت کی روشنی کو بجھائیں گے' بدعت پر عمل پیرا ہوں گے' اور نماز کو (افضل) وقت سے دیر کر کے پڑھیں گے۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! اگر میں انھیں پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اے ام عبد کے بیٹے! مجھ سے پوچھتے ہو کہ کیا کرو گے؟ جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے' اس کی کوئی اطاعت نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① سنت کو چھوڑ کر بدعتوں پر عمل کرنا گمراہی ہے۔ ② اگر حکومتی ارکان بدعتوں کی ترویج کریں تو رعایا کو اس میں تعاون نہیں کرنا چاہیے۔ علماء کو چاہیے کہ بدعت کی تردید کریں اور سنت سے روشناس کرائیں اور عوام کو چاہیے کہ بدعتوں سے بچتے ہوئے سنت پر عمل پیرا رہیں۔ ③ علمائے حق کا ہر دور میں یہی شیوہ

٢٨٦٥- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٩٩ من حديث ابن خثيم به.

رہا ہے کہ وہ حکومتی گمراہیوں کے مقابلے میں سنت پر عمل کرنے اور اس کی اشاعت کرنے میں ثابت قدم رہتے ہیں اور ہر قسم کی سختیوں اور ترغیب وتحریص سے متاثر ہوئے بغیر حق کا اعلان کرتے ہیں' جیسے امام مالک رحمہ اللہ نے جبری طلاق کے مسئلے میں اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے خلق قرآن کے مسئلے میں استقامت کا مظاہرہ فرمایا۔

(المعجم ٤١) - بَابُ الْبَيْعَةِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱- بیعت کا بیان

٢٨٦٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ وَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَابْنُ عَجْلَانَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ ابْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَالْأَثَرَةِ عَلَيْنَا. وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ. وَأَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا. لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

۲۸۶۶- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ ہم (ہر حال میں) سنیں گے اور تعمیل کریں گے' مشکل میں بھی' آسانی میں بھی' دل کی آمادگی کی حالت میں بھی اور طبعی ناگواری کی حالت میں بھی' اور اس وقت بھی جب ہم پر (دوسروں کو) ترجیح دی جائے۔ اور حکومت کے معاملات میں ہم اہل حکومت سے کشمکش نہیں کریں گے۔ اور ہم جہاں بھی ہوں گے سچ کہیں گے۔ اور اللہ (کی رضامندی کے کام) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

فوائد ومسائل: ① امیر کی اطاعت ملک وسلطنت کے نظم وضبط میں نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ ② زندگی میں کئی معاملات ایسے پیش آ سکتے ہیں جب ایک انسان امیر کی اطاعت سے جی چراتا اور اس کی حکم عدولی کی طرف مائل ہو سکتا ہے' مثلاً: (ا) مشکل حالات میں انسان قانون شکنی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ (ب) راحت کے موقع پر آرام چھوڑ کر مشکل حکم کی تعمیل کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ (ج) بعض اوقات کام ایسا ہوتا ہے جس کو طبیعت قدرتی طور پر ناپسند کرتی ہے۔ (د) بعض اوقات انسان خود کو ایک منصب کا اہل سمجھتا ہے یا کسی انعام کا مستحق سمجھتا ہے لیکن وہ منصب یا انعام کسی اور کو مل جاتا ہے اور انسان محسوس کرتا ہے کہ اس کی حق تلفی یا بے قدری ہوئی ہے' اس سے دل برداشتہ ہو کر وہ مسلمانوں کے اجتماعی معاملات یا اپنے فرائض میں دلچسپی کم کر دیتا ہے۔ حدیث میں وضاحت کی گئی ہے کہ ایسے تمام مواقع پر اللہ کی رضا کو سامنے رکھتے ہوئے اطاعت امیر میں سرگرم رہنا

٢٨٦٦ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب كيف يبايع الإمام الناس؟ ح:٧١٩٩ من حديث يحيى، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية ... الخ، ح:١٧٠٩ من حديث ابن إدريس به.

قرب الٰہی اور بلندیٔ درجات کا باعث ہے۔ ③ حکمران بھی انسان ہوتے ہیں' ان سے بھی غلطیاں ہوسکتی ہیں' لیکن یہ غلطیاں بغاوت کا جواز نہیں بنتیں کیونکہ بغاوت سے جو بدنظمی پیدا ہوتی ہے' اس کا نقصان غلط کار حکمران کی غلطیوں کے نقصان سے بھی زیادہ ہوسکتا ہے۔ ④ اطاعت امیر کا یہ مطلب نہیں کہ ہر صحیح اور غلط بات میں اس کی تائید کی جائے۔ اس کی غلطی کو واضح کرنا چاہیے لیکن مقصد مسلمانوں کا اجتماعی مفاد اور امیر سے خیر خواہی ہو نہ کہ اس پر بے جا تنقید کر کے عوام کو اس کے خلاف ابھارنا اور ملک کے امن وامان کو تباہ کرنا۔ ⑤ جس کام پر ضمیر مطمئن ہو کہ یہ صحیح ہے اور وہ خلاف شریعت بھی نہ ہو اور اس سے کوئی بڑی خرابی پیدا ہونے کا خطرہ بھی نہ ہو' وہ کر لینا چاہیے اگرچہ لوگ اسے اپنے رسم ورواج یا مفاد کے خلاف سمجھ کر طعن وتشنیع کریں' تاہم تنقید کرنے والوں کو دلائل کے ساتھ سمجھانے اور قائل کرنے کی کوشش کرنا مستحسن ہے۔

٢٨٦٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ التَّنُوخِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَبِيبُ الْأَمِينُ أَمَّا هُوَ إِلَيَّ، فَحَبِيبٌ. وَأَمَّا هُوَ عِنْدِي، فَأَمِينٌ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ تِسْعَةً، فَقَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ» فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا. فَقَالَ قَائِلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ. فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً. وَتُقِيمُوا الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ. وَتَسْمَعُوا وَتُطِيعُوا، - وَأَسَرَّ كَلِمَةً خُفْيَةً -. وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئاً» قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُولَئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُهُ فَلَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاوِلُهُ [إِيَّاهُ].

٢٨٦٧- حضرت ابو مسلم (عبداللہ بن ثوب خولانی) رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھے پیارے دیانتدار صحابی حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی۔ وہ مجھے پیارے تھے اور میری نظر میں دیانت دار تھے۔ انھوں نے فرمایا: ہم سات یا آٹھ یا نو افراد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اللہ کے رسول کی بیعت نہیں کرو گے؟'' ہم نے ہاتھ بڑھا دیے۔ ایک صاحب نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم آپ کی بیعت کر چکے ہیں۔ (اب) کس بات پر بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اس بات پر کہ اللہ کی عبادت کرو گے' اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرو گے' پانچوں نمازیں قائم کرو گے اور حکم سن کر مانو گے۔'' پھر آہستہ سے ایک بات فرمائی: ''اور لوگوں سے کچھ نہیں مانگو گے۔'' ابو مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ان میں سے ایک صاحب کو دیکھا کہ (سواری پر بیٹھے ہوئے) ان کا کوڑا (ہاتھ سے چھوٹ کر) گر پڑتا تھا تو

٢٨٦٧_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، ح: ١٠٤٣ من حديث سعيد التنوخي به.

کسی کو یہ نہیں کہتے تھے کہ یہ کوڑا پکڑا دیں۔ (خود سواری سے اتر کر اٹھا لیتے تھے۔)

فوائد ومسائل: ① حضرت ابو مسلم رحمہ اللہ کی اپنے استاد کی تعریف کرنے سے سلف صالحین میں استاد کے احترام اور ان کی محبت کے جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ طالب علم کا اپنے استاد سے تعلق ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ② بیعتِ اسلام یا بیعتِ خلافت کے علاوہ کسی نیک کام کے التزام یا گناہ سے اجتناب کے لیے بھی کسی نیک عالم کے ہاتھ پر بیعت کی جا سکتی ہے۔ اس بیعت کی حیثیت محض ایک وعدے کی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وعدہ کرنے والے کے لیے نیکی پر قائم رہنے یا گناہ سے بچنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ③ مروجہ خانقاہی نظام میں بہت سی غیر شرعی اشیاء شامل ہو چکی ہیں۔ اس بیعت سے اس مکمل نظام کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ ④ خودداری ایک مطلوب اسلامی وصف ہے۔

٢٨٦٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَتَّابٍ، مَوْلَى هُرْمُزَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ. فَقَالَ: «فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ».

۲۸۶۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے سمع و طاعت (حکم کو توجہ سے سن کر پوری طرح اطاعت کرنے) پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے جس قدر ممکن ہو۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا ہر قول وفعل شریعت ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ کی سمع وطاعت اسلام کی بنیاد ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا: ''جس قدر تم سے ہو سکے۔'' آپ کی شفقت کا اظہار ہے۔ مقصد یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کوئی حکم کسی صحابی کے لیے پورا کرنا مشکل ہو اور وہ مشقت اٹھا کر اسے پورا کرنے کی کوشش کرے اور اگر نہ کر سکے تو وعدے کی خلاف ورزی شمار ہو۔ ③ قائد کو اپنے ساتھیوں کی مشکلات کا احساس کرنا چاہیے اور ہر شخص سے وہی کام لینا چاہیے جس کو انجام دینے کی وہ صلاحیت رکھتا ہو۔

٢٨٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى

۲۸۶۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک غلام نے حاضر ہو کر نبی ﷺ سے ہجرت کی بیعت کر لی۔ نبی ﷺ کو معلوم نہ تھا کہ وہ غلام ہے۔

٢٨٦٨_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١٢٠، أطراف المسند: ١/ ٤٤٤ عن وكيع به، وهو في مسند الطيالسي، ح: ٢٠٨٣ عن شعبة به.

٢٨٦٩_ أخرجه مسلم، المساقاة، باب جواز بيع الحيوان بالحيوان، من جنسه، متفاضلاً، ح: ١٦٠٢ عن ابن رمح به.

الْهِجْرَةِ. وَلَمْ يَشْعُرِ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ عَبْدٌ. فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِعْنِيهِ» فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ. ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدَ ذٰلِكَ، حَتّٰى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ؟

(بعد میں) اس کا آقا اسے لینے آ گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ (غلام) میرے ہاتھ فروخت کر دو۔'' چنانچہ آپ نے دو سیاہ فام غلاموں کے عوض اسے خرید لیا۔ اس کے بعد آپ یہ پوچھے بغیر کسی سے بیعت نہیں لیتے تھے کہ کیا وہ غلام ہے؟

فوائد و مسائل: ① غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر ہجرت نہیں کر سکتا کیونکہ اس طرح آقا اس سے خدمت لینے کے حق سے محروم ہو جاتا ہے۔ ② غلاموں اور مویشیوں کی خرید و فروخت تعداد میں کمی بیشی کے ساتھ تبادلے کی صورت میں جائز ہے، مثلاً: ایک عمدہ بھیڑ کے بدلے میں دو ادنیٰ قسم کی بھیڑیں یا دو میمنے لینا یا دینا جائز ہے جب کہ زرعی اشیاء کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ درست نہیں، مثلاً: ایک من عمدہ گندم کا ڈیڑھ من ہلکی قسم کی گندم سے تبادلہ درست نہیں۔ (دیکھیے: سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۲۵۶) ③ نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

(المعجم ٤٢) - بَابُ الْوَفَاءِ بِالْبَيْعَةِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲- بیعت پر قائم رہنا

٢٨٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ. وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَحَلَفَ بِاللهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا، فَصَدَّقَهُ، وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ. وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا، لَا يُبَايِعُهُ

۲۸۷۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا، نہ انھیں پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (ایک) وہ آدمی جو بیابان میں اپنی ضرورت سے زائد پانی پر (قابض) ہے، مسافر کو نہیں لینے دیتا۔ (دوسرا) وہ آدمی جس نے عصر کے بعد کسی آدمی کو کوئی چیز بیچی، (بھاؤ طے کرتے وقت) اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ اس نے یہ چیز اتنے کی لی تھی، گاہک نے اسے سچا سمجھ لیا، حالانکہ وہ سچا نہ تھا۔ (تیسرا) وہ آدمی جس نے کسی امام (خلیفہ یا اس کے

٢٨٧٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٠٧.

إِلَّا لِدُنْيَا. فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ لَهُ».

نائب) کی بیعت کی اور بیعت صرف دنیا کے (حصول کے) لیے کی' اگر اس (امام) نے دنیا کا کچھ مال دے دیا تو وہ وفادار رہا اور اگر اسے کچھ نہ دیا تو اس نے بھی وفا نہ کی۔''

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ فوائد کے لیے ملاحظہ فرمائیے' حدیث: ۲۲۰۷

٢٨٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا ذَهَبَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ. وَأَنَّهُ لَيْسَ كَائِنٌ بَعْدِي نَبِيٌّ فِيكُمْ» قَالُوا: فَمَا يَكُونُ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «تَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوا» قَالُوا: فَكَيْفَ نَصْنَعُ؟ قَالَ: «أَوْفُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ. أَدُّوا الَّذِي عَلَيْكُمْ فَسَيَسْأَلُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الَّذِي عَلَيْهِمْ».

۲۸۷۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کے (انتظامی' معاشرتی' دینی اور دنیاوی) امور کی دیکھ بھال ان کے انبیائے کرام کرتے تھے۔ جب کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہو جاتا۔ (لیکن) میرے بعد تمھارے اندر کوئی نبی آنے والا نہیں۔'' صحابۂ کرام ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پھر (ان معاملات کا) کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''خلفاء ہوں گے' اور بہت زیادہ ہوں گے۔'' انھوں نے عرض کیا: پھر ہم کیا کریں؟ فرمایا: ''پہلے خلیفہ کی بیعت پر قائم رہو' پھر اس کے بعد جو (بیعت کے لحاظ سے) پہلا ہو۔ تم پر جو فرائض ہیں ادا کرو' ان کے فرائض کے بارے میں اللہ تعالیٰ ان سے باز پرس فرمائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① سیاست کا مطلب ہے: ''کسی چیز (جانور وغیرہ) یا افراد سے متعلق وہ کام انجام دینا جس میں ان کے حالات کی اصلاح (اور ان کی ضروریات کی تکمیل) ہو۔'' (نہایۂ ابن اثیر) ② قوم کے اجتماعی معاملات کی اصلاح اور دیکھ بھال' اسلامی سلطنت کا انتظام، رعیت کی رہنمائی بنیادی طور پر انبیاء کا فریضہ ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ چونکہ آخری نبی ہیں' اس لیے اب یہ منصب علمائے کرام کا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ملک کا انتظام کریں اور عوام کی رہنمائی کریں۔ ④ علمائے کرام کا یہ کام نہیں کہ عوام کے جذبات

٢٨٧١ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ح: ٣٤٥٥ من حديث فرات القزاز به، ومسلم، الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الأول فالأول، ح: ١٨٤٢ عن ابن أبي شيبة به.

واحساسات کے مطابق کام کریں بلکہ ان کا اصل فریضہ یہ ہے کہ ان کے جذبات کو صحیح رخ پر ڈال کر ان کے تعاون سے معاشرے کی اصلاح اور دین کی سربلندی کا مقصد حاصل کریں۔ ⑤ ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرا خلیفہ بنانا درست نہیں۔ پہلے کی وفات کے بعد دوسرا شخص خلیفہ مقرر کیا جائے گا اور اس کی بیعت کی جائے گی۔ ⑥ شرعی امیر کے خلاف بغاوت کرنا جائز نہیں۔ ⑦ اگر امیر سے اس کے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہو تو یہ اس بات کا جواز نہیں کہ رعیت بھی اپنے فرائض کی انجام وہی میں کوتاہی کرنے لگے۔

٢٨٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا [ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ]، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. فَيُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ».

٢٨٧٢- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر عہد شکن کے لیے قیامت کے دن جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں کی عہد شکنی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① شرعی حکمران اور خلیفہ کی بیعت کرنے کے بعد اسے توڑ دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ ② قیامت کے دن ایسے مجرم کی بہت زیادہ بدنامی اور رسوائی ہوگی۔ ③ جھنڈا دور سے نظر آ جانے والی چیز ہے' اس لیے شرعی خلیفہ کے باغی کی بہت زیادہ تشہیر ہوگی۔ دور سے دیکھ کر لوگ کہیں گے: یہ شخص غدار تھا۔ یہ جھنڈا اس کی غداری کا اعلان ہے۔ ④ بعض گناہوں کی سزا جہنم میں جانے سے پہلے محشر کے میدان ہی میں مل جائے گی۔

٢٨٧٣- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: أَنْبَأَنَا عَلِيُّ ابْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

٢٨٧٣- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لیے اس کی عہد شکنی کے مطابق جھنڈا نصب کیا جائے گا۔''

٢٨٧٢ـ أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب إثم الغادر للبر والفاجر، ح: ٣١٨٦ من حديث أبي الوليد، ومسلم، الجهاد والسير، باب تحريم الغدر، ح: ١٧٣٦ عن ابن بشار من حديث شعبة به.

٢٨٧٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ما أخبر النبي ﷺ أصحابه بما هو كائن إلى يوم القيامة، ح: ٢١٩١ عن عمران بن موسى به مطولاً، وقال: "حسن صحيح"، وضعفه البوصيري لضعف علي بن زيد بن جدعان تقدم، ح: ١١٦، ولكن تابعه المستمر بن الريان وغيره عند مسلم، ح: ١٧٣٨ وغيره.

ﷺ: «أَلَا إِنَّهُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ».

(المعجم ٤٣) - **بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ** (التحفة ٤٣)

باب:۴۳-عورتوں سے بیعت لینا

٢٨٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَيْمَةَ بِنْتَ رُقَيْقَةَ تَقُولُ: جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي نِسْوَةٍ نُبَايِعُهُ. فَقَالَ لَنَا: «فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ. إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ».

۲۸۷۴- حضرت امیمہ بنت رقیقہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں کچھ خواتین کے ساتھ بیعت کرنے کے لیے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''جن کاموں کی تمھیں استطاعت اور طاقت ہو (ان میں میرے حکم کی تعمیل ضروری ہے۔) میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت امیمہ ؓ ام المومنین حضرت خدیجہ ؓ کی بھانجی تھیں۔ ان کی والدہ رقیقہ بنت خویلد ام المومنین خدیجہ بنت خویلد کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت امیمہ کے والد کا نام عبداللہ بن بجاد تیمی تھا۔ (دیکھیے: تقریب التہذیب:۸۶۳۴) ② بیعت عورتوں سے بھی لی جاسکتی ہے۔ ③ مرد کے لیے غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں۔ ④ عورتوں سے بیعت میں پردے کے شرعی احکام کی پابندی لازمی ہے۔

٢٨٧٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: [قَالَ]: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ، إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، يُمْتَحَنَّ

۲۸۷۵- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مومن عورتیں جب ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو آپ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کے مطابق ان سے اقرار لیتے تھے: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ......﴾ حضرت عائشہ ؓ نے

◀◀ **فائدة:** حديث الترمذي بطوله لم يصح عندي كما حققته في تخريج النهاية في الفتن والملاحم، ح: ٣٨.

٢٨٧٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في بيعة النساء، ح: ١٥٩٧ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٤، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٨٢ عن ابن المنكدر به.

٢٨٧٥ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب: إذا أسلمت المشركة أو النصرانية تحت الذمي أو الحربي، ح: ٥٢٨٨ من حديث ابن وهب به، ومسلم، الإمارة، باب كيفية بيعة النساء، ح: ١٨٦٦ عن ابن السرح به.

بِقَوْلِ اللهِ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ [الممتحنة: ١٢] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهَا مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ. فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا أَقْرَرْنَ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ، قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِنْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ» لَا. وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ. غَيْرَ أَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ.

فرمایا: جس مومن عورت نے ان چیزوں کا اقرار کرلیا‘ اس نے آزمائش (میں پورا اترنے) کا اقرار (اور وعدہ) کرلیا۔ جب عورتیں زبان سے بول کر ان کا اقرار کر لیتی تھیں تو رسول اللہ ﷺ انھیں فرماتے: ’’جاؤ‘ میں نے تم سے بیعت لے لی۔‘‘ قسم ہے اللہ کی! رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی (اجنبی) عورت کے ہاتھ سے مس نہیں ہوا بلکہ آپ زبانی طور پر ان سے بیعت لیتے تھے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللهِ مَا أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا مَا أَمَرَهُ اللهُ. وَلَا مَسَّتْ كَفُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَفَّ امْرَأَةٍ [قَطُّ]. وَكَانَ يَقُولُ لَهُنَّ، إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ: «قَدْ بَايَعْتُكُنَّ»، كَلَامًا.

حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے صرف وہی عہد لیا جس کا اللہ نے حکم دیا تھا۔ آپ کی ہتھیلی کبھی کسی (غیر محرم) عورت کی ہتھیلی سے نہیں چھوئی۔ رسول اللہ ﷺ جب عورتوں سے عہد لیتے تو انھیں زبان سے فرماتے: ’’میں نے تم سے بیعت لے لی۔‘‘

فوائد ومسائل: ① حدیث میں مذکور آیت کے مکمل الفاظ اس طرح ہیں: ﴿يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ’’اے نبی! جب مومن عورتیں آپ کے پاس ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی‘ چوری نہ کریں گی‘ بدکاری نہ کریں گی‘ اپنی اولاد کو مار نہ ڈالیں گی‘ کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں پیروں کے سامنے گھڑ لیں اور کسی نیک کام میں آپ کی حکم عدولی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیں اور ان کے لیے اللہ سے دعائے مغفرت کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔‘‘ ② آپ عورتوں سے یہ عہد بھی لیتے تھے کہ وہ نوحہ وغیرہ نہیں کریں گی۔ سنن ابوداود کی روایت میں ہے کہ ایک صحابیہ ؓ نے کہا: جس نیکی کے بارے میں ہم سے وعدہ لیا

گیا تھا کہ ہم اس میں نبی ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گی اس میں یہ بھی شامل ہے کہ ہم چہرہ (نوچ کر) زخمی نہ کریں' واویلا (اور بین) نہ کریں' گریبان چاک نہ کریں اور بال نہ بکھیریں۔ (سنن أبي داود' الجنائز' باب النوح' حديث:٣١٣١)

(المعجم ٤٤) - بَابُ السَّبَقِ وَالرِّهَانِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- گھوڑ دوڑ کی انعامی رقم کا بیان

٢٨٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَدْخَلَ فَرَساً بَيْنَ فَرَسَيْنِ، وَهُوَ لَا يَأْمَنُ أَنْ يَسْبِقَ، فَلَيْسَ بِقِمَارٍ. وَمَنْ أَدْخَلَ فَرَساً بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَهُوَ يَأْمَنُ أَنْ يَسْبِقَ، فَهُوَ قِمَارٌ».

۲۸۷۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو گھوڑوں (کی دوڑ) میں گھوڑا شامل کیا اور اس کو یقین نہیں کہ وہ آگے بڑھ جائے گا تو یہ (عمل) جوا نہیں۔ اور جس نے دو گھوڑوں میں گھوڑا شامل کیا اور اسے یقین ہے کہ وہ آگے بڑھ جائے گا تو یہ جوا ہے۔''

٢٨٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ضَمَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْخَيْلَ. فَكَانَ يُرْسِلُ الَّتِي ضُمِّرَتْ، مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ. وَالَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ، مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ.

۲۸۷۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں کی تضمیر کی۔ آپ تضمیر شدہ گھوڑوں کو حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑاتے تھے۔ اور غیر تضمیر شدہ گھوڑوں کو ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک۔

فوائد و مسائل: ① تضمیر سے مراد گھوڑوں کی ایک خاص انداز سے تربیت کرنا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ گھوڑے کو خوب کھلا پلا کر موٹا کرتے ہیں' پھر اس کا چارہ کم کر دیتے ہیں اور اسے ایک کوٹھڑی میں بند کر

٢٨٧٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في المحلل، ح: ٢٥٧٩ من حديث سفيان به * سفيان بن حسين عن الزهري ضعيف كما في التهذيب وغيره، وهذا جرح مفسر مقدم على التعديل، نعم أنه ثقة في غير الزهري كما هو المقرر في الأصول، وتابعه سعيد بن بشير وهو ضعيف (تقريب) عن الزهري به، أبوداود، ح: ٢٥٨٠.

٢٨٧٧ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ح: ١٨٧٠ من حديث ابن نمير به.

دیتے ہیں۔ اسے وہاں پسینہ آتا ہے اور وہیں خشک ہوتا ہے۔ اس طرح اس کی قوت برداشت زیادہ ہو جاتی ہے اور وہ بغیر تھکے زیادہ دوڑ سکتا ہے۔ ② [حفياء] اور [ثنية الوداع] دو جگہوں کے نام ہیں جن کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہے۔ ③ [ثنية الوداع] سے مسجد بنی زریق تک ایک میل کا فاصلہ ہے۔ ④ دوڑ کے مقابلے میں مناسب فاصلے کا تعین ہونا چاہیے۔ ⑤ بنی زریق ایک قبیلے کا نام ہے۔ وہ لوگ اس مسجد کے قریب رہتے اور اس میں نماز پڑھتے تھے' لہٰذا مسجد کو کسی قبیلے یا گروہ کی طرف پہچان کے لیے منسوب کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ سب مسجدیں اللہ ہی کی ہوتی ہیں۔

٢٨٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْحَكَمِ مَوْلَى بَنِي لَيْثٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا سَبْقَ إِلَّا فِي خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ».

۲۸۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوڑ صرف اونٹ گھوڑے کی ہوتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① [حافر] اس کھر کو کہتے ہیں جو آگے سے دو حصوں میں تقسیم نہیں ہوتا' جیسے گھوڑے گدھے یا خچر کا کھر ہوتا ہے۔ یہاں مراد وہ جانور ہیں جن کا اس طرح کا کھر ہوتا ہے۔ ② گھوڑے جہاد میں استعمال ہوتے ہیں' اس لیے ان کی تربیت اور دیکھ بھال کی ترغیب کے لیے ان کی دوڑ کے مقابلے کرائے جا سکتے ہیں۔ دوسری احادیث سے پیدل دوڑ' تیر اندازی اور کشتی کے مقابلوں کا ثبوت بھی ملتا ہے' لہٰذا ہر اس کھیل کی حوصلہ افزائی کرنے کا جواز ہے جس سے جہاد میں مدد ملے۔ دوسرے کھیلوں میں حصہ لینا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا وقت' دولت اور صلاحیتوں کا ضیاع ہے' اس لیے ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے میں اور علم و تعلیم میں مسابقت شرعاً مستحسن ہے۔ (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۴۲۰۸) اس لیے تعلیمی اداروں میں حفظ قرآن' تجوید' حفظ حدیث' حسن قراءت' نعتِ رسول اور مختلف دینی موضوعات پر تقریر و تحریر کے مقابلے منعقد کرانا اور ان میں سبقت حاصل کرنے والوں کو انعام دینا درست ہے کیونکہ اس سے دینی علوم کے حصول کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور یہ ایک قسم کا علمی جہاد ہے۔

٢٨٧٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي، الخيل والسبق والرمي، باب السبق، ح: ٣٦١٩ من حديث محمد بن عمرو به
● أبوالحكم مستور الحال، وتابعه نافع بن أبي نافع (أبوداود، ح: ٢٥٧٤)، وحسنه الترمذي، ح: ١٧٠٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٨، وللحديث طرق أخرى.

(المعجم ٤٥) - **بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ** (التحفة ٤٥)

باب:۴۵- دشمن کے علاقے میں قرآن لے کر سفر کرنے کی ممانعت کا بیان

٢٨٧٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَأَبُو عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلٰى أَرْضِ الْعَدُوِّ، مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ.

۲۸۷۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا' اس خطرے سے کہ وہ دشمن کے ہاتھ میں آ جائے گا۔

٢٨٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَنْهٰى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلٰى أَرْضِ الْعَدُوِّ، مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ.

۲۸۸۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ دشمن کے علاقے میں قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرماتے تھے' اس خطرے سے کہ وہ دشمن کے ہاتھ آ جائے گا۔

فوائد و مسائل: ① دارالحرب میں قرآن مجید اور مقدس کتابیں لے جائیں تو ان کی حفاظت کا خاص اہتمام کرنا چاہیے ورنہ ایسے موقع پر قرآن مجید ساتھ نہ لے جائیں۔ ② مسلمان کو قرآن مجید کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور یاد ہونا چاہیے تاکہ خاص حالات میں تلاوت سے محروم نہ رہے۔ ③ غیر مسلموں کے جن علاقوں میں ایسا خطرہ نہ ہو' وہاں قرآن مجید لے جانا چاہیے تاکہ تلاوت کی جا سکے اور غیر مسلموں کو تبلیغ کی جا سکے۔ ④ جس غیر مسلم سے یہ خطرہ نہ ہو کہ قرآن مجید اور احادیث کی بے حرمتی کرے گا' اسے ایسی کتابیں دینے میں حرج نہیں جن میں آیات و احادیث لکھی ہوئی ہوں تاکہ وہ اسلام سے متعارف ہو اور اسے ہدایت نصیب ہو جائے۔

(المعجم ٤٦) - **بَابُ قِسْمَةِ الْخُمُسِ** (التحفة ٤٦)

باب:۴۶- خمس کی تقسیم

٢٨٨١- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى:

۲۸۸۱- حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے

٢٨٧٩_ أخرجه البخاري، الجهاد، باب كراهية السفر بالمصاحف إلى أرض العدو، ح: ٢٩٩٠، ومسلم، الإمارة، باب النهي أن يسافر بالمصحف إلى أرض الكفار ... الخ، ح: ١٨٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٤٦.

٢٨٨٠_ أخرجه مسلم، الإمارة، باب النهي أن يسافر بالمصحف إلى أرض الكفار إذا خيف وقوعه بأيديهم، ح: ١٨٦٩ عن محمد بن رمح به.

٢٨٨١_ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٢٩ من حديث يونس به.

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ جَاءَ هُوَ وَعُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يُكَلِّمَانِهِ فِيمَا قَسَمَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ. فَقَالَا: قَسَمْتَ لِإِخْوَانِنَا بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ. وَقَرَابَتُنَا وَاحِدَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَرَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ شَيْئاً وَاحِداً».

کہ وہ اور حضرت عثمان ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خیبر کے خُمس میں سے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو ملنے والے حصے کے بارے میں بات چیت کرنے لگے۔ ان دونوں نے کہا: آپ نے ہمارے بھائیوں (یعنی) بنو ہاشم اور بنو مطلب کو حصہ عطا فرمایا (اور ہم بنو عبد شمس کو نہیں دیا) حالانکہ ہماری قرابت ایک ہی (درجے کی) ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں بنو ہاشم اور بنو مطلب کو ایک ہی چیز سمجھتا ہوں۔“

فوائد و مسائل: ① مال غنیمت کے پانچ حصوں میں سے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔ ایک حصہ بیت المال کا ہوتا ہے۔ بیت المال کا یہ حصہ (خُمس) جہاں مفاد عامہ کے معاملات پر خرچ کیا جاتا ہے وہاں اس میں سے ایک حصہ رسول اللہ ﷺ کے رشتے داروں کا ہے جنھیں زکاۃ اور صدقات لینا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ﴾ (الانفال ٨:٤١) ”جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو، اس میں پانچواں حصہ اللہ کا، رسول کا، (رسول کے) قرابت داروں کا، یتیموں کا، مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے۔“ ② ہاشم، مطلب، عبد شمس اور نوفل سب عبد مناف کے بیٹے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کا حصہ صرف ہاشم اور مطلب کی اولاد کو ملتا ہے۔ انھی پر زکاۃ حرام ہے۔ عبد شمس اور نوفل کی اولاد اس حکم میں شامل نہیں۔ ③ حضرت جبیر بن مطعم ؓ نوفل کی اولاد میں سے تھے اور حضرت عثمان ؓ عبد شمس کی اولاد میں سے تھے۔ انھیں خُمس میں سے حصہ نہیں ملا۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ایک ہونے کی مختلف انداز سے وضاحت کی گئی ہے۔ زیادہ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ بنو مطلب نے اسلام سے پہلے بھی بنو ہاشم کا ساتھ دیا تھا۔ اور نبی ﷺ کی بعثت کے بعد جب سب لوگوں نے نبی ﷺ کے قبیلے بنو ہاشم کا بائیکاٹ کیا، اس وقت بھی بنو مطلب نے بنو ہاشم کا ساتھ دیا تھا اور شعب ابی طالب میں بنو ہاشم کے ساتھ رہے اور تکلیفیں برداشت کیں۔ جب کہ بنو نوفل اور بنو عبد شمس نے بائیکاٹ کرنے والوں کا ساتھ دیا، اس لیے ان کا بائیکاٹ نہیں کیا گیا، چنانچہ خمس کے استحقاق میں بھی بنو ہاشم اور بنو مطلب کو برابر رکھا گیا ہے۔ واللہ أعلم۔

حج کی لغوی و اصطلاحی تعریف' مشروعیت اور اہمیت وفضیلت

٭ لغوی معنی: لغت میں حج کے معنی ''قصد کرنا'' ہیں جبکہ امام نحو خلیل فرماتے ہیں: ''حج کے معنی ہیں: جس کی آپ تعظیم کرتے ہوں اس کا بکثرت قصد کرنا'' امام جوہری کہتے ہیں: ''پھر بعد میں حج سے مراد عبادت کے لیے مکہ مکرمہ کا قصد کرنا معروف ہو گیا۔''

٭ اصطلاحی تعریف: فقہائے کرام نے حج کی تعریف کچھ اس طرح سے کی ہے:

[هُوَ قَصْدُ مَوْضِعٍ مَّخْصُوصٍ وَهُوَالْبَيْتُ، بِصِفَةٍ مَّخْصُوصَةٍ فِي وَقْتٍ مَّخْصُوصٍ بِشَرَائِطَ مَخْصُوصَةٍ] ''حج مخصوص شرائط کے ساتھ' خاص وقت میں' مخصوص حالت کے ساتھ بیت اللہ کا قصد کرنے کا نام ہے۔''

٭ مشروعیتِ حج: اللہ تعالیٰ نے صاحبِ استطاعت مسلمانوں پر اپنے گھر حاضر ہونا اور عبادت کرنا فرض قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (آلِ عمران ۳:۹۷) ''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔''

جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کا ایک اہم رکن بتایا ہے۔ آپ نے فرمایا:

[بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ وَ إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ] (صحيح البخاري' الإيمان' باب: دعائكم إيمانكم......' حديث : ٨)

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکاۃ دینا' حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

مشروعیت حج کی حکمت جاننے کے لیے علمائے کرام نے عقلاً کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں مندرجہ ذیل نکات بیان فرمائے ہیں:

① **حصولِ عجز وانکسار:** اللہ تعالیٰ نے انسانی نفوس کو اپنے ذکر پر ابھارنے اور اپنی عظمت کے سامنے عاجز بنانے کے لیے کچھ عرصے کے لیے ان کو گھروں سے نکال کر ایک مخصوص جگہ پر جمع ہونے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شعائر کو دیکھ کر اور اس کی مقررہ حدود کے اندر ٹھہر کر ان کے دلوں میں اپنے رب کی عظمت وجلال کا اضافہ ہوتا ہے۔

② **قیامت کی یاد دہانی:** جس طرح لاکھوں مسلمان اپنے گھروں سے نکل کر ایک کھلے میدان میں جمع ہوتے ہیں اسی طرح روزِ قیامت ایک کھلے میدان میں جمع ہو کر اپنے اعمال کے جوابدہ ہوں گے۔ اس طرح حج انھیں آخرت کی یاد دہانی کراتا ہے۔

③ **رحمتِ الٰہی کا حصول:** جب لاکھوں لوگ یک رنگ اور یک زبان ہو کر اپنے رب کے سامنے گریہ زاری کرتے ہیں تو انھیں رحمتِ ربانی حاصل ہوتی ہے۔

④ **سابقہ امتوں کی رہبانیت کے ثواب کا حصول:** حاجی ہزاروں میل کا سفر کر کے وطن' اہل خانہ اور اقرباء کو چھوڑ کر اللہ کے حکم پر مکہ مکرمہ پہنچتا ہے۔ اس طرح اسے عظیم ثواب حاصل ہوتا ہے۔

⑤ **انسانیت کے لیے رحمت وشفقت کے جذبات کا پیدا ہونا:** اتنے بڑے ہجوم میں لوگوں کے ساتھ چند دن گزارنا انتہائی صبر آزما ہوتا ہے۔ اس طرح دوسروں کی ایذا پر صبر کر کے دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے کی تعلیم ملتی ہے جس سے باہمی مودّت ومحبت پیدا ہوتی ہے۔

✸ **حج کی فضیلت واہمیت:** حج ایک بابرکت عبادت ہے جس سے نہ صرف گزشتہ تمام گناہ معاف

ہو جاتے ہیں بلکہ جنت کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔ پے در پے حج وعمرہ محتاجی اور فقر کا شافی علاج بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات مبارکہ پر ایک نظر ڈالنے سے یہ حقیقت پوری طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: [اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ] (صحيح البخاري' العمرة' باب وجوب العمرة وفضلها' حديث:۱۷۷۳) ''عمرہ ان تمام گناہوں کا کفارہ ہے جو موجودہ اور گزشتہ عمرے کے درمیان سرزد ہوئے ہوں اور حج مبرور کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔'' نیز فرمایا: [مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ] (صحيح البخاري' الحج' باب فضل الحج المبرور' حديث:۱۵۲۱) ''جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حج کیا اور اس دوران میں کوئی بے ہودہ بات یا گناہ نہ کیا تو وہ حج کر کے اس دن کی طرح (گناہوں سے پاک) لوٹے گا جس طرح اس کی ماں نے اسے (گناہوں سے پاک) جنا تھا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا یہ فرمان مبارک نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''پے در پے حج اور عمرہ کرو' بے شک یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔'' (سنن ابن ماجه' حديث:۲۸۸۷)

سرکار دو عالم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرنے والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صاحبِ استطاعت مسلمان کے حج نہ کرنے پر سخت ناراض دکھائی دیتے ہیں، فرماتے ہیں: ''میں نے ارادہ کیا کہ میں کچھ آدمیوں کو شہروں میں بھیجوں وہ تحقیق کریں کہ جن لوگوں نے طاقت ہونے کے باوجود حج نہیں کیا ان پر جزیہ مقرر کر دیں۔ ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں' ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں۔'' (نيل الأوطار' كتاب المناسك' باب وجوب الحج على الفور:۳۱۷/۴)

* **حج کی اقسام:** حج کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

① **حج تَمَتُّع:** وہ حج جس میں حاجی عمرے کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ میں آتا ہے اور عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیتا ہے' پھر ۸ ذوالحجہ کو دوبارہ حج کا احرام باندھ کر مناسک حج ادا کرتا ہے۔

② **حج اِفراد:** میقات سے صرف حج کا احرام باندھنا اور پھر مناسک حج کی ادائیگی تک احرام ہی میں رہنا۔ اس میں قربانی کرنا ضروری نہیں ہوتا۔

③ **حج قِرَان:** وہ حج جس میں حاجی عمرے اور حج کی نیت سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچتا ہے۔ اس میں عمرے کی سعی کر کے حجامت نہیں کروائی جاتی بلکہ مناسک حج تک احرام کی پابندیاں باقی رہتی ہیں۔ ایسا حج کرنے والوں کے لیے قربانی ساتھ لے کر جانا مسنون ہے۔ ان کے لیے قربانی کرنا واجب ہے۔

* **میقاتِ حج:** رسولِ اکرم ﷺ نے حج کے لیے مندرجہ ذیل میقات مقرر کیے:

① **ذو الحُلَيفَه:** اہل مدینہ اور ان کے راستے سے آنے والوں کے لیے ہے، اسے آج کل آبار علی کہتے ہیں۔ یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

② **اَلجُحفَه:** شام، مصر، ترکی، یورپ اور امریکہ والوں کے لیے ہے۔ اب یہ بستی موجود نہیں مگر قریب ہی رابغ نامی جگہ سے لوگ احرام باندھتے ہیں۔ یہ مکہ سے شمال مغرب میں 187 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

③ **قَرنُ المَنَازِل:** اہل نجد اور عرفات وغیرہ کی طرف سے آنے والوں کا میقات۔ اسے آج کل اَلسَّیل کہتے ہیں۔ یہ مکہ سے 94 کلومیٹر دور ہے۔

④ **ذاتُ العِرق:** عراق وغیرہ کی طرف سے آنے والوں کا میقات ہے۔ اب یہ بستی موجود نہیں مگر قریب ہی الضریبہ نامی جگہ سے لوگ احرام باندھتے ہیں جسے خریبات بھی کہتے ہیں۔ یہ مکہ سے شمال مشرق میں 94 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

⑤ **یَلَمْلَم:** بیت اللہ کے جنوب میں ایک مقام ہے جو یمن، چین، بنگلہ دیش، افغانستان، بھارت اور پاکستان وغیرہ کی طرف سے آنے والوں کا میقات ہے۔ یہ مکہ مکرمہ سے 92 کلومیٹر پر واقع ہے۔ اسے آج کل السعدیہ کہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢٥) أَبْوَابُ الْمَنَاسِكِ (التحفة ١٧)

حج وعمرہ کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْحَجِّ (التحفة ١)

باب:١- حج کے لیے روانگی کا بیان

٢٨٨٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَأَبُومُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ. يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ. فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ سَفَرِهِ، فَلْيُعَجِّلِ الرُّجُوعَ إِلَى أَهْلِهِ».

٢٨٨٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ وہ آدمی کو نیند سے اور کھانے پینے سے روک دیتا ہے' اس لیے جب کوئی اپنے سفر سے مقصود کام پورا کر لے تو اسے چاہیے کہ جلدی گھر لوٹ آئے۔''

233

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ

٢٨٨٢-(م) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یعقوب بن حمید بن کاسب کے واسطے سے یہ روایت نبی ﷺ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

٢٨٨٢ ـ أخرجه البخاري، العمرة، باب: السفر قطعة من العذاب، ح: ١٨٠٤، ٣٠٠١، ٥٤٢٩، ومسلم، الإمارة، باب السفر قطعة من العذاب ... الخ، ح: ١٩٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٨٠.

٢٨٨٢ـ م ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الأوسط: ١/ ٤٢٨، ح: ٧٦٧ عن أحمد بن كثير أبي أيوب الطيالسي قال حدثنا محمد بن جعفر الوركاني قال حدثنا مالك بن أنس عن سهيل به ... الخ.

النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

فوائد و مسائل: ① سفر میں کئی طرح کی تکلیف اور مشقت ہوتی ہے جب کہ گھر کی راحت اور آرام اللہ کا احسان ہے' اس لیے کسی معقول سبب کے بغیر خواہ مخواہ ادھر ادھر گھومنا مناسب نہیں۔ ② محض تفریح کے طور پر طویل سفر کرنا ایک فضول مشغلہ ہے جو وقت اور دولت کا ضیاع ہے' خاص طور پر غیر مسلم ممالک میں' جہاں جاہلی تہذیب تمام قباحتوں کے ساتھ پوری قوت سے اثر انداز ہوتی ہے۔ بلاضرورت وہاں کا سفر کر کے اپنے ایمان اور عفت کو خطرے میں ڈالنا محض حماقت ہے۔ ③ شرعی طور پر جائز مقاصد کے لیے سفر کرنا جائز ہی نہیں مستحسن بھی ہے بلکہ بعض اوقات فرض بھی ہو جاتا ہے' مثلاً: فرض حج و عمرہ کی ادائیگی کے لیے' یا ایسے علم کے حصول کے لیے جو وطن میں دست یاب نہیں۔ اس کے علاوہ کسی بھی جائز مقصد کے لیے سفر کرنا درست ہے' مثلاً: مسجد حرام' مسجد نبوی یا مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لیے' اسی طرح کسی نیک آدمی یا رشتے داروں اور دوستوں سے ملاقات کے لیے اور تجارت و ملازمت وغیرہ کے لیے۔

٢٨٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَبُو إِسْرَائِيلَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ أَوْ أَحَدِهِمَا عَنِ الْآخَرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ. فَإِنَّهُ قَدْ يَمْرَضُ الْمَرِيضُ، وَتَضِلُّ الضَّالَّةُ، وَتَعْرِضُ الْحَاجَةُ».

۲۸۸۳- حضرت عبداللہ بن عباس یا حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ جلدی کرے کیونکہ ممکن ہے آدمی بیمار ہو جائے' یا اس کی سواری گم ہو جائے یا کوئی اور ضرورت پیش آ جائے۔ (جس کی وجہ سے وہ حج نہ کر سکے۔)''

فوائد و مسائل: ① نیکی کا موقع ملے تو اسے جلد انجام دے لینا بہتر ہے' ممکن ہے یہ موقع نکل جانے کے بعد دوبارہ موقع نہ ملے۔ ② حج سال میں ایک ہی بار خاص ایام میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ اگر طاقت ہونے کے باوجود اگلے سال پر چھوڑ دیا جائے تو ممکن ہے اگلے سال جانا ممکن نہ ہو۔ یا شاید زندگی میں اگلا حج نہ آئے اور اگر آئے تو آدمی کو استطاعت نہ ہو۔

٢٨٨٣- [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٤، ٣٥٥ عن وكيع به * أبوإسرائيل الملائي ضعيف كما في الكاشف للذهبي: ١/ ٧٦ وغيره، وله طرق أخرى عند أبي داود، ح: ١٧٣٢، وأحمد: ١/ ٢٢٥ وغيرهما، وسند أحمد حسن، وصححه الحاكم: ١/ ٤٤٨، قلت: أبوصفوان حسن الحديث على الراجح.

(المعجم ٢) - **بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ** (التحفة ٢)

باب:۲-حج کی فرضیت

٢٨٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ ابْنُ وَرْدَانَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [آل عمران: ٩٧] قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ الْحَجُّ فِي كُلِّ عَامٍ؟ فَسَكَتَ. ثُمَّ قَالُوا: [أَ] فِي كُلِّ عَامٍ؟ فَقَالَ: «لَا. وَلَوْ قُلْتُ: نَعَمْ. لَوَجَبَتْ». فَنَزَلَتْ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَسْـَٔلُوا۟ عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ [المائدة: ١٠١].

۲۸۸۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ ''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔'' تو صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ انھوں نے پھر کہا: کیا ہر سال؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔ اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال ادا کرنا) فرض ہو جاتا۔'' تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ ''اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمھیں ناگوار ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① حج صرف اس شخص پر فرض ہے جو طاقت رکھتا ہو یعنی گھر سے روانہ ہونے سے لے کر واپسی تک کے اخراجات برداشت کر سکتا ہو۔ اس میں کھانے پینے کے اخراجات بھی شامل ہیں اور سواری کا خرچ یعنی کرایہ وغیرہ بھی۔ ② نبی اکرم ﷺ اپنی مرضی سے کسی کام کو فرض یا حرام قرار نہیں دیتے تھے تاہم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا سوال کرنا ان کے شوق عبادت کو ظاہر کرتا ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کو صحابہ کی کسی نیکی سے محبت اور اس کا شوق اس قدر پسند آ جائے کہ اس کا حکم نازل ہو جائے اس لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو زیادہ سوالات سے منع فرما دیا گیا تھا تاکہ کوئی ایسا حکم نازل نہ ہو جائے جو بعد والوں کے لیے مشقت کا باعث ہو۔ ③ اسلامی شریعت کے احکام آسان اور قابل عمل ہیں لہٰذا ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا محرومی کا باعث ہے۔ ④ حج زندگی میں ایک ہی بار ادا کرنا فرض ہے۔ دوسرا حج نفل ہوگا۔ لیکن اگر کسی نے بالغ ہونے سے پہلے یا غلامی کی حالت

٢٨٨٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء كم فرض الحج، ح: ٨١٤، ٣٠٥٥ من حديث منصور به، وقال: "حسن غريب" * عبدالأعلى تقدم، ح: ١٥٥٤، وأبوالبختري سعيد بن فيروز لم يسمع من علي رضي الله عنه كما قال البزار وغيره، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٣٣٧ وغيره، من غير ذكر الآيات، والله أعلم.

میں حج کیا ہے تو اس کا یہ حج نفل ہوگا۔ بالغ ہونے کے بعد یا آزادی ملنے پر اگر استطاعت ہو تو دوبارہ حج ادا کرنا فرض ہوگا۔

۲۸۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! اَلْحَجُّ فِي كُلِّ عَامٍ؟ قَالَ: «وَلَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ، وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَقُومُوا بِهَا، وَلَوْ لَمْ تَقُومُوا بِهَا عُذِّبْتُمْ».

۲۸۸۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا حج ہر سال کرنا فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو وہ فرض ہو جاتا' اور اگر وہ فرض ہو جاتا تو تم اسے (پابندی سے) ادا نہ کر سکتے' اور اگر تم اسے پابندی سے ادا نہ کرتے تو تمھیں عذاب ہوتا۔''

فائدہ: فرض کا ترک عذاب کا باعث ہے۔

۲۸۸٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ [هَارُونَ] أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! اَلْحَجُّ فِي كُلِّ سَنَةٍ، أَوْ مَرَّةً وَاحِدَةً؟ قَالَ: «بَلْ مَرَّةً وَاحِدَةً، فَمَنِ اسْتَطَاعَ، فَتَطَوَّعَ».

۲۸۸٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت اقرع بن حابس ؓ نے نبی ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا حج ہر سال (ادا کرنا فرض) ہے یا (زندگی میں) ایک ہی بار؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ ایک ہی بار (فرض ہے۔) پھر جسے طاقت ہو تو وہ نفلی حج ادا کر لے۔''

(المعجم ٣) - بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ (التحفة ٣)

باب:۳- حج اور عمرے کی فضیلت

۲۸۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۸۸۷- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ

۲۸۸۵_ [صحيح] وصححه البوصيري * الأعمش عنعن، تقدم، ح:۱۷۸، ولحديثه شواهد صحيحة، انظر الحديث السابق.

۲۸۸٦_ [صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب فرض الحج، ح:۱۷۲۱ من حديث يزيد به * سفيان بن حسين تابعه محمد بن أبي حفصة وعبدالجليل بن حميد وغيرهما، والزهري عنعن، تقدم، ح:۷۰۷، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديثين السابقين.

۲۸۸۷_ [صحيح] أخرجه الحميدي، ح:۱۷ عن سفيان بن عيينة به، وضعفه البوصيري لضعف عاصم بن عبيدالله، ◄◄

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ. فَإِنَّ الْمُتَابَعَةَ بَيْنَهُمَا تَنْفِي الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ».

نے فرمایا: ''حج اور عمرے مسلسل کرتے رہا کرو کیونکہ انھیں پے در پے ادا کرنا مفلسی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔''

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے محمد بن بشر کے واسطے سے یہ روایت بھی نبی ﷺ سے سابقہ حدیث کے ہم معنی بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① حج و عمرے پے در پے ادا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اگر حج کیا جائے تو اس کے بعد عمرہ بھی کیا جائے۔ اور اگر عمرے کا موقع مل جائے تو کوشش کی جائے کہ حج بھی ادا کر لیا جائے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ حج اور عمرہ بار بار ادا کیا جائے۔ جب بھی حج کا موقع ملے حج کر لیا جائے اور جب عمرے کا موقع ملے عمرہ کر لیا جائے۔ ② اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے۔ حج و عمرہ کا خرچ بھی اللہ کی راہ میں ہے اس لیے اس سے بھی مال میں اضافہ ہوتا ہے اور فقر و فاقہ سے نجات ملتی ہے۔ ③ حج اسلام کا بنیادی رکن ہے اور عمرہ بھی ایک قسم کا حج ہی ہے اس لیے اسے ''حج اصغر'' (چھوٹا حج) بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ اور یہ بہت سے گناہوں سے معافی کا باعث بنتے ہیں۔

۲۸۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ،

۲۸۸۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کی درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور

◄ ح:٩٠٧، ولكن لحديثه شواهد، منها حديث ابن مسعود، أخرجه الترمذي، ح:٨١٠، وقال: 'حسن صحيح غريب'، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٥١٢، وابن حبان، ح:٣٦٨٥، وحديث ابن عباس، أخرجه النسائي، ح:٢٦٣١ بإسناد حسن.

٢٨٨٨- أخرجه البخاري، العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، ح:١٧٧٣، ومسلم، الحج، باب فضل الحج والعمرة، ح:١٣٤٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٤٦.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةُ مَا بَيْنَهُمَا. وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ».

حج مبرور (نیکیوں والے حج) کا بدلہ محض جنت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''حج مبرور'' سے مراد وہ حج ہے جس میں ہر قسم کی لڑائی جھگڑے اور گناہوں سے پرہیز کی پوری کوشش کی جائے' اس لیے اس لفظ کا ترجمہ ''مقبول حج'' بھی کیا جاتا ہے۔ ② عمرے سے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ③ احادیث میں بہت سی نیکیوں کے بارے میں مذکور ہے کہ ان سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا دارومدار نیکیوں کو سنت کے مطابق ادا کرنے اور خلوصِ قلب پر ہے۔ علاوہ ازیں بعض اوقات نیکی میں ایسی کمی رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کے ثواب میں بہت کمی ہو جاتی ہے۔ ایسی نیکی اتنے گناہوں کی معافی کا باعث نہیں بن سکتی جتنے گناہ صحیح نیکی سے معاف ہوتے ہیں۔

٢٨٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَ سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

٢٨٨٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس گھر (کعبہ شریف) کا حج کرے اور (حج کے دوران میں) بے ہودہ گوئی نہ کرے اور گناہ نہ کرے' وہ واپس آتا ہے تو اس طرح (گناہوں سے پاک) ہوتا ہے جیسے وہ اپنی ماں سے پیدا ہونے وقت تھا۔''

فوائد و مسائل: ① بے ہودہ گوئی سے مراد فحش کلمات یا فحش حرکات ہیں۔ حج کے سفر میں جب خاوند اپنی بیوی سے بے تکلفی والی ایسی کوئی حرکت نہیں کر سکتا جو عام حالات میں اس کے لیے جائز ہے تو اجنبی عورت کی طرف غلط نگاہ سے دیکھنا اس کے لیے کیوں کر جائز ہوگا؟ ② احرام کھولنے کے بعد مرد کے لیے بیوی کے ساتھ اختلاط جائز ہو جاتا ہے۔ ③ انسان گناہوں سے پاک پیدا ہوتا ہے اور بالغ ہونے تک اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے۔ یہود و نصاریٰ کا یہ عقیدہ غلط ہے کہ انسان گناہ گار پیدا ہوتا ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ الْحَجِّ عَلَى الرَّحْلِ (التحفة ٤)

باب:٤-کجاوے پر سوار ہو کر حج کرنا

٢٨٨٩- أخرجه البخاري، المحصر وجزاء الصيد، باب قول الله عزوجل: "ولا فسوق ولا جدال في الحج"، ح: ١٨٢٠ من حديث سفيان، ومسلم، الحج، باب فضل الحج والعمرة، ح: ١٣٥٠ عن ابن أبي شيبة من حديث منصور به.

٢٨٩٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ صَبِيحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى رَحْلٍ رَثٍّ. وَقَطِيفَةٍ تَسْوٰى أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ، أَوْلَا تَسْوٰى. ثُمَّ قَالَ: «اللّٰهُمَّ حِجَّةٌ لَا رِيَاءَ فِيهَا وَلَا سُمْعَةَ».

۲۸۹۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک پرانے کجاوے پر اور ایک ایسی (معمولی) چادر اوڑھ کر حج ادا کیا جس کی قیمت چار درہم تھی یا چار درہم کے برابر بھی نہ تھی۔ اور فرمایا: ''اے اللہ! حج (کے فرض کی ادائیگی مقصود) ہے دکھلاوا اور شہرت (مقصود) نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① حج کے سفر میں ضروری سامان کا استعمال درست ہے مثلاً: اونٹ پر کجاوہ رکھ کر سفر کیا جا سکتا ہے اسی طرح بس اور جہاز کا سفر درست ہے کیونکہ یہ ایک ضرورت ہے اس سے عیش و عشرت مقصود نہیں۔ ② رسول اللہ ﷺ نے معمولی قسم کا لباس پہنا اور معمولی سواری پر سفر کیا تاکہ زیب و زینت کا اظہار نہ ہو۔ ③ عیدین اور جمعہ میں زیب و زینت کا اظہار درست ہے لیکن حج و عمرہ کے سفر میں زیادہ سے زیادہ سادگی اختیار کرنا مناسب ہے۔ ④ نیکی کے عمل میں اخلاص کو زیادہ ملحوظ رکھنا چاہیے۔

٢٨٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ. فَمَرَرْنَا بِوَادٍ. فَقَالَ: «أَيُّ وَادٍ هٰذَا؟» قَالُوا: وَادِي الْأَزْرَقِ. قَالَ: «كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى مُوسٰى ﷺ فَذَكَرَ مِنْ طُولِ شَعَرِهِ شَيْئًا، لَا يَحْفَظُهُ دَاوُدُ وَاضِعاً إِصْبَعَهُ فِي أُذُنِهِ. لَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللهِ

۲۸۹۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم مکے اور مدینے کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ہم ایک وادی سے گزرے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سی وادی ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: یہ وادئ اَزرق ہے۔ آپ نے فرمایا: ''گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔'' آپ نے ان کے بالوں کی لمبائی کے بارے میں کچھ فرمایا (جو راوی حدیث) داود (بن ابی ہند) کو یاد نہیں رہا۔ ''انھوں

٢٨٩٠ـ [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ٤/ ١٠٦ عن وكيع به، وضعفه البوصيري من أجل يزيد بن أبان تقدم، ح: ١٠٨٠ * والربيع بن صبيح صدوق سيء الحفظ، وكان عابدًا مجاهدًا (تقريب) وضعفه السيوطي في الجامع الصغير(فيض القدير: ٢/ ١٨٢، ح: ١٥٣٤) وله شواهد، منها ما أخرجه ابن خزيمة في صحيحه: ٤/ ٢٦٢، ح: ٢٨٣٦ * فيه سعيد بن بشير القرشي المصري، وعبدالله بن حكيم الكناني جهلهما أبوحاتم، ووثقهما ابن خزيمة.

٢٨٩١ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ إلى السموات وفرض الصلوات، ح: ١٦٦ من حديث ابن أبي عدي به.

بِالتَّلْبِيَةِ. مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي» قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ. فَقَالَ: «أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ؟» قَالُوا: ثَنِيَّةُ هَرْشٰى أَوْ لَفْتٍ. قَالَ: «كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى يُونُسَ، عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ، عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوفٍ. وَخِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ، مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي، مُلَبِّيًا».

نے کانوں میں انگلیاں ڈالی ہوئی ہیں' وہ اللہ سے بلند آواز سے فریاد کرتے ہوئے لبیک پکارتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔'' صحابی نے فرمایا: پھر ہم نے سفر جاری رکھا حتی کہ ایک گھاٹی تک پہنچے تو آپ نے فرمایا: ''یہ کون سی گھاٹی ہے؟'' لوگوں نے کہا: ھرشی یا لفت کی گھاٹی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں گویا یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں۔ اُون کا جبہ اوڑھے ہوئے ہیں۔ ان کی اونٹنی کی مہار کھجور کی رسی کی ہے اور وہ لبیک پکارتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① بنی اسرائیل کے انبیائے کرام علیہم السلام بھی کعبہ شریف کا حج کرتے تھے اگرچہ ان کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ ② رسول اللہ ﷺ کی وحی کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ گزشتہ واقعات آپ کو اس انداز سے دکھا دیے جاتے تھے گویا کہ وہ ابھی واقع ہو رہے ہیں' اس طرح ماضی کے واقعات یا جنت اور جہنم کے حالات سے نبی ﷺ اس طرح واقف ہو جاتے تھے جس طرح کوئی شخص چشم دید واقعات کو جانتا اور یاد رکھتا ہے۔ ③ لبیک بلند آواز سے پکارنا مستحب ہے۔ (سنن ابن ماجه' حديث: ٢٩٢٢ تا ٢٩٢٤) ④ مرد کو احرام کی حالت میں سلا ہوا لباس پہننا منع ہے۔ (سنن ابن ماجه' حديث: ٢٩٢٩) ممکن ہے حضرت یونس علیہ السلام کی شریعت میں اس کی اجازت ہو' اس لیے انھوں نے اونی جبہ پہنا ہوا ہو۔

(المعجم ٥) - بَابُ فَضْلِ دُعَاءِ الْحَاجِّ (التحفة ٥)

باب:٥- حاجی کی دعا کی فضیلت

٢٨٩٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَالِحٍ، مَوْلٰى بَنِي عَامِرٍ: حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ

٢٨٩٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ملاقاتی (اور مہمان) ہیں۔ اگر وہ اللہ سے دعا

٢٨٩٢ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٦٢ من حديث إبراهيم بن المنذر به، وقال: "صالح بن عبدالله منكر الحديث"، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف * صالح بن عبدالله قال فيه البخاري: "منكر الحديث"، وله شاهد حسن، انظر الحديث الآتي.

ابْنُ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ. إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ، وَإِنِ اسْتَغْفَرُوهُ غَفَرَ لَهُمْ».

کریں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ بخشش مانگیں تو انھیں بخش دیتا ہے۔''

٢٨٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ، وَفْدُ اللهِ. دَعَاهُمْ فَأَجَابُوهُ. وَسَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ».

٢٨٩٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والا (مجاہد)' حاجی اور عمرہ کرنے والا اللہ کے مہمان ہیں۔ اس نے انھیں بلایا تو انھوں نے تعمیل کی۔ انھوں نے اللہ سے مانگا تو اللہ نے دے دیا۔''

فائدہ: یہ تین سفر بہت افضل ہیں کیونکہ ان افراد نے اللہ کے حکم کی تعمیل میں سفر کی مشقت برداشت کی ہے' اپنا ذاتی مقصد پیش نظر نہیں' اس لیے اللہ بھی ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔

٢٨٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، [عَنْ عُمَرَ] أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ. فَأَذِنَ لَهُ، وَقَالَ لَهُ: «يَا أُخَيَّ! أَشْرِكْنَا فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِكَ، وَلَا تَنْسَنَا».

٢٨٩٤- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی تو نبی ﷺ نے اجازت دے دی' اور فرمایا: ''بھائی! اپنی کسی دعا میں ہمیں بھی شریک کر لینا اور (دعا میں) ہمیں نہ بھلانا۔''

٢٨٩٣ـ [حسن] أخرجه الطبراني: ١٣/ ٤٢٢، ح: ١٣٥٥٦ من حديث عمران به، وحسنه البوصيري، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٩٦٤، وله شاهد حسن عند النسائي: ٥/ ١١٣، ٦/ ١٦، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ١٣٠، ح: ٢٥١١، وابن حبان، ح: ٩٦٥، والحاكم: ١/ ٤٤١، والذهبي.

٢٨٩٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب(١٠٩)، ح: ٣٥٦٢ من حديث وكيع به، وقال: "حسن صحيح"، وانظر، ح: ٩٠٧ لعلته، وهو في نيل المقصود، ح: ١٤٩٨ من حديث عاصم به.

٢٨٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ قَالَ: وَكَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ أَبِي الدَّرْدَاءِ. فَأَتَاهَا فَوَجَدَ أُمَّ الدَّرْدَاءِ، وَلَمْ يَجِدْ أَبَا الدَّرْدَاءِ. فَقَالَتْ لَهُ: تُرِيدُ الْحَجَّ، الْعَامَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَتْ: فَادْعُ اللهَ لَنَا بِخَيْرٍ. فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «دَعْوَةُ الْمَرْءِ مُسْتَجَابَةٌ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ. عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ يُؤَمِّنُ عَلَى دُعَائِهِ. كُلَّمَا دَعَا لَهُ بِخَيْرٍ قَالَ: آمِينَ، وَلَكَ [بِمِثْلِهِ]» قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى السُّوقِ فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ. فَحَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

٢٨٩٥- حضرت صفوان بن عبداللہ بن صفوان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو درداء ؓ کی بیٹی ان (صفوان) کے نکاح میں تھیں۔ وہ ان کے ہاں آئے تو ام درداء ؓ سے ملاقات ہوئی' حضرت ابودرداء ؓ (گھر میں) نہ ملے۔ ام درداء ؓ نے کہا: آپ کا اس سال حج کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: تو ہمارے لیے بھی دعائے خیر کرنا کیونکہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''آدمی کی اپنے بھائی کے حق میں اس کی عدم موجودگی میں کی ہوئی دعا مقبول ہے۔ دعا کرنے والے کے سر کے قریب ایک فرشتہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے۔ جب بھی وہ اس (غیر موجود بھائی) کے حق میں دعا کرتا ہے فرشتہ کہتا ہے: آمین اور تجھے بھی یہی کچھ نصیب ہو۔'' انھوں نے فرمایا: پھر میں بازار گیا تو حضرت ابودرداء ؓ سے ملاقات ہوگئی تو انھوں نے بھی مجھے نبی ﷺ کا یہی فرمان سنایا۔

فوائد ومسائل: ① حج یا عمرے کے لیے جانے والوں سے دعا کی درخواست کرنی چاہیے۔ ② افضل مقامات پر دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ③ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کرنا بہت ثواب کا کام ہے اور اللہ کی رحمت و برکت کا باعث ہے۔ ④ فرشتوں کا دعا کرنا قبولیت کا اشارہ ہے کیونکہ فرشتے اللہ کے حکم ہی سے دعا کرتے ہیں۔ ⑤ افضل شخص اپنے سے کم درجے کے آدمی سے دعا کی درخواست کر سکتا ہے۔ ⑥ اپنے سے افضل آدمی کے حق میں دعا کرنا درست ہے۔ ⑦ جن اوقات و مقامات میں دعا کی قبولیت کی زیادہ امید ہے ان میں اپنے لیے' بزرگوں کے لیے' دوستوں اور عزیزوں کے لیے دعا کرنی چاہیے اگرچہ انھوں نے دعا کرنے کو نہ بھی کہا ہو۔

(المعجم ٦) - بَابُ مَا يُوجِبُ الْحَجَّ (التحفة ٦)

باب:٦- حج کی ادائیگی کب واجب ہو جاتی ہے؟

٢٨٩٥- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب، ح: ٢٧٣٣ عن ابن أبي شيبة به.

۲۸۹۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ. ح : وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالاَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ الْمَكِّيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُومِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَارَسُولَ اللهِ! مَا يُوجِبُ الْحَجَّ؟ قَالَ : «الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ» قَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ! فَمَا الْحَاجُّ؟ قَالَ : «الشَّعِثُ التَّفِلُ» وَقَامَ آخَرُ، فَقَالَ : يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا الْحَجُّ؟ قَالَ : «الْعَجُّ وَالثَّجُّ».

قَالَ وَكِيعٌ : يَعْنِي بِالْعَجِّ الْعَجِيجَ بِالتَّلْبِيَةِ. وَالثَّجُّ نَحْرُ الْبُدْنِ.

۲۸۹۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک شخص اٹھ کر نبی ﷺ کے قریب گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کس چیز سے حج واجب ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’سفر خرچ اور سواری سے۔‘‘ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! حاجی کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’پراگندہ بالوں والا‘ سادہ لباس والا۔‘‘ ایک اور شخص نے اٹھ کر کہا: اے اللہ کے رسول! حج کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: ’’آواز بلند کرنا اور خون بہانا۔‘‘

امام وکیع نے فرمایا: آواز سے مراد بلند آواز سے لبیک پکارنا ہے اور خون بہانے سے مراد اونٹ قربان کرنا ہے۔

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ لبیک بلند آواز سے پکارنا اور قربانی کرنا حج کے اہم اعمال ہیں۔ لبیک سے بندے کی عبودیت اور تعمیل حکم کے جذبے کا اظہار ہوتا ہے اور قربانی سے اللہ کی راہ میں تن من دھن قربان کر دینے کا جذبہ ظاہر ہوتا ہے۔

۲۸۹۷- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْقُرَشِيُّ عَنِ ابْنِ

۲۸۹۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿مَنِ

۲۸۹۶ـ **[ضعيف]** أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في إيجاب الحج بالزاد والراحلة، ح: ۸۱۳ من حديث وكيع به، وقال: "حسن" * إبراهيم بن يزيد الخوزي تقدم، ح: ۱۵۲۱، فالحديث ضعيف من أجله، وله طرق عن أنس، وعائشة وغيرهما، وأسانيدها ضعيفة، وانظر الحديث الآتي.

۲۸۹۷ـ **[إسناده ضعيف]** وحسنه البوصيري، وفيه ثلاث علل * سويد بن سعيد تقدم، ح: ۱۰۳۶، عمر بن عطاء بن وراز ضعيف (تقريب)، هشام بن سليمان مقبول(تقريب) ورواه سعيد بن عبدالرحمٰن المخزومي عن هشام بن سليمان، وعبدالمجيد عن ابن جريج: أخبرني عمر بن عطاء عن عكرمة عن ابن عباس به موقوفًا، وإسناده ضعيف موقوف(انظر هق: ٤/ ۳۳۱ وغيره).

جُرَيْجٍ. قَالَ: وَأَخْبَرَنِيهِ أَيْضاً عَنِ ابْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ» يَعْنِي قَوْلَهُ: ﴿مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [آل عمران: ٩٧].

اِسۡتَطَاعَ اِلَیۡهِ سَبِیۡلًا﴾ ''جس کو بیت اللہ تک راستہ طے کرنے کی طاقت ہو۔'' کی وضاحت میں فرمایا: (اس طاقت سے مراد ہے) ''سفر خرچ اور سواری۔''

(المعجم ٧) - بَابُ الْمَرْأَةِ تَحُجُّ بِغَيْرِ وَلِيٍّ (التحفة ٧)

باب: ۷- محرم کے بغیر عورت کا حج

٢٨٩٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ سَفَرَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَصَاعِدًا، إِلَّا مَعَ أَبِيهَا أَوْ أَخِيهَا أَوِ ابْنِهَا أَوْ زَوْجِهَا أَوْ ذِي مَحْرَمٍ».

۲۸۹۸- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت تین دن یا زیادہ کا سفر نہ کرے مگر اپنے باپ' بھائی' بیٹے' خاوند یا کسی اور محرم کی معیت میں۔''

٢٨٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَاحِدٍ، لَيْسَ لَهَا ذُو حُرْمَةٍ».

۲۸۹۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے ایک دن کا سفر کرنا حلال نہیں جب کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو۔''

فوائد و مسائل: ① عورت کو خاوند یا محرم کے بغیر طویل سفر نہیں کرنا چاہیے۔ ② چھوٹا سفر' جیسے قریب کے گاؤں میں جانا' یا شہر کے ایک محلے سے دوسرے محلے میں جانا بغیر محرم کے جائز ہے بشرطیکہ کسی قسم کے فتنے

٢٨٩٨ـ أخرجه مسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره، ح: ١٣٤٠ من حديث وكيع به.

٢٨٩٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٣٦، ومسلم، ح: ١٣٣٩/ ٤٢١ من حديث مالك عن سعيد المقبري به، أخرجه البخاري، ح: ١٠٨٨، ومسلم، ح: ١٣٣٩ وغيرهما من حديث ابن أبي ذئب عن سعيد المقبري عن أبيه عن أبي هريرة به (تحفة الأشراف: ١٠/ ٣٠٩).

وغیرہ کا کوئی خطرہ موجود نہ ہو پھر بھی بہتر یہی ہے کہ محرم ساتھ ہو۔ ③اس پابندی کا مقصد عورت کی عفت و عصمت اور عزت وحرمت کی حفاظت ہے۔ ④محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے عورت کا نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو خواہ یہ رشتہ نسب سے ہو یا رضاعت سے یا مصاہرت سے۔ ان رشتوں کی تفصیل کتاب النکاح، باب: ۳۴ میں بیان ہو چکی ہے۔

۲۹۰۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا. وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ. قَالَ: «فَارْجِعْ مَعَهَا».

۲۹۰۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میرا نام فلاں فلاں غزوے میں لکھا گیا ہے اور میری عورت حج کے لیے روانہ ہو چکی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ چلا جا۔''

فوائد ومسائل: ①سفر میں محرم کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ اس عذر کی وجہ سے جہاد میں نہ جانے کی اجازت مل گئی۔ ②حج کے سفر میں اگر عورت کا کوئی محرم ساتھ جانے والا نہ ہو یا محرم موجود ہو لیکن وہ حج کا خرچ برداشت نہ کر سکتا ہو اور نہ عورت ہی اس کا خرچ برداشت کر سکتی ہو تو عورت پر حج فرض نہیں رہے گا کیونکہ استطاعت حاصل نہیں رہی۔ ③بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر دوسری عورتیں اپنے محرموں کے ساتھ جا رہی ہوں تو ان کے قافلے کے ساتھ وہ عورت بھی جا سکتی ہے جس کا محرم نہیں یا اس کے محرم کو سفر حج کی طاقت نہیں کیونکہ اس صورت میں عورت کی عزت وعصمت کے لیے وہ خطرات بالعموم نہیں رہتے جن کے پیش نظر عورت کو محرم کے بغیر سفر کرنے سے روکا گیا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٨) - بَابٌ: اَلْحَجُّ جِهَادُ النِّسَاءِ (التحفة ٨)

باب: ۸- حج عورتوں کا جہاد ہے

۲۹۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ

۲۹۰۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!

۲۹۰۰_أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب كتابة الإمام الناس، ح: ٣٠٦١ من حديث ابن جريج به.

۲۹۰۱_أخرجه البخاري، الحج، باب فضل الحج المبرور، ح: ١٥٢٠ وغيره من حديث حبيب به.

قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ. عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ: اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ».

ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں جنگ نہیں ہوتی۔ وہ حج اور عمرہ ہے۔"

فوائد و مسائل: ① جہاد و قتال عورتوں پر فرض نہیں۔ ② عورتوں کے لیے حج اور عمرے کی اتنی اہمیت ہے جتنی مردوں کے لیے جہاد کی۔ ③ حج و عمرہ کو عورتوں کا جہاد اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ اس میں بھی اللہ کی رضا کے لیے سفر کی مشقت برداشت کی جاتی ہے' مال خرچ کیا جاتا ہے اور کئی طرح کی مشکلات برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

٢٩٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيِّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيفٍ».

٢٩٠٢- ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔"

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نے بعض معذوروں کو جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت دی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ﴾ (التوبۃ9:91) "ضعیفوں' بیماروں اور ان (ناداروں) پر کوئی حرج نہیں جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں۔" اسی طرح عورتوں اور بچوں پر بھی جہاد فرض نہیں۔ ② عورتیں' بچے اور بوڑھے جو جہاد نہیں کر سکتے' اسی طرح نابینا اور لنگڑا وغیرہ ان سب کا یہی حکم ہے۔ ③ ایسے معذوروں کے لیے قرب الٰہی اور عظیم ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ حج اور عمرہ ہے۔ ان لوگوں کے لیے یہی مشقت جہاد کے برابر ہے۔

(المعجم ٩) - بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ٩)

باب:٩- فوت شدہ کی طرف سے حج کرنا

٢٩٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٢٩٠٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٢٩٠٢- **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٤ عن وكيع به، وضعفه البوصيري من أجل الانقطاع بين أبي جعفر محمد ابن علي بن الحسين الباقر، وأم سلمة رضي الله عنهما، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه النسائي: ٥/ ١١٣، ١١٤، مناسك الحج، فضل الحج، ح: ٢٦٢٧ بإسناد صحيح عن أبي هريرة بلفظ: "جهاد الكبير والصغير والضعيف والمرأة الحج والعمرة".

٢٩٠٣- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الحج، باب الرجل يحج عن غيره، ح: ١٨١١ من حديث عبدة به، ◄◄

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ [عَزْرَةَ]، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شُبْرُمَةُ؟» قَالَ: قَرِيبٌ لِي. قَالَ: «هَلْ حَجَجْتَ قَطُّ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَاجْعَلْ هٰذِهِ عَنْ نَفْسِكَ، ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یوں کہتے سنا: شبرمہ کی طرف سے لبیک۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شبرمہ کون ہے؟'' اس نے کہا: میرا قریبی رشتے دار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے (پہلے) کبھی حج کیا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ حج اپنی طرف سے کر، پھر (بعد میں) شبرمہ کی طرف سے کرنا۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کی بابت تفصیلی گفتگو کی ہے۔ محققین کی اس تفصیلی گفتگو سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل للألباني، رقم: ۹۹۴، وصحيح ابن حبان (موارد الظمآن) بتحقيق حسين سليم أسد الداراني، حديث: ۹۶۲، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ۲۹۰۳) اس سے معلوم ہوا ہے کہ حج بدل جائز ہے۔ ② بوقتِ ضرورت حج بدل کسی بھی انسان کی طرف سے کیا جا سکتا ہے۔ ہاں! البتہ اگر کوئی شخص حالتِ شرک میں مرا ہو تو اس کی طرف سے حج بدل نہیں ہو سکتا۔ واللہ أعلم۔ ③ حج بدل کے لیے یہ شرط ہے کہ حج کرنے والا پہلے اپنا حج کر چکا ہو۔ ④ عمرے کا بھی یہی حکم ہے۔ ⑤ حج بدل میں لبیک کہتے وقت اس شخص کا نام لینا چاہیے جس کی طرف سے حج یا عمرہ کرنا ہے۔

۲۹۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ،

۲۹۰۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: کیا میں اپنے والد کی طرف سے حج کر سکتا

◄◄ وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۰۳۹، وابن حبان، ح: ۹۶۲، والبيهقي: ٤/ ۳۳٦، والسند معلل بعنعنة ابن أبي عروبة تقدم، ح: ٤٢٩ * وشيخه قتادة تقدم، ح: ۱۷۵.

۲۹۰٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۲/ ۲٤٥، ح: ۱۳۰۰۹ من حديث عبدالرزاق به، وتفرد به فيما نعلم * وشيخه الثوري تقدم، ح: ۱٦۲ من كبار المدلسين، ولم نجد تصريح سماعه، وقال بعض العلماء في هٰذا الحديث: 'هٰذا لفظ منكر لاتشبهه ألفاظ النبي ﷺ أن يأمر بما لا يدري هل ينفع أم لا ينفع'، ومع ذلك صححه البوصيري.

عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَحُجُّ عَنْ أَبِي؟ قَالَ: «نَعَمْ. حُجَّ عَنْ أَبِيكَ. فَإِنْ لَمْ تَزِدْهُ خَيْراً لَمْ تَزِدْهُ شَرًّا».

ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' اپنے والد کی طرف سے حج کر۔ اگر تو اس کے لیے بھلائی میں اضافہ نہیں کرے گا تو برائی میں بھی اضافہ نہیں کرے گا۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو بھی ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور دلائل کی رو سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا والدین کی طرف سے حج وعمرہ کرنا درست ہے' خواہ وہ زندہ ہوں یا صحیح عقیدے پر فوت ہو چکے ہوں۔ ② والدین کے بہت احسانات ہوتے ہیں' اس لیے ایسے اعمال کرنے چاہئیں جن سے انھیں فائدہ پہنچے' یا کم از کم ایسے اعمال سے ضرور اجتناب کیا جائے جو ان کے ساتھ برائی شمار ہوں۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے کر اپنے ماں باپ کے لیے گالی کا سبب بننے والا ایسے ہی ہے گویا اس نے خود اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ (صحيح البخاري' الأدب' باب لا يسب الرجل والديه' حديث:٥٩٧٣)

٢٩٠٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْغَوْثِ بْنِ حُصَيْنٍ - رَجُلٍ مِنَ الْفُرْعِ - أَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ عَنْ حَجَّةٍ كَانَتْ عَلَى أَبِيهِ. مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حُجَّ عَنْ أَبِيكَ» وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَكَذٰلِكَ الصِّيَامُ فِي النَّذْرِ، يُقْضٰى عَنْهُ».

٢٩٠٥- حضرت ابوغوث بن حصین ؓ جو مقام فرع کے رہنے والے تھے' ان سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ سے فتویٰ پوچھا کہ ان کے والد کے ذمے حج تھا اور وہ حج کیے بغیر فوت ہو گئے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے والد کی طرف سے حج کرو۔'' اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''نذر کے روزوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کی طرف سے ادا کیے جائیں۔''

(المعجم ١٠) - **بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْحَيِّ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ** (التحفة ١٠)

باب: ١٠- زندہ آدمی کی طرف سے حج بدل کرنا' جب اسے (خود حج کرنے کی) طاقت نہ ہو

٢٩٠٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٣٥ من طريق شعيب بن زريق عن عطاء الخراساني به، وقال: "إسناده ضعيف"، وضعفه البوصيري، والعسقلاني (تلخيص: ٢/ ٢٢٥) قلت: عطاء لم يسمع من أبي الغوث رضي الله عنه كما في التقريب وغيره.

۲۹۰۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ، لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ. قَالَ: «حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ».

۲۹۰۶-حضرت ابورزین عقیلی ؓ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہیں نہ حج اور عمرہ کر سکتے ہیں اور نہ سواری پر سوار ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے والد کی طرف سے حج وعمرہ کرو۔''

فوائد ومسائل: ① اگر انتہائی بوڑھے آدمی کے پاس سفر خرچ وغیرہ مہیا ہو تو اس پر بھی حج فرض ہو جاتا ہے۔ ② جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے سفر نہ کر سکتا ہو تو اس کی طرف سے حج بدل کرنا چاہیے۔ ③ عمرے میں بھی نیابت درست ہے۔

۲۹۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمٍ جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ

۲۹۰۷-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ قبیلۂ خثعم کی ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد صاحب بوڑھے ہیں۔ وہ انتہائی بوڑھے ہو چکے ہیں اور حج کا جو فرض اللہ کی طرف سے بندوں پر عائد ہوتا ہے وہ ان پر بھی لازم ہو گیا ہے اور وہ (خود) اسے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اگر میں ان کی طرف سے یہ فرض ادا کر دوں تو کیا ان کی طرف سے کافی ہو گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

۲۹۰۶ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب منه، ح: ۹۳۰ من حديث وكيع به وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۰۴۰، وابن حبان، ح: ۹۶۱، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۴۸۱، ووافقه الذهبي، وقواه أحمد بن حنبل رحمه الله.

۲۹۰۷ـ [صحيح] أخرجه الطبراني ۱۰/ ۳۷۴، ح: ۱۰۷۴۸ من حديث محمد بن عثمان به، وهو إسناد حسن، وفيه علة غير قادحة، وأخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث سليمان بن يسار عن ابن عباس به نحوه(تحفة الأشراف: ۴/ ۴۶۶، ح: ۵۶۷۰).

كَبِيرٌ، قَدْ أَفْنَدَ وَأَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ، وَلَا يَسْتَطِيعُ أَدَاءَهَا. فَهَلْ يُجْزِئُ عَنْهُ أَنْ أُؤَدِّيَهَا عَنْهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ».

٢٩٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كُرَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَوْفٍ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي أَدْرَكَهُ الْحَجُّ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَحُجَّ إِلَّا مُعْتَرِضاً. فَصَمَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: «حُجَّ عَنْ أَبِيكَ».

۲۹۰۸- حضرت حصین بن عوف ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد پر حج فرض ہوگیا ہے۔ وہ حج نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ انھیں سواری پر باندھ دیا جائے۔ نبی ﷺ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا: ''اپنے والد کی طرف سے حج کرو۔''

٢٩٠٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَخِيهِ الْفَضْلِ أَنَّهُ كَانَ رِدْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَدَاةَ النَّحْرِ: فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمٍ. فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ، أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخاً كَبِيرًا، لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَرْكَبَ. أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ! فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ عَلَى أَبِيكِ دَيْنٌ قَضَيْتِهِ».

۲۹۰۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے اپنے بھائی حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت کی کہ قربانی کے دن وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (اونٹنی پر) سوار تھے۔ قبیلۂ خثعم کی ایک خاتون نے حاضر ہو کر عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! اللہ نے بندوں پر حج کا جو فریضہ عائد کیا ہے وہ میرے والد پر اس حال میں لازم ہوا ہے کہ وہ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں سوار نہیں ہو سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ اگر تمھارے والد پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا کرتیں (اسی طرح اللہ کا قرض بھی ادا کرو)۔''

٢٩٠٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ٤/ ٢٦، ح: ٣٥٤٩ من حديث أبي خالد الأحمر به، وضعفه البوصيري من أجل محمد بن كريب لأنه ضعيف كما في التقريب وغيره.

٢٩٠٩ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الحج عمن لا يستطيع الثبوت على الراحلة، ح: ١٨٥٣، ١٨٥٤، ومسلم، الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما، أو للموت، ح: ١٣٣٥ من حديث ابن شهاب الزهري به.

(المعجم ١١) - **بَابُ حَجِّ الصَّبِيِّ** (التحفة ١١)

باب:١١- بچے کا حج

٢٩١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ، قَالَا: [حَدَّثَنَا] أَبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: رَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةٍ. فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ. وَلَكِ أَجْرٌ».

٢٩١٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حج (کے سفر) کے دوران میں ایک عورت نے اپنا بچہ بلند کر کے نبی ﷺ کو دکھایا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس (بچے) کا بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں اور تجھے ثواب ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نابالغ بچے کا حج بھی ہو جاتا ہے لیکن وہ نفلی حج ہوتا ہے۔ بالغ ہونے کے بعد اگر طاقت ہو تو دوبارہ حج کرنا فرض ہے۔ ② بچے کے والدین یا سرپرست کو اس لیے ثواب ہوتا ہے کہ وہ بچے کو حج کی تربیت دیتے ہیں اور اسے ساتھ لے جانے کی مشقت برداشت کرتے ہیں نیز اس کی طرف سے رمی اور قربانی وغیرہ کے اعمال انجام دیتے ہیں اسی طرح طواف اور سعی میں بعض اوقات بچے کو اٹھا کر طواف اور سعی کراتے ہیں تاہم اس صورت میں وہ طواف اور سعی بچے کی طرف سے ہوتی ہے اٹھانے والے کو اپنا طواف اور سعی الگ سے کرنی چاہیے۔

(المعجم ١٢) - **بَابُ النُّفَسَاءِ وَالْحَائِضِ تُهِلُّ بِالْحَجِّ** (التحفة ١٢)

باب:١٢- نفاس اور حیض والی عورت کا احرام حج

٢٩١١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نُفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ،

٢٩١١- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مقام شجرہ (ذوالحلیفہ کے مقام) پر حضرت اسماء بنت عمیس ؓ کے ہاں ولادت ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ سے کہا کہ انھیں غسل کرنے

٢٩١٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في حج الصبي، ح: ٩٢٤ عن محمد بن طريف به، وقال: "غريب".

٢٩١١ـ أخرجه مسلم، الحج، باب صحة إحرام النفساء واستحباب اغتسالها للإحرام، وكذا الحائض، ح: ١٢٠٩ عن عثمان بن أبي شيبة به.

بِالشَّجَرَةِ. فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَابَكْرٍ أَنْ يَأْمُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ.

اور احرام باندھنے کا حکم دیں۔

فوائد ومسائل: ① مقام شجرہ سے مراد ذو الحلیفہ ہے جو اہل مدینہ کا میقات ہے۔ اس جگہ کو الشجرہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت وہاں پر ایک درخت تھا۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں اس مقام پر حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی تھی۔ ② حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہونے والا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ بیٹا حضرت اسماء کے، جناب علی رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنے کے بعد انھی کے زیر تربیت اور زیر پرورش رہا' بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں مصر کا والی بھی بنایا تھا۔ ③ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا' ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی مادری بہن ہیں۔ پہلے یہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ جنگ موتہ میں ان کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ ان کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا۔ ④ حیض اور نفاس والی عورت بھی میقات سے احرام باندھے گی' نیز احرام کے موقع پر حیض اور نفاس والی عورت کو بھی غسل کرنا چاہیے۔

٢٩١٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَمَعَهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ. فَوَلَدَتْ، بِالشَّجَرَةِ، مُحَمَّدَ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ. فَأَتَى أَبُوبَكْرٍ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ. فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَأْمُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ، ثُمَّ تُهِلَّ بِالْحَجِّ، وَتَصْنَعَ مَا يَصْنَعُ النَّاسُ. إِلَّا أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ.

٢٩١٢- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ مقام شجرہ (ذو الحلیفہ) پر ان کے ہاں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ انھیں (اسماء رضی اللہ عنہا کو) حکم دیں کہ غسل کر کے حج کا احرام باندھ لیں' پھر وہ سب کام کریں جو حاجی کرتا ہے مگر بیت اللہ کا طواف نہ کریں۔

فوائد ومسائل: ① حیض ونفاس حج کی ادائیگی سے مانع نہیں۔ ② حیض ونفاس کی صورت میں بیت اللہ کا

٢٩١٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، الغسل للإهلال، ح: ٢٦٦٥ من حديث خالد به، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ١٦٧، ١٦٨، ح: ٢٦١٠، وللحديث طرق أخرى.

طواف نہیں کرنا چاہیے کیونکہ کعبہ شریف مسجد کے اندر واقع ہے اور حیض ونفاس کے دوران میں مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔

٢٩١٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نُفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ. فَأَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتَسْتَثْفِرَ بِثَوْبٍ وَتُهِلَّ.

۲۹۱۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت اسماء بنت عمیس ؓ کے ہاں محمد بن ابی بکر ؓ پیدا ہوئے تو انھوں نے (مسئلہ معلوم کرنے کے لیے) نبی ﷺ کو پیغام بھیجا (کہ اب کیا کروں؟) آپ نے انھیں حکم دیا کہ غسل کریں اور ایک کپڑے کو لنگوٹ کی طرح باندھ لیں اور لبیک پکاریں (احرام باندھ لیں۔)

فائدہ: کپڑا باندھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے اندر روئی وغیرہ رکھ لی جائے تاکہ دوسرے کپڑوں کو خون نہ لگے اور پریشانی نہ ہو۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَوَاقِيتِ أَهْلِ الْآفَاقِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳-آفاقی لوگوں کے میقات

٢٩١٤- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ. وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ. وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ». فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: أَمَّا هٰذِهِ الثَّلَاثَةُ، فَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ».

۲۹۱۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مدینے والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن المنازل سے۔“ حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا: یہ تین میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہیں اور مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔“

٢٩١٣ـ أخرجه مسلم، الحج، باب صحة إحرام النفساء واستحباب اغتسالها للإحرام . . . الخ، ح: ١٢١٠ من حديث جعفر به .

٢٩١٤ـ أخرجه البخاري، الحج، باب ميقات أهل المدينة ولا يهلون قبل ذي الحليفة، ح: ١٥٢٥، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج، ح: ١١٨٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٣٠ .

فوائد و مسائل: ① میقات سے مراد وہ حد ہے جہاں سے حج یا عمرے کی نیت سے آنے والا شخص احرام باندھے بغیر آگے نہیں جا سکتا۔ مکہ آنے والے مختلف راستوں پر ان مقامات کا تعین کر دیا گیا ہے۔ ② آفاقی سے مراد وہ لوگ ہیں جو میقات کی حدود سے باہر دنیا میں کسی بھی مقام پر رہتے ہیں۔ وہ میقات پر پہنچتے ہیں تو احرام باندھتے ہیں۔ ان حدود کے اندر رہنے والے اپنے اپنے گھر سے احرام باندھ کر روانہ ہوتے ہیں۔

٢٩١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ. وَمُهَلُّ أَهْلِ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ. وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ. وَمُهَلُّ أَهْلِ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ. وَمُهَلُّ أَهْلِ الْمَشْرِقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ» ثُمَّ أَقْبَلَ بِوَجْهِهِ لِلْأُفُقِ، وَقَالَ: «اللّٰهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ».

٢٩١٥- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ”مدینے والوں کے لیے احرام کی جگہ ذوالحلیفہ ہے۔ شام والوں کے لیے احرام کی جگہ جحفہ ہے۔ یمن والوں کے لیے احرام کی جگہ یلملم ہے۔ نجد والوں کے لیے احرام کی جگہ قرن ہے۔ مشرق (عراق) والوں کے لیے احرام کی جگہ ذات عرق ہے۔“ اس کے بعد آپ نے (مشرق کے) افق کی طرف چہرہ کر کے فرمایا: ”اے اللہ! ان کے دلوں کو (دین کی طرف) متوجہ کر دے۔“

فوائد و مسائل: ① ذوالحلیفہ کو آج کل بئر علی یا آبارِ علی کہتے ہیں۔ جحفہ کا موجودہ نام رابغ ہے۔ یلملم کو السعدیہ کہتے ہیں۔ قرن منازل کو ”السیل“ کہتے ہیں جبکہ ذات عرق کا موجودہ نام الضُّرَیْبَہ ہے۔ میقات سے متعلق مزید تفصیلی معلومات کے لیے کتاب الحج کا ابتدائیہ دیکھیے۔ ② عراق کی آبادی اس وقت مسلمان ہی نہیں تھی لیکن ان کے لیے میقات مقرر کر دیا گیا کیونکہ مستقبل میں یہ لوگ اسلام میں داخل ہونے والے تھے۔ ③ نبی اکرم ﷺ نے اہل عراق کے اسلام کے لیے دعا کی تاہم اس علاقے کے فتنوں سے بھی متنبہ فرمایا۔ یہ اس علاقے کے نیک لوگوں کے لیے باعث فخر اور مفسد اور گمراہ لوگوں کے لیے باعث عار ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ الْإِحْرَامِ (التحفة ١٤)

باب: ١٤- احرام کا بیان

٢٩١٥- [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل إبراهيم بن يزيد الخوزي، ح: ١٥٢١، ولكن تابعه ابن جريج عن أبي الزبير به عند مسلم، الحج، مواقيت الحج، ح: ١٨٣ وغيره، ولشطره الأخير: "اللهم أقبل" شواهد عند الترمذي، ح: ٣٩٣٤، وأحمد: ٣/ ٣٤٢ وغيرهما.

٢٩١٦- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ، إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ، وَاسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، أَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

۲۹۱۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکاب میں قدم رکھتے اور آپ کی سواری آپ کو لے کر کھڑی ہو جاتی تو ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے لبیک پکارتے۔

٢٩١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ: قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنِّي عِنْدَ ثَفِنَاتِ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، عِنْدَ الشَّجَرَةِ. فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ قَائِمَةً، قَالَ: «لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ مَعاً» وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۲۹۱۷- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں درخت کے پاس (ذوالحلیفہ میں) رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے گھٹنوں کے پاس تھا۔ جب وہ آپ کو لے کر پوری طرح کھڑی ہوگئی تو آپ نے فرمایا: ”حج اور عمرہ دونوں کے لیے لبیک۔“ اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز پڑھ کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے۔ عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں ادا کی' پھر صبح تک یہیں قیام فرمایا۔ (سنن أبي داود' المناسك' باب وقت الإحرام' حديث: ۱۷۷۳) ② رسول اللہ ﷺ نے کب لبیک پکارنا شروع کیا' اس کے بارے میں صحابۂ کرام ؓ کے مختلف اقوال ہیں۔ اس موضوع پر بات کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ حج کے لیے روانہ ہوئے تو جب آپ نے ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھی' اسی مقام پر احرام کی نیت کر لی' چنانچہ جب دو رکعتوں سے فارغ ہوئے تو حج کا تلبیہ پکارا۔ کچھ لوگوں نے آپ سے یہ لبیک سنا اور یاد رکھا (کہ

٢٩١٦ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب الركاب والغرز للدابة، ح: ٢٨٦٥، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم . . . الخ، ح: ١١٨٧/ ٢٧ من حديث عبيد الله به.

٢٩١٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٢٥ من حديث الأوزاعي به، وصححه البوصيري.

نبی علیہ السلام نے مسجد میں لبیک کی ابتدا کی۔) پھر آپ سوار ہوئے' چنانچہ جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو آپ نے لبیک پکارا۔ کچھ لوگوں نے آپ کو اس وقت (لبیک پکارتے) دیکھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ جماعت در جماعت آتے تھے' انھوں نے اونٹنی کے کھڑے ہونے پر نبی ﷺ کو لبیک پکارتے سنا تو (بعد میں) کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو اس وقت لبیک پکارنا شروع کیا تھا جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی' پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔ آپ بیداء کی بلند سطح پر چڑھے تو لبیک پکارا۔ کچھ لوگوں نے اس وقت آپ کو (لبیک پکارتے) دیکھا تو انھوں نے (بعد میں روایت کرتے ہوئے) کہا کہ نبی ﷺ نے تو اس وقت لبیک پکارنا شروع کیا تھا جب آپ بیداء کی بلند سطح پر پہنچے۔ قسم ہے اللہ کی! آپ نے اپنی نماز کی جگہ (لبیک پکار کر) نیت کر لی تھی' پھر جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو (پھر بلند آواز سے) لبیک پکارا' پھر جب بیداء کی بلند سطح پر پہنچے تب بھی (بلند آواز سے) لبیک پکارا۔" (سنن أبي داود' المناسك' باب في وقت الإحرام' حديث:١٧٧٠) ③ رسول اللہ ﷺ کی نیت حج قران کی تھی' اس لیے آپ نے حج وعمرہ دونوں کا نام لے کر تلبیہ شروع کیا۔ جن لوگوں کے ساتھ قربانی نہیں تھی انھیں رسول اللہ ﷺ نے عمرے کے بعد احرام کھولنے کا حکم دے دیا تھا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ التَّلْبِيَةِ (التحفة ١٥)

باب:۱۵- لبیک پکارنا

٢٩١٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ أَبُو أُسَامَةَ وَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: تَلَقَّفْتُ التَّلْبِيَةَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ. لَا شَرِيكَ لَكَ». قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِيهَا: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

۲۹۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے تلبیہ سیکھا۔ آپ کہہ رہے تھے: [لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ] "حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں' میں حاضر ہوں۔ تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں اور بادشاہی بھی۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔" امام نافع ؒ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ان الفاظ کا اضافہ کرتے تھے: [لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ وَ

٢٩١٨ـ أخرجه مسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ١١٨٤/ ٢٠ب من حديث عبيدالله بن عمر به، وأصله متفق عليه من حديث مالك عن نافع به، البخاري، ح: ١٥٤٩، ومسلم، ح: ١١٨٤.

سَعْدَيْكَ! وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ. لَبَّيْكَ! وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ] ’’حاضر ہوں! حاضر ہوں! تیری اطاعت کی سعادت سے بہرہ ور ہوں۔ اور ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھوں میں ہے۔ میں حاضر ہوں! (دل میں) تیری ہی لگن ہے اور (تیرے ہی لیے) عمل۔‘‘

فوائد ومسائل: ① تلبیہ حج کے عظیم مظاہر میں سے ہے جس سے اللہ کی محبت‘ اس کی لگن اور اس کے لیے ہر قسم کی مشکلات برداشت کرنے کے عزم کا اظہار ہوتا ہے۔ ② نماز کے بعد سواری پر سوار ہوتے وقت اور بلندی پر چڑھتے وقت لبیک کا اہتمام زیادہ ہونا چاہیے۔ ③ تمام مسلمانوں کا بیک وقت لبیک پکارنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کے سامنے سب برابر ہیں‘ سب اللہ کی رضا کے طالب ہیں‘ رنگ‘ نسل‘ زبان اور علاقے کے امتیازات اسلام کے عالمی تعارف کے مقابلے میں سب ہیچ ہیں۔ ④ اس میں یہ بھی سبق ہے کہ عام زندگی میں مسلمانوں کو اسی طرح اتحاد واتفاق سے کام لینا چاہیے اور کسی مسلمان کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ ⑤ تلبیہ میں توحید کا بار بار اقرار دل میں عقیدۂ توحید کو پختہ کرنے کے لیے ہے۔ ⑥ تلبیہ کے مختلف الفاظ مروی ہیں۔ ان میں سے جو الفاظ چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ اور یہ بھی درست ہے کہ کبھی ایک روایت کے مطابق تلبیہ پڑھا جائے اور کبھی دوسری حدیث کے مطابق۔

۲۹۱۹- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَتْ تَلْبِيَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ [لَبَّيْكَ] لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ. لَا شَرِيكَ لَكَ».

۲۹۱۹- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا: [لَبَّيْكَ! اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ‘ لَا شَرِيكَ لَكَ] ’’حاضر ہوں! اے اللہ حاضر ہوں‘ میں حاضر ہوں‘ تیرا کوئی شریک نہیں‘ حاضر ہوں! تعریفیں اور نعمتیں تیری ہی ہیں اور بادشاہی بھی‘ تیرا کوئی شریک نہیں۔‘‘

۲۹۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

۲۹۲۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

۲۹۱۹- [صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب: كيف التلبية، ح: ۱۸۱۳ من حديث جعفر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲٦۲٦.

۲۹۲۰- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، كيف التلبية، ح: ۲۷۵۳ من حديث عبدالعزيز به، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ۱۷۲، ح: ۲٦۲۳، وابن حبان(موارد)، ح: ۹۷۵، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ٤٤۹، ٤٥۰ ◀◀

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي تَلْبِيَتِهِ: «لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ، لَبَّيْكَ».

رسول اللہ ﷺ نے اپنے تلبیے میں فرمایا: [لَبَّيْكَ! إِلٰهَ الْحَقِّ' لَبَّيْكَ] ''حاضر ہوں' اے سچے معبود! میں حاضر ہوں!۔''

٢٩٢١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ ابْنُ غَزِيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُلَبٍّ يُلَبِّي إِلَّا لَبّٰى مَا عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ، مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ. حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا».

٢٩٢١- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی تلبیہ کہنے والا لبیک پکارتا ہے' اس کے دائیں بائیں دونوں طرف زمین کی انتہا تک ہر پتھر' درخت اور اینٹ (ہر چیز) لبیک پکارتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① لبیک پکارنا بہت بڑی نیکی ہے۔ ② بے جان چیزیں بھی نیک وبد کی تمیز رکھتی ہیں اور نیکی کے کام میں شریک ہوتی ہیں لیکن ان کی تسبیحات اور اذکار جن وانس کے ادراک سے ماوراء ہیں۔

(المعجم ١٦) - بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ (التحفة ١٦)

باب:١٦- لبیک بلند آواز سے پکارنا چاہیے

٢٩٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٢٩٢٢- حضرت خلاد بن سائب ؒ نے اپنے والد (حضرت سائب بن خلاد بن سوید ؓ) سے روایت کیا

◀◀ ووافقه الذهبي.

٢٩٢١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في فضل التلبية والنحر، ح: ٨٢٨ من حديث إسماعيل به * وإسماعيل تقدم، ح: ٧٥، ٢٣٦١ وغيرهما، وتابعه عبيدة بن حميد: حدثني عمارة بن غزية به، وأخرجه ابن خزيمة في صحيحه: ٤/ ١٧٦، ح: ٢٦٣٤، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٥١، ووافقه الذهبي.

٢٩٢٢ـ [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، رفع الصوت بالإهلال، ح: ٢٧٥٤ من حديث سفيان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح: ٨٢٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٢٥، ٢٦٢٧، وابن حبان، ح: ٩٧٤ وغيرهما.

أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ: حَدَّثَهُ عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَتَانِي جِبْرَئِيلُ فَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَ أَصْحَابِي أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالْإِهْلَالِ».

کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''حضرت جبریل علیہ السلام نے میرے پاس آ کر مجھے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ لبیک بلند آواز سے پکاریں۔''

٢٩٢٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ أَصْحَابَكَ فَلْيَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ. فَإِنَّهَا مِنْ شِعَارِ الْحَجِّ».

٢٩٢٣- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: اے محمد (ﷺ)! اپنے ساتھیوں کو حکم دیجیے کہ لبیک بلند آواز سے پکارا کریں کیونکہ یہ حج کے شعار (امتیازی اعمال) میں شامل ہے۔''

فائدہ: لبیک بلند آواز سے پکارنا مسنون ہے۔

٢٩٢٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَرْبُوعٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ

٢٩٢٤- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''آواز بلند کرنا (لبیک بلند آواز سے کہنا) اور خون بہانا (قربانی کرنا)۔''

٢٩٢٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٩٢ عن وكيع به، وصححه الحاكم: ١/ ٤٥٠، وله شاهد عند الحاكم، وإسناده حسن.

٢٩٢٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في فضل التلبية والنحر، ح: ٨٢٧ من حديث ابن أبي فديك به، وقال: "غريب ... ومحمد بن المنكدر لم يسمع من عبدالرحمٰن بن يربوع"، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ١٧٥، ح: ٢٦٣١، والحاكم: ١/ ٤٥٠، ٤٥١، والذهبي، وللحديث شواهد كلها ضعيفة.

الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الْعَجُّ وَالثَّجُّ».

(المعجم ١٧) - بَابُ الظِّلَالِ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ١٧)

باب:١٧- احرام والے کا سائے میں آنا

٢٩٢٥- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ وَعَبْدُاللهِ ابْنُ وَهْبٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُحْرِمٍ يَضْحَى لِلّٰهِ يَوْمَهُ، يُلَبِّي حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ، إِلَّا غَابَتْ بِذُنُوبِهِ، فَعَادَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

٢٩٢٥- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو احرام والا اللہ کی رضا کے لیے دن بھر دھوپ میں لبیک پکارتا ہے حتی کہ سورج غروب ہو جائے تو سورج اس کے گناہوں سمیت غروب ہوتا ہے (جس طرح سورج غروب ہو گیا' اس طرح اس کے گناہ ختم ہو گئے۔) اور وہ اس طرح (گناہوں سے پاک صاف) ہو جاتا ہے جیسے وہ اپنی ماں سے پیدا ہوا تھا۔“

فائدہ: مذکورہ روایت محققین کے نزدیک ضعیف ہے' اس لیے سایہ ہوتے ہوئے محض اپنے آپ کو تکلیف دینے کے لیے دھوپ میں ٹھہرے رہنا کوئی نیکی نہیں۔ ایک صحابی نے دھوپ میں کھڑے رہنے' خاموش رہنے اور روزہ رکھنے کی نیت کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے روزہ پورا کرنے کی اجازت دی' کھڑے رہنے اور سائے سے پرہیز کرنے کی اجازت نہ دی۔ (صحيح البخاري' الأيمان والنذور' باب النذر فيما لا يملك وفي معصية' حديث: ٦٧٠٤) مطلب یہ ہے کہ دھوپ کی بجائے سائے میں ہو جانا احرام کے منافی عمل نہیں۔

(المعجم ١٨) - بَابُ الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ١٨)

باب:١٨- احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا

٢٩٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٩٢٦- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت

٢٩٢٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق: ١/ ١٥٩ من حديث عاصم بن عمر به، وهو ضعيف كما في التقريب، وضعفه البوصيري من أجله، وأجل عاصم بن عبيدالله تقدم، ح: ٩٠٧.

٢٩٢٦_ أخرجه البخاري، الحج، باب الطيب بعد رمي الجمار والحلق قبل الإفاضة، ح: ١٧٥٤ من حديث ابن عيينة به.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ . ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، جَمِيعاً عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ : طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ. وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ .

ہے انھوں نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے کے وقت احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائی اور احرام کھولنے کے وقت طواف افاضہ کرنے سے پہلے بھی۔''

قَالَ سُفْيَانُ : بِيَدَيَّ هاتَيْنِ .

سفیان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: (میں نے اپنے ان دونوں ہاتھوں سے (نبی ﷺ کو خوشبو لگائی۔)

۲۹۲۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهُوَ يُلَبِّي .

۲۹۲۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اور رسول اللہ ﷺ لبیک پکار رہے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① امام بخاری نے ''صحیح'' میں حدیث روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا اور اس سے خوشبو آ رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ خوشبو کو تین بار دھوئے۔ (صحیح البخاري، الحج، باب غسل الخلوق ثلاث مرات من الثياب، حديث:۱۵۳۶) اور یہ حدیث بھی روایت کی ہے جو سنن ابن ماجہ کے اس باب کی پہلی حدیث [illegible] (صحیح البخاري، الحج، باب الطيب عند الإحرام......، حديث: ۱۵۳۹) ان دونوں روایات میں بظاہر تعارض محسوس ہوتا ہے۔ ان کے درمیان تطبیق یہ دی گئی ہے کہ خوشبو دھونے کا واقعہ پہلے کا ہے اس کے بعد نبی ﷺ کے عمل سے یہ ثابت ہوا کہ احرام باندھتے وقت خوشبو کا استعمال جائز ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ دھونے کے حکم والی حدیث ۸ھ کا واقعہ ہے جو مقام جعرانہ میں پیش آیا۔ اور حضرت عائشہ ؓ کا نبی ﷺ کو خوشبو لگانے کا واقعہ حجۃ الوداع کا ہے جو ۱۰ھ میں ادا کیا گیا۔ علاوہ ازیں جس خوشبو کو دھونے کا حکم دیا گیا' وہ ''خلوق'' تھی جس میں زعفران کی آمیزش ہوتی ہے۔ اور مرد کے لیے زعفران کی خوشبو استعمال کرنا احرام کے علاوہ بھی ممنوع ہے۔ (مفہوم فتح الباري:۳/ ۴۹۸) ② دس ذوالحجہ کو ری

۲۹۲۷ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الطيب قبيل الإحرام في البدن واستحباب به بالمسك . . . الخ، ح:۱۱۹۰/ ۴۱ من حديث وكيع به .

جمرات اور سر منڈانے یا بال چھوٹے کرانے کے بعد احرام کی پابندیاں اٹھ جاتی ہیں۔ صرف ازدواجی تعلقات والی پابندی باقی رہ جاتی ہے' اس لیے اس دن طواف کعبہ احرام کی چادروں کے بجائے عام سلے ہوئے لباس میں کیا جاتا ہے' چنانچہ اس طواف سے پہلے خوشبو لگانا بھی جائز ہو جاتا ہے۔

٢٩٢٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَرَى وَبِيصَ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، بَعْدَ ثَلَاثَةٍ، وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٩٢٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جب کہ آپ کو احرام باندھے تین دن ہو چکے ہیں۔''

(المعجم ١٩) - بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- احرام والا کون سے کپڑے پہنے؟

٢٩٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ: مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَلْبَسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ. إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ. وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ أَوِ الْوَرْسُ».

٢٩٢٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قمیص' پگڑی' شلوار' برنس اور موزے نہ پہنے' البتہ اگر کسی کو جوتے دستیاب نہ ہوں تو موزے پہن لے اور انھیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے (تاکہ جوتوں کی طرح بن جائیں۔) اور ایسا کوئی کپڑا نہ پہنو جسے زعفران یا ورس لگی ہو۔''

٢٩٢٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، موضع الطيب، ح: ٢٧٠٤ من حديث شريك به * أبوإسحاق عنعن، تقدم، ح: ٤٦ كتلميذه، ولكن تابعه إبراهيم عند النسائي: ٥/ ١٤٠، ح: ٢٧٠٣ وغيره، وللحديث شواهد.

٢٩٢٩ـ أخرجه البخاري، الحج، باب ما لا يلبس المحرم من الثياب، ح: ١٥٤٢، ٥٨٠٣، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه وما لا يباح وبيان تحريم الطيب عليه، ح: ١١٧٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى: ١/ ٣٢٤، ٣٢٥، وأبومصعب: ١/ ٤١٠، ٤١١، ح: ١٠٣٨) نحو المعنى.

٢٩٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْباً مَصْبُوغاً بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ.

٢٩٣٠- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے احرام والے کو ورس یا زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔''

فوائد و مسائل: ① احرام کی حالت میں مرد کے لیے سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے۔ ② سلے ہوئے سے مراد وہ کپڑا ہے جو سی کر جسم کے مطابق بنایا گیا ہو' مثلاً: قمیص' شلوار' بنیان' سویٹر وغیرہ۔ اگر ان سلی چادر چھوٹی ہو اور اس کے ساتھ ویسا ہی دوسرا ٹکڑا سی لیا جائے تاکہ جسم کی ضرورت کے مطابق بڑی چادر بن جائے تو اسے سلا ہوا کپڑا شمار نہیں کیا جاتا۔ ③ برنس اس کپڑے کو کہتے ہیں جس کے ساتھ سر کو چھپانے والی چیز بھی ہو' جیسے برساتی کوٹ میں ہوتا ہے۔ ④ پگڑی اگرچہ سلا ہوا کپڑا نہیں' تاہم مرد کے لیے اس کا استعمال بھی ممنوع ہے' لہٰذا ٹوپی کا استعمال بالاولیٰ منع ہوا۔ ⑤ سر پر گٹھڑی وغیرہ اٹھانا' پہننا نہیں کہلاتا' لہٰذا وہ منع نہیں ہوگا۔ ⑥ ''ورس'' ایک پودا ہے۔ نواب وحید الزمان خان نے اس کا ترجمہ ''سنگار کی ڈنڈیاں'' کیا ہے۔ اس سے کپڑا رنگا جاتا ہے۔ زعفران اور ورس سے رنگے ہوئے کپڑے میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے' اس لیے احرام میں ایسے کپڑے کا استعمال منع ہے۔

(المعجم ٢٠) - **بَابُ السَّرَاوِيلِ وَالْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدْ إِزَارًا أَوْ نَعْلَيْنِ** (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- اگر احرام باندھنے والے کو تہبند یا جوتے میسر نہ ہوں تو پاجامہ اور موزے پہن سکتا ہے

٢٩٣١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ زَيْدٍ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ قَالَ

٢٩٣١- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے سنا' آپ نے فرمایا: ''جسے تہبند نہ ملے' وہ پاجامہ (یا شلوار) پہن لے۔ اور جسے جوتے نہ ملیں' وہ موزے پہن لے۔''

٢٩٣٠ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب النعال السبتية وغيرها، ح:٥٨٥٢، ومسلم، الحج، الباب السابق، ح:١١٧٧/٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى: ١/ ٣٢٥ وأبو مصعب: ١/ ٤١٢ ح: ١٠٤٠).

٢٩٣١ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب النعال السبتية وغيرها، ح:٥٨٥٣، ٥٨٠٤، ١٨٤١، ١٨٤٣، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه وما لا يباح . . . الخ، ح: ١١٧٨ من حديث ابن عيينة به.

هِشَامٌ: عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: «مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَاراً، فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ. وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ».

وَقَالَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ: «فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ، إِلَّا أَنْ يَفْقِدَ».

ہشام کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''کپڑا نہ ہونے کی صورت میں پاجامہ بھی پہن سکتا ہے۔''

٢٩٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ».

٢٩٣٢-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے جوتے میسر نہ ہوں' وہ موزے پہن لے اور انھیں ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ دے (تاکہ جوتے بن جائیں)۔''

فوائد ومسائل: ① مرد کے لیے سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے' البتہ مجبوری کی حالت میں شلوار یا پاجامہ پہننا جائز ہے۔ ② احرام کی حالت میں چمڑے کے موزے پہننا بھی جائز نہیں لیکن جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ پہن سکتا ہے۔ ③ علامہ البانی ؒ اور دیگر سعودی علماء کی رائے یہ ہے کہ اگر جوتے نہ ہونے کی وجہ سے موزے پہننے پڑیں تو انھیں کاٹنا ضروری نہیں کیونکہ کاٹنے کا حکم مدینے میں دیا گیا تھا' بعد میں سفر حج کے دوران میں نبی ﷺ نے ایسی صورت میں موزے پہننے کی اجازت دی اور کاٹنے کا حکم نہیں دیا' حالانکہ اس موقع پر بہت سے ایسے افراد موجود تھے جنھوں نے مدینے میں رسول اللہ ﷺ سے موزے کاٹنے کا حکم نہیں سنا تھا۔ اگر کاٹنا ضروری ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس وقت ضرور وضاحت فرما دیتے۔ (فتاویٰ اسلامیہ: ۲/ ۳۱۱' مطبوعہ دارالسلام)

(المعجم ٢١) - بَابُ التَّوَقِّي فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- احرام میں نامناسب کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے

٢٩٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٩٣٣-حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ سے روایت

٢٩٣٢_[صحيح] تقدم، ح: ٢٩٢٩ من حديث نافع، وحديث: ٢٩٣٠ من حديث ابن دينار.

٢٩٣٣_[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب المحرم يؤدب غلامه، ح: ١٨١٨ من حديث ابن إدريس به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٧٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٥٣، ٤٥٤، ووافقه الذهبي * ابن إسحاق عنعن، تقدم، ح: ١٢٠٩، وباقي السند صحيح.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعَرْجِ، نَزَلْنَا. فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَعَائِشَةُ إِلَى جَنْبِهِ. وَأَنَا إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ. وَكَانَتْ زِمَالَتُنَا وَزِمَالَةُ أَبِي بَكْرٍ وَاحِدَةً، مَعَ غُلَامِ أَبِي بَكْرٍ. قَالَ: فَطَلَعَ الْغُلَامُ وَلَيْسَ مَعَهُ بَعِيرُهُ. فَقَالَ لَهُ: أَيْنَ بَعِيرُكَ؟ قَالَ: أَضْلَلْتُهُ الْبَارِحَةَ. قَالَ: مَعَكَ بَعِيرٌ وَاحِدٌ، تُضِلُّهُ؟ قَالَ: فَطَفِقَ يَضْرِبُهُ. وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «انْظُرُوا إِلَى هٰذَا الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ».

ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے حتی کہ جب ہم مقام عرج پر پہنچے تو (آرام کرنے کے لیے) ٹھہرے۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ نبی ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں۔ میں حضرت ابوبکر ؓ کے پاس بیٹھی تھی۔ ہمارا اور ابوبکر ؓ کا (سامانِ سفر والا) اونٹ ایک ہی تھا جو ابوبکر ؓ کے غلام کے پاس تھا۔ وہ غلام آیا تو اس کے پاس اونٹ نہ تھا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: تیرا اونٹ کہاں ہے؟ اس نے کہا: رات کو گم ہو گیا۔ انھوں نے فرمایا: صرف ایک اونٹ اور وہ بھی تو نے گم کر دیا؟ اور اسے مارنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس محرم کو دیکھیں' کیا کر رہے ہیں؟''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو بعض محققین نے حسن قرار دیا ہے' لہٰذا ماتحت غلطی کرے تو اس سے باز پرس کرنا جائز ہے۔ ② بعض اوقات غلطی پر جسمانی سزا بھی دی جا سکتی ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ بہت شدید مار نہ ہو' منہ پر نہ مارا جائے اور غلطی کرنے والے کو بد دعا نہ دی جائے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اب جانے دیجیے۔ ④ بزرگ شخصیت کو غلطی یا خلاف اولیٰ پر تنبیہ کرتے وقت اس کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْمُحْرِمِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ (التحفة ٢٢)

باب:۲۲-محرم اپنا سر دھو سکتا ہے

٢٩٣٤ - حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ

۲۹۳۴- حضرت عبداللہ بن حنین ؒ سے روایت ہے کہ مقام ابواء پر حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت مسور بن مخرمہ ؓ کے درمیان (ایک مسئلہ میں)

٢٩٣٤ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الاغتسال للمحرم، ح: ١٨٤٠، ومسلم، الحج، باب جواز غسل المحرم بدنه ورأسه، ح: ١٢٠٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى: ١/ ٣٢٣، أبومصعب: ١/ ٤٠٨، ٤٠٩، ح: ١٠٣٣).

عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ. وَقَالَ الْمِسْوَرُ: لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ.

اختلاف ہوگیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے تھے کہ محرم سر دھوسکتا ہے جبکہ حضرت مسور ؓ کہتے تھے کہ محرم سر نہیں دھوسکتا۔

فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ، وَهُوَ يَسْتَتِرُ بِثَوْبٍ. فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ: أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُنَيْنٍ. أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ قَالَ: فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ. فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ. ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ: أُصْبُبْ. فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ. ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ. فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ. ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ.

(حضرت عبداللہ بن حنین نے کہا:) حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے مجھے یہ مسئلہ معلوم کرنے کے لیے حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے پاس بھیجا۔ میں نے انھیں کنویں کی دو لکڑیوں کے درمیان غسل کرتے پایا۔ انھوں نے ایک کپڑے سے پردہ کر رکھا تھا۔ میں نے سلام کیا تو انھوں نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا: میں عبداللہ بن حنین ہوں۔ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے آپ کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لیے بھیجا ہے کہ رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں اپنا سر کس طرح دھوتے تھے؟ حضرت ابو ایوب ؓ نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے اتنا نیچے کر دیا کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا' پھر اس شخص کو جو (نہانے میں مدد دیتے ہوئے) آپ پر پانی ڈال رہا تھا' فرمایا: پانی ڈالو۔ اس نے آپ کے سر پر پانی ڈالا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر (کے بالوں) کو حرکت دی۔ آپ اپنے ہاتھوں کو آگے کی طرف بھی لائے اور پیچھے بھی لے گئے۔ پھر فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

فوائد ومسائل: ① کسی علمی مسئلے میں اختلاف رائے مذموم نہیں بلکہ اپنی رائے کی غلطی واضح ہو جانے کے بعد اس پر اصرار کرنا برا ہے۔ ② اختلاف ہو جانے کی صورت میں اپنے سے بڑے عالم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ③ عالم کو چاہیے کہ مسئلے کے ساتھ دلیل بھی ذکر کر دے تاکہ سائل مطمئن ہو جائے۔ ④ کپڑا پہن کر نہاتے وقت بھی دوسروں سے پردہ کرنا بہتر ہے۔ ⑤ جن اعضاء کو دیکھنا ممنوع ہے ان کے علاوہ باقی جسم دیکھنا

جائز ہے‘ جیسے حضرت ابوایوب ڈاٹھ کے ساتھ دوسرا آدمی موجود تھا جو انھیں غسل میں مدد دے رہا تھا‘ اور ظاہر ہے کہ صحابی نے نہانے کے لیے‘ اوڑھنے والی چادر اتاری ہوئی ہوگی۔ ⑥ وضو کرنے اور نہانے میں دوسرے آدمی سے مدد لینا جائز ہے۔ ⑦ احرام کی حالت میں نہانا اور سر دھونا جائز ہے لیکن خوشبودار صابن استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑧ سر دھوتے وقت بالوں کو حرکت دینا جائز ہے تاکہ اچھی طرح صفائی ہو جائے‘ اس طرح اگر کوئی بال ٹوٹ جائے تو وہ بال کاٹنے کے حکم میں نہیں‘ لہٰذا کوئی فدیہ وغیرہ واجب نہیں ہوگا۔

(المعجم ٢٣) - **بَابُ الْمُحْرِمَةِ تَسْدُلُ الثَّوْبَ عَلٰى وَجْهِهَا** (التحفة ٢٣)

باب:٢٣- احرام کی حالت میں عورت کا اپنے چہرے پر کپڑا لٹکانا

٢٩٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ. فَإِذَا لَقِيَنَا الرَّاكِبُ أَسْدَلْنَا ثِيَابَنَا مِنْ فَوْقِ رُؤُوسِنَا. فَإِذَا جَاوَزَنَا رَفَعْنَاهَا.

٢٩٣٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم نے احرام باندھا ہوا تھا۔ جب ہمیں کوئی سوار نظر آتا تو ہم اپنے سروں سے کپڑے (چہرے پر) لٹکا لیتیں۔ اور جب وہ گزر جاتا‘ ہم کپڑا اٹھا لیتیں۔“

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

امام ابن ماجہ ؒ نے علی بن محمد کی سند سے یہ روایت بھی نبی ﷺ سے سابقہ حدیث کے ہم معنی بیان کی ہے۔

(المعجم ٢٤) - **بَابُ الشَّرْطِ فِي الْحَجِّ** (التحفة ٢٤)

باب:٢٤- حج میں شرط لگانا

٢٩٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ

٢٩٣٦- حضرت ابوبکر (ؒ) بن عبداللہ بن زبیر (ؓ) اپنی دادی حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ یا اپنی نانی

٢٩٣٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في المحرمة تغطي وجهها، ح: ١٨٣٣ من حديث يزيد به، وهو ضعيف كما تقدم، ح: ٥٠٤.

٢٩٣٦- [صحيح] أخرجه الطبراني: ٢٤/ ٣٠٤ من حديث عثمان بن حكيم به * أبوبكر بن عبدالله مستور، ولم ينفرد به، ولحديثه شواهد صحيحة، انظر الحديث الآتي.

أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ جَدَّتِهِ قَالَ: لَا أَدْرِي أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، أَوْ سُعْدَى بِنْتِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. فَقَالَ: «مَا يَمْنَعُكِ، يَاعَمَّتَاهُ مِنَ الْحَجِّ؟» فَقَالَتْ: أَنَا امْرَأَةٌ سَقِيمَةٌ. وَأَنَا أَخَافُ الْحَبْسَ. قَالَ: «فَأَحْرِمِي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلَّكِ حَيْثُ حُبِسْتِ».

حضرت سعدی بنت عوف رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ضباعہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا: ”پھوپھی جان! آپ کو حج کرنے میں کیا رکاوٹ درپیش ہے؟“ انھوں نے کہا: میں بیمار عورت ہوں اور راستے میں رک جانے (اور سفر جاری نہ رکھ سکنے) سے ڈرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”احرام باندھ لیجیے اور شرط کر لیجیے کہ آپ وہیں احرام کھول دیں گی جہاں آپ کو رکاوٹ پیش آ جائے۔“

٢٩٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ وَ وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ضُبَاعَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا شَاكِيَةٌ. فَقَالَ: «أَمَا تُرِيدِينَ الْحَجَّ، الْعَامَ؟» قُلْتُ: إِنِّي لَعَلِيلَةٌ، يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «حُجِّي وَقُولِي: مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي».

٢٩٣٧- حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں بیمار تھی۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اس سال تمھارا حج کا ارادہ نہیں ہے؟“ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں بیمار ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”حج کرو اور کہہ دو: (اے اللہ!) میں وہاں احرام کھول دوں گی جہاں تو مجھے روک دے۔“

٢٩٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ. أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُساً وَعِكْرِمَةَ يُحَدِّثَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتْ ضُبَاعَةُ بِنْتُ

٢٩٣٨- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں بھاری جسم کی (یا بیمار) عورت

٢٩٣٧- [صحيح] أخرجه الطبراني: ٢٤/ ٣٣٦، ٣٣٧ من حديث ابن أبي شيبة به، وإسناده قوي، وأخرجه البخاري، ح: ٥٠٨٩، ومسلم، ح: ١٢٠٧ وغيرهما من طريق هشام عن أبيه عن عائشة به، وللحديث طرق كثيرة عند مسلم وغيره، انظر الحديث الآتي.

٢٩٣٨- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض ونحوه، ح: ١٢٠٨ من حديث أبي عاصم به.

الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ ثَقِيلَةٌ. وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ. فَكَيْفَ أُهِلُّ؟ قَالَ: «أَهِلِّي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي».

ہوں اور میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں۔ میں کیسے احرام باندھوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''احرام باندھ لو اور شرط لگا لو کہ میں وہیں احرام کھول دوں گی جہاں (اے اللہ!) تو مجھے روک لے۔''

فوائد و مسائل: ① بیمار آدمی حج یا عمرے کی نیت سے سفر کرسکتا ہے اگرچہ بیماری میں اضافے کا خوف ہو۔ ② اگر مرض کی وجہ سے یہ خطرہ ہو کہ سفر میں رکاوٹ پیش آ جائے گی تو احرام باندھتے وقت مشروط احرام باندھا جائے' یعنی یہ کہا جائے کہ اے اللہ! اگر رکاوٹ پیش آ گئی تو میں وہیں احرام کھول دوں گا۔ ③ مشروط احرام باندھ کر کیا ہوا حج یا عمرہ اگر پورا ہو جائے تو یہ عام حج اور عمرے کی طرح ہے' اس کے ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔ ④ مشروط احرام کے بعد اگر حج یا عمرہ مکمل کیے بغیر احرام کھول کر ارادہ ختم کرنا پڑ جائے تو کوئی کفارہ لازم نہیں آئے گا' نہ دم لازم ہوگا' نہ صدقہ وغیرہ۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ دُخُولِ الْحَرَمِ (التحفة ٢٥)

باب:۲۵-حرم شریف میں داخلہ

٢٩٣٩- **حَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ صَبِيحٍ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ حَسَّانَ أَبُو عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ الْأَنْبِيَاءُ تَدْخُلُ الْحَرَمَ مُشَاةً حُفَاةً. وَيَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ. وَيَقْضُونَ الْمَنَاسِكَ حُفَاةً مُشَاةً.

۲۹۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: انبیائے کرام چلتے ہوئے (سواری کے بغیر) اور ننگے پاؤں حرم میں داخل ہوا کرتے تھے اور (اسی طرح) بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔ وہ تمام مناسک (اور اعمال) پیدل اور ننگے پاؤں ادا کرتے تھے۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ (التحفة ٢٦)

باب:۲۶-مکہ مکرمہ میں داخلہ

٢٩٤٠- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۲۹۴۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

٢٩٣٩_ [إسناده ضعيف] وتكلم فيه البوصيري من أجل مبارك بن حسان، وتقدم حاله، ح: ٢٧١٠.

٢٩٤٠_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٤ عن أبي معاوية به، وأخرجه البخاري، ح: ١٥٧٦، ومسلم، ح: ١٢٥٧ وغيرهما من حديث يحيى القطان عن عبيدالله بن عمر به نحو المعنى، وتابعه مالك عن نافع به عند البخاري وغيره.

أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا. وَإِذَا خَرَجَ، خَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى.

کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ثنیہ علیا سے داخل ہوتے تھے۔ اور جب (مکہ شریف سے) باہر نکلتے تو ثنیہ سفلی سے نکلتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ثنیہ پہاڑوں کے درمیان گھاٹی یا راستے کو کہتے ہیں۔ ② ثنیہ علیا (اوپر والی گھاٹی) سے مراد وہ بلند گھاٹی ہے جو مکہ کی شمالی سمت جنت المعلی کی طرف ہے۔ اس کا نام کداء اور حجون ہے۔ ③ ثنیہ سفلیٰ (نیچے والی گھاٹی) سے مراد وہ پہاڑی راستہ ہے جو جبل قعیقعان کی طرف ہے۔ اسے کدیٰ بھی کہتے ہیں۔ (فتح الباري' الحج' باب :۴۱) یہ باب بنی شیبہ کی طرف ہے۔

٢٩٤١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ نَهَارًا.

۲۹۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں دن کے وقت داخل ہوئے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ رات کو ذی طویٰ کے مقام پر ٹھہرے تھے۔ صبح کے وقت مکہ شریف میں داخل ہوئے۔ (صحيح البخاري' الحج' باب دخول مكة نهارًا أوليلاً ' حديث:۱۵۷۴)

٢٩٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيْنَ تَنْزِلُ غَداً؟ وَذٰلِكَ فِي حَجَّتِهِ. قَالَ: «وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا؟» ثُمَّ قَالَ: «نَحْنُ نَازِلُونَ غَداً بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ - يَعْنِي الْمُحَصَّبَ - حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ».

۲۹۴۲- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کل آپ کہاں قیام فرمائیں گے؟ یہ رسول اللہ ﷺ کے حج کے دوران کا واقعہ ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ”کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے؟“ پھر فرمایا: ”ہم کل بنو کنانہ کے خیف (وادئ محصب) میں ٹھہریں گے جہاں قریش نے کفر پر قائم رہنے کے لیے آپس میں قسمیں کھائی تھیں۔“

٢٩٤١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في دخول النبي ﷺ مكة نهارًا، ح: ٨٥٤ من حديث وكيع به، وقال: "هٰذا حديث حسن"، وانظر، ح: ١٢٩٩،٣٦٦ لحال العمري عن نافع.

٢٩٤٢ـ تقدم من حديث ابن وهب عن يونس عن الزهري به، ح: ٢٧٣٠.

وَذٰلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشاً عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَا يُنَاكِحُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ.

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب بنو کنانہ نے قریش سے قسمیں کھا کر بنو ہاشم کے خلاف معاہدہ کیا تھا کہ بنو ہاشم سے رشتہ ناتا نہیں کریں گے اور ان سے خرید و فروخت بھی نہیں کریں گے۔

قَالَ مَعْمَرٌ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ الْوَادِي.

امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: ”خیف“ وادی کو کہتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس واقعہ میں قبائل کے جس معاہدے کا ذکر ہے اسی کی وجہ سے بنو ہاشم کو تین سال تک شعب بنی ہاشم میں رہنا پڑا تھا جسے شعب ابی طالب بھی کہتے ہیں۔ ② مزید فوائد کے لیے ملاحظہ کیجیے' حدیث: ۲۷۳۰۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- حجر اسود کو بوسہ دینا

٢٩٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: رَأَيْتُ الْأُصَيْلِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ: إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ، وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ. وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ، مَا قَبَّلْتُكَ.

۲۹۴۳- حضرت عبداللہ بن سرجس سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے کم بالوں والے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دیتے اور فرماتے تھے: میں تجھے چوم رہا ہوں' حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے' نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے' نہ نفع دے سکتا ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے نہ چومتا۔

فوائد ومسائل: ① طواف کعبہ کے دوران میں حجر اسود کو بوسہ دینا درست ہے لیکن اس مقصد کے لیے دھکم پیل کرنا جائز نہیں۔ اگر آسانی سے بوسہ دینا ممکن ہو تو بہتر ہے ورنہ چھڑی یا ہاتھ حجر اسود کو لگا کر اسے بوسہ دیا جائے۔ اگر چھڑی یا ہاتھ بھی حجر اسود کو لگانا مشکل ہو تو حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے آگے گزر جانا چاہیے۔ اس صورت میں اپنے ہاتھ کو بوسہ نہ دیا جائے۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بات اس لیے فرمائی کہ توحید اور اتباع کا مسئلہ واضح ہو جائے۔ مشرکین بتوں کو یا بزرگوں سے منسوب چیزوں کو حصول برکت کے لیے چھوتے تھے

٢٩٤٣- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف، ح: ١٢٧٠ عن ابن أبي شيبة به.

اور سمجھتے تھے کہ انھیں چھونے سے حاجتیں پوری ہو سکتی ہیں۔ مسلمانوں کے حجر اسود کے چھونے سے یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ پتھر کی پوجا کرتے ہیں بلکہ یہ تو صرف اتباع سنت کے طور پر کرتے ہیں۔ ③ حجر اسود کے سوا کعبہ کا کوئی اور حصہ چومنا سنت نہیں' اس لیے کعبہ کی دیواروں کو' یا کعبہ شریف کے دروازے کی چوکھٹ کو' یا مقام ابراہیم کی جالی کو چومنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ رکن یمانی کو بھی چومنا مناسب نہیں' صرف ہاتھ لگانا سنت ہے۔ طواف کے دوران میں آسانی سے ہو سکے تو رکن یمانی کو ہاتھ لگا لیا جائے ورنہ اشارہ وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں' ایسے ہی آگے گزر جائیں۔

۲۹٤٤- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ الرَّازِيُّ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَأْتِيَنَّ هٰذَا الْحَجَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهَا، يَشْهَدُ عَلَى مَنْ يَسْتَلِمُهُ بِحَقٍّ».

۲۹۴۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن یہ پتھر (حجر اسود) ضرور اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا' اور زبان ہو گی جس سے وہ بولے گا۔ جس نے اسے حق کے ساتھ چوما ہوگا اس کے حق میں گواہی دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① حجر اسود کو بوسہ دینے میں بہت ثواب ہے' اس لیے اگر بوسہ دینا ممکن ہو تو ضرور بوسہ دینا چاہیے۔ ② قیامت کے حالات دنیا کے حالات سے مختلف ہیں۔ حضرت عمر ؓ کا اشارہ دنیا میں فائدہ دینے کے بارے میں ہے۔ اور حضرت ابن عباس ؓ کا اشارہ آخرت کے بارے میں ہے جب بے جان چیزیں بھی نیکوں کے حق میں اور بدکاروں کے خلاف گواہی دیں گی۔ ③ حق کے ساتھ بوسہ دینا' یعنی عقیدۂ توحید پر قائم رہتے ہوئے اور شرک سے اجتناب کرتے ہوئے بوسہ دینا مراد ہے کیونکہ کفر اور شرک اکبر کی موجودگی میں بڑی سے بڑی نیکی کالعدم ہو جاتی ہے۔

۲۹٤٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۲۹۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

۲۹٤٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الحجر الأسود، ح: ٩٦١ من حديث ابن خثيم به وقال: "هٰذا حديث حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٧٣٥، ٢٧٣٦، وابن حبان، ح: ١٠٠٥، والحاكم: ١/ ٤٥٧ والذهبي.

۲۹٤٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٦/ ٢٢٤٨ من حديث يعلى بن عبيد به، وصححه الحاكم: ١/ ٤٥٤ والذهبي، وقال البوصيري: هٰذا إسناد ضعيف، محمد بن عون ضعفه ابن معين، وأبوحاتم، وأبوزرعة، والبخاري والنسائي وغيرهم، وقال الذهبي في الكاشف: "ضعفوه"، وقال الحافظ في التقريب: "متروك".

حَدَّثَنَا خَالِي يَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اِسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْحَجَرَ. ثُمَّ وَضَعَ شَفَتَيْهِ عَلَيْهِ يَبْكِي طَوِيلاً. ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ يَبْكِي. فَقَالَ: «يَا عُمَرُ! هٰهُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ».

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ حجر اسود کی طرف آئے' پھر اس پر اپنے ہونٹ مبارک رکھ کر دیر تک روتے رہے' پھر مڑ کر دیکھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روتے نظر آئے۔ تب آپ نے فرمایا: ''عمر! اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں۔''

٢٩٤٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنْ أَرْكَانِ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ، وَالَّذِي يَلِيهِ مِنْ نَحْوِ دُورِ الْجُمَحِيِّينَ.

٢٩٤٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے کونوں میں سے صرف حجر اسود کا اور بنو جمح کے گھروں کی طرف واقع حجر اسود سے متصل کونے (رکن یمانی) کا استلام کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① بیت اللہ کے چار کونے ہیں۔ حجر اسود والا کونہ' رکن یمانی' رکن شامی اور رکن عراقی۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں حجر اسود اور رکن یمانی تو اسی مقام پر تھے جہاں ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ تعمیر کرتے وقت بنائے تھے' البتہ رکن شامی اور رکن عراقی ابراہیمی تعمیر پر قائم نہیں تھے کیونکہ اہل مکہ نے کعبہ شریف تعمیر کرتے وقت اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیا تھا۔ یہ چھوڑا ہوا حصہ حطیم یا حجر کہلاتا ہے۔ موجودہ تعمیر بھی اسی انداز سے ہے کہ حطیم کعبہ شریف کی عمارت سے باہر ہے۔ ② حجر اسود کا استلام بوسہ دینا یا ہاتھ لگانا یا اشارہ کرنا ہے۔ رکن یمانی کا استلام' صرف ہاتھ لگانا ہے۔ ③ حجر اسود کے سوا کعبہ شریف کے کسی حصے کو چومنا خلافِ سنت ہے۔ ملتزم کو بھی بوسہ نہیں دیا جاتا۔ اسی طرح کعبہ شریف کے علاوہ کسی اور عمارت' مزار یا یادگار وغیرہ کو بوسہ دینا بھی جائز نہیں۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ مَنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٨- چھڑی کے ساتھ حجر اسود کا استلام کرنا

٢٩٤٦ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف، دون الركنين الآخرين، ح: ١٢٦٧ عن أحمد بن عمرو أبي الطاهر به.

٢٩٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ: لَمَّا اطْمَأَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ، طَافَ عَلَى بَعِيرِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ بِيَدِهِ. ثُمَّ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَوَجَدَ فِيهَا حَمَامَةَ عَيْدَانٍ. فَكَسَرَهَا. ثُمَّ قَامَ عَلَى بَابِ الْكَعْبَةِ، فَرَمَى بِهَا. وَأَنَا أَنْظُرُهُ.

٢٩٤٧- حضرت صفیہ بنت شیبہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: فتح مکہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ کو (فتح سے متعلق معاملات نپٹا کر) اطمینان حاصل ہوا تو آپ نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ (اس دوران میں) نبی ﷺ اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی کے ساتھ استلام کرتے تھے' پھر آپ کعبہ شریف کے اندر داخل ہوئے تو اس کے اندر کھجور کی لکڑی سے بنی ہوئی ایک کبوتری نظر آئی۔ آپ نے اسے توڑ دیا' پھر کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر اسے (کعبہ سے باہر) پھینک دیا۔ اور میں رسول اللہ ﷺ کو (کبوتری کا بت کعبہ سے باہر پھینکتے) دیکھ رہی تھی۔

فوائد ومسائل: ① سواری پر سوار ہو کر طواف کرنا درست ہے' لہٰذا اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے ڈولی پر یا پہیوں والی کرسی پر طواف کرے تو اس کا طواف درست ہے۔ ② طواف کے دوران میں اگر حجر اسود کو ہاتھ لگانا مشکل ہو تو چھڑی وغیرہ لگا کر اسے بوسہ دے دیا جائے تو درست ہے ورنہ اشارہ کر لینا کافی ہے۔ ③ مِحْجَن اس عصا یا چھڑی کو کہتے ہیں جس کا ایک سرا مڑا ہوا ہوتا ہے۔ ④ جاندار چیز کا بت توڑ کر پھینک دینا چاہیے اور تصویر مٹا دینی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی دیواروں پر نقش تصاویر کو مٹانے کا حکم دیا تھا۔

٢٩٤٨- حَدَّثنا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ، يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ.

٢٩٤٨- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے دوران میں نبی ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور چھڑی سے حجر اسود کا استلام کرتے رہے۔

٢٩٤٧_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الطواف الواجب، ح: ١٨٧٨ من حديث يونس به، وحسنه المزي.

٢٩٤٨_ أخرجه البخاري، الحج، باب استلام الركن بالمحجن، ح: ١٦٠٧، ومسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره . . . الخ، ح: ١٢٧٢ من حديث ابن وهب به.

۲۹۴۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا مَعْرُوفُ بْنُ خَرَّبُوذَ الْمَكِّيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاالطُّفَيْلِ عَامِرَ بْنَ وَاثِلَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ، وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ.

۲۹۴۹- حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ سواری پر بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ چھڑی کے ساتھ حجر اسود کا استلام کرتے اور چھڑی کو بوسہ دیتے تھے۔

(المعجم ۲۹) - **بَابُ الرَّمَلِ حَوْلَ الْبَيْتِ** (التحفة ۲۹)

باب:۲۹- طواف کعبہ کے دوران میں رمل کرنا

۲۹۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ، رَمَلَ ثَلَاثَةً، وَمَشٰى أَرْبَعَةً، مِنَ الْحِجْرِ إِلَى الْحِجْرِ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

۲۹۵۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پہلی بار بیت اللہ کا طواف کرتے تو تین چکروں میں رمل کرتے اور چار چکروں میں (عام رفتار سے) چلتے، حجر سے حجر تک۔ (نافع نے فرمایا:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کرتے تھے۔

۲۹۵۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ الْعُكْلِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ،

۲۹۵۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین چکروں میں حجر سے حجر تک رمل کیا اور چار چکروں میں (عام رفتار سے) چلے۔

۲۹۴۹_ أخرجه مسلم، الحج، الباب السابق، ح: ۱۲۷۵ من حديث معروف به.

۲۹۵۰_ [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الحج، باب من طاف بالبيت إذا قدم مكة قبل أن يرجع إلى بيته . . . الخ، ح: ۱٦۱۷، ۱٦٤٤، ومسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة، وفي الطواف الأول في الحج، ح: ۱۲٦۱ وغيرهما من طرق عن عبيدالله به نحو المعنٰى.

۲۹۵۱_ أخرجه مسلم، الحج، الباب السابق، ح: ۱۲٦۳ من حديث مالك به.

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحِجْرِ
إِلَى الْحِجْرِ ثَلَاثاً، وَمَشَى أَرْبَعًا.

فوائد ومسائل: ① حجر سے مراد حجر اسود ہے کیونکہ طواف اس سے شروع ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' جب مکہ تشریف لاتے تو سب سے پہلے طواف میں رکن اسود (حجر اسود) کا استلام فرماتے اور (اس طواف میں) سات میں سے تین چکروں میں تیز چلتے۔ (صحيح البخاري' الحج' باب استلام الحجر الأسود حين يقدم مكة......' حديث: ۱۶۰۳) ② ''حجر (اسود) سے حجر (اسود) تک'' کا مطلب یہ ہے کہ طواف کا چکر حجر اسود سے شروع ہو کر حجر اسود پر ختم ہوتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ تین چکروں میں کعبہ کے چاروں طرف بھاگ کر چلتے تھے جیسے کہ حدیث ۲۹۵۳ میں وضاحت ہے۔ ③ رمل کا مطلب چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے تیز چلنا ہے۔ یہ مردوں کے لیے پہلے طواف کے تین چکروں میں مشروع ہے۔

۲۹۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: فِيمَ الرَّمَلَانُ الْآنَ؟ وَقَدْ أَطَّأَ اللهُ الْإِسْلَامَ، وَنَفَى الْكُفْرَ وَأَهْلَهُ. وَايْمُ اللهِ مَا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۹۵۲- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اب رمل کا کیا فائدہ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مستحکم کر دیا ہے اور کفر و اہل کفر کو ملک (عرب) سے نکال دیا ہے؟ اور قسم ہے اللہ کی! ہم وہ کام نہیں چھوڑیں گے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① رمل کی مشروعیت کی حکمت کافروں پر مسلمانوں کا رعب طاری کرنا اور انھیں یہ احساس دلانا ہے کہ مسلمان کمزور نہیں۔ ② فتح مکہ کے بعد حدود حرم میں غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع قرار دیا گیا۔ اب وہ مسلمانوں کو رمل کرتے نہیں دیکھ سکتے۔ قیاس کا تقاضا ہے کہ اب رمل نہ کیا جائے لیکن قیاس کے ذریعے سے کوئی شرعی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔ ③ اگر رمل منسوخ ہونا ہوتا تو فتح مکہ کے بعد اللہ تعالیٰ اسے منسوخ کر دیتا۔ اگر اس وقت منسوخ نہیں ہوا تو نبی ﷺ کی وفات کے بعد اسے موقوف نہیں کیا جا سکتا۔ ④ بعض اوقات ایک شرعی حکم کی حکمت واضح نہیں ہوتی لیکن اس وجہ سے اس حکم پر عمل کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ ⑤ ممکن ہے اس کے منسوخ نہ ہونے میں یہ حکمت ہو کہ حج کے اعمال ایک لحاظ سے جہاد کی تربیت پر مشتمل ہیں اور جہاد قیامت تک جاری رہے گا' لہٰذا اس کی تربیت کے کسی عمل کو منسوخ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ⑥ حضرت عمر ؓ سنت نبوی پر اس حد

۲۹۵۲- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في الرمل، ح: ۱۸۸۷ من حديث هشام بن سعد به.

تک عمل کرنے والے تھے کہ جس حکم کی بظاہر کوئی حکمت نظر نہیں آتی اسے بھی ترک نہیں کیا تاکہ عام لوگوں کی نظر میں سنت کی اہمیت واضح ہو۔

٢٩٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ. أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ، حِينَ أَرَادُوا دُخُولَ مَكَّةَ، فِي عُمْرَتِهِ بَعْدَ الْحُدَيْبِيَةِ: «إِنَّ قَوْمَكُمْ غَداً [سَيَرَوْنَكُمْ]. فَلَيَرَوُنَّكُمْ جُلْدًا».

٢٩٥٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب عمرہ کے موقع پر صحابہ ؓ نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کل تمھاری قوم کے لوگ تمھیں دیکھیں گے، لہٰذا ضروری ہے کہ تم انھیں مضبوط نظر آؤ۔“

فَلَمَّا دَخَلُوا الْمَسْجِدَ اسْتَلَمُوا الرُّكْنَ وَرَمَلُوا. وَالنَّبِيُّ ﷺ مَعَهُمْ. حَتَّى إِذَا بَلَغُوا الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ مَشَوْا إِلَى الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ. ثُمَّ رَمَلُوا حَتَّى بَلَغُوا الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ. ثُمَّ مَشَوْا إِلَى الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ. فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ مَشَى الْأَرْبَعَ.

چنانچہ جب صحابۂ کرام ؓ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو انھوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور رمل کیا، نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب وہ حضرات رکن یمانی پر پہنچے تو حجر اسود تک (عام چال سے) چل کر گئے۔ پھر رمل کیا حتی کہ رکن یمانی تک پہنچ گئے۔ پھر حجر اسود تک چل کر گئے۔ نبی ﷺ نے بھی تین بار اسی طرح (رمل) کیا، پھر چار بار (دوڑے بغیر) چل کر طواف کیا۔

فوائد و مسائل: ① صلح حدیبیہ ذوالقعدہ ٦ ھ میں ہوئی۔ اس میں یہ شرط تھی کہ مسلمان اس سال مکہ میں داخل نہ ہوں بلکہ واپس چلے جائیں۔ اگلے سال مسلمان عمرہ کرنے کے لیے آئیں اور تین دن سے زیادہ مکے میں نہ ٹھہریں۔ ② اس شرط کے مطابق دو ہزار مرد اور ان کے علاوہ کچھ عورتیں اور بچے بھی ذوالقعدہ ٧ ھ میں نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ عمرہ کے لیے مکہ پہنچے۔ (فتح الباری: ٧/ ٦٢٧) ③ صحابۂ کرام ؓ نے طواف کے دوران میں بیت اللہ کے تین طرف رمل کیا اور چوتھی طرف عام رفتار سے چلے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرکین مکہ گھروں سے نکل کر کعبہ کے شمال میں واقع جبل قعیقعان پر جا بیٹھے تھے۔ مسلمان کعبہ کے تین طرف انھیں پھرتی سے دوڑتے بھاگتے نظر آتے تھے۔ چوتھی طرف مسلمان کعبہ شریف کی اوٹ میں ہو جانے کی وجہ سے نظر نہیں آتے تھے۔ ④ مسلمانوں کو چاہیے کہ کافروں پر ہر لحاظ سے اپنا رعب قائم رکھیں تاکہ کافران پر ظلم کرنے

٢٩٥٣- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في الرمل، ح: ١٨٩٠ من حديث ابن خثيم به.

کے بارے میں سوچ بھی نہ سکیں۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ الْاِضْطِبَاعِ (التحفة ۳۰)

باب:۳۰-دایاں کندھا ننگا رکھ کر احرام کی چادر اوڑھنا

۲۹۵٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ وَقَبِيصَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ ابْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ يَعْلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ مُضْطَبِعاً.

قَالَ قَبِيصَةُ: وَعَلَيْهِ بُرْدٌ.

۲۹۵۴- حضرت یعلیٰ بن امیہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اضطباع کی حالت میں طواف کیا۔

(راویٔ حدیث) قبیصہ نے کہا: آپ نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ سنن بیہقی کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح، حسن اور قوی قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۲۹/۴۷۳' وصحيح سنن ابن ماجه للألباني' رقم:۲۴۰۹' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث:۲۹۵۴) ② اضطباع کا مطلب یہ ہے کہ چادر اس انداز سے اوڑھی جائے کہ دائیں بازو کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالی جائے۔ ③ اضطباع صرف طواف قدوم میں مسنون ہے۔ طواف مکمل کرنے کے بعد دو رکعتیں پڑھتے وقت دونوں کندھے ڈھانک لینے چاہئیں۔ ④ رمل اور اضطباع صرف مردوں کے لیے مشروع ہیں عورتوں کے لیے نہیں۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ الطَّوَافِ بِالْحِجْرِ (التحفة ۳۱)

باب:۳۱-حطیم کا طواف

۲۹۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۹۵۵-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں

۲۹۵٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن النبي ﷺ طاف مضطبعًا، ح: ۸۵۹ عن قبيصة به، وقال: "حسن صحيح" * الثوري تقدم، ح: ۱٦۲، وشيخه تقدم، ح: ۷۲۸ وقد عنعنا، وحديث البيهقي: (۵/ ۷۹) يغني عنه.

۲۹۵۵ـ أخرجه البخاري، الحج، باب فضل مكة وبنيانها . . . الخ، ح: ۱۵۸٤، ۷۲٤۳ من حديث أشعث به، ومسلم، الحج، باب جدر الكعبة وبابها، ح: ۱۳۳۳/ ٤۰٦ عن ابن أبي شيبة به.

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْحِجْرِ. فَقَالَ: «هُوَ مِنَ الْبَيْتِ» قُلْتُ: مَا مَنَعَهُمْ أَنْ يُدْخِلُوهُ فِيهِ؟ قَالَ: «عَجَزَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ» قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعاً، لَا يُصْعَدُ إِلَيْهِ إِلَّا بِسُلَّمٍ؟ قَالَ: «ذٰلِكَ فِعْلُ قَوْمِكِ. لِيُدْخِلُوهُ مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوهُ مَنْ شَاءُوا. وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ، مَخَافَةَ أَنْ تَنْفِرَ قُلُوبُهُمْ، لَنَظَرْتُ هَلْ أُغَيِّرُهُ، فَأُدْخِلَ فِيهِ مَا انْتَقَصَ مِنْهُ، وَجَعَلْتُ بَابَهُ بِالْأَرْضِ».

نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجر (حطیم) کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ بھی کعبہ میں شامل ہے۔'' میں نے کہا: پھر انھوں نے کس رکاوٹ کی وجہ سے اسے کعبہ (کی عمارت) میں شامل نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا: ''ان کے پاس (حلال مال سے) خرچ ختم ہو گیا تھا۔'' میں نے کہا: اس کا دروازہ بلند کیوں ہے کہ سیڑھی کے بغیر چڑھا نہیں جا سکتا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ تیری قوم کا کام ہے۔ (ان کا مقصد یہ تھا) کہ جسے چاہیں کعبہ میں داخل ہونے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔ اگر تیری قوم کا کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا اور یہ خوف نہ ہوتا کہ ان کے دل متنفر ہو جائیں گے تو میں غور کرتا کہ آیا اسے تبدیل کر کے اس کا وہ حصہ بھی اس میں شامل کر دوں جو کم کر دیا گیا ہے' اور میں اس کا دروازہ زمین پر (سطح کے برابر) بنا تا۔''

فوائد ومسائل: ① خانہ کعبہ کی نئے سرے سے تعمیر رسول اللہ ﷺ کے منصب نبوت پر فائز ہونے سے پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ ② قریش میں زمانۂ جاہلیت میں بھی حلال اور حرام کی تمیز موجود تھی لیکن عملی طور پر اس کا خیال بہت کم رکھا جاتا تھا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے لیے قریش نے حلال مال خرچ کرنے کی شرط لگائی تھی لیکن حلال مال مکمل خانہ کعبہ کی تعمیر کے لیے کافی نہ ہوا تو انھوں نے حطیم والا حصہ تعمیر کے بغیر چھوڑ دیا۔ ③ مسجد کی تعمیر میں حلال کمائی سے حاصل کیا ہوا مال ہی خرچ کرنا چاہیے۔ ④ حطیم چونکہ کعبہ کا حصہ ہے' اس لیے طواف اس کے باہر سے کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص غلطی سے اس کے اندر سے گزر جائے تو وہ چکر شمار نہ کرے ورنہ طواف ناقص رہے گا۔ ⑤ خانہ کعبہ کی عمارت کے بارے میں مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری ؒ نے جو تفصیلات بیان کی ہیں' ان میں سے بعض درج ذیل ہیں: خانہ کعبہ کی موجودہ بلندی پندرہ میٹر ہے۔ حجر اسود والی دیوار اور اس کے سامنے کی دیوار' یعنی جنوبی اور شمالی دیواریں دس دس میٹر لمبی ہیں۔ حجر اسود مطاف کی زمین سے ڈیڑھ میٹر کی بلندی پر ہے۔ دروازے والی دیوار اور اس کے مقابل کی دیوار' یعنی مشرقی اور مغربی دیواریں بارہ بارہ میٹر لمبی ہیں۔ دروازہ زمین سے دو میٹر بلند ہے۔ چاروں طرف دیواروں کے ساتھ ساتھ ایک بڑھے ہوئے کرسی نما ضلعے کا گھیرا ہے۔ اسے شاذروان کہتے ہیں۔ اس کی اوسط اونچائی ۲۵ سنٹی میٹر اور اوسط چوڑائی ۳۰ سنٹی

میٹر ہے۔ یہ بھی بیت اللہ کا حصہ ہے جسے قریش نے چھوڑ دیا تھا۔ (الرحیق المختوم ص:۹۳) ⑥ بعض اوقات مصلحت کا خیال کرتے ہوئے افضل کام چھوڑ کر غیر افضل جائز کام کر لینا بہتر ہے۔ جب یہ خطرہ ہو کہ افضل کام کرنے سے کچھ نامطلوب نتائج سامنے آئیں گے جن کی تلافی مشکل ہو گی تو افضل کو ترک کیا جا سکتا ہے۔ ⑦ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے دور حکومت میں کعبہ شریف کی تعمیر اس انداز سے کر دی تھی جو رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی لیکن ان کی شہادت کے بعد کعبہ شریف کو دوبارہ پہلے انداز سے بنا دیا گیا۔ ⑦ اگر کوئی شخص کعبہ کے اندر نماز پڑھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ حطیم میں نماز پڑھ لے کیونکہ یہ خانہ کعبہ کا ایک حصہ ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ فَضْلِ الطَّوَافِ (التحفة ٣٢)

باب:۳۲- طوافِ کعبہ کی فضیلت

٢٩٥٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ».

۲۹۵۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا: ''جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے اور دو رکعت نماز پڑھے (اس کا) یہ (عمل) ایک انسان آزاد کرنے کی طرح ہے۔''

فوائد و مسائل: ① کعبہ شریف کا طواف ایک مستقل عبادت ہے۔ یہ ایسی عبادت ہے جو دنیا میں کسی اور مقام پر ادا نہیں کی جا سکتی لہٰذا جسے مکہ شریف جانے کا موقع ملے اسے چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ طواف کرنے کی کوشش کرے۔ ② بعض لوگ مکہ مکرمہ جا کر بار بار عمرہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے نہیں کیا بلکہ جعرانہ والے عمرے کے سوا باقی عمروں کے لیے مدینہ منورہ سے سفر فرمایا اس لیے بار بار عمرہ کرنے کی بجائے بار بار طواف کرنا چاہیے۔ ③ نفلی طواف کا طریقہ بھی وہی ہے جو حج و عمرہ کے طواف کا ہے۔ اس میں احرام باندھنے کی ضرورت نہیں۔ کعبہ شریف کے گرد سات چکر لگائے۔ طواف حجر اسود سے شروع کر کے حجر اسود پر ختم کرے۔ اس کے بعد مقام ابراہیم کے قریب دو رکعت نماز ادا کرے۔ اگر یہاں جگہ نہ ملے تو مسجد میں کسی بھی مقام پر دو رکعتیں پڑھ لے۔ یہ ایک طواف ہو جائے گا۔ اس طرح جس قدر طواف کر سکے کر لے۔

٢٩٥٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۲۹۵۷- حضرت حمید بن ابوسویہ رحمہ اللہ سے روایت

٢٩٥٦_ [إسناده حسن] وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد رجاله ثقات' وأشار المنذري إلى أنه حسن، وقال: رواه ابن ماجه، وكذا ابن خزيمة في صحيحه.

٢٩٥٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٢/ ٦٩٠ من حديث هشام بن عمار به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ◀◀

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ ابْنُ أَبِي سَوِيَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ هِشَامٍ يَسْأَلُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ، وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ. فَقَالَ عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي أَبُوهُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «وُكِلَ بِهِ سَبْعُونَ مَلَكاً. فَمَنْ قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، قَالُوا: آمِينَ».

ہے انھوں نے کہا: میں نے ابن ہشام ؒ کو سنا کہ وہ حضرت عطاء بن ابی رباح ؒ سے رکن یمانی کے بارے میں سوال کر رہے تھے جب کہ وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے۔ حضرت عطاء ؒ نے کہا: مجھے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے حدیث سنائی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو شخص یہ دعا پڑھتا ہے فرشتے (اس کی دعا پر) آمین کہتے ہیں: (دعا یہ ہے:) [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ] ''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے ہمارے مالک! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔ اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔''

فَلَمَّا بَلَغَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ قَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! مَا بَلَغَكَ فِي هٰذَا الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ؟ فَقَالَ عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: [«مَنْ فَاوَضَهُ فَإِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمٰنِ»].

جب وہ حجر اسود پر پہنچے تو کہا: ابو محمد! آپ کو اس حجر اسود کے بارے میں کیا حدیث پہنچی ہے؟ عطاء ؒ نے کہا: مجھے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے حدیث سنائی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''جو شخص اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ رحمٰن کے ہاتھ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔''

قَالَ لَهُ ابْنُ هِشَامٍ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ فَالطَّوَافُ؟ قَالَ عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: [«مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعاً وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا

ابن ہشام ؒ نے کہا: ابو محمد! اور طواف؟ عطاء ؒ نے کہا: مجھے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے حدیث سنائی کہ انھوں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''جو شخص کعبہ کے سات چکر لگاتا ہے اور (اس دوران میں) صرف یہی کہتا ہے: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا

◀ ضعيف، حميد قال فيه ابن عدي: أحاديثه غير محفوظة، وقال الذهبي: مجهول.

بِاللهِ، مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشَرَةَ دَرَجَاتٍ. وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ [وَهُوَ] فِي تِلْكَ الْحَالِ، خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ، كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ».

إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ]" اللہ پاک ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی بچاؤ اور طاقت نہیں۔" اس کے دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں' اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں' اور اس کی وجہ سے اس کے دس درجے بلند ہو جاتے ہیں۔ اور جو شخص طواف کرتا ہے اور اس حال میں بات چیت کرتا ہے' وہ رحمت میں اپنے قدم ہی داخل کرتا ہے' جیسے کوئی (پایاب) پانی میں پاؤں داخل کرے۔"

(المعجم ٣٣) - بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الطَّوَافِ (التحفة ٣٣)

باب:٣٣- طوافِ کعبہ کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنا

٢٩٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ [سَبْعِهِ] جَاءَ حَتَّى يُحَاذِيَ بِالرُّكْنِ. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي حَاشِيَةِ الْمَطَافِ. وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطُّوَّافِ أَحَدٌ.

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ: هٰذَا بِمَكَّةَ، خَاصَّةً.

٢٩٥٨- حضرت مُطّلب بن ابو وداعہ سہمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ سات چکروں سے فارغ ہوئے تو تشریف لے آئے حتی کہ حجر اسود کے برابر آ گئے۔ پھر آپ نے مطاف (طواف کی جگہ) کے کنارے پر دو رکعتیں پڑھیں جب کہ آپ کے اور طواف کرنے والوں کے درمیان کوئی (سترہ) نہ تھا۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حکم (لوگوں کے نمازی کے آگے سے گزرتے رہنے کے باوجود نماز پڑھتے رہنا) صرف مکہ کے ساتھ خاص ہے۔ (مسجد

٢٩٥٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، أين يصلي ركعتي الطواف، ح: ٢٩٦٢ من حديث أبي أسامة به، وأشار البخاري إلى ضعفه * كثير لم يسمع من أبيه بدليل رواية ابن عيينة: (أبوداود، ح: ٢٠١٦) بينهما مجهول، وأبوه لم يوثقه غير ابن حبان، فهو مستور.

حرام میں یہ اجازت ہے' اور کہیں نہیں۔)

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے امام ابن ماجہ کا اس سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ مکے میں نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے' صحیح نہیں ہے بلکہ نمازی کے آگے سے گزرنا ہر جگہ ہی ممنوع ہے۔ لوگ حرم مکی (خانہ کعبہ) اور مسجد نبوی میں اس کا خیال نہیں رکھتے تو یہ ایک کوتاہی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہاں ایسا کرنا جائز ہے' وہاں بھی اس سے بچنا چاہیے۔

٢٩٥٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدِمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعاً. ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي عِنْدَ الْمَقَامِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا.

۲۹۵۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے گرد سات چکر لگائے' پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ (امام) وکیع نے فرمایا: مقام ابراہیم کے پاس۔ پھر (مسجد سے) نکل کر صفا کی طرف تشریف لے گئے۔

فوائد و مسائل: ① طواف کعبہ سات چکروں سے پورا ہوتا ہے۔ ② طواف کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنی چاہیے۔ ③ طواف کی دو رکعتیں مقام ابراہیم کے قریب ادا کرنا سنت ہے۔ اگر وہاں جگہ نہ ہو تو مسجد حرام میں کسی اور مناسب جگہ پر بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ ④ بعض لوگ لاعلمی کی وجہ سے مقام ابراہیم کی طرف منہ کرتے ہیں اگرچہ کعبہ کی طرف رخ نہ رہے۔ یہ غلط ہے۔ نماز کے لیے کعبہ کی طرف منہ کرنا چاہیے۔ مقام ابراہیم سامنے ہو یا نہ ہو۔ ⑤ صفا اور مروہ کے درمیان سعی' طواف کعبہ کے بعد کی جاتی ہے۔

٢٩٦٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ طَوَافِ الْبَيْتِ، أَتَى مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ. فَقَالَ

۲۹۶۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ شریف کے طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم پر تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے جس کے

٢٩٥٩ـ أخرجه البخاري، الحج، باب من صلى ركعتي الطواف خلف المقام، ح: ١٦٢٧ وغيره، ومسلم، الحج، باب بيان أن المحرم بعمرة لا يتحلل بالطواف قبل السعي . . . الخ، ح: ١٢٣٤ من حديث عمرو بن دينار به.

٢٩٦٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٠٨.

عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا مَقَامُ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ الَّذِي قَالَ اللهُ سُبْحَانَهُ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥].

بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ''ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ۔''

قَالَ الْوَلِيدُ: فَقُلْتُ لِمَالِكٍ: هٰكَذَا قَرَأَهَا: ﴿وَاتَّخِذُوا﴾ قَالَ: نَعَمْ.

حضرت ولید بن مسلم ؒ بیان کرتے ہیں: میں نے امام مالک ؒ سے دریافت کیا: کیا (آپ کے استاد حضرت جعفر بن محمد نے) یہ آیت اسی طرح پڑھی تھی: ﴿وَاتَّخِذُوا﴾ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

فوائد ومسائل: ① ''مقام ابراہیم'' سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف کو تعمیر کیا تھا۔ ② ولید بن مسلم نے امام مالک سے آیت کی قراءت کے متعلق دریافت فرمایا کیونکہ اس آیت کی دوسری قراءت بھی ہے جو اس طرح ہے: ﴿وَاتَّخَذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (صیغۂ امر کی بجائے صیغۂ ماضی کے ساتھ) اس صورت میں آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا: ''اور لوگوں نے (اللہ کے حکم سے) ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بنالیا۔'' یعنی سابقہ شریعت میں بھی یہ حکم موجود تھا۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ الْمَرِيضِ يَطُوفُ رَاكِبًا (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- بیمار سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے

٢٩٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ. ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَ أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا مَرِضَتْ. فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَطُوفَ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ،

٢٩٦١- ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ بیمار ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لیں۔ انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کر رہے تھے اور یہ آیات تلاوت فرما رہے تھے: ﴿وَالطُّورِ ۝ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ﴾ ''قسم ہے طور کی اور لکھی ہوئی کتاب کی۔''

٢٩٦١ـ أخرجه البخاري، الحج، باب طواف النساء مع الرجال، ح: ١٦١٩ وغيره، ومسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره، ح: ١٢٧٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٧٠، ٣٧١ نحو المعنى.

وَهِيَ رَاكِبَةٌ . قَالَتْ : فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَى الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ : ﴿وَالطُّورِ ○ وَكِتَٰبٍ مَّسْطُورٍ﴾ [الطور : ١، ٢].

قَالَ ابْنُ مَاجَه : هٰذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ .

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ ابوبکر بن شیبہ کی حدیث ہے۔

فوائد ومسائل: ① کسی معقول عذر کی بنا پر طواف سواری پر کیا جا سکتا ہے۔ ② آج کل بعض معمر افراد جو چل کر طواف نہیں کر سکتے' ڈولی وغیرہ پر طواف کر لیتے ہیں۔ اس حدیث کی روشنی میں ان کا یہ عمل درست ہے۔ اسی طرح زیادہ رش اور ہجوم کی صورت میں طواف کا دوگانہ بھی مسجد کے باہر ادا کیا جا سکتا ہے۔ (صحیح البخاري' الحج' باب من صلّی رکعتي الطواف خارجًا من المسجد' حدیث:۱۶۲۶) ③ حدیث میں جس نماز کا ذکر ہے وہ فجر کی نماز تھی۔ (صحیح البخاري' حوالہ مذکورہ بالا) ④ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی ایک بار اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا تھا۔ (صحیح البخاري' الحج' باب المریض یطوف راکباً' حدیث:۱۶۳۲' وسنن ابن ماجه' المناسك' باب :۲۸' حدیث:۲۹۴۷-۲۹۴۹)

(المعجم ٣٥) - بَابُ الْمُلْتَزَمِ (التحفة ٣٥)

باب:۳۵-ملتزم کا بیان

٢٩٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ : سَمِعْتُ الْمُثَنَّى بْنَ الصَّبَّاحِ يَقُولُ : حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ : طُفْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو . فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنَ السَّبْعِ رَكَعْنَا فِي دُبُرِ الْكَعْبَةِ . فَقُلْتُ : أَلَا تَتَعَوَّذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ قَالَ : أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ . قَالَ ثُمَّ مَضَى فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ . ثُمَّ قَامَ بَيْنَ الْحِجْرِ وَالْبَابِ . فَأَلْصَقَ صَدْرَهُ وَيَدَيْهِ وَخَدَّهُ إِلَيْهِ . ثُمَّ قَالَ : هٰكَذَا رَأَيْتُ

۲۹۶۲- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب بن محمد) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ساتھ طواف کیا۔ جب ہم سات چکروں سے فارغ ہوئے تو ہم نے کعبہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ میں نے کہا: کیا آپ آگ سے اللہ کی پناہ نہیں مانگتے؟ انھوں نے کہا: میں (جہنم کی) آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر وہ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) چلے اور

٢٩٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الملتزم، ح: ١٨٩٩ من حديث المثنّى: (١، ٢٤٠) به، وتابعه ابن جريج تقدم، ح: ٧٢٨ عند البيهقي: ٥/ ٩٢، ٩٣، وهو لم يسمع من عمرو بن شعيب.

رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ .

حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر حجر اسود اور (کعبہ کے) دروازے کے درمیان کھڑے ہو کر اپنا سینہ، اپنے ہاتھ اور اپنا رخسار کعبہ سے لگا دیا۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، عروہ بن زبیر اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے صحیح ثابت ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے غالباً اسی وجہ سے مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة، رقم:٢١٣٨، و مناسك الحج والعمرة للألباني، ص:٢٢) ② طواف کی دو رکعتیں پڑھ کر اپنے لیے اور عزیزوں دوستوں کے لیے کوئی مناسب دعا مانگی جا سکتی ہے، جیسے حضرت شعیب بن محمد رحمہ اللہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے جہنم سے محفوظ رہنے کی دعا مانگی۔ ③ حجر اسود اور کعبہ کے دروازے کے درمیان کی جگہ ملتزم کہلاتی ہے۔ اس جگہ کعبہ شریف کی عمارت سے سینہ اور چہرہ لگانا مسنون ہے، تاہم بھیڑ کے وقت دھکم پیل سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ④ کعبہ شریف کی عمارت سے اس طرح لپٹنا صرف ملتزم کے مقام پر مسنون ہے۔ کعبہ کے دوسرے حصوں سے اس طرح لپٹنا مسنون نہیں۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ الْحَائِضِ تَقْضِي الْمَنَاسِكَ إِلَّا الطَّوَافَ (التحفة ٣٦)

باب:٣٦- حیض والی عورت طواف کے سوا تمام اعمال حج ادا کر سکتی ہے

٢٩٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نَرٰى إِلَّا الْحَجَّ. فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ أَوْ قَرِيباً مِنْ سَرِفَ حِضْتُ. فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي. فَقَالَ: «مَا لَكِ؟ أَنَفِسْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ

٢٩٦٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تو ہمارا ارادہ صرف حج کا تھا۔ جب ہم سرف کے مقام پر یا سرف کے قریب پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟ کیا حیض آ گیا؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر لکھی ہے۔ تو

٢٩٦٣ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب الأمر بالنفساء إذا نفسن، ح:٢٩٤ وغيره من حديث سفيان بن عيينة به، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام، وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح:١٢١١/١١٩ من حديث أبي بكر بن أبي شيبة به.

كَتَبَهُ اللهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ. فَاقْضِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ».

حج کے سارے اعمال ادا کر مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔"

قَالَتْ: وَضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ.

ام المومنین ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے ذبح کی۔

فوائد و مسائل: ① حج کے اعمال بنیادی طور پر مختلف مقامات پر (منیٰ' مزدلفہ' عرفات میں) ٹھہرنے اور ذکر و دعا پر مشتمل ہیں اور حیض و نفاس ان میں رکاوٹ نہیں۔ ② طواف کعبہ میں حیض و نفاس رکاوٹ بنتا ہے لیکن ان میں وقت کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ ③ اسلام ایک مکمل دین ہے جس میں انسانی ضرورتوں اور کمزوریوں کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ ④ قربانی میں جتنے زیادہ جانور ممکن ہوں' قربان کرنا جائز ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے سو اونٹوں کی قربانی دی تھی۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ الْإِفْرَادِ بِالْحَجِّ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- حج مفرد ادا کرنا

٢٩٦٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَأَبُو مُصْعَبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

٢٩٦۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حج مفرد ادا کیا۔

فوائد و مسائل: ① حج کی تین قسمیں ہیں' ان میں سے جس طریقے سے بھی حج ادا کیا جائے' درست ہے۔ (ا) حج افراد: اس میں حج کی نیت سے احرام باندھا جاتا ہے۔ مکہ شریف پہنچ کر جو طواف کرتے ہیں وہ طواف قدوم کہلاتا ہے' پھر احرام کھولے بغیر مکہ میں رہتے ہیں۔ یوم الترویہ (۸ ذوالحجہ) کو اسی احرام کے ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ وہاں ظہر سے لے کر اگلے دن (۹ ذوالحجہ) کی فجر تک پانچ نمازیں ادا کرتے ہیں۔ سورج نکلنے کے بعد عرفات کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ وہاں ظہر کے وقت ظہر اور عصر کی نمازیں جمع اور قصر کر کے ادا کرتے ہیں' پھر سورج غروب ہونے تک ذکر الٰہی اور دعا و مناجات میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ وقوفِ (عرفات میں ٹھہرنا) حج کا سب سے اہم رکن ہے۔ سورج غروب ہونے پر مزدلفہ کی طرف روانہ ہوتے

٢٩٦٤- أخرجه مسلم، الحج، الباب السابق، ح: ١٢١١/ ١٢٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى: ١/ ٣٣٥، أبو مصعب: ١/ ٤٢٥، ٤٢٦، ح: ١٠٧٦).

ہیں۔ وہاں پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع اور قصر کر کے ادا کرتے ہیں۔ رات مزدلفہ میں گزار کر صبح (دس ذوالحجہ کو) فجر کی نماز ادا کر کے وہاں ٹھہرے رہتے ہیں۔ کافی روشنی ہو جانے پر' سورج نکلنے سے پہلے' منیٰ کی طرف چلتے ہیں۔ منیٰ پہنچ کر سورج نکلنے کے بعد بڑے جمرے کو سات کنکریاں مارتے ہیں' قربانی کرتے ہیں اور سر کے بال اتروا کر احرام کھول دیتے ہیں' اور اسی دن سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے طواف کعبہ کرتے اور رات منیٰ میں واپس آ کر گزارتے ہیں۔ گیارہ' بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کو منیٰ میں ٹھہرتے ہیں۔ ان تین دنوں میں روزانہ زوال کے بعد تینوں جمرات کو سات سات کنکریاں مارتے ہیں۔ اگر کوئی شخص گیارہ اور بارہ تاریخ کو کنکریاں مار کر واپس آنا چاہے تو آ سکتا ہے۔ حج افراد میں قربانی کرنا ضروری نہیں' ثواب کا باعث ہے۔
(ب) حج قران کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھتے ہیں۔ مکہ پہنچ کر طواف اور سعی کرتے ہیں۔ یہ عمرہ بن جاتا ہے لیکن اس کے بعد بال اتروا کر احرام نہیں کھولتے بلکہ احرام ہی میں رہتے ہیں۔ اسی طرح آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں اور وہ تمام کام کرتے ہیں جو حج افراد میں بیان ہوئے۔ حج قران کرنے والے میقات سے یا وطن سے قربانی کے جانور ساتھ لے کر آتے ہیں۔ (ج) حج تمتع کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرے کا احرام باندھتے ہیں' مکہ شریف پہنچ کر طواف اور سعی کر کے بال چھوٹے کرا کے احرام کھول دیتے ہیں' پھر آٹھ ذوالحجہ کو مکہ ہی سے احرام باندھ کر حج کے تمام ارکان ادا کرتے ہیں۔ اور دس ذوالحجہ کو قربانی دیتے ہیں۔ جو قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ دس روزے رکھ لے' جن میں سے تین روزے ایام حج میں رکھنے ضروری ہیں۔ ④ مدینہ منورہ سے روانہ ہوتے وقت رسول اللہ ﷺ کا ارادہ حج مفرد کا تھا۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ نے ارادہ بدل دیا۔ ام المومنین ؓ کے ارشاد کا یہی مطلب ہے۔

٢٩٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، وَكَانَ يَتِيماً فِي حِجْرِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

٢٩٦٥- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج مفرد ادا کیا۔

٢٩٦٥ـ أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ... الخ، ح: ١٥٦٢ وغيره، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام، وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران ... الخ، ح: ١٢١١/١١٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى) ١/ ٣٣٥، أبومصعب: ١/ ٣٦٦، ح: ١٠٧٧).

٢٩٦٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ وَ حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

۲۹۶۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج مفرد ادا کیا۔

٢٩٦٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ أَفْرَدُوا الْحَجَّ.

۲۹۶۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے حج مفرد ادا کیا۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ مَنْ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۸- حج اور عمرے کو ملا کر (ایک احرام کے ساتھ) ادا کرنا

٢٩٦٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى مَكَّةَ. فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجَّةً».

۲۹۶۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: [لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجَّةً] ''عمرہ اور حج کے لیے حاضر ہوں۔''

٢٩٦٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا

۲۹۶۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ

٢٩٦٦_ [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وأصله في صحيح مسلم، ح:١٢١٨.

٢٩٦٧_ [صحيح] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، القاسم بن عبدالله متروك وكذبه أحمد ونسبه إلى الوضع"، ولم ينفرد به، أخرج ابن أبي شيبة، كتاب الحج، من كان يرى الإفراد ولا يقرن، ح:١٤٣٠٢، بإسناد صحيح عن الأسود قال: "أن أبا بكر وعمر (وعثمان) جردا" أي أفردا، وكذا نقله محمد بن سيرين وشعبة وغيرهما، وثبت التمتع والقران فالكل صحيح.

٢٩٦٨_ أخرجه مسلم، الحج، باب إهلال النبي ﷺ وهديه، ح:١٢٥١ من حديث يحيى به.

٢٩٦٩_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٨٢ عن يحيى القطان عن حميد قال سمعت أنسًا به، وأخرجه مسلم، ◄◄

عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ».

نے فرمایا: [لَبَّیْکَ بِعُمْرَةٍ وَّ حَجَّةٍ] "اے اللہ! میں عمرہ اور حج کی لبیک کہتا ہوں۔"

فوائد و مسائل: ① مدینہ منورہ سے روانگی کے بعد رسول اللہ ﷺ کا ارادہ حج مفرد کا تھا۔ ذو الحلیفہ میں جب احرام باندھا تو حج قران کی نیت کر لی۔ ② عبادات کی نیت دل سے ہوتی ہے لیکن حج اور عمرے میں دل کی نیت کا زبان سے اظہار مسنون ہے۔ نماز اور روزہ وغیرہ میں زبان سے نیت کا اظہار سنت سے ثابت نہیں۔

۲۹۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الصُّبَيَّ بْنَ مَعْبَدٍ يَقُولُ: كُنْتُ رَجُلاً نَصْرَانِيًّا. فَأَسْلَمْتُ. فَأَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ. فَسَمِعَنِي سَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ وَأَنَا أُهِلُّ بِهِمَا جَمِيعاً، بِالْقَادِسِيَّةِ. فَقَالَا: لَهٰذَا أَضَلُّ مِنْ بَعِيرِهِ. فَكَأَنَّمَا حَمَلَا عَلَيَّ جَبَلًا بِكَلِمَتِهِمَا. فَقَدِمْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ. فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمَا، فَلَامَهُمَا. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: هُدِيتَ لِسُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ. هُدِيتَ لِسُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ.

۲۹۷۰- حضرت صُبَیّ بن معبد رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں ایک عیسائی آدمی تھا' پھر میں مسلمان ہو گیا۔ میں نے حج اور عمرے کے لیے لبیک کہا۔ قادسیہ میں مجھے حضرت سلمان بن ربیعہ رحمہ اللہ اور زید بن صوحان رحمہ اللہ نے حج و عمرہ کے لیے لبیک پکارتے سنا تو کہا: یہ شخص تو اپنے اونٹ سے بھی زیادہ کم عقل ہے۔ انھوں نے یہ بات کہہ کر مجھ پر گویا ایک پہاڑ کا بوجھ لاد دیا۔ (ان کی بات سے مجھے بے انتہا پریشانی ہوئی۔) میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات بتائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور سخت تنبیہ فرمائی' پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تیری رہنمائی (اللہ کی طرف سے) نبی ﷺ کی سنت کی طرف کی گئی۔ تجھے نبی ﷺ کی سنت کی راہ مل گئی۔

قَالَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ شَقِيقٌ: فَكَثِيراً مَا ذَهَبْتُ، أَنَا وَمَسْرُوقٌ، نَسْأَلُهُ مِنْهُ.

ہشام نے اپنی حدیث میں کہا: راوی حدیث شقیق نے کہا کہ میں اور مسروق رحمہ اللہ اکثر (صبی بن معبد

ح: ۱۲۵۱ من طريق آخر عن حميد وغيره به.

۲۹۷۰- [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي (ح: ۱۸ بتحقيقي) عن سفيان بن عيينة: ثنا عبدة به، وهو في جزء ابن عيينة (ق ٦)، وصححه ابن حبان، ح: ۳۸۹۹، ۳۹۰۰، والدارقطني وغيرهما، وأخرجه أبوداود، ح: ۱۷۹۸، ۱۷۹۹ وغيره من حديث منصور وغيره عن أبي وائل به.

سے) ان کے اس واقعے کے بارے میں سوال کرنے کے لیے جاتے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُومُعَاوِيَةَ وَ خَالِي يَعْلَى قَالُوا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنِ الصُّبَيِّ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ: كُنْتُ حَدِيثَ عَهْدٍ بِنَصْرَانِيَّةٍ. فَأَسْلَمْتُ. فَلَمْ آلُ أَنْ أَجْتَهِدَ. فَأَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: میں تھوڑی دیر پہلے ہی عیسائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوا تھا۔ میں نے (زیادہ سے زیادہ اور بہتر عبادت کی) پوری پوری کوشش کی' چنانچہ میں نے حج اور عمرے کا احرام باندھا......' پھر مذکورہ بالا (حدیث) کی طرح بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① غلطی کرنے والے کو اچھے طریقے سے اس کی غلطی پر متنبہ کرنا چاہیے ورنہ اسے پریشانی ہوتی ہے۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبی بن معبد رحمہ اللہ کی موجودگی میں دونوں حضرات کو سخت لہجے میں تنبیہ فرمائی تاکہ حضرت صبی رحمہ اللہ کی جو دل آزاری ہوئی ہے' اس کی تلافی ہو جائے اور وہ دونوں بزرگ بھی آئندہ فتویٰ دینے میں احتیاط سے کام لیں۔ ③ حج قران مسنون ہے۔ ④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ہی سفر میں حج اور عمرے کی ادائیگی جائز سمجھتے تھے' البتہ ان کی نظر میں دونوں کو الگ الگ سفر کے ساتھ ادا کرنا بہتر تھا' اس لیے ان کا قران سے منع کرنا افضل کی ترغیب کے لیے تھا' اس لیے نہیں کہ قران یا تمتع ان کی رائے میں شرعاً ممنوع تھا۔

٢٩٧١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ.

٢٩٧١- حضرت ابوطلحہ (زید بن سہل انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرہ کو ملا کر (حج قران) کیا۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ طَوَافِ الْقَارِنِ (التحفة ٣٩)

باب: ٣٩- حج قران کرنے والے کا طواف

٢٩٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٢٩٧٢- حضرت جابر بن عبداللہ' حضرت عبداللہ

٢٩٧١- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٨ عن أبي معاوية به، وضعفه البوصيري من أجل ضعف ابن أرطاة، وتدليسه تقدم، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، ولم ينفرد بالخبر، وبنحوه رواه أنس بن مالك وغيره، انظر، ح: ٢٩٦٨، ٢٩٦٩، وغيرهما، وأحاديث الإفراد أصح، انظر السنن الكبرى للبيهقي: ٥/ ٩-١٦، والرد عليه، والله أعلم.

٢٩٧٢- [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل ليث بن أبي سليم تقدم، ح: ٢٠٨، وله شواهد عند مسلم، ح: ١٢١٥ وغيره، وانظر الحديث الآتي.

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى بْنِ حَارِثٍ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَامِعٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَابْنِ عُمَرَ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَطُفْ هُوَ وَأَصْحَابُهُ لِعُمْرَتِهِمْ وَحَجَّتِهِمْ، حِينَ قَدِمُوا، إِلَّا طَوَافاً وَاحِدًا.

بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ؓ جب (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تو انھوں نے اپنے حج اور عمرے (دونوں) کے لیے صرف ایک ہی طواف کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قارن (اور اسی طرح مفرد) کے لیے ایک ہی مرتبہ طواف کافی ہے جو وہ قدوم (آنے) کے وقت کرتا ہے اس کے بعد ۱۰ ذوالحجہ کو اس کے لیے طواف افاضہ کرنا ضروری نہیں جیسے اس روز اس کے لیے سعی ضروری نہیں کیونکہ وہ سعی بھی پہلے طواف کے ساتھ کر چکا ہوتا ہے۔ لیکن شیخ ابن باز ؒ نے لکھا ہے کہ دیگر دلائل کی روشنی میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ طوافِ افاضہ سب کے لیے ضروری ہے چاہے وہ متمتع ہو یا قارن یا مفرد البتہ دوبارہ سعی صرف متمتع کے لیے ہے۔ قارن اور مفرد کے لیے ایک ہی سعی کافی ہے جو کہ طواف قدوم کے وقت ہی کر لی جاتی ہے۔

٢٩٧٣- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ طَوَافاً وَاحِدًا.

۲۹۷۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حج اور عمرے کے لیے ایک ہی طواف کیا۔

٢٩٧٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

۲۹۷۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ وہ حج قران کی نیت سے تشریف لائے تو بیت اللہ کے طواف کے سات چکر لگائے اور صفا اور مروہ کے

٢٩٧٣ـ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام، وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح:١٢١٣ـ١٢١٥ من طرق عن أبي الزبير به نحو المعنى، وحديث ابن ماجه مختصر جدًا * أشعث هو ابن سوار، ح:٢٥٩.

٢٩٧٤ـ [صحيح] وقال البوصيري: "هذا إسناد حسن، مسلم بن خالد مختلف فيه" قلت: ضعفه راجح، ولكن لحديثه شواهد، انظر، ح:٢٩٥٠، ٢٩٥١، ٢٩٥٩ وغيرها.

أَنَّهُ قَدِمَ قَارِناً. فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعاً. وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

درمیان سعی کی' پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔

٢٩٧٥- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، كَفَى لَهُمَا طَوَافٌ وَاحِدٌ. وَلَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَيَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعاً».

۲۹۷۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھا' اسے ان دونوں کے لیے ایک طواف کافی ہے۔ اور وہ احرام نہیں کھولے گا حتی کہ حج پورا کرلے اور دونوں سے اکٹھا احرام کھولے۔''

(المعجم ٤٠) - بَابُ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- عمرے کے بعد حج تک احرام کھول دینا

٢٩٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ. ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ يَعْنِي دُحَيْمًا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، [قَالَا]: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ: قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: وَهُوَ بِالْعَقِيقِ: «أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي. فَقَالَ: صَلِّ فِي هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ. وَقُلْ: عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ». وَاللَّفْظُ لِدُحَيْمٍ.

۲۹۷۶- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام عقیق پر یہ فرماتے سنا: ''میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: اس مبارک وادی میں نماز ادا کیجیے اور کہیے: عمرہ حج میں داخل ہے۔''

اس روایت کے الفاظ امام ابن ماجہ کے استاذ دحیم (عبدالرحمن بن ابراہیم دمشقی) کے ہیں۔

٢٩٧٥_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن القارن يطوف طوافًا واحدًا، ح: ٩٤٨ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وقال: "حسن غريب صحيح . . . الخ"، وله علة غير قادحة.

٢٩٧٦_ أخرجه البخاري، الحج، باب قول النبي ﷺ "العقيق واد مبارك"، ح: ١٥٣٤ من حديث الوليد به.

فوائد ومسائل: ① آنے والے سے مراد فرشتہ ہے جس نے آ کر بتایا کہ حج کے ساتھ عمرے کی نیت بھی کر لیجیے۔ ② حج میں عمرہ داخل ہونے کا ایک مطلب یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرنا جائز ہے جب کہ اہل عرب اس کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ حج قران میں حج اور عمرے کے لیے ایک ہی احرام' ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے' یعنی حج کے اعمال ادا کرنے سے عمرے کے اعمال خود بخود ادا شدہ سمجھے جائیں گے۔ والله أعلم. ③ وادی عقیق مدینہ کے قریب چار میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

۲۹۷۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطِيباً فِي هٰذَا الْوَادِي، فَقَالَ: «أَلَا إِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۲۹۷۷- حضرت سراقہ بن جعشم ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس وادی میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: ''سنو! عمرہ قیامت تک کے لیے حج میں داخل ہو گیا ہے۔''

۲۹۷۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ يَزِيدَ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَخِيهِ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ: إِنِّي أُحَدِّثُكَ حَدِيثاً لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ بَعْدَ الْيَوْمِ. اِعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدِ اعْتَمَرَ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِهِ فِي الْعَشْرِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ. وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَلَمْ يَنْزِلْ نَسْخُهُ. قَالَ فِي ذٰلِكَ، بَعْدُ، رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ أَنْ يَقُولَ.

۲۹۷۸- حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: مجھے حضرت عمران بن حصین ؓ نے فرمایا: میں تجھے ایک حدیث سناتا ہوں' شاید آج کے بعد (آئندہ زندگی میں) اللہ اس سے تجھے فائدہ دے۔ یاد رکھو کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر کے چند افراد نے ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں عمرہ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع نہیں کیا' نہ اس کے منسوخ ہونے کا حکم نازل ہوا۔ اس کے بعد ایک آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

۲۹۷۷- [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، إباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي، ح:۲۸۰۸ من حديث عبدالملك به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات إن سلم من الانقطاع" أي بين طاوس وسراقة، وتابعه جابر بن عبدالله الأنصاري عن سراقة به عند الطبراني:۷/ ۱۹۹، وأصله في صحيح مسلم، ح:۲٦٤۸، وانظر الحديث السابق.

۲۹۷۸- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز التمتع، ح:۱۲۲٦ من حديث الجريري به.

فوائد ومسائل: ①''شاید آئندہ زندگی میں فائدہ ہو۔'' یہ اس لیے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج تمتع پسند نہیں کرتے' اس لیے ابھی مناسب نہیں کہ ان کی مخالفت کی جائے کیونکہ حج قران بھی جائز ہے' البتہ بعد میں آپ حج تمتع کریں اور دوسروں کو بھی مسئلہ بتائیں کہ یہ جائز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کے گھر کے افراد سے مراد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''جب ہم لوگ (مکہ) آئے ہم نے کعبہ کا طواف کیا (اور سعی کی)' تب نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ جو شخص قربانی لے کر نہیں آیا' وہ احرام کھول دے۔ تو جو لوگ قربانی نہیں لائے تھے' انھوں نے احرام کھول دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی بیویاں قربانی نہیں لائی تھیں' اس لیے انھوں نے احرام کھول دیا۔'' (صحيح البخاري' الحج' باب التمتع والقران والإفراد بالحج......' حديث:١٥٦١) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی حج تمتع کیا تھا۔ (صحيح البخاري' العمرة' باب متى يحل المعتمر' حديث: ١٧٩٢) ③ حج تمتع سے اجتناب کا فتویٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی موقف تھا۔ (صحيح مسلم' الحج' باب في المتعة با لحج' حديث:١٢١٧) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک روایت ہے کہ وہ منع کرتے تھے۔ (موطأ إمام مالك' الحج' باب القران في الحج:٣٠٢/١) لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ حج قران یا تمتع کو ناجائز نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ کہتے تھے کہ عمرے کے لیے الگ سفر ہونا چاہیے تاکہ ایسا نہ ہو کہ سب لوگ حج کے ساتھ عمرہ کر کے چلے جائیں اور سال کے باقی حصے میں کعبہ شریف کی رونق قائم نہ رہے۔

٢٩٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنِي [أَبِي] قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِالْمُتْعَةِ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: رُوَيْدَكَ بَعْضَ فُتْيَاكَ. فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، فِي النُّسُكِ، بَعْدَكَ. حَتَّى لَقِيتُهُ، بَعْدُ، فَسَأَلْتُهُ. فَقَالَ

٢٩٧٩- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حج تمتع کے جواز کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔ انھیں ایک آدمی نے کہا: ابھی اپنے کچھ فتوے دینے سے اجتناب کیجیے۔ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کی غیر موجودگی میں امیر المومنین نے حج کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔ (ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) میں بعد میں ان سے ملا اور دریافت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ (تمتع) کیا ہے لیکن مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ لوگ رات کو درختوں تلے عورتوں سے خلوت کریں' پھر صبح کو حج

٢٩٧٩ـ أخرجه مسلم، الحج، باب من نسخ التحلل من الإحرام والأمر بالتمام، ح: ١٢٢٢/ ١٥٧ عن ابن بشار به.

عُمَرُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَهُ وَأَصْحَابُهُ. وَلٰكِنِّي كَرِهْتُ أَنْ يَظَلُّوا بِهِنَّ مُعْرِسِينَ تَحْتَ الْأَرَاكِ. ثُمَّ يَرُوحُونَ بِالْحَجِّ تَقْطُرُ رُؤُوسُهُمْ.

کے لیے روانہ ہو جائیں جب کہ ان کے سروں سے (نہانے کی وجہ سے پانی کے) قطرے ٹپک رہے ہوں۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج تمتع کو شرعاً ممنوع نہیں سمجھتے تھے' ② رسول اللہ ﷺ نے حج قران ادا کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمتع کیا ہے۔ اس سے تمتع کا لغوی معنی مراد ہے' یعنی ایک سفر میں حج اور عمرہ دونوں کا فائدہ حاصل کرنا۔ یا یہ مطلب ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم ﷺ کے حکم سے تمتع کیا۔ آپ کے حکم کو عمل کے برابر قرار دیتے ہوئے یہ جملہ فرمایا۔

(المعجم ٤١) - بَابُ فَسْخِ الْحَجِّ (التحفة ٤١)

باب:۴۱- حج کی نیت فسخ (کر کے عمرے کی نیت) کرنا

٢٩٨٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. قَالَ: أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ خَالِصاً، لَا نَخْلِطُهُ بِعُمْرَةٍ. فَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ. فَلَمَّا طُفْنَا بِالْبَيْتِ، وَسَعَيْنَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً، وَأَنْ نَحِلَّ إِلَى النِّسَاءِ. فَقُلْنَا مَا بَيْنَنَا: لَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ. فَنَخْرُجُ إِلَيْهَا وَمَذَاكِيرُنَا تَقْطُرُ مَنِيًّا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَبَرُّكُمْ

۲۹۸۰- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محض حج کی نیت سے (احرام باندھ کر) لبیک پکارا' ہمارا ارادہ اس کے ساتھ عمرہ ملانے کا نہ تھا' چنانچہ ہم ذوالحجہ کی چار راتیں گزرنے پر (چار تاریخ کو) مکہ پہنچے۔ جب ہم نے بیت اللہ کا طواف کر کے صفا ومروہ کی سعی کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس (طواف اور سعی) کو عمرہ بنا دیں اور (احرام کھول کر) عورتوں سے خلوت کریں۔ ہم نے آپس میں کہا: عرفہ جانے میں صرف پانچ راتیں باقی ہیں۔ تو کیا ہم اس حال میں عرفہ جائیں گے کہ ہمارے مخصوص اعضاء سے منی کے قطرے ٹپک رہے ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم

٢٩٨٠- أخرجه البخاري، الشركة، باب الاشتراك في الهدي والبدن . . . الخ، ح:٢٥٠٥، ٢٥٠٦، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام، وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح:١٢١٦ من حديث ابن جريج به، ومنه سمعه الأوزاعي (أبوداود، ح:١٧٨٧).

وَأَصْدَقُكُمْ. وَلَوْلَا الْهَدْيُ لَأَحْلَلْتُ» فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ: أَمُتْعَتُنَا هٰذِهِ لِعَامِنَا هٰذَا، أَمْ لِأَبَدٍ؟ فَقَالَ: «لَا بَلْ لِأَبَدِ الْأَبَدِ».

سب سے بڑھ کر نیک اور سچا ہوں۔ اگر (میرے ساتھ) قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں بھی احرام کھول دیتا۔'' حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ تمتع (کی اجازت) صرف اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کی گئی ہو تو بعد میں نیت تبدیل کر کے عمرے کی نیت کی جاسکتی ہے۔ ② جس کام کی شریعت نے اجازت دی ہے' اسے نامناسب سمجھنا کوئی نیکی نہیں۔ ③ جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ حج تمتع نہیں کرسکتا۔

٢٩٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ. [حَتَّى] إِذَا قَدِمْنَا وَدَنَوْنَا، أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ أَنْ يَحِلَّ. فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ. إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ، دُخِلَ عَلَيْنَا بِلَحْمِ بَقَرٍ. فَقِيلَ: ذَبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ.

٢٩٨١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ذوالقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مدینے سے) روانہ ہوئے۔ ہمارا ارادہ صرف حج کا تھا۔ جب ہم چلے اور (مکہ شریف کے) قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو احرام کھولنے کا حکم دے دیا جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے۔ سب لوگوں نے احرام کھول دیا' سوائے اس کے جس کے پاس قربانی تھی۔ جب قربانی کا دن آیا تو ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا اور بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے (گائے کی) قربانی کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① حدیث: ٣١٣٥ میں صراحت ہے کہ اس موقع پر امہات المومنین کی طرف سے مشترکہ طور پر ایک گائے کی قربانی دی گئی تھی۔ ② ایک گھر والوں کی طرف سے ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کافی ہے اگرچہ ان کی تعداد سات سے زیادہ ہو۔

٢٩٨١- أخرجه البخاري، الحج، باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير أمرهن، ح: ١٧٠٩ وغيره، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام . . . الخ، ح: ١٢١١/ ١٢٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

٢٩٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجَ [عَلَيْنَا] رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ. فَأَحْرَمْنَا بِالْحَجِّ. فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ: «اِجْعَلُوا حَجَّتَكُمْ عُمْرَةً» فَقَالَ النَّاسُ: يَارَسُولَ اللهِ! قَدْ أَحْرَمْنَا بِالْحَجِّ. فَكَيْفَ نَجْعَلُهَا عُمْرَةً. قَالَ: «أَنْظُرُوا مَا آمُرُكُمْ بِهِ، فَافْعَلُوا» فَرَدُّوا عَلَيْهِ الْقَوْلَ. فَغَضِبَ. فَانْطَلَقَ. ثُمَّ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ غَضْبَانَ. فَرَأَتِ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَتْ: مَنْ أَغْضَبَكَ؟ أَغْضَبَهُ اللهُ قَالَ: «وَمَا لِي لَا أَغْضَبُ وَأَنَا آمُرُ أَمْرًا فَلَا أُتْبَعُ؟».

٢٩٨٢- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ؓ باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے حج کا احرام باندھا۔ جب ہم مکہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے حج کو عمرہ بنادو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے حج کا احرام باندھا ہے اسے عمرہ کس طرح بنائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو! میں تمھیں جو حکم دیتا ہوں اس پر عمل کرو۔'' صحابہ ؓ نے دوبارہ وہی بات عرض کی تو رسول اللہ ﷺ ناراض ہو کر چل دیے۔ آپ حضرت عائشہ ؓ کے پاس تشریف لائے تو (ابھی تک) غصے کی حالت میں تھے۔ انھوں نے نبی ﷺ کے چہرۂ اقدس پر ناراضی کے آثار دیکھے تو عرض کیا: آپ کو کس نے ناراض کیا؟ اللہ اسے غصے میں مبتلا کر دے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ''میں کیوں ناراض نہ ہوں؟ میں ایک حکم دیتا ہوں تو میرے حکم کی تعمیل نہیں کی جاتی۔''

فائدہ: مذکورہ روایت محققین کے نزدیک ضعیف ہے' تاہم اگر کسی دوسری سند سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو اشکال پیدا ہوگا کہ صحابۂ کرام ؓ نے براہ راست حکم سن کر بھی تعمیل کیوں نہ کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابۂ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ کو احرام کی حالت میں دیکھا تو ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرح احرام میں رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ اتباع ہو سکے۔ صحابۂ کرام ؓ نے دوبارہ وہی بات اس لیے عرض کی کہ شاید رسول اللہ ﷺ انھیں احرام نہ کھولنے کی اجازت دے دیں ورنہ ان سے حکم عدولی کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

٢٩٨٣- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ:

٢٩٨٣- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ سے روایت

٢٩٨٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٨٦ عن أبي بكر بن عياش به، وهو في السنن الكبرٰى للنسائي: ٦/ ٥٦، ح: ١٠٠١٧ عنه *وابن عياش ضعيف كما تقدم، ح: ٢٣٤٣ وانظر، ح: ٤٦، ١٠٣٩ لتدليس شيخه واختلاطه.

٢٩٨٣_ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان أن المحرم بعمرة لايتحلل بالطواف قبل السعي ... الخ، ح: ١٢٣٦ من ◄◄

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ : أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُحْرِمِينَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُقِمْ عَلٰى إِحْرَامِهِ. وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ، فَلْيَحْلِلْ» قَالَتْ: وَلَمْ يَكُنْ مَعِي هَدْيٌ فَأَحْلَلْتُ. وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَدْيٌ، فَلَمْ يَحِلَّ. فَلَبِسْتُ ثِيَابِي وَجِئْتُ إِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ: قُومِي عَنِّي. فَقُلْتُ: أَتَخْشٰى أَنْ أَثِبَ عَلَيْكَ؟

ہے' انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھ کر روانہ ہوئے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس قربانی کا جانور ہے' وہ احرام باندھے رہے اور جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ حلال ہو جائے (احرام کھول دے)۔'' حضرت اسماء ؓ نے بیان فرمایا: میرے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا' اس لیے میں نے احرام کھول دیا۔ اور (میرے شوہر) حضرت زبیر کے پاس قربانی کا جانور تھا' اس لیے انھوں نے احرام نہ کھولا۔ میں نے اپنے (عام) کپڑے پہن لیے اور حضرت زبیر ؓ کے پاس چلی گئی۔ انھوں نے کہا: میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ میں نے کہا: کیا آپ کو یہ خطرہ ہے کہ میں آپ پر کود پڑوں گی؟

(المعجم ٤٢) - بَابُ مَنْ قَالَ كَانَ فَسْخُ الْحَجِّ لَهُمْ خَاصَّةً (التحفة ٤٢)

باب:۴۲- کیا حج فسخ کرنے کا حکم صرف صحابہ کے لیے تھا؟

٢٩٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ بِلَالِ ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ فَسْخَ الْحَجِّ فِي الْعُمْرَةِ، لَنَا خَاصَّةً؟ أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَلْ لَنَا خَاصَّةً».

۲۹۸۴- حضرت بلال بن حارث ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا حج (کی نیت) کو فسخ کر کے عمرہ بنا دینا صرف ہمارے لیے خاص حکم ہے یا سب لوگوں کے لیے عام حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ خاص طور پر ہمارے لیے ہے۔''

حديث ابن جريج به.

٢٩٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الرجل يهل بالحج ثم يجعلها عمرةً، ح:١٨٠٨ من حديث الدراوردي به، والحديث ضعفه أحمد وغيره * الحارث بن بلال مستور.

٢٩٨٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ خَاصَّةً.

۲۹۸۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حج میں تمتع کرنا صرف حضرت محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے تھا۔

فائدہ: یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی رائے ہے جو درست نہیں کیونکہ حدیث: ۲۹۸۰ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان ہو چکا ہے کہ یہ حکم ہمیشہ کے لیے ہے۔ ممکن ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان رسول اللہ ﷺ سے نہ سنا ہو نہ کسی صحابی سے سنا ہو۔ یا اگر کسی صحابی سے سنا ہے تو ممکن ہے کسی وجہ سے اس پر اطمینان نہ ہوا ہو۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٤٣) - بَابُ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا بیان

٢٩٨٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَا أَرَى عَلَيَّ جُنَاحاً أَنْ لَّا أَطَّوَّفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. قَالَتْ: إِنَّ اللهَ يَقُولُ: ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ فَمَنْ حَجَّ ٱلْبَيْتَ أَوِ ٱعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [البقرة: ١٥٨] وَلَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ، لَكَانَ: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، إِنَّمَا أُنْزِلَ هٰذَا فِي نَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ. كَانُوا إِذَا أَهَلُّوا، أَهَلُّوا لِمَنَاةَ. فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ أَنْ يَطَّوَّفُوا بَيْنَ

۲۹۸۶- حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں اس بات کو گناہ نہیں سمجھتا کہ صفا اور مروہ کے درمیان چکر نہ لگاؤں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (تو یہ) فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ ”بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اس لیے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرنے والے پر ان کا چکر لگانے (سعی کرنے) میں کوئی حرج نہیں۔“ اگر وہ بات درست ہوتی جو تم کہتے ہو تو (اللہ کا ارشاد) اس طرح ہوتا: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

٢٩٨٥ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز التمتع، ح: ١٢٢٤ من حديث أبي معاوية به.

٢٩٨٦ـ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان أن السعي بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج إلا به، ح: ١٢٧٧ عن ابن أبي شيبة به.

الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. فَلَمَّا قَدِمُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَجِّ، ذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ. فَأَنْزَلَهَا اللهُ. فَلَعَمْرِي مَا أَتَمَّ اللهُ، عَزَّوَجَلَّ، [حَجَّ] مَنْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ ''ان کا چکر نہ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔'' یہ آیت تو انصار کے بعض لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ جب لبیک پکارتے تھے تو مناۃ (بت) کے نام سے لبیک پکارتے تھے' پھر (ان کے خیال میں) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ان کے لیے جائز نہیں ہوتا تھا۔ جب وہ نبی ﷺ کے ساتھ حج کے لیے (مکہ شریف) آئے تو انھوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی' تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ میری عمر کی قسم! اللہ تعالیٰ اس شخص کا حج مکمل تسلیم نہیں کرتا جو صفا اور مروہ کے درمیان چکر نہ لگائے۔

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے اسباب نزول کا بھی علم ہونا چاہیے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کا صحیح فہم رکھتے تھے' خاص طور پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تفسیر میں بلند مقام حاصل ہے۔ ③ عربوں نے دور جاہلیت میں بہت سی بدعات ایجاد کر لی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے عبادت کے صحیح طریقے بتا دیے۔ ④ عبادت میں بدعت سے اجتناب ضروری ہے۔ ⑤ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا حج اور عمرے کا رکن ہے۔

٢٩٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِشَيْبَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَهُوَ يَقُولُ: «لَا يُقْطَعُ الْأَبْطَحُ إِلَّا شَدًّا».

۲۹۸۷- حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت شیبہ (بن عثمان) رضی اللہ عنہ کی ام ولد رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے دیکھا جبکہ آپ فرما رہے تھے: ''سنگریزوں والی زمین صرف دوڑ کر ہی طے کی جائے۔''

٢٩٨٧- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٠٤ من حديث هشام به، ورواه حماد بن زيد، والنسائي، مناسك الحج: ١٧٧، ح: ٢٩٨٣ عن بديل عن المغيرة بن حكيم عن صفية عن امرأة (صحابية) به، وإسناده صحيح.

فوائد ومسائل: ① اَبطَح (سنگریزوں والی زمین) سے مراد صفا اور مروہ کے درمیان کی وادی ہے۔ ② سعی کی جگہ صفا اور مروہ دونوں پہاڑیوں کے درمیان ہے۔ پہاڑیوں پر چڑھتے یا ان سے اترتے وقت دوڑنا مسنون نہیں۔ ③ آج کل سعی کی جگہ کو ہموار کر کے پختہ راستہ بنا دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں جتنی جگہ ہموار تھی، اس کی حد بندی سبز نشانوں سے کر دی گئی ہے۔ یہ نشان مِیلَین اَخضَرَین کہلاتے ہیں۔ ان کے درمیان دوڑنا چاہیے۔ باقی فاصلہ عام رفتار سے طے کرنا چاہیے۔ ④ موجودہ عمارت میں اوپر کی منزل میں بھی سعی کی جا سکتی ہے۔ وہاں بھی سبز رنگ سے دوڑنے کی جگہ کا تعین کر دیا گیا ہے۔

٢٩٨٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ كَثِيرِ ابْنِ جُمْهَانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنْ أَسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْعٰى. وَإِنْ أَمْشِ، فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمْشِي. وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ.

٢٩٨٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اگر میں صفا اور مروہ کے درمیان دوڑوں تو (یہ درست ہے کیونکہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اس مقام پر) دوڑتے دیکھا ہے۔ اور اگر (عام رفتار سے) چلوں تو (یہ بھی درست ہے کیونکہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ اور میں بڑی عمر کا بوڑھا آدمی ہوں (اس لیے دوڑنا مشکل محسوس ہوتا ہے۔)

فوائد ومسائل: ① صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے دوران میں وادی میں (سبز نشانوں کے درمیان) دوڑنا سنت ہے۔ ② اگر کوئی شخص بڑھاپے یا بیماری یا کمزوری کی وجہ سے دوڑ نہ سکے تو عام رفتار سے بھی سعی کا فرض ادا کر سکتا ہے۔ ③ حضرت ابن عمر ؓ نے بڑھاپے کا ذکر کر کے اپنا عذر واضح کیا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ عذر نہ ہو تو دوڑنا ہی چاہیے۔

(المعجم ٤٤) - **بَابُ الْعُمْرَةِ** (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- عمرے کا بیان

٢٩٨٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

٢٩٨٩- حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ سے روایت

٢٩٨٨ـ [حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب أمر الصفا والمروة، ح:١٩٠٤ من حديث عطاء به، وقال الترمذي، ح:٨٦٤ "حسن صحيح" قلت: رواه جماعة عن ابن السائب به، منهم سفيان الثوري، (النسائي) وكثير ابن جمهان وثقه الجمهور.

٢٩٨٩ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الأوسط:٧/ ٣٧٠، ح:٦٧١٩ من حديث هشام به، وقال: "تفرد به هشام بن عمار"، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، عمر بن قيس المعروف بسندل ضعفه أحمد، وابن معين، والفلاس، وأبوزرعة، والبخاري، وأبوحاتم، وأبوداود، والنسائي وغيرهم، والحسن،◄◄

الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى الْخُشَنِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ. أَخْبَرَنِي طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَمِّهِ إِسْحَاقَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْحَجُّ جِهَادٌ وَالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ».

ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرما رہے تھے: ''حج جہاد ہے اور عمرہ نفلی عبادت ہے۔''

٢٩٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَعْلَى: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ اعْتَمَرَ. فَطَافَ وَطُفْنَا مَعَهُ. وَصَلَّى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، لَا يُصِيبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ.

٢٩٩٠- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ تھے' چنانچہ آپ نے طواف کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا۔ آپ نے نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ ہم مکہ والوں سے آپ ﷺ کی (حفاظت کے لیے) آڑ بنتے تھے تاکہ کوئی آپ کو کسی قسم کی گزند نہ پہنچائے۔

فوائد و مسائل: ① ذوالقعدہ ٦ھ میں طے پانے والے صلح کے معاہدے (صلح حدیبیہ) میں یہ طے پایا تھا کہ مسلمان اس سال عمرہ نہیں کریں گے' تاہم اگلے سال وہ عمرہ کرنے کے لیے آسکیں گے۔ اس شرط کے مطابق ذوالقعدہ ٧ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ ؓ کے ساتھ عمرہ ادا فرمایا۔ اس سفر میں دو ہزار مرد اور ان کے علاوہ کچھ عورتیں اور بچے بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ اس عمرے کو عمرة القضاء کہتے ہیں۔ (فتح الباري: ٦٢٧/٧) ② اس موقع پر مشرکین اپنے گھروں سے نکل کر جبل قعیقعان پر جمع ہو گئے تھے' تاہم خطرہ تھا کہ کوئی مشرک دھوکے سے رسول اللہ ﷺ کو گزند پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔ ③ ظاہری اسباب اختیار کرنا اللہ پر توکل کے منافی نہیں۔ ④ صحابۂ کرام ؓ رسول اللہ ﷺ سے اس قدر محبت رکھتے تھے کہ آپ کی حفاظت کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے پر تیار رہتے تھے۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ الْعُمْرَةِ فِي رَمَضَانَ (التحفة ٤٥)

باب: ٤٥- ماہ رمضان میں عمرہ کرنا

٢٩٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

٢٩٩١- حضرت وہب بن خنبش ؓ سے روایت

الراوي عنه: ضعيف".

٢٩٩٠ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ٤١٨٨ عن ابن نمير به.

٢٩٩١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٧، ١٨٦ عن وكيع به، وصححه البوصيري * الثوري عنعن، تقدم،

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بَيَانٍ وَجَابِرٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ وَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں ایک عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ماہ رمضان میں ہر عمل کا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عمرے کا ثواب بھی بڑھ کر حج کے برابر ہو جاتا ہے۔ ② ماہ رمضان میں موقع ملے تو ضرور عمرہ کرنا چاہیے۔ ③ یہ عمرہ ثواب میں حج کے برابر ہے تاہم یہ فرض حج کا متبادل نہیں۔ جس شخص پر حج فرض ہوا سے حج ہی کرنا ضروری ہے رمضان کے عمرے سے حج کا فرض ادا نہیں ہو جاتا۔

٢٩٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، جَمِيعاً عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيدَ الزَّعَافِرِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ هَرِمِ بْنِ خَنْبَشٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً».

٢٩٩٢- حضرت ہرم بن خنبش ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں ایک عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔''

٢٩٩٣- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مَعْقِلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً».

٢٩٩٣- حضرت ابو معقل (ہیثم انصاری) ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں ایک عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔''

◄◄ ح: ١٦٢، ولحديثه شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ١٧٨٢، ومسلم، ح: ١٢٥٦ وغيرهما، وانظر، ح: ٢٩٩٥.

٢٩٩٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٧ من حديث داود به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف داود ابن يزيد بن عبدالرحمٰن الزعافري"، والحديث السابق شاهد له.

٢٩٩٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في عمرة رمضان، ح: ٩٣٩ من طريق آخر عن أبي إسحاق به، وقال: "حسن غريب" * جبارة تقدم، ح: ٧٤٠، وإبراهيم تقدم، ح: ١٤٩٥، ولم ينفردا به، وأبوإسحاق عنعن، تقدم، ح: ٤٦، وح: ٢٩٩١ شاهد له.

٢٩٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً».

۲۹۹۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں ایک عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔''

٢٩٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً».

۲۹۹۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں ایک عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔''

(المعجم ٤٦) - بَابُ الْعُمْرَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۶- ماہ ذوالقعدہ میں عمرہ کرنا

٢٩٩٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ يَعْتَمِرْ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا فِي ذِي الْقَعْدَةِ.

۲۹۹۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ذوالقعدہ کے سوا (کسی اور مہینے میں) عمرہ نہیں کیا۔

٢٩٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ يَعْتَمِرْ

۲۹۹۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ذوالقعدہ کے سوا (کسی اور مہینے میں) عمرہ ادا نہیں فرمایا۔

٢٩٩٤ـ [صحيح] أخرجه الطبراني: ١١/ ١٤٢، ح: ١١٢٩٩ من حديث أبي معاوية (وغيره) به * وابن أرطاة تقدم، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، وانظر الحديث الآتي.

٢٩٩٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩٧ عن أحمد بن عبدالملك به، وعلقه البخاري، ح: ١٨٦٣ (جزاء الصيد).

٢٩٩٦ـ [صحيح] * ابن أبي ليلى تقدم، ح: ٨٥٤، والحديث الآتي شاهد له.

٢٩٩٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٤٣ عن ابن نمير به إلا أنه قال: "في ذي الحجة" بدل "ذي القعدة"، وله شواهد عند مسلم، ح: ١٢٥٣، والبخاري، ح: ١٧٧٨ وغيرهما.

رَسُولُ اللهِ ﷺ عُمْرَةً إِلَّا فِي ذِي الْقَعْدَةِ.

فوائد ومسائل: ① اہل عرب زمانہ جاہلیت میں ذوالقعدہ میں عمرہ کرنا گناہ سمجھتے تھے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بار بار ذوالقعدہ میں عمرہ کیا تاکہ لوگوں کے ذہنوں سے دور جاہلیت کا اثر اچھی طرح ختم ہو جائے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے آخری حج کے ساتھ جو عمرہ ادا فرمایا وہ بروز اتوار ۴ ذوالحجہ ۱۰ھ کو ادا فرمایا۔ (الرحیق المختوم' صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ' ص: ۶۱۵) اسے ذوالقعدہ میں اس لیے شمار کر لیا گیا کہ مدینہ منورہ سے رسول اللہ ﷺ ذوالقعدہ کے مہینے میں روانہ ہوئے تھے جب کہ اس مہینے کے چار دن باقی تھے۔ (الرحیق المختوم' ص: ۶۱۴)

(المعجم ٤٧) - بَابُ الْعُمْرَةِ فِي رَجَبٍ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۷- ماہ رجب میں عمرہ کرنا

٢٩٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ: فِي أَيِّ شَهْرٍ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: فِي رَجَبٍ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: مَا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي رَجَبٍ قَطُّ. وَمَا اعْتَمَرَ إِلَّا وَهُوَ مَعَهُ [تَعْنِي ابْنَ عُمَرَ].

۲۹۹۸- حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا: رسول اللہ ﷺ نے کس مہینے میں عمرہ کیا؟ انھوں نے فرمایا: رجب میں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کبھی رجب میں عمرہ نہیں کیا۔ اور جب بھی عمرہ کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس معاملے میں بھول ہوگئی' اس لیے انھوں نے یہ بات یقین کے انداز سے بیان نہیں فرمائی۔ مذکورہ بالا سوال خود حضرت عروہ رحمہ اللہ نے کیا تھا جب کہ حضرت عروہ رحمہ اللہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے قریب تشریف فرما تھے اور ام المومنین نے ان کا سوال اور جواب سنا۔ اس پر عروہ رحمہ اللہ نے ام المومنین سے تصدیق چاہی تو انھوں نے حجرے کے اندر سے مذکورہ بالا جواب دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ام المومنین کی یہ بات سن کر خاموش رہے' نہ انکار کیا نہ اقرار۔ (صحیح مسلم' الحج' باب بیان عدد عمر النبي ﷺ و زمانهن' حدیث: ۱۲۵۳)

٢٩٩٨ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في عمرة رجب، ح: ٩٣٦ عن أبي كريب به، وقال: "غريب" * حبيب لم يسمع من عروة، أخرجه مسلم، ح: ١٢٥٥ من طريق آخر عن عروة بن الزبير به، وبه صح الحديث.

(المعجم ٤٨) - **بَابُ الْعُمْرَةِ مِنَ التَّنْعِيمِ**

(التحفة ٤٨)

باب:۴۸-تنعیم سے (احرام باندھ کر) عمرہ کرنا

٢٩٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ شَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ. أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ، فَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ.

۲۹۹۹- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ عائشہ ؓ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا کر تنعیم سے عمرہ کرا دیں۔

٣٠٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ. نُوَافِي هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ، فَلْيُهْلِلْ. فَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ».

۳۰۰۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مدینہ سے) روانہ ہوئے اور ذوالحجہ کا چاند چڑھنے ہی والا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص عمرے کا احرام باندھنا چاہے باندھ لے۔ اگر میں قربانی نہ لایا ہوتا تو میں بھی عمرے کی نیت سے لبیک پکارتا۔''

قَالَتْ: فَكَانَ مِنَ الْقَوْمِ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ. وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ. فَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ.

ام المومنین ؓ نے فرمایا: تو لوگوں میں سے کسی نے عمرے کا احرام باندھا' اور کسی نے حج کا احرم باندھا۔ میں عمرے کا احرام باندھنے والوں میں شامل تھی۔

٢٩٩٩ـ أخرجه البخاري، العمرة، باب عمرة التنعيم، ح: ١٧٨٤ من حديث سفيان بن عيينة به، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام، وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح: ١٢١٢ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

٣٠٠٠ـ أخرجه البخاري، العمرة، باب العمرة ليلة الحصبة وغيرها، ح: ١٧٨٣ من حديث هشام به، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام، وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح: ١٢١١/ ١١٩ عن ابن أبي شيبة به.

قَالَتْ: فَخَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ. فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ، لَمْ أَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِي. فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «دَعِي عُمْرَتَكِ، وَانْقُضِي رَأْسَكِ، وَامْتَشِطِي، وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ».

انھوں نے فرمایا: ہم لوگ روانہ ہوئے حتی کہ مکہ شریف پہنچ گئے۔ ابھی میں حیض سے تھی کہ عرفے کا دن آ پہنچا۔ اور میں نے ابھی عمرے کا احرام نہیں کھولا تھا۔ میں نے نبی ﷺ سے صورت حال عرض کی تو آپ نے فرمایا: ''اپنا عمرہ رہنے دو' سر کے بال کھول کر کنگھی کر لو' اور حج کا احرام باندھ لو۔''

قَالَتْ: فَفَعَلْتُ. فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ. وَقَدْ قَضَى اللهُ حَجَّنَا، أَرْسَلَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْدَفَنِي وَخَرَجَ إِلَى التَّنْعِيمِ. فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ. فَقَضَى اللهُ حَجَّنَا وَعُمْرَتَنَا، وَلَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ.

انھوں نے فرمایا: میں نے ایسے ہی کیا۔ جب حصبہ کی رات آئی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارا حج مکمل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ کو بھیجا۔ وہ مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر تنعیم لے گئے۔ (اور میں نے وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کیا۔) چنانچہ میں نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا۔ اس طرح اللہ نے ہمارا حج اور ہمارا عمرہ دونوں پورے کر دیے اور اس میں نہ قربانی تھی' نہ صدقہ اور نہ روزے۔

فوائد ومسائل: ① تنعیم ایک مقام ہے جو مکہ سے قریب ترین ہے۔ آج کل اسے مسجد عائشہ کہتے ہیں۔ ② نبی اکرم ﷺ تیرہ ذوالحجہ کو رمی جمرات سے فارغ ہو کر منیٰ سے روانہ ہوئے اور وادی ابطح' یعنی خیف بنی کنانہ میں ٹھہرے۔ اسی کو وادی محصب بھی کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دن ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نمازیں اسی مقام پر ادا کیں۔ اور عشاء کے بعد کچھ آرام فرما کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور طواف وداع ادا فرمایا۔ (الرحیق المختوم' ص:٦٢٠) ③ حضرت عائشہ ؓ نے عمرے کا احرام باندھا تھا لیکن عذر حیض کی وجہ سے عمرہ کیے بغیر حج کا احرام باندھنا پڑا۔ اس طرح کی صورت حال میں عمرے کے اعمال ادا کیے بغیر حج اور عمرہ دونوں ادا سمجھے جاتے ہیں۔ ④ حضرت عائشہ ؓ کی خواہش تھی کہ وہ باقاعدہ عمرہ بھی ادا کریں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں ان کے بھائی کے ساتھ عمرے کے لیے بھیج دیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا اپنی زوجۂ محترمہ سے حسن سلوک کا اظہار تھا۔ ⑤ تنعیم یا مسجد عائشہ کوئی میقات نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف حضرت عائشہ ؓ کی دل جوئی کے لیے ان کو وہاں سے احرام باندھ کر آ کر عمرہ کرنے کی اجازت دی تھی۔ اس سے زیادہ سے زیادہ ایسی ہی (حائضہ) عورتوں کے لیے عمرے کی اجازت ثابت ہوتی ہے نہ کہ مطلقاً ہر شخص کے لیے وہاں

سے احرام باندھ کر بار بار عمرہ کرنے کی جیسا کہ بہت سے لوگ وہاں ایسا کرتے ہیں اور اسے ''چھوٹا عمرہ'' قرار دیتے ہیں۔ یہ رواج یا استدلال بے بنیاد ہے۔ ⑥ حج کے بعد عمرہ کرنے سے حج تمتع نہیں بنتا بلکہ حج سے پہلے عمرہ کرنے سے حج تمتع بنتا ہے۔ پہلے عمرے کی وجہ سے قربانی دی گئی۔ اس دوسرے عمرے کی وجہ سے کوئی قربانی نہیں دی گئی۔ نہ اس کا متبادل فدیہ روزوں کی صورت میں ادا کیا گیا۔

(المعجم ٤٩) - **بَابُ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ** (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- بیت المقدس سے عمرے کا احرام باندھنا

٣٠٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ أُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ أُمَيَّةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، غُفِرَ لَهُ».

۳۰۰۱- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بیت المقدس سے احرام باندھ کر عمرہ کیا' اسے بخش دیا جائے گا۔''

٣٠٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّهِ أُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ أُمَيَّةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، كَانَتْ لَهُ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ».

۳۰۰۲- رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بیت المقدس سے احرام باندھ کر عمرہ کیا' وہ اس کے سابقہ تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔''

قَالَتْ: فَخَرَجَتْ أُمِّي مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ بِعُمْرَةٍ.

ام المومنین نے فرمایا: چنانچہ میں (بیت المقدس سے) عمرے کے لیے روانہ ہوئی۔

٣٠٠١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ١/ ١٦١ عن ابن أبي شيبة به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٠٢١، والمنذري، الترغيب: ٢/ ١٩٠، وضعفه البخاري وغيره من الحفاظ، والقول قولهم، والله أعلم * أم حكيم حكيمة بنت أمية بن الأخنس وثقها ابن حبان وحده.

٣٠٠٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في المواقيت، ح: ١٧٤١ من طريق آخر عن يحيى ◀◀

(المعجم ٥٠) - **بَابٌ: كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ** (التحفة ٥٠)

باب:٥٠- نبی اکرم ﷺ نے کتنے عمرے کیے؟

٣٠٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرْبَعَ عُمَرٍ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَعُمْرَةَ الْقَضَاءِ مِنْ قَابِلٍ، وَالثَّالِثَةَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ، وَالرَّابِعَةَ الَّتِي مَعَ حَجَّتِه.

٣٠٠٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے: حدیبیہ کا عمرہ' اگلے سال عمرۃ القضاء' تیسرا جعرانہ سے اور چوتھا وہ جو آپ نے حج کے ساتھ کیا۔

فوائد ومسائل: ① صلح حدیبیہ ذوالقعدہ ٦ ھ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ چودہ سو صحابہ کے ساتھ یکم ذوالقعدہ کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مکہ شریف کے قریب حدیبیہ کے مقام پر مشرکین نے آپ کو روک دیا۔ تب فریقین میں مذاکرات کے بعد یہ طے ہوا کہ مسلمان اگلے سال عمرے کے لیے آسکتے ہیں' چنانچہ وہیں احرام کھول کر قربانیاں کر کے مسلمان واپس آ گئے۔ اس سفر میں اگرچہ عملی طور پر عمرہ ادا نہیں ہو سکا' تاہم اس کا ثواب مل گیا' اس لیے اسے عمرہ شمار کیا جاتا ہے۔ ② عمرۃ القضاء سے مراد وہ عمرہ ہے جو حدیبیہ میں طے پانے والے معاہدے کے مطابق ادا کیا گیا۔ صلح حدیبیہ کے سفر میں شریک صحابہ میں سے جتنے زندہ تھے سب اس عمرے میں شریک تھے' ان کے علاوہ اور مسلمان بھی شریک ہو گئے۔ اس طرح دو ہزار صحابۂ کرام ؓ نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ذوالقعدہ ٧ ھ میں عمرہ کیا۔ ٣ شوال ٨ ھ میں غزوۂ حنین پیش آیا جس کی تکمیل غزوہ طائف سے ہوئی۔ اس سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ جعرانہ کے مقام پر ٹھہرے اور مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کیا۔ اس سے فارغ ہو کر جعرانہ ہی سے احرام باندھ کر عمرہ کیا۔ یہ عمرہ ذوالقعدہ ٨ ھ میں کیا گیا۔ ③ چوتھا عمرہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا۔ اس کے لیے سفر کا آغاز ذوالقعدہ ١٠ ھ کے آخری ایام میں ہوا جبکہ عمرہ کی ادائیگی ٤ ذوالحجہ کو ہوئی۔

(المعجم ٥١) - **بَابُ الْخُرُوجِ إِلٰى مِنًى** (التحفة ٥١)

باب:٥١- منیٰ کی طرف روانگی

◄◄ الأخنسي به، وانظر الحديث السابق.

٣٠٠٣- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحج، باب العمرة، ح: ١٩٩٣ من حديث داود به، وقال الترمذي، ح: ٨١٦ "حسن غريب".

٣٠٠٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى بِمِنًى، يَوْمَ التَّرْوِيَةِ، الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ. ثُمَّ غَدَا إِلَى عَرَفَةَ.

٣٠٠٤- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ترویہ کے دن (٨ ذوالحجہ کو) ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر (٩ ذوالحجہ کو) منیٰ میں ادا کیں، پھر عرفہ کی طرف روانہ ہوئے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ منیٰ سے عرفات کی طرف سورج نکلنے کے بعد روانہ ہوئے اور مقام نمرہ پر جا کر ٹھہر گئے۔ سورج ڈھلنے پر نمرہ سے روانہ ہو کر عرفات تشریف لے گئے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث:٣٠٧٤)

٣٠٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ بِمِنًى. ثُمَّ يُخْبِرُهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

٣٠٠٥- حضرت نافع ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھتے تھے، پھر لوگوں کو بتاتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

(المعجم ٥٢) - بَابُ النُّزُولِ بِمِنًى (التحفة ٥٢)

باب:٥٢- منیٰ میں ٹھہرنا

٣٠٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ!

٣٠٠٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے لیے منیٰ میں ایک گھر نہ بنا دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، منیٰ اس شخص کے لیے اونٹ

٣٠٠٤ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الخروج إلى منى والمقام بها، ح:٨٧٩ من حديث إسماعيل بن مسلم، تقدم، ح:٣٠١، وقال: "إسماعيل بن مسلم قد تكلموا فيه من قبل حفظه"، وله شواهد، منها الحديث الآتي.

٣٠٠٥ـ [إسناده حسن] * عبدالله العمري عن نافع قوي كما تقدم، ح:١٢٩٩، ٣٦٦، وخالفه مالك فرواه موقوفًا، ولحديثه شواهد عند مسلم، ح:١٢١٨ وغيره.

٣٠٠٦ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن منى مناخ من سبق، ح:٨٨١ من حديث وكيع به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط مسلم:١/ ٤٦٦، ٤٦٧، ووافقه الذهبي * مسيكة أم يوسف، ◄◄

أَلَا نَبْنِي لَكَ بِمِنًى بَيْتاً؟ قَالَ: «لَا. مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ».

بٹھانے (اور قیام کرنے) کی جگہ ہے جو پہلے (وہاں) پہنچ جائے۔"

٣٠٠٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ أُمِّهِ مُسَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا نَبْنِي لَكَ بِمِنًى بَيْتاً يُظِلُّكَ؟ قَالَ: «لَا. مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ».

٣٠٠٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے لیے منیٰ میں ایک گھر نہ بنا دیں' جہاں آپ کو سایہ حاصل ہو؟ آپ نے فرمایا: "نہیں' منیٰ اس شخص کے لیے اونٹ بٹھانے (اور قیام کرنے) کی جگہ ہے جو پہلے (وہاں) پہنچ جائے۔"

(المعجم ٥٣) - **بَابُ الْغُدُوِّ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ** (التحفة ٥٣)

باب:٥٣- منیٰ سے عرفات کی طرف روانگی

٣٠٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي هٰذَا الْيَوْمِ، مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ. فَمِنَّا مَنْ يُكَبِّرُ. وَمِنَّا مَنْ يُهِلُّ. فَلَمْ يَعِبْ هٰذَا عَلَى هٰذَا. وَلَا هٰذَا عَلَى هٰذَا. وَرُبَّمَا قَالَ: هٰؤُلَاءِ عَلَى هٰؤُلَاءِ. وَلَا هٰؤُلَاءِ عَلَى هٰؤُلَاءِ.

٣٠٠٨- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اس دن (۹ ذوالحجہ کو) منیٰ سے عرفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم میں سے کوئی تکبیرات کہہ رہا تھا اور کوئی لبیک پکار رہا تھا۔ نہ یہ اس پر تنقید کرتا تھا' نہ وہ اس پر۔ یا یہ فرمایا: نہ یہ ان پر تنقید کرتے تھے' نہ وہ ان پر۔

◄◄ لم يعرفها ابن خزيمة وغيره، ووثقها الترمذي، والحاكم وغيرهما بتصحيح حديثها فحديثها حسن، وفيه إبراهيم بن مهاجر بن جابر، وهو حسن الحديث، راجع نيل المقصود، ح: ٢٠١٩، وأخرجه أبوداود، ح: ٢٠١٩ من حديث إسرائيل به.

٣٠٠٧ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

٣٠٠٨ـ أخرجه البخاري، الحج، باب التلبية والتكبير إذا غدا من منى إلى عرفة، ح: ١٦٥٩، ومسلم، الحج، باب التلبية والتكبير في الذهاب من منى إلى عرفات في يوم عرفة، ح: ١٢٨٥ من حديث محمد بن أبي بكر به.

فوائد ومسائل: ① منیٰ سے عرفات جاتے وقت لبیک پکارنا بھی جائز ہے اور تکبیرات کہنا بھی۔ ② یہ بھی درست ہے کہ آدمی کچھ دیر لبیک پڑھے اور کچھ دیر تکبیرات کہے۔

(المعجم ٥٤) - بَابُ الْمَنْزِلِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٥٤)

باب:۵۴-عرفات میں ٹھہرنا

٣٠٠٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: نَبَّأَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِعَرَفَةَ فِي وَادِي نَمِرَةَ.

۳۰۰۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات میں وادیٔ نمرہ میں ٹھہرتے تھے۔

قَالَ: فَلَمَّا قَتَلَ الْحَجَّاجُ ابْنَ الزُّبَيْرِ، أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ: أَيَّ سَاعَةٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرُوحُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ؟ قَالَ: إِذَا كَانَ ذٰلِكَ رُحْنَا. فَأَرْسَلَ الْحَجَّاجُ رَجُلًا يَنْظُرُ أَيَّ سَاعَةٍ يَرْتَحِلُ.

حضرت سعید بن حسان بیان کرتے ہیں: جب حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کر دیا تو (اس کے بعد حج کے دوران میں) اس نے آدمی بھیج کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: نبی ﷺ اس دن کس وقت (عرفات کے میدان میں) جاتے تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب وہ وقت آئے گا ہم روانہ ہو جائیں گے (اور تمھیں معلوم ہو جائے گا۔) حجاج نے ایک آدمی بھیجا کہ دیکھے وہ کس وقت روانہ ہوتے ہیں۔

فَلَمَّا أَرَادَ ابْنُ عُمَرَ أَنْ يَرْتَحِلَ قَالَ: أَزَاغَتِ الشَّمْسُ؟ قَالُوا: لَمْ تَزِغْ بَعْدُ. فَجَلَسَ. ثُمَّ قَالَ: أَزَاغَتِ الشَّمْسُ؟ قَالُوا: لَمْ تَزِغْ بَعْدُ. فَجَلَسَ. ثُمَّ قَالَ: أَزَاغَتِ الشَّمْسُ؟ قَالُوا: لَمْ تَزِغْ بَعْدُ. فَجَلَسَ. ثُمَّ قَالَ: أَزَاغَتِ الشَّمْسُ؟ قَالُوا: نَعَمْ. فَلَمَّا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب (نمرہ سے) روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو فرمایا: کیا سورج ڈھل گیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ابھی نہیں ڈھلا۔ آپ بیٹھ گئے۔ (کچھ دیر بعد) پھر کہا: کیا سورج ڈھل گیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ابھی نہیں ڈھلا۔ آپ بیٹھ گئے۔ (کچھ دیر بعد) پھر کہا: کیا سورج ڈھل گیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ابھی نہیں

٣٠٠٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحج، باب الرواح إلى عرفة، ح: ١٩١٤ من حديث وكيع به * سعيد ابن حسان وثقه ابن حبان وحده، ولأصل الحديث شواهد، منها حديث مسلم، ح: ١٢١٨ وغيره.

قَالُوا : قَدْ زَاغَتْ ، اِرْتَحَلَ .
قَالَ وَكِيعٌ : يَعْنِي رَاحَ .

ڈھلا۔ آپ بیٹھ گئے۔ (کچھ دیر بعد) پھر کہا: کیا سورج ڈھل گیا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ جب انھوں نے کہا: ڈھل گیا ہے' تب حضرت ابن عمر ؓ روانہ ہوئے۔

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کی اصل صحیح مسلم (۱۲۱۸) میں ہے' نیز سنن ابوداود (اردو حدیث: ۱۹۱۴- طبع دارالسلام) کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ صحیح مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے' نیز مسند احمد کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن دیگر صحیح روایات سے حدیث میں مذکور مسئلے کی تائید ہوتی ہے کہ سورج ڈھلنے کے بعد عرفات کی حدود میں داخل ہونا چاہیے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٩٩/٨' ٤٠٠' وصحيح أبي داود (مفصل)' حديث: ١٦٧٢) ② نو ذوالحجہ کو سورج ڈھلنے سے پہلے وادئ نمرہ میں ٹھہرنا چاہیے۔ یہ جگہ حرم کی حدود میں ہے اور عرفات سے مشرق میں ہے۔ ③ سورج ڈھلنے کے بعد عرفات کی حدود میں داخل ہونا چاہیے۔ میدان عرفات حرم کی حدود سے باہر ہے۔ ④ خلیفہ عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو تحریری حکم جاری کیا تھا کہ حج کے مسائل میں حضرت ابن عمر ؓ کے فتوی کے مطابق عمل کیا جائے' اس لیے اس نے ان سے پوچھ پوچھ کر عمل کیا۔ (صحيح البخاري' الحج' باب التهجير بالرواح يوم عرفة' حديث: ١٦٦٠) ⑤ حکام کو چاہیے کہ علماء سے رہنمائی حاصل کریں اور لوگوں سے شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرائیں۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ الْمَوْقِفِ بِعَرَفَاتٍ (التحفة ٥٥)

باب: ۵۵- عرفات میں ٹھہرنے کی جگہ

٣٠١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: وَقَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِعَرَفَةَ. فَقَالَ:

۳۰۱۰- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عرفات میں ٹھہرے تو فرمایا: ''یہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور عرفات سب ٹھہرنے کی جگہ ہے۔''

٣٠١٠_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحج، باب الصلاة بجمع، ح: ١٩٣٥ من حديث يحيى بن آدم به، وقال الترمذي، ح: ٨٨٥: "حسن صحيح" ✽ سفيان الثوري تابعه المغيرة بن عبدالرحمن بن الحارث المخزومي عند أحمد: ٧٦/١.

«هٰذَا الْمَوْقِفُ. وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ».

۳۰۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ شَيْبَانَ قَالَ: كُنَّا وُقُوفاً فِي مَكَانٍ تُبَاعِدُهُ مِنَ الْمَوْقِفِ. فَأَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ فَقَالَ: إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيْكُمْ. يَقُولُ: «كُونُوا عَلَى مَشَاعِرِكُمْ. فَإِنَّكُمُ الْيَوْمَ عَلَى إِرْثٍ مِنْ إِرْثِ إِبْرَاهِيمَ».

۳۰۱۱- حضرت یزید بن شیبان ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے جسے آپ ٹھہرنے کی جگہ سے دور ہی قرار دے سکتے ہیں۔ حضرت ابن مربع ؓ ہمارے پاس آئے اور کہا: میں تمھارے پاس اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام لایا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''اپنے اپنے مقام پر ٹھہرے رہو۔ آج تم ابراہیم ؑ کی ایک وراثت کے حامل ہو۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ پہاڑ کے دامن میں چٹانوں کے پاس ٹھہرے تھے۔ ② حاجی کے لیے ضروری نہیں کہ عرفات میں اسی جگہ ٹھہرے جہاں رسول اللہ ﷺ ٹھہرے تھے بلکہ وادئ عرنہ کو چھوڑ کر پورے میدانِ عرفات میں جہاں بھی جگہ ملے ٹھہر جائے۔ ③ ہماری شریعت میں حج کے احکام ومسائل حضرت ابراہیم ؑ کی شریعت کے مطابق ہیں۔ اہل عرب نے ان میں جو تبدیلیاں کر لی تھیں یا جو بدعات ایجاد کر لی تھیں' رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل سے ان کی اصلاح کر کے صحیح طریقہ سکھا دیا۔

۳۰۱۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعُمَرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ. وَارْفَعُوا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ وَكُلُّ الْمُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ. وَارْفَعُوا عَنْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ. وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ. إِلَّا [مَا] وَرَاءَ الْعَقَبَةِ».

۳۰۱۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عرفات سب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے' البتہ عرنہ کے نشیبی حصے سے اوپر رہو۔ مزدلفہ سب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے' البتہ وادئ محسر کی نشیب سے اوپر رہو۔ منیٰ سب کا سب قربانی کی جگہ ہے' سوائے اس کے جو گھاٹی کے پیچھے ہے۔''

۳۰۱۱- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحج، باب موضع الوقوف بعرفة، ح: ۱۹۱۹ من حديث سفيان به، وقال الترمذي، ح: ۸۸۳ "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۱۸، والحاكم: ۱/ ٤٦٢، والذهبي.

۳۰۱۲- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري من أجل القاسم بن عبدالله، تقدم، ح: ۲۹٦۷، وأصل الحديث صحيح إلا "ما وراء العقبة"، وأخرجه مسلم، ح: ۱۲۱۸، وأبوداود، ح: ۱۹۰۷، ۱۹۳٦، ۱۹۳۷ وغيرهما.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ [إِلَّا مَاوَرَاءَ الْعَقَبَةِ] جملے کے علاوہ باقی روایت کی اصل صحیح مسلم (١٢١٨) اور سنن ابی داود (١٩٠٧، ١٩٣٦، ١٩٣٧) میں ہے' نیز دیگر محققین کی بھی اس روایت کی بابت یہی رائے ہے' لہٰذا مذکورہ روایت [إِلَّا مَاوَرَاءَ الْعَقَبَةِ] جملے کے علاوہ قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح أبي داود (مفصل) للألباني' رقم:١٦٦٥' ١٦٩٢' ١٦٩٣' وضعيف سنن ابن ماجه للألباني' رقم:٦٥٠' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٣٠١٢) ② وادیٔ عرنہ عرفات کے قریب ہے' عرفات میں شامل نہیں۔ نو ذوالحجہ کو وہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے' ورنہ وقوف عرفات کا فرض ادا نہیں ہوگا اور حج فوت ہو جائے گا۔ ③ حج کی ادائیگی کے لیے عرفات میں ٹھہرنا ضروری ہے اگرچہ تھوڑی دیر ہی ٹھہرا جائے۔ ④ سنت یہ ہے کہ ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر کے وقت جمع اور قصر کر کے ادا کریں اور پھر عرفات میں دعا اور ذکر الٰہی میں مشغول رہیں حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔ ⑤ نو ذوالحجہ کو سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہونا چاہیے اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے ادا کرنی چاہئیں۔ ④ وادیٔ محسر وہ وادی ہے جہاں ابرہہ کی فوجیں تباہ ہوئی تھیں' اس لیے مزدلفہ میں ٹھہرتے وقت احتیاط کرنی چاہیے کہ غلطی سے وادیٔ محسر میں رات نہ گزاریں۔ ⑥ قربانی منیٰ میں کرنی چاہیے۔ (صحيح البخاري' الحج' باب النحرفي منحر النبيّ ﷺ بمنى' حديث:١٧١١) البتہ اگر کوئی شخص مکہ میں (حدود حرم کے اندر) قربانی کر لے تو بھی جائز ہے۔ (سنن أبي داود' المناسك' باب الصلاة بجمع' حديث:١٩٣٧ وسنن ابن ماجه' المناسك' باب الذبح' حديث:٣٠٤٨)

(المعجم ٥٦) - بَابُ الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٥٦)

باب:٥٦-عرفات میں دعا مانگنا

٣٠١٣- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ السَّرِيِّ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ كِنَانَةَ بْنِ عَبَّاسِ ابْنِ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيُّ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَعَا لِأُمَّتِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ

٣٠١٣- حضرت عباس بن مرداس سلمی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات کے دن (وقوف کے دوران میں) اپنی امت کی بخشش کے لیے دعا فرمائی۔ (اللہ کی طرف سے) آپ کو جواب دیا گیا: میں نے انھیں بخش دیا' سوائے ظالم کے' کہ میں اس

٣٠١٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في الرجل يقول للرجل أضحك الله سنك، ح: ٥٢٣٤ من حديث عبدالقاهر به مختصرًا، والحافظ الضياء المقدسي في الأحاديث المختارة مما ليس في الصحيحين، وذكره ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ٢١٤ * عبدالله بن كنانة وأبوه مجهولان كما في التقريب وغيره.

بِالْمَغْفِرَةِ. فَأُجِيبَ: إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، مَا خَلَا الظَّالِمَ. فَإِنِّي آخُذُ لِلْمَظْلُومِ مِنْهُ. قَالَ: «أَيْ رَبِّ إِنْ شِئْتَ أَعْطَيْتَ الْمَظْلُومَ مِنَ الْجَنَّةِ. وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ» فَلَمْ يُجَبْ [عَشِيَّتَهُ]. فَلَمَّا أَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ أَعَادَ الدُّعَاءَ. فَأُجِيبَ إِلَى مَا سَأَلَ. قَالَ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، أَوْ قَالَ: تَبَسَّمَ. فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنَّ هٰذِهِ لَسَاعَةٌ مَا كُنْتَ تَضْحَكُ فِيهَا. فَمَا الَّذِي أَضْحَكَكَ؟ أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ قَالَ: «إِنَّ عَدُوَّ اللهِ إِبْلِيسَ، لَمَّا عَلِمَ أَنَّ اللهَ، عَزَّوَجَلَّ، قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِي، وَغَفَرَ لِأُمَّتِي، أَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْثُوهُ عَلَى رَأْسِهِ وَيَدْعُو بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ. فَأَضْحَكَنِي مَا رَأَيْتُ مِنْ جَزَعِهِ».

سے مظلوم کا حق وصول کروں گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یا رب! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت سے (اس کی مظلومیت کے بدلے میں نعمتیں) دے دے اور ظالم کو معاف کر دے۔'' اس دن آپ کی دعا قبول نہ ہوئی۔ صبح کو جب نبی ﷺ مزدلفہ میں تھے آپ نے دوبارہ دعا کی تو آپ کی دعا قبول ہوگئی۔ راوی بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یا مسکرا دیے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ﷠ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! ایسے وقت آپ ہنسا نہیں کرتے تھے تو (آج) آپ کس لیے ہنسے ہیں؟ اللہ آپ کے دانتوں کو ہنستا رکھے! نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے دشمن ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ نے میری دعا قبول فرما لی ہے اور میری امت کو معاف کر دیا ہے تو اس نے خاک لے کر اپنے سر پر ڈالنا شروع کر دی اور چلانے لگا: ہائے تباہی! ہائے خرابی! اس کی پریشانی (اور رونا پیٹنا) دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔''

٣٠١٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْمِصْرِيُّ أَبُو جَعْفَرٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ يُوسُفَ يَقُولُ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ [مِنْ] أَنْ يُعْتِقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ عَبْداً مِنَ النَّارِ، مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ. وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يَدْنُو عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟».

٣٠١٤- حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل عرفہ کے دن سے زیادہ کسی اور دن بندوں کو آگ سے آزاد نہیں کرتا۔ اللہ عزوجل (بندوں سے) قریب ہوتا ہے' پھر اور قریب ہوتا ہے' پھر ان کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے اظہار فخر فرماتا ہے اور کہتا ہے: یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟''

٣٠١٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب في فضل الحج والعمرة ويوم عرفة، ح: ١٣٤٨ عن هارون بن سعيد به.

فوائد ومسائل: ① عرفے کا دن اللہ کی رحمت کا دن ہے' اس لیے اس دن روزہ رکھنا مسنون ہے' تاہم حاجیوں کے لیے یہ روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے عرفات میں یہ روزہ نہیں رکھا تھا۔ (صحیح البخاري' الصوم' باب صوم یوم عرفة' حدیث:۱۹۸۸) ② اللہ کا قریب ہونا اور کلام کرنا اس کی صفت ہے جس کی کیفیت بندوں کو معلوم نہیں۔ صفاتِ الٰہی پر ایمان رکھنا چاہیے لیکن ان صفات کو بندوں کی صفات سے مشابہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ ③ حج میں بندے اللہ کی رضا اور رحمت کے حصول کے لیے عرفات میں جمع ہوتے ہیں' اس لیے انھیں یہ رحمت ومغفرت حاصل ہو جاتی ہے۔

(المعجم ٥٧) - **بَابُ مَنْ أَتَى عَرَفَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ لَيْلَةَ جَمْعٍ** (التحفة ٥٧)

باب: ۵۷- جو شخص مزدلفہ کی رات فجر سے پہلے عرفات پہنچ جائے (اس کا بھی حج ہو جاتا ہے)

٣٠١٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ. سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَعْمَرَ الدِّيلِيَّ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ. وَأَتَاهُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ. فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ الْحَجُّ؟ قَالَ: «الْحَجُّ عَرَفَةُ. فَمَنْ جَاءَ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ لَيْلَةَ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ. أَيَّامُ مِنًى ثَلَاثَةٌ. ﴿فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ﴾» [البقرة: ٢٠٣] ثُمَّ أَرْدَفَ رَجُلًا خَلْفَهُ فَجَعَلَ يُنَادِي بِهِنَّ.

۳۰۱۵- حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ کی خدمت میں نجد کے کچھ افراد حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! حج کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''حج تو عرفہ ہی (کا نام) ہے۔ جو شخص مزدلفہ کی رات کو فجر کی نماز سے پہلے آ گیا' اس کا حج پورا ہو گیا۔ منیٰ کے دن تین ہیں' پھر جو شخص دو دنوں میں جلدی سے (واپس) چلا جائے' اس پر گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے (تیسرا دن بھی وقوف کرے)' اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے ایک آدمی کو (سواری پر) بٹھا لیا اور اس نے ان مسائل کا اعلان کرنا شروع کر دیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا

امام ابن ماجہ ؒ نے محمد بن یحییٰ کے طریق سے

٣٠١٥_[صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، فرض الوقوف بعرفة، ح:٣٠١٩ من حديث وكيع به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٨٢٢، والحاكم:١/٢٧٨، ٤٦٣، ٤٦٤، والذهبي * سفيان صرح بالسماع عند أبي داود، ح:١٩٤٩ وغيره.

عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ الدِّيلِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، بِعَرَفَةَ. فَجَاءَهُ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

بھی یہ روایت سابقہ حدیث کے ہم معنی ذکر کی ہے لیکن اس میں [شَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ وَأَتَاهُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ] کی بجائے [أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، بِعَرَفَةَ فَجَاءَهُ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ] کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ (مفہوم دونوں عبارتوں کا ایک ہی ہے۔)

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: مَا أُرٰى لِلثَّوْرِيِّ حَدِيثاً أَشْرَفَ مِنْهُ.

راویٔ حدیث محمد بن یحییٰ نے کہا: میرے نزدیک سفیان ثوری کی اس سے بہتر اور کوئی حدیث نہیں۔

فوائد ومسائل: ① وقوفِ عرفات حج کا اہم ترین رکن ہے۔ جس کو یہ رکن بروقت ادا کرنے کا موقع مل گیا اس کا حج فوت نہیں ہوگا۔ اور جو شخص اتنا لیٹ ہوگیا کہ وہ وقت پر وقوف عرفات نہیں کرسکا تو اس کا حج فوت ہو گیا۔ اگر استطاعت ہو تو دوبارہ حج کرے۔ ② وقوف عرفات کا اصل وقت نو ذوالحجہ کو زوال آفتاب سے غروبِ آفتاب تک ہے۔ اس عرصے میں اگر کسی شخص نے چند منٹ بھی عرفات میں گزار لیے تو اس کا یہ رکن ادا ہوگیا۔ ③ جو شخص سورج غروب ہونے تک عرفات میں نہ پہنچ سکے، وہ رات کو صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے عرفات میں حاضر ہوجائے تو اس کا بھی حج ہو جائے گا۔ اس کو چاہیے کہ عرفات میں تھوڑی دیر ٹھہر کر مزدلفہ آ جائے اور باقی رات وہاں گزارے۔

٣٠١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ، يَعْنِي الشَّعْبِيَّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ الطَّائِيِّ أَنَّهُ حَجَّ، عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَمْ يُدْرِكِ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ بِجَمْعٍ. قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ!

٣٠١٦- حضرت عروہ بن مضرس طائی ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حج کیا۔ وہ (عام) لوگوں تک اس وقت پہنچے جب لوگ مزدلفہ میں تھے۔ وہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی سواری کو (طویل سفر کر کے) دبلا کر دیا اور اپنی جان کو تھکا دیا۔ قسم ہے اللہ کی! میں نے کوئی ٹیلا نہیں

٣٠١٦- [صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب من لم يدرك عرفة، ح: ١٩٥٠ من حديث إسماعيل به، وقال الترمذي، ح: ٨٩١: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ٢٥٦، وابن حبان، ح: ٣٨٣٩، ٣٨٤٠، والحاكم: ١/ ٤٦٣، والذهبي.

إِنِّي أَنْضَيْتُ رَاحِلَتِي. وَأَتْعَبْتُ نَفْسِي. وَاللهِ! إِنْ تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ. فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ شَهِدَ مَعَنَا الصَّلَاةَ، وَأَفَاضَ مِنْ عَرَفَاتٍ، لَيْلًا أَوْ نَهَارًا، فَقَدْ قَضَى تَفَثَهُ، وَتَمَّ حَجُّهُ».

چھوڑا جس پر ٹھہرا نہ ہوں۔ تو کیا میرا حج ہو گیا؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے ساتھ (مزدلفہ میں فجر کی) نماز میں ملا اور وہ اس سے پہلے رات کو یا دن کو عرفات سے ہو آیا ہے' اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا اور اس کا حج پورا ہو گیا۔''

فوائد ومسائل: ① ''اس نے میل کچیل دور کر لیا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ طواف وغیرہ کر کے احرام کھول سکتا ہے اور حجامت بنوا کر نہا دھو کر کپڑے پہن سکتا ہے۔ ② حج کی ادائیگی کے لیے مقرر وقت میں عرفات کی حاضری ضروری ہے۔

(المعجم ٥٨) - بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ (التحفة ٥٨)

باب: ٥٨- عرفات سے روانگی

٣٠١٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سُئِلَ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسِيرُ حِينَ دَفَعَ عَنْ عَرَفَةَ؟ قَالَ: كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ. فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً، نَصَّ.

٣٠١٧- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے' ان سے سوال کیا گیا: رسول اللہ ﷺ جب عرفات سے روانہ ہوتے تھے تو کس طرح چلتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: درمیانی رفتار سے چلتے تھے۔ جب کھلی جگہ ملتی تو رفتار تیز کر دیتے۔

قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي فَوْقَ الْعَنَقِ.

راویٔ حدیث وکیع ؒ نے کہا: یعنی آپ درمیانی رفتار سے تھوڑا سا تیز چلتے۔

فوائد ومسائل: ① عَنَق اس درمیانی رفتار کو کہتے ہیں جو بہت آہستہ بھی نہ ہو اور زیادہ تیز بھی نہ ہو۔ ② نص اونٹ کی تیز رفتار کو کہتے ہیں۔ ③ بھیڑ بھاڑ کے مقامات پر تیز رفتاری مناسب نہیں کیونکہ اس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے اور حادثے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ④ جانور سے اس کی طاقت کے مطابق ضرورت کے مطابق زیادہ کام بھی لیا جا سکتا ہے لیکن یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کام لینے کی کوشش کی جائے

٣٠١٧- أخرجه البخاري، الحج، باب السير إذا دفع من عرفة، ح: ١٦٦٦، ٢٩٩٩، ٤٤١٣، ومسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة ... الخ، ح: ١٢٨٦ من حديث هشام به.

بلکہ اس کے آرام کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

۳۰۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَتْ قُرَيْشٌ: نَحْنُ قَوَاطِنُ الْبَيْتِ. لَا نُجَاوِزُ الْحَرَمَ. فَقَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا۟ مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ ٱلنَّاسُ﴾ [البقرة:١٩٩].

۳۰۱۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: قریش کہتے تھے: ہم بیت اللہ کے پاس رہنے والے ہیں۔ ہم حرم (کی حدود) سے آگے نہیں جائیں گے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ ''پھر وہاں سے واپس آؤ جہاں سے (دوسرے) لوگ واپس آئیں۔''

فوائد ومسائل: ① حج کے لیے عرفات جانا ضروری ہے۔ ② شریعت میں اپنی طرف سے مسائل بنا لینا درست نہیں۔ ③ حرم کے رہنے والوں کے لیے جو احکام دوسروں سے الگ ہیں، وہ واضح کر دیے گئے ہیں، مثلاً: حج تمتع کی قربانی یا اس کے متبادل کے طور پر دس روزے رکھنے کا حکم اہل حرم کے لیے نہیں۔ (البقرۃ ۲:۱۹۶)

(المعجم ٥٩) - بَابُ النُّزُولِ بَيْنَ عَرَفَاتٍ وَجَمْعٍ لِمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ (التحفة ٥٩)

باب: ۵۹- جس شخص کو کوئی ضرورت پیش آ جائے وہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان رک سکتا ہے

۳۰۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: أَفَضْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَمَّا بَلَغَ الشِّعْبَ الَّذِي يَنْزِلُ عِنْدَهُ الْأُمَرَاءُ، نَزَلَ فَبَالَ فَتَوَضَّأَ. قُلْتُ: الصَّلَاةَ قَالَ: «الصَّلَاةُ أَمَامَكَ»

۳۰۱۹- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (عرفات سے) واپس ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ اس گھاٹی کے پاس پہنچے جس کے پاس امیر قیام کرتے ہیں، آپ سواری سے اترے اور پیشاب کیا، پھر آپ نے وضو کیا۔ میں نے کہا: نماز! فرمایا: ''نماز آگے ہوگی۔'' جب رسول اللہ ﷺ مزدلفہ پہنچے تو اذان اور اقامت کہلوائی، پھر مغرب

۳۰۱۸ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الوقوف بعرفات والدعاء فيها، ح: ٨٨٤ من طريق آخر عن هشام به، وقال: "حسن صحيح".

۳۰۱۹ـ أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة، واستحباب صلاتي المغرب والعشاء جميعًا بالمزدلفة في هذه الليلة، ح: ١٢٨٠/ ٢٧٨، ٢٧٩ من حديث إبراهيم بن عقبة به باختلاف يسير.

فَلَمَّا انْتَهٰى إِلٰى جَمْعٍ أَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، حَتّٰى قَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ.

کی نماز پڑھائی' پھر کسی نے بھی اونٹوں سے سامان نہیں اتارا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور عشاء کی نماز پڑھائی۔

فوائد ومسائل: ① عرفات سے واپسی پر مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں ادا کی جاتی ہیں۔ ② یہ نمازیں ایک اذان سے ادا کی جاتی ہیں' البتہ اقامت دونوں کے لیے الگ الگ ہوتی ہے۔ ③ اس موقع پر مغرب اور عشاء کے درمیان تھوڑا سا وقفہ کر لینا درست ہے۔ ④ مزدلفہ میں ٹھہرنا حج کا رکن ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِجَمْعٍ (التحفة ٦٠)

باب: ٦٠- مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا

٣٠٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، بِالْمُزْدَلِفَةِ.

٣٠٢٠- حضرت ابو ایوب انصاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں ادا کیں۔

٣٠٢١- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِالْمُزْدَلِفَةِ. فَلَمَّا أَنَخْنَا قَالَ: «اَلصَّلَاةُ بِإِقَامَةٍ».

٣٠٢١- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب کی نماز ادا کی۔ جب ہم نے اپنے اونٹ بٹھائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز اقامت کے ساتھ ہوتی ہے۔''

(المعجم ٦١) - بَابُ الْوُقُوفِ بِجَمْعٍ (التحفة ٦١)

باب: ٦١- مزدلفہ میں ٹھہرنا

٣٠٢٠- أخرجه البخاري، الحج، باب من جمع بينهما ولم يتطوع، ح: ١٦٧٤، ٤٤١٤ من حديث يحيى به، ومسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة ... الخ، ح: ١٢٨٧ عن محمد بن رمح به.

٣٠٢١- [إسناده صحيح] وله طريق آخر عن سالم عند البخاري، الحج، باب من جمع بينهما ولم يتطوع، ح: ١٦٧٣ وغيره.

۳۰۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نُفِيضَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ، قَالَ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا يَقُولُونَ: أَشْرِقْ ثَبِيرُ. كَيْمَا نُغِيرُ. وَكَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. فَخَالَفَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَفَاضَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ.

۳۰۲۲- حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ہم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حج کیا۔ جب ہم مزدلفہ سے واپس ہونے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مشرکین کہا کرتے تھے: اے ثبیر پہاڑ! روشن ہو جا تا کہ ہم (واپس منیٰ کی طرف) بھاگیں۔ وہ اس وقت تک واپس نہیں لوٹتے تھے جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف عمل کیا کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے واپس چل دیے۔

فوائد و مسائل: ① مزدلفہ سے سورج طلوع ہونے سے پہلے روانہ ہونا چاہیے مگر اس وقت جب کافی روشنی ہو جائے۔ ② مسلمانوں کی عبادتیں غیر مسلموں سے مختلف ہیں حتی کہ جو عبادتیں مشترک ہیں ان میں طریق کار میں فرق کر دیا گیا ہے۔ ③ جب مشترک عبادتیں بھی مختلف کر دی گئی ہیں تو ان تہواروں میں مسلمانوں کا شریک ہونا کیسے جائز ہو سکتا ہے جو خالص غیر مسلم رسمیں اور تہوار ہیں' مثلاً: کرسمس' نیا عیسوی سال' نوروز' بسنت' دیوالی' میلے ٹھیلے وغیرہ' نیز شادی غمی کی وہ رسمیں جو غیر مسلموں میں رائج ہیں' مثلاً: سالگرہ' برسی' کسی کی وفات پر سیاہ لباس پہننا' چراغاں' منگنی اور شادی وغیرہ کے موقع پر مردوں اور عورتوں کا اختلاط اور آپس میں ہنسی مذاق' مہندی لے کر اس پر شمعیں جلانا اور عورتوں کا راستوں میں ناچتے گاتے ہوئے مہندی لے کر چلنا۔ یہ سب کافروں بالخصوص ہندوؤں کی رسمیں ہیں جن کے متعلق دینی غیرت وحمیت رکھنے والا کوئی مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا۔ ہاں! اگر دینی غیرت ہی ختم ہو جائے تو پھر اور بات ہے۔ بنا بریں ایسی خرافات سے تمام مسلمانوں کو مکمل طور پر پرہیز کرنا چاہیے۔

۳۰۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ عَنِ الثَّوْرِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: قَالَ جَابِرٌ: أَفَاضَ

۳۰۲۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حجۃ الوداع میں نبی ﷺ (مزدلفہ سے) واپس لوٹے تو آپ پر اطمینان وسکون کی کیفیت تھی۔ آپ

۳۰۲۲- أخرجه البخاري، الحج، باب: متى يدفع من جمع، ح: ۱٦۸٤، ۳۸۳۸ من حديث شعبة عن أبي إسحاق به.

۳۰۲۳- [صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب التعجيل من جمع، ح: ۱۹٤٤ من حديث الثوري به، وأخرجه مسلم، ح: ۱۲۹۹ من حديث أبي الزبير أنه سمع جابر بن عبدالله به مختصرًا جدًا.

النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ. وَأَمَرَهُمْ بِالسَّكِينَةِ. وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ. وَأَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ. وَقَالَ: «لِتَأْخُذْ أُمَّتِي نُسُكَهَا فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَلْقَاهُمْ بَعْدَ عَامِي هٰذَا».

نے لوگوں کو بھی سکون کا حکم دیا۔ اور انھیں ایسی (چھوٹی) کنکریوں کے ساتھ رمی کرنے کا حکم دیا جو انگلیوں میں پکڑ کر پھینکی جا سکیں۔ آپ نے وادئ محسر میں سواری کو تیز کیا اور فرمایا: ''میری امت کو چاہیے کہ اپنے عبادت کے طریقے سیکھ لے۔ مجھے معلوم نہیں شاید میں اس سال کے بعد ان سے (حج میں) ملاقات نہ کر سکوں۔''

فوائد ومسائل: ① حج کے دوران میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک جاتے ہوئے تیز رفتاری سے پرہیز کرنا چاہیے بلکہ درمیانی رفتار سے چلنا چاہیے۔ ② وادئ محسر وہ مقام ہے جہاں ابرہہ کا لشکر تباہ ہوا تھا' اس لیے رسول اللہ ﷺ وہاں سے تیزی سے گزرے۔ ③ قدیم تباہ شدہ بستیوں کو سیر گاہ نہیں بنانا چاہیے۔ پاکستان میں ہڑپہ اور موئن جودڑو وغیرہ کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں' دوسرے ممالک میں بھی ایسے مقامات موجود ہیں۔ ممکن ہے یہاں کے لوگ اللہ کے عذاب کی وجہ سے تباہ ہوئے ہوں۔ اللہ کی عذاب یافتہ قوموں کے آثار باعث عبرت ہیں' تماشا گاہ نہیں۔ ④ شریعت کے مسائل میں اصل مرجع رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک ہے' کسی اور کا عمل حجت نہیں۔ علمائے کرام سے رسول اللہ ﷺ کا عمل اور فرمان ہی دریافت کرنا چاہیے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ اگلے حج تک زندہ نہیں رہے' جیسے آخری حج کے موقع پر فرما دیا تھا۔ نبی ﷺ کی اور بھی بہت سی پیش گوئیاں حرف بحرف پوری ہوئیں۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی صداقت اور نبوت کی دلیل ہے۔

٣٠٢٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ الْحِمْصِيِّ، عَنْ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ، غَدَاةَ جَمْعٍ: «يَا بِلَالُ! أَسْكِتِ النَّاسَ» أَوْ «أَنْصِتِ النَّاسَ» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ اللهَ

٣٠٢٤- حضرت بلال بن رباح ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے مزدلفہ کی صبح ان سے فرمایا: ''بلال! لوگوں کو خاموش کرو۔'' پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمھارے اس مزدلفہ میں تم پر احسان فرمایا ہے کہ تمھارے نیکوکاروں کی وجہ سے تمھارے گناہ گاروں کو بھی بخش دیا ہے اور تمھارے نیکوکاروں نے جو کچھ مانگا انھیں دے دیا۔ اللہ

٣٠٢٤_ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، أبوسلمة هٰذا لا يعرف اسمه وهو مجهول"، وله شواهد كلها ضعيفة، منها حديث شبوبة بن عبدالرحيم أبي أحمد المروزي عن ابن المبارك عن سفيان الثوري عن الزبير بن عدي عن أنس به * شبوبة مجهول، وهو غير أحمد بن محمد بن ثابت الخزاعي، وقال العقيلي: ٢/ ١٩٦: "حديثه منكر غير محفوظ" ومن طريقه أخرجه السمعاني في أدب الإملاء والاستملاء، ص: ٩٧، وابن عبدالبر في التمهيد: ١/ ١٢٨ على تصحيف فيه، وفيه علة أخرٰى، ح: ١٦٢.

تَطَوَّلَ عَلَيْكُمْ فِي جَمْعِكُمْ هٰذَا فَوَهَبَ مُسِيئَكُمْ لِمُحْسِنِكُمْ. وَأَعْطٰى مُحْسِنَكُمْ مَا سَأَلَ. اِدْفَعُوا بِاسْمِ اللهِ».

کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ۔‘‘

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:١٦٢٤) بنابریں اگر مجمع بڑا ہو تو بات شروع کرنے سے پہلے سامعین کو توجہ دلائی جا سکتی ہے کہ خاموشی سے بات سنیں۔ ② مزدلفہ میں اللہ کی طرف سے حاجیوں کو مغفرت کا انعام ملتا ہے۔

(المعجم ٦٢) - بَابُ مَنْ تَقَدَّمَ مِنْ جَمْعٍ [إِلٰى مِنًى] لِرَمْيِ الْجِمَارِ (التحفة ٦٢)

باب:٦٢- جمرات کی رمی کے لیے لوگوں سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ چلے جانا

٣٠٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَسُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، أُغَيْلِمَةَ بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ، عَلٰى حُمُرَاتٍ لَنَا مِنْ جَمْعٍ. فَجَعَلَ يَلْطَحُ أَفْخَاذَنَا وَيَقُولُ: «أُبَيْنِيَّ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

٣٠٢٥- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم عبدالمطلب کے خاندان کے چند لڑکے مزدلفہ سے اپنی گدھیوں پر رسول اللہ ﷺ سے پہلے روانہ ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہماری رانوں پر ہاتھ مار کر فرمایا: ’’میرے پیارے بیٹو! اس وقت تک جمرے پر کنکریاں نہ مارنا جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے۔‘‘

زَادَ سُفْيَانُ فِيهِ: «وَلَا إِخَالُ أَحَدًا يَرْمِيهَا حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

(راویٔ حدیث) سفیان نے مذکورہ روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: ’’میرے خیال میں کوئی بھی سورج طلوع ہونے سے پہلے اسے رمی نہیں کرے گا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

٣٠٢٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك باب التعجيل من جمع، ح: ١٩٤٠ من حديث سفيان به * الحسن العرني ثقة، أرسل عن ابن عباس كما في التقريب، ولأصل الحديث شواهد كثيرة عند الطحاوي: (مشكل الآثار: ٤/ ٣٨٢-٣٨٤ وغيره).

اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔ محققین کی تفصیلی بحث سے صحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۳/۵۰۴، ۵۰۵، والإرواء للألباني: ۴/۲۷۶) ② رسول اللہ ﷺ نے دس ذوالحجہ کو فجر کی نماز مزدلفہ میں ادا کی تھی۔ اس کے بعد کافی روشنی ہو جانے تک اللہ کے ذکر میں مشغول رہے، پھر سورج طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ (سنن ابن ماجه، حديث: ۳۰۷۴) اور سورج طلوع ہونے کے بعد بڑے جمرے پر کنکریاں ماریں (سنن ابن ماجه، حديث: ۳۰۷۴) بچوں پر شفقت کرنی چاہیے، نیز انھیں دین کے مسائل نرمی سے سمجھانے چاہئیں۔ ③ بچے اور عورتیں صبح صادق ہونے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہو سکتے ہیں اور فجر کی نماز منیٰ میں پڑھ سکتے ہیں۔ (سنن النسائي، الحج، باب تقديم النساء والصبيان إلى منازلهم بمزدلفة، حديث: ۳۰۳۵)

۳۰۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

۳۰۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر کے جو کمزور افراد (عورتیں اور بچے، قوت والے لوگوں سے) پہلے (مزدلفہ سے منیٰ) بھیجے تھے، میں بھی ان میں شامل تھا۔

۳۰۲۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ كَانَتِ امْرَأَةً ثَبِطَةً. فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ تَدْفَعَ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ دُفْعَةِ النَّاسِ. فَأَذِنَ لَهَا.

۳۰۲۷- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ ؓ بھاری بدن والی خاتون تھیں۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی کہ مزدلفہ سے لوگوں کے روانہ ہونے سے پہلے روانہ ہو جائیں، تو آپ ﷺ نے انھیں اجازت دے دی۔

۳۰۲۶_ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة إلى منى . . . الخ، ح: ۱۲۹۳ عن ابن أبي شيبة به.

۳۰۲۷_ أخرجه البخاري، الحج، باب من قدم ضعفة أهله بليل . . . الخ، ح: ۱۶۸۰ من حديث سفيان الثوري به، ومسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن . . . الخ، ح: ۱۲۹۰/ ۲۹۶ من حديث وكيع به، وللحديث طرق أخرٰى.

(المعجم ٦٣) - **بَابُ قَدْرِ حَصَى الرَّمْيِ** (التحفة ٦٣)

باب:٦٣- جمرات کو کتنی بڑی کنکریاں ماری جائیں؟

٣٠٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، يَوْمَ النَّحْرِ، عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ. وَهُوَ رَاكِبٌ عَلَى بَغْلَةٍ. فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ، فَارْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ».

٣٠٢٨- حضرت سلیمان بن عمرو بن احوص رحمہ اللہ اپنی والدہ (حضرت ام جندب ازدیہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: میں نے قربانی کے دن نبی ﷺ کو جمرۂ عقبہ (بڑے جمرے) کے پاس دیکھا جب کہ آپ خچر پر سوار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! جب تم جمرے پر کنکریاں مارو تو چھوٹی کنکریاں مارو۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور اس کے شواہد کا ذکر کیا ہے لیکن ان شواہد کی صحت وضعف کی طرف اشارہ نہیں کیا جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور اس کی بابت سیر حاصل بحث کی ہے۔ محققین کی اس بحث سے تحسین حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٢٥/ ٤٩٥، ٤٩٦، وصحيح أبي داود (مفصل) للألباني، رقم:١٧١٥) ② عالم کو چاہیے کہ ہر مقام پر موقع کی مناسبت سے مسائل بیان کرے۔ ③ حج کے دوران میں وعظ ونصیحت کرنا اور مسائل بیان کرنا درست ہے۔ ④ وعظ یا مسائل بیان کرنے کے دوران میں بلند مقام یا بلند چیز پر کھڑا ہونا مناسب ہے خاص طور پر جب کہ حاضرین کی تعداد زیادہ ہو تو منبر وغیرہ پر خطبہ دینا چاہیے۔ منبر نہ ہو تو زمین پر کھڑے ہو کر یا سواری پر بھی خطاب کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ منیٰ میں تین ستون بنے ہوئے ہیں جنھیں کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ہر ستون جمرہ کہلاتا ہے۔ بڑے جمرے کا نام ”جَمْرَةُ الْعَقَبَه“ ہے۔ مسجد خیف کی طرف سے آئیں تو یہ سب سے آخر میں پڑتا ہے اور اگر طَرِيقُ الْمُشَاة پر چلتے ہوئے مکہ سے منیٰ پہنچیں تو یہ سب سے پہلے آتا ہے۔ دس ذوالحجہ کو صرف اسی کی رمی کی جاتی ہے نیز اس کی رمی کے بعد دعا نہ کرنا سنت ہے۔ درمیانی جمرے کو اَلْجَمْرَةُ الْوُسْطٰى اور چھوٹے جمرے کو ”اَلْجَمْرَةُ الْأُولٰى“ کہتے ہیں۔ مسجد خیف سے جمرات کی طرف آئیں تو سب سے پہلے یہی آتا ہے نیز

٣٠٢٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في رمي الجمار، ح:١٩٦٦ من حديث علي بن مسهر به، وانظر، ح:٥٠٤ لحال يزيد، ولأصل الحديث شواهد كثيرة.

دس ذوالحجہ کے سوا باقی ایام میں سب سے پہلے اس کی رمی کی جاتی ہے۔ ④ عام لوگ جمرات کو ''شیطان'' کہتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ یہاں کنکریاں مارنا حج کی عبادت کا ایک حصہ ہے اور عبادت کی جگہ کو شیطان کہنا انتہائی نامناسب ہے۔ ⑤ جمرات پر بڑی بڑی کنکریاں' پتھر یا جوتے مارنا سنت کے خلاف اور غلو ہے جس سے عمل کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ ⑥ کنکریوں کی مقدار کے لیے حدیث میں [حَصَى الْخَذْف] کے الفاظ ہیں' یعنی ایسی کنکریاں جنھیں دو انگلیوں میں پکڑ کر دور پھینکا جا سکے' اس لیے ترجمہ ''چھوٹی کنکریاں'' کیا گیا ہے۔

۳۰۲۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، غَدَاةَ الْعَقَبَةِ. وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ: «اُلْقُطْ لِي حَصًى» فَلَقَطْتُ لَهُ سَبْعَ حَصَيَاتٍ، هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ. فَجَعَلَ يَنْفُضُهُنَّ فِي كَفِّهِ وَيَقُولُ: «أَمْثَالَ هٰؤُلَاءِ فَارْمُوا» ثُمَّ قَالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ».

۳۰۲۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جمرۂ عقبہ کو رمی کرنے کے دن صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے' تب آپ نے فرمایا: ''مجھے کنکریاں چن دو۔'' میں نے آپ کو سات کنکریاں چن دیں' جو انگلیوں میں پکڑ کر پھینکنے کے قابل تھیں۔ رسول اللہ ﷺ انھیں اپنے ہاتھ میں لے کر حرکت دینے لگے اور فرمایا: ''ان جیسی کنکریاں مارو۔'' پھر فرمایا: ''لوگو! دین میں غلو (اور حد سے بڑھنے) سے پرہیز کرو۔ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے تباہ کیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① رمی کرنے کے لیے کنکریاں کسی بھی جگہ سے لی جا سکتی ہیں اگرچہ منیٰ ہی سے لے لی جائیں۔ صرف وہ کنکریاں لینا منع ہیں جو پہلے جمرات پر ماری جا چکی ہوں۔ ② عوام میں مشہور ہے کہ رمی کے لیے کنکریاں مزدلفہ سے چن کر لائی جائیں۔ یہ درست نہیں۔ نبی ﷺ نے منیٰ ہی سے سات کنکریاں لی تھیں۔ چار دن کی کنکریاں اکٹھی نہیں لیں۔ ③ رمی کے لیے چنی ہوئی کنکریوں کو دھونا ایک بے اصل مسئلہ ہے جس کی کوئی اہمیت نہیں۔ ④ دین کے کسی کام میں بھی سنت کی مقرر کی ہوئی حد سے بڑھنا شیطان کو خوش کرنے والا کام ہے۔ سنت کے مطابق چھوٹی کنکریاں مارنے سے شیطان کو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ اس سے مومن کو ثواب ملتا ہے۔

۳۰۲۹- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، التقاط الحصى، ح: ۳۰۵۹، ۳۰۶۱ من حديث عوف الأعرابي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۶۷، وابن حبان، ح: ۱۰۱۱، والحاكم: ۱/ ٤٦٦، والذهبي.

(المعجم ٦٤) - **بَاب: مِنْ أَيْنَ تُرْمٰى جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ** (التحفة ٦٤)

باب:٦٤- بڑے جمرے پر کنکریاں کہاں کھڑے ہو کر ماری جائیں؟

٣٠٣٠- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: لَمَّا أَتٰى عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُودٍ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، اسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ، وَاسْتَقْبَلَ الْكَعْبَةَ. وَجَعَلَ الْجَمْرَةَ عَلٰى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ. ثُمَّ رَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ. يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ. ثُمَّ قَالَ: مِنْ هٰهُنَا، وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ رَمٰى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

٣٠٣٠- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب جمرۂ عقبہ کے پاس آئے تو وادی کے نشیبی حصے میں چلے گئے' کعبہ کی طرف منہ کیا' جمرے کو اپنے دائیں ابرو کے مقابل رکھا اور سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے' پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اسی جگہ کھڑے ہو کر کنکریاں ماری تھیں اس شخصیت نے جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی۔

فوائد و مسائل: ① ''ابرو کے مقابل'' رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ بالکل سامنے کھڑے نہیں ہوئے بلکہ تھوڑا سا ہٹ کر کھڑے ہوئے۔ ② رمی کرتے وقت کنکریاں ایک ایک کر کے مارنی چاہئیں۔ ③ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیے۔ ④ اس حدیث میں ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کیا جب کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کو بائیں طرف اور منیٰ کو دائیں طرف رکھا۔ (صحيح البخاري' الحج' باب من رمى جمرة العقبة فجعل البيت عن يساره' حديث:١٧٤٩) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی روایت کو ترجیح دی ہے لیکن یہ بھی فرمایا ہے: ''اس بات پر اجماع ہے کہ جہاں بھی کھڑے ہو کر رمی کرے جائز ہے' خواہ اس کی طرف منہ کرے یا اسے دائیں یا بائیں رکھے' اس کی اوپر کی سمت سے یا نیچے کی سمت سے یا درمیان سے۔'' (فتح الباري' ٧٤٣/٣) ⑤ سورۂ بقرہ کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ اس میں حج کے بہت سے مسائل مذکور ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن کے احکام کا مطلب رسول اللہ ﷺ بہتر طور پر سمجھتے تھے' اس لیے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے عمل کیا ہے' ہمیں بھی اسی طرح کرنا چاہیے۔

٣٠٣٠- أخرجه البخاري، الحج، باب رمي الجمار من بطن الوادي، ح:١٧٤٧-١٧٥٠، ومسلم، الحج، باب رمي جمرة العقبة من بطن الوادي، وتكون مكة عن يساره، ويكبر مع كل حصاة، ح:١٢٩٦ من حديث عبدالرحمن ابن يزيد به، وأخرجه الترمذي، ح:٩٠١ من حديث وكيع به، وقال: "حسن صحيح".

٣٠٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، يَوْمَ النَّحْرِ، عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ. اسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ، فَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ. يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ. ثُمَّ انْصَرَفَ.

٣٠٣١- حضرت سلیمان بن عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ اپنی والدہ (حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: میں نے قربانی کے دن نبی ﷺ کو جمرۂ عقبہ (بڑے جمرے) کے پاس دیکھا۔ آپ وادی کے نشیبی حصے میں چلے گئے اور جمرے کو سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر (اللہ اکبر) کہتے تھے' پھر واپس تشریف لے گئے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے بھی یہ روایت نبی ﷺ سے سابقہ حدیث کے ہم معنی بیان کی ہے۔

(المعجم ٦٥) - بَابٌ: إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَقِفْ عِنْدَهَا (التحفة ٦٥)

باب: ٦٥- بڑے جمرے کو رمی کر کے اس کے پاس نہ ٹھہرنا

٣٠٣٢- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ عِنْدَهَا. وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

٣٠٣٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں اور اس کے پاس نہ رکے اور بتایا کہ نبی ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

٣٠٣٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ:

٣٠٣٣- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

٣٠٣١ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٣٠٢٨.

٣٠٣٢ـ أخرجه البخاري، الحج، باب إذا رمى الجمرتين يقوم مستقبل القبلة ويسهل، ح: ١٧٥١ عن عثمان به.

٣٠٣٣ـ [صحيح] وفيه علل * سويد بن سعيد تقدم، ح: ١٠٣٦، الحجاج بن أرطاة تقدم، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، وتوبعا، والحكم بن عتيبة تقدم، ح: ١١٩٢، وحسنه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، مَضَى وَلَمْ يَقِفْ.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب جمرۂ عقبہ (بڑے جمرے) کو رمی کرتے تو چلے جاتے تھے، ٹھہرتے نہیں تھے۔

فوائد ومسائل: ① دس ذوالحجہ کو صرف بڑے جمرے کو رمی کی جاتی ہے اور یہ رمی صبح کے وقت سورج نکلنے کے بعد ہوتی ہے۔ ② گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کو تینوں جمرات کو سورج ڈھلنے کے بعد رمی کی جاتی ہے۔ ③ تینوں جمرات کو رمی کرتے وقت پہلے چھوٹے جمرے کو، پھر درمیان والے کو اور پھر بڑے جمرے کو رمی کی جاتی ہے۔ ④ چھوٹے اور درمیانی جمرے کو کنکریاں مارنے کے بعد قبلے کی طرف منہ کر کے دعا کرنی چاہیے۔ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ''وہ جمرۂ دنیا (چھوٹے جمرے) کو سات کنکریاں مارتے تھے، ہر کنکری کے بعد تکبیر کہتے تھے، پھر آگے بڑھ کر (ہموار) میدان میں چلے جاتے اور قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے، دیر تک کھڑے رہ کر دعا کرتے اور ہاتھ اٹھائے رکھتے۔ پھر درمیانی جمرے کو رمی کرتے، پھر بائیں طرف ہو کر میدان میں چلے جاتے اور قبلہ رخ ہو کر دیر تک کھڑے ہو کر دعا کرتے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک کھڑے رہتے۔ پھر عقبہ والے جمرے کو وادی کے نشیبی حصے میں کھڑے ہو کر رمی کرتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے، اور فرماتے تھے: میں نے نبی ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔'' (صحيح البخاري، الحج، باب إذا رمى الجمرتين يقوم مستقبل القبلة و يسهل، حديث:١٧٥١)

(المعجم ٦٦) - بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ رَاكِبًا (التحفة ٦٦)

باب:٦٦- سوار ہو کر جمرات کو رمی کرنا

٣٠٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ.

٣٠٣٤- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی سواری پر (سوار ہو کر) جمرے کو کنکریاں ماریں۔

٣٠٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٣٠٣٥- حضرت قدامہ بن عبداللہ عامری ؓ سے

٣٠٣٤- [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في رمي الجمار راكبًا وماشيًا، ح: ٨٩٩ من حديث الحجاج ابن أرطاة به، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، وقال: "حسن"، والحديث الآتي شاهد له.

٣٠٣٥- [إسناده حسن] أخرجه النسائي، مناسك الحج، الركوب إلى الجمار واستظلال المحرم، ح: ٣٠٦٣ من ◄◄

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَيْمَنَ بْنِ نَابِلٍ، عَنْ قُدَامَةَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ الْعَامِرِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ، يَوْمَ النَّحْرِ، عَلَى نَاقَةٍ لَهُ صَهْبَاءَ. لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ. وَلَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ.

روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے قربانی کے دن نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جمرے کو رمی کی۔ آپ اپنی ایک سرخ وسفید رنگ کی اونٹنی پر سوار تھے۔ نہ کسی کو مارا جاتا تھا' نہ دور ہٹایا جاتا تھا' اور نہ ہٹو بچو کی آوازیں تھیں۔

فوائد ومسائل: ① سواری پر سوار ہو کر رمی کرنا جائز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہ تھے جن کے درباری عوام کو قریب نہیں آنے دیتے۔

(المعجم ٦٧) - بَابُ تَأْخِيرِ رَمْيِ الْجِمَارِ مِنْ عُذْرٍ (التحفة ٦٧)

باب: ٦٧- عذر کی وجہ سے رمی کو مؤخر کیا جاسکتا ہے

٣٠٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا يَوْماً وَيَدَعُوا يَوْماً.

٣٠٣٦- حضرت ابو بداح عدی بن عاصم ؒ اپنے والد (حضرت عاصم بن عدی بن جد ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے چرواہوں کو اجازت دی کہ وہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن چھوڑ دیں۔

٣٠٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ:

٣٠٣٧- حضرت ابو بداح عدی بن عاصم ؒ اپنے والد (حضرت عاصم بن عدی بن جد ؓ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو رات گزارنے کے بارے میں

◀◀ حديث وكيع به، وقال الترمذي، ح: ٩٠٣: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ٢٧٨، ح: ٢٨٧٨.

٣٠٣٦- [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الرخصة للرعاة أن يرموا يومًا ويدعوا يومًا، ح: ٩٥٤ من حديث سفيان به، وذكر كلامًا، وقال الحميدي، ح: ٨٥٦ (بتحقيقي): "ثنا سفيان ثنا عبدالله بن أبي بكر به".

٣٠٣٧- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الرخصة للرعاة أن يرموا يومًا ويدعوا يومًا، ح: ٩٥٥ من حديث عبدالرزاق به، وقال: "حسن صحيح"، ورجحه على الرواية السابقة، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٧٥، وابن حبان، ح: ١٠١٥، وابن الجارود، ح: ٤٧٨، والحاكم: ١/ ٤٧٨، ٣/ ٤٢٠، والذهبي، وهو في نيل المقصود، ح: ١٩٧٥ من طريق مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٠٨، وتابعه ابن جريج: (هق ٥/ ١٥٠، ١٥١).

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ فِي الْبَيْتُوتَةِ، أَنْ يَرْمُوا يَوْمَ النَّحْرِ. ثُمَّ يَجْمَعُوا رَمْيَ يَوْمَيْنِ بَعْدَ النَّحْرِ، فَيَرْمُونَهُ فِي أَحَدِهِمَا قَالَ مَالِكٌ: ظَنَنْتُ أَنَّهُ قَالَ: فِي الْأَوَّلِ مِنْهُمَا ثُمَّ يَرْمُونَ يَوْمَ النَّفْرِ.

رعایت دی کہ وہ قربانی کے دن رمی کریں' پھر قربانی کے بعد کے دو دن کی رمی اکٹھی کسی ایک دن (گیارہ یا بارہ تاریخ کو) کرلیں۔ امام مالک نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ راوی نے یہ کہا تھا: دو دنوں میں سے پہلے دن (گیارہ ذوالحجہ کو) رمی کرلیں۔ اس کے بعد واپسی کے دن (تیرہ ذوالحجہ کو) رمی کرلیں۔

فوائد ومسائل: ① ذوالحجہ کی گیارہ' بارہ اور تیرہ تاریخ کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ ان تین دنوں میں حاجی صرف جمرات کی رمی کرتے ہیں۔ اور جس نے دس تاریخ کو قربانی نہ کی ہو' وہ ان دنوں میں قربانی کرسکتا ہے۔ ② عذر کی وجہ سے دو دن کی رمی ایک دن کرنا جائز ہے' خواہ گیارہ تاریخ کو گیارہ اور بارہ کی رمی کرلی جائے' پھر اس کے بعد تیرہ تاریخ کو رمی کی جائے' خواہ بارہ تاریخ کو گیارہ اور بارہ کی رمی کر کے پھر اگلے دن رمی کرلی جائے۔

(المعجم ٦٨) - بَابُ الرَّمْيِ عَنِ الصِّبْيَانِ (التحفة ٦٨)

باب: ٦٨- بچوں کی طرف سے رمی کرنا

٣٠٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَعَنَا النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ. فَلَبَّيْنَا عَنِ الصِّبْيَانِ وَرَمَيْنَا عَنْهُمْ.

٣٠٣٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا اور ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے۔ ہم نے بچوں کی طرف سے لبیک کہا اور ان کی طرف سے رمی بھی کی۔

(المعجم ٦٩) - بَابٌ: مَتَى يَقْطَعُ الْحَاجُّ التَّلْبِيَةَ (التحفة ٦٩)

باب: ٦٩- حاجی لبیک پکارنا کب بند کرے؟

٣٠٣٩- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ:

٣٠٣٩- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

٣٠٣٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب التلبية عن النساء والرمي عن الصبيان، ح:٩٢٧ من حديث ابن نمير به، وقال: "غريب" * أشعث بن سوار تقدم، ح:٢٥٩ ضعيف، وأبوالزبير تقدم، ح:٣٩٥.

٣٠٣٩- [إسناده حسن] وصححه البوصيري، وله شواهد عند البخاري، ح:١٦٨٥، ومسلم، ح:١٢٨١

حَدَّثَنَا حَمْزَةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبَّى حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

ہے کہ نبی ﷺ لبیک پکارتے رہے حتی کہ جمرۂ عقبہ کو رمی کی۔

٣٠٤٠- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ الْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ. فَمَا زِلْتُ أَسْمَعُهُ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ. فَلَمَّا رَمَاهَا قَطَعَ التَّلْبِيَةَ.

٣٠٤٠- حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں سواری پر نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا چنانچہ میں آپ کو لبیک پکارتے سنتا رہا حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ (بڑے جمرے) کو کنکریاں ماریں۔ جب آپ نے اس کی رمی کر لی تو لبیک پکارنا بند کر دیا۔

(المعجم ٧٠) - بَابُ مَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ (التحفة ٧٠)

باب: ٧٠- جمرۂ عقبہ پر رمی کے بعد آدمی کے لیے کیا حلال ہو جاتا ہے؟

٣٠٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَ وَكِيعٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَقَدْ

٣٠٤١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب تم جمرۂ عقبہ پر کنکریاں مار لو تو تمھارے لیے عورتوں کے سوا ہر چیز حلال ہو گئی۔ ایک آدمی نے کہا: اے ابن عباس! خوشبو بھی؟ انھوں نے فرمایا: میں نے (اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ اپنے سر مبارک کو کستوری لگاتے تھے۔ تو کیا وہ خوشبو ہے یا نہیں؟

◄◄ وغيرهما.

٣٠٤٠- [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، قطع المحرم التلبية إذا رمى جمرة العقبة، ح: ٣٠٨٢ عن هناد به * خصيف تقدم، ح: ١١٧٣، ولم ينفرد به، رواه سعيد بن جبير عن ابن عباس عن الفضل به، والنسائي، ح: ٣٠٨٤، وإسناده صحيح، وله شواهد.

٣٠٤١- [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب ما يحل للمحرم بعد رمي الجمار، ح: ٣٠٨٦ من حديث يحيى بن سعيد به، وإسناده ضعيف كما تقدم، ح: ٣٠٢٥، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

حَلَّ لَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ، إِلَّا النِّسَاءَ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَالطِّيبُ؟ فَقَالَ: أَمَّا أَنَا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُضَمِّخُ رَأْسَهُ بِالْمِسْكِ. أَفَطِيبٌ ذٰلِكَ أَمْ لَا؟

فوائد ومسائل: ① دس ذوالحجہ کو چار کام ہوتے ہیں: (ا) بڑے جمرے کو رمی کرنا۔ (ب) قربانی کرنا۔ (ج) سر منڈوانا۔ (د) طواف افاضہ کرنا۔ ان چار کاموں کی یہ ترتیب مسنون ہے‘ تاہم اگر ان کی یہ ترتیب قائم نہ رہے تب بھی حج درست ہے‘ کوئی فدیہ وغیرہ لازم نہیں آتا۔ ② جمرے کو رمی کرنا پہلا کام ہے‘ اس کی ادائیگی سے احرام کھل جاتا ہے‘ اس لیے طواف افاضہ عام کپڑوں میں کیا جاتا ہے۔ ③ طواف افاضہ کیے بغیر ازدواجی تعلقات جائز نہیں ہوتے۔ ④ اگر دس تاریخ کو مغرب سے پہلے طواف افاضہ نہ کیا جا سکے تو بعد میں کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے لیے دس تاریخ کو مغرب سے پہلے دوبارہ احرام باندھنا ضروری ہوگا۔ (سنن أبي داود‘ حدیث:١٩٩٩) تاہم اس طواف کی ادائیگی تک ازدواجی تعلقات پر پابندی قائم رہے گی۔ ⑤ مرد کسی بھی قسم کی خوشبو استعمال کر سکتا ہے بشرطیکہ احرام کھول چکا ہو۔

٣٠٤٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي مُحَمَّدٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ حِينَ أَحْرَمَ، وَلِإِحْلَالِهِ حِينَ أَحَلَّ.

٣٠٤٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام کے لیے خوشبو لگائی جب آپ نے احرام باندھا اور احرام کھولنے پر خوشبو لگائی جب آپ نے احرام کھولا۔

فائدہ: دیکھیے فوائد حدیث:٢٩٢٧

(المعجم ٧١) - بَابُ الْحَلْقِ (التحفة ٧١)

باب:٧١- سر منڈوانا

٣٠٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

٣٠٤٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے‘

٣٠٤٢- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الطيب قبيل الإحرام في البدن . . . الخ، ح:١١٨٩ من حديث عبيدالله بن عمر به .

٣٠٤٣- أخرجه البخاري، الحج، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، ح:١٧٢٨ من حديث ابن فضيل به، ومسلم، الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير، ح:١٣٠٢ عن ابن أبي شيبة به .

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَالْمُقَصِّرِينَ؟ قَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ» ثَلَاثاً. قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَالْمُقَصِّرِينَ؟ قَالَ: «وَالْمُقَصِّرِينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی بخشش فرما۔'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بال کٹوانے والوں کی بھی۔ آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی بخشش فرما۔'' تین بار اسی طرح دعا فرمائی۔ (تیسری بار بھی) صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بال کٹوانے والوں کی بھی (بخشش کی دعا فرمایئے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور بال کٹوانے والوں کی بھی (بخشش فرما۔'')

٣٠٤٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْحَوَارِيِّ الدِّمَشْقِيُّ: قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ» قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ، يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ» قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ، يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ» قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ، يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «وَالْمُقَصِّرِينَ».

۳۰۴۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سر منڈوانے والوں پر رحمت فرمائے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بال کٹوانے والوں پر بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سر منڈوانے والوں پر رحمت فرمائے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بال کٹوانے والوں پر بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سر منڈوانے والوں پر رحمت فرمائے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بال کٹوانے والوں پر بھی۔ فرمایا: ''اور بال کٹوانے والوں پر بھی۔''

فوائد ومسائل: ① حج کے موقع پر سر کے بال منڈوانا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی سر کے سارے بال اتروائے تھے۔ (صحيح البخاري' الحج' باب الحلق و التقصير عندالإحلال' حديث:۱۷۲۶) ② عورتوں کے لیے سر کے بال منڈوانا جائز نہیں۔ (جامع الترمذي' الحج' باب ماجاء في كراهية الحلق للنساء حديث:۹۱۴' ۹۱۵' وسنن أبي داود' المناسك' باب الحلق و التقصير' حديث:۱۹۸۴' ۱۹۸۵) انھیں بالوں کے سرے سے کچھ بال کاٹ لینا کافی ہے۔

٣٠٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۳۰۴۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٣٠٤٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير، ح: ١٣٠١ من حديث ابن نمير به.

٣٠٤٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٤٥٣/١٤ من حديث ابن إسحاق به، وصححه البوصيري ☆ ابن ◀◀

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! لِمَ ظَاهَرْتَ لِلْمُحَلِّقِينَ ثَلَاثاً، وَلِلْمُقَصِّرِينَ وَاحِدَةً؟ قَالَ: «إِنَّهُمْ لَمْ يَشُكُّوا».

ہے کہ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے سر کے بال منڈوانے والوں کی تین بار تائید فرمائی اور کٹوانے والوں کی ایک بار؟ آپ نے فرمایا: ''انھوں نے شک نہیں کیا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے اور اس پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٥/٣٣٧' ٣٣٨' وإرواء الغليل للألباني: ٤/٢٨٥' ٢٨٦' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ٣٠٤٥) بنابریں بال منڈوانے میں چونکہ حکم کی تعمیل کا اظہار زیادہ واضح اور کامل ہے' اس لیے ان کے لیے تین بار دعا کی گئی۔ ② حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام خطابی رحمہ اللہ سے یہ توجیہ نقل کی ہے کہ عربوں میں بال رکھنے کا رواج تھا اور وہ بال منڈوانے کو عجمیوں کا طریقہ سمجھتے تھے' اس لیے سر منڈوانے کو ان کا جی نہیں چاہتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے باوجود سر منڈوا لینا تعمیل حکم کا بلند درجہ ہے۔ ③ شک سے مراد تذبذب اور ہچکچاہٹ کا اظہار ہے۔

(المعجم ٧٢) - بَابُ مَنْ لَبَّدَ رَأْسَهُ (التحفة ٧٢)

باب: ٧٢- سر کے بال جمانا

٣٠٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا شَأْنُ النَّاسِ، حَلُّوا وَلَمْ تَحِلَّ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: «إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي، وَقَلَّدْتُ هَدْيِي،

٣٠٤٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے احرام کھول دیا اور آپ نے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے سر کے بالوں کو جمایا ہوا ہے اور قربانی کے جانور کو قلادے پہنائے

◄ أبي نجيح مدلس، ح: ٣٧٨، ولم أجد تصريح سماعه.

٣٠٤٦ـ أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدي، ح: ١٥٦٦، ١٦٩٧ من حديث عبيدالله به، ومسلم، الحج، باب بيان أن القارن لا يتحلل إلا في وقت تحلل الحاج المفرد، ح: ١٢٢٩ عن ابن أبي شيبة به.

فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ».

ہوئے ہیں' اس لیے میں قربانی کرنے تک احرام نہیں کھولوں گا۔''

فوائد ومسائل: ① تَلْبِید کا مطلب یہ ہے کہ احرام باندھتے وقت گوند وغیرہ کے ذریعے سے بالوں کو جما لیا جائے تاکہ تیل نہ لگانے کی وجہ سے منتشر نہ ہوں' اور طویل عرصے تک احرام میں رہنے کی وجہ سے جوئیں نہ پڑ جائیں' نیز بالوں میں گرد وغبار داخل نہ ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ قربانی کے جانور ساتھ لے کر آئے تھے' اس لیے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا۔ ③ جس کے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوں اسے عمرہ کر کے احرام کھول دینا چاہیے اور حج تمتع کرنا چاہیے۔

٣٠٤٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ [الْمِصْرِيُّ]: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّدًا.

٣٠٤٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سر کے بال جمائے لبیک پکارتے سنا۔

(المعجم ٧٣) - بَابُ الذَّبْحِ (التحفة ٧٣)

باب: ۷۳- قربانی کے جانور ذبح کرنا

٣٠٤٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَمْرُو ابْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ. وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيقٌ وَمَنْحَرٌ. وَكُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ. وَكُلُّ الْمُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ».

٣٠٤٨- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منیٰ سب کا سب قربانی کی جگہ ہے۔ اور مکہ کا ہر راستہ (یہاں آنے کی) راہ بھی ہے اور قربانی کی جگہ بھی۔ اور پورا عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور پورا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① قربانی کے جانوروں کو منیٰ میں قربان کرنا افضل ہے اور مکہ میں (حدود حرم کے اندر) بھی جائز ہے۔ ② فِجَاج کھلے راستوں کو کہتے ہیں۔ مطلب ہے کہ مکے میں ہر راستے سے داخل ہوا جا سکتا ہے۔ ③ آج کل منیٰ میں باقاعدہ ایک قربان گاہ موجود ہے۔ اگر آسانی سے وہاں پہنچنا ممکن ہو تو قربانی کا جانور وہیں ذبح کرنا چاہیے۔ اس سے صفائی کا مسئلہ بھی پیدا نہیں ہوتا اور حاجی کی ضرورت سے زائد گوشت بھی ضائع نہیں

٣٠٤٧_ أخرجه البخاري، الحج، باب من أهل ملبدًا، ح: ١٥٤٠ وغيره، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ١١٨٤/ ٢١ من حديث ابن وهب به، وأخرجه النسائي، ح: ٢٦٨٤ عن ابن السرح به.

٣٠٤٨_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الصلاة بجمع، ح: ١٩٣٧ من حديث أسامة به.

ہوتا بلکہ اسے سنبھال لیا جاتا ہے جو بعد میں دور دراز کے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے' خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں غذائی قلت ہو۔ ③ منیٰ' عرفات اور مزدلفہ میں کسی خاص جگہ خیمہ لگانے یا ٹھہرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں ٹھہرنا چاہیے۔ بلاوجہ دوسروں کو تنگ کرنا جائز نہیں۔

(المعجم ٧٤) - **بَابُ مَنْ قَدَّمَ نُسُكًا قَبْلَ نُسُكٍ** (التحفة ٧٤)

باب: ٧٤- (دس ذوالحجہ کو) حج کے اعمال میں تقدیم و تاخیر

٣٠٤٩- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَمَّنْ قَدَّمَ شَيْئًا قَبْلَ شَيْءٍ إِلَّا يُلْقِي بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا: «لَا حَرَجَ».

٣٠٤٩- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے جس شخص کے بارے میں بھی سوال کیا گیا کہ اس نے ایک کام سے پہلے دوسرا کام کر لیا ہے' (تو اس کے جواب میں) رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے یہی فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔''

٣٠٥٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسْأَلُ يَوْمَ مِنًى، فَيَقُولُ: «لَا حَرَجَ. لَا حَرَجَ» فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ. قَالَ: «لَا حَرَجَ» قَالَ: رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ. قَالَ: «لَا حَرَجَ».

٣٠٥٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ منیٰ کے دن رسول اللہ ﷺ سے سوالات کیے جاتے تھے تو آپ فرماتے تھے: ''کوئی حرج نہیں' کوئی حرج نہیں۔'' ایک شخص نے آ کر کہا: میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' کسی نے عرض کیا: میں نے شام ہونے پر رمی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔''

٣٠٥١- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

٣٠٥١- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت

٣٠٤٩_ أخرجه البخاري، العلم، باب من أجاب الفتيا بإشارة اليد والرأس، ح: ٨٤ من حديث أيوب به.

٣٠٥٠_ أخرجه البخاري، الحج، باب: إذا رمى بعد ما أمسى أو حلق قبل أن يذبح ناسيًا أو جاهلاً، ح: ١٧٣٥ من حديث يزيد بن زريع به.

٣٠٥١_ أخرجه البخاري، العلم، باب الفتيا وهو واقف على الدابة وغيرها، ح: ٨٣ وغيره من حديث الزهري به، ومسلم، الحج، باب جواز تقديم الذبح على الرمي، والحلق على الذبح وعلى الرمي، وتقديم الطواف عليها كلها، ح: ١٣٠٦/ ٣٣١ من حديث ابن عيينة به.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَمَّنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ أَوْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ، قَالَ: «لَا حَرَجَ».

ہے' نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ کسی نے سر منڈوانے سے پہلے ذبح کر لیا' یا ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔''

٣٠٥٢- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ. أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: قَعَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِنًى، يَوْمَ النَّحْرِ، لِلنَّاسِ. فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ. قَالَ: «لَا حَرَجَ» ثُمَّ جَاءَهُ آخَرُ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ. قَالَ: «لَا حَرَجَ» فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ قَبْلَ شَيْءٍ، إِلَّا قَالَ: «لَا حَرَجَ».

٣٠٥٢- حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قربانی کے دن منیٰ میں لوگوں (کو مسائل بتانے) کے لیے بیٹھ گئے۔ ایک آدمی نے آکر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا۔ آپ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' پھر ایک اور آدمی آیا' اس نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے رمی (کنکر مارنے) سے پہلے جانور کی قربانی دے دی۔ آپ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' اس دن رسول اللہ ﷺ سے جس کام کے بارے میں بھی سوال کیا گیا جسے دوسرے کام سے پہلے کر لیا گیا تھا' آپ نے یہی فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔''

(المعجم ٧٥) - بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ (التحفة ٧٥)

باب: ٧٥- ایام تشریق میں جمرات کو رمی کرنا

٣٠٥٣- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ضُحًى. وَأَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ، فَبَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ.

٣٠٥٣- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے (دس تاریخ کو) بڑے جمرے کو چاشت کے وقت (دھوپ چڑھے) رمی کی۔ اس کے بعد کے دنوں میں سورج ڈھلنے کے بعد رمی کی۔

٣٠٥٢ـ [صحيح] وصححه البوصيري: * أسامة حسن الحديث، وتابعه قيس بن سعد (النسائي، الكبرٰى، ح: ٤١٠٥، وفي سنده تصحيف، وإسناده حسن) علقه البخاري، ح: ١٧٢٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٠١٢.

٣٠٥٣ـ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وقت استحباب الرمي، ح: ١٢٩٩ من حديث ابن جريج به.

فائدہ: دیکھیے فوائد حدیث: ۳۰۲۳۔

٣٠٥٤- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو شَيْبَةَ: عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْمِي الْجِمَارَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، قَدْرَ مَا إِذَا فَرَغَ مِنْ رَمْيِهِ، صَلَّى الظُّهْرَ.

۳۰۵۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے سے اتنی دیر بعد جمرات پر کنکریاں مارتے تھے کہ جب رمی سے فارغ ہوتے تو ظہر کی نماز پڑھ لیتے۔

(المعجم ٧٦) - **بَابُ الْخُطْبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ** (التحفة ٧٦)

باب: ۷۶- قربانی کے دن خطبہ دینا

٣٠٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَلَا أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالُوا: يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ. قَالَ: «فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا. أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ. وَلَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى

۳۰۵۵- حضرت عمرو بن احوص ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حجۃ الوداع میں نبی ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”اے لوگو! کون سا دن زیادہ حرمت (اور احترام) والا ہے؟“ تین بار فرمایا: حاضرین نے کہا: حج اکبر کا دن۔ آپ نے فرمایا: ”تمھارے خون تمھارے مال تمھاری عزتیں ایک دوسرے کے لیے اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح تمھارے اس شہر (مکہ مکرمہ) میں تمھارے اس مہینے (ذوالحجہ) کا یہ دن قابل احترام ہے۔ سنو! مجرم کے جرم کی ذمہ داری صرف اسی پر ہے۔ باپ کے جرم کی ذمہ داری اس کے بیٹے پر نہیں اور بیٹے کے جرم کی ذمہ داری

٣٠٥٤_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء في الرمي بعد زوال الشمس، ح: ٨٩٨ من حديث حجاج بن أرطاة: (٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧) عن الحكم به مختصرًا، وقال: "هٰذا حديث حسن" * جبارة، ح: ٧٤٠، وإبراهيم، ح: ١٤٩٥، وتقدما، والحديث صحيح بدون "قَدْرَ ما إذا فرغ من رميه، صلى الظهر"، والله أعلم.

٣٠٥٥_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في وضع الربا، ح: ٣٣٣٤ من حديث أبي الأحوص به، وصححه الترمذي، ح: ٣٠٨٧.

وَلَدِهِ، وَلَا مَوْلُودٌ عَلٰى وَالِدِهِ. أَلَا إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يُعْبَدَ فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا أَبَداً. وَلٰكِنْ سَيَكُونُ لَهُ طَاعَةٌ فِي بَعْضِ مَا تَحْتَقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَيَرْضٰى بِهَا. أَلَا وَكُلُّ دَمٍ مِنْ دِمَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ. وَأَوَّلُ مَا أَضَعُ مِنْهَا دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي لَيْثٍ، فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ أَلَا وَإِنَّ كُلَّ رِباً مِنْ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ. لَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ. لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ. أَلَا يَا أُمَّتَاهُ هَلْ بَلَّغْتُ؟» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «اللّٰهُمَّ اشْهَدْ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

اس کے باپ پر نہیں۔ سنو! شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمھارے اس شہر میں کبھی اس کی پوجا کی جائے۔ لیکن بعض ایسے کاموں میں اس کی اطاعت ہوتی رہے گی جنھیں تم معمولی سمجھتے ہو' اور وہ اس پر راضی ہو جائے گا۔ سنو! جاہلیت میں کیا جانے والا ہر خون کالعدم ہے۔ سب سے پہلے میں حارث بن عبدالمطلب کا خون معاف کرتا ہوں۔ یہ (شیر خوار بچہ) قبیلہ بنولیث میں پرورش پا رہا تھا۔ بنو ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ سنو! جاہلیت کا ہر سود کالعدم ہے' صرف اصل زر تمھارا حق ہے' نہ تم ظلم کرو' نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ سنو میری امت! کیا میں نے (اللہ کے احکام) پہنچا دیے؟'' تین بار فرمایا: سب نے کہا: جی ہاں۔ تب آپ نے تین بار فرمایا: ''اے اللہ! گواہ رہ۔''

فوائد و مسائل: ① حج کا دن قابل احترام ہے۔ ② بعض دن دوسروں سے افضل ہیں' مثلاً: عید کا دن اور حج کے ایام' خاص طور پر عرفہ کا دن۔ ہفتے کے دنوں میں جمعے کا دن' مہینوں میں ماہ رمضان کے ایام۔ ان دنوں میں نیکی اور عبادت کی طرف زیادہ توجہ دینا اور گناہوں سے بچنے کی زیادہ کوشش کرنا' ان کے مقام و احترام کا تقاضا ہے۔ ③ اہم مواقع پر عوام کی رہنمائی کے لیے متعلقہ مسائل بیان کرنے چاہئیں۔ دوسرے اہم مسائل کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ ④ مومن کے لیے مومن کی جان لینا' ناجائز طور پر اس کا مال لے لینا یا اس کی بے عزتی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ⑤ کسی مجرم کے جرم کی سزا اس کے بے گناہ رشتے داروں کو نہیں دی جا سکتی۔ ⑥ بعض اوقات پولیس کسی مفرور مجرم کو گرفتار نہیں کر سکتی تو اس کے گھر والوں پر تشدد کرتی ہے تاکہ مجرم انھیں بچانے کے لیے اپنی گرفتاری دے دے' شرعاً یہ ظلم ہے۔ ⑦ چھوٹے گناہوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ان سے بھی شیطان خوش ہوتا ہے اور ان کی وجہ سے بڑے گناہوں تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔ ⑧ عالم کو وعظ و نصیحت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا عملی نمونہ بھی پیش کرنا چاہیے۔ ⑨ ہر قسم کا سود حرام ہے کیونکہ یہ ظلم ہے' خواہ باہمی رضامندی سے لیا دیا جائے۔ ⑩ نبی اکرم ﷺ نے دین کے احکام پوری طرح پہنچا دیے ہیں۔ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں شریعت کی رہنمائی موجود نہ ہو۔

۳۰۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْخَيْفِ مِنْ مِنًى. فَقَالَ: «نَضَّرَ اللهُ امْرَءًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا. فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ. وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ. ثَلَاثٌ لَا يُغَلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ، وَالنَّصِيحَةُ لِوُلَاةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ. فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ».

۳۰۵۶- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ منیٰ میں مقام خیف پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو ترو تازہ رکھے جو میری بات سنے اور اسے (دوسروں تک) پہنچا دے۔ بعض لوگوں کے پاس فقہ کی بات ہوتی ہے اور وہ خود فقیہ نہیں ہوتے۔ بعض لوگ فقہ کی بات اپنے سے زیادہ فقیہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ تین کاموں میں مومن کا دل خیانت نہیں کرتا: عمل کو اللہ کے لیے خلوص کے ساتھ ادا کرنا' مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی کرنا اور ان کی اجتماعیت میں شامل رہنا کیونکہ ان کی دعا دوسروں کو بھی شامل ہوتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① فقہ کی بنیاد حدیث نبوی پر ہے۔ جس اجتہاد کی بنیاد قرآن و حدیث پر نہیں وہ اجتہاد قابل اعتماد نہیں۔ ② علمی مسائل دوسروں تک پہنچانے چاہئیں۔ ③ دین کا علم اس شخص سے بھی حاصل کر لینا چاہیے جو بظاہر علم' عمر یا مرتبے میں کم تر ہو۔ بعض اوقات اس سے ایسا علمی نکتہ مل جاتا ہے جو بڑے علماء سے نہیں ملتا۔ ④ علم و تفقہ کی کوئی حد نہیں۔ ممکن ہے بعد میں آنے والے کسی شخص کو وہ اجتہادی اور علمی نکتہ سمجھ میں آ جائے جس کی طرف پہلے گزر جانے والے بڑے علماء کی توجہ مبذول نہیں ہوئی۔ ⑤ مومن کا دل خیانت نہیں کرتا' اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن ان تین کاموں کو بہتر سے بہتر انداز سے انجام دینے کی کوشش کرتا ہے اور کوتاہی نہیں کرتا۔ ⑥ مومن کی مومن سے خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ صرف اپنے لیے دعا نہ کرے بلکہ دوسروں کے لیے بھی دعا کی جائے' خواہ وہ دوست یا رشتہ دار ہوں یا اجنبی' خواہ ہم وطن ہوں یا دوسرے علاقوں میں رہائش پذیر ہوں۔ ⑦ جو شخص دوسروں کے لیے دعا کرتا ہے اسے بھی دوسروں کی دعائیں پہنچتی ہیں۔ (مزید دیکھیے فوائد و مسائل' حدیث:۲۳۰)

۳۰۵۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ:

۳۰۵۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

۳۰۵٦_ [حسن] تقدم، ح: ۲۳۱.

۳۰۵۷_ [صحيح] وصححه البوصيري * زافر صدوق كثير الأوهام (تقريب)، وشيخه سعيد بن سنان الشيباني حسن الحديث، وله شاهد صحيح عند النسائي في الكبرى: ۲/ ٤٤٤ ح: ٤٠٩٩ باختلاف يسير، وله شواهد أخرى، وبها صح الحديث والحمد لله.

حَدَّثَنَا زَافِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْمُخَضْرَمَةِ بِعَرَفَاتٍ، فَقَالَ: «أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا، وَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا، وَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟» قَالُوا: هٰذَا بَلَدٌ حَرَامٌ، وَشَهْرٌ حَرَامٌ، وَيَوْمٌ حَرَامٌ. قَالَ: «أَلَا وَإِنَّ أَمْوَالَكُمْ وَدِمَاءَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي يَوْمِكُمْ هٰذَا. أَلَا وَإِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ. وَأُكَاثِرُ بِكُمُ الْأُمَمَ. فَلَا تُسَوِّدُوا وَجْهِي. أَلَا وَإِنِّي مُسْتَنْقِذٌ أُنَاسًا، وَمُسْتَنْقَذٌ مِنِّي أُنَاسٌ. فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أُصَيْحَابِي؟ فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ».

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عرفات میں اپنی کان کٹی اونٹنی پر سوار تھے۔ اس وقت آپ نے فرمایا: ”کیا تمھیں معلوم ہے کہ یہ کون سا دن کون سا مہینہ اور کون سا شہر ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: یہ حرمت والا شہر حرمت والا مہینہ اور حرمت والا دن ہے۔ آپ نے فرمایا: ”سنو! حقیقت یہ ہے کہ تمھارے مال اور تمھارے خون تمھارے لیے (ایک دوسرے کے لیے) اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح تمھارے اس شہر (مکہ مکرمہ) میں تمھارے اس (حج کے) دن میں تمھارا مہینہ قابل احترام ہے۔ سنو! میں حوض (کوثر) پر تمھارا پیش رو ہوں گا اور تمھاری کثرتِ تعداد کی وجہ سے دوسری قوموں پر فخر کروں گا تو مجھے (قیامت کے دن) رسوا نہ کر دینا۔ سنو! میں کچھ افراد کو (جہنم سے) چھڑاؤں گا اور کچھ لوگ مجھ سے چھین لیے جائیں گے (اور جہنم میں بھیج دیے جائیں گے۔) میں کہوں گا: میرے رب! میرے ساتھی؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ کو نہیں معلوم انھوں نے آپ کے بعد کیا نئے کام کیے۔“

فوائد و مسائل: ① جس طرح مکہ مکرمہ کا شہر قابل احترام ہے اسی طرح وہ تمام علاقے جن کا تعلق حج کی ادائیگی سے ہے قابل احترام ہیں۔ ② اللہ کے حکم سے چند مہینے بھی قابل احترام ہیں اس لیے انھیں حرمت والے مہینے (أَشْهُرُ الْحُرُم) کہا جاتا ہے۔ وہ چار مہینے ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب، بالخصوص حج کا دن، یوم عرفہ (نو ذوالحجہ) بہت زیادہ احترام کا حامل ہے۔ ③ جو چیز سامعین کو پہلے سے معلوم ہو اس کی اہمیت ذہن نشین کرانے کے لیے سوال کی صورت میں دریافت کی جا سکتی ہے۔ ④ تشبیہ اور تمثیل سے علمی مسائل کو اچھی طرح سمجھایا اور ذہن نشین کرایا جا سکتا ہے۔ ⑤ قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ کو حوض کوثر ملے گا جس سے آپ کے وہ امتی پانی پئیں گے جنھوں نے زندگی میں سنت نبوی پر عمل کیا ہوگا۔ ⑥ بدعتوں کو ایجاد کرنا اور ان پر عمل کرنا حوض کوثر کے پانی سے محرومی کا باعث ہے۔ ⑦ امت کی کثرتِ تعداد شرعاً مطلوب ہے لیکن یہ بھی ضروری

ہے کہ اسلامی تعلیمات و ہدایات کے مطابق بچوں کی بہتر تربیت کر کے انھیں ایسے مسلمان بنایا جائے جنھیں دیکھ کر قیامت کو رسول اللہ ﷺ کو خوشی حاصل ہو۔ ⑧ رسول اللہ ﷺ امت کے گناہ گاروں کی سفارش کریں گے اور انھیں جہنم سے نکال لیں گے۔ ⑨ رسول اللہ ﷺ کو بعض لوگوں کی شفاعت سے منع کر دیا جائے گا۔ ایسے لوگ جہنم میں طویل عرصے تک پڑے رہیں گے۔ اگر انھوں نے شرک اکبر یا کفر اکبر کا ارتکاب کیا ہوگا تو وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ. ⑩ جس طرح مسلمان کو قتل کرنا اور اس کا مال ناجائز طریقے سے حاصل کرنا حرام ہے' اسی طرح اس کی بے عزتی کرنا اور اسے ذلیل کرنے کی کوشش کرنا بھی حرام ہے۔ ⑪ رسول اللہ ﷺ نے منصب رسالت کو کما حقہ ادا فرما دیا۔ اب اگر کوئی شخص گمراہی اختیار کرتا ہے تو خود ذمہ دار ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا نام عضباء (کان کٹی) تھا۔ ویسے اس کے کان کٹے ہوئے نہیں تھے۔

۳۰۵۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَفَ، يَوْمَ النَّحْرِ، بَيْنَ الْجَمَرَاتِ، فِي الْحَجَّةِ الَّتِي حَجَّ فِيهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟» قَالُوا: يَوْمُ النَّحْرِ. قَالَ: «فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟» قَالُوا: هٰذَا بَلَدُ اللهِ الْحَرَامُ. قَالَ: «فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟» قَالُوا: شَهْرُ اللهِ الْحَرَامُ. قَالَ: «هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ. وَدِمَاؤُكُمْ وَأَمْوَالُكُمْ وَأَعْرَاضُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ هٰذَا الْبَلَدِ، [فِي هٰذَا الشَّهْرِ،] فِي هٰذَا الْيَوْمِ» ثُمَّ قَالَ: «هَلْ بَلَّغْتُ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ» ثُمَّ وَدَّعَ النَّاسَ، فَقَالُوا: هٰذِهِ حَجَّةُ الْوَدَاعِ.

۳۰۵۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو حج ادا فرمایا' اس حج کے موقع پر قربانی کے دن جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے۔ (اس وقت) نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سا دن ہے؟'' لوگوں نے کہا: قربانی کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کون سا شہر ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ اللہ کا حرمت والا شہر ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کون سا مہینہ ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ اللہ کا حرمت والا مہینہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ حج اکبر کا دن ہے اور تمھاری جانیں' تمھارے مال' تمھاری عزتیں ایک دوسرے کے لیے اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح اس مہینے کے اس دن میں اس شہر کا احترام ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں نے پہنچا دیا؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ تب نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! گواہ رہ۔'' پھر لوگوں کو الوداع کہا۔ صحابہ نے کہا: یہ حجۃ الوداع' یعنی الوداعی حج ہے۔

۳۰۵۸ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب يوم الحج الأكبر، ح: ١٩٤٥ من حديث هشام به، وعلقه البخاري، ح: ١٧٤٢.

(المعجم ۷۷) - **بَابُ زِيَارَةِ الْبَيْتِ** (التحفة ۷۷)

باب:۷۷-طوافِ زیارت کا بیان

۳۰۵۹- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَارِقٍ عَنْ طَاوُسٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ إِلَى اللَّيْلِ.

۳۰۵۹- حضرت عائشہ ؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طوافِ زیارت رات تک مؤخر فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① علامہ البانی ؒ نے اس حدیث کو شاذ قرار دیا ہے۔ شاذ کا مطلب ہے کہ یہ حدیث زیادہ قوی حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل ترک ہے۔ ② امام بخاری ؒ نے اس حدیث کو تعلیقاً ان الفاظ سے روایت کیا ہے: ''نبی اکرم ﷺ نے زیارت کو رات تک مؤخر فرمایا۔'' (صحیح البخاري' الحج' باب الزيارة يوم النحر' قبل حديث:۱۷۳۲) حافظ ابن حجر ؒ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ اس سے مراد ایام تشریق کی راتوں میں کعبہ کی زیارت ہے' دس ذوالحجہ کا طواف نہیں۔ وہ دن ہی میں ہوا۔ (فتح الباري:۳/۷۱۶'۷۱۷)

۳۰۶۰- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْمُلْ فِي السَّبْعِ الَّذِي أَفَاضَ فِيهِ.

قَالَ عَطَاءٌ: وَلَا رَمَلَ فِيهِ.

۳۰۶۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے طوافِ افاضہ کے سات چکروں میں رمل نہیں کیا۔

جناب عطاء ؒ بیان کرتے ہیں: اس (طواف) میں رمل نہیں ہوتا۔

(المعجم ۷۸) - **بَابُ الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ** (التحفة ۷۸)

باب:۷۸-زمزم کا پانی پینا

۳۰۵۹_ [إسناده ضعيف] أخرجه الحافظ ابن حجر في تغليق التعليق: ۳/۹۸ من حديث يحيى به. فائدة: حديث محمد بن طارق عن طاوس مرسل (تحفة الأشراف: ۱۳/ ۲۳۹)، وحديث أبي الزبير مسند لكنه عنعن، ح: ۳۹۵، وعلقه البخاري في صحيحه (قبل، ح: ۱۷۳۲)، وقال الحافظ ابن حجر: فيحمل حديث ابن عمر (البخاري: أيضًا)، وجابر (مسلم، ح: ۱۲۱۸) على اليوم الأول ويحمل حديث ابن عباس على باقي الأيام، والله أعلم.

۳۰۶۰_ [صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الإفاضة في الحج، ح: ۲۰۰۱ من حديث ابن وهب به.

٣٠٦١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَالِساً. فَجَاءَهُ رَجُلٌ. فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ جِئْتَ؟ قَالَ: مِنْ زَمْزَمَ. قَالَ: فَشَرِبْتَ مِنْهَا كَمَا يَنْبَغِي؟ قَالَ: وَكَيْفَ؟ قَالَ: إِذَا شَرِبْتَ مِنْهَا فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ وَتَنَفَّسْ ثَلَاثاً. وَتَضَلَّعْ مِنْهَا. فَإِذَا فَرَغْتَ فَاحْمَدِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ. فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ آيَةَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ، إِنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُونَ مِنْ زَمْزَمَ».

۳۰۶۱- حضرت محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا۔ انھوں نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا: زمزم سے۔ فرمایا: کیا تم نے اس میں سے اس طرح پیا ہے جس طرح پینا چاہیے؟ اس نے کہا: وہ کس طرح ہے؟ فرمایا: جب تو اس (چاہ زمزم) سے پانی پیے تو قبلے کی طرف منہ کر، اللہ کا نام لے تین سانس لے اور سیر ہو کر پی۔ جب تو پی چکے تو اللہ عزوجل کا شکر ادا کر کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہمارے اور منافقوں کے درمیان (پہچان کے لیے) یہ علامت ہے کہ وہ زمزم سیر ہو کر نہیں پیتے۔''

٣٠٦٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُؤَمَّلِ: إِنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ».

۳۰۶۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمزم کا پانی اس (مقصد) کے لیے ہے جس کے لیے وہ پیا جائے۔''

٣٠٦١ـ [حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ١/ ١٥٨ عن عبيدالله به مختصرًا، وتابعه مكي بن إبراهيم، وعبدالله بن المبارك، قال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وأورده الضياء المقدسي في المختارة * محمد بن عبدالرحمٰن وثقه ابن حبان والبوصيري، وقال عثمان بن الأسود: "كنا نجالس محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي بكر ولا نقوم من عنده إلا وقد يعني إن شاء الله أفزنا علمًا حسنًا" (مسائل ابن أبي شيبة: ١ بتحقيقي) روى عنه عمرو بن دينار وغيره، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وللحديث شواهد كثيرة، منها ما في أخبار مكة: ٢/ ٢٨، ح:١٠٧٩ قال الفاكهي: "وحدثنا حسين بن حسن (ابن حرب السلمي المروزي) قال: أنا الفضل بن موسٰى قال حدثنا عثمان بن الأسود عن ابن أبي مليكة عن ابن عباس به، المرفوع فقط، وهذه متابعة جيدة لابن عبدالرحمٰن".

٣٠٦٢ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٧، ٣٧٢ وغيره من طرق عن ابن المؤمل به، ضعفه البوصيري لضعف عبدالله ابن المؤمل، وتابعه إبراهيم بن طهمان عند البيهقي: ٥/ ٢٠٢ وفي السند إليه: أبومحمد أحمد بن إسحاق بن شيبان البغدادي، ولم نجد له ترجمةً، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، ومن أجلها صححه بعض العلماء، وحسنه بعضهم.

فوائد و مسائل: ① زمزم کا پانی برکت والا ہے۔ حصول برکت کے لیے پینا چاہیے۔ ② زمزم پیتے وقت کسی نیک مقصد کو دل میں رکھا جائے بلکہ زبان سے بھی دعا کر لی جائے۔ ③ زمزم کو اپنے وطن بھی ساتھ لے جانا چاہیے۔ (جامع الترمذي' الحج' باب ماجاء في حمل ماء زمزم' حديث:٩٦٣)

(المعجم ٧٩) - بَابُ دُخُولِ الْكَعْبَةِ (التحفة ٧٩)

باب: ٧٩- کعبہ شریف میں داخل ہونا

٣٠٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمَ الْفَتْحِ، الْكَعْبَةَ. وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ شَيْبَةَ. فَأَغْلَقُوهَا عَلَيْهِمْ مِنْ دَاخِلٍ. فَلَمَّا خَرَجُوا سَأَلْتُ بِلَالًا: أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ صَلَّى عَلَى وَجْهِهِ، حِينَ دَخَلَ، بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ، عَنْ يَمِينِهِ.

ثُمَّ لُمْتُ نَفْسِي أَنْ لَا أَكُونَ سَأَلْتُهُ: كَمْ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ؟

٣٠٦٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کعبہ شریف میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت بلال اور حضرت عثمان بن شیبہ ؓ تھے۔ انھوں نے اندر سے کعبے کا دروازہ بند کر لیا۔ جب وہ باہر نکلے تو میں نے حضرت بلال ؓ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی تھی؟ انھوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے داخل ہونے کے بعد سامنے کے رخ دائیں طرف کے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی۔

بعد میں میں نے خود کو ملامت کی کہ میں نے یہ کیوں نہ پوچھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی نماز پڑھی تھی؟

فوائد و مسائل: ① کعبہ میں داخل ہونا اور نماز پڑھنا درست ہے۔ ② کعبہ میں داخل ہونا حج یا عمرے کا حصہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کعبہ شریف میں اس وقت داخل ہوئے تھے جب مکہ فتح ہوا تھا۔ (فتح الباري: ٥٩٢/٣' حديث:١٦٠١) ③ اس وقت کعبہ شریف میں چھ ستون تھے۔ تین ایک قطار میں اور تین دوسری قطار میں۔ رسول اللہ ﷺ دروازے میں سے داخل ہو کر آگے چلے گئے اور دو ستونوں کے درمیان نماز ادا کی۔ ④ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت بلال' حضرت عثمان بن طلحہ ؓ' جو کعبہ کے کنجی بردار تھے' اور حضرت اسامہ بن زید ؓ بھی کعبہ شریف میں داخل ہوئے تھے۔ (صحيح البخاري' الحج' باب إغلاق البيت ويصلي في أي نواحي البيت شاء' حديث:١٥٩٨) سنن نسائی کی ایک روایت میں حضرت فضل

٣٠٦٣ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الأبواب والغلق للكعبة والمساجد، ح:٤٦٨ وغيره، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره، والصلاة فيها والدعاء في نواحيها كلها، ح:١٣٢٩ من حديث نافع به.

بن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ذکر ہے۔(سنن النسائي' مناسك الحج' باب دخول البيت' حديث:٢٩٠٩) ⑤ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ شریف کے اندر دو رکعت نماز ادا کی تھی۔ اور باہر تشریف لانے کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھی تھیں۔(صحيح البخاري' الصلاة' باب قوله تعالى: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ حديث:٣٩٥)

٣٠٦٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عِنْدِي وَهُوَ قَرِيرُ الْعَيْنِ، طَيِّبُ النَّفْسِ. ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ وَهُوَ حَزِينٌ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! خَرَجْتَ مِنْ عِنْدِي وَأَنْتَ قَرِيرُ الْعَيْنِ، وَرَجَعْتَ وَأَنْتَ حَزِينٌ؟ فَقَالَ: «إِنِّي دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ. وَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ فَعَلْتُ. إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ أَتْعَبْتُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي».

٣٠٦٤- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ میرے پاس سے باہر تشریف لے گئے تو آپ مطمئن اور خوش تھے۔ پھر میرے پاس واپس آئے تو غمگین تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ میرے پاس سے تشریف لے گئے تو آپ مطمئن اور خوش تھے اور واپس آئے تو آپ غمگین (اور پریشان) ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ نے فرمایا: ''میں کعبے کے اندر گیا تھا۔ اب میرا جی چاہتا ہے کہ (کاش) میں نے ایسے نہ کیا ہوتا۔ مجھے خدشہ ہے کہ (اپنے اس عمل کی وجہ سے) اپنے بعد اپنی امت کو مشقت میں مبتلا نہ کروں۔''

(المعجم ٨٠) - بَابُ الْبَيْتُوتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِي مِنًى (التحفة ٨٠)

باب: ٨٠- منیٰ کی راتیں مکہ میں گزارنا

٣٠٦٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ

٣٠٦٥- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے پانی پلانے کے فریضہ کی ادائیگی کے لیے رسول اللہ ﷺ سے

٣٠٦٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في دخول الكعبة، ح: ٢٠٢٩ من حديث إسماعيل به، والترمذي، ح: ٨٧٣، وقال الترمذي: "حسن صحيح" قلت: إسماعيل بن عبدالملك ضعيف، ضعفه الجمهور، وقال ابن حبان: "وكان رديء الحفظ، رديء الفهم، يقلب ما روى".

٣٠٦٥ـ أخرجه البخاري، الحج، باب هل يبيت أصحاب السقاية أو غيرهم بمكة ليالي منى، ح: ١٧٤٥، ومسلم، الحج، باب وجوب المبيت بمنى ليالي أيام التشريق، والترخيص في تركه لأهل السقاية، ح: ١٣١٥ من حديث ابن نمير به.

عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ أَيَّامَ مِنًى. مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ. فَأَذِنَ لَهُ.

اجازت چاہی کہ منیٰ کے ایام میں رات کو مکہ میں رہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے انھیں اجازت دے دی۔

فوائد ومسائل: ① مکہ مکرمہ میں قریش کی مختلف شاخوں کو مختلف مناصب حاصل تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے اجداد میں سے قصی بن کلاب کو جو مناصب حاصل تھے، وہ انھوں نے اپنے بیٹوں میں تقسیم کیے، پھر وہ منصب ان کی اولاد میں تقسیم ہوئے تو سقایت (حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب) بنو عبد مناف کو اور حجابت (کعبہ کی خدمت اور کلید برداری) بنو عبدالدار کو ملی۔ رسول اللہ ﷺ کے حج کے موقع پر سقایت کا یہ منصب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا۔ (الرحیق المختوم، ص: ٥٣) ② منیٰ کے ایام سے مراد ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ ہے جن میں حاجی منیٰ میں رہتے ہیں۔ ان ایام کی راتیں بھی منیٰ میں گزارنی چاہئیں، البتہ حاجیوں کی خدمت کے سلسلے میں خدام مکہ مکرمہ میں بھی رہ سکتے ہیں۔ ③ حاجیوں کی خدمت ایک بڑا شرف ہے۔

٣٠٦٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَهَنَّادُ ابْنُ السَّرِيِّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ يُرَخِّصِ النَّبِيُّ ﷺ لِأَحَدٍ يَبِيتُ بِمَكَّةَ، إِلَّا لِلْعَبَّاسِ، مِنْ أَجْلِ السِّقَايَةِ.

٣٠٦٦- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے کسی (حاجی) کو مکہ میں رات گزارنے کی اجازت نہیں دی، سوائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے، (جنھیں) ان کے منصب سقایت کی وجہ سے (رات کو مکہ میں رہنے کی اجازت دی۔)

(المعجم ٨١) - بَابُ نُزُولِ الْمُحَصَّبِ (التحفة ٨١)

باب: ٨١- وادیٔ محصب میں ٹھہرنا

٣٠٦٧- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، وَعَبْدَةُ، وَوَكِيعٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ:

٣٠٦٧- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میدانِ ابطح میں ٹھہرنا کوئی سنت (اور شرعی حکم) نہیں۔ رسول اللہ ﷺ وہاں صرف اس لیے ٹھہرے تھے کہ (وہاں سے) روانگی میں آپ کے لیے آسانی تھی۔

٣٠٦٦ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل إسماعيل بن مسلم، تقدم، ح: ٣٠١، ونقل عن ابن المديني: "أجمع أصحابنا على ترك حديثه"، والحديث السابق شاهد له.

٣٠٦٧ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر، وصلاة الظهر وما بعدها به، ح: ١٣١١ عن ابن أبي شيبة به.

كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ نُزُولَ الْأَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ. إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِيَكُونَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ.

فوائد ومسائل: ① أبطح یا بطحاء کے لفظی معنی ہموار اور وسیع قطعۂ زمین کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد مکہ اور منیٰ کے درمیان کا میدان ہے۔ اس کو محصب کہتے ہیں۔ (فتح الباري: ۳/ ۷۴۵) ② رسول اللہ ﷺ نے یہاں ٹھہر کر ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پانچ نمازیں ادا کیں۔ اسی رات کو مکہ جا کر طواف وداع کیا اور واپس آ گئے۔ ③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمرے کے لیے تشریف لے گئی تھیں۔ جب وہ واپس آئیں تو رسول اللہ ﷺ یہیں سے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ (صحیح البخاري، العمرة، باب الاعتمار بعد الحج بغير هدي، حديث: ۱۷۸۶)

٣٠٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ ادَّلَجَ النَّبِيُّ ﷺ، لَيْلَةَ النَّفْرِ، مِنَ الْبَطْحَاءِ ادِّلَاجًا.

۳۰۶۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ واپسی کی رات بطحاء سے رات کے آخری حصے میں روانہ ہوئے۔

٣٠٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَنْزِلُونَ بِالْأَبْطَحِ.

۳۰۶۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ابطح کے مقام پر قیام فرماتے تھے۔

٣٠٦٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٧٨ من حديث عمار به، وصححه البوصيري، وأخرجه البخاري، ح: ١٧٧٢ وغيره من حديث الأعمش به مطولاً باختلاف يسير، والحديث الآتي شاهد له.

٣٠٦٩- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في نزول الأبطح، ح: ٩٢١ من حديث عبدالرزاق به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وأخرجه البخاري، ح: ١٧٦٧، ومسلم، ح: ١٣١٠ وغيرهما من طرق أخرى عن نافع به مطولاً ومختصرًا.

فائدہ: مذکورہ بالا حضرات نے مستحب سمجھ کر یہاں قیام کیا تھا لازمی عمل کے طور پر نہیں۔ (فتح الباري: ٤٤٦/٣)

(المعجم ٨٢) - بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ (التحفة ٨٢)

باب: ٨٢- طوافِ وداع (رخصت ہوتے وقت آخری طواف)

٣٠٧٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ كُلَّ وَجْهٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ».

٣٠٧٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: لوگ (حج کے اعمال سے فارغ ہو کر منیٰ ہی سے) ہر طرف واپس (اپنے اپنے وطن کو) چلے جاتے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص کوچ نہ کرے جب تک وہ (روانگی سے پہلے) آخری وقت بیت اللہ کے پاس (طواف میں) نہ گزارے۔''

٣٠٧١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَنْفِرَ الرَّجُلُ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ.

٣٠٧١- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے آخری وقت طوافِ بیت اللہ کیے بغیر (واپس) کوچ کرنے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① حج اور عمرے میں بنیادی اہمیت بیت اللہ شریف کو حاصل ہے اس لیے واپسی کے وقت بھی طوافِ وداع کا حکم دیا گیا ہے۔ ② کوشش کرنی چاہیے کہ طوافِ وداع اس وقت کیا جائے جب روانگی کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہوں اور اب صرف مدینہ جانے کے لیے بس یا ٹیکسی سٹینڈ پر جانا ہو یا اپنے وطن روانہ ہونے کے لیے ائیر پورٹ یا بندرگاہ جانے کے لیے بالکل تیار ہوں۔ ③ طوافِ وداع کے بعد مسجد سے باہر آتے وقت الٹے پاؤں چلنا سنت سے ثابت نہیں۔

(المعجم ٨٣) - بَابُ الْحَائِضِ تَنْفِرُ قَبْلَ أَنْ تُوَدِّعَ (التحفة ٨٣)

باب: ٨٣- حیض والی عورت طوافِ وداع کے بغیر روانہ ہو سکتی ہے

٣٠٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٣٠٧٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں

٣٠٧٠ـ أخرجه مسلم، الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، ح: ١٣٢٧ من حديث سفيان به.

٣٠٧١ـ [صحيح] أخرجه الطبراني: ١٢/ ٣٩٦ من طريق آخر عن إبراهيم بن زيد به، وضعفه البوصيري من أجل إبراهيم بن يزيد الخوزي، ح: ١٥٢١، والحديث السابق شاهد له.

٣٠٧٢ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب حجة الوداع، ح: ٤٤٠١ من حديث الزهري به، ومسلم، الحج، باب

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَمَا أَفَاضَتْ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «أَحَابِسَتُنَا هِيَ؟» فَقُلْتُ: إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلْتَنْفِرْ».

نے فرمایا: حضرت صفیہ بنت حیی ؓ کو طواف افاضہ کے بعد حیض شروع ہو گیا۔ حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں: میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ ہمیں (روانگی سے) روک دے گی؟'' میں نے کہا: اس نے طواف افاضہ کر لیا تھا' اس کے بعد حیض شروع ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر وہ روانہ ہو سکتی ہے۔''

۳۰۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَفِيَّةَ فَقُلْنَا: قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ: «عَقْرَىٰ حَلْقَىٰ مَا أُرَاهَا إِلَّا حَابِسَتَنَا» فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا قَدْ طَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ. قَالَ: «فَلَا، إِذَنْ. مُرُوهَا فَلْتَنْفِرْ».

۳۰۷۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کو یاد فرمایا۔ ہم نے عرض کیا: وہ ایام سے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''بانجھ ہو! سر مونڈا جائے! میں سمجھتا ہوں وہ ہمیں (کوچ کرنے سے) روک لے گی۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے قربانی کے دن طواف (افاضہ) کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تب (کوئی رکاوٹ) نہیں' اسے حکم دو کہ کوچ کرے۔''

فوائد ومسائل: ① طواف افاضہ حج کا رکن ہے جو دس ذوالحجہ کو ادا کیا جاتا ہے۔ ② اگر کوئی عورت حیض کی وجہ سے طواف افاضہ دس ذوالحجہ کو نہ کر سکے تو جب پاک ہو تب کر لے۔ ③ جس عورت نے طواف افاضہ کر لیا ہو' وہ اگر مکہ سے واپسی کے دن حیض سے ہو تو اسے طواف وداع معاف ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا: ''بانجھ ہو! سر مونڈا جائے!'' بددعا کے طور پر نہیں بلکہ عربوں کے عام محاورے کے مطابق پریشانی کا اظہار ہے۔

◀◀ وجوب طواف الوادع وسقوطه عن الحائض، ح: ۱۲۱۱ بعد، ح: ۱۳۲۸ عن رمح به.

۳۰۷۳- أخرجه البخاري، الحج، باب الادلاج من المحصب، ح: ۱۷۷۱ من حديث الأعمش به، ومسلم، الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، ح: ۱۲۱۱/ ۳۸۷ بعد حديث: ۱۳۲۸ عن ابن أبي شيبة به.

(المعجم ٨٤) - بَابُ حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٨٤)

باب:٨٤- رسول اللہ ﷺ کے حج کی تفصیل

٣٠٧٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهِ سَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ. حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ. فَقُلْتُ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ. فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى رَأْسِي فَحَلَّ زِرِّي الْأَعْلَى. ثُمَّ حَلَّ زِرِّي الْأَسْفَلَ. ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ. وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ. فَقَالَ مَرْحَباً بِكَ. سَلْ عَمَّا شِئْتَ. فَسَأَلْتُهُ، وَهُوَ أَعْمَى. فَجَاءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ. فَقَامَ فِي نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفاً بِهَا. كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ رَجَعَ طَرَفَاهَا إِلَيْهِ، مِنْ صِغَرِهَا. وَرِدَاؤُهُ إِلَى جَانِبِهِ عَلَى الْمِشْجَبِ. فَصَلَّى بِنَا. فَقُلْتُ: أَخْبِرْنَا عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ بِيَدِهِ، فَعَقَدَ تِسْعاً وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ. فَأَذَّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَاجٌّ. فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ. كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَيَعْمَلَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ. فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ. فَأَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ. فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ.

٣٠٧٤- حضرت جعفر (صادق) رحمہ اللہ اپنے والد محمد (باقر) رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے تمام افراد کے بارے میں پوچھا (کہ آپ لوگ کون کون ہیں؟) حتی کہ میری باری آ گئی۔ میں نے کہا: میں محمد بن علی بن حسین ہوں۔ انھوں نے میرے سر کی طرف ہاتھ بڑھا کر میرا اوپر والا بٹن کھولا' پھر (اس سے) نیچے والا بٹن کھولا' پھر اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھ دیا۔ اس وقت میں ایک جوان لڑکا تھا۔ آپ نے فرمایا: تمھیں خوش آمدید! جو چاہو پوچھو' چنانچہ میں نے آپ سے سوالات کیے (انھوں نے جواب دیے۔) آپ اس وقت نابینا ہو چکے تھے۔ (اتنے میں) نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھے جو اتنا چھوٹا تھا کہ جب اسے کندھوں پر ڈالتے تو اس کے دونوں کنارے آگے آ جاتے (بکل مارنا مشکل تھا۔) اور ان کی بڑی چادر ان کے قریب تپائی پر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ (نماز کے بعد) میں نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے حج کے بارے میں بتایئے۔ آپ نے ہاتھ سے نو کا اشارہ کر کے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (ہجرت کے بعد مدینے میں) نو سال اقامت پذیر رہے اور حج نہیں کیا۔ دسویں سال آپ نے لوگوں میں اعلان کروا دیا

٣٠٧٤- أخرجه مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، ح: ١٢١٨ من حديث حاتم به.

فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ: كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: «اِغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِي» فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ. حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ قَالَ جَابِرٌ: نَظَرْتُ إِلَى مَدِّ بَصَرِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، بَيْنَ رَاكِبٍ وَمَاشٍ. وَعَنْ يَمِينِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ. وَعَنْ يَسَارِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ. وَمِنْ خَلْفِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ. وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ. وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ. مَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ. فَأَهَلَّ بِالتَّوْحِيدِ: «لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ. لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ. إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ». وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِي يُهِلُّونَ بِهِ. فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِنْهُ. وَلَزِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَلْبِيَتَهُ. قَالَ جَابِرٌ: لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ. لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ. حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ، اسْتَلَمَ الرُّكْنَ. فَرَمَلَ ثَلَاثًا. وَمَشَى أَرْبَعًا. ثُمَّ قَامَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ. فَقَالَ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ. فَكَانَ أَبِي يَقُولُ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ [الكافرون] وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ. ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا.

کہ رسول اللہ ﷺ حج کرنے والے ہیں' چنانچہ مدینہ میں بہت سے لوگ (اطراف واکناف سے) آ گئے۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا (میں حج) کرے اور وہی کام کرے جو رسول اللہ ﷺ کریں۔ آپ ﷺ روانہ ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہم ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس ؓ کے ہاں محمد بن ابوبکر ؓ کی ولادت ہو گئی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف آدمی بھیج کر دریافت کیا: میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غسل کر کے ایک کپڑا لنگوٹ کی طرح باندھ لے اور احرام باندھ لے۔'' (ذوالحلیفہ کی) مسجد میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی' پھر قصواء (اونٹنی) پر سوار ہوئے۔ جب اونٹنی رسول اللہ ﷺ کو لے کر بیداء (میدان) میں پہنچی تو حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ کے آگے جہاں تک میری نظر کام کرتی تھی سوار اور پیدل افراد نظر آئے' اسی طرح نبی ﷺ کے دائیں طرف (بے شمار لوگ تھے) اور اسی طرح بائیں طرف' اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (حد نظر تک لوگ تھے۔) اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے' آپ پر قرآن مجید نازل ہوتا تھا اور آپ اس کا مطلب جانتے تھے۔ جو کام بھی آپ ﷺ کرتے تھے' ہم بھی کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے توحید کی آواز بلند کی: [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ' لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ' إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ' لَا شَرِيكَ لَكَ] ''حاضر ہوں' اے اللہ! حاضر ہوں۔

حَتَّى إِذَا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ : «﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ﴾ [البقرة: ١٥٨] نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ». فَبَدَأَ بِالصَّفَا، فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ، فَكَبَّرَ اللهَ وَهَلَّلَهُ وَحَمِدَهُ وَقَالَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ. وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ» ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَقَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ يَمْشِي حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ، رَمَلَ فِي بَطْنِ الْوَادِي. حَتَّى إِذَا صَعِدَتَا يَعْنِي قَدَمَاهُ مَشَى حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ. فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا. فَلَمَّا كَانَ آخِرُ طَوَافِهِ عَلَى الْمَرْوَةِ قَالَ: «لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ، وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً. فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً» فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا، إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ.

حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوں' تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں۔'' لوگوں نے بھی ان الفاظ میں لبیک پکارا جن الفاظ میں (آج کل) پکارتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے کسی لفظ سے منع نہیں کیا' البتہ خود رسول اللہ ﷺ اپنا (مذکورہ بالا) تلبیہ ہی پکارتے رہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہماری نیت صرف حج کی تھی' ہمیں عمرے کا علم ہی نہ تھا (کہ حج کے ساتھ ہی عمرہ بھی کیا جا سکتا ہے) حتی کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کعبہ کے پاس پہنچے تو نبی ﷺ نے حجر اسود کا استلام کیا۔ (طواف کے) تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں (عام رفتار سے) چلے' پھر مقام ابراہیم پر تشریف لے گئے اور فرمایا: [وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى] ''مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔'' آپ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان کیا (اور دو رکعتیں پڑھیں۔ امام جعفر فرماتے ہیں:) میرے والد (محمد بن علی) کا بیان ہے اور یقیناً نبی ﷺ ہی سے انھوں نے بیان کیا ہوگا کہ آپ نے دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھیں۔ پھر دوبارہ بیت اللہ کی طرف تشریف لے گئے اور حجر اسود کا استلام کیا' پھر دروازے سے نکل کر صفا کی طرف چلے۔ جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھی ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ ''صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔'' (اور فرمایا:) ''ہم اسی سے شروع کرتے ہیں جس کا نام اللہ

نے پہلے لیا ہے۔'' چنانچہ آپ نے صفا سے ابتدا کی۔ آپ اس (صفا) پر چڑھے حتی کہ بیت اللہ پر نظر پڑی۔ اللہ کی تکبیر وتہلیل اور حمد فرمائی [اَللّٰهُ أَكْبَرُ' لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور اَلْحَمْدُلِلّٰه] پھر فرمایا: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ' وَلَهُ الْحَمْدُ' يُحْيِي وَ يُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، أَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی بادشاہی ہے' اور اسی کی تعریفیں ہیں' وہ زندہ کرتا اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں' اس نے اپنا وعدہ پورا کیا' اپنے بندے کی مدد کی اور اسی ایک (معبودِ حقیقی) نے (دشمنوں کی سب) جماعتوں کو شکست دی۔'' پھر ان (الفاظ کو پہلی بار اور دوسری بار پڑھنے) کے درمیان دعا مانگی۔ تین بار ایسے ہی کیا۔ پھر اتر کر مروہ کی طرف چلے حتی کہ جب آپ کے قدم نشیب میں پہنچے تو وادی کے نشیبی حصے میں دوڑے' پھر جب (آپ کے قدم) بلند جگہ پہنچے تو آپ (عام رفتار سے) چل کر مروہ پر پہنچے۔ مروہ پر بھی اسی طرح کیا (تکبیر وتحمید اور تہلیل کے بعد لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ...... پڑھا) جس طرح صفا پر کیا تھا۔ (اسی طرح سعی پوری کی۔) جب مروہ پر آپ کے چکر پورے ہوئے تو فرمایا: ''اگر مجھے اپنے معاملے کے بارے میں پہلے وہ بات معلوم ہوتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی کے جانور ساتھ

نہ لاتا اور اس (طواف وسعی) کو عمرہ بنا دیتا' لہٰذا تم میں سے جس کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہیں' اسے چاہیے کہ احرام کھول دے اور اسے عمرہ بنا لے۔'' چنانچہ سب لوگوں نے احرام کھول دیے اور بال کٹوا لیے' سوائے نبی ﷺ کے اور ان لوگوں کے جن کے ساتھ قربانی کے جانور تھے۔

فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِأَبَدٍ أَبَدٍ؟ قَالَ: فَشَبَّكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَصَابِعَهُ فِي الْأُخْرٰى وَقَالَ: «دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ هٰكَذَا» مَرَّتَيْنِ «لَا. بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ» قَالَ: وَقَدِمَ عَلِيٌّ بِبُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ. فَوَجَدَ فَاطِمَةَ مِمَّنْ حَلَّ. وَلَبِسَتْ ثِيَاباً صَبِيغاً. وَاكْتَحَلَتْ. فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ. فَقَالَتْ: أَمَرَنِي أَبِي بِهٰذَا. فَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ، بِالْعِرَاقِ: فَذَهَبْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ مُحَرِّشاً عَلٰى فَاطِمَةَ فِي الَّذِي صَنَعَتْهُ. مُسْتَفْتِياً رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الَّذِي ذَكَرَتْ عَنْهُ، وَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا. فَقَالَ: «صَدَقَتْ. صَدَقَتْ. مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ؟» قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُكَ ﷺ. [قَالَ:] «فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ، فَلَا تَحِلُّ» قَالَ: فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي جَاءَ بِهِ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ، وَالَّذِي أَتٰى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ، مِائَةً. ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا. إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ وَمَنْ

حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حکم اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور دوبار فرمایا: ''عمرہ حج میں اس طرح داخل ہو گیا ہے۔ (صرف اس سال کے لیے) نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ (یمن سے) نبی ﷺ کے اونٹ (قربانی کے لیے) لے کر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان افراد میں شامل ہیں جنھوں نے احرام کھول دیا ہے اور انھوں نے رنگ دار کپڑے پہن رکھے ہیں اور سرمہ لگایا ہوا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے اس کام پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو انھوں نے فرمایا: مجھے ابا جان نے یہ حکم دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق میں (یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا کرتے تھے: میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس عمل کی شکایت کرنے اور انھوں نے جو بات بتائی تھی اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے ان کے اس کام پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ رسول اللہ

كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوا إِلَى مِنًى، أَهَلُّوا بِالْحَجِّ فَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَصَلَّى، بِمِنًى، الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ. ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ. وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعَرٍ فَضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ. فَسَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ أَوِ الْمُزْدَلِفَةِ، كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَأَجَازَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ. فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ. فَنَزَلَ بِهَا. حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ، أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ. فَرَكِبَ حَتَّى أَتَى بَطْنَ الْوَادِي. فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: «إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا. أَلَا وَإِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ تَحْتَ قَدَمِي هٰذِهِ. وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ. وَأَوَّلُ دَمٍ أَضَعُهُ دَمُ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ؛ كَانَ مُسْتَرْضِعاً فِي بَنِي سَعْدٍ، فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ. وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ. وَأَوَّلُ [رِبًا أَضَعُهُ] رِبَانَا. رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ. فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ. فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ اللهِ. وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ. وَإِنَّ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا

ﷺ نے فرمایا: ''وہ سچ کہتی ہے، وہ سچ کہتی ہے۔تم نے جب حج کا احرام باندھا تھا تو کیا کہا تھا؟'' حضرت علی ؓ نے فرمایا: میں نے کہا تھا: اے اللہ! میں اسی چیز کا احرام باندھتا ہوں جس کا احرام تیرے رسول ﷺ نے باندھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھ تو قربانی ہے لہٰذا تم بھی احرام نہ کھولو۔'' حضرت جابر ؓ نے کہا: قربانی کے وہ جانور جو حضرت علی ؓ یمن سے لائے تھے اور وہ جانور جو نبی ﷺ مدینہ سے لائے تھے ان کی مجموعی تعداد سو تھی۔ پھر نبی ﷺ کے سوا اور جن کے ساتھ قربانی کے جانور تھے ان کے سوا سب لوگوں نے احرام کھول دیا اور بال کٹوا لیے۔ پھر جب ترویہ کا دن (٨ ذوالحجہ) آیا اور لوگ منیٰ کی طرف چلے تب انھوں نے حج کا احرام باندھا۔ رسول اللہ ﷺ بھی سوار ہوئے (اور منیٰ جا پہنچے) اور آپ نے منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں، پھر (فجر کی نماز کے بعد) کچھ دیر ٹھہرے رہے حتی کہ سورج نکل آیا۔ اور آپ کے حکم سے نمرہ مقام میں آپ کے لیے بالوں کا (بکریوں کے بالوں سے بنا ہوا) ایک خیمہ لگا دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ (منیٰ سے) روانہ ہوئے تو قریش کو یقین تھا کہ آپ مشعر حرام یا مزدلفہ میں رک جائیں گے جیسے زمانۂ جاہلیت میں قریش کیا کرتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے حتی کہ عرفات میں پہنچ گئے۔ آپ کو نمرہ میں خیمہ لگا ہوا ملا۔ آپ وہاں تشریف فرما ہوئے۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ کے حکم سے (آپ کی اونٹنی) قصواء پر کجاوہ کسا گیا۔ رسول اللہ ﷺ

تَكْرَهُونَهُ . فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ . وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ . وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَمْ تَضِلُّوا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ . كِتَابَ اللهِ . وَأَنْتُمْ مَسْؤُولُونَ عَنِّي . فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟» قَالُوا : نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ . فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ إِلَى السَّمَاءِ ، وَيَنْكُبُهَا إِلَى النَّاسِ : «اللّٰهُمَّ اشْهَدْ . اللّٰهُمَّ اشْهَدْ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ . ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ . ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ . وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا . ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى أَتَى الْمَوْقِفَ . فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ إِلَى الصَّخَرَاتِ . وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ . وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ . فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيلًا . حِينَ غَابَ الْقُرْصُ . وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ خَلْفَهُ . فَدَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ . حَتَّى إِنَّ رَأْسَهَا لَيُصِيبُ مَوْرِكَ رَحْلِهِ . وَيَقُولُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى : «أَيُّهَا النَّاسُ! السَّكِينَةَ . السَّكِينَةَ» كُلَّمَا أَتَى حَبْلًا مِنَ الْجِبَالِ أَرْخَى لَهَا قَلِيلًا حَتَّى تَصْعَدَ . ثُمَّ أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلَّى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ . وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا . ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ . فَصَلَّى الْفَجْرَ ، حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ ، بِأَذَانٍ

اس پر سوار ہو کر وادی کے نشیب میں تشریف لے آئے۔ (وہاں) لوگوں سے خطاب فرمایا۔ (اس میں) فرمایا: ”تمھارے خون اور تمھارے مال ایک دوسرے کے لیے اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح تمھارے اس شہر (مکہ) میں اس مہینے (ذوالحجہ) کا یہ (حج کا) دن۔ سنو! جاہلی رواج کی ہر چیز میرے ان قدموں تلے روندی گئی۔ دورِ جاہلیت میں ہو جانے والے قتل سب معاف ہیں۔ (ان کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔) اور سب سے پہلے میں ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں۔ یہ (دودھ پیتا بچہ) قبیلۂ بنی سعد میں پرورش پا رہا تھا اور قبیلۂ بنی ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔ زمانۂ جاہلیت کے سب سود معاف ہیں۔ اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا، یعنی عباس بن عبدالمطلب کا سود معاف کرتا ہوں۔ وہ سب کا سب معاف ہے۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انھیں اللہ کی ذمہ داری پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے نام پر ان کی عصمت کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔ ان پر تمھارا یہ حق ہے کہ تمھارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ بیٹھنے دیں جو تمھیں ناپسند ہے۔ اگر وہ یہ حرکت کریں تو انھیں مارو لیکن سخت مار نہ ہو۔ اور تم پر ان کا یہ حق ہے کہ مناسب انداز سے انھیں خوراک اور لباس مہیا کرو۔ اور میں نے تمھارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب ہے۔ اور تم سے (قیامت کے دن) میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے؟“ حاضرین نے عرض کیا: ہم گواہی دیں گے کہ

وَإِقَامَةٍ. ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ. حَتَّى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ. فَرَقِيَ عَلَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ وَكَبَّرَهُ وهَلَّلَهُ. فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفاً حَتَّى أَسْفَرَ جِدًّا. ثُمَّ دَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ. وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ الْعَبَّاسِ. وَكَانَ رَجُلاً حَسَنَ الشَّعَرِ، أَبْيَضَ، وَسِيمًا. فَلَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، مَرَّ الظُّعُنُ يَجْرِينَ. فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ. فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ. فَصَرَفَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ. حَتَّى أَتَى مُحَسِّرًا. حَرَّكَ قَلِيلًا. ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّتِي تُخْرِجُكَ إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى. حَتَّى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ. فَرَمَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ. يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا. مِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ. وَرَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي. ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ. فَنَحَرَ ثَلَاثاً وَسِتِّينَ بَدَنَةً بِيَدِهِ. وَأَعْطَى عَلِيًّا. فَنَحَرَ مَا غَبَرَ. وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ. ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ. فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ. فَطُبِخَتْ. فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا. ثُمَّ أَفَاضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْبَيْتِ. فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ. فَأَتَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُمْ يَسْقُونَ عَلَى زَمْزَمَ. فَقَالَ: «انْزِعُوا. بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَوْلَا أَنْ يَغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلَى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ» فَنَاوَلُوهُ

آپ نے (پورا دین) پہنچا دیا' (اپنا فرض پوری طرح ادا کر دیا' اور (امت کی) خیر خواہی کی۔ نبی ﷺ نے انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی اور لوگوں کی طرف جھکائی اور تین بار فرمایا: ''اے اللہ! گواہ رہ! اے اللہ گواہ رہ!'' اس کے بعد حضرت بلال ؓ نے اذان دی' پھر اقامت کہی تو نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی' پھر (بلال ؓ نے) اقامت کہی تو نبی ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ دونوں نمازوں کے درمیان آپ ﷺ نے کوئی (سنت یا نفل) نماز ادا نہیں فرمائی۔ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ سوار ہو کر (عرفات میں) وقوف کے مقام پر تشریف لے گئے۔ آپ نے چٹانوں کی طرف اپنی اونٹنی کا پیٹ (اور پہلو) کیا' اور جبل مشاۃ (ٹیلے) کو اپنے سامنے کیا اور قبلے کی طرف منہ کیا۔ (اور ذکر و دعا میں مشغول ہو گئے۔) آپ برابر وہاں ٹھہرے رہے حتی کہ سورج غروب ہو گیا اور تھوڑی سی سرخی بھی کم ہو گئی۔ جب سورج کی ٹکیا نظروں سے بالکل اوجھل ہو گئی تو آپ نے سواری پر حضرت اسامہ بن زید ؓ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ (عرفات سے) روانہ ہوئے تو آپ نے قصواء کی مہار بہت زیادہ کھینچ رکھی تھی حتی کہ اس کا سر آپ کے کجاوے کی اگلی لکڑی سے جا لگا۔ آپ دائیں ہاتھ سے اشارہ کر کے فرما رہے تھے: ''اے لوگو! آرام سے چلو۔ آرام سے چلو۔'' جب راستے میں کوئی ٹیلا آتا تو رسول ﷺ اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دیتے تاکہ وہ (ٹیلے پر آسانی سے) چڑھ جائے۔ پھر آپ مزدلفہ تشریف لائے۔ وہاں ایک اذان اور

دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ.

دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔ اور ان کے درمیان کوئی (سنت یا نفل) نماز نہیں پڑھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے حتی کہ صبح صادق ہو گئی۔ جب واضح طور پر صبح طلوع ہو گئی تو آپ نے اذان اور اقامت کہلوا کر فجر کی نماز ادا کی' پھر (نماز کے بعد) رسول اللہ ﷺ قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام تشریف لے گئے۔ آپ اس کے اوپر تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد اور تکبیر و تہلیل میں مشغول ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ یہاں ٹھہرے رہے حتی کہ خوب روشنی ہو گئی' پھر سورج طلوع ہونے سے پہلے یہاں سے روانہ ہو گئے۔ آپ نے اپنے پیچھے (اونٹنی پر) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو سوار کیا۔ وہ خوبصورت بالوں والے' گورے چٹے اور خوش شکل آدمی تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو کچھ عورتیں (اونٹوں پر سوار) تیزی کے ساتھ پاس سے گزریں' حضرت فضل رضی اللہ عنہ انھیں دیکھنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے (ان کا چہرہ) دوسری طرف کر دیا تو فضل رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر کر عورتوں کو دیکھنا شروع کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ وادی محسر میں پہنچے تو سواری کو قدرے تیز کیا' پھر اس درمیانی راستے پر چل پڑے جو بڑے جمرے پر پہنچاتا ہے حتی کہ آپ اس جمرے پر جا پہنچے جو درخت کے قریب ہے۔ آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں' ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔ وہ کنکریاں اتنی چھوٹی تھیں کہ انگوٹھے اور انگلی سے پکڑ کر پھینکی جا سکیں۔ آپ نے وادی کے نشیب میں کھڑے ہو کر کنکریاں

ماریں۔ پھر آپ قربان گاہ تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ سے تریسٹھ (٦٣) اونٹوں کو نحر فرمایا۔ پھر حضرت علی ؓ کو (نیزہ) دیا تو باقی اونٹ انھوں نے نحر کیے۔ نبی ﷺ نے انھیں اپنے قربانی کے جانوروں میں شریک کر لیا تھا۔ پھر آپ کے حکم سے ہر اونٹ کی ایک بوٹی لے کر ہنڈیا میں ڈالی گئی اور پکائی گئی۔ دونوں نے یہ گوشت کھایا اور اس کا شوربہ پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ طواف افاضہ کے لیے کعبہ کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا کی۔ عبدالمطلب کی اولاد کے افراد زمزم پر پانی پلا رہے تھے' چنانچہ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ''عبدالمطلب کے بیٹو! (کنوئیں سے) پانی نکالو' اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ پانی پلانے کے معاملے میں تم پر غالب آ جائیں گے تو میں بھی تمھارے ساتھ پانی نکالتا۔'' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ڈول دیا۔ آپ نے اس سے پانی پیا۔

فوائد و مسائل: ① بزرگ آدمی کو چاہیے کہ نوجوانوں سے شفقت کا سلوک کرے۔ ② نابینا ہونا حصول علم یا تعلیم و تبلیغ میں رکاوٹ نہیں۔ ③ بڑا کپڑا ہوتے ہوئے چھوٹے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ ④ مرد کے لیے نماز میں سر ڈھانکنا ضروری نہیں اگرچہ سر ڈھانکنے کے لیے کپڑا موجود ہو' تاہم ننگے سر رہنے کو اور اسی طرح ننگے سر نماز پڑھنے کو معمول بنالینا نبی ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ کے اُسوہ اور عمل کے خلاف ہے۔ عورت کے لیے سر چھپانا ضروری ہے اگرچہ وہ گھر میں اکیلی نماز پڑھ رہی ہو۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا عمل قرآن کی تشریح ہے۔ قرآن مجید میں حج کا حکم ہے۔ اس کی ادائیگی کا طریقہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور عمل سے معلوم ہوا۔ ⑥ مدینہ والوں کا میقات ذوالحلیفہ ہے۔ اسے آج کل ''آبار علی'' یا ''بئر علی'' کہتے ہیں۔ مدینہ سے حج یا عمرے کے لیے مکہ جانے والوں کو یہاں سے احرام باندھنا چاہیے۔ ⑦ حیض و نفاس حج سے رکاوٹ کا باعث نہیں۔ ⑧ کپڑا باندھنے کا حکم اس لیے دیا کہ اس کے اندر روئی وغیرہ رکھ لی جائے تاکہ خون اس میں جذب ہوتا رہے اور دوسرے کپڑے خراب نہ ہوں۔ ⑨ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ مشہور صحابی خاتون ہیں۔ پہلے حضرت جعفر طیار ؓ کے نکاح میں تھیں۔ ان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی۔ حضرت جعفر ؓ سے ان

کے ہاں تین بیٹے محمد‘ عبداللہ اور عون (ؓ) پیدا ہوئے۔ حضرت جعفر ؓ ۸ھ میں غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے تو حضرت اسماء بنت عمیس ؓ سے حضرت ابوبکر ؓ نے نکاح کر لیا۔ ان سے حجۃ الوداع کے موقع پر محمد بن ابی بکر ؓ پیدا ہوئے۔ ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر ؓ فوت ہوئے تو وہ حضرت علی ؓ کے نکاح میں آ گئیں۔ ان سے ان کے ہاں یحییٰ ؒ پیدا ہوئے۔ آپ ام المومنین میمونہ بنت حارث ؓ کی ماں شریک بہن تھیں اور حضرت عباس ؓ کی زوجۂ محترمہ ام الفضل ؓ کی سگی بہن تھیں۔ ⑩ لبیک پکارتے وقت بہتر یہ ہے کہ وہی الفاظ پڑھے جائیں جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھے‘ تاہم دوسرے الفاظ بھی درست ہیں جن میں اللہ کی توحید اور اس کی طرف رغبت کا اظہار ہو۔ ⑪ طواف کی دو رکعتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۂ اخلاص پڑھنا مسنون ہے۔ ⑫ صفا اور مروہ پر ہر چکر میں کعبہ رخ ہو کر دعا مانگنا مسنون ہے۔ ⑬ حج مفرد کی نیت کو عمرے کی نیت میں تبدیل کر کے حج تمتع کرنا درست ہے۔ ⑭ جو شخص میقات سے قربانی کا جانور لے کر نہ آیا ہو اسے حج تمتع ادا کرنا چاہیے۔ ⑮ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے۔ ⑯ ایک راوی سے حدیث سن کر مزید تاکید کے لیے دوسرے راوی یا استاد سے دریافت کرنا جائز ہے‘ جیسے حضرت علی ؓ نے حضرت فاطمہ ؓ سے احرام کھولنے کا مسئلہ سن کر نبی اکرم ﷺ سے تصدیق چاہی۔ ⑰ حج تمتع کرنے والے کو عمرہ کر کے احرام کھولنا اور دوبارہ آٹھ ذوالحجہ کو احرام باندھنا چاہیے۔ ⑱ یہ احرام مکہ میں اپنی رہائش گاہ ہی سے باندھنا چاہیے‘ اس کے لیے میقات پر جانے کی ضرورت نہیں۔ ⑲ منیٰ میں آٹھ ذوالحجہ کی ظہر سے نو ذوالحجہ کی فجر تک پانچ نمازیں ادا کرنی ہیں۔ ⑳ نو ذوالحجہ کو زوال سے پہلے نمرہ میں ٹھہرنا چاہیے‘ زوال کے بعد میدان عرفات میں داخل ہونا چاہیے۔ ㉑ زوال سے غروب آفتاب تک کا وقت عرفات میں ٹھہرنے کا ہے۔ یہ حج کا اہم ترین رکن ہے۔ اس کے رہ جانے سے حج فوت ہو جاتا ہے۔ ㉒ جو شخص بروقت عرفات نہ پہنچ سکے‘ وہ رات کو کسی وقت صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے عرفات میں حاضر ہو جائے‘ اس کا بھی حج ہو جائے گا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ‘ حدیث:۳۰۱۵) ㉓ عرفات میں قبلہ رو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر دعائیں مانگنا اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔ ㉔ عرفات سے سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر روانہ ہونا چاہیے۔ ㉕ مغرب کی نماز عشاء کے ساتھ ملا کر مزدلفہ میں ادا کرنا مسنون ہے۔ راستے میں مغرب کی نماز ادا کرنا سنت کے خلاف ہے۔ ㉖ بعض لوگ مزدلفہ کی رات جاگتے اور نوافل پڑھتے ہیں، اس رات سونا ہی سنت کا اتباع ہے۔ اور اصل ثواب سنت کی پیروی میں ہے‘ خلافِ سنت محنت کرنے میں نہیں۔ ㉗ مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے کافی روشنی ہو جانے تک ذکر و دعا میں مشغول رہنا چاہیے۔ ㉘ غلطی کرنے والے کو نرمی سے سمجھایا اور اس غلطی سے روکا جا سکتا ہے‘ ڈانٹ ڈپٹ سے ممکن حد تک اجتناب کرنا چاہیے۔ ㉙ جن مقامات میں کسی قوم پر اللہ کا عذاب نازل ہوا ہو‘ وہاں جانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ایسے مقامات کو تفریح گاہیں سمجھ لینا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ㉚ دس ذوالحجہ کو صرف بڑے جمرے کو رمی کرنی ہوتی ہے۔ ㉛ جمرے پر صرف سات کنکریاں مارنی چاہئیں۔ ㉜ بڑی بڑی کنکریاں

مارنا، پتھر اور جوتے مارنا غلو ہے جس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ ㊸ دس ذوالحجہ کے اعمال کی ترتیب یہ ہے: رمی، قربانی، حجامت اور طواف کعبہ۔ اگر یہ ترتیب قائم نہ رہ سکے تو کوئی دم یا فدیہ وغیرہ لازم نہیں آتا۔ ㊹ قربانی کی واجب مقدار ایک بھیڑ بکری نر ہو یا مادہ، یا گائے اور اونٹ کا ایک حصہ ہے۔ اس سے زیادہ، جتنی طاقت ہو، جانور قربانی کیے جا سکتے ہیں۔ ㊺ قربانی کا گوشت غریب مسکین لوگوں کا حق ہے، تاہم خود بھی کھانا مسنون ہے۔ ㊻ زمزم کا پانی پینا سنت اور ثواب ہے۔

٣٠٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِلْحَجِّ عَلَى أَنْوَاعٍ ثَلَاثَةٍ. فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ مَعًا. وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ. وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ. فَمَنْ كَانَ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ مَعاً، لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ مِمَّا حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ مَنَاسِكَ الْحَجِّ. وَمَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَداً لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ مِمَّا حَرُمَ مِنْهُ، حَتَّى يَقْضِيَ مَنَاسِكَ الْحَجِّ. وَمَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، حَلَّ مَا حَرُمَ عَنْهُ حَتَّى يَسْتَقْبِلَ حَجًّا.

٣٠٧٥- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج کے لیے تین قسم کے حج کی نیت سے روانہ ہوئے۔ کسی نے حج اور عمرے دونوں کے لیے احرام باندھا تھا، کسی نے صرف حج کی نیت سے احرام باندھا تھا، کسی نے صرف عمرے کی نیت سے لبیک کہا تھا۔ تو جس نے حج اور عمرے دونوں کی نیت سے احرام باندھا تھا، اس پر حج کے اعمال ادا کرنے تک کوئی (احرام کی وجہ سے) حرام ہونے والی چیز حلال نہ ہوئی۔ جس نے صرف حج کا احرام باندھا تھا، اس پر بھی حج کے اعمال ادا کر چکنے تک کوئی حرام ہونے والی چیز حلال نہ ہوئی۔ اور جس نے صرف عمرے کی نیت کی تھی، اس نے کعبہ کا طواف کیا، صفا و مروہ کی سعی کی، اور اس پر (احرام کی وجہ سے) حرام ہونے والی سب چیزیں (احرام کھولنے کی وجہ سے) حلال ہو گئیں حتی کہ وہ حج کے لیے احرام باندھے۔

فوائد و مسائل: ① حج کی ان تین صورتوں میں سے پہلی صورت کو حج قران، دوسری صورت کو حج افراد یا حج مفرد اور تیسری صورت کو حج تمتع کہتے ہیں۔ ② حالات کے مطابق جس طریقے سے بھی حج کیا جائے درست ہے۔

٣٠٧٦- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

٣٠٧٦- حضرت سفیان ثوری ؒ سے روایت ہے،

٣٠٧٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤١ من حديث محمد بن عمرو به.

٣٠٧٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء كم حج النبي ﷺ؟، ح: ٨١٥ من حديث سفيان عن◀◀

عَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَجَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ حَجَّاتٍ: حَجَّتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ، وَحَجَّةً بَعْدَ مَا هَاجَرَ مِنَ الْمَدِينَةِ. وَقَرَنَ مَعَ حَجَّتِهِ عُمْرَةً، وَاجْتَمَعَ مَا جَاءَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَمَا جَاءَ بِهِ عَلِيٌّ مِائَةَ بَدَنَةٍ. مِنْهَا جَمَلٌ لِأَبِي جَهْلٍ، فِي أَنْفِهِ بُرَةٌ مِنْ فِضَّةٍ. فَنَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ. وَنَحَرَ عَلِيٌّ مَا غَبَرَ.

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تین حج ادا فرمائے۔ دو حج ہجرت سے پہلے اور ایک حج ہجرت کے بعد مدینہ سے آ کر ادا کیا۔ اور (اس) حج کے ساتھ عمرہ بھی ملا کر (حج قران) ادا کیا۔ نبی ﷺ قربانی کے لیے جو (اونٹ) لائے تھے اور جو (اونٹ) حضرت علی ؓ لے کر آئے تھے وہ سب ملا کر سو اونٹ تھے۔ ان میں سے ایک اونٹ ابوجہل کا تھا (جو مسلمانوں کو مال غنیمت میں حاصل ہوا تھا) اس کی ناک میں چاندی کا حلقہ تھا۔ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے تریسٹھ اونٹ نحر کیے جبکہ باقی حضرت علی ؓ نے نحر کیے۔

366

قِيلَ لَهُ: مَنْ ذَكَرَهُ؟ قَالَ: جَعْفَرٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ. وَابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْحَكَمِ، عن مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

سفیان ثوری ؒ سے کہا گیا: انھیں یہ روایت کس نے بیان کی ہے؟ تو انھوں نے کہا: جعفر نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت جابر ؓ سے۔ اور (دوسری سند) ابن ابی لیلیٰ نے حکم سے انھوں نے مقسم سے اور انھوں نے ابن عباس ؓ سے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ البانی ؒ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں: ہجرت سے پہلے دو حج اور ابوجہل کے اونٹ کے تذکرے کے سوا باقی روایت صحیح ہے۔ علاوہ ازیں صحیح مسلم میں حضرت زید بن ارقم ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں ۱۹ غزوات میں شریک ہوئے اور آپ نے صرف ایک ہی حج کیا اور وہ بھی ہجرت کے بعد یعنی حجۃ الوداع۔ (صحیح مسلم، الحج، باب بیان عدد عمر النبي ﷺ وزمانهن، حديث:۱۲۵۴) معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے صرف ایک ہی حج کیا ہے اور وہ بھی دس ہجری میں۔ ہجرت سے قبل دو حج کرنے کا ذکر کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (حجة النبي ﷺ للألباني، ص:٦٧- ٨٣، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم:٣٠٧٦)

جعفر عن أبيه عن جابر به، وقال: "غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٥٦ * الثوري تقدم، ح: ١٦٢، وفي حديث ابن عباس علتان، ح: ٨٥٤، ح: ١١٩٢، وله شاهد مرسل عند البيهقي: ٤/ ٣٤٢، وإسناده ضعيف مع إرساله.

(المعجم ٨٥) - بَابُ الْمُحْصَرِ (التحفة ٨٥)

باب: ٨٥- جس حاجی کو راستے میں رکاوٹ پیش آ جائے

٣٠٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ: حَدَّثَنِي الْحَجَّاجُ ابْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ. قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ، وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرٰى».

فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَالَا: صَدَقَ.

٣٠٧٧- حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جس شخص کی ہڈی ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے وہ احرام کھول دے۔ اور اس پر ایک اور حج کرنا لازم ہے۔“

(حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا:) میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بیان کی تو انھوں نے کہا: اس (حجاج بن عمرو) نے سچ کہا۔

٣٠٧٨- حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ، مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ الْحَجَّاجَ ابْنَ عَمْرٍو عَنْ حَبْسِ الْمُحْرِمِ؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كُسِرَ أَوْ مَرِضَ أَوْ عَرِجَ، فَقَدْ حَلَّ. وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ».

٣٠٧٨- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن رافع رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احرام والے کو رکاوٹ پیش آنے کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کی ہڈی ٹوٹ جائے یا بیمار ہو جائے یا لنگڑا ہو جائے وہ احرام کھول دے اور اس پر اگلے سال حج کرنا لازم ہے۔“

٣٠٧٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الإحصار، ح: ١٨٦٢ من حديث يحيى بن سعيد به، وقال الترمذي، "حسن صحيح"، ح: ٩٤٠، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ١/ ٤٧٠، ٤٨٣، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا يقدح.

٣٠٧٨- [صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الإحصار، ح: ١٨٦٣ من حديث عبدالرزاق به، وانظر الحديث السابق.

قَالَ عِكْرِمَةُ : فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَاهُرَيْرَةَ فَقَالَا : صَدَقَ.

حضرت عکرمہ ؒ فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس اور ابوہریرہ ؓ سے بیان کی تو انھوں نے کہا: اس (حجاج بن عمرو) نے سچ کہا۔

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ : فَوَجَدْتُهُ فِي جُزْءِ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ . فَأَتَيْتُ بِهِ مَعْمَرًا . فَقَرَأَ عَلَيَّ أَوْ قَرَأْتُ عَلَيْهِ .

امام عبدالرزاق نے کہا: میں نے اس روایت کو ہشام صاحب دستوائی کی کتاب میں پایا' چنانچہ اسے میں معمر کے پاس لایا تو انھوں نے میرے سامنے اس کی قراءت کی یا میں نے اس کے سامنے اس کی قراءت کی۔

فوائد و مسائل: ① احرام باندھنے کے بعد حج یا عمرہ کرنے والے کو راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آ جائے تو اسے محصر کہتے ہیں۔ ② ایسے شخص کو جب یقین ہو جائے کہ سفر جاری رکھنا ناممکن ہے تو اسے چاہیے کہ وہیں احرام کھول دے۔ اگر اس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو تو اسے وہیں ذبح کر دے' جیسے رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ نے صلح حدیبیہ کے سفر میں کیا تھا۔ ③ عذر کی وجہ سے نامکمل رہ جانے والا حج' مکمل حج کے حکم میں نہیں' اس لیے اگر بعد میں حج کی طاقت ہو تو حج کرنا ضروری ہوگا۔

(المعجم ٨٦) - بَابُ فِدْيَةِ الْمُحْصَرِ (التحفة ٨٦)

باب: ٨٦- رکاوٹ والے کا فدیہ

٣٠٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَا : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ : قَعَدْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ . فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ : ﴿فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ [البقرة: ١٩٦] قَالَ كَعْبٌ : فِيَّ أُنْزِلَتْ .

٣٠٧٩- حضرت عبداللہ بن معقل ؒ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں مسجد میں حضرت کعب بن عجرہ ؓ کے پاس جا بیٹھا اور ان سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ "تو فدیہ ہے روزوں سے یا صدقے سے یا قربانی سے۔" حضرت کعب ؓ نے فرمایا: یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی ہے۔

٣٠٧٩ـ أخرجه البخاري، المحصر، باب الإطعام في الفدية نصف صاع، ح: ١٨١٦، ٤٥١٧ من حديث شعبة به، ومسلم، الحج، باب جواز حلق الرأس للمحرم إذا كان به أذى، ووجوب الفدية لحلقه، وبيان قدرها، ح: ١٢٠١/ ٨٥ عن محمد بن بشار به.

كَانَ بِي أَذًى مِنْ رَأْسِي. فَحُمِلْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي. فَقَالَ: «مَا كُنْتُ أُرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى. أَتَجِدُ شَاةً؟» قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ [البقرة: ١٩٦].

مجھے سر میں (جوؤں کی وجہ سے) تکلیف تھی۔ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا جبکہ جوئیں (سر کے بالوں سے) جھڑ جھڑ کر میرے چہرے پر گر رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا یہ خیال نہیں تھا کہ تمھیں اس حد تک تکلیف ہوگی جتنی میں (اب) دیکھ رہا ہوں۔ کیا تمھیں ایک بکری مل سکتی ہے؟'' میں نے کہا: جی نہیں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ﴾ ''تو فدیہ ہے روزوں سے یا صدقے سے یا قربانی سے۔''

قَالَ: فَالصَّوْمُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ. وَالصَّدَقَةُ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينَ، لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ. وَالنُّسُكُ شَاةٌ.

صحابی نے فرمایا: روزے تو تین دن کے ہیں اور صدقہ چھ مسکینوں کو دیا جائے' ہر مسکین کو آدھا صاع غلہ دیا جائے۔ اور قربانی (کی مقدار) ایک بکری ہے۔

٣٠٨٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: [أَمَرَنِي] النَّبِيُّ ﷺ، حِينَ آذَانِيَ الْقَمْلُ، أَنْ أَحْلِقَ رَأْسِي، وَأَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أُطْعِمَ سِتَّةَ مَسَاكِينَ. وَقَدْ عَلِمَ أَنْ لَيْسَ عِنْدِي مَا أَنْسُكُ.

٣٠٨٠- حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے جب جوؤں سے تکلیف پہنچی تو نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں سر منڈا دوں اور تین دن روزے رکھوں یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دوں۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا کہ میرے پاس قربانی دینے کی گنجائش نہیں۔

فوائد ومسائل: ① احرام کی حالت میں سر منڈانا اور بال کاٹنا منع ہے۔ ② اگر کسی عذر کی وجہ سے وہ کام کرنا پڑے جو احرام کی حالت میں جائز نہیں تو فدیہ دینا ہوگا۔ ③ فدیہ ایک بکری ہے' اگر یہ ممکن نہ ہو تو تین روزے رکھ لیے جائیں یا چھ مسکینوں کو آدھا آدھا صاع غلہ دے دیا جائے۔

٣٠٨٠- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ١٩/١٥٨، ١٥٩ من حديث ابن نافع به، وتابعه روح بن عبادة عنده، وحديثه مختصر، وللحديث شواهد.

(المعجم ٨٧) - **بَابُ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ** (التحفة ٨٧)

باب:٨٧-احرام کی حالت میں سینگی لگوانا جائز ہے

٣٠٨١- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ.

٣٠٨١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے اور احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔

٣٠٨٢- **حَدَّثَنَا** بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الضَّيْفِ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، عَنْ رَهْصَةٍ أَخَذَتْهُ.

٣٠٨٢- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی کیونکہ آپ کو درد ہو گیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① احرام کی حالت میں سینگی لگوانا جائز ہے۔ ② اگر سینگی لگوانے میں بال اتروانے پڑیں تو فدیہ دے دیا جائے۔

(المعجم ٨٨) - **بَابُ مَا يَدَّهِنُ بِهِ الْمُحْرِمُ** (التحفة ٨٨)

باب:٨٨-احرام والا کون سا تیل لگا سکتا ہے؟

٣٠٨٣- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدَّهِنُ رَأْسَهُ بِالزَّيْتِ وَهُوَ مُحْرِمٌ، غَيْرَ الْمُقَتَّتِ.

٣٠٨٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں اپنے سر میں ایسا تیل ڈال لیتے تھے جس میں خوشبو نہ ہوتی۔

٣٠٨١_ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٨٢.

٣٠٨٢_ [صحيح] * محمد بن أبي الضيف مستور (تقريب)، والحديث السابق شاهد له.

٣٠٨٣_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ادهان المحرم بالزيت، ح: ٩٦٢ من حديث وكيع به، وقال: "غريب ... الخ" * فرقد تقدم حاله، ح: ١٧٨١، وأخرجه البخاري، ح: ١٥٣٧ عن ابن عمر نحوه مختصرًا موقوفًا.

فائدہ: مذکورہ روایت اکثر محققین کے نزدیک سنداً ضعیف ہے' تاہم یہی بات صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے موقوفاً ثابت ہے۔ (صحيح البخاري' الحج' باب الطيب عندالإحرام...... ' حديث: ۱۵۳۷) چنانچہ احرام کی حالت میں ایسا تیل استعمال کیا جا سکتا ہے جس میں خوشبو وغیرہ کی ملاوٹ نہ ہو جبکہ حالت احرام میں خوشبو یا خوشبو والا تیل لگانا منع ہے' تاہم احرام باندھنے سے پہلے خوشبو وغیرہ بھی استعمال کی جا سکتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگائی تھی۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۸/۴۰۰' ۴۰۲)

(المعجم ۸۹) - بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ (التحفة ۸۹)

باب: ۸۹- احرام والا فوت ہو جائے تو؟

٣٠٨٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا أَوْقَصَتْهُ رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ. وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ. وَلَا تُخَمِّرُوا وَجْهَهُ وَلَا رَأْسَهُ. فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّياً».

۳۰۸۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کے سواری کے جانور نے اس کی گردن توڑ دی جبکہ وہ شخص احرام کی حالت میں تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو۔ اور اسے اس کے (احرام کے) دو کپڑوں میں کفنا دو۔ اس کا سر اور چہرہ نہ ڈھانپنا کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک پکارتا اٹھے گا۔''

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، مِثْلَهُ. إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: أَعْقَصَتْهُ رَاحِلَتُهُ. وَقَالَ: «لَا تُقَرِّبُوهُ طِيباً. فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّياً».

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس کی سواری نے اس کی گردن موڑ دی۔ اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے خوشبو کے قریب نہ لے جانا (خوشبو نہ لگانا)' وہ قیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا اٹھایا جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① [اَوْقَصَتْ] ''گردن توڑ دی'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ اونٹ پر سے سر کے بل گرا جس سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ دوسری روایت میں [اَعْقَصَتْ] کا لفظ ہے جس کے معنی ''موڑ دینا'' ہیں۔

٣٠٨٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب كيف يكفن المحرم؟ ح: ١٢٦٨، ١٨٤٩ من حديث عمرو بن دينار به، ومسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ١٢٠٦/ ٩٨ من حديث وكيع به، وأخرجه البخاري أيضًا، ح: ١٢٦٧، ومسلم، ح: ١٢٠٦/ ١٠١ من حديث شعبة عن أبي بشر به.

کیونکہ سر کے بل گرنے سے ہڈی بل کھا جاتی اور ٹوٹ جاتی ہے اور اس سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ ② احرام کی حالت میں فوت ہونے والے شخص کو بھی غسل اور کفن دے کر جنازہ پڑھ کر دفن کرنا چاہیے۔ ③ احرام کی حالت میں فوت ہونے والے کو احرام کی چادروں ہی میں دفنایا جائے۔ اور احرام کی پابندیوں کے مطابق اس کا سر نہ ڈھانپا جائے' نہ اسے خوشبو لگائی جائے۔ ④ جو شخص نیکی کے کام میں مشغول ہونے کی حالت میں فوت ہوا' وہ قیامت کے دن اسی حال میں قبر سے اٹھے گا جس سے لوگوں کو اس کی نیکی کا علم ہو جائے گا۔ یہ اللہ کی طرف سے اس کی عزت افزائی ہوگی۔

(المعجم ٩٠) - **بَابُ جَزَاءِ الصَّيْدِ يُصِيبُهُ الْمُحْرِمُ** (التحفة ٩٠)

باب:٩٠-احرام کی حالت میں شکار کرنے کا جرمانہ

٣٠٨٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الضَّبُعِ، يُصِيبُهُ الْمُحْرِمُ، كَبْشاً. وَجَعَلَهُ مِنَ الصَّيْدِ.

٣٠٨٥- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اگر احرام والا آدمی لگڑ بھگا (بھیڑیے جیسا ایک خونخوار جانور) مار دے تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر ایک مینڈھے کی قربانی دینا لازم کیا ہے اور اس جانور کو شکار قرار دیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① احرام کی حالت میں جنگلی جانور کا شکار کرنا حرام ہے جب کہ حرم کی حد میں ہر شخص کے لیے شکار حرام ہے' خواہ احرام باندھا ہوا ہو یا نہ باندھا ہوا ہو۔ ② اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقْتُلُوا۟ ٱلصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَن قَتَلَهُۥ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ ٱلنَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِۦ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًۢا بَٰلِغَ ٱلْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّٰرَةٌ طَعَامُ مَسَٰكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا﴾ (المائدة٥:٩٥) ''اے ایمان والو! شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو۔ اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر وہ فدیہ واجب ہوگا جو مساوی ہوگا اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے۔ جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں۔ یہ (فدیہ) چوپایوں میں سے ہو جو (نیاز کے طور پر) کعبہ تک پہنچایا جائے' یا اس کا کفارہ مساکین کو دے دیا جائے' یا اس کے برابر روزے رکھ لیے جائیں۔'' ③ لگڑ بھگا کے برابر

٣٠٨٥ـ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل الضبع، ح:٣٨٠١ من حديث جرير به، وقال الترمذي، "هٰذا حديث حسن صحيح"، ح:٨٥١، وصححه البخاري، وابن خزيمة، ح:٢٦٤٥، ٢٦٤٦، وابن حبان، ح:٩٧٩، ١٠٦٨، وابن الجارود، ح:٤٣٨، ٤٣٩، والحاكم على شرط الشيخين: ١/٤٥٢، وقال جرير: سمعت عبدالله بن عبيد عند ابن حبان وغيره، وتابعه إسماعيل بن أمية وغيره.

قربانی کے جانوروں میں سے مینڈھا ہے۔ ③ قرآن مجید میں شکار کیے ہوئے جانور کے مثل (مساوی) جانور قربان کرنے کا حکم ہے۔ اس سے مراد قد وقامت میں مساوی ہونا ہے مثلاً: ہرن کے بدلے بکری اور گائے کے بدلے گائے مکہ پہنچائی جائے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: تفسیر احسن البیان از حافظ صلاح الدین یوسف۔ سورۂ مائدہ آیت:٩٥)

٣٠٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مَوْهَبٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ، فِي بَيْضِ النَّعَامِ يُصِيبُهُ الْمُحْرِمُ «ثَمَنُهُ».

٣٠٨٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ اگر احرام والا شتر مرغ کا انڈا توڑ دے تو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”اس کی قیمت ادا کرے۔“

(المعجم ٩١) - بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ (التحفة ٩١)

باب:٩١- احرام والا کس جانور کو قتل کر سکتا ہے؟

٣٠٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الأَبْقَعُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحِدَأَةُ».

٣٠٨٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”پانچ جانور فاسق ہیں انھیں حرم سے باہر اور حرم کے اندر (ہر جگہ) قتل کیا جا سکتا ہے: سانپ چتکبرا کوا، چوہا، کاٹنے والا کتا اور چیل۔“

٣٠٨٦- [ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٢٥٠ من حديث مروان بن معاوية به، وضعفه البوصيري * علي بن عبدالعزيز (غراب) تقدم، ح: ٢٤٧٤، وأبوالمهزم يزيد متروك (تقريب)، وله شواهد ضعيفة.

٣٠٨٧- أخرجه مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ١١٩٨/ ٦٧ عن ابن أبي شيبة، وابن المثنّٰى به.

٣٠٨٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ، لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ أَوْ قَالَ: فِي قَتْلِهِنَّ وَهُوَ حَرَامٌ: الْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّاةُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

٣٠٨٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور ہیں جن کے قتل کرنے والے پر (یا فرمایا: جن کے قتل کرنے میں) کوئی گناہ نہیں اور وہ حرام ہیں: بچھو، کوا، چیل، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔''

فوائد و مسائل: ① احرام کی حالت میں موذی جانوروں کو قتل کرنا جائز ہے۔ ② ان جانوروں کو حرم کی حد میں بھی قتل کرنا جائز ہے۔ ③ کوے سے مراد وہ کوا ہے جس کا کچھ حصہ (پیٹ وغیرہ) سفید ہوتا ہے۔ ④ کاٹنے والے کتے سے مراد وہ کتا ہے جو ہڑکایا ہوا اور باؤلا ہو۔ ⑤ شیر، چیتے وغیرہ درندوں کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ ان سے بھی مسافروں کو جان کا خطرہ ہوتا ہے۔

٣٠٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ وَالسَّبُعَ الْعَادِيَ وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ وَالْفَأْرَةَ الْفُوَيْسِقَةَ».

٣٠٨٩- حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''احرام والا شخص ان جانوروں کو قتل کر سکتا ہے: سانپ، بچھو، حملہ کرنے والا درندہ، کاٹنے والا کتا اور فاسق چوہیا۔''

فَقِيلَ لَهُ: لِمَ قِيلَ لَهَا الْفُوَيْسِقَةُ؟ قَالَ: لِأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَيْقَظَ لَهَا، وَقَدْ أَخَذَتِ الْفَتِيلَةَ لِتُحْرِقَ بِهَا الْبَيْتَ.

کسی نے حضرت ابو سعید خدری ؓ سے کہا: اسے فاسق کیوں کہا گیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: اس لیے کہ (ایک رات) رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھلی تو اس نے (چراغ کی جلتی ہوئی) بتی پکڑ رکھی تھی (اور ممکن تھا) کہ گھر کو آگ لگا دے۔

٣٠٨٨- أخرجه مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ١١٩٩/ ٧٧ب من حديث ابن نمير به.

٣٠٨٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحج، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ١٨٤٨ من حديث يزيد به، وحسنه الترمذي، ح: ٨٣٨، وضعفه البوصيري من أجل يزيد بن أبي زياد تقدم، ح: ٥٠٤.

(المعجم ٩٢) - بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ الْمُحْرِمُ مِنَ الصَّيْدِ (التحفة ٩٢)

باب:٩٢-احرام والے کو کون سا شکار کرنا منع ہے؟

٣٠٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، جَمِيعاً عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا صَعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ قَالَ: مَرَّ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ. فَأَهْدَيْتُ لَهُ حِمَارَ وَحْشٍ. فَرَدَّهُ عَلَيَّ. فَلَمَّا رَأَى فِي وَجْهِيَ الْكَرَاهِيَةَ قَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ. وَلٰكِنَّا حُرُمٌ».

٣٠٩٠-حضرت صعب بن جثامہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ابواء یا ودّان کے مقام پر تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے آپ کی خدمت میں گورخر (کا گوشت) تحفے کے طور پر پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ مجھے واپس دے دیا (قبول نہ کیا۔) جب آپ نے میرے چہرے پر افسوس کے آثار دیکھے تو فرمایا: ”ہم آپ کو (یہ تحفہ) واپس تو نہ کرتے لیکن ہم احرام کی حالت میں ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① گورخر ایک جنگلی جانور ہوتا ہے جو گدھے سے کچھ مشابہت رکھتا ہے اس لیے اسے ”حمار وحشی“ یعنی جنگلی گدھا کہتے ہیں۔ یہ حلال جانور ہے۔ ② تحفہ دینا اور تحفہ قبول کرنا مسنون ہے۔ اس سے محبت کا اظہار ہوتا ہے اور محبت بڑھتی ہے تاہم تحفہ دیتے وقت یہ خواہش نہیں ہونی چاہیے کہ جواب میں بھی کوئی تحفہ پیش کیا جائے گا۔ ③ اگر مجبوراً کسی سے ایسا معاملہ کرنا پڑے جو اسے ناگوار گزرے تو عذر بیان کر دینا چاہیے تاکہ دل صاف ہو جائے۔ ④ احرام والا اس جانور کا گوشت نہیں کھا سکتا جو اس کے لیے شکار کیا گیا ہو۔ ⑤ احرام میں پالتو جانور کا گوشت کھانا منع نہیں۔

٣٠٩١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ

٣٠٩١-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے حضرت علی ؓ سے روایت کیا انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی

٣٠٩٠ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب إذا أهدي للمحرم حمارًا وحشيًا حيًّا لم يقبل، ح: ١٨٢٥، ٢٥٧٣، ٢٥٩٦، من حديث الزهري به، ومسلم، الحج، باب تحريم الصيد المأكول البري . . . الخ، ح: ١١٩٣/ ٥١، ٥٢، عن ابن رمح وعن ابن أبي شيبة به.

٣٠٩١ـ [صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١٠٥ عن عثمان بن أبي شيبة به، وضعفه البوصيري من أجل عبدالكريم بن أبي المخارق تقدم، ح: ٤٢٩، وابن أبي ليلى، تقدم، ح: ٨٥٤، والحديث السابق شاهد له.

أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمِ صَيْدٍ، وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَلَمْ يَأْكُلْهُ.

خدمت میں شکار کا گوشت پیش کیا گیا جب کہ آپ احرام میں تھے تو آپ نے وہ نہ کھایا۔

(المعجم ٩٣) - **بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ إِذَا لَمْ يُصَدْ لَهُ** (التحفة ٩٣)

باب:۹۳- محرم شکار کا گوشت تب کھا سکتا ہے جب اس کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو

٣٠٩٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ حِمَارَ وَحْشٍ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُفَرِّقَهُ فِي الرِّفَاقِ، وَهُمْ مُحْرِمُونَ.

۳۰۹۲- حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں گورخر (کا گوشت) دیا' اور حکم دیا کہ اسے ساتھیوں میں تقسیم کر دیں جب کہ وہ سب احرام باندھے ہوئے تھے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے جبکہ معناً صحیح ہے جیسا کہ سنن نسائی کی روایت سے ثابت ہے کہ آپ نے اس سے گوشت کھایا تھا۔ (سنن النسائي' مناسك الحج' باب مايجوز للمحرم أكله من الصيد' حديث:۲۸۱۹) لہٰذا جو شکار کسی نے اپنے لیے کیا ہو' پھر وہ احرام والے کو دے دے تو احرام کی حالت میں اس کا گوشت کھانا جائز ہے جیسا کہ درج ذیل روایت سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہے۔ ② یہ ہدیہ پیش کرنے والے حضرت بہزی ؓ تھے۔ (سنن النسائي' مناسك الحج' باب ما يجوز للمحرم أكله من الصّيد' حديث:۲۸۲۰) ایک قول کے مطابق ان کا نام حضرت زید بن کعب ؓ تھا۔ (تقريب التهذيب' باب الأنساب) ③ یہ واقعہ مقام روحاء پر پیش آیا۔ (سنن نسائی حوالہ مذکورہ بالا)

٣٠٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

۳۰۹۳- حضرت ابو قتادہ ؓ سے روایت ہے'

٣٠٩٢ـ [إسناده ضعيف] * ابن عيينة عنعن، تقدم، ح: ٢١١٣، وقال الدارقطني: "ووهم فيه" العلل: ٤/ ٢٠٩، وقال يعقوب بن شيبة: "فأخطأ فيه" والثابت عن رسول الله ﷺ أنه أكل منه، والصحيح ما رواه النسائي: ٥/ ١٨٣ من حديث عيسى بن طلحة عن عمير بن سلمة الضمري عن البهزي به ..... الخ.

٣٠٩٣ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب إذا صاد الحلال فأهدى للمحرم الصيد أكله، ح: ١٨٢١، ١٨٢٢

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ. فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ. فَرَأَيْتُ حِمَارًا. فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَاصْطَدْتُهُ. فَذَكَرْتُ شَأْنَهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَذَكَرْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَحْرَمْتُ، وَأَنِّي إِنَّمَا اصْطَدْتُهُ لَكَ. فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ أَنْ يَأْكُلُوهُ. وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ، حِينَ أَخْبَرْتُهُ أَنِّي اصْطَدْتُهُ لَهُ.

انھوں نے فرمایا: حدیبیہ (کے واقعہ) کے دنوں میں' میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا۔ آپ کے ساتھیوں نے احرام باندھا جبکہ میں نے احرام نہ باندھا۔ مجھے ایک (جنگلی) گدھا نظر آیا تو میں نے اس پر حملہ کر کے اسے شکار کر لیا' پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی کیفیت عرض کی اور یہ بھی ذکر کیا کہ میں احرام میں نہیں تھا اور میں نے آپ (کو تحفہ دینے) کے لیے اسے شکار کیا ہے۔ نبی ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اسے کھا لیں' اور خود اس میں سے (کچھ) نہ کھایا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا تھا کہ میں نے اسے آپ (ﷺ) کے لیے شکار کیا ہے۔

(المعجم ٩٤) - بَابُ تَقْلِيدِ الْبُدْنِ (التحفة ٩٤)

باب:٩٤-قربانی کے اونٹوں کو قلادے پہنانا

٣٠٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ. فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ. ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ.

٣٠٩٤- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مدینہ سے ہدی (قربانی کے جانور) بھیجتے تھے۔ میں آپ کی ہدی کے جانوروں کے قلادے بٹ کر تیار کرتی تھی' پھر رسول اللہ ﷺ کسی ایسے کام سے پرہیز نہیں کرتے تھے جس سے احرام والا پرہیز کرتا ہے۔

٣٠٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٣٠٩٥- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ﷞

◄◄ وغيرهما، ومسلم، الحج، باب تحريم الصيد المأكول البري . . . الخ، ح: ١١٩٦/ ٥٩ من حديث يحيٰى به.

٣٠٩٤ـ أخرجه البخاري، الحج، باب فتل القلائد للبدن والبقر، ح: ١٦٩٨ من حديث الليث به، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم . . . الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٥٩ عن ابن رمح به.

٣٠٩٥ـ أخرجه البخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح: ١٧٠٢ من حديث الأعمش به، ومسلم، الحج، باب ►►

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ النَّبِيِّ ﷺ. فَيُقَلِّدُ هَدْيَهُ. ثُمَّ يَبْعَثُ بِهِ. ثُمَّ يُقِيمُ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ.

سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی ہدی (قربانی کے جانوروں) کے لیے قلادے بٹتی تھی تو آپ اپنی ہدی کو قلادے پہناتے تھے۔ پھر ان (جانوروں) کو (مکہ شریف) بھیج دیتے۔ پھر آپ (مدینہ شریف میں) قیام پذیر رہتے اور کسی ایسی چیز سے پرہیز نہ کرتے جس سے احرام والا پرہیز کیا کرتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① هَدي اس جانور کو کہتے ہیں جو حرم کی حدود میں قربان کیا جاتا ہے۔ ② جس طرح حاجی ہدی کی قربانی دیتا ہے اس طرح دوسرا آدمی بھی ہدی کا جانور مکہ میں بھیج سکتا ہے۔ ③ یہ جانور منیٰ میں قربان کیے جاتے ہیں تاہم مکہ شریف کے اندر بھی قربان کیے جا سکتے ہیں۔ ④ قلادے سے مراد وہ رسی ہے جو ہدی کے گلے میں ڈالی جاتی ہے اور علامت کے طور پر جوتوں کا جوڑا اس رسی کے ذریعے سے جانور کے گلے میں لٹکا دیا جاتا ہے۔ ⑤ قربانی کا جانور (اونٹ گائے بکری اور بھیڑ وغیرہ) مکہ بھیجنے والے پر احرام کی پابندیاں عائد نہیں ہوتیں۔

(المعجم ٩٥) - بَابُ تَقْلِيدِ الْغَنَمِ (التحفة ٩٥)

باب:٩٥- بکریوں کے گلے میں قلادہ ڈالنا

٣٠٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَهْدَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، مَرَّةً، غَنَماً إِلَى الْبَيْتِ. فَقَلَّدَهَا.

٣٠٩٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک بار رسول اللہ ﷺ نے کچھ بکریاں ہدی کے طور پر بیت اللہ بھیجیں تو انھیں قلادے پہنائے۔

(المعجم ٩٦) - بَابُ إِشْعَارِ الْبُدْنِ (التحفة ٩٦)

باب:٩٦- اونٹوں کی کوہان پر زخم کر کے ہدی کا نشان لگانا

٣٠٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

٣٠٩٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

◄◄ استحباب بعث الهدي إلى الحرم . . . الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٦٦ عن ابن أبي شيبة به.

٣٠٩٦ـ أخرجه البخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح: ١٧٠١ من حديث الأعمش به ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه . . . الخ، ح: ١٣٣١/ ٣٦٧ عن ابن أبي شيبة به.

٣٠٩٧ـ أخرجه مسلم، الحج، باب تقليد الهدي وإشعاره عند الإحرام، ح: ١٢٤٣/ ٢٠٥ من حديث قتادة به.

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَشْعَرَ الْهَدْيَ فِي السَّنَامِ الْأَيْمَنِ، وَأَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ.

ہے کہ نبی ﷺ نے ہدی کے جانور کی کوہان پر دائیں طرف اشعار کیا اور اس کا خون پونچھ دیا۔

قَالَ عَلِيٌّ، فِي حَدِيثِهِ : بِذِي الْحُلَيْفَةِ، وَقَلَّدَ نَعْلَيْنِ.

(راویٔ حدیث) علی بن محمد اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں: ذوالحلیفہ میں (اشعار کیا) اور (جانور کے) گلے میں دو جوتیاں ڈالیں۔

فائدہ: اشعار کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ کی کوہان پر ایک طرف اتنا زخم کیا جائے کہ خون بہہ پڑے۔ یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ یہ ہدی کا جانور ہے۔

۳۰۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَفْلَحَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَلَّدَ وَأَشْعَرَ وَأَرْسَلَ بِهَا. وَلَمْ يَجْتَنِبْ مَا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ.

۳۰۹۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (ہدی کے جانوروں کو) قلادہ پہنایا' اشعار کیا' اور انھیں (مکہ) بھیج دیا۔ آپ نے ان چیزوں سے پرہیز نہیں کیا جن سے احرام باندھنے والا پرہیز کیا کرتا ہے۔

(المعجم ۹۷) - بَابُ مَنْ جَلَّلَ الْبَدَنَةَ (التحفة ۹۷)

باب: ۹۷- قربانی کے اونٹ کو جھول ڈالنا

۳۰۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ : أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ

۳۰۹۹- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ آپ کے اونٹوں (کو ذبح وغیرہ کرنے) کا بندوبست کروں' اور ان کی جھولیں اور کھالیں تقسیم کر دوں' اور

۳۰۹۸ـ أخرجه البخاري، الحج، باب من أشعر وقلد بذي الحليفة ثم أحرم، ح: ١٦٩٦ وغيره، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه . . . الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٦٢ من حديث أفلح بن حميد به.

۳۰۹۹ـ أخرجه البخاري، الحج، باب يتصدق بجلود الهدي، ح: ١٧١٧ من حديث عبدالكريم الجزري به، ومسلم، الحج، باب الصدقة بلحوم الهدايا وجلودها وجلالها . . . الخ، ح: ١٣١٧/ ٣٤٨ من حديث سفيان به.

أَنْ أَقُومَ عَلٰى بُدْنِهِ. وَأَنْ أَقْسِمَ جِلَالَهَا وَجُلُودَهَا. وَأَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَازِرَ مِنْهَا شَيْئًا. وَقَالَ: «نَحْنُ نُعْطِيهِ».

قصاب کو ان میں سے کچھ نہ دوں۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا: اس (قصاب) کو ہم (اپنے پاس سے) دیتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① جانوروں کو سردی وغیرہ سے بچانے کے لیے ان پر جھول ڈالنی درست ہے۔ ② قربانی کے جانوروں کی کھالیں اور جھولیں صدقہ کر دینی چاہئیں۔ ③ قربانی کے جانور کا گوشت قصاب کو اجرت کے طور پر دینا جائز نہیں۔ ④ قربانی کا جانور قصاب سے اجرت دے کر ذبح کروانا جائز ہے جبکہ خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔

(المعجم ٩٨) - بَابُ الْهَدْيِ مِنَ الْإِنَاثِ وَالذُّكُورِ (التحفة ٩٨)

باب: ۹۸- قربانی کا جانور مادہ یا نر (دونوں طرح کا) جائز ہے

٣١٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهْدٰى، فِي بُدْنِهِ جَمَلًا لِأَبِي جَهْلٍ، بُرَتُهُ مِنْ فِضَّةٍ.

۳۱۰۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اونٹوں میں ہدی کے طور پر ابوجہل کا اونٹ بھی شامل کیا، اس (کی نکیل) کا حلقہ چاندی کا تھا۔

فوائد ومسائل: ① اونٹوں کے ریوڑ میں زیادہ تر اونٹنیاں ہوتی ہیں، لہٰذا ہدی اور قربانی میں بھی زیادہ تر وہی قربان ہوتی ہیں۔ اس حدیث میں نر اونٹ کا ذکر ہے، لہٰذا مذکر اور مؤنث دونوں کی قربانی کا جواز ثابت ہو گیا۔ ② ابوجہل کا اونٹ غنیمت میں حاصل ہوا، اس لیے کفر پر غلبے کے شکر کے طور پر کافروں کے سردار سے حاصل ہونے والا اونٹ ذبح کیا گیا۔ ③ اونٹ کو چاندی کے حلقے والی نکیل غالباً ابوجہل نے ڈالی ہوگی۔ جس سے فخر کا اظہار ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس اونٹ کو اللہ کی راہ میں قربان کر کے اپنی عبودیت کا اظہار فرمایا۔

٣١٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى: أَنْبَأَنَا مُوسٰى

۳۱۰۱- حضرت ایاس بن سلمہ ؒ نے اپنے والد (حضرت سلمہ بن اکوع ؓ) سے روایت کیا کہ نبی ﷺ

٣١٠٠ـ [حسن] فيه علل * سفيان تقدم، ح: ١٦٢، وابن أبي ليلٰى تقدم، ح: ٨٥٤، والحكم تقدم، ح: ١١٩٢، وله شواهد، منها ما أخرجه أبوداود، ح: ١٧٤٩ بإسناد حسن عن مجاهد عن ابن عباس به ... الخ، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٩٧، ٢٨٩٨، والحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ٤٦٧، ووافقه الذهبي.

٣١٠١ـ [حسن] وضعفه البوصيري من أجل موسى بن عبيدة تقدم، ح: ٢٥١، والحديث السابق شاهد له.

ابْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي بُدْنِهِ جَمَلٌ.

کے ہدی کے جانوروں میں ایک اونٹ بھی تھا۔

(المعجم ٩٩) - **بَابُ الْهَدْيِ يُسَاقُ مِنْ دُونِ الْمِيقَاتِ** (التحفة ٩٩)

باب:٩٩-ہدی کا جانور میقات سے قریب تر مقام سے لے کر جانا

٣١٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى هَدْيَهُ مِنْ قُدَيْدٍ.

٣١٠٢-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہدی قدید کے مقام سے خریدی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خود اپنا قربانی کا جانور مقام قدید سے خریدا تھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الحج' باب من اشتری الهدي من الطريق' حدیث:١٦٩٣) جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہدی کے جانور ذوالحلیفہ سے ساتھ لائے تھے۔ ② قدید ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان میقات کی حدود سے اندر کی طرف واقع ہے۔ (محمد فواد عبدالباقی' حاشیہ سنن ابن ماجہ)

(المعجم ١٠٠) - **بَابُ رُكُوبِ الْبُدْنِ** (التحفة ١٠٠)

باب:١٠٠-ہدی کے جانور پر سواری کرنا

٣١٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً. فَقَالَ: «ارْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ. قَالَ: «ارْكَبْهَا. وَيْحَكَ».

٣١٠٣-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو ہدی کا جانور (اونٹ یا اونٹنی) ہانکے لیے جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جاؤ۔'' اس نے کہا: یہ تو ہدی کا جانور ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔ تیرا بھلا ہو۔''

٣١٠٢- **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الحج، باب اشتراء الهدي، ح:٩٠٧ من حديث يحيى بن يمان به، وقال: "غريب"، وفيه علتان * يحيى بن يمان صدوق عابد يخطىء كثيرًا، وقد تغير(تقريب)، وخالف الثقات في حديثه، والثوري تقدم، ح:١٦٢، وأخرجه البخاري في صحيحه، ح:١٦٩٣ من حديث ابن عمر به موقوفًا، وهو الصحيح.

٣١٠٣- أخرجه البخاري، الحج، باب ركوب البدن، ح:١٦٨٩ وغيره، ومسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح:١٣٢٢/ ٣٧١ من حديث مالك عن أبي الزناد به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٧٧.

٣١٠٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِبَدَنَةٍ. فَقَالَ: «ارْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ. قَالَ: «ارْكَبْهَا».

قَالَ: فَرَأَيْتُهُ رَاكِبَهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فِي عُنُقِهَا نَعْلٌ.

۳۱۰۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک آدمی ہدی کا جانور لے کر گزرا۔ آپ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے کہا: یہ ہدی کا جانور ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اسے نبی ﷺ کی معیت میں اس پر سوار (ہو کر سفر کرتے) دیکھا جب کہ اس (جانور) کے گلے میں (ہدی کے نشان کے طور پر) جوتی بھی موجود تھی۔

فوائد و مسائل: ① ''ہدی'' اس جانور کو کہتے ہیں جو حاجی اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے تاکہ قربانی کے دن مکہ یا منیٰ میں ذبح کرے۔ ② قربانی کے جانور پر سواری کرنا اس وقت جائز ہے جب سواری کا اور جانور موجود نہ ہو اور آدمی تھک گیا ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر اچھے طریقے سے سواری کر جب تو اس (پر سواری کرنے) پر مجبور ہو جائے حتی کہ تجھے سواری کا (اور) جانور مل جائے۔'' (صحیح مسلم' الحج' باب جواز رکوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها' حديث:۱۳۲۴)

(المعجم ١٠١) - بَابٌ: فِي الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ (التحفة ١٠١)

باب:۱۰۱- اگر قربانی کا جانور تھک جائے (اور حرم تک سفر کے قابل نہ رہے)

٣١٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ذُؤَيْباً الْخُزَاعِيَّ حَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُدْنِ. ثُمَّ يَقُولُ: «إِذَا عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيتَ عَلَيْهِ مَوْتاً فَانْحَرْهَا. ثُمَّ

۳۱۰۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ذؤیب خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ ان کے ساتھ قربانی کے جانور (حرم میں) بھیجا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے: ''جب ان میں سے کوئی جانور تھک جائے اور تجھے اس کے مرنے کا خطرہ محسوس ہو تو اسے نحر کر دے' پھر اس کی جوتی اس کے خون میں ڈبو کر اس کے پہلو پر مار۔ تو خود بھی اس (کے

٣١٠٤ـ أخرجه البخاري، الحج، باب ركوب البدن، ح: ١٦٩٠ من حديث هشام وغيره به.

٣١٠٥ـ أخرجه مسلم، الحج، باب ما يفعل بالهدي إذا عطب في الطريق، ح: ١٣٢٦/ ٣٧٨ من حديث سعيد به.

اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا . ثُمَّ اضْرِبْ صَفْحَتَهَا . وَلَا تَطْعَمْ مِنْهَا ، أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ» .

گوشت) میں سے کچھ نہ کھانا اور تیرے ساتھیوں میں سے بھی کوئی نہ کھائے۔''

فوائد ومسائل: ① اپنے وطن میں رہتے ہوئے کسی کے ہاتھ قربانی کے جانور مکہ بھیج دینا درست ہے۔اس کا بھی بہت زیادہ ثواب ہے۔ ② ہدی کا جانور راستے میں تھک جائے یا بیمار ہو جائے اور مزید سفر نہ کر سکے تو اسے راستے ہی میں قربان کر دیا جائے۔ ③ نحر سے مراد اونٹ کو قربان کرنے کا معروف طریقہ ہے۔اونٹ کو ذبح کرنے کا قرآن وسنت سے ثابت شدہ طریقہ یہ ہے کہ اسے کھڑا کر کے ذبح کیا جائے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ﴾ (الحج ٣٦:٢٢) ''اور قربانی کے اونٹ جنھیں ہم نے تمھارے لیے اللہ کی (عظمت کی) نشانیوں میں سے بنایا ہے' تمھارے لیے ان میں بہت بھلائی ہے' لہٰذا (نحر کے وقت جب) وہ گھٹنا بندھے کھڑے ہوں تو اس حالت میں تم ان پر اللہ کا نام لو۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما [صَوَآفَّ] کی تفسیر میں فرماتے کہ اس کے معنی [قِيَاماً] کے ہیں' یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں اونٹ کو نحر کیا جائے۔(صحيح البخاري' الحج' باب(١١٩) نحر البدن قائمة) علاوہ ازیں اونٹ کی بائیں ٹانگ کو باندھ لیا جائے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کے موقع پر اونٹوں کو اسی طرح ذبح کرتے تھے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اونٹ کو اسی حالت میں ذبح کرتے تھے کہ اس کا بایاں پاؤں بندھا ہوتا اور وہ باقی ماندہ تین پاؤں پر کھڑا ہوتا۔(سنن أبي داود' المناسك' باب كيف تنحر البدن'حديث:١٧٦٧) حضرت زیاد بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ایک شخص کے پاس تشریف لائے جس نے ذبح کرنے کے لیے اپنی اونٹنی کو بٹھایا ہوا تھا۔آپ نے فرمایا:''اسے کھڑا کر کے باندھ لو'یہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔'' (صحيح البخاري' الحج' باب نحر الإبل مقيدة'حديث:١٧١٣) اونٹ کے علاوہ دیگر جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے'یعنی ان کا حلق اور ساتھ کی رگیں کاٹی جاتی ہیں۔ ④ جوتی سے نشان لگانے کا مقصد یہ ہے کہ آنے جانے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ہدی کا جانور تھا جو عذر کی وجہ سے راستے میں ذبح کر دیا گیا ہے اور وہ اس کا گوشت کھالیں۔ ⑤ راستے میں ذبح ہونے والی ہدی کا گوشت قربانی کرنے والا نہیں کھا سکتا' نہ اس کے ساتھی کھا سکتے ہیں جبکہ دوسرے عازمین حج یا اس علاقے کے باشندے اس کا گوشت استعمال کر سکتے ہیں۔

٣١٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ،

٣١٠٦-حضرت ناجیہ (بن کعب بن جندب) خزاعی

٣١٠٦ـ[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في الهدي إذا عطب قبل أن يبلغ، ح: ١٧٦٢ من حديث هشام به، وقال الترمذي، "حسن صحيح"، ح: ٩١٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٧٧، وابن حبان، ح: ٩٧٦،

وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ عَمْرٌو فِي حَدِيثِهِ: وَكَانَ صَاحِبَ بُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ؟ قَالَ: «اِنْحَرْهُ. وَاغْمِسْ نَعْلَهُ فِي دَمِهِ. ثُمَّ اضْرِبْ صَفْحَتَهُ. وَخَلِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ، فَلْيَأْكُلُوهُ».

ؓ' جو نبی ﷺ کے اونٹوں کے نگران تھے' ان سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہدی کا جو جانور تھک جائے اس کا کیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے ذبح کر دو اور اس کی جوتی اس کے خون میں ڈبو کر اس کے پہلو پر مارو۔ پھر اسے لوگوں کے لیے چھوڑ دو' وہ اسے کھالیں۔''

(المعجم ١٠٢) - بَابُ [أَجْرِ] بُيُوتِ مَكَّةَ (التحفة ١٠٢)

باب:١٠٢-مکہ کے مکان کرائے پر دینا

٣١٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ، وَمَا تُدْعَى رِبَاعُ مَكَّةَ إِلَّا السَّوَائِبَ. مَنِ احْتَاجَ سَكَنَ. وَمَنِ اسْتَغْنَى أَسْكَنَ.

٣١٠٧- حضرت علقمہ بن نضلہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے' پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ بھی فوت ہو گئے اور (ان سب کے زمانے میں یہ کیفیت تھی کہ) مکہ کے مکانات وقف کہلاتے تھے۔ جس کو ضرورت ہوتی' ان میں ٹھہرتا اور جس کو ضرورت نہ ہوتی کسی اور کو (ان میں) ٹھہرا دیتا۔

(المعجم ١٠٣) - بَابُ فَضْلِ مَكَّةَ (التحفة ١٠٣)

باب:١٠٣-مکہ مکرمہ کی فضیلت

٣١٠٨- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ

٣١٠٨- حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء ؓ سے

◄◄ والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٤٧، ووافقه الذهبي.

٣١٠٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ٤٨، ٤٩ من حديث عمر بن سعيد به، وصححه البوصيري على شرط مسلم، وضعفه الدميري، وقال: "علقمة بن نضلة لا يصح له صحبة"، وقوله هو الصواب.

٣١٠٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب في فضل مكة، ح: ٣٩٢٥ من حديث الليث به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٧، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق أخرى.

الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ: أَخْبَرَنِي عُقَيْلٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أَبَاسَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْحَمْرَاءِ قَالَ لَهُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ، وَاقِفٌ بِالْحَزْوَرَةِ يَقُولُ: «وَاللهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللهِ إِلَيَّ. وَاللهِ لَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ، مَا خَرَجْتُ».

روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اپنی اونٹنی پر حزورہ کے مقام پر کھڑے تھے اور فرمار ہے تھے: ”قسم ہے اللہ کی! تو اللہ کی زمین میں سب سے بہترین (اور افضل مقام) ہے۔ اور اللہ کی (ساری) زمین میں سے تو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ قسم ہے اللہ کی! اگر مجھے تیرے اندر سے نکالا نہ جاتا تو میں (کبھی) نہ نکلتا۔“

فوائد ومسائل: ① مکہ مکرمہ دنیا میں سب سے افضل شہر ہے۔ ② مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے کیونکہ وہاں بیت اللہ شریف واقع ہے جو مسجد نبوی سے افضل مقام ہے۔ ③ مقدس مقامات سے محبت رکھنی چاہیے۔ ④ تاکید کے طور پر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے اگرچہ مخاطب کو کلام کی صحت میں شک نہ ہو تاہم ہر بات میں بلاضرورت قسم کھانا مکروہ ہے۔

٣١٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَامَ الْفَتْحِ، فَقَالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ. فَهِيَ حَرَامٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا يَأْخُذُ لُقَطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ».

٣١٠٩- حضرت صفیہ بنت شیبہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے فتح مکہ کے سال نبی ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا، آپ نے فرمایا: ”اے لوگو! اللہ نے مکہ کو اسی دن حرم (محترم مقام) قرار دے دیا تھا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ وہ قیامت کے دن تک قابل احترام رہے گا (اس لیے) اس کا درخت نہ کاٹا جائے نہ اس میں شکار کو بھگایا جائے اور وہاں گری پڑی چیز صرف وہی اٹھا سکتا ہے جو اعلان کرنا چاہتا ہو۔“

٣١٠٩- [إسناده حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ١/ ٤٥١ من حديث يونس بن بكير به مختصرًا، وعلقه في صحيحه، الجنائز، باب الإذخر والحشيش في القبر، ح: ١٣٤٩ * أبان وثقه الجمهور وهو الراجح، ولحديثه شواهد كثيرة جدًا.

فَقَالَ الْعَبَّاسُ : إِلَّا الْإِذْخِرَ ، فَإِنَّهُ لِلْبُيُوتِ وَالْقُبُورِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِلَّا الْإِذْخِرَ».

حضرت عباس ؓ نے عرض کیا: سوائے اذخر کے۔ وہ مکانوں اور قبروں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوائے اذخر کے۔''

فوائد و مسائل: ① مکہ ہمیشہ سے حرم ہے اور ہمیشہ حرم رہے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے حرم ہونے کا اعلان فرمایا۔ ② بعض احکام ایسے بھی ہیں جو تمام شریعتوں میں برابر قائم رہے ہیں۔ ان میں سے ایک کعبہ شریف کا حج اور حرم مکہ کی حرمت بھی ہے۔ ③ حرم مکہ میں درخت کاٹنا منع ہے۔ ④ حرم کی حدود میں شکار کرنا منع ہے۔ ⑤ اگر جانور حرم کی حد میں داخل ہو جائے تو شکاری کے لیے جائز نہیں کہ اسے حرم کی حد سے نکالنے کی کوشش کرے۔ ⑥ اذخر ایک خاص قسم کی گھاس ہے جو اس علاقے میں کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ ⑦ اذخر گھاس حرم کی حد میں بھی کاٹنا جائز ہے۔ ⑧ رسول اللہ ﷺ سے اذخر کی اجازت طلب کی گئی اور آپ نے اجازت دے دی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ رسول مقبول ﷺ شرعی احکام میں ترمیم کرنے کا حق رکھتے ہیں بلکہ یہ استثنا بھی وحی کے ذریعے سے تھا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم ٥٣:٣، ٤) ''پیغمبر اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے' وہ تو وحی ہوتی ہے جو ان پر نازل ہوتی ہے۔''

٣١١٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَابْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ [الْمَخْزُومِيِّ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا عَظَّمُوا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيمِهَا . فَإِذَا ضَيَّعُوا ذٰلِكَ ، هَلَكُوا».

٣١١٠- حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ امت اس وقت تک خیر پر رہے گی جب تک (حرمین کی) اس حرمت کی عظمت کا کماحقہ خیال رکھے گی۔ جب وہ اس فریضے (تعظیم حرمین) کو ضائع کریں گے تو تباہ ہو جائیں گے۔''

(المعجم ١٠٤) - بَابُ فَضْلِ الْمَدِينَةِ (التحفة ١٠٤)

باب: ١٠٤- مدینہ طیبہ کی فضیلت

٣١١٠- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٧ من حديث يزيد به، وضعفه البوصيري من أجل ابن أبي زياد، انظر، ح: ٥٠٤.

۳۱۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ، كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا».

۳۱۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان مدینے کی طرف اسی طرح سمٹ آئے گا جس طرح سانپ سمٹ کر اپنے بل کی طرف آ جاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مدینے سے محبت کی وجہ سے مومن ہر دور میں اس کی زیارت کا شوق رکھتے ہیں۔ ② قیامت کے قریب جب ساری دنیا میں کفر پھیل جائے گا تو مدینہ میں اس وقت بھی مومن موجود رہیں گے۔

۳۱۱۲- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ، فَلْيَفْعَلْ. فَإِنِّي أَشْهَدُ لِمَنْ مَاتَ بِهَا».

۳۱۱۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص یہ کر سکے کہ مدینہ میں مرے تو ضرور یہ کرے۔ جو شخص یہاں فوت ہوگا' میں اس کے حق میں گواہی دوں گا۔''

فوائد و مسائل: ① کسی خاص جگہ پر وفات پانا انسان کے بس میں نہیں لیکن وہ تمنا اور کوشش کر سکتا ہے کہ زندگی کا آخری حصہ مدینے میں گزارے۔ ② مدینے میں فوت ہونا باعث شرف ہے کیونکہ اس کے حق میں نبی اکرم ﷺ شفاعت کریں گے۔ ③ یہ شرف اس شخص کے لیے ہے جس کی موت ایمان کی حالت میں واقع ہو ورنہ منافق اور مشرک کے حق میں سفارش کرنے کی اجازت نہیں ملے گی اور ان کے حق میں کی گئی شفاعت قبول نہیں ہوگی' جیسے عبداللہ بن ابی کے حق میں کی ہوئی شفاعت قبول نہیں ہوئی۔

۳۱۱۳- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ

۳۱۱۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی

۳۱۱۱ـ أخرجه البخاري، فضائل المدينة، باب الإيمان يأرز إلى المدينة، ح: ۱۸۷۶ من حديث عبيدالله بن عمر به، ومسلم، الإيمان، باب بيان أن الإسلام بدأ غريبًا وسيعود غريبًا، وإنه يأرز بين المسجدين، ح: ۱۴۷ عن ابن أبي شيبة به.

۳۱۱۲ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب ماجاء في فضل المدينة، ح: ۳۹۱۷ من حديث معاذ به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۰۳۱، وللحديث شواهد.

۳۱۱۳ـ [صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن"، وللحديث شواهد كثيرة جدًا عند البخاري، فضائل ◀◀

عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ [عَبْدِ الرَّحْمٰنِ]، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : «اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ . وَإِنَّكَ حَرَّمْتَ مَكَّةَ عَلٰى لِسَانِ إِبْرَاهِيمَ . اللّٰهُمَّ وَأَنَا عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ . وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا» .

ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ابراہیم (علیہ السلام) تیرا خلیل اور تیرا نبی تھا۔ اور تو نے ابراہیم کی زبان پر مکہ کو حرم قرار دیا۔ اے اللہ! میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ اور میں اس (مدینے) کے (دونوں طرف کے) سیاہ پتھروں والے قطعات کی درمیانی زمین کو حرم قرار دیتا ہوں۔''

قَالَ أَبُو مَرْوَانَ : لَابَتَيْهَا ، حَرَّتَيِ الْمَدِينَةِ .

ابو مروان (حدیث کے راوی) نے کہا: سیاہ پتھروں والے دونوں قطعات سے مراد مدینے کے مذکورہ دونوں قطعات ہیں۔

فوائد ومسائل: ① لَابَہ یا حَرَّہ سے مراد زمین کا ایک ایسا قطعہ ہے جس میں سیاہ رنگ کے پتھر پائے جاتے ہیں۔ ② مدینہ شریف کے مشرق اور مغرب میں اس قسم کے دو قطعات پائے جاتے ہیں جو مشرقی حرہ اور مغربی حرہ کے نام سے معروف ہیں۔ مشرقی حرہ کا نام ''حرۂ واقم'' اور مغربی حرہ کا نام ''حرۂ وبرہ'' ہے۔ (حاشیہ صحیح مسلم از محمد فؤاد عبدالباقي، الحج، باب فضل المدينة ...... وبيان حدود حرمها) مشرق اور مغرب میں یہ حرم مدینہ کی حد ہیں۔ احد کے شمال میں جبلِ ثور اور مدینہ کے جنوب میں جبلِ عیر حرم مدینہ کی حد ہیں جبکہ احد پہاڑ حرم میں شامل ہے۔

٣١١٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ» .

۳۱۱۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مدینے والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے اس طرح گھلا دے گا جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جس طرح مکی حرم کا احترام فرض ہے' اسی طرح مدنی حرم کا احترام بھی فرض ہے۔ ② حرم کی بے حرمتی کرنے والے پر دنیا ہی میں عذاب آ جائے گا۔

المدينة ، ومسلم ، ح : ١٣٧٤ وغيرهما .

٣١١٤ـ [إسناده حسن] وله شواهد كثيرة عند مسلم ، ح : ١٣٨٧ وغيره .

٣١١٥- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مِكْنَفٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أُحُداً جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ وَهُوَ عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ. وَعَيْرٌ عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ النَّارِ».

٣١١٥- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''احد ایسا پہاڑ ہے جسے ہم سے محبت ہے اور ہمیں اس سے محبت ہے اور وہ جنت کے ایک ٹیلے پر ہے۔ اور عیر (پہاڑ) جہنم کے ایک ٹیلے پر ہے۔''

فوائد و مسائل: ①علامہ زہیر شاویش نے فرمایا: عیر ایک بہت چھوٹا سا پہاڑ ہے جو مدینہ ائیر پورٹ کے قریب واقع ہے۔ ② صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ کی نظر احد پر پڑی تو فرمایا: ''یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔'' (صحیح مسلم' الحج' باب فضل المدینة...... و بیان حدود حرمها' حدیث: ١٣٦٥)

(المعجم ١٠٥) - بَابُ مَالِ الْكَعْبَةِ (التحفة ١٠٥)

باب: ١٠٥- کعبہ کے مال کا بیان

٣١١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: بَعَثَ رَجُلٌ مَعِي بِدَرَاهِمَ، هَدِيَّةً إِلَى الْبَيْتِ. قَالَ: فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ وَشَيْبَةُ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ. فَنَاوَلْتُهُ إِيَّاهَا. فَقَالَ [لَهُ]: أَلَكَ هٰذِهِ؟ قُلْتُ: لَا. وَلَوْ كَانَتْ لِي، لَمْ آتِكَ بِهَا. قَالَ: أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ، لَقَدْ جَلَسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَجْلِسَكَ الَّذِي جَلَسْتَ

٣١١٦- حضرت شقیق ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ایک شخص نے بیت اللہ کو ہدیہ کرنے کے لیے میرے ہاتھ کچھ درہم بھیجے۔ میں کعبہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت شیبہ ؓ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے انھیں وہ (درہم) دے دیے۔ انھوں نے کہا: کیا یہ تمھارے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں' اگر میرے ہوتے تو میں آپ کے پاس نہ لاتا۔ انھوں نے کہا: تم نے یہ بات کہی ہے (تو مجھے بھی ایک بات یاد آ گئی۔) حضرت عمر بن خطاب ؓ (ایک دن) اسی جگہ بیٹھے تھے جہاں تم

٣١١٥_[إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٤/ ١٥٣٩ من حديث هناد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لتدليس ابن إسحاق وشيخه عبدالله بن مكنف" وهو واه كما في الكاشف، قلت: وشطره الأول: "إن أحدًا جبل يحبنا ونحبه" صحيح متفق عليه، البخاري، ح: ٤٠٨٣، ٤٠٨٤، ومسلم، ح: ١٣٩٣.

٣١١٦_[إسناده ضعيف] ☆ المحاربي عنعن، وحديث البخاري: ١٥٩٤، ٧٢٧٥ يغني عنه.

فِيهِ . فَقَالَ : لَا أَخْرُجُ حَتَّى أَقْسِمَ مَالَ الْكَعْبَةِ بَيْنَ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ . قُلْتُ : مَا أَنْتَ فَاعِلٌ . قَالَ : لَأَفْعَلَنَّ . قَالَ : وَلِمَ ذٰاكَ؟ قُلْتُ : لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ رَأَىٰ مَكَانَهُ . وَأَبُو بَكْرٍ . وَهُمَا أَحْوَجُ مِنْكَ إِلَى الْمَالِ . فَلَمْ يُحَرِّكَاهُ . فَقَامَ كَمَا هُوَ ، فَخَرَجَ .

(اب) بیٹھے ہؤ انھوں نے فرمایا: میں (کعبے سے) باہر نہیں جاؤں گا جب تک کعبے کا مال نکال کر غریب مسلمانوں میں تقسیم نہ کر دوں۔ میں نے کہا: آپ یہ کام نہیں کر سکتے۔ انھوں نے فرمایا: میں یہ کام ضرور کروں گا۔ لیکن تم نے یہ بات کیوں کہی ہے؟ میں نے کہا: اس لیے کہ نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ مال یہاں دیکھا تھا اور ان کو اس مال کی آپ سے زیادہ ضرورت تھی' ان دونوں نے تو اسے ہلایا بھی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح کھڑے ہو گئے اور (کعبے سے) باہر تشریف لے گئے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح بخاری کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کے بنا پر قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٤/١٠٢، ١٠٣، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث:٣١١٦) ② اسلام سے پہلے لوگ اللہ کی رضا کے لیے کعبے میں سونا چاندی اور نقد رقم بھیجتے تھے۔ اسلام کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس سے کعبہ شریف کے متعلق اخراجات پورے ہوتے تھے اور ضرورت سے زائد مال جمع رہتا تھا۔ (نيل الأوطار: ٦/٣٦) ③ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیری قوم نئی نئی کفر سے نہ نکلی ہوتی تو میں کعبے کا خزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا' اس کا دروازہ زمین پر بناتا اور اس میں حطیم کا حصہ شامل کر دیتا۔ (صحيح مسلم، الحج، باب نقض الكعبة وبنائها، حديث:١٣٣٣) اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے صحیح ہے۔ ممکن ہے انھیں یہ حدیث نہ پہنچی ہؤ اس لیے حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول کر لیا۔ ④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غریب مسلمانوں کا بہت احساس تھا' مسلمان حکمرانوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ⑤ حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز کی سختی سے مخالفت کی کیونکہ وہ دلیر اور سچے لوگ تھے اور امیر المومنین تنقید برداشت کرنے والے تھے۔ ⑥ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد و عمل سے ذرا بھی ادھر ادھر نہیں ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں اگر محسوس کرتے کہ ان کی رائے غلط ہے تو فوراً رجوع فرما کر صحیح بات تسلیم کر لیتے تھے۔

(المعجم ۱۰۶) - **بَابُ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ** (التحفة ۱۰۶)

باب:۱۰۶- مکہ مکرمہ میں رمضان کے روزے رکھنا

۳۱۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ زَيْدٍ الْعَمِّيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ فَصَامَهُ وَقَامَ مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ لَهُ، كَتَبَ اللهُ لَهُ مِائَةَ أَلْفِ شَهْرِ رَمَضَانَ، فِيمَا سِوَاهَا. وَكَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ. وَكُلِّ لَيْلَةٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ. وَكُلِّ يَوْمٍ حُمْلَانَ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ. وَفِي كُلِّ يَوْمٍ حَسَنَةً. وَفِي كُلِّ لَيْلَةٍ حَسَنَةً».

۳۱۱۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو مکہ مکرمہ میں رمضان کا مہینہ آ گیا اور اس نے حسب استطاعت اس کے روزے رکھے اور قیام کیا‘ اللہ تعالیٰ اس کے لیے کسی دوسری جگہ گزارے ہوئے ایک لاکھ رمضان کے مہینوں کا ثواب لکھ دے گا۔ اور اس کے لیے ہر دن کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا‘ اور ہر دن کے بدلے میں اللہ کی راہ میں ایک سواری کا گھوڑا دینے کا ثواب لکھے گا۔ اور ہر دن کی ایک نیکی اور ہر رات کی ایک نیکی لکھے گا۔“

فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ مکہ میں‘ یعنی خانہ کعبہ میں صرف نماز کی فضیلت ثابت ہے کہ ایک نماز کا ثواب (دیگر مقامات پر پڑھی ہوئی) ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

(المعجم ۱۰۷) - **بَابُ الطَّوَافِ فِي مَطَرٍ** (التحفة ۱۰۷)

باب:۱۰۷- بارش میں طواف کرنا

۳۱۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَجْلَانَ، قَالَ: طُفْنَا مَعَ أَبِي عِقَالٍ فِي مَطَرٍ. فَلَمَّا قَضَيْنَا طَوَافَنَا، أَتَيْنَا خَلْفَ الْمَقَامِ. فَقَالَ: طُفْتُ

۳۱۱۸- داود بن عجلان سے روایت ہے‘ انھوں نے کہا: ہم نے ابوعقال کے ساتھ بارش میں طواف کیا۔ جب ہم نے طواف مکمل کر لیا تو ہم مقام ابراہیم کے پیچھے آ گئے۔ ابوعقال نے کہا: میں نے حضرت انس بن

۳۱۱۷- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبونعيم في أخبار أصبهان: ۲/ ۱۹٦ من حديث عبدالرحيم بن زيد به مختصرًا، وانظر، ح: ۲۷۰۳ لعلته، وضعفه البوصيري.

۳۱۱۸- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ۳/ ۹٦۰ من حديث داود به، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، وضعفه البوصيري * أبوعقال هلال بن زيد متروك كما في التقريب.

مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي مَطَرٍ. فَلَمَّا قَضَيْنَا الطَّوَافَ، أَتَيْنَا الْمَقَامَ فَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ لَنَا أَنَسٌ: ائْتَنِفُوا الْعَمَلَ. فَقَدْ غُفِرَ لَكُمْ. هٰكَذَا قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَطُفْنَا مَعَهُ فِي مَطَرٍ.

مالک ؓ کے ہمراہ بارش میں طواف کیا۔ جب ہم نے طواف مکمل کر لیا تو مقام ابراہیم پر دو رکعتیں پڑھیں۔ تب حضرت انس ؓ نے ہم سے کہا: اب نئے سرے سے اپنے عمل کا حساب سمجھو۔ تمھاری بخشش ہوگئی (پہلے گناہ سب معاف ہو گئے۔) ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا تھا جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارش میں طواف کیا تھا۔

(المعجم ١٠٨) - بَابُ الْحَجِّ مَاشِيًا (التحفة ١٠٨)

باب:١٠٨- پیدل چل کر حج کرنا

٣١١٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَفْصٍ [الْأُبُلِّيُّ]: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ حَبِيبٍ الزَّيَّاتِ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مُشَاةً. مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ. وَقَالَ: «ارْبِطُوا أَوْسَاطَكُمْ بِأُزُرِكُمْ» وَمَشَى خِلْطَ الْهَرْوَلَةِ.

٣١١٩- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام ؓ نے مدینہ سے مکہ تک پیدل چل کر حج کیا۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی کمروں پر تہبند اچھی طرح باندھ لو۔ (کمریں کس لو۔)'' اور رسول اللہ ﷺ ایسی رفتار سے چلے جس میں کچھ دوڑنا بھی شامل تھا (اتنی تیزی سے چلے کہ دوڑنے کے قریب ہو گئے۔)

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے جبکہ گزشتہ ابواب میں صحیح احادیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کے سفر میں اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ اور صحابۂ کرام ؓ نے بھی اپنی سواریوں پر سفر کیا تھا۔

٣١١٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه: ١٣٩/٤، ح: ٢٥٣٥ عن إسماعيل بن حفص به، وصححه الحاكم: ١/ ٤٤٢، والذهبي، وضعفه البوصيري، وقال: "حمران بن أعين الكوفي قال فيه ابن معين: ليس بشيء، وقال أبوداود: رافضي، وقال النسائي: ليس بثقة"، والصواب مع البوصيري.

قربانی کی لغوی واصطلاحی تعریف‘ اس کی مشروعیت اور بعض اہم احکام ومسائل

* **لغوی معنی:** اَلْأُضْحِيَّة ، لغت میں اس سے مراد وہ جانور ہے جسے ایام عید میں ذبح کیا جاتا ہے۔
* **اصطلاحی تعریف:** [هِيَ ذَبْحُ حَيَوَانٍ مَّخْصُوصٍ بِنِيَّةِ الْقُرْبَةِ فِي وَقْتٍ مَّخْصُوصٍ] (الفقه الإسلامي وأدلته:۳/۵۹۴) ”قربانی سے مراد قربِ الٰہی کے حصول کے لیے ایک خاص وقت پر ایک مخصوص جانور کو ذبح کرنا ہے۔“
* **قربانی کی مشروعیت:** قربانی کا حکم ۲ ہجری میں نازل ہوا۔ اس کی مشروعیت قرآن وسنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر۱۰۸:۲)

”اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

[ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ] (صحيح البخاري‘ الأضاحي‘ باب التكبير عندالذبح‘ حديث:۵۵۶۵‘ وصحيح مسلم‘ الأضاحي‘ باب استحباب استحسان الضحية......‘ حديث:۱۹۶۶)

''نبی اکرم ﷺ نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھے ذبح کیے۔''

* **مشروعیتِ قربانی کی حکمت:** ① قربانی سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر ۲:۱۰۸) ''اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔''

② قربانی ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت کا احیا ہے۔

③ قربانی سے فقراء اور مساکین کی مدد ہو جاتی ہے۔

④ اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو ہمارے تابع کر دیا ہے۔ اس نعمت کا شکر ادا کرنے کیلئے قربانی کی جانی چاہیے۔

* **قربانی کے بعض اہم احکام:** ① قربانی کے لیے جانور کا (مُسِنَّہ) (دو دانتا) ہونا افضل ہے' یعنی جس کے دودھ کے دانت گر کر نئے دو دانت آ گئے ہوں۔ (صحیح مسلم' الأضاحي' باب سنّ الأضحية' حديث: ۱۹۶۳)

② قربانی میں عیب دار' مثلاً: کانا' بیمار' لنگڑا' نہایت لاغر اور کان میں نقص والے جانور کو ذبح نہیں کرنا چاہیے۔ (سنن أبي داود' الأضاحي' مايكره من الضحايا' حديث: ۲۸۰۲' وإرواء الغليل: ۴/۳۶۱' ۳۶۲)

③ قربانی کا جانور نماز عید کے بعد ذبح کرنا چاہیے ورنہ قربانی نہیں ہوگی۔

④ جانور کو ذبح کرتے وقت اسے قبلہ رخ کرنا چاہیے۔

⑤ قربانی کے جانور کو خود ذبح کرنا افضل ہے۔

⑥ قربانی کا گوشت خود کھانا' غرباء میں تقسیم کرنا اور اقرباء کو ہدیہ کرنا مستحب ہے۔

⑦ قصاب کو گوشت اور کھال وغیرہ کی شکل میں اجرت نہیں دی جا سکتی۔

⑧ ایک بکرا یا دنبہ پورے گھر والوں کی طرف سے کافی ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجه' الأضاحي' باب من ضحى بشاةٍ عن أهله' حديث: ۳۱۴۷) البتہ حصول ثواب کے لیے مزید جانور ذبح کرنا افضل ہے۔

⑨ قربانی کی نیت کرنے والا ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد بال اور ناخن نہ اتروائے بلکہ قربانی والے دن جانور ذبح کرنے کے بعد اتروائے۔ (صحيح مسلم' الأضاحي' باب نهي من دخل عليه

عشر ذي الحجة......' حديث:١٩٧٧)

⑩ ذبح کرتے وقت درج ذیل دعا پڑھنی چاہیے:[إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ' إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ' لَاشَرِيكَ لَهُ وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ' اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّ أُمَّتِهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ] (مسند أحمد:٣/٣٧٥' وسنن أبي داود' الضحايا' باب ما يستحب من الضحايا' حديث:٢٧٩٥' واللفظ له) دعا میں مذکور الفاظ[عَنْ مُحَمَّدٍ وَ أُمَّتِهِ] کے بجائے اپنا اور اہل وعیال کا نام لے یا جس کی طرف سے ذبح کر رہا ہے اس کا نام لے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٢٦) أَبْوَابُ الْأَضَاحِيِّ (التحفة ١٨)

قربانی سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ أَضَاحِيِّ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ١)

باب:١- اللہ کے رسول ﷺ کی قربانی کا بیان

٣١٢٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ. وَيُسَمِّي وَيُكَبِّرُ. وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَذْبَحُ بِيَدِهِ، وَاضِعاً قَدَمَهُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا.

٣١٢٠- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو چتکبرے اور سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی دیا کرتے تھے' اور (ذبح کرتے وقت) بسم اللہ اور تکبیر پڑھتے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی گردن پر قدم مبارک رکھ کر اپنے ہاتھ سے انھیں ذبح کرتے دیکھا۔

فوائد و مسائل: ① عیدالاضحیٰ کے موقع پر صاحب استطاعت کو کم از کم ایک بکری' مینڈھا' گائے یا اونٹ کے ایک حصے کی قربانی کرنا ضروری ہے۔ ② ایک سے زیادہ جانوروں کی قربانی بھی جائز بلکہ افضل ہے۔ ③ گھر کے فرد کو اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرنا چاہیے' تاہم کوئی دوسرا شخص بھی ذبح کر سکتا ہے۔ ④ قربانی کا جانور عمدہ اور خوبصورت ہونا چاہیے۔ ⑤ قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت درج ذیل حدیث میں مذکور دعا پڑھنا مسنون ہے جس کی تفصیل ابتدا میں گزر چکی ہے۔ ⑥ ذبح کرتے وقت جانور کے جسم پر پاؤں رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جانور قابو میں رہے' اور بھاگنے کی کوشش نہ کرے۔

٣١٢٠- أخرجه البخاري، الأضاحي، باب من ذبح الأضاحي بيده، ح:٥٥٥٨، ومسلم، الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية، وذبحها مباشرة بلا توكيل والتسمية والتكبير، ح:١٩٦٦/١٨ من حديث شعبة به.

٣١٢١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: ضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمَ عِيدٍ، بِكَبْشَيْنِ، فَقَالَ: حِينَ وَجَّهَهُمَا: «إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفاً وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. اللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ».

٣١٢١- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عید کے دن دو مینڈھے قربان کیے۔ جب انھیں قبلہ رخ کیا تو فرمایا: [إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ' إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ' لَا شَرِيكَ لَهُ وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ' اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّ أُمَّتِهِ] ''میں نے یکسو ہو کر اپنا چہرہ اس اللہ کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں سے نہیں۔ بے شک میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا مالک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرماں بردار ہوں۔ اے اللہ! یہ جانور تجھی سے ملا اور تیرے ہی لیے قربان کیا۔ محمد (ﷺ) اور ان کی امت کی طرف سے۔''

٣١٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ، إِذَا أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ، اشْتَرَى كَبْشَيْنِ

٣١٢٢- حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قربانی کرنا چاہتے تو دو بڑے بڑے' موٹے تازے' سینگوں والے' چتکبرے اور خصی مینڈھے خریدتے۔ ایک اپنی امت کی طرف سے ذبح فرماتے' یعنی امت کے ہر اس فرد کی طرف سے جو

٣١٢١_[حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا، ح: ٢٧٩٥ من حديث ابن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٩٩ * ابن إسحاق صرح بالسماع، يزيد سمعه من خالد بن أبي عمران عن أبي عياش الزرقي، والزرقي حسن الحديث على الراجح.

٣١٢٢_[حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٢٥ عن عبدالرزاق به، وحسنه البوصيري * الثوري عنعن، تقدم، ح: ١٦٢، وله شاهد عند أحمد: ٦/ ٣٩١، ٣٩٢، وإسناده حسن، وكذا رواه وكيع عن سفيان، أحمد: ٦/ ١٣٦.

عَظِيمَيْنِ سَمِينَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوءَيْنِ. فَذَبَحَ أَحَدَهُمَا عَنْ أُمَّتِهِ، لِمَنْ شَهِدَ لِلّٰهِ بِالتَّوْحِيدِ وَشَهِدَ لَهُ بِالْبَلَاغِ. وَذَبَحَ الْآخَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَعَنْ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

اللہ کی توحید کی گواہی دیتا ہو اور نبی ﷺ کے پیغام پہنچانے (اور رسول ہونے) کی گواہی دیتا ہو۔ اور دوسرا محمد (ﷺ) کی طرف سے اور محمد ﷺ کی آل کی طرف سے ذبح کرتے۔

فوائد ومسائل: ① قربانی کے جانور عمدہ ہونے چاہئیں۔ ② جانور ظاہری شکل وصورت میں بھی اچھا ہونا چاہیے اور موٹا تازہ اور صحت مند بھی۔ ③ خصی جانور کی قربانی درست ہے۔ اسے عیب شمار نہیں کیا جاتا۔ ④ گھر کے تمام افراد کی طرف سے ایک جانور کی قربانی کافی ہے۔ ⑤ کسی اور کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے۔ ⑥ میت کی طرف سے قربانی کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ نبی ﷺ کے عمومی عمل سے استدلال اس لیے صحیح نہیں کہ بعض علماء کے نزدیک وہ آپ کا خاصہ ہے جس میں امت کے لیے آپ کی اقتدا جائز نہیں۔ دیکھیے: (إرواء الغليل: ٣٥٤/٤) علاوہ ازیں خیر القرون (صحابہ وتابعین کے بہترین ادوار) میں بھی میت کی طرف سے قربانی کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ صرف ایک نقطۂ نظر سے اس کا جواز ہوسکتا ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے یعنی ایصال ثواب کے طور پر اس کا انکار کرنا ممکن نہیں ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢) - **بَابُ الْأَضَاحِيِّ وَاجِبَةٌ هِيَ أَمْ لَا؟** (التحفة ٢)

باب: ٢- قربانی واجب ہے یا نہیں؟

٣١٢٣- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ، وَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا».

٣١٢٣- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس (قربانی کرنے کی) گنجائش ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو اسے چاہیے کہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے بظاہر قربانی کا وجوب ثابت ہوتا ہے لیکن دوسرے دلائل سے اس کا استحباب واستنان معلوم ہوتا ہے' اس لیے محدثین نے ان سارے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے' یعنی ایک اہم اور مؤکد حکم ہے' فرض نہیں' تاہم استطاعت کے باوجود اس سنتِ مؤکدہ سے گریز کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ ② قربانی مسلمانوں کی اجتماعیت کا مظہر ہے اور اس سے آپس کے تعلقات بہتر ہوتے ہیں۔ ③ قربانی نہ کرنے والا مسلمانوں کی خوشیوں میں شریک ہونے کا حق نہیں رکھتا' تاہم

٣١٢٣- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢١ من حديث ابن عياش به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٣٢، والذهبي.

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے نماز عید پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ مقصد اسے تنبیہ کرنا ہے تاکہ وہ قربانی ترک نہ کرے۔

٣١٢٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الضَّحَايَا. أَوَاجِبَةٌ هِيَ؟ قَالَ: ضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَالْمُسْلِمُونَ مِنْ بَعْدِهِ، وَجَرَتْ بِهِ السُّنَّةُ.

٣١٢٤- حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا قربانی واجب ہے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی اور رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلمان قربانی دیتے رہے اور یہی طریقہ جاری ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ: حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ. فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً.

٣١٢٤- (م) حضرت جبلہ بن سحیم رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی سوال کیا اور انھوں نے یہی جواب دیا۔

٣١٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ. قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُو رَمْلَةَ عَنْ مِخْنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: كُنَّا وُقُوفاً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَرَفَةَ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ، فِي كُلِّ عَامٍ،

٣١٢٥- حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم عرفہ میں نبی ﷺ کے قریب ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''لوگو! ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی اور عتیرہ (واجب) ہے۔''

٣١٢٤- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٧/ ١٤٧، ١٤٨، ح: ٦٢٦٤ من حديث إسماعيل به، وقال: "لم يرو هذا الحديث عن ابن عون إلا إسماعيل بن عياش"، وانظر، ح: ٧٥، ٥٩٥، ٢٣٦١ لعلته * إسماعيل ابن عياش ضعيف في غير رواية الشاميين وهذه منها.

٣١٢٤ـ م ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب الدليل على أن الأضحية سنة، ح: ١٥٠٦ من حديث الحجاج به، وقال: "حسن صحيح"، وانظر، ح: ٤٩٦، ٢٥٨٧ لعلته * حجاج بن أرطاة ضعيف مدلس وليس شاميًا.

٣١٢٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ماجاء في إيجاب الأضاحي، ح: ٢٧٨٨ من حديث عبدالله بن عون به، وحسنه الترمذي، ح: ١٥١٨، وضعفه عبدالحق الإشبيلي، والخطابي وغيرهما * وأبورملة مجهول الحال، جهله ابن القطان وغيره، ويغني عنه حديث النسائي، ح: ٤٢٣٦، وأبي داود، ح: ٢٨٣٠.

أُضْحِيَّةً وَعَتِيرَةً».

أَتَدْرُونَ مَا الْعَتِيرَةُ؟ هِيَ الَّتِي يُسَمِّيهَا النَّاسُ الرَّجَبِيَّةَ.

کیا تمھیں معلوم ہے کہ عتیرہ کیا ہے؟ وہی جسے لوگ رَجَبِیَّہ کہتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① کتاب الذبائح کے دوسرے باب میں وارد احادیث میں عتیرہ کی مشروعیت کی نفی کی گئی ہے۔ بعض علماء نے ان دونوں کو اس انداز سے جمع کیا ہے کہ عید کی قربانی واجب ہے اور رجب کی قربانی نفل' یعنی [لَا عَتِيرَةَ] ''کوئی عتیرہ نہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ عتیرہ واجب نہیں۔ اور زیر مطالعہ حدیث کا مطلب ہو گا کہ عتیرہ مشروع ہے۔ بہت سے علماء نے عتیرہ کو منسوخ قرار دیا ہے۔ ② مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ سنن النسائي اور سنن أبي داود کی احادیث اس سے کفایت کرتی ہیں' دیکھیے تحقیق وتخریج حدیث ہذا۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٢٩/٤١٩' ٤٢٠' وصحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' حديث:٢٢٨٧)

(المعجم ٣) - بَابُ ثَوَابِ الْأُضْحِيَّةِ (التحفة ٣)

باب:٣-قربانی کا ثواب

٣١٢٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ [الدِّمَشْقِيُّ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنِي أَبُو الْمُثَنَّى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ يَوْمَ النَّحْرِ عَمَلًا أَحَبَّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هِرَاقَةِ دَمٍ. وَإِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَظْلَافِهَا وَأَشْعَارِهَا. وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَكَانٍ، قَبْلَ أَنْ يَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ. فَطِيبُوا بِهَا نَفْساً».

٣١٢٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''قربانی کے دن آدم کا بیٹا کوئی ایسا عمل نہیں کرتا جو اللہ کو خون بہانے (جانور کی قربانی کرنے) سے زیادہ محبوب ہو۔ وہ (جانور) قیامت کے دن اپنے سینگوں' کھروں اور بالوں سمیت آئے گا (اور نیکی کے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ قربانی کے جانور کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں (قبولیت کا) مقام حاصل کر لیتا ہے' اس لیے خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔''

٣١٢٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في فضل الأضحية، ح:١٤٩٣ من حديث عبدالله بن نافع به، وقال: "حسن غريب" * أبوالمثنّى سليمان بن يزيد الكعبي ضعيف كما في التقريب وغيره.

٣١٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِينٍ: حَدَّثَنَا عَائِذُ اللهِ عَنْ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا هٰذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟ قَالَ: «سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ» قَالُوا: فَمَا لَنَا فِيهَا؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ» قَالُوا: فَالصُّوفُ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ».

۳۱۲۷- حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہیں۔“ انھوں نے کہا: اس میں ہمارے لیے کیا (ثواب) ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور اون؟ فرمایا: ”اون کے بھی ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔“

(المعجم ٤) - بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَضَاحِيِّ (التحفة ٤)

باب:۴- کون سی قربانی مستحب ہے؟

٣١٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: ضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ، يَأْكُلُ فِي سَوَادٍ، وَيَمْشِي فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ.

۳۱۲۸- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والے نر مینڈھے کی قربانی دی۔ وہ سیاہی میں کھاتا‘ سیاہی میں چلتا اور سیاہی میں دیکھتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① قربانی کا جانور دیکھنے میں بھی خوبصورت ہونا چاہیے۔ ② ”نر“ (فَحِيل) سے مراد یہ ہے کہ وہ خصی نہ تھا۔ ③ نر اور خصی دونوں قسم کا جانور قربانی میں دینا جائز ہے۔ ④ سیاہی میں کھانے‘ چلنے اور

٣١٢٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٦١ من حديث سلام به، وانظر، ح: ١٤٨٥ لحال أبي داود نفيع بن الحارث الأعمٰى، وتلميذه المجاشعي ضعيف(تقريب).

٣١٢٨ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا، ح: ٢٧٩٦ من حديث حفص به، وقال الترمذي، لا نعرفه إلا من حديث حفص"، ح: ١٤٩٦ "حسن صحيح غريب"، ولم أجد تصريح سماعه تقدم، ح: ١١١٤، ولحديثه شاهد عند مسلم، ح: ١٩٦٧ وغيره.

دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا منہ بھی سیاہ تھا' اس کے پاؤں بھی کالے تھے' اور اس کی آنکھوں کے اردگرد کی جگہ بھی سیاہ تھی۔ اس طرح کا مینڈھا خوبصورت سمجھا جاتا ہے' نیز دیکھنے میں بھی خوبصورت اور بھلا لگتا ہے۔

٣١٢٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ ابْنِ حَلْبَسٍ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي سَعِيدٍ [الزُّرَقِيِّ]، صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى شِرَاءِ الضَّحَايَا.

٣١٢٩- حضرت یونس بن میسرہ بن حلبس رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی حضرت ابوسعید زرقی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی کے جانور خریدنے گیا۔

قَالَ يُونُسُ: فَأَشَارَ أَبُو سَعِيدٍ إِلَى كَبْشٍ أَدْغَمَ، لَيْسَ بِالْمُرْتَفِعِ وَلَا الْمُتَّضِعِ فِي جِسْمِهِ. فَقَالَ لِي: اشْتَرِ لِي هٰذَا. كَأَنَّهُ شَبَّهَهُ بِكَبْشِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

یونس بن میسرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے مینڈھے کی طرف اشارہ کیا جس کے کانوں اور گلے کا کچھ حصہ سیاہ تھا۔ وہ جسمانی طور پر نہ زیادہ اونچا تھا نہ زیادہ پست تھا۔ انھوں نے فرمایا: میرے لیے یہ خرید لو۔ گویا انھوں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے مینڈھے کے مشابہ قرار دیا۔

فوائد ومسائل: ① بزرگ آدمی کے ساتھ اس کی ضروریات کے سلسلے میں جانا اس کی خدمت اور احترام میں شامل اور باعثِ ثواب ہے۔ ② قربانی کا جانور بالکل نکما نہیں ہونا چاہیے' ہاں' البتہ بہت زیادہ قیمتی اور نمایاں نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم یہ کوشش کرتے تھے کہ ان کا ہر عمل رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ممکن حد تک مشابہ ہو' اسی لیے امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے باب کے عنوان میں اسے مستحب قرار دیا ہے۔

٣١٣٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَائِذٍ أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ يُحَدِّثُ

٣١٣٠- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین کفن وہ ہے جو ایک رنگ کی دو چادروں پر مشتمل ہو اور بہترین قربانی سینگوں

٣١٢٩ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٤/ ٢٢٤، ح: ٢٢٠٩ عن عبدالرحمن بن إبراهيم دحيم به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله ثقات".

٣١٣٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب خير الأضحية الكبش، ح: ١٥١٧ من حديث أبي عائذ عفير به، وقال: "غريب"، وانظر، ح: ٢٧٧٨ لعلته.

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ. وَخَيْرُ الضَّحَايَا الْكَبْشُ الْأَقْرَنُ».

والا مینڈھا ہے۔"

(المعجم ٥) - **بَاب: عَنْ كَمْ تُجْزِئُ الْبَدَنَةُ وَالْبَقَرَةُ** (التحفة ٥)

باب:۵- اونٹ اور گائے (کی قربانی) کتنے افراد کی طرف سے کفایت کر سکتی ہے؟

٣١٣١- حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: أَنْبَأَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ أَحْمَرَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ. فَحَضَرَ الْأَضْحٰى. فَاشْتَرَكْنَا فِي الْجَزُورِ عَنْ عَشَرَةٍ، وَالْبَقَرَةِ عَنْ سَبْعَةٍ.

۳۱۳۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ عیدالاضحیٰ آ گئی چنانچہ ہم نے دس دس آدمیوں کی طرف سے ایک ایک اونٹ اور سات سات آدمیوں کی طرف سے ایک ایک گائے مشترکہ طور پر ذبح کی۔

٣١٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَحَرْنَا بِالْحُدَيْبِيَةِ، مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

۳۱۳۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے حدیبیہ میں نبی ﷺ کے ہمراہ ایک اونٹ سات افراد کی طرف سے اور ایک گائے سات افراد کی طرف سے ذبح کی۔

فائدہ: پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے متعدد احادیث روایت کی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج میں بھی اور عمرے میں بھی سات آدمیوں کو ایک اونٹ میں شریک کیا۔ (صحيح مسلم' الحج' باب جواز الاشتراك في الهدي' وإجزاء البدنة والبقرة كل واحدة منهما عن سبعة' حديث:١٣١٨) لیکن ان دونوں احادیث میں باہم کوئی تعارض نہیں کیونکہ اونٹ میں دس

٣١٣١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في الاشتراك في البدنة والبقرة، ح:٩٠٥، وحديث: ١٥٠١ من حديث الحسين به، وقال: "حسن غريب".

٣١٣٢ـ [صحيح] أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الاشتراك في الهدي وإجزاء البدنة والبقرة كل واحدة منهما عن سبعة، ح:١٣١٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ٢/ ٤٨٦.

آدمیوں کی شرکت کا واقعہ عام قربانی کے موقع کا ہے جب کہ سات آدمیوں کی شرکت کا تعلق حج وعمرہ سے ہے۔ بنابریں حج وعمرہ میں گائے اور اونٹ دونوں میں صرف سات سات افراد ہی شریک ہوں گے جب کہ عام قربانی میں گائے میں سات اور اونٹ میں دس (١٠) افراد شریک ہوسکتے ہیں۔ یہ فرق حدیث سے ثابت ہے۔

٣١٣٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ذَبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَمَّنِ اعْتَمَرَ مِنْ نِسَائِهِ، فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، بَقَرَةً بَيْنَهُنَّ.

٣١٣٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی ان ازواج کی طرف سے جنھوں نے عمرہ ادا کیا تھا مشترکہ طور پر ایک گائے ذبح کی۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے ہمارے فاضل محقق نے کہا ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ دیکھیے: تحقیق وتخریج حدیث ہذا۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل) للألباني رقم:١٥٣٧، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم:٣١٣٣)

٣١٣٤- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي حَاضِرٍ الْأَزْدِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَلَّتِ الْإِبِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَنْحَرُوا الْبَقَرَ.

٣١٣٤- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک بار) اونٹوں کی قلت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے گایوں کو قربان کرنے کا حکم دے دیا۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم۔ لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف

٣١٣٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في هدي البقر، ح:١٧٥١ من حديث الوليد به، وصححه ابن حبان، ح:٩٧٧، والحاكم:١/ ٤٦٧ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * يحيى بن أبي كثير عنعن، وحديث البخاري برقم:١٧٠٩، ومسلم:١٢٥/ ١٢١١، ١٣١٩ يغني عنه.

٣١٣٤- [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري، وانظر، ح:٨٥٥ لحال أبي بكر بن عياش.

سنن أبي داود (مفصل) للألباني تحت الحديث:٣٢٥، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم:٣١٣٤)

٣١٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ، أَبُو طَاهِرٍ: [أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ]: أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ [عَمْرَةَ]، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَحَرَ عَنْ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، بَقَرَةً وَاحِدَةً.

٣١٣٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں آلِ محمد ﷺ کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔

(المعجم ٦) - **بَابٌ: كَمْ يُجْزِئُ مِنَ الْغَنَمِ عَنِ الْبَدَنَةِ** (التحفة ٦)

باب:٦- کتنی بکریاں اونٹ کے برابر ہیں؟

٣١٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ عَلَيَّ بَدَنَةً. وَأَنَا مُوسِرٌ بِهَا. وَلَا أَجِدُهَا فَأَشْتَرِيَهَا. فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَبْتَاعَ سَبْعَ شِيَاهٍ فَيَذْبَحَهُنَّ.

٣١٣٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: میرے ذمے ایک اونٹ ہے (میں نے اسے ذبح کرنے کی نذر مانی ہے) اور میں (مالی طور پر) اس کی طاقت بھی رکھتا ہوں لیکن مجھے وہ ملتا نہیں کہ خرید لوں۔ نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ سات بکریاں خرید کر ذبح کر دے۔

٣١٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ،

٣١٣٧- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

٣١٣٥_ [صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في هدي البقر، ح:١٧٥٠ عن ابن السرح المصري به، وله شاهد عند النسائي في الكبرٰى، ح:٤١٢٩، وإسناده حسن.

٣١٣٦_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:١/٣١٢ عن محمد بن بكر به، وله طريق آخر عند البيهقي:٥/١٦٩ عن عطاء به، ولم يصح عنه * وعطاء يدلس كما تقدم، ح:٦٠٢، وفيه علة أخرٰى.

٣١٣٧_ أخرجه البخاري، الشركة، باب من عدل عشرة من الغنم بجزور في القسم، ح:٢٥٠٧، ٥٥٠٦، ٥٥٠٩، ومسلم، الأضاحي، باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم إلا السن وسائر العظام، ح:١٩٦٨ من حديث سفيان الثوري به.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ . وَحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ. فَأَصَبْنَا إِبِلاً وَغَنَماً. فَعَجِلَ الْقَوْمُ. فَأَغْلَيْنَا الْقُدُورَ قَبْلَ أَنْ يُقْسَمَ. فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَأَمَرَ بِهَا. فَأُكْفِئَتْ. ثُمَّ عَدَلَ الْجَزُورَ بِعَشَرَةٍ مِنَ الْغَنَمِ.

تہامہ کے علاقے میں ذوالحلیفہ کے مقام پر تھے۔ ہمیں (غنیمت میں) اونٹ اور بکریاں ملیں۔ لوگوں نے جلدی کی۔ (یعنی) ہم نے (غنیمت) تقسیم ہونے سے پہلے (جانور ذبح کر کے) دیگیں پکا لیں۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے حکم سے ان (دیگوں) کو الٹا دیا گیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیا (اور اس کے مطابق مال غنیمت کے جانور تقسیم کیے۔)

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے یہ دلیل لی گئی ہے کہ چونکہ اونٹ دس بکریوں کے برابر ہے' لہٰذا اونٹ میں دس آدمی شریک ہو کر قربانی کر سکتے ہیں' لیکن یہ دلیل واضح نہیں کیونکہ ممکن ہے اس وقت اونٹ کم اور بکریاں زیادہ ہونے کی وجہ سے ایک اونٹ کی قیمت دس بکریوں کے برابر شمار کی گئی ہو۔ یا اونٹ عمدہ اور بکریاں دبلی ہونے کی وجہ سے یہ شرح رکھی گئی ہو۔ دیکھیے: (فتح الباري: ٩/ ٧٧٥) اور غنیمت تقسیم کرتے وقت حصوں کی قیمت برابر ہونے کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ ② غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے کوئی مجاہد غنیمت کی کسی چیز پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ ③ بعض اوقات کسی غلطی پر مالی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ ④ اس حدیث میں ذوالحلیفہ سے مراد وہ مشہور مقام نہیں جو اہل مدینہ کا میقات ہے بلکہ یہ یمن کے علاقے میں ہے۔ (محمد فواد عبدالباقی' حاشیہ سنن ابن ماجہ)

(المعجم ٧) - بَابٌ: مَا يُجْزِئُ مِنَ الْأَضَاحِيِّ (التحفة ٧)

باب: ٧- کس عمر کے جانور کی قربانی درست ہے؟

٣١٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَماً. فَقَسَمَهَا عَلَى أَصْحَابِهِ ضَحَايَا. فَبَقِيَ عَتُودٌ. فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «ضَحِّ بِهِ أَنْتَ».

٣١٣٨- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں کچھ بکریاں دیں جو انھوں نے قربانی کے لیے (رسول اللہ ﷺ کے حکم سے) صحابۂ کرام میں تقسیم کر دیں۔ (ان کے پاس) بکری کا ایک سالہ بچہ (باقی) رہ گیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: ''اس کی قربانی تم دے دو۔''

٣١٣٨_ أخرجه البخاري، الوكالة، باب وكالة الشريك الشريك في القسمة وغيرها، ح: ٢٣٠٠ من حديث الليث به، ومسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح: ١٩٦٥ عن ابن رمح به.

فائدہ: ① حدیث میں عتود کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے: ''جو بچہ خود چرنے چگنے کے قابل ہو جائے اور ماں کا محتاج نہ رہے۔'' ② نواب وحید الزمان خان ؒ نے عتود کے معنی ایک سال کا بکری کا بچہ کیے ہیں۔ (ترجمہ حدیث زیر مطالعہ) ہم نے اپنے ترجمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے۔

٣١٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَحْيٰى، مَوْلَى الْأَسْلَمِيِّينَ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ بِلَالٍ بِنْتُ هِلَالٍ، عَنْ أَبِيهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَجُوزُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ أُضْحِيَّةً».

٣١٣٩- حضرت ام بلال بنت ہلال ؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھیڑ کے جذعہ کی قربانی جائز ہے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ آئندہ آنے والی حدیث اس سے کفایت کرتی ہے۔ دیکھیے تحقیق وتخریج حدیث ہذا۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے اسے حسن لغیرہ قرار دیا ہے لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٤٤/٦٣٢، ٦٣٣)

٣١٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُقَالُ لَهُ مُجَاشِعٌ، مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ. فَعَزَّتِ الْغَنَمُ. فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ الْجَذَعَ يُوفِي مِمَّا تُوفِي مِنْهُ الثَّنِيَّةُ».

٣١٤٠- حضرت عاصم بن کلیب ؒ نے اپنے والد (حضرت کلیب بن شہاب ؒ) سے روایت کی انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کے ساتھ تھے جن کا نام حضرت مجاشع (بن مسعود) ؓ تھا جو کہ قبیلۂ بنوسلیم میں سے تھے۔ (قربانی کے لیے) بکریاں (تقسیم کی گئیں تو) کم پڑ گئیں چنانچہ انھوں نے ایک شخص کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''بلاشبہ جَذَعه (ایک سالہ) ثَنِيَّه (دو دانتے) کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔''

٣١٣٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٦٨ عن أنس بن عياض به ❊ أم محمد والدة محمد بن أبي يحيى مقبولة (أي مستورة، مجهولة الحال) كما في التقريب، والحديث الآتي يغني عنه.

٣١٤٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يجوز في الضحايا، ح: ٢٧٩٩ من حديث عبدالرزاق به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٢٦، وابن حزم وغيرهما.

فوائد ومسائل: ① ثَنِيَّه یا مُسِنَّه اس جانور کو کہتے ہیں جس کے دودھ کے دانت ٹوٹ کر دو نئے دانت آ جائیں۔ ② جَذَعه اس جانور کو کہتے ہیں جس کے دودھ کے دانت نہ ٹوٹے ہوں۔ ③ مذکورہ بالا حدیث اور ام بلال رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث: ''بھیڑ کے جذعے کی قربانی کرو اس لیے کہ اس کی قربانی جائز ہے۔'' (مسند أحمد: ٣٦٨/٦) سے معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں بھی بھیڑ کا جذعہ قربانی کیا جا سکتا ہے' البتہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت' جو کہ صحیح مسلم (١٩٦٣) میں ہے' کی رو سے مُسِنَّه (دو دانتا) جانور قربانی کرنا افضل ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت فتح الباری میں لکھتے ہیں: ''امام نووی رحمہ اللہ نے جمہور علماء سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو افضیلت پر محمول کیا ہے۔'' دیکھیے: (فتح الباري: ٢٠/١) نیز راجح قول کے مطابق جَذَعه صرف بھیڑ میں جائز ہے' یعنی دنبہ اور چھترا' دیگر جانوروں کے اس عمر کے بچوں کی قربانی کرنا جائز نہیں۔ اس مسئلے کی تفصیل کے لیے اگلی حدیث کے فوائد میں بحث دیکھی جا سکتی ہے۔ ④ شیخ زہیر شاویش لکھتے ہیں: ''بھیڑ بکری اور گائے بیل میں مسنہ وہ ہوتا ہے جو تیسرے سال میں لگ جائے اور اونٹوں میں جو چھٹے سال میں لگ جائے۔ بھیڑ کے جذعے کے متعلق علمائے لغت اور اکثر علماء کا مشہور اور راجح قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ (بھیڑ کا بچہ) ہے جو پورے سال کا ہو جائے۔ امام شوکانی' امام نووی' حافظ ابن حجر رحمہم اللہ اور دیگر علماء نے یہی فرمایا ہے۔ (حاشیہ ضعیف سنن ابن ماجہ) لیکن یہ بات حتمی نہیں' الگ الگ ملکوں کی الگ الگ آب وہوا کی وجہ سے اس میں فرق بھی ہو سکتا ہے' اس لیے اصل اعتبار بکرے' گائے بیل اور اونٹ میں دو دانتا ہونا ہے اور دنبے چھترے کا ایک سالہ ہونا۔

٣١٤١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ حَيَّانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أَنْبَأَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً. إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ».

٣١٤١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو دانتے کے سوا کوئی جانور (قربانی میں) ذبح نہ کرو' سوائے اس کے کہ تمھارے لیے (دو دانتا جانور تلاش کرنا) مشکل ہو جائے تو بھیڑ کا جذعہ ذبح کر دو۔''

فائدہ: علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مجاشع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جذعہ سے مراد بھیڑ کا جذعہ ہے' بکری کا جذعہ نہیں۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ گوشت کی بکری ہے۔ (قربانی کی نہیں۔'') انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک بکری کا جذعہ ہے۔ (کیا میں اس کی قربانی دے دوں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قربان کر دو لیکن تمھارے سوا کسی

٣١٤١- أخرجه مسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح: ١٩٦٣ من حديث زهير به * وأبوالزبير صرح بالسماع عند أبي عوانة: ٥/ ٢٢٨، ولم يصب من ضعف الحديث.

اور کے لیے درست نہیں۔" (صحیح البخاري، الأضاحي، باب قول النبي ﷺ لأبي بردة ((ضح بالجذع من المعز، ولن تجزي عن أحد بعدك)) حديث:٥٥٥٦) علامہ البانی نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی روشنی میں بکری کا جذعہ ذبح کرنے کی اجازت نہیں، البتہ حضرت مجاشع رضی اللہ عنہ کی حدیث کی روشنی میں بھیڑ کا جذعہ (ایک سال کا بچہ جس کے دانت نہ ٹوٹے ہوں) جائز ہے۔ اور یہ جواز اس شرط کے ساتھ مشروط نہیں کہ دو دانتا (مسنہ) دستیاب نہ ہو، بلکہ مطلق جائز ہے۔ واللہ أعلم. (دیکھیے: حاشیہ ضعیف سنن ابن ماجہ، حدیث زیر مطالعہ، نیز حدیث:٣١٥٤ کا فائدہ)

(المعجم ٨) - بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يُضَحَّى بِهِ (التحفة ٨)

باب:٨- جس جانور کی قربانی دینا مکروہ ہے

٣١٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُضَحَّى بِمُقَابَلَةٍ أَوْ مُدَابَرَةٍ أَوْ شَرْقَاءَ أَوْ خَرْقَاءَ أَوْ جَدْعَاءَ.

٣١٤٢- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس جانور کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا کان آگے سے کٹا ہوا ہو، یا جس کا کان پیچھے سے کٹا ہوا ہو، یا جس کا کان چرا ہوا ہو، یا جس کے کان میں (گول) سوراخ ہو، یا اس کا ہونٹ کٹا ہوا ہو۔

٣١٤٣- حَدَّثَنَا [عُثْمَانُ] بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ.

٣١٤٣- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم (قربانی کے جانور کی) آنکھیں اور کان اچھی طرح دیکھ لیا کریں۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانور کے کان سلامت ہونے چاہییں۔ ② آنکھیں دیکھ لینے کا مقصد یہ ہے کہ جانور کی دونوں آنکھیں سلامت ہوں۔ جس کو ایک آنکھ سے نظر نہ آتا ہو، اس کی قربانی

٣١٤٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يكره من الضحايا، ح:٢٨٠٤ من حديث أبي إسحاق به، وقال الترمذي، "حسن صحيح"، ح:١٤٩٨ وصححه الحاكم: ٤/ ٢٢٤، والذهبي، وللحديث شاهد حسن، انظر الحديث الآتي.

٣١٤٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب في الضحية بعضباء القرن والأذن، ح:١٥٠٣ من حديث سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم.

درست نہیں۔ ③ قربانی کا اصل مقصد اللہ کے لیے اچھی چیز قربان کرنا ہے اس لیے بے عیب جانور ذبح کرنا چاہیے۔ گوشت کھانا یا غریبوں کو کھلانا ایک اضافی فائدہ ہے اصل مقصد نہیں۔ ورنہ آنکھ یا کان کا عیب گوشت کھانے کے مقصد میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

٣١٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَأَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ [أَبِي] عَدِيٍّ، وَأَبُو الْوَلِيدِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ فَيْرُوزٍ قَالَ: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: حَدِّثْنِي بِمَا كَرِهَ أَوْ نَهٰى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْأَضَاحِيِّ. فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، هٰكَذَا بِيَدِهِ. وَيَدِي أَقْصَرُ عَنْ يَدِهِ: «أَرْبَعٌ لَا تُجْزِئُ فِي الْأَضَاحِيِّ: اَلْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا. وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا. وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلَعُهَا. وَالْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي».

٣١٤٤- حضرت عبید بن فیروز ؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت براء بن عازب ؓ سے کہا: مجھے بتائیے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے کس جانور کو ناپسند کیا ہے یا اس سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا۔ اور میرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے کوتاہ ہے۔ (اور فرمایا:) ”قربانی میں چار جانور جائز نہیں: وہ کانا جانور جس کا کانا پن واضح ہو بیمار جانور جس کی بیماری واضح ہو لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور دبلا جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔“

قَالَ: فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ نَقْصٌ فِي الْأُذُنِ. قَالَ: فَمَا كَرِهْتَ مِنْهُ، فَدَعْهُ. وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰى أَحَدٍ.

عبید نے کہا: میں تو پسند نہیں کرتا کہ اس کے کان میں نقص ہو۔ حضرت براء ؓ نے فرمایا: جو چیز تمھیں پسند نہیں اسے چھوڑ دو لیکن اسے کسی پر حرام نہ کرو۔

فوائد ومسائل: ① معمولی عیب جو گہری نظر سے دیکھے بغیر محسوس نہ ہو قربانی میں رکاوٹ نہیں۔ ② [اَلْكَسِيرَةُ] کی تشریح محمد فواد عبدالباقی نے یوں کی ہے: ”جس کی ٹانگ ٹوٹی ہو اور وہ چلنے سے عاجز ہو۔“ (حاشیہ سنن ابن ماجہ) لیکن یہ صورت لنگڑا ہونے میں شامل ہے۔ نواب وحید الزمان خان نے اس کا ترجمہ ”دبلی“ کیا ہے۔ وہ زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ علامہ ابن اثیر ؒ نے اگرچہ [اَلْكَسِيرِ اَلْبَيِّنَةُ الْكَسْرِ] کا وہی مطلب

٣١٤٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يكره من الضحايا، ح: ٢٨٠٢ من حديث شعبة به، وصححه الترمذي، ح: ١٤٩٧، وابن خزيمة، ح: ٢٩١٢، وابن حبان، ح: ١٠٤٦، ١٠٤٧، والنووي، والحاكم: ١/ ٤٦٧، ٤٦٨، والذهبي، وابن الجارود، ح: ٤٨١، ٩٠٧ وغيرهم.

بیان کیا ہے جو محمد فواد نے لکھا ہے۔ لیکن اس روایت میں [اَلْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي] کے الفاظ ہیں' یہاں یہ معنی درست معلوم نہیں ہوتے۔ ابن اثیر ؒ نے کَسُر کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا ہے ''وہ ہڈی جس پر زیادہ گوشت نہ ہو۔'' (النهاية، ماده کسر) اس مناسبت سے [كَسِيرَة] کا مطلب ''دبلی پتلی (بکری)'' زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ③ حضرت براء بن عازب ؓ کی رائے میں کان کٹا یا پھٹا ہوا ہونا ایسا عیب نہیں جو قربانی سے مانع ہو۔

٣١٤٥- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ جُرَيَّ بْنَ كُلَيْبٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُضَحَّى بِأَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ.

۳۱۴۵- حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جانور کی قربانی دینے سے منع فرمایا جس کا سینگ ٹوٹا ہوا یا کان کٹا ہوا ہو۔

(المعجم ٩) - **بَابُ مَنِ اشْتَرَى أُضْحِيَّةً صَحِيحَةً فَأَصَابَهَا عِنْدَهُ شَيْءٌ** (التحفة ٩)

باب:۹- اگر قربانی کا جانور صحیح سلامت خریدنے کے بعد اس میں عیب پیدا ہو جائے تو؟

٣١٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، أَبُو بَكْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَرَظَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ابْتَعْنَا كَبْشًا نُضَحِّي بِهِ. فَأَصَابَ الذِّئْبُ مِنْ أَلْيَتِهِ وَأُذُنِهِ. فَسَأَلْنَا النَّبِيَّ ﷺ. فَأَمَرَنَا أَنْ نُضَحِّيَ بِهِ.

۳۱۴۶- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے قربانی کے لیے ایک مینڈھا خریدا۔ بھیڑیا اس کے سرینوں (چوتڑوں) اور کان سے کچھ حصہ کاٹ کر لے گیا۔ ہم نے نبی ﷺ سے (مسئلہ) دریافت کیا تو آپ نے ہمیں حکم دیا کہ اس کی قربانی کر دیں۔

٣١٤٥- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يكره من الضحايا، ح: ٢٨٠٥ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح: ١٥٠٤.

٣١٤٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢ عن الثوري به، وتابعه شعبة عند أحمد: ٣/ ٧٨، ٨٦، وفيه: "سمعه من أبي سعيد محمد؟ قال: لا" وضعفه البوصيري من أجل جابر الجعفي تقدم، ح: ٣٥٦.

(المعجم ١٠) - **بَابُ مَنْ ضَحّٰى بِشَاةٍ عَنْ أَهْلِهِ** (التحفة ١٠)

باب:١٠- گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرنا

٣١٤٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ صَيَّادٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ: كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا فِيكُمْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ، فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ. فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ. ثُمَّ تَبَاهَى النَّاسُ، فَصَارَ كَمَا تَرٰى.

٣١٤٧- حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں تم لوگوں میں قربانیاں کس طرح ہوتی تھیں؟ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے زمانۂ مبارک میں آدمی اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کر دیا کرتا تھا۔ (اس میں سے) وہ خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے۔ بعد میں لوگ فخر (کے طور پر زیادہ جانور ذبح) کرنے لگے تو وہ حال ہو گیا جو آپ (آج کل) دیکھ رہے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① جن لوگوں کا کھانا پینا اور خرچ وغیرہ مشترک ہو وہ ایک گھر کے افراد ہیں۔ ان کی طرف سے ایک بکری کی قربانی دینا یا گائے یا اونٹ کا ایک حصہ قربانی دینا کافی ہے۔ ② ایک سے زیادہ قربانیاں کرنا جائز ہیں لیکن تفاخر اور مقابلہ بازی کے انداز سے زیادہ جانور یا قیمتی جانور قربان کرنا قربانی کے اصل مقصد کو ختم کر دیتا ہے اس صورت میں کوئی ثواب نہیں ہوتا۔ ③ کسی بھی نیکی میں نیت کا صحیح ہونا اور دل کا خلوص لازمی شرط ہے۔

٣١٤٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ.ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا

٣١٤٨- حضرت ابو سریحہ (حذیفہ بن اسید غفاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے گھر والوں نے مجھے غلط کام پر مجبور کر دیا جبکہ مجھے سنت طریقہ معلوم

٣١٤٧- [صحيح] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء أن الشاة الواحدة تجزئ عن أهل البيت، ح:١٥٠٥ من حديث الضحاك به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه مالك عن عمارة بن صياد به، الموطأ، النسخة الباكستانية، ص:٤٩٧، والسنن الكبرى للبيهقي:٩/٢٦٨ وغيرهما.

٣١٤٨- [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي:٩/٢٦٩ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه زائدة، وصححه البوصيري، والحاكم:٤/٢٢٨، والذهبي.

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، جَمِيعاً عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ بَيَانٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ قَالَ: حَمَلَنِي أَهْلِي عَلَى الْجَفَاءِ، بَعْدَمَا عَلِمْتُ مِنَ السُّنَّةِ. كَانَ أَهْلُ الْبَيْتِ يُضَحُّونَ بِالشَّاةِ وَالشَّاتَيْنِ. وَالْآنَ يُبَخِّلُنَا جِيرَانُنَا.

ہے۔ ایک گھر والے ایک بکری یا دو بکریاں ذبح کیا کرتے تھے۔ اب تو (اگر ہم ایک بکری کی قربانی دیں تو) ہمارے ہمسائے ہمیں بخیل کہنے لگتے ہیں۔

(المعجم ١١) - **بَابُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذْ فِي الْعَشْرِ مِنْ شَعَرِهِ وَأَظْفَارِهِ**

(التحفة ١١)

باب:١١- جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اُسے (ذوالحجہ کے پہلے) دس دنوں میں بال اور ناخن نہیں اتارنے چاہئیں

٣١٤٩- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَلَا بَشَرِهِ شَيْئًا».

٣١٤٩- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب ذوالحجہ کا (پہلا) عشرہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے بالوں یا اپنی جلد سے کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائے۔“

فائدہ: ہاتھ نہ لگانے کا مطلب یہ ہے کہ بال نہ کاٹے اور جلد سے بال صاف نہ کرے۔ یہ پابندی ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہونے سے عید کے دن قربانی کرنے تک ہے۔

٣١٥٠- حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ بَكْرٍ الضَّبِّيُّ، أَبُوعَمْرٍو: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُوقُتَيْبَةَ

٣١٥٠- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ذوالحجہ کا چاند دیکھ لے اور اس کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں (کو کاٹنے) کے قریب بھی نہ جائے۔“

٣١٤٩ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة، وهو يريد التضحية ... الخ، ح: ١٩٧٧/٣٩ من حديث ابن عيينة به.

٣١٥٠ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، الباب السابق، ح: ١٩٧٧/٤١ من حديث يحيى بن كثير به.

وَيَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، قَالُوا : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ رَأَى مِنْكُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، فَأَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَقْرَبَنَّ لَهُ شَعَرًا وَلَا ظُفْرًا».

(المعجم ١٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذَبْحِ الْأُضْحِيَّةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ (التحفة ١٢)

باب:١٢-نمازِ عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کرنے کی ممانعت کا بیان

٣١٥١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا ذَبَحَ، يَوْمَ النَّحْرِ، [يَعْنِي] قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيدَ.

٣١٥١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے قربانی کے دن نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کر دیا۔ نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ دوبارہ (قربانی) کرے۔

فوائد ومسائل: ① نماز سے مراد عید کی نماز ہے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: عیدالاضحیٰ کے دن نبی ﷺ باہر (عیدگاہ میں) تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز عید ادا فرمائی' پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اس دن ہماری پہلی عبادت یہ ہے کہ پہلے نماز پڑھیں' پھر (عیدگاہ سے) واپس جا کر جانور ذبح کریں....'' (صحيح البخاري' العيدين' باب استقبال الإمام الناس في خطبة العيد' حديث:٩٧٦) ② عید کی نماز سے پہلے کی گئی قربانی کی حیثیت عام گوشت کی ہے۔ ایسے شخص کو قربانی کا ثواب نہیں ملے گا۔ ③ ثواب کا دارومدار عمل کے سنت کے مطابق ہونے پر ہے۔ ④ کوئی شخص غلطی سے نماز سے پہلے قربانی کر لے تو دوسرا جانور میسر ہونے کی صورت میں اسے نماز عید کے بعد دوسرا جانور قربان کرنا چاہیے۔

٣١٥٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا

٣١٥٢- حضرت جندب (بن عبداللہ) بجلی رضی اللہ عنہ سے

٣١٥١ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب الأكل يوم النحر، ح: ٩٥٤، ٥٥٤٦، ٥٥٤٩، ٥٥٦١، ومسلم، الأضاحي، باب وقتها، ح: ١٩٦٢ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٣١٥٢ـ أخرجه البخاري، الأضاحي، باب من ذبح قبل الصلاة أعاد، ح: ٥٥٦٢ وغيره من حديث الأسود به، ومسلم، الأضاحي، باب وقتها، ح: ١٩٦٠/ ٢ب من حديث ابن عيينة به.

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدُبٍ الْبَجَلِيِّ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: شَهِدْتُ الْأَضْحٰى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَذَبَحَ أُنَاسٌ قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ كَانَ ذَبَحَ مِنْكُمْ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَلْيُعِدْ أُضْحِيَّتَهُ. وَمَنْ لَا، فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللهِ».

روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عیدالاضحیٰ میں حاضر ہوا۔ کچھ لوگوں نے نماز سے پہلے (جانور) ذبح کر لیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جس نے نماز سے پہلے (جانور) ذبح کیا وہ دوبارہ قربانی کرے۔ اور جس نے (پہلے ذبح) نہیں کیا وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔“

٣١٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عُوَيْمِرِ بْنِ أَشْقَرَ أَنَّهُ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «أَعِدْ أُضْحِيَّتَكَ».

٣١٥٣- حضرت عویمر بن اشقر ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کر لیا پھر نبی ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ”دوبارہ قربانی دو۔“

٣١٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي زَيْدٍ.

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَقَالَ غَيْرُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، أَبُو مُوسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِدَارٍ مِنْ دُورِ

٣١٥٤- حضرت ابوزید (عمرو بن اخطب) انصاری ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک گھر کے پاس سے گزرے تو آپ کو گوشت پکنے (یا بھننے) کی خوشبو محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کون ہے جس نے (پہلے ہی) ذبح کر لیا ہے؟“ ہمارا ایک (انصاری) آدمی آپ کی طرف باہر نکلا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ہوں میں نے نماز (عید) سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کر لیا تھا تاکہ اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو کھلاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دوبارہ ذبح کرنے کا حکم دیا تو اس نے کہا:

٣١٥٣- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٥٤، ٤/ ٣٤١ من حديث يحيى به، وسنده منقطع، عباد لم يسمع من عويمر، ولكن لحديثه شواهد، انظر الحديث السابق.

٣١٥٤- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٧٧ من حديث عبدالوارث به، وحسنه البوصيري * عمرو بن بُجدان جهله ابن القطان، والذهبي، ووثقه ابن حبان، وقال العجلي وهو معتدل: "بصري تابعي ثقه"، فتعديله راجح.

الْأَنْصَارِ. فَوَجَدَ رِيحَ قُتَارٍ. فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا الَّذِي ذَبَحَ؟» فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَّا. فَقَالَ: أَنَا. يَا رَسُولَ اللهِ! ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ لِأُطْعِمَ أَهْلِي وَجِيرَانِي. فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ. فَقَالَ: لَا. وَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ. مَا عِنْدِي إِلَّا جَذَعٌ أَوْ حَمَلٌ مِنَ الضَّأْنِ. قَالَ: «اِذْبَحْهَا، وَلَنْ يُجْزِئَ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میرے پاس تو صرف بھیڑ کا ایک میمنا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسی کو ذبح کر دے' تیرے بعد کسی کی طرف سے جذعہ (قربان کرنا) کافی نہیں ہوگا۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو شیخ البانی رشاللہ نے مطلق صحیح اور شیخ زبیر ﷾ نے بھی مطلق سنداً حسن کہا ہے' لیکن درست بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس روایت میں [أَوْ حَمَلٌ مِنَ الضَّأْنِ] کے الفاظ صحیح نہیں ہیں کیونکہ صحیح بخاری وغیرہ میں مذکورہ جملے کی بجائے [مِنَ الْمَعْزِ] کے الفاظ ہیں۔ علاوہ ازیں مسند احمد کے محققین نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۴/۳۳۳) لہٰذا بھیڑ کا جذعہ (ایک سالہ دنبہ' چھترا) مطلق جائز ہے جیسا کہ حدیث ہے: [إِنَّ الْجَذَعَ يُوفِي مِمَّا تُوفِي مِنْهُ الثَّنِيَّةُ] (سنن ابن ماجه' الأضاحي' باب مايجزئ من الأضاحي' حديث: ۳۱۴۰) ''جذعہ جانور دو دانتے کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔'' تاہم افضیلت دو دانتا جانور قربانی کرنے میں ہے جیسا کہ تفصیل حدیث نمبر: ۳۱۴۰ کے فوائد میں گزر چکی ہے' نیز جذعہ (ایک سالہ دنبہ' چھترا) صرف بھیڑ کی قسم سے جائز ہے' بکری کا جذعہ (ایک سالہ) جائز نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٣) - بَابُ مَنْ ذَبَحَ أُضْحِيَّتَهُ بِيَدِهِ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرنا

٣١٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْبَحُ أُضْحِيَّتَهُ بِيَدِهِ، وَاضِعاً قَدَمَهُ عَلٰى صِفَاحِهَا.

۳۱۵۵- حضرت انس بن مالک ﷜ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہے تھے اور اپنا قدم مبارک اس کی گردن پر رکھا ہوا تھا۔

٣١٥٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣١٢٠.

فائدہ: قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے لیکن دوسرا شخص بھی ذبح کرسکتا ہے' جیسے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف سے قربانی دی۔ انھیں تب معلوم ہوا جب گوشت ان کے پاس پہنچا۔ (دیکھیے' حدیث:۲۹۸۱)

٣١٥٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ، مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَبَحَ أُضْحِيَّتَهُ عِنْدَ طَرَفِ الزُّقَاقِ، طَرِيقِ بَنِي زُرَيْقٍ، بِيَدِهِ، بِشَفْرَةٍ.

۳۱۵۶- رسول اللہ ﷺ کے مؤذن حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنوزریق کے محلے کی طرف جانے والے راستے پر گلی کے کنارے اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے چھری کے ساتھ ذبح کی۔

(المعجم ١٤) - **بَابُ جُلُودِ الْأَضَاحِيِّ** (التحفة ١٤)

باب:۱۴-قربانی کی کھالیں

٣١٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا، لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلَالَهَا لِلْمَسَاكِينِ.

۳۱۵۷- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ آپ کے (قربانی کے) تمام اونٹوں کا گوشت' ان کی کھالیں اور جھولیں غریبوں میں تقسیم کردیں۔

فائدہ: قربانی کا گوشت کھانا اور کھالیں اپنے استعمال میں لانا اگرچہ جائز ہے' تاہم بہتر یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ غریبوں اور مسکینوں کو دیا جائے۔

(المعجم ١٥) - **بَابُ الْأَكْلِ مِنْ لُحُومِ الضَّحَايَا** (التحفة ١٥)

باب:۱۵-قربانیوں کا گوشت کھانا

٣١٥٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۳۱۵۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

٣١٥٦ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، انظر، ح:١١٠١ لعلته.

٣١٥٧ـ [صحيح] تقدم، ح:٣٠٩٩.

٣١٥٨ـ [حسن] أخرجه أحمد:٣/ ٣٣١ عن محمد بن ميمون أبي النضر الزعفراني به، وقال البوصيري: "هذا

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ مِنْ كُلِّ جَزُورٍ بِبَضْعَةٍ. فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ. فَأَكَلُوا مِنَ اللَّحْمِ، وَحَسَوْا مِنَ الْمَرَقِ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہر اونٹ کی ایک ایک بوٹی لے کر ہنڈیا میں ڈالی گئی (اور پکائی گئی۔) تب انھوں نے (رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے) کچھ گوشت کھایا اور کچھ شوربہ پیا۔

(المعجم ١٦) - بَابُ ادِّخَارِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ (التحفة ١٦)

باب: ١٦- قربانیوں کا گوشت رکھ چھوڑنا

٣١٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَابِسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ لِجَهْدِ النَّاسِ. ثُمَّ رَخَّصَ فِيهَا.

٣١٥٩- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قربانی کا گوشت سنبھال رکھنے سے لوگوں کے فقر و فاقہ کی وجہ سے منع فرمایا تھا' پھر اجازت دے دی۔

٣١٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ نُبَيْشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. فَكُلُوا وَادَّخِرُوا».

٣١٦٠- حضرت نبیشہ (بن عبداللہ ہذلی) ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم کو قربانی کے گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع کیا تھا۔ اب کھاؤ اور ذخیرہ کرو۔''

فوائد ومسائل: ① قربانی کا گوشت استعمال کرتے وقت دوسروں کے حالات کا لحاظ رکھا جائے۔ اگر زیادہ

◄◄ إسناد صحيح".

٣١٥٩ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان السلف يدخرون في بيوتهم وأسفارهم من الطعام واللحم وغيره، ح: ٥٤٢٣ وغيره، ومسلم، الزهد والرقائق، باب "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٧٠/ ٢٣ من حديث سفيان به بألفاظ مختلفة، مطولاً ومختصرًا.

٣١٦٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب حبس لحوم الأضاحي، ح: ٢٨١٣ من حديث خالد به، وأصله عند مسلم، ح: ١١٤١ وغيره ✽ خالد الحذاء سمعه من أبي قلابة كما في صحيح مسلم وغيره.

لوگ ضرورت مند ہوں تو ان میں تقسیم کر دیا جائے۔ اپنے لیے معمولی مقدار میں رکھا جائے۔ اگر عام لوگ خوش حال ہوں تو حسبِ خواہش رکھ لیا جائے۔ ② شریعت میں مختلف حالات کے لیے رہنمائی موجود ہے۔ امام کو چاہیے کہ جیسے حالات ہوں' ان کے مطابق شرعی احکام بیان کرے۔ ③ عوام میں مشہور ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنے چاہئیں' ایک گھر والوں کے لیے' ایک رشتہ داروں کے لیے' ایک غریبوں اور مسکینوں کے لیے۔ بعض لوگ بالکل برابر تین حصوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ درست نہیں بلکہ گھر میں حسبِ ضرورت تھوڑا بہت رکھ کر باقی دوسروں میں تقسیم کیا جائے۔ اس میں غریب رشتہ داروں کو یا اڑوس پڑوس کے غریب لوگوں کو زیادہ اہمیت دی جائے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ الذَّبْحِ بِالْمُصَلّٰى (التحفة ١٧)

باب: ١٧-عیدگاہ میں جانور ذبح کرنا

٣١٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَذْبَحُ بِالْمُصَلّٰى.

٣١٦١- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (قربانی) عیدگاہ میں ذبح کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مُصَلّٰی سے مراد وہ میدان ہے جہاں عیدین اور استسقا وغیرہ کی نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔ ② عیدگاہ میں ذبح کرنے میں یہ حکمت ہے کہ وہاں امیر غریب سب جمع ہوتے ہیں' لہٰذا تقسیم کرنے میں سہولت ہوتی ہے' تاہم عیدگاہ میں ذبح کرنا ضروری نہیں' گھر میں بھی ذبح کیا جاسکتا ہے۔

٣١٦١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب الإمام يذبح بالمصلّى، ح: ٢٨١١ من حديث أسامة به، وله شواهد عند البخاري وغيره، ح: ٩٨٢، ١٧١٠، ٥٥٥٢.

ذبح کی لغوی واصطلاحی تعریف‘ اس کی حکمت اور چند ضروری احکام ومسائل

٭ **لغوی معنی:** ذبح کے لغوی معنی کاٹنا اور جانور کی روح نکالنا ہیں۔

٭ **اصطلاحی تعریف:** [ذَبْحُ حَيَوَانٍ مَّقْدُورٍ عَلَيْهِ مُبَاحٌ أَكْلُهُ بِقَطْعِ الْحُلْقُومِ وَالْمَرِيِّ] (الفقه الإسلامي و أدلّته:۲۴۸/۳) ”جو جانور انسان کی دسترس میں ہیں اور جن کا کھانا حلال ہے ان کا حلق اور رگیں کاٹنا ذبح کہلاتا ہے۔“

٭ **ذبح اور نحر میں فرق:** ذبح سے مراد حلق اور نرخرے کی رگیں کاٹنا ہے جبکہ نحر سینے کے بالائی حصے لبہ میں چھرا گھونپنے کو کہتے ہیں۔ اونٹ کو نحر اور دوسرے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ نحر اور ذبح کا شرعی طریقہ تفصیلاً آگے آرہا ہے۔

٭ **ذبح کی حکمت:** انسانی صحت کی حفاظت کے لیے ذبح کو مشروع کیا گیا ہے۔ چونکہ خون کے اندر بے شمار مضر صحت جراثیم ہوتے ہیں‘ اس لیے اس خون کو ذبح کے ذریعے سے بہادیا جاتا ہے تاکہ یہ مضر صحت جراثیم گوشت کے ساتھ مل کر نقصان نہ پہنچائیں۔

٭ **مشینی ذبیحہ:** یہی وجہ ہے کہ مشینی ذبیحہ جائز نہیں ہے جس میں جھٹکے سے جانور کو ہلاک کردیا جاتا ہے‘ اس میں اس کا خون اندر ہی رہتا ہے‘ باہر نہیں نکلتا۔ بنابریں ذبح کا یہ طریقہ ناجائز اور اس قسم کے ذبیحہ کا

گوشت کھانا بھی حرام ہے۔

* ذبح کرنے کا شرعی طریقہ: کوئی بھی جانور ذبح کرنے کے لیے حسب ذیل شرائط مدنظر رکھنا ضروری ہیں: ① ذبح کرنے والے کی اہلیت' یعنی وہ عاقل (باشعور) مسلم ہو یا کتابی' یعنی اس کے والدین اہل کتاب میں سے ہوں۔ ② دوسری شرط آلہ ہے کہ اس آلے کے ساتھ جانور کو ذبح کرنا جائز ہے جو اپنی دھار کے ساتھ خون بہا دے لیکن دانت اور ناخن کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہیں۔ ③ تیسری شرط گلا کاٹنا ہے' گلے سے مراد سانس اور کھانے کی رگیں ہیں' نیز ذبح کرنے کی جگہ حلق اور لبہ ہے۔ لبہ سے مراد وہ گڑھا ہے جو گردن کی جڑ اور سینے کے درمیان ہوتا ہے' اس کے علاوہ کسی اور جگہ سے ذبح کرنا جائز نہیں۔ ④ چوتھی شرط اللہ کا نام لینا ہے' یعنی ذبح کرنے والا ذبح کرنے کے لیے جب اپنے ہاتھ کو حرکت دے تو وہ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ پڑھے۔

* نحر کرنے کا شرعی طریقہ: اونٹ ذبح کرنے کا قرآن وسنت سے ثابت شدہ طریقہ یہ ہے کہ اسے کھڑا کر کے ذبح کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ﴾ (الحج ۲۲:۳۶) ''اور قربانی کے اونٹ جنھیں ہم نے تمھارے لیے اللہ کی (عظمت کی) نشانیوں میں سے بنایا ہے' تمھارے لیے ان میں بہت بھلائی ہے' لہٰذا (نحر کے وقت جب) وہ گھٹنا بندھے کھڑے ہوں تو اس حالت میں تم ان پر اللہ کا نام لو۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما [صَوَآفَّ] کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس کے معنی [قِيَاماً] کے ہیں' یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں اونٹ کو نحر کیا جائے۔ (صحيح البخاري' الحج' باب نحر البدن قائمة) علاوہ ازیں اونٹ کی بائیں ٹانگ کو باندھ لیا جائے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کے موقع پر اونٹوں کو اسی طرح ذبح کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اونٹ کو اس حالت میں ذبح کرتے تھے کہ اس کا بایاں پاؤں بندھا ہوتا اور وہ باقی ماندہ تین پاؤں پر کھڑا ہوتا۔ (سنن أبي داود' المناسك' باب: كيف تنحر البدن' حديث:۱۷۶۷) حضرت زیاد بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ایک شخص کے

پاس تشریف لائے جس نے ذبح کرنے کے لیے اپنی اونٹنی کو بٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے کھڑا کر کے باندھ لو' یہی حضرت محمد ﷺ کی سنت ہے۔'' (صحیح البخاري' الحج' باب نحر الإبل مقیدة' حدیث: ۱۷۱۳)

* **ذبح کے متعلق چند ضروری احکام:** ① اگر مادہ جانور کے پیٹ سے ایسا بچہ نمودار ہو جس کی خلقت مکمل ہو چکی تھی تو اس کی ماں کو ذبح کرنے سے وہ بھی حلال ہو جائے گا۔

② اگر ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو ایسا جانور کھانا حلال ہے کیونکہ امت محمدیہ کو بھول چوک معاف ہے۔

③ اگر چھری کی تیزی کی وجہ سے جانور کی گردن علیحدہ ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔

④ ایسا جانور جو چوٹ لگنے' پہاڑ سے گرنے' گلا گھٹنے یا بیماری کی حالت میں مل جائے اور اسے ذبح کر لیا جائے تو اسے کھانا حلال ہے لیکن اگر اس کی روح نکل چکی ہو تو پھر حرام ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢٧) أَبْوَابُ الذَّبَائِحِ (التحفة ١٩)

ذبیحہ سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ الْعَقِيقَةِ (التحفة ١)

باب:۱- عقیقہ کا بیان

٣١٦٢- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ [عُبَيْدِ] اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

۳۱۶۲- حضرت ام کرز ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''لڑکے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (عقیقے کے طور پر ذبح کی جائے۔)''

فوائد و مسائل: ① بچے یا بچی کی ولادت پر عقیقہ کرنا سنت ہے۔ یہ اولاد کی نعمت پر اللہ کے شکر کا اظہار ہے' تاہم یہ فرض یا واجب نہیں کیونکہ ارشاد نبوی ہے: ''جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اگر وہ اپنے بچے کا عقیقہ کرنا چاہے تو کر لے۔'' (موطأ إمام مالك' العقيقة' ما جاء في العقيقة' حديث:١'وصحيح سنن أبي داود للألباني، ح:٢٨٤٢) ② [مُكَافِئَتَانِ] کی تشریح میں مختلف اقوال ہیں: (ا) ہم عمر اور ہم جنس۔ (ب) ذبح ہونے میں برابر' یعنی دونوں اکٹھی ذبح کی جائیں۔ (مثلاً یہ نہ ہو کہ ایک صبح کو ذبح کی جائے اور دوسری شام کو) (ج) قربانی کے جانور کے برابر۔ حافظ ابن حجر ؒ نے دوسرے قول کو ''اچھا'' قرار دیا ہے۔ (فتح الباري:٩/٤٣٣)

٣١٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۱۶۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں

٣١٦٢- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٣٥ من حديث سفيان به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٥٩، والحاكم، والذهبي.

٣١٦٣- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في العقيقة، ح: ١٥١٣ من حديث ابن خثيم به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٥٨.

حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَعُقَّ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کے طور پر ذبح کریں۔

٣١٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةً، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَماً، وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذٰى».

۳۱۶۴- حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''بچے کے ساتھ عقیقہ ہے' چنانچہ اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس کا میل کچیل دور کرو۔''

فوائد ومسائل: ① وہ جانور جو نومولود کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے اسے ''عقیقہ'' کہتے ہیں۔ لغت میں اس کے معنی: کاٹنا اور شق کرنا ہیں۔ یہ لفظ ہر نوزائیدہ بچے کے ان بالوں پر بھی بولا جاتا ہے جو شکم مادر میں اگے ہوں' اور اسی مناسبت سے اس ذبیحہ کو عقیقہ کہتے ہیں۔ ② خون بہانے کا مطلب جانور ذبح کرنا ہے۔ ③ میل کچیل دور کرنے کا مطلب سر کے بال اتارنا ہے۔

٣١٦٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «كُلُّ غُلَامٍ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ. تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ،

۳۱۶۵- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے گروی ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے (عقیقے کا جانور) ذبح کیا جائے اور اس کے سر کے بال اتارے جائیں اور اس کا نام رکھا جائے۔''

٣١٦٤- [صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٣٩ من حديث هشام به، وعلقه البخاري، ح: ٥٤٧١.

٣١٦٥- [حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٣٨ من حديث سعيد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح: ١٥٢٢ وصححه ابن الجارود، ح: ٩١٠، والحاكم: ٤/ ٢٣٧، والذهبي، وعبدالحق الإشبيلي وغيرهم، ورواه شعبة بن الحجاج عن قتادة به عند أحمد وغيره، وحديث الحسن عن سمرة صحيح كما تقدم، ح: ٢١٨٣.

وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ، وَيُسَمَّى».

فوائد ومسائل: ① گروی کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح گروی چیز حاصل کرنے کے لیے قرض ادا کرنا ضروری ہوتا ہے' اسی طرح بچے سے پوری طرح برکت اور فائدے کا حصول اسی وقت ہوتا ہے جب اس کا عقیقہ کر دیا گیا ہو۔ ② عقیقہ ساتویں دن کیا جاتا ہے۔ اگر ساتویں دن ممکن نہ ہو تو چودھویں یا اکیسویں دن بھی کیا جا سکتا ہے۔ سنن بیہقی کی ایک روایت میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ دیکھیے: (السنن الكبرى للبيهقي' الضحايا' باب ماجاء في وقت العقيقة: ٣٠٣/٩) یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کی تائید ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک فتوے سے ہوتی ہے۔ (مستدرك الحاكم' الذبائح' حديث: ٧٥٩٥) غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح الجامع الصغیر میں درج کیا ہے' اس لیے کسی مجبوری کی صورت میں اس کے مطابق عمل کیا جا سکتا ہے' تاہم افضل یہی ہے کہ ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔ ③ بچے کے سر کے بال مونڈ کر ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنی چاہیے' یا اتنی چاندی کی قیمت صدقہ کر دی جائے۔ جامع ترمذی میں ایک حدیث میں مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کے موقع پر حکم دیا تھا کہ ان کے سر کے بال اتار کر ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کریں۔ (جامع الترمذي' الأضاحي' باب العقيقة بشاة' حديث: ١٥١٩) اس کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن متعدد اسانید سے روایت ہونے کی وجہ سے اسے حسن (قابل اعتماد) قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھیے إرواء الغليل: ٤/٤٠٢-٤٠٦) ④ نام ساتویں دن رکھنا چاہیے' تاہم اس سے پہلے بھی رکھا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض بچوں کا نام پہلے دن بھی تجویز فرمایا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا' اور کھجور کی گھٹی دی۔ (صحيح البخاري' العقيقة' باب تسمية المولود غداة يولد لمن لم يعق عنه' وتحنيكه' حديث: ٥٤٦٧' وصحيح مسلم' الآداب' باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته ...... وجواز تسميته يوم ولادته......' حديث: ٢١٤٤) ظاہر ہے گھٹی پہلے دن ہی دی جاتی ہے۔

٣١٦٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ

٣١٦٦- حضرت یزید بن عبد مزنی سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے' اور اس کے سر کو خون نہ لگایا جائے۔''

٣١٦٦ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الأوسط: ١/ ٢٢٣، ح: ٣٣٥ من حديث ابن وهب به، وفيه: "يزيد بن عبدالله المزني عن أبيه"، وهو الصواب، وسنده ضعيف من أجل جهالة يزيد، ولحديثه شاهد عند ابن حبان، ح: ١٠٥٧، وإسناده صحيح، وله شواهد أخرى عند أبي داود وغيره.

مُوسٰى أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ عَبْدٍ الْمُزَنِيَّ: حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ، وَلَا يُمَسُّ رَأْسُهُ بِدَمٍ».

فوائد ومسائل: ① جاہلیت میں بھی بچے کی طرف سے قربانی کی جاتی تھی اور جانور کا خون بچے کے سر پر لگایا جاتا تھا۔ اسلام نے جتنا کام صحیح تھا اسے قائم رکھا اور جو غلط تھا اس سے منع فرما دیا۔ (صحیح ابن حبان، العقیقة، باب ذکر الأمر لمن عق عن ولده...... حدیث: ۵۲۸۴) ② غیر مسلموں کی رسموں پر عمل کرنا جائز نہیں، البتہ کسی چیز کی تائید قرآن وحدیث سے ہو جائے تو اتنا کام کرنا درست ہوگا۔

(المعجم ٢) - بَابُ الْفَرَعَةِ وَالْعَتِيرَةِ (التحفة ٢)

باب:٢-فرعہ اور عتیرہ کی قربانی

٣١٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ: نَادٰى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ. فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «اذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فِي أَيِّ شَهْرٍ كَانَ. وَبَرُّوا لِلّٰهِ، وَأَطْعِمُوا» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَمَا تَأْمُرُنَا بِهِ؟ قَالَ: «كُلُّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوهُ مَاشِيَتُكَ. حَتّٰى إِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ، فَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ - أُرَاهُ قَالَ - عَلَى ابْنِ السَّبِيلِ. فَإِنَّ ذٰلِكَ هُوَ خَيْرٌ».

٣١٦٧- حضرت نبیشہ (بن عبداللہ ہذلی) ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو آواز دے کر (اپنی طرف متوجہ کیا اور) کہا: اے اللہ کے رسول! ہم زمانۂ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں عتیرہ ذبح کیا کرتے تھے۔ اب آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نام پر ذبح کرو، چاہے کسی مہینے میں ہو۔ اور اللہ (کی رضا) کے لیے نیکی کرو اور کھانا کھلاؤ۔'' حاضرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت میں فرع کے نام سے جانور ذبح کرتے تھے۔ اب ہمیں آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: ''ہر چرنے والے جانوروں (کے ریوڑ) میں فرع (مشروع) ہے، جو تیرے مویشی سے پیدا ہوتی کہ جب وہ بوجھ اٹھانے (یا جفتی) کے قابل ہو جائے تو تو اسے ذبح کر

٣١٦٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العتيرة، ح: ٢٨٣٠ من حديث خالد عن أبي قلابة عن أبي المليح عن نبيشة به، وإسناده صحيح، وفي رواية النسائي، "ربما قال عن أبي المليح، وربما ذكر أبا قلابة"، ح: ٤٢٣٦، ٤٢٣٧، يعني الاختلاف من خالد نفسه.

کے اس کا گوشت مسافروں پر صدقہ کر دے' یہی بات بہتر ہے۔"

۳۱۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «لَا فَرَعَةَ وَلَا عَتِيرَةَ».

۳۱۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا:"کوئی فرعہ نہیں اور کوئی عتیرہ نہیں۔"

قَالَ هِشَامٌ، فِي حَدِيثِهِ: وَالْفَرَعَةُ أَوَّلُ النَّتَاجِ. وَالْعَتِيرَةُ الشَّاةُ يَذْبَحُهَا أَهْلُ الْبَيْتِ فِي رَجَبٍ.

(امام ابن ماجہ کے استاد) حضرت ہشام بن عمار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: فرعہ (جانور کا) پہلا بچہ ہوتا تھا اور عتیرہ اس بکری کو کہتے تھے جو گھر والے رجب میں ذبح کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① جاہلیت میں بتوں کے نام کی مختلف قربانیاں دی جاتی تھیں۔ ان میں سے ایک فرعہ بھی ہے۔ لیکن جب قربانی کا حکم ہوا تو اس خاص صفت کا اہتمام کرتے ہوئے قربانی دینا منسوخ ہو گیا' البتہ اللہ کے نام پر حسب توفیق جانور ذبح کر کے مسکینوں کو کھلانا ایک نیکی ہے جو منسوخ نہیں' یہ بات یاد رہے کہ شریعت میں ثابت قربانی (عیدالاضحیٰ اور عقیقہ) کے علاوہ کسی اور دن کو خاص کر کے قربانی یا صدقہ دینا درست نہیں۔ ② عتیرہ کی قربانی رجب کے مہینے میں دی جاتی تھی۔ اب وہ بھی منسوخ ہے لیکن دن اور جگہ کی تعیین کے بغیر اللہ کے نام پر حسب توفیق جانور ذبح کرنا منسوخ نہیں بلکہ مستحب ہے' صرف وجوب منسوخ ہے۔ مزید دیکھیے' حدیث: ۳۱۲۵ کے فوائد ومسائل۔

۳۱۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي [عُمَرَ] الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا فَرَعَةَ وَلَا عَتِيرَةَ».

۳۱۶۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا:"کوئی فرعہ نہیں اور کوئی عتیرہ نہیں۔"

۳۱۶۸_ أخرجه البخاري، العقيقة، باب العترة، ح: ٥٤٧٤ من حديث سفيان به، ومسلم، الأضاحي، باب الفرع والعتيرة، ح: ١٩٧٦ عن ابن أبي شيبة به.

۳۱۶۹_ [صحيح] وصححه البوصيري، وفيه علة، تقدم، ح: ٢١١٣، والحديث السابق شاهد له.

قَالَ ابْنُ مَاجَه : هٰذَا مِنْ فَرَائِدِ الْعَدَنِيِّ .

امام ابن ماجہ ؒ نے فرمایا: یہ حدیث عدنی کی نادر حدیثوں میں سے ہے۔

فائدہ: امام ابن ماجہ ؒ کے فرمان کا یہ مطلب ہے کہ صرف اس سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے۔ باقی علماء اسے اپنی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ محمد بن ابو عمر عدنی ؒ امام ابن ماجہ کے استاد ہیں۔

(المعجم ٣) - **بَاب: إِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ** (التحفة ٣)

باب: ٣- جب ذبح کرو تو اچھے انداز سے ذبح کرو

٣١٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ. فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ. وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ. وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ» .

٣١٧٠- حضرت شداد بن اوس (بن ثابت) ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض کیا ہے، لہٰذا جب تم قتل کرو تو اچھے انداز سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھے انداز سے ذبح کرو۔ آدمی کو چاہیے کہ اپنی چھری تیز کرے اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچائے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ نے موذی جانور اور بعض جرائم کا ارتکاب کرنے والے انسان کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے، اور بعض جانوروں کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے، اس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ ② قتل اور ذبح میں بھی رحم کو پیش نظر رکھا جاسکتا ہے، اور رکھا جانا چاہیے۔ ③ اچھے طریقے سے قتل یہ ہے کہ ایک ضرب سے قتل کیا جائے، یا اگر ایک ضرب سے ممکن نہ ہو تو ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے جلد روح پرواز کر جائے۔ ④ سزائے موت کے مستحق کے لیے بہترین طریقہ تلوار سے قتل کرنا ہے۔ ⑤ موذی جانور کو قتل کرنے کے لیے پانی میں ڈبونے یا آگ میں ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑥ اچھے طریقے سے ذبح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ذبح کرنے سے پہلے زخمی نہ کیا جائے اور کند چھری سے ذبح نہ کیا جائے، نیز پوری طرح روح پرواز کرنے سے پہلے کھال اتارنا شروع نہ کی جائے۔ ⑦ جانور کو آرام پہنچانے کا مطلب کم سے کم تکلیف پہنچانا ہے۔

٣١٧٠- أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل وتحديد الشفرة، ح: ١٩٥٥/٥٧ب من حديث عبدالوهاب به.

⑧ ذبح کرنے کا شرعی طریقہ کتاب الذبائح کی ابتدا میں ملاحظہ فرمائیں۔

٣١٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ، وَهُوَ يَجُرُّ شَاةً بِأُذُنِهَا. فَقَالَ: «دَعْ أُذُنَهَا، وَخُذْ بِسَالِفَتِهَا».

٣١٧١- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو ایک بکری کو کان سے پکڑ کر کھینچے لیے جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا کان چھوڑ دے۔ گردن سے پکڑ لے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے' تاہم جانوروں پر رحم کرنے کے احکام کے تحت اس کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے کہ اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے اس کو اذیت ہو' مثلاً: بعض لوگ زندہ مرغیوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر الٹا لٹکا لیتے ہیں' اس طرح لے جانے میں انھیں تکلیف ہوتی ہے۔ ایک جانور کے سامنے دوسرا جانور ذبح کرنا بھی رحم کے منافی ہے' البتہ جہاں یہ احتیاط ممکن نہ ہو' وہاں کیا جا سکتا ہے۔

٣١٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، ابْنُ أَخِي حُسَيْنٍ الْجُعْفِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ: حَدَّثَنِي قُرَّةُ بْنُ حَيْوَئِيلَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحَدِّ الشِّفَارِ، وَأَنْ تُوَارٰى عَنِ الْبَهَائِمِ. وَقَالَ: «إِذَا ذَبَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجْهِزْ».

٣١٧٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے چھری کو تیز کرنے اور جانوروں سے چھپا کر رکھنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص ذبح کرے تو جلدی سے ذبح کر ڈالے۔''

٣١٧١ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري من أجل موسى بن محمد بن إبراهيم، وتقدم، ح: ١٤٣٨، وذكره ابن أبي حاتم في العلل: ٢/ ٢٤١، ح: ٢٢١٤ من حديث عقبة به، وقال أبوحاتم: "هذه أحاديث منكرة كأنها موضوعة، موسى ضعيف الحديث جدًا، وأبوه لم يسمع من جابر ولا أبي سعيد".

٣١٧٢ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * ابن لهيعة تقدم، ح: ٣٣٠، وفيه علة أخرى، والحديث ضعيف من طريقيه.

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت ایک دوسری سند سے بھی نبی ﷺ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الذَّبْحِ (التحفة ٤)

باب:۴- ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا

٣١٧٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَإِنَّ ٱلشَّيَٰطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰٓ أَوْلِيَآئِهِمْ﴾ [الأنعام: ١٢١] قَالَ: كَانُوا يَقُولُونَ: مَا ذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ اللهِ فَلَا تَأْكُلُوا. وَمَا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلُوهُ. فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا۟ مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ ٱسْمُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام: ١٢١].

۳۱۷۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (انھوں نے یہ آیت پڑھی): ﴿وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ﴾ ”بے شک شیطان اپنے دوستوں کی طرف الہام کرتے ہیں۔“ (پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے) فرمایا: (مشرک) لوگ کہتے تھے: جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے وہ نہ کھاؤ‘ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے‘ وہ کھا لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے (ان کی تردید میں) یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ ”جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس میں سے (کچھ) نہ کھاؤ۔“

فوائد ومسائل: ① یہ بھی دورِ جاہلیت کے غلط رواجوں میں سے ایک رواج تھا کہ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ کھاتے تھے۔ اور اس جانور کا گوشت بھی کھا لیتے تھے جس پر اللہ کا نام جان بوجھ کر نہ لیا گیا ہو۔ اور اسے شرعی مسئلہ سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ﴾ (الأنعام ۶:۱۳۸) ”اور کچھ جانوروں پر اللہ کا نام نہیں لیتے‘ اللہ کے ذمے جھوٹی بات لگاتے ہوئے۔“ ② آیت مبارکہ کی شانِ نزول میں یہ بھی روایت ہے کہ مشرکین کہتے تھے: مسلمان اپنا مارا ہوا (ذبح شدہ) جانور تو کھا لیتے ہیں‘ اللہ کا مارا ہوا (مردار) جانور نہیں کھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اور مسلمانوں کو ان (مشرکین) کے پیدا کردہ شبہات سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ

٣١٧٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في ذبائح أهل الكتاب، ح: ٢٨١٨ من حديث إسرائيل به، وصححه ابن كثير: ٢/ ١٧٧، الأنعام، الآية: ٢٢١، وله شاهد ضعيف عند الطبراني في الكبير، ح: ١١٦١٤.

لَمُشۡرِكُونَ﴾ (الأنعام٦:١٢١) ''اگر تم ان کی بات مانو گے تو تم لوگ بھی مشرک ہو جاؤ گے۔'' (جامع الترمذي، التفسير، [باب] ومن سورة الأنعام، حديث:٣٠٦٩) ③ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا ضروری ہے۔ ④ مسلمان کے بارے میں ظاہری طور پر یہی یقین ہوتا ہے کہ اس نے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا ہوگا، لہٰذا خواہ مخواہ شک کرنا مناسب نہیں۔ اہل کتاب کے بارے میں اگر یقین ہو کہ اس نے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا ہے، مثلاً: خود ذبح کرتے دیکھا ہو یا کسی قابل اعتماد مسلمان نے دیکھا ہو، تو اہل کتاب کے اس شخص کا ذبح کیا ہوا بھی درست ہے۔ دوسرے غیر مسلموں (ہندو، بدھ، پارسی وغیرہ) کا ذبح کیا ہوا جائز نہیں۔ ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن أبي داود، (مفصل) للألباني، حديث:٢٥٠٩)

٣١٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ قَوْماً قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَّا بِلَحْمٍ، لَا نَدْرِي: ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا؟ قَالَ: «سَمُّوا أَنْتُمْ وَكُلُوا». وَكَانُوا حَدِيثَ عَهْدٍ بِالْكُفْرِ.

٣١٧٤- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ بعض افراد نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں، ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ (ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں (تو ہم کیا کریں؟) آپ نے فرمایا: ''تم اللہ کا نام لے لو اور کھا لو۔'' یہ لوگ نئے نئے کفر سے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔

فائدہ: شبہ کی وجہ یہ تھی کہ یہ نومسلم افراد شاید یہ مسئلہ نہ جانتے ہوں کہ اللہ کے نام سے ذبح کرنا چاہیے۔ تو بتایا گیا کہ شبہ نہ کرو بلکہ بسم اللہ پڑھ کر کھا لو۔

(المعجم ٥) - بَابُ مَا يُذَكَّى بِهِ (التحفة ٥)

باب:٥- کس چیز سے ذبح کیا جائے؟

٣١٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ قَالَ: ذَبَحْتُ أَرْنَبَيْنِ بِمَرْوَةٍ. فَأَتَيْتُ بِهِمَا النَّبِيَّ ﷺ.

٣١٧٥- حضرت محمد بن صیفی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے دو خرگوش پتھر سے ذبح کیے اور انھیں لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا تو آپ نے مجھے ان کو کھا لینے کا حکم دیا۔

٣١٧٤- [إسناده صحيح] أخرجه الدارمي: ٢/ ٨٣، ح: ١٩٨٢ من حديث عبدالرحيم به.

٣١٧٥- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب الذبيحة بالمروة، ح: ٢٨٢٢ من حديث عاصم به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٦٩، والحاكم، والذهبي.

فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهِمَا .

فوائد ومسائل: ① تیز کنارے والا پتھر جس سے جانور کی کھال کاٹی جا سکے اس سے ذبح کرنا جائز ہے۔ ② ذبح کرنے کے لیے لوہے کی چھری یا چاقو ہونا ضروری نہیں۔ ③ عوام میں مشہور ہے کہ ذبح صرف اس چھری سے کرنا چاہیے جس کا دستہ لکڑی کا ہو اور اس میں تین کیل لگے ہوئے ہوں وغیرہ وغیرہ' یہ سب باتیں بے بنیاد ہیں۔ ④ خرگوش حلال ہے' اس کا گوشت کھانا مکروہ نہیں۔

٣١٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ حَاضِرَ ابْنَ مُهَاجِرٍ يُحَدِّثُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ ذِئْباً نَيَّبَ فِي شَاةٍ، فَذَبَحُوهَا بِمَرْوَةٍ. فَرَخَّصَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي أَكْلِهَا .

۳۱۷۶- حضرت زید بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ کسی بھیڑیے نے ایک بکری میں دانت گاڑ دیے (اور اسے زخمی کر دیا) تو مالکوں نے اسے پتھر سے ذبح کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اسے کھا لینے کی اجازت دے دی۔

فائدہ: جو جانور درندے سے زندہ چھڑا لیا جائے' اسے تکبیر کہہ کر ذبح کر لینا چاہیے۔

٣١٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُرَيِّ بْنِ قَطَرِيٍّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا نَصِيدُ الصَّيْدَ فَلَا نَجِدُ سِكِّيناً إِلَّا الظِّرَارَةَ وَشِقَّةَ الْعَصَا . قَالَ: «أَمْرِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ» .

۳۱۷۷- حضرت عدی بن حاتم طائی ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ شکار کرتے ہیں (بعض اوقات) ہمیں (ذبح کرنے کے لیے) تیز پتھر یا ڈنڈے کی پھچی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کے ساتھ چاہو خون بہا لو اور اس پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لے لو۔''

٣١٧٦ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الضحايا، باب إباحة الذبح بالمروة، ح: ٤٤٠٥، ٤٤١٢ من حديث غندر به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٠٧٦، والحاكم: ٤/ ١١٣، ١١٤، والذهبي * حاضر حسن الحديث على الراجح، وتابعه زيد بن أبي عتاب، سنن البيهقي: ٩/ ٢٥٠ .

٣١٧٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب الذبيحة بالمروة، ح: ٢٨٢٤ من حديث سماك به، وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٤٠، ووافقه الذهبي، ورواه شعبة، والثوري عن سماك به * ومري بن قطري وثقه ابن حبان، والحاكم واختلف قول الذهبي فيه، وتعديله راجح .

فائدہ: ڈنڈے کی پھچی سے مراد لکڑی کا باریک دھار دار کونے والا ٹکڑا ہے جسے چھری کی طرح استعمال کر کے ذبح کرنا ممکن ہو' تاہم رگوں کا کٹ کر خون بہنا شرط ہے تا کہ وہ ذبح ہو' کسی چیز کے دباؤ سے گلا گھونٹ کر مارنے میں شمار نہ ہو۔

٣١٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا نَكُونُ فِي الْمَغَازِي، فَلَا يَكُونُ مَعَنَا مُدًى. فَقَالَ: «مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ، فَكُلْ. غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفْرِ. فَإِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ، وَالظُّفْرَ مُدَى الْحَبَشَةِ».

٣١٧٨- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم جنگوں میں جاتے ہیں اور (مال غنیمت میں ملنے والے جانور ذبح کرنے کے لیے) ہمارے پاس چھریاں نہیں ہوتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کے ساتھ خون جاری ہو جائے' اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو (اس طرح ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت) کھا لے' سوائے دانت اور ناخن کے کیونکہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① لوہے کی چھری کے علاوہ نیزے' تلوار اور شیشے کے ٹکڑے وغیرہ سے ذبح کرنا بھی جائز ہے۔ ② اگر ہڈی کا ٹکڑا ٹوٹ کر تیز دھار کی طرح بن گیا ہو اور اس سے ذبح کرنا ممکن ہو' تب بھی اس سے ذبح نہیں کرنا چاہیے۔ ③ کسی چھوٹے جانور یا پرندے کو دانت سے گلا کاٹ کر ذبح کر لیا جائے تو یہ ذبح نہیں ہوگا کیونکہ یہ ممنوع ہے۔ ④ اسی طرح ناخن سے خون نکال کر جانور کو بے جان کرنا بھی جائز نہیں۔ ⑤ حبشیوں سے مراد غیر مسلم حبشی ہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ مبارک میں ان لوگوں کی غالب اکثریت غیر مسلموں پر مشتمل تھی۔ ⑥ غیر مسلموں کے رسم و رواج اور طور طریقوں سے زیادہ سے زیادہ پرہیز کرنا ضروری ہے کیونکہ نبی ﷺ نے ناخن سے ذبح کرنے کی ممانعت کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ یہ غیر مسلم حبشیوں کا طریقہ ہے۔

(المعجم ٦) - بَابُ السَّلْخِ (التحفة ٦)

باب: ٦- کھال اتارنا

٣١٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

٣١٧٩- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

٣١٧٨ـ تقدم، ح: ٣١٣٧ من حديث الثوري (وغيره) عن سعيد بن مسروق به.

٣١٧٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء من مس اللحم النيء وغسله، ح: ١٨٥ عن أبي كريب به.

مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ مَيْمُونٍ الْجُهَنِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، قَالَ عَطَاءٌ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِغُلَامٍ يَسْلَخُ شَاةً. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَنَحَّ حَتَّى أُرِيَكَ» فَأَدْخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ، فَدَحَسَ بِهَا حَتَّى تَوَارَتْ إِلَى الْإِبِطِ. وَقَالَ: «يَا غُلَامُ! هٰكَذَا فَاسْلَخْ» ثُمَّ مَضَى وَصَلَّى لِلنَّاسِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ہے، رسول اللہ ﷺ ایک لڑکے کے پاس سے گزرے جو ایک بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”ایک طرف ہو جا‘ میں تجھے (کھال اتارنا) سکھاتا ہوں۔“ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ کھال اور گوشت کے درمیان رکھا اور اسے زور سے داخل فرمایا حتی کہ بغل تک بازو چھپ گیا۔ فرمایا: ”لڑکے! اس طرح کھال اتار۔“ پھر آپ چل دیے اور (جا کر) لوگوں کو نماز پڑھائی اور (نماز کے لیے نیا) وضو نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① کوئی کام سکھانے کے لیے عملی نمونہ پیش کرنا بہترین طریقہ ہے۔ ② اگر کوئی نو آموز کسی کام کو اچھی طرح انجام نہ دے رہا ہو تو بزرگوں کو چاہیے کہ اسے ڈانٹنے جھڑکنے کے بجائے خود وہ کام کر کے دکھائیں اور مناسب رہنمائی کریں۔ ③ کھال اتارنے یا گوشت بنانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ④ نماز کے لیے جاتے ہوئے راستے میں اگر چھوٹا موٹا کام کر دیا جائے‘ جس سے نماز میں تاخیر نہ ہو‘ تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٧) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذَبْحِ ذَوَاتِ الدَّرِّ (التحفة ٧)

باب: ٧- دودھ والا جانور ذبح کرنے کی ممانعت کا بیان

٣١٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَنْبَأَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، جَمِيعاً عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ. فَأَخَذَ الشَّفْرَةَ لِيَذْبَحَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِيَّاكَ وَالْحَلُوبَ».

٣١٨٠- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری صحابی کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے جانور ذبح کرنے کے ارادے سے چھری پکڑی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”دودھ دینے والا جانور ذبح کرنے سے اجتناب کرنا۔“

٣١٨٠_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب جواز استتباعه غيره إلى دار من يثق برضاه بذٰلك . . . الخ، ح:٢٠٣٨/ ١٤٠ عن ابن أبي شيبة به مطولاً.

فوائد ومسائل: ① مہمان کی مناسب خدمت کرنا مسلمان کی خوبی ہے۔ ② جو گائے بھینس یا بکری وغیرہ دودھ دیتی ہو' اسے ذبح کرنے سے یہ فائدہ ختم ہو جاتا ہے جب کہ گوشت دوسرے جانور سے بھی حاصل ہو سکتا ہے' اس لیے بہتر یہی ہے کہ دودھ نہ دینے والا جانور ذبح کیا جائے۔

٣١٨١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ يَحْيَى ابْنِ [عُبَيْدِ اللهِ]، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ وَلِعُمَرَ: «انْطَلِقَا بِنَا إِلَى الْوَاقِفِيِّ» قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فِي الْقَمَرِ حَتَّى أَتَيْنَا الْحَائِطَ. فَقَالَ: مَرْحَباً وَأَهْلًا. ثُمَّ أَخَذَ الشَّفْرَةَ. ثُمَّ جَالَ فِي الْغَنَمِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِيَّاكَ وَالْحَلُوبَ» أَوْ قَالَ: «ذَاتَ الدَّرِّ».

٣١٨١- حضرت ابوبکر بن ابو قحافہ ؓ (خلیفۂ رسول ﷺ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اور حضرت عمر ؓ سے فرمایا: ''چلو (ہرمی بن عبداللہ بن رفاعہ) واقفی (انصاری ؓ) کے ہاں چلیں۔'' ہم چاند کی چاندنی میں چل کر (ان کے) باغ میں پہنچے۔ انھوں نے خوش آمدید کہا' پھر چھری لے کر بکریوں میں چکر لگایا (تاکہ مناسب بکری دیکھ کر ذبح کی جائے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دودھ دینے والی (کو ذبح کرنے) سے پرہیز کرنا۔''

(المعجم ٨) - بَابُ ذَبِيحَةِ الْمَرْأَةِ (التحفة ٨)

باب: ٨- عورت کا ذبح کیا ہوا جانور (کھانے میں کوئی حرج نہیں)

٣١٨٢- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ. فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَمْ يَرَ بِهِ بَأْساً.

٣١٨٢- حضرت کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پتھر کے ساتھ بکری ذبح کر لی۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

فوائد ومسائل: ① عورت کا ذبح کرنا مکروہ نہیں۔ ② تیز نوک یا دھار والے پتھر سے ذبح کرنا درست ہے۔

(المعجم ٩) - بَابُ ذَكَاةِ النَّادِّ مِنَ الْبَهَائِمِ (التحفة ٩)

باب: ٩- بھاگ نکلنے والے جانور کو ذبح کرنے کا طریقہ

٣١٨١ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٦٠٩ لحال يحيى بن عبيدالله، وفيه علة أخرٰى.

٣١٨٢ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ذبيحة المرأة والأمة، ح: ٥٥٠٤ من حديث عبدة به.

٣١٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ. فَنَدَّ بَعِيرٌ. فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ لَهَا أَوَابِدَ أَحْسِبُهُ قَالَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ. فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا».

٣١٨٣- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک سفر میں ہم لوگ نبی ﷺ کے ہمراہ تھے کہ ایک اونٹ بھاگ نکلا۔ ایک آدمی نے اس پر تیر چلا دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان (مویشیوں) میں کچھ بھاگ نکلنے والے ہوتے ہیں جس طرح جنگلی جانور (انسان سے دور) بھاگتے ہیں' لہٰذا ان میں سے جو تم پر غالب آ جائے (قابو نہ آئے) اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو۔''

فوائد و مسائل: ① بھاگنے سے مراد مالک سے چھوٹ کر بھاگ جانا ہے کہ اس پر قابو پانا مشکل ہو۔ ② بھاگے ہوئے بے قابو جانور کو دور سے تیر یا نیزہ وغیرہ (تکبیر کہہ کر) مارا جائے تو اس کا حکم شکار کا ہو جاتا ہے' یعنی اگر اس تک لوگوں کے پہنچنے سے پہلے اس کی جان نکل جائے تو وہ ذبیحہ کے حکم میں ہے۔ اور اگر لوگوں کے پہنچنے تک زندہ ہو تو باقاعدہ تکبیر پڑھ کر ذبح یا نحر کیا جائے۔

٣١٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْعُشَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا تَكُونُ الذَّكَاةُ إِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ؟ قَالَ: «لَوْ طَعَنْتَ فِي فَخِذِهَا لَأَجْزَأَكَ».

٣١٨٤- حضرت ابو العشراء (اسامہ بن مالک) ؒ اپنے والد (مالک بن قہطم) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! کیا ذبح صرف حلق اور گردن ہی سے ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تو اس کی ران میں نیزہ مار دے' تب بھی کافی ہوگا۔''

(المعجم ١٠) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَبْرِ الْبَهَائِمِ وَعَنِ الْمُثْلَةِ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- جانور کو باندھ کر قتل کرنے اور ان کی شکل بگاڑنے کی ممانعت کا بیان

٣١٨٣_ تقدم، ح: ٣١٣٧ من حديث الثوري (وغيره) عن سعيد بن مسروق به.

٣١٨٤_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في ذبيحة المتردية، ح: ٢٨٢٥ من حديث حماد به، وقال الترمذي: "غريب"، ح: ١٤٨١، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٠٧ * أبو العُشَرَاء حسن الحديث، ولكن قال البخاري: "في حديثه واسمه وسماعه من أبيه نظر"، وله شاهد ضعيف عند الهيثمي: ٤/ ٣٤.

٣١٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُمَثَّلَ بِالْبَهَائِمِ.

٣١٨٥- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جانوروں کا مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٣١٨٦- [حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صَبْرِ الْبَهَائِمِ].

٣١٨٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے (نشانہ بازی کے لیے) جانور کو باندھنے سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جانوروں کو بلاوجہ ظلم و ستم کا نشانہ بنانے کے مترادف ہے جو ایک مسلمان کی رحم دلی کے منافی ہے۔ ② ذبح کرنے کے بجائے قتل کرنے سے جانور مردار میں شامل ہو جاتا ہے جو غذا کو ضائع کرنے کا ایک برا طریقہ ہے۔ اور غذا کو ضائع کرنا گناہ ہے۔ ③ تیراندازی کی مشق کے نتیجے میں اس جانور کی کھال بھی ناقابل استعمال ہو جاتی ہے۔ یہ بھی مال کو ضائع کرنا ہے' جو بہت بڑا گناہ ہے۔

٣١٨٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا».

٣١٨٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز میں روح موجود ہو' اسے (مشق کے لیے تیروں وغیرہ کا) نشانہ نہ بناؤ۔''

٣١٨٥_ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٣١٧١ للكلام عليه.

٣١٨٦_ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ح: ٥٥١٣، ومسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح: ١٩٥٦ من حديث شعبة به.

٣١٨٧_ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في كراهية أكل المصبورة، ح: ١٤٧٥ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وفيه علتان، ح: ١٦٢، ١٧١، وله شاهد عند مسلم، ح: ١٩٥٧، وغيره، وبه صح الحديث.

۳۱۸۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُقْتَلَ شَيْءٌ مِنَ الدَّوَابِّ صَبْرًا.

۳۱۸۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کسی جانور کو باندھ کر قتل کیا جائے۔

فائدہ: اس کا مفہوم بھی مذکورہ بالا حدیث کے مطابق ہے۔ ذبح کرنے کے لیے اس کی ٹانگیں باندھنا تاکہ بے قابو نہ ہو جائے' اس ممانعت میں شامل نہیں۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ لُحُومِ الْجَلَّالَةِ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱- نجاست خور جانور کا گوشت کھانے کی ممانعت کا بیان

۳۱۸۹- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْجَلَّالَةِ وَأَلْبَانِهَا.

۳۱۸۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نجاست کھانے والے جانور کے گوشت اور دودھ سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو گندگی کا اس حد تک عادی ہو جائے کہ اس کا گوشت اور دودھ اس سے متأثر ہو جائے۔ ② بعض علماء کے نزدیک اگر ایسے جانور کو باندھ کر رکھا جائے اور پاک صاف غذا کھلائی جائے حتی کہ نجاست کا اثر ختم ہو جائے تو یہ جانور جلالہ کی صفت سے نکل جاتا ہے' لہٰذا اس کا گوشت کھانا اور دودھ پینا جائز ہو جاتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابوداود' اردو' طبع دارالسلام' حدیث: ۳۷۸۷ کے فوائد)

(المعجم ۱۲) - بَابُ لُحُومِ الْخَيْلِ (التحفة ۱۲)

باب:۱۲- گھوڑوں کا گوشت

۳۱۸۸- أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح: ۱۹۵۹ من حديث ابن جريج به.

۳۱۸۹- [حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب النهي عن أكل الجلالة وألبانها، ح: ۳۷۸۵ من حديث ابن إسحاق به، ولم أجد تصريح سماعه، ولا سماع ابن أبي نجيح من مجاهد، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه أبوداود، ح: ۳۷۸۷ وغيره.

٣١٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: نَحَرْنَا فَرَسًا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۳۱۹۰- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم نے اپنا گھوڑا ذبح کر کے اس کا گوشت کھایا۔

٣١٩١- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، أَبُوبِشْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: أَكَلْنَا، زَمَنَ خَيْبَرَ، الْخَيْلَ وَحُمُرَ الْوَحْشِ.

۳۱۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے غزوۂ خیبر کے زمانے میں گھوڑوں اور جنگلی گدھوں کا گوشت کھایا۔

فوائد و مسائل: ① جنگلی گدھے کو گورخر بھی کہتے ہیں۔ (اس کی وضاحت کے لیے دیکھیے: حدیث: ۳۰۹۰ کا فائدہ نمبر: ۱) ② عام گدھا حمار أهلي (پالتو گدھا) کہلاتا ہے۔ یہ حرام ہے جیسے کہ اگلی احادیث میں آ رہا ہے۔ ③ بعض علماء نے گھوڑے کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ (النحل ۱۶:۸) ''اور (اللہ نے تمھارے لیے) گھوڑے، خچر اور گدھے (پیدا کیے) تاکہ تم ان پر سواری کرو اور (وہ تمھاری) زینت (ہوں۔)'' یہاں کھانے کا ذکر نہیں۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ ایک فائدے کے ذکر سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کا دوسرا کوئی فائدہ نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابوداود (اردو طبع دارالسلام) حدیث: ۳۷۹۰ کے فوائد)

(المعجم ١٣) - بَابُ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- پالتو گدھوں کا گوشت

٣١٩٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۳۱۹۲- حضرت ابو اسحاق (سلیمان بن ابی سلیمان)

٣١٩٠_ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب النحر والذبح، ح: ٥٥١٠_٥٥١٢، وحديث: ٥٥١٩ من حديث هشام به، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح: ١٩٤٢ من حديث وكيع به.

٣١٩١_ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح: ١٩٤١/ ٣٧ من حديث أبي عاصم به.

٣١٩٢_ أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في أرض الحرب، ح: ٣١٥٥، وحديث: ٤٢٢٠ من حديث الشيباني به، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الإنسية، ح: ١٩٣٧ من حديث علي بن مسهر به.

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَقَالَ: أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ، يَوْمَ خَيْبَرَ، وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ أَصَابَ الْقَوْمُ حُمُرًا خَارِجاً مِنَ الْمَدِينَةِ. فَنَحَرْنَاهَا. وَإِنَّ قُدُورَنَا لَتَغْلِي، إِذْ نَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ أَنِ اكْفَئُوا الْقُدُورَ وَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا. فَأَكْفَأْنَاهَا.

شیبانی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پالتو گدھوں کے گوشت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: جنگ خیبر کے موقع پر جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے ہمیں (خوراک کی قلت کی وجہ سے) بھوک کا سامنا کرنا پڑا۔ ساتھیوں کو شہر سے باہر کچھ گدھے ہاتھ لگ گئے۔ ہم نے انھیں ذبح کر لیا۔ ہماری دیگیں ابل رہی تھیں کہ نبی ﷺ کے منادی نے اعلان کر دیا: دیگیں الٹا دو اور گدھوں کا گوشت بالکل نہ کھاؤ' چنانچہ ہم نے وہ (دیگیں) الٹ دیں۔

فَقُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى: حَرَّمَهَا تَحْرِيماً؟ قَالَ: تَحَدَّثْنَا أَنَّمَا حَرَّمَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَتَّةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهَا تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ.

ابواسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے انھیں بالکل حرام کر دیا؟ انھوں نے فرمایا: ہم لوگ (صحابۂ کرام) یہ باتیں کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں قطعی طور پر حرام کر دیا کیونکہ وہ نجاست کھاتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① گدھے کا گوشت حرام ہے۔ ② خیبر میں ان سے ممانعت کی ایک وجہ وہ بھی ہو سکتی ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے' تاہم اگلی حدیث میں اشارہ ہے کہ یہ حرمت وقتی نہیں' قطعی ہے۔ ③ اگر غلطی سے حرام گوشت پکا لیا جائے تو معلوم ہونے پر اسے ضائع کر دینا چاہیے۔ واللہ أعلم.

٣١٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ جَابِرٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ الْكِنْدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَرَّمَ أَشْيَاءَ. حَتَّى ذَكَرَ الْحُمُرَ الْإِنْسِيَّةَ.

٣١٩٣- حضرت مقدام بن معدی کرب کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متعدد اشیاء کی حرمت بیان فرمائی حتی کہ پالتو گدھوں کا بھی ذکر فرمایا۔

٣١٩٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٢ عن زيد بن الحباب به، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ١٢.

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دوسری ممنوع اشیاء ہمیشہ کے لیے حرام ہیں اسی طرح گدھا بھی حرام ہے جیسے کہ حدیث: ۳۱۹۶ میں اسے ''ناپاک'' قرار دیا گیا ہے۔

۳۱۹۴- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُلْقَى لُحُومُ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ نِيئَةً وَنَضِيجَةً، ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِهِ بَعْدُ.

۳۱۹۴- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پالتو گدھوں کا کچا اور پکا ہوا (دونوں طرح کا) گوشت پھینک دینے کا حکم دیا پھر اس کے بعد (کبھی) اس (کو کھانے) کا حکم نہیں دیا۔

۳۱۹۵- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ خَيْبَرَ. فَأَمْسَى النَّاسُ قَدْ أَوْقَدُوا النِّيرَانَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَامَ تُوقِدُونَ؟» قَالُوا: عَلَى لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. فَقَالَ: «أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا وَاكْسِرُوهَا» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَوْ نُهَرِيقُ مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْ ذَاكَ».

۳۱۹۵- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں خیبر کی جنگ لڑی۔ شام کو لوگوں نے (جگہ جگہ) آگ روشن کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم کس چیز (کو پکانے) کے لیے آگ جلا رہے ہو؟'' صحابہ نے عرض کیا: پالتو گدھوں کے گوشت کے لیے۔ آپ نے فرمایا: ''ان (برتنوں) میں جو کچھ ہے گرا دو اور ان (برتنوں) کو توڑ دو۔'' ایک آدمی نے کہا: یا (اگر آپ اجازت دیں تو) ہم ان کے اندر جو کچھ ہے گرا دیں اور ان برتنوں کو دھو لیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یا ایسے کر لو۔''

فوائد ومسائل: ① غلط کام کی اطلاع ملتے ہی سختی سے روک تھام کرنی چاہیے۔ ② امام اور قائد یا عالم کو اپنے متبعین کے حالات سے باخبر رہنا چاہیے۔ ③ حرام چیز برتن میں ڈالنے یا پکانے سے برتن ناپاک ہو جاتا ہے۔ ④ ناپاک برتن دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔

۳۱۹۴ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٢٦، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الإنسية، ح: ١٩٣٨/ ٣١ من حديث عاصم به.

۳۱۹۵ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب آنية المجوس والميتة، ح: ٥٤٩٧ وغيره، ومسلم، الجهاد، باب غزوة خيبر، ح: ١٨٠٢ بعد، حديث: ١٣٦٥ من حديث يزيد به.

٣١٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مُنَادِيَ النَّبِيِّ ﷺ نَادٰى: إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ. فَإِنَّهَا رِجْسٌ.

٣١٩٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) تمھیں پالتو گدھوں کے گوشت (کے کھانے) سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ ناپاک ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ لُحُومِ الْبِغَالِ (التحفة ١٤)

باب:١٤- خچر کا گوشت

٣١٩٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ وَ مَعْمَرٌ، جَمِيعاً عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ لُحُومَ الْخَيْلِ. قُلْتُ: فَالْبِغَالُ؟ قَالَ: لَا.

٣١٩٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم گھوڑوں کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ (عطاء ؒ فرماتے ہیں:) میں نے کہا: خچروں کا (کیا حکم ہے؟) انھوں نے فرمایا: نہیں (ہم ان کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔)

فوائد و مسائل: ① خچر کا گوشت کھانا منع ہے۔ ② خچر کی پیدائش گدھے اور گھوڑی کے اختلاط سے ہوتی ہے۔ گدھا حرام ہے اور گھوڑی حلال ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک چیز میں حلت کا پہلو بھی موجود ہو اور حرمت کا بھی تو حرمت کے پہلو کو ترجیح حاصل ہوگی اور وہ چیز حرام ہوگی۔

٣١٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى:

٣١٩٨- حضرت خالد بن ولید ؓ سے روایت ہے

٣١٩٦ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب التكبير عند الحرب، ح: ٢٩٩١ من حديث أيوب به.

٣١٩٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيد والذبائح، تحريم أكل لحوم الخيل، ح: ٤٣٣٨ من حديث سفيان به.

٣١٩٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل لحوم الخيل، ح: ٣٧٩٠ من حديث بقية به ✿ صالح بن يحيٰى لين (تقريب)، وقال البخاري: فيه نظر، ويحيى بن المقدام مستور، والحديث ضعفه موسى بن هارون الحافظ، والبيهقي وغيرهما.

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ.

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

(المعجم ١٥) - بَابٌ: ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ (التحفة ١٥)

باب: ١٥- پیٹ کے بچے کا ذبح ہونا اس کی ماں کا ذبح ہونا ہی ہے

٣١٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْجَنِينِ. فَقَالَ: «كُلُوهُ إِنْ شِئْتُمْ. فَإِنَّ ذَكَاتَهُ ذَكَاةُ أُمِّهِ».

٣١٩٩- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''ہم نے رسول اللہ ﷺ سے (ذبح ہونے والے مادہ جانور کے) پیٹ کے بچے کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر چاہو تو اسے کھالو کیونکہ اس کا ذبح اس کی ماں کا ذبح ہونا ہی ہے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: سَمِعْتُ الْكَوْسَجَ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ يَقُولُ: فِي قَوْلِهِمْ: فِي الذَّكَاةِ لَا يُقْضَى بِهَا مَذِمَّةٌ. قَالَ: مَذِمَّةٌ بِكَسْرِ الذَّالِ مِنَ الذِّمَامِ. وَبِفَتْحِ الذَّالِ مِنَ الذَّمِّ.

امام ابوعبداللہ (ابن ماجہ) کہتے ہیں: میں نے کوسج اسحاق بن منصور کو ذبح کے متعلق کہتے ہوئے سنا: (جو ماں کے ذبح کرنے سے پیٹ کے بچے کے ذبح ہونے کے قائل نہیں ہیں ان کا کہنا ہے) ماں کے ذبح ہونے سے جنین کے ذبح ہونے کا حق ادا نہیں ہوتا۔ (اسحاق نے) کہا مَذِمّۃ ذال کے کسرہ کے ساتھ ذِمام (حق و حرمت) سے اور ذال کے فتحہ کے ساتھ ذَمّ (مذمت) سے ماخوذ ہے، یعنی مذکورہ عبارت میں لفظ مَذِمّۃ حق و حرمت کے معنی میں ہے نہ کہ مذمت کے معنی میں۔

٣١٩٩- [صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ماجاء في ذكاة الجنين، ح: ٢٨٢٧ من حديث مجالد به، وحسنه الترمذي، ح: ١٤٧٦، والبغوي * مجالد تقدم، ح: ١١، وتابعه يونس بن أبي إسحاق عند أحمد وغيره، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٧٧، وله طرق أخرى.

فوائد ومسائل: ① پیدائش سے پہلے بچے کی زندگی اور موت ماں کی زندگی اور موت کے تابع ہوتی ہے‘ اس لیے ماں کو ذبح کرنا گویا بچے کو بھی ذبح کرنا ہے۔ ② بعض علماء نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اس بچے کو بھی اس کی ماں کی طرح ذبح کیا جائے لیکن اس قول پر دل مطمئن نہیں ہوتا کیونکہ بچہ اگر زندہ برآمد ہو تو اس کے بارے میں شک نہیں ہوسکتا کہ اسے ذبح کرنا ہی چاہیے۔ شک تو اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ ماں کے ذبح کرنے سے وہ بھی جان دے دے۔ اسی کے بارے میں سوال کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے کھانے کی اجازت دے دی۔ واللہ أعلم.

صید (شکار) کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور اس کی مشروعیت

* **لغوی معنی:** [اَلصَّیْدُ] صَادَ یَصِیدُ سے مصدر ہے۔ صَادَ کا مطلب ہے: پکڑنا، حاصل کرنا۔

* **اصطلاحی تعریف:** [هُوَ أَخْذُ مُبَاحٍ أَكْلُهُ غَيْرُ مَقْدُورٍ عَلَيْهِ مِنْ وَّحْشٍ أَوْ طَيْرٍ أَوْ حَيَوَانِ بَرٍّ أَوْ بَحْرٍ بِقَصْدٍ] ''خشکی یا سمندر کے ایسے وحشی جانور یا پرندے کو ارادتاً پکڑنا یا شکار کرنا جو انسانوں کے دسترس میں نہ ہو اور جس کا کھانا حلال ہو۔''

* **شکار کی مشروعیت:** شکار کرنا قرآن وسنت کے دلائل سے ثابت ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾ (المآئدۃ٥:٢)

''اور جب احرام سے حلال ہو جاؤ (احرام کھول دو) تو شکار کر سکتے ہو۔''

رسول اکرم ﷺ شکار کی حلت کے بارے میں فرماتے ہیں:

[وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ، فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، ثُمَّ كُلْ] (صحيح البخاري، الذبائح والصيد، باب ماجاء في التَّصَيُّد، حديث:٥٤٨٨)

''اور جو تو سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرے، اس پر اللہ کا نام ذکر کر، پھر کھا لے۔''

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٢٨) **أَبْوَابُ الصَّيْدِ** (التحفة ٢٠)

شکار سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - **بَابُ قَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ** (التحفة ١)

باب:۱- شکار یا کھیتی (کی رکھوالی) کے کتے کے سوا تمام کتے قتل کرنا

٣٢٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفاً يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ. ثُمَّ قَالَ: «مَا لَهُمْ وَلِلْكِلَابِ؟» ثُمَّ رَخَّصَ لَهُمْ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ.

۳۲۰۰- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا' پھر فرمایا: ''ان لوگوں کو کتوں سے کیا تعلق؟'' پھر (بعد میں) شکاری کتا رکھنے کی اجازت دے دی۔

٣٢٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفاً عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ. ثُمَّ قَالَ: «مَا لَهُمْ وَلِلْكِلَابِ؟» ثُمَّ رَخَّصَ لَهُمْ

۳۲۰۱- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا: ''ان لوگوں کو کتوں سے کیا تعلق؟'' پھر انھیں کھیتی اور باغ (کی رکھوالی) کے کتے کی اجازت دے دی۔

٣٢٠٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٥، انظر الحديث الآتي.

٣٢٠١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

فِي كَلْبِ الزَّرْعِ وَكَلْبِ الْعِينِ.

قَالَ بُنْدَارٌ: اَلْعِينُ حِيطَانُ الْمَدِينَةِ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد محمد بن بشار) بندار نے فرمایا: ''عین'' سے مراد مدینہ کے باغات ہیں۔

٣٢٠٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: أَنْبَأَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ.

٣٢٠٢- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے قتل کرنے کا حکم دیا۔

٣٢٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، رَافِعاً صَوْتَهُ، يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ. وَكَانَتِ الْكِلَابُ تُقْتَلُ. إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ.

٣٢٠٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز کے ساتھ کتوں کے قتل کرنے کا حکم دیتے سنا' چنانچہ شکار یا مویشیوں کے کتے کے سوا تمام کتے قتل کر دیے جاتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① حلال جانوروں کا شکار کرنا جائز ہے۔ ② شکار میں کتوں سے مدد لینا جائز ہے۔ ③ جائز مقصد کے لیے کتے پالنا جائز ہے۔ ④ احادیث میں دو جائز مقصد مذکور ہیں: شکار کرنا' کھیت' باغ یا مویشیوں کی حفاظت۔ بعد میں کتوں کے جائز استعمال کی اور بھی صورتیں سامنے آئی ہیں' مثلاً: مجرموں کا کھوج لگانا' یا نابینا آدمی کی رہنمائی کرنا وغیرہ۔ اگر مستقبل میں جائز مقصد کے لیے کوئی اور فائدہ بھی سامنے آیا تو اس مقصد کے لیے بھی کتا پالنا شرعاً جائز ہوگا۔ ⑤ محض دل لگی کے لیے شوق کے طور پر کتے پالنا اور گھروں میں رکھنا شرعاً ممنوع ہے' جیسے اگلے باب میں مذکور ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ اقْتِنَاءِ الْكَلْبِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ (التحفة ٢)

باب: ٢- شکار' کھیتی یا مویشیوں کے کتے کے سوا کوئی کتا رکھنا منع ہے

٣٢٠٢- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه ... الخ، ح: ٣٣٢٣، ومسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب، وبيان نسخه، وبيان تحريم اقتنائها ... الخ، ح: ١٥٧٠/ ٤٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٦٩.

٣٢٠٣- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيد والذبائح، الأمر بقتل الكلاب، ح: ٤٢٨٣ من حديث ابن وهب به.

٣٢٠٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ، كُلَّ يَوْمٍ، قِيرَاطٌ. إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ».

٣٢٠٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کتا رکھا' اس کے عملوں سے روزانہ ایک قیراط (ثواب) کم ہو جائے گا' سوائے اس کے کہ کھیتی یا مویشیوں (کی حفاظت) کا کتا ہو۔''

فوائد و مسائل: ① ممنوع کام کے ارتکاب کی سزا یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پہلے سے کیے ہوئے نیک کاموں کا ثواب ضائع ہو جائے۔ ② قیراط ایک چھوٹا سا وزن ہے جو ایک ماشہ یا اس سے کم ہوتا ہے جبکہ نبی ﷺ نے جنازے میں شرکت کی ترغیب میں اس کی مقدار اُحد پہاڑ کے برابر بیان فرمائی ہے۔ اس حدیث میں مذکور قیراط سے کیا مراد ہے، اس کی بابت رسول اللہ ﷺ سے وضاحت نہیں ملتی' لہٰذا اس سے کوئی سا بھی وزن مراد لے لیا جائے ایک مسلمان کے لیے باعث حسرت و ندامت ہے کہ روزانہ اس کے اجر و ثواب سے اُحد پہاڑ کے برابر یا ایک قیراط معروف وزن کے برابر ثواب کم کر دیا جائے۔ واللہ أعلم.

٣٢٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي شِهَابٍ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ، لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا. فَاقْتُلُوا مِنْهَا الْأَسْوَدَ الْبَهِيمَ. وَمَا مِنْ قَوْمٍ اتَّخَذُوا كَلْبًا، إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ، إِلَّا نَقَصَ مِنْ أُجُورِهِمْ، كُلَّ يَوْمٍ، قِيرَاطَانِ».

٣٢٠٥- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتے بھی (اللہ کی مخلوق اور) امتوں میں سے ایک امت ہیں تو میں انھیں قتل کرنے (اور سب کتوں کو ختم کر دینے) کا حکم دے دیتا۔ (بہرحال) تم بالکل سیاہ کتے کو قتل کر دیا کرو۔ جو لوگ مویشیوں' شکار یا کھیتی کے کتے کے سوا کوئی کتا رکھتے ہیں' ان کے ثواب میں سے روزانہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں۔''

٣٢٠٤- [صحيح] أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب، وبيان نسخه ... الخ، ح: ١٥٧٥/٥٩ب من حديث الأوزاعي به.

٣٢٠٥- [حسن] أخرجه أبوداود، الصيد، باب اتخاذ الكلب للصيد وغيره، ح: ٢٧٤٥ من حديث يونس به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح: ١٤٨٦، ١٤٨٩ ※ الحسن عنعن، وله شواهد ذكرتها في نيل المقصود.

فوائد ومسائل: ① موذی جانوروں کو قتل کر دینا جائز ہے۔ ② آوارہ کتوں کو ختم کر دینا چاہیے۔ ③ کسی مخلوق کو بالکل ختم کر دینا کہ اس کا نام ونشان مٹ جائے' یہ اللہ کی حکمت کے منافی ہے' لہٰذا جو موذی جانور انسانوں سے دور زندگی گزارتے ہیں' انھیں ختم کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور جو انسانوں میں رہتے ہیں' انھیں ایک مناسب حد تک ختم کیا جائے۔ ④ بالکل سیاہ کتا جس میں کوئی دوسرا رنگ نہ ہو' زیادہ برا اور فرشتوں کو زیادہ ناپسند ہے۔ ⑤ اس حدیث میں بلاضرورت کتا پالنے والوں کے ثواب میں دو قیراط روزانہ کی کمی کا ذکر ہے جب کہ گزشتہ حدیث میں ایک قیراط' مذکور ہے۔ اس کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں' مثلاً: مکہ اور مدینہ میں کتا پالنے سے دو قیراط ثواب کم ہوتا ہے۔ دوسرے شہروں میں ایک قیراط' یا عام کتوں کے پالنے سے ایک قیراط اور خطرناک قسم کا کتا پالنے سے دو قیراط ثواب کم ہوتا ہے۔ ممکن ہے سیاہ کتا پالنے سے دو قیراط ثواب کم ہوتا ہو اور دوسرے رنگ کا کتا پالنے سے ایک قیراط۔ واللہ أعلم.

٣٢٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيفَةَ، عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعاً وَلَا ضَرْعاً، نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ، كُلَّ يَوْمٍ، قِيرَاطٌ».

۳۲۰۶- حضرت سفیان بن ابوزہیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرمار ہے تھے: ''جس نے کتا پالا' جب کہ وہ اسے کھیتی یا مویشیوں میں فائدہ نہ دیتا ہو' اس کے عملوں میں سے روزانہ ایک قیراط (عمل) کم ہو جاتے ہیں۔''

فَقِيلَ لَهُ: أَنْتَ سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِي وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ.

ان سے کہا گیا: کیا آپ نے یہ بات نبی ﷺ سے (براہ راست) سنی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! قسم ہے اس مسجد کے رب کی!

(المعجم ٣) - بَابُ صَيْدِ الْكَلْبِ (التحفة ٣)

باب:۳- کتے کا کیا ہوا شکار

٣٢٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

۳۲۰۷- حضرت ابو ثعلبہ خشنی ؓ سے روایت

٣٢٠٦ـ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب اقتناء الكلب للحرث، ح: ٢٣٢٣، ومسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب، وبيان نسخه . . . الخ، ح: ١٥٧٦/ ٦١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٣/ ٩٦٩.

٣٢٠٧ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ماجاء في التصيد، ح: ٥٤٨٨، ٥٤٩٦، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٣٠ من حديث حيوة به.

حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ. أَخْبَرَنِي أَبُوإِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ، نَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ. وَبِأَرْضِ صَيْدٍ، أَصِيدُ بِقَوْسِي وَأَصِيدُ بِكَلْبِيَ الْمُعَلَّمِ، وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ فِي أَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ، فَلَا تَأْكُلُوا فِي آنِيَتِهِمْ. إِلَّا أَنْ لَا تَجِدُوا مِنْهَا بُدًّا. فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مِنْهَا بُدًّا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا. وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَمْرِ الصَّيْدِ، فَمَا أَصَبْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ وَكُلْ. وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ، فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ وَكُلْ. وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ، فَكُلْ».

ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب کے علاقے میں رہتے ہیں' ان کے برتنوں میں کھا لیتے ہیں۔ اور شکار کے علاقے میں رہتے ہیں (ہمارے ہاں شکار زیادہ کیا جاتا ہے۔) میں تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں' اپنے سکھائے ہوئے کتے کے ساتھ بھی شکار کرتا ہوں اور اپنے اس کتے کے ساتھ بھی شکار کر لیتا ہوں جو سکھایا (اور سدھایا) ہوا نہیں۔ (کیا یہ کام جائز ہیں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے جو بیان کیا ہے کہ تم لوگ اہل کتاب کے علاقے میں رہتے ہو تو (جواب یہ ہے کہ) ان کے برتنوں میں نہ کھایا کرو' سوائے اس کے کہ اس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ اگر ایسی مجبوری ہو تو ان (برتنوں) کو دھو کر ان میں کھا لیا کرو۔ اور جو تو نے شکار کی بات کی ہے' تو جس جانور کو تو اپنی کمان سے شکار کرے اس پر اللہ کا نام لے کر کھا لے' اور جو تو اپنے سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرے' اس پر اللہ کا نام لے کر کھا لے' اور جو تو اپنے ان سدھائے کتے سے شکار کرے' پھر اسے ذبح کرنے کا موقع مل جائے تو اسے (ذبح کر کے) کھا لے۔''

فوائد و مسائل: ① اہل کتاب (عیسائی) اللہ کا نام لیے بغیر ذبح کرتے ہیں جو مردار کے حکم میں ہے۔ اور جس برتن میں مردار گوشت پکایا جائے وہ بھی ناپاک ہے۔ ایسا برتن دھوئے بغیر استعمال کرنا منع ہے۔ ② یہودیوں اور عیسائیوں کے جو فرقے اللہ کا نام لیے بغیر ذبح نہیں کرتے' ان کا ذبح شدہ حلال ہے۔ ③ ہمارے ملک میں بعض عیسائی جب گوشت کھانا چاہتے ہیں تو مسلمان قصاب کے ہاں سے خریدتے ہیں' یا کسی مسلمان سے ذبح کروا لیتے ہیں۔ جس عیسائی کی یہ عادت معلوم ہو اس کے برتن پاک ہیں۔ ان میں پکا ہوا کھانا حلال ہے۔ ④ کتا شکار پر چھوڑتے وقت تکبیر پڑھ کر چھوڑنا چاہیے۔ اس کے بعد اگر کتا اسے مالک کے پاس زندہ نہ لا سکے' تب بھی وہ مذبوح کے حکم میں ہے۔ اگر مالک کے پاس جانور زندہ پہنچ جائے تو اسے تکبیر

پڑھ کر ذبح کر لیا جائے۔

٣٢٠٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّا قَوْمٌ نَصِيدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ. قَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ، وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهَا، فَكُلْ مَا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ وَإِنْ قَتَلْنَ. إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ. فَإِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَلَا تَأْكُلْ. فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ. وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ أُخَرُ، فَلَا تَأْكُلْ».

٣٢٠٨-حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا' اور کہا: ہم لوگ ان کتوں کے ذریعے سے شکار کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے سدھائے ہوئے کتے چھوڑے اور ان پر اللہ کا نام لے تو اگر وہ (شکار کو) قتل کر دیں تو جس (شکار کیے ہوئے جانور) کو وہ تمھارے لیے بچا رکھیں' اسے تو کھا سکتا ہے' سوائے اس کے کہ کتے نے (اس میں سے کچھ) کھایا ہو۔ اگر کتے نے کھایا ہو' تب تو نہ کھا کیونکہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ اس نے اپنے لیے پکڑا ہوگا۔ اور اگر اس کے ساتھ دوسرے کتے بھی شریک ہوں تو پھر تو نہ کھا۔''

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ: سَمِعْتُهُ، يَعْنِي عَلِيَّ ابْنَ الْمُنْذِرِ يَقُولُ: حَجَجْتُ ثَمَانِيَةً وَخَمْسِينَ حَجَّةً. أَكْثَرُهَا رَاجِلٌ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے استاد علی بن منذر سے سنا' انھوں نے فرمایا: میں نے اٹھاون حج کیے ہیں جن میں سے اکثر میں پیدل سفر کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① سدھایا ہوا کتا جب تکبیر پڑھ کر چھوڑا جائے تو اس کا مارا ہوا جانور حلال ہے۔ ② اگر کتا شکار میں سے خود بھی کچھ کھا لے تو اس جانور کا باقی حصہ حرام ہے' وہ بھی کتے ہی کو کھلا دینا چاہیے۔ ③ اگر جانور کے شکار میں دو کتے شریک ہیں' ایک پر تکبیر پڑھی گئی ہے دوسرے پر نہیں پڑھی گئی' تب بھی وہ شکار حرام ہے کیونکہ ممکن ہے اسے دوسرے کتے نے مارا ہو۔

(المعجم ٤) - بَابُ صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوسِ [وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ] (التحفة ٤)

باب:۴- مجوس کے کتے کا کیا ہوا شکار اور بالکل سیاہ کتے کا حکم

٣٢٠٨ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب: إذا أكل الكلب ... الخ، ح: ٥٤٨٣، ٥٤٨٧، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩/ ٢ من حديث ابن فضيل به.

٣٢٠٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: نُهِينَا عَنْ صَيْدِ كَلْبِهِمْ وَطَائِرِهِمْ. يَعْنِي الْمَجُوسَ.

۳۲۰۹- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمیں ان یعنی مجوسیوں کے کتے اور پرندے کے کیے ہوئے شکار سے منع کیا گیا ہے۔

٣٢١٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ. فَقَالَ: «شَيْطَانٌ».

۳۲۱۰- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کالے سیاہ کتے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”وہ شیطان ہے۔“

فائدہ: اس میں اشارہ ہے کہ ایسا کتا نہیں رکھنا چاہیے جس کا پورا جسم سیاہ ہو۔ ایسا کتا رکھنا منع ہے تو شکار کے لیے پالنا یا استعمال کرنا بھی منع ہوگا۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٥) - بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ (التحفة ٥)

باب: ۵- کمان (اور تیر) سے شکار کرنا

٣٢١١- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْرٍ عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ النَّحَّاسُ، وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ الرَّمْلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ

۳۲۱۱- حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شکار کمان کے ذریعے سے حاصل ہو وہ کھالے۔“

٣٢٠٩_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في صيد كلب المجوسي، ح: ١٤٦٦ من حديث وكيع به، وقال: "غريب"، وضعفه البوصيري لتدليس حجاج بن أرطاة، تقدم، ح: ١١٢٩.

٣٢١٠_ [صحيح] تقدم، ح: ٩٥٢.

٣٢١١_ [إسناده صحيح] وله شواهد عند أبي داود، ح: ٢٨٥٦، ٢٨٥٧ وغيره.

ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «كُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ».

۳۲۱۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا مُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا قَوْمٌ نَرْمِي. قَالَ: «إِذَا رَمَيْتَ وَخَزَقْتَ، فَكُلْ مَا خَزَقْتَ».

۳۲۱۲- حضرت عدی بن حاتم (طائی) ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ تیر چلاتے ہیں (شکار کے عادی ہیں۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو تیر چلا کر پھاڑ ڈالے تو جسے تو نے پھاڑا ہے اسے کھالے۔''

فوائد ومسائل: ① جب تیر شکار کے جسم میں گھس کر اسے زخمی کردے تو تکبیر پڑھ کر چھوڑے ہوئے اس تیر سے کیا ہوا شکار حلال ہے۔ ② رائفل کی گولی یا چھرے کا عمل بھی اس کی تیزی کی وجہ سے تیر سے مشابہ ہے لہٰذا اس کا شکار بھی حلال ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦) - **بَابُ الصَّيْدِ يَغِيبُ لَيْلَةً** (التحفة ٦)

باب:٦- اگر شکار رات بھر لاپتہ رہے

۳۲۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرْمِي الصَّيْدَ فَيَغِيبُ عَنِّي لَيْلَةً؟ قَالَ: «إِذَا وَجَدْتَ فِيهِ سَهْمَكَ، وَلَمْ تَجِدْ فِيهِ شَيْئًا غَيْرَهُ، فَكُلْهُ».

۳۲۱۳- حضرت عدی بن حاتم ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں شکار پر تیر چلاتا ہوں وہ رات بھر مجھ سے غائب رہتا ہے۔ (اگلے دن ملتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا: ''جب تجھے اس میں اپنا تیر لگا ہوا ملے اور اس میں تجھے اس کے سوا کچھ اور نہ ملے تو کھالے۔''

فوائد ومسائل: ① بے جان شکار میں اپنا تیر موجود ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسی تیر سے مرا ہے۔ چونکہ تیر چلاتے وقت تکبیر پڑھی گئی تھی لہٰذا وہ ذبح شدہ کے حکم میں ہے۔ ② تیر کے سوا کچھ اور نہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ یقین ہو کہ اس کی موت کی کوئی اور وجہ نہیں، مثلاً: وہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے تو ممکن ہے تیر سے نہ مرا ہو

۳۲۱۲ـ [صحيح] ضعفه البوصيري من أجل مجالد، وتقدم، ح: ١١، وله شواهد عند البخاري، ح: ٧٣٩٧، ومسلم، الصيد، ح: ١٩٢٩ وغيرهما.

۳۲۱۳ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة، ح: ٥٤٨٤، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩/ ٦، ٧ من حديث عاصم به مطولاً.

ڈوبنے سے مرا ہو۔ اسی طرح اگر کسی درندے کے کھانے کے اثرات ہیں تو ممکن ہے شکار اس درندے سے مرا ہو، تیر سے نہ مرا ہو، اس لیے ایسے مشکوک شکار سے پرہیز کیا جائے۔

(المعجم ٧) - **بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ** (التحفة ٧)

باب: ٧- معراض سے شکار کرنا

٣٢١٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا ابْنُ [أَبِي] زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ بِالْمِعْرَاضِ. قَالَ: «مَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ، فَكُلْ. وَمَا أَصَبْتَ بِعَرْضِهِ، فَهُوَ وَقِيذٌ».

٣٢١٤- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض سے کیے ہوئے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''جو اس کی نوک سے مرے وہ کھا لے۔ اور جو اس کے چوڑائی کے رخ لگنے سے مرے اسے نہ کھا کیونکہ وہ چوٹ سے مرا ہوا جانور ہے۔''

٣٢١٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ النَّخَعِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمِعْرَاضِ؟ فَقَالَ: «لَا تَأْكُلْ إِلَّا أَنْ يَخْزِقَ».

٣٢١٥- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''نہ کھا، سوائے اس کے کہ وہ پھاڑ دے۔''

فوائد و مسائل: ① معراض ایک قسم کا تیر ہوتا تھا جو صرف لکڑی کے ایک نوک دار ٹکڑے پر مشتمل ہوتا تھا، اس میں لوہے کا پھل وغیرہ نہیں لگا ہوتا تھا۔ ② اگر معراض شکار کو نوک کی طرف سے لگے تو وہ بدن میں گھس کر زخمی کرتا ہے، اس صورت میں وہ عام تیر کا کام کرتا ہے، اس لیے اس صورت میں وہ شکار حلال ہے، لیکن چوڑائی کے رخ لگنے پر وہ لاٹھی کی طرح چوٹ لگاتا ہے، اس سے اگر جانور مر جائے تو وہ حرام ہے۔

٣٢١٤- أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب التسمية على الصيد، ح: ٥٤٧٥، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩/ ٤ من حديث زكريا به.

٣٢١٥- أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ما أصاب المعراض بعرضه، ح: ٥٤٧٧، ٧٣٩٧، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩ من حديث منصور به.

(المعجم ٨) - بَابُ مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ (التحفة ٨)

باب:٨- زندہ جانور کے جسم سے کاٹے ہوئے گوشت کا حکم

٣٢١٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ، فَمَا قُطِعَ مِنْهَا فَهُوَ مَيْتَةٌ».

٣٢١٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر جانور سے کچھ کاٹ لیا جائے جب کہ وہ زندہ ہو تو جو کچھ اس سے کاٹا گیا' وہ مردار ہے۔''

فوائد ومسائل: ① زندہ جانور سے اس کے جسم کا کوئی حصہ کاٹنا حرام ہے۔ ② اس طرح کاٹا ہوا گوشت حرام ہے اگرچہ تکبیر پڑھ کر ہی کاٹا جائے۔

٣٢١٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ الْهُذَلِيُّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُجِبُّونَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ، وَيَقْطَعُونَ أَذْنَابَ الْغَنَمِ. أَلَا، فَمَا قُطِعَ مِنْ حَيٍّ، فَهُوَ مَيِّتٌ».

٣٢١٧- حضرت تمیم داری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو اونٹوں کے کوہان کاٹ لیا کریں گے اور بھیڑ بکریوں کی دمیں (مثلاً دنبے کی چکتی) کاٹ لیا کریں گے۔ سنو! زندہ کا جو حصہ کاٹا جائے' وہ مردار (کے حکم میں) ہے۔''

(المعجم ٩) - بَابُ صَيْدِ الْحِيتَانِ وَالْجَرَادِ (التحفة ٩)

باب:٩- مچھلیوں اور ٹڈی دل کا شکار

٣٢١٨- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا

٣٢١٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے'

٣٢١٦ـ [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٢٤ من حديث معن به، وله شاهد عند أبي داود، ح: ٢٨٥٨ وغيره.

٣٢١٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري لضعف الهذلي، تقدم، ح: ٩٢١، وفيه علة أخرى.

٣٢١٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٩٧ من حديث عبدالرحمٰن به، وهو ضعيف كما تقدم، ح: ٢٣٨، وتابعه أخواه أسامة، وعبدالله (هق: ١/ ٢٥٤)، وأخرج البيهقي بإسناد صحيح عن عبدالله بن عمر قال: "أحلت لنا ميتتان ودمان: الجراد والحيتان، والكبد والطحال"، وقال: "هٰذا إسناد صحيح"، وهٰذا الأثر له حكم الرفع.

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ: اَلْحُوتُ وَالْجَرَادُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے لیے دو مری ہوئی چیزیں حلال کر دی گئی ہیں: مچھلی اور ٹڈی۔“

فوائد ومسائل: ① مچھلی پانی سے نکلنے کے بعد زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتی' لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بندوں پر رحمت کرتے ہوئے اسے ذبح کرنے کی شرط نہیں لگائی' اس لیے یہ بغیر ذبح ہی کے حلال ہے۔ ② ہر قسم کی مچھلی حلال ہے' خواہ وہ ندیوں' نہروں اور دریاؤں کی مچھلی ہو' یا سمندر کی عظیم الجثہ مچھلی۔ ③ ”ٹڈی“ سے مراد حشرات کی وہ قسم ہے جو بعض اوقات جھنڈ کی صورت میں اکٹھی اڑتی ہوئی آتی ہیں اور جس کھیت یا فصل پر بیٹھ جائیں اسے چٹ کر جاتی ہیں' درختوں کے پتے کھا جاتی ہیں۔ اسے پنجابی میں مکڑی کہتے ہیں۔ اُردو میں اس کا عظیم جھنڈ ”ٹڈی دَل“ کہلاتا ہے۔ اہل عرب اسے بھون کر کھاتے ہیں۔

۳۲۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْجَرَادِ؟ فَقَالَ: «أَكْثَرُ جُنُودِ اللهِ. لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ».

۳۲۱۹- حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ٹڈی دل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ اللہ کا سب سے زیادہ تعداد والا لشکر ہے۔ میں اسے نہ کھاتا ہوں' نہ حرام کہتا ہوں۔“

۳۲۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي [سَعْدٍ] الْبَقَّالِ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَتَهَادَيْنَ الْجَرَادَ عَلَى الْأَطْبَاقِ.

۳۲۲۰- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) ایک دوسری کو ٹڈیوں کی پلیٹیں تحفے کے طور پر بھیجا کرتی تھیں۔

۳۲۱۹ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل الجراد، ح: ۳۸۱٤ من حديث زكريا به * أبوالعوام فائد لم يوثقه غير ابن حبان، ولعله دلسه منه سليمان التيمي، والله أعلم، وروي مرسلاً.

۳۲۲۰ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ۹/ ۲۵۸، وابن عدي: ۳/ ۱۲۲ من حديث أبي سعد البقال به، وضعفه البوصيري لضعف البقال سعيد بن المرزبان، وقال الحافظ في التقريب: "ضعيف مدلس"، وفي مصنف عبدالرزاق: ٤/ ٥۳۳، ح: ۸۷٦۳ عن ابن عيينة عن أبي يعفور (أو أبي يعقوب) عن أنس نحوه، ولعله تصحيف، وفيه علة أخرى.

٣٢٢١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُلَاثَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ، إِذَا دَعَا عَلَى الْجَرَادِ، قَالَ: «اَللَّهُمَّ أَهْلِكْ كِبَارَهُ. وَاقْتُلْ صِغَارَهُ. وَأَفْسِدْ بَيْضَهُ. وَاقْطَعْ دَابِرَهُ. وَخُذْ بِأَفْوَاهِهَا عَنْ مَعَايِشِنَا وَأَرْزَاقِنَا. إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ» فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تَدْعُو عَلَى جُنْدٍ مِنْ أَجْنَادِ اللهِ بِقَطْعِ دَابِرِهِ؟ قَالَ: «إِنَّ الْجَرَادَ نَثْرَةُ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ».

٣٢٢١- حضرت جابر اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب ٹڈی دل کے خلاف بددعا فرماتے تو یوں کہتے: ''اے اللہ! بڑی ٹڈیوں کو تباہ کر دے اور چھوٹی ٹڈیوں کو مار ڈال ان کے انڈے خراب کر دے ان کی جڑ کاٹ دے ان کے منہ ہماری روزی اور ہمارا رزق کھانے سے بند کر دے بے شک تو دعا سننے والا ہے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کس طرح اللہ کے ایک لشکر کی جڑ کاٹنے کی دعا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ٹڈی دل سمندر میں ایک بڑی مچھلی کی چھینک سے پیدا ہوتا ہے۔''

قَالَ هَاشِمٌ: قَالَ زِيَادٌ: فَحَدَّثَنِي مَنْ رَأَى الْحُوتَ يَنْثُرُهُ.

(حدیث کے راوی) ہاشم بیان کرتے ہیں کہ زیاد بن عبداللہ رحمہ اللہ نے کہا: مجھے ایک آدمی نے بتایا کہ اس نے مچھلی کی چھینک سے ٹڈی کو بکھرتے دیکھا ہے۔

٣٢٢٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ. فَاسْتَقْبَلَنَا رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ، أَوْ ضَرْبٌ مِنْ جَرَادٍ.

٣٢٢٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ہمراہ حج یا عمرے کے لیے روانہ ہوئے۔ (راستے میں) ٹڈی کی ایک ٹکڑی سامنے سے آ گئی۔ ہم انھیں اپنے کوڑوں اور جوتوں سے مارنے لگے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے کھاؤ' یہ بھی

٣٢٢١ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في الدعاء على الجراد، ح: ١٨٢٣ من حديث هاشم به، وقال: "غريب"، وضعفه البوصيري لضعف موسى بن إبراهيم، ح: ١٤٣٨، وانظر، ح: ٣١٧١.

٣٢٢٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في صيد البحر للمحرم، ح: ٨٥٠ من حديث وكيع، وأبوداود، ح: ١٨٥٤ من حديث أبي المهزم به، وقال الترمذي: "غريب"، وانظر، ح: ٣٠٨٦ لحال أبي المهزم.

فَجَعَلْنَا نَضْرِبُهُنَّ بِأَسْوَاطِنَا وَنِعَالِنَا . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُوهُ . فَإِنَّهُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ» .

سمندر کے شکار میں شامل ہے۔"

(المعجم ١٠) - **بَابُ مَا يُنْهَى عَنْ قَتْلِهِ** (التحفة ١٠)

باب:١٠- جن جانوروں کو قتل کرنا منع ہے

٣٢٢٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوعَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ الصُّرَدِ وَالضِّفْدَعِ وَالنَّمْلَةِ وَالْهُدْهُدِ .

٣٢٢٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ممولا' مینڈک' چیونٹی اور ہدہد کے مارنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد و مسائل: ① ممولا ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جس کا سر بڑا' پیٹ سفید اور پیٹھ سبز ہوتی ہے۔ چھوٹے پرندوں اور حشرات وغیرہ کا شکار کرتا ہے۔ (حاشیہ ابن ماجہ از محمد فواد عبدالباقی بحوالہ المنجد) ابن اثیر ؒ نے فرمایا: "یہ بڑے سر اور بڑی چونچ والا ایک پرندہ ہے۔ اس کے پر آدھے سفید اور آدھے سیاہ ہوتے ہیں۔" (النہایہ۔ مادہ صرد) ② مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت قابل حجت ہے' تاہم قتل نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کو خوراک کے طور پر استعمال کرنا منع ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء:٨/١٤٣)

٣٢٢٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ: النَّمْلَةِ وَالنَّحْلَةِ وَالْهُدْهُدِ وَالصُّرَدِ .

٣٢٢٤- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا: چیونٹی' شہد کی مکھی' ہدہد اور ممولا۔

٣٢٢٣ـ **[إسناده ضعيف]** وضعفه البوصيري لضعف إبراهيم بن الفضل، وتقدم، ح: ٢٠٤٥، والحديث الآتي شاهد له.

٣٢٢٤ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الأدب، باب في قتل الذر، ح: ٥٢٦٧ من حديث عبدالرزاق به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٧٨ ☆ الزهري عنعن، تقدم، ح: ٧٠٧، وللحديث شواهد كثيرة، كلها ضعيفة.

۳۲۲۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ نَبِيِّ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَرَصَتْهُ نَمْلَةٌ. فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ. فَأَوْحَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ: فِي أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ، أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ؟».

۳۲۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء میں سے ایک نبی کو چیونٹی نے کاٹ لیا۔ ان کے حکم سے چیونٹیوں کی بستی کو جلا دیا گیا۔ اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی کی: تجھے ایک چیونٹی نے کاٹا' اس کی وجہ سے تو نے تسبیح کرنے والی ایک قوم کو تباہ کر دیا۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ، نَحْوَهُ. وَقَالَ: قَرَصَتْ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے نبی ﷺ سے یہ روایت اسی طرح بیان کی۔ اور (راوی حدیث نے) قَرَصَتْهُ کی جگہ قَرَصَتْ کے الفاظ بیان کیے۔

فوائد و مسائل: ① حشرات کو قتل کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے' البتہ وہ حشرات جن سے انسانوں کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے اور بظاہر کوئی فائدہ نہیں پہنچتا انھیں قتل کرنا جائز ہے' جیسے چوہا وغیرہ۔ ② اللہ کی ہر مخلوق اللہ کی تسبیح اور عبادت کرتی ہے۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَذْفِ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱- کنکری پھینکنے کی ممانعت

۳۲۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ قَرِيباً لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ

۳۲۲۶- حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے ایک عزیز نے کنکری پھینکی۔ انھوں نے منع کیا اور فرمایا: نبی ﷺ نے کنکری

۳۲۲۵- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: ۱۵۳، ح: ۳۰۱۹، ومسلم، السلام، باب النهي عن قتل النمل، ح: ۲۲۴۱/ ۱۴۸ عن ابن السرح به من حديث يونس به.

۳۲۲۶- [صحيح] تقدم، ح: ۱۷.

خَذَفَ . فَنَهَاهُ، وَقَالَ : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ . وَقَالَ : «إِنَّهَا لَا تَصِيدُ صَيْدًا وَلَا تَنْكَأُ عَدُوًّا . وَلٰكِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ» قَالَ : فَعَادَ . فَقَالَ : أُحَدِّثُكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْهُ ثُمَّ عُدْتَ ؟ لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا .

پھینکنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے: ''یہ (کنکری) نہ شکار مارتی ہے' نہ دشمن کو زخمی کرتی ہے لیکن دانت توڑ دیتی ہے اور آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔'' اس نے دوبارہ یہی حرکت کی تو حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا: میں تجھے حدیث سنا رہا ہوں کہ نبی ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع کیا ہے اس کے باوجود تو نے پھر وہی حرکت کی۔ میں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔

فوائد ومسائل: ① خذف کا مطلب غلیل وغیرہ سے کنکر پھینکنا' یا انگلیوں میں پکڑ کر کنکر دور پھینکنا ہے۔ ② ایسی تفریح سے اجتناب کرنا چاہیے جس سے کسی کو غیر ارادی طور پر نقصان پہنچ سکتا ہو۔ ③ ایسی چیزوں کے استعمال کی مشق کرنا بہتر ہے جن سے جہاد میں کام لیا جاسکے' تاہم اس مشق میں بھی یہ احتیاط ضروری ہے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ ④ مسئلہ بتاتے وقت ساتھ دلیل ذکر کرنا بہتر ہے' اس سے سائل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے اور عمل کرنے والے کو عمل کی ترغیب ہوتی ہے۔ ⑤ کسی کو برائی سے منع کرنے کے لیے اس سے بات چیت بند کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے منفی اثرات ظاہر ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ ⑥ اس سے حدیث نبوی کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ صحابی نے حدیث پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اپنے عزیز کو زجر وتوبیخ کی اور اس سے بات چیت بند کردی۔ ⑦ امر ونہی بیان کرتے وقت اس کی حکمت بھی ذکر کرنا مفید ہے۔

٣٢٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ . ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : قَالَا : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ : نَهٰى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ، وَقَالَ : «إِنَّهَا لَا تَقْتُلُ صَيْدًا وَلَا تَنْكِي الْعَدُوَّ . وَلٰكِنَّهَا تَفْقَأُ

٣٢٢٧- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع کیا اور فرمایا: ''یہ نہ شکار مارتی ہے' نہ دشمن کو زخمی کرتی ہے لیکن آنکھ پھوڑ دیتی ہے اور دانت توڑ دیتی ہے۔''

٣٢٢٧ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب النهي عن الخذف، ح : ٦٢٢٠، ٤٨٤١ من حديث شعبة به، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ما يستعان به على الاصطياد والعدو وكراهة الخذف، ح : ١٩٥٤/ ٥٥ من حديث محمد بن جعفر به .

الْعَيْنَ وَتَكْسِرُ السِّنَّ».

(المعجم ١٢) - بَابُ قَتْلِ الْوَزَغِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲-گرگٹ (یا چھپکلی) کو مارنا

٣٢٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاغِ.

۳۲۲۸-حضرت ام شریک انصاریہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں چھپکلیوں کو مارنے کا حکم دیا۔

فائدہ: وزغ کا ترجمہ بعض علماء نے گرگٹ اور بعض نے چھپکلی کیا ہے۔ دوسرا ترجمہ زیادہ صحیح ہے۔

٣٢٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ وَزَغاً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً. وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الثَّانِيَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا أَدْنَى مِنَ الْأُولَى وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً أَدْنَى مِنَ الَّذِي ذَكَرَهُ فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ».

۳۲۲۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پہلی ضرب میں چھپکلی (یا گرگٹ) کو مارا' اسے اتنی نیکیاں ملیں گی اور جس نے اسے دوسری ضرب میں مارا' اسے اتنی اتنی (پہلی سے کم) نیکیاں ملیں گی اور جس نے اسے تیسری ضرب میں مارا' اسے اتنی اتنی (دوسری سے کم) نیکیاں ملیں گی۔''

فائدہ: پہلی ضرب میں مار ڈالنے کا ثواب اس لیے زیادہ ہے کہ قتل کرنے میں بھی بہتر طریقہ اختیار کرنے کا حکم ہے جس سے جانور کی جان جلد نکل جائے۔ یہ قتل میں رحم دلی کا اظہار ہے' اور اس لیے بھی کہ ایک ضرب سے مارنے سے حکم کی تعمیل کا جذبہ اور قوت ظاہر ہوتی ہے جو مستحسن ہے۔

٣٢٢٨ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال، ح: ٣٣٠٧ من حديث سفيان به، ومسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٣٧/ ١٤٢ عن ابن أبي شيبة به.

٣٢٢٩ـ أخرجه مسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٤٠/ ١٤٦، ١٤٧ من حديث سهيل به.

٣٢٣٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِلْوَزَغِ: «الْفُوَيْسِقَةُ».

۳۲۳۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو فاسق (نافرمان) فرمایا۔

٣٢٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَائِبَةَ، مَوْلَاةِ الْفَاكِهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ فَرَأَتْ فِي بَيْتِهَا رُمْحاً مَوْضُوعًا. فَقَالَتْ: يَاأُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا تَصْنَعِينَ بِهٰذَا؟ قَالَتْ: نَقْتُلُ بِهِ هٰذِهِ الْأَوْزَاغَ. فَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَخْبَرَنَا أَنَّ إِبْرَاهِيمَ، [لَمَّا] أُلْقِيَ فِي النَّارِ لَمْ تَكُنْ فِي الْأَرْضِ دَابَّةٌ إِلَّا أَطْفَأَتِ النَّارَ. غَيْرَ الْوَزَغِ. فَإِنَّهَا كَانَتْ تَنْفُخُ عَلَيْهِ. فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِهِ.

۳۲۳۱- حضرت فاکہ بن مغیرہ کی آزاد کردہ لونڈی سائبہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ ؓ کے پاس گئیں تو ان کے گھر میں ایک نیزہ پڑا ہوا دیکھا۔ انھوں نے کہا: ام المومنین! آپ اس (نیزے) کا کیا کرتی ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہم اس کے ساتھ چھپکلیاں مارتے ہیں کیونکہ ہمیں اللہ کے نبی ﷺ نے بتایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم ؑ کو آگ میں ڈالا گیا تو زمین میں جو بھی جانور تھا اس نے آگ بجھائی' سوائے چھپکلی کے۔ وہ تو (آگ تیز کرنے کے لیے) پھونکیں مارتی تھی' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① چھپکلی کو مار دینا چاہیے۔ ② جس چھپکلی نے حضرت ابراہیم ؑ کے لیے جلائی ہوئی آگ میں پھونکیں ماریں' وہ تو صدیوں پہلے مر گئی لیکن اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ جانور طبعاً شریر ہے۔ جس طرح گدھا اپنی طبیعت کے لحاظ سے شیطان سے مناسبت رکھتا ہے۔ ③ چھپکلی نقصان دہ جانور ہے اور ایسے جانور کو قتل کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس سے واقعی نقصان پہنچے جیسے سانپ اور بچھو وغیرہ کو قتل کیا جاتا ہے' خواہ انھوں نے کسی کو نہ کاٹا ہو اور نہ ڈنگ مارا ہو۔

٣٢٣٠ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال، ح: ٣٣٠٦ من حديث ابن وهب به، ومسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٣٩/ ١٤٥ عن ابن السرح به.

٣٢٣١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٨٣، ١٠٩ من حديث جرير به، وصححه البوصيري، وابن حبان (موارد)، ح: ١٠٨٢ * ابن حازم صرح بالسماع، وتابعه أيوب، وسائبة وثقها البوصيري، وابن حبان، ولها متابعة عند النسائي، وللحديث شواهد عند البخاري وغيره.

(المعجم ١٣) - **بَابُ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ** (التحفة ١٣)

باب:١٣- ہر کچلی والے درندے کا کھانا حرام ہے

٣٢٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ. أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَلَمْ أَسْمَعْ بِهٰذَا حَتّٰى دَخَلْتُ الشَّامَ.

٣٢٣٢- حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہر کچلی والے درندے کے کھانے سے منع فرمایا۔

امام زہری ؒ بیان کرتے ہیں: میں نے شام میں داخل ہونے تک یہ حدیث نہیں سنی تھی۔

فوائد ومسائل: ① کچلی نوکیلے تیز دانت کو کہتے ہیں۔ انسانوں میں یہ دانت سامنے کے چار دانتوں کے بعد اور ڈاڑھوں سے پہلے ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف ہوتا ہے' اوپر بھی اور نیچے بھی۔ چرندوں میں یہ دانت نہیں ہوتے۔ ② درندوں میں یہ دانت دوسرے دانتوں کی نسبت واضح طور پر بڑے اور لمبے ہوتے ہیں' جیسے کتے اور بلی وغیرہ میں۔ ③ ان دانتوں (کچلیوں) کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ یہ جانور درندوں کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے' خواہ وہ عملی طور پر شکار نہ کرتا ہو' یا بہت کم کرتا ہو۔ ④ ممکن ہے کہ کوئی حدیث صحیح ہونے کے باوجود ایک امام کو معلوم نہ ہو' اس صورت میں اس کے لیے اجتہاد کرنا درست ہے۔ بعد میں اگر معلوم ہو جائے کہ یہ اجتہاد درست نہ تھا تو امام کو قصور وار نہیں ٹھہرایا جا سکتا' تاہم بعد والوں کے لیے اس اجتہاد پر عمل کرنا جائز نہیں ہوگا۔

٣٢٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ سِنَانٍ وَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، [قَالَا]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا

٣٢٣٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر کچلی والے درندے کا کھانا حرام ہے۔''

٣٢٣٢ـ أخرجه البخاري، الطب، باب ألبان الأتن، ح: ٥٧٨٠، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع وكل ذي مخلب من الطير، ح: ١٩٣٢/ ١٢ من حديث سفيان به.

٣٢٣٣ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، الباب السابق، ح: ١٩٣٣/ ١٥ من حديث عبدالرحمٰن به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ٢/ ٤٩٦.

مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ».

٣٢٣٤- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمَ خَيْبَرَ، عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

۳۲۳۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر ہر کچلی والے درندے اور ہر ناخن دار پنجے (سے شکار کرنے والے پرندے) کو کھانے سے منع فرمادیا۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا کہ سابقہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے؛ لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء، رقم:۲۴۸۸) ② مِخْلَب شکاری پرندے کے پنجے کے ناخنوں کو کہتے ہیں جن سے وہ اپنے شکار کو پکڑتا اور چیرتا پھاڑتا ہے۔ ③ شکاری پرندوں میں باز، چیل، گدھ اور شاہین وغیرہ شامل ہیں۔ ان سب کا گوشت حرام ہے، جب کہ دانہ دنکا کھانے والے سب پرندے حلال ہیں، مگر کوا حرام ہے۔ (دیکھیے حدیث:۳۲۴۸)

(المعجم ١٤) - بَابُ الذِّئْبِ وَالثَّعْلَبِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- بھیڑیے اور لومڑی کا بیان

٣٢٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ،

۳۲۳۵- حضرت خزیمہ بن جزء ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے زمین کے (جنگلی) جانوروں کے

٣٢٣٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب ماجاء في أكل السباع، ح: ٣٨٠٥ من حديث ابن أبي عدي به، وفيه علة، والحديث السابق يغني عنه.

٣٢٣٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل الضبع، ح: ١٧٩٢ من حديث عبدالكريم به، وتقدم، ح: ٤٢٩، وقال: "ليس إسناده بالقوي"، وضعفه البوصيري.

عَنْ حِبَّانَ بْنِ جَزْءٍ، عَنْ أَخِيهِ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْءٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! جِئْتُكَ لِأَسْأَلَكَ عَنْ أَحْنَاشِ الْأَرْضِ، مَا تَقُولُ فِي الثَّعْلَبِ؟ قَالَ: «وَمَنْ يَأْكُلُ الثَّعْلَبَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي الذِّئْبِ؟ قَالَ: «وَيَأْكُلُ الذِّئْبَ أَحَدٌ فِيهِ خَيْرٌ؟».

بارے میں سوال کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ لومڑی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لومڑی کون کھاتا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھیڑیے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''کیا بھیڑیے کو کوئی ایسا شخص کھا سکتا ہے جس میں بھلائی موجود ہو؟''

فائدہ: مذکورروایت سنداً ضعیف ہے تاہم دیگر دلائل کی رو سے لومڑی اور بھیڑیا گوشت خور جانور ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔

(المعجم ١٥) - بَابُ الضَّبُعِ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- لگڑ بھگے کا بیان

٣٢٣٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ الضَّبُعِ، أَصَيْدٌ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: آكُلُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: أَشَيْءٌ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

۳۲۳۶- حضرت عبدالرحمٰن بن ابو عمار ؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے لگڑ بھگے کے بارے میں پوچھا: کیا وہ شکار ہے؟ جابر ؓ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: میں اسے کھا سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا یہ مسئلہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ فرمایا: ہاں۔

فوائد ومسائل: ① لگڑ بھگا ایک جنگلی جانور ہے جسے لگڑ بگڑ بھی کہتے ہیں۔ یہ حلال ہے۔ ② بعض حضرات نے ضبع کا ترجمہ بجو کیا ہے جو درست نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابوداود (اُردو) طبع دارالسلام حدیث: ۳۸۰۱)

٣٢٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ،

۳۲۳۷- حضرت خزیمہ بن جزء ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے

٣٢٣٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٨٥.

٣٢٣٧ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٢٣٥.

عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنْ حِبَّانَ ابْنِ جَزْءٍ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْءٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي الضَّبُعِ؟ قَالَ: «وَمَنْ يَأْكُلُ الضَّبُعَ؟».

رسول! آپ لگڑ بگڑ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لگڑ بگڑ کو کون کھاتا ہے؟''

(المعجم ١٦) - بَابُ الضَّبِّ (التحفة ١٦)

باب:١٦-سانڈے کا بیان

٣٢٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. فَأَصَابَ النَّاسُ ضَبًّا. فَاشْتَوَوْهَا فَأَكَلُوا مِنْهَا. فَأَصَبْتُ مِنْهَا ضَبًّا فَشَوَيْتُهُ. ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ. فَأَخَذَ جَرِيدَةً فَجَعَلَ يَعُدُّ بِهَا أَصَابِعَهُ. فَقَالَ: «إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ دَوَابَّ فِي الْأَرْضِ. وَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلَّهَا هِيَ» فَقُلْتُ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اشْتَوَوْهَا فَأَكَلُوهَا. فَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَنْهَ.

٣٢٣٨- حضرت ثابت بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ہمراہ (سفر میں) تھے۔ لوگوں نے سانڈے پکڑے اور انھیں بھون کر کھانے لگے۔ مجھے بھی ایک سانڈا ملا' میں نے اسے بھونا اور اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ایک چھڑی لی اور اس کے ذریعے سے اس (سانڈے) کی انگلیاں گننے لگے' پھر فرمایا: ''بنی اسرائیل کا ایک گروہ مسخ ہو کر زمین میں رینگنے والے جانوروں کی صورت میں تبدیل ہو گیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں شاید یہ وہی قوم ہو۔'' میں نے کہا: لوگ تو انھیں بھون کر کھا بھی گئے۔ تو نبی ﷺ نے نہ کھایا' نہ منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① [ضب] کا ترجمہ سانڈا بھی کیا گیا ہے اور گوہ بھی۔ ضب کے بارے میں علماء نے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی دم بہت گرہ دار ہوتی ہے۔ (حاشیہ سنن ابن ماجہ۔ محمد فواد عبدالباقی) اور یہ جانور پانی نہیں پیتا' اس لیے عرب میں اگر کوئی شخص یہ کہنا چاہے کہ میں فلاں کام کبھی نہیں کروں گا تو وہ یہ محاورہ بولتا ہے: لَا أَفْعَلُ كَذَا حَتَّى يَرِدَ الضَّبُّ ''میں یہ کام نہیں کروں گا حتی کہ ضب پانی پینے آئے۔'' کیونکہ ضب پانی نہیں پیتا بلکہ اسے ٹھنڈی ہوا کی نمی کافی ہوتی ہے۔ (فتح الباري: ٨٢٠/٩) اس وضاحت کی روشنی میں ضب کا ترجمہ ''سانڈا'' زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ والله أعلم. ② نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ نے مسخ شدہ لوگوں کی نسل نہیں چلائی۔'' (صحيح مسلم' القدر' باب بيان أن الآجال والأرزاق

٣٢٣٨- [صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل الضب، ح: ٣٧٩٥ من حديث حصين به، وصححه الحافظ في الفتح: ٩/ ٦٦٣، وله شواهد عند مسلم وغيره.

وغیرھا' لاتزید ولا تنقص عما سبق به القدر' حدیث:۲۲۶۳) ممکن ہے زیر مطالعہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا سانڈے کے بارے میں اظہار خیال وحی کے ذریعے سے یہ قانون معلوم ہونے سے پہلے کا ہو۔ ③ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ نبی ﷺ نے گو اپنی طبعی کراہت کی وجہ سے اسے کھانا پسند نہیں فرمایا لیکن آپ نے صحابہ کو اس کے کھانے سے منع بھی نہیں فرمایا' چنانچہ جسے پسند ہو وہ کھالے، جیسے کہ آپ ﷺ کے دستر خوان پر اسے کھایا گیا ہے' اور جسے پسند نہ ہو وہ نہ کھائے۔

۳۲۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُحَرِّمِ الضَّبَّ. وَلٰكِنْ قَذِرَهُ. وَإِنَّهُ لَطَعَامُ عَامَّةِ الرِّعَاءِ. وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَنْفَعُ بِهِ غَيْرَ وَاحِدٍ. وَلَوْ كَانَ عِنْدِي لَأَكَلْتُهُ.

۳۲۳۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے سانڈے کو حرام قرار نہیں دیا لیکن اسے ناپسند فرمایا۔ اور یہ اکثر چرواہوں کی خوراک ہے۔ اللہ عزوجل اس کے ذریعے سے کئی لوگوں کو فائدہ دیتا ہے۔ اگر میرے پاس (سانڈہ) ہوتا تو میں اسے کھالیتا۔

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

(م) امام ابن ماجہ ؒ نے ایک دوسری سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی یہ روایت بھی نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

۳۲۴۰- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

۳۲۴۰- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اصحاب صفہ میں سے ایک آدمی نے نبی ﷺ کو

۳۲۳۹_ [صحيح] انظر الحديث الآتي.

۳۲۳۹_ م _ [صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۹ من حديث سعيد به، وتقدم، ح: ۴۲۹، وفيه علتان، إحداهما عنعنة قتادة، وقد تقدم، ح: ۱۷۵، وأما الرواية عن كتاب فصحيحة، وللحديث شاهد عند مسلم، ح: ۱۹۵۰، وبه صح الحديث.

۳۲۴۰_ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح: ۱۹۵۱/ ۵۰ من حديث داود به.

الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَادَى رَسُولَ اللهِ ﷺ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ، حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ مَضَبَّةٌ. فَمَا تَرَى فِي الضِّبَابِ؟ قَالَ: «بَلَغَنِي أَنَّ أُمَّةً مُسِخَتْ» فَلَمْ يَأْمُرْ بِهِ، وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ.

مخاطب کر کے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے علاقے میں سانڈے بہت ہوتے ہیں۔ آپ کا سانڈوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ ایک قوم تھی جو مسخ کر دی گئی۔“ چنانچہ آپ نے نہ اسے کھانے کا حکم دیا' نہ اس سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① [فَمَا تَرٰی] ”آپ کا کیا خیال ہے؟“ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا کیا فیصلہ ہے یہ حلال ہے یا حرام ہے؟ ② [بَلَغَنِي] ”مجھے یہ بات پہنچی ہے۔“ اس لفظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بات نبی ﷺ کو وحی کے ذریعے سے معلوم نہیں ہوئی تھی بلکہ ممکن ہے علمائے یہود سے سنی ہو۔ چونکہ ایسی باتوں کی تصدیق یا تکذیب نہیں کی جاسکتی جب تک وحی کے ذریعے سے ان کا صحیح یا غلط ہونا معلوم نہ ہو جائے' اس لیے نبی ﷺ نے دوٹوک فیصلہ نہیں فرمایا۔ ③ مشکوک چیز سے احتیاطاً اجتناب کیا جاسکتا ہے' تاہم اسے صراحتاً حرام نہیں کہا جاسکتا۔

٣٢٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ، فَأَهْوٰى بِيَدِهِ لِيَأْكُلَ [مِنْهُ]. فَقَالَ لَهُ مَنْ حَضَرَهُ: [يَارَسُولَ اللهِ] إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ. فَرَفَعَ يَدَهُ عَنْهُ. فَقَالَ لَهُ خَالِدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَحَرَامٌ الضَّبُّ؟ قَالَ: «لَا. وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ

٣٢٤١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے حضرت خالد بن ولید ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھنا ہوا سانڈا پیش کیا گیا اور (کھانا کھانے کے وقت) نبی ﷺ کے سامنے رکھا گیا۔ آپ نے کھانے کے لیے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو حاضرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ سانڈے کا گوشت ہے' چنانچہ آپ نے اس سے ہاتھ اٹھا لیا۔ حضرت خالد ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا سانڈا حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں' یہ میرے علاقے میں نہیں ہوتا تھا' اس لیے میں اس سے کراہت محسوس کرتا ہوں۔“ حضرت خالد ؓ نے سانڈے کی طرف ہاتھ

٣٢٤١ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان النبي ﷺ لا يأكل حتى يسمى له فيعلم ماهو؟، ح: ٥٣٩١ وغيره، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح: ١٩٤٥/ ٤٣ من حديث الزهري به.

بِأَرْضِي، فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ». قَالَ: فَأَهْوَى خَالِدٌ إِلَى الضَّبِّ، فَأَكَلَ مِنْهُ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْظُرُ إِلَيْهِ.

بڑھا کر اس میں سے کچھ کھایا اور رسول اللہ ﷺ انھیں دیکھ رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① جو چیز دل کو اچھی نہ لگے اسے نہ کھانا جائز ہے۔ یہ حلال چیز کو حرام قرار دینے میں شامل نہیں۔ ② ''میرے علاقے میں۔'' اور ایک روایت میں [بِأَرْضِ قَوْمِي] ''میری قوم کے علاقے میں۔'' اس سے مراد مکہ مکرمہ اور اس کے قرب و جوار کا علاقہ ہے جو قریش کا مسکن تھا۔ حجاز کے دوسرے حصوں میں ضب (سانڈے) بکثرت موجود ہیں۔ (فتح الباري: ٨٢٢/٩)

٣٢٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا أُحَرِّمُ» يَعْنِي الضَّبَّ.

۳۲۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے سانڈے کے بارے میں فرمایا: ''میں حرام نہیں کہتا۔''

(المعجم ١٧) - بَابُ الْأَرْنَبِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- خرگوش کا بیان

٣٢٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَرَرْنَا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَأَنْفَجْنَا أَرْنَبًا. فَسَعَوْا عَلَيْهَا. فَلَغَبُوا. فَسَعَيْتُ حَتَّى أَدْرَكْتُهَا. فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَاطَلْحَةَ، فَذَبَحَهَا. فَبَعَثَ بِعَجُزِهَا وَوَرِكِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَبِلَهَا.

۳۲۴۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم مقام مرالظہران سے گزرے۔ (وہاں) ہم نے ایک خرگوش کو (اس کی پناہ گاہ سے) نکالا۔ (قافلے کے افراد) اس کے پیچھے بھاگے (لیکن) وہ تھک گئے (اور پکڑ نہ سکے۔) میں نے تعاقب کر کے اسے پکڑ لیا اور اسے حضرت ابوطلحہ ؓ کے پاس لے گیا۔ انھوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی ران اور پشت کا گوشت نبی ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے

٣٢٤٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٠،٩ عن سفيان به، وأخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الضب، ح: ٥٥٣٦ من حديث ابن دينار به؛ وقال في تحفة الأشراف: ٥/ ٤٥٣ "كان في الأصل: عن محمد بن المصفّى بدل محمد بن الصباح، وهو وهم".

٣٢٤٣ـ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول هدية الصيد، ح: ٢٥٧٢ وغيره من حديث شعبة به، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الأرنب، ح: ١٩٥٣/ ٥٣ من حديث محمد بن جعفر به.

اسے قبول فرما لیا۔

٣٢٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَرْنَبَيْنِ، مُعَلِّقُهُمَا. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَصَبْتُ هٰذَيْنِ الْأَرْنَبَيْنِ، فَلَمْ أَجِدْ حَدِيدَةً أُذَكِّيهِمَا بِهَا. فَذَكَّيْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ أَفَآكُلُ؟ قَالَ: «كُلْ».

٣٢٤٤- حضرت محمد بن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دو خرگوش (ہاتھ میں) لٹکائے نبی ﷺ کے پاس سے گزرے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ دو خرگوش میرے ہاتھ لگے ہیں' میرے پاس انھیں ذبح کرنے کے لیے لوہے کی کوئی چیز (چھری وغیرہ) نہیں تھی' چنانچہ میں نے انھیں ایک پتھر کے ساتھ ذبح کر لیا۔ کیا میں انھیں کھا لوں؟ آپ نے فرمایا: ''کھا لے۔''

فوائد و مسائل: ① خرگوش حلال جانور ہے۔ ② جنگل میں موجود حلال جانور کا شکار جائز ہے۔ ③ معمولی تحفہ بھی پیش کرنا اور قبول کرنا چاہیے۔ ④ ذبح کے لیے لوہے کی چیز ہونا ضروری نہیں۔ ⑤ کسی عام سے مسئلے میں بھی شک ہو جائے تو پوچھ لینا چاہیے۔ ⑥ عالم سے جب مسئلہ پوچھا جائے تو بتا دے' خواہ کتنا مشہور مسئلہ ہو' یہ نہ کہے ''تمھیں یہ بھی معلوم نہیں۔'' ⑦ مروہ ایک قسم کا سفید پتھر ہے جس کا ٹکڑا جا تو چھری کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث میں اس سے مطلقاً پتھر مراد ہے (کسی بھی قسم کا ہو)' خاص سفید پتھر مراد نہیں۔ (النهاية، مادة : مَرَا)

٣٢٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنْ حِبَّانَ بْنِ جَزْءٍ، عَنْ أَخِيهِ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْءٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! جِئْتُكَ لِأَسْأَلَكَ عَنْ أَحْنَاشِ الْأَرْضِ. مَاتَقُولُ فِي الضَّبِّ؟ قَالَ: «لَا آكُلُهُ، وَلَا أُحَرِّمُهُ» قَالَ: قُلْتُ: فَإِنِّي آكُلُ مِمَّا لَمْ تُحَرِّمْ. وَلِمَ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ.

٣٢٤٥- حضرت خزیمہ بن جزء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے' زمین کے چھوٹے (جنگلی) جانوروں کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ سانڈے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اسے نہیں کھاتا اور اسے حرام بھی قرار نہیں دیتا۔'' میں نے کہا: جس چیز کو آپ حرام قرار نہیں دیتے' میں اسے کھا لوں گا۔ لیکن اللہ کے رسول! (آپ) کیوں (نہیں کھاتے؟) آپ نے فرمایا: ''ایک

٣٢٤٤_ [صحيح] تقدم، ح: ٣١٧٥ من حديث عاصم عن الشعبي به.

٣٢٤٥_ [ضعيف] تقدم، ح: ٣٢٣٥.

وَرَأَيْتُ خَلْقًا رَابَنِي» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي الْأَرْنَبِ؟ قَالَ: «لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ» قُلْتُ: فَإِنِّي آكُلُ مِمَّا لَمْ تُحَرِّمْ. وَلِمَ؟يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «نُبِّئْتُ أَنَّهَا تَدْمَى».

قوم لاپتہ ہوگئی تھی۔ اور مجھے ایسی (ظاہری) شکل و صورت نظر آئی جس سے مجھے شک ہوا (کہ شاید بنی اسرائیل کی مسخ شدہ قوم یہی ہو۔'') میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ خرگوش کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اسے نہیں کھاتا' اور اسے حرام بھی قرار نہیں دیتا۔'' میں نے کہا: جس چیز کو آپ حرام قرار نہیں دیتے' میں اسے کھالوں گا۔ لیکن' اے اللہ کے رسول! (آپ) کیوں (نہیں کھاتے؟) آپ نے فرمایا: ''مجھے بتایا گیا ہے کہ اسے خون (حیض) آتا ہے۔''

(المعجم ١٨) - بَابُ الطَّافِي مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ (التحفة ١٨)

باب: ١٨- سمندر کا شکار (مرکر پانی پر تیر آئے تو کیا حکم ہے؟

٣٢٤٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ، مِنْ آلِ ابْنِ الْأَزْرَقِ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ: حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَحْرُ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، اَلْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

٣٢٤٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرا ہوا جانور حلال ہے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: بَلَغَنِي عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ الْجَوَادِ أَنَّهُ قَالَ: هٰذَا نِصْفُ الْعِلْمِ. لِأَنَّ الدُّنْيَا بَرٌّ وَبَحْرٌ. فَقَدْ أَفْتَاكَ فِي الْبَحْرِ، وَبَقِيَ الْبَرُّ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے ابوعبیدہ جواد رحمہ اللہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے فرمایا: یہ حدیث آدھا علم ہے' اس لیے کہ دنیا بر و بحر (خشکی اور سمندر) پر مشتمل ہے۔ نبی ﷺ نے (اس حدیث کے ذریعے سے) سمندر کے بارے میں فتوی دے دیا' باقی خشکی

٣٢٤٦- [صحيح] تقدم، ح: ٣٨٦.

رہ گئی (کہ خشکی کے کون سے جانور حرام ہیں اور کون سے حلال۔)

فوائد ومسائل: ① سمندر کے پانی کا ذائقہ عام پانی سے مختلف ہوتا ہے' اس لیے صحابی کو اس کے بارے میں شک ہوا کہ اس سے وضو درست ہے یا نہیں، تب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔ (دیکھیے سنن ابن ماجہ' حدیث: ۳۸۶'۳۸۷'۳۸۸) ② سمندر میں رہنے والا جانور سمندر میں مر جائے تب بھی حلال ہے۔ اور باہر نکالنے سے مر جائے تب بھی حلال ہے۔ ③ مزید فوائد کے لیے ملاحظہ کیجیے: (سنن ابن ماجه' الطهارة' باب الوضوء بماء البحر' حديث: ۳۸۶'۳۸۷'۳۸۸)

٣٢٤٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَلْقَى الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ. وَمَا مَاتَ فِيهِ فَطَفَا، فَلَا تَأْكُلُوهُ».

۳۲۴۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کو سمندر باہر پھینک دے' یا پانی اس سے پیچھے ہٹ جائے (اور وہ پانی سے باہر رہ جانے کی وجہ سے مر جائے)' اسے کھالو اور جو اس میں مر کر تیر آئے اسے نہ کھاؤ۔''

(المعجم ١٩) - **بَابُ الْغُرَابِ** (التحفة ١٩)

باب: ۱۹- کوے کا بیان

٣٢٤٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَنْ يَأْكُلُ الْغُرَابَ؟ وَقَدْ سَمَّاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَاسِقًا». وَاللهِ! مَا هُوَ مِنَ الطَّيِّبَاتِ.

۳۲۴۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: کوے کو کون کھا سکتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام ''فاسق'' رکھ دیا ہے؟ اللہ کی قسم! وہ پاک چیزوں میں شامل نہیں۔

فوائد ومسائل: ① حدیث میں مندرجہ ذیل اشیاء کو فاسق کہا گیا ہے: سانپ' بچھو' چوہا' کوا' چیل اور کاٹنے

٣٢٤٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل الطافي من السمك، ح: ٣٨١٥ عن أحمد بن عبدة به، ولم أجد تصريح سماع أبي الزبير، ح: ٣٩٥.

٣٢٤٨ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣١٧ من حديث أحمد بن الأزهر به، وصححه البوصيري، وفيه علة تقدم، ح: ٢٥٥٧، وله شاهد عند البزار، مجمع الزوائد: ٤/ ٤٠، قال الهيثمي: "رجاله ثقات".

والا کتا۔(صحیح مسلم' الحج' باب ماینذب للمحرم وغیرہ قتله من الدواب فی الحل والحرم' حدیث:۱۱۹۸) ② کوے سے مراد وہ کوا ہے جس کی پیٹھ اور پیٹ میں سفید رنگ ہو۔ اسے حدیث میں اَلْغُرَابُ الْأَبْقَعُ کہا گیا ہے۔(صحیح مسلم حوالہ مذکورہ بالا) ③ جن چیزوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے' وہ حرام ہیں کیونکہ اگر وہ حلال ہوتیں تو انھیں ذبح کیا جاتا' قتل نہ کیا جاتا۔

٣٢٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: [حَدَّثَنَا] الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْحَيَّةُ فَاسِقَةٌ، وَالْعَقْرَبُ فَاسِقٌ، وَالْفَأْرَةُ فَاسِقٌ، وَالْغُرَابُ فَاسِقٌ».

۳۲۴۹- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سانپ فاسق ہے' بچھو فاسق ہے' چوہیا فاسق ہے اور کوا فاسق ہے۔''

فَقِيلَ لِلْقَاسِمِ: أَيُؤْكَلُ الْغُرَابُ؟ قَالَ: مَنْ يَأْكُلُهُ؟ بَعْدَ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «فَاسِقًا».

قاسم بن محمد بن ابی بکر ؓ سے سوال کیا گیا: کیا کوا کھایا جاتا ہے؟ انھوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے اسے فاسق کہہ دیا تو پھر اسے کون کھا سکتا ہے؟

فائدہ: ''فاسق'' گناہ گار' بدکار اور بدمعاش کو کہتے ہیں۔ ان جانوروں کو فاسق اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ انسان کو بہت نقصان پہنچاتے ہیں۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الْهِرَّةِ (التحفة ٢٠)

باب:۲۰- بلی کا بیان

٣٢٥٠- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا عُمَرُ بْنُ زَيْدٍ،

۳۲۵۰- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بلی کو اور اس کی قیمت کو

٣٢٤٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٠٩ عن وكيع عن المسعودي به، وسماع وكيع من المسعودي قديم كما في الكواكب النيرات، ص: ٥٦، وله شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

٣٢٥٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في ثمن السنور، ح: ٣٤٨٠، ٣٨٠٧ من حديث عبدالرزاق به، وقال الترمذي "غريب"، ح: ١٢٨٠، وأخرجه الحاكم في المستدرك: ٢/ ٣٤ فقال الذهبي: "عمر واهٍ" يعني عمر بن زيد ضعيف (كما في التقريب وغيره)، وروى مسلم عن أبي الزبير قال: سألت جابرًا عن ثمن الكلب والسنور قال: "زجر النبي ﷺ عن ذلك" وأكل الهرة حرام بدليل، ح: ٣٢٣٣ وغيره، فالحديث صحيح.

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْهِرَّةِ وَثَمَنِهَا. کھانے سے منع فرمایا۔

فائدہ: بلی ''کچلی والا جانور'' ہے' لہٰذا یہ حرام ہے۔ کچلی کی وضاحت کے لیے دیکھیے' فوائد حدیث: ۳۲۳۲۔

طعام (کھانے) کی تعریف، حکم اور کھانا کھانے کے چند ضروری احکام وآداب

* طعام کی تعریف: طعام سے مراد ہر وہ چیز ہے جو بطور خوراک کھائی جائے، مثلاً: گندم، چاول، کھجور اور گوشت وغیرہ۔

* کھانے کا حکم: اسلام نے جسم اور نفس کے حقوق رکھے ہیں۔ نفسِ انسانی کو بچانے اور اسے واجباتِ دینی کی ادائیگی کے قابل بنانے کے لیے کھانا مشروع کیا ہے، اس لیے ہر چیز حلال کر دی سوائے ان چیزوں کے جن کی حرمت بیان کر دی گئی ہے کیونکہ وہ انسانی جسم کے لیے مضر ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَالَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ (البقرۃ ۲:۲۹) ''اُس اللہ ہی نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمھارے لیے پیدا کیا ہے۔'' نیز فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ (البقرۃ ۲:۱۶۸) ''لوگو! زمین میں موجود حلال پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔'' جبکہ رسول اکرم ﷺ نے امت کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا: [كُلُوا وَ تَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَّلَا مَخِيلَةٍ] (سنن النسائي، الزكاة، الاختيال في الصدقة، حديث:۲۵۶۰) ''کھاؤ، صدقہ کرو اور لباس پہنو جب تک اسراف اور تکبر وغرور کا پہلو اس میں شامل نہ ہو۔'' نیز فرمایا: [مَنْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ نِعْمَةً، فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يَرٰى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلٰى خَلْقِهِ] (مسند أحمد: ۴/۴۳۸) ''اللہ تعالیٰ جسے کسی نعمت سے نوازتا ہے تو وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس نعمت کا اثر اس

پر دیکھیے۔"

* چند ممنوع کھانے: ① دوسرے مسلمان بھائی کا مال جو اس کی ملکیت نہ ہو۔

② مچھلی اور ٹڈی کے علاوہ کوئی بھی جانور جو طبعی موت مر گیا، یا اس کا گلا گھونٹ کر مار دیا گیا یا وہ چوٹ لگنے سے مر گیا ہو۔

③ ذبح کے وقت بہنے والا خون۔

④ خنزیر کا گوشت، چربی اور دیگر اجزاء۔

⑤ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور۔

⑥ قبروں اور بتوں کی نذر کیا جانے والا جانور اور کھانا وغیرہ۔

* کھانا کھانے کے چند ضروری احکام وآداب: ① مسلمان کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کھانی جائز ہیں۔

② کھانے سے مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تقویت کا حصول ہو تو یہ کھانا کھانا باعث اجر بن جائے گا۔

③ کھانا ٹیک لگائے بغیر، تواضع کے ساتھ بیٹھ کر کھانا چاہیے۔

④ کھانے میں عیب نہیں نکالنا چاہیے، البتہ پسند نہ آئے تو نہ کھائے۔

⑤ مہمان کو اہل خانہ کے ساتھ کھانا کھلایا جائے۔

⑥ کھانے کے شروع میں بسم اللہ اور بعد میں الحمد للہ پڑھنا چاہیے۔

⑦ کھانا دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھانا چاہیے۔

⑧ اگر لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔

⑨ کھانا گرم ہو تو ٹھنڈا کرنے کے لیے پھونکیں نہ مارے۔

⑩ مجلس میں موجود بڑے اور معزز افراد کو پہلے کھانا پیش کرنا چاہیے بشرطیکہ وہ دائیں جانب بیٹھے ہوں۔

⑪ کھانے کے دوران میں ساتھیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہ بدتمیزی اور بداخلاقی کا مظاہرہ ہے کہ سب کچھ اپنی ہی پلیٹ میں ڈال لیا جائے۔

⑫ کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے یا انھیں صاف کر لے یا دھو لے۔ اسی طرح برتن کو انگلی سے چاٹ چاٹ کر صاف کیا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢٩) **أَبْوَابُ الْأَطْعِمَةِ** (التحفة ٢١)

کھانوں سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - **بَابُ إِطْعَامِ الطَّعَامِ** (التحفة ١)

٣٢٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ، انْجَفَلَ النَّاسُ قِبَلَهُ. وَقِيلَ: [قَدْ] قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَدْ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ [ﷺ]. قَدْ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ [ﷺ]. ثَلَاثًا. فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ. فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ، عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ. فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ».

باب:١-کھانا کھلانے کا بیان

٣٢٥١- حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ جلدی جلدی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور (گلیوں بازاروں میں عام لوگ) کہنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے۔ اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے۔ اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے۔ تین بار (کہا۔) میں بھی لوگوں کے ساتھ زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ جب میں نے نبی ﷺ کے چہرۂ اقدس پر توجہ سے نظر ڈالی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹ بولنے والے کا چہرہ نہیں۔ نبی ﷺ کا جو ارشاد میں نے سب سے پہلے سنا' وہ یہ تھا: ''اے لوگو! سلام عام کرو' کھانا کھلایا کرو' صلہ رحمی کرو' اور جب لوگ سو رہے ہوں تو تم رات کو نماز (تہجد) پڑھو' تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

فوائد ومسائل: ① کسی عظیم نیک شخصیت یا بڑے عالم کی تشریف آوری پر اس کا استقبال کرنا چاہیے اور اس

٣٢٥١-[صحيح] تقدم، ح: ١٣٣٤ من حديث عوف بن أبي جميلة عن زرارة عن عبدالله بن سلام به.

سے ملاقات کے لیے حاضر ہونا چاہیے۔ ② نیک آدمی کی نیکی اور برے کی برائی چہرے سے ظاہر ہو جاتی ہے لیکن بعض لوگ اس کی پہچان نہیں رکھتے۔ ③ جب لوگ کسی عالم کی زیارت کے لیے جمع ہوں تو اسے چاہیے کہ مناسب وعظ ونصیحت کرے۔ ④ سلام عام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان کو سلام کہا جائے اور جب بھی ملاقات ہو سلام کہا جائے۔ اور جسے سلام کہا جائے وہ اس کا جواب دے۔ ⑤ کھانا کھلانے سے مراد مہمانوں کی خدمت بھی ہے اور غریب و مستحق افراد کی امداد بھی۔ ⑥ صلہ رحمی سے مراد قریبی رشتے داروں سے حسن سلوک ہے جس میں ان سے میل ملاقات' مشکل میں ان کی مدد اور حسن سلوک کی دیگر سب صورتیں شامل ہیں۔ ⑦ نماز تہجد ایک عظیم نیکی ہے جس میں خلوص' اللہ کی طرف توجہ' دعا و مناجات اور بہت سے فوائد اور برکات موجود ہیں۔ ⑧ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے جنت ملتی ہے۔

٣٢٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى حُدِّثْنَا عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَكُونُوا إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

٣٢٥٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلام عام کرو' کھانا کھلاؤ' اور جس طرح اللہ عزوجل نے تمھیں حکم دیا ہے اس طرح بھائی بھائی بن کر رہو۔''

فائدہ: حسن خلق اور حقوق العباد کی ادائیگی سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں معاشرے میں امن وامان قائم رہتا ہے۔

٣٢٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ [بْنُ سَعْدٍ] عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ

٣٢٥٣- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! اسلام کا کون سا عمل بہتر ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تو کھانا کھلائے اور جسے تو جانتا ہے

٣٢٥٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١٥٦/٢ من حديث ابن جريج به، وفي بعض نسخ مسند الإمام أحمد: ٩/ ١٧٤، ١٧٥، ح: ٦٤٥٠ بتحقيق أحمد شاكر "عن ابن جريج قال: قال لي سليمان، قلت: ابن جريج صرح بالسماع، وله شاهد عند مسلم، ح: ٢٥٦٣/ ٣٠ب من حديث أبي هريرة رضي الله عنه.

٣٢٥٣- أخرجه البخاري، الإيمان، باب إطعام الطعام من الإسلام، ح: ١٢، ٢٨ وغيرهما من حديث الليث به، ومسلم، الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام، وأي أموره أفضل، ح: ٣٩ عن ابن رمح به.

الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ».

اسے بھی سلام کرے اور جسے نہیں جانتا اسے بھی سلام کرے۔"

فائدہ: ہر واقف اور ناواقف کو سلام کرنے کا مطلب عزیز دوست اور اجنبی، یعنی ہر مسلمان کو سلام کرنا ہے۔ جس شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ غیر مسلم ہے اسے سلام نہیں کرنا چاہیے۔ یہ غیر مسلم کا فرض ہے کہ مسلمان کو سلام کرنے میں پہل کرے۔ جب وہ سلام کرے تو مسلمان کو چاہیے کہ اسے سلام کے جواب میں وَعَلَيْكُم کہے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ (التحفة ٢)

باب:۲-ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہو جاتا ہے

٣٢٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَنْبَأَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ. وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ».

۳۲۵۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہوتا ہے۔ دو آدمیوں کا کھانا چار افراد کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اور چار افراد کا کھانا آٹھ افراد کے لیے کافی ہوتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① اگر کھانا کم ہو تو مسلمان کو چاہیے کہ دوسرے ساتھیوں کا خیال رکھ کر کھائے۔ ② مل کر کھانا کھانے سے تھوڑا کھانا زیادہ افراد کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ ③ باہمی ہمدردی اور خیر خواہی مسلمانوں کی امتیازی خوبی ہے۔

٣٢٥٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ،

۳۲۵۵- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہوتا ہے اور دو افراد کا کھانا تین اور چار کے

٣٢٥٤ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب فضيلة المواساة في الطعام القليل ... الخ، ح: ٢٠٥٩/ ١٧٩ من حديث ابن جريج به.

٣٢٥٥ـ [صحيح] أخرجه البزار (كشف الأستار): ٢/ ٥١، ٥٢، ح: ١١٨٥ من حديث الحسن بن موسى به، وقال: "تفرد به عمرو بن دينار وهو لين"، والحديث السابق شاهد له، والحديث ضعفه البوصيري من أجل قهرمان آل الزبير.

قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ طَعَامَ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ. وَإِنَّ طَعَامَ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الثَّلَاثَةَ وَالْأَرْبَعَةَ. وَإِنَّ طَعَامَ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الْخَمْسَةَ وَالسِّتَّةَ».

لیے کافی ہوتا ہے اور چار آدمیوں کا کھانا پانچ چھ افراد کے لیے کافی ہوتا ہے۔"

(المعجم ٣) - بَابُ الْمُؤْمِنِ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ (التحفة ٣)

باب:۳- مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے

٣٢٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ».

۳۲۵۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① سات آنتوں میں کھانے سے مراد بہت زیادہ کھانا ہے۔ ② حرص اور لالچ مومن کی شان کے لائق نہیں۔ ③ زیادہ پیٹ بھر کر کھانا صحت کے لیے نقصان دہ ہے اس لیے صرف اسی قدر کھانا کھانا چاہیے جو آسانی سے ہضم ہو جائے۔ ④ مومن اللہ کا نام لے کر کھاتا ہے اس لیے اس کے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ کافر اللہ کا نام لے کر نہیں کھاتا اس لیے اس کے کھانے میں برکت نہیں ہوتی اور کھانے میں اس کے ساتھ شیطان شریک ہو جاتا ہے۔

٣٢٥٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۳۲۵۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

٣٢٥٦ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب المؤمن يأكل في مِعًى واحد، فيه أبو هريرة عن النبي ﷺ، ح: ٥٣٩٧ من حديث شعبة به.

٣٢٥٧ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب المؤمن يأكل في مِعًى واحد، والكافر يأكل في سبعة أمعاء، ح: ٢٠٦٠ من ◀◀

عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ، وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ».

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔''

٣٢٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ».

٣٢٥٨- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔''

(المعجم ٤) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُعَابَ الطَّعَامُ (التحفة ٤)

باب:٤- کھانے میں عیب نکالنے کی ممانعت کا بیان

٣٢٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ. إِنْ رَضِيَهُ أَكَلَهُ، وَإِلَّا تَرَكَهُ.

٣٢٥٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر پسند ہوتا تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔''

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي يَحْيٰى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

٣٢٥٩-(م) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس معنی میں ایک اور حدیث اپنے دوسرے استاذ ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ کی سند سے بھی نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

حديث عبيدالله بن عمر به.

٣٢٥٨- أخرجه مسلم، الأشربة، باب المؤمن يأكل في مِعًى واحد، والكافر يأكل في سبعة أمعاء، ح: ٢٠٩٢ عن أبي كريب به.

٣٢٥٩- أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما عاب النبي ﷺ طعامًا، ح: ٥٤٠٩، ٣٥٦٣، ومسلم، الأطعمة، باب: لا يعيب الطعام، ح: ٢٠٦٤ من حديث سفيان الثوري به.

٣٢٥٩- أخرجه مسلم، الأشربة، باب: لا يعيب الطعام، ح: ٢٠٦٤ / ١٨٨ عن ابن أبي شيبة به، وانظر الحديث السابق.

قَالَ أَبُو بَكْرٍ : نُخَالِفُ فِيهِ . يَقُولُونَ : عَنْ أَبِي حَازِمٍ .

امام ابوبکر بن ابی شیبہ ؒ نے کہا: سند میں ہمارا اختلاف ہے۔ وہ حضرت ابوہریرہ کے شاگرد (ابویحییٰ کی بجائے) ابوحازم سے بیان کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اگر پکانے والے سے کھانا پکانے میں کوئی کمی رہ جائے تو برداشت کرنی چاہیے۔ معمولی بات پر آپے سے باہر ہو جانا اخلاق کے منافی ہے۔ ② بعض اوقات کوئی کھانا انسان کو پسند نہیں ہوتا' تب طبیعت پر جبر کر کے کھانا ضروری نہیں' اور نہ پیش کرنے والے ہی پر ناراض ہونا چاہیے کہ یہ کھانا کیوں پکایا گیا۔

(المعجم ٥) - بَابُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الطَّعَامِ (التحفة ٥)

باب:۵- کھانا کھاتے وقت ہاتھ منہ دھونا

٣٢٦٠- **حَدَّثَنَا** جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ : حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ . سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُكْثِرَ اللهُ خَيْرَ بَيْتِهِ ، فَلْيَتَوَضَّأْ إِذَا حَضَرَ غَدَاؤُهُ ، وَإِذَا رُفِعَ» .

۳۲۶۰- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں زیادہ برکت دے' اسے چاہیے کہ جب کھانا پیش کیا جائے اور جب (فارغ ہونے کے بعد) کھانا اٹھایا جائے تو وضو کرے۔''

فائدہ: اس حدیث میں وضو سے مراد ہاتھ منہ دھونا ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے ہاتھ اگر صاف ہوں تو دھوئے بغیر بھی کھانا کھانا جائز ہے۔ اسی طرح کھانے کے بعد کا مسئلہ ہے' اگر صفائی کی ضرورت ہو تو ہاتھ ضرور دھونے چاہئیں ورنہ دھونا شرعاً ضروری نہیں۔

٣٢٦١- **حَدَّثَنَا** جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ : حَدَّثَنَا صَاعِدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْجَزَرِيُّ : حَدَّثَنَا زُهَيْرُ ابْنُ مُعَاوِيَةَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ الْمَكِّيُّ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ . فَأُتِيَ بِطَعَامٍ . فَقَالَ

۳۲۶۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلا سے باہر تشریف لائے۔ آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کی خدمت میں وضو کے لیے پانی پیش نہ کروں؟ آپ نے فرمایا: ''کیا میں نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہوں؟''

٣٢٦٠- **[إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه ابن عدي في الكامل : ٦/ ٢٠٨٤ من حديث جبارة به ، وتابعه قتيبة بن سعيد عنده ، وضعفه البوصيري ، وقال أبوزرعة : هٰذا حديث منكر ،العلل: ١/ ٢٢ ، وانظر ، ح : ١٨٦٢ لحال كثير بن سليم .

٣٢٦١- **[صحيح]** * صاعد مستور ، ولحديثه شاهد عند مسلم في صحيحه ، ح : ٣٧٤/ ١١٨ ، وبه صح الحديث .

رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! أَلَا آتِيكَ بِوَضُوءٍ؟
قَالَ: «أُرِيدُ الصَّلَاةَ؟».

فوائد ومسائل: ① کھانا کھانے کے لیے نماز والا وضو کرنا ثابت نہیں۔ ② شریعت نے جو پابندی نہیں لگائی' صفائی یا تقویٰ وغیرہ کے نام پر وہ پابندی لگانا درست نہیں۔ ③ نماز کے لیے باوضو ہونا ضروری ہے۔

(المعجم ٦) - بَابُ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا (التحفة ٦)

باب:٦- ٹیک لگا کر کھانا کھانے کا بیان

٣٢٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا آكُلُ مُتَّكِئًا».

٣٢٦٢- حضرت ابو جحیفہ (وہب بن عبداللہ) ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔''

٣٢٦٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عِرْقٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ قَالَ: أَهْدَيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ شَاةً. فَجَثَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رُكْبَتَيْهِ يَأْكُلُ. فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا، وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا».

٣٢٦٣- حضرت عبداللہ بن بسر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے ایک بکری نبی ﷺ کی خدمت میں ہدیے کے طور پر پیش کی' رسول اللہ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کھانے لگے۔ ایک اعرابی نے (تعجب سے) کہا: بیٹھنے کا یہ کیسا انداز ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے شریف بندہ بنایا ہے' متکبر اور سرکش نہیں بنایا۔''

فوائد ومسائل: ① محمد فواد عبدالباقی ؒ نے اِتِّکَاء (ٹیک لگانے) کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں: (ا) چار زانو (چوکڑی مار کر) بیٹھنا۔ (ب) اچھی طرح کھل کر بیٹھنا۔ (ج) پیٹھ کسی چیز (دیوار وغیرہ) سے لگا کر بیٹھنا۔ (د) ایک ہاتھ زمین پر رکھ کر (اس پر سہارا لے کر) بیٹھنا۔ عام طور پر اس لفظ سے تیسرا مفہوم مراد لیا جاتا ہے۔ ② گھٹنوں کے بل بیٹھنے سے مراد تشہد کی طرح بیٹھنا یا اکڑوں بیٹھنا ہے' یعنی پنڈلیاں کھڑی کر کے پاؤں کے

٣٢٦٢- أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الأكل متكئًا، ح: ٥٣٩٨ من حديث مسعر به.

٣٢٦٣- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في الأكل من أعلى الصحفة، ح: ٣٧٧٣ عن عمرو بن عثمان به مطولاً.

پورے تلوے زمین پر لگا کر ان پر بیٹھنا۔ ③ تکبر کی ہر صورت مذموم ہے۔ اور ہر کام میں تواضع قابل تعریف ہے۔

(المعجم ٧) - **بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الطَّعَامِ** (التحفة ٧)

باب:۷- کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان

٣٢٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ طَعَاماً فِي سِتَّةِ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ. فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَا إِنَّهُ لَوْ كَانَ قَالَ: بِسْمِ اللهِ، لَكَفَاكُمْ. فَإِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا، فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللهِ فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللهِ، فِي أَوَّلِهِ، فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللهِ، فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ».

۳۲۶۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے چھ اصحاب کے ہمراہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ایک اعرابی (بدو) آیا وہ (سارا کھانا) دو لقموں میں کھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ شخص بسم اللہ پڑھ لیتا تو کھانا تمھارے لیے کافی ہو جاتا، چنانچہ تم میں سے جو شخص کھانا کھائے اسے چاہیے کہ بسم اللہ پڑھ لے۔ اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو (یاد آنے پر) یوں کہہ لے: [بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ] ”اللہ کے نام کے ساتھ (کھانا شروع کرتا ہوں) اس کے شروع اور اس کے آخر میں۔“

فوائد ومسائل: ① بسم اللہ پڑھنے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے اور تھوڑا کھانا زیادہ لوگوں کو کافی ہو جاتا ہے۔ ② اگر چند افراد مل کر ایک برتن میں کھانا کھا رہے ہوں تو سب کو بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ اگر ایک آدمی بھی بغیر بسم اللہ کے کھانے لگے تو برکت ختم ہو جاتی ہے۔ ③ کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے، یاد نہ رہے تو یاد آنے پر [بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَ آخِرَهُ] یا [بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَ آخِرِهِ] پڑھ لے۔

٣٢٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ،

۳۲۶۵- حضرت عمر بن ابو سلمہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں کھانا کھا رہا تھا تو مجھ سے

٣٢٦٤_ [صحيح] أخرجه الدارمي: ٢/ ٩٤، ح: ٢٠٢٦ من حديث يزيد بن هارون به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٤١، وأخرجه الترمذي، ح: ١٨٥٨ من طريق وكيع عن هشام الدستوائي عن بديل بن ميسرة العقيلي عن عبدالله ابن عبيد بن عمير عن أم كلثوم عن عائشة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٤/ ١٠٨، ووافقه الذهبي، وهو كما قالا.

٣٢٦٥_ [حسن] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ما جاء في التسمية على الطعام، ح: ١٨٥٧ من حديث هشام به، وإسناده حسن.

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ، وَأَنَا آكُلُ: «سَمِّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کا نام لے (بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ۔''

(المعجم ۸) - بَابُ الْأَكْلِ بِالْيَمِينِ (التحفة ۸)

باب:۸- دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے

۳۲۶٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْهِقْلُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لِيَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ، وَ[لْيَشْرَبْ] بِيَمِينِهِ، وَلْيَأْخُذْ بِيَمِينِهِ، وَلْيُعْطِ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ وَيُعْطِي بِشِمَالِهِ وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ».

۳۲۶٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ دائیں ہاتھ سے کھائے' دائیں ہاتھ سے پیے' دائیں ہاتھ سے لے اور دائیں ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے' بائیں ہاتھ سے پیتا ہے' بائیں ہاتھ سے دیتا اور بائیں ہاتھ سے لیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① وہ تمام کام جو عرف میں اچھے سمجھے جاتے ہیں یا طبعاً ناگوار نہیں' ان میں دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔ دوسرے کاموں میں بایاں ہاتھ استعمال کیا جائے۔ ② احادیث میں بہت سے کاموں کے بارے میں دائیں جانب کو اہمیت دینے کا ذکر موجود ہے' مثلاً: کھانا' پینا' لینا' دینا' وضو' غسل' کنگھی کرنا' کپڑا پہننا' جوتا پہننا' سر کے بال کٹوانا یا منڈوانا' لکھنا' مسجد میں داخل ہونا' بیت الخلا سے باہر آنا وغیرہ۔ اور بہت سے دوسرے کاموں میں بائیں جانب کا ذکر ہے' مثلاً: استنجا کرنا' بیت الخلا میں داخل ہونا' مسجد سے باہر آنا' لباس یا جوتا اتارنا وغیرہ۔ ③ جو کام شیطان کو پسند ہیں مومن کو ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۳۲٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ وَهْبِ

۳۲٦٧- حضرت عمر بن ابوسلمہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی کفالت میں پرورش پانے والا ایک بچہ تھا۔ (ایک دن کھانا کھاتے

۳۲٦٦ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٧/ ٣٩٧، ح: ٦٧٧١ من حديث هشام بن عمار به، وقال: "تفرد به هشام"، وصححه البوصيري، وله شواهد عند مسلم، ح: ٢٠٢٠ وغيره.

۳۲٦٧ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين، ح: ٥٣٧٦ من حديث سفيان بن عيينة به، ومسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ٢٠٢٢/ ١٠٨ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

ابْنِ كَيْسَانَ، سَمِعَهُ مِنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: كُنْتُ غُلَاماً فِي حِجْرِ النَّبِيِّ ﷺ. وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ. فَقَالَ لِي: «يَا غُلَامُ! سَمِّ اللهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ».

ہوئے) میرا ہاتھ پلیٹ میں (ادھر ادھر) گھوم رہا تھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ’’بچے! اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو)‘ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔‘‘

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ یہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ۴ ہجری میں فوت ہوئے تو ان کی بیوہ حضرت ام سلمہ ہند بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا کو ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اس طرح ان کے بیٹے عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہما اور بیٹی زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے زیر سایہ آ گئے۔ ② بچے غلطی کریں تو نرمی سے سمجھا دینا چاہیے۔ ③ بچوں کو واضح اور آسان اسلوب میں سمجھانا چاہیے اور اختصار پیش نظر رکھا جائے۔ ④ جب برتن میں ایک ہی قسم کا کھانا ہو تو ہر ایک کو اپنے سامنے سے کھانا چاہیے‘ البتہ اگر مختلف قسم کی چیزیں (کھجوریں یا مٹھائی وغیرہ) ہوں تو اپنی پسند کی چیز دوسری طرف سے بھی لی جا سکتی ہے۔

٣٢٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِالشِّمَالِ».

۳۲۶۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بائیں ہاتھ سے نہ کھایا کرو کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔‘‘

(المعجم ٩) - بَابُ لَعْقِ الْأَصَابِعِ (التحفة ٩)

باب: ۹- انگلیاں چاٹنے کا بیان

٣٢٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

۳۲۶۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ نہ پونچھے جب تک اسے چاٹ نہ لے

٣٢٦٨ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ٢٠١٩ عن محمد بن رمح به.

٣٢٦٩ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب لعق الأصابع ومصها قبل أن تمسح بالمنديل، ح: ٥٤٥٦ من حديث ابن عيينة به، ومسلم، الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة، وأكل اللقمة الساقطة بعد مسح ما يصيبها من الأذى . . . الخ، ح: ٢٠٣١ عن محمد بن أبي عمر به.

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَاماً، فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ، حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا».

یا چٹوا نہ لے۔"

قَالَ سُفْيَانُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ قَيْسٍ يَسْأَلُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ: أَرَأَيْتَ حَدِيثَ عَطَاءٍ: «لَا يَمْسَحْ أَحَدُكُمْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا» عَمَّنْ هُوَ؟ قَالَ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَإِنَّهُ حُدِّثْنَاهُ عَنْ جَابِرٍ. قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ جَابِرٌ عَلَيْنَا. وَإِنَّمَا لَقِيَ عَطَاءٌ جَابِرًا فِي سَنَةٍ جَاوَرَ فِيهَا بِمَكَّةَ.

سفیان بن عیینہ ؒ نے کہا: میں نے عمر بن قیس کو عمرو بن دینار سے سوال کرتے ہوئے سنا' انھوں نے پوچھا: عطاء کی اس حدیث [لَا يَمْسَحْ أَحَدُكُمْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا] کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ کس (صحابی) سے مروی ہے؟ عمرو بن دینار نے کہا: حضرت ابن عباس ؓ سے۔ عمر بن قیس نے کہا: ہمیں یہ حدیث حضرت جابر ؓ سے بیان کی گئی ہے۔ عمرو بن دینار نے کہا: حضرت جابر کے ہمارے پاس آنے سے پہلے ہم نے یہ حدیث عطاء عن ابن عباس سے یاد کی ہوئی ہے۔ اور عطاء ؒ نے جابر ؓ سے اس سال ملاقات کی ہے جب مکہ میں وہ ان کے پاس مقیم تھے۔

۳۲۷۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: أَنْبَأَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَمْسَحْ أَحَدُكُمْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا. فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ».

۳۲۷۰- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص اپنا ہاتھ نہ پونچھے جب تک اسے چاٹ نہ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔"

فوائد ومسائل: ① کھانا کھانے کے بعد ہاتھ کی انگلیوں کو زبان سے صاف کر لینا چاہیے۔ ② غذا کا معمولی حصہ ضائع کرنا بھی نعمت کی ناشکری ہے۔ ③ بغیر صاف کیے ہاتھ کو کپڑے سے پونچھنا یا پانی سے دھونا مناسب نہیں کیونکہ اس طرح کپڑا خراب ہوگا یا پانی ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا پڑے گا اور ہاتھ کو لگے ہوئے غذا کے ذرات نالی میں جائیں گے جو رزق کی نعمت کی ناقدری ہے۔ ④ برکت ایک معنوی اور غیر محسوس چیز ہے۔ اس کے حصول کے لیے نبی ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے اور رزق کو ضائع کرنے سے پرہیز کرنا

۳۲۷۰ـ أخرجه مسلم، الأشربة، الباب السابق، ح: ۲۰۳۳/ ۱۳٤ من حديث أبي داود الحفري به نحو المعنى.

چاہیے۔⑤ کسی سے چٹوانا اس وقت درست ہے جب دوسرا آدمی اس میں کراہت محسوس نہ کرے مثلاً: بیوی یا اولاد وغیرہ ہو۔

(المعجم ١٠) - **بَابُ تَنْقِيَةِ الصَّحْفَةِ** (التحفة ١٠)

باب:١٠- پلیٹ صاف کرنا

٣٢٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْبَرَّاءُ قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي أُمُّ عَاصِمٍ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَأْكُلُ فِي قَصْعَةٍ. فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ فِي قَصْعَةٍ، فَلَحِسَهَا، اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ».

٣٢٧١- حضرت ام عاصم رحمہا اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ حضرت نبیشہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے جب کہ ہم ایک پیالے میں کھانا کھا رہے تھے۔ انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پیالے میں کھانا کھائے' پھر اس (پیالے) کو چاٹ لے تو پیالہ اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔''

٣٢٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ رَاشِدٍ أَبُو الْيَمَانِ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي عَنْ رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُ نُبَيْشَةُ الْخَيْرِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ وَنَحْنُ نَأْكُلُ فِي قَصْعَةٍ لَنَا. فَقَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ فِي قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا، اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ».

٣٢٧٢- حضرت ابوالیمان معلیٰ بن راشد رحمہ اللہ اپنی دادی (ام عاصم) رحمہا اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے قبیلہ ہذیل کے ایک صاحب حضرت نبیشة الخير رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہم ایک پیالے میں کھانا کھا رہے تھے کہ نبیشہ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ انھوں نے کہا: ہم سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: ''جو شخص پیالے میں کھانا کھا کر اسے چاٹتا ہے' پیالہ اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔''

فائدہ: مذکورہ باب کی دونوں روایتیں سنداً ضعیف ہیں' تاہم پیالے اور پلیٹ وغیرہ کو انگلیوں سے صاف کرنے کا ذکر صحیح مسلم کی روایت میں موجود ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پلیٹ کو انگلی سے صاف کرلیا کریں۔ (صحیح مسلم' الأشربة' باب استحباب لعق

٣٢٧١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ما جاء في اللقمة تسقط، ح: ١٨٠٤ من حديث أبي اليمان البرّاء (معلى بن راشد الهذلي) به، وقال: "غريب" *أم عاصم لم أجد لها توثيقًا، والله أعلم، وباقي السند حسن.

٣٢٧٢ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

الأصابع......' حدیث:۲۰۳۴) نیز صحیح مسلم کی اسی روایت میں پلیٹ کو انگلیوں سے صاف کرنے کا سبب وہی بیان ہوا ہے جو گزشتہ باب میں انگلیاں چاٹنے کا بیان ہوا تھا۔ خاص طور پر آج کل کے ماحول میں جس طرح بعض لوگ برتن میں زیادہ کھانا لے لیتے ہیں اور تھوڑا سا کھا کر باقی ضائع کر دیتے ہیں۔ یہ انتہائی بری عادت ہے۔ اس سے کھانے کی بے قدری ہوتی ہے۔ اور بلاضرورت ضائع کرنا تبذیر میں شامل ہے جس کے مرتکب کو قرآن نے ''شیطان کا بھائی'' کہا ہے۔ اسلامی اخلاق کا تقاضا ہے کہ کھانا کھاتے وقت پلیٹ میں صرف ضرورت کے مطابق لیا جائے اور اس میں بچایا نہ جائے۔ اور جو پکا ہوا کھانا بچ جائے' وہ پھینکنے کے بجائے ضرورت مندوں' غریبوں اور ہمسایوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيكَ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱- اپنے سامنے سے کھانا

۳۲۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا [عُبَيْدُ اللهِ]: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلْيَأْكُلْ مِمَّا يَلِيهِ، وَلَا يَتَنَاوَلْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْ جَلِيسِهِ».

۳۲۷۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دستر خوان پر کھانا لگا دیا جائے تو آدمی کو اپنے سامنے سے کھانا چاہیے' اپنے ساتھی کے آگے سے نہ کھائے۔''

فائدہ: ''مائدہ'' اس دستر خوان کو کہتے ہیں جس پر کھانا رکھا جا چکا ہو' اس لیے وُضِعَتِ المَائِدَةُ کا مطلب صرف دستر خوان بچھانا نہیں بلکہ اس پر کھانا لگانا ہوگا۔ خالی دستر خوان کو عربی میں خِوَان کہتے ہیں۔

۳۲۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي السَّوِيَّةِ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عِكْرَاشٍ

۳۲۷۴- حضرت عکراش بن ذؤیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں ایک بڑا پیالہ پیش کیا گیا جس میں بہت سا ثرید اور

۳۲۷۳ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبونعيم في حلية الأولياء:۳/ ۷۴، والبيهقي في شعب الإيمان:۵/ ۸۴، ح:۵۸۶۵، وابن حبان في المجروحين:۲/ ۱۵۶ من حديث عبيدالله بن موسى به، وسيأتي، ح:۳۲۹۵ * عبدالأعلى بن أعين ضعيف، كما في التقريب وغيره.

۳۲۷۴ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في التسمية في الطعام، ح:۱۸۴۸ عن ابن بشار به، وقال: "غريب" *العلاء بن الفضل ضعيف (تقريب وغيره)، وعبيدالله بن عكراش، قال البخاري: "لا يثبت حديثه".

عَنْ أَبِيهِ عِكْرَاشِ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِجَفْنَةٍ كَثِيرَةِ الثَّرِيدِ وَالْوَدَكِ. فَأَقْبَلْنَا نَأْكُلُ مِنْهَا. فَخَبَطْتُ يَدِي فِي نَوَاحِيهَا. فَقَالَ: «يَاعِكْرَاشُ! كُلْ مِنْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ، فَإِنَّهُ طَعَامٌ وَاحِدٌ» ثُمَّ أُتِينَا بِطَبَقٍ فِيهِ أَلْوَانٌ مِنَ الرُّطَبِ. فَجَالَتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الطَّبَقِ وَقَالَ: «يَا عِكْرَاشُ! كُلْ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ. فَإِنَّهُ غَيْرُ لَوْنٍ وَاحِدٍ».

چکنائی تھی۔ ہم لوگ اس میں سے کھانے لگے تو میرا ہاتھ اس میں ہر طرف گھوم رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''عکراش! ایک جگہ سے کھاؤ' یہ ایک ہی کھانا ہے۔'' پھر ہمارے سامنے ایک تھال رکھا گیا جس میں مختلف قسم کی تازہ کھجوریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ تھال میں گھومنے لگا اور آپ نے (مجھ سے) فرمایا: ''اے عکراش! جہاں سے چاہو کھاؤ۔ یہ ایک ہی قسم نہیں۔''

فائدہ: مذکورہ باب کی دونوں روایات ضعیف ہیں' تاہم صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر بن ابوسلمہ سے فرمایا: ''بچے! اللہ کا نام لو' دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔'' (صحيح البخاري' الأطعمة' حديث:٥٣٧٦' و صحيح مسلم' الأشربة' حديث:٢٠٢٢) لہٰذا جب برتن میں ایک ہی قسم کا کھانا ہو تو ہر ایک کو اپنے سامنے ہی سے کھانا چاہیے' البتہ اگر مختلف قسم کی چیزیں ہوں تو اپنی پسند کی چیز دوسری طرف سے بھی لی جا سکتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید دیکھیے' حدیث:٣٢٦٧ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مِنْ ذُرْوَةِ الثَّرِيدِ (التحفة ١٢)

باب:١٢- ثرید کے اوپر (درمیان) سے کھانا منع ہے

٣٢٧٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ [بْنِ سَعِيدِ] بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عِرْقٍ الْيَحْصَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِقَصْعَةٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا مِنْ جَوَانِبِهَا. وَدَعُوا ذُرْوَتَهَا، يُبَارَكْ فِيهَا».

٣٢٧٥- حضرت عبداللہ بن بسر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے کناروں سے کھاؤ۔ اس کی چوٹی چھوڑ دو' اس میں برکت ڈالی جائے گی۔''

٣٢٧٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في الأكل من أعلى الصحفة، ح: ٣٧٧٣ عن عمرو بن عثمان به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٠٧، والذهبي.

فوائد ومسائل: ① چوٹی سے مراد برتن کے درمیان کا کھانا ہے جو برتن بھرا ہوا ہونے کی صورت میں کناروں کی نسبت کچھ بلند ہوتا ہے۔ ② جب ایک برتن میں کھانے والے اپنے اپنے سامنے سے کھائیں تو اس حدیث پر بھی عمل ہو جاتا ہے کیونکہ درمیان کا کھانا کناروں سے کھائے جانے کے بعد کھایا جاتا ہے۔ ③ حدیث نبوی پر عمل کرنے سے رزق میں برکت حاصل ہوتی ہے۔

٣٢٧٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُوحَفْصٍ عُمَرُ بْنُ الدَّرَفْسِ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي قَسِيمَةَ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ اللَّيْثِيِّ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَأْسِ الثَّرِيدِ، فَقَالَ: «كُلُوا بِسْمِ اللهِ مِنْ حَوَالَيْهَا، وَاعْفُوا رَأْسَهَا. فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَأْتِيهَا مِنْ فَوْقِهَا».

٣٢٧٦- حضرت واثلہ بن اسقع لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ثرید کی چوٹی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''اللہ کا نام لے کر اس کے کناروں سے کھاؤ اور اس کا اونچا (درمیان والا) حصہ رہنے دو (بعد میں کھانا) کیونکہ اس میں برکت اوپر سے آتی ہے۔''

٣٢٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ، فَخُذُوا مِنْ حَافَتِهِ، وَذَرُوا وَسَطَهُ. فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِي وَسَطِهِ».

٣٢٧٧- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کھانا رکھا جائے تو اس کے کنارے سے لو اور اس کا درمیان چھوڑ دو کیونکہ برکت اس کے وسط میں نازل ہوتی ہے۔''

(المعجم ١٣) - بَابُ اللُّقْمَةِ إِذَا سَقَطَتْ (التحفة ١٣)

باب:١٣- اگر لقمہ ہاتھ سے گر جائے تو کیا کرے؟

٣٢٧٨- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

٣٢٧٨- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت

٣٢٧٦- [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٢/ ٩٠، ح: ٢١٦ من حديث هشام بن عمار به، وله طريق آخر عند أحمد: ٣/ ٤٩٠، والحديث السابق شاهد له.

٣٢٧٧- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في الأكل من أعلى الصحفة، ح: ٣٧٧٢ من حديث شعبة عن عطاء بن السائب به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ١٨٠٥.

٣٢٧٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي: ٢/ ٩٦، ح: ٢٠٣٥ من حديث يزيد بن زريع به، قال

يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: بَيْنَمَا [هُوَ] يَتَغَدَّى، إِذَا سَقَطَتْ مِنْهُ لُقْمَةٌ. فَتَنَاوَلَهَا فَأَمَاطَ مَا كَانَ فِيهَا مِنْ أَذًى فَأَكَلَهَا. فَتَغَامَزَ بِهِ الدَّهَاقِينُ. فَقِيلَ: أَصْلَحَ اللهُ الْأَمِيرَ. إِنَّ هٰؤُلَاءِ الدَّهَاقِينَ يَتَغَامَزُونَ مِنْ أَخْذِكَ اللُّقْمَةَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ هٰذَا الطَّعَامُ. قَالَ: إِنِّي لَمْ أَكُنْ لِأَدَعَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِهٰذِهِ الْأَعَاجِمِ. إِنَّا كُنَّا نَأْمُرُ أَحَدَنَا، إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَتُهُ، أَنْ يَأْخُذَهَا فَيُمِيطَ مَا كَانَ فِيهَا مِنْ أَذًى وَيَأْكُلَهَا وَلَا يَدَعَهَا لِلشَّيْطَانِ.

ہے' وہ کھانا کھا رہے تھے کہ اتنے میں ان (کے ہاتھ) سے ایک لقمہ گر گیا۔ انھوں نے اسے اٹھایا اور اسے جو گردوغبار وغیرہ لگ گیا تھا' اسے دور کیا' پھر وہ لقمہ کھا لیا۔ زمینداروں نے ایک دوسرے کو اشارے کیے (کہ دیکھیں یہ کیا کر رہے ہیں۔) انھیں کہا گیا: اللہ تعالیٰ گورنر صاحب (آپ) کو درست رکھے' آپ کے لقمہ اٹھانے کی وجہ سے زمیندار ایک دوسرے کو اشارے کرتے ہیں جب کہ آپ کے سامنے یہ کھانا موجود ہے (پھر گرا ہوا لقمہ نہ اٹھاتے تو کیا حرج تھا' خواہ مخواہ ان لوگوں کے مذاق کا نشانہ بنے۔) انھوں نے فرمایا: میں ان عجمیوں کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی حدیث پر عمل کرنا ترک نہیں کر سکتا۔ ہم تو، جب کسی کا لقمہ گر پڑتا تھا' اسے حکم دیا کرتے تھے کہ اسے اٹھا کر اس پر لگی ہوئی چیز (تنکا' غبار وغیرہ) دور کرے اور اسے کھا لے' اور اسے شیطان کے لیے نہ رہنے دے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے اس طرف اشارہ کیا ہے اور مزید کہا ہے کہ درج ذیل روایت اس کی شاہد ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ علاوہ ازیں صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی سے لقمہ گر پڑے تو اسے چاہیے کہ اسے جو گرد وغبار لگا ہوا ہے دور کرے' پھر اس (لقمے) کو کھا لے' اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے......'' (صحيح مسلم' الأشربة' باب استحباب لعق الأصابع والقصعة' و أكل اللقمة الساقطة بعد مسح مايصيبها من أذى......' حدیث: ۲۰۳۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد انھی الفاظ میں روایت کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم۔ حوالہ مذکورہ) ② اگر ہاتھ سے گرا ہوا لقمہ اٹھایا نہ جائے تو شیطان اسے کھا لیتا ہے' یا شیطان کو اس سے کھانے کو ملتا ہے۔

◀◀ البوصيري: "منقطع"، وقال أبوحاتم: "الحسن لم يسمع من معقل بن يسار"، والحديث الآتي شاهد له.

٣٢٧٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَقَعَتِ اللُّقْمَةُ مِنْ يَدِ أَحَدِكُمْ، فَلْيَمْسَحْ مَا عَلَيْهَا مِنَ الْأَذٰى، وَلْيَأْكُلْهَا».

۳۲۷۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑے تو وہ اس پر لگے گرد وغبار کو صاف کرے اور اسے کھا لے۔“

(المعجم ١٤) - بَابُ فَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- کھانوں پر ثرید کی فضیلت

٣٢٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ. وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ، كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ».

۳۲۸۰- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”مردوں میں سے بہت افراد کامل ہوئے لیکن عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران (علیہا السلام) اور فرعون کی بیوی آسیہ (رضی اللہ عنہا) کامل ہوئیں۔ اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو دوسری عورتوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح ثرید کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔“

٣٢٨١- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا مُسْلِمُ بْنُ

۳۲۸۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی

٣٢٧٩_ أخرجه مسلم، الأطعمة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة، وأكل اللقمة الساقطة بعد مسح ما يصيبها من الأذى . . . الخ، ح: ٢٠٣٣/ ١٣٥ من حديث ابن فضيل به.

٣٢٨٠_ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: "وضرب الله مثلاً للذين أمنوا امرأت فرعون . . . الخ"، ح: ٣٤١١، ٣٤٣٣ من حديث شعبة به، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل خديجة [أم المؤمنين] رضي الله تعالى عنها، ح: ٢٤٣١ عن ابن بشار به.

٣٢٨١_ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب فضل عائشة رضي الله عنها، ح: ٣٧٧٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٦ من حديث عبدالله بن عبدالرحمٰن به.

خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ».

فضیلت ایسے ہی ہے، جیسے دوسرے کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہوتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① انسانوں میں کمال کا سب سے بلند مقام نبوت کا ہے جو عورتوں کو حاصل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا﴾ (یوسف ۱۲:۱۰۹) ''(اے نبی!) ہم نے آپ سے پہلے صرف مرد ہی (رسول بنا کر) بھیجے ہیں۔'' اس لیے حدیث میں وہ کمال مراد ہے جو صرف وہبی نہیں بلکہ اس میں کسب کا بھی حصہ ہے، یعنی صدیقیت کا مقام۔ گزشتہ امتوں کی عورتوں میں صدیقیت کا اعلیٰ ترین مقام حضرت مریم ؑ اور حضرت آسیہ ؓ کو حاصل ہوا۔ امت محمدیہ میں یہ مقام حضرت عائشہ ؓ کو حاصل ہوا۔ ② ثرید، روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے شوربے میں بھگو کر بنایا ہوا ایک قسم کا کھانا ہے۔ اس دور کے ماحول میں یہ بہترین کھانا تھا جو غذائیت کے لحاظ سے بھی بہترین ہے اور لذت کے لحاظ سے بھی، اس کے علاوہ آسانی سے تیار ہو جاتا ہے، جلدی ہضم ہوتا ہے اور بہت سے فوائد کا حامل ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ مَسْحِ الْيَدِ بَعْدَ الطَّعَامِ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- کھانا کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنے کا بیان

٣٢٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمِصْرِيُّ، أَبُو الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا، زَمَانَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَقَلِيلٌ مَا نَجِدُ الطَّعَامَ. فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ، لَمْ تَكُنْ لَنَا مَنَادِيلُ إِلَّا أَكُفُّنَا وَسَوَاعِدُنَا وَأَقْدَامُنَا. ثُمَّ نُصَلِّي وَلَا نَتَوَضَّأُ.

۳۲۸۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہمیں کھانا کم ملتا تھا۔ (زیادہ گزارہ کھجوروں وغیرہ پر تھا۔) پھر جب ہمیں کھانا میسر آتا تو ہمارے پاس رومال نہیں ہوتے تھے، سوائے ہاتھوں، کلائیوں اور پاؤں کے۔ (ہاتھ کو لگی ہوئی چکنائی وغیرہ اس طرح ادھر ادھر مل لیتے تھے۔) پھر (نیا) وضو کیے بغیر ہی نماز پڑھ لیتے تھے۔

٣٢٨٢ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب المناديل، ح: ٥٤٥٧ عن محمد بن أبي يحيٰى به، وهو محمد بن فليح بن سليمان.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : غَرِيبٌ ، لَيْسَ إِلَّا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ .

امام ابن ماجہ نے کہا: یہ روایت غریب ہے۔ اسے صرف محمد بن سلمہ نے بیان کیا ہے۔

(المعجم ١٦) - **بَابُ مَا يُقَالُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ** (التحفة ١٦)

باب: ١٦- کھانے سے فارغ ہو کر کیا کہنا چاہیے؟

٣٢٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ ، عَنْ [رِيَاحِ] بْنِ عَبِيدَةَ ، عَنْ مَوْلًى لِأَبِي سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَكَلَ طَعَاماً قَالَ : «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ» .

٣٢٨٣- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھاتے تھے تو فرماتے تھے: [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ] ”اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔“

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم صحیح احادیث میں دیگر دعائیں مذکور ہیں ان میں سے کوئی بھی دعا مانگی جا سکتی ہے۔ ان میں سے دو دعائیں درج ذیل روایات میں مروی ہیں۔

٣٢٨٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا ثَوْرُ ابْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ، إِذَا رُفِعَ طَعَامُهُ أَوْ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ : «الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ . رَبَّنَا» .

٣٢٨٤- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ کے سامنے موجود کھانا (فارغ ہونے پر) اٹھایا جاتا تو آپ فرماتے: [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا] ”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو اور اس میں برکت دی گئی ہو، نہ کفایت کیا گیا (کہ مزید

٣٢٨٣- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، ح: ٣٤٥٧ من حديث أبي خالد به * حجاج بن أرطاة تقدم حاله، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، ومولى لأبي سعيد مجهول، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ٣٨٥٠، وفيه إسماعيل بن رياح مجهول (تقريب) و"غيره" مجهول، فالسند مظلم، وله طريق آخر عند النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٢٩٠، وفيه إسماعيل بن(أبي) إدريس، وهو مجهول(تقريب) والسند إليه ضعيف، وحسن الحافظ ابن حجر أحد طرقه.

٣٢٨٤- أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما يقول إذا فرغ من طعامه، ح: ٥٤٥٨ من حديث ثور به .

کی ضرورت نہ رہے)، نہ یہ آخری کھانا ہے، نہ اس سے بے نیازی ہوسکتی ہے اے ہمارے رب!''

فوائد ومسائل: ① اس دعا کا ترجمہ یہ بھی ہوسکتا ہے: ''یہ تعریف کافی نہیں سمجھی گئی (کیونکہ انسان کما حقہ حمد کر ہی نہیں سکتا) نہ چھوڑی گئی (بلکہ یہ حمد وشکر مسلسل ہے کیونکہ رب کی نعمتیں مسلسل حاصل ہورہی ہیں)، نہ اس تعریف سے بے نیازی ہوسکتی ہے (کیونکہ حاصل نعمتوں کو قائم رکھنے کے لیے اور مزید نعمتوں کے حصول کے لیے بندے کو حمد وشکر کی ضرورت رہتی ہے۔)'' ② کھانے کے آخر میں یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

٣٢٨٥- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ طَعَاماً فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۳۲۸۵- حضرت معاذ بن انس جہنی ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کھانا کھا کر یہ دعا پڑھی: [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ] ''ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے جس نے یہ (کھانا) مجھے کھلایا اور مجھے یہ (کھانا) عطا کیا بغیر میری کسی طاقت کے اور بغیر میری کسی قوت کے۔'' اس کے گزشتہ (تمام) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کی نعمت پر اس کا شکر ادا کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ ② شکر گناہوں کی معافی کا باعث ہے۔ ③ رزق کے حصول کے لیے اگرچہ ایک حد تک انسان بھی کوشش اور تدبیر سے کام لیتا ہے، تاہم اس کوشش کو کامیاب کرنا اور تدبیر بجھانا بھی اللہ ہی کا فضل ہے اور اسی کی توفیق سے ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ الِاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- مل کر کھانا کھانے کا بیان

٣٢٨٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ،

۳۲۸۶- حضرت وحشی بن حرب ؓ سے روایت

٣٢٨٥_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب ما يقول إذا لبس ثوبًا جديدًا، ح: ٤٠٢٣ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ٣٤٥٨، وحسنه الحافظ ابن حجر، وصححه الحاكم: ٤/ ١٩٢، ١٩٣، وتعقبه الذهبي، وتعقبه مرجوح.

٣٢٨٦_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في الاجتماع على الطعام، ح: ٣٧٦٤ من حديث الوليد به، وتقدم، ح: ٢٥٥، ولم يصرح بالسماع المسلسل * وحرب بن وحشي لم يوثقه غير ابن حبان، وقال البزار: ◄◄

وَدَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا وَحْشِيُّ بْنُ حَرْبِ بْنِ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ وَحْشِيٍّ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ. قَالَ: «فَلَعَلَّكُمْ تَأْكُلُونَ مُتَفَرِّقِينَ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ».

ہے' صحابہ ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم کھانا کھاتے ہیں تو سیر نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا: ''شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مل کر کھانا کھایا کرو اور اس پر اللہ کا نام لو' تمھارے لیے اس میں برکت ہو جائے گی۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٥/٣٨٦' والصحيحة للألباني' رقم: ٦٦٤) بنا بریں مل کر کھانا برکت کا باعث ہے' تاہم الگ الگ کھانا بھی جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا﴾ (النور ٢٤:٦١) ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔'' ② بسم اللہ پڑھنا بھی برکت کا باعث ہے۔

٣٢٨٧- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا جَمِيعاً وَلَا تَفَرَّقُوا. فَإِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ».

٣٢٨٧- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مل کر کھاؤ' الگ الگ نہ کھاؤ کیونکہ برکت جماعت (اور اجتماعیت) کے ساتھ ہے۔''

مجهول، وللحديث شواهد ضعيفة، منها الحديث الآتي، وحديث ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر رفعه: إن أحب الطعام إلى الله ما كثرت عليه الأيدي، وأخرجه أبويعلى: ٤/٣٩، ح: ٢٠٤٥، وإسناده ضعيف.

٣٢٨٧_[حسن] تقدم ح: ٣٢٥٥، وهذا طرف منه.

(المعجم ١٨) - **بَابُ النَّفْخِ فِي الطَّعَامِ** (التحفة ١٨)

باب:١٨-کھانے کی چیز میں پھونک مارنا

٣٢٨٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْفُخُ فِي طَعَامٍ وَلَا شَرَابٍ. وَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ.

٣٢٨٨- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کھانے پینے کی چیز میں پھونک نہیں مارتے تھے اور برتن میں سانس نہیں لیتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث صحیح ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے برتن میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔'' (دیکھیے سنن ابن ماجہ حدیث:٣٤٢٩) ② حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے کہا: اگر برتن میں کوئی ناپسندیدہ چیز (تنکا وغیرہ) نظر آ جائے تو؟ آپ نے فرمایا: ''اسے انڈیل دو۔'' (تھوڑا سا پانی انڈیل دو تا کہ وہ بھی نکل جائے) اس نے کہا: میں ایک سانس سے (پیتا ہوں تو) سیر نہیں ہوتا۔ فرمایا: ''پیالے کو منہ سے ہٹا لیا کرو۔'' (جامع الترمذي' الأشربة' باب ماجاء في كراهية النفخ في الشراب' حدیث:١٨٨٧) اس سے معلوم ہوا کہ برتن کو منہ سے ہٹا کر سانس لینا چاہیے۔

(المعجم ١٩) - **بَابٌ: إِذَا أَتَاهُ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيُنَاوِلْهُ مِنْهُ** (التحفة ١٩)

باب:١٩-جب خادم کھانا لائے تو اس کھانے میں سے اسے بھی کچھ کھانا دینا چاہیے

٣٢٨٩- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ. سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ

٣٢٨٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کے پاس اس کا خادم اس کا کھانا لے کر آئے تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے اور وہ (خادم) اس (مالک) کے

٣٢٨٨_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في النفخ في الشراب والتنفس فيه، ح:٣٧٢٨ من حديث عبدالكريم الجزري به بألفاظ أخرى، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح:١٨٨٨، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٣٢٨٩_ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في الأكل مع المملوك والعيال، ح:١٨٥٣ من حديث إسماعيل به، وقال: "حسن صحيح" * إسماعيل عنعن، تقدم ح:١٦١٢، ورواه عنه يحيى بن سعيد القطان، ولحديثه شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

بِطَعَامِهِ، فَلْيُجْلِسْهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ. فَإِنْ أَبَى، فَلْيُنَاوِلْهُ مِنْهُ».

ساتھ کھائے۔ اگر ایسے نہیں کرسکتا تو اسے اس میں سے کچھ (کھانا) دے دے۔‘‘

٣٢٩٠- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَحَدُكُمْ قَرَّبَ إِلَيْهِ مَمْلُوكُهُ طَعَاماً قَدْ كَفَاهُ عَنَاءَهُ وَحَرَّهُ، فَلْيَدْعُهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ. فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ، فَلْيَأْخُذْ لُقْمَةً، فَلْيَجْعَلْهَا فِي يَدِهِ».

٣٢٩٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب کسی کا غلام اسے کھانا پیش کرے جس کی (تیاری کی) مشقت اور (اس کے لیے آگ کی) حرارت اس نے برداشت کی ہے تو اسے بلا کر اپنے ساتھ کھلائے۔ اگر یہ نہ کرسکے تو ایک لقمہ لے کر اس کے ہاتھ میں رکھ دے۔‘‘

٣٢٩١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْهَجَرِيُّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا جَاءَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ بِطَعَامِهِ، فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ، أَوْ لِيُنَاوِلْهُ مِنْهُ. فَإِنَّهُ هُوَ الَّذِي وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ».

٣٢٩١- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کسی کا خادم اس کا کھانا لائے تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے یا اسے تھوڑا سا کھانا دے دے کیونکہ اس نے اس کی گرمی اور دھواں برداشت کیا ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① خادم اور نوکر کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حسن سلوک کرنا چاہیے۔ ② اگر کوئی خاص کھانا تیار کیا گیا ہو تو نوکر اور ملازم کو بھی گنجائش کے مطابق دیا جائے تاکہ اس کے دل میں حسرت نہ رہے۔ اس سے اس کے دل میں مالک کی محبت اور عزت وعظمت بڑھے گی' نیز ایسا کرنے سے اس کے دل میں اپنے مالک کا مال وغیرہ چوری کرنے کی خواہش بھی پیدا نہیں ہوگی۔ ③ فیکٹری کے مالک کو چاہیے کہ پیداوار میں سے کچھ نہ کچھ ملازمین کو بھی تحفے کے طور پر دے۔ ④ ملازم کو تنخواہ کے علاوہ بھی کچھ نہ کچھ حسن سلوک کے طور پر دینا چاہیے۔ ⑤ ملازمین سے کام لیتے وقت ان کے جذبات اور حالات کا لحاظ رکھنا چاہیے' نیز مالک کو ان کی خوشی

٣٢٩٠ـ [إسناده صحيح] * جعفر بن ربيعة تابعه أبوالزناد عند أحمد: ٢/ ٢٤٥، وللحديث طرق أخرى عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

٣٢٩١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٨٨، ٤٤٦ من حديث إبراهيم بن مسلم العبدي الهجري به، وتقدم ح: ٧٧٧، والحديث السابق شاهد له.

اور غمی میں شریک ہونا چاہیے۔

(المعجم ٢٠) - **بَابُ الْأَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ** (التحفة ٢٠)

باب:۲۰- میز اور دستر خوان پر کھانا کھانے کا بیان

٣٢٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ ابْنِ أَبِي الْفُرَاتِ الْإِسْكَافِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خِوَانٍ، وَلَا فِي سُكُرَّجَةٍ. قَالَ: فَعَلَامَ كَانُوا يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفَرِ.

۳۲۹۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے کبھی میز پر رکھ کر کھانا نہیں کھایا' اور نہ طشتری اور تھالی میں۔ قتادہ ؒ نے کہا: پھر لوگ کس چیز پر رکھ کر کھانا کھاتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: دستر خوان پر۔

فوائد و مسائل: ① مولانا عبدالغنی ؒ سنن ابن ماجہ کے حاشیہ إنجاح الحاجہ میں خوان کے بارے میں لکھتے ہیں: ''اس پر رکھ کر کھانا دولت مندوں اور متکبروں کی عادت ہے تاکہ انھیں کھانا کھاتے وقت جھکنے یا سر جھکانے کی ضرورت نہ پڑے۔'' اس لیے اس کا ترجمہ چھوٹی میز یا تپائی وغیرہ کیا جاسکتا ہے۔ ② سُکُرَّجہ چھوٹی پلیٹ یا تھالی اور رکابی وغیرہ کو کہتے ہیں جس میں چٹنی وغیرہ رکھی جاتی ہے۔ یہ لذت پسندی اور عیش پرستی کا مظہر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا کھانا سادہ اور زود ہضم ہوتا تھا' اس لیے چٹنی وغیرہ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ ③ سُفرہ (دستر خوان) سے مراد وہ کپڑے یا چمڑے کا ٹکڑا ہے جسے بچھا کر اس پر کھانا رکھا جاتا ہے۔ اہل عرب اب بھی میز کرسی استعمال کرنے کے بجائے زمین پر دستر خوان بچھا کر کھانا کھانے کے عادی ہیں۔

٣٢٩٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الْجُبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَحْرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَكَلَ عَلَى خِوَانٍ، حَتَّى مَاتَ.

۳۲۹۳- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی میز پر رکھ کر کھانا کھاتے نہیں دیکھا حتی کہ آپ انتقال فرما گئے۔

٣٢٩٢ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الخبز المرقق والأكل على الخوان والسفرة، ح: ٥٣٨٦ من حديث معاذ ابن هشام به.

٣٢٩٣ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب فضل الفقر، ح: ٦٤٥٠ من حديث ابن أبي عروبة به.

(المعجم ٢١) - **بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُقَامَ عَنِ الطَّعَامِ حَتَّى يُرْفَعَ، وَأَنْ يَكُفَّ يَدَهُ حَتَّى يَفْرُغَ الْقَوْمُ** (التحفة ٢١)

باب:٢١-کھانا اٹھائے جانے سے پہلے اٹھنا، اور لوگوں کے فارغ ہونے سے پہلے ہاتھ روک لینے کی ممانعت کا بیان

٣٢٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُنِيرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُقَامَ عَنِ الطَّعَامِ، حَتَّى يُرْفَعَ.

٣٢٩٤- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے کھانا اٹھائے جانے سے پہلے اٹھنے سے منع فرمایا۔

٣٢٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُالْأَعْلَى، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا يَقُومُ رَجُلٌ حَتَّى تُرْفَعَ الْمَائِدَةُ. وَلَا يَرْفَعُ يَدَهُ، وَإِنْ شَبِعَ، حَتَّى يَفْرُغَ الْقَوْمُ. وَلْيُعْذِرْ. فَإِنَّ الرَّجُلَ يُخْجِلُ جَلِيسَهُ فَيَقْبِضُ يَدَهُ. وَعَسَى أَنْ يَكُونَ لَهُ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ».

٣٢٩٥- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دستر خوان (پر کھانا) لگا دیا جائے تو کوئی آدمی (فارغ ہوکر) نہ اٹھے حتی کہ دستر خوان اٹھایا جائے۔ اور اپنا ہاتھ نہ روکے اگرچہ سیر ہوگیا ہو حتی کہ لوگ فارغ ہوجائیں۔ اور (اگر اسے ضرورت نہ ہو تو) چاہیے کہ (اپنا) عذر بیان کر دے)، کیونکہ آدمی (ہاتھ روک کر) اپنے ساتھی کو شرمندہ کردیتا ہے اور وہ بھی (شرم کی وجہ سے) ہاتھ روک لیتا ہے۔ ممکن ہے اسے ابھی کھانے کی (مزید) ضرورت ہو۔''

(المعجم ٢٢) - **بَابُ مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ** (التحفة ٢٢)

باب:٢٢-ہاتھ میں (کھانے کی) چکنائی کی بو ہو تو (بغیر ہاتھ دھوئے) سو جانا (منع ہے)

٣٢٩٤_[إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري ※ الوليد عنعن، وتقدم، ح: ٢٥٥، ومنير ضعيف (تقريب)، ومكحول عن عائشة: منقطع، كما قال الذهبي في ميزان الاعتدال: ٤/ ١٩٣.

٣٢٩٥_[ضعيف] تقدم ح: ٣٢٧٣.

٣٢٩٦- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَسِيمٍ الْجَمَّالُ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ ابْنَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا، لَا يَلُومَنَّ امْرُؤٌ إِلَّا نَفْسَهُ. يَبِيتُ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ».

٣٢٩٦- حضرت فاطمہ ؓ بنت رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس آدمی کو صرف خود ہی کو ملامت کرنی چاہیے جو اس حال میں رات گزارتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی کی بو ہو۔“

٣٢٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا نَامَ أَحَدُكُمْ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ، فَلَمْ يَغْسِلْ يَدَهُ، فَأَصَابَهُ شَيْءٌ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ».

٣٢٩٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی شخص اس حال میں سو گیا کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی کی بو تھی اور اس نے ہاتھ نہیں دھویا تھا پھر اسے کوئی تکلیف پہنچ گئی تو وہ اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔“

فوائد ومسائل: ① کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو لینے چاہییں۔ ② گھی والا کھانا یا مٹھائی وغیرہ کھا کر بغیر ہاتھ دھوئے سونا منع ہے۔ ③ اس ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ چکنائی کی بو کی وجہ سے چیونٹیاں بستر پر آ سکتی ہیں ان سے سونے والے کو نقصان یا تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہے۔ بعض اوقات چوہا وغیرہ بھی کاٹ لیتا ہے جو خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ④ روزمرہ معاملات میں ایسے کاموں سے پرہیز کرنا چاہیے جن سے نقصان کا خطرہ ہو۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ عَرْضِ الطَّعَامِ (التحفة ٢٣)

باب: ٢٣- کھانا کھانے کی پیش کش کرنا

٣٢٩٦- [صحيح] * جبارة تقدم حاله، ح: ٧٤٠، وهٰذا الطريق سنده ضعيف جدًا، والحديث الآتي شاهد له.

٣٢٩٧- [صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في غسل اليد من الطعام، ح: ٣٨٥٢ من حديث سهيل به، وهو في جزءه، ح: ٣٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٥٤، وللحديث ألوان عند الترمذي، ح: ١٨٥٩، ١٨٦٠، والحاكم: ٤/ ١٣٧ وغيرهما، ولا تزيده إلا قوة.

٣٢٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِطَعَامٍ. فَعُرِضَ عَلَيْنَا. فَقُلْنَا: لَا نَشْتَهِيهِ. فَقَالَ: «لَا تَجْمَعْنَ جُوعاً وَكَذِباً».

۳۲۹۸- حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں کھانا حاضر کیا گیا۔ آپ نے ہمیں کھانے کی پیش کش کی۔ ہم نے کہا: ہمیں خواہش نہیں (بھوک نہیں ہے۔) آپ نے فرمایا: ”بھوک اور جھوٹ کو اکٹھا نہ کیا کرو۔“

فوائد ومسائل: ① کھانا کھاتے وقت موجود افراد کو کھانے کی پیش کش کرنا اچھی عادت ہے۔ ② کھانے کی پیش کش کی جائے تو بھوک ہونے پر قبول کرنے میں تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ ③ بھوک نہ ہو تو ایسی پیش کش قبول نہ کرنے میں حرج نہیں۔ شکریہ ادا کر دینا چاہیے' تاہم بہتر ہے کہ ایک دو لقمے لے لیے جائیں۔ ④ جھوٹ تکلف کے موقع پر بھی اچھا نہیں۔ معذرت کے لیے کوئی اور مناسب انداز اختیار کر لیا جائے۔

٣٢٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ - قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَغَدَّى فَقَالَ: «ادْنُ فَكُلْ» فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ. فَيَا لَهْفَ نَفْسِي هَلَّا كُنْتُ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۳۲۹۹- حضرت انس بن مالک ؓ جن کا تعلق قبیلۂ بنو عبدالاشہل سے تھا' ان سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ دوپہر (صبح) کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”آیئے' کھانا کھایئے۔“ میں نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ افسوس! کاش میں رسول اللہ ﷺ کے کھانے میں سے کچھ کھا لیتا۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت کے راوی وہ حضرت انس بن مالک ؓ نہیں جو رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص اور حضرت ام سلیم ؓ کے بیٹے تھے بلکہ یہ ایک اور صحابی ہیں' اس لیے راوی نے وضاحت کر دی کہ ان کا تعلق بنو عبدالاشہل کے قبیلے سے ہے۔ ② روزے دار کو اگر کھانے کی دعوت دی جائے تو نفلی روزہ چھوڑ کر

٣٢٩٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٥٣ عن وكيع به، ورواه سفيان بن عيينة، والحميدي بتحقيقي: ٣٦٩، وشعيب عن ابن أبي حسين به، أحمد: ٦/ ٤٥٨ * وشهر تقدم حاله، ح: ١٤٩٦، والحديث حسنه البوصيري، وله شاهد عند أحمد وغيره من حديث أسماء بنت عميس رضي الله عنها.

٣٢٩٩ـ [حسن] تقدم، ح: ١٦٦٧.

دعوت قبول کر لینا بہتر ہے' تاہم روزہ مکمل کرنا بھی جائز ہے۔ ③ اگر کھانے کی دعوت دینے پر دوسرا شخص معذرت کر لے تو زیادہ اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا ایک عظیم شرف ہے جس کے چھوٹ جانے پر صحابی کو بعد میں افسوس ہوا کیونکہ روزہ تو بعد میں بھی رکھا جا سکتا تھا۔ دوسرے علاقے میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے انھیں دوبارہ ایسا موقع نہیں ملا کہ یہ شرف حاصل کر سکیں۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ الْأَكْلِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- مسجد میں کھانا کھانے کا بیان

٣٣٠٠- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، وَ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ زِيَادٍ الْحَضْرَمِيُّ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ ابْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيَّ يَقُولُ: كُنَّا نَأْكُلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ.

۳۳۰۰- حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں مسجد میں گوشت روٹی کھا لیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مسجد میں کھانا پینا جائز ہے لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہیے۔ ② مسجد میں کھانا کھاتے وقت مسجد کی صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔ کھانے کی چیز فرش' چٹائی اور قالین وغیرہ پر نہ گرنے دی جائے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ الْأَكْلِ قَائِمًا (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- کھڑے ہو کر کھانے کا بیان

٣٣٠١- حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ، سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

۳۳۰۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چلتے چلتے کھا لیتے تھے اور کھڑے ہو کر پانی پی لیا

٣٣٠٠ـ [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن".

٣٣٠١ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في الرخصة في الشرب قائمًا، ح: ١٨٨٠ عن أبي السائب سلم به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٣٦٩ * وحفص بن غياث صرح بالسماع عنده، ورواه عمران بن حدير عن أبي البزري يزيد بن عطارد عن ابن عمر به، أحمد: ٢/ ١٢، ٢٤، ٢٩.

قَالَ: كُنَّا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، نَأْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِي. وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ.

کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① صحیح مسلم میں حضرت انس، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے نبی اکرم ﷺ کی احادیث مروی ہیں جن سے کھڑے ہوکر پانی پینے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے بلکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے تو زَجَر کا لفظ استعمال کیا ہے، یعنی ڈانٹا یا سختی سے منع کیا۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان نبوی روایت کیا ہے: ''جو شخص بھول جائے (اور کھڑے ہوکر پانی پی لے) تو اسے چاہیے کہ قے کر دے۔'' ② حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے منع اور جواز کی احادیث ذکر کرتے ہوئے علماء کے مختلف اقوال اور دلائل ذکر کرکے اس چیز کو ترجیح دی ہے کہ کھڑے ہوکر پینا مکروہ تنزیہی ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري: ١٠/١٠٣-١٠٦) و الله أعلم. ③ کھڑے ہوکر کھانا، کھڑے ہوکر پینے سے زیادہ مکروہ ہے۔ ④ چلتے چلتے کھانا، اتفاقی معاملہ ہوتا ہے جس کے جواز میں شبہ نہیں لیکن آج کل دعوتوں میں کھڑے کھڑے کھانے کا جواز محل نظر ہے کیونکہ اس میں ایک تو غیروں کی بھونڈی نقالی ہے۔ دوسرے، یہ ڈھور ڈنگروں والا طریقہ ہے جو انسانوں کے شایانِ شان نہیں۔ تیسرے، یہ انسانی وقار کے بھی منافی ہے۔ چوتھے، اس طریقے میں جو افراتفری مچتی ہے اس سے کھانے کا بہت ضیاع ہوتا ہے، اس لیے دعوتوں کا یہ طریقہ ناجائز اور متعدد قباحتوں کا حامل ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٢٦) - بَابُ الدُّبَّاءِ (التحفة ٢٦)

باب: ٢٦- کدو کا بیان

٣٣٠٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: أَنْبَأَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ الْقَرْعَ.

٣٣٠٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کدو پسند فرماتے تھے۔

٣٣٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَعَثَتْ مَعِي أُمُّ سُلَيْمٍ، بِمِكْتَلٍ فِيهِ رُطَبٌ، إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَمْ أَجِدْهُ. وَخَرَجَ قَرِيباً إِلٰى مَوْلًى لَهُ. دَعَاهُ فَصَنَعَ لَهُ

٣٣٠٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے میرے ہاتھ کھجوروں کا ایک ٹوکرا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ مجھے (گھر میں) نہ ملے۔ آپ قریب ہی اپنے ایک آزاد کردہ غلام کے ہاں تشریف لے گئے تھے۔

٣٣٠٢- [صحيح] * عبيدة، تابعه عبدالله بن بكر، أحمد: ٣/ ٢٦٤، وحميد، تابعه ثابت، أيضًا، ص: ١٧٤.

٣٣٠٣- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٨ عن محمد بن أبي عدي به، وصححه البوصيري، وله شاهد عند البخاري، ح: ٢٠٩٢، ومسلم، ح: ٢٠٤١ وغيرهما.

طَعَاماً. فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَأْكُلُ. قَالَ: فَدَعَانِي لِآكُلَ مَعَهُ. قَالَ: وَصَنَعَ ثَرِيدَةً بِلَحْمٍ وَقَرْعٍ. قَالَ: فَإِذَا هُوَ يُعْجِبُهُ الْقَرْعُ. قَالَ: فَجَعَلْتُ أَجْمَعُهُ فَأُدْنِيهِ مِنْهُ. فَلَمَّا طَعِمْنَا مِنْهُ رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ. وَوَضَعْتُ الْمِكْتَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَيَقْسِمُ، حَتَّى فَرَغَ مِنْ آخِرِهِ.

اس نے آپ کو دعوت دی تھی اور نبی ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا تھا۔ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے مجھے بھی اپنے ساتھ کھانا کھانے کی دعوت دی۔ ان صاحب نے کدو اور گوشت ڈال کر ثرید بنا رکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کو کدو اچھا لگتا ہے تو میں اس (کدو) کے ٹکڑے (برتن کے اطراف میں سے) جمع کر کے آپ کے قریب کرنے لگا۔ جب ہم لوگوں نے کھانا کھالیا تو آپ واپس گھر تشریف لے گئے۔ میں نے (کھجوروں کا) ٹوکرا آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے کھجوریں کھانا اور تقسیم کرنا شروع کر دیں حتی کہ ختم کر کے فارغ ہو گئے۔

فوائد ومسائل: ① اس غلام کا پیشہ درزی تھا۔ (صحیح البخاري، الأطعمة، باب المرق، حدیث: ٥٤٣٦) ② اہل عرب گوشت کو لمبے ٹکڑوں میں کاٹ کر خشک کر لیتے ہیں اور بعد میں حسب ضرورت استعمال کرتے ہیں۔ اسے قدید کہتے ہیں۔ یہ گوشت اسی قسم کا تھا۔ (حوالہ مذکورہ بالا) ③ اس سالن کے ساتھ ثرید بنانے کے لیے جو کے آٹے کی روٹی پیش کی گئی تھی۔ (صحیح البخاري، الأطعمة، باب من ناول أو قدّم إلى صاحبه على المائدة شيئا، حدیث: ٥٤٣٩) ④ کم درجے والے آدمی کی دعوت بھی قبول کرنی چاہیے۔ ⑤ خادم کے ساتھ مل کر کھانے میں تواضع کا اظہار اور فخر وتکبر سے اجتناب ہے، اس لیے یہ ایک اچھی عادت ہے۔ ⑥ استاد اور بزرگ کی پسند اور ناپسند کا خیال رکھنا بھی اچھے اخلاق میں شامل ہے۔ ⑦ ہدیہ دینا اور قبول کرنا مستحسن ہے۔ ⑧ ہدیہ قبول کر کے دوسروں کو دیا جا سکتا ہے۔

٣٣٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ

٣٣٠٤- حضرت حکیم بن جابر رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت جابر بن طارق احمسی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے گھر میں داخل

٣٣٠٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣٥٢/٤ عن وكيع به، وصححه الحافظ في الإصابة: ٢١٢/١، والبوصيري، وأخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ١٥٢، والنسائي في الكبرى، ح: ٦٦٦٥ من حديث ابن أبي خالد به، وتقدم ح: ١٦١٢، ولم أجد تصريح سماعه.

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ، وَعِنْدَهُ هٰذِهِ الدُّبَّاءُ. فَقُلْتُ: أَيُّ شَيْءٍ هٰذَا؟ قَالَ: «هٰذَا الْقَرْعُ. هُوَ الدُّبَّاءُ. نُكْثِرُ بِهِ طَعَامَنَا».

ہوا۔ اور آپ کے پاس کدو تھا۔ میں نے کہا: یہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ قرع ہے' یہ کدو ہے۔ ہم اس کے ساتھ اپنے کھانے (سالن) میں اضافہ کرتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ تصحیح حدیث والی رائے ہی درست ہے' لہٰذا مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣١/ ٣٣٧' ٣٣٨' والصحيحة للألباني' رقم: ٢٤٠٠' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ٣٣٠٤) ② کدو ایک مفید سبزی ہے۔ ③ اہل عرب گوشت کھانے کے عادی تھے۔ اکثر اوقات خالی گوشت ہی سالن کے طور پر کھاتے تھے۔ ④ گوشت میں سبزی' خصوصاً کدو ڈال کر پکانا برکت اور لذت کا باعث ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ اللَّحْمِ (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- گوشت کا بیان

٣٣٠٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الْخَلَّالُ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَطَاءٍ الْجَزَرِيُّ: حَدَّثَنِي مَسْلَمَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيُّ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي مَشْجَعَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَأَهْلِ الْجَنَّةِ، اللَّحْمُ».

٣٣٠٥- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گوشت دنیا والوں کے اور جنت والوں کے کھانوں کا سردار ہے۔''

٣٣٠٦- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَطَاءٍ الْجَزَرِيُّ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيُّ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي مَشْجَعَةَ، عَنْ

٣٣٠٦- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی گوشت کی دعوت دی گئی' آپ نے قبول فرمائی۔ اور جب بھی آپ کی خدمت میں گوشت بطور ہدیہ پیش کیا گیا' آپ نے قبول فرمایا۔

٣٣٠٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ٣٠٢ من حديث يحيى به، ورواه من حديث ربيعة بن كعب أيضًا، وقال: "هٰذان حديثان لا يصحان" *سليمان منكر الحديث (تقريب)، وفيه علتان غيره.

٣٣٠٦ـ [إسناده ضعيف جدًا] انظر الحديث السابق.

أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: مَا دُعِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى لَحْمٍ قَطُّ، إِلَّا أَجَابَ، وَلَا أُهْدِيَ لَهُ لَحْمٌ قَطُّ، إِلَّا قَبِلَهُ.

(المعجم ٢٨) - بَابُ أَطَايِبِ اللَّحْمِ (التحفة ٢٨)

باب:۲۸- سب سے عمدہ گوشت

٣٣٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ: ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ، بِلَحْمٍ. فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا.

۳۳۰۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا۔ آپ کو (اس میں سے) ذراع (دستی) کا گوشت پیش کیا گیا جو آپ کو بہت پسند تھا۔ آپ نے اس میں سے دانتوں سے نوچ کر کھایا۔

فوائد و مسائل: ① ذراع (دستی) سے مراد بکرے کی اگلی ٹانگوں کا گھٹنے سے پائے تک کا حصہ ہے۔ علامہ وحید الزمان نے اس کی خوب اچھی تعبیر کی ہے یعنی گوڈی کا گوشت۔ ② گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھانے کے بجائے دانتوں سے نوچ کر کھانا زیادہ مفید ہے۔

٣٣٠٨- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مِسْعَرٍ: حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ فَهْمٍ [قَالَ:] - وَأَظُنُّهُ يُسَمَّى مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ - أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ يُحَدِّثُ ابْنَ الزُّبَيْرِ، وَقَدْ نَحَرَ لَهُمْ

۳۳۰۸- حضرت عبداللہ بن جعفر طیار (بن ابی طالب) ؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کو یہ حدیث سنائی، جب کہ انھوں نے لوگوں کے لیے ایک اونٹ ذبح کیا تھا، کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت یہ ارشاد مبارک سنا جب صحابۂ کرام ؓ

٣٣٠٧_ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿ذرية من حملنا مع نوح إنه كان عبدًا شكورًا﴾، ح: ٤٧١٢، ومسلم، الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلةً فيها، ح: ١٩٤ من حديث أبي حيان به.

٣٣٠٨_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٠٣، ٢٠٤ عن يحيى بن سعيد به، وهو في شمائل الترمذي، ح: ١٦٢، والسنن الكبرى للنسائي، ح: ٦٦٥٧، وصححه الحاكم: ٤/ ١١١، والذهبي * محمد بن عبدالله بن أبي رافع الفهمي أبو حميد وثقه الحاكم، والذهبي بتصحيح حديثه.

جَزُورًا أَوْ بَعِيرًا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: وَالْقَوْمُ يُلْقُونَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ اللَّحْمَ، يَقُولُ: «أَطْيَبُ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ».

رسول اللہ ﷺ کو گوشت پیش کر رہے تھے۔ (کھانا کھاتے وقت ہر صحابی عمدہ عمدہ گوشت نبی ﷺ کو پیش کر رہا تھا کہ یہ تناول فرمائیں' یہ ٹکڑا لیں' یہ زیادہ اچھا ہے' تب) آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''سب سے عمدہ گوشت پشت کا گوشت ہوتا ہے۔''

(المعجم ٢٩) - بَابُ الشِّوَاءِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹- بھنے ہوئے گوشت کا بیان

٣٣٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى شَاةً سَمِيطًا، حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۳۳۰۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی سالم بھنی ہوئی بکری دیکھی ہو یہاں تک کہ آپ اللہ عزوجل کے پاس چلے گئے۔

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کھانے میں تکلف سے کام نہیں لیتے تھے۔ جو سادہ کھانا میسر ہوتا' تناول فرمالیتے تھے۔ ② بھنا ہوا گوشت کھانا جائز ہے' جیسے حدیث: ۳۳۱۱ میں آ رہا ہے ③ شِوَاء سے مراد وہ گوشت ہے جو پتھروں کو گرم کر کے ان پر رکھا جاتا ہے' جس سے وہ بھن کر کھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

٣٣١٠- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا رُفِعَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَضْلُ شِوَاءٍ قَطُّ. وَلَا حُمِلَتْ مَعَهُ طُنْفُسَةٌ.

۳۳۱۰- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے کبھی بچا ہوا بھنا گوشت نہیں اٹھایا گیا۔ (ساتھ کھانے والے اصحاب ہوتے تھے۔ گوشت اتنا ہی ہوتا تھا جو اس وقت کھا لیا جائے۔) اور نہ کبھی آپ کے ساتھ بچھانے کے لیے قالین اور غالیچہ لے جایا گیا (کہ جہاں تشریف رکھنا چاہیں' اس پر تشریف رکھیں' بلکہ وقت پر جیسا بچھونا

٣٣٠٩ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب: كيف كان عيش النبي ﷺ وأصحابه وتخليهم عن الدنيا؟، ح: ٦٤٥٧ من حديث همام به، وسيأتي ح: ٣٣٣٩.

٣٣١٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٦/ ٢٠٨٤ من حديث جبارة به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف كثير، وتقدم ح: ١٨٦٢ * وجبارة تقدم، ح: ٧٤٠".

میسر ہوتا سادہ یا عمدہ اس پر تشریف رکھتے۔)

٣٣١١- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ زِيَادٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْجَزْءِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ: أَكَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ طَعَامًا فِي الْمَسْجِدِ [لَحْمًا] قَدْ شُوِيَ. فَمَسَحْنَا أَيْدِيَنَا بِالْحَصْبَاءِ. ثُمَّ قُمْنَا نُصَلِّي وَلَمْ نَتَوَضَّأْ.

٣٣١١- حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسجد میں کھانا کھایا جو بھنا ہوا گوشت تھا۔ پھر ہم (زمین پر بچھی ہوئی) کنکریوں سے ہاتھ پونچھ کر نماز پڑھنے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم نے (نیا) وضو نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① مسجد میں کھانا کھانا جائز ہے۔ ② بھنا ہوا گوشت کھانا درست ہے۔ ③ اللہ کی نعمتوں کے استعمال سے پرہیز کا نام زہد نہیں بلکہ حرام سے اجتناب اور دنیا کے لالچ سے بچنا زہد ہے۔ ④ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث:٤٨٨-٤٩٣)

(المعجم ٣٠) - **بَابُ الْقَدِيدِ** (التحفة ٣٠)

باب:٣٠- خشک گوشت کا بیان

٣٣١٢- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ. فَكَلَّمَهُ. فَجَعَلَ تُرْعَدُ فَرَائِصُهُ. فَقَالَ لَهُ: «هَوِّنْ عَلَيْكَ. فَإِنِّي لَسْتُ بِمَلِكٍ. إِنَّمَا أَنَا ابْنُ امْرَأَةٍ تَأْكُلُ الْقَدِيدَ».

٣٣١٢- حضرت ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بات کرنے لگا۔ (رسول اللہ ﷺ کے رعب کی وجہ سے) اس کے کندھے کانپنے لگے (اس پر کپکپی طاری ہوگئی)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھبراؤ مت، میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو ایک ایسی (عام سی غریب) عورت کا

٣٣١١ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٠ من حديث ابن لهيعة به، وهو في شمائل الترمذي، ح: ١٥٦ مختصرًا، ابن لهيعة تقدم حاله، ح: ٣٣٠، وتابعه عمرو بن الحارث، وتقدم، ح: ٣٣٠٠ على أصل الحديث دون قوله: "فمسحنا أيدينا بالحصباء".

٣٣١٢ـ [إسناده ضعيف] وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٤٨، ووافقه الذهبي، وصححه البوصيري ولم أجد تصريح سماع ابن أبي خالد في هذا السند، تقدم ح: ١٦١٢، وإنما صرح في الرواية المرسلة، وعند الخطيب: ٦/ ٢٧٨، والمرسل أصح كما قال الدارقطني وغيره، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٦٦، والذهبي على شرط الشيخين من طريق عباد بن العوام عن إسماعيل عن قيس عن جرير به.

بیٹا ہوں جو خشک کیا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: إِسْمَاعِيلُ، وَحْدَهُ، وَصَلَهُ.

امام ابوعبداللہ ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: روایت کے راوی اسماعیل (بن ابوخالد) ہی نے اسے موصول بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس پر کافی مفصل بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تصحیح حدیث والی رائے ہی درست ہے، لہٰذا مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، رقم:١٨٧٦، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم:٣٣١٢) ② اہل عرب گوشت کو محفوظ رکھنے کے لیے اس کے لمبے ٹکڑے کاٹ کر نمک لگا کر دھوپ میں خشک کرلیا کرتے تھے۔ اسے قدید کہتے ہیں۔ بعد میں ضرورت پڑنے پر اسے پکا لیا جاتا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ کا ذکر اس لیے فرمایا کہ اس شخص کی گھبراہٹ دور ہو جائے جو اس پر نبی ﷺ کی عظمت کے احساس سے طاری ہوگئی تھی۔ ④ تواضع کے طور پر اپنے آپ کو ایک عام انسان کے طور پر پیش کرنا، اللہ کی نعمت کا انکار نہیں۔ ⑤ بڑے عالم یا بڑے مقام پر فائز شخص کو عام لوگوں سے بات کرتے وقت ایسا انداز اختیار کرنا چاہیے جس سے وہ مانوس ہو جائیں اور آسانی سے اپنی بات کہہ سن سکیں۔

٣٣١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ. أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ كُنَّا نَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَيَأْكُلُهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْأَضَاحِيِّ.

۳۳۱۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ (گائے یا بکری کے) پائے سنبھال رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ قربانی سے پندرہ دن بعد انھیں تناول فرماتے۔

فوائد ومسائل: ① قربانی کا گوشت بچ جائے تو بعد میں استعمال کرنے کے لیے سنبھالا جا سکتا ہے، خواہ کتنی مدت بعد استعمال کیا جائے۔ ② اپنی ضرورت کی چیز اس کے موسم میں کافی مقدار میں خرید لینا جائز ہے، یہ ممنوع ذخیرہ اندوزی میں شامل نہیں۔

۳۳۱۳- [صحیح] تقدم، ح:۳۱۵۹.

(المعجم ٣١) - **بَابُ الْكَبِدِ وَالطِّحَالِ** (التحفة ٣١)

باب:٣١- کلیجی اور تلی

٣٣١٤- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ. فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ. وَأَمَّا الدَّمَانِ، فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ».

٣٣١٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے لیے دو مری ہوئی چیزیں اور دو خون حلال ہیں۔ مردہ چیزیں تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① مچھلی خواہ کسی قسم کی ہو‘ بغیر ذبح کے ہی حلال ہے۔ بعض علماء نے فرق کیا ہے کہ اس طرح مرے تو حلال ہے اور اس طرح مرے تو حرام ہے‘ اس فرق کی کوئی دلیل نہیں۔ ② مچھلی کے علاوہ دوسرے سمندری جانوروں کے بارے میں بھی امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ وتابعین کے اقوال ذکر کیے ہیں کہ وہ سب مچھلی کے حکم میں ہیں۔ عطاء رحمہ اللہ نے آبی پرندوں کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ انھیں ذبح کرنا چاہیے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري‘ الذبائح والصید‘ باب قول الله تعالیٰ:﴿أحل لکم صید البحر وطعامه متاعاً لکم﴾ قبل حدیث:٥٤٩٣) ③ کلیجی اور تلی بھی خون ہیں‘ گو جمے ہوئے سہی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٢) - **بَابُ الْمِلْحِ** (التحفة ٣٢)

باب:٣٢- نمک کا بیان

٣٣١٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ أَبِي عِيسَى، عَنْ رَجُلٍ أُرَاهُ مُوسَى، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَيِّدُ إِدَامِكُمُ الْمِلْحُ».

٣٣١٥- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے سالن کا سردار نمک ہے۔“

(المعجم ٣٣) - **بَابُ الِائْتِدَامِ بِالْخَلِّ** (التحفة ٣٣)

باب:٣٣- سرکے کا سالن کے طور پر استعمال

٣٣١٤_ **[صحيح]** تقدم ح: ٣٢١٨.

٣٣١٥_ **[إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٨٨٧ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف عيسى بن عيسى الحناط"، وهو متروك كما في التقريب وغيره.

٣٣١٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْحَوَارِيِّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

٣٣١٦- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سرکہ اچھا سالن ہے۔''

٣٣١٧- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

٣٣١٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سرکہ اچھا سالن ہے۔''

فوائد ومسائل: ① کھانے پینے میں سادگی مستحسن ہے۔ ② جس چیز کے ساتھ روٹی کھائی جا سکے وہ سالن ہے' ضروری نہیں کہ پکی ہوئی کوئی چیز ہی ہو۔ ③ سادہ غذا اور معمولی سالن بھی اللہ کا انعام ہے جس پر شکر کرنا چاہیے۔ ④ سرکہ طبی طور پر بھی مفید چیز ہے' لہٰذا اسے کھانے میں شامل رکھنا چاہیے۔

٣٣١٨- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَاذَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ سَعْدٍ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى عَائِشَةَ، وَأَنَا عِنْدَهَا. فَقَالَ: «هَلْ مِنْ غَدَاءٍ؟» قَالَتْ: عِنْدَنَا خُبْزٌ وَتَمْرٌ وَخَلٌّ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ. اَللّٰهُمَّ

٣٣١٨- حضرت ام سعد (جمیلہ بنت سعد بن ربیع انصاریہ) ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ام المومنین عائشہ ؓ کے ہاں تشریف لائے جبکہ میں بھی ان کے پاس تھی۔ آپ نے فرمایا: ''کوئی کھانا ہے؟'' ام المومنین نے فرمایا: ہمارے پاس روٹی' کھجوریں اور سرکہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سرکہ اچھا سالن ہے۔ اے اللہ! سرکے میں برکت عطا فرما۔ یہ مجھ سے پہلے انبیاء کا سالن تھا۔ جس گھر میں سرکہ

٣٣١٦_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب فضيلة الخل والتأدم به، ح: ٢٠٥١ من حديث سليمان بن بلال به.

٣٣١٧_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في الخل، ح: ٣٨٢٠، والترمذي، ح: ١٨٤٢ من حديث محارب بن دثار به، والحديث السابق شاهد له.

٣٣١٨_ [إسناده ضعيف جدًا موضوع] * عنبسة تقدم حاله، ح: ١٢٤٢، ومحمد بن زاذان متروك (تقريب)، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٢٠٥٢ وليس فيه: "اللهم بارك في الخل فإنه كان إدام الأنبياء قبلي".

بَارِكْ فِي الْخَلِّ. فَإِنَّهُ كَانَ إِدَامَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي. وَلَمْ يَفْتَقِرْ بَيْتٌ فِيهِ خَلٌّ».

ہو وہ غریب نہیں۔"

فائدہ: حضرت ام سعد ؓ حضرت سعد بن ربیع انصاری ؓ کی بیٹی تھیں۔ وہ جنگ احد میں شہید ہو گئے' یہ ان کی شہادت سے ایک ماہ بعد پیدا ہوئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کی پرورش کی۔ ان کی والدہ کا نام خلادہ بنت انس بن سنان تھا جو قبیلہ بنو ساعدہ سے تعلق رکھتی تھیں۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ الزَّيْتِ (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- زیتون کا تیل

٣٣١٩- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ائْتَدِمُوا بِالزَّيْتِ وَادَّهِنُوا بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ».

٣٣١٩- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زیتون کا تیل سالن کے طور پر استعمال کرو اور اسے (سر اور بدن میں) لگاؤ۔ یہ مبارک درخت سے حاصل ہوتا ہے۔"

فوائد و مسائل: ① دودھ سے حاصل ہونے والے گھی یا جانوروں کی چربی کی نسبت نباتاتی تیل زیادہ مفید ہے۔ ② نباتاتی تیلوں میں زیتون کا تیل سب سے عمدہ اور مفید ہے۔ ③ زیتون کے درخت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مبارک درخت فرمایا ہے۔ (سورۂ نور: آیت ٣٥)

٣٣٢٠- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا بِهِ، فَإِنَّهُ مُبَارَكٌ».

٣٣٢٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زیتون کا تیل کھاؤ (خوراک میں استعمال کرو) اور اسے (سر اور بدن میں) لگاؤ کیونکہ یہ مبارک (برکت والا) ہے۔"

(المعجم ٣٥) - بَابُ اللَّبَنِ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- دودھ کا بیان

٣٣١٩- [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل الزيت، ١٨٥١ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنف عبدالرزاق: ١٠/ ٤٢٢، ح: ١٩٥٦٨ عن معمر عن زيد عن أبيه: "مرسل"، والمتصل صححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ١٢٢، ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٣٢٠- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٩٨ من حديث صفوان به، وصححه، ورده الذهبي بقوله: "عبدالله واه"، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف عبدالله بن سعيد المقبري"، انظر، ح: ٢٦٠.

٣٣٢١- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ الْحُبَابِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْدٍ الرَّاسِبِيِّ: حَدَّثَتْنِي مَوْلَاتِي أُمُّ سَالِمٍ الرَّاسِبِيَّةُ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِلَبَنٍ قَالَ: «بَرَكَةٌ أَوْ بَرَكَتَانِ».

۳۳۲۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب دودھ پیش کیا جاتا تو فرماتے: ”ایک برکت یا دو برکتیں۔“

٣٣٢٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَطْعَمَهُ اللهُ طَعَاماً، فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَارْزُقْنَا خَيْرًا مِنْهُ. وَمَنْ سَقَاهُ اللهُ لَبَناً، فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَزِدْنَا مِنْهُ. فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ مَا يُجْزِئُ، مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ، إِلَّا اللَّبَنَ».

۳۳۲۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے اللہ تعالیٰ کوئی کھانا کھانے کو دے تو اسے چاہیے کہ یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَارْزُقْنَا خَيْرًا مِّنْهُ] ”اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے بہتر رزق عطا فرما۔“ اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پینے کو دے تو اسے یوں کہنا چاہیے: [اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ] ”اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور یہ زیادہ دے۔“ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ دودھ کے علاوہ بھی کوئی چیز غذا اور مشروب (دونوں) کا فائدہ دیتی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا جبکہ شیخ البانی ؒ نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے نیز مذکورہ روایت مسند احمد میں بھی تفصیل سے مروی ہے اس میں دودھ پینے کی دعا تو وہی ہے جو مذکورہ حدیث میں ہے تاہم کھانے کی دعا کے آخری الفاظ مختلف ہیں یعنی [وَارْزُقْنَا خَيْرًا مِّنْهُ] کی بجائے [وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ] ہیں۔ مسند احمد کی روایت کو بھی محققین نے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم.

٣٣٢١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٥ من حديث جعفر بن بُرد به * أم سالم لم أجد من وثقها.

٣٣٢٢ـ [إسناده ضعيف] وحسنه البوصيري، انظر، ح: ٣٤٢٦، قال أبوحاتم: "ليس هٰذا من حديث الزهري، إنما هو من حديث علي بن زيد بن جدعان عن عمر بن حرملة عن ابن عباس عن النبي ﷺ... وأخاف أن يكون قد أدخل على هشام بن عمار لأنه لما كبر تغير" العلل: ١٤٨٢/٥ وفيه علل أخرى أضعف من هٰذه، وحديث عمر بن حرملة أخرجه أبوداود، ح: ٣٧٣٠، والترمذي، ح: ٣٤٥٥، والحميدي، ح: ٤٨٢ وغيرهم، وإسناده ضعيف، وانظر، ح: ٣٤٢٦ فإنه طرف منه.

تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٣٥/٤، والصحيحة للألباني: ٤١١/٥-٤١٣، حدیث: ٢٣٢٠) ② کھانا کھا کر اور دودھ پی کر مذکورہ دعائیں پڑھنا اللہ کی نعمت کا اعتراف اور شکر ہے۔ ③ دودھ اللہ کی ایک خاص نعمت ہے جو ایک مکمل غذا ہے۔

(المعجم ٣٦) - **بَابُ الْحَلْوَاءِ** (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- میٹھی چیز کا بیان

٣٣٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالُوا: [حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ:] حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ.

٣٣٢٣- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میٹھی چیز اور شہد پسند تھا۔

فوائد ومسائل: ① حَلْوَاء اور حَلْوٰی سے بعض علماء نے انسان کی بنائی ہوئی میٹھی چیز (مٹھائی) اور بعض نے ہر میٹھی چیز مراد لی ہے، پھل ہو یا دوسری چیز۔ ② پسند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب پیش کی جاتی تو رغبت سے تناول فرماتے۔ یہ مطلب نہیں کہ اسے طلب فرماتے۔ ③ شہد ایک قدرتی غذا ہے جو بے شمار فوائد کی حامل ہے۔ اور اس میں دوسری مٹھاس (چینی وغیرہ) کے مضر اثرات نہیں۔

(المعجم ٣٧) - **بَابُ الْقِثَّاءِ وَالرُّطَبِ يُجْمَعَانِ** (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- ککڑی اور تازہ کھجوریں ملا کر کھانا

٣٣٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ أُمِّي تُعَالِجُنِي لِلسُّمْنَةِ. تُرِيدُ أَنْ تُدْخِلَنِي عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَمَا اسْتَقَامَ

٣٣٢٤- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میری والدہ (حضرت ام رومان زینب ؓ) مجھے موٹا کرنے کی تدبیر کرتی تھیں تاکہ میری رخصتی کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کریں۔ لیکن (کسی تدبیر سے) یہ مقصد حاصل نہ ہوا حتی کہ میں

٣٣٢٣- أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الحلوى والعسل، ح: ٥٤٣١، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق، ح: ١٤٧٤/ ٢١ من حديث أبي أسامة به.

٣٣٢٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطب، باب في السمنة، ح: ٣٩٠٣ من حديث هشام بن عروة به.

لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى أَكَلْتُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ. فَسَمِنْتُ كَأَحْسَنِ سُمْنَةٍ.

نے تازہ کھجوروں کے ساتھ ککڑی کھائی تو میں انتہائی متناسب انداز کی فربہ ہوگئی۔

فوائد و مسائل: ① قِثَّاء ککڑی (پنجابی میں: تر) کو بھی کہتے ہیں اور کھیرے کو بھی۔ محمد فواد عبدالباقی ؒ نے بھی اس کے دونوں معنی: خیار (کھیرا) اور عجور (ککڑی) ذکر کیے ہیں۔ دیکھیے: (حاشیة صحیح مسلم، الأشربة، باب أکل القثاء بالرطب، حدیث: ۲۰۴۳) علامہ وحید الزماں خاں ؒ اور مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری ؒ دونوں نے اس حدیث میں ککڑی مراد لی ہے۔ ② حضرت عائشہ ؓ رخصتی سے پہلے بہت دبلی تھیں اور ان کی والدہ کی خواہش تھی کہ ان کا قد کاٹھ اس قدر ہو جائے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کو بہتر معلوم ہوں۔ ③ خاوند کی خدمت کے لیے بیوی کو اپنی صحت کا خیال رکھنا اچھی بات ہے۔ ④ طب مشرق کے اصولوں کے مطابق ککڑی سرد تاثیر رکھتی ہے اور کھجور گرم۔ دونوں کو ملا کر کھانے سے ان کی تاثیر معتدل ہو جاتی ہے جس سے نقصان کا اندیشہ نہیں رہتا۔

٣٣٢٥- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ.

۳۳۲۵- حضرت عبداللہ بن جعفر (بن ابی طالب) ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تازہ کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے دیکھا۔

٣٣٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَعَمْرُو بْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْبِطِّيخِ.

۳۳۲۶- حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تربوز کے ساتھ تازہ کھجوریں کھاتے تھے۔

فائدہ: حافظ ابن قیم ؒ نے اس حدیث کا ذکر کر کے فرمایا ہے: [وَالْمُرَادُ بِهِ الْأَخْضَرُ] ”اس سے بطیخ

٣٣٢٥_ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب القثاء بالرطب، ح: ٥٤٤٠، ومسلم، الأشربة، باب أكل القثاء بالرطب، ح: ٢٠٤٣ من حديث إبراهيم بن سعد به.

٣٣٢٦_ [صحيح] * يعقوب بن الوليد تقدم حاله الرديء، ح: ١٣٧٣، ولحديثه شاهد عند أبي داود، ح: ٣٨٣٦ وغيره، وإسناده صحيح، وحسنه الترمذي، ح: ١٨٤٣.

اخضر' یعنی تربوز مراد ہے۔'' (زادالمعاد' فصل في ذكر شيئ من الأدوية والأغذية المفردة التي جاءت على لسانه صلى الله عليه وسلم) بِطِّیخ تربوز کو بھی کہتے ہیں اور خربوزے کو بھی۔ مسند احمد میں بِطِّیخ کی جگہ خِرْبَز (خربوزہ) کا لفظ ہے۔ (مسند أحمد: ۳/۱۴۲، ۱۴۳)

(المعجم ٣٨) - **بَابُ التَّمْرِ** (التحفة ٣٨)

باب: ۳۸- کھجور کا بیان

٣٣٢٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْحَوَارِيِّ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ، جِيَاعٌ أَهْلُهُ».

۳۳۲۷- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں' اس گھر والے بھوکے ہیں۔''

٣٣٢٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ، كَالْبَيْتِ لَا طَعَامَ فِيهِ».

۳۳۲۸- حضرت سلمٰی ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں' وہ اس گھر کی طرح ہے جس میں کوئی کھانا نہ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① کھجور مکمل غذائی فوائد کی حامل ہے۔ اس کی موجودگی میں کوئی دوسری غذائی چیز موجود نہ ہو تب بھی گزارہ ہوسکتا ہے۔ ② کسی فصل کے موسم میں سال بھر کی ضرورت کے لیے غذائی چیز کو خرید کر رکھ لینا جائز ہے۔ ممنوع ذخیرہ اندوزی یہ ہے کہ عوام کو ایک چیز کی ضرورت ہو اور تاجر اسے بیچنے کی بجائے سنبھال کر رکھ لے تاکہ بھاؤ اور زیادہ ہو جائے۔ ③ اس میں قناعت کا سبق ہے کہ جب کھجوریں موجود ہیں' پھر طرح طرح کی اشیاء جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

(المعجم ٣٩) - **بَابٌ: إِذَا أُتِيَ بِأَوَّلِ الثَّمَرَةِ** (التحفة ٣٩)

باب: ۳۹- جب (فصل کا) پہلا پھل پیش کیا جائے

٣٣٢٧ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب في إدخال التمر ونحوه من الأقوات للعيال، ح: ٢٠٤٦ من حديث سليمان ابن بلال به.

٣٣٢٨ـ [إسناده حسن] وله شاهد عند مسلم، ح: ٢٠٤٦/ ١٥٣.

٣٣٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ. أَخْبَرَنِي سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ، إِذَا أُتِيَ بِأَوَّلِ الثَّمَرَةِ قَالَ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثِمَارِنَا وَفِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا، بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ» ثُمَّ يُنَاوِلُهُ أَصْغَرَ مَنْ بِحَضْرَتِهِ مِنَ الْوِلْدَانِ.

٣٣٢٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب پہلا پھل پیش کیا جاتا تو آپ فرماتے:[اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَ فِي ثِمَارِنَا' وَ فِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ] ''اے اللہ! ہمارے شہر میں' ہمارے پھلوں میں' ہمارے مد میں اور ہمارے صاع میں برکت کے ساتھ برکت عطا فرما۔'' پھر حاضر خدمت بچوں میں سے سب سے چھوٹے بچے کو وہ پھل وغیرہ عنایت فرما دیتے۔

فوائد و مسائل: ① باغ کا پہلا پھل کسی بزرگ شخصیت کی خدمت میں پیش کرنا چاہیے۔ اس میں اس شخصیت کی بزرگی کا اعتراف بھی ہے اور اس سے محبت کا اظہار بھی۔ ② بڑوں کو چھوٹوں کے حق میں ہر مناسب موقع پر دعائے خیر کرنی چاہیے۔ ③ بچوں کو کھانے پینے کی چیز دینے سے بچوں کے دل میں بزرگوں کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ أَكْلِ الْبَلَحِ بِالتَّمْرِ (التحفة ٤٠)

باب:۴۰- تازہ پکی ہوئی کھجور خشک کھجور کے ساتھ کھانا

٣٣٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا الْبَلَحَ بِالتَّمْرِ. كُلُوا الْخَلَقَ بِالْجَدِيدِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَغْضَبُ وَيَقُولُ: بَقِيَ ابْنُ آدَمَ حَتَّى أَكَلَ الْخَلَقَ بِالْجَدِيدِ».

٣٣٣٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تازہ پکی ہوئی کھجور خشک کھجور کے ساتھ ملا کر کھایا کرو۔ پرانے (پھل) کو نئے کے ساتھ ملا کر کھاؤ۔ (اس سے) شیطان کو غصہ آتا ہے اور وہ کہتا ہے: آدم کا بیٹا جیتا رہا حتی کہ اس نے نئی چیز کے ساتھ پرانی چیز بھی کھائی۔''

٣٣٢٩ـ أخرجه مسلم، الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي ﷺ فيها بالبركة . . . الخ، ح:١٣٧٣ من حديث عبدالعزيز بن محمد به.

٣٣٣٠ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه أبو زكير يحيى بن محمد بن قيس، وهو ضعيف".

(المعجم ٤١) - **بَابُ النَّهْيِ عَنْ قِرَانِ التَّمْرِ** (التحفة ٤١)

باب:۴۱-(ساتھیوں کی موجودگی میں) دو دو کھجوریں ملا کر کھانے کی ممانعت کا بیان

٣٣٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ.

۳۳۳۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے ساتھیوں سے اجازت لیے بغیر دو دو کھجوریں ملا کر کھائے۔

٣٣٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْخَزَّازُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدٍ، مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ سَعْدٌ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ، وَكَانَ يُعْجِبُهُ حَدِيثُهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْإِقْرَانِ. يَعْنِي فِي التَّمْرِ.

۳۳۳۲- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ، جو نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے، اور نبی ﷺ کو ان کی باتیں اچھی لگتی تھیں، ان سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے دو دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① جب دوسرے ساتھی ایک ایک کھجور کھا رہے ہوں تو ایک آدمی کا دو دو کھجوریں اٹھانا معیوب محسوس ہوتا ہے کیونکہ اس سے بظاہر بسیار خوری یا طمع کی عادت معلوم ہوتی ہے۔ ② ممکن ہے ایک آدمی زیادہ بھوکا ہو، یا بے تکلف ساتھی ہوں جو ایسی چیز کو برا محسوس نہ کریں تو پھر دو دو کھجوریں اٹھانا بھی جائز ہوگا۔ ③ کھانا کھانے کے دوران میں ایسی حرکت سے اجتناب کرنا چاہیے جو ساتھیوں کو ناگوار ہو۔ ④ مسند احمد میں [حَدِيثُهُ] کے بجائے [خِدْمَتُهُ] کے الفاظ ہیں، یعنی نبی ﷺ کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا خدمت کرنا اچھا لگتا تھا۔

(المعجم ٤٢) - **بَابُ تَفْتِيشِ التَّمْرِ** (التحفة ٤٢)

باب:۴۲-(کرم خوردہ) کھجوروں کو صاف کر کے کھانا

٣٣٣١- أخرجه البخاري، الشركة، باب القران في التمر بين الشركاء حتى يستأذن أصحابه، ح: ٢٤٨٩ من حديث سفيان، ومسلم، الأشربة، باب نهي الأكل مع جماعة عن قران تمرتين ونحوهما في لقمة إلا بإذن أصحابه، ح: ٢٠٤٥ من حديث جبلة بن سحيم به.

٣٣٣٢- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٩٩ عن أبي داود الطيالسي به نحو المعنى، وصححه البوصيري، والحديث السابق شاهد له، وانظر سنن أبي داود، ح: ٣٨٣٤.

٣٣٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِتَمْرٍ عَتِيقٍ، فَجَعَلَ يُفَتِّشُهُ.

۳۳۳۳-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پرانی کھجوریں پیش کی گئیں تو آپ ان کو (اندر سے) صاف کرنے لگے۔

فوائد ومسائل: ① تحفہ قبول کرنا چاہیے اگرچہ بظاہر وہ حقیر سا ہو۔ ② کھانے کی ادنیٰ چیز بھی اللہ کی نعمت ہے لہٰذا اس کی قدر کرنی چاہیے۔ ③ اگر خراب چیز کو ٹھیک کر کے استعمال کیا جا سکتا ہو تو اسے ضائع کرنے کی بجائے کھا لینا چاہیے۔ ④ پھل کا کچھ حصہ خراب ہو تو اسے پھینکنے کی بجائے خراب حصہ الگ کر کے صحیح حصہ استعمال کر لینا چاہیے۔

(المعجم ٤٣) - بَابُ التَّمْرِ بِالزُّبْدِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- کھجور مکھن کے ساتھ کھانا

٣٣٣٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ، عَنِ ابْنَيْ بُسْرٍ السُّلَمِيَّيْنِ قَالَا: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَوَضَعْنَا تَحْتَهُ قَطِيفَةً لَنَا. صَبَبْنَاهَا لَهُ صَبًّا. فَجَلَسَ عَلَيْهَا. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ الْوَحْيَ فِي بَيْتِنَا. وَقَدَّمْنَا لَهُ زُبْداً وَتَمْرًا، وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ، ﷺ.

۳۳۳۴-حضرت عبداللہ بن بسر سلمی رضی اللہ عنہ اور حضرت عطیہ بن بسر سلمی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم نے آپ کے بیٹھنے کے لیے (زمین پر) ایک چادر ڈال دی۔ آپ اس پر بیٹھ گئے۔ تب ہمارے گھر میں اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ ہم نے آپ کی خدمت میں مکھن اور خشک کھجوریں پیش کیں۔ اور آپ کو مکھن بہت پسند تھا۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں اور سلام ہو۔

٣٣٣٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في تفتيش التمر المسوس عند الأكل، ح: ٣٨٣٢ من حديث أبي قتيبة به.

٣٣٣٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في المجمع بين اللونين في الأكل، ح: ٣٨٣٧ من حديث ابن جابر به، وقال محمد بن يوسف الهروي: سألت محمد بن عون: من هما؟ قال: عبدالله وعطية (تحفة الأشراف).

فوائد ومسائل: ① عالم یا بڑے آدمی کو اپنے ساتھیوں کے حالات سے براہ راست باخبر رہنا چاہیے۔ ② افسر اور ماتحتوں میں بے تکلفی کے تعلقات جائز ہیں بشرطیکہ ان سے ناجائز فوائد اٹھانے سے پرہیز کیا جائے۔ ③ رسول اللہ ﷺ تکلفات کو اہمیت نہیں دیتے تھے' اس لیے زمین پر چادر ڈال دی گئی تو آپ اسی پر بیٹھ گئے، نہ چارپائی طلب کی اور نہ چادر کو خوبصورت انداز سے بچھانے کا تکلف کیا۔ ④ مکھن ایک عمدہ اور مقوی غذا ہے اور کھجور بھی اچھی غذا ہے۔ دونوں کو ملا کر کھانے سے ان کے فائدے میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ⑤ عمدہ غذا سے اجتناب زہد نہیں بلکہ حرام رزق سے اور فخر وتکبر سے بچنا زہد ہے۔ ⑥ نبی اکرم ﷺ زیادہ تر سادہ غذا استعمال فرماتے تھے۔ کبھی عمدہ چیز مل جاتی تو اسے بھی تناول فرما لیتے۔ عمدہ کی حرص نہ کرنا ہی خوبی ہے۔

(المعجم ٤٤) - بَابُ الْحُوَّارَى (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- میدے (کی روٹی) کا بیان

٣٣٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ: هَلْ رَأَيْتَ النَّقِيَّ؟ قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّقِيَّ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ: فَهَلْ كَانَ لَهُمْ مَنَاخِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: مَا رَأَيْتُ مُنْخُلًا حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قُلْتُ: فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُونَ الشَّعِيرَ غَيْرَ مَنْخُولٍ؟ قَالَ: نَعَمْ كُنَّا نَنْفُخُهُ. فَيَطِيرُ مِنْهُ مَا طَارَ، وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ.

۳۳۳۵- حضرت ابو حازم (سلمہ بن دینار) رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: کیا آپ نے میدے کی روٹی دیکھی ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک میدے کی روٹی نہیں دیکھی تھی۔ میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کے پاس چھلنیاں ہوتی تھیں؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک چھلنی نہیں دیکھی۔ میں نے کہا: پھر آپ لوگ جو (جو کا آٹا) بغیر چھانے کیسے کھا لیتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہاں! ہم لوگ اس میں پھونک مار لیتے تھے۔ جو (بھوسی یا چھان) اڑنا ہوتا' اڑ جاتا۔ جو رہ جاتا' ہم اسے بھگو لیتے (اور آٹا گوندھ کر روٹی پکا لیتے۔)

فوائد ومسائل: ① [حُوَّارَى] کی وضاحت النہایہ میں اس طرح کی گئی ہے: ''اس آٹے کی روٹی جسے بار بار چھانا گیا ہو۔'' (النہایہ: مادہ حور) لیکن حدیث میں اس سے مراد بار بار چھانا ہوا باریک آٹا یا میدا ہے۔ اس آٹے کی روٹی کا نام نَقِيّ ہے۔ ② جو کے آٹے میں گندم کے آٹے کی نسبت زیادہ بھوسی ہوتی ہے'

٣٣٣٥_ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان النبي ﷺ وأصحابه يأكلون، ح: ٥٤١٣ من حديث أبي حازم به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

اس لیے اسے چھاننے کی ضرورت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اور نبی ﷺ کے زمانے میں گندم کمیاب تھی' اس لیے تابعی کو تعجب ہوا کہ جو کا آٹا چھانے بغیر کس طرح استعمال کیا جاتا تھا۔ ③ صحابی نے وضاحت کی کہ معمولی سا پھٹک کر تھوڑی بہت بھوسی نکل جاتی تھی۔ اسی کو کافی سمجھا جاتا تھا۔ زیادہ تکلف نہیں کیا جاتا تھا۔

٣٣٣٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ: أَخْبَرَنِي بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ أَنَّ حَنَشَ بْنَ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ، أَنَّهَا غَرْبَلَتْ دَقِيقاً. فَصَنَعَتْهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَغِيفاً. فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» قَالَتْ: طَعَامٌ نَصْنَعُهُ بِأَرْضِنَا. فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَصْنَعَ مِنْهُ لَكَ رَغِيفاً. فَقَالَ: «رُدِّيهِ فِيهِ، ثُمَّ اعْجِنِيهِ».

٣٣٣٦- حضرت ام ایمن (برکت) ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے آٹا چھان کر نبی ﷺ کے لیے روٹی تیار کی تو آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: یہ کھانا ہم اپنے علاقے میں بنایا کرتے ہیں۔ میرا جی چاہا کہ آپ کے لیے بھی اس قسم کی ایک روٹی پکا دوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کو دوبارہ آٹے میں ڈال دو' پھر گوندھو۔''

فوائد ومسائل: ① آٹے کی بھوسی (پنجابی: چھان) غذائی لحاظ سے مفید ہے اور بے چھنے آٹے کی روٹی جلد ہضم ہوتی ہے۔ ② کھانے پینے کی اشیاء میں تکلفات سے پرہیز کرنا چاہیے۔

٣٣٣٧- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ، أَبُوالْجَمَاهِرِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَغِيفاً مُحَوَّرًا، بِوَاحِدٍ مِنْ عَيْنَيْهِ، حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ.

٣٣٣٧- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میدے کی روٹی (کھانا تو درکنار) اپنی ایک آنکھ سے بھی نہیں دیکھی یہاں تک کہ آپ اللہ کے پاس چلے گئے۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ الرُّقَاقِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- باریک چپاتیاں (پھلکے)

٣٣٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْرٍ، عِيسَى بْنُ

٣٣٣٨- حضرت عطاء ؒ سے روایت ہے' انھوں

٣٣٣٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبونعيم في الحلية: ٢/ ٦٧، ٦٨ من حديث ابن وهب به، وحسنه البوصيري.

٣٣٣٧ـ [إسناده ضعيف] ☆ سعيد بن بشير تقدم حاله، ح: ٢٨٧٦، وقتادة عنعن، تقدم ح: ١٧٥ إن صح السند إليه.

٣٣٣٨ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل عثمان بن عطاء بن أبي مسلم الخراساني، تقدم، ح: ٢٠٧١، وفيه علة أخرى.

مُحَمَّدٍ، النَّحَّاسُ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: زَارَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَوْمَهُ أُبَيْنَا يَعْنِي قَرْيَةً [أَظُنُّهُ قَالَ يُنَا] فَأَتَوْهُ بِرُقَاقٍ مِنْ رُقَاقِ الْأُوَلِ. فَبَكَى وَقَالَ: مَارَأَىٰ رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذَا بِعَيْنَيْهِ قَطُّ.

نے کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے لوگوں سے ملنے (غالباً یُنا بستی میں) گئے۔ ان لوگوں نے آپ کی خدمت میں پہلے پکی ہوئی بڑی بڑی باریک روٹیاں پیش کیں تو آپ رو دیے اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ روٹی کبھی اپنی آنکھوں سے دیکھی بھی نہیں۔

٣٣٣٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ إِسْحَاقُ: وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ. وَقَالَ الدَّارِمِيُّ: وَخِوَانُهُ مَوْضُوعٌ فَقَالَ يَوْماً: كُلُوا. فَمَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَىٰ رَغِيفاً مُرَقَّقاً، بِعَيْنِهِ، حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ. وَلَا شَاةً سَمِيطاً قَطُّ.

٣٣٣٩- حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ہم لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کا نان بائی کھڑا ہوتا اور (حدیث کے راوی) دارمی بیان کرتے ہیں کہ آپ کا دستر خوان بچھا ہوا ہوتا۔ ایک دن آپ نے فرمایا: کھاؤ، میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے پاس چلے جانے تک کبھی پتلی چپاتی یا سالم بھنی ہوئی بکری اپنی آنکھ سے دیکھی بھی ہو (کھانے کا تو کیا ذکر۔)

فوائد ومسائل: ① نان بائی، باورچی اور دوسرے ملازمین سے خدمت لینا جائز ہے۔ ② مہمان کے لیے عمدہ چیز تیار کرنا درست ہے، جیسے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آنے والوں کو تازہ پکی ہوئی گرم گرم روٹی پیش کی۔ ③ سالم بکری (سمیط) سے مراد یہ ہے کہ بھیڑ یا بکری کو ذبح کر کے گرم پانی کے ساتھ اس کی اون یا اس کے بال اتار دیے جائیں، پھر اسے بھونا جائے۔ ④ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے شاگردوں سے یہ بات اس لیے کہی کہ وہ اللہ کی نعمت کا احساس کریں تاکہ دل میں شکر کا جذبہ پیدا ہو۔

(المعجم ٤٦) - **بَابُ الْفَالُوذَجِ** (التحفة ٤٦)

باب:۴۶- فالوذج

٣٣٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ

۳۳۴۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

٣٣٣٩ـ [صحيح] تقدم ح: ٣٣٠٩.

٣٣٤٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ٣/ ٢١ من حديث إسماعيل بن عياش به، وتابعه يحيى بن الورد، وقال ابن الجوزي: "هذا حديث باطل، لا أصل له" * عثمان بن يحيى مجهول، لم أجد من وثقه، وضعفه الأزدي.

الضَّحَّاكِ السُّلَمِيُّ، أَبُو الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَوَّلُ مَا سَمِعْنَا بِالْفَالُوذَجِ، أَنَّ جِبْرَئِيلَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ تُفْتَحُ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ فَيُفَاضُ عَلَيْهِمْ مِنَ الدُّنْيَا. حَتَّى إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ مِنَ الْفَالُوذَجِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَمَا الْفَالُوذَجُ؟». قَالَ: يَخْلِطُونَ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ جَمِيعاً. فَشَهَقَ النَّبِيُّ ﷺ لِذٰلِكَ شَهْقَةً.

ہے' انھوں نے کہا: ہم نے فالوذج کا نام سب سے پہلے اس وقت سنا جب جبرئیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کے پاس آ کر فرمایا: آپ کی امت کو زمین میں فتوحات حاصل ہوں گی' اور انھیں دنیا کثرت سے حاصل ہوگی حتی کہ وہ فالوذج کھائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''فالوذج کیا ہوتا ہے؟'' جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: وہ گھی اور شہد دونوں کو ملا دیں گے۔ یہ سن کر نبی ﷺ آہستہ آواز سے رو دیے۔

(المعجم ٤٧) - بَابُ الْخُبْزِ الْمُلَبَّقِ بِالسَّمْنِ (التحفة ٤٧)

۴۷- گھی ڈال کر بنائی ہوئی روٹی (پراٹھے) کا بیان

٣٣٤١- حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ: «وَدِدْتُ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا خُبْزَةً بَيْضَاءَ مِنْ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَةً بِسَمْنٍ نَأْكُلُهَا» قَالَ: فَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَاتَّخَذَهُ. فَجَاءَ بِهِ إِلَيْهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي أَيِّ شَيْءٍ كَانَ هٰذَا السَّمْنُ؟» قَالَ: فِي عُكَّةِ ضَبٍّ. [قَالَ:]

۳۳۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا جی چاہتا ہے کہ ہمارے پاس بھوری گندم کی سفید روٹی ہوتی جس میں گھی ملا ہوا ہوتا' ہم اسے کھاتے۔'' ایک انصاری نے یہ بات سنی اور ایسی روٹی تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ گھی کس چیز میں (رکھا ہوا) تھا؟'' اس نے کہا: سانڈے کی (کھال سے بنی ہوئی) کپی میں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ روٹی کھانے سے انکار کر دیا۔

٣٣٤١- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب الجمع بين لونين من الطعام، ح: ٣٨١٨ من حديث الفضل بن موسى به، وأيوب ليس هو السختياني كما قال أبوداود رحمه الله، ولعله ابن خوط كما في النكت الظراف: ٩/ ٧٥، وهو متروك كما في التقريب وغيره.

فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَهُ .

فوائد ومسائل: ① [مُلَبَّقَة] کا مطلب ''اچھی طرح ملا کر یک جان کی ہوئی چیز'' ہے۔ (محمد فواد عبدالباقی۔ حاشیہ سنن ابن ماجہ) یعنی روٹی میں گھی اس طرح ڈالا گیا تھا کہ وہ مل جل گیا تھا' اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ ''چپڑی روٹی'' کے بجائے ''پراٹھا'' کیا ہے۔ ② [عُكَّة] چمڑے کے بنے ہوئے گول برتن کو کہتے ہیں جس میں گھی یا شہد رکھا جاتا ہے۔ (النهاية - مادہ: ع ك ك) ③ [ضَبّ] کا ترجمہ ''گوہ یا سانڈا'' کیا جاتا ہے۔ دوسرے معنی زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ أعلم.

٣٣٤٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَنَعَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُبْزَةً، وَصَنَعَتْ فِيهَا شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ. ثُمَّ قَالَتِ: اذْهَبْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَادْعُهُ. قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أُمِّي تَدْعُوكَ. قَالَ: فَقَامَ، وَقَالَ: لِمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنَ النَّاسِ: «قُومُوا» قَالَ: فَسَبَقْتُهُمْ إِلَيْهَا فَأَخْبَرْتُهَا. فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «هَاتِي مَا صَنَعْتِ» فَقَالَتْ: إِنَّمَا صَنَعْتُهُ لَكَ وَحْدَكَ. فَقَالَ: «هَاتِيهِ» فَقَالَ: «يَا أَنَسُ! أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً عَشَرَةً» قَالَ: فَمَا زِلْتُ أُدْخِلُ عَلَيْهِ عَشَرَةً عَشَرَةً. فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا. وَكَانُوا ثَمَانِينَ.

۳۳۴۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت ام سلیم ؓ نے نبی ﷺ کے لیے ایک روٹی تیار کی جس میں کچھ گھی ڈال دیا تھا' پھر (مجھے) کہا: نبی ﷺ کے پاس جاؤ اور انھیں بلا لاؤ۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: امی جان آپ کو بلا رہی ہیں۔ تو آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے' اور آپ کی خدمت میں جو افراد حاضر تھے ان (سب) سے کہا: ''چلو۔'' میں ان سے پہلے امی جان کے پاس پہنچ گیا اور انھیں بتایا (کہ نبی ﷺ تمام ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لا رہے ہیں۔) نبی ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا: ''تم نے جو (کھانا) تیار کیا ہے' لے آؤ۔'' میری والدہ نے عرض کیا: وہ تو میں نے صرف آپ کے لیے تیار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''وہی لے آؤ۔'' پھر فرمایا: ''اے انس! دس دس آدمیوں کو اندر میرے پاس بلاؤ۔'' حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: میں دس دس آدمیوں کو اندر بلاتا رہا (اور ہر گروپ کھانا کھا کر نکلتا رہا۔) ان سب نے سیر ہو کر کھا لیا۔ اور وہ اسی افراد تھے۔

٣٣٤٢ـ [صحيح] * عثمان بن عبدالرحمٰن الجمحي البصري ليس بالقوي (تقريب)، ولحديثه شواهد عند البخاري، ح: ٣٥٧٨، ومسلم، ح: ٢٠٤٠ وغيرهما.

فوائد ومسائل: ① کھانے میں برکت ہو جانا نبیٔ اکرم ﷺ کا معجزہ ہے۔ ② مہمان کے لیے اہتمام کے ساتھ عمدہ کھانا تیار کرنا ممنوع تکلف میں شامل نہیں۔ ③ نبی ﷺ نے پراٹھا خود بھی تناول فرمایا اور ساتھیوں کو بھی کھلایا۔

(المعجم ٤٨) - **بَابُ خُبْزِ الْبُرِّ** (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- گندم کی روٹی

٣٣٤٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا شَبِعَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تِبَاعاً مِنْ خُبْزِ الْحِنْطَةِ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ.

۳۳۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ کے نبی ﷺ نے کبھی تین دن مسلسل گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتی کہ اللہ عز وجل نے آپ کو وفات دے دی۔

٣٣٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُنْذُ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ، ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعاً، مِنْ خُبْزِ بُرٍّ، حَتَّى تُوُفِّيَ ﷺ.

۳۳۴۴- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ کے اہل خانہ نے (ہجرت کر کے) مدینہ آنے سے لے کر آپ ﷺ کی وفات تک کبھی مسلسل تین راتیں گندم کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا یہ فقر اختیاری تھا یعنی رسول اللہ ﷺ دوسروں کی ضروریات پوری کرنا ضروری سمجھتے تھے اور خود کم سے کم پر اکتفا کرتے تھے۔ ② نبی ﷺ کے گھر میں کبھی کبھی گندم کی روٹی بھی استعمال ہوئی ہے لیکن زیادہ تر کھجوروں اور پانی یا دودھ پر گزارہ ہوتا تھا۔ ③ اس وقت عرب میں گندم قیمتی ہوتی تھی زیادہ تر جو استعمال ہوتے تھے۔

(المعجم ٤٩) - **بَابُ خُبْزِ الشَّعِيرِ** (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- جو کی روٹی

٣٣٤٣ـ أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٧٦ من حديث يزيد به.

٣٣٤٤ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان النبي ﷺ وأصحابه يأكلون، ح: ٥٤١٦ من حديث منصور به.

٣٣٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ، وَمَا فِي بَيْتِي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ، إِلَّا شَطْرُ شَعِيرٍ، فِي رَفٍّ لِي. فَأَكَلْتُ مِنْهُ، حَتَّى طَالَ عَلَيَّ. فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ.

۳۳۴۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ فوت ہوئے تو میرے گھر میں انسان کے کھانے کی کوئی چیز نہ تھی مگر تھوڑے سے جو میری ٹانڈ پر پڑے ہوئے تھے۔ میں اس میں سے (لے لے کر) کھاتی رہی حتی کہ کافی مدت گزر گئی۔ (آخر) میں نے انھیں ماپ لیا تو وہ (جلد ہی) ختم ہو گئے۔

فوائد ومسائل: ① [رَفّ] ''ٹانڈ'' کی وضاحت امام ابن اثیر ؒ نے یوں کی ہے: ''دیوار کے پہلو میں زمین سے بلند ایک لکڑی جس پر محفوظ رکھنے کے لیے چیزوں کو رکھا جاتا ہے۔'' ② کھانے پینے کی یا عام استعمال کی اشیاء گھر میں ماپے تولے بغیر پڑی ہوں تو ان میں برکت ہوتی ہے۔ ③ ام المومنین کے پاس جو بظاہر تھوڑے سے جو تھے ان کا خیال تھا کہ ایک دو دن میں ختم ہو جائیں گے، ماپنے سے معلوم ہو گیا کہ اتنے دن تک استعمال ہو سکتے ہیں چنانچہ اتنے دن گزرے تو وہ ختم ہو گئے۔

٣٣٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ حَتَّى قُبِضَ.

۳۳۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ کے اہل خانہ نے کبھی جو کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی حتی کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے۔

٣٣٤٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ هِلَالِ

۳۳۴۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر مسلسل کئی کئی

٣٣٤٥ـ أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب نفقة نساء النبي ﷺ بعد وفاته، ح: ٣٠٩٧ عن ابن أبي شيبة به، ومسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٧٣ من حديث أبي أسامة به، وانظر، ح: ٣٣٤٣.

٣٣٤٦ـ أخرجه مسلم، انظر الباب السابق، ح: ٢٩٧٠/ ٢٢ عن محمد بن بشار به.

٣٣٤٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ما جاء في معيشة النبي ﷺ وأهله، ح: ٢٣٦٠ عن عبدالله بن معاوية به، وقال: "هٰذا حديث حسن صحيح".

ابْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَبِيتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِياً، وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُونَ الْعَشَاءَ. وَكَانَ عَامَّةَ خُبْزِهِمْ خُبْزُ الشَّعِيرِ.

راتیں ایسی آتی تھیں کہ آپ خالی پیٹ رات گزارتے تھے' اور آپ کے گھر والوں کو بھی رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا' جبکہ اس وقت لوگوں کی عام غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔

٣٣٤٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ [وَكَانَ يُعَدُّ مِنَ الْأَبْدَالِ]: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ نُوحِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَبِسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الصُّوفَ، وَاحْتَذَى الْمَخْصُوفَ.

٣٣٤٨- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اون کا لباس اور پیوند لگا جوتا پہن لیتے تھے۔

وَقَالَ: أَكَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَشِعاً وَلَبِسَ خَشِناً.

اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے موٹا کھایا اور موٹا پہنا۔

فَقِيلَ لِلْحَسَنِ: مَا الْبَشِعُ؟ قَالَ: غَلِيظُ الشَّعِيرِ. مَا كَانَ يُسِيغُهُ إِلَّا بِجُرْعَةِ مَاءٍ.

حسن رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: موٹا کھانے سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: جو کی موٹی روٹی جو پانی کے گھونٹ کے بغیر حلق سے نیچے نہیں اترتی تھی۔

فائدہ: صحابۂ کرام وتابعین کے زمانے میں اون کا لباس سب سے سستا اور ادنیٰ شمار ہوتا تھا۔ سوت کا کپڑا قیمتی اور نفیس سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح گندم کی روٹی وہی لوگ کھاتے تھے جو عیش وعشرت کی زندگی گزارتے تھے۔ عام لوگ جو کی روٹی کھاتے تھے۔

(المعجم ٥٠) - بَابُ الِاقْتِصَادِ فِي الْأَكْلِ وَكَرَاهَةِ الشِّبَعِ (التحفة ٥٠)

باب:٥٠- کھانے میں اعتدال کا' اور پیٹ بھر کر کھانے کی کراہت کا بیان

٣٣٤٨- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٧/ ٢٥٠٨، ٢٥٠٩ من حديث بقية به * يوسف بن أبي كثير مجهول(تقريب)، والحسن عنعن، وتقدم ح: ٧١، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، نوح بن ذكوان متفق على ضعفه".

٣٣٤٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ أُمِّهَا أَنَّهَا سَمِعَتِ الْمِقْدَامَ ابْنَ مَعْدِيكَرِبَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ. حَسْبُ الْآدَمِيِّ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ. فَإِنْ غَلَبَتِ الْآدَمِيَّ نَفْسُهُ، فَثُلُثٌ لِلطَّعَامِ، وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ، وَثُلُثٌ لِلنَّفَسِ».

۳۳۴۹- حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی پیٹ سے برا کوئی برتن نہیں بھرتا۔ آدمی کو تو چند لقمے کافی ہیں جن سے اس کی کمر سیدھی رہے۔ اگر آدمی پر اس کا نفس غالب آ جائے (اور وہ زیادہ کھانا چاہے) تو ایک تہائی کھانے کے لیے' ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے (رکھ لے۔)''

فوائد ومسائل: ① ضرورت سے زیادہ کھانا ہضم نہیں ہوتا اور کوئی فائدہ پہنچائے بغیر جسم سے خارج ہو جاتا ہے' اس لیے اتنا ہی کھانا کھانا چاہیے جو پوری طرح ہضم ہو کر جسم کے لیے مفید ثابت ہو۔ ② کھانے کا مقصد زندگی کو قائم رکھنا ہے' لہٰذا طرح طرح کے پر تکلف کھانے تیار کرنے اور انھیں کھانے میں وقت ضائع کرنے کی بجائے کسی نیکی کے مفید اور بامقصد کام میں وقت صرف کیا جانا چاہیے۔

٣٣٥٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَبُو يَحْيَى عَنْ يَحْيَى الْبَكَّاءِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «كُفَّ جُشَاءَكَ عَنَّا. فَإِنَّ أَطْوَلَكُمْ جُوعاً، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَكْثَرُكُمْ شِبَعاً، فِي دَارِ الدُّنْيَا».

۳۳۵۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی موجودگی میں ایک آدمی نے ڈکار لی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ڈکاریں روک لو۔ قیامت کے دن وہی لوگ زیادہ طویل بھوک برداشت کریں گے جو دنیا میں زیادہ سیر ہوتے ہیں۔''

٣٣٥١- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ سُلَيْمَانَ

۳۳۵۱- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ان

٣٣٤٩ـ [صحيح] وله شاهد عند الترمذي، ح: ٢٣٨٠، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٤٩، والحاكم: ٤/ ٣٣١، ٣٣٢، والذهبي.

٣٣٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، [باب حديث: أكثرهم شبعًا في الدنيا ...]، ح: ٢٤٧٨ من حديث عبدالعزيز به، وقال: "حسن غريب"، وقال أبوحاتم: "هذا حديث منكر"، وللحديث شواهد ضعيفة، والله أعلم.

٣٣٥١ـ [حسن] أخرجه العقيلي: ٣/ ٣٦٠، والأصبهاني في الحلية: ١/ ١٩٨، ١٩٩ من حديث محمد بن الصباح

الْعَسْكَرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَفِيُّ عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَطِيَّةَ ابْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ، وَأُكْرِهَ عَلَى طَعَامٍ يَأْكُلُهُ فَقَالَ: حَسْبِي. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ شِبَعاً فِي الدُّنْيَا، أَطْوَلُهُمْ جُوعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

سے ایک کھانا کھانے پر اصرار کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: (جتنا کھالیا وہی) کافی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ''دنیا میں زیادہ سیر ہونے والے لوگ قیامت کے دن زیادہ طویل عرصے تک بھوکے رہیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① کم کھانے والا بھوک برداشت کر سکتا ہے' قیامت کے دن بھی اسے بھوک برداشت کرنا آسان ہوگا۔ ② زیادہ کھانے کے شائق حلال وحرام میں امتیاز کرنے کی کوشش نہیں کرتے' اس لیے صریح حرام سے بچ بھی جائیں تو مشکوک تو کھا ہی لیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے وہ قیامت کے دن سزا کے مستحق قرار پائیں گے۔ ③ ڈکار لینا پیٹ بھر کر کھانے کی علامت ہے جو مستحسن نہیں۔

(المعجم ٥١) - بَابٌ: مِنَ الْإِسْرَافِ أَنْ تَأْكُلَ كُلَّ مَا اشْتَهَيْتَ (التحفة ٥١)

باب: ۵۱- ہر مرغوب نفس چیز کھانا بھی فضول خرچی ہے

٣٣٥٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَيَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ نُوحِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ السَّرَفِ أَنْ تَأْكُلَ

۳۳۵۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھی فضول خرچی ہے کہ تو ہر وہ چیز کھائے جس کی تجھے خواہش ہو۔''

به* سعيد بن محمد الوراق ضعيف(تقريب)، وفيه علة أخرى، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه صاحب الحلية: ٣/ ٣٤٦، وحسنه المنذري.

٣٣٥٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبونعيم في الحلية: ١٠/ ٢١٣ من حديث هشام بن عمار به، وقال: "غريب عن حديث الحسن عن أنس، لا أعلم رواه إلا نوح"، وانظر، ح: ٣٣٤٨ لعلله، وضعفه البوصيري.

كُلَّ مَا اشْتَهَيْتَ».

(المعجم ٥٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِلْقَاءِ الطَّعَامِ (التحفة ٥٢)

باب:٥٢- کھانا پھینکنے کی ممانعت کا بیان

٣٣٥٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا وَسَّاجُ بْنُ عُقْبَةَ ابْنِ وَسَّاجٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُوقَرِيُّ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ. فَرَأَى كِسْرَةً مُلْقَاةً. فَأَخَذَهَا فَمَسَحَهَا ثُمَّ أَكَلَهَا، وَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ أَكْرِمِي كَرِيماً. فَإِنَّهَا مَا نَفَرَتْ عَنْ قَوْمٍ قَطُّ، فَعَادَتْ إِلَيْهِمْ».

٣٣٥٣- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ گھر تشریف لائے تو (روٹی کا) ایک ٹکڑا (زمین پر) گرا ہوا دیکھا۔ آپ نے اسے اٹھایا صاف کیا اور کھالیا۔ پھر فرمایا: ”اے عائشہ! عزت والے (رزق) کا احترام کر۔ یہ جن لوگوں کے پاس سے چلا جاتا ہے دوبارہ ان کے پاس نہیں آتا۔“

(المعجم ٥٣) - بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْجُوعِ (التحفة ٥٣)

باب:٥٣- بھوک سے (اللہ کی) پناہ مانگنا

٣٣٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا هُرَيْمٌ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ كَعْبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ».

٣٣٥٤- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ میں آتا ہوں وہ بستر کی بری ساتھی ہے۔ اور خیانت سے تیری پناہ میں آتا ہوں وہ بری ہمراز ہے۔“

٣٣٥٣ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن أبي الدنيا في الشكر، ح: ٢ من حديث الوليد بن محمد به، وتابعه القاسم بن غصن، فضيلة الشكر للخرائطي، ح: ٦٨، وخالد بن إسماعيل المخزومي (ابن عدي) الأول ضعيف، والثاني كذبه ابن عدي، وللحديث شواهد ضعيفة جدًا.

٣٣٥٤ـ [حسن] * هريم تابعه معمر، عبدالرزاق: ١٠/ ٤٤٠، وشرح السنة للبغوي: ٥/ ١٧٠ إلا أنه قال: "عن ليث عن رجل عن أبي هريرة"، والليث تقدم، ح: ٢٠٨، وكعب مجهول (تقريب)، وللحديث شاهد عند أبي داود، ح: ١٥٤٧، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٤، وفيه ابن عجلان تقدم، ح: ١٩٦٧.

فوائد ومسائل: ① جس طرح زیادہ کھانا اور عیش اچھا نہیں' اسی طرح زیادہ بھوک اور فقر جس پر صبر نہ ہو سکے' بہتر نہیں۔ ② حلال روزی مانگنا اور اس کے حصول کی کوشش کرنا زہد وتوکل کے منافی نہیں۔ ③ ضَجِيع کا لفظی مطلب ''ساتھ لیٹنے والا'' ہے۔ بھوک کی حالت میں نہ توجہ سے عبادت ادا ہو سکتی ہے اور نہ آرام سے سویا جا سکتا ہے۔ ایسی بھوک سے اللہ کی پناہ مانگنا ہی بہتر ہے۔ ④ بِطَانَة اس لباس کو کہتے ہیں جو جسم سے متصل پہنا جاتا ہے' اور دوسرے کپڑے اسے چھپا لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے انتہائی گہرا دوست جو انسان کے ذاتی معاملات سے واقف ہو' اسے بھی بطانہ کہتے ہیں۔ خیانت ایک پوشیدہ عیب ہے۔ جب راز فاش ہو جائے تو انسان بدنام ہو جاتا ہے' اس لیے اس سے محفوظ رہنے کی دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ ⑤ نیک آدمی کو نیکی پر قائم رہنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد اور توفیق کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ٥٤) - بَابُ تَرْكِ الْعَشَاءِ (التحفة ٥٤)

باب:۵۴- رات کا کھانا ترک کرنا

٣٣٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَاهُ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَدَعُوا الْعَشَاءَ وَلَوْ بِكَفٍّ مِنْ تَمْرٍ. فَإِنَّ تَرْكَهُ يُهْرِمُ».

۳۳۵۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کا کھانا مت چھوڑو' خواہ مٹھی بھر کھجوریں ہی سہی' اس لیے کہ اس کا چھوڑ دینا (آدمی کو جلد) بوڑھا کر دیتا ہے۔''

(المعجم ٥٥) - بَابُ الضِّيَافَةِ (التحفة ٥٥)

باب:۵۵- مہمان نوازی

٣٣٥٦- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ:

۳۳۵۶- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

٣٣٥٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] إبراهيم بن عبدالسلام ضعيف، وشيخه متروك (تقريب)، وله طريق آخر عند ابن النجار، اللآلي المصنوعة: ٢/ ٢٥٥، وإسناده مظلم جدًا، وفيه أبوالهيثم القرشي، قال ابن عدي: كذاب، ميزان: ٤/ ٥٨٤، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ١٨٥٦، وقال: " حديث منكر، عنبسة يضعف في الحديث (ح: ١٢٤٢)، وعبدالملك بن علاق مجهول".

٣٣٥٦ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٤/ ١٢٥ ح: ٣١٩٧ من حديث كثير به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١٨٦٢ لحال كثير، وأما جبارة فتوبع، رواه عبدالله بن صالح عن كثير به.

حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَيْرُ أَسْرَعُ إِلَى الْبَيْتِ الَّذِي يُغْشَى، مِنَ الشَّفْرَةِ إِلَى سَنَامِ الْبَعِيرِ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں مہمان آتے ہیں اس میں بھلائی اس سے بھی زیادہ جلدی آتی ہے جتنی جلدی چھری اونٹ کے کوہان پر چلتی ہے۔''

٣٣٥٧- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَهْشَلٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَيْرُ أَسْرَعُ إِلَى الْبَيْتِ الَّذِي يُؤْكَلُ فِيهِ، مِنَ الشَّفْرَةِ إِلَى سَنَامِ الْبَعِيرِ».

٣٣٥٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں مہمان کھانا کھاتے ہیں' اس میں بھلائی اس سے بھی جلد آتی ہے جتنی جلدی چھری اونٹ کے کوہان پر چلتی ہے۔''

٣٣٥٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَيْفِهِ إِلَى بَابِ الدَّارِ».

٣٣٥٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھی سنت ہے کہ آدمی مہمان کے ساتھ (اسے رخصت کرتے وقت) گھر کے دروازے تک آئے۔''

(المعجم ٥٦) - باب: إِذَا رَأَى الضَّيْفُ مُنْكَرًا رَجَعَ (التحفة ٥٦)

باب:٥٦- جب مہمان کوئی خلاف شرع کام دیکھے تو (کھانا کھائے بغیر) واپس ہو جائے

٣٣٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

٣٣٥٩- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں

٣٣٥٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري من أجل جبارة، تقدم، ح: ٧٤٠، وعبدالرحمٰن بن نهشل غلط، صوابه: المحاربي عبدالرحمٰن عن نهشل وهو ابن سعيد، راجع التقريب وغيره * ونهشل متروك، كذبه إسحاق بن راهويه (تقريب)، والضحاك لم يلق ابن عباس، راجع جامع التحصيل للعلائي، ص: ١٩٩، فالسند مظلم ساقط.

٣٣٥٨ـ [إسناده موضوع] أخرجه القضاعي في مسند الشهاب: ٢/ ١٨٥، ح: ١١٥٠ من حديث علي بن ميمون به، وتابعه إسماعيل بن أبان الوراق، وضعفه البوصيري من أجل علي بن عروة، تقدم، ح: ٢٨٢٣، وله شاهد عند ابن عدي: ٣/ ١١٧٣، وفيه سلم بن سالم، قال ابن حبان: "منكر الحديث . . . وكان ابن المبارك يكذبه".

٣٣٥٩ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٨/ ٢١٣، الزينة، التصاوير، ح: ٥٣٥٣ من حديث وكيع به * قتادة تقدم،◄

وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: صَنَعْتُ طَعَامًا. فَدَعَوْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَجَاءَ فَرَأَىٰ فِي الْبَيْتِ تَصَاوِيرَ. فَرَجَعَ.

نے فرمایا: میں نے کھانا تیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو گھر میں تصویریں نظر آئیں' چنانچہ آپ ﷺ واپس چلے گئے۔

۳۳۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللهِ الْجَزَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ: حَدَّثَنَا سَفِينَةُ، أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ: أَنَّ رَجُلًا ضَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ. فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا. فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: لَوْ دَعَوْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَكَلَ مَعَنَا. فَدَعَوْهُ فَجَاءَ. فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى عِضَادَتَيِ الْبَابِ. فَرَأَى قِرَامًا فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ. فَرَجَعَ. فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ: الْحَقْ. فَقُلْ لَهُ: مَا أَرْجَعَكَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَنْ أَدْخُلَ بَيْتاً مُزَوَّقًا».

۳۳۶۰- حضرت ابوعبدالرحمٰن سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعوت کی۔ اس نے ان کے لیے کھانا تیار کیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کاش ہم نبی ﷺ کی بھی دعوت کرتے اور آپ ہمارے ساتھ کھانا کھاتے۔ (اس تجویز کے مطابق) انھوں نے نبی ﷺ کی دعوت کی۔ آپ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ دروازے کی چوکھٹ پر رکھا۔ آپ کو گھر میں ایک طرف ایک باریک پردہ نظر آیا تو آپ واپس لوٹ گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: جلدی سے جایئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیجیے: اے اللہ کے رسول! آپ واپس کیوں تشریف لے گئے؟ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر) نبی ﷺ نے فرمایا: ''مزین گھر میں داخل ہونا میری شان کے لائق نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① کھانے کی دعوت دینا اور دعوت قبول کرنا اچھے اخلاق میں شامل ہے۔ ② پردے سے مراد وہ کپڑا ہے جو گھر میں زینت کے لیے لٹکایا جائے۔ دروازے یا کھڑکی پر اس لیے لٹکایا ہوا کپڑا کہ باہر سے کسی کی نظر اندر نہ پڑے' مطلوب ہے۔ ③ سادگی شرعاً مطلوب ہے۔ بے جا تکلفات سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ نامناسب چیز سامنے آنے پر فوراً تنبیہ کرنا مناسب ہے بشرطیکہ تاخیر میں کوئی حکمت نہ ہو۔ ⑤ اگر دعوت دینے والا کسی ناجائز کام کا ارتکاب کرے تو کھانا کھائے بغیر واپس چلے جانا جائز ہے' البتہ اگر وہ اس غلطی

◄ ح: ۱۷۵، والحديث الآتي شاهد له.

۳۳۶۰ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب الرجل يدعى فيرى مكروهًا، ح: ۳۷۵۵ من حديث حماد به.

کا ازالہ کردے تو واپس نہ جائیں۔

(المعجم ٥٧) - **بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ السَّمْنِ وَاللَّحْمِ** (التحفة ٥٧)

باب:۵۷-گوشت اور گھی ملا کر کھانا

٣٣٦١- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَرْحَبِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي يَعْفُورَ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ، وَهُوَ عَلٰى مَائِدَتِهِ. فَأَوْسَعَ لَهُ عَنْ صَدْرِ الْمَجْلِسِ. فَقَالَ: بِسْمِ اللهِ. ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ فَلَقِمَ لُقْمَةً. ثُمَّ ثَنَّى بِأُخْرٰى. ثُمَّ قَالَ: إِنِّي لَأَجِدُ طَعَامَ دَسَمٍ. مَا هُوَ بِدَسَمِ اللَّحْمِ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنِّي خَرَجْتُ إِلَى السُّوقِ أَطْلُبُ السَّمِينَ لِأَشْتَرِيَهُ. فَوَجَدْتُهُ غَالِياً. فَاشْتَرَيْتُ بِدِرْهَمٍ مِنَ الْمَهْزُولِ. وَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِدِرْهَمٍ سَمْناً. فَأَرَدْتُ أَنْ يَتَرَدَّدَ عِيَالِي عَظْماً عَظْماً. فَقَالَ عُمَرُ: مَا اجْتَمَعَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَطُّ، إِلَّا أَكَلَ أَحَدَهُمَا وَتَصَدَّقَ بِالْآخَرِ.

۳۳۶۱-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' وہ کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت عمر ؓ تشریف لے آئے۔انھوں نے مجلس کے احترام والے مقام پر انھیں جگہ دی۔ (حضرت عمر بیٹھ گئے اور کھانا شروع کرتے ہوئے) فرمایا: بسم اللہ، پھر ہاتھ بڑھا کر ایک لقمہ لیا' پھر دوسرا لقمہ لیا۔ پھر فرمایا: مجھے چکنائی کا مزا محسوس ہو رہا ہے۔اور یہ چکنائی گوشت کی چکنائی نہیں (گوشت میں تھوڑی بہت چربی ہوا ہی کرتی ہے۔) حضرت عبداللہ ؓ نے عرض کیا: امیر المومنین! میں فربہ (جانور کے) گوشت کی تلاش میں' اسے خریدنے بازار گیا۔ مجھے وہ مہنگا محسوس ہوا۔ میں نے ایک درہم کا دبلے (جانور کے گوشت) میں سے خرید لیا (جس میں چربی نہیں تھی۔) اور اس پر ایک درہم کا گھی ڈال لیا۔ میں چاہتا تھا کہ میرے بچوں کو ایک ایک ہڈی مل جائے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جب بھی یہ دونوں چیزیں (گوشت اور گھی) جمع ہو جاتی تھیں' آپ ان میں سے ایک تناول فرماتے تھے اور دوسری چیز صدقہ کر دیتے تھے۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ: خُذْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَنْ

حضرت عبداللہ ؓ نے کہا: امیر المومنین! (اب تو)

٣٣٦١ـ **[إسناده حسن]** وحسنه البوصيري، وقال ابن كثير في مسند الفاروق: ٢/ ٦٤٨: "تفرد به ابن ماجه" * يونس حسن الحديث، وثقه جماعة.

يَجْتَمِعَا عِنْدِي إِلَّا فَعَلْتُ ذٰلِكَ. قَالَ: مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ.

تناول فرمایئے۔ (آئندہ) میرے پاس جب بھی یہ دونوں جمع ہوں گے، میں بھی اسی طرح کیا کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہیں کھاؤں گا۔

(المعجم ٥٨) - **بَابُ مَنْ طَبَخَ فَلْيُكْثِرْ مَاءَهُ** (التحفة ٥٨)

باب:۵۸- سالن پکاتے وقت زیادہ پانی ڈالیں

٣٣٦٢- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْخَزَّازُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا عَمِلْتَ مَرَقَةً، فَأَكْثِرْ مَاءَهَا، وَاغْتَرِفْ لِجِيرَانِكَ مِنْهَا».

۳۳۶۲- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تو شوربہ تیار کرے تو اس میں پانی زیادہ ڈال لیا کر۔ اور اس میں سے کچھ شوربہ اپنے پڑوسیوں کو دے دیا کر۔"

فوائد ومسائل: ① ہمسایوں میں اچھے تعلقات قائم رکھنے کے لیے تحفے تحائف کا لین دین بہت اچھا طریقہ ہے۔ ② قیمتی تحائف کی بجائے ایسی چیز دینا بہتر ہے جو فوری استعمال میں آ جائے۔ ③ جب کوئی خاص کھانا تیار کیا جائے تو کچھ نہ کچھ ہمسایوں کے ہاں بھی بھیجا جائے۔ ④ عام سادہ کھانا بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ ⑤ معمولی ہدیہ ملے تو قبول کر لینا چاہیے اور شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ ⑥ گوشت میں پانی زیادہ ڈال کر کچھ سالن ہمسایوں کے ہاں بھیج دینا ایسا طریقہ ہے جس کے لیے خاص طور پر اضافی خرچ نہیں کرنا پڑتا۔ اس قسم کی اور چیزیں بھی ہو سکتی ہیں۔

(المعجم ٥٩) - **بَابُ أَكْلِ الثُّومِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ** (التحفة ٥٩)

باب:۵۹- لہسن، پیاز اور گندنا کھانا

٣٣٦٣- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي

۳۳۶۳- حضرت معدان بن ابوطلحہ یعمری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعے کے دن خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا

٣٣٦٢- أخرجه مسلم، البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان إليه، ح: ٢٦٢٥/ ١٤٢ من حديث أبي عمران به.

٣٣٦٣- [صحيح] تقدم، ح: ١٠١٤.

الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيِّ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَطِيباً. فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ. لَا أُرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ: هٰذَا الثُّومُ وَهٰذَا الْبَصَلُ. وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرَّجُلَ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، يُوجَدُ رِيحُهُ مِنْهُ، فَيُؤْخَذُ بِيَدِهِ حَتَّى يُخْرَجَ بِهِ إِلَى الْبَقِيعِ. فَمَنْ كَانَ آكِلَهُمَا، لَا بُدَّ، فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخاً.

کے بعد فرمایا: اے لوگو! تم دو پودے کھاتے ہو' میں تو انھیں برا ہی سمجھتا ہوں' یعنی یہ لہسن اور یہ پیاز۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیکھا ہے کہ اگر کسی آدمی سے اس (لہسن یا پیاز) کی بو محسوس ہوتی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بقیع (کے میدان) کی طرف نکال دیا جاتا تھا' اس لیے جس نے ضرور انھیں کھانا ہو' وہ انھیں پکا کر (ان کی بو) ختم کر دے۔

فوائد و مسائل: ① جب مسجد میں جانا ہو تو کچا پیاز یا لہسن نہیں کھانا چاہیے۔ ② اگر کھانا پڑے تو نماز سے اتنی دیر پہلے کھایا جائے کہ نماز کے وقت تک اس کی بو ختم ہو جائے' یا کوئی ایسی چیز کھالی جائے جس سے پیاز کی بو ختم ہو جائے۔ ③ اگر لہسن یا پیاز سالن میں ڈال کر پکا لیا جائے تو اس کی بو ختم ہو جاتی ہے۔ ایسا سالن کھا کر مسجد میں جانے میں کوئی حرج نہیں۔ ④ جب ایک مسئلہ پہلے بیان کیا جا چکا ہو' اس کے بعد اس کے متعلق غلطی کرنے والے کو سختی سے تنبیہ کی جا سکتی ہے۔ ⑤ مسجد سے نکالنے کا مقصد یہ تھا کہ بو ختم ہونے پر مسجد میں آئے۔ ⑥ سگریٹ کی بو پیاز کی بو سے بہت زیادہ ناگوار ہوتی ہے' نیز یہ حرام بھی ہے' لہٰذا ہر مسلمان کو اس سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے' خواہ نماز کا وقت ہو یا دوسرا کوئی وقت۔

٣٣٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ أَيُّوبَ قَالَتْ: صَنَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَاماً، فِيهِ مِنْ بَعْضِ الْبُقُولِ. فَلَمْ يَأْكُلْ، وَقَالَ: «إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ

٣٣٦٤- حضرت ام ایوب انصاریہ ؓ (میزبان رسول ابو ایوب انصاری ؓ کی اہلیہ) سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ اس میں کوئی (ناگوار بو والی) سبزی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے (وہ کھانا) نہ کھایا۔ اور فرمایا: ''میں اپنے ساتھی

٣٣٦٤ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ما جاء في الرخصة في أكل الثوم مطبوخًا، ح: ١٨١٠ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٧١، وابن حبان، ح: ٢٠٩٠، وهو مخرج في تخريج مسند الحميدي، ح: ٣٤٠ بتحقيقي * ابن عيينة صرح بالسماع عنده، أبويزيد المكي حسن الحديث كما في المرجع المشار إليه آنفًا، وللحديث شواهد.

أُوذِيَ صَاحِبِي».

(جبریل علیہ السلام) کو تکلیف دینا پسند نہیں کرتا۔"

٣٣٦٥- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا أَبُو شُرَيْحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نِمْرَانَ الْحَجْرِيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ نَفَراً أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ. فَوَجَدَ مِنْهُمْ رِيحَ الْكُرَّاثِ. فَقَالَ: «أَلَمْ أَكُنْ نَهَيْتُكُمْ عَنْ أَكْلِ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ الْإِنْسَانُ».

۳۳۶۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند افراد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کو ان سے گندنے کی بو محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا: "کیا میں نے تمھیں یہ پودا کھانے سے منع نہیں کیا تھا؟ جس چیز سے انسان کو ایذا پہنچتی ہے اس سے فرشتے بھی ایذا محسوس کرتے ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① گندنا' پیاز سے ملتی جلتی چیز ہے جس میں پیاز کی طرح بو ہوتی ہے۔ ② فرشتے بدبو سے نفرت کرتے اور اذیت محسوس کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان چیزوں سے اجتناب کرتے تھے تاکہ جبریل علیہ السلام کو ناگواری نہ ہو۔ ③ مسلمان کو فرشتوں کا احترام کرتے ہوئے ناگوار بو والی چیز کھانے سے' فحش الفاظ بولنے سے' عریانی اور فحش حرکات سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ④ لہسن، پیاز اور گندنا حرام نہیں' تاہم انھیں استعمال کرنا پڑے تو پکا لینا چاہیے' یا بعد میں کوئی ایسی چیز کھا لینی چاہیے جس سے منہ کی بو ختم ہو جائے۔

٣٣٦٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ دُخَيْنٍ الْحَجْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: «لَا تَأْكُلُوا الْبَصَلَ» ثُمَّ قَالَ كَلِمَةً خَفِيَّةً: «النِّيءَ».

۳۳۶۶- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "پیاز نہ کھایا کرو۔" پھر آہستہ سے یہ لفظ فرمایا: "کچا نہ کھاؤ۔"

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم گزشتہ صحیح احادیث سے واضح ہے کہ مسجد میں جاتے وقت کچا پیاز

٣٣٦٥ـ [صحيح] وله شواهد في صحيح مسلم، ح: ٥٦٤/ ٧٤، ومسند الإمام أحمد: ٣/ ٣٨٧ وغيرهما.

٣٣٦٦ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل ابن لهيعة، تقدم، ح: ٣٣٠، وشيخه، وشيخ شيخه مجهولان كما في التقريب وغيره.

کھانا ناجائز ہے' پکا ہوا کھانا جائز ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے [ثُمَّ قَالَ كَلِمَةً خَفِيَّةً النِّيءَ] ''پھر آہستہ سے یہ لفظ فرمایا: کچا نہ کھاؤ'' کے علاوہ باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' رقم: ٢٣٨٩)

(المعجم ٦٠) - **بَابُ أَكْلِ الْجُبْنِ وَالسَّمْنِ** (التحفة ٦٠)

باب: ٦٠- پنیر اور گھی کھانا

٣٣٦٧- **حَدَّثَنَا** إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ السَّمْنِ وَالْجُبْنِ وَالْفِرَاءِ؟ قَالَ: «اَلْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللهُ فِي كِتَابِهِ. وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللهُ فِي كِتَابِهِ. وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ».

٣٣٦٧- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گھی' پنیر اور پوستین کے بارے میں سوال کیا گیا' آپ نے فرمایا: ''حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور حرام وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے۔ اور جس کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے' وہ ان چیزوں میں شامل ہے جن کے بارے میں اللہ نے معافی دے دی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① فِرَاء کے دو معنی ہیں: (ا) فَرْو کی جمع' یعنی پوستین یا کھال سے بنا ہوا لباس۔ (ب) فَرَأ جمع' یعنی حمار وحشی (گورخر) یہاں دونوں مطلب صحیح ہو سکتے ہیں۔ (گورخر کی وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث: ٣٠٩٠ کا فائدہ نمبر ۱) ② اللہ کی کتاب سے مراد اللہ کا قانون ہے جس میں قرآن اور حدیث دونوں شامل ہیں۔ ③ جن چیزوں کے بارے میں حرمت کی صراحت نہ ہو بلکہ حرمت کا اشارہ ملتا ہو' وہ بھی حرام ہیں' مثلاً: وہ جانور جنھیں مار ڈالنے کا حکم ہے۔ (دیکھیے حدیث: ٣٠٨٧) یا جنھیں قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ٣٢٢٣) ④ جن چیزوں میں حرمت کا کوئی سبب نہ پایا جائے وہ حلال ہیں' خواہ ان کا ذکر قرآن وحدیث میں آیا ہو یا نہ آیا ہو۔

(المعجم ٦١) - **بَابُ أَكْلِ الثِّمَارِ** (التحفة ٦١)

باب: ٦١- پھل کھانا

٣٣٦٨- **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

٣٣٦٨- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت

٣٣٦٧ـ [حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في لبس الفراء، ح: ١٧٢٦ عن إسماعيل بن موسى به، وقال: "غريب"، وذكر كلامًا * سيف بن هارون ضعيف (تقريب)، وللحديث شاهد عند الحاكم: ٢/ ٣٧٥، وصححه، ووافقه الذهبي، وحسنه الهيثمي، مجمع: ١/ ١٧١، وانظر: ٧/ ٥٥، وقال البزار: "إسناده صالح".

٣٣٦٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٢/ ٥٣٦، ح: ١٩٢٠ من حديث عثمان بن سعيد الحمصي

سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عِرْقٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ عِنَبٌ مِنَ الطَّائِفِ. فَدَعَانِي فَقَالَ: «خُذْ هٰذَا الْعُنْقُودَ فَأَبْلِغْهُ أُمَّكَ» فَأَكَلْتُهُ قَبْلَ أَنْ أُبْلِغَهُ إِيَّاهَا. فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ لَيَالٍ قَالَ لِي: «مَا فَعَلَ الْعُنْقُودُ؟ هَلْ أَبْلَغْتَهُ أُمَّكَ؟» قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَسَمَّانِي غُدَرَ.

ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ کی خدمت میں طائف کے انگور ہدیہ کے طور پر پیش کیے گئے۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: ''یہ خوشہ لے لو اور اپنی والدہ کے پاس لے جاؤ۔'' میں نے والدہ کے پاس پہنچانے سے پہلے خود ہی کھالیا۔ پھر کئی راتوں کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اس خوشے کا کیا بنا؟ کیا تم نے وہ اپنی والدہ کو پہنچا دیا تھا؟'' میں نے کہا: نہیں۔ رسول ﷺ نے میرا نام دھوکے باز رکھ دیا (مجھے دھوکے باز فرمایا۔)

٣٣٦٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ: حَدَّثَنَا نُقَيْبُ بْنُ حَاجِبٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ الزُّبَيْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، [وَ] بِيَدِهِ سَفَرْجَلَةٌ. فَقَالَ: «دُونَكَهَا، يَا طَلْحَةُ! فَإِنَّهَا تُجِمُّ الْفُؤَادَ».

٣٣٦٩- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے ہاتھ میں سفرجل (بہی کا پھل) تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اے طلحہ! یہ لے لو' اس سے دل کو راحت (اور قوت) حاصل ہوتی ہے۔''

(المعجم ٦٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مُنْبَطِحًا (التحفة ٦٢)

باب:٦٢- لیٹ کر کھانے کی ممانعت کا بیان

٣٣٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ

٣٣٧٠- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع

◀◀ به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" ❊ عبدالرحمٰن بن عرق لم يوثقه غير ابن حبان، وروى ابن السني في "كتاب المازنة" من حديث عبدالله بن بسر المازني نحوه بالاختلاف، راجع تحفة الأشراف: ٩/ ٢٦.

٣٣٦٩ـ **[إسناده ضعيف]** ❊ نقيب، وأبوسعيد، وعبدالملك مجهولون كما في التقريب، وله شواهد عند ابن الجوزي في العلل المتناهية: ٢/ ١٦٥، ١٦٦، وأسانيدها ضعيفة.

٣٣٧٠ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب الجلوس على مائدة عليها بعض ما يكره، ح: ٣٧٧٤ من حديث كثير بن هشام به، وقال: "هٰذا الحديث لم يسمعه جعفر عن الزهري، وهو منكر"، وفيه علة أخرى، تقدم ح: ٧٠٧.

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلٰى وَجْهِهِ.

فرمایا کہ آدمی چہرے کے بل لیٹ کر کھائے۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم صحیح احادیث میں منہ کے بل لیٹنا ویسے بھی منع ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الأدب' باب ما جاء في كراهية الاضطجاع على البطن' حديث:۲۷۶۸' وسنن أبي داود' الأدب' حديث:۵۰۴۰) تو اس طرح لیٹ کر کھانا کب جائز ہوگا؟ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت کو دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني' رقم: ۲۳۹۴' والإرواء' رقم:۱۹۸۲)

مشروب کی تعریف اور اس سے متعلق چند ضروری آداب واحکام

* مشروب کی تعریف: ہر مائع چیز جو پی جائے' مشروب کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے کھانے اور پینے کی بے شمار چیزیں پیدا کی ہیں' پھر اپنی کمال رحمت سے انسانوں کے لیے مضر صحت یا مضر عقل چیزوں سے منع کر دیا ہے۔ ان ممنوعہ حرام چیزوں کے علاوہ تمام قسم کے کھانے اور مشروبات حلال ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ﴾ (البقرۃ ۲:۶۰) ''اللہ تعالیٰ کے رزق سے کھاؤ پیو۔''

* مشروبات کے چند آداب واحکام: ① کسی بھی مشروب کے استعمال سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا وہ حرام تو نہیں کیونکہ ایسا مشروب جو نشہ آور ہو' عقل ودانش کے لیے مضر ہو یا انسانی صحت کے لیے نقصان دہ ہو' اسے استعمال کرنا حرام ہے' چنانچہ ارشاد نبوی ہے: [كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ] (صحیح مسلم' الأشربة' باب بيان أن كل مسكر خمر و أن كل خمرٍ حرامٌ' حدیث:۲۰۰۳) ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔'' آپ نے شراب بنانے والے' بنوانے والے' پینے پلانے والے اور اس کا کاروبار اور اس میں تعاون کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (جامع الترمذي' البيوع' باب النهي أن يتخذ الخمر خلا' حديث:۱۲۹۵)

② مشروب پینے سے پہلے بسم اللہ اور پینے کے بعد الحمدللہ پڑھنی چاہیے۔

③ جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا' ان کا دودھ پینا بھی حرام ہے۔

④ تمباکو' سگریٹ' افیون' چرس' ہیروئن وغیرہ بھی اپنی ضرررسانیوں کی وجہ سے سخت حرام ہیں۔

⑤ ایسا جوس یا نبیذ جس میں نشے کے اثرات پیدا ہو چکے ہوں' پینا حرام ہے۔

⑥ مشروب کھڑے ہو کر پینا مکروہ ہے' البتہ بوقت ضرورت کھڑے ہو کر پینا جائز ہے' مثلاً: بیٹھنے کی مناسب جگہ نہ ہو یا بارش وغیرہ کی وجہ سے' لیکن بیٹھ کر مشروب پینا افضل ہے۔

⑦ مشروب کو تین سانسوں میں پینا سنت ہے۔ سانس لینے کے لیے برتن کو منہ سے ہٹا لینا چاہیے۔

⑧ اگر مشروب میں کوئی تنکا وغیرہ نظر آئے تو پھونک مارنا منع ہے' البتہ مشروب بہا کر اسے نکالا جا سکتا ہے۔

⑨ اگر پینے والے کچھ افراد ہوں تو دائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے۔

⑩ مشروب پلانے والا خود سب سے آخر میں پیئے۔

⑪ ہمیشہ دائیں ہاتھ سے مشروب پینا چاہیے کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان پیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٣٠) أَبْوَابُ الْأَشْرِبَةِ (التحفة ٢٢)

مشروبات سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابٌ: اَلْخَمْرُ مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ (التحفة ١)

باب:۱- شراب ہر برائی کی کنجی ہے

٣٣٧١- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ. ح: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، جَمِيعاً عَنْ رَاشِدٍ، أَبِي مُحَمَّدٍ [الْحِمَّانِيِّ]، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ: «لَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ».

۳۳۷۱- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھے میرے خلیل ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”شراب نہ پینا کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① خمر (شراب) سے مراد ہر نشہ آور چیز ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث:۳۳۹۰) ② شراب کی حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں اسے حرام اور شیطانی کام فرمایا گیا ہے۔ (المائدۃ۵:۹۰) ③ عقل اللہ کی ایسی عظیم نعمت ہے جس سے انسان دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی کے حصول کے لیے کوشش کرسکتا ہے۔ جان بوجھ کر اس نعمت سے محروم ہونے کی کوشش کرنا بہت بڑی ناشکری ہے۔ ④ انسان عقل کے ذریعے سے ہر گناہ اور نقصان دہ چیز اور عمل سے بچتا ہے۔ نشہ استعمال کرنے کے بعد اسے اپنے بھلے برے کی تمیز نہیں رہتی۔ اس صورت میں وہ ہر گناہ کا ارتکاب کرسکتا ہے۔

٣٣٧١ـ [إسناده حسن] أخرجه البخاري، في الأدب المفرد، ح:١٨ من حديث راشد بن نجيح به، وسيأتي، ح:٤٠٣٤، وحسنه البوصيري، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٣٧٢- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مُنِيرُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ نُسَيٍّ يَقُولُ: سَمِعْتُ خَبَّابَ بْنَ الْأَرَتِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِيَّاكَ وَالْخَمْرَ. فَإِنَّ خَطِيئَتَهَا تَفْرَعُ الْخَطَايَا، كَمَا أَنَّ شَجَرَتَهَا تَفْرَعُ الشَّجَرَ».

٣٣٧٢-حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراب سے پرہیز کرو۔ اس کا گناہ (دوسرے تمام) گناہوں سے اسی طرح بڑھ کر ہے جس طرح اس کا پودا درختوں سے بلند ہے۔'' (انگور کی بیل جس درخت پر چڑھتی ہے' اس سے بلند نظر آتی ہے۔)

(المعجم ٢) - بَابُ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ (التحفة ٢)

باب:٢- جو شخص دنیا میں شراب پیے' وہ آخرت میں (جنت کی شراب) نہیں پی سکے گا

٣٣٧٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ، إِلَّا أَنْ يَتُوبَ».

٣٣٧٣-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں شراب پیے گا' وہ آخرت میں نہیں پی سکے گا' سوائے اس صورت کے کہ وہ (شراب نوشی سے) توبہ کر لے۔''

٣٣٧٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ أَنَّ خَالِدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُسَيْنٍ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ».

٣٣٧٤-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں شراب پیے گا' وہ آخرت میں نہیں پی سکے گا۔''

٣٣٧٢_ [إسناده ضعيف] ﷺ منير ضعيف كما في التقريب وغيره.

٣٣٧٣_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب عقوبة من شرب الخمر إذا لم يتب منها بمنعه إياها في الآخرة، ح: ٢٠٠٣/ ٧٨ من حديث عبدالله بن نمير به.

٣٣٧٤_ [صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٢١٩، ح: ١٢٢ من حديث هشام به، وصححه ◀◀

فوائد ومسائل: ① انسان گناہوں کی وجہ سے جنت کی بعض نعمتوں سے محروم ہوسکتا ہے اگرچہ اس کے دوسرے گناہ معاف کر کے اسے جنت میں داخل کر دیا جائے۔ ② سچی توبہ سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں۔

(المعجم ٣) - بَابُ مُدْمِنِ الْخَمْرِ (التحفة ٣)

باب:٣- عادی شراب نوش

٣٣٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيُّ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مُدْمِنُ الْخَمْرِ كَعَابِدِ وَثَنٍ».

٣٣٧٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمیشہ شراب پینے والا بت پوجنے والے کی طرح ہے۔''

٣٣٧٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُتْبَةَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ».

٣٣٧٦- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① شراب نوشی کبیرہ گناہ ہے۔ ② آخرت میں اس کی سزا جنت سے محرومی ہے جبکہ دنیا میں اس سے کئی طرح کی مہلک بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ ③ بعض علماء بیان کرتے ہیں کہ عادی شرابی کا انجام اچھا نہیں ہوتا اور خطرہ ہے کہ اس گناہ کی وجہ سے ایمان سلب ہو جائے جس کی وجہ سے وہ دائمی جہنمی بن جائے۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ (التحفة ٤)

باب:٤- شراب پینے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی

◄◄ الحاكم: ٤/ ١٤١، والذهبي، وله شواهد عند البخاري، ح: ٥٥٧٥، ومسلم، ح: ٢٠٠٣ وغيرهما.

٣٣٧٥ـ [حسن] أخرجه ابن عدي في الكامل: ٦/ ٢٢٣٤ من حديث محمد بن سليمان به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٥، ٦، وله شواهد كثيرة، ورواه حماد بن سلمة بإسناد حسن عن عبدالله بن عمرو به من قوله، وصححه ابن الجوزي في العلل: ٢/ ١٨٣.

٣٣٧٦ـ [إسناده حسن] وحسنه البوصيري، وله شواهد عند ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٨١ وغيره.

٣٣٧٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا. وَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ. فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ. وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا. فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ. فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ. وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا. فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ. فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ. وَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا رَدْغَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: «عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ».

٣٣٧٧- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شراب پی اور اسے نشہ ہو گیا' اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ (توبہ کیے بغیر) مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اگر اس نے دوبارہ شراب پی لی اور اسے نشہ ہو گیا تو اس کی نماز (مزید) چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی۔ اگر (اس اثنا میں) وہ (توبہ کیے بغیر) مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔ اور اگر توبہ کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اگر اس نے پھر (تیسری بار) شراب پی اور اسے نشہ ہو گیا تو اس کی نماز (مزید) چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی۔ اگر وہ مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔ اور اگر توبہ کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اگر اس نے پھر (چوتھی بار) شراب پی تو اللہ تعالیٰ نے (ایسے شخص کے بارے میں) پختہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اسے قیامت کے دن گندی کیچڑ پلائے گا۔'' صحابۂ کرام ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! گندی کیچڑ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہنمیوں کی پیپ اور گندگی۔''

فوائد ومسائل: ① گناہ کی سزا یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عبادت قبول نہ ہو لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ شرابی نماز ترک کر دے کیونکہ ترک نماز ایک اور گناہ ہوگا جو شراب نوشی سے بھی بدتر ہے۔ ② توبہ سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتا ہے۔ ③ بار بار توبہ توڑنے سے مجرم کے دل میں توبہ کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ توبہ کرتے وقت دل میں ندامت پیدا نہیں ہوتی' چنانچہ وہ توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ④ کبیرہ گناہوں کے مرتکب جہنم میں جائیں گے اور سخت سزا کے مستحق ہوں گے۔

٣٣٧٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، توبة شارب الخمر، ح: ٥٦٧٣ من حديث الأوزاعي به.

(المعجم ٥) - بَابُ مَا يَكُونُ مِنْهُ الْخَمْرُ (التحفة ٥)

باب:۵-کس چیز سے بنی ہوئی (نشہ آور) چیز شراب ہوتی ہے؟

٣٣٧٨- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ السُّحَيْمِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ».

۳۳۷۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراب ان دو نباتات سے بنتی ہے: کھجور اور انگور۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شراب زیادہ تر ان دو چیزوں سے بنتی ہے۔ ② بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شراب صرف انگور سے بنے ہوئے نشہ آور مشروب کو کہا جاتا ہے۔ یہ رائے درست نہیں۔ ③ کسی چیز کا رس یا کسی چیز کو پانی میں ڈال کر بنایا ہوا مشروب اگر نشہ آور ہو تو حرام ہے' اگر نشہ آور نہ ہو تو حلال ہے۔

٣٣٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ خَالِدَ بْنَ كَثِيرٍ الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ السَّرِيَّ بْنَ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَهُ أَنَّ الشَّعْبِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا، وَمِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا، وَمِنَ الزَّبِيبِ خَمْرًا، وَمِنَ التَّمْرِ خَمْرًا، وَمِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا».

۳۳۷۹- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گندم کی شراب ہوتی ہے' جو کی شراب ہوتی ہے' منقیٰ سے (بنی ہوئی نشہ آور چیز) شراب ہوتی ہے' خشک کھجور سے (بنی ہوئی نشہ آور چیز) شراب ہوتی ہے اور شہد سے (بنی ہوئی نشہ آور چیز) شراب ہوتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① شراب کسی بھی چیز سے بنائی جائے' وہ حرام ہے۔ ② شراب کے حرام ہونے کی وجہ اس کا نشہ آور ہونا ہے' اس لیے اگر کھانے کی کسی چیز سے' یا کسی چیز کے انجکشن سے یا سونگھنے سے نشہ آتا ہو تو ان سب چیزوں کا یہ استعمال بھی حرام اور قابل سزا ہوگا۔ ③ آپریشن وغیرہ کے لیے بے ہوش کرنے کے لیے کلوروفارم سنگھانا نشہ کرانے کے حکم میں نہیں کیونکہ بے ہوشی اور مدہوشی (مست ہونے) میں فرق ہے' تاہم یہ

٣٣٧٨- أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن جميع ما ينبذ، مما يتخذ من النخل والعنب، يسمى خمرًا، ح: ١٩٨٥/ ١٥ من حديث عكرمة به.

٣٣٧٩- [حسن] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب الخمر مما هي؟، ح: ٣٦٧٦، ٣٦٧٧ من حديث الشعبي به، وقال ◀◀

بھی صرف علاج کی غرض سے ضرورت کے موقع پر جائز ہے۔ بلا ضرورت ہوش وحواس ختم کرنے جائز نہیں۔

(المعجم ٦) - **بَابٌ: لُعِنَتِ الْخَمْرُ عَلٰى عَشَرَةِ أَوْجُهٍ** (التحفة ٦)

باب:٦- شراب میں دس طرح پر لعنت ہے

٣٣٨٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْغَافِقِيِّ وَأَبِي طُعْمَةَ مَوْلَاهُمْ أَنَّهُمَا سَمِعَا ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «**لُعِنَتِ الْخَمْرُ** عَلٰى عَشَرَةِ أَوْجُهٍ: بِعَيْنِهَا، وَعَاصِرِهَا، وَمُعْتَصِرِهَا، وَبَائِعِهَا، وَمُبْتَاعِهَا، وَحَامِلِهَا، وَالْمَحْمُولَةِ إِلَيْهِ، وَآكِلِ ثَمَنِهَا، وَشَارِبِهَا، وَسَاقِيهَا».

٣٣٨٠- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’شراب میں دس طرح پر لعنت کی گئی ہے: خود اس (شراب) کی ذات پر‘ اس کو نچوڑنے والے (رس نچوڑ کر شراب بنانے والے) پر‘ نچڑوانے والے (شراب بنوانے والے) پر‘ اس کے بیچنے والے پر‘ اس کے خریدنے والے پر‘ اس کے اٹھانے والے پر‘ جس کے پاس لے جائی جائے اس پر‘ اس کی قیمت کھانے والے پر‘ اسے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر۔‘‘

٣٣٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ شَبِيبٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَوْ حَدَّثَنِي أَنَسٌ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْخَمْرِ عَشَرَةً: عَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَالْمَعْصُورَةَ لَهُ، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ لَهُ، وَبَائِعَهَا، وَالْمَبْيُوعَةَ لَهُ، وَسَاقِيَهَا، وَالْمُسْتَقَاةَ لَهُ. حَتّٰى عَدَّ عَشَرَةً مِنْ هٰذَا الضَّرْبِ.

٣٣٨١- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے شراب سے متعلق دس افراد پر لعنت فرمائی ہے: اسے نچوڑنے والے پر‘ نچڑوانے والا‘ جس کے لیے نچوڑی گئی‘ اسے اٹھا کر لے جانے والے پر‘ جس کے لیے اٹھا کر لے جائی گئی‘ اسے بیچنے والے پر‘ جس کے لیے بیچی گئی‘ اسے پلانے والے پر‘ اور جسے پلائی گئی حتی کہ انھوں نے اس طرح کے دس افراد شمار کیے۔

◀◀ الترمذي "غريب"، ح: ١٨٧٢ * السري لم ينفرد به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٧٦.

٣٣٨٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب العصير للخمر، ح: ٣٦٧٤ من حديث وكيع به، وللحديث طرق وشواهد عند الحاكم: ٤/ ١٤٤، ١٤٥، وأحمد: ٢/ ٩٧ وغيرهما.

٣٣٨١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب النهي أن يتخذ الخمر خلاً، ح: ١٢٩٥ من حديث أبي ◀◀

فوائد ومسائل: ① شراب نوشی اللہ کی نافرمانی اور کبیرہ گناہ ہے' نیز شراب بہت سی خرابیوں کا باعث ہے۔ ② شراب سے کسی بھی انداز سے تعلق قائم ہونا اللہ کی رحمت سے دوری اور اللہ کی لعنت کا باعث ہے۔ ③ نچڑوانے والے سے مراد وہ شخص ہے جو کسی ملازم کو حکم دیتا ہے کہ شراب بنانے کے لیے انگوروں کو نچوڑ کر رس نکالو۔ اور نچوڑنے والا وہ ملازم ہے جو اس حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اور ''جس کے لیے نچوڑی گئی'' سے مراد وہ گاہک ہے جس نے شراب بنانے والے سے معاہدہ کیا ہے کہ وہ تیار شدہ شراب خرید لے گا۔ یا اس سے مراد وہ شخص ہے جسے پیش کرنے کے لیے شراب تیار کی گئی' مثلاً: کوئی خاص مہمان' دوست یا عزیز وغیرہ۔ ④ ''جس کے لیے اٹھائی گئی ہے'' سے مراد (ا) وہ شخص بھی ہوسکتا ہے جس نے کسی مزدور یا نوکر وغیرہ سے کہا کہ اسے فلاں جگہ لے چلو۔ (ب) اور وہ شخص بھی مراد ہوسکتا ہے جسے شراب پیش کی جانی مقصود ہے' خواہ وہ اسے پینا چاہتا ہو' یا خریدنا چاہتا ہو' یا اسے تحفہ کے طور پر دی جا رہی ہو۔ پہلی حدیث میں: ''جس کے پاس اٹھا کر لے جائی گئی'' کے بھی یہ سب مفہوم ہوسکتے ہیں جو دوسری شق (ب) میں شامل ہیں۔ ⑤ قیمت کھانے والے سے مراد وہ شخص ہے جس کو اس کی تجارت سے مالی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ⑥ گناہ کے کام میں کسی بھی قسم کا تعاون گناہ میں شریک ہونے کے برابر ہے' خواہ وہ تعاون بظاہر معمولی ہو۔ ⑦ جب یہ بات معلوم ہو یا یہ خیال ہو کہ فلاں کام سے فلاں گناہ تکمیل کو پہنچے گا تو اس کام کو بلا معاوضہ یا معاوضہ لے کر انجام دینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ۷) - بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ (التحفة ۷)

باب: ۷- شراب کی تجارت کا بیان

۳۳۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا، خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۳۳۸۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب سود کے بارے میں سورۂ بقرہ کے اخیر والی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لے گئے اور شراب کی تجارت کے حرام ہونے کا اعلان فرمادیا۔

فوائد ومسائل: ① سود کی تمام صورتیں حرام ہیں۔ تجارت کی بعض صورتیں بھی اس لیے حرام کر دی گئی ہیں کہ ان کا نتیجہ سود کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ (مثلاً بیع عینہ) اسی طرح جب شراب حرام کی گئی تو اس کی تجارت

◄◄ عاصم به، وقال: "غريب"، وانظر، ح: ۲۷۷۵ لحال شبيب، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

۳۳۸۲_ أخرجه البخاري، الصلاة، باب تحريم تجارة الخمر في المسجد، ح: ٤٥٩ من حديث الأعمش به، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر، ح: ۱۵۸۰ عن ابن أبي شيبة به.

بھی حرام ہو گئی کیونکہ اس سے شراب نوشی کے راستے کھلتے ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اسی مناسبت سے سود کے لین دین کی حرمت کے ساتھ شراب کی تجارت حرام ہونے کا بھی اعلان فرمایا۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۂ بقرہ آیت: ۲۷۵) ② ایک مسئلہ بیان کرنے کی ضرورت ہو تو اس کے ساتھ اس سے ملتے جلتے مسائل بھی بیان کیے جا سکتے ہیں تاکہ سامعین کو دوبارہ یاددہانی ہو جائے۔ ③ حرام چیز کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔

۳۳۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَلَغَ عُمَرَ أَنَّ سَمُرَةَ بَاعَ خَمْرًا. فَقَالَ: قَاتَلَ اللهُ سَمُرَةَ. أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ. حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ، فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا».

۳۳۸۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، حضرت عمر ؓ کو اطلاع ملی کہ حضرت سمرہ ؓ نے شراب فروخت کی ہے تو انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سمرہ کو تباہ کرے۔ کیا اسے معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت نازل فرمائے! ان پر چربی حرام کی گئی تو انھوں نے اسے پگھلا کر بیچ دیا۔''

فوائد و مسائل: ① صحاح ستہ میں سمرہ نامی دو صحابہ کی احادیث موجود ہیں۔ اس حدیث میں مذکور صحابی سمرہ بن جندب ؓ ہیں، سمرہ بن جنادہ ؓ نہیں۔ (فتح الباري: ۴/ ۵۲۳ بحواله بيهقي) ② حضرت سمرہ ؓ نے شراب کیوں فروخت کی؟ اس کی مختلف توجیہات ذکر کی گئی ہیں، مثلاً: ممکن ہے انھوں نے اسے سرکے کی صورت میں تبدیل کر کے فروخت کیا ہو اور ان کا یہ خیال ہو کہ شراب سے سرکہ بنانا جائز ہے جبکہ حضرت عمر ؓ اس کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت سمرہ ؓ کو یہ معلوم ہو کہ شراب حرام ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ اسے بیچنا بھی حرام ہے۔ ③ یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ انھوں نے شراب حاصل ہی کیوں کی؟ حافظ ابن حجر ؒ نے اس کے جواب میں علماء کے اقوال ذکر کیے ہیں کہ ممکن ہے انھیں جزیہ میں ملی ہو، یا غنیمت میں ملی ہو۔ (فتح الباری حوالہ مذکورہ بالا) ④ عربی زبان میں گوشت سے حاصل ہونے والی چربی کو شَحْم کہتے ہیں اور پگھلی ہوئی چربی کو وَدَك کہتے ہیں۔ لیکن نام بدلنے سے شرعی حکم تبدیل نہیں ہوتا۔ ⑤ یہودیوں نے یہ حیلہ کیا تھا کہ ہم پر شَحْم حرام ہے، اور ہم وَدَك بیچ رہے ہیں جو دوسری چیز ہے۔ ⑥ جس چیز کا کوئی جائز استعمال نہ ہو، اسے بیچنا خریدنا حرام ہے۔ ⑦ حیلے سے حرام چیز حلال نہیں ہو جاتی بلکہ جرم زیادہ شدید ہو جاتا ہے۔

(المعجم ۸) - بَابٌ: اَلْخَمْرُ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا (التحفة ۸)

باب: ۸- لوگ شراب کا کوئی اور نام رکھ لیں گے

۳۳۸۳ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه، ح: ۲۲۲۳ من حديث سفيان بن عيينة به، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ح: ۱۵۸۲ عن ابن أبي شيبة به.

٣٣٨٤- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَبْدِالْقُدُّوسِ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَذْهَبُ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامُ حَتَّى تَشْرَبَ فِيهَا طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ. يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا».

۳۳۸۴- حضرت ابوامامہ باہلی ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’رات دن کا نظام ختم نہیں ہوگا حتی کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب پییں گے لیکن اسے اس کے نام (شراب) کے سوا دوسرے نام سے پکاریں گے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① قیامت کے قریب ظاہر ہونے والے برے اعمال کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ مومن ان سے بچنے کی زیادہ کوشش کریں۔ ② حرام چیز کا نام بدل دینے سے حکم تبدیل نہیں ہو جاتا' جیسے سود کو منافع یا مارک اپ کہنے سے اس کی حقیقت نہیں بدل جاتی' اسی طرح شراب کو مشروب یا شربت کہنے سے یا کوئی اور بھلا سا نام رکھ لینے سے وہ حلال نہیں ہو جاتی۔

٣٣٨٥- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ الْعَبْسِيُّ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى الْعَبْسِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ السِّمْطِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَشْرَبُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ، بِاسْمٍ يُسَمُّونَهَا إِيَّاهُ».

۳۳۸۵- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میری امت کے کچھ لوگ شراب کو اپنا رکھا ہوا دوسرا نام دے کر پی لیں گے۔‘‘

(المعجم ٩- بَابٌ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (التحفة ٩)

باب: ۹- ہر نشہ آور چیز حرام ہے

٣٣٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۳۸۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے'

٣٣٨٤ـ [حسن] أخرجه أبونعيم في الحلية: ٦/ ٩٧ من حديث العباس بن الوليد به، وضعفه البوصيري من أجل ضعف عبدالسلام بن عبدالقدوس، والحديث الآتي شاهد له.

٣٣٨٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣١٨ من حديث سعد بن أوس به، وله طريق آخر عند النسائي: ٨/ ٣١٢، ٣١٣، ح: ٥٦٦١، وانظر ح: ٤٠٢٠.

٣٣٨٦ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لايجوز الوضوء بالنبيذ ولا المسكر، ح: ٢٤٢ من حديث سفيان بن عيينة ◄◄

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ، تَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مشروب سے نشہ آئے وہ حرام ہے۔''

٣٣٨٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ الذِّمَارِيُّ، سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

٣٣٨٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نشہ آور چیز، خواہ پی جاتی ہو یا کھائی جاتی ہو، سونگھی جاتی ہو یا انجکشن کے ذریعے سے جسم میں داخل کی جاتی ہو، حرام ہے۔ ② منشیات کا استعمال کم ہو یا زیادہ، ہر صورت میں حرام ہے۔ ③ اگر کوئی مشروب زیادہ مقدار میں پینے سے نشہ ہوتا ہے تو اس کا کم مقدار میں استعمال بھی حرام ہے، خواہ اس سے نشہ نہ آئے۔ ④ تمباکو کا اثر بھی نشے کا سا ہے، اور اس کے بہت سے نقصانات ہیں، لہٰذا حقہ، سگریٹ، سگار، کھانے والا تمباکو اور اس طرح کی تمام اقسام اور صورتیں شرعاً ممنوع ہیں۔ ⑤ ان اشیاء کی خرید وفروخت اور پیداوار سب کا یہی حکم ہے، یعنی ممنوع ہے۔

٣٣٨٨- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

٣٣٨٨- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

قَالَ ابْنُ مَاجَه: هٰذَا حَدِيثُ الْمِصْرِيِّينَ.

امام ابن ماجہ ؒ بیان کرتے ہیں: یہ اہل مصر کی حدیث ہے۔

به، ومسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر، وأن كل خمر حرام، ح: ٢٠٠١/ ٦٩ عن ابن أبي شيبة به.

٣٣٨٧- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٣١٢، ح: ١٣٢١٢، ١٣٢١٣ من طريقين عن يحيى بن الحارث به، وهو حديث متواتر، راجع "قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة" للسيوطي، ص: ٢٢٩، ح: ٨٥ و"نظم المتناثر من الحديث المتواتر" للكتاني، ص: ١٦٣، ح: ١٦٥ وغيرهما.

٣٣٨٨- [صحيح] وسيأتي، ح: ٣٤٠٦ مطولاً، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن، أيوب بن هانئ مختلف

فائدہ: امام ابن ماجہ ؒ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی سند سے روایت کرنے والے مصر کے محدثین ہیں' دوسرے شہر کے محدثین نے یہ روایت بیان نہیں کی۔

٣٣٨٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزِّبْرِقَانِ، عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ ابْنِ أَوْسٍ، سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ». وَهَذَا حَدِيثُ الرَّقِّيِّينَ.

٣٣٨٩- حضرت معاویہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز ہر مومن پر حرام ہے۔'' (امام ابن ماجہ ؒ بیان کرتے ہیں:) یہ رقہ والوں کی حدیث ہے۔

فائدہ: رقہ ایک شہر کا نام ہے جو بغداد کے قریب واقع ہے۔

٣٣٩٠- حَدَّثَنَا سَهْلٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ. وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ».

٣٣٩٠- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے' اور ہر شراب حرام ہے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بعض علماء کا یہ قول درست نہیں کہ انگور سے بنی ہوئی شراب تو کم ہو یا زیادہ' حرام ہے' اور اس کے پینے والے کو سزا دی جائے گی لیکن دوسری چیزوں سے بنا ہوا نشہ آور مشروب مطلقاً حرام نہیں بلکہ تھوڑی مقدار جس کے پینے سے نشہ نہ ہو' حلال ہے۔ یہ حدیث ایسے اقوال کو صراحتاً غلط ثابت کرتی ہے۔ اس کی تائید حدیث: ٣٣٩٢ سے بھی ہوتی ہے۔

◀◀ فيه'، وقال الحافظ في التقريب: "صدوق فيه لين"، وانظر الحديث السابق وغيره، ولا تضره عنعنة ابن جريج لكثرة الشواهد الصحيحة.

٣٣٨٩_ [حسن] أخرجه أبويعلى: ١٣/ ٣٤٢، ح: ٧٣٥٥ من حديث علي ابن ميمون به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٨٧، والبوصيري، بقوله: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" ✻ سليمان بن عبدالله روى عنه الجماعة، ووثقه ابن حبان، والبوصيري، وضعفه صاحب التقريب، وقال الذهبي في المجرد في أسماء الرجال: (٨٨٧): "مقل" قلت: ضعفه راجح، ولأصل الحديث شواهد كثيرة جدًا.

٣٣٩٠_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء كل مسكر حرام، ح: ١٨٦٤ من حديث محمد بن عمرو به، وقال: "حسن صحيح".

٣٣٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۳۳۹۱- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

(المعجم ١٠) - **بَابُ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ** (التحفة ١٠)

باب: ۱۰- جس چیز کی زیادہ مقدار سے نشہ آئے' اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے

٣٣٩٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ، فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

۳۳۹۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور جس چیز کی زیادہ مقدار سے نشہ آئے' اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔''

٣٣٩٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ، فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

۳۳۹۳- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کی زیادہ مقدار سے نشہ آئے' اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔''

٣٣٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا

۳۳۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کی زیادہ مقدار

٣٣٩١ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب بعث أبي موسى ومعاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع، ح: ٤٣٤٤، ومسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر، وأن كل خمر حرام، ح: ١٧٣٣ بعد حديث: ٢٠٠١ من حديث شعبة به.

٣٣٩٢ـ [صحيح] ضعفه البوصيري من أجل زكريا بن منظور، ح: ٢٤٨١، وله طريق آخر عند أحمد: ٢/ ٩١ * فيه أبومعشر هو ضعيف، وله شواهد كثيرة، منها حديث: ٣٣٩٤، والحديث الآتي.

٣٣٩٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب ماجاء في السكر، ح: ٣٦٨١ من حديث داود بن بكر به، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ١٨٦٥، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٦٠، وله طريق آخر عند ابن حبان (الإحسان): ٧/ ٣٧٩، ح: ٥٣٥٨.

٣٣٩٤ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الأشربة، تحريم كل شراب أسكر كثيره، ح: ٨/ ٣٠٠، ٣٠١، ح: ٥٦١٠ «

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ، فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

سے نشہ آئے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔"

(المعجم ١١) - **بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَلِيطَيْنِ** (التحفة ١١)

باب: ۱۱- دو چیزیں ملا کر بنائی ہوئی نبیذ کی ممانعت

٣٣٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا. وَنَهَى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا.

قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ: وَحَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ الْمَكِّيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

۳۳۹۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجوریں اور منقیٰ ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اور نیم پختہ کھجوریں اور تازہ پکی ہوئی کھجوریں ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

امام ابن ماجہ ؒ نے یہ روایت عطاء بن ابی رباح مکی کے واسطے سے بھی سابقہ حدیث کی مثل نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① پانی میں کھجوریں، چھوہارے یا منقیٰ ڈال کر رکھ دیا جائے تو رات بھر میں ان کی مٹھاس پانی میں حل ہو کر میٹھا مشروب تیار ہو جاتا ہے۔ اسے نبیذ کہتے ہیں۔ یہ حلال مشروب ہے کیونکہ اس میں نشہ نہیں ہوتا۔ ② دو طرح کی چیزیں ملا کر نبیذ بنانے سے اس میں جلدی نشہ پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، اس لیے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ③ جس جائز کام کے نتیجے میں ناجائز کام کا ارتکاب ہو جانے کا خطرہ ہو، اس جائز کام سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے۔ ④ سردیوں میں زیادہ دیر تک بھگونے سے بھی نشہ پیدا ہونے کا خطرہ کم ہوتا ہے جب کہ گرمی کے موسم میں جلدی حالت بدل جاتی ہے۔ اس کا اندازہ اس کے ذائقے سے ہوتا ہے۔ اگر مشروب میٹھا ہو تو پی لینا چاہیے اور اگر ذائقہ تبدیل ہو کر تلخی اور کڑواہٹ محسوس ہو تو پھینک دینا چاہیے۔

٣٣٩٦- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

۳۳۹۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے،

◀◀ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٣٣٩٥ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح: ١٩٨٦/ ١٩ عن محمد بن رمح به.

٣٣٩٦ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن جميع ما ينبذ، مما يتخذ من النخل والعنب، يسمى خمرًا، ح: ١٩٨٥/ ١٥ من حديث عكرمة بن عمار به.

الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَنْبِذُوا التَّمْرَ وَالْبُسْرَ جَمِيعًا. وَانْبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خشک کھجوروں اور نیم پختہ کھجوروں کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ۔ دونوں میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ نبیذ بنالیا کرو۔“

٣٣٩٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَجْمَعُوا بَيْنَ الرُّطَبِ وَالزَّهْوِ، وَلَا بَيْنَ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ. وَانْبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ».

٣٣٩٧- حضرت ابو قتادہ (حارث بن ربعی سلمی انصاری) ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تازہ پکی ہوئی کھجوروں اور نیم پختہ (گدر) کھجوروں کو (نبیذ بنانے کے لیے) اکٹھا نہ کرو اور نہ منقی اور خشک کھجور کو ملاؤ۔ ان میں سے ہر ایک کی نبیذ جدا جدا بنالو۔“

(المعجم ١٢) - بَابُ صِفَةِ النَّبِيذِ وَشُرْبِهِ (التحفة ١٢)

باب: ١٢- نبیذ بنانے اور پینے کی کیفیت

٣٣٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ: حَدَّثَتْنَا بُنَانَةُ بِنْتُ يَزِيدَ الْعَبْشَمِيَّةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سِقَاءٍ. فَنَأْخُذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ، أَوْ قَبْضَةً مِنْ زَبِيبٍ، فَنَطْرَحُهَا فِيهِ. ثُمَّ نَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ، فَنَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عَشِيَّةً. وَنَنْبِذُهُ

٣٣٩٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ بنایا کرتے تھے۔ ہم مٹھی بھر خشک کھجوریں یا مٹھی بھر منقی لے کر اس (مشکیزے) میں ڈال دیتے' پھر اس پر (حسب ضرورت) پانی ڈال دیتے۔ ہم صبح کے وقت بھگوتے تو نبی ﷺ شام کو پی لیتے اور شام کو بھگوتے تو نبی ﷺ صبح کو اسے پی لیتے۔

٣٣٩٧ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر إذا كان مسكرًا . . . الخ، ح: ٥٦٠٢ عن هشام بن عمار، ومسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح: ١٩٨٨/ ٢٤ من حديث يحيى به.

٣٣٩٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٦ عن أبي معاوية به، وعنده: "تبالة بنت يزيد"، وللحديث شواهد.

عَشِيَّةً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً.

وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: نَهَارًا فَيَشْرَبُهُ لَيْلًا. أَوْ لَيْلًا فَيَشْرَبُهُ نَهَارًا.

ابومعاویہ (اپنی روایت میں یہ الفاظ) بیان کرتے ہیں: ''ہم دن کو بھگوتے تو آپ ﷺ رات کو پی لیتے' یا رات کو بھگوتے تو آپ ﷺ دن کو پی لیتے۔''

فائدہ: صبح سے شام تک یا شام سے صبح تک بھگونے سے پانی میں مٹھاس اچھی طرح آ جاتی ہے لیکن نشہ پیدا نہیں ہوتا' اس لیے یہ مشروب بلاشبہ جائز ہے۔

٣٣٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ صَبِيحٍ، عَنْ أَبِي إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي عُمَرَ الْبَهْرَانِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَيَشْرَبُهُ يَوْمَهُ ذٰلِكَ، وَالْغَدَ، وَالْيَوْمَ الثَّالِثَ. فَإِنْ بَقِيَ مِنْهُ شَيْءٌ أَهْرَاقَهُ، أَوْ أَمَرَ بِهِ فَأُهْرِيقَ.

٣٣٩٩- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے لیے نبیذ تیار کی جاتی تھی۔ آپ اسے اس دن بھی نوش فرماتے اور دوسرے تیسرے دن بھی۔ پھر اگر (تیسرے دن) اس میں سے کچھ بچ جاتی تو اسے گرا دیتے یا آپ کے حکم سے اسے گرا دیا جاتا۔

فائدہ: سردی کے موسم میں جلدی نشہ پیدا نہیں ہوتا' اس لیے اگر کھجوریں وغیرہ مناسب مقدار میں ڈالی گئی ہوں تو نبیذ دو تین دن تک بھی قابل استعمال رہتی ہے' تاہم جب یہ محسوس ہو کہ اب اس میں کچھ نشہ آ گیا ہوگا تو اسے پھینک دینا چاہیے۔

٣٤٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ.

٣٤٠٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے لیے پتھر کے ایک برتن میں نبیذ تیار کی جاتی تھی۔

(المعجم ١٣) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الْأَوْعِيَةِ (التحفة ١٣)

باب: ١٣- (شراب کے) برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت کا بیان

٣٣٩٩- أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرًا، ح: ٢٠٠٤ من حديث أبي عمر البهراني به.

٣٤٠٠- أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير... الخ، ح: ١٩٩٩/ ٦١ من حديث أبي عوانة به.

٣٤٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُنْبَذَ فِي النَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمَةِ. وَقَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۳۴۰۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے لکڑی کے برتن میں تارکول لگے برتن میں کدو سے بنے ہوئے برتن (تونبے) میں اور (سبز) روغنی گھڑے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اہل عرب ان برتنوں میں شراب بناتے تھے اس لیے شروع شروع میں ان میں نبیذ بنانے سے بھی منع فرما دیا گیا تاکہ دوبارہ شراب کی خواہش پیدا نہ ہو۔ ② ”سد ذرائع“ اسلام کا ایک اہم اور ضروری قانون ہے یعنی جس عمل سے کسی حرام تک پہنچنے کی راہ نکلنے کا خطرہ ہو اس جائز کام سے بھی پرہیز کیا جائے۔ ③ ان برتنوں میں نبیذ بنانا اس لیے بھی منع کیا گیا کہ ان میں رکھے ہوئے مشروب میں جلد نشہ پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ④ کدو یا اس سے ملتی جلتی سبزی (مثلاً پیٹھا) جب بیل پر لگی رہے اور پک کر خشک ہو جائے تو اسے برتن کی طرح استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کدو سے بنے ہوئے برتن سے یہی مراد ہے۔ ⑤ مٹی کے برتن میں تارکول لگا دی جائے یا روغنی برتن ہو تو اس کے مسام بند ہو جاتے ہیں اس وجہ سے وہ مٹی کے برتن سے مختلف ہو جاتا ہے اور اس میں نبیذ جلدی شراب میں تبدیل ہو جاتی ہے اس لیے ان سے منع کیا گیا ہے۔

٣٤٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُنْبَذَ فِي الْمُزَفَّتِ وَالْقَرْعِ.

۳۴۰۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تارکول لگے برتن میں اور کدو سے بنے ہوئے برتن (تونبے) میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

٣٤٠٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ

۳۴۰۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے روغنی گھڑے میں کدو سے بنے ہوئے برتن میں اور لکڑی سے بنے

٣٤٠١ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٨/ ٢٩٧، الأشربة، تحريم كل شراب أسكر، ح: ٥٥٩٢ من حديث محمد بن عمرو به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" قلت: إسناده حسن، وله شواهد كثيرة جدًا.

٣٤٠٢ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير... الخ، ح: ١٩٩٧/ ٤٩ من حديث نافع به.

٣٤٠٣ـ أخرجه مسلم، الأشربة، انظر الباب السابق، ح: ١٩٩٦/ ٤٥ عن نصر بن علي به.

ﷺ عَنِ الشُّرْبِ فِي الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ.

ہوئے برتن میں پینے سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس ممانعت کی حکمت بیان کی جا چکی ہے' چنانچہ بعد میں جب مسلمانوں کے دلوں میں شراب کی نفرت پختہ ہوگئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی لیکن تنبیہ فرما دی کہ نشہ آور مشروب سے پرہیز لازم ہے جیسا کہ اگلے باب میں مذکور ہے۔

۳٤٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ.

۳۴۰۴- حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر (دیلی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کدو سے بنے ہوئے برتن اور روغنی گھڑے (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔

(المعجم ١٤) - **بَابُ مَا رُخِّصَ فِيهِ مِنْ ذٰلِكَ** (التحفة ١٤)

باب:۱۴-(ان مذکورہ بالا) برتنوں کی اجازت

۳٤٠٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ. فَانْتَبِذُوا فِيهِ. وَاجْتَنِبُوا كُلَّ مُسْكِرٍ».

۳۴۰۵- حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں کچھ برتنوں سے منع کیا تھا' اب ان میں نبیذ بنالیا کرو' اور ہر نشہ آور مشروب سے پرہیز کرو۔''

۳٤٠٦- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ

۳۴۰۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں (کچھ)

٣٤٠٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي في كتاب العلل: ٥/ ٧٦١، والنسائي، الأشربة، النهي عن نبيذ الدباء والمزفت: ٨/ ٢٩، ح: ٥٦٣١ من حديث شبابة بن سوار به.

٣٤٠٥ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه ـ عزوجل ـ في زيارة قبر أمه، ح: ٩٧٧/ ١٠٦ من طريق آخر عن عبدالله بن بريدة به، وللحديث شواهد.

٣٤٠٦ـ [صحيح] تقدم مختصرًا، ح: ٣٣٨٨، وحسنه البوصيري، وله شاهد في صحيح مسلم، الأشربة، ب(٦) ح: ٩٧٧ بعد حديث: ١٩٩٨ وغيره * أيوب حسن الحديث، وتابعه جابر بن زيد عند أحمد في الأشربة: (١٢) في رواية فرقد السنجي (وهو ضعيف) عنه.

أَيُّوبَ بْنِ هَانِئٍ ، عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ الْأَجْدَعِ ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ نَبِيذِ الْأَوْعِيَةِ . أَلَا وَإِنَّ وِعَاءً لَا يُحَرِّمُ شَيْئًا . كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ» .

برتنوں میں بنی ہوئی نبیذ سے منع کیا تھا۔ سنو! برتن کسی چیز کو حرام نہیں کرتا۔ (البتہ) ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

فائدہ: حکم کا دارومدار علت پر ہے۔ اس مسئلے میں علت نشہ آور ہونا ہے‘ لہٰذا جو چیز بھی نشہ آور ہو‘ وہ حرام ہے۔ اور جس سے نشہ نہ آئے وہ حلال ہے (بشرطیکہ اس میں حرام ہونے کی کوئی اور وجہ موجود نہ ہو۔) مشروب کا نام بدلنے سے یا اس کی تیاری کا طریقہ مختلف ہونے سے حکم تبدیل نہیں ہوتا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ نَبِيذِ الْجَرِّ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- مٹکے میں بنی ہوئی نبیذ

٣٤٠٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَنِي رُمَيْثَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَعْجِزُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ تَتَّخِذَ، كُلَّ عَامٍ، مِنْ جِلْدِ أُضْحِيَّتِهَا سِقَاءً؟ ثُمَّ قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُنْبَذَ فِي الْجَرِّ، وَفِي كَذَا، وَفِي كَذَا. إِلَّا الْخَلَّ.

۳۴۰۷- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: کیا کوئی عورت ایسے نہیں کر سکتی کہ ہر سال اپنے قربانی کے جانور کی کھال سے مشکیزہ بنا لیا کرے؟ (عورتوں کو یہ کام کرنا چاہیے۔) پھر فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے مٹکے میں اور فلاں فلاں چیز میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے‘ البتہ سرکہ رکھا جا سکتا ہے۔“

٣٤٠٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْخَطْمِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُنْبَذَ فِي الْجِرَارِ.

۳۴۰۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مٹکوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اس سے مراد وہ مٹکا ہے جس میں روغن کیا گیا ہو یا تارکول وغیرہ لگایا گیا ہو۔

٣٤٠٧- [إسناده ضعيف] وحسنه البوصيري، وفيه علتان، ضعف سويد، انظر، ح: ٢٣٧٣، وجهالة رُميثة.

٣٤٠٨- [صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، النهي عن نبيذ الدباء والحنتم والمزفت: ٨/ ٣٠، ح: ٥٦٣٨ من حديث الأوزاعي به، وأخرجه الطحاوي: ٤/ ٢٢٦ مطولاً بالسماع المسلسل، وله شاهد صحيح عند أبي نعيم في الحلية: ٣/ ٣٦.

٣٤٠٩- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ صَدَقَةَ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِنَبِيذِ جَرٍّ يَنِشُّ فَقَالَ: «اِضْرِبْ بِهٰذَا، الْحَائِطَ. فَإِنَّ هٰذَا شَرَابُ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ».

۳۴۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں گھڑے میں بنی ہوئی نبیذ پیش کی گئی جس میں ابال پیدا ہو گیا تھا (اور جھاگ آ گیا تھا۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے دیوار پر دے مارو۔ یہ تو ایسے شخص کا مشروب ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔''

فوائد و مسائل: ① نبیذ میں جوش آنا اور جھاگ آ جانا اس کے نشہ آور ہو جانے کی علامت ہے۔ اسی طرح اگر اس کا ذائقہ تلخ ہو جائے تو اسے پینا منع ہے۔ ② حرام مشروب کو ضائع کر دینا چاہیے۔ ③ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ایمان کے ناقص ہونے کی علامت ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ تَخْمِيرِ الْإِنَاءِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- برتن ڈھانپ کر رکھنا چاہیے

٣٤١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «غَطُّوا الْإِنَاءَ. وَأَوْكُوا السِّقَاءَ. وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ. وَأَغْلِقُوا الْبَابَ. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْرُضَ عَلٰى إِنَائِهِ عُودًا وَيَذْكُرَ اسْمَ اللهِ، فَلْيَفْعَلْ. فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلٰى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ».

۳۴۱۰- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''برتن ڈھانپ دیا کرو' مشکیزے کا منہ باندھ دیا کرو' چراغ بجھا دیا کرو اور دروازہ بند کر دیا کرو کیونکہ شیطان (منہ بند) مشک کو نہیں کھولتا' دروازہ نہیں کھولتا اور (ڈھانپے ہوئے) برتن کو نہیں کھولتا۔ اگر کسی کو برتن پر رکھنے کے لیے لکڑی (درخت کی پتلی شاخ وغیرہ) کے سوا کچھ نہ ملے تو اسے ہی اللہ کا نام لے کر رکھ دے۔ (چراغ بجھا دیا کرو) اس لیے کہ ننھی شریر چوہیا گھر کو آگ لگا کر (گھر کو یا گھر والوں کو) جلا دیتی ہے۔''

٣٤٠٩- [صحيح] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في النبيذ إذا غلا، ح: ٣٧١٦ من حديث (أبي العباس) صدقة بن خالد عن زيد بن واقد به * خالد مستور، وتابعه قزعة بن يحيٰى (وهو ثقة) عند الدارقطني: ٤/ ٢٥٢، وبه صح الحديث.

٣٤١٠- أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء وهو تغطيته وإيكاء السقاء ... الخ، ح: ٢٠١٢ عن محمد بن رمح به.

فوائد ومسائل: ① شریعت اسلامیہ اس قدر کامل ہے کہ اس میں روزمرہ کے ان معاملات میں بھی رہنمائی دی گئی ہے جن کی طرف عام طور پر توجہ نہیں دی جاتی۔ ② خطرناک اشیاء کے بارے میں احتیاط ضروری ہے۔ ③ یہ ہدایات رات کو سوتے وقت عمل کرنے کے لیے دی گئی ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأشربة' باب تغطية الإناء' حديث: ٥٦٢٣) ④ دروازہ بند کرتے وقت' برتن ڈھانکتے وقت اور مشک کا منہ باندھتے وقت بسم اللہ کہنا چاہیے۔ (صحیح بخاری' حوالہ مذکورہ بالا) اس کی برکت سے شیطان کی شرارت سے حفاظت رہتی ہے۔ ⑤ سوتے وقت کمرے میں اندھیرا ہونا آرام دہ نیند کا باعث ہے۔ ⑥ چراغ گل کرنے میں یہ حکمت ہے کہ چوہیا جلتی بتی لے کر چھت میں چلی جاتی ہے جس سے لکڑی کی چھت کو آگ لگ جاتی ہے' اس لیے تیل کے چراغ یا موم بتی وغیرہ کو بجھا دینا ضروری ہے' البتہ بجلی کا ہلکی روشنی والا بلب روشن رکھا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں یہ خطرہ نہیں۔ واللہ أعلم.

٣٤١١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِتَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ، وَإِيكَاءِ السِّقَاءِ، وَإِكْفَاءِ الْإِنَاءِ».

۳۴۱۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں برتن ڈھانپنے کا' مشک کا منہ باندھنے کا اور برتن اوندھے کر کے رکھنے کا حکم دیا۔

فائدہ: خالی چھوٹا برتن الٹا کر کے رکھنے سے مذکورہ بالا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ جب برتن میں کوئی چیز موجود ہو یا برتن زیادہ بڑا ہو تو اسے ڈھانپ دینا چاہیے۔

٣٤١٢ - حَدَّثَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ: حَدَّثَنَا حَرِيشُ بْنُ خِرِّيتٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَضَعُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةَ آنِيَةٍ مِنَ اللَّيْلِ مُخَمَّرَةً: إِنَاءً لِطَهُورِهِ، وَإِنَاءً لِسِوَاكِهِ، وَإِنَاءً لِشَرَابِهِ.

۳۴۱۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رات کو رسول اللہ ﷺ کے لیے (پانی کے) تین برتن ڈھانپ کر رکھتی تھی۔ ایک برتن آپ کے استنجا کے لیے' ایک برتن آپ کی مسواک (اور وضو) کے لیے اور ایک برتن آپ کے پینے کے لیے۔

(المعجم ١٧) - [بَابُ] الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- چاندی کے برتن میں کچھ پینا (منع ہے)

٣٤١١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٧ من حديث خالد به.

٣٤١٢ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٣٦١.

٣٤١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ، إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ».

۳۴۱۳- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص چاندی کے برتن میں (پانی یا کوئی اور مشروب) پیتا ہے' وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹ غٹ ڈال رہا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے۔ ② شرعی احکام کی مخالفت جہنم کے عذاب کا باعث ہے۔

٣٤١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ. وَقَالَ: «هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا، وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ».

۳۴۱۴- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا' اور فرمایا: ''وہ دنیا میں ان (کافروں) کے لیے ہیں اور آخرت میں تمھارے لیے۔''

فوائد ومسائل: ① سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کافروں کی عادت ہے۔ ② کافروں کی عادت اختیار کرنا مسلمانوں کے لیے منع ہے۔ ③ جو شخص دنیا میں اللہ کی منع کردہ اشیاء سے پرہیز کرتا ہے' جنت میں اسے خاص نعمتیں حاصل ہوں گی۔

٣٤١٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۴۱۵- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت

٣٤١٣ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب آنية الفضة، ح:٥٦٣٤، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم استعمال أواني الذهب والفضة في الشرب وغيره على الرجال والنساء، ح:٢٠٦٥ من حديث نافع به.

٣٤١٤ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الأكل في إناء مفضض، ح:٥٤٢٦، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء . . . الخ، ح:٢٠٦٧ من حديث مجاهد به.

٣٤١٥ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى:٤/ ١٩٦، ح:٦٨٧٦ من حديث شعبة به، وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات ، ووقفه الثوري، وهٰذا لا يضر، وللحديث شواهد كثيرة جدًا * اسم امرأة ابن عمر: صفية بنت أبي عبيد'.

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ امْرَأَةِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَرِبَ فِي إِنَاءِ فِضَّةٍ، فَكَأَنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے' وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹ غٹ ڈال رہا ہے۔''

(المعجم ١٨) - بَابُ الشُّرْبِ بِثَلَاثَةِ أَنْفَاسٍ (التحفة ١٨)

باب:١٨- تین سانس میں پانی پینا

٣٤١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا. وَزَعَمَ أَنَسٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا.

٣٤١٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ برتن میں تین بار سانس لیتے تھے۔ اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ برتن میں تین بار سانس لیتے تھے۔

فائدہ: تین بار سانس لینے کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑا سا پانی پی کر برتن منہ سے ہٹا لیا جائے' پھر دوبارہ اور سہ بارہ پانی پیا جائے' جیسے حدیث: ٣٤٢٧ میں وضاحت ہے۔

٣٤١٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ كُرَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ، فَتَنَفَّسَ فِيهِ مَرَّتَيْنِ.

٣٤١٧- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (پانی) پیا تو اس میں دو بار سانس لیا۔

(المعجم ١٩) - بَابُ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- مشک کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر اندر کی جانب سے پانی پینا

٣٤١٦ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب بنفس أو ثلاثة، ح: ٥٦٣١، ومسلم، الأشربة، باب كراهة التنفس في نفس الإناء واستحباب التنفس ثلاثًا، خارج الإناء، ح: ٢٠٢٨ من حديث عزرة بن ثابت به.

٣٤١٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ما ذكر في الشرب بنفسين، ح: ١٨٨٦ من حديث رشدين به، وقال: "حسن غريب" * رشدين ضعيف كما في التقريب وغيره.

٣٤١٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ [بْنِ عُتْبَةَ]، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ: أَنْ يُشْرَبَ مِنْ أَفْوَاهِهَا.

۳۴۱۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزوں کے منہ اوپر کی طرف موڑ کران کے مونہوں سے پانی پینے سے منع فرمایا۔

٣٤١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ. وَإِنَّ رَجُلاً، بَعْدَمَا نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، قَامَ مِنَ اللَّيْلِ إِلٰى سِقَاءٍ، فَاخْتَنَثَهُ. فَخَرَجَتْ عَلَيْهِ مِنْهُ حَيَّةٌ.

۳۴۱۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مشکیزوں کے منہ اوپر کی طرف موڑ کران کے مونہوں سے پانی پینے سے منع فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کی ممانعت کے بعد ایک آدمی رات کو اٹھا اور اس نے (پانی پینے کے لیے) مشکیزے کا منہ الٹایا تو اس میں سے سانپ نکل آیا۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ (التحفة ٢٠)

باب:۲۰- مشک کے منہ سے پانی پینا

٣٤٢٠- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ.

۳۴۲۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا۔

٣٤٢١- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ،

۳۴۲۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

٣٤١٨ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب اختناث الأسقية، ح: ٥٦٢٦ من حديث يونس به، ومسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ٢٠٢٣/ ١١١ من حديث ابن وهب به.

٣٤١٩ـ [صحيح] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٤٠ من حديث زمعة به، ح: ٣٢٦، وقال: صحيح على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وذكر الحاكم له شاهدًا من حديث عكرمة عن أبي هريرة به، وقال: صحيح على شرط البخاري، ووافقه الذهبي، وهو كما قالا.

٣٤٢٠ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب من فم السقاء، ح: ٥٦٢٧ من حديث أيوب به.

٣٤٢١ـ أخرجه البخاري، الأشربة، انظر الباب السابق، ح: ٥٦٢٩ من حديث يزيد بن زريع به، وسيأتي، ◄◄

أَبُو بِشْرٍ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ .

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ مشک کے منہ سے پانی پیا جائے۔

فائدہ: حدیث: ۳۴۲۳ میں رسول اللہ ﷺ کے بذات خود مشکیزے کے منہ سے پانی پینے کا ذکر ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دونوں طرح کی احادیث کو اس انداز سے جمع کرنے کو ترجیح دی ہے کہ جواز اس وقت ہے جب کوئی عذر ہو مثلاً: مشک لٹکی ہوئی ہو اور کوئی برتن موجود نہ ہو (جس میں مشک میں سے ڈال کر پانی پیا جا سکے) اور ہاتھ سے پینا مشکل ہو اس وقت (مشک کے منہ سے براہ راست پانی پی لینا) مکروہ نہیں' اگر عذر نہ ہو تو منع کی احادیث پر عمل کیا جائے۔ (فتح الباري: ۱۰/۱۱۴)

(المعجم ٢١) - بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- کھڑے ہو کر پینا

٣٤٢٢ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ، عَنْ عَاصِمٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : سَقَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ . فَشَرِبَ قَائِمًا .

فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعِكْرِمَةَ ، فَحَلَفَ بِاللهِ ، مَا فَعَلَ .

۳۴۲۲- امام شعبی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو زمزم کا پانی پیش کیا تو آپ نے کھڑے کھڑے پی لیا۔

شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے عکرمہ رحمہ اللہ کو یہ حدیث سنائی تو انھوں نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ نبی ﷺ نے ایسے نہیں کیا۔

فائدہ: عکرمہ نے اپنی معلومات کے مطابق بیان کیا۔ ایسے معاملات میں اثبات کی خبر کو نفی کی خبر پر ترجیح دی جاتی ہے۔

٣٤٢٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ

۳۴۲۳- حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔

ح : ٣٤٢٨ .

٣٤٢٢ـ أخرجه البخاري، الحج، باب ماجاء في زمزم، ح : ١٦٣٧، ومسلم، الأشربة، باب في الشرب من زمزم قائمًا، ح : ٢٠٢٧ من حديث عاصم به .

٣٤٢٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في الرخصة في ذٰلك، ح : ١٨٩٢ من حديث سفيان به، وقال : "حسن صحيح غريب"، راجع مسند الحميدي بتحقيقي، ح : ٣٥٥ .

ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ جَدَّةٍ لَهُ يُقَالُ لَهَا كَبْشَةُ الْأَنْصَارِيَّةُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، وَعِنْدَهَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ. فَشَرِبَ مِنْهَا وَهُوَ قَائِمٌ. فَقَطَعَتْ فَمَ الْقِرْبَةِ، تَبْتَغِي بَرَكَةَ مَوْضِعِ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ.

ان کے پاس ایک مشک لٹکی ہوئی تھی' چنانچہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اس سے پانی پی لیا۔ کبشہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک کی برکت کے خیال سے مشک کا منہ کاٹ لیا۔

فائدہ: نبیٔ اکرم ﷺ کے جسم مبارک سے مس ہونے والی اشیاء کو تبرک کے طور پر محفوظ رکھنا درست ہے' کسی اور کے ساتھ یہ معاملہ درست نہیں۔ صحابہ وتابعین نے حضرت ابوبکر وعمر ؓ جیسے صحابہ کے آثار کو بھی تبرک کے لیے محفوظ نہیں فرمایا۔

٣٤٢٤- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشُّرْبِ قَائِماً.

۳۴۲۴- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا۔

فائدہ: بعض علماء نے ممانعت کو کراہت پر محمول کیا ہے' یعنی بیٹھ کر پینا بہتر ہے۔ بعض نے کھڑے ہو کر پینا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص قرار دیا ہے' یعنی نبی ﷺ کے لیے جائز تھا۔ ہمیں منع کی حدیث پر عمل کرنا چاہیے۔ احتیاط اس میں ہے کہ کھڑے ہو کر پینے سے اجتناب کیا جائے۔

(المعجم ٢٢) - **بَابٌ: إِذَا شَرِبَ أَعْطَى الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ** (التحفة ٢٢)

باب:۲۲- پانی (یا کوئی اور چیز) پی کر اپنے دائیں طرف والے کو دے

٣٤٢٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ، قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ. وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ. وَعَنْ يَسَارِهِ

۳۴۲۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ نبی ﷺ کے دائیں طرف ایک اعرابی صحابی تھے اور بائیں طرف ابوبکر ؓ تھے۔

٣٤٢٤_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب في الشرب قائمًا، ح: ٢٠٢٤/ ١١٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٣٤٢٥_ أخرجه البخاري، الأشربة، باب الأيمن فالأيمن في الشرب، ح: ٥٦١٩، ومسلم، الأشربة، باب استحباب إدارة الماء واللبن ونحوهما على يمين المبتدئ، ح: ٢٠٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيٰى): ٢/ ٩٢٦.

أَبُوبَكْرٍ. فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ، وَقَالَ: «اَلْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ».

رسول اللہ ﷺ نے پی کر اعرابی صحابی کو عطا کیا اور فرمایا: ''دائیں طرف والا (زیادہ حق دار ہے)' پھر اس کے بعد کا دائیں طرف والا۔''

٣٤٢٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَبَنٍ. وَعَنْ يَمِينِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ. وَعَنْ يَسَارِهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِابْنِ عَبَّاسٍ: «أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَسْقِيَ خَالِدًا» قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا أُحِبُّ أَنْ أُوثِرَ، بِسُؤْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، عَلَى نَفْسِي أَحَدًا. فَأَخَذَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَشَرِبَ وَشَرِبَ خَالِدٌ.

۳۴۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا۔ آپ کی دائیں طرف حضرت عبداللہ بن عباس ؓ تھے اور بائیں طرف حضرت خالد بن ولید ؓ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابن عباس ؓ سے فرمایا: ''کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں خالد ؓ کو پینے کو دوں؟'' حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: میں تو اللہ کے رسول ﷺ کا جوٹھا اپنے سے پہلے کسی کو دینا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس ؓ نے لے کر (دودھ) پیا' اور (ان کے بعد) حضرت خالد ؓ نے پیا۔

فوائد ومسائل: ① ہر اچھے کام میں دائیں جانب کو بائیں جانب پر ترجیح حاصل ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اپنا تبرک حضرت خالد ؓ کو دینے کی خواہش ظاہر فرمائی' اس میں بڑی عمر والے شخص کا احترام ملحوظ تھا۔ ③ اسی مقصد کے لیے ابن عباس ؓ سے اجازت طلب فرمائی کیونکہ یہ ان کا حق تھا' لہٰذا ان کی اجازت کے بغیر کسی کو دینا مناسب نہ تھا' نیز اس میں بچوں پر شفقت اور ان کے حقوق کے تحفظ کا اظہار ہے۔ ④ جب عزت افزائی کا کوئی موقع حاصل ہو رہا ہو' اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے لیکن اس میں ایسا انداز اختیار نہ کیا جائے کہ دوسروں کی تحقیر محسوس ہو۔ ⑤ ہمارے فاضل محقق کے نزدیک یہ حدیث حضرت ابن عباس اور حضرت خالد بن ولید ؓ کے ذکر کے بغیر صحیح ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- (پانی وغیرہ کے) برتن میں سانس لینا

٣٤٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۴۲۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

٣٤٢٦_[ضعيف] تقدم طرفه، ح: ٣٣٢٢، وأصل الحديث متفق عليه، البخاري، ح: ٥٦٢٠، ومسلم، ح: ٢٠٣٠ من غير ذكر ابن عباس وخالد رضي الله عنهما.

٣٤٢٧_[إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٣٩ من حديث الحارث به، وقال: صحيح الإسناد، ووافقه الذهبي، ◄◄

حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ. فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ، فَلْيُنَحِّ الْإِنَاءَ ثُمَّ لْيَعُدْ، إِنْ كَانَ يُرِيدُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص (پانی وغیرہ) پیے تو اسے برتن میں سانس نہیں لینا چاہیے۔ اگر دوبارہ پینا چاہے تو برتن (منہ سے) ہٹائے' پھر چاہے تو دوبارہ (مزید) پی لے۔''

۳٤٢٨- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، أَبُوبِشْرٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ.

۳۴۲۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔

فائدہ: پانی' دودھ یا کوئی اور مشروب پیتے ہوئے سانس لینے کی ضرورت ہو تو برتن منہ سے ہٹا کر سانس لینا چاہیے' پھر دوبارہ حسب ضرورت پی لیا جائے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- پینے کی چیز میں پھونک مارنا (منع ہے)

۳٤٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُنْفَخَ فِي الْإِنَاءِ.

۳۴۲۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① اگر پانی میں کوئی تنکا وغیرہ گر جائے تو اسے کسی چیز (چمچ وغیرہ) سے نکال دیا جائے' یا تھوڑا سا پانی انڈیل دیا جائے تاکہ تنکا نکل جائے۔ ② اگر دودھ یا چائے وغیرہ گرم ہو تو ٹھنڈا کرنے کے لیے بھی پھونک مارنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ دوسرے برتن میں تھوڑا تھوڑا ڈال کر پی لیں۔ ③ بعض علماء نے اس سے دلیل لی ہے کہ بیمار کے لیے کوئی سورت یا دعا پڑھ کر پانی میں دم نہیں کرنا چاہیے بلکہ براہ راست مریض

◀◀ وصححه البوصيري.

۳٤٢٨ـ[صحيح] تقدم، ح: ۳٤٢١.

۳٤٢٩ـ[صحيح] تقدم، ح: ۳۲۸۸.

کو دم کرنا چاہیے' اور دعا کرنی چاہیے کیونکہ یہ دونوں عمل مسنون ہیں جبکہ پانی میں دم کرنا مسنون نہیں۔ اور بعض علماء کے نزدیک پانی میں دم کرنا جائز ہے کیونکہ دم میں سورۂ فاتحہ اور دعائیں وغیرہ پڑھی جاتی ہیں' ان کے اثرات کو پانی میں منتقل کرنے کے لیے پانی میں دم کیے بغیر چارہ نہیں' اس لیے ان کے نزدیک بطور دم پانی میں پھونک مارنا عام پھونک مارنے سے مختلف ہے۔ عام حالات میں پھونک مارنا یقیناً ممنوع ہے لیکن بطور دم پھونک مارنا جائز ہے۔ واللہ أعلم. (دیکھیے مضمون ''کیا پانی پر دم کرنا جائز نہیں'' از حافظ صلاح الدین یوسف' شائع شدہ ''الاعتصام'' جلد:۵۵' شمارہ ۳۰' یکم اگست ۲۰۰۳ء' وفتاویٰ ''الدین الخالص'' (عربی) مولانا امین اللہ پشاوری ﷾' ج:۵' ص:۴۰-۴۴)

٣٤٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْفُخُ فِي الشَّرَابِ.

۳۴۳۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پینے کی چیز میں پھونک نہیں مارا کرتے تھے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ الشُّرْبِ بِالْأَكُفِّ وَالْكَرْعِ (التحفة ٢٥)

باب:۲۵- چلو سے پانی پینا اور منہ لگا کر پانی پینا

٣٤٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَشْرَبَ عَلٰى بُطُونِنَا، وَهُوَ الْكَرْعُ. وَنَهَانَا أَنْ نَغْتَرِفَ بِالْيَدِ الْوَاحِدَةِ. وَقَالَ: «لَا يَلِغْ أَحَدُكُمْ كَمَا يَلِغُ الْكَلْبُ. وَلَا يَشْرَبْ بِالْيَدِ الْوَاحِدَةِ كَمَا يَشْرَبُ الْقَوْمُ الَّذِينَ سَخِطَ اللهُ عَلَيْهِمْ. وَلَا يَشْرَبْ بِاللَّيْلِ فِي إِنَاءٍ حَتّٰى

۳۴۳۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پیٹ کے بل (لیٹ کر) پانی پینے سے منع فرمایا ہے' اسی کو کرع کہتے ہیں۔ اور ہمیں ایک ہاتھ سے چلو میں پانی لینے سے منع کیا ہے اور فرمایا: ''کوئی شخص اس طرح زبان نکال کر پانی نہ پیے' جس طرح کتا زبان سے پانی پیتا ہے' نہ اس طرح ایک ہاتھ سے پانی پیے' جس طرح وہ لوگ پیتے ہیں جن سے اللہ ناراض ہے' اور نہ رات کو کسی برتن میں پانی پیے جب تک اسے حرکت نہ دے لے' سوائے اس کے کہ برتن ڈھکا ہوا ہو۔ اور جو شخص انکسار کی نیت

٣٤٣٠_ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٤٣١_ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري لتدليس بقية، ح: ٥٥١ * وزياد مجهول (تقريب).

يُحَرِّكَهُ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ إِنَاءٌ مُخَمَّرًا. وَمَنْ شَرِبَ بِيَدِهِ، وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى إِنَاءٍ، يُرِيدُ التَّوَاضُعَ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِعَدَدِ أَصَابِعِهِ حَسَنَاتٍ. وَهُوَ إِنَاءُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، إِذَا طَرَحَ الْقَدَحَ فَقَالَ: أُفٍّ هٰذَا مَعَ الدُّنْيَا».

سے ہاتھ سے (چلو بھر کر) پانی پیتا ہے حالانکہ اسے برتن مل سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کی انگلیوں کی تعداد کے مطابق نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ یہ (ہاتھوں کی لپ) عیسیٰ ابن مریم ؑ کا برتن تھا۔ جب انھوں نے یہ کہہ کر پیالہ پھینک دیا تھا: اف! یہ بھی دنیا کا سامان ہے۔"

٣٤٣٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ. وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنٍّ، فَاسْقِنَا وَإِلَّا كَرَعْنَا» قَالَ: عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَنٍّ. فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْنَا مَعَهُ إِلَى الْعَرِيشِ. فَحَلَبَ لَهُ شَاةً عَلَى مَاءٍ بَاتَ فِي شَنٍّ. فَشَرِبَ. ثُمَّ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ بِصَاحِبِهِ الَّذِي مَعَهُ.

۳۴۳۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ صاحب اپنے باغ میں (درختوں وغیرہ کو) پانی دے رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "اگر تمھارے پاس رات کا مشکیزے میں پڑا ہوا پانی ہے تو ہمیں پلا دو ورنہ ہم (بہتے پانی سے) منہ لگا کر پی لیں گے۔" انھوں نے کہا: میرے پاس پانی ہے جو رات کا مشک میں رکھا ہوا ہے چنانچہ وہ صحابی چل پڑے۔ ان کے ساتھ ہم بھی چھپر میں چلے گئے۔ انھوں نے رات کو مشکیزے میں رکھے ہوئے پانی میں ایک بکری کا دودھ دوہ کر ملا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پیا پھر اس (انصاری صحابی) نے نبی ﷺ کے ساتھ آنے والے کو بھی اسی طرح دودھ والا پانی پیش کیا۔

فوائد ومسائل: ① بہتے پانی کو منہ لگا کر پی لینا جائز ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ ہاتھوں میں یا برتن میں لے کر پیے۔ ② مہمان کو عمدہ چیز پیش کرنی چاہیے۔ ③ رات کا رکھا ہوا پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ گرمی کے موسم میں ٹھنڈا پانی زیادہ مرغوب ہوتا ہے۔ ④ رات کا پانی پینا درست ہے بشرطیکہ احتیاط سے ڈھانپ کر یا مشکیزے وغیرہ میں محفوظ رکھا گیا ہو۔ ⑤ شَنّ پرانی مشک کو کہتے ہیں اس میں پانی زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ ⑥ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر ؓ تھے۔ (حاشیہ سنن ابن ماجہ از وحید الزمان خاں ؒ)

٣٤٣٢ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب شرب اللبن بالماء، ح: ٥٦١٣ من حديث فليح به.

٣٤٣٣- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى : حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : مَرَرْنَا عَلٰى بِرْكَةٍ . فَجَعَلْنَا نَكْرَعُ فِيهَا . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَا تَكْرَعُوا . وَلٰكِنِ اغْسِلُوا أَيْدِيَكُمْ، ثُمَّ اشْرَبُوا فِيهَا . فَإِنَّهُ لَيْسَ إِنَاءٌ أَطْيَبَ مِنَ الْيَدِ» .

۳۴۳۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم ایک تالاب کے پاس سے گزرے تو اس سے منہ لگا کر پانی پینے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منہ لگا کر پانی نہ پیو لیکن اپنے ہاتھ دھولو اور ان میں لے کر پانی پیو کیونکہ ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں۔''

(المعجم ٢٦) - **بَابُ سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا** (التحفة ٢٦)

باب: ۲۶- دوسروں کو پانی پلانے والا خود سب سے آخر میں پیے

٣٤٣٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا» .

۳۴۳۴- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو پانی پلانے والا آخر میں پیا کرتا ہے۔''

فائدہ: یہ چیز آداب میں شامل ہے کہ خود آخر میں پیے۔ اسی طرح کوئی چیز تقسیم کرے تو سب سے آخر میں حصہ لے' تاہم ایسا کرنا واجب نہیں۔

(المعجم ٢٧) - **بَابُ الشُّرْبِ فِي الزُّجَاجِ** (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- شیشے کے برتن میں پانی پینا جائز ہے

٣٤٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ : حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ : حَدَّثَنَا مِنْدَلُ بْنُ

۳۴۳۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس شیشے کا ایک پیالہ تھا۔

٣٤٣٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة كما في المحلى : ٧/ ٥٢١، مسئلة : ١١٠٩ عن محمد بن فضيل به، ووقع السقط في المصنف المطبوع : ٨/ ٤١ .

٣٤٣٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء أن ساقي القوم آخرهم شربًا، ح : ١٨٩٤ من حديث حماد به، وقال : "حسن صحيح" .

٣٤٣٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد : ١/ ٤٨٥ من حديث مندل به، وضعفه البوصيري من أجل ضعف مندل، تقدم، ح : ١٢٤٧، وتدليس ابن إسحاق، تقدم، ح : ١٢٠٩ .

عَلِيٌّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ قَدَحُ قَوَارِيرَ يَشْرَبُ فِيهِ.

آپ اس میں (پانی وغیرہ) پیا کرتے تھے۔
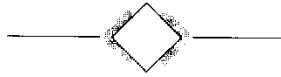
طب کی تعریف' بیماریوں کی اقسام اور ان کے علاج کا بیان

* لغوی تعریف: لغت میں طب کے معنی جسمانی و ذہنی علاج اور دوا دارو ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی فلاح و بہبود، ان کے منافع کے حصول اور ان کی عیش و عشرت کو آسان بنانے کے لیے زمین میں بے شمار اشیاء پیدا فرمائی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ (البقرۃ ۲:۲۹) ''وہ اللہ جس نے تمھارے لیے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا۔'' ان اشیاء میں جو مضر صحت تھیں یا جو انسانی عزت و آبرو یا عقل کے لیے نقصان دہ تھیں انھیں حرام قرار دے کر باقی اشیاء حلال قرار دیں۔ ان اشیاء کی کمی بیشی سے انسانی صحت کو نقصان پہنچتا ہے' لہٰذا مالک کائنات نے اس نقصان کی تلافی کے لیے دوا اور علاج کو مشروع فرمایا۔ کوئی ایسی بیماری نہیں جس کا علاج اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو عطا نہ فرمایا ہو۔

ارشاد نبوی ہے: [مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً] (صحیح البخاري' الطب' باب ما أنزل الله داءً إلا أنزل له شفاءً' حديث:٥٦٧٨) ''اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا (اور علاج دوا) نازل فرمائی ہے۔'' لہٰذا جب کوئی شخص بیمار ہو جائے تو علاج کروانا سنت ہے۔ یہ توکل کے خلاف نہیں بلکہ

اسباب اختیار کرنا توکل کے عین مطابق ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [تَدَاوَوْا عِبَادَاللّٰهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ مَعَهُ شِفَاءً إِلَّا الْمَوْتَ وَالْهَرَمَ] (مسند أحمد: ۲۷۸/۴) ''اللہ کے بندو! دوا دارو کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موت اور بڑھاپے کے سوا ہر بیماری کی شفا پیدا کی ہے۔''

✷ **بیماری کی اقسام اور ان کا علاج:** بیماری کی دو قسمیں ہیں: ① دل کی بیماریاں' جیسے شک وشبہ' شہوت اور کفر وعناد کی بیماریاں۔ ② بدنی بیماریاں۔ دل کی بیماریوں کا علاج صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی لائی ہوئی تعلیمات سے ہو سکتا ہے کیونکہ ان بیماریوں کے اسباب وعلاج کی معرفت صرف رسولوں کے ذریعے ہی سے ممکن ہے۔ قرآن مجید نے ان بیماریوں کا متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے' جیسے: ﴿فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا﴾ (البقرة ۲:۱۰) ''ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں بیماری میں مزید کر دیا۔'' یعنی ان کے دلوں میں کفر ونفاق کی بیماری ہے جو اصلاح نہ کرنے پر بڑھتی ہی گئی۔

بدنی بیماریوں کا علاج دو طرح سے کیا جاتا ہے۔ اولاً وہ علاج جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان اور حیوان کی فطرت میں رکھا ہے' جیسے بھوک لگنے پر کھانا کھانا' پیاس لگنے پر پانی پینا وغیرہ' جبکہ دوسری قسم کے علاج کے لیے بیماری کے اسباب' اور ان کو دور کرنے کے لیے مناسب دوا کے لیے غور وفکر کرنا پڑتا ہے۔ طب نبوی میں ہر دو قسم کی بیماریوں کا شافی علاج موجود ہے' البتہ اسباب کے موافق علاج کے لیے حاذق اور تجربہ کار طبیب کی خدمات حاصل کرنا مستحسن امر ہے۔

✷ **حاذق طبیب کی پہچان:** علاج کے لیے مؤثر دوا کا انتخاب بے حد ضروری ہے کیونکہ ہر بیماری اپنی مناسب دوا ہی سے بِإِذْنِ اللّٰهِ دور ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: [لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ، فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى] (صحيح مسلم' الطب' باب لِكُلِّ داءٍ دواءٌ......' حدیث: ۲۲۰۴) ''ہر بیماری کی دوا ہے۔ جب بیماری کے موافق دوا مریض کو مل جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحت یاب ہو جاتا ہے۔'' بیماری کی نوعیت کے مطابق مناسب دوا صرف تجربہ کار' عقل مند اور حاذق وفطین طبیب ہی دے سکتا ہے۔ حاذق حکیم کی پہچان کے لیے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے متعدد امور ذکر کیے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

① حاذق حکیم وہ ہے جو بیماری کی نوعیت کو سمجھ سکے۔
② بیماری کے سبب کو معلوم کر سکے۔
③ مریض کی بدنی قوت کا اندازہ لگا سکے کیونکہ اگر مریض کی قوت مرض پر غالب آ سکتی ہو تو پھر دوا کی ضرورت نہیں ہوتی۔
④ مریض کی طبعی حالت کو جان سکے کہ وہ گرم مزاج ہے یا خشک وتر وغیرہ؟
⑤ سال بھر کے موسم کے مطابق دوا اختیار کر سکے کیونکہ بعض موسم خاص امراض کے علاج کے لیے مفید نہیں ہوتے' مثلاً: آپریشن کے لیے سخت گرمی کا موسم۔
⑥ مریض کے علاقے کی آب وہوا کا خیال رکھے۔
⑦ دوا کی قوت کی پہچان رکھتا ہو۔
⑧ سائیڈ ایفکٹ (دوا کے مضر اثرات) سے واقف ہونا۔
⑨ صرف بیماری کا علاج ہی مقصود نہ ہو بلکہ دوسرے کسی بھی مرض سے بچاؤ بھی کرے۔
⑩ صرف حلال دوا سے علاج کرے۔
⑪ طبی اور روحانی علاج کرے۔
⑫ مریض کے ساتھ شفقت اور نرمی سے پیش آئے۔
⑬ موجودہ صحت کی حفاظت' ضائع ہونے والی قوت کے حصول' بیماری کو حسب طاقت کم کرنے اور ادنیٰ مصلحت کی خاطر اعلیٰ مصلحت کو نہ چھوڑنے والا طبیب۔

٭ **طبِ نبوی کے چند ہربل ٹانک:** طبِ نبوی میں چند ادویات ایسی ہیں جو بہت سی بیماریوں کا شافی علاج ہیں' البتہ ان کے استعمال کے لیے مریض کی طبعی حالت' بیماری کے اسباب وعلل اور دیگر اسباب کو مدنظر رکھنے کے لیے حاذق طبیب کی خدمات حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

۞ **شہد:** ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ (النحل ١٦:٦٩) ''ان کے پیٹوں سے مختلف رنگ کا مشروب (شہد) نکلتا ہے' اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔''

- **زمزم:** ارشادِ نبوی ہے: [مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ] (سنن ابن ماجه‘ المناسك‘ باب الشرب من زمزم‘ حديث: ۳۰۶۲) ”زمزم کو جس (نیک) مقصد اور نیت سے پیا جائے یہ اسی کے لیے مؤثر ہو جاتا ہے۔“
- **کلونجی:** رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: [فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ] (صحيح البخاري‘ الطب‘ باب الحبة السَّوْدَاءِ‘ حديث: ۵۶۸۸) ”سیاہ دانے (کلونجی) میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفا ہے۔“

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٣١) أَبْوَابُ الطِّبِّ (التحفة ٢٣)

طب سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً (التحفة ١)

٣٤٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ: شَهِدْتُ الْأَعْرَابَ يَسْأَلُونَ النَّبِيَّ ﷺ: أَعَلَيْنَا حَرَجٌ فِي كَذَا؟ أَعَلَيْنَا حَرَجٌ فِي كَذَا؟ فَقَالَ [لَهُمْ]: «عِبَادَ اللهِ وَضَعَ اللهُ الْحَرَجَ إِلَّا مَنِ اقْتَرَضَ مِنْ عِرْضِ أَخِيهِ شَيْئًا. فَذَاكَ الَّذِي حَرِجَ» فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! هَلْ عَلَيْنَا جُنَاحٌ أَنْ لَا نَتَدَاوٰى؟ قَالَ: «تَدَاوَوْا، عِبَادَ اللهِ فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ، لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ مَعَهُ شِفَاءً. إِلَّا الْهَرَمَ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْعَبْدُ؟ قَالَ: «خُلُقٌ حَسَنٌ».

باب:١- اللہ نے ہر بیماری کی شفا (حاصل کرنے کے لیے دوا) نازل کی ہے

٣٤٣٦- حضرت اسامہ بن شریک (ثعلبی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں (مجلس میں) موجود تھا جب اعرابی نبی ﷺ سے سوالات کر رہے تھے: کیا فلاں کام کرنے میں ہم پر گناہ ہے؟ کیا فلاں کام کرنے میں ہم پر گناہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ’’اللہ کے بندو! اللہ نے حرج (تنگی) کو دور کر دیا ہے مگر جس نے اپنے بھائی کی عزت میں سے ایک حصہ کاٹ لیا‘ یہی ہے جس نے گناہ کیا۔‘‘ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمیں اس بات سے گناہ ہوگا کہ ہم (بیماری سے شفا کے لیے) دوا (استعمال) نہ کریں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ کے بندو! (شفا کے لیے) دوا (استعمال) کیا کرو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو بیماری بنائی ہے اس کی شفا (کے لیے دوا) بھی بنائی ہے‘

٣٤٣٦- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطب، باب الرجل يتداوى، ح:٣٨٥٥ من حديث زياد به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح:٢٠٣٨، وصححه ابن حبان، والبوصيري، والحاكم: ٤/ ٣٩٩، والذهبي، وقال سفيان بن عيينة: "ما على وجه الأرض اليوم إسناد أجود من هٰذا".

سوائے شدید بڑھاپے کے۔'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! بندے کو سب سے بہتر چیز کیا عطا ہوئی ہے؟ فرمایا: ''اچھا اخلاق۔''

فوائد ومسائل: ① یہ رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق کا مظہر ہے کہ آپ اسلام میں نئے داخل ہونے والوں کے نامناسب رویے کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے۔ ② اسلام کے احکام انسانی فطرت کے مطابق ہیں' اس لیے ان میں ایک طرح کی سہولت موجود ہے۔ ③ عزت میں سے حصہ کاٹنے کا مطلب ہے کہ اس کی آبروریزی کی' یا ایسا کام کیا' یا ایسی بات کہی جس سے اس کی عزت میں فرق آئے۔ ④ بیماری کا علاج کرانا بھی جائز اسباب میں سے ہے جنھیں اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ⑤ ہر بیماری کا علاج موجود ہے' یہ انسان کی محنت' سمجھ اور توجہ پر مبنی ہے کہ مریض کی بیماری کو سمجھے اور مناسب دوا کا انتخاب کرے۔ ⑥ بچپن کے بعد جوانی اور جوانی کے بعد بڑھاپا' اللہ کا بنایا ہوا مستقل نظام ہے' اس لیے یہ اپنے وقت پر آ تا ہی ہے۔ انسان کو جوانی کی قوتوں سے محروم ہونے سے پہلے نیکیاں کر لینی چاہئیں تاکہ بڑھاپے میں حسرت و ندامت نہ ہو۔ ⑦ خوش اخلاقی انسان کی ایسی خوبی ہے جس سے دنیا میں بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی' اس لیے یہ اللہ کا عظیم احسان ہے۔

٣٤٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي خِزَامَةَ، عَنْ أَبِي خِزَامَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ أَدْوِيَةً نَتَدَاوٰى بِهَا، وَرُقًى نَسْتَرْقِي بِهَا، وَتُقًى نَتَّقِيهَا، هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ شَيْئاً؟ قَالَ: «هِيَ مِنْ قَدَرِ اللهِ».

۳۴۳۷- حضرت ابو خزامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: ہم دواؤں کے ذریعے سے علاج کرتے ہیں' اور دعاؤں کے ساتھ دم کرتے ہیں' اور دفاعی اشیاء کے ذریعے سے اپنا بچاؤ کرتے ہیں' کیا یہ چیزیں اللہ کی تقدیر میں سے کسی چیز کو روک سکتی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھی اللہ کی تقدیر میں شامل ہیں۔''

٣٤٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۳۴۳۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

٣٤٣٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الرقى والأدوية، ح: ٢٠٦٥ من حديث ابن عيينة به، وقال: "حسن صحيح" * ابن أبي خزامة مجهول(تقريب وغيره)، وأبو خزامة صحابي، وروايته راجحة، وللحديث طرق أخرى بأسانيد ضعيفة، منها حديث الحاكم: ١/ ٣٢، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وفيه عنعنة الزهري.

٣٤٣٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤١٣ من حديث سفيان الثوري، تقدم ح: ٣٧٧، والحميدي وغيرهما من◀◀

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً، إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ دَوَاءً».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جو بیماری نازل کی ہے' اس کی دوا بھی ضرور نازل کی ہے۔''

۳۴۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ : قَالَا : حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ : حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً، إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً».

۳۴۳۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جو بیماری نازل کی ہے' اس کی شفا (دوا) بھی نازل کی ہے۔''

(المعجم ٢) - بَابُ الْمَرِيضِ يَشْتَهِي الشَّيْءَ (التحفة ٢)

باب:۲- اگر بیمار کا کسی چیز کو جی چاہے

۳٤٤٠- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ : حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلًا . فَقَالَ لَهُ : «مَا تَشْتَهِي؟» قَالَ : أَشْتَهِي خُبْزَ بُرٍّ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزُ بُرٍّ، فَلْيَبْعَثْ إِلَى أَخِيهِ» ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «إِذَا اشْتَهَى مَرِيضُ أَحَدِكُمْ شَيْئًا، فَلْيُطْعِمْهُ».

۳۴۴۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے ایک آدمی کی عیادت فرمائی تو اس سے پوچھا: ''تمھیں کس چیز کی خواہش ہے؟'' اس نے کہا: گندم کی روٹی کو جی چاہتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس گندم کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کے ہاں بھیج دے۔'' پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کا مریض کسی چیز کی خواہش ظاہر کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے کھلا دے۔''

◄◄ حديث عطاء به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٦٠٣٠، والحاكم: ١٩٦/٤، ١٩٧، ٣٩٩، والذهبي، وللحديث طريق آخر عند ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٩٨.

٣٤٣٩ـ أخرجه البخاري، الطب، باب ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء، ح: ٥٦٧٨ من حديث أبي أحمد الزبيري به.

٣٤٤٠ـ [ضعيف] تقدم، ح: ١٤٣٩، وحسنه البوصيري.

٣٤٤١- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ. قَالَ: «أَتَشْتَهِي شَيْئًا؟ أَتَشْتَهِي كَعْكًا». قَالَ: نَعَمْ فَطَلَبُوا لَهُ.

٣٤٤١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک بیمار کی عیادت کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمھیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ کیا تمھارا جی کیک کھانے کو چاہتا ہے؟“ اس نے کہا: ہاں، چنانچہ اس کے لیے کیک منگوایا گیا۔

(المعجم ٣) - **بَابُ الْحِمْيَةِ** (التحفة ٣)

باب:٣- پرہیز کا بیان

٣٤٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُودَاوُدَ، قَالَا: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَمَعَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. وَعَلِيٌّ نَاقِهٌ مِنْ مَرَضٍ. وَلَنَا دَوَالِي مُعَلَّقَةٌ. وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهَا. فَتَنَاوَلَ عَلِيٌّ لِيَأْكُلَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: «مَهْ. يَاعَلِيُّ! إِنَّكَ نَاقِهٌ» قَالَتْ: فَصَنَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ سِلْقاً وَشَعِيرًا. فَقَالَ

٣٤٤٢- حضرت ام منذر سلمی بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیماری کی وجہ سے کمزور ہوگئے تھے۔ ہمارے ہاں نیم پختہ کھجوروں کے خوشے (رسی سے) لٹک رہے تھے۔ نبی ﷺ ان میں سے لے لے کر (کھجوریں) کھا رہے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی کھانے کے لیے کچھ کھجوریں لے لیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”علی! رک جاؤ۔ تم ابھی (بیماری سے اٹھے ہو اس لیے) کمزور ہو۔“ ام منذر رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے لیے چقندر اور جو پکائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”علی! اس میں سے کھاؤ، یہ تمھارے لیے زیادہ مفید ہے۔“

٣٤٤١_ **[ضعيف]** تقدم، ح: ١٤٤٠.

٣٤٤٢_ **[إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الحمية، ح: ٢٠٣٧ من حديث يونس بن محمد به، وقال: "حسن غريب"، وفيه عثمان بن عبدالرحمٰن التيمي، وقال ابن بشار: "حديث جيد"، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٠٧، والذهبي، وأخرجه أبوداود، ح: ٣٨٥٦ من حديث أبي داود، وأبي عامر عن فليح به.

النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: «[يَا عَلِيُّ!] مِنْ هٰذَا، فَأَصِبْ. فَإِنَّهُ أَنْفَعُ لَكَ».

فوائد ومسائل: ① بیمار کو خوراک میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ ② بیمار کو چاہیے کہ وہ چیز کھائے جو اس کے لیے مفید ہو اور اس چیز سے پرہیز کرے جو اس بیماری میں نقصان دہ ہو۔ ③ سِلق کا مطلب محمد فواد عبدالباقی نے ''کھائی جانے والی نباتات'' یعنی سبزیاں کیا ہے اور علامہ وحید الزماں خاں نے اس لفظ کا ترجمہ چقندر کیا ہے۔ ④ بیماری کے بعد زود ہضم اور غذائیت والی خوراک استعمال کرنی چاہیے۔

۳۴٤۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ صَيْفِيٍّ مِنْ وَلَدِ صُهَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ صُهَيْبٍ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ خُبْزٌ وَتَمْرٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أُدْنُ فَكُلْ» فَأَخَذْتُ آكُلُ مِنَ التَّمْرِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تَأْكُلُ تَمْرًا وَبِكَ رَمَدٌ؟» قَالَ: فَقُلْتُ: إِنِّي أَمْضَغُ مِنْ نَاحِيَةٍ أُخْرٰى. فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۳۴۴۳- حضرت صہیب (بن سنان رومی) ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ نبی ﷺ کے سامنے روٹی اور کھجوریں تھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آئیے! تناول کیجیے۔'' میں نے کھجوریں کھانا شروع کر دیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم کھجوریں کھا رہے ہو حالانکہ تمھاری آنکھ دکھتی ہے۔'' میں نے کہا: میں دوسری طرف سے چبا رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے۔

فوائد ومسائل: ① مہمان کو کھانے کی پیش کش کی جائے تو اسے چاہیے کہ تکلف نہ کرے قبول کر لے۔ ہاں! اگر اس کو ضرورت نہیں ہے تو اور بات ہے۔ ② بیمار کو کھانے پینے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ ③ بزرگ شخصیت سے بھی مزاح کی بات کی جا سکتی ہے بشرطیکہ ادب واحترام کی حدود سے تجاوز نہ ہو۔

(المعجم ٤) - بَابُ لَا تُكْرِهُوا الْمَرِيضَ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ٤)

باب:۴- بیمار کو کھانا کھانے پر مجبور نہ کریں

۳٤٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۳۴۴۴- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت

۳٤٤۳_ [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۹/ ۳٤٤ من حديث ابن المبارك به، وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد صحيح، وصححه الحاكم (۳/ ۳۹۹، ٤/ ٤١١)، والذهبي".

۳٤٤٤_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء لا تكرهوا مرضاكم على الطعام والشراب،◄◄

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ يُونُسَ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ. فَإِنَّ اللهَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کیا کرو' انھیں اللہ تعالیٰ کھلاتا اور پلاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ امام ترمذی اور شیخ البانی ؒ نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ اورانہی کی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم: ٧٢٧) ② مریض کے لیے صحت مند انسان والی غذا مفید نہیں ہوتی' اس لیے انھیں بھاری غذا نہ دی جائے۔ ③ اگر مریض کی طبیعت کھانے پینے پر آمادہ نہ ہو تو سختی نہ کی جائے کیونکہ زبردستی کھلائی ہوئی غذا فائدے کی بجائے نقصان پہنچاتی ہے۔ ④ مناسب ترغیب کے ذریعے سے ہلکی پھلکی زود ہضم غذا دی جاسکتی ہے تاکہ قوت قائم رہے۔ ⑤ ''اللہ تعالیٰ مریض کو کھلاتا پلاتا ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ انھیں تندرست آدمی کی طرح کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(المعجم ٥) - بَابُ التَّلْبِينَةِ (التحفة ٥)

باب:۵-تلبینہ کا بیان

٣٤٤٥- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ بْنِ بَرَكَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا أَخَذَ أَهْلَهُ الْوَعْكُ، أَمَرَ بِالْحَسَاءِ. قَالَتْ: وَكَانَ يَقُولُ: «إِنَّهُ لَيَرْتُو فُؤَادَ الْحَزِينِ، وَيَسْرُو عَنْ فُؤَادِ السَّقِيمِ، كَمَا تَسْرُو إِحْدَاكُنَّ الْوَسَخَ عَنْ وَجْهِهَا بِالْمَاءِ».

۳۴۴۵- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے گھر میں جب کسی کو بخار ہوتا تو آپ تلبینہ تیار کرنے کا حکم دیتے۔ اور نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اس سے غمزدہ انسان کے دل کو سہارا ملتا ہے۔ اور بیمار کے دل سے رنج کو اس طرح دور کرتا ہے جس طرح کوئی عورت پانی کے ذریعے سے اپنے چہرے سے میل کچیل دور کرتی ہے۔''

◄◄ ح: ٢٠٤٠ من حديث بكر به، وقال: "حسن غريب"، وكذا حسنه البوصيري * بكر ضعفه الجمهور، ولحديثه شواهد ضعيفة عند الحاكم: ٤/ ٤١٠ وغيره.

٣٤٤٥ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء ما يطعم المريض، ح: ٢٠٣٩ من حديث إسماعيل به، وقال: "حسن صحيح، أم محمد بن السائب مجهولة"، وصححه الحاكم: ٤/ ١١٧، ووافقه الذهبي.

٣٤٤٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَيْمَنَ بْنِ نَابِلٍ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهَا كَلْثَمٌ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالْبَغِيضِ النَّافِعِ، التَّلْبِينَةِ» يَعْنِي الْحَسَاءَ. قَالَتْ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا اشْتَكَى أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ، لَمْ تَزَلِ الْبُرْمَةُ عَلَى النَّارِ. حَتَّى يَنْتَهِيَ أَحَدُ طَرَفَيْهِ. يَعْنِي يَبْرَأُ أَوْ يَمُوتُ.

۳۴۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''ناپسندیدہ مفید چیز تلبینہ (حریرہ) کو اپناؤ۔'' ام المومنین ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے گھر میں جب کوئی بیمار ہوجاتا تو (حریرہ کی) ہنڈیا آگ پر چڑھی رہتی حتی کہ (اس کا معاملہ) کسی ایک طرف لگ جاتا، یعنی وہ فوت ہوجاتا یا شفایاب۔

فوائد و مسائل: ① تلبینہ کی وضاحت یوں کی گئی ہے: ''وہ ایک رقیق کھانا ہے جو آٹے یا چھان (آٹے کی بھوسی) سے بنایا جاتا ہے۔ اس میں بعض اوقات شہد بھی ڈالا جاتا ہے۔'' (النہایۃ۔ مادہ ''لبن'') ② نواب وحید الزماں خاں نے اس کا ترجمہ ''ہریرہ'' کیا ہے۔ انھوں نے اس کی وضاحت یوں کی ہے: ''حساء وہ کھانا ہے جو آٹے، پانی اور روغن سے بنایا جاتا ہے۔ اس میں کبھی شیرینی بھی ڈالتے ہیں اور کبھی شہد، کبھی آٹے کے بدلے آٹے کا چھان ڈالتے ہیں، اس کو تلبینہ کہتے ہیں اور ہندی میں ہریرہ مشہور ہے۔'' (ترجمہ سنن ابن ماجہ حاشیہ حدیث ہذا) ③ فیروز اللغات اردو میں ''حریرہ'' کے معنی یوں بیان کیے گئے ہیں: ''میٹھی اور گاڑھی چیز، جو میدے کو کھانڈ میں گھول کر پکائی جاتی ہے۔'' ④ تلبینہ کی ترغیب دیگر صحیح احادیث میں بھی موجود ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تلبینہ بیمار کے دل کو سہارا دیتا اور غم میں تخفیف کرتا ہے۔'' (صحیح البخاري، الطب، باب التلبينة للمريض، حديث:۵۶۸۹ وصحيح مسلم، السلام، باب التلبينة مجمة لفؤاد المريض، حديث:۲۲۱۶)

(المعجم ٦) - بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ (التحفة ٦)

باب:٦- کالا دانہ (کلونجی)

٣٤٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ،

۳۴۴۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے،

٣٤٤٦ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٨ عن وكيع به * كلثم أم كلثوم لا يعرف حالها(تقريب) ووثقها غيره، وأيمن سمع الحديث من فاطمة بنت أبي الليث المنذر كما في المستدرك: ٤/ ٤٠٧، وصححه الحاكم على شرط البخاري، ووافقه الذهبي، وسنده حسن، فاطمة وأم كلثوم وثقهما الحاكم، والذهبي.

٣٤٤٧ـ أخرجه البخاري، الطب، باب الحبة السوداء، ح: ٥٦٨٨ من حديث الليث به، ومسلم، الطب، باب التداوي بالحبة السوداء، ح: ٢٢١٥ عن محمد بن رمح به.

وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِيَّانِ. قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ. عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ، إِلَّا السَّامَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کالے دانے میں سام کے سوا ہر مرض کی شفا ہے۔''

وَالسَّامُ الْمَوْتُ. وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّونِيزُ.

سام کا مطلب موت ہے اور کالا دانہ کلونجی ہے۔

٣٤٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ. فَإِنَّ فِيهَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ، إِلَّا السَّامَ».

۳۴۴۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کالے دانے (کلونجی) کو اختیار کرو۔ اس میں موت کے سوا ہر مرض کی شفا ہے۔''

590

٣٤٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَنْبَأَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ ابْنُ أَبْجَرَ. فَمَرِضَ فِي الطَّرِيقِ. فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ. فَعَادَهُ ابْنُ أَبِي عَتِيقٍ وَقَالَ لَنَا: عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ. فَخُذُوا مِنْهَا خَمْساً أَوْ سَبْعاً. فَاسْحَقُوهَا،

۳۴۴۹- حضرت خالد بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم لوگ سفر میں تھے۔ ہمارے ساتھ حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ راستے میں بیمار ہوگئے۔ ہم لوگ مدینہ پہنچے تو وہ (اس وقت بھی) بیمار تھے۔ حضرت ابن ابی عتیق رحمہ اللہ (عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر) ان کی بیمار پرسی کے لیے آئے تو ہم سے فرمایا: تم یہ کالا دانہ (کلونجی) استعمال کرو۔ اس

٣٤٤٨ـ [صحيح] وحسنه البوصيري * عثمان حسن الحديث، ووثقه الجمهور، والحديث السابق شاهد له، وانظر، ح: ٣٤٩٥.

٣٤٤٩ـ أخرجه البخاري، الطب، باب الحبة السوداء، ح: ٥٦٨٧ عن ابن أبي شيبة به.

ثُمَّ اقْطُرُوهَا فِي أَنْفِهِ بِقَطَرَاتِ زَيْتٍ، فِي هٰذَا الْجَانِبِ وَفِي هٰذَا الْجَانِبِ، فَإِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُمْ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ السَّامُ» قُلْتُ: وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: «اَلْمَوْتُ».

کے پانچ سات دانے لے کر پیس لو' پھر زیتون کے تیل میں ملا کر ان کی ناک میں چند قطرے اس طرف اور چند قطرے اس طرف (نتھنوں میں) ڈالو کیونکہ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''یہ کالا دانہ ہر بیماری کی شفا ہے' سوائے اس کے کہ سام (ہی مقدر) ہو۔'' میں نے کہا: سام کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ''موت۔''

فوائد و مسائل: ① بیمار کی بیمار پرسی کرتے وقت اگر بیماری کا کوئی مجرب علاج معلوم ہو تو مریض کے لواحقین کو بتا دینا درست ہے' تاہم غیر مجرب دوا کا مشورہ نہیں دینا چاہیے۔ ② علاج کے مختلف طریقوں میں سے ایک طریقہ ناک میں دوائی ڈالنا بھی ہے۔ ③ کلونجی کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔ امام ابن قیم ؒ نے ''زاد المعاد'' میں اختصار کے ساتھ کافی فوائد ذکر کیے ہیں۔ ڈاکٹر خالد غزنوی نے طب نبوی کے موضوع پر اپنی تصنیفات میں اس پر زیادہ تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ان کتابوں کا مطالعہ مفید ہے۔

(المعجم ٧) - بَابُ الْعَسَلِ (التحفة ٧)

باب:۷- شہد کا بیان

٣٤٥٠- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَاشِمِيُّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَعِقَ الْعَسَلَ ثَلَاثَ غَدَوَاتٍ، كُلَّ شَهْرٍ، لَمْ يُصِبْهُ عَظِيمٌ مِنَ الْبَلَاءِ».

۳۴۵۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مہینے میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لے' اسے کوئی بڑی آفت (بیماری) نہیں آئے گی۔''

٣٤٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَهْلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ

۳۴۵۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں شہد کا ہدیہ

٣٤٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه العقيلي في الضعفاء: ٣/ ٤٠ ت: ٩٩٦ من حديث سعيد بن زكريا به، وقال: "ليس له أصل عن ثقة"، ومن طريقه أورده ابن الجوزي في الموضوعات: ٣/ ٢١٥، وقال: "هٰذا حديث لا يصح، قال يحيى: الزبير ليس بشيء"، وله شاهد موضوع فيه علي بن عروة، تقدم، ح: ٢٨٢٣ * الزبير بن سعيد لين الحديث (تقريب)، وعبدالحميد مجهول (أيضًا)، ولا يعرف له سماع من أبي هريرة قاله البخاري.

٣٤٥١ـ [إسناده ضعيف] وحسنه البوصيري، قلت: أبوحمزة إسحاق بن الربيع ضعفه الجمهور، والحسن عنعن.

الْعَطَّارُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ عَسَلٌ. فَقَسَمَ بَيْنَنَا لُعْقَةً لُعْقَةً. فَأَخَذْتُ لُعْقَتِي. ثُمَّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَزْدَادُ أُخْرٰى؟ قَالَ: «نَعَمْ».

پیش کیا گیا۔ آپ نے ہمارے درمیان ایک ایک چمچ شہد تقسیم فرمایا۔ میں نے اپنا حصہ لے لیا' پھر عرض کیا: اللہ کے رسول! مزید ایک چمچ لے لوں؟ فرمایا: ''ہاں (لے لو۔)''

فائدہ: لُعقَة سے مراد شہد کی وہ مقدار ہے جو انگلی یا چمچے سے ایک بار لے کر چاٹ لی جائے۔

٣٤٥٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَيْنِ: الْعَسَلِ وَالْقُرْآنِ».

۳۴۵۲- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو شفا والی چیزیں اختیار کرو: شہد اور قرآن۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم دیگر دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ شہد جسمانی بیماریوں سے شفا کا باعث ہے اور قرآن سے روحانی اور قلبی بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ ② قرآن سے جسمانی بیماریاں بھی دور ہوتی ہیں' جیسے سانپ کے ڈسے ہوئے مریض کو سورۂ فاتحہ کا دم کرنے سے شفا ہوگئی تھی۔ (صحيح البخاري' الطب' باب الرقى بفاتحة الكتاب' حديث:٥٧٣٦' وصحيح مسلم' السلام' باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار' حديث:٢٢٠١)

(المعجم ٨) - بَابُ الْكَمْأَةِ وَالْعَجْوَةِ (التحفة ٨)

باب:۸- کھمبی اور عجوہ کھجور

٣٤٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ،

۳۴۵۳- حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھمبی مَن کی قسم سے ہے۔ اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔ عجوہ کھجور جنت سے ہے اور یہ جن کے اثر (یا

٣٤٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب: ١١/ ٣٨٥ من حديث زيد بن الحباب به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٢٠٠، ٤٠٣، ووافقه الذهبي، وصححه البوصيري قلت: علته عنعنة أبي إسحاق، وأخرج الخطيب بإسناد ضعيف منكر عن زيد بن الحباب عن شعبة عن أبي إسحاق به.

٣٤٥٣ـ [حسن] وحسنه البوصيري، أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨ من حديث أسباط بن محمد به، وتابعه زهير بن معاوية ◀◀

قَالَا : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ. وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ. وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ. وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ الْجِنَّةِ».

جنون) سے شفا دیتی ہے۔''

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيَّانِ، قَالَا : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ هِشَامٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے سعید بن مسلمہ بن ہشام کے واسطے سے بھی نبی ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کی مثل بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① مَن اس قدرتی خوراک کا نام ہے جو بنی اسرائیل پر نازل کی گئی تھی۔ وہ میٹھے دانوں کی شکل میں ہوتی تھی۔ وہ لوگ حسب ضرورت لے کر استعمال کر لیتے تھے۔ ② کھمبی کو من اس لیے فرمایا گیا ہے کہ یہ بھی بلا مشقت حاصل ہو جاتی ہے۔ ③ کھمبی کی کئی قسمیں ہیں جن میں سے بعض قابل استعمال ہیں اور بعض نقصان دہ۔ ''کماۃ'' مفید قسموں میں سے ایک ہے۔ آج کل مفید اقسام کی کھمبی خود اگائی جاتی ہے جو غذا میں استعمال ہوتی ہے۔ ④ کھمبی کا پانی آنکھ کے امراض کے لیے استعمال کرنے کے بارے میں بعض علماء نے کہا ہے کہ اسے دوسری دوا میں ملا کر استعمال کرنا چاہیے' مثلاً: اثمد سرمے میں کھمبی کا پانی ملا کر گوندھ لیا جائے' پھر اسے آنکھ میں لگایا جائے۔ بعض علماء کی رائے میں اس کا پانی نکال کر صرف وہی استعمال کیا جائے۔ (زاد المعاد) صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اطباء کے مشورے سے آنکھ کی مختلف بیماریوں میں الگ الگ مناسب طریقے سے استعمال کیا جائے۔ ⑤ عجوہ کے بارے میں اسی مفہوم کی ایک حدیث صحیح بخاری میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ''جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھائے' اس دن اسے زہر یا جادو سے کوئی (تکلیف یا) نقصان نہیں ہوگا۔'' (صحيح البخاري' الطب' باب الدواء بالعجوة للسحر' حديث:٥٧٦٨)

٣٤٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ

۳۴۵۴- حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کھمبی اس من سے

◄◄ أبو خيثمة وجرير، السنن الكبرى للنسائي، ح:٦٦٧٤، ٦٦٧٥، * والأعمش تابعه شعبة تحفة الأشراف: ٣/ ١٨٩، ح: ٢٢٨١ إن لم يكن وهمًا، ورواه شعبة عن أبي بشر عن شمر عن أبي هريرة به مختصرًا، وإسناده حسن.

٣٤٥٤ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب "وظللنا عليكم الغمام وأنزلنا عليكم المن والسلوٰى"، ح:٤٤٧٨، ومسلم، الأطعمة، باب فضل الكمأة ومداواة العين بها، ح:٢٠٤٩/ ١٦١ من حديث ابن عيينة به.

عُمَيْرٍ، سَمِعَ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ: «الْكَمْأَةَ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ. وَمَاؤُهَا شِفَاءُ الْعَيْنِ».

ہے جو اللہ نے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا۔ اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔''

۳۴۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا مَطَرٌ الْوَرَّاقُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَذَكَرْنَا الْكَمْأَةَ. فَقَالُوا: هُوَ جُدَرِيُّ الْأَرْضِ. فَنُمِيَ الْحَدِيثُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ. وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ. وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السَّمِّ».

۳۴۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بات چیت کر رہے تھے کہ کھمبی کا ذکر آ گیا۔ بعض حضرات نے کہا: یہ تو زمین کی چیچک ہے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: ''کھمبی من (کی قسموں میں) سے (ایک قسم) ہے۔ اور عجوہ کھجور جنت سے ہے اور وہ زہر سے شفا ہے۔''

فائدہ: جنت سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ برکت والی ہے یا کھجور کی یہ قسم جنت سے زمین پر آئی ہے جس طرح حجر اسود جنت سے زمین پر بھیجا گیا ہے۔ واللہ أعلم.

۳۴۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا الْمُشْمَعِلُّ بْنُ إِيَاسٍ الْمُزَنِيُّ: حَدَّثَنِي عَمْرُو ابْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ عَمْرٍو الْمُزَنِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْعَجْوَةُ وَالصَّخْرَةُ مِنَ الْجَنَّةِ».

۳۴۵۶- حضرت رافع بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''عجوہ اور صخرہ جنت سے (آئے) ہیں۔''

۳۴۵۵_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطب، باب ما جاء في الكمأة والعجوة، ح: ۲۰۶۸ من حديث شهر به، وله شواهد كثيرة.

۳۴۵۶_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵/ ۳۱ عن ابن مهدي به، وصححه الحاكم على شرط مسلم (۴/ ۴۰۶)، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، شك المشمعل فيه: "الصخرة أو الشجرة"، وهو ثقة.

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : حَفِظْتُ الصَّخْرَةَ، مِنْ فِيهِ .

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی ؒ نے کہا: میں نے صخرہ کا لفظ خود اپنے استاد (مشمعل بن ایاس مزنی ؒ) کے منہ سے سنا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً صحیح اور قابل حجت قرار دیا ہے اور دیگر محققین نے بھی اس کی سند کو تو صحیح قرار دیا ہے، البتہ متن میں اضطراب کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ حدیث کے راوی مشمعل روایت بیان کرتے ہوئے کبھی تو صخرہ کا لفظ بولتے ہیں اور کبھی شجرہ کا' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی کو صحیح الفاظ یاد نہیں ہیں اور یہ ایسا تردد اور شک ہے جو اضطراب کہلاتا ہے اور حدیث کے ضعیف اور ناقابل حجت ہونے پر دلالت کرتا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً صحیح ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت نہیں ہے' تاہم عجوہ کے جنت سے ہونے کا ذکر دوسری صحیح احادیث سے ملتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:۳۴۵۶' وإرواء الغليل للألباني' رقم:۲۶۹۶) ② بعض شارحین بیان کرتے ہیں کہ صخرہ سے مراد وہ چٹان ہے جو بیت المقدس کے شہر میں مسجد اقصیٰ میں ہے۔ آج کل اس چٹان پر ایک بڑا گنبد بنا ہوا ہے۔

(المعجم ۹) - بَابُ السَّنَا وَالسَّنُّوتِ (التحفة ۹)

باب:۹- سنا مکی اور سنوت

٣٤٥٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ سَرْحٍ الْفِرْيَابِيُّ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ بَكْرٍ السَّكْسَكِيُّ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عَبْلَةَ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا أُبَيِّ بْنَ أُمِّ حَرَامٍ ، وَكَانَ قَدْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْقِبْلَتَيْنِ ، يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ [يَقُولُ] : «عَلَيْكُمْ بِالسَّنَا وَالسَّنُّوتِ . فَإِنَّ [فِيهِمَا] شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ ، إِلَّا السَّامَ» قِيلَ : يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا السَّامُ؟ قَالَ : «الْمَوْتُ» .

۳۴۵۷- حضرت ابو اُبی عبداللہ بن ام حرام ؓ سے روایت ہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ انھوں نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''سنا اور سنوت اپناؤ' ان میں سام کے سوا ہر بیماری سے شفا ہے۔'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! سام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''موت۔''

٣٤٥٧ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ٢٠١/٤ من حديث عمرو بن بكر به، وقال: "صحيح الإسناد"، وقال الذهبي: عمرو اتهمه ابن حبان، وقال ابن عدي له مناكير" وفي التقريب "متروك"، وله شاهد حسن عند النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٥٧٧.

قَالَ عَمْرٌو : قَالَ ابْنُ أَبِي عَبْلَةَ : السَّنُّوتُ الشِّبِتُّ . وَقَالَ آخَرُونَ : بَلْ هُوَ الْعَسَلُ الَّذِي يَكُونُ فِي زِقَاقِ السَّمْنِ . وَهُوَ قَوْلُ الشَّاعِرِ :

هُمُ السَّمْنُ بِالسَّنُّوتِ لَا أَلْسَ بَيْنَهُمْ
وَهُمْ يَمْنَعُونَ الْجَارَ أَنْ يَتَقَرَّدَا

ابن ابی عبلہ رحمہ اللہ نے فرمایا: سنوت سے مراد شبت (خوشبودار پتے جو کھانے میں ڈالے جاتے ہیں) ہے۔ دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ شہد ہے جو گھی کی مشکوں میں رکھا گیا ہو۔ ایک شاعر کا شعر ہے:

وہ لوگ شہد ملے گھی کی طرح ہیں' وہ خیانت نہیں کرتے (یا آپس میں نہیں لڑتے) اور اپنے ہمسائے کی حفاظت کرتے ہیں تا کہ اسے دھوکا نہ دیا جائے۔

فوائد و مسائل: ① نواب وحید الزمان خاں نے سنوت کا ترجمہ ''سویہ'' کیا ہے۔ یہ ایک پودا ہے۔ بعض لوگ اسے ساگ میں شامل کرتے ہیں جب کہ اس روایت میں اس کا مطلب ''شہد'' بتایا گیا ہے۔ ② سنا مکی بھی ایک پودا ہے جس کی پتی دست آور ہوتی ہے۔ ③ نباتات سے علاج بہتر طریقہ ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: اَلصَّلَاةُ شِفَاءٌ (التحفة ١٠)

باب: ۱۰- نماز شفا ہے

٣٤٥٨- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ : حَدَّثَنَا السَّرِيُّ بْنُ مِسْكِينٍ : حَدَّثَنَا ذَوَّادُ بْنُ عُلْبَةَ عَنْ لَيْثٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : هَجَّرَ النَّبِيُّ ﷺ فَهَجَّرْتُ . فَصَلَّيْتُ ثُمَّ جَلَسْتُ . فَالْتَفَتَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : «أَشِكَمَتْ دَرْد؟» قُلْتُ : نَعَمْ . يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ : «قُمْ فَصَلِّ ، فَإِنَّ فِي الصَّلَاةِ شِفَاءً» .

۳۴۵۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ دوپہر کے وقت (ظہر کی نماز کے اول وقت میں' مسجد میں) تشریف لے گئے۔ میں بھی اول وقت (مسجد میں) چلا گیا۔ میں نے (نفل) نماز پڑھی' پھر بیٹھ گیا۔ نبی ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: [أَشِكَمَتْ دَرْد؟] ''کیا تیرے پیٹ میں درد ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں' اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اٹھ کر نماز پڑھ کیونکہ نماز میں شفا ہے۔''

حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرٍ : حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ : حَدَّثَنَا

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فارسی میں کہا: [أَشِكَمَتْ دَرْد؟] ''کیا تیرے پیٹ میں درد ہے؟''

٣٤٥٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٩٠، ٤٠٣ من حديث ذواد به، وهو ضعيف عابد كما في التقريب، وتابعه الصلت بن الحجاج عند ابن عدي، العلل المتناهية: ١/ ١٧١، قال ابن عدي: "عامة حديثه منكر"، وضعفه البوصيري من أجل ليث، وقد تقدم، ح: ٢٠٨.

ذَوَّادُ بْنُ عُلْبَةَ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَقَالَ فِيهِ: أَشِكَمَتْ دَرْد؟ يَعْنِي تَشْتَكِي بَطْنَكَ، بِالْفَارِسِيَّةِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَ بِهِ رَجُلٌ لِأَهْلِهِ. فَاسْتَعْدَوْا عَلَيْهِ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک آدمی نے یہ حدیث اپنے خاندان والوں کو سنائی تو انھوں نے (قاضی سے) اس کی شکایت کردی۔ (حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ ہے۔)

(المعجم ١١) - **بَابُ النَّهْيِ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ** (التحفة ١١)

باب: ١١- بری دوا (زہر) سے ممانعت

٣٤٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ. يَعْنِي السَّمَّ.

٣٤٥٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے بری دوا سے منع فرمایا ہے۔ اس سے مراد زہر ہے۔

٣٤٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَرِبَ سُمًّا، فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا».

٣٤٦٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے زہر پی کر خودکشی کرلی، وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ ابد تک زہر پیتا رہے گا۔''

فوائد ومسائل: ① خودکشی حرام ہے۔ ② خودکشی مرض کا علاج نہیں بلکہ جرم ہے۔ ③ نقصان دہ اور مضر صحت اشیاء سے، نیز شراب اور اس سے مخلوط اشیاء سے علاج حرام ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ غیر مسلم معالجین نے حرام اور مکروہ اشیاء سے مرکب ادویہ کو اس قدر عام کیا ہے اور ان کی شہرت کردی ہے کہ عوام وخواص ان کے استعمال میں کوئی کراہت محسوس نہیں کرتے۔ مسلمان حکام، اداروں اور تنظیموں کا شرعی فریضہ ہے کہ اس

٣٤٥٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطب، باب في الأدوية المكروهة، ح: ٣٨٧٠ من حديث يونس به، وأخرجه الترمذي، ح: ٢٠٤٥، وصححه الحاكم علٰى شرط الشيخين: ٤/ ٤١٠، ووافقه الذهبي.

٣٤٦٠ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه . . . الخ، ح: ١٠٩ عن ابن أبي شيبة به.

میدان میں خالص حلال اور پاکیزہ ادویہ متعارف کرائیں اور عام مسلمان کو بھی صبر وتحمل سے کام لیتے ہوئے حرام اور مشکوک ادویہ کے استعمال سے بچنا چاہیے اوران کی بجائے پاکیزہ اور غیر مشکوک ادویہ استعمال کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق ٦٥: ٢) ''اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا' اللہ اس کے لیے (تنگی سے نکلنے کی) کوئی راہ پیدا فرما دے گا۔'' اور اگر کوئی مخلص طبیب کسی مرض میں اپنے عجز کا اظہار کرے اور شراب ہی کو علاج سمجھے تو جان بچانے کے لیے' بشرطیکہ جان کا بچ جانا یقینی ہو' اس کا استعمال مباح ہوگا' جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (البقرة ٢: ١٧٣)

(المعجم ١٢) - بَابُ دَوَاءِ الْمَشْيِ (التحفة ١٢)

باب: ١٢- قبض کشا دوا کا استعمال جائز ہے

٣٤٦١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَوْلًى لِمَعْمَرٍ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بِمَاذَا كُنْتِ تَسْتَمْشِينَ؟» قُلْتُ: بِالشُّبْرُمِ. قَالَ: «حَارٌّ جَارٌّ» ثُمَّ اسْتَمْشَيْتُ بِالسَّنَاءِ فَقَالَ: «لَوْ كَانَ شَيْءٌ يَشْفِي مِنَ الْمَوْتِ، كَانَ السَّنَا. وَالسَّنَا شِفَاءٌ مِنَ الْمَوْتِ».

٣٤٦١- حضرت اسماء بنت عمیس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم کون سی چیز سے جلاب لیتی ہو؟'' میں نے کہا: شبرم سے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تو بہت گرم ہے۔'' پھر میں نے اس مقصد کے لیے سنا مکی استعمال کی تو آپ نے فرمایا: ''اگر کوئی چیز موت سے بچا سکتی تو وہ سنا ہوتی۔ اور سنا موت سے شفا ہے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے جبکہ سنا (مکی) کے فوائد کی بابت گزشتہ حدیث (٣٤٥٥) دیکھی جا سکتی ہے جو کہ حسن درجے کی ہے۔

٣٤٦١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٦٩ عن ابن أبي شيبة به * ومولى لمعمر التيمي، اسمه عتبة بن عبدالله، وأخرج الترمذي، ح: ٢٠٨١ من طريق عبدالحميد بن جعفر عن عتبة بن عبدالله التيمي عن أسماء به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٠٤، والذهبي، وقال الحافظ في التهذيب: "، وعلى هذا فرواية الترمذي منقطعة لسقوط المولى منها" قلت: وفي سماعه من أسماء نظر، وفي الحديث علة أخرى، وله طريق آخر ضعيف، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٠٠، ٢٠١، وصححه، ووافقه الذهبي * ابن جريج عنعن، وفيه علل أخرى.

(المعجم ١٣) - **بَابُ دَوَاءِ الْعُذْرَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْغَمْزِ** (التحفة ١٣)

باب:۱۳- گلے پڑنے کا علاج اور (انگلی سے) دبانے کی ممانعت

٣٤٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ: دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ. فَقَالَ: «عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ؟ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ. فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ. يُسْعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ».

۳۴۶۲- حضرت ام قیس (آمنہ) بنت محصن ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں اپنے ایک بچے کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کو گلے پڑ گئے تھے اور میں نے انھیں انگلی سے دبایا تھا (جو اس بیماری کا رائج علاج تھا۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس بیماری کا علاج بچوں کا گلا انگلی سے دبا کر کیوں کرتی ہو؟ عود ہندی استعمال کیا کرو۔ اس میں سات شفائیں ہیں۔ گلے پڑ جانے کی صورت میں ناک میں ٹپکایا جائے ذات الجنب کی صورت میں پلایا جائے۔“

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ [الْمِصْرِيُّ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

امام ابن ماجہ ؒ نے ایک دوسری سند سے بھی یہ روایت سابقہ حدیث کے ہم معنی نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

قَالَ يُونُسُ: أَعْلَقْتُ يَعْنِي غَمَزْتُ.

روایت کے راوی یونس نے کہا: أَعْلَقْتُ کے معنی غَمَزْتُ یعنی انگلی سے دبانے کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① عذرہ ایک بیماری ہے جو بچوں کو ہوتی ہے جس میں گلے کے غدود پھول جاتے ہیں اور بچہ تکلیف محسوس کرتا ہے۔ ہمارے ہاں اس کا علاج ان غدودوں کو انگلی سے دبا کر کر دیا جاتا ہے جو ایک تکلیف دہ علاج ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ نے عُذْرَہ کا مطلب لہاۃ بیان کیا ہے جو حلق میں اوپر کی طرف لٹکا ہوا گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ اور فرمایا: ”اعلاق کا مطلب کوے کو انگلی سے دبانا ہے۔“ (فتح الباري: ۱۰/ ۲۰۷) ② اگر آسان علاج ممکن ہو تو ایسے علاج سے پرہیز کرنا چاہیے جس سے مریض کو زیادہ تکلیف ہو۔ ③ عود ہندی (قُسط) بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ تفصیل کے لیے طب نبوی کے موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

٣٤٦٢ـ أخرجه البخاري، الطب، باب السعوط بالقسط الهندي، والبحري، ح: ٥٦٩٢، ومسلم، الطب، باب التداوي بالعود الهندي وهو الكست، ح: ٢٢١٤ من حديث ابن عيينة به.

④لَدُود کا مطلب منہ میں ایک جانب دوا ڈالنا ہے۔ ذات الجنب کی بیماری میں عود ہندی کو اس انداز سے پلایا جاتا ہے۔ ⑤سَعُوط (ناک میں دوا ٹپکانا) بھی ایک طریقہ علاج ہے۔

(المعجم ١٤) - **بَابُ دَوَاءِ عِرْقِ النَّسَا** (التحفة ١٤)

باب: ١٤- عرق النسا کا علاج

٣٤٦٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَرَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «شِفَاءُ عِرْقِ النَّسَا، أَلْيَةُ شَاةٍ أَعْرَابِيَّةٍ تُذَابُ. ثُمَّ تُجَزَّأُ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، ثُمَّ يُشْرَبُ عَلَى الرِّيقِ، فِي كُلِّ يَوْمٍ جُزْءٌ».

٣٤٦٣- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عرق النسا کا علاج یہ ہے کہ جنگلی بھیڑ (یا جنگلی دنبے) کی چکتی کو لے کر پگھلا لیا جائے' پھر اس کے تین حصے کر لیے جائیں' پھر روزانہ ایک حصہ نہار منہ پی لیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① عرق النسا ایک درد ہے جو سرین کے جوڑ سے شروع ہو کر ران کی پچھلی طرف نیچے کی طرف آتا ہے۔ بعض اوقات یہ درد ٹخنے تک بھی پہنچ جاتا ہے' مرض جتنا پرانا ہوتا جائے ٹانگ اتنی زیادہ متاثر ہوتی جاتی ہے ② جنگلی بھیڑ کا تعین اس لیے کیا گیا ہے کہ اس کی خوراک ایسے جنگلی پودے ہیں جو گرم تاثیر رکھتے ہیں۔ اس بیماری کا سبب گاڑھا چپکنے والا مادہ ہے جو اس علاج کے نتیجے میں نرم ہو جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (زادالمعاد' باب هديه ﷺ في التداوي لنفسه وغيره' فصل في هديه ﷺ في علاج عرق النسا: ٤/٦٥)

(المعجم ١٥) - **بَابُ دَوَاءِ الْجِرَاحَةِ** (التحفة ١٥)

باب: ١٥- زخم کا علاج

٣٤٦٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ

٣٤٦٤- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جنگ احد کے دن

٣٤٦٣ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه الحاكم: ٤/٢٠٦ من حديث الوليد به، وقال: صحيح على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" * الوليد صرح بالسماع، وتابعه محمد بن عبدالله الأنصاري عند أحمد: ٣/٢١٩.

٣٤٦٤ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب لبس البيضة، ح: ٢٩١١، ومسلم، الجهاد، باب غزوة أحد، ح: ١٧٩٠ من حديث عبدالعزيز به.

ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: جُرِحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ. وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ. وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ. فَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْهُ، وَعَلِيٌّ يَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ بِالْمِجَنِّ. فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَاءَ لَا يَزِيدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً، أَخَذَتْ قِطْعَةَ حَصِيرٍ فَأَحْرَقَتْهَا. حَتَّى إِذَا صَارَ رَمَادًا، أَلْزَمَتْهُ الْجُرْحَ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ.

رسول اللہ ﷺ زخمی ہوگئے۔ آپ کا سامنے والے دانتوں کے ساتھ والا دانت ٹوٹ گیا۔ آپ کے سر میں خود ٹوٹ کر گھس گیا۔ حضرت فاطمہ ؓ آپ کے جسم مبارک سے خون کو دھو کر صاف کرنے لگیں اور حضرت علی ؓ ڈھال میں پانی لا کر ڈال رہے تھے۔ جب فاطمہ ؓ نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون اور زیادہ بہتا ہے تو انھوں نے ایک چٹائی کا ٹکڑا لے کر جلایا۔ جب اس کی راکھ بن گئی تو وہ زخم پر لگا دی تب خون رک گیا۔

فوائد ومسائل: ① سامنے کے دانت جو بالکل سامنے درمیان میں ہوتے ہیں' ثنایا کہلاتے ہیں۔ ان کے ساتھ کے دانت (ایک دائیں طرف' ایک بائیں طرف) رباعیہ کہلاتے ہیں۔ ان کے بعد دائیں بائیں انیاب ہوتے ہیں جو نوکیلے ہوتے ہیں۔ (ایک ناب دائیں طرف' ایک بائیں طرف) ان کے بعد ڈاڑھیں شروع ہوجاتی ہیں۔ ② حصیر (چٹائی) عرب میں کھجور کے پتوں سے بنائی جاتی تھی۔ راکھ کھجور کے پتوں کی ہو یا پٹ سن کے بوریے کی یا سوتی کپڑے کی' خون بند کر دیتی ہے۔ ③ نبی اکرم ﷺ پر مشکلات کا آنا امت کے لیے سبق ہے کہ وہ حق کی راہ میں آنے والی تکلیفیں خندہ پیشانی سے برداشت کریں اور توحید کا سبق بھی کہ نبی اکرم ﷺ بھی مختار کل نہ تھے ورنہ جہاد کی مشکلات برداشت کیے بغیر سب کو ایک لمحے میں مسلمان کر لیتے۔

٣٤٦٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِالْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: إِنِّي لَأَعْرِفُ، يَوْمَ أُحُدٍ، مَنْ جَرَحَ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَمَنْ كَانَ يُرْقِىءُ الْكَلْمَ مِنْ وَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَيُدَاوِيهِ. وَمَنْ يَحْمِلُ الْمَاءَ

۳۴۶۵- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ جنگ اُحد کے موقع پر کس نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کو زخمی کیا۔ اور کون رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کے زخم کا خون بند کر رہا تھا اور زخم کا علاج کر رہا تھا۔ اور کون ڈھال میں پانی لا رہا تھا۔ اور زخم کا علاج کس چیز سے کیا گیا کہ خون بند ہوگیا۔ پھر فرمایا: ڈھال میں پانی

٣٤٦٥_[صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ١٢٣، ح: ٥٧١١ من حديث عبدالمهيمن به، والحديث السابق شاهد له.

فِي الْمِجَنِّ. وَبِمَا دُووِيَ بِهِ الْكَلْمُ حَتَّى رَقَأَ. [قَالَ:] أَمَّا مَنْ كَانَ يَحْمِلُ الْمَاءَ فِي الْمِجَنِّ، فَعَلِيٌّ. وَأَمَّا مَنْ كَانَ يُدَاوِي الْكَلْمَ، فَفَاطِمَةُ. أَحْرَقَتْ لَهُ، حِينَ لَمْ يَرْقَأْ، قِطْعَةَ حَصِيرٍ خَلَقٍ. فَوَضَعَتْ رَمَادَهُ عَلَيْهِ فَرَقَأَ الْكَلْمُ.

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ لا رہے تھے۔ اور زخموں کا علاج حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کر رہی تھیں۔ جب خون بند نہ ہوا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پرانی چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر اس کی راکھ زخم پر رکھی تو زخم سے خون رک گیا۔

فوائد و مسائل: ① پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے خواتین جہاد میں شریک ہوتی تھیں' بعد میں رسول اللہ ﷺ نے جہاد میں عورتوں کے شریک ہونے کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔ ② غزوۂ احد میں جب دشمن رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئے تھے اس وقت عتبہ بن ابی وقاص نے نبی ﷺ کو پتھر مارا جس سے آپ پہلو کے بل گر گئے اور آپ کا نچلا درمیانی دانت ٹوٹ گیا۔ اور آپ کا نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا۔ عبداللہ بن شہاب زہری نے نبی ﷺ کی پیشانی زخمی کر دی۔ عبداللہ بن قمئہ کی تلوار کے وار سے نبی ﷺ کے خود کی دو کڑیاں چہرے کے اندر دھنس گئیں۔ (الرحیق المختوم' ص: ۳۶۵)

(المعجم ١٦) - بَابُ مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- علم طب نہ جاننے کے باوجود علاج کرنے والا

٣٤٦٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَرَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَطَبَّبَ، وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَهُوَ ضَامِنٌ».

۳۴۶۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص علاج کرے' حالانکہ اس سے پہلے وہ طبیب کے طور پر معروف نہیں تو وہ ذمہ دار ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

٣٤٦٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب فيمن تطبب ولا يعلم منه طب فأعنت، ح:٤٥٨٦ من حديث الوليد به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢١٢، ووافقه الذهبي * ابن جريج عنعن، وله شاهد ضعيف، انظر نيل المقصود، ح:٤٥٨٧.

اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت مجموعی طرق سے حسن بن جاتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة' رقم:٦٣٥) ② طب کا پیشہ ایک اہم پیشہ ہے۔ چونکہ اس کا تعلق لوگوں کی زندگی اور صحت سے ہے' اس لیے اسے باقاعدہ سیکھنے کے بعد علاج کرنا شروع کرنا چاہیے۔ ③ اناڑی حکیم کو لوگوں کی صحت سے کھیلنے سے روکنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ④ اناڑی ڈاکٹر یا طبیب کے غلط علاج کے نتیجے میں اگر کسی کو نقصان پہنچ جائے تو اسے اس کا تاوان ادا کرنا پڑے گا۔ اگر مریض ہلاک ہو جائے تو یہ طبیب قتل خطا کا مجرم قرار دیا جائے گا اور اس سے دیت وصول کر کے مریض کے وارثوں کو دی جائے گی۔ ⑤ اسلام کی نظر میں ہر امیر غریب کی جان برابر قیمتی ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ دَوَاءِ ذَاتِ الْجَنْبِ (التحفة ١٧)

باب:۱۷- ذات الجنب کا علاج

٣٤٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ زَيْدِبْنِ أَرْقَمَ قَالَ: نَعَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرْساً وَقُسْطاً وَزَيْتاً، يُلَدُّ بِهِ.

۳۴۶۷- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ذات الجنب (پسلی کے درد) کا علاج یہ تجویز فرمایا کہ ورس' عود ہندی اور زیتون کے تیل کا لدود کیا جائے۔

٣٤٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ وَابْنُ سَمْعَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالْعُودِ الْهِنْدِيِّ يَعْنِي

۳۴۶۸- حضرت ام قیس (آمنہ) بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عود ہندی (علاج کے لیے) اختیار کرو۔ اس میں سات شفائیں ہیں (سات امراض کی شفا ہے۔) ان میں سے ایک (بیماری) ذات الجنب ہے۔''

٣٤٦٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في دواء ذات الجنب، ح:٢٠٧٨ من طريق قتادة عن ميمون أبي عبدالله، وهو أبوعبدالرحمٰن عن زيد به، وقال: "حسن صحيح" * ميمون أبوعبدالله البصري ضعيف (تقريب)، وفيه علة أخرٰى.

٣٤٦٨_ أخرجه البخاري، الطب، باب السعوط بالقسط الهندي والبحري، ح:٥٦٩٢، ٥٧١٣، ٥٧١٥، ٥٧١٨، ومسلم، السلام، باب التداوي بالعود الهندي، وهو الكست، ح:٢٢١٤ من حديث يونس به، قلت: ابن سمعان لم ينفرد به.

بِهِ الْكُسْتَ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ. مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ».

قَالَ ابْنُ سَمْعَانَ فِي الْحَدِيثِ: فَإِنَّ فِيهِ شِفَاءً مِنْ سَبْعَةِ أَدْوَاءٍ. مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ.

ابن سمعان نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ عود ہندی میں سات بیماریوں کی شفا ہے۔ ان میں سے ایک (بیماری) ذات الحنب ہے۔

فوائد و مسائل: ① قسط، کست اور عود ہندی ایک ہی دوا کے مختلف نام ہیں۔ ② اس دوا کو مختلف امراض میں مختلف انداز سے استعمال کیا جاتا ہے۔ ③ ذات الحنب ایک بیماری ہے جو اندرونی ورم کی وجہ سے پسلی کے قریب درد کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ ④ علامہ زہیر شاویش بیان کرتے ہیں کہ یہ ایک بڑا پھوڑا ہوتا ہے جو پہلو میں اندر کی طرف ظاہر ہوتا ہے اور اندر ہی پھٹ جاتا ہے۔ اس کا مریض کم ہی جانبر ہوتا ہے۔ (حاشیہ ضعیف ابن ماجہ)

(المعجم ١٨) - بَابُ الْحُمّٰى (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- بخار کا بیان

٣٤٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ذُكِرَتِ الْحُمّٰى عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَسَبَّهَا رَجُلٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَسُبَّهَا. فَإِنَّهَا تَنْفِي الذُّنُوبَ، كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ».

۳۴۶۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بخار کا ذکر ہوا تو ایک آدمی نے اسے برا بھلا کہا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس (بخار) کو برا نہ کہو۔ اس سے گناہ اس طرح دور ہو جاتے ہیں جس طرح آگ سے لوہے کی میل کچیل دور ہو جاتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① بیماری پر صبر کرنا چاہیے۔ برا بھلا کہنے کی بجائے دعا اور دوا کی طرف توجہ کی جائے۔ ② بیماری اور مصیبت پر صبر کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

٣٤٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۴۷۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٣٤٦٩_ [صحيح] وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٣/ ٢٣١، سنده ضعيف، وضعفه البوصيري من أجل موسى بن عبيدة، انظر، ح: ٢٥١، وله شواهد عند مسلم، ح: ٢٥٧٥ وغيره، وانظر تنقيح الرواة: ١/ ٣٠٤.

٣٤٧٠_ [حسن] أخرجه الترمذي، الطب، باب تطييب نفس المريض، ح: ٢٠٨٨ من حديث أبي أسامة به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٤٥، والذهبي، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح"، وفيه علة قادحة، انظر، ح: ١٠٨٥.

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ عَادَ مَرِيضاً . وَمَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ، مِنْ وَعْكٍ كَانَ بِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبْشِرْ . فَإِنَّ اللهَ يَقُولُ: هِيَ نَارِي أُسَلِّطُهَا عَلَى عَبْدِي الْمُؤْمِنِ، فِي الدُّنْيَا. لِتَكُونَ حَظَّهُ، مِنَ النَّارِ، فِي الْآخِرَةِ» .

نبی ﷺ ایک بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جسے بخار تھا۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بھی ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (مریض سے) فرمایا: ''خوش ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بخار میری آگ ہے جسے میں دنیا میں اپنے مومن بندے پر مسلط کرتا ہوں تا کہ آخرت میں جہنم کے عذاب کے عوض اس کا حصہ اس (بخار) کو قرار دیا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① مریض کی عیادت کرنا مسلمان کا مسلمان پر حق ہے۔ ② عیادت کا مقصد بیمار کو تسلی دینا اور اس کے غم اور فکر میں تخفیف کرنا ہے۔ ③ بیماری کی وجہ سے مسلمان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ④ دنیا کی مصیبت پر صبر کرنے سے جہنم سے نجات ملتی ہے۔

(المعجم ۱۹) - **بَابُ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ** (التحفة ۱۹)

باب: ۱۹- بخار جہنم کی بھاپ سے ہے' اسے پانی کے ذریعے سے ٹھنڈا کرو

۳۴۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ» .

۳۴۷۱- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بخار جہنم کی بھاپ سے ہے' لہٰذا اسے پانی کے ذریعے سے ٹھنڈا کرو۔''

فوائد و مسائل: ① بخار کا جہنم کی آگ سے تعلق غیبی اور روحانی ہے۔ اس کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس سے جہنم کی یاد آتی ہے' یا جس طرح دنیا کی خوشیاں اور راحتیں جنت کی نعمتوں سے ایک طرح کی نسبت رکھتی ہیں' اسی طرح غم اور دکھ کا جہنم سے ایک تعلق ہے۔ ② حرارت کا علاج پانی ہے۔ بخار کی اکثر قسموں میں پانی کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے۔ ③ اس حدیث میں پانی کے استعمال کا طریقہ بیان نہیں کیا گیا۔ اس کے استعمال کے مختلف طریقے ہو سکتے ہیں' مثلاً: پانی پینا' یا جسم پر پانی کی پٹیاں رکھنا' یا غسل کرنا' جیسے

وحديث: ١٦٣٦، وسنن الترمذي بتحقيقي، ح: ٢٠٨٧، وتخريج النهاية، ح: ٩٧٧، وللحديث شاهد حسن عند البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ٧٣ .

۳۴۷۱- أخرجه مسلم، الطب، باب لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح: ٢٢١٠ عن ابن أبي شيبة به .

رسول اللہ ﷺ نے حیات مبارکہ کے آخری ایام میں غسل فرمایا تا کہ حرارت کچھ کم ہو تو جماعت سے نماز پڑھ سکیں' خصوصاً گرم علاقوں میں بخار عام طور پر گرمی کی شدت کی وجہ سے ہوتا ہے' لہٰذا اس کا علاج پانی سے مناسب ہے۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بخار کی مریض خاتون کے گریبان میں پانی ڈال دیا کرتی تھیں تا کہ جسم کو ٹھنڈک پہنچے اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اسے (بخار کو) پانی کے ذریعے سے ٹھنڈا کریں۔ (صحیح البخاري' الطب' باب الحمی من فیح جھنم' حدیث:۵۷۲۴)

٣٤٧٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّ شِدَّةَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ».

۳۴۷۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بخار کی شدت جہنم کی بھاپ میں سے (ایک قسم) ہے' لہٰذا اسے پانی کے ذریعے سے ٹھنڈا کرو۔''

٣٤٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ» فَدَخَلَ عَلَى ابْنٍ لِعَمَّارٍ فَقَالَ: «اِكْشِفِ الْبَأْسَ. رَبَّ النَّاسِ. إِلٰهَ النَّاسِ».

۳۴۷۳- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے یہ فرمان سنا: ''بخار جہنم کی بھاپ سے ہے' لہٰذا اسے پانی کے ذریعے سے ٹھنڈا کرو۔'' پھر آپ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: [اِكْشِفِ الْبَأْسَ' رَبَّ النَّاسِ' إِلٰهَ النَّاسِ] ''تکلیف دور کر دے' اے لوگوں کے مالک! اے لوگوں کے معبود!''

فوائد ومسائل: ① دوا کے ساتھ دعا بھی ضروری ہے۔ ② شفا صرف اللہ سے مانگنی چاہیے۔ ③ جو چیزیں بندوں کے دائرۂ اختیار میں ہیں ان میں ان سے صرف اسی حد تک مدد مانگی جا سکتی ہے جس حد تک اسباب کی دنیا میں مدد ممکن ہے۔ اسباب سے ماوراء مدد کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ ④ طبیب علاج کر سکتا ہے' دوا دے سکتا ہے' شفا اللہ ہی دیتا ہے۔

٣٤٧٢ـ أخرجه مسلم، الطب، الباب السابق، ح: ٢٢٠٩ من حديث ابن نمير به.

٣٤٧٣ـ أخرجه البخاري، الطب، باب الحمى من فيح جهنم، ح: ٥٧٢٦، ومسلم، الطب، باب لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح: ٢٢١٢ من حديث سعيد به.

٣٤٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا كَانَتْ تُؤْتَى بِالْمَرْأَةِ الْمَوْعُوكَةِ، فَتَدْعُو بِالْمَاءِ، فَتَصُبُّهُ فِي جَيْبِهَا، وَتَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ» وَقَالَ: «إِنَّهَا مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

٣٤٧٤- حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کسی بخار والی عورت کو ان کے پاس لایا جاتا تو وہ پانی طلب فرماتیں اور اسے اس (مریض عورت) کے گریبان میں ڈال دیتیں اور فرماتی تھیں: نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''اسے پانی کے ذریعے سے ٹھنڈا کرو۔'' اور فرمایا ہے: ''یہ جہنم کی بھاپ میں سے ہے۔''

٣٤٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْحُمَّى كِيرٌ مِنْ كِيرِ جَهَنَّمَ. فَنَحُّوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ».

٣٤٧٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بخار جہنم کی ایک دھونکنی ہے۔ اسے ٹھنڈے پانی کے ذریعے سے دور ہٹاؤ۔''

فائدہ: دھونکنی اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے لوہار بھٹی کی آگ کو ہوا پہنچا کر تیز کرتا ہے۔ بخار کی گرمی کا جہنم کی آگ کے مشابہ ہونے کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الْحِجَامَةِ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- سینگی لگوانے کا بیان

٣٤٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوَوْنَ بِهِ خَيْرٌ، فَالْحِجَامَةُ».

٣٤٧٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو اگر ان میں سے کسی میں کوئی بھلائی (اور فائدہ) ہے تو وہ سینگی (لگانے میں) ہے۔''

٣٤٧٤- أخرجه البخاري، الطب، انظر الباب السابق، ح: ٥٧٢٤ من حديث هشام به، ومسلم، الطب، الباب السابق، ح: ٢٢١١ عن ابن أبي شيبة به.

٣٤٧٥- [حسن] وصححه البوصيري، وفيه علل، وله شاهد عند البخاري في التاريخ: ٧/ ٦٣، وشواهد أخرى عند البخاري، ح: ٥٧٢٦، ومسلم، ح: ٢٢١٢ وغيرهما.

٣٤٧٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطب، باب الحجامة، ح: ٣٨٥٧ من حديث حماد به، وله شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

فوائد ومسائل: ① سینگی ایک پیالے جیسی چیز سے لگائی جاتی ہے' اسے ہوا سے خالی کر کے جلد پر رکھا جاتا ہے۔ اس سے جسم کے اس حصے میں ایک دباؤ پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے خون اور فاسد مادہ زور سے کھنچ آتا ہے۔ ② سینگی تقریباً ہر مرض کا علاج ہے لیکن معالج سمجھ دار ہونا چاہیے جو یہ جانتا ہو کہ کس مرض کے لیے جسم کے کس حصے پر سینگی لگانی چاہیے۔

۳٤٧٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِمَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، إِلَّا كُلُّهُمْ يَقُولُ لِي: عَلَيْكَ، يَا مُحَمَّدُ! بِالْحِجَامَةِ».

۳۴۷۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے سیر کرائی گئی (اور معراج ہوئی)' میں فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرا' وہ سب مجھے یہی کہتے رہے: حضرت محمد (ﷺ)! سینگی لگوایا کریں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق اور بعض دیگر محققین نے بھی سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن کچھ محققین نے طویل بحث کے بعد دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ محققین کی بحث کو مدنظر رکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اور اس کے دیگر شواہد میں اس قدر ضعف نہیں ہے کہ اس روایت کو ضعیف قرار دے دیا جائے۔ ہمارے فہم کے مطابق مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت بن جاتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۵/۳۳۰' ۳۳۱' والصحيحة للألباني' رقم: ۲۲۶۳' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۳۴۷۷) ② فرشتے اللہ کے حکم کے بغیر اپنی رائے اور مرضی سے کوئی کام نہیں کرتے' لہٰذا یہ علاج فرشتوں کا تجویز کیا ہوا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا تجویز کیا ہوا ہے۔ ③ ایک چیز کا بار بار دہرایا جانا تاکید کے لیے ہے۔

۳٤٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ

۳۴۷۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

۳٤٧٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الحجامة، ح: ۲۰۵۳ من حديث عباد به مطولاً، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ۲۰۹، وقال الذهبي: "عباد ضعّفوه"، وانظر، ح: ۹۳۸، وله شاهد عند الطبراني في الأوسط: ۳/ ۵۳، ح: ۲۱۰۲ * فيه قتادة وعنعن، وشاهد آخر عند البزار (كشف الأستار): ۳/ ۳۸۸، ح: ۳۰۲۰ وإسناده ضعيف من أجل عبدالله بن صالح كاتب الليث، وذكره الهيثمي في المجمع: ۵/ ۹۱ على وهم في تسمية الصحابي.

۳٤٧٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الحجامة، ح: ۲۰۵۳ من حديث عباد به مطولاً، وقال: "حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث عباد بن منصور"، وصححه الحاكم: ٤/ ۲۱۲، ٤۱۰، ووافقه الذهبي في الأولى، وقال في الثانية "لا"، وانظر الحديث السابق لضعف عباد.

خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الْعَبْدُ الْحَجَّامُ. يَذْهَبُ بِالدَّمِ، وَيُخِفُّ الصُّلْبَ، وَيَجْلُو الْبَصَرَ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سینگی لگانے والا اچھا بندہ ہے۔خون لے جاتا ہے' کمر کو ہلکا کرتا ہے اور بینائی کو تیز کرتا ہے۔''

٣٤٧٩- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِمَلَإٍ، إِلَّا قَالُوا: يَامُحَمَّدُ! مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ».

۳۴۷۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے اِسراء (اور معراج) ہوئی' میں (فرشتوں کی) جس جماعت کے پاس سے گزرا' انھوں نے کہا: حضرت محمد (ﷺ)! اپنی امت کو سینگی لگوانے کا حکم دیجیے۔''

٣٤٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، اسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الْحِجَامَةِ. فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا.

۳۴۸۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سینگی لگوانے کی اجازت طلب کی تو نبی ﷺ نے ابوطیبہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انھیں سینگی لگا دیں۔

وَقَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ.

راوی بیان کرتے ہیں: میرے خیال میں ابوطیبہ رضی اللہ عنہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے' یا نابالغ لڑکے تھے۔

(المعجم ٢١) - بَابُ مَوْضِعِ الْحِجَامَةِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱-سینگی جسم کے کس حصے میں لگائی جائے؟

٣٤٧٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٤/ ١٢٥، ح: ٣٢١٠ من حديث عبدالله بن صالح عن كثير ابن سليم به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١٨٦٢ لعلته، وحديث: ٣٤٧٧ شاهد له.

٣٤٨٠ـ أخرجه مسلم، الطب، باب لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح: ٢٢٠٦ عن ابن رمح به.

٣٤٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ بُحَيْنَةَ يَقُولُ: اِحْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَحْيِ جَمَلٍ، وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَسْطَ رَأْسِهِ.

٣٤٨١- حضرت عبداللہ (بن مالک) ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے لَحْیِ جَمَل کے مقام پر احرام کی حالت میں سر کے درمیان (تالو میں) سینگی لگوائی۔

فوائد ومسائل: ① جسم کے کسی حصے میں درد ہو تو اس کا علاج سینگی سے کیا جا سکتا ہے۔ ② احرام کی حالت میں سر کے بال اتروانا منع ہے لیکن بیماری کی صورت میں بال اتروا سکتا ہے البتہ فدیہ دینا پڑے گا جس کی مقدار ایک بکری کی قربانی یا تین روزے رکھنا یا چھ مسکینوں کو آدھا آدھا صاع غلہ دینا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے اس موقع پر سینگی لگوانے کی وجہ دردِ شقیقہ تھی۔ (صحيح البخاري' الطب' باب الحجم من الشقيقة و الصداع' حديث :٥٧٠٠)

٣٤٨٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ سَعْدٍ الْإِسْكَافِ، عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَزَلَ جِبْرَئِيلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِحِجَامَةِ الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ.

٣٤٨٢- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر نبی ﷺ کو گردن کی رگوں پر اور دونوں کندھوں کے درمیان (گردن کے قریب) سینگی لگوانے کی ہدایت کی۔

٣٤٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ،

٣٤٨٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گردن کی رگوں پر اور دونوں کندھوں کے

٣٤٨١ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم، ح :١٨٣٦ عن خالد بن مخلد، ومسلم، الحج، باب جواز الحجامة للمحرم، ح :١٢٠٣ عن ابن أبي شيبة من حديث خالد به.

٣٤٨٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري من أجل الأصبغ، وهو "متروك رمي بالرفض" كما في التقريب، وتلميذه "متروك ورماه ابن حبان بالوضع وكان رافضيًا" (تقريب)، وأخرجه ابن عدي :٣/ ١١٨٧ من حديث سعد بن طريف الإسكاف به، بغير هٰذا اللفظ.

٣٤٨٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطب، باب في موضع الحجامة، ح :٣٨٦٠ من حديث جرير به، وتابعه همام عند الترمذي، ح :٢٠٥١، وقال: "حسن غريب" * قتادة عنعن انظر، ح :١٧٥.

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِحْتَجَمَ فِي الْأَخْدَعَيْنِ، وَعَلَى الْكَاهِلِ.

درمیان سینگی لگوائی۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد اور متابعات کی بنا پر اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت متابعات اور شواہد کی بنا پر سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني' رقم:٩٠٨' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٣٤٨٣) ② أَخدَعَین سے مراد وہ دو رگیں ہیں جو گردن پر دائیں بائیں ہوتی ہیں۔ ③ کاھل سے مراد کندھوں کے درمیان کی وہ جگہ ہے جہاں سے گردن باقی جسم کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔

٣٤٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَحْتَجِمُ عَلَى هَامَتِهِ، وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَيَقُولُ: «مَنْ أَهْرَاقَ مِنْهُ هٰذِهِ الدِّمَاءَ، فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ لَا يَتَدَاوٰى بِشَيْءٍ لِشَيْءٍ».

٣٤٨٤- حضرت ابو کبشہ (سعید بن عمرو انماری) ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سر پر اور کندھوں کے درمیان سینگی لگواتے تھے اور فرماتے تھے: ''جو شخص اپنے جسم سے اس طرح (سینگی لگوا کر) خون نکلواتا ہے' وہ اگر کسی بیماری کا کوئی اور علاج نہ کرے تو کوئی نقصان نہیں۔''

٣٤٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَقَطَ مِنْ فَرَسِهِ عَلَى جِذْعٍ. فَانْفَكَّتْ قَدَمُهُ.

٣٤٨٥- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ گھوڑے سے کھجور کے درخت کے (کٹے ہوئے) تنے پر گر پڑے' اس سے آپ کے پاؤں کا جوڑ متاثر ہوگیا۔

قَالَ وَكِيعٌ: نَعْنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ

امام وکیع ؒ نے فرمایا: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ

٣٤٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطب، باب في موضع الحجامة، ح:٣٨٥٩ من حديث الوليد به، وانظر، ح:٢٥٥ لعلته * والوليد لم يصرح بالسماع المسلسل.

٣٤٨٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يصلي من قعود، ح:٦٠٢ من حديث وكيع به، وصححه ابن خزيمة، ح:١٦١٥، وابن حبان، ح:٣٦٥، وله شاهد عند مسلم وغيره من حديث الليث بن سعد عن أبي الزبير عن جابر به، وبه صح الحديث.

عَلَيْهَا مِنْ وَثْءٍ .

نبی ﷺ نے تکلیف کی وجہ سے پاؤں پر سینگی لگوائی۔

فوائد ومسائل: ① پاؤں میں موچ آجائے یا جوڑ کی ہڈی اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو سینگی لگوانا مفید ہے۔ ② حادثاتی طور پر چوٹ آنے سے اگر زخم نہ آئے تو خون چوٹ کی جگہ جم کر تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ اس صورت میں سینگی لگوانے سے متاثرہ حصے میں دوران خون کا نظام درست ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي أَيِّ الْأَيَّامِ يَحْتَجِمُ (التحفة ٢٢)

باب: ٢٢- کن دنوں میں سینگی لگوانی چاہیے؟

٣٤٨٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَطَرٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَرَادَ الْحِجَامَةَ فَلْيَتَحَرَّ سَبْعَةَ عَشَرَ، أَوْ تِسْعَةَ عَشَرَ، أَوْ إِحْدَى وَعِشْرِينَ. وَلَا يَتَبَيَّغْ بِأَحَدِكُمُ الدَّمُ، فَيَقْتُلَهُ».

٣٤٨٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سینگی لگوانا چاہے' اسے چاہیے کہ (چاند کی) سترہ' انیس یا اکیس تاریخ کو سینگی لگوانے کی کوشش کرے۔ ایسا نہ ہو کہ دوران خون میں خلل واقع ہو اور وفات ہو جائے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' نیز ڈکتور بشار عواد اس کی بابت لکھتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے لیکن متن صحیح ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني' رقم: ١٨٤٧' ٢٢٦٤' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ٣٤٨٦) ② چاند کی مختلف تاریخوں میں انسان کے جسم کی بعض کیفیات مختلف ہوتی ہیں' اس لیے احادیث میں وارد ہدایات کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ ③ قمری مہینے کا تیسرا ہفتہ سینگی لگوانے کے لیے زیادہ مناسب ہے۔

٣٤٨٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

٣٤٨٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت

٣٤٨٦- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه الزبيدي في اتحاف السادة المتقين: ٩/٥١٦ وغيره * نهاس تقدم، ح: ١٣٨٢، وتلميذه مستور (تقريب)، وعثمان بن مطر ضعيف (أيضًا)، والراوي عنه تقدم حاله، ح: ٢٣٧٣، فالسند ظلمات.

٣٤٨٧- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٢/٧٢١ من حديث عثمان بن مطر به، وانظر الحديث السابق، وتابعه ◀◀

عُثْمَانُ بْنُ مَطَرٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: يَانَافِعُ! قَدْ تَبَيَّغَ بِيَ الدَّمُ. فَالْتَمِسْ لِي حَجَّامًا. وَاجْعَلْهُ رَفِيقًا، إِنِ اسْتَطَعْتَ. وَلَا تَجْعَلْهُ شَيْخًا كَبِيرًا وَلَا صَبِيًّا صَغِيرًا. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْحِجَامَةُ عَلَى الرِّيقِ أَمْثَلُ. وَفِيهِ شِفَاءٌ وَبَرَكَةٌ، وَتَزِيدُ فِي الْعَقْلِ وَفِي الْحِفْظِ. فَاحْتَجِمُوا عَلَى بَرَكَةِ اللهِ يَوْمَ الْخَمِيسِ. وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَالْجُمُعَةِ وَالسَّبْتِ وَيَوْمَ الْأَحَدِ، تَحَرِّيًا. وَاحْتَجِمُوا يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءِ، فَإِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي عَافَى اللهُ فِيهِ أَيُّوبَ مِنَ الْبَلَاءِ. وَضَرَبَهُ بِالْبَلَاءِ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ. فَإِنَّهُ لَا يَبْدُو جُذَامٌ وَلَا بَرَصٌ إِلَّا يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، أَوْ لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ».

ہے انھوں نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے فرمایا: میرے خون میں جوش (اور حرارت) کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے لہٰذا میرے لیے سینگی لگانے والا تلاش کرو۔ ہو سکے تو نرم مزاج آدمی لانا اور بہت بوڑھا یا بہت کم سن نہ لانا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ''نہار منہ سینگی لگوانا زیادہ مفید ہے۔ اس میں شفا اور برکت ہے۔ اس سے عقل اور حافظے میں ترقی ہوتی ہے اس لیے اللہ کا نام لے کر جمعرات کو سینگی لگوا لیا کرو۔ بدھ جمعہ ہفتہ اور اتوار کو اہتمام سے سینگی لگوانے سے پرہیز کرو۔ پیر اور منگل کے دن سینگی لگوا لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے اسی دن شفا دی تھی۔ اور آپ علیہ السلام کی آزمائش (اور بیماری) بدھ سے شروع کی تھی۔ کوڑھ اور پھلبہری کا مرض صرف بدھ کے دن یا بدھ کی رات کو ظاہر ہوتا ہے۔

۳٤۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عِصْمَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: يَانَافِعُ! تَبَيَّغَ بِيَ الدَّمُ. فَأْتِنِي بِحَجَّامٍ. وَاجْعَلْهُ شَابًّا. وَلَا تَجْعَلْهُ شَيْخاً وَلَا صَبِيًّا.

۳۴۸۸- حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نافع! میرے خون میں جوش پیدا ہو گیا ہے لہٰذا میرے پاس سینگی لگانے والا لاؤ۔ جوان آدمی لانا بوڑھا یا بچہ نہ لانا۔

غزال بن محمد عند الحاكم: ٤/٢١١، وهو مجهول كما قال الذهبي، وتابعهما أبوعلي عثمان بن جعفر، مستدرك: ٤/ ٤٠٩، وهو واهٍ، ورواه عثمان بن سعيد الدارمي عن عبدالله بن صالح كاتب الليث عن عطاف بن خالد عن نافع به، مستدرك: ٤/ ٢١١، ٢١٢، وإسناده ضعيف من أجل كاتب الليث.

٣٤٨٨ـ [إسناده ضعيف] * عبدالله بن عصمة مجهول الحال، وشيخه مجهول، راجع التقريب وغيره.

قَالَ : وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «الْحِجَامَةُ عَلَى الرِّيقِ أَمْثَلُ . وَهِيَ تَزِيدُ فِي الْعَقْلِ وَتَزِيدُ فِي الْحِفْظِ وَتَزِيدُ الْحَافِظَ حِفْظًا . فَمَنْ كَانَ مُحْتَجِمًا ، فَيَوْمَ الْخَمِيسِ ، عَلَى اسْمِ اللهِ . وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْأَحَدِ . وَاحْتَجِمُوا يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءِ . وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ . فَإِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي أُصِيبَ فِيهِ أَيُّوبُ بِالْبَلَاءِ . وَمَا يَبْدُو جُذَامٌ وَلَا بَرَصٌ إِلَّا فِي يَوْمِ الْأَرْبِعَاءِ أَوْ لَيْلَةِ الْأَرْبِعَاءِ» .

حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''نہار منہ سینگی لگوانا زیادہ مفید ہے' اس سے عقل بڑھتی ہے' اور حافظہ زیادہ ہوتا ہے' اور اچھی یادداشت والے کی یادداشت بھی زیادہ ہوجاتی ہے۔ تو جس نے سینگی لگوانی ہو وہ اللہ کا نام لے کر جمعرات کو لگوا لے۔ جمعہ' ہفتہ اور اتوار کو سینگی لگوانے سے اجتناب کرو۔ سوموار اور منگل کو سینگی لگوا لیا کرو۔ اور بدھ کو بھی سینگی لگوانے سے پرہیز کرو کیونکہ حضرت ایوب ؑ کو اسی دن آزمائش (اور بیماری) آئی تھی۔ جذام اور برص صرف بدھ کے دن یا بدھ کی رات کو ظاہر ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ دونوں روایتوں کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے متابعات اور شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ ہمارے فہم کے مطابق مذکورہ دونوں روایتیں متابعات اور شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہیں جیسا کہ شیخ البانی اور شیخ محمود محمد محمود حسن نصار ؒ نے بھی انھیں متابعات اور شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني' رقم:۷۶۶' وسنن ابن ماجه بتحقيق محمود محمد محمود حسن نصار' رقم:۳۴۸۷' ۳۴۸۸) سینگی لگوانے کے لیے ماہر آدمی کی خدمت حاصل کرنا مناسب ہے۔ اسی طرح دوسرے امراض کے علاج کے لیے ماہر اور سمجھ دار طبیب سے رجوع کرنا چاہیے۔ ② ہفتے میں دنوں کی تاثیر جو حدیث میں بیان ہوئی ہے' اس پر یقین رکھنا چاہیے۔ ممکن ہے آئندہ اس کی حکمت ظاہر ہو جائے۔ ③ جوان آدمی طاقت ور ہوتا ہے' آسانی سے اور اچھی طرح خون کھینچ سکتا ہے جب کہ بچہ طاقت اور مہارت کم ہونے کی وجہ سے اور بوڑھا طاقت کم ہونے کی وجہ سے اتنی اچھی طرح یہ کام نہیں کر سکتا۔ ④ خالی پیٹ سینگی لگوانا زیادہ مفید ہے۔ ⑤ سینگی لگوانے کے لیے سوموار' منگل اور جمعرات کے دن مناسب ہیں۔ اتوار کے دن سینگی لگوانا درست ہے' تاہم قصداً اتوار کو نہیں لگوانی چاہیے۔ بیماری کی شدت کے پیش نظر طبیب کے مشورے سے اس دن بھی سینگی لگوا لی جائے تو حرج نہیں۔ ⑥ سوموار' منگل' جمعرات اور اتوار میں سے جو دن چاند کی سترہ' انیس یا اکیس تاریخ کو آئے' اس دن سینگی لگوانا بہتر ہے۔ ⑦ بدھ کو سینگی لگوانے سے پرہیز ضروری ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ الْكَيِّ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣- داغنے کا بیان

٣٤٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَقَّارِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اكْتَوٰى أَوِ اسْتَرْقٰى، فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ».

٣٤٨٩- حضرت عقار ؒ اپنے والد (حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ) سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خود کو داغا' یا دم کروایا' وہ توکل سے محروم ہو گیا۔''

فوائد و مسائل: ① عرب میں بعض بیماریوں کا علاج اس طرح بھی کیا جاتا تھا کہ لوہے کی کوئی چیز آگ میں گرم کرتے حتیٰ کہ وہ سرخ ہو جاتی' پھر وہ گرم لوہا جسم کے بیماری والے حصے پر لگایا جاتا' جس سے بیماری کے بعض اثرات کا ازالہ ہو جاتا' اسے داغنا کہتے ہیں۔ ② جہاں تک ممکن ہو سکے داغنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ جب کوئی چارہ نہ رہے تو پھر یہ علاج بھی کیا جا سکتا ہے۔ ③ جانوروں کی پہچان کے لیے ان کے جسم پر اس طریقے سے نشان لگایا جاتا ہے یہ جائز ہے لیکن جانور کے چہرے کو داغنا ممنوع ہے۔

٣٤٩٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ، وَ يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكَيِّ. فَاكْتَوَيْتُ. فَمَا أَفْلَحْتُ، وَلَا أَنْجَحْتُ.

٣٤٩٠- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے داغنے سے منع فرمایا۔ میں نے خود کو داغا تو مجھے فائدہ نہ ہوا اور میں کامیاب نہ ہوا۔

٣٤٩١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ: حَدَّثَنَا سَالِمٌ الْأَفْطَسُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

٣٤٩١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شفا تین چیزوں میں ہے: شہد پینے میں' سینگی کے زخم میں اور آگ کے

٣٤٨٩ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في كراهية الرقية، ح: ٢٠٥٥ من طريق آخر عن مجاهد به، وقال: "حسن صحيح".

٣٤٩٠ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٤/ ٣٧٧، ح: ٧٦٠٢ من حديث هشيم قال: أنبأ منصور ويونس به، وأخرجه الترمذي، ح: ٢٠٤٩ من طريق آخر عن الحسن، وقال: "حسن صحيح"، وله شاهد عند أبي داود، ح: ٣٨٦٥، وإسناده صحيح، وأصله في صحيح مسلم، ح: ١٢٢٦/ ١٦٧.

٣٤٩١ـ أخرجه البخاري، الطب، باب الشفاء في ثلاث، ح: ٥٦٨٠ عن أحمد بن منيع به.

«الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ: شَرْبَةِ عَسَلٍ، وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ، وَكَيَّةٍ بِنَارٍ. وَأَنْهٰى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ» رَفَعَهُ.

ساتھ داغنے میں۔ اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① علاج کے لیے شہد اور احادیث میں مذکور دوسری دواؤں سے علاج کو ترجیح دینی چاہیے۔ ② اگر شہد وغیرہ سے فائدہ نہ ہو تو سینگی لگوالی جائے' یہ بھی جائز علاج ہے۔ ③ آگ سے جسم کو داغنا اگرچہ ایک اچھا علاج ہے' تاہم اس سے پرہیز بہتر ہے۔ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ٢٤) - بَابُ مَنِ اكْتَوٰى (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- خود کو داغنا

٣٤٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ ابْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ الْأَنْصَارِيُّ سَمِعْتُ عَمِّي يَحْيٰى. وَمَا أَدْرَكْتُ رَجُلاً مِنَّا بِهِ شَبِيهاً يُحَدِّثُ النَّاسَ أَنَّ أَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ، وَهُوَ جَدُّ مُحَمَّدٍ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ، أَنَّهُ أَخَذَهُ وَجَعٌ فِي حَلْقِهِ، يُقَالُ لَهُ الذُّبَحُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَأُبْلِغَنَّ أَوْ لَأُبْلِيَنَّ فِي أَبِي أُمَامَةَ عُذْرًا» فَكَوَاهُ بِيَدِهِ فَمَاتَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مِيتَةَ سُوءٍ لِلْيَهُودِ يَقُولُونَ: أَفَلَا دَفَعَ عَنْ صَاحِبِهِ وَمَا أَمْلِكُ لَهُ وَلَا لِنَفْسِي شَيْئاً».

۳۴۹۲- حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ انصاری اپنے چچا یحییٰ بن سعد بن زرارہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ محمد ؓ کے نانا حضرت سعد بن زرارہ ؓ کو حلق میں درد ہوا جسے ذُبَح کہتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں ابوامامہ (سعد بن زرارہ ؓ) کے علاج کی پوری کوشش کروں گا حتیٰ کہ معاملہ میرے بس سے باہر ہو جائے۔'' نبی ﷺ نے انھیں اپنے ہاتھ سے داغا لیکن وہ (جان بر نہ ہو سکے اور) فوت ہو گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہودیوں کو بری موت نصیب ہو! وہ کہتے ہیں: اس (نبی ﷺ) نے اپنے ساتھی کی جان کیوں نہ بچالی؟ میں تو اس کے لیے یا اپنے لیے (اللہ کے فیصلے کے مقابلے میں) کچھ اختیار نہیں رکھتا۔''

٣٤٩٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٢/ ٢٨٧، ٢٨٨، ح: ٧٣٩ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٧/ ٤٢٣، وقال الهيثمي: ٥/ ٩٨ "رجاله ثقات"، وكذا قال البوصيري، قلت: ويحيٰى مذكور في الصحابة، الإصابة: ٤/ ٦٥٠، وتعديله راجح.

فوائد ومسائل: ① ذُبحہ' ذال کی پیش اور با کی زبر یا سکون سے ہے۔ یہ گلے میں ہونے والا ایک درد یا زخم ہے جس کے مریض کے بچنے کی امید بہت کم ہوتی ہے۔ ② مریض کے علاج کی پوری کوشش کرنی چاہیے تاکہ دل میں یہ خیال نہ آئے کہ اگر علاج کیا جاتا تو شاید مریض اس بیماری سے نہ مرتا۔ ③ موت وحیات صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ نبی ﷺ کے اختیار میں بھی کسی کی زندگی اور موت نہیں۔ ④ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ روایت کو اس جملے [ميتة سوء ......] ''یہودیوں کو بری موت نصیب ہو......'' کے سوا باقی روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (ضعیف سنن ابن ماجہ' رقم:۷۶۴)

٣٤٩٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَرِضَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ مَرَضاً. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ طَبِيباً. فَكَوَاهُ عَلَى أَكْحَلِهِ.

۳۴۹۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ نبی ﷺ نے ان کے پاس ایک طبیب بھیجا۔ اس نے ان کی رگ اکحل پر داغ دیا۔

فوائد ومسائل: ① اُکحَل وہ رگ ہے جس کو ہفت اندام کہتے ہیں۔ یہ ہاتھ میں اُکحَل کہلاتی ہے اور ران میں نَسا۔ اگر یہ کٹ جائے تو خون بند نہیں ہوتا' نیز علاج کے لیے اس سے فصد کے طریقے سے سر' سینہ' پشت اور دست وپا کا خون نکالا جاتا ہے۔ ② طب کا پیشہ ایک جائز ذریعۂ معاش ہے۔

٣٤٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَوَى سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فِي أَكْحَلِهِ، مَرَّتَيْنِ.

۳۴۹۴- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رگ اکحل کو دو بار داغا تھا۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ الْكُحْلِ بِالْإِثْمِدِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- اثمد سرمہ آنکھوں میں لگانے کا بیان

٣٤٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، يَحْيَى بْنُ

۳۴۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

٣٤٩٣ـ أخرجه مسلم، الطب، باب لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح: ٢٢٠٧ من حديث الأعمش به.

٣٤٩٤ـ أخرجه مسلم، الطب، الباب السابق، ح: ٢٢٠٨ من حديث أبي الزبير به نحو المعنى، ورواه يحيى بن سعيدالقطان عن سفيان الثوري به.

٣٤٩٥ـ [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٠٧ من حديث أبي عاصم به، وصححه، ووافقه الذهبي، وحسنه ◀◀

خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللهِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اثمد سرمہ (آنکھوں میں لگانا) اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ وہ نظر کو تیز کرتا اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اثمد ایک قسم کا سرمہ ہے۔ علامہ وحید الزمان خان نے اسے ''اصفہانی سرمہ'' بتلایا ہے۔ ② سرمہ آنکھوں کی زینت کے علاوہ نظر کو قوت بھی بخشتا ہے۔ ③ پلکوں کے لمبے بال آنکھوں کو خوبصورت بناتے ہیں اور آنکھوں میں پڑ جانے والی اشیاء سے حفاظت بھی کرتے ہیں۔ اثمد استعمال کرنے سے یہ فوائد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ ارشاد نبوی پر عمل کا ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔

٣٤٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ عِنْدَ النَّوْمِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ».

۳۴۹۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوتے وقت اثمد سرمہ (آنکھوں میں لگانا) ضروری سمجھ لو کیونکہ وہ نظر کو تیز کرتا اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔''

فائدہ: سوتے وقت سرمہ لگانے کا یہ فائدہ ہے کہ رات بھر آنکھوں میں لگا رہنے کی وجہ سے اچھی طرح اثر کرتا ہے۔

٣٤٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۳۴۹۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا بہترین سرمہ اثمد ہے۔ وہ نظر کو تیز کرتا اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔''

البوصيري، وتقدم بعضه، ح: ٣٤٤٨.

٣٤٩٦- [حسن] وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٧/ ٣٧٩، ٨/ ٤١١ * إسماعيل تابعه محمد بن إسحاق، شرح السنة: ١٢/ ١١٧، وهشام بن حسن، ابن عدي: ٣/ ١٠٥٢، وسلام بن أبي خيرة، أيضًا، ص: ١١٥١، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٤٣٩، ١٤٤٠، وأبي داود وغيرهما، انظر الحديث الآتي.

٣٤٩٧- [حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في البياض، ح: ٤٠٦١، والنسائي: ٨/ ١٤٩، ١٥٠، الزينة، الكحل، ح: ٥١١٦ من حديث ابن خثيم به، وراجع نيل المقصود، ح: ٣٨٧٨.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ. يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ».

(المعجم ٢٦) **باب: مَنِ اكْتَحَلَ وِتْراً** (التحفة ٢٦)

باب:٢٦- طاق عدد میں سرمہ لگانا

٣٤٩٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ حُصَيْنٍ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعْدِ الْخَيْرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اكْتَحَلَ، فَلْيُوتِرْ. مَنْ فَعَلَ، فَقَدْ أَحْسَنَ. وَمَنْ لَا، فَلَا حَرَجَ».

٣٤٩٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو سرمہ لگائے' وہ طاق (ایک یا تین بار) لگائے۔ جس نے یہ کام کیا' اس نے اچھا کیا۔ اور جس نے نہ کیا' اس پر کوئی حرج نہیں۔''

٣٤٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ مِنْهَا ثَلَاثاً، فِي كُلِّ عَيْنٍ.

٣٤٩٩- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی ایک سرمے دانی تھی۔ آپ اس سے ہر آنکھ میں تین بار سرمہ لگاتے تھے۔

(المعجم ٢٧) - **بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَتَدَاوٰى بِالْخَمْرِ** (التحفة ٢٧)

باب:٢٧- شراب سے علاج کرنے کی ممانعت کا بیان

٣٥٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَنْبَأَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ

٣٥٠٠- حضرت طارق بن سوید حضرمی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے علاقے میں انگور ہوتے ہیں' ہم انھیں

٣٤٩٨ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٣٣٧.

٣٤٩٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في الاكتحال، ح: ١٧٥٧ من حديث عباد به، وقال: "حسن غريب"، وانظر، ح: ٣٤٧٧ وغيره لضعف عباد.

٣٥٠٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣١١/٤ من حديث حماد به، أخرجه مسلم، الأشربة، باب تحريم التداوي بالخمر وبيان أنها ليست بدواء، ح: ١٩٨٤ من حديث شعبة عن سماك بن حرب عن علقمة بن وائل عن أبيه به الخ.

الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ طَارِقِ بْنِ سُوَيْدِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ بِأَرْضِنَا أَعْنَاباً نَعْتَصِرُهَا. فَنَشْرَبُ مِنْهَا؟ قَالَ: «لَا» فَرَاجَعْتُهُ، قُلْتُ: إِنَّا نَسْتَشْفِي بِهِ لِلْمَرِيضِ. قَالَ: «إِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِشِفَاءٍ. وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ».

نچوڑتے (اوران کے رس سے شراب بناتے) ہیں' ہم اسے پی لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے دوبارہ سوال کرتے ہوئے عرض کیا: ہم اس (شراب) کے ساتھ بیمار کا علاج کرتے ہیں۔ (کیا یہ جائز ہے)؟ آپ نے فرمایا: ''وہ شفا نہیں بلکہ وہ تو خود ایک بیماری ہے۔''

فوائد ومسائل: ① شراب حرام ہے۔ ② نشہ آور چیز کا کسی بھی انداز سے استعمال حرام ہے۔ ③ حرام چیز کو دوا کے طور پر استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔ حرام اور نقصان دہ اشیاء سے علاج کی بابت حدیث نمبر ۳۴۶۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔ ④ آج کل انگریزی دواؤں میں الکحل شامل کی جاتی ہے تاکہ وہ زیادہ عرصے تک درست حالت میں رہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس مقصد کے لیے کوئی حلال چیز (شہد' سرکہ یا صاف پانی وغیرہ) استعمال کریں۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْاِسْتِشْفَاءِ بِالْقُرْآنِ (التحفة ٢٨)

باب:۲۸-قرآن کے ذریعے سے حصولِ شفا

٣٥٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا سَعَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْآنُ».

۳۵۰۱- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دوا قرآن ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم دیگر دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے ذریعے سے علاج کا صحیح طریقہ قرآنی آیات وادعیہ پڑھ کر مریض پر پھونک مارنا ہے' جیسے حضرت ابوسعید خدری ؓ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس شخص کو دم کیا تھا جسے سانپ نے ڈس لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو نبی ﷺ نے اس کی تائید فرمائی' دیکھیے: (صحيح البخاري' الطب' باب الرقى بفاتحة الكتاب' حديث:٥٧٣٦) ② قرآن کی تلاوت اوراس کا فہم' قلبی اور روحانی بیماریوں کا شافی علاج ہے۔

٣٥٠١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبونعيم في أخبار أصبهان: ١/ ٢٦٥ من حديث سفيان الثوري عن أبي إسحاق به، وفي الحديث علل، منها ضعف الحارث الأعور، وتقدم، ح: ٩٥.

(المعجم ۲۹) - **بَابُ الْحِنَّاءِ** (التحفة ۲۹)

باب:۲۹-مہندی کا بیان

۳۵۰۲- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا فَائِدٌ، مَوْلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ: حَدَّثَنِي مَوْلَايَ عُبَيْدُ اللهِ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي سَلْمٰى أُمُّ رَافِعٍ، مَوْلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ لَا يُصِيبُ النَّبِيَّ ﷺ قَرْحَةٌ وَلَا شَوْكَةٌ إِلَّا وَضَعَ عَلَيْهِ الْحِنَّاءَ.

۳۵۰۲-رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ خادمہ حضرت ام رافع سلمی ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ کو جب بھی کوئی زخم آ جاتا یا کانٹا چبھ جاتا تو آپ اس پر مہندی لگاتے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن بھی قرار دیا ہے اور تحسین حدیث والی رائے ہی درست معلوم ہوتی ہے لہٰذا اگر کوئی شخص مہندی سے زخم وغیرہ کا علاج کرنا چاہتا ہے تو جائز ہے۔ واللہ أعلم. جیسا کہ اطباء وغیرہ میں یہ بات معروف ہے کہ مہندی زخم کو ٹھنڈک پہنچا کر خشک کرتی ہے اس لیے معمولی زخم کا علاج اس سے کیا جا سکتا ہے۔ ② ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر مہندی لگانا عورتوں کی زینت ہے اس لیے مردوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ عورتوں سے مشابہت نہ ہو۔

(المعجم ۳۰) - **بَابُ أَبْوَالِ الْإِبِلِ** (التحفة ۳۰)

باب:۳۰-اونٹوں کے پیشاب کا بیان

۳۵۰۳- **حَدَّثَنَا** نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاساً مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ. فَقَالَ ﷺ: «لَوْ خَرَجْتُمْ إِلٰى ذَوْدٍ لَنَا، فَشَرِبْتُمْ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا» فَفَعَلُوا.

۳۵۰۳- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ عرینہ کے کچھ افراد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اگر تم ہمارے اونٹوں کے ریوڑ میں چلے جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو (تو صحت یاب ہو جاؤ گے۔“) چنانچہ انھوں

۳۵۰۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطب، باب الحجامة، ح: ۳۸۵۸ من حديث فائد مولى عبيدالله به، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ۲۰۵٤، قلت: عبيدالله بن علي لين الحديث (تقريب)، وباقي السند حسن، وله شواهد.

۳۵۰۳- [صحيح] تقدم، ح: ۲۵۷۸.

نے ایسے ہی کیا۔

فوائد ومسائل: ① ان افراد میں سے کچھ قبیلۂ عکل کے تھے اور کچھ قبیلۂ عرینہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ② اگر کسی جگہ کی آب وہوا موافق نہ ہوتو دوسری مناسب جگہ چلے جانا درست ہے۔ اس کا حکم وبا سے بھاگنے کی کوشش کا نہیں۔ ③ بیت المال کی چیز کسی کو مالک بنائے بغیر اسے عاریتاً بھی دی جاسکتی ہے تاکہ وہ اس سے حسب ضرورت فائدہ اٹھائے۔ ④ اونٹنیوں کے دودھ میں پیٹ کے بڑھ جانے کا علاج ہے۔ ⑤ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے' ان کا پیشاب علاج کے طور پر پینا جائز ہے۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الْإِنَاءِ (التحفة ۳۱)

باب: ۳۱- برتن میں مکھی گر جائے تو؟

٣٥٠٤- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِي أَحَدِ جَنَاحَيِ الذُّبَابِ سُمٌّ، وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ. فَإِذَا وَقَعَ فِي الطَّعَامِ، فَامْقُلُوهُ فِيهِ. فَإِنَّهُ يُقَدِّمُ السُّمَّ وَيُؤَخِّرُ الشِّفَاءَ».

۳۵۰۴- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مکھی کے ایک پر میں زہر اور دوسرے میں شفا ہے۔ جب وہ کھانے (یا پینے) کی چیز میں گر پڑے تو اسے اس میں ڈبو دو' (پھر نکال کر پھینک دو) کیونکہ وہ زہر (والا پر) آگے اور شفا (والا پر) پیچھے رکھتی ہے۔''

٣٥٠٥- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِكُمْ، فَلْيَغْمِسْهُ فِيهِ، ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ. فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً، وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً».

۳۵۰۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تمھارے (کسی کے) مشروب میں مکھی گر پڑے تو اسے چاہیے کہ اس میں ڈبو دے' پھر (باہر نکال کر) پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔''

٣٥٠٤- [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، الذباب يقع في الإناء، ح: ٤٢٦٧ من حديث ابن أبي ذئب به، وحسنه البوصيري * سعيد بن خالد بن عبدالله بن قارظ حسن الحديث، وباقي السند صحيح.

٣٥٠٥- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه . . . الخ، ح: ٣٣٢٠ من حديث عتبة بن مسلم به.

فوائد ومسائل: ① مکھی جب پانی' دودھ یا چائے وغیرہ میں گر پڑے تو کھانے پینے کی چیز کو ضائع کر دینا جائز نہیں۔ ② اللہ تعالیٰ نے مکھی کے ایک پر میں جراثیم کش مادہ بھی رکھا ہوا ہے جو متعدد بیماریوں کے جراثیم کو ختم کرنے کی قوی صلاحیت رکھتا ہے۔ جب مکھی کو' جس چیز میں وہ گری ہے' اس میں ڈبو دیا جائے تو وہ جراثیم کش مادہ مکھی کے پر سے نکل کر اس چیز میں شامل ہو جاتا ہے۔ ④ اللہ تعالیٰ نے بہت سی بیماریوں کا علاج ان کے اسباب کے قریب ہی کر دیا ہے' جیسے علاقائی بیماریوں کا علاج انھی علاقوں کی جڑی بوٹیوں میں موجود ہوتا ہے۔ یہ انسانوں پر اللہ کی خاص رحمت ہے۔ ⑤ جدید تحقیقات سے حدیثوں میں مذکور حقائق کی تصدیق رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی دلیل بھی ہے اور احادیث کے قابل اعتماد ہونے کا ثبوت بھی۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ الْعَيْنِ (التحفة ٣٢)

باب: ٣٢- نظر بد کا بیان

٣٥٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ ابْنُ رُزَيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسٰى، عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ هِنْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعَيْنُ حَقٌّ».

٣٥٠٦- حضرت عامر بن ربیعہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''نظر کا لگنا ایک حقیقت ہے۔''

٣٥٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ مُضَارِبِ بْنِ حَزْنٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعَيْنُ حَقٌّ».

٣٥٠٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر کا لگنا حقیقت ہے۔''

٣٥٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ

٣٥٠٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''(نظر سے) اللہ کی پناہ مانگو

٣٥٠٦ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٦/ ٢٥٦، ح: ١٠٨٧٢ من حديث معاوية بن هشام به مطولاً، وصححه الحاكم: ٤/ ٢١٥، ٢١٦، ووافقه الذهبي، وله شاهد في الصحيحين من حديث أبي هريرة رضي الله عنه.

٣٥٠٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٨٧ عن ابن علية به مطولاً * مضارب ثقة، وتابعه همام بن منبه في صحيفته، ح: ١٣١، ومن طريقه أخرجه البخاري، ح: ٥٧٤٠، ومسلم، ح: ٢١٨٧/ ٤١ وغيرهما.

٣٥٠٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢١٥ من حديث وهيب به، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * أبو واقد صالح بن محمد بن زائدة تقدم حاله، ح: ٢٧٦٩، والحديث السابق يغني عنه.

أَبِي وَاقِدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِسْتَعِيذُوا بِاللهِ. فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ».

کیونکہ نظر کا لگنا ایک حقیقت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بیماری کے اسباب جس طرح مادی ہوتے ہیں اسی طرح غیر مادی بھی ہوتے ہیں۔ جس طرح جدید تحقیقات کے نتیجے میں امراض کے نفسیاتی اسباب ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کیے جا چکے ہیں جو غیر مادی ہیں۔ ② روحانی اسباب بھی غیر مادی اسباب ہیں۔ ③ غیر مادی امراض اور امراض کے غیر مادی اسباب کا علاج بھی غیر مادی ذرائع سے ممکن ہے جن میں مختلف اذکار و اوراد کے ذریعے سے علاج سنت سے ثابت ہے۔ ④ نظر کا لگنا ایک حقیقت ہے۔ یہ انسان کو غیر مادی طور پر متاثر کرتی ہے۔ غیر مسلم مفکرین کا انکار قابل توجہ نہیں۔ ⑤ نظر سے تحفظ اللہ کی پناہ میں آنے کے ذریعے سے اور اس کے کلام کا دم کرنے کے ذریعے سے ممکن ہے۔ ⑥ مذکورہ باب کی تیسری، یعنی حضرت عائشہ والی روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ سنداً ضعیف ہے، تاہم سابقہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک بھی قابل حجت ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، رقم:۷۳۷، وسنن ابن ماجه بتحقيق محمود محمد محمود حسن نصار، رقم:۳۵۰۸)

۳۵۰۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: مَرَّ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ بِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَهُوَ يَغْتَسِلُ. فَقَالَ: لَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ، وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ. فَمَا لَبِثَ أَنْ لُبِطَ بِهِ. فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ. فَقِيلَ لَهُ: أَدْرِكْ سَهْلًا صَرِيعاً. قَالَ: «مَنْ تَتَّهِمُونَ بِهِ؟» قَالُوا: عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ. قَالَ: «عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ إِذَا رَأَى

۳۵۰۹- حضرت ابوامامہ (اسعد) بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نہا رہے تھے کہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ گزرے، انھوں نے (سہل رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر) کہا: جیسا (خوش رنگ جسم) آج دیکھا ہے (پہلے) کبھی نہیں دیکھا۔ کسی پردہ نشین (کنواری لڑکی) کی جلد بھی ایسی (خوش رنگ) نہیں (ہوتی۔) وہ فوراً ہی زمین پر گر پڑے (اچانک تیز بخار ہوا کہ کھڑے نہ رہ سکے۔) انھیں نبی ﷺ کے پاس لایا گیا اور کہا گیا: سہل رضی اللہ عنہ کی خبر لیجیے، وہ تو گرے پڑے

۳۵۰۹- [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٦/ ٦٠، ح: ١٠٠٣٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٢٤، ١٤٢٥، والحاكم: ٤/ ٢١٥، ٢١٦، والذهبي * الزهري صرح بالسماع، وتابعه مالك، وللحديث شواهد.

أَحَدُكُمْ مِنْ أَخِيهِ مَا يُعْجِبُهُ، فَلْيَدْعُ لَهُ بِالْبَرَكَةِ» ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ. فَأَمَرَ عَامِرًا أَنْ يَتَوَضَّأَ. فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. وَرُكْبَتَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ. وَأَمَرَهُ أَنْ يَصُبَّ عَلَيْهِ.

ہیں (اٹھ بھی نہیں سکتے۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں اس کے بارے میں کس پر شک ہے؟'' لوگوں نے کہا: عامر بن ربیعہ ؓ (کی نظر لگی ہے۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ ایک آدمی اپنے بھائی کو قتل کرنے والی حرکت کرتا ہے؟ اگر کسی کو اپنے بھائی کی کوئی چیز نظر آئے جو اسے اچھی لگے تو اسے چاہیے کہ اسے برکت کی دعا دے۔'' پھر پانی طلب فرمایا اور عامر ؓ کو حکم دیا کہ وضو کریں' چنانچہ انھوں نے اپنا چہرہ' کہنیوں تک دونوں ہاتھ' دونوں گھٹنے اور تہبند کا اندر کا حصہ دھویا۔ آپ ﷺ نے وہ پانی سہل ؓ پر ڈالنے کا حکم دیا۔

قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: وَأَمَرَهُ أَنْ يَكْفَأَ الإِنَاءَ مِنْ خَلْفِهِ.

سفیان نے کہا: معمر نے امام زہری سے بیان کیا: اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ برتن ان (سہل) کے پیچھے سے (ان پر) انڈیل دیا جائے۔

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی چیز اچھی لگے تو اس میں برکت کی دعا کرنی چاہیے' مثلاً: اللہ تعالیٰ تجھے اس جانور میں برکت عطا فرمائے۔ یا اللہ تعالیٰ تیری قوت میں یا جمال میں برکت فرمائے۔ یا یوں کہے: ﴿مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ (الکھف ۱۸:۳۹) اس کی برکت سے نظر نہیں لگتی۔ ② نظر بد کا اثر دور کرنے کا یہ طریقہ بھی ہے کہ جس کی نظر لگی ہو وہ زیر مطالعہ حدیث میں مذکور طریقے کے مطابق کسی برتن میں اعضاء دھو کر وہ پانی کسی کو دے تا کہ مریض پر پیچھے کی طرف سے ڈال دیا جائے۔ ③ تہبند کے اندر کے حصے سے کیا مراد ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے: اس سے مراد تہبند کا وہ کنارہ ہے جو دوسرے کنارے کی وجہ سے چھپ جاتا ہے۔ اور اس کا وہ حصہ مراد ہے جو نیچے لٹکا ہوا ہوتا ہے۔ امام نووی ؒ نے تہ بند کا دایاں سرا فرمایا ہے (شرح صحیح مسلم از نووي: ۱۴/۱۷۲) بعض نے شرم گاہ اور بعض نے تہ بند وغیرہ باندھنے والا جسم کا حصہ مراد لیا ہے۔ (فتح الباري' الطب: ۱۰/۲۵۲)

(المعجم ۳۳) - **بَابُ** مَنِ اسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ (التحفۃ ۳۳)

باب: ۳۳- نظر کا دم کروانا

٣٥١٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ قَالَ: قَالَتْ أَسْمَاءُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ بَنِي جَعْفَرٍ تُصِيبُهُمُ الْعَيْنُ. فَأَسْتَرْقِي لَهُمْ؟ قَالَ: «نَعَمْ. فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ، سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ».

۳۵۱۰-حضرت عبید بن رفاعہ زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے رسول! جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو نظر لگ جاتی ہے میں انھیں دم کروا لیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ہاں اگر کوئی چیز تقدیر کا مقابلہ کر سکتی تو نظر اس (تقدیر) سے آگے بڑھ جاتی۔‘‘

فوائد و مسائل: ① حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ (بن ابی طالب) کے بیٹے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے اپنے بیٹے ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ۸ ہجری میں غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے تو اسماء رضی اللہ عنہا سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا اس لیے انھوں نے جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس خاتون سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا تھا۔ ② نظر یا بیماری کی وجہ سے دم کرنا اور کروانا جائز ہے بشرطیکہ دم میں شرکیہ اور بے معنی مہمل الفاظ نہ ہوں۔

٣٥١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبَّادٍ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ. ثُمَّ أَعْيُنِ الْإِنْسِ. فَلَمَّا نَزَلَ الْمُعَوِّذَتَانِ، أَخَذَهُمَا. وَتَرَكَ مَاسِوٰى ذٰلِكَ.

۳۵۱۱-حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جنوں اور انسانوں کی نظر سے پناہ طلبی کی دعا کیا کرتے تھے۔ جب معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) نازل ہوئیں تو نبی ﷺ نے انھیں اختیار فرما لیا اور ان کے علاوہ دوسری چیزیں چھوڑ دیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے

٣٥١٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الرقية من العين، ح: ٢٠٥٩ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٧/ ٤١٤ * ابن عيينة عنعن، وتابعه أيوب عند الترمذي، ح: ٢٠٥٩ وغيره، وللحديث طرق أخرى، منها ما أخرجه مسلم، ح: ٤/ ١٧١٩ من حديث ابن عباس رضي الله عنهما.

٣٥١١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الرقية بالمعوذتين، ح: ٢٠٥٨ من حديث الجريري به، وقال "حسن غريب"، والنسائي: ٨/ ٢٧١، ح: ٥٤٩٦ من حديث سعيد بن سليمان به * الجريري اختلط تقدم، ح: ٢٣٠٠، ولم أجد راويًا عنه في هٰذا الحديث قبل اختلاطه.

دیکھیے:(هداية الرواة إلى تخريج أحاديث المصابيح والمشكاة‘ رقم:٤٤٨٨‘ و سنن ابن ماجه بتحقيق محمود محمد محمود حسن نصار‘ رقم :٣٥١١)

٣٥١٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ وَمِسْعَرٍ، عَنْ مَعْبَدِ ابْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ.

٣٥١٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں نظر کا دم کروانے کا حکم دیا۔

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید کی آخری دو سورتوں کا دم نظر بد سے اور جنوں کے شر سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ ② دم کرنا اور کروانا جائز ہے۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ مَا رُخِّصَ فِيهِ مِنَ الرُّقَى (التحفة ٣٤)

باب:٣٤- جو دم جائز ہیں

٣٥١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ».

٣٥١٣- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دم تو صرف نظر سے یا ڈنک مارنے والی چیز (بچھو وغیرہ کے ڈسنے کی وجہ) سے ہوتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① سانپ‘ بچھو‘ بھڑ‘ وغیرہ کاٹ لے تو دم کروالینا چاہیے‘ اس مقصد کے لیے سورۂ فاتحہ کا دم زیادہ بہتر ہے۔ ② حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ کسی اور بیماری کی صورت میں دم کروانا جائز نہیں بلکہ ان دو چیزوں کے لیے دم کرنا زیادہ آسان اور زود اثر علاج ہے۔ ③ دوسری بیماریوں کے لیے دم جائز ہونے کی دلیل باب:٣٦ اور ٣٧ کی احادیث ہیں۔

٣٥١٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٣٥١٤- حضرت ابوبکر بن محمد ؒ سے روایت ہے

٣٥١٢ـ أخرجه البخاري، الطب، باب رقية العين، ح:٥٧٣٨، ومسلم، السلام، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة، ح:٢١٩٥ من حديث سفيان به.

٣٥١٣ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ح:٢٢٠ من حديث حصين به موقوفًا، ورواه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الرخصة في ذلك، ح:٢٠٥٧ من حديث شعبة عن حصين به مرفوعًا، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٣٥١٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ٢٤/ ٢٥٠، ح:٦٣٧ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٣٦، ◄◄

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ خَالِدَةَ بِنْتَ أَنَسٍ، أُمَّ بَنِي حَزْمٍ السَّاعِدِيَّةَ، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ الرُّقَى. فَأَمَرَهَا بِهَا.

کہ حضرت خالدہ بنت انس ام بنی حزم ساعدیہ ؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ کو کچھ دم سنائے (اور دریافت کیا کہ یہ جائز ہیں یا نہیں؟) نبی ﷺ نے انھیں ان کے ساتھ دم کرنے کا حکم دیا۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ ؓ سے فرمایا تھا: ''اپنے دم میرے سامنے پیش کرو۔ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں' جب تک اس (کے الفاظ) میں شرک نہ ہو۔'' (صحیح مسلم' السلام' باب لا بأس بالرقي مالم يكن فيه شرك' حديث:٢٢٠٠)

٣٥١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ أَهْلُ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، يُقَالُ لَهُمْ آلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، يَرْقُونَ مِنَ الْحُمَةِ. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ نَهَى عَنِ الرُّقَى. فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ [قَدْ] نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى. وَإِنَّا نَرْقِي مِنَ الْحُمَةِ. فَقَالَ لَهُمْ: «اِعْرِضُوا عَلَيَّ» فَعَرَضُوهَا عَلَيْهِ. فَقَالَ: «لَا بَأْسَ بِهٰذِهِ. هٰذِهِ مَوَاثِيقُ».

٣٥١٥- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: انصار کا ایک گھرانا' جنھیں آل عمرو بن حزم کہا جاتا تھا' (بچھو وغیرہ کے) ڈنک کا دم کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دم کرنے سے منع فرما دیا۔ انھوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے دم جھاڑوں سے منع فرما دیا ہے' حالانکہ ہم زہریلے جانور کے ڈنک کا دم کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے سناؤ۔'' انھوں نے دم کے الفاظ سنائے تو آپ نے فرمایا: ''ان میں کوئی حرج نہیں۔ یہ تو اقرار ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① شرکیہ دم جھاڑ منع ہے۔ ② جن الفاظ سے اللہ کی وحدانیت اور اس پر توکل کا اقرار ہو اور اس سے حاجت روائی کی درخواست ہو' انھیں پڑھ کر دم کرنا جائز ہے۔

٣٥١٦- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

٣٥١٦- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (زہریلی چیزوں کے) ڈنک کا' نظر کا اور نملہ کا

◄◄ وصححه البوصيري، والظاهر أن أبا بكر محمد بن حزم سمعه من خالدة رضي الله عنها، والله أعلم.

٣٥١٥ـ أخرجه مسلم، السلام، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة، ح: ٢١٩٩/ ٦٣ من حديث الأعمش به.

٣٥١٦ـ أخرجه مسلم، السلام، الباب السابق، ح: ٢١٩٦ من حديث سفيان الثوري به.

عَاصِمٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ وَالْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ.

دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

فائدہ: نملہ ایک بیماری ہے جس میں پہلو یا پسلیوں پر دانے نکل آتے ہیں۔ بیماری بڑھ جانے پر وہ زخم بن جاتے ہیں۔ دم کرنے سے اس بیماری سے آرام آ جاتا ہے۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- سانپ اور بچھو کا دم

٣٥١٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ.

٣٥١٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سانپ اور بچھو کے دم کی اجازت دی ہے۔

٣٥١٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بَهْرَامَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَدَغَتْ عَقْرَبٌ رَجُلًا فَلَمْ يَنَمْ لَيْلَتَهُ. فَقِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ فُلَانًا لَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَلَمْ يَنَمْ لَيْلَتَهُ. فَقَالَ: «أَمَا إِنَّهُ لَوْ قَالَ، حِينَ أَمْسٰى: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، مَا ضَرَّهُ لَدْغُ عَقْرَبٍ حَتَّى يُصْبِحَ».

٣٥١٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی کو بچھو نے ڈنک مارا تو وہ رات بھر سو نہ سکا۔ نبی ﷺ سے عرض کیا گیا کہ فلاں کو بچھو نے ڈنک مارا تو اسے رات بھر نیند نہیں آئی۔ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ شام کو یہ دعا پڑھ لیتا تو اسے صبح تک بچھو کے ڈنک کی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔ [أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ] ''میں اللہ کے کامل (بے نقص اور بے عیب) کلمات کے ذریعے سے (اللہ کی) پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو

٣٥١٧ـ أخرجه مسلم، السلام، باب رقية المريض بالمعوذات والنفث، ح: ٢١٩٣ من حديث مغيرة به.

٣٥١٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٦/ ١٥٣، ح: ١٠٤٢٨ من حديث الأشجعي به، وصححه البوصيري * سفيان الثوري تابعه حماد بن زيد ومالك وغيرهما عند النسائي، أيضًا، ح: ١٠٤٢٤، ١٠٤٢٥، وله شاهد في صحيح مسلم، الذكر والدعاء، باب في التعوذ من سوء القضاء . . . الخ، ح: ٢٧٠٩/ ٥٥.

اس نے پیدا کی ہے۔"

فوائد ومسائل: ① اللہ کے کلمات سے مراد اس کا کلام' اس کے فیصلے اور قدرت ہے۔ ② انسانوں' جنوں' حیوانوں اور حشرات کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے یہ ایک بہترین دعا ہے۔ ③ یہ دعا صبح وشام پڑھنی چاہیے۔

٣٥١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ: عَرَضْتُ أَوْ أُعْرِضَتِ النَّهْشَةُ مِنَ الْحَيَّةِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَمَرَ بِهَا.

٣٥١٩- حضرت عمرو بن حزم ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سانپ کے کاٹے کا ایک دم سنایا' یا آپ کو سانپ کے کاٹے کا ایک دم سنایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پڑھنے (اور مریض پر دم کرنے) کا حکم دیا۔

(المعجم ٣٦) - **بَابُ مَا عَوَّذَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَمَا عُوِّذَ بِهِ** (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- نبی ﷺ نے جو دم کیا' اور جو دم آپ کو کیا گیا

٣٥٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا أَتَى الْمَرِيضَ فَدَعَا لَهُ، قَالَ: «أَذْهِبِ الْبَاسَ. رَبَّ النَّاسِ. وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي. لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ. شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا».

٣٥٢٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ جب کسی بیمار کے پاس تشریف لے جاتے اور اس کے لیے دعا کرتے تو فرماتے: [أَذْهِبِ الْبَاسَ' رَبَّ النَّاسِ' وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي' لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ' شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا] "بیماری دور کر دے' اے لوگوں کے رب! اور شفا عطا فرما۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں' ایسی شفا دے کہ بیماری کو بالکل نہ رہنے دے۔"

فوائد ومسائل: ① مریض کی عیادت سنت نبوی ہے۔ ② عیادت کے وقت مریض کو تسلی دینے کے ساتھ ساتھ اس کے لیے دعا کرنا بھی مسنون ہے۔ ③ شفا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے' لہٰذا دعا بھی اسی سے کرنی چاہیے۔

٣٥١٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد عن عفان به كما في أطراف المسند: ٥/ ١٣١ * وأبوبكر لم يدرك جده كما في تحفة الأشراف: ٨/ ١٤٩، ح: ١٠٧٢٩ وغيره.

٣٥٢٠- [صحيح] تقدم، ح: ١٦١٩.

٣٥٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ، مِمَّا يَقُولُ لِلْمَرِيضِ بِبُزَاقِهِ بِإِصْبَعِهِ: «بِسْمِ اللهِ. تُرْبَةُ أَرْضِنَا. بِرِيقَةِ بَعْضِنَا. لِيُشْفَى سَقِيمُنَا. بِإِذْنِ رَبِّنَا».

٣٥٢١- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مریض کی شفایابی کے لیے انگلی پر لعاب دہن لگا کر یوں کہتے تھے: [بِسْمِ اللّٰهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، لِيُشْفٰى سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا] ”اللہ کے نام سے، ہماری زمین کی مٹی، ہم میں سے بعض کے لعاب دہن سے مل کر، ہمارے رب کے حکم سے، ہمارے مریض کی شفایابی کا ذریعہ ہوگی۔“

فوائد ومسائل: ① مدینے کی مٹی اور رسول اللہ ﷺ کا لعاب دہن دونوں کو خاص شرف حاصل ہے، تاہم سنت پر عمل کرنے کی نیت سے جو شخص بھی اس طرح کرے گا، ان شاء اللہ مریض کو شفا ہوگی۔ ② حافظ صلاح الدین یوسف ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں: ”تھوک اور مٹی تو ظاہری اسباب ہیں جنھیں اختیار کرنے کا حکم ہے۔ ان میں تاثیر شفا کا پیدا ہو جانا باذن اللہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دم مسنون ہے۔ اس میں اصل تاثیر بِإِذْنِ رَبِّنَا کے لفظ کی ہے۔ مومن کے منہ کا لعاب اور مٹی خواہ کسی سرزمین کی ہو، اس شفا بخشی کا ایک حصہ ہیں۔ اور تجربے سے اس دم کا بے حد مؤثر ہونا ثابت ہے۔“ (ریاض الصالحین، حدیث: ۹۰۱)

٣٥٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُبْطِلُنِي. فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِجْعَلْ يَدَكَ الْيُمْنَى عَلَيْهِ وَقُلْ: بِسْمِ اللهِ. أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ. سَبْعَ مَرَّاتٍ» فَقُلْتُ

٣٥٢٢- حضرت عثمان بن ابو العاص ثقفی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے اتنا (شدید) درد ہو رہا تھا کہ میں مرا جا رہا تھا۔ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اپنا دایاں ہاتھ درد کے مقام پر رکھ کر سات بار کہہ: [بِسْمِ اللّٰهِ، أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ] ”اللہ کے نام سے، میں اللہ کی عظمت وقدرت کی پناہ میں آتا ہوں اس برائی سے جو میں پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں۔“ میں نے یہ دعا (اس طرح) پڑھی تو اللہ تعالیٰ

٣٥٢١- أخرجه البخاري، الطب، باب رقية النبي ﷺ، ح: ٥٧٤٥ من حديث سفيان به، ومسلم، الطب، باب رقية المريض بالمعوذات والنفث، ح: ٢١٩٤ عن ابن أبي شيبة به.

٣٥٢٢- أخرجه مسلم، السلام، باب استحباب وضع يده على موضع الألم مع الدعاء، ح: ٢٢٠٢ من حديث نافع ابن جبير به.

ذٰلِكَ . فَشَفَانِيَ اللّٰهُ .

نے مجھے شفا دے دی۔

فوائد و مسائل: ① انسان خود بھی مسنون دعائیں پڑھ کر اپنے آپ کو دم کر سکتا ہے۔ ② صحیح مسلم کی روایت میں ''بسم اللہ'' تین بار اور مذکورہ دعا سات بار پڑھنے کا ذکر ہے۔ (صحیح مسلم' السلام' باب استحباب وضع یدہ علی موضع الألم' مع الدعاء' حدیث:۲۲۰۲)

۳۵۲۳- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ جِبْرَئِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اشْتَكَيْتَ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ. مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ. مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ أَوْ حَاسِدٍ، اللّٰهُ يَشْفِيكَ. بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ.

۳۵۲۳- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور فرمایا: ''اے محمد! آپ بیمار ہو گئے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: [بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ' مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ' مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنٍ أَوْحَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيكَ' بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ] ''میں آپ کو اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں' آپ کو تکلیف دینے والی ہر چیز سے' ہر جان یا آنکھ یا حاسد کے شر سے' اللہ آپ کو شفا دے۔ میں آپ کو اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① مریض سے پوچھا جائے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بیمار ہوں۔ اور طبیب تفصیل سے تکلیف کا ذکر کر سکتا ہے۔ یہ صبر اور رضا کے منافی نہیں اور اللہ سے شکوہ شمار نہیں ہوتا۔ ② نبی اکرم ﷺ انسان تھے' آپ پر دوسرے بشری حالات کی طرح بیماری بھی آتی تھی۔ اس سے امت کو صبر' توجہ الی اللہ اور استقامت کا سبق بھی ملا' اور تقدیر پر ایمان رکھتے ہوئے تدبیر پر عمل کرنے کا طریقہ بھی معلوم ہوا۔ ③ صحت و سلامتی اللہ کی نعمت ہے' لہٰذا اس کے لیے دعا کرنی چاہیے تاکہ اس سے فائدہ اٹھا کر زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کیے جا سکیں۔ ④ انسان پر دوسرے کے حسد اور نظر کا اثر ہو سکتا ہے۔

۳۵۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ،

۳۵۲۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

۳۵۲۳ـ أخرجه مسلم، السلام، باب الطب والمرض والرقى، ح: ۲۱۸٦ عن بشر بن هلال به.

۳۵۲٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/٤٤٦ عن عبدالرحمن بن مهدي به، وهو في السنن الكبرى للنسائي: ٦/۲٤۹، ح: ۱۰۸٤۱ من حديث ابن مهدي * عاصم تقدم حاله، ح: ۹۰۷ ولبعض الحديث شواهد في صحيح ابن حبان، ح: ۱٤۱۷، والمستدرك: ۳/۳۹۳، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ. حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ ثُوَيْبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي، فَقَالَ لِي: «أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةٍ جَاءَنِي بِهَا جِبْرَئِيلُ؟» قُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي. بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ. وَاللهُ يَشْفِيكَ. مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيكَ. مِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

انھوں نے کہا: نبی ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: ''کیا میں تجھے وہ دم نہ کروں جو میرے پاس جبریل علیہ السلام لائے ہیں؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے تین بار فرمایا: [بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيكَ، مِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ.] ''اللہ کے نام سے تجھے دم کرتا ہوں، اور اللہ تجھے شفا دے گا، تجھ میں موجود ہر بیماری سے، گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

٣٥٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ هِشَامٍ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُوعَامِرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مِنْهَالٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ. يَقُولُ: «أُعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ». قَالَ: «وَكَانَ أَبُونَا إِبْرَاهِيمُ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ». أَوْ قَالَ: «إِسْمَاعِيلَ وَيَعْقُوبَ».

وَهٰذَا حَدِيثُ وَكِيعٍ.

٣٥٢٥- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو دم کرتے تو یوں فرماتے تھے: [أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ] ''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، ہر شیطان سے اور کیڑے مکوڑے سے اور ہر دیوانہ کر دینے والی آنکھ سے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ دعا پڑھ کر اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو'' یا فرمایا: ''اسماعیل اور یعقوب علیہما السلام کو دم کیا کرتے تھے۔''

اور یہ حدیث امام وکیع رحمہ اللہ کی ہے۔

٣٥٢٥ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب(١٠)، ح: ٣٣٧١ من حديث منصور به.

فوائد ومسائل: ① [هَامَّة] سے مراد زہریلے کیڑے مکوڑے ہیں جن سے انسان کو تکلیف پہنچ سکتی ہے۔ ② [لَامَّة] سے مراد ایسی آنکھ یا نظر جو جنون یا کسی مرض میں مبتلا کر دے۔ ③ بچوں کو حفاظت کے نقطۂ نظر سے دم کیا جا سکتا ہے اگرچہ وہ کسی مرض میں مبتلا نہ ہوں۔

(المعجم ٣٧) - **بَابُ مَا يُعَوَّذُ بِهِ مِنَ الْحُمّٰى** (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- بخار کا دم

٣٥٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْأَشْهَلِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْحُمّٰى وَمِنَ الْأَوْجَاعِ كُلِّهَا، أَنْ يَقُولُوا: «بِسْمِ اللهِ الْكَبِيرِ، أَعُوذُ بِاللهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ».

٣٥٢٦- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بخار اور ہر قسم کے درد سے (شفا کے لیے) یہ دعا سکھایا کرتے تھے کہ یوں کہیں: [بِسْمِ اللهِ الْكَبِيرِ، أَعُوذُ بِاللهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَ مِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ] ”کبریائی والے اللہ کے نام سے۔ میں عظمت والے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، جوش مارتی رگ کے شر سے اور آگ کی گرمی کے شر سے۔“

قَالَ أَبُو عَامِرٍ: أَنَا أُخَالِفُ النَّاسَ فِي هٰذَا. أَقُولُ: يَعَّارٍ.

روایت کے راوی ابو عامر رحمہ اللہ نے کہا: میں لوگوں سے اس روایت کے الفاظ میں اختلاف کرتا ہوں، میں (نَعَّارٍ کی بجائے) يَعَّارٍ کہتا ہوں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ الْأَشْهَلِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ، وَقَالَ: مِنْ شَرِّ عِرْقٍ يَعَّارٍ.

ایک دوسری سند سے اس روایت میں یہ لفظ مروی ہیں: [مِنْ شَرِّ عِرْقٍ يَعَّارٍ] ”پھڑکتی رگ کے شر سے۔“

فائدہ: اس حدیث میں [يَعَّارٍ] کے لفظ کو [يُعَارٌ] بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ لفظ [عَرَارَة] ”شدت، بد خلقی“ سے

٣٥٢٦ــ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب دعاء الحمّى والأوجاع كلها، ح: ٢٠٧٥ عن ابن بشار به، وقال: "غريب" . . . الخ ☆ إبراهيم تقدم حاله، ح: ١٠٣٢، وفي الحديث علة أخرى.

ماخوذ ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ وہ رگ جو (بیماری یا بخار کی وجہ سے) شدت اور سختی کا باعث بنی ہوئی ہے۔

٣٥٢٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عُمَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ جُنَادَةَ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُولُ: أَتَى جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، النَّبِيَّ ﷺ، وَهُوَ يُوعَكُ. فَقَالَ: بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ. مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ. مِنْ حَسَدِ حَاسِدٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ، اللهُ يَشْفِيكَ.

٣٥٢٧- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کو بخار تھا۔ جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: [بِسْمِ اللّٰهِ أُرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ حَسَدِ حَاسِدٍ، وَ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ، اللّٰهُ يَشْفِيكَ] ”میں آپ کو اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دیتی ہے حسد کرنے والے کے حسد سے اور ہر آنکھ سے اللہ آپ کو شفا دے۔“

فائدہ: جسمانی بیماریوں کے لیے بھی دم کرنا درست ہے۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- دعا پڑھ کر پھونک مارنا

٣٥٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْفُثُ فِي الرُّقْيَةِ.

٣٥٢٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دم کرتے وقت پھونک مارتے تھے۔

فائدہ: [نَفْث] سے مراد ایسی پھونک ہے جس میں لعاب دہن کی معمولی سی ملاوٹ ہو۔ مسنون دعائیں پڑھ کر مریض پر اس انداز سے پھونک مارنی چاہیے۔

٣٥٢٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٢٣ من حديث عبدالرحمٰن بن ثوبان عن عمير بن هانيء به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٢٠، والحاكم: ٤/ ٤١٢، والذهبي، وحسنه البوصيري، وله طريق آخر عند النسائي في الكبرٰى.

٣٥٢٨ـ [صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٨/ ١٣٢ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٧/ ٤٠٢، وأخرجه البخاري، ح: ٥٠١٦، ومسلم، ح: ٢١٩٢/ ٥١ وغيرهما من حديث مالك به مطولاً، وهو في الموطأ: ٢/ ٩٤٢، ٩٤٣، وقال ابن عبدالبر: "رواه وكيع عن مالك فاختصره وكان كثيرًا ما يختصر الأحاديث"، وانظر الحديث الآتي.

۳۵۲۹- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ، إِذَا اشْتَكٰى، يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَيَنْفُثُ. فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ، وَأَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَدِهِ، رَجَاءَ بَرَكَتِهَا.

۳۵۲۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب بیمار ہو جاتے تھے تو معوذات سورتیں پڑھ کر اپنے آپ پر پھونک مارتے تھے۔ جب آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو میں نبی ﷺ پر (یہ سورتیں) پڑھتی تھی اور آپ کا ہاتھ اس سے برکت کی امید پر (آپ کے جسم پر) پھیرتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① معوذات سے مراد قرآن مجید کی آخری تین سورتیں ہیں یعنی سورۂ اخلاص' سورۂ فلق اور سورۂ ناس۔ ② اگر بیماری ایسی ہو جس کا تعلق پورے جسم سے ہے (مثلاً بخار) یا حفاظت و برکت کے لیے دم کرنا ہو تو سر سے پاؤں تک پورے جسم پر ہاتھ پھیرنا چاہیے۔ ③ کسی کو دم کیا جائے تو اس کے جسم پر ہاتھ پھیرے جائیں۔ ④ اگر مریض اور دم کرنے والے مرد اور عورت کے درمیان محرم والا رشتہ ہو یا وہ میاں بیوی ہوں تو دم کرتے وقت مریض کے جسم پر ہاتھ پھیرنا درست ہے ورنہ اس سے پرہیز کیا جائے۔ ⑤ عورت بھی اپنے آپ کو' دوسری عورتوں کو اور محرم مردوں کو یا خاوند کو دم کر سکتی ہے۔

(المعجم ۳۹) - بَابُ تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ (التحفة ۳۹)

باب: ۳۹- تعویذ وغیرہ ڈالنا

۳۵۳۰- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بِشْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنِ ابْنِ أُخْتِ زَيْنَبَ، امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ عَنْ زَيْنَبَ قَالَتْ: كَانَتْ عَجُوزٌ تَدْخُلُ عَلَيْنَا تَرْقِي مِنَ

۳۵۳۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی اہلیہ حضرت زینب (بنت معاویہ ثقفیہ) ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہمارے ہاں ایک بڑھیا آیا کرتی تھی۔ وہ سرخ باد کا دم کیا کرتی تھی۔ اور ہمارے پاس لمبے پایوں والی ایک چارپائی تھی۔ حضرت عبداللہ ؓ جب گھر میں داخل ہوتے تو (پہلے) کھانستے اور آواز دیتے

۳۵۲۹۔ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، ح: ٥٠١٦، ومسلم، السلام، باب رقية المريض بالمعوذات والنفث، ح: ٢١٩٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ٢/ ٩٤٢، ٩٤٣.

۳۵۳۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطب، باب في تعليق التمائم، ح: ٣٨٨٣ من حديث الأعمش به * الأعمش عنعن، وتقدم، ح: ١٧٨، وفيه علة أخرى، وله شاهد عند الحاكم: ٤/ ٤١٧، ٤١٨، وإسناده ضعيف.

الْحُمْرَةِ. وَكَانَ لَنَا سَرِيرٌ طَوِيلُ الْقَوَائِمِ. وَكَانَ عَبْدُ اللهِ، إِذَا دَخَلَ، تَنَحْنَحَ وَصَوَّتَ. فَدَخَلَ يَوْمًا. فَلَمَّا سَمِعَتْ صَوْتَهُ احْتَجَبَتْ مِنْهُ. فَجَاءَ فَجَلَسَ إِلٰى جَانِبِي. فَمَسَّنِي فَوَجَدَ مَسَّ خَيْطٍ. فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقُلْتُ: رُقًى لِي فِيهِ مِنَ الْحُمْرَةِ. فَجَذَبَهُ فَقَطَعَهُ، فَرَمٰى بِهِ وَقَالَ: لَقَدْ أَصْبَحَ آلُ عَبْدِ اللهِ أَغْنِيَاءَ عَنِ الشِّرْكِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «إِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ».

(پھر اندر داخل ہوتے۔) ایک دن وہ تشریف لائے۔ جب اس (بڑھیا) نے ان کی آواز سنی تو ان سے پردہ کرلیا۔ وہ آ کر میرے پاس بیٹھ گئے۔ انھوں نے مجھے ہاتھ لگایا تو انھیں دھاگا محسوس ہوا (جو میں نے گلے میں ڈالا ہوا تھا۔) انھوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اس میں مجھے سرخ باد کا دم کر کے دیا گیا ہے۔ انھوں نے اسے کھینچ لیا اور توڑ کر پھینک دیا۔ اور فرمایا: عبداللہ کے گھر والوں کو شرک کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''دم جھاڑ' تعویذ اور حُبّ کا عمل (یہ سب) شرک ہیں۔''

قُلْتُ: فَإِنِّي خَرَجْتُ يَوْماً فَأَبْصَرَنِي فُلَانٌ. فَدَمَعَتْ عَيْنِي الَّتِي تَلِيهِ. فَإِذَا رَقَيْتُهَا سَكَنَتْ دَمْعَتُهَا. وَإِذَا تَرَكْتُهَا دَمَعَتْ. قَالَ: ذَاكِ الشَّيْطَانُ. إِذَا أَطَعْتِهِ تَرَكَكِ، وَإِذَا عَصَيْتِهِ طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِي عَيْنِكِ. وَلٰكِنْ لَوْ فَعَلْتِ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، كَانَ خَيْرًا لَكِ وَأَجْدَرَ أَنْ تَشْفِينَ. تَنْضَحِينَ فِي عَيْنِكِ الْمَاءَ وَتَقُولِينَ: أَذْهِبِ الْبَاسَ. رَبَّ النَّاسِ. اِشْفِ، أَنْتَ الشَّافِي. لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

میں نے کہا: میں ایک دن (گھر سے) نکلی تو فلاں شخص نے مجھے دیکھ لیا۔ میری جو آنکھ اس کی طرف تھی' اس سے پانی بہنے لگا۔ جب میں دم کرواتی تو پانی رک جاتا' جب میں (دم کرائے بغیر) چھوڑ دیتی تو اس سے پانی بہنے لگتا۔ انھوں نے کہا: وہ شیطان تھا' جب تو اس کی مرضی کا کام کرتی تھی' وہ تجھے چھوڑ دیتا' جب اس کی مرضی کے خلاف کرتی' وہ تیری آنکھ میں انگلی مار دیتا۔ لیکن اگر تو وہ کام کرتی جو اللہ کے رسول ﷺ نے کیا تھا تو تیرے لیے بہتر ہوتا اور تجھے ضرور شفا مل جاتی۔ تو اپنی آنکھ پر پانی کے چھینٹے مار اور کہہ: [أَذْهِبِ الْبَاسَ' رَبَّ النَّاسِ' اِشْفِ' أَنْتَ الشَّافِي' لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ ' شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا] ''بیماری دور کردے' اے لوگوں کے رب! شفا دے دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں' ایسی شفا عطا فرما کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔''

فوائد ومسائل: ① مریض پر قرآن کی آیات یا مسنون دعائیں پڑھ کر دم کرنا درست ہے جبکہ شرکیہ دم حرام ہے۔ ② عورتیں عورتوں کو دم کر سکتی ہیں۔ ③ مرد کو اپنے گھر میں آتے وقت بھی آواز دے کر یا کھانس کر یا سلام کر کے آنا چاہیے تاکہ اگر کوئی غیر محرم عورت کسی کام سے آئی ہوئی ہو تو وہ پردہ کر لے۔ ④ بوڑھی عورتوں کو بھی پردہ کرنا چاہیے لیکن زیادہ بوڑھی عورتیں جن کی جسمانی کشش ختم ہو چکی ہو' اگر انھوں نے زیب وزینت نہ کی ہوئی ہو تو ان کے لیے پردہ نہ کرنا جائز ہے۔ (سورۂ نور: ۶۰) ⑤ دھاگے پر دم کر کے گلے میں ڈالنا یا بازو اور کمر وغیرہ پر باندھنا منع ہے۔ ⑥ گلے میں پڑا ہوا دھاگا یا تعویذ وغیرہ اتار کر پھینک دینا مقدس کلام کی توہین نہیں بلکہ غلط کام پر ناراضی کا اظہار ہے۔ ⑦ تِوَلَه (حُبّ کا عمل) ایک قسم کا جادو ٹونا ہے۔ جاہلیت میں عربوں کا خیال تھا کہ اس کے نتیجے میں خاوند کے دل میں بیوی کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ ⑧ خاوند کے دل میں محبت پیدا کرنے کے لیے ٹونے ٹوٹکوں کے بجائے اس کی اطاعت' اس کا احترام' اس کی خدمت اور اس سے محبت کا اظہار بہتر عمل ہے۔ ⑨ بعض اوقات شرکیہ ٹوٹکوں سے بظاہر فائدہ معلوم ہوتا ہے' یہ اصل میں شیطانی اثر ہوتا ہے تاکہ لوگوں کا اعتقاد ایسے کاموں پر پختہ ہو جائے۔ ⑩ صاف پانی آنکھ کی صفائی کے لیے اچھی چیز ہے' تاہم آنکھ میں چھینٹے زور سے نہیں مارنے چاہییں۔ ⑪ نظر بد کا اثر بھی شیطانی اثر ہے جس کا علاج اللہ سے دعا اور مسنون دم ہے۔ ⑫ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کے شواہد وغیرہ ذکر کیے ہیں' نیز اس پر خاصی طویل بحث بھی کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۶/ ۱۱۰-۱۱۳' والصحيحة للألباني' رقم: ۳۳۱' وسنن ابن ماجه بتحقيق محمود محمد محمود حسن نصار' رقم: ۳۵۳۰) ⑬ حُمْرَة ایک جلدی بیماری ہے جس میں جائے مرض کے سرخ ہونے کے علاوہ بخار تیز ہو جاتا ہے۔ بعض حضرات نے اس سے خسرہ وغیرہ کی بیماری مراد لی ہے۔ واللہ أعلم.

۳۵۳۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُبَارَكٍ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا فِي يَدِهِ حَلْقَةٌ مِنْ صُفْرٍ. فَقَالَ: «مَا هٰذِهِ

۳۵۳۱- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا حلقہ (چھلا یا کڑا) دیکھا تو فرمایا: ''یہ حلقہ کیسا ہے؟'' اس نے کہا: یہ واہنہ کی بیماری کی وجہ سے ہے۔ آپ نے فرمایا:

۳۵۳۱_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٤٥ من حديث مبارك بن فضالة عن الحسن قال: أخبرني عمران بن حصين به، وحسنه البوصيري، وهو شاذ مع تدليس ابن فضالة، ورواه أبو عامر صالح بن رستم عن الحسن به عند ابن حبان، ح: ١٤١١، والحاكم: ٤/ ٢١٦، وصححه، ووافقه الذهبي، وعلته الانقطاع بين الحسن وعمران رضي الله عنه.

الْحَلْقَةُ؟» قَالَ: هٰذِهِ مِنَ الْوَاهِنَةِ. قَالَ: «اِنْزِعْهَا، فَإِنَّهَا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهْناً».

''اسے اتار دے' اس سے تیری کمزوری میں اضافہ ہی ہوگا۔''

فائدہ: واہنہ ایک بیماری ہے جس سے بازو کی ایک رگ میں تکلیف ہوتی ہے۔ اہل عرب اس کے علاج کے لیے ایک خاص قسم کا منکا بازو پر باندھ لیتے تھے۔ ایسے توہمات سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ النُّشْرَةِ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- آسیب (اور جن) کے اثر کا علاج

۳۵۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّ جُنْدُبٍ [قَالَتْ]: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ انْصَرَفَ. وَتَبِعَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمٍ، وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، بِهِ بَلَاءٌ، لَا يَتَكَلَّمُ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ هٰذَا ابْنِي وَبَقِيَّةُ أَهْلِي. وَإِنَّ بِهِ بَلَاءً. لَا يَتَكَلَّمُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِئْتُونِي بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ» فَأُتِيَ بِمَاءٍ. فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَضْمَضَ فَاهُ ثُمَّ أَعْطَاهَا. فَقَالَ: «اِسْقِيهِ مِنْهُ، وَصُبِّي عَلَيْهِ مِنْهُ، وَاسْتَشْفِي اللهَ لَهُ» قَالَتْ: فَلَقِيتُ الْمَرْأَةَ فَقُلْتُ: لَوْ وَهَبْتِ لِي مِنْهُ فَقَالَتْ: إِنَّمَا هُوَ لِهٰذَا الْمُبْتَلٰى. قَالَتْ: فَلَقِيتُ الْمَرْأَةَ مِنَ الْحَوْلِ فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْغُلَامِ فَقَالَتْ: بَرَأَ وَعَقَلَ عَقْلًا لَيْسَ كَعُقُولِ النَّاسِ.

۳۵۳۲- حضرت ام جندب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وادی کے نشیبی حصے میں کھڑے ہو کر بڑے جمرے پر کنکریاں ماریں' پھر واپس ہوئے۔ قبیلۂ خشعم کی خاتون آپ کے پیچھے چل پڑی۔ اس کے پاس ایک بچہ تھا جسے آسیب کی شکایت تھی اور وہ بات نہیں کرتا تھا۔ اس خاتون نے عرض کی: اللہ کے رسول! یہ میرا بیٹا ہے اور میرے گھر میں یہی باقی بچا ہے اور اسے آسیب ہے' یہ کلام نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس تھوڑا سا پانی لاؤ۔'' پانی لایا گیا۔ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ دھوئے اور کلی کی' پھر (یہ مستعمل پانی) اسے دے دیا اور فرمایا: ''کچھ پانی اسے پلا دینا' کچھ اس کے اوپر ڈال دینا' اور اس کے لیے اللہ سے شفا کی دعا کرنا۔'' ام جندب ؓ نے فرمایا: میں اس عورت سے ملی اور کہا: اس میں سے تھوڑا سا (متبرک پانی) مجھے بھی دے دو۔ اس نے کہا: یہ تو اس بیمار کے لیے ہے۔ ام جندب ؓ نے فرمایا: ایک سال بعد اس عورت سے میری ملاقات ہوگئی تو میں نے اس لڑکے

۳۵۳۲_[صحيح] تقدم، ح: ۳۰۳۱.

کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: وہ صحت یاب ہوگیا ہے اور ایسا عقل مند ہوگیا ہے جو (عام) لوگوں کی طرح نہیں (بلکہ ان سے بڑھ کر عقل مند ہوگیا ہے۔)

(المعجم ٤١) - **بَابُ الِاسْتِشْفَاءِ بِالْقُرْآنِ** (التحفة ٤١)

باب:۴۱- قرآن مجید کے ساتھ حصول شفا

٣٥٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا سَعَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْآنُ».

۳۵۳۳- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہتر دوا قرآن ہے۔''

فائدہ: فوائد ومسائل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۵۰۱

(المعجم ٤٢) - **بَابُ قَتْلِ ذِي الطُّفْيَتَيْنِ** (التحفة ٤٢)

باب:۴۲- دو دھاریوں والے سانپ کو قتل کرنا

٣٥٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَتْلِ ذِي الطُّفْيَتَيْنِ. فَإِنَّهُ يَلْتَمِسُ الْبَصَرَ وَيُصِيبُ الْحَبَلَ.

يَعْنِي حَيَّةً خَبِيثَةً.

۳۵۳۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے دو دھاریوں والے سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ بینائی ضائع کر دیتا ہے اور حمل کو نقصان پہنچاتا ہے۔

(دھاریوں والے سے) مراد ایک برا سانپ ہے۔

٣٥٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

۳۵۳۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت

٣٥٣٣_ [ضعيف] تقدم، ح: ٣٥٠١.

٣٥٣٤_ أخرجه مسلم، السلام، باب قتل الحيات وغيرها، ح: ٢٢٣٢ عن ابن أبي شيبة به.

٣٥٣٥_ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب قول الله تعالٰى: ويث فيها من كل دابة، ح: ٣٢٩٩ تعليقًا عن يونس من حديث الزهري به، ومسلم، السلام، الباب السابق، ح: ٢٢٣٣/ ١٣ من حديث ابن وهب به.

السَّرْحِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ . أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «اُقْتُلُوا الْحَيَّاتِ ، وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ . فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ ، وَيُسْقِطَانِ الْحَبَلَ» .

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سانپوں کو قتل کرو' اور دو لکیروں والے سانپ کو اور دم کٹے سانپ کو قتل کر دو کیونکہ یہ بینائی ضائع کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① لکیروں والے سانپ سے مراد ایک خاص قسم کا سانپ ہے جس کی پیٹھ پر دو لکیریں ہوتی ہیں۔ ② دم کٹے سانپ سے مراد وہ سانپ ہے جس کی دم دوسرے سانپوں کی طرح مخروطی نہیں ہوتی بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے دم کاٹ دی گئی ہو۔ ③ یہ سانپ زیادہ زہریلے ہوتے ہیں۔ ان کے کاٹنے سے آدمی کی بینائی ختم ہو سکتی ہے اور عورت کا حمل ساقط ہو سکتا ہے۔ ④ سانپ کی بہت سی قسمیں زہریلی نہیں ہوتیں' انھیں مارنا ضروری نہیں۔ ⑤ گھر میں سانپ نظر آئے تو اسے تنبیہ کرنی چاہیے کہ چلا جا ورنہ ہم تجھے ماردیں گے۔ (صحيح مسلم' السلام' باب قتل الحيات وغيرها' حديث:٢٢٣٦) اگر وہ جن ہوگا تو چلا جائے گا ورنہ اسے ماردیا جائے۔ ⑥ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: [حَرِّجُوا عَلَيْهَا ثَلَاثًا] (حوالہ مذکورہ بالا) اس کی تشریح دو طرح سے کی گئی ہے: ایک یہ کہ اسے تین بار تنبیہ کرو۔ اور دوسرے یہ کہ تین دن تنبیہ کرو۔ اگر اس کے بعد بھی نظر آئے تو ماردو۔ (فتح الباري:٦/٤٢٠)

(المعجم ٤٣) - بَابُ مَنْ كَانَ يُعْجِبُهُ الْفَأْلُ وَيَكْرَهُ الطِّيَرَةَ (التحفة ٤٣)

باب:۴۳- اچھی فال پسند کرنا اور بدشگونی کو برا جاننا

٣٥٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الْفَأْلُ الْحَسَنُ ، وَيَكْرَهُ الطِّيَرَةَ .

۳۵۳۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کو اچھا شگون لینا پسند تھا اور بدفالی ناپسند تھی۔

٣٥٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

۳۵۳۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی

٣٥٣٦ـ [إسناده حسن] وصححه البوصيري ، وله شاهد من حديث عائشة رضي الله عنها عند أحمد ، والحاكم : ١/ ٣٢ .

٣٥٣٧ـ أخرجه البخاري ، الطب ، باب لا عدوٰى ، ح : ٥٧٧٦ ، ومسلم ، السلام ، باب الطيرة والفأل ، وما يكون فيه الشؤم ، ح : ٢٢٢٤/ ١١٢ من حديث شعبة به .

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا عَدْوٰى، وَلَا طِيَرَةَ، وَأُحِبُّ الْفَأْلَ الصَّالِحَ».

ﷺ نے فرمایا: ''بیماری کا متعدی ہونا کوئی چیز نہیں' بدفالی کچھ نہیں' اور میں اچھی فال کو پسند کرتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① اہل عرب کسی کام کے لیے جاتے تو راستے میں بیٹھے ہوئے کسی پرندے یا ہرن وغیرہ کو کنکر مارتے اور دیکھتے کہ وہ کس طرف جاتا ہے۔ اگر وہ دائیں طرف جاتا تو کہتے کام ہو جائے گا۔ اگر بائیں طرف جاتا تو کہتے یہ کام نہیں ہوگا' یا اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا' اور کام کیے بغیر واپس ہو جاتے۔ ② اس انداز سے فال لینا شرعاً منع ہے۔ ③ ہندسوں اور حرفوں پر انگلی رکھنا' طوطے سے فال نکلوانا اور اس قسم کے مختلف طریقوں سے فال نکالنا سب منع ہے۔ ④ جائز فال صرف اس قدر ہے کہ بلا ارادہ کوئی اچھا لفظ کان میں پڑے اور انسان اس کی وجہ سے یہ امید رکھے کہ اللہ مجھے میرے مقصد میں کامیاب کر دے گا۔ اس میں سننے والے کے قصد وارادے کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

٣٥٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الطِّيَرَةُ شِرْكٌ. وَمَا مِنَّا إِلَّا. وَلٰكِنَّ اللهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ».

٣٥٣٨- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدفالی شرک ہے۔ اور ہم میں سے ہر کسی کو کوئی نہ کوئی وہم ہو ہی جاتا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی وجہ سے اسے دفع کر دیتا ہے۔''

فائدہ: اگر کسی موقع پر دل میں بدشگونی کا تصور پیدا ہو جائے تو اس کا علاج اللہ پر توکل ہے' یعنی یہ حقیقت ذہن میں لائی جائے کہ خیر وشر کا مالک اللہ ہے۔ یہ پرندے اور دوسری مخلوقات کسی مصیبت کا باعث نہیں۔

٣٥٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

٣٥٣٩- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوت کی کوئی حقیقت نہیں' بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں' کھوپڑی کے الو کی

٣٥٣٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطب، باب في الطيرة، ح: ٣٩١٠ من حديث سفيان الثوري به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح: ١٦١٤، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٩/ ٣٩، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٢٧، والحاكم: ١/ ١٨، ورواه شعبة عن سلمة بن كهيل به (هق: ٨/ ١٣٩).

٣٥٣٩ـ [صحيح] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ٣٠٧ من حديث أبي الأحوص به، وهو في المصنف: ٩/ ٤٠، وصححه البوصيري * سماك عن عكرمة تقدم حاله، ح: ١٧١، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

ﷺ: «لَا عَدْوٰی، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفَرَ». کوئی حقیقت نہیں اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں۔"

فوائد ومسائل: ① مریض سے صحت مند کو بیماری نہیں لگتی۔ ② موجودہ دور کے سائنس دان اور ڈاکٹر جراثیم کے ذریعے سے بیماری پھیلنے کے قائل ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی مانتے ہیں کہ جراثیم تبھی اثر کر سکتے ہیں جب جسم میں موجود قوت مدافعت کمزور ہو جائے۔ گویا اصل سبب جراثیم کا وجود نہیں بلکہ جسم کے حفاظتی نظام کی کمزوری ہے۔ ③ اہل عرب کا ایک غلط خیال یہ بھی تھا کہ اگر مقتول کے خون کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی کھوپڑی سے ایک الو نکل کر چیختا ہے۔ جب بدلہ لے لیا جائے تو مقتول کی روح کو تسکین ہو جاتی ہے اور الو خاموش ہو جاتا ہے۔ حدیث اس توہم کی تردید کرتی ہے۔ ④ صفر سے مراد محرم کے بعد والا مہینہ ہے جسے نامبارک سمجھا جاتا تھا۔ حقیقت میں کوئی دن' مہینہ یا عدد منحوس نہیں ہوتا۔ ⑤ عربوں کا ایک غلط خیال یہ بھی تھا کہ بھوک پیٹ میں موجود ایک کیڑے کی وجہ سے لگتی ہے۔ اسے صفر کہتے تھے۔ یہ بھی ان کا وہم تھا۔

۳۵۴۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي جَنَابٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا عَدْوٰی، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ» فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! اَلْبَعِيرُ يَكُونُ بِهِ الْجَرَبُ فَتَجْرَبُ بِهِ الْإِبِلُ. قَالَ: «ذٰلِكَ الْقَدَرُ. فَمَنْ أَجْرَبَ الْأَوَّلَ؟».

۳۵۴۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہ بیماری متعدی ہوتی ہے' نہ بدشگونی کوئی چیز ہے اور نہ الو کی کوئی حقیقت ہے۔" ایک آدمی نے اٹھ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایک خارشی اونٹ سے تمام اونٹوں کو خارش لگ جاتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "یہ تقدیر ہے' پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی؟"

فائدہ: اگر ایک اونٹ کو دوسرے سے خارش لگی اور دوسرے کو تیسرے سے تو کوئی اونٹ تو ایسا ہوگا جس کو دوسرے سے نہیں لگی ہوگی تو جس سبب سے وہ بیمار ہوا' اسی سبب سے بعد والے بیمار ہو سکتے ہیں' خواہ انھیں کوئی بیمار ملے یا نہ ملے۔

۳۵۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

۳۵۴۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیمار اونٹوں والا تندرست

۳۵۴۰- [صحيح] تقدم، ح: ٨٦.

۳۵۴۱- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٤ من حديث محمد بن عمرو به، وهو في المصنف: ٩/ ٤٥، وله شواهد عند البخاري، ح: ٥٧٧٤ وغيره.

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُورِدُ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ».

اونٹوں والے کے ساتھ (اپنے اونٹوں کو) پانی نہ پلائے۔"

فائدہ: اس ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ اگر اللہ کے حکم سے تندرست اونٹوں کو بیماری لگ گئی تو مالک کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ بیماری بیمار اونٹوں کے ساتھ تندرست اونٹ چرانے یا انھیں ان کے ساتھ پانی پلانے سے لگی ہے' لہٰذا ایمان کی حفاظت کے لیے ایسا کام ہی نہ کیا جائے جس سے صحیح عقیدے کے منافی وسوسے پیدا ہونے کا خطرہ ہو۔

(المعجم ٤٤) - **بَابُ الْجُذَامِ** (التحفة ٤٤)

باب: ۴۴- کوڑھ کا مرض

٣٥٤٢- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ، وَمُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ. قَالُوا: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، أَخَذَ بِيَدِ رَجُلٍ مَجْذُومٍ، فَأَدْخَلَهَا مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ. ثُمَّ قَالَ: «كُلْ. ثِقَةً بِاللهِ وَتَوَكُّلًا عَلَى اللهِ».

۳۵۴۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں ڈال دیا (اور اسے کھانے میں شریک کرلیا۔) پھر فرمایا: "کھا' اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے۔"

٣٥٤٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

۳۵۴۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جذام کے مریضوں کو ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھو۔"

٣٥٤٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطب، باب في الطيرة، ح:٣٩٢٥ من حديث يونس بن محمد به، وقال الترمذي "غريب"، ح:١٨١٧، وضعفه العقيلي، وصححه الحاكم:٤/١٣٦، ١٣٧، والذهبي، وحسنه العسقلاني، والمناوي * المفضل بن فضالة البصري ضعيف.

٣٥٤٣- [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف:٨/١٣٢، ٩/٤٤ عن وكيع به، وضعفه الحافظ في الفتح، وأورده الضياء في المختارة، وللحديث شواهد كثيرة.

عُثْمَانَ، عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تُدِيمُوا النَّظَرَ إِلَى الْمَجْذُومِينَ».

فوائد ومسائل: ① ایسے مریض کو مسلسل دیکھنے سے اس کا دل دکھے گا' لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ② کسی بھی مصیبت زدہ کو دیکھ کر آہستہ آواز سے یہ دعا پڑھنی چاہیے: [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا] ''اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس بیماری سے عافیت میں رکھا جس میں تجھے مبتلا کیا۔ اور اپنے پیدا کیے ہوئے بہت سے لوگوں پر مجھے فضیلت بخشی۔'' اس کی برکت سے دعا پڑھنے والا اس بیماری سے محفوظ رہے گا۔ (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۳۸۹۲)

٣٥٤٤ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ الشَّرِيدِ يُقَالُ لَهُ عَمْرٌو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ: «ارْجِعْ فَقَدْ بَايَعْنَاكَ».

۳۵۴۴- حضرت عمرو رحمہ اللہ اپنے والد حضرت شرید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: قبیلۂ ثقیف کے وفد میں ایک مجذوم آدمی تھا۔ نبی ﷺ نے اسے پیغام بھیجا: ''واپس چلا جا' ہم نے تیری بیعت لے لی۔''

فوائد ومسائل: ① مجذوم کو چاہیے کہ عام لوگوں سے الگ رہے تاکہ لوگوں کو اس سے تکلیف نہ پہنچے۔ ② بیعت ایک وعدے کا نام ہے' اس میں مصافحہ صرف تاکید کے لیے ہوتا ہے۔ بغیر مصافحے کے بھی بیعت ہو جاتی ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے وقت ان سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔ (صحیح البخاري' الأحكام' باب بيعة النساء' حديث: ۷۲۱۴)

(المعجم ٤٥) - بَابُ السِّحْرِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- جادو کا بیان

٣٥٤٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَحَرَ النَّبِيَّ ﷺ، يَهُودِيٌّ مِنْ يَهُودِ بَنِي زُرَيْقٍ، يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ

۳۵۴۵- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قبیلۂ بنو زریق کے ایک یہودی نے نبی ﷺ پر جادو کیا۔ اس شخص کا نام لبید بن اعصم تھا۔ حتی کہ (یہ حالت ہوگئی کہ) نبی ﷺ کو یہ خیال ہوتا

٣٥٤٤_ أخرجه مسلم، السلام، باب اجتناب المجذوم ونحوه، ح: ٢٢٣١ من حديث هشيم به.

٣٥٤٥_ أخرجه مسلم، السلام، باب السحر، ح: ٢١٨٩ من حديث ابن نمير به.

ابْنُ الْأَعْصَمِ. حَتَّى كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَلَا يَفْعَلُهُ. قَالَتْ: حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ، أَوْ كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ دَعَا، ثُمَّ قَالَ: «يَاعَائِشَةُ! أَشَعَرْتِ أَنَّ اللهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ؟ جَاءَنِي رَجُلَانِ. فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي. وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي. فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلَّذِي عِنْدَ رِجْلِي، أَوِ الَّذِي عِنْدَ رِجْلِي لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ. قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ. قَالَ: فِي أَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ، وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ. قَالَ: وَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ».

کہ آپ فلاں کام کر لیں گے، اور اسے کر نہ سکتے۔ ایک دن یا ایک رات کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خوب دعا کی۔ اس کے بعد فرمایا: ''عائشہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے جس کام کے بارے میں رہنمائی طلب کی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں میری رہنمائی فرما دی ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک میرے سر کے قریب بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا۔ میرے سر کے پاس بیٹھے ہوئے نے میرے پاؤں کے پاس بیٹھے ہوئے سے، یا پاؤں کے پاس بیٹھے ہوئے نے سر کے پاس بیٹھے ہوئے سے کہا: اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے کہا: جادو کس نے کیا؟ اس نے کہا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے کہا: کس چیز میں؟ اس نے کہا: کنگھی میں، کنگھی کے ساتھ اترے ہوئے (سر کے) بالوں میں اور نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں۔ اس نے کہا: وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: ذی اروان کے کنویں میں۔''

قَالَتْ: فَأَتَاهَا النَّبِيُّ ﷺ، فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ. ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: «وَاللهِ يَا عَائِشَةُ! لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ. وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ».

ام المومنین ؓ بیان فرماتی ہیں: نبی ﷺ اپنے چند صحابہ کے ہمراہ اس کنویں پر تشریف لے گئے۔ واپس آنے کے بعد فرمایا: ''قسم اللہ کی! عائشہ! اس کنویں کا پانی ایسا تھا جیسے پانی میں مہندی بھگوئی گئی ہو۔ اور کھجور کے درخت ایسے تھے جیسے شیطانوں کے سر۔''

قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَفَلَا أَحْرَقْتَهُ؟ قَالَ: «لَا. أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِيَ اللهُ، وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا».

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اسے جلا کیوں نہ دیا؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی ہے اور میں نہیں پسند کرتا کہ لوگوں میں

اس کی وجہ سے شر پھیلاؤں۔‘‘

فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ. پھر نبی ﷺ کے حکم سے یہ چیزیں دفن کر دی گئیں۔

فوائد ومسائل: ① جادو ایک شیطانی عمل ہے جس کی وجہ سے انسان کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ② جادو حرام اور کفر ہے کیونکہ اس میں شیطانوں سے مدد مانگی جاتی ہے اور اس طرح کے الفاظ کہے جاتے ہیں جن میں شیطانوں کی تعریف ہوتی ہے اور کفریہ باتیں ہوتی ہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ پر جادو کا اثر ہو جانا منصب نبوت کے منافی نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جادوگروں کے جادو کی وجہ سے ان کی رسیوں اور لاٹھیوں کو سانپ سمجھ کر ڈر گئے تھے۔ (سورۂ طٰہٰ: ٦٦، ٦٧) ④ یہودی جادو کے ذریعے سے رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ یہ نبی ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے یہودی کے جادو کے اثر سے کمزوری اور کسلمندی محسوس کی تاکہ یہود کو معلوم ہو جائے کہ جادو کے عمل میں کوئی کمی نہیں رہ گئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے جادو کے مؤثر ہونے کے باوجود اپنے نبی کو محفوظ رکھا، جس طرح یہود نے نبی ﷺ کو زہریلا گوشت کھلا دیا لیکن نبی ﷺ زہر کے اثر سے محفوظ رہے۔ ⑥ بعض لوگوں نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ اس سے کفار کے اس الزام کی تائید ہوتی ہے کہ نبی ﷺ پر جادو کا اثر ہے جس کا ذکر سورۂ فرقان آیت ٨ میں ہے، لیکن یہ اعتراض اس لیے غلط ہے کہ کفار قرآن مجید کو اور رسول اللہ ﷺ کی دعوت اور محنت کو جنون اور جادو کا اثر قرار دیتے تھے۔ اس حدیث کا کفار کے اس قول سے کوئی تعلق نہیں۔ ⑦ نبی انسان ہوتے ہیں، اس لیے وہ جسمانی تشدد اور ذہنی پریشانی سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ جس طرح طائف اور اُحد میں کفار کے ہاتھوں آپ زخمی ہوئے۔ یہ چیز منصب نبوت کے منافی نہیں۔ ⑧ نبی ﷺ بھی مشکلات کے حل کے لیے اللہ سے دعا فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانی دور فرما دیتا تھا۔ ⑨ نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے، البتہ وحی کے ذریعے سے آپ کو غیبی امور کی اطلاع دے دی جاتی تھی۔ ⑩ جن چیزوں کو جادو کے عمل میں استعمال کیا جائے انھیں جلا دینا یا زمین میں دبا دینا درست ہے۔ ⑪ رسول اللہ ﷺ نے اس معاملے کو زیادہ اہمیت نہیں دی تاکہ بے فائدہ تشہیر نہ ہو بلکہ صبر فرمایا، اور یہودیوں کو سزا بھی نہیں دی۔ ⑫ اس کنویں کے پانی کا رنگ غالباً عدم استعمال کی وجہ سے تبدیل ہو گیا تھا اور مہندی کے پانی کی طرح سرخ معلوم ہوتا تھا۔ واللہ أعلم.

٣٥٤٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا

٣٥٤٦- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے

٣٥٤٦ـ [إسناده ضعيف] * أبوبكر العنسي مجهول كما قال ابن عدي، وضعفه البوصيري، وقال صاحب التقريب: "وأنا أحسب أنه (أبوبكر) ابن أبي مريم الذي تقدم" انظر، ح: ١٤٨٠.

بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْعَنْسِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ،[وَ] مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ، الْمِصْرِيَّيْنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَارَسُولَ اللهِ! لَا يَزَالُ يُصِيبُكَ، كُلَّ عَامٍ، وَجَعٌ مِنَ الشَّاةِ الْمَسْمُومَةِ الَّتِي أَكَلْتَ. قَالَ: «مَا أَصَابَنِي شَيْءٌ مِنْهَا، إِلَّا وَهُوَ مَكْتُوبٌ عَلَيَّ، وَآدَمُ فِي طِينَتِهِ».

رسول! آپ نے جوزہریلی بکری کا گوشت کھایا تھا اس کی وجہ سے آپ کو ہر سال تکلیف ہوجاتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کی وجہ سے جو مصیبت پہنچی ہے' وہ تو اس وقت میری تقدیر میں لکھی جا چکی تھی جب کہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی (کی شکل) میں تھے۔''

(المعجم ٤٦) - بَابُ الْفَزَعِ وَالْأَرَقِ وَمَا يُتَعَوَّذُ مِنْهُ (التحفة ٤٦)

باب:۴۶- پریشانی اور بے خوابی اور جن چیزوں سے اللہ کی پناہ لی جاتی ہے

٣٥٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ، إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا، قَالَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذٰلِكَ الْمَنْزِلِ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْهُ».

۳۵۴۷- حضرت خولہ بنت حکیم ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص کسی منزل پر ٹھہرتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو اسے اس کے کوچ کرنے تک اس منزل میں کوئی چیز تکلیف نہیں پہنچائے گی۔ (دعا یہ ہے:) [أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ] ''میں اللہ کی پیدا کی ہوئی ہر چیز کے شر سے' اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① سفر میں کسی مقام پر دوپہر یا رات کو آرام کرنے کے لیے رکنا پڑے تو جانوروں کو بٹھا کر سامان اتار کر یہ دعا پڑھ لینی چاہیے۔ ② کسی ہوٹل میں ٹھہرتے وقت بھی اپنے کمرے میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھ لیں۔ ③ اللہ کی تعریف کے کلمات اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات مقدسہ کے ذکر میں بہت

٣٥٤٧ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح:١٠٣٩٥ من حديث وهيب به نحوه، وأخرجه مسلم، الدعوات، باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره، ح:٢٧٠٨ من حديث يعقوب عن بسر بن سعيد عن سعد عن خولة به .

برکات ہیں۔ ④ اللہ کی صفات کی پناہ لینے سے مراد اللہ کی ذات کی پناہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان صفات سے متصف ہے۔

٣٥٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنِي عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: لَمَّا اسْتَعْمَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الطَّائِفِ، جَعَلَ يَعْرِضُ لِي شَيْءٌ فِي صَلَاتِي، حَتَّى مَا أَدْرِي مَا أُصَلِّي. فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ، رَحَلْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «ابْنُ أَبِي الْعَاصِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «مَا جَاءَ بِكَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَرَضَ لِي شَيْءٌ فِي صَلَاتِي، حَتَّى مَا أَدْرِي مَا أُصَلِّي. قَالَ: «ذَاكَ الشَّيْطَانُ. اُدْنُ» فَدَنَوْتُ مِنْهُ. فَجَلَسْتُ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيَّ. قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرِي بِيَدِهِ، وَتَفَلَ فِي فَمِي، وَقَالَ: «أُخْرُجْ، عَدُوَّ اللهِ» فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ قَالَ: «اِلْحَقْ بِعَمَلِكَ».

۳۵۴۸-حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے طائف میں عامل مقرر فرمایا تو مجھے نماز میں (پریشان کن) خیالات آنے لگے حتی کہ مجھے یہ بھی پتہ نہ چلتا کہ میں نماز میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو میں سفر کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے (تعجب سے) فرمایا: ''ابن ابی العاص ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم آ کیوں گئے؟'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے نماز میں ایسی صورت حال پیش آتی ہے کہ مجھے یاد نہیں رہتا کہ میں نماز میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ شیطان کی طرف سے (شرارت) ہے۔ میرے قریب آؤ۔'' میں نبی ﷺ کے قریب ہو گیا اور پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔ نبی ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میرے منہ میں تھتکارا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے دشمن! نکل جا۔'' آپ نے تین بار اس طرح کیا۔ پھر فرمایا: ''اپنے کام پر چلے جاؤ۔''

قَالَ: فَقَالَ عُثْمَانُ: فَلَعَمْرِي مَا أَحْسِبُهُ خَالَطَنِي بَعْدُ.

حضرت عثمان ؓ نے فرمایا: میری عمر گواہ ہے کہ اس کے بعد شیطان نے مجھے پریشان نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① شیطان مومن کو نماز پڑھنے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ ② شیطان کے وسوسے

٣٥٤٨ـ [إسناده صحيح] وصححه البوصيري، وله شاهد عند مسلم، ح: ٢٢٠٣/ ٦٨.

پریشان کن حد تک بھی پہنچ سکتے ہیں' اس صورت میں اللہ سے دعا کرنا اور معوذتین وغیرہ پڑھنا مفید ہے۔
③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں نماز کی اہمیت عہدے اور دوسرے فرائض منصبی سے بڑھ کر تھی۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے شیطان دور ہو گیا۔ ④ شاگرد اور عقیدت مند افراد کی مشکل کے حل کے لیے دعا اور دم وغیرہ سے بھی مدد لی جا سکتی ہے' خاص طور پر جب مشکل روحانی قسم کی ہو۔ ⑤ نبی ﷺ کے مقام ومرتبہ کی وجہ سے شیطان آپ کے کہنے سے نکل جاتا تھا۔ اور اس کے بعد اس شخص کو تنگ کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔
⑥ شیطان انسان کے اندر داخل ہوتا ہے اور مسنون اذکار وادعیہ کی برکت سے نکل جاتا ہے۔

٣٥٤٩- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ حَيَّانَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَنَابٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: إِنَّ لِي أَخًا وَجِعًا. قَالَ: «مَا وَجَعُ أَخِيكَ؟» قَالَ: بِهِ لَمَمٌ. قَالَ: «اِذْهَبْ فَأْتِنِي بِهِ» قَالَ: [فَذَهَبَ] فَجَاءَ بِهِ، فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَسَمِعْتُهُ عَوَّذَهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَأَرْبَعِ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الْبَقَرَةِ، وَآيَتَيْنِ مِنْ وَسَطِهَا: ﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ﴾ [البقرة: ١٦٣] وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ، وَثَلَاثِ آيَاتٍ مِنْ خَاتِمَتِهَا، وَآيَةٍ مِنْ آلِ عِمْرَانَ أَحْسِبُهُ قَالَ: ﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ وَآيَةٍ مِنَ الْأَعْرَافِ: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ

۳۵۴۹- حضرت ابولیلیٰ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میرا بھائی بیمار ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے بھائی کو کیا بیماری لاحق ہے؟'' اس نے کہا: جنون کی شکایت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ' اسے میرے پاس لاؤ۔'' وہ جا کر اسے لے آیا۔ نبی ﷺ نے اس (مریض) کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔ میں نے سنا کہ نبی ﷺ نے اس پر مندرجہ ذیل آیات پڑھیں (اور دم کیا۔) سورۂ فاتحہ' سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیتیں' اس (سورۂ بقرہ) کے درمیان سے دو آیتیں: ﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ......﴾ (آیت: ۱۶۳) اور آیت الکرسی (آیت: ۲۵۵) اور تین آیتیں اس کے آخر سے (۲۸۴ تا ۲۸۶)' سورۂ آل عمران سے ایک آیت۔ غالباً یہ آیت تھی: ﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ......﴾ (آیت: ۱۸)' سورۂ اعراف کی ایک

٣٥٤٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن السني في عمل اليوم والليلة، ح: ٦٣٢ من حديث أبي جناب بن أبي حية به، وتقدم حاله، ح: ٨٦، وقال البوصيري فيه: "ضعيف مدلس"، وأخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٥/ ١٢٨ من طريق عمر بن علي عن أبي جناب عن عبدالله بن عيسى عن عبدالرحمٰن بن أبي ليلى به، وهذه علة أخرى ومع ذلك صححه الحاكم كما في الزوائد.

اللَّهُ﴾ [الأعراف: ٥٤]، وَآيَةٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ: ﴿وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَـٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَـٰنَ لَهُۥ بِهِۦ﴾ [المؤمنون: ١١٧] وَآيَةٍ مِنَ الْجِنِّ: ﴿وَأَنَّهُۥ تَعَـٰلَىٰ جَدُّ رَبِّنَا﴾ [الجن: ٣]، وَعَشْرِ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الصَّافَّاتِ، وَثَلَاثِ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ الْحَشْرِ: و﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَـدٌ﴾ [الإخلاص: ١] وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ. فَقَامَ الْأَعْرَابِيُّ قَدْ بَرَأَ، لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.

ایک آیت: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ......﴾ (آیت ۵۴)' سورۂ مومنون کی ایک آیت: ﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ......﴾ (آیت ۱۱۷)' سورۂ جن کی ایک آیت: ﴿وَأَنَّهُ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا......﴾ (آیت ۳)' سورۂ صافات کی پہلی دس آیات' سورۂ حشر کی آخری تین آیات' سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (مکمل) اور معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس مکمل)' چنانچہ اعرابی صحت یاب ہوکر کھڑا ہوگیا' اسے کوئی تکلیف نہ رہی۔

سُنَن ابنِ ماجہ (اردو) (مترجم)

جلد پنجم

کتاب اللباس - أبواب الزهد

أحادیث: 3550 - 4341

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

ترجمہ و فوائد: مولانا عطاء اللہ ساجد

تحقیق و تخریج: حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی

دار السلام

دارُالسّلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس:22743 الریاض:11416 سعودی عرب فون:4043432-4033962 1 00966 فیکس:4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.darussalam.com

الریاض الغلیا فون:4614483 01 فیکس:4644945 ❀ الملز فون:4735220 01 فیکس:4735221 ❀ سویلم فون:2860422 01
مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 ❀ قصیم (بریدہ): فون/فیکس:3696124 06 موبائل:0503417156
مکہ مکرمہ: موبائل:0502839948-0506640175 ❀ مدینہ منورہ فون:8234446 04 فیکس:8151121 موبائل:0503417155
جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 ❀ الخبر فون:8692900 03 فیکس:8691551
ینبع البحر فون/فیکس:3908027 04 موبائل:0500887341 ❀ خمیس مشیط فون/فیکس:2207055 07 موبائل:0500710328

شارجہ فون:5632623 6 00971 امریکہ ❀ ہوسٹن فون:7220419 713 001 ❀ نیویارک فون:6255925 718 001
لندن فون:4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون:4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

❀ 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ شاپ، لاہور
فون :7240024-7232400-7111023-7110081 42 0092 فیکس:7354072
موبائل:4212174 0321-8484569 0322 ❀ غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون:7120054 فیکس:7320703
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی طارق روڈ بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال فون:4393936 21 0092 فیکس:4393937
اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 2281513 51 0092 موبائل:5370378 0321

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
ابن ماجه، محمد بن يزيد
سنن ابن ماجه اللغة الاردية. / محمد بن يزيد ابن ماجه - الرياض، ١٤٢٨ هـ
ص: ٦٩٦ مقاس:١٤×٢١ سم
ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨ (مجموعة)
٨-٢-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ٥)
١- الحديث - سنن ٢- الحديث - الكتب الستة أ. العنوان
ديوي ٢٣٥,٦ ١٤٢٨/٤٨٩٨
رقم الإيداع: ١٤٢٨/٤٨٩٨
ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨
٨-٢-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ٥)

جلد پنجم

سُنن ابنِ ماجہ

(مترجم)

کتاب الباس ــــ أبواب الزهد   احادیث: 3550 ــــ 4341

تالیف

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ   حافظ آصف اقبال حفظہ اللہ

مولانا ابو محمد محمد اجمل حفظہ اللہ   حافظ عبدالخالق حفظہ اللہ

مولانا عثمان منیب حفظہ اللہ

دار السلام DARUSSALAM

فہرست مضامین (جلد پنجم)

15

لباس کے آداب ومسائل

اسلام دین فطرت ہے۔ اسلام ترکِ دنیا اور رہبانیت کا درس دیتا ہے نہ صوفیت کے غیر فطری لوازمات کی ترغیب دیتا ہے بلکہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستفید ہونے اور ان کا شکر بجالانے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت لباس ہے جسے باری تعالیٰ نے انسانوں کی عفت وعصمت کے تحفظ کا ضامن اوران کی زینت وآرائش کا باعث قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ﴾ (الأعراف ۷:۲٦) ''اے اولادِ آدم! بے شک ہم نے تمھارے لیے ایسا لباس پیدا کیا جو تمھاری شرم گاہیں بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقوے کا لباس' یہ اس سے بڑھ کر ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں۔'' اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے مستفید ہونے اور اس کا شکر بجالانے والے معاشروں میں اس کے بے شمار فوائد پوری طرح عیاں ہیں جبکہ اس نعمت کی ناشکری کرنے والے معاشروں میں بے حیائی' برائی' فحاشی اوران کے نتیجے میں پھیلنے والی مہلک بیماریاں بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں' بلکہ ایسے معاشرے اخلاقیات سے محرومی اور رنگارنگ عذابوں کا شکار ہیں جو لباس سے

بے پروائی کا نتیجہ ہیں۔

اللہ رب العزت نے لباس کو شرم و حیا کی بقا اور زینت کا باعث بنایا ہے۔ اس کے اور بھی بے شمار فوائد ہیں' اس لیے مومنوں کو حکم دیا کہ وہ لباس پہنا کریں۔ ارشاد ہے: ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾(الأعراف ۷:۳۱) ''اے آدم کی اولاد! ہر مسجد کے پاس اپنی زینت اختیار کرو' یعنی لباس پہن لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو' بے شک اللہ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' رحمتِ دو عالم ﷺ نے امت کی رہنمائی کے لیے متعدد ارشاد فرمائے ہیں۔ امت کو بتایا ہے کہ وہ کون سا لباس پہنیں' کیسے پہنیں اور کون سے لباس سے احتراز کریں۔ ان ارشادات میں سے چند ایک یہ ہیں:

① لباس پہنتے وقت ایک اہم اصول یہ بیان فرمایا کہ لباس ایسا ہو جس سے دو فائدے حاصل ہوں: ایک، شرم گاہ کو ڈھانپے اور دوسرا' زینت کا باعث ہو۔ اس سے زیادہ فخر و مباہات کی اجازت ہے نہ صوفیانہ زہد کی گنجائش، جیسا کہ مذکورہ بالا ارشاد باری تعالیٰ میں بھی رہنمائی کی گئی ہے کہ اسراف و تبذیر کے بغیر کھاؤ پیو اور لباس پہنو۔

② لباس پہن کر تکبر و غرور کا اظہار سخت ناپسندیدہ اور کبیرہ گناہ ہے' اس لیے ایسے لباس جو انسان کو اس بیماری میں مبتلا کرتے ہیں ان سے منع کر دیا' مثلاً: مردوں کے لیے ریشم اور سونا۔ شلوار' پاجامہ' پینٹ یا چادر کو گھسیٹتے ہوئے چلنا متکبرین کی علامت خاص ہے جو آج بھی ہمارے معاشرے میں بآسانی دیکھی جاسکتی ہے۔ نبیٔ آخر الزمان ﷺ نے اس فعل کی قباحت و شناعت بیان کرتے ہوئے فرمایا: [مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ] (صحيح البخاري' اللباس' باب ما أسفل مِنَ الكعبين فهو في النّار' حديث: ۵۷۸۷) ''جو تہ بند (شلوار' پاجامہ' پینٹ) ٹخنوں سے نیچے ہو جائے جہنم میں (لے جاتا) ہے۔'' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

③ زیب و زینت اور آرائش کے اظہار کے لیے سفید رنگ کے لباس کو پسند کیا گیا ہے' ارشاد رسول ہے: [اِلْبَسُوا الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَ أَطْيَبُ' وَ كَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ] (جامع الترمذي' الأدب' باب ماجاء في لبس البياض' حديث: ۲۸۱۰) ''سفید لباس پہنو' یہ بہت پاک اور صاف ہوتا ہے اور اسی

میں تم اپنے مُردوں کو کفناؤ۔"

④ عورتوں کے لباس کے متعلق خصوصی ہدایات دی ہیں۔ عورتوں کے لباس میں پردے کا عنصر غالب ہونا چاہیے' چنانچہ ایسا لباس عمدہ مانا جائے گا جو زیادہ سے زیادہ ساتر (جسم کو ڈھانپنے والا) ہو۔ مسلمان عورتوں کو ایسا باریک' شفاف یا فٹنگ والا لباس پہننے کی ممانعت ہے جس سے اعضائے جسم کی بے پردگی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ﴾ (الأحزاب ۳۳:۵۹) "اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔" نیز فرمایا: ﴿وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّۖ وَلَا يُبۡدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾ (النور ۲۴:۳۱) "اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالیں اور اپنی زینت کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے۔" نبی ﷺ نے ایسی عورتوں کے بارے میں سخت وعید بیان فرمائی ہے جو اسلامی لباس کے آداب کو مد نظر نہیں رکھتیں بلکہ کفار کی مشابہت میں ایسا لباس زیب تن کرتی ہیں جو پردے کے تقاضے پورے نہیں کرتا اور بے پردگی اور بے حیائی کا باعث بنتا ہے۔ ارشاد ہے: "میں نے جہنم کے دو گروہ نہیں دیکھے (میرے بعد نمودار ہوں گے) ان میں سے ایک گروہ وہ عورتیں ہیں جو لباس پہنے ہوئے بھی ننگی ہوں گی (باریک' شفاف یا نہایت تنگ لباس پہنے ہوں گی۔) یہ عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی' نہ جنت کی خوشبو انھیں آئے گی' حالانکہ اس کی خوشبو لمبے فاصلے پر بھی آئے گی۔" (صحیح مسلم' اللباس والزینة' باب النساء الکاسیات......' حدیث: ۲۱۲۸)

⑤ اسلامی لباس کا ایک اور اہم اصول مرد و زن کے لباس میں نمایاں فرق بھی ہے' لہٰذا مردوں کو عورتوں کا لباس اور عورتوں کو مردوں کا لباس پہننے کی سخت ممانعت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: [لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ] (سنن أبي داود' اللباس' باب في لباس النساء' حدیث: ۴۰۹۸' ومسند أحمد: ۲/۳۲۵) "رسول اللہ ﷺ نے ایسے مرد پر لعنت کی ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنتا ہے' اور ایسی عورت پر بھی جو مردوں جیسا لباس پہنتی ہے۔"

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٣٢) **كِتَابُ اللِّبَاسِ** (التحفة ٢٤)

لباس سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ لِبَاسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ١)

باب:۱- رسول اللہ ﷺ کا لباس

٣٥٥٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ. فَقَالَ: «شَغَلَتْنِي أَعْلَامُ هٰذِهِ. اذْهَبُوا بِهَا إِلٰى أَبِي جَهْمٍ. وَائْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةٍ».

۳۵۵۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر اوڑھ کر نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے۔ پھر فرمایا: ''مجھے اس کے نقش و نگار نے مشغول کر دیا۔ اسے ابوجہم (ؓ) کے پاس لے جاؤ اور ان سے ان کی سادہ چادر لے آؤ۔''

فوائد و مسائل: ① مرد کے لیے نقش و نگار والا کپڑا پہننا جائز ہے بشرطیکہ وہ اس قسم کا نہ ہو جسے زنانہ کپڑا قرار دیا جاتا ہو۔ ② نمازی کے سامنے ایسے نقش و نگار نہیں ہونے چاہییں جو نمازی کی توجہ اپنی طرف مبذول کریں اس لیے رنگ برنگے مصلوں پر نماز پڑھنا مناسب نہیں۔ ③ مسجد کی دیواروں کو طرح طرح سے مزین کرنا بھی درست نہیں اس سے بھی نمازی کی توجہ نماز سے ہٹ جاتی ہے۔ ④ مرد کے لیے سادہ لباس پہننا بہتر ہے۔ ⑤ کسی کا تحفہ واپس کرنا پڑے تو عذر واضح کر دینا چاہیے۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ نے صحابی سے دوسری چادر اس لیے طلب فرمائی کہ ہدیہ واپس ہونے کی وجہ سے ان کی دل شکنی نہ ہو۔ ⑦ مقتدیوں اور ساتھیوں کے جذبات مجروح کرنے سے حتی الوسع اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑧ [أنبجانیه] ایک قسم کی سادہ نقش و نگار کے بغیر چادر ہوتی تھی جو بہت معمولی درجے کے موٹے کپڑے کی ہوتی تھی۔

٣٥٥٠ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلاة، ح: ٧٥٢ من حديث سفيان به، ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة في ثوب له أعلام، ح: ٥٥٦ عن ابن أبي شيبة به.

۳۵۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ. فَأَخْرَجَتْ لِي إِزَارًا غَلِيظاً مِنَ الَّتِي تُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنْ هٰذِهِ الْأَكْسِيَةِ الَّتِي تُدْعَى الْمُلَبَّدَةَ. وَأَقْسَمَتْ لِي: لَقُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِيهِمَا.

۳۵۵۱- حضرت ابو بردہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے مجھے ایک موٹا تہ بند دکھایا جو یمن میں بنایا جاتا ہے اور ایک چادر دکھائی جسے ملبدہ کہتے ہیں۔ انھوں نے قسم کھا کر فرمایا: رسول اللہ ﷺ ان دو کپڑوں میں فوت ہوئے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ملبدہ ایک قسم کی موٹی چادر ہوتی ہے۔ ② اس زمانے میں عرب میں جو کپڑے پائے جاتے تھے ان میں موٹے اونی کپڑے سستے ہوتے تھے۔ اور یہ سادہ لباس غریب لوگ پہنتے تھے۔ باریک سوتی لباس بہت قیمتی اور عمدہ سمجھا جاتا تھا اس لیے اسے امیر لوگ استعمال کرتے تھے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ ④ تاکید کے طور پر قسم کھا کر کوئی بات بتانا جائز ہے۔

۳۵۵۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَحْوَصِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي شَمْلَةٍ قَدْ عَقَدَ عَلَيْهَا.

۳۵۵۲- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر اوڑھ کر نماز پڑھی جس پر گرہ لگا رکھی تھی۔

۳۵۵۳- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ

۳۵۵۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے ہمراہ تھا جبکہ آپ

۳۵۵۱ـ أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب ما ذكر من درع النبي ﷺ وعصاه وسيفه وقدحه وخاتمه . . . الخ، ح:۳۱۰۸، ومسلم، اللباس، باب التواضع في اللباس . . . الخ، ح: ۲۰۸۰ من حديث سليمان بن المغيرة به.

۳۵۵۲ـ [إسناده ضعيف] * الأحوص تقدم حاله، ح:۱۹۲۱، وخالد لم يسمع من عبادة كما في أطراف المسند: ۲/ ٦٤٧، للحافظ ابن حجر رحمه الله.

۳۵۵۳ـ أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب ما كان النبي ﷺ يعطي المؤلفة قلوبهم . . . الخ، ح: ۳۱٤۹ من حديث مالك به، ومسلم، الزكاة، باب إعطاء المؤلفة ومن يخاف على إيمانه إن لم يعط . . . الخ، ح: ۱۰۵۷ عن يونس بن عبدالأعلى به مطولاً.

ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ نَجْرَانِيٌّ، غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ.

ﷺ نے موٹے کنارے والی نجرانی چادر اوڑھ رکھی تھی۔

٣٥٥٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ قَتَادَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسُبُّ أَحَدًا، وَلَا يُطْوٰى لَهُ ثَوْبٌ.

٣٥٥٤- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی کسی کو گالی دیتے نہیں دیکھا اور نہ آپ کے لیے کپڑا لپیٹ کر رکھا جاتا تھا۔ (ایک ہی جوڑا ہوتا تھا۔)

٣٥٥٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِبُرْدَةٍ. قَالَ: وَمَا الْبُرْدَةُ؟ قَالَ: الشَّمْلَةُ. قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي لِأَكْسُوَكَهَا. فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مُحْتَاجاً إِلَيْهَا. فَخَرَجَ عَلَيْنَا فِيهَا، وَإِنَّهَا لَإِزَارُهُ. فَجَاءَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ رَجُلٌ سَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا أَحْسَنَ هٰذِهِ الْبُرْدَةَ اكْسُنِيهَا. قَالَ: «نَعَمْ». فَلَمَّا دَخَلَ طَوَاهَا وَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ. فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: وَاللهِ! مَا أَحْسَنْتَ. [كُسِيهَا] النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجاً إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا؟ وَقَدْ

٣٥٥٥- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک چادر لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنی ہے تاکہ آپ کو پہناؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چادر لے لی کیونکہ آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ آپ گھر سے تشریف لائے تو وہ چادر تہبند کے طور پر پہن رکھی تھی۔ فلاں آدمی آیا۔ حضرت سہل ؓ نے اس دن اس شخص کا نام بھی لیا تھا (بعد میں راوی کو یاد نہیں رہا۔) اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ چادر کتنی اچھی ہے! مجھے عنایت فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا۔'' جب آپ گھر تشریف لے گئے تو وہ چادر تہہ کر کے اس صحابی کے ہاں بھیج دی۔ لوگوں نے اسے کہا: اللہ کی قسم! تو نے اچھا

٣٥٥٤- [إسناده ضعيف] * ابن لهيعة تقدم حاله، ح: ٣٣٠، وهو علة الخبر.

٣٥٥٥- أخرجه البخاري، الجنائز، باب من استعد الكفن في زمن النبي ﷺ فلم ينكر عليه، ح: ١٢٧٧ من حديث عبدالعزيز به.

عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا . فَقَالَ : إِنِّي، وَاللهِ! مَا سَأَلْتُهُ إِيَّاهَا لِأَلْبَسَهَا . وَلٰكِنْ سَأَلْتُهُ إِيَّاهَا لِتَكُونَ كَفَنِي .

نہیں کیا۔ یہ چادر نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ وہ تو نے آپ سے مانگ لی' حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ آپ ﷺ کسی کا سوال رد نہیں کرتے۔ اس نے کہا: قسم ہے اللہ کی! میں نے آپ سے یہ چادر پہننے کے لیے نہیں مانگی بلکہ اس لیے مانگی ہے کہ وہ میرا کفن بنے۔

فَقَالَ سَهْلٌ : فَكَانَتْ كَفَنَهُ يَوْمَ مَاتَ .

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس دن وہ صاحب فوت ہوئے' وہ چادر (بھی) ان کا کفن تھی۔

فوائد و مسائل: ① تحفہ دینا اور تحفہ قبول کرنا اچھے اخلاق میں شامل ہے۔ ② عورتیں دستکاری کے کام کر کے گھر کی آمدنی میں اضافہ کر سکتی ہیں بشرطیکہ پردے کے تقاضے کما حقہ پورے ہو سکیں۔ ③ کوئی چیز اگر کوئی شخص مانگ لے تو سخاوت کا تقاضا ہے کہ اسے دے دی جائے اگر چہ خود کو ضرورت ہو۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک سے مس ہونے والی چیز حصول برکت کے لیے اپنے پاس رکھنا یا استعمال کرنا درست ہے۔ یہ صرف اس صورت میں ہے جب یہ یقینی طور پر ثابت ہو کہ اس کا تعلق نبی ﷺ کی ذات سے رہ چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف حکمرانوں کو جو خطوط اور گرامی نامے بھیجے تھے ان کے علاوہ اب دنیا میں ایسی کسی چیز کا قطعاً کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ جو عوام الناس میں ''موئے مبارک'' وغیرہ قسم کی اشیاء مشہور کر دی گئی ہیں' بالکل بے اصل اور بے بنیاد باتیں ہیں۔ ایسی تمام اشیاء کے متعلق دعویٰ بالکل بلا دلیل ہے۔ جناب رسول کریم ﷺ سے متعلق کوئی بھی چیز' از قسم: عصا' عمامہ' موئے مبارک اور نعلین وغیرہ اب دنیا کے کسی بھی حصے میں کہیں موجود نہیں۔ یہ سب من گھڑت اور خود ساختہ قصے کہانیاں ہیں۔ واللہ أعلم. ⑤ سلف صالحین نے کسی صحابی یا تابعی سے منسوب چیز کو بطور تبرک محفوظ نہیں رکھا۔ جو چیزیں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب ہیں ان میں سے اکثر کی ان حضرات کی طرف نسبت درست نہیں۔

٣٥٥٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ : حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ نُوحِ بْنِ ذَكْوَانَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ أَنَسٍ

٣٥٥٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اون کا (سادہ اور موٹا) لباس پہنا ہے' مرمت شدہ جوتا پہنا ہے اور انتہائی موٹا کپڑا زیب تن فرمایا ہے۔

٣٥٥٦- [ضعيف] تقدم، ح: ٣٣٤٨.

قَالَ: لَبِسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الصُّوفَ. وَاحْتَذَى الْمَخْصُوفَ. وَلَبِسَ ثَوْبًا خَشِنًا خَشِنًا.

(المعجم ٢) - بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا (التحفة ٢)

باب:٢- جب کوئی نیا لباس پہنے تو کیا کہے؟

٣٥٥٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْبَغُ ابْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَوْبًا جَدِيدًا. فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي. ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ، أَوْ قَالَ أَلْقَى، فَتَصَدَّقَ بِهِ كَانَ فِي كَنَفِ اللهِ وَفِي حِفْظِ اللهِ وَفِي سِتْرِ اللهِ، حَيًّا وَمَيِّتًا» قَالَهَا ثَلَاثًا.

٣٥٥٧- حضرت ابوامامہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا تو فرمایا: [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي] ”اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے وہ کپڑا پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور زندگی میں اس سے زینت حاصل کرتا ہوں۔“ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ”جس نے نیا کپڑا پہنا اور کہا: [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي] پھر جو پرانا کپڑا اتارا ہے اسے صدقہ کر دیا، وہ زندگی میں اور وفات کے بعد اللہ کے سایۂ عاطفت میں، اللہ کی حفاظت میں اور اللہ کی پردہ پوشی میں رہے گا۔“ نبی ﷺ نے تین بار یہ بات ارشاد فرمائی۔

٣٥٥٨- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ،

٣٥٥٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سفید قمیص

٣٥٥٧- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب(١٠٧)، ح:٣٥٦٠ من حديث يزيد به، وقال: "غريب" * أبوالعلاء الشامي مجهول كما في التقريب.

٣٥٥٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/٨٨، والنسائي في الكبرى من حديث عبدالرزاق به، وقال النسائي: "منكر"، وصححه ابن حبان، والبوصيري، وحسنه الحافظ في نتائج الأفكار، وفيه عنعنة الزهري، وله شاهد ضعيف عند ابن أبي شيبة: ٨/ ٢٦٥، ٢٦٦، ١٠/ ٤٠٢.

عَنْ سَالِمٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى عَلَىٰ عُمَرَ قَمِيصاً أَبْيَضَ فَقَالَ : «ثَوْبُكَ هٰذَا غَسِيلٌ أَمْ جَدِيدٌ؟» قَالَ : لَا . بَلْ غَسِيلٌ . قَالَ : «اِلْبَسْ جَدِيدًا ، وَعِشْ حَمِيدًا ، وَمُتْ شَهِيدًا» .

پہنے دیکھا تو فرمایا: ''تمھارا یہ لباس دھلا ہوا ہے یا نیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں' بلکہ دھلا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: [اِلْبَسْ جَدِيدًا' وَعِشْ حَمِيدًا' وَمُتْ شَهِيدًا] ''تمھیں نیا لباس' قابل تعریف زندگی اور شہادت کی موت نصیب ہو۔''

فوائد ومسائل: ① سفید لباس بہترین لباس ہے۔ یہ نبی ﷺ کو زیادہ پسند تھا۔ ② پہلی روایت (۳۵۵۷) کو ہمارے فاضل محقق اور دیگر محققین نے ضعیف قرار دیا ہے' اور دوسری روایت (۳۵۵۸) کو امام ابن حبان' امام بوصیری' حافظ ابن حجر اور شیخ البانی ؒ نے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے جبکہ ہمارے فاضل محقق نے اسے ضعیف قرار دیا ہے' اور انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ مسند احمد کے محققین نے بھی طویل بحث کے بعد اسے منکر قرار دیا ہے اور دکتور بشار عواد نے بھی اس حدیث پر یہی حکم لگایا ہے' لہٰذا ہمارے فہم کے مطابق اس موقع پر دوسری صحیح احادیث میں وارد دعائیں پڑھنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ واللّٰہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۹/۴۴۱' ۴۴۲' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۳۵۵۸) ③ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا لباس پہنتے تو یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ' أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ' أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَ خَيْرِ مَاصُنِعَ لَهُ' وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهِ وَ شَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ] ''اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے۔ تو نے ہی مجھے یہ پہنایا ہے۔ میں تجھ سے اس کی خیر اور بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس بھلائی کا جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے۔ اور میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس شر سے جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے۔'' (سنن أبي داود' اللباس' باب مايقول إذا لبس ثوبا جديدًا' حديث: ۴۰۲۰) اور جب عام لباس پہنتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَ رَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ] ''ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے یہ لباس پہنایا اور میری ذاتی قوت اور طاقت کے بغیر مجھے عطا کیا۔'' (سنن أبي داود' اللباس' باب مايقول أذالبس ثوبأ جديدًاحديث: ۴۰۲۳) ابوداود میں ہی ابونضرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے جب کوئی نیا کپڑا پہنتا تو اسے یوں دعا دی جاتی: [تُبْلِي وَ يُخْلِفُ اللّٰهُ تَعَالٰى] ''اللہ کرے تم اسے خوب (استعمال کر کے) پرانا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ تمھیں اس کے بعد اور بھی عنایت فرمائے۔'' (حوالہ مذکورہ) مذکورہ دعائیں رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہیں' لہٰذا ہمیں مسنون دعاؤں ہی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(المعجم ۳) **بَابُ مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنَ اللِّبَاسِ** (التحفة ۳)

باب: ۳- جو لباس (شرعاً) ممنوع ہے

۳۵۵۹- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ لِبْسَتَيْنِ فَأَمَّا اللِّبْسَتَانِ فَاشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

۳۵۵۹- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے دو طرح لباس پہننے سے منع فرمایا۔ لباس پہننے کے یہ دو (ممنوع) انداز یہ ہیں: چادر کو اس انداز سے جسم پر لپیٹنا کہ ہاتھوں اور بازوؤں کو حرکت دینا مشکل ہو جائے۔ اور ایک کپڑے میں اس طرح بیٹھنا کہ اعضائے مستورہ ظاہر ہونے کا اندیشہ ہو۔

فوائد ومسائل: ① لباس کا مقصد جسم کو اور خاص طور پر پردے کے اعضاء (شرم گاہ) کو چھپانا ہے۔ اگر چادر یا تہبند اس انداز سے استعمال کیا جائے کہ یہ مقصد حاصل نہ ہو تو یہ ممنوع ہے کیونکہ ایسا لباس حیا کے منافی ہے۔ ② کپڑے میں لپٹ جانے کو [اِشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ] کہتے ہیں۔ صماء کے معنی ٹھوس چیز کے ہیں، یعنی اس طرح چادر اوڑھ کر انسان آسانی سے حرکت کرنے سے محروم ہو جاتا ہے جس طرح ٹھوس پتھر حرکت نہیں کر سکتا۔ ③ [اِحْتِبَاء] کا مطلب ہے گھٹنے کھڑے کر کے اس طرح بیٹھنا کہ ایک کپڑے کے ساتھ کمر اور گھٹنوں کو باندھ لیا جائے۔ اگر تہبند کو اس طرح باندھ کر بیٹھا جائے تو پردے کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ اگر تہبند کے علاوہ دوسرے کپڑے کو اس طرح لے کر بیٹھا جائے تو جائز ہے کیونکہ اس سے بے پردگی کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک کپڑے میں احتباء نہیں۔ ④ بعض اوقات گھٹنے کھڑے کر کے بازوان کے سامنے لا کر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو پکڑ لیا جاتا ہے۔ اس طرح بیٹھنا جائز ہے کیونکہ اس طرح بیٹھنے سے بے پردگی نہیں ہوتی، لیکن خطبے کے دوران میں اس طرح بیٹھنے سے روکا گیا ہے کیونکہ اس طرح بیٹھنے سے نیند آنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

۳۵۶۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لِبْسَتَيْنِ: عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَعَنِ الِاحْتِبَاءِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، يُفْضِي بِفَرْجِهِ

۳۵۶۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو انداز سے لباس پہننے سے منع فرمایا: اشتمال صماء سے اور ایک کپڑے کے ساتھ اس طرح احتباء کرنے سے کہ آسمان کی طرف اس کا ستر کھلا ہوا ہو۔

۳۵۵۹- [صحیح] تقدم، ح: ۲۱۷۰.

۳۵۶۰- [صحیح] تقدم، ح: ۱۲٤۸.

إِلَى السَّمَاءِ.

فائدہ: [اِشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ] اور [اِحْتِبَاء] کی وضاحت گزشتہ حدیث کے ترجمہ اور فوائد میں ہو چکی ہے۔

٣٥٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ: اِشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَأَنْتَ مُفْضٍ فَرْجَكَ إِلَى السَّمَاءِ.

۳۵۶۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دو انداز سے لباس پہننے سے منع فرمایا: اِشْتِمَالِ صَمَّاء سے اور ایک کپڑے کے ساتھ اس طرح احتباء کرنے سے کہ تمھارا ستر آسمان کی طرف کھلا ہو۔

(المعجم ٤) - بَابُ لُبْسِ الصُّوفِ (التحفة ٤)

باب:۴- اون کا لباس پہننا

٣٥٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لِي: يَابُنَيَّ! لَوْ شَهِدْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِذَا أَصَابَتْنَا السَّمَاءُ، لَحَسِبْتَ أَنَّ رِيحَنَا رِيحُ الضَّأْنِ.

۳۵۶۲- حضرت ابوبردہ ؒ اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انھوں نے مجھ سے فرمایا: بیٹا! کاش تم نے ہمیں اس وقت دیکھا ہوتا جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے جب ہم پر بارش ہو جاتی تو (ایسی بو پیدا ہوتی کہ) تم ہماری بو کو بھیڑوں کی بو سمجھتے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے اور انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۳۲/۴۲۰، ۴۲۱ وصحيح سنن ابن ماجه للألباني، رقم:۲۹۳۸، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم:۳۵۶۲) اہل عرب اون کو اس طرح تیار کرنے کے فن سے واقف نہیں تھے جس طرح آج کل تیار کی جاتی ہے کہ اس سے نفیس اور

٣٥٦١ـ [إسناده حسن] وصححه البوصيري * سعد بن سعيد أخو يحيى بن سعيد، حسن الحديث، وثقه الجمهور، وباقي السند صحيح.

٣٥٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في لبس الصوف والشعر، ح: ٤٠٣٣ من حديث قتادة به * وقتادة عنعن، ولم أجد تصريح سماعه، وانظر، ح: ١٧٥.

ہموار تار تیار ہو جاتے ہیں بلکہ وہ سادہ انداز سے تیار کیا ہوا موٹا تار ہوتا تھا اور اس سے بننے والا کپڑا بھی موٹا اور کھردرا ہوتا تھا' اس لیے سوتی کپڑا نفیس اور قیمتی جبکہ اونی لباس بھدا اور سستا ہوتا تھا۔ ③ صحابۂ کرام ؓ ناز ونعمت کی پروا نہیں کرتے تھے۔ وہ خود تو معمولی خوراک اور لباس پر اکتفا کرتے جبکہ اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرتے تھے۔ ④ جب عمدہ لباس کی طاقت نہ ہو تو اونی لباس پر صبر کرنا چاہیے اور اللہ سے شکوہ کرنے کی بجائے دین وایمان کی حفاظت کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

٣٥٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا الْأَحْوَصُ ابْنُ حَكِيمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ رُومِيَّةٌ مِنْ صُوفٍ، ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ. فَصَلَّى بِنَا فِيهَا. لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ غَيْرُهَا.

۳۵۶۳- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ (گھر سے) ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے اون کا بنا ہوا' تنگ آستینوں والا ایک رومی جبہ پہن رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے اسی لباس میں ہمیں نماز پڑھائی جب کہ آپ کے جسم مبارک پر اور کوئی کپڑا نہ تھا۔

٣٥٦٤- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ السِّمْطِ: حَدَّثَنِي الْوَضِينُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ مَحْفُوظِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ، فَقَلَبَ جُبَّةَ صُوفٍ كَانَتْ عَلَيْهِ. فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ.

۳۵۶۴- حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا' پھر جسم مبارک پر پہنا ہوا اونی جبہ الٹا کر اس سے چہرۂ مبارک پونچھ لیا۔

٣٥٦٥- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ الْفَضْلِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ

۳۵۶۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا

٣٥٦٣_[إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٣٥٥٢ لعلته.

٣٥٦٤_[ضعيف] تقدم، ح: ٤٦٨.

٣٥٦٥_ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الوسم والعلم في الصورة، ح: ٥٥٤٢، ومسلم، اللباس والزينة، باب جواز وسم الحيوان غير الآدمي في غير الوجه . . . الخ، ح: ٢١١٩ من حديث شعبة به.

هِشَام بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسِمُ غَنَماً فِي آذَانِهَا. وَرَأَيْتُهُ مُتَّزِرًا بِكِسَاءٍ.

کہ آپ بکریوں کے کانوں پر نشان لگا رہے تھے۔ اور میں نے آپ ﷺ کو ایک چادر تہ بند کے طور پر باندھے ہوئے دیکھا۔

فوائد ومسائل: ① جانوروں کو ایسی علامت لگانا جائز ہے جس سے وہ دوسروں کے جانوروں سے پہچانے جاسکیں۔ ② اس مقصد کے لیے جانوروں کے چہروں پر داغ نہیں دینا چاہیے' کسی اور جگہ نشان لگایا جاسکتا ہے۔ ③ کساء سے مراد بالوں سے بنی ہوئی چادر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اونی لباس پہننا جائز ہے۔ (نواب وحید الزمان خاں رشلف)

(المعجم ٥) - بَابُ الْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ (التحفة ٥)

باب: ۵- سفید کپڑے

٣٥٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ. فَالْبَسُوهَا، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ».

۳۵۶۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے بہترین کپڑے سفید ہیں' انھیں پہنا کرو اور اپنے فوت ہونے والوں کو ان میں کفن دیا کرو۔''

٣٥٦٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْبَسُوا ثِيَابَ الْبَيَاضِ، فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ».

۳۵۶۷- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو' وہ زیادہ پاک اور زیادہ عمدہ ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① سفید رنگ افضل ہے' اس لیے اہم مواقع پر سفید کپڑے پہننا بہتر ہے۔ ② سفید لباس

٣٥٦٦_ [حسن] تقدم، ح: ١٤٧٢.

٣٥٦٧_ [حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ما جاء في لبس البياض، ح: ٢٨١٠ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٤/ ١٨٥ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * والثوري صرح بالسماع عنده، وشيخه عنعن، وتقدم، ح: ٣٨٣، ولحديثه شاهد عند النسائي، المجتبى: ٤/ ٣٤، ح: ١٨٩٥، ٨/ ٣٠٥، ح: ٥٣٣٧ وغيره، وإسناده حسن.

خوبصورت بھی ہوتا ہے اور باوقار بھی۔ اس میں میل کچیل کا جلدی پتہ چل جاتا ہے' اس لیے اس کو جلدی دھولیا جاتا ہے اور زیادہ توجہ سے دھویا جاتا ہے جس کی بنا پر وہ زیادہ پاک صاف رہتا ہے۔ ③ کفن کے لیے سفید کپڑا بہتر ہے' ویسے دوسرا کپڑا بھی درست ہے خصوصاً دھاری دار کپڑا۔ (سنن أبي داود' الجنائز' باب في الكفن' حديث:۳۱۵۰)

۳۵٦۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ الْأَزْرَقُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ [عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ] أَبِي رَوَّادٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا زُرْتُمُ اللهَ بِهِ فِي قُبُورِكُمْ وَمَسَاجِدِكُمْ، الْبَيَاضُ».

۳۵٦۸- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین لباس جس میں تم اپنی قبروں اور اپنی مسجدوں میں اللہ سے ملتے ہو' سفید لباس ہے۔''

(المعجم ٦) - **بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ** (التحفة ٦)

باب:٦- تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکانا

۳۵٦۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، جَمِيعاً عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «[إِنَّ] الَّذِي يَجُرُّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ، لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۳۵٦۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلتا ہے' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① کپڑا گھسیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ کپڑا اتنا لمبا ہو کہ زمین پر گھسٹتا ہو یا زمین سے چھوتا ہو۔

۳۵٦۸ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، شريح بن عبيد لم يسمع من أبي الدرداء، قاله المزي" الخ * ومروان بن سالم تقدم حاله، ح: ۷۱۲.

۳۵٦۹ـ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم جر الثوب خيلاء، وبيان حد ما يجوز إرخاءه إليه، وما يستحب، ح: ۲۰۸۵ عن ابن أبي شيبة به، وعلقه البخاري، ح: ۵۷۹۱ من حديث الليث عن نافع به، وله طرق عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

② تہبند، شلوار، پتلون، پاجامہ، عربی قمیص جو پاؤں تک ہوتی ہے ان سب میں مرد کے لیے جائز حد یہ ہے کہ کپڑا ٹخنوں سے اوپر رہے۔ اور افضل یہ ہے کہ آدھی پنڈلی تک رہے۔ ③ جائز حد سے نیچے کپڑا لٹکانا کبیرہ گناہ ہے۔
④ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کپڑا تکبر کی نیت سے نہیں لٹکاتے، ان کا یہ عذر درست نہیں کیونکہ ارشاد نبوی ہے: ''تہبند لٹکانے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ تکبر ہے، اور اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں۔'' (سنن أبي داود، اللباس، باب ماجاء في إسبال الإزار، حديث:٤٠٨٤)

٣٥٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

٣٥٧٠- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند گھسیٹا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں کرے گا۔''

[قَالَ:] فَلَقِيتُ ابْنَ عُمَرَ بِالْبَلَاطِ. فَذَكَرْتُ لَهُ حَدِيثَ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ، وَأَشَارَ إِلَى أُذُنَيْهِ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي.

عطیہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: بلاط کے مقام پر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور ان سے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا ذکر کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے (یہ حدیث) بیان فرماتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: (یہ صحیح ہے۔) میرے کانوں نے اسے (رسول اللہ ﷺ سے) سنا اور میرے دل نے یاد رکھا۔

٣٥٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرَّ بِأَبِي هُرَيْرَةَ فَتًى مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّ سَبَلَهُ. فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ

٣٥٧١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سے ایک قریشی نوجوان گزرا جو موٹے کپڑے کی چادر زمین پر گھسیٹ رہا تھا۔ انھوں نے فرمایا: بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلتا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف (رحمت

٣٥٧٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩ من حديث فراس عن عطية العوفي به، وضعفه البوصيري من أجله، وتقدم، ح: ٣٧، والحديث السابق شاهد له.

٣٥٧١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٠٣ من حديث محمد بن عمرو به.

الْخُيَلَاءِ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

کی) نظر نہیں فرمائے گا۔"

فوائد و مسائل: ① کسی کو غلط کام کرتے دیکھ کر فوراً ٹوک دینا درست ہے۔ یہ نہ سوچا جائے کہ اس نے مسئلہ پہلے بھی تو سنا ہو گا۔ ② غلطی پر متنبہ کرتے وقت غصے کی بجائے پیار سے بات کی جائے' خاص طور پر اپنے سے چھوٹی عمر کے فرد کو "بیٹا" یا ایسا مناسب لفظ بول کر مخاطب کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ۷) - **بَابُ مَوْضِعِ الْإِزَارِ أَيْنَ هُوَ؟** (التحفة ۷)

باب: ۷- تہبند کی صحیح جگہ کون سی ہے؟

۳۵۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نُذَيْرٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَسْفَلِ عَضَلَةِ سَاقِي أَوْ سَاقِهِ. فَقَالَ: «هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ. فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ، فَإِنْ أَبَيْتَ، فَلَا حَقَّ لِلْإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ».

۳۵۷۲- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میری یا اپنی پنڈلی کے پٹھے کے نچلے حصے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: "یہ تہبند کی جگہ ہے۔ اگر تو (یہاں تک رکھنا) نہ چاہے تو نیچے کر لے۔ اگر تو نہ چاہے تو (اور) نیچے کر لے۔ اگر تو (اتنا سا اونچا بھی رکھنا) نہ چاہے تو (معلوم ہونا چاہیے کہ) تہبند کا ٹخنوں میں کوئی حق نہیں۔"

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نُذَيْرٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے یہی روایت علی بن محمد کے واسطے سے بھی اسی طرح نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① پنڈلی کے پٹھے کا نچلا حصہ گھٹنے اور ٹخنے کے درمیان میں ہوتا ہے' اسی لیے اگلی حدیث میں "پنڈلیوں کے نصف" کا لفظ مذکور ہے۔ ② تہبند' پاجامہ' عربی قمیص وغیرہ پنڈلی کے نصف تک رکھنا اصل حکم ہے۔ اس سے نیچے رکھنا جائز ہے' افضل نہیں۔ ③ مرد کا کپڑا ٹخنے سے اوپر رہنا چاہیے۔

۳۵۷۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ،

۳۵۷۳- حضرت عبدالرحمن بن یعقوب جہنی حرقی ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت

۳۵۷۲ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب في مبلغ الإزار، ح: ۱۷۸۳ من حديث أبي الأحوص به، وقال: "هٰذا حديث حسن صحيح، ورواه الثوري وشعبة عن أبي إسحاق".

۳۵۷۳ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في قدر موضع الإزار، ح: ٤٠٩٣ من حديث العلاء به.

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ: هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْئًا فِي الْإِزَارِ؟ قَالَ: نَعَمْ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ. لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ. وَمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فِي النَّارِ» يَقُولُ ثَلَاثًا: «لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا».

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے تہبند کے بارے میں کوئی فرمان سنا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''مومن کا تہبند (شلوار' پینٹ اور پائجامہ وغیرہ) اس کی پنڈلیوں کے نصف تک (بلند) ہوتا ہے۔ اس جگہ اور ٹخنوں کے درمیان رکھنے میں اس پر گناہ نہیں۔ اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو' وہ جہنم میں ہے۔'' نبی ﷺ نے یہ بات تین بار فرمائی: ''جو شخص تکبر کے ساتھ تہبند (زمین پر) گھسیٹے گا' اللہ تعالیٰ اس کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا۔''

فائدہ: تہبند گھسیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ کپڑا اتنا نیچے لٹکا لیا جائے کہ وہ زمین تک پہنچ جائے اور چلتے وقت زمین پر لگتا رہے۔ مرد کے لیے ایسا کرنا حرام ہے۔ عورت کے لیے یہ جائز ہے کیونکہ یہ اس کے لیے پردے کا باعث ہے۔ اس طرح اس کے پاؤں اجنبیوں کی نظر سے چھپے رہتے ہیں۔

٣٥٧٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا سُفْيَانَ بْنَ سَهْلٍ لَا تُسْبِلْ. فَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلِينَ».

۳۵۷۴- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے سفیان بن سہل! کپڑا (جائز حد سے زیادہ) نہ لٹکا' اللہ تعالیٰ کپڑا لٹکانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

(المعجم ٨) - بَابُ لُبْسِ الْقَمِيصِ (التحفة ٨)

باب:۸- قمیص پہننا

٣٥٧٤_ [حسن] أخرجه النسائي في الكبرى: ٥/ ٤٨٨، ح: ٩٧٠٤ من حديث يزيد به، وهو في المصنف: ٨/ ٢٠٧، ح: ٤٨٨٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٤٩، والبوصيري، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ١٤٥٠ وغيره، وراجع نيل المقصود، ح: ٤٠٨٤.

۳۵۷۵- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ابْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ أَحَبَّ [إِلَى] رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْقَمِيصِ.

۳۵۷۵- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو کوئی کپڑا قمیص سے زیادہ پسند نہیں تھا۔

فائدہ: شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ چادر کو سنبھالنا پڑتا ہے جب کہ قمیص پہن کر ہاتھوں کو زیادہ آسانی سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور عربوں کی قمیص نیچے تک ہوتی ہے اس لیے اگر موٹے کپڑے کی بنی ہوئی ہو تو تہبند کے بغیر بھی ستر کے اعضاء چھپے رہتے ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۹) - بَابُ طُولِ الْقَمِيصِ كَمْ هُوَ؟ (التحفة ۹)

باب: ۹- قمیص کتنی لمبی ہونی چاہیے؟

۳۵۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ. مَنْ جَرَّ شَيْئًا خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا أَغْرَبَهُ.

۳۵۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''(جائز حد سے زیادہ) لٹکانا تہبند میں بھی ہوتا ہے قمیص میں بھی اور پگڑی میں بھی۔ جو شخص تکبر کے طور پر کسی بھی چیز کو لٹکائے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔''

(امام ابن ماجہ ؒ کے استاد) ابوبکر بن ابی شیبہ ؒ نے فرمایا: یہ کیسی نادر حدیث ہے!

فوائد ومسائل: ① اسبال (کپڑا لٹکانا) کا لفظ عام طور پر تہبند اور شلوار وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے کپڑے بھی جائز حد سے زیادہ لمبے رکھنا جائز نہیں۔ ② علامہ محمد فواد عبدالباقی بیان کرتے ہیں کہ علماء نے پگڑی کے لٹکنے والے حصے کی حد کمر کے نصف تک بیان فرمائی ہے۔ ③ اس حدیث کے نادر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں شَیْئًا کا لفظ عام ہے یعنی اسبال ہر کپڑے میں ہو سکتا

۳۵۷۵ـ [حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب ماجاء في القميص، ح: ٤٠٢٥ من حديث عبدالمؤمن به، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ١٧٦٢.

۳۵۷٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في قدر موضع الإزار، ح: ٤٠٩٤ من حديث الحسين بن علي به.

ہے جب اس حد سے زیادہ ہو جو شرفاء کے ہاں متعارف ہے۔ اسبال کی ممانعت والی دوسری حدیثوں میں یہ نکتہ نہیں۔

(المعجم ١٠) - **بَابُ كُمِّ الْقَمِيصِ كَمْ يَكُونُ؟** (التحفة ١٠)

باب:١٠- قمیص کی آستین کتنی ہونی چاہیے؟

٣٥٧٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ. ح: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَلْبَسُ قَمِيصاً قَصِيرَ الْيَدَيْنِ وَالطُّولِ.

٣٥٧٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسی قمیص پہنتے تھے جس کی آستینیں بھی چھوٹی ہوتی تھیں اور لمبائی بھی کم ہوتی تھی۔

(المعجم ١١) - **بَابُ حَلِّ الْأَزْرَارِ** (التحفة ١١)

باب:١١- بٹن کھلے رکھنا

٣٥٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ دُكَيْنٍ عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُشَيْرٍ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَبَايَعْتُهُ. وَإِنَّ زِرَّ قَمِيصِهِ لَمُطْلَقٌ.

٣٥٧٨- حضرت قرہ بن ایاس مزنی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی بیعت کی۔ اس وقت آپ ﷺ کی قمیص کا بٹن کھلا ہوا تھا۔

قَالَ عُرْوَةُ: فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ، فِي شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ، إِلَّا مُطْلَقَةً أَزْرَارُهُمَا.

حضرت عروہ بن عبداللہ ؒ فرماتے ہیں: میں نے (حضرت قرہ ؓ کے بیٹے) معاویہ بن قرہ ؒ اور ان

٣٥٧٧- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد: ١/ ٤٥٩ من حديث حسن بن صالح به، وانظر، ح: ٢٢٩٦ لحال مسلم الأعور الملائي، وروى أبوداود، ح: ٤٠٢٧ بإسناد حسن، وحسنه الترمذي، ح: ١٧٦٥ "كان كم يد رسول الله ﷺ إلى الرسغ".

٣٥٧٨- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في حل الأزرار، ح: ٤٠٨٢ من حديث زهير بن معاوية به.

کے بیٹے کو سردیوں اور گرمیوں میں جب بھی دیکھا' ان کے بٹن کھلے ہوئے دیکھے۔

فوائد ومسائل: ① قمیص کے گریبان میں بٹن لگانا درست ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے شاید کسی ضرورت (گرمی وغیرہ کی وجہ) سے گریبان کا بٹن کھولا ہوگا لیکن بزرگوں نے اتباع کے خیال سے ہمیشہ بٹن کھلے رکھے۔ بٹن کھلے رکھنا اگر بطور تواضع اور اتباع نبی ﷺ ہو تو مستحب اور باعث اجر ہے مگر ہمارے ہاں بعض علاقوں میں لوگ بطور تکبر اپنا گریبان کھلا رکھتے ہیں' لہٰذا ان کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے۔

(المعجم ١٢) - **بَابُ لُبْسِ السَّرَاوِيلِ** (التحفة ١٢)

باب:۱۲- شلوار (یا پاجامہ) پہننا

٣٥٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ، فَسَاوَمَنَا سَرَاوِيلَ.

۳۵۷۹- حضرت سوید بن قیس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے شلوار کا سودا کیا۔

فوائد ومسائل: ① [سَرَاوِیل] کا ترجمہ شلوار یا پاجامہ دونوں طرح صحیح ہے کیونکہ یہ ایک ہی لباس ہے جس کی بناوٹ میں فرق ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا شلوار خریدنا یا اسے خریدنے کا ارادہ ظاہر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جائز لباس ہے' البتہ کسی صحیح حدیث میں نبی ﷺ کے پاجامہ پہننے کا ذکر نہیں۔ ③ مرد کے لیے شلوار پہننا جائز ہے کیونکہ ارشاد نبوی ہے: ''جسے (احرام باندھتے وقت) تہبند میسر نہ ہو وہ سراویل (شلوار یا پاجامہ) پہن لے۔'' (سنن ابن ماجه' المناسك' باب السراويل والخفين للمحرم إذا لم يجد إزارا أو نعلين' حديث:۲۹۳۱) اگر احرام کی حالت میں مجبوری کی صورت میں مرد شلوار پہن سکتا ہے تو عام دنوں میں شلوار یا پاجامہ پہننا بالاولیٰ جائز ہوگا۔

(المعجم ١٣) - **بَابُ ذَيْلِ الْمَرْأَةِ كَمْ يَكُونُ؟** (التحفة ١٣)

باب:۱۳- عورت کا دامن کتنا دراز ہونا چاہیے؟

٣٥٧٩- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٢٠، ٢٢٢١.

۳۵۸۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: كَمْ تَجُرُّ الْمَرْأَةُ مِنْ ذَيْلِهَا؟ قَالَ: «شِبْرًا» قُلْتُ: إِذًا يَنْكَشِفَ عَنْهَا. قَالَ: «ذِرَاعٌ. لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ».

۳۵۸۰- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: عورت اپنا دامن کتنا لٹکائے؟ آپ نے فرمایا: ’’ایک بالشت۔‘‘ میں نے کہا: تب اس (کے قدموں یا پنڈلیوں) سے کپڑا ہٹ جائے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ایک ہاتھ۔ اس سے زیادہ نہ لٹکائے۔‘‘

فائدہ: ایک بالشت یا ایک ہاتھ سے مراد ٹخنوں سے اس قدر نیچے تک ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ مرد کی دو حالتیں ہیں: مستحب حالت یہ ہے کہ تہبند آدھی پنڈلی تک اونچا رکھے۔ اور جائز حالت یہ ہے کہ ٹخنوں (سے اوپر) تک رکھے۔ اسی طرح عورتوں کی بھی دو حالتیں ہیں۔ مستحب حالت یہ ہے کہ مردوں کی جائز حالت سے ایک بالشت زیادہ ہو۔ اور جائز حالت ایک ہاتھ، یعنی مردوں کی جائز حالت سے دو بالشت زیادہ۔ (فتح الباري:۱۰/۳۲۰)

۳۵۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِي، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ، رُخِّصَ لَهُنَّ فِي الذَّيْلِ ذِرَاعٌ. فَكُنَّ يَأْتِينَّا فَنَذْرَعُ لَهُنَّ بِالْقَصَبِ ذِرَاعاً.

۳۵۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی ازواج مطہرات (ؓ) کو ایک ہاتھ دامن کی اجازت دی گئی تھی۔ وہ ہمارے پاس آتیں تو ہم انھیں سرکنڈے سے ایک ہاتھ ماپ دیتے۔

۳۵۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

۳۵۸۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ ؓ سے یا حضرت ام سلمہ

۳۵۸۰ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في قدر الذيل، ح:٤١١٨ من حديث عبيدالله به.

۳۵۸۱ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في قدر الذيل، ح:٤١١٩ من حديث سفيان الثوري به * زيد العمي تقدم، ح:٢٧٠٣، وله لون آخر عند النسائي في الكبرٰى، ولبعضه شاهد عند أبي داود، ح:٤١١٧، وإسناده صحيح.

۳۵۸۲ـ [إسناده ضعيف جدًا] وهو في المصنف:٨/٢٢١، وضعفه البوصيري من أجل أبي المهزم تقدم، ح:٣٠٨٦، وحديث: ٣٥٨٠ يغني عنه.

سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِفَاطِمَةَ، أَوْ لِأُمِّ سَلَمَةَ: «ذَيْلُكِ ذِرَاعٌ».

ؓ سے فرمایا: ''تمھارا دامن ایک ہاتھ ہونا چاہیے۔''

٣٥٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فِي ذُيُولِ النِّسَاءِ، «شِبْرًا» فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِذاً تَخْرُجَ سُوقُهُنَّ. قَالَ: «فَذِرَاعٌ».

٣٥٨٣- حضرت ابوہریرہ ؓ نے ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے عورتوں کے دامن کے بارے میں فرمایا: ''ایک بالشت۔'' حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: تب تو ان کی پنڈلیاں ظاہر ہوجائیں گی۔ آپ نے فرمایا: ''تب ایک ہاتھ (کافی ہے۔)''

(المعجم ١٤) - بَابُ الْعِمَامَةِ السَّوْدَاءِ (التحفة ١٤)

باب:١٤- سیاہ عمامے (پگڑی) کا بیان

٣٥٨٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

٣٥٨٤- حضرت عمرو بن حریث ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا جبکہ آپ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔

٣٥٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

٣٥٨٥- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ (فتح مکہ کے موقع پر) نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

٣٥٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٣٥٨٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت

٣٥٨٣- [إسناده ضعيف جدًا] انظر الحديث السابق، وضعفه البوصيري.

٣٥٨٤- [صحيح] تقدم، ح: ١١٠٤.

٣٥٨٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٢٢.

٣٥٨٦- [صحيح] ضعفه البوصيري من أجل موسى بن عبيدة، ح: ٢٥١، والحديث السابق شاهد له.

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَنْبَأَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی ﷺ (مکہ میں) داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

فوائد و مسائل: ① سفید رنگ کا لباس بہتر اور افضل ہے۔ (سنن ابن ماجه، حدیث: ۳۵۶۶) لیکن سیاہ رنگ بھی جائز ہے۔ ② بہتر یہ ہے کہ پورا لباس سیاہ نہ ہو کیونکہ دور حاضر میں یہ ایک خاص فرقے کی علامت بن چکا ہے صرف پگڑی سیاہ ہو تو ان سے مشابہت نہیں ہوتی۔ ③ مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز ہے۔ احرام صرف اس وقت ضروری ہے جب حج یا عمرے کی نیت سے مکہ میں داخل ہو۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ إِرْخَاءِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ (التحفة ۱۵)

باب:۱۵- پگڑی کا شملہ کندھوں کے درمیان (پشت پر) لٹکانا

۳۵۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ، قَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ.

۳۵۸۷- حضرت عمرو بن حریث ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں جبکہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ ہے اور آپ نے اس کے دونوں سرے اپنے کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے ہیں۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ كَرَاهِيَةِ لُبْسِ الْحَرِيرِ (التحفة ۱۶)

باب:۱۶- ریشم (کا لباس) پہننا بری بات ہے

۳۵۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ».

۳۵۸۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دنیا میں ریشم پہنا‘ وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔“

۳۵۸۷_[صحیح] تقدم، ح: ۱۱۰۴.

۳۵۸۸_ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ۲۰۷۳ عن ابن أبي شيبة به.

۳۵۸۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدِّيبَاجِ وَالْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ.

۳۵۸۹- حضرت براء ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ریشمی کپڑے سے' عام ریشم سے اور موٹے ریشم سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① ریشم سے مراد وہ ریشہ ہے جسے ریشم کا کیڑا تیار کرتا ہے۔ مصنوعی طور پر بنائے ہوئے دھاگے جو ریشم سے مشابہ ہوں' ریشم میں شامل نہیں اگرچہ لوگ انھیں ریشم ہی کہتے ہیں۔ ② ''دیباج'' کی تشریح النہایہ میں یوں کی گئی ہے: [اَلثِّيَابُ الْمُتَّخَذَةُ مِنَ الْإِبْرِيسَمِ] ''ابریشم کے بنے ہوئے کپڑے۔'' جبکہ المنجد میں اس لفظ کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے: ''وہ کپڑا جس کا تانا اور بانا (دونوں) ریشم کے ہوں۔'' ③ ریشم سے ممانعت صرف مردوں کے لیے ہے۔ (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۳۵۹۵)

۳۵۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ. وَقَالَ: «هُوَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا، وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ».

۳۵۹۰- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے ریشم اور سونا پہننے سے منع کیا اور فرمایا: ''وہ دنیا میں ان (کافروں) کے لیے ہے اور آخرت میں ہمارے لیے۔''

فوائد ومسائل: ① خالص ریشم کے کپڑے پہننا' رومال بنانا اور بستر وغیرہ بنا کر اس پر بیٹھنا اور لیٹنا یہ سب کچھ مردوں پر حرام ہے۔ ② سونے کا زیور پہننا بھی مردوں پر حرام ہے' خواہ وہ ہار ہو' انگوٹھی ہو' گھڑی کا چین ہو' لباس کے بٹن ہوں یا کوئی اور زیور' سب کا ایک ہی حکم ہے' البتہ سونے کا مرد کی ملکیت میں ہونا گناہ نہیں جب کہ وہ پہنا نہ جائے۔ ③ دنیا میں اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ممنوعہ اشیاء سے پرہیز کرنا بہت بڑی نیکی ہے جس کا ثواب یہ ہے کہ جنت میں ویسی ہی نعمتیں حاصل ہوں گی جو دنیا کی نعمتوں سے بدرجہا بہتر ہوں گی۔ ④ رہن سہن کے طریقوں اور لباس وغیرہ کی بناوٹ میں غیر مسلموں سے امتیاز قائم رکھنا ضروری ہے۔

۳۵۸۹۔ [صحیح] تقدم، ح: ۲۱۱۵.

۳۵۹۰۔ [صحیح] تقدم، ح: ۳٤۱٤.

۳۵۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَىٰ حُلَّةً سِيَرَاءَ مِنْ حَرِيرٍ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوِ ابْتَعْتَ هٰذِهِ الْحُلَّةَ لِلْوَفْدِ، وَلِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ».

۳۵۹۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے لکیر دار ریشمی کپڑے کا جوڑا دیکھا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ یہ جوڑا وفود کے استقبال اور جمعے کے دن پہننے کے لیے خرید لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے تو وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① [حُلَّہ] ایک طرح کے دو کپڑوں کو کہتے ہیں' ایک جسم کے اوپر کے حصے پر پہننے یا اوڑھنے کے لیے' دوسرا جسم کے زیریں حصے پر پہننے کے لیے' جیسے تہ بند وغیرہ' اس لیے اس کا ترجمہ ''جوڑا'' کیا گیا ہے۔ ② جمعہ اور عید وغیرہ کے موقع پر عمدہ لباس پہننا مستحب ہے' اس لیے حضرت عمر ؓ نے مشورہ دیا۔ ③ مہمانوں کے استقبال کے موقع پر عمدہ لباس پہننا مستحسن ہے۔ ④ صحابۂ کرام ؓ نبی ﷺ سے بہت محبت رکھتے تھے' اس لیے آپ کے لیے عمدہ چیز پسند کرتے تھے۔ ⑤ کوئی شخص خلوص اور محبت سے مشورہ دے اور وہ مشورہ درست نہ ہو تو سختی سے رد کرنے کی بجائے اس کی غلطی واضح کر دی جائے تاکہ اسے رنج نہ ہو اور آئندہ اس غلطی سے بچ سکے۔ ⑥ آخرت میں حصہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لباس کافر پہنتے ہیں جنھیں آخرت میں کوئی بھلائی نصیب نہیں ہوگی۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ مَنْ رُخِّصَ لَهُ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- کسے ریشم پہننے کی اجازت ہے؟

۳۵۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ

۳۵۹۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام ؓ اور

۳۵۹۱ـ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ۲۰۶۸/۶ من حديث عبيدالله بن عمر به مختصرًا، وأصله متفق عليه من حديث مالك عن نافع به، البخاري، ح: ۸۸۶، ح: ۲۶۱۲، ومسلم، ح: ۲۰۶۸، وهو في الموطأ، لباس، ح: ۱۸.

۳۵۹۲ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب الحرير في الحرب، ح: ۲۹۱۹ من حديث سعيد به، ومسلم، اللباس والزينة، باب إباحة لبس الحرير للرجل إذا كان به حكة أو نحوها، ح: ۲۰۷٦ عن ابن أبي شيبة به.

أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَبَّأَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، وَلِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِي قَمِيصَيْنِ مِنْ حَرِيرٍ، مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِمَا، حِكَّةٍ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو ریشم کی قمیصیں پہننے کی اجازت دی کیونکہ انھیں خارش کی تکلیف تھی۔

فوائد ومسائل: ① ان حضرات کو جوؤں کی تکلیف بھی تھی۔ (صحيح البخاري، الجهاد و السير، باب الحرير في الحرب، حديث: ٢٩٢٠) ممکن ہے خارش اسی وجہ سے ہو۔ ② جن جلدی بیماریوں میں دوسرا لباس تکلیف کا باعث ہو اور ریشمی لباس فائدہ مند ہو تو اس صورت میں مردوں کو یہ لباس پہننا جائز ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْعَلَمِ فِي الثَّوْبِ (التحفة ١٨)

باب: ١٨- کپڑے میں ریشم کے نشان کی اجازت

٣٥٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ. إِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا. ثُمَّ أَشَارَ بِإِصْبَعِهِ، ثُمَّ الثَّانِيَةِ، ثُمَّ الثَّالِثَةِ، ثُمَّ الرَّابِعَةِ. فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا عَنْهُ.

٣٥٩٣- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ وہ باریک اور موٹے ریشم (کا کپڑا پہننے) سے منع کرتے تھے مگر جو اتنا سا ہو۔ پھر (حضرت عمر ؓ نے) ایک انگلی سے اشارہ کیا، پھر دوسری سے، پھر تیسری سے، پھر چوتھی سے اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مرد کے لیے ریشم کا لباس پہننا حرام ہے لیکن کناروں پر تھوڑا بہت ریشم ہو تو جائز ہے۔ ② ریشم کے جواز کی حد زیادہ سے زیادہ چار انگلیوں کی چوڑائی تک ہے۔ اس سے کم ہو تو بہتر ہے، اس سے زیادہ جائز نہیں۔

٣٥٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي عُمَرَ مَوْلَى أَسْمَاءَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اشْتَرَى عِمَامَةً لَهَا عَلَمٌ. فَدَعَا بِالْقَلَمَيْنِ فَقَصَّهُ.

٣٥٩٤- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو عمر عبداللہ بن کیسان تیمی ؒ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے عمامہ خریدا جس (کے کنارے) پر

٣٥٩٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٢٠.
٣٥٩٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٨١٩.

فَدَخَلْتُ عَلٰى أَسْمَاءَ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهَا. فَقَالَتْ: بُؤْسًا لِعَبْدِ اللهِ يَاجَارِيَةُ! هَاتِي جُبَّةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَجَاءَتْ بِجُبَّةٍ مَكْفُوفَةِ الْكُمَّيْنِ وَالْجَيْبِ وَالْفَرْجَيْنِ، بِالدِّيبَاجِ.

(ریشم کے) نشان تھے۔ انھوں نے قینچی طلب فرمائی اور اسے کاٹ ڈالا۔ میں نے حضرت اسماء ؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا تو انھوں نے فرمایا: تعجب ہے عبداللہ (ؓ) پر! (اور اپنی خادمہ کو آواز دی) اے لڑکی! رسول اللہ ﷺ کا جبہ لاؤ۔ وہ (نبی ﷺ کا) جبہ لائی جس کی آستینوں، گریبان اور دونوں طرف کے چاک کے کناروں پر ریشم لگا ہوا تھا۔

فوائد ومسائل: ① نشان کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کنارے پر ریشم کے دھاگے سے کڑھائی کی ہوئی تھی۔ حضرت ابن عمر ؓ نے اتنا کنارہ کاٹ دیا۔ ② ایک بڑا عالم بھی کسی مسئلے میں غلطی کر سکتا ہے۔ ③ نبی اکرم ﷺ کا قول وعمل ہر عالم کے فتوے پر راجح ہے۔ ④ مرد کے کپڑے پر اگر تھوڑا سا ریشم لگا ہوا ہو تو جائز ہے، خواہ وہ کڑھائی کی صورت میں ہو یا ریشمی کپڑے کے ٹکڑے کی صورت میں۔

(المعجم ١٩) - بَابُ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ (التحفة ١٩)

باب: ١٩- عورتوں کے لیے ریشمی لباس اور سونے کا زیور پہننے کا بیان

٣٥٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي الصَّعْبَةِ عَنْ أَبِي الْأَفْلَحِ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُرَيْرٍ الْغَافِقِيِّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَرِيرًا بِشِمَالِهِ، وَذَهَبًا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ رَفَعَ بِهِمَا يَدَيْهِ فَقَالَ: «إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي،

٣٥٩٥- حضرت علی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ میں ریشم اور دائیں ہاتھ میں سونا لیا، پھر دونوں ہاتھ بلند کر کے فرمایا: ”یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام اور ان کی عورتوں کے لیے حلال ہیں۔“

٣٥٩٥- [صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الحرير للنساء، ح: ٤٠٥٧ من حديث يزيد بن أبي حبيب به، وللحديث شواهد كثيرة.

حِلٌّ لِإِنَاثِهِمْ».

فائدہ: معمولی زینت تو درست ہے لیکن زیادہ زیورات پہننے سے امارت اور فخر وتکبر کا اظہار ہوتا ہے جس سے غریبوں کا دل دکھتا ہے' اس لیے اس سے اجتناب بہتر ہے، خاص طور پر زیورات پہن کر سفر کرنے سے بہت سے مفاسد سامنے آتے ہیں۔

٣٥٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ أَبِي فَاخِتَةَ: حَدَّثَنِي هُبَيْرَةُ بْنُ يَرِيمَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حُلَّةٌ مَلْفُوفَةٌ بِحَرِيرٍ، إِمَّا سَدَاهَا وَإِمَّا لُحْمَتُهَا. فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيَّ. فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا أَصْنَعُ بِهَا؟ أَلْبَسُهَا؟ قَالَ: «لَا. وَلٰكِنِ اجْعَلْهَا خُمُرًا بَيْنَ الْفَوَاطِمِ».

٣٥٩٦- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک حلہ (چادروں کا جوڑا) ہدیے کے طور پر پیش کیا گیا جس کا تانا یا بانا ریشم سے بنا ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے وہ حلہ میرے پاس بھیج دیا۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اسے کیا کروں؟ کیا میں اسے پہن سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' اس سے فاطماؤں کو اوڑھنیاں بنا دے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کپڑا خالص ریشم کا نہ ہو بلکہ آدھا سوتی اور آدھا ریشمی ہو' تب بھی مردوں کے لیے اسے پہننا منع ہے۔ ② ''فاطماؤں'' سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کی وہ خواتین ہیں جن میں سے ہر ایک کا نام ''فاطمہ'' تھا' یعنی رسول اللہ ﷺ کی دختر جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں' دوسری حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا' تیسری حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ ③ تحفہ دینا اور قبول کرنا مسنون ہے۔

٣٥٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَفِي إِحْدٰى يَدَيْهِ ثَوْبٌ مِنْ حَرِيرٍ. وَفِي الْأُخْرٰى

٣٥٩٧- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس (گھر سے) باہر تشریف لائے۔ آپ کے ایک ہاتھ میں ریشمی کپڑا تھا اور دوسرے ہاتھ میں سونا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام اور ان کی

٣٥٩٦_[حسن] * يزيد تقدم حاله، ح: ٥٠٤، وله شاهد قوي عند أحمد: ١/ ١٣٧، رواه شعبة عن أبي إسحاق عن هبيرة به.

٣٥٩٧_[صحيح] * الإفريقي، (ح: ٥٤)، وشيخه تقدم حالهما، وللحديث شواهد عند أحمد: ٢/ ١٦٦ وغيره، وانظر، ح: ٣٥٩٥.

ذَهَبٌ. فَقَالَ: «إِنَّ هٰذَيْنِ مُحَرَّمٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي، حِلٌّ لِإِنَاثِهِمْ».

عورتوں کے لیے حلال ہیں۔"

٣٥٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَمِيصَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ.

٣٥٩٨- حضرت انس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت زینب ؓ کو دھاری دار ریشمی قمیص پہنے دیکھا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے سنداً صحیح قرار دیا ہے اور اس حدیث کی بابت مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت میں حضرت زینب ؓ کا ذکر شاذ ہے محفوظ روایت میں حضرت ام کلثوم ؓ کا نام ہے جس کی تائید ہمارے فاضل محقق نے بھی کی ہے۔ مزید دیکھیے: (ضعيف سنن ابن ماجه للألباني' رقم:٧٨٩' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٣٥٩٨) ② "سیراء" اس ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں جس میں سیدھے خطوط ہوں۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ لُبْسِ الْأَحْمَرِ لِلرِّجَالِ (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- مردوں کے لیے سرخ لباس پہننا جائز ہے

٣٥٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْقَاضِي، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَجْمَلَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، مُتَرَجِّلًا، فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ.

٣٥٩٩- حضرت براء ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ صاحب جمال نہیں دیکھا جب کہ آپ نے (بالوں میں) کنگھی کی ہوئی تھی اور سرخ چادریں (تہبند اور چادر) پہن رکھی تھیں۔

فائدہ: امام ابن قیم ؒ بیان کرتے ہیں: "حُلّه" کا مطلب تہبند اور اوڑھنے والی چادر ہے اور "حُلّه" کا لفظ ان دونوں کے مجموعے پر بولا جاتا ہے۔ یہ سمجھنا غلط فہمی ہے کہ یہ جوڑا خالص سرخ رنگ کا تھا اور اس میں دوسرا رنگ شامل نہیں تھا۔ سرخ حلے سے مراد یمن کی دو چادریں ہوتی ہیں جو سرخ اور سیاہ دھاریوں کی صورت

٣٥٩٨- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزينة، ذكر الرخصة للنساء في لبس السيراء، ح:٥٢٩٨ من حديث عيسٰى به * الزهري عنعن، والمحفوظ "أم كلثوم" مكان زينب.

٣٥٩٩- [صحيح] وهو في المصنف:٨/ ١٧٧، ٢٦٢ * شريك القاضي تابعه شعبة عند البخاري، اللباس، باب الثوب الأحمر، ح:٥٨٤٨ وغيره، ومسلم، ح:٢٣٣٧/ ٩١ وغيرهما.

میں بنی ہوتی ہیں جس طرح یمن کی دوسری چادریں (لکیر دار) ہوتی ہیں۔ یہ لباس اس نام (سرخ حلہ) سے ان سرخ دھاریوں کی وجہ سے مشہور ہے ورنہ خالص سرخ (لباس) سے تو سختی سے منع کیا گیا ہے' البتہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے صحیح البخاري' کتاب الصلاۃ' باب الصلاۃ في الثوب الأحمر' حدیث:۳۷۶ میں ذکر کردہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے: امام بخاری رحمہ اللہ اس عنوان کے ذریعے سے (سرخ کپڑا پہننے کے) جواز کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ گویا خالص سرخ رنگ کا جوڑا پہننا بھی مردوں کے لیے جائز ہے لیکن اگر کسی علاقے میں یہ رنگ عورتوں کے لیے مخصوص ہو چکا ہو تو پھر اس علاقے میں مردوں کے لیے اس سے اجتناب بہتر ہوگا کیونکہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا بھی ممنوع ہے۔

۳۶۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ بَرَّادِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ. حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، قَاضِي مَرْوَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ. فَأَقْبَلَ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ. عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ. يَعْثُرَانِ وَيَقُومَانِ. فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَخَذَهُمَا فَوَضَعَهُمَا فِي حِجْرِهِ. فَقَالَ: «صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ: ﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [التغابن: ١٥] رَأَيْتُ هٰذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ» ثُمَّ أَخَذَ فِي خُطْبَتِهِ.

۳۶۰۰- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ آ گئے۔ انھوں نے سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ کبھی گرتے تھے' کبھی اٹھتے تھے۔ نبی ﷺ (منبر سے) اتر آئے اور انھیں گود میں اٹھا لیا۔ اور فرمایا: "اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا: ﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ "تمھارے مال اور تمھاری اولاد ایک آزمائش ہے۔" میں نے انھیں دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہوا۔" پھر آپ نے خطبہ دینا شروع کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرخ لباس پہننا جائز ہے۔ ممکن ہے یہ قمیصیں خالص سرخ رنگ کی نہ ہوں۔ ② بچوں سے پیار معزز شخصیت کی شان کے خلاف نہیں بلکہ ایک خوبی ہے۔ ③ خطبے کے دوران میں کسی ضرورت کے تحت منبر سے اترنا جائز ہے۔ ④ مال اور اولاد کے آزمائش ہونے کا یہ مطلب ہے کہ بہت دفعہ انسان مال اور اولاد کی محبت کی وجہ سے غلط کاموں کا ارتکاب کر لیتا ہے' اس لیے مومن کو احتیاط

۳۶۰۰- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يقطع الخطبة للأمر يحدث، ح: ۱۱۰۹ من حديث زيد به، وحسنه الترمذي، ح: ۳۷۷٤، وصححه ابن جرير الطبري في تفسيره: ۲۸/ ۸۱.

سے کام لینا چاہیے کہ مال کی طلب میں یا اولاد کی محبت کی وجہ سے کوئی خلاف شریعت کام نہ ہو جائے۔ ⑤ خطبے کے دوران میں موضوع سے غیر متعلق بات کرنے میں حرج نہیں بشرطیکہ وہ ضروری بات ہو۔

(المعجم ٢١) - **بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمُعَصْفَرِ لِلرِّجَالِ** (التحفة ٢١)

باب:٢١-کسم کا رنگا ہوا کپڑا مردوں کے لیے مکروہ ہے

٣٦٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سُهَيْلٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُفَدَّمِ.

قَالَ يَزِيدُ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ: مَا الْمُفَدَّمُ؟ قَالَ: الْمُشْبَعُ بِالْعُصْفُرِ.

٣٦٠١- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گہرے رنگ سے منع فرمایا۔

(حدیث کے راوی) یزید بیان کرتے ہیں (ابن عمر ؓ کے شاگرد) حضرت حسن بن سہل ؒ سے دریافت کیا گیا: [مُفَدَّم] سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: جو عُصْفُر (کسم) سے خوب رنگا گیا ہو۔

فوائد ومسائل: ① مُعَصْفَر کا مطلب ہے عصفر سے رنگا ہوا۔ وہ ایک زرد رنگ کی چیز ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔ (محمد فواد عبدالباقی بحوالہ المنجد) لیکن انھوں نے [اَلْمُفَدَّم] کی تشریح یوں کی ہے: ''انتہائی سرخ۔ گویا وہ اتنا زیادہ سرخ ہے کہ مزید سرخ نہیں ہو سکتا۔'' ممکن ہے کسم کا پودا زرد ہونے کے باوجود اس سے رنگا ہوا کپڑا سرخ ہو جاتا ہو۔ ② گہرے کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا اگر ہلکے رنگ کا ہو تو مردوں کے لیے جائز ہے۔

٣٦٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ حُنَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَلَا أَقُولُ: نَهَاكُمْ، عَنْ

٣٦٠٢- حضرت علی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے عصفر (کسم) کا رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔ اور میں نہیں کہتا: تمھیں منع فرمایا۔

٣٦٠١- [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٩٩ من حديث يزيد به، وتقدم، ح: ٥٠٤، وصرح بالسماع، وهو في المصنف: ١٨٢/٨، وسيأتي، ح: ٣٦٤٣، وله شاهد عند النسائي: ٢/ ١٨٨، ١٨٩، وإسناده حسن، وله طرق أخرى.

٣٦٠٢- أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، ح: ٤٨٠/ ٢١٣ من حديث أسامة به مختصرًا.

لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ.

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے علی! کسم کا رنگا ہوا مت پہن۔ یہ نہیں فرمایا: لوگو! یہ رنگ نہ پہنو تاہم حکم سب کے لیے ایک ہی ہے۔

٣٦٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْغَازِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ ثَنِيَّةِ أَذَاخِرَ. فَالْتَفَتَ إِلَيَّ. وَعَلَيَّ رَيْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بِالْعُصْفُرِ. فَقَالَ: «مَا هٰذِهِ؟» فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ. فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُّورَهُمْ. فَقَذَفْتُهَا فِيهِ. ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ: «يَاعَبْدَ اللهِ! مَا فَعَلَتِ الرَّيْطَةُ؟» فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: «أَلَا كَسَوْتَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ لِلنِّسَاءِ».

٣٦٠٣- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ ثنیۂ اذاخر سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے جب کہ میں نے عصفر سے رنگی ہوئی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' میں سمجھ گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا چیز ناگوار گزری ہے۔ میں گھر والوں کے پاس گیا' انھوں نے تنور جلا رکھا تھا۔ میں نے وہ (چادر) تنور میں ڈال دی۔ اگلے دن میں حاضر خدمت ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ! چادر کا کیا بنا؟'' میں نے بتا دیا۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دی؟ عورتوں کے لیے کو اس (چادر کے استعمال) میں کوئی حرج نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① عصفر کا رنگا ہوا کپڑا عورتوں کے لیے جائز ہے۔ ② مردوں کو ایسا کپڑا پہننا منع ہے جو عورتوں کا لباس سمجھا جاتا ہو۔ ③ جب نرم الفاظ میں تنبیہ کرنے سے بات مانی جائے تو سخت انداز سے تنبیہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں نبی ﷺ کی عظمت ومحبت اس قدر تھی کہ اشارتاً کہی ہوئی بات پر بھی وہ پوری مستعدی سے عمل کرتے تھے۔ ⑤ جب کسی کو عالم کی بات سمجھنے میں غلطی لگ گئی ہو تو عالم کو چاہیے کہ وضاحت کر دے کہ بات کا صحیح مطلب یہ تھا۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ الصُّفْرَةِ لِلرِّجَالِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢- مردوں کے لیے زرد کپڑے کا جواز

٣٦٠٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

٣٦٠٤- حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت

٣٦٠٣- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الحمرة، ح: ٤٠٦٦ من حديث عيسٰى به.

٣٦٠٤- [ضعيف] تقدم ح: ٤٦٦.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ. فَوَضَعْنَا لَهُ مَاءً يَتَبَرَّدُ بِهِ. فَاغْتَسَلَ. ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِمِلْحَفَةٍ صَفْرَاءَ. فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْوَرْسِ عَلَى عُكَنِهِ.

ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم نے آپ کے نہانے کے لیے پانی رکھا تو آپ نے غسل فرمایا۔ پھر میں نے آپ کی خدمت میں زرد چادر پیش کی۔ (آپ نے اوڑھ لی) میں نے آپ کے شکم مبارک کی سلوٹ پر ورس کا نشان دیکھا۔

(المعجم ۲۳) - **بَابٌ: اِلْبَسْ مَا شِئْتَ، مَا أَخْطَأَكَ سَرَفٌ أَوْ مَخِيلَةٌ** (التحفة ۲۳)

باب: ۲۳- ہر وہ لباس پہن سکتے ہو جس میں اسراف اور تکبر نہ ہو

٣٦٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا، مَالَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ أَوْ مَخِيلَةٌ».

۳۶۰۵- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ' پیو' صدقہ کرو اور پہنو' جب تک اس میں فضول خرچی یا تکبر کی آمیزش نہ ہو۔''

فوائد ومسائل: اسلام ترک دنیا اور رہبانیت کی دعوت نہیں دیتا بلکہ کمائی اور خرچ کی ناجائز راہوں سے روکتا ہے۔ ② اپنی ذات پر' بیوی بچوں پر' والدین اور عزیز واقارب پر خرچ کرنا اور ان کی جائز ضروریات پوری کرنا نیکی ہے۔ ③ اسراف اور فضول خرچی کا مطلب جائز مقام پر ناجائز حد تک خرچ کرنا ہے۔ سادگی مسلمان کی شان ہے۔ ④ ناجائز مقام پر تھوڑا خرچ بھی گناہ ہے اور تبذیر میں شامل ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوٓا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾ (بنیٓ اسرآئیل ۱۷: ۲۷) ''بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کی بہت زیادہ ناشکری کرنے والا ہے۔'' ⑤ تھوڑے مہمانوں کے لیے بہت زیادہ کھانے تیار کر لینا اور پھر انھیں ضائع کر دینا بھی تبذیر میں شامل ہے۔ اسی طرح اپنا مال' وقت ضائع کرنے والی بے فائدہ تفریح پر خرچ کرنا بھی

٣٦٠٥- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكاة، باب الاختيال في الصدقة، ح: ٢٥٦٠ من حديث يزيد به مختصرًا، وهو في المصنف: ٨/ ٢١٧، ح: ٤٩٢٩، وعلقه البخاري في أول كتاب اللباس * قتادة تقدم، ح: ١٧٥، وله شواهد موقوفة في تغليق التعليق وغيره.

اس میں شامل ہے۔ ⑥ اسراف وتبذیر عام طور پر دوسروں پر برتری کے اظہار کے لیے کیا جاتا ہے' جو خود ایک گناہ ہے۔ ایسی چیزوں پر خرچ ہونے والی رقم سے غریبوں کی مدد کی جائے تو دنیوی اور اخروی فوائد حاصل ہوں گے۔ ⑦ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ وہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی کتاب اللباس سے پہلے معلق بیان کیا ہے' مزید لکھتے ہیں کہ اس کے تغلیق التعلیق وغیرہ میں موقوف شواہد موجود ہیں' لہٰذا اس بات سے اور دیگر محققین کی بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۹۴/۱۱، ۲۹۵، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ۳۶۰۵، وهداية الرواة: ۴/ ۲۱۷، ۲۱۸)

(المعجم ٢٤) - بَابُ مَنْ لَبِسَ شُهْرَةً مِنَ الثِّيَابِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- شہرت کے لیے لباس پہننا (گناہ ہے)

٣٦٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْوَاسِطِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ مُهَاجِرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ اللهُ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثَوْبَ مَذَلَّةٍ».

۳۶۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شہرت والا لباس پہنے گا' اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔''

٣٦٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا، أَلْبَسَهُ اللهُ

۳۶۰۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں شہرت کا لباس پہنے گا' اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا' پھر اس میں آگ بھڑکا دے گا۔''

٣٦٠٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في لبس الشهرة، ح: ٤٠٢٩ من حديث شريك به، وحسنه المنذري في الترغيب: ٣/ ١١٦، وصحح أبوحاتم وقفه، قلت: شريك تابعه أبوعوانة، انظر الحديث الآتي.

٣٦٠٧ـ [حسن] وانظر الحديث السابق.

ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ أَلْهَبَ فِيهِ نَارًا».

فوائد ومسائل: ① شہرت کے لباس سے مراد بہت قیمتی لباس بھی ہے کہ لوگ اس کی باتیں کریں اور اس کی ثروت وامارت کی شہرت ہو، اور بہت ہلکا اور نکما لباس بھی ہے کہ لوگوں میں اس کے زہد اور بزرگی کی شہرت ہو۔ ② ایسا لباس پہننے والے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس کی دولت سے مرعوب ہو کر اس کی عزت کریں' یا اسے خدا رسیدہ سمجھ کر اس کے آگے عقیدت سے سر جھکائیں۔ اس گناہ کی سزا یہ ہے کہ اسے قیامت کے دن ایسا لباس ملے گا جس کی وجہ سے وہ سب کی نظروں میں ذلیل ہو کر رہ جائے گا۔ جہنم میں جلنے کا عذاب اس کے علاوہ ہے۔

٣٦٠٨- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ يَزِيدَ الْبَحْرَانِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ مُحْرِزٍ النَّاجِي: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ جَهْمٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ، أَعْرَضَ اللهُ عَنْهُ حَتَّى يَضَعَهُ مَتَى وَضَعَهُ».

٣٦٠٨- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شہرت کا لباس پہنا' اللہ تعالیٰ اس سے (ناراض ہو کر) منہ پھیر لے گا حتی کہ اسے ذلیل کر دے گا جب بھی ذلیل کرے۔''

(المعجم ٢٥) - بَابُ لُبْسِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ (التحفة ٢٥)

باب: ٢٥- مرے ہوئے جانور کی رنگی ہوئی کھال پہننا

٣٦٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ، فَقَدْ طَهُرَ».

٣٦٠٩- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''جو بھی چمڑا رنگ لیا جائے وہ پاک ہو جاتا ہے۔''

٣٦٠٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن الجوزي في تلبيس إبليس، ص: ٢٣٨ من طريق آخر عن وكيع بن محرز به، وحسنه البوصيري، وأشار المنذري إلى ضعفه، الترغيب: ٣/ ١١٦ * عثمان بن جهم لم يوثقه غير ابن حبان، واتبعه البوصيري، فهو علة الخبر، والحديث السابق شاهد لبعضه.

٣٦٠٩ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، ح: ٣٦٦/ ١٠٥ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

٣٦١٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ شَاةً لِمَوْلَاةِ مَيْمُونَةَ مَرَّ بِهَا، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، قَدْ أُعْطِيَتْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ مَيْتَةً. فَقَالَ: «هَلَّا أَخَذُوا إِهَابَهَا فَدَبَغُوهُ فَانْتَفَعُوا بِهِ؟» فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا مَيْتَةٌ. قَالَ: «إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا».

٣٦١٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ ام المومنین حضرت میمونہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ حضرت میمونہ ؓ کی آزاد کردہ لونڈی کی ایک مری ہوئی بکری کے پاس سے گزرے جو انھیں (آزاد کردہ لونڈی کو) صدقے میں ملی تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''انھوں نے اس کا چمڑا کیوں نہ اتار لیا کہ اسے رنگ کر اس سے فائدہ اٹھاتے؟'' حاضرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے صرف کھانا حرام ہے۔''

٣٦١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: كَانَ لِبَعْضِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ شَاةٌ، فَمَاتَتْ. فَمَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيْهَا، فَقَالَ: «مَا ضَرَّ أَهْلَ هٰذِهِ، لَوِ انْتَفَعُوا بِإِهَابِهَا؟».

٣٦١١- حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: امہات المومنین میں سے کسی کی ایک بکری تھی وہ مرگئی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اگر اس کے مالک اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھالیتے تو ان کا کیا نقصان تھا؟''

فوائد ومسائل: ① جس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے وہ مرجائے تو اس کا چمڑا اتار کر رنگ لیا جائے پھر استعمال کی کوئی بھی چیز بنالی جائے تو یہ جائز ہے۔ ② بعض علماء گزشتہ حدیث: ٣٦٠٩ کی روشنی میں بیان کرتے ہیں کہ جس جانور کا گوشت کھانا جائز نہیں اس کا چمڑا بھی دباغت سے پاک ہوجاتا ہے۔ اور بعض علماء کے نزدیک جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کا چمڑا دباغت سے پاک نہیں ہوتا تاہم صحیح اور راجح موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ مأکول اللحم جانوروں ہی کا چمڑا دباغت سے پاک ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

٣٦١٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٣٦١٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں

٣٦١٠ـ أخرجه مسلم، الحيض، الباب السابق، ح: ٣٦٣/ ١٠٠ عن ابن أبي شيبة به.

٣٦١١ـ [حسن] وهو في المصنف: ٨/ ١٩٠، وضعفه البوصيري من أجل ليث بن أبي سليم، وتقدم، ح: ٢٠٨، وله شاهد ضعيف عند الطبراني: ١٧/ ٢١٢، ح: ٥٧٦، والحديث السابق شاهد له.

٣٦١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في أهب الميتة، ح: ٤١٢٤ من حديث مالك به، وهو في

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ، إِذَا دُبِغَتْ.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مردہ جانور کے چمڑے سے فائدہ اٹھانے کا حکم دیا جب اسے رنگ لیا جائے۔

(المعجم ٢٦) - **بَابُ مَنْ قَالَ لَا يُنْتَفَعُ مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ** (التحفة ٢٦)

باب:٢٦-(ان لوگوں کی دلیل) جو کہتے ہیں کہ مردہ جانور کے چمڑے یا پٹھے سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے

٣٦١٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ. كُلُّهُمْ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ: «أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ».

٣٦١٣- حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمارے پاس نبی ﷺ کا خط آیا (جس میں یہ تحریر تھا) ''مردار کے چمڑے سے یا پٹھے سے فائدہ نہ اٹھاؤ''

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں اس سے مراد وہ چمڑا ہے جس کو دباغت کے ذریعے سے پاک نہ کرلیا گیا ہو۔

(المعجم ٢٧) - **بَابُ صِفَةِ النِّعَالِ** (التحفة ٢٧)

باب:٢٧-(نبی ﷺ کے) پاپوش مبارک کی کیفیت

الموطأ:٢/٤٩٨، والمصنف:٨/١٩٢ ٭ أم محمد بن عبدالرحمٰن لم أجد من وثقها غير ابن حبان، وقال الأثرم: "غير معروفة" الجوهر النقي: ١/١٧.

٣٦١٣ـ [حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب من روى أن لا يستنفع بإهاب الميتة، ح:٤١٢٧ من حديث شعبة به، وحسنه الترمذي، ح:١٧٢٩، والبيهقي: ١/١٨، وصححه ابن حبان ٭ الحكم صرح بالسماع، وراجع نيل المقصود في جواب الطعن في حديث ابن عكيم رحمه الله.

٣٦١٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ: كَانَ لِنَعْلِ النَّبِيِّ ﷺ قِبَالَانِ، مَثْنِيٌّ شِرَاكُهُمَا .

۳۶۱۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے جوتے کی دو پٹیاں تھیں جن کے تسمے دہرے تھے۔

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ کے زمانے کے جوتے کی بناوٹ موجودہ دور کی ہوائی چپل سے ملتی جلتی ہے۔ اس میں چمڑے کا ایک ٹکڑا (شسع) انگلیوں کے درمیان ہوتا تھا۔ اور اس کا ایک سرا زمام سے بندھا ہوتا تھا۔ زمام کا نام قبال بھی ہے۔ ② اس قسم کے جوتے میں پاؤں کا اکثر حصہ کھلا رہتا ہے' اس لیے رسول اللہ ﷺ موزوں یا جرابوں پر مسح کرتے وقت پاؤں جوتوں سے نہیں نکالتے تھے بلکہ جوتوں سمیت مسح کر لیتے تھے۔ (دیکھیے سنن ابن ماجہ' حدیث:۵۵۹' ۵۶۰) بلکہ جوتے اتارے بغیر پاؤں دھو بھی لیتے تھے۔ (صحيح البخاري' الوضوء' باب غسل الرجلين في النعلين ولايمسح على النعلين' حديث:۱۶۶)

٣٦١٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ لِنَعْلِ النَّبِيِّ ﷺ قِبَالَانِ.

۳۶۱۵- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے جوتوں کی دو پٹیاں تھیں۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ لُبْسِ النِّعَالِ وَخَلْعِهَا (التحفة ٢٨)

باب:۲۸- جوتے پہننا اور اتارنا

٣٦١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ،

۳۶۱۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص جوتے پہنے تو دائیں جوتے سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں

٣٦١٤ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ٨/ ٢٣١ عن وكيع به، وهو في الشمائل للترمذي، ح: ٧٦، وصححه البوصيري، والحديث الآتي شاهد له.

٣٦١٥ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب قبالان في نعل، ومن رأى قبالاً واحدًا واسعًا، ح: ٥٨٥٧ من حديث همام به، وهو في المصنف: ٨/ ٢٣١.

٣٦١٦ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب استحباب لبس النعل في اليمنى أولاً . . . الخ، ح: ٢٠٩٧ من حديث محمد ابن زياد به، وهو في المصنف: ٨/ ٢٢٦، ٢٢٧، وأخرجه البخاري، ح: ٥٨٥٥، ومسلم، ح: ٢٠٩٧ من طريق الأعرج عن أبي هريرة به، وهو في الموطأ: ٢/ ٩١٦.

فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى، وَإِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُسْرٰى». سے شروع کرے۔''

فوائد و مسائل: ① دائیں اور بائیں کا فرق اسلامی تہذیب کا ایک اہم اصول ہے۔ ② دائیں ہاتھ سے یا دائیں طرف سے کرنے والے بعض کام یہ ہیں: کھانا' پینا' مصافحہ کرنا' کوئی چیز لینا یا دینا' لباس پہننا' جوتا پہننا' مسجد میں داخل ہونا' بیت الخلا سے باہر آنا' مسواک کرنا' وضو اور غسل کرنا' کنگھی کرنا' مونچھیں کاٹنا' بغلوں کے بال اکھاڑنا' لکھنا اور ہر وہ کام جو شرعاً یا عرفاً اچھا سمجھا جاتا ہے۔ ③ بائیں ہاتھ سے یا بائیں طرف سے کرنے کے بعض کام یہ ہیں: مسجد سے باہر آنا' بیت الخلا میں داخل ہونا' استنجا کرنا' ناک صاف کرنا' جوتا اتارنا' اور اس طرح کے دوسرے کام۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ الْمَشْيِ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدِ (التحفة ٢٩)

باب: ٢٩- ایک جوتا پہن کر چلنا

٣٦١٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدٍ، وَلَا خُفٍّ وَاحِدٍ. لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا، أَوْ لِيَمْشِ فِيهِمَا جَمِيعًا».

٣٦١٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص ایک جوتا یا ایک موزہ پہن کر نہ چلے' چاہیے کہ دونوں (جوتے یا موزے) اتار لے یا دونوں پہن کر چلے۔''

فائدہ: ایک جوتا یا موزہ پہن کر چلنے میں دقت ہوتی ہے اور لڑکھڑانے کا خطرہ ہوتا ہے کیونکہ چال میں توازن نہیں رہتا' علاوہ ازیں شرف و وقار کے بھی منافی ہے۔ اگر کسی وجہ سے ایک جوتا اتارنا پڑے تو بہتر ہے کہ دونوں جوتے اتار دیے جائیں۔ ننگے پاؤں چلنا شرعاً منع نہیں۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ الِانْتِعَالِ قَائِمًا (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠- کھڑے ہو کر جوتے پہننا

٣٦١٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

٣٦١٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے

٣٦١٧ـ [صحيح] وهو في المصنف: ٨/ ٢٢٧، ٢٢٨، وأخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث الأعرج عن أبي هريرة به، انظر الحديث السابق.

٣٦١٨ـ [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري * أبومعاوية تقدم، ح: ١٨٦٤، والأعمش تقدم، ح: ١٧٨، هما مدلسان وعنعنا، وللحديث طريق آخر عند الترمذي، ح: ١٧٧٥ وغيره، وفيه الحارث بن نبهان وهو متروك كما◀◀

أَبُومُعَاوِيَةَعَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا.

رسول اللہ ﷺ نے کھڑے کھڑے جوتے پہننے سے منع فرمایا۔

٣٦١٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا.

۳۶۱۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے کھڑے ہوکر جوتے پہننے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح کہا ہے' خصوصاً شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر طویل بحث کی ہے جس سے تصحیح والی رائے ہی درست معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' رقم:۷۱۹' وسنن ابن ماجه بتحقیق الدکتور بشار عواد' رقم:۳۶۱۸' ۳۶۱۹) بنابریں جوتا بیٹھ کر پہننا بہتر ہے' خاص طور پر وہ جوتا جسے کھڑے ہوکر پہننے میں مشقت ہو۔ ② اسلام دین کامل ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں اخلاق اور قانونی رہنمائی موجود ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ الْخِفَافِ السُّودِ (التحفة ٣١)

باب:۳۱- سیاہ موزے پہننا

٣٦٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا دَلْهَمُ بْنُ صَالِحٍ الْكِنْدِيُّ عَنْ حُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْكِنْدِيِّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ خُفَّيْنِ سَاذَجَيْنِ أَسْوَدَيْنِ. فَلَبِسَهُمَا.

۳۶۲۰- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نجاشی رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کے طور پر سیاہ سادہ موزوں کا جوڑا ارسال کیا' چنانچہ آپ ﷺ نے اسے پہنا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

◀◀ تقدم، ح: ٢١٣، وانظر الحديث الآتي.

٣٦١٩ـ [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري * سفيان الثوري مدلس وعنعن، وتقدم، ح: ١٦٢، وللحديث شاهد عند الترمذي، ح: ١٧٧٦، وفيه عنعنة قتادة، والحديث ضعيف من جميع طرقه، ولم يصب من صححه.

٣٦٢٠ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٥٤٩.

شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ مسند احمد کے محققین' نیز عظیم محقق شیخ البانی ؒ نے اس روایت پر طویل بحث کی ہے اور اس کے شواہد بھی ذکر کیے ہیں جس سے حدیث کو حسن قرار دینے والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسندالإمام أحمد:٣٨/٨٣'٨٤' وصحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ١/٢٦٦'٢٦٨' رقم:١٤٣) ② حضرت نجاشی ؒ حبشہ کے بادشاہ تھے۔ ہجرت مدینہ سے پہلے جو مسلمان ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے' نجاشی ؒ نے انھیں احترام سے رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی ؒ کے فوت ہونے پر ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی تھی۔ ③ سیاہ موزے پہننا جائز ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ الْخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ (التحفة ٣٢)

باب:۳۲- بالوں کو مہندی لگانا

٣٦٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعَ أَبَاسَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُخْبِرَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُونَ. فَخَالِفُوهُمْ».

۳۶۲۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہودی اور عیسائی بالوں کو نہیں رنگتے' چنانچہ تم ان کی مخالفت کرو۔''

فوائد ومسائل: ① حافظ صلاح الدین یوسف ؒ بالوں کو رنگنے کی بابت لکھتے ہیں: ''علماء نے اس حکم کو استحباب پر محمول کیا ہے' اس لیے ڈاڑھی یا سر کے سفید بالوں کو رنگنا ضروری نہیں' صرف بہتر ہے' تاہم یہود ونصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔ جہاں نہ رنگنے سے مشابہت ہوگی' وہاں بالوں کو رنگنا ضروری ہوگا ورنہ مستحب۔'' (ریاض الصالحین' حدیث:۱۶۳۸) ② آج کل عیسائی سیاہ خضاب بہت استعمال کرتے ہیں' اس لیے بہتر ہے کوئی دوسرا رنگ استعمال کیا جائے' بالکل سیاہ رنگ سے اجتناب کیا جائے۔ ③ غیر مسلموں کے مخصوص رسم ورواج اور تہوار (کرسمس' بسنت' نئے عیسوی سال کی خوشی اور ویلن ٹائن ڈے وغیرہ) ان کے مذہب سے تعلق رکھتے ہیں' اس لیے ان میں شرکت سے اجتناب بہت ضروری ہے۔ ④ ڈاڑھی مونڈنا غیر مسلموں کا رواج ہے جو سابقہ انبیائے کرام ؑ کے طریقے کے بھی خلاف ہے' اس لیے یہ حرام ہے۔

٣٦٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ

۳۶۲۲- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ

٣٦٢١- أخرجه البخاري، اللباس، باب الخضاب، ح: ٥٨٩٩ من حديث سفيان به، ومسلم، اللباس، باب في مخالفة اليهود في الصبغ، ح: ٢١٠٣ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

٣٦٢٢- [صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في الخضاب، ح: ٤٢٠٥ من حديث ابن بريدة به، وقال ◄◄

ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ، الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

ﷺ نے فرمایا: ''بڑھاپے (کے بالوں) کا رنگ بدلنے کے لیے سب سے بہتر چیز مہندی اور وسمہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① [وسمہ' کتم] ایک خودرو پودا ہے۔ اس کے پتے پیس کر خضاب کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔ (مصباح اللغات) ② وسمہ لگانے سے بال سیاہ ہو جاتے ہیں جبکہ مہندی ملا کر لگانے سے بالوں کا رنگ سرخی مائل سیاہ ہو جاتا ہے۔

٣٦٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ. قَالَ: فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ شَعَرًا مِنْ شَعَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. مَخْضُوبًا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ.

۳۶۲۳- حضرت عثمان بن موہب رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چند بال نکال کر مجھے دکھائے جو مہندی اور وسمہ سے رنگے ہوئے تھے۔

56

(المعجم ٣٣) - بَابُ الْخِضَابِ بِالسَّوَادِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- سیاہ رنگ کا خضاب کرنا

٣٦٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جِيءَ بِأَبِي قُحَافَةَ، يَوْمَ الْفَتْحِ، إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. وَكَأَنَّ رَأْسَهُ ثَغَامَةٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اذْهَبُوا بِهِ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ، فَلْتُغَيِّرْهُ. وَجَنِّبُوهُ السَّوَادَ».

۳۶۲۴- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: فتح مکہ کے دن حضرت ابو قحافہ ؓ کو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ ان کا سر ثغامہ (سفید گھاس) کی طرح (سفید) تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انھیں ان (کے گھر) کی کسی خاتون کے پاس لے جاؤ۔ وہ (مہندی وغیرہ کے ذریعے سے) ان کے بالوں کا رنگ تبدیل کر دے۔ اور انھیں سیاہ رنگ سے بچانا۔''

◀◀ الترمذي "حسن صحيح"، ح: ١٧٥٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٧٥.

٣٦٢٣- أخرجه البخاري، اللباس، باب ما يذكر في الشيب، ح: ٥٨٩٧ من حديث سلام به.

٣٦٢٤- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣١٦ عن إسماعيل به، وهو في المصنف: ٨/ ٢٤٤ * ليث تابعه أبوخيثمة، وابن جريج عند مسلم، ح: ٢١٠٢، وبه صح الحديث.

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد محترم تھے۔ ان کا نام حضرت عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۱۴ ہجری میں ۹۷ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ② خالص سیاہ رنگ کے خضاب سے پرہیز کرنا چاہیے۔

٣٦٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الصَّيْرَفِيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ابْنِ زَكَرِيَّا الرَّاسِبِيُّ: حَدَّثَنَا دَفَّاعُ بْنُ دَغْفَلٍ السَّدُوسِيُّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ صُهَيْبِ الْخَيْرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا اخْتَضَبْتُمْ بِهِ، لَهٰذَا السَّوَادُ. أَرْغَبُ لِنِسَائِكُمْ فِيكُمْ، وَأَهْيَبُ لَكُمْ فِي صُدُورِ عَدُوِّكُمْ».

۳۶۲۵- حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین چیز جس سے تم خضاب کرتے ہو' سیاہ رنگ ہے۔ اس سے تمھاری عورتوں کے دلوں میں تمھاری رغبت (اور محبت) زیادہ ہوتی ہے اور تمھارے دشمنوں کے دلوں میں تمھارا رعب زیادہ ہوتا ہے۔''

(المعجم ٣٤) - بَابُ الْخِضَابِ بِالصُّفْرَةِ (التحفة ٣٤)

باب:۳۴- زرد رنگ کا خضاب کرنا

٣٦٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ [عُبَيْدَ] بْنَ جُرَيْجٍ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُكَ تُصَفِّرُ لِحْيَتَكَ بِالْوَرْسِ؟ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَمَّا تَصْفِيرِي لِحْيَتِي، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ.

۳۶۲۶- حضرت عبید بن جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ ورس کے ذریعے سے اپنی ڈاڑھی کا رنگ زرد کر لیتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرا اپنی ڈاڑھی کو زرد رنگ کرنے کا سبب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ریش مبارک زرد کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: ڈاڑھی کا رنگ تبدیل کرنے کے لیے جس طرح مہندی کے ذریعے سے سرخ کرنا جائز ہے' اسی طرح زرد رنگ کرنا بھی درست ہے۔

٣٦٢٥ـ [إسناده ضعيف] وحسنه البوصيري * دفّاع ضعيف كما في التقريب، وفيه علة أخرى.

٣٦٢٦ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح على النعلين، ح: ١٦٦، ومسلم، الحج، باب(٥): الإهلال من حيث تنبعث الراحلة، ح: ١١٨٧ من حديث سعيد به.

٣٦٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى رَجُلٍ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ. فَقَالَ: «مَا أَحْسَنَ هٰذَا» ثُمَّ مَرَّ بِآخَرَ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ. فَقَالَ: «هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا» ثُمَّ مَرَّ بِآخَرَ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَةِ، فَقَالَ: «هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ».

قَالَ: وَكَانَ طَاوُسٌ يُصَفِّرُ.

٣٦٢٧- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جس نے مہندی کا خضاب کیا ہوا تھا (بالوں کا رنگ مہندی لگا کر تبدیل کیا ہوا تھا۔) آپ نے فرمایا: ”یہ کتنا اچھا ہے!“ پھر آپ ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے جس نے مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ اس سے زیادہ اچھا ہے۔“ پھر ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے جس نے زرد خضاب کیا ہوا تھا‘ آپ نے فرمایا: ”یہ ان سب سے اچھا ہے۔“

راوی حدیث بیان کرتے ہیں: (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) حضرت طاؤس رحمہ اللہ زرد خضاب استعمال کرتے تھے۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ مَنْ تَرَكَ الْخِضَابَ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- خضاب ترک کرنا (جائز ہے)

٣٦٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، هٰذِهِ مِنْهُ بَيْضَاءُ. يَعْنِي عَنْفَقَتَهُ.

٣٦٢٨- حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ سوائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے یہ بال سفید تھے۔ ان کا اشارہ نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان کے بالوں کی طرف تھا۔

٣٦٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى:

٣٦٢٩- حضرت حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے‘ وہ بیان

٣٦٢٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في خضاب الصفرة، ح: ٤٢١١ من حديث إسحاق بن منصور به * حميد بن وهب ضعفه العقيلي، وابن حبان وغيرهما، وقال البخاري: "منكر الحديث".

٣٦٢٨- أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٤٥ من حديث أبي إسحاق به، ومسلم، الفضائل، باب شيبه ﷺ، ح: ٢٣٤٢ من حديث زهير به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٠٤٦ أطول منه.

٣٦٢٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٧٨، ١٨٨، ٢٠١ من حديث حميد به، وصححه البوصيري، وله شاهد عند البخاري، ح: ٣٥٤٧، ومسلم، ح: ٢٣٤٧ وغيرهما.

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ وَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَخَضَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَرَ مِنَ الشَّيْبِ إِلَّا نَحْوَ سَبْعَةَ عَشَرَ أَوْ عِشْرِينَ شَعَرَةً، فِي مُقَدَّمِ لِحْيَتِهِ.

کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تھا؟ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے بال سفید نہیں ہوئے' صرف ڈاڑھی کے اگلے حصے میں سترہ یا بیس بال سفید تھے۔

۳۶۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ شَيْبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَحْوَ عِشْرِينَ شَعَرَةً.

۳۶۳۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے سفید بالوں کی تعداد بیس کے قریب تھی۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ اتِّخَاذِ الْجُمَّةِ وَالذَّوَائِبِ (التحفة ٣٦)

باب:۳۶- لمبے بال رکھنا اور مینڈھیاں بنانا

۳۶۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ، وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ. تَعْنِي ضَفَائِرَ.

۳۶۳۱- حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ (کے بالوں) کی چار لٹیں' یعنی گندھی ہوئی مینڈھیاں تھیں۔

۳۶۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ،

۳۶۳۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اہل کتاب بال (مانگ نکالے

٣٦٣٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ٤٠ عن محمد بن عمر به، وصححه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

٣٦٣١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في الرجل يضفر شعره، ح: ٤١٩١ من حديث سفيان به، وحسنه الترمذي، ح: ١٧٨١(ب)، وقال البخاري: "لا أعرف لمجاهد سماعًا عن أم هانيء"، وللحديث علة أخرى.

٣٦٣٢ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٥٨ من حديث الزهري به، ومسلم، الفضائل، باب صفة شعره ﷺ وصفاته وحليته، ح: ٢٣٣٦ من حديث إبراهيم بن سعد به.

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُونَ أَشْعَارَهُمْ. وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرِقُونَ. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ. قَالَ: فَسَدَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَاصِيَتَهُ. ثُمَّ فَرَقَ، بَعْدُ.

بغیر) لٹکاتے تھے' اور (عرب کے) مشرکین مانگ نکالتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو اہل کتاب کی موافقت پسند تھی' چنانچہ رسول اللہ ﷺ (شروع میں) سر کے بال (اہل کتاب کی طرح) لٹکا کر رکھتے تھے' پھر بعد میں آپ مانگ نکالنے لگے۔

فوائد ومسائل: ① مکہ مکرمہ میں مشرکین کی اکثریت تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان سے امتیاز کے لیے اہل کتاب کا انداز اختیار فرما لیتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو مدینہ میں موجود کثیر اہل کتاب سے فرق کرنے کے لیے دوسرا انداز اختیار فرمایا۔ ② رسول اللہ ﷺ کا ہر عمل وحی کی روشنی میں ہوتا تھا' اس لیے بال مانگ نکالے بغیر کھلے چھوڑنا منسوخ ہے اور مانگ نکالنا مسنون اور ثواب ہے۔

٣٦٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرِقُ خَلْفَ يَافُوخِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. ثُمَّ أَسْدُلُ نَاصِيَتَهُ.

٣٦٣٣- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے تالو کے پیچھے مانگ نکالتی تھی۔ اور سر کے اگلے حصے کے بال لٹکا دیتی تھی۔

فائدہ: ممکن ہے یہ اس دور کی بات ہو جب رسول اللہ ﷺ سر کے اگلے حصے کے بال کھلے چھوڑتے تھے۔

٣٦٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَعَرًا رَجِلًا، بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَمَنْكِبَيْهِ.

٣٦٣٤- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال سیدھے تھے جو کانوں اور کندھوں کے درمیان تک ہوتے تھے۔

٣٦٣٣- [حسن] وهو في المصنف: ٨/ ٢٦٢، وسنده ضعيف * ابن إسحاق مدلس، وعنعن، وقد تقدم، ح: ١٢٠٩، وباقي السند حسن، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٤١٨٩.

٣٦٣٤- أخرجه البخاري، اللباس، باب الجعد، ح: ٥٩٠٥، ومسلم، الفضائل، باب صفة شعر النبي ﷺ، ح: ٢٣٣٨ من حديث جرير به.

فوائد ومسائل: ① سیدھے کا مطلب یہ ہے کہ بہت زیادہ گھنگریالے نہیں تھے بلکہ ہلکے سے خم دار تھے۔ ② جب بال کٹوا لیے جاتے تو کانوں کی لو تک ہوتے تھے' جب بڑھ جاتے تو بعض اوقات کندھوں تک پہنچ جاتے تھے۔ ③ حج اور عمرے کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سر کے سارے بال اتروا دیتے تھے۔

٣٦٣٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، شَعَرٌ دُونَ الْجُمَّةِ، وَفَوْقَ الْوَفْرَةِ.

۳۶۳۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال جمہ سے کم اور وفرہ سے زیادہ تھے۔

فائدہ: جمہ سے مراد کندھوں تک پہنچنے والے بال اور وفرہ سے مراد کانوں کی لو تک پہنچنے والے بال ہیں۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ كَرَاهِيَةِ كَثْرَةِ الشَّعَرِ (التحفة ٣٧)

باب: ۳۷- زیادہ (لمبے) بال رکھنا مکروہ ہے

٣٦٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، وَسُفْيَانُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ وَلِي شَعَرٌ طَوِيلٌ. فَقَالَ: «ذُبَابٌ. ذُبَابٌ» فَانْطَلَقْتُ فَأَخَذْتُهُ. فَرَآنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ. وَهٰذَا أَحْسَنُ».

۳۶۳۶- حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھے دیکھا جبکہ میرے لمبے بال تھے۔ آپ نے فرمایا: ''نامبارک' نامبارک۔'' چنانچہ میں گیا اور بال چھوٹے کر لیے۔ نبی ﷺ نے مجھے (بال چھوٹے کروائے ہوئے) دیکھا تو فرمایا: ''میرا مقصد تم سے (کچھ کہنا) نہیں تھا' ویسے یہ زیادہ اچھے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے کسی اور چیز کے بارے میں فرمایا تھا لیکن صحابی نے سمجھا کہ میرے بالوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ حکم کی تعمیل میں اس قدر مستعد تھے کہ صرف اشارے پر

٣٦٣٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الترجل، باب ما جاء في الشعر، ح: ٤١٨٧ من حديث ابن أبي الزناد به، وقال الترمذي "حسن صحيح غريب"، ح: ١٧٥٥.

٣٦٣٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في تطويل الجمّة، ح: ٤١٩٠ من حديث معاوية بن هشام به * والثوري صرح بالسماع عند النسائي، ح: ٥٠٥٥.

عمل کرلیا۔ یہ بھی پوچھنا ضروری نہ سمجھا کہ آپ کیسے فرمارہے ہیں اور آپ کا کیا مطلب ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے چھوٹے بالوں کو زیادہ اچھے فرمایا اور پسند کیا۔ اس سے امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہ استنباط کیا ہے کہ مرد کے لیے زیادہ لمبے بال رکھنا ناپسندیدہ ہے۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۸- قزع کی ممانعت کا بیان

٣٦٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ. قَالَ: وَمَا الْقَزَعُ؟ قَالَ: أَنْ يُحْلَقَ مِنْ رَأْسِ الصَّبِيِّ مَكَانٌ، وَيُتْرَكَ مَكَانٌ.

۳۶۳۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔ حضرت نافع رحمہ اللہ نے کہا: قزع کا کیا مطلب ہے؟ حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا: وہ یہ ہوتا ہے کہ بچے کا سر ایک جگہ سے (کچھ حصہ) مونڈ دیا جائے اور ایک جگہ سے (کچھ حصہ) چھوڑ دیا جائے۔

٣٦٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ.

۳۶۳۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① [قَـزَع] کے لغوی معنی ہیں: بادل کے متفرق ٹکڑے۔ حدیث میں اس کا مطلب وہ ہے جو حضرت ابن عمر ؓ نے بیان فرمایا۔ ② اس سے ممانعت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اہل کتاب کے احبار ورہبان اس طرح کرتے تھے۔ اور یہ وجہ بھی کہ یہ فاسق لوگوں کا طریقہ تھا۔ ③ آج کل سر پر لمبے بال رکھ کر گردن سے صاف کردیے جاتے ہیں۔ اور گردن سے اوپر بتدریج بڑے ہوتے جاتے ہیں۔ خاص طور پر فوجیوں اور پولیس والوں کے بال کاٹنے کا خاص انداز بھی اس سے ملتا جلتا ہے' اس میں زیادہ حصے کے بال کاٹے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ بھی قزع سے ایک لحاظ سے مشابہ اور خلاف شریعت ہے' اس لیے اس سے اجتناب

٣٦٣٧_ أخرجه البخاري، اللباس، باب القزع، ح: ٥٩٢٠ من حديث عمر بن نافع به، ومسلم، اللباس، باب كراهة القزع، ح: ٢١٢٠ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٣٦٣٨_ أخرجه البخاري، اللباس، باب القزع، ح: ٥٩٢١ من حديث ابن دينار به، وهو في المصنف: ٨/ ٣١٣.

کرنا چاہیے۔ ④ کسی بیماری یا دوسرے عذر کی وجہ سے اگر سر کے ایک حصے کے بال اتارنے پڑیں تو جائز ہے۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ نَقْشِ الْخَاتَمِ (التحفة ٣٩)

باب:۳۹-انگوٹھی کا نقش

٣٦٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَماً مِنْ وَرِقٍ. ثُمَّ نَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ. فَقَالَ: «لَا يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا».

۳۶۳۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمد رسول اللہ کے الفاظ کندہ کرائے۔ پھر فرمایا: ”کوئی شخص میری اس انگوٹھی کے نقش کی طرح (اپنی انگوٹھی پر) نقش نہ بنوائے۔“

٣٦٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: اصْطَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَماً. فَقَالَ: «إِنَّا قَدِ اصْطَنَعْنَا خَاتَماً، وَنَقَشْنَا فِيهِ نَقْشاً، فَلَا يَنْقُشْ عَلَيْهِ أَحَدٌ».

۳۶۴۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور فرمایا: ”ہم نے انگوٹھی بنوائی ہے اور اس پر ایک نقش بنوایا ہے چنانچہ اور کوئی شخص اس طرح کا نقش نہ بنوائے۔“

٣٦٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، لَهُ فَصٌّ حَبَشِيٌّ. وَنَقْشُهُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

۳۶۴۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں حبشی نگینہ تھا۔ اس کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔

فوائد ومسائل: ① صحیح بخاری کی روایت میں ہے: ”نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی

٣٦٣٩ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق . . . الخ، ح: ٢٠٩١/ ٥٥ عن ابن أبي شيبة به.

٣٦٤٠ـ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، الباب السابق، ح: ٢٠٩٢ عن ابن أبي شيبة به.

٣٦٤١ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب: (٤٧)، ح: ٥٨٦٨، ومسلم، اللباس والزينة، باب في خاتم الورق فصه حبشي، ح: ٢٠٩٤ من حديث يونس بن يزيد به.

میں سے تھا۔'' (صحیح البخاري' اللباس' باب فصّ الخاتم' حدیث:۵۸۶۹) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''حبشی نگینہ'' کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اس کا ڈیزائن یا نقش حبشی انداز کا تھا۔ اگر اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ وہ حبشہ کے علاقے کا پتھر یا عقیق تھا تو ممکن ہے کہ دو انگوٹھیاں ہوں۔ ایک چاندی کے نگینے والی اور ایک پتھر کے نگینے والی۔ واللہ أعلم. (فتح الباري:۱۰/۳۹۶) ② مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ ③ انگوٹھی میں کوئی لفظ یا حرف کندہ کرانا جائز ہے۔ ④ خلیفہ' قاضی یا دوسرے افسران کی مہر کی نقل تیار کرنا منع ہے کیونکہ اس سے جعل سازی اور فریب کا دروازہ کھلتا ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ (التحفة ٤٠)

باب:۴۰-سونے کی انگوٹھی (پہننے) کی ممانعت کا بیان

٣٦٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ، مَوْلَى عَلِيٍّ. عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ.

۳۶۴۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

٣٦٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ.

۳۶۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

٣٦٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أَهْدَى النَّجَاشِيُّ إِلَى

۳۶۴۴- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نجاشی رحمہ اللہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں سونے کی ایک انگوٹھی ہدیے کے طور پر بھیجی' اس میں حبشی نگینہ جڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں دلچسپی نہ لیتے ہوئے اسے لکڑی سے یا اپنی کچھ انگلیوں سے

٣٦٤٢_[صحيح] تقدم، ح: ٣٦٠٢.

٣٦٤٣_[حسن] تقدم، ح: ٣٦٠١، وله شواهد كثيرة جدًا.

٣٦٤٤_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ما جاء في الذهب للنساء، ح: ٤٢٣٥ من حديث محمد بن إسحاق به، وهو في المصنف: ٨/ ٢٧٧، ٢٧٨.

رَسُولِ اللهِ ﷺ حَلْقَةً فِيهَا خَاتَمُ ذَهَبٍ. فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ. فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِعُودٍ. وَإِنَّهُ لَمُعْرِضٌ عَنْهُ. أَوْ بِبَعْضِ أَصَابِعِهِ. ثُمَّ دَعَا بِابْنَةِ ابْنَتِهِ، أُمَامَةَ بِنْتِ أَبِي الْعَاصِ. فَقَالَ: «تَحَلَّيْ بِهٰذَا، يَا بُنَيَّةُ».

پکڑا' پھر اپنی نواسی حضرت امامہ بنت ابوالعاص (رضی اللہ عنہا) کو بلا کر فرمایا: ''بیٹی! یہ زیور پہن لو۔''

فوائد ومسائل: ① مرد کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا منع ہے۔ ② عورت کے لیے سونے کا زیور پہننا جائز ہے۔ ③ کم عمر بچیاں بھی زیور پہن سکتی ہیں۔ ④ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا نبیٔ اکرم ﷺ کی نواسی تھیں۔ ان کی والدہ حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر تھیں۔

(المعجم ٤١) - بَابُ مَنْ جَعَلَ فَصَّ خَاتَمِهِ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ (التحفة ٤١)

باب:۴۱- انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی (کے اندر) کی طرف کرنا

٣٦٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ.

۳۶۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ اپنی انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

٣٦٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ الْأَيْلِيِّ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ. فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ. كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ.

۳۶۴۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی جس میں حبشی نگینہ تھا۔ آپ نگینے کو ہتھیلی کی اندرونی طرف رکھتے تھے۔

(المعجم ٤٢) - بَابُ التَّخَتُّمِ بِالْيَمِينِ (التحفة ٤٢)

باب:۴۲- دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا

٣٦٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۶۴۷- حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

٣٦٤٥ـ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق ... الخ، ح: ٢٠٩١/٥٥ عن ابن أبي شيبة به.

٣٦٤٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٤١.

٣٦٤٧ـ [صحيح] وهو في المصنف: ٨/ ٢٨٥، ٢٨٦، وله شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ٤٢٢٦ وغيره.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ.

سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

(المعجم ٤٣) - بَابُ التَّخَتُّمِ فِي الْإِبْهَامِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۳-انگوٹھے میں انگوٹھی پہننا

٣٦٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَتَخَتَّمَ فِي هٰذِهِ وَفِي هٰذِهِ. يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ.

۳۶۴۸- حضرت علی ؓ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا: اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے اس میں اور اس میں یعنی چھنگلیا (چھوٹی انگلی) اور انگوٹھے میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

فائدہ: یہ روایت گو سنداً صحیح ہے تاہم ان الفاظ کے ساتھ شاذ ہے کیونکہ صحیح روایات میں چھنگلی (چھوٹی انگلی) میں انگوٹھی پہننے کا اثبات ہے۔ (صحيح مسلم، حديث:۲۰۹۵) مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (الضعيفة، رقم:۵۴۹۹ والإرواء، ۳/ ۲۹۹، ۳۰۴) چھنگلی کے علاوہ اس کے ساتھ والی انگلی (بِنصِر) میں بھی انگوٹھی پہنی جاسکتی ہے ان کے علاوہ کسی اور انگلی میں انگوٹھی پہننا ممنوع ہے۔ علاوہ ازیں دونوں ہاتھوں میں پہننا جائز ہے تاہم دائیں ہاتھ میں پہننا دائیں ہاتھ کی عمومی فضیلت کے تحت افضل ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٤٤) - بَابُ الصُّوَرِ فِي الْبَيْتِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴-گھر میں تصویریں رکھنا

٣٦٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ

۳۶۴۹- حضرت ابوطلحہ (زید بن سہل انصاری) ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔''

٣٦٤٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب النهي عن التختم في الوسطى والتي تليها، ح: ٢٠٧٨ من حديث ابن إدريس به، وعلقه البخاري، ح: ٥٨٣٨.

٣٦٤٩ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه . . . الخ، ح: ٣٣٢٢ من حديث سفيان به، ومسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٢١٠٦ عن ابن أبي شيبة به.

أَبِي طَلْحَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ».

فوائد ومسائل: ① جو کتا رکھوالی یا شکار کے لیے ہو وہ رکھنا جائز ہے۔ (صحیح البخاري' الذبائح والصيد' باب من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد أو ماشية' حديث:۵۴۸۰) یہ گھر کی رکھوالی کے لیے بھی ہوسکتا ہے اور کھیتی کی رکھوالی کے لیے بھی۔ (صحیح البخاري' الحرث والمزارعة' باب اقتناء الكلب للحرث' حديث:۲۳۲۲) ② کسی اور جائز مقصد کے لیے کتا رکھنے کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے' مثلاً: مجرموں کی تلاش اور نابینا افراد کی رہنمائی وغیرہ۔ ③ تصویر سے مراد جان دار چیز کی تصویر ہے' خواہ وہ کسی انسان کی تصویر ہو یا حیوان' پرندے اور مچھلی وغیرہ کی۔ ④ جان دار چیز کی تصویر' خواہ مجسم ہو خواہ غیر مجسم' اگرچہ اس کی عبادت نہ کی جاتی ہو' تب بھی اسے گھر میں رکھنا گناہ ہے۔ عبادت تو مخلوق میں سے ہر کسی کی حرام ہے' خواہ کسی نبی یا ولی کی عبادت ہو' یا جن یا فرشتے کی' یا کسی مزار اور قبر کی' یا کسی درخت اور پتھر کی۔ سب شرک ہے۔ ⑤ کرنسی نوٹ یا شناختی کارڈ وغیرہ کی تصویر کا گناہ انھیں بنانے والوں کو ہوگا بشرطیکہ رکھنے والے کے دل میں اس سے نفرت ہو۔ اور اس کے دل میں یہ خواہش ہو کہ اگر اس کے ہاتھ میں اختیار ہو تو وہ ایسی تصویریں بنانا بند کردے گا۔ اور ان کا جائز متبادل تلاش کر کے رائج کرے گا۔ ⑥ فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں۔ موت کے فرشتے اللہ کے حکم کی تعمیل کے لیے وہاں بھی جاتے ہیں جہاں جانے سے انھیں نفرت ہو۔

٣٦٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُجَيٍّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ».

۳۶۵۰- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔''

٣٦٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۳۶۵۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جبریل ؑ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک خاص وقت پر تشریف لانے کا وعدہ کیا۔ ان کے آنے میں تاخیر ہوئی

٣٦٥٠_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، ح: ٢٢٧ من حديث شعبة به، وصححه ابن حبان، والحاكم: ١/ ١٧١، والذهبي.

٣٦٥١_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٢ من حديث محمد بن عمرو به، وإسناده حسن، وصححه البوصيري، وله طريق آخر عند مسلم في صحيحه، اللباس والزينة، ح: ٢١٠٤/ ٨١.

وَاعَدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ جِبْرِيلُ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، فِي سَاعَةٍ يَأْتِيهِ فِيهَا . فَرَاثَ عَلَيْهِ . فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ. فَإِذَا هُوَ بِجِبْرَئِيلَ قَائِمٌ عَلَى الْبَابِ. فَقَالَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ؟» قَالَ: إِنَّ فِي الْبَيْتِ كَلْبًا. وَإِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ.

تو نبی ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے۔ دیکھا تو جبریل علیہ السلام دروازے پر کھڑے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”آپ کو اندر آنے میں کیا رکاوٹ تھی؟“ انھوں نے فرمایا: گھر میں ایک کتا ہے اور ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

فوائد ومسائل: ① حضرت جبریل علیہ السلام وعدے کے مطابق تشریف لے آئے تھے لیکن گھر کے اندر تشریف نہ لا سکے۔ ② رسول اللہ ﷺ کو علم غیب حاصل نہ تھا ورنہ پہلے ہی کتے کو نکال دیتے اور جبریل علیہ السلام کو باہر انتظار نہ کرنا پڑتا۔ ③ گھروں میں بزرگوں یا بچوں کی تصویریں فریم کر کے سجانا' یا محض سجاوٹ کے لیے انسانوں اور حیوانوں کی تصویریں رکھنا' یا ٹیلی ویژن اور وی سی آر میں فلمیں دیکھنا' گھر سے رحمت و برکت ختم ہو جانے کا باعث ہے' لہٰذا ایسی چیزوں سے اجتناب لازم ہے۔

٣٦٥٢- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا عُفَيْرُ بْنُ مَعْدَانَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ زَوْجَهَا، فِي بَعْضِ الْمَغَازِي. فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تُصَوِّرَ فِي بَيْتِهَا نَخْلَةً. فَمَنَعَهَا. أَوْ نَهَاهَا.

٣٦٥٢- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ان کا شوہر جہاد میں گیا ہوا ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ گھر میں کھجور کے درخت کی تصویر بنوا لے۔ نبی ﷺ نے اسے منع فرما دیا۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ الصُّوَرِ فِيمَا يُوطَأُ (التحفة ٤٥)

باب: ٤٥- پاؤں کے نیچے آنے والے کپڑے میں تصویریں

٣٦٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ

٣٦٥٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے گھر کے اندر اپنے ایک طاقچے

٣٦٥٢- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٢٧٧٨ لعلته، وهي ضعف عفير.

٣٦٥٣- [إسناده حسن] أخرجه البخاري، اللباس، باب ما وطيء من التصاوير، ح: ٥٩٥٤، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان ... الخ، ح: ٢١٠٧/ ٩٢، ٩٥ من حديث ابن القاسم به بألفاظ مختلفة، والمعنى واحد، وله طرق عندهما.

عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي. تَعْنِي الدَّاخِلَ. بِسِتْرٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ. فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ هَتَكَهُ. فَجَعَلْتُ مِنْهُ مَنْبُوذَتَيْنِ. فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلٰى إِحْدَاهُمَا.

پر تصویروں والا پردہ لٹکا دیا۔ جب نبی ﷺ تشریف لائے تو آپ نے اسے پھاڑ ڈالا۔ میں نے اس کے دو گدے بنا لیے۔ پھر میں نے نبی ﷺ کو ان میں سے ایک گدے پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

فوائد و مسائل: ① دروازے، کھڑکی یا طاقچے وغیرہ پر تصویروں والا پردہ لٹکانا منع ہے۔ ② دیوار پر پردہ لٹکانا بھی منع ہے۔ ③ تصویروں والا کپڑا اس انداز سے استعمال کیا جا سکتا ہے جس سے تصویروں کی بے قدری کا اظہار ہو، مثلاً: بستر پر بچھانے والی چادر یا بیٹھنے کے لیے کرسیوں کے گدے وغیرہ بنا لیے جائیں۔ ④ جاندار چیز کی تصویر اس انداز سے رکھنا منع ہے، جس سے اس کو اہمیت دینے کا اظہار ہوتا ہو، مثلاً: کمرے کی سجاوٹ کے لیے فریم شدہ تصاویر لگانا، یا تصویروں والی شرٹ اور قمیص پہننا، یا کوئی مجسم تصویر ڈیکوریشن پیس کے طور پر رکھنا، وغیرہ۔ ⑤ خلاف شریعت چیز کو خراب کر دینا جائز ہے اور اس چیز کا مالک کسی ہرجانہ وغیرہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(المعجم ٤٦) - بَابُ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۶- سرخ زین پوش

٣٦٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْمِيثَرَةِ، يَعْنِي الْحَمْرَاءَ.

۳۶۵۴- حضرت علی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی سے اور (سرخ) زین پوش سے منع فرمایا۔

فائدہ: [مِیثَرہ] یہ ایک قسم کی چادر تھی جو گھوڑے کی کاٹھی پر رکھ کر بیٹھتے تھے۔ یہ ریشم کی ہوتی تھی، اس لیے مردوں کو اس کے استعمال سے منع کیا گیا۔ یہ عجمیوں کا رواج تھا، اس لیے غیر مسلموں سے مشابہت کی وجہ سے بھی منع ہو گیا۔

(المعجم ٤٧) - بَابُ رُكُوبِ النُّمُورِ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۷- چیتے کی کھال پر سوار ہونا

٣٦٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۶۵۵- صحابیِ رسول حضرت ابو ریحانہ شمعون بن

٣٦٥٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب من كرهه، ح: ٤٠٥١ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٢٨٠٨.

٣٦٥٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب من كرهه، ح: ٤٠٤٩ بطوله من حديث عياش به إلا أنه ◀◀

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْحِمْيَرِيُّ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ الْحَجْرِيِّ الْهَيْثَمِ، عَنْ عَامِرٍ الْحَجْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَيْحَانَةَ، صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَى عَنْ رُكُوبِ النُّمُورِ.

زید ازدی ﷺ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ چیتے (کی کھال) پر سواری کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

٣٦٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ رُكُوبِ النُّمُورِ.

٣٦٥٦- حضرت معاویہ ﷺ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ چیتے (کی کھال) پر سوار ہونے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① چیتے کی کھال گھوڑے کی کاٹھی پر ڈال کر اس پر سوار ہونا منع ہے کیونکہ اس میں تکبر کا اظہار ہے اور غیر مسلم عجمیوں کی عادت ہے۔ ② درندوں کے شکار کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ان کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ اور محض اظہار فخر کے لیے ان کی کھالیں حاصل کرنے کے لیے انھیں قتل کرنا ظلم ہے۔ ③ جس درندے سے لوگوں کی جان ومال کو خطرہ ہو اسے قتل کرنا جائز ہے جیسے بعض شیر وغیرہ آدم خور بن جاتے ہیں۔

◀◀ قال: أبو عامر، بدل "عامر الحجري"، ولم أجد من وثقه.

٣٦٥٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في جلود النمور والسباع، ح: ٤١٢٩ من حديث وكيع به.

ادب کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور اقسام

٭ **لغوی معنی:** لغت میں [أدب] سے مراد اخلاق' اچھا طریقہ' شائستگی' سلیقہ اور تہذیب ہے۔

٭ **اصطلاحی تعریف:** اصطلاح میں ادب کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: [اَلْأَدَبُ: اِسْتِعْمَالُ مَا یُحْمَدُ قَوْلًا وَّ فِعْلًا] ''قابل ستائش قول وعمل اختیار کرنا ادب ہے۔'' حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [اَلْأَدَبُ ھُوَ الدِّینُ کُلُّہُ] ''دین سراپا ادب ہے۔''

اسلامی تعلیمات پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ حقیقت پوری طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام کا نظام ادب نہایت وسیع اور مؤثر ہے۔ اس میں زندگی کے ہر معاملے اور ہر جہت سے متعلق آداب موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے آداب' رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء و رسل کے آداب' والدین' ہمسائے' زوجین اور اولاد کے آداب معاشرت' غیر مسلموں کے ساتھ معاملات کے آداب' غرباء' مساکین اور فقراء کے آداب' خوشی اور غمی کے آداب' صحت و مرض کے آداب' سفر و حضر کے آداب' چھوٹے اور بڑے کے آداب' غرض دینی اور دنیوی ہر طرح کے آداب اسلام میں موجود ہیں۔ اسلام کا نظام ادب ایسے سنہری اصولوں اور قواعد پر استوار ہے کہ دوسرا کوئی مذہب یا تہذیب اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ادب کی اسی ہمہ جہتی اہمیت کے پیش نظر امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [نَحْنُ إِلٰی قَلِیلٍ مِّنَ

الْأَدَبِ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَى كَثِيرٍ مِّنَ الْعِلْمِ ''ہمیں بہت سے علم کی بجائے تھوڑے سے ادب کی زیادہ ضرورت ہے۔''

* ادب کی اقسام: علمائے اسلام نے اسلامی آداب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: ① اللہ تعالیٰ کے ساتھ آداب ② رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آداب ③ باقی مخلوقات کے ساتھ آداب۔

* اللہ تعالیٰ کے ساتھ آداب: اللہ کے بارے میں درج ذیل اشیاء کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے: ۞ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور اس کے مطابق عمل کرنا' کوئی ایسا عمل کرنے سے بچنا جو توحید الٰہی کے مخالف ہو۔ ۞ دل کو صرف محبت الٰہی کی طرف متوجہ رکھنا۔ ۞ اس کے سوا کسی کو مشکلات ومحن میں نہ پکارنا۔

انبیائے کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے ادب میں نہایت اعلیٰ مقام پر فائز ہیں' لہٰذا ابوالانبیاء حضرت آدم علیہ السلام اسی ادب واحترام کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے رب کو یوں پکارتے ہیں: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (الأعراف ۷:۲۳) ''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے' اور اگر تو نے ہماری بخشش نہ کی اور ہم پر رحم نہ کیا تو بے شک ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔'' یہ نہیں کہا کہ الٰہی! یہ تیری تقدیر تھی جو ہم پر غالب آ گئی بلکہ کمال ادب سے بخشش اور رحمت کی دعا کی۔

* رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آداب: رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی' بہت پیارے اور محبوب پیغمبر ہیں' لہٰذا آپ کے ساتھ ادب واحترام کا معاملہ ایمان کی نعمت کی دلیل ہے جبکہ معمولی بے ادبی بھی ایمان کی دولت سے محرومی کا باعث بن سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ (الحجرات ۴۹:۲) ''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ آپ سے اونچی آواز میں بات کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے اونچی آواز میں (بات) کرتے ہو' کہیں تمھارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمھیں خبر بھی نہ ہو۔'' لہٰذا رسول اکرم ﷺ کے ادب واحترام اور تعظیم وتکریم کے لیے درج ذیل آداب کو اختیار کرنا

نہایت ضروری ہے:

- آپ کی اطاعت وفرمان برداری میں صدق دل سے آپ کے فرامین کو قبول کیا جائے۔
- آپ کے کسی حکم کی نافرمانی کی جائے نہ اس کے خلاف قول وعمل اختیار کیا جائے۔
- آپ کے فرامین کے ساتھ لوگوں کی آراء کو پیش نہ کیا جائے بلکہ آپ کے فرمان کے بعد تمام قیل وقال کو ترک کر دیا جائے۔
- موجودہ دور میں آپ کی عزت وآبرو کی حفاظت کے لیے تن من دھن قربان کر دیا جائے۔

*** مخلوق کے ساتھ آداب:** اسلام نے مختلف مواقع اور مختلف شخصیات کے لحاظ سے مختلف آداب سکھائے ہیں' مثلاً: والدین کے ادب واحترام کے تقاضے اور ہیں جبکہ بادشاہ اور حکمران کے آداب اور ہیں۔ رشتہ داروں کے جو آداب ہیں وہ اجنبی مسلمان کے نہیں۔ لیکن اسلام نے ہر حال اور ہر شخص کے لحاظ سے سنہری آداب دیے ہیں جنھیں اختیار کرنا دنیا میں عزت ووقار اور آخرت میں سرخروئی کی ضمانت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٣٣) أَبْوَابُ الْأَدَبِ (التحفة ٢٥)

اخلاق وآداب سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ (التحفة ١)

باب:١- ماں باپ سے حسن سلوک

٣٦٥٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِي سَلَامَةَ السُّلَامِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أُوصِي امْرَءًا بِأُمِّهِ. أُوصِي امْرَءًا بِأُمِّهِ. أُوصِي امْرَءًا بِأُمِّهِ [ثَلَاثًا]. أُوصِي امْرَءًا بِأَبِيهِ. أُوصِي امْرَءًا بِمَوْلَاهُ الَّذِي يَلِيهِ، وَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ مِنْهُ أَذًى يُؤْذِيهِ».

٣٦٥٧- حضرت خداش بن سلامہ سلامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں آدمی کو اس کی ماں کے بارے میں (حسن سلوک کی) وصیت کرتا ہوں۔ میں (ہر) آدمی کو اس کی ماں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ میں (ہر) آدمی کو اس کی ماں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ (تین بار فرمایا۔) میں (ہر) آدمی کو اس کے باپ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ میں (ہر) آدمی کو اس کے تعلق دار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جس کا اس سے قریبی تعلق ہے' اگرچہ اس کی طرف سے تکلیف کا سامنا ہو۔''

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید اور صحیح احادیث میں والدین' اقارب' پڑوسی اور دوست کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں بہت سے ارشادات موجود ہیں جیسا کہ اگلی حدیث سے بھی اس کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ ② ''مولیٰ'' کے متعدد معانی ہیں' مثلاً: مالک' آزاد کیا ہوا غلام' دوست' رشتہ دار' چچا کا بیٹا' حلیف' مددگار وغیرہ' اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ ''تعلق دار'' کیا ہے جس میں یہ تمام تعلقات رکھنے والے آ جاتے ہیں۔ ③ يَلِيه کا

٣٦٥٧_ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣١١ من حديث منصور به، والطبراني: ٤/ ٢٢٠، ح: ٤١٨٦ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٣٥٢، ٣٥٣ ✽ عبيدالله بن علي بن عرفطة مجهول(تقريب)، ولحديثه شاهد عند الحاكم: ٤/ ١٥٠، وصححه، ووافقه الذهبي.

مفہوم ملنے اور قریب ہونے کا ہے۔ مالک اور غلام کا تعلق بھی ایک گہرا تعلق ہے جو آزاد ہونے کے بعد بھی ایک دوسرے انداز سے قائم رہتا ہے۔ نسبی رشتہ بھی ناقابل انقطاع تعلق ہے۔ ہمسایہ' دوست' ہم جماعت' ہم پیشہ' تنخواہ دار ملازم اور اس کا مالک' یہ سب افراد ایسے ہیں جن سے ہمہ وقت رابطہ رہتا ہے' لہٰذا انھیں ایک دوسرے کے کام آنا چاہیے اور ایک دوسرے کو تکلیف یا نقصان پہنچانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۳۶۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: «أُمَّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «أُمَّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «أَبَاكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «اَلْأَدْنٰى فَالْأَدْنٰى».

۳۶۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! میں کس سے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں سے۔'' پوچھنے والے نے کہا: اس کے بعد کس سے؟ فرمایا: ''اپنی ماں سے۔'' اس نے کہا: اس کے بعد کس سے؟ فرمایا: ''اپنے باپ سے۔'' اس نے کہا: اس کے بعد کس سے؟ فرمایا: ''جو زیادہ قریبی (تعلق رکھتا) ہو' پھر جو (اس کے بعد) زیادہ قریبی ہو۔''

فوائد و مسائل: ① والدین حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ جب اولاد کمزور ہوتی ہے تو والدین اس کی ہر ضرورت پوری کرتے ہیں' اسی طرح جب والدین بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو جائیں تو اولاد کا فرض بنتا ہے کہ ان کی خدمت کرے اور ان کی ہر ضرورت پوری کرے۔ ② والد کی نسبت والدہ حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے کیونکہ اس نے بچے کی پرورش میں زیادہ مشقت برداشت کی ہوتی ہے' اور وہ نرم دل ہونے کی وجہ سے اولاد سے اپنا مطالبہ زور دے کر تسلیم نہیں کرا سکتی' اس لیے اس کی ضروریات بلا مطالبہ پوری ہونی چاہییں۔ ③ بعض لوگ نقد رقم دے کر سمجھ لیتے ہیں کہ والدین کا حق ادا ہو گیا ہے۔ یہ درست نہیں' اگر رہائش ان سے دور ہے تب بھی خط و کتابت کے ذریعے سے ان سے رابطہ رکھنا' ان کی خیریت دریافت کرتے رہنا' ان سے ملاقات کے لیے جانا' ان کے ساتھ کچھ وقت گزارنا' اپنے معاملات میں ان سے مشورہ لینا' انھیں خوش رکھنے کی کوشش کرنا اور اس طرح کے دوسرے معاملات ضروری ہیں۔ یہ والدین کی جذباتی اور نفسیاتی ضروریات ہیں جن کا پورا کرنا جسمانی ضروریات پورا کرنے سے بھی زیادہ اہم ہے۔ ④ جتنا زیادہ قریبی تعلق ہو' اتنا اس کا حق زیادہ ہوتا ہے' مثلاً: سگے بہن بھائیوں کا حق چچا زاد اور ماموں زاد وغیرہ سے زیادہ ہے۔

۳۶۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۶۵۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

۳۶۵۸_[صحیح] تقدم، ح: ۲۷۰۶ مطولاً، وصححه البوصيري.

۳۶۵۹_أخرجه مسلم، العتق، باب فضل عتق الوالد، ح: ۱۵۱۰ عن ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ۸/ ۳۵۱.

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكاً فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹا اپنے باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر صرف اس صورت میں (ادا کر سکتا ہے) کہ اسے غلام پائے تو اسے خرید کر آزاد کر دے۔''

فوائد و مسائل: ① والدین کی خدمت زیادہ سے زیادہ کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ ② غلام یا لونڈی کو آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ ③ آزاد مرد کو اپنی لونڈی سے جو اولاد حاصل ہوتی ہے' وہ آزاد ہوتی ہے جب کہ اس کی ماں لونڈی ہی رہتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ماں باپ اور اولاد سب مملوک ہوں۔ پھر آقا بیٹے کو آزاد کر دے اور اس کے ماں باپ غلام ہی رہیں۔ اس طرح کی کسی صورت میں اولاد والدین کو خرید سکتی ہے' اور اولاد کی ملکیت میں آتے ہی والدین کو قانوناً آزاد قرار دے دیا جائے گا۔

٣٦٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ حَمَّادِ ابْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [قَالَ:] «اَلْقِنْطَارُ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ أُوقِيَّةٍ. كُلُّ أُوقِيَّةٍ خَيْرٌ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ: أَنَّى هٰذَا؟ فَيُقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ».

٣٦٦٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''قنطار بارہ ہزار اوقیے کے برابر ہے۔ ہر اوقیہ زمین و آسمان کے درمیان کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں آدمی کا درجہ بلند کیا جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے: یہ کس وجہ سے ہوا؟ اسے کہا جاتا ہے: تیری اولاد کے تیرے لیے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔''

فوائد و مسائل: ① فوت شدہ افراد کے لیے دعائے مغفرت ایک نیکی اور ان پر احسان ہے۔ ② اولاد کو والدین کے لیے ہمیشہ دعائے مغفرت کرتے رہنا چاہیے۔ ③ دعا کا فائدہ زندہ افراد کو بھی ہوتا ہے اور فوت شدہ افراد کو بھی۔

٣٦٦١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

٣٦٦١- حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے

٣٦٦٠- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٣ عن عبدالوارث به، وصححه ابن حبان، ح: ٦٦، والبوصيري، وله شاهد عند الحاكم: ٢/ ١٧٨.

٣٦٦١- [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٢ من حديث إسماعيل بن عياش به، وتابعه بقية، أحمد: ٤/ ١٣١، وصرح ◀◀

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ ابْنِ مَعْدِيكَرِبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ يُوصِيكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ، ثَلَاثًا. إِنَّ اللهَ يُوصِيكُمْ بِآبَائِكُمْ. إِنَّ اللهَ يُوصِيكُمْ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ».

روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری ماؤں کے بارے میں (حسن سلوک کی) وصیت کرتا ہے۔'' آپ نے یہ بات تین بار فرمائی' پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھیں تمھارے باپوں کے بارے میں وصیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھیں زیادہ قریبی' پھر (اس کے بعد زیادہ) قریبی رشتہ داروں کے بارے میں وصیت فرماتا ہے۔''

۳۶۶۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا؟ قَالَ: «هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ».

۳۶۶۲- حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! اولاد پر والدین کا کیا حق ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تیری جنت اور تیری جہنم ہیں۔''

۳۶۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ. فَأَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ».

۳۶۶۳- حضرت ابو درداء ؓ سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے' چاہے اس دروازے کو ضائع کر لو' چاہے محفوظ کر لو۔''

فوائد و مسائل: ① والد کی خدمت جنت میں داخل ہونے کا اہم ذریعہ ہے۔ ② ضائع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر والد کو ناراض کرو گے تو تمھارے لیے جنت کا دروازہ نہیں کھلے گا' اس طرح تم جنت کا دروازہ کھو بیٹھو گے۔ ③ محفوظ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ والد کو خوش کرو گے تو جنت کا دروازہ تمھارے لیے ضرور کھل جائے گا۔ ④ اگر والد کسی ایسے کام کا حکم دے جس میں اللہ کی ناراضی ہے تو والد کی اطاعت کرنا جائز نہیں' البتہ اس صورت میں بھی والد کی خدمت اور احترام ضروری ہے۔

بالسماع، وله شاهد من حديث بهز عن أبيه عن جده، وقال البوصيري في حديث ابن ماجه: "هٰذا إسناد صحيح".

۳۶۶۲ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، وقال الساجي: اتفق أهل النقل على ضعف علي ابن يزيد".

۳۶۶۳ـ [حسن] تقدم، ح: ۲۰۸۹.

(المعجم ٢) - بَاب: صِلْ مَنْ كَانَ أَبُوكَ يَصِلُ (التحفة ٢)

باب:٢- والد کے قرابت داروں سے صلہ رحمی کا بیان

٣٦٦٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَسِيدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدٍ، مَوْلَى بَنِي سَاعِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ، مَالِكِ ابْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَبَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمَا؟ قَالَ: «نَعَمْ. اَلصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالْاسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَإِيفَاءٌ بِعُهُودِهِمَا مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمَا، وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا».

٣٦٦٤- حضرت ابواسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ قبیلۂ بنوسلمہ کا ایک آدمی آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے والدین سے حسن سلوک کی کوئی صورت باقی ہے جس کے ذریعے سے ان کی وفات کے بعد میں ان سے نیکی کر سکوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' ان کے لیے دعا کرنا' ان کے لیے (اللہ سے) بخشش کی درخواست کرنا' ان کی وفات کے بعد ان کے وعدے پورے کرنا (جو وہ زندگی میں پورے نہ کر سکے ہوں)' ان کے دوستوں کا احترام کرنا اور ان رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا جن سے تعلق صرف ان کے واسطے سے ہے۔''

(المعجم ٣) - بَابُ بِرِّ الْوَالِدِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ (التحفة ٣)

باب:٣- والد کے (اولاد سے' اور خاص طور پر بیٹیوں سے حسن سلوک کا بیان

٣٦٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالُوا: أَتُقَبِّلُونَ

٣٦٦٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: کچھ اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا: کیا تم لوگ اپنے بچوں کو چومتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہاں۔ انھوں نے کہا:

٣٦٦٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في بر الوالدين، ح: ٥١٤٢ من حديث ابن إدريس به، وصححه ابن حبان، والحاكم: ٤/ ١٥٤، ١٥٥، والذهبي، وأشار المنذري إلى أنه حسن، الترغيب: ٣/ ٣٢٣.

٣٦٦٥- أخرجه مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال وتواضعه، وفضل ذلك، ح: ٢٣١٧/ ٦٤ عن ابن أبي شيبة به، والبخاري، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ح: ٥٩٩٨ عن هشام.

صِبْيَانَكُمْ؟ قَالُوا: نَعَمْ. فَقَالُوا: لٰكِنَّا، وَاللّٰهِ! مَا نُقَبِّلُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَأَمْلِكُ أَنْ كَانَ اللّٰهُ قَدْ نَزَعَ مِنْكُمُ الرَّحْمَةَ؟».

لیکن قسم ہے اللہ کی! ہم تو (اپنے بچوں کو) نہیں چومتے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ میرے اختیار کی بات تو نہیں جب اللہ نے تمھارے اندر سے رحم کا جذبہ سلب کر لیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اپنے بچوں سے پیار کرنا شفقت و محبت کی علامت ہے۔ ② دل اللہ کے قبضے میں ہیں۔ نبی ﷺ وعظ و نصیحت کرتے تھے اور حق کو واضح کر کے بیان فرماتے تھے۔ ہدایت دینا اللہ کا کام ہے۔

۳۶۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ، عَنْ يَعْلَى الْعَامِرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَسْعَيَانِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَضَمَّهُمَا إِلَيْهِ، وَقَالَ: «إِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ».

۳۶۶۶- حضرت یعلی (بن مرہ) عامری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دوڑے دوڑے نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے انھیں سینے سے لگا لیا اور فرمایا: ''اولاد بخل اور بزدلی کا باعث ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اپنے بچوں سے پیار اور شفقت کا اظہار ان کے دل میں بزرگوں سے محبت کا باعث ہے۔ ② جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع ہو تو انسان بعض اوقات سوچتا ہے کہ یہ پیسے بچا لیے جائیں' اولاد کے کام آئیں گے۔ اس جذبے پر قابو پانا مشکل ہے' تاہم کوشش کرنی چاہیے کہ اولاد سے محبت کا یہ جذبہ ایک حد تک رہے تا کہ انسان بخیل نہ بن جائے۔ ③ جب اللہ کی راہ میں جہاد کا موقع ہو تو خیال آتا ہے کہ اگر میں شہید ہو گیا تو بچوں کا کیا بنے گا؟ اس طرح دل میں بزدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ ④ اولاد سے محبت کے جذبات کو شریعت کے احکام کے ماتحت رکھنا چاہیے۔

۳۶۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ، سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ

۳۶۶۷- حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں سب سے افضل صدقہ نہ بتاؤں؟ تیری بیٹی جو (بیوہ ہو کر یا طلاق ہو

۳۶۶۶- [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٢ عن عفان به، وهو في المصنف: ١٢/ ٩٧، وصححه البوصيري، والحاكم: ٣/ ١٦٤، وانظر، ح: ١٤٤، وهٰذا طرف منه.

۳۶۶۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٥ من حديث موسى بن عُلَيّ به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ١٧٦، ووافقه الذهبي، وعلته الانقطاع بين سراقة وعُلَيّ، صرح به البوصيري وغيره.

مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ؟ اِبْنَتُكَ مَرْدُودَةً إِلَيْكَ، لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ».

جانے کی وجہ سے) تیرے پاس واپس آ جائے' اور تیرے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہ ہو۔ (اس کے اخراجات برداشت کرنا افضل صدقہ ہے۔'')

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت تقریباً تمام محققین کے نزدیک ضعیف ہے' تاہم حدیث میں بیان کردہ مسئلے کی دیگر روایات کے عمومات سے تائید ہوتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۹/ ۱۲۵'۱۲۶) بنابریں بیٹی کی شادی کر دینے کے بعد اس کے اخراجات والدین کے ذمے نہیں۔ ② بیوہ یا مطلقہ بیٹی کا اگر کسی وجہ سے دوسرا نکاح نہ ہو سکے تو اس کے اخراجات والد کے ذمے ہیں۔ ③ بیٹی اور اس کے کم سن بچوں پر خرچ کرنا بہت ثواب کا باعث ہے۔ ④ بہن' بھانجی اور بھتیجی پر خرچ کرنا بھی اسی طرح ثواب کا کام ہے۔ ⑤ بیوہ اگر رشتے دار نہ بھی ہو تو نادار ہونے کی صورت میں اس کا اور اس کے یتیم بچوں کا خیال رکھنا بڑی نیکی ہے۔

۳۶۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ. أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَعْصَعَةَ، عَمِّ الْأَحْنَفِ قَالَ: دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ امْرَأَةٌ. مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا. فَأَعْطَتْهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ. فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً. ثُمَّ صَدَعَتِ الْبَاقِيَةَ بَيْنَهُمَا. قَالَتْ: فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثَتْهُ. فَقَالَ: «مَا أَعْجَبَكِ؟ لَقَدْ دَخَلَتْ بِهِ الْجَنَّةَ».

۳۶۶۸- حضرت احنف بن قیس بن معاویہ رحمۃ اللہ کے چچا حضرت صعصعہ بن معاویہ تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت آئی۔ اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اسے تین کھجوریں دیں۔ (اس وقت وہی میسر تھیں) اس نے دونوں بیٹیوں کو ایک ایک کھجور دی۔ پھر بچی ہوئی (تیسری کھجور) بھی دو ٹکڑے کر کے ان (بچیوں) کو دے دی۔ (بعد میں) نبی ﷺ تشریف لائے تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے یہ واقعہ عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تعجب کیوں کرتی ہو؟ وہ عورت اس عمل کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گئی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اولاد سے محبت فطری چیز ہے اور قابل تعریف بھی۔ ② بچیوں سے حسن سلوک کا ثواب

۳۶۶۸ـ [صحيح] أخرجه عبد بن حميد في مسنده (ق: ۱۹۵، ح: ۱۵۳۰) عن ابن أبي شيبة به إلا أن فيه: 'عن صعصعة عن الأحنف'، وهو وهم من الناسخ، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۵۹۹۵، ۱۴۱۸، ومسلم، ح: ۲۶۳۰/ ۱۴۷، ۱۴۸ وغيرهما، وحديث ابن ماجه صححه البوصيري.

جنت ہے۔ ③ اگر زیادہ صدقہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو تھوڑا صدقہ کرنے سے جھجکنا نہیں چاہیے۔

۳٦٦٩- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَرْمَلَةَ ابْنِ عِمْرَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُشَّانَةَ الْمَعَافِرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ وَأَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ، كُنَّ لَهُ حِجَاباً مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۳۶۶۹- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی تین بیٹیاں ہوں، وہ ان پر صبر کرے، جو کچھ میسر ہو اس میں سے انھیں کھلائے، پلائے اور پہنائے، قیامت کے دن وہ اس کے لیے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گی۔“

فائدہ: بہنوں یا دوسری رشتے دار بچیوں کی پرورش کا بھی یہی ثواب ہے۔

۳٦٧٠- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ فِطْرٍ، عَنْ أَبِي سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا، مَا صَحِبَتَاهُ أَوْ صَحِبَهُمَا، إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ».

۳۶۷۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کی دو بیٹیاں جوان ہو جائیں اور وہ ان سے اس وقت تک اچھا سلوک کرتا رہے جب تک وہ اس کے ساتھ رہیں، یا جب تک وہ ان کے ساتھ رہے، وہ اسے جنت میں ضرور داخل کردیں گی۔“

فائدہ: ”جب تک وہ اس کے ساتھ رہیں۔“ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا نکاح ہو جانے تک، یا نکاح سے پہلے فوت ہو جانے تک ان سے اچھا سلوک کرے، ان کی اچھی تربیت کرے، ان کی جائز ضروریات پوری کرے۔ ”جب تک وہ ان کے ساتھ رہے۔“ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کا نکاح کرنے سے پہلے فوت ہو جائے اور اپنی وفات تک ان سے اچھا سلوک کرتا رہے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔

۳٦٦٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٥٤ من حديث حرملة به، وهو في مسند ابن المبارك، ح: ١٥٣، وصححه البوصيري، وله شواهد عند البخاري، ومسلم، ح: ٢٦٣٢ عن أبي هريرة، وأبي داود، ح: ٥١٤٧ عن أبي سعيد الخدري وغيرهما.

۳٦٧٠ـ [صحيح] أخرجه ابن المبارك في المسند، ح: ١٤٦ عن فطر به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٤٣، والحاكم، وتعقبه الذهبي فقال: "شرحبيل واهٍ"، وضعفه البوصيري، وللحديث شاهد صحيح عند أحمد ٣/ ٣٠٣، وقال الهيثمي: ٨/ ١٥٧: "وإسناد أحمد جيد"، وله شاهد آخر عند مسلم وغيره.

٣٦٧١- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُمَارَةَ: أَخْبَرَنِي الْحَارِثُ بْنُ النُّعْمَانِ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ، وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ».

۳۶۷۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی اولاد کی عزت نفس کا خیال رکھو اور انھیں اچھے آداب (واخلاق) سکھاؤ۔''

(المعجم ٤) - **بَابُ حَقِّ الْجِوَارِ** (التحفة ٤)

باب: ۴- ہمسائیگی کا حق

٣٦٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، سَمِعَ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ يُخْبِرُ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، [فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ،] فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ».

۳۶۷۲- حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔ جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔''

فوائد و مسائل: ① نیک اعمال انجام دینا ایمان کا تقاضا ہے۔ ② پڑوسی کے ساتھ عام طور پر واسطہ پڑنے کی وجہ سے اختلاف پیدا ہونے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں' لہٰذا اس کے ساتھ حسن سلوک کا زیادہ اہتمام ہونا چاہیے تاکہ لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ ③ کاروبار میں شراکت رکھنے والا' بازار میں قریب کا دکاندار' تعلیمی ادارے میں ہم مکتب یا ہم جماعت' ہوسٹل میں ہم کمرہ یا اس عمارت میں رہائش پذیر طالب علم' ایک ہی کارخانے میں کام کرنے والے کارکن اور اس قسم کے دوسرے افراد بھی پڑوسی کے حکم میں ہیں۔ ④ مہمان کی عزت کا مطلب

٣٦٧١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه العقيلي: ١/ ٢١٤ من حديث سعيد بن عمارة به، وضعفه البوصيري * سعيد والحارث بن النعمان ضعيفان كما في التقريب وغيره.

٣٦٧٢ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الحث على إكرام الجار والضيف ولزوم الصمت إلا عن الخير... الخ، ح: ٤٨/ ٧٧ من حديث سفيان به، وأخرجه البخاري من حديث سعيد المقبري عن أبي شريح به، ح: ٦٠١٩، ٦١٣٥، ٦٤٧٦.

اس کے لیے معمول سے بہتر کھانا تیار کرنا' اس کے آرام وراحت کا خیال رکھنا' اس کی آمد پر ناگواری کا اظہار نہ کرنا اور اس قسم کے دوسرے امور ہیں۔ ⑤ بے سوچے سمجھے بات کرنے سے گناہ کی بات منہ سے نکل جاتی ہے' یا ایسی بات کہی جاتی ہے جس سے انسان بعد میں شرمندہ ہوتا ہے' اس لیے غیر ضروری گپ شپ سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑥ زبان کی حفاظت کے نتیجے میں ذکر وتلاوت وغیرہ کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے اور نیکیاں زیادہ ہوتی ہیں۔

٣٦٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَازَالَ جِبْرَئِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ».

۳۶۷۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جبریل ؑ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے حتی کہ میں گمان کرنے لگا کہ وہ اسے وراثت میں بھی شریک ٹھہرا دیں گے۔''

٣٦٧٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا زَالَ جِبْرَئِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ».

۳۶۷۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جبریل ؑ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے حتی کہ میں گمان کرنے لگا کہ وہ اسے وراثت میں بھی شریک ٹھہرا دیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ اپنی مرضی سے کوئی شرعی حکم جاری نہیں کرتے تھے بلکہ وحی کے ذریعے سے جو حکم نازل ہوتا تھا اس پر عمل کرتے اور کرواتے تھے۔ ② وراثت کے قوانین نصوص پر مبنی ہیں' ان میں قیاس نہیں چلتا۔ ③ پڑوسی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حسن سلوک کا خیال رکھنا چاہیے۔

٣٦٧٣- أخرجه البخاري، الأدب، باب الوصاءة بالجار، وقول الله تعالى: "واعبدوا الله ... الخ، ح: ٦٠١٤ من حديث يحيى بن سعيد به، ومسلم، البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان إليه، ح: ٢٦٢٤ عن ابن أبي شيبة به.

٣٦٧٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٤٥ عن وكيع به، وتابعه أبوقطن عنده: ٢/ ٣٠٥، وصححه البوصيري.

(المعجم ٥) - بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ (التحفة ٥)

باب:۵- مہمان کا حق

٣٦٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ. وَجَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ. وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَ صَاحِبِهِ حَتَّى يُحْرِجَهُ. اَلضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ. وَمَا أَنْفَقَ عَلَيْهِ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۳۶۷۵- حضرت ابوشریح خزاعی ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اور اس کی (واجب) مہمانی ایک دن رات ہے۔ مہمان کے لیے اپنے دوست (میزبان) کے ہاں (اتنا عرصہ) ٹھہرے رہنا جائز نہیں کہ وہ (میزبان) تنگی محسوس کرے۔ مہمانی (کی مسنون حد) تین دن تک ہے۔ تین دن کے بعد وہ جو کچھ اس پر خرچ کرتا ہے' وہ صدقہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ایک دن رات تک مہمان کی خاطر تواضع کرنا ضروری ہے' تاہم یہ تکلف اپنی استطاعت کے مطابق ہی کرنا چاہیے۔ ② دوسرے اور تیسرے دن بھی مہمان کو کھانا کھلانا اور گھر میں ٹھہرانا اس کا حق ہے۔ ③ مہمان کو چاہیے کہ تین دن سے زیادہ میزبان کے ہاں نہ ٹھہرے' البتہ اگر میزبان قریبی تعلق یا دوستی کی وجہ سے زیادہ ٹھہرنے میں تکلیف محسوس نہ کرے یا مزید ٹھہرنے کی خواہش کا اظہار کرے تو زیادہ ٹھہرنا بھی درست ہے۔ ④ تین دن سے زیادہ کسی کے ہاں مہمان بن کر کھانا اور ٹھہرنا اس طرح ہے جیسے صدقہ کھانا' اور خوشحال آدمی صدقہ کھانا پسند نہیں کرتا۔

٣٦٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَا. فَمَا تَرَى فِي ذٰلِكَ؟ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ نَزَلْتُمْ

۳۶۷۶- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا: آپ ہمیں (سرکاری امور کی انجام دہی کے لیے) بھیجتے ہیں۔ کچھ لوگوں کے پاس ہم ٹھہرتے ہیں تو وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''جب

٣٦٧٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٧٢.

٣٦٧٦ـ أخرجه البخاري، المظالم، باب: قصاص المظلوم إذا وجد مال ظالمه، ح: ٢٤٦١/ ٦١٣٧ من حديث الليث به، ومسلم، اللقطة، باب الضيافة ونحوها، ح: ١٧٢٧ عن محمد بن رمح به.

بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ، فَاقْبَلُوا. وَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا، فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ».

تم کچھ لوگوں کے پاس (ان کی بستی میں) ٹھہرو اور وہ تمھارے لیے وہ کچھ مہیا کریں جو مہمان کے لیے ہونا چاہیے تو (ان سے) قبول کرلو۔ اور اگر وہ ایسے نہ کریں تو ان سے مہمان کا وہ حق وصول کرو جو انھیں چاہیے تھا (کہ پیش کرتے۔)''

فوائد و مسائل: ① سرکاری امور کی انجام دہی کے لیے آنے والے سرکاری ملازم کی کھانے پینے اور رہائش کی ضرورت پوری کرنا بستی والوں کے لیے ضروری ہے۔ ② آج کل بڑے شہروں میں ایسے ملازمین کے لیے ٹھہرنے کا انتظام سرکاری طور پر ہوتا ہے' افسروں کو وہاں ٹھہرنا چاہیے اور کسی ماتحت پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے۔ ③ جب سرکاری ملازم کو حکومت کی طرف سے سفر خرچ وغیرہ (ٹی اے۔ ڈی اے) مہیا کیا جائے تو ملازم کو چاہیے کہ اس سے مناسب حد تک اپنی ضروریات پوری کرے۔ فضول خرچی کرکے یا غلط بیانی کرکے جائز حد سے زیادہ رقم وصول نہ کرے۔

٣٦٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْمِقْدَامِ أَبِي كَرِيمَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْلَةُ الضَّيْفِ وَاجِبَةٌ. فَإِنْ أَصْبَحَ بِفِنَائِهِ، فَهُوَ دَيْنٌ عَلَيْهِ. فَإِنْ شَاءَ اقْتَضَى، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

٣٦٧٧- حضرت ابوکریمہ مقدام (بن معدیکرب ؓ) سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہمان کی ایک رات (مہمان نوازی کرنا) واجب ہے۔ اگر مہمان صبح تک اس کے گھر رہا (اور اس نے مہمانی نہ کی) تو یہ اس (صاحب خانہ) پر قرض ہے۔ مہمان چاہے تو اس کا مطالبہ (کرکے وصول) کرلے' چاہے تو چھوڑ دے۔''

(المعجم ٦) - بَابُ حَقِّ الْيَتِيمِ (التحفة ٦)

باب: ٦- یتیم کا حق

٣٦٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ

٣٦٧٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں (لوگوں کو) دو کمزوروں یتیم اور عورت' کی حق تلفی کرنا (تاکید کے

٣٦٧٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب ماجاء في الضيافة، ح: ٣٧٥٠ من حديث منصور به.

٣٦٧٨ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٥/ ٣٦٣، ح: ٩١٤٩ من حديث يحيٰى به * وابن عجلان صرح بالسماع عنده، وصححه البوصيري، وله شاهد من حديث أبي شريح الخزاعي رضي الله عنه، أخرجه النسائي أيضًا، ح: ٩١٥٠.

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ: اَلْيَتِيمِ وَالْمَرْأَةِ».

ساتھ) حرام ٹھہراتا ہوں۔"

فوائد و مسائل: ① یتیم اپنی ضروریات کے سلسلے میں اپنے سرپرست کا محتاج ہوتا ہے۔ وہ اس سے اس طرح مطالبہ نہیں کر سکتا جس طرح بچہ اپنے باپ سے ضد کر کے یا ناز کے ساتھ اپنی بات منوالیتا ہے' اس لیے ضروری ہے کہ یتیم کی ضروریات اس کے مطالبے کے بغیر پوری کی جائیں۔ ② عورت اخلاقی' قانونی اور شرعی طور پر اپنے خاوند کے ماتحت ہے۔ اگر خاوند اس کے حقوق پوری طرح ادا نہ کرے اس کے باوجود وہ اپنے بچوں کی محبت کی وجہ سے یا خاوند سے محبت کی وجہ سے اس گھر میں رہنے پر مجبور ہو تو خاوند کو چاہیے کہ اس کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرے بلکہ اس کے حقوق بہتر انداز سے ادا کرے۔

۳۶۷۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ [أَبِي] سُلَيْمَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَتَّابٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ. وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ».

۳۶۷۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں میں بہترین گھر وہ ہے جس گھر میں کوئی یتیم (زیر کفالت) ہو اور اس سے اچھا سلوک کیا جائے۔ اور مسلمانوں میں سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم (زیر کفالت) ہو اور اس سے برا سلوک کیا جائے۔"

۳۶۸۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكَلْبِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَالَ ثَلَاثَةً مِنَ الْأَيْتَامِ، كَانَ كَمَنْ قَامَ لَيْلَهُ وَصَامَ نَهَارَهُ.

۳۶۸۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے تین یتیموں کی پرورش کی' وہ ایسے ہے جیسے اس نے رات بھر قیام کیا' دن بھر روزہ رکھا اور صبح شام اللہ کی راہ میں تلوار سونتے (جہاد کرتا) رہا۔ میں اور وہ جنت میں اس طرح بھائی بھائی ہوں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں بہنیں ہیں۔"

۳۶۷۹ـ [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد في مسنده، ح: ۱٤٦۷ من حديث ابن المبارك به، وهو في الزهد، ح: ٦٥٤، وضعفه البوصيري، وقال العراقي في تخريج الإحياء: "وفيه ضعف"، وعلته ضعف يحيى بن أبي سليمان، راجع التقريب، ونيل المقصود، ح: ۸۹۳ وغيرهما.

۳۶۸۰ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "إسماعيل بن إبراهيم مجهول والراوي عنه ضعيف".

وَغَدَا وَرَاحَ شَاهِرًا سَيْفَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَكُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ أَخَوَيْنِ. كَهَاتَيْنِ، أُخْتَانِ». وَأَلْصَقَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى.

(یہ فرماتے ہوئے) نبی ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملالیا۔

فائدہ: مذکورہ روایت تو سنداً ضعیف ہے' تاہم یتیم کی کفالت کے بارے میں یہ ارشاد نبوی صحیح سند سے مروی ہے: ''اپنے (رشتہ دار) یا بیگانے یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں جنت میں ان (دو انگلیوں) کی طرح ہوں گے۔'' (یہ فرماتے وقت راوی نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا۔) (صحیح مسلم' الزھد' باب فضل الإحسان إلی الأرملة و المسکین و الیتیم' حدیث: ۲۹۸۳)

(المعجم ۷) - **بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ** (التحفة ۷)

باب: ۷- راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا

۳۶۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبَانِ بْنِ صَمْعَةَ، عَنْ أَبِي الْوَازِعِ الرَّاسِبِيِّ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ أَنْتَفِعُ بِهِ. قَالَ: «اِعْزِلِ الْأَذَى عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ».

۳۶۸۱- حضرت ابو برزہ فضلہ بن عبید اسلمی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی عمل بتایئے جس سے مجھے فائدہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دیا کرو۔''

فوائد و مسائل: ① دنیا کے کسی جائز کام میں فائدہ پہنچانے والے مسلمان کو آخرت میں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ② اللہ کی رضا کے لیے رفاہ عامہ کا کوئی کام کرنا عظیم نیکی ہے۔

۳۶۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَانَ عَلَى الطَّرِيقِ غُصْنُ شَجَرَةٍ يُؤْذِي النَّاسَ. فَأَمَاطَهَا رَجُلٌ. فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ».

۳۶۸۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک درخت کی ٹہنی راستے میں تھی' اس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ ایک آدمی نے اسے ہٹا دیا تو اسے جنت میں داخل کر دیا گیا۔''

۳۶۸۱- أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل إزالة الأذى عن الطريق، ح: ۲۶۱۸ من حديث أبان بن صمعة به.

۳۶۸۲- [صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۴۹۵ عن ابن نمير به، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه البخاري، ومسلم، ح: ۱۹۱۴ وغيرهما من حديث مالك عن سمي عن أبي صالح عن أبي هريرة به.

فوائد و مسائل: ① لوگوں کو تکلیف اور نقصان سے بچانا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ② عوام کو فائدہ پہنچانے والا معمولی عمل بھی جنت میں داخلے کا باعث بن سکتا ہے۔ ③ ناجائز تجاوزات کے ذریعے سے راستہ تنگ کرنا' یا بند کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ عام طور پر شادی بیاہ کے موقعوں پر راستہ بند کر کے تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ اللہ کے غضب کا باعث ہے۔ ④ کوڑا کرکٹ راستے میں پھینکنا' یا وہاں قضائے حاجت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ سایہ دار درخت کے نیچے جہاں لوگ بیٹھتے ہوں اور راستے میں پیشاب پاخانہ کرنے والے پر لعنت پڑتی ہے۔

٣٦٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ وَاصِلٍ، مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عُرِضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي بِأَعْمَالِهَا. حَسَنِهَا وَسَيِّئِهَا. فَرَأَيْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُنَحَّى عَنِ الطَّرِيقِ. وَرَأَيْتُ فِي سَيِّءِ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ».

۳۶۸۳- حضرت ابوذر (جندب بن جنادہ غفاری) ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے سامنے میری امت اپنے اچھے اور برے اعمال کے ساتھ پیش کی گئی۔ میں نے اس کے اچھے اعمال میں راستے سے تکلیف دہ چیز (پتھر' کانٹا وغیرہ) ہٹانا بھی پایا۔ اور اس کے برے اعمال میں وہ تھوک پایا جو مسجد میں (تھوکا گیا) ہو اور اس پر مٹی نہ ڈالی گئی ہو۔''

فوائد و مسائل: ① ہر وہ عمل نیکی ہے جس سے لوگوں کو فائدہ ہو یا نقصان سے بچاؤ ہو (بشرطیکہ وہ شریعت کے کسی خاص حکم کے خلاف نہ ہو) اور ہر وہ عمل برائی ہے جو اس کے برعکس ہو۔ ② کسی نیکی کو معمولی سمجھ کر ترک نہیں کرنا چاہیے اور کسی برائی کو معمولی سمجھ کر اس کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے۔ ③ مسجد کی صفائی کا اہتمام زیادہ ہونا چاہیے۔ ④ اس زمانے میں فرش کچا ہوتا تھا' اس لیے بلغم وغیرہ پر مٹی ڈال دینے سے وہ جذب ہو کر ختم ہو جاتا تھا۔ آج کل کے حالات کے مطابق پانی سے صفائی کرنا ضروری ہے۔ ⑤ اگر تھوکنے کی ضرورت پیش آئے تو وضو کی جگہ جا کر تھوکا جائے یا رومال میں تھوک لیا جائے، کراہت ہو تو بعد میں رومال دھو لیا جائے۔

(المعجم ٨) - بَابُ فَضْلِ صَدَقَةِ الْمَاءِ (التحفة ٨)

باب:۸- پانی صدقہ کرنے کی فضیلت

٣٦٨٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٧٨ عن يزيد به، وأخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد، ح: ٥٥٣ من حديث واصل عن يحيى بن عقيل عن يحيى بن يعمر عن أبي الأسود الديلي عن أبي ذر به، وبه صح الحديث.

٣٦٨٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَقْيُ الْمَاءِ».

۳۶۸۴- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پانی پلانا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر اسے حسن قرار دیا ہے اور اس پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے حدیث کے حسن ہونے والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۷/۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵ وصحيح سنن أبي داود للألباني (مفصل)، ۵/۳۶۶-۳۶۹، رقم: ۱۴۷۴-۱۴۷۶) بنابریں پانی پلانا بڑی نیکی ہے خواہ وہ نلکا لگوانے یا کنواں کھدوانے کی صورت میں ہو یا کولر لگا دیا جائے یا گھڑے میں پانی بھر کر رکھ دیا جائے یا نلکے سے گلاس بھر کر کسی کو لا دیا جائے۔ اپنے اپنے موقع محل کے مطابق یہ سب صورتیں نیکی میں شامل ہیں۔ ② جب ضرورت سے زائد پانی موجود ہو تو ضرورت مند کو وہ پانی لینے سے منع کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ③ پانی استعمال کرنے والوں کو چاہیے کہ اسے ضائع نہ کریں جیسے بعض دفعہ ایک آدمی آدھا گلاس پانی پینا چاہتا ہے تو پہلے گلاس کو دھوتا ہے خواہ وہ بالکل صاف ہو پھر گلاس بھر کر پانی لیتا ہے اور آدھا گلاس پی کر باقی گرا دیتا ہے۔ یا وضو کرنے میں اتنا پانی استعمال کرتا ہے جس سے کئی آدمی وضو کر سکتے ہیں۔ یہ اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے۔

٣٦٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَصُفُّ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُفُوفًا وَقَالَ

۳۶۸۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگ اور ابن نمیر کی روایت میں ہے: جنتی لوگ صفیں بنائے ہوئے ہوں گے۔ ایک جہنمی ایک (جنتی) آدمی کے پاس سے گزرے گا اور اس سے کہے گا: فلاں صاحب!

٣٦٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في فضل سقي الماء، ح: ١٦٧٩ من حديث قتادة به، وصححه ابن حبان، ح: ٨٥٨، والحاكم: ١/ ٤١٤ على شرط الشيخين فرده الذهبي بقوله: "فإنه غير متصل" * سعيد لم يدرك عبادة كما قال المنذري، وله شاهد ضعيف عند النسائي، ح: ٣٦٤١.

٣٦٨٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في تفسيره معالم التنزيل: ٤/ ٤١٩، المدّثر، الآية: ٤٨ من حديث الأعمش به، وضعفه البوصيري لضعف يزيد، وتقدم، ح: ١٠٨٠، وفيه علة أخرى.

ابْنُ نُمَيْرٍ: أَهْلُ الْجَنَّةِ. فَيَمُرُّ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ عَلَى الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَافُلَانُ! أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ اسْتَسْقَيْتَ فَسَقَيْتُكَ شَرْبَةً؟ قَالَ: فَيَشْفَعُ لَهُ. وَيَمُرُّ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ نَاوَلْتُكَ طَهُورًا؟ فَيَشْفَعُ لَهُ».

کیا آپ کو یاد نہیں جس دن آپ نے پانی مانگا تھا تو میں نے آپ کو ایک گھونٹ پانی پلایا تھا؟ چنانچہ وہ (اس کا دنیا میں کیا ہوا احسان یاد کر کے) اس کے حق میں شفاعت کر دے گا۔ دوسرا آدمی گزرے گا' وہ کہے گا: کیا آپ کو یاد نہیں جس دن میں نے آپ کو وضو کے لیے پانی دیا تھا؟ چنانچہ وہ اس کے حق میں شفاعت کر دے گا۔''

قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: «وَيَقُولُ: يَافُلَانُ! أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ بَعَثْتَنِي فِي حَاجَةِ كَذَا وَكَذَا، فَذَهَبْتُ لَكَ؟ فَيَشْفَعُ لَهُ».

ابن نمیر (اپنی روایت میں) بیان کرتے ہیں: ''وہ کہے گا: فلاں صاحب! کیا آپ کو یاد نہیں جس دن آپ نے مجھے فلاں فلاں کام کے لیے بھیجا تھا تو میں آپ کے لیے گیا تھا؟ چنانچہ وہ اس کے حق میں شفاعت کر دے گا۔''

٣٦٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ، تَغْشَى حِيَاضِي، قَدْ لُطْتُهَا لِإِبِلِي، فَهَلْ لِيَ مِنْ أَجْرٍ إِنْ سَقَيْتُهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ. فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّى أَجْرٌ».

٣٦٨٦- حضرت سراقہ بن جعشم ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ایک گم شدہ اونٹ میرے حوض پر آ جاتا ہے جو میں نے اپنے اونٹوں (کو پانی پلانے) کے لیے (بنایا' سنوارا اور) لیپا ہے۔ اگر میں اس (گمشدہ اونٹ) کو پانی پلا دوں تو کیا مجھے ثواب ملے گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' حرارت محسوس کرنے والے' جگر رکھنے والے ہر جانور (کو پانی پلانے) میں اجر و ثواب ہے۔''

فوائد و مسائل: ① کسی کے پیاسے جانور کو پانی پلانا اور کسی کے بھوکے جانور کو خوراک مہیا کرنا بھی اسی طرح نیکی ہے جس طرح کسی بھوکے پیاسے انسان کو خوراک اور پانی مہیا کرنا۔ ② جو جانور کسی کی ملکیت نہیں اس کو پانی پلانا بھی نیکی ہے' جیسے ایک بدکار عورت پیاسے کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے بخشی گئی۔ دیکھیے:

٣٦٨٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٥ من حديث ابن إسحاق به، وتابعه صالح بن كيسان عند أحمد، وصرح بسماع الزهري فيه، وأصله عند البخاري وغيره، وله شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما، انظر مسند الحميدي بتحقيقي، ح: ٩٠٤.

(صحیح مسلم' السلام' باب فضل سقي البهائم المحترمة و إطعامها' حدیث:۲۲۴۵)

(المعجم ۹) - **بَابُ الرِّفْقِ** (التحفة ۹)

باب:۹-نرمی (سے کام لینے) کا بیان

۳۶۸۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ الْعَبْسِيِّ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ، يُحْرَمِ الْخَيْرَ».

۳۶۸۷- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نرمی سے محروم رہا' وہ (ہر قسم کی) خیر سے محروم رہا۔''

فائدہ: سخت طبیعت والا شخص لوگوں کی محبت حاصل نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے وہ بہت سے دنیوی فوائد سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور بد اخلاق شخص اللہ کو بھی پسند نہیں' اس لیے وہ آخرت کے فوائد سے بھی محروم رہ جاتا ہے۔

۳۶۸۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَفْصٍ الْأُبُلِّيُّ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَيْهِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ».

۳۶۸۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے' نرمی کو پسند کرتا ہے' اور نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو سختی پر عطا نہیں فرماتا۔''

فوائد و مسائل: ① باہمی معاملات میں نرم روی اللہ کو بہت پسند ہے' اس لیے وہ اس پر دنیوی فوائد اور آخرت میں اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ ② دین کے معاملات میں اور حدود کے نفاذ میں نرمی اور مداہنت ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ ایسے موقع پر دین پر مضبوطی سے قائم رہنا بلندئ درجات کا باعث ہے۔

۳۶۸۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۶۸۹- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت

۳۶۸۷_ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل الرفق، ح: ۲۵۹۲/ ۷۵ من حديث وكيع به.

۳۶۸۸_ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى (الورقة ۱۰۱ ب، تحفة الأشراف: ۹/ ۳۷٤ وسقط من المطبوع) عن إسماعيل به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۹۱٤، وله شواهد عند مسلم، ح: ۲۵۹۳، وأبي يعلٰى: ۱/ ۳۸۰، ح: ٤۹۰ وغيرهما.

۳۶۸۹_ [صحيح] وصححه البوصيري، وانظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ. ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر معاملے میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔''

فائدہ: دعوت وتبلیغ میں نرمی کا انداز نہایت مفید ہے' تاہم درست موقف میں نرمی پیدا کر لینا باطل کو قبول کرنے کے مترادف ہے۔ جن معاملات میں شریعت میں آسانی ہے ان میں خواہ مخواہ سخت پہلو اختیار کرنا بھی غلط ہے اور اس پر اصرار کرنا مزید غلطی ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ الْإِحْسَانِ إِلَى الْمَمَالِيكِ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- غلاموں سے حسن سلوک کا بیان

٣٦٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ ابْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ. فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ. وَأَلْبِسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ. وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ. فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ، فَأَعِينُوهُمْ».

٣٦٩٠- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(غلام) تمھارے بھائی ہیں' جنھیں اللہ نے تمھارے زیر دست (ماتحت) بنا دیا ہے' لہٰذا جو کھانا تم کھاتے ہو اس میں سے انھیں کھلاؤ اور جو (لباس) خود پہنتے ہو اس میں سے انھیں پہناؤ۔ اور ان کو وہ کام کرنے کا حکم نہ دو جو ان پر غالب آ جائے۔ اور اگر (ضرورت کے تحت) انھیں ایسا حکم دو تو (اس کی انجام دہی میں خود بھی) ان کی مدد کرو۔''

فوائد ومسائل: ① اسلام میں غلام بنانا ممنوع نہیں' تاہم غلام کے حقوق اس قدر زیادہ ہیں کہ وہ آزاد انسان کے بہت قریب ہو جاتا ہے' اس کے علاوہ غلام کو آزاد کرنے کی بہت ترغیب دی گئی ہے۔ ② بہت سی صورتوں میں غلام کو آزاد کرنا مسلمانوں کے لیے یا خود غلام کے لیے تکلیف یا نقصان کا باعث ہو سکتا ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ

٣٦٩٠ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، ح: ٦٠٥٠ من حديث الأعمش به، ومسلم، الأيمان، باب إطعام المملوك مما يأكل، وإلباسه مما يلبس، ولا يكلفه ما يغلبه، ح: ١٦٦١/ ٣٨ عن ابن أبي شيبة به.

خَیْرًا﴾ (النور۲۴:۳۳) ’’اور تمھارے جو لونڈی غلام مکاتبت (آزادی کا معاہدہ) کرنا چاہیں تو ان سے آزادی کا معاہدہ کرلو اگر تمھیں ان کے اندر بھلائی معلوم ہو۔‘‘ اس لیے غیر مسلم یا بری عادتوں میں مبتلا غلام کو آزاد کرنے کی بجائے غلام ہی رکھنے میں اس کا اور معاشرے کا فائدہ ہے۔ ③ غلام کے انسانی حقوق کا خیال رکھنا مالک کا فرض ہے۔ ④ غلام کے لیے مناسب غذا‘ مناسب لباس اور رہائش مہیا کرنا آقا کی ذمہ داری ہے‘ اس کے عوض وہ آقا کی خدمت کرے گا اور روزمرہ معاملات میں اس سے تعاون کرے گا۔ ⑤ اگر غلام کے ذمے ایسا کام لگایا جائے جو وہ اکیلا انجام نہ دے سکتا ہو تو مالک کا فرض ہے کہ خود اس کے ساتھ مل کر کام کرے یا اسے مددگار مہیا کرے۔ ⑥ گھروں اور دکانوں پر کام کرنے والے ملازم‘ کھیتوں اور کارخانوں میں کام کرنے والے کارکن غلام نہیں‘ تاہم وہ حالات کی وجہ سے مالک کی سختی برداشت کرنے پر مجبور ہیں۔ ان کے حقوق غلاموں سے زیادہ ہیں۔ ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام لینا‘ کم آرام کا موقع دینا‘ ان کی عزت نفس مجروح کرنا اور تنخواہ دینے میں بلاوجہ تاخیر کرنا‘ یہ سب کام حرام ہیں۔

٣٦٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ، عَنْ مُرَّةَ الطَّيِّبِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ أَكْثَرُ الْأُمَمِ مَمْلُوكِينَ وَيَتَامٰى؟ قَالَ: «نَعَمْ. فَأَكْرِمُوهُمْ كَكَرَامَةِ أَوْلَادِكُمْ. وَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ». قَالُوا: فَمَا يَنْفَعُنَا فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: «فَرَسٌ تَرْتَبِطُهُ تُقَاتِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللهِ. مَمْلُوكُكَ يَكْفِيكَ. فَإِذَا صَلّٰى، فَهُوَ أَخُوكَ».

٣٦٩١- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بری مالکانہ صفات کا حامل جنت میں داخل نہیں ہوگا۔‘‘ (مالک ہونے کے پہلو سے بھی اچھی صفات سے متصف ہونا چاہیے۔) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ اس امت میں غلام اور یتیم سب قوموں سے زیادہ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ’’ہاں (ہوں گے) لہٰذا ان سے اسی طرح عزت کا رویہ رکھو جس طرح اپنی اولاد سے عزت کا رویہ رکھتے ہو (انھیں خواہ مخواہ ذلیل نہ کرو۔) اور انھیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔‘‘ انھوں نے عرض کیا: دنیا میں کیا چیز ہمیں فائدہ دے سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’وہ گھوڑا جسے تو اللہ کی راہ میں جنگ کرنے کے لیے باندھ رکھے‘ تیرا غلام جو

٣٦٩١- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في الإحسان إلى الخادم، ح:١٩٤٦ من حديث فرقد به، وقال: "غريب" وضعفه البوصيري، وانظر، ح:١٧٨١ لحال فرقد.

تیرے کام آئے۔ اگر وہ نمازی ہو تو وہ تیرا (مسلمان) بھائی ہے (لہٰذا اس کا خیال رکھنا زیادہ ضروری ہے۔")

(المعجم ١١) - **بَابُ إِفْشَاءِ السَّلَامِ** (التحفة ١١)

باب: ۱۱- سلام کو عام کرنا

٣٦٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا. وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا. أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ».

۳۶۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے حتی کہ ایمان والے بن جاؤ۔ اور تم (کامل) مومن نہیں بن سکتے حتی کہ آپس میں محبت رکھو۔ کیا تم کو ایک چیز نہ بتاؤں جب تم وہ عمل کرو گے تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔"

فوائد و مسائل: ① جنت میں داخلے کے لیے ایمان لازمی شرط ہے۔ ② کامل ایمان والے جہنم کی سزا بھگتے بغیر جنت میں چلے جائیں گے جب کہ ناقص ایمان والے اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد جہنم سے نکلیں گے۔ ③ وہ محبت جس کی بنیاد رنگ' نسل' خاندان' زبان' وطن یا جذبات کی بجائے ایمان پر ہو' ایمان کی تکمیل اور اس کے حسن کا باعث ہے۔ ④ ایک دوسرے کو سلام کرنا باہمی محبت کا سبب ہے کیونکہ "السلام علیکم" اور "وعلیکم السلام" کے الفاظ ایک دوسرے کے لیے نیک جذبات کا اظہار بھی ہیں اور دعائے خیر بھی۔ ⑤ مسلمانوں میں باہمی محبت پیدا کرنے کے لیے اللہ کے نبی ﷺ نے بہت سی چیزیں بتائی ہیں' مثلاً: تحفے تحائف دینا' اچھے نام سے پکارنا' سلام کے ساتھ مصافحہ کرنا' کافی مدت کے بعد ملاقات ہونے پر معانقہ کرنا' نماز با جماعت میں صف سیدھی رکھنا اور ایک دوسرے کے قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونا' ضرورت کے وقت مدد کرنا' خوشی اور غمی میں شریک ہونا اور بڑے کا احترام اور چھوٹے پر شفقت کرنا وغیرہ۔

٣٦٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۶۹۳- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٣٦٩٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٨.

٣٦٩٣ـ [صحيح] أخرجه الطبراني: ٨/ ١٣١، ح: ٧٥٢٥ من حديث ابن أبي شيبة به وهو في المصنف: ٨/ ٤٣٥، وصححه البوصيري * إسماعيل تابعه بقية، الطبراني أيضًا، ح: ٧٥٢٤، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: أَمَرَنَا نَبِيُّنَا ﷺ، أَنْ نُفْشِيَ السَّلَامَ.

انھوں نے فرمایا: ''ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے سلام عام کرنے کا حکم دیا ہے۔''

٣٦٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ، وَأَفْشُوا السَّلَامَ».

٣٦٩٤- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحمان کی عبادت کرو اور سلام عام کرو۔''

فوائد ومسائل: ① اسلام اللہ سے اور بندوں سے صحیح تعلق قائم کرنے کا نام ہے۔ اللہ سے صحیح تعلق کی بنیاد عقیدۂ توحید اور عبادات کے ذریعے سے اس کا اظہار ہے۔ بندوں سے صحیح تعلق قائم کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے لیے ایک آسان کام سب کو سلام کرنا ہے۔ ② سلام عام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان کو سلام کیا جائے۔ اور جب بھی ملاقات ہو یا ملاقات کے بعد رخصت ہونا ہو تو سلام کیا جائے۔ اس میں دوست' رشتے دار اور اجنبی کے درمیان فرق نہ رکھا جائے۔ ③ غیر مسلم کو سلام کرنے میں پہل نہ کی جائے لیکن اگر وہ سلام کریں تو انھیں جواب دیا جائے' جیسے باب نمبر ١٣ میں آ رہا ہے۔ ④ سلام اتنی بلند آواز سے کرنا چاہیے کہ کم از کم وہ شخص سن لے جسے سلام کیا گیا ہے۔

(المعجم ١٢) - بَابُ رَدِّ السَّلَامِ (التحفة ١٢)

باب: ١٢- سلام کا جواب دینا

٣٦٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِي

٣٦٩٥- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جب کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک طرف تشریف فرما تھے۔ اس نے نماز پڑھی' پھر آ کر سلام کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: [وَعَلَيْكَ السَّلَامُ] ''تجھ پر بھی سلامتی ہو۔''

٣٦٩٤- [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في فضل إطعام الطعام، ح: ١٨٥٥ من حديث عطاء به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في المصنف: ٨/ ٤٣٦، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٦٩٥- [صحيح] تقدم، ح: ١٠٦٠.

نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ. فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ. فَقَالَ: «وَعَلَيْكَ السَّلَامُ».

فوائد و مسائل: ① اگر مسجد میں چند افراد مل کر بیٹھے ہوئے ہوں تو ان کے پاس آنے والا انھیں سلام کرے۔ ② سلام کا جواب ضرور دینا چاہیے۔ ③ [عَلَيْكَ] ایک آدمی کے لیے اور [عَلَيْكُمْ] زیادہ افراد کے لیے ہوتا ہے لیکن ایک آدمی کو بھی [عَلَيْكُمْ] کہنا درست ہے۔

٣٦٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ لَهَا: «إِنَّ جِبْرَائِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ» قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ.

٣٦٩٦- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جبریل ؑ آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔'' انھوں نے کہا: [وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ] ''ان پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔''

فوائد و مسائل: ① ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ انھیں جبریل ؑ نے سلام کہا۔ یہ شرف دوسرے صحابہ ؓ کو حاصل نہیں ہوا۔ ② ام المومنین ؓ فرشتوں کو نہیں دیکھتی تھیں' نہ ان کی آواز سنتی تھیں' اس لیے جواب میں [وَعَلَيْكَ السَّلَامُ] کی بجائے [وَعَلَيْهِ السَّلَامُ] فرمایا۔ ③ جب کسی کو کسی کا سلام پہنچایا جائے تو اس کا جواب اسی انداز سے دینا چاہیے۔

(المعجم ١٣) - بَابُ رَدِّ السَّلَامِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ (التحفة ١٣)

باب: ١٣- ذمیوں کو سلام کا جواب دینا

٣٦٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ابْنُ سُلَيْمَانَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ

٣٦٩٧- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اہل کتاب میں سے کوئی شخص تمھیں سلام کہے تو (جواب میں) کہو:

٣٦٩٦- أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: إذا قال فلان يقرئك السلام، ح: ٦٢٥٣ من حديث زكريا به، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٧/ ٩٠ عن ابن أبي شيبة به.

٣٦٩٧- [إسناده صحيح] أخرجه ابن حبان (موارد)، ح: ١٩٤١ من حديث سعيد به، وهو في المصنف: ٨/ ٤٤٢ * سعيد تابعه شعبة عند مسلم، السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام ... الخ، ح: ٢١٦٣، وله طريق أخر عند البخاري، ح: ٦٩٢٦، ومسلم وغيرهما عن أنس رضي الله عنه.

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ».

[وَعَلَيْكُمْ] ”تم پر بھی۔“

۳۶۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ نَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ. فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ، يَاأَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ: «وَعَلَيْكُمْ».

۳۶۹۸- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ کچھ یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: [اَلسَّامُ عَلَيْكَ يَا أَبَاالْقَاسِمِ] ”ابوالقاسم! آپ پر سام یعنی موت ہو۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: [وَعَلَيْكُمْ] ”تم پر بھی۔“

فوائد و مسائل: ① اہل کتاب سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں۔ ہندو سکھ اور مرزائی وغیرہ اہل کتاب میں شامل نہیں۔ ② یہ رسول اللہ ﷺ کا تحمل تھا کہ غصہ دلانے والی حرکت پر بھی اپنے جذبات کو قابو میں رکھا اور بہترین مناسب جواب دیا۔ ③ اہل کتاب کو وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ کے بجائے وَعَلَيْكُمْ کہنے میں یہی حکمت ہے کہ وہ لوگ شرارت سے کام لیتے تھے اور غلط الفاظ بولتے تھے۔ آج کل کے عام غیر مسلم عربی زبان کی ان باریکیوں سے ناواقف ہیں اور صاف الفاظ میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہتے ہیں' اس لیے انھیں وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ کہنے میں حرج نہیں' تاہم اگر انھیں بھی وَعَلَيْكُمْ ہی کہہ دیا جائے تو جائز ہے۔ ④ ذمی سے مراد مسلمان سلطنت کے غیر مسلم باشندے ہیں۔

۳۶۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنِّي رَاكِبٌ غَدًا إِلَى الْيَهُودِ. فَلَا تَبْدَءُوهُمْ بِالسَّلَامِ. فَإِذَا سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ، فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ».

۳۶۹۹- حضرت ابوعبدالرحمٰن جہنی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں کل یہودیوں کے پاس جاؤں گا۔ انھیں سلام کرنے میں پہل نہ کرنا۔ جب وہ تمھیں سلام کہیں تو (جواب میں) کہنا: وَعَلَيْكُمْ۔“

۳۶۹۸ـ أخرجه مسلم، السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام، وكيف يرد عليهم، ح: ۲۱٦٥/ ۱۱ من حديث أبي معاوية به، وهو في المصنف: ۸/ ٤٤۲.

۳۶۹۹ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ۲۳۳ من حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسماع عنده، والحديث في مصنف ابن أبي شيبة: ۸/ ٤٤۲، وله شاهد عند النسائي في الكبرٰى، وأحمد: ٦/ ۳۹۸، وغيرهما، وإسناده حسن.

فوائد ومسائل: ① مسلمانوں کے ملک میں غیر مسلموں کو یہ احساس دلایا جانا چاہیے کہ وہ مسلمانوں کے برابر درجہ نہیں رکھتے تاکہ وہ مسلمانوں کو تنگ کرنے کی جرأت نہ کریں اور اسلام قبول کرنے میں اپنی بہتری محسوس کریں۔ ② مسلمان کو نہیں چاہیے کہ غیر مسلم کو سلام کہے بلکہ غیر مسلم کو چاہیے کہ مسلمان کو سلام کہے اور مسلمان جواب دے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- عورتوں اور بچوں کو سلام کہنا

٣٧٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُوخَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَنَحْنُ صِبْيَانٌ. فَسَلَّمَ عَلَيْنَا.

۳۷۰۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں سلام کہا جب کہ ہم اس وقت بچے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شواہد بخاری مسلم میں موجود ہیں، دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۹/ ۲۴۴، ۲۴۵ و صحيح سنن ابن ماجه للألباني، رقم: ۳۰۰۰ و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ۳۷۰۰) ② اصل قاعدہ یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کہے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں۔'' (صحیح البخاري، الاستئذان، باب: يسلم الصغير على الكبير، حديث: ۶۲۳۴) ③ بچوں کی تربیت کے لیے بڑا چھوٹے کو سلام کہہ سکتا ہے۔ ④ اس سے بچوں پر شفقت کا اظہار ہوتا ہے اور دل سے تکبر ختم ہوتا ہے۔

٣٧٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، سَمِعَهُ مِنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ يَقُولُ: أَخْبَرَتْهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ

۳۷۰۱- حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہم چند عورتوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمیں سلام کہا۔

٣٧٠٠ـ [إسناده ضعيف] وهو في المصنف: ٨/ ٤٤٥، ولبعضه شاهد عند البخاري، ح: ٦٢٤٧، ومسلم، ح: ٢١٦٨/ ١٤، ١٥ من حديث ثابت عن أنس به.

٣٧٠١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في السلام على النساء، ح: ٥٢٠٤ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٤٤٦، ٤٤٧، وحسنه الترمذي، ح: ٢٦٩٧، وراجع النيل لمزيد التخريج.

يَزِيدَ قَالَتْ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فِي نِسْوَةٍ. فَسَلَّمَ عَلَيْنَا.

فوائد و مسائل: ① اگر فتنے کا خوف نہ ہو تو مرد نامحرم عورت کو اور عورت نامحرم مرد کو سلام کہہ سکتی ہے۔ ② فتنے کا خوف نہ ہونے کی صورت یہ ہے مثلاً: عورت بوڑھی ہو یا کئی عورتیں موجود ہوں اور کوئی غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو مرد انھیں سلام کہہ سکتا ہے۔ ③ جوان عورت کا تنہا مرد کو یا مرد کا جوان عورت کو سلام کرنا خرابیاں پیدا ہونے کا باعث ہے اس لیے اس سے اجتناب ضروری ہے البتہ محرم مرد اور عورت ایک دوسرے کو سلام کر سکتے ہیں بلکہ انھیں آپس میں سلام کرنا چاہیے کیونکہ اس صورت میں نامناسب خیالات پیدا ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ الْمُصَافَحَةِ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- مصافحہ کرنے کا بیان

٣٧٠٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّدُوسِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيَنْحَنِي بَعْضُنَا لِبَعْضٍ؟ قَالَ: «لَا». قُلْنَا: أَيُعَانِقُ بَعْضُنَا بَعْضاً؟ قَالَ: «لَا. وَلٰكِنْ تَصَافَحُوا».

۳۷۰۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ایک دوسرے کے لیے (احترام کے اظہار کے لیے) جھکا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ ہم نے کہا: کیا ہم ایک دوسرے سے معانقہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔ لیکن مصافحہ کرلیا کرو۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے معانقے والی بات کے سوا باقی روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحيحة' رقم:١٦٠) لیکن مسند احمد کے محققین اور دکتور بشار عواد نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ مسند احمد کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی جو متابعات بیان کی ہیں وہ بھی سخت ضعیف ہیں جس سے مذکورہ روایت ضعیف ہی رہتی ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت کے علاوہ دیگر صحیح روایات سے مصافحے اور معانقے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے جیسے صحیح بخاری' جامع الترمذی' مسند ابویعلی' ابن حبان اور سنن الکبری بیہقی میں روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: نبی ﷺ کے زمانۂ مبارک میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرتے تھے؟

٣٧٠٢_[إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ماجاء في المصافحة، ح:٢٧٢٨ من حديث حنظلة به، وقال: "حسن" * حنظلة السدوسي ضعيف كما في التقريب وغيره.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں' صحابۂ کرام اس پر عمل کرتے تھے' نیز معجم الاوسط طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب ایک دوسرے سے ملتے تھے تو مصافحہ کرتے تھے اور جب کسی سفر سے واپس آتے تو معانقہ کرتے تھے' لہٰذا مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسائل کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں' البتہ صحیح آثار سے ثابت ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسائل پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. تاہم مصافحے کی فضیلت صحیح مرفوع احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ درج ذیل روایت میں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۰/ ۲۴۰، ۲۴۱، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ۳۷۰۲) ② ملاقات کے وقت سلام کرتے ہوئے جھکنا منع ہے کیونکہ اس میں رکوع سے مشابہت ہے جو اللہ کی عبادت ہے۔ ③ پاؤں چومنا سجدہ سے مشابہت رکھتا ہے' اس لیے یہ زیادہ منع ہے۔ ④ مصافحہ (ہاتھ ملانا) سنت ہے۔ مصافحہ دائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے' دونوں ہاتھوں سے نہیں۔ مصافحے کا مطلب ہی ہتھیلی کا ہتھیلی سے ملنا ہے' نہ کہ دو ہتھیلیوں کا دو ہتھیلیوں سے اور نہ دو ہتھیلیوں کا ایک ہتھیلی سے ملنا۔

۳۷۰۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، فَيَتَصَافَحَانِ، إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا، قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا».

۳۷۰۳- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ایک دوسرے سے رخصت ہونے سے پہلے ان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے بہت سے شواہد ہیں لیکن ان کی صحت وضعف کی طرف اشارہ نہیں کیا' غالباً انھی شواہد کی بنا پر دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ محققین کی بحث وتحقیق سے تصحیح حدیث والی رائے ہی درست معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۰/ ۵۱۷، ۵۱۸، والصحيحة، رقم: ۵۲۵، ۵۲۶) بنابریں مسلمانوں کی باہمی ملاقات آپس میں محبت کے اضافے کے ساتھ ساتھ گناہوں کی معافی کا باعث بھی ہے۔ ② ایسے اعمال سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ واللہ أعلم.

۳۷۰۳ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في المصافحة، ح: ۵۲۱۲ عن ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ۸/ ۴۳۱ * أبوإسحاق عنعن، والأجلح تقدم، ح: ۲۱۱۷، وحسنه الترمذي، وللحديث شواهد كثيرة.

(المعجم ١٦) - **بَابُ الرَّجُلِ يُقَبِّلُ يَدَ الرَّجُلِ** (التحفة ١٦)

باب:١٦- ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے ہاتھ کو بوسہ دینے کا بیان

٣٧٠٤- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَبَّلْنَا يَدَ النَّبِيِّ ﷺ.

٣٧٠٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

٣٧٠٥- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ إِدْرِيسَ وَغُنْدَرٌ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ أَنَّ قَوْمًا مِنَ الْيَهُودِ قَبَّلُوا يَدَ النَّبِيِّ ﷺ، وَرِجْلَيْهِ.

٣٧٠٥- حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں کے چند افراد نے نبی ﷺ کے ہاتھ کو اور دونوں قدموں کو بوسہ دیا۔

(المعجم ١٧) - **بَابُ الْإِسْتِئْذَانِ** (التحفة ١٧)

باب:١٧- اجازت طلب کرنا

٣٧٠٦- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أَبَا مُوسَى اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا. فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ. فَانْصَرَفَ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرُ: مَا رَدَّكَ؟ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ الْاِسْتِئْذَانَ الَّذِي أَمَرَنَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثًا،

٣٧٠٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی تین بار اجازت طلب کی۔ انھیں اجازت نہ ملی' چنانچہ وہ واپس ہوگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں کہلوا بھیجا: آپ واپس کیوں چلے گئے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے آپ سے اس انداز سے تین بار

٣٧٠٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في التولي يوم الزحف، ح: ٢٦٤٧ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وانظر، ح: ٥٠٤ لحاله.

٣٧٠٥ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ماجاء في قبلة اليد والرجل، ح: ٢٧٣٣ من حديث أبي أسامة به، وقال: "حسن صحيح".

٣٧٠٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٩، ٤/ ٤١٠، ٤١٨ عن يزيد به، وأخرجه مسلم، الآداب، باب الاستئذان، ح: ٢١٥٣/ ٣٥ من حديث أبي نضرة به، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ٦٢٤٥، ومسلم، ح: ٢١٥٣/ ٣٤ وغيرهما.

فَإِنْ أُذِنَ لَنَا دَخَلْنَا، وَإِنْ لَمْ يُؤْذَنْ لَنَا، رَجَعْنَا. قَالَ: فَقَالَ: لَتَأْتِيَنِّي، عَلَى هٰذَا، بِبَيِّنَةٍ، أَوْ لَأَفْعَلَنَّ. فَأَتَى مَجْلِسَ قَوْمِهِ. فَنَاشَدَهُمْ. فَشَهِدُوا لَهُ. فَخَلَّى سَبِيلَهُ.

اجازت طلب کی تھی جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے۔(اس طرح اجازت طلب کرنے کے بعد) اگر ہمیں اجازت ملے تو داخل ہوں اور اگر ہمیں اجازت نہ دی جائے تو پلٹ جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم (اپنے) اس (بیان) پر گواہ پیش کرو گے ورنہ میں تمھیں ضرور سزا دوں گا۔ وہ اپنی قوم کی مجلس میں آئے اور ان سے (گواہی دینے کی) درخواست کی' انھوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں گواہی دی تو (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) انھیں چھوڑ دیا۔

فوائد و مسائل: ① کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا منع ہے۔ ② اجازت طلب کرنے کا طریقہ یہ ہے: "السلام علیکم' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟" (سنن أبي داود' الأدب' باب كيف: الاستئذان' حديث: ۵۱۷۷) ③ اگر ایک بار اجازت مانگنے پر جواب نہ ملے تو دوسری اور تیسری بار اجازت طلب کرنی چاہیے۔ آج کل اجازت مانگنے کا طریقہ مختلف ہو گیا ہے' جیسے گھنٹی بجانا۔ یہ بھی وقفے وقفے سے صرف تین مرتبہ بجائی جائے۔ اگر کوئی جواب نہ ملے تو واپس چلا جائے۔ گھنٹی بجا بجا کر سارے محلے کو پریشان نہ کیا جائے۔ ④ اگر تین بار اجازت مانگنے پر بھی اجازت نہ ملے تو اہل خانہ سے ناراض ہوئے بغیر واپس ہو جانا چاہیے۔ ممکن ہے صاحب خانہ گھر میں موجود نہ ہو یا کوئی ایسی معقول وجہ ہو جس کی بنا پر وہ اجازت نہ دے رہا ہو۔ ⑤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گواہ اس لیے طلب فرمایا کہ وہ مزید اطمینان چاہتے تھے۔ اور اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ لوگ جب دیکھیں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ حدیث رسول ﷺ کے بارے میں کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی شدت کا رویہ رکھتے ہیں تو ہر شخص بلا تحقیق احادیث بیان کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اس طرح غیر ذمہ دار لوگ غلط الفاظ کے ساتھ یا اپنے پاس سے بنا کر احادیث بیان نہیں کریں گے۔ ⑥ حدیث دین کی بنیاد ہے' لہٰذا صحیح اور ضعیف میں فرق کرنا بہت ضروری ہے۔ ⑦ احادیث کی کتابوں میں ضعیف احادیث موجود ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ائمہ حدیث ہر حدیث کے ساتھ سند بیان کرتے تھے جس سے سامعین کو حدیث کے درجے کا علم ہو جاتا تھا۔ بعض اوقات اس لیے ضعیف حدیث بیان کر دیتے کیونکہ فقہاء نے اس سے استدلال کیا ہوتا' لہٰذا اس غلطی کی نشاندہی یا فقہاء کے اقوال کی دلیل کے طور پر ضعیف حدیث کو اپنی کتاب میں شامل کر لیتے۔ بعض اوقات اس لیے بھی ضعیف حدیث بیان کر دیتے تھے کہ ممکن ہے اس حدیث کی دوسری سند مل جائے جس سے اس کا ضعف ختم ہو کر حدیث قابل قبول ہو جائے' تاہم ہر وہ حدیث جو ایک سے زیادہ سندوں سے مروی ہو' قابل قبول نہیں ہوتی بلکہ اس

کے لیے بعض شروط کا پایا جانا ضروری ہے جن کی تفصیل اصول حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

٣٧٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ وَاصِلِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي سَوْرَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! هٰذَا السَّلَامُ. فَمَا الْاِسْتِئْذَانُ؟ قَالَ: «يَتَكَلَّمُ الرَّجُلُ تَسْبِيحَةً وَتَكْبِيرَةً وَتَحْمِيدَةً، وَيَتَنَحْنَحُ، وَيُؤْذِنُ أَهْلَ الْبَيْتِ».

۳۷۰۷- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ سلام (تو ہمیں معلوم) ہے لیکن اجازت طلب کرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کوئی بات کہے' سبحان اللہ کہہ دے' اللہ اکبر کہہ دے' الحمدللہ کہہ دے یا کھانس دے۔ (مقصد یہ ہے کہ) گھر والوں کو معلوم کرا دے (کہ میں اندر آنا چاہتا ہوں۔'')

٣٧٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُجَيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُدْخَلَانِ: مُدْخَلٌ بِاللَّيْلِ، وَمُدْخَلٌ بِالنَّهَارِ. فَكُنْتُ إِذَا أَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي، يَتَنَحْنَحُ لِي.

۳۷۰۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے میرے دو اوقات تھے۔ ایک رات میں اور ایک دن میں۔ جب میں ایسے وقت حاضر ہوتا کہ نبی ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ کھانس دیتے۔ (جس کا مطلب یہ ہوتا کہ مجھے تمھارے آنے کا علم ہو گیا ہے اور تم اندر آ سکتے ہو۔)

٣٧٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اِسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا؟» فَقُلْتُ: أَنَا.

۳۷۰۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے (حاضر ہونے کی) اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: ''کون ہے؟'' میں نے کہا: میں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں' میں۔''

٣٧٠٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ١٧٨، ح: ٤٠٦٥ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٤١٩، ح: ٥٧٢٦، وضعفه البوصيري * واصل، وأبوسورة ضعيفان كما في التقريب وغيره.

٣٧٠٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي، السهو، التنحنح في الصلاة: ٣/ ١٢، ح: ١٢١٣ من حديث أبي بكر بن عياش به، وتابعه جرير عنده، والحديث في المصنف: ٨/ ٤٢٠، ح: ٥٧٢٨ * والحارث العكلي تابعه شرحبيل بن مدرك وهو ثقة عن عبدالله بن نجي عن أبيه عن علي به، النسائي، ح: ١٢١٢، وانظر، ح: ٣٦٥٠.

٣٧٠٩ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: إذا قال من ذا؟ فقال أنا، ح: ٦٢٥٠ من حديث شعبة به، ومسلم، الآداب، باب كراهة قول المستأذن أنا، إذا قيل من هذا؟، ح: ٢١٥٥/ ٣٩ عن ابن أبي شيبة به.

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَنَا، أَنَا».

فوائد ومسائل: ① اجازت طلب کرنے والے سے پوچھا جائے "کون ہے؟" تو جواب میں اپنا نام یا لقب اور کنیت وغیرہ (جو چیز زیادہ معروف ہو) بتانا چاہیے۔ ② نبی ﷺ کا "میں، میں" فرمانا صحابی کے جواب پر ناپسندیدگی کا اظہار تھا، یعنی یہ طریقہ درست نہیں۔ ③ دروازہ کھٹکھٹانا یا گھنٹی بجانا بھی اجازت طلب کرنے کے مفہوم میں داخل ہے۔ جب کوئی دروازے پر آ کر نام پوچھے تو سلام کر کے گفتگو کی جائے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ الرَّجُلِ يُقَالُ لَهُ، كَيْفَ أَصْبَحْتَ (التحفة ١٨)

باب: ١٨- جس آدمی سے پوچھا جائے: تو نے صبح کیسے کی؟ (تیرا کیا حال ہے؟ تو وہ کیا جواب دے)

٣٧١٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بِخَيْرٍ. مِنْ رَجُلٍ لَمْ يُصْبِحْ صَائِمًا، وَلَمْ يَعُدْ سَقِيمًا».

٣٧١٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے کیسے صبح کی؟ آپ نے فرمایا: "خیریت سے صبح ہوئی، ایسے آدمی کی جس نے نہ روزہ رکھا، نہ کسی بیمار کی عیادت کی۔"

٣٧١١- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ. إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: حَدَّثَنِي جَدِّي، أَبُو أُمِّي، مَالِكُ بْنُ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ

٣٧١١- حضرت ابو اسید (مالک بن ربیعہ) ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے تو فرمایا: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] انھوں نے (حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر حاضرین رضی اللہ عنہم نے) کہا: [وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ] آپ نے فرمایا: "تمھاری

٣٧١٠- [حسن] أخرجه أبوبكر بن أبي شيبة ـ شيخ المصنف ـ في المصنف: ٣/ ٢٣٥، ٨/ ٤٥١، ح: ٥٨٥٤ به، ومن طريقه أخرجه أبويعلى: ٣/ ٤٤٣، ح: ١٩٣٧، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي يعلى: ٥/ ٧٩، ح: ٢٦٧٦ وغيره، وحسن الهيثمي حديث أبي يعلى، ح: ٢/ ٢٩٩، ٣٠٠، وله سند آخر حسن عند الطبراني في الأوسط: ٨/ ١٦٣، ١٦٤، ح: ٧٣٢٩ وغيره.

٣٧١١- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٩/ ٢٦٣، ح: ٥٨٤ من حديث أبي إسحاق الهروي به مطولاً، وضعفه البوصيري ❊ عبدالله بن عثمان بن إسحاق مستور (تقريب)، وفيه علة أخرى.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ» قَالُوا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. قَالَ: «كَيْفَ أَصْبَحْتُمْ؟» قَالُوا: بِخَيْرٍ. نَحْمَدُ اللهَ. فَكَيْفَ أَصْبَحْتَ؟ بِأَبِينَا وَأُمِّنَا، يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «أَصْبَحْتُ بِخَيْرٍ. أَحْمَدُ اللهَ».

صبح کیسی ہوئی؟ (کیا حال ہے؟'') انھوں نے کہا: خیریت سے ہوئی' ہم اللہ کا شکر کرتے ہیں۔ آپ کی صبح کیسی ہوئی؟ اے اللہ کے رسول! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری صبح بھی خیریت سے ہوئی' میں اللہ کی حمد کرتا ہوں۔''

(المعجم ١٩) - **بَابٌ: إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ** (التحفة ١٩)

باب:١٩- جب تمھارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی عزت کرو

٣٧١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ، فَأَكْرِمُوهُ».

٣٧١٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمھارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی عزت کرو۔''

فوائد ومسائل: ① مہمان کا اکرام اس کے مقام ومرتبے کے مطابق ہونا چاہیے۔ ② غیر مسلم مہمان سے بھی خندہ پیشانی سے ملنا اور اس کی مناسب خاطر تواضع کرنا ضروری ہے لیکن کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے اسلام اور مسلمانوں کے شرف ووقار میں کمی ہو۔

(المعجم ٢٠) - **بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ** (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- جسے چھینک آئے' اسے دعا دینا

٣٧١٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ،

٣٧١٣- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو

٣٧١٢_ [حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٦٨ من حديث محمد بن الصباح به، وضعفه البوصيري من أجل سعيد بن مسلمة، وله شواهد، منها ما أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٩٢ من حديث معبد بن خالد الأنصاري عن أبيه عن جابر بن عبدالله الأنصاري رفعه: "فإذا أتاكم كريم قوم فليكرمه"، وقال: "صحيح الإسناد".

٣٧١٣_ أخرجه البخاري، الأدب، باب الحمد للعاطس، ح: ٦٢٢١، ٦٢٢٥، ومسلم، الزهد، باب تشميت العاطس وكراهة التثاؤب، ح: ٢٩٩١/ ٥٣ من حديث سليمان التيمي به.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا أَوْ سَمَّتَ، وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ. فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! عَطَسَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ. فَشَمَّتَّ أَحَدَهُمَا وَلَمْ تُشَمِّتِ الْآخَرَ؟ فَقَالَ: «إِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللهَ. وَإِنَّ هٰذَا لَمْ يَحْمَدِ اللهَ».

چھینک آئی تو آپ ﷺ نے ایک کو دُعا دی اور دوسرے کو نہ دی۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی تو آپ نے ایک کو دُعا دی اور دوسرے کو دُعا نہیں دی (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے اللہ کی تعریف کی تھی جبکہ اس نے اللہ کی تعریف نہیں کی۔“

فوائد ومسائل: ① اللہ کی تعریف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جسے چھینک آئے اسے چاہیے کہ [اَلْحَمْدُلِلّٰه] کہے۔ ② دعا دینے کا مطلب یہ ہے کہ سننے والا [يَرْحَمُكَ اللّٰه] کہے۔ ③ چھینک کے بعد [اَلْحَمْدُلِلّٰه] کہنے والے کو [يَرْحَمُكَ اللّٰه] کہہ کر دعا دینا مسلمان کا مسلمان پر حق ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري‘ الأدب‘ باب مايستحب من العطاس‘ و مايكره من التثاؤب‘ حديث:۶۲۲۳) ④ [اَلْحَمْدُلِلّٰه] نہ کہنے والے کو دعا نہ دینا اس کی تنبیہ کے لیے ہے تاکہ وہ آئندہ غفلت نہ کرے۔

٣٧١٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ ثَلَاثاً. فَمَا زَادَ، فَهُوَ مَزْكُومٌ».

۳۷۱۴- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چھینکنے والے کو تین بار (يَرْحَمُكَ اللّٰه کہہ کر) دعا دی جائے۔ اس سے زیادہ ہو تو اس شخص کو زکام ہے۔“

٣٧١٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، [عَنْ] عِيسٰى، عَنْ [عَبْدِ الرَّحْمٰنِ] بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا عَطَسَ

۳۷۱۵- حضرت علی ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو چاہیے کہ یوں کہے: [اَلْحَمْدُلِلّٰه] ”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں (اللہ کا شکر ہے۔“) جو افراد اس کے پاس

٣٧١٤ـ أخرجه مسلم، الزهد، الباب السابق، ح: ٢٩٩٣/ ٥٥ من حديث وكيع به بغير هٰذا اللفظ، وقال ابن حجر في هذه الرواية: شاذة.

٣٧١٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء كيف يشمت العاطس، ح: ٢٧٤١ من حديث ابن أبي ليلى به، وضعفه البوصيري من أجل ابن أبي ليلى، ح: ٨٥٤، واضطرب ابن أبي ليلى في حديثه مع ضعفه، وحديث البخاري (٦٢٢٤) يغني عنه.

أَحَدُكُمْ، فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ. وَلْيَرُدَّ عَلَيْهِ مَنْ حَوْلَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ. وَلْيَرُدَّ عَلَيْهِمْ: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ».

ہوں وہ کہیں: [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] ''اللہ تجھ پر رحمت نازل فرمائے۔'' وہ جواب میں انھیں کہے: [يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ] ''اللہ تمھیں ہدایت پر قائم رکھے اور تمھارے حالات درست فرمائے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت سے بخاری کی روایت (٦٢٢٤) کفایت کرتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت ہمارے شیخ کے نزدیک قابل حجت ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ بنابریں اس حدیث سے چھینکنے والے کو دعا دینے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢١) - بَابُ إِكْرَامِ الرَّجُلِ جَلِيسَهُ (التحفة ٢١)

باب:٢١- ہم مجلس کی عزت کرنا

٣٧١٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي يَحْيَى الطَّوِيلِ، رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا لَقِيَ الرَّجُلَ فَكَلَّمَهُ، لَمْ يَصْرِفْ وَجْهَهُ عَنْهُ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَنْصَرِفُ. وَإِذَا صَافَحَهُ، لَمْ يَنْزِعْ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَنْزِعُهَا. وَلَمْ يُرَ مُتَقَدِّمًا، بِرُكْبَتَيْهِ، جَلِيسًا لَهُ، قَطُّ.

٣٧١٦- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب کسی آدمی سے ملتے اور وہ آپ سے بات چیت کرتا تو آپ اپنا چہرہ اس سے نہیں پھیرتے تھے حتی کہ وہی (بات چیت سے فارغ ہوکر) دوسری طرف متوجہ ہو جاتا۔ اور جب کوئی آپ سے مصافحہ کرتا تو آپ ﷺ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ الگ نہ کرتے حتی کہ وہی اپنا ہاتھ الگ کرتا۔ اور آپ ﷺ کو کبھی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے سے گھٹنے آگے بڑھا کر بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جب کہ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت اس جملے: ''جب کوئی نبی ﷺ سے مصافحہ کرتا تو نبی ﷺ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ

٣٧١٦- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، [باب تواضعه ﷺ مع جليسه ....،] ح: ٢٤٩٠ من حديث أبي يحيى عمران بن زيد التغلبي الطويل به، وهو لين كما في التقريب * وزيد تقدم حاله، ح: ٢٧٠٣، ولبعض الحديث شاهد ضعيف عند أبي داود، ح: ٤٧٩٤.

الگ نہ کرتے حتی کہ وہی اپنا ہاتھ الگ کرتا۔'' کے سوا ضعیف ہے' نیز اس جملے کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ جملہ ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني: ٥/٦٣٥-٦٣٧، رقم: ٢٤٨٥)

(المعجم ٢٢) - **بَابُ مَنْ قَامَ عَنْ مَجْلِسٍ فَرَجَعَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ** (التحفة ٢٢)

باب: ٢٢- مجلس سے اٹھ کر جانے والا واپس آ کر اسی جگہ بیٹھنے کا زیادہ حق رکھتا ہے

٣٧١٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ رَجَعَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ».

٣٧١٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھے' پھر واپس آ جائے تو وہ اس (جگہ) کا زیادہ حق رکھتا ہے۔''

(المعجم ٢٣) - **بَابُ الْمَعَاذِيرِ** (التحفة ٢٣)

باب: ٢٣- معذرت کا بیان

٣٧١٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ مِينَاءَ، عَنْ جَوْدَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اعْتَذَرَ إِلَى أَخِيهِ بِمَعْذِرَةٍ، فَلَمْ يَقْبَلْهَا، كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ خَطِيئَةِ صَاحِبِ مَكْسٍ».

٣٧١٨- حضرت جودان رحمہ اللہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی سے (کسی غلطی پر) معذرت کی' اور اس نے قبول نہ کی' اس پر (ناجائز) ٹیکس وصول کرنے والے جتنا گناہ ہے۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ مِينَاءَ، عَنْ جَوْدَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہ روایت محمد بن اسماعیل کے واسطے سے بھی نبی ﷺ سے سابقہ حدیث کی مثل بیان کی ہے۔

٣٧١٧- [صحيح] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه: ٣/ ١٦٠، ١٦١، ح: ١٨٢١ من حديث جرير به، وهو في صحيح مسلم، السلام، باب إذا قام من مجلسه ثم عاد فهو أحق به، ح: ٢١٧٩/ ٣١ من حديث سهيل به.

٣٧١٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود في المراسيل، الملاحم، باب: ١١٠، ح: ٥٢١ من حديث وكيع به، والسند ضعيف من أجل عنعنة ابن جريج وغيره ومع ذلك مرسل، وله شواهد ضعيفة.

(المعجم ٢٤) - **بَابُ الْمُزَاحِ** (التحفة ٢٤)

باب:۲۴-مزاح کا بیان

٣٧١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَمْعَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ وَهْبِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فِي تِجَارَةٍ إِلَى بُصْرٰى. قَبْلَ مَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ بِعَامٍ. وَمَعَهُ نُعَيْمَانُ وَسُوَيْبِطُ بْنُ حَرْمَلَةَ، وَكَانَا شَهِدَا بَدْرًا. وَكَانَ نُعَيْمَانُ عَلَى الزَّادِ. وَكَانَ سُوَيْبِطٌ رَجُلًا مَزَّاحًا. فَقَالَ لِنُعَيْمَانَ: أَطْعِمْنِي. قَالَ: حَتّٰى يَجِيءَ أَبُو بَكْرٍ. قَالَ: فَلَأُغِيظَنَّكَ. قَالَ: فَمَرُّوا بِقَوْمٍ. فَقَالَ لَهُمْ سُوَيْبِطٌ: تَشْتَرُونَ مِنِّي عَبْداً لِي؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: إِنَّهُ عَبْدٌ لَهُ كَلَامٌ. وَهُوَ قَائِلٌ لَكُمْ: إِنِّي حُرٌّ. فَإِنْ كُنْتُمْ، إِذَا قَالَ لَكُمْ هٰذِهِ الْمَقَالَةَ، تَرَكْتُمُوهُ، فَلَا تُفْسِدُوا عَلَيَّ عَبْدِي. قَالُوا: لَا. بَلْ نَشْتَرِيهِ مِنْكَ. فَاشْتَرَوْهُ مِنْهُ بِعَشْرِ قَلَائِصَ. ثُمَّ أَتَوْهُ فَوَضَعُوا فِي عُنُقِهِ عِمَامَةً، أَوْ حَبْلًا. فَقَالَ نُعَيْمَانُ: إِنَّ هٰذَا يَسْتَهْزِئُ بِكُمْ. وَإِنِّي حُرٌّ،

۳۷۱۹-ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی وفات سے ایک سال پہلے (کا واقعہ ہے کہ) حضرت ابوبکر ؓ تجارت کے لیے بصریٰ روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ حضرت نعیمان اور حضرت سویبط بن حرملہ ؓ بھی تھے۔ یہ دونوں حضرات غزوۂ بدر میں بھی شریک تھے۔ حضرت نعیمان زاد راہ (کھانے پینے کے سامان) کے ذمہ دار تھے۔ سویبط ؓ بہت مزاحیہ طبیعت کے تھے۔ انھوں نے نعیمان ؓ سے کہا: مجھے کھانا دیجیے۔ انھوں نے کہا: حضرت ابوبکر ؓ آ جائیں (ان کی اجازت سے دوں گا۔) سویبط ؓ نے کہا: (تم نے مجھے کھانا نہیں دیا‘ اس لیے) میں آپ کو پریشان کروں گا۔ (اس کے بعد سفر کے دوران میں) ان کا گزر کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا۔ سویبط ؓ نے ان لوگوں سے کہا: کیا تم لوگ مجھ سے میرا ایک غلام خریدو گے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ انھوں نے کہا: وہ غلام ذرا باتونی ہے۔ وہ تم سے کہے گا: میں آزاد ہوں۔ اگر اس کی یہ بات سن کر تم نے اسے چھوڑ دینا ہے تو (ابھی سے خریدنے سے انکار کر دو اور) میرے غلام کا معاملہ خراب نہ کرو۔ انھوں نے کہا: نہیں‘ ہم آپ سے وہ غلام خریدیں گے (اور سودا منسوخ نہیں کریں گے۔) چنانچہ ان لوگوں نے دس اونٹنیوں کے

٣٧١٩_ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٣/ ٣٠٩، ح: ٦٠٩ من حديث ابن أبي شيبة به مختصرًا، وضعفه البوصيري من أجل زمعة، تقدم، ح: ٣٢٦، وفيه علة أخرٰى.

لَسْتُ بِعَبْدٍ. فَقَالُوا: قَدْ أَخْبَرَنَا خَبَرَكَ. فَانْطَلَقُوا بِهِ. فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ. فَأَخْبَرُوهُ بِذٰلِكَ. قَالَ: فَاتَّبَعَ الْقَوْمَ. وَرَدَّ عَلَيْهِمُ الْقَلَائِصَ. وَأَخَذَ نُعَيْمَانَ. قَالَ: فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَخْبَرُوهُ. قَالَ: فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ، وَأَصْحَابُهُ مِنْهُ، حَوْلًا.

عوض ان (سویبط ؓ) سے انھیں (نعیمان ؓ کو غلام سمجھ کر) خرید لیا۔ پھر آ کر ان کے گلے میں پگڑی یا رسی ڈال دی۔ (اور انھیں قابو کر لیا۔) نعیمان ؓ نے کہا: یہ شخص (سویبط ؓ) آپ لوگوں سے مذاق کر رہا ہے۔ میں تو آزاد ہوں' غلام نہیں۔ انھوں نے کہا: اس نے ہمیں (پہلے ہی) یہ بات بتا دی تھی (کہ تم آزاد ہونے کا دعویٰ کرو گے۔) چنانچہ وہ لوگ انھیں پکڑ کر لے گئے۔ حضرت ابوبکر ؓ آئے تو لوگوں نے انھیں یہ واقعہ بتایا۔ انھوں نے قافلے والوں کے پیچھے جا کر ان کی اونٹنیاں واپس کیں اور نعیمان ؓ کو (ان سے) واپس لیا۔ جب یہ حضرات نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کو بھی یہ پورا قصہ سنایا' چنانچہ نبی ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ ایک سال تک اس واقعہ کو یاد کر کے ہنستے رہے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت میں حضرت نعیمان بن عمرو بن رفاعہ ؓ کو زاد راہ کا ذمہ دار اور حضرت سویبط بن حرملہ نہشلی ؓ کو مزاح کے طور پر زیادتی کرنے والا بیان کیا ہے اور بعض نے اس کے برعکس کہا ہے کیونکہ نعیمان ؓ مزاح میں مشہور تھے۔ ان کے حالات (الإصابة:٣/٥٦٩) اور (أسد الغابة:٥/٣٦) میں اور حضرت سویبط ؓ کے حالات (الإصابة:٢/١١٧) میں ملاحظہ فرمائیے۔" لیکن مذکورہ روایت دونوں صورتوں میں ضعیف ہی قرار پاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن ابن ماجه للألباني' طبع مكتبة المعارف' الرياض' رقم:٧٥٠) ② مزاح سے مراد دل لگی کی ایسی بات ہے جس سے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ اگر اس سے کسی کا دل دکھے تو وہ [سُخْرِيَّہ] (ٹھٹھا مخول) بن جاتا ہے (جو شرعاً ممنوع ہے۔) (حاشیہ سنن ابن ماجہ محمد فواد عبدالباقی)

٣٧٢٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

٣٧٢٠- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

٣٧٢٠- أخرجه البخاري، الأدب، باب الانبساط إلى الناس، ح:٦١٢٩ من حديث شعبة، وقد تقدم، ح:٦٢٠٣، ومسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة، والصلاة على حصير وخمرة وثوب وغيرها من الطاهرات، ح:٦٥٩ من حديث أبي التياح به.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُخَالِطُنَا حَتَّى يَقُولَ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ: «يَا أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟».

ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بے تکلفی کا اظہار فرماتے تھے حتی کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے: ''اے ابوعمیر! نُغیر کا کیا بنا؟''

قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي طَيْرًا كَانَ يَلْعَبُ بِهِ.

امام وکیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: نُغیر ایک پرندہ تھا جس سے وہ بچہ کھیلتا تھا۔

فوائد و مسائل: ① نُغیر یا نُغر ایک پرندے کا نام ہے جو چڑیا کے مشابہ ہوتا ہے' اور اس کی چونچ سرخ ہوتی ہے۔ (النہایہ) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی تشریح میں ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد صَعْو (ممولا) بروزن عَفُو ہے۔ (فتح الباري: ١٠/ ٧١٥) ② بچوں سے دل لگی کی باتیں کرنا جائز ہے جس سے بچوں کو خوشی ہو۔ ③ بعض لوگ چھوٹے بچوں سے مذاق میں ایسی باتیں کہتے ہیں جن سے بچوں کو پریشانی ہوتی ہے۔ یہ جائز نہیں۔ ④ پرندے وغیرہ پالنا جائز ہے بشرطیکہ ان کی خوراک وغیرہ کا مناسب خیال رکھا جائے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ نَتْفِ الشَّيْبِ (التحفة ٢٥)

باب: ٢٥- سفید بال اکھاڑنا

٣٧٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ، وَقَالَ: «هُوَ نُورُ الْمُؤْمِنِ».

٣٧٢١- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بڑھاپے کے (سفید) بال اکھاڑنے سے منع فرمایا اور فرمایا: ''وہ مومن کا نور ہے۔''

فوائد و مسائل: ① سر کے سفید بال اکھاڑنا منع ہے۔ ② سفید بالوں کو مہندی وغیرہ لگا کر رنگ تبدیل کرنا مستحسن ہے۔ ③ مومن کے لیے بڑھاپا عزت کا باعث ہے۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ الْجُلُوسِ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ (التحفة ٢٦)

باب: ٢٦- کچھ سائے میں اور کچھ دھوپ میں بیٹھنے کا بیان

٣٧٢١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في النهي عن نتف الشيب، ح: ٢٨٢١ من حديث عبدة به، وقال: 'هٰذا حديث حسن، قد رواه عبدالرحمٰن بن الحارث وغير واحد عن عمرو بن شعيب'.

٣٧٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ أَبِي الْمُنِيبِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُقْعَدَ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ.

٣٧٢٢- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے کچھ سائے اور کچھ دھوپ میں بیٹھنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: اگر کوئی شخص دھوپ میں بیٹھا یا لیٹا ہوا ہو' پھر اس پر سے دھوپ ہٹ جائے اور اس کا کچھ جسم سائے میں اور کچھ دھوپ میں ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جگہ تبدیل کر لے تاکہ سارا جسم دھوپ میں یا سارا جسم سائے میں ہو جائے۔ مزید دیکھیے: (سنن أبي داود' الأدب' باب في الجلوس بين الشمس والظل' حديث: ٤٨٢١)

(المعجم ٢٧) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِضْطِجَاعِ عَلَى الْوَجْهِ (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- منہ کے بل لیٹنے کی ممانعت کا بیان

٣٧٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طِهْفَةَ الْغِفَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَصَابَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ، عَلٰى بَطْنِي. فَرَكَضَنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ: «مَا لَكَ وَلِهٰذَا النَّوْمِ هٰذِهِ نَوْمَةٌ يَكْرَهُهَا اللهُ، أَوْ يُبْغِضُهَا اللهُ».

٣٧٢٣- حضرت طهفه بن قیس غفاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے مسجد میں پیٹ کے بل سوئے ہوئے پایا تو مجھے قدم مبارک سے ٹھوکا دیا اور فرمایا: ''اس انداز سے کیوں سوتے ہو؟ سونے کا یہ انداز اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔''

٣٧٢٤- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ طِهْفَةَ الْغِفَارِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا مُضْطَجِعٌ عَلٰى

٣٧٢٤- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا' میرے پاس سے نبی ﷺ گزرے تو مجھے قدم مبارک سے ٹھوکا دے کر فرمایا: ''پیارے جندب! یہ اہل جہنم کے لیٹنے کا انداز ہے۔''

٣٧٢٢ـ [إسناده حسن] وهو في المصنف: ٨/ ٤٩٢، وحسنه البوصيري * أبوالمنيب تقدم حاله، ح: ٢٧٢٥.

٣٧٢٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٧٥٢.

٣٧٢٤ـ [صحيح] أخرجه الدولابي في الكنى: ١/ ٢٨ من حديث محمد بن نعيم به، وقال المزي في التحفة: ٩/ ١٦٦ "والمحفوظ حديث طهفة عن النبي ﷺ".

بَطْنِي. فَرَكَضَنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ: «يَا جُنَيْدِبُ! إِنَّمَا هٰذِهِ ضِجْعَةُ أَهْلِ النَّارِ».

فوائد ومسائل: ① پیٹ کے بل لیٹنا ممنوع ہے۔ ② نبیٔ اکرم ﷺ کے مقام ومرتبہ اور صحابۂ کرام ؓ کے دل میں نبی ﷺ کی محبت وعظمت کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ کے لیے تنبیہ کا یہ انداز مناسب تھا لیکن عام آدمی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ اپنے ساتھی کو ٹھوکر مار کر مسئلہ بتائے۔ ③ مناسب موقع پر مناسب انداز سے سختی کرنا جائز ہے۔ ④ سختی کا انداز ایسا ہونا چاہیے جس سے مخاطب کو یہ احساس ہو کہ اس تنبیہ میں محبت اور رہنمائی کا پہلو بھی شامل ہے، محض غصہ نکالنا مقصود نہیں۔

۳۷۲۵- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ جَمِيلٍ الدِّمَشْقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى رَجُلٍ نَائِمٍ فِي الْمَسْجِدِ، مُنْبَطِحٍ عَلٰى وَجْهِهِ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: «قُمْ أَوِ اقْعُدْ. فَإِنَّهَا نَوْمَةٌ جَهَنَّمِيَّةٌ».

۳۷۲۵- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو مسجد میں چہرے کے بل لیٹ کر سو رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے قدم مبارک سے ٹھوکا دیا اور فرمایا: ”اٹھ کر بیٹھ! یہ جہنمیوں کے انداز کی نیند ہے۔“

113

(المعجم ۲۸) - بَابُ تَعَلُّمِ النُّجُومِ (التحفة ۲۸)

باب:۲۸- علم نجوم سیکھنا

۳۷۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً

۳۷۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ستاروں کا تھوڑا سا علم سیکھا اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھ لیا۔ جتنا زیادہ (علم نجوم) سیکھے گا اتنا زیادہ (جادو سیکھنے والا شمار) ہوگا۔“

۳۷۲۵ـ [حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:۱۱۸۸ من حديث الوليد بن جميل به، وهو صدوق يخطىء (تقريب)، والحديث السابق شاهد له.

۳۷۲۶ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطب، باب في النجوم، ح:۳۹۰۵ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف:۸/ ٤١٤، وصححه النووي، والذهبي، وأشار المنذري إلى أنه حسن.

مِنَ السِّحْرِ. زَادَ مَا زَادَ».

فوائد و مسائل: ① علم نجوم سے مراد ستاروں کا ایسا علم ہے جس سے لوگ اپنے خیال میں قسمت کا حال معلوم کرتے ہیں یہ ممنوع ہے۔ ② بعض لوگ یہ تصور رکھتے ہیں کہ بارہ برجوں میں سے فلاں برج کے ایام میں پیدا ہونے والا بچہ فلاں فلاں خصوصیات کا حامل ہوتا ہے' اور فلاں برج والا فلاں فلاں خوبیوں سے متصف ہوتا ہے۔ یہ بھی جاہلی توہمات ہیں جن کو بعض لوگ ''علم'' کا نام دیتے ہیں۔ ③ ہاتھ کی لکیروں سے قسمت کا حال بتانے والے بھی ہاتھ کے مختلف حصوں کو مختلف ستاروں کی طرف منسوب کرتے اور اس بنیاد پر پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ ان سب سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ ستاروں کے طلوع وغروب سے وقت کا اندازہ لگانا یا چاند کی رفتار سے مہینے کے انتیس یا تیس دن کے ہونے کا اندازہ کرنا اور سفر کے دوران میں ستاروں سے سمت کا تعین کرنا ممنوع علم نجوم میں شامل نہیں۔ ⑤ مختلف سائنسی آلات کے ذریعے سے ستاروں اور سیاروں کے طبعی حالات معلوم کرنا بھی ممنوع علم نجوم میں شامل نہیں۔ ⑥ ستاروں کے قسمت پر اثر انداز ہونے کے تصور کو ''جادو'' قرار دیا گیا ہے' یعنی یہ بھی جادو کی طرح حرام ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ (التحفة ۲۹)

باب: ۲۹- ہوا کو برا بھلا کہنے کی ممانعت

۳۷۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الزُّرَقِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ. فَإِنَّهَا مِنْ رَوْحِ اللهِ تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ. وَلٰكِنْ سَلُوا اللهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا».

۳۷۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہوا کو برا مت کہو' وہ اللہ کی رحمت ہے جو رحمت کا باعث ہوتی ہے اور (کبھی) عذاب کا باعث بھی' اس لیے اللہ سے اس کی بھلائی مانگو اور اس کی برائی سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔''

فوائد و مسائل: ① ہوا اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر انسان کی زندگی ممکن نہیں لیکن یہی ہوا اللہ کے حکم سے آندھی اور طوفان بن کر تباہی کا باعث بھی بن جاتی ہے۔ ② رحمت اور عذاب اللہ کے اختیار میں ہے' اس لیے اسی سے امید اور خوف رکھنا چاہیے۔ ③ تیز ہوا اور آندھی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ اس طرح

۳۷۲۷ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب ما يقول إذا هاجت الريح، ح: ۵۰۹۷ من حديث الزهري به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۹۸۹، والحاكم: ۴/ ۲۸۵، والذهبي.

دعا فرماتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَ خَيْرَ مَا فِيهَا، وَ خَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ] (صحيح مسلم، صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح والغيم، والفرح بالمطر، حديث:۸۹۹) "یا اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی، جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی اور جو کچھ دے کر اسے بھیجا گیا ہے اس کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور میں اس کی برائی سے، جو کچھ اس میں ہے اس کی برائی سے، اور جو کچھ دے کر اسے بھیجا گیا ہے اس کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔" جس طرح انسانوں کو گالی دینا گناہ ہے، اسی طرح جانوروں اور بے جان مخلوق کو گالی دینا بھی برا کام ہے۔

(المعجم ۳۰) - **بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ** (التحفة ۳۰)

باب: ۳۰- مستحب اور پسندیدہ نام

۳۷۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ، عَزَّوَجَلَّ: عَبْدُاللهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ».

۳۷۲۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔"

فوائد و مسائل: ① ان ناموں کے پسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں اللہ کی عبودیت کا اظہار ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کے دوسرے ناموں کے ساتھ بھی "عبد" یا "عبید" لگا کر نام رکھا جاسکتا ہے۔ ③ انبیائے کرام ؑ کے ناموں پر نام رکھنا بھی درست ہے۔

(المعجم ۳۱) - **بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْأَسْمَاءِ** (التحفة ۳۱)

باب: ۳۱- ناپسندیدہ نام

۳۷۲۹- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ

۳۷۲۹- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ یہ نام رکھنے سے منع کر دوں گا: رَبَاح (نفع)، نَجِيح

۳۷۲۸ـ أخرجه مسلم، الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم وبيان ما يستحب من الأسماء، ح: ۲۱۳۲ من حديث العمري به، وتابعه أخوه عبيدالله عنده.

۳۷۲۹ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء ما يكره من الأسماء، ح: ۲۸۳۵ من حديث أبي أحمد الزبيري به، وقال: "[حسن] غريب"، وله شواهد عند أبي داود، ح: ۴۹۶۰، ومسلم، ح: ۲۱۳۶ وغيرهما، انظر الحديث الآتي.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَئِنْ عِشْتُ، إِنْ شَاءَ اللهُ، لَأَنْهَيَنَّ أَنْ يُسَمَّى رَبَاحٌ وَنَجِيحٌ وَأَفْلَحُ وَنَافِعٌ وَيَسَارٌ».

(کامیاب) افلح (کامیاب) نافع (فائدہ دینے والا) یَسار (آسانی۔)

٣٧٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الرُّكَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُسَمِّيَ رَقِيقَنَا أَرْبَعَةَ أَسْمَاءٍ: أَفْلَحُ وَنَافِعٌ وَرَبَاحُ وَيَسَارٌ.

٣٧٣٠- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے غلاموں کے چار نام رکھنے سے منع فرمایا: "أفلح، نافع، رَباح، یَسار۔"

فائدہ: ایک حدیث میں اس ممانعت کی یہ حکمت بیان کی گئی ہے: "کیونکہ تو کہے گا: کیا وہ یہاں موجود ہے؟ وہ نہیں ہوگا تو (جواب دینے والا) کہے گا: نہیں۔" (صحیح مسلم، الآداب، باب کراھة التسمیة بالأسماء القبیحة، وبنافع و نحوہ، حدیث:٢١٣٦) مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی پوچھے کہ گھر میں نافع ہے اور جواب میں کہا جائے کہ موجود نہیں۔ گویا آپ نے یہ کہا کہ گھر میں فائدہ دینے والا کوئی شخص موجود نہیں۔ سب نکمے ہیں۔ اگرچہ متکلم کا مقصد یہ نہیں ہوگا، تاہم ظاہری طور پر ایک نامناسب بات بنتی ہے، لہٰذا ایسے نام رکھنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں۔

٣٧٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ ابْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا مُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: لَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ. فَقَالَ عُمَرُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْأَجْدَعُ شَيْطَانٌ».

٣٧٣١- حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میری ملاقات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انھوں نے فرمایا: تو کون ہے؟ میں نے کہا: مسروق بن اجدع ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: "اجدع شیطان ہے۔"

فائدہ: [أَجدَع] کے لفظی معنی "نکٹا" ہیں۔ اور ناک کٹنا اردو کی طرح عربی میں بھی بے عزتی کے مفہوم

٣٧٣٠ـ أخرجه مسلم، الآداب، باب كراهة التسمية بالأسماء القبيحة وبنافع ونحوه، ح: ٢١٣٦ عن ابن أبي شيبة به.

٣٧٣١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في تغيير الاسم القبيح، ح: ٤٩٥٧ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٤٧٧، وانظر، ح: ١١ لحال مجالد.

میں بولا جاتا ہے جب کہ دوسرے اعضاء سے محرومی (مثلاً: اعرج' لنگڑا) میں یہ قباحت نہیں' اس لیے ایسے نام سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ (التحفة ٣٢)

باب:۳۲- نام تبدیل کرنا

٣٧٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَافِعٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ. فَقِيلَ لَهَا: تُزَكِّي نَفْسَهَا. فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، زَيْنَبَ.

۳۷۳۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' ام المومنین حضرت زینب بنت جحش ؓ کا نام برہ (نیک خاتون) تھا۔ بعض لوگوں نے کہا: وہ اپنی تعریف کرتی ہیں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

فوائد ومسائل: ① اچھے نام میں تعریف کا پہلو تو ہوتا ہی ہے لیکن بعض ناموں میں یہ زیادہ واضح ہوتا ہے۔ ایسے ناموں سے اجتناب بہتر ہے۔ ② ''زینب'' ایک قسم کی خوشبودار نباتات کا نام ہے۔

٣٧٣٣- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَةً لِعُمَرَ كَانَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ. فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، جَمِيلَةَ.

۳۷۳۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' حضرت عمر ؓ کی ایک بیٹی کا نام ''عاصیہ'' تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام ''جمیلہ'' رکھ دیا۔

فائدہ: [عَاصِيَه] کا مطلب ''نافرمان'' ہے۔ مسلمان فرماں بردار ہوتا ہے' اس لیے یہ نام ناپسندیدہ ہے۔ فرعون کی مومن بیوی کا نام حضرت ''آسیہ'' تھا۔ یہ نام رکھنا جائز ہے۔

٣٧٣٤- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى أَبُو الْمُحَيَّاةِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ

۳۷۳۴- حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت

٣٧٣٢- أخرجه البخاري، الأدب، باب تحويل الاسم إلى اسم أحسن منه، ح: ٦١٩٢ من حديث غندر به، ومسلم، الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح إلى حسن ... الخ، ح: ٢١٤١ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

٣٧٣٣- أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢١٣٩/ ١٥ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

٣٧٣٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٥١ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وحسنه الترمذي، ح: ٣٢٥٦، ٣٨٠٣ * ابن أخي عبدالله بن سلام مجهول (تقريب)، لم يوثقه غير الترمذي فهو مستور.

ابْنِ عُمَيْرٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي، عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَيْسَ اسْمِي عَبْدَ اللهِ ابْنَ سَلَامٍ فَسَمَّانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلَامٍ.

میں حاضر ہوا' اس وقت میرا نام عبداللہ بن سلام نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے میرا نام عبداللہ بن سلام رکھ دیا۔

(المعجم ۳۳) - بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ اسْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَكُنْيَتِهِ (التحفة ۳۳)

باب:۳۳- نبی ﷺ کا نام اور کنیت دونوں رکھنا

۳۷۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ: أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي».

۳۷۳۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھ لیا کرو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔''

۳۷۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَمَّوْا بِاسْمِي، وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي».

۳۷۳۶- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھ لیا کرو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔''

۳۷۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۷۳۷- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں

۳۷۳۵ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب كنية النبي ﷺ، ح: ۳۵۳۹ من حديث سفيان بن عيينة به، ومسلم، الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم، وبيان مايستحب من الأسماء، ح: ۲۱۳٤ عن ابن أبي شيبة به.

۳۷۳٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۱۳، ۳۱٤ عن أبي معاوية ثنا الأعمش به، وهو في المصنف: ۸/ ٤۸۳، وانظر الحديث السابق، وعند الترمذي، ح: ۲۲۵۰ طرف منه، وله شاهد عند البخاري، ومسلم، وغيرهما، البخاري، ح: ۳۱۱٤، ۳۱۱۵، ۳۵۳۸، ٦۱۸۷، ٦۱۹٦، ومسلم، ح: ۲۱۳۳، ۲۱۳٤ من حديث سالم بن أبي الجعد عن جابر به.

۳۷۳۷ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب ما ذكر في الأسواق، ح: ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۳۵۳۷، ومسلم، الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم . . . الخ، ح: ۲۱۳۱ من حديث حميد به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْبَقِيعِ. فَنَادٰى رَجُلٌ رَجُلًا: يَاأَبَاالْقَاسِمِ! فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي».

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بقیع میں تھے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو آواز دی: اے ابوالقاسم! رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا: میں نے آپ کو نہیں پکارا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھ لیا کرو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔''

فوائد ومسائل: ① بقیع مدینہ منورہ کے قریب ایک میدان تھا جس کے ایک حصے میں قبرستان تھا جبکہ باقی میدان میں خرید وفروخت ہوتی تھی۔ آج کل اس میدان میں اہل مدینہ کا قبرستان ہے جسے عرف عام میں ''جنت البقیع'' کہا جاتا ہے۔ اس واقعہ کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: ''نبی ﷺ بازار میں تھے کہ ایک آدمی بولا: اے ابوالقاسم!.....'' (صحيح البخاري' المناقب' باب كنية النبي ﷺ' حديث: ۳۵۳۷) ② کنیت سے مراد وہ نام ہے جو اولاد کی نسبت سے ''ابو'' یا ''ام'' کے ساتھ رکھا جائے' مثلاً: ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ام عبداللہ (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) ③ اس مسئلے میں مختلف اقوال ہیں: امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے باب کا جو عنوان تحریر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی رائے یہ ہے کہ جس شخص کا نام محمد ہو' وہ ابوالقاسم کنیت نہ رکھے۔ دوسرا آدمی یہ کنیت رکھ سکتا ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ یہ ممانعت صرف نبی ﷺ کی زندگی میں تھی جیسا کہ زیر مطالعہ حدیث سے بھی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ الرَّجُلِ يُكْتَنٰى قَبْلَ أَنْ يُولَدَ لَهُ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- اولاد ہونے سے پہلے کنیت رکھنا

۳۷۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ صُهَيْبٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ لِصُهَيْبٍ:

۳۷۳۸- حضرت حمزہ بن صہیب رحمہ اللہ سے روایت ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے اپنی کنیت ابویحییٰ کیوں رکھی ہے' حالانکہ آپ کی اولاد نہیں ہے؟ انھوں نے فرمایا: میری کنیت

٣٧٣٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٦ من حديث زهير بن محمد به، وتابعه عبيدالله بن عمرو الرقي عند أحمد، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٧٨، والذهبي، وحسنه البوصيري، وسنده ضعيف * ابن عقيل ضعيف، وله شواهد ضعيفة عند أحمد: ٤/ ٣٣٣، ٦/ ١٦، والحاكم ٣/ ٣٩٨، وغيرهما وفيه محمد بن عبدالله المعمري بن شيخ الحاكم لم أجد من وثقه، وباقي السند حسن.

مَالَكَ تَكْتَنِي بِأَبِي يَحْيٰى؟ وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ. قَالَ: كَنَّانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، بِأَبِي يَحْيٰى.

رسول اللہ ﷺ نے ابویحییٰ رکھی ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ حافظ ابن حجر اور شیخ البانی ؒ نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحۃ، رقم: ۴۴) یہ بات چیت حضرت صہیب ؓ کے بیٹے حضرت حمزہ ؒ کی ولادت سے پہلے ہوئی' بعد میں انھیں بتائی گئی۔ ② اولاد ہونے سے پہلے کنیت رکھنا جائز ہے۔ ③ جس طرح انبیائے کرام ؑ کے ناموں کے مطابق نام رکھنا جائز ہے' اسی طرح ان ناموں کے ساتھ کنیت رکھنا بھی جائز ہے۔

۳۷۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ مَوْلًى لِلزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: كُلُّ أَزْوَاجِكَ كَنَّيْتَهُ. غَيْرِي. قَالَ: «فَأَنْتِ أُمُّ عَبْدِ اللهِ».

۳۷۳۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: آپ نے میرے سوا اپنی تمام ازواج مطہرات کی کنیت رکھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ام عبداللہ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کا مطلب یہ تھا کہ میرے لیے بھی کوئی مناسب کنیت مقرر فرما دیجیے۔ ② ام المومنین ؓ نے یہ بات اس لیے کہی کہ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی جس کے نام پر وہ کنیت رکھ سکتیں۔ ③ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کی یہ کنیت غالباً حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کی نسبت سے رکھی تھی جو ام المومنین ؓ کے بھانجے اور حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ کے فرزند تھے۔

۳۷۴۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِينَا فَيَقُولُ، لِأَخٍ لِي، وَكَانَ صَغِيرًا، «يَا أَبَا عُمَيْرٍ».

۳۷۴۰- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے اور میرے ایک بھائی سے' جو کم سن تھا' فرمایا کرتے تھے: ''اے ابوعمیر!''

فائدہ: یہ وہی حدیث ہے جو نمبر ۳۷۲۰ پر گزری' یہاں اسے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ابوعمیر ؓ ابھی بچے تھے' جن کے ہاں اولاد کی موجودگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا' اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے کنیت تجویز فرمائی اور اس کنیت سے انھیں مخاطب فرمایا۔

۳۷۳۹ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٨٦، ٢١٣ عن وكيع به، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ٤٩٧٠، وأحمد: ٦/ ١٥١ وغيرهما.

۳۷۴۰ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢٠.

(المعجم ٣٥) - **بَابُ الْأَلْقَابِ** (التحفة ٣٥)

٣٧٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي جُبَيْرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ : فِينَا نَزَلَتْ، مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ : ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَٰبِ﴾ [الحجرات: ١١]. قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ، وَالرَّجُلُ مِنَّا لَهُ الْإِسْمَانِ وَالثَّلَاثَةُ. فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ، رُبَّمَا دَعَاهُمْ بِبَعْضِ تِلْكَ الْأَسْمَاءِ. فَيُقَالُ : يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ يَغْضَبُ مِنْ هٰذَا. فَنَزَلَتْ : ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَٰبِ﴾ [الحجرات: ١١].

باب:۳۵- برے نام رکھنا

۳۷۴۱- حضرت ابوجبیرہ بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ ''ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔'' رسول اللہ ﷺ (ہجرت کر کے) ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ایک ایک آدمی کے دو دو تین تین نام ہوتے تھے۔ نبی ﷺ بعض اوقات انھیں ان ناموں سے پکارتے تو عرض کیا جاتا: اے اللہ کے رسول! وہ اس نام سے ناراض ہوتا ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ ''ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔''

فوائد ومسائل: ① کسی کو ایسے نام یا لقب سے نہیں پکارنا چاہیے جو اسے ناگوار ہو۔ ② مسلمان کو دوسرے مسلمان کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے اور بلاوجہ ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس سے اس کے جذبات مجروح ہوں۔

(المعجم ٣٦) - **بَابُ الْمَدْحِ** (التحفة ٣٦)

٣٧٤٢- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، أَنْ نَحْثُوَ، فِي وُجُوهِ الْمَدَّاحِينَ، التُّرَابَ.

باب:۳۶- تعریف (خوشامد) کا بیان

۳۷۴۲- حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تعریف کرنے والوں کے چہروں پر خاک ڈالیں۔

٣٧٤١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في الألقاب، ح: ٤٩٦٢ من حديث داود بن أبي هند به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٣٢٦٨، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ح: ٢/ ٤٦٣، ٤/ ١٨١، ١٨٢.

٣٧٤٢ـ أخرجه مسلم، الزهد، باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط، وخيف منه فتنة على الممدوح، ح: ٣٠٠٢ عن ابن أبي شيبة به.

فوائد ومسائل: ① منہ پر تعریف کرنے والوں کا مقصد عام طور پر اپنے ممدوح حضرات کی مبالغہ آمیز ناجائز تعریف اور خوشامد وغیرہ کر کے ان سے ناجائز طور پر مالی فائدہ حاصل کرنا یا ان کی نظر میں بلند مقام حاصل کرنا ہوتا ہے۔ یہ عمل اخلاقی طور پر غلط ہے۔ ② چہروں پر خاک ڈالنے کا مطلب بالکل واضح ہے کہ تعریف کرنے والے شخص کے منہ پر مٹی ڈال دی جائے جس طرح کہ راویٔ حدیث صحابیٔ رسول حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حاکم وقت کی ان کے منہ پر تعریف کرنے والے شخص کے چہرے پر مٹی پھینکی تھی' پھر ان کے پوچھنے پر فرمایا تھا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خوشامد کرنے والوں کے منہ پر اسی طرح مٹی پھینکنے کا حکم دیا ہے۔ (صحیح مسلم' الزھد' باب النھي عن المدح إذا کان فیه إفراط...... ' حدیث:۳۰۰۲) یہ بات یاد رہے کہ اس ممنوع تعریف سے مراد وہ تعریف ہے جو ناجائز' مبنی بر خوشامد اور مبالغہ آمیز ہو' نیز ایسی تعریف جس سے ممدوح شخص کے عجب' خود پسندی اور ریاکاری وغیرہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو۔ ہاں' اگر کوئی شخص واقعی قابل تعریف ہو اور اپنی تعریف سن کر اس شخص کے کسی قسم کے فتنے وغیرہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور نہ تعریف کرنے والے کا مقصد ہی ناجائز فوائد کا حصول ہو تو ایسی تعریف کرنا جائز ہے جس طرح کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف ان کی موجودگی میں فرمائی ہے۔ واللہ أعلم۔ ③ مبالغہ آمیز تعریف کی وجہ سے ممدوح کے دل میں فخر وغرور پیدا ہونے کا خطرہ ہے' اور عین ممکن ہے کہ اس تعریف وشہرت کی وجہ سے وہ عمل میں سستی کا شکار ہو جائے یا تعریف کی لذت محسوس کر کے ریاکاری میں مبتلا ہو جائے' اور یہ ہلاکت کا باعث ہے۔

۳۷۴۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحَ، فَإِنَّهُ الذَّبْحُ».

۳۷۴۳- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''ایک دوسرے کی تعریف سے پرہیز کرو' یہ ذبح کرنے کے برابر ہے۔''

فائدہ: ذبح سے مراد یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں تباہی کا باعث ہے۔ واللہ أعلم۔

۳۷٤٤- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا

۳۷۴۴- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۷٤۳ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٣ عن غندر به مطولاً، وهو في المصنف: ٩/ ٦٠٥، وحسنه البوصيري.

۳۷٤٤ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يكره من التمادح، ح: ٦٠٦١ من حديث شعبة به، ومسلم، الزهد، باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط، وخيف منه فتنة على الممدوح، ح: ٣٠٠٠/ ٦٦ ب عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَدَحَ رَجُلٌ رَجُلًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ» مِرَارًا. ثُمَّ قَالَ: «إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحاً أَخَاهُ، فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُهُ، وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَدًا».

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی تعریف کی تو رسول اللہ ﷺ نے کئی بار فرمایا: ''افسوس تجھ پر! تو نے تو اپنے ساتھی کا گلا کاٹ دیا۔'' پھر فرمایا: ''اگر کسی نے اپنے بھائی کی تعریف کرنی ہو تو یوں کہے: میرا خیال یہ ہے اور میں اللہ کے مقابلے میں کسی کو پاکباز قرار نہیں دیتا۔''

فوائد و مسائل: ① انسان ظاہر کے مطابق رائے قائم کرتا ہے۔ دل کی حقیقت اور کیفیت سے صرف اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔ ② منہ پر تعریف کرنا منع ہے' تاہم جس کی بابت یہ خطرہ نہ ہو کہ وہ تعریف سے کبر و غرور میں مبتلا ہو جائے گا' اس کی مناسب انداز سے تعریف کی جا سکتی ہے' جیسے نبی ﷺ نے بعض دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وغیرہ بعض صحابہ کی تعریف فرمائی۔

(المعجم ٣٧) - **بَابٌ: اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ** (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- جس سے مشورہ لیا جائے وہ ایسے ہے جیسے اس کے پاس امانت رکھی گئی ہے

٣٧٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ».

٣٧٤٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت سنبھالنے والا ہے۔''

٣٧٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٣٧٤٦- حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ

٣٧٤٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في المشورة، ح: ٥١٢٨ من حديث يحيى بن أبي بكير به، وحسنه الترمذي، ح: ٢٨٢٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٩١، والحاكم: ٤/ ١٣١ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق كثيرة.

٣٧٤٦ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧٤ عن أسود بن عامر به، وصححه البوصيري، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شَرِيكٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ [أَبِي] مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ».

سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے مشورہ لیا جائے' وہ امانت سنبھالنے والا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جس طرح امانت میں خیانت جائز نہیں' اسی طرح کسی کو غلط مشورہ دینا جائز نہیں۔ ② مشورہ لینے والا اپنے مسلمان بھائی پر اعتماد کرکے اس کے سامنے اپنے حالات رکھتا ہے' لہٰذا یہ جائز نہیں کہ اس کی راز کی باتیں دوسروں کے سامنے ظاہر کی جائیں۔ یہ باتیں امانت ہیں۔

٣٧٤٧- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَشَارَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيُشِرْ عَلَيْهِ».

٣٧٤٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی اپنے بھائی سے مشورہ طلب کرے تو اسے چاہیے کہ اسے مشورہ دے دے۔''

فائدہ: مسلمان کو صحیح مشورہ دینا ضروری ہے کیونکہ مسلمان پر مسلمان کی خیر خواہی فرض ہے جیسا کہ دوسری صحیح احادیث میں مذکور ہے۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ دُخُولِ الْحَمَّامِ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- حمام میں جانا

٣٧٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ابْنُ سُلَيْمَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي يَعْلَى، وَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، جَمِيعاً عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

٣٧٤٨- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے لیے عجم کی زمین فتح ہوگی' وہاں تمھیں ایسے کمرے ملیں گے جنھیں حمام کہا جائے گا۔ ان میں مرد تہبند کے بغیر داخل نہ ہوں اور عورتوں کو ان میں داخل ہونے سے منع کرو' مگر بیمار یا نفاس والی داخل ہوسکتی ہے۔''

٣٧٤٧- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل محمد بن أبي ليلى، وقد تقدم، ح: ٨٥٤.

٣٧٤٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحمام، باب الدخول في الحمام، ح: ٤٠١١ من حديث الإفريقي به، وانظر، ح: ٥٤ لعلتيه.

«تُفْتَحُ لَكُمْ أَرْضُ الْأَعَاجِمِ. وَسَتَجِدُونَ فِيهَا بُيُوتاً يُقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ. فَلَا يَدْخُلْهَا الرِّجَالُ إِلَّا بِإِزَارٍ. وَامْنَعُوا النِّسَاءَ أَنْ يَدْخُلْنَهَا. إِلَّا مَرِيضَةً أَوْ نُفَسَاءَ».

٣٧٤٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ أَبِي عُذْرَةَ قَالَ: وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ مِنَ الْحَمَّامَاتِ. ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ أَنْ يَدْخُلُوهَا فِي الْمَيَازِرِ. وَلَمْ يُرَخِّصْ لِلنِّسَاءِ.

۳۷۴۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے مردوں اور عورتوں (سب) کو حماموں میں داخل ہونے سے منع فرمایا' پھر مردوں کو تہبند کے ساتھ حمام میں جانے کی اجازت دے دی اور عورتوں کو اجازت نہیں دی۔

٣٧٥٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ الْهُذَلِيِّ أَنَّ نِسْوَةً مِنْ أَهْلِ حِمْصَ اسْتَأْذَنَّ عَلَى عَائِشَةَ. فَقَالَتْ: لَعَلَّكُنَّ مِنَ اللَّوَاتِي يَدْخُلْنَ الْحَمَّامَاتِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ وَضَعَتْ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا، فَقَدْ هَتَكَتْ سِتْرَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ».

۳۷۵۰- حضرت ابوملیح (عامر بن اسامہ) ہذلی ؒ سے روایت ہے کہ حمص کی رہنے والی کچھ خواتین ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں' انھوں نے فرمایا: شاید تم بھی ان عورتوں میں سے ہو جو حماموں میں جاتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جس عورت نے اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ (کسی جگہ) اپنے کپڑے اتارے' اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان (حیا کا) پردہ چاک کر دیا۔''

٣٧٤٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، أيضًا، ح: ٤٠٠٩ من حديث حماد به، وقال الترمذي: "لا نعرفه إلا من حديث حماد بن سلمة وإسناده ليس بذاك القائم"، ح: ٢٨٠٢ * أبوعذرة حسن الحديث على الراجح راجع نيل المقصود.

٣٧٥٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، أيضًا، ح: ٤٠١٠ من حديث منصور به، وحسنه الترمذي، ح: ٢٨٠٣.

فوائد و مسائل: ① حمام کا لفظ حمیم (گرم پانی) سے بنایا گیا ہے کیونکہ وہاں گرم پانی سے نہانے کا انتظام ہوتا ہے۔ بعد میں نہانے کی ہر جگہ کو حمام کہنے لگے' خواہ وہاں گرم پانی ہو یا ٹھنڈا۔ ② حمام میں نہلانے کے لیے خادم موجود ہوتے تھے وہاں جانے سے اس لیے منع کیا گیا کہ لوگ ان خادموں سے ستر پوشی کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ اگر ستر پوشی کا خیال رکھا جائے تو باقی جسم کو ملنے اور دھونے میں خادموں سے مدد لینا جائز ہے۔ ③ عورت کا پورا جسم ستر ہے' اس لیے اس کو منع کر دیا گیا کہ حمام میں کسی سے مدد لے۔ اس کے لیے گھر ہی میں نہانا بہتر ہے۔ ④ اگر عورت گھر میں گرم پانی سے نہانے کا انتظام کر لے اور کسی سے مدد لیے بغیر نہا لے یا خاوند سے مدد لے لے تو کوئی حرج نہیں۔ ⑤ جہاں مرد ننگے ہو کر ایک دوسرے کے سامنے نہاتے ہوں' جیسے غیر مسلم ممالک میں رواج ہے' وہاں مردوں کو بھی ان کے ساتھ نہانا منع ہے کیونکہ جس طرح اپنے ستر کو چھپانا فرض ہے' اسی طرح کسی کے ستر کو دیکھنا بھی منع ہے۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ الْاِطِّلَاءِ بِالنُّورَةِ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۹- بال صفا پاؤڈر لگانا

٣٧٥١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرُّمَّانِيِّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اطَّلَى، بَدَأَ بِعَوْرَتِهِ فَطَلَاهَا بِالنُّورَةِ. وَسَائِرَ جَسَدِهِ، أَهْلُهُ.

۳۷۵۱- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب بال صفا پاؤڈر استعمال کرتے تو پہلے اعضائے مستورہ پر خود پاؤڈر لگاتے' پھر باقی جسم پر آپ کی اہلیہ لگا دیتیں۔

٣٧٥٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اطَّلَى وَوَلِيَ عَانَتَهُ بِيَدِهِ.

۳۷۵۲- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بال صفا پاؤڈر لگاتے تو ستر کے اعضاء پر خود اپنے ہاتھ سے لگاتے۔

فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں' اس لیے نا قابل استدلال ہیں' تاہم دوسرے دلائل سے مسئلے کی نوعیت

٣٧٥١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "رجاله ثقات وهو منقطع، حبيب بن أبي ثابت لم يسمع من أم سلمة"، وفيه علة أخرى، ح: ٣٨٣.

٣٧٥٢ـ [إسناده ضعيف] وانظر الحديث السابق لعلتيه، وله شواهد ضعيفة ومرسلة.

یہ واضح ہوتی ہے کہ زیر ناف اور بغلوں کے بالوں کو جس طرح بھی صاف کر لیا جائے' جائز ہے' البتہ بغلوں کے بال اکھیڑنا مستحب ہے کیونکہ ان کی صفائی کا حکم ہے' تاہم بدن کے دوسرے حصوں کے بالوں کی صفائی تغییر لخلق اللہ کی وعید میں آ سکتی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت بھی ہو جاتی ہے۔ ان دو وجوہ سے جسم کے دوسرے حصوں کے بالوں کی صفائی ممنوع اور ناجائز ہوگی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٤٠) - **بَابُ الْقَصَصِ** (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- وعظ کے طور پر واقعات بیان کرنا

٣٧٥٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْهِقْلُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُصُّ عَلَى النَّاسِ إِلَّا أَمِيرٌ أَوْ مَأْمُورٌ أَوْ مُرَاءٍ».

۳۷۵۳- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو وعظ امیر کرتا ہے' یا جسے حکم دیا گیا ہو (اور اس منصب پر مقرر کیا گیا ہو) یا ریا کار۔''

فوائد و مسائل: ① انبیائے کرام ؑ اور سلف صالحین کے واقعات بیان کر کے عوام کو وعظ و نصیحت کرنا ایک اہم منصب ہے۔ ② اسلامی حکومت میں خطبہ دینا حکمران کا حق ہے۔ مختلف شہروں میں اپنے نائب (گورنر اور مقامی حکام) مقرر کرنا بھی اس کا فرض ہے جو اپنے اپنے مقام پر عوام کی دینی رہنمائی کریں اور انتظامی معاملات کی نگرانی اور رہنمائی بھی کریں۔ ③ شرعی امیر کی اجازت کے بغیر وعظ کرنے کا مقصد اپنی علمیت کا اظہار ہو سکتا ہے جو ریاکاری ہے۔ ④ جب اسلامی سلطنت قائم نہ ہو تو ہر عالم عوام کی دینی رہنمائی کا ذمہ دار ہے لیکن دین کے علم سے بے بہرہ شخص محض اپنی قوت بیان کے زور پر عوام کا قائد بننے کی کوشش کرے گا تو گمراہی پھیلانے کا باعث ہوگا۔

٣٧٥٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْعُمَرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمْ يَكُنِ الْقَصَصُ فِي زَمَنِ

۳۷۵۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قصہ گوئی تھی' نہ حضرت ابوبکر ؓ کے زمانے میں اور نہ

٣٧٥٣ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٣، والدارمي من حديث عبدالله بن عامر به، وتابعه عبدالرحمٰن بن حرملة عند أحمد: ٢/ ١٧٨، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ٣٦٦٥، وأحمد وغيرهما.

٣٧٥٤ـ [إسناده حسن] وانظر، ح: ٣٦٦، ١٢٩٩ لحال العمري عن نافع.

رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَا زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ، وَلَا زَمَنِ عُمَرَ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں۔

(المعجم ٤١) - **بَابُ الشِّعْرِ** (التحفة ٤١)

باب:۴۱-شعروشاعری کا بیان

٣٧٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً».

۳۷۵۵-حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ شعر دانائی اور حکمت ہوتے ہیں۔''

٣٧٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا».

۳۷۵۶-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''شعروں میں حکمت کی باتیں بھی ہوتی ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① شاعری کلام ہی کی ایک صورت ہے۔ جس طرح نثر میں اچھی بری دونوں طرح کی باتیں کی جاسکتی ہیں اسی طرح شعروں میں بھی اچھی بری دونوں طرح کی باتیں ہوسکتی ہیں۔ ② بری شاعری سے اجتناب کرنا چاہیے البتہ اچھے شعر کہنا سننا جائز ہے۔

٣٧٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:

۳۷۵۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٣٧٥٥_ أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يجوز من الشعر والرجز والحداء ومايكره منه، ح: ٦١٤٥ من حديث الزهري به.

٣٧٥٦_ [حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب ماجاء في الشعر، ح: ٥٠١١ من حديث سماك به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٢٨٤٥ وإسناده غير قويّ راجع، ح: ١٧١، والحديث السابق شاهد له.

٣٧٥٧_ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية، ح: ٣٨٤١، ٦٤٨٩، ومسلم، الشعر، باب في إنشاد الأشعار وبيان أشعر الكلمة وذم الشعر، ح: ٢٢٥٦ من حديث عبدالملك به * وابن عيينة سمعه من زائدة عن عبدالملك به، مسلم، ح: ٢٢٥٦/ ٤.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ، كَلِمَةُ لَبِيدٍ:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ، مَا خَلَا اللهَ، بَاطِلُ»

وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی شاعر کی کہی ہوئی سب سے سچی بات لبید کا یہ کلام ہے: [أَلَا كُلُّ شَيْءٍ، مَاخَلَا اللّٰهَ، بَاطِلُ] ''اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔'' اور امیہ بن ابوصلت قریب تھا کہ مسلمان ہو جاتا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت لبید رضی اللہ عنہ عرب کے ایک شاعر تھے جو مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ ② جو کام اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے وہی نیکی ہے۔ ③ امیہ بن ابوصلت غیر مسلم شاعر تھا لیکن اس کے شعر اچھے تھے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمائے۔

٣٧٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَنْشَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، مِائَةَ قَافِيَةٍ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ. يَقُولُ بَيْنَ كُلِّ قَافِيَةٍ: «هِيهِ» وَقَالَ: «كَادَ أَنْ يُسْلِمَ».

٣٧٥٨- حضرت شرید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو امیہ بن ابوصلت کے سو شعر سنائے۔ آپ ہر شعر کے بعد فرماتے: ''(اور شعر) سناؤ۔'' اور فرمایا: ''قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا۔''

فائدہ: اچھے اشعار کی تعریف کرنا اور فرمائش کر کے سننا جائز ہے' خواہ وہ کسی غیر مسلم شاعر ہی کے ہوں۔ اچھے شعر سے مراد یہ ہے کہ اس میں کفر و شرک یا فسق و فجور والی باتیں نہ ہوں۔

(المعجم ٤٢) - بَابُ مَا كُرِهَ مِنَ الشِّعْرِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲- ناپسندیدہ اشعار

٣٧٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ

٣٧٥٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٣٧٥٨_ أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٢٥٥ من حديث عبدالله بن عبدالرحمٰن به.

٣٧٥٩_ أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يكره أن يكون الغالب على الإنسان الشعر حتى يصده عن ذكر الله والعلم، القرآن، ح: ٦١٥٥ من حديث الأعمش به، ومسلم، الشعر، باب في إنشاد الأشعار . . . الخ، ح: ٢٢٥٧/ ٧ عن ابن أبي شيبة به.

وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحاً حَتَّى يَرِيَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا». إِلَّا أَنَّ حَفْصًا لَمْ يَقُلْ: يَرِيَهُ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے پیٹ کا (برے اور گندے) شعروں سے بھرے ہونے سے بہتر یہ ہے کہ وہ پیپ سے بھرا ہوا ہو جس سے وہ بیمار ہو جائے۔'' راویت کے راوی حفص نے [يَرِيَه] کے لفظ بیان نہیں کیے۔

٣٧٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ يُونُسَ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا حَتَّى يَرِيَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا».

٣٧٦٠- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے پیٹ کا شعروں سے بھرے ہونے سے بہتر یہ ہے کہ وہ پیپ سے بھرا ہوا ہو جس سے وہ بیمار ہو جائے۔''

فوائد ومسائل: ① پیٹ بھرنے سے مراد یہ ہے کہ اشعار سے اتنی دلچسپی ہو کہ ادھر ہی توجہ رہے' تاہم برے شعر تھوڑے بھی یاد ہوں تو اچھی بات نہیں۔ ② اس حدیث میں شعروں سے مراد برے شعر ہیں۔

٣٧٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ شَيْبَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ فِرْيَةً، لَرَجُلٌ هَاجَى رَجُلًا، فَهَجَا الْقَبِيلَةَ بِأَسْرِهَا. وَرَجُلٌ انْتَفَى مِنْ أَبِيهِ، وَزَنَّى أُمَّهُ».

٣٧٦١- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا جھوٹ بولنے والا وہ شخص ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کی ہجو کی تو اس نے (جواب میں) پورے قبیلے کی ہجو کی (یہ سب سے بڑا جھوٹا ہے۔) اور وہ آدمی جو اپنے باپ سے نسبی تعلق توڑتا ہے اور اپنی ماں کو بدکار قرار دیتا ہے۔''

٣٧٦٠_ أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٨/٢٢٥٨ عن محمد بن بشار به.

٣٧٦١_ [حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٤١ من حديث شيبان به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠١٤، والبوصيري وحسنه الحافظ في الفتح: ١٠/ ٥٣٩، ولبعض الحديث شاهد عند البخاري، ح: ٣٥٠٩ وغيره، ويؤيده القرآن: ﴿ولا يجرمنكم شنآن قوم على ألا تعدلوا﴾.

فوائد ومسائل: ① جس آدمی سے تکلیف پہنچے اسے تو برا بھلا کہا جا سکتا ہے لیکن اس سے تعلق رکھنے والے دوسرے لوگوں کو بھی برا قرار دینا جھوٹ ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔ ② ہمارے معاشرے میں یہ چیز پائی جاتی ہے کہ بعض قبائل یا پیشوں کے بارے میں ایک رائے مشہور ہو جاتی ہے۔ جس شخص میں وہ خرابی نہ ہو اس قبیلے یا پیشے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اس سے بھی بدگمانی کی جاتی ہے یا اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ یہ بری عادت ہے۔ ③ ہجو یعنی شعروں میں کسی کی مذمت برا کام ہے البتہ مسلمانوں سے برسر پیکار کافروں کی ہجو کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس کی زد میں مسلمان نہ آئیں۔ ④ قبیلہ یا خاندان باہمی تعارف کا ایک ذریعہ ہے۔ عزت وذلت کا تعلق عمل سے ہے خاندان سے نہیں۔ ⑤ اپنے قبیلے کو ادنیٰ سمجھ کر خود کو کسی دوسرے معروف قبیلے کا فرد مشہور کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ⑥ جب ایک شخص دوسرے قبیلے سے نسبت قائم کرتا ہے تو گویا وہ اس بات کا اعتراف کر رہا ہے کہ اس کی پیدائش اس شخص سے نہیں ہوئی جو اس کا حقیقی باپ سمجھا جاتا ہے بلکہ دوسرے قبیلے کے کسی فرد سے ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کی ماں بدکار ثابت ہوتی ہے۔ اس سے اس حرکت کی برائی واضح ہے۔

(المعجم ٤٣) - بَابُ اللَّعِبِ بِالنَّرْدِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- نرد (چوسر) کھیلنا

٣٧٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَبُوأُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ، فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ».

۳۷۶۲- حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نَرد کھیلا اس نے اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں آئندہ آنے والی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے نیز دیگر محققین نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم.

٣٧٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في النهي عن اللعب بالنرد، ح: ٤٩٣٨ من حديث سعيد بن أبي هند به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥٠، ووافقه الذهبي * سعيد ثقة من الثالثة أرسل عن أبي موسى (تقريب)، فالسند منقطع، وحديث مسلم (٢٢٦) يغني عنه.

٣٧٦٣- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ ابْنُ نُمَيْرٍ وَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ فَكَأَنَّمَا غَمَسَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ، وَدَمِهِ».

۳۷۶۳- حضرت بُریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نرد کھیلا' اس نے گویا اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون سے آلودہ کیا۔''

فوائد ومسائل: ① نَـرد یا نَـرد شِیر ایک کھیل ہے جس میں مختلف خانوں میں گوٹیں رکھ کر انھیں ایک خاص طریق سے حرکت دی جاتی ہے جس کے نتیجے میں کھیل میں ہار جیت ہوتی ہے۔ چوسر اور شطرنج وغیرہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ ② نرد اور شطرنج وغیرہ میں عام طور پر شرط لگا کر کھیلا جاتا ہے' اور ہارنے والا جیتنے والے کو کوئی چیز یا نقد رقم ادا کرتا ہے' اس لیے یہ جوئے میں شامل ہے جو حرام ہے۔ ③ خنزیر ناپاک جانور ہے' ایک مسلمان اسے چھونا بھی گوارا نہیں کرتا چہ جائیکہ اس کا گوشت بنائے یا خون میں ہاتھ رنگے۔ جوئے سے تعلق رکھنے والے کھیلوں سے اتنی ہی نفرت ہونی چاہیے۔ ④ شطرنج اور جوئے کے حرام ہونے کی یہ وجہ ہے کہ لوگ اس میں مشغول ہو کر وقت ضائع کرتے ہیں حتی کہ نماز کی بھی پروا نہیں کرتے۔ کسی دوسرے کھیل میں بھی اس انداز سے مگن ہونا منع ہے کہ عبادت' ذکر الٰہی اور حقوق العباد کی ادائیگی متاثر ہو۔ ⑤ بعض علماء نے بغیر شرط لگائے شطرنج کھیلنا جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ دوسرے فرائض کی ادائیگی پر اثر نہ پڑے لیکن اس سے پرہیز ہی بہتر ہے کیونکہ شروع میں اگر یہ احتیاط ملحوظ بھی رکھی جائے تو عادت پڑ جانے پر اس کا خیال رکھنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

(المعجم ٤٤) - بَابُ اللَّعِبِ بِالْحَمَامِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- کبوتر بازی

٣٧٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ إِلَى إِنْسَانٍ يَتْبَعُ طَائِرًا فَقَالَ: «شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانًا».

۳۷۶۴- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے دیکھا کہ ایک آدمی ایک پرندے کا پیچھا کر رہا ہے تو فرمایا: ''ایک شیطان دوسرے شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔''

٣٧٦٣ـ أخرجه مسلم، الشعر، باب تحريم اللعب بالنرد شير، ح: ٢٢٦٠ من حديث سفيان به.

٣٧٦٤ـ [حسن] وصححه البوصيري، وانظر الحديث الآتي.

فوائد ومسائل: ① پرندوں کوکسی جائز مقصد کے لیے پالنا جائز ہے' تاہم اگر محض تفریح کے لیے ہوں اور وقت کے ضیاع کا باعث ہوں تو ان سے بچنا چاہیے۔ ② ہر وہ مشغلہ جس کو جائز حد سے زیادہ اہمیت دی جائے اور اس پر وقت اور مال ضائع کیا جائے' وہ ممنوع ہے۔ ③ کبوتر بازی کی طرح پتنگ بازی بھی فضول اور خطرناک مشغلہ ہے۔ اس سے بھی اجتناب ضروری ہے۔ ④ کبوتر کو شیطان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے مفاسد کی وجہ سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

٣٧٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ ابْنُ عَامِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ: «شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً».

۳۷۶۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو کبوتر کا پیچھا کرتے دیکھا تو فرمایا: ''ایک شیطان دوسرے شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔''

٣٧٦٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا وَرَاءَ حَمَامَةٍ فَقَالَ: «شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً».

۳۷۶۶- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک آدمی کو کبوتر کے پیچھے (بھاگتے) دیکھا تو فرمایا: ''شیطان' شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔''

٣٧٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا رَوَّادُ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو سَاعِدٍ السَّاعِدِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامًا. فَقَالَ: «شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانًا».

۳۷۶۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کبوتر کا پیچھا کرتے دیکھا تو فرمایا: ''شیطان' شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔''

٣٧٦٥_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في اللعب بالحمام، ح: ٤٩٤٠ من حديث حماد به، وتابعه محمد بن أبي ذئب عند أبي نعيم في أخبار أصبهان: ٢/ ٧٧، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٠٦.

٣٧٦٦_[صحيح] فيه علتان، الانقطاع وتدليس ابن جريج، ولكن الحديث السابق شاهد له.

٣٧٦٧_[صحيح] وضعفه البوصيري من أجل أبي سعد، وفيه علة أخرى، وحديث: ٣٧٦٥ شاهد له.

(المعجم ٤٥) - **بَابُ كَرَاهِيَةِ الْوَحْدَةِ** (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- تنہائی اچھی نہیں

٣٧٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا فِي الْوَحْدَةِ، مَا سَارَ أَحَدٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ».

۳۷۶۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھیں معلوم ہو جائے کہ تنہائی میں کیا کیا (خرابی اور نقصان) ہے تو کوئی شخص رات کو اکیلا سفر نہ کرے۔''

فوائد ومسائل: ① لمبے سفر میں بسا اوقات ایسے حالات پیش آسکتے ہیں کہ ساتھی سے تعاون اور مدد حاصل کرنے کی ضرورت پڑے' اس لیے سفر میں نیک ہم سفر کا ساتھ ہونا چاہیے۔ ② رات کو زیادہ خطرات پیش آسکتے ہیں' اس لیے رات کو اکیلے سفر کرنے سے اجتناب ضروری ہے۔ ③ اگر انتہائی مجبوری ہو تو اکیلے سفر کیا جاسکتا ہے جیسے حضرت ابوذر ؓ نے ہجرت کا سفر اکیلے طے کیا تھا۔ ④ آبادی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا عرف عام میں سفر نہیں کہلاتا' لہٰذا اس میں تنہائی جائز ہے۔

(المعجم ٤٦) - **بَابُ إِطْفَاءِ النَّارِ عِنْدَ الْمَبِيتِ** (التحفة ٤٦)

باب: ۴۶- آگ بجھا کر سونا

٣٧٦٩- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ».

۳۷۶۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سوتے ہو تو گھروں میں آگ (جلتی) نہ چھوڑا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① موم بتی اور چراغ وغیرہ جلتا ہوا چھوڑ کر سونے سے حادثے کا خطرہ ہوتا ہے۔ گھر میں کسی چیز کو آگ لگ سکتی ہے۔ ② سردی کے موسم میں کمرے گرم کرنے کے لیے بعض اوقات کوئلوں کی انگیٹھی استعمال ہوتی ہے۔ بند کمرے میں انگیٹھی جلتی چھوڑ کر سو جانے سے جہاں آگ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے' وہاں زہریلی گیس کا کمرے میں جمع ہو جانا بھی جان لیوا ثابت ہوسکتا ہے۔ گیس کا ہیٹر بھی کھلا چھوڑ کر سونے میں

٣٧٦٨ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب السير وحده، ح: ٢٩٩٨ من حديث عاصم به.

٣٧٦٩ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم، ح: ٦٢٩٣ من سفيان به، ومسلم، الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء وهو تغطيته وإيكاء السقاء ... الخ، ح: ٢٠١٥/ ١٠٠ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

بڑے خطرات ہیں۔ اس کے مفاسد بھی اخبارات میں آتے رہتے ہیں۔ ③ بجلی کا بلب جلتا رہے تو اس سے یہ خطرہ نہیں' تاہم تیز روشنی میں پرسکون نیند حاصل نہیں ہوتی۔ اگر ضرورت ہو تو انتہائی ہلکی روشنی کا بلب جلانا چاہیے۔ ④ کسی بھی خطرناک چیز (مثلاً بجلی کے آلات) استعمال کرتے وقت ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کرنا لازم ہے۔

۳۷۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: اِحْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ. فَحُدِّثَ النَّبِيُّ ﷺ بِشَأْنِهِمْ. فَقَالَ: «إِنَّمَا هٰذِهِ النَّارُ عَدُوٌّ لَكُمْ. فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ».

۳۷۷۰- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر کو آگ لگ گئی جب کہ گھر والے گھر میں تھے۔ نبی ﷺ کو ان کے حادثے کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''یہ آگ تمھاری دشمن ہے۔ جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔''

۳۷۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَهَانَا. فَأَمَرَنَا أَنْ نُطْفِئَ سُرُجَنَا.

۳۷۷۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (بہت سے کاموں کا) حکم دیا' اور (بہت سے کاموں سے) منع فرمایا۔ آپ نے ہمیں یہ حکم بھی دیا کہ (سوتے وقت) چراغ بجھا دیا کریں۔

(المعجم ٤٧) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ النُّزُولِ عَلَى الطَّرِيقِ (التحفة ٤٧)

باب:۴۷- راستے پر پڑاؤ کرنے کی ممانعت

۳۷۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۷۷۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

۳۷۷۰ـ أخرجه البخاري، أيضًا، ح:٦٢٩٤ من حديث أبي أسامة به، ومسلم، أيضًا، ح:٢٠١٦/١٠١ عن ابن أبي شيبة به.

۳۷۷۱ـ[صحيح] تقدم، ح:٣٦٠، وهٰذا طرف منه، وأصله في صحيح مسلم، ح:٢٠١٢، وهٰذا مختصر منه.

۳۷۷۲ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في سرعة السير والنهي عن التعريس في الطريق، ح:٢٥٧٠ من حديث يزيد به مختصرًا * الحسن لم يسمع من جابر كما قال ابن المديني، جامع التحصيل، ح:١٦٣، وهو مدلس وعنعن، وجاء تصريح سماعه من جابر عند ابن خزيمة، ح:٢٥٤٨، ولكن السند إليه ضعيف، راجع، ح:٣٢٩.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هِشَامٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَنْزِلُوا عَلَى جَوَادِّ الطَّرِيقِ، وَلَا تَقْضُوا عَلَيْهَا الْحَاجَاتِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستے پر قیام نہ کرو' نہ وہاں قضائے حاجت کرو۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کے شواہد ذکر کیے ہیں جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٢/١٧٩، ١٨١، والصحيحة للألباني، رقم: ٢٤٣٣) بنابریں سفر کے دوران میں رات کو کہیں رکنے کی ضرورت پیش آئے تو راستے سے ہٹ کر آرام کرنا چاہیے۔ ② سفر کے دوران میں گاڑی روکنے کی ضرورت ہو تو ایسی جگہ روکی جائے جہاں ٹریفک کی آمدورفت میں رکاوٹ نہ پڑے۔ ③ راستے پر قضائے حاجت کرنے سے گزرنے والوں کو پریشانی ہوتی ہے۔ ④ غیر ضروری اور تکلیف دہ اشیاء راستے میں پھینکنا بری بات ہے۔

(المعجم ٤٨) - بَابُ رُكُوبِ ثَلَاثَةٍ عَلَى دَابَّةٍ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- جانور پر تین آدمیوں کا سوار ہونا

٣٧٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا مُوَرِّقٌ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِنَا. قَالَ: فَتُلُقِّيَ بِي وَبِالْحَسَنِ أَوْ بِالْحُسَيْنِ. قَالَ: فَحَمَلَ أَحَدَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَالْآخَرَ خَلْفَهُ، حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ.

۳۷۷۳- حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو ہم (بچے) بھی آپ کا استقبال کرتے' چنانچہ (ایک بار) میں اور حسن یا حسین رضی اللہ عنہما استقبال کرنے والوں میں شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں سے ایک کو (سواری پر) اپنے آگے اور دوسرے کو اپنے پیچھے سوار کر لیا حتی کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔

فوائد ومسائل: ① بزرگوں کو چاہیے کہ بچوں سے شفقت کا سلوک کریں۔ ② سفر سے واپس آنے والے کا

٣٧٧٣- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن جعفر رضي الله عنهما، ح: ٢٤٢٨/ ٦٧ عن ابن أبي شيبة به.

استقبال کرنا درست ہے لیکن اس میں بے جا تکلفات کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ ③ جانور پر ایک سے زیادہ افراد سوار ہوسکتے ہیں بشرطیکہ جانور آسانی سے بوجھ برداشت کرسکے۔ لمبے سفر میں یا کمزور جانور پر دو افراد کا سوار ہونا مناسب نہیں۔ ④ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور حسن یا حسین رضی اللہ عنہما بچے تھے۔ ان دونوں کا بوجھ مل کر بھی ایک بڑے آدمی کے برابر نہیں تھا' اس لیے تین افراد کا سوار ہونا جانور کے لیے مشقت کا باعث نہیں تھا۔

(المعجم ٤٩) - **بَابُ تَتْرِيبِ الْكِتَابِ** (التحفة ٤٩)

باب:۴۹- تحریر پر (سیاہی خشک کرنے کے لیے) مٹی ڈالنا

٣٧٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا بَقِيَّةُ: أَنْبَأَنَا أَبُو أَحْمَدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَرِّبُوا صُحُفَكُمْ، أَنْجَحُ لَهَا. إِنَّ التُّرَابَ مُبَارَكٌ».

۳۷۷۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی تحریروں پر مٹی ڈال دیا کرو' یہ کامیابی کا باعث ہوگا۔ مٹی برکت والی چیز ہے۔''

(المعجم ٥٠) - **بَابٌ: لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ** (التحفة ٥٠)

باب:۵۰- دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں

٣٧٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثًا، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا. فَإِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ».

۳۷۷۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم تین افراد ہو تو دو آدمی اپنے (تیسرے) ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں کیونکہ اس سے اسے غم (اور افسوس) ہوگا۔''

٣٧٧٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

۳۷۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

٣٧٧٤- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٦٨١، ١٦٨٢ من حديث بقية عن عمر بن أبي عمر الكلاعي عن أبي الزبير به، وقال ابن معين: إسناد لا يسوى شيئًا (جامع الخطيب)، وقال أحمد: منكر، عدي: ٢/ ٥٠٥ * شيخ بقية مجهول، وفيه علة أخرى، وله شواهد ضعيفة.

٣٧٧٥- أخرجه مسلم، السلام، باب تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث، بغير رضاه، ح: ٢١٨٤/ ٣٨ عن محمد بن عبدالله بن نمير به مختصرًا، ولم يذكر وكيعًا.

٣٧٧٦- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٩، والحميدي، ح: ٦٤٥ (بتحقيقي) عن سفيان به، وصرح بالسماع، وتابعه جماعة، منهم مالك، الموطأ: ٢/ ٩٨٨، ٩٨٩.

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی کریں۔

فوائد و مسائل: ① مسلمان کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والی ہر حرکت سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ② جب تین آدمیوں میں سے دو الگ ہو کر بات کریں گے تو تیسرا آدمی محسوس کرے گا کہ انھوں نے مجھے اس لائق نہیں سمجھا کہ بات چیت میں شریک کریں' علاوہ ازیں شیطان کے وسوسے سے یہ خیال بھی آ سکتا ہے کہ شاید یہ دونوں میرے خلاف کوئی مشورہ کر رہے ہیں۔ ③ ایسے عمل سے پرہیز کرنا چاہیے جس کے نتیجے میں بدگمانی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ ④ جب تین آدمی ہوں تو دو آدمیوں کو آپس میں ایسی زبان میں گفتگو نہیں کرنی چاہیے جسے تیسرا سمجھ نہ سکے۔ ⑤ اگر مجلس میں زیادہ افراد موجود ہوں تو دو آدمی الگ ہو کر بات چیت کر سکتے ہیں۔

(المعجم ٥١) - بَابٌ مَنْ كَانَ مَعَهُ سِهَامٌ فَلْيَأْخُذْ بِنِصَالِهَا (التحفة ٥١)

باب: ۵۱- جس کے پاس تیر ہوں' اسے چاہیے کہ ان کے پھل (لوہے کا تیز حصہ) پکڑ کر رکھے

٣٧٧٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا؟» قَالَ: نَعَمْ.

۳۷۷۷- سفیان بن عیینہ ؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت عمرو بن دینار سے کہا: آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک آدمی تیر لے کر مسجد میں سے گزرا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے پیکان پکڑ لو۔'' انھوں نے جواب دیا: ہاں۔

فوائد و مسائل: ① اگر آدمی کے پاس کوئی نوک دار چیز ہو تو دوسروں کے پاس سے گزرتے ہوئے احتیاط سے کام لینا چاہیے کہ نادانستہ طور پر کسی کو نہ لگ جائے۔ ② نِصَال (پیکان) سے مراد تیر کا وہ نوکیلا حصہ ہے جو لوہے کا بنا ہوا ہوتا ہے اور شکار کو لگ کر اسے زخمی کرتا ہے۔ ③ تیز چھری اور قینچی وغیرہ کی نوک بھی کسی کو چبھ سکتی ہے۔ گدھا گاڑی' بیل گاڑی' یا ٹرک وغیرہ پر لدا ہوا سامان بھی اگر اس قسم کا ہو کہ کسی گزرنے والے کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو سکتا ہو تو لازمی احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے۔ ④ رائفل' گن اور کلاشنکوف وغیرہ لوڈ کر کے نہیں رکھنی چاہیے' نہ اس حالت میں انھیں لے کر بازار' مسجد یا ایسی جگہ جانا چاہیے جہاں لوگ جمع ہوں

٣٧٧٧ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب يأخذ بنصول النبل إذا مر في المسجد، ح: ٤٥١، ومسلم، البر والصلة، باب أمر من مر بسلاح في مسجد أو سوق... الخ، ح: ٢٦١٤/ ١٢٠ من حديث سفيان به.

تاکہ اتفاقی طور پر حادثہ نہ ہو جائے۔⑤ حدیث کے آخر میں یہ جملہ ہے: [قَالَ نَعَمْ] بعض علماء نے ترجمہ کرتے وقت اسے صحابی کا قول سمجھ کر ترجمہ کیا ہے: ''وہ بولا بہت خوب'' یا ''اس نے کہا: بہت اچھا۔'' اصل میں یہ حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ کا کلام ہے کہ جب ان سے ان کے شاگرد سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ نے کہا: آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے؟ تو عمرو بن دینار نے فرمایا: ''ہاں (سنی ہے۔)'' یہ روایتِ حدیث کا ایک طریقہ ہے کہ شاگرد حدیث پڑھ کر استاد کو سنائے اور استاد تصدیق کرے کہ یہ حدیث اسی طرح ہے۔ اسے محدثین کی اصطلاح میں ''عرض'' کہتے ہیں۔

٣٧٧٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا بِكَفِّهِ، أَنْ تُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِشَيْءٍ. أَوْ فَلْيَقْبِضْ عَلَى نُصُولِهَا».

۳۷۷۸- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص تیر لے کر ہماری مسجد میں یا ہمارے بازار میں سے گزرے تو اسے چاہیے کہ ان کے پیکان ہاتھ سے پکڑ لے، ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان کو کچھ گزند پہنچے۔''

(المعجم ٥٢) - بَابُ ثَوَابِ الْقُرْآنِ (التحفة ٥٢)

باب:۵۲- قرآن مجید پڑھنے کا ثواب

٣٧٧٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ

۳۷۷۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کریم (صحت کے ساتھ) پڑھنے میں ماہر (قیامت کے دن) معزز نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص اسے اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اسے پڑھنے میں مشقت ہوتی ہے، اس

٣٧٧٨_ أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ "من حمل علينا السلاح فليس منا"، ح: ٧٠٧٥، ومسلم، الأدب، باب أمر من مر بسلاح في مسجد أو سوق أو غيرهما . . . الخ، ح: ٢٦١٥/ ١٢٤ من حديث أبي أسامة به.

٣٧٧٩_ أخرجه البخاري، التفسير، سورة "عبس"، ح: ٤٩٣٧، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضل الماهر بالقرآن والذي يتتعتع فيه، ح: ٧٩٨/ ٢٤٤ من حديث قتادة به.

السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ. وَالَّذِي يَقْرَأُهُ يُتَعْتِعُ فِيهِ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ، لَهُ أَجْرَانِ اثْنَانِ».

کے لیے دگنا اجر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① قرآن کے ماہر سے مراد حافظ اور تجوید کے ساتھ پڑھنے والا قاری یا عالم باعمل ہے۔ ② جو شخص تجوید کے ساتھ روانی سے نہیں پڑھ سکتا' اس کے باوجود شوق سے پڑھتا ہے' اور پڑھنے میں جو مشقت ہوتی ہے اسے برداشت کرتا ہے' اس کے لیے دگنا ثواب ہے۔ اس میں ان معمر حضرات کے لیے بڑی خوشخبری ہے جن کی زبان موٹی ہو جاتی ہے تو وہ کوشش کے باوجود صحت مخارج اور صفاتِ حروف کا لحاظ رکھ کر الفاظ ادا نہیں کر سکتے' لہٰذا وہ تلاوت ترک نہ کریں بلکہ یہ عمل صالح جاری رکھیں۔ ③ خلوص نیت کے ساتھ ادا کیا ہوا ناقص عمل بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے' جب وہ عمل نقص کے بغیر ادا کرنا ممکن نہ ہو۔

۳۷۸۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ، إِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ: اقْرَأْ وَاصْعَدْ. فَيَقْرَأُ وَيَصْعَدُ، بِكُلِّ آيَةٍ، دَرَجَةً. حَتَّى يَقْرَأَ آخِرَ شَيْءٍ مَعَهُ».

۳۷۸۰- حضرت ابو سعید خدری ﷜ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن والے (حافظ یا قاری) سے (قیامت کے دن) جنت میں داخل ہوتے وقت کہا جائے گا: قرآن پڑھتا جا اور (جنت کے درجات میں) چڑھتا جا۔ وہ پڑھتا جائے گا اور ہر آیت کے ساتھ ایک ایک درجہ بلند ہوتا چلا جائے گا حتی کہ اسے جو آخری آیت یاد ہے' وہ بھی پڑھ لے۔''

فوائد ومسائل: ① اس سے قرآن مجید کے حافظ اور کثرت سے اس کی تلاوت کرنے والے کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔ ② اگر پورا قرآن مجید یاد نہ ہو تو بھی جتنا یاد ہے اس کے مطابق درجات بلند ہوں گے۔ ③ اس حدیث میں تلاوت اور حفظ قرآن کی ترغیب ہے۔

۳۷۸۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ بَشِيرِ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَجِيءُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ.

۳۷۸۱- حضرت بُریدہ ﷜ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن قرآن مجید ایسے مرد کی شکل میں آئے گا جس کا رنگ اڑا ہوا ہو۔ اور کہے گا: میں وہی ہوں جس نے تجھے رات کو بیدار رکھا

۳۷۸۰_ [حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ٤٠ من حديث شيبان به، وله شاهد عند أبي داود، ح: ١٤٦٤، وإسناده حسن.

۳۷۸۱_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ۳٥۲ عن وكيع به * بشير بن مهاجر وثقه الجمهور، وهو حسن الحديث، وشيخه عبدالله بن بريدة ثقة، وللحديث شواهد عند الطبراني وغيره.

فَيَقُولُ: أَنَا الَّذِي أَسْهَرْتُ لَيْلَكَ، وَأَظْمَأْتُ نَهَارَكَ». اور دن کو پیاسا رکھا۔''

فوائد و مسائل: ① شَاحِبٌ سے مراد وہ انسان ہے جس کا رنگ بیماری کی وجہ سے یا سخت محنت اور تھکاوٹ کی وجہ سے تبدیل ہو گیا ہو۔ ② اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جس طرح قرآن پڑھنے والا تہجد میں تلاوت کی محنت اور تھکاوٹ برداشت کرتا تھا' قرآن کو بھی اسی شکل میں ظاہر کیا جائے گا۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح قرآن کی تلاوت اور قیام کی وجہ سے آدمی کا رنگ بدل جاتا تھا' اسی طرح قرآن بھی انتہائی بھاگ دوڑ کرے گا کہ مومن کو زیادہ سے زیادہ بلند درجہ مل سکے۔ اور اس بھاگ دوڑ کا اثر اس کی ظاہری صورت میں نظر آئے گا۔ واللہ أعلم.

۳۷۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ، إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، أَنْ يَجِدَ فِيهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ؟» قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: «فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَقْرَأُهُنَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ سِمَانٍ عِظَامٍ».

۳۷۸۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ جب وہ گھر جائے تو اسے گھر میں تین بڑی بڑی موٹی تازی حاملہ اونٹنیاں ملیں؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر کوئی نماز میں تین آیتیں پڑھ لے تو وہ اس کے لیے تین بڑی بڑی موٹی تازی حاملہ اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① قرآن مجید کی تلاوت کا فائدہ اتنا زیادہ ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی دولت اس کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ ② حاملہ اونٹنیوں کا ذکر اس لیے فرمایا کہ اس دور میں عربوں کے نزدیک یہ سب سے عمدہ اور قیمتی مال تھا۔ ③ نماز میں تلاوت کا ثواب نماز کے علاوہ تلاوت سے زیادہ ہے۔

۳۷۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ

۳۷۸۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کی مثال گھٹنا

۳۷۸۲ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن في الصلاة وتعلمه، ح: ۸۰۲/ ۲۵۰ عن ابن أبي شيبة به.

۳۷۸۳ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الأمر بتعهد القرآن ... الخ، ح: ۷۸۹/ ۲۲۷ من حديث عبدالرزاق به.

أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الْقُرْآنِ مَثَلُ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ. إِنْ تَعَاهَدَهَا صَاحِبُهَا بِعُقُلِهَا أَمْسَكَهَا عَلَيْهِ. وَإِنْ أَطْلَقَ عُقُلَهَا ذَهَبَتْ».

بندھے ہوئے اونٹوں کی سی ہے۔ اگر مالک ان کے بندھنوں کے ذریعے سے ان کی حفاظت کرے گا تو انھیں اپنے قابو میں رکھے گا' اور اگر ان کے بندھن کھول دے گا تو وہ بھاگ جائیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹ کو بٹھا کر رسی سے اس کا گھٹنا باندھ دیا جاتا ہے۔ اس رسی کو عِقَال کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے اونٹ بھاگ نہیں سکتا۔ ② قرآن مجید یاد کرنے کے بعد اسے پڑھتے رہنا چاہیے تاکہ یاد رہے۔ اگر پابندی سے تلاوت نہ کی جائے تو حفظ کیا ہوا قرآن بھول جاتا ہے۔ ③ اگر تلاوت فرض اور نفل نمازوں میں' خصوصاً نماز تہجد میں ہو تو برکات کا حصول زیادہ ہوتا ہے۔

۳۷۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي شَطْرَيْنِ. فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي. وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ». قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْرَأُوا: يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: حَمِدَنِي عَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. فَيَقُولُ: ﴿الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾ فَيَقُولُ: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. يَقُولُ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ فَيَقُولُ اللهُ: مَجَّدَنِي عَبْدِي. فَهَذَا لِي. وَهَذِهِ الْآيَةُ بَيْنِي وَبَيْنَ

۳۷۸۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر لیا ہے۔ وہ آدھی میرے لیے ہے اور آدھی میرے بندے کے لیے۔ اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو وہ مانگتا ہے۔'' انھوں نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پڑھو' بندہ کہتا ہے: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ﴾ ''سب تعریفیں جہانوں کے مالک اور پالنے والے کے لیے ہیں۔'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو وہ مانگے۔ بندہ کہتا ہے: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ ''بہت مہربان' نہایت رحم کرنے والا۔'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا کی اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو وہ مانگے۔ بندہ کہتا ہے: ﴿مٰلِكِ

۳۷۸۴ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ۳۹۵ من حديث العلاء به مطولاً.

عَبْدِي نِصْفَيْنِ. يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ يَعْنِي فَهٰذِهِ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي. وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. وَآخِرُ السُّورَةِ لِعَبْدِي. يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَهٰذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ».

يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ''جزا کے دن کا مالک ہے۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری عظمت بیان کی۔ یہ (سب تعریف) میرے لیے ہے۔ اور یہ آیت میرے درمیان اور میرے بندے کے درمیان نصف نصف ہے۔ (یعنی جب) بندہ کہتا ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ ''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔'' تو یہ میرے اور بندے کے درمیان نصف نصف ہے۔ اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا۔ اور سورت کی (باقی) آخری آیات میرے بندے کے لیے ہیں۔ (پھر) بندہ کہتا ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝﴾ ''ہمیں سیدھا راستہ دکھا' ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا' جن پر تیرا غضب نہیں ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔'' (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) یہ میرے بندے کا حصہ ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا۔''

فوائد ومسائل: ① سورۂ فاتحہ سب سے عظیم سورت ہے۔ ② اللہ تعالیٰ نے اس سورت کو ''نماز'' فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تلاوت نماز کا رکن ہے۔ ③ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کی آیت نہیں۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صحیح حدیث میں اس بات کی قطعی طور پر صراحت اور وضاحت موجود ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کی ایک مستقل آیت ہے۔ امیر المومنین فی الحدیث سیدنا ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إذا قرأتم: ((الحمدلله)) فاقرؤا ((بسم الله الرحمٰن الرحيم)) إنها أُمُّ القرآن' وأُمُّ الكتاب' والسبع المثاني' و ((بسم الله الرحمٰن الرحيم)) إحداها] یعنی جب تم سورۂ فاتحہ پڑھو تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرو کیونکہ یہ (سورت فاتحہ) ام القرآن' ام الکتاب اور السبع المثانی ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس (سورۂ فاتحہ) کی ایک آیت ہے۔ دیکھیے: (سلسلة

الأحاديث الصحيحة' المجلد الثالث' ص:١٧٩' حديث:١١٨٣) دوسری سورتوں کے شروع میں جو بسم اللہ ہے وہ سورتوں کا جز نہیں' تاہم یہ بھی اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی آیت ہے اور سورۂ توبہ کے سوا ہر سورت کے ساتھ نازل ہوئی ہے' اس لیے ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ ④ جہری نماز میں سورت کے ساتھ بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا بھی جائز ہے' تاہم آہستہ پڑھنا راجح ہے۔ ⑤ اللہ کی حمد وثنا بھی ایک لحاظ سے دعا ہے کیونکہ اللہ کی تعریف سے مقصود اس کی رضا اور قرب کا حصول ہوتا ہے اور حمد وثنا کرنے والے کو یہ مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ ⑥ نمازی کو اگرچہ اسلام کے ذریعے سے ہدایت حاصل ہو چکی ہے اس کے باوجود انسان کو زندگی میں ہر قدم پر اللہ کی رہنمائی اور توفیق کی ضرورت ہوتی ہے' اس لیے ضروری ہے کہ بندہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے ذریعے سے اللہ سے ہدایت کی درخواست کرتا رہے۔ واللہ أعلم.

۳۷۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟». قَالَ: فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَخْرُجَ. فَأَذْكَرْتُهُ فَقَالَ: «﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ﴾ [الفاتحة] وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ».

۳۷۸۵- حضرت ابوسعید بن مُعلّٰی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا میں مسجد سے نکلنے سے پہلے تجھ کو قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت نہ سکھا دوں؟'' (اس کے بعد جب) نبی ﷺ مسجد سے باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپ کو یاد دہانی کرائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ یہی سبع مثانی (سات بار بار دہرائی جانے والی آیات) ہیں اور یہی قرآنِ عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے: ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيمَ﴾ (الحجر ١٥:٨٧) ''یقیناً ہم نے آپ کو بار بار دہرائی جانے والی سات آیات اور قرآن عظیم عطا فرمایا ہے۔'' ② سورۂ فاتحہ کو ''سبع مثانی'' اس لیے فرمایا گیا ہے کہ یہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ ③ سورۂ فاتحہ کو ''قرآن عظیم'' کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ یہ قرآن مجید کے تمام مضامین کا خلاصہ ہے' یعنی اس میں عقیدۂ توحید' عملی توحید' یعنی صرف اللہ کی عبادت اور صرف اس سے مدد مانگنا' اس کی

۳۷۸۵_ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "ولقد أتيناك سبعًا من المثاني والقرآن العظيم"، ح:٤٧٠٣ من حديث غندر به.

صفات، عقیدۂ آخرت، وعدہ، وعید، گزشتہ انبیاء اور ان کی امتوں کے نیک اور نافرمان افراد کے واقعات سے عبرت اور اس سے ہدایت کی درخواست جیسے اہم مضامین موجود ہیں۔ ④ اہم مسئلہ سمجھانے سے پہلے اسے سمجھنے کا شوق پیدا کر دیا جائے تو وہ اچھی طرح سمجھ میں آتا ہے اور یاد رہتا ہے۔

٣٧٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبَّاسٍ الْجُشَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ سُورَةً فِي الْقُرْآنِ، ثَلَاثُونَ آيَةً، شَفَعَتْ لِصَاحِبِهَا، حَتَّى غُفِرَ لَهُ: ﴿تَبَٰرَكَ ٱلَّذِى بِيَدِهِ ٱلْمُلْكُ﴾ [الملك]».

٣٧٨٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید میں ایک سورت ہے جس کی تیس آیتیں ہیں۔ اس نے اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کی حتی کہ اس کی مغفرت ہوگئی۔ (وہ سورت ہے): ﴿تَبَارَكَ الَّذِی بِیَدِهِ الْمُلْكُ﴾

فوائد و مسائل: ① ''شفاعت کی۔'' یعنی قیامت کے دن شفاعت کرے گی، جیسا کہ ایک روایت میں [تَشْفَعُ] ''شفاعت کرے گی۔'' کا لفظ ہے۔ (سنن أبي داود، الصلاة، باب في عدد الآي، حديث: ١٤٠٠) ② قیامت کے دن اعمال محسوس صورت میں سامنے آئیں گے۔ ③ قیامت کو نیک اعمال بھی شفاعت کریں گے۔ ④ قرآن مجید کی تلاوت ایمان کے ساتھ اور خلوصِ نیت سے ہو تو مغفرت کا باعث ہے۔

٣٧٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ [الإخلاص] تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ».

٣٧٨٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (سورۂ اخلاص) تہائی قرآن کے برابر ہے۔''

فوائد و مسائل: ① سورۂ اخلاص کا ثواب ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ② اس کی عظمت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں توحید کا بیان ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کو توحید سے محبت اور شرک سے انتہائی نفرت ہے۔

٣٧٨٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في عدد الآي، ح: ١٤٠٠ من حديث شعبة به، وقال الترمذي "حسن"، ح: ٢٨٩١، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٦٦، والحاكم: ٢/ ٤٩٧، ٤٩٨، ووافقه الذهبي.

٣٧٨٧- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب ما جاء في سورة الإخلاص وسورة إذا زلزلت، ح: ٢٨٩٩ من حديث خالد بن مخلد به، وقال: "حسن صحيح".

٣٧٨٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ جَرِيرِ ابْنِ حَازِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾[الإخلاص]، تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ».

٣٧٨٨- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (سورۂ اخلاص) قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے۔''

٣٧٨٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللهُ أَحَدٌ، الْوَاحِدُ الصَّمَدُ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ».

٣٧٨٩- حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اَللّٰهُ اَحَدٌ ' اَلْوَاحِدُ الصَّمَدُ] تہائی قرآن کے برابر ہے۔''

فائدہ: اس سے سورت اخلاص ہی مراد ہے، یعنی وہ سورت جس میں یہ بیان ہے کہ اللہ واحد، اکیلا اور بے نیاز ہے۔

(المعجم ٥٣) بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ (التحفة ٥٣)

باب: ٥٣- اللہ کے ذکر کی فضیلت

٣٧٩٠- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، مَوْلَى ابْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَرْضَاهَا عِنْدَ

٣٧٩٠- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمھارے اعمال میں سب سے بہتر، تمھارے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کو سب سے زیادہ پسند، تمھارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا اور تمھارے لیے سونا اور چاندی (اللہ کی راہ میں) دینے سے بہتر اور اس بات سے

٣٧٨٨ـ [صحيح] والحديث السابق شاهد له.

٣٧٨٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٢٢ عن وكيع به، وتابعه ابن مهدي (أيضًا)، وصححه البوصيري، وأخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٥٢٩ من حديث شعبة عن أبي قيس به.

٣٧٩٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [في أن ذاكر الله كثيرًا أفضل من الغازي في سبيل الله]، ح: ٣٣٧٧ من حديث عبدالله بن سعيد به، وذكر كلامًا.

مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ إِعْطَاءِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَمِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ، وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟» قَالُوا: وَمَا ذَاكَ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «ذِكْرُ اللهِ».

بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن کا مقابلہ کرو اور ان کی گردنیں کاٹو اور وہ تمھاری گردنیں کاٹیں؟'' صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کا ذکر۔''

وَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: مَاعَمِلَ امْرُؤٌ بِعَمَلٍ، أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، مِنْ ذِكْرِ اللهِ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آدمی کوئی ایسا عمل نہیں کر سکتا جو اللہ کے عذاب سے نجات دینے میں اللہ کے ذکر سے بڑھ کر مؤثر ہو۔

فوائد و مسائل: ① ہر عمل کی بنیاد اللہ کے لیے اخلاص اور اس کی یاد پر ہے۔ اور تمام بڑی بڑی عبادات کا مقصد اللہ کے حضور عبودیت کا اظہار اور اس کی یاد ہے جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ (طٰہٰ ۲۰:۱۴) ''نماز قائم کرو میری یاد کے لیے۔'' حج میں تلبیہ ایک اہم ذکر ہے جو ایک طویل عرصے تک مسلسل جاری رہتا ہے۔ قربانی کے موقع پر فرمایا: ﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ (الحج ۲۲:۳۴) ''اللہ نے انھیں جو مویشی دیے ہیں ان پر اللہ کا نام لیں۔'' قربانی کے دنوں کے بارے میں ارشاد نبوی ہے: ''یہ کھانے پینے کے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔'' (صحیح مسلم، الصیام، باب تحریم صوم أیام التشریق......، حدیث:۱۱۴۱) ② جہاد میں بھی خلوص اور ذکر کی وجہ سے برکت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ جہاد کے دوران میں نماز ادا کرنے کا طریقہ بیان کرنے کے بعد فرمایا: ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾ (النساء ۴:۱۰۳) ''جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرتے رہو۔'' ③ نماز، روزہ، زکاۃ اور جہاد کے اپنے فوائد ہیں جن کی وجہ سے ان اعمال کی ادائیگی بھی ضروری ہے، تاہم اللہ کا ذکر عبادات کے لیے روح رواں کی حیثیت رکھتا ہے۔

۳۷۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَغَرِّ، أَبِي مُسْلِمٍ،

۳۷۹۱- حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں، انھیں فرشتے گھیر لیتے ہیں

۳۷۹۱ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ۲۷۰۰/ ۳۹ من حديث أبي إسحاق به.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ يَشْهَدَانِ بِهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا يَذْكُرُونَ اللهَ فِيهِ، إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَتَغَشَّتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ».

اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے' اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے' اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان (فرشتوں) میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ذکر کے لیے بیٹھنے والوں سے مراد مسنون انداز سے ذکر کرنے والے ہیں' مثلاً: نماز سے فارغ ہو کر مسنون اذکار میں مشغول افراد یا وعظ و درسِ قرآن و حدیث کی مجلس یا آپس میں اللہ کی نعمتوں کا ذکر تاکہ دل میں شکر کا جذبہ پیدا ہو۔ ② خود ساختہ الفاظ کے ساتھ' خود ساختہ طریقوں سے ذکر کرنا خلافِ سنت ہے' جیسے روشنیاں بجھا کر اجتماعی طور پر ذکر کرنا' بالخصوص الفاظ کی ضربیں لگانا' یا ایسی دعاؤں کو اہمیت دینا جو نبی ﷺ سے منقول نہیں' مثلاً: درود تاج' درود ماہی' ہفت ہیکل' شش قفل وغیرہ۔ ایسی چیزوں سے ثواب کی بجائے گناہ کا اندیشہ ہے۔ ③ فرشتے نیکی کی مجلس میں شریک ہوتے ہیں۔ ④ سکینت سے مراد دل میں اطمینان و سکون اور خوشی کی خاص کیفیت ہے جو ذکر کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔ ⑤ فرشتوں میں ذکر فرمانے کا مقصد اس عمل پر خوشنودی کا اظہار ہے۔

٣٧٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا هُوَ ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ».

٣٧٩٢- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں' جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کی عام معیت تو ہر مخلوق کے ساتھ ہے کہ وہ اپنے علم اور قدرت کے لحاظ سے ہر ایک کے ساتھ ہے۔ ایک معیت مدد اور نصرت کی ہوتی ہے جو اس کی راہ میں جدوجہد یا جنگ کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ بھی ایسی ہی معیت ہے جو ذکر کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے' اس کا مقصد خوشنودی کا اظہار ہے۔ ② اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر ہر جگہ موجود نہیں بلکہ آسمانوں پر عرشِ عظیم کے اوپر ہے جیسا کہ

٣٧٩٢_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٤٠ عن محمد بن مصعب به، وتابعه أبوالمغيرة عبدالقدوس بن الحجاج، وحسنه البوصيري، وله شاهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث أبي صالح عن أبي هريرة به.

قرآن و حدیث کی صریح نصوص سے ثابت ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰهٰ ۲۰:۵) ③ اللہ کا ذکر بہت بڑی نیکی ہے۔

۳۷۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْكِنْدِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُسْرٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ. فَأَنْبِئْنِي مِنْهَا بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ. قَالَ: «لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۳۷۹۳- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اسلام میں نیک اعمال بہت زیادہ ہیں (میں ان سب کو کما حقہ ادا نہیں کر سکتا۔) مجھے ایک بات بتا دیجیے جسے میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ نے فرمایا: ”تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔“

فوائد و مسائل: ① شرائع سے مراد اللہ کے مقرر کردہ احکام جن میں فرض بھی ہیں' نوافل بھی ہیں اور مستحبات بھی۔ ② فرائض کی ادائیگی ہر حال میں ضروری ہے لیکن مستحبات کی بھی اپنی اہمیت ہے اور نوافل بھی قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ بعض لوگ ان اعمال کی کثرت دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں' جیسے اس صحابی نے خواہش ظاہر کی کہ آسان سی نیکی سے کافی ثواب حاصل ہو جائے۔ ③ اللہ کے ذکر کو معمول بنا لینے سے نفلی عبادات کی کمی کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ ④ کثرت سے ذکر کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ مختلف اوقات کے لیے جو اذکار بتائے گئے ہیں' ان پر پابندی کی جائے' مثلاً: صبح و شام کے اذکار' کھانے پینے کے اذکار وغیرہ اور یہ مطلب بھی ہے کہ عام اذکار کثرت سے کیے جائیں' مثلاً: سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ وغیرہ۔

(المعجم ٥٤) - بَابُ فَضْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ (التحفة ٥٤)

باب: ۵۴- لا إله إلا الله کی فضیلت

۳۷۹٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ، عَنْ

۳۷۹۴- حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ

۳۷۹۳ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء في فضل الذكر، ح: ٣٣٧٥ من حديث زيد بن الحباب به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣١٧، والحاكم: ١/ ٤٩٥، ووافقه الذهبي.

۳۷۹٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء ما يقول العبد إذا مرض، ح: ٣٤٣٠ من حديث أبي إسحاق به، وقال: "حسن غريب وقد رواه شعبة عن أبي إسحاق به موقوفًا"، وهو صحيح.

أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَغَرِّ، أَبِي مُسْلِمٍ أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الْعَبْدُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، قَالَ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: صَدَقَ عَبْدِي. لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ. وَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ. قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي. لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي. وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي. لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا. وَلَا شَرِيكَ لِي. وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ. قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي. لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا، لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ. وَإِذَا قَالَ: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي.] لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي».

نے فرمایا: ''جب بندہ کہتا ہے: [لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور اللہ سب سے بڑا ہے۔'' تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا' میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں۔ اور جب بندہ کہتا ہے: [لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' تو وہ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا' مجھ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جب بندہ کہتا ہے: [لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ لَا شَرِيكَ لَهُ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں۔'' تو وہ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا' میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میرا کوئی شریک نہیں۔ جب وہ کہتا ہے: [لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' بادشاہی اسی کے لیے ہے' اور تعریف بھی اسی کی ہے۔'' تو وہ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا' میرے سوا کوئی معبود نہیں' بادشاہی میرے ہی لیے ہے اور تعریف بھی میری ہی ہے۔'' جب بند کہتا ہے: [لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] '' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور اللہ کی توفیق کے بغیر گناہ سے بچاؤ نہیں' اور نیکی کی طاقت نہیں۔'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا' میرے سوا کوئی معبود نہیں' اور میری توفیق کے بغیر (گناہ سے) بچاؤ نہیں' اور (نیکی کی) طاقت نہیں۔''

قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: ثُمَّ قَالَ الْأَغَرُّ شَيْئًا لَمْ أَفْهَمْهُ. قَالَ فَقُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ: مَا قَالَ؟ فَقَالَ: مَنْ رُزِقَهُنَّ عِنْدَ مَوْتِهِ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ.

(راویٔ حدیث) ابو اسحاق ؒ بیان کرتے ہیں: اس کے بعد (میرے استاد) اغر نے (حدیث بیان کرتے ہوئے) ایک جملہ فرمایا جسے میں سمجھ نہ سکا'

چنانچہ میں نے ابوجعفر سے کہا: (استاد صاحب نے) کیا فرمایا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ فرمایا ہے: جسے موت کے وقت یہ کلمات نصیب ہوگئے اسے آگ نہیں چھوئے گی۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت موقوفاً صحیح ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے مرفوعاً صحیح قرار دیا ہے اور انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة: ۳/ ۳۷۸، ۳۷۹، رقم: ۱۳۹۰) ② لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ سب سے بڑی حقیقت ہے اور مذکورہ بالا اذکار اس حقیقت کا اعتراف ہیں' اس لیے اللہ تعالیٰ بھی ان کی تصدیق فرماتا ہے۔ ③ اللہ کے تصدیق فرمانے سے ان اذکار کی عظمت ظاہر ہوتی ہے' اس لیے ان کا ثواب بھی بہت زیادہ ہوگا۔ ④ اگر حادثاتی موت کی صورت میں زبان سے [لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ] کہنے کا موقع نہ ملا تو دل کا یقین واعتقاد مغفرت کا باعث ہوگا' ان شاء اللہ۔ کیونکہ احادیث میں حادثاتی موت کی مختلف صورتوں کو شہادت کی موت قرار دیا گیا ہے۔

۳۷۹۵- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أُمِّهِ سُعْدَى الْمُرِّيَّةِ قَالَتْ: مَرَّ عُمَرُ بِطَلْحَةَ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: مَالَكَ كَئِيبًا؟ أَسَاءَتْكَ إِمْرَةُ ابْنِ عَمِّكَ؟ قَالَ: لَا. وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً، لَا يَقُولُهَا أَحَدٌ عِنْدَ مَوْتِهِ، إِلَّا كَانَتْ نُورَ الصَّحِيفَةِ. وَإِنَّ جَسَدَهُ

۳۷۹۵- حضرت یحییٰ بن طلحہ ؒ نے اپنی والدہ حضرت اُمِّ سُعدیٰ مُرّیّہ ؓ سے روایت کیا' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد (ایک دفعہ) حضرت عمر ؓ حضرت طلحہ ؓ کے پاس سے گزرے تو فرمایا: آپ کیوں پریشان ہیں؟ کیا آپ کو اپنے چچازاد (حضرت ابوبکر ؓ) کے امیر المومنین بننے سے ناگواری محسوس ہوئی ہے؟ حضرت طلحہ ؓ نے فرمایا: نہیں' بلکہ (بات یہ ہے کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا: ''مجھے ایک کلمہ معلوم ہے جسے اگر کوئی شخص اپنی موت کے وقت کہہ لے تو وہ اس کے

۳۷۹۵ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٦/ ٢٧١، ح: ١٠٩٤٠ عن هارون به، وله شواهد، منها ما رواه أحمد: ١/ ١٦١، وإسناده صحيح، وصححه الحاكم على شرطهما: ١/ ٣٥٠، ووافقه الذهبي.

وَرُوحَهُ لَيَجِدَانِ لَهَا رَوْحًا عِنْدَالْمَوْتِ» فَلَمْ أَسْأَلْهُ حَتَّى تُوُفِّيَ . قَالَ : أَنَا أَعْلَمُهَا . هِيَ الَّتِي أَرَادَ عَمَّهُ عَلَيْهَا . وَلَوْ عَلِمَ [أَنَّ] شَيْئًا أَنْجَى لَهُ مِنْهُ، لَأَمَرَهُ .

نامۂ اعمال کا نور بن جاتا ہے' اور موت کے وقت اس کی وجہ سے اس کے جسم وجان کو راحت حاصل ہوتی ہے۔'' (افسوس اس بات کا ہے کہ) میں رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ سے وہ کلمہ دریافت نہ کر سکا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: مجھے وہ کلمہ معلوم ہے۔ یہ وہی ہے جسے کہنے کا آپ نے اپنے چچا (ابو طالب) کو (اس کی موت کے وقت) فرمایا تھا۔ اگر نبی ﷺ کو علم ہوتا کہ کوئی اور کلمہ اس کے لیے نجات کا زیادہ سبب بن سکتا ہے تو آپ اسے وہی (کوئی اور کلمہ) پڑھنے کا حکم دیتے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ حضرت ابوبکر ؓ کے خاندان (بنو تمیم) سے تعلق رکھتے تھے۔ ② صحابۂ کرام ؓ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا اتنا خوف تھا کہ جنت کی خوشخبری ملنے کے باوجود ڈرتے تھے۔ یہ خوف ایمان کا جز ہے جس طرح اللہ کی رحمت کی امید ایمان کا جز ہے۔ ③ مومن کی نظر میں دنیا کی حکومت اور عہدے کی نسبت آخرت کی نجات زیادہ اہم ہے۔ ④ دین کا علم بہت قیمتی ہے۔ صحابیٔ رسول کو ایک مسئلہ معلوم نہ کر سکنے پر بہت غم ہوا۔ ⑤ کلمۂ توحید کا اقرار اور اس پر ایمان ہی نجات کی بنیادی شرط ہے۔

٣٧٩٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ : حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ يُونُسَ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ ، عَنْ هِصَّانَ ابْنِ الْكَاهِلِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ تَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ [ﷺ] ، يَرْجِعُ ذٰلِكَ إِلَى قَلْبٍ مُوقِنٍ ، إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهَا» .

٣٧٩٦- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان اس چیز کی گواہی دیتا ہوا فوت ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں' اور یہ گواہی اس کا دل یقین سے دے رہا ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مغفرت فرما دے گا۔''

٣٧٩٦ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى : ٦/ ٢٧٨ ، ٢٧٩ ، ح : ١٠٩٧٥ من حديث يونس بن عبيد به ، وهو مخرج في حاشية الحميدي ، ح : ٣٧٢ ، وله شواهد .

فائدہ: نجات کا دارومدار دل کے یقین پر ہے' اس کے بغیر زبان کا اقرار نجات کے لیے کافی نہیں۔

۳۷۹۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ، لَا يَسْبِقُهَا عَمَلٌ، وَلَا تَتْرُكُ ذَنْبًا».

۳۷۹۷- حضرت ام ہانی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سے بڑھ کر (افضل) کوئی عمل نہیں اور یہ کسی گناہ کو باقی نہیں چھوڑتا۔''

۳۷۹۸- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ. أَخْبَرَنِي سُمَيٌّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ، فِي يَوْمٍ، مِائَةَ مَرَّةٍ: لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَانَ لَهُ عَدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكُنَّ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ، سَائِرَ يَوْمِهِ إِلَى اللَّيْلِ. وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا أَتَى بِهِ، إِلَّا مَنْ قَالَ أَكْثَرَ».

۳۷۹۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایک دن میں سو بار یہ الفاظ کہے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے۔ اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔'' اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا' اور اس کے لیے (نامۂ اعمال میں) سو نیکیاں لکھی جائیں گی' اور اس کے سو گناہ مٹا دیے جائیں گے' اور ان کی وجہ سے سارا دن' رات تک وہ شیطان سے محفوظ رہے گا' اور کسی کا عمل اس کے عمل سے افضل نہیں ہوگا' سوائے اس شخص کے جو اس سے زیادہ ذکر کرے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ کا ذکر ثواب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ② بعض اذکار مالی صدقات و خیرات سے زیادہ ثواب کا باعث ہوتے ہیں۔ ③ مسنون ذکر شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ ④ مسنون اذکار میں اس قدر برکات و فوائد موجود ہیں کہ ان کے ساتھ مزید اذکار ایجاد کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اپنے بنائے

۳۷۹۷ـ [إسناده ضعيف] زكريا تقدم حاله، ح: ۲٤۸۱، وفيه علة أخرى (محمد بن عقبة).

۳۷۹۸ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ۳۲۹۳، ٦٤۰۳، ومسلم، الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، ح: ۲٦۹۱/ ۲۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ۱/ ۲۰۹.

ہوئے اذکار ثواب کا باعث بھی نہیں۔

٣٧٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ، فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَانَ كَعَتَاقِ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ».

٣٧٩٩- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھے اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے۔ اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔''

(المعجم ٥٥) - بَابُ فَضْلِ الْحَامِدِينَ (التحفة ٥٥)

باب: ٥٥- اللہ کی تعریف کرنے والوں کی فضیلت

٣٨٠٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ كَثِيرِ بْنِ بَشِيرِ بْنِ الْفَاكِهِ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ، ابْنَ عَمِّ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «أَفْضَلُ الذِّكْرِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ».

٣٨٠٠- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل ذکر [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] ہے اور سب سے افضل دعا [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] ہے۔''

فوائد و مسائل: ① تمام مسنون اذکار رحمت و برکت کا باعث ہیں لیکن لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا ثواب اور اس کی برکات سب سے زیادہ ہیں۔ ② اللہ کی تعریف بھی ایک دعا ہے کیونکہ انسان ثواب کی نیت سے نیکی اور ذکر کرتا ہے اس طرح اسے مطلوب (ثواب) حاصل ہوجاتا ہے۔ ③ ایک مطلب یہ بھی ہے کہ سب سے افضل

٣٧٩٩ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل عطية، تقدم، ح: ٣٧، وتلميذه تقدم، ح: ٨٥٤.

٣٨٠٠ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما جاء أن دعوة المسلم مستجابة، ح: ٣٣٨٣ من حديث موسى ابن إبراهيم به، وقال: "حسن غريب".

دعا سورۂ فاتحہ ہے جسے حدیث میں الحمد للّٰہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اللہ کی تعریف بھی ہے اور اس سے ہدایت' انعام اور مدد کی دعا بھی۔

٣٨٠١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ بَشِيرٍ، مَوْلَى الْعُمَرِيِّينَ، قَالَ: سَمِعْتُ قُدَامَةَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْجُمَحِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَهُوَ غُلَامٌ. وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُعَصْفَرَانِ. قَالَ: فَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ: «أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللهِ قَالَ: يَارَبِّ! لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَلِعَظِيمِ سُلْطَانِكَ. فَعَضَلَتْ بِالْمَلَكَيْنِ. فَلَمْ يَدْرِيَا كَيْفَ يَكْتُبَانِهَا. فَصَعِدَا إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَا: يَارَبَّنَا! إِنَّ عَبْدَكَ قَدْ قَالَ مَقَالَةً لَا نَدْرِي كَيْفَ نَكْتُبُهَا. قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا قَالَ عَبْدُهُ: مَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ [قَالَا]: يَارَبِّ! إِنَّهُ قَالَ: يَارَبِّ! لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيمِ سُلْطَانِكَ. فَقَالَ اللهُ، عَزَّوَجَلَّ، لَهُمَا: اكْتُبَاهَا كَمَا قَالَ عَبْدِي. حَتَّى يَلْقَانِي فَأَجْزِيَهُ بِهَا».

٣٨٠١- حضرت قدامہ بن ابراہیم جمحی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے جب کہ وہ لڑکے تھے اور انھوں نے عصفر کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ (ایک بار) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انھیں حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: ''اللہ کے ایک بندے نے کہا: [يَارَبِّ! لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَلِعَظِيمِ سُلْطَانِكَ] ''اے میرے رب! میں تیری تعریف کرتا ہوں جیسے تیری ذات کی جلالتِ شان اور تیری عظیم سلطنت کے لائق ہے۔'' یہ کلام (اعمال لکھنے والے) دونوں فرشتوں کے لیے مشکل ہوگیا۔ انھیں پتہ نہ چلا کہ اسے کس طرح لکھیں (کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت اور اس کی سلطنت واقتدار کی شوکت کی پیائش ممکن نہیں کہ اتنی تعریف لکھ دیتے۔) وہ اوپر آسمانوں میں گئے اور عرض کیا: یارب! تیرے بندے نے ایک بات کہی ہے' ہمیں معلوم نہیں کہ اسے کس طرح لکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' حالانکہ اسے زیادہ معلوم تھا جو اس کے بندے نے کہا: میرے بندے نے کیا کہا ہے؟ انھوں نے کہا: یارب! اس نے کہا ہے: اے میرے رب! میں تیری تعریف کرتا ہوں جیسے تیری ذات کی جلالتِ شان اور تیری عظیم سلطنت

٣٨٠١- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٢/ ٣٤٣، ٣٤٤، ح: ١٣٢٩٧ من حديث إبراهيم بن المنذر به * صدقة بن بشير لم أجد من وثقه، وفيه علة أخرى.

کے شایاں ہے۔ اللہ عزوجل نے ان (فرشتوں) سے فرمایا: اسے ایسے ہی لکھ دو جیسے میرے بندے نے کہا ہے حتی کہ جب وہ مجھے ملے گا تو میں خود اسے اس کا ثواب دوں گا۔‘‘

۳۸۰۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ رَجُلٌ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ. فَلَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «مَنْ ذَا الَّذِي قَالَ هٰذَا؟» قَالَ الرَّجُلُ: أَنَا. وَمَا أَرَدْتُ إِلَّا الْخَيْرَ. فَقَالَ: «لَقَدْ فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ. فَمَا نَهْنَهَهَا شَيْءٌ دُونَ الْعَرْشِ».

156

۳۸۰۲- حضرت وائل بن حُجر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ (نماز کے دوران میں) ایک آدمی نے کہا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ] ’’سب تعریف اللہ کے لیے ہے، بہت زیادہ تعریف جو پاک اور برکتوں والی ہے۔‘‘ جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ’’یہ الفاظ کس نے کہے تھے؟‘‘ اس آدمی نے کہا: میں نے (کہے تھے۔) اور میرا ارادہ تو نیکی کا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’ان کے لیے آسمان کے دروازے کھل گئے تھے اور ان (الفاظ) کے عرش تک پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنی۔‘‘

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم اسی مفہوم کی صحیح احادیث حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس ؓ سے مروی ہیں، البتہ ان میں یہ جملہ نہیں ہے: ’’ان (الفاظ) کے عرش تک پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنی۔‘‘ ② صحیح مسلم میں حضرت انس ؓ سے مروی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ’’میں نے بارہ فرشتے ان کلمات کے ساتھ جلدی کرتے ہوئے دیکھے کہ انھیں کون (پہلے لکھ کر پہلے) اوپر لے جاتا ہے۔‘‘ (صحیح مسلم، المساجد، باب مایقال بین تکبیرۃ الإحرام والقراءۃ، حدیث: ۶۰۰) آسمان کے دروازے کھلنے کے الفاظ دوسرے کلمات کے بارے میں ہیں جو اس طرح ہیں: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا] یہ حدیث حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے۔ (صحیح مسلم، المساجد، باب مایقال بین تکبیرۃ الإحرام والقراءۃ، حدیث: ۶۰۱) ③ فرشتوں کا ان کلمات کو جلد لکھنے کی کوشش کرنا

۳۸۰۲ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ۲/ ۱۴۵، ۱۴۶، الافتتاح، قول المأموم إذا عطس خلف الإمام، ح: ۹۳۳ من حديث أبي إسحاق به، ورواه أحمد: ۴/ ۳۱۷ عن يحيى بن آدم به * عبدالجبار لم يسمع من أبيه كما تقدم، ح: ۸۵۵، فالسند منقطع، وأصل الحديث صحيح، له شواهد كثيرة جدًا.

ان کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

۳۸۰۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْرَقُ، أَبُومَرْوَانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا رَأَى مَا يُحِبُّ قَالَ: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ». وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ قَالَ: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ».

۳۸۰۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کوئی اچھی چیز (یا اچھی صورت حال) دیکھتے تو فرماتے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ] ''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے جس کے فضل وانعام سے نیک کام (اور مقاصد) پورے ہوتے ہیں۔'' اور جب کوئی ناپسندیدہ چیز (یا بری صورت حال) سامنے آتی تو فرماتے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ] ''ہر حال میں اللہ کی تعریف اور اس کا شکر ہے۔''

157

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور اس کی بابت تفصیلی بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت بن جاتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني: رقم:۲۶۵، وسنن ابن ماجه بتحقيق محمود محمد محمود حسن نصار، رقم:۳۸۰۳) ② دنیا کی ہر نعمت اور کامیابی اللہ کا احسان ہے۔ مومن کو ہر موقع پر اس کا اعتراف کرنا چاہیے۔ ③ مشکلات اور مصائب میں بھی اللہ کے احسان کا کوئی نہ کوئی پہلو موجود ہوتا ہے' مثلاً: جب بندہ صبر کرتا ہے تو ثواب اور بلند درجات کا مستحق ہو جاتا ہے' اس لحاظ سے مصیبت کے موقع پر اللہ کا شکر ہی کرنا چاہیے' شکوہ نہیں۔

۳۸۰٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۳۸۰۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ'

۳۸۰۳ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن السني، ح:۳۷۸ من حديث هشام بن خالد به، وصححه الحاكم: ۱/ ۴۹۹، وقال النووي: "رواه . . . بإسناد جيد"، وصححه البوصيري * الوليد تقدم، ح:۲۵۵، لم يصرح بالسماع المسلسل، وفيه علة أخرى، ح:۹۱۹.

۳۸۰٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ۶/ ۲۳۳۵ من حديث وكيع به، وانظر، ح: ۲۵۱ لحال موسى بن عبيدة * ومحمد بن ثابت مجهول كما قال البوصيري وصاحب التقريب.

ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ».

رَبِّ أَعُوذُبِكَ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ] ''ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔ اے اللہ! اہلِ جہنم کے حال سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔''

۳۸۰۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ شَبِيبِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، إِلَّا كَانَ الَّذِي أَعْطَاهُ أَفْضَلَ مِمَّا أَخَذَ».

۳۸۰۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ بندے کو کوئی نعمت دیتا ہے اور بندہ الحمد للہ کہتا ہے تو بندے نے جو (شکر) ادا کیا' وہ ملنے والی نعمت سے افضل ہوتا ہے۔''

فائدہ: بندہ دنیا کی ظاہری نعمت کو اہمیت دیتا ہے' حالانکہ اس نعمت پر جو شکر کی توفیق ملی اور شکر کے نتیجے میں ملنے والی اُخروی نعمتیں وہ اس دنیوی نعمت سے بدرجہا بہتر اور افضل ہیں' لہٰذا نعمت حاصل کرتے ہی شکر ادا کرنا ضروری ہے اور بندے کے لیے مفید بھی۔

(المعجم ٥٦) - بَابُ فَضْلِ التَّسْبِيحِ (التحفة ٥٦)

باب:۵۶- اللہ کی تسبیحات پڑھنے کا ثواب

۳۸۰۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «كَلِمَتَانِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ».

۳۸۰۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو کلمات ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں' (اعمال کے) میزان میں بھاری ہیں' رحمان کو پیارے ہیں: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ' سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ] ''میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں' پاک ہے اللہ عظمتوں والا۔''

۳۸۰۵_ [إسناده حسن] أخرجه ابن السني، ح:٣٥٦، والخرائطي في فضيلة الشكر من حديث أبي عاصم به، وانظر، ح:٢٧٧٥، وحسنه البوصيري.

۳۸۰۶_ أخرجه البخاري، الدعوات، باب فضل التسبيح ٦٤٠٦، ٦٦٨٢، ٧٥٦٣، ومسلم، الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، ح:٢٦٩٤/ ٣١ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وهو في كتاب الدعاء له، ح:٨٤.

فوائد و مسائل: ① قیامت کے دن اعمال کا وزن ہوگا۔ ② اللہ کا ذکر بھی ایک نیک عمل ہے' اس کا بھی وزن ہوگا۔ ③ اعمال کے وزن کا دارومدار خلوصِ نیت اور اتباع سنت پر ہے۔ سنت کے مطابق خلوص سے کیا ہوا تھوڑا سا عمل بھی زیادہ وزنی ہوگا لیکن خلوص کے بغیر یا سنت کے خلاف کیا ہوا زیادہ عمل بھی بے وزن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾ (الفرقان۲۵:۲۳) ''اور انھوں نے جو (بظاہر نیک) اعمال کیے ہوں گے' ہم ان کی طرف متوجہ ہو کر انھیں پراگندہ غبار کی طرح کر دیں گے۔'' ④ مذکورہ بالا ذکر زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیے۔

۳۸۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يَغْرِسُ غَرْسًا، فَقَالَ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا الَّذِي تَغْرِسُ؟» قُلْتُ: غِرَاسًا لِي. قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى غِرَاسٍ خَيْرٍ لَكَ مِنْ هٰذَا؟» قَالَ: بَلٰى. يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «قُلْ: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، يُغْرَسْ لَكَ، بِكُلِّ وَاحِدَةٍ، شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ».

۳۸۰۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ پودا لگا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''ابو ہریرہ! کیا لگا رہے ہو؟'' میں نے کہا: پودا لگا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں اس سے بہتر پودے نہ بتاؤں؟'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''کہو: [سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ] ان میں سے ہر ہر کلمے کے عوض جنت میں تمھارے لیے ایک ایک درخت لگا دیا جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ کی تعریف کے کلمات اللہ کو بہت پیارے ہیں۔ ② جنت میں نعمتیں دنیا میں کی ہوئی نیکیوں کے مطابق ملیں گی۔ ③ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو پہلے سے پیدا کیا ہوا ہے لیکن اب بھی ان میں نئی نئی نعمتوں اور نئے نئے عذابوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ④ ہر مومن کے لیے جنت میں جگہ مخصوص ہے' جہاں اس کے اعمال کے مطابق باغات' محلات اور دوسری نعمتیں تیار ہو رہی ہیں۔ ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کی اصل صحیح ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعليق الرغيب: ۲/۲۴۴)

۳۸۰۷- [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱/ ۵۱۲ من حديث حماد به، وقال: "صحيح الإسناد"، ووافقه الذهبي، وحسنه البوصيري * عيسى بن سنان، أبو سنان ضعيف من جهة حفظه، ضعفه الجمهور، وأصل الحديث صحيح

٣٨٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي رِشْدِينَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ قَالَتْ: مَرَّ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، حِينَ صَلَّى الْغَدَاةَ، أَوْ بَعْدَمَا صَلَّى الْغَدَاةَ، وَهِيَ تَذْكُرُ اللهَ. فَرَجَعَ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ، أَوْ قَالَ انْتَصَفَ وَهِيَ كَذٰلِكَ. فَقَالَ: «لَقَدْ قُلْتُ، مُنْذُ قُمْتُ عَنْكِ: أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. وَهِيَ أَكْثَرُ وَأَرْجَحُ أَوْ أَوْزَنُ مِمَّا قُلْتِ: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ. سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ. سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ. سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ».

٣٨٠٨- ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر ان کے پاس سے گزرے تو وہ اللہ کا ذکر کر رہی تھیں۔ جب دن چڑھے رسول اللہ ﷺ دوبارہ تشریف لائے تو وہ اسی طرح (ذکر الٰہی میں) مصروف تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے پاس سے جانے کے بعد میں نے چار کلمات تین تین بار کہے ہیں جو تمھارے کیے ہوئے ذکر سے (ثواب میں) زیادہ (یا فرمایا:) وزن میں زیادہ ہیں۔ [سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ] ''میں اللہ کی تسبیحات کرتا ہوں اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر۔ میں اللہ کی تسبیحات کرتا ہوں اس کی ذات کی خوشنودی کے مطابق۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے عرش کے وزن کے برابر۔ میں اللہ کی تقدیس کرتا ہوں اس (کی تعریف) کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔''

فائدہ: ایک روایت میں سُبْحَانَ اللّٰهِ کے بعد وَبِحَمْدِهِ کا لفظ بھی ہے۔ (صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب التسبیح أول النهار وعندالنوم، حدیث:۲۷۲۶) اس لیے اسے پڑھنا چاہیے: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ...]

٣٨٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُوسَى ابْنِ أَبِي عِيسَى الطَّحَّانِ، عَنْ عَوْنِ بْنِ

٣٨٠٩- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اللہ کی عظمت کا جو ذکر کرتے ہو یعنی تسبیح [سُبْحَانَ اللّٰهِ]، تہلیل

٣٨٠٨- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب التسبيح أول النهار وعندالنوم، ح: ٢٧٢٦/ ٧٩ب عن ابن أبي شيبة به.

٣٨٠٩- [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ٥٠٠، ٥٠٣ من حديث يحيى بن سعيد به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي مرةً، وتعقبه مرةً، والصواب هو الأول * وموسى بن أبي عيسى ثقة، وصححه البوصيري.

عَبْدِاللهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَوْ عَنْ أَخِيهِ، عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِمَّا تَذْكُرُونَ مِنْ جَلَالِ اللهِ، التَّسْبِيحَ وَالتَّهْلِيلَ وَالتَّحْمِيدَ. يَنْعَطِفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ. لَهُنَّ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ. تُذَكِّرُ بِصَاحِبِهَا. أَمَا يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكُونَ لَهُ، أَوْ لَا يَزَالَ لَهُ، مَنْ يُذَكِّرُ بِهِ؟».

[لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰه] اور تحمید [اَلْحَمْـدُ لِلّٰه] کے الفاظ کہتے ہو وہ عرش کے اردگرد چکر لگاتے ہیں۔ ان کی ایسی جھنجھناہٹ ہوتی ہے جیسے شہد کی مکھیوں کی جھنجھناہٹ۔ وہ اپنے کہنے والے کا (اللہ کے دربار میں) ذکر کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ (اللہ کے دربار میں) تمھارا ذکر ہوتا رہے؟''

فوائد و مسائل: ① ایک مومن کے لیے یہ بہت بڑے شرف اور خوشی کی بات ہے کہ اللہ عزوجل کے دربار میں اس کا ذکر ہو۔ اس بلند مقام کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ مومن اللہ کا ذکر کرے۔ ② عرش اللہ کی ایک مخلوق ہے جس کی اصل حقیقت ہمیں معلوم نہیں۔ قیامت کو میدانِ حشر میں عرشِ الٰہی رکھا جائے گا اور کچھ خاص نیک اعمال کرنے والے افراد کو اس کے سائے میں جگہ ملے گی۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ. یا اللہ! ہمیں بھی اپنے ان برگزیدہ بندوں میں شامل فرما۔ آمین۔

٣٨١٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ: أَتَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ. فَإِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ وَبَدَنْتُ. فَقَالَ: «كَبِّرِي اللهَ مِائَةَ مَرَّةٍ. وَاحْمَدِي اللهَ مِائَةَ مَرَّةٍ. وَسَبِّحِي اللهَ مِائَةَ مَرَّةٍ. خَيْرٌ مِنْ مِائَةِ فَرَسٍ مُلْجَمٍ مُسْرَجٍ فِي سَبِيلِ اللهِ. وَخَيْرٌ مِنْ مِائَةِ بَدَنَةٍ. وَخَيْرٌ مِنْ مِائَةِ رَقَبَةٍ».

٣٨١٠- حضرت ام ہانی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی (آسان سا) عمل بتایئے کیونکہ میں بوڑھی اور کمزور ہو گئی ہوں اور میرا بدن بھاری ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سو بار اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہہ سو بار اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہہ سو بار سُبْحَانَ اللّٰه کہہ۔ یہ لگام اور کاٹھی سمیت سو گھوڑے اللہ کی راہ میں دینے سے بہتر ہے سو اونٹ (اللہ کی راہ میں قربان کرنے) سے بہتر ہے اور سو غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔''

٣٨١٠- [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/٥١٣، ٥١٤، وصححه، وتعقبه الذهبي بزكريا بن منظور، وتقدم، ح:٢٤٨١، وضعفه البوصيري من أجله، وللحديث شواهد ضعيفة.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور اس پر تفصیلی بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:١٣١٦' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٣٨١٠) بنابریں جو شخص بڑے بڑے اعمال انجام نہ دے سکتا ہو' اس کے لیے اللہ کا ذکر ان اعمال سے بہتر ہے۔ ② معمر آدمی کو اللہ کے ذکر میں زیادہ مشغول ہونا چاہیے۔

٣٨١١- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ، حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعٌ، أَفْضَلُ الْكَلَامِ. لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ».

٣٨١١- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''چار کلمات سب سے افضل ہیں۔ جس کلمے سے بھی شروع کرو کوئی حرج نہیں' [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ]''

٣٨١٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْوَشَّاءُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، مِائَةَ مَرَّةٍ، غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ. وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

٣٨١٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سو بار [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ] کہے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کی طرح (بے شمار) ہوں۔''

فائدہ: اس قسم کی نیکیوں سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں' بڑے گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔

٣٨١١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٠ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه شعبة، أحمد: ٥/ ١١ وغيره، ورواه مسلم، الآداب، باب كراهة التسمية بالأسماء القبيحة... الخ، ح: ٢١٣٧/ ١٢ من حديث هلال بن يساف عن الربيع بن عميلة عن سمرة بن جندب به.

٣٨١٢ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [في فضائل "سبحان الله وبحمده..."، ح: ٣٤٦٦ عن نصر بن عبدالرحمٰن به، وقال: "حسن صحيح"، وأخرجه أيضًا، ح: ٣٤٦٨ من حديث معن عن مالك به، وقال: "حسن صحيح".

٣٨١٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ : «عَلَيْكَ [بِـ] ـ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ ـ فَإِنَّهَا . يَعْنِي ، يَحْطُطْنَ الْخَطَايَا كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا» .

٣٨١٣- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: [سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ] پڑھتے رہا کرو۔ ان کلمات کی وجہ سے گناہ اس طرح ختم ہوجاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔"

(المعجم ٥٧) - بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ (التحفة ٥٧)

باب: ٥٧- استغفار (اللہ سے گناہوں کی معافی کے لیے دعا کرنا)

٣٨١٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَالْمُحَارِبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ يَقُولُ : «رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ» ، مِائَةَ مَرَّةٍ .

٣٨١٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کو ایک مجلس میں سومرتبہ (یہ استغفار کہتے ہوئے) شمار کرتے تھے: [رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ] "اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔"

فوائد ومسائل: ① توبہ و استغفار بہت بڑی نیکی ہے۔ ② نبی اکرم ﷺ گناہوں سے پاک تھے اس کے باوجود کثرت سے استغفار کرتے تھے کیونکہ استغفار بھی عبودیت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ ③ مجلسوں میں فضول باتیں کرنے اور غیبت اور گناہ میں مشغول ہونے کی بجائے اللہ کا ذکر اور استغفار کرنا بہتر ہے تاکہ گناہوں میں اضافہ ہونے کی بجائے معافی اور رحمت ملے۔

٣٨١٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

٣٨١٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٣٨١٣- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري من أجل عمر بن راشد، وتقدم، ح: ١٥٨٢.

٣٨١٤- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستغفار، ح: ١٥١٦ من حديث أبي أسامة به، وقال الترمذي "حسن صحيح غريب"، ح: ٣٤٣٤، ورواه سفيان بن عيينة عن محمد بن سوقة به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٥٩.

٣٨١٥- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٠، والنسائي في الكبرى: ٦/ ١١٤، ح: ١٠٢٦٨ من حديث محمد ◀◀

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، فِي الْيَوْمِ، مِائَةَ مَرَّةٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایک دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے بخشش کی درخواست اور توبہ کرتا ہوں۔“

۳۸۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ أَبِي الْحُرِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، فِي الْيَوْمِ، سَبْعِينَ مَرَّةً».

۳۸۱۶- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایک دن میں ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ سے بخشش کی درخواست اور توبہ کرتا ہوں۔“

فوائد و مسائل: ① سو یا ستر مرتبہ سے مراد ایک تو اس مقدار کا تعین ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی سو مرتبہ استغفار فرماتے اور کبھی ستر مرتبہ نیز ان احادیث سے کثرت سے استغفار کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے۔ واللہ أعلم.
② استغفار کے لیے کوئی مناسب الفاظ استعمال کیے جا سکتے ہیں مثلاً: [أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ] یا حدیث: ۳۸۱۴ میں مذکور الفاظ۔

۳۸۱۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ فِي لِسَانِي ذَرَبٌ عَلَى أَهْلِي. وَكَانَ لَا يَعْدُوهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَيْنَ أَنْتَ مِنَ الِاسْتِغْفَارِ؟ تَسْتَغْفِرُ اللهَ، فِي

۳۸۱۷- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اپنے گھر والوں سے درشت زبان استعمال کرتا تھا۔ (معمولی بات پر ان پر غصہ آ جاتا اور انھیں ڈانٹ جھڑک دیتا) ان کے سوا کسی سے یہ رویہ نہیں ہوتا تھا۔ میں نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”تم استغفار کیوں نہیں کرتے؟ ایک دن میں ستر

ابن عمرو به، وصححه البوصيري، والبغوي في شرح السنة: ٥/ ٧٠، ح: ١٢٨٦، وللحديث شواهد كثيرة.

۳۸۱٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٠ عن وكيع به، ورواه أبوإسحاق عن أبي بردة به، أحمد: ٥/ ٣٩٤، والنسائي في عمل اليوم والليلة.

۳۸۱۷ـ [إسناده حسن] * أبوبكر بن عياش تابعه أبوالأحوص، وإسرائيل وشعبة وغيرهم، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٥٨، والحاكم: ١/ ٥١١، ٢/ ٤٥٧، والذهبي وغيرهم * أبوالمغيرة وثقه ابن حبان، والحاكم وغيرهما، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وله طريق آخر عند النسائي في الكبرى، ح: ١٠٢٨٢.

الْيَوْمِ، سَبْعِينَ مَرَّةً».

بار استغفار کیا کرو۔"

۳۸۱۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عِرْقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ بُسْرٍ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «طُوبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيرًا».

۳۸۱۸- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "مبارک ہو اس شخص کو جسے اپنے نامۂ اعمال میں زیادہ استغفار ملا۔"

فائدہ: استغفار زیادہ ہونے کا یہ فائدہ ہے کہ گناہ معاف ہوتے رہیں گے اور یہ کلمات اللہ کا ذکر ہونے کی وجہ سے نیکیوں میں شمار ہوتے رہیں گے، یعنی استغفار سے قیامت کے دن معافی ملنے کی امید کی جا سکتی ہے۔

۳۸۱۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَمِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ».

۳۸۱۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص استغفار کی پابندی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر غم سے نجات دیتا ہے، اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان نہیں ہوتا۔"

فائدہ: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم توبہ و استغفار کی اہمیت و فضیلت دیگر احادیث سے مسلم ہے۔ علاوہ ازیں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو استغفار کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا تھا: ﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ

۳۸۱۸ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى: ٦/ ١١٨، ح: ١٠٢٨٩ عن عمرو بن عثمان به، وصححه البوصيري، وله شاهد عند أبي نعيم، أخبار أصبهان: ١/ ٣٣٠، وحلية الأولياء: ١٠/ ٣٩٥، والخطيب: ٩/ ١١١.

۳۸۱۹ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستغفار، ح: ١٥١٨ عن هشام به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٦٢ ورده الذهبي بقوله: "الحكم فيه جهالة"، وهو مجهول كما قال الحافظ في التقريب، والنووي في المهذب: ٣/ ٣٢٣.

وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾ (نوح ۷۱: ۱۰تا۱۲) ''اپنے رب سے بخشش مانگو (اور توبہ کرو) وہ یقیناً بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا اور تمھیں مال واولاد میں ترقی دے گا اور تمھیں باغات دے گا اور تمھارے لیے دریا جاری کردے گا۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفار گناہوں کی معافی کے ساتھ ساتھ دنیوی مشکلات کے حل اور دنیوی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔

٣٨٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ إِذَا أَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوا. وَإِذَا أَسَاءُوا اسْتَغْفَرُوا».

۳۸۲۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جو جب نیکی کرتے ہیں تو انھیں خوشی ہوتی ہے اور جب گناہ کرتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں۔''

(المعجم ٥٨) - بَابُ فَضْلِ الْعَمَلِ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۸-(نیک) عمل کی فضیلت

٣٨٢١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا، وَأَزِيدُ. وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِثْلُهَا، أَوْ أَغْفِرُ. وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا. وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا. وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً. وَمَنْ

۳۸۲۱- حضرت ابو ذر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: جو شخص نیکی کرتا ہے اسے دس گنا (اجر) ملے گا اور میں (اس سے) زیادہ بھی دے دیتا ہوں۔ اور جو شخص گناہ کرتا ہے تو گناہ کا بدلہ اس کے برابر ہے (زیادہ نہیں) یا میں (وہ گناہ بھی) معاف کردیتا ہوں۔ اور جو شخص ایک بالشت میرے قریب آتا ہے' میں اس سے ایک ہاتھ قریب آتا ہوں اور جو شخص مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے' میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔

٣٨٢٠- [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٥، ٢٣٩ عن يزيد به، وتابعه عفان عند أحمد: ٦/ ١٢٩ وغيره، وسنده ضعيف، راجع ح: ١١٦ لحال علي بن زيد بن جدعان، وله شاهد حسن عند البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٩٩٢، انظر المشكاة بتحقيقي، ح: ٢٣٥٧.

٣٨٢١- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الذكر والدعاء والتقرب إلى الله تعالى وحسن الظن به، ح: ٢٦٨٧/ ٢٢ من حديث وكيع به.

لَقِيَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً، ثُمَّ لَا يُشْرِكُ بِي شَيْئًا، لَقِيتُهَا بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً».

اور جو میری طرف چل کر آتا ہے' میں اس کی طرف بھاگ کر آتا ہوں۔ جو شخص مجھ سے زمین بھر گناہ لے کر ملے لیکن میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا ہو' میں اسے اتنی ہی مغفرت لے کر ملتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: اس حدیث میں اللہ کی عظیم رحمت کا بیان ہے' اس لیے بندے کو نیکیاں زیادہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور گناہوں سے توبہ کرتے رہنا چاہیے۔ ② جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے توفیق بخشتا ہے۔ ③ شرک کی موجودگی میں گناہ معاف نہیں ہوتے۔

٣٨٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي. وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي. فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي. وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ. وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا. وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً».

٣٨٢٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق (اس سے معاملہ کرتا) ہوں' اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ کسی جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں ان سے بہتر (فرشتوں کی) جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب آتا ہوں' اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا چاہیے۔ ② حسن ظن کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ نیک اعمال کیے جائیں اور ان کی قبولیت کی امید رکھی جائے۔ گناہوں سے توبہ کی جائے اور بخشش کی امید رکھی جائے۔ گناہوں کے راستے پر بھاگتے چلے جانا اور اللہ کی رحمت کی امید رکھنا نادانی ہے۔ ③ اس میں بالواسطہ عمل کی تلقین ہے کیونکہ عمل کے بغیر ثواب کی امید نہیں رکھی جا سکتی' لہٰذا اچھے عمل کرنے والا ہی اللہ سے اچھی امید رکھ سکتا ہے۔ برے عمل کرنے والا بری امید ہی رکھ سکتا ہے۔ ④ جماعت میں ذکر کرنے سے مراد خود ساختہ اجتماعی ذکر

٣٨٢٢- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الحث على ذكر الله تعالى (والباب السابق)، ح: ٢٦٧٥/ ٢١ عن ابن أبي شيبة به.

نہیں بلکہ یا تو یہ مراد ہے کہ جیسے نماز کے بعد سب لوگ اپنے اپنے طور پر مسنون دعائیں اور اذکار پڑھتے ہیں یا اللہ کی رحمتوں' نعمتوں اور اس کے احکام وغیرہ کا ذکر ہے' یعنی ایک شخص بیان کرے اور دوسرے سنتے رہیں۔

٣٨٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ لَهُ: اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ. قَالَ اللهُ سُبْحَانَهُ: إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي. وَأَنَا أَجْزِي بِهِ».

۳۸۲۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم کے بیٹے کا ہر عمل (ثواب میں) بڑھتا ہے۔ (یعنی) ایک نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سوائے روزے کے کیونکہ وہ (خالص) میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔''

فائدہ: یہ حدیث کتاب الصیام کے پہلے باب میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۱۶۳۸۔

(المعجم ٥٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ» (التحفة ٥٩)

باب:۵۹- لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کی فضیلت

٣٨٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سَمِعَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَقُولُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. قَالَ: «يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟». قُلْتُ: بَلَى. يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ».

۳۸۲۴- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھے [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] پڑھتے سنا۔ آپ نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ)! کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کا پتہ نہ دوں؟'' میں نے کہا: جی ہاں! اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''کہا کر: [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] ''اللہ کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچاؤ ہوسکتا ہے اور نہ نیکی کی طاقت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ جملہ اللہ کے ذکر میں اہم جملہ ہے کیونکہ اس میں اس بات کا اقرار ہے کہ ہر قوت کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے۔ ② اس میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل کے ساتھ ساتھ اس کے سامنے عاجزی اور مسکینی

٣٨٢٣- [صحيح] تقدم، ح: ١٦٣٨.

٣٨٢٤- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ما يكره من رفع الصوت في التكبير، ح: ٢٩٩٢، ومسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر . . . الخ، ح: ٢٧٠٤/ ٤٤ من حديث عاصم به.

کا اظہار ہے اور عبودیت کا یہ اظہار اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ③ نیکی کا کام انجام دے کر یا گناہ سے اجتناب کر کے دل میں فخر کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں جس کے نتیجے میں ''نیکی برباد گناہ لازم'' کی کیفیت پیش آ سکتی ہے اس سے بچاؤ کے لیے اس بات کی یاد دہانی کی ضرورت ہے کہ یہ سب میری کوشش اور بہادری سے نہیں بلکہ محض اللہ کی توفیق اور اس کے احسان سے ہے۔ ④ اس سوچ کے ساتھ یہ الفاظ پڑھنے سے یقیناً جنت کی عظیم نعمتیں اور بلند درجات حاصل ہوں گے اس لیے اسے ''جنت کا خزانہ'' قرار دیا گیا ہے۔ ⑤ اللہ کا ذکر سری طور پر کرنا بہتر ہے کیونکہ اس میں ریاکاری نہیں ہوتی' البتہ جن مقامات پر ذکر بلند آواز سے کرنا مسنون ہے' وہاں بلند آواز ہی سے کرنا چاہیے۔

٣٨٢٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟» قُلْتُ: بَلٰى. يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ».

۳۸۲۵- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کا پتہ نہ دوں؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''[لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ]''

٣٨٢٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زَيْنَبَ، مَوْلٰى حَازِمِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ حَازِمِ بْنِ حَرْمَلَةَ قَالَ: مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِي: «يَا حَازِمُ! أَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. فَإِنَّهَا مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ».

۳۸۲۶- حضرت حازم بن حرملہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''اے حازم! [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] زیادہ کہا کرو کیونکہ یہ جنت کا ایک خزانہ ہے۔''

٣٨٢٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٥٧ عن وكيع به، وصححه البوصيري، ورواه عمرو بن ميمون، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٨٤٢، وابن حبان في صحيحه، ح: ٢٣٣٩، وعبدالرحمٰن بن غنم (أحمد) عن أبي ذر به، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٨٢٦ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٣٢، ح: ٣٥٦٥ من حديث محمد بن معن بن محمد به، وحسنه الحافظ في الإصابة، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

دعا کی فضیلت واہمیت اور قبولیت دعا کے آداب وشرائط

* لغوی معنی: دعا لغت میں [دَعَا یَدْعُو] سے مصدر ہے۔لغت میں اس سے مراد: طلب کرنا' بلانا' پکارنا' مدد چاہنا' درخواست کرنا اور ترغیب دینا ہے' مثلاً: [دَعَوْتُ اللّٰهَ] ''میں نے اللہ تعالیٰ سے (خیرو برکت کی) درخواست کی۔'' قرآن مجید میں لفظ'' دعا'' متعدد معنوں میں استعمال ہوا ہے' مثلاً:

① عبادت کے معنی میں' جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ﴾(یونس ۱۰:۱۰۶) ''اور آپ اللہ کے سوا ان کو مت پکاریں جو نہ آپ کو نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔''

② مدد طلب کرنے کے لیے' جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ﴾(البقرۃ ۲:۲۳) ''اور اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔''

③ بمعنی سوال کرنے کے' جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المؤمن ۴۰:۶۰) ''مجھ سے دعا کرو میں تمھاری دعائیں قبول کروں گا۔''

④ ندا' یعنی پکارنے کے لیے' جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿یَوْمَ یَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ﴾ (بنیٓ اِسرآئیل ۱۷:۵۲) ''جس دن وہ تمھیں بلائے گا تم اس کی تعریف کرتے ہوئے تعمیل ارشاد کرو گے۔''

⑤ ثنا' یعنی تعریف کے لیے' جیسے ارشاد الٰہی ہے:﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾

(بنی إسرآئیل ١٧: ١١٠) ”تم اس کی ثنا ”اللہ“ کے نام سے کرو یا ”رحمٰن“ کے نام سے۔“

④ قول، یعنی بات، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَٰنَكَ اللَّهُمَّ﴾ (یونس ١٠: ١٠) ”ان کا قول اس (جنت) میں ہوگا: اے اللہ تو پاک ہے۔“

* اصطلاحی تعریف: مندرجہ بالا نکات سے دعا کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی جا سکتی ہے: ”خیر و برکت کے حصول اور شر سے پناہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑانا اور پکارنا ”دعا“ کہلاتا ہے۔“

* دعا کی فضیلت و اہمیت: دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ یہ ایسا کارگر، کامیاب اور مؤثر ہتھیار ہے جسے آپ کسی بھی وقت، کسی بھی موقع پر بغیر کسی کی مدد کے چلا سکتے ہیں۔ جب انسان مشکلات و مصائب میں گھر جائے، حالات و واقعات اس کے خلاف ہو جائیں، دشمن یا مرض کا دباؤ شدید ہو جائے، اپنے پرائے سب ساتھ چھوڑ جائیں، عالم اسباب کے تمام اسباب و ذرائع ناکام ہو جائیں، جب دنیوی سہارے اور امیدیں دم توڑ جائیں، اس وقت اس ہتھیار کی کارکردگی دو چند ہی نہیں بلکہ صد چند ہو جاتی ہیں۔ جب کوئی پکار سننے والا نہ ہو، تب اس ہتھیار کی کامیابی یقینی اور مسلم امر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے دعا کو عبادت قرار دیا ہے۔ آپ کے اسوۂ حسنہ پر نظر دوڑائی جائے تو آپ کی حیات طیبہ اس عبادت سے خوب منور نظر آتی ہے۔ صبح سے شام اور شام سے صبح تک، خوشی اور غمی کے مواقع میں، صحت و مرض میں، کھانے اور پینے کے بعد، غم و ہم میں، خوشی اور مسرت کے دلکش مواقع پر، آندھی اور طوفان میں، زلزلوں اور گرہنوں کے وقت، آپ کی زندگی کا لحہ لحہ ہمیں اس عبادت کی ترغیب دلاتا نظر آتا ہے کیونکہ جس مالک دو جہاں کی یہ عبادت ہے وہ گنج بخش، مشکل کشا، حاجت روا اور دستگیر کامل ہے، لہٰذا ارشاد نبوی ہے: [إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ، فَيَرُدَّهُمَا صِفْرًا] (سنن ابن ماجه، الدعا، حديث: ٣٨٦٥) ”بے شک تمھارا پروردگار بڑا حیا والا اور سخی ہے، جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو انھیں خالی لوٹاتے ہوئے اسے شرم آتی ہے۔“ بلکہ اس کی شان کریمی تو یہ ہے کہ جو اس در سخاوت سے اعراض کرتا ہے، وہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

* دعا کی قبولیت کے آداب و شرائط: دعا مومن کا کامیاب ترین ہتھیار ہے۔ اس ہتھیار کے ذریعے سے بہترین نتائج کے حصول کے لیے چند آداب و شرائط ہیں۔ اگر ان کو مدنظر رکھ کر اسے استعمال

کیا جائے تو سو فیصد نتائج کا حصول یقینی ہو جاتا ہے۔ وہ آداب و شرائط درج ذیل ہیں:

① دعا صرف اور صرف مالک دو جہاں اللہ ذوالجلال والاکرام سے مانگی جائے۔

② پوری دلجمعی، نہایت خضوع و خشوع اور قبولیت کے یقین کامل کے ساتھ دعا مانگی جائے۔

③ دعا مانگنے والے کا لباس اور کھانا پینا حلال کا ہو۔

④ دعا مانگتے وقت قبلہ رخ ہو تو افضل ہے۔

⑤ گناہ پر مبنی اور قطع رحمی کی دعا نہ کی جائے۔

⑥ دعا کی قبولیت میں تاخیر پر دعا ترک نہ کرے۔

⑦ دعا کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبی ﷺ پر درود شریف سے کرے۔

⑧ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرے اور بخشش کی درخواست کرے۔

⑨ قبولیتِ دعا کے اوقات میں دعا مانگے، مثلاً: رات کے آخری حصے میں، اذان اور اقامت کے درمیانی وقفے میں، فرضی نماز کے بعد، جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد، نفلی نماز کے سجدے میں، نزول بارش کے وقت اور زمزم پینے سے قبل، وغیرہ۔

⑩ رسول مقبول ﷺ سے غیر ثابت شدہ ادعیہ سے پرہیز کیا جائے، مثلاً: دعائے نور، دعائے حبیب، دعائے گنج العرش، دعائے منزل، وغیرہ۔

٭ قبولیتِ دعا کی مختلف صورتیں: اگر درج بالا آداب کو ملحوظ رکھ کر دعا مانگی جائے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ بعض دفعہ مانگی گئی خیر و برکت کا حصول دنیا میں نہیں ہوتا تو آدمی مایوس ہو جاتا ہے اور دعا کرنا ترک کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کا درج ذیل ارشاد گرامی مومنوں کے لیے مشعل راہ ہونا چاہیے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے:

[مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ وَّلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا إِحْدٰى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ تُعَجَّلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَ إِمَّا أَنْ يَّدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَ إِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا. قَالُوا: إِذاً نُكْثِرُ، قَالَ : اللّٰهُ أَكْثَرُ](مسند أحمد:۱۸/۳)

''جب بھی کوئی مسلمان دعا کرتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی کی بات نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے ایک ضرور عطا کر دیتا ہے: ① دعا کے مطابق اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔ ② یا اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ بنا دیتا ہے۔ ③ یا دعا کے برابر اس سے کوئی بلا ٹال دیتا ہے۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: تب تو ہم بکثرت دعا کریں گے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے خزانے بھی بہت زیادہ ہیں۔''

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٣٤) أَبْوَابُ الدُّعَاءِ (التحفة ٢٦)

دعا سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ (التحفة ١)

باب:۱- دعا کی فضیلت

٣٨٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ الْمَدَنِيُّ [قَالَ:] سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَمْ يَدْعُ اللهَ، سُبْحَانَهُ، غَضِبَ عَلَيْهِ».

۳۸۲۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا' اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① دعا ایک عبادت ہے کیونکہ اس میں بندہ اللہ کے سامنے اپنے فقر اور عجز کا اظہار کرتا ہے' اور اللہ کی عظمت و قدرت کا اعتراف کرتے ہوئے اس سے اپنی حاجت پوری ہونے کی درخواست کرتا ہے۔ ② مذکورہ روایت کو بعض محققین نے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' رقم: ۲۶۵۴) بنابریں دعا نہ کرنا عبادت سے اعراض ہے' اس لیے اللہ کی ناراضی کا باعث ہے۔ ③ دعا میں ان آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے جو احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔

٣٨٢٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۳۸۲۸- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت

٣٨٢٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه ["من لم يسأل الله يغضب عليه، ح: ٣٣٧٣ من حديث أبي المليح به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ١٠/ ٢٠٠، وقال الحاكم: ١/ ٤٩١: "هٰذا حديث صحيح الإسناد، فإن أبا صالح الخوزي وأبا المليح الفارسي لم يذكرا بالجرح، إنهما في عداد المجهولين لقلة الحديث"، وهٰذا يدل على تساهل الحاكم * والخوزي لين الحديث، ولحديثه شواهد ضعيفة، انظر الفتح: ١١/ ٧٩ وغيره.

٣٨٢٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح: ١٤٧٩ من حديث ذر به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٢٩٦٩، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٩٦، والحاكم: ١/ ٤٩٠، ٤٩١، والذهبي * الأعمش تابعه منصور.

وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ ذَرٍّ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ يُسَيْعٍ الْكِنْدِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ» ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: ٦٠].

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعا ہی عبادت ہے۔'' پھر نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ ''اور تمھارے رب نے فرمایا: مجھے پکارو میں تمھاری پکار قبول کروں گا۔''

فائدہ: ① کسی مخلوق سے ایسی چیز کا سوال کرنا جو صرف اللہ کے اختیار میں ہے' اس مخلوق کی عبادت ہے' لہٰذا شرک ہے۔ وہ مخلوق خواہ بے جان پتھر' سورج' ستارے' درخت وغیرہ ہوں یا کوئی حیوان' جن' فرشتہ' ولی یا نبی' ان سے اسباب سے ماوراء طریقے سے کچھ طلب کرنا شرک ہے۔

٣٨٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ، سُبْحَانَهُ، مِنَ الدُّعَاءِ».

٣٨٢٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز عزت والی نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور اس پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحسین حدیث والی رائے ہی اقرب إلی الصواب ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ١٤/٣٦٠، ٣٦١' والمشكاة للألباني' التحقيق الثاني' رقم: ٢٣٢) ② دعا کے ذریعے سے اللہ کے ہاں عزت اور رفعت حاصل ہوتی ہے۔ ③ دوسرے اعمال کے ذریعے سے بھی اللہ کے ہاں بلند مقام حاصل ہوتا ہے لیکن ان کے ساتھ بھی دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ④ اعمال کی قبولیت کے لیے اللہ سے دعا کی جاتی ہے' اس لیے بھی دعا کو اہمیت حاصل ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٢)

باب:٢- رسول اللہ ﷺ کی دعا

٣٨٢٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء في فضل الدعاء، ح: ٣٣٧٠ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في مسنده، ح: ٢٥٨٢، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٩٧، والحاكم: ١/ ٤٩٠، والذهبي، وعلته عنعنة قتادة، تقدم، ح: ١٧٥.

٣٨٣٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، [سَنَةَ إِحْدٰى وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ]: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، فِي سَنَةِ خَمْسٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ: قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ فِي مَجْلِسِ الْأَعْمَشِ مُنْذُ خَمْسِينَ سَنَةً: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ الْجَمَلِيُّ فِي زَمَنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُكَتِّبِ عَنْ طَلِيقِ بْنِ قَيْسٍ الْحَنَفِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ، فِي دُعَائِهِ: «رَبِّ! أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ. وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ. وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ. وَاهْدِنِي وَيَسِّرِ الْهُدٰى لِي. وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ. رَبِّ! اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا. لَكَ ذَكَّارًا. لَكَ رَهَّابًا. لَكَ مُطِيعًا. إِلَيْكَ مُخْبِتًا. إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا. رَبِّ! تَقَبَّلْ تَوْبَتِي. وَاغْسِلْ حَوْبَتِي. وَأَجِبْ دَعْوَتِي. وَاهْدِ قَلْبِي. وَسَدِّدْ لِسَانِي. وَثَبِّتْ حُجَّتِي. وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي».

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيُّ: قُلْتُ لِوَكِيعٍ: أَقُولُهُ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

٣٨٣٠- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے: [رَبِّ! أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ...... وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي] ”اے میرے رب! میری مدد فرما‘ اور میرے خلاف (دشمن کی) مدد نہ فرما۔ اور میری تائید فرما‘ اور میرے خلاف (دشمن کی) تائید نہ فرما۔ اور میرے حق میں تدبیر فرما‘ اور میرے خلاف تدبیر نہ فرما۔ اور مجھے ہدایت دے‘ اور ہدایت کو میرے لیے آسان کر دے۔ اور جو مجھ پر زیادتی کرے اس کے خلاف میری مدد فرما۔ اے میرے رب! مجھے ایسا (بندہ) بنا جو تیرا بہت شکر کرنے والا ہو‘ تیرا بہت ذکر کرنے والا ہو‘ تجھ سے بہت ڈرنے والا ہو‘ تیری اطاعت کرنے والا ہو‘ تیرے سامنے عاجزی کرنے والا ہو‘ تیری طرف ہی رو رو کر رجوع کرنے والا (اور توبہ کرنے والا) ہو۔ اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما‘ میرے گناہ دھو ڈال‘ میری دعا قبول کر‘ میرے دل کو ہدایت دے‘ میری زبان سیدھی رکھ‘ میری دلیل کو (پختہ اور) قائم رکھ اور میرے دل سے کینہ نکال دے۔“

ابوالحسن طنافسی رحمہ اللہ نے کہا: میں نے وکیع رحمہ اللہ سے کہا: کیا میں وتر میں یہ دعائیں مانگ لیا کروں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

فوائد و مسائل: ① مسنون دعائیں یاد کر کے نمازوں میں پڑھی جائیں۔ نماز کے علاوہ بھی دعا مانگتے ہوئے

٣٨٣٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقول الرجل إذا سلم، ح: ١٥١٠، ١٥١١ من حديث سفيان الثوري به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٣٥٥١، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤١٤، ٢٤١٥، والحاكم: ١/ ٥١٢، ٥٢٠، والذهبي.

یہ دعائیں پڑھی جاسکتی ہے۔ ② ہر قسم کی مشکل اور مصیبت میں اللہ سے دعا مانگنی چاہیے۔ اس دعا میں دشمنوں کے خلاف مدد بھی مانگی گئی ہے اور اپنی اخلاقی خامیوں سے نجات اور خوبیوں کے حصول کی درخواست بھی کی گئی ہے اس لیے یہ ایک جامع دعا ہے۔ ③ زبان سیدھی ہونے کا مطلب ایسی توفیق کا حصول ہے کہ زبان سے گناہ یا گمراہی کی بات نہ نکلے۔ ④ دلیل قائم رکھنے سے مراد حق کی تبلیغ کے دوران میں صحیح، پختہ اور واضح دلائل پیش کرنے کی توفیق بھی ہوسکتی ہے اور قبر یا قیامت میں حساب کتاب کے موقع پر ایسا جواب دینے کی توفیق بھی جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو کر گناہ معاف فرما دے اور جنت میں داخل کر دے۔

٣٨٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَتْ فَاطِمَةُ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا. فَقَالَ لَهَا: «مَا عِنْدِي مَا أُعْطِيكِ» فَرَجَعَتْ. فَأَتَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ: «الَّذِي سَأَلْتِ أَحَبُّ إِلَيْكِ، أَوْ مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ؟» فَقَالَ لَهَا عَلِيٌّ: قُولِي: لَا. بَلْ مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ. فَقَالَتْ. فَقَالَ: «قُولِي: اَللّٰهُمَّ! رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ. مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ. أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ. اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ».

٣٨٣١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک خادمہ عطا فرمانے کی درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میرے پاس تو (غلام یا لونڈی) نہیں ہے جو تجھے دے سکوں۔'' وہ واپس چلی گئیں۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا: ''کیا تجھے وہ چیز پسند ہے جو تو نے مانگی تھی یا وہ جو اس سے بہتر ہے؟'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کہو: نہیں، بلکہ وہ چیز (مطلوب ہے) جو اس سے بہتر ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہی جواب دے دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوں کہا کر: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ...... وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ] ''اے اللہ! اے ساتوں آسمانوں کے مالک! اے عرشِ عظیم کے مالک! اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! اے تورات، انجیل اور قرآن عظیم کے نازل کرنے والے! تو اوّل ہے، تجھ سے پہلے کچھ نہیں تھا۔ تو آخر ہے، تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو ظاہر ہے، تجھ سے اوپر کچھ نہیں۔ تو باطن (پوشیدہ) ہے، تجھ سے

٣٨٣١ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٣/ ٦٣ عن ابن أبي شيبة به.

پوشیدہ تر کچھ نہیں۔ ہمارا قرض ادا فرما اور فقر سے (نجات دے کر) ہمیں غنی کر دے۔"

فوائد و مسائل: ① اللہ کا ذکر دنیا کے مال سے بہتر ہے۔ ② اللہ تعالیٰ اول و آخر ہے۔ وقت مخلوقات پر اثر انداز ہوتا ہے' خالق پر نہیں' اس کے لیے سب زمانے برابر ہیں۔ ③ اللہ تعالیٰ سب سے بلند و بالا اور سب پر غالب ہے' اور اس کی قدرت مخلوق کے ہر ذرے پر محیط ہے اور علم و قدرت کے لحاظ سے وہ سب سے قریب ہے۔ ④ اللہ تعالیٰ سے اس کی صفات کے وسیلے سے دعا کرنی چاہیے۔ ⑤ فقر و غنا اللہ کے ہاتھ میں ہے' لہٰذا قرض و فقر سے نجات کے لیے مسنون دعا کے ذریعے سے اللہ کی مدد حاصل کرنی چاہیے۔

٣٨٣٢- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدٰى [وَالتُّقٰى] وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى».

٣٨٣٢- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى] "اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت' تقویٰ' پاک دامنی اور استغنا کا سوال کرتا ہوں۔"

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ ہی ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ ② یہ دعا کئی طرح کے شرور سے حفاظت کا سوال ہے۔ ہدایت گمراہی سے' تقویٰ گناہ سے' عفاف و عفت غیر شریفانہ عادتوں اور بے حیائی سے' غنائے قلب طمع اور بخل سے اور غنائے ظاہری دنیوی ضروریات کے لیے کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے حفاظت کا باعث ہے۔

٣٨٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي. وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي. وَزِدْنِي

٣٨٣٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي' وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي' وَزِدْنِي عِلْمًا. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ' وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ] "اے اللہ! تو نے مجھے جو علم دیا ہے

٣٨٣٢_ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب في الأدعية، ح: ٢٧٢١/ ٧٢ عن ابن بشار به.

٣٨٣٣_ [ضعيف] تقدم، ح: ٢٥١.

عِلْمًا. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ».

اس سے مجھے فائدہ دے‘ اور مجھے وہ علم عطا فرما جو مجھے فائدہ دے اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے اور میں آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ کا طالب ہوں۔‘‘

فائدہ: یہ حدیث مقدمہ کے باب ۲۳ میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۲۵۱-

٣٨٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: «اَللّٰهُمَّ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ» فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! تَخَافُ عَلَيْنَا؟ وَقَدْ آمَنَّا بِكَ وَصَدَّقْنَاكَ بِمَا جِئْتَ بِهِ. فَقَالَ: «إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ، عَزَّ وَجَلَّ، يُقَلِّبُهَا».

۳۸۳۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ کثرت سے فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ] ’’اے اللہ! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔‘‘ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو ہمارے بارے میں (گمراہ ہونے کا) خطرہ ہے؟ حالانکہ ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں اور جو کچھ (ایمان وعمل کے احکام) آپ لائے ہیں‘ ان کو سچ مانتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں‘ وہ انھیں تبدیل کرتا رہتا ہے۔‘‘

وَأَشَارَ الْأَعْمَشُ بِإِصْبَعَيْهِ.

امام اعمش ؒ نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔

فوائد و مسائل: ① ہدایت مل جانے پر اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ② موجودہ دور میں نئے نئے فتنے سامنے آ رہے ہیں۔ باطل کو مزین کر کے پیش کیا جا رہا ہے‘ قرآن وحدیث کی نصوص کو غلط تاویلوں کے ذریعے سے غلط موقف کی تائید میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں نہ صرف عوام کو بلکہ علماء کو بھی اللہ سے مدد مانگتے رہنے کی ضرورت ہے۔ ③ ہدایت وضلالت اللہ کے ہاتھ میں ہے‘ لہٰذا ہدایت

٣٨٣٤ـ [حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٦٨٣ عن الأعمش عن يزيد الرقاشي، وأبي سفيان عن أنس به، وقال الترمذي، ح: ٢١٤٠ "حسن صحيح"، وله شواهد، منها ما أخرجه الترمذي، ح: ٣٥٢٢ بإسناد حسن عن أم سلمة به نحو المعنٰى، وقال: "هٰذا حديث حسن".

کی درخواست اسی سے کرنی چاہیے۔ ④ قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ اور انگلیوں وغیرہ کے جو الفاظ آئے ہیں ان پر ایمان رکھنا چاہیے لیکن ان کی حقیقت سے صرف اللہ ہی باخبر ہے۔

٣٨٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي. قَالَ: «قُلِ: اللّٰهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي. إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ».

٣٨٣٥- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی دعا سکھائیں جو میں نماز میں مانگا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ یوں کہا کریں: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَّلَا يَغْفِرُالذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ] ''اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔ اپنے پاس سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحمت فرما۔ بلاشبہ تو ہی بہت بخشنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نماز میں سلام سے پہلے خوب دعائیں مانگنی چاہئیں۔ ② گناہوں کی بخشش کے لیے دعا کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ ③ دعائے مغفرت کے لیے ضروری نہیں کہ کوئی گناہ سرزد ہوا ہو۔

٣٨٣٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَصًا. فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ قُمْنَا. فَقَالَ: «لَا تَفْعَلُوا كَمَا يَفْعَلُ أَهْلُ فَارِسَ بِعُظَمَائِهَا»

٣٨٣٦- حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے عصا کے سہارے ہمارے پاس تشریف لائے۔ جب ہم نے آپ کو دیکھا تو (احتراماً) کھڑے ہوگئے۔ آپ نے فرمایا: ''اس طرح نہ کرو جس طرح فارسی لوگ اپنے سرداروں کے ساتھ کرتے ہیں۔'' ہم نے کہا: اے اللہ

٣٨٣٥ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح: ٨٣٤ من حديث الليث به، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، ح: ٢٧٠٥/ ٤٨ عن ابن رمح به.

٣٨٣٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب الرجل يقوم للرجل يعظمه بذٰلك، ح: ٥٢٣٠ من حديث مسعر به * أبومرزوق لين، ولبعض الحديث شواهد عند مسلم وغيره.

قُلْنَا : يَارَسُولَ اللهِ! لَوْ دَعَوْتَ اللهَ لَنَا قَالَ : «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا، وَارْضَ عَنَّا، وَتَقَبَّلْ مِنَّا، وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ، وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ، وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ».

کے رسول! آپ ہمارے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا، وَارْضَ عَنَّا، وَتَقَبَّلْ مِنَّا، وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ، وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ، وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ] ''اے اللہ! ہماری مغفرت فرما، ہم پر رحمت فرما، ہم سے راضی ہو جا، ہماری دعائیں قبول فرما، ہمیں جنت میں داخل فرما، ہمیں جہنم سے نجات دے اور ہمارے سارے کام سنوار دے۔''

قَالَ : فَكَأَنَّمَا أَحْبَبْنَا أَنْ يَزِيدَنَا، فَقَالَ : «أَوَلَيْسَ قَدْ جَمَعْتُ لَكُمُ الْأَمْرَ؟».

ہم نے مزید دعا کے لیے خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: ''کیا میں نے تمھارے لیے سب کچھ جمع نہیں کر دیا؟''

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم دیگر صحیح احادیث سے احتراماً کھڑے ہونے کی ممانعت ثابت ہے، جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے تحقیق و تخریج میں لکھا ہے کہ مذکورہ روایت کے بعض حصے کے شواہد صحیح مسلم میں ہیں۔ مذکورہ روایت کی سندی بحث اور دیگر شواہد کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٦/٥١٥-٥١٨)

٣٨٣٧- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَخِيهِ عَبَّادِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ : مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ».

٣٨٣٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ] ''اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں: اس علم سے جو فائدہ نہ دے' اس دل سے جس میں عاجزی نہ ہو' اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو سنی نہ جائے۔''

٣٨٣٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح:١٥٤٨ من حديث الليث به، وصححه الحاكم: ١/ ١٠٤، ٥٣٤، ووافقه الذهبي.

فائدہ: اس میں علم پر عمل کی توفیق، تقویٰ اور قناعت کی دعا ہے اور دعا کی قبولیت کی درخواست بھی۔ مومن کو اپنے اندر یہ صفات پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ سے اچھی امیدیں رکھنی چاہئیں۔

(المعجم ٣) - **بَابُ مَا تَعَوَّذَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ** (التحفة ٣)

باب: ٣- رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے

٣٨٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ. وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ. وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ. وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ. اَللّٰهُمَّ! اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ. وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ. وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ».

٣٨٣٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ ...... وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں (جہنم کی) آگ کی آزمائش اور (جہنم کی) آگ کے عذاب سے، قبر کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے، دولت کی آزمائش کے شر سے اور مفلسی کی آزمائش کے شر سے اور مسیح دجال کی آزمائش کے شر سے۔ اے اللہ! میری غلطیوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو ڈال، اور میرے دل کو گناہوں سے اسی طرح پاک کر دے جس طرح تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیتا ہے۔ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اسی طرح دوری کر دے جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کو ایک دوسرے سے دور کر دیا ہے۔ یا اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں سستی سے، انتہائی بڑھاپے سے، گناہ اور تاوان سے۔“

فوائد و مسائل: ① جہنم کی آزمائش اور قبر کی آزمائش سے مراد وہ گناہ ہیں جو جہنم میں لے جاتے ہیں یا عذاب قبر کا باعث بنتے ہیں۔ ② دولت کا فتنہ یہ ہے کہ انسان مغرور ہو کر ظلم کرنے لگے یا حق کو تسلیم کرنے سے انکار کرے یا مال کو گناہ کے کاموں میں خرچ کرے۔ ایسا شخص اس آزمائش میں ناکام ہوا جو اللہ نے دولت

٣٨٣٨ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الاستعاذة من أرذل العمر . . . الخ، ح: ٦٣٧٥ من حديث هشام به، ومسلم، الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر الفتن وغيرها، ح: ٥٨٩ بعد، حديث: ٢٧٠٥ عن ابن أبي شيبة به.

دے کر کی۔ ③ مفلسی کا فتنہ اور آزمائش یہ ہے کہ انسان روزی کمانے کے حرام طریقے اختیار کرے یا دل میں اللہ پر ناراض ہو یا زبان سے اللہ کا شکوہ کرے۔ ایسا شخص مفلسی کے امتحان میں ناکام ہے۔ ④ مسیح دجال ایک خاص شخص ہے جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگا اور خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ جو شخص اس کا ساتھ دے گا اسے دنیا کے مال کی فراوانی اور راحت حاصل ہوگی' جو اس کے دعوے کو سچ ماننے سے انکار کرے گا اس پر مصیبتیں آئیں گی اور مال ودولت سے محروم ہو جائے گا۔ بہت سے لوگ دولت کے لالچ میں یا مفلسی کے ڈر سے اس کے ساتھی بن جائیں گے اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ بہت سے لوگ اس کے عجیب وغریب شعبدے دیکھ کر اس کے دعوے کو سچ مان لیں گے' اس لیے نبی ﷺ نے تفصیل سے اس کے بارے میں بیان کیا ہے تاکہ مومن اپنا ایمان محفوظ رکھ سکیں۔ آخر کار وہ سچے مسیح' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں فلسطین کے ملک میں لُد کے مقام پر قتل ہوگا۔ ⑤ غلطیوں اور گناہوں کا تعلق جہنم کی آگ سے ہے' اس لیے انھیں آگ سے تشبیہ دے کر پانی اور برف سے دھونے کی دعا کی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دل کو گناہوں سے پاک صاف کر کے اطمینان اور سکینت کی ٹھنڈک عطا فرما دے۔ ⑥ سستی انسان کو بہت سی نیکیوں اور دنیا وآخرت کے فوائد سے محروم کر دیتی ہے۔ مومن کو نیکی کے معاملے میں ہوشیار ہونا چاہیے۔ ⑦ انتہائی بڑھاپے سے عمر کا وہ حصہ مراد ہے جب انسان دوسروں کا محتاج ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس کی ہر قوت کمزور ہو جاتی ہے' اس لیے وہ پہلے کی طرح نیکیاں نہیں کر سکتا۔ ⑧ تاوان سے مراد کسی ایسی ادائیگی کا لازم ہونا ہے جو ناگوار اور مشکل ہو' مثلاً: غیر ارادی طور پر کسی کا نقصان ہو جائے اور وہ نقصان پورا کرنا پڑے یا غیر ارادی طور پر قتل ہو جائے جس کا خون بہا دینا پڑے یا کسی جرم کا ارتکاب ہو جائے اور اس کا جرمانہ ادا کرنا پڑے۔ دعا میں ایسی تمام صورتوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔

٣٨٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ دُعَاءٍ كَانَ يَدْعُو بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

٣٨٣٩- حضرت فروہ بن نوفل اشجعی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی دعا کے بارے میں سوال کیا' جو آپ مانگتے رہے ہوں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَالَمْ أَعْمَلْ] ''اے اللہ! میں اس عمل کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو میں نے کیا اور اس عمل کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیا۔''

٣٨٣٩- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب في الأدعية، ح: ٢٧١٦/ ٦٥ عن ابن أبي شيبة به.

فائدہ: غلطی دو طرح کی ہوتی ہے: ایک یہ کہ جو کام نہیں کرنا چاہیے تھا وہ کر دیا' دوسرے یہ کہ جو کام کرنا چاہیے تھا وہ نہیں کیا۔ دونوں طرح کی غلطی کے دنیوی نقصانات بھی ہوتے ہیں اور اخروی نقصانات بھی۔ اس دعا میں دونوں طرح کی غلطیوں کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

٣٨٤٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سُلَيْمٍ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الْخَرَّاطُ عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا هٰذَا الدُّعَاءَ، كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

٣٨٤٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی سورت سکھاتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ...... مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ] ''اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں' اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ کا طالب ہوں' اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں' اور تجھ سے زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① مسنون دعائیں کوشش اور اہتمام سے سیکھنا اور سکھانا ضروری ہیں۔ ② قبر کا عذاب حق ہے۔ اس پر ایمان رکھنا فرض ہے۔ اور ان تمام کاموں سے اجتناب ضروری ہے جو عذاب قبر کا باعث بنتے ہیں' مثلاً: ایک شخص کی بات دوسرے کو بتا کر ان میں لڑائی کرا دینا یا جسم اور لباس کو پیشاب کے چھینٹوں سے بچانے کے لیے مناسب احتیاط نہ کرنا' وغیرہ۔

٣٨٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، ذَاتَ لَيْلَةٍ، مِنْ فِرَاشِهِ. فَالْتَمَسْتُهُ. فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى

٣٨٤١- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے بستر پر نہ پایا' چنانچہ میں نے (اندھیرے میں ٹٹول کر) تلاش کیا تو میرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے قدموں کے تلووں پر پڑا جو کھڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نماز کی جگہ میں (سر بسجود) تھے اور

٣٨٤٠- [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٦٩٤ عن إبراهيم بن المنذر به، وحسنه البوصيري، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٨٤١- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ ح: ٤٨٦/ ٢٢٢ عن ابن أبي شيبة به.

بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ. وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ، وَهُوَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ. وَبِمُعَافَاتِكَ عَنْ عُقُوبَتِكَ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ. لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ. أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ».

فرمارہے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي...... أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ] ”اے اللہ! میں تیری ناراضی سے تیری خوشنودی کی پناہ میں آتا ہوں۔ تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں۔ اور تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری پوری طرح تعریف نہیں کرسکتا۔ تو ویسے ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف خود فرمائی۔“

فوائد و مسائل: ① نماز تہجد بڑا افضل عمل ہے کیونکہ اس میں اللہ کے سامنے عجز و انکسار کا زیادہ اظہار ہوسکتا ہے۔ ② سجدہ نماز کا اہم رکن ہے لہٰذا نفلی نماز میں سجدے کی حالت میں خوب دعا مانگنی چاہیے۔ ③ اللہ کی صفات کا ذکر کرکے پناہ مانگنا درست ہے کیونکہ وہ اللہ سے پناہ مانگنے میں شامل ہے۔ ④ ”تجھ سے تیری پناہ“ کا مطلب یہ ہے کہ تیرے عتاب اور غضب سے مجھے کوئی نہیں بچا سکتا۔ صرف تو ہی رحمت کرکے معاف کردے تو میں تیرے عذاب سے بچ سکتا ہوں۔ ⑤ انسان اللہ کی تعریف کما حقہ کرنے سے عاجز ہے۔ اس بات کا اقرار کرنا بھی اس کی عظمت کا اعتراف ہے۔

٣٨٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ. وَأَنْ تَظْلِمَ أَوْ تُظْلَمَ».

٣٨٤٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فقر، قلت، ذلت، ظلم کرنے اور مظلوم ہونے سے اللہ کی پناہ مانگو۔“

فائدہ: ان چیزوں سے پناہ مانگنے کے لیے اس طرح دعا کریں: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَأَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ]

٣٨٤٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

٣٨٤٣- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٣٨٤٢- [صحيح] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الذلة، ح: ٥٤٦٣، ٥٤٦٥، ٥٤٦٦ من حديث الأوزاعي به، وصححه الحاكم: ١/ ٥٣١، والذهبي، وله شاهد عند النسائي، وابن حبان، ح: ٢٤٤٣، والحاكم: ١/ ٥٤١.

٣٨٤٣- [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ٩/ ١٢٢، ١٠/ ١٨٥ عن وكيع به، وصححه البوصيري، وحسنه الهيثمي في المجمع: ٢/ ١٨٢، وله شاهد، قال الهيثمي: ١٠/ ١٨٢، "رواه الطبراني في الأوسط، وإسناده حسن".

وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَلُوا اللهَ عِلْمًا نَافِعًا، وَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے نفع بخش علم مانگو اور فائدہ نہ دینے والے علم سے اللہ کی پناہ مانگو۔''

فائدہ: اس مقصد کے لیے اس طرح دعا کریں: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ] ''اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم مانگتا (یا مانگتی) ہوں اور فائدہ نہ دینے والے علم سے تیری پناہ مانگتا (یا مانگتی) ہوں۔''

٣٨٤٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ.

۳۸۴۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بزدلی' بخل' انتہائی بڑھاپے اور لاچاری کی عمر' عذاب قبر اور سینے کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي الرَّجُلَ يَمُوتُ عَلَى فِتْنَةٍ، لَا يَسْتَغْفِرُ اللهَ مِنْهَا.

امام وکیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سینے (اور دل) کے فتنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی فتنے میں مبتلا ہو کر فوت ہو جائے اور اس نے اللہ سے (بچنے کے لیے) اس سے معافی نہ مانگی ہو۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کا ایک شاہد الفاظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ صحیح ابن خزیمہ میں صحیح سند سے مروی ہے۔ دیکھیے تحقیق وتخریج حدیث ہذا۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱/ ۲۹۰، ۲۹۱' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث: ۳۸۴۴)

(المعجم ٤) - بَابُ الْجَوَامِعِ مِنَ الدُّعَاءِ (التحفة ٤)

باب: ۴- جامع دعائیں

٣٨٤٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح: ١٥٣٩ من حديث وكيع به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٥، والحاكم: ١/ ٥٣٠ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق عنعن، وله طرق، كلها ضعيفة، وله شاهد عند ابن خزيمة، ح: ٧٤٦ وغيره بمتن آخر باختلاف يسير، وإسناده صحيح.

٣٨٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا أَبُو مَالِكٍ، سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، وَقَدْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أَقُولُ حِينَ أَسْأَلُ رَبِّي؟ قَالَ: «قُلِ: اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي» وَجَمَعَ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعَ إِلَّا الْإِبْهَامَ: «فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ يَجْمَعْنَ لَكَ دِينَكَ وَدُنْيَاكَ».

٣٨٤٥- حضرت طارق بن اشیم اشجعی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ سے سنا جب کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب میں اپنے رب سے سوال کروں تو کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: "اس طرح کہہ: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي] "یا اللہ! مجھے بخش دے' مجھ پر رحم کر' مجھے عافیت دے اور مجھے رزق دے۔" اور نبی ﷺ نے (یہ فرماتے ہوئے) انگوٹھے کے سوا چاروں انگلیاں اکٹھی کیں (چار کا اشارہ کیا) اور فرمایا: "یہ کلمات تیرے لیے تیرے دین اور تیری دنیا (کی بھلائیاں) سمیٹے ہوئے ہیں۔"

فوائد و مسائل: ① دنیا میں اگر کسی کو بیماری اور مصیبت سے عافیت اور کھلا رزق مل گیا تو گویا اسے دنیا کی ساری نعمتیں مل گئیں' اور آخرت میں اگر گناہ معاف ہو گئے تو گویا آخرت کی ساری نعمتیں مل گئیں۔ رحمت ایسی چیز ہے جس پر دنیا اور آخرت کی سب نعمتوں کا دارومدار ہے۔ اس لحاظ سے یہ انتہائی جامع دعا ہے۔ ② اشارہ کرنے سے بات اچھی طرح سمجھ میں آتی اور ذہن نشین ہوتی ہے۔

٣٨٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَخْبَرَنِي جَبْرُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَّمَهَا هٰذَا الدُّعَاءَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ، عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ

٣٨٤٦- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے انھیں یہ دعا سکھائی: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ...... خَيْرًا] "اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی خیر مانگتا ہوں' جلدی ملنے والی اور دیر سے ملنے والی (یا دنیا کی اور آخرت کی)' وہ بھی جس کا مجھے علم ہے اور وہ بھی جس کا مجھے علم نہیں۔ اے اللہ! میں ہر قسم کے

٣٨٤٥ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، ح: ٢٦٩٧/ ٣٤، ٣٦ من حديث أبي مالك به.

٣٨٤٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٣، ١٤٧ عن عفان به، ورواه شعبة، أحمد: ٦/ ١٤٦، ١٤٧، والجريري، والبخاري في الأدب المفرد، ح: ٦٣٩ عن جبر به * وأم كلثوم ثقة كما في التقريب.

مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ، عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ. اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَاسَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ. اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ. وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ، قَضَيْتَهُ لِي، خَيْرًا».

شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں' جلدی آنے والے سے بھی' اور دیر سے آنے والے سے بھی (یا دنیا وآخرت کے شر سے)' جس کا مجھے علم ہے' اس سے بھی اور جس کا مجھے علم نہیں' اس سے بھی۔ یا اللہ! میں تجھ سے وہ خیر مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے بندے اور تیرے نبی (محمد ﷺ) نے مانگی ہے۔ اور میں اس شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جس شر سے تیرے بندے اور تیرے نبی (محمد ﷺ) نے پناہ مانگی ہے۔ یا اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور ہر اس قول وعمل (کی توفیق) کا سوال کرتا ہوں جو اس سے قریب کرے۔ اور میں (جہنم کی) آگ سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور ہر اس قول وعمل سے پناہ مانگتا ہوں جو اس (جہنم) سے قریب کرے۔ اور میں یہ سوال کرتا ہوں کہ تو جو بھی فیصلہ کرے اسے میرے لیے بہتر (یا خیر کا باعث) بنادے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ دعا ایسی جامع دعا ہے جس میں دنیا اور آخرت کی ہر جسمانی اور روحانی بھلائی شامل ہے۔ اور دنیا وآخرت کی ہر جسمانی اور روحانی تکلیف' مصیبت' شر اور پریشانی سے پناہ کی دعا موجود ہے۔ ② اس میں ہر نیکی کی توفیق اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے حفاظت کی دعا ہے۔ ③ اس میں ہدایت کی دعا اور گمراہی سے بچاؤ کی دعا بھی ہے۔ ④ اس میں قولی اور عملی دونوں طرح کی نیکیوں کی توفیق اور دونوں طرح کی غلطیوں اور گناہوں سے حفاظت کی دعا ہے۔ ⑤ اس میں اللہ کے فیصلوں اور تقدیر پر راضی رہنے کی توفیق کی دعا ہے' اور رضا بالقضا کی توفیق مل جانا بڑی سعادت ہے۔

٣٨٤٧- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، لِرَجُلٍ: «مَا تَقُولُ فِي

۳۸۴۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے پوچھا: ''تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟'' اس نے کہا: میں تشہد (التحیات) پڑھتا ہوں' پھر اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور

٣٨٤٧_ [صحيح] تقدم، ح: ٩١٠.

الصَّلَاةِ؟» قَالَ: أَتَشَهَّدُ ثُمَّ أَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ. أَمَا وَاللهِ مَا أُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ، وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ. قَالَ: «حَوْلَهُمَا نُدَنْدِنُ».

(جہنم کی) آگ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ قسم ہے اللہ کی! مجھے آپ جیسی یا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جیسی گنگناہٹ نہیں آتی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم بھی انھی (دونوں) کے بارے میں گنگناتے (سوال کرتے) ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① تشہد میں سلام پھیرنے سے پہلے دنیا اور آخرت کی ضرورت کی کوئی بھی دعا مانگی جا سکتی ہے۔ اس مقصد کے لیے قرآن اور حدیث کی کوئی مناسب دعا پڑھی جا سکتی ہے۔ ② استاد یا عالم کو اپنے شاگردوں اور مقتدیوں کے حالات سے باخبر رہنا چاہیے تاکہ ان کی رہنمائی ان کے حالات اور ضرورت کے مطابق کی جا سکے۔ ③ اگر مقتدی کبھی بے تکلفی کا لہجہ اختیار کرے تو عالم کو برا نہیں منانا چاہیے۔ ④ جنت کا حصول اور جہنم سے بچاؤ عبادات کا اہم ترین مقصد ہے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہماری لمبی چوڑی دعاؤں کا مقصد بھی یہی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے سنن ابن ماجہ ہی کی حدیث: ۹۱۰ کے فوائد و مسائل ملاحظہ فرمائیں۔

(المعجم ٥) - بَابُ الدُّعَاءِ بِالْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ (التحفة ٥)

باب: ۵- معافی اور عافیت کی دعا

٣٨٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ» ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ». ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ،

۳۸۴۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کر۔'' پھر وہ آدمی آپ کے پاس دوسرے دن حاضر خدمت ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کر۔'' پھر وہ تیسرے دن حاضر خدمت ہوا اور کہا: اے اللہ کے نبی! کون سی دعا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے

٣٨٤٨ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [في فضل سؤال العافية والمعافاة]، ح: ٣٥١٢ من حديث سلمة بن وردان به، وقال: "حسن غريب" * وسلمة ضعيف كما في التقريب وغيره.

فَقَالَ : يَانَبِيَّ اللهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ : «سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَقَدْ أَفْلَحْتَ».

فرمایا: ''اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کر۔ جب تجھے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت مل جائے گی تو یقیناً تو کامیاب ہو جائے گا۔''

۳۸٤۹- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ : سَمِعْتُ شُعْبَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ : سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَوْسَطَ [ابْنِ إِسْمَاعِيلَ] الْبَجَلِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرٍ، حِينَ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ : قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فِي مَقَامِي هٰذَا، عَامَ الْأَوَّلِ. ثُمَّ بَكَى أَبُوبَكْرٍ ثُمَّ قَالَ : «عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ. فَإِنَّهُ مَعَ الْبِرِّ. وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ. وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ. فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُورِ. وَهُمَا فِي النَّارِ. وَسَلُوا اللهَ الْمُعَافَاةَ. فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ، بَعْدَ الْيَقِينِ، خَيْرًا مِنَ الْمُعَافَاةِ. وَلَا تَحَاسَدُوا. وَلَا تَبَاغَضُوا. وَلَا تَقَاطَعُوا. وَلَا تَدَابَرُوا. وَكُونُوا، عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا».

۳۸۴۹- حضرت اوسط بن اسماعیل بَجَلی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا: گزشتہ سال رسول اللہ ﷺ اسی مقام پر کھڑے ہوئے جہاں میں کھڑا ہوں۔ پھر (یہ کہہ کر) ابوبکر اشکبار ہو گئے۔ (اور فرمایا:) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''سچ اختیار کرو' وہ نیکی کے ساتھ ہوتا ہے' اور وہ دونوں (سچ اور نیکی اور انھیں اختیار کرنے والے) جنت میں ہوں گے۔ اور جھوٹ سے بچ کر رہو' وہ گناہ کے ساتھ ہوتا ہے' اور وہ دونوں (جھوٹ اور گناہ اور انھیں اختیار کرنے والے) جہنم میں ہوں گے۔ اور اللہ سے عافیت کا سوال کرو۔ کسی کو یقین (اور ایمان) کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں مل سکتی۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو۔ ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔''

فوائد و مسائل: ① ہر نیکی کا سچ سے تعلق ہے' اس لیے سچ پر قائم رہنے والے اور ہمیشہ سچ بولنے والے کو ہر نیکی کی توفیق مل سکتی ہے۔ ② گناہ کا تعلق جھوٹ سے ہے' اس لیے جھوٹ بولنے والے سے کسی بھی گناہ کی توقع کی جا سکتی ہے۔ ③ ہمیشہ سچ بولنے والا اور جھوٹ سے ہمیشہ پرہیز کرنے والا جنت میں جائے گا۔ اور جو شخص

۳۸٤۹ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۳، ۵، ۷، والنسائي في عمل اليوم والليلة من الكبرى من حديث شعبة به، وللحديث طرق كثيرة، وهو مخرج في مسند الحميدي : (۲) بتحقيقي.

جھوٹ کا عادی ہو، وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہوگا۔ ④ ایمان سب سے بڑی روحانی نعمت ہے اور عافیت سب سے بڑی دنیاوی نعمت ہے لہٰذا اللہ سے ان کی دعا کرنی چاہیے۔ ⑤ حسد کا مطلب ہے کسی کی نعمت چھن جانے کی خواہش رکھنا۔ کافروں کی شکست اور ذلت کی خواہش رکھنا حسد نہیں۔ یہ چیز ان کے لیے اس لحاظ سے نعمت ہے کہ اس کی وجہ سے وہ اسلام کی طرف مائل ہو سکتے ہیں اور انھیں ہدایت نصیب ہو سکتی ہے۔ ⑥ مسلمانوں کا معمولی باتوں پر ایک دوسرے سے ناراض رہنا اچھا نہیں البتہ کفر شرک اور بدعت وغیرہ کی بنا پر نفرت رکھنا درست ہے۔ ⑦ قطع تعلقی خاص طور پر رشتہ داروں کے درمیان تعلقات کا منقطع رہنا نامناسب ہے البتہ کسی شرعی سبب سے ناراضی جائز ہے بالخصوص جب یہ امید ہو کہ ناراضی کے اظہار کا اچھا اثر ہوگا اور غلطی کرنے والا اپنی اصلاح کر لے گا۔ ⑧ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ آپس میں قبیلے برادری علاقے زبان اور پارٹی کی بنیاد پر لڑائی جھگڑا اسلام کے خلاف ہے بلکہ جاہلیت کا طریقہ ہے۔

٣٨٥٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ وَافَقْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، مَا أَدْعُو؟ قَالَ: «تَقُولِينَ: اللّٰهُمَّ! إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ، فَاعْفُ عَنِّي».

۳۸۵۰- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر میں لیلۃ القدر پالوں تو کیا دعا مانگوں؟ آپ نے فرمایا: ”یوں کہنا: [اَللّٰهُمَّ! إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي] ”اے اللہ! تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے تو معاف کرنا پسند کرتا ہے لہٰذا مجھے معاف فرما دے۔“

فوائد و مسائل: ① جن راتوں میں شب قدر ہونے کا امکان ہوتا ہے ان میں زیادہ دعا کرنی چاہیے۔ ② بندے کو سب سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ اللہ کی بارگاہ سے معافی کا حصول ہے۔

٣٨٥١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ

۳۸۵۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندہ جو بھی دعا مانگتا ہے وہ اس دعا سے افضل نہیں ہوتی: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ] ”اے اللہ! میں تجھ

٣٨٥٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [في فضل سؤال العافية والمعافاة]، ح: ٣٥١٣ من حديث كهمس به، وقال: "حسن صحيح".

٣٨٥١ـ [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري * قتادة عنعن، تقدم، ح: ١٧٥، وفي السند اختلاف، وله شاهد معنوي في مجمع الزوائد: ١٠/ ١٧٠، وقال: "رواه البزار ورجاله رجال الصحيح".

دَعْوَةٍ يَدْعُو بِهَا الْعَبْدُ، أَفْضَلَ مِنَ - اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ-».

سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔"

(المعجم ٦) - بَاب: إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ (التحفة ٦)

باب:٦- دعا مانگتے وقت پہلے اپنے لیے دعا کرے

٣٨٥٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَرْحَمُنَا اللهُ، وَأَخَا عَادٍ».

٣٨٥٢- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ہم پر اور قومِ عاد کی ہم نسب شخصیت (حضرت ہود علیہ السلام) پر رحم فرمائے۔"

(المعجم ٧) - بَاب: يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ (التحفة ٧)

باب:٧- بندے کی دعا تب قبول ہوتی ہے جب جلد بازی نہ کرے

٣٨٥٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَالَمْ يُعَجِّلْ» قِيلَ: وَكَيْفَ يُعَجِّلُ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «يَقُولُ: قَدْ

٣٨٥٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ایک کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے جب تک کہ وہ جلد بازی نہ کرے۔" عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ جلد بازی کس طرح کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ کہتا ہے: میں نے اللہ سے دعا کی لیکن اللہ نے میری دعا قبول نہیں کی۔"

٣٨٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه السمعاني في أدب الإملاء والاستملاء، ص: ١٠٨ من حديث سفيان الثوري عن أبي إسحاق الشيباني به، وصححه البوصيري، وفيه عنعنة سفيان، تقدم، ح: ١٦٢، وله شاهد مرسل ضعيف عند ابن أبي شيبة: ١٠/ ٢٢٠، ومسلم في صحيحه، ح: ٢٣٨٠/ ١٧٢، الفضائل، عن أبي بن كعب رفعه: "رحمة الله علينا وعلى أخي كذا"، والأخ هو موسٰى عليه الصلاة والسلام.

٣٨٥٣ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب ما يستجاب للعبد مالم يعجل ... الخ، ح: ٦٣٤٠، ومسلم، الذكروالدعاء، باب بيان أنه يستجاب للداعي ما لم يعجل، ح: ٢٧٣٥/ ٩٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ١/ ٢١٣.

دَعَوْتُ اللهَ، فَلَمْ يَسْتَجِبِ اللهُ لِي».

فوائد ومسائل: ① دعا کی قبولیت میں تاخیر ہو تو دعا کرتے رہنا چاہیے۔ ممکن ہے اس تاخیر میں بندے کے لیے بہتری ہو۔ ② دعا مانگنا بہت بڑی نیکی اور عبادت ہے' لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ کسی حکمت کی بنا پر بندے کو اس کی مطلوبہ چیز نہ دے تو بار بار دعا کرنے سے دعا کا ثواب بڑھتا چلا جاتا ہے اور یہ خود ایک انعام ہے۔

(المعجم ٨) - **بَابٌ: لَا يَقُولُ الرَّجُلُ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ** (التحفة ٨)

باب:٨- یہ کہنا جائز نہیں: یا اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے

٣٨٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي، إِنْ شِئْتَ. وَلْيَعْزِمْ فِي الْمَسْأَلَةِ. فَإِنَّ اللهَ لَا مُكْرِهَ لَهُ».

٣٨٥٤- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص یوں نہ کہے: یا اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے۔ اسے چاہیے کہ پختہ امید کے ساتھ دعا مانگے کیونکہ اللہ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی امید رکھتے ہوئے اپنی حاجت طلب کرنی چاہیے۔ ② یہ کہنا کہ ''اگر تو چاہے'' اللہ کے شایان شان نہیں' اس لیے ناپسندیدہ ہے کیونکہ سب کچھ دینے والا تو وہی ایک ہے اس سے تو اس عزم کے ساتھ مانگنا چاہیے کہ اگر تو میری دعا قبول نہیں کرے گا تو میرا تو تیرے سوا اور کوئی در ہی نہیں ہے' میں تیرا در چھوڑ کر کہاں جاؤں؟ بہر حال ایسے الفاظ ناپسندیدہ ہیں جن میں یقین کی بجائے مایوسی کا اظہار ہو۔ ③ یہ دعا کرنا درست ہے کہ اگر فلاں چیز میرے لیے بہتر ہے تو مجھے عطا فرما دے ورنہ وہ چیز عطا فرما دے جو میرے لیے بہتر ہو۔ دعائے استخارہ میں یہی دعا کی جاتی ہے۔

(المعجم ٩) - **بَابُ اسْمِ اللهِ الْأَعْظَمِ** (التحفة ٩)

باب:٩- اللہ کا عظیم ترین نام (اسم اعظم)

٣٨٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى

٣٨٥٥- حضرت اسماء بنت یزید ؓ سے روایت

٣٨٥٤ـ [صحيح] أخرجه مالك: ١/ ٢١٣ عن أبي الزناد به، ومن طريقه أخرجه البخاري، الدعوات، ح: ٦٣٣٩، وللحديث طرق أخرى.

٣٨٥٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح: ١٤٩٦ من حديث عيسى به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٣٤٧٨.

ابْنُ يُونُسَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ، فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ: ﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ﴾ [البقرة: ١٦٣] وَفَاتِحَةِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا عظیم ترین نام (اسم اعظم) ان دو آیتوں میں ہے: ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ ''تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو نہایت مہربان' بے حد رحم کرنے والا ہے۔'' اور سورۂ آل عمران کے شروع میں (یعنی ﴿الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾

٣٨٥٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَلَاءِ، عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ: اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ، الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، فِي سُوَرٍ ثَلَاثٍ: الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ وَطٰهٰ.

٣٨٥٦- حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن دمشقی ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: اللہ کا عظیم ترین نام (اسم اعظم) جس کے ساتھ اللہ سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے' تین سورتوں میں ہے: سورۂ بقرہ' سورۂ آل عمران اور سورۂ طٰہٰ میں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ [الدِّمَشْقِيُّ]: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعِيسَى بْنِ مُوسٰى. فَحَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ غَيْلَانَ بْنَ أَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے مذکورہ بالا روایت اپنے استاد عبدالرحمٰن بن ابراہیم دمشقی ؒ سے ایک دوسری سند سے نبی ﷺ سے مرفوع بھی اسی طرح بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ کے عظیم ترین نام (اسم اعظم) کے بارے میں امام ابن ماجہ ؒ نے متعدد احادیث بیان کی ہیں کہ اس نام کے واسطے سے کی ہوئی دعا قبول ہوتی ہے۔ ② دعا کی قبولیت میں مسنون دعائیں پڑھنے کے ساتھ ساتھ دعا کرنے والے کی قلبی کیفیت کا بہت زیادہ دخل ہے۔ جس قدر اللہ سے امید ہو' اس کے آگے عجز وانکسار کا اظہار اور اس پر توکل زیادہ ہو' اور جس قدر دعا کے دوسرے آداب کو زیادہ ملحوظ رکھا جائے' قبولیت کا امکان اسی قدر زیادہ ہوتا ہے۔ ③ قبولیت دعا کے لیے ضروری ہے کہ کوئی رکاوٹ موجود نہ ہو' مثلاً: رزق حرام' بے توجہی سے دعا جو صرف زبان سے ادا ہوتی ہے دل متوجہ نہیں ہوتا' اللہ کی حمد وثنا اور

٣٨٥٦ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٨/ ٢١٤، ٢١٥، ح: ٧٧٥٨ من حديث عبدالرحمٰن بن إبراهيم دحيم به، وله شاهد مرفوع عند الحاكم: ١/ ٥٠٦، والطبراني: ٨/ ٢٨٢، ح: ٧٩٢٥، وإسناده حسن.

نبی ﷺ پر درود نہ پڑھنا وغیرہ' اس صورت میں اسم اعظم کی وہ برکات ظاہر نہیں ہوتیں جن کی اس سے امید رکھی جاتی ہے۔ ④ حافظ ابن حجر ؒ نے اسم اعظم کے تعین میں چودہ اقوال ذکر کیے ہیں۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۱۱/ ۲۶۸۔۲۶۹' حدیث: ۶۴۱۰) اسم اعظم والی جو آیات وادعیہ مختلف احادیث میں ذکر کی گئی ہیں' ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً کلمۂ توحید (لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ یا لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنْتَ) ہی اسم اعظم ہے۔ واللہ أعلم.

۳۸۵۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ أَنْتَ اللهُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ سَأَلَ اللهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ، الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى، وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ».

۳۸۵۷- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک آدمی کو یوں کہتے سنا: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ ...... أَحَدٌ] ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں' اس لیے کہ تو اللہ ہے' اکیلا ہے' بے نیاز ہے جس نے کسی کو جنم نہیں دیا ہے' اور نہ ہی اسے کسی نے جنم دیا' نہ اس کا کوئی ہم سر ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص نے اللہ سے اس کے عظیم ترین نام (اسم اعظم) کے وسیلے سے سوال کیا ہے جس کے وسیلے سے جب اس سے مانگا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے اور جب اس کے وسیلے سے اس سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس دعا میں اللہ تعالیٰ کی جن صفات کا ذکر کیا گیا ہے وہ سورۂ اخلاص میں ذکر کردہ صفات ہیں جو توحید کا جامع بیان ہونے کی وجہ سے لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰـہ کے مفہوم پر بھی مشتمل ہیں۔ ② اللہ کے اسماء وصفات کے واسطے سے دعا کرنا قبولیت کا سبب ہے۔ ③ مخلوقات کے واسطے اور وسیلے سے سوال کرنا قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ثابت نہیں' لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۳۸۵۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبُوخُزَيْمَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ

۳۸۵۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک آدمی کو سنا' وہ

۳۸۵۷- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح: ۱۴۹۳ من حديث مالك بن مغول به، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ۳۴۷۵، وصححه ابن حبان، ح: ۲۳۸۳، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۵۰۴، ووافقه الذهبي.

۳۸۵۸- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ۱۲۰ عن وكيع به، وللحديث شواهد.

سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ. لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ. الْمَنَّانُ. بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ. ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. فَقَالَ: «لَقَدْ سَأَلَ اللهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ، الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى، وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ».

کہہ رہا تھا: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ...... ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] ''اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ تعریف صرف تیرے لیے ہے۔ تجھ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ تو احسان کرنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کو بغیر مثال کے پیدا کرنے والا ہے۔ جلال و عزت والا ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے اللہ سے اس کے عظیم ترین نام (اسم اعظم) کے واسطے سے سوال کیا ہے جس کے وسیلے سے مانگا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے اور جب اس کے وسیلے سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے۔''

٣٨٥٩- حَدَّثَنَا أَبُويُوسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عُكَيْمٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْأَحَبِّ إِلَيْكَ، الَّذِي إِذَا دُعِيتَ بِهِ أَجَبْتَ. وَإِذَا سُئِلْتَ بِهِ أَعْطَيْتَ. وَإِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهِ رَحِمْتَ. وَإِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهِ فَرَّجْتَ».

٣٨٥٩- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرما رہے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ ......فَرَّجْتَ] ''یا اللہ! میں تجھ سے تیرے اس طاہر' طیب' برکت والے اور تجھے سب سے پیارے نام کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جس کے وسیلے سے جب تجھ سے دعا کی جائے تو تو قبول فرماتا ہے' اور جب تجھ سے اس کے وسیلے سے کچھ مانگا جائے تو تو عطا فرماتا ہے' اور جب تجھ سے اس کے واسطے سے رحمت طلب کی جائے تو تو رحمت فرماتا ہے' اور جب تجھ سے اس کے واسطے سے پریشانی دور کرنے کی درخواست کی جائے تو تو پریشانی دور کرتا (اور مشکل کشائی فرماتا) ہے۔''

قَالَتْ: وَقَالَ، ذَاتَ يَوْمٍ: «يَاعَائِشَةُ! هَلْ

(بعد میں) ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٣٨٥٩- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري في أبي شيبة: "لم أر من جرحه ولا وثقه"، فهو علة الخبر.

عَلِمْتِ أَنَّ اللهَ قَدْ دَلَّنِي عَلَى الِاسْمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ؟» قَالَتْ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَعَلِّمْنِيهِ. قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لَكِ، يَا عَائِشَةُ!» قَالَتْ: فَتَنَحَّيْتُ وَجَلَسْتُ سَاعَةً. ثُمَّ قُمْتُ فَقَبَّلْتُ رَأْسَهُ، ثُمَّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِيهِ. قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لَكِ، يَا عَائِشَةُ! أَنْ أُعَلِّمَكِ. إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لَكِ أَنْ تَسْأَلِينَ بِهِ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا». قَالَتْ: فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ. ثُمَّ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَدْعُوكَ اللهَ. وَأَدْعُوكَ الرَّحْمٰنَ. وَأَدْعُوكَ الْبَرَّ الرَّحِيمَ. وَأَدْعُوكَ بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا، مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ. أَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي. قَالَتْ: فَاسْتَضْحَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّهُ لَفِي الْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَوْتِ بِهَا».

''اے عائشہ! تجھے پتہ ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ نام بتا دیا ہے جس کے واسطے سے جب اسے پکارا جائے تو وہ قبول فرماتا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بھی سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! وہ تیرے لیے مناسب نہیں۔'' انھوں نے کہا: میں کچھ دیر ایک طرف بیٹھی رہی' پھر میں اٹھی اور رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کو بوسہ دے کر عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ: یہ بات تمھارے لیے مناسب نہیں کہ میں تمھیں وہ سکھاؤں۔ تمھارے لیے مناسب نہیں کہ اس کے وسیلے سے دنیا کی کوئی چیز مانگو۔'' ام المومنین ؓ نے کہا: میں نے اٹھ کر وضو کیا' پھر دو رکعت نماز پڑھی' پھر میں نے کہا: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَدْعُوكَ اللّٰهَ...... وَتَرْحَمُنِي] ''یا اللہ! میں تجھے اللہ کہتی ہوں' میں تجھے رحمان کے نام سے پکارتی ہوں' میں تجھے بَرٌّ رَّحیم پکارتی ہوں' میں تجھے تیرے تمام بہترین ناموں کا واسطہ دیتی ہوں جو نام مجھے معلوم ہیں اور جو معلوم نہیں (ان سب ناموں کا واسطہ دے کر دعا کرتی ہوں) کہ میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحمت فرما دے۔'' حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ خوب ہنسے اور فرمایا: ''وہ انھی ناموں میں ہے جن کے وسیلے سے تو نے دعا کی ہے۔''

(المعجم ١٠) بَابُ أَسْمَاءِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- اللہ عزوجل کے ناموں کا بیان

٣٨٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ اسْمًا. مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ».

٣٨٦٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ننانوے' یعنی ایک کم سو نام ہیں' جو انھیں شمار کرے گا' جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

فائدہ: شمار کرنے کی تشریح مختلف انداز میں کی گئی ہے' مثلاً: اللہ سے دعا کرتے وقت سب نام لیے جائیں یا ان ناموں کے مطابق عملی زندگی اختیار کی جائے' مثلاً: اللہ کا نام ''رزاق'' ہے تو بندے کو چاہیے کہ رزق کے لیے اسی پر اعتماد کرے اور رزق حلال پر اکتفا کرے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات پر ایمان رکھنا مراد ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ١١/ ٢٧٠)

٣٨٦١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُنْذِرِ زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا. مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا. إِنَّهُ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ. مَنْ حَفِظَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ. وَهِيَ: اللهُ، الْوَاحِدُ، الصَّمَدُ، الْأَوَّلُ، الْآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْخَالِقُ، الْبَارِئُ، الْمُصَوِّرُ، الْمَلِكُ، الْحَقُّ، السَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ،

٣٨٦١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے' یعنی ایک کم سو نام ہیں۔ وہ اکیلا ہے اور طاق عدد کو پسند کرتا ہے۔ جو شخص انھیں یاد کرے گا' جنت میں داخل ہوگا۔ وہ یہ ہیں: [اَللّٰهُ] ''معبود'' [اَلْوَاحِدُ] ''ایک'' [اَلصَّمَدُ] ''بے نیاز'' [اَلْأَوَّلُ] ''سب سے پہلے موجود'' [اَلْآخِرُ] ''سب کے بعد رہنے والا'' [اَلظَّاهِرُ] ''اپنی قدرتوں کے لحاظ سے ظاہر'' [اَلْبَاطِنُ] ''اپنی حقیقت کے لحاظ سے پوشیدہ'' [اَلْخَالِقُ] ''پیدا کرنے والا'' [اَلْبَارِئُ] ''بنانے والا'' [اَلْمُصَوِّرُ] ''صورتیں بنانے والا'' [اَلْمَلِكُ] ''بادشاہ'' [اَلْحَقُّ] ''سچا'' [اَلسَّلَامُ]

٣٨٦٠- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٠٣ من حديث محمد بن عمرو به، وتابعه الزهري في تاريخ بغداد: ٨/ ٣٣٧، وله طرق كثيرة.

٣٨٦١- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل عبدالملك الصنعاني، وهو لين الحديث كما في التقريب، وأخرجه الترمذي، ح: ٣٥٠٧ من طريق آخر عن أبي الزناد عن الأعرج به بزيادة ونقصان وتقديم وتاخير، وقال: "غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٨٤، وإسناده ضعيف من أجل الوليد بن مسلم، لأنه لم يصرح بالسماع المسلسل، انظر، ح: ٢٥٥.

الْمُهَيْمِنُ، الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الرَّحْمٰنُ، الرَّحِيمُ، اللَّطِيفُ، الْخَبِيرُ، السَّمِيعُ، الْبَصِيرُ، الْعَلِيمُ، الْعَظِيمُ، الْبَارُّ، الْمُتَعَالِ، الْجَلِيلُ، الْجَمِيلُ، الْحَيُّ، الْقَيُّومُ، الْقَادِرُ، الْقَاهِرُ، الْعَلِيُّ، الْحَكِيمُ، الْقَرِيبُ، الْمُجِيبُ، الْغَنِيُّ، الْوَهَّابُ، الْوَدُودُ، الشَّكُورُ، الْمَاجِدُ، الْوَاجِدُ، الْوَالِي، الرَّاشِدُ، الْعَفُوُّ، الْغَفُورُ، الْحَلِيمُ، الْكَرِيمُ، التَّوَّابُ، الرَّبُّ، الْمَجِيدُ، الْوَلِيُّ، الشَّهِيدُ، الْمُبِينُ، الْبُرْهَانُ، الرَّؤُوفُ، الرَّحِيمُ، الْمُبْدِئُ، الْمُعِيدُ، الْبَاعِثُ، الْوَارِثُ، الْقَوِيُّ، الشَّدِيدُ، الضَّارُّ، النَّافِعُ، الْبَاقِي، الْوَاقِي، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْمُعِزُّ، الْمُذِلُّ، الْمُقْسِطُ، الرَّزَّاقُ، ذُوالْقُوَّةِ، الْمَتِينُ، الْقَائِمُ، الدَّائِمُ، الْحَافِظُ، الْوَكِيلُ، الْفَاطِرُ، السَّامِعُ، الْمُعْطِي، الْمُحْيِي، الْمُمِيتُ، الْمَانِعُ، الْجَامِعُ، الْهَادِي، الْكَافِي، الْأَبَدُ، الْعَالِمُ، الصَّادِقُ، النُّورُ، الْمُنِيرُ، التَّامُّ، الْقَدِيمُ، الْوِتْرُ، الْأَحَدُ، الصَّمَدُ، الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ» .

200

''سلامتی والا'' [اَلْمُؤْمِنُ] ''امن دینے والا'' [اَلْمُهَيْمِنُ] ''نگہبان'' [اَلْعَزِيزُ] ''غالب'' [اَلْجَبَّارُ] ''زبردست یا کمی پوری کرنے والا'' [اَلْمُتَكَبِّرُ] ''اپنی عظمت کا اظہار کرنے والا'' [اَلرَّحْمٰنُ] ''انتہائی رحم کرنے والا'' [اَلرَّحِيمُ] ''ہمیشہ رحم کرنے والا'' [اَللَّطِيفُ] ''باریک بین'' [اَلْخَبِيرُ] ''ہمیشہ باخبر'' [اَلسَّمِيعُ] ''خوب سننے والا'' [اَلْبَصِيرُ] ''خوب دیکھنے والا'' [اَلْعَلِيمُ] ''خوب جاننے والا'' [اَلْعَظِيمُ] ''خوب عظمت والا'' [اَلْبَارُّ] ''احسان کرنے والا'' [اَلْمُتَعَالِ] ''بلند'' [اَلْجَلِيلُ] ''جاہ وجلال والا'' [اَلْجَمِيلُ] ''صاحبِ جمال'' [اَلْحَيُّ] ''زندہ'' [اَلْقَيُّومُ] ''قائم رہنے اور قائم رکھنے والا'' [اَلْقَادِرُ] ''سب کچھ کرسکنے والا'' [اَلْقَاهِرُ] ''غالب'' [اَلْعَلِيُّ] ''بہت بلند'' [اَلْحَكِيمُ] ''خوب حکمتوں والا'' [اَلْقَرِيبُ] ''علم وقدرت کے لحاظ سے مخلوق سے انتہائی قریب'' [اَلْمُجِيبُ] ''قبول کرنے والا'' [اَلْغَنِيُّ] ''بے پروا جو کسی کا محتاج نہیں'' [اَلْوَهَّابُ] ''بہت کچھ دینے والا'' [اَلْوَدُودُ] ''بہت زیادہ محبت رکھنے والا' محبوب'' [اَلشَّكُورُ] ''نہایت قدردان'' [اَلْمَاجِدُ] ''بزرگی والا'' [اَلْوَاجِدُ] ''ایسا غنی جو کبھی مفلس ومحتاج نہ ہو'' [اَلْوَالِي] ''مالک ومختار'' [اَلرَّاشِدُ] ''ہدایت دینے والا'' [اَلْعَفُوُّ] ''بہت زیادہ معاف کرنے والا'' [اَلْغَفُورُ] ''بہت گناہ بخشنے والا'' [اَلْحَلِيمُ] ''ہمیشہ درگزر کرنے والا'' [اَلْكَرِيمُ] ''بے انتہا سخی' ہر قسم کی صفاتِ کمال سے متصف'' [اَلتَّوَّابُ] ''بہت زیادہ توبہ

قبول کرنے والا'' [اَلرَّبُّ] ''مالک پالنے والا'' [اَلْمَجِيدُ] ''دائم بزرگی والا'' [اَلْوَلِيُّ] ''مددگار'' [اَلشَّهِيدُ] ''گواہی دینے والا ناظر'' [اَلْمُبِينُ] ''واضح کرنے والا'' [اَلْبُرْهَانُ] ''دلیل'' [اَلرَّؤُوفُ] ''بہت شفقت کرنے والا'' [اَلرَّحِيمُ] ''ہمیشہ رحم کرنے والا'' [اَلْمُبْدِئُ] ''پہلی بار پیدا کرنے والا'' [اَلْمُعِيدُ] ''دوبارہ پیدا کرنے والا'' [اَلْبَاعِثُ] ''قبروں سے اٹھانے والا'' [اَلْوَارِثُ] ''وارث'' (باقی رہنے والا) [اَلْقَوِيُّ] ''بہت زیادہ قوت والا'' [اَلشَّدِيدُ] ''سختی کرنے والا'' [اَلضَّارُّ] ''نقصان کا اختیار رکھنے والا'' [اَلنَّافِعُ] ''نفع پہنچانے والا'' [اَلْبَاقِي] ''ہمیشہ باقی رہنے والا'' [اَلْوَاقِي] ''بچانے والا محفوظ رکھنے والا'' [اَلْخَافِضُ] ''پست کرنے والا'' [اَلرَّافِعُ] ''بلند کرنے والا'' [اَلْقَابِضُ] ''تنگی کرنے والا'' [اَلْبَاسِطُ] ''فراخی کرنے والا'' [اَلْمُعِزُّ] ''عزت دینے والا'' [اَلْمُذِلُّ] ''ذلت دینے والا'' [اَلْمُقْسِطُ] ''انصاف کرنے والا'' [اَلرَّزَّاقُ] ''رزق دینے والا'' [ذُوالْقُوَّةِ] ''قوت والا'' [اَلْمَتِينُ] ''نہایت مضبوط'' [اَلْقَائِمُ] ''ہمیشہ رہنے والا'' [اَلدَّائِمُ] ''ہمیشگی والا'' [اَلْحَافِظُ] ''حفاظت کرنے والا'' [اَلْوَكِيلُ] ''کارساز'' [اَلْفَاطِرُ] ''پیدا کرنے والا'' [اَلسَّامِعُ] ''سننے والا'' [اَلْمُعْطِي] ''دینے والا'' [اَلْمُحْيِي] ''زندگی بخشنے والا'' [اَلْمُمِيتُ] ''موت دینے والا'' [اَلْمَانِعُ] ''روکنے والا'' [اَلْجَامِعُ] ''جمع کرنے والا'' [اَلْهَادِي] ''ہدایت دینے والا رہنمائی کرنے والا'' [اَلْكَافِي] ''کفایت کرنے والا'' [اَلْأَبَدُ] ''ہمیشگی والا'' [اَلْعَالِمُ]

''جاننے والا'' [اَلصَّادِقُ] ''سچا'' [اَلنُّورُ] ''روشن'' [اَلْمُنِيرُ] ''روشنی کرنے والا'' [اَلتَّامُّ] ''مکمل'' [اَلْقَدِيمُ] ''قدیم'' [اَلْوِتْرُ] ''ایک'' [اَلْأَحَدُ] ''اکیلا'' [اَلصَّمَدُ] ''بے نیاز'' [اَلَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ] ''جس نے نہ کسی کو جنم دیا' نہ اسے کسی نے جنم دیا' نہ اس کا کوئی ہم سر ہی ہے۔''

202

قَالَ زُهَيْرٌ: فَبَلَغَنَا مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ أَوَّلَهَا يُفْتَحُ بِقَوْلِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى.

زہیر بن تمیمی رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں متعدد علماء کا یہ قول معلوم ہوا ہے کہ اسمائے حسنیٰ شروع کرتے وقت پہلے یہ کہنا چاہیے: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے۔ اسی کے ہاتھ میں ساری بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کے بہترین نام ہیں۔''

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اللہ تعالیٰ کے جو نام قرآن مجید اور صحیح احادیث میں آئے ہیں ان کے ساتھ اللہ سے دعا کرنی چاہیے' نیز گزشتہ روایت' جو کہ حسن درجے کی ہے' اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو انھیں شمار کرے گا اور ایک دوسری روایت کے مطابق جو انھیں یاد کرے گا جنت میں داخل ہو جائے گا۔ لیکن ان ننانوے ناموں کی تفصیل کسی ایک ہی صحیح حدیث سے ثابت نہیں' لہٰذا اللہ تعالیٰ کے جو نام قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ثابت ہیں ان کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔ واللہ أعلم. اسمائے حسنیٰ کی مکمل تفصیل اور تحقیق کے لیے دیکھیے: (قرآنی و اسلامی ناموں کی ڈکشنری اور نومولود کے احکام و مسائل' طبع دارالسلام' لاہور۔)

(المعجم ١١) - بَابُ دَعْوَةِ الْوَالِدِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ (التحفة ١١)

باب:۱۱- باپ کی اور مظلوم کی دعا

٣٨٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ».

٣٨٦٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ان (کی قبولیت) میں کوئی شک نہیں: مظلوم کی دعا' مسافر کی دعا اور والد کی اپنی اولاد کے حق میں دعا۔''

فوائد و مسائل: ① مظلوم تنگ آ کر ظالم کو جو بددعا دیتا ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے' اس لیے کسی انسان یا حیوان پر ظلم کرنے سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔ ② بعض اوقات کسی حکمت کی بنا پر مظلوم کی دعا کی قبولیت میں دیر ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں صبر کرنا چاہیے۔ صبر سے درجات بلند ہوتے ہیں' نیز مصیبت اور تکلیف کے وقت صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔ ③ والد اور والدہ دونوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں' اس لیے انھیں خوش رکھنا چاہیے اور خدمت کا کوئی موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے' ان سے نامناسب سلوک کرنا' بدزبانی کرنا' جب انھیں خدمت کی ضرورت ہو تو خدمت نہ کرنا' ان کی ضروریات کا خیال نہ رکھنا ان کی دل شکنی کا باعث ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ان کے منہ سے بددعا نکل سکتی ہے جو یقیناً قبول ہوتی ہے۔

٣٨٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا حُبَابَةُ ابْنَةُ عَجْلَانَ عَنْ أُمِّهَا، أُمِّ حَفْصٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ جَرِيرٍ، عَنْ أُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ وَدَّاعٍ الْخُزَاعِيَّةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «دُعَاءُ الْوَالِدِ يُفْضِي إِلَى الْحِجَابِ».

٣٨٦٣- حضرت ام حکیم بنت وداع خزاعیہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ماں) باپ کی دعا (اللہ تعالیٰ کے) حجاب تک پہنچ جاتی ہے (قبول ہوتی ہے۔)''

٣٨٦٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء بظهر الغيب، ح: ١٥٣٦ من حديث الدستوائي به، وحسنه الترمذي، ح: ٣٤٤٨، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٠٦، وله شواهد كثيرة عند الحاكم: ١/ ٤١٧، ٤١٨، والهيثمي، مجمع: ١٠/ ١٥١ وغيرهما.

٣٨٦٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ٢٥/ ١٦٢، ح: ٣٩٤ من حديث أبي سلمة موسى بن إسماعيل التبوذكي به، وقال الذهبي في الميزان: "حبابة لا تعرف، ولا أمها، ولا صفية، تفرد عنها التبوذكي"، وضعفه السيوطي في الجامع الصغير.

(المعجم ١٢) - **بَابُ كَرَاهِيَةِ الْإِعْتِدَاءِ فِي الدُّعَاءِ** (التحفة ١٢)

باب:١٢- دعا میں حد سے بڑھنا منع ہے

٣٨٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَنْبَأَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَعَامَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ مُغَفَّلٍ سَمِعَ ابْنَهُ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْقَصْرَ الْأَبْيَضَ عَنْ يَمِينِ الْجَنَّةِ، إِذَا دَخَلْتُهَا. فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ سَلِ اللهَ الْجَنَّةَ وَعُذْ بِهِ مِنَ النَّارِ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ».

۳۸۶۴- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے اپنے بیٹے کو (دعا میں) یوں کہتے سنا: اے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ جب میں جنت میں داخل ہوں تو مجھے جنت میں دائیں طرف سفید محل دینا۔ انھوں نے فرمایا: بیٹے! اللہ سے جنت مانگو اور (جہنم کی) آگ سے اس کی پناہ مانگو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ”آئندہ ایسے لوگ ہوں گے جو دعا میں حد سے تجاوز کریں گے۔“

فوائد و مسائل: ① دعا میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و احترام کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ② جو شخص جنت میں پہنچ گیا' اسے وہاں ہر وہ چیز ملے گی جس کی اسے خواہش ہوگی' اس لیے دعا میں جنت کی نعمتوں کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ③ جنت الفردوس کی دعا کرنا یا نبی ﷺ کے پڑوس کی دعا کرنا درست ہے کیونکہ بعض اعمال پر ان کی بشارت موجود ہے۔

(المعجم ١٣) - **بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ** (التحفة ١٣)

باب:١٣- ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

٣٨٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ، يَسْتَحْيِي مِنْ

۳۸۶۵- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا پروردگار حیادار اور سخی ہے۔ وہ اس بات سے شرماتا ہے کہ بندہ (دعا کے لیے) اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور وہ انھیں خالی' یا فرمایا:

٣٨٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الإسراف في الوضوء، ح:٩٦ من حديث حماد به، وصححه ابن حبان، والحاكم: ١/ ٥٤٠، والذهبي.

٣٨٦٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح:١٤٨٨ من حديث جعفر به، وضعفه الجمهور، ومع ذلك حسنه الترمذي، ح:٣٥٥٦، وصححه ابن حبان، ح:٢٤٠٠، والموقوف أصح، وللحديث شواهد.

عَبْدِهِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ، فَيَرُدَّهُمَا صِفْرًا وَقَالَ خَائِبَتَيْنِ». ناکام پھیر دے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ بندے کی ہر دعا قبول فرماتا ہے (بشرطیکہ کوئی ایسی وجہ موجود نہ ہو جو قبولیت کے راستے میں رکاوٹ ہو۔) لیکن قبولیت کا اثر بعض اوقات دنیا میں ظاہر ہوتا ہے اور بعض اوقات آخرت میں۔ ② دعا کرتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ ③ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفت عُلُو کا اثبات ہے، یعنی وہ اپنی ذات کے لحاظ سے عرش پر مستوی ہے، ہر جگہ موجود نہیں، البتہ اس کا علم، اس کی قدرت اور رحمت ہر شے کو محیط ہے۔

٣٨٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَعَوْتَ اللهَ، فَادْعُ بِبُطُونِ كَفَّيْكَ. وَلَا تَدْعُ بِظُهُورِهِمَا. فَإِذَا فَرَغْتَ، فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ».

٣٨٦٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تو اللہ سے دعا کرے تو ہتھیلیوں کو اندر کی طرف اوپر کر کے دعا کر، ہاتھوں کی پشت کے ساتھ دعا نہ کر۔ جب تو (دعا سے) فارغ ہو جائے تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لے۔‘‘

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے، تاہم روایت میں بیان کردہ مسائل دیگر صحیح احادیث اور صحابہ کے عمل سے ثابت ہیں، جیسا کہ حضرت مالک بن یسار ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو پھیلا کر کرو، ہاتھوں کی پشت پھیلا کر نہ کرو۔‘‘ (سنن أبي داود، الوتر، باب الدعاء، حدیث:١٤٨٦) بنابریں عام دعاؤں میں ہتھیلیاں ہی پھیلانی چاہییں، مگر نماز استسقا میں جب قحط اور خشکی دور کرنے کی دعا کی جائے تو بطور تفاؤل (نیک شگون) ہاتھوں کی پشت اوپر کی جانب کی جائے جو کہ سنت رسول سے ثابت ہے۔ باقی رہا دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنے کا مسئلہ تو اس کا ثبوت بھی بعض صحابۂ کرام ؓ اور سلف صالحین سے ملتا ہے۔ اس کی بابت امام بخاری ؒ نے الادب المفرد میں ابونعیم سے موقوفاً صحیح سند سے روایت بیان کی ہے کہ ابونعیم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر اور ابن زبیر ؓ دونوں حضرات کو دعا کرتے ہوئے اور اپنی ہتھیلیوں کو چہرے پر پھرتے ہوئے دیکھا، نیز اس مسئلے کی بابت امام طبرانی نے یزید بن سعید الکندی کی روایت نقل کی ہے جس کے بارے میں حافظ ابن حجر ؒ بیان کرتے ہیں کہ اس کی سند میں ایک راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے اور اس کا استاد غیر معروف ہے، لیکن اس حدیث کے مؤید شاہد موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ

٣٨٦٦۔ [ضعیف جدًا] * صالح بن حسان متروك، تقدم، ح: ١١٨١.

اس حدیث کی کچھ نہ کچھ بنیاد ضرور ہے۔ علاوہ ازیں حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی حسن سند کے ساتھ اس کی تائید مروی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (العلل: ۲/ ۳۴۷) گو مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہ عمل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین سے صحیح سندوں سے ثابت ہے، لہٰذا اسے بدعت کہنا درست نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسنون نہیں ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٤) - **بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسٰى** (التحفة ١٤)

باب:۱۴- صبح وشام پڑھنے کی دعائیں

٣٨٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُهَيْلِ ابْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ، حِينَ يُصْبِحُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. كَانَ لَهُ عَدْلَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ. وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ. وَكَانَ فِي حِرْزٍ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُمْسِيَ. وَإِذَا أَمْسٰى، فَمِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ».

۳۸۶۷- حضرت ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کے وقت یوں کہتا ہے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اسی کی ہے، اور تعریف بھی اسی کی ہے۔ اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔'' اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اس کے دس گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اس کے دس درجے بلند ہو جائیں گے، اور وہ شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔ اگر شام کو کہے تو یہی ثواب ہوگا اور صبح تک (شیطان سے) محفوظ رہے گا۔''

قَالَ: فَرَأٰى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَا عَيَّاشٍ يَرْوِي عَنْكَ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ: «صَدَقَ أَبُو عَيَّاشٍ».

ایک آدمی کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی تو اس نے (خواب میں) عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابو عیاش آپ سے اس اس طرح (مذکورہ حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ابو عیاش سچ کہتا ہے۔''

٣٨٦٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، ح: ٥٠٧٧ من حديث حماد به.

فوائد و مسائل: ① مسنون دعاؤں کا بہت ثواب اور بہت برکت ہے۔ ② حدیث کی صحت وضعف کا دارومدار خواب پر نہیں۔ اس حدیث میں تو وہ شخص بھی معلوم نہیں جس نے یہ خواب دیکھا' معلوم نہیں قابل اعتماد تھا یا نہیں۔ جب اصول حدیث کی روشنی میں حدیث ثابت ہو جائے تو وہ کافی ہے۔

٣٨٦٨- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَصْبَحْتُمْ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ! بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيٰى، وَبِكَ نَمُوتُ. وَإِذَا أَمْسَيْتُمْ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ! بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ نَحْيٰى، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ».

٣٨٦٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب صبح ہو جائے تو کہو: [اَللّٰهُمَّ! بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيٰى، وَبِكَ نَمُوتُ] ''اے اللہ! ہم نے تیری توفیق سے صبح کی اور تیری عنایت سے شام کی' اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہیں اور تیری قدرت ہی سے مریں گے۔'' اور جب شام ہو جائے تو کہو: [اَللّٰهُمَّ! بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ نَحْيٰى، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ] ''یا اللہ! ہم نے تیری عنایت سے شام کی' اور تیری توفیق سے صبح کی' اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہیں اور تیری قدرت ہی سے مریں گے۔ اور تیری طرف ہی واپس جانا ہے۔''

فائدہ: سنن ابوداود کی ایک روایت میں صبح کی دعا کے آخر میں [وَإِلَيْكَ النُّشُورُ] کے الفاظ بھی ہیں۔ (سنن أبي داود' الأدب' باب ما يقول إذا أصبح' حديث:٥٠٦٨) جبکہ جامع الترمذی کی روایت میں صبح کی دعا کے آخر میں [وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ] اور شام کی دعا کے آخر میں [وَإِلَيْكَ النُّشُورُ] پڑھنے کا ذکر ملتا ہے' لہٰذا ان میں سے جن الفاظ کے ساتھ دعا پڑھ لی جائے ان شاء اللہ مقبول ہوگی۔

٣٨٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ

٣٨٦٩- حضرت ابان بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان ؓ سے سنا' وہ فرما

٣٨٦٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن السني، ح:٣٥ من حديث عبدالعزيز، والترمذي، ح:٣٣٩١ من حديث سهيل به باختلاف يسير، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حجر في نتائج الأفكار.

٣٨٦٩ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى، ح:٣٣٨٨ عن ابن بشار به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وهو في مسند الطيالسي، ص:١٤ ح:٧٩، وأخرجه أبوداود، ح:٥٠٨٨ من حديث أبان به.

أَبِيهِ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ، فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ، وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَيَضُرُّهُ شَيْءٌ».

رہے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو بندہ ہر دن کی صبح کو اور ہر رات کی شام کو تین بار یہ دعا پڑھے اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی: [بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ] ''اللہ کے نام کے ذریعے سے (پناہ مانگتا ہوں) جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔''

قَالَ: وَكَانَ أَبَانُ قَدْ أَصَابَهُ طَرَفٌ مِنَ الْفَالِجِ. فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ. فَقَالَ لَهُ أَبَانُ: مَا تَنْظُرُ إِلَيَّ؟ أَمَا إِنَّ الْحَدِيثَ كَمَا قَدْ حَدَّثْتُكَ. وَلٰكِنِّي لَمْ أَقُلْهُ يَوْمَئِذٍ، لِيُمْضِيَ اللهُ عَلَيَّ قَدَرَهُ.

راوی کہتے ہیں: حضرت ابان ؓ کے جسم پر فالج کا اثر تھا' چنانچہ (ان سے حدیث سننے والا) آدمی ان کی طرف (تعجب سے) دیکھنے لگا۔ حضرت ابان ؓ نے فرمایا: میری طرف کیا دیکھتے ہو؟ حدیث اسی طرح ہے جیسے میں نے تجھے سنائی ہے، لیکن اس دن میں نے یہ دعا نہیں پڑھی تھی' اس طرح اللہ نے اپنا فیصلہ مجھ پر جاری فرما دیا۔

فوائد و مسائل: ① نفع نقصان اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے' لہٰذا اسی کے پاک نام کی برکت سے اسی کی پناہ حاصل کی جاتی ہے۔ وہ ہر ایک کے حالات سے باخبر ہے اور اس کی فریاد سننے پر قادر بھی ہے۔ ② مخلوق کے شر سے' خاص طور پر دشمنوں کی سازشوں سے بچنے کے لیے خود ساختہ وظائف کے بجائے یہ مسنون اذکار پڑھنے چاہئیں۔ ③ اللہ سے امید رکھنے کے ساتھ ساتھ اس سے خوف بھی رکھنا چاہیے۔

٣٨٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ: حَدَّثَنَا

٣٨٧٠- نبی ﷺ کے خادم حضرت ابو سلام سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان' یا جو انسان'

٣٨٧٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ٢٢/ ٣٦٧، ح: ٦٢١ من حديث ابن أبي شيبة به وهو في المصنف: ١٠/ ٢٤٠، ٢٤١، وأخرجه أبوداود، الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، ح: ٥٠٧٢ من حديث أبي سلام عن خادم النبي ﷺ، وهو الصواب، وصححه الحاكم: ١/ ٥١٨، والذهبي، والوهم من مسعر رحمه الله، والله أعلم.

أَبُو عَقِيلٍ عَنْ سَابِقٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، خَادِمِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ، أَوْ إِنْسَانٍ، أَوْ عَبْدٍ يَقُولُ، حِينَ يُمْسِي وَحِينَ يُصْبِحُ: رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُرْضِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

یا جو بندہ شام کے وقت اور صبح کے وقت یوں کہتا ہے: [رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا' وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا' وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا] ''میں اللہ کے رب ہونے پر' اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔'' تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے لازمی طور پر راضی کرے گا۔''

فائدہ: حضرت ابوسلام کے بارے میں حافظ ابن حجر ؒ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ اصل میں ابوسلام خود نبی ﷺ کے خادم نہیں تھے اور نہ ان کا تذکرہ ہی خدام نبی ﷺ میں ملتا ہے بلکہ انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت کرنے والے کسی صحابی سے روایت کی ہے۔ اور ان کا نام ''مَمْطُور الأسود الحبشي'' ہے اور یہ صحابی نہیں ہیں۔ ان کی روایات مرسل ہوتی ہیں۔ دیکھیے: (تقريب التهذيب) نیز ہمارے فاضل محقق اور دیگر محققین نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے اور حافظ ابن حجر ؒ کے موقف کی تائید کی ہے۔

٣٨٧١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا عُبَادَةُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا جُبَيْرُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ. حِينَ يُمْسِي وَحِينَ يُصْبِحُ: «اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. اللّٰهُمَّ! [إِنِّي] أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ، وَأَهْلِي وَمَالِي. اللّٰهُمَّ! اسْتُرْ عَوْرَاتِي، وَآمِنْ رَوْعَاتِي وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِي، وَعَنْ

۳۸۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ صبح و شام یہ دعائیں پڑھنا ترک نہیں فرماتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي ...... وَأَعُوذُبِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي] ''یا اللہ! بے شک میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ یااللہ! بے شک میں تجھ سے معافی کا اور دین و دنیا میں اہل وعیال اور مال اسباب میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ یااللہ! میرے عیبوں پر پردہ ڈال دے اور میری پریشانیوں سے مجھے امن دے۔ اور میری حفاظت فرما میرے سامنے سے' میرے پیچھے سے' میری دائیں طرف سے' میری بائیں طرف سے اور میرے اوپر سے' اور میں

٣٨٧١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، ح: ٥٠٧٤ من حديث وكيع به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٦، والحاكم: ١/ ٥١٧، ٥١٨، والذهبي.

يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي ، وَمِنْ فَوْقِي ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي» .

اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ مجھے نیچے سے اچانک پکڑ لیا جائے۔"

قَالَ وَكِيعٌ : يَعْنِي الْخَسْفَ .

امام وکیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد زمین میں دھنس جانا ہے۔

فائدہ: یہ بڑی جامع دعا ہے جس میں اپنے لیے دنیا اور آخرت کی عافیت کا سوال بھی ہے اور اہل وعیال وغیرہ کی خیریت کی دعا بھی۔ مخلوق کے ذریعے سے پہنچنے والے شر سے پناہ کی درخواست بھی ہے اور اللہ کے عذاب کے ذریعے سے پکڑے جانے سے محفوظ رہنے کی دعا بھی۔

٣٨٧٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ. أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ» .

٣٨٧٢- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي' لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ' خَلَقْتَنِي' وَأَنَا عَبْدُكَ' وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ' أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ' أَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ' وَأَبُوءُ بِذَنْبِي' فَاغْفِرْلِي' فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ] "اے اللہ! تو میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور اپنی طاقت کے مطابق میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ میں اپنے اعمال کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں (جو مجھ پر ہے) اور اپنے گناہ کا بھی اعتراف کرتا ہوں' لہٰذا مجھے بخش دے۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کرسکتا۔"

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَهَا فِي يَوْمِهِ وَلَيْلَتِهِ فَمَاتَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ،

راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے دن کے وقت یا رات کے وقت

٣٨٧٢- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، أيضًا، ح: ٥٠٧٠ من حديث الوليد بن ثعلبة به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٣، والحاكم: ١/ ٥١٤، ٥١٥، والذهبي.

أَوْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ. إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى».

یہ دعا پڑھی' پھر اسی دن یا اسی رات فوت ہوگیا تو وہ اِنْ شَاءَ اللّٰه تعالٰی جنت میں جائے گا۔"

فوائد و مسائل: ① اس دعا کو رسول اللہ ﷺ نے "سید الاستغفار" یعنی استغفار کا سردار قرار دیا ہے۔ (صحیح البخاري' الدعوات' باب أفضل الاستغفار' حدیث:٦٣٠٦) ② اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگنے کے لیے یہ سب سے افضل دعا ہے کیونکہ اس میں اللہ کی ذات پر اعتماد و توکل' اس کی ربوبیت اور اپنی بندگی کا اظہار' اللہ کی نعمتوں کا اقرار اور اپنی کوتاہیوں کا اعتراف اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی اطاعت پر قائم رہنے کے عزم کا اظہار ہے۔ ③ صحیح بخاری کی مذکورہ بالا روایت میں [مُوقِنًا بِهَا] کے الفاظ بھی ہیں' یعنی جو شخص دل کے یقین کے ساتھ یہ دعا پڑھے' پھر وہ اسی رات یا دن میں فوت ہو جائے تو جنت میں جائے گا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ (التحفة ١٥)

باب:١٥-بستر پر (سونے کے لیے) جاتے وقت کی دعا

٣٨٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ: «اَللّٰهُمَّ! رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ، وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ. فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى. مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ. أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا. أَنْتَ الْأَوَّلُ، فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الْآخِرُ، فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الظَّاهِرُ، فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الْبَاطِنُ، فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ. اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ».

٣٨٧٣- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَ رَبَّ الْأَرْضِ... وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ] "اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے مالک! اور ہر چیز کے مالک! اے دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! اے تورات' انجیل اور قرآن عظیم کو نازل فرمانے والے! میں ہر اس جان دار کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے۔ تو ہی اول ہے' تجھ سے پہلے کچھ نہیں۔ تو ہی آخر ہے' تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو ہی ظاہر ہے' تجھ سے اوپر کچھ نہیں۔ تو ہی باطن ہے' تجھ سے پوشیدہ تر کوئی چیز نہیں۔ مجھ سے میرا قرض ادا کر دے اور مجھے فقر سے (نجات دے کر) غنی کر دے۔"

٣٨٧٣ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٣ من حديث سهيل به.

فوائد ومسائل: ① اللہ کی صفات کا ذکر کر کے دعا کرنی چاہیے۔ ② اللہ تعالیٰ جسمانی ضروریات بھی پوری کرتا ہے اور بندوں کو مادی رزق دینے کے لیے دانے اور گٹھلیاں پھاڑ کر فصلیں اور درخت اگاتا ہے' اور روحانی ضروریات بھی پوری کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے اس نے نبوت کا سلسلہ جاری فرما کر آسمانی کتابیں نازل کی ہیں۔ ③ اس دعا میں قرض کی ادائیگی کے لیے اللہ کی صفت رزاقیت کا واسطہ دیا گیا ہے۔ ④ زمان ومکان اللہ کی مخلوق ہیں' اس لیے وہ ان سب پر حاوی ہے۔ وہ زمان کے لحاظ سے اول وآخر ہے اور مکان کے لحاظ سے تمام مخلوقات سے برتر (الظاہر) بھی ہے' اور اپنی قدرت وعلم کے لحاظ سے قریب ترین (الباطن) بھی۔ ⑤ فقر کے ساتھ اگر اللہ کی طرف توجہ اور عبادت میں انہماک ہو تو یہ محمود ہے تاکہ دل مال ودولت میں مشغول ہو کر اللہ سے غافل نہ ہو جائے۔ لیکن اگر فقر وفاقہ اس حد تک پہنچ جائے کہ بنیادی ضروریات بھی پوری نہ ہوں اور بندہ پیٹ بھرنے کے لیے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جائے یا مقروض ہو جائے جب کہ قرض کی ادائیگی کی کوئی امید نظر نہ آ رہی ہو تو ایسا فقر مذموم ہے' اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

٣٨٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَضْطَجِعَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَلْيَنْزِعْ دَاخِلَةَ إِزَارِهِ، ثُمَّ لْيَنْفُضْ بِهَا فِرَاشَهُ. فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ لْيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ. ثُمَّ لْيَقُلْ: رَبِّ بِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي. وَبِكَ أَرْفَعُهُ. فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي، فَارْحَمْهَا. وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا حَفِظْتَ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ».

٣٨٧٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹنا چاہے تو وہ اپنے تہبند کا کنارہ کھول کر اس کے ساتھ اپنے بستر کو جھاڑ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کی غیر موجودگی میں اس (بستر) پر کیا چیز آئی' پھر اپنے دائیں پہلو لیٹ کر یوں کہے: [رَبِّ! بِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي ...... عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ] ''اے میرے رب! تیری ہی توفیق سے میں نے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا ہے اور تیری ہی توفیق سے اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تو نے میری روح (اس دوران میں) قبض کر لی تو اس پر رحم فرمانا' اور اگر تو اسے چھوڑ دے (اور قبض نہ کرے) تو اس کی اس طریقے سے حفاظت فرمانا جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بستر پر لیٹنے سے پہلے اسے جھاڑ لینا چاہیے کہیں اس پر کوئی موذی چیز' بچھو یا چیونٹا وغیرہ نہ

٣٨٧٤ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب: (١٣)، ح: ٦٣٢٠ من حديث عبيدالله به.

ہو جس سے تکلیف پہنچے۔ ② اللہ سے دعا حفاظت کا بہترین طریقہ ہے۔ ③ احتیاط کرنا اور حفاظتی تدابیر اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں۔ ④ جب کوئی انسان سوتا ہے تو اسے سوچنا چاہیے کہ ممکن ہے یہ آخری نیند ہو اس لیے اللہ سے معافی مانگ کر اور اس کا ذکر کر کے مسنون طریقے سے آرام کے لیے لیٹنا چاہیے۔

٣٨٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا يُونُسُ ابْنُ مُحَمَّدٍ وَ سَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ، إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ، نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ، وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ.

٣٨٧٥- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ جب بستر پر آرام فرما ہوتے تو معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور پھر دونوں ہاتھ جسم مبارک پر پھیر لیتے۔

فوائد و مسائل: ① ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی اکرم ﷺ دونوں ہتھیلیاں ساتھ ملا کر [قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ] (تینوں سورتیں) پڑھتے، پھر ان میں پھونک مارتے اور دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم پر جہاں تک ممکن ہوتا پھیرتے، اور یہ عمل سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے کرتے۔ تین دفعہ اسی طرح کرتے۔ (دیکھیے: صحيح البخاري، فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، حديث: ٥٠١٧) ② سوتے وقت یہ سورتیں اس طرح پڑھ کر سونا چاہیے تاکہ سنت پر عمل کا ثواب بھی حاصل ہو اور اللہ کی حفاظت بھی نصیب ہو۔

٣٨٧٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ لِرَجُلٍ : «إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ، أَوْ أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَقُلِ : اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ. وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي

٣٨٧٦- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''جب تو سونے لگے'' یا فرمایا: ''جب تو اپنے بستر پر جائے تو کہہ: [اَللّٰهُمَّ! أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ... وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ] ''اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیرے تابع کر دیا، اور اپنی پشت تیری طرف جھکائی، اور اپنا معاملہ

٣٨٧٥- أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، ح:٥٠١٧/٥٧٤٨ من حديث ابن شهاب الزهري به.

٣٨٧٦- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٩٩ عن وكيع به، وله طرق عند البخاري، ح: ٦٣١٣، ومسلم، ح: ٢٧١٠/ ٥٨ وغيرهما عن أبي إسحاق به، وله طرق عن البراء رضي الله عنه.

إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ، مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَإِنْ أَصْبَحْتَ، أَصْبَحْتَ وَقَدْ أَصَبْتَ خَيْرًا كَثِيرًا».

تیرے سپرد کر دیا' ثواب میں رغبت کرتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ تیری بارگاہ کے سوا کوئی ٹھکانا اور جائے پناہ نہیں۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی' اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا۔'' پھر اگر تو اس رات میں فوت ہو گیا تو تیری موت فطرت (دین اسلام) پر ہو گی' اور اگر تجھے (خیریت سے) صبح ہو گئی تو تیری یہ صبح اس حال میں ہو گی کہ تو بہت بھلائی حاصل کر چکا ہو گا۔''

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے حضرت براء بن عازب کو فرمایا تھا کہ سوتے وقت نماز کے وضو کی طرح وضو کر کے دائیں کروٹ لیٹ کر یہ دعا پڑھنا۔ مزید یہ ہدایت فرمائی تھی کہ دوسرے اذکار کے بعد سب سے آخر میں یہ دعا پڑھنا۔ (صحيح البخاري' الدعوات' باب إذا بات طاهرا' حديث:٦٣١١) ② سوتے وقت یہ دعا پڑھنے سے ایمان کی تجدید ہو جاتی ہے' اس لیے یہ دعا پڑھ کر سونا چاہیے۔ ③ وضو کر کے دعا پڑھنے سے ظاہری و باطنی طہارت حاصل ہوتی ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ ④ اللہ پر توکل بہت اہم اور افضل عمل ہے۔

٣٨٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، وَضَعَ يَدَهُ يَعْنِي الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ قَالَ: «اللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ - أَوْ تَجْمَعُ - عِبَادَكَ».

٣٨٧٧- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ کر فرماتے: [اَللّٰهُمَّ! قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ] یا فرماتے: [يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ] ''اے اللہ! مجھے (اس دن) اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔'' یا ''اپنے بندوں کو جمع کرے گا۔''

فوائد و مسائل: ① نیند موت کی یاد دلاتی ہے جس کے بعد اٹھ کر اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے' اس لیے

٣٨٧٧_ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤١٤، ٤٤٣ عن وكيع به، وهو في الشمائل للترمذي، ح: ٢٥٥، وعمل اليوم والليلة للنسائي، ح: ٧٥٦ من حديث إسرائيل به، وله شواهد عند الترمذي، ح: ٣٣٩٨ وغيره، وقال الترمذي: "حسن صحيح" راجع مسند الحميدي، ح: ٤٤ بتحقيقي، يسر الله لنا طبعه.

سوتے وقت قیامت کے عذاب سے پناہ مانگنا مناسب ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اللہ کے مقرب ترین اور افضل ترین بندے ہیں جن کے بارے میں عذاب کا تصور بھی ممکن نہیں' اس کے باوجود آپ نے یہ دعا پڑھی تاکہ عبودیت کا اعتراف اور مومنوں کے لیے نمونہ ہو۔ ③ مذکورہ حدیث میں دعا پڑھنے کی بابت یہ مروی نہیں کہ مذکورہ دعا کتنی مرتبہ پڑھنی ہے' البتہ ابوداود کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مذکورہ دعا تین بار پڑھتے تھے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الأدب' باب ما يقول عند النوم' حديث:٥٠٤٥)

(المعجم ١٦) - **بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ** (التحفة ١٦)

٣٨٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي عُمَيْرُ ابْنُ هَانِئٍ: حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ حِينَ يَسْتَيْقِظُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، ثُمَّ دَعَا: رَبِّ اغْفِرْ لِي، غُفِرَ لَهُ».

باب:١٦- رات کو جاگ آئے تو کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟

٣٨٧٨- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی رات کو آنکھ کھل گئی اور اس نے جاگ کر یوں کہا: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے' اور اسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے' اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور بلندیوں اور عظمتوں والے اللہ کی مدد کے بغیر نہ برائی سے بچاؤ ممکن ہے نہ نیکی کی طاقت۔'' پھر اس کے بعد اس نے یہ دعا کی: [رَبِّ اغْفِرْلِي] ''اے میرے رب! مجھے بخش دے۔'' تو اس کی بخشش ہو جائے گی۔''

٣٨٧٨_ أخرجه البخاري، التهجد، باب فضل من تعار من الليل فصلى، ح: ١١٥٤ من حديث الوليد به.

قَالَ الْوَلِيدُ: أَوْ قَالَ: «دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ. فَإِنْ قَامَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى، قُبِلَتْ صَلَاتُهُ».

(راویٔ حدیث) ولید بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا: ''پھر دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اگر اٹھ کر وضو کرتا ہے' پھر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز قبول ہوتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ اس نے بظاہر معمولی اور آسان نظر آنے والے اعمال پر بہت زیادہ ثواب کا وعدہ فرمایا ہے کیونکہ ان اعمال کا تعلق اللہ کے ذکر سے ہے جو بہت عظیم عمل ہے۔ ② رات کو آنکھ کھلنے پر اللہ کا ذکر کرنا اللہ کو بہت پسند ہے۔ چونکہ یہ وقت غفلت کا ہوتا ہے' اس لیے اس وقت اللہ کو یاد کرنا اللہ سے محبت کا مظہر ہے۔ ③ دعا کی قبولیت کے لیے یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ رات کو سوتے وقت وضو کر کے دائیں کروٹ پر لیٹ کر مسنون دعائیں پڑھ کر سوئیں۔ رات کو آنکھ کھلنے پر مذکورہ مسنون دعا پڑھ کر دعا کریں اور نماز پڑھیں۔

٣٨٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ رَبِيعَةَ بْنَ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَبِيتُ عِنْدَ بَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَكَانَ يَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ، مِنَ اللَّيْلِ: «سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» الْهَوِيَّ، ثُمَّ يَقُولُ: «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ».

٣٨٧٩- حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی ؓ سے روایت ہے' وہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے قریب رات گزارتے تھے۔ وہ رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کو کافی دیر تک یہ پڑھتے ہوئے سنتے: [سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ] ''تمام جہانوں کا مالک اللہ پاک ہے۔'' پھر نبی ﷺ فرماتے: [سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ] ''پاک ہے اللہ اپنی خوبیوں اور تعریفوں سمیت۔''

فوائد و مسائل: ① رات کی عبادت میں نماز اور تلاوت کے علاوہ بھی ذکر کیا جا سکتا ہے۔ ② ذکر الٰہی اتنی بلند آواز سے نہیں کرنا چاہیے کہ سوئے ہوئے افراد کی نیند خراب ہو' تاہم اگر اتنی بلند آواز سے ہو کہ جاگتے ہوئے افراد سن لیں تو جائز ہے۔

٣٨٨٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

٣٨٨٠- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے

٣٨٧٩_ [صحيح] أخرجه أبوداود، التطوع، باب وقت قيام النبي ﷺ من الليل، ح: ١٣٢٠ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٣٤١٦، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٤٨٩ من حديث الأوزاعي عن يحيى به.

٣٨٨٠_ أخرجه البخاري، الدعوات، باب ما يقول إذا نام، ح: ٦٣١٢/ ٦٣٢٤ من حديث سفيان الثوري به.

وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ : «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا، وَإِلَيْهِ النُّشُورُ».

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رات کو جاگتے تو فرماتے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ] ''اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندگی بخش دی اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔''

فائدہ: یہی دعا صبح کو جاگنے پر بھی پڑھنی چاہیے۔ (صحيح البخاري، التوحيد، باب السؤال بأسماء الله تعالى والاستعاذة بها، حديث: ۷۳۹۴)

۳۸۸۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي ظَبْيَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَا مِنْ عَبْدٍ بَاتَ عَلَى طُهُورٍ، ثُمَّ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ، فَسَأَلَ اللهَ [شَيْئًا] مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا، أَوْ مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ، إِلَّا أَعْطَاهُ».

۳۸۸۱- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ باوضو سوتا ہے' پھر رات کو اس کی آنکھ کھلتی ہے تو وہ اللہ سے دنیا کے معاملات میں سے یا آخرت کے معاملات میں سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ اسے وہ چیز دے دیتا ہے۔''

فائدہ: باوضو سونا بہت باعث برکت ہے' اس لیے باوضو سونا چاہیے تاکہ رات کو جاگ آئے تو اللہ سے کچھ نہ کچھ مانگ لیا جائے' خواہ ہدایت ومغفرت وغیرہ کا سوال کیا جائے یا مرض سے شفا' مصیبت سے نجات اور قرض کی ادائیگی کے لیے دعا کی جائے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- پریشانی کے وقت کی دعائیں

۳۸۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

۳۸۸۲- حضرت عبداللہ بن جعفر طیار ؓ اپنی

۳۸۸۱ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في النوم على الطهارة، ح: ٥٠٤٢ من حديث حماد به، ورواه ثابت البناني عن أبي ظبية به، وبه صح الحديث.

۳۸۸۲ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستغفار، ح: ١٥٢٥ من حديث عبدالعزيز به.

ابْنُ بِشْرٍ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنِي هِلَالٌ، مَوْلَى عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ ابْنَةِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ، عِنْدَ الْكَرْبِ: «اللهُ، اللهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا».

والدہ حضرت اسماء بنت عُمیس ؓ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے پریشانی کے موقع پر پڑھنے کے لیے مجھے یہ الفاظ سکھائے: [اَللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّي لَاأُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا] ”اللہ، صرف اللہ میرا رب ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتی۔“

فائدہ: پریشانی کے موقع پر یہ الفاظ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کی رحمت سے امید رکھتا ہوں کہ وہی میری پریشانی دور کرے گا۔ شرک عام طور پر پریشانی کے موقع پر ہی کیا جاتا ہے کہ اللہ کے بندوں سے مشکلات کے حل اور پریشانی دور کرنے کی درخواست کی جاتی ہے اور تصور کیا جاتا ہے کہ فوت شدہ بزرگ نذرانے لے کر ہماری حاجتیں پوری کر دیں گے۔ لیکن ایک توحید پرست کی توحید کی شان بھی ایسے موقع پر ہی ظاہر ہوتی ہے جب وہ سب کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کے آگے اپنی مصیبت اور تکلیف کا اظہار کرتا ہے اور اسی سے فریاد رسی کی امید رکھتا ہے۔

٣٨٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ. سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ».

۳۸۸۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ] ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو نہایت بردبار اور بہت زیادہ سخی ہے۔ اللہ پاک ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ اور اللہ پاک ہے جو سات آسمانوں کا مالک اور عزت والے عرش کا مالک ہے۔“

قَالَ وَكِيعٌ، مَرَّةً: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فِيهَا

(راویٔ حدیث) وکیع نے ایک مرتبہ (آخری دو

٣٨٨٣- أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء عند الكرب، ح: ٦٣٤٥، ٦٣٤٦ من حديث هشام به، ومسلم، الذكر والدعاء، باب دعا الكرب، ح: ٢٧٣٠/ ٨٣ من حديث وكيع به.

كُلِّهَا .

جملوں میں سبحان اللہ کی بجائے لا الہ الا اللہ کے الفاظ بیان کیے ہیں جیسا کہ پہلے جملے میں ہیں' یعنی انھوں نے) ہر جملے کے ساتھ [لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ] کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ بالا دعا دوسری روایت کے مطابق اس طرح بھی پڑھی جاسکتی ہے: [لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ' لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ' لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ] صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حوالے کے لیے دیکھیے: تحقیق و تخریج حدیث ہذا۔ ② کسی بھی مصیبت اور تکلیف کے وقت یہ دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے نجات دیتا ہے' مثلاً: درد' بیماری' آگ لگ جائے یا پانی میں ڈوبنے کا خطرہ ہو یا کوئی اچانک حادثہ پیش آجائے تو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ (التحفة ١٨)

باب:١٨- گھر سے نکلتے وقت پڑھنے کی دعا

٣٨٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ، إِذَا خَرَجَ مِنْ مَنْزِلِهِ، قَالَ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أَزِلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ. أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ».

٣٨٨٤- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو فرماتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أَزِلَّ' أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ' أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ] ''یا اللہ! میں (اس بات سے) تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا میں لغزش کا شکار ہو جاؤں' یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے' یا میں کسی سے بدتمیزی کروں یا کوئی مجھ سے بدتمیزی سے پیش آئے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق اور بعض دیگر محققین نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی ؒ اور دکتور بشار عواد نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ آخر الذکر دونوں شیوخ کو مذکورہ روایت کی تصحیح میں وہم ہوا ہے۔ حق اور راجح بات یہی ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ شعبی کا حضرت ام سلمہ ؓ سے سماع

٣٨٨٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب ما يقول إذا خرج من بيته، ح: ٥٠٩٤ من حديث منصور به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٣٤٢٧ ۞ الشعبي لم يسمع من أم سلمة رضي الله عنها على الراجح.

ثابت نہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ باب کی باقی دو روایتیں بھی باتفاق محققین ضعیف ہیں۔ بنابریں گھر سے نکلتے وقت کی کوئی بھی مسنون دعا ہمارے علم میں نہیں ہے۔ واللہ أعلم.

٣٨٨٥- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ [ابْنِ] حُسَيْنِ بْنِ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ، قَالَ: «بِسْمِ اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. التُّكْلَانُ عَلَى اللهِ».

٣٨٨٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو فرماتے: [بِسْمِ اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اَلتُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ] ''(میں اس گھر سے) اللہ کے نام کے ساتھ (نکل رہا ہوں)' اللہ کی توفیق کے بغیر نہ برائی سے بچاؤ ممکن ہے نہ نیکی کی طاقت۔ اللہ ہی پر بھروسا ہے۔''

٣٨٨٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ هَارُونَ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَابِ بَيْتِهِ أَوْ مِنْ بَابِ دَارِهِ كَانَ مَعَهُ مَلَكَانِ مُوَكَّلَانِ بِهِ. فَإِذَا قَالَ: بِسْمِ اللهِ، قَالَا: هُدِيتَ. وَإِذَا قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، قَالَا: وُقِيتَ. وَإِذَا قَالَ: تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، قَالَا: كُفِيتَ. قَالَ: فَيَلْقَاهُ قَرِينَاهُ فَيَقُولَانِ: مَاذَا تُرِيدَانِ مِنْ رَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ؟».

٣٨٨٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر کے دروازے سے باہر نکلتا ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کے ساتھ مقرر ہیں۔ جب وہ کہتا ہے: [بِسْمِ اللّٰهِ] وہ کہتے ہیں: تجھے ہدایت مل گئی۔ جب وہ کہتا ہے: [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] تو وہ کہتے ہیں: تیری حفاظت ہوگئی۔ جب وہ کہتا ہے: [تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ] تو وہ کہتے ہیں: تو (اللہ کے سوا) دوسروں سے بے نیاز ہوگیا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اسے اس کے (ساتھ رہنے والے) دو شیطان ملتے ہیں تو وہ دونوں (آپس میں) کہتے ہیں: اس شخص سے تم کیا

٣٨٨٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:١١٩٧ من حديث حاتم بن إسماعيل به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٥١٩/١، ووافقه الذهبي * عبدالله بن حسين بن عطاء ضعيف كما في التقريب وغيره.

٣٨٨٦ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل هارون بن هارون، ولبعض الحديث شواهد ضعيفة عند أبي داود، ح:٥٠٩٥ وغيره.

چاہتے ہو جس کی رہنمائی کی گئی، جسے بے نیازی حاصل ہوگئی اور جس کو (ہم سے) محفوظ کر دیا گیا؟''

فائدہ: مذکورہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت تو ضعیف ہے، تاہم یہی دعا فرشتوں اور شیطانوں کے ذکر کے بغیر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے مروی ہے لیکن حق اور راجح بات یہی ہے کہ یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ شیخ رحمہ اللہ کو اس کی تصحیح میں وہم ہوا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نتائج الأفکار: ١/ ١٦١) بنابریں گھر سے نکلنے کی کوئی بھی مسنون دعا ہمارے علم میں نہیں ہے، جیسا کہ تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے

(المعجم ١٩) - **بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ** (التحفة ١٩)

باب: ١٩- جب گھر میں داخل ہو تو کون سی دعا پڑھے؟

٣٨٨٧- حَدَّثَنَا أَبُوبِشْرٍ، بَكْرُبْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَذَكَرَ اللهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ. وَإِذَا دَخَلَ وَلَمْ يَذْكُرِ اللهَ عِنْدَ دُخُولِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ. فَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ عِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ».

٣٨٨٧- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: تمھارے لیے (یہاں) نہ رات گزارنے کی جگہ ہے نہ رات کا کھانا ہے۔ اور جب وہ گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: تمھیں رات گزارنے کی جگہ مل گئی۔ اور جب کھانا کھاتے وقت بھی اللہ کا نام نہ لے تو وہ کہتا ہے: تمھیں رات گزارنے کو ٹھکانا بھی مل گیا اور رات کا کھانا بھی مل گیا۔''

فوائد و مسائل: ① گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لینے سے مراد بسم اللہ پڑھنا ہے۔ ② شیطان کے داخل ہونے سے گھر میں بے برکتی اور نااتفاقی ہوتی ہے، اسی طرح کھانا کھاتے وقت شیطان کے شریک ہونے سے بھی کھانے میں بے برکتی ہوتی ہے، اس لیے ان دونوں موقعوں پر اللہ کا نام ضرور لینا چاہیے۔ ③ اللہ کا ذکر شیطان کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

٣٨٨٧- أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ٢٠١٨/ ١٠٣ من حديث أبي عاصم به.

(المعجم ٢٠) - **بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا سَافَرَ** (التحفة ٢٠)

باب:۲۰-سفر کرتے وقت آدمی کو کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟

٣٨٨٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَبُومُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحِيمِ: يَتَعَوَّذُ، إِذَا سَافَرَ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ».

زَادَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: فَإِذَا رَجَعَ، قَالَ مِثْلَهَا.

۳۸۸۸- حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب سفر اختیار فرماتے تو کہتے اور (راویٔ حدیث) عبدالرحیم نے کہا: (ان الفاظ کے ذریعے سے) پناہ مانگتے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ' وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ' وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ' وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ' وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ] ''یا اللہ! میں سفر کی مشقت سے' پریشان کن واپسی سے' کمال کے بعد تنزل سے' مظلوم کی بددعا سے اور اہل عیال و مال میں بری صورت حال نظر آنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

راویٔ حدیث ابو معاویہ یہ اضافہ بھی بیان کرتے ہیں: اور جب نبی ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہی دعا پڑھتے۔

فوائد و مسائل: ① پریشان کن واپسی کا مطلب ہے کہ اچانک ایسی ناگہانی صورت حال پیدا ہو جائے کہ انسان کو مجبوراً واپس آنا پڑے' یا یہ مطلب ہے کہ واپس آئے تو گھر میں کوئی ناخوشگوار حادثہ پیش آ چکا ہو۔ سفر میں ایسی صورت حال سفر کی عام تکلیف و مشقت کی موجودگی میں زیادہ ناقابل برداشت ہو جاتی ہے' اس لیے اللہ سے دعا مانگی جاتی ہے کہ وہ اس سے محفوظ رکھے۔ ② [اَلْحَوْرُ بَعْدَ الْكَوْرِ] کا مطلب ہے کہ ایک کام کے صحیح طور پر انجام پانے کے بعد پھر اس میں کسی کمی یا خرابی کا واقع ہو جانا یا اچھی حالت کے بعد بری حالت میں آ جانا' مثلاً: ایمان کے بعد کفر' نیکی کے بعد گناہ اور خوشحالی کے بعد تنگ دستی اور مقروض ہونا وغیرہ۔ اس لحاظ سے یہ بہت جامع الفاظ ہیں۔ ③ مظلوم کی بددعا سے پناہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم کسی پر ظلم نہ کریں تاکہ وہ ہمیں بددعا نہ دے' اس لیے اگر کسی پر ظلم کیا ہو تو سفر سے پہلے اس کا ازالہ کر دینا چاہیے۔

٣٨٨٨- أخرجه مسلم، الحج، باب ما يقول إذا ركب إلى سفر الحج وغيره، ح:١٣٤٣/ ٤٢٧ من حديث أبي معاوية به.

(المعجم ۲۱) - بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا رَأَى السَّحَابَ وَالْمَطَرَ (التحفة ۲۱)

باب:۲۱-بادل اور بارش دیکھ کر کون سی دعا پڑھے؟

۳۸۸۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ الْمِقْدَامِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ، إِذَا رَأَى سَحَابًا مُقْبِلًا مِنْ أُفُقٍ مِنَ الْآفَاقِ، تَرَكَ مَا هُوَ فِيهِ. وَإِنْ كَانَ فِي صَلَاتِهِ، حَتَّى يَسْتَقْبِلَهُ. فَيَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَ بِهِ» فَإِنْ أَمْطَرَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا» مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً. وَإِنْ كَشَفَهُ اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ، وَلَمْ يُمْطِرْ، حَمِدَ اللهَ عَلٰى ذٰلِكَ.

۳۸۸۹-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ جب کسی افق سے بادل آتا دیکھتے تو جس کام میں بھی مشغول ہوتے' خواہ نماز ہی میں کیوں نہ ہوتے' اسے چھوڑ کر بادل کی طرف متوجہ ہو جاتے اور فرماتے: [اَللّٰهُمَّ! إِنَّا نَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَ بِهِ] ''یا اللہ! ہم اس چیز کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں جو کچھ دے کر یہ (بادل) بھیجا گیا ہے۔'' اگر بارش شروع ہو جاتی تو دوبار یا تین بار فرماتے: [اَللّٰهُمَّ! صَيِّبًا نَافِعًا] ''یا اللہ! اس بارش کو فائدہ مند بنا دے۔'' اگر بارش نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ بادل کو ہٹا دیتا تو آپ اللہ کا شکر کرتے۔

فوائد ومسائل: ① بارش اللہ کی رحمت ہے لیکن اللہ کا عذاب بھی ہو سکتی ہے' اس لیے بادل دیکھ کر اللہ کی رحمت کی امید کے ساتھ ساتھ اس کے عذاب سے پناہ بھی مانگنی چاہیے۔ ② بارش انسان کے لیے انتہائی ضروری ہونے کے باوجود اس میں نقصان کا پہلو بھی موجود ہے' اس لیے بارش کے نفع مند ہونے کی دعا کرنا ضروری ہے۔ ③ بادل کا برسے بغیر چھٹ جانا' اس لیے اللہ کا انعام ہے کہ اس کے عذاب ہونے کا خطرہ ٹل گیا۔ ④ بندے کو ہر حال میں اللہ سے امید کے ساتھ ساتھ اللہ کا خوف بھی رکھنا چاہیے اور ان مواقع پر یہ دعائیں پڑھنے کا التزام کرنا چاہیے۔

۳۸۹۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبِ بْنِ أَبِي الْعِشْرِينَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ. أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ الْقَاسِمَ ابْنَ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

۳۸۹۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ جب بارش دیکھتے تو فرماتے: [اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْهُ صَيِّبًا هَنِيئًا] ''یا اللہ! اس بارش کو نفع بخش خوشگوار بنا دے۔''

۳۸۸۹_[إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الأدب، باب ما يقول إذا هاجت الريح، ح: ۵۰۹۹ من حديث المقدام به.

۳۸۹۰_ أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب ما يقال إذا مطرت... الخ، ح: ۱۰۳۲ من حديث نافع به.

ﷺ، كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ صَيِّبًا هَنِيئًا».

٣٨٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا رَأَى مَخِيلَةً تَلَوَّنَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ، وَدَخَلَ وَخَرَجَ، وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ. فَإِذَا أَمْطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ. قَالَ: فَذَكَرَتْ لَهُ عَائِشَةُ بَعْضَ مَا رَأَتْ مِنْهُ. فَقَالَ: «وَمَا يُدْرِيكِ؟ لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ قَوْمُ هُودٍ: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِۦ﴾» الآية [الأحقاف: ٢٤].

٣٨٩١- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ جب گھٹا دیکھتے تو آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل جاتا۔ آپ کبھی اندر تشریف لے جاتے' کبھی باہر تشریف لے آتے۔ کبھی (ایک طرف) آتے' کبھی (دوسری طرف) جاتے' پھر جب بارش ہونے لگتی تو نبی ﷺ کی پریشانی دور ہو جاتی۔ حضرت عائشہ ؓ نے نبی ﷺ کی جو کیفیت محسوس کی تھی' وہ آپ کی خدمت میں عرض کی (کہ آپ کی یہ کیفیت کیوں ہوتی ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کیا معلوم؟ شاید یہ ویسا ہی بادل ہو جیسے ہود ؑ کی قوم نے (ایک بادل دیکھ کر) کہا تھا: (اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:) ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِۦ﴾ ''جب انھوں نے اس (عذاب) کو بادل کی صورت میں اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو بولے: یہ بادل ہم پر بارش برسانے والا ہے، (ہود ؑ نے کہا: نہیں) بلکہ یہ تو وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے۔''

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے دل میں اللہ کا خوف بہت زیادہ تھا۔ مومن کو بھی اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔ ② نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ علم غیب اللہ کے ساتھ ہے۔

٣٨٩١- أخرجه مسلم، صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح والغيم، والفرح بالمطر، ح: ١٥/٨٩٩ من حديث ابن جريج به مطولاً.

(المعجم ٢٢) - **بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْبَلَاءِ** (التحفة ٢٢)

٣٨٩٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ مُصْعَبٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَلَيْسَ بِصَاحِبِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، مَوْلَى آلِ الزُّبَيْرِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ فَجِئَهُ صَاحِبُ بَلَاءٍ. فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا، عُوفِيَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَلَاءِ، كَائِنًا مَا كَانَ».

باب:٢٢- مصیبت میں مبتلا آدمی کو دیکھ کر کون سی دعا پڑھی جائے

٣٨٩٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو اچانک کوئی مصیبت زدہ مل جائے اور وہ (دیکھنے والا) یہ دعا پڑھ لے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا] ”ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے عافیت میں رکھا جس میں تجھے مبتلا کیا ہے، اور اپنے پیدا کیے ہوئے بہت سے بندوں پر اس نے مجھے فضیلت عطا فرمائی۔“ تو وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا، خواہ کوئی سی مصیبت ہو۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی ؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے اور اس پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے اس کے شواہد کا تذکرہ کیا ہے جس سے شیخ البانی ؒ ہی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، رقم: ٦٠٢، ٢٧٣٧) ② مصیبت زدہ کو دیکھ کر اپنی عافیت کی قدر معلوم ہوتی ہے، لہٰذا اللہ کے اس احسان پر اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ ③ مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا آہستہ پڑھنی چاہیے تاکہ وہ سن نہ لے ورنہ اسے رنج ہوگا۔

٣٨٩٢ـ [إسناده ضعيف] وللحديث شواهد ضعيفة عند الترمذي، ح: ٣٤٣٢، وأبي نعيم: ٥/ ١٣ وغيرهما.

تعبیر کی تعریف' خوابوں کی اقسام اور تعبیر کے آداب واحکام

* لغوی معنی: تعبیر کے لغوی معنی' اظہار' بیان اور ترجمانی کے ہیں جبکہ [رُؤْیَا] سے مراد وہ مناظر یا وہ چیزیں ہیں جو کوئی شخص نیند میں دیکھتا ہے' لہٰذا [تَعْبِیرُ الرُّؤْیَا] کا مطلب ہوگا: حالتِ نیند میں دیکھے جانے والے مناظر کی تفسیر وتبیین اور ان کی ترجمانی کرنا۔

* خوابوں کی اقسام: خواب مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ اگر اچھا خواب نظر آئے تو مومن کو دلی مسرت اور روحانی سرور حاصل ہوتا ہے' اور اگر برا خواب نظر آئے تو مومن اپنے رب کی طرف رجوع کر کے احتیاطی تدابیر اختیار کرتا اور اپنے رب کی پناہ حاصل کر لیتا ہے۔ اس طرح خواب مومن کے لیے ہر حال میں خیر وبرکت کا باعث بنتے ہیں۔ خوابوں کی اقسام درج ذیل ہیں:

- اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن کے لیے خوش خبری پر مشتمل خواب۔
- مومن کو پریشان کرنے کے لیے شیطانی اور ڈراؤنے خواب۔
- دن بھر کی مصروفیات' منصوبوں اور خیالات کا نیند میں نظر آنا۔

خواب سچے بھی ہوتے ہیں اور انسان کو پریشان کرنے کے لیے محض شیطانی وسوسے بھی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے خواب دیکھنے والوں کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا ہے:

* انبیائے کرام علیہم السلام: ان کے خواب سچے اور مبنی برحقیقت ہوتے ہیں۔
* نیک لوگوں کے خواب: ان کے اکثر وبیشتر خواب سچے ہوتے ہیں جبکہ کبھی کبھار اس کے برعکس صورتحال بھی ہوسکتی ہے۔
* فاسق وفاجر اور کفار کے خواب: ان کے اکثر خواب جھوٹے اور شیطانی وسوسے ہوتے ہیں، البتہ کبھی کبھار ان کے خواب بھی سچ ہوسکتے ہیں، جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے دو قیدی ساتھیوں کے خواب یا فرعون کا خواب وغیرہ۔
* خواب کی تعبیر کے آداب: نبیٔ آخر الزمان ﷺ نے ہر ہر شعبے میں امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو خواب آتے تھے جن کی تعبیر خود سرور کائنات ﷺ فرماتے۔ اچھا یا برا خواب دیکھنے پر کیا آداب اختیار کرنے چاہییں؟ اس کے متعلق آپ ﷺ نے امت کی بھرپور رہنمائی فرمائی ہے، چنانچہ امت کو حکم دیا ہے کہ خواب کی تعبیر کرتے وقت اسے اچھی اور بہتر صورت پر محمول کریں کیونکہ تعبیر کردینے کے بعد خواب ویسے ہی واقع ہوجاتا ہے۔

خواب کی تعبیر کے سلسلے میں آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ تعبیر ہمیشہ اپنے خیر خواہ اور عالم شخص سے دریافت کرو۔ اس میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ عالم شخص اور خیر خواہ آدمی ہمیشہ اچھی تعبیر کریں گے جبکہ حاسد یا جاہل شخص بری تعبیر دے کر نقصان کا باعث بنیں گے۔ جس شخص کو خواب آئے اسے درج ذیل آداب نبوی اپنانے چاہییں:

- اچھا خواب نظر آئے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، اپنے پسندیدہ، محبوب اور خیر خواہ لوگوں کو سنائے اور خوشی کا اظہار کرے۔
- اگر ڈراؤنا یا برا خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے، یعنی [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] پڑھے۔ نیند سے بیدار ہونے پر بائیں طرف تین بار تھتکار دے۔ کسی بھی شخص سے اس کا اظہار نہ کرے۔ جس کروٹ لیٹا ہوا سے تبدیل کر کے دوسری کروٹ پر لیٹ جائے۔ نفل نماز ادا کرے۔ آیۃ الکرسی پڑھے۔

درج بالا آداب اختیار کرنے سے ان شاء اللہ آدمی برے خواب کے اثرات سے محفوظ ہوجائے گا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٣٥) أَبْوَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا (التحفة ٢٧)

خوابوں کی تعبیر سے متعلق آداب واحکام

(المعجم ١) - بَابُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرٰى لَهُ (التحفة ١)

باب:١- مسلمان کا خود یا کسی اور کا اس کے لیے اچھا خواب دیکھنا

٣٨٩٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

٣٨٩٣- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔“

فوائد ومسائل: ① نبی کا خواب ہمیشہ سچا ہوتا ہے کیونکہ اس پر شیطان کا اثر نہیں ہوتا' البتہ بعض اوقات وہ خواب ایسا ہوتا ہے جس کی تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیک آدمی کو بھی غلط خواب بھی آتے ہیں کیونکہ وہ معصوم نہیں ہوتا' تاہم جتنا زیادہ نیک ہوا تنا زیادہ اس کے خواب کے سچا ہونے کی امید ہوتی ہے۔ ② حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کوئی آدمی نبی نہیں ہوسکتا' اس لیے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ خواب دیکھنے والا شرفِ نبوت میں شریک ہوجاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ نبوت کے چھیالیس یا ستر حصے ہیں اور ان میں سے ایک حصہ اچھے خواب بھی ہیں۔ اگرچہ نبوت اب باقی نہیں رہی مگر اس کا یہ حصہ قیامت تک باقی ہے۔ اس کی ایک توجیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دورِ نبوت تیئیس سال کا ہے اور ان میں پہلے چھ ماہ تک آپ کو محض خواب آیا کرتے تھے جو اس قدر سچے اور حقیقت پر مبنی ہوتے تھے جیسے رات کے

٣٨٩٣- أخرجه البخاري، التعبير، باب رؤيا الصالحين، ح: ٦٩٨٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ٢/ ٩٥٦.

اندھیرے کے بعد صبح صادق کا طلوع ہونا۔ چونکہ یہ چھ ماہ تئیس سال کا چھیالیسواں حصہ ہے اس نسبت سے مومن کے خواب کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔ واللہ أعلم.

٣٨٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

٣٨٩٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

فائدہ: ''مومن'' کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کافر کا خواب سچا بھی ہو تو وہ اللہ کی طرف سے عزت افزائی کا باعث نہیں بلکہ وہ ایسے ہی ہے جیسے کافر کو دنیا میں دوسری نعمتیں اور حکومت وغیرہ دے کر آزمایا جاتا ہے۔

٣٨٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رُؤْيَا الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ الصَّالِحِ، جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

٣٨٩٥- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان نیک آدمی کا خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

فائدہ: ممکن ہے اس حدیث سے ادنیٰ درجے کے مومن کا خواب مراد ہو اور پہلی حدیث میں اعلیٰ درجے کے مومن کا خواب۔ ادنیٰ درجے کے خواب میں اس کے اپنے خیالات کا دخل زیادہ ہوتا ہے اس لیے اس کے بعینہٖ پورا ہونے کا امکان نسبتاً کم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

٣٨٩٦- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

٣٨٩٦- حضرت ام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

٣٨٩٤- أخرجه مسلم، الرؤيا، باب في كون الرؤيا من الله وأنها جزء من النبوة، ح: ٢٢٦٣/ ٨ من حديث معمر به، وهو في المصنف: ١١/ ٥٠، ٥١، ح: ١٠٤٩٩ بلفظ: "رؤيا المسلم".

٣٨٩٥- [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل عطية العوفي، والحديث السابق شاهد له، وأخرجه البخاري، ح: ٦٩٨٩ من حديث عبدالله بن خباب عن أبي سعيد الخدري به، وله شواهد كثيرة.

٣٨٩٦- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٨١، والحميدي، ح: ٣٤٩ عن سفيان به، وصححه البوصيري، وله شواهد كثيرة.

الْحَمَّالُ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ الْكَعْبِيَّةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نبوت ختم ہوگئی اور خوشخبری دینے والی چیزیں رہ گئیں' یعنی سچے خواب باقی ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ہمارے نبی ﷺ آخری نبی ہیں' اس لیے نبوت سے براہ راست مستفید ہونا اب ممکن نہیں۔ ② سچے خوابوں کو مبشّرات کہا گیا ہے کیونکہ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مومن کو کسی ملنے والی نعمت کی خبر دیتا ہے یا کسی آنے والی مصیبت سے متنبہ کر دیتا ہے تاکہ انسان اس سے بچنے کی دعا اور تدبیر کر لے۔ ③ اکثر خواب ایسے ہوتے ہیں جن کی تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے' البتہ بعض خواب جیسے نظر آتے ہیں بعد میں ویسا ہی واقعہ پیش آجاتا ہے، جیسے نبی ﷺ نے خود کو صحابہ کے ساتھ عمرہ کرتے دیکھا تو اگلے سال اسی طرح عمرہ ادا کیا گیا۔

۳۸۹۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

۳۸۹۷- حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا خواب نبوت کا سترواں حصہ ہے۔''

۳۸۹۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، عَنْ قَوْلِ اللهِ سُبْحَانَهُ: ﴿لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَوٰةِ

۳۸۹۸- حضرت عبادہ بن صامت ﷜ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق دریافت کیا: ﴿لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ ''ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت

۳۸۹۷- أخرجه مسلم، الرؤيا، باب في كون الرؤيا من الله وأنها جزء من النبوة، ح: ۲۲۶۵/۹ من حديث أبي أسامة به.

۳۸۹۸- [حسن] أخرجه الترمذي، الرؤيا، باب قوله: "لهم البشرى في الحياة الدنيا"، ح: ۲۲۷۵ من حديث يحيى به، وقال: "حسن" قلت: أبوسلمة لم يسمعه من عبادة بل قال: "نبّئت عن عبادة"، فالخبر منقطع.

﴿ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْآخِرَةِ﴾ [يونس: ٦٤] قَالَ: «هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ، يَرَاهَا الْمُسْلِمُ، أَوْ تُرَى لَهُ».

میں بھی۔'' تو آپ نے فرمایا: ''اس سے مراد اچھا خواب ہے جو مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے لیے دیکھا جاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اچھا خواب اپنے بارے میں بھی ہوسکتا ہے اور کسی دوسرے مسلمان کے بارے میں بھی۔ دونوں صورتوں میں یہ خوشخبری ہے' مثلاً: ایک آدمی دیکھتا ہے کہ وہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ یہ اس کا اپنے بارے میں خواب ہے۔ یا دیکھتا ہے کہ اس کا والد طواف کر رہا ہے۔ تو یہ اس کے والد کے بارے میں خوشخبری ہے۔ ② آخرت میں مومن کو جنت میں داخلے کی خوشخبری ملے گی۔ یہ روح قبض ہوتے وقت بھی ملتی ہے اور قبر کے سوالات کے بعد بھی ملتی ہے۔ دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملنا بھی خوشخبری ہوگی۔ اعمال کا وزن ہوتے وقت نیکیوں کے پلڑے کا بھاری ہوجانا بھی خوشخبری ہے۔ ③ فوت شدہ کو اچھی حالت میں دیکھنا بھی خوش خبری ہے۔

٣٨٩٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَشَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ السِّتَارَةَ فِي مَرَضِهِ. وَالصُّفُوفُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ. فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ. يَرَاهَا الْمُسْلِمُ، أَوْ تُرَى لَهُ».

۳۸۹۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے (آخری) مرض کے ایام میں (ایک دن) پردہ ہٹایا جبکہ لوگ حضرت ابوبکر ؓ کے پیچھے صفیں باندھے ہوئے (نماز پڑھ رہے) تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! نبوت کی خوش خبری دینے والی چیزوں میں سے صرف نیک خواب باقی ہیں جسے کوئی مسلمان دیکھتا ہے' یا اس کے لیے دیکھا جاتا ہے۔''

(المعجم ٢) - بَابُ رُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ (التحفة ٢)

باب: ۲- خواب میں نبی ﷺ کی زیارت

٣٩٠٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ

۳۹۰۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں

٣٨٩٩ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، ح: ٤٧٩ من حديث سفيان به.

٣٩٠٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الرؤيا، باب ماجاء في قول النبي ﷺ "من رآني في المنام فقد رآني"، ح: ٢٢٧٦ من حديث سفيان الثوري به، وله شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِي فِي الْيَقَظَةِ. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ عَلَى صُورَتِي».

دیکھا' اس نے (گویا) مجھے بیداری میں دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔"

٣٩٠١- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِي. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي».

٣٩٠١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے خواب میں مجھے دیکھا' اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

٣٩٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِي. إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَمَثَّلَ فِي صُورَتِي».

٣٩٠٢- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے خواب میں مجھے دیکھا' اس نے مجھے ہی دیکھا۔ شیطان اس قابل نہیں کہ میری صورت اختیار کرے۔"

٣٩٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِي. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي».

٣٩٠٣- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے خواب میں مجھے دیکھا' اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔"

٣٩٠١- [صحيح] وله شواهد عند البخاري، ح: ٦٩٩٣، ومسلم، ح: ٢٢٦٦/ ١٠ وغيرهما.

٣٩٠٢- أخرجه مسلم، الرؤيا، باب قول النبي عليه الصلاة والسلام "من رأني في المنام فقد رأني"، ح: ٢٢٦٨/ ١٢ عن محمد بن رمح به.

٣٩٠٣- [صحيح] وهو في المصنف: ١١/ ٥٦، ح: ١٠٥٢٠، وله شواهد كثيرة.

۳۹۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ : حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيَـى بْنِ صَالِحٍ اللَّخْمِيُّ : حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ : «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ ، فَكَأَنَّمَا رَآنِي فِي الْيَقَظَةِ . إِنَّ الشَّيْطَانَ لَايَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَمَثَّلَ بِي» .

۳۹۰۴- حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے مجھے خواب میں دیکھا‘ گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔ شیطان یہ طاقت نہیں رکھتا کہ میری صورت اختیار کرے۔‘‘

۳۹۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ : أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ عَمَّارٍ ، هُوَ الدُّهْنِيُّ ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ ، فَقَدْ رَآنِي . فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي» .

۳۹۰۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے مجھے خواب میں دیکھا‘ اس نے مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① بعض خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں جیسے اگلے باب میں آرہا ہے۔ یہ خواب سچے ہوتے ہیں۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت بھی اسی قسم میں شامل ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی زیارت اس حلیے کے مطابق ہو تو خواب سچا ہے‘ تعبیر کی ضرورت نہیں۔ اگر خواب میں حلیہ مبارک مختلف نظر آئے تو اس کی تعبیر کی جائے گی۔ اور یہ دیکھنے والے کے دین وخلق میں نقص اور کوتاہی کا اظہار ہے۔ (فتح الباري:۱۲/۴۸۴) ③ شرعی مسائل خواب سے ثابت نہیں ہوتے‘ ان کے لیے قرآن وحدیث کے دلائل کی ضرورت ہے۔ ④ بعض لوگ جھوٹ موٹ نبی ﷺ

۳۹۰۴ـ [صحيح] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٤/ ٢٩٤، ٢٩٥ عن سليمان، والطبراني: ٢٢/ ١١١، ح: ٢٧٩ من حديث سليمان به، ورواه زيد بن أبي أنيسة عن عون به، صحيح ابن حبان، ح: ١٨٠١، وصححه البوصيري، ورواه محمد بن بكر الكوفي وأبو أسامة عن صدقة به، وللحديث شواهد.

۳۹۰۵ـ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٧٩ من حديث أبي عوانة به، وله شاهد صحيح عند الترمذي في الشمائل، ح: ٤٠٩.

کی زیارت کا دعویٰ کردیتے ہیں' حالانکہ انھیں ایسا کوئی خواب نہیں آیا ہوتا۔ یہ بہت بڑا گناہ اور نہایت سنگین جرم ہے۔(دیکھیے' حدیث:۳۹۱۶)

(المعجم ۳) - بَابٌ: اَلرُّؤْيَا ثَلَاثٌ (التحفة ۳)

باب:۳- خواب تین قسم کے ہوتے ہیں

۳۹۰۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هَوْذَةُ بْنُ خَلِيفَةَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: فَبُشْرَىٰ مِنَ اللهِ، وَحَدِيثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ. فَإِذَا رَأَىٰ أَحَدُكُمْ رُؤْيَا تُعْجِبُهُ فَلْيَقُصَّ، إِنْ شَاءَ، وَإِنْ رَأَىٰ شَيْئًا يَكْرَهُهُ، فَلَا يَقُصَّهُ عَلَىٰ أَحَدٍ، وَلْيَقُمْ يُصَلِّي».

۳۹۰۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا:''خواب تین قسم کے ہوتے ہیں:(ایک) اللہ کی طرف سے خوش خبری' (دوسرے) دل کے خیالات اور (تیسرے) شیطان کی طرف سے خوف زدہ کرنے کے لیے (برے اور ڈراؤنے خواب۔) جب کسی کو ایسا خواب آئے جو اسے اچھا لگے تو اگر وہ چاہے تو اسے (کسی کے سامنے) بیان کردے۔ اور اگر کوئی ناپسندیدہ چیز نظر آئے تو کسی کو خواب نہ سنائے اور اٹھ کر نماز پڑھے۔''

۳۹۰۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبِيدَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدِ اللهِ مُسْلِمُ بْنُ مِشْكَمٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، عَن رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: مِنْهَا أَهَاوِيلُ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ بِهَا ابْنَ آدَمَ. وَمِنْهَا مَا يَهُمُّ بِهِ الرَّجُلُ فِي يَقَظَتِهِ، فَيَرَاهُ فِي مَنَامِهِ، وَمِنْهَا جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ» قَالَ: قُلْتُ لَهُ:

۳۹۰۷- حضرت عوف بن مالک اشجعی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''خواب تین قسم کے ہوتے ہیں: بعض خواب ڈراؤنے ہوتے ہیں' (وہ) شیطان کی طرف سے انسان کو پریشان کرنے کے لیے (ہوتے ہیں۔) بعض ایسے ہوتے ہیں کہ انسان بیداری کی حالت میں جو کچھ سوچتا رہتا ہے' وہی کچھ خواب میں اسے نظر آجاتا ہے۔ اور بعض (خواب) وہ ہیں جو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔'' حضرت مسلم بن

۳۹۰۶_ أخرجه البخاري، التعبير، باب القيد في المنام، ح: ۷۰۱۷ من حديث عوف الأعرابي به مطولاً، وأخرجه مسلم، ح: ۲۲۶۳/ ٦ وغيره من حديث محمد بن سيرين به مطولاً، انظر، ح: ۳۹۱۷.

۳۹۰۷_ [صحيح] أخرجه الطبراني: ۱۸/ ۶۳، ۶۴، ح: ۱۱۸ من حديث يحيى به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۷۹٤، والبوصيري، وله شاهد.

أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ. أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

مشکم رحمۃ اللہ نے کہا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے (براہ راست) سنی ہے؟ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہے۔ ہاں میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اللہ کی طرف سے فرشتے کے ذریعے سے دکھائے جانے والے خواب سچے ہوتے ہیں، خواہ واضح ہوں یا ان کی تعبیر کی ضرورت ہو۔ ② شیطان جس طرح بیداری میں انسان کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اسی طرح نیند کی حالت میں پریشان کن خیالات کو خوابوں کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ ③ انسان دن میں جو کام کرتا ہے یا کرنا چاہتا ہے لیکن کسی وجہ سے کر نہیں سکتا، نیند میں اس قسم کے خیالات خوابوں کی صورت میں سامنے آجاتے ہیں۔ ان کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ④ جدید علم نفسیات صرف تیسری قسم کے خوابوں کے بارے میں بحث کرتا ہے۔ یہ لوگ فرشتوں اور شیطانوں پر ایمان نہ رکھنے کی وجہ سے پہلی اور دوسری قسم پر یقین نہیں رکھتے لیکن وہ ایک حقیقت ہیں جن کی مثالیں اکثر سامنے آتی رہتی ہیں۔ ⑤ انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی میں شامل ہیں، لہٰذا یقینی امور پر مشتمل ہوتے ہیں۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَنْ رَأَىٰ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا (التحفة ٤)

باب: ۴- جو شخص برا خواب دیکھے (وہ کیا کرے؟)

٣٩٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا رَأَىٰ أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا. وَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا. وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ».

۳۹۰۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کو ایسا خواب آئے جو اسے برا لگے تو اسے چاہیے کہ بائیں طرف تین بار تھوک دے، اور تین بار شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے، اور جس پہلو پر لیٹا ہوا ہو اسے بدل دے (دوسرے پہلو پر لیٹ کر سو جائے۔)“

٣٩٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: حَدَّثَنَا

۳۹۰۹- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٣٩٠٨ـ أخرجه مسلم، الرؤيا، باب في كون الرؤيا من الله وأنها جزء من النبوة، ح: ٢٢٦٢/ ٥ عن ابن رمح به.

٣٩٠٩ـ أخرجه البخاري، الطب، باب النفث في الرقية، ح: ٥٧٤٧/ ٦٩٨٤ من حديث يحيى بن سعيد به.

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ. فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُم شَيْئًا يَكْرَهُهُ، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا. وَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ثَلَاثًا. وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے' لہٰذا اگر کسی کو (خواب میں) ایسی چیز نظر آئے جو اسے ناگوار ہو تو اسے چاہیے کہ تین بار بائیں طرف تھوک دے اور شیطان مردود سے تین بار اللہ کی پناہ مانگے' اور جس پہلو پر لیٹا ہوا ہو اسے بدل دے۔''

٣٩١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْعُمَرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَتَحَوَّلْ وَلْيَتْفِلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا. وَلْيَسْأَلِ اللهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا».

٣٩١٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو ایسا خواب آئے جو اسے برا لگے تو اسے چاہیے کہ کروٹ بدل لے اور بائیں طرف تین بار تھوک دے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس خواب کی بہتری کا سوال کرے اور اس کے شر سے (اللہ کی) پناہ مانگے۔''

فوائد ومسائل: ① برا خواب شیطان کے شر سے ہوتا ہے' اس لیے اس سے حاصل ہونے والی پریشانی کا علاج [أَعُوذُ بِاللّٰهِ] پڑھنا ہے۔ ② بائیں طرف تھتکارنے میں یہی حکمت ہے کہ بائیں طرف شیطان سے مناسبت رکھتی ہے' وہ اس طرف سے آ کر دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ ③ کروٹ بدلنا جسمانی حالت میں ظاہری تبدیلی ہے جس میں اللہ سے اس کی رحمت کی امید اور درخواست کا اظہار ہے کہ اللہ پریشانی کی حالت تبدیل فرما کر اطمینان عطا فرما دے۔

(المعجم ٥) - بَابُ مَنْ لَعِبَ بِهِ الشَّيْطَانُ فِي مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ (التحفة ٥)

باب: ٥- شیطان جس سے خواب میں شرارت کرے اسے چاہیے کہ وہ خواب لوگوں کو نہ بتائے

٣٩١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٣٩١١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک

◀◀ ومسلم، الرؤيا، الباب السابق، ح: ٢٢٦١/ ٢ عن ابن رمح به.

٣٩١٠ـ [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل عبدالله بن عمر العمري، وله شواهد، منها الحديث السابق.

٣٩١١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٤ عن أبي أحمد محمد بن عبدالله بن الزبير الزبيري به، وهو في عمل ◀◀

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَأْسِي ضُرِبَ. فَرَأَيْتُهُ يَتَدَهْدَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَعْمِدُ الشَّيْطَانُ إِلَى أَحَدِكُمْ فَيَتَهَوَّلُ لَهُ. ثُمَّ يَغْدُو يُخْبِرُ النَّاسَ».

آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میرا سر اڑا دیا گیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ لڑھکتا جا رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان (بعض اوقات) کسی انسان کی طرف متوجہ ہو کر اسے (خواب میں) خوف زدہ کرتا ہے' پھر وہ (شخص) صبح لوگوں کو بتانے لگتا ہے (یہ مناسب نہیں۔'')

فوائد و مسائل: ① پریشان کن خواب کسی کو سنانا مناسب نہیں۔ ② انسان کو چاہیے کہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے ایسے خواب کو اہمیت نہ دے بلکہ گزشتہ باب کی احادیث کے مطابق عمل کرے۔ اللہ کی رحمت سے اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ واللہ أعلم.

٣٩١٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ، وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ، فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، كَأَنَّ عُنُقِي ضُرِبَتْ، وَسَقَطَ رَأْسِي، فَاتَّبَعْتُهُ فَأَخَذْتُهُ فَأَعَدْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ، فِي مَنَامِهِ، فَلَا يُحَدِّثَنَّ بِهِ النَّاسَ».

٣٩١٢- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا گلا کاٹ دیا گیا ہے اور میرا سر (جسم سے الگ ہو کر) گر گیا ہے۔ میں نے اس (لڑھکتے ہوئے سر) کا تعاقب کر کے اسے پکڑ لیا اور دوبارہ (جسم پر) لگا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کے ساتھ شیطان خواب میں شرارت کرے تو وہ (یہ خواب) لوگوں کو ہرگز نہ بتائے۔''

٣٩١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ

٣٩١٣- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو (برا) خواب

◀◀ اليوم والليلة للنسائي، ح: ٩١٣ من حديث الزبيري، ومصنف ابن أبي شيبة: ١١/ ٥٧، ٥٨، ح: ١٠٥٢٣، وصححه البوصيري، والحديث الآتي شاهد له.

٣٩١٢ـ أخرجه مسلم، الرؤيا، باب لا يخبر بتلعب الشيطان به في المنام، ح: ٢٢٦٨/ ١٥ من حديث الأعمش به.

٣٩١٣ـ أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٢٦٨/ ١٢ عن ابن رمح به.

جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يُخْبِرِ النَّاسَ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي الْمَنَامِ».

آئے تو اسے چاہیے کہ خواب میں اس سے ہونے والی شیطانی شرارتیں لوگوں کو نہ بتائے۔''

(المعجم ٦) - بَابُ الرُّؤْيَا إِذَا عُبِرَتْ وَقَعَتْ فَلَا يَقُصَّهَا إِلَّا عَلَى وَادٍّ (التحفة ٦)

باب:٦-جب خواب کی تعبیر بیان کر دی جائے تو اسی طرح واقع ہو جاتی ہے' اس لیے خواب کسی محبت رکھنے والے ہی کو سنانا چاہیے

٣٩١٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ الْعُقَيْلِيِّ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «الرُّؤْيَا عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ تُعْبَرْ. فَإِذَا عُبِرَتْ وَقَعَتْ» قَالَ: «وَالرُّؤْيَا جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ» قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: «لَا يَقُصُّهَا إِلَّا عَلَى وَادٍّ أَوْ ذِي رَأْيٍ».

٣٩١٤-حضرت ابورزین (لقیط بن صبرہ عقیلی) ؓ سے مروی ہے کہ بے شک انھوں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''خواب کی جب تک تعبیر بیان نہ کی جائے اس وقت تک وہ (گویا) پرندے کے پاؤں میں ہوتا ہے۔ جب تعبیر کر دی جائے تو واقع ہو جاتا ہے۔'' اور فرمایا: ''خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔'' اور غالباً یہ بھی فرمایا: ''خواب صرف اسی کو سنائے جو محبت رکھنے والا یا سمجھ دار ہو۔''

فوائد ومسائل: ① پرندے کے پنجے میں پکڑی ہوئی چیز گر بھی سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ نہ گرے۔ اسی طرح خواب کی جب تک تعبیر نہ کی جائے تب تک یہ ممکن ہے کہ خواب میں دیا ہوا اشارہ واقع ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ واقع نہ ہو۔ جب تعبیر کر دی جائے پھر اس کا وہی مطلب بن جاتا ہے جو بیان کیا گیا۔ ② امام بخاری ؒ بیان کرتے ہیں کہ اگر پہلے تعبیر کرنے والے نے تعبیر میں غلطی کی ہو اور اس کے بعد دوسرا شخص صحیح تعبیر کر دے تو دوسری تعبیر ہی معتبر ہوگی۔ (صحيح البخاري' التعبير' باب من لم ير الرؤيا لأول عابر إذا لم يصب' حديث:٧٠٤٦) ③ تعبیر بیان کرنے والا شخص جاہل نہیں ہونا چاہیے ورنہ وہ غلط تعبیر بیان کرے گا جو پریشانی کا باعث ہوگی جب کہ عالم اس کا اچھا محمل تلاش کرنے کی کوشش کرے گا' اسی طرح مخلص دوست

٣٩١٤ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في الرؤيا، ح:٥٠٢٠ من حديث هشيم به، وهو في المصنف:١١/ ٥٠، ح:١٠٤٩٨، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح:٢٢٧٨، ٢٢٧٩، وصححه ابن حبان، ح:١٧٩٥ـ١٧٩٧، والحاكم:٤/ ٣٩٠، والذهبي، وابن دقيق العيد، وحسنه الحافظ في الفتح:٢/ ٤٣٢.

اچھا مطلب تلاش کرے گا جب کہ اجنبی شخص کے دل میں وہ ہمدردی نہیں ہوگی' اس لیے ممکن ہے کہ وہ نامناسب تعبیر بیان کردے۔

(المعجم ٧) - **بَابٌ: عَلٰى مَا تُعْبَرُ [بِهِ] الرُّؤْيَا؟** (التحفة ٧)

باب:۷-خواب کی تعبیر کس بنیاد پر کی جائے؟

٣٩١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اعْتَبِرُوهَا بِأَسْمَائِهَا. وَكَنُّوهَا بِكُنَاهَا، وَالرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ».

۳۹۱۵-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خوابوں کو ان (میں نظر آنے والی چیزوں) کے ناموں سے سمجھو' اور چیزوں کی کنیتوں سے ان کے کنایات (واشارات) سمجھو' اور خواب پہلے تعبیر کرنے والے کے لیے ہے۔''

فائدہ: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ بنابریں خواب کی وہ تعبیر صحیح ہونا جو سب سے پہلے بیان کی جائے' ضروری نہیں جیسے سابقہ حدیث کے فوائد میں تفصیل گزر چکی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٨) - **بَابُ مَنْ تَحَلَّمَ حُلْمًا كَاذِبًا** (التحفة ٨)

باب:۸-جھوٹ موٹ کا خواب بیان کرنا (سخت گناہ ہے)

٣٩١٦- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَحَلَّمَ حُلْمًا كَاذِبًا، كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ. وَيُعَذَّبُ عَلٰى ذٰلِكَ».

۳۹۱۶-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جھوٹا خواب بیان کیا اسے جو کے دو دانوں کو ایک دوسرے سے گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا اور (وہ ایسا نہیں کر سکے گا' چنانچہ) اسے اس وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔''

٣٩١٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١١/ ٧١، ح: ١٠٥٤٤ من حديث الأعمش به مطولاً، وانظر، ح: ١٠٨٠ لحال الرقاشي: وفيه علة أخرى، وأخرج أبوداود، ح: ٥٠٢٠ بلفظ: الرؤيا على رجل طائر ... الخ انظر الحديث السابق، وله شاهد عند الحاكم: ٤/ ٣٩١، وصححه، ووافقه الذهبي، وإسناده صحيح على شرط البخاري.

٣٩١٦ـ أخرجه البخاري، التعبير، باب من كذب في حلمه، ح: ٧٠٤٢ من حديث أيوب به.

فوائد و مسائل: ① جس شخص نے خواب نہیں دیکھا' اپنے ہی پاس سے بنا کر بیان کر دیتا ہے' اس کا یہ جھوٹ بہت بڑا گناہ ہے۔ ② جھوٹا خواب بیان کرنا اس لیے زیادہ برا ہے کہ اس کی کسی طرح تحقیق نہیں کی جا سکتی کہ اس نے خواب دیکھا ہے یا نہیں۔ ③ بعض افراد نبی اکرم ﷺ یا کسی اور اہم شخصیت کے خواب میں نظر آنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عام لوگ اسے ان کی بزرگی کی علامت سمجھ کر محبت واحترام کا اظہار شروع کر دیتے ہیں' حالانکہ اصل شرف نیک اعمال کا انجام دینا ہے ورنہ کافر اور منافق تو حقیقی طور پر نبی ﷺ کو دیکھتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ کسی احترام کے مستحق نہیں گردانے گئے۔ ④ خواب کسی کام کے جائز یا ناجائز ہونے کا ثبوت نہیں۔ شرعی مسائل کے لیے شرعی دلائل ضروری ہیں۔ کسی کا یہ دعویٰ کہ مجھے نبی ﷺ نے فلاں کام کی اجازت دی ہے' قابل قبول نہیں۔

(المعجم ۹) - **بَاب: أَصْدَقُ النَّاسِ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا** (التحفة ۹)

باب:۹- زیادہ سچ بولنے والے کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے

۳۹۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَرُبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ. وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا. وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

۳۹۱۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زمانہ (ختم ہونے کے) قریب آ جائے گا تو (اس زمانے میں) مومن کا خواب شاذ و نادر ہی جھوٹا نکلے گا۔ اور زیادہ سچا خواب اس کا ہوگا جو (روزمرہ زندگی میں) بات چیت میں زیادہ سچا ہے۔ اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① قیامت کے قریب کفر' فسق اور جہالت کا غلبہ ہوگا۔ سچے مومن بہت کم ہوں گے۔ ان مومنوں کے خواب سچے ہوں گے۔ ② بعض علماء نے اس سے مراد حضرت عیسیٰ ؑ کے نزول کا زمانہ لیا ہے' البتہ حافظ ابن حجر ؒ نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔ (فتح الباري: ۱۲/ ۵۰۸) نیک آدمی کے خواب زیادہ سچے ہوتے ہیں۔ ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ مذکورہ روایت کا اکثر حصہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے جیسا کہ تخریج میں ہمارے محقق نے بھی اشارہ کیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف اور معناً صحیح ہے۔

۳۹۱۷- [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري، ح: ۷۰۱۷، ومسلم، ح: ۲۲۶۳/ ۶ من حديث محمد بن سيرين به مطولاً، انظر، ح: ۳۹۰۶، وهٰذا طرف منه.

(المعجم ١٠) - **بَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا**

(التحفة ١٠)

باب:۱۰-خواب کی تعبیر

٣٩١٨- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبِ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ، مُنْصَرَفَهُ مِنْ أُحُدٍ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ سَمْنًا وَعَسَلًا. وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا. فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ. وَرَأَيْتُ سَبَبًا وَاصِلًا إِلَى السَّمَاءِ. رَأَيْتُكَ أَخَذْتَ بِهِ، فَعَلَوْتَ بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَكَ فَعَلَا بِهِ. ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَهُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَهُ فَانْقَطَعَ بِهِ. ثُمَّ وُصِلَ لَهُ فَعَلَا بِهِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: دَعْنِي أَعْبُرْهَا، يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «اعْبُرْهَا» قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ. وَأَمَّا مَا يَنْطِفُ مِنْهَا مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ، فَهُوَ الْقُرْآنُ. حَلَاوَتُهُ وَلِينُهُ. وَأَمَّا مَا يَتَكَفَّفُ مِنْهُ النَّاسُ، فَالْآخِذُ مِنَ الْقُرْآنِ كَثِيرًا وَقَلِيلًا. وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ إِلَى السَّمَاءِ، فَمَا أَنْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ، أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَا بِكَ. ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ. ثُمَّ آخَرُ،

۳۹۱۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جنگِ اُحد سے واپس تشریف لائے تو ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں ایک سائبان (یا بادل) دیکھا ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ لوگ اس (گھی اور شہد) سے لے رہے ہیں۔ کوئی زیادہ لے رہا ہے کوئی کم۔ اور میں نے ایک رسی دیکھی جو آسمان تک پہنچی ہوئی تھی۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ نے اسے پکڑا اور اس کے ذریعے سے اوپر تشریف لے گئے' پھر آپ کے بعد ایک اور آدمی نے وہ رسی پکڑی اور وہ اس کے ذریعے سے اوپر چلا گیا' پھر اس کے بعد ایک اور آدمی نے اسے پکڑا وہ بھی اس کے ذریعے سے اوپر چلا گیا' پھر اس کے بعد ایک آدمی نے اسے پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی۔ پھر وہ رسی جوڑ دی گئی تو وہ اس کے ذریعے سے اوپر چلا گیا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس کی تعبیر کرنے کی اجازت دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''آپ اس کی تعبیر کریں۔'' حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: سائبان (یا بادل) تو اسلام ہے۔ اس سے ٹپکنے والا شہد اور گھی قرآن' یعنی اس کی شیرینی اور نرمی ہے' اور اس سے لینے والے لوگ کم یا زیادہ قرآن (کا

٣٩١٨ـ أخرجه البخاري، التعبير، باب رؤيا الليل، ح: ٧٠٤٦ من حديث الزهري به، ومسلم، الرؤيا، باب في تأويل الرؤيا، ح: ٢٢٦٩ من حديث ابن عيينة به.

فَيَعْلُو بِهِ. ثُمَّ آخَرُ، فَيَنْقَطِعُ بِهِ. ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ. قَالَ: «أَصَبْتَ بَعْضًا، وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا». قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ لَتُخْبِرَنِّي بِالَّذِي أَصَبْتُ مِنَ الَّذِي أَخْطَأْتُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُقْسِمْ. يَا أَبَا بَكْرٍ».

علم وفہم) حاصل کرنے والے ہیں۔ آسمان تک پہنچنے والی رسی سے مراد وہ حق (سچا دین) ہے جس پر آپ قائم ہیں۔ آپ نے اسے پکڑا اور اس کے ذریعے سے بلند ہوگئے (بلند درجات پر فائز ہوگئے۔) پھر آپ کے بعد ایک آدمی پکڑے گا اور اس کے ذریعے سے بلند ہوجائے گا۔ پھر دوسرا آدمی بھی اس (کو پکڑ کر اس) کے ذریعے سے بلند ہوجائے گا۔ پھر ایک اور آدمی پکڑے گا تو رسی ٹوٹ جائے گی لیکن پھر جڑ جائے گی اور وہ اس کے ذریعے سے بلند ہوجائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آپ نے کچھ صحیح کہا اور کچھ غلطی کی ہے۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول! میں آپ کو قسم دے کر عرض کرتا ہوں کہ مجھے یہ بتا دیجیے کہ میں نے کون سی بات صحیح کہی اور کون سی غلط کہی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر! قسم نہ کھاؤ۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَيْتُ ظُلَّةً بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ تَنْطُفُ سَمْنًا وَعَسَلًا. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، نَحْوَهُ.

دوسری سند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آسمان اور زمین کے درمیان ایک سائبان (یا بادل) دیکھا جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا.....“ اور پوری حدیث (مفہوماً) پہلی حدیث کی مانند بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① بزرگ اور استاد کی اجازت سے عام آدمی یا شاگرد تعبیر بیان کرسکتا ہے۔ ② رسی پکڑنے سے مراد دین پر عمل کرنا اور تین بزرگوں کا اس رسی کو پکڑنا نبی ﷺ کی نیابت اور خلافت کے منصب پر فائز ہونا ہے۔ ③ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے رسی کا ٹوٹ جانا ان مشکلات اور فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو انھیں پیش آئے۔ اور اسی رسی کے جڑ جانے کے بعد اس کے ذریعے سے اوپر

چلے جانے سے غالباً یہ اشارہ ہے کہ وہ اس فتنے میں حق پر ہوں گے' لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ اور دونوں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہی جنت میں ہوں گے۔ ④ کسی حکمت کی بنا پر خواب کے کچھ کی حصے کی تعبیر بتانا اور کچھ نہ بتانا جائز ہے' جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعبیر میں واقع ہونے والی غلطی کی وضاحت نہیں فرمائی۔ ⑤ اس سچے خواب میں خلفائے ثلاثہ کی عظمت وشان کا اظہار ہے۔

٣٩١٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الصَّنْعَانِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا، شَابًّا، عَزَبًا، فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَكُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ. فَكَانَ مَنْ رَأَى مِنَّا رُؤْيَا، يَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ فَأَرِنِي رُؤْيَا يُعَبِّرُهَا لِيَ النَّبِيُّ ﷺ. فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ أَتَيَانِي فَانْطَلَقَا بِي. فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ. فَقَالَ: لَمْ تُرَعْ. فَانْطَلَقَا بِي إِلَى النَّارِ. فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ. وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ. فَأَخَذُوا بِي ذَاتَ الْيَمِينِ. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَفْصَةَ. فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ، لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ».

٣٩١٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں غیر شادی شدہ نوجوان لڑکا تھا۔ میں رات کو مسجد میں سویا کرتا تھا۔ ہم میں سے جو کوئی خواب دیکھتا' نبی ﷺ سے بیان کرتا۔ میں نے کہا: یا اللہ! اگر تیرے پاس میرے لیے خیر ہے تو مجھے بھی کوئی خواب دکھا دے جس کی تعبیر نبی ﷺ کریں' چنانچہ (ایک بار) میں سویا تو میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھے ساتھ لے گئے۔ انھیں ایک اور فرشتہ ملا' اس نے (مجھ سے) کہا: گھبرا مت۔ وہ دونوں فرشتے مجھے جہنم کی طرف لے گئے۔ دیکھا تو اس کی منڈیر بنی ہوئی تھی جس طرح کنویں کی منڈیر ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس میں کچھ لوگ تھے جن میں سے بعض کو میں نے پہچان لیا' پھر وہ (فرشتے) مجھے دائیں طرف لے گئے۔ صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب (اپنی ہمشیرہ ام المومنین) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خواب سنایا تو آپ نے فرمایا: ''عبداللہ نیک آدمی ہے' کاش وہ رات کو نماز تہجد زیادہ پڑھتا۔''

٣٩١٩_ [صحيح] أخرجه أبوداود، ح: ٣٢٦٨، ٤٦٣٢ عن محمد بن يحيى به، والترمذي، ح: ٢٢٩٣ من حديث عبدالرزاق، وقال: "حسن صحيح".

قَالَ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ.

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت سالم رحمہ اللہ نے) فرمایا: اس لیے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رات کو بہت زیادہ نماز پڑھتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ایک نوجوان کنوارا آدمی ضرورت پڑنے پر دن یا رات کو مسجد میں سو سکتا ہے۔ ② نیک آدمی کی اس انداز سے تعریف کرنا جائز ہے جس سے اس میں فخر کے جذبات پیدا ہونے کا خدشہ نہ ہو۔ ③ نیکی کی ترغیب دلانے کے لیے موجود نیکی کا ذکر کر کے کوتاہی بیان کرنا درست ہے تاکہ اصلاح کی ہمت پیدا ہو۔ ④ اس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے جنتی ہونے کا اشارہ ہے۔

٣٩٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ. فَجَلَسْتُ إِلَى شِيَخَةٍ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ. فَجَاءَ شَيْخٌ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَصًا لَهُ. فَقَالَ الْقَوْمُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا. فَقَامَ خَلْفَ سَارِيَةٍ. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: قَالَ: بَعْضُ الْقَوْمِ كَذَا وَكَذَا. قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ. الْجَنَّةُ لِلّٰهِ يُدْخِلُهَا مَنْ يَشَاءُ. وَإِنِّي رَأَيْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ رُؤْيَا. رَأَيْتُ كَأَنَّ رَجُلًا أَتَانِي فَقَالَ لِي: انْطَلِقْ. فَذَهَبْتُ مَعَهُ. فَسَلَكَ بِي فِي نَهْجٍ عَظِيمٍ. فَعُرِضَتْ عَلَيَّ طَرِيقٌ عَلَى يَسَارِي. فَأَرَدْتُ أَنْ أَسْلُكَهَا.

٣٩٢٠- حضرت خرشہ بن حر فزاری رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں مدینہ منورہ آیا تو مسجد نبوی میں کچھ بزرگ حضرات کے پاس بیٹھ گیا۔ ایک بزرگ لاٹھی ٹیکتے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: جو کوئی ایک جنتی آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ انھیں دیکھ لے۔ انھوں نے ایک ستون کے پیچھے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ میں اٹھ کر ان کے پاس گیا اور انھیں کہا: کچھ لوگ آپ کے بارے میں اس اس طرح کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا: الحمدللہ! جنت اللہ کی ہے وہ جسے چاہے گا اس میں داخل کرے گا۔ (لوگ یہ بات اس لیے کہتے ہیں کہ) میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے زمانۂ مبارک میں ایک خواب دیکھا تھا۔ میں نے دیکھا گویا ایک آدمی میرے پاس آیا اور اس نے کہا: چلیے تو میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ وہ مجھے ایک بڑی شاہراہ پر لے چلا۔ (چلتے چلتے) مجھے بائیں طرف ایک راستہ نظر آیا۔ میں نے اس پر چلنے کا ارادہ کیا تو اس (میرے ساتھی) نے

٣٩٢٠- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن سلام رضي الله عنه، ح: ٢٤٨٤/ ١٥٠ من حديث خرشة به، وهو في المصنف: ١١/ ٦٦-٦٨ ح: ١٠٥٣٦.

فَقَالَ: إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِهَا. ثُمَّ عُرِضَتْ عَلَيَّ طَرِيقٌ عَنْ يَمِينِي. فَسَلَكْتُهَا. حَتَّى إِذَا انْتَهَيْتُ إِلَى جَبَلٍ زَلَقٍ فَأَخَذَ بِيَدِي. فَزَجَّلَ بِي. فَإِذَا أَنَا عَلَى ذُرْوَتِهِ. فَلَمْ أَتَقَارَّ وَلَمْ أَتَمَاسَكْ. وَإِذَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ، فِي ذُرْوَتِهِ حَلْقَةٌ مِنْ ذَهَبٍ. فَأَخَذَ بِيَدِي فَزَجَّلَ بِي. حَتَّى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ. فَقَالَ: اسْتَمْسَكْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. فَضَرَبَ الْعَمُودَ بِرِجْلِهِ. فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ.

کہا: آپ اس راستے والوں میں سے نہیں۔ پھر مجھے دائیں طرف ایک راستہ نظر آیا۔ میں اس پر چل پڑا حتی کہ میں ایک پھسلواں پہاڑ تک جا پہنچا۔ اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اوپر کی طرف اچھال دیا۔ اچانک میں اس (پہاڑ) کی چوٹی پر پہنچ گیا۔ میں وہاں نہ ٹھہر سکا اور پاؤں نہ جما سکا۔ اچانک دیکھا کہ لوہے کا ایک ستون ہے جس کے بالائی حصے میں سونے کا ایک حلقہ ہے۔ اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اوپر اچھال دیا حتی کہ میں نے وہ حلقہ پکڑ لیا۔ اس نے کہا: کیا آپ نے اسے اچھی طرح پکڑ لیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، تو پھر اس نے ستون کو پاؤں مارا (اور گرادیا) اور میں حلقے کو مضبوطی سے پکڑے رہا۔ (پھر میں بیدار ہوگیا۔)

فَقَالَ: قَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رَأَيْتَ خَيْرًا. أَمَّا الْمَنْهَجُ الْعَظِيمُ فَالْمَحْشَرُ. وَأَمَّا الطَّرِيقُ الَّتِي عُرِضَتْ عَنْ يَسَارِكَ، فَطَرِيقُ أَهْلِ النَّارِ. وَلَسْتَ مِنْ أَهْلِهَا. وَأَمَّا الطَّرِيقُ الَّتِي عُرِضَتْ عَنْ يَمِينِكَ، فَطَرِيقُ أَهْلِ الْجَنَّةِ. وَأَمَّا الْجَبَلُ الزَّلَقُ فَمَنْزِلُ الشُّهَدَاءِ. وَأَمَّا الْعُرْوَةُ الَّتِي اسْتَمْسَكْتَ بِهَا، فَعُرْوَةُ الْإِسْلَامِ. فَاسْتَمْسِكْ بِهَا حَتَّى [تَمُوتَ]».

صحابی فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو خواب سنایا تو آپ نے فرمایا: ''تو نے اچھی چیز دیکھی ہے۔ وہ شاہراہ تو میدانِ محشر تھی۔ بائیں طرف جو راستہ نظر آیا' وہ جہنمیوں کا راستہ تھا۔ تو اس راستے والوں میں سے نہیں۔ اور جو راستہ تجھے دائیں طرف نظر آیا' وہ اہل جنت کا راستہ تھا۔ وہ پھسلواں پہاڑ شہیدوں کا مقام تھا اور جو حلقہ تو نے پکڑا وہ اسلام کا حلقہ ہے۔ اسے فوت ہونے تک مضبوطی سے پکڑے رہنا۔''

فَأَنَا أَرْجُو أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. وَإِذَا هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ.

(اب اس خواب اور نبی ﷺ کی اس تعبیر کی وجہ سے) مجھے امید ہے کہ میں جنت والوں میں سے ہوں گا۔ (دریافت کرنے پر) معلوم ہوا کہ وہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہودی مذہب پر تھے اور ان کے بہت بڑے عالم تھے۔ ② دین پر مرتے دم تک قائم رہنا نجات کا باعث ہے۔ ③ شہادت کے منصب کو پھسلواں پہاڑ سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ جس طرح پھسلن والے پہاڑ پر چڑھنا مشکل ہوتا ہے اسی طرح جہاد کر کے شہادت حاصل کرنا مشکل ہے لیکن وہ پہاڑ کی طرح بلند اور عظیم مقام ہے۔

۳۹۲۱- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدَةُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ. فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا يَمَامَةُ أَوْ هَجَرٌ. فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ، يَثْرِبُ. وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هٰذِهِ، أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ. فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ. ثُمَّ هَزَزْتُهُ فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ. فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ. وَرَأَيْتُ فِيهَا، أَيْضًا، بَقَرًا. وَاللّٰهُ خَيْرٌ. فَإِذَا هُمُ النَّفَرُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ. وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ، بَعْدُ، وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا [اللّٰهُ بِهِ] يَوْمَ بَدْرٍ».

۳۹۲۱- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسے علاقے کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجوروں کے درخت (بہت زیادہ) ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ وہ یمامہ یا ہجر کا علاقہ ہے۔ لیکن وہ تو مدینہ یعنی یثرب تھا۔ اور میں نے اپنے اس خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار چلائی تو اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا۔ اس کا مطلب (یہ ظاہر ہوا کہ وہ) اُحد کے دن مسلمانوں کو پہنچنے والا نقصان تھا' پھر میں نے تلوار کو حرکت دی تو وہ پہلے سے بہتر ہوگئی۔ تو اس سے مراد وہ فتح اور مسلمانوں کا (منتشر ہو جانے کے بعد) اکٹھا ہو جانا تھا جو اللہ نے نصیب فرمایا۔ میں نے اس خواب میں گائیں دیکھیں اور (خواب میں سنا) اللہ بہتری والا ہے۔ اس کا مطلب جنگ احد میں شہید ہونے والے مومن افراد تھے۔ اور خیر سے مراد بعد میں حاصل ہونے والی بھلائی تھی (اور اس سے پہلے) بدر میں اللہ نے ہمیں خلوص کا جو ثواب عطا فرمایا (وہ مراد تھا۔)“

فوائد و مسائل: ① تلوار سے مراد مسلمانوں کی اجتماعی قوت' تلوار ٹوٹنے سے مراد اس قوت میں کمی اور تلوار درست ہو جانے کا مطلب' اس نقصان کا ازالہ تھا۔ ② گائے کا ذبح ہونا مومن کی شہادت کا اشارہ ہے۔

۳۹۲۱- أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح:۳۶۲۲/ ۳۹۸۷، ۴۰۸۱، ۷۰۳۵، ۷۰۴۱، ومسلم، الرؤيا، باب رؤيا النبي ﷺ، ح:۲۲۷۲ من حديث أبي أسامة به.

③ ہجرت والا خواب اس لحاظ سے سچ تھا کہ کھجوروں والے علاقے کی طرف ہجرت ہوئی' البتہ اس علاقے کے تعین میں اشتباہ ہوا' یعنی اصل تعبیر مدینہ منورہ ہی تھی۔ ④ جاہلیت میں مدینہ شریف کا نام یثرب تھا۔ ہجرت نبوی کے بعد اس کا نام مدینة النبي ''نبی ﷺ کا شہر'' ہو گیا۔ نبی ﷺ نے اس کا نام طَیبہ اور طابہ (پاک زمین) رکھا۔ اب اسے یثرب نہیں کہنا چاہیے۔ نبی ﷺ نے صرف وضاحت کے لیے ''یثرب'' کا لفظ فرمایا۔

٣٩٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَيْتُ فِي يَدِي سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ. فَنَفَخْتُهُمَا. فَأَوَّلْتُهُمَا هٰذَيْنِ الْكَذَّابَيْنِ: مُسَيْلِمَةَ وَالْعَنْسِيَّ».

٣٩٢٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے۔ میں نے ان پر پھونک ماری (تو وہ غائب ہو گئے۔) میں نے اس کی تعبیر کی کہ ان سے مراد یہ دو کذاب ہیں: مُسَیلمہ اور عنسی۔''

فوائد ومسائل: ① مرد کے لیے سونے کے زیور پہننا منع ہیں' اس لیے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں سونے کے کنگنوں سے مراد کوئی ناگوار واقعہ یا شخص ہی ہو سکتا ہے۔ اور پھونک مارنے سے مراد ان کا مقابلہ کرنا اور انھیں شکست دینا ہے۔ ② اسود عنسی نے یمن کے شہر صنعاء میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ اسے صحابۂ کرام ؓ نے اس کے گھر میں داخل ہو کر قتل کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے اس کے خلاف فوج کشی کی اور وہ مارا گیا۔ اسے حضرت وحشی ؓ نے قتل کیا تھا جنھوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے سید الشہداء حضرت حمزہ ؓ کو جنگ احد میں شہید کیا تھا۔

٣٩٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا [مُعَاوِيَةُ] ابْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ قَابُوسَ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ الْفَضْلِ: يَارَسُولَ اللهِ رَأَيْتُ كَأَنَّ فِي بَيْتِي عُضْوًا مِنْ أَعْضَائِكَ. قَالَ: «خَيْرًا رَأَيْتِ. تَلِدُ فَاطِمَةُ غُلَامًا فَتُرْضِعِيهِ» فَوَلَدَتْ حُسَيْنًا

٣٩٢٣- حضرت قابوس بن مخارق ؒ سے روایت ہے' حضرت ام فضل (لبابہ بنت حارث) ؓ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! میں نے (خواب میں) دیکھا گویا میرے گھر میں آپ کے جسم مبارک کا حصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اچھی چیز دیکھی ہے۔ فاطمہ (ؓ) کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا تو تم اسے دودھ پلاؤ گی۔''

٣٩٢٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٨، ٣٤٤ من حديث محمد بن عمرو به، وهو في المصنف: ١١/ ٥٨، ح: ١٠٥٢٥.

٣٩٢٣ـ [صحيح] تقدم ح: ٥٢٢، وأخرجه أبوداود من حديث سماك به.

أَوْحَسَنًا. فَأَرْضَعَتْهُ بِلَبَنِ قُثَم. قَالَتْ: فَجِئْتُ بِهِ [إِلَى] النَّبِيِّ ﷺ، فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ فَبَالَ. فَضَرَبْتُ كَتِفَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْجَعْتِ ابْنِي، رَحِمَكِ اللهُ».

چنانچہ حضرت فاطمہ ؓ کے ہاں حضرت حسن یا حضرت حسین ؓ کی ولادت ہوئی تو انھیں ام الفضل ؓ نے دودھ پلایا جو قثم (بن عباس) ؓ سے تھا۔ انھوں نے بیان فرمایا: میں انھیں (حسن یا حسین ؓ کو) لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی آغوش میں رکھ دیا۔ بچے نے پیشاب کر دیا تو میں نے اس کے کندھے پر چپت لگائی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تجھ پر رحم کرے! تو نے میرے بیٹے کو تکلیف پہنچائی ہے۔''

٣٩٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو [عَاصِمٍ]: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ، خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِالْمَهْيَعَةِ، وَهِيَ الْجُحْفَةُ. فَأَوَّلْتُهَا وَبَاءً بِالْمَدِينَةِ. فَنُقِلَ إِلَى الْجُحْفَةِ».

٣٩٢٤- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ کا خواب بیان فرمایا کہ آپ نے فرمایا: ''میں نے ایک سیاہ فام اور بکھرے بالوں والی عورت دیکھی' وہ مدینہ سے نکلی اور مَہیعہ' یعنی جُحفہ کے مقام پر جا ٹھہری۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ کی وبا جُحفہ منتقل ہوگئی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① شروع میں مدینہ کی آب و ہوا اچھی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعے سے اپنے نبی ﷺ کو خوشخبری دی کہ مدینہ سے وبا ختم ہو جائے گی' چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ ② خواب میں بدصورت انسان سے مراد بیماری یا مصیبت اور خوبصورت انسان سے مراد راحت و نعمت ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

٣٩٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ

٣٩٢٥- حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قبیلۂ بَلِيّ کے دو آدمی نبی ﷺ

٣٩٢٤ـ أخرجه البخاري، التعبير، باب إذا رأى أنه أخرج الشيء من كوة فأسكنه موضعًا آخر، ح:٧٠٣٨، و ح:٧٠٣٩، وح:٧٠٤٠ من حديث موسى بن عقبة به.

٣٩٢٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٦٣، ح: ١٤٠٣ من حديث ابن الهاد به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٦٦، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٣، وحسنه الهيثمي: ١٠/ ٢٠٤.

ابْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ بَلِيٍّ قَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَكَانَ إِسْلَامُهُمَا جَمِيعًا. فَكَانَ أَحَدُهُمَا أَشَدَّ اجْتِهَادًا مِنَ الْآخَرِ فَغَزَا الْمُجْتَهِدُ مِنْهُمَا فَاسْتُشْهِدَ. ثُمَّ مَكَثَ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً. ثُمَّ تُوُفِّيَ.

کے پاس (ہجرت کرکے مدینہ) آگئے۔ وہ دونوں اکٹھے مسلمان ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک دوسرے کی نسبت (نیکی کے کاموں میں) زیادہ محنت کرنے والا تھا' چنانچہ اس محنت کرنے والے نے جہاد کیا اور شہید ہوگیا۔ دوسرا آدمی اس کے بعد ایک سال تک زندہ رہا' پھر وہ فوت ہوگیا۔

قَالَ طَلْحَةُ: فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ، إِذَا أَنَا بِهِمَا. فَخَرَجَ خَارِجٌ مِنَ الْجَنَّةِ فَأَذِنَ لِلَّذِي تُوُفِّيَ الْآخِرَ مِنْهُمَا. ثُمَّ خَرَجَ، فَأَذِنَ لِلَّذِي اسْتُشْهِدَ. ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ: ارْجِعْ. فَإِنَّكَ لَمْ يَأْنِ لَكَ بَعْدُ.

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوں۔ اچانک دیکھا کہ وہ دونوں بھی وہاں موجود ہیں۔ جنت سے ایک آدمی باہر آیا اور اس نے بعد میں فوت ہونے والے کو (جنت میں جانے کی) اجازت دے دی۔ (کچھ دیر بعد) وہ پھر نکلا اور شہید ہونے والے کو اجازت دے دی۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہا: واپس چلے جاؤ' ابھی آپ کا وقت نہیں آیا۔

فَأَصْبَحَ طَلْحَةُ يُحَدِّثُ بِهِ النَّاسَ. فَعَجِبُوا لِذٰلِكَ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ. وَحَدَّثُوهُ الْحَدِيثَ. فَقَالَ: «مِنْ أَيِّ ذٰلِكَ تَعْجَبُونَ؟» فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ هٰذَا كَانَ أَشَدَّ الرَّجُلَيْنِ اجْتِهَادًا. ثُمَّ اسْتُشْهِدَ. وَدَخَلَ هٰذَا الْآخِرُ الْجَنَّةَ قَبْلَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَيْسَ قَدْ مَكَثَ هٰذَا بَعْدَهُ سَنَةً؟» قَالُوا: بَلَى. قَالَ: «وَأَدْرَكَ رَمَضَانَ فَصَامَ. وَصَلّٰى كَذَا وَكَذَا مِنْ سَجْدَةٍ فِي السَّنَةِ؟» قَالُوا: بَلَى. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَمَا بَيْنَهُمَا أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ

صبح ہوئی تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خواب سنایا۔ انھیں اس پر تعجب ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی معلوم ہوا' اور لوگوں نے نبی ﷺ کو (تفصیل سے خواب کی) بات سنائی۔ آپ نے فرمایا: ''تمھیں کس بات پر تعجب ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دونوں میں یہ شخص زیادہ محنت والا تھا' پھر اسے شہادت بھی نصیب ہوئی لیکن جنت میں دوسرا اس سے پہلے چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (دوسرا) اس (پہلے) کے بعد ایک سال تک زندہ نہیں رہا؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس میں

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ».

روزے رکھے اور سال میں اتنی اتنی رکعت نماز پڑھی؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں (کے درجات) میں تو آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ فرق ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بعض اوقات خواب سے وہی کچھ مراد ہوتا ہے جو خواب میں نظر آیا' جیسے اس خواب کو صحابہ نے حقیقت پر محمول کیا اور اس کی تعبیر کچھ اور نہیں سمجھی۔ نبی ﷺ نے بھی ان کے اس فہم کی تائید فرمائی۔ ② مومن کے لیے لمبی زندگی رحمت ہے جب کہ نیکیوں کی توفیق حاصل ہو۔ ③ طویل عرصہ نماز روزے کا ثواب شہادت کے ثواب سے زیادہ بھی ہوسکتا ہے لیکن شہید کے لیے کچھ خاص انعامات ہیں جو دوسروں کو حاصل نہیں ہوتے۔ ④ اس حدیث میں ان دو صحابیوں کے جنتی ہونے کی بشارت ہے اور حضرت طلحہ ؓ کے لیے بھی جنت کی بشارت ہے' ویسے بھی حضرت طلحہ ؓ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں جنھیں اللہ کے رسول ﷺ نے نام لے کر جنت کی بشارت دی۔

۳۹۲۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ الْهُذَلِيُّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْرَهُ الْغِلَّ وَأُحِبُّ الْقَيْدَ، الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ».

۳۹۲۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں اور (پاؤں کی) بیڑی کو پسند کرتا ہوں۔ بیڑی دین میں ثابت قدمی کی علامت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق اور دیگر محققین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس روایت کی بابت اکثر محققین کی رائے ہے کہ یہ روایت مرفوعاً ضعیف ہے' موقوفاً صحیح ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں بلکہ حضرت ابوہریرہ ؓ کا قول ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن ابن ماجہ' رقم:۸۴۷' وسنن ابن ماجہ بتحقیق الدکتور بشار عواد' رقم:۳۹۲۶) ② حافظ ابن حجر ؒ نے امام قرطبی ؒ کا قول نقل فرمایا ہے کہ جس کے پاؤں میں

۳۹۲۶ـ [ضعيف] * أبوبكر الهذلي تقدم، ح:۹۲۱، وتابعه قتادة الدارمي: ۲/ ۱۳۰، ح:۲۱٦٦، والسند إليه ضعيف مع عنعنته، وهٰذا إنما هو قول أبي هريرة رضي الله عنه، بينه مسلم، ح:۲۲٦۳ في روايته، وانظر صحيح البخاري، ح:۷۰۱۷، وهٰذا طرف من الحديث السابق، ح:۳۹۱۷،۳۹۰٦، وانظر "المدرج إلى المدرج" للسيوطي، ص:۳٦، ح:٤۰.

بیڑی ہو وہ ایک جگہ ٹھہرا رہتا ہے' اس لیے اگر دین دار نیک آدمی خواب میں اپنے پاؤں میں بیڑی دیکھتا ہے تو اس کا مطلب اس کا نیکی اور ہدایت پر قائم رہنا ہی ہوگا۔ اور طوق کا ذکر قرآن میں سزا اور ذلت کے طور پر آیا ہے' اس لیے اس سے دین کا نقص' گناہ پر اصرار' اور کسی حق دار کے حق کی ادائیگی سے گریز یا دنیا کی مشکلات مراد ہو سکتی ہیں۔ دیکھیے: (فتح الباري' التعبير' باب القيد في المنام: ۱۲/۵۰۵)

فتن کی تعریف اور چند ایک اہم فتنوں کا بیان

اَلْفِتَن: فِتْـنَـةٌ کی جمع ہے۔ اس کے لغوی معنی آزمائش' امتحان اور اختیار کے ہیں' پھر کثرت استعمال کی وجہ سے ہر مکروہ اور مصیبت پر لفظ [فِتْـنَـه] بولا جانے لگا جیسے کفر اور قتل و غارت وغیرہ۔ نبی آخر الزماں ﷺ نے امت کو آگاہ فرمایا ہے کہ قیامت سے قبل بے شمار فتنے رونما ہوں گے جن میں حق و باطل کی تمیز مشکل ہو جائے گی اور ایمان خطرے میں پڑ جائے گا۔ ایک شخص صبح کو مومن ہو گا تو رات ہونے تک ایمان سے محروم ہو چکا ہو گا۔ اگر رات کو مومن تھا تو صبح تک کافر ہو چکا ہو گا۔ یہ فتنے برق رفتاری سے پیش آئیں گے اور لوگوں کی سخت آزمائش کا باعث بنیں گے۔ رسالت مآب ﷺ نے ان فتنوں کا ذکر کیا ہے' ان کی نوعیت کی وضاحت فرمائی ہے اور ان سے بچاؤ کے طریقے بیان فرمائے ہیں' اس لیے کہ امت محمدیہ ان سے محفوظ رہنے کی تدبیر کر سکے اور اپنے ایمان کی حفاظت کر سکے تاکہ اخروی کامیابی ان کا مقدر بنے۔

قیامت سے پہلے چھوٹے بڑے بے شمار فتنے وقوع پذیر ہوں گے۔ ان میں سے چند ایک تو اب تک رونما ہو چکے ہیں اور کچھ قیامت تک رونما ہوں گے جن کی مختصرًا تفصیل درج ذیل ہے:

① حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مظلومانہ شہید ہونا۔

② جنگ جمل اور صفین کا وقوع، جس میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔

③ خوارج کا ظہور، معتزلہ، جہمیہ، رافضہ، بوذیہ، بہائیہ اور قادیانی فرقوں کا ظہور۔

④ دجال اور یاجوج ماجوج کا خروج۔

⑤ امانت کا سلب ہونا اور بددیانتی کا عروج۔

⑥ علمائے کرام کی وفات سے علم کا اٹھ جانا۔

⑦ عورتوں کی کثرت۔

⑧ زنا، فحاشی اور بے حیائی کا سرعام ہو جانا۔

⑨ جھوٹے نبیوں کا ظہور۔

⑩ بخل، تجارت اور زلزلوں کی کثرت۔

* **فتنوں کی سرزمین:** تاریخ اسلامی رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان کی عینی شاہد ہے جسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مشرق کی جانب منہ کیے ہوئے یہ فرماتے سنا: [أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ] (صحيح البخاري، الفتن، باب قول النبي: الفتنة من قبل المشرق، حديث: ٧٠٩٣) ''فتنہ اس جانب سے ہوگا جہاں شیطان کے سینگ نمودار ہوتے ہیں۔'' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وہ مشرقی جانب سے عراق کی سرزمین مراد لیتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ١٣/ ٥٨، ٥٩) لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ ابتدائے اسلام سے تاحال، مسلمانوں کی آزمائش بننے والے فتنے اسی سرزمین سے نکل رہے ہیں۔ ابتدائے اسلام میں اس زمین سے خوارج، رافضہ، باطنیہ، قدریہ، جہمیہ اور معتزلہ وغیرہ کے فتنے اور بعد میں دیگر اور بہت سے فتنے اس زمین سے نمودار ہوئے۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کو قیامت سے قبل رونما ہونے والے فتنوں سے آگاہ فرمایا ہے تاکہ امت ان سے بچاؤ کی تدبیر کر سکے۔ ان فتنوں سے بچاؤ کے لیے آپ نے متعدد دعائیں امت کے لیے بیان فرمائی ہیں، لہٰذا ان کو یاد کرنا اور انھیں نماز میں اور قبولیت کے اوقات میں بکثرت مانگنا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٣٦) **أَبْوَابُ الْفِتَنِ** (التحفة ٢٨)

فتنہ وآزمائش سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - **بَابُ الْكَفِّ عَمَّنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ** (التحفة ١)

باب:۱-کلمۂ توحید کا اقرار کرنے والے سے ہاتھ روک لینا

٣٩٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. فَإِذَا قَالُوهَا، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا. وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ».

۳۹۲۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں حتی کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار کرلیں۔ جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں تو انھوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کر لیے' سوائے اس کے کہ اس (اقرار یعنی کلمے اور اسلام) کا کوئی حق ہو (تو پھر لوگوں کے جان و مال میں تصرف کرنا جائز ہوگا۔) اور (دل کے معاملات میں) ان کا حساب اللہ عزوجل کے ذمے ہے۔''

فوائد ومسائل: ① کلمۂ توحید کا اقرار کرنے والے پر دنیا میں مسلمانوں کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ اگر دل میں ایمان نہیں ہوگا تو اس کی سزا آخرت میں ملے گی۔ ② خون اور مال محفوظ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان سے جنگ کر کے انھیں قتل نہیں کیا جائے گا' نہ ان کے مالوں پر بطور غنیمت یا فَے قبضہ کیا جائے گا۔ ③ جان میں حق کے ساتھ تصرف سے مراد اس سے سرزد ہونے والے جرم کی سزا دینا ہے' مثلاً: چوری کی صورت میں ہاتھ کاٹنا' پاک دامن پر بدکاری کا الزام لگائے تو کوڑے مارنا' قتل کی صورت میں قصاص کے طور پر قتل کرنا وغیرہ۔

٣٩٢٧ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله . . . الخ، ح: ٢١/ ٣٥ عن ابن أبي شيبة به.

اور مال میں جائز تصرف زکاۃ اور لازمی خرچ وصول کرنا' قتل عمد میں مقتول کے وارثوں کی رضامندی سے اور قتل خطا میں وارثوں کے مطالبے پر قاتل یا اس کے قبیلے سے دیت (خون بہا) وصول کرنا وغیرہ ④ اگر دنیا میں کسی وجہ سے گناہ کی سزا نہ ملے تو آخرت میں سزا ملے گی' البتہ کسی بڑے نیک کام کی وجہ سے معافی بھی مل سکتی ہے۔

٣٩٢٨- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ. فَإِذَا قَالُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا. وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ».

٣٩٢٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتی کہ وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہہ لیں۔ جب وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہہ لیں گے (اس کا اقرار کرلیں گے) تو انھوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کر لیے (ہاں) مگر اس (کلمے) کا کوئی حق ہو (تو پھر لوگوں کے جان و مال میں تصرف کرنا جائز ہوگا۔) اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔''

٣٩٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَوْسًا أَخْبَرَهُ قَالَ: إِنَّا لَقُعُودٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ يَقُصُّ عَلَيْنَا وَيُذَكِّرُنَا، إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَسَارَّهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اذْهَبُوا بِهِ فَاقْتُلُوهُ» فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ، دَعَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «هَلْ تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «اذْهَبُوا فَخَلُّوا سَبِيلَهُ. فَإِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى

٣٩٢٩- حضرت اوس بن ابو اوس حذیفہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اور آپ ہمیں وعظ و نصیحت فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے نبی ﷺ سے چپکے چپکے بات کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے لے جاؤ اور قتل کردو۔'' جب وہ آدمی اٹھ کر چلا تو اللہ کے رسول ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ' اسے آزاد کردو۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں حتی کہ وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار کرلیں۔ جب وہ ایسا کریں تو ان کی جانیں اور مال مجھ

٣٩٢٨_ أخرجه مسلم، أيضا، ح: ٢١/ ٣٥ من حديث الأعمش به.

٣٩٢٩_ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٨١، تحريم الدم، باب تحريم الدم، ح: ٣٩٨٨ من حديث السهمي به، وصححه البوصيري.

يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ، حَرُمَ عَلَيَّ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ».

پر حرام ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ نے سرگوشی کرنے والے کی بات سے یہ سمجھا کہ یہ شخص دل سے مسلمان نہیں' بعد میں اس کے ظاہری اسلام پر اعتماد کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ امام سیوطی ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں: ''زیادہ صحیح تشریح یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اجازت تھی کہ کسی سے اس کی دلی کیفیات کے مطابق سلوک کریں' چنانچہ اس کے مطابق عمل کرنے کا ارادہ فرمایا (کفر کی بنا پر قتل کرنا چاہا)' پھر نبی ﷺ کو یہ بات بہتر محسوس ہوئی کہ ظاہر پر عمل کیا جائے (اس کے ظاہری اسلام کی وجہ سے مسلمان والا سلوک کیا جائے) کیونکہ یہ قانون نبی ﷺ اور امت سب کے لیے ہے' اس لیے آپ اس طرف مائل ہو گئے اور باطن (کی حقیقی کیفیت) کے مطابق عمل سے اجتناب فرمایا۔'' (شرح سنن النسائي' كتاب تحريم الدم) ② سنن نسائی کے اس باب میں حضرت اوس ؓ سے اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی مروی ہے۔ حضرت اوس ؓ بیان کرتے ہیں: میں قبیلۂ ثقیف کے وفد میں شامل ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں خیمے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میرے اور نبی ﷺ کے سوا خیمے کے سب افراد سو گئے۔ (اس تنہائی کے وقت) ایک آدمی نے آ کر نبی ﷺ سے چپکے سے بات کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جا اسے قتل کر دے۔'' پھر فرمایا: ''کیا وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کی اور میری رسالت کی گواہی نہیں دیتا؟'' اس نے کہا: گواہی دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں حتی کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہیں۔ جب وہ اس کا اقرار کر لیں تو ان کے خون اور ان کے مال (مسلمانوں پر) حرام ہو گئے' مگر اس کے حق کے ساتھ۔'' (سنن النسائي' المحاربة' باب تحريم الدم' حديث:٣٩٨٧)

٣٩٣٠- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ السُّمَيْطِ بْنِ السُّمَيْرِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: أَتٰى نَافِعُ بْنُ الْأَزْرَقِ وَأَصْحَابُهُ. فَقَالُوا: هَلَكْتَ يَا عِمْرَانُ قَالَ: مَا هَلَكْتُ. قَالُوا: بَلٰى. قَالَ: مَا الَّذِي أَهْلَكَنِي؟ قَالُوا: قَالَ اللهُ: ﴿وَقَـٰتِلُوهُمْ حَتَّىٰ

٣٩٣٠- حضرت عمران بن حُصَین ؓ سے ہے' انھوں نے فرمایا: نافع بن ازرق اور اس کے ساتھی آئے' انھوں نے کہا: عمران! آپ ہلاک ہو گئے۔ انھوں نے فرمایا: میں ہلاک نہیں ہوا۔ انھوں نے کہا: کیوں نہیں! (آپ ضرور تباہ ہو گئے ہیں۔) عمران ؓ نے فرمایا: میں کیسے ہلاک ہو گیا؟ ان لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ

٣٩٣٠_[حسن] أخرجه الطبراني: ١٨/ ٢٢٦، ح: ٥٦٤ من حديث حفص به، وحسنه البوصيري.

لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِ﴾ [الأنفال: ٣٩] قَالَ: قَدْ قَاتَلْنَاهُمْ حَتَّى نَفَيْنَاهُمْ. فَكَانَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ. إِنْ شِئْتُمْ حَدَّثْتُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالُوا: وَأَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ. شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَقَدْ بَعَثَ جَيْشًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ. فَلَمَّا لَقُوهُمْ قَاتَلُوهُمْ قِتَالًا شَدِيدًا. فَمَنَحُوهُمْ أَكْتَافَهُمْ. فَحَمَلَ رَجُلٌ مِنْ لُحْمَتِي عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِالرُّمْحِ. فَلَمَّا غَشِيَهُ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. إِنِّي مُسْلِمٌ. فَطَعَنَهُ فَقَتَلَهُ. فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ هَلَكْتُ. قَالَ: «وَمَا الَّذِي صَنَعْتَ؟» مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ. فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي صَنَعَ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَهَلَّا شَقَقْتَ عَنْ بَطْنِهِ فَعَلِمْتَ مَا فِي قَلْبِهِ؟» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ لَوْ شَقَقْتُ بَطْنَهُ لَكُنْتُ أَعْلَمُ مَا فِي قَلْبِهِ. قَالَ: «فَلَا أَنْتَ قَبِلْتَ مَا تَكَلَّمَ بِهِ، وَلَا أَنْتَ تَعْلَمُ مَا فِي قَلْبِهِ!».

فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ﴾ ’’ان سے جنگ کرو حتی کہ فتنہ باقی نہ رہے اور مکمل طور پر اللہ کا دین غالب ہوجائے۔‘‘ انھوں نے فرمایا: ہم نے ان (کفار) سے جنگ کی حتی کہ انھیں ملک (عرب) سے نکال دیا اور اللہ کا دین مکمل طور پر غالب ہوگیا۔ اگر تم چاہو تو تمھیں ایک حدیث سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ انھوں نے کہا: آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ فرمایا: ہاں، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا (جب آپ نے یہ فرمایا)، رسول اللہ ﷺ نے مشرکین سے جنگ کرنے کے لیے مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ فرمایا۔ جب ان (مسلمانوں) کا ان (مشرکوں) سے سامنا ہوا تو ان سے شدید جنگ ہوئی۔ آخر وہ لوگ مسلمانوں سے مغلوب ہو گئے۔ میرے رشتے داروں میں سے ایک آدمی نے ایک مشرک پر نیزے سے حملہ کیا۔ جب وہ اس کے سر پر پہنچ گیا تو (دشمن فوج کے) اس شخص نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں مسلمان ہوں۔ اس (صحابی) نے (اس کے کلمۂ شہادت پر یقین نہ کرتے ہوئے) اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اللہ کے رسول! میں تباہ ہوگیا۔ آپ نے ایک بار یا دو بار فرمایا: ’’تو نے کیا کیا ہے؟‘‘ اس نے جو کیا تھا بتا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ’’تو نے اس کا پیٹ کیوں نہ چیر لیا کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس کے دل میں کیا ہے؟‘‘ اس نے کہا: اللہ کے رسول! اگر میں اس کا پیٹ چیرتا تو کیا مجھے معلوم ہو جاتا کہ اس

کے دل میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پھر تو نے نہ تو اس کی زبان کے الفاظ کو قبول کیا' نہ تو اس کے دل کی کیفیت سے واقف ہے۔''

قَالَ: فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى مَاتَ. فَدَفَنَّاهُ فَأَصْبَحَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ. فَقَالُوا: لَعَلَّ عَدُوًّا نَبَشَهُ. فَدَفَنَّاهُ. ثُمَّ أَمَرْنَا غِلْمَانَنَا يَحْرُسُونَهُ. فَأَصْبَحَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ. فَقُلْنَا: لَعَلَّ الْغِلْمَانَ نَعَسُوا. فَدَفَنَّاهُ. ثُمَّ حَرَسْنَاهُ بِأَنْفُسِنَا. فَأَصْبَحَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ. فَأَلْقَيْنَاهُ فِي بَعْضِ تِلْكَ الشِّعَابِ.

راوی بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے (اس کا عذر قبول نہیں فرمایا۔) کچھ عرصہ بعد وہ فوت ہو گیا' ہم نے اسے دفن کیا۔ صبح ہوئی تو وہ زمین کی سطح پر تھا۔ لوگوں نے کہا: شاید کسی دشمن نے اسے قبر سے کھود نکالا ہے۔ پھر ہم نے اسے دفن کیا اور اپنے لڑکوں کو حکم دیا کہ اس کا پہرہ دیں۔ (اس کے باوجود) وہ (اس کی لاش) صبح کو (قبر سے باہر) زمین پر (پڑی) تھی۔ ہم نے کہا: شاید لڑکوں کو اونگھ آ گئی۔ (ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر کسی نے میت نکال لی۔) ہم نے اسے (پھر) دفن کیا اور خود پہرہ دیا۔ (اس کے باوجود) صبح کو اس کی لاش (قبر سے باہر) زمین پر تھی' چنانچہ ہم نے اسے کسی گھاٹی میں پھینک دیا۔ (اور دفن نہ کیا۔)

٣٩٣٠ م - حدثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَفْصٍ الْأُبُلِّيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ السُّمَيْطِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ. فَحَمَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. وَزَادَ فِيهِ: فَنَبَذَتْهُ الْأَرْضُ: فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: «إِنَّ الْأَرْضَ لَتَقْبَلُ مَنْ هُوَ أَشَرُّ مِنْهُ. وَلٰكِنَّ اللهَ أَحَبَّ أَنْ يُرِيَكُمْ تَعْظِيمَ حُرْمَةِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

٣٩٣٠ (م) حضرت عمران بن حصین ؓ سے (ایک) روایت (اس طرح) ہے' انھوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک جنگی مہم پر روانہ فرمایا۔ ایک مسلمان نے ایک مشرک پر حملہ کیا۔ اور آخر تک واقعہ بیان فرمایا۔ اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے: اسے زمین نے باہر نکال دیا' نبی ﷺ کو خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا: ''زمین اس کو بھی قبول کر لیتی ہے جو اس سے زیادہ برا ہوتا ہے لیکن اللہ نے تمھیں یہ دکھانا چاہا ہے کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا احترام کتنا عظیم (اور اہمیت کا حامل) ہے۔''

فوائد و مسائل: ① خوارج وغیرہ بدعتی فرقے دین کو صحیح انداز سے نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا فہم دین اور علم صحیح اور کامل تھا' اس لیے اختلافی مسائل میں' خاص طور پر عقائد میں' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کو اہمیت دینی چاہیے اور مسائل کو ان کے فرامین کی روشنی میں سمجھنا چاہیے ③ خوارج نے مسلمان خلفاء کے خلاف بغاوت کی۔ یہ غلط قدم تھا' اس سے فتنہ وفساد پیدا ہوا۔ ④ جو شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہوا سے مسلمان سمجھنا چاہیے اور اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کرنا چاہیے۔ اگر اس سے کوئی ایسی چیز ظاہر ہو جس سے اس کا کافر ہونا ثابت ہو جائے تو اسے مرتد قرار دے کر سزا دی جا سکتی ہے لیکن محض شک وشبہ کی بنا پر کسی کو کافر قرار دینا بہت بڑی غلطی ہے۔ ⑤ اللہ تعالیٰ کسی غلطی کی سزا دنیا میں بھی دے دیتا ہے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

(المعجم ٢) - **بَابُ حُرْمَةِ دَمِ الْمُؤْمِنِ وَمَالِهِ** (التحفة ٢)

باب:٢-مومن کی جان و مال کی حرمت کا بیان

٣٩٣١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فِي حِجَّةِ الْوَدَاعِ: «أَلَا إِنَّ أَحْرَمَ الْأَيَّامِ يَوْمُكُمْ هٰذَا. أَلَا وَإِنَّ أَحْرَمَ الشُّهُورِ شَهْرُكُمْ هٰذَا. أَلَا وَإِنَّ أَحْرَمَ الْبَلَدِ بَلَدُكُمْ هٰذَا. أَلَا وَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا. أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ».

٣٩٣١- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: ''سنو! سب سے زیادہ احترام والا دن تمھارا یہ دن ہے۔ سنو! سب سے زیادہ احترام والا مہینہ تمھارا یہ مہینہ ہے۔ سنو! سب سے زیادہ احترام والا شہر تمھارا یہ شہر ہے۔ سنو! تمھارے خون اور تمھارے مال تمھارے لیے (ایک دوسرے کے لیے) اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح تمھارے اس شہر میں اس مہینے میں یہ دن۔ سنو! کیا میں نے (اللہ کا حکم کما حقہ) پہنچا دیا ہے؟'' حاضرین نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''یا اللہ! گواہ رہ۔''

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد ۹ ذوالحجہ کو عرفات میں بھی فرمایا تھا اور ۱۰ ذوالحجہ کو منیٰ میں جمرات کے قریب کھڑے ہو کر بھی۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه: حديث:٣٠٥٧، ٣٠٥٨) ② اس شہر سے مراد مکہ مکرمہ ہے جو سب سے زیادہ عظمت والا شہر ہے۔ ③ مسلمان کی جان و مال قابل احترام ہونے کا مطلب یہ

٣٩٣١_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٨٠، ٣٧١ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه البوصيري * الأعمش عنعن، وأرسله وكيع عنه في جزءه، ح: ٣٤، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٢١٨ وغيره.

ہے کہ اسے قتل کرنا، زخمی کرنا، اس کا مال چھیننا اور دھوکے سے اس کا مال لے لینا بہت بڑے جرم ہیں۔

٣٩٣٢- حَدَّثَنَا أَبُوالْقَاسِمِ بْنُ أَبِي ضَمْرَةَ، نَصْرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَيْسٍ النَّصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَيَقُولُ: «مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ. مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ. مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا».

٣٩٣٢- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ شریف کا طواف کرتے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: ''تو کتنا پاکیزہ ہے! اور تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے! تو کس قدر عظیم ہے! تیرا احترام کتنا عظیم ہے! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اللہ کے ہاں مومن کی حرمت تیری حرمت سے بڑھ کر ہے' یعنی اس کے مال اور جان کی حرمت' اور یہ کہ اس کے بارے میں بدگمانی کرنا بھی حرام ہے۔''

٣٩٣٣- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ وَ يُونُسُ بْنُ يَحْيَى. جَمِيعًا عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ».

٣٩٣٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان دوسرے کے لیے قابل احترام ہے' یعنی اس کی جان' اس کا مال اور اس کی آبرو۔''

فائدہ: کسی کو ذلیل کرنا' اس کی غیبت کرنا' اس پر کسی قسم کا جھوٹا الزام لگانا اور اس کی غلطیوں کی تشہیر کرنا' سب کبیرہ گناہ ہیں۔

٣٩٣٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

٣٩٣٤- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت

٣٩٣٢ـ [إسناده ضعيف] وأشار البوصيري والمنذري إلى ضعفه * نصر بن محمد ضعيف (تقريب)، وفيه علة أخرى، وله شواهد ضعيفة.

٣٩٣٣ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله، ح: ٢٥٦٤/ ٣٢ من حديث داود به.

٣٩٣٤ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن منده في الإيمان: ١/ ٤٥٢، ح: ٣١٥ من حديث ابن وهب به، وأحمد: ٢/ ٢١، ٢٢ من حديث أبي هانئ حميد بن هانئ به، وصححه البوصيري، وابن حبان (موارد)، ح: ٢٥، والحاكم: ١/ ١٠، ١١ على شرطهما، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٦ وغيره.

السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ الْجَنْبِيِّ أَنَّ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ. وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن وہ ہے جس سے لوگوں کو اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے بارے میں خطرہ نہ ہو' اور مہاجر وہ ہے جو غلطیاں اور گناہ ترک کر دے۔''

فوائد و مسائل: ① ایمان امن سے ہے' اس لیے مومن کی شان یہ ہے کہ اس سے لوگوں کو امن ملے' کسی قسم کا خوف و خطرہ نہ ہو۔ مومن بددیانت نہیں ہوتا اور نہ کسی کے مال و جان کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ② ''ہجرت'' اللہ کی رضا کے لیے وطن چھوڑنے کو کہتے ہیں' اس لیے جو شخص اللہ کے لیے وطن چھوڑ دیتا ہے اسے چاہیے کہ اسی اللہ کی رضا کے لیے گناہ بھی ترک کر دے تاکہ اللہ کے ہاں مہاجر والا بلند مقام حاصل کر سکے۔

(المعجم ٣) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ النُّهْبَةِ (التحفة ٣)

باب: ٣- زبردستی مال چھیننے (لوٹنے) کی ممانعت کا بیان

٣٩٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً مَشْهُورَةً، فَلَيْسَ مِنَّا».

٣٩٣٥- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سرعام (کسی کا مال وغیرہ) چھینا' وہ ہم میں سے نہیں۔''

٣٩٣٦- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي، حِينَ يَزْنِي، وَهُوَ

٣٩٣٦- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زانی زنا کر رہا ہوتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ جب شرابی شراب پی رہا ہوتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ جب چور چوری کر رہا ہوتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ جب ڈاکو ڈاکہ ڈال رہا ہوتا ہے' لوگ

٣٩٣٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٩١.

٣٩٣٦- أخرجه البخاري، المظالم، باب النهي بغير إذن صاحبه، ح: ٢٤٧٥/ ٦٧٧٢، ومسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بالمعاصي ونفيه عن المتلبس بالمعصية على إرادة نفي كماله، ح: ٥٧/ ١٠١ من حديث الليث به.

مُؤْمِنٌ. وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ، حِينَ يَشْرَبُهَا، وَهُوَ مُؤْمِنٌ. وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ، حِينَ يَسْرِقُ، وَهُوَ مُؤْمِنٌ. وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً، يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ، حِينَ يَنْتَهِبُهَا، وَهُوَ مُؤْمِنٌ».

اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں (کہ کتنا ظالم ہے' اسے اللہ کا خوف بالکل نہیں) تو وہ مومن نہیں ہوتا۔''

فوائد و مسائل: ① کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ایمان کے منافی ہے۔ ② کبیرہ گناہوں سے آدمی مرتد نہیں ہوتا' تاہم ان کا ارتکاب یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا ایمان انتہائی کمزور ہو چکا ہے۔ ③ ایمان کا مطلب یقین ہے۔ اگر کسی کو یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس حرام کی سزا دے گا اور وہ سزا دنیا کی سزا سے بے انتہا زیادہ ہو گی تو اس یقین کی موجودگی میں وہ جرم کر ہی نہیں سکتا۔ گناہ اسی وقت ہوتا ہے جب انسان پر وقتی لذت اور دنیوی فائدے کا احساس اس طرح مسلط ہو جاتا ہے کہ وہ آخرت کو فراموش کر دیتا ہے۔ ④ کبیرہ گناہ سے جلد از جلد توبہ کرنا ضروری ہے ورنہ خطرہ ہے کہ ایمان بالکل ہی سلب نہ ہو جائے۔

٣٩٣٧- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً، فَلَيْسَ مِنَّا».

٣٩٣٧- حضرت عمران بن حُصَین ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص لوٹ مار کرتا ہے' وہ ہم میں سے نہیں۔''

٣٩٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ ابْنِ الْحَكَمِ قَالَ: أَصَبْنَا غَنَمًا لِلْعَدُوِّ. فَانْتَهَبْنَاهَا. فَنَصَبْنَا قُدُورَنَا. فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقُدُورِ. فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ. ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ النُّهْبَةَ لَا تَحِلُّ».

٣٩٣٨- حضرت ثعلبہ بن حَکَم ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: دشمن کی کچھ بکریاں ہمارے ہاتھ لگیں' وہ ہم نے لُوٹ لیں اور ہانڈیاں چڑھا دیں۔ نبی ﷺ ہانڈیوں کے پاس سے گزرے تو انھیں اُلٹ دینے کا حکم دیا' چنانچہ وہ الٹا دی گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا: ''لُوٹ حلال نہیں۔''

٣٩٣٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الجلب على الخيل في السباق، ح: ٢٥٨١ من حديث حميد به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ١١٢٣، وصححه ابن حبان، وانظر، ح: ٣٩٣٥، فإنه شاهد له.

٣٩٣٨ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ٨٤، ح: ١٣٧٨ من حديث ابن أبي شيبة به، ورواه شعبة عن سماك به، الطبراني: ٢/ ٨٣، ومستدرك الحاكم: ٢/ ١٣٤، وصححه، والذهبي، والبوصيري، وابن حبان، ح: ١٦٧٩، وابن حجر في الإصابة (ترجمة ثعلبة)، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

فوائد و مسائل: ① غنیمت کا مال تقسیم ہونے سے پہلے استعمال کرنا جائز نہیں۔ ② کسی جرم کی مالی سزا دینا جائز ہے۔

(المعجم ٤) - **بَاب:** سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ (التحفة ٤)

باب: ۴- مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے

٣٩٣٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۳۹۳۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔''

٣٩٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَسَدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۳۹۴۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔''

٣٩٤١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۳۹۴۱- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔''

٣٩٣٩- [صحيح] تقدم، ح: ٦٩.

٣٩٤٠- [صحيح] أخرجه العقيلي في الضعفاء: ٤/ ٥٠ عن ابن أبي شيبة به، وحسنه البوصيري، ورواه ابن عون عن ابن سيرين به، تاريخ بغداد للخطيب: ٣/ ٣٩٧، وحلية الأولياء: ٨/ ٣٥٩ في رواية منخل بن حكيم القشري، والحديث السابق شاهد له.

٣٩٤١- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٨ وغيره من حديث أبي إسحاق به، وصححه البوصيري، ورواه زكريا بن الزائدة، وإسرائيل عن أبي إسحاق به، ورواه معمر عن أبي إسحاق عن عمر بن سعد عن سعد به، النسائي: ٧/ ١٢١، ح: ٤١١٥، وللحديث شواهد كثيرة، انظر، ح: ٣٩٣٩.

فوائد و مسائل: ① کفر سے مراد کبیرہ گناہ ہے' یعنی یہ ایسا کام ہے جو مسلمان کے لائق نہیں' یہ تو کسی کافر کے کرنے کا کام ہے۔ ② جن کاموں کو کفر کے کام یا جاہلیت کے کام کہا جاتا ہے' ان سے انتہائی پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ٥) - بَابُ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ (التحفة ٥)

باب: ٥- (فرمان نبوی:) ''میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کے گلے کاٹنے لگ جاؤ'' کا بیان

٣٩٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ يُحَدِّثُ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ، فِي حِجَّةِ الْوَدَاعِ: «اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ» فَقَالَ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

٣٩٤٢- حضرت جریر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو خاموش کراؤ۔'' (جب لوگ خاموش ہو گئے) تو آپ نے فرمایا: ''میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کے گلے کاٹنے لگ جاؤ۔''

فوائد و مسائل: ① بزرگ شخصیت کی بات سننے کے لیے خاموشی اختیار کرنا اور بات کرنے والوں کو خاموش کرانا احترام کا تقاضا بھی ہے اور اس کی نصیحت سے مستفید ہونے کے لیے شرط بھی۔ ② مسلمانوں کو آپس کے اختلافات افہام و تفہیم سے طے کرنے چاہئیں' اسلحہ کے زور پر نہیں۔ ③ مسلمانوں کا باہمی اتفاق اللہ کا عظیم احسان ہے جیسے کہ ارشاد ہے: ﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا﴾ (آل عمران ٣: ١٠٣) ''تم پر اللہ کی جو نعمت ہوئی اسے یاد کرو' جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے' پھر اللہ نے تمھارے دلوں میں محبت ڈال دی اور تم اس کے احسان سے بھائی (بھائی) بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے' پھر اس نے تمھیں اس میں گرنے سے بچالیا۔'' ④ مسلمانوں کو چاہیے کہ آپس میں محبت پیدا کرنے والی چیزوں کو اختیار کریں' مثلاً: ایک دوسرے کو سلام کرنا' نماز باجماعت میں ایک دوسرے سے مل کر

٣٩٤٢- أخرجه البخاري، العلم، باب الإنصات للعلماء، ح: ١٢١/ ٤٤٠٥، ٦٨٦٩، ٧٠٨٠ من حديث شعبة به، ومسلم، الإيمان، باب بيان معنى قول النبي ﷺ: لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض، ح: ٦٥ عن ابن بشار به.

کھڑے ہونا اور صفیں سیدھی رکھنا وغیرہ۔ اور ایسے کاموں سے پرہیز کریں جو اختلاف اور دشمنی پیدا کرنے والے ہیں، مثلاً: کسی کی بے عزتی کرنا، ظلم، زیادتی، گالی اور غیبت وغیرہ۔ ⑤ قتل و غارت بہت بڑا جرم ہے جو مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا۔

٣٩٤٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَيْحَكُمْ - أَوْ وَيْلَكُمْ - لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

٣٩٤٣- حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تمھارا بھلا ہو! میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کے گلے کاٹنے لگو۔''

٣٩٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ، عَنِ الصُّنَابِحِ الْأَحْمَسِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ. وَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ. فَلَا تُقْتَتِلُنَّ بَعْدِي».

٣٩٤٤- حضرت صُنابِح بن اَعْسر احمسی ﷜ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو! بلاشبہ میں حوض پر تمھارا پیش رو ہوں گا۔ اور بلاشبہ میں دوسری امتوں کے مقابلے میں تمھاری کثرت پر فخر کروں گا، لہٰذا میرے (فوت ہونے کے) بعد آپس میں لڑائی نہ کرنا۔''

فوائد و مسائل: ① [فرط] کے معنی ''پیش رو'' یا ''میر سامان'' کے ہیں، یعنی وہ شخص جو قافلے سے پہلے منزل پر پہنچ کر ان کے پڑاؤ ڈالنے کے لیے مناسب جگہ متعین کرتا ہے اور ان کے لیے اور ان کے جانوروں کے لیے پانی وغیرہ کا بندوبست کرتا ہے۔ ② قیامت کے دن میدانِ حشر میں نبی ﷺ حوضِ کوثر سے اپنی امت کو پانی پلائیں گے۔ اس حوض میں جنت کی نہر ''کوثر'' سے پانی آئے گا۔ ③ امت کی تعداد کی کثرت نبی ﷺ کے لیے خوشی اور فخر کا باعث ہے، لہٰذا ''خاندانی منصوبہ بندی'' کے نام سے مسلمانوں کی آبادی محدود رکھنے کی کافرانہ سازش کو سمجھنا اور ان کے جال میں پھنسنے سے اپنے آپ کو اور دوسرے مسلمانوں کو بچانا فرض ہے۔ ④ اولاد کی

٣٩٤٣ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب حجة الوداع، ح: ٤٤٠٣/ ٦٠٤٣، ٦١٦٦، ومسلم، الإيمان، الباب السابق، ح: ٦٦/ ١٢٠ ب من حديث عمر بن محمد به.

٣٩٤٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي، ح: ٣٥١، وأحمد: ٤/ ٣٤٩ وغيرهما من طرق عن إسماعيل بن أبي خالد به، وصرح بالسماع عند أحمد، وتابعه مجالد، وللحديث شواهد كثيرة، وحديث ابن ماجه صححه البوصيري.

تربیت اسلام کے دینی اور اخلاقی اصولوں کے مطابق کرنا ضروری ہے تاکہ وہ امت محمدیہ کے مفید افراد بنیں۔

(المعجم ٦) - **بَاب: اَلْمُسْلِمُونَ فِي ذِمَّةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ** (التحفة ٦)

باب: ٦- مسلمان اللہ عزوجل کی پناہ میں ہیں

٣٩٤٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ ابْنِ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حَابِسٍ الْيَمَانِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ، فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ. فَلَا تُخْفِرُوا اللهَ فِي عَهْدِهِ. فَمَنْ قَتَلَهُ، طَلَبَهُ اللهُ حَتَّى يَكُبَّهُ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ».

٣٩٤٥- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی' وہ اللہ کی حفاظت میں ہے' چنانچہ تم اللہ کے (حفظ وامان کے) وعدے کو مت توڑو۔ جو شخص اس (نمازی مسلمان) کو قتل کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے (ایک مجرم کی طرح اپنے دربار میں) طلب فرمائے گا' پھر اسے جہنم میں منہ کے بل اوندھا کر کے پھینک دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① اگر سردار یا بادشاہ کسی کو پناہ دے تو اسے تکلیف دینا سردار یا بادشاہ کی توہین یا بغاوت سمجھا جاتا ہے۔ نمازی مسلمان اسی طرح اللہ کی پناہ میں ہے' لہٰذا اسے تکلیف دینا یا اسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور بغاوت کے مترادف ہے جو ناقابل معافی جرم ہے۔ ② بے نماز کو اللہ کی یہ پناہ حاصل نہیں۔ ③ مسلمان کے قاتل کی سزا جہنم ہے لیکن اگر مقتول کے وارث خون بہا لے کر یا احسان کرتے ہوئے قاتل کو معاف کر دیں تو ایسے مسلمان قاتل کی سزا معاف ہو جائے گی۔ ④ کبیرہ گناہوں کے مرتکب جہنم میں جائیں گے' پھر اپنے گناہوں کے مطابق سزا بھگتنے کے بعد انھیں رہائی مل جائے گی۔

٣٩٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ، فَهُوَ فِي ذِمَّةِ

٣٩٤٦- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کی نماز پڑھی' وہ اللہ عزوجل کی حفاظت میں ہے۔''

٣٩٤٥ـ [صحيح] وأعله البوصيري بالانقطاع، وله شواهد عند مسلم، ح: ٦٥٧/ ٢٦١ وغيره.

٣٩٤٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٠ عن روح به، مطولاً، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ٢١٨٣.

اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ».

٣٩٤٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوالْمُهَزِّمِ، يَزِيدُ بْنُ سُفْيَانَ. سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ، مِنْ بَعْضِ مَلَائِكَتِهِ».

۳۹۴۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں مومن کی عزت بعض فرشتوں سے بھی زیادہ ہے۔''

(المعجم ٧) - **بَابُ الْعَصَبِيَّةِ** (التحفة ٧)

باب: ۷- عصبیت کا بیان

٣٩٤٨- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ [رِيَاحٍ]، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ، يَدْعُو إِلَى عَصَبِيَّةٍ، أَوْ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ، فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ».

۳۹۴۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص گمراہی کے جھنڈے تلے جنگ کرتا ہے' (لوگوں کو) عصبیت کی دعوت دیتا ہے یا عصبیت کی بنیاد پر غصے میں آتا ہے تو اس کا قتل ہو جانا جاہلیت کی طرح ہے۔''

فوائد و مسائل: ① گمراہی کے جھنڈے کا مطلب یہ ہے کہ بغیر تحقیق کیے ایک فریق کا ساتھ دیتا ہے کہ وہ حق پر ہے یا نہیں۔ اس صورت میں اگر وہ گروہ حق پر بھی ہوا تو اس شخص کی نیت حق کا ساتھ دینے کی نہیں بلکہ اپنے خاندان' قبیلے' قوم' جماعت' پارٹی یا تنظیم کا ساتھ دینے کی ہے' اس لیے یہ وہ جنگ نہیں جس میں حصہ لینے سے ثواب ہو اور قتل ہونے سے شہادت کا درجہ ملے۔ ② حق و باطل کی پہچان کیے بغیر ہر دعوت اور ہر جنگ و جدل جاہلیت کے طریقے پر ہے۔

٣٩٤٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٧/ ٣٣١، ٣٣٢، ح: ٦٦٣٠ من حديث هشام به بلفظ، قال الله تعالى: "عبدي المؤمن أحب إلي من بعض ملائكتي"، وضعفه البوصيري من أجل أبي المهزم، وقد تقدم، ح: ٣٠٨٦.

٣٩٤٨ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن . . . الخ، ح: ١٨٤٨/ ٥٣ من حديث أيوب به.

٣٩٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ الْيُحْمِدِيُّ عَنْ عَبَّادِ ابْنِ كَثِيرٍ الشَّامِيِّ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا: فُسَيْلَةُ. قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ أَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يُحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهُ؟ قَالَ: «لَا. وَلٰكِنْ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يُعِينَ الرَّجُلُ قَوْمَهُ عَلَى الظُّلْمِ».

۳۹۴۹- حضرت فُسیلہ رضی اللہ عنہا اپنے والد (واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتی ہیں، انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ بھی عصبیت ہے کہ آدمی اپنی قوم سے محبت رکھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، عصبیت تو یہ ہے کہ آدمی ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرے۔''

(المعجم ٨) - بَابُ السَّوَادِ الْأَعْظَمِ (التحفة ٨)

باب: ۸- سواد اعظم (بڑی جماعت) کا بیان

٣٩٥٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مُعَانُ بْنُ رِفَاعَةَ السَّلَامِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو خَلَفٍ الْأَعْمٰى قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أُمَّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلٰى ضَلَالَةٍ. فَإِذَا رَأَيْتُمُ اخْتِلَافًا، فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ».

۳۹۵۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی، لہٰذا جب تمھیں اختلاف نظر آئے تو بڑی جماعت کا ساتھ دو۔''

(المعجم ٩) - بَابُ مَا يَكُونُ مِنَ الْفِتَنِ (التحفة ٩)

باب: ۹- مستقبل میں ظاہر ہونے والے فتنے

٣٩٤٩_ [ضعيف] * عباد تقدم حاله، ح: ١٤٦٢، ورواه أبوداود، الأدب، باب في العصبية، ح: ٥١١٩ من حديث سلمة بن بشر الدمشقي عن بنت واثلة بن الأسقع عن أبيها به مختصرًا، وإسناده ضعيف، وله طريق آخر، فيه صدقة بن يزيد، وهو ضعيف.

٣٩٥٠_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٨٤ من حديث معان أو معاذ بن رفاعة به، وفسر السواد الأعظم: "الحق وأهله" * معان لين الحديث (تقريب)، وأبوخلف متروك، ورماه ابن معين بالكذب (أيضًا)، وله شاهد ضعيف عند أبي نعيم في أخبار أصبهان: ٢/ ٢٠٨، والحديث ضعفه البوصيري.

٣٩٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ رَجَاءٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمًا، صَلَاةً، فَأَطَالَ فِيهَا. فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا أَوْ قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ أَطَلْتَ الْيَوْمَ الصَّلَاةَ. قَالَ: «إِنِّي صَلَّيْتُ صَلَاةَ رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ. سَأَلْتُ اللهَ، عَزَّ وَجَلَّ، لِأُمَّتِي ثَلَاثًا. فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ، وَرَدَّ عَلَيَّ وَاحِدَةً. سَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَعْطَانِيهَا. وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَهُمْ غَرَقًا، فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ، فَرَدَّهَا عَلَيَّ».

٣٩٥١- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور اسے بہت طویل فرمایا۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج آپ نے بہت لمبی نماز ادا کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے طلب اور خوف والی نماز ادا کی ہے۔ میں نے اللہ سے اپنی امت کے لیے تین چیزوں کی درخواست کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو چیزیں عطا فرما دیں اور ایک سوال قبول نہیں فرمایا۔ میں نے یہ درخواست کی تھی کہ ان پر ان کے سوا دوسرے (غیر مسلم) دشمن مسلط نہ ہوں۔ اللہ نے مجھے یہ چیز عطا فرما دی۔ اور میں نے اللہ سے یہ درخواست کی کہ انھیں غرق کر کے ہلاک نہ کرے۔ اللہ نے مجھے یہ چیز بھی عطا فرما دی۔ اور میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ ان کی جنگ آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ درخواست قبول نہیں فرمائی۔“

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لیے ہر قسم کی بھلائی کی خواہش رکھتے تھے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت رکھیں، کثرت سے درود پڑھیں، زیادہ سے زیادہ آپ کا اتباع کریں اور بدعات سے اجتناب کریں۔ ② دشمنوں کے تسلط سے غیر مسلموں کا ایسا غلبہ مراد ہے کہ مسلمان دنیا سے ختم ہو جائیں۔ ③ اس دعا کی قبولیت اس طرح ظاہر ہے کہ دور نبوت سے آج تک کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا جب دنیا میں کسی نہ کسی مقام پر مسلمانوں کی آزاد حکومت قائم نہ ہو، علاوہ ازیں جن غیر مسلموں نے مسلمانوں کے علاقوں پر قبضہ کیا، اللہ تعالیٰ نے انھی میں سے اسلام قبول کرنے والے اور اس کا دفاع کرنے والے پیدا فرما دیے۔ ④ غرق ہونے کے عذاب سے مراد ایسی قدرتی آفت ہے جس سے سب مسلمان تباہ ہو جائیں، مثلاً: سیلاب، زلزلہ اور آندھی وغیرہ۔ امت میں یہ عذاب اس طرح نہیں آئیں گے جس طرح گزشتہ امتوں پر یہ عذاب آئے کہ حق کے مخالفین کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا۔ ⑤ مسلمانوں کا آپس میں جنگ و جدل اچھی بات

٣٩٥١- [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٤٠ من حديث الأعمش به، وصححه ابن خزيمة: ٢/ ٢٢٥، والبوصيري، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح: ٢٨٨٩/ ١٩، ٢٨٩٠/ ٢٠ وغيره، انظر الحديث الآتي.

نہیں۔ ⑥ نبی ﷺ مختار کل نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعض دعائیں قبول فرمائیں اور بعض دعائیں قبول نہیں فرمائیں۔

٣٩٥٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ الْجَرْمِيِّ، عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «زُوِيَتْ لِيَ الْأَرْضُ حَتَّى رَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا. وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ: الْأَصْفَرَ أَوِالْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ يَعْنِي الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَقِيلَ لِي: إِنَّ مُلْكَكَ إِلَى حَيْثُ زُوِيَ لَكَ. وَإِنِّي سَأَلْتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ ثَلَاثًا: أَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَى أُمَّتِي جُوعًا فَيُهْلِكَهُمْ بِهِ عَامَّةً. وَأَنْ لَا يَلْبِسَهُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَهُمْ بَأْسَ بَعْضٍ. وَإِنَّهُ قِيلَ لِي: إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً، فَلَا مَرَدَّ لَهُ. وَإِنِّي لَنْ أُسَلِّطَ عَلَى أُمَّتِكَ جُوعًا فَيُهْلِكَهُمْ [فِيهِ.] وَلَنْ أَجْمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا، حَتَّى يُفْنِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَيَقْتُلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا. وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي، فَلَنْ يُرْفَعَ عَنْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَإِنَّ مِمَّا أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي أَئِمَّةً مُضِلِّينَ. وَسَتَعْبُدُ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ. وَسَتَلْحَقُ قَبَائِلُ مِنْ

٣٩٥٢- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے لیے زمین سمیٹی گئی حتی کہ میں نے اس کے مشرق اور مغرب دیکھ لیے اور مجھے دو خزانے دیے گئے: زرد یا سرخ (سونا) بھی اور سفید (چاندی) بھی اور مجھے کہا گیا: آپ کی سلطنت وہاں تک ہوگی جہاں تک آپ کے لیے زمین سمیٹی گئی ہے۔ اور میں نے اللہ عز وجل سے تین درخواستیں کیں۔ (ایک) یہ کہ میری امت پر بھوک (اور قحط) مسلط نہ کرے جس سے ان کی اکثریت ہلاک ہو جائے۔ (دوسری یہ کہ میری امت پر بیرونی دشمن مسلط ہو کر انھیں ملیامیٹ نہ کر دے۔ اور تیسری) یہ کہ ان کو گروہ گروہ کر کے باہمی جنگ میں مبتلا نہ کرے۔ مجھے فرمایا گیا: میں جب کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو اسے رد نہیں کیا جا سکتا۔ میں تیری امت پر بھوک مسلط نہیں کروں گا جو انھیں ہلاک کر دے اور میں ان کے خلاف دنیا کے کناروں کے درمیان (رہنے والے) سب (دشمنوں) کو جمع نہیں کروں گا بلکہ وہ ایک دوسرے کو تباہ کریں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ اور جب میری امت میں تلوار چل پڑی تو پھر قیامت تک اٹھائی نہیں جائے گی (ہمیشہ چلتی رہے گی۔) مجھے اپنی امت کے بارے میں (سب سے زیادہ) گمراہ کرنے والے لیڈروں کا خوف ہے۔ میری امت کے کچھ قبیلے

٣٩٥٢ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، ح: ٢٨٨٩ من حديث قتادة به.

أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ. وَإِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ دَجَّالِينَ كَذَّابِينَ. قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ. كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ. وَلَنْ تَزَالَ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ مَنْصُورِينَ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ».

اوثان (بتوں) کی پوجا کریں گے۔اور میری امت کے کچھ قبائل مشرکوں سے مل جائیں گے۔ قیامت سے پہلے تیس کے قریب جھوٹے دجّال ہوں گے۔ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ان کی مدد کی جائے گی۔ ان کے مخالف انھیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے حتی کہ اللہ کا حکم آجائے گا۔‘‘

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: لَمَّا فَرَغَ أَبُو عَبْدِ اللهِ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: مَا أَهْوَلَهُ!

امام ابن ماجہ کے شاگرد ابوالحسن قطان ؒ نے کہا: جب امام ابوعبداللہ (ابن ماجہ ؒ) یہ حدیث سنا کر فارغ ہوئے تو فرمایا: کس قدر خوف زدہ کرنے والی حدیث ہے!

فوائد و مسائل: ① زمین سمیٹے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے زمین اس طرح منکشف فرمائی کہ آپ نے اس کے مشرقی اور مغربی علاقے بیک وقت ملاحظہ فرما لیے۔ ② ’’جہاں تک زمین سمیٹی گئی ہے۔‘‘ اس میں اشارہ ہے کہ زمین کے بعض حصے اس کشف میں شامل نہیں تھے۔ممکن ہے کہ صرف وہ علاقے دکھائے گئے ہوں جہاں تک ایک وقت میں اسلامی حکومت قائم ہونا مقدر ہو یعنی اسلامی سلطنت اپنی وسیع ترین حدود میں دکھائی گئی۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ پوری زمین دکھائی گئی ہو کیونکہ حضرت عیسیٰ ؑ کے زمانے میں پوری دنیا میں اسلام غالب ہوگا کیونکہ وہ جزیہ قبول نہیں کریں گے بلکہ ان کا مطالبہ ہوگا کہ مسلمان ہو جاؤ یا مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ ③ نبی ﷺ کو سونے چاندی کے خزانے دیے جانے کا مطلب امت کا ان خزانوں پر قابض اور متصرف ہونا ہے جیسے خلافت راشدہ کے دور میں قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں ملیامیٹ ہوئیں اور ان کے خزانے مسلمانوں کے قبضے میں آئے۔ ④ تمام امت کا بھوک سے ہلاک نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ان پر جزوی طور پر بھی ایسا عذاب نہیں آئے گا بلکہ امت کے جرائم کی وجہ سے مقامی طور پر مختلف انداز کے عذاب آئے ہیں اور آئندہ بھی آسکتے ہیں۔ ⑤ مسلمانوں میں باہمی قتل و غارت واقع ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اسے ناگزیر سمجھ کر قبول کر لیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ مسلمانوں کو اس کیفیت سے نکالنے کے لیے جو کچھ ممکن ہو عملی طور پر کریں۔ ⑥ گمراہ کرنے والے قائدین کے شر سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن اور احادیث شریفہ کا علم حاصل کریں تاکہ دین کی اصل تعلیمات کو جان کر ان پر عمل کر سکیں۔ ⑦ وَثَن سے صرف

بت (صنم) مراد نہیں بلکہ اللہ کے سوا جس چیز کی بھی پوجا کی جائے وہ وثن ہے، مثلاً: بزرگوں کی قبریں، تصویریں، تبرکات، بزرگوں کی طرف منسوب درخت، پتھر اور غار وغیرہ۔ ان سب چیزوں سے نام نہاد ''عقیدت'' کے جو مظاہرے اور شرکیہ اعمال کیے جاتے ہیں ان کی وجہ سے یہ سب اشیاء وثن بن گئی ہیں، لہٰذا ان سے دور رہنا ہر توحید پرست کا فرض ہے۔ ⑧ مسلمانوں کا مشرکین سے ملنا اس طرح بھی ہے کہ وہ اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جائیں اور یہ بھی ہے کہ جنگ وجدل اور جھگڑے فساد کے موقع پر وہ مسلمانوں کے خلاف غیر مسلموں کی مدد کریں، اور یہ بھی ہے کہ ان کے کافرانہ رسم ورواج اور الحاد کے مظاہر کو ''تہذیب'' قرار دے کر اختیار کر لیں، جیسے ہندوؤں کی بسنت اور عیسائیوں کا ویلن ٹائن ڈے اور اپریل فول وغیرہ۔ ⑨ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہر شخص دجال اور کذاب ہے، جیسے مرزا غلام احمد قادیانی یا عالیجاہ محمد وغیرہ۔ ⑩ اہل حق کی ایک جماعت قیامت تک قائم رہے گی جو قرآن وحدیث کو مشعل راہ بنائے گی اور نت نئے اٹھنے والے گمراہ فرقوں کی گمراہی واضح کرے گی۔ ⑪ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اس لیے خوف زدہ کرنے والی قرار دیا ہے کہ اس میں مسلمانوں کے کفر وشرک اکبر میں ملوث ہو جانے کا ذکر ہے۔ یہ بات یقیناً خطرناک ہے کہ انسان خود کو مسلمان سمجھتا رہے اور اللہ کے ہاں وہ اسلام سے خارج ہو چکا ہو۔

٣٩٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ حَبِيبَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهَا قَالَتْ: اِسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، مِنْ نَوْمِهِ، وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ، وَهُوَ يَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ. فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ» وَعَقَدَ بِيَدِهِ عَشَرَةً.

٣٩٥٣- ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (ایک دن) نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرۂ مبارک سرخ تھا اور آپ فرما رہے تھے: ''ایک اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ عربوں کی تباہی ہے اس شر کی وجہ سے جو قریب ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا رخنہ پیدا ہو گیا ہے۔'' اور (یہ فرماتے ہوئے) آپ نے ہاتھوں سے دس کا اشارہ فرمایا۔

قَالَتْ زَيْنَبُ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: «إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ».

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم تباہ ہو جائیں گے جب کہ ہمارے اندر

٣٩٥٣ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ "ويل للعرب من شر قد اقترب"، ح: ٧٠٥٩ من حديث سفيان به، ومسلم، الفتن، باب اقتراب الفتن، وفتح ردم يأجوج ومأجوج، ح: ٢٨٨٠ عن ابن أبي شيبة به.

نیک لوگ بھی موجود ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''(ہاں) جب برائی زیادہ ہو جائے گی۔''

فوائد و مسائل: ① یاجوج ماجوج ایک فسادی قوم ہے جن سے دوسروں کو بچانے کے لیے حضرت ذوالقرنین نے ایک عظیم دیوار تعمیر کی تھی۔ اس کا ذکر سورۂ کہف کی آیت: ۹۳-۹۹ میں ہے۔ ② جب وہ دیوار منہدم ہو جائے گی تو وہ لوگ دوسری قوموں پر حملہ آور ہوں گے اور غارت گری کریں گے۔ یہ بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ ③ جب نیک لوگ کم رہ جائیں اور بددیانت اور بدکردار لوگ زیادہ ہو جائیں تو اللہ کا عذاب مختلف صورتوں میں نازل ہو جاتا ہے' مثلاً: زلزلہ' سیلاب' آندھی اور جنگیں وغیرہ۔ ④ اس صورت حال سے بچنے کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بہت ضروری ہے۔ ⑤ دس کا اشارہ انگوٹھے کا سرا شہادت کی انگلی کے سرے پر رکھ کر ہوتا ہے۔ مطلب یہ تھا کہ اس انگلی پر انگوٹھا رکھنے سے جتنا بڑا حلقہ بنتا ہے' سد سکندری میں اتنا سوراخ ہو چکا ہے۔ ⑥ جب ایک بار سوراخ ہو جائے تو پھر یہی خطرہ ہوتا ہے کہ یہ سوراخ بڑا ہو جائے گا اور آخر کار وہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور یاجوج ماجوج دنیا میں قتل و غارت کرنے کے لیے آزاد ہو جائیں گے۔

٣٩٥٤- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي السَّائِبِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَتَكُونُ فِتَنٌ. يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا. إِلَّا مَنْ أَحْيَاهُ اللهُ بِالْعِلْمِ».

۳۹۵۴- حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(مستقبل میں) ایسے فتنے برپا ہوں گے جن میں آدمی صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہو جائے گا (اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا۔) مگر جسے اللہ علم کے ذریعے سے زندہ رکھے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ مذکورہ روایت آخری جملے [إِلَّا مَنْ أَحْيَاهُ اللّٰهُ بِالْعِلْمِ] ''مگر جسے اللہ علم کے ذریعے سے زندہ رکھے'' کے سوا باقی صحیح ہے' نیز اس حدیث کی بابت دیگر محققین کی بھی یہی رائے معلوم ہوتی ہے۔ دیکھیے: (ضعیف سنن ابن ماجه للألباني' رقم:٧٩٠' طبع مكتبة المعارف' الرياض) بنابریں مذکورہ روایت آخری جملے کے سوا صحیح ہے۔ والله أعلم. ② مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی خبر دینا نبی ﷺ کا معجزہ اور آپ کی نبوت کی دلیل

٣٩٥٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي: ١/ ٩٧، ح: ٣٤٥ من حديث الوليد به، وضعفه البوصيري من أجل علي ابن يزيد، وتقدم، ح: ٢٢٨، وفيه علة أخرى، وأصل الحديث صحيح دون جملة "إلا من أحياه الله بالعلم".

ہے۔ ③ فتنوں کے بارے میں خبردار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان ان حالات میں اپنے ایمان کو محفوظ رکھنے کا زیادہ خیال رکھیں۔ ④ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ انسان انھیں معمولی سمجھتا ہے، حالانکہ وہ اسلام سے خارج کر دینے والے ہوتے ہیں، اس لیے کسی بھی گناہ کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔

٣٩٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَأَبِي، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ؟ قَالَ حُذَيْفَةُ: فَقُلْتُ: أَنَا. قَالَ: إِنَّكَ لَجَرِيءٌ. قَالَ: كَيْفَ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ. وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ». فَقَالَ عُمَرُ: لَيْسَ هٰذَا أُرِيدُ. إِنَّمَا أُرِيدُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ. فَقَالَ: مَا لَكَ وَلَهَا؟ يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا. قَالَ: فَيُكْسَرُ الْبَابُ أَوْ يُفْتَحُ؟ قَالَ: لَا. بَلْ يُكْسَرُ. قَالَ: ذَاكَ أَجْدَرُ أَنْ لَا يُغْلَقَ.

٣٩٥٥- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ انھوں نے فرمایا: تم میں سے کسی کو فتنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث یاد ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: مجھے یاد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جرأت مند ہو۔ پھر فرمایا: (وہ حدیث) کس طرح ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''آدمی کو اس کے اہل وعیال اور پڑوسیوں کے بارے میں جو آزمائش آتی ہے، اس کی معافی نماز، روزے، صدقے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہو جاتی ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا یہ مقصد نہیں۔ (اس سوال سے) میرا مقصد وہ فتنہ ہے جو سمندر کی طرح تلاطم خیز ہوگا۔ انھوں نے کہا: امیر المومنین! آپ کو اس سے کیا خطرہ ہے؟ آپ کے اور اس (فتنے) کے درمیان تو ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا یا کھل جائے گا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، بلکہ ٹوٹ جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ (دوبارہ) بند نہیں ہوگا۔

٣٩٥٥- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة كفارة، ح: ١٤٣٥/٥٢٥ من حديث الأعمش به، ومسلم، الفتن، باب في الفتنة التي تموج كموج البحر، ح: ١٤٤ بعد، ح: ٢٨٩٢ عن محمد بن عبدالله بن نمير به.

قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ : أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ : نَعَمْ . كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ اللَّيْلَةَ . إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ .

حضرت شقیق رحمہ اللہ نے بیان کیا: ہم لوگوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ وہ دروازہ کون ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! (انھیں اس قدر یقینی معلوم تھا) جیسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل کا دن آنے سے پہلے رات آئے گی۔ میں نے انھیں ایک حدیث سنائی تھی جو غلط سلط (اغلوطہ اور من گھڑت) نہیں تھی۔

فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ : مَنِ الْبَابُ؟ فَقُلْنَا لِمَسْرُوقٍ : سَلْهُ . فَسَأَلَهُ . فَقَالَ : عُمَرُ .

(حضرت شقیق رحمہ اللہ نے کہا:) ہمیں ان سے یہ پوچھتے ہوئے خوف محسوس ہوا کہ وہ دروازہ کون تھا؟ (کہیں مسلسل سوالات سے ناراضی محسوس نہ کریں) چنانچہ ہم نے مسروق رحمہ اللہ سے کہا: ان سے یہ بات پوچھنا۔ مسروق نے ان سے پوچھا (کہ فتنوں میں رکاوٹ شخصیت کون ہے؟) تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

فوائد و مسائل: ① اہل و عیال اور پڑوسیوں وغیرہ کے بارے میں آزمائش سے مراد روزمرہ کے معاملات ہیں۔ ان سے بھی انسان کی آزمائش ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرتا ہے یا نہیں۔ ② چھوٹی موٹی غلطیاں نماز، روزے وغیرہ سے معاف ہو جاتی ہیں۔ ③ اس حدیث میں مذکور فتنے سے مراد اسلام دشمنوں کی وہ خفیہ سازشیں ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیات میں کامیاب نہ ہوسکیں۔ آپ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جھوٹے الزامات سے وہ ظاہر ہوئیں اور جھوٹے پروپیگنڈے کے زور پر انھیں کامیاب کیا گیا۔ ④ دروازہ ٹوٹنے سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے جو ایک مجوسی ابولؤلؤ فیروز کے ہاتھ سے ہوئی۔ اس سے سازشوں کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ دور ہوگئی۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کو مستقبل کے فتنوں سے آگاہ فرمایا تھا۔ عام مسلمانوں کو ان سے آگاہ کرنا مصلحت کے خلاف تھا۔ ⑥ یہ فتنے اسی طرح واقع ہوئے جس طرح نبی ﷺ نے بیان فرمائے تھے۔ یہ نبی ﷺ کی صداقت کی دلیل ہے کہ آپ جو کچھ فرماتے تھے وہ وحی کی روشنی میں ہوتا تھا۔ اس سے نبی ﷺ کے علم غیب پر استدلال کرنا درست نہیں۔

٣٩٥٦ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ. وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ. فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ. إِذْ نَزَلَ مَنْزِلًا. فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُ خِبَاءَهُ. وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ. وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ. إِذْ نَادٰى مُنَادِيهِ. الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ. فَاجْتَمَعْنَا. فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَطَبَنَا، فَقَالَ: «إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى مَا يَعْلَمُهُ خَيْرًا لَهُمْ. وَيُنْذِرَهُمْ مَا يَعْلَمُهُ شَرًّا لَهُمْ. وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هٰذِهِ، جُعِلَتْ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا. وَإِنَّ آخِرَهُمْ يُصِيبُهُمْ بَلَاءٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا. ثُمَّ يَجِيءُ فِتَنٌ تُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا. فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ مُهْلِكَتِي. ثُمَّ تَنْكَشِفُ. ثُمَّ تَجِيءُ فِتْنَةٌ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ مُهْلِكَتِي. ثُمَّ تَنْكَشِفُ. فَمَنْ سَرَّهُ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتُدْرِكْهُ مَوْتَتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ. وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتُوا إِلَيْهِ. وَمَنْ

٣٩٥٦- حضرت عبدالرحمٰن بن عبد رب الکعبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ کعبے کے سائے میں بیٹھے تھے اور لوگ آپ کے پاس جمع تھے۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ایک منزل پر اترے ہم میں سے کوئی خیمہ لگا رہا تھا' کوئی (تفریح کے طور پر) تیر اندازی کر رہا تھا اور کوئی اپنے مویشیوں کی دیکھ بھال میں مصروف تھا۔ اچانک (نبی ﷺ کے) اعلان کرنے والے نے اعلان کیا: سب لوگ نماز کے لیے جمع ہو جائیں۔ ہم سب جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے (نماز کے بعد) اٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''مجھ سے پہلے جو بھی نبی آیا' اس کا فرض تھا کہ اسے جو بھلائی معلوم ہے اپنی قوم کو بتائے اور اسے جو برائی معلوم ہے اس سے انھیں ڈرائے۔ اس امت کی عافیت اس کے پہلے حصے میں ہے اور آخر والوں کو ایسی آزمائشیں آئیں گی اور ایسے معاملات پیش آئیں گے جن کو تم عجیب محسوس کرو گے' پھر فتنے پیش آئیں گے جو ایک دوسرے کو معمولی بنا دیں گے۔ (بعد والا فتنہ دیکھ کر معلوم ہو گا کہ اس سے تو پہلا ہی ہلکا تھا۔) مومن کہے گا: یہ فتنہ مجھے تباہ کر دے گا۔ پھر وہ (فتنہ) ختم ہو جائے گا۔ پھر (دوسرا) فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا: یہ مجھے تباہ کر دے گا۔ پھر وہ ختم ہو جائے گا' لہٰذا جسے یہ بات پسند ہے کہ وہ جہنم سے بچ جائے اور

٣٩٥٦ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء، الأول فالأول، ح: ١٨٤٤ عن أبي كريب به.

بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَمِينِهِ، وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ. فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ، فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ».

جنت میں داخل کر دیا جائے' اسے چاہیے کہ اسے موت آئے تو وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں سے ایسا سلوک کرے جیسا وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے کریں۔ اور جس نے کسی (شرعی) امام کی بیعت کی' اس سے ہاتھ ملا کر عہد کیا اور اس کو اپنے دل کا خلوص پیش کیا تو اسے چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو اس کی اطاعت کرے۔ اگر کوئی دوسرا شخص آ کر اس (خلیفہ) سے کھینچا تانی کرے (اس سے حکومت چھیننے کی کوشش کرے) تو اس دوسرے (مدعی خلافت) کی گردن اڑا دو۔''

278

قَالَ: فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي مِنْ بَيْنِ النَّاسِ، فَقُلْتُ: أَنْشُدُكَ اللهَ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: فَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أُذُنَيْهِ، فَقَالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي.

عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: میں نے لوگوں کے درمیان اپنا سر آگے نکالا اور کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ نے یہ فرمان خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اسے میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا ہے۔

فوائد و مسائل: ① نبی کی جدوجہد کی بنیاد خلوص اور انسانوں کی خیر خواہی پر ہوتی ہے۔ علماء کو بھی اسی بنیاد پر محنت کرنی چاہیے۔ ② صحابہ و تابعین مخلص مومن تھے۔ ان سے اختلاف کرنے والے غلطی پر تھے۔ ③ مومن فتنوں کو پہچانتا ہے' اس لیے انھیں قبول نہیں کرتا اگرچہ بے انتہا مشکلات آ جائیں۔ ④ فتنوں کے دور میں ایمان کی حفاظت کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔ ⑤ معاملات میں صحیح اور غلط کا معیار یہ ہے کہ دوسروں سے ایسا سلوک کرو جیسا تم اپنے آپ سے کیا جانا پسند کرتے ہو' مثلاً: جس طرح ایک شخص یہ پسند کرتا ہے کہ جب اسے مشورے کی ضرورت پڑے تو صحیح مشورہ دیا جائے' اسی طرح اسے چاہیے کہ دوسروں کو صحیح مشورہ دے۔ جس طرح وہ چاہتا ہے کہ اسے کوئی دھوکا نہ دے' اسی طرح اسے چاہیے کہ دوسروں کو دھوکا نہ دے۔ ⑥ اسلامی سلطنت میں ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرے شخص کا خلافت کے استحقاق کا دعویٰ لے کر کھڑا ہونا مسلمانوں

میں انتشار وافتراق کا باعث ہے۔ ⑦ پہلے خلیفہ کے بعد مسلمانوں کے اہل حل وعقد دوسرا خلیفہ منتخب کریں گے، کسی کو خود بخود خلافت کا دعویٰ لے کر کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔ ⑧ موجود خلیفہ غلطی کرے تو اسے متنبہ کرنا ضروری ہے' جیسے امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہ نے حکام کی غلطیوں پر سخت تنقید کی لیکن یہ مطالبہ کبھی نہیں کیا کہ حکومت ہمیں دے دو۔

(المعجم ١٠) - بَابُ التَّثَبُّتِ فِي الْفِتْنَةِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- فتنے اور آزمائش کے وقت حق پر جمے رہنا

٣٩٥٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كَيْفَ بِكُمْ وَبِزَمَانٍ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ، يُغَرْبَلُ النَّاسُ فِيهِ غَرْبَلَةً، وَتَبْقَى حُثَالَةٌ مِنَ النَّاسِ، قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ وَأَمَانَاتُهُمْ، فَاخْتَلَفُوا، وَكَانُوا هٰكَذَا؟» وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ قَالُوا: كَيْفَ بِنَا يَارَسُولَ اللهِ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: «تَأْخُذُونَ بِمَا تَعْرِفُونَ. وَتَدَعُونَ مَا تُنْكِرُونَ، وَتُقْبِلُونَ عَلٰى خَاصَّتِكُمْ، وَتَذَرُونَ أَمْرَ عَوَامِّكُمْ».

٣٩٥٧- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس زمانے میں تمھارا کیا حال ہوگا جو عنقریب آنے والا ہے' جس میں لوگوں کو خوب چھان لیا جائے گا۔ (اہل ایمان اور اچھے آدمی اٹھا لیے جائیں گے) اور چھان بورا باقی رہ جائے گا (بے دین اور رذیل لوگ باقی رہ جائیں گے) جن کے عہد ومواعید میں بے وفائی اور امانتوں میں خیانت ہوگی اور ان میں اس طرح سے اختلاف ہو جائے گا۔'' یہ فرماتے وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری کے اندر ڈال کر دکھایا۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب یہ صورت حال ہو تو ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''جو بات تمھیں (قرآن وسنت کی روشنی میں) صحیح معلوم ہو اسے اختیار کرو اور جو بات (قرآن وسنت کی روشنی میں) غلط معلوم ہو اسے چھوڑ دو۔ اور اپنے خاص افراد (اہل خانہ' اقارب' مخلص دوست وغیرہ) پر توجہ دو اور عام لوگوں کے معاملات سے ایک طرف ہو جاؤ۔''

٣٩٥٧_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الملاحم، باب الأمر والنهي، ح:٤٣٤٢ من حديث عبدالعزيز به، وصححه الحاكم:٢/١٥٩، ٤/٤٣٥، والذهبي، وللحديث طرق أخرٰى، راجع النهاية في الفتن والملاحم، ح:١٤٣ بتحقيقي.

فوائد و مسائل: ① دور صحابہ میں نیک لوگ زیادہ تھے' بعد میں مرور ایام کے ساتھ ساتھ صورت حال بدلتی گئی' اس لیے نبی ﷺ کے بعد صحابہ وتابعین کا دور ''بہترین زمانہ'' ہے۔ ② نیک لوگ ہر دور میں موجود رہیں گے' تاہم ان کی تعداد بعض زمانوں میں زیادہ اور بعض میں کم ہو سکتی ہے۔ ③ وعدہ پورا نہ کرنا اختلاف اور فساد کا باعث ہے۔ ④ خرابی کے ایام میں صحیح اور غلط کا معیار قرآن وحدیث اور صحابہ وتابعین کا عمل ہے۔ ⑤ جو شخص عوام کی اصلاح نہ کر سکے اسے اپنے اعمال میں بہرحال صحیح راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

٣٩٥٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنِ الْمُشَعَّثِ بْنِ طَرِيفٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَيْفَ أَنْتَ، يَاأَبَاذَرٍّ وَمَوْتًا يُصِيبُ النَّاسَ حَتَّى يُقَوَّمَ الْبَيْتُ بِالْوَصِيفِ؟» يَعْنِي الْقَبْرَ قُلْتُ: مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ أَوْ قَالَ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: «تَصَبَّرْ» قَالَ: «كَيْفَ أَنْتَ وَجُوعًا يُصِيبُ النَّاسَ حَتَّى تَأْتِيَ مَسْجِدَكَ فَلَا تَسْتَطِيعَ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى فِرَاشِكَ. وَلَا تَسْتَطِيعَ أَنْ تَقُومَ مِنْ فِرَاشِكَ إِلَى مَسْجِدِكَ؟» قَالَ، قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَوْ مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ قَالَ: «عَلَيْكَ بِالْعِفَّةِ» ثُمَّ قَالَ: «كَيْفَ أَنْتَ وَقَتْلًا يُصِيبُ النَّاسَ حَتَّى تُغْرَقَ حِجَارَةُ الزَّيْتِ بِالدَّمِ؟» قُلْتُ: مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ. قَالَ: «الْحَقْ بِمَنْ أَنْتَ مِنْهُ» قَالَ،

٣٩٥٨- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوذر! اس وقت تو کیا کرے گا جب لوگوں میں موت کثرت سے واقع ہو گی حتی کہ ایک گھر' یعنی قبر کی قیمت ایک غلام کے برابر ہو گی؟'' میں نے کہا: (میں وہی کچھ کروں گا) جو کچھ میرے لیے اللہ اور اس کا رسول پسند فرمائیں۔ یا میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں (کہ مجھے ان حالات میں کیا کرنا چاہیے۔) آپ نے فرمایا: ''صبر کرنا۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''تو کیا کرے گا جب لوگوں کو بھوک کا سامنا ہو گا حتی کہ تو مسجد میں آئے گا تو تجھ سے اپنے بستر تک واپس نہیں پہنچا جائے گا اور تو اپنے بستر سے اٹھ کر اپنی نماز کی جگہ تک نہیں جا سکے گا؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ یا کہا: جو کچھ اللہ اور اس کا رسول میرے لیے پسند فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''عفت اختیار کرنا۔'' پھر فرمایا: ''تو کیا کرے گا جب لوگوں میں قتل وغارت عام ہو گی حتی کہ حجارۃ الزیت (کا مقام) خون میں ڈوب جائے گا؟'' میں نے کہا: جو کچھ اللہ اور اس کا رسول میرے لیے پسند فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو جس قبیلے سے ہے اسی

٣٩٥٨- [صحيح] أخرجه أبوداود، الفتن والملاحم، باب النهي عن السعي في الفتنة، ح: ٤٢٦١ من حديث حماد ابن زيد به، وله طريق آخر عند ابن حبان (الإحسان)، ح: ٥٩٣٣، والحاكم: ٢/ ١٥٦، ٤/ ٤٢٣، ٤٢٤.

قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ أَفَلَا آخُذُ بِسَيْفِي فَأَضْرِبُ بِهِ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: «شَارَكْتَ الْقَوْمَ إِذًا. وَلٰكِنِ ادْخُلْ بَيْتَكَ» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ فَإِنْ دُخِلَ بَيْتِي؟ قَالَ: «إِنْ خَشِيتَ أَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ، فَأَلْقِ طَرَفَ رِدَائِكَ عَلٰى وَجْهِكَ. فَيَبُوءَ بِإِثْمِهِ وَإِثْمِكَ، فَيَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ».

میں جا رہنا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہ میں تلوار لے کر ان لوگوں کو قتل کروں جو یہ (فساد) کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ''تب تو تُو لوگوں کے ساتھ (جنگ وجدل میں) شریک ہو گیا' بلکہ اس صورت حال میں تو اپنے گھر میں داخل ہو جانا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر لوگ میرے گھر میں گھس آئیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تجھے خطرہ ہو کہ تلوار کی چمک تجھ پر غالب آ جائے گی تو اپنی چادر کا کنارہ اپنے چہرے پر ڈال لینا۔ تب وہ (فسادی قاتل) اپنا اور تیرا گناہ اٹھا لے جائے گا اور وہ جہنمی ہو جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① مشکل حالات میں صبر بہترین طرز عمل ہے۔ ② قحط اور بھوک کے زمانے میں چوری ڈاکے سے پرہیز کرنا بہت بہادری کا کام ہے۔ ③ قتل وغارت کے زمانے میں جب عام لوگ حق و باطل کی پہچان چھوڑ کر محض فساد پھیلانے کے لیے حق کی حمایت کا بہانہ بنا کر قتل وغارت کرنے لگیں تو تمام فریقوں سے الگ تھلگ رہنا بہتر ہے۔ ④ عام فساد کے زمانے میں کسی ایک فسادی کو قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ غلط فہمیاں دور کرنے اور امن قائم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ⑤ اس قسم کے حالات میں جب مسلمان باہم دست وگریباں ہوں' سب سے کنارہ کش ہو کر بیٹھ رہنا بہتر ہے' اگر اس حالت میں بھی کوئی فسادی ایسے امن پسند شہری کو قتل کر دے تو وہ شہید ہے۔ ⑥ ''قبر کی قیمت غلام کے برابر ہو جائے گی'' کا مطلب ہے اس کثرت سے موتیں ہوں گی کہ دفنانے کے لیے دو گز زمین کا ملنا مشکل ہو جائے گا اور قبر کے لیے اتنی سی جگہ ایک گھر کی قیمت کے برابر ہو جائے گی' یا قبر کھودنے والے اتنے کمیاب ہو جائیں گے کہ ان کی اجرت ایک گھر کی قیمت کے برابر ہو جائے گی۔ ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کثرت اموات کے باعث گھر رہنے والوں سے خالی ہو جائیں گے اور ان کی قیمتیں اتنی گر جائیں گی کہ ایک غلام کی قیمت کے برابر ہو جائیں گی جب کہ عام حالات میں مکان کی قیمت ایک غلام کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

٣٩٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ

٣٩٥٩- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے ہرج واقع

٣٩٥٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٠٦ من حديث الحسن به، وللحديث شواهد.

الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا أَسِيدُ بْنُ الْمُتَشَمِّسِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَهَرْجًا» قَالَ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ مَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: «الْقَتْلُ» فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّا نَقْتُلُ الْآنَ فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ، مِنَ الْمُشْرِكِينَ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ بِقَتْلِ الْمُشْرِكِينَ. وَلٰكِنْ يَقْتُلُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، حَتّٰى يَقْتُلَ الرَّجُلُ جَارَهُ وَابْنَ عَمِّهِ وَذَا قَرَابَتِهِ» فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: يَارَسُولَ اللهِ وَمَعَنَا عُقُولُنَا، ذٰلِكَ الْيَوْمَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا. تُنْزَعُ عُقُولُ أَكْثَرِ ذٰلِكَ الزَّمَانِ. وَيَخْلُفُ لَهُ هَبَاءٌ مِنَ النَّاسِ لَا عُقُولَ لَهُمْ».

ثُمَّ قَالَ الْأَشْعَرِيُّ: وَايْمُ اللهِ إِنِّي لَأَظُنُّهَا مُدْرِكَتِي وَإِيَّاكُمْ. وَايْمُ اللهِ مَا لِي وَلَكُمْ مِنْهَا مَخْرَجٌ، إِنْ أَدْرَكَتْنَا فِيمَا عَهِدَ إِلَيْنَا نَبِيُّنَا ﷺ، إِلَّا أَنْ نَخْرُجَ كَمَا دَخَلْنَا فِيهَا.

ہوگا۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہرج کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''قتل وغارت۔'' کچھ مسلمانوں نے کہا: اللہ کے رسول! اب بھی تو ہم سال بھر میں اتنے اتنے مشرکوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرکوں کا قتل نہیں ہوگا بلکہ تم لوگ ایک دوسرے کو قتل کرو گے حتی کہ آدمی اپنے پڑوسی کو، اپنے چچازاد کو اور اپنے رشتہ دار کو قتل کر دے گا۔'' بعض افراد نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس دور میں ہماری عقلیں ہمارے ساتھ ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، اس زمانے میں اکثر لوگوں کی عقلیں چھن جائیں گی۔ اور بعد میں ایسے لوگ آ جائیں گے جو گرد وغبار کی طرح (بے حقیقت، بے قدر) ہوں گے۔ ان کے پاس عقلیں نہیں ہوں گی۔''

پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! مجھے تو لگتا ہے کہ وہ فتنہ مجھ پر اور تم لوگوں ہی پر آ جائے گا۔ اور قسم ہے اللہ کی! اگر یہ اس چیز کے بارے میں ہوا جس کے بارے میں ہمیں نبی ﷺ نے نصیحت فرمائی تھی تو میرے اور تمھارے لیے اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا، سوائے اس کے کہ جس طرح ہم اس میں شامل ہوئے تھے، اسی طرح نکل جائیں۔

فوائد ومسائل: ① مسلمانوں کے درمیان معمولی باتوں پر قتل قیامت کی نشانی ہے۔ یہ ایسی بری خصلت ہے جو ماضی قریب تک اس کثرت سے موجود نہیں تھی، حالانکہ دوسرے بہت سے فتنے موجود تھے۔ ② کسی فتنے سے پیشگی خبردار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر مسلمان اس سے بچنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرے، اس لیے علماء اور حکام کا فرض ہے کہ اس کے اسباب پر غور کر کے اس کے سدباب کی کوشش کریں۔ ③ مسلمان کو سمجھ بوجھ سے کام لینا چاہیے اور اختلافات کو قتل وغارت کا جواز نہیں بنانا چاہیے۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلافات

خلوص کی بنیاد پر اور غلط فہمی کی وجہ سے تھے' اس لیے ان کے لیے ممکن ہو گیا کہ گمراہ لوگوں کے پروپیگنڈے کے اثر سے آزاد ہو کر اصلاح کر لیں۔ حضرت حسن ؓ کے ایثار اور تدبر کی وجہ سے مسلمان دوبارہ متحد ہو گئے۔
⑤ صحابۂ کرام ؓ کے اختلافات کے بارے میں بات کرتے ہوئے کسی صحابی کے بارے میں احترام کے منافی لہجہ اختیار کرنا جائز نہیں۔

۳۹۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُبَيْدٍ، مُؤَذِّنُ مَسْجِدِ جُرْدَانَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي عُدَيْسَةُ بِنْتُ أُهْبَانَ قَالَتْ: لَمَّا جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ هٰهُنَا، الْبَصْرَةَ، دَخَلَ عَلٰى أَبِي. فَقَالَ: يَاأَبَا مُسْلِمٍ أَلَا تُعِينُنِي عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ؟ قَالَ: بَلٰى. قَالَ: فَدَعَا جَارِيَةً لَهُ. فَقَالَ: يَاجَارِيَةُ أَخْرِجِي سَيْفِي. قَالَ: فَأَخْرَجَتْهُ. فَسَلَّ مِنْهُ قَدْرَ شِبْرٍ، فَإِذَا هُوَ خَشَبٌ. فَقَالَ: إِنَّ خَلِيلِي وَابْنَ عَمِّكَ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ، إِذَا كَانَتِ الْفِتْنَةُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، فَأَتَّخِذُ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ. فَإِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ مَعَكَ. قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِيكَ، وَلَا فِي سَيْفِكَ.

۳۹۶۰- حضرت عدیسہ بنت اُہبان ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: جب حضرت علی ؓ یہاں بصرہ میں تشریف لائے تو میرے والد (حضرت اہبان بن صیفی غفاری ؓ) کے پاس بھی آئے' انھوں نے فرمایا: ابو مسلم! (اُہبان ؓ) کیا آپ ان لوگوں (حضرت معاویہ ؓ اور ان کے ساتھیوں) کے خلاف میری مدد نہیں کریں گے؟ اُہبان ؓ نے کہا: کیوں نہیں، پھر اپنی ایک لونڈی کو بلا کر کہا: لونڈی! میری تلوار نکال۔ وہ تلوار لے آئی۔ انھوں نے میان سے ایک بالشت تلوار باہر نکالی تو (معلوم ہوا کہ) وہ لکڑی کی تھی۔ انھوں نے فرمایا: میرے محبوب اور تیرے چچا کے بیٹے (رسول اللہ ﷺ) نے مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ جب مسلمانوں میں باہم فتنہ وفساد برپا ہو جائے تو میں لکڑی کی تلوار بنا لوں۔ اب اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپ کے ساتھ (لکڑی کی تلوار لے کر) چلنے کو تیار ہوں۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا: مجھے نہ تو آپ کی ضرورت ہے اور نہ آپ کی تلوار کی۔

فوائد ومسائل: ① لکڑی کی تلوار جنگ میں کام نہیں آسکتی۔ لکڑی کی تلوار بنوانے کا مقصد جنگ وجدل سے الگ رہنا ہے۔ ② مسلمانوں کے باہمی اختلاف کے موقع پر کسی ایک فریق کا ساتھ دینے کی بجائے دونوں

۳۹۶۰ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ما جاء في اتخاذ السيف من خشب [في الفتنة]، ح:۲۲۰۳ من حديث عبدالله بن عبيد به، وقال: "حسن غريب" الخ.

میں صلح کرانے کی کوشش کرنا زیادہ ضروری ہے۔

٣٩٦١- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ ثَرْوَانَ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ. يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا، وَيُمْسِي كَافِرًا. وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا. اَلْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ. وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي. وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي. فَكَسِّرُوا قِسِيَّكُمْ، وَقَطِّعُوا أَوْتَارَكُمْ، وَاضْرِبُوا بِسُيُوفِكُمُ الْحِجَارَةَ. فَإِنْ دُخِلَ عَلٰى أَحَدِكُمْ. فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ آدَمَ».

٣٩٦١- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے ایسے فتنے (رونما) ہوں گے جیسے تاریک رات کے ٹکڑے۔ ان میں انسان صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا۔ ان (فتنوں) کے دوران میں بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے سے کھڑا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا بھاگنے والے سے بہتر ہوگا۔ ان حالات میں تم اپنی کمانیں توڑ دینا' ان کی تانت کاٹ دینا اور اپنی تلواریں پتھروں پر دے مارنا۔ اگر (فسادی لوگ) تم میں سے کسی کے گھر میں گھس آئیں تو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے اچھے بیٹے (ہابیل) کی طرح ہو جانا۔''

فوائد و مسائل: ① فتنے کے زمانے میں اپنے ایمان کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔ ② فتنوں میں کم حصہ لینا بہتر ہے اور بالکل کنارہ کش رہنا سب سے بہتر۔ ③ صرف اس لیے کسی سے دشمنی رکھنا اور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا غلط ہے کہ اس کا تعلق فلاں فرقے' تنظیم' جماعت یا پارٹی سے ہے' یہ جاہلیت کی سی عصبیت ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ اجتناب کرنا ضروری ہے۔

٣٩٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ

٣٩٦٢- حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت

٣٩٦١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الفتن والملاحم، باب النهي عن السعي في الفتنة، ح: ٤٢٥٩ من حديث عبدالوارث به، وقال الترمذي "حسن غريب صحيح"، ح: ٢٢٠٤.

٣٩٦٢ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٣ من طرق عن حماد عن علي بن زيد، وتقدم، ح: ١١٦ به، ولم يشك، وللحديث شواهد عند أحمد: ٤/ ٢٢٥، ٢٢٦، وأبي داود، ح: ٤٢٥٧، ومسلم، ح: ٢٨٨٧/ ١٣ وغيرهم.

سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ أَوْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ. شَكَّ أَبُو بَكْرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ وَفُرْقَةٌ وَاخْتِلَافٌ. فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ، فَأْتِ بِسَيْفِكَ أُحُدًا، فَاضْرِبْهُ حَتّٰى يَنْقَطِعَ. ثُمَّ اجْلِسْ فِي بَيْتِكَ حَتّٰى تَأْتِيَكَ يَدٌ خَاطِئَةٌ، أَوْ مَنِيَّةٌ قَاضِيَةٌ».

میں حاضر ہوا تو انھوں نے بیان کیا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''عنقریب فتنۂ افتراق اور اختلاف (رونما) ہوگا۔ جب یہ صورت حال پیش آئے تو اپنی تلوار لے کر احد پہاڑ پر چڑھ جانا اور اسے (پہاڑ کے پتھروں پر) مار کر توڑ دینا۔ پھر گھر میں بیٹھ رہنا حتی کہ تجھ تک کوئی گناہ گار ہاتھ پہنچ جائے یا فیصلہ کر دینے والی موت آجائے۔''

فَقَدْ وَقَعَتْ. وَفَعَلْتُ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

(محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) تحقیق فتنہ واقع ہو چکا اور میں نے وہی کچھ کیا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

فوائد و مسائل: ① مسلمانوں کا اسلحہ کفار کے خلاف کام آنا چاہیے' جب وہ مسلمان کے خلاف چلنے لگے تو اس کا تباہ ہو جانا بہتر ہے۔ ② گناہ گار ہاتھ کا مطلب ہے کہ کسی مفسد کا نشانہ بن جاؤ اور مظلومانہ شہادت پالو یا طبعی موت کی وجہ سے ان جھمیلوں سے چھوٹ جاؤ۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفِهِمَا (التحفة ١١)

باب: ١١- دو مسلمانوں کا تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل آجانا

٣٩٦٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ الْتَقَيَا بِأَسْيَافِهِمَا، إِلَّا كَانَ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ».

٣٩٦٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول (دونوں) جہنم میں جاتے ہیں۔''

٣٩٦٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ:

٣٩٦٤- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٣٩٦٣- [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل مبارك بن سحيم، وله شواهد، منها الحديث الآتي والذي بعده.

٣٩٦٤- [صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ١٢٤، تحريم الدم، تحريم القتل، ح: ٤١٢٣، ٤١٢٤ من حديث يزيد به، ولم يذكر ابن أبي عروبة، ورواه يونس عن الحسن به، النسائي: ٧/ ١٢٦، ح: ٤١٢٩، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي، وحديث ابن ماجه صححه البوصيري.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَسَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا، فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ هٰذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے سے (لڑنے کے لیے) ملتے ہیں تو قاتل اور مقتول (دونوں فریق) جہنم میں جائیں گے۔'' صحابۂ کرام ؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ قاتل ہے (اس لیے مجرم ہے) مقتول (کے جہنمی ہونے) کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا۔''

فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص جرم کی پوری کوشش کرے لیکن کسی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے تو اللہ کے ہاں وہ بھی مجرم ہے۔ ② جو شخص ارتکاب جرم کا عزم رکھتا ہو لیکن ارتکاب سے پہلے رجوع کر لے تو اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے اور توبہ کی وجہ سے ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

٣٩٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «إِذَا الْمُسْلِمَانِ، حَمَلَ أَحَدُهُمَا عَلٰى أَخِيهِ السِّلَاحَ، فَهُمَا عَلٰى جُرُفِ جَهَنَّمَ. فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، دَخَلَاهَا جَمِيعًا».

٣٩٦٥- حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمانوں میں سے ایک اپنے بھائی پر ہتھیار اٹھاتا ہے تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں۔ جب ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو قتل کر دیتا ہے تو دونوں جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① جہنم کے کنارے پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس غلطی کی وجہ سے ان دونوں کے جہنمی ہونے کا خطرہ ہوتا ہے لیکن ان کے لیے جہنم سے بچنے کا موقع باقی ہوتا ہے کہ لڑائی سے باز آ جائیں۔ ② مومن کا قتل جہنم میں پہنچانے والا عمل ہے' البتہ توبہ یا قصاص سے یہ گناہ معاف ہو سکتا ہے۔

٣٩٦٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ:

٣٩٦٦- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے'

٣٩٦٥ــ أخرجه البخاري، الفتن، باب: إذا التقى المسلمان بسيفيهما، ح: ٧٠٨٣ تعليقًا من حديث محمد بن جعفر غندر به، ومسلم، الفتن، باب: إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، ح: ٢٨٨٨/ ١٦ عن ابن بشار به.

٣٩٦٦ــ [إسناده ضعيف] وحسنه البوصيري ﷺ عبدالحكم بن ذكوان السدوسي روى عنه ثلاثة، ولم يوثقه غير ابن حبان، والبوصيري يتبعه، ورواه عنه أبوداود الطيالسي في مسنده ح: ٢٣٩٨، قلت: ورواه جماعة عن مروان◀◀

حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَكَمِ السَّدُوسِيِّ: حَدَّثَنَا شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، عَبْدٌ أَذْهَبَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَاهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے برے درجے والا شخص وہ ہوگا جس نے (دوسرے کی) دنیا کے لیے اپنی آخرت ضائع کر لی۔“

(المعجم ١٢) - بَابُ كَفِّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- فتنے کے زمانے میں زبان کو (نامناسب باتوں سے) روک کر رکھنا

٣٩٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ زِيَادٍ سِيمِينْ كُوشْ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ. قَتْلَاهَا فِي النَّارِ. اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ».

۳۹۶۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب ایک ایسا فتنہ برپا ہوگا جو عربوں کا صفایا کر دے گا۔ اس کے مقتول جہنم میں جائیں گے۔ اس فتنے میں زبان تلوار کے وار سے زیادہ سخت (اور تکلیف دہ) محسوس ہوگی۔“

٣٩٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِيَّاكُمْ وَالْفِتَنَ. فَإِنَّ اللِّسَانَ فِيهَا مِثْلُ وَقْعِ السَّيْفِ».

۳۹۶۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فتنوں سے بچو ان میں زبان (کی بات) تلوار کے وار کی طرح (اثر انداز) ہوتی ہے۔“

◀◀ الفزاري به، منهم يوسف بن عدي، فالعلة من السدوسي فقط، والله أعلم.

٣٩٦٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الفتن والملاحم، باب في كف اللسان، ح: ٤٢٦٥ من حديث ليث بن أبي سليم، ح: ٢٠٨ به، وقال الترمذي "غريب"، ح: ٢١٧٨ * زياد سيمين كُوش مجهول الحال، وفيه علة أخرى أشرت إليها آنفًا.

٣٩٦٨ـ [ضعيف] وضعفه البوصيري لعلتين، إحداهما ضعف محمد البيلماني، وتقدم، ح: ٢٥٠٠، وله لون آخر عند أبي داود، ح: ٤٢٦٤، وإسناده ضعيف، وله طريق آخر ضعيف.

٣٩٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ: مَرَّ بِهِ رَجُلٌ لَهُ شَرَفٌ. فَقَالَ لَهُ عَلْقَمَةُ: إِنَّ لَكَ رَحِمًا. وَإِنَّ لَكَ حَقًّا. وَإِنِّي رَأَيْتُكَ تَدْخُلُ عَلَى هٰؤُلَاءِ الْأُمَرَاءِ. وَتَتَكَلَّمُ عِنْدَهُمْ بِمَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَتَكَلَّمَ بِهِ. وَإِنِّي سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ، صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ. مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَابَلَغَتْ. فَيَكْتُبُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سُخْطِ اللهِ. مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ. فَيَكْتُبُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ بِهَا سُخْطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ».

٣٩٦٩- حضرت علقمہ بن وقاص ؓ سے روایت ہے' ان کے پاس سے ایک آدمی گزرا جو (معاشرے میں) اونچا مقام رکھتا تھا۔ علقمہ ؓ نے اس سے کہا: تیرا (مجھ سے) قرابت کا تعلق ہے اور (مجھ پر) تیرا حق ہے۔ (اس لیے نصیحت کے طور پر بات کر رہا ہوں۔) میں نے دیکھا ہے کہ تو ان حکمرانوں کے پاس جاتا ہے' اور ان سے' جو اللہ چاہے' بات چیت کرتا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت بلال بن حارث مُزنی ؓ سے سنا ہے' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اللہ کو راضی کرنے والی ایک بات کرتا ہے' وہ نہیں سمجھتا کہ اس کا وہاں تک اثر ہوگا جہاں تک (حقیقت میں) ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ عزوجل اس کے لیے قیامت تک اپنی خوشنودی لکھ دیتا ہے۔ اور ایک آدمی اللہ کی ناراضی والی ایک بات کرتا ہے' وہ نہیں سمجھتا کہ اس کا وہاں تک اثر ہوگا جہاں تک (حقیقت میں) ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ عزوجل اس کے لیے اس دن تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے جس دن اس سے ملاقات ہوگی۔''

قَالَ عَلْقَمَةُ: فَانْظُرْ، وَيْحَكَ مَاذَا تَقُولُ، وَمَاذَا تَكَلَّمُ بِهِ. فَرُبَّ كَلَامٍ، قَدْ مَنَعَنِي أَنْ أَتَكَلَّمَ بِهِ، مَا سَمِعْتُ مِنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ.

علقمہ ؓ نے کہا: اس لیے دیکھ لیا کر کہ تو کیا کہہ رہا ہے اور کیا کچھ منہ سے نکال رہا ہے' تیرا بھلا ہو۔ مجھے تو بلال بن حارث ؓ سے سنی ہوئی یہ حدیث کئی باتیں کہنے سے روک دیتی ہے۔

فوائد و مسائل: ① حکمرانوں سے تعلق رکھنے میں خطرہ ہے کہ ان کے غلط کاموں یا غلط باتوں کی تائید کرنی

٣٩٦٩- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب في قلة الكلام، ح: ٢٣١٩ من حديث محمد بن عمرو به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم.

پڑے گی' اس لیے احتیاط پسند بزرگ حکومتی عہدے داروں سے زیادہ میل جول پسند نہیں فرماتے۔ لیکن اگر کسی ضرورت مند یا مظلوم کی مدد کے لیے یا ان کی کسی غلطی پر تنبیہ کرنے کے لیے ان کے پاس جائیں تو حرج نہیں۔ ② حکمران اپنے مشیروں سے متاثر ہوتے ہیں' اس لیے انھیں غلط مشورہ دینے والا بہت بڑا مجرم ہے اور ان کے غلط اقدامات میں شریک ہے۔ ③ بعض اوقات ظاہری طور پر معمولی سمجھی جانے والی بات بہت دور رس اثرات رکھتی ہے' اس لیے معاشرے میں اہم مقام رکھنے والوں کو بہت احتیاط سے بات کرنی چاہیے۔ ④ سیاست دان ہوں یا علماء یا افسران ان کی ذمہ داری بہت نازک ہے۔ اس کا احساس رہنا چاہیے۔ ⑤ علمائے کرام کو چاہیے کہ جب حکومتی عہدے داران سے مشورہ طلب کریں تو انھیں صحیح مشورہ دیں اور جب نصیحت کی درخواست کریں تو انھیں اللہ کی رضا کے لیے ایسی نصیحت کریں جس سے عام مسلمانوں کو فائدہ ہو۔

٣٩٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سُخْطِ اللهِ. لَا يَرٰى بِهَا بَأْسًا. فَيَهْوِي بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

٣٩٧٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی (بعض اوقات) اللہ کی ناراضی والا ایک لفظ کہہ دیتا ہے' وہ اس میں حرج نہیں سمجھتا۔ (لیکن وہ اتنا بڑا گناہ کا لفظ ہوتا ہے کہ) وہ اس کی وجہ سے ستر سال تک جہنم میں گر جاتا ہے۔''

٣٩٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أَوْ لِيَسْكُتْ».

٣٩٧١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔''

٣٩٧٠_[صحيح] * ابن إسحاق تابعه يزيد بن الهاد، أحمد: ٢/ ٣٧٨، وباقي السند صحيح، وللحديث طرق كثيرة عند الترمذي، ح: ٢٣١٤ وغيره.

٣٩٧١_أخرجه البخاري، الأدب، باب: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره، ح: ٦٠١٨، من حديث أبي الأحوص به، ومسلم، الإيمان، باب الحث على إكرام الجار والضيف... الخ، ح: ٤٧/ ٧٥ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

فوائد و مسائل: ① بری بات کہنے سے اجتناب ایمان کا تقاضا ہے۔ ② فضول باتیں کرنے سے اجتناب کرنا اور خاموش رہنا اچھی عادت ہے۔ ③ بے فائدہ باتوں میں مشغول رہنے سے ذکر الٰہی اور تلاوت وغیرہ میں مشغول رہنا بہت ہی بہتر ہے۔ اس کی وجہ سے گناہ سے حفاظت ہوتی ہے اور نیکیاں زیادہ ہوتی ہیں۔

٣٩٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَاعِزٍ الْعَامِرِيِّ أَنَّ سُفْيَانَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيَّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ: قَالَ: «قُلْ: رَبِّيَ اللهُ، ثُمَّ اسْتَقِمْ» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ مَا أَكْثَرُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلِسَانِ نَفْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا».

٣٩٧٢- حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے (نصیحت کی) ایک بات فرما دیجیے جس پر میں مضبوطی سے قائم رہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہو: میرا رب اللہ ہے پھر اس پر مضبوطی سے قائم رہو۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو میرے بارے میں سب سے زیادہ کس چیز سے (نقصان پہنچنے کا) خوف ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا پھر فرمایا: ”اس سے۔“

فوائد و مسائل: ① ایمان پر قائم رہنا اس لیے ضروری ہے کہ جہنم سے نجات صرف اس صورت میں ہو سکتی ہے جب انسان کی موت ایمان کی حالت میں آئے۔ ② زبان سے جس قدر زیادہ گناہ سرزد ہوتے ہیں اتنے دوسرے اعضاء سے نہیں ہوتے۔ ③ زبان کے گناہ آسانی سے ہو جاتے ہیں۔ ④ معاشرے میں زبان کے گناہوں کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی جتنی دوسرے گناہوں کو۔ ⑤ زبان کے گناہوں کے اثرات زیادہ شدید ہوتے ہیں جن کے نتیجے میں اور بہت سے گناہ سرزد ہوتے ہیں مثلاً: قتل و غارت وغیرہ اس لیے زبان کے بارے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

٣٩٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النُّجُودِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ،

٣٩٧٣- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا ایک دن جبکہ ہم چل رہے تھے میں آپ کے

٣٩٧٢ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب جامع أوصاف الإسلام، ح: ٣٨/ ٦٢ من طريق آخر عن عروة بن الزبير عن سفيان بن عبدالله به.

٣٩٧٣ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في حرمة الصلاة، ح: ٢٦١٦ عن محمد بن أبي عمر به، وقال: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد.

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ. فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ، وَنَحْنُ نَسِيرُ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ. قَالَ: «لَقَدْ سَأَلْتَ عَظِيمًا. وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ». ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جُنَّةٌ. وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ، كَمَا يُطْفِئُ النَّارَ الْمَاءُ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ». ثُمَّ قَرَأَ: ﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ حَتَّى بَلَغَ: ﴿جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾ [السجدة: ١٦، ١٧]. ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُودِهِ وَذُرْوَةِ سَنَامِهِ؟ الْجِهَادُ». ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ؟» قُلْتُ: بَلَى. فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ فَقَالَ: «تَكُفُّ عَلَيْكَ هٰذَا» قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ قَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ! هَلْ يَكُبُّ النَّاسَ، عَلَى وُجُوهِهِمْ فِي النَّارِ، إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟؟».

قریب ہو گیا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں پہنچا دے اور جہنم سے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے بڑی عظیم بات پوچھی ہے اور جس کے لیے اللہ آسان کر دے اس کے لیے یہ آسان بھی ہے۔ (جنت میں پہنچانے والا عمل یہ ہے کہ) تو اللہ کی عبادت کرے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے' نماز قائم کرے' زکاۃ ادا کرے' رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تجھے نیکی کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے۔ صدقہ گناہ (کی آگ) کو بجھا دیتا ہے' جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور آدمی کا رات کے دوران میں نماز (تہجد) پڑھنا۔'' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ...... جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾ ''ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ (اور) وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں' اور جو کچھ ہم نے انھیں رزق دیا ہے' اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے اعمال کے بدلے میں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کی کون کون سی چیزیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تجھے دین کا سر' اس کا ستون اور اس کی کوہان کی چوٹی نہ بتاؤں؟ وہ جہاد ہے۔'' پھر فرمایا: ''میں تجھے وہ چیز نہ بتاؤں جس پر ان سب کا مدار ہے؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں! تب نبی ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: ''اسے روک کر رکھنا۔'' میں نے کہا: اللہ کے نبی! ہم جو باتیں کرتے ہیں کیا ان پر بھی ہمارا

مؤاخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”معاذ! تیری ماں تجھے روئے۔لوگوں کو (جہنم کی) آگ میں چہروں کے بل گھسیٹنے والی چیز ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی فصلوں کے سوا اور کیا ہے؟“

فوائد و مسائل: ① سب نیکیوں کا مقصد اور گناہوں سے بچنے کی ہر کوشش کا مقصد جنت کا حصول اور جہنم سے نجات ہے' اس لیے یہ بہت عظیم مسئلہ ہے۔ ② نیکی اللہ کی توفیق ہی سے ہوتی ہے اور گناہ سے بچاؤ اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ ③ اسلام کے پانچوں ارکان پر کما حقہ عمل کرنے سے جنت ملتی ہے اور جہنم سے نجات ہوتی ہے۔ ④ روزہ' صدقہ اور تہجد نیکی کے دروازے ہیں۔ان میں سے ہر ایک عمل بہت سی نیکیوں میں معاون بنتا ہے' لہٰذا نفلی روزے' نفلی صدقات اور تہجد میں سے جو عمل بھی آسانی سے ہو سکے' اسے زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیے۔ ⑤ نفلی روزے گناہوں سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ⑥ صدقے سے گناہ معاف ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں جنت حاصل ہوتی ہے۔ ⑦ نماز تہجد رات کے کسی بھی حصے میں ادا کی جا سکتی ہے' تاہم آدھی رات کے بعد خصوصاً تہائی رات باقی رہنے پر ادا کرنا زیادہ افضل ہے۔ ⑧ زبان کی حفاظت ایک اہم عمل ہے جس کا بڑی نیکیوں سے گہرا تعلق ہے۔روزے کا فائدہ تبھی حاصل ہوتا ہے جب جھوٹ' چغلی' غیبت اور گالی گلوچ وغیرہ سے اجتناب کیا جائے۔صدقے کا ثواب تبھی ملتا ہے جب احسان نہ جتلایا جائے اور نیکی کا اعلان کر کے ریا کاری کا ارتکاب نہ کیا جائے۔تہجد میں اللہ کا ذکر' دعا اور تلاوت زبان کے عمل ہیں۔ ⑨ زبان کے گناہوں کو معمولی سمجھ لیا جاتا ہے' لہٰذا توبہ کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور گناہ اتنے زیادہ جمع ہو جاتے ہیں کہ انسان جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ⑩ دین کا سر کلمۂ توحید کا اقرار ہے جس کے ذریعے سے انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے۔توحید کے بغیر اسلام کی حیثیت وہی رہ جاتی ہے جو سر کاٹنے کے بعد انسان کی رہتی ہے۔ ⑪ اسلام کا ستون نماز ہے۔

٣٩٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ حَسَّانَ الْمَخْزُومِيَّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ صَالِحٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَلَامُ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ، لَا

٣٩٧٤- ام المومنین ام حبیبہ (بنت ابوسفیان) ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”آدم کے بیٹے کا ہر کلام اس کے خلاف ہے' اس کے حق میں نہیں' سوائے نیکی کا حکم دینے' برائی سے منع کرنے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کے۔“

٣٩٧٤- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزهد، باب منه، حديث "كل كلام ابن آدم عليه لا له"، ح: ٢٤١٢ عن ابن بشار به، وقال: "حسن غريب" * أم صالح بنت صالح لا يعرف حالها (تقريب).

لَهُ. إِلَّا الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَذِكْرَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

٣٩٧٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي، يَعْلَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ: إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى أُمَرَائِنَا فَنَقُولُ الْقَوْلَ. فَإِذَا خَرَجْنَا، قُلْنَا غَيْرَهُ. قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ ذٰلِكَ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، النِّفَاقَ.

۳۹۷۵- حضرت ابو شعثاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کسی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ہم امراء (حکمرانوں) کے پاس جاتے ہیں تو ایک بات کہتے ہیں پھر جب ہم باہر آتے ہیں تو دوسری بات کہتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس چیز کو ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں منافقت شمار کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① مسلمان کا ظاہر اور باطن ایک ہونا چاہیے۔ ② حکمرانوں کے سامنے صحیح صورت حال پیش کرنا اور صحیح رائے دینا ضروری ہے۔ ان کی خوشنودی کے لیے غلط رائے دینا یا ان کے غلط کام کو غلط جانتے ہوئے بھی اس کی تعریف کرنا بہت بڑی اخلاقی کمزوری ہے جس سے حکمران کو بھی نقصان ہوتا ہے اور مسلم عوام کو بھی۔ ③ منافقانہ طرز عمل جھوٹ، دھوکے اور خوشامد پر مبنی ہوتا ہے اور یہ سب بری عادتیں ہیں۔

٣٩٧٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَيْوَئِيلَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ».

۳۹۷۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھی انسان کے اسلام کی خوبی ہے کہ جس معاملے سے اس کا تعلق نہیں اسے چھوڑ دے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ الموسوعة الحديثية

٣٩٧٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٠٥ عن ليلى به، وتابعه أبوخالد سليمان بن حيان الأحمر، النسائي في الكبرٰى: ٥/ ٢٣١، ح: ٨٧٥٩، وله شواهد عند البخاري، ح: ٧١٧٨، وأحمد: ٢/ ٦٩ وغيرهما، والحديث صححه البوصيري.

٣٩٧٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزهد، باب [حديث: "من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه"]، ح: ٢٣١٧ من حديث الأوزاعي به، وقال: "غريب"، وأخرجه البغوي، شرح السنة: ١٤/ ٣٢٠، ح: ٤١٣٢ بإسناد صحيح عن الأوزاعي حدثني قرة بن عبدالرحمٰن بن حيويل حدثني الزهري حدثني أبوسلمة بن عبدالرحمٰن حدثني أبوهريرة به .... الخ، وحسنه النووي في الأربعين، وله شواهد * قرة ضعفه الجمهور.

مسند الامام احمد کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت شواہد کی بنا پر حسن درجے کی ہے اور محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے فاضل محقق نے بھی شرح السنہ کی روایت کو سنداً صحیح قرار دیا ہے اور امام نووی کی تحسین کو بھی نوٹ کیا ہے' نیز اس کے مزید شواہد کا بھی ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت کی ہمارے فاضل محقق کے نزدیک بھی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٣/٢٥٦، وصحيح سنن ابن ماجه، رقم:٣٢٢٦، طبع مكتبة المعارف، الرياض) ② غیر متعلقہ امور میں بے جا مداخلت غلط نتائج پیدا کرتی ہے۔ ③ برے کام سے منع کرنا بے جا مداخلت میں شامل نہیں۔

(المعجم ١٣) - بَابُ الْعُزْلَةِ (التحفة ١٣)

باب:١٣-(فتنوں کے دور میں لوگوں سے) الگ تھلگ رہنا

٣٩٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ بَعَجَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَدْرٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ مَعَايِشِ النَّاسِ لَهُمْ، رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ. وَيَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ. كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ إِلَيْهَا. يَبْتَغِي الْمَوْتَ أَوِ الْقَتْلَ، مَظَانَّهُ. وَرَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ، فِي رَأْسِ شَعَفَةٍ مِنْ هٰذِهِ الشِّعَافِ، أَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هٰذِهِ الْأَوْدِيَةِ. يُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ. لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ».

٣٩٧٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے لیے بہترین زندگی یہ ہے کہ آدمی اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے' اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر (میدان جنگ میں) اڑتا پھرتا ہو' جب بھی خوف زدہ کرنے والی یا پریشان کن آواز سنائی دے' وہ اس پر ادھر اُڑ جاتا ہے۔ وہ موت یا شہادت کو اس کی جگہوں میں تلاش کرتا پھرتا ہے۔ یا ایک آدمی کسی چوٹی پر یا کسی وادی میں چند بکریاں لے کر رہ رہا ہے' وہ نماز قائم کرتا ہے' زکاۃ ادا کرتا ہے اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کرتا رہتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ صرف نیکی کے معاملات میں تعلق رکھتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جہاد کی زندگی سب سے اعلیٰ زندگی ہے۔ ② مجاہد کا مقصد اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرنا اور کافروں سے مسلمانوں کی سرزمین کو محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔ اسے عہدے' تمغے' انعام یا شہرت کی تمنا نہیں ہوتی۔

٣٩٧٧- أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والرباط، ح:١٨٨٩ من حديث عبدالعزيز به.

③ شہادت کی تمنا کرنا اور جہاد میں اس لیے حصہ لینا کہ شہادت کی موت نصیب ہو ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ ④ فتنوں کے زمانے میں اپنا دین بچانے کے لیے عام آبادی سے الگ تھلگ رہائش اختیار کرنا جائز ہے لیکن یہ تنہائی اس طرح کی نہیں ہونی چاہیے جس طرح کی عیسائی راہب یا ہندو جوگی اختیار کرتے ہیں کہ انسانوں سے بالکل کٹ جاتے ہیں' بلکہ اس کا مقصد لوگوں کے برے کاموں میں شریک ہونے سے بچنا ہے، نیکی کے کاموں میں حسب طاقت شریک رہنا چاہیے۔ ⑤ نماز اور زکاۃ سب سے اہم عبادتیں ہیں' ان سے کسی بھی حال میں غفلت جائز نہیں۔

٣٩٧٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «رَجُلٌ مُجَاهِدٌ فِي سَبِيلِ اللهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ امْرُؤٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ، يَعْبُدُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ».

٣٩٧٨- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا: کون سا انسان افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرنے والا۔'' اس نے کہا: اس کے بعد کون سا (افضل ہے)؟ آپ نے فرمایا: ''وہ آدمی جو کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرتا ہے' لوگوں کو اپنے شر سے بچائے رکھتا ہے۔''

٣٩٧٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكُونُ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ. مَنْ

٣٩٧٩- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ لوگ ہوں گے جو جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو (جہنم کی طرف) بلائیں گے۔ جو شخص ان کی بات مانے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں ان کے اوصاف (اور علامات) بتا

٣٩٧٨ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب العزلة راحة من خلاط السوء، ح: ٦٤٩٤ من حديث الزهري به، ومسلم، الإمارة، الباب السابق، ح: ١٨٨٨ من حديث يحيى بن حمزة به.

٣٩٧٩ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦٠٦/ ٧٠٨٤، ومسلم، الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن . . . الخ، ح: ١٨٤٧ من حديث الوليد به.

أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا. قَالَ: «هُمْ قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا، يَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا» قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي، إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: «فَالْزَمْ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ، فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا. وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ، وَأَنْتَ كَذٰلِكَ».

دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ’’وہ ہم ہی میں سے کچھ افراد ہوں گے اور ہماری زبانوں ہی میں بات کریں گے۔‘‘ میں نے کہا: اگر مجھے (ان کا) یہ زمانہ ملے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ’’مسلمانوں کی اجتماعیت اور ان کے امام کے ساتھ پیوستہ رہنا۔ اگر ان کی اجتماعیت نہ ہو اور نہ کوئی (متفقہ) امام ہو تو ان سب فرقوں سے الگ رہنا اگرچہ تجھے کسی درخت کی جڑ چبانی پڑے حتی کہ تجھے اسی حال میں موت آ جائے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ کے بعد ہر دور میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہے ہیں جو باطل کی طرف دعوت دینے والے تھے اور عام لوگ ان کی چرب زبانی سے متاثر ہو کر ان کی بات مان لیتے تھے۔ ② خارجی، معتزلہ، شیعہ اور جہمیہ وغیرہ فرقے صحابہ و تابعین کے دور میں پیدا ہوئے۔ صحابہ و تابعین نے ان کی تردید کی اور ان کے شبہات کا ازالہ کیا۔ ③ اختلاف کے اس دور میں صحیح راستہ وہی تھا جس پر صحابۂ کرام اور تابعین قائم تھے، بعد میں پیدا ہونے والے اختلافات میں بھی صحابہ و تابعین کا طرز عمل ہی قابل اتباع ہے۔ ④ ’’جماعت المسلمین‘‘ سے مراد وہ مسلمان ہیں جو ان فرقوں سے الگ ہیں، مثلاً: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک فرقہ ان کی محبت میں غلو کا شکار ہوا، جیسے: کیسانیہ اور دوسرے شیعہ فرقے۔ ایک فرقہ ان کی مخالفت میں حد سے بڑھ گیا، مثلاً: خارجی اور ناصبی۔ عام مسلمان ان دونوں سے الگ رہے، انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ راشد تسلیم کیا لیکن انھیں معصوم نہیں مانا، ان کے لیے اللہ کے نور میں سے نور ہونے کا عقیدہ نہیں رکھا۔ یہی عام مسلمان ’’جماعت المسلمین‘‘ (مسلمانوں کی جماعت) ہیں۔ علاوہ ازیں خروج و بغاوت کے زمانے میں خلیفۂ وقت کے ساتھ رہنا بھی اس کے مفہوم میں شامل ہے۔ ⑤ مسلمانوں کے امام سے مراد وہ حکمران اور خلیفہ ہے جو اسلامی شریعت کی روشنی میں ان کے معاملات کا انتظام کرتا اور دوسرے فرائض انجام دیتا ہے، مثلاً: اسلامی سلطنت کی سرزمین کی حفاظت، دشمن ملکوں کے خلاف جہاد، زکاۃ وغیرہ کی وصولی اور تقسیم، بیت المال کا دوسرا انتظام، مجرموں کی گرفتاری اور سزا، مسلمانوں کے جھگڑوں میں فیصلے کرنا اور اس مقصد کے لیے قاضی اور جج مقرر کرنا وغیرہ۔ ⑥ بعض لوگوں نے ’’مسلمانوں کی جماعت‘‘ کا مصداق ایک خود ساختہ جماعت کو قرار دینے کی کوشش کی ہے، حالانکہ ’’جماعۃ المسلمین‘‘ کا لفظ اسم عَلَم کے طور پر استعمال نہیں ہوا اور نہ اِمَامَهُمْ (ان کا امام) کے بجائے اِمَامَهَا (اس جماعت کا امام) فرمایا جاتا۔ جو امام مسلمانوں کا دفاع نہیں کر سکتا اور ان پر اسلامی شریعت نافذ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کے ساتھ پیوستگی کا حکم ناقابل فہم ہے۔ ⑦ فتنوں کے زمانے میں کسی پارٹی کے ساتھ مل کر

دوسرے مسلمانوں کے جان و مال کو نقصان پہنچانا جائز نہیں' البتہ خلیفۃ المسلمین کے ساتھ مل کر باغیوں کے خلاف جنگ کرنا اسلامی سلطنت کے دفاع اور قوت کے لیے ضروری ہے۔ ⑧ دور حاضر میں مختلف مذہبی تنظیمیں صرف تعاون علی البر کی بنیاد پر قائم ہیں۔ ان کے ساتھ وابستگی یا عدم وابستگی کا تعلق اسلام کے بنیادی احکام سے نہیں۔ ان میں سے کسی ایک جماعت یا بیک وقت متعدد جماعتوں سے تعاون درست ہے' جب تک وہ کوئی غلط کام نہ کریں۔ جو کام غلط ہو' اس میں تعاون جائز نہیں۔

٣٩٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ. يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ».

٣٩٨٠- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہے کہ مسلمان کے لیے بہترین مال بکریاں ہوں جن کو پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کی جگہوں میں (جہاں گھاس چارہ مل سکتا ہے) لیے پھرتا رہے۔ اور (اس طرح) اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے (فتنوں سے دور) بھاگتا پھرے۔''

فوائد و مسائل: ① جب عام لوگوں کے ساتھ رہنے میں ایمان کو خطرہ ہو تو گوشہ نشینی اختیار کرنا جائز ہے۔ ② جو شخص فتنوں میں غلط کار لوگوں کی غلطیاں واضح کرنے کے لیے اپنی زبان اور علم کا استعمال کر سکتا ہو' اس کے لیے وعظ و نصیحت اور بحث و مناظرہ کے لیے آبادی میں رہنا اور یہ خدمت سرانجام دینا افضل ہے۔

٣٩٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْخَزَّازُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ قُرْطٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَكُونُ فِتَنٌ. عَلَى أَبْوَابِهَا دُعَاةٌ إِلَى النَّارِ.

٣٩٨١- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فتنے پیدا ہوں گے ان کے دروازوں پر جہنم کی طرف بلانے والے ہوں گے۔ ان میں سے کسی کے پیچھے لگنے سے بہتر ہے کہ تو کسی درخت کی جڑ چباتا ہوا مر جائے۔''

٣٩٨٠_[صحيح] كذا قال ابن ماجه، والصواب عن عبدالرحمٰن بن عبدالله عن أبيه، وأخرجه البخاري، الإيمان، باب: من الدين الفرار من الفتن، ح: ١٩ وغيره.

٣٩٨١_[صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٥/ ١٨، ح: ٨٠٣٣ من حديث سعيد به مطولاً، وله شواهد، منها ما رواه أبوداود، ح: ٤٢٤٦، وإسناده صحيح.

فَأَنْ تَمُوتَ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جِذْلِ شَجَرَةٍ، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتْبَعَ أَحَدًا مِنْهُمْ».

٣٩٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ».

۳۹۸۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔“

٣٩٨٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ».

۳۹۸۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔“

فوائد و مسائل: ① مومن سے بعض اوقات غلطی ہو سکتی ہے لیکن غلطی واضح ہونے پر اس سے رجوع کر لینا چاہیے۔ ② جو شخص ایک بار نا قابلِ اعتماد ثابت ہو جائے دوبارہ اس پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کر لینا درست نہیں۔

(المعجم ١٤) - بَابُ الْوُقُوفِ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- مشتبہ کام کرنے سے رک جانا

٣٩٨٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا

۳۹۸۴- امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں

٣٩٨٢ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب: لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين، ح: ٦١٣٣، ومسلم، الزهد، باب: لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين، ح: ٢٩٩٨/ ٦٣ من حديث الليث به.

٣٩٨٣ـ [صحيح] أخرجه الطيالسي، ح: ١٨١٣ عن زمعة به، وهو في المسند لأحمد: ٢/ ١١٥ من حديث زمعة * زمعة تقدم حاله، ح: ٣٢٦، والحديث السابق شاهد له.

٣٩٨٤ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، ح: ٥٢، ومسلم، المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، ح: ١٥٩٩/ ١٠٧ من حديث زكريا به.

عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَأَهْوَى بِإِصْبَعَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ. فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ، اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ. وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ، وَقَعَ فِي الْحَرَامِ. كَالرَّاعِي حَوْلَ الْحِمٰى، يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ. أَلَا، وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمٰى. أَلَا، وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ. أَلَا، وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ. وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ. أَلَا، وَهِيَ الْقَلْبُ».

نے کہا: میں نے حضرت نعمان بن بشیر ؓ کو منبر پر اپنے کانوں کی طرف انگلیوں سے اشارہ کر کے یہ فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''حلال واضح ہے اور حرام (بھی) واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ شبہ والی چیزیں ہیں' جن سے اکثر لوگ واقف نہیں۔ تو جس نے شبہ والی چیزوں سے اجتناب کیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو کوئی شبہ والی چیزوں میں مبتلا ہو گیا' وہ حرام میں مبتلا ہو جائے گا' جیسے ممنوعہ چراگاہ کے اردگرد بکریاں چرانے والا' ہو سکتا ہے کہ (نادانستہ طور پر) اس کے اندر (جانور) چرالے (اور اس طرح مجرم قرار پا جائے۔) خبردار! ہر بادشاہ کی ایک ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے (جس میں عام لوگوں کے جانوروں کا داخلہ ممنوع ہوتا ہے۔) خبردار! اللہ کی ممنوعہ چراگاہ سے مراد اللہ کی حرام کردہ چیزیں (اور کام) ہیں۔ سن لو! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے' اگر وہ صحیح ہو تو سارا جسم صحیح ہوتا ہے' اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ سنو! وہ دل ہے۔''

فوائد و مسائل: ① کھانے پینے کی چیزیں ہوں یا روزمرہ کے اعمال' ان میں کچھ واضح طور پر حلال ہیں جن میں کوئی شک نہیں' مثلاً: روٹی' شہد' اللہ کا نام لے کر ذبح کیے ہوئے حلال جانور کا گوشت' جائز ضرورت کے لیے کہیں آنا جانا اور کسی سے بات چیت کرنا وغیرہ۔ کچھ چیزیں اور کام واضح طور پر حرام ہیں' مثلاً: خنزیر کا گوشت' شراب' مردار' جھوٹ بولنا' چوری کرنا اور زنا کرنا وغیرہ۔ بعض چیزیں اور کام ایسے ہیں جن کا حلال یا حرام ہونا واضح نہیں۔ عام لوگ ان مسائل سے واقف نہیں ہوتے۔ علماء ان کا حکم قرآن وحدیث کے الفاظ کے اشارات واقتضاء سے یا قیاس وغیرہ سے معلوم کرتے ہیں۔ ② جس چیز کے بارے میں معلوم نہ ہو' مسئلہ پوچھنے سے پہلے بھی اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے کیونکہ ہو سکتا ہے معاملے کی ایک صورت جائز اور ایک ناجائز

ہو۔ مسئلہ معلوم ہو جانے کے بعد صحیح اور راجح موقف کے مطابق عمل کیا جائے۔ ③ مشکوک چیز پر عمل کرنے سے گناہ کا اندیشہ تو ہوتا ہی ہے، عوام بھی بدظن ہوتے ہیں۔ انسان کو بلاوجہ ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے وہ بدنام ہو جائے۔ ④ جس کام سے ممنوع کام تک نوبت پہنچنے کا خطرہ ہو اس سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے، جیسے غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں ملنا، اگرچہ پردہ کی پابندی کے ساتھ ہو، اس سے خطرہ ہے کہ شیطان گناہ کی خواہش پیدا کر دے اور دونوں افراد کبیرہ گناہ میں ملوث ہو جائیں۔ ⑤ مثال دے کر سمجھانے سے مسئلہ اچھی طرح سمجھ میں آ جاتا ہے اور سننے والا اس پر اطمینان اور دل کی آمادگی کے ساتھ عمل کر سکتا ہے۔ ⑥ دل کی اصلاح بہت ضروری ہے تاکہ اخلاص، یقین اور اللہ کی محبت وغیرہ جیسی صفات حاصل ہوں۔ ان کی وجہ سے نیکی پر عمل کرنا اور گناہ سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

٣٩٨٥- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ، كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ».

٣٩٨٥- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قتل و غارت (اور فتنوں کے ایام) کے دوران میں عبادت کرنا ایسے ہے جیسے میری طرف ہجرت کرنا۔“

فوائد و مسائل: ① فتنہ و فساد کے ایام میں فتنوں میں شمولیت سے بہتر ہے کہ ان سے الگ تھلگ رہا جائے۔ اس کے لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں گزارا جائے۔ ② رہبانیت ممنوع ہے لیکن فتنوں کے ایام میں گوشہ نشینی رہبانیت میں شامل نہیں کیونکہ رہبانیت کا مطلب ہے کہ عوام سے جائز میل جول سے بھی اجتناب کیا جائے اور عبادت میں اس طرح کی سختی کی جائے جو سنت کے خلاف ہے جب کہ اس گوشہ نشینی کا مقصد اپنے آپ کو قتل و غارت اور فساد میں ملوث ہونے سے محفوظ رکھنا ہے۔ اس دوران میں مسنون نفلی عبادات میں اس حد تک مشغول ہوا جا سکتا ہے کہ اپنی ذات اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کے علاوہ کسی اور مشکوک سرگرمی میں حصہ نہ لیا جا سکے۔ ③ ہجرت میں وطن چھوڑا جاتا ہے اور گوشہ نشینی میں اہل وطن کی برائیوں اور شرارتوں سے دامن بچانے کے لیے ان سے تعلق محدود کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ دونوں عمل مشابہ ہیں اور ان دونوں کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابٌ: بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا (التحفة ١٥)

باب: ١٥- اسلام شروع میں اجنبی تھا

٣٩٨٥_ أخرجه مسلم، الفتن، باب فضل العبادة في الهرج، ح: ٢٩٤٨/ ١٣٠ من حديث المعلى بن زياد به.

٣٩٨٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ غَرِيبًا. فَطُوبٰى لِلْغُرَبَاءِ».

٣٩٨٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام شروع میں اجنبی تھا' اور وہ دوبارہ اجنبی ہو جائے گا' اس لیے اجنبیوں کو مبارک ہو۔''

فوائد و مسائل: ① ''غریب'' اجنبی اور بے وطن کو کہتے ہیں۔ شروع میں اسلام کی یہ کیفیت تھی کہ اسے کوئی جانتا نہ تھا۔ معاشرہ اسے قبول کرنے پر تیار نہ تھا۔ آہستہ آہستہ لوگ اسے سمجھتے اور قبول کرتے گئے حتی کہ ہر طرف اسلام کا بول بالا ہو گیا اور کفر و شرک ختم ہو گیا۔ ② خلفائے راشدین کے دور کے بعد اسلام میں بدعات کا ظہور ہوا' بعد کے ادوار میں مسلمانوں نے غیر مسلموں کے رسم و رواج اور خیالات اپنا لیے۔ اس طرح اصل اسلام چند لوگوں تک محدود ہو کر رہ گیا۔ اکثریت نے خود ساختہ رسم و رواج اور غلط عقائد و اعمال ہی کو صحیح اسلام سمجھ لیا۔ ③ جن اجنبیوں کو مبارک باد دی گئی ہے' ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو بدعات کی کثرت میں سنت پر عمل پیرا رہیں' غلط عقائد مشہور ہونے پر صحیح عقیدے پر قائم رہیں اور اخلاقی انحطاط کے دور میں صحیح اسلامی اخلاق کو اختیار کریں۔ ④ حق و باطل کا دار و مدار کسی نام کو اختیار کرنے پر نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی موافقت اور مخالفت پر ہے۔

٣٩٨٧- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا،

٣٩٨٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام شروع میں اجنبی تھا' اور وہ دوبارہ اجنبی ہو جائے گا' اس لیے اجنبیوں کو مبارک ہو۔''

٣٩٨٦- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أن الإسلام بدأ غريبًا وسيعود غريبًا ... الخ، ح: ١٤٥/ ٢٣٢ من حديث مروان الفزاري به.

٣٩٨٧- [إسناده حسن] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ١/ ٢٩٨ من حديث الليث بن سعد عن يزيد به، وحسنه البوصيري، وللحديث شواهد كثيرة.

وَسَيَعُودُ غَرِيبًا . فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ» .

٣٩٨٨ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ غَرِيبًا . فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ» .

۳۹۸۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام اجنبی کے طور پر شروع ہوا' اور وہ دوبارہ اجنبی ہو جائے گا۔ تو اجنبیوں کو مبارک ہو۔''

قَالَ: قِيلَ: وَمَنِ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ: النُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ .

عرض کیا گیا: اجنبی (غرباء) کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''قبائل سے الگ ہونے والے۔''

(المعجم ١٦) - بَابُ مَنْ تُرْجَى لَهُ السَّلَامَةُ مِنَ الْفِتَنِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- فتنوں سے جن لوگوں کے سلامت رہنے کی امید ہے

٣٩٨٩ - حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا إِلَى مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ يَبْكِي . فَقَالَ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: يُبْكِينِي

۳۹۸۹- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ ایک دن مسجد نبوی میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھے رو رہے ہیں۔ انھوں نے کہا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہوئے ایک ارشاد کی وجہ سے رونا آ رہا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے

٣٩٨٨ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء أن الاسلام بدأ غريبًا وسيعود غريبًا، ح: ٢٦٢٩ من حديث حفص به، وقال: "حسن غريب صحيح"، ورواه أبوخالد سليمان بن حيان عن الأعمش به، وصححه البغوي في شرح السنة: ١/ ١١٨، ولم أجد تصريح سماع الأعمش وأبي إسحاق، والحديث السابق والذي قبله يغنيان عنه.

٣٩٨٩ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ٣٢٨ من حديث عيسى الزرقي به، وقال: "صحيح"، ووافقه الذهبي * وعيسى متروك (تقريب)، ولبعض الحديث شواهد صحيحة، وعند الحاكم: ٢/ ٣١٧ رواية معللة.

شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ يَسِيرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ. وَإِنَّ مَنْ عَادَى لِلّٰهِ وَلِيًّا، فَقَدْ بَارَزَ اللهَ بِالْمُحَارَبَةِ. إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْأَبْرَارَ الْأَتْقِيَاءَ الْأَخْفِيَاءَ، الَّذِينَ، إِذَا غَابُوا، لَمْ يُفْتَقَدُوا. وَإِنْ حَضَرُوا، لَمْ يُدْعَوْا وَلَمْ يُعْرَفُوا. قُلُوبُهُمْ مَصَابِيحُ الْهُدٰى. يَخْرُجُونَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ».

تھے: ''تھوڑا سا دکھاوا بھی شرک ہے۔ اور جو کوئی اللہ کے کسی دوست سے دشمنی رکھتا ہے' وہ (گویا) اللہ تعالیٰ کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو وہ گمنام متقی نیک لوگ پسند ہیں جو غیر حاضر ہوں تو انھیں تلاش نہیں کیا جاتا' اگر موجود ہوں تو انھیں بلایا نہیں جاتا' نہ انھیں پہچانا جاتا ہے۔ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں۔ وہ ہر ایک غبار آلود تاریک فتنے سے نکل جاتے ہیں (اور فتنوں سے متاثر ہو کر گمراہ نہیں ہوتے۔'')

٣٩٩٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ [عُمَرَ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «النَّاسُ كَإِبِلٍ مِائَةٍ، لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً».

۳۹۹۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کی مثال ان سو اونٹوں کی سی ہے جن میں سے ایک بھی سواری کے قابل نہ ملے۔''

فوائد و مسائل: ① صاحب کمال لوگ تعداد میں بہت کم ہوتے ہیں۔ ② عوام میں زیادہ تر لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کسی اہم ذمہ داری کو اٹھانے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اگر کامل اہلیت والا فرد نہ ملے تو ناقص اہلیت والے ہی سے کام چلانا چاہیے' تاہم ان کی مناسب رہنمائی اور ان کے کام کی مناسب نگرانی ضروری ہے۔ ③ مربی تربیت میں محنت کرے اور اس کا مطلوب نتیجہ نہ نکلے تو ضروری نہیں کہ تربیت میں نقص ہو۔ بعض اوقات تربیت پانے والوں کے نقص کی وجہ سے مطلوب نتائج حاصل نہیں ہوتے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ افْتِرَاقِ الْأُمَمِ (التحفة ١٧)

باب: ١٧- امتوں کا فرقوں میں تقسیم ہونا

٣٩٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۹۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٣٩٩٠_[صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٠، ١٢٣، ١٣٩ من حديث زيد به، وثبت سماع زيد من ابن عمر، ولم يكن مدلسًا على الراجح، ولحديثه شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث الزهري عن سالم عن أبيه.

٣٩٩١_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، السنة، باب شرح السنة، ح: ٤٥٩٦ من حديث محمد بن عمرو به، وقال◀◀

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَفَرَّقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدٰى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً. وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اکہتر (۷۱) فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔''

٣٩٩٢- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلٰى إِحْدٰى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً. فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ. وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰى عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً. فَإِحْدٰى وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً. وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ» قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: «الْجَمَاعَةُ».

٣٩٩٢- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ (ان میں سے) ایک فرقہ جنتی تھا اور ستر جہنمی۔ عیسائی بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ (ان میں سے) اکہتر جہنمی تھے اور ایک جنتی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! میری امت ضرور تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ (ان میں سے) ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور بہتر جہنم میں۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ''جماعت۔''

٣٩٩٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

٣٩٩٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

◀◀ الترمذي 'حسن صحيح'، ح:٢٦٤٠، وصححه ابن حبان، ح:١٨٣٤، والحاكم:١/١٢٨ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

٣٩٩٢- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني:١٨/٧٠، وابن أبي عاصم في السنة:١/٣٢، ح:٦٣ وغيرهما من حديث عباد به.

٣٩٩٣- [صحيح] أخرجه الخطيب في شرف أصحاب الحديث، ص:٢٤، ح:٤١ من حديث الوليد عن أبي عمرو الأوزاعي به، وصححه البوصيري * قتادة عنعن، وتابعه سعيد بن أبي هلال وزيد بن أسلم وغيرهما كما ذكرته في تخريج النهاية، ح:٤٨.

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ افْتَرَقَتْ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً. وَإِنَّ أُمَّتِي سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً. كُلُّهَا فِي النَّارِ، إِلَّا وَاحِدَةً. وَهِيَ الْجَمَاعَةُ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل اکہتر (۷۱) فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری امت بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک کے سوا وہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے اور وہ جماعت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ نے مستقبل میں پیش آنے والے جن جن واقعات کی جس جس طرح خبر دی۔ وہ اسی طرح پیش آئے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی نبوت اور صداقت کی دلیل ہے۔ ② فرقوں میں تقسیم ہونے کے بارے میں اس لیے بتایا گیا ہے کہ مسلمان ان اختلافات میں صحیح طرز عمل اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ ③ نصاریٰ اور مسلمانوں میں اختلاف کی اصل وجہ خواہشات نفس کی پیروی اور تعصب ہے۔ اور یہ جرائم جہنم میں لے جانے والے ہیں۔ ④ مسلمانوں کی اصل ''جماعت'' وہ ہے جو صحابۂ کرام ؓ کے طریقے پر چلی آ رہی ہے۔ اس جماعت سے لوگ الگ ہو کر مختلف فرقوں کی شکل اختیار کر گئے لیکن اصل ''جماعت'' بھی قائم ہے۔ مسلمانوں کو اسی ''جماعت'' کے ساتھ رہنے اور ان کی پیروی کرنے کا حکم ہے۔ ⑤ جماعت سے الگ ہونے والے خواہش نفس یا غلط تاویلات کی وجہ سے الگ ہوئے۔ جو لوگ ان فرقوں میں شامل نہیں ہوئے وہ قرآن و حدیث پر قائم رہے۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ ⑥ نجات کا دارومدار اپنی پارٹی کا کوئی خاص نام رکھ لینے پر نہیں بلکہ قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے پر ہے۔ عاملین کتاب و سنت مختلف زمانوں اور علاقوں میں مختلف ناموں سے مشہور ہو جائیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ الگ الگ فرقے بن گئے ہیں بلکہ وہ سب تنظیمیں یا جماعتیں ''الجماعۃ'' میں شامل ہیں۔

٣٩٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَتَتَّبِعُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، بَاعًا بِبَاعٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ،

۳۹۹۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ پہلوں کے طریقے کی (پوری طرح) پیروی کرو گے' جیسے باع باع کے برابر' ہاتھ ہاتھ کے برابر' اور بالشت بالشت کے برابر ہوتی ہے حتی کہ اگر وہ کسی سانڈے کے بل میں گھسے

٣٩٩٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٠ عن يزيد به، وصححه البوصيري، والحاكم: ١/ ٣٧ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق أخرى عند البخاري ومسلم وغيرهما.

وَشِبْرًا بِشِبْرٍ. حَتّٰى لَوْ دَخَلُوا فِي جُحْرِ ضَبٍّ، لَدَخَلْتُمْ فِيهِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ: «فَمَنْ، إِذًا؟».

ہوں گے تو تم بھی ضرور اس میں گھسو گے۔" صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا یہودیوں اور عیسائیوں کی (پیروی کریں گے؟) آپ نے فرمایا: "اور کن کی؟"

فوائد و مسائل: ① یہود و نصاریٰ کے رسم و رواج کی پیروی کرنا گمراہی کا باعث ہے۔ ② یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کے تہواروں میں شریک ہونا ان کی محبت پیدا کرتا ہے جس کے نتیجے میں ان کا مذہب بھی اچھا محسوس ہونے لگتا ہے۔ جب اسلام کے مقابلے میں کفر کے طور طریقے اچھے لگنے لگیں تو پھر نام نہاد ایمان کا باقی رہنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ ③ "باع" سے مراد وہ فاصلہ ہے جو دونوں ہاتھوں کے سروں کے درمیان اس وقت ہوتا ہے' جب دونوں بازو مخالف سمتوں میں دائیں بائیں پھیلا لیے جائیں۔ "ہاتھ" (ذراع) سے مراد ہاتھ کی انگلیوں سے کہنی تک کا فاصلہ ہے۔ ④ سانڈے کے بل میں گھسنے کی کوشش کرنا ایک نامعقول حرکت ہے لیکن یہود و نصاریٰ کی پیروی میں مسلمان یہ بھی نہیں دیکھیں گے کہ یہ کام یا سوچ درست بھی ہے یا نہیں' بغیر سوچے سمجھے اس کی پیروی شروع کر دیں گے۔ ⑤ اس پیش گوئی پر عمل کی موجودہ دور میں متعدد مثالیں ہیں' جیسے آج سے چند سال قبل جب "سوشلزم" کا تصور نیا نیا سامنے آیا تو مسلمانوں میں سے بعض لوگوں نے قرآن و حدیث کی نصوص کی اس انداز سے تاویل شروع کر دی کہ جس سے سوشلزم کا اسلام میں شامل ہونا ثابت کیا جا سکے۔ جب روس نے سوشلزم کے اس تصور کو چھوڑ دیا تو انھی لوگوں نے قرآن مجید سے مغربی جمہوریت اور مادر پدر آزادی کے حق میں "دلائل" تلاش کرنے شروع کر دیے۔ اسی طرح مغرب کی تہذیبی و ثقافتی یلغار ہے جس کا مسلمانوں کی نسلِ نو بڑی تیزی سے شکار ہوتی جا رہی ہے۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ.

(المعجم ١٨) - بَابُ فِتْنَةِ الْمَالِ (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- مال کا فتنہ

٣٩٩٥- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: «لَا. وَاللهِ مَا أَخْشٰى عَلَيْكُمْ، أَيُّهَا النَّاسُ إِلَّا مَا يُخْرِجُ

۳۹۹۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیا' اور فرمایا: "لوگو، قسم ہے اللہ کی! مجھے تمھارے بارے میں صرف دنیا کی زینت (اور مال و دولت) سے خطرہ ہے جو اللہ تعالیٰ تمھیں عطا فرمائے گا۔" ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! کیا خیر سے بھی شر حاصل ہو جاتا

٣٩٩٥- أخرجه مسلم، الزكاة، باب التحذير من الاغترار بزينة الدنيا وما يبسط منها، ح: ١٠٥٢/ ١٢١ من حديث الليث به.

اللهِ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا» فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: «كَيْفَ قُلْتَ؟» قَالَ: قُلْتُ: وَهَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ، أَوَ خَيْرٌ هُوَ؟ إِنَّ كُلَّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ، إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ. أَكَلَتْ، حَتَّى إِذَا امْتَلأَتْ امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا، اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ، فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ اجْتَرَّتْ، فَعَادَتْ، فَأَكَلَتْ، فَمَنْ يَأْخُذُ مَالًا بِحَقِّهِ، يُبَارَكُ لَهُ. وَمَنْ يَأْخُذُ مَالًا بِغَيْرِ حَقِّهِ، فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ».

ہے؟ رسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: ”تم نے کیا سوال کیا؟“ اس نے کہا: میں نے کہا تھا: کیا خیر سے بھی شر حاصل ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خیر (حلال مال) سے خیر ہی حاصل ہوتا ہے، کیا وہ خیر ہے؟ (دنیا کا ہر مال خیر نہیں ہوتا۔) موسم بہار میں جو سبزہ اگتا ہے اس سے جانور اپھارے کا شکار ہو کر مر جاتا ہے یا مرنے کے قریب ہو جاتا ہے، مگر وہ چرنے والا جانور (بچ جاتا ہے) جو کھاتا ہے، پھر جب اس کی کوکھیں بھر جاتی ہیں تو دھوپ کی طرف منہ کر کے گوبر اور پیشاب کرتا ہے، پھر جگالی کرتا ہے۔ اس کے بعد دوبارہ کھانے لگتا ہے۔ جو شخص جائز طریقے سے مال حاصل کرتا ہے اسے اس میں برکت حاصل ہوتی ہے۔ اور جو شخص ناجائز طریقے سے مال حاصل کرتا ہے اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی کھاتا رہتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔“

فوائد و مسائل: ① مال و دولت کی حرص انسان کے دین کے لیے خطرناک ہے۔ ② مال اللہ کی نعمت ہے، اس لیے حلال طریقے سے حاصل کرنا منع نہیں۔ ③ حلال کمائی سے حاصل ہونے والا مال بھی خرچ نہ کرنا بلکہ سمیٹ سمیٹ کر رکھنا نقصان دہ ہے۔ ④ گھاس اور سبزہ جانور کے لیے مفید ہے بشرطیکہ پہلا کھایا ہوا ہضم ہونے کے بعد اور کھائے۔ اگر مسلسل کھاتا جائے گا تو نقصان اٹھائے گا۔ اسی طرح مال مفید چیز ہے بشرطیکہ اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ بھی کیا جائے۔ ⑤ مثال دے کر سمجھانے سے بات زیادہ اچھی طرح سمجھ میں آ جاتی ہے۔

٣٩٩٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ

۳۹۹۶- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم فارس اور روم (کی سلطنتوں) کے خزانے فتح کر لو گے تو تمھاری

٣٩٩٦ـ أخرجه مسلم، الزهد والرقاق، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٦٢/٧ عن عمرو بن سواد به.

حَدَّثَهُ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ رَبَاحٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا فُتِحَتْ عَلَيْكُمْ خَزَائِنُ فَارِسَ وَالرُّومِ، أَيُّ قَوْمٍ أَنْتُمْ؟» قَالَ: عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ: نَقُولُ كَمَا أَمَرَنَا اللهُ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَ غَيْرَ ذٰلِكَ. تَتَنَافَسُونَ، ثُمَّ تَتَحَاسَدُونَ، ثُمَّ تَتَدَابَرُونَ، ثُمَّ تَتَبَاغَضُونَ. أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ. ثُمَّ تَنْطَلِقُونَ فِي مَسَاكِينِ الْمُهَاجِرِينَ، فَتَجْعَلُونَ بَعْضَهُمْ عَلٰى رِقَابِ بَعْضٍ».

کیا حالت ہوگی؟'' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے فرمایا: ہم وہی کچھ (شکر کے کلمات) کہیں گے (اور شکر والے عمل کریں گے) جن کا اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا دوسری بات ہوگی۔ تم ایک دوسرے پر رشک کرو گے' پھر ایک دوسرے سے حسد کرو گے' پھر ایک دوسرے سے منہ پھیرو گے' پھر ایک دوسرے سے ناراض رہنے لگو گے۔ یا اس طرح کا کوئی اور لفظ فرمایا۔ پھر تم غریب مہاجرین میں جاؤ گے اور انھیں ایک دوسرے کی گردنوں پر لاد دو گے۔''

فوائد و مسائل: ① رشک سے یہاں دنیا کے مال کی طرف مسابقت مراد ہے۔ کسی نعمت کے بارے میں یہ خواہش کہ وہ مجھے ملے' دوسرے کو نہ ملے' ناجائز رشک ہے۔ اس قسم کا رشک حسد تک لے جاتا ہے جو ناپسندیدہ ہے۔ جائز رشک کا مطلب یہ خواہش ہے کہ جیسی نعمت کسی کو ملی ہے ویسی مجھے بھی ملے۔ یہ رشک جائز ہے۔ ② حسد کے نتیجے میں تعلقات کشیدہ ہوتے ہیں اور دشمنی تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ یہ سب عادتیں مذموم ہیں۔ ③ آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ دولت مند افراد تنگ دست افراد پر سختی کریں گے اور رعب جمائیں گے۔ یہ صفات صحابۂ کرام ؓ میں نہیں تھیں' بعد والوں میں ایسے افراد ظاہر ہوئے جن میں ایسی خصلتیں موجود تھیں۔

٣٩٩٧- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى الْمِصْرِيُّ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ

٣٩٩٧- حضرت عمرو بن عوف ؓ سے روایت ہے..... وہ بنو عامر بن لؤی کے حلیف تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے..... انھوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو بحرین روانہ فرمایا تاکہ وہاں (کے لوگوں) کا جزیہ لے کر آئیں۔ نبی ﷺ نے بحرین

٣٩٩٧ـ أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب الجزية والموادعة مع أهل الذمة والحرب، ح:٣١٥٨، ٤٠١٥، ٦٤٢٥ من حديث ابن شهاب الزهري به، ومسلم، الزهد، الباب السابق، ح:٢٩٦١ من حديث ابن وهب به.

ﷺ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، إِلَى الْبَحْرَيْنِ، يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا. وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ، هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ. فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ. فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ. فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ، انْصَرَفَ. فَتَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، حِينَ رَآهُمْ، ثُمَّ قَالَ: «أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ؟» قَالُوا: أَجَلْ. يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «أَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ. فَوَاللهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ. وَلٰكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ، كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. فَتَنَافَسُوهَا[كَمَا تَنَافَسُوهَا]. فَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ».

والوں سے صلح کی تھی اور ان پر حضرت علاء بن حضرمی ؓ کو امیر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ ؓ بحرین سے مال لے کر آئے۔ انصار کو حضرت ابوعبیدہ ؓ کی آمد کا علم ہوا تو انھوں نے فجر کی نماز (مسجد نبوی میں) رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو وہ لوگ آپ کے سامنے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں دیکھا تو مسکرا دیے، پھر فرمایا: ''میرا خیال ہے، تم نے سنا ہے کہ ابوعبیدہ بحرین سے کچھ لائے ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کے رسول! آپ فرمایا: ''خوش ہو جاؤ اور خوشی والی چیزوں کی امید رکھو۔ قسم ہے اللہ کی! مجھے تم پر فقر کا اندیشہ نہیں۔ مجھے تو یہ خطرہ ہے کہ دنیا تم پر اسی طرح فراخ ہو جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی، پھر تم اس کے لیے ایک دوسرے پر رشک (اور مسابقت) کرو گے جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے کیا، تو یہ (دنیا) تمھیں تباہ کر دے گی جس طرح اس نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کر دیا تھا۔''

فوائد و مسائل: دولت ایک آزمائش ہے۔ اس کی حرص کی وجہ سے ظلم اور گناہ کا ارتکاب ہوتا ہے۔ ② مال حلال طریقے سے حاصل ہو اور اس پر قناعت کی جائے تو برا نہیں۔

(المعجم ١٩) - بَابُ فِتْنَةِ النِّسَاءِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- عورتوں کا فتنہ

٣٩٩٨- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ

٣٩٩٨- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے بعد مردوں

٣٩٩٨ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يتقى من شؤم المرأة . . . الخ، ح: ٥٠٩٦، ومسلم، الذكر والدعاء، باب أكثر أهل الجنة الفقراء، وأكثر أهل النار النساء، وبيان الفتنة بالنساء، ح: ٢٧٤٠/ ٩٧ من حديث سلمان التيمي به.

عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ. ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَدَعُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ، مِنَ النِّسَاءِ».

کے لیے عورتوں سے بڑا کوئی فتنہ نہیں چھوڑتا۔''

فوائد و مسائل: ① مرد اور عورت کا تعلق ایک فطری تعلق ہے لیکن شریعت نے اس کے لیے کچھ اصول و قواعد مقرر کیے ہیں۔ مرد جذبات سے مغلوب ہو کر یہ اصول توڑ دیتا ہے' اس لیے مرد کے لیے یہ چیز ایک آزمائش ہے۔ ② اس آزمائش میں پورا اترنے کے لیے ضروری ہے کہ عورت سے تعلق جائز شرعی طریقے سے (نکاح کے ذریعے سے) قائم کیا جائے۔ ③ بعض دفعہ مرد بیوی کو خوش کرنے کے لیے ماں باپ کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے یا رشتے داروں سے تعلقات خراب کر لیتا ہے' یا بیوی کی فرمائش پوری کرنے کے لیے حرام طریقے سے مال حاصل کرتا ہے۔ مومن کو چاہیے کہ ان معاملات میں احتیاط سے کام لے تاکہ بیوی کو خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کر بیٹھے۔ ④ عورت کے لیے مرد بھی اسی طرح آزمائش ہے۔ خاوند کو خوش کرنے کے لیے اللہ کی نافرمانی کرنا اس آزمائش میں ناکامی ہے۔

٣٩٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ مُصْعَبٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ صَبَاحٍ إِلَّا وَمَلَكَانِ يُنَادِيَانِ: وَيْلٌ لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ. وَوَيْلٌ لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ».

٣٩٩٩- حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر صبح دو فرشتے اعلان کرتے ہیں: مردوں کے لیے عورتوں کی وجہ سے ہلاکت ہے۔ اور عورتوں کے لیے مردوں کی وجہ سے ہلاکت ہے۔''

٤٠٠٠- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى

۴۰۰۰- حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے'

٣٩٩٩- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٥٩ من حديث وكيع به، وقال: "صحيح الإسناد" ورده الذهبي بقوله "خارجة واهٍ" وقال عنه الحافظ: "متروك وكان يدلس عن الكذابين" (تقريب).

٤٠٠٠- [صحيح] أخرجه الترمذي كما تقدم، ح: ٢٨٧٣، وله شاهد في صحيح مسلم، ح: ٢٧٤٢ من حديث أبي ◄◄

اللَّيْثِيُّ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ خَطِيبًا . فَكَانَ فِيمَا قَالَ : «إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ . أَلَا، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا، وَاتَّقُوا النِّسَاءَ» .

رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اس میں آپ نے یہ بھی فرمایا: ''یہ دنیا سرسبز اور میٹھی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھیں اس میں (دوسروں کا) خلیفہ بنا کر یہ دیکھے گا کہ تم لوگ کیسے عمل کرتے ہو۔ خبردار! دنیا (کے شر) سے بچو اور عورتوں (کی وجہ سے گمراہ ہونے) سے بچو۔''

٤٠٠١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ مُزَيْنَةَ تَرْفُلُ فِي زِينَةٍ لَهَا فِي الْمَسْجِدِ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «يَاأَيُّهَا النَّاسُ انْهَوْا نِسَاءَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّينَةِ وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسْجِدِ . فَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يُلْعَنُوا، حَتَّى لَبِسَ نِسَاؤُهُمُ الزِّينَةَ، وَتَبَخْتَرْنَ فِي الْمَسَاجِدِ» .

۴۰۰۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے کہ قبیلۂ مزینہ کی ایک عورت زینت والا لباس پہنے اتراتی ہوئی مسجد میں آئی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اپنی عورتوں کو مسجد میں زینت والا لباس پہننے اور تفاخر والی چال چلنے سے منع کرو۔ بنی اسرائیل پر اسی وقت لعنت کی گئی تھی جب ان کی عورتوں نے زینت والا لباس پہنا اور مسجدوں میں فخر سے چلنے لگیں۔''

٤٠٠٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ

۴۰۰۲- حضرت ابورُہم ؓ کے آزاد کردہ حضرت عبید (بن کثیر ؒ) سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ

◄◄ سلمة عن أبي نضرة به .

٤٠٠١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري : "هٰذا إسناد ضعيف، داود بن مدرك لا يعرف وموسى بن عبيدة (تقدم، ح : ٢٥١) ضعيف" .

٤٠٠٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في طيب المرأة للخروج، ح : ٤١٧٤ من حديث سفيان به * عاصم ضعيف، وتابعه عبدالرحمٰن بن الحارث بن أبي عبيد عند البيهقي : ٣/ ١٣٣، ١٣٤ .

مَوْلَى أَبِي رُهْمٍ [وَ] اسْمُهُ عُبَيْدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ لَقِيَ امْرَأَةً مُتَطَيِّبَةً، تُرِيدُ الْمَسْجِدَ. فَقَالَ: يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ أَيْنَ تُرِيدِينَ؟ قَالَتِ: الْمَسْجِدَ. قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ، ثُمَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ، لَمْ تُقْبَلْ لَهَا صَلَاةٌ، حَتَّى تَغْتَسِلَ».

ؓ کو ایک عورت ملی جس نے خوشبو لگا رکھی تھی اور مسجد کی طرف جا رہی تھی۔ ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: جبار کی بندی! کہاں جا رہی ہو؟ اس نے کہا: مسجد میں۔ فرمایا: اسی لیے خوشبو لگائی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو عورت خوشبو لگا کر مسجد کی طرف چلے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک غسل نہ کر لے۔''

فوائد و مسائل: ① عورت کو گھر سے نکلتے وقت خوشبو استعمال کرنا منع ہے۔ ② عورت کے لیے نماز باجماعت کے لیے مسجد میں جانا جائز ہے بشرطیکہ زیب و زینت کر کے نہ نکلے بلکہ سادہ لباس میں پردے اور دیگر شرعی آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے جائے۔ ③ بزرگ شخصیت کے لیے جائز ہے کہ اجنبی عورت کو غلطی پر تنبیہ کرے بشرطیکہ اس سے کوئی غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو جس سے نیک آدمی کی عزت کو خطرہ لاحق ہو جائے۔ ④ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے اس عورت کو اللہ کا خوف دلانے کے لیے ''اللہ کی بندی'' کی بجائے ''جبار کی بندی'' کہہ کر مخاطب فرمایا تھا۔ اس میں ڈانٹ کا پہلو بھی شامل تھا۔

٤٠٠٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ مِنَ الِاسْتِغْفَارِ. فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ». فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ، جَزْلَةٌ: وَمَا لَنَا، يَا رَسُولَ اللهِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: «تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ. مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ

۴۰۰۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو۔ میں نے جہنم میں تمھاری تعداد سب سے زیادہ دیکھی ہے۔'' ایک عقل مند خاتون نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس کی کیا وجہ ہے کہ جہنم میں ہماری تعداد زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم (گالی گلوچ اور) لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور رفیق حیات کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے نہیں دیکھا کہ عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود کوئی چیز

٤٠٠٣_ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بنقص الطاعات، وبيان إطلاق لفظ الكفر . . . الخ، ح: ٧٩/ ١٣٢ عن ابن رمح به.

مِنْكُنَّ». قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ؟ قَالَ: «أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ، فَهٰذَا مِنْ نُقْصَانِ الْعَقْلِ، وَتَمْكُثُ اللَّيَالِيَ مَاتُصَلِّي، وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ، فَهٰذَا مِنْ نُقْصَانِ الدِّينِ».

عقل مند آدمی پر تم سے زیادہ غالب آتی ہو۔" اس نے کہا: اللہ کے رسول! عقل اور دین کا نقص کون سا ہے؟ فرمایا: "عقل کی کمی تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے۔ یہ اس کی عقل کی کمی کی وجہ سے ہے۔ اور وہ (مہینے میں) کئی دن نماز نہیں پڑھتی اور رمضان میں (ان ایام میں) روزہ نہیں رکھ سکتی' یہ دین کا نقص ہے۔"

فوائد و مسائل: ① استغفار اور صدقے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ② نبی اکرم ﷺ کو جنت اور جہنم کا مشاہدہ کرایا گیا' اس لیے آپ نے اس بارے میں جو فرمایا' چشم دید فرمایا۔ ہمارا فرض ہے کہ اس پر ایمان رکھیں۔ ③ عقل میں ناقص ہونے سے مراد یہ ہے کہ عورتوں پر فطرتاً جذبات کا غلبہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو بچے کی پرورش کا جو فریضہ سونپا ہے' اس کے لیے جذبات کا یہ غلبہ ضروری ہے' تاہم اجتماعی معاملات کی ذمہ داری ان پر نہیں ڈالی جا سکتی کیونکہ وہاں جذباتی فیصلے مفید نہیں ہوتے۔ ④ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو گھر سے باہر کی ذمہ داریوں سے آزاد رکھا ہے۔ گواہی وغیرہ کے معاملات اس کے دائرۂ کار سے باہر ہیں۔ عورت کی گواہی کی ضرورت صرف خاص حالات میں پڑتی ہے' یعنی جب موقع پر دو مرد موجود نہ ہوں جو گواہ بن سکیں۔ اسلامی نظام معاشرت کے مجموعی خدوخال کو سامنے رکھتے ہوئے یہی قانون بہتر ہے۔ ⑤ عورت ایام حیض میں نماز نہیں پڑھ سکتی اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔ اس کی یہ فطری کمزوری اس کا قصور نہیں' یہ ایسے ہی ہے جس طرح ایک کمزور بدن والا مسلمان بہت سی وہ نیکیاں انجام نہیں دے سکتا جو طاقتور جسم والا مسلمان انجام دے سکتا ہے' اس لحاظ سے طاقتور بہتر اور افضل ہے لیکن اس میں کمزور مسلمان قصوروار نہیں۔ ⑥ مرد عورت کی محبت کی وجہ سے بعض اوقات ایسا مطالبہ تسلیم کر لیتا ہے جو وہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ یہ بہتر نہیں۔ اگر اس میں کوئی بڑا دنیاوی نقصان یا کوئی دینی نقصان نہ ہو تو تسلیم کر لینا جائز ہے تاکہ گھر آباد رہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

٤٠٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۰۰۴- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت

٤٠٠٤- [حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٩٣ من حديث هشام بن سعد به، وصححه ابن حبان * عاصم بن عمر مجهول، ولحديثه شواهد عند الطبراني في الأوسط: ٢/ ٢١٧، ح: ١٣٨٩، والخطيب: ١٣/ ٩٢ وغيرهما.

حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بنِ عُثْمَانَ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، قَبْلَ أَنْ تَدْعُوا فَلَا يُسْتَجَابَ لَكُمْ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو قبل اس کے کہ تم دعائیں مانگو اور تمھاری دعائیں قبول نہ کی جائیں۔“

فوائد و مسائل: ① نیکی کا حکم دینے سے مراد مناسب طریقے سے نیکی کی ترغیب دینا ہے۔ حاکم اپنی رعایا کو والد اپنی اولاد کو اور خاوند اپنی بیوی کو حکم دے سکتا ہے جس کی وہ تعمیل کرتے ہیں۔ دوسروں کو اس انداز سے حکم نہیں دیا جا سکتا۔ ② برائی سے منع کرنے کی طاقت ہو تو ہاتھ سے منع کرنا (جیسے حاکم والدین اور خاوند وغیرہ) ورنہ زبان سے سمجھانا ضروری ہے (جیسے عالم عوام کو سمجھاتا ہے۔) اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو گناہ سے دلی نفرت ضروری ہے۔ ③ گناہوں کا ارتکاب دعا کی قبولیت میں رکاوٹ بن جاتا ہے لہٰذا توبہ کرنی چاہیے۔

٤٠٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ [المائدة: ١٠٥] وَإِنَّا سَمِعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ، إِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ فَلَا يُغَيِّرُونَهُ، أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابِهِ».

۴۰۰۵- حضرت قیس بن ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ ”اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو سیدھا رکھو۔ جب تم ہدایت پر ہو تو گمراہ لوگ تمھیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔“ اور ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”لوگ جب برائی کو دیکھیں اور اسے ختم نہ کریں (اس سے منع نہ کریں) تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔“

٤٠٠٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الملاحم، باب الأمر والنهي، ح: ٤٣٣٨ من حديث إسماعيل به، وقال الترمذي "صحيح"، ح: ٢١٦٨، وصححه ابن حبان * إسماعيل صرح بالسماع عند أحمد: ١/ ٥ وغيره.

قَالَ أَبُو أُسَامَةَ، مَرَّةً أُخْرٰى: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ.

حدیث کے راوی ابواسامہ نے دوسری مرتبہ روایت بیان کرتے ہوئے کہا: (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① عام لوگ مذکورہ بالا آیت کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ انسان خود نیکی پر قائم رہے' دوسروں کی گمراہی سے اسے کوئی خطرہ نہیں' نہ اس سے ان کے بارے میں باز پرس ہی ہوگی' لہٰذا کسی کو گناہ سے روکنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے واضح فرما دیا کہ آیت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال کر رکھو تاکہ گمراہوں کی گمراہی کا اثر تم پر بھی نہ ہو جائے۔ لوگوں کو نیکی کی طرف بلاتے اور گناہوں سے روکتے رہو ورنہ تم خود ان سے متاثر ہو کر گمراہ ہو جاؤ گے۔ علاوہ ازیں لوگوں کو برائی سے روکنا' نیکی پر قائم رہنے کا ایک لازمی حصہ ہے' اس میں تساہل نیکی کے راستے سے انحراف ہے جو غضب الٰہی کا باعث بن سکتا ہے۔ ② کبار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا علم زیادہ وسیع اور گہرا تھا۔ ③ خطبے میں عوام میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کی وضاحت اور صحیح فہم بیان کرنا چاہیے۔

٤٠٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ، لَمَّا وَقَعَ فِيهِمُ النَّقْصُ، كَانَ الرَّجُلُ يَرٰى أَخَاهُ عَلَى الذَّنْبِ، فَيَنْهَاهُ عَنْهُ. فَإِذَا كَانَ الْغَدُ، لَمْ يَمْنَعْهُ مَا رَأٰى مِنْهُ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَخَلِيطَهُ. فَضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ. وَنَزَلَ فِيهِمُ الْقُرْآنُ. فَقَالَ: ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ

۴۰۰۶- حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں نقائص اس طرح پیدا ہوئے کہ آدمی اپنے بھائی کو (ایک بار) کوئی گناہ کرتے دیکھتا تو اسے منع کرتا' پھر اگلے دن اسے گناہ کرتے دیکھتا تو اس کی وجہ سے وہ اس کا ہم نوالہ و ہم پیالہ اور ہم راز بننے سے نہ رکتا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک دوسرے سے ملا دیے۔ ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ...... كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ ''بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داود اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کی زبانی لعنت کی گئی' اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے بڑھ جاتے

٤٠٠٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير سورة المائدة، ح:٣٠٤٨ عن ابن بشار به، والسند مرسل، ورواه أبوداود، ح:٤٣٣٦ متصلاً، وحسنه الترمذي، وهو منقطع، انظر، ح:١٤٧٨، ١٦٠٦.

إِلَيْهِ مَا ٱتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَآءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَٰسِقُونَ ﴾» [المائدة: ٧٨-٨١].

تھے اور وہ جو برے کام کرتے تھے' ان سے ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے۔ وہ جو کچھ کرتے تھے یقیناً بہت برا تھا۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔ بہت برا ہے جو کچھ انھوں نے اپنے لیے آگے بھیجا۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوا' اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ اور اگر وہ اللہ پر' نبی پر اور نبی پر نازل ہونے والی شریعت پر ایمان رکھنے والے ہوتے تو ان (کافروں) سے دوستی نہ کرتے لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔''

قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَّكِئًا. فَجَلَسَ وَقَالَ: «لَا. حَتَّى تَأْخُذُوا عَلَى يَدَيِ الظَّالِمِ، فَتَأْطِرُوهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا».

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے' آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''نہیں (تم عذاب سے نہیں بچ سکتے) حتی کہ ظالم کا ہاتھ پکڑ کر (اسے ظلم سے روک دو اور) اسے حق قبول کرنے پر مجبور کر دو۔''

316

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ، أَمْلَاهُ عَلَيَّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْوَضَّاحِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہی روایت ایک دوسری سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی طرح مرفوعاً بھی بیان کی ہے۔

٤٠٠٧ - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَامَ خَطِيبًا. فَكَانَ فِيمَا قَالَ: «أَلَا، لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلًا،

۴۰۰۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے اس میں یہ بھی فرمایا: ''خبردار! کسی آدمی کو لوگوں کی ہیبت حق کہنے سے روک نہ دے جب کہ اسے (حق) معلوم ہو۔''

٤٠٠٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٧٣، وله شواهد، منها ما أخرجه أحمد: ٣/ ٨٧، وإسناده قوي.

هَيْبَةُ النَّاسِ، أَنْ يَقُولَ بِحَقٍّ، إِذَا عَلِمَهُ».

قَالَ: فَبَكَى أَبُو سَعِيدٍ، وَقَالَ: قَدْ وَاللهِ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ، فَهِبْنَا.

یہ کہہ کر حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: قسم ہے اللہ کی! ہم نے کئی (غلط) چیزیں دیکھیں لیکن (اظہار کرنے سے) ڈر گئے۔

فوائد و مسائل: ① جب معلوم ہو کہ فلاں کام ناجائز ہو رہا ہے اور شریعت کا حکم یہ ہے تو حق بیان کرنا چاہیے' شاید غلط کام کرنے والوں کو ہدایت نصیب ہو جائے یا کم از کم دوسرے لوگوں کو شرعی حکم معلوم ہو جائے اور وہ باطل کو حق نہ سمجھ لیں۔ ② جب جان چلے جانے کا یا سخت نقصان کا اندیشہ ہو تو خاموش رہنا جائز ہوتا ہے' تاہم ایسے موقع پر بھی افضل یہی ہے کہ عزیمت کا راستہ اختیار کر کے حق بیان کیا جائے اور اس راہ میں آنے والی مشکلات اور تکلیفوں کو برداشت کیا جائے' جیسے امام مالک' امام احمد بن حنبل اور امام ابن تیمیہ رحمہم اللہ وغیرہ نے کیا۔

٤٠٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحْقِرْ أَحَدُكُمْ نَفْسَهُ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ يَحْقِرُ أَحَدُنَا نَفْسَهُ؟ قَالَ: «يَرَى أَمْرًا، لِلّٰهِ عَلَيْهِ فِيهِ مَقَالٌ، ثُمَّ لَا يَقُولُ فِيهِ. فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُولَ فِي كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُولُ: خَشْيَةُ النَّاسِ. فَيَقُولُ: فَإِيَّايَ، كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ تَخْشَى».

۴۰۰۸- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے۔'' صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! کوئی شخص اپنے آپ کو کس طرح ذلیل کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ ایسا کام ہوتا دیکھتا ہے جس کے بارے میں اللہ کی طرف سے اس پر بولنا ضروری ہے' پھر وہ اس کے بارے میں بات نہیں کرتا' (اور غلط کام سے منع نہیں کرتا۔) اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے فلاں مسئلے میں بات کرنے سے کیا رکاوٹ تھی؟ وہ کہے گا: لوگوں کا خوف تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرا زیادہ حق مجھ ہی سے ڈرنے کا تھا۔''

٤٠٠٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۴۰۰۹- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٠٠٨- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠ عن ابن نمير به، وصححه البوصيري، ورواه زبيد عن عمرو بن مرة به ✽ أبو البختري لم يسمعه من أبي سعيد، صرح به أحمد في روايته: ٣/ ٨٤، ٩١، فالسند منقطع.

٤٠٠٩- **[حسن]** أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٦ عن وكيع به، وأخرجه أبوداود، ح: ٤٣٣٩ من حديث أبي إسحاق به، ورواه شعبة عنه، أحمد: ٤/ ٣٦٤، والطيالسي، ح: ٦٦٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٣٩، ١٨٤٠، وحسنه ◀◀

وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي، هُمْ أَعَزُّ مِنْهُمْ وَأَمْنَعُ، لَا يُغَيِّرُونَ، إِلَّا عَمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جن لوگوں میں اللہ کی نافرمانی کی جائے جب کہ وہ (گناہ کرنے والوں سے) زیادہ طاقتور اور زیادہ زور آور ہوں' اس کے باوجود (مجرموں کو گناہ سے) منع نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل کر دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جس کو اللہ تعالیٰ دنیاوی طور پر دولت' عزت اور قوت دے اس کی ذمہ داری ہے کہ نیکی کے فروغ اور گناہ کے سدباب کے لیے کوشش کرے۔ ② ہر شخص کو اپنی طاقت کے مطابق برائی روکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ③ دنیا میں اللہ کا عذاب آتا ہے تو نیک بھی اس کی زد میں آجاتے ہیں لیکن یہ عذاب اس وقت آتا ہے جب معاشرے میں گناہ کی کثرت ہو جائے۔

٤٠١٠ - **حَدَّثَنَا** سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا رَجَعَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مُهَاجِرَةُ الْبَحْرِ، قَالَ: «أَلَا تُحَدِّثُونِي بِأَعَاجِيبَ مَا رَأَيْتُمْ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ؟» قَالَ فِتْيَةٌ مِنْهُمْ: بَلَى. يَارَسُولَ اللهِ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ، مَرَّتْ بِنَا عَجُوزٌ مِنْ عَجَائِزِ رَهَابِينِهِمْ تَحْمِلُ عَلَى رَأْسِهَا قُلَّةً مِنْ مَاءٍ. فَمَرَّتْ بِفَتًى مِنْهُمْ. فَجَعَلَ إِحْدَى يَدَيْهِ بَيْنَ كَتِفَيْهَا، ثُمَّ دَفَعَهَا. فَخَرَّتْ عَلَى رُكْبَتَيْهَا، فَانْكَسَرَتْ قُلَّتُهَا. فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ، الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ: سَوْفَ

٤٠١٠- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب سمندر کا سفر طے کرنے والے مہاجر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم لوگ مجھے وہ عجیب باتیں نہیں بتاؤ گے جو تم نے حبشہ کے ملک میں دیکھیں؟'' ان میں سے کچھ نوجوان افراد نے کہا: جی ہاں' اللہ کے رسول! (ہم سنائیں گے۔) ایک بار ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس سے ان کی ایک راہب بڑھیا گزری جس نے سر پر پانی کا مٹکا اٹھایا ہوا تھا۔ وہ ان میں سے ایک جوان (لڑکے) کے پاس سے گزری تو اس نے اس (راہبہ) کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر اسے دھکا دے دیا۔ وہ گھٹنوں کے بل گری۔ اس کا مٹکا ٹوٹ گیا۔ جب وہ اٹھی تو اس

◀◀ السيوطي في الجامع الصغير.

٤٠١٠- [حسن] أخرجه ابن أبي الدنيا من حديث يحيى بن سليم به، النهاية في الفتن والملاحم بتحقيقي: ٢/ ٨٧، ح: ٩١٦، وحسنه البوصيري * سويد تابعه إسحاق بن إبراهيم عند ابن أبي الدنيا، ويحيى بن سليم تابعه مسلم بن خالد عند ابن حبان، ح: ٢٥٨٤، وعلته عنعنة أبي الزبير، وله شواهد عند البيهقي: ٦/ ٩٥، والخطيب: ٧/ ٣٩٦ وغيرهما.

تَعْلَمُ، يَاغُدَرُ إِذَا وَضَعَ اللهُ الْكُرْسِيَّ، وَجَمَعَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، وَتَكَلَّمَتِ الْأَيْدِي وَالْأَرْجُلُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ، فَسَوْفَ تَعْلَمُ كَيْفَ أَمْرِي وَأَمْرُكَ، عِنْدَهُ غَدًا.

(شریر لڑکے) کی طرف مڑ کر بولی: ارے دھوکے باز! تجھے تب پتہ چلے گا جب اللہ تعالیٰ (حشر کے میدان میں) کرسی رکھے گا اور تمام پہلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا اور (انسانوں کے) ہاتھ اور پاؤں ان کے عملوں کی گواہی دیں گے۔ پھر تجھے پتہ چلے گا کہ کل (قیامت کو) اس (اللہ) کے پاس میرا تیرا معاملہ کیسے طے ہوتا ہے؟

قَالَ: يَقُولُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَدَقَتْ. صَدَقَتْ. كَيْفَ يُقَدِّسُ اللهُ أُمَّةً لَا يُؤْخَذُ لِضَعِيفِهِمْ مِنْ شَدِيدِهِمْ؟».

راوی نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے (یہ واقعہ سن کر) فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔ اس نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو کیونکر پاک کرے گا جن میں طاقت ور سے کمزور کو حق نہیں دلوایا جاتا؟''

فوائد و مسائل: ① مکہ کے مظلوم مسلمانوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ پہلے گروہ نے رجب ۵ نبوت میں ہجرت کی' اس کے بعد اگلے سال زیادہ افراد نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ہجرت مدینہ کے بعد یہ حضرات مختلف اوقات میں گروہوں کی شکل میں مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ ② سمندر کے مہاجرین سے مراد حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے لوگ ہیں کیونکہ یہ حضرات بحر قلزم (بحر احمر) پار کر کے حبشہ پہنچے تھے۔ ③ سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی قیامت اور جنت جہنم کا ذکر موجود تھا۔ نبی ﷺ کے دور میں اگرچہ ان کتابوں میں تحریف ہو چکی تھی' تاہم ان میں بہت سی صحیح باتیں موجود تھیں۔ موجودہ بائبل میں یہ تحریف بہت زیادہ ہے اور صحیح چیزیں شاذ و نادر ہیں۔ ④ غیر مسلم صحیح بات کرے تو اس کی بھی تصدیق کرنی چاہیے ⑤ جس قوم میں کمزوروں پر ظلم کیا جائے' وہ اللہ کی طرف سے سزا کی مستحق ہو جاتی ہے۔ ⑥ اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں عدل و انصاف قائم رہے اور مظلوم کی مدد کرتے ہوئے ظالم کو پوری سزا دی جائے۔ ⑦ موجودہ غیر مسلم معاشرے میں قانون اس قسم کے ہیں جن سے ظالم کو تحفظ ملتا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمان ممالک میں بھی انھی ظالمانہ قوانین کو رائج کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے ظلم پھیلتا ہے اور مظلوم تباہ ہوتے ہیں۔

٤٠١١- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ

۴۰۱۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٤٠١١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب [ماجاء] أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر، ح: ٢١٧٤ عن◀◀

دِينَارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُصْعَبٍ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، [قَالَا:] حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الْجِهَادِ، كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل جہاد ظالم سلطان کے سامنے انصاف (اور حق) کی بات کہنا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مسلمان بادشاہ ظالم بھی ہو تو اس کے خلاف بغاوت نہیں کی جاتی لیکن اسے ظلم سے روکنا ضروری ہے۔ ② چونکہ ظالم بادشاہ کا مقابلہ اس طرح نہیں کیا جاتا جس طرح کافروں سے جنگ کی جاتی ہے اس لیے خالی ہاتھ محض دلائل کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اسے تبلیغ کرنا زیادہ جرأت و بہادری کا کام ہے کیونکہ عام طور پر ایسے فرد سے یہی خطرہ ہوتا ہے کہ وہ قتل کر دے گا یا قید کر کے طرح طرح کی تکلیفیں دے گا۔

٤٠١٢ - حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: عَرَضَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ عِنْدَ الْجَمْرَةِ الْأُولٰى. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ. فَلَمَّا رَمَى الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ سَأَلَهُ. فَسَكَتَ عَنْهُ. فَلَمَّا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ لِيَرْكَبَ. قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ؟» قَالَ: أَنَا. يَارَسُولَ اللهِ. قَالَ: «كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ ذِي سُلْطَانٍ جَائِرٍ».

۴۰۱۲- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی پہلے جمرے کے قریب رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا اور کہا: اللہ کے رسول! کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ خاموش رہے۔ جب آپ دوسرے جمرے پر پہنچے تو اس نے (پھر) سوال کیا۔ آپ خاموش رہے۔ پھر جب آپ نے جمرۂ عقبہ (بڑے جمرے) پر کنکریاں ماریں اور سوار ہونے کے لیے رکاب میں پاؤں رکھا تو فرمایا: ''سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' اس نے کہا: اللہ کے رسول! میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ظالم سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا (افضل جہاد ہے۔'')

◄◄ القاسم بن زكريا به، وقال: "حسن غريب"، والحديث الآتي شاهد له، راجع نيل المقصود في التعليق على سنن أبي داود، ح: ٤٣٤٤.

٤٠١٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٥١، ٢٥٦ من طريقين عن حماد بن سلمة به.

٤٠١٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ. فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ: أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ، وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ. وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَأُ بِهَا. فَقَالَ أَبُوسَعِيدٍ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا. فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ، فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ، فَبِلِسَانِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ، فَبِقَلْبِهِ. وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ».

۴۰۱۳- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ مروان نے عید کے دن منبر نکلوایا (اور عید گاہ میں رکھا) اور نماز عید سے پہلے خطبہ شروع کیا۔ ایک آدمی نے کہا: مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ تو نے اس دن منبر نکالا' حالانکہ (نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں) وہ نہیں نکالا جاتا تھا۔ اور تو نے نماز سے پہلے خطبہ شروع کیا' حالانکہ (اس دور میں) خطبے سے ابتدا نہیں کی جاتی تھی۔ حضرت ابو سعید خدری ؓ نے فرمایا: اس شخص نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ میں نے رسول اللہ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے اور ہاتھ سے ختم کر سکتا ہو تو ہاتھ سے ختم کر دے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے (منع کرے اور سمجھائے۔) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (نفرت کرے اور اس کے خاتمہ کی خواہش رکھے۔) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔''

فوائد و مسائل: ① عید گاہ میں عید کا خطبہ منبر کے بغیر دینا مسنون ہے۔ ② عید کی نماز مسجد میں ادا کرنا بھی سنت کے خلاف ہے۔ ③ عید کا خطبہ نماز کے بعد دیا جاتا ہے۔ ④ صحابۂ کرام ؓ حکمرانوں کو غلطی پر ٹوکتے تھے۔ ⑤ حضرت ابو سعید ؓ نے تنقید کرنے والے کی حوصلہ افزائی فرمائی' اس لیے غلط کام سے منع کرنے والے کی تائید کرنی چاہیے۔ حکمران کا فرض ہے کہ برائی کو سختی سے ختم کرے۔ اسی طرح ایک شخص اپنے گھر' زمین اور کارخانے وغیرہ میں برائی کو حکماً ختم کرنے کا پابند ہے۔ علماء کو وعظ و نصیحت کے ذریعے سے اور مسائل کی وضاحت کر کے برائی کا راستہ روکنا چاہیے اور جہاں مناسب حد تک کسی اور انداز سے دباؤ ڈالا جا سکتا ہو' اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنا چاہیے، خاص طور پر مسجد اور مدرسے میں جہاں عالم کو پورا اختیار حاصل ہوتا ہے' اسے اس اختیار سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ⑥ کمزور آدمی جو ایمان کی کمزوری کی وجہ سے اور زبردست ہونے کی وجہ

۴۰۱۳- [حسن] تقدم، ح: ۱۲۸۵.

سے منع کرنے کی جرأت نہیں رکھتا، اسے گناہ سے نفرت رکھنی چاہیے اور یہ نیت رکھے کہ اگر اللہ مجھے طاقت دے تو میں اس برائی کو ختم کردوں گا۔

(المعجم ٢١) - **بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ﴾** [المائدة: ١٠٥]

(التحفة ٢١)

باب: ۲۱- فرمانِ باری تعالیٰ: ''مومنو! اپنی جانیں بچاؤ'' کا مطلب

٤٠١٤- **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ: حَدَّثَنِي عَمِّي عَمْرُو بْنُ جَارِيَةَ، عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ قَالَ، قُلْتُ: كَيْفَ تَصْنَعُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ؟ قَالَ: أَيَّةُ آيَةٍ؟ قُلْتُ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا ٱهْتَدَيْتُمْ﴾ [المائدة: ١٠٥] قَالَ: سَأَلْتَ عَنْهَا خَبِيرًا. سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، حَتّٰى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا، وَهَوًى مُتَّبَعًا، وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً، وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ. وَرَأَيْتَ أَمْرًا لَا يَدَانِ لَكَ بِهِ، فَعَلَيْكَ خُوَيْصَّةَ نَفْسِكَ. وَدَعْ أَمْرَ الْعَوَامِّ فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ، صَبْرٌ فِيهِنَّ عَلَى مِثْلِ قَبْضٍ عَلَى الْجَمْرِ. لِلْعَامِلِ فِيهِنَّ مِثْلُ أَجْرِ

۴۰۱۴- حضرت ابو امیہ شعبانی ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابو ثعلبہ خشنی ؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ کا اس آیت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ فرمایا: کون سی آیت؟ میں نے کہا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا ٱهْتَدَيْتُمْ﴾ ''اے ایمان والو! اپنی فکر کرو۔ جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہے اس سے تمھیں کوئی نقصان نہیں۔'' انھوں نے فرمایا: تم نے یہ مسئلہ خبر رکھنے والے سے پوچھا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''بلکہ ایک دوسرے کو نیکی کا حکم دو اور ایک دوسرے کو برائی سے منع کرو حتی کہ جب تو دیکھے کہ بخل کا حکم مانا جاتا ہے (ہر شخص بخل کر رہا ہے گویا بخل کی حکومت ہے) خواہش کی پیروی کی جاتی ہے دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص کو اپنی رائے ہی اچھی لگتی ہے، اور تیرے سامنے ایسی صورت حال آ جائے کہ تو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو پھر

٤٠١٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الملاحم، باب الأمر والنهي، ح: ٤٣٤١ من حديث عتبة به، وليس فيه: "حدثني عمي" بل فيه: حدثني عمرو بن جارية، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ٣٠٥٨، وصححه ابن حبان، والحاكم: ٤/ ٣٢٢، والذهبي.

خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ بِمِثْلِهِ».

خاص اپنی جان کی فکر کر اور عوام کی فکر چھوڑ دے کیونکہ تمھارے آگے صبر کا زمانہ آ رہا ہے۔ اس دور میں صبر (اور حق پر قائم رہنا) اس طرح (دشوار) ہوگا جیسے انگارے کو مٹھی میں لینا۔ ان ایام میں (صحیح نیک) عمل کرنے والے کو (عام حالات میں) یہی عمل کرنے والے پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا۔''

٤٠١٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ الْخُزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَيْدٍ حَفْصُ بْنُ غَيْلَانَ الرُّعَيْنِيُّ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ مَتَى نَتْرُكُ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: «إِذَا ظَهَرَ فِيكُمْ مَا ظَهَرَ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ» قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ وَمَا ظَهَرَ فِي الْأُمَمِ قَبْلَنَا؟ قَالَ: «الْمُلْكُ فِي صِغَارِكُمْ، وَالْفَاحِشَةُ فِي كِبَارِكُمْ، وَالْعِلْمُ فِي رُذَالَتِكُمْ».

۴۰۱۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! ہم (مسلمان) کب نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا چھوڑ بیٹھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''جب تمھارے اندر وہ (خرابیاں) ظاہر ہو جائیں جو تم سے پہلی قوموں میں ظاہر ہوئی تھیں۔'' ہم نے کہا: اللہ کے رسول! ہم سے پہلی امتوں میں کیا ظاہر ہوا تھا؟ آپ نے فرمایا: ''حکومت کم عمر (یا بچگانہ ذہن رکھنے والے) افراد میں اور بے حیائی بڑوں میں (جوان تو بدکاری میں ملوث ہوں گے ہی، بوڑھے بھی باز نہیں آئیں گے) اور علم تمھارے ذلیل لوگوں میں۔''

قَالَ زَيْدٌ: تَفْسِيرُ مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «وَالْعِلْمُ فِي رُذَالَتِكُمْ» إِذَا كَانَ الْعِلْمُ فِي الْفُسَّاقِ.

حضرت زید بن یحییٰ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''تمھارے ذلیل لوگوں میں علم ہونے'' کا مطلب یہ ہے کہ علم فاسق (اور بدکردار) لوگوں میں ہوگا (جو علم پر عمل نہیں کریں گے۔'')

٤٠١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۴۰۱۶- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٤٠١٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١٨٧ على تصحيف في المطبوع عن زيد بن يحيٰى به، وتابعه جماعة، مشكل الآثار: ٤/ ٣١٤، وحلية الأولياء: ٥/ ١٨٥ وغيرهما، وصححه البوصيري.

٤٠١٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفتن، باب [لا يتعرض من البلاء لما لا يطيق]، ح: ٢٢٥٤ عن ابن ◄◄

عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جُنْدُبٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ» قَالُوا : وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟ قَالَ : «يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ، لِمَا لَا يُطِيقُهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کے لیے مناسب نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔'' صحابہ نے عرض کیا: اپنے آپ کو کیسے ذلیل کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایسی آزمائش میں نہ پڑے جس میں پورا اترنے کی طاقت نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث پر تفصیلاً بحث کرتے ہوئے اسے حسن قرار دیا ہے اور انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني، رقم: ٦١٣) بنا بریں ایسی ذمہ داری اٹھانے سے اجتناب کرنا چاہیے جس کی صلاحیت نہ ہو کیونکہ لوگ جو توقعات رکھتے ہیں، وہ پوری نہیں ہوتیں تو ذمہ داری اٹھانے والے کو قصوروار سمجھتے ہیں اس طرح اس کی عزت خواہ مخواہ کم ہو جاتی ہے۔ ② بعض علماء مسجد، مدرسہ یا انجمن کے انتظامی معاملات اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں، حالانکہ ان میں علمی صلاحیت تو ہوتی ہے، انتظامی صلاحیت نہیں ہوتی۔ بعض اوقات خود مسجد یا مدرسہ کے متعلقین یہ تصور کر لیتے ہیں کہ فلاں صاحب بڑے عالم ہیں، لہٰذا انتظام اچھے طریقے سے چلائیں گے۔ اس صورت میں ایسی ذمہ داری نہیں اٹھانی چاہیے جس کے بارے میں یقین ہو کہ اسے نبھانا مشکل ہے۔

٤٠١٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَبُو طُوَالَةَ : حَدَّثَنَا نَهَارٌ الْعَبْدِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «إِنَّ اللهَ لَيَسْأَلُ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. حَتَّى يَقُولَ : مَا مَنَعَكَ، إِذْ رَأَيْتَ الْمُنْكَرَ، أَنْ تُنْكِرَهُ؟ فَإِذَا لَقَّنَ اللهُ عَبْدًا حُجَّتَهُ، قَالَ :

۴۰۱۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے سے سوال کرے گا حتی کہ یہ بھی فرمائے گا: جب تو نے برائی دیکھی تھی تو اس سے منع کیوں نہیں کیا تھا؟ پھر جب (وہ جواب نہ دے سکے گا تو) اللہ بندے کو جواب سکھا دے گا، وہ کہے گا: یا اللہ! مجھے تجھ سے (رحمت کی) امید تھی اور بندوں سے ڈر لگتا تھا۔''

◀◀ بشار به، وقال: "حسن غريب"، وانظر، ح: ٧١، ١١٦ لعلته.

٤٠١٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الحميدي، ح: ٧٣٨ (بتحقيقي) من حديث يحيى بن سعيد به، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٤٥، والبوصيري.

يَا رَبِّ رَجَوْتُكَ، وَفَرِقْتُ مِنَ النَّاسِ».

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ بعض اوقات کسی نیکی کی وجہ سے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ ② جسے اللہ تعالیٰ معاف فرمانا چاہے گا' اس کے دل میں صحیح جواب ڈال دے گا۔ ③ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے لیکن اس پر اعتماد کر کے گناہوں میں بے باک ہو جانا اور نیکیوں کے بارے میں بے پروا ہو جانا سراسر گمراہی ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْعُقُوبَاتِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۲-سزاؤں کا بیان

٤٠١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يُمْلِي لِلظَّالِمِ. فَإِذَا أَخَذَهُ، لَمْ يُفْلِتْهُ» ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ ٱلْقُرَىٰ وَهِىَ ظَٰلِمَةٌ﴾ [هود: ١٠٢].

۴۰۱۸- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے' پھر جب اسے پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ﴾ ''آپ کے پروردگار کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جب وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مجرم کو اگر اللہ کی طرف سے فوری سزا نہ ملے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ چھوٹ گیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ایک خاص وقت تک مہلت دیتا ہے' پھر اچانک پکڑ لیتا ہے۔ ② مجرموں کو مہلت دینے میں اللہ کی صفت رحمت کا اظہار ہے کہ وہ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر ہدایت قبول کر لیں اور اس طرح وہ عذاب سے بچ کر انعام کے مستحق بن جائیں۔ ③ اللہ کے عذاب سے کوئی نبی اور ولی نہیں بچا سکتا۔

٤٠١٩- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَبُو أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ،

۴۰۱۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اے مہاجروں کی جماعت! پانچ چیزیں

٤٠١٨_ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "وكذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى . . . الخ"، ح: ٤٦٨٦ من حديث أبي معاوية، ومسلم، الأدب، باب تحريم الظلم، ح: ٢٥٨٣ عن ابن نمير به.

٤٠١٩_ [صحيح] أخرجه أبونعيم في الحلية: ٨/ ٣٣٣، ٣٣٤ من حديث سليمان به، وصححه البوصيري، وله شواهد كثيرة عند الطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٣٩٠_٣٩٢، ح: ١٥٥٨ وغيره، وحديث الطبراني صححه الحاكم: ٤/ ٥٤٠، ووافقه الذهبي، وفي سند المستدرك سقط فليتنبه.

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «يَامَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ:

ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو گئے (تو ان کی سزا ضرور ملے گی۔) اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ (بری چیزیں) تم تک پہنچیں:

لَمْ [تَظْهَرِ] الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا.

جب بھی کسی قوم میں بے حیائی (بدکاری وغیرہ) علانیہ ہونے لگتی ہے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے گزرے ہوئے بزرگوں میں نہیں ہوتی تھیں۔

وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَؤُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ.

جب بھی وہ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں' ان کو قحط سالی' روزگار کی تنگی اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعے سے سزا دی جاتی ہے۔

وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا.

جب وہ اپنے مالوں کی زکاۃ دینا بند کرتے ہیں تو ان سے آسمان کی بارش روک لی جاتی ہے۔ اگر جانور نہ ہوں تو انھیں کبھی بارش نہ ملے۔

وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ، إِلَّا سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ.

جب وہ اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑتے ہیں تو ان پر دوسری قوموں میں سے دشمن مسلط کر دیے جاتے ہیں' وہ ان سے وہ کچھ چھین لیتے ہیں جو ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ، وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ، إِلَّا جَعَلَ اللهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ».

جب بھی ان کے امام (سردار اور لیڈر) اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور جو اللہ نے اتارا ہے اسے اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان میں آپس کی لڑائی ڈال دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مصائب و تکالیف کے ظاہری اسباب کے علاوہ کچھ روحانی اور باطنی اسباب بھی ہوتے ہیں۔ اگر عقائد و اخلاق کی ان خرابیوں سے پرہیز کیا جائے تو اللہ تعالیٰ ظاہری اسباب کو تبدیل فرما دیتا ہے۔

② بے حیائی کے نتیجے میں آتشک اور سوزاک جیسی بیماریاں پیدا ہوئیں' پھر ایڈز اور ہیپاٹائٹس وغیرہ کی بیماریاں سامنے آ گئیں۔ کوئی معاشرہ بے حیائی سے جتنا محفوظ ہے' اسی قدر اس میں یہ بیماریاں کم ہیں۔ ③ ناپ تول میں کمی لالچ اور حرص کی وجہ سے ہوتی ہے' اس سے دوسروں کا حق مارا جاتا ہے' اس لیے اس کی سزا بھی مالی نقصان اور قحط کی صورت میں ملتی ہے۔ ④ زکاۃ مال میں برکت کا باعث ہے۔ جب معاشرے میں زکاۃ دینے والے کم ہو جائیں تو اس کی سزا میں معاشرے کا رزق روک لیا جاتا ہے۔ ⑤ دوسروں پر رحم کرنے والے پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے' اس کے برعکس دوسروں کو تکلیف پہنچانے والا' ان کی مدد نہ کرنے والا اور ان کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے والا اللہ کے رحم کا مستحق نہیں رہتا۔ ⑥ اللہ اور اس کے رسول کے عہد سے مراد اسلامی ملک میں رہنے والے غیر مسلموں کے جائز حقوق کا تحفظ ہے۔ اس کے علاوہ اسلام قبول کرنے والا اللہ کی عبادت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا عہد کرتا ہے۔ اس عہد کی خلاف ورزی بھی قوم کو سزا کا مستحق بنا دیتی ہے۔ ⑦ شریعت پر عمل کرنے سے اختلافات ختم ہو جاتے ہیں جس کے برعکس دنیوی مفاد کے لیے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی سے خود غرضی کی عادت پختہ ہوتی ہے اور ایثار و ہمدردی کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں معمولی بات پر اختلافات شدت اختیار کر لیتے ہیں۔ ⑧ قومی صحت کی حفاظت کے لیے ملک سے فحاشی کے تمام ذرائع' مثلاً فحش لٹریچر' ساز' رقص' فلمیں' مرد و عورت کا اختلاط' ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ کے بے ہودہ پروگرام وغیرہ کا سدباب ضروری ہے۔ ⑨ معاشی آسودگی اور اقتصادی ترقی کے لیے ملک میں دیانت داری کا چلن ضروری ہے۔ ⑩ پانی کی قلت موجودہ دور کا ایک اہم مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔ اگر زکاۃ کے نظام کو صحیح بنیادوں پر قائم کر کے اسے شریعت کے مطابق چلایا جائے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ ملکی دفاع کی مضبوطی کے لیے عقیدۂ توحید کی توضیح و تبلیغ اور توحید کے صحیح تصور کو پختہ کرنا چاہیے۔ تب اللہ کی وہ مدد آئے گی جس کا وعدہ قرآن میں کیا گیا ہے۔ فرقہ' پارٹی' علاقے' زبان اور قبیلے کی بنیاد پر انتشار دور حاضر کا بہت بڑا المیہ ہے۔ اس کا علاج ہر سطح پر شریعت کا مکمل نفاذ ہے۔

٤٠٢٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ

۴۰۲۰- حضرت ابو مالک اشعری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے۔ وہ اس کا کوئی اور نام رکھ لیں گے۔ ان کو گانے والیاں ساز بجا کر گانے سنائیں گی۔

٤٠٢٠ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في الداذي، ح: ٣٦٨٨ من حديث معاوية به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٨٤ وغيره، وانظر، ح: ٣٣٨٥.

الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ، يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا، يُعْزَفُ عَلَى رُؤُسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّيَاتِ، يَخْسِفُ اللهُ بِهِمُ الْأَرْضَ، وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ».

اللہ تعالیٰ انھیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔"

فوائد و مسائل: ① ہر نشہ آور چیز حرام ہے، خواہ اس کا کوئی نام رکھ لیا جائے۔ ② نام بدلنے سے چیز کا شرعی حکم تبدیل نہیں ہو جاتا، جیسے سود کو منافع کہیں یا مارک اپ وہ سود ہی رہتا ہے۔ ③ حیلے سے حرام چیز حلال نہیں ہو جاتی بلکہ جرم زیادہ شدید ہو جاتا ہے۔ ④ ساز بجانا اور سننا حرام ہے۔ ⑤ ساز کے ساتھ اچھے شعر بھی سنے جائیں تو جائز نہیں ہوں گے۔ بعض لوگ سازوں کے ساتھ نعت پڑھتے اور سنتے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی محبت نہیں بلکہ گستاخی ہے، اور اگر ان کا مفہوم شرکیہ ہو تو گناہ اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے۔ ⑥ اس امت میں زمین میں دھنس جانے اور صورت تبدیل ہو کر بندر یا خنزیر بن جانے کے واقعات پیش آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ⑦ پہلے سے خبر دینے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی مسلمان لاعلمی میں وہ جرم نہ کر بیٹھے جس سے وہ اس سزا کا مستحق ہو جائے۔

٤٠٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ لَيْثٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَلْعَنُهُمُ اللهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ» قَالَ: «دَوَابُّ الْأَرْضِ».

۴۰۲۱- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ کے قول): ﴿يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ﴾ (البقرة: ۲/۱۵۹) "ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور ان پر لعنت بھیجنے والے لعنت بھیجتے ہیں۔" (کی بابت) فرمایا: "(لعنت بھیجنے والوں سے مراد) زمین کے چوپائے ہیں۔"

٤٠٢٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى،

۴۰۲۲- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صرف نیکی عمر میں اضافہ

٤٠٢١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ١/ ٢٦٩، ح: ١٤٤٤، وعنه نقله ابن كثير في تفسيره: ١/ ٢٠٦، وفي نسخة، ص: ٢٨٨، وضعفه البوصيري من أجل ليث بن أبي سليم، وتقدم، ح: ٢٠٨.

٤٠٢٢ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٩٠، وحسنه البوصيري.

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ. وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ. وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ».

کرتی ہے۔ اور صرف دعا ہی تقدیر کو پلٹتی ہے۔ اور انسان (بعض اوقات) ایک گناہ کرتا ہے اور اس کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔"

فائدہ: مذکورہ حدیث کی تحقیقی بحث اور فوائد و مسائل کے لیے حدیث: ۹۰ کے فوائد و مسائل ملاحظہ فرمائیں۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- مصیبت پر صبر کا بیان

٤٠٢٣- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: «الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ. يُبْتَلَى الْعَبْدُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ. فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ، وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ».

۴۰۲۳- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اللہ کے رسول! سب سے سخت مصیبت کس پر آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "نبیوں پر، پھر جو ان کے بعد سب سے افضل ہیں، پھر جو ان کے بعد افضل ہیں۔ بندے پر اس کے دین کے مطابق آزمائش آتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین (اور ایمان) میں مضبوط ہو تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔ اگر اس کا ایمان نرم ہو تو اس کے ایمان کے مطابق آزمائش آتی ہے۔ بندے پر آزمائش (اور مصیبت) آتی رہتی ہے حتی کہ اسے ایسا کر کے چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر چل پھر رہا ہوتا ہے اور اس پر کوئی گناہ (باقی) نہیں ہوتا۔"

فوائد و مسائل: ① نیک صاحب ایمان پر دنیوی مشکلات کا آنا اس کے لیے درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ ② دنیا کی مصیبتیں مومن کے لیے نعمت ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے وہ آخرت کے عذاب سے بچ جاتا ہے۔ ③ مصیبت پر صبر ایمان کے کامل ہونے کی علامت ہے۔ ④ انبیائے کرام علیہم السلام کے حالات کو پیش نظر رکھنے سے صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

٤٠٢٣ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى: ٤/ ٣٥٢، ح: ٧٤٨١ عن قتيبة بن سعيد به.

٤٠٢٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ يُوعَكُ. فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَيْهِ، فَوَجَدْتُ حَرَّهُ بَيْنَ يَدَيَّ، فَوْقَ اللِّحَافِ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ مَا أَشَدَّهَا عَلَيْكَ قَالَ: «إِنَّا كَذٰلِكَ. يُضَعَّفُ لَنَا الْبَلَاءُ وَيُضَعَّفُ لَنَا الْأَجْرُ» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: «الْأَنْبِيَاءُ» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ الصَّالِحُونَ، إِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيُبْتَلَى بِالْفَقْرِ، حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُهُمْ إِلَّا الْعَبَاءَةَ يُحَوِّيهَا، وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيَفْرَحُ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالرَّخَاءِ».

۴۰۲۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ کو بخار تھا۔ میں نے آپ کے جسم مبارک پر ہاتھ رکھا تو لحاف کے اوپر رکھے ہوئے میرے ہاتھ کو حرارت محسوس ہوئی۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کو کتنا سخت بخار ہے! آپ نے فرمایا: ”ہم (انبیاء) اسی طرح ہوتے ہیں کہ ہمیں مصیبت (یا آزمائش) بھی دگنی آتی ہے اور ثواب بھی دگنا ملتا ہے۔“ میں نے کہا: اللہ کے رسول! سب سے زیادہ سخت آزمائش کن لوگوں کو آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نبیوں کو۔“ میں نے کہا: ان کے بعد؟ فرمایا: ”نیک لوگوں کو۔ انھیں فقر کے ذریعے سے آزمایا جاتا تھا حتی کہ (بعض اوقات) ایک آدمی کو صرف ایک چادر میسر ہوتی تھی جسے وہ جسم پر لپیٹ لیتا تھا۔ اور وہ مصیبت پر اس طرح خوش ہوتے تھے جس طرح تم راحت پر خوش ہوتے ہو۔“

فوائد ومسائل: ① بیماری کی شدت بھی آزمائش ہے۔ اس پر صبر کا ثواب بھی شدت کے مطابق زیادہ ہوتا ہے۔ ② فقر بھی آزمائش ہے۔ اس پر صبر اور شکر سے درجے بلند ہوتے ہیں۔ ③ مشکل پر خوشی کی وجہ یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں ثواب ملتا ہے۔ مشکل ختم ہو جائے گی لیکن اس کا ثواب جنت میں ہمیشہ کی نعمتوں کا باعث ہوگا۔

٤٠٢٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ

۴۰۲۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا

٤٠٢٤ـ [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٥١٠ من حديث هشام بن سعد به، وصححه البوصيري، والحاكم: ٤/ ٣٠٧، والذهبي على شرط مسلم، وله طريق آخر عند أحمد: ٣/ ٩٤ وغيره.

٤٠٢٥ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ٣٤٧٧، ٦٩٢٩ من حديث الأعمش به، ومسلم، الجهاد، باب غزوة أحد، ح: ١٧٩١ عن ابن نمير به.

شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهُوَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ. «ضَرَبَهُ قَوْمُهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ».

ہوں کہ آپ کسی نبی کی حالت بیان فرما رہے ہیں: ''اسے اس کی قوم نے مارا' وہ اپنے چہرے سے خون صاف کرتے تھے اور کہتے تھے: میرے رب! میری قوم کو معاف کردے' وہ جانتے نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ہدایت کی طرف بلانے والوں کو مشکلات آتی ہیں حتی کہ انبیاء ؑ بھی بہت سی تکلیفیں برداشت کرتے رہے ہیں۔ ② ممکن ہے اس حدیث میں ''کسی نبی'' سے مراد خود نبی ﷺ ہوں اور طائف کے واقعہ کی طرف اشارہ مقصود ہو۔ واللہ أعلم.

٤٠٢٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى، وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعِيدِبْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ: ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾ [البقرة: ٢٦٠] وَيَرْحَمُ اللهُ لُوطًا، لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلٰى رُكْنٍ شَدِيدٍ. وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ مَا لَبِثَ يُوسُفُ، لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ».

۴۰۲۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم حضرت ابراہیم ؑ سے زیادہ شک کرنے کا حق رکھتے ہیں جب انھوں نے فرمایا: ﴿رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی......﴾ ''میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو ایمان نہیں لایا؟ ابراہیم نے کہا: کیوں نہیں؟ لیکن (سوال اس لیے کیا ہے) تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔'' اور اللہ تعالیٰ حضرت لوط ؑ پر رحم فرمائے! وہ مضبوط سہارے کی پناہ لے رہے تھے۔ اور اگر میں قید میں اتنا عرصہ رہتا جتنا عرصہ حضرت یوسف ؑ رہے تو میں بلانے والے کی بات مان لیتا۔''

فوائد ومسائل: ① انبیائے کرام ؑ کا ایمان سب سے کامل ہوتا ہے۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ انھیں ایسی چیزوں کا مشاہدہ کرا دیتا ہے جو دوسروں کے لیے ''غیب'' کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت ابراہیم ؑ نے مردوں کے زندہ ہونے کا مشاہدہ کرنا چاہا تو یہ شک کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس لیے کہ ''علم الیقین'' سے ''عین الیقین''

٤٠٢٦ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "وإذ قال إبراهيم رب أرني . . . الخ"، ح: ٤٥٣٧ من حديث ابن وهب به، ومسلم، الإيمان، باب زيادة طمأنينة القلب بتظاهر الأدلة، ح: ١٥١ عن حرملة.

کے درجے تک ترقی کریں۔ ② ''ہم زیادہ شک کرنے کا حق رکھتے ہیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جب مومن اس میں شک نہیں کرتے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بدرجہ اولیٰ شک سے برتر ہیں۔ اس میں ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کا اظہار ہے کہ انھیں اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد کی زندگی کا مشاہدہ کرا دیا۔ ③ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم سے کہا تھا کہ اگر میرا کوئی مضبوط دنیوی سہارا ہوتا تو تم مجھ سے حیا سوز مطالبہ نہ کرتے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہیں تھا بلکہ یہ قوم کی اخلاقی پستی کا اظہار ہے کہ اگر میرا مضبوط دنیوی سہارا موجود ہوتا تو تم ان افراد کے ڈر سے اس بدتمیزی کی جرأت نہ کرتے لیکن تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ میرا اعتماد اللہ تعالیٰ پر ہے جو تمھیں انسانوں کی نسبت کہیں زیادہ سزا دے سکتا ہے۔ ④ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس لیے جیل جانا پڑا تھا کہ وہ ایک جرم کے ارتکاب سے انکار کر رہے تھے جس کا ان سے مطالبہ کیا جا رہا تھا۔ جب حکمرانوں پر ان کا خلوص' سچائی اور ان کے کردار کی عظمت واضح ہوگئی اور انھیں ضرورت محسوس ہوئی کہ آنجناب کی صلاحیتوں سے استفادہ کریں تو قاصد رہائی کا حکم نامہ لے کر جیل میں آیا۔ اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت کردار کا ایک اور پہلو سامنے آیا کہ انھوں نے اس وقت تک جیل سے باہر آنے سے انکار کر دیا جب تک ان کی بے گناہی باقاعدہ ثابت نہ ہو جائے۔ اور مجرم (عزیز مصر کی بیوی) کا جرم ثابت نہ ہو جائے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ کیفیت میرے ساتھ پیش آتی تو میں اس وقت جیل سے باہر آ جاتا اور اللہ کی رحمت سے امید رکھتا کہ وہ کسی اور انداز سے میری براءت کا اظہار فرما دے گا۔ اس ارشاد کا مقصد حضرت یوسف علیہ السلام کی استقامت اور ان کے صبر کی تعریف ہے۔ ⑥ خاتم النبیین ﷺ کا مقام تمام انبیائے کرام سے بلند و برتر ہے لیکن دوسرے انبیاء علیہم السلام کے کردار کے روشن پہلو بھی لائق تحسین ہیں۔ ان کی اہمیت و عظمت بھی نظر سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے۔ ⑦ دوسروں کی خوبیوں کا اعتراف بھی عظمت کردار کا ایک پہلو ہے۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی خوبیوں کو دل سے تسلیم کریں۔ ان خوبیوں کی وجہ سے دوسروں کی عزت کریں اور ان سے محبت رکھیں۔ جس طرح ان کی غلطیوں پر تنقید کرتے ہیں' ان کے اچھے کاموں کی تعریف اور ان میں تعاون بھی کریں' خواہ متعلقہ فرد کا تعلق ان کی پارٹی' تنظیم' جماعت اور مسلک سے نہ ہو۔

٤٠٢٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ. وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ

۴۰۲۷- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ جنگ اُحد میں جب رسول اللہ ﷺ کا دانت شہید ہوا' چہرۂ مبارک زخمی ہوا اور خون آپ کے چہرۂ مبارک

٤٠٢٧ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة آل عمران، ح: ٣٠٠٢، ٣٠٠٣ وغيره من حديث حميد به، وصححه البوصيري، وله شواهد عند مسلم، ح: ١٧٩١/ ١٠٤، والبخاري، ح: ٤٠٦٩ تعليقًا وغيرهما.

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ، كُسِرَتْ رَبَاعِيَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَشُجَّ، فَجَعَلَ الدَّمُ يَسِيلُ عَلَى وَجْهِهِ، وَجَعَلَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: «كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ بِالدَّمِ، وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ؟» فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ ٱلْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ [آل عمران: ١٢٨].

سے بہنے لگا تو آپ چہرۂ مبارک سے خون پونچھتے تھے اور فرماتے تھے: ”یہ قوم کیسے نجات پائے گی جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کر دیا‘ جب کہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلا رہا تھا؟“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ ”اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں۔ (اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول فرما لے‘ اور چاہے تو انھیں عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔“)

فوائد ومسائل: ① جہاد میں رسول اللہ ﷺ کی شجاعت مومنوں کے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا افسوس کے طور پر تھا کہ انھوں نے اتنا بڑا جرم کیا ہے‘ کیا معلوم اس کی پاداش میں ان پر عذاب ہی آ جائے۔ ③ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہدایت دینا آپ کی ذمہ داری نہیں۔ ان میں سے بعض کو ایمان نصیب ہوگا‘ بعض اپنے جرم کی سزا میں جہنم رسید ہوں گے۔ ④ نبی مخلوق کے دلوں پر اختیار نہیں رکھتے‘ نہ عذاب لانا یا روکنا ان کے اختیار میں ہے۔

333

٤٠٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، ذَاتَ يَوْمٍ، إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهُوَ جَالِسٌ حَزِينٌ، قَدْ خُضِبَ بِالدِّمَاءِ، قَدْ ضَرَبَهُ بَعْضُ أَهْلِ مَكَّةَ. فَقَالَ: مَا لَكَ؟ فَقَالَ: «فَعَلَ بِي هٰؤُلَاءِ، وَفَعَلُوا» قَالَ: أَتُحِبُّ أَنْ أُرِيَكَ آيَةً؟ قَالَ: «نَعَمْ. أَرِنِي» فَنَظَرَ إِلَى شَجَرَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْوَادِي. قَالَ: ادْعُ تِلْكَ الشَّجَرَةَ. فَدَعَاهَا. فَجَاءَتْ

۴۰۲۸- حضرت انس ؓ سے روایت ہے‘ ایک دن جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو آپ بہت غمگین بیٹھے ہوئے تھے۔ مکہ کے بعض لوگوں نے نبی ﷺ کو خشت زنی کر کے لہولہان کر دیا تھا۔ جبریل نے کہا: کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ان لوگوں نے میرے ساتھ یہ یہ ظلم کیا ہے۔“ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو ایک نشانی دکھاؤں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں‘ دکھایئے۔“ انھوں نے وادی کی دوسری طرف ایک درخت کی طرف دیکھ کر کہا: اس درخت کو بلایئے۔ نبی ﷺ نے اسے بلایا تو وہ چل

٤٠٢٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ١١٣ عن أبي معاوية به، ولم أجد تصريح سماع الأعمش، وتقدم، ح: ١٧٨.

تَمْشِي حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ . قَالَ : قُلْ لَهَا فَلْتَرْجِعْ . فَقَالَ لَهَا . فَرَجَعَتْ ، حَتّٰى عَادَتْ إِلٰى مَكَانِهَا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : «حَسْبِي» .

کر آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: اسے کہیے واپس چلا جائے۔ آپ نے اسے کہا تو وہ واپس ہو گیا حتی کہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کافی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ الموسوعۃ الحدیثیہ مسند الامام احمد کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت کی سند قوی ہے اور مسلم کی شرط پر ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ اور دکتور بشار عواد وغیرہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ١٩/ ١٦٥، ١٦٦، وصحيح سنن ابن ماجه للألباني، رقم: ٣٢٧٠، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ٤٠٢٨) ② یہ واقعہ مکی دور کا ہے۔ ممکن ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کسی بڑی عمر کے صحابی سے سنا ہو یا خود رسول اللہ ﷺ نے سنایا ہو۔ ③ درخت کا نبی ﷺ کے حکم سے حرکت کرنا معجزہ ہے۔ یہ معجزہ دکھانے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اللہ ﷺ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے لیکن کچھ خاص حکمتوں کی وجہ سے یہ تکلیفیں برداشت کرنا ضروری ہے۔ ④ اس کا مقصد رسول اللہ ﷺ کی دلجوئی بھی تھا کہ اللہ کی ہر مخلوق آپ کے ساتھ اور آپ پر ایمان رکھنے والی ہے۔

٤٠٢٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَا : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ شَقِيقٍ ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : «أَحْصُوا لِي كُلَّ مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ» قُلْنَا : يَارَسُولَ اللّٰهِ أَتَخَافُ عَلَيْنَا ، وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السِّتِّمِائَةِ إِلَى السَّبْعِمِائَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : «إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ ، لَعَلَّكُمْ أَنْ تُبْتَلُوا» .

۴۰۲۹- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے وہ سب لوگ شمار کر دو جنھوں نے اسلام کا کلمہ پڑھا ہے۔'' ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آپ کو ہمارے بارے میں خوف ہے جب کہ ہماری تعداد چھ اور سات سو کے درمیان ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں نہیں معلوم' شاید تم پر آزمائش آئے۔''

قَالَ : فَابْتُلِينَا ، حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا مَا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر ہم پر

٤٠٢٩ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب كتابة الإمام الناس، ح: ٣٠٦٠، من حديث أبي معاوية به تعليقًا، ومسلم، الإيمان، باب جواز الاستسرار بالإيمان للخائف، ح: ١٤٩ عن ابن نمير به.

يُصَلِّي إِلَّا سِرًّا.

آزمائش آئی حتی کہ ہم چھپ چھپ کر نمازیں پڑھنے لگے۔

فوائد ومسائل: ① مردم شماری کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ افرادی قوت کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ کو اللہ تعالیٰ پر اس قدر توکل تھا کہ چھ سات سو کی تعداد ہوتے ہوئے خود کو ناقابل شکست سمجھتے تھے۔ ③ زیادہ تعداد کے باوجود آزمائش آسکتی ہے' اس لیے اللہ سے مدد مانگتے رہنا چاہیے اور آزمائش میں ثابت قدم رہنا چاہیے۔

٤٠٣٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ، وَجَدَ رِيحًا طَيِّبَةً. فَقَالَ: «يَا جِبْرَئِيلُ مَا هٰذِهِ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ؟» قَالَ: هٰذِهِ رِيحُ قَبْرِ الْمَاشِطَةِ وَابْنَيْهَا وَزَوْجِهَا. قَالَ: وَكَانَ بَدْءُ ذٰلِكَ أَنَّ الْخَضِرَ كَانَ مِنْ أَشْرَافِ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَكَانَ مَمَرُّهُ بِرَاهِبٍ فِي صَوْمَعَتِهِ، فَيَطَّلِعُ عَلَيْهِ الرَّاهِبُ، فَيُعَلِّمُهُ الْإِسْلَامَ. فَلَمَّا بَلَغَ الْخَضِرُ، زَوَّجَهُ أَبُوهُ امْرَأَةً، فَعَلَّمَهَا الْخَضِرُ، وَأَخَذَ عَلَيْهَا أَنْ لَا تُعْلِمَهُ أَحَدًا، وَكَانَ لَا يَقْرَبُ النِّسَاءَ، فَطَلَّقَهَا، ثُمَّ زَوَّجَهُ أَبُوهُ أُخْرٰى، فَعَلَّمَهَا وَأَخَذَ عَلَيْهَا أَنْ لَا تُعْلِمَهُ أَحَدًا، فَكَتَمَتْ إِحْدَاهُمَا وَأَفْشَتْ عَلَيْهِ الْأُخْرٰى. فَانْطَلَقَ هَارِبًا. حَتّٰى أَتٰى جَزِيرَةً فِي الْبَحْرِ، فَأَقْبَلَ رَجُلَانِ يَحْتَطِبَانِ. فَرَأَيَاهُ. فَكَتَمَ أَحَدُهُمَا

۴۰۳۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ حضرت ابی بن کعب ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی' آپ کو (سفر معراج کے دوران میں ایک جگہ) عمدہ خوشبو محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ''جبریل! یہ عمدہ خوشبو کیسی ہے؟'' انھوں نے فرمایا: یہ ماشطہ کی' ان کے دو بیٹوں کی اور ان کے شوہر کی قبروں کی خوشبو ہے۔ انھوں نے فرمایا: ان کا واقعہ یوں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام بنی اسرائیل کے معزز افراد میں سے تھے۔ وہ (اپنے کام کاج کے سلسلے میں) ایک راہب کے پاس سے گزرتے جو اپنے عبادت خانے میں ہوتا تھا۔ وہ انھیں دیکھتا تو انھیں اسلام کی تعلیم دیتا۔ جب خضر علیہ السلام جوان ہوئے تو ان کے والد نے ایک عورت سے ان کی شادی کر دی۔ خضر علیہ السلام نے اسے (اسلام کی) تعلیم دی اور اس سے وعدہ لیا کہ کسی کو نہیں بتائے گی۔ وہ عورتوں کے قریب نہیں جاتے تھے۔ انھوں نے اس عورت کو طلاق دے دی۔ ان کے والد نے ایک اور عورت سے ان کی شادی کر دی۔ انھوں نے اسے بھی (اسلام کی) تعلیم دی اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ

٤٠٣٠- [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ٢٨٧٦، ١٧٥ لعلتيه، وله شاهد عند أحمد: ١/ ٣٠٩، ٣١٠ بإسناد حسن عن ابن عباس نحو المعنى باختلاف كثير دون جملة منكرة: "كان بدء ذلك أن الخضر كان من أشراف بني إسرائيل".

وَأَفْشَى الْآخَرُ، وَقَالَ: قَدْ رَأَيْتُ الْخَضِرَ. فَقِيلَ: وَمَنْ رَآهُ مَعَكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ. فَسُئِلَ فَكَتَمَ. وَكَانَ فِي دِينِهِمْ أَنَّ مَنْ كَذَبَ قُتِلَ. قَالَ: فَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ الْكَاتِمَةَ. فَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشُطُ ابْنَةَ فِرْعَوْنَ، إِذْ سَقَطَ الْمُشْطُ. فَقَالَتْ: تَعِسَ فِرْعَوْنُ فَأَخْبَرَتْ أَبَاهَا. وَكَانَ لِلْمَرْأَةِ ابْنَانِ وَزَوْجٌ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ. فَرَاوَدَ الْمَرْأَةَ وَزَوْجَهَا أَنْ يَرْجِعَا عَنْ دِينِهِمَا. فَأَبَيَا. فَقَالَ: إِنِّي قَاتِلُكُمَا. فَقَالَا: إِحْسَانًا مِنْكَ إِلَيْنَا إِنْ قَتَلْتَنَا أَنْ تَجْعَلَنَا فِي بَيْتٍ. فَفَعَلَ». فَلَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ، وَجَدَ رِيحًا طَيِّبَةً. فَسَأَلَ جِبْرِيلَ، فَأَخْبَرَهُ.

کسی کو نہیں بتائے گی۔ ان میں سے ایک عورت نے تو راز رکھا جبکہ دوسری نے ظاہر کر دیا۔ وہ (وطن سے) بھاگ گئے حتی کہ سمندر میں ایک جزیرے میں جا پہنچے۔ (وہاں) دو آدمی ایندھن جمع کرنے آئے۔ انھوں نے خضر علیہ السلام کو دیکھ لیا۔ ان میں سے ایک نے راز رکھا' دوسرے نے ظاہر کر دیا۔ اس نے کہا: میں نے خضر کو دیکھا ہے۔ اس سے پوچھا گیا: تیرے ساتھ اور کس نے دیکھا ہے؟ اس نے کہا: فلاں نے۔ اس سے پوچھا گیا تو اس نے راز چھپا لیا۔ ان کے ہاں یہ قانون تھا کہ جو شخص جھوٹ بولے' اسے قتل کر دیا جائے۔ اس (چھپانے والے) نے چھپانے والی عورت سے شادی کر لی۔ وہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی کہ کنگھی (اس کے ہاتھ سے) گر گئی۔ اس نے کہا: فرعون کا برا ہو۔ اس نے اپنے باپ کو بتایا۔ اس عورت (ماشطہ کنگھی کرنے والی) کا خاوند بھی تھا اور دو بیٹے تھے۔ فرعون نے انھیں بلوا لیا۔ اس نے ان میاں بیوی کو دین سے پھیرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا: میں تمھیں قتل کر دوں گا۔ انھوں نے کہا: اگر تو ہمیں قتل کرے تو ہم پر یہ احسان کرنا کہ ہمیں ایک جگہ دفن کرنا۔ اس نے ایسے ہی کیا۔'' جب نبی ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ کو عمدہ خوشبو محسوس ہوئی۔ نبی ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا تو انھوں نے یہ بات سنائی۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کا ایک شاہد ہے جس سے اس کو کچھ تقویت مل جاتی ہے' اس لیے اس میں ماشطہ' اس کے خاوند اور بیٹی کی حد تک بات صحیح ہے' باقی تفصیلات غیر صحیح ہیں' نیز ہمارے فاضل محقق اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اس کا ایک شاہد مسند احمد میں حسن درجے کا ہے جو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے لیکن دونوں احادیث کے الفاظ میں خاصا اختلاف ہے' البتہ مسند احمد کی

روایت میں[كَانَ بَدْءُ ذٰلِكَ أَنَّ الْخَضِرَ......] والا جملہ منکر ہے۔مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الاسراء والمعراج للألباني رحمه الله)

۴۰۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «عِظَمُ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ. وَإِنَّ اللهَ، إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ. فَمَنْ رَضِيَ، فَلَهُ الرِّضَا. وَمَنْ سَخِطَ، فَلَهُ السُّخْطُ».

۴۰۳۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ ثواب بڑی آزمائش کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو ان پر آزمائش ڈالتا ہے۔ جو راضی رہے اسے رضا ملے گی اور جو ناراض ہوا اسے ناراضی حاصل ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ① آزمائش میں بندے کا فائدہ ہوتا ہے' اس لیے اللہ کے فیصلے پر راضی رہتے ہوئے شریعت کے دائرے میں رہ کر جدو جہد کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی مصیبت پر بندہ ناراضی کا اظہار کرے گا تو مصیبت تو اپنے مقررہ وقت ہی پر ختم ہوگی لیکن بندہ ثواب سے محروم ہو کر اللہ کو ناراض کر لے گا۔ ② مصیبت بھی اللہ کی ایک نعمت ہے بشرطیکہ احکام کی نافرمانی نہ کی جائے۔

۴۰۳۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ، وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ، أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ، وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ».

۴۰۳۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مومن لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور ان سے ملنے والی تکلیف پر صبر کرتا ہے' وہ اس مومن سے زیادہ ثواب حاصل کر لیتا ہے جو لوگوں سے ملتا جلتا نہیں اور ان کی طرف سے آنے والی تکلیف پر صبر نہیں کرتا۔''

۴۰۳۱ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في الصبر على البلاء، ح: ۲۳۹٦ من حديث الليث به، وقال: "حسن غريب".

۴۰۳۲ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب [في فضل المخالطة مع الصبر على أذى الناس]، ح: ۲۵۰۷ من حديث شعبة عن الأعمش به إلا أن فيه: 'عن شيخ من أصحاب النبي ﷺ ـ وكان شعبة يرى أنه ابن عمر".

فوائد ومسائل: ① لوگوں سے میل جول میں اچھے برے ہر قسم کے آدمی سے واسطہ پڑتا ہے۔ برے آدمی کی برائی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے لیکن خود نیکی پر قائم رہنا چاہیے۔ ② معاشرے میں برائی زیادہ ہو جائے تب بھی سب سے الگ تھلگ ہو کر راہبوں کی طرح جنگلوں یا غاروں میں چلے جانا جائز نہیں بلکہ معاشرے میں رہ کر اصلاح کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ ③ جب ایمان کو خطرہ ہو تب خلوت نشینی جائز ہے۔

٤٠٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ. مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ. وَقَالَ: بُنْدَارٌ: حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ:

۴۰۳۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین خوبیاں جس میں ہوں‘ اسے ایمان کا لطف حاصل ہوتا ہے...... ایک روایت میں ہے: اسے ایمان کی مٹھاس حاصل ہو جاتی ہے۔

وَمَنْ كَانَ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ، بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ».

(پہلی خوبی) اور جب اسے اللہ نے کفر سے نجات دے دی ہو تو اسے دوبارہ کفر اختیار کرنے سے آگ میں ڈالا جانا زیادہ پسند ہو۔“

مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ، لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ.

(دوسری) کسی شخص سے محبت اور دوستی رکھے تو محض اللہ کے لیے رکھے۔

وَمَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا.

(تیسری) اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت باقی سب کی محبت سے بڑھ کر ہو۔

فوائد ومسائل: ① اللہ کے لیے محبت کا مطلب یہ ہے کہ دوست سے محبت کی بنیاد‘ خاندان‘ قبیلہ‘ زبان‘ وطن یا دنیوی مفاد نہ ہو بلکہ کسی سے اس لیے محبت ہو کہ وہ اللہ کے احکام کی تعمیل کرنے والا نیک آدمی ہے۔ ② اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت زیادہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ جب بیوی بچوں‘ ماں باپ‘ دوست احباب یا دنیوی مفادات کا تقاضا کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی کا ہو تو ان سب کو نظر انداز کر کے ان کی ناراضی کی پروا نہ کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مان لیا جائے۔ ③ مومن کفر سے اور کافروں کے رسم ورواج سے نفرت کرتا ہے اور مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں سے محبت اور ان کی مدد نہیں کرتا کیونکہ کافروں کی

٤٠٣٣ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب من كره أن يعود في الكفر . . . الخ، ح: ٢١، ٦٠٤١ من حديث شعبة به، ومسلم، الإيمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الإيمان، ح: ٤٣/ ٦٨ عن ابن المثنى وابن بشار به.

طرف میلان میں خطرہ ہے کہ ایمان کمزور ہو کر آخر وہ مرحلہ آ جائے جب ایمان بالکل ختم ہو جائے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ.

٤٠٣٤- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ. ح: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، [قَالَا]: حَدَّثَنَا رَاشِدٌ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحِمَّانِيُّ عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ، أَنْ: «لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ. وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً، مُتَعَمِّدًا. فَمَنْ تَرَكَهَا، مُتَعَمِّدًا، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ. وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ».

۴۰۳۴- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھ سے میرے جگری دوست (جانی محبوب) ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا' خواہ تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا تجھے جلا دیا جائے۔ اور فرض نماز جان بوجھ کر ترک نہ کرنا۔ جس نے اسے عمداً ترک کیا' اس سے (اللہ کی حفاظت کا) ذمہ جاتا رہا۔ اور شراب نہ پینا کیونکہ وہ ہر برائی کی چابی ہے۔''

339

فوائد و مسائل: ① شرک سب سے بڑا جرم ہے' لہٰذا سخت سے سخت حالات میں بھی اس سے بچنا ضروری ہے۔ ② عقیدۂ توحید کے لیے جان بھی قربان کرنی پڑے تو سعادت ہے ③ شرک کے بعد بڑا گناہ نماز چھوڑنا ہے جو کفر کے مترادف ہے۔ ④ عقل اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ نشہ آور اشیاء کے استعمال سے اس نعمت کو ضائع کرنا بہت بڑی ناشکری ہے۔ ⑤ نشے کی وجہ سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی گناہ کرنا آسان ہو جاتا ہے' اس لیے مسلمان کے لیے ہر نشہ آور چیز سے پرہیز انتہائی ضروری ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ شِدَّةِ الزَّمَانِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- زمانے کی سختی کا بیان

٤٠٣٥- حَدَّثَنَا غِيَاثُ بْنُ جَعْفَرٍ

۴۰۳۵- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٤٠٣٤ـ [حسن] تقدم، ح: ٣٣٧١، وأخرجه الخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق: ١/ ١١٨ من حديث عبدالوهاب به، وحسنه البوصيري.

٤٠٣٥ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن المبارك في الزهد، ص: ٢١١، ح: ٥٩٦، ومن طريقه أحمد: ٤/ ٩٤ من حديث ابن جابر به، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٢٨، والبوصيري.

الرَّحَبِيُّ: أَنْبَأَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: سَمِعْتُ ابْنَ جَابِرٍ يَقُولُ: قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ رَبٍّ يَقُولُ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ».

میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''دنیا میں صرف آزمائش اور فتنہ ہی باقی رہ گیا ہے۔''

فائدہ: زندگی میں ہر موقع پر آزمائش آتی ہے۔ راحت بھی آزمائش ہے' مصیبت بھی آزمائش ہے۔ مومن کو چاہیے کہ ہر موقع پر یہ دیکھے کہ اللہ کی رضا کس چیز میں ہے' اس کے مطابق عمل کرے۔

٤٠٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قُدَامَةَ الْجُمَحِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي الْفُرَاتِ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ. يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ. وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ وَيَخُونُ فِيهَا الْأَمِينُ. وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: اَلرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ».

۴۰۳۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب لوگوں پر دھوکے سے بھرپور سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ بددیانت کو امانت دار سمجھا جائے گا اور دیانت دار کو بددیانت کہا جائے گا۔ اور رُوَیبِضہ باتیں کریں گے' کہا گیا: رُوَیبِضہ (کا مطلب) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''حقیر آدمی عوام کے معاملات میں رائے دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① معاشرے میں امن قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اچھی عادات کی حوصلہ افزائی اور بری عادات کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ ② جب نیک دیانت دار آدمی کو اس کا جائز مقام نہ دیا جائے بلکہ جھوٹے بددیانت کی خوش نما باتوں پر اعتماد کر لیا جائے تو معاشرے کا کوئی شعبہ انحطاط سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ③ موجودہ معاشروں کے بے شمار مسائل کی وجہ سچ اور دیانت داری کا فقدان ہے۔ علماء کو چاہیے کہ ان کے فروغ کی کوشش کریں۔

٤٠٣٦ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩١ عن يزيد به ببعض الاختلاف، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٦٥، ٤٦٦، ٥١٢، والذهبي، وله شواهد عند أحمد: ٢/ ٣٣٨، ٣/ ٢٢٠ وغيره.

٤٠٣٧- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ، فَيَتَمَرَّغَ عَلَيْهِ، وَيَقُولَ: يَالَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ. وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ. إِلَّا الْبَلَاءُ».

۴۰۳۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا ختم نہیں ہوگی حتی کہ (یہ نوبت آجائے گی کہ) آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرے گا تو اس پر گر پڑے گا اور کہے گا: کاش! میں اس قبر والے کی جگہ (مرکر دفن ہو چکا) ہوتا۔ وہ دین (کے بارے میں پیش آنے والی مشکلات) کی وجہ سے ایسے نہیں کرے گا بلکہ (دنیوی) مشکلات کی وجہ سے کرے گا۔“

فوائد و مسائل: ① دنیاوی مشکلات میں اللہ سے مدد مانگنا اور حالات بہتر بنانے کی کوشش کرنا بہتر طریقہ ہے۔ ② دنیا کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا منع ہے۔ ③ دین کی حفاظت کی فکر دنیا سے زیادہ ہونی چاہیے۔

٤٠٣٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، يَعْنِي مَوْلٰى مُسَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَتُنْتَقَوُنَّ كَمَا يُنْتَقَى التَّمْرُ مِنْ أَغْفَالِهِ. فَلَيَذْهَبَنَّ خِيَارُكُمْ، وَلَيَبْقَيَنَّ شِرَارُكُمْ. فَمُوتُوا إِنِ اسْتَطَعْتُمْ».

۴۰۳۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس طرح چن لیے جاؤ گے جس طرح نکمی اور ردی کھجوروں میں سے (عمدہ) کھجوریں چن (کر الگ) لی جاتی ہیں۔ اچھے لوگ (دنیا سے) چلے جائیں گے اور برے لوگ رہ جائیں گے پس اگر تم سے ہو سکے تو مر جانا۔“

فائدہ: نیک لوگ ہر دور میں رہیں گے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی حتی کہ جب قیامت آئے گی اس وقت کوئی نیک آدمی نہیں ہوگا۔

٤٠٣٧ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل . . . الخ، ح: ١٥٧/ ٥٤ بعد، ح: ٢٩٠٧ من حديث ابن فضيل به.

٤٠٣٨ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٣٤ من حديث طلحة به، وصححه، ووافقه الذهبي، وله لون آخر عند ابن حبان في صحيحه، ح: ١٨٣٣، وله شاهد عند البخاري، ح: ٦٤٣٤، وآخر عند ابن حبان، ح: ١٨٣٢، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٣٤، ووافقه الذهبي.

٤٠٣٩- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْجَنَدِيُّ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَزْدَادُ الْأَمْرُ إِلَّا شِدَّةً. وَلَا الدُّنْيَا إِلَّا إِدْبَارًا. وَلَا النَّاسُ إِلَّا شُحًّا. وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ. وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ».

۴۰۳۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معاملہ ہمیشہ سخت سے سخت ہوتا چلا جائے گا۔ دنیا پیچھے ہٹتی چلی جائے گی۔ لوگوں میں بخل ہی زیادہ ہوتا جائے گا۔ قیامت محض بدترین لوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ ابن مریم ؑ کے سوا کوئی مہدی نہیں۔''

(المعجم ٢٥) - بَابُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ (التحفة ٢٥)

باب:۲۵- علاماتِ قیامت کا بیان

342

٤٠٤٠- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، وَأَبُوهِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ، كَهَاتَيْنِ» وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ.

۴۰۴۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔'' اور آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو جمع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① نبیٔ اکرم ﷺ آخری نبی ہیں اس لیے آپ کے بعد صرف قیامت ہی باقی ہے۔ ② یہ حدیث حضرت عیسیٰ ؑ کے نزول کے منافی نہیں کیونکہ عیسیٰ ؑ رسول اللہ ﷺ سے پہلے مبعوث ہوئے تھے۔

٤٠٣٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم في المستدرك: ٤/ ٤٤١ من حديث يونس به، وقال الذهبي: "وهو منكر جدًا"، ميزان الاعتدال: ٤/ ٤٨١، وكذا قال النسائي وغيره، وفيه أربع علل(١) عنعنة الحسن البصري(٢) جهالة الجندي ولم يثبت توثيقه عن ابن معين كما حققته في تخريج النهاية، ح: ١٠٧(٣) الاختلاف في السند(٤) أبان لم يسمع من الحسن، ذكره ابن الصلاح في أماليه، ولبعض الحديث(الشطر الأول) شواهد ضعيفة.

٤٠٤٠ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب قول النبي ﷺ "بعثت أنا والساعة كهاتين . . . الخ، ح: ٦٥٠٥ من حديث أبي بكر بن عياش به، وتابعه إسرائيل، تغليق التعليق: ٥/ ١٧٧ .

آسمان سے ان کا نزول اگرچہ بعد میں ہوگا لیکن اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی نبوت کی بجائے نبوتِ محمد (علیہ السلام) کے مبلغ وداعی ہوں گے اور شریعت محمدیہ ہی کو نافذ وغالب فرمائیں گے۔ ④ مسلمان کو چاہیے کہ روز بروز بڑھتے ہوئے فتنوں کے دور میں اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے زیادہ سے زیادہ کوشش کرے اور جاہلیت کے عقائد ورسوم کو رائج کرنے والوں کے خلاف ہر ممکن کوشش کرے۔

٤٠٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ: اِطَّلَعَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غُرْفَةٍ، وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ السَّاعَةَ. فَقَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ: الدَّجَّالُ، وَالدُّخَانُ، وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا».

۴۰۴۱- حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بالائی کمرے سے جھانک کر ہمیں دیکھا جب کہ ہم قیامت کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”قیامت نہیں آئے گی جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں: دجال، دھواں اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔“

فائدہ: یہ حدیث باب ۲۸ میں تفصیل سے آئے گی۔ دیکھیے حدیث: ۴۰۵۵

٤٠٤٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ: حَدَّثَنِي عَوْفُ ابْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَهُوَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَهُوَ فِي خِبَاءٍ مِنْ أَدَمٍ. فَجَلَسْتُ بِفِنَاءِ الْخِبَاءِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُدْخُلْ يَا عَوْفُ» فَقُلْتُ: بِكُلِّي؟ يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «بِكُلِّكَ» ثُمَّ قَالَ: «يَا عَوْفُ احْفَظْ خِلَالًا سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: إِحْدَاهُنَّ مَوْتِي» قَالَ: فَوَجَمْتُ

۴۰۴۲- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: غزوۂ تبوک کے دوران میں، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ میں خیمے کے سامنے بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عوف! اندر آ جاؤ۔“ میں نے کہا: اللہ کے رسول! سارا ہی آ جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ”سارے ہی (آ جاؤ)۔“ پھر فرمایا: ”عوف! یاد رکھو! قیامت سے پہلے چھ واقعات (پیش آنے والے) ہیں: ان میں سے ایک میری وفات ہے۔“ (یہ سن کر غم اور پریشانی کی وجہ سے) میں بولنے کے قابل نہ رہا (ہکا بکا رہ گیا۔) رسول اللہ

٤٠٤١ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب في الآيات التي تكون قبل الساعة، ح: ٢٩٠١ من حديث سفيان الثوري به.

٤٠٤٢ـ أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب ما يحذر من الغدر، ح: ٣١٧٦ من حديث الوليد به.

عِنْدَهَا وَجْمَةً شَدِيدَةً. فَقَالَ: «قُلْ: إِحْدٰى، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ. ثُمَّ دَاءٌ يَظْهَرُ فِيكُمْ يَسْتَشْهِدُ اللهُ بِهِ ذَرَارِيَّكُمْ وَأَنْفُسَكُمْ، وَيُزَكِّي بِهِ أَعْمَالَكُمْ. ثُمَّ تَكُونُ الْأَمْوَالُ فِيكُمْ. حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ، فَيَظَلَّ سَاخِطًا. وَفِتْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ. لَا يَبْقٰى بَيْتُ مُسْلِمٍ إِلَّا دَخَلَتْهُ. ثُمَّ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ هُدْنَةٌ. فَيَغْدِرُونَ بِكُمْ. فَيَسِيرُونَ إِلَيْكُمْ فِي ثَمَانِينَ غَايَةً، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا».

ﷺ نے فرمایا: ’’کہو (یہ) ایک (علامت ہے)‘ پھر بیت المقدس کی فتح‘ پھر تمھارے اندر ایسی بیماری پھیلے گی جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ تمھیں اور تمھاری اولاد کو شہادت کا درجہ دے گا اور تمھارے اعمال کو پاک کر دے گا‘ پھر تمھارے اندر مال و دولت آ جائے گی۔ (فراوانی کے باوجود حرص بہت ہوگی) حتی کہ آدمی کو سو دینار دیے جائیں گے‘ تب بھی وہ ناراض رہے گا۔ اور تمھارے اندر ایک فتنہ برپا ہوگا کہ وہ کسی مسلمان کے گھر میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہے گا‘ پھر تمھارے درمیان اور بنو اصفر (رومیوں) کے درمیان صلح (جنگ بندی) ہوگی۔ وہ تمھیں دھوکا دیں گے اور اَسّی جھنڈوں کے ساتھ تمھاری طرف (حملہ کرنے کے لیے) آئیں گے۔ ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار (فوجی) ہوں گے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں‘ اس لیے آپ کی وفات قیامت کی نشانی ہے۔ ② بیت المقدس پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا۔ دوبارہ صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ نے فتح کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت بھی یہود سے جنگ ہوگی اور ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور تمام عیسائی مسلمان ہو جائیں گے۔ ③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وبا پھیلی تھی جو ’’طاعون عمواس‘‘ کے نام سے معروف ہے۔ بعد میں بھی ایسے واقعات پیش آئے ہیں۔ ممکن ہے قیامت کے قریب کوئی اور وبا آنے والی ہو۔ ④ مال کی حرص اور ناشکری موجودہ دور میں عام ہے۔ جدید جاہلیت کی بعض تحریکیں‘ مثلاً: بنکوں میں پیسے رکھ کر سود لینے کی ترغیب‘ بیمہ جو سود اور جوئے کا مجموعہ ہے‘ بہت سی انعامی سکیمیں جو لاٹری‘ یعنی جوئے کی شکلیں ہیں اور زیادہ اخراجات سے ڈر کر کم بچے پیدا کرنے کی کوشش (خاندانی منصوبہ بندی) اسی مادہ پرستانہ ذہنیت کے چند مظاہر ہیں۔ ⑤ ہر گھر میں داخل ہونے والے فتنے کا اطلاق متعدد چیزوں پر ممکن ہے‘ مثلاً: جاندار کی تصویر جو کہ شرعاً حرام ہے۔ بہت سے لوگ اپنے کسی بزرگ یا بچے کی‘ یا کسی عالم یا پیر کی تصویر شوقیہ یا برکت کے لیے گھر میں رکھتے ہیں۔ اگر کوئی اس سے بچ جائے تو اخباروں اور رسالوں میں‘ پھر بچوں کی نصابی کتابوں میں ضرور موجود ہوتی ہے۔ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ وغیرہ میں حکومت کے احکام سے ہر گھر میں تصویر مجبوری بن چکی ہے۔ اس کے بعد ٹیلی ویژن‘ وی سی آر‘ کیبل اور انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعے سے اس کے مضر اثرات مزید

وسعت اختیار کر چکے ہیں۔ اسی طرح کا فتنہ موسیقی ہے جو پہلے صرف فلمی گانوں کے ساتھ سنی جاتی تھی اور اس کو سننے کے لیے خاص اہتمام کرنا پڑتا تھا، پھر ریڈیو ٹی وی وغیرہ کے ذریعے سے عام ہوگئی۔ اب تقریباً ہر گھر، دکان، بس، کار اور ٹیکسی وغیرہ میں موجود ہے بلکہ نعتوں اور شرکیہ نظموں کے ساتھ اس کی موجودگی نے عوام کی نظر میں اسے گناہ کی فہرست سے خارج کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں وطن، قبیلہ، زبان، فرقہ، تنظیم اور پارٹی کی بنیاد پر تعصب بلکہ قتل و غارت بھی جدید دور کا ایک عظیم فتنہ ہے۔ مالی معاملات میں حکومتوں کے سود کی سرپرستی کرنے کی وجہ سے کوئی شخص اس کے اثرات سے محفوظ نہیں۔ اس طرح اور فتنے بھی ہو سکتے ہیں۔ ⑥ رومیوں سے مراد مغرب کے عیسائی ممالک ہو سکتے ہیں۔ یہ علامت ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ ممکن ہے اقوام متحدہ کے کسی فیصلے کا بہانہ بنا کر اسّی غیر مسلم ممالک مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائیں۔ واللہ أعلم.

٤٠٤٣ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوا إِمَامَكُمْ، وَتَجْتَلِدُوا بِأَسْيَافِكُمْ. وَيَرِثُ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ».

۴۰۴۳- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ تم اپنے امام کو شہید کرو گے اور تلواروں کے ساتھ (ایک دوسرے سے) جنگ کرو گے۔ اور برے لوگ تمھاری دنیا کے وارث ہو جائیں گے۔“

٤٠٤٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ. فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ فَقَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ. وَلٰكِنْ

۴۰۴۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ لوگوں کے لیے (گھر سے) باہر تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا۔ اس نے کہا: اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ اس (قیامت) کی بابت پوچھنے والے سے زیادہ

٤٠٤٣ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ح: ٢١٧٠ من حديث الدراوردي به، وقال: "حسن"، وقال الذهبي، "حديث منكر" * عبدالله الأنصاري لم يعرفه ابن معين، ووثقه ابن حبان، والترمذي.

٤٠٤٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٤.

سَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا: إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، فَذٰلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا. وَإِذَا كَانَتِ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُؤُسَ النَّاسِ، فَذٰلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا. وَإِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْغَنَمِ فِي الْبُنْيَانِ، فَذٰلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا. فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ» فَتَلَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ الْآيَةَ. [لقمان: ٣٤]

نہیں جانتا لیکن میں تجھے اس کی نشانیاں بتا دیتا ہوں۔ جب لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے تو یہ اس کی ایک علامت ہے۔ جب ننگے پاؤں اور ننگے بدن والے (فقیر) لوگوں کے رئیس بن جائیں گے تو یہ بھی اس کی ایک نشانی ہے۔ جب بکریوں کے چرواہے ایک دوسرے سے لمبی (اور اونچی) عمارتیں بنانے لگیں تو یہ بھی اس کی ایک علامت ہے۔ (قیامت کا علم) ان پانچ چیزوں میں شامل ہے جنھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ......﴾ ''بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے' وہی بارش نازل فرماتا ہے' اور جو کچھ ماؤں کے پیٹوں میں ہے اسے جانتا ہے' اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کچھ کرے گا' نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا' صحیح خبروں والا ہے۔''

فائدہ: یہ حدیث پوری تفصیل سے سنن ابن ماجہ کے مقدمہ کی احادیث میں گزر چکی ہے۔ (دیکھیے: حدیث: ٦٤)

٤٠٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهِ أَحَدٌ بَعْدِي. سَمِعْتُهُ مِنْهُ:

۴۰۴۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایک حدیث سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے' میرے بعد تمھیں وہ حدیث کوئی نہیں سنائے گا۔ میں نے آپ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''قیامت کی بعض علامتیں یہ ہیں کہ علم اٹھا لیا جائے گا' جہالت پھیل جائے گی' بدکاری

٤٠٤٥ـ أخرجه البخاري، العلم، باب رفع العلم وظهور الجهل، ح: ٨١ من حديث شعبة به، ومسلم، العلم، باب رفع العلم وقبضه، وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان، ح: ٢٦٧١ عن ابن بشار به.

«إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ، وَيَفْشُوَ الزِّنَا، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَذْهَبَ الرِّجَالُ، وَيَبْقَى النِّسَاءُ. حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً، قَيِّمٌ وَاحِدٌ».

عام ہو جائے گی' شراب (کثرت سے) پی جائے گی' مرد ختم ہو جائیں گے اور عورتیں باقی رہ جائیں گی حتی کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کرنے والا صرف ایک مرد ہوگا۔"

فوائد و مسائل: ① "میرے بعد کوئی نہیں سنائے گا۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ جن صحابہ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی' وہ سب فوت ہو چکے ہیں۔ بصرہ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ ۹۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ ② علم اٹھ جانے سے مراد دینی علوم کے ماہر علماء کا فوت ہو جانا ہے جس کی وجہ سے دینی رہنمائی ختم ہو جائے گی اور لوگ دینی علوم کے ماہر ہونے کے باوجود دین میں جاہل ہوں گے۔ ③ فحاشی عام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں بے حیائی سے نفرت باقی نہیں رہے گی۔ آج کل ہماری شاعری' ناول اور فلمیں وغیرہ بے حیائی پھیلانے میں پوری طرح مشغول ہیں۔ غیر مسلم' مسلمان نوجوانوں کو آزادی' تفریح اور روشن خیالی کے نام سے آوارگی کا سبق دے رہے ہیں جس میں ٹی وی' ڈش' وی سی آر' کیبل اور انٹرنیٹ وغیرہ کی جدید ایجادات کی وجہ سے بہت وسعت اور شدت پیدا ہو گئی ہے۔ ④ منشیات کی نئی نئی قسموں کا ظہور بھی نبی ﷺ کی پیشگوئی کو سچ ثابت کر رہا ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان فتنوں سے بچاؤ کے لیے ہر ممکن اقدام کریں۔ ⑤ معاشرے میں مردوں کی تعداد خطرناک حد تک کم ہونے کی وجہ جنگوں میں مردوں کا قتل ہونا' باہمی جھگڑوں اور فسادات میں مارا جانا اور مختلف قسم کے حادثات میں مردوں کا زیادہ ہلاک ہونا وغیرہ ہے جس کی وجہ سے یہ نوبت آئے گی کہ ایک آدمی بہت سی عورتوں کا کفیل ہوگا' مثلاً: ماں' خالہ' دادی' بیٹیاں' بہنیں' بھتیجیاں اور بھانجیاں وغیرہ۔

٤٠٤٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ.

۴۰۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت قائم نہیں ہو گی حتی کہ دریائے فرات سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا۔ لوگ اس کے لیے آپس میں لڑیں گے اور ہر دس میں سے نو افراد قتل ہو جائیں گے۔"

٤٠٤٦ـ [ضعيف لشذوذه] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦١، ٣٤٦، ٤١٥ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه البوصيري، وهو سند حسن، ولكنه شاذ لمخالفة حديث مسلم، ح: ٢٨٩٤/ ٢٩ "فيقتل من كل مائة تسعة وتسعون" والله أعلم.

فَيُقْتَلُ النَّاسُ عَلَيْهِ. فَيُقْتَلُ، مِنْ كُلِّ عَشَرَةٍ، تِسْعَةٌ».

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے شاذ ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے ایک جملے کے سوا باقی روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اور دکتور بشار عواد اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت [من كل عشرة تسعة] ''دس میں سے نو افراد'' والے جملے کے علاوہ حسن صحیح ہے کیونکہ مذکورہ جملہ شاذ ہے جبکہ محفوظ الفاظ [مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّ تِسْعُونَ] ''ہر سو میں سے ننانوے'' ہیں۔ علاوہ ازیں ہمارے فاضل محقق نے بھی اس جملے کو شاذ قرار دیا ہے لہٰذا مذکورہ روایت اس جملے کے سوا حسن بن جاتی ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (صحيح سنن ابن ماجه للألباني، رقم:٣٢٨٦، و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم:٤٠٤٦) ② دریائے فرات ترکی سے شروع ہو کر شام اور عراق میں سے گزرتا ہوا خلیج فارس میں گرتا ہے۔ ترکی کا وہ حصہ بھی اس سے سیراب ہوتا ہے جہاں ''کردستان'' کے نام سے الگ ملک بنانے کی تحریک چل رہی ہے۔ اور عراق کا وہ حصہ جہاں یہ سمندر میں گرتا ہے ایران اور کویت دونوں کی سرحدوں کے قریب ہے اس لیے اس علاقے میں معدنی دولت کا خزانہ ظاہر ہونے پر علاقے کے ممالک میں جنگ کا چھڑنا ناگزیر ہے۔ اس کے ساتھ ہی علاقے کے ممالک کی سلامتی اور تحفظ کے نام پر بڑے ملک (امریکہ، روس اور چین وغیرہ) بھی اس دولت پر قبضہ جمانے کے لیے جنگ میں شریک ہو سکتے ہیں۔ ③ اس واقعہ کی پیشگی خبر دینے میں یہ حکمت ہے کہ سمجھدار آدمی دولت کا لالچ نہ کریں اور جنگ میں شریک ہو کر جانیں نہ گنوائیں، بالخصوص جبکہ یہ جنگ اتنی شدید اور خطرناک ہوگی کہ ننانوے فی صد لوگ ہلاک ہو جائیں گے اور صرف ایک فی صد جنگجو زندہ بچیں گے۔ ان کا حال بھی زخموں اور بیماریوں کی وجہ سے قابل رشک نہیں ہوگا۔

٤٠٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَفِيضَ الْمَالُ، وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ» قَالُوا: وَمَا الْهَرْجُ؟ يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «الْقَتْلُ. الْقَتْلُ. الْقَتْلُ» ثَلَاثًا.

۴۰۴۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ مال بہت زیادہ ہو جائے گا، اور فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج بہت ہوگا۔'' صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! ہرج سے کیا مراد ہے؟ آپ نے تین بار فرمایا: ''قتل، قتل، قتل۔''

٤٠٤٧- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٧ من حديث العلاء به مطولاً، وهٰذا طرف منه، وصححه البوصيري، وله شواهد كثيرة عند مسلم وغيره.

فوائد ومسائل: ① مال کی کثرت امن وسکون کا باعث نہیں جب کہ ایمان وتقویٰ نہ ہو۔ ② فتنوں سے مراد مختلف قسم کے تعصبات بھی ہو سکتے ہیں جو قتل وغارت کا باعث بنتے ہیں اور ایسی چیزیں بھی جو ایمان کے لیے خطرے کا باعث ہیں، خصوصاً جب کہ لوگ دین کے علم سے بھی محروم ہوں۔

(المعجم ٢٦) - **بَابُ ذَهَابِ الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ** (التحفة ٢٦)

باب:٢٦-قرآن اور علم کا اٹھ جانا

٤٠٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ زِيَادِ بْنِ لَبِيدٍ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا، فَقَالَ: «ذَاكَ عِنْدَ أَوَانِ ذَهَابِ الْعِلْمِ» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَنُقْرِئُهُ أَبْنَاءَنَا وَيُقْرِئُهُ أَبْنَاؤُنَا أَبْنَاءَهُمْ، إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، زِيَادُ إِنْ كُنْتُ لَأَرَاكَ مِنْ أَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِينَةِ. أَوَلَيْسَ هٰذِهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ، لَا يَعْمَلُونَ بِشَيْءٍ مِمَّا فِيهِمَا؟».

٤٠٤٨- حضرت زیاد بن لبید انصاری ؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے کسی واقعے کا ذکر کیا اور فرمایا: ”یہ علم چلے جانے کے وقت ہوگا۔“ میں نے کہا: اللہ کے رسول! علم کیسے اٹھ جائے گا جب کہ ہم قرآن پڑھتے ہیں، اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بیٹے اپنے بیٹوں کو پڑھائیں گے؟ قیامت تک (اسی طرح سلسلہ جاری رہے گا۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ”زیاد! تیری ماں تجھے روئے، میں تو تجھے مدینے میں سب سے زیادہ سمجھدار آدمی خیال کرتا تھا۔ کیا یہ یہودی اور عیسائی تورات اور انجیل نہیں پڑھتے؟ لیکن وہ ان میں موجود کسی حکم پر عمل نہیں کرتے۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کی بابت کافی تفصیل سے بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٩/١٨٦ والمشكاة للألباني، رقم: ٢٤٥، ٢٧٧) ② قرآن کا علم صرف الفاظ پڑھنے کا نام نہیں بلکہ اس پر عمل کرنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کا نام ہے۔ ③ صحابۂ کرام ”علم“ کا لفظ صرف قرآن وحدیث

٤٠٤٨- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٤/ ١٦٠، ٢١٨ عن وكيع به، وصححه ابن كثير في تفسيره، والحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٥٩٠، ووافقه الذهبي، ورواه عمرو بن مرة عن سالم به، أحمد: ٤/ ٢١٩، ومن طريقه الحاكم: ١/ ١٠٠، وأعله البوصيري بالانقطاع، ونقل عن البخاري قال: "لم يسمع سالم من زياد بن لبيد"، وله شاهد منقطع عند الطبراني في الكبير: ٥/ ٢٦٥.

کے لیے بولتے تھے۔ باقی علوم کی حیثیت ''فنون'' کی ہے جن کا مقصد مادی ضروریات کو پورا کرنا یا مادی آسائشیں حاصل کرنا ہے۔

٤٠٤٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «يَدْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ . حَتَّى لَا يُدْرٰى مَا صِيَامٌ وَلَا صَلَاةٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ . وَلَيُسْرٰى عَلٰى كِتَابِ اللهِ ، عَزَّ وَجَلَّ ، فِي لَيْلَةٍ . فَلَا يَبْقٰى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ . وَتَبْقٰى طَوَائِفُ مِنَ النَّاسِ ، الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْعَجُوزُ . يَقُولُونَ : أَدْرَكْنَا آبَاءَنَا عَلٰى هٰذِهِ الْكَلِمَةِ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ . فَنَحْنُ نَقُولُهَا» فَقَالَ لَهُ صِلَةُ : مَا تُغْنِي عَنْهُمْ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ، وَهُمْ لَا يَدْرُونَ مَا صَلَاةٌ وَلَا صِيَامٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حُذَيْفَةُ . ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلَاثًا . كُلَّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حُذَيْفَةُ . ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّالِثَةِ ، فَقَالَ : «يَا صِلَةُ تُنْجِيهِمْ مِنَ النَّارِ» . ثَلَاثًا .

۴۰۴۹- حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام اس طرح محو ہو جائے گا جس طرح کپڑے کے نقوش مٹ جاتے ہیں حتی کہ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں رہے گا کہ روزے کیا ہوتے ہیں یا نماز یا قربانی یا صدقہ کیا ہوتا ہے۔ اللہ کی کتاب کو ایک ہی رات میں اٹھا لیا جائے گا اور زمین میں اس کی ایک آیت بھی نہیں رہے گی۔ لوگوں میں کچھ بوڑھے مرد اور عورتیں رہ جائیں گی جو کہیں گی: ہم نے اپنے بزرگوں کو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہ کہتے دیکھا تھا' ہم بھی کہتے ہیں۔ (حضرت حذیفہ ؓ کے ایک شاگرد) حضرت صلہ بن زفر ؓ نے کہا: انھیں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہ سے کیا فائدہ ہوگا جب انھیں نماز' روزے' قربانی اور صدقے کا بھی علم نہیں ہوگا؟ حضرت حذیفہ ؓ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ انھوں نے تین بار یہ سوال کیا اور ہر دفعہ حضرت حذیفہ ؓ ان سے منہ پھیرتے رہے۔ تیسری بار ان کی طرف متوجہ ہو کر تین بار فرمایا: ''اے صلہ! (اس دور میں) یہی انھیں جہنم سے بچا لے گا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد اور متابعات کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے اور اس پر مفصل تحقیقی بحث کی ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل عمل ہے۔

٤٠٤٩ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الحاكم : ١/ ٤٧٣، ٥٤٥ من حديث أبي معاوية به، ولم أجد تصريح سماعه، وخالفه محمد بن فضيل فرواه عن أبي مالك عن ربعي عن حذيفة به موقوفًا ، الدعاء له ص : ٣٠، ح : ١٥ ، ومع ذٰلك صححه البوصيري ، والحاكم على شرط مسلم ، ووافقه الذهبي .

واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة' رقم:٨٧' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٤٠٤٩) ② کتاب کے شروع میں ایک حدیث گزری ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے چھینے گا نہیں بلکہ عالم فوت ہو جائیں گے تو علم بھی ختم ہو جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ' مقدمہ' حدیث:٥٢) اس جہالت کے نتیجے میں یہ صورت حال پیش آئے گی۔ ③ جب لوگ اسلام پر عمل کرنا اور قرآن پڑھنا چھوڑ دیں گے تب انھیں قرآن کے الفاظ سے بھی محروم کر دیا جائے گا۔ ④ فتنوں کے ایام میں تھوڑا عمل بھی نجات کے لیے کافی ہوگا کیونکہ اس دور میں تھوڑے اسلام پر عمل کرنا بھی مشکل ہوگا' جیسے روس میں کمیونسٹوں کے دور حکومت میں مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنے کے لیے منظم کوششیں کی گئی تھیں جس کے نتیجے میں روس اور دوسرے کمیونسٹ ملکوں کے مسلمان علم سے اس طرح محروم ہو گئے کہ انھیں صرف اسلام کا نام یاد رہ گیا اور کچھ یاد نہ رہا۔

٤٠٥٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَ وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامٌ، يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ، وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ، وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ» وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.

۴۰۵۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے ایسا زمانہ آئے گا جس میں علم اٹھ جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی اور ہرج زیادہ ہوگا۔'' اور ہرج سے مراد قتل وغارت ہے۔

٤٠٥١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامًا. يَنْزِلُ [فِيهَا] الْجَهْلُ، وَيُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ، وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: «الْقَتْلُ».

۴۰۵۱- حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے آگے (مستقبل میں) ایسا زمانہ آئے گا جس میں جہالت پھیل جائے گی' علم اٹھ جائے گا' اور ہرج زیادہ ہوگا۔'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہرج کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''قتل وغارت۔''

٤٠٥٠ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب ظهور الفتن، ح: ٧٠٦٢، ٧٠٦٣ من حديث الأعمش به، ومسلم، العلم، باب رفع العلم وقبضه، وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان، ح: ٢٦٧٢ عن ابن نمير به.

٤٠٥١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٠٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَرْفَعُهُ قَالَ: «يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: «الْقَتْلُ».

۴۰۵۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمانہ قریب ہو جائے گا' علم کم ہو جائے گا' حریصانہ بخل عام ہو جائے گا' فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج بہت زیادہ ہو جائے گا۔'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''قتل۔''

(المعجم ٢٧) - بَابُ ذَهَابِ الْأَمَانَةِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- دیانت داری کا ختم ہو جانا

٤٠٥٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ: قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ: حَدَّثَنَا: «أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ» قَالَ الطَّنَافِسِيُّ: يَعْنِي وَسْطَ قُلُوبِ الرِّجَالِ.

۴۰۵۳- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو باتیں بتائی تھیں۔ ان دونوں میں سے ایک تو میں نے دیکھ لی (کہ وہ واقع ہو گئی ہے) اور دوسری (کے واقع ہونے) کا مجھے انتظار ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''امانت (دیانت داری کی صفت) لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اتری۔'' ...... (حدیث کے راوی علی بن محمد) طنافسی نے کہا: ''جَذْرُ قُلُوبِ الرِّجَال سے مراد ''وَسْطُ قُلُوبِ الرِّجَال ہے' یعنی دل کے درمیان میں......

وَنَزَلَ الْقُرْآنُ. فَعَلِمْنَا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمْنَا مِنَ السُّنَّةِ.

اور قرآن نازل ہوا' ہم نے قرآن بھی سیکھا اور سنت بھی سیکھی (چنانچہ یہ خوبی مزید پختہ ہو گئی۔)

ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا فَقَالَ: «يَنَامُ الرَّجُلُ

پھر آپ ﷺ نے ہمیں اس کے اٹھ جانے کے

٤٠٥٢ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب ظهور الفتن، ح: ٧٠٦١ من حديث عبد الأعلى به، ومسلم، العلم، باب رفع العلم وقبضه، وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان، ح: ٢٦٧٢/ ١٢ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

٤٠٥٣ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب رفع الأمانة، ح: ٦٤٩٧، ٧٠٨٦، ٧٢٧٦ من حديث الأعمش به، ومسلم، الإيمان، باب رفع الأمانة والإيمان من بعض القلوب وعرض الفتن على القلوب، ح: ١٤٣/ ٢٣٠ من حديث وكيع به.

النَّوْمَةَ ، فَتُرْفَعُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ . فَيَظَلُّ أَثَرُهَا كَأَثَرِ الْوَكْتِ . ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ ، فَتُنْزَعُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ . فَيَظَلُّ أَثَرُهَا كَأَثَرِ الْمَجْلِ . كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا ، وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ» .

بارے میں بیان کیا اور فرمایا: ''آدمی ایک بار سوئے گا تو امانت اس کے دل سے اٹھ جائے گی' اس کا ایک نشان رہ جائے گا' جیسے ایک نقطے کا نشان۔ پھر وہ سوئے گا تو (باقی ماندہ) امانت بھی اس کے دل سے اٹھ جائے گی' تو اس کا اثر ایک آبلے کی طرح رہ جائے گا' جیسے تیرے پاؤں پر انگارہ گر پڑے اور وہ پھول جائے۔ تجھے وہ ابھرا ہوا نظر آتا ہے' حالانکہ اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔''

ثُمَّ أَخَذَ حُذَيْفَةُ كَفًّا مِنْ حَصًى ، فَدَحْرَجَهُ عَلَى سَاقِهِ .

(یہ کہتے ہوئے) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مٹھی بھر کنکریاں لے کر اپنی پنڈلی پر گرائیں۔

قَالَ : «فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ وَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ . حَتَّى يُقَالَ : إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا . وَحَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ : مَا أَعْقَلَهُ وَأَجْلَدَهُ وَأَظْرَفَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ» .

آپ (رسول اللہ ﷺ) نے فرمایا: ''پھر لوگ ایک دوسرے سے لین دین کیا کریں گے اور کوئی بھی امانت ادا نہیں کرے گا حتی کہ کہا جائے گا: فلاں قبیلے میں ایک دیانت دار آدمی بھی ہے۔ اور حتی کہ ایک آدمی کے بارے میں کہا جائے گا: وہ کتنا عقل مند ہے! کتنا باہمت ہے! کتنا سمجھ دار ہے! حالانکہ اس کے دل میں رائی کے ایک دانے جتنا بھی ایمان نہیں ہوگا۔''

وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ . وَلَسْتُ أُبَالِي أَيَّكُمْ بَايَعْتُ . لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ إِسْلَامُهُ . وَلَئِنْ كَانَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا لَيَرُدُّونَ عَلَيَّ سَاعِيهِ . فَأَمَّا الْيَوْمَ ، فَمَا كُنْتُ لِأُبَايِعَ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا .

اور (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) مجھ پر ایک وقت وہ تھا کہ مجھے کسی سے لین دین کرنے میں کوئی پروا نہیں ہوتی تھی۔ (مجھے یقین ہوتا تھا کہ) اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا ایمان اسے میرے پاس (میرا حق ادا کرنے کے لیے) واپس لے آئے گا' اور اگر وہ یہودی یا عیسائی ہے تو اس کا عامل (ذمہ دار) اسے میرے پاس لے آئے گا۔ لیکن آج تو (یہ حالت ہے کہ) میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے خرید و فروخت نہیں کرتا۔

فوائد و مسائل: ① دیانت داری مسلمان کے کردار کی اہم ترین صفت ہے۔ ② سوتے ہوئے دل سے دیانت داری کا وصف ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں یہ صفت بہت تیزی سے معدوم ہوتی چلی جائے گی حتی کہ جو شخص پہلے دیانت دار تھا' ایک وقت میں وہی بد دیانت بن جائے گا۔ ③ آبلے سے تشبیہ اس لیے دی گئی ہے کہ آبلہ پھولا ہوا ہونے کی وجہ سے بظاہر اہمیت کا حامل نظر آتا ہے' حالانکہ وہ اندر سے خالی ہوتا ہے۔ اسی طرح لوگ بظاہر نیک ہوں گے لیکن ان کے دل نیکی سے خالی ہوں گے۔ ④ غیر اسلامی معاشرے میں دھوکا فریب ایک خوبی سمجھا جاتا ہے اور اس کی تعریف کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو ایسے نہیں ہونا چاہیے۔ ⑤ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ اب قابل اعتماد افراد بہت کم رہ گئے ہیں۔

٤٠٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ أَبِي شَجَرَةَ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ، عَزَّ وَجَلَّ، إِذَا أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ عَبْدًا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ. فَإِذَا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ، لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا. فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا، نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ. فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ، لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ. فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ، لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا، فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا، نُزِعَتْ مِنْهُ رِبْقَةُ الْإِسْلَامِ».

۴۰۵۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی آدمی کو تباہ کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا کو چھین لیتا ہے۔ اور جب اس سے حیا چھین لیتا ہے تو تجھے وہ شخص ناپسندیدہ اور قابل نفرت محسوس ہوتا ہے۔ جب وہ ناپسندیدہ اور قابل نفرت ہو جاتا ہے تو اس سے دیانت داری چھین لی جاتی ہے۔ جب اس سے دیانت داری چھن جاتی ہے تو تو اسے خائن اور خیانت میں مشہور دیکھتا ہے۔ جب وہ خائن اور خیانت میں مشہور ہو جاتا ہے تو اس سے رحم دلی چھن جاتی ہے۔ جب اس سے رحم دلی چھن جاتی ہے تو تو اسے لعنتی اور لوگوں سے اس پر لعنتیں پڑتی دیکھتا ہے۔ جب تو اسے لعنتی دیکھے اور اس پر لعنتیں پڑ رہی ہوں تو اس کی گردن سے اسلام کا قلادہ اتر جاتا ہے۔''

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْآيَاتِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- (قیامت کی بڑی) نشانیاں

٤٠٥٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۴۰۵۵- حضرت ابوسریحہ (حذیفہ بن اسید غفاری)

٤٠٥٤ـ [إسناده موضوع] وضعفه البوصيري لضعف سعيد بن سنان الحنفي الكندي الحمصي أبي مهدي، وهو "متروك"، ورماه الدارقطني وغيره بالوضع.

٤٠٥٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٤١.

وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، أَبِي الطُّفَيْلِ الْكِنَانِيِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، أَبِي سَرِيحَةَ قَالَ: اِطَّلَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ غُرْفَةٍ، وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ السَّاعَةَ. فَقَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا. وَالدَّجَّالُ. وَالدُّخَانُ. وَالدَّابَّةُ. وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ. وَخُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. وَثَلَاثُ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ. وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ. وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ. وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنِ أَبْيَنَ، تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ. تَبِيتُ مَعَهُمْ إِذَا بَاتُوا. وَتَقِيلُ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوا».

ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ہم لوگ قیامت کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے بالا خانے سے جھانکا اور فرمایا: ''قیامت نہیں آئے گی جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' دجال' دھواں' دَابَّةُ الْأَرض، یاجوج و ماجوج' حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا ظہور (نزول) اور زمین میں دھنس جانے کے تین واقعات: ایک مشرق میں' ایک مغرب میں اور ایک جزیرۂ عرب میں۔ اور (یمن کے شہر) عدن اَبیَن کی گہرائی سے ایک آگ کا ظہور جو لوگوں کو ہانک کر حشر کے میدان میں لے آئے گی۔ جب وہ رات کو ٹھہریں گے تو وہ (آگ) بھی ان کے ساتھ ٹھہرے گی۔ جب وہ دوپہر کو (آرام کے لیے) قیلولہ کریں گے تو وہ بھی ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔''

فوائد و مسائل: ① دَابَّةُ الْأَرض کی احادیث باب: ۳۱ میں' مغرب سے سورج طلوع ہونے کی احادیث باب: ۳۲ میں' دجال کے ظہور' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور یاجوج ماجوج کے بارے میں احادیث' باب: ۳۳ میں آرہی ہیں۔ ② سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اس بات کی علامت ہے کہ دنیا کا نظام ختم ہو رہا ہے۔ اب قیامت کے مراحل شروع ہیں جن کا تعلق عالم آخرت سے ہے' اس لیے اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوگی' جیسے موت کے وقت فرشتے نظر آجانے پر توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ③ دجال کا فتنہ بہت عظیم فتنہ ہے۔ وہ یہود کا لیڈر ہوگا اور مسلمانوں کی گمراہی کا باعث ہوگا۔ ④ یہودیوں نے سچے مسیح (عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام) کا انکار کیا کیونکہ انھوں نے دنیا میں یہود کے غلبے کا وعدہ نہیں فرمایا۔ دجال کے ایام میں یہود کو وقتی طور پر ترقی اور غلبہ حاصل ہوگا۔ ⑤ بعض مسلمان کہلانے والے فرقے بھی امام غائب کے ظہور کے منتظر ہیں۔ ممکن ہے دجال کے شعبدے دیکھ کر وہ بھی اسے اپنا امام تسلیم کر لیں۔

٤٠٥٦ - حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا

۴۰۵۶- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

٤٠٥٦- [إسناده حسن] وحسنه البوصيري، وله شاهد عند مسلم، الفتن، باب في بقية من أحاديث الدجال، ◄◄

عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ . أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا: طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدُّخَانَ، وَدَابَّةَ الْأَرْضِ، وَالدَّجَّالَ، وَخُوَيْصَّةَ أَحَدِكُمْ، وَأَمْرَ الْعَامَّةِ».

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چھ چیزوں سے پہلے پہلے عمل کرلو: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دھواں، دَابَّةُ الْأَرض، دجال، آدمی کا ذاتی مسئلہ (موت) اور عام لوگوں کا معاملہ (عمومی فتنہ)۔“

فوائد و مسائل: ① مغرب سے سورج طلوع ہونے پر توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، اس لیے اس سے پہلے پہلے خلوصِ دل سے توبہ کر کے نجات کا بندوبست کر لینا ضروری ہے۔ ② حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دھوئیں کی پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے قریش کے کفر اور ظلم کی وجہ سے ان کے خلاف بددعا کی تو ان پر قحط مسلط ہوا حتی کہ بھوک کی وجہ سے انھیں فضا صاف ہونے کے باوجود دھواں ہی دھواں محسوس ہوتی تھی۔ (صحيح البخاري، التفسير، سورة حمٓ الدخان، باب ﴿يغشى الناس هذا عذاب أليم﴾ حديث: ٤٨٢١) لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیر مطالعہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ علامت ابھی ظاہر نہیں ہوئی بلکہ قیامت کے قریب ظاہر ہوگی کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ انصار میں سے ہیں۔ نبی ﷺ کی ہجرت کے بعد انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرنا شروع کی جبکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کردہ واقعہ مکی دور کا ہے۔ ③ زندگی میں نیک اعمال کمائے جا سکتے ہیں، موت کے بعد یہ موقع ختم ہو جاتا ہے، اس لیے اس موقع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ④ بہت سے فتنے ایسے ہیں جن میں انسان گمراہ ہو سکتا ہے، اس سے پہلے نیکیاں کرنے سے امید کی جا سکتی ہے کہ فتنے کے دوران میں اللہ کی طرف رہنمائی اور توفیق حاصل ہو جائے۔

٤٠٥٧- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى بْنِ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۰۵۷- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(قیامت کی) نشانیاں دو سو سال کے بعد ظاہر ہوں گی۔“

◀◀ ح: ٢٩٤٧/ ١٢٨، ١٢٩ من حديث أبي هريرة به.

٤٠٥٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه العقيلي: ٣/ ٣٢٩ من حديث الحسن بن علي الصمداني به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٢٨ على شرط الشيخين، وتعقبه الذهبي بقوله: "أحسبه موضوعًا وعون ضعفوه"، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات: ٣/ ١٩٧، ١٩٨، وضعفه البوصيري * عون ضعيف كما في التقريب وغيره.

أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْآيَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ».

٤٠٥٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُغَفَّلٍ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمَّتِي عَلَى خَمْسِ طَبَقَاتٍ: فَأَرْبَعُونَ سَنَةً، أَهْلُ بِرٍّ وَتَقْوَى. ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةِ سَنَةٍ، أَهْلُ تَرَاحُمٍ وَتَوَاصُلٍ. ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، إِلَى سِتِّينَ وَمِائَةِ سَنَةٍ، أَهْلُ تَدَابُرٍ وَتَقَاطُعٍ. ثُمَّ الْهَرْجُ الْهَرْجُ. النَّجَا النَّجَا».

۴۰۵۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے پانچ طبقات ہوں گے: چالیس سال تک نیکی اور تقویٰ والے لوگ ہوں گے' پھر ان سے متصل ایک سو بیس سال ایک دوسرے پر رحم کرنے والے اور میل ملاپ رکھنے والے لوگ ہوں گے' پھر ان سے متصل ایک سو ساٹھ سال تک ایک دوسرے سے ناراض رہنے والے اور قطع تعلق کرنے والے لوگ ہوں گے' پھر اس کے بعد قتل و غارت ہوگی' بچ جانا! بچ جانا!''

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا خَازِمٌ أَبُو مُحَمَّدٍ الْعَنَزِيُّ: حَدَّثَنَا الْمِسْوَرُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي مَعْنٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمَّتِي عَلَى خَمْسِ طَبَقَاتٍ: كُلُّ طَبَقَةٍ أَرْبَعُونَ عَامًا، فَأَمَّا طَبَقَتِي وَطَبَقَةُ أَصْحَابِي، فَأَهْلُ عِلْمٍ

(م) دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے پانچ طبقے ہیں: ہر طبقہ چالیس سال کا ہے۔ میرا اور میرے ساتھیوں کا طبقہ علم اور ایمان والوں کا ہے۔ دوسرا طبقہ سنہ چالیس سے سنہ اسّی تک نیکی اور تقویٰ والوں کا ہے۔'' پھر راوی نے مذکورہ روایت کے ہم معنی حدیث بیان کی۔

٤٠٥٨ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري لضعف يزيد، وتقدم، ح:١٠٨٠، وعبدالله بن مغفل مجهول(تقريب).

٤٠٥٨ـ (م) [إسناده ضعيف جدًا، باطل] وقال البوصيري: ["هٰذا إسناد ضعيف، أبو معن والمسور بن الحسن وخازم العنزي مجهولون"، قال أبو حاتم: "هٰذا الحديث باطل" وقال الذهبي في المسور: حديثه منكر"]، وله شواهد موضوعة عند ابن حبان في المجروحين: ٢/ ١٧١، وابن الجوزي في الموضوعات: ٣/ ١٩٦، ١٩٧ وغيرهما.

وَإِيمَانٍ. وَأَمَّا الطَّبَقَةُ الثَّانِيَةُ، مَا بَيْنَ الْأَرْبَعِينَ إِلَى الثَّمَانِينَ، فَأَهْلُ بِرٍّ وَتَقْوٰى».
ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ.

(المعجم ٢٩) - بَابُ الْخُسُوفِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹- زمین میں دھنس جانے کے واقعات

٤٠٥٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا بَشِيرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَيَّارٍ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَسْخٌ وَخَسْفٌ وَقَذْفٌ».

۴۰۵۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے (انسانوں کی) صورتیں بدلیں گی' وہ زمین میں دھنسیں گے اور ان پر پتھر برسیں گے۔''

فوائد و مسائل: ① سابقہ امتوں میں صورتیں مسخ ہونے کے واقعات ہوئے ہیں' جیسے ہفتے کے دن مچھلی کا شکار کرنے والوں کو بندر بنا دیا گیا: دیکھیے (سورۂ اعراف' آیت:۱۶۳ تا ۱۶۶) قیامت کے قریب اس امت میں بھی ایسے واقعات پیش آئیں گے۔ ② حضرت لوط علیہ السلام کی بدکار قوم پر پتھر برسائے گئے: دیکھیے (سورۂ ہود' آیت:۸۲) اور قارون کو زمین میں دھنسا دیا گیا: دیکھیے: (سورۂ قصص:۸۱) قیامت کے قریب بھی مجرموں کو اس طرح کی سزائیں ملیں گی۔

٤٠٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي حَازِمِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ».

۴۰۶۰- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''میری امت کے آخر میں زمین میں دھنسنے' صورتیں بگڑ جانے اور پتھر برسنے کے واقعات ہوں گے۔''

٤٠٥٩ـ [صحيح] أخرجه أبونعيم في الحلية: ٧/ ١٢١ من حديث بشير به، وأعله البوصيري بالانقطاع بين سيار وطارق، وله شواهد، انظر، ح: ٤٠٦١.

٤٠٦٠ـ [صحيح] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٤٥٢، والطبراني: ٦/ ١٥٠، ح: ٥٨١٠ من حديث عبدالرحمٰن، وقد تقدم، ح: ٢٣٨ به، ومن أجله ضعفه البوصيري، وله شواهد، منها الحديث الآتي.

٤٠٦١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنَا أَبُو صَخْرٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يُقْرِئُكَ السَّلَامَ. قَالَ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ. فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ، فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَكُونُ فِي أُمَّتِي - أَوْ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ - مَسْخٌ وَخَسْفٌ وَقَذْفٌ» وَذٰلِكَ فِي أَهْلِ الْقَدَرِ.

۴۰۶۱- حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے' ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ اس شخص نے بدعت اختیار کی ہے۔ اگر اس نے واقعی بدعت اختیار کی ہے تو اسے میری طرف سے سلام نہ کہنا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''میری امت میں'' یا (آپ نے فرمایا:) ''اس امت میں صورتیں بگڑ جانے' زمین میں دھنسنے اور پتھر برسنے کے واقعات ہوں گے۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ تقدیر (کا انکار کرنے) والوں میں ہوں گے۔

فائدہ: تقدیر کے انکار کا فتنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور ہی میں شروع ہو گیا تھا' اس لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس فتنے کی شناعت دیکھتے ہوئے اندازہ لگایا کہ یہی گمراہ فرقہ اس قسم کے عذابوں کا مستحق ہے۔

٤٠٦٢ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكُونُ فِي أُمَّتِي خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ».

۴۰۶۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں زمین میں دھنسنے' صورتیں بگڑنے اور پتھر برسنے کے واقعات ہوں گے۔''

(المعجم ٣٠) - بَابُ جَيْشِ الْبَيْدَاءِ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- مقام بیداء کا لشکر

٤٠٦٣ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۴۰۶۳- ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے

٤٠٦١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، السنة، باب من دعا إلى السنة، ح: ٤٦١٣ من حديث أبي صخر حميد بن زياد به، وأخرجه الترمذي، ح: ٢١٥٢ عن ابن بشار به، وقال: "حسن صحيح غريب".

٤٠٦٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٣ من حديث الحسن بن عمرو به، وأعله البوصيري بالانقطاع، والحديث السابق شاهد له، وذكره الحاكم في المستدرك: ٤/ ٤٤٥.

٤٠٦٣ـ [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، حرمة الحرم، ح: ٢٨٨٣ من حديث سفيان به، وصححه◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ، سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ صَفْوَانَ يَقُولُ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيَؤُمَّنَّ هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُونَهُ. حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ، خُسِفَ بِأَوْسَطِهِمْ. وَيَتَنَادٰى أَوَّلُهُمْ آخِرَهُمْ. فَيُخْسَفُ بِهِمْ. فَلَا يَبْقٰى مِنْهُمْ إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ».

روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''ایک لشکر بیت اللہ پر حملہ کرنے کے لیے اس کی طرف آئے گا حتی کہ جب وہ بیداء میں پہنچیں گے تو لشکر کا درمیانی حصہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان کے آگے والے اپنے پیچھے والوں کو آوازیں دیں گے تو انھیں بھی دھنسا دیا جائے گا۔ ان میں سے صرف ایک آدمی بھاگ کر بچے گا جس سے دوسروں کو اس واقعہ کا علم ہوگا۔''

فَلَمَّا جَاءَ جَيْشُ الْحَجَّاجِ، ظَنَنَّا أَنَّهُمْ هُمْ. فَقَالَ رَجُلٌ: أَشْهَدُ عَلَيْكَ أَنَّكَ لَمْ تَكْذِبْ عَلٰى حَفْصَةَ، وَأَنَّ حَفْصَةَ لَمْ تَكْذِبْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.

(حضرت عبداللہ بن صفوان ؓ نے فرمایا:) جب حجاج کا لشکر (مکہ پر حملہ کرنے کے لیے) آیا تو ہم نے گمان کیا کہ یہ وہی لوگ ہیں (جن کا ذکر اس حدیث میں ہے۔) ایک آدمی نے (یہ حدیث سن کر عبداللہ بن صفوان ؓ سے) کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے حضرت حفصہ ؓ پر جھوٹ نہیں بولا اور حضرت حفصہ ؓ نے نبی ﷺ کی طرف (اپنے پاس سے بنا کر) جھوٹی بات منسوب نہیں کی۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن صفوان ؓ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے حامی تھے۔ حجاج بن یوسف کے حملے کے وقت کعبہ شریف کے غلاف کو پکڑے ہوئے شہید ہوئے۔ ان کے والد حضرت صفوان بن امیہ ؓ بھی صحابی تھے۔ حضرت عثمان ؓ کی شہادت کے قریب زمانہ میں فوت ہوئے۔ (تقریب التھذیب) ② بیداء اس ہموار زمین کو کہتے ہیں جس میں کوئی چیز نہ اگتی ہو۔ مکہ شریف اور مدینہ شریف کے درمیان ایک مقام کا نام بھی بیداء ہے۔ حدیث میں غالباً دوسرے معنی مراد ہیں۔ ③ یہ واقعہ قیامت کے قریب پیش آئے گا۔

الحاكم: ٤/٤٢٩، ٤٣٠، والذهبي، وهو في صحيح مسلم: ٤/٢٢٠٩، ٢٢١٠، ح: ٢٨٨٣، الفتن، باب الخسف بالجيش الذي يؤم البيت من حديث سفيان بن عيينة به باختلاف يسير.

٤٠٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْمُرْهِبِيِّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ صَفِيَّةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْتَهِي النَّاسُ عَنْ غَزْوِ هٰذَا الْبَيْتِ، حَتّٰى يَغْزُوَ جَيْشٌ. حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ. وَلَمْ يَنْجُ أَوْسَطُهُمْ».

۴۰۶۴- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ اس کعبہ پر حملے کرنے سے باز نہیں آئیں گے حتی کہ ایک لشکر حملہ آور ہوگا۔ جب وہ مقام بیداء پر یا بنجر میدان میں پہنچیں گے تو ان کے آگے اور پیچھے والوں کو زمین نگل لے گی اور درمیان والے بھی نجات نہیں پائیں گے۔“

قُلْتُ: فَإِنْ كَانَ فِيهِمْ مَنْ يُكْرَهُ؟ قَالَ: «يَبْعَثُهُمُ اللهُ عَلٰى مَا فِي أَنْفُسِهِمْ».

میں نے عرض کیا: اگر ان میں کوئی ایسا شخص ہو جسے زبردستی لایا گیا ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ انھیں ان نیتوں کے مطابق اٹھائے گا جو ان کے دلوں میں تھیں۔“

٤٠٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، سَمِعَ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ يُخْبِرُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ الْجَيْشَ الَّذِي يُخْسَفُ بِهِمْ. فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَارَسُولَ اللهِ لَعَلَّ فِيهِمُ الْمُكْرَهُ؟ قَالَ: «إِنَّهُمْ يُبْعَثُونَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ».

۴۰۶۵- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے اس لشکر کا ذکر فرمایا جسے دھنسا دیا جائے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! شاید ان میں کوئی ایسا شخص بھی ہو جسے جبر سے لایا گیا ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”انھیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔“

فوائد و مسائل: ① بڑے جرم کے ارتکاب پر اللہ کا عذاب بعض اوقات مجرموں کو دنیا ہی میں پکڑ لیتا ہے۔ ② مجرموں کے ساتھ چلنے والے بھی عذاب کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔ ③ قیامت کو سزا صرف مجرموں کو ملے

٤٠٦٤- [صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في الخسف، ح: ٢١٨٤ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به، وقال: "حسن صحيح"، والحديث السابق شاهد له.

٤٠٦٥- [صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب حديث الخسف بجيش البيداء، ح: ٢١٧١ عن نصر بن علي به، وانظر الحديثين السابقين.

گی' خواہ وہ جرم کا ارتکاب کرنے والے افراد ہوں یا ان سے کسی نہ کسی انداز سے تعاون کرنے والے یا ان کے جرم کو معمولی سمجھ کر روکنے کی کوشش نہ کرنے والے یا ان کے جرم سے نفرت نہ رکھنے والے ہوں۔

(المعجم ٣١) - بَابُ دَابَّةِ الْأَرْضِ (التحفة ٣١)

باب:٣١-دَابَّةُ الْأَرض کا بیان

٤٠٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَخْرُجُ الدَّابَّةُ وَمَعَهَا خَاتَمُ سُلَيْمَانَ ابْنِ دَاوُدَ، وَعَصَا مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ، عَلَيْهِمَا السَّلَامُ. فَتَجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِ بِالْعَصَا. وَتَخْطِمُ أَنْفَ الْكَافِرِ بِالْخَاتَمِ، حَتَّى أَنَّ أَهْلَ الْحِوَاءِ لَيَجْتَمِعُونَ. فَيَقُولُ هٰذَا: يَا مُؤْمِنُ وَيَقُولُ هٰذَا: يَا كَافِرُ».

٤٠٦٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دَابَّةُ الْأَرض ظاہر ہوگا تو اس کے پاس حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام کی انگوٹھی ہوگی اور حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کا عصا ہوگا۔ وہ عصا کے ساتھ مومن کے چہرے کو روشن کر دے گا اور انگوٹھی کے ساتھ کافر کی ناک پر نشان لگا دے گا حتی کہ محلے کے لوگ جمع ہوں گے تو (ایک دوسرے کو اس طرح مخاطب کریں گے کہ) یہ کہے گا: اے مومن! اور وہ کہے گا: اے کافر!"

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَاهُ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(امام ابن ماجہ کے شاگرد) ابوالحسن قطان نے (اپنی عالی سند سے بھی) اس سے ملتی جلتی حدیث بیان کی ہے۔

وَقَالَ فِيهِ مَرَّةً. فَيَقُولُ هٰذَا: يَا مُؤْمِنُ وَهٰذَا: يَا كَافِرُ

اور اس میں ایک مرتبہ فرمایا: تو یہ کہے گا: اے مومن! اور یہ (کہے گا:) اے کافر!

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم دَابَّةُ الْأَرض کا ظہور دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث:٤٠٥٥' ٤٠٥٦)

٤٠٦٦- **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب ومن] سورة النمل، ح: ٣١٨٧ من حديث حماد به، وقال: "حسن غريب" * علي بن زيد تقدم حاله، ح: ١١٦، وشيخه مجهول (تقريب) له عن أبي هريرة ثلاثة أحاديث منكرة، قاله ابن القطان.

٤٠٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، زُنَيْجٌ: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذَهَبَ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى مَوْضِعٍ بِالْبَادِيَةِ، قَرِيبٍ مِنْ مَكَّةَ. فَإِذَا أَرْضٌ يَابِسَةٌ، حَوْلَهَا رَمْلٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مِنْ هٰذَا الْمَوْضِعِ». فَإِذَا فِتْرٌ فِي شِبْرٍ.

۴۰۶۷- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مجھے مکہ کے قریب دیہات میں ایک جگہ لے گئے۔ دیکھا تو وہ خشک زمین تھی جس کے اردگرد ریت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دَابَّةُ الْأَرض اس جگہ سے نکلے گا۔" میں نے دیکھا کہ وہ جگہ ایک بالشت لمبی اور پون بالشت چوڑی تھی۔

قَالَ ابْنُ بُرَيْدَةَ: فَحَجَجْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِسِنِينَ. فَأَرَانَا عَصًا لَهُ. فَإِذَا هُوَ بِعَصَايَ هٰذِهِ. كَذَا.

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے کئی سال بعد میں نے حج کیا تو وہ جگہ میرے اس عصا کی پیمائش کے ساتھ اتنی اتنی (وسیع) ہو چکی تھی۔ (عبداللہ کے شاگرد فرماتے ہیں:) یہ کہتے وقت عبداللہ نے ہمیں اپنا عصا دکھایا۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم دوسری صحیح حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ دجال شام اور عراق کے درمیان کی سمت سے ظاہر ہوگا۔ (دیکھیے حدیث: ۴۰۷۵)

(المعجم ٣٢) - بَابُ طُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا (التحفة ٣٢)

باب: ۳۲- سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

٤٠٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا

۴۰۶۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت نہیں آئے گی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔ جب وہ طلوع ہوگا اور لوگ اسے (مغرب سے طلوع ہوتا) دیکھیں گے تو

٤٠٦٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٧ من حديث أبي تميلة يحيى بن واضح الأزدي به، وضعفه البوصيري من أجل خالد بن عبيد، وهو "متروك الحديث مع جلالته" كما في التقريب.

٤٠٦٨ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب "لاينفع نفسًا إيمانها"، ح: ٤٦٣٥ من حديث عمارة به، ومسلم، الإيمان، باب بيان الزمن الذي لا يقبل فيه الإيمان، ح: ١٥٧ عن ابن أبي شيبة به.

تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا . فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ، آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا . فَذٰلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ» .

زمین پر موجود تمام لوگ ایمان لے آئیں گے۔ اس وقت کسی کو ایمان لانے سے فائدہ نہیں ہوگا جو پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا۔"

فوائد و مسائل: ① سورج کا مغرب سے طلوع ہونا آسمان کے نظام میں تبدیلی اور اس کے خاتمے کے قریب آنے کا واضح اشارہ ہے۔ ② اس نشانی کے ظاہر ہونے کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں ہوگی' البتہ مومنوں کے نیک اعمال باقی رہیں گے۔

٤٠٦٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ الْآيَاتِ خُرُوجًا، طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ، ضُحًى» .

۴۰۶۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے پہلے ظاہر ہونے والی علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور ضحیٰ (چاشت) کے وقت لوگوں کے سامنے دابہ کا ظاہر ہونا ہے۔"

قَالَ عَبْدُ اللهِ : فَأَيَّتُهُمَا مَا خَرَجَتْ قَبْلَ الْأُخْرٰى، فَالْأُخْرٰى مِنْهَا قَرِيبٌ .

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان میں سے جو علامت بھی پہلے ظاہر ہوئی' دوسری اس سے قریب ہوگی۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَلَا أَظُنُّهَا إِلَّا طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا .

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے خیال میں سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (دابہ کے ظہور سے) پہلے ہوگا۔

٤٠٧٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ

۴۰۷۰- حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سورج غروب ہونے کی سمت میں ایک کھلا ہوا دروازہ ہے جس کی چوڑائی ستر

٤٠٦٩ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب في خروج الدجال ومكثه في الأرض . . . الخ، ح: ٢٩٤١ من حديث سفيان الثوري به .

٤٠٧٠ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٧٨ .

عَسَّالٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ قِبَلِ مَغْرِبِ الشَّمْسِ بَابًا مَفْتُوحًا، عَرْضُهُ سَبْعُونَ سَنَةً، فَلَا يَزَالُ ذٰلِكَ الْبَابُ مَفْتُوحًا لِلتَّوْبَةِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ نَحْوِهِ. فَإِذَا طَلَعَتْ مِنْ نَحْوِهِ، لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا إِيمَانُهُمْ لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهِمْ خَيْرًا».

سال (میں طے ہونے والا فاصلہ) ہے۔ وہ دروازہ توبہ کے لیے کھلا رہے گا حتی کہ سورج اس کی طرف سے طلوع ہو۔ جب وہ ادھر سے طلوع ہو گیا تو کسی ایسے شخص کو ایمان سے فائدہ نہیں ہو گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لا چکا ہو گا یا جس نے ایمان لا کر نیکی نہیں کی ہو گی۔"

فوائد و مسائل: ① توبہ قبول کرنا اللہ کی صفت ہے۔ دروازے کا کھلا ہونا اس کا ظاہری مظہر ہے۔ ② توبہ کا دروازہ ان غیبی اشیاء میں سے ہے جنھیں دیکھے بغیر ان پر ایمان لانا ضروری ہے جیسے ہم جنت اور جہنم پر دیکھے بغیر ایمان رکھتے ہیں۔ ③ زمین و آسمان کا نظام اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جب چاہے ان قوانین فطرت کو ختم یا تبدیل کر سکتا ہے۔

365

(المعجم ٣٣) - بَابُ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَخُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ (التحفة ٣٣)

باب: ٣٣- دجال کا فتنہ، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول اور یاجوج و ماجوج کا ظہور

٤٠٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الدَّجَّالُ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُسْرٰى. جُفَالُ الشَّعَرِ. مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ. فَنَارُهُ جَنَّةٌ، وَجَنَّتُهُ نَارٌ».

٤٠٧١- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دجال بائیں آنکھ سے کانا ہے۔ زیادہ بالوں والا ہے۔ اس کے ساتھ جنت اور جہنم ہو گی۔ اس کی جہنم (اصل میں) باغ ہو گی اور اس کی جنت (اصل میں) آگ ہو گی۔"

فوائد و مسائل: ① دجال ایک مافوق الفطرت شخصیت ہے لیکن وہ کوئی افسانوی کردار نہیں بلکہ حقیقت میں موجود ہے۔ یہودی مذہب پر ہے۔ ایک خاص وقت پر ظاہر ہو گا۔ ② جب دجال ظاہر ہو گا تو ایسے شعبدے

٤٠٧١- أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٢٩٣٤/ ١٠٤ عن ابن نمير به.

دکھائے گا جس سے کمزور ایمان والے دھوکا کھا جائیں گے اور اس کے دعوے کو تسلیم کر کے اسے معبود بنا لیں گے۔ صحیح العقیدہ مسلمان اس سے دھوکا نہیں کھائیں گے۔ ③ اس کی جنت اور جہنم بھی ایک شعبدہ ہوگا' اس لیے مومن کو اس کی جہنم سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ اور اس کی جنت کے لالچ میں نہیں آنا چاہیے کیونکہ جنھیں وہ اپنی جہنم میں پھینکے گا' وہ اس میں ٹھنڈا پانی' دوسری نعمتیں اور راحت پائیں گے اور اس کی جنت میں جانے والے اللہ کی طرف سے سزا کے مستحق ہوں گے۔

٤٠٧٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى، قَالُوا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ، يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ. يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ».

۴۰۷۲- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلے گا' اسے خراسان کہا جاتا ہے۔ کچھ لوگ اس کا اتباع کریں گے' ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ دار ڈھال ہوتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جس علاقے کو ماضی میں ''خراسان'' کہا جاتا تھا' اس میں اکثر حصہ موجودہ افغانستان کا ہے' کچھ حصہ موجودہ ایران کا اور روس سے آزاد ہونے والی ان ریاستوں کا ہے جو افغانستان کے شمال میں واقع ہیں۔ ② چمڑے کی تہ دار ڈھال کی طرح چپٹے چہروں والے لوگ چین میں' تبت میں' پاکستان کے شمالی علاقوں (گلگت اور بلتستان وغیرہ) میں اور جاپان میں پائے جاتے ہیں۔ حدیث میں انھی علاقوں میں سے کسی علاقے کے باشندے مراد ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے خراسان کے بعض علاقوں کے لوگ بھی ایسے ہوتے ہوں۔ واللہ أعلم۔

٤٠٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۰۷۳- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٠٧٢ـ [حسن] أخرجه الترمذي، باب ماجاء من أين يخرج الدجال، ح: ٢٢٣٧ من حديث روح به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ٥٢٧، والذهبي * ابن أبي عروبة تابعه عبد الله بن شوذب عند أبي يعلى وغيره، راجع النهاية في الفتن والملاحم، ح: ٢٢٥ بتحقيقي.

٤٠٧٣ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٧١٢٢ من حديث إسماعيل به، ومسلم، الفتن، باب في الدجال وهو أهون على الله عزوجل، ح: ٢٩٣٩/ ١١٥ عن ابن نمير به.

نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ ﷺ، عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: أَشَدَّ سُؤَالًا مِنِّي. فَقَالَ لِي: «مَا تَسْأَلُ عَنْهُ؟» قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ مَعَهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ. قَالَ: «هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ ذٰلِكَ».

ہے، انھوں نے کہا: نبی ﷺ سے مجھ سے زیادہ کسی نے دجال کے بارے میں نہیں پوچھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ''تو اس کے بارے میں کیا پوچھتا ہے؟'' میں نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ کھانے پینے کا سامان ہوگا۔ آپ نے فرمایا: ''وہ اللہ کی نظر میں اس سے زیادہ حقیر ہے۔''

فائدہ: [هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ] کا ایک مفہوم تو یہ ہے جو ترجمے میں اختیار کیا گیا ہے، یعنی دجال اتنا ذلیل ہے کہ اللہ اسے یہ چیزیں عطا نہیں فرمائے گا بلکہ یہ محض ظاہری دھوکا ہوگا۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ممکن ہے کہ جب اللہ کے ہاں ذلیل ہونے کے باوجود اسے بڑے بڑے شعبدے دکھانے کا اختیار دیا گیا ہے تو کھانا اور پانی تو معمولی چیز ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا ہے کہ دجال اتنا ذلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شعبدوں کو اس کی سچائی کا ثبوت نہیں بننے دے گا بلکہ ایسی چیزیں ظاہر فرما دے گا جن سے اس کا جھوٹا ہونا واضح ہو جائے، مثلاً: اس کے کفر کی واضح علامت (پیشانی پر ''ك ، ف ، ر'' لکھا ہونا)، جسے ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ شخص پڑھ لے گا۔ (فتح الباري: ١٣/١١٦)

٤٠٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ. وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ. وَكَانَ لَا يَصْعَدُ عَلَيْهِ، قَبْلَ ذٰلِكَ، إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۴۰۷۴- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز ادا کرنے کے بعد منبر پر تشریف فرما ہوئے حالانکہ اس سے پہلے آپ ﷺ صرف جمعہ کے دن (خطبہ جمعہ کے لیے) منبر پر تشریف رکھتے تھے۔ لوگوں کو اس سے پریشانی ہوئی۔ کوئی کھڑا تھا، کوئی بیٹھا تھا۔ رسول اللہ

٤٠٧٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح: ٤٣٢٧ من حديث إسماعيل بن أبي خالد ـ قلت: مجالد ضعيف كما تقدم، ح: ١١، وتفرد بألفاظ: "منعني القيلولة ... فرح نبيكم" "ما أنا بمخبرتكم ... ولا سائلتكم"، "يظهر الحزن، شديد التشكي" "بين عمان وبيسان" "فزفر ثلاث زفرات"، وهي ضعيفة، وباقي الحديث صحيح، وحديث مسلم: (٢٩٤٢) يغني عنه.

فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ. فَمِنْ بَيْنِ قَائِمٍ وَجَالِسٍ. فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ أَنِ اقْعُدُوا: «فَإِنِّي، وَاللهِ مَا قُمْتُ مَقَامِي هٰذَا لِأَمْرٍ يَنْفَعُكُمْ، لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ. وَلٰكِنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي خَبَرًا مَنَعَنِي الْقَيْلُولَةَ، مِنَ الْفَرَحِ وَقُرَّةِ الْعَيْنِ. فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَنْشُرَ عَلَيْكُمْ فَرَحَ نَبِيِّكُمْ. أَلَا إِنَّ ابْنَ عَمٍّ لِتَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَّ الرِّيحَ أَلْجَأَتْهُمْ إِلٰى جَزِيرَةٍ لَا يَعْرِفُونَهَا. فَقَعَدُوا فِي قَوَارِبِ السَّفِينَةِ. فَخَرَجُوا فِيهَا. فَإِذَا هُمْ بِشَيْءٍ أَهْدَبَ، أَسْوَدَ. قَالُوا لَهُ: مَا أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ. قَالُوا: أَخْبِرِينَا. قَالَتْ: مَا أَنَا بِمُخْبِرَتِكُمْ شَيْئًا. وَلَا سَائِلَتِكُمْ. وَلٰكِنْ هٰذَا الدَّيْرُ، قَدْ رَمَقْتُمُوهُ. فَأْتُوهُ. فَإِنَّ فِيهِ رَجُلًا بِالْأَشْوَاقِ إِلٰى أَنْ تُخْبِرُوهُ وَيُخْبِرَكُمْ. فَأَتَوْهُ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ. فَإِذَا هُمْ بِشَيْخٍ مُوثَقٍ، شَدِيدِ الْوَثَاقِ. يُظْهِرُ الْحُزْنَ. شَدِيدِ التَّشَكِّي. فَقَالَ لَهُمْ: مِنْ أَيْنَ؟ قَالُوا: مِنَ الشَّامِ. قَالَ: مَا فَعَلَتِ الْعَرَبُ؟ قَالُوا: نَحْنُ قَوْمٌ مِنَ الْعَرَبِ. عَمَّ تَسْأَلُ؟ قَالَ: مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي خَرَجَ فِيكُمْ؟ قَالُوا: خَيْرًا. نَاوٰى قَوْمًا. فَأَظْهَرَهُ اللهُ عَلَيْهِمْ. فَأَمْرُهُمُ الْيَوْمَ جَمِيعٌ: إِلٰهُهُمْ وَاحِدٌ، وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ. قَالَ: مَا فَعَلَتْ عَيْنُ زُغَرَ؟ قَالُوا:

ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ (پھر فرمایا:) ''اللہ کی قسم! اس جگہ میں کوئی ایسی ترغیب وترہیب والی بات بتانے کھڑا نہیں ہوا جس سے تمھیں فائدہ ہو۔ لیکن میرے پاس تمیم داری آئے اور مجھے ایک خبر دی جس سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ مجھے دوپہر کو خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک کی وجہ سے نیند نہیں آئی' اس لیے میں نے چاہا کہ تمھارے نبی کی خوشی سے تم سب کو آگاہ کر دوں۔ مجھے تمیم داری کے ایک چچا زاد نے بتایا کہ (سمندری سفر کے دوران میں) بادِمخالف انھیں ایک غیر معروف جزیرے تک لے گئی۔ وہ جہاز کی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرے میں پہنچے۔ انھیں بڑی بڑی پلکوں والی ایک سیاہ فام چیز ملی۔ انھوں نے اسے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔ انھوں نے کہا: ہمیں (وضاحت سے) بتا۔ اس نے کہا: میں نہ تمھیں کچھ بتاؤں گی' نہ تم سے کچھ پوچھوں گی۔ لیکن یہ مندر جو تمھیں نظر آ رہا ہے' اس میں جاؤ۔ وہاں ایک آدمی ہے جس کی شدید خواہش ہے کہ تم اسے کچھ بتاؤ اور وہ تمھیں کچھ بتائے۔ وہ اس مندر میں گئے اور اس شخص کے پاس جا پہنچے' دیکھا تو ایک بڑی عمر کا آدمی ہے جو خوب جکڑا ہوا ہے۔ اس سے بہت رنج وغم ظاہر ہو رہا ہے' بہت ہائے وائے کر رہا ہے۔ اس نے ان سے کہا: کہاں سے آئے ہو؟ انھوں نے کہا: شام سے۔ اس نے کہا: عربوں کا کیا حال ہے؟ وہ بولے: ہم عرب کے لوگ ہیں' تو کس چیز کے بارے میں پوچھتا ہے؟ اس نے کہا: تمھارے اندر جو آدمی (نبی ﷺ) ظاہر ہوا ہے اس کا کیا حال ہے؟ وہ بولے: اچھا حال ہے۔ اس (نبی ﷺ)

خَيْرًا. يَسْقُونَ مِنْهَا زُرُوعَهُمْ. وَيَسْتَقُونَ مِنْهَا لِسَقْيِهِمْ. قَالَ: فَمَا فَعَلَ نَخْلٌ بَيْنَ عَمَّانَ وَبَيْسَانَ؟ قَالُوا: يُطْعِمُ ثَمَرَهُ كُلَّ عَامٍ. قَالَ: فَمَا فَعَلَتْ بُحَيْرَةُ الطَّبَرِيَّةِ؟ قَالُوا: تَدَفَّقُ جَنَبَاتُهَا مِنْ كَثْرَةِ الْمَاءِ. قَالَ: فَزَفَرَ ثَلَاثَ زَفَرَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: لَوِ انْفَلَتُّ مِنْ وَثَاقِي هٰذَا، لَمْ أَدَعْ أَرْضًا إِلَّا وَطِئْتُهَا بِرِجْلَيَّ هَاتَيْنِ. إِلَّا طَيْبَةَ. لَيْسَ لِي عَلَيْهَا سَبِيلٌ». قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِلٰى هٰذَا يَنْتَهِي فَرَحِي. هٰذِهِ طَيْبَةُ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا فِيهَا طَرِيقٌ ضَيِّقٌ وَلَا وَاسِعٌ، وَلَا سَهْلٌ وَلَا جَبَلٌ، إِلَّا وَعَلَيْهِ مَلَكٌ شَاهِرٌ سَيْفَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

نے قوم کا مقابلہ کیا تو اللہ نے اسے قوم پر غلبہ عطا فرما دیا۔ اب وہ سب (اہل عرب) متحد ہیں۔ ان کا معبود بھی ایک ہے اور دین بھی ایک ہے۔ اس نے کہا: زُغَر کے چشمے کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا: اچھا ہے۔ لوگ اس سے کھیتی کو پانی دیتے اور خود پینے کے لیے پانی بھرتے ہیں۔ اس نے کہا: بیسان اور عمان کے درمیان کے کھجوروں کے درختوں کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا: ہر سال پھل دیتے ہیں۔ اس نے کہا: بحیرہ طبریہ کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا: اس کا پانی اتنا زیادہ ہے کہ کناروں سے اچھلتا ہے۔ اس نے تین بار ٹھنڈی سانس لی' پھر بولا: اگر میں اس قید سے چھوٹ گیا تو زمین کا کوئی علاقہ نہیں رہے گا جس پر میرے یہ قدم نہ لگیں' سوائے طیبہ کے۔ اس پر میرا بس نہیں چلے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ سن کر میری خوشی کی انتہا ہوگئی (بے حد خوشی ہوئی۔) یہ (مدینہ منورہ ہی) طیبہ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس کے ہر تنگ اور کھلے راستے پر' ہر میدان اور پہاڑ پر قیامت تک کے لیے فرشتے تلواریں سونتے کھڑے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے خط کشیدہ جملوں کے سوا باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث (۲۹۴۲) اس سے کفایت کرتی ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ان خط کشیدہ الفاظ کے سوا باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت خط کشیدہ الفاظ کے سوا قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. ② رسول اللہ ﷺ فجر کے بعد بعض اوقات ضروری مسائل بیان فرما دیا کرتے تھے' مثلاً: خوابوں کی تعبیر وغیرہ۔ لیکن منبر پر بیٹھ کر فجر کے بعد خطبہ دینے کا معمول نہیں تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے خوش ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ پہلے بھی دجال سے ڈرایا کرتے تھے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واقعے سے اس کی مزید تصدیق ہوگئی۔ صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں: ''اس نے مجھے ایک بات سنائی جو اس کے موافق ہے جو میں تمھیں

مسیح دجال کے بارے میں بتایا کرتا تھا۔'' (صحیح مسلم' الفتن' باب قصة الجساسة' حدیث:۲۹۴۲)
④ جساسہ کے بارے میں صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں: ''اس کے جسم پر اتنے بال تھے کہ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا پتہ نہیں چلتا تھا۔'' ⑤ عمان اور بیسان شام کے دو شہر ہیں۔ عمان موجودہ اردن کا دارالحکومت ہے۔ ⑥ زُغر شام کا ایک شہر ہے۔ اس کے قریب چشمہ ہے۔ بحیرہ طبریہ شام میں ہے۔ ⑦ مدینہ منورہ میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا لیکن مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا تو مدینہ میں موجود تمام کافر اور منافق مدینہ سے نکل کر دجال سے جا ملیں گے۔ (صحیح البخاري' الفتن' باب ذکر الدجال' حدیث:۷۱۲۴)
⑧ دجال مکہ مکرمہ میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم' الفتن' باب قصة الجساسة' حدیث:۲۹۴۲)

٤٠٧٥ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ يَقُولُ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الدَّجَّالَ، الْغَدَاةَ، فَخَفَضَ فِيهِ وَرَفَعَ. حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ. فَلَمَّا رُحْنَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، عَرَفَ ذٰلِكَ فِينَا. فَقَالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ. فَخَفَضْتَ فِيهِ ثُمَّ رَفَعْتَ. حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ. قَالَ: «غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ: إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ. وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ. وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ. إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ. عَيْنُهُ قَائِمَةٌ. كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ. فَمَنْ رَآهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ

۴۰۷۵- حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا' اس کی حقارت کا ذکر فرمایا اور اس کا عظیم (بڑا فتنہ) ہونا بیان فرمایا۔ (یا مطلب یہ ہے کہ تفصیل سے بیان کرتے ہوئے کبھی معمول کی آواز میں بیان فرمایا' کبھی آواز بلند فرمائی) حتی کہ ہمیں محسوس ہوا کہ وہ کھجور کے درختوں کے کسی جھنڈ میں ہے (اور ابھی نکلنے والا ہے) جب ہم (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہماری یہ (خوف زدگی کی) کیفیت ملاحظہ فرمائی۔ آپ نے فرمایا: ''تم لوگوں کو کیا ہوا؟'' ہم نے کہا: اللہ کے رسول! آج صبح آپ نے دجال کا ذکر فرمایا۔ اس کی پستی اور بلندی کا ذکر فرمایا (یا آہستہ اور بلند آواز سے تنبیہ فرمائی) حتی کہ ہمیں محسوس ہوا کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے تمھارے بارے میں دجال سے زیادہ کسی اور چیز سے خطرہ ہے۔ اگر وہ اس وقت ظاہر ہوا جب کہ میں تمھارے اندر موجود ہوں تو تم سے پہلے میں اس کا مقابلہ

٤٠٧٥ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٢٩٣٧/ ١١٠ من حديث ابن جابر به.

سُورَةِ الْكَهْفِ . إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ خَلَّةٍ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ. فَعَاثَ يَمِينًا، وَعَاثَ شِمَالًا . يَاعِبَادَ اللهِ اثْبُتُوا». قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ وَمَا لُبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: «أَرْبَعُونَ يَوْمًا. يَوْمٌ كَسَنَةٍ. وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ. وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ. وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ» قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ، تَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: «فَاقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ». قَالَ، قُلْنَا: فَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: «كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ». قَالَ: «فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ. فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرُ. وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتُ. وَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ. ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ. فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ. فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ. مَا بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ. ثُمَّ يَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ. فَيَنْطَلِقُ. فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ. ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ ضَرْبَةً، فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ. فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ، إِذْ بَعَثَ اللهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ، شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى أَجْنِحَةِ

کرلوں گا (دلائل کے ذریعے سے ہو یا اس کے شعبدوں کی حقیقت ظاہر کر کے ہو) اور اگر وہ اس وقت ظاہر ہوا جب میں تمھارے اندر نہیں ہوں گا تو ہر شخص اپنا دفاع خود کرے گا اور میری عدم موجودگی میں اللہ ہر مسلمان کا مددگار ہے۔ دجال گھنگریالے بالوں والا جوان ہے۔ اس کی آنکھ ابھری ہوئی ہے۔ وہ ایسا ہے کہ میں اسے عبدالعزّٰی بن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں۔ تم میں سے جو کوئی اسے دیکھے اس کے سامنے سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ وہ شام اور عراق کے درمیان ایک راستے پر ظاہر ہوگا اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔ اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا۔'' ہم نے کہا: اللہ کے رسول! وہ زمین میں کتنا عرصہ رہے گا؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس دن (جن میں سے) ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ ایک دن ایک مہینہ کے برابر، ایک دن ایک جمعہ (سات دن) کے برابر، اور باقی (سینتیس) دن تمھارے (عام) دنوں کی طرح ہوں گے۔'' ہم نے کہا: اللہ کے رسول! وہ دن جو سال کے برابر ہوگا' کیا اس دن میں ہمیں ایک دن کی (صرف پانچ) نمازیں کافی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: ''اس دن میں اس کی مقدار کے مطابق اندازہ کر لینا۔'' ہم نے کہا: اللہ کے رسول! زمین میں اس (کے سفر کرنے) کی رفتار کتنی ہوگی؟ فرمایا: ''جیسے بادل' جس کے پیچھے ہوا لگی ہوئی ہو (اور اسے اڑائے لیے جا رہی ہو۔'') نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ کچھ لوگوں کے پاس آئے گا' انھیں (اپنی بات تسلیم کرنے کی) دعوت دے گا' وہ اس کی بات مان لیں گے اور (اس کے دعوے کو سچا مان کر) اس پر ایمان لے

مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ. وَإِذَا رَفَعَهُ يَنْحَدِرُ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، وَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ. وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرَفُهُ. فَيَنْطَلِقُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ. ثُمَّ يَأْتِي نَبِيُّ اللهِ عِيسٰى قَوْمًا قَدْ عَصَمَهُمُ اللهُ. فَيَمْسَحُ وُجُوهَهُمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ. فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ أَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ: يَاعِيسٰى إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي. لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ. فَأَحْرِزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ. وَيَبْعَثُ اللهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَهُمْ، كَمَا قَالَ اللهُ، مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ. فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا. ثُمَّ يَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ فِي هٰذَا مَاءٌ، مَرَّةً. وَيَحْضُرُ نَبِيُّ اللهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ. حَتّٰى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ. فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللهِ. فَيُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ. فَيُصْبِحُونَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ. وَيَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ فَلَا يَجِدُونَ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا قَدْ مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ وَدِمَاؤُهُمْ. فَيَرْغَبُونَ إِلَى اللهِ سُبْحَانَهُ. فَيُرْسِلُ عَلَيْهِمْ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ. فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللهُ. ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمْ مَطَرًا لَا يُكِنُّ مِنْهُ

آئیں گے۔ وہ آسمان کو حکم دے گا کہ بارش برسائے تو بارش ہو جائے گی۔ زمین کو حکم دے گا کہ فصلیں اگائے تو وہ اگا دے گی۔ ان کے مویشی شام کو (چر چگ کر) واپس آئیں گے تو ان کی کوہانیں انتہائی اونچی‘ ان کے تھن انتہائی بڑے (دودھ سے لبریز) اور ان کی کوکھیں خوب نکلی ہوئی ہوں گی (خوب سیر ہوں گے۔) پھر وہ کچھ (اور) لوگوں کے پاس جائے گا‘ انھیں (اپنے دعویٰ پر ایمان لانے کی) دعوت دے گا‘ وہ اس کی بات ٹھکرا دیں گے‘ وہ ان کے پاس سے چلا جائے گا۔ صبح ہو گی تو وہ لوگ قحط کا شکار ہو جائیں گے‘ ان کے پاس (مال‘ جانور وغیرہ) کچھ نہیں رہے گا۔ پھر وہ ایک کھنڈر پر سے گزرے گا تو اسے کہے گا: اپنے خزانے نکال دے۔ (فوراً زمین میں مدفون) وہ (خزانے) شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے چل پڑیں گے۔ پھر وہ ایک بھرپور جوانی والے ایک آدمی کو بلائے گا اور اسے تلوار کے ایک وار سے دو ٹکڑے کر دے گا۔ (ان ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے اتنی دور پھینک دے گا) جتنی دور تیر جاتا ہے۔ پھر اسے بلائے گا تو وہ (زندہ ہو کر) ہنستا ہوا آ جائے گا‘ اس کا چہرہ (خوشی سے) دمک رہا ہو گا۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو (زمین پر) بھیج دے گا۔ وہ دمشق کے مشرق کی طرف سفید مینار کے قریب نازل ہوں گے‘ انھوں نے ورس اور زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہن رکھے ہوں گے‘ دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔ جب سر جھکائیں گے تو (پانی کے) قطرے ٹپکیں گے‘ جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح قطرے گریں

بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ . فَيَغْسِلُهُ حَتَّى يَتْرُكَهُ كَالزَّلَقَةِ . ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ : أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ . وَرُدِّي بَرَكَتَكِ . فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ . فَتُشْبِعُهُمْ . وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا . وَيُبَارِكُ اللهُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى إِنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ تَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ . وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ تَكْفِي الْقَبِيلَةَ . وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ تَكْفِي الْفَخْذَ . فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ ، إِذْ بَعَثَ اللهُ عَلَيْهِمْ رِيحًا طَيِّبَةً . فَتَأْخُذُ تَحْتَ آبَاطِهِمْ . فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُسْلِمٍ . وَيَبْقَى سَائِرُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ ، كَمَا تَتَهَارَجُ الْحُمُرُ . فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ» .

گے۔ جس کافر تک ان کے سانس کی مہک پہنچے گی' وہ ضرور مر جائے گا۔ ان کے سانس کی مہک وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی۔ پھر وہ (دجال کے تعاقب میں) روانہ ہوں گے حتی کہ اسے لُد شہر کے دروازے پر جالیں گے اور قتل کر دیں گے۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس آئیں گے جنھیں اللہ نے (دجال کے فتنے میں مبتلا ہو کر گمراہ ہونے سے) بچا لیا ہو گا۔ ان کے چہروں سے غبار صاف کریں گے اور انھیں جنت میں ان کے درجات سے آگاہ کریں گے۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ پر وحی نازل فرمائے گا: اے عیسیٰ! میں نے اپنے کچھ بندے ظاہر کیے ہیں' ان سے جنگ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں' ان (مومنوں) کو حفاظت کے لیے ''طور'' پر لے جائیے۔ تب اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو چھوڑ دے گا اور وہ جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ''ہر ٹیلے سے (اتر اتر کر) بھاگے آرہے ہوں گے۔'' ان کے پہلے لوگوں (ہجوم کے شروع کے حصے) کا گزر بحیرۂ طبریہ سے ہو گا' وہ اس کا سارا پانی پی جائیں گے۔ جب ان کے پچھلے افراد گزریں گے تو کہیں گے: کبھی اس مقام پر پانی بھی ہوتا تھا۔ اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (طور ہی پر) موجود ہوں گے۔ (یاجوج ماجوج کی وجہ سے کہیں آ جا نہیں سکیں گے اس لیے خوراک کی شدید قلت ہو جائے گی) حتی کہ انھیں ایک بیل کا سر اس سے بہتر معلوم ہو گا جتنا تمھیں آج کل سو اشرفیوں کی رقم اچھی لگتی ہے۔ اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی اللہ کی طرف توجہ

فرمائیں گے (اور دعائیں کریں گے۔) تب اللہ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں کیڑے پیدا کر دے گا، چنانچہ وہ سارے کے سارے ایک ہی بار مر جائیں گے۔ اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی (پہاڑ سے) اتریں گے تو دیکھیں گے کہ ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں جو ان کی بدبو، ان کی سڑاند اور ان کے خون سے آلودہ نہ ہو۔ وہ اللہ کی طرف توجہ فرمائیں گے (اور دعائیں کریں گے) تو اللہ ایسے پرندے بھیج دے گا جو بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گے۔ وہ ان (کی لاشوں) کو اُٹھا اُٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے۔ پھر اللہ ان پر ایسی بارش نازل فرمائے گا جس سے نہ اینٹوں کے مکان میں بچاؤ ہو گا، نہ خیمے میں۔ وہ (بارش) زمین کو دھو کر آئینے کی طرح صاف کر دے گی۔ پھر زمین کو حکم ہو گا: اپنے پھل اُگا اور برکت دوبارہ ظاہر کر دے۔ ان دنوں ایک جماعت ایک انار کھائے گی تو سب افراد سیر ہو جائیں گے اور اس کا چھلکا ان سب کو سایہ کر سکے گا۔ اللہ دودھ والے جانوروں میں اتنی برکت دے گا کہ ایک دودھ دینے والی اونٹنی سے ایک بڑی جماعت کا گزارہ ہو جائے گا۔ اور ایک دودھ دینے والی گائے ایک قبیلے کے لیے کافی ہو گی۔ اور ایک دودھ دینے والی بکری ایک بڑے کنبے کو کافی ہو گی۔ وہ اسی انداز سے (خوش گوار اور بابرکت ایام گزار رہے) ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایک خوش گوار ہوا بھیج دے گا۔ وہ ان کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی اور ہر مسلمان کی روح قبض کر لے گی۔ اور باقی ایسے لوگ رہ جائیں گے جو اس طرح (سرعام) جماع کریں گے جس طرح گدھے جفتی

کرتے ہیں۔ انھی پر قیامت قائم ہوگی۔ (صور پھونکنے
پر یہی لوگ مریں گے۔'')

فوائد و مسائل: ① سورۂ کہف کے پہلے رکوع کی تلاوت دجال کے فتنے سے حفاظت کا باعث ہے۔
② علماء کو چاہیے کہ علامات قیامت کی صحیح احادیث عوام کو سنائیں' خاص طور پر دجال کے بارے میں انھیں باخبر کریں تاکہ وہ اس فتنے سے بچ سکیں۔ ③ دجال کے حکم پر بارش کا برسنا یا قحط پڑ جانا اسی طرح ایک آزمائش ہے جس طرح اس کی جنت اور جہنم یا اس کا مردے کو زندہ کرنا۔ ④ دجال کے ظہور کے زمانے میں دن رات کا موجودہ نظام محدود مدت کے لیے معطل ہو جائے گا۔ ⑤ ایک سال کے برابر لمبے دن میں، وقت کا اندازہ کر کے، پورے سال کی نمازیں ادا کرنے کا حکم ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اس وقت انسانوں کے پاس ایسے ذرائع ہوں گے جن سے وہ وقت کا صحیح اندازہ کر سکیں گے۔ اس میں گھڑی کی ایجاد کی پیش گوئی ہے۔ ⑥ اس حدیث سے قطب شمالی اور قطب جنوبی کے ان علاقوں کے بارے میں رہنمائی ملتی ہے جہاں دن رات کی مقدار معمول سے مختلف ہے۔ اور ان علاقوں کے بارے میں بھی جہاں سال کے بعض حصوں میں دن رات کا معروف نظام نہیں رہتا۔ ایسے علاقوں میں نماز اور روزے کا اندازہ گھڑی دیکھ کر کیا جائے۔ اگر کوئی مسلمان خلا میں جائے تو وہاں بھی اسی اصول کو مدنظر رکھے۔ ⑦ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اور یہ بھی متفق علیہ مسئلہ ہے کہ وہ دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے۔ اس سے صرف مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار اختلاف رکھتے ہیں۔ ⑧ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بہت سے معاملات معجزانہ کیفیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ پہلے کافروں نے انھیں شہید کرنے کی کوشش کی تھی' اب کافروں کا ان کی حد نظر میں زندہ رہنا ممکن نہ ہوگا۔ ⑨ لد ایک شہر ہے جو فلسطین (موجودہ یہودی ریاست اسرائیل) میں واقع ہے۔ وہاں ہوائی اڈہ بھی ہے۔ ممکن ہے شہر کے دروازے سے مراد اس کا ہوائی اڈہ ہو جہاں دجال فرار ہونے کی کوشش میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قابو میں آ جائے۔ ⑩ دجال بھی مسیح کہلاتا ہے مگر وہ جھوٹا مسیح ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام سچے مسیح ہیں جن کے ہاتھ سے وہ جہنم رسید ہوگا۔ ⑪ یاجوج ماجوج جسمانی لحاظ سے قوی ہیکل ہوں گے اور تعداد میں بھی بہت زیادہ ہوں گے' اس لیے عام انسان ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ⑫ یاجوج ماجوج اس وقت کہاں ہیں؟ یہ معلوم نہیں' تاہم وہ یقیناً موجود ہیں' اس میں شک نہیں۔ ⑬ اہل چین یا اہل روس یا اس کے علاوہ کسی ملک کے باسی لوگوں کو یاجوج ماجوج قرار دینا درست نہیں۔ ⑭ یاجوج ماجوج اچانک ختم ہو جائیں گے۔ ⑮ یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد نباتات اور حیوانات کی پیداوار میں بہت زیادہ برکت ہوگی۔ ⑯ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مدینہ منورہ میں ہوگی۔ ⑰ ان کے بعد ان کے خلفاء ہوں گے۔ مسلمانوں کی تعداد کم ہوتی جائے گی' آخر کار ایک خاص ہوا سے بچے کھچے مسلمان فوت ہو جائیں گے۔

⑱ قیامت کے ابتدائی مراحل' مثلاً: صور پھونکے جانے پر سب کا مر جانا وغیرہ بہت شدید مراحل ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھے گا۔

٤٠٧٦ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَيُوقِدُ الْمُسْلِمُونَ، مِنْ قِسِيِّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَنُشَّابِهِمْ وَأَتْرِسَتِهِمْ، سَبْعَ سِنِينَ».

۴۰۷۶- حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یاجوج ماجوج کی کمانوں' تیروں اور ڈھالوں کو مسلمان سات سال تک ایندھن کے طور پر استعمال کریں گے۔''

فوائد و مسائل: ① اس سے یاجوج ماجوج کے افراد کی تعداد اور ان کے اسلحہ کی مقدار کا اندازہ ہوتا ہے۔
② ان کا اسلحہ اس لیے جلانے کے کام آئے گا کہ سب لوگوں کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے جہاد کی ضرورت نہیں رہے گی۔

٤٠٧٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ، أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ السَّيْبَانِيِّ، يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو، [عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ] عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَانَ أَكْثَرُ خُطْبَتِهِ حَدِيثًا حَدَّثَنَاهُ عَنِ الدَّجَّالِ. وَحَذَّرَنَاهُ. فَكَانَ مِنْ قَوْلِهِ أَنْ قَالَ: «إِنَّهُ لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ، مُنْذُ ذَرَأَ اللهُ ذُرِّيَّةَ آدَمَ، أَعْظَمَ مِنْ فِتْنَةِ

۴۰۷۷- حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے خطبے میں زیادہ تر دجال کے بارے میں گفتگو فرمائی' اور ہمیں اس سے ڈرایا۔ آپ نے اس خطبے میں یہ بھی فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جب سے آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا فرمایا ہے' زمین میں دجال سے بڑا فتنہ ظاہر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا' اس نے اپنی امت کو دجال سے ضرور ڈرایا۔ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ وہ یقیناً تمھارے اندر ہی ظاہر ہو

٤٠٧٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٠٧٧ـ [إسناده ضعيف] فيه علتان عنعنة المحاربي، وضعف إسماعيل بن رافع، وحديث أبي سعيد أيضًا ضعيف، أخرجه أبوداود، الملاحم، باب خروج الدجال، ح: ٤٣٢٢ به مختصرًا جدًا، وإسناده حسن.

الدَّجَّالِ. وَإِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلَّا حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ. وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ. وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ. وَهُوَ خَارِجٌ فِيكُمْ، لَا مَحَالَةَ. وَإِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْكُمْ، فَأَنَا حَجِيجٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. وَإِنْ يَخْرُجْ مِنْ بَعْدِي، فَكُلُّ امْرِئٍ حَجِيجُ نَفْسِهِ. وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. وَإِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ خَلَّةٍ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ. فَيَعِيثُ يَمِينًا وَيَعِيثُ شِمَالًا. يَاعِبَادَاللهِ فَاثْبُتُوا. فَإِنِّي سَأَصِفُهُ لَكُمْ صِفَةً لَمْ يَصِفْهَا إِيَّاهُ نَبِيٌّ قَبْلِي. إِنَّهُ يَبْدَأُ فَيَقُولُ: أَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي. ثُمَّ يُثَنِّي فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ. وَلَا تَرَوْنَ رَبَّكُمْ حَتَّى تَمُوتُوا. وَإِنَّهُ أَعْوَرُ. وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ. وَإِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: كَافِرٌ. يَقْرَأُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ، كَاتِبٍ أَوْ غَيْرِ كَاتِبٍ. وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنَّ مَعَهُ جَنَّةً وَنَارًا. فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ. فَمَنِ ابْتُلِيَ بِنَارِهِ، فَلْيَسْتَغِثْ بِاللهِ وَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ الْكَهْفِ. فَتَكُونَ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا. كَمَا كَانَتِ النَّارُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ. وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَقُولَ، لِأَعْرَابِيٍّ: أَرَأَيْتَ إِنْ بَعَثْتُ لَكَ أَبَاكَ وَأُمَّكَ، أَتَشْهَدُ أَنِّي رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَيَتَمَثَّلُ لَهُ شَيْطَانَانِ فِي صُورَةِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ. فَيَقُولَانِ: يَابُنَيَّ اتَّبِعْهُ. فَإِنَّهُ رَبُّكَ. وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يُسَلَّطَ عَلَى نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، فَيَقْتُلَهَا، وَيَنْشُرَهَا بِالْمِنْشَارِ، حَتَّى يُلْقَى شِقَّتَيْنِ. ثُمَّ يَقُولُ:

گا۔ اگر وہ اس وقت ظاہر ہوا جب کہ میں تمھارے اندر موجود ہوں تو تم سے پہلے میں اس کا مقابلہ کر لوں گا۔ اور اگر میرے بعد ظاہر ہوا تو ہر شخص اپنا دفاع خود کرے گا۔ اور میری عدم موجودگی میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا مددگار ہے۔ وہ شام اور عراق کے درمیان ایک راستے پر ظاہر ہوگا' اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔ اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا۔ میں تمھیں اس کی ایسی علامتیں بتاؤں گا جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے نہیں بتائیں۔ وہ ابتدا میں کہے گا: میں نبی ہوں' حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پھر وہ دوسرا دعویٰ کرتے ہوئے کہے گا: میں تمھارا رب ہوں' حالانکہ تم مرنے سے پہلے اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتے۔ اور وہ کانا ہے اور تمھارا رب کانا نہیں۔ اس کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) کافر لکھا ہوا ہوگا جسے ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ مومن پڑھ لے گا۔ اس کے فتنے میں یہ چیز بھی ہے کہ اس کے ساتھ جنت اور جہنم ہوگی۔ اس کی جہنم (حقیقت میں) جنت ہوگی اور اس کی جنت (اصل میں) جہنم ہوگی۔ جسے اس کی جہنم کی آزمائش کا سامنا کرنا پڑے' وہ اللہ سے فریاد کرے اور سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے' وہ اس کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی' جیسے ابراہیم علیہ السلام پر آگ (ٹھنڈی اور سلامتی والی) ہوگئی تھی۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ وہ ایک اعرابی سے کہے گا: اگر میں تیرے والدین کو زندہ کر دوں تو کیا تو تسلیم کرلے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ وہ کہے گا: ہاں۔ (فوراً) دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں ظاہر ہوں گے اور اسے کہیں گے: بیٹا! اس کی پیروی کر' یہ تیرا رب ہے۔ اس کا ایک

انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي هٰذَا. فَإِنِّي أَبْعَثُهُ الْآنَ، ثُمَّ يَزْعُمُ أَنَّ لَهُ رَبًّا غَيْرِي. فَيَبْعَثُهُ اللهُ. وَيَقُولُ لَهُ الْخَبِيثُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ، وَأَنْتَ عَدُوُّ اللهِ. أَنْتَ الدَّجَّالُ. وَاللهِ مَا كُنْتُ، بَعْدُ، أَشَدَّ بَصِيرَةً بِكَ مِنِّي الْيَوْمَ».

اور فتنہ یہ ہے کہ اسے ایک انسان پر قابو دیا جائے گا‘ وہ اسے قتل کرے گا‘ یعنی آرے سے چیر دے گا حتی کہ وہ انسان دو ٹکڑے ہو کر گر پڑے گا‘ پھر وہ (دوسرے لوگوں سے) کہے گا: میرے اس بندے کو دیکھنا‘ میں ابھی اسے زندہ کروں گا‘ وہ پھر بھی یہی کہے گا کہ اس کا میرے سوا کوئی اور رب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو زندہ کر دے گا۔ خبیث (دجال) اسے کہے گا: تیرا رب کون ہے؟ وہ (مومن) کہے گا: میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن ہے۔ تو دجال ہے۔ اللہ کی قسم! تیرے بارے میں جتنی سمجھ مجھے آج آئی ہے‘ پہلے نہیں آئی تھی۔‘‘

(378) قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيُّ: فَحَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْوَصَّافِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَرْفَعُ أُمَّتِي دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ».

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ’’میری امت کا یہ آدمی جنت میں سب سے اعلیٰ مقام پر فائز ہوگا۔‘‘

قَالَ: قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: وَاللهِ مَا كُنَّا نُرٰى ذٰلِكَ الرَّجُلَ إِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيلِهِ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہمارا تو خیال تھا کہ یہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے حتی کہ وہ فوت ہو گئے۔ (تب ہمیں معلوم ہوا کہ دجال کے ہاتھ سے قتل ہو کر زندہ ہونے والا‘ اور پھر اس کی تردید کرنے والا شخص کوئی اور ہوگا۔)

قَالَ الْمُحَارِبِيُّ: ثُمَّ رَجَعْنَا إِلٰى حَدِيثِ أَبِي رَافِعٍ. قَالَ: «وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَأْمُرَ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ. وَيَأْمُرَ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ. وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَمُرَّ بِالْحَيِّ فَيُكَذِّبُونَهُ. فَلَا تَبْقٰى لَهُمْ سَائِمَةٌ إِلَّا هَلَكَتْ.

ابو رافع رحمہ اللہ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ’’اس کا فتنہ یہ بھی ہے کہ وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو بارش برسے گی۔ اور زمین کو نباتات اگانے کا حکم دے گا تو وہ اگائے گی۔ اس کا فتنہ یہ بھی ہے کہ وہ ایک قبیلے کے پاس سے

وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَمُرَّ بِالْحَيِّ فَيُصَدِّقُونَهُ. فَيَأْمُرَ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ. وَيَأْمُرَ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ. حَتَّى تَرُوحَ مَوَاشِيهِمْ، مِنْ يَوْمِهِمْ ذٰلِكَ، أَسْمَنَ مَا كَانَتْ وَأَعْظَمَهُ، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، وَأَدَرَّهُ ضُرُوعًا. وَإِنَّهُ لَا يَبْقَى شَيْءٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَّا وَطِئَهُ وَظَهَرَ عَلَيْهِ. إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ. لَا يَأْتِيهِمَا مِنْ نَقْبٍ مِنْ نِقَابِهِمَا إِلَّا لَقِيَتْهُ الْمَلَائِكَةُ بِالسُّيُوفِ صَلْتَةً. حَتَّى يَنْزِلَ عِنْدَ الظُّرَيْبِ الْأَحْمَرِ، عِنْدَ مُنْقَطَعِ السَّبَخَةِ. فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ. فَلَا يَبْقَى مُنَافِقٌ وَلَا مُنَافِقَةٌ إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ. فَتَنْفِي الْخَبَثَ مِنْهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ، وَيُدْعَى ذٰلِكَ الْيَوْمُ يَوْمَ الْخَلَاصِ».

گزرے گا‘ وہ اس کے دعوی کو تسلیم نہیں کریں گے۔ تب ان کا کوئی مویشی نہیں بچے گا‘ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک اور قبیلے کے پاس سے گزرے گا‘ وہ اس کے دعوی کو تسلیم کرلیں گے۔ وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو آسمان سے بارش برس جائے گی۔ اور زمین کو نباتات اگانے کا حکم دے گا تو وہ اُگائے گی۔ اسی دن ان کے مویشی شام کو (چر کر) واپس آئیں گے تو بہت موٹے تازے ہوں گے۔ ان کی کوکھیں خوب پھولی ہوئی اور ان کے تھن دودھ سے خوب بھرے ہوئے ہوں گے۔ وہ ساری زمین پر گھومے گا اور اپنا تسلط جمائے گا‘ سوائے مکہ اور مدینہ کے۔ وہ جس درے سے بھی وہاں آئے گا‘ آگے سے اسے فرشتے ننگی تلواریں لیے ملیں گے حتی کہ وہ شور (کلر) زمین کے آخر میں سرخ ٹیلے کے پاس پڑاؤ ڈالے گا۔ تب مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا تو ہر منافق مرد اور منافق عورت شہر سے نکل کر اس کے پاس آ جائیں گے۔ (اس طرح مدینے سے (کفر و نفاق کی) گندگی اس طرح نکل جائے گی جس طرح بھٹی لوہے کی میل کچیل کو نکال دیتی ہے۔ وہ دن یوم نجات کہلائے گا۔‘‘

فَقَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ بِنْتُ أَبِي الْعَكَرِ: يَارَسُولَ اللهِ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: «هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيلٌ. وَجُلُّهُمْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ. وَإِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ. فَبَيْنَمَا إِمَامُهُمْ قَدْ تَقَدَّمَ يُصَلِّي بِهِمُ الصُّبْحَ، إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ.

حضرت اُمّ شریک بنت ابو عکر رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے رسول! اس وقت اہل عرب کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ’’اس دن وہ کم ہوں گے۔ اور تقریباً سبھی (عربی) بیت المقدس میں ہوں گے۔ ان کا امام ایک نیک آدمی ہوگا۔ ان کا امام انھیں صبح کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے گا کہ اچانک اسی صبح حضرت عیسیٰ

فَرَجَعَ ذٰلِكَ الْإِمَامُ يَنْكُصُ، يَمْشِي الْقَهْقَرٰى، لِيَتَقَدَّمَ عِيسٰى يُصَلِّي بِالنَّاسِ. فَيَضَعُ عِيسٰى يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: تَقَدَّمْ فَصَلِّ. فَإِنَّهَا لَكَ أُقِيمَتْ. فَيُصَلِّي بِهِمْ إِمَامُهُمْ. فَإِذَا انْصَرَفَ، قَالَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ: افْتَحُوا الْبَابَ. فَيُفْتَحُ، وَوَرَاءَهُ الدَّجَّالُ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ يَهُودِيٍّ. كُلُّهُمْ ذُو سَيْفٍ مُحَلًّى وَسَاجٍ. فَإِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ الدَّجَّالُ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، وَيَنْطَلِقُ هَارِبًا. وَيَقُولُ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ لِي فِيكَ ضَرْبَةً لَنْ تَسْبِقَنِي بِهَا. فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ اللُّدِّ الشَّرْقِيِّ فَيَقْتُلُهُ، فَيَهْزِمُ اللهُ الْيَهُودَ، فَلَا يَبْقٰى شَيْءٌ مِمَّا خَلَقَ اللهُ يَتَوَارٰى بِهِ يَهُودِيٌّ إِلَّا أَنْطَقَ اللهُ ذٰلِكَ الشَّيْءَ، لَا حَجَرَ وَلَا شَجَرَ وَلَا حَائِطَ وَلَا دَابَّةَ - إِلَّا الْغَرْقَدَةَ، فَإِنَّهَا مِنْ شَجَرِهِمْ، لَا تَنْطِقُ - إِلَّا قَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ الْمُسْلِمَ هٰذَا يَهُودِيٌّ. فَتَعَالَ اقْتُلْهُ».

ابن مریم علیہ السلام (زمین پر) اتر آئیں گے۔ ان کا امام الٹے پاؤں پیچھے ہٹے گا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو نماز پڑھائیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے کندھوں کے درمیان (کمر پر) ہاتھ رکھ کر اسے فرمائیں گے: آپ ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں کیونکہ اقامت آپ کے لیے کہی گئی ہے' چنانچہ ان کا امام انھیں نماز پڑھائے گا۔ جب وہ فارغ ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: دروازہ کھولو۔ دروازہ کھولا جائے گا تو آگے دجال موجود ہوگا۔ اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ ہر ایک کے پاس مزین تلوار اور سبز چادر ہوگی۔ جب دجال آپ کو دیکھے گا تو اس طرح گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے' چنانچہ وہ فرار ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں تجھے ایک ضرب لگاؤں گا' تو مجھ سے بھاگ کر اس سے بچ نہیں سکتا۔ آپ اسے لُد شہر کے مشرقی دروازے پر جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دے دے گا۔ اللہ کی پیدا کی ہوئی جس چیز کے پیچھے بھی کوئی یہودی چھپے گا اس چیز کو اللہ بولنے کی طاقت دے دے گا' خواہ وہ کوئی پتھر ہو یا درخت' باغ کی دیوار ہو یا جانور...... مگر غرقد' جو ان (یہودیوں) کا درخت ہے' وہ نہیں بولے گا۔ باقی ہر چیز کہے گی: اے اللہ کے مسلمان بندے! یہ (میرے پیچھے) یہودی ہے آ کر اسے قتل کر دے۔''

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَإِنَّ أَيَّامَهُ أَرْبَعُونَ سَنَةً. اَلسَّنَةُ كَنِصْفِ السَّنَةِ. وَالسَّنَةُ كَالشَّهْرِ. وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ. وَآخِرُ أَيَّامِهِ كَالشَّرَرَةِ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی مدت چالیس سال ہے۔ ایک سال چھ ماہ کے برابر ہوگا' ایک سال ایک مہینے جتنا' ایک سال ایک ہفتے جتنا اور اس کے

يُصْبِحُ أَحَدُكُمْ عَلَى بَابِ الْمَدِينَةِ. فَلَا يَبْلُغُ بَابَهَا الْآخَرَ حَتَّى يُمْسِيَ» فَقِيلَ لَهُ: يَارَسُولَ اللهِ كَيْفَ نُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَيَّامِ الْقِصَارِ؟ قَالَ: «تَقْدُرُونَ فِيهَا الصَّلَاةَ كَمَا تَقْدُرُونَهَا فِي هٰذِهِ الْأَيَّامِ الطِّوَالِ، ثُمَّ صَلُّوا» قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَيَكُونُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي أُمَّتِي حَكَمًا عَدْلًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا. يَدُقُّ الصَّلِيبَ، وَيَذْبَحُ الْخِنْزِيرَ. وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ. وَيَتْرُكُ الصَّدَقَةَ، فَلَا يُسْعٰى عَلَى شَاةٍ وَلَا بَعِيرٍ. وَتُرْفَعُ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ. وَتُنْزَعُ حُمَةُ كُلِّ ذَاتِ حُمَةٍ، حَتَّى يُدْخِلَ الْوَلِيدُ يَدَهُ فِي فِي الْحَيَّةِ، فَلَا تَضُرُّهُ، وَتُفِرُّ الْوَلِيدَةُ الْأَسَدَ، فَلَا يَضُرُّهَا، وَيَكُونُ الذِّئْبُ فِي الْغَنَمِ كَأَنَّهُ كَلْبُهَا. وَتُمْلَأُ الْأَرْضُ مِنَ السِّلْمِ كَمَا يُمْلَأُ الْإِنَاءُ مِنَ الْمَاءِ، وَتَكُونُ الْكَلِمَةُ وَاحِدَةً، فَلَا يُعْبَدُ إِلَّا اللهُ. وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا، وَتُسْلَبُ قُرَيْشٌ مُلْكَهَا، وَتَكُونُ الْأَرْضُ كَفَاثُورِ الْفِضَّةِ، تُنْبِتُ نَبَاتَهَا بِعَهْدِ آدَمَ. حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّفَرُ عَلَى الْقِطْفِ مِنَ الْعِنَبِ فَيُشْبِعَهُمْ. وَيَجْتَمِعَ النَّفَرُ عَلَى الرُّمَّانَةِ فَتُشْبِعَهُمْ. وَيَكُونُ الثَّوْرُ بِكَذَا وَكَذَا، مِنَ الْمَالِ. وَتَكُونُ الْفَرَسُ بِالدُّرَيْهِمَاتِ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ وَمَا يُرْخِصُ الْفَرَسَ؟ قَالَ: «لَا تُرْكَبُ لِحَرْبٍ أَبَدًا» قِيلَ لَهُ: فَمَا

آخری دن چنگاری کی طرح ہوں گے۔ آدمی صبح کو شہر کے ایک دروازے پر ہوگا اور دوسرے دروازے تک پہنچنے سے پہلے شام ہو جائے گی۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! ہم ان چھوٹے چھوٹے دنوں میں نمازیں کس طرح پڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''جس طرح تم طویل دنوں میں اندازے سے نماز پڑھتے تھے' اسی طرح ان (مختصر) دنوں میں بھی (وقت کا) اندازہ کر کے نمازیں ادا کرنا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میری امت میں انصاف کرنے والے جج اور عادل امام ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے' خنزیر کو ذبح کر دیں گے' جزیہ ختم کر دیں گے' صدقہ لینا بند کر دیں گے' اس لیے کسی بکری یا اونٹ کی زکاۃ نہیں لی جائے گی۔ آپس کی ناراضی اور دشمنی ختم ہو جائے گی۔ زہریلے جانوروں کا زہر نہیں رہے گا حتی کہ بچہ سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈال دے گا تو سانپ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اور بچی شیر کو بھگا دے گی' وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ بھیڑیا بکریوں میں ایسے ہوگا جیسے ریوڑ کا کتا ہوتا ہے۔ زمین امن سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔ سب لوگ متحد ہوں گے۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کی جائے گی۔ جنگ نابود ہو جائے گی۔ قریش سے حکومت چھن جائے گی۔ زمین چاندی کے تھال کی طرح ہو جائے گی۔ اس کی پیداوار اسی طرح ہوگی جیسے آدم علیہ السلام کے زمانے میں ہوا کرتی تھی حتی کہ کئی افراد مل کر انگوروں کا ایک خوشہ کھائیں گے تو سیر ہو جائیں گے۔ اور کئی افراد مل

يُغْلِي الثَّوْرَ؟ قَالَ: «تُحْرَثُ الْأَرْضُ كُلُّهَا. وَإِنَّ قَبْلَ خُرُوجِ الدَّجَّالِ ثَلَاثَ سَنَوَاتٍ شِدَادٍ، يُصِيبُ النَّاسَ فِيهَا جُوعٌ شَدِيدٌ. يَأْمُرُ اللهُ السَّمَاءَ فِي السَّنَةِ الْأُولَى أَنْ تَحْبِسَ ثُلُثَ مَطَرِهَا. وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا. ثُمَّ يَأْمُرُ السَّمَاءَ فِي الثَّانِيَةِ، فَتَحْبِسُ ثُلُثَيْ مَطَرِهَا. وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ، فَتَحْبِسُ ثُلُثَيْ نَبَاتِهَا. ثُمَّ يَأْمُرُ اللهُ السَّمَاءَ، فِي السَّنَةِ الثَّالِثَةِ، فَتَحْبِسُ مَطَرَهَا كُلَّهُ. فَلَا تَقْطُرُ قَطْرَةً. وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ، فَتَحْبِسُ نَبَاتَهَا كُلَّهُ، فَلَا تُنْبِتُ خَضْرَاءَ. فَلَا تَبْقَى ذَاتُ ظِلْفٍ إِلَّا هَلَكَتْ، إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ». قِيلَ: فَمَا يُعِيشُ النَّاسَ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ؟ قَالَ: «التَّهْلِيلُ وَالتَّكْبِيرُ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّحْمِيدُ، وَيُجْرٰى ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ مَجْرَى الطَّعَامِ».

کر ایک انار کھائیں گے تو سیر ہو جائیں گے۔ ایک بیل اتنے اتنے مال کے بدلے ملے گا' اور ایک گھوڑا چند درہم کا مل جائے گا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ کے رسول! گھوڑا اسستا کیوں ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''اس پر جنگ کے لیے سواری نہیں کی جائے گی۔'' انھوں نے کہا: بیل کیوں مہنگا ہو گا؟ فرمایا: ''ساری زمین پر کاشت کاری ہو گی۔ اور دجال کے ظاہر ہونے سے پہلے تین سخت سال آئیں گے۔ ان میں لوگوں کو سخت بھوک کا سامنا ہو گا۔ پہلے سال اللہ کے حکم سے آسمان تہائی بارش روک لے گا اور زمین تہائی پیداوار روک لے گی۔ دوسرے سال اللہ کے حکم سے آسمان دو تہائی بارش روک لے گا اور زمین دو تہائی پیداوار روک لے گی۔ تیسرے سال اللہ کے حکم سے آسمان ساری بارش روک لے گا' ایک قطرہ بھی نہیں برسے گا۔ اور زمین ساری پیداوار روک لے گی۔ کوئی سبزہ نہیں اگے گا' چنانچہ سارے مویشی ہلاک ہو جائیں گے مگر جو اللہ چاہے۔'' عرض کیا گیا: اس زمانے میں لوگ کس طرح زندہ رہیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''تہلیل و تکبیر اور تسبیح و تحمید کے ذریعے سے۔ یہ ان کے لیے کھانے کے قائم مقام ہو جائے گی۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيَّ يَقُولُ: يَنْبَغِي أَنْ يُدْفَعَ هٰذَا الْحَدِيثُ إِلَى الْمُؤَدِّبِ، حَتَّى يُعَلِّمَهُ الصِّبْيَانَ فِي الْكِتَابِ.

عبدالرحمن محاربی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ حدیث بچوں کے استاد کو دینی چاہیے کہ پرائمری سکول میں بچوں کو یاد کرائے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم اس میں مذکور بعض اشیاء دوسری صحیح احادیث میں بھی مذکور ہیں جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ مذکورہ روایت تو سنداً ضعیف ہے لیکن سنن ابی داود میں حسن سند سے اسی مفہوم کی روایت مختصراً مروی ہے۔ دیکھیے: تحقیق و تخریج حدیث ہذا' لہٰذا جو باتیں صحیح احادیث میں مروی ہیں وہ صحیح اور درست ہیں۔ واللہ أعلم. ② اس حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر مقامی امام ہی نماز پڑھائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے نماز ادا کریں گے جبکہ صحیح مسلم کی ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں: ''وہ لوگ (دجال سے) جنگ کے لیے صفیں درست کر رہے ہوں گے کہ نماز کی اقامت ہو جائے گی۔ تب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہو کر انھیں نماز پڑھائیں گے۔'' (صحیح مسلم، الفتن، باب في فتح قسطنطينية، وخروج الدجال، و نزول عيسى ابن مريم، حديث: ٢٨٩٧) اس دوسری روایت کے اصل الفاظ ہیں [فَأَمَّهُمْ] اس کے معنی کیے گئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو نماز پڑھانے کا حکم دیں گے۔ اس معنی کی رُو سے دونوں روایات ہم معنی ہو جاتی ہیں کہ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت نہیں کرائیں گے بلکہ وہاں موجود امام کے پیچھے ہی نماز پڑھیں گے۔

٤٠٧٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا، وَإِمَامًا عَدْلًا. فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ».

۴۰۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ عیسیٰ ابن مریم انصاف کرنے والے قاضی بن کر اور عادل امام بن کر نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، جزیہ ساقط کر دیں گے اور کثرت سے مال تقسیم کریں گے حتی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔''

فوائد و مسائل: ① اس وقت اسلامی قانون یہ ہے کہ یہودی یا عیسائی اسلامی حکومت میں اپنے مذہب پر قائم رہ سکتے ہیں بشرطیکہ اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کریں اور جزیہ ادا کریں۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حکم عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک ہے۔ نزول مسیح کے بعد قانون یہ ہوگا کہ یہودی اور عیسائی اسلام قبول کریں یا جنگ کریں اور مرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ ② یہ حدیث مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوئ مسیحیت کی واضح تردید ہے کیونکہ اس میں نازل ہونے والے مسیح کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔ ان کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

٤٠٧٨ـ أخرجه البخاري، المظالم، باب كسر الصليب وقتل الخنزير، ح: ٢٤٧٦، ومسلم، الإيمان، باب نزول عيسى ابن مريم حاكمًا . . . الخ، ح: ١٥٥ عن ابن أبي شيبة من حديث سفيان به.

اس کا نام غلام احمد تھا۔ ان کی والدہ کا نام سیدہ مریم علیہا السلام ہے۔ اس کی ماں کا نام چراغ بی بی تھا۔ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ یہ قادیان میں پیدا ہوا۔ وہ لوگوں میں انصاف کریں گے۔ یہ عیسائی انگریزوں کی عدالتوں سے انصاف کا طالب تھا۔ وہ حکمران ہوں گے۔ اس نے عیسائی جج جے ایف ڈوئی کی عدالت میں اس بات کا وعدہ کیا کہ وہ اپنے مخالفوں کے مرنے کی پیش گوئی نہیں کرے گا۔ وہ انصاف کرنے والے ہوں گے۔ اس نے پچاس حصوں کی کتاب تصنیف کرنے کا وعدہ کر کے پیشگی رقم وصول کر کے پانچ حصوں کی کتاب ''براہین احمدیہ'' شائع کی۔ وہ بھی کہنے کو پانچ حصے، لیکن حقیقت میں دو حصوں ہی پر مشتمل ہے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے۔ اس کے مذہب کی بنیاد ''اولی الامر'' (کافر انگریزوں) کی اطاعت پر ہے۔ وہ مال تقسیم کریں گے۔ یہ اپنے مریدوں سے چندے وصول کر کے گزارہ کرنے والا تھا۔ وہ دجال کو قتل کریں گے۔ اس نے دجال کا مطلب انگریز قوم بیان کیا اور ان کی اطاعت کو فرض قرار دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز کے امام ہوں گے۔ مرزا نے اپنی مسجد میں ایک اور شخص کو امام مقرر کر رکھا تھا اور خود اس کے پیچھے نماز پڑھتا تھا۔ وہ دمشق میں نازل ہوں گے۔ اس نے دمشق کو دیکھا تک نہیں۔ الغرض مرزا غلام احمد قادیانی میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام والی کوئی علامت موجود نہیں بلکہ اس کا کردار اور اس کی پیش گوئیاں اس کی تکذیب کے لیے کافی ہیں۔

٤٠٧٩ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُفْتَحُ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ. فَيَخْرُجُونَ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ﴾ [الأنبياء: ٩٦] فَيَعُمُّونَ الْأَرْضَ. وَيَنْحَازُ مِنْهُمُ الْمُسْلِمُونَ، حَتَّى تَصِيرَ بَقِيَّةُ الْمُسْلِمِينَ فِي مَدَائِنِهِمْ وَحُصُونِهِمْ. وَيَضُمُّونَ إِلَيْهِمْ مَوَاشِيَهُمْ، حَتَّى إِنَّهُمْ لَيَمُرُّونَ بِالنَّهَرِ فَيَشْرَبُونَهُ، حَتَّى مَا يَذَرُونَ فِيهِ شَيْئًا، فَيَمُرُّ

۴۰۷۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا' جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ﴾ ''وہ ہر ٹیلے سے بھاگتے آئیں گے۔'' تو وہ ساری زمین پر پھیل جائیں گے۔ مسلمان ان سے ایک طرف ہو جائیں گے (ان کی کثرت دیکھ کر مقابلہ نہیں کریں گے) حتی کہ بچے کھچے مسلمان اپنے شہروں اور قلعوں میں چلے جائیں گے اور مویشی بھی اپنے پاس رکھیں گے (چراگاہوں میں نہیں چھوڑیں گے۔) یاجوج ماجوج کا یہ حال ہوگا کہ کسی نہر کے پاس سے گزریں گے تو اس کا سارا پانی پی جائیں گے' کچھ نہیں چھوڑیں گے۔ ان کی فوج کا پچھلا حصہ وہاں سے

٤٠٧٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٧٧ من حديث ابن إسحاق به، وصححه البوصيري، وابن حبان، ح: ١٩٠٩، والحاكم: ٢/ ٢٤٥، ٤/ ٤٨٩، ٤٩٠، الأول على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

آخِرُهُمْ عَلٰى أَثَرِهِمْ، فَيَقُولُ قَائِلُهُمْ: لَقَدْ كَانَ بِهٰذَا الْمَكَانِ، مَرَّةً مَاءٌ. وَيَظْهَرُونَ عَلَى الْأَرْضِ. فَيَقُولُ قَائِلُهُمْ: هٰؤُلَاءِ أَهْلُ الْأَرْضِ، قَدْ فَرَغْنَا مِنْهُمْ. وَلَنُنَازِلَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ، حَتّٰى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَهُزُّ حَرْبَتَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَتَرْجِعُ مُخَضَّبَةً بِالدَّمِ. فَيَقُولُونَ: قَدْ قَتَلْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ. فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ، إِذْ بَعَثَ اللهُ دَوَابَّ كَنَغَفِ الْجَرَادِ. فَتَأْخُذُ أَعْنَاقَهُمْ فَيَمُوتُونَ مَوْتَ الْجَرَادِ. يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا. فَيُصْبِحُ الْمُسْلِمُونَ لَا يَسْمَعُونَ لَهُمْ حِسًّا. فَيَقُولُونَ: مَنْ رَجُلٌ يَشْرِي نَفْسَهُ، وَيَنْظُرُ مَا فَعَلُوا؟ فَيَنْزِلُ مِنْهُمْ رَجُلٌ قَدْ وَطَّنَ نَفْسَهُ عَلٰى أَنْ يَقْتُلُوهُ. فَيَجِدُهُمْ مَوْتٰى. فَيُنَادِيهِمْ: أَلَا أَبْشِرُوا. فَقَدْ هَلَكَ عَدُوُّكُمْ. فَيَخْرُجُ النَّاسُ وَيَخْلُونَ سَبِيلَ مَوَاشِيهِمْ. فَمَا يَكُونُ لَهُمْ رَعْيٌ إِلَّا لُحُومُهُمْ. فَتَشْكَرُ عَلَيْهَا، كَأَحْسَنِ مَا شَكِرَتْ مِنْ نَبَاتٍ أَصَابَتْهُ قَطُّ».

گزرے گا تو ان میں سے کوئی کہنے والا کہے گا: (شاید) اس جگہ کبھی پانی ہوتا تھا۔ وہ زمین والوں پر غالب آ جائیں گے تو ان میں سے ایک آدمی کہے گا: ہم زمین والوں سے فارغ ہو چکے، اب ہم آسمان والوں کا مقابلہ کریں گے۔ ان میں سے جو کوئی آسمان کی طرف اپنا نیزہ پھینکے گا، اس کا نیزہ خون آلود ہو کر واپس آئے گا۔ تب وہ کہیں گے: ہم نے آسمان والوں کو قتل کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ ان پر ایسے حشرات بھیجے گا جیسے ٹڈی دل کا لاروا (ایک قسم کا کیڑا)۔ وہ حشرات ان کی گردنوں پر حملہ آور ہوں گے۔ تو وہ اس طرح مر مر کر ایک دوسرے پر گریں گے جیسے ٹڈی دل یک بارگی مر جاتا ہے۔ صبح کو مسلمانوں کو ان کی حس و حرکت سنائی نہ دے گی تو وہ کہیں گے: کون بہادر آدمی اپنی جان خطرے میں ڈال کر معلوم کرے کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ ان میں سے ایک آدمی (قلعے سے) اترے گا اور وہ (اپنے دل میں) ان کے ہاتھوں قتل ہونے پر تیار ہوگا، وہ دیکھے گا کہ سب (یاجوج ماجوج) ہلاک ہو چکے ہیں۔ وہ آواز دے گا: خوش ہو جاؤ! اللہ نے تمھارے دشمنوں کو تباہ کر دیا ہے۔ تب (مسلمان) لوگ (اپنے حصار سے) نکلیں گے اور اپنے جانوروں کو چھوڑیں گے۔ جانوروں کو چرنے کے لیے ان (یاجوج ماجوج) کے گوشت کے سوا کوئی خوراک میسر نہ ہوگی۔ وہ ان کو کھا کھا کر اس طرح موٹے اور بہت دودھ والے ہو جائیں گے جیسے بہترین چارہ کھا کر خوب موٹے تازے اور دودھ والے ہو جاتے ہیں۔"

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے یاجوج اور ماجوج پر تفصیلی روشنی پڑتی ہے کہ وہ کافر‘ وحشی اور جنگجو قسم کے لوگ ہوں گے۔ ② آسمان سے ان کی برچھیوں اور تیروں کا خون آلود ہو کر واپس آنا اللہ کی طرف سے مہلت دینے اور انھیں وقتی خوشی دینے کا انداز ہے۔ ③ [نَغَف] کی تشریح یوں کی گئی ہے: ”ایک کیڑا جو اونٹوں اور بکریوں کی ناکوں میں ہوتا ہے۔“ (النهاية لابن أثير۔ مادہ: نغف) اس کو ٹڈی دل [جَرَاد] کی طرف مضاف کیا گیا ہے‘ اس لیے اس سے مراد وہ سونڈیاں بھی ہو سکتی ہیں جو ٹڈی دل کے انڈوں سے نکلتی ہیں اور پر نکلنے سے پہلے درختوں اور فصلوں کے پتے کھا کھا کر ختم کر دیتی ہیں۔ ④ مویشی گوشت نہیں کھاتے لیکن جس طرح اس زمانے کے دوسرے بہت سے واقعات معمول کے خلاف ہیں‘ اسی طرح یہ بھی ہوگا کہ مویشیوں کو ان مرے ہوئے افراد کا گوشت کھانے کی عادت ہو جائے گی‘ چنانچہ وہ ان مرے ہوئے لوگوں کا گوشت کھائیں گے اور وہ گوشت ہضم بھی کر سکیں گے۔

٤٠٨٠ - حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ يَحْفِرُونَ كُلَّ يَوْمٍ. حَتَّى إِذَا كَادُوا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا فَسَنَحْفِرُهُ غَدًا. فَيُعِيدُهُ اللهُ أَشَدَّ مَا كَانَ. حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ مُدَّتُهُمْ، وَأَرَادَ اللهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ، حَفَرُوا. حَتَّى إِذَا كَادُوا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا. فَسَتَحْفِرُونَهُ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى. وَاسْتَثْنَوْا. فَيَعُودُونَ إِلَيْهِ، وَهُوَ كَهَيْئَتِهِ حِينَ تَرَكُوهُ. فَيَحْفِرُونَهُ وَيَخْرُجُونَ

٤٠٨٠ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یاجوج ماجوج روزانہ (دیوار) کھودتے ہیں حتی کہ جب (اتنی کم موٹی رہ جاتی ہے کہ) انھیں سورج کی روشنی (اس کے آر پار) نظر آنے کے قریب ہوتی ہے تو ان کا افسر کہتا ہے: واپس چلو‘ اس (باقی دیوار) کو ہم کل کھود ڈالیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسے پھر پہلے سے بھی انتہائی سخت کر دیتا ہے۔ جب ان کا مقرر وقت آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی منشا ہوگی کہ انھیں لوگوں تک پہنچنے دے تو وہ کھودیں گے‘ جب وہ سورج کی روشنی دیکھنے کے قریب ہوں گے تو ان کا افسر کہے گا: چلو‘ اس کو ہم کل کھود لیں گے ان شاء اللہ۔ وہ اللہ کی مرضی کا ذکر کریں گے تو (اس کی یہ برکت ہوگی کہ) جب (صبح کو) واپس آئیں گے تو اسے اسی حالت میں پائیں گے

٤٠٨٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، التفسير، [باب] ومن سورة الكهف، ح: ٣١٥٣ من حديث قتادة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه البوصيري، وابن حبان، ح: ١٩٠٨، والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٤٨٨، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، راجع النهاية بتحقيقي، ح: ٣٤٨ إن شئت المزيد.

عَلَى النَّاسِ فَيَنْشِفُونَ الْمَاءَ. وَيَتَحَصَّنُ النَّاسُ مِنْهُمْ فِي حُصُونِهِمْ. فَيَرْمُونَ بِسِهَامِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ. فَتَرْجِعُ، عَلَيْهَا الدَّمُ الَّذِي اجْفَظَّ. فَيَقُولُونَ: قَهَرْنَا أَهْلَ الْأَرْضِ، وَعَلَوْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ. فَيَبْعَثُ اللهُ نَغَفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَقْتُلُهُمْ بِهَا».

جیسی چھوڑ کر گئے تھے۔ وہ اسے کھود کر لوگوں کے سامنے نکل آئیں گے اور پانی پی کر ختم کر دیں گے۔ لوگ ان سے بچاؤ کے لیے قلعہ بند ہو جائیں گے۔ وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے تو تیر خون سے تر بتر واپس آئیں گے۔ تب وہ کہیں گے: ہم نے زمین والوں کو زیر کر لیا اور آسمان والوں پر غالب آ گئے۔ تب اللہ ان کی گدیوں میں کیڑے پیدا کر دے گا جن سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔''

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ دَوَابَّ الْأَرْضِ لَتَسْمَنُ وَتَشْكَرُ شَكَرًا مِنْ لُحُومِهِمْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! زمین کے جانور ان کا گوشت کھا کھا کر موٹے ہو جائیں گے اور ان پر چربی چڑھ جائے گی۔''

فوائد و مسائل: ① کھودنے کا مطلب ہے کہ دیوار میں سوراخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ انھیں کامیاب نہیں ہونے دیتا' اس لیے دیوار دوبارہ موٹی ہو جاتی ہے۔ ② تمام اسباب اللہ کے تصرف میں ہیں۔ اس کی مرضی کے بغیر اسباب پر محنت کے باوجود کامیابی نہیں ہوتی' اس لیے مومن کا توکل اللہ پر ہونا چاہیے۔ ③ اللہ کے نام میں اتنی برکت ہے کہ وہ کافر (یاجوج ماجوج) بھی اللہ کا نام لیں گے تو دیوار دوبارہ موٹی نہیں ہوگی اور وہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

٤٠٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ: حَدَّثَنِي جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ مُؤْثِرِ ابْنِ عَفَازَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، لَقِيَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى. فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ. فَبَدَأُوا بِإِبْرَاهِيمَ. فَسَأَلُوهُ عَنْهَا.

۴۰۸۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی' آپ کی ملاقات حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے بھی ہوئی۔ وہ آپس میں قیامت کے بارے میں بات چیت کرنے لگے۔ سب سے پہلے انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا لیکن انھیں اس کے بارے میں معلومات نہیں تھیں۔ پھر انھوں

٤٠٨١_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٧٥ من حديث العوام به، وصححه البوصيري، والحاكم: ٢/ ٣٨٤، والذهبي، ولم أر لمضعفه حجة * مؤثر ثقة، وثقه المعتدل العجلي، وابن حبان وغيرهما.

فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ. ثُمَّ سَأَلُوا مُوسٰى. فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ. فَرُدَّ الْحَدِيثُ إِلٰى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ. فَقَالَ: قَدْ عُهِدَ إِلَيَّ فِيمَا دُونَ وَجْبَتِهَا. فَأَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ. فَذَكَرَ خُرُوجَ الدَّجَّالِ. قَالَ: فَأَنْزِلُ فَأَقْتُلُهُ. فَيَرْجِعُ النَّاسُ إِلٰى بِلَادِهِمْ. فَيَسْتَقْبِلُهُمْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ. فَلَا يَمُرُّونَ بِمَاءٍ إِلَّا شَرِبُوهُ. وَلَا بِشَيْءٍ إِلَّا أَفْسَدُوهُ. فَيَجْأَرُونَ إِلَى اللهِ. فَأَدْعُو اللهَ أَنْ يُمِيتَهُمْ. فَتَنْتُنُ الْأَرْضُ مِنْ رِيحِهِمْ. فَيَجْأَرُونَ إِلَى اللهِ. فَأَدْعُو اللهَ. فَيُرْسِلُ السَّمَاءَ بِالْمَاءِ. فَيَحْمِلُهُمْ فَيُلْقِيهِمْ فِي الْبَحْرِ. ثُمَّ تُنْسَفُ الْجِبَالُ وَتُمَدُّ الْأَرْضُ مَدَّ الْأَدِيمِ. فَعُهِدَ إِلَيَّ: مَتٰى كَانَ ذٰلِكَ، كَانَتِ السَّاعَةُ مِنَ النَّاسِ. كَالْحَامِلِ الَّتِي لَا يَدْرِي أَهْلُهَا مَتٰى تَفْجَؤُهُمْ بِوِلَادِهَا.

نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا' انھیں بھی اس کا علم نہ تھا۔ تب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام سے بات کرنے کو کہا گیا تو انھوں نے فرمایا: مجھے قیامت قائم ہونے سے پہلے کی باتیں بتائی گئی ہیں' باقی رہا اس کے قائم ہونے کا وقت تو وہ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں' پھر انھوں نے دجال کے ظہور کا ذکر کیا اور فرمایا: میں نازل ہو کر اسے قتل کروں گا' تب لوگ اپنے اپنے شہروں کو لوٹ جائیں گے۔ آگے سے انھیں یاجوج ماجوج ملیں گے جو ہر ٹیلے سے تیزی کے ساتھ اتر رہے ہوں گے۔ وہ جس پانی (چشمے وغیرہ) کے پاس سے گزریں گے پی جائیں گے۔ اور جس چیز کے پاس سے گزریں گے' اسے خراب کر دیں گے۔ تب لوگ اللہ سے فریاد کریں گے' چنانچہ میں اللہ سے دعا کروں گا کہ ان (یاجوج ماجوج) کو تباہ کر دے۔ تب (ساری) زمین میں ان کی سڑاند پھیل جائے گی۔ لوگ اللہ سے فریاد کریں گے' میں بھی اللہ سے دعا کروں گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا جو انھیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دے گی۔ پھر پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور زمین کو اس طرح کھینچ دیا جائے گا جس طرح چمڑے کو کھینچ دیا جاتا ہے۔ مجھے (عیسیٰ علیہ السلام کو) بتایا گیا ہے کہ جب یہ واقعہ ہو گا تو قیامت اتنی قریب ہو گی جیسے وہ حاملہ جس (کا وقت بالکل قریب ہو اور اس) کے گھر والوں کو پتہ نہ ہو کہ کب اچانک ولادت ہو جائے گی۔''

388

قَالَ الْعَوَّامُ: وَوُجِدَ تَصْدِيقُ ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى: ﴿حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ

(حدیث کے ایک راوی) عوام بن حوشب رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتی

يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ﴾. [الأنبياء: ٩٦]

ہے: ﴿حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ﴾ ''حتی کہ جب یاجوج اور ماجوج کو کھول دیا جائے گا تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔''

(المعجم ٣٤) - بَابُ خُرُوجِ الْمَهْدِيِّ (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- امام مہدی کا ظہور

٤٠٨٢- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ. فَلَمَّا رَآهُمُ النَّبِيُّ ﷺ، اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ وَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ. قَالَ: فَقُلْتُ: مَا نَزَالُ نَرَى فِي وَجْهِكَ شَيْئًا نَكْرَهُهُ. فَقَالَ: «إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ اخْتَارَ اللهُ لَنَا الْآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا، وَإِنَّ أَهْلَ بَيْتِي سَيَلْقَوْنَ بَعْدِي بَلَاءً وَتَشْرِيدًا وَتَطْرِيدًا. حَتَّى يَأْتِيَ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَعَهُمْ رَايَاتٌ سُودٌ، فَيَسْأَلُونَ الْخَيْرَ، فَلَا يُعْطَوْنَهُ، فَيُقَاتِلُونَ فَيُنْصَرُونَ، فَيُعْطَوْنَ مَا سَأَلُوا فَلَا يَقْبَلُونَهُ حَتَّى يَدْفَعُوهَا إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، فَيَمْلَأُهَا قِسْطًا كَمَا مَلَأُوهَا جَوْرًا. فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ

٤٠٨٢- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنو ہاشم کے کچھ جوان آ گئے۔ جب نبی ﷺ نے انھیں دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور (چہرۂ مبارک کا) رنگ تبدیل ہو گیا۔ میں نے عرض کیا: ہمیں آپ کے چہرۂ مبارک پر کچھ ایسے آثار نظر آئے ہیں جو ہمیں پسند نہیں۔ (ہم نہیں چاہتے کہ آپ کو غمگین دیکھیں۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم اس گھرانے کے افراد ہیں (جن کی یہ شان ہے کہ) اللہ نے ہمارے لیے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند فرما لیا ہے۔ میرے گھر والوں کو میرے بعد مصیبتوں' در بدری اور وطن سے اخراج کا سامنا کرنا پڑے گا حتی کہ مشرق سے کچھ لوگ آئیں گے ان کے پاس سیاہ جھنڈے ہوں گے۔ اور وہ اچھی چیز مانگیں گے تو انھیں نہیں دی جائے گی۔ پھر وہ جنگ کریں گے تو ان کی مدد کی جائے گی (اور فتح حاصل ہو گی۔) تب جو کچھ انھوں نے مانگا تھا

٤٠٨٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٥/ ٢٣٥، ٢٣٦، ح: ١٩٥٧٣ عن معاوية به، وانظر، ح: ٥٠٤ لحال يزيد، ولم تثبت متابعة الحكم له، وفي السند إليه عبدالله بن واهر رافضي خبيث متهم، وله طريق آخر موضوع عند الحاكم: ٤/ ٤٦٤.

مِنكُمْ، فَلْيَأْتِهِمْ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ».

انھیں پیش کیا جائے گا لیکن وہ قبول نہیں کریں گے حتی کہ وہ اس (حکومتی انتظام) کو میرے اہل بیت کے ایک آدمی کو دیں گے چنانچہ وہ زمین کو انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح لوگوں نے اسے ظلم سے بھر رکھا تھا۔ تم میں سے جو ان حالات کو پا لے اسے چاہیے کہ اس (مہدی) کے پاس آئے اگرچہ برف پر پھسل کر آنا پڑے۔''

٤٠٨٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْعُقَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَبِي صِدِّيقٍ النَّاجِي، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «يَكُونُ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ. إِنْ قُصِرَ، فَسَبْعٌ. وَإِلَّا فَتِسْعٌ. فَتَنْعَمُ فِيهِ أُمَّتِي نَعْمَةً لَمْ يَنْعَمُوا مِثْلَهَا قَطُّ. تُؤْتَى أُكُلَهَا. وَلَا تَدَّخِرُ مِنْهُمْ شَيْئًا. وَالْمَالُ يَوْمَئِذٍ كُدُوسٌ. فَيَقُومُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: يَامَهْدِيُّ أَعْطِنِي. فَيَقُولُ: خُذْ».

٤٠٨٣- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں مہدی ہوگا۔ اگر (اس کی مدت) کم ہوئی تو سات سال ہوگی ورنہ نو سال۔ اس (کے دور حکومت) میں میری امت کو ایسی خوشیاں ملیں گی جیسی کبھی نہیں ملی تھیں۔ (زمین کو) اس کے میوے ملیں گے۔ اور وہ ان (میووں) میں سے کچھ بھی بچا کر نہیں رکھے گی (پوری پیداوار دے گی۔) ان دنوں مال کے انبار ہوں گے۔ آدمی اٹھ کر کہے گا: اے مہدی! مجھے دیجیے اور مہدی کہے گا: لے لے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ ان محققین کی تحقیقی بحث پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت کم از کم حسن لغیرہ ضرور بن جاتی ہے جو کہ محدثین کے ہاں قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الروض النضير: ٦٤٧، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ٤٠٨٣) ② مہدی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آل میں سے ایک نیک آدمی ہوگا جس کا نام نبی ﷺ کے نام پر (محمد) اور اس کے والد کا نام نبی

٤٠٨٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفتن: ٥٣، ح: ٢٢٣٢ من حديث شعبة عن زيد العمي به، وقال: "حسن"، وتقدم حاله، ح: ٢٧٠٣، والحديث ضعيف من أجله.

ﷺ کے والد کے نام پر (عبداللہ) ہوگا۔ اس کے سات سالہ دور حکومت میں مکمل امن و امان اور خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الفتن' باب ماجاء في المهدي' حديث:٢٢٣١' وسنن أبي داود' كتاب المهدي' حديث:٤٢٨٢) ③ ماضی میں بعض لوگوں نے مہدی ہونے کا دعوی کیا ہے جو درست نہیں تھا۔ اس وجہ سے جدید دور کے بعض افراد نے مہدی کا انکار شروع کر دیا ہے۔ یہ طرز عمل درست نہیں۔ جھوٹے کی تردید کرتے ہوئے سچے کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔

٤٠٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلَاثَةٌ. كُلُّهُمُ ابْنُ خَلِيفَةٍ. ثُمَّ لَا يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ. ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ. فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلًا لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ».

۴۰۸۴- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے خزانے کے پاس تین آدمی آپس میں جنگ کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی خلیفے کا بیٹا ہوگا۔ وہ خزانہ ان میں سے کسی کو نہیں ملے گا۔ پھر مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے اور وہ تم لوگوں کو اس طرح قتل کریں گے کہ پہلے کسی نے نہ کیا ہوگا۔''

ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ. فَقَالَ: «فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ. فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللهِ، الْمَهْدِيُّ».

پھر آپ نے کچھ فرمایا جو مجھے یاد نہیں۔ پھر فرمایا: ''جب تم اسے دیکھو تو اس کی بیعت کرو اگرچہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔''

٤٠٨٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَاسِينُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ

۴۰۸۵- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہدی ہم میں سے' یعنی اہل بیت میں سے ہے۔ اللہ اسے ایک رات میں درست فرمائے گا۔''

٤٠٨٤- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في الدلائل: ٦/ ٥١٥ من حديث عبدالرزاق به، وصححه البوصيري، والحاكم: ٤/ ٤٦٣، ٤٦٤، ٥٠٢ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وصححه ابن كثير، وإسناده ضعيف لعنعنة الثوري، وقد تقدم، ح: ١٦٢، ولبعض الحديث شواهد.

٤٠٨٥- [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٥/ ١٩٧، ح: ١٩٤٩٠ عن الحفري به، وتابعه الفضل بن دكين عند أحمد: ١/ ٨٤ وغيره، وله شاهد ضعيف عند أبي داود، ح: ٤٢٩٠.

أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمَهْدِيُّ مِنَّا، أَهْلَ الْبَيْتِ، يُصْلِحُهُ اللهُ فِي لَيْلَةٍ».

فائدہ: ایک رات میں درست فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے اچانک توبہ کی توفیق ملے گی اور وہ نیک ہو جائے گا' یا یہ مطلب ہے کہ اس میں اچانک قائدانہ صلاحیتیں بیدار ہو جائیں گی اور وہ حکمرانی کے لائق ہو جائے گا۔

٤٠٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: حَدَّثَنَا أَبُوالْمَلِيحِ الرَّقِّيُّ عَنْ زِيَادِ بْنِ بَيَانٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ. فَتَذَاكَرْنَا الْمَهْدِيَّ. فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْمَهْدِيُّ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ».

۴۰۸۶- حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم ام المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے کہ ہم نے مہدی کے بارے میں بات چیت شروع کر دی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''مہدی' فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا۔''

فائدہ: مہدی کے بارے میں شیعی روایات میں جو رطب و یابس درج کیا گیا ہے' وہ درست نہیں' مثلاً: اس کا سامرا کے غار میں پوشیدہ ہونا' اس کے پاس ذوالفقار حیدری کا ہونا' اصل قرآن اس کے پاس ہونا وغیرہ۔

٤٠٨٧- حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زِيَادٍ الْيَمَامِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «نَحْنُ، وَلَدُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، سَادَةُ

۴۰۸۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''ہم عبدالمطلب کی اولاد اہل جنت کے سردار ہیں: میں (نبی ﷺ) حمزہ' علی' جعفر' حسن حسین اور مہدی (رضی اللہ عنہم)۔''

٤٠٨٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المهدي: ١، ح: ٤٢٨٤ من حديث أبي المليح الرقي به، وأورده الحاكم في المستدرك: ٤/ ٥٥٧، وسكت عنه.

٤٠٨٧- [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٣/ ٢١١ من حديث سعد به، إلا أنه قال: عبدالله بن زياد اليمامي، وهو الصواب، وضعفه البخاري، والجمهور * وعكرمة مدلس وعنعن، وللحديث شاهد عند الخطيب: ٩/ ٤٣٤، وقال فيه: "هذا الحديث منكر جدًا"، وهو غير ثابت، وفي إسناده غير واحد من المجهولين.

أَهْلِ الْجَنَّةِ. أَنَا وَحَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَجَعْفَرٌ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْمَهْدِيُّ».

٤٠٨٨- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوصَالِحٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزَّبِيدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ، فَيُوَطِّئُونَ لِلْمَهْدِيِّ» يَعْنِي سُلْطَانَهُ.

۴۰۸۸-حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرق سے کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو مہدی کے لیے یعنی اس کی حکومت کے لیے زمین ہموار کریں گے۔''

(المعجم ٣٥) - بَابُ الْمَلَاحِمِ (التحفة ٣٥)

باب:۳۵-(بڑی بڑی) جنگوں کا بیان

٤٠٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ: مَالَ مَكْحُولٌ وَابْنُ أَبِي زَكَرِيَّا إِلَى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، وَمِلْتُ مَعَهُمَا. فَحَدَّثَنَا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: قَالَ لِي جُبَيْرٌ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى ذِي مِخْمَرٍ، وَكَانَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا. فَسَأَلَهُ عَنِ الْهُدْنَةِ. فَقَالَ: سَمِعْتُ

۴۰۸۹-حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا: ''چلو ذو مخمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں۔ وہ نبی ﷺ کے صحابی تھے، چنانچہ (خالد نے کہا:) میں ان (جبیر) کے ساتھ چل پڑا۔ جبیر نے ذو مخمر رضی اللہ عنہ سے جنگ بندی کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''عنقریب اہل روم تم (مسلمانوں) سے ایک پرامن صلح کریں

٤٠٨٨ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري لضعف عمرو بن جابر * وابن لهيعة تقدم، ح: ٣٣٠، وله شاهد ضعيف عند أبي نعيم في الحلية: ٦/ ٥٣.

٤٠٨٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في صلح العدو، ح: ٢٧٦٧، ٤٢٩٣ من حديث عيسى به، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٧٤، ١٨٧٥، والحاكم: ٢/ ٤٢١، والذهبي، وقال البوصيري: "إسناده حسن".

النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «سَتُصَالِحُكُمُ الرُّومُ صُلْحًا آمِنًا. ثُمَّ تَغْزُونَ، أَنْتُمْ وَهُمْ، عَدُوًّا. [فَتَنْتَصِرُونَ] وَتَغْنَمُونَ وَتَسْلَمُونَ ثُمَّ تَنْصَرِفُونَ. حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجٍ ذِي تُلُولٍ. فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الصَّلِيبِ الصَّلِيبَ، فَيَقُولُ: غَلَبَ الصَّلِيبُ. فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. فَيَقُومُ إِلَيْهِ فَيَدُقُّهُ. فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدِرُ الرُّومُ، [فَيَجْتَمِعُونَ] لِلْمَلْحَمَةِ».

گے۔تم اور وہ ایک (مشترکہ) دشمن کے خلاف جنگ کرو گے جس میں تم غالب آ وَ گے۔تمھیں غنیمتیں ملیں گی اور تم سلامت رہو گے۔ پھر تم (مسلمان اور رومی عیسائی) واپس لوٹو گے حتی کہ ایک ٹیلوں والے مرغزار میں پڑاو ڈالو گے۔(اچانک) صلیب والوں میں سے ایک آدمی صلیب بلند کرے گا اور (نعرہ لگاتے ہوئے) کہے گا: صلیب غالب آ گئی۔ایک مسلمان غصے ہو گا اور اٹھ کر صلیب توڑ دے گا۔اس وقت رومی عہد شکنی کریں گے اور جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔‘‘

394

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ [الدِّمَشْقِيُّ]: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، بِإِسْنَادِهِ، نَحْوَهُ. وَزَادَ فِيهِ، فَيَجْتَمِعُونَ لِلْمَلْحَمَةِ فَيَأْتُونَ حِينَئِذٍ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً. تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا.

عبدالرحمٰن بن ابراہیم دمشقی کے واسطے سے مروی روایت میں یہ اضافہ ہے:’’وہ جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔تب وہ اسّی جھنڈوں تلے (حملے کے لیے متحد ہو کر) آئیں گے۔ ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار (صلیبی فوجی) ہوں گے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① عیسائیوں کے مختلف فرقے ہیں جو ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔مختلف ممالک میں الگ الگ فرقوں کی اکثریت ہے' اس لیے ایک فرقے کے عیسائی دوسرے فرقے کے عیسائیوں کے مظالم سے تنگ آ کر مسلمانوں سے تعاون کر سکتے ہیں' جس طرح زمانہ حال میں یوگوسلاویہ کے سرب اور کروٹ آپس میں مل کر نہیں رہ سکے' چنانچہ سربیا اور کروشیا الگ الگ ملک بن گئے' اور سربوں سے مخالفت کی وجہ سے کروٹ عیسائی بوسنیا ہرزیگووینا کے مسلمانوں کے حامی بن گئے۔مستقبل میں کسی بڑے ملک میں بھی ایسی صورت حال پیش آ سکتی ہے۔یا عیسائی اور مسلمان کسی تیسرے ملک (ہندومت یا بدھ مت وغیرہ کے پیروکاروں) کے خلاف متحد ہو کر لڑ سکتے ہیں۔ ② مسلمانوں اور عیسائیوں کی وقتی مصالحت دائمی نہیں ہو سکتی کیونکہ عیسائی دل میں مسلمانوں سے بغض رکھتے ہیں' لہٰذا موقع ملنے پر کوئی معمولی سا بہانہ بنا کر مسلمانوں کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں۔ ③ مسلمانوں کو غیر مسلموں سے صلح کا معاہدہ کرنے کے باوجود ہوشیار رہنا چاہیے اور اپنے دفاع کا مکمل بندوبست رکھنا چاہیے۔ ④ مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کی جنگی مہم کا ذکر حدیث ۴۰۴۲ میں بھی گزر چکا ہے۔

٤٠٩٠ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ حَبِيبٍ الْمُحَارِبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَقَعَتِ الْمَلَاحِمُ، بَعَثَ اللهُ بَعْثًا مِنَ الْمَوَالِي، هُمْ أَكْرَمُ الْعَرَبِ فَرَسًا وَأَجْوَدُهُ سِلَاحًا، يُؤَيِّدُ اللهُ بِهِمُ الدِّينَ».

۴۰۹۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنگیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ موالی (نومسلموں) کا ایک لشکر کھڑا کرے گا۔ ان کے گھوڑے عرب کے بہترین گھوڑے ہوں گے اور ان کا اسلحہ سب سے عمدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے دین کی مدد کرے گا۔''

فوائد و مسائل: ① جو لوگ نسل در نسل مسلمان ہوتے ہیں' ان کی آئندہ نسلوں میں اسلام سے محبت اور اس پر عمل کی کوشش کم ہو جاتی ہے' اس کے برعکس جو غیر مسلم اسلام قبول کرتے ہیں' وہ اسلام کو اچھا سمجھ کر اس پر دل سے یقین رکھتے ہیں' اس لیے وہ اسلام کے لیے قربانی کا جذبہ بھی زیادہ رکھتے ہیں۔ ② جس طرح مسلمانوں کو اسلام پر پوری طرح عمل کرنے کی تبلیغ کی جاتی ہے' غیر مسلموں کو بھی اسلام میں داخل ہونے کی تبلیغ کرنا ضروری ہے اور زیادہ مفید ہے۔

٤٠٩١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تُقَاتِلُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ، فَيَفْتَحُهَا اللهُ. ثُمَّ تُقَاتِلُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا [اللهُ]، ثُمَّ تُقَاتِلُونَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهَا [اللهُ]».

۴۰۹۱- حضرت نافع بن عتبہ بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ جزیرۂ عرب والوں سے جنگ کرو گے' اللہ اسے فتح کر دے گا۔ پھر تم روم سے جنگ کرو گے' اللہ تعالیٰ اسے بھی فتح کر دے گا۔ پھر تم دجال سے جنگ کرو گے' اللہ تمھیں اس پر بھی فتح دے گا۔''

٤٠٩٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/٨٤٨ من حديث عثمان به، وصححه على شرط البخاري، ووافقه الذهبي على شرط مسلم، وقال البوصيري: "هذا إسناد حسن، عثمان مختلف فيه" قلت: وثقه الجمهور في غير علي ابن يزيد الألهاني.

٤٠٩١ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب ما يكون من فتوحات المسلمين قبل الدجال، ح: ٢٩٠٠ من حديث عبدالملك ابن عمير به.

قَالَ جَابِرٌ: فَمَا يَخْرُجُ الدَّجَّالُ حَتَّى تُفْتَحَ الرُّومُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''دجال ظاہر نہیں ہوگا جب تک روم فتح نہ ہو۔

فوائد ومسائل: ① جزیرۂ عرب (موجودہ سعودی عرب' یمن' حضرموت' قطر' کویت اور کچھ عراق) نبی اکرم ﷺ کے دور میں فتح ہوگیا تھا۔ خلافت راشدہ کے دور میں روم اور ایران سے جنگیں ہوئیں۔ ② اس وقت روم عیسائیوں کا اہم علاقہ ہے۔ یورپ کا سارا علاقہ تہذیبی طور پر اس کے تابع ہے' تاہم اب مسلمانوں کے علاقے آزادی کی کوشش کر رہے ہیں۔ ③ اس حدیث میں یورپ پر اسلام کے غلبے کی پیشگوئی ہے۔ اس کے بعد دجال ظاہر ہوگا۔ اس کا فتنہ جب عروج پر ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ تب پوری دنیا میں اسلام غالب آ جائے گا۔ ④ ان واقعات کی پیشگی خبر دینے کا مقصد یہ ہے کہ ان مواقع پر مسلمان حق کا ساتھ دیں اور باطل کے ظاہری غلبے سے مرعوب نہ ہوں۔

٤٠٩٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُطَيْبٍ السَّكُونِيِّ وَقَالَ الْوَلِيدُ: يَزِيدُ بْنُ قُطْبَةَ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ، عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرَى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ، فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ».

۴۰۹۲- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بڑی جنگ' قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا ظہور سات ماہ کے اندر ہوگا۔''

٤٠٩٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ

۴۰۹۳- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنگ میں اور شہر

٤٠٩٢ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الملاحم، باب في تواتر الملاحم، ح: ٤٢٩٥ من حديث أبي بكر بن أبي مريم به، وتقدم حاله، ح: ١٤٨٠، وحسنه الترمذي، ح: ٢٢٣٨ بقوله: "حسن غريب" * أبوبكر بن أبي مريم ضعيف، وشيخه مجهول، ويزيد مجهول الحال.

٤٠٩٣ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، أيضًا، ح: ٤٢٩٦ من حديث بقية، وتقدم حاله، ح: ١١٢١،٥٥١ به، ولم يصرح بالسماع المسلسل * وابن أبي بلال لم يوثقه غير ابن حبان.

[عَنِ] ابنِ أَبِي بِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الْمَدِينَةِ، سِتُّ سِنِينَ، وَيَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي السَّابِعَةِ».

(قسطنطینیہ) کی فتح کے درمیان چھ سال کا وقفہ ہے اور ساتویں سال دجال ظاہر ہو جائے گا۔"

٤٠٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُوبَ الْحُنَيْنِيُّ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَكُونَ أَدْنَى مَسَالِحِ الْمُسْلِمِينَ بِبَوْلَاءَ». ثُمَّ قَالَ: «يَا عَلِيُّ، يَا عَلِيُّ، يَا عَلِيُّ» قَالَ: بِأَبِي وَأُمِّي قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتُقَاتِلُونَ بَنِي الْأَصْفَرِ وَيُقَاتِلُهُمُ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِكُمْ حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ رُوقَةُ الْإِسْلَامِ، أَهْلُ الْحِجَازِ الَّذِينَ لَا يَخَافُونَ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. فَيَفْتَتِحُونَ الْقُسْطُنْطِينِيَّةَ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ. فَيُصِيبُونَ غَنَائِمَ لَمْ يُصِيبُوا مِثْلَهَا. حَتَّى يَقْتَسِمُوا بِالْأَتْرِسَةِ. وَيَأْتِي آتٍ فَيَقُولُ: إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَرَجَ فِي بِلَادِكُمْ. أَلَا وَهِيَ كِذْبَةٌ. فَالْآخِذُ نَادِمٌ، وَالتَّارِكُ نَادِمٌ».

۴۰۹۴- حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت نہیں آئے گی حتی کہ مسلمانوں کے قریب ترین سرحدی محافظ مقام بولاء پر ہوں گے۔" پھر فرمایا: "اے علی! اے علی! اے علی!" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان (حاضر ہوں۔) آپ نے فرمایا: "تم لوگ بنو اصفر (رومیوں) سے جنگ کرو گے اور تمھارے بعد والے بھی ان سے جنگ کریں گے حتی کہ سب سے افضل مسلمان، یعنی حجاز والے ان کے مقابلے کے لیے نکلیں گے۔ انھیں اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں ہوگا۔ وہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر کے نعروں سے قسطنطینیہ کو فتح کر لیں گے۔ انھیں اتنی غنیمتیں ملیں گی جتنی پہلے کبھی نہیں ملی تھیں حتی کہ وہ ڈھالوں کے ذریعے سے تقسیم کریں گے۔ (اچانک) ایک شخص آ کر کہے گا: تمھارے شہروں میں دجال ظاہر ہو گیا ہے۔ سنو! یہ خبر جھوٹی ہوگی۔ لینے والا بھی شرمندہ ہوگا اور چھوڑنے والا بھی شرمندہ ہوگا۔"

٤٠٩٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

۴۰۹۵- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے

٤٠٩٤_[إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني: ١٧/ ٢٥، ح: ٩ من حديث كثير به، ومن أجله ضعفه البوصيري، وانظر، حديث: ١٦٥ لحاله.

٤٠٩٥_[صحيح] تقدم، ح: ٤٠٤٢.

إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ: حَدَّثَنِي عَوْفُ ابْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ هُدْنَةٌ، فَيَغْدِرُونَ بِكُمْ، فَيَسِيرُونَ إِلَيْكُمْ فِي ثَمَانِينَ غَايَةً، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا».

روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے درمیان اور بنواصفر (رومیوں) کے درمیان جنگ بندی ہوگی وہ تمھیں دھوکا دیں گے اور اسی جھنڈوں تلے تمھاری طرف پیش قدمی کریں گے۔ ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔''

فائدہ: فوائد ومسائل کے لیے دیکھیے حدیث: ۴۰۴۲۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ التُّرْكِ (التحفة ٣٦)

باب: ۳۶- ترکوں کا بیان

٤٠٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا صِغَارَ الْأَعْيُنِ».

۴۰۹۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت نہیں آئے گی حتی کہ تم ایک قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ اور قیامت نہیں آئے گی حتی کہ تم چھوٹی آنکھوں والی ایک قوم سے جنگ کرو گے۔''

٤٠٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا صِغَارَ الْأَعْيُنِ، ذُلْفَ الْأُنُوفِ،

۴۰۹۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ تم ایسے لوگوں سے جنگ کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی اور ناکیں چپٹی ہیں۔ ان کے چہرے ایسے ہیں جیسے تہہ دار ڈھالیں۔ اور قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ

٤٠٩٦- أخرجه البخاري، الجهاد، باب قتال الذين ينتعلون الشعر، ح: ٢٩٢٩، ومسلم، الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل . . . الخ، ح: ٢٩١٢ عن ابن أبي شيبة من حديث سفيان به.

٤٠٩٧- أخرجه البخاري، انظر الحديث السابق، ومسلم، الحديث السابق، ح: ٢٩١٢ عن ابن أبي شيبة من حديث سفيان به.

كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ».

تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہیں۔"

٤٠٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوهِ. كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ. وَإِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ».

۴۰۹۸-حضرت عمرو بن تغلب نمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: "قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ تم چوڑے چہرے والوں سے جنگ کرو گے۔ ان کے چہرے گویا تہہ دار ڈھالیں ہیں۔ اور قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں۔"

٤٠٩٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا صِغَارَ الْأَعْيُنِ، عِرَاضَ الْوُجُوهِ، كَأَنَّ أَعْيُنَهُمْ حَدَقُ الْجَرَادِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ وَيَتَّخِذُونَ الدَّرَقَ، يَرْبِطُونَ خَيْلَهُمْ بِالنَّخْلِ».

۴۰۹۹-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت نہیں آئے گی حتی کہ تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی اور چہرے چوڑے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں ایسی ہوں گی جیسے ٹڈیوں کی آنکھیں۔ اور ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہہ دار ڈھالیں۔ بالوں کے جوتے پہنتے ہوں گے اور چمڑے کی ڈھالیں استعمال کریں گے۔ وہ اپنے گھوڑے کھجور کے درختوں سے باندھیں گے۔"

فوائد و مسائل: ① پہلی تین حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دو قوموں سے جنگ ہو گی۔ ایک قوم کی علامت ان کے چوڑے چہرے چپٹی ناکیں اور چھوٹی آنکھیں ہیں۔ اور دوسری قوم کی علامت بالوں سے بنے ہوئے جوتے پہننا ہے۔ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں صفات ایک ہی قوم میں پائی جائیں گی۔ ممکن ہے دونوں قومیں مل کر جنگ کریں اور ممکن ہے کہ یہ دونوں ایک ہی قوم کی دو شاخیں ہوں۔ ② علامہ بیضاوی

٤٠٩٨ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب قتال الترك، ح: ٢٩٢٧ و٣٥٩٢ من حديث جرير به.

٤٠٩٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣١ عن عمار به، وتابعه أبوعبيدة عبدالملك بن معن عند ابن حبان، ح: ١٨٧٢، وحسنه البوصيري، وله شواهد عند البخاري، ح: ٢٩٢٨، ٣٥٨٧ وغيره.

رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ان کے چہروں کو ڈھال سے تشبیہ دینے کی وجہ ان کے نقوش کا چپٹا ہونا اور چہروں کا گول ہونا ہے۔ اور تہہ دار کہنے سے مراد ان کا موٹا اور زیادہ گوشت والے ہونا ہے۔ (فتح الباري: ٦/٧٤٣) ③ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے محمد بن عباد کا ایک قول نقل کیا ہے کہ بابک خرمی کے متبعین بالوں کے جوتے پہنتے تھے۔ یہ زندیق لوگ تھے جو حرام چیزوں کو حلال قرار دیتے تھے۔ خلیفہ مامون الرشید کے دور میں انھوں نے بہت زور پکڑ لیا تھا۔ طبرستان اور رے وغیرہ کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ بابک' خلیفہ معتصم کے دور حکومت میں ۲۲۲ ہجری میں قتل ہوا۔ ④ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان سے مراد اہل بارز' یعنی کرد ہیں۔ (صحیح البخاري' المناقب' باب علامات النبوة في الإسلام' حدیث: ٣٥٩١) واللہ أعلم.

زہد کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور اس کی اقسام

* **لغوی معنی:** لغت میں زہد کے معنی: عبادت گزاری، مذہبیت اختیار کرنا، دنیا سے بے رغبتی اور کنارہ کشی کرنا ہیں۔

* **اصطلاحی تعریف:** [اَلزُّهْدُ: تَرْكُ مَالَا يَنْفَعُ فِي الْآخِرَةِ، وَالْوَرَعُ تَرْكُ مَا تُخَافُ ضَرَرُهُ] ''آخرت کے لیے غیر مفید چیزوں کو ترک کرنا زہد اور کسی چیز کو نقصان کے خدشے سے چھوڑنا ورع ہے۔''

* **زہد کی اقسام:** امام احمد رحمہ اللہ نے زہد کو تین اقسام میں تقسیم کیا ہے:

① حرام چیزوں کو ترک کرنا، یہ ادنیٰ درجے کا زہد ہے۔

② ضرورت سے زائد حلال چیزوں کو ترک کرنا، یہ متوسط درجے کا زہد ہے۔

③ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والی ہر چیز کو ترک کر دینا، یہ اعلیٰ درجے کا زہد ہے۔ (کتاب الزھد، للإمام وکیع بن جراح: ۱/۱۲۳-۱۲۵)

دنیا کی زندگی دارالامتحان ہے۔ آزمائشوں اور مصیبتوں، مشکلات و محن کا گھر ہے، لہٰذا اس میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر و مشیّت پر صبر و رضا کا مظاہرہ کرنا، اس کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر بجالانا اور اپنی ضروریات کو حاصل

شدہ وسائل کے مطابق ڈھال کر قناعت کا مظاہرہ کرنا بے حد ضروری ہے۔ دوسروں کی دولت و امارت کو دیکھ کر ناشکری کا شکار ہو جانا یا دولت مندی کے حصول کے لیے دوڑ لگا دینا اس دارالامتحان کے تقاضوں کے خلاف ہے کیونکہ یہ دنیا چند دن کی ہے۔ باقی رہنے والی زندگی دارالجزاء میں ہے جس کی نعمتیں لافانی اور لازوال ہیں۔ ان کے حصول کے لیے زیادہ سے زیادہ کوشش کرنا مطلوب و مقصود ہے۔ اس دنیا کی بے ثباتی، کم وقعتی اور بے حقیقتی کو واضح کرتے ہوئے پروردگار عالم فرماتا ہے:

﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (الحدید۵۷:۲۰)

''تم جان لو کہ دنیاوی زندگی محض کھیل، تماشا اور زینت ہے اور آپس میں فخر جتانا اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں کثرت جتانا ہے۔ (اس کی مثال یوں ہے) جیسے بارش کہ اس سے (پیدا شدہ) نباتات کسانوں کو خوش کرتی ہیں، پھر وہ خشک ہو جاتی ہیں تو آپ اسے زرد ہوتی دیکھتے ہیں، پھر وہ چور چور ہو جاتی ہیں، اور آخرت میں (کفار کے لیے) شدید عذاب ہے، اور (مومنوں کے لیے) اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے اور دنیاوی زندگی تو بس دھوکے کا سامان ہے۔''

لیکن ہم مسلمان تو اسی دھوکے کے سامان کے حصول کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے ہیں، حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے بھی مومنوں کو اس دنیا سے کامیاب لوٹنے کی ترغیب اپنے قول اور عمل دونوں سے دی ہے۔ اگر آپ چاہتے تو زمین اپنے خزانے آپ کے قدموں میں ڈھیر کر سکتی تھی۔ آسمان اپنی نعمتیں نچھاور کر سکتا تھا مگر آپ نے ہمیشہ سادگی، قناعت پسندی اور زہد و ورع کو اپنا کر اُمت کو یہ درس دیا کہ اس دارالامتحان میں اسی طرح جینا سیکھو۔ اگر دنیا میں کامیاب عمل کر کے لوٹو گے تو آخرت میں ابدی اور لازوال نعمتیں تمھارا مقدر بنیں گی، اس لیے مسلمانوں کو ہر دم آپ کا یہ فرمان مدنظر رکھنا چاہیے: [كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ] (صحيح البخاري، الرقاق، باب قول النبي ﷺ ((كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل))، حديث:٦٤١٦) ''دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی غریب

الوطن مسافر یا راہ گزر ہوتا ہے۔'' نیز فرمایا: [اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ] (صحیح مسلم' الزهد' باب: ((الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر))' حديث:٢٩٥٦) ''دنیا مومن کی قید اور کافر کی جنت ہے۔''

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٣٧) أَبْوَابُ الزُّهْدِ (التحفة ٢٩)

زہد سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا (التحفة ١)

باب:۱- دنیا سے بے رغبتی

٤١٠٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ، وَلَا فِي إِضَاعَةِ الْمَالِ. وَلٰكِنِ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَا تَكُونَ بِمَا فِي يَدَيْكَ أَوْثَقَ مِنْكَ بِمَا فِي يَدِ اللهِ. وَأَنْ تَكُونَ فِي ثَوَابِ الْمُصِيبَةِ، إِذَا أُصِبْتَ بِهَا، أَرْغَبَ مِنْكَ فِيهَا، لَوْ أَنَّهَا أُبْقِيَتْ لَكَ».

۴۱۰۰- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا سے بے رغبتی حلال کو حرام کرنے یا مال ضائع کرنے سے نہیں ہوتی۔ دنیا سے بے رغبتی کا مطلب یہ ہے کہ تجھے اپنے پاس موجود چیز پر اللہ کے پاس موجود چیزوں سے زیادہ اعتماد نہ ہو۔ اور تجھ پر جو مصیبت آئے تو اس کے ثواب کی زیادہ رغبت رکھتا ہو کہ وہ (دنیا میں آنے کی بجائے آخرت میں پیش آنے کے لیے) تیرے لیے باقی رہے۔“

قَالَ هِشَامٌ: قَالَ أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، يَقُولُ: مِثْلُ هٰذَا الْحَدِيثِ فِي الْأَحَادِيثِ، كَمِثْلِ الْإِبْرِيزِ فِي الذَّهَبِ.

ابوادریس خولانی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث دوسری احادیث کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے عام سونے کے مقابلے میں خالص (بائیس قیراط کے معیار کا) سونا۔

٤١٠٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في الزهادة في الدنيا، ح: ٢٣٤٠ من حديث عمرو بن واقد به، وقال: "غريب . . . وعمرو بن واقد منكر الحديث".

٤١٠١ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبِي خَلَّادٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ أُعْطِيَ زُهْدًا فِي الدُّنْيَا، وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ، فَاقْتَرِبُوا مِنْهُ، فَإِنَّهُ يُلْقِي الْحِكْمَةَ».

۴۱۰۱- حضرت ابو خلاد (عبدالرحمن بن زہیر) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ اسے دنیا سے بے رغبتی اور کم گوئی دی گئی ہے تو اس سے قریب ہوا کرو کیونکہ وہ حکمت کی باتیں کرتا ہے۔“

٤١٠٢ - حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ: حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَمْرٍو الْقُرَشِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ، إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ، أَحَبَّنِيَ اللهُ، وَأَحَبَّنِيَ النَّاسُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا، يُحِبَّكَ اللهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ، يُحِبُّوكَ».

۴۱۰۲- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جب میں وہ کروں تو اللہ مجھ سے محبت کرے اور لوگ مجھے پسند کریں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ‘ اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ‘ لوگ تم سے محبت کریں گے۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس کے شواہد اور متابعات کا تذکرہ کیا ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحۃ: ۲/۶۲۴-

---

٤١٠١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير، (الكنى): ٨/ ٢٧، ٢٨ عن هشام به، وتابعه كثير بن هشام عند أبي نعيم في الحلية: ١٠/ ٤٠٥، وله علل: منها ضعف أبي فروة يزيد بن سنان، انظر حديث: ٢٥٨١، وللحديث شاهدان ضعيفان جدًا عند صاحب الحلية: ٧/ ٣١٧، وأبي يعلى.

٤١٠٢ـ [ضعيف] أخرجه العقيلي: ٢/ ١١ من حديث خالد القرشي به، وقال: وليس له من حديث الثوري أصل، وقد تابعه محمد بن كثير الصنعاني، ولعله أخذ عنه ودلسه لأن المشهور به خالد هٰذا، وصححه الحاكم: ٤/ ٣١٣، ورده الذهبي بقوله: قلت: "خالد وضاع"، وضعفه البوصيري، ورواه عبدالله بن واقد أبوقتادة الحراني وهو متروك مدلس، راجع التقريب وغيره، عن الثوري به، وللحديث شواهد ضعيفة.

۶۲۸' رقم:۹۴۴) زہد کا مطلب یہ نہیں کہ انسان دنیا والوں سے الگ تھلگ ہو جائے۔ یہ رہبانیت ہے جو اسلامی طریقہ نہیں۔ زہد کا مطلب یہ ہے کہ حلال آمدنی پر کفایت کی جائے' خواہ کم ہو۔ اور حرام کمائی کی راہیں تلاش نہ کی جائیں۔ ③ یہ امید رکھنا کہ دوسرے مجھے کچھ دیں' حرص کا اظہار ہے۔ دوسروں کے مال سے بے نیازی' زہد وقناعت میں شامل ہے۔ ④ انسانوں سے طمع رکھنے سے انسان ذلیل ہوتا ہے اور قناعت سے ان کی نظروں میں محبوب ومعزز بن جاتا ہے۔ ⑤ اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا اور حلال روزی تلاش کرنا زہد کے منافی نہیں۔ ⑥ اللہ تعالیٰ سے آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کی ضرورت بھی مانگتے رہنا چاہیے کیونکہ اسباب اس کے اختیار میں ہیں لیکن آخرت کی طلب زیادہ ہونی چاہیے۔

٤١٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ سَهْمٍ، رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، قَالَ: نَزَلْتُ عَلَى أَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ، وَهُوَ طَعِينٌ. فَأَتَاهُ مُعَاوِيَةُ يَعُودُهُ. فَبَكَى أَبُوهَاشِمٍ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: مَايُبْكِيكَ؟ أَيْ خَالِ! أَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ، أَمْ عَلَى الدُّنْيَا، فَقَدْ ذَهَبَ صَفْوُهَا؟ قَالَ: عَلَى كُلٍّ، لَا، وَلٰكِنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ تَبِعْتُهُ. قَالَ: «إِنَّكَ لَعَلَّكَ تُدْرِكُ أَمْوَالًا تُقْسَمُ بَيْنَ أَقْوَامٍ، وَإِنَّمَا يَكْفِيكَ، مِنْ ذٰلِكَ، خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ فِي سَبِيلِ اللهِ»

۴۱۰۳- حضرت سمرہ بن سہم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں حضرت ابو ہاشم خالد بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' جب وہ (نیزے سے) زخمی ہو گئے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کو تشریف لائے تو ابو ہاشم رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ماموں جان! آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا درد زیادہ پریشان کر رہا ہے یا دنیا (کے چھوٹنے) پر غمگین ہیں' اس (زندگی) کا عمدہ حصہ تو گزر گیا؟ (اب تو نکما حصہ ہی باقی ہے جس میں دکھ تکلیفیں زیادہ ہوتی ہیں۔) حضرت ابو ہاشم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان میں سے کسی بات پر نہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا' کاش میں اس کے مطابق چلا ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''شاید تم کو بہت اموال ملیں جو لوگوں میں تقسیم کیے جا رہے ہوں۔ (ان کا لالچ نہ کرنا۔) تمھارے لیے تو اس میں سے ایک خادم اور ایک سواری کا جانور اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے کے لیے) کافی ہے۔''

٤١٠٣_[حسن] أخرجه النسائي، الزينة، باب اتخاذ الخادم والمركب، ح:٥٣٨٧ من حديث جرير به، وصححه ابن حبان(الإحسان)، ح:٦٦٧ * سمرة بن سهم مجهول كما في التقريب، وله شاهد ذكره الترمذي، ح:٢٣٢٧، وأخرجه النسائي في الكبرى، ح:٩٨١٢، وأحمد:٥/٣٦ وغيرهما، وسنده حسن.

فَأَدْرَكْتُ، فَجَمَعْتُ.

مجھے مال ملا اور میں نے جمع کر لیا۔

فوائد و مسائل: ① بیمار کی عیادت کرنا مسلمان کا مسلمان پر حق ہے۔ ② عیادت کے موقع پر مریض کی پریشانی معلوم کر کے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ③ ضرورت سے زیادہ مال ملے تو جمع کرنے کی بجائے دوسروں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے خرچ کرنا چاہیے۔ ④ اگر حلال طریقے سے مال جمع ہو جائے اور نیکی کی راہوں میں خرچ کرنے کے باوجود دولت باقی رہے تو یہ گناہ نہیں۔ لیکن صحابۂ کرام ؓ اسے اپنے اعلیٰ مقام کے منافی سمجھ کر افسوس کرتے تھے۔

٤١٠٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: اِشْتَكَى سَلْمَانُ. فَعَادَهُ سَعْدٌ، فَرَآهُ يَبْكِي، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا يُبْكِيكَ؟ يَا أَخِي أَلَيْسَ قَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ أَلَيْسَ، أَلَيْسَ؟ قَالَ سَلْمَانُ: مَا أَبْكِي وَاحِدَةً مِنِ اثْنَتَيْنِ. مَا أَبْكِي ضَنًّا لِلدُّنْيَا وَلَا كَرَاهِيَةً لِلْآخِرَةِ. وَلٰكِنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا. فَمَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ تَعَدَّيْتُ. قَالَ: وَمَا عَهِدَ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ يَكْفِي أَحَدَكُمْ مِثْلُ زَادِ الرَّاكِبِ، وَلَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ تَعَدَّيْتُ، وَأَمَّا أَنْتَ، يَا سَعْدُ فَاتَّقِ اللهَ عِنْدَ حُكْمِكَ إِذَا حَكَمْتَ، وَعِنْدَ قَسْمِكَ إِذَا قَسَمْتَ، وَعِنْدَ هَمِّكَ إِذَا هَمَمْتَ.

۴۱۰۴- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' حضرت سلمان فارسی ؓ بیمار ہو گئے۔ حضرت سعد ؓ ان کی عیادت کے لیے گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ حضرت سعد ؓ نے کہا: بھائی جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں رہے؟ کیا آپ نے فلاں کام نہیں کیا؟ فلاں کارنامہ انجام نہیں دیا؟ حضرت سلمان ؓ نے کہا: میں دو چیزوں میں سے کسی ایک پر بھی نہیں رو رہا۔ میں نہ دنیا کے چھوٹنے کی وجہ سے روتا ہوں' نہ آخرت کو ناپسند کرتے ہوئے۔ لیکن (میں اس لیے اشکبار ہوں کہ) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس سے تجاوز کیا ہے۔ انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے آپ سے کیا وعدہ لیا تھا؟ فرمایا: آپ نے مجھ سے فرمایا تھا: ''آدمی کو اتنا کچھ کافی ہوتا ہے جتنا مسافر کا زاد راہ۔'' اور مجھے یقین ہے کہ میں (اس) حد سے تجاوز کر گیا ہوں۔ اور اے سعد! آپ جب (کسی جھگڑے کا) فیصلہ کریں تو اپنے فیصلے میں اللہ کا خوف پیش نظر رکھیں۔

٤١٠٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ١/ ٢٢٧، ح: ٦٠٦٦، وأبونعيم في الحلية: ١/ ١٩٧ من حديث الحسن ابن أبي الربيع، وللحديث شواهد كثيرة، انظر "القناعة" لابن السني، ومسند الإمام أحمد وغيرهما.

اور جب (مستحقین میں کوئی چیز) تقسیم کریں تو تقسیم کے وقت (تقویٰ کو ملحوظ رکھیں۔) اور جب آپ (کسی پروگرام کے بارے میں) سوچیں (یا ارادہ کریں) تو اپنی سوچ میں (اور ارادے میں اللہ سے ڈریں۔)

قَالَ ثَابِتٌ: فَبَلَغَنِي أَنَّهُ مَا تَرَكَ إِلَّا بِضْعَةً وَعِشْرِينَ دِرْهَمًا، مِنْ نَفَقَتِهِ كَانَتْ عِنْدَهُ.

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے معلوم ہوا کہ انھوں نے ترکے میں صرف تقریباً بیس دینار چھوڑے جوان کے ذاتی اخراجات کے لیے تھے۔

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نبئ اکرم ﷺ نے کئی بشارتیں دی تھیں۔ اس کے باوجود وہ معمولی سی کوتاہی کو بھی بہت بڑی غلطی تصور کرتے تھے۔ ② حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس دنیاوی ضروریات کے پیش نظر تھوڑے بہت سامان کا جمع ہو جانا' یہ ان کی کوتاہی نہیں تھی لیکن کمال تقویٰ کی وجہ سے وہ خوف زدہ رہتے تھے۔ ③ کسی جھگڑے کا فیصلہ کرتے وقت اور کسی مشترک چیز کی تقسیم کے وقت تقویٰ کی اہمیت زیادہ ہو جاتی ہے کیونکہ لوگ اعتماد کر کے یہ ذمہ داری دیتے ہیں۔ ان کے اعتماد سے ناجائز فائدہ اٹھا کر کوئی ذاتی مفاد حاصل کرنا بڑی غلطی ہے۔ [هَمّ] سے مراد سوچ' ارادہ' پروگرام وغیرہ ہے۔ مومن کے مستقبل کے پروگرام تقویٰ پر مبنی ہوتے ہیں۔

(المعجم ٢) - بَابُ الْهَمِّ بِالدُّنْيَا (التحفة ٢)

باب:٢- دنیا کی فکر کرنا

٤١٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَرَ بْنِ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ، بِنِصْفِ النَّهَارِ. قُلْتُ: مَا بَعَثَ إِلَيْهِ، هٰذِهِ السَّاعَةَ، إِلَّا لِشَيْءٍ سَأَلَ عَنْهُ. فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: سَأَلَنَا عَنْ أَشْيَاءَ سَمِعْنَاهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۱۰۵- حضرت ابان بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت مروان (رحمہ اللہ) کے پاس سے باہر نکلے۔ میں نے کہا: انھوں نے اس وقت انھیں کوئی (اہم) مسئلہ دریافت کرنے ہی کے لیے بلایا ہوگا۔ میں نے زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا: انھوں نے ہم سے کچھ احادیث کے بارے میں دریافت کیا تھا (کہ وہ کس طرح ہیں۔) جو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھیں۔

٤١٠٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٣ من حديث شعبة به مطولاً، وصححه البوصيري، وله طرق عند الترمذي، ح: ٢٦٥٦ من حديث شعبة، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٧٢.

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ، فَرَّقَ اللهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ. وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ، جَمَعَ اللهُ لَهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ».

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس شخص کا مقصود حصولِ دنیا ہو' اللہ تعالیٰ اس کے کام بکھیر دیتا ہے اور اس کا فقر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اسے دنیا اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے لیے مقدر ہے۔ اور جس کی نیت آخرت کا حصول ہو' اللہ تعالیٰ اس کے کام مرتب کر دیتا ہے اور اس کے دل میں استغنا پیدا فرما دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جو شخص دنیاوی مال و دولت اور جاہ و حشمت کا طالب اور حریص ہوتا ہے' وہ دنیا کے لیے بہت محنت کرتا ہے۔ اسے جتنی بھی دولت ملے' مزید کی حرص کی وجہ سے وہ مطمئن نہیں ہوتا' اس لیے مفلس آدمی کی طرح پریشان رہتا ہے۔ ② حریص آدمی دنیا کمانے کے لیے کئی پروگرام شروع کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہر ایک پر پوری توجہ دے اور اسے جلد سے جلد اس کی کوشش کے نتائج حاصل ہوں لیکن فطری طور پر انسان کئی امور کی طرف بیک وقت برابر توجہ نہیں دے سکتا' لہٰذا اسے اس کی حرص کے مطابق نتائج حاصل نہیں ہوتے۔ اس طرح وہ دولت حاصل ہونے کے باوجود پریشان رہتا ہے۔ ③ آخرت کی طرف توجہ کرنے سے دنیا کی اہمیت کم ہو جاتی ہے' لہٰذا قناعت کی دولت حاصل ہو جاتی ہے اور بندہ مطمئن اور خوش کن زندگی گزارتا ہے۔ ④ آخرت کو مقصود بنا لینے سے دنیا کے معاملات میں بھی نظم و ضبط پیدا ہو جاتا ہے جس سے کاروبار میں بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔ ⑤ اللہ کی رضا کو مدنظر رکھنے والے کے دنیاوی معاملات بھی سلجھ جاتے ہیں اور حرص ختم ہو کر استغنا بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ ⑥ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے جو رزق مقدر کر رکھا ہے وہ حلال ذرائع اختیار کرنے سے بھی مل جاتا ہے' لہٰذا ناجائز طریقے اختیار کرنے سے سوائے پریشانیوں کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

٤١٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ النَّصْرِيِّ، عَنْ نَهْشَلٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ

۴۱۰۶- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے تمھارے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص سارے تفکرات کو جمع کر کے ایک ہی فکر' یعنی آخرت کی فکر میں ڈھال لے' اللہ اس کو دنیاوی تفکرات سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور

٤١٠٦_ [ضعيف جدًا] تقدم، ح: ٢٥٧.

ﷺ يَقُولُ: «مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا، هَمَّ الْمَعَادِ، كَفَاهُ اللهُ هَمَّ دُنْيَاهُ. وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ فِي أَحْوَالِ الدُّنْيَا، لَمْ يُبَالِ اللهُ فِي أَيِّ أَوْدِيَتِهِ هَلَكَ».

جسے دنیا کے معاملات کے تفکرات مختلف گھاٹیوں میں لیے پھریں' اللہ کو اس کی پروا نہیں ہوتی کہ وہ (ان تفکرات کی) کون سی وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔"

فائدہ: دنیا کے تفکرات سے بے نیاز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی جائز ضروریات آسانی سے پوری ہو جاتی ہیں اور جو شخص حرص و ہوس کی وجہ سے طرح طرح کے تفکرات میں مبتلا ہوتا ہے' اس کے تفکرات ختم نہیں ہوتے' وہ خود ہی ان میں الجھا ہوا اللہ کے حضور پیش ہو جاتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے حدیث: ۲۵۷ کے فوائد دیکھیے۔

٤١٠٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ [أَبِي] خَالِدٍ الْوَالِبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَدْ رَفَعَهُ قَالَ: «يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: يَاابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي، أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى، وَأَسُدَّ فَقْرَكَ، وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ، مَلَأْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا، وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ».

۴۱۰۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: آدم کے بیٹے! میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا' میں تیرا سینہ استغنا سے بھر دوں گا اور تیرا فقر دور کر دوں گا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے سینے کو اشغال سے بھر دوں گا اور تیرا فقر دور نہیں کروں گا۔"

فوائد و مسائل: ① انسان کی تخلیق کا اصل مقصد عبادت ہے' روزی کمانے کا مقصد صرف اتنی جسمانی قوت کا حصول ہے جس سے اللہ کے احکام کی تعمیل کما حقہ ہو سکے۔ ② عبادت کے لیے فارغ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روز مرہ کے پروگرام میں بنیادی اہمیت عبادت کو دی جائے اور دنیاوی ضروریات کے دوران میں بھی اللہ کے احکام کی تعمیل کی نیت ہو تا کہ یہ اعمال بھی عبادت بن جائیں۔ ③ دینی اور دنیوی اعمال میں فرائض کو نوافل پر فوقیت حاصل ہے' لہٰذا اگر کسی نفلی عمل سے فرض کی ادائیگی متاثر ہوتی ہو تو فرض کو اہمیت دی جائے' نفلی کام کو کسی اور مناسب موقع کے لیے مؤخر کر دیا جائے۔

٤١٠٧_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب أحاديث ابتلينا بالضراء، ومن كانت الآخرة همه . . . الخ، ح: ٢٤٦٦ من حديث عمران به، وقال: "حسن غريب" ❊ أبوخالد الوالبي وزائدة بن نشيط وثقهما ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم وغيرهم، فحديثهما لا ينزل عن درجة الحسن، راجع نيل المقصود، ح: ١٣٢٨.

(المعجم ٣) - بَابُ مَثَلِ الدُّنْيَا (التحفة ٣)

باب:۳-دنیا کی مثال

٤١٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُسْتَوْرِدَ، أَخَا بَنِي فِهْرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مَثَلُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَثَلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ. فَلْيَنْظُرْ بِمَا يَرْجِعُ».

۴۱۰۸-حضرت مستورد بن شداد بن عمرو قرشی فہری ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''آخرت کے مقابلے میں دُنیا کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص سمندر میں انگلی ڈالے پھر دیکھے کہ اس نے کتنا پانی لے لیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① دنیا کی زندگی انتہائی قلیل ہے جب کہ آخرت کی زندگی ابدی ہے جس کی انتہا نہیں۔ ② جنت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں کے مقابلے میں اس قدر قیمتی ہیں کہ جنت میں چند انچ خالی زمین کی قیمت دنیا کی تمام دولت اور خزانوں سے زیادہ ہے' پھر اس کے محلات اور باغات اور ان میں موجود نعمتیں' پاک باز بیویاں' خدام وغیرہ ان کی قدر وقیمت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے' خصوصاً دیدار الٰہی کی نعمت تو ایسی ہے کہ اس کے مقابلے میں جنت کی بڑی سے بڑی نعمت ہیچ ہے۔ ③ مثال دے کر بیان کرنے سے مسئلہ زیادہ واضح اور قابل فہم ہو جاتا ہے۔

٤١٠٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: اضْطَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى حَصِيرٍ. فَأَثَّرَ فِي جِلْدِهِ فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي، يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ كُنْتَ آذَنْتَنَا فَفَرَشْنَا لَكَ عَلَيْهِ شَيْئًا يَقِيكَ مِنْهُ

۴۱۰۹-حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ چٹائی پر (آرام کرنے کے لیے) لیٹے تو اس کے نشان آپ کے جسم مبارک پر ظاہر ہو گئے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر آپ ہمیں فرماتے تو ہم آپ کے لیے کوئی چیز (بستر وغیرہ) بچھا دیتے جس کے ساتھ اس (چٹائی کی سختی) سے بچاؤ ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٤١٠٨ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا، وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٥٨/ ٥٥ عن ابن نمير به.

٤١٠٩ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب حديث "ما الدنيا إلا كراكب استظل"، ح: ٢٣٧٧ من حديث المسعودي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مسند الطيالسي، ح: ٢٧٧٧، وللحديث شواهد.

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَنَا وَالدُّنْيَا إِنَّمَا أَنَا وَالدُّنْيَا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ [تَحْتَ] شَجَرَةٍ. ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا».

''میرا دُنیا سے کیا تعلق! میری اور دنیا کی مثال تو ایسے ہے' جیسے کوئی سوار (مسافر) سائے کے لیے درخت کے نیچے ٹھہرا' پھر اسے چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔''

فوائد و مسائل: ① بود و باش میں سادگی مستحسن ہے۔ ② عمدہ چیز سے اجتناب اگر اس لحاظ سے ہو کہ جو رقم اپنی ذات پر خرچ ہونے والی ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ ہو تو بہتر ہے' اگر بخل کی وجہ سے ہو تو بری عادت ہے۔ اگر حلال چیز کو اپنے آپ پر حرام کر لیا جائے تو شرعاً ممنوع ہے۔ ③ زہد کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی نعمت کے لیے حرص نہ کی جائے' اگر بغیر حرص کے جائز طریقے سے مل جائے تو استعمال کر لی جائے۔ اہتمام اور تکلف زہد کے منافی ہے۔ ④ جس چیز کی دعوت دی جائے اس کا عملی نمونہ پیش کرنے سے تبلیغ کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ ⑤ حکومت کے عہدے داروں کو پر تکلف زندگی سے خاص طور پر بچنا چاہیے تاکہ عوام کی ضروریات اور فلاح و بہبود کے لیے زیادہ رقم خرچ ہو سکے۔

٤١١٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ. فَإِذَا هُوَ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ شَائِلَةٍ بِرِجْلِهَا. فَقَالَ: «أَتُرَوْنَ هٰذِهِ هَيِّنَةً عَلَى صَاحِبِهَا؟ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ، مِنْ هٰذِهِ عَلَى صَاحِبِهَا. وَلَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَزِنُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا قَطْرَةً أَبَدًا».

۴۱۱۰- حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ذوالحلیفہ کے مقام پر تھے۔ اچانک آپ کو (راستے میں) ایک مری ہوئی بکری نظر آئی' (وہ مر کر پھول گئی تھی اور) اس کی ٹانگ اوپر اٹھی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارا کیا خیال ہے' کیا یہ بکری مالک کی نظر میں حقیر ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جتنی یہ بکری مالک کی نظر میں حقیر ہے' دُنیا اللہ کی نظر میں اس سے زیادہ حقیر ہے۔ اگر دنیا اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی وزن رکھتی تو وہ کسی کافر کو کبھی ایک قطرہ بھی پینے کو نہ دیتا۔''

٤١١١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ

۴۱۱۱- حضرت مستورد بن شداد قرشی ؓ سے

٤١١٠ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في هوان الدنيا على الله عزوجل، ح: ٢٣٢٠ من حديث أبي حازم به مختصرًا، وقال: "صحيح غريب".

٤١١١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في هوان الدنيا على الله عزوجل، ح: ٢٣٢١ من حديث ◄◄

عَرَبِيٌّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُسْتَوْرِدُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ: إِنِّي لَفِي الرَّكْبِ، مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ أَتَى عَلَى سَخْلَةٍ مَنْبُوذَةٍ. قَالَ، فَقَالَ: «أَتُرَوْنَ هٰذِهِ هَانَتْ عَلَى أَهْلِهَا؟» قَالَ، قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ مِنْ هَوَانِهَا أَلْقَوْهَا. أَوْ كَمَا قَالَ. قَالَ: «فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ هٰذِهِ عَلَى أَهْلِهَا».

روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک قافلے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ کا گزر ایک پھینکے ہوئے (مُردہ) میمنے کے پاس سے ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھارے خیال میں یہ میمنا مالکوں کی نظر میں بے قدر ہے؟'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! انھوں نے بے قدر سمجھ کر ہی پھینکا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جتنا یہ میمنا مالکوں کی نظر میں حقیر ہے' اللہ کے ہاں دُنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کے ہاں اصل اہمیت انسان کے اعمال کی ہے۔ دنیا کے اسباب اگر نیکی کے کام میں استعمال کیے جائیں تو وہ انسان کے لیے مفید ہیں ورنہ مال و دولت یا جاہ وحشمت کی اللہ کے ہاں کوئی اہمیت نہیں۔ ② دنیا کے اسباب کو جائز ذرائع سے حاصل کرنا چاہیے' اور انھیں ایسے کام میں خرچ کرنا چاہیے جس سے اللہ کی رضا حاصل ہو۔ ③ اللہ کی رضا اور انعامات کا اصل مقام جنت ہے۔ اس کے مقابلے میں دنیا کی بڑی سے بڑی دولت کی کوئی قیمت نہیں۔

٤١١٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خُلَيْدٍ، عُتْبَةُ بْنُ حَمَّادٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُولِيِّ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: «اَلدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ. مَلْعُونٌ مَا فِيهَا، إِلَّا ذِكْرَ اللهِ وَمَا وَالَاهُ، أَوْ عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا».

۴۱۱۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''دُنیا ملعون ہے۔ اس میں جو کچھ ہے' سب ملعون ہے' سوائے اللہ کے ذکر کے اور اس سے تعلق رکھنے والی اشیاء کے' اور سوائے عالم اور طالب علم کے۔''

فوائد ومسائل: ① لعنت کا مطلب اللہ کی رحمت سے دوری اور محرومی ہے' یعنی دنیا چونکہ اللہ کی یاد سے

مجالد به، وقال: "حسن"، وللحديث شواهد كثيرة، منها حديث الترمذي السابق.

٤١١٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب منه حديث: "إن الدنياملعونة"، ح: ٢٣٢٢ من حديث عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان به، وقال: "حسن غريب".

غافل کرتی ہے' اس لیے یہ لعنت کا باعث ہے۔ ② ہر وہ چیز یا عمل جس کا اللہ کی یاد سے کسی بھی انداز سے کوئی تعلق ہو' اس پر یا اس کی وجہ سے رحمت نازل ہوتی ہے' چنانچہ تلاوت' نماز' اللہ کے لیے جانور کی قربانی اور حج وعمرہ کے اعمال سب رحمت کا باعث ہیں۔ ایسے اعمال انجام دینے والا اللہ کی لعنت سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح کعبہ' صفا و مروہ' منیٰ' عرفات' مزدلفہ اور ہر مسجد و مدرسہ اللہ کی رحمت کے مقامات ہیں۔ یہاں دین کی خدمات انجام دینا اور دین کے خادموں کی ضروریات مہیا کرنا' دینی کتابیں چھاپنا اور دوسروں تک پہنچانا' ان کی تعلیم دینا اور تعلیم حاصل کرنا' علماء وطلباء کی ضرویات پوری کرنے کی نیت سے حلال روزی کمانا' یہ سب اللہ کی رحمت کے اسباب ہیں۔ ③ دین کے علم سے کسی بھی انداز سے منسلک ہونا اللہ کی رحمت کا باعث ہے' اس لیے اگر دنیوی علوم وفنون بھی خدمت دین کی نیت سے حاصل کیے جائیں تو وہ بھی دین کے خادم علوم ہونے کی وجہ سے لعنت کے دائرے سے خارج ہو جائیں گے۔ اگر یہ نیت نہ ہو تو یہ علوم رحمت کا باعث نہیں ہوں گے۔ ④ حلال روزی کمانا اللہ کا حکم ہے' اس لیے اللہ کے حکم کی تعمیل کے لیے حلال روزی کمانا اور حلال کاموں میں خرچ کرنا ثواب کا کام ہے۔

414

٤١١٣ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ».

۴۱۱۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دُنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جس طرح قیدی جیل میں بہت سے قوانین کا پابند ہوتا ہے' بلا اجازت وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح مومن دنیا میں من مانی نہیں کرتا بلکہ ہر قدم پر اللہ کے احکام پر عمل کرتا ہے' اس کے بدلے میں اسے جنت ملے گی۔ ② کافر دنیا میں آزادی کی' یعنی بے قید زندگی گزارتا ہے۔ اس کے نتیجے میں اسے جہنم کا عذاب ملنے والا ہے۔ جہنم کے عذابوں کے مقابلے میں دنیا کی سخت سے سخت زندگی بھی جنت کے برابر ہے۔

٤١١٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ

۴۱۱۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٤١١٣ـ أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٥٦، والترمذي، ح: ٢٣٢٤ من حديث العلاء به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٤١١٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في قصر الأمل، ح: ٢٣٣٣ من حديث حماد به * وليث بن أبي سليم تقدم حاله، ح: ٢٠٨، وأخرج البخاري في صحيحه، الرقاق، باب قول النبي ﷺ: "كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل"، ح: ٦٤١٦ من طريق آخر عن مجاهد به دون قوله: "وعد نفسك من أهل القبور"، وهو المحفوظ.

غَرِيبٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِي فَقَالَ: «يَا عَبْدَ اللهِ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ. أَوْ كَأَنَّكَ عَابِرُ سَبِيلٍ. وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ».

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کا ایک حصہ (کندھا) پکڑ کر فرمایا: ''عبداللہ! دُنیا میں ایسے رہ' گویا تو پردیسی ہے' گویا تو مسافر ہے۔ اور اپنے آپ کو قبروں والوں (مُردوں) میں شمار کر۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے مذکورہ روایت کے اس جملے: [وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ] کے سوا باقی روایت محفوظ ہے جبکہ شیخ البانی ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت مذکورہ جملے کے سوا صحیح ہے' نیز مسند احمد کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت درج بالا جملے کے سوا صحیح لغیرہ ہے اور مذکورہ جملہ حسن لغیرہ ہے۔ اور یہی بات اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے' یعنی مذکورہ حدیث کے دونوں جملے قابل حجت ہیں۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۸/۳۸۳- ۳۸۵' وصحيح سنن ابن ماجه للألباني' رقم:۳۳۳۸) کندھے سے پکڑنے کا مقصد متوجہ کرنا تھا تاکہ بات توجہ سے سنی جائے اور ذہن نشین ہو جائے۔ ② دنیا انسان کا وطن نہیں' آخرت اس کا وطن ہے' اس لیے دنیا میں صرف اتنا اہتمام کرنا چاہیے جتنا کوئی مسافر کسی جگہ ٹھہرتے وقت کرتا ہے۔ ③ زندگی میں بہت زیادہ آسائشوں کا عادی نہیں ہونا چاہیے۔ ④ پردیسی اور مسافر اپنی وقتی اور فوری ضروریات کو اہمیت دیتا ہے اور سفر کی تیاری سے غافل نہیں ہوتا' اسی طرح مومن دنیا میں رہ کر آخرت کمانے کی کوشش کرتا ہے' دنیا اس کا اصل مقصود نہیں ہوتی۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَنْ لَا يُؤْبَهُ لَهُ (التحفة ٤)

باب:۴- جس شخص کو اہمیت نہیں دی جاتی

٤١١٥ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ

۴۱۱۵- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے جنت کے بادشاہ نہ بتاؤں؟ (ہر) ضعیف آدمی' کمزور سمجھا جانے والا (لوگ اسے کمزور سمجھیں اور اس سے کسی قسم کا کوئی

٤١١٥ـ [إسناده ضعيف] من أجل سويد بن عبدالعزيز وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، وفي الباب حديث أحمد:۲/ ۱۱٤ "وأهل الجنة الضعفاء المغلوبون"، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ح:۲/ ٤٩٩، ووافقه الذهبي.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُخْبِرُكَ عَنْ مُلُوكِ الْجَنَّةِ؟» قُلْتُ: بَلٰى. قَالَ: «رَجُلٌ ضَعِيفٌ، مُسْتَضْعَفٌ، ذُو طِمْرَيْنِ، لَا يُؤْبَهُ لَهُ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ».

خطرہ محسوس نہ کریں۔) دو پرانے کپڑوں میں ملبوس۔ (لیکن اللہ کے ہاں اتنا بلند مقام ہے کہ) اگر اللہ کے نام سے قسم کھالے تو وہ اس کی قسم پوری کر دیتا ہے۔"

٤١١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ. أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ».

۴۱۱۶- حضرت حارثہ بن وہب خزاعی ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمھیں جنت والے نہ بتاؤں؟ ہر ضعیف آدمی کمزور سمجھا جانے والا (جنتی ہے۔) کیا میں تمھیں جہنم والے نہ بتاؤں؟ ہر درشت خو زر پرست متکبر (جہنمی ہے۔")

فوائد و مسائل: ① "کمزور سمجھا جانے والا" سے مراد شریف النفس آدمی ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اگر کوئی زیادتی کرے تو وہ معاف کر دیتا ہے۔ لوگ اسے کمزور سمجھتے ہیں اس سے کسی قسم کا کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے اور نہ اس کے شر وغیرہ ہی کا کوئی خوف ہوتا ہے۔ ② افرادی معاملات میں نرمی اور درگزر کا چلن عام ہو جائے تو معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ فساد ہمیشہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب کوئی اپنی مالی جسمانی یا خاندانی اور افرادی طاقت پر گھمنڈ کر کے دوسروں پر ظلم کرتا ہے۔ اگر وہ کسی پر زیادتی نہ کرے خواہ اسے کمزور سمجھا جائے تو یہ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ہے جس کا ثواب جنت ہے۔ ③ درشت خو سے مراد بات چیت کے انداز میں اور برتاؤ میں سختی اختیار کرنے والا ہے۔ اس قسم کے بداخلاق آدمی سے ہر کسی کا جھگڑا ہوتا ہے جس سے فساد جنم لیتا اور بڑھتا ہے۔ ④ جوّاظ کا مطلب الجموع المنوع بیان کیا گیا ہے یعنی ایسا حریص آدمی جو مال جمع کرتا رہتا ہے لیکن بخیل بھی ہے خرچ نہیں کرتا۔ مومن میں حرص اور بخل کی عادتیں نہیں ہوتیں بلکہ یہ منافقوں اور کافروں میں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ جہنم کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ ⑤ تکبر سے مراد دوسرے کو حقیر سمجھنا اور حق واضح ہو جانے کے باوجود تسلیم نہ کرنا ہے۔ یہ برتری کا غلط احساس بہت سی اخلاقی اور معاشرتی خرابیوں کا باعث ہے۔

٤١١٦ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "عتل بعد ذلك زنيم"، ح: ٤٩١٨، ٦٠٧١، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب النار يدخلها الجبارون، والجنة يدخلها الضعفاء، ح: ٢٨٥٣/ ٤٧ من حديث سفيان الثوري به.

٤١١٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَغْبَطَ النَّاسِ، عِنْدِي، مُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ. ذُو حَظٍّ مِنْ صَلَاةٍ. غَامِضٌ فِي النَّاسِ. لَا يُؤْبَهُ لَهُ. كَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا، وَصَبَرَ عَلَيْهِ. عَجِلَتْ مَنِيَّتُهُ، وَقَلَّ تُرَاثُهُ، وَقَلَّتْ بَوَاكِيهِ».

۴۱۱۷- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل رشک وہ مومن ہے جو ہلکا پھلکا (کم آمدنی والا) ہو' اسے نماز سے وافر حصہ ملا ہو (نفلی نماز اور تہجد زیادہ پڑھتا ہو۔) لوگوں میں گمنام ہو' اس کی پروا نہ کی جاتی ہو' اسے ضرورت کے مطابق رزق میسر ہو (اتنا زیادہ رزق نہ ہو کہ بچا کر رکھا جائے)' وہ اس پر صبر کرے (مزید کا لالچ نہ کرے)' اسے جلدی موت آ جائے' اس کا ترکہ تھوڑا ہو' اور اسے رونے والیاں بھی کم ہوں۔''

٤١١٨ - حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ الْحَارِثِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الْإِيمَانِ». قَالَ: اَلْبَذَاذَةُ الْقَشَافَةُ. يَعْنِي التَّقَشُّفَ.

۴۱۱۸- حضرت ابوامامہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سادگی ایمان میں سے ہے۔'' راوی نے کہا: سادگی سے مراد معمولی لباس و غذا پر اکتفا کرنا ہے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ سنن ابی داود کی تحقیق میں اسے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابوداود (اردو) طبع دارالسلام' حدیث:۴۱۶۱) علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے اسے حسن قرار دیا ہے۔ بنابریں تحسین حدیث والی رائے ہی درست معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے اسے ایک جگہ حسن قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:۳۴۱) ② تکلفات سے پرہیز ایمان کا جز ہے' لہٰذا سادہ عادات کا حامل عام

٤١١٧ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * صدقة بن عبدالله، وأيوب بن سليمان ضعيفان كما في التقريب وغيره، وللحديث طرق كلها ضعيفة كما حققته في تخريج مسند الحميدي، ح: ٩١١، والنهاية، ح: ٣٠.

٤١١٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الترجل، باب النهي عن كثير من الإرفاه، ح: ٤١٦١ من حديث عبدالله ابن أبي أمامة به، وأخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ١/ ٤٧٨، ٤/ ١٥١، والطبراني: ١/ ٢٧٢ من طريقين عن أبي أمامة به * ابن إسحاق عنعن.

نعمت پر بھی اللہ کا شکر کرتا ہے جب کہ زیب وزینت کا عادی بعض اوقات ایک بڑی نعمت کو بھی اپنے معیار سے کم تر سمجھتا ہے اور شکر کی بجائے شکوہ کرنے لگتا ہے۔ ③ سادگی میں بہت سی چیزیں شامل ہیں مثلاً: پیوند لگا کپڑا پہن لینا، زمین پر بیٹھ جانا، مفلس اور غریب کی بات سننے اور حتی الوسع مدد کرنے کو اپنی شان کے خلاف نہ سمجھنا، غریب کی معمولی دعوت قبول کر لینا اور اس کا پیش کیا ہوا سادہ کھانا کھا کر احسان مندی کا اظہار کرنا۔ ملازموں سے تحقیر آمیز رویہ رکھنے سے اجتناب کرنا، اپنے سے کم تر درجے کے لوگوں کی خوشی اور غمی میں شریک ہونا وغیرہ۔

٤١١٩ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟» قَالُوا: بَلَى. يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «خِيَارُكُمُ الَّذِينَ إِذَارُؤُوا، ذُكِرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

۴۱۱۹- حضرت اسماء بنت یزید ؓ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرما رہے تھے: ”کیا میں تمھیں تمھارے بہترین افراد کی نشان دہی نہ کروں؟“ صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”تمھارے بہترین افراد وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد آئے۔“

(المعجم ٥) - بَابُ فَضْلِ [الْفَقْرِ] (التحفة ٥)

باب:۵- تنگ دستی کی فضیلت

٤١٢٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: مَرَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا تَقُولُونَ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟» قَالُوا: رَأْيَكَ فِي هٰذَا. نَقُولُ: هٰذَا مِنْ أَشْرَفِ النَّاسِ. هٰذَا حَرِيٌّ، إِنْ خَطَبَ، أَنْ يُخَطَّبَ. وَإِنْ شَفَعَ، أَنْ يُشَفَّعَ. وَإِنْ قَالَ، أَنْ يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ. فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ. وَمَرَّ رَجُلٌ آخَرُ.

۴۱۲۰- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟“ انھوں نے عرض کیا: اس کے بارے میں آپ کی رائے زیادہ صحیح ہے۔ ہم تو (اپنی معلومات کے مطابق) یہ کہتے ہیں: یہ شخص معزز (دولت مند) افراد میں سے ہے۔ اس کے بارے میں یہی توقع ہے کہ اگر (کسی گھرانے میں) نکاح کا پیغام دے تو اس کا پیغام قبول کیا جائے، اگر (کسی

٤١١٩ـ [حسن] أخرجه الطبراني: ٢٤/١٦٧، ح: ٤٢٤ من حديث يحيى بن سليم به، وتابعه غير واحد، وحسنه البوصيري، رواه محمد بن أبي عمر المكي عن يحيى به، ورواه معمر، وبشر بن المفضل عن ابن خيثم به.
٤١٢٠ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين، ح: ٥٠٩١ من حديث عبدالعزيز به.

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا تَقُولُونَ فِي هٰذَا؟» قَالُوا: نَقُولُ، وَاللهِ يَارَسُولَ اللهِ هٰذَا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ. هٰذَا حَرِيٌّ، إِنْ خَطَبَ، لَمْ يُنْكَحْ، وَإِنْ شَفَعَ، لَا يُشَفَّعْ. وَإِنْ قَالَ، لَا يُسْمَعْ لِقَوْلِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَهٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا».

کی) سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے' اور اگر بات کرے تو اس کی بات سنی جائے (اور اسے اہمیت دی جائے۔) نبی ﷺ خاموش ہو گئے۔ (پھر) ایک اور آدمی گزرا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! قسم ہے اللہ کی! ہم تو کہتے ہیں کہ یہ ایک غریب مسلمان ہے۔ اس کے بارے میں توقع ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو اسے رشتہ نہ دیا جائے۔ اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے۔ اگر بات کرے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ (غریب مسلمان) اس (پہلے) شخص جیسے زمین بھر آدمیوں سے بہتر ہے۔''

فوائد و مسائل: ① غریب مسلمان اگرچہ گمنام ہو' دنیا والوں کی نظروں میں اس کا کوئی مقام نہ ہو لیکن اللہ کے ہاں ایسا ایک آدمی بھی دنیا بھر کے ان انسانوں سے بہتر ہے جو ایمان و تقویٰ سے محروم ہوں۔ ② اللہ کے ہاں اصل اہمیت اور قدر و منزلت ایمان و تقویٰ کی ہے' نہ کہ مال و دولت' شان و شوکت' ذات برادری اور نام و نسب کی۔ ③ نکاح کے لیے نیک مردوں اور نیک عورتوں کا انتخاب کرنا چاہیے' خواہ وہ غریب ہی ہوں۔ غریب نیک آدمی امیر نیک آدمی کا ہم پلہ ہے لیکن بدعقیدہ یا بری عادتوں والا دولت مند شخص نیک آدمی کا ہم پلہ نہیں۔

٤١٢١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الْجُبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ، الْفَقِيرَ، الْمُتَعَفِّفَ، أَبَا الْعِيَالِ».

۴۱۲۱- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے مومن' تنگ دست' سوال سے بچنے والے' بال بچوں والے بندے سے محبت فرماتا ہے۔''

٤١٢١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه العقيلي: ٣/ ٤٧٤ من طريق آخر عن موسى بن عبيدة به، وقال: "موسى متروك" انظر، ح: ٢٥١، وضعفه العراقي، والبوصيري، وقال: "القاسم بن مهران لم يثبت سماعه من عمران"، وفيه علة أخرى، وله شاهد ضعيف جدًا.

(المعجم ٦) - بَابُ مَنْزِلَةِ الْفُقَرَاءِ (التحفة ٦)

باب:٦- ناداروں کے مقام و مرتبے کا بیان

٤١٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِنِصْفِ يَوْمٍ. خَمْسِمِائَةِ عَامٍ».

۴۱۲۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نادار مومن دولت مندوں سے آدھا دن' یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ کے ہاں ہزار سال کی مدت ایک دن کے برابر ہے۔ (سورۂ حج' آیت: ۴۷) اس لیے دولت مندوں سے آدھا دن پہلے جنت میں جانے کا مطلب دنیا کے حساب سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہونا ہے۔ ② پہلے جنت میں جانا ان کے بلند درجات کو ظاہر کرتا ہے' اور انھیں محشر کی مشکلات بھی کم برداشت کرنی پڑیں گی۔ ③ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ دولت مندوں کو اپنی زیادہ دولت کی آمد و خرچ کا حساب دینا پڑے گا جس میں کافی وقت صرف ہوگا جب کہ غریب لوگ اپنی تھوڑی کمائی کے حساب سے تھوڑی دیر میں فارغ ہو جائیں گے۔ ④ دنیا میں دولت کم ملنا یا نہ ملنا بھی اللہ کی ایک نعمت ہے لیکن اس کے ساتھ صبر ضروری ہے جس طرح زیادہ دولت کے ساتھ شکر ضروری ہے۔

٤١٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ،

۴۱۲۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نادار مہاجرین غنی مہاجروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''

٤١٢٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء أن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنيائهم، ح: ٢٣٥٣، ٢٣٥٤ من حديث محمد بن عمرو به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في المصنف: ١٣/ ٢٤٦، وأخرجه الترمذي، ح: ٢٣٥١ من طريق آخر عن الأعمش عن عطية عن أبي سعيد به.

٤١٢٣ـ [صحيح] * وفيه ضعيفان عطية، وقد تقدم، ح: ٣٧، وتلميذه أيضًا تقدم، ح: ٨٥٤، وله شواهد عند مسلم، ح: ٢٩٧٩/ ٣٧ وغيره، والحديث السابق شاهد له أيضًا.

بِمِقْدَارِ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ».

فائدہ: جنت میں پہلے داخل ہونے کے لحاظ سے یہ شرف نادار مہاجرین کو حاصل ہے' تاہم بعض دوسرے اسباب کی بنا پر بعض دولت مند صحابۂ کرام ؓ بھی اس شرف میں شریک ہو سکتے ہیں' اسی طرح اگر دولت مند صحابہ نے زیادہ عمل کیے ہیں' مثلاً: پہلے ہجرت کی اور زیادہ غزوات میں حصہ لیا تو ان کے درجات اس لحاظ سے بلند تر ہو سکتے ہیں۔

٤١٢٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا أَبُو غَسَّانَ بَهْلُولٌ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: اِشْتَكَى فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا فَضَّلَ اللهُ بِهِ عَلَيْهِمْ أَغْنِيَاءَهُمْ. فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ الْفُقَرَاءِ أَلَا أُبَشِّرُكُمْ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِنِصْفِ يَوْمٍ، خَمْسِمِائَةِ عَامٍ».

ثُمَّ تَلَا مُوسَى هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ﴾. [الحج: ٤٧]

۴۱۲۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نادار مہاجرین نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ثروت حضرات کو ان پر فضیلت عطا فرمائی ہے (جس کی وجہ سے وہ لوگ مالی نیکیاں زیادہ کر کے بلند درجات حاصل کر سکتے ہیں۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ناداروں کی جماعت! کیا میں تمھیں خوش خبری نہ دوں؟ نادار مومن دولت مند مومنوں سے آدھا دن' یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''

پھر (یہ حدیث سنا کر حدیث کے ایک راوی) حضرت موسیٰ (بن عبیدہ ؒ) نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ﴾ ''آپ کے رب کے نزدیک ایک دن تمھاری گنتی کے اعتبار سے ایک ہزار سال کا ہے۔''

(المعجم ٧) - بَابُ مُجَالَسَةِ الْفُقَرَاءِ (التحفة ٧)

باب: ۷- غریبوں کے ساتھ بیٹھنا

٤١٢٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

۴۱۲۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں

٤١٢٤_[إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٣/ ٢٤٤، ح: ١٦٢٣٤ من حديث موسى بن عبيدة به، ومن أجله ضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٢٥١.

٤١٢٥_[إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب قول أبي هريرة: ما احتذى النعال... بعد رسول الله

الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ، أَبُويَحْيٰى: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، أَبُوإِسْحَاقَ الْمَخْزُومِيُّ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يُحِبُّ الْمَسَاكِينَ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُونَهُ. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَكْنِيهِ: أَبَاالْمَسَاكِينِ.

نے فرمایا: حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ غریبوں سے محبت کرتے اور ان کے پاس بیٹھ کر ان سے باتیں کرتے اور ان کی باتیں سنتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ ان (جعفر رضی اللہ عنہ) کو ابو المساکین کی کنیت سے یاد فرمایا کرتے تھے۔‘‘

٤١٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوخَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ يَزِيدَبْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي الْمُبَارَكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَحِبُّوا الْمَسَاكِينَ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: «اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا، وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا، وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ».

۴۱۲۶- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: مسکینوں سے محبت کیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان الفاظ کے ساتھ دعا کرتے سنا ہے: [اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا، وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ] ’’اے اللہ! مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مسکین بنا کر فوت کر اور مجھے مسکینوں کی جماعت میں اٹھا۔‘‘

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً سخت ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اس حدیث پر تفصیلاً بحث کی ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۳/۳۵۸-۳۶۳، رقم: ۸۶۱) ② نادار اور مسکین سے ہمدردی، محبت اور احترام کا سلوک کرنا چاہیے۔ ③ نبی ﷺ کا فقر اختیاری تھا، یعنی غنیمت، فے اور خمس وغیرہ کی کثیر آمدنی ہونے کے باوجود سادہ زندگی گزارتے تھے اور

◀◀ ﷺ أفضل من جعفر . . . ، ح: ۳۷٦٦ عن عبدالله بن سعيد به، وقال: "غريب"، وانظر، ح: ٢٥٤٥ لحال إبراهيم بن الفضل المخزومي، وفيه علة أخرى.

٤١٢٦ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه عبد بن حميد في منتخبه(ق ١٣٠أ) عن ابن أبي شيبة، والخطيب: ٤/ ١١١ من حديث عبدالله بن سعيد به، وضعفه البوصيري * يزيد تقدم حاله، ح: ٢٥٨١، وأبوالمبارك مجهول(تقريب).

تمام آمدنی مدد کے مستحق افراد پر نیکی کے کاموں میں خرچ کر دیتے تھے۔ ④ آدمی دولت مند ہونے کے باوجود فقر کا ثواب حاصل کر سکتا ہے جب دل میں مال کی محبت نہ رکھے بلکہ مال دوسروں پر خرچ کرے اور خود اپنی ضروریات کو محدود رکھتے ہوئے سادہ زندگی بسر کرے۔

٤١٢٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِي سَعْدٍ الْأَزْدِيِّ، وَكَانَ قَارِىءَ الْأَزْدِ، عَنْ أَبِي الْكَنُودِ، عَنْ خَبَّابٍ. فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَوٰةِ وَالْعَشِيِّ﴾ . . إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ [الأنعام: ٥٢]، قَالَ: جَاءَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ وَعُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ. فَوَجَدُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ مَعَ صُهَيْبٍ وَبِلَالٍ وَعَمَّارٍ وَخَبَّابٍ. قَاعِدًا فِي نَاسٍ مِنَ الضُّعَفَاءِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. فَلَمَّا رَأَوْهُمْ حَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ حَقَرُوهُمْ. فَأَتَوْهُ فَخَلَوْا بِهِ وَقَالُوا: إِنَّا نُرِيدُ أَنْ تَجْعَلَ لَنَا مِنْكَ مَجْلِسًا، تَعْرِفُ لَنَا بِهِ الْعَرَبُ فَضْلَنَا. فَإِنَّ وُفُودَ الْعَرَبِ تَأْتِيكَ فَنَسْتَحْيِي أَنْ تَرَانَا الْعَرَبُ مَعَ هٰذِهِ الْأَعْبُدِ. فَإِذَا نَحْنُ جِئْنَاكَ فَأَقِمْهُمْ عَنْكَ. فَإِذَا نَحْنُ فَرَغْنَا، فَاقْعُدْ مَعَهُمْ إِنْ شِئْتَ. قَالَ: «نَعَمْ»

٤١٢٧-حضرت ابوکنود (عبداللہ بن عامر) ازدی رحمہ اللہ نے حضرت خباب سے روایت کرتے ہوئے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں یہ حدیث بیان فرمائی: (ارشاد باری تعالیٰ ہے:) ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اور ان لوگوں کو اپنے سے دور مت کریں جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے (اور اس کی عبادت کرتے) ہیں۔ وہ اپنے رب کا چہرہ (رضامندی) چاہتے ہیں۔ ان کے حساب میں سے کسی چیز کا بوجھ آپ پر نہیں' اور آپ کے حساب میں سے کسی چیز کا بوجھ ان پر نہیں' پھر اگر آپ ان کو اپنے سے دور کریں گے تو آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔'' (حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: (قبولِ اسلام سے پہلے) حضرت اقرع بن حابس تمیمی اور حضرت عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہما آئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کمزور (نادار) مسلمانوں کی جماعت میں حضرت صہیب' حضرت بلال' حضرت عمار اور حضرت خباب رضی اللہ عنہم اور ایسے ہی کچھ دوسرے غریب اور کمزور

٤١٢٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٤/ ١٢٩٧، ١٢٩٨، ح: ٧٣٣١ عن أحمد بن محمد القطان به، ورواه ابن جرير الطبري في تفسيره: ٧/ ١٢٧، ١٢٨ من حديث عمرو العنقزي به، وصححه البوصيري، وقال ابن كثير في تفسيره: ٣/ ٢٥٥، وفي نسخة: ٢/ ١٣٩ "هٰذا حديث غريب" فإن هذه الآية مكية، والأقرع بن حابس وعيينة إنما أسلما بعد الهجرة بزمان" قلت: أبوالكنود، وتلميذه لم يوثقهما غير ابن حبان.

قَالُوا: فَاكْتُبْ لَنَا عَلَيْكَ كِتَابًا. قَالَ: فَدَعَا بِصَحِيفَةٍ. وَدَعَا عَلِيًّا لِيَكْتُبَ، وَنَحْنُ قُعُودٌ فِي نَاحِيَةٍ فَنَزَلَ جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ [الأنعام: ٥٢]. ثُمَّ ذَكَرَ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ وَعُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ فَقَالَ: ﴿وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ﴾ [الأنعام: ٥٣]. ثُمَّ قَالَ: ﴿وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾ [الأنعام ٥٤]. قَالَ: فَدَنَوْنَا مِنْهُ حَتَّى وَضَعْنَا رُكَبَنَا عَلَى رُكْبَتِهِ. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْلِسُ مَعَنَا. فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ قَامَ وَتَرَكَنَا. فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾ وَلَا تُجَالِسِ الْأَشْرَافَ ﴿تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا﴾ يَعْنِي عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعَ ﴿وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا﴾ [الكهف: ٢٨]. قَالَ، هَلَاكًا قَالَ: أَمْرُ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ. ثُمَّ ضَرَبَ لَهُمْ مَثَلَ الرَّجُلَيْنِ وَمَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا. قَالَ خَبَّابٌ:

مومنوں کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ جب انھوں نے ان حضرات کو نبی ﷺ کے اردگرد بیٹھے دیکھا تو انھیں حقیر جانا۔ انھوں نے نبی ﷺ سے تنہائی میں بات کی اور کہا: ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ (الگ سے) تشریف رکھیں تاکہ اہل عرب کو ہماری فضیلت (اور بلند مقام) کا پتہ چلے کیونکہ آپ کے پاس عرب (کے مختلف علاقوں) کے وفد آتے ہیں' اور ہمیں اس بات سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ عرب کے لوگ ہمیں ان غلاموں کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھیں' اس لیے جب ہم آپ کے پاس آیا کریں تو آپ انھیں اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں' جب ہم فارغ ہو جائیں تو پھر آپ چاہیں تو ان کے ساتھ بھی تشریف رکھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' انھوں نے کہا: ہمیں (اس معاہدے کی) ایک تحریر لکھ دیجیے۔ نبی ﷺ نے لکھنے کا سامان طلب فرمایا' اور لکھنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا لیا۔ ہم (غریب مسلمان) ایک طرف بیٹھے تھے۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام اترے اور (وحی کی آیات سناتے ہوئے) فرمایا: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ...... الظَّالِمِينَ﴾ پھر اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا (جو اس وقت غیر مسلم تھے) اور فرمایا: ﴿وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ﴾ ''اور اسی طرح ہم نے بعض کو بعض کے ذریعے سے آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ وہ لوگ (انھیں دیکھ کر) کہیں: کیا ہم میں سے یہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہے؟ کیا اللہ اپنے شکر گزار بندوں کو (ان سے) زیادہ نہیں جانتا؟ پھر

فَكُنَّا نَقْعُدُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا بَلَغْنَا السَّاعَةَ الَّتِي يَقُومُ فِيهَا ، قُمْنَا وَتَرَكْنَاهُ حَتَّى يَقُومَ .

فرمایا: ﴿وَاذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ......الرَّحْمَةَ﴾ ''اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو کہہ دیجیے تم پر سلام ہو۔ تمھارے رب نے مہربانی کو اپنے ذمے لازم کر لیا ہے۔'' حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: چنانچہ ہم لوگ نبی ﷺ کے قریب آ گئے حتی کہ ہم نے آپ کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملا دیے۔ پھر (یہ کیفیت ہوگئی کہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ (کافی دیر تک) بیٹھے رہتے۔ پھر جب آپ اٹھنا چاہتے تو تشریف لے جاتے اور ہمیں بیٹھے رہنے دیتے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ...... فُرُطًا﴾ ''اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ وہ اس کی رضا کے طالب ہیں۔ آپ کی نظریں انھیں چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی طرف نہ جائیں (ان سرداروں کے ساتھ نہ بیٹھیں) کہ آپ دنیا کی زندگی کی زینت چاہنے لگیں۔ اور آپ اس شخص کی بات نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے (عیینہ اور اقرع وغیرہ کی) اور جو اپنی خواہش کے پیچھے چلتا ہے' اور اس کا معاملہ حد اعتدال سے ہٹا ہوا ہے (ہلاکت کا باعث ہے۔'') صحابی بیان کرتے ہیں: اس سے مراد عیینہ اور اقرع کا معاملہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کا واقعہ بیان فرمایا اور دنیا کی زندگی کی مثال بیان فرمائی۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا: (اس کے بعد) ہم نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھتے تھے لیکن جب وہ وقت آتا جو نبی ﷺ کے اٹھنے کا (روز مرہ کا) ہوتا تھا تو ہم خود ہی نبی ﷺ کو چھوڑ کر اٹھ جاتے تھے تاکہ آپ بھی تشریف لے جاسکیں۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کی ہدایت کا اتنا خیال تھا کہ اس کے لیے بعض ایسی شرائط بھی تسلیم کرنے کا سوچا جو حقیقت میں آپ کو انتہائی ناگوار تھیں۔ ② اللہ تعالیٰ مخلص مومنوں کی خواہشات پوری فرما دیتا ہے۔ ③ اگرچہ زبانی معاہدہ بھی واجب العمل ہوتا ہے، تاہم لکھ لینا بہتر ہے۔ ④ اس واقعہ سے قدیم الاسلام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام اور ان کی عظمت واضح ہے۔ ⑤ پہلے اسلام لانے والے صحابہ بعد میں اسلام لانے والے صحابہ سے افضل ہیں، تاہم بعد والے بھی واجب الاحترام ہیں اور تابعین سے افضل ہیں۔ ⑥ مربی اور معلم کو چاہیے کہ مخلص ساتھیوں کے جذبات کا خیال رکھے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کے ہر حکم پر پوری طرح عمل فرماتے تھے اگرچہ وہ عام لوگوں کی نظر میں معمولی حکم ہوتا۔ ⑧ رسول اللہ ﷺ کا پہلا معمول بھی درست تھا کہ جب ضرورت محسوس فرماتے مجلس سے اٹھ جاتے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے رہتے تاکہ نبی ﷺ سے سیکھے ہوئے مسائل یاد کریں اور ایک دوسرے سے وہ احادیث سنیں جو براہ راست رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی ہوتی تھیں۔ ⑨ بعد میں رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو زیادہ سے زیادہ استفادے کا موقع عنایت فرمائیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ زیادہ دیر تک تشریف رکھتے تھے۔ ⑩ صحابۂ کرام نے محسوس کیا کہ نبی ﷺ کو اس طرز عمل سے مشقت اٹھانی پڑتی ہے اس لیے وہ خود ہی مناسب وقت پر مجلس برخاست کر دیتے تھے تاکہ آپ کو آرام واستراحت اور دوسرے ذاتی امور کے لیے کافی وقت مل سکے۔ استاد کو چاہیے کہ طلبہ کو زیادہ سے زیادہ استفادے کا موقع دے لیکن طلبہ کو بھی چاہیے کہ وہ استاد پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔ ⑪ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد اور متابعات کی بنا پر حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ ان شواہد اور متابعات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے، نیز آئندہ آنے والی روایت میں بھی مختصراً اسی واقعے کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح السيرة النبوية للألباني، ص:۲۲۳-۲۲۴، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۹۲/۷، ۹۳)

٤١٢٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِينَا، سِتَّةٍ: فِيَّ وَفِي ابْنِ مَسْعُودٍ وَصُهَيْبٍ وَعَمَّارٍ

۴۱۲۸- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: یہ آیت ہم چھ افراد کے بارے میں نازل ہوئی ہے: میرے بارے میں۔ حضرات عبداللہ بن مسعود، صہیب، عمار، مقداد اور بلال رضی اللہ عنہم کے بارے میں۔ انھوں نے فرمایا: قریش نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ہم ان

٤١٢٨ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، ح: ٢٤١٣/ ٤٥، ٤٦ من طريقين عن المقدام به.

وَالْمِقْدَادِ وَبِلَالٍ. قَالَ: قَالَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّا لَا نَرْضَى أَنْ نَكُونَ أَتْبَاعًا لَهُمْ. فَاطْرُدْهُمْ عَنْكَ. قَالَ: فَدَخَلَ قَلْبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدْخُلَ. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَوٰةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ﴾ اَلْآيَةَ [الأنعام: ٥٢].

(غریب افراد) سے کم تر نہیں بننا چاہتے' لہٰذا انھیں اپنے پاس سے ہٹا دیجیے۔ اس بات سے رسول اللہ ﷺ کے دل میں اللہ کی مشیت سے کوئی خیال آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ ''ان لوگوں کو اپنے پاس سے مت ہٹائیے جو صبح شام اپنے رب کو اس کی رضا کے حصول کے لیے پکارتے ہیں۔''

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الْمُكْثِرِينَ (التحفة ٨)

باب: ۸- زیادہ مال رکھنے والوں کا بیان

٤١٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «وَيْلٌ لِلْمُكْثِرِينَ. إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» أَرْبَعٌ: عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، وَمِنْ قُدَّامِهِ، وَمِنْ وَرَائِهِ.

۴۱۲۹- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ مال رکھنے والوں کے لیے ہلاکت ہے مگر جس نے مال کو اس طرح' اس طرح' اس طرح اور اس طرح (خرچ) کیا۔'' یہ فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے دائیں' بائیں' آگے اور پیچھے چاروں طرف (ہر طرف ایک بار) اشارہ فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① مال حرص اور بخل کے ذریعے سے جمع ہوتا ہے اور یہ دونوں مذموم خصلتیں ہیں۔ ② جائز طریقے سے کمایا ہوا مال بھی اللہ کی راہ میں اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا ضروری ہے' اپنی ذاتی آسائشات اور تعیّشات پر مال صرف کرنا درست نہیں۔ ③ سخاوت کرنے والا ہلاکت سے محفوظ ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا مال اس کے لیے نیکیوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ جس قدر زیادہ خرچ کرے گا' اتنا ہی جنت میں بلند درجات کا مستحق ہوگا۔

٤١٢٩ـ [حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف عطية والراوي عنه" انظر، ح: ٤١٢٣، ورواه الأعمش عن عطية به بألفاظ مختلفة، متقاربة المعنى، أحمد: ٣/٥٢، وله شاهد عند أحمد: ٢/ ٣٠٩، ٥٢٥، وانظر الحديث الآتي.

٤١٣٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنِي أَبُو زُمَيْلٍ، هُوَ سِمَاكٌ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ الْحَنَفِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْأَكْثَرُونَ هُمُ الْأَسْفَلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، وَكَسَبَهُ مِنْ طَيِّبٍ».

۴۱۳۰- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ مال والے قیامت کے دن (دوسروں سے درجات میں) نیچے ہوں گے' مگر جس نے مال کو اس طرح اور اس طرح خرچ کیا' اور اس کی کمائی پاک (اور حلال ذرائع) سے ہوئی۔''

فائدہ: سخاوت سے اس شخص کو فائدہ ہو سکتا ہے جس کی کمائی حلال ہو' لہٰذا حرام کمائی سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

٤١٣١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْأَكْثَرُونَ هُمُ الْأَسْفَلُونَ. إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» ثَلَاثًا.

۴۱۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ مال والے زیادہ نیچے ہوں گے' مگر جس نے اس طرح' اس طرح اور اس طرح خرچ کیا۔'' (نبی ﷺ نے) تین بار (اشارہ) فرمایا۔

٤١٣٢- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا عِنْدِي

۴۱۳۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو تو میں نہیں چاہوں گا کہ مجھ پر تیسری رات آئے اور (اس وقت بھی) اس میں سے کچھ میرے پاس (بچا ہوا)

٤١٣٠ـ [إسناده حسن] وصححه البوصيري، وله شواهد، منها حديث المعرور بن سويد عن أبي ذر أخرجه مسلم، ح: ٩٩٠/ ٣٠، والبخاري، ح: ١٤٦٠، ٦٦٣٨ وغيرهما.

٤١٣١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٢٨ عن يحيى القطان به * وابن عجلان صرح بالسماع عنده، وصححه البوصيري.

٤١٣٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤١٩ من حديث عبدالعزيز به، وحسنه البوصيري، وللحديث شواهد كثيرة جدًا عند البخاري، ومسلم وغيرهما، وهو متواتر عن أبي هريرة رضي الله عنه.

ذَهَبًا. فَتَأْتِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ. إِلَّا شَيْءٌ أَرْصُدُهُ فِي قَضَاءِ دَيْنٍ».

موجود ہو' مگر اتنی چیز جسے میں قرض کی ادائیگی کے لیے سنبھال رکھوں۔"

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں نبی ﷺ کی سخاوت کا بیان اور امت کے لیے ترغیب ہے۔ ② احد ایک بڑا پہاڑ ہے' اتنا سونا دو تین دن میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا اس کے باوجود نبی ﷺ کی خواہش یہی تھی کہ اگر اتنا مال بھی ہو تو وہ بھی دو تین دن میں مکمل طور پر تقسیم کر دیا جائے۔ ③ قرض کی ادائیگی قرض خواہ کا حق ہے' اس کی ادائیگی سخاوت سے اہم ہے۔ ④ قرض لینا دینا جائز ہے لیکن قرض لیتے وقت یہ نیت ہونی چاہیے کہ جلد از جلد ادا کر دیا جائے گا۔ ⑤ سنبھال رکھنے کی ضرورت تب پیش آ سکتی ہے جب ادائیگی کا مقرر وقت آنے میں کچھ وقفہ باقی ہو تا کہ جب قرض خواہ مطالبہ کرے تو ادائیگی کا اہتمام کرتے ہوئے ادائیگی میں تاخیر نہ ہو جائے۔ ⑥ اگر قرض خواہ قریب موجود ہو تو مقررہ وقت سے پہلے خود جا کر ادائیگی کر دینا افضل ہے لیکن اگر اس سے رابطہ مشکل ہو تو رقم سنبھال کر رکھنا مناسب ہے تا کہ ادائیگی جلد از جلد کی جا سکے۔

٤١٣٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي عُبَيْدِ اللهِ، مُسْلِمِ بْنِ مِشْكَمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ غَيْلَانَ الثَّقَفِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللَّهُمَّ مَنْ آمَنَ بِي وَصَدَّقَنِي، وَعَلِمَ أَنَّ مَا جِئْتُ بِهِ هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ، فَأَقْلِلْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَحَبِّبْ إِلَيْهِ لِقَاءَكَ، وَعَجِّلْ لَهُ الْقَضَاءَ. وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِي، وَلَمْ يُصَدِّقْنِي، وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ مَا جِئْتُ بِهِ هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ، فَأَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَأَطِلْ عُمُرَهُ».

۴۱۳۳- حضرت عمرو بن غیلان ثقفی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یا اللہ! جو شخص مجھ پر ایمان لایا' میری تصدیق کی اور اس نے (دل سے) جان لیا کہ میں جو (شریعت) لے کر آیا ہوں وہ تیری طرف سے حق ہے' تو اسے کم مال اور اولاد دے اور اسے اپنی ملاقات کی محبت نصیب فرما اور اسے جلدی موت عطا فرما۔ اور جو مجھ پر ایمان نہ لایا' میری تصدیق نہ کی اور یہ یقین نہ کیا کہ میں جو (شریعت) لے کر آیا ہوں وہ تیری طرف سے حق ہے' اس کو بہت مال اور اولاد دے' اور اس کی عمر طویل فرما دے۔"

٤١٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۱۳۴- حضرت نقادہ (بن عبداللہ) اسدی ؓ

٤١٣٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٧/ ٣١، ح: ٥٦ من حديث هشام به، وتابعه معلى بن منصور، أسد الغابة: ٤/ ١٢٥ * عمرو بن غيلان مختلف في صحبته، وقال الذهبي: "لا تصح له صحبة".

٤١٣٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٧٧ عن عفان به * البراء السليطي لم يوثقه غير ابن حبان، وقال ◀◀

حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ بُرْزِينَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ بُرْزِينَ: حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ عَنِ الْبَرَاءِ السَّلِيطِيِّ، عَنْ نُقَادَةَ الْأَسَدِيِّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ يَسْتَمْنِحُهُ نَاقَةً. فَرَدَّهُ. ثُمَّ بَعَثَنِي إِلَى رَجُلٍ آخَرَ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ بِنَاقَةٍ. فَلَمَّا أَبْصَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهَا وَفِيمَنْ بَعَثَ بِهَا».

سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک آدمی کی طرف بھیج کر اس سے ایک اونٹنی طلب فرمائی۔ اس شخص نے (اونٹنی دینے سے) انکار کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک اور آدمی کی طرف بھیجا۔ اس نے ایک اونٹنی بھجوا دی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کو دیکھا تو فرمایا: یا اللہ! اس میں برکت عطا فرما اور اسے بھیجنے والے کو بھی۔"

قَالَ نُقَادَةُ: فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: وَفِيمَنْ جَاءَ بِهَا. قَالَ: «وَفِيمَنْ جَاءَ بِهَا». ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُلِبَتْ فَدَرَّتْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَ فُلَانٍ» لِلْمَانِعِ الْأَوَّلِ: «وَاجْعَلْ رِزْقَ فُلَانٍ يَوْمًا بِيَوْمٍ» لِلَّذِي بَعَثَ بِالنَّاقَةِ.

حضرت نقادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کہا جو اسے لے کر آیا (اس کے لیے بھی برکت کی دعا فرمائیں۔) نبی ﷺ نے فرمایا: "اور جو اسے لے کر آیا (اللہ اسے بھی برکت دے۔") پھر آپ کے حکم سے اسے دوہا گیا' اس نے بہت دودھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پہلے شخص کے بارے میں' جس نے انکار کر دیا تھا' فرمایا: "یا اللہ! فلاں کا مال زیادہ فرما۔" اور جس نے اونٹنی بھیجی تھی اس کے حق میں فرمایا: "یا اللہ! اس کو روز کا رزق روز دے۔"

٤١٣٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْقَطِيفَةِ وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ. إِنْ

۴۱۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہلاک ہو جائے (تباہ ہو جائے) دینار کا بندہ' درہم کا بندہ' کمبل کا بندہ اور چادر کا بندہ۔ اگر اسے دیا جائے تو خوش رہتا ہے' اگر نہ دیا جائے تو (بیعت والا) وعدہ پورا نہیں کرتا۔"

◄◄ الذهبي: "لا يعرف".

٤١٣٥- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الحراسة في الغزو في سبيل الله، ح: ٢٨٨٦، ٦٤٣٥ من حديث أبي بكر به، وله طريق آخر، انظر الحديث الآتي.

أُعْطِيَ رَضِيَ ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَفِ» .

٤١٣٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «تَعِسَ عَبْدُالدِّينَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ . تَعِسَ وَانْتَكَسَ . وَإِذَا شِيكَ ، فَلَا انْتَقَشَ» .

۴۱۳۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہلاک ہو جائے دینار کا بندہ‘ درہم کا بندہ اور چادر کا بندہ۔ ہلاک ہو جائے‘ اوندھا ہو جائے‘ اسے کانٹا لگے تو نکالا نہ جائے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① دنیا کا لالچ مذموم ہے۔ ② جب محبت و نفرت کی بنیاد محض دنیوی مفاد پر ہو جائے تو خلوص باقی نہیں رہتا۔ اس صورت میں خلیفۃ المسلمین یا اس کے نائب سے بیعت بھی اللہ کی رضا کے لیے اور اسلامی سلطنت کی حفاظت اور خدمت کے لیے نہیں ہوتی‘ اس طرح یہ عظیم نیکی بھی تمام برکات سے محروم ہو کر برائی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ③ دینی جماعتوں اور تنظیموں سے تعلق اللہ کی رضا اور ثواب کے لیے ہونا چاہیے۔ اسی نیت سے عہدہ اور ذمہ داری قبول کی جائے۔ اگر محسوس ہو کہ محنت کرنے کے باوجود جماعت میں اہمیت تسلیم نہیں کی جا رہی تو اکابر سے ناراض ہو کر جماعت سے الگ نہ ہو جائے۔ ہاں‘ اگر یہ محسوس کیا جائے کہ جماعت یا تنظیم کے عہدیدار صحیح انداز سے کام نہیں کر رہے اور توجہ دلانے کے باوجود اصلاح پر آمادہ نہیں تو خاموشی کے ساتھ تنظیم سے الگ ہو جائے۔ ④ درہم و دینار کے بندے سے مراد وہ شخص ہے جو دنیا کے مال و دولت کی اتنی خواہش رکھتا ہے کہ اس کی تمام سرگرمیوں کا محور حصول دولت بن کر رہ جاتا ہے۔ اس طرح وہ دولت سے خدمت لینے کی بجائے دولت جمع کرنے اور سنبھالنے میں مصروف رہتا ہے‘ گویا دولت اس کا آقا یا معبود ہے اور وہ غلام یا پجاری۔ ⑤ دولت کے پجاری کے لیے بددعا کی گئی ہے کہ وہ تباہ ہو جائے۔ منہ کے بل گرنے اور سر کے بل اوندھا ہو جانے سے یہی مراد ہے۔ کانٹا نہ نکالے جانے سے مراد یہ ہے کہ وہ مشکلات میں پھنسا رہے اور اس کی مدد اور نجات کی کوئی صورت پیدا نہ ہو۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٩) - بَابُ الْقَنَاعَةِ (التحفة ٩)

باب:۹- قناعت کا بیان

٤١٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ،

۴۱۳۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’امارت سامان کی کثرت

٤١٣٦ـ أخرجه البخاري، أيضًا، ح: ٢٨٨٧ من حديث عبدالله بن دينار به.

٤١٣٧ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل القناعة والحث عليها، ح: ١٠٥١/ ١٢٠ من حديث سفيان به.

عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ. وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ».

سے نہیں ہوتی بلکہ امیری تو دل کی امیری ہے۔"

فوائد و مسائل: ① انسان دولت اس لیے حاصل کرتا ہے کہ اس کے کام چلتے رہیں لیکن جب دولت خود مقصود بن جائے تو پھر مال و دولت کی کثرت کے باوجود وہ سکون و اطمینان حاصل نہیں ہوتا جس کے لیے کوشش کی جاتی ہے۔ ② قناعت کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے پاس موجود رزق کو کافی سمجھے اور اپنی ضروریات کو اس حد تک محدود کر لے کہ حلال روزی میں گزارہ ہو جائے۔ ③ دولت مند وہ ہے جس کا دل دولت مند ہے۔ اور دل دولت مند تب ہوتا ہے جب اس میں حرص اور بخل نہ ہو۔ ایسا آدمی تھوڑے سے مال سے اتنی خوشی حاصل کر لیتا ہے جو حریص آدمی کو بہت زیادہ مال سے بھی حاصل نہیں ہوتی۔

٤١٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ وَحُمَيْدِ بْنِ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «قَدْ أَفْلَحَ مَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَرُزِقَ الْكَفَافَ، وَقَنِعَ بِهِ».

۴۱۳۸- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کامیاب وہ ہے جسے اسلام کی ہدایت مل گئی، ضرورت کے مطابق رزق مل گیا اور وہ اس پر قانع ہو گیا۔"

فوائد و مسائل: ① اسلام سب سے بڑی دولت ہے کیونکہ اس سے آخرت میں جنت ملتی ہے جس سے بڑی کوئی نعمت نہیں۔ ② "رزق کفاف" کا مطلب اتنی روزی ہے جس سے بنیادی ضروریات، بغیر فضول خرچی کے، پوری ہوتی رہیں اور قرض اٹھانے کی ضرورت نہ پڑے۔ ③ کامیابی دولت کے ڈھیر جمع کرنے کا نام نہیں بلکہ موجود رزق پر قناعت اور شکر اصل دولت اور بڑی کامیابی ہے۔

٤١٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۱۳۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

٤١٣٨ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب في الكفاف والقناعة، ح: ١٠٥٤/ ١٢٥ من حديث أبي عبدالرحمٰن الحبلي به بألفاظ مختلفة نحو المعنى.

٤١٣٩ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب كيف كان عيش النبي ﷺ وأصحابه... الخ، ح: ٦٤٦٠، من حديث عمارة به، ومسلم، انظر الحديث السابق، ح: ١٠٥٥/ ١٢٦ من حديث وكيع به.

نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! محمد (ﷺ) کے گھر والوں کو ضروری حاجات کے مطابق رزق عطا فرما۔''

فوائد و مسائل: ① انسان کو چاہیے کہ اپنے گھر والوں کے لیے بھی اچھی عادات و خصائل کی خواہش رکھے۔ ② ضرورت کے مطابق رزق کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ نہ ملے جسے جمع کر کے رکھا جائے۔ ③ نبی ﷺ کا زہد و قناعت امت کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

٤١٤٠ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَيَعْلَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ نُفَيْعٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ غَنِيٍّ وَلَا فَقِيرٍ إِلَّا وَدَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّهُ أُتِيَ مِنَ الدُّنْيَا قُوتًا».

۴۱۴۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ہر دولت مند اور نادار کی خواہش یہی ہو گی کہ اسے دنیا میں صرف (زندہ رکھنے کے قابل) تھوڑی سی روزی ملی ہوتی۔''

٤١٤١ - **حَدَّثَنَا** سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ ابْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي شُمَيْلَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِحْصَنٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ، آمِنًا فِي سِرْبِهِ، عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا

۴۱۴۱- حضرت عبید اللہ بن محصن انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی صبح اس حال میں ہوئی کہ اسے بدن میں عافیت' اپنے بارے میں امن اور دن بھر کی خوراک حاصل ہو' اسے گویا پوری دنیا جمع کر کے دے دی گئی۔''

٤١٤٠ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه أبونعيم في الحلية: ١/ ٦٩، ٧٠ من حديث إسماعيل عن نفيع أبي داود عن أنس به، ووقع في المسند المطبوع تصحيف، وانظر، ح: ١٤٨٥ لحال نفيع، وفيه علّة أخرٰى.

٤١٤١ـ **[حسن]** أخرجه الترمذي، الزهد، باب في الوصف من حيزت له الدنيا، ح: ٢٣٤٦ من حديث مروان به، وقال: "حسن غريب"، سلمة الأنصاري وثقه الترمذي، وابن حبان، وجهله آخرون فهو حسن الحديث، وللحديث شواهد ضعيفة، راجع مسند الحميدي بتحقيقي، ح: ٤٣٩.

حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا» .

فوائد ومسائل: ① جسے کوئی بیماری اور خوف نہ ہو اور دن بھر کی ضرورت کا سامان موجود ہو تو یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ ② ہم زیادہ کی خواہش میں ان نعمتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے جو ہمارے پاس موجود ہوتی ہیں جس کی وجہ سے دل میں شکر کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ ③ جس شخص کے پاس ایک دن کی ضروریات موجود ہیں' اسے اس دن کا شکر ادا کرنا چاہیے اور یہ امید رکھنی چاہیے کہ جب کل کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات بھی مہیا فرمادے گا۔

٤١٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «انْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ. وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ. فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ» .

قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: «عَلَيْكُمْ» .

۴۱۴۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(دنیا میں) اپنے سے نیچے والے (کم مال) کو دیکھو' اپنے سے اوپر والے کو نہ دیکھو' اس سے یہ ہوگا کہ تم اللہ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو گے۔''

(راویِ حدیث) ابو معاویہ نے [نِعْمَةَ اللّٰهِ] کے بعد [عَلَيْكُمْ] کے الفاظ بھی بیان کیے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① نیچے والے سے مراد وہ شخص ہے جو کسی نعمت میں ہم سے کم ہے اور اوپر والے سے مراد وہ شخص ہے جو کسی نعمت میں ہم سے بڑھ کر ہے۔ ② اپنے سے زیادہ نعمت والے کو دیکھنے سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مجھے یہ نعمت کم حاصل ہے' اس کی کو شیطان اس انداز سے پیش کرتا ہے گویا یہ نعمت حاصل ہی نہیں۔ اس طرح محرومی کا احساس پیدا ہوتا ہے جس سے شکر کی بجائے اللہ سے شکوہ کرنے کو جی چاہتا ہے جو ناشکری کی ایک بڑی صورت ہے۔ ③ اپنے سے کم تر پر نظر ڈالنے سے حاصل شدہ نعمت کی قدر معلوم ہوتی ہے' جس سے شکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ④ ہر نعمت کے بارے میں یہ کیفیت ہے کہ ایک فرد کو وہ نعمت کسی سے کم ملی ہے تو وہی نعمت اسے کسی دوسرے سے زیادہ بھی ملی ہے۔ اس معاملے کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ اگر ایک فرد کو ایک نعمت کسی سے کم ملی ہے تو کوئی دوسری نعمت اسے زیادہ بھی ملی ہے۔ جس طرح ایک شخص کسی سے کم دولت رکھتا ہے اور کسی سے زیادہ دولت مند بھی ہے۔ اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر وہ اس سے دولت میں کم ہے تو صحت یا قوت میں اس سے بڑھ کر ہے۔ اگر حسن صورت میں کم ہے تو علم وفضل یا حسن سیرت میں اس سے زیادہ بھی

٤١٤٢ـ أخرجه مسلم، الزهد، باب "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٦٣/ ٩ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

ہے' لہٰذا احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی کوئی وجہ نہیں' اور اللہ سے شکوہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

٤١٤٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ. وَلٰكِنْ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى أَعْمَالِكُمْ وَقُلُوبِكُمْ».

۴۱۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے عملوں اور دلوں کو دیکھتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① خوب صورت یا بدصورت ہونا بندے کے ہاتھ میں نہیں بلکہ یہ اللہ کی مشیت کے مطابق ہوتا ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ عمل اچھے ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جا سکے۔ ② اللہ کے ہاں مال دار اور بے زر برابر ہیں۔ مال دار کو محض دولت مند ہونے کی وجہ سے معافی نہیں مل سکتی اور نادار کو محض اس کی مفلسی کی بنا پر مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ ③ مال دار ہونا بھی اللہ کی آزمائش ہے اور مفلس ہونا دوسری طرح کی آزمائش۔ اگر مال دار شکر کرے تو اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے اور ناشکری کرے تو ناپسندیدہ ہے۔ اسی طرح نادار آدمی صبر کرے تو اللہ کا پیارا ہے اور بے صبری کرے اور حرام کمائی کی کوشش کرے تو اللہ کے قرب سے محروم ہے۔ ④ انسان اگر نیکی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کی نیت اور خواہش ضرور رکھنی چاہیے۔ ایسی نیت پر بھی ثواب ملتا ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ مَعِيشَةِ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ (التحفة ١٠)

باب: ۱۰- آل محمد ﷺ کی گزران

٤١٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كُنَّا، آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ، لَنَمْكُثُ شَهْرًا مَا نُوقِدُ

۴۱۴۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم' آل محمد ﷺ' مہینہ مہینہ اس حال میں گزار دیتے تھے کہ آگ نہیں جلاتے تھے۔ (ہمارا کھانا) صرف کھجوریں اور پانی ہوتا تھا۔

٤١٤٣_ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم ظلم المسلم و خذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله، ح: ٢٥٦٤/ ٣٤ من حديث كثير به.

٤١٤٤_ [صحيح] انظر، ح: ٤١٤٢ من هٰذا الكتاب، ومسلم، ح: ٢٩٧٢/ ٢٦ب عن ابن أبي شيبة به، وأخرجه البخاري، ح: ٦٤٥٨ من حديث هشام به، وأخرجاه البخاري، ح: ٢٥٦٧، ٦٤٥٩، ومسلم، ح: ٢٩٧٢/ ٢٨ وغيرهما من حديث يزيد بن رومان عن عروة به مطولاً.

فِيهِ بِنَارٍ . مَا هُوَ إِلَّا التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّ ابْنَ نُمَيْرٍ قَالَ : نَلْبَثُ شَهْرًا .

فوائد و مسائل: ① اس میں نبی ﷺ کے زہد، استغنا، قناعت اور سادگی کا بیان ہے۔ ② حیات مبارکہ کے آخری سالوں میں رسول اللہ ﷺ نے سال بھر کے خرچ کے لیے کھجوریں اور جو وغیرہ اکٹھے دینا شروع کر دیے تھے لیکن امہات المومنین سخاوت سے کام لیتے ہوئے جلد ہی خرچ کر دیتی تھیں، اس لیے اکثر روٹی، سالن اور گوشت وغیرہ کے بغیر گزارہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات کھجوریں بھی میسر نہیں ہوتی تھیں۔

٤١٤٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : لَقَدْ كَانَ يَأْتِي ، عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ ، الشَّهْرُ مَا يُرَى فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِهِ الدُّخَانُ .

۴۱۴۵- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ کے گھر والوں پر مہینہ بھر اس طرح گزر جاتا تھا کہ آپ کے کسی گھر میں بھی دھواں نظر نہیں آتا تھا۔

قُلْتُ : فَمَا كَانَ طَعَامُهُمْ ؟ قَالَتْ : اَلْأَسْوَدَانِ : اَلتَّمْرُ وَالْمَاءُ . غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ لَنَا جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ ، جِيرَانُ صِدْقٍ . وَكَانَتْ لَهُمْ رَبَائِبُ . فَكَانُوا يَبْعَثُونَ إِلَيْهِ أَلْبَانَهَا .

(حضرت ابو سلمہ ؓ نے بیان کیا:) میں نے کہا: پھر وہ لوگ کیا کھاتے تھے؟ ام المومنین ؓ نے فرمایا: دو سیاہ چیزیں: کھجوریں اور پانی، البتہ ہمارے کچھ انصاری ہمسائے تھے، وہ مخلص ہمسائے تھے، ان کے گھروں میں پلنے والی کچھ بکریاں تھیں (جنھیں چرنے کے لیے چراگاہ میں نہیں لے جایا جاتا تھا، گھر لا کر چارہ دیا جاتا تھا۔) وہ ان کا دودھ آپ ﷺ کی طرف (ہمارے ہاں) بھیج دیا کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ : وَكَانُوا تِسْعَةَ أَبْيَاتٍ .

(راویٔ حدیث) محمد بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں: وہ نو گھر تھے۔

فائدہ: عورتوں کو چاہیے کہ حلال آمدنی میں گزارہ کریں اور خاوند کو حرام ذرائع اختیار کرنے پر مجبور نہ کریں۔

٤١٤٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد : ٦/ ١٨٢ ، ٢٣٧ عن يزيد به ، وصححه البوصيري ، والحديث السابق شاهد له .

٤١٤٦- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْتَوِي، فِي الْيَوْمِ، مِنَ الْجُوعِ. مَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلأُ بِهِ بَطْنَهُ.

۴۱۴۶- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کو بھوک کی وجہ سے کروٹیں بدلتے دیکھا کیونکہ آپ کو معمولی سی کھجوریں بھی میسر نہ تھیں جن سے پیٹ بھر لیتے۔

فائدہ: اس میں امت کے لیے سبق ہے کہ وہ تنگ دستی کی حالت میں صبر اختیار کریں' حرام کمائی کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔

٤١٤٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مِرَارًا: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَصْبَحَ عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ حَبٍّ وَلَا صَاعُ تَمْرٍ».

وَإِنَّ لَهُ، يَوْمَئِذٍ، تِسْعَ نِسْوَةٍ.

۴۱۴۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کئی بار یہ فرماتے سنا ہے: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! آج محمد (ﷺ) کے گھر والوں کے پاس ایک صاع غلہ ہے نہ ایک صاع کھجوریں۔''

ان دنوں رسول اکرم ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔

فائدہ: ''صاع'' کا مطلب ''ٹوپا'' ہے جو غلہ ماپنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اہل مدینہ کا صاع تقریباً ڈھائی کلوگرام کا ہوتا تھا۔

٤١٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ

۴۱۴۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج محمد (ﷺ) کے گھر والوں کے پاس صرف ایک مُدّ خوراک ہے۔'' یا فرمایا:

٤١٤٦_ أخرجه مسلم، الزهد، باب "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٧٨/ ٣٦ من حديث شعبة به.

٤١٤٧_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢٨ عن الحسن بن موسى به مطولاً، وصححه البوصيري، والحافظ في الفتح: ١١/ ٢٩٣ تحت، ح: ٦٤٥٩، وتقدم طرفه، ح: ٢٤٣٧ وأخرجه البخاري، ح: ٢٠٦٩، ٢٥٠٨ من حديث قتادة به، وله شواهد كثيرة.

٤١٤٨_ [إسناده ضعيف لانقطاعه] انظر، ح: ١٤٧٨، ١٦٠٦، ومع ذٰلك صححه البوصيري.

بَذِيمَةَ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَصْبَحَ فِي آلِ مُحَمَّدٍ إِلَّا مُدٌّ مِنْ طَعَامٍ» أَوْ : «مَا أَصْبَحَ فِي آلِ مُحَمَّدٍ مُدٌّ مِنْ طَعَامٍ» .

''ایک مُدّ خوراک بھی نہیں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مد سے مراد صاع کا چوتھا حصہ ہے جس کی مقدار تقریباً ساڑھے چھ سو گرام ہوتی ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کے اس اظہار سے مقصود شکوہ نہیں بلکہ صبر وشکر میں اپنا اسوۂ حسنہ پیش کرنا ہے تاکہ صحابہ اور امت کے دوسرے افراد اس کی اتباع کر سکیں۔ ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دکتور بشار عواد اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن متناً صحیح ہے نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مذکورہ محققین کی بحث پڑھنے کے بعد یہی معلوم ہوتا ہے کہ تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:۲۴۰۴' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:۴۱۴۸)

٤١٤٩ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ . أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْأَكْرَمِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ صُرَدٍ قَالَ : أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ . فَمَكَثْنَا ثَلَاثَ لَيَالٍ لَا نَقْدِرُ أَوْ لَا يَقْدِرُ عَلَى طَعَامٍ .

۴۱۴۹- حضرت سلمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو (ہماری یہ حالت تھی کہ) ہمیں تین رات تک کھانا میسر نہ ہو سکا۔

٤١٥٠ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا بِطَعَامٍ سُخْنٍ . فَأَكَلَ . فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ : «الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا دَخَلَ بَطْنِي طَعَامٌ سُخْنٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا» .

۴۱۵۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گرم کھانا حاضر کیا گیا۔ آپ نے تناول فرمایا۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے میرے پیٹ میں اتنے دن سے (تازہ اور) گرم کھانا نہیں گیا۔ (کھجور

٤١٤٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ٧/ ٩٩، ح: ٦٤٩٠ من حديث نصر به، واستحسنه أحمد، وضعفه البوصيري لجهالة التابعي ـ عبدالأكرم ـ وهو الصواب .

٤١٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٨٠ من حديث سويد به باختلاف يسير، وحسنه البوصيري، والحافظ في الفتح: ١١/ ٢٩٣، وقال ابن التركماني: "وهٰذا السند على شرط مسلم" * سويد تقدم حاله، ح: ١٠٣٦، ٢٣٧٣، والأعمش عنعن، ح: ١٧٨ إن صح السند إليه .

وغیرہ پر گزارہ رہا۔''

(المعجم ۱۱) - بَابُ ضِجَاعِ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱- آل محمد ﷺ کے گھر والوں کا بستر

٤١٥١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو خَالِدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ ضِجَاعُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَدَمًا حَشْوُهُ لِيفٌ.

۴۱۵۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ بستر عمدہ کپڑے کا نہیں تھا جس میں اون یا روئی بھری ہوئی ہو بلکہ چمڑے کا بستر بنا ہوا تھا' اس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی جو سخت اور ناہموار ہوتی ہے۔ لیکن چمڑے کی وجہ سے اس کی سختی زیادہ محسوس نہیں ہوتی۔ اہل عرب چمڑے کو سادہ انداز سے تیار کرتے تھے جو نہ زیادہ قیمتی ہوتا تھا' نہ خوبصورت۔ اس لحاظ سے چمڑے کا بستر انتہائی سادگی کی مثال ہے۔

٤١٥٢- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ، وَهُمَا فِي خَمِيلٍ لَهُمَا وَالْخَمِيلُ الْقَطِيفَةُ الْبَيْضَاءُ مِنَ الصُّوفِ، قَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَهَّزَهُمَا بِهَا، وَوِسَادَةٍ مَحْشُوَّةٍ إِذْخِرًا، وَقِرْبَةٍ.

۴۱۵۲- حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی اور حضرت فاطمہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس وقت ان دونوں نے ایک سفید اونی چادر لے رکھی تھی جو ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمائی تھی' نیز ایک اذخر کی گھاس بھرا گدا دیا تھا اور ایک مشکیزہ۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ ؓ کو ان کے نکاح کے موقع پر گھریلو استعمال کی کچھ چیزیں دی تھیں۔ بعض لوگوں نے اس کو جہیز کے موجودہ رواج کی دلیل بنایا ہے' جو درست نہیں۔ اصل میں حضرت علی ؓ کے والد ابو طالب مفلس آدمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی مدد کے لیے حضرت علی ؓ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ جب وہ جوان ہوئے تو نبی ﷺ نے اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہ ؓ کا ان سے

٤١٥١_ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب التواضع في اللباس ... الخ، ح: ٢٠٨٢/ ٣٨ من حديث ابن نمير به.

٤١٥٢_ [صحيح] أخرجه النسائي، النكاح، جهاز الرجل ابنته، ح: ٣٣٨٦ من حديث زائدة عن عطاء به، ورواه حماد بن سلمة، ابن سعد: ٨/ ٢٥ وغيره عن عطاء به مطولاً، وللحديث شواهد.

نکاح کر دیا۔ اس موقع پر ان کا الگ گھر بسانے کے لیے ضروری سامان مہیا کیا گیا۔ اور اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی مالی حالت اتنی پتلی تھی کہ جب ان کو کہا گیا کہ شبِ زفاف کے وقت حضرت فاطمہ کو کوئی تحفہ دو تو انھوں نے کہا: میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے اپنی وہ چادر ہی دے دو جو تمھارے پاس ہے۔'' (سنن أبي داود، النکاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن ينقدها شيئًا، حديث:۲۱۲۵) حدیث کے الفاظ [جَهَّزَهُمَا بِهَا] بھی قابل غور ہیں، اس کا ترجمہ ''جہیز دینا'' غلط ہے، بلکہ اس کا مفہوم یا تو گھر بسانے کے لیے سامان مہیا کرنا ہے یا شب بسری کے لیے تیار کرنا۔ اور یہ دوسرے معنی زیادہ صحیح ہیں۔ تثنیہ کی ضمیر سے اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ اگر اس سے مراد مروجہ جہیز ہوتا تو ضمیر صرف مؤنث کی ہوتی [جَهَّزَهَا] نہ کہ [جَهَّزَهُمَا]۔ ⑦ [وِسَادَة] اس سرہانے کو کہتے ہیں جس پر سوتے وقت سر رکھا جاتا ہے۔ اور اس گاؤ تکیے کو بھی کہتے ہیں جس سے بیٹھتے وقت ٹیک لگائی جاتی ہے۔ حضرت فاطمہ کو ملنے والا تکیہ پہلی قسم کا بھی ہو سکتا ہے، دوسری قسم کا بھی۔ واللہ أعلم.

٤١٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنِي سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ أَبُو زُمَيْلٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنِي عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهُوَ عَلَى حَصِيرٍ. قَالَ: فَجَلَسْتُ فَإِذَا عَلَيْهِ إِزَارٌ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ. وَإِذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ. وَإِذَا أَنَا بِقَبْضَةٍ مِنْ شَعِيرٍ، نَحْوِ الصَّاعِ، وَقَرَظٍ فِي نَاحِيَةٍ فِي الْغُرْفَةِ. وَإِذَا إِهَابٌ مُعَلَّقٌ. فَابْتَدَرَتْ عَيْنَايَ. فَقَالَ: «مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ» فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ وَمَا لِي لَا أَبْكِي؟ وَهٰذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِكَ

۴۱۵۳- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر ہوا تو آپ ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ میں بیٹھ گیا، میں نے دیکھا کہ آپ نے صرف تہ بند پہن رکھا ہے دوسرا کوئی کپڑا زیب تن نہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے پہلو پر چٹائی سے نشان پڑ گئے ہیں۔ ایک طرف صرف تھوڑے سے جو تھے۔ غالباً ایک صاع ہوں گے۔ اور کیکر کے پتے تھے (جو چمڑے کی دباغت میں کام آتے ہیں) اور بغیر دباغت کھال لٹکی ہوئی تھی۔ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب! آپ کیوں روتے ہیں؟'' میں نے کہا: اللہ کے نبی! میں کیوں نہ روؤں؟ اس چٹائی سے آپ کے پہلو میں نشان پڑ گئے ہیں (کوئی نرم بستر

٤١٥٣ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب في الإيلاء واعتزال النساء وتخييرهن . . . الخ، ح:١٤٧٩/ ٣٠ من حديث عمر بن يونس به مطولاً .

وَهٰذِهِ خِزَانَتُكَ لَا أَرٰى فِيهَا إِلَّا مَا أَرٰى، وَذٰلِكَ كِسْرٰى وَقَيْصَرُ فِي الثِّمَارِ وَالْأَنْهَارِ. وَأَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَصَفْوَتُهُ، وَهٰذِهِ خِزَانَتُكَ. قَالَ: «يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أَلَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا؟» قُلْتُ: بَلٰى.

بھی نہیں۔) اور آپ کے سامان رکھنے کی جگہ میں کچھ نظر نہیں آتا' سوائے اس (ایک صاع جو) کے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ ادھر کسریٰ اور قیصر باغوں اور میووں میں (عیش کر رہے) ہیں۔ آپ اللہ کے نبی اور اس کے برگزیدہ ہیں' اور یہ آپ کا توشہ خانہ ہے (جو خالی پڑا ہے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خطاب کے بیٹے! کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ ہمیں آخرت مل جائے اور ان (قیصر و کسریٰ) کو دنیا؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں! (میں خوش ہوں۔)

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے دنیا کا مال جمع نہیں کیا بلکہ زہد اختیار فرمایا۔ ② گھر میں ایک دو وقت کی خوراک موجود ہونا زہد کے منافی نہیں۔ ③ بے تکلف ساتھیوں میں صرف تہ بند پہن کر' یعنی قمیص پہنے بغیر بیٹھنا جائز ہے۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ سے شدید محبت رکھتے تھے۔ ⑤ کافروں کو ان کی نیکیوں کا معاوضہ دنیا ہی میں دنیوی سامان یا عیش و عشرت کی صورت میں مل جاتا ہے۔ ⑥ مسلمان پر دنیوی تنگ دستی آخرت میں درجات کی بلندی کا باعث ہے۔

٤١٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أُهْدِيَتِ ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَيَّ. فَمَا كَانَ فِرَاشُنَا، لَيْلَةَ أُهْدِيَتْ، إِلَّا مَسْكَ كَبْشٍ.

۴۱۵۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) رخصت ہو کر میرے گھر آئیں' اس رات ہمارا بستر صرف ایک مینڈھے کی کھال پر مشتمل تھا۔

(المعجم ١٢) - بَابُ مَعِيشَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- نبی ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی گزران

٤١٥٤- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف الحارث الأعور (تقدم، ح: ٩٥) * ومجالد (قد تقدم، ح: ١١)".

٤١٥٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا : حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ . فَيَنْطَلِقُ أَحَدُنَا يَتَحَامَلُ حَتَّى يَجِيءَ بِالْمُدِّ . وَإِنَّ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ .

قَالَ شَقِيقٌ: كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهِ .

۴۱۵۵- حضرت ابومسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صدقے کا حکم دیتے تو (ہماری یہ کیفیت ہوتی تھی کہ) ہم میں سے کوئی آدمی جا کر مزدوری کرتا اور ایک مُد (کھجور یا جو وغیرہ) لے کر آتا (اور اسے صدقے کے طور پر پیش کر دیتا۔) آج تو ایک آدمی کے پاس ایک لاکھ کی رقم بھی موجود ہے۔

(ابومسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد) حضرت شقیق رحمہ اللہ نے کہا: غالباً ان کا اشارہ خود اپنی طرف تھا۔

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سخاوت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ خود امداد کے مستحق ہونے کے باوجود امداد قبول نہیں کرتے تھے بلکہ اس مفلسی میں بھی محنت مزدوری کر کے خیرات کرتے تھے۔ ② صحابۂ کرام نبی ﷺ کے فرمان کی تعمیل کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کسی کو نام لے کر حکم نہیں دیتے تھے کہ خیرات کرو۔ تب بھی ان کی کوشش ہوتی تھی کہ ہم بھی اس کی تعمیل کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ ③ فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا اچھا بدلہ دنیا میں بھی خوشحالی کی صورت میں مل جاتا ہے۔ ④ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے حالات بیان فرمائے لیکن یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ یہ میرا اپنا واقعہ ہے تاکہ یہ ریاکاری میں شامل نہ ہو جائے جب کہ ان کا مقصد سامعین کو اس نیکی کی ترغیب دلانا تھا' اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اخلاص واضح ہے۔

٤١٥٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي نَعَامَةَ ، سَمِعَهُ مِنْ خَالِدِ ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ

۴۱۵۶- حضرت خالد بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ہمیں حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیا اور (اس میں یہ بھی) فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ ہم سات افراد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

٤١٥٥ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة، ح: ١٤١٥، ١٤١٦ وغيرهما، ومسلم، الزكاة، باب الحمل بأجرة يتصدق بها، والنهي الشديد عن تنقيص المتصدق بقليل، ح: ١٠١٨/ ٧٢ من حديث الأعمش به بألفاظ مختلفة.

٤١٥٦ـ أخرجه مسلم، الزهد، باب "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٦٧/ ١٥ من حديث خالد به.

رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَنَا طَعَامٌ نَأْكُلُهُ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ. حَتّٰى قَرِحَتْ أَشْدَاقُنَا.

ہمیں کھانے کے لیے درختوں کے پتوں کے سوا کچھ بھی میسر نہ تھا۔ (ہم وہی کھاتے رہے) حتی کہ ہماری باچھیں زخمی ہوگئیں۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر آنے والے سخت حالات ہمارے لیے صبر و استقامت کا سبق ہیں۔ ② منبر پر ایسے حالات بیان کرنے کا مقصد سامعین کو یہ سمجھانا ہے کہ اب جب کہ ہر قسم کی نعمتیں میسر ہیں' ان پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور ان سے معمولی سی کمی پر شکوہ شروع نہیں کر دینا چاہیے۔

٤١٥٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمْ أَصَابَهُمْ جُوعٌ وَهُمْ سَبْعَةٌ. قَالَ: فَأَعْطَانِي النَّبِيُّ ﷺ سَبْعَ تَمَرَاتٍ. لِكُلِّ إِنْسَانٍ تَمْرَةٌ.

۴۱۵۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھیں بھوک کا سامنا کرنا پڑا جب کہ وہ سات افراد تھے۔ وہ فرماتے ہیں: مجھے نبی ﷺ نے سات کھجوریں عنایت فرمائیں۔ ہر آدمی کے لیے ایک کھجور۔

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے پاس بھی ان کی ضرورت کی خوراک نہیں تھی' اس کے باوجود جو چند کھجوریں موجود تھیں وہی دے دیں۔ ② رسول اللہ ﷺ صحابہ کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیتے تھے۔ قائد کو اپنے ساتھیوں کا اسی طرح خیال رکھنا چاہیے۔ ③ تھوڑی چیز تقسیم کرتے وقت بھی انصاف اسی طرح ضروری ہے جس طرح زیادہ مال کی تقسیم میں۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا صبر و ایثار بے مثال ہے کہ ایک ایک کھجور ملی تو اسی پر اکتفا کر لیا کسی نے زیادہ حصہ لینے کی خواہش ظاہر نہیں کی۔

٤١٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

۴۱۵۸- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں' انھوں نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ ''پھر اس دن تم سے نعمتوں کے

٤١٥٧ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان النبي ﷺ وأصحابه يأكلون، ح: ٥٤١١، ٥٤٤١ من حديث عباس به دون قوله: "لكل إنسان تمرة".

٤١٥٨ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة الهاكم التكاثر، ح: ٣٣٥٦ عن محمد ابن أبي عمر العدني، وقال: "حسن"، وهو مخرج في مسند الحميدي، ح: ٦١ لراقم الحروف، يسر الله لنا طبعه.

الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ ٱلنَّعِيمِ﴾ [التكاثر: ٨] قَالَ الزُّبَيْرُ: وَأَيُّ نَعِيمٍ نُسْأَلُ عَنْهُ؟ وَإِنَّمَا هُوَ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ. قَالَ: «أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ».

بارے میں ضرور سوال ہوگا۔'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم سے کون سی نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا؟ ہمیں تو صرف پانی اور کھجوریں ہی میسر ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! یہ (سوال) ضرور ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① جو نعمتیں ہماری نظر میں معمولی ہیں' غور کیا جائے تو وہ بھی بڑی نعمتیں ہیں' لہٰذا ان کا شکر کرنا ضروری ہے۔ ② معمولی سے معمولی غذا بھی بھوکا رہنے کے مقابلے میں بہت بڑی نعمت ہے۔ ③ ''آگاہ رہو! یہ ضرور ہوگا۔'' رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ اگر آج تمھارے پاس نعمتوں کی فراوانی نہیں ہے تو عن قریب یہ ہو جائے گی' یعنی فتوحات ہوں گی اور تمھیں وافر مقدار میں غنیمتیں حاصل ہوں گی' لہٰذا تمھیں بہت سے نعمتیں میسر ہوں گی۔ دوسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ ہر ایک انسان کو دنیا میں تھوڑا بہت مال و متاع ملا ہی ہے' یعنی کسی کو کم' کسی کو زیادہ' لہٰذا قیامت کے دن ہر شخص سے' اس کو دی جانے والی ہر نعمت کے بارے میں سوال ہوگا' ہماری رائے میں دوسرا مفہوم راجح ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٥٩ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ، نَحْمِلُ أَزْوَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا. فَفَنِيَ أَزْوَادُنَا حَتَّى كَانَ يَكُونُ لِلرَّجُلِ مِنَّا تَمْرَةٌ. فَقِيلَ: يَاأَبَا عَبْدِ اللهِ وَأَيْنَ تَقَعُ التَّمْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَقَدْنَاهَا. وَأَتَيْنَا الْبَحْرَ. فَإِذَا نَحْنُ بِحُوتٍ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ. فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا.

۴۱۵۹- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے (ایک جہادی مہم پر) روانہ فرمایا۔ ہم تین سو افراد تھے۔ ہم اپنی غذائی اشیاء اپنی گردنوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ (مہم کے دوران میں) ہماری خوراک ختم ہوگئی حتی کہ ایک ایک آدمی کے حصے میں ایک ایک کھجور آتی تھی۔ کسی نے کہا: ابو عبداللہ! ایک کھجور سے آدمی کا کیا گزارہ ہوتا ہو گا؟ انھوں نے فرمایا: اس کا احساس ہمیں اس وقت ہوا جب وہ (ایک ایک کھجور) بھی نہ رہی۔ (آخر) ہم سمندر پر پہنچے تو اچانک ایک بڑی مچھلی نظر آئی جسے سمندر نے (پانی سے باہر) پھینک دیا تھا۔ ہم (سارا لشکر) اس میں

٤١٥٩_ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب حمل الزاد على الرقاب، ح: ٢٩٨٣ من حديث عبدة به، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ميتات البحر، ح: ١٩٣٥/ ٢٠ عن عثمان بن أبي شيبة به.

سے اٹھارہ دن تک کھاتے رہے۔

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام ؓ نے ہر قسم کے حالات میں جہاد کیا' خواہ ان کے پاس سواریاں اور راشن وغیرہ بھی نہ ہوتا۔ ② مچھلی مری ہوئی بھی حلال ہے۔ ③ جہاد میں اللہ کی طرف سے غیر متوقع انداز سے مدد حاصل ہوتی ہے۔

(المعجم ١٣) - بَاب: فِي الْبِنَاءِ وَالْخَرَابِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳-تعمیراورویرانی

٤١٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي السَّفَرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا. فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» فَقُلْتُ: خُصٌّ لَنَا وَهٰى، نَحْنُ نُصْلِحُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أُرَى الْأَمْرَ إِلَّا أَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ».

۴۱۶۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ اپنی ایک جھونپڑی کی مرمت کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: ہماری جھونپڑی کمزور ہوگئی ہے' ہم اسے ٹھیک کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میرے خیال میں تو معاملہ اس سے جلد واقع ہونے والا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① معاملے کی جلدی سے مراد یہ ہے کہ معلوم نہیں موت کب آ جائے۔ شاید مرمت کیے ہوئے گھر میں رہنا نصیب ہو یا نہ ہو۔ ② نصیحت میں موقع محل کی مناسبت کا خیال رکھنا چاہیے۔ ③ سر چھپانے کے لیے مکان کی ضرورت تو ہے لیکن موت کو نہیں بھولنا چاہیے۔ جس طرح دنیا کی ضرورت کے لیے کوشش کرتے ہیں' اس سے زیادہ آخرت کے گھر کی فکر ضروری ہے۔ ④ بے جا تکلفات سے ہر ممکن حد تک بچنا چاہیے۔

٤١٦١- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ

۴۱۶۱- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں

٤١٦٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في البناء، ح:٥٢٣٦ من حديث أبي معاوية به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح:٢٣٣٥، ح:٢٥٥٥،٢٥٥٦، وصرح الأعمش بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح:٤٥٦.

٤١٦١ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٤/٧٩، ح:٣١٠٥ من حديث الوليد به، وقال: "تفرد به الوليد"، وفيه عبدالأعلى بن عبدالله بن أبي فروة، ومن طريقه أورده الضياء في المختارة، وقال في المجمع: ٤/٦٩، ٧٠: "رجاله ثقات"، وله شاهد عند أبي داود، ح:٥٢٣٧، قال العراقي: "إسناده جيد".

الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ أَبِي فَرْوَةَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقُبَّةٍ عَلَى بَابِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ. فَقَالَ: «مَا هٰذِهِ؟» قَالُوا: قُبَّةٌ بَنَاهَا فُلَانٌ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مَالٍ يَكُونُ هٰكَذَا، فَهُوَ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». فَبَلَغَ الْأَنْصَارِيَّ ذٰلِكَ. فَوَضَعَهَا. فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدُ. فَلَمْ يَرَهَا. فَسَأَلَ عَنْهَا. فَأُخْبِرَ أَنَّهُ وَضَعَهَا لِمَا بَلَغَهُ عَنْكَ. فَقَالَ: «يَرْحَمُهُ اللهُ يَرْحَمُهُ اللهُ».

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک گول خیمے کے پاس سے گزرے جو ایک انصاری صحابی کے دروازے پر بنا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: گول خیمہ ہے جو فلاں نے بنایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مال بھی اس طرح (بلاضرورت خرچ) ہو' وہ قیامت کے دن اپنے مالک کے لیے وبال کا باعث ہوگا۔'' انصاری کو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا علم ہوا تو اس نے وہ خیمہ ہٹا دیا۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے تو وہ خیمہ نظر نہ آیا۔ آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ انصاری کو آپ کے فرمان کا علم ہوا تو اس نے اسے ہٹا دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحمت فرمائے۔ اللہ اس پر رحمت فرمائے۔''

فائدہ: علامہ ابن اثیر ؒ نے قُبَّة کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے: [اَلْقُبَّةُ مِنَ الْخِيَامِ: بَيْتٌ صَغِيرٌ مُسْتَدِيرٌ] (النهاية: مادہ' قبب) ''قبہ (خیمہ) اس چھوٹے سے گھر کو کہتے ہیں جو گول شکل میں ہوتا ہے۔'' گھر کے آگے اس قسم کا خیمہ لگانا غالباً امارت و ثروت کا اظہار ہوتا تھا اور صرف فخر کے لیے اس قسم کی زینت جائز نہیں۔

٤١٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَنَيْتُ بَيْتًا يُكِنُّنِي مِنَ الْمَطَرِ وَيُكِنُّنِي مِنَ الشَّمْسِ. مَا أَعَانَنِي عَلَيْهِ خَلْقُ اللهِ تَعَالٰى.

۴۱۶۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتا تھا (اور آپ حیات تھے) تو میں نے یہ کیفیت بھی دیکھی کہ میں نے ایک کمرہ بنایا جو مجھے بارش سے محفوظ رکھ سکے اور دھوپ سے بچا سکے۔ اس کی تعمیر میں میری کسی شخص نے مدد نہ کی۔

فوائد و مسائل: ① گھر کا اصل مقصد بارش اور دھوپ سے بچاؤ' اپنی نجی زندگی کا تحفظ اور پردے کا اہتمام ہے۔ یہ فائدہ معمولی گھر سے بھی اسی طرح حاصل ہوتا ہے جس طرح مزین اور خوبصورت کوٹھیوں سے حاصل

٤١٦٢ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب ما جاء في البناء، ح: ٦٣٠٢ عن أبي نعيم به.

ہوتا ہے' اس لیے ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا بے فائدہ ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ ذاتی ضروریات کے لیے سادہ سے سادہ اہتمام کرتے تھے اور باقی مال اللہ کی راہ میں' اور دوسرے مسلمانوں کی مدد کے لیے خرچ کر دیتے تھے۔ یہی سادگی مسلمان کی اصل شان ہے۔ ③ کسی کے مدد نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ صحابۂ کرام ؓ حضرت ابن عمر ؓ کی مدد کے لیے تیار نہیں تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتنا معمولی گھر تھا کہ خود ہی بنا لیا' کسی سے مدد لینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔

٤١٦٣ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ: أَتَيْنَا خَبَّابًا نَعُودُهُ فَقَالَ: لَقَدْ طَالَ سُقْمِي. وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ» لَتَمَنَّيْتُهُ. وَقَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ لَيُؤْجَرُ فِي نَفَقَتِهِ كُلِّهَا، إِلَّا فِي التُّرَابِ» أَوْ قَالَ: «فِي الْبِنَاءِ».

۴۱۶۳-حضرت حارثہ بن مضرب ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم لوگ حضرت خباب ؓ کی بیمار پرسی کے لیے ان کے ہاں حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا: میری بیماری لمبی ہو گئی ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان: ''موت کی تمنا نہ کرو۔'' نہ سنا ہوتا تو میں ضرور موت کی دعا کرتا۔ نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''بندے کو اپنے تمام (جائز) اخراجات کرنے کا ثواب ملتا ہے مگر جو مٹی میں خرچ کیا جائے۔'' یا فرمایا: ''عمارت بنانے میں خرچ کیا جائے (اس کا ثواب نہیں ملتا۔'')

فوائد و مسائل: ① بیمار کی عیادت کرنا مسلمان کا مسلمان پر حق ہے۔ ② موت کی دعا کرنا منع ہے بلکہ اللہ سے مصیبت دور ہونے کی دعا کرنی چاہیے۔ ③ بندہ اپنی جان اور صحت کے لیے جو خوراک استعمال کرتا ہے یا بیوی بچوں وغیرہ کو خوراک مہیا کرتا اور ان کی دوسری لازمی ضروریات پوری کرتا ہے' یہ اس کا صرف اخلاقی فرض ہی نہیں بلکہ دینی فریضہ بھی ہے جس پر وہ ثواب کا مستحق ہے۔ ④ رہائش کے لیے گھر پر صرف اس حد تک خرچ کرنا چاہیے جس سے ضرورت پوری ہو جائے۔ زیب و زینت پر رقم ضائع کرنا مناسب نہیں۔

(المعجم ١٤) - بَابُ التَّوَكُّلِ وَالْيَقِينِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴-توکل اور یقین

٤١٦٤ - حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى:

۴۱۶۴-حضرت عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے

٤١٦٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في النهي عن التمني للموت، ح: ٩٧٠ من حديث أبي إسحاق به، وقال: "حسن صحيح" رواه شعبة عن أبي إسحاق به.

٤١٦٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب في التوكل على الله، ح: ٢٣٤٤ من حديث ابن هبيرة به، ◀◀

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنِ ابْنِ هُبَيْرَةَ، عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ، لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ. تَغْدُو خِمَاصًا، وَتَرُوحُ بِطَانًا».

فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''اگر تم لوگ اللہ پر اس طرح بھروسا کرو جیسے اس پر بھروسا کرنے کا حق ہے تو وہ تمھیں اس طرح رزق دے جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ وہ صبح (گھونسلوں سے) بھوکے روانہ ہوتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر آتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① پرندوں کا توکل یہ ہے کہ وہ رزق جمع کر کے نہیں رکھتے بلکہ انھیں یقین ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں آج رزق دیا ہے' اسی طرح کل بھی دے گا۔ ② انسان عام طور پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اس لیے گھبراتا ہے کہ وہ مستقبل کے بارے میں فقر و فاقہ سے ڈرتا ہے۔ اسے یقین رکھنا چاہیے کہ جس طرح اللہ نے اسے اب رزق دیا ہے' مستقبل میں بھی دے گا۔ ③ توکل کا مطلب یہ نہیں کہ جائز اسباب اختیار نہ کیے جائیں۔ پرندے بھی گھونسلے چھوڑ کر نکلتے ہیں اور تلاش کر کے رزق کھاتے ہیں۔ اسی طرح انسان کو حرص سے بچتے ہوئے جائز ذرائع سے رزق حاصل کرنا چاہیے۔

٤١٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَلَّامٍ أَبِي شُرَحْبِيلَ، عَنْ حَبَّةَ وَسَوَاءٍ، ابْنَيْ خَالِدٍ قَالَا: دَخَلْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُعَالِجُ شَيْئًا. فَأَعَنَّاهُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: «لَا تَيْأَسَا مِنَ الرِّزْقِ مَا تَهَزَّزَتْ رُؤُوسُكُمَا. فَإِنَّ الْإِنْسَانَ تَلِدُهُ أُمُّهُ أَحْمَرَ، لَيْسَ عَلَيْهِ قِشْرٌ. ثُمَّ يَرْزُقُهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

۴۱۶۵- حضرت حبہ بن خالد ؓ اور حضرت سواء بن خالد ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کسی چیز کی مرمت کر رہے تھے۔ ہم نے اس کام میں رسول اللہ ﷺ کی مدد کی۔ آپ نے فرمایا: ''جب تک تمھارے سر حرکت کرتے رہیں' رزق سے ناامید مت ہونا۔ انسان کو اس کی ماں جنتی ہے تو وہ (گوشت کے لوتھڑے کی طرح) سرخ ہوتا ہے جس پر (مضبوط) کھال بھی نہیں ہوتی' پھر بھی اللہ عزوجل اسے رزق مہیا فرماتا ہے۔''

◂◂ وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان(الإحسان)، ح: ٢/ ٥٦، ح: ٧٢٨، والحاكم: ٤/ ٣١٥.

٤١٦٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٦٩ عن أبي معاوية ثنا الأعمش به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٨٨، والضياء في المختارة، والبوصيري، وإسناده ضعيف من أجل عنعنة الأعمش، وباقي السند حسن.

٤١٦٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا أَبُو شُعَيْبٍ، صَالِحُ بْنُ رُزَيْقٍ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ قَلْبِ ابْنِ آدَمَ، بِكُلِّ وَادٍ، شُعْبَةً. فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا، لَمْ يُبَالِ اللهُ بِأَيِّ وَادٍ أَهْلَكَهُ. وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللهِ كَفَاهُ التَّشَعُّبَ».

۴۱۶۶- حضرت عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کے دل کی ایک ایک شاخ ہر وادی میں ہوتی ہے (وہ دنیوی مفاد کے لیے ہر راستے پر چلنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔) جس شخص کا دل ہر وادی کے پیچھے پڑ جاتا ہے (دنیا کے لیے ہر مشغولیت میں گرفتار ہو جاتا ہے)' اللہ کو اس کی پروا نہیں ہوتی کہ اسے کس وادی میں تباہ کر دے۔ اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے (اللہ کی طرف توجہ رکھتے ہوئے یقین کرتا ہے کہ جائز رزق اس کے لیے کافی ہوگا)' اسے اللہ تعالیٰ انتشار سے بچا لیتا ہے (اور وہ اطمینان کی زندگی گزارتا ہے۔''

٤١٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَمُوتَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللهِ».

۴۱۶۷- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر شخص کو اس حال میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہو۔''

فوائد و مسائل: ① انسان کو اللہ کی رحمت کی امید اور اس کی ناراضی کا خوف، دونوں کی ضرورت ہے۔ امید اسے نیکیوں کی رغبت دلاتی ہے اور خوف اسے گناہ سے باز رکھتا ہے۔ ② زندگی میں امید پر خوف کا غلبہ رہنا چاہیے لیکن وفات کے وقت امید کا پہلو غالب ہونا چاہیے۔ ③ اللہ سے حسن ظن کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بارے میں یہ امید رکھے کہ اس کی توفیق سے زندگی میں جو نیک کام ہوئے ہیں' اللہ تعالیٰ انھیں قبول فرمائے گا اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے گا۔ ④ امید کا یہ مطلب نہیں کہ زندگی میں اللہ کی نافرمانی کی عادت ہو اور نیکیوں کی طرف رغبت نہ ہو۔ جب نصیحت کی جائے تو کہہ دے: اللہ بہت رحم کرنے والا ہے۔ یہ امید کا غلط تصور ہے۔

٤١٦٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: (ق ٢/ ٥٩٦) من طريق ابن ماجه به، وضعفه البوصيري من أجل صالح بن رزيق وهو مجهول كما في التقريب، وقال الذهبي: "حديثه منكر".

٤١٦٧ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت، ح: ٢٨٧٧/ ٨١ من حديث أبي معاوية به.

٤١٦٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ. وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ. اِحْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ. وَلَا تَعْجِزْ. فَإِنْ غَلَبَكَ أَمْرٌ، فَقُلْ: قَدَرُ اللهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ. وَإِيَّاكَ وَاللَّوْ. فَإِنَّ اللَّوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ».

۴۱۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کمزور مومن کی نسبت طاقتور مومن بہتر ہے اور اللہ کو زیادہ پیارا ہے۔ اور سب میں خیر موجود ہے۔ جو چیز تجھے نفع دے سکتی ہے' اس کی (کوشش اور) حرص کر اور عاجز نہ بن۔ اگر تجھ پر (تیری مرضی کے خلاف) کوئی چیز غالب آ جائے تو کہہ: یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ اس نے جو چاہا کیا۔ (لفظ لَو) ''اگر'' سے بچ کیونکہ ''اگر'' سے شیطان کا کام شروع ہو جاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① طاقتور مومن اپنی ذہنی اور جسمانی قوتوں کو نیک کاموں کی انجام دہی' نیکیوں کے فروغ اور برائیوں کی راہ روکنے میں خرچ کرتا ہے جب کہ کمزور آدمی بہت سے ایسے کام نہیں کر سکتا جو طاقتور آدمی انجام دے سکتا ہے۔ اس لحاظ سے طاقتور مومن کمزور سے بہتر ہے۔ ② جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو ترقی دینے کے لیے جائز طریقے سے کوشش کرنا مستحسن ہے۔ ③ جسمانی اور ذہنی قوتوں کو ظلم و زیادتی کے لیے استعمال کرنے سے پرہیز ضروری ہے ورنہ ایسا طاقتور اللہ کو کمزور سے پیارا نہیں ہوگا بلکہ اللہ اس سے ناراض ہوگا۔ ④ مومن دنیوی فوائد کے لیے محنت کرے تو اچھا ہے کیونکہ وہ انھیں نیکی کے کاموں میں استعمال کرے گا۔ ⑤ اچھے مقصد کے حصول کے لیے پوری کوشش کرنا ضروری ہے لیکن اللہ پر اعتماد ہونا چاہیے۔ کامیابی ہو تو اللہ کا شکر ادا کیا جائے ورنہ سمجھ لیا جائے کہ ناکامی میں انسان کی کسی کوتاہی کو دخل ہے' یا یہ مطلوب چیز انسان کے لیے مفید نہیں' اور اس کا نہ ملنا انسان کے لیے بہتر اور اللہ کا احسان ہے۔ ⑥ ناکام ہونے والے منصوبے کی خامی سامنے آنے پر افسوس کو خود پر مسلط نہ کیا جائے اور یہ نہ کہا جائے: کاش یہ کام اس طرح کی بجائے اس طرح کیا جاتا' البتہ خامی تلاش کر کے آئندہ اس سے بچنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ ⑦ شیطان کا کام یہ ہے کہ وہ ناکامی کو بہت بڑا کر کے پیش کرتا ہے جس سے اللہ کی رحمت سے مایوسی یا اللہ کی ذاتِ اقدس سے ناراضی اور شکوہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ دونوں چیزیں انسان کی آخرت کو تباہ کرنے والی ہیں۔ ⑧ بعض اوقات انسان اپنی ناکامی کا ذمہ دار کسی دوسرے انسان کو قرار دے لیتا ہے اور پھر حسد اور بغض کے جذبات کے تحت اسے نقصان پہنچانے یا بدنام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ بھی شیطانی عمل ہے۔ مزید دیکھیے حدیث: ۷۹ کے فوائد و مسائل۔

٤١٦٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٦/ ١٥٩، ح: ١٠٤٥٧ من حديث سفيان به، ورواه محمد بن يحيى ابن حبان عن الأعرج به، أخرجه مسلم، ح: ٢٦٦٤، وابن ماجه، انظر، ح: ٧٩، ولابن عجلان وغيره ألوان أخرٰى.

(المعجم ١٥) - بَابُ الْحِكْمَةِ (التحفة ١٥)

باب:۱۵-دانائی کی بات

٤١٦٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ. حَيْثُمَا وَجَدَهَا، فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا».

۴۱۶۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دانائی کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہے۔وہ اسے جہاں ملے' اسے لینے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔''

٤١٧٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ».

۴۱۷۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ خسارے کا شکار ہیں: صحت اور فراغت۔''

فوائد ومسائل: ① [غبن] کا مطلب ہے اپنی چیز مناسب قیمت سے بہت کم قیمت پر بیچ دینا یا کوئی چیز مناسب قیمت سے بہت زیادہ قیمت پر خرید لینا۔ایسا دھوکا وہی کھاتا ہے جسے اپنی چیز کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا' یا دوسرے کی چیز کی ظاہری چمک دمک سے متاثر ہو جاتا ہے اور اس کے عیب وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کرتا۔② صحت میں انسان بہت سی ایسی نیکیاں کر سکتا ہے جو بیماری میں نہیں کر سکتا لیکن غفلت کی وجہ سے یہ موقع ضائع کر دیتا ہے' اس طرح اپنے وقت کی صحیح قیمت وصول نہ کر کے گھاٹا پا لیتا ہے۔③ ہم عام طور پر کہہ دیتے ہیں کہ فلاں نیکی نہیں کر سکتا کیونکہ میرے پاس وقت نہیں' حالانکہ بہت دفعہ ہم اپنا وقت کھیل کود' لہو و لعب' ہنسی مذاق' غیبت وغیرہ اور فضول گپ بازی میں گزار دیتے ہیں۔یا ایسے لٹریچر (کہانیاں' افسانے' ناول اور گندی شاعری وغیرہ) کے مطالعے میں ضائع کر دیتے ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں۔ٹی وی' وی سی آر' ویڈیو گیم

٤١٦٩ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، ح: ٢٦٨٧ من حديث ابن نمير به، وقال: "غريب"، وانظر، ح: ٢٥٤٥ لحال إبراهيم بن الفضل.

٤١٧٠ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب الصحة والفراغ، ولا عيش إلا عيش الآخرة، ح: ٦٤١٢ من حديث عبدالله بن سعيد به، وعلته عن عباس العنبري به، ولعله متصل عن عباس، راجع أصول الحديث، والبخاري رحمه الله لم يكن مدلسًا.

وغیرہ پر وقت کا ضائع ہونا بہت واضح ہے' پھر کسی بھی کھیل کا میچ ہو رہا ہو تو چھوٹے بڑے سبھی ضروری کاموں کو نظر انداز کر کے کمنٹری سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔ ان فضولیات میں وقت ضائع کرنے کی بجائے ایسی تفریح کو اختیار کرنا چاہیے جس سے کوئی فائدہ حاصل ہو۔ بہت سے غیر اسلامی تہواروں' مثلاً: بسنت وغیرہ پر بے شمار وقت اور روپیہ ضائع ہوتا ہے' اور طرح طرح کے گناہوں کا ارتکاب کر کے شیطان کو خوش کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں پر ان سے اجتناب کرنا فرض ہے۔

٤١٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ جُبَيْرٍ، مَوْلَى أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي وَأَوْجِزْ. قَالَ: «إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ، فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ. وَلَاتَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ. وَأَجْمِعِ الْيَأْسَ عَمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ».

۴۱۷۱- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے (دین کی باتیں) سکھائیے اور اختصار کیجیے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز پڑھنے کھڑا ہو تو ایسے نماز پڑھ جیسے تو دنیا سے رخصت ہونے والا ہو۔ اور کوئی ایسی بات نہ کہہ جس سے (بعد میں) معذرت کرنی پڑے۔ اور لوگوں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس سے پوری طرح مایوس ہو جا۔''

فوائد و مسائل: ① وعظ و نصیحت میں حسب موقع اختصار یا تفصیل سے کام لینا چاہیے۔ ② نماز کا پورا فائدہ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ نماز میں پوری توجہ اور انہماک ہو۔ دل اللہ کی طرف پوری طرح متوجہ ہو اور نماز میں جو کچھ پڑھا جائے' پوری طرح سوچ سمجھ کر اللہ کے حضور عجز و نیاز کی کیفیت کے ساتھ پڑھا جائے۔ ادب و احترام کے ساتھ کھڑے ہو کر غیر ضروری حرکتوں سے اجتناب کیا جائے۔ ③ جب کسی انسان کو معلوم ہو کہ وہ تھوڑی دیر بعد دنیا سے رخصت ہونے والا ہے تو وہ اللہ کے سامنے انتہائی تضرع کا اظہار کرتا ہے' اور خلوص سے دعا کرتا ہے۔ ہر نماز کو اسی طرح ادا کرنا چاہیے۔ ④ بات کرتے وقت اس کے نتائج پر غور کر لینا چاہیے کیونکہ ایک دفعہ جو بات زبان سے نکل گئی' وہ واپس نہیں ہو سکتی۔ بعض اوقات ایک غلط بات کے نقصانات لامحدود بھی ہو سکتے ہیں۔ ⑤ دنیا میں انسان ایک دوسرے کے کام آتا ہے لیکن انسانوں کے دل بھی اللہ کے ہاتھ میں ہیں' اس لیے امید بندوں سے نہیں' اللہ سے ہونی چاہیے۔ اسی سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ حاجت

٤١٧١ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤١٢ من حديث ابن خثيم به، ورواه جماعة عنه، وضعفه البوصيري من أجل عثمان بن جبير، وله شواهد عند الحاكم: ٤/ ٣٢٦، ٣٢٧، وصححه، ووافقه الذهبي من حديث سعد بن أبي وقاص، وأورده الضياء المقدسي في المختارة من حديث ابن عمر.

پوری کر دے، جیسے بھی اس کی حکمت و رحمت کا تقاضا ہو۔

٤١٧٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الَّذِي يَجْلِسُ يَسْمَعُ الْحِكْمَةَ، ثُمَّ لَا يُحَدِّثُ عَنْ صَاحِبِهِ إِلَّا بِشَرِّ مَا يَسْمَعُ، كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى رَاعِيًا، فَقَالَ: يَارَاعِي أَجْزِرْنِي شَاةً مِنْ غَنَمِكَ. قَالَ: اذْهَبْ فَخُذْ بِأُذُنِ خَيْرِهَا. فَذَهَبَ فَأَخَذَ بِأُذُنِ كَلْبِ الْغَنَمِ».

۴۱۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص حکمت کی بات سنتا ہے' پھر اپنے (سنانے والے) ساتھی کی وہ بات (دوسروں کو) سناتا ہے جو سب سے بری ہو۔ (مثلاً: خطیب نے خطبے میں جو اچھی باتیں بیان کی ہیں' وہ دوسروں کو نہیں بتاتا' صرف یہ بیان کرتا ہے کہ آج خطیب نے فلاں بات ایسی کہی جو غلط ہے)' اس کی مثال ایسے ہے' جیسے ایک آدمی ایک چرواہے کے پاس گیا' اور کہا: چرواہے! اپنے ریوڑ میں سے مجھے ایک گوشت والی بکری دے دے (جسے ذبح کر کے میں گوشت کھا سکوں۔) چرواہے نے کہا: جا کر ریوڑ کی بہترین (بکری) کا کان پکڑ لے (اور لے جا۔) وہ سائل گیا اور ریوڑ کے کتے کا کان پکڑ لیا۔''

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ. وَقَالَ فِيهِ: «بِأُذُنِ خَيْرِهَا شَاةً».

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوالحسن قطان رحمہ اللہ نے یہی روایت اسماعیل بن ابراہیم کے واسطے سے اسی کے ہم معنی بیان کی اور اس میں کہا: ''اس ریوڑ کی بہترین بکری کا کان (پکڑ لے۔)''

(المعجم ١٦) - بَابُ الْبَرَاءَةِ مِنَ الْكِبْرِ وَالتَّوَاضُعِ (التحفة ١٦)

باب:۱۶-تکبر سے بچنا اور فروتنی اختیار کرنا

٤١٧٣ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۴۱۷۳-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

٤١٧٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٣ عن حسن بن موسى وعفان به، وانظر ح: ١١٦، ٤٠٦٦ لعلته، وحسنه المقدسي من طريق آخر فيه علي بن زيد، وهو ضعيف كما أشرت إليه، وضعفه العراقي، وحسنه السيوطي، وأشار البوصيري إلى ضعفه، وهو الراجح.

٤١٧٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٩.

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ . ح : وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ ، جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ . وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ» .

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے دل میں رائی کے ایک دانے جتنا بھی تکبر ہوگا' وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ اور جس کے دل میں رائی کے ایک دانے جتنا بھی ایمان ہوگا' وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① سب سے بڑا تکبر حق کا انکار ہے۔ دوسروں کی خوبیوں کا انکار اور ان کی تحقیر بھی تکبر ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ] (صحیح مسلم' الإیمان' باب تحریم الکبر وبیانه' حدیث:۹۱) ''تکبر کا مطلب حق بات کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔'' ② تکبر کی معمولی مقدار بھی اللہ کی ناراضی کا باعث ہے۔ ③ جو شخص تکبر کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر یا اللہ کے احکامات پر ایمان لانے سے انکار کرے گا' وہ جہنمی ہے۔ اگر کوئی شخص مال و دولت' حسن' طاقت' علم' نسب وغیرہ کی وجہ سے فخر کرتا ہے اور خود کو دوسروں سے برتر سمجھتا ہے تو یہ بھی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔

٤١٧٤ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ : حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ ، عَنِ الْأَغَرِّ ، أَبِي مُسْلِمٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ : اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي . مَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا ، أَلْقَيْتُهُ فِي جَهَنَّمَ» .

۴۱۷۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا پہناوا ہے۔ جو شخص ان میں سے کوئی چیز بھی مجھ سے کھینچے گا' میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔''

فوائد و مسائل: ① عظمت و کبریائی اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں۔ اگر مخلوق میں کسی کو وقتی طور پر محدود عظمت و شان حاصل ہے تو وہ اللہ ہی کی عطا کردہ ہے' لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ اس پر اللہ کا شکر کرے نہ کہ اپنی عظمت کا دعویٰ کرتے ہوئے تکبر کی روش اختیار کرے۔ ② تکبر کرنے والا گویا خدائی صفات کا حامل ہونے کا

٤١٧٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب ماجاء في الكبر، ح: ٤٠٩٠ عن هناد به، وأورده الضياء في المختارة، وللحديث طرق عند الحميدي، ح: ١١٥٧ وغيره(وحدث به عطاء قبل اختلاطه)، وله شواهد عند مسلم وغيره.

دعویٰ کرتا ہے اس لیے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ③ انسان کی عظمت اللہ کے سامنے جھکنے اور اس کا بندہ بننے میں ہے فخر وتکبر میں نہیں۔

٤١٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَهَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي. فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا، أَلْقَيْتُهُ فِي النَّارِ».

۴۱۷۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ پاک فرماتا ہے: بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا پہناوا ہے۔ جو شخص ان میں سے کوئی چیز بھی مجھ سے کھینچے گا' میں اسے آگ میں پھینک دوں گا۔“

٤١٧٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ. أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ دَرَّاجًا حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ يَتَوَاضَعْ لِلّٰهِ، سُبْحَانَهُ، دَرَجَةً، يَرْفَعْهُ اللهُ بِهِ دَرَجَةً. وَمَنْ يَتَكَبَّرْ عَلَى اللهِ دَرَجَةً، يَضَعْهُ اللهُ بِهِ دَرَجَةً. حَتّٰى يَجْعَلَهُ فِي أَسْفَلِ السَّافِلِينَ».

۴۱۷۶- حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ پاک (کی خوشنودی) کے لیے ایک درجہ تواضع اختیار کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے۔ اور جو شخص اللہ کے سامنے ایک درجہ تکبر اختیار کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کا ایک درجہ کم کر دیتا ہے حتی کہ (درجات کم ہوتے ہوتے یہ نوبت آ جاتی ہے کہ) اسے سب سے نچلے طبقے میں ڈال دیتا ہے۔“

٤١٧٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ وَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا

۴۱۷۷- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مدینہ والوں کی ایک لونڈی بھی

٤١٧٥ـ [حسن] أخرجه الواحدي في الوسيط: ٤/ ١٠١ جاثية، الآية: ٣٧ من حديث المحاربي به، وتابعه ابن فضيل عند ابن حبان(موارد)، ح: ٤٩، وللحديث شواهد كثيرة.

٤١٧٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حبان في صحيحه(موارد)، ح: ١٩٤٢ عن حرملة به مطولاً، وضعفه البوصيري من أجل دراج عن أبي الهيثم، انظر، ح: ١٧٨٨، وأخرج مسلم، ح: ٢٥٨٨/ ٦٩ "وما تواضع أحد لله إلا رفعه الله".

٤١٧٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢١٥ عن عبدالصمد به، وانظر، ح: ١١٦ لحال علي بن زيد، ومن أجله ضعفه البوصيري، وله شاهد عند البخاري في صحيحه، ح: ٦٠٧٢.

شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنْ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَمَا يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهَا حَتَّى تَذْهَبَ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ، فِي حَاجَتِهَا.

اللہ کے رسول ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتی تھی تو آپ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے حتی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے کسی کام کے لیے مدینہ میں جس جگہ چاہتی لے جاتی۔

فوائد و مسائل: ① معاشرے کے کمزور افراد سے زیادہ شفقت کا سلوک کرنا چاہیے۔ ② بڑے آدمی' سردار یا امام کو کسی معمولی آدمی کا کام کرنے میں تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ ③ ضرورت کے وقت اجنبی عورت کے ساتھ کہیں جانا جائز ہے' بشرطیکہ لوگوں کے دلوں میں غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو' اور نہ تنہائی ہو۔

٤١٧٨- **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُسْلِمٍ الْأَعْوَرِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُ الْمَرِيضَ، وَيُشَيِّعُ الْجِنَازَةَ، وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ، وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ. وَكَانَ، يَوْمَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ، عَلَى حِمَارٍ. وَيَوْمَ خَيْبَرَ، عَلَى حِمَارٍ مَخْطُومٍ بِرَسَنٍ مِنْ لِيفٍ. وَتَحْتَهُ إِكَافٌ مِنْ لِيفٍ.

۴۱۷۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیمار کی عیادت فرماتے' جنازے کے ساتھ جاتے' غلام کی دعوت قبول کرتے اور گدھے پر سوار ہو جایا کرتے تھے۔ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے دن (جس دن بنو قریظہ اور بنو نضیر والا واقعہ ہوا) آپ ﷺ ایک گدھے پر سوار تھے۔ اور جنگ خیبر کے موقع پر آپ ایک گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی رسی کی تھی۔ اور آپ کے نیچے کھجور کے پتوں کی زین تھی۔

٤١٧٩- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مَطَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ خَطَبَهُمْ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَوْحَى إِلَيَّ:

۴۱۷۹- حضرت عیاض بن حمار ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا' اس میں آپ نے یہ بھی فرمایا: ''اللہ عزوجل نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اختیار کرو حتی کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے۔''

٤١٧٨ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٢٢٩٦.

٤١٧٩ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة وأهل النار، ح: ٢٨٦٥/ ٦٤ من حديث الحسين بن واقد به.

أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ».

فوائد و مسائل: ① تواضع (انکسار' فروتنی) کا مطلب ہے: فخر وغرور سے اجتناب' دوسروں کا احترام اور کم درجے کے لوگوں سے میل جول اور حسن سلوک کو اپنی شان کے خلاف نہ سمجھنا۔ ② مسلمانوں کو ایک دوسرے سے تواضع کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ ③ اللہ کی دی ہوئی کسی بھی نعمت پر فخر وتکبر جائز نہیں بلکہ شکر کے جذبے کے ساتھ اس نعمت سے مخلوق کے بھلے کا کام لینا چاہیے۔ ④ نبی ﷺ پر قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی نازل ہوئی تھی اور نبی ﷺ اس کی روشنی میں مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے تھے۔ نبی ﷺ کے اقوال وافعال (احادیث) اسی وحی کی وجہ سے واجب التعمیل ہیں۔

(المعجم ١٧) - بَابُ الْحَيَاءِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- حیا کا بیان

٤١٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عُتْبَةَ، مَوْلَى لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنْ عَذْرَاءَ فِي خِدْرِهَا. وَكَانَ، إِذَا كَرِهَ شَيْئًا، رُئِيَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ.

۴۱۸۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے زیادہ حیادار تھے۔ اگر آپ کو کوئی بات ناگوار گزرتی تو چہرۂ مبارک پر اس کے آثار ظاہر ہو جاتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① حیا انسان کی ایک فطری خوبی ہے۔ بے حیائی انسان کے لیے خلاف فطرت کیفیت ہے جو شیطان کے ورغلانے سے پیدا ہوتی ہے۔ ② ناگوار گزرنے والی بات کو برداشت کر جانا اور اس کا کھل کر اظہار نہ کرنا بھی حیا میں شامل ہے' تاہم اگر کوئی خلاف شرع بات ہو تو خاموش رہنا حیا میں شامل نہیں' اس وقت مناسب انداز سے اظہار ضروری ہے۔ ③ اہل عرب میں یہ رواج تھا کہ جب لڑکی بالغ ہوتی تو وہ گھر میں اس کمرے میں زیادہ وقت گزارتی جہاں اسے زیادہ تنہائی میسر ہو۔ شادی تک یہی کیفیت رہتی۔ اس کمرے کو [خِدْر] کہتے تھے' اس لیے ''خدر والی'' کا ترجمہ ''پردہ نشین'' کیا گیا ہے۔

٤١٨١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

۴۱۸۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ

٤١٨٠ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٦٢ عن ابن بشار، ومسلم، الفضائل، باب كثرة حيائه ﷺ، ح: ٢٣٢٠ من حديث ابن مهدي به.

٤١٨١ـ [ضعيف] أخرجه الخرائطي في مكارم الأخلاق، ح: ٢٨٨ من حديث يحيى به، ورواه مالك عن الزهري به. ◀◀

الرَّقِّيُّ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ يَحْيٰى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا. وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ».

ﷺ نے فرمایا: ''ہر دین میں کوئی نہ کوئی امتیازی اور اخلاقی خوبی ہوتی ہے۔ اسلام کی امتیازی خوبی حیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ شیخ البانی ؒ نے اس پر تفصیلاً بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت اور آئندہ آنے والی روایت دیگر شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہیں، نیز امام ابن عبدالبر ؒ نے بھی انھیں حسن قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني، رقم:۹۴۰) ② حیا بہت سی اخلاقی خرابیوں سے محفوظ رکھتی ہے، اس لیے اسلام میں اس کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ③ حیا کو قائم رکھنے کے لیے پردہ کرنے اور کسی کے گھر میں جاتے وقت اجازت لینے کے احکام دیے گئے ہیں۔ ④ شریعت اسلامی میں ایسے احکامات دیے گئے ہیں جن سے شادی کرنا اور شادی شدہ زندگی گزارنا آسان ہو جائے اور طلاق کے راستے میں رکاوٹیں قائم کی گئی ہیں۔ اس کا مقصد بھی عفت و عصمت اور حیا کو قائم رکھنا ہے۔ ⑤ اس مقصد کے لیے بدکاری پر سخت سزا مقرر کی گئی ہے، اسی طرح کسی پر بدکاری کا جھوٹا الزام لگانے کی بھی عبرت ناک سزا مقرر کی گئی ہے۔

٤١٨٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا، وَإِنَّ خُلُقَ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ».

۴۱۸۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دین کی کوئی نہ کوئی امتیازی اور اخلاقی خوبی ہوتی ہے۔ اسلام کی امتیازی خوبی حیا ہے۔''

٤١٨٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ:

۴۱۸۳- حضرت ابو مسعود ؓ سے روایت ہے،

◀◀ والطبراني في الصغير: ١/ ١٣، ١٤، والخطيب: ٨/ ٢٤، وله شواهد عند مالك: ٢/ ٩٠٥ وغيره.

٤١٨٢ـ [ضعيف] أخرجه الخرائطي، ح: ٢٨٩ من حديث سعيد به، وضعفه البوصيري نعلتين، وانظر الحديث السابق.

٤١٨٣ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ٣٤٨٣ من حديث منصور به.

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو، أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں تک پہلی نبوت کا جو کلام پہنچا ہے' اس میں یہ بھی ہے: جب تو حیا نہ کرے تو جو چاہے کر۔''

فوائد و مسائل: ① حیا کی اہمیت سابقہ شریعتوں میں بھی مسلمہ تھی۔ ② حیا انسان کو برے کاموں سے روکنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ جب کسی میں حیا نہ ہو تو اس سے گندے سے گندے گناہ کی توقع کی جا سکتی ہے۔ ③ اس حدیث کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جس کام میں ایک شریف آدمی شرم محسوس نہیں کرتا' وہ شرعاً جائز ہوتا ہے۔ اور جس کام سے شرم محسوس ہوتی ہو' اس سے بچ جانا چاہیے' تاہم بعض اوقات معاشرے کی حالت تبدیل ہو جانے سے گناہ عام ہو جائے اور نیکی کا رواج نہ رہے تو وہ اس حکم میں نہیں۔

٤١٨٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ. وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ. وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ. وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ».

۴۱۸۴- حضرت ابوبکرہ (نفیع بن حارث ثقفی) ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں (لے جانے والا) ہے۔ اور بدکلامی بداخلاقی کا حصہ ہے اور بداخلاقی جہنم میں (لے جانے والی) ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اچھے اعمال کی طرح اچھے اخلاق بھی ایمان میں شامل ہیں۔ ② مومن کو اچھی عادتوں کا پابند ہونا چاہیے اور بری عادتوں سے متنفر ہونا چاہیے۔ ③ بدکلامی سے مراد فحش کلامی' گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا وغیرہ ہے جو مومن کی شان کے لائق نہیں۔

٤١٨٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ

۴۱۸۵- حضرت انس ؓ سے روایت ہے'

٤١٨٤ـ [صحيح] أخرجه القضاعي في مسند الشهاب: ١/ ١٢٤، ح: ١٥٦ من حديث إسماعيل بن موسٰى به، وتابعه سعيد بن سليمان عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٣١٤، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤، والحاكم: ١/ ٥٢، والذهبي، وله شواهد كثيرة جدًا.

٤١٨٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٦٥ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنفه: ١١/ ١٤١، ١٤٢، ح: ٢٠١٤٥، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ١٩٧٤، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٩١٥، (الإحسان)، ح: ٥٥٢ [وفي سنده تصحيف]، ورواه كثير بن حبيب عن ثابت به، مسند البزار: ٢/ ٤٠٣، ح: ١٩٦٣.

الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا شَانَهُ. وَلَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا زَانَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے حیائی جس چیز میں بھی ہو' اسے بدنما کر دیتی ہے۔ اور حیا جس چیز میں بھی ہو' اسے خوشنما کر دیتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① حیا زندگی کے ہر مرحلے اور ہر میدان میں ضروری ہے۔ ② بے حیائی کلام میں ہو یا حرکات میں یا معاملات میں' وہ بری ہی ہے۔ ڈھٹائی' بے مروتی' سنگ دلی' بدمعاملہ ہونا اور بدعہدی وغیرہ اصل میں بے حیائی ہی کے مختلف پہلو ہیں۔

(المعجم ١٨) - بَابُ الْحِلْمِ (التحفة ١٨)

باب:١٨-تحمل کا بیان

٤١٨٦ - حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ ابْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَظَمَ غَيْظًا، وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللهُ عَلَى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يُخَيِّرَهُ فِي أَيِّ الْحُورِ شَاءَ».

۴۱۸۶-حضرت معاذ بن انس جہنی انصاری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنا غصہ روک لیا جب کہ وہ غصہ (کے مطابق تحتی) نافذ کرنے کی طاقت رکھتا تھا' اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب مخلوقات کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ جون سی حور چاہے پسند کر لے۔''

فوائد و مسائل: ① اپنے سے کمزور پر غصہ آئے تو اسے قابو کرنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن اصل بہادری یہی ہے کہ ایسے موقع پر غصہ نکالنے کی بجائے معاف کر دیا جائے۔ ② بعض نیکیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاص انعامات مقرر کیے ہوئے ہیں۔ ان انعامات کے حصول کی کوشش کرنا مستحسن ہے۔ ③ حوریں اللہ تعالیٰ کی خاص مخلوق ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے پیدا کی ہیں۔ ④ ہر جنتی کو حوریں ملیں گی لیکن غصے پر قابو پا کر ظلم سے اجتناب کرنے کی جزا کے طور پر خاص انعام دیا جائے گا۔ ایسے جنتی کو اپنی پسند کی حوریں منتخب کرنے کا حق دیا جائے گا۔ ⑤ جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذابوں کا تعلق صرف روح سے نہیں جسم سے بھی ہے کیونکہ دنیا میں نیکی یا گناہ کرنے میں جسم اور روح دونوں شریک ہیں' اس لیے آخرت میں ثواب و سزا جسمانی بھی ہو گا اور روحانی بھی۔

٤١٨٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب من كظم غيظًا، ح: ٤٧٧٧ من حديث ابن وهب به، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ٢٠٢١، ٢٤٩٣.

٤١٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عُمَارَةَ الْعَبْدِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «أَتَتْكُمْ وُفُودُ عَبْدِ الْقَيْسِ» وَمَا يَرٰى أَحَدٌ فِينَا نَحْنُ كَذٰلِكَ. إِذْ جَاءُوا فَنَزَلُوا. فَأَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ. وَبَقِيَ الْأَشَجُّ الْعَصَرِيُّ. فَجَاءَ بَعْدُ. فَنَزَلَ مَنْزِلًا. فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، وَوَضَعَ ثِيَابَهُ جَانِبًا. ثُمَّ جَاءَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاأَشَجُّ إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: اَلْحِلْمَ وَالتُّؤَدَةَ». قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ أَشَيْءٌ جُبِلْتُ عَلَيْهِ، أَمْ شَيْءٌ حَدَثَ لِي؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَلْ شَيْءٌ جُبِلْتَ عَلَيْهِ».

۴۱۸۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے پاس قبیلۂ عبدالقیس کا وفد آ گیا ہے۔“ اس وقت ہم میں سے کسی کا یہ خیال نہیں تھا (کہ وہ پہنچ گئے ہیں۔) اچانک وہ لوگ آئے اور سواریوں سے اتر کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ (ان کے سردار) حضرت اشج (مالک بن منذر) عصری رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے۔ وہ بعد میں حاضر ہوئے۔ وہ قیام گاہ پر اترے، سواری کو بٹھایا، اپنے (سفر کے) کپڑے ایک طرف رکھے (سفر کے کپڑے اتار کر دوسرے پہنے) پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ”اشج! تمھارے اندر دو ایسی عادتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں: بردباری سے اور سہج میں کام کرنا۔“ انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا یہ چیز میرے اندر فطری طور پر موجود ہے یا بعد میں پیدا ہوئی؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”بلکہ یہ چیز تمھارے اندر فطری طور پر موجود ہے۔“

٤١٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ عَنِ

۴۱۸۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے حضرت اشج عصری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تمھارے اندر دو خوبیاں ہیں جو اللہ کو پسند ہیں۔ حلم

٤١٨٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري من أجل عمارة بن جوين العبدي، تقدم، ح: ٢٤٧، والحديث الآتي يغني عنه.

٤١٨٨ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله تعالٰى ورسوله وشرائع الدين . . . الخ، ح: ١٧/٢٥ من حديث قرة به، وقال الترمذي "حسن صحيح غريب"، ح: ٢٠١١.

ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْأَشَجِّ الْعَصَرِيِّ: «إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: اَلْحِلْمَ وَالْحَيَاءَ».

(بردباری) اور حیا۔"

٤١٨٩- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ جُرْعَةٍ أَعْظَمُ أَجْرًا عِنْدَ اللهِ، مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ، كَظَمَهَا عَبْدٌ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ».

۴۱۸۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "غصے کا وہ گھونٹ جسے کوئی بندہ اللہ کی رضا کے لیے پی لیتا ہے، اللہ کے ہاں اس سے بڑے ثواب والا کوئی گھونٹ نہیں۔"

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ محققین کی بحث سے تصحیح حدیث والی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۰/۲۷۰، والضعيفة للألباني، رقم: ۱۹۱۲، والمشكاة للألباني التحقيق الثاني، رقم: ۵۱۱۶) ② غصے کا گھونٹ پینے سے مراد غصہ ضبط کرنا اور غلطی کرنے والے کو معاف کر دینا ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت پسند ہے کیونکہ وہ خود بہت زیادہ معاف کرنے والا اور گناہ بخشنے والا ہے۔ ④ بہت سے جرائم محض غصے کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں۔ اگر لوگ حلم اور بردباری اختیار کریں تو جرائم بہت کم ہو سکتے ہیں۔

(المعجم ١٩) - بَابُ الْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ (التحفة ١٩)

باب: ۱۹- غم اور رونا

٤١٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ

۴۱۹۰- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو

٤١٨٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/١٢٨ من حديث يونس به، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ٧١ لعنعنة الحسن، وفيه علة أخرى، الأدب المفرد للبخاري، ح: ١٣١٨.

٤١٩٠ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في قول النبي ﷺ "لوتعلمون ما أعلم لضحكتم قليلاً"، ح: ٢٣١٢ من حديث إسرائيل به، وقال: "حسن غريب" قلت: قوله "والله لوددت . . . الخ" مدرج من قول بعض الرواة، وباقي الحديث له شواهد.

إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ. إِنَّ السَّمَاءَ أَطَّتْ وَحَقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ. مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلّٰهِ. وَاللهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا. وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ. وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إِلَى اللهِ» وَاللهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ.

تمھیں نظر نہیں آتا' اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تمھیں سنائی نہیں دیتا۔ آسمان چرچراتا ہے اور اس کا حق ہے کہ چرچرائے۔ اس میں چار انگلیوں کی جگہ بھی خالی نہیں مگر (بلکہ ہر جگہ) کوئی نہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ کو سجدہ کر رہا ہے۔ قسم ہے اللہ کی! اگر تمھیں وہ کچھ معلوم ہو جائے جو مجھے معلوم ہے تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ' اور بستروں پر عورتوں سے لطف اندوز نہ ہو سکو اور تم بآواز بلند اللہ سے فریاد کرتے ہوئے میدانوں میں نکل جاؤ۔'' قسم ہے اللہ کی! میرا جی چاہتا ہے (کاش!) میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جنت' جہنم اور آسمانوں کے حالات دکھا دیے تھے' اس لیے نبی ﷺ کو تقویٰ اور خوفِ الٰہی کی وہ کیفیت حاصل تھی جو دوسروں کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ ② فرشتے اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین مخلوق ہیں اور اللہ کی عظمت سے کما حقہ واقف ہونے کی وجہ سے وہ اللہ کے سامنے انتہائی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ ③ انسان کمزور اور محتاج مخلوق ہے' اسے خشیت و انابت کی زیادہ ضرورت ہے۔ ④ سجدہ فرشتوں کی عبادت میں بھی شامل ہے اور یہ بندے کو اللہ کے قریب کرنے والا عظیم ترین عمل ہے۔ ⑤ اللہ کے خوف کا تقاضا ہے کہ اس کی عظمت کا احساس کر کے اور اپنے گناہوں اور کمزوریوں پر نظر کر کے ندامت پیدا ہو' اور اللہ کے سامنے رو رو کر اس سے معافی مانگی جائے۔ ⑥ آسمان بہت مضبوط مخلوق ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی عظمت کے احساس سے اس میں ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے کسی تخت یا کجاوے پر بہت زیادہ وزنی چیز رکھ دینے سے پیدا ہوتی ہے۔ ⑦ آسمان کا چرچرانا عقل کے خلاف نہیں' لہٰذا اس کی تاویل کی ضرورت نہیں۔ ⑧ حدیث کا آخری جملہ [وَاللهِ لَوَدِدْتُ ...... تُعْضَدُ] ''قسم ہے اللہ کی! میرا جی چاہتا ہے......'' مدرج ہے' یعنی یہ جملہ رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد گرامی نہیں بلکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے۔

٤١٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ:

۴۱۹۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھیں وہ کچھ معلوم ہو

٤١٩١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢١٠ عن عبدالصمد به، ورواه مولى ابن أنس (البخاري ومسلم)، وأبوطلحة الأسدي، أحمد: ٣/ ١٨٠ كلاهما عن أنس به.

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا».

جائے جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔"

٤١٩٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ إِسْلَامِهِمْ وَبَيْنَ أَنْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ، يُعَاتِبُهُمُ اللهُ بِهَا، إِلَّا أَرْبَعُ سِنِينَ ﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَٰبَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَٰسِقُونَ﴾. [الحديد: ١٦]

۴۱۹۲- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ان کے اسلام قبول کرنے کے صرف چار سال بعد یہ آیت نازل ہوگئی تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے انھیں تنبیہ فرمائی۔ (ارشاد ہے:) ﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ "اور (اہل ایمان) ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنھیں پہلے کتاب دی گئی تھی' پھر ان پر ایک طویل مدت گزری تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔"

فوائد و مسائل: ① ایمان لانے کے بعد اس کی حفاظت کی فکر کرنا بھی ضروری ہے۔ ② گناہوں کے ارتکاب سے دل سخت ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے وعظ و نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ ③ دل کی سختی کا علاج موت کی یاد' قرآن کی تلاوت اور یتیموں سے شفقت کا اظہار کرنا ہے۔

٤١٩٣- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُكْثِرُوا الضَّحِكَ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ

۴۱۹۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زیادہ مت ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔"

٤١٩٢ـ [صحيح] وصححه البوصيري، وله شاهد في صحيح مسلم، ح: ٣٠٢٧/ ٢٤، والمراد إسلامهم: بإسلام ابن مسعود وأصحابه دون عبدالله بن الزبير لأنه ولد بعد الهجرة في المدينة، وللحديث لون آخر عند البزار كما في تفسير ابن كثير: ٤/ ٣٣٢، وفي نسخة: ٨/ ٤٥.

٤١٩٣ـ [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢٥٣ من حديث أبي بكر الحنفي ـ من بني حنيفة ـ به، وصححه البوصيري، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ٢٣٠٥ وغيره، وانظر، ح: ٤٢١٧.

تُمِيتُ الْقَلْبَ».

فوائد ومسائل: ① دل مردہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مردہ انسان کو کسی چیز کا احساس نہیں ہوتا اسی طرح غافل آدمی کو بھی اپنی آخرت کے نفع اور نقصان کا احساس نہیں ہوتا۔ ② دل جب مردہ ہو جائے تو اس میں نرمی کی جگہ سختی، رحم کی جگہ سنگ دلی اور انصاف کی جگہ ظلم کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ نیکی سے محبت اور گناہ سے نفرت ختم ہو جاتی ہے۔ ③ خندہ پیشانی ایک اچھی عادت اور شرعاً مطلوب ہے لیکن ہر چیز سے بے پروا ہو کر ہر وقت ہنسی مذاق اور دل لگی میں وقت گزارنا غفلت اور مردہ دلی کی علامت ہے۔ دوسروں کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھنا اور دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونا ضروری ہے۔

٤١٩٤- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «اقْرَأْ عَلَيَّ» فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ بِسُورَةِ النِّسَاءِ. حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ [النساء: ٤١] فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا عَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ.

۴۱۹۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔“ میں نے سورۂ نساء تلاوت کی جب میں اس آیت پر پہنچا ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ ”اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ حاضر کریں گے اور آپ کو اس امت پر گواہ بنا کر لے آئیں گے۔“ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① جس طرح قرآن کی تلاوت بڑی نیکی ہے اس طرح قرآن سننا بھی ضروری ہے۔ ② قرآن کی تلاوت کا دل پر ایک خاص روحانی اثر ہوتا ہے۔ کسی سے قرآن سننے سے یہ اثر زیادہ ہوتا ہے۔ ③ قرآن کا ترجمہ سیکھنا اور سمجھنا ضروری ہے تاکہ تلاوت کا دل پر صحیح اثر ہو سکے۔ ④ قرآن مجید کی تلاوت یا سننے کا اصل مقصد اس کے مطابق اپنی زندگی بنانے کی کوشش ہے۔ ⑤ حدیث میں مذکور آیت میں قیامت کا ایک منظر پیش کیا گیا ہے۔ اور قیامت خود ایک عبرت انگیز موضوع ہے۔ ضروری ہے کہ وعظ و نصیحت میں اس موضوع کو اہمیت دی جائے۔

٤١٩٤ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة النساء، ح: ٣٠٢٤ عن هناد به، وللحديث شواهد.

٤١٩٥- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُورَجَاءٍ الْخُرَاسَانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جِنَازَةٍ. فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ. فَبَكَى، حَتَّى بَلَّ الثَّرَى. ثُمَّ قَالَ: «يَا إِخْوَانِي لِمِثْلِ هٰذَا فَأَعِدُّوا».

۴۱۹۵- حضرت براء ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم ایک جنازے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے کنارے پر بیٹھ گئے اور اتنا روئے کہ مٹی تر ہو گئی۔ پھر فرمایا: ''بھائیو! ایسی چیز (قبر) کے لیے تیاری کرلو۔''

فوائد و مسائل: ① قبر آخرت کا پہلا مرحلہ ہے' اس کے لیے تیاری موت سے پہلے ہی ہو سکتی ہے' لہٰذا زندگی کے جو چند دن میسر ہیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ② موت اور قبر کے مراحل یاد کر کے رونا اللہ کے خوف سے رونے میں شامل ہے کیونکہ وہاں اللہ کی نافرمانی کرنے والوں کو سزا ملے گی۔ ③ مناسب موقع پر وعظ و نصیحت کے چند جملے کہنے میں حرج نہیں لیکن اس طرح کا رواج نہ بنا لیا جائے کہ لازمی جز سمجھ لیا جائے۔ جس طرح بعض حضرات جنازہ پڑھانے سے پہلے وعظ و نصیحت کرنا عملاً ضروری سمجھ بیٹھے ہیں اگرچہ وہ اسے زبان سے ضروری نہ کہیں۔

٤١٩٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِبْكُوا. فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكَوْا».

۴۱۹۶- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رویا کرو۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے کی سی شکل بنالو (تاکہ آنسو آجائیں۔'')

٤١٩٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ

۴۱۹۷- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مومن کی آنکھوں

٤١٩٥ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٩٤ من حديث أبي رجاء عبدالله بن واقد الهروي به، وحسنه المنذري: ٤/ ٢٤٠، وضعفه البوصيري.

٤١٩٦ـ [ضعيف] تقدم، ح: ١٣٣٧.

٤١٩٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٠/ ٢٠، ح: ٩٧٩٩ من حديث حماد به، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، ومن أجله ضعفه البوصيري.

قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي حَمَّادُ ابْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الزُّرَقِيُّ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوعٌ، وَإِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ، مِنْ خَشْيَةِ اللهِ، ثُمَّ يُصِيبُ شَيْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ».

سے اللہ کے خوف کی وجہ سے آنسونکل آئیں' اگرچہ مکھی کے سر جتنے ہی ہوں' پھر وہ آنسو اس کے چہرے کے ظاہری حصے (رخساروں) پر لگ جائیں' اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام کر دے گا۔''

(المعجم ٢٠) - بَابُ التَّوَقِّي عَلَى الْعَمَلِ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠-عمل کو (غیر مقبول ہونے سے) محفوظ کرنا

٤١٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ [سَعِيدٍ] الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا ءَاتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ [المؤمنون: ٦٠] أَهُوَ الَّذِي يَزْنِي وَيَسْرِقُ وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ؟ قَالَ: «لَا، يَابِنْتَ أَبِي بَكْرٍ-أَوْ يَابِنْتَ الصِّدِّيقِ-وَلٰكِنَّهُ الرَّجُلُ يَصُومُ وَيَتَصَدَّقُ وَيُصَلِّي، وَهُوَ يَخَافُ أَنْ لَا يُتَقَبَّلَ مِنْهُ».

٤١٩٨-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (اللہ کا فرمان ہے:) ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَآ اٰتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ ''وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں جو دینا ہوتا ہے دیتے ہیں اور ان کے دل ڈر رہے ہوتے ہیں۔'' کیا اس سے مراد وہ آدمی ہے جو زنا' چوری' اور شراب نوشی کا مرتکب ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' اے ابوبکر کی بیٹی!'' یا فرمایا: ''نہیں اے صدیق کی بیٹی! اس سے مراد وہ آدمی ہے جو روزہ رکھتا ہے' صدقہ دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے' اور اسے ڈر رہتا ہے کہ شاید (اس کا عمل) قبول نہ ہو۔

فوائد و مسائل: ① نیک اعمال کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے لیکن عمل پر بھروسا کر کے بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔ ② بظاہر ایک صحیح عمل میں بھی ایسی خامی ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے وہ قبول نہ ہو۔ ③ عمل کر

٤١٩٨ـ [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة المؤمنين، ح: ٣١٧٥ من حديث مالك بن مغول به.

کے اس کی قبولیت کے لیے بھی اللہ سے درخواست کرتے رہنا چاہیے۔ ④ نیکی پر فخر کرنا جائز نہیں۔

٤١٩٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عِمْرَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ رَبٍّ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ كَالْوِعَاءِ. إِذَا طَابَ أَسْفَلُهُ، طَابَ أَعْلَاهُ. وَإِذَا فَسَدَ أَسْفَلُهُ، فَسَدَ أَعْلَاهُ».

۴۱۹۹- حضرت معاویہ بن ابو سفیان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عملوں کی مثال برتن کی سی ہے۔ اگر اس میں نیچے کا (پانی وغیرہ) اچھا ہوگا تو اوپر والا حصہ بھی اچھا ہوگا۔ اگر نیچے والا خراب ہوگا تو اوپر والا بھی خراب ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① اگر عمل کرتے وقت دل کی گہرائی میں خلوص ہوگا تو عمل اچھا اور قابل قبول ہوگا۔ اگر دل میں خلوص نہیں تو بظاہر اچھا نظر آنے والا عمل بھی حقیقت میں اچھا نہیں۔ ② برتن میں پانی پڑا ہوا ہو اور برتن کے نچلے حصے میں گندگی موجود ہو تو برتن کا سارا پانی اس سے متاثر ہو کر نا قابل استعمال ہو جاتا ہے' خواہ بظاہر اوپر والا پانی صاف محسوس ہو رہا ہو۔ عمل اور اخلاص کی یہی مثال ہے۔

٤٢٠٠- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ وَرْقَاءَ بْنِ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ ذَكْوَانَ، أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا صَلَّى فِي الْعَلَانِيَةِ فَأَحْسَنَ، وَصَلَّى فِي السِّرِّ فَأَحْسَنَ - قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: هٰذَا عَبْدِي حَقًّا».

۴۲۰۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ دوسروں کے سامنے بھی نماز اچھی پڑھے اور چھپ کر (تنہائی میں) بھی نماز اچھی پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ واقعی میرا بندہ ہے۔''

٤١٩٩_ [حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال، ق: ٣/ ١٦٢٢ من طريقين (محمد بن المصفّٰى وعمرو بن عثمان) عن الوليد به.

٤٢٠٠_ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل عنعنة، وبقية، تقدم، ح: ٥٥١، ١١٢١، وقال أبو حاتم: "هٰذا حديث منكر، يشبه أن يكون من حديث عباد بن كثير"، علل الحديث: ١/ ١٨٩، ح: ٥٤١.

٤٢٠١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى قَالَا: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَارِبُوا وَسَدِّدُوا. فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُنْجِيهِ عَمَلُهُ». قَالُوا: وَلَا أَنْتَ؟ يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «وَلَا أَنَا. إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ».

۴۲۰۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعتدال اختیار کرو اور سیدھے رہو۔ تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل نجات نہیں دے گا۔'' حاضرین نے کہا: اللہ کے رسول! کیا آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا: ''مجھے بھی نہیں' سوائے اس کے کہ اللہ مجھے اپنی رحمت اور اپنے فضل میں چھپا لے۔''

فوائد و مسائل: ① اعتدال کا مطلب افراط و تفریط سے اجتناب ہے' یعنی نہ تو بدعت کا ارتکاب کیا جائے اور نہ فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کی جائے۔ ② جنت اصل میں اعمال کا بدلہ نہیں بلکہ اللہ کی خاص رحمت ہے کیونکہ بندے کے نیک اعمال اللہ کے احسانات کے مقابلے میں انتہائی حقیر ہیں بلکہ ان اعمال کی توفیق بھی اللہ کا احسان ہے۔ ③ [سَدِّدُوا] کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اصل مقصود کو پیش نظر رکھو [سِدَادُ السَّهْمِ] کا مطلب ہوتا ہے تیر کا نشانے پر لگنا۔ یہ لفظ اسی سے ماخوذ ہے۔ اصل مقصود اللہ کی رضا کا حصول اور جہنم سے نجات ہے۔ ④ نیک اعمال کا مقصد اللہ کی رحمت کا حصول ہے۔ اس کے نتیجے میں جنت بھی مل جائے گی اور جہنم سے بچاؤ بھی ہو جائے گا۔

(المعجم ٢١) - بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- دکھلاوے اور شہرت کا بیان

٤٢٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:

۴۲۰۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں دوسرے شریکوں کے مقابلے میں' شراکت سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ جس نے (بظاہر) میرے

٤٢٠١ــ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب لن يدخل أحد الجنة بعمله، بل برحمة الله تعالى، ح: ٧٦/٢٨١٦ من حديث الأعمش به، وحسنه البوصيري من أجل شريك، ولم ينفرد به، وللحديث شواهد كثيرة.

٤٢٠٢ــ أخرجه مسلم، الزهد، باب تحريم الرياء، ح: ٤٦/٢٩٨٥ من حديث العلاء به بألفاظ متقاربة، وصححه البوصيري.

أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ . فَمَنْ عَمِلَ لِي عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ غَيْرِي ، فَأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ . وَهُوَ لِلَّذِي أَشْرَكَ» .

لیے عمل کیا' اس میں میرے سوا کسی اور کو بھی شریک کر لیا تو میں اس سے لاتعلق ہو جاتا ہوں۔ اور وہ (عمل) اسی کے لیے ہوتا ہے جس کو اس نے (میرا) شریک بنایا۔''

فوائد و مسائل: ① کسی اور کو شریک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دکھاوے کے لیے کام کیا جائے جس کے ذریعے سے اسے دنیوی مفاد حاصل ہو یا لوگوں کی نظر میں متقی اور پارسا کہلائے۔ ② ایسا عمل اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ ③ وہ عمل دوسرے کے لیے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا کوئی ثواب نہیں دیتا۔ اگر ریاکار ثواب کا طالب ہے تو اسی انسان سے ثواب لے جس کو دکھانے کے لیے اس نے کام کیا ہے۔ ظاہر ہے انسان دوسرے انسان کو نیکی کا بدلہ نہیں دے سکتا' اس لیے قیامت کے دن ریاکار کو شرمندگی ہوگی۔ اور اسے عمل کا کوئی ثواب یا فائدہ نہیں ملے گا۔ ④ ریاکاری شرک اصغر ہے۔ اس سے وہ عمل تباہ ہو جاتا ہے جس میں ریا شامل ہو' تاہم یہ شرک اکبر نہیں جس کی سزا دائمی جہنم ہے۔

٤٢٠٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ ، وَ إِسْحَاقُ ابْنُ مَنْصُورٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ : أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ : أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ زِيَادِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي سَعْدِ ابْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِذَا جَمَعَ اللهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ، نَادَى مُنَادٍ : مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ ، فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ . فَإِنَّ اللهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ» .

۴۲۰۳- صحابیٔ رسول حضرت ابو سعد بن ابو فضالہ انصاری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے تمام انسانوں کو جمع کرے گا' اور وہ دن ایسا ہے جس میں کوئی شک نہیں' تب ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: جس نے اللہ کے لیے کیے ہوئے عمل میں (کسی کو) شریک کیا' وہ اس عمل کا ثواب غیر اللہ ہی سے مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ دوسرے شریکوں کے مقابلے میں شراکت سے سب سے زیادہ بے نیاز ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ریاکاری قیامت کے دن رسوائی کا باعث ہے۔ ② ثواب دینا صرف اللہ کا کام ہے'

٤٢٠٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة الكهف، ح: ٣١٥٤ عن ابن بشار به، وقال: "حسن غريب" * زياد بن ميناء وثقه الترمذي، وابن حبان، وجهله غيرهما، فحديثه حسن.

لہٰذا کوئی کسی سے کوئی ثواب حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لحاظ سے ریاکاری والے اعمال بے کار ہیں جن کا ثواب نہ اللہ تعالیٰ دے گا' نہ عوام دے سکیں گے۔ ③ ریاکاری قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہوگی۔

٤٢٠٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ رُبَيْحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ. فَقَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ؟» قَالَ، قُلْنَا: بَلٰى. فَقَالَ: «اَلشِّرْكُ الْخَفِيُّ: أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرٰى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ».

۴۲۰۴- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس (گھر سے) باہر تشریف لائے جب کہ ہم مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو میرے نزدیک تمھارے لیے مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے؟'' ہم نے کہا: کیوں نہیں (فرمائیے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھپا ہوا شرک۔ (وہ یہ ہے) کہ آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے' جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے تو اپنی نماز کو خوبصورت بناتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ریاکاری دجال سے زیادہ خطرناک اس لیے ہے کہ دجال کھلا دشمن ہے' اس کا کفر واضح ہے جبکہ ریاکار کا عمل بظاہر نیکی کا عمل ہوتا ہے۔ ② اسے پوشیدہ شرک اس لیے کہا گیا ہے کہ کسی بت' درخت' قبر' چاند' سورج وغیرہ کی پوجا کرنے والا یا اسے سجدہ کرنے والا سب کو نظر آتا ہے کہ یہ غیر اللہ کی عبادت کر رہا ہے۔ اس کا شرک واضح ہوتا ہے۔ لیکن ریاکاری کرنے والا بظاہر اللہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے یا رکوع سجود میں مشغول ہوتا ہے' اسے دیکھ کر پتہ نہیں چلتا کہ یہ اللہ کی رضا کے لیے نماز نہیں پڑھ رہا بلکہ اپنے نفس کی پوجا کر رہا ہے۔ ③ اگر نیکی کرنے والے کی نیت یہ ہو کہ اس کی تعریف کی جائے تو یہ ریا ہے لیکن اگر اس کی نیت یہ نہیں' لوگوں کو ویسے ہی اس کی نیکی کا علم ہو جاتا ہے اور وہ تعریف کرتے ہیں' اس میں عمل کرنے والے کا قصور نہیں۔ ④ جس طرح یہ جائز نہیں کہ نماز پڑھنے والے کو کوئی دیکھ لے تو وہ نماز لمبی کر دے' اس طرح یہ بھی درست نہیں کہ لمبی سورت پڑھنا شروع کی ہے' اچانک کوئی آ گیا تو نماز مختصر کر دے بلکہ اپنی پہلی نیت کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ ⑤ نماز کے علاوہ دوسرے اعمال کا بھی یہی حکم ہے' مثلاً: صدقہ' جہاد وغیرہ۔

٤٢٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ

۴۲۰۵- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٤٢٠٤ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠ من حديث كثير به مطولاً، وحسنه البوصيري، وأشار المنذري إلى أنه حسن.

٤٢٠٥ـ [ضعيف] * رواد صدوق اختلط بآخره فترك وفي حديثه عن الثوري ضعف شديد(تقريب)، وعامر بن ◄◄

الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا رَوَّادُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي الْإِشْرَاكُ بِاللهِ. أَمَا إِنِّي لَسْتُ أَقُولُ يَعْبُدُونَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا وَثَنًا. وَلٰكِنْ أَعْمَالًا لِغَيْرِ اللهِ، وَشَهْوَةً خَفِيَّةً».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سورج' چاند یا کسی بت کو پوجیں گے لیکن ایسے عمل کریں گے جو غیر اللہ (کو دکھانے) کے لیے ہوں گے اور پوشیدہ خواہش رکھیں گے۔''

٤٢٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ يُسَمِّعْ، يُسَمِّعِ اللهُ بِهِ. وَمَنْ يُرَاءِ، يُرَاءِ اللهُ بِهِ».

۴۲۰۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شہرت کے لیے نیکی کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی تشہیر کرے گا۔ اور جو شخص دکھلاوا کرتا ہے' اللہ اس کی حقیقت ظاہر کر دے گا۔''

٤٢٠٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يُرَاءِ، يُرَاءِ اللهُ بِهِ. وَمَنْ يُسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللهُ بِهِ».

۴۲۰۷- حضرت جندب (بن عبداللہ بن سفیان) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دکھلاوا کرے گا' اللہ اس کی حقیقت ظاہر کر دے گا۔ اور جو شہرت کے لیے نیکی کرتا ہے' اللہ اس کی تشہیر کرے گا۔''

فوائد و مسائل: ① ریاکاری کرنے والا کام اس لیے کرتا ہے کہ لوگوں میں اس کی خوبی کی شہرت ہو اور وہ

◀◀ عبدالله مجهول (أيضًا)، والحسن بن ذكوان صدوق يخطىء ورمي بالقدر وكان يدلس، وله شاهدان ضعيفان جدًا، المشكاة، ح: ٥٣٣٢ بتحقيقي.

٤٢٠٦ـ [صحيح] رواه فراس عن عطية به، الترمذي، ح: ٢٣٨١، وأحمد: ٣/ ٤٠، وضعفه البوصيري من أجل عطية، وانظر، ح: ٤١٢٣، والحديث الآتي شاهد له.

٤٢٠٧ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب الرياء والسمعة، ح: ٦٤٩٩، ومسلم، الزهد، باب تحريم الرياء، ح: ٢٩٨٧ من حديث سفيان الثوري به، ورواه عبدالله بن عباس (مسلم)، وأبوبكرة، أحمد: ٥/ ٤٥ نحوه.

اس کی تعریف اور عزت کریں لیکن اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے اس کی یہ بری نیت ظاہر کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ بدنام ہو جاتا ہے اور اس کی عزت ختم ہو جاتی ہے۔ ② اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب مخلوق کے سامنے یہ ظاہر فرما دے گا کہ یہ شخص اخلاص کے ساتھ نیکی نہیں کرتا تھا جس سے سب کے سامنے اس کی بے عزتی ہو جائے گی۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْحَسَدِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢-حسد کا بیان

٤٢٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ حِكْمَةً، فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا».

۴۲۰۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسد (رشک) صرف دو ہی کاموں میں جائز ہے۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا اور اسے حق کی راہ میں خرچ کرنے پر لگا دیا۔ (اس سے رشک کرنا چاہیے۔) اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے (دین کی) سمجھ دی' وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''حسد'' کا اصل مفہوم یہ ہے کہ کسی کو اللہ کی طرف سے نعمت ملی ہو تو اسے دیکھ کر یہ خواہش پیدا ہو کہ اس کی یہ نعمت ختم ہو جائے۔ یہ جذبہ رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس حدیث میں حسد سے مراد ''رشک'' ہے' یعنی یہ خواہش کرنا کہ جیسی نعمت اس کے پاس ہے ویسی مجھے بھی مل جائے' یہ جائز ہے۔ ② حسد تو کسی پر بھی جائز نہیں۔ رشک بھی دنیا کی دولت' شہرت اور حکومت پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ کسی کا نیک عمل ہی اس قابل ہے کہ اس طرح کا عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ ③ خوبیوں میں سب سے زیادہ قابل رشک دو خوبیاں ہیں: سخاوت اور علم۔ یہ عمل بھی تب خوبیوں میں شمار ہو سکتے ہیں جب اللہ کی رضا کے لیے خلوص کے ساتھ انجام دیے جائیں ورنہ شہرت کے لیے حاصل کیا جانے والا علم اور خرچ کیا جانے والا مال سخت ترین سزا اور شدید عذاب کا باعث ہوگا۔ اللہ محفوظ رکھے۔

٤٢٠٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ،

۴۲۰۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٤٢٠٨- أخرجه البخاري، العلم، باب الاغتباط في العلم والحكمة، ح: ٧٣ من حديث إسماعيل به، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه، وفضل من تعلم حكمة . . . الخ، ح: ٨١٦ عن ابن نمير به.

٤٢٠٩- أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول النبي ﷺ: رجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به . . . الخ، ح: ٧٥٢٩.

وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا، فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حسد (رشک) صرف دو کاموں میں جائز ہے۔ ایک اس آدمی سے (رشک کرنا چاہیے) جسے اللہ نے قرآن (کا علم) دیا' وہ رات کے اوقات میں بھی اس پر قائم رہتا ہے اور دن کے اوقات میں بھی۔ اور (دوسرا) وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا' وہ رات کے اوقات میں بھی اسے (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرتا ہے اور دن کے اوقات میں بھی (اس پر رشک کرنا چاہیے۔)“

فوائد و مسائل: ① [يَقُومُ بِهِ] کا مطلب اس پر عمل کرنا بھی ہے اور نماز کے قیام میں اس کی تلاوت بھی' خواہ فرض نمازوں میں ہو یا نوافل و تہجد میں۔ ② اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ ③ مسجدوں کے میناروں اور دیواروں کی زیب و زینت کی بجائے علماء اور طلباء پر خرچ کرنا زیادہ ثواب ہے۔ اسی طرح مسجد کے مفلس یا مقروض نمازی اور مسجد کے قرب و جوار میں رہنے والے مدد کے مستحق غریب آدمیوں کو دینا زیادہ ضروری ہے۔ مسجد سادہ رہے تو افضل ہے۔

٤٢١٠- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ وَ أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عِيسَى بْنِ أَبِي عِيسَى [الْحَنَّاطِ]، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ، كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ. وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ، كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ. وَالصَّلَاةُ نُورُ الْمُؤْمِنِ. وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ».

۴۲۱۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ اور صدقہ گناہوں (کی آگ) کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی (دنیا کی) آگ کو بجھا دیتا ہے۔ نماز مومن کا نور ہے' اور روزہ جہنم سے (بچانے والی) ڈھال ہے۔“

◄◄ ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه، وفضل من تعلم حكمةً من فقه . . . الخ، ح: ٨١٥ من حديث سفيان بن عيينة به.

٤٢١٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبويعلى: ٦/ ٣٣٠، ح: ٣٦٥٦ عن هارون به، وانظر، ح: ٣٣١٥ لحال عيسى الحناط، وحديث أبي داود، ح: ٤٩٠٤ يغني عنه، ولبعض الحديث شواهد، انظر، ح: ٢٨٠ وغيره.

(المعجم ٢٣) - **بَابُ الْبَغْيِ** (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳-ظلم وزیادتی

٤٢١١- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ - مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ».

۴۲۱۱- حضرت ابوبکرہ (نفیع بن حارث ثقفی) ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادتی اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں جس کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی جلدی دے دیتا ہے جب کہ اس کے ساتھ اس کے لیے آخرت کا عذاب بھی سنبھال رکھتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ظلم وزیادتی سے پرہیز کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اسلام کی اہم خوبی عدل اور رحم ہے۔ ② ظلم اور رشتہ داروں سے بدسلوکی کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی' خواہ ظلم کسی انسان پر کیا جائے یا کسی حیوان پر۔

٤٢١٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَسْرَعُ الْخَيْرِ ثَوَابًا، اَلْبِرُّ وَصِلَةُ الرَّحِمِ. وَأَسْرَعُ الشَّرِّ عُقُوبَةً، اَلْبَغْيُ وَقَطِيعَةُ الرَّحِمِ».

۴۲۱۲- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے جلدی ثواب نیکی اور صلہ رحمی (رشتہ داروں سے حسن سلوک) کا ملتا ہے۔ اور (اسی طرح) سب سے جلدی سزا زیادتی اور قطع رحمی (رشتہ داروں سے بدسلوکی) کی ملتی ہے۔

٤٢١٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ

۴۲۱۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

٤٢١١_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في النهي عن البغي، ح: ٤٩٠٢ من حديث ابن علية به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٢٥١١، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٣٩، ٢٠٤٠، والحاكم: ٢/ ٣٥٦، ٤/ ١٦٢، ١٦٣، والذهبي.

٤٢١٢_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٤/ ١٣٨٧ من حديث صالح بن موسى الطلحي به، وهو متروك كما في التقريب.

٤٢١٣_ [صحيح] تقدم، ح: ٣٩٣٣.

الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى بَنِي عَامِرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «حَسْبُ امْرِىءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کے لیے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے (یا اسے حقیر جانے)۔''

فوائد و مسائل: ① مسلمان کو ذلیل کرنا یا اسے حقیر اور کم تر سمجھ کر بدسلوکی کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ② حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی میں صرف یہی عیب ہو' کوئی اور عیب نہ ہو تو اسے برا آدمی قرار دینے کے لیے یہی عیب کافی ہے۔

٤٢١٤- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سِنَانِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ أَوْحَى إِلَيَّ: أَنْ تَوَاضَعُوا. وَلَا يَبْغِي بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ».

۴۲۱۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اختیار کرو اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔''

فوائد و مسائل: ① مسلمان پر ہر قسم کی زیادتی کرنا حرام ہے۔ ② تواضع سے متعلق فوائد کے لیے حدیث: ۴۱۷۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ الْوَرَعِ وَالتَّقْوٰى (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- احتیاط اور تقویٰ

٤٢١٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۲۱۵- نبی ﷺ کے صحابی حضرت عطیہ (بن عروہ)

٤٢١٤ـ [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٤٢٦ من حديث ابن وهب به، وحسنه البوصيري، وله شاهد عند مسلم، وانظر، ح: ٤١٧٩.

٤٢١٥ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب علامة التقوى وودع مالا بأس به حذرًا، ح: ٢٤٥١ من حديث أبي عقيل عبدالله بن عقيل به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ٣١٩، والذهبي * عبدالله بن يزيد الدمشقي ضعفه الجوزجاني، والحافظ ابن حجر، والذهبي، ووثقه ابن حبان، والترمذي، والحاكم، والذهبي، وتعديله راجح.

حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا أَبُوعَقِيلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ وَ عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِينَ، حَتَّى يَدَعَ مَالَا بَأْسَ بِهِ، حَذَرًا لِمَا بِهِ الْبَأْسُ».

سعدی ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ تقویٰ کے (بلند) مقام تک نہیں پہنچتا حتی کہ حرج والی چیز سے بچنے کے لیے وہ چیز بھی چھوڑ دے جس میں حرج نہیں (لیکن شک ہے کہ شاید منع ہو۔'')

٤٢١٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا مُغِيثُ بْنُ سُمَيٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ، صَدُوقِ اللِّسَانِ». قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ، نَعْرِفُهُ. فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: «هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ. لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ».

۴۲۱۶- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہر صاف دل والا' سچی زبان والا۔'' صحابہ نے عرض کیا: سچی زبان والا تو ہم جانتے ہیں' صاف دل والا کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پرہیزگار' پاک باز' جس (کے دل) میں نہ کوئی گناہ ہو' نہ زیادتی' نہ کینہ' نہ حسد۔''

فوائد و مسائل: ① دل کی صفائی اور پاکیزگی آخرت میں نجات کا باعث ہے۔ ② متقی آدمی دوسروں سے افضل ہے۔ ③ کینے کا مطلب ہے دل میں ناراضی رکھنا تاکہ موقع ملنے پر بدلہ لیا جاسکے۔ یہ بہت ہی بری عادت ہے۔

٤٢١٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۴۲۱۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے

٤٢١٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه الخرائطي في مكارم الأخلاق، ح:٤٥ من حديث يحيى به مطولاً، وصححه البوصيري.

٤٢١٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبونعيم في الحلية: ١٠/ ٣٦٥ من حديث أبي معاوية به مختصرًا، وحسنه البوصيري * أبورجاء محرز بن عبدالله الجزري، ومكحول مدلسان وعنعنا، وتقدم مكحول، ح: ٤٨١، وفي الحديث علة أخرى، وللحديث شواهد ضعيفة عند الترمذي، ح: ٢٣٠٥، وابن ماجه، ح: ٤١٩٣ وغيرهما.

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ بُرْدِ ابْنِ سِنَانٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَاثِلَةَ [ابْنِ الْأَسْقَعِ]، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ كُنْ وَرِعًا، تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ. وَكُنْ قَنِعًا، تَكُنْ أَشْكَرَ النَّاسِ. وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ، تَكُنْ مُؤْمِنًا. وَأَحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَكَ، تَكُنْ مُسْلِمًا. وَأَقِلَّ الضَّحِكَ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! متقی ہو جا، تو سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار ہو جائے گا۔ قناعت پسند بن، جا تو سب سے زیادہ شکر گزار ہو جائے گا۔ لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، تو مومن بن جائے گا۔ اپنے ہمسائے کے ساتھ ہمسائیگی کا اچھا تعلق رکھ، تو مسلم بن جائے گا' اور ہنسنا کم کر دے کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم کی ایک روایت مروی ہے جس کی بابت مسند احمد کے محققین لکھتے ہیں کہ یہ حدیث جید ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ محققین کی بحث سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ١٣/ ٤٥٩، والصحيحة للألباني، رقم: ٥٠٦، ٩٣٠، ٢٠٤٦) ② جس طرح نماز' روزہ وغیرہ اعمال عبادت میں شامل ہیں' اسی طرح گناہوں اور مشکوک کاموں سے پرہیز کرنا بھی عبادت کا ایک پہلو ہے۔ زیادہ عبادت گزار وہ ہے جو عبادت کے دونوں پہلو مدنظر رکھے۔ ③ موجود نعمتوں پر مطمئن نہ ہونا اور مزید کی حرص رکھنا' دل میں شکر کے جذبات پیدا نہیں ہونے دیتا۔ شکر کے لیے ضروری ہے کہ موجود نعمتوں کی اہمیت اور فوائد کو مدنظر رکھا جائے۔ اس سے اللہ کے احسانات کا احساس پیدا ہوگا اور بندہ شکر گزار بن جائے گا۔ ④ مومن کی امتیازی صفت دوسروں سے حسن سلوک ہے۔ ⑤ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ زیادہ اختلافات ان سے پیدا ہوتے ہیں جن کے ساتھ زیادہ میل ملاپ ہوتا ہے اور انسان کو ہمسایوں سے اکثر واسطہ پڑتا رہتا ہے' لہٰذا ہمسایوں سے حسن سلوک کا عادی سب کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتا ہے' اس طرح وہ صحیح مسلمان بن جاتا ہے۔ ⑥ زیادہ ہنسنا غفلت کو ظاہر کرتا ہے اور غفلت و بے پروائی مردہ دلی کی علامت ہے اور دل جب مردہ ہو جائے تو اسے اپنے اخروی نفع و نقصان کا احساس نہیں رہتا' اس لیے ہنسی مذاق کی زیادتی بری بات ہے' البتہ خندہ پیشانی اچھی صفت ہے۔

٤٢١٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ رُمْحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ الْمَاضِي بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيرِ، وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ، وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ».

۴۲۱۸- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تدبیر جیسی کوئی عقل مندی نہیں، (حرام وغیرہ سے) پرہیز جیسا کوئی تقویٰ نہیں، حسنِ خلق جیسا کوئی حسب نہیں۔“

٤٢١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ [أَبِي] مُطِيعٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْحَسَبُ الْمَالُ، وَالْكَرَمُ التَّقْوٰى».

۴۲۱۹- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حسب مال ہے، اور شرف تقویٰ ہے۔“

فوائد ومسائل: ① لوگ مال کو دیکھ کر عزت کرتے ہیں۔ اونچے خاندان کا ایک آدمی غریب ہو جائے تو اس کو وہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ لوگوں کے ہاں یہ کیفیت ہے۔ ② اصل چیز جو عزت واحترام کا باعث ہونی چاہیے وہ کسی کی نیکی اور پرہیز گاری ہے۔ اصل شرف یہی ہے، اس لیے آخرت میں تقویٰ کی بنیاد پر ہی عزت ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ (الحجرات ۴۹:۱۳) ”اللہ کے ہاں زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔“

٤٢٢٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ

۴۲۲۰- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے،

٤٢١٨ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل الماضي بن محمد، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، وشيخه مجهول(تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة جدًا.

٤٢١٩ـ [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الحجرات، ح: ٣٢٧١ من حديث يونس به، وقال: "حسن غريب صحيح" وعلته عنعنة قتادة، وتقدم، ح: ١٧٥، وللحديث شواهد عند القضاعي في مسند الشهاب: ١/٤٦، ح: ٢٠، والنسائي: ٦/ ٦٤، ح: ٣٢٢٧ وغيره.

٤٢٢٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى: ٦/ ٤٩٤، ح: ١١٦٠٣ من حديث المعتمر به، وأعله البوصيري بالانقطاع لأن أبا السليل لم يدرك أبا ذر كما في تهذيب التهذيب وغيره.

وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا : حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ ضُرَيْبِ بْنِ نُقَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَعْرِفُ كَلِمَةً وَقَالَ عُثْمَانُ : آيَةً لَوْ أَخَذَ النَّاسُ كُلُّهُمْ بِهَا، لَكَفَتْهُمْ» قَالُوا : يَارَسُولَ اللهِ أَيَّةُ آيَةٍ؟ قَالَ : ﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا﴾ .

[الطلاق : ٢]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ایک فرمان' اور عثمان راوی نے کہا: ایک آیت، معلوم ہے' اگر سب لوگ اس پر عمل کر لیں تو ان کے لیے کافی ہو جائے۔'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کون سی آیت؟ آپ نے فرمایا: ''(یہ آیت) ﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا﴾ ''جو کوئی اللہ سے ڈرے' اللہ اس کے لیے (ہر مشکل سے) نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے۔''

(المعجم ٢٥) - بَابُ الثَّنَاءِ الْحَسَنِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- اچھی رائے عامہ

٤٢٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ : أَنْبَأَنَا نَافِعُ ابْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ أَبِي زُهَيْرٍ الثَّقَفِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّبَاوَةِ أَوِ الْبَنَاوَةِ قَالَ : وَالنَّبَاوَةُ مِنَ الطَّائِفِ قَالَ : «يُوشِكُ أَنْ تَعْرِفُوا أَهْلَ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ» . قَالُوا : بِمَ ذَاكَ؟ يَارَسُولَ اللهِ قَالَ : «بِالثَّنَاءِ الْحَسَنِ وَالثَّنَاءِ السَّيِّيءِ . أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ، بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ» .

۴۲۲۱- حضرت ابو زہیر (معاذ بن رباح) ثقفی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے نباوہ یا بناوہ کے مقام پر ہم سے خطاب فرمایا' یہ مقام طائف کے قریب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہو سکتا ہے تم جنتیوں اور جہنمیوں کو الگ الگ پہچان لو۔'' ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کس علامت سے؟ فرمایا: ''اچھی رائے کے اظہار سے' اور بری رائے کے اظہار سے۔ تم ایک دوسرے پر اللہ کے گواہ ہو۔''

فوائد و مسائل: ① نیک متقی آدمی اسی کی تعریف کر سکتا ہے جس میں وہ واقعی اچھی صفات دیکھے کیونکہ متقی خوشامد اور چاپلوسی نہیں کر سکتا۔ ② نیک متقی آدمی اسی کو برا کہے گا جس میں واقعی بری عادات موجود ہوں کیونکہ

٤٢٢١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد عن يزيد كما في أطراف المسند: ٦/ ٢٣١، وعبد بن حميد في المنتخب، ح: ٤٤٢ من حديث يزيد به، وصححه البوصيري، وابن حبان، ح: ٢٠٥٩، والحاكم: ١/ ١٢٠، ٤/ ٤٣٦، والذهبي، وحسنه الحافظ في الإصابة، وله شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما .

وہ جھوٹ بول کر کسی کو بدنام نہیں کرتا۔ ③ اچھی تعریف (یا لوگوں کی اچھی رائے) سے مراد ہر قسم کے عوام کی رائے نہیں بلکہ توحید و سنت پر کار بند نیک لوگوں کی رائے مراد ہے جن میں سب سے بلند مقام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے، لہٰذا جس شخص کے بارے میں ایسے عظیم افراد اچھی رائے رکھتے ہوں، وہ یقیناً نیک اور جنتی آدمی ہوگا۔ ④ خوارج، معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ کے گمراہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ صحابہ اور تابعین نے ان کی آراء کو غلط قرار دیا ہے اور پوری قوت سے ان کی تردید فرمائی ہے۔

٤٢٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ جَامِعِ ابْنِ شَدَّادٍ، عَنْ كُلْثُومٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ كَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ، أَنِّي قَدْ أَحْسَنْتُ. وَإِذَا أَسَأْتُ، أَنِّي قَدْ أَسَأْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَالَ جِيرَانُكَ: قَدْ أَحْسَنْتَ، فَقَدْ أَحْسَنْتَ. وَإِذَا قَالُوا: إِنَّكَ قَدْ أَسَأْتَ، فَقَدْ أَسَأْتَ».

۴۲۲۲- حضرت کلثوم (بن علقمہ) خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب میں نیکی کروں تو مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ میں نے اچھا کام کیا ہے۔ اور جب میں گناہ کر بیٹھوں تو کیسے معلوم ہوگا کہ میں نے برا کام کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب تیرے ہمسائے کہیں: تو نے اچھا کام کیا ہے تو (یقین کر لے کہ) تو نے اچھا کام ہی کیا ہے، اور جب وہ کہیں: تو نے برا کام کیا ہے تو پھر تو نے برا کام ہی کیا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① عام نیکیاں اور برائیاں ایسی ہیں کہ عام مسلمان انھیں اس حیثیت سے پہچانتے ہیں، خواہ عملی طور پر وہ نیکیوں میں سست اور برائیوں کے عادی ہوں۔ ② اخلاقی خوبیاں اور خامیاں سب سے زیادہ ہمسایوں کو معلوم ہوتی ہیں۔ جب کسی شخص کو معلوم ہو کہ ہمسائے اسے اچھا نہیں سمجھتے تو اسے چاہیے کہ اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔ ③ آج کل علم کی کمی کی وجہ سے اور غلط رسم و رواج زیادہ ہو جانے کی وجہ سے بعض اچھے کام چھوٹ گئے ہیں، جب اس پر عمل کیا جائے تو عوام تنقید کرتے ہیں اور بعض غلط کام ایسے مشہور ہو گئے ہیں کہ لوگ انھیں شرعی حکم سمجھ کر عمل کرتے ہیں۔ جب ایسی بدعت سے اجتناب کیا جائے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ سنت کا انکار کیا جا رہا ہے۔ ایسے مسائل میں عوام کی رائے کو اہمیت حاصل نہیں بلکہ ایسے علماء سے دریافت کرنا چاہیے جو صحیح اور ضعیف احادیث میں امتیاز کر سکتے ہیں اور قرآن و حدیث کی نصوص سے مسائل سمجھ سکتے ہیں۔ محض چٹ پٹی تقریریں کرنے والے واعظوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔

٤٢٢٢ـ [حسن] أخرجه ابن الأثير في أسد الغابة: ٤/ ٢٥١ من حديث أبي معاوية به، والحديث الآتي شاهد له.

٤٢٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: كَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ وَإِذَا أَسَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا سَمِعْتَ جِيرَانَكَ يَقُولُونَ: أَنْ قَدْ أَحْسَنْتَ، فَقَدْ أَحْسَنْتَ. وَإِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُولُونَ: قَدْ أَسَأْتَ، فَقَدْ أَسَأْتَ».

۴۲۲۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: مجھے کیسے معلوم ہوگا جب میں نیکی کروں یا برائی کروں؟ (کہ میں نے نیکی کی ہے یا برائی کی ہے۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تو سنے کہ تیرے ہمسائے کہیں: تو نے اچھا کام کیا ہے تو تو نے اچھا کام ہی کیا ہے۔ اور جب تو انھیں سنے کہ وہ کہیں: تو نے برا کام کیا ہے تو تو نے برا کام ہی کیا ہے۔''

٤٢٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَزَيْدُ ابْنُ أَخْزَمَ قَالَا: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ أَبِي ثُبَيْتٍ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْ مَلَأَ اللهُ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ خَيْرًا، وَهُوَ يَسْمَعُ. وَأَهْلُ النَّارِ مَنْ مَلَأَ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ شَرًّا، وَهُوَ يَسْمَعُ».

۴۲۲۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنتی آدمی وہ ہے جس کے کانوں کو اللہ لوگوں کی اچھی رائے سے بھر دیتا ہے اور وہ سن رہا ہوتا ہے (کہ لوگ میری تعریف کر رہے ہیں۔) اور جہنمی وہ ہے جس کے کانوں کو اللہ لوگوں کی بری رائے سے بھر دیتا ہے اور وہ سن رہا ہوتا ہے (کہ لوگ مجھے اچھا نہیں سمجھتے۔)''

فوائد و مسائل: ① نیک آدمی کی عدم موجودگی میں بھی اس کی تعریف کی جاتی ہے اور یہ باتیں اس کے کانوں تک بھی پہنچ ہی جاتی ہیں۔ ② جب کسی کو معلوم ہو کہ لوگ اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہیں تو اسے چاہیے کہ اللہ کا شکر ادا کرے اور نیکی کے راستے پر قائم رہنے کی اور زیادہ کوشش کرے اور اللہ سے استقامت کی دعا کرے۔ ③ جب کسی کو معلوم ہو کہ لوگ اس کے بارے میں بری رائے رکھتے ہیں تو اسے چاہیے کہ توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے تاکہ اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں اور آئندہ نیکی کی توفیق ملے۔

٤٢٢٣ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ١/ ٤٠٢ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنفه: ١١/ ٨، ح: ١٩٧٤٩، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٥٧، والبوصيري.

٤٢٢٤ـ **[إسناده حسن]** أخرجه الطبراني: ١٢/ ١٧٠، ح: ١٢٧٨٧ من حديث مسلم بن إبراهيم به، وصححه البوصيري، وله شواهد عند الحاكم: ١/ ٣٧٨ وغيره.

④ سامنے کی تعریف کا اعتبار نہیں کیونکہ لوگ خوشامد کے طور پر بھی تعریف کرتے ہیں۔

٤٢٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: اَلرَّجُلُ يَعْمَلُ الْعَمَلَ لِلّٰهِ، فَيُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: «ذٰلِكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ».

۴۲۲۵- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! ایک آدمی اللہ کی رضا کے لیے (خلوص کے ساتھ) نیک عمل کرتا ہے اس کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ مومن کو جلدی مل جانے والی خوشخبری ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نیکی کرتے ہوئے یہ نیت نہیں ہونی چاہیے کہ اس کی وجہ سے تعریف اور عزت ہو۔ لیکن مومن کو دنیا میں بھی نیکی کا انعام ملتا ہے اور اسے عزت حاصل ہوتی ہے۔ ② عوام کی محبت نیک مومن پر اللہ کا احسان ہے لہٰذا اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور احتیاط کرنی چاہیے کہ دل میں فخر اور خود پسندی کے جذبات پیدا نہ ہوں۔

٤٢٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سِنَانٍ، أَبُو سِنَانٍ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي أَعْمَلُ الْعَمَلَ، فَيُطَّلَعُ عَلَيْهِ، فَيُعْجِبُنِي؟ قَالَ: «لَكَ أَجْرَانِ: أَجْرُ السِّرِّ وَأَجْرُ الْعَلَانِيَةِ».

۴۲۲۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! میں ایک عمل کرتا ہوں (میرا ارادہ اسے ظاہر کرنے کا نہیں ہوتا لیکن) لوگوں کو اس کا پتہ چل جاتا ہے تو مجھے اچھا لگتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے دو ثواب ملیں گے: خفیہ نیکی کا ثواب اور علانیہ نیکی کا ثواب۔''

(المعجم ٢٦) - بَابُ النِّيَّةِ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۶- نیت کا بیان

٤٢٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۲۲۷- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے

٤٢٢٥- أخرجه مسلم، الأدب، باب إذا أثنى على الصالح فهي بشرى لا تضره، ح: ٢٦٤٢ عن ابن بشار به.

٤٢٢٦- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزهد، باب عمل السر، ح: ٢٣٨٤ من حديث سعيد بن سنان به، وقال: "حسن غريب"، وانظر، ح: ٣٨٣ لحال عنعنة حبيب، وباقي السند حسن.

٤٢٢٧- أخرجه البخاري، بدء الوحي: ١/ ٥٤ وغيره من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وتفرد به، ومسلم، الإمارة، باب قوله ﷺ: إنما الأعمال بالنية . . .، الخ، ح: ١٩٠٧ من حديث يزيد، وابن رمح به.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَا: أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ. وَلِكُلِّ امْرِىءٍ مَا نَوَى. فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ. وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ».

انھوں نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے: ''عمل تو نیتوں ہی سے ہیں۔ اور ہر شخص کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی' چنانچہ جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے' اس کی ہجرت (اجر وثواب کے لحاظ سے بھی) اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے۔ اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہے' اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کے پاس وہ ہجرت کر کے آیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اعمال میں نیت ضروری ہے اور ثواب و عذاب کا دارومدار نیت پر ہے۔ ② نیت دل کا فعل ہے' زبان سے اس کا اظہار ضروری نہیں' مثلاً: نماز پڑھتے وقت زبان سے جو الفاظ ادا کیے جاتے ہیں یا روزہ رکھنے کی جو نیت عوام میں مشہور ہے' حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں' چنانچہ یہ بدعت ہے۔ ③ ہر کام کے لیے اخلاص ضروری ہے۔ جو کام اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے گا' وہی قبول ہو سکے گا' جس میں کوئی اور مقصد شامل ہو جائے گا' وہ اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگا۔ ④ خلوص نیت ہی شرعی احکام کی بنیاد ہے۔ یاد رہے کہ ہر کار خیر کے بار آور ہونے کے لیے درست اور خالص نیت کا ہونا ضروری ہے ورنہ خطرہ ہے کہ نہ صرف ثواب سے محروم ہونا پڑے بلکہ اللہ کے ہاں سخت سزا بھی ملے گی۔ ⑤ اس حدیث کو اہل علم نے دین کا ایک چوتھائی حصہ قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم.

٤٢٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ كَمَثَلِ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: رَجُلٌ

۴۲۲۸- حضرت ابوکبشہ (سعید بن عمرو) انماری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کی مثال چار افراد کی سی ہے: ایک آدمی کو اللہ نے مال اور علم سے نوازا۔ وہ اپنے مال میں علم کے مطابق عمل کرتا ہے' اسے جائز مقام پر خرچ کرتا ہے۔ ایک

٤٢٢٨ـ أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٠ عن وكيع به، وتابعه شعبة عند أحمد، ورواه منصور عن سالم به، وانظر الحديث الآتي.

آتَاهُ اللهُ مَالًا وَعِلْمًا . فَهُوَ يَعْمَلُ بِعِلْمِهِ فِي مَالِهِ، يُنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ عِلْمًا وَلَمْ يُؤْتِهِ مَالًا . فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ هٰذَا، عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ الَّذِي يَعْمَلُ». قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَهُمَا فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا وَلَمْ يُؤْتِهِ عِلْمًا. فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ، وَيُنْفِقُهُ فِي غَيْرِ حَقِّهِ. وَرَجُلٌ لَمْ يُؤْتِهِ اللهُ عِلْمًا وَلَا مَالًا . فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ هٰذَا عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ الَّذِي يَعْمَلُ» قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَهُمَا فِي الْوِزْرِ سَوَاءٌ».

(دوسرا) آدمی وہ ہے جسے اللہ نے علم دیا اور مال نہیں دیا۔ وہ کہتا ہے: اگر میرے پاس بھی اس شخص کی طرح (مال) ہوتا تو میں بھی اس (مال) سے ایسے عمل انجام دیتا جیسے یہ (نیک مال دار) انجام دیتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ثواب میں یہ دونوں برابر ہیں۔ اور ایک (تیسرا) آدمی وہ ہے جسے اللہ نے مال دیا اور اسے علم نہیں دیا' چنانچہ وہ اپنے مال کو اندھا دھند صرف کرتا ہے۔ (یعنی) ناجائز مقام پر خرچ کرتا ہے۔ اور ایک (چوتھا) آدمی وہ ہے جسے اللہ نے نہ علم دیا نہ مال دیا وہ کہتا ہے: اگر میرے پاس اس (برے مال دار) شخص کی طرح مال ہوتا تو میں بھی اس (مال) سے ایسے کام کرتا جیسے یہ (برا مال دار) کرتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دونوں (تیسرا اور چوتھا) گناہ میں برابر ہیں۔''

٤٢٢٨ م - **حدّثنا** إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُفَضَّلٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

۴۲۲۸- (م) امام ابن ماجہ ؒ نے یہی روایت دوسری دو سندوں سے بھی بواسطہ ابو کبشہ ؓ نبی ﷺ سے اس (مذکورہ حدیث) کے ہم معنی بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اگر انسان ایک نیکی کی خواہش رکھتا ہو لیکن کسی عذر کی وجہ سے اسے کر نہ سکتا ہو تو اس کی

٤٢٢٨ـ (م) [صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٨٩ وغيره من حديث عبدالرزاق به، أخرجه الطبراني: ٢٢/ ٣٤٤، ح: ٨٦٤ من حديث مفضل بن مهلهل به، وللحديث طرق كثيرة عند الترمذي، ح: ٢٣٢٥، وقال: "حسن صحيح"، والطبراني وغيرهما.

اچھی نیت کی وجہ سے اسے ثواب ملتا ہے۔ ② اگر کوئی شخص ایک نیکی کرنے کی کوشش کرے لیکن کسی رکاوٹ کی وجہ سے انجام نہ دے سکے تو وہ بھی ثواب کا مستحق ہوگا۔ ③ گناہ کی خواہش ہو لیکن انسان اس کا ارتکاب کرنے سے معذور ہو یا گناہ کی کوشش کرے اور کامیاب نہ ہو تب بھی گناہ گار ہوتا ہے۔ ④ اگر دل میں گناہ کی خواہش پیدا ہو لیکن اللہ کی رضا کے لیے اس کے ارتکاب سے پرہیز کیا جائے تو ثواب ملتا ہے۔ ⑤ نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت' اسی طرح نیک کام کرنے والوں سے محبت اور برے کام کرنے والوں سے نفرت بھی ثواب کا باعث ہے۔

٤٢٢٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ يَحْيٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يُبْعَثُ النَّاسُ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ».

۴۲۲۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو (قیامت کے دن) ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① اعمال کی جزاوسزا نیتوں کے مطابق ملتی ہے۔ ② بعض لوگ گناہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ہماری نیت نیک ہے۔ یہ غلط ہے۔ جان بوجھ کر گناہ کرنا بری نیت ہی میں شامل ہے اگرچہ انسان اس کے لیے کوئی جواز تراش لے' مثلاً: صدقہ دینے کی نیت سے چوری کرنا گناہ ہی ہے بلکہ یہ زیادہ گناہ ہے کیونکہ اس صورت میں انسان برائی کو نیکی سمجھ لیتا ہے' اس لیے اس پر شرمندہ ہو کر توبہ کرنے کی بجائے فخر کرتا ہے۔

٤٢٣٠ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَنْبَأَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ: أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ».

۴۲۳۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق (قبروں سے) اٹھایا جائے گا۔''

(المعجم ٢٧) - بَابُ الْأَمَلِ وَالْأَجَلِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- امید اور اجل

٤٢٢٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٩٢ من حديث شريك به، وله شاهد عند مسلم، انظر الحديث الآتي.

٤٢٣٠ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالٰى عند الموت، ح: ٢٨٧٨/ ٨٣ من حديث الأعمش به، وبلفظ: "يبعث كل عبد على ما مات عليه"، وبه صح الحديث.

٤٢٣١- حَدَّثَنَا أَبُوبِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي يَعْلَى، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ [خُثَيْم]، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ خَطَّ خَطًّا مُرَبَّعًا. وَخَطَّ وَسَطَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ. [وَ]خُطُوطًا إِلَى جَانِبِ الْخَطِّ الَّذِي وَسَطَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ. وَخَطًّا خَارِجًا مِنَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ. فَقَالَ: «أَتَدْرُونَ مَا هٰذَا؟» قَالُوا: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «هٰذَا الْإِنْسَانُ الْخَطُّ الْأَوْسَطُ. وَهٰذِهِ الْخُطُوطُ إِلَى جَنْبِهِ الْأَعْرَاضُ تَنْهَشُهُ أَوْ تَنْهَسُهُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ. فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا، أَصَابَهُ هٰذَا. وَالْخَطُّ الْمُرَبَّعُ الْأَجَلُ الْمُحِيطُ. وَالْخَطُّ الْخَارِجُ الْأَمَلُ».

۴۲۳۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک چوکور شکل کا خط کھینچا۔ اور ایک خط اس چوکور کے درمیان میں کھینچا۔ اور چوکور خط کے درمیان میں جو خط تھا' اس کے پہلو میں چند چھوٹے چھوٹے خط اور کھینچے۔ اور ایک خط اس چوکور سے نکلتا ہوا کھینچا' پھر فرمایا: ''کیا تمھیں معلوم ہے یہ کیا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ معلوم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ درمیانی خط انسان ہے۔ یہ اس کے پہلو کے خطوط حوادث ہیں جو ہر جگہ سے آ کر اسے نوچتے ہیں۔ اگر وہ اس حادثے سے بچ جائے تو وہ اسے پکڑ لیتا ہے۔ اور یہ چوکور خط موت کا ہے جس نے اسے گھیر رکھا ہے۔ اور یہ خط جو باہر نکل رہا ہے' اس کی امیدیں (اور آرزوئیں) ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① امام نووی رحمہ اللہ نے ریاض الصالحین میں اس مثال کی وضاحت کے لیے دو نقشے بنائے ہیں۔ ان کی رائے میں رسول اللہ ﷺ کا بنایا ہوا نقشہ ان دو میں سے کسی ایک کے مطابق تھا۔

موت
انسان
حوادث
امید

موت
حوادث
انسان
امیدیں
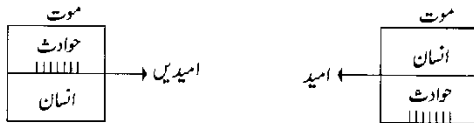
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے پانچ اور اقوال بھی ذکر کیے ہیں اور ان کے مطابق نقشے بنائے ہیں۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۱۱/۲۸۵) ② انسان کی زندگی میں مشکلات اور مصائب لازمی ہیں۔ جس طرح غریب آدمی مشکلات کا شکار ہوتا ہے اسی طرح امیر آدمی حتی کہ بادشاہ پر بھی مشکلات آتی ہیں اگرچہ ان کی نوعیت ان کے حالات کے

٤٢٣١ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب في الأمل وطوله، ح: ٦٤١٧ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

مطابق مختلف ہوتی ہے۔ ③ یہ مشکلات انسان کی آزمائش ہیں' لہٰذا سیدھے راستے پر قائم رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ④ انسان کی خواہشات' پروگرام اور آرزوئیں بہت ہوتی ہیں' ان میں سے کچھ پوری ہوتی ہیں کچھ نہیں ہوتیں' لہٰذا موت کو یاد رکھنا چاہیے جو لازماً آنی ہی ہے اور معلوم نہیں کب آ جائے۔

٤٢٣٢ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ [عُبَيْدِ] اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰذَا ابْنُ آدَمَ، وَهٰذَا أَجَلُهُ، عِنْدَ قَفَاهُ» وَبَسَطَ يَدَهُ أَمَامَهُ. ثُمَّ قَالَ: «وَثَمَّ [أَمَلُهُ]».

۴۲۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی اجل ہے' گدی کے قریب۔'' پھر آگے کو ہاتھ بڑھا کر فرمایا: ''اور وہاں تک اس کی امیدیں ہیں۔''

فائدہ: انسان کی امیدوں کے مقابلے میں اس کی اجل بہت قریب ہے' لہٰذا اس کے استقبال کی تیاری ضروری ہے۔ دنیا میں مشغول ہو کر آخرت سے غفلت انتہائی نادانی ہے۔

٤٢٣٣ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ فِي حُبِّ اثْنَتَيْنِ: فِي حُبِّ الْحَيَاةِ وَكَثْرَةِ الْمَالِ».

۴۲۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بوڑھے کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان ہوتا ہے: زندگی کی محبت میں اور مال کی کثرت کی محبت میں۔''

٤٢٣٤ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ:

۴۲۳۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم بوڑھا ہوتا جاتا

٤٢٣٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في قصر الأمل، ح: ٢٣٣٤ من حديث حماد به، وقال: "حسن صحيح".

٤٢٣٣ـ [صحيح] أخرجه القضاعي في مسند الشهاب: ١/ ٢١٣، ح: ٣٢٣ من حديث أبي مروان العثماني به وصححه البوصيري، وله شواهد عند البخاري، ح: ٦٤٢٠، وأخرجه مسلم، الزكاة، باب كراهة الحرص على الدنيا، ح: ١٠٤٦ وغيرهما، وانظر الحديث الآتي.

٤٢٣٤ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب كراهة الحرص على الدنيا، ح: ١٠٤٧ من حديث أبي عوانة به.

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ: اَلْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ، وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ».

ہے اور اس کی دو چیزیں جوان ہوتی جاتی ہیں: مال کی حرص اور عمر کی حرص۔"

فوائد و مسائل: ① بڑھاپے میں آخرت بہتر بنانے کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔ ② مال اور عمر کی حرص اچھی نہیں۔ ان دونوں کا فائدہ تو تبھی ہے جب ان سے نیکیاں کمانے میں مدد لی جائے۔ لیکن عام طور پر انسان نیکیوں سے غفلت کرتا ہے جو اس کے لیے نقصان کا باعث ہے۔

٤٢٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ مِنْ مَالٍ، لَأَحَبَّ أَنْ يَكُونَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ. وَلَا يَمْلَأُ نَفْسَهُ إِلَّا التُّرَابُ. وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ».

۴۲۳۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں بھری ہوئی ہوں تو وہ چاہتا ہے کہ ان کے ساتھ تیسری وادی بھی ہو۔ اور انسان کا دل صرف مٹی سے بھرتا ہے' البتہ جو شخص توبہ کرے' اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔"

فوائد و مسائل: ① مال کی محبت انسان میں فطری طور پر موجود ہے جس میں دنیا اور آخرت کی کئی مصلحتیں پوشیدہ ہیں' تاہم اس میں حد سے بڑھ جانا گمراہی کا باعث ہے۔ ② مال کی حرص جائز حد سے آگے بڑھ جائے تو حق تلفی' بخل' فرائض میں کوتاہی اور اس قسم کی دوسری خرابیوں کا باعث بن جاتی ہے' اس لیے ان بداعمالیوں سے بچنے کے لیے مال کی محبت کو جائز حد سے آگے نہیں بڑھنے دینا چاہیے۔ ③ مال کی محبت کا علاج یہ ہے کہ فرض زکاۃ اور واجب اخراجات کے علاوہ بھی نیکی کی راہ میں زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرنے کی کوشش کی جائے۔ ④ مال کی ناجائز محبت سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ ⑤ دل مٹی سے بھرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا دل زندگی بھر سیر نہیں ہوتا۔ جب مٹی میں جائے گا اور قبر میں دفن ہوگا' تب اس کی حرص ختم ہوگی اور دل سیر ہوگا کیونکہ وہاں ثواب و عذاب کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس کے بعد دنیا کی طرف توجہ ممکن نہیں۔

٤٢٣٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ:

۴۲۳۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٤٢٣٥ـ [صحيح] وصححه البوصيري، وله شاهد عند مسلم، الزكاة، باب لو أن لابن آدم واديين لابتغى ثالثًا، ح:١٠٤٨/١١٦ وغيره.

٤٢٣٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب "أعمار أمتي بين الستين إلى السبعين"، ح:٣٥٥٠ عن الحسن◄◄

حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ. وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوزُ ذٰلِكَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہوں گی۔ اس سے آگے بڑھنے والے کم ہوں گے۔''

فوائد و مسائل: ① گزشتہ امتوں میں لوگوں کی عمریں بہت لمبی ہوتی تھیں' ان کے مقابلے میں اس امت کے افراد کی عمریں بہت مختصر ہیں' اس لیے ہمیں اس مختصر مہلت میں نیکی کا کام کرنے کی کوشش زیادہ کرنی چاہیے۔ ② نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لیے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا جس کی موت کو اتنا مؤخر کر دیا کہ وہ ساٹھ سال کو پہنچ گیا۔'' (صحيح البخاري' الرقاق' باب: من بلغ ستين سنة فقد أعذر الله إليه في العمر...... حديث:٦٤١٩) ③ جب انسان ساٹھ سال کے قریب پہنچ جائے تو اسے آخرت کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیے' شاید ساٹھ سال سے آگے نہ بڑھ سکے۔ اور ساٹھ سال کے بعد تو یوں سمجھے کہ مجھے رعایتی مدت مل رہی ہے۔ اس کے بعد غفلت اور فسق و فجور نہایت خطرناک ہے۔ ستر سال کے بعد تو ہر دن کو ایک نئی رعایت تصور کرنا چاہیے۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- نیک عمل پر دوام اور ہمیشگی اختیار کرنا

٤٢٣٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: وَالَّذِي ذَهَبَ بِنَفْسِهِ ﷺ، مَا مَاتَ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ. وَكَانَ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَيْهِ، الْعَمَلُ الصَّالِحُ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ

۴۲۳۷- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قسم ہے اس (اللہ) کی جو آپ ﷺ کو (دنیا سے) لے گیا! آپ جب فوت ہوئے تو آپ زیادہ نماز (تہجد) بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔ اور آپ ﷺ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل وہ نیک عمل تھا جس پر بندہ ہمیشگی کرے اگرچہ تھوڑا ہو۔

◄◄ ابن عرفة به، وقال: "غريب حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٦٧، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٢٧، ووافقه الذهبي، وقال ابن منده في التوحيد: "هٰذا إسناد حسن، مشهور عن المحاربي"، وله شاهد عند الترمذي، ح: ٢٣٣١، وقال: "حسن غريب".

٤٢٣٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٢٢٥.

الْعَبْدُ، وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا.

فوائد ومسائل: ① تھوڑی نیکی اگر پابندی سے کی جائے تو وہ طبیعت پر بوجھ نہیں بنتی اور نتیجے کے لحاظ سے اس زیادہ نیکی سے بڑھ جاتی ہے جو چند دن زور شور سے کی جائے پھر چھوڑ دی جائے۔ ② ہمیشگی کا یہ مطلب نہیں کہ انسان بیمار ہو' مجبور ہو یا کوئی اور عذر ہو پھر بھی ضرور ادا کرے' اس طرح یہ نفلی عمل فرض کے مشابہ ہو جائے گا اور نفل کو فرض کا مقام دینا درست نہیں۔ ③ نیکی کا جو کام ہمیشہ کرنے کی عادت ہو' پھر کسی وجہ سے وہ چھوٹ جائے' بعد میں جب وہ وجہ ختم ہو جائے تو دوبارہ شروع کر دینا چاہیے۔ ④ تہجد میں طویل قیام افضل ہے اگرچہ تھک جانے کی وجہ سے قیام کا کچھ یا اکثر حصہ بیٹھ کر ادا کیا جائے۔

٤٢٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ عِنْدِي امْرَأَةٌ. فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ. فَقَالَ: «مَنْ هٰذِهِ؟» قُلْتُ: فُلَانَةُ. لَاتَنَامُ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَهْ؛ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ. فَوَاللهِ لَا يَمَلُّ اللهُ حَتَّى تَمَلُّوا» قَالَتْ: وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ.

۴۲۳۸- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے پاس ایک عورت (بیٹھی) تھی کہ نبی ﷺ میرے پاس (گھر میں) تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: ''یہ خاتون کون ہے؟'' میں نے کہا: فلاں صاحبہ ہے' جو سوتی نہیں۔ ام المومنین نے ان کی نماز تہجد کا ذکر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہرو! وہی چیز اختیار کرو جس کی تمھیں طاقت ہو۔ قسم ہے اللہ کی! اللہ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم خود اکتا جاؤ۔'' ام المومنین ؓ بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ کو دین کا وہ کام زیادہ پسند تھا جس پر وہ عمل کرنے والا دوام کرے۔

فوائد ومسائل: ① طاقت سے زیادہ عبادت کرنا منع ہے کیونکہ اس سے بعد میں اکتاہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور خطرہ ہوتا ہے کہ انسان عبادت بالکل ہی ترک کر دے۔ ② ہمیشگی والے عمل کا مجموعی ثواب زیادہ ہو جاتا ہے' اس لیے وہ افضل ہے۔

٤٢٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۲۳۹- حضرت حنظلہ (بن ربیع بن صیفی) تمیمی

٤٢٣٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره . . . الخ، ح: ٧٨٥/ ٢٢١ عن ابن أبي شيبة به.

٤٢٣٩ـ [صحيح] أخرجه مسلم، التوبة، باب فضل دوام الذكر والفكر في أمور الآخرة . . . الخ، ح: ٢٧٥٠/ ١٣ من حديث الفضل بن دكين أبي نعيم به.

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ التَّمِيمِيِّ الْأُسَيِّدِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَذَكَرْنَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، حَتَّى كَأَنَّا رَأْيَ الْعَيْنِ. فَقُمْتُ إِلَى أَهْلِي وَوَلَدِي. فَضَحِكْتُ وَلَعِبْتُ. قَالَ: فَذَكَرْتُ الَّذِي كُنَّا فِيهِ. فَخَرَجْتُ، فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: نَافَقْتُ، نَافَقْتُ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّا لَنَفْعَلُهُ. فَذَهَبَ حَنْظَلَةُ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «يَا حَنْظَلَةُ لَوْ كُنْتُمْ كَمَا تَكُونُونَ عِنْدِي، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُشِكُمْ أَوْ عَلَى طُرُقِكُمْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةٌ وَسَاعَةٌ».

اسیدی رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ہم نے جنت اور جہنم کا ذکر کیا (تو دل کی یہ کیفیت ہوئی) گویا ہم (جنت اور جہنم کو) آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر میں اٹھ کر بیوی بچوں کے پاس (گھر) چلا گیا۔ میں ان کے ساتھ ہنسا کھیلا۔ (حنظلہ نے) کہا: پھر مجھے وہ کیفیت یاد آئی جس میں ہم (رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں) تھے چنانچہ میں (گھبرا کر) باہر نکلا تو میری ملاقات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوگئی۔ میں نے کہا: میں منافق ہوگیا میں منافق ہوگیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (تفصیل سن کر) فرمایا: یہ کیفیت تو ہماری بھی ہے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کیفیت عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”حنظلہ! اگر تم (ہمیشہ) اسی کیفیت میں رہو جس میں تم میرے پاس ہوتے ہو تو فرشتے تمھارے بستروں پر (یا فرمایا) راستوں میں تم سے مصافحہ کریں۔ (لیکن) حنظلہ! وقت وقت کی بات ہے۔“

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ایمان اور قلبی کیفیات کے بارے میں بہت محتاط رہتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کسی نادانستہ غلطی کی وجہ سے ان کے درجات میں کمی نہ آجائے۔ ② دل کی کیفیات تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ ③ بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے دنیا کے معاملات میں مشغول ہونا شرعاً مطلوب ہے۔ ④ انسان کو فرشتوں سے (بعض لحاظ سے) افضل قرار دیا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان ایسے حالات میں گھرا ہوا ہے جو اسے اللہ سے غافل کرتے ہیں پھر بھی وہ اللہ کو یاد کرتا اور اس کی عبادت کرتا ہے۔

٤٢٤٠ - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ

۴۲۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٤٢٤٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٠ من حديث ابن لهيعة به، وله شواهد عند البخاري، ومسلم، وأبي داود، ح: ١٣٦٨ وغيرهم.

الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ. سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ. فَإِنَّ خَيْرَ الْعَمَلِ أَدْوَمُهُ، وَإِنْ قَلَّ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اتنے عمل کا بوجھ اٹھاؤ جتنے کی تمھیں طاقت ہو کیونکہ بہترین عمل وہ ہے جس پر زیادہ پابندی کی جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔''

٤٢٤١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ جَارِيَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى رَجُلٍ يُصَلِّي عَلٰى صَخْرَةٍ. فَأَتٰى نَاحِيَةَ مَكَّةَ. فَمَكَثَ مَلِيًّا، ثُمَّ انْصَرَفَ. فَوَجَدَ الرَّجُلَ يُصَلِّي عَلٰى حَالِهِ. فَقَامَ فَجَمَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالْقَصْدِ» ثَلَاثًا: «فَإِنَّ اللهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا».

۴۲۴۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو ایک چٹان پر نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ مکہ کے ایک حصے میں (کسی کام سے) تشریف لے آئے۔ وہاں کچھ دیر تشریف فرما رہے، پھر واپس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ آدمی اسی طرح نماز پڑھ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ جمع کر کے (اشارہ کرتے ہوئے) تین بار فرمایا: ''لوگو! (افراط و تفریط سے بچ کر) میانہ روی اختیار کرو۔'' پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں اکتاتا، تم ہی (عمل کرنے سے) اکتا جاتے ہو۔''

(المعجم ٢٩) - بَابُ ذِكْرِ الذُّنُوبِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹- گناہوں کا بیان

٤٢٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ

۴۲۴۲- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ہم سے ان اعمال کا بھی مؤاخذہ ہوگا جو ہم جاہلیت

٤٢٤١ـ [إسناده حسن] أخرجه الخطيب في الفقيه والمتفقه: ٢/ ١٢٤ من حديث يعقوب الأشعري به، وحسنه البوصيري * عيسى بن جارية حسن الحديث كما حققته في "نور المصابيح".

٤٢٤٢ـ أخرجه البخاري، استتابة المرتدين ... الخ، باب إثم من أشرك بالله وعقوبته في الدنيا والآخرة، ح: ٦٩٢١ من حديث الأعمش به، ومسلم، الإيمان، باب هل يؤاخذ بأعمال الجاهلية، ح: ١٢٠/ ١٩٠ عن ابن نمير به.

أَنُؤَاخَذُ بِمَا كُنَّا نَعْمَلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ، لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. وَمَنْ أَسَاءَ، أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ»

میں کرتے تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام لا کر نیک کام کیے اس سے جاہلیت میں ہونے والے اعمال کا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اور جس نے (اسلام لا کر بھی) برے کام کیے اس سے پہلے اور بعد والے (سب اعمال) کا مؤاخذہ ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''اسلام اپنے سے پہلے (گناہوں) کو مٹا دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم' الإیمان' باب کون الإسلام یھدم ماقبلہ..... ' حدیث:۱۲۱) جو شخص خلوص دل کے ساتھ سے اسلام قبول کرتا ہے اس کے جاہلیت کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ② جو شخص اسلام قبول کرنے کے بعد بھی جاہلیت کی عادتیں اور بداعمالیاں ترک نہیں کرتا' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا' اس لیے اس کے سابقہ گناہ معاف نہیں ہوتے۔ ③ جو شخص خلوص سے اسلام قبول کرتا ہے' پھر اس سے بتقاضائے بشریت کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے' اس سے زمانۂ کفر کے اعمال کا مؤاخذہ نہیں ہوگا کیونکہ مسلمان کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہو جاتا۔ جن صحابۂ کرام سے ایسے گناہ سرزد ہوئے جن پر حد نافذ ہوئی' نبی ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھا اور ان کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔ ④ مسلمان کو صحیح مسلمان بننے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں اور اسے جنت میں اعلیٰ مقام حاصل ہو جائے۔

٤٢٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ بَانَكَ قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَوْفُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَائِشَةُ إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْأَعْمَالِ. فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللهِ طَالِبًا».

۴۲۴۳- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عائشہ! معمولی سمجھے جانے والے گناہوں سے بچنا' اللہ کے ہاں ان کا بھی مؤاخذہ ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① بعض گناہ عام لوگوں کی نظر میں معمولی ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ بڑے ہوتے ہیں'

٤٢٤٣_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٧٠، ١٥١، والدارمي، ح: ٢٧٢٩، والنسائي في الكبرى تحفة الأشراف: ١٢/ ٢٥٠ من حديث سعيد به، وصححه البوصيري، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ١٣/ ٢٢٩، ح: ١٦١٨٤، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٩٧، وللحديث شواهد، راجع الفتح: ١١/ ٣٢٩ تحت حديث، ح: ٦٤٩٢.

مثلاً: گالی گلوچ، ہنسی مذاق میں جھوٹ بولنا، مرد کا اپنی شلوار، تہ بند اور پاجامہ وغیرہ سے ٹخنوں کو چھپالینا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنا تہ بند آدھی پنڈلی تک اونچا رکھنا، اگر یہ نہ ہو سکے تو ٹخنوں تک ضرور اونچا رکھنا اور تہ بند کو (ٹخنوں سے نیچے تک) لٹکانے سے بچنا کیونکہ یہ تکبر ہے......'' (سنن أبي داود، اللباس، باب ماجاء في إسبال الإزار، حديث:۴۰۸۴) ② جو گناہ معاشرے میں عام ہو جائے، عوام کی نظر میں وہ گناہ نہیں رہتا، خواہ کبیرہ ہی ہو۔ علماء کو چاہیے کہ ایسے گناہوں سے خاص طور پر منع کریں اور ان کے بارے میں اسلامی احکام کی وضاحت کریں۔ ③ جو گناہ واقعتاً صغیرہ ہیں ان کے بارے میں بھی احتیاط ضروری ہے کیونکہ صغیرہ گناہ بکثرت کرنے سے مجموعی طور پر گناہوں کی مقدار بہت زیادہ ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ صغیرہ گناہوں کی پروا نہ کرنے سے کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کی جرأت پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے ان سے بھی اجتناب ہی بہتر ہے۔

٤٢٤٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَالْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمُؤْمِنَ، إِذَا أَذْنَبَ، كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ. فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ، صُقِلَ قَلْبُهُ. فَإِنْ زَادَ زَادَتْ. فَذٰلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللهُ فِي كِتَابِهِ ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾».

۴۲۴۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کر لے، باز آ جائے اور (اللہ سے) بخشش کی درخواست کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اگر مزید گناہ کرے تو سیاہی کا نقطہ زیادہ ہو جاتا ہے (حتی کہ ہوتے ہوتے دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔) یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں (اس فرمان میں) کیا ہے: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ ''یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① گناہ ہو جائے تو جلد سے جلد توبہ کرنی چاہیے تاکہ دل پاک صاف ہو جائے۔ ② گناہوں کی وجہ سے دل سیاہ ہو جانے کا یہ نقصان ہوتا ہے کہ نیکی سے محبت اور گناہ سے نفرت ختم ہو جاتی ہے جس کی وجہ

٤٢٤٤- [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة ويل للمطففين، ح: ٣٣٣٤ من حديث محمد ابن عجلان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه البوصيري، وابن حبان، ح: ١٧٧١، ٢٤٤٨، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٥١٧، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

سے توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔ ③ روحانی بیماریوں کا علاج اللہ کی یاد، قرآن کی تلاوت، توبہ واستغفار اور موت کی یاد ہے۔

٤٢٤٥- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ بْنِ [حُدَيْجٍ] الْمَعَافِرِيُّ عَنْ أَرْطَاةَ بْنِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْأَلْهَانِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ، بِيضًا. فَيَجْعَلُهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا». قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا، جَلِّهِمْ لَنَا، أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ. قَالَ: «أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ. وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ. وَلٰكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ، إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللهِ، انْتَهَكُوهَا».

۴۲۴۵- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنی امت کے ان افراد کو ضرور پہچان لوں گا جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں جیسی سفید (روشن) نیکیاں لے کر حاضر ہوں گے تو اللہ عزوجل ان (نیکیوں کو) بکھرے ہوئے غبار میں تبدیل کر دے گا۔'' حضرت ثوبان ؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ان کی صفات بیان فرما دیجیے۔ ان (کی خرابیوں) کو ہمارے لیے واضح کر دیجیے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ان میں شامل ہو جائیں اور ہمیں پتہ بھی نہ چلے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ تمھارے بھائی ہیں اور تمھاری جنس سے ہیں، اور رات کی عبادت کا حصہ حاصل کرتے ہیں جس طرح تم کرتے ہو۔ لیکن وہ ایسے لوگ ہیں کہ انھیں جب تنہائی میں اللہ کے حرام کردہ گناہوں کا موقع ملتا ہے تو ان کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① بہت سے گناہ نیکیوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ② لوگوں کے سامنے نیک بنے رہنا اور تنہائی میں گناہ کا ارتکاب بے تکلف کر لینا، یہ بھی ایک قسم کی منافقت ہے جس کی وجہ سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ③ تہجد پڑھنا بڑی نیکی ہے لیکن اس سے زیادہ ضروری تنہائی میں تقویٰ پر قائم رہنا ہے۔ ④ اصل تقویٰ یہی ہے کہ انسان اس وقت بھی گناہ سے باز رہے جب اسے دیکھنے والا کوئی نہ ہو۔ ⑤ نیکیوں کو غبار میں تبدیل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو قبول نہیں فرمائے گا، اس لیے وہ بے وزن ہو جائیں گی اگرچہ دیکھنے میں وہ پہاڑوں جیسی عظیم اور سفید ہوں۔

٤٢٤٦- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ

۴۲۴۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے،

٤٢٤٥_ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الصغير: ١/ ٢٣٧ من حديث عيسى الرملي به، وتابعه سليمان بن عبدالرحمٰن الدمشقي في مسند الشاميين: ١/ ٣٩٣، ح: ٦٨٠، وصححه البوصيري.

٤٢٤٦_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في حسن الخلق، ح: ٢٠٠٤ من حديث ابن

وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ وَعَمِّهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: «اَلتَّقْوٰى وَحُسْنُ الْخُلُقِ» وَسُئِلَ مَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّارَ؟ قَالَ: «اَلْأَجْوَفَانِ: الْفَمُ وَالْفَرْجُ».

انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کون سا عمل سب سے زیادہ (لوگوں کو) جنت میں داخل کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ''تقویٰ اور خوش اخلاقی۔'' سوال کیا گیا: کون سی چیز سب سے زیادہ (لوگوں کو) جہنم میں لے جائے گی؟ فرمایا: ''دو کھوکھلی چیزیں: منہ اور شرم گاہ۔''

فوائد ومسائل: ① تقویٰ اللہ سے ڈرنے اور گناہوں سے بچنے کا نام ہے۔ اور خوش اخلاقی انسانوں پر ظلم وزیادتی کرنے سے اور برا سلوک کرنے سے باز رکھتی ہے۔ اس طرح تقویٰ سے حقوق اللہ صحیح ادا ہوتے ہیں اور خوش اخلاقی سے حقوق العباد۔ ان دونوں کی ادائیگی یقیناً جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ② منہ کے گناہوں میں حرام رزق کھانا بھی ہے جس کی وجہ سے نیکیاں قبول نہیں ہوتیں اور زبان کے گناہ بھی' مثلاً: جھوٹ' غیبت' گالی گلوچ وغیرہ جن سے لوگوں میں فساد پیدا ہوتا اور بڑھتا ہے۔ یہ دونوں قسم کے گناہ بڑے گناہ ہیں۔ ③ شرم گاہ کا گناہ زنا ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔ اور معاشرے میں بے شمار خرابیاں پیدا کرنے کا باعث ہے۔ زبان کے گناہ (غیر محرم سے ناجائز بات چیت وغیرہ)' آنکھ کے گناہ (نامحرم کو دیکھنا)' ہاتھ کے گناہ (نامحرم کو چھونا' یا خط وغیرہ لکھنا اور فون کرنا)' پاؤں کے گناہ (بدکاری کے لیے چل کے جانا) وغیرہ سب اسی بڑے گناہ کے لیے کیے جاتے ہیں جن کی وجہ سے انسان جہنم میں پہنچ جاتا ہے۔ ④ منہ اور شرم گاہ کے گناہوں سے بچنے والے کے بارے میں امید کی جا سکتی ہے کہ وہ دوسرے گناہوں سے بھی بچ جائے گا اور جنت میں چلا جائے گا۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ ذِكْرِ التَّوْبَةِ (التحفة ۳۰)

باب: ۳۰- توبہ کا بیان

٤٢٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ مِنْهُ بِضَالَّتِهِ، إِذَا وَجَدَهَا».

۴۲۴۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھاری توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کوئی اپنی گم شدہ سواری پا کر خوش ہوتا ہے۔''

◀◀ إدريس به، وقال: "صحيح غريب"، ولم يذكر "وعمه"، واسمه داود بن يزيد بن عبدالرحمٰن الأودي الزعافري.

٤٢٤٧ـ أخرجه مسلم، التوبة، باب في الحض على التوبة والفرح بها، ح: ٢٦٧٥/ ٢ بعد، ح: ٢٧٤٣، وقبل، ح: ٢٧٤٤ من حديث أبي الزناد به، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے۔ ② بندے کو جب احساس ہو جائے کہ اس نے گناہ کیا ہے' خواہ وہ چھوٹا گناہ ہو یا بڑا' براہ راست اللہ کے آگے توبہ کرے' یعنی اپنی غلطی کا اعتراف کر کے آئندہ کے لیے یہ عزم اور وعدہ کرے کہ وہ اس گناہ سے بچ کر رہے گا۔ ③ توبہ اللہ اور بندے کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی تیسرے کی مداخلت کی ضرورت نہیں' البتہ کسی نیک عالم آدمی کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے نیکی کا عزم کرنے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ پہلے انسان اس عالم کی شرم سے گناہ سے بچتا ہے' پھر براہ راست اللہ کی شرم سے گناہ سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے' تاہم یہ ضروری نہیں۔ تنہائی میں توبہ کر کے اللہ سے استقامت کی دعا کرے تو کافی ہے۔ ④ جس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے اس کے ارتکاب کی صورت میں وہ حق ادا کرنا یا صاحب حق سے معاف کروانا ضروری ہے ورنہ توبہ مکمل نہیں ہوگی۔

٤٢٤٨- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ [الْمَدَنِيُّ]: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَخْطَأْتُمْ حَتَّى تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَاءَ، ثُمَّ تُبْتُمْ، لَتَابَ عَلَيْكُمْ».

۴۲۴۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اتنی غلطیاں کرو کہ تمھاری غلطیاں آسمان تک پہنچ جائیں' پھر توبہ کرو تو (پھر بھی) اللہ تمھاری توبہ قبول فرمائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① یہ ضروری ہے کہ انسان گناہ کے بعد جلد از جلد توبہ کرے' تاہم اگر نفس اور شیطان کے بہکاوے اور دل کی غفلت کی وجہ سے جلد توبہ نہ کی جا سکے تو جب بھی احساس ہو' توبہ کر لینی چاہیے۔ یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ اتنے زیادہ گناہ ہو گئے ہیں وہ معاف نہیں ہوں گے' البتہ توبہ وہ ہے جو دل سے ہو' صرف زبان سے نہ ہو۔

٤٢٤٩- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

۴۲۴۹- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کی وجہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو

٤٢٤٨ـ [حسن] حسنه البوصيري، والعراقي، وقال المنذري: "وإسناده جيد"، وله شاهد عند أحمد: ٣/ ٢٣٨، وقال الهيثمي: ١٠/ ٢١٥ "ورجاله ثقات".

٤٢٤٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٨٣ من حديث فضيل به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٣٧، ٧٧٨ لعلتيه، ولأصل الحديث شاهد عند البخاري، ح: ٦٣٠٨، ومسلم، ح: ٢٧٤٤ وغيرهما.

ﷺ: «لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ أَضَلَّ رَاحِلَتَهُ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَالْتَمَسَهَا. حَتّٰى إِذَا أَعْيٰى، تَسَجّٰى بِثَوْبِهِ. فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ سَمِعَ وَجْبَةَ الرَّاحِلَةِ حَيْثُ فَقَدَهَا. فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ، فَإِذَا هُوَ بِرَاحِلَتِهِ».

کسی چٹیل صحرا میں اپنی سواری گم کر بیٹھا۔ اس نے اسے تلاش کیا حتی کہ جب تھک گیا تو کپڑا اوڑھ کر لیٹ گیا۔ وہ اسی حال میں (لیٹا ہوا) تھا کہ اچانک اسے اپنی سواری کے پاؤں کی آواز وہیں سنائی دی جہاں سے وہ گم ہوئی تھی۔ اس نے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو سواری سچ مچ موجود تھی۔"

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ اسی مفہوم کی ایک حدیث صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تمھارے اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جسے (اچانک) اپنا اونٹ مل گیا' حالانکہ وہ اسے چٹیل (بے آب و گیاہ) میدان میں گم کر چکا تھا۔" (صحیح البخاري' الدعوات' باب التوبة' حدیث:۶۳۰۸) جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے دیکھیے تحقیق و تخریج حدیث ہذا۔ ② اس میں توبہ کی ترغیب ہے۔ ③ مسئلہ سمجھانے کے لیے مثال بیان کی جا سکتی ہے۔

۴۲۵۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيُّ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ، كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ».

۴۲۵۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح (ہو جاتا) ہے جس کا کوئی گناہ نہیں۔"

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔ محققین کے تفصیلی کلام سے یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہو جاتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الضعیفة' تحت الحدیث:۶۱۵'۶۱۶) گناہ کی وجہ سے بندہ اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔ توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور بندے کو دوبارہ وہی مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ ② جو

۴۲۵۰ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ۱۰/ ۱۵۴ من حديث الرقاشي به، ورواه عبدالرزاق عن معمر عن عبدالكريم (الجزري) به، وللحديث شواهد كثيرة، كلها ضعيفة، وحسنه ابن حجر لشواهده.

شخص گناہ سے توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے' اسے گزشتہ گناہ کی وجہ سے مطعون کرنا جائز نہیں۔

٤٢٥١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ».

۴۲۵۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام کے سب بیٹے خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو کثرت سے توبہ کرتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ حدیث کا مفہوم دوسرے دلائل کی رو سے درست معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (المشكاة للألباني' التحقيق الثاني' رقم:۲۳۸۰) ② غلطی ہو جانا انسان کی فطری کمزوری ہے لیکن غلطی کو تسلیم نہ کرنا بلکہ اصرار کرنا جرم ہے۔ ③ توبہ بہت بڑی نیکی ہے۔ صحیح توبہ سے ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ ④ بغیر گناہ کے بھی استغفار کرنا بڑی نیکی ہے' جس کی روحانی برکات بے شمار ہیں۔

٤٢٥٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنِ ابْنِ مَعْقِلٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى عَبْدِ اللهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ» فَقَالَ لَهُ أَبِي: أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ»؟ قَالَ: نَعَمْ.

۴۲۵۲- حضرت عبداللہ بن معقل رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اپنے والد (حضرت معقل بن مقرن رضی اللہ عنہ) کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے انھیں سنا' وہ کہہ رہے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ندامت توبہ ہے۔'' میرے والد صاحب نے ان سے کہا: کیا آپ نے نبی ﷺ سے (براہ راست) سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ندامت توبہ ہے''؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

فوائد و مسائل: ① ندامت توبہ کا اہم جز ہے۔ ② عالی سند کی طلب مستحسن ہے۔ ③ اگر کسی چیز میں شک

٤٢٥١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب في استعظام المؤمن ذنوبه، ح: ٢٤٩٩ عن أحمد بن منيع به، وقال: "غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٤٤، وتعقبه الذهبي بقوله: "علي (ابن مسعدة) لين"، وفيه علة أخرى، وهي عنعنة قتادة، وتقدم، ح: ١٧٥.

٤٢٥٢ـ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٧٦، والحميدي، ح: ١٠٥ عن سفيان بن عيينة به، وصححه البوصيري، والحاكم: ٤/ ٢٤٣، والذهبي، وله شواهد عند ابن حبان، والحاكم وغيرهما.

ہو تو استاد سے دریافت کر لینا احترام کے منافی نہیں۔

٤٢٥٣- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ: أَنْبَأَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ».

۴۲۵۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی توبہ قبول فرماتا رہتا ہے جب تک نزع کا عالم طاری نہ ہو۔''

فوائد و مسائل: ① نزع سے مراد روح قبض کرنے کا عمل شروع ہونا ہے۔ ② جب موت کے فرشتے ظاہر ہو جاتے ہیں تو عالم آخرت سے تعلق قائم ہو جاتا ہے' اس لیے توبہ کی مہلت ختم ہو جاتی ہے۔ ③ بندے کو چاہیے کہ جلد از جلد توبہ کر لے' معلوم نہیں کب آخری وقت آ جائے۔

٤٢٥٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ: سَمِعْتُ أَبِي: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ. فَذَكَرَ أَنَّهُ أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً. فَجَعَلَ يَسْأَلُ عَنْ كَفَّارَتِهَا. فَلَمْ يَقُلْ لَهُ شَيْئًا. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّٰكِرِينَ﴾ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُولَ اللهِ أَلِي هٰذِهِ؟ فَقَالَ: «هِيَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي».

۴۲۵۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ اس نے ایک (اجنبی) عورت کا بوسہ لے لیا ہے۔ اور وہ نبی ﷺ سے اس گناہ کا کفارہ دریافت کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾ ''دن کے کناروں میں اور رات کی گھڑیوں میں نماز قائم کیجیے۔ بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے۔'' اس آدمی نے

٤٢٥٣_ [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ["إن الله يقبل توبة العبد مالم يغرغر]، ح: ٣٥٣٧ من حديث ابن ثوبان به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٩، والحاكم: ٤/ ٢٥٧، والذهبي، وحسنه البغوي في شرح السنة: ٥/ ٩٠، ح: ١٣٠٦، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٤٥٠ وغيره.

٤٢٥٤_ [صحيح] تقدم، ح: ١٣٩٨.

کہا: اللہ کے رسول! کیا یہ (رعایت) میرے (ہی) لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ میری امت کے ہر اس شخص کے لیے ہے جو اس پر عمل کرے۔''

فوائد و مسائل: ① بعض گناہ دوسرے گناہوں سے چھوٹے بڑے ہوتے ہیں۔ جتنا بڑا گناہ ہوگا اس کی معافی کے لیے اتنی بڑی نیکی کی ضرورت ہے۔ ② وہ شخص اپنے گناہ پر نادم تھا اور اس کی معافی کے لیے ہر کفارہ ادا کرنے کو تیار تھا' اس وجہ سے وہ گناہ نماز کی برکت سے معاف ہو گیا۔ جو شخص نادم نہ ہو' گناہ کو معمولی سمجھے' اس کا چھوٹا گناہ بھی بڑا ہو جاتا ہے۔ ③ آیت کے شان نزول سے اس کا مطلب اور مفہوم واضح ہو جاتا ہے لیکن آیت میں مذکور حکم امت کے سب افراد کے لیے ہوتا ہے۔ ④ گناہ ہو جائے تو فوراً کوئی نیکی کرنی چاہیے' مثلاً: نفل نماز پڑھ کر گناہ کی معافی کی دعا کرے' یا صدقہ خیرات کرے' یا کوئی اور نیکی کرے جو اس گناہ کی معافی سے مناسبت رکھتی ہو' مثلاً ذکر اذکار' تلاوت اور نفلی روزہ وغیرہ۔

٤٢٥٥- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَلَا أُحَدِّثُكَ بِحَدِيثَيْنِ عَجِيبَيْنِ؟ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَسْرَفَ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهِ. فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَوْصٰى بَنِيهِ فَقَالَ: إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَحْرِقُونِي، ثُمَّ اسْحَقُونِي، ثُمَّ ذَرُّونِي فِي الرِّيحِ، فِي الْبَحْرِ. فَوَاللهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبُنِي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا. قَالَ: فَفَعَلُوا بِهِ ذٰلِكَ. فَقَالَ لِلْأَرْضِ: أَدِّي مَا أَخَذْتِ. فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ. فَقَالَ لَهُ: مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: خَشْيَتُكَ أَوْ

۴۲۵۵- امام زہری ؒ نے (اپنے شاگرد معمر سے) فرمایا: کیا میں تجھے دو عجیب حدیثیں نہ سناؤں؟ (پہلی حدیث یہ ہے جو) حمید بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے اپنی جان پر زیادتی کی (اور زندگی میں بہت گناہ کیے)' جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا' پھر مجھے (میری لاش کو) پیس کر' مجھے (میری راکھ کو) ہوا میں اڑا دینا اور سمندر میں بہا دینا۔ قسم ہے اللہ کی! اگر اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو کسی کو نہیں دیا ہوگا۔ ان بیٹوں نے ایسے ہی کیا۔ اللہ نے زمین سے کہا: جو تو نے لیا ہے حاضر کر دے (ایسے ہی سمندر سے بھی اس کی راکھ کے

٤٢٥٥_ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ٣٤٨١، من حديث معمر به، ومسلم، التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى، وأنها تغلب غضبه، ح: ٢٧٥٦/ ٢٥ من حديث عبدالرزاق به.

مَخَافَتُكَ يَارَبِّ فَغَفَرَ لَهُ، لِذٰلِكَ».

ذرات جمع کر کے اسے زندہ کر دیا) اچانک وہ (زندہ سلامت) کھڑا تھا۔ اللہ نے اس سے فرمایا: تو نے جو کام کیا ہے اس پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا: میرے رب! تیرے خوف نے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اسے معاف کر دیا۔"

٤٢٥٦- قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَحَدَّثَنِي حُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ، فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا. فَلَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ».

۴۲۵۶- امام زہری رحمہ اللہ نے (دوسری حدیث بیان کرتے ہوئے) فرمایا: اور مجھے حمید بن عبدالرحمٰن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں چلی گئی۔ اس نے اسے باندھ دیا تھا' نہ اسے کچھ کھانے کو دیا' نہ اسے چھوڑا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی حتی کہ وہ (بھوک سے) مر گئی۔"

قَالَ الزُّهْرِيُّ: لِئَلَّا يَتَّكِلَ رَجُلٌ، وَلَا يَيْأَسَ رَجُلٌ.

امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: (میں نے یہ دو حدیثیں اس لیے سنائی ہیں) تاکہ کوئی (اپنی نیکیوں پر) بھروسا نہ کرے اور کوئی (اللہ کی رحمت سے) مایوس نہ ہو۔

فوائد و مسائل: ① انسان کو اللہ کی رحمت کی امید کے ساتھ ساتھ اللہ کے عذاب سے خوف بھی رکھنا چاہیے۔ ② محدثین کی فقاہت صرف اختلافی فروعی مسائل تک محدود نہ تھی بلکہ ایمان' اخلاق اور عملی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بھی ان کی گہری نظر تھی۔ ③ اپنی لاش جلانے اور اس کی راکھ اڑانے کی وصیت کرنے کی وجہ موت کے وقت خشیت کی کیفیت کا غلبہ تھی' اس لیے اس کی یہ غلطی بھی معاف ہوگئی کہ اس نے نامناسب وصیت کی۔ ④ اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو زندہ کیے بغیر روح سے بھی سوال کر سکتا تھا لیکن اس کو اللہ نے اپنی قدرت اور سطوت کا مشاہدہ کروا دیا۔ ⑤ قبر کے عذاب اور نعمت سے مراد وہ تمام حالات ہیں جو موت کے بعد قیامت تک پیش آئیں گے۔ یہ حالات ہر شخص کو پیش آتے ہیں' خواہ اسے دفن کیا جائے یا اسے جنگلی جانور یا مچھلیاں کھا جائیں یا اس کو خاک سیاہ کر کے اس کے ذرے بکھیر دیے جائیں یا اس کی راکھ کو کسی برتن میں محفوظ کر لیا جائے یا اس کی لاش محفوظ ہو جسے لوگ دیکھ رہے ہوں۔ ⑥ عذاب قبر کا تعلق عالم غیب سے ہے' اس لیے زندہ انسان اس کے

٤٢٥٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

ادراک کی طاقت نہیں رکھتے۔ ⑦ کسی بھی جاندار چیز پر ظلم کرنا بہت بڑا گناہ ہے' خاص طور پر ایسا ظلم جس سے جاندار ایک ہی بار مر جانے کے بجائے تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر مرے۔ ⑧ پالتو جانوروں کی ضروریات کا خیال رکھنا فرض ہے بلکہ ایسے جانور جو کسی کے پالتو نہیں' ان پر رحم کرنے سے بھی اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے' جیسے کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے گناہ گار انسان کی مغفرت ہوگئی تھی۔

٤٢٥٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ الْمُسَيَّبِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ: يَاعِبَادِي كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ إِلَّا مَنْ عَافَيْتُ. فَسَلُونِي الْمَغْفِرَةَ فَأَغْفِرَ لَكُمْ. وَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ أَنِّي ذُو قُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِي بِقُدْرَتِي غَفَرْتُ لَهُ. وَكُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ. فَسَلُونِي الْهُدٰى أَهْدِكُمْ. وَكُلُّكُمْ فَقِيرٌ إِلَّا مَنْ أَغْنَيْتُ. فَسَلُونِي أَرْزُقْكُمْ. وَلَوْ أَنَّ حَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ، وَأَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوا فَكَانُوا عَلٰى قَلْبِ أَتْقٰى عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي - لَمْ يَزِدْ فِي مُلْكِي جَنَاحُ بَعُوضَةٍ. وَلَوِ اجْتَمَعُوا فَكَانُوا عَلٰى قَلْبِ أَشْقٰى عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي - لَمْ يَنْقُصْ مِنْ مُلْكِي جَنَاحُ بَعُوضَةٍ. وَلَوْ أَنَّ حَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ، وَأَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوا،

۴۲۵۷- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! تم سب گناہ کرنے والے ہو' سوائے اس کے جسے میں محفوظ رکھوں' اس لیے مجھ سے بخشش طلب کرو' میں تمھیں بخش دوں گا۔ تم میں سے جو کوئی یہ یقین رکھے کہ میں بخشنے کی قدرت رکھتا ہوں' پھر وہ مجھ سے میری قدرت کے واسطے سے بخشش کی درخواست کرے تو میں اس کی مغفرت کر دوں گا۔ تم سب راہ بھولے ہوئے ہو' سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں' چنانچہ مجھ سے ہدایت مانگو' میں تمھیں ہدایت دوں گا۔ تم سب فقیر (محتاج اور مفلس) ہو' سوائے اس کے جسے میں غنی کر دوں' لہٰذا مجھ سے مانگو' میں تمھیں رزق دوں گا۔ اگر تمھارے زندہ' فوت شدہ' پہلے اور پچھلے' تر اور خشک اکٹھے ہو کر میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ متقی انسان جیسے دل والے بن جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں مچھر کے پر جتنا بھی اضافہ نہیں ہوگا۔ اور اگر وہ سب اکٹھے ہو کر میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ بدنصیب (اور بدکار) بندے جیسے دل والے بن جائیں' اس سے میری

٤٢٥٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب [فيه أربعة أحاديث . . .]، ح: ٢٤٩٥ من حديث ليث عن شهر به، وقال: "حسن" وروى بعضهم عن شهر عن معدي كرب عن أبي ذر به، وأكثره في صحيح مسلم.

فَسَأَلَ كُلُّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَا بَلَغَتْ أُمْنِيَّتُهُ ـ مَا نَقَصَ مِنْ مُلْكِي إِلَّا كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِشَفَةِ الْبَحْرِ، فَغَمَسَ فِيهَا إِبْرَةً ثُمَّ نَزَعَهَا. ذٰلِكَ بِأَنِّي جَوَادٌ مَاجِدٌ. عَطَائِي كَلَامٌ. إِذَا أَرَدْتُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا أَقُولُ لَهُ: كُنْ فَيَكُونُ».

بادشاہت میں مچھر کے پر جتنی کمی نہیں آئے گی۔ اگر تمھارے زندہ، فوت شدہ، پہلے اور پچھلے، تر اور خشک اکٹھے ہو کر (مجھ سے سوال کریں اور) ہر مانگنے والا وہ سب کچھ مانگ لے جس کی وہ (زیادہ سے زیادہ) تمنا کر سکتا ہے تو اس سے میری بادشاہت میں اتنی ہی کمی آئے گی جیسے کوئی سمندر کے کنارے پر جائے اور اس میں ایک سوئی ڈبو کر نکال لے، کیونکہ میں سخی اور عظمتوں والا ہوں۔ میری عطا کلام کرنا ہے۔ جب میں کسی چیز کا ارادہ کروں تو اسے صرف یہ کہتا ہوں: ہو جا، وہ ہو جاتی ہے۔"

فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم میں اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام کر لیا ہے اور اسے تمھارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے، اس لیے ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ میرے بندو! تم سب راہ بھولے ہوئے ہو، سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں۔ پس مجھ سے ہدایت مانگو، میں تمھیں ہدایت دوں گا۔ میرے بندو! تم سب بھوکے ہو، سوائے اس کے جسے میں غذا عنایت کروں، پس مجھ سے کھانا مانگو، میں تمھیں کھانا دوں گا۔ میرے بندو! تم سب ننگے ہو، سوائے اس کے جسے میں (لباس) پہناؤں، پس مجھ سے لباس مانگو، میں تمھیں لباس پہناؤں گا۔ میرے بندو! تم رات دن غلطیاں کرتے ہو اور میں سب گناہ بخش دیتا ہوں، پس مجھ سے بخشش مانگو، میں تمھیں بخش دوں گا۔ میرے بندو! تم کبھی اس قابل نہیں ہو سکتے کہ میرا کچھ نقصان کر سکو اور تم کبھی اس قابل نہیں ہو سکتے کہ مجھے کچھ فائدہ پہنچا سکو۔ میرے بندو! اگر تمھارے پہلے پچھلے، انسان اور جن سب سے زیادہ متقی فرد جیسے دل والے بن جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کچھ اضافہ نہیں ہوگا۔ میرے بندو! اگر تمھارے پہلے پچھلے، انسان اور جن سب سے زیادہ بدکار فرد جیسے دل والے بن جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔ میرے بندو! اگر تمھارے پہلے پچھلے، انسان اور جن ایک میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کریں، اور میں ہر انسان کا سوال پورا کر دوں تو اس سے میرے پاس (موجود خزانوں) میں اتنی ہی کمی ہوگی، جتنی سوئی ڈبونے سے سمندر میں کمی ہوتی ہے۔ میرے بندو! یہ تمھارے ہی اعمال ہیں جنھیں میں تمھارے لیے شمار کرتا (اور محفوظ رکھتا) ہوں، پھر تمھیں وہ پورے پورے دے دوں گا (ان کی جزا پوری دوں گا) تو جسے بھلائی ملے وہ اللہ کا شکر کرے اور جسے دوسری چیز پیش آئے وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔" (صحیح مسلم، البر والصلة والأدب، باب تحریم الظلم، حدیث:

۴۲۵۷) ② بندے کو اللہ سے امید اور خوف کا تعلق رکھنا چاہیے۔ ③ ہر ضرورت پوری کرنے والا اللہ ہی ہے' لہٰذا اسی سے مانگنا چاہیے جس کے خزانے لامحدود ہیں۔ ④ نیک بننے میں انسان کا اپنا فائدہ ہے اور برا بننے میں اپنا نقصان ہے۔ ہم اللہ کا کچھ نہیں سنوار سکتے' نہ اس کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ ⑤ اللہ کی عظمت اور اپنی بے مائیگی کا احساس انسان کو سیدھی راہ پر قائم رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالْاِسْتِعْدَادِ لَهُ (التحفة ٣١)

باب:۳۱- موت کی یاد اور اس کے لیے تیاری

٤٢٥٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ» يَعْنِي الْمَوْتَ.

۴۲۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لذتیں ختم کر دینے والی' یعنی موت' کو کثرت سے یاد کیا کرو۔''

٤٢٥٩- حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ. فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. ثُمَّ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا» قَالَ: فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَكْيَسُ؟ قَالَ: «أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا، وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا

۴۲۵۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک انصاری صحابی آئے' انھوں نے نبی ﷺ کو سلام کیا' پھر کہا: اللہ کے رسول! کون سا مومن افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کا اخلاق زیادہ اچھا ہو۔'' انھوں نے کہا: کون سا مومن زیادہ عقل مند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو موت کو زیادہ یاد کرتے ہیں اور اس کے بعد (کے مراحل) کے لیے زیادہ اچھی تیاری کرتے ہیں' یہی عقل مند ہیں۔''

٤٢٥٨ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في ذكر الموت، ح:٢٣٠٧ عن محمود به، وقال: "غريب حسن".

٤٢٥٩ـ [حسن] * فروة بن قيس تابعه العلاء بن عتبة، حلية الأولياء: ١/٣١٣، وأبومعيد حفص بن غيلان عند الطبراني في مسند الشاميين: ٢/٣٩٢، ح:١٥٥٩، وإسناده حسن، وصححه الحاكم: ٤/٥٤٠، ٥٤١، ووافقه الذهبي، ورواه مجاهد عن ابن عمر به، الطبراني في الصغير: ٢/٨٧، والكبير: ١٢/٤١٧، ح:١٣٥٦٣، وقال الهيثمي: ١٠/٣٠٩ "إسناده حسن".

بَعْدَهُ اسْتِعْدَادًا . أُولٰئِكَ الْأَكْيَاسُ».

فوائد ومسائل: ① اچھا اخلاق اللہ کے ہاں درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ ② موت کا ذکر کرنے سے دل کی غفلت دور ہوتی ہے۔ ③ موت کو یاد رکھنے سے آخرت کے لیے تیاری کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ ④ اصل عقل مندی آخرت کی نعمتیں حاصل کرنے کے لیے محنت کرنا ہے۔ دنیا کی فانی اور بے حقیقت اشیاء پر پوری توجہ لگا دینا بے وقوفی ہے۔

٤٢٦٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي يَعْلَى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ، وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ. وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا، ثُمَّ تَمَنَّى عَلَى اللهِ».

۴۲۶۰- حضرت ابو یعلیٰ شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عقل مند وہ ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کرے۔ اور بیوقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو اس کی خواہشات کے پیچھے لگا دے (نفس کی خواہشات کے مطابق زندگی گزارتا ہے) اور اللہ سے (جھوٹی) امیدیں وابستہ کرے۔“ (یہ کہہ کر مطمئن ہو جائے کہ اللہ بہت بخشنے والا ہے لیکن عمل ایسے کرے جس سے اس کی رحمت کی بجائے اس کا غضب حاصل ہو۔)

٤٢٦١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ: حَدَّثَنَا [سَيَّارٌ]: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى شَابٍّ، وَهُوَ فِي الْمَوْتِ. فَقَالَ: «كَيْفَ تَجِدُكَ؟» قَالَ: أَرْجُو اللهَ يَارَسُولَ اللهِ وَأَخَافُ ذُنُوبِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ، فِي مِثْلِ هٰذَا

۴۲۶۱- حضرت انس ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے جو قریب الوفات تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا حال ہے؟“ اس نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ سے (اس کی رحمت کی) امید رکھتا ہوں لیکن اپنے گناہوں سے ڈر بھی لگتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس بندے کے دل میں ایسے موقع پر یہ دونوں چیزیں (امید اور خوف) جمع ہو

٤٢٦٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، [باب حديث الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت]، ح: ٢٤٥٩ من حديث أبي بكر بن أبي مريم به، وقال: "حسن"، وانظر، ح: ١٤٨٠ لحال ابن أبي مريم هٰذا.

٤٢٦١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب الرجاء بالله والخوف بالذنب عند الموت، ح: ٩٨٣ من حديث سيار بن حاتم به، وقال: "حسن غريب".

الْمَوْطِنِ ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللهُ مَا يَرْجُو ، وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ».

جائیں' اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز دیتا ہے جس کی وہ امید رکھتا ہے اور اس سے بچالیتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① بیمار آدمی کی عیادت کرنا اور اس کی خیریت دریافت کرنا مسنون ہے' خاص طور پر جب کہ مریض کی کیفیت ایسی ہو کہ آخری وقت قریب محسوس ہوتا ہو۔ ② بندے کو وفات کے وقت امید اور خوف دونوں کو سامنے رکھنا چاہیے' تاہم امید کا پہلو غالب ہونا چاہیے۔ ③ اگر بندے کے دل میں امید و خوف کی کیفیت ہو تو اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے' اس طرح اللہ کے غضب سے پناہ مل جاتی ہے۔

٤٢٦٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمَيِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ. فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا ، قَالُوا : أُخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ. أُخْرُجِي حَمِيدَةً ، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ. فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ، حَتَّى تَخْرُجَ . ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ . فَيُفْتَحُ لَهَا . فَيُقَالُ: مَنْ هٰذَا؟ فَيَقُولُونَ فُلَانٌ. فَيُقَالُ: مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ . أُدْخُلِي حَمِيدَةً ، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ. فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتَّى يُنْتَهَى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي فِيهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ . وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوءُ قَالَ: أُخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ

۴۲۶۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''قریب الوفات آدمی کے پاس فرشتے آتے ہیں' اگر آدمی نیک ہو تو وہ کہتے ہیں: نکل اے پاک روح جو پاک جسم میں تھی۔ نکل' تو قابل تعریف ہے۔ تجھے خوشخبری ہو رحمت اور خوشبو کی (نعمتوں کی) اور اس رب (سے ملاقات) کی جو ناراض نہیں۔ اسے برابر اسی طرح کہا جاتا ہے حتی کہ وہ (جسم سے) نکل آتی ہے۔ پھر وہ (فرشتے) اسے آسمان کی طرف چڑھا لے جاتے ہیں تو اس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں: فلاں شخص ہے۔ تب کہا جاتا ہے: خوش آمدید! پاک روح کو جو پاک جسم میں تھی۔ داخل ہو جا' تو قابل تعریف ہے۔ اور تجھے خوشخبری ہو' رحمت اور خوشبو کی اور اس رب (سے ملاقات) کی جو ناراض نہیں۔ اسے مسلسل اسی طرح کہا جاتا ہے حتی کہ اسے لے کر اس آسمان تک پہنچتے ہیں جس پر اللہ عزوجل کی ذاتِ اقدس ہے۔ اگر (مرنے والا) آدمی برا ہو تو فرشتہ کہتا ہے: نکل اے خبیث روح

٤٢٦٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٤، ٦/ ١٤٠ ، والنسائي في الكبرٰى: ٦/ ٤٤٣، ٤٤٤، ح: ١١٤٤٢ من حديث ابن أبي ذئب به ، وصححه البوصيري .

الْخَبِيثَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ. أُخْرُجِي ذَمِيمَةً، وَأَبْشِرِي بِحَمِيمٍ وَغَسَّاقٍ. وَآخَرَ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ. فَلَايَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتَّى تَخْرُجَ. ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ. فَلَا يُفْتَحُ لَهَا. فَيُقَالُ: مَنْ هٰذَا؟ فَيُقَالُ: فُلَانٌ. فَيُقَالُ: لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيثَةِ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ. اِرْجِعِي ذَمِيمَةً. فَإِنَّهَا لَا تُفْتَحُ لَكِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ. فَيُرْسَلُ بِهَا مِنَ السَّمَاءِ، ثُمَّ تَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ».

جو گندے جسم میں تھی۔ نکل، تو قابل مذمت ہے۔ تجھے خوشخبری ہو کھولتے ہوئے پانی کی، پیپ کی اور دوسرے اس کے مختلف عذابوں کی۔ اسے مسلسل اسی طرح کہا جاتا ہے حتی کہ وہ (جسم سے) نکل آتی ہے۔ پھر وہ اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو اس کے لیے دروازہ نہیں کھلتا۔ کہا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں: فلاں ہے۔ کہا جاتا ہے: اس ناپاک روح کو کوئی خوش آمدید نہیں جو ناپاک جسم میں تھی۔ واپس ہو جا قابل مذمت ہو کر۔ تیرے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ تب اسے آسمان سے واپس بھیج دیا جاتا ہے اور وہ قبر میں آ پہنچتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① فرشتے اللہ کی مقدس مخلوق ہیں جو اللہ کے حکم سے مختلف فرائض انجام دیتے ہیں۔ ② انسانوں کی روح قبض کرنے کے لیے بھی فرشتے مقرر ہیں جن کا سردار وہ ہے جسے حدیث میں ''ملک الموت'' (موت کا فرشتہ) کہا گیا ہے اور عوام میں اس کا نام عزرائیل مشہور ہے۔ ③ فرشتے قریب الوفات آدمی کے پاس آ کر اسے مخاطب کرتے ہیں۔ اس وقت وہ انھیں دیکھتا اور ان کی باتیں سنتا ہے لیکن دوسرے انسان انھیں نہیں دیکھ سکتے اور نہ ان کی بات ہی سن سکتے ہیں۔ ③ روح ایک غیر مادی وجود ہے جس کی موجودگی میں جسم زندہ کہلاتا ہے لیکن فرشتے اسے نکالتے، پکڑتے، اس سے بات کرتے اور برے انسان کی روح کو سزا بھی دیتے ہیں۔ ④ آسمان ایک ٹھوس وجود ہے جس کے دروازے ہیں جو کھلتے اور بند ہوتے ہیں اور فرشتے ان سے آتے جاتے ہیں۔ ⑤ نیک روح کو آسمان پر لے جایا جاتا ہے اور اس کا خیر مقدم کیا جاتا ہے جب کہ بری روح کو آسمان تک لے جایا جاتا ہے لیکن اسے اوپر جانے کی اجازت نہیں ملتی۔ ⑥ قبر کا عذاب بھی ان غیبی معاملات میں شامل ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے اگرچہ موجودہ جسمانی حواس کے ساتھ اس کا ادراک ممکن نہیں۔ مومن کے لیے قبر کی راحت بھی اسی قبیل سے ہے۔

٤٢٦٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ

۴۲۶۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٢٦٣_[صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٣٩٢ من حديث عمر بن علي به، وصححه البوصيري، وله شواهد، منها حديث مطر بن عكامس، أخرجه الترمذي، ح: ٢١٤٦، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم ◀◀

الْجَحْدَرِيُّ وَ عُمَرُ بْنُ [شَبَّةَ] بْنِ عَبِيدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ أَجَلُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ، أَوْثَبَتْهُ إِلَيْهَا الْحَاجَةُ، فَإِذَا بَلَغَ أَقْصَى أَثَرِهِ، قَبَضَهُ اللهُ سُبْحَانَهُ. فَتَقُولُ الْأَرْضُ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَبِّ هٰذَا مَا اسْتَوْدَعْتَنِي».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی شخص کی موت کسی خاص جگہ پر آنا مقدر ہوتی ہے' اس کی (کوئی دنیوی) ضرورت اسے وہاں لے جاتی ہے۔ جب وہ اپنے آخری قدم تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے فوت کر لیتا ہے۔ قیامت کے دن زمین کہے گی: میرے مالک! تو نے میرے پاس جو امانت رکھی تھی' وہ یہ (حاضر) ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ کا علم کامل اور اکمل ہے۔ اسے معلوم ہے کہ کس شخص کی موت کہاں آنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ بندے کو معلوم نہیں۔ ارشاد ہے: ﴿وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ. اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (لقمان ۳۱:۳۴) ''کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔'' ② انسان کی موت اپنے مقرر وقت ہی پر آتی ہے' ظاہری طور پر کوئی سبب بن جاتا ہے جسے ہم حادثہ قرار دے لیتے ہیں۔

٤٢٦٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ ابْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ، أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ. وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ، كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ». فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ كَرَاهِيَةُ لِقَاءِ اللهِ فِي كَرَاهِيَةِ لِقَاءِ الْمَوْتِ؟ فَكُلُّنَا يَكْرَهُ الْمَوْتَ. قَالَ: «لَا. إِنَّمَا ذَاكَ عِنْدَ مَوْتِهِ. إِذَا بُشِّرَ

۴۲۶۴- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے ملاقات پسند کرتا ہے' اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔ اور جو شخص اللہ سے ملاقات ناپسند کرتا ہے' اللہ بھی اس سے ملاقات ناپسند کرتا ہے۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! موت کو ناپسند کرنے میں اللہ کی ملاقات سے ناپسندیدگی کا اظہار ہے۔ اور ہم سب (طبعی طور پر) موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ (تو پھر نجات کیسے ہوگی؟) نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ بات نہیں' اس سے موت کے وقت کی کیفیت

◀◀ على شرط الشيخين: ١/ ٤٢، ووافقه الذهبي.

٤٢٦٤ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب من أحب لقاء الله، أحب الله لقاءه ... الخ، ح: ٢٦٨٤/ ١٥ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، ومنه علقه البخاري، ح: ٦٥٠٧.

بِرَحْمَةِ اللهِ وَمَغْفِرَتِهِ، أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ. فَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ. وَإِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ، كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ. وَكَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ».

مراد ہے۔ جب (بندے کو) اللہ کی رحمت اور مغفرت کی خوش خبری دی جاتی ہے' وہ اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے' تب اللہ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا (اور اس سے خوش ہوتا) ہے۔ اور جب (کسی بندے کو) اللہ کے عذاب کی بشارت دی جائے' وہ اللہ سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا (مرنے سے گھبراتا ہے)' اللہ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا۔"

فوائد و مسائل: ① فوت ہونے والے نیک آدمی کو فرشتے خوش خبری دیتے ہیں' چنانچہ اسے اللہ کے پاس جانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے تاکہ جلد از جلد وہ نعمتیں حاصل کر سکے جو اللہ نے اپنے پیارے بندوں کے لیے تیار کی ہیں۔ ② فوت ہونے والے برے آدمی کو فرشتوں کی خوف ناک کیفیت سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ سزا کا مستحق ہے' پھر فرشتے بھی اسے یہی خبر دیتے ہیں تو اسے مزید یقین ہو جاتا ہے' اس لیے اس کو مرنے سے خوف آتا ہے اور وہ اللہ کے پاس جانا نہیں چاہتا۔

٤٢٦٥- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا الْمَوْتَ، فَلْيَقُلِ: اللَّهُمَّ أَحْيِنِي، مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي، إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي».

۴۲۶۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی آدمی نازل ہونے والی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر وہ موت کی تمنا ضرور کرنا ہی چاہے تو یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي، وَتَوَفَّنِي، إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي] "اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہو۔ اور مجھے اس وقت فوت کرنا جب میرے لیے وفات بہتر ہو۔"

فوائد و مسائل: ① زندگی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ اس میں نیکیاں کر کے بندہ اللہ کو راضی کر سکتا ہے اور جنت کے بلند درجات حاصل کر سکتا ہے۔ ② موت کی دعا' زندگی کی نعمت کی ناشکری ہے۔ ③ موت کی تمنا

٤٢٦٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في كراهية تمني الموت، ح:٣١٠٨ من حديث عبدالوارث به، ومن حديثه أخرجه البخاري، ح:٥٦٧١، ومسلم، ح:٢٦٨٠ وغيرهما، ورواه ثابت عن أنس به (متفق عليه).

بے صبری کا اظہار بھی ہے اور اللہ کی رحمت سے مایوسی بھی' اس لیے موت کی دعا کرنے کی بجائے مشکلات ٹل جانے کی دعا کرنا زیادہ بہتر ہے۔ ④ حدیث میں ذکر کردہ دعا میں اللہ پر توکل اور اللہ کے فیصلوں کو خوشدلی سے قبول کرنے کا اظہار ہے۔ ⑤ دنیا کی مشکلات وقتی ہیں جب کہ اللہ کی ناراضی آخرت کی ابدی نعمتوں سے محرومی کا باعث ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ ذِكْرِ الْقَبْرِ وَالْبِلٰى (التحفة ٣٢)

باب:۳۲-قبر کا اور جسم کے گل سڑ جانے کا بیان

٤٢٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِبْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا يَبْلٰى. إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ. وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۴۲۶۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو (کر مٹی میں مل) جاتی ہے' سوائے ایک ہڈی کے' وہ ریڑھ کی ہڈی کا آخری مہرہ ہے۔ قیامت کے دن اسی سے تخلیق شروع ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① قبر میں انسان کا جسم آہستہ آہستہ مٹی میں تبدیل ہو جاتا ہے حتی کہ ہڈیاں بھی مٹی بن کر مٹی میں مل جاتی ہیں' اس کے باوجود قبر کا عذاب وثواب باقی رہتا ہے۔ ② ریڑھ کی ہڈی کا آخری مہرہ بوسیدگی سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ اسی سے جسم انسانی کی دوبارہ تخلیق ہوگی۔ یہ مُہرہ کس طرح محفوظ رہتا ہے؟ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں۔

٤٢٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَحِيرٍ، عَنْ هَانِيءٍ، مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، إِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ، يَبْكِي. حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ.

۴۲۶۷- حضرت عثمان ؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت ہانی بربری ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت عثمان بن عفان ؓ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ ڈاڑھی تر ہو جاتی۔ کسی نے کہا: آپ جنت اور جہنم کا ذکر کرتے ہیں تو آپ کو

٤٢٦٦ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "يوم ينفخ في الصور فتأتون أفواجا"، ح: ٤٩٣٥، ومسلم، الفتن، باب ما بين النفختين، ح: ٢٩٥٥/ ١٤١ من حديث أبي معاوية به مطولاً.

٤٢٦٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في فظاعة القبر وأنه أول منازل الآخرة، ح: ٢٣٠٨ من حديث يحيى بن معين به، وقال: "حسن غريب".

فَقِيلَ لَهُ: تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، وَلَا تَبْكِي. وَتَبْكِي مِنْ هٰذَا؟ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ، فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ. وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ، فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ» قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ».

رونا نہیں آتا اور اس (قبر) کو دیکھ کر روتے ہیں۔ (اس کی کیا وجہ ہے؟) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ اگر آدمی اس سے نجات پا گیا تو بعد والے مراحل اس سے آسان ہوں گے۔ اگر اس سے نجات نہ پا سکا تو بعد کے مراحل اس سے زیادہ دشوار ہوں گے۔'' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جو بھی منظر کبھی دیکھا ہے' قبر اس سے زیادہ ہولناک ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ کے خوف سے رونا ایمان کی نشانی ہے۔ ② قبر سے نجات کا مطلب قبر میں سوال جواب کا مرحلہ خیریت سے طے ہو جاتا ہے۔ اگر سوالوں کے صحیح جواب دینے کی توفیق مل گئی تو قیامت کے مراحل بھی آسان ہو جائیں گے ورنہ قیامت کے سخت مراحل قبر کی نسبت بہت زیادہ ہولناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان سے محفوظ رکھے۔ ③ قبر کو سب سے خوفناک منظر دنیا کے لحاظ سے فرمایا گیا ہے ورنہ جہنم کے عذاب کا منظر اس سے کہیں زیادہ ہولناک ہے۔

٤٢٦٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ، فَيُجْلَسُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فِي قَبْرِهِ، غَيْرَ فَزِعٍ وَلَا مَشْغُوفٍ. ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: فِيمَ كُنْتَ؟ فَيَقُولُ: كُنْتُ فِي الْإِسْلَامِ. فَيُقَالُ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ﷺ، جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللهِ فَصَدَّقْنَاهُ. فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ رَأَيْتَ اللهَ؟ فَيَقُولُ: مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ

۴۲۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میت قبر میں پہنچ جاتی ہے تو نیک آدمی کو قبر میں (اٹھا کر) بٹھا دیا جاتا ہے۔ اسے کوئی گھبراہٹ اور پریشانی نہیں ہوتی۔ اسے کہا جاتا ہے: تو کس چیز میں تھا؟ وہ کہتا ہے: اسلام میں۔ کہا جاتا ہے: یہ آدمی کون ہے؟ وہ کہتا ہے: حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول' ہمارے پاس اللہ کے ہاں سے واضح دلائل لے کر آئے تو ہم نے آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ کہا جاتا ہے: تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ کہتا ہے: کوئی اس قابل نہیں کہ (دنیا میں) اللہ کو دیکھ سکے۔ تب اس کے لیے جہنم کی طرف ایک دریچہ کھولا جاتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ آگ

٤٢٦٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦٢.

يَرَى اللهَ فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ. فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا. فَيُقَالُ لَهُ: اُنْظُرْ إِلَى مَا وَقَاكَ اللهُ. ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ. فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا. فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ. وَيُقَالُ لَهُ: عَلَى الْيَقِينِ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مُتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللهُ. وَيُجْلَسُ الرَّجُلُ السُّوءُ فِي قَبْرِهِ فَزِعًا مَشْغُوفًا. فَيُقَالُ لَهُ: فِيمَ كُنْتَ؟ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي. فَيُقَالُ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُولُ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا فَقُلْتُهُ. فَيُفْرَجُ لَهُ قِبَلَ الْجَنَّةِ. فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا. فَيُقَالُ لَهُ: اُنْظُرْ إِلَى مَا صَرَفَ اللهُ عَنْكَ. ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا، يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا. فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ، عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مُتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى».

آگ کو توڑ پھوڑ رہی ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: دیکھ اللہ نے تجھے کس چیز سے بچا لیا ہے' پھر اس کے لیے جنت کی طرف دریچہ کھولا جاتا ہے' وہ اس کی آب وتاب اور اس کی نعمتیں دیکھتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: یہ تیرا ٹھکانا ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے: یقین پر تو تھا اور اسی پر تیری وفات ہوئی اور اسی پر تو اٹھایا جائے گا ان شاء اللہ۔ برے آدمی کو قبر میں اٹھا کر بٹھایا جاتا ہے تو وہ گھبرایا ہوا اور بدحواس ہوتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: تو کس چیز میں تھا؟ وہ کہتا ہے: معلوم نہیں۔ اسے کہا جاتا ہے (تیری طرف مبعوث ہونے والا) یہ آدمی کون ہے؟ وہ کہتا ہے: (مجھے معلوم نہیں۔) میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تھا وہ میں نے بھی کہہ دی۔ تب اس کے لیے جنت کی طرف ایک دریچہ کھولا جاتا ہے' اسے اس کی آب وتاب اور اس کی نعمتیں نظر آتی ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے: دیکھ اللہ نے تجھے کس چیز سے محروم کر دیا۔ پھر اس کے لیے جہنم کی طرف دریچہ کھولا جاتا ہے۔ وہ اسے دیکھتا ہے کہ آگ آگ کو توڑ پھوڑ رہی ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے: یہ تیرا ٹھکانا ہے۔ تو (زندگی میں بھی) شک پر تھا اور اسی حالت میں مر گیا اور اسی پر تو اٹھایا جائے گا۔ إن شاء اللّٰه.

فوائد ومسائل: ① قبر میں سوال جواب کا مرحلہ یقینی ہے لیکن اس کا تعلق عالم غیب سے ہے جس کو زندہ انسان محسوس نہیں کر سکتے۔ نبی اکرم ﷺ کو اس کا احساس ہو جاتا تھا کیونکہ اس قسم کے غیبی معاملات انبیائے کرام کو دکھا دیے جاتے ہیں۔ ② جو شخص دنیا میں ایمان اور عمل صالح پر قائم تھا اس کو صحیح جوابات کی توفیق ملتی ہے۔ جس کے دل میں ایمان نہیں تھا' وہ جواب نہیں دے سکتا۔ ③ قبر میں ہر انسان کو جنت اور جہنم کا منظر دکھایا جاتا ہے اور وہ اپنے اعمال کے مطابق جنت یا جہنم کے اثرات محسوس کرتا ہے' تاہم جنت یا جہنم میں دائمی طور پر داخلہ قیامت کے دن ہوگا۔ ④ دفن کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر میت کو مخاطب کرنا اور اسے قبر

کے سوالوں کے جواب بتانا حدیث سے ثابت نہیں' اس لیے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ موت کے بعد میت کا اس دنیا سے تعلق ختم ہو جاتا ہے۔

٤٢٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ﴾ قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ. يُقَالُ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ، وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ. فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِي ٱلْآخِرَةِ﴾» [إبراهيم: ٢٧]

۴۲۶۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ ''ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے۔'' اس سے کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ اور (دوسرے سوال کے جواب میں کہتا ہے:) میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾ ''ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔''

فوائد و مسائل: ① پکی بات سے مراد کلمۂ توحید ہے۔ مومن اللہ کی توفیق سے دنیا کی زندگی میں اس پر قائم رہتا ہے جس کے نتیجے میں قبر میں وہ سوال جواب کے مرحلے میں ثابت قدم رہتا ہے۔ منافق دنیا کی زندگی میں اس پر قائم نہیں ہوتا بلکہ اس کا ایمان متزلزل ہوتا ہے اور وہ شکوک و شبہات میں مبتلا رہتا ہے' لہٰذا آخرت کی اس پہلی منزل (قبر) میں بھی وہ جواب نہیں دے سکتا۔ ② قبر میں عذاب نفاق اعتقادی سے کم تر گناہوں پر بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ پیشاب سے جسم اور لباس کو بچانے کی کوشش نہ کرنا' ایک کی بات دوسرے کو بتا کر لڑائی کرا دینا وغیرہ۔

٤٢٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۲۷۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٤٢٦٩ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، ح: ١٣٦٩، ٤٦٩٩ من حديث شعبة به، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه . . . الخ، ح: ٢٨٧١/ ٧٣ عن ابن بشار به.

٤٢٧٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، ح: ١٠٧٢ من حديث عبدالله به، وقال: "حسن صحيح"، وأخرجه البخاري، ح: ١٣٧٩، ومسلم، ح: ٢٨٦٦ وغيرهما من حديث مالك عن نافع به، وهو في الموطأ: ١/ ٢٣٩.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَى مَقْعَدِهِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ. إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ. يُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى تُبْعَثَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اسے صبح و شام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہے تو جنت کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور اگر جہنمی ہے تو جہنم کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے: یہ تیرا ٹھکانا ہے حتی کہ تجھے قیامت کے دن (قبر سے) اٹھایا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① قبر کے ساتھ جنت اور جہنم کا جو تعلق قائم ہوتا ہے' اس کی وجہ سے مرنے والے کو جنت یا جہنم کی ہوا مسلسل آتی رہتی ہے' اور ایک حد تک راحت یا عذاب بھی مسلسل ہوتا ہے لیکن دن رات میں دو دفعہ اسے جنت یا جہنم میں موجود اس کا گھر بھی دکھایا جاتا ہے تاکہ اس کی خوشی یا رنج میں مزید اضافہ ہو۔ ② ''یہ تیرا ٹھکانا ہے'' اس میں اشارہ قبر کی طرف ہے' یعنی تو اس قبر میں رہے گا حتی کہ قیامت آئے اور تو اس ٹھکانے پر پہنچے جو تجھے دکھایا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اشارہ اس ابدی ٹھکانے کی طرف ہو جو اسے دکھایا جاتا ہے' یعنی اسے قیامت تک جنت یا جہنم کا وہ مقام روزانہ دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ قیامت کے دن تو اس مقام پر پہنچے گا۔

٤٢٧١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: أَنْبَأَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ يُبْعَثُ».

۴۲۷۱- حضرت عبدالرحمٰن بن کعب انصاری رحمہ اللہ اپنے والد حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی جان ایک پرندے کی صورت میں جنت کے درختوں سے (پھل) کھاتی ہے حتی کہ اٹھنے کے دن (قیامت کو) دوبارہ اپنے جسم میں چلی جائے گی۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ محققین نے اس حدیث پر طویل بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تصحیح والی رائے ہی اقرب الی الصواب ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے فاضل محقق نے سنن ابن ماجہ کی ایک روایت جو کہ اسی مفہوم کی ہے اس کی تحقیق میں لکھا ہے کہ آئندہ آنے والی روایت (۴۲۷۱) اس سے کفایت کرتی ہے جبکہ مذکورہ روایت کو

٤٢٧١_ [ضعيف] تقدم، ح: ١٤٤٩.

وہ خود ضعیف قرار دے چکے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں شیخ رحمہ اللہ سے تسامح ہوا ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٥/ ٥٥- ٥٩، والصحيحة للألباني، رقم: ٩٩٥، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عود، رقم: ٤٢٧١) ② پچھلی حدیث میں مذکور تھا کہ میت کو قبر ہی میں جنت کی یا جہنم کی ہوا پہنچتی ہے جبکہ اس حدیث میں ہے کہ وہ پرندے کی صورت میں جنت کے پھل کھاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ انسان کے درجات کے لحاظ سے ہو کہ بعض مومنوں کو قبر میں جنت کی نعمتیں ملتی ہوں اور بعض کو جنت میں پہنچا دیا جاتا ہو جیسے شہداء کے بارے میں یہی الفاظ وارد ہیں۔ واللہ أعلم.

٤٢٧٢ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَفْصٍ [الْأُبُلِّيُّ]: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مُثِّلَتِ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا. فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ وَيَقُولُ: دَعُونِي أُصَلِّ».

۴۲۷۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب میت قبر میں پہنچتی ہے تو اسے سورج ڈوبتا نظر آتا ہے۔ وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: مجھے چھوڑو نماز پڑھ لینے دو۔''

فوائد و مسائل: ① قبر میں سورج غروب ہونے کا منظر بھی ایک آزمائش ہے جس سے سچے مومن کی اور نام نہاد مسلمان کی پہچان ہو جاتی ہے۔ ② زندگی میں پابندی کے ساتھ نماز پڑھنا نہایت ضروری ہے ورنہ قبر کے امتحان میں کامیاب ہونا مشکل ہے۔ ③ آنکھیں ملنے کی وجہ یہ ہے کہ اسے محسوس ہوتا ہے کہ وہ غافل ہو کر سویا رہا جس کی وجہ سے عصر کی نماز میں دیر ہو گئی اس لیے وہ چاہتا ہے کہ فوراً نماز پڑھ لے تاکہ مزید تاخیر نہ ہو۔

(المعجم ٣٣) - بَابُ ذِكْرِ الْبَعْثِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- مرنے کے بعد زندہ ہونے (حشر) کا بیان

٤٢٧٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۲۷۳- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

٤٢٧٢ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٨٦٧ من حديث إسماعيل بن حفص به، وصححه ابن حبان، ح: ٧٧٩، وحسنه البوصيري إن كان أبوسفيان سمعه من جابر، وله شاهد عند البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ٦٤ (بتحقيقي)، وصححه ابن حبان، ح: ٧٨١، والحاكم: ١/ ٣٧٩، ٣٨٠ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وإسناده حسن كما قال الهيثمي في المجمع: ٣/ ٥٢.

٤٢٧٣ـ [ضعيف] وضعفه البوصيري لضعف حجاج بن أرطاة، وتقدم، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧ * وعطية تقدم، ح: ٣٧، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ٣٢٤٣ وغيره، وفيه عطية العوفي ضعيف، وأخرج أبوداود، ح: ٤٧٤٢ بلفظ◀◀

حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ صَاحِبَيِ الصُّورِ بِأَيْدِيهِمَا أَوْ فِي أَيْدِيهِمَا قَرْنَانِ. يُلَاحِظَانِ النَّظَرَ مَتٰى يُؤْمَرَانِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صور پھونکنے والے دونوں فرشتوں کے ہاتھوں میں دو نرسنگے (بگل) ہیں۔ وہ نظر اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں کہ کب انھیں (پھونک مارنے کا) حکم دیا جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① صور (نرسنگا) ایک قسم کا بگل ہوتا تھا جو کسی جانور کے سینگ سے بنایا جاتا تھا۔ ② مذکورہ روایت ضعیف ہے' تاہم قرآن مجید میں صور میں پھونکنے کی بابت یہ ارشاد الٰہی ہے جس کا مفہوم یہ ہے: ''اور صور میں پھونکا جائے گا تو جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ بے ہوش ہو جائے گا' سوائے اس کے جسے اللہ چاہے۔ پھر اس میں دوسری بار پھونکا جائے گا تو وہ یکا یک کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔'' (الزمر ۳۹:۶۸) ③ صور کی حقیقت وکیفیت سے اللہ تعالیٰ ہی باخبر ہے۔ ہمیں جتنی بات بتائی گئی ہے اس پر ایمان رکھنا چاہیے۔

٤٢٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، بِسُوقِ الْمَدِينَةِ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوسٰى عَلَى الْبَشَرِ فَرَفَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَدَهُ فَلَطَمَهُ. قَالَ: تَقُولُ هٰذَا؟ وَفِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ﴾ [الزمر: ٦٨] فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ. فَإِذَا

۴۲۷۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ مدینہ کے بازار میں ایک یہودی نے (بات چیت کے دوران میں) کہہ دیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو منتخب فرما کر انسانوں پر فضیلت دی! ایک انصاری صحابی نے ہاتھ اٹھایا اور اس (یہودی) کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ اور کہا: تو یہ الفاظ کہتا ہے' حالانکہ ہمارے اندر رسول اللہ ﷺ موجود ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ﴾ ''اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان اور زمین والے سب

◄◄ "الصور قرن ينفخ فيه"، وحسنه الترمذي، ح: ٣٢٤٤، وصححه الحاكم: ٢/ ٥٠٦، ٤/ ٥٦٠، ووافقه الذهبي.

٤٢٧٤- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الزمر، ح: ٣٢٤٥ من حديث محمد بن عمرو به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه البوصيري، وله شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

أَنَا بِمُوسٰى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ. فَلَا أَدْرِي أَرَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلِي، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ. وَمَنْ قَالَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى، فَقَدْ كَذَبَ».

بے ہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے' پھر اس میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔'' سب سے پہلے سر اٹھانے والا میں ہوں گا۔ اچانک میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے پایوں میں سے ایک پائے کو تھامے کھڑے ہیں۔ معلوم نہیں کہ انھوں نے مجھ سے پہلے (ہوش میں آ کر) سر اٹھا لیا ہوگا یا وہ ان افراد میں شامل ہوں گے جنھیں اللہ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اور جو شخص کہے کہ میں یونس بن متّٰی علیہ السلام سے افضل ہوں اس نے جھوٹ کہا۔''

فوائد و مسائل: ① مسلمانوں میں اپنے دین کی غیرت مطلوب ہے لیکن اگر اس کا اظہار ایسے انداز سے ہو جس سے کسی دوسرے نبی کی تحقیر نکلتی ہو تو جائز نہیں۔ ② صحابی نے یہودی کو اس لیے تھپڑ مارا تھا کہ اس کے کلام سے حضرت محمد ﷺ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت کا اشارہ ملتا تھا اور یہ حرکت ناشائستہ تھی۔ ③ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جزوی افضلیت کا ذکر اس لیے فرمایا گیا کہ سچی بات بھی اس انداز سے نہیں ہونی چاہیے جس سے غلط مفہوم سمجھے جانے کا اندیشہ ہو۔ ④ قیامت کے حالات غیب سے تعلق رکھتے ہیں' ان میں سے جتنی بات نبی ﷺ کو بتائی گئی' آپ ﷺ کو معلوم ہوگئی اور جو نہیں بتائی گئی وہ معلوم نہیں ہوئی' اس لیے نبی ﷺ کے لیے کلی علم غیب کا عقیدہ درست نہیں۔ ⑤ عرش اللہ کی مخلوق ہے جس کے پائے ہیں' قیامت کے دن اسے سب دیکھیں گے اور بعض خاص نیکیوں کے عامل اس کے سائے میں محشر کی شدتوں سے محفوظ ہوں گے۔ ⑥ صور کی آواز سے جو لوگ بے ہوش نہیں ہوں گے' ان کی وضاحت حدیث میں نہیں۔ اس میں اپنی طرف سے رائے زنی مناسب نہیں۔ ⑦ مذکورہ حدیث میں صور میں پھونکنے کی بابت یہ مروی ہے کہ صور میں دو مرتبہ پھونکا جائے گا۔ پہلی اور دوسری مرتبہ صور پھونکنے کے درمیان کتنا فاصلہ ہوگا؟ اس کی بابت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دونوں مرتبہ صور پھونکنے میں چالیس کا فاصلہ ہوگا۔'' لوگوں نے کہا: ابو ہریرہ! چالیس دن کا؟ انھوں نے کہا: میں نہیں کہہ سکتا۔ پھر انھوں نے کہا چالیس برس کا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں کہہ سکتا۔ انھوں نے کہا: چالیس مہینے کا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نہیں کہہ سکتا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا سارا بدن بوسیدہ ہو جائے گا (گل سڑ جائے گا) مگر ریڑھ کی ہڈی کا سرا باقی رہے گا' پھر قیامت کے دن اسی سے آدمی کا ڈھانچہ کھڑا کیا جائے گا۔'' (صحيح البخاري' التفسير' حديث: ۴۸۱۴)

٤٢٧٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: «يَأْخُذُ الْجَبَّارُ سَمَاوَاتِهِ وَأَرَضِيهِ بِيَدِهِ وَقَبَضَ يَدَهُ، فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُهَا ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْجَبَّارُ. أَنَا الْمَلِكُ. أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ» قَالَ: وَيَتَمَايَلُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ. حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: أَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ؟

۴۲۷۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر تشریف فرما ہو کر یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جبار (اللہ تعالیٰ) آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے (یہ فرماتے ہوئے) اپنا ہاتھ بند کیا' پھر اسے کھولنے اور بند کرنے لگے۔ پھر فرمائے گا: ''میں جبار (زبردست) ہوں۔ میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں (دنیا کے نام نہاد) جبار؟ کہاں ہیں متکبر؟'' (یہ فرماتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ (جوش کے ساتھ) دائیں بائیں حرکت فرماتے تھے حتی کہ میں نے دیکھا کہ منبر نیچے تک حرکت کر رہا تھا۔ اور میں (دل میں) کہنے لگا: کہیں وہ (منبر) نبی ﷺ کو لے کر گر نہ پڑے؟

فوائد و مسائل: ① اللہ کا ہاتھ اس کی صفت ہے' جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔ اس کی تاویل کرنا بھی درست نہیں اور انسانی ہاتھ سے تشبیہ دینا بھی درست نہیں۔ ② اللہ کا کلام کرنا بھی اس کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کلام فرماتا ہے اور جس مخلوق سے کلام فرماتا ہے' انھیں آواز سنائی دیتی ہے' جیسے فرشتوں سے کلام فرماتا ہے یا موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا یا قیامت کے دن بندوں سے کلام فرمائے گا۔

٤٢٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ كَيْفَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: «حُفَاةً، عُرَاةً»

۴۲۷۶- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! قیامت کے دن لوگ کس حالت میں اٹھیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ننگے پاؤں' ننگے بدن۔'' میں نے کہا: اور عورتیں؟ فرمایا: ''عورتیں بھی۔''

٤٢٧٥- [صحيح] تقدم، ح: ١٩٨.

٤٢٧٦- أخرجه البخاري، الرقاق، باب الحشر، ح: ٦٥٢٧، من حديث حاتم بن أبي صغيرة به، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٥٩/ ٥٦ عن ابن أبي شيبة به.

قُلْتُ: وَالنِّسَاءُ؟ قَالَ: «وَالنِّسَاءُ» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ فَمَا نَسْتَحْيِي؟ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ! اَلْأَمْرُ أَهَمُّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ».

میں نے کہا: ''اللہ کے رسول! ہمیں شرم نہیں آئے گی؟ فرمایا: ''عائشہ! معاملہ اس سے زیادہ سخت ہے کہ کوئی کسی کو دیکھے۔ (اپنی اپنی پریشانی میں کسی کو اتنا ہوش ہی کہاں ہوگا کہ وہ دیکھتا پھرے دوسرے ننگے ہیں یا لباس پہنے ہوئے ہیں۔'')

فوائد ومسائل: ① لوگ جب قبروں سے نکلیں گے اس وقت ننگے پاؤں اور بے لباس ہوں گے بعد میں انھیں اپنے اپنے درجے کے مطابق لباس مل جائے گا۔ ② قیامت کے معاملات بہت سخت ہیں۔ بعض مراحل ایسے ہیں جن میں کسی کو کسی کا ہوش نہ ہوگا' البتہ بعض مراحل میں ایک دوسرے سے بات چیت ہوگی۔

٤٢٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيِّ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ. فَأَمَّا عَرْضَتَانِ، فَجِدَالٌ وَمَعَاذِيرُ. وَأَمَّا الثَّالِثَةُ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَطِيرُ الصُّحُفُ فِي الْأَيْدِي. فَآخِذٌ بِيَمِينِهِ وَآخِذٌ بِشِمَالِهِ».

۴۲۷۷- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی۔ دو پیشیوں میں تو بحث مباحثہ بھی ہوگا اور معذرتیں بھی پیش کی جائیں گی۔ تیسری پیشی میں اعمال نامے اڑکر ہاتھوں میں آ جائیں گے۔ کوئی اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا اور کوئی بائیں ہاتھ میں۔''

٤٢٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ

۴۲۷۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی: ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ﴾ ''جس دن

٤٢٧٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٤ عن وكيع به، وأعله البوصيري بالانقطاع بين الحسن وأبي موسى، وصرح الحسن البصري بالسماع من أبي موسى الأشعري عند ابن أبي الدنيا، النهاية في الفتن والملاحم: ٢/ ٤٠، ٤١، ح: ٨٢٢ بتحقيقي، في رواية عقبة بن عبدالله الأصم الرفاعي البصري عنه * عقبة ضعيف وربما دلس كما في التقريب فتصريح السماع خطأ بلا ريب، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ٢٤٢٥ وغيره وفيه الحسن، وهو مدلس وعنعن عن أبي هريرة.

٤٢٧٨ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب قول الله تعالى: "ألا يظن أولئك أنهم مبعوثون . . ." ، ح: ٦٥٣١ من حديث عيسى بن يونس، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب في صفة يوم القيامة، أعاننا الله على أهواله، ح: ٢٨٦٢/ ٦٠ عن ابن أبي شيبة به.

النَّبِيِّ ﷺ، ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [المطففين: ٦] قَالَ: «يَقُومُ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ».

لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔" اور فرمایا: "آدمی آدھے کانوں تک اپنے پسینے میں کھڑا ہوگا۔"

فوائد و مسائل: ① قیامت کے دن سورج بہت قریب ہوگا جس کی وجہ سے بہت پسینہ آئے گا لیکن یہ پسینہ اپنے اپنے گناہوں کے مطابق کم زیادہ ہوگا۔ ② بعض نیک لوگ عرش کے سائے تلے ہوں گے۔ اس وقت عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ③ عرش کے سائے کا شرف حاصل کرنے والے افراد کی تفصیل ایک حدیث میں اس طرح بیان کی گئی ہے: انصاف کرنے والا حکمران' اللہ کی عبادت میں مشغول رہنے والا جوان' مسجدوں سے محبت رکھنے والا (نمازی)' محض اللہ کی رضا کے لیے کسی مومن سے محبت رکھنے والا' بدکاری کی دعوت رد کر کے اپنی پاک دامنی کی حفاظت کرنے والا' چھپا کر صدقہ کرنے والا' تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے (اللہ کے سامنے عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہوئے) اشک بار ہو جانے والا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الزکاۃ' باب الصدقة بالیمین' حدیث: ۱۴۲۳)

٤٢٧٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ﴾ [إبراهيم: ٤٨] فَأَيْنَ تَكُونُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: «عَلَى الصِّرَاطِ».

۴۲۷۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ﴾ "جس دن یہ زمین کسی اور زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی۔" اس وقت انسان کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: "پل صراط پر۔"

فوائد و مسائل: ① پل صراط بھی قیامت کے مراحل میں سے ایک مرحلہ ہے۔ ② یہ پل جہنم پر ہوگا اور سب انسان اس پر سے گزریں گے۔ نیک مومن اس پر سے آسانی سے گزر جائیں گے۔ زیادہ گناہ گار مومن اور سب کافر جہنم میں گر جائیں گے۔ اس کے بعد گناہ گار مومن' نبیوں اور نیک آدمیوں کی شفاعت کے ساتھ جہنم سے نکل آئیں گے۔ کم گناہ کرنے والے پہلے نکلیں گے' دوسرے بعد میں۔ آخر میں صرف کافر جہنم میں رہ جائیں گے۔

٤٢٧٩ـ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب في البعث والنشور، وصفة الأرض يوم القيامة، ح: ٢٩/٢٧٩١ عن ابن أبي شيبة به.

۴۲۸۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ بْنِ الْعُتْوَارِيِّ، أَحَدِ بَنِي لَيْثٍ قَالَ: وَكَانَ فِي حَجْرِ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَعْنِي أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يُوضَعُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ. عَلٰى حَسَكٍ كَحَسَكِ السَّعْدَانِ. ثُمَّ يَسْتَجِيزُ النَّاسُ. فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَمَخْدُوجٌ بِهِ. ثُمَّ نَاجٍ وَمُحْتَبَسٌ بِهِ. وَمَنْكُوسٌ فِيهَا».

۴۲۸۰- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پل صراط کو جہنم کے اوپر رکھا جائے گا۔ اس پر کانٹے ہوں گے' جیسے سعدان کے کانٹے۔ پھر لوگ گزریں گے۔ کچھ صحیح سلامت بچ نکلیں گے' کچھ ناقص جسم والے ہو کر آخر کار بچ نکلیں گے۔ پھر (نتیجہ یہ ہو گا کہ) کوئی نجات پا جائے گا' کوئی وہاں روک لیا جائے گا اور کوئی سر کے بل اس میں جا گرے گا۔''

فائدہ: پل صراط سے خیریت کے ساتھ اور جلدی گزرنے کا دارومدار ایمان اور عمل صالح پر ہو گا۔ جس قدر ایمان زیادہ ہو گا اتنا ہی تیزی سے گزریں گے اور جس قدر گناہ زیادہ ہوں گے اتنا پل صراط پر لگے ہوئے کانٹے زیادہ زخمی کریں گے' اور جن کے بارے میں انھیں حکم ہو گا وہ کانٹے انھیں جہنم میں گھسیٹ لیں گے۔

۴۲۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي لَأَرْجُو أَلَّا يَدْخُلَ النَّارَ أَحَدٌ، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى، مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ» قَالَتْ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللهُ: ﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ

۴۲۸۱- ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہونے والا کوئی آدمی ان شاء اللہ جہنم میں نہیں جائے گا۔'' ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: ﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ ''تم میں سے ہر ایک ضرور اس

۴۲۸۰- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ۱۱ من حديث ابن إسحاق به مطولاً، وفيه تصحيف مطبعي، وهو في المصنف: ۳/ ۱۷٦، ۱۷۷، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٥٨٥، ٥٨٦.

۴۲۸۱- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ۲۸٥ عن أبي معاوية به، وصرح بالسماع، وله شاهد في صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أصحاب الشجرة، أهل بيعة الرضوان، رضي الله عنهم، ح: ۲٤٩٦/ ١٦٣، وبه صح الحديث.

رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ [مريم: ٧١] قَالَ: «أَلَمْ تَسْمَعِيهِ يَقُولُ: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾». [مريم: ٧٢]

پر پہنچنے والا ہے۔ یہ آپ کے پروردگار کے ذمے قطعی طے شدہ بات ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ ''پھر ہم پرہیزگاروں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔''

فوائد و مسائل: ① غزوۂ بدر اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ تھا۔ جو صحابۂ کرام ؓ اس جنگ میں شریک تھے، وہ دوسرے صحابہ سے افضل ہیں۔ ان سب کے لیے جنت کی خوشخبری ہے۔ مشہور قول کے مطابق ان صحابۂ کرام ؓ کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔ ② ۶ ہجری میں نبی ﷺ نے عمرے کا ارادہ فرمایا۔ چودہ سو صحابہ آپ ﷺ کی معیت میں مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر کافروں نے آپ کو روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان ؓ کو اپنا نمائندہ بنا کر مکہ بھیجا تاکہ رُؤسائے قریش سے بات چیت کر کے انھیں رکاوٹ ختم کرنے پر آمادہ کریں۔ حضرت عثمان ؓ کی واپسی میں توقع سے زیادہ تاخیر ہوئی تو افواہ پھیل گئی کہ انھیں شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر نبی ﷺ نے حضرت عثمان ؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے صحابۂ کرام ؓ سے بیعت لی جو بیعت رضوان کہلاتی ہے۔ یہ بیعت کرنے والے صحابۂ کرام بھی قطعی جنتی ہیں۔ ③ جہنم پر سے ہر ایک کو گزرنا ہے۔ مخلص اور نیک مومن اس سے پار ہو جائیں گے۔ گناہ گار مومن گر جائیں گے لیکن انبیاء، اولیاء، شہداء اور حفاظِ قرآن وغیرہ کی شفاعت سے درجہ بدرجہ نجات پا کر جنت میں چلے جائیں گے۔ ④ آیت مبارکہ میں ظالموں سے مراد صریح کافر اور اعتقادی منافق ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ ⑤ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں تعارض نہیں، جہاں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے وہاں علمائے کرام دونوں نصوص کی اس انداز سے وضاحت فرما دیتے ہیں کہ تعارض نہیں رہتا۔ نبی ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ ⑥ قرآن یا حدیث کے سمجھنے میں کوئی اشکال ہو تو کسی عالم سے پوچھ لینا چاہیے اور عالم کو چاہیے کہ وضاحت کر دے۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ صِفَةِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- امت محمد ﷺ کی صفات

٤٢٨٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

۴۲۸۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے،

٤٢٨٢_ أخرجه مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوء، ح: ٢٤٧/ ٣٦ من حديث أبي مالك به.

ابْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ. سِيمَاءُ أُمَّتِي، لَيْسَ لِأَحَدٍ غَيْرِهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن تم میرے پاس (حوض پر) آؤ گے تو وضو کی وجہ سے تمھارے چہرے اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔ یہ میری امت کی علامت ہے جو کسی اور امت کو حاصل نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① نماز سب سے بڑا نیک عمل ہے حتی کہ اس کی تیاری کے لیے کیا جانے والا وضو بھی بہت ثواب اور آخرت میں عزت و شرف کا باعث ہے۔ ② وضو احتیاط سے اچھی طرح کرنا چاہیے' تاہم بہت زیادہ پانی خرچ کرنا' یا پانی ضائع کرنا گناہ ہے۔ ③ وضو کے اعضاء کا چمکنا حضرت محمد ﷺ کی امت کی علامت ہے۔ بے نماز وضو نہیں کرتے' اس لیے انھیں یہ علامت حاصل نہیں ہوگی' چنانچہ وہ قیامت کے دن حضرت محمد ﷺ کی امت میں سے ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکیں گے۔

٤٢٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي قُبَّةٍ. فَقَالَ: «أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟» قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: «أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟» قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ. وَذٰلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ. وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ. أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ».

۴۲۸۳- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ ایک خیمے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ تمھاری تعداد تمام جنتیوں کی چوتھائی ہو؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ''کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ تمھاری تعداد تمام جنتیوں کی تہائی ہو؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ تمھاری تعداد تمام جنتیوں کا نصف ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا۔ اور مشرکوں کے مقابلے میں تمھاری تعداد ایسے ہے جیسے سیاہ بیل کی جلد پر ایک سفید بال یا سرخ بیل کی جلد پر ایک سیاہ بال۔''

٤٢٨٣ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب الحشر، ح:٦٥٢٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون هذه الأمة نصف أهل الجنة، ح:٢٢١/ ٣٧٧ عن ابن بشار به.

فوائد ومسائل: ① بتدریج کم سے زیادہ خوشخبری کا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے اور نعمت کی عظمت کا زیادہ احساس ہوتا ہے۔ ② امت محمدیہ کا زمانہ بھی طویل ہے اور افراد کی تعداد بھی زیادہ ہے' اس لیے جنتیوں میں ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔

٤٢٨٤ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَ أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَجِيءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ. وَيَجِيءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الثَّلَاثَةُ. وَأَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَأَقَلُّ. فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ بَلَّغْتَ قَوْمَكَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَيُدْعٰى قَوْمُهُ، فَيُقَالُ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: لَا. فَيُقَالُ: مَنْ شَهِدَ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ. فَتُدْعٰى أُمَّةُ مُحَمَّدٍ فَيُقَالُ: هَلْ بَلَّغَ هٰذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ. فَيَقُولُ: وَمَا عِلْمُكُمْ بِذٰلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا بِذٰلِكَ أَنَّ الرُّسُلَ قَدْ بَلَّغُوا، فَصَدَّقْنَاهُ. قَالَ: فَذٰلِكُمْ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾» [البقرة: ١٤٣].

۴۲۸۴- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(قیامت کے دن) ایک نبی آئے گا' اس کے ساتھ صرف دو آدمی ہوں گے (جو اس پر ایمان لائے۔) اور ایک نبی آئے گا اس کے ساتھ تین آدمی ہوں گے۔ (اسی طرح تمام نبیوں کے ساتھ) زیادہ اور کم افراد ہوں گے۔ نبی سے کہا جائے گا: کیا تم نے اپنی قوم کو (اللہ کے احکام) پہنچا دیے تھے؟ وہ نبی فرمائے گا: ہاں۔ اس کی قوم کو بلا کر کہا جائے گا: کیا اس نے تمھیں (اللہ کے احکام) پہنچا دیے تھے؟ وہ کہیں گے: نہیں۔ (نبی سے) کہا جائے گا: آپ کا گواہ کون ہے؟ وہ فرمائے گا: حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت۔ محمد ﷺ کی امت سے کہا جائے گا: کیا اس نبی نے (اپنی قوم کو اللہ کے) احکام پہنچائے تھے؟ مومن کہیں گے: ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمھیں کیا معلوم؟ مومن کہیں گے: ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے خبر دی تھی کہ انبیائے کرام نے (اپنی اپنی امت کو اللہ کے احکام) پہنچائے تھے۔ ہم نے نبی ﷺ کو سچا تسلیم کیا۔ اللہ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ ''اور (جیسے ہم نے تمھیں ہدایت

٤٢٨٤ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله عزوجل: "ولقد أرسلنا نوحًا إلى قومه"، ح: ٣٣٣٩، ح: ٧٣٤٩ من حديث الأعمش به.

دی) اسی طرح ہم نے تمھیں افضل امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ' اور رسول تم پر گواہ ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① وسط کا مطلب درمیانہ' بہتر اور افضل ہوتا ہے۔ امت محمدیہ کو دوسری امتوں پر یہ افضلیت حاصل ہے کہ ہم پہلے انبیائے کرام پر بھی بغیر دیکھے ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس کا مطلب معتدل بھی ہے' یعنی افراط وتفریط سے پاک۔ اسلام کی تعلیمات افراط وتفریط سے پاک ہیں۔ ② اللہ کے تمام انبیاء علیہم السلام سچے اور مخلص تھے' انھوں نے اپنے فرائض بڑی تندہی اور خلوص سے انجام دیے۔ ③ امت محمدیہ کی شہادت اس یقینی علم کی بنیاد پر ہوگی جو قرآن وحدیث سے حاصل ہوا کیونکہ وحی کے ذریعے سے حاصل ہونے والا علم آنکھوں دیکھے واقعہ کے علم سے زیادہ یقینی ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی گواہی امت کی گواہی کی تصدیق اور تائید کے لیے ہوگی۔ ⑤ اس آیت سے نبی ﷺ کے حاضر ناظر ہونے پر استدلال درست نہیں ورنہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سب امتی بھی حاضر ناظر ہیں جو نبیوں کے حق میں گواہی دیں گے۔

٤٢٨٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: صَدَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَامِنْ عَبْدٍ يُؤْمِنُ ثُمَّ يُسَدِّدُ إِلَّا سُلِكَ بِهِ فِي الْجَنَّةِ. وَأَرْجُو أَلَّا يَدْخُلُوهَا حَتَّى تَبَوَّأُوا أَنْتُمْ، وَمَنْ صَلَحَ مِنْ ذَرَارِيِّكُمْ، مَسَاكِنَ فِي الْجَنَّةِ. وَلَقَدْ وَعَدَنِي رَبِّي، عَزَّ وَجَلَّ، أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ».

۴۲۸۵- حضرت رِفاعہ (بن عرابہ) جھنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر سے واپس آئے تو آپ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! جو آدمی ایمان لائے' پھر سیدھی راہ پر قائم رہے' اسے ضرور جنت میں پہنچایا جائے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ لوگ (دوسری امتوں کے جنتی) اس وقت تک داخل نہیں ہوں گے جب تک تم اور تمھاری نیک اولادیں جنت کے گھروں میں نہ پہنچ جائیں۔ اور میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا۔''

فوائد ومسائل: ① امت محمدیہ کے مومن دوسری امتوں کے مومنوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

٤٢٨٥_[صحيح] أخرجه أحمد: ١٦/٤ من حديث الأوزاعي به * ويحيى صرح بالسماع ومضى طرفه، ح: ١٣٦٧، ٢٠٩٠، ٢٠٩١.

④ جنت میں داخلے کے لیے ایمان کے ساتھ ساتھ اس کے تقاضے پورے کرنا' سیدھی راہ پر قائم رہنا اور گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے۔ ③ کوئی شخص محض اس لیے جنت میں داخلے کا مستحق نہیں ہو جاتا کہ اس کے والدین نیک ہیں بلکہ خود بھی نیک ہونا ضروری ہے۔ ④ بلند درجات والے مومن حساب کتاب کے بغیر جنت میں پہنچا دیے جائیں گے۔ ⑤ ایک حدیث میں بغیر حساب کے جنت میں جانے والے ستر ہزار مومنوں کی یہ خوبیاں بیان کی گئی ہیں: ''وہ (آگ کے ساتھ) داغ نہیں لگواتے' جھاڑ پھونک نہیں کرواتے' بدشگونی نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔'' (صحیح البخاري' الرقاق' باب يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب' حدیث: ۶۵۴۱)

٤٢٨٦ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «وَعَدَنِي رَبِّي سُبْحَانَهُ أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا. لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ. مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا. وَثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِ رَبِّي، عَزَّ وَجَلَّ».

۴۲۸۶- حضرت ابوامامہ (صدی بن عجلان) باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے رب (سبحانہ وتعالیٰ) نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو جنت میں داخل کرے گا' جن سے نہ کوئی حساب لیا جائے گا اور نہ انھیں کوئی عذاب دیا جائے گا۔ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے اور (مزید) میرے رب عزوجل کی تین لپیں۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کی رحمت بڑی عظیم ہے۔ ② اللہ کا تقرب حاصل کرنا اور انتہائی بلند درجات حاصل کرنا صحابہ کے بعد بھی ممکن ہے۔ اب بھی اگر کوئی انسان ایسے عمل کرے جن کی جزا بغیر حساب کے جنت میں جانا ہے تو وہ اس جزا سے محروم نہیں رہے گا۔ جس طرح وہ اعمال انجام دینا اب بھی ممکن ہے جن کے نتیجے میں عرش کے سائے تلے جگہ ملے گی۔ ② ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار' یعنی ستر ہزار کے علاوہ انچاس لاکھ مزید بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ ③ حَثَيَات (لپیں)' یعنی دونوں ہاتھ بھر کر لی جانے والی مقدار۔ اس سے مراد بندوں کی کثیر تعداد ہے جن کو بلا حساب کتاب جنت میں بھیجا جائے گا اور ایسا تین بار ہوگا۔ ان کی تعداد اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

٤٢٨٧ - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۴۲۸۷- حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ

٤٢٨٦ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، [باب منه دخول سبعين الف بغير حساب وبعض من يشفع له]، ح: ٢٤٣٧ من حديث إسماعيل به، وقال: "حسن غريب".

٤٢٨٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة آل عمران، ح: ٣٠٠١ من حديث ◀◀

النَّحَّاسِ الرَّمْلِيُّ، وَأَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نُكْمِلُ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، سَبْعِينَ أُمَّةً. نَحْنُ آخِرُهَا، وَخَيْرُهَا».

ان کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری ؓ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ہمارے سمیت ستر قومیں (امتیں) ہوں گی۔ ہم ان میں سب سے آخری اور سب سے افضل (امت) ہوں گے۔''

فوائد ومسائل: ① مشہور قول کے مطابق رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے اور انبیاء کی تعداد تقریباً سوالاکھ ہے۔ ستر قوموں سے مراد بڑی بڑی قومیں ہیں' جن کی طرف کئی کئی رسول آئے یا جن کی مدت طویل ہوئی۔ ② حضرت محمد ﷺ کی امت دوسرے انبیاء ؑ کی امتوں سے افضل ہے' تاہم انفرادی افضلیت دوسری بات ہے۔ ③ امت محمد ﷺ میں سے ہونا بہت بڑی فضیلت ہے لیکن بلند مقام کے تقاضے بھی بڑے ہوتے ہیں۔ ضروری ہے کہ ہم اللہ کے احکام کی تعمیل میں زیادہ کوشش کریں' غیر مسلم قوموں کو اسلام کے رحمت بھرے دامن کے سائے میں لانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ ظلم وستم سے نہ صرف خود باز رہیں بلکہ ظالموں کو ظلم سے روکیں اور نیکی کے ہر کام میں تعاون کریں۔

٤٢٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ بَهْزِ ابْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّكُمْ وَفَّيْتُمْ سَبْعِينَ أُمَّةً. أَنْتُمْ خَيْرُهَا، وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللهِ».

۴۲۸۸- حضرت معاویہ بن حیدہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ستر امتوں کی تعداد کو پورا کیا ہے۔ ان میں سے تم سب سے افضل اور اللہ کے ہاں معزز ہو۔''

فائدہ: ستر پورا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے انہتر قومیں گزری ہیں۔ تمھارے ساتھ ستر کی تعداد پوری ہوگئی۔ اس طرح تم سترویں امت ہو۔

٤٢٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حَفْصٍ

۴۲۸۹- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''(میدان حشر میں)

بهزبه، وقال: "حسن".

٤٢٨٨ــ [حسن] انظر الحديث السابق.

٤٢٨٩ــ [حسن] أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب ما جاء في كم صف أهل الجنة، ح: ٢٥٤٦ من حديث سليمان به، وقال: "حسن".

الْأَصْبَهَانِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةُ صَفٍّ. ثَمَانُونَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَأَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ».

اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ ان میں سے اسی (۸۰) اس امت کی ہوں گی اور چالیس صفیں باقی تمام امتوں کی۔"

فوائد و مسائل: ① دوسری حدیث میں ہے کہ تمھارے مقابلے میں دوسروں کی تعداد ایسے ہوگی جیسے سفید بیل پر ایک سیاہ بال (حدیث: ۴۲۸۳) یہ موازنہ مشرکین سے ہے۔ اور دو تہائی تعداد صرف اہل جنت کے مقابلے میں ہے۔ ② اس سے امت محمدیہ کا شرف ظاہر ہے' تاہم نجات کے لیے صرف امتی ہونا کافی نہیں بلکہ صحیح ایمان اور صحیح عمل بھی ضروری ہے۔

٤٢٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا أَبُو سَلَمَةَ: حدَّثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «نَحْنُ آخِرُ الْأُمَمِ، وَأَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ. يُقَالُ: أَيْنَ الْأُمَّةُ الْأُمِّيَّةُ وَنَبِيُّهَا؟ فَنَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ».

۴۲۹۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم آخری امت ہیں اور ہمارا حساب سب سے پہلے ہوگا۔ کہا جائے گا: کہاں ہے اُمّی امت اور ان کا نبی؟ تو ہم بعد میں آنے والے (جنت میں داخلے کے لحاظ سے) سب سے مقدم ہیں۔"

فوائد و مسائل: ① یہ امت آخری امت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے نبی ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کذاب ہے۔ ② حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونا عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سابق نبی ہیں جو ہمارے نبی ﷺ سے تقریباً چھ صدیاں پہلے پیدا ہوئے ③ ہماری امت کا حساب دوسروں سے پہلے ہوگا' اس لیے ہمیں زیادہ کوشش کرنی چاہیے کہ اچھے کام کریں اور برے کاموں سے اجتناب کریں' کافروں سے دوستی نہ لگائیں اور ان کے رسم و رواج اختیار نہ کریں۔

٤٢٩٠- [حسن] وصححه البوصيري، وله شاهد عند أحمد: ١/ ٢٨٢ فيه علي بن زيد بن جدعان، وتقدم، ح: ١١٦.

٤٢٩١- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ أَبِي الْمُسَاوِرِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا جَمَعَ اللهُ الْخَلَائِقَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أُذِنَ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ فِي السُّجُودِ. فَيَسْجُدُونَ لَهُ طَوِيلًا. ثُمَّ يُقَالُ: اِرْفَعُوا رُؤُسَكُمْ. قَدْ جَعَلْنَا عِدَّتَكُمْ فِدَاءَكُمْ مِنَ النَّارِ».

۴۲۹۱- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو جمع فرمالے گا تو حضرت محمد ﷺ کی امت کو سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ وہ اللہ کو طویل سجدہ کریں گے۔ پھر کہا جائے گا: اپنے سر اٹھاؤ ہم نے تمھاری تعداد کے مطابق جہنمیوں کو تمھارا فدیہ بنادیا ہے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث: ۲۷۶۷ اس سے کفایت کرتی ہے۔ دیکھیے: تحقیق وتخریج حدیث ہذا۔

٤٢٩٢- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ مَرْحُومَةٌ. عَذَابُهَا بِأَيْدِيهَا. فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، دُفِعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ [رَجُلٌ] مِنَ الْمُشْرِكِينَ. فَيُقَالُ: هٰذَا فِدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ».

۴۲۹۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت پر رحمت نازل کی گئی ہے۔ اس پر عذاب خود اس کے ہاتھ سے آئے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر مسلمان کو ایک مشرک دیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ جہنم سے بچاؤ کے لیے تیرا فدیہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ سنن ابی داود کی روایت (۴۲۷۸) اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو دیگر محققین نے شواہد اور متابعات کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني، رقم: ۹۵۹، ۱۳۸۱) ② ہر انسان کے لیے جنت میں بھی گھر تیار کیا گیا ہے اور جہنم میں بھی۔ قیامت کے دن کافروں کو جہنم میں جگہ ملے گی تو ان کے چھوڑے ہوئے جنت کے گھر اہل جنت کو مل جائیں گے اور جہنم میں مومنوں کے جو گھر خالی رہ جائیں گے وہ

٤٢٩١- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، وانظر لعلتيه، ح: ٨٧، ٧٤٠ وحديث مسلم، ح: ٢٧٦٧/ ٤٩، ٥١ يغني عنه.

٤٢٩٢- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، وانظر لعلتيه، ح: ٧٤٠، ١٨٦٢، وحديث أبي داود، ح: ٤٢٧٨ يغني عنه، وإسناده حسن.

کافروں کے حصے میں آجائیں گے اور مومن جنت میں چلے جائیں گے۔ فدیہ ہونے کا یہی مطلب ہے۔ ③ امت مرحوم (رحمت والی امت) سے مراد یہ ہے کہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی بہت سی خاص رحمتیں ہیں جو پہلی امتوں کو حاصل نہیں ہوئیں لیکن ان رحمتوں میں سے حصہ صرف اسی شخص کو ملے گا جو شریعت پر عمل کرے گا اور اللہ کے عذاب سے ڈرے گا۔

(المعجم ٣٥) - **بَابُ مَا يُرْجَى مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- قیامت کے دن اللہ کی رحمت کی امید

٤٢٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ. قَسَمَ مِنْهَا رَحْمَةً بَيْنَ جَمِيعِ الْخَلَائِقِ. فَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ. وَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ. وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلَى أَوْلَادِهَا. وَأَخَّرَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ رَحْمَةً. يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۴۲۹۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی ایک سو رحمتیں ہیں جن میں سے ایک رحمت اس نے تمام مخلوقات میں تقسیم کی ہے۔ اسی (رحمت) کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے جنگلی جانور اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہیں۔ اس نے ننانوے رحمتیں رکھ چھوڑی ہیں جن سے قیامت کے دن وہ اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔''

فوائد و مسائل: ① مخلوق میں ایک دوسرے پر شفقت اور رحم کرنے کا جذبہ اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے، لہٰذا یہ بھی مخلوق ہے۔ اللہ کی رحمت اللہ کی صفت ہے جو غیر مخلوق ہے۔ ② اللہ کی بے شمار قسم کی مخلوق ہے اور ہر قسم کے افراد کی تعداد کا اندازہ لگانا انسان کے لیے ناممکن ہے۔ ان تمام انواع و اقسام کی جتنی مخلوقات اب تک پیدا ہو چکی ہیں اور جس قدر قیامت تک پیدا ہونے والی ہیں ان سب کی مجموعی شفقت و رحمت کو جمع کیا جائے تو اللہ کی رحمت کے مقابلے میں اس تمام کی کوئی حیثیت نہیں۔ ③ رحمت کے سو حصے ذکر کرنے کا مقصد اللہ کی رحمت کے بے انتہا وسیع ہونے کا تصور دینا ہے۔ جس ذات نے اپنی ہر مخلوق میں رحم کا جذبہ رکھا ہے حتی کہ حیوان اور پرندے بھی اپنے بچوں پر اتنی شفقت کرتے ہیں کہ ان کو بچانے کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈال دیتے ہیں تو اس خالق کی رحمت کس قدر بے پایاں ہوگی؟ اس کا تو اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ④ قیامت کے دن جس طرح اللہ کی صفت غضب اور صفت عدل کا اظہار ہوگا اسی طرح اس کی صفت رحمت کا بھی بے حد و حساب ظہور ہوگا۔

٤٢٩٣ـ أخرجه مسلم، التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى، وأنها تغلب غضبه، ح: ١٩/٢٧٥٢ من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به.

٤٢٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَ أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَلَقَ اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ، يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، مِائَةَ رَحْمَةٍ. فَجَعَلَ فِي الْأَرْضِ مِنْهَا رَحْمَةً. فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰى وَلَدِهَا. وَالْبَهَائِمُ، بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ، وَالطَّيْرُ. وَأَخَّرَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، أَكْمَلَهَا اللهُ بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ».

۴۲۹۴- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو سو رحمتیں بھی پیدا فرمائیں۔ ان میں سے ایک رحمت زمین میں رکھی۔ اسی (رحمت) کی وجہ سے ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے اور حیوانات اور پرندے ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں۔ اس (اللہ) نے اور ننانوے رحمتوں کو قیامت تک کے لیے مؤخر فرما دیا۔ جب قیامت کا دن ہوگا' اللہ تعالیٰ اس ایک رحمت کے ساتھ انھیں پوری (سو رحمتیں) کر دے گا۔''

٤٢٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ، عَزَّ وَجَلَّ، لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلٰى نَفْسِهِ: إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي».

۴۲۹۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو اپنے ہاتھ سے اپنے لیے یہ لکھ لیا (اپنے لیے یہ ضروری ٹھہرا لیا): میری رحمت میرے غضب پر غالب ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ① جب کسی کام میں ایک پہلو رحمت کا تقاضا کرتا ہو اور دوسرا غضب کا مستوجب ہو تو اللہ کی رحمت کا معاملہ غضب کے پہلو پر غالب آ جاتا ہے۔ ② اس کا ایک مظہر یہ ہے کہ جب بندہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بعض نیکیوں کی وجہ سے بعض گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اسی طرح نادانستہ طور پر ہو جانے والے غلط کاموں کو معاف فرما دیتا ہے۔ ③ انسان خود اپنی بدعملیوں کی وجہ سے اور ان سے توبہ نہ کرنے کی وجہ سے اللہ کے غضب کا مستحق بنتا ہے۔ ④ سلسلۂ نبوت و رسالت کا جاری فرمانا اور کتابیں نازل فرمانا بھی اس کی رحمت کا اظہار ہے۔ اور اس سلسلے کے بند کر دینے کے بعد مجدّدینِ دین اور داعیانِ حق کا ظہور و وجود بھی

٤٢٩٤_[صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٥٥ من حديث الأعمش به، وصححه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.
٤٢٩٥_[صحيح] تقدم، ح: ١٨٩.

رحمتِ الٰہی ہی کا مظہر ہے۔

٤٢٩٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: مَرَّ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا عَلَى حِمَارٍ. فَقَالَ: «يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ، وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ؟» قُلْتُ: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا. وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ، إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ، أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ».

۴۲۹۶-حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک گدھے پر سوار تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: ”معاذ! کیا تجھے معلوم ہے کہ بندوں کے ذمے اللہ کا کیا حق ہے اور اللہ کے ذمے بندوں کا کیا حق ہے؟“ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو (عبادت میں) شریک نہ کریں۔ اور اللہ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جب وہ یہ کام کریں تو انھیں عذاب نہ دے۔“

فوائد ومسائل: ① صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر حضرت معاذ بن جبل ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی آپ کے گدھے پر سوار تھے۔ (صحیح البخاري' الجهاد والسير' باب اسم الفرس والحمار' حديث:۲۸۵۶) ② اللہ تعالیٰ بندوں کا خالق اور منعم ہے' اس لیے بندوں کا لازمی فرض ہے کہ صرف اس کی عبادت کریں۔ ③ اللہ کے ذمے کسی کا قطعاً کوئی حق نہیں۔ اللہ نے بندوں کا جو حق اپنے ذمے لیا ہے تو اس کے ذمے اس کے بندوں کا یہ حق محض اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔ یہ حق اللہ نے خود اپنی رحمت سے اپنے ذمے لے لیا ہے۔ ④ شرک نہ کرنے والے کو عذاب نہ دینے سے مراد دائمی عذاب نہ دینا ہے ورنہ دوسرے گناہوں کی سزا قبر میں' قیامت کے دن اور جہنم میں ملے گی۔

٤٢٩٧ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

۴۲۹۷-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ کسی غزوے میں رسول اللہ

٤٢٩٦ـ [صحيح] أخرجه الطبراني: ٢٠/ ٣٦، ح: ٢٧٤ من حديث أبي عوانة، وأحمد: ٥/ ٢٣٠ من حديث عبدالملك به، ورواه أنس بن مالك، وعمرو بن ميمون (البخاري، ومسلم)، والأسود بن هلال (مسلم)، وغيرهم عن معاذ به، وهو متواتر عنه.

٤٢٩٧ـ [إسناده موضوع] أخرجه العقيلي: ١/ ٩٦ من حديث هشام به، وروى عن يزيد بن هارون قال: "كان إسماعيل الشعيري كذابًا"، وفيه علة أخرى.

ابْنُ يَحْيَى الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ حَفْصٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ. فَمَرَّ بِقَوْمٍ. فَقَالَ: مَنِ الْقَوْمُ؟ فَقَالُوا: نَحْنُ الْمُسْلِمُونَ. وَامْرَأَةٌ تَحْصِبُ تَنُّورَهَا. وَمَعَهَا ابْنٌ لَهَا. فَإِذَا ارْتَفَعَ وَهَجُ التَّنُّورِ، تَنَحَّتْ بِهِ. فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَتْ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَلَيْسَ اللهُ بِأَرْحَمِ الرَّاحِمِينَ؟ قَالَ: «بَلَى» قَالَتْ: أَوَ لَيْسَ اللهُ بِأَرْحَمَ بِعِبَادِهِ مِنَ الْأُمِّ بِوَلَدِهَا؟ قَالَ: «بَلَى» قَالَتْ: فَإِنَّ الْأُمَّ لَا تُلْقِي وَلَدَهَا فِي النَّارِ فَأَكَبَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَبْكِي. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهَا فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ، الَّذِي يَتَمَرَّدُ عَلَى اللهِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہمارا گزر کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون لوگ ہو؟'' انھوں نے کہا: ہم مسلمان ہیں۔ ایک عورت تنور میں ایندھن ڈال (کر اسے دہکا) رہی تھی۔ اور اس کے پاس اس کا بیٹا تھا' جب تنور کی (آگ کی) لپٹ اوپر آتی' وہ بچے کو پیچھے کر لیتی۔ وہ عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا اللہ تعالیٰ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں۔'' اس نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں جس قدر ماں اپنے بچے پر کرتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں؟ اس نے کہا: ماں تو اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے سر جھکا لیا اور رونے لگے' پھر سر مبارک اٹھا کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو عذاب نہیں دیتا' سوائے اس سرکش اڑیل کے جو اللہ سے سرکشی کرتا ہے اور لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ کہنے سے انکار کر دیتا ہے۔''

٤٢٩٨- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا شَقِيٌّ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَنِ الشَّقِيُّ؟ قَالَ: «مَنْ لَمْ

۴۲۹۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم میں تو بدنصیب ہی جائے گا۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! بدنصیب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی فرمانبرداری کا کوئی عمل نہیں کیا اور اللہ کی نافرمانی والا کوئی عمل نہیں چھوڑا۔''

٤٢٩٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٤٩ من حديث ابن لهيعة به، وانظر، ح: ٣٣٠ لعلته.

يَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ، وَلَمْ يَتْرُكْ لَهُ مَعْصِيَةً».

٤٢٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، أَخُو حَزْمٍ الْقُطَعِيِّ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ أَوْ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ [المدثر: ٥٦] فَقَالَ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا أَهْلٌ أَنْ أُتَّقَى، فَلَا يُجْعَلَ مَعِيَ إِلٰهٌ آخَرُ. فَمَنِ اتَّقَى أَنْ يَجْعَلَ مَعِي إِلٰهًا آخَرَ، فَأَنَا أَهْلٌ أَنْ أَغْفِرَ لَهُ».

۴۲۹۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ ”وہ اسی لائق ہے کہ اس سے ڈریں اور اس لائق بھی کہ وہ بخشے۔“ پھر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اس لائق ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے‘ اور میرے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنایا جائے۔ جو شخص میرے ساتھ دوسرا معبود بنانے سے ڈر گیا تو میں اس لائق ہوں کہ اسے بخش دوں۔“

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي حَزْمٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ رَبُّكُمْ: أَنَا أَهْلٌ أَنْ أُتَّقَى، فَلَا يُشْرَكَ بِي [غَيْرِي]. وَأَنَا أَهْلٌ، لِمَنِ اتَّقَى أَنْ يُشْرِكَ بِي، أَنْ أَغْفِرَ لَهُ».

دوسری سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کے بارے میں: ﴿هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا پروردگار فرماتا ہے: میں اس لائق ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ بنایا جائے۔ اور جو شخص اس بات سے ڈر گیا (اور پرہیز کیا) کہ میرے ساتھ شرک کرے تو میں اس لائق ہوں کہ اسے بخش دوں۔“

٤٣٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي

۴۳۰۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن میرے

٤٢٩٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة المدثر، ح: ٣٣٢٨ من حديث زيد به، وقال: "حسن غريب، وسهيل ليس بالقوي في الحديث، وقد تفرد سهيل بهٰذا الحديث عن ثابت".

٤٣٠٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء فيمن يموت وهو يشهد أن لا إله إلا الله، ح: ٢٦٣٩ من حديث الليث بن سعد به، قال: "حسن غريب".

عَامِرُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُصَاحُ بِرَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، عَلٰى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ. فَيُنْشَرُ لَهُ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ سِجِلاًّ. كُلُّ سِجِلٍّ مَدَّ الْبَصَرِ. ثُمَّ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: هَلْ تُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا؟ فَيَقُولُ: لَا. يَارَبِّ فَيَقُولُ: أَظَلَمَتْكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ؟ ثُمَّ يَقُولُ: أَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ حَسَنَةٌ؟ فَيُهَابُ الرَّجُلُ، فَيَقُولُ: لَا. فَيَقُولُ: بَلٰى. إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَاتٍ. وَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ. فَتُخْرَجُ لَهُ بِطَاقَةٌ فِيهَا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. قَالَ: فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ. فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ. فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ، وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ».

ایک امتی کو سب مخلوقات کے سامنے پکار کر طلب کیا جائے گا۔ اس کے ننانوے رجسٹر کھول دیے جائیں گے۔ ہر رجسٹر اتنا بڑا ہوگا جہاں تک نگاہ پہنچے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو اس (تمام ریکارڈ) میں سے کسی چیز (کسی گناہ) کا انکار کرتا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں' میرے مالک! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میرے (مقرر کیے ہوئے) محافظ کاتبوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے (کہ تیری نیکیاں نہ لکھی ہوں یا گناہ زیادہ لکھ دیے ہوں)؟ پھر فرمائے گا: کیا ان (گناہوں) کے علاوہ تیری کوئی نیکی بھی ہے؟ وہ شخص خوف زدہ ہو جائے گا اور کہے گا: نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں' ہمارے پاس تیری نیکیاں بھی ہیں اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا' چنانچہ اس (کے عمل) کا ایک (کاغذ کا چھوٹا سا) پرزہ لایا جائے گا۔ اس پر لکھا ہوگا: ﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ﴾ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' بندہ کہے گا: یا رب! ان رجسٹروں کے مقابلے میں یہ پرزہ کیا (حیثیت رکھتا) ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا' چنانچہ وہ تمام رجسٹر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور وہ پرزہ ایک پلڑے میں رکھا جائے گا۔ وہ تمام رجسٹر اوپر اٹھ جائیں گے اور وہ پرزہ بھاری ثابت ہوگا۔''

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: اَلْبِطَاقَةُ اَلرُّقْعَةُ. وَأَهْلُ مِصْرَ يَقُولُونَ لِلرُّقْعَةِ: بِطَاقَةٌ.

(راویٔ حدیث' امام ابن ماجہ کے استاد) محمد بن یحییٰ نے کہا: (حدیث میں مذکور لفظ) بطاقہ سے مراد رقعہ ہے۔ مصر والے رقعہ کو بطاقہ کہتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① قیامت کے دن بعض لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں چلے جائیں گے۔ (دیکھیے: حدیث: ۴۲۸۶) اور جہنم میں جانے والے بعض لوگ بھی ایسے ہوں گے جن کے اعمال کا وزن نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کی سب نیکیاں ضائع ہو چکی ہوں گی۔ دیکھیے: (سورة الكهف ۱۸:۱۰۵) ② نیکیوں کے وزن کا دارومدار خلوصِ نیت اور اتباعِ سنت پر ہوگا۔ کوئی نیکی جتنے خلوص سے کی گئی ہوگی اور سنت سے جتنی زیادہ مطابقت رکھے گی' اتنا ہی اس کا وزن زیادہ ہوگا۔ ③ کلمۂ شہادت' یعنی توحید و رسالت پر دل سے ایمان لانا ایسا عمل ہے جس سے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں' اس لیے اگر کسی شخص کو ایمان لانے کے بعد نیک اعمال انجام دینے کا موقع نہیں ملا' اور وہ فوت ہو گیا تو اس کا کلمۂ شہادت اس کی نجات کے لیے کافی ہوگا۔ حدیث میں ایسا ہی شخص مراد ہے۔ ④ اسلام قبول کرنے کے بعد اس کے مطابق عمل نہ کرنے والے کا کلمۂ شہادت اسے جہنم میں جانے سے نہیں بچا سکے گا لیکن وہ گناہوں کی سزا بھگت کر جہنم سے نکل آئے گا' اور کلمے کی وجہ سے اس کی نجات ہو جائے گی ⑤ جس نے کلمۂ شہادت صرف زبان سے ادا کیا' دل میں اس پر یقین نہیں رکھا' وہ منافق ہے جو دائمی جہنمی ہے۔ اس کی سزا عام کافر سے سخت ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الْمُنَٰفِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾ (النساء ۴:۱۴۵) ''منافق یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقے میں جائیں گے' ناممکن ہے کہ وہاں آپ کو ان کا کوئی مددگار ملے۔'' ⑥ یہ حدیث اہل علم میں حدیثِ بطاقہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ حدیث' عاصی اہل ایمان کے لیے اللہ عزوجل کی خصوصی رحمت اور کمال مہربانی کا مظہر معلوم ہوتی ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٣٦) - بَابُ ذِكْرِ الْحَوْضِ (التحفة ٣٦)

باب: ۳۶- حوضِ کوثر کا بیان

٤٣٠١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا: حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِي حَوْضًا، مَا بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ. أَبْيَضَ مِثْلَ اللَّبَنِ. آنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُومِ. وَإِنِّي لَأَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۴۳۰۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرا ایک حوض ہے جو کعبہ اور بیت المقدس کے درمیان (کی مسافت کے برابر وسیع) ہے۔ (اس کا پانی) دودھ کی طرح سفید ہے۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد کی طرح (بے شمار) ہیں۔ اور قیامت کے دن میرے متبعین (امتی) سب نبیوں کے متبعین سے زیادہ ہوں گے۔''

٤٣٠١_ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٧٢٣ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ١٤٦/١٣، وله شواهد عند البخاري، ح: ٦٥٧٩، ومسلم، ح: ٢٢٩٢/ ٢٧ وغيرهما، راجع النهاية بتحقيقي، ح: ٣٩٠_٤١٢.

فوائد ومسائل: ① حوضِ کوثر میدانِ حشر میں ایک حوض ہوگا جس سے نبی ﷺ اپنے امتیوں کو پانی پلائیں گے۔ اس کی وسعت اس حدیث میں کعبہ سے بیت المقدس تک بیان کی گئی ہے۔ دوسری حدیث میں یمن کے شہر عدن سے فلسطین کے شہر ایلہ (موجودہ بندرگاہ ایلات) تک کے برابر' یا مدینہ منورہ سے سعودی عرب کے جنوب مشرق میں واقع عمان تک' یا مدینہ منورہ سے یمن کے شہر صنعاء تک ذکر کی گئی ہے۔ (سنن ابن ماجه' حدیث: ۴۳۰۳' ۴۳۰۴) اس سے اس کے طول وعرض کی تحدید مقصود نہیں بلکہ اس کی وسعت کا ایک سادہ تصور پیش کرنا مقصود ہے۔ ② حوضِ کوثر میدانِ حشر میں ہوگا لیکن اس میں پانی جنت سے آئے گا۔ نبی ﷺ نے جنت میں نہر کوثر ملاحظہ فرمائی تھی۔ (صحیح البخاري' التفسیر' باب: سورة ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ﴾ حدیث: ۴۹۶۴)

٤٣٠٢ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ، سَعْدِ ابْنِ طَارِقٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ حَوْضِي لَأَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ إِلَى عَدَنَ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُومِ. وَلَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَذُودُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يَذُودُ الرَّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيبَةَ عَنْ حَوْضِهِ» قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ أَتَعْرِفُنَا؟ قَالَ: «نَعَمْ. تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ. لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ».

۴۳۰۲- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا حوض ایلہ سے لے کر عدن تک کے فاصلے سے زیادہ طویل وعریض ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں۔ اس (کے پانی) کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید اور (ذائقہ) شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں لوگوں کو اس سے ہٹاؤں گا جس طرح آدمی اپنے حوض سے بیگانے اونٹوں کو ہنکا دیتا ہے۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کیا آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' تم میرے پاس (حوض پر) آؤ گے تو وضو کے نشان سے تمھارے چہرے اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے۔ یہ علامت تمھارے سوا کسی اور (امت) کی نہیں ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ کا حوض صرف آپ ﷺ کی امت کے لیے ہوگا۔ ② نبی ﷺ امت کے افراد

٤٣٠٢ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوء، ح: ٢٤٨/ ٣٨ عن عثمان بن أبي شيبة به.

کو اس لیے پہچان لیں گے کہ ان کے ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے۔ اس میں اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر یا عالم الغیب نہیں۔ ③ بے نماز لوگ حوض سے پانی نہیں پی سکیں گے کیونکہ ان کو امتِ محمدیہ کی علامت حاصل نہیں ہوگی۔ ④ حوض کوثر میں پانی جنت سے آئے گا' اس لیے اس میں جنت کی نعمتوں والی خوبیاں ہوں گی۔

٤٣٠٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ: حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ سَالِمٍ الدِّمَشْقِيُّ: نُبِّئْتُ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ الْحَبَشِيِّ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ. فَأَتَيْتُهُ عَلَى بَرِيدٍ. فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَيْهِ، قَالَ: لَقَدْ شَقَقْنَا عَلَيْكَ يَاأَبَاسَلَّامٍ فِي مَرْكَبِكَ. قَالَ: أَجَلْ. وَاللهِ يَاأَمِيرَالْمُؤْمِنِينَ. قَالَ: وَاللهِ مَاأَرَدْتُ الْمَشَقَّةَ عَلَيْكَ. وَلٰكِنْ حَدِيثٌ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُ بِهِ عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فِي الْحَوْضِ. فَأَحْبَبْتُ أَنْ تُشَافِهَنِي بِهِ. قَالَ، فَقُلْتُ: حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ حَوْضِي مَا بَيْنَ عَدَنَ إِلَى أَيْلَةَ. أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ. أَكَاوِيبُهُ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ. مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا. وَأَوَّلُ مَنْ يَرِدُهُ عَلَيَّ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ. الدُّنْسُ ثِيَابًا

٤٣٠٣- حضرت ابوسلام حبشی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بُلایا میں (جلد پہنچنے کی غرض سے) ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر آیا۔ جب میں حاضرِ خدمت ہوا تو انھوں (عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ) نے فرمایا: ابوسلام! ہماری وجہ سے آپ کو اس سواری کی مشقت اٹھانی پڑی۔ میں نے کہا: جی ہاں' امیر المومنین! فرمایا: قسم ہے اللہ کی! میں آپ کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا لیکن مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے حوض کے بارے میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ آپ سے براہ راست وہ حدیث سنوں۔ ابوسلام رحمہ اللہ نے کہا: مجھے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول ﷺ نے حدیث سنائی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میرا حوض عدن سے لے کر ایلہ تک (کی مسافت جتنا طویل وعریض) ہے۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد کی طرح (بے شمار) ہیں۔ جو اس میں سے ایک بار پانی پی لے گا' اسے

٤٣٠٣ـ [حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب ماجاء في صفة أواني الحوض، ح: ٢٤٤٤ من حديث محمد ابن مهاجر به، وقال: "غريب"، وسنده ضعيف للانقطاع، وللحديث طرق أخرى عند ابن حبان، ح: ٢٦٠١ وغيره، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٢٣٠١.

وَالشُّعْثُ رُؤُسًا. الَّذِينَ لَا يَنْكِحُونَ الْمُنَعَّمَاتِ. وَلَا يُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ». قَالَ، فَبَكٰى عُمَرُ حَتَّى اخْضَلَّتْ لِحْيَتُهُ. ثُمَّ قَالَ: لٰكِنِّي قَدْ نَكَحْتُ الْمُنَعَّمَاتِ وَفُتِحَتْ لِيَ السُّدَدُ. لَاجَرَمَ أَنِّي لَاأَغْسِلُ ثَوْبِيَ الَّذِي عَلٰى جَسَدِي حَتَّى يَتَّسِخَ. وَلَا أَدْهُنُ رَأْسِي حَتَّى يَشْعَثَ.

اس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ حوض پر میرے پاس سب سے پہلے وہ غریب مہاجر آئیں گے جن کے کپڑے میلے اور سر پراگندہ ہوں گے۔ جو ناز ونعمت میں پلی ہوئی عورتوں سے نکاح نہیں کرتے اور ان کے لیے دروازے نہیں کھولے جاتے۔'' حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ رو پڑے حتی کہ ان کی ڈاڑھی مبارک (آنسوؤں سے) تر ہوگئی۔ پھر فرمایا: لیکن میں نے تو ناز ونعمت والی عورتوں سے نکاح کیا ہے' اور میرے لیے دروازے کھولے گئے۔ اب ضرور یہ ہوگا کہ میں پہنے ہوئے کپڑے نہیں دھوؤں گا جب تک میلے نہ ہو جائیں' اور سر میں تیل نہیں ڈالوں گا جب تک بال نہ بکھر جائیں۔

فوائد ومسائل: ① غریب گم نام مسلمان اگر نیک ہوں تو اللہ کے ہاں ان کا بڑا مقام ہے۔ ② اگر اللہ تعالیٰ دولت دے تو زیب وزینت اور فخر ومباہات کی بجائے سادگی اختیار کرنا درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ ③ دروازے کھولے جانے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بلند مقام کی وجہ سے سب لوگ ان کا احترام کرتے ہیں اور جس کے پاس جائیں وہ دروازے کھول کر استقبال کرتا ہے جب کہ غریب مفلس آدمی سے اس کے برعکس سلوک ہوتا ہے۔ ④ میلے کپڑے اور پراگندہ بال رکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ مناسب صفائی ستھرائی کا خیال نہ رکھا جائے بلکہ یہ مطلب ہے کہ زیب وزینت میں حد سے زیادہ انہماک نہ ہو۔ ⑤ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ خلیفہ ہونے کے باوجود علم حدیث کا اتنا شوق رکھتے تھے کہ جس عالم کے بارے میں انھیں معلوم ہوا کہ اسے کوئی حدیث یاد ہے' اس سے استفادہ کرنے کو عار نہیں سمجھا۔ مسلمان حکمرانوں کو ایسے ہی ہونا چاہیے۔ ⑥ علمائے کرام کا فرض ہے کہ دین سے محبت کرنے والے حکام کا احترام کریں اور ان کے احکام کی تعمیل کی پوری کوشش کریں۔ ⑦ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے یہ حکم نہیں بھیجا تھا کہ فوراً پہنچیں لیکن ابوسلام ؒ نے اطاعت امیر میں مشقت اٹھا کر جلد از جلد پہنچنے کی کوشش کی۔

٤٣٠٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا

۴۳۰۴- حضرت انس ؓ سے روایت ہے'

٤٣٠٤_ أخرجه مسلم، الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، ح: ٢٣٠٤/ ٤٢ من حديث هشام به.

أَبِي: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِينَةِ. أَوْ كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَعَمَّانَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے حوض کے دو کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے' جیسے صنعاء اور مدینہ منورہ کے درمیان یا جیسے مدینہ منورہ اور عمان کے درمیان۔''

٤٣٠٥- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «يُرَى فِيهِ أَبَارِيقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ».

۴۳۰۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس (حوض) میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کی طرح سونے اور چاندی کے جگ ہوں گے۔''

٤٣٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَتَى الْمَقْبَرَةَ فَسَلَّمَ عَلَى الْمَقْبَرَةِ. فَقَالَ: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى، بِكُمْ لَاحِقُونَ» ثُمَّ قَالَ: «لَوَدِدْنَا أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ أَوَلَسْنَا إِخْوَانَكَ؟ قَالَ: «أَنْتُمْ أَصْحَابِي. وَإِخْوَانِي الَّذِينَ يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِي. وَأَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: «أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ

۴۳۰۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ قبرستان میں تشریف لے گئے اور قبرستان (میں مدفون افراد) کو سلام کرتے ہوئے فرمایا: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى، بِكُمْ لَاحِقُونَ] ''اے مومن لوگوں کی بستی کے رہنے والو! تم پر سلامتی ہو۔ ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''ہماری خواہش تھی کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ سکتے۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم تو میرے ساتھی اور صحابی ہو۔ میرے بھائی تو وہ ہیں جو میرے بعد آئیں گے۔ اور میں حوض پر تمھارا پیش رو ہوں گا۔'' صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کی امت کے جو لوگ ابھی (دنیا

٤٣٠٥_ أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٣٠٤/ ٤٣ من حديث خالد به.

٤٣٠٦_ أخرجه مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوء، ح: ٢٤٩/ ٣٩ من حديث العلاء به.

خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ، أَلَمْ يَكُنْ يَعْرِفُهَا؟» قَالُوا: بَلٰى. قَالَ: «فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ، مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ» قَالَ: «أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ» ثُمَّ قَالَ: «لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ. فَأُنَادِيهِمْ: أَلَا هَلُمُّوا فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ، وَلَمْ يَزَالُوا يَرْجِعُونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ. فَأَقُولُ أَلَا سُحْقًا سُحْقًا».

میں) نہیں آئے' آپ (قیامت کے دن) انھیں کس طرح پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بتاؤ اگر کسی کے پنج کلیان گھوڑے (دوسروں کے) مکمل طور پر کالے گھوڑوں میں مل جائیں تو کیا وہ انھیں پہچان نہ لے گا؟'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں (پہچان لے گا۔) آپ نے فرمایا: ''یہ لوگ (رسول اللہ ﷺ کے امتی) قیامت کے دن آئیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے۔'' اور فرمایا: ''میں حوض پر تمھارا پیش رو ہوں گا۔'' پھر فرمایا: ''کچھ افراد کو میرے حوض سے دور ہٹایا جائے گا جس طرح گم شدہ (پرائے) اونٹ کو دور ہٹایا جاتا ہے' چنانچہ میں انھیں آواز دوں گا: (ادھر) آجاؤ۔ تو کہا جائے گا: انھوں نے آپ کے بعد (اپنی حالت) تبدیل کر لی تھی۔ اور اپنی ایڑیوں پر پھر گئے تھے۔ تب میں کہوں گا: دور رہو! دور ہو!''

فوائد و مسائل: ① قبرستان میں جا کر مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرنی چاہیے۔ ② قبروں کی زیارت کا مقصد فوت شدہ افراد کے لیے دعائے مغفرت اور موت کی یاد ہے' ان سے مانگنا مقصد نہیں۔ ③ السلام علیکم کہنے کا مقصد انھیں سنانا نہیں بلکہ ان کے لیے سلامتی کی دعا کرنا ہے۔ مخاطب (تم) کا لفظ بولنے کا مقصد اپنے دل کو نصیحت کرنا ہے کہ یہ لوگ کل تک ہمارے اندر موجود تھے اور ہم سے بات چیت کرتے تھے۔ آج یہ ہماری دعاؤں کے محتاج ہیں۔ ④ موحد امتی نبی ﷺ کے دینی بھائی ہیں کیونکہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں لیکن بھائی ہونے سے درجات کی برابری لازم نہیں آتی۔ جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے آپس میں بھائی بھائی تھے لیکن جو درجہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حاصل ہوا وہ ان کے کسی بھائی کو حاصل نہیں ہوا۔ ⑤ نبی ﷺ امتیوں کو وضو کی علامت سے پہچانیں گے' اس لیے نہیں کہ وہ امتیوں کے تمام اعمال دیکھ رہے ہیں۔ ⑥ ''پیش رو'' قافلے کے اس شخص کو کہتے ہیں جو قافلے کے دوسرے افراد سے پہلے پڑاؤ پر پہنچ کر ساتھیوں کے وہاں ٹھہرنے اور ان کی ضروریات مہیا کرنے کا بندوبست کرتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تم قیامت کے دن قبروں سے اٹھو گے تو میں تم سے پہلے حوض پر پہنچ چکا ہوں گا تاکہ جب تم پہنچو تو تمھیں حوض کوثر کا پانی پلاؤں۔ ⑦ حوض کوثر سے پانی پینے کے مستحق وہی لوگ ہوں گے جو اسلام پر قائم رہے اور اسلام کی حالت میں فوت ہوئے۔ ⑧ اونٹ

بہت زیادہ پانی پیتا ہے۔ اور عرب میں پانی کم ہوتا تھا' اس لیے لوگ اپنے اونٹوں کے لیے حوض تیار کرتے تھے اور انھیں پانی سے بھرتے تھے تاکہ اونٹ پیاسے نہ رہیں' اسی لیے دوسروں کے اونٹوں کو پانی نہیں پینے دیتے تھے۔ اہل بدعت یا مرتد کو اسی طرح حوض کوثر سے پانی پینے سے منع کر دیا جائے گا۔

(المعجم ۳۷) - بَابُ ذِكْرِ الشَّفَاعَةِ (التحفة ۳۷)

باب:۳۷- شفاعت کا بیان

٤٣٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ. فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ. وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي. فَهِيَ نَائِلَةٌ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا».

۴۳۰۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کی ایک مقبول دعا ہوتی ہے اور ہر نبی نے وہ دعا جلدی (دنیا میں) مانگ لی۔ میں نے اپنی دعا کو امت کے حق میں شفاعت کے لیے چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ یہ (دعا) امت کے ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتے ہوئے فوت ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو فرمایا کہ تمھاری ایک دعا لازماً قبول ہوگی' یہی وعدہ ہمارے نبی ﷺ کے لیے بھی ہے۔ ② دعا کی قبولیت اللہ کی مشیت پر منحصر ہے۔ وہ چاہے تو کسی برے سے برے آدمی کی دعا قبول کر لے' چاہے تو نبی کی دعا بھی قبول نہ کرے۔ ③ ہر نبی نے دنیا میں کسی نہ کسی موقع پر یہ درخواست کی کہ اے اللہ! میری فلاں خواہش کو وہ دعا قرار دیا جائے جو لازماً قبول ہونے والی ہے' چنانچہ اس نبی کی دعا قبول کر کے وہ خواہش پوری کر دی گئی۔ ④ نبی ﷺ نے دنیا میں کسی دعا کو وہ دعا قرار نہیں دیا جس کی قبولیت کا وعدہ ہے' اس لیے اس دعا کا حق ابھی باقی ہے۔ ⑤ نبی ﷺ نے امت کی مغفرت کے لیے شفاعت کو اپنی وہ خصوصی دعا قرار دیا ہے۔ یہ دعا قیامت کے دن کی جائے گی اور اہل توحید کے لیے لازماً قبول ہوگی۔ ⑥ نجات کے لیے توحید پر وفات ضروری ہے۔

٤٣٠٨- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى وَأَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِاللهِ

۴۳۰۸- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اولادِ آدم کا سردار ہوں

٤٣٠٧ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب اختباء النبي ﷺ دعوة الشفاعة لأمته، ح:١٩٩ عن ابن أبي شيبة به.

٤٣٠٨ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة بني إسرائيل، ح:٣١٤٨ من حديث علي بن زيد، تقدم، ح:١١٦ مطولاً، وقال: "حسن صحيح"، ولم ينفرد به، وله شواهد، وروى بعضهم هذا الحديث عن أبي نضرة عن ابن عباس بطوله.

ابْنِ حَاتِمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا عَلِيُّ ابْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ. وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ. وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ. وَلِوَاءُ الْحَمْدِ بِيَدِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ».

اور کوئی فخر نہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور کوئی فخر نہیں۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور کوئی فخر نہیں۔‘‘

فوائد ومسائل: ① نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنی خوبیاں خود بیان فرمائی ہیں کیونکہ ان کا تعلق مستقبل سے ہے جو بتائے بغیر معلوم نہیں ہوسکتیں۔ ② ان خصائص کے بیان کرنے کا مقصد حقیقت حال سے آگاہ کرنا ہے‘ اظہارِ فخر نہیں۔ ③ بعض حالات میں اپنی خوبیاں بیان کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے‘ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ﴿اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ﴾ (یوسف ۱۲:۵۵) ’’آپ مجھے ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے‘ میں حفاظت کرنے والا اور باخبر ہوں۔‘‘ یہ ممنوعہ خودستائی میں شامل نہیں۔ ④ نبی ﷺ تمام انسانوں کے سردار ہیں‘ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں میں سب سے افضل ہیں‘ چنانچہ تمام انبیاء اور رسولوں سے بھی افضل ہیں‘ اسی لیے جنت کا مقام ’’وسیلہ‘‘ اور محشر میں ’’مقام محمود‘‘ رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص ہیں۔ ⑤ جھنڈا بھی قیادت کی علامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا ’’حمد کا جھنڈا‘‘ (لواء الحمد) ہے۔ سب کائنات نبی ﷺ کی تعریف کرے گی جب کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائیں گے۔ ⑥ قبروں سے اٹھنا قیامت کی ابتدا ہے اور جنت میں داخلہ اس سلسلے کی انتہا۔ نبی ﷺ کو ان دونوں میں اولیت کا شرف حاصل ہے کہ دوبارہ زندہ ہو کر قبروں سے اٹھنے میں بھی نبی ﷺ کو اولیت حاصل ہوگی اور جنت کا دروازہ بھی آپ ﷺ کے لیے کھولا جائے گا۔ ⑦ قیامت کے دن شفاعت اللہ کی اجازت سے ہوگی۔ نبی ﷺ عرش کے نیچے تشریف لے جا کر ایک طویل سجدہ کریں گے‘ اور اللہ تعالیٰ کی وہ تعریفیں کریں گے جو پہلے کبھی نہ کی ہوں گی‘ تب رسول اللہ ﷺ کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور وہ شفاعت قبول بھی کی جائے گی۔ نبی ﷺ کے بعد دوسرے انبیاء علیہم السلام‘ پھر شہداء‘ حفاظ قرآن اور دوسرے نیک لوگ درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت کریں گے۔ ⑧ ان تمام تفصیلات پر ایمان لانا‘ آخرت پر ایمان لانے میں شامل ہے۔

٤٣٠٩ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَإِسْحَاقُ

۴۳۰۹- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘

٤٣٠٩ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب إثبات الشفاعة وإخراج الموحدين من النار، ح: ٣٠٦/١٨٥ عن نصر بن ◀◀

ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا أَهْلُ النَّارِ، الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا، فَلَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ. وَلٰكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمْ نَارٌ بِذُنُوبِهِمْ أَوْبِخَطَايَاهُمْ فَأَمَاتَتْهُمْ إِمَاتَةً. حَتَّى إِذَا كَانُوا فَحْمًا أُذِنَ لَهُمْ فِي الشَّفَاعَةِ. فَجِيءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ. فَبُثُّوا عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ. فَقِيلَ: يَاأَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ. فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُونُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ» قَالَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: كَأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ كَانَ فِي الْبَادِيَةِ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جہنمی جو جہنم کے اصل مستحق (اور ہمیشہ اس میں رہنے والے) ہیں' وہ تو اس میں نہ مریں گے نہ جئیں گے لیکن کچھ لوگ جنھیں ان کے گناہوں یا غلطیوں کی وجہ سے جہنم پکڑ لے گی' وہ انھیں ایک بار فوت کردے گی حتی کہ جب وہ (جل کر) کوئلہ ہو جائیں گے تو ان کے حق میں شفاعت کی اجازت مل جائے گی' چنانچہ انھیں گروہ گروہ کرکے لایا جائے گا اور جنت کی نہروں (کے کناروں) پر بکھیر دیا جائے گا' پھر کہا جائے گا: جنت والو! ان پر پانی ڈالو۔ (پانی ڈالنے سے) وہ اس طرح اگیں گے جس طرح سیلاب کی لائی ہوئی مٹی میں دانہ اگتا ہے۔'' (یہ سن کر) حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا: لگتا ہے رسول اللہ ﷺ صحرائی میدانوں میں رہتے رہے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① گناہ گار مومن کچھ عرصہ سزا پانے کے بعد جہنم سے نکال لیے جائیں گے۔ ② اس حدیث میں مذکورہ وہ سزا پانے والے مومن ہیں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکالے جائیں گے' خواہ وہ مومنوں کی شفاعت سے نکالے جائیں یا اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے کسی کی شفاعت کے بغیر نکالے جائیں۔ ③ جنت کا پانی جہنم کے اثرات کا خاتمہ کردے گا اور نجات پانے والے جہنمی' دوسرے جنتیوں کی طرح خوش وخرم اور ٹھیک ٹھاک ہو جائیں گے۔ ④ سیلاب کا پانی جب زور میں ہوتا ہے تو اناج کے دانے یا جنگلی پودوں کے بیج بھی اس کے ساتھ آ جاتے ہیں' پھر جب سیلاب کا پانی اترتا ہے تو اس کے ساتھ آئی ہوئی مٹی پیچھے رہ جاتی ہے اور اس میں وہ نمدار بیج اگ آتے ہیں۔ ⑤ جب بیج اگتا ہے تو پودا مڑا ہوا' کمزور اور زرد ہوتا ہے' اسی طرح جب وہ گناہ گار جہنم سے نکلیں گے تو آگ کی وجہ سے جلے ہوئے اور کمزور ہوں گے' پھر جنت کے پانی کی وجہ سے ٹھیک ہو جائیں گے۔ ⑥ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے لیکن اللہ کے عذاب سے بھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔

◀◀ علي به.

٤٣١٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي».

۴۳۱۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکب افراد کے لیے (بھی) ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① قیامت کے دن نبی ﷺ کی شفاعت کئی قسم کی ہوگی، مثلاً: جنت میں داخلے کے لیے شفاعت، جہنم سے نکالنے کے لیے شفاعت، بعض مومنوں کی بلندیٔ درجات کے لیے شفاعت وغیرہ۔ ② کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کے لیے جو شفاعت ہوگی، وہ جہنم سے نکالنے کے لیے ہوگی۔ شرک اکبر اور جو کفر اسلام سے خارج کر دیتا ہے، اس کفر اور شرک کے مرتکب افراد کے لیے شفاعت نہیں ہوگی اگرچہ وہ خود کو مسلمان ہی سمجھیں، اسی طرح اعتقادی منافق بھی شفاعت سے محروم رہیں گے۔

٤٣١١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُيِّرْتُ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَبَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ. فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ. لِأَنَّهَا أَعَمُّ وَأَكْفَى. أَتُرَوْنَهَا لِلْمُتَّقِينَ؟ لَا. وَلٰكِنَّهَا لِلْمُذْنِبِينَ، الْخَطَّائِينَ الْمُتَلَوِّثِينَ».

۴۳۱۱- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے شفاعت اور آدھی امت کے جنت کے داخلے میں سے کوئی ایک چیز منتخب کرنے کی اجازت دی گئی تو میں نے شفاعت کو منتخب کر لیا کیونکہ یہ زیادہ افراد کو شامل کرنے والی اور زیادہ کفایت کرنے والی ہے۔ کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ یہ پرہیزگاروں کے لیے ہوگی؟ نہیں، بلکہ یہ گناہ گاروں، خطاکاروں اور (گناہوں میں) لتھڑے ہوئے لوگوں کے لیے ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ اپنی امت کے انتہائی خیر خواہ تھے، اس لیے امت کے لوگوں کا بھی فرض ہے کہ

٤٣١٠ـ [حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب منه حديث شفاعتي لأجل الكبائر من أمتي، ح: ٢٤٣٦ من حديث جعفر به، وقال: "حسن غريب".

٤٣١١ـ [إسناده حسن] وصححه البوصيري، وله شواهد كثيرة، منها ما رواه الحسن بن عرفة في جزءه، ح: ٩٣، وقال المنذري في الترغيب "إسناد حديث ابن عمر جيد": ٤/ ٤٤٧.

نبی ﷺ سے محبت رکھیں' ان کے احکام کی تعمیل کریں' ان کے اسوہ کی پیروی کریں' ان پر درود پڑھیں اور ان کے صحابۂ کرام ؓ سے محبت رکھیں اور احترام کریں۔ ② آدھی امت کی بجائے شفاعت کی اجازت میں امید ہے کہ زیادہ لوگوں کی مغفرت ہو جائے' اس لیے آپ ﷺ نے اسے منتخب فرمایا۔ ③ نبی ﷺ کی شفاعت اللہ تعالیٰ کے اذن کے تابع ہے' اس لیے اللہ ہی سے دعا کرنی چاہیے کہ ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمائے جن کے حق میں شفاعت کی اجازت نبی ﷺ کو حاصل ہوگی۔

٤٣١٢ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلْهَمُونَ أَوْ يَهُمُّونَ. شَكَّ سَعِيدٌ فَيَقُولُونَ: لَوْ تَشَفَّعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَأَرَاحَنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ. خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ. وَسَجَدَ لَكَ مَلَائِكَتُهُ. فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ يُرِحْنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا. فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ وَيَشْكُو إِلَيْهِمْ ذَنْبَهُ الَّذِي أَصَابَ. فَيَسْتَحْيِي مِنْ ذٰلِكَ وَلٰكِنِ ائْتُوا نُوحًا. فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ. فَيَأْتُونَهُ. فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهُ رَبَّهُ مَا لَيْسَ لَهُ بِهِ عِلْمٌ. وَيَسْتَحْيِي مِنْ ذٰلِكَ وَلٰكِنِ ائْتُوا خَلِيلَ الرَّحْمٰنِ إِبْرَاهِيمَ. فَيَأْتُونَهُ. فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ. وَلٰكِنِ ائْتُوا مُوسٰى.

۴۳۱۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن مومن جمع ہوں گے' پھر انھیں الہام ہوگا یا فرمایا: وہ فکر مند ہوں گے' (حدیث کے راوی) سعید کو شک ہوا ہے۔ تب وہ کہیں گے: کاش ہم اپنے رب کے دربار میں (کسی کی) سفارش پیش کریں تو وہ ہمیں اس جگہ سے (منتقل کر کے) راحت نصیب فرمائے' چنانچہ وہ حضرت آدم ؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: آپ آدم ہیں جو سب انسانوں کے والد ہیں۔ آپ کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور اس کے فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا' لہٰذا آپ ہمارے لیے اپنے رب سے شفاعت کیجیے کہ ہمیں اس مقام سے راحت نصیب فرمائے۔ وہ کہیں گے: میں اس قابل نہیں اور اپنے اس گناہ کا ذکر اور شکایت کریں گے جو ان سے سرزد ہو گیا تھا۔ (جس درخت سے منع کیا گیا تھا' اس کا پھل کھا لیا تھا۔) وہ اپنے رب سے شرم محسوس کریں گے۔ (اور کہیں گے) نوح ؑ کے پاس جاؤ۔ وہ پہلے رسول ہیں جنھیں اللہ

٤٣١٢ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قول الله تعالى: 'وعلم آدم الأسماء كلها'، ح: ٤٤٧٦، ومسلم، الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، ح: ١٩٣/ ٣٢٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

عَبْدًا كَلَّمَهُ اللهُ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ. فَيَأْتُونَهُ. فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَهُ النَّفْسَ بِغَيْرِ النَّفْسِ وَلٰكِنِ ائْتُوا عِيسٰى عَبْدَ اللهِ وَرَسُولَهُ وَكَلِمَةَ اللهِ وَرُوحَهُ. فَيَأْتُونَهُ. فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ. وَلٰكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا. عَبْدًا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ: فَيَأْتُونِي فَأَنْطَلِقُ. قَالَ: فَذَكَرَ هٰذَا الْحَرْفَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: فَأَمْشِي بَيْنَ السِّمَاطَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ: ثُمَّ عَادَ إِلٰى حَدِيثِ أَنَسٍ. قَالَ: فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّي فَيُؤْذَنُ [لِي]. فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا. فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي. ثُمَّ يُقَالُ: اِرْفَعْ يَا مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ. وَسَلْ تُعْطَهْ. وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ. ثُمَّ أَشْفَعُ. فَيَحُدُّ لِي حَدًّا. فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَعُودُ الثَّانِيَةَ. فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا. فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي. ثُمَّ يُقَالُ لِي: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ. وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِي. فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ. ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَعُودُ الثَّالِثَةَ. فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا. فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ. ثُمَّ

تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا۔ لوگ ان کے پاس آئیں گے' وہ کہیں گے: میں اس قابل نہیں ہوں۔ وہ اس بات کا ذکر کر کے شرم محسوس کریں گے کہ انھوں نے اپنے رب سے ایسا سوال کیا تھا جس کی حقیقت کا انھیں علم نہیں تھا۔ (وہ کہیں گے:) لیکن تم اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ ان کے پاس جائیں گے' وہ فرمائیں گے: میں اس قابل نہیں' لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے ایسے بندے ہیں جن سے اللہ نے (براہ راست) کلام فرمایا اور انھیں تورات عطا فرمائی۔ لوگ ان کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس قابل نہیں۔ وہ ایک آدمی کے بے گناہ قتل کرنے کا ذکر فرمائیں گے۔ (وہ کہیں گے) لیکن عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے بندے' اس کے رسول' اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ لوگ ان کے پاس جائیں گے' وہ فرمائیں گے: میں اس قابل نہیں۔ لیکن تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کے اگلے پچھلے گناہ اللہ نے معاف فرما دیے ہیں۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگ میرے پاس آئیں گے' میں چل پڑوں گا۔'' ایک روایت میں ہے: ''میں مومنوں کی دو صفوں کے درمیان سے گزر کر جاؤں گا۔'' اور فرمایا: ''میں اپنے رب کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا' مجھے اجازت مل جائے گی۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا' مجھے (سجدے میں) رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا: محمد! سر اٹھائیے! بات کیجیے' آپ کی بات سنی جائے گی۔ سوال کیجیے' آپ کو دیا

أَشْفَعُ . فَيَحُدُّ لِي حَدًّا . فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ . ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ : يَا رَبِّ مَا بَقِيَ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ».

جائے گا۔ شفاعت کیجیے' آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ تب میں اللہ کی وہ تعریفیں کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا' پھر شفاعت کروں گا' (چنانچہ) میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی' اللہ ان لوگوں کو (جن کے حق میں شفاعت کی اجازت دی ہوگی) جنت میں داخل کر دے گا' پھر میں دوسری بار جاؤں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے (سجدے میں) رہنے دے گا۔ پھر مجھے کہا جائے گا۔ محمد! سر اٹھائیے! بات کیجیے' آپ کی بات سنی جائے گی۔ سوال کیجیے' آپ کو دیا جائے گا' شفاعت کیجیے۔ آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ تب میں سر اٹھا کر اللہ کی وہ تعریفیں کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا' پھر میں شفاعت کروں گا' (چنانچہ) میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی' اللہ ان لوگوں کو (جن کے حق میں شفاعت کی اجازت دی ہوگی) جنت میں داخل کر دے گا۔ پھر میں تیسری بار جاؤں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا' اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے (سجدے میں) رہنے دے گا' پھر مجھے کہا جائے گا: محمد! سر اٹھائیے! بات کیجیے' آپ کی بات سنی جائے گی۔ سوال کیجیے' آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجیے' آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ تب میں سر اٹھا کر اللہ کی وہ تعریفیں کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا' (چنانچہ) میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی اور اللہ ان لوگوں کو جنت میں داخل کر دے گا (جن کے حق میں شفاعت کی اجازت دی ہوگی۔) پھر میں چوتھی بار جاؤں گا اور

عرض کروں گا: میرے رب! (جہنم میں) صرف وہی باقی رہ گئے ہیں جنھیں قرآن نے روک دیا ہے۔''

قَالَ يَقُولُ قَتَادَةُ عَلٰى أَثَرِ هٰذَا الْحَدِيثِ: وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ. وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ. وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ».

یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ہمیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جہنم سے نکل آئے گا جس نے لا إله إلا الله کہا' اور اس کے دل میں جو کے وزن کے برابر بھلائی (ایمان) ہے۔ اور جہنم سے وہ بھی نکل آئے گا جس نے لا إله إلا الله کہا اور اس کے دل میں گندم کے ایک دانے کے برابر بھلائی (ایمان) ہے۔ اور جہنم سے وہ بھی نکل آئے گا جس نے لا إله إلا الله کہا' اور اس کے دل میں ایک ذرے کے وزن کے برابر بھلائی (ایمان) ہے۔''

فوائد و مسائل: ① قیامت کے مراحل انتہائی شدید ہوں گے' لہٰذا ان مراحل میں آسانی کے لیے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی اور برائیوں سے زیادہ سے زیادہ پرہیز کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ② انبیائے کرام پر بھی قیامت کے دن خشیت الٰہی کی کیفیت کا غلبہ ہوگا' اس لیے انھیں اپنی معاف شدہ لغزشیں بھی بڑے گناہوں کی طرح خطرناک محسوس ہوں گی۔ ③ لوگ انبیائے کرام کو ان کا بلند مقام اور ان کے فضائل یاد دلا کر کوشش کریں گے کہ وہ اللہ سے شفاعت کریں لیکن ہر نبی دوسرے نبی کے پاس جانے کا مشورہ دیتے ہوئے خود شفاعت کرنے سے معذرت کر لے گا۔ ④ شفاعت کبریٰ کا مقام حضرت محمد ﷺ کے لیے مخصوص ہے' اس لیے جب نبی ﷺ سے عرض کیا جائے گا تو آپ معذرت نہیں کریں گے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کے قلب مبارک میں بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس پوری طرح موجود ہوگا' اس لیے براہ راست اصل مقصود عرض کرنے کی بجائے پہلے سجدہ کر کے اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائیں گے۔ ⑥ سجدہ بندے کو رب کا قرب بخشنے والی عظیم عبادت ہے اور دعا کے آداب میں یہ شامل ہے کہ پہلے حمد وثنا کی جائے اور درود پڑھا جائے' پھر دعا کی جائے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب فرمائیں گے' پھر مقام شفاعت پر تشریف لے جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ مالک الملک اور شہنشاہ ہے اور نبی ﷺ اس کے ایک مقرب بندے ہیں جو درخواست پیش کر سکتے ہیں اور قبولیت کی امید رکھ سکتے ہیں' لیکن اللہ کے حکم کے برعکس کچھ نہیں کر سکتے۔ ⑧ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے' اس لیے اللہ کی جو تعریفیں اس وقت کریں گے' وہ اسی وقت سکھائی جائیں گی' پہلے سے معلوم نہیں ہوں گی۔ ⑨ رسول اللہ ﷺ بھی

اللہ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں فرمائیں گے اور جب اجازت ملے گی تو وہ بھی لامحدود نہیں ہوگی۔ ⑩ سب لوگوں کا ایمان برابر نہیں ہوتا بلکہ کم وبیش ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص کے ایمان میں بھی اس کے اعمال کی وجہ سے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ جنھیں قرآن نے روک دیا ہے' وہ نبی پر ایمان نہ لانے والے اور شرک اکبر کے مرتکب اور اعتقادی منافق ہیں جن پر جنت حرام ہے۔ ان کے حق میں کسی کو شفاعت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

٤٣١٣ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلَّاقِ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ: الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ».

۴۳۱۳- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن تین قسم کے افراد شفاعت کریں گے: پہلے انبیائے کرام' پھر علماء' پھر شہداء۔"

٤٣١٤ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ. غَيْرَ فَخْرٍ».

۴۳۱۴- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب قیامت کا دن ہوگا تو میں نبیوں کا امام' ان کا خطیب' اور ان میں سے (پہلے) شفاعت کرنے والا ہوں گا' اور کوئی فخر نہیں۔"

فوائد ومسائل: ① امام سے مراد قائد اور پیشوا ہے' نماز کی امامت مراد نہیں۔ ② جب تمام انبیاء خاموش ہو جائیں گے' تب نبی ﷺ ان کی نمائندگی فرماتے ہوئے کلام فرمائیں گے۔ ③ سب سے پہلے ہمارے نبی ﷺ شفاعت فرمائیں گے' پھر دوسرے انبیاء ورسل شفاعت فرمائیں گے۔

٤٣١٣ـ [إسناده موضوع] أخرجه العقيلي: ٣/ ٣٦٧ من حديث أحمد بن يونس به، وضعفه العراقي، والبوصيري
* عنبسة تقدم حاله، ح: ١٢٤٢، وعلاق مجهول (تقريب).

٤٣١٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب "سلوا الله لي الوسيلة . . . الخ"، ح: ٣٦١٣ من حديث ابن عقيل به مطولاً، وقال: "حسن صحيح غريب"، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد.

٤٣١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيَخْرُجَنَّ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِي. يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ».

۴۳۱۵- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً کچھ لوگ میری شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکلیں گے' انھیں جہنمی کہا جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① انھیں جہنمی اس معنی میں کہا جائے گا کہ وہ جہنم سے نکلے ہوئے ہیں' جیسے اگر کوئی شخص ایک شہر چھوڑ کر دوسرے شہر میں رہائش اختیار کر لے تو عموماً اسے پہلے شہر کی طرف منسوب کر کے یاد کیا جاتا ہے۔ ② یہ نام اس لیے ہے کہ انھیں اللہ کی نعمت یاد رہے اور انھیں خوشی حاصل ہو' اس سے مقصود ان کی تحقیر نہیں' ویسے بھی جنت میں غم' فکر اور پریشانی کا وجود نہیں ہوگا۔

٤٣١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْجَدْعَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ، بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي، أَكْثَرُ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ سِوَاكَ؟ قَالَ: «سِوَايَ».

۴۳۱۶- حضرت عبداللہ بن ابو جدعاء ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے ایک آدمی کی شفاعت کی وجہ سے قبیلۂ بنو تمیم (کی تعداد) سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ آپ کے علاوہ کوئی اور ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے علاوہ (کوئی اور ہے۔'')

قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: أَنَا سَمِعْتُهُ.

حضرت عبداللہ بن شقیق ؒ نے کہا: میں نے کہا: کیا یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے آپ نے خود سنی ہے؟ حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا: میں نے خود سنی ہے۔

فوائد و مسائل: ① شفاعت کرنے والے مومن کا درجہ جتنا زیادہ بلند ہوگا اسے اتنے ہی زیادہ افراد کی

٤٣١٥ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ح: ٦٥٦٦ من حديث يحيى به.

٤٣١٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، [باب منه دخول سبعين ألف بغير حساب وبعض من يشفع له]، ح: ٢٤٣٨ من حديث خالد الحذاء به، وقال: "حسن صحيح غريب".

شفاعت کی اجازت ملے گی حتی کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی کی شفاعت سے ایک قبیلے کی تعداد سے زیادہ افراد کو معافی مل جائے۔ ② بنو تمیم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ ہے۔ یہ امتی جس کی شفاعت سے اتنے لوگوں کو جہنم سے نجات ملے گی ممکن ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہوں۔ واللہ أعلم۔

٤٣١٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَوْفَ ابْنَ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَدْرُونَ مَا خَيَّرَنِي رَبِّي اللَّيْلَةَ؟» قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّهُ خَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ، وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ. فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ» قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنَا مِنْ أَهْلِهَا. قَالَ: «هِيَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ».

۴۳۱۷- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ آج رات میرے رب نے مجھے کس انتخاب کا حق عنایت فرمایا؟“ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس نے مجھے آدھی امت کے جنت میں داخلے اور شفاعت میں سے کوئی ایک چیز منتخب کرنے کا اختیار دیا۔ میں نے شفاعت کو منتخب کر لیا۔“ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجیے کہ ہمیں بھی شفاعت پانے والوں میں شامل فرما دے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ ہر مسلمان کے لیے ہے۔“

فوائد و مسائل: ① شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہے جو اسلام پر فوت ہو۔ ② شفاعت کی امید پر گناہ کرتے چلے جانا عقل مندی نہیں کیونکہ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کے نتیجے میں ایمان کی نعمت چھن بھی سکتی ہے۔ ③ مزید فوائد کے لیے ملاحظہ فرمائیں حدیث: ۴۳۱۱۔

(المعجم ٣٨) - **بَابُ صِفَةِ النَّارِ** (التحفة ٣٨)

باب: ۳۸- جہنم کی کیفیات

٤٣١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۳۱۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٣١٧- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني: ١٨/ ٦٨، ٦٩، ح: ١٢٦ من حديث هشام به مطولاً، وتابعه بشر بن بكر عند الحاكم، وصححه: ١/ ١٤، ١٥، ٦٦ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق، عند الترمذي، ح٢٤٤٣، وابن حبان، ح: ٢٥٩٢-٢٥٩٤، والحاكم: ٢/ ٦٧ وغيرهم.

٤٣١٨- [إسناده ضعيف جدًا] * نفيع تقدم حاله، ح: ١٤٨٥، وتابعه الحسن عند الحاكم: ٤/ ٥٩٣، وصححه، وتعقبه الذهبي بقوله: حسن (لعله جسر بن فرقد) واهٍ، وبكر (ابن بكار) قال النسائي: ليس بثقة وسنده مظلم، وحديث البخاري، ح: ٣٢٦٥، ومسلم، ح: ٢٨٤٣ يغني عنه.

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَيَعْلَى قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ نُفَيْعٍ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ نَارَكُمْ هٰذِهِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ. وَلَوْلَا أَنَّهَا أُطْفِئَتْ بِالْمَاءِ مَرَّتَيْنِ، مَا انْتَفَعْتُمْ بِهَا. وَإِنَّهَا لَتَدْعُو اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُعِيدَهَا فِيهَا».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھاری یہ آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ اور اگر اسے دوبار پانی کے ساتھ بجھایا نہ گیا ہوتا تو تم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکتے۔ اور یہ (دنیا کی آگ) اللہ سے دعا کرتی ہے کہ اسے دوبارہ جہنم میں نہ بھیجا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① ستر کا عدد عربی زبان میں کثرت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے' یعنی جہنم کی آگ دنیا کی آگ کی نسبت بے انتہا گرم ہے۔ اور حقیقی معنی مراد لینا بھی ممکن ہے' یعنی اس کی حرارت اس کا سترواں حصہ ہے۔ ② دنیا کی آگ سے جہنم کی آگ کو یاد کرنا چاہیے تاکہ گناہوں سے بچنا ممکن ہو۔ ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ بخاری و مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے جبکہ اس کی بابت صحیح اور راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت مکمل صحیح نہیں بلکہ اس کا پہلا حصہ ''تمھاری یہ آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔'' شواہد کی بنا پر صحیح ہے جبکہ دوسرا حصہ ضعیف ہے کیونکہ اس کا کوئی صحیح شاہد موجود نہیں جیسا کہ دیگر محققین نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الضعيفة' رقم: ٣٢٠٨)

٤٣١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا، فَقَالَتْ: يَارَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا. فَجَعَلَ لَهَا نَفَسَيْنِ: نَفَسٌ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٌ فِي الصَّيْفِ. فَشِدَّةُ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْبَرْدِ، مِنْ

۴۳۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم نے اپنے رب سے شکایت کرتے ہوئے کہا: یا رب! میرے ایک حصے نے دوسرے کو کھا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے دو سانس مقرر کر دیے۔ ایک سانس سردی کے موسم میں اور ایک سانس گرمی کے موسم میں۔ تمھیں جب سخت سردی محسوس ہوتی ہے تو یہ اس کی شدید سردی کی وجہ سے

٤٣١٩ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، صفة جهنم، باب ماجاء أن للنار نفسين ... الخ، ح: ٢٥٩٢ من حديث الأعمش به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه عاصم بن بهدلة عن أبي صالح به عند الدارمي: ٢/ ٣٤٠، ح: ٢٨٤٩، وله شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

زَمْهَرِيرِهَا. وَشِدَّةُ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ، مِنْ سَمُومِهَا».

ہے۔اور جب تمھیں سخت گرمی محسوس ہوتی ہے تو یہ اس کی شدید گرمی کی وجہ سے ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات اپنے خالق کا شعور رکھتی ہیں' اس لیے اس کی عبادت کرتی اور اس کے احکام کی تعمیل کرتی ہیں۔ ② جنت اور جہنم بھی باشعور مخلوقات ہیں۔ قرآن مجید میں جہنم کے غصے کا ذکر ہے۔ (دیکھیے: سورۂ ملک ٦٧:٨) ③ جہنم کی حرارت اتنی شدید ہے کہ خود جہنم کے لیے نا قابل برداشت ہے' اس لیے اسے اجازت دی گئی ہے کہ سال میں دو بار گرم اور سرد ہوا خارج کر کے اس شدت میں قدرے تخفیف کر لے۔ ④ کرۂ ارض پر گرمی کے موسم میں سخت گرمی کی لہر اور سردی کے ایام میں سخت سردی کی لہر ایک معروف اور محسوس حقیقت ہے۔ اس کے کچھ ظاہری اسباب ہیں جن سے سائنس دان واقف ہیں لیکن اس کے کچھ باطنی اور غیر مادی اسباب بھی ہیں جن کا علم صرف نبی ﷺ کے بتانے سے ہوا ہے۔ ⑤ دنیا میں پیش آنے والے واقعات کے ظاہری اور سائنسی اسباب کے ساتھ ساتھ کچھ روحانی اور باطنی اسباب بھی ہوتے ہیں جن کا اندازہ ظاہری اسباب سے نہیں ہو سکتا' مثلاً: صدقہ کرنے سے مال میں اضافہ ہونا' تجارت میں جھوٹ بولنے اور دھوکا دینے سے مال میں بے برکتی کا ہونا' سلام کی وجہ سے محبت کا پیدا ہونا وغیرہ' ان پر ایمان رکھنا چاہیے۔

٤٣٢٠ - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي [بُكَيْرٍ]: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُوقِدَتِ النَّارُ أَلْفَ سَنَةٍ فَابْيَضَّتْ. ثُمَّ أُوقِدَتْ أَلْفَ سَنَةٍ فَاحْمَرَّتْ. ثُمَّ أُوقِدَتْ أَلْفَ سَنَةٍ فَاسْوَدَّتْ. فَهِيَ سَوْدَاءُ كَاللَّيْلِ الْمُظْلِمِ».

۴۳۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جہنم (کی آگ) ایک ہزار سال تک دہکائی گئی تو وہ سفید ہوگئی' پھر ہزار سال تک دہکائی گئی تو وہ سرخ ہوگئی' پھر ہزار سال تک دہکائی گئی تو سیاہ ہوگئی۔ (اب) وہ تاریک رات کی طرح سیاہ ہے۔''

٤٣٢١ - حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو:

۴۳۲۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٣٢٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة جهنم، باب منه في صفة النار أنها سوداء مظلمة، ح: ٢٥٩١ عن العباس به، وانظر، ح: ٢٥٥٧ لعلته، وقال أبو هريرة: "أترونها حمراء كناركم هذه؟، لهي أسود من القار" والقار الزفت، أخرجه مالك: ٢/ ٩٩٤، وإسناده صحيح، وقال الباجي: حكمه الرفع.

٤٣٢١ـ [صحيح] رواه ثابت البناني عن أنس به عند مسلم، صفات المنافقين، باب صبغ أنعم أهل الدنيا في النار، وصبغ أشدهم بؤسًا في الجنة، ح: ٢٨٠٧/ ٥٥.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنَ الْكُفَّارِ. فَيُقَالُ: اغْمِسُوهُ فِي النَّارِ غَمْسَةً. فَيُغْمَسُ فِيهَا. ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: أَيْ فُلَانُ هَلْ أَصَابَكَ نَعِيمٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا مَا أَصَابَنِي نَعِيمٌ قَطُّ. وَيُؤْتَى بِأَشَدِّ الْمُؤْمِنِينَ ضُرًّا وَبَلَاءً. فَيُقَالُ: اغْمِسُوهُ غَمْسَةً فِي الْجَنَّةِ. فَيُغْمَسُ فِيهَا غَمْسَةً. فَيُقَالُ لَهُ: أَيْ فُلَانُ هَلْ أَصَابَكَ ضُرٌّ قَطُّ أَوْ بَلَاءٌ؟ فَيَقُولُ: مَا أَصَابَنِي قَطُّ ضُرٌّ وَلَا بَلَاءٌ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن اس کافر کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ نعمتوں والا تھا (جس کی زندگی سب سے زیادہ عیش و عشرت' خوشیوں اور نعمتوں میں گزری۔)' پھر کہا جائے گا: اسے آگ میں ایک غوطہ دو۔ اسے اس میں ایک غوطہ دیا جائے گا' پھر کہا جائے گا: اے فلاں! کیا تجھے کبھی کوئی نعمت (اور راحت) بھی حاصل ہوئی ہے؟ وہ کہے گا: نہیں' مجھے (زندگی بھر) کوئی نعمت (یا راحت) حاصل نہیں ہوئی۔ اور اس مومن کو لایا جائے گا جس پر سب سے زیادہ سخت مصیبتیں اور آزمائشیں آئیں۔ کہا جائے گا: اسے جنت میں اس کی نعمتوں کی ایک جھلک دکھا کر لاؤ۔ اسے جنت کی ایک جھلک دکھا کر لایا جائے گا' اور کہا جائے گا: اے فلاں! کیا تجھے کبھی کوئی مصیبت اور آزمائش بھی آئی تھی؟ وہ کہے گا: مجھے تو (زندگی بھر) کبھی کوئی مصیبت یا آزمائش (اور تکلیف) نہیں آئی۔“

فوائد و مسائل: ① دنیا کی زندگی انتہائی مختصر زندگی ہے۔ اس کے مقابلے میں محشر کی مدت انتہائی طویل ہے اور محشر کے بعد جنت اور جہنم کی زندگی کبھی ختم نہ ہونے والی دائمی زندگی ہے۔ ② جنت کی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کی نعمتیں سمندر کے مقابلے میں ایک قطرے کے برابر بھی نہیں۔ اسی طرح دنیا کی تکلیفوں اور جہنم کے عذابوں کی کیفیت ہے۔ ③ دنیا کی ان نعمتوں کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لینا بہت بڑی حماقت ہے جو آخرت کے مقابلے میں انتہائی حقیر بھی ہیں' ناقص بھی ہیں اور عارضی بھی۔

٤٣٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عِيسَى

۴۳۲۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”کافر (جہنم میں' جسمانی طور

٤٣٢٢_ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل العلتين، انظر، ح: ٣٧،٨٥٤ وغيرهما، وقال زيد بن أرقم في حديثه: "إن الرجل من أهل النار ليعظم للنار حتى يكون الضرس من أضراسه كأحد"، أحمد: ٤/ ٣٦٧، وإسناده صحيح، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٢٤٠٨، وجاء عنده، ح: ٢٨٥١ قال رسول الله ﷺ: "ضرس الكافر - أوناب الكافر - مثل أحد وغلظ جلده مسيرة ثلاث".

ابْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْكَافِرَ لَيَعْظُمُ حَتّٰى إِنَّ ضِرْسَهُ لَأَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ. وَفَضِيلَةُ جَسَدِهِ عَلٰى ضِرْسِهِ، كَفَضِيلَةِ جَسَدِ أَحَدِكُمْ عَلٰى ضِرْسِهِ».

پر) بہت بڑا ہو جائے گا حتی کہ اس کی ڈاڑھ احد پہاڑ سے بھی بڑی ہو جائے گی۔ اور اس کا جسم اس کی ڈاڑھ سے اتنا ہی بڑا ہوگا جتنا (دنیا میں) کسی کا جسم اس کی ڈاڑھ سے بڑا ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ حدیث کا پہلا جملہ [إِنَّ الْكَافِرَ ...... مِنْ أُحُدٍ] شواہد کی بنا پر صحیح ہے' نیز محققین کی بھی مذکورہ روایت کے بارے میں یہی رائے ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت کا صرف پہلا جملہ ہی صحیح ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:١٦٠١' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:١٤'١٣/٣٢) ② جہنمیوں کے جسموں کا بڑا ہونا بھی عذاب ہی کی ایک صورت ہے۔ ③ قرآن مجید میں ہے کہ مجرموں کو تنگ مقام میں ڈالا جائے گا۔ دیکھیے: (الفرقان ٢٥:١٣) جسم بڑا ہونے کی وجہ سے بھی جگہ تنگ محسوس ہوگی۔ ④ قد و قامت کو اتنا بڑا کرنے کا مقصد عذاب میں اضافہ کرنا ہے۔

٤٣٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ دَاوُدَ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي بُرْدَةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ. فَدَخَلَ عَلَيْنَا الْحَارِثُ بْنُ أُقَيْشٍ. فَحَدَّثَنَا الْحَارِثُ لَيْلَتَئِذٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهِ أَكْثَرُ مِنْ مُضَرَ. وَإِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَعْظُمُ لِلنَّارِ حَتّٰى يَكُونَ أَحَدَ زَوَايَاهَا».

۴۳۲۳- حضرت عبداللہ بن قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں ایک رات حضرت ابو بردہ رحمہ اللہ کے ہاں ٹھہرا۔ ہمارے پاس حضرت حارث بن اقیش رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ اس رات حضرت حارث بن اقیش رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں وہ فرد بھی ہے جس کی شفاعت کی وجہ سے قبیلۂ مضر (کے افراد کی تعداد) سے زیادہ افراد جنت میں داخل ہوں گے۔ اور میری امت میں وہ فرد بھی ہے جو جہنم میں اتنا بڑا ہو جائے گا کہ اس کا

٤٣٢٣_[إسناده حسن] وهو في المصنف: ١١/ ٤٦٣، ح: ١١٧٤٨، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٧١، ووافقه الذهبي، وقال الهيثمي في المجمع: ٣/ ٨: "ورجاله ثقات".

ایک کونہ بن جائے گا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام ؓ جب کسی کے ہاں جاتے تھے یا جب صحابہ وتابعین کی آپس میں ملاقات ہوتی تھی تو وہ فضول باتیں کرنے کی بجائے احادیث سنتے اور سناتے تھے اور دین کے مسائل سیکھتے سکھاتے تھے۔ ② جہنم کا کونہ بننے کا مطلب یہ ہے کہ جس جگہ اسے قید کیا جائے گا' اس کوٹھڑی کا ایک حصہ اس کے جسم سے بھر جائے گا۔ واللہ أعلم.

٤٣٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُرْسَلُ الْبُكَاءُ عَلَى أَهْلِ النَّارِ. فَيَبْكُونَ حَتَّى يَنْقَطِعَ الدُّمُوعُ. ثُمَّ يَبْكُونَ الدَّمَ حَتَّى يَصِيرَ فِي وُجُوهِهِمْ كَهَيْئَةِ الْأُخْدُودِ. لَوْ أُرْسِلَتْ فِيهِ السُّفُنُ لَجَرَتْ».

۴۳۲۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جہنمیوں پر رونا مسلط کیا جائے گا' چنانچہ وہ اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے۔ پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے حتی کہ ان کے چہروں پر خندقوں کی طرح نشان بن جائیں گے۔ اگر ان (آنسوؤں) میں کشتیاں چھوڑی جائیں تو وہ بھی (آنسوؤں کی نہر میں) بہنے لگیں۔‘‘

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے جیسا کہ محققین نے اس کی بابت وضاحت کی ہے' تاہم حدیث میں مذکورہ جملے [حَتَّى يَصِيرَ فِي وُجُوهِهِمْ كَهَيْئَةِ الْأُخْدُودِ] کے سوا باقی روایت کا ایک شاہد مستدرک حاکم میں موجود ہے اور اس کی سند بھی حسن ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے اور شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت اس جملے: ’’جہنمیوں کے رونے کی وجہ سے ان کے چہروں پر خندقوں کی طرح نشان بن جائیں گے‘‘ کے سوا صحیح ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:١٦٧٩) ② جہنم میں طرح طرح کے عذاب ہیں جن میں ایک عذاب غم اور افسوس کا بھی ہے جس کی وجہ سے رونا آتا ہے۔ ③ دنیا میں رونے سے غم ہلکا ہو جاتا ہے لیکن جہنم میں رونا بھی ایک عذاب ہوگا' لہٰذا اس سے غم میں تخفیف نہیں ہوگی۔ ④ دنیا میں اللہ کے خوف سے رونے سے آخرت میں جنت ملتی ہے۔ دنیا میں غفلت کی زندگی ہنس ہنس کر گزارنے والے جہنم میں زیادہ روئیں گے۔

٤٣٢٤ـ [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ١٧٨، ١٠٨٠ لعلتيه، وأخرج الحاكم: ٤/ ٦٠٥ من حديث أبي موسى رفعه: "إن أهل النار ليبكون حتى لو أجريت السفن في دموعهم لجرت وإنهم ليبكون الدم" ، يعني مكان الدمع وصححه، ووافقه الذهبي، وسنده حسن.

٤٣٢٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ١٠٢] «وَلَوْ أَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّومِ قُطِرَتْ فِي الْأَرْضِ لَأَفْسَدَتْ عَلَى أَهْلِ الدُّنْيَا مَعِيشَتَهُمْ. فَكَيْفَ بِمَنْ لَيْسَ لَهُ طَعَامٌ غَيْرُهُ؟».

۴۳۲۵-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو' جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔'' پھر فرمایا: ''اگر زقوم کا ایک قطرہ زمین پر ٹپکا دیا جائے تو دنیا والوں کی زندگی خراب کر دے' پھر اس کا کیا حال ہوگا جس کا کھانا اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا؟''

٤٣٢٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ [عَنِ] الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَأْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ. حَرَّمَ اللهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ».

۴۳۲۶-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگ آدم علیہ السلام کے بیٹے کو کھا جائے گی' سوائے سجدوں کے نشان کے۔ اللہ تعالیٰ نے آگ پر سجدے کا نشان کھانا حرام فرما دیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مومن گناہ گار جو جہنم میں جائے گا' وہ اپنی سزا بھگتنے کے بعد جل کر کوئلہ ہو جائے گا' تاہم بعد میں وہ زندہ ہو کر جنت میں جائے گا۔ (حدیث:۴۳۰۹) زیر مطالعہ حدیث میں ایسے ہی مومن کا ذکر ہے جسے سجدے کے نشان کی وجہ سے پہچان کر جہنم سے نکالا جائے گا۔ ② بے نماز کے چہرے پر سجدے کا نشان نہیں ہوگا' اس لیے فرشتے اسے جہنم سے نہیں نکالیں گے جب کہ دوسرے گناہ گاروں کو وہ اللہ کے حکم سے جہنم سے نکال لیں گے۔

٤٣٢٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، صفة جهنم، باب ماجاء في صفة شراب أهل النار، ح: ٢٥٨٥ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح".

٤٣٢٦ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: "وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة"، ح: ٧٤٣٧، ومسلم، الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، ح: ١٨٢/ ٢٩٩ من حديث إبراهيم بن سعد به مطولاً.

٤٣٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُؤْتَى بِالْمَوْتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. فَيُوقَفُ عَلَى الصِّرَاطِ. فَيُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَطَّلِعُونَ خَائِفِينَ وَجِلِينَ أَنْ يُخْرَجُوا مِنْ مَكَانِهِمُ الَّذِي هُمْ فِيهِ. ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَطَّلِعُونَ مُسْتَبْشِرِينَ فَرِحِينَ أَنْ يُخْرَجُوا مِنْ مَكَانِهِمُ الَّذِي هُمْ فِيهِ. فَيُقَالُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا؟ قَالُوا: نَعَمْ. هٰذَا الْمَوْتُ. قَالَ: فَيُؤْمَرُ بِهِ فَيُذْبَحُ عَلَى الصِّرَاطِ. ثُمَّ يُقَالُ لِلْفَرِيقَيْنِ كِلَاهُمَا: خُلُودٌ فِيمَا تَجِدُونَ. لَا مَوْتَ فِيهَا أَبَدًا».

۴۳۲۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن موت کو لا کر پل صراط پر کھڑا کر دیا جائے گا' پھر کہا جائے گا: جنت والو! وہ ڈرتے ڈرتے جھانکیں گے۔ انھیں خوف ہوگا کہ انھیں اس جگہ (جنت) سے نکال نہ دیا جائے جہاں وہ موجود ہیں۔ پھر کہا جائے گا: جہنم والو! وہ خوش ہو کر جھانکیں گے' انھیں (اس امید کی وجہ سے) خوشی ہوگی کہ انھیں اس جگہ سے نکال لیا جائے گا جہاں وہ موجود ہیں۔ (پھر) کہا جائے گا: کیا تم اس چیز کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے: ہاں' یہ موت ہے۔ پھر اللہ کے حکم سے اس (موت) کو پل صراط پر ذبح کر دیا جائے گا اور دونوں گروہوں سے کہہ دیا جائے گا: تم جس چیز میں ہو' اسی میں ہمیشہ رہو گے۔ اس میں کبھی موت نہیں آئے گی۔''

فوائد و مسائل: ① موت ایک وجودی چیز ہے جو قیامت کے دن محسوس شکل میں سامنے آئے گی۔ ② موت کو محسوس شکل میں ظاہر کر کے ذبح کرنے کا یہ مقصد ہے کہ دونوں فریقوں کو موت کے ختم ہو جانے میں کوئی شک نہ رہے۔ ③ موت کا ذبح ہو جانا اہل جنت کے لیے مزید خوشی کا باعث ہوگا اور اہل جہنم کے لیے مزید غم کا باعث ہوگا۔ ④ یہ اعلان اس وقت کیا جائے گا جب شفاعت کی وجہ سے نجات پانے والے جنت میں جا چکیں گے اور جہنم میں صرف وہی باقی رہ جائیں گے جن کے لیے خلود کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۹- جنت کی کیفیات

٤٣٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۳۲۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٤٣٢٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦١، ٣٧٧، ٥١٣ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه البوصيري، وله شواهد كثيرة جدًا.

٤٣٢٨ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "فلا تعلم نفس ما أخفي لهم من قرة أعين" ح: ٤٧٧٩ تعليقًا من حديث أبي معاوية به، وتابعه أبوأسامة عن الأعمش حدثنا أبوصالح به، البخاري، ح: ٤٧٨٠، ومسلم، الجنة◀

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک آیا ہے۔‘‘

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَمِنْ بَلْهَ مَا قَدْ أَطْلَعَكُمُ اللهُ عَلَيْهِ. اِقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾. [السجدة: ١٧]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے: جن نعمتوں اور لذتوں کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے تمھیں دے دی ہے وہ چھوڑو (اس حدیث میں وہ مراد نہیں بلکہ ان سے عظیم تر انعامات مراد ہیں۔) چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾ ’’کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے اعمال کے بدلے میں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کی کون کون سی چیزیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔‘‘

قَالَ: وَكَانَ أَبُوهُرَيْرَةَ يَقْرَأُهَا: مِنْ قُرَّاتِ أَعْيُنٍ.

حضرت ابو صالح رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہ اس آیت میں ﴿مِنْ قُرَّاتِ أَعْيُنٍ﴾ ’’آنکھوں کی ٹھنڈکیں‘ (ٹھنڈک کے اسباب) پڑھا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① انسان انھی نعمتوں کا تصور کر سکتا ہے جو اسے حاصل ہوں یا ان سے ملتی جلتی نعمتوں کا تصور کر سکتا ہے جب کہ جنت کی نعمتیں ان سے بالکل منفرد اور انوکھی ہیں۔ ② جنت کی بہت سی نعمتیں ایسی ہیں جن کی ہم نام اشیاء دنیا میں پائی جاتی ہیں‘ مثلاً: مختلف پھل اور میوے‘ پرندوں کا گوشت‘ طرح طرح کے مشروبات وغیرہ‘ ان میں بھی دنیا کی نعمت اور جنت کی نعمت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ان کے علاوہ بہت سی ایسی نعمتیں ہیں جن کا ہم تصور ہی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ دنیا کی نعمتوں سے کسی طرح بھی مشابہ نہیں۔ ③ کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں‘ اس سے مراد دنیا میں موجود انسان اور جن ہیں۔ انھوں نے یہ نعمتیں نہ دیکھیں نہ سنیں، جو حضرات فوت یا شہید ہو کر جنت میں پہنچ گئے‘ وہ ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ ④ جنت کی ہر نعمت خالص مسرت اور

◀◀ ونعيمها، باب صفة الجنة، ح: ٢٨٢٤/ ٤ عن ابن أبي شيبة به.

خوشی کا باعث ہے۔ دنیا کی چیزوں کی طرح ان کے حصول کے لیے مشقت اور تکلیف' اور حصول کے بعد گم ہونے' چوری ہونے یا ختم ہونے کا خطرہ یا ان کے استعمال کے کچھ ضمنی ناپسندیدہ اثرات (جیسے زیادہ کھا لینے سے پیٹ کی تکلیف وغیرہ) بالکل نہیں۔ ⑤ قرآن مجید کے بعض الفاظ کو ایک سے زیادہ طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ طریقہ معتبر انداز سے مروی ہو۔ علمائے قراءت وتجوید نے ایسے کلمات اور ان کو پڑھنے کے طریقے بیان کر دیے ہیں۔ ان سے ہٹ کر پڑھنا جائز نہیں۔

٤٣٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَشِبْرٌ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا عَلَيْهَا».

۴۳۲۹- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت کی بالشت بھر جگہ' دنیا سے اور اس میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے۔''

٤٣٣٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُوحَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

۴۳۳۰- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① گھوڑے کو چلانے کے لیے سوار جو چابک اور کوڑا استعمال کرتا ہے' وہ زمین پر رکھا جائے تو بہت کم جگہ گھیرتا ہے۔ دنیا میں اتنی سی زمین کی کوئی اہمیت نہیں لیکن جنت کا اتنا سا حصہ بھی بے انتہا قیمتی ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں ابدی ہیں جب کہ دنیا کی بڑی سے بڑی دولت ختم ہونے والی ہے۔ ② کرۂ ارض کا رقبہ کروڑوں مربع میل ہے۔ انسان کے لیے اس کی مٹی بھی قیمتی ہے۔ ہم زمین کا ایک چھوٹا سا خالی ٹکڑا لاکھوں روپے دے کر خریدتے ہیں' پھر اس پر مزید اخراجات کے بعد مکان تعمیر ہوتا ہے۔ زمین کے اندر بہت سی اقسام کی معدنیات کے بیش بہا خزانے موجود ہیں۔ سونے کی کسی ایک کان یا پٹرول کے ایک کنویں کی قیمت کا اندازہ لگانا مشکل ہے جب کہ زمین میں سونے سے زیادہ قیمتی معدنیات کے عظیم ذخائر موجود ہیں۔ زمین پر موجود درختوں' فصلوں' جڑی بوٹیوں' مویشیوں اور جنگلی جانوروں وغیرہ میں سے کسی ایک کی کل مقدار اور

٤٣٢٩_ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، لعلله، ح: ١٨٦٤، ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، ٣٧.

٤٣٣٠_ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل رباط يوم في سبيل الله، ح: ٢٨٩٢، ٣٢٥٠، ٦٤١٥ من حديث أبي حازم به.

قیمت کا اندازہ لگانا چاہیں تو حساب ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ سمندر میں جو حیوانی، نباتی اور معدنی دولت موجود ہے، وہ خشکی کے خزانوں سے کہیں زیادہ ہے۔ ان تمام دولتوں کی مجموعی مقدار کس قدر ہو سکتی ہے؟ انسان اس کا سادہ سا اندازہ لگانے سے بھی عاجز ہے۔ لیکن یہ سب خزانے مل کر بھی جنت کے چند انچ کے ٹکڑے کی قیمت نہیں بن سکتے۔ ④ کم سے کم درجے کے جنتی کو جنت میں دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنت سے کئی گنا زیادہ جگہ ملے گی۔ اس میں طرح طرح کے محلات بھی ہوں گے، ہر قسم کے پھل اور میوے بھی ہوں گے، اور بے شمار نعمتیں ہوں گی۔ کتنا کم عقل ہے انسان کہ دنیا کے معمولی سے مفاد پر اتنی عظیم دولت، عزت، عظمت اور شان قربان کر دیتا ہے۔

٤٣٣١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْجَنَّةُ مِائَةُ دَرَجَةٍ. كُلُّ دَرَجَةٍ مِنْهَا مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. وَإِنَّ أَعْلَاهَا الْفِرْدَوْسُ. وَإِنَّ أَوْسَطَهَا الْفِرْدَوْسُ. وَإِنَّ الْعَرْشَ عَلَى الْفِرْدَوْسِ. مِنْهَا تُفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ. فَإِذَا مَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَسَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ».

۴۳۳۱- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جنت کے سو درجے ہیں۔ ہر درجہ اتنا بلند و بالا ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔ سب سے بلند جنت الفردوس ہے۔ جنت کا درمیانی (یا اعلیٰ ترین) مقام فردوس ہے۔ عرشِ الٰہی فردوس پر ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں، اس لیے تم جب اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگا کرو۔''

فوائد و مسائل: ① مومن ایمان اور اعمال کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ اسی انداز میں جنت میں بہت سے درجات ہیں جو ایک دوسرے سے اعلیٰ اور عمدہ ہیں۔ ② جنت کے بلند درجات کے حصول کی کوشش کرنا شرعاً مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَسَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (آل عمران ۳:۱۳۳) ''اور جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ وہ پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔'' ③ جنت الفردوس سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ ④ اللہ کا عرش اس کی ایک مخلوق ہے جو حقیقی وجود رکھتی ہے، لہٰذا اس سے اللہ کی قدرت، شان، حکومت و اقتدار وغیرہ مراد لینا درست نہیں۔ ⑤ اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ نعمت مانگنی چاہیے، خاص طور پر جنت الفردوس کا سوال کرنا چاہیے تاکہ انبیائے کرام علیہم السلام اور خاص طور پر حضرت

٤٣٣١ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب ماجاء في صفة درجات الجنة، ح: ٢٥٣٠ من حديث زيد به مطولاً، وقال: 'عطاء لم يدرك معاذ بن جبل'، وله شاهد عند الترمذي، ح: ٢٥٣١، وإسناده حسن، ورواه عطاء بن يسار عن أبي هريرة نحوه (البخاري)، وعبدالرحمن بن أبي عمرة عن أبي هريرة به، أحمد: ٢/ ٣٣٥، ٣٣٩.

محمد ﷺ کے پڑوس میں جگہ مل جائے۔ ⑥ جنت کا مالک اللہ ہے۔اس کے لیے درخواست بھی اللہ ہی سے کرنی چاہیے۔ کسی نبی یا ولی سے نہیں۔ نبی ﷺ بھی اللہ سے جنت کی دعا فرمایا کرتے تھے۔(مفہوم حدیث:٣٨٤٧)

٤٣٣٢- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ الْمَعَافِرِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ: «أَلَا مُشَمِّرٌ لِلْجَنَّةِ؟ فَإِنَّ الْجَنَّةَ لَا خَطَرَ لَهَا. هِيَ، وَرَبِّ الْكَعْبَةِ نُورٌ يَتَلَأْلَأُ، وَرَيْحَانَةٌ تَهْتَزُّ، وَقَصْرٌ مَشِيدٌ، وَنَهَرٌ مُطَّرِدٌ، وَفَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ نَضِيجَةٌ، وَزَوْجَةٌ حَسْنَاءُ جَمِيلَةٌ، وَحُلَلٌ كَثِيرَةٌ، فِي مَقَامٍ أَبَدًا، فِي حَبْرَةٍ وَنَضْرَةٍ. فِي دُورٍ عَالِيَةٍ سَلِيمَةٍ بَهِيَّةٍ» قَالُوا: نَحْنُ الْمُشَمِّرُونَ لَهَا، يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «قُولُوا: إِنْ شَاءَ اللهُ» ثُمَّ ذَكَرَ الْجِهَادَ وَحَضَّ عَلَيْهِ.

٤٣٣٢- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام ؓ سے فرمایا: ''کیا کوئی ہے جو حصولِ جنت کے لیے کمر کس لے؟ کیونکہ جنت کی کوئی مثال نہیں۔ رب کعبہ کی قسم! اس میں تو جگمگ کرتا نور ہے' لہلہاتے ہوئے خوشبودار پودے ہیں' مضبوط (اور بلند و بالا) محل ہیں' بہتی نہریں ہیں' پکے ہوئے بے شمار پھل ہیں' حسین و جمیل (خوبصورت) بیوی ہے' کپڑوں کے بہت سے جوڑے ہیں' جہاں بلند و بالا' محفوظ اور دلکش گھروں میں' ہمیشہ نعمتوں اور خوشیوں میں رہنا ہے۔'' حاضرین نے کہا: اللہ کے رسول! ہم اس کے لیے تیاری کریں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہو: ان شاء اللہ'' پھر رسول اللہ ﷺ نے جہاد کا ذکر فرمایا اور اس کی ترغیب دلائی۔

٤٣٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ

٤٣٣٣- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں جو گروہ سب سے پہلے داخل ہوگا' ان کی شکلیں چودھویں کے چاند کی طرح (خوبصورت) ہوں گی۔ ان کے بعد داخل ہونے والے

٤٣٣٢ـ [إسناده ضعيف] وصححه ابن حبان، ح: ٢٦٢٠ * الضحاك المعافري وثقه ابن حبان وحده، وقال المنذري: مجهول، وقال الذهبي: "لا يعرف"، وله شاهد ضعيف جدًا عند الخطيب: ٤/ ٢٥٢.

٤٣٣٣ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم وذريته، ح: ٣٣٢٧، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب أول زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة البدر، وصفاتهم وأزواجهم، ح: ٢٨٣٤/ ١٥ من حديث عمارة به.

الْجَنَّةَ عَلٰى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ. ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلٰى ضَوْءِ أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً. لَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَتْفِلُونَ. أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ. وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ. وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ. أَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ. أَخْلَاقُهُمْ عَلٰى خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ. عَلٰى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ، سِتُّونَ ذِرَاعًا».

اتنے روشن ہوں گے جیسے آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والا روشن ستارہ۔ انھیں نہ پیشاب کی حاجت ہوگی' نہ پاخانے کی' نہ ناک سنکیں گے اور نہ تھوکیں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی' ان کا پسینہ کستوری (کی طرح خوشبودار) ہوگا۔ ان کی انگیٹھیوں میں (جلانے کے لیے) عود کی (خوشبو دار) لکڑی ہوگی۔ ان کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ ان کی عادات ایک آدمی کی عادات کی طرح (ایک دوسرے سے مشابہ) ہوں گی۔ وہ اپنے والد حضرت آدم علیہ السلام کی شکل وصورت پر (قد میں) ساٹھ ساٹھ ہاتھ کے ہوں گے۔''

566

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ.

(م) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ابو معاویہ عن الاعمش عن ابی صالح کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ابن فضیل عن عمارہ کی روایت کی طرح روایت بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اہل جنت کو حسن و جمال ان کے اعمال و درجات کے مطابق ملے گا۔ ② بلند درجات کے حامل مومن دوسروں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ ③ سب سے پہلے داخل ہونے سے مراد انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد دوسروں سے پہلے داخلہ ہے' یا امت محمدیہ میں سے سب سے پہلے داخل ہونے والے افراد مراد ہیں۔ ④ پیشاب پاخانہ وغیرہ دنیا کی مادی غذا کا غیر مفید جز ہے۔ جنت کی غذاؤں میں کوئی ایسا جز شامل نہیں ہوگا' اس لیے وہ مکمل طور پر ہضم ہو کر جزو بدن بن جائیں گی اور قضائے حاجت کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ ⑤ خوشبو بھی اللہ کی ایک نعمت ہے۔ دنیا میں اگر بتی وغیرہ کی صورت میں اس کے مختلف مظاہر موجود ہیں۔ جنت میں بھی یہ نعمت موجود ہوگی' چنانچہ اس مقصد کے لیے بہترین قسم کی خوشبودار لکڑی موجود ہوگی جو انگیٹھیوں میں جلائی جائے گی۔ ⑥ عربی میں لفظ حور جمع ہے' حوراء اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھوں کا سفید حصہ خوب سفید اور سیاہ حصہ خوب سیاہ ہو' اہل عرب کے نزدیک یہ چیز حسن و خوبی میں شامل تھی۔ حدیث میں اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے جنت میں مومنوں کے لیے پیدا کی ہیں جو حسن

٤٣٣٣ـ (م) أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ١٦/٢٨٣٤ عن ابن أبي شيبة به، انظر الحديث السابق.

صورت اور حسن سیرت میں بے مثال ہیں۔ ⑦ ساتھی اخلاق و عادات اور پسند ناپسند میں جس قدر ہم خیال ہوں، ان کی دوستی اتنی ہی گہری اور پختہ ہوتی ہے۔ اہل جنت ہم خیال اور ہم ذہن ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے بہت محبت رکھیں گے۔ ان میں کوئی اختلاف اور جھگڑا نہیں ہوگا۔ ⑧ تمام جنتی پورے قد کاٹھ کے اور حسین و جمیل ہوں گے۔ ⑨ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا تو ان کا قد موجودہ اندازے سے ساٹھ ہاتھ (نوے فٹ) تھا۔ جنت میں سب لوگ اسی قد کے ہوں گے۔

٤٣٣٤ - حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَلِيُّ ابْنُ الْمُنْذِرِ قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكَوْثَرُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ. حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ. مَجْرَاهُ عَلَى الْيَاقُوتِ وَالدُّرِّ. تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ، وَمَاؤُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ».

۴۳۳۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کے کنارے سونے کے ہیں۔ وہ یاقوت اور موتیوں پر بہتی ہے۔ اس کی مٹی کستوری سے زیادہ عمدہ اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔''

فوائد و مسائل: ① کوثر کا مطلب ''خیر کثیر'' ہے۔ اس میں وہ تمام فضائل و خصائص شامل ہیں جو نبی اکرم ﷺ کو حاصل ہوئے اور حاصل ہوں گے۔ اس میں حوض کوثر بھی شامل ہے جو میدان حشر میں ہوگا، اور جنت کی وہ نہر بھی جس سے حوض کوثر میں پانی آئے گا۔ ② جنت کی نہر دنیا کی نہروں سے اسی طرح عظیم اور ممتاز ہے جس طرح جنت کی دوسری نعمتیں دنیا کی نعمتوں سے مختلف ہیں۔ ③ نہر کوثر کی تہہ میں کنکروں اور پتھروں کی بجائے یاقوت جیسے قیمتی پتھر اور موتی ہوں گے جس سے اس کا منظر مزید دلکش ہو جائے گا۔

٤٣٣٥ - حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ

۴۳۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہے

٤٣٣٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة الكوثر، ح: ٣٣٦١ من حديث ابن فضيل به، وقال: "حسن صحيح"، وله شواهد.

٤٣٣٥ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٨ من حديث محمد بن عمرو به، وله شواهد كثيرة جدًا، وهو متواتر عن أبي هريرة رضي الله عنه.

ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ، وَلَا يَقْطَعُهَا».

وَاقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَظِلٍّ مَمْدُودٍ﴾. [الواقعة: ٣٠]

جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا تب بھی سایہ ختم نہیں ہوگا۔"

چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ﴾ "اور لمبے لمبے سایوں میں۔"

فائدہ: جنت میں دھوپ نہیں ہوگی لیکن درختوں کا وجود بھی ایک نعمت ہے جس سے منظر خوش گوار ہوتا ہے۔ جنت کا ایک ایک درخت اتنا بڑا ہوگا اور اس کی شاخوں کا پھیلاؤ اس قدر ہوگا کہ دنیا کے لحاظ سے ہزاروں میل پر محیط ہوگا۔ اس سے جنت کی وسعت کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

٤٣٣٦ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبِ بْنِ أَبِي الْعِشْرِينَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ لَقِيَ أَبَاهُرَيْرَةَ فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: أَسْأَلُ اللهَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فِي سُوقِ الْجَنَّةِ. قَالَ سَعِيدٌ: أَوَ فِيهَا سُوقٌ؟ قَالَ: نَعَمْ. أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ، إِذَا دَخَلُوهَا، نَزَلُوا فِيهَا بِفَضْلِ أَعْمَالِهِمْ. فَيُؤْذَنُ لَهُمْ فِي مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا. فَيَزُورُونَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ. وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهُ. وَيَتَبَدَّى لَهُمْ فِي رَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ

۴۳۳۶- حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان کی ملاقات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور آپ کو جنت کے بازار میں جمع کرے۔ حضرت سعید رحمہ اللہ نے کہا: کیا جنت میں بھی بازار ہوگا؟ فرمایا: ہاں! مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا: "جنتی جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اپنے اعمال کے مطابق (اپنے اپنے درجے میں) ٹھہریں گے۔ انھیں دنیا کے دنوں کے اندازے کے مطابق جمعہ کے دن اجازت دی جائے گی تو وہ اللہ عز وجل کی زیارت کریں گے۔ وہ ان کے لیے اپنا عرش ظاہر کرے گا اور خود بھی جنت کے باغات میں سے ایک باغ میں ظہور

٤٣٣٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب ما جاء في سوق الجنة، ح: ٢٥٤٩ من حديث هشام به، وقال: "غريب"، علته اختلاط هشام بن عمار، قال في التقريب: "صدوق مقرىء، كبر فصار يتلقن، فحديثه القديم أصح"، وراجع كتب المختلطين.

الْجَنَّةِ. فَتُوضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ. وَمَنَابِرُ مِنْ لُؤْلُؤٍ. وَمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوتٍ. وَمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ. وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ. وَمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ. وَيَجْلِسُ أَدْنَاهُمْ، وَمَا فِيهِمْ دَنِيءٌ عَلَى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُورِ. مَا يُرَوْنَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِأَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا.

فرمائے گا۔ان کے لیے نور کے منبر رکھے جائیں گے اور موتی کے منبر، یاقوت کے منبر، زمرد کے منبر، سونے کے منبر اور چاندی کے منبر (رکھے جائیں گے۔) ان میں سے کم درجے کے مومن، ان میں سے کوئی حقیر نہیں ہوگا، کستوری اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے۔ انھیں یوں محسوس ہوگا کہ کرسیوں والے ان سے اعلیٰ نشستوں پر نہیں۔"

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا؟ قَالَ: «نَعَمْ. هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟» قُلْنَا: لَا. قَالَ: «كَذٰلِكَ. لَا تَتَمَارَوْنَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ. وَلَا يَبْقَى فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ أَحَدٌ إِلَّا حَاضَرَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مُحَاضَرَةً. حَتَّى إِنَّهُ يَقُولُ لِلرَّجُلِ مِنْكُمْ: أَلَا تَذْكُرُ، يَافُلَانُ يَوْمَ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ يُذَكِّرُهُ بَعْضَ غَدَرَاتِهِ فِي الدُّنْيَا فَيَقُولُ: يَارَبِّ أَفَلَمْ تَغْفِرْ لِي؟ فَيَقُولُ: بَلَى. فَبِسَعَةِ مَغْفِرَتِي بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهِ. فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ، غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِنْ فَوْقِهِمْ. فَأَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيبًا لَمْ يَجِدُوا مِثْلَ رِيحِهِ شَيْئًا قَطُّ. ثُمَّ يَقُولُ: قُومُوا إِلَى مَا أَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ. فَخُذُوا مَا اشْتَهَيْتُمْ. قَالَ: فَنَأْتِي سُوقًا قَدْ حُفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ. فِيهِ مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُونُ إِلَى مِثْلِهِ، وَلَمْ تَسْمَعِ الْآذَانُ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوبِ. قَالَ: فَيُحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَيْنَا. لَيْسَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے رب کی زیارت کریں گے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں، کیا تمھیں سورج کو یا چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں شک ہوتا ہے؟" ہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: "اسی طرح تمھیں اپنے رب کے دیدار میں کوئی شک نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مجلس کے ہر شخص سے مخاطب ہوکر بات چیت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے ایک آدمی سے فرمائے گا: اے فلاں! کیا تجھے یاد نہیں جس دن تو نے فلاں فلاں کام کیا تھا؟ یعنی اللہ تعالیٰ بندے کی بعض دنیوی غلطیاں یاد کرائے گا۔ بندہ کہے گا: میرے رب! کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں؟ میری بخشش کی وسعت ہی کی وجہ سے تو تو اس مقام پر پہنچا ہے۔ اسی اثنا میں ان کے اوپر ایک بادل چھا جائے گا۔ اس سے ان پر ایسی خوشبو برسے گی کہ اس جیسی مہک انھوں نے کبھی نہ سونگھی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اٹھو، میں نے تمھاری عزت افزائی کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے اس میں سے جو چاہو لے لو۔" نبی ﷺ نے فرمایا: "تب ہم ایک

يُبَاعُ فِيهِ شَيْءٌ وَلَا يُشْتَرٰى . وَفِي ذٰلِكَ السُّوقِ يَلْقَى أَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا . فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ ذُوالْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ ، فَيَلْقَى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَمَا فِيهِمْ دَنِيءٌ فَيَرُوعُهُ مَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ . فَمَا يَنْقَضِي آخِرُ حَدِيثِهِ حَتَّى يَتَمَثَّلَ لَهُ عَلَيْهِ أَحْسَنُ مِنْهُ . وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَحْزَنَ فِيهَا » .

بازار میں جائیں گے جسے فرشتوں نے گھیر رکھا ہوگا۔اس میں ایسی چیزیں ہوں گی جیسی آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھیں' نہ کانوں نے سنی اور نہ دلوں میں ان کا خیال آیا۔'' فرمایا:''ہم جو چاہیں گے' (خادم) ہمارے لیے اٹھائیں گے۔اس بازار میں نہ کوئی چیز بیچی جائے گی نہ خریدی جائے گی۔ اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ ایک بلند درجے والا آدمی اپنے سے کم درجے والے کو ملے گا اور ان میں سے کوئی حقیر نہیں ہوگا۔ وہ (کم درجے والا) اس (بلند درجے والے) کے لباس کو دیکھ کر متأثر ہو جائے گا لیکن ابھی اس کی بات ختم نہیں ہوگی کہ اسے اپنا پہنا ہوا لباس اس سے بہتر نظر آئے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کوئی غمگین نہیں ہوگا۔''

قَالَ : « ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلَى مَنَازِلِنَا ، فَتَلْقَانَا أَزْوَاجُنَا فَيَقُلْنَ : مَرْحَبًا وَأَهْلًا . لَقَدْ جِئْتَ وَإِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ وَالطِّيبِ أَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ . فَنَقُولُ : إِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ عَزَّ وَجَلَّ . وَيَحِقُّنَا أَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا » .

فرمایا:''پھر ہم اپنے گھروں کو واپس آئیں گے تو ہمیں ہماری بیویاں ملیں گی اور کہیں گی: خوش آمدید! آپ (گھر) آئے ہیں تو آپ کے حسن اور خوشبو میں روانگی کے وقت کی نسبت اضافہ ہو چکا ہے۔ہم کہیں گے: آج ہم کو اپنے رب جبار عز وجل کی ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا ہے' لہٰذا ہمیں اسی انداز سے واپس آنا تھا جس شان سے آئے ہیں۔''

٤٣٣٧- **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْرَقُ ، أَبُو مَرْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ : حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ

۴۳۳۷- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ جسے بھی جنت میں داخل کرے گا' اس کی شادی بہتر بیویوں سے کر دے

٤٣٣٧_ **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن عدي : ٣/ ٨٨٤ من حديث هشام بن خالد به * خالد بن يزيد ضعيف مع كونه فقيهًا ، وقد اتهمه ابن معين(تقريب) ، وطعن في روايته عن أبيه كما في التهذيب وغيره .

مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُدْخِلُهُ اللهُ الْجَنَّةَ، إِلَّا زَوَّجَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً: ثِنْتَيْنِ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَسَبْعِينَ مِنْ مِيرَاثِهِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. مَا مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ إِلَّا وَلَهَا قُبُلٌ شَهِيٌّ. وَلَهُ ذَكَرٌ لَا يَنْثَنِي».

گا۔ دو عورتیں حور عین (جنت کی حوروں) میں سے ہوں گی اور ستر عورتیں وہ ہوں گی جو اسے جہنمیوں کی وراثت ملی ہوگی۔ ان میں سے ہر عورت کا مقام مخصوص نہایت خوبصورت اور دلکش ہوگا اور مرد کا عضو ایسا ہوگا جو نرم نہیں ہوگا۔

قَالَ هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ: مِنْ مِيرَاثِهِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، يَعْنِي رِجَالًا دَخَلُوا النَّارَ. فَوَرِثَ أَهْلُ الْجَنَّةِ نِسَاءَهُمْ. كَمَا وُرِثَتِ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ.

(امام ابن ماجہ ؒ کے استاذ) حضرت ہشام بن خالد ؒ نے فرمایا: جہنمیوں کی وراثت کا مطلب یہ ہے کہ جو مرد جہنم میں جائیں گے ان کی عورتیں جنتیوں کو مل جائیں گی' جیسے فرعون کی بیوی (جنتی تھی اور اس کا خاوند جہنمی اس لیے وہ) وراثت میں (کسی جنتی کو) ملے گی۔

٤٣٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ إِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ، كَانَ حَمْلُهُ وَوَضْعُهُ وَسِنُّهُ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ، كَمَا يَشْتَهِي».

۴۳۳۸- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو جنت میں جب بچے کی خواہش ہوگی تو اس کی خواہش کے مطابق ایک گھڑی میں (فوراً) حمل' ولادت اور اس بچے کا بڑا ہونا (سب کچھ) ہو جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① جنت میں اسباب و نتائج کا وہ سلسلہ نہیں جو اللہ نے دنیا میں قائم کیا ہے' اس لیے ہر خواہش کی تکمیل فوراً ہو جائے گی۔ ② اللہ تعالیٰ جسے چاہے بغیر اعمال کے جنت میں داخل کر سکتا ہے' جیسے جنت کی حوریں اور خادم (غلمان) وہیں پیدا کیے گئے ہیں۔ اسی طرح جنت میں پیدا ہونے والا بچہ پیدائشی جنتی ہوگا۔ ③ جنت میں داخل کرنا اللہ کا فضل ہے اور فضل کے لیے ضروری نہیں کہ اس کا کوئی سبب (عمل وغیرہ) ہو جب

٤٣٣٨ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب ماجاء ما لأدنى أهل الجنة من الكرامة، ح: ٢٥٦٣ عن ابن بشار به، وقال: "حسن غريب".

کہ جہنم میں داخلہ ایک سزا ہے اور سزا بغیر جرم کے نہیں ملتی' لہٰذا کسی کو بغیر گناہ کے جہنم میں داخل نہیں کیا جائے گا۔

٤٣٣٩ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا. وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ. رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا. فَيُقَالُ لَهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَىٰ فَيَرْجِعُ. فَيَقُولُ: يَارَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَىٰ. فَيَقُولُ اللهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَىٰ فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَارَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَىٰ. فَيَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَىٰ. فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَارَبِّ إِنَّهَا مَلْأَىٰ. فَيَقُولُ اللهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا. أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: أَتَسْخَرُ بِي أَوْ أَتَضْحَكُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ؟».

قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

۴۳۳۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے معلوم ہے کہ کون سا جہنمی سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور کون سا جنتی سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا۔ ایک آدمی جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا نکلے گا۔ اسے کہا جائے گا: جا' جنت میں داخل ہو جا۔ وہ آئے گا تو اسے محسوس ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے' چنانچہ وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا: یارب! وہ تو بھری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا' جنت میں داخل ہو جا۔ وہ (دوبارہ) آئے گا تو اسے محسوس ہوگا کہ وہ بھری ہوئی ہے۔ وہ واپس ہو جائے گا اور عرض کرے گا: میرے رب! وہ تو بھری ہوئی ہے۔ اللہ پاک فرمائے گا: جا' جنت میں داخل ہو جا۔ وہ آئے گا تو اسے محسوس ہوگا کہ وہ بھری ہوئی ہے۔ وہ پھر جا کر عرض کرے گا: میرے مالک! وہ تو بھری ہوئی ہے۔ اللہ فرمائے گا: جا' جنت میں داخل ہو جا۔ تجھے دنیا کے برابر اور (مزید) اس سے دس گنا جگہ ملے گی۔ یا فرمایا: تجھے دنیا سے دس گنا جگہ ملے گی۔ بندہ کہے گا: کیا تو مجھ سے مذاق کرتا یا مجھ سے ہنستا ہے' حالانکہ تو بادشاہ ہے؟''

صحابی فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ خوب ہنسے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔

٤٣٣٩ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ح: ٦٥٧١، ومسلم، الإيمان، باب آخر أهل النار خروجًا، ح: ١٨٦/ ٣٠٨ عن عثمان بن أبي شيبة به.

فَكَانَ يُقَالُ: هٰذَا أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا.

پس کہا جاتا تھا: یہ شخص سب سے کم درجے کا جنتی ہے۔

فوائد و مسائل: ① جہنم سے نکلنے والے گناہ گار اپنے اپنے درجے کے مطابق جہنم سے نکالے جائیں گے' کم گناہوں والے پہلے اور زیادہ گناہوں والے بعد میں۔ ② جتنا کوئی شخص زیادہ گناہوں والا ہے' اسی قدر اس کا درجہ کم ہے۔ ③ کم سے کم درجے والے جنتی کو بھی کسی بادشاہ کی سلطنت سے دس گیارہ گنا جگہ ملے گی۔ ④ بندے کو بار بار یہ احساس کہ جنت میں جگہ خالی نہیں' اس لیے دلایا جائے گا کہ جب وہ جنت میں جائے تو اسے زیادہ خوشی حاصل ہو۔ ⑤ تعجب یا خوشی کے موقع پر ہنسنا زہد و تقویٰ کے منافی نہیں۔

٤٣٤٠- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ الْجَنَّةَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَتِ الْجَنَّةُ: اَللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ. وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَتِ النَّارُ: اَللّٰهُمَّ أَجِرْهُ مِنَ النَّارِ».

۴۳۴۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین بار جنت مانگتا ہے' جنت (اس کے حق میں دعا کرتے ہوئے) کہتی ہے: یا اللہ! اسے جنت میں داخل فرما دے۔ اور جو کوئی تین بار (جہنم کی) آگ سے پناہ مانگتا ہے' جہنم (اس کے حق میں دعا کرتے ہوئے) کہتی ہے: یا اللہ! اسے آگ سے محفوظ فرما۔''

فوائد و مسائل: ① دعا تین بار مانگنا مسنون ہے۔ ② اللہ سے جنت میں داخلے کی اور جہنم سے پناہ کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔ ③ جنت اور جہنم اللہ کی مرضی کے بغیر کسی کے حق میں دعا نہیں کرتیں' اس لیے ان کے دعا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کر کے اس شخص کو جنت میں داخل کرنا چاہتا ہے۔

٤٣٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۴۳۴۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کے دو گھر ہیں: ایک گھر جنت میں اور ایک گھر جہنم میں۔

٤٣٤٠_ [صحيح] أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب ماجاء في صفة أنهار الجنة، ح: ٢٥٧٢ عن هناد به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٢٤٣٣، والحاكم: ١/ ٥٣٥، والذهبي، وله شواهد، منها ما أخرجه ابن حبان في صحيحه (الإحسان)، ح: ٢/ ١٧٨، ح: ١٠١٠ وغيره، وبه صح الحديث.

٤٣٤١_ [صحيح] أخرجه الطبري في تفسيره: ١٨/ ٥، وابن أبي حاتم، وابن كثير: ٣/ ٢٥٠، وفي نسخة: ٥/ ٤٥٩ في تفسيريهما من حديث أحمد بن سنان به، وصححه البوصيري، وله شواهد عند البخاري، ح: ٦٥٦٩/ ١٣٧٩، ومسلم، ح: ٢٨٦٦/ ٦٥، ٦٦ وغيرهما.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا لَهُ مَنْزِلَانِ: مَنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ. فَإِذَا مَاتَ، فَدَخَلَ النَّارَ، وَرِثَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْزِلَهُ. فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ﴾».

جب کوئی شخص فوت ہو کر جہنم میں جاتا ہے تو اس کا گھر وراثت میں جنت والوں کو مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ﴾ ''یہی لوگ وراثت پانے والے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ہر شخص کا گھر جنت میں بھی ہے اور جہنم میں بھی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے بے مثال عدل اور بے انتہا رحمت کا پتہ چلتا ہے۔ ② ہر مرنے والے کو یہ دونوں گھر اس وقت دکھائے جاتے ہیں جب وہ قبر میں پہنچتا ہے۔ (دیکھیے: حدیث ۴۲۶۸) ③ جہنم میں جانے والے کا جنت والا گھر خالی رہ جاتا ہے' وہ کسی جنتی کو دے دیا جاتا ہے۔ یہ بھی اللہ کی رحمت اور اس کے فضل کا اظہار ہے۔

وَهٰذَا آخِرُ سُنَنِ الْإِمَامِ الْحَافِظِ أَبِي عَبْدِاللهِ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مَاجَه الْقَزْوِينِي رَحِمَهُ اللهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللهِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ.

فہرست اطراف الحدیث

شعبۂ تحقیق و تصنیف دار السلام

ب

ح

د

ذ

ش

غ

ف

و